# تفسیر مدارک (اُردُو)

## مَدارکُ التّنزیل وحقائق التّأویل

جلد اوّل


مؤلف

الشیخ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

استاذ التفسیر والحدیث مولانا شمس الدّین مدظلہ



ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸- اردو بازار لاہور ۰ پاکستان

فون: 37211788 , 37231788

# تفسیر مدارک النسفی اردو

## مدارک التنزیل وحقائق التاویل

جلد اول

از پارہ 1 – تا – 10

تالیف:

**ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی**

(ت ۷۱۰ ھ)

حققہ وخرج احادیثہ
**یوسف علی بدیوی**

راجعہ وقدم لہ
**محی الدین دیب مستو**

مترجم
استاذ التفسیر والحدیث مولانا شمس الدین مدظلہ

فقہ حنفی کی مشہور تفسیر کا مستند اردو ترجمہ جس میں الفاظ قرآنی کی لغوی و شرعی تشریح کی گئی ہے۔ ہر آیت کے بارے میں قراء کرام کے اقوال، عربی ضرب الامثال کا ذکر، ملحدین کے اعتراضات کے جوابات اور احکام قرآنی کا فقہی استنباط اور متقدمین کے اقوال سے استدلال ہے۔

مکتبۃ العلم
۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان
Ph:7211788-7231788

BestUrduBooks.wordpress.com

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں۔
کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

نام کتاب .......... تفسیر مدارک للنسفی اُردو

تالیف: .......... الشیخ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ

مترجم .......... اُستاذ التفسیر والحدیث مولانا شمس الدین مدظلہ

ناشر .......... خالد مقبول

مطبع .......... لعل سٹار پرنٹرز

ملنے کے پتے

❖ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 7224228

❖ مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور ☎ 7221395

❖ مکتبہ جویریہ ۱۸- اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان ☎ 7211788

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

BestUrduBooks.wordpress.com

# عرض ناشر

قرآن مجید وفرقان حمید سراپا معجزہ ہے، اس کے معانی کے ساتھ ساتھ اس کے الفاظ اور اس کی عبارتیں بھی معجزانہ ہیں، قرآن مجید اللہ کی آخری اور وہ عظیم المرتبت اور عالی شان کتاب ہے جسے اللہ رب العزت نے بقاء انسانی کے لیے بطور ضابطہ اور اساس نازل فرمایا۔

قرآن مجید سے پہلے کی کتب سماویہ جو سابقہ امم کو عطا ہوئیں وہ سب تحریف کا شکار ہو گئیں۔ حتیٰ کہ آج ان میں سے کوئی کتاب بھی اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں۔ جبکہ یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ وہ اپنی اصلی حالت میں ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کے لیے خالق کائنات جل مجدہٗ نے فرمایا ہے۔

﴿انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون﴾

''بے شک ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمائیں گے۔''

قرآن مجید عربی میں نازل ہوا تھا۔ اس وقت جو لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم) موجود تھے، عربی ان کی مادری زبان تھی۔ اس لئے قرآن کے معانی ومطالب معلوم کرنے میں انہیں کوئی دقت پیش نہ آتی تھی۔ تاہم جہاں کہیں انہیں کوئی اشکال ہوتا تھا۔ وہ خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرلیا کرتے تھے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جہاں دوسرے بہت سے مناصب پر فائز کیا تھا وہاں ایک منصب عالی قرآن عزیز کے مفسر و ترجمان ہونے کا بھی تھا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

﴿و انزلنا الیك الذکر لتبین للناس مانزل الیهم﴾ (النمل:٤٤)

''اور ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا، تاکہ آپ اسے لوگوں پر واضح کریں۔''

چنانچہ تفسیر کا سب سے بیش قیمت سرمایہ تفسیری روایات ہیں جو کہ مختلف کتب حدیث میں منقول ہیں۔

حفاظت قرآن کے وعدۂ خداوندی کی تکمیل یوں ہوئی کہ الفاظ کو تو حفاظ نے سینوں میں محفوظ کرلیا اور جہاں تک معانی قرآن کا تعلق ہے تو مفسر اعظم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک مفسرین کرام نے ان کی حفاظت میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ چنانچہ ہر دور میں مفسرین نے اپنے ذوق اور علم کے مطابق چھوٹی بڑی تفاسیر لکھیں۔ بہت سے علوم تفسیر میں گھل مل گئے۔ جیسا کہ نحوی علماء نے تفاسیر لکھیں۔ ان میں نحوی مسائل کو سامنے رکھا مثلاً ابوحیان کی تفسیر البحر المحیط۔ علوم عقلیہ کے علماء نے جو تفاسیر

BestUrduBooks.wordpress.com

لکھیں ان میں فلسفہ کو مدنظر رکھا مثلاً امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر"۔ صوفیاء نے علم تصوف پر مبنی تفاسیر لکھیں مثلاً ابن عربی کی تفسیر ابن عربی۔

زیر نظر تفسیر جناب ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی کی عظیم المرتبت تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل المعروف بہ تفسیر مدارک نسفی ہے۔ امام نسفی مسلکاً حنفی تھے۔ حدیث نبوی ﷺ اور اصول فقہ کے امام تھے اور کتاب اللہ کے بہترین مفسر تھے۔

مکتبۃ العلم لاہور کو جو عرصہ دراز سے علوم دینیہ کی اشاعت وترویج میں بڑی عرق ریزی سے کوشاں ہے اس سے پہلے کتب احادیث سنن ابوداؤد (مترجم)، سنن نسائی (مترجم)، سنن ابن ماجہ (مترجم)، جامع ترمذی (مترجم)، موطا امام محمد (مترجم) اور دلیل الفالحین اردو شرح ریاض الصالحین تفسیر انوار البیان اردو پہلی بار کمپیوٹر کمپوزنگ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔ اسی طرح الحمدللہ پہلی بار تفسیر مدارک جو کہ فقہ حنفی کی بہترین تفسیر ہے کو اردو قالب میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، اس تفسیر میں درج ذیل خصوصیات ہیں

① الفاظ قرآنی کی لغوی اور شرعی تشریح

② ہر آیت کے بارے میں قراء کے اقوال

③ عربی ضرب الامثال کا جابجا ذکر۔

④ ملحدین کے اعتراضات کے مدلل جوابات۔

⑤ احکام قرآنی کا فقہی استنباط اور متقدمین کے اقوال سے استدلال۔

اس میں قرآنی عربی (کتابت شدہ) لگا کر مشہور مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ کا ترجمہ لگا دیا گیا ہے جو کہ عام فہم اور آسان ترجمہ ہے۔

آخر میں استدعا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ بندہ کے والدین کو جنہوں نے مجھے قرآن وحدیث کے کام کی طرف نہ صرف رغبت دلائی بلکہ قدم قدم پر راہنمائی بھی فرمائی (جو الحمدللہ ہنوز جاری ہے) ان کو اپنی دعاؤں میں ضرور شامل کریں۔ اللہ جل جلالہ سے دعا ہے کہ اس کتاب کی تیاری میں دامے درمے سخنے شامل ہونے والے تمام احباب کو اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کے کام کی اور زیادہ توفیق ورغبت عطاء فرمائے۔

طالب دعا

خادم العلم والعلماء

خالد مقبول

BestUrduBooks.wordpress.com

# فہرست

## پارہ : ١

## سورۃ الفاتحۃ : ١



## سورۃ البقرۃ : ٢



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ ۳



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ آلِ عِمْرَان ③



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ ۴



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ النِّسَاءِ ④



### ورثاء کی اقسام



BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ ۵



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ ۶



## سورۃ المائدہ ⑤



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ : ۷



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ : ۸



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ الاعراف



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

پارہ : ۹



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

# ① سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ ⑤

سورۃ　فاتحہ　مکہ میں نازل ہوئی

## وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ وَّرُكُوْعُهَا

اس میں سات آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ سورت مکی ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ مدنی ہے۔ مگر صحیح ترین قول یہ ہے کہ یہ مکی اور مدنی ہے۔ یہ مکہ شریف میں اس وقت اتاری گئی جبکہ نماز کا فریضہ لاگو ہوا۔ پھر دوبارہ نزول مدینہ میں اس وقت ہوا جب تحویل قبلہ کا معاملہ پیش آیا۔

**اسمائے سورت اور انکی وجوہ:**

**نمبر ۱۔ ام القرآن** : (ا) حدیث میں اس کا یہ نام وارد ہوا ہے۔ **لا صلاۃ لمن لم یقرء بام القرآن** (مسلم) اس کی نماز کامل نہیں جس نے ام القرآن نہ پڑھی۔

(ب): یہ قرآن مجید کے مقاصد پر مشتمل ہے۔

**نمبر ۲۔ وافیہ ، کافیہ** : یہ سورت مقاصد قرآن کو اپنے اندر سمیٹنے والی ہے۔

**نمبر ۳۔ الکنز** : حدیث قدسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ **فاتحۃ الکتاب کنز من کنوز عرشی** (ابن راہویہ) فاتحۃ الکتاب میرے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

**نمبر ۴ الشفاء' الشافیہ** : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے **فاتحۃ الکتاب شفاء من کل داء الا السام** (فیض القدیر) فاتحہ موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج، (شفاء) ہے۔

**نمبر ۵ المثانی** : کیونکہ یہ نماز میں بار بار دھرائی جاتی ہے۔

**نمبر ۶ سورۃ الصلاۃ** (ا) : اس روایت کی بناء پر (**لا صلاۃ لمن لم یقرء بام القرآن**) کہ نماز کی تکمیل کا دارومدار اس پر ہے۔

(ب) : اس لئے بھی کہ یہ نماز میں فرض ہے یا واجب (فقہاء کے اختلاف کے مطابق)



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر ۷ سورت الحمد والاساس: یہ قرآن کی اساس و بنیاد ہے۔ جیسا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ارشاد میں ذکر فرمایا اذا اعتللت او اشتکیت فعلیك بالاساس: کہ جب تو بیمار پڑ جائے تو فاتحہ کو لازم پکڑ۔"

## تعدادِ آیات:

اس سورت میں بالاتفاق سات آیات ہیں۔ واللہ اعلم

## اختلافِ قراء اور انکے دلائل:

**نمبر ۱**: قراء مدینہ، بصرہ اور شام رحمہم اللہ کا کہنا یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ فاتحہ کی آیت نہیں اور نہ ہی یہ کسی دوسری سورت کی ابتدائی آیت ہے (البتہ سورت نمل کی آیت کا حصہ ہے انه بسم اللّٰه الرحمن الرحیم الأیة)

ابتداء میں اس کو تبرک کے طور پر اور دو سورتوں کے مابین فاصلہ ظاہر کرنے کیلئے لایا جاتا ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین کا یہی مسلک ہے۔ اسی بناء پر ان کے ہاں فاتحہ کے ساتھ اس کو جہراً نہیں پڑھا جاتا۔

**نمبر ۲**: دوسرا مسلک قراء مکہ اور کوفہ رحمہم اللہ کا ہے۔ کہ یہ نہ صرف سورت فاتحہ کی ایک آیت ہے۔ بلکہ ہر سورت کی (ابتدائی) آیت ہے۔ اس قول کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے احباب نے اختیار فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کو فاتحہ کے ساتھ جہراً پڑھتے ہیں۔

## دلائل شوافع رحمۃ اللہ علیہ نمبر ۱:

سلف صالحین رحمہم اللہ اس کو قرآن مجید میں لکھتے چلے آرہے ہیں حالانکہ غیر قرآن کو قرآن میں لکھنے کی شدت سے ممانعت تھی (پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ سورت فاتحہ کی آیت ہے)

نمبر ۲ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ جس نے بسم اللہ کو چھوڑ دیا۔ اس نے گویا کتاب اللہ کی ایک سو چودہ ۱۱۴ آیات کو چھوڑ دیا۔ (اس سے ثابت ہوا کہ یہ ہر سورت کی آیت ہے)

## دلائل احناف رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے صلاۃ یعنی فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ میرے بندے کیلئے وہ ہے۔ جو اس نے سوال کیا۔

| | |
|---|---|
| جب بندہ کہتا ہے الحمد للّٰه رب العالمین۔ | تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری حمد کی۔ |
| جب بندہ کہتا ہے الرحمان الرحیم۔ | تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری ثناء کی۔ |
| جب بندہ کہتا ہے مالك یوم الدین۔ | تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ |
| جب بندہ کہتا ہے ایاك نعبد وایاك نستعین۔ | تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے۔ میرے بندے نے جو طلب کیا میں نے اس کو دے دیا۔ |



BestUrduBooks.wordpress.com

جب بندہ کہتا ہے اهدنا الصراط المستقیم تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرے بندے کیلئے خاص ہے اور میرے بندے نے جو مجھ سے سوال کیا وہ میں نے اسے دے دیا۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولاالضآلین۔ (مسلم،ترمذی)

(پس اگر بسم اللہ فاتحہ کا جزو ہوتو الحمد کی بجائے اولاً بسم اللہ کہا جاتا۔اس سے ثابت ہوا کہ فاتحہ بسم اللہ کا جز ونہیں )۔

پس، **الحمد للّٰہ رب العالمین** سے سورت فاتحہ کی ابتداء کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بسم اللہ فاتحہ کا جز ونہیں ہے۔جب فاتحہ کا جز و نہ بنا تو دوسری سورتوں کا جز و نہ ہونا تو بالاتفاق خود ثابت ہو گیا۔اور یہ روایت تو صحاح ستہ میں مذکور ہے۔

## جواب روایت:

ان کی پیش کردہ روایت ہمارے مخالف نہیں کیونکہ بسم اللہ ہمارے نزدیک بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔

دوسورتوں کے درمیان فاصلہ کرنے اور سورتوں کے ابتداء میں تبرک حاصل کرنے کی غرض سے اتاری گئی۔ علامہ فخر الاسلام ﷫ نے یہ بات ''المبسوط'' میں ذکر کی ہے۔ہم پر اعتراض اس روایت سے تب آتا جب اس کو ہم قرآن مجید کی آیت تسلیم نہ کرتے۔''الکافی'' میں اسکی تفصیل موجود ہے من شاء فلیراجع۔ با۔کا تعلق محذوف سے ہے۔جس کی تقدیر عبارت یہ ہے۔بسم اللہ اَقرءُ وَاَتلُوْا کیونکہ جو شخص بسم اللہ کی تلاوت کرتا ہے۔تو وہ اس کا قاری ہے۔جیسا کہ مسافر جب کسی جگہ خیمہ زن ہو یا وہاں سے کوچ کرے تو کہتا ہے۔باسم اللہ والبرکات یعنی (بسم اللّٰہ احل و بسم اللّٰہ ارتحل) کہ میں اللہ کے نام کی برکت سے اترتا اور اللہ کے نام کی برکت سے کوچ کرتا ہوں۔اسی طرح ذبح کرنے والا ( کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرتا ہوں)۔

## اصول:

یہ فاعل جو بسم اللہ سے اپنے فعل کو شروع کرے گا تو وہی فعل مضمر ہوگا جس کی ابتداء بسم اللہ سے کی گئی ہے۔

**البتہ** : فعل محذوف آخر میں مانا جائے گا۔کیونکہ فعل اور متعلّق بہ سے زیادہ اہم متعلّق بہ ہے ( کیونکہ مقصود وہی ہوتا ہے )

## عادتِ مشرکین:

مشرکین اپنے معبودوں کے نام سے ابتداء کرتے ہوئے کہتے باسم اللات و باسم العزی۔

(اسلام نے شرک کی جڑ کو اکھیڑا ہے )اس لئے مؤمن موحد کیلئے ضروری ٹھہرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کو ابتداء میں لائے تاکہ ہر چیز کی ابتداء کیلئے اللہ تعالیٰ کے نام کا خاص ہونا ثابت ہو سکے اور یہ مقصد صرف اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے جبکہ متعلق بہ کو پہلے لایا جائے اور فعل کو آخر میں ذکر کیا جائے۔

## ایک اعتراض اوراس کا جواب:

**سوال** : اقرا باسم ربک :علق :ا۔ میں فعل کو مقدم کیوں کیا گیا۔

**جواب** : ایک قول کے مطابق یہ سب سے پہلے اترنے والی سورت ہے۔اس وقت قراءت کا حکم زیادہ اہمیت والا تھا۔اسی لئے



BestUrduBooks.wordpress.com

فعل قراءت کومقدم کر دیا گیا تا کہ حکم قراءت دلوں میں خوب پختہ وجاگزین ہو جائے۔

**جواب**: نمبر ۲ یہ بھی درست ہے کہ قراءت کوافعل القراء ة و حققھا( کہ تم قراءت کرواور خوب اچھی طرح کرو) کے معنی میں مان لیا جائے اور یہ اس محاورہ عرب کے مطابق ہوگا۔فلان یعطی ویمنع پھراس کا فعل الگ محذوف ہوگا۔جس پر بسم اللہ پڑھا جائے گا۔اسکی طرف متعدی نہ ہوگا۔

**جواب نمبر ۳**: یہ بھی ممکن ہے کہ باسم ربک' اس اقرأ کا مفعول ہو جو بعد میں محذوف ہے۔اور''اسم اللہ'' کا تعلق قراءت سے اسی طرح کا مانا جائے جو اس آیت میں' تنبت بالدھن (المومنون:۲۰) میں دھن (تیل) کا انبات (اگنے) سے ہے۔پس معنی یہ ہوگا۔متبرکاً باسم اللہ اقرء میں اللہ تعالیٰ کے نام سے تبرک حاصل کرتے ہوئے پڑھتا ہوں۔

**نکتہ**: اسمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تعلیم دی کہ وہ اس کے نام سے کس طرح تبرک حاصل کریں اور اسکی کس طرح تعظیم بجالائیں۔

بسم اللہ کی با کسرہ پرمبنی ہے کیونکہ وہ کسرہ حرفیت اور جر کالازمہ ہے۔اسی لئے با کومکسور رکھا تا کہ اسکی حرکت اس کے عمل کے مشابہ ہو۔

## لفظ اسم کی تحقیق:

**اسم**: یہ لفظ ان اسماء میں سے ہے۔جنکا حرف اول مبنی بالسکون ہے۔جیسا کہ ابن اور ابنة وغیرہ۔جب ان سے ابتداء کرکے پڑھنا چاہیں تو ہمزہ لگا دیا جاتا ہے۔کیونکہ ساکن سے ابتداء نہیں کی جاسکتی۔البتہ درمیان کلام میں جب یہ الفاظ آجائیں گے تو پھر ھمزہ کی ضرورت سے مستغنی ہو جاتے ہیں۔

**بعض علماء**: ہمزہ کا اضافہ نہیں کرتے بلکہ صرف ساکن کوحرکت دینے پر اکتفاء کرتے ہیں۔چنانچہ وہ اس کو سِمٌ اور سُمٌ پڑھتے ہیں۔

یہ ان اسماء میں سے ہے۔جس کا آخری حرف حذف کر دیا گیا جس طرح کہ یدٌ اصل میں یَدَیٌ اور دم اصل میں دموٌ ہے۔اسی طرح اسکی اصل سِمْوٌ ہے۔جس کی دلیل وہ تبدیلی ہے جو اسماء سمی، سُمَیت میں نظر آرہی ہے۔یہ سِمُوٌ بمعنی بلندی سے مشتق ہے۔کیونکہ نام مُسَمّٰی کی تعریف کو ظاہر کرتا ہے۔اور اس کے تذکرے کو پھیلانے والا ہے۔

**بسم اللّٰہ**: میں الف کتابت سے حذف کر دیا گیا۔اور اقرأ باسم ربک:(العلق:۱) میں ذکر کر دیا کیونکہ اسمیں بھی دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔مگر بسم اللہ میں تو کثرت استعمال کی وجہ سے تلفظ سے ساقط کر دیا گیا۔(اور اقرأ باسم میں کثرت استعمال نہیں اس لئے کتابۃً حذف نہیں کیا گیا) بسم اللہ کی با کو حذف کے بدلے میں لمبا لکھا جائے گا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ بؔ کو لمبا لکھو۔سؔ،کو ظاہر کرو اور مؔ کو گول لکھا کرو۔(اس میں کتاب اللہ کی تعظیم ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

**لفظ اللہ کی تحقیق:**

**اللّٰہ** : اسکی اصل اَلْاِلٰہ ہے اسکی نظیر الناس کا لفظ ہے جس کی اصل اُنَاس ہے ھمزہ کو حذف کر کے ابتداء میں الف لام کا اضافہ کر دیا۔ اِلٰہٌ کا لفظ اسماء جنس میں سے ہے۔ ہر حق و باطل معبود پر بولا جاتا ہے۔ پھر معبود حقیقی کیلئے اس کا استعمال غالب آ گیا۔ جیسا کہ النجم کا لفظ ہر ستارے پر بولا جاتا ہے۔ پھر ثریا (کہکشاں) کیلئے اس کا استعمال غالب ہو گیا۔ اللہ کا لفظ حذف ھمزہ کے ساتھ فقط معبود برحق پر ہی بولا جاتا ہے۔ غیر پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ یہ اسم ہے۔ صفت نہیں۔

**دلیل نمبرا** : کیونکہ اس کو بطور موصوف لاتے ہیں، خود اس کو بطور صفت استعمال نہیں کرتے۔ اس طرح یہ نہیں کہا جاتا شَیْءٌ اِلٰہٌ۔ جس طرح کہ شیء رجلٌ نہیں کہتے۔ بلکہ کہتے ہیں اللہ واحد صمد۔ اللہ جو اکیلا بے نیاز ہے۔

**دلیل نمبر ۲** : اللہ تعالیٰ کی صفت کیلئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا موصوف ہو جس پر وہ صفات بولی جائیں۔ پھر اگر تمام کو صفات قرار دیا جائے تو کہنا پڑے گا۔ کہ یہ صفات تو ہیں مگر ان کا موصوف کوئی نہیں۔ اور یہ بات درست نہیں۔

**علماء نحو کا اختلاف:**

جلیل القدر علماء نحو خلیل، زجاج، محمد بن الحسن، حسین بن الفضل رحمہم اللہ نے اس کو مشتق نہیں مانا بلکہ اشتقاق کا انکار کیا۔

**اشتقاق کا معنی:**

بعض نے کہا اشتقاق کا معنی یہ ہے کہ ترکیب اور معنی میں دو یا زیادہ لفظ مشترک ہو جائیں۔ اس اسم کا لفظ اِلٰہَ یَا لَہُ (حیران ہونا) ہو۔ یہ لفظ حیرانی اور دہشت کو اپنے اندر شامل کرنے والے ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معبود کی پہچان میں وہم و گمان حیران ہیں۔ اور بڑے تیز عقل والے دہشت زدہ ہیں۔ اسی وجہ سے گمراہی کثرت سے ہے۔ اور باطل پھیل رہا ہے۔ اور صحیح سوچ و فکر کی کمی ہے۔

**دوسرا قول:**

بعض نے کہا یہ اَلَہَ یَاْلَہُ الاھًا۔ اس نے عبادت کی۔ سے ماخوذ ہے یہ مصدر ہے جو مألوہ بمعنی معبود کے مستعمل ہے۔ جیسا کہ آیت: ''ھذا خلق اللّٰہ'' لقمان (۱۱) میں خلق کا لفظ بمعنی مخلوق استعمال ہوا ہے۔

**اختلافِ قراءت:**

جب اس کے لام سے قبل ضمہ یا فتحہ ہو تو لام کو تفخیم سے پڑھا جائے گا۔ اور اگر لام سے پہلے کسرہ ہو تو ترقیق ہوگی۔ بعض قراء نے ہر حال میں ترقیق کی ہے جبکہ دوسروں نے ہر حال میں تفخیم۔ مگر جمہور کا قول وہی ہے جو ہم نے پہلے نقل کر دیا۔

**لفظ رحمٰن و رحیم کی تحقیق:**

**الرحمٰن** : یہ رحم سے بروزن فعلان ہے۔ اس ذات کو کہتے ہیں جس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہو۔ اسکی نظیر غضبان کا لفظ ہے جو غضب سے ہے۔ غضبان اس شخص کو کہتے ہیں جو غصے سے بھرا ہوا ہو۔ اسی طرح **الرحیم** : رحم سے فعیل کا وزن ہے جیسا مرض سے مریض۔ لفظ رحمان میں مبالغہ رحیم کی بہ نسبت زیادہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

**وجہ اول** : کیونکہ رحیم میں ایک لفظ زائد ہے۔اور رحمان میں دو لفظ ہیں اور الفاظ کا اضافہ معنی کے اضافہ پر دلالت کرتا ہے۔ اسی لئے دعا میں یا رحمان الدنیا کے الفاظ آئے ہیں۔ کیونکہ رحمان کی رحمت سے مومن و کافر ہر دو فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ''رحیم الآخرۃ'' کے لفظ آئے ہیں۔ کیونکہ وہ رحمت ایمان والوں کیلئے مخصوص ہے۔

**وجہ دوم** : علماء نے فرمایا رحمان اللہ تعالیٰ کا نام ہونے کی وجہ سے خاص ہے اس سے غیر اللہ کی صفت نہیں کی جاسکتی۔اور معنی کے اعتبار سے عام ہے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا۔الرحیم اس کے برعکس غیر کی صفت بن سکتا ہے اور اسکی رحمت ایمان والوں کیلئے خاص ہوگی۔اسی لئے رحمان کو مقدم کیا گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ اِيَّاكَ

سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہانوں کا' جو سب سے بڑا مہربان بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے' مالک ہے روز جزا کا' ہم تیری ہی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶

عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں' چلا ہم کو سیدھے راستہ پر

**سوال** : اگرچہ زیادہ بلیغ رحمان کا مقدم کرنا ہے۔اور قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہو جیسے کہا جاتا ہے۔ ''فلانٌ عالم نحریر'' فلاں زبردست عالم ہے۔

**جواب** : یہ غیر اللہ کی صفت نہیں بنتا اس لئے یہ بمنزلہ علم کے ہوا۔(اور علم صفت سے مقدم لایا جاتا ہے)

## رحمت کا مطلب:

اللہ کی رحمت سے مراد بندوں پر اس کا انعام و احسان کرنا ہے۔اصل میں رحمت کا معنی شفقت ہے۔(اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات میں مبادی کا لحاظ نہیں بلکہ غایات کا لحاظ ہے۔انسانوں کیلئے بعض صفات کا استعمال مبادی کے لحاظ سے ہے۔ فافہم وتدبر: مترجم)

## مسیلمہ کذاب کے بارے میں شاعر کا قول:

وانت غیث الوری لا زلت رحمانا۔اس میں مسیلمہ کیلئے رحمان کا لفظ استعمال کیا گیا۔درحقیقت یہ کفر پر محض ضد بازی کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔(حالانکہ محاورہ عرب اس کا ساتھ نہیں دیتا کیونکہ ان کے ہاں یہ لفظ استعمال میں ہی نہ تھا قالوا وما الرحمان)۔

## نحوی اختلاف: رحمان: نمبرا:

غیر منصرف ہے ان علماء کے ہاں جو فعلا نۃ مؤنث کا وزن نہ آنے کی وجہ سے فعلان کو غیر منصرف مانتے ہیں۔

**نمبر ۲** : یہ منصرف ہے۔کیونکہ اسکی مؤنث فُعلٰی کے وزن پر نہیں بنتی ان دونوں میں اول قول راجح ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حمد کی تشریح:

اَلْحَمْدُ : فضیلت کے انداز سے کسی خوبی پر تعریف کرنا۔ یہ مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اصل میں یہ منصوب ہے۔ فعل مضمر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ اسکی تفصیل اسطرح ہے۔ فعل مضمر جو خبر کے معنی میں ہو اس کا منصوب مصدر اس کو مانا گیا۔ جیسا کہ عرب کا قول شکرًا و کفرًا ای شکرت شکرًا۔

## مرفوع کی وجہ:

منصوب سے مرفوع کی طرف عدول کرنے کی وجہ معنی میں پختگی وثبوت ظاہر کرنا ہے۔

لِلّٰه : یہ مبتداء کی خبر ہے۔ لام کا تعلق محذوف واجب یا ثابت سے ہے۔

## حمد و مدح و شکر میں فرق:

کسی اختیاری خوبی پر زبان سے تعریف کرنا خواہ مقابلہ میں نعمت ہو یا نہ حمد کہلاتا ہے۔ حمد و مدح دونوں ہم معنی ہیں۔ مثلاً تم کہو گے۔ حمدت الرجل علی انعامہٖ حمدتہ علی شجاعتہ وحسبہٖ۔ پہلی مثال میں مقابلے میں نعمت ہے اور دوسری مثال میں نعمت وغیرہ کچھ نہیں۔ شکر خاص طور پر نعمت پر کیا جاتا ہے۔ البتہ شکر دل، زبان، اعضاء تمام سے ہی کیا جاتا ہے۔ جیسا شاعر کا یہ قول: افادتکم النعماء منی ثلاثۃً۔ یدی ولسانی والضمیر المحجّبا۔

نعمتوں کا فائدہ تمہیں میری طرف سے تین طرح پہنچا۔ میرے، ہاتھ، زبان اور مخفی ضمیر سے۔ (یہاں شکر کے بالمقابل زبان، ہاتھ اور ضمیر تینوں کا ذکر کیا)

حمد : صرف زبان سے ہوتی ہے۔ وہ شکر کا ایک شعبہ ہے۔ اور اس حدیث میں یہی معنی ہے: الحمد رأس الشکر ما شکر اللّٰہ عبدٌ لم یحمدہ: (حمد شکر کی چوٹی ہے۔ اور اس بندے نے شکر ادا نہیں کیا جس نے اللہ کی تعریف نہیں کی) اس ارشاد میں حمد کو شکر کی چوٹی قرار دیا گیا۔ کیونکہ زبان سے نعمت کا تذکرہ کرنے سے زیادہ پھیلتا ہے۔ بہ نسبت اعتقاد اور اعمال جوارح کے۔ کیونکہ دل کا عمل مخفی ہے اور اعضاء کے عمل میں احتمال ہے۔ حمد کی نقیض ذم ہے اور شکر کی نقیض کفران ہے۔

## شکر و مدح کا فرق:

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مدح: اوصاف کمال پر کسی کی تعریف کرنا مثلاً باقی رہنا، قادر، عالم، ابدی، ازلی ہونا۔

شکر : جس کی طرف سے قسما قسم کی مہربانیاں ہوں ان پر اسکی تعریف کرنا۔ اور حمد کا لفظ شکر و مدح دونوں کو شامل ہے۔

الحمد کا الف لام ہمارے نزدیک استغراق کیلئے ہے بخلاف معتزلہ کے۔ اسی لئے اس کو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ملایا جو اسم ذات ہے۔ اور تمام صفات کمال کو جامع ہے۔ اور یہی بنیاد ہے مسئلہ خلق افعال کی جس کی تحقیق کئی مقام پر میں نے کردی ہے۔

## رب اور عالمین کا معنی:

رب العالمین : الرب۔ مالک، حضرت ابوسفیان کو صفوان نے جو بات کہی لان یربّنی رجلٌ من قریش احب الیّ من ان یربّنی رجل من ھوازن، اگر میرا مالک قریش کا کوئی آدمی ہو وہ بہتر ہے اس بات سے کہ ھوازن کا کوئی آدمی میرا مالک ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اس طرح بولتے ہیں رَبَّ یَرُبُّ یربُّہٗ فھو ربٌّ۔ یہ اسم فاعل کے معنیٰ میں ہے۔
**دوسرا قول** : یہ بھی درست ہے کہ یہ مصدر ہو جو مبالغہ کیلئے لایا گیا ہو، جیسا کہ کسی عادل کو عدل کہتے ہیں۔

## طریق استعمال:

مطلقاً لفظ رب اللہ وحدہٗ کیلئے بولا جاتا ہے۔ اور بندوں کیلئے اس کا استعمال قید و نسبت کے ساتھ ہوتا ہے جیسا ان آیت میں: انه رَبی احسن مثوای: یوسف: ۲۳۔ ارجع الی ربك: یوسف ۵۰۔

**واسطی** نے کہا وہ ابتداء کرنے والا ہونے کے لحاظ سے خالق ہے اور غذاء دینے کے لحاظ سے مربی اور انتہاء کے لحاظ سے غافر ہے۔ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے۔

**العالم: نمبرا** : جس چیز سے خالق کا علم ہو خواہ جواہر کی قسم سے ہو یا اعراض یا اجسام میں سے ہو۔ نمبر۲۔ ہر موجود ماسوی اللہ کو کہتے ہیں۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کیونکہ یہ اس کے وجود کی علامت ہے۔

**سوال** : اسکی جمع واؤ نون کے ساتھ لائی گئی ہے۔ حالانکہ واؤ، نون والی جمع تو عقلاء کے ساتھ خاص ہے یا ان اعلام میں آتی ہے جو جمع عاقل کے حکم میں ہیں۔

**جواب** : اس میں وصفیت کے معنیٰ ہیں جو کہ علم کے معنیٰ کیلئے دلالت ہے (پس جمع لانا درست ثابت ہو گیا)

**الرحمان الرحیم** : انکی تفصیل بسم اللہ کے بیان میں گزری۔ انکا اعادہ اس بات کی دلیل ہے کہ تسمیہ فاتحہ کا حصہ نہیں۔ کیونکہ اعادہ فائدہ سے خالی ہوتا ہے۔

**مٰلِكِ** : عاصم و علی (رحمہما اللہ) ان دونوں کے علاوہ ملک پڑھتے ہیں۔ بعض نے اسی کو اختیار کیا کیونکہ اس میں اضافت کی ضرورت نہیں اور قرآن مجید میں لمن المُلك الیوم۔ غافر: ۱۶ میں اس طرح ہے۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ملک مالک ہوتا ہے مگر ہر مالک ملک نہیں ہوتا۔ اور دوسری وجہ یہ بھی ہے۔ ملک کا حکم مالک پر نافذ ہوتا ہے اس کا عکس نہیں۔
بعض نے کہا مالک کا ثواب زیادہ ہے۔ کیونکہ اسمیں حروف زیادہ ہیں۔ امام ابو حنیفہ اور امام حسن رحمہما اللہ نے ملک پڑھا ہے۔

## قیامت کا دن کیا ہے؟

**يَوْمِ الدِّيْنِ** : بدلے کا دن۔ کہا جاتا ہے **کما تدین تدان**۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ یہاں اسم فاعل کو بطور توسع ظرف کی طرف مضاف کیا ہے۔ جیسا کہتے ہیں **یاسارق اللیلة اهل الدار**۔ (اے رات کو گھر میں چوری کرنے والے) اب معنیٰ یہ ہوگا قیامت کے دن تمام اختیارات کا مالک۔

**سوال** : قیامت کے دن کے ساتھ ملکیت کی تخصیص کیوں کی گئی۔

**جواب** : کیونکہ اختیار اس دن فقط اللہ ہی کیلئے ہوگا۔

**سوال** : قیامت کے واقع ہونے کو معرفہ کی صفت کے طور پر ذکر کیا حالانکہ اسم فاعل کی اضافت تو غیر حقیقی ہے۔

**جواب** : کیونکہ اس سے مقصود استمرار ہے پس اضافت حقیقی بن گئی۔ اور اس کو اس طرح اسلئے لائے تا کہ معرفہ کی صفت بن سکے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

**سوال**: یہ صفات جو اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے استعمال کی گئی ہیں۔ مثلاً رب ہونا یعنی تمام جہانوں کا مالک ہونا اور تمام انعامات دینے والا ہونا۔ اور ثواب وعذاب کے دن تمام اختیارات کا مالک ہونا وغیرہ حالانکہ الحمد للہ سے ہی ثابت ہو چکا کہ حمد کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کی ذات خاص ہے۔ کیا وجہ ہے؟

**جواب**: درحقیقت یہ بات ثابت کرنے کیلئے کہ جس ذات کی یہ صفات ہوں اس سے بڑھکر حمد وثناء کا کوئی مستحق نہیں۔

**اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ**:

اِیَّا: خلیل اور سیبویہ رحمہما اللہ کے نزدیک یہ اسم ضمیر ہے پھر سیبویہ کہتے ہیں کاف حرف خطاب ہے اور اس کا محل اعراب کوئی نہیں۔ مگر خلیل رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ کاف اسم ضمیر ہے۔ جس کی طرف "اِیَّا" کے لفظ کو مضاف کر دیا۔ کیونکہ فعل وفاعل سے مقدم آنے کی وجہ سے یہ اسم ظاہر کے مشابہ ہے۔

**کوفی علماء**: (رحمہم اللہ) ایاک ایک مکمل اسم ہے۔

آیت میں فعل سے پہلے مفعول کو اس لئے لائے تاکہ تخصیص ہو جائے۔ اب معنی یہ ہوگا۔ ہم تجھے ہی عبادت کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔

## عبادت کا معنی:

**عبادت**: خضوع وعاجزی کی آخری حد کو کہتے ہیں۔ (اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ) ہم امداد کی طلب میں تجھے ہی خاص کرتے ہیں۔

## غائب سے خطاب:

صنعت التفات کی وجہ سے غائب سے مخاطب کی طرف رجوع کیا۔ یہ التفات کبھی غائب سے خطاب، کبھی خطاب سے غائب اور کبھی غائب سے متکلم کی طرف ہوتا ہے جیسا قرآن مجید کی اس آیت میں حتّٰی اذا کنتم فی الفلك وجرین بھم بریح طیبة۔ یونس: ۲۲ خطاب سے غائب کی طرف ہے اور آیت اللہ الذی یُر سل الریاح فتثیر سحابا فسقْنٰہُ: فاطر ۹۰ میں غائب سے متکلم کی طرف ہے۔

اسی طرح امرءالقیس کے ان اشعار میں تطاول لیلك بالاَثمُدِ۔ ونام الخِلیُّ ولَمْ ترقد۔ بات وباتت له لیلة۔ کلیلة ذی العائر الاَرْمدِ۔ وذلك من نبا جاء نی۔ وخُبرّته عن اَبی الاسود۔

ان اشعار میں لیلی۔ بت۔ جآء ك۔ نہیں کہا بلکہ اسکی بجائے لیلك، بات، جاء نی کہا۔

کلام عرب میں صنعت التفات عام استعمال ہوتی ہے۔ اسکی وجہ ان کے خیال میں یہ ہے کہ جب کلام کا اسلوب بدل جائے تو سامع کے دل کو زیادہ متاثر کرتا ہے۔ اور یہ اسلوب مخاطب کیلئے نشاط طبع کے اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ اور اسکی توجہ کو اور زیادہ مائل ومبذول کرتا ہے۔

اگرچہ بعض اوقات اس سے مزید خصوصی فوائد ولطائف بھی حاصل ہوتے ہیں۔ مگر ایسی باتیں مخصوص ماہرین کلام اور بڑے علماء کے سامنے ذکر کرنا مناسب ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی تعداد اقل قلیل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

خاص نکتہ:

مگر اس جگہ مخصوص بات یہ ہے کہ جب حمد وثناء کے لائق ذات کا تذکرہ کیا اور اس پر ان عظیم صفات کو جاری کیا۔ تو اب علم ایک عظیم الشان ذات سے متعلق ہوا جو کہ تعریف کے لائق اور مہمات ومشکلات میں مدد کے قابل اور اس لائق ہے کہ اپنی انتہائی عاجزی اس کے سامنے پیش کی جائے۔ پس اسی معلوم اور جانی پہچانی ذات کو خطاب کر کے کہا جو ان صفات سے ممتاز ہے۔ اے وہ ذات جس کی یہ صفات ہیں ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں تیرے سواء اور کسی سے نہیں۔

نکتہ:

عبادت کو استعانت پر اس وجہ سے مقدم کیا گیا۔ کیونکہ طلب حاجت سے پہلے ذریعۂ طلب کو لانا قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔ یا نظم عبارت کا لحاظ کرتے ہوئے عبادت کو استعانت پر اسی طرح مقدم کر دیا جیسا رحمان کو رحیم پر اگرچہ بلیغ تر بعد میں لایا جاتا ہے۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝٧ ع

جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا، جن پر غصہ نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہیں۔

استعانت کو بلا کسی قید کے ذکر کیا تا کہ ہر ہر چیز جس میں استعانت کی ضرورت ہے ان سب کو شامل ہو۔

اور یہ بھی درست ہے۔ کہ یہ مراد لی جائے کہ ادائے عبادت میں اللہ تعالیٰ سے مدد اور توفیق مانگی گئی ہے۔ (اس طرح) اھدنا مطلوبہ معونت کا بیان بن جائے گا۔ گویا اس طرح کہا گیا (اے میرے بندو) میں کیسے تمہاری امداد کروں؟ تو بندوں نے عرض کیا (تو ہمیں سیدھے راستے پر ثابت قدم فرما)

ہدایت وصراط کا مطلب:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ : نمبر ۱: یعنی ہمیں واضح راستے پر قائم فرما۔ جیسا کھڑے کو کہا جاتا ہے۔ قم حتی اعود الیك یعنی اپنی اسی حالت پر میرے لوٹنے تک ثابت وقائم رہو۔

**نمبر ۲** : تو ہمیں مستقبل میں بھی اسی طرح ہدایت دے جس طرح حال میں ہدایت دے رکھی ہے۔

**ھدی** : ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ دو مفعول کی طرف اس کا متعدی ہونا بھی بغیر صلہ کے اس آیت میں آیا ہے۔ اور اِلٰی اور لام کے صلہ کے ساتھ بھی متعدی ہونا قرآن مجید کی ان آیات (ھَدَانَا لِھٰذَا۔ الاعراف: ۴۳۔ ھدانی رَبِّی الی صراط مستقیم: الانعام۔ ۱۶۱) میں وارد ہے۔

**الصراط** : راستہ۔ یہ سَرط الشیٔ سے لیا گیا۔ اس نے اس چیز کو نگل لیا۔ گویا چلنے والا اپنے پا افتاد کو چلتے ہوئے نگلتا جاتا ہے۔

**اختلافِ قراءت** : السراط کی سین کو صاد سے بدل دیا گیا۔ کیونکہ حروف اطباق ہونے میں یہ طا کا ہم جنس ہے۔ ص، ض، ط، ظ یہ حروف اطباق میں سے ہیں۔

کبھی ص کو ز کی آواز کا اشمام دیکر پڑھتے ہیں۔ کیونکہ ز، ط کے قریب تر ہے۔ کیونکہ وہ دونوں حروف مجہورہ میں سے ہیں۔ یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

امام حمزہ کی قراءت ہے۔

امام ابن کثیرؒ تمام قرآن میں س پڑھتے ہیں۔اور کلمہ کی اصل یہی ہے۔

باقی قراء خالص ''ص'' پڑھتے ہیں اور لغت قریش یہی ہے اور مصحف امام میں ص ہی ثابت ہے۔

صراط کا لفظ مذکر و مؤنث استعمال ہوتا ہے جیسے طریق اور سبیل کا لفظ۔صراط مستقیم سے مراد حق کا راستہ ہے اور وہ ملت اسلام ہے۔

**فائدۂ تاکید:**

صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ : یہ صراط کا لفظ پہلے صراط سے بدل ہے۔اور اس کو دوبارہ لانے کا حکم وہی ہے جو عامل کو دوبارہ لانے کا ہے۔دوبارہ لانے میں تاکید کا فائدہ حاصل ہوا اور یہ بھی بتلا دیا کہ صراط مستقیم کی تفسیر صراط المسلمین (مسلمانوں کا راستہ) ہے۔تاکہ مسلمانوں کے راستہ پر استقامت اختیار کرنے کی انتہائی بلیغ دلیل بن جائے۔اور مؤکد شہادت ثابت ہو۔(انعمت علیہم) وہ مؤمن ہیں یا انبیاء علیہم السلام یا تبدیلی سے پہلے بنی اسرائیل جو قوم موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

**غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ :**

**تفسیر اول** : یہ الذین انعمت علیہم سے بدل ہے۔یعنی انعام یافتہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے غضب اور گمراہی سے محفوظ رہے۔

**تفسیر دوم** : الذین کی صفت ہے۔اب معنی یہ ہوگا کہ انہوں نے عمومی نعمت یعنی ایمان اور غضب الٰہی اور گمراہی میں سے سلامتی والی نعمتوں کو جمع کر لیا ہے۔

**معروف اشکال :**

**اشکال** : یہ الذین کی صفت کیسے بن سکتی ہے جبکہ وہ معرفہ ہے۔

**جواب اول** : یہ الذین کی صفت بن سکتی ہے۔اگرچہ وہ معرفہ ہے اور غیر کا لفظ اضافت سے معرفہ بھی نہیں بنتا۔اصل وجہ یہ ہے کہ یہاں وہ دو متضاد معرفوں کے درمیان واقع ہے۔پس غیر کا لفظ اضافت سے معرفہ بن گیا۔جیسا اس مثال میں عجبت من الحرکۃ غیر السکون (الحرکۃ والسکون تو متضاد معرفے ہیں پس غیر اضافت کی وجہ سے معرفہ بن کر الحرکۃ کی صفت ہوا) اسی طرح آیت میں منعم علیہم اور مغضوب علیہم دو متضاد معرفے ہیں۔(اس لئے غیر المغضوب معرفہ ہو کر صفت بن گیا)

**جواب دوم** : الذین نکرہ کے قریب ہے۔اور اس سے مراد کوئی معین و مخصوص قوم نہیں اور غیر المغضوب علیہم یہ معرفہ کے قریب ہے۔اس تخصیص کی وجہ سے جو اضافت کی وجہ سے اس کو حاصل ہوئی۔

پس حاصل یہ ہے کہ ایک ایک لحاظ سے دونوں میں ابہام ہے۔اور ایک ایک وجہ سے تخصیص ہے۔پس دونوں حیثیت میں برابر ہوئے (صفت بننے میں اشکال نہ رہا)



BestUrduBooks.wordpress.com

اوّل **علیھم** : یہ مفعولیت کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔دوسرا **علیھم** : فاعلیت کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے۔

مرادغضب اللہ:

**غضب اللّٰہ** : سے مراد جھٹلانے والوں سے انتقام کا ارادہ کرنا اوران پر سزا کا اتارنا اوران کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جو بادشاہ اپنے ماتحتوں سے کرتے ہیں جبکہ وہ ان پر غضبناک ہوں۔

**بعض** علماء نے کہا مغضوب علیھم سے مراد یہود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا من لعنه الله و غضب عليه۔ المائدہ:۶۰۔اور الضالون سے مراد نصرانی ہیں کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔قد ضلوا من قبل۔ المائدہ:۷۷۔

**لا** : بصریین کے ہاں لا: زائدہ ہے جو تاکید کیلئے لایا گیا۔کوفیین کے نزدیک یہ غیر کے معنی میں ہے۔

آمین : یہ اسم صوت ہے جو فعل اِسْتَجِبْ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔جس طرح کہ رویداسم ہے:امھل :فعل کے معنی میں آتا ہے۔

معنی آمین...... **قول ابن عباس** رضی اللہ عنہما :

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آمین کا معنیٰ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔اِفْعَلْ۔(ایسا کردے)

تحقیق لفظ:

یہ مبنی ہے۔اسمیں دولغتیں ہیں مد اور قصر۔قصر اصل ہے۔جبکہ مد اشباع ھمزہ کی وجہ سے ہے۔جیسا کہ شاعر کا قول ویرحم الله عبدًا قال آمينا۔

دوسرے شاعر کا قول:امین،فزاد الله ما بيننا بُعدا۔

پہلے شعر میں مد ہے جبکہ دوسرے میں قصر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل امین علیہ السلام نے مجھے قراءت فاتحہ کے وقت آمین کی تلقین فرمائی۔اور کہا کہ یہ خط کے آخر میں مہر کی طرح ہے۔"

البتہ آمین قرآن میں سے نہیں اسی لئے اس کو مصاحف میں لکھا نہیں جاتا۔

۸۔۱۱۔۲۰۰۱

جمعرات ۲۱ شعبان المعظم



BestUrduBooks.wordpress.com

# ② سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ ⑧⑦

سورۂ بقرہ مدینہ میں نازل ہوئی

وَهِيَ مِائَتَانِ وَسِتٌّ وَثَمَانُوْنَ آيَةً وَأَرْبَعُوْنَ رُكُوْعًا

اس میں دوسوچھیاسی آیتیں اور چالیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى

الٓمّٓ　یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔　اس میں　ہدایت ہے

لِّلْمُتَّقِيْنَ ② الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

متقیوں کے لئے۔　جو　ایمان　لاتے　ہیں　غیب　پر　اور　قائم　کرتے　ہیں　نماز　کو

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③

اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں،

## حروفِ مُقطعات کی بحث:

الٓمّٓ: الٓمّٓ اور اسکے ہم مثل حروف مقطعات حقیقت میں ایسے اسماء ہیں جن کے مصداق وہ حروف تہجی ہیں جن سے مل کر کلمات بنتے ہیں۔ پس الف قال کے درمیان والے حرف پر دلالت کرتا ہے۔ اور لام اسکے آخری حرف پر دلالت کررہا ہے اور ان کے مشابہ حروف کا یہی حال ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اسمیت کے دلائل : پہلی دلیل یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے ذاتی معنی پر دلالت کرتا ہے۔دوسری دلیل یہ ہے کہ امالہ،تفخیم،تعریف و تنکیر (معرفہ ونکرہ ہونا) اسی طرح جمع اور تصغیر سے ان میں تبدیلی کی جاتی ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ نحوی حیثیت میں یہ معرب ہیں،البتہ ان میں سکون زَید وغیرہ اسماء کی طرح ہے۔کہ اعراب کا مقتضی موجود نہ ہونے کی وجہ سے اعراب نہیں آسکتا۔

بعض نے ان کو مبنی کہا ہے۔اس لئے کہ یہ اصوات کی طرح ہیں۔مثلاً غاق۔یہ کوے کی آواز کی حکایت ہے۔

## جمہور علماء کا قول:

یہ ہے کہ یہ سورتوں کے نام ہیں۔

**قول ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما** : ان حروف سے اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔

**قول ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ** : یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہیں۔

**بعض کا قول** : یہ ان متشابہات میں سے ہیں۔جن کی تاویل سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔اور ان کو معجم ان کے ابہام واخفاء کی وجہ سے ہی کہا جاتا ہے۔

## بعض دوسروں کا قول:

یہ اسماء ہیں جن کو شروع میں بطور تعدید کے لایا گیا ہے۔گویا کہ قرآن مجید نے جن کو چیلنج کیا تھا ان کو قرآن بیدار کر رہا ہے۔اور آمادہ کر رہا ہے کہ وہ اس نازل شدہ وحی پر غور کریں جس کا مقابلہ کرنے سے وہ اول سے آخر تک عاجز آچکے۔جبکہ اس کلام کے موتی ان کلمات سے ہی پروئے گئے ہیں جن سے انکا اپنا کلام بنتا ہے۔تاکہ یہ غور وفکر ان کو اس پر یقین لانے کی طرف آمادہ کرے۔اگر اب تک انہوں نے اپنا سر اسکے سامنے سرنگوں نہیں کیا۔اور بار بار رجوع کے باوجود ان کو اپنی عاجزی ظاہر نہیں ہوئی۔حالانکہ وہ کلام کے ماہرین ہیں۔(تاکہ اب بھی جاگ کر اپنی عاجزی مان لیں) کیونکہ یہ تمام باتیں ثابت کر رہی ہیں کہ یہ کلام بشر نہیں بلکہ خالق اور قادر مطلق کا کلام ہے۔

نصیب والوں کے لئے تو یہ بات بڑا مقام رکھتی ہے۔(آؤ اور اپنا نصیبہ آزماؤ)

## دیگر بعض کا قول:

یہ ہے کہ ان سے سورتوں کو اس لئے شروع کیا گیا۔تاکہ سب سے پہلے جو چیز سامع کے کانوں کو کھٹکھٹائے وہ ایک انوکھا انداز کلام ہو۔جو دلائل اعجاز کیلئے ایک مقدمے کا کام دے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حروف کے ذریعہ عمدہ اور نفیس کلام کرنے میں تمام عرب برابر تھے۔خواہ ان پڑھ طبقہ ہو یا پڑھا لکھا طبقہ ہو۔

**البتہ** : حروف کے اسماء کو وہ لوگ استعمال کرتے تھے۔جنہوں نے خود پڑھنا لکھنا سیکھا یا اہل کتاب سے انکا میل جول تھا اور ان سے انہوں نے سیکھ لیا تھا۔کسی امی کا ان اسماء حروف سے کلام کرنا اس طرح بعید تر تھا جس طرح کسی امی کا بغیر پڑھے لکھنا اور



BestUrduBooks.wordpress.com

تلاوت کرنا۔

پس آپ ﷺ کا ان اسماء کو اپنے کلام میں استعمال کرنا۔ باوجودیکہ یہ بات مشہور و معروف تھی کہ آپ ﷺ نے اہل کتاب کے کسی بھی فرد سے کوئی چیز بھی حاصل نہیں کی۔ (یہ استعمال) وہی حکم رکھتا ہے جو ان واقعات وقصص کے بیان کرنے کا تھا جن سے قریش وغیرہ پہلے سے ناواقف تھے۔ اس سے تو یہ بات خود ثابت ہوگئی کہ یہ سب آپ کو وحی الٰہی سے حاصل ہوا۔ جو آپ کی نبوت کی واضح شہادت ہے۔

## دلیل اعجاز کا دوسرا انداز:

یہ بات معلوم ہے۔ کہ ابتداء میں جو حروف وارد ہوئے ہیں۔ ان میں نصف تو حروف معجمہ کے اسماء ہیں جو درج ذیل ہیں۔

الالف، اللام، المیم، الصاد، الراء، الکاف، الھاء، الیاء، العین، الطاء، السین، الحاء، القاف، النون۔

## تعدادِ حروف:

حروف معجمہ کی تعداد انتیس ہے، اور مذکورہ بالا حروف انتیس سورتوں کے شروع میں آئے ہیں۔ پھر ایک اور لطیفہ یہ ہے کہ ان پائے جانے والے حروف میں حروف کی تمام اقسام پائی جاتی ہیں۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر ۱۔ مہموسہ: میں سے، الصاد، الکاف، الھاء، السین' الحاء! نصف تعداد موجود ہے۔

نمبر ۲ مجہورہ میں سے: الالف، اللام، المیم، الراء، العین، الطاء، القاف، الیاء، النون، نصف تعداد موجود ہے۔

نمبر ۳ شدیدہ میں سے: الالف، الکاف، الطاء، القاف، نصف تعداد میں موجود ہیں۔

نمبر ۴ رخوہ میں سے: اللام، المیم، الراء، الصاد، الھاء، العین، السین، الحاء، الیاء، النون بنصف موجود ہیں

نمبر ۵ مطبقہ میں سے: الصاد، الطاء، آدھے موجود ہیں۔

نمبر ۶ منفتحہ میں سے: الالف، اللام، المیم، الراء، الکاف، الھاء، العین، السین، الحاء، القاف، الیاء، النون، نصف پائے جاتے ہیں۔

نمبر ۷ مستعلیہ میں سے: القاف، الصاد، الطاء، نصف پائے جاتے ہیں۔

نمبر ۸ منخفضہ میں سے الالف، اللام، المیم، الراء، الکاف، الھاء، الیاء، العین، السین، الحاء، النون، آدھے موجود ہیں۔

نمبر ۹ قلقلہ میں سے القاف، الطاء، نصف تعداد موجود ہے۔

ان اجناس کی بقیہ اقسام میں ان حروف کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ کسی چیز کا اکثر اسکے کل کے قائم مقام شمار ہوتا ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ نے اہل عرب پر ان حروف کو شمار کر دیا جن پر انکا کلام مشتمل تھا (اور ان کو مقابلے کا چیلنج دیا مگر پھر بھی وہ مقابلے میں نہ آئے بلکہ عاجز ہو گئے) اور ان کو اس طرح لاجواب ومبہوت کر دیا اور ان پر حجت قائم کر دی (فھل من مبارز)



BestUrduBooks.wordpress.com

پھر ان اسماء حروف کو الگ الگ سورتوں میں لایا گیا تا کہ جن کو چیلنج کیا گیا۔ بار بار اس کا اعادہ ہوتا رہے۔ اور ان کو متنبہ کیا جاتا رہے۔ اور یہ بات مختلف سورتوں میں لانے سے ہی حاصل ہو سکتی تھی، اکٹھا ذکر کرنے سے یہ مقصد اس طرح حاصل نہ ہو سکتا۔

## غرضِ تکرار:

جن الفاظ یا قصص کو قرآن مجید میں دھرایا گیا ان کے دھرانے سے یہی غرض ہے کہ وہ بات دل میں اچھی طرح جم جائے اور خوب پختہ ہو جائے (اور چیلنج بھی تازہ رہے)

## طرز میں فرق کی وجہ:

پھر ان حروف کو ایک طرز پر نہیں لایا گیا۔ بلکہ حروف کی تعداد میں فرق رکھا گیا۔ مثلاً صٓ، قٓ، نٓ، طٰهٰ، طٰسٓ، یٰسٓ، حٰمٓ، الٓمٓ، الٓمٓرٰ، طٰسٓمٓ، الٓمٓصٓ، الٓرٰ، کٓهٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ، عٓسٓقٓ، گویا کبھی تو ایک حرف لائے، کبھی دو، دو کبھی تین، تین، کبھی چار، چار اور کبھی پانچ، پانچ۔ جس طرح کہ ان کے ہاں کلام کے مختلف انداز تھے۔ اور جیسا کہ کلمات کی بنائیں ایک حرف، دو حرف اور تین اور چار اور پانچ حروف سے آتی ہیں۔

## ابتداء میں طرز:

شروع قرآن میں اس طرز کو اختیار کیا گیا کہ الٓمٓ جہاں بھی قرآن مجید میں واقع ہوا ہے۔ وہاں پوری آیت کے طور پر اس کو لایا گیا۔ اسی طرح الٓمٓصٓ کو ایک آیت کے طور پر لائے۔ مگر الٓمٓرٰ کو آیت شمار نہیں کیا گیا، اسی طرح الٓرٰ کو پانچ سورتوں میں آیت شمار نہیں کیا گیا۔ جبکہ طٰسٓمٓ کو دونوں سورتوں میں پوری آیت کے طور پر شمار کیا۔ اسی طرح طٰهٰ یٰسٓ دونوں سورتوں میں دو آیتیں شمار کی جاتی ہیں۔ دوسری طرف صٓ، نٓ، قٓ، ان تینوں کو مستقل آیت کے طور پر شمار نہیں کیا جاتا۔ یہ علماء کوفہ کا مسلک ہے، یہ توقیفی علم ہے، اسمیں قیاس کا دخل نہیں جیسا کہ سورتوں کے نام ہیں، اسی لئے اس صورت میں تمام پر مکمل وقف کیا جائے گا کیونکہ ان کو مستقل معنیٰ پر محمول کیا جو مابعد کا محتاج نہ رہا، اور یہ سورتوں کا نام نہ ماننے کی صورت میں ہے، بلکہ ان کو اسی طرح قرار دیا جائے جیسا کہ آوازوں کی تعبیرات ہیں یا پھر ان کو خبر قرار دے کر مبتداء کو محذوف مانا جائے جیسا کہ الٓمٓ (آل عمران) یعنی ھذہ الٓمٓ۔ یہ الم ہے۔ پھر نیا کلام شروع کرتے ہوئے کہا اللّٰہ لا الٰہ اِلا ھو الحی القیوم: آل عمران: ۲۔

## دوسرا قول:

جنہوں نے ان کو سورتوں کے اسماء قرار دیا بقول ان کے انکا محل اعراب ہے۔ اس لئے کہ ان کے ہاں یہ دیگر تمام اسماء اعلام کی طرح ہونگے۔ ابتداء کی صورت میں مرفوع ہونگے، یا منصوب و مجرور بنیں گے۔ کیونکہ ان سے قسم اٹھانی درست ہے۔ پس یہ الفاظ لفظ اللہ کے قائم مقام ہونگے اللہ کا لفظ دونوں لغات کے ساتھ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک اور قول:

جنہوں نے ان کو سورتوں کے نام قرار نہیں دیا ان کے ہاں انکا کوئی محل اعراب نہیں۔ جیسا کہ جملہ ابتدائیہ اور مفردات عددیہ کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا۔

## اسم اشارہ کی تذکیر:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ: نمبر ا: یعنی یہ وہی کتاب ہے جس کا وعدہ ان سے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی زبان سے کیا گیا، یا ذٰلك کا مشارالیہ الٓمّٓ ہے۔

**سوال**: اسم اشارہ مذکر اور مشارالیہ مؤنث ہے اور وہ سورت ہے۔

**جواب**: کتاب اگر چہ خبر ہے مگر یہ اسی کے معنی میں ہے۔ اور دونوں کی مراد ایک ہے۔ اس لئے مذکر ہونے میں لفظ کتاب کا حکم سورت کے لفظ پر لگا دیا، اور اگر یہ صفت ہے تو پھر اس سے صراحۃً کتاب کی طرف اشارہ کر دیا۔ کیونکہ اسم اشارہ سے ایسی جنس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اس کی صفت ہے۔ محاورہ میں اس طرح کہتے ہیں۔

هند ذٰلك الانسان او ذٰلك الشخص فعل كذا

کہ ہندوہ انسان ہے ذٰلك کی صفت سے مراد الانسان ہے اور ذٰلک کا اشارہ ہند کی طرف ہے۔ حالانکہ ہند مؤنث ہے۔

## الٓمّٓ و اسم اشارہ کو ملانے کی وجہ:

وجہ نمبر ا: ذٰلك الكتاب کو الٓمّٓ کے ساتھ ملانے کی وجہ یہ ہے کہ اگر الٓمّٓ کو سورت کا نام قرار دیں تو الٓمّٓ مبتدا ہوگا۔ اور ذٰ لک مبتداء دوم ہوگا۔ اور الکتاب اس کی خبر بنے گی، پھر جملہ مبتداء اول کی خبر ہوگی اور اس کا معنی یہ ہے کہ یہ وہی کتاب کامل ہے۔ گویا اس کے مقابلہ میں دوسری کتابیں ناقص ہیں۔ جیسا کہ کہتے ہیں۔ ھوالرجل یعنی رجولیت میں کامل وہی ہے۔ مردوں میں جتنی پسندیدہ خصلتیں ہوتی ہیں وہ سب اس میں جمع ہیں۔

نمبر ۲: الٓمّٓ مبتداء محذوف کی خبر ہو یعنی: الٓمّٓ ایک جملہ ہے اور ذٰ لک الکتاب دوسرا جملہ ہے۔

نمبر ۳: اگر تم الٓمّٓ کو بمنزلہ اسم صوت کے قرار دو۔ تو پھر الٓمّٓ مبتدا اور الکتاب اس کی خبر ہوگی۔ یعنی وہ اتاری ہوئی کتاب وہی کتاب کامل ہے۔

## ریب کا مفہوم و معنی:

لَا رَيْبَ: (اس میں شک نہیں) نحو: یہ مصدر ہے رأب کا جب کسی چیز میں شک ہو۔

## الریب کی حقیقت:

نفس کا قلق و اضطراب۔ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے۔ ''دع ما يريبك الى ما لا يريبك'' جو چیز تمہیں اضطراب میں ڈالے اس کو ایسی چیز کے لیے چھوڑ دے جو تمہیں اضطراب میں نہ ڈالے، پس شک اضطراب ہے۔ سچائی



BestUrduBooks.wordpress.com

اطمینان ہے۔ (احمد، ترمذی) کسی کام کا مشکوک ہونا یہی ہے کہ جس کے لیے نفس میں قلق ہو اور دل میں قرار نہ آئے۔
اور کسی کام کا سچا ہونا یہی ہے کہ اس میں دل مطمئن ہوتا اور سکون اختیار کرتا ہے۔ ''ریب زمان'' کا لفظ اسی سے ہے، اور اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو نفوس کو قلق میں مبتلا کردیں۔ اور ان کے مصائب کی تشخیص دلوں سے ہو۔ اب آیت میں ریب کی نفی بطور استغراق کے ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس میں شک کیا۔
قرآن کے متعلق اس بات کی نفی کی گئی ہے، کہ اس کا شک سے تعلق نہیں۔ اور نہ یہ شک کا مقام ہے۔ کیونکہ اس کی دلالتیں اور براہین اس طرح روشن ہیں کہ شک کرنے والے کو اس میں پڑنا مناسب نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ کوئی آدمی اس میں شک نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے لا فیہ ریب'' نہیں فرمایا، جیسا کہ فرمان'' ۔ لا فیها غول الصافات آیت نمبر ۴۷ لفظ ریب کے ساتھ حرف نفی لایا گیا کہ ریب کی قرآن سے نفی کی اور یہ ثابت کیا کہ قرآن برحق ہے باطل نہیں۔ جیسا کہ کفار گمان کرتے تھے۔
اگر ظرف کے قریب لایا جاتا تو اس مقصد سے وہ دور ہو جاتا وہ اس طرح کہ کوئی اور کتاب ہے جس میں شک ہے۔ مگر اس میں شک نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ''لا فیها غول'' الصافات آیت نمبر ۴۷ جنت کی شراب دنیا کی شرابوں پر فضیلت رکھتی ہے۔ اس طرح کہ وہ عقول کو خراب نہیں کرے گی، جس طرح کہ دنیا کی شراب خراب کرتی ہے۔

## وقف کے متعلق مشہور قول:

یہ ہے حضرت نافع و عاصم رحمہما اللہ نے لا ریب پر وقف کیا۔ اس صورت میں وقف کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ خبر کی نیت کرے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی۔ لَا رَیْبَ فِیْهِ'' اس میں شک نہیں''
فِیْهِ هُدًى : فیہ میں ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر ھا اشباع کی ہے۔
حفص رحمہ اللہ نے اس آیت فیه مهانا (الفرقان آیت نمبر ۶۹) میں ان کی موافقت کی ہے اور یہی اصل ہے۔ جیسا کہ کہیں۔ مررت به و من عنده و فی داره)
**سوال** : جس طرح فی داره اور من عندهٗ نہیں کہا جاتا اس طرح ضروری ہے کہ ''فیہ'' بھی نہ کہا جائے۔
**جواب** : سیبویہ رحمہ اللہ نے فرمایا۔ جو انہوں نے کہا ہے (اگر اس کو مان لیں تو) تو تین حروف ساکنہ کا جمع کرنا لازم آتا ہے۔ ھا سے قبل یا اور خود ھا ء۔ کیونکہ اہل عرب کے ہاں ھا متحرک بھی بمنزلہ ساکن کے ہے۔ کیونکہ ھا حروف خفیہ میں سے ہے اور حرف خفی ساکن کے قریب ہے۔ اور یا اس کے بعد (دوسرے نمبر پر ہے) تو اشباع ساقط ہو جائیگا۔
ھدی : یہ فعل کا مصدر ہے جیسا کہ بکٰی کا لفظ۔

## تعریفِ ہدایت:

مقصد تک پہنچانے والی دلالت۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں ضلالت کا لفظ آیا ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى (البقرہ آیت نمبر ۱۶) فرمایا گیا'' ہدی للمتقین'' متقی۔ ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں یہ اس طرح ہے جیسا کہ کہتے ہیں عزیز کو العزیز المکرم یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے اور مکرم بنائے۔ اصل مقصود اس سے جو چیز اس



BestUrduBooks.wordpress.com

میں پائی جاتی ہے یعنی عزت اس میں اس کا برقرار رہنا اور ہمیشگی طلب کی گئی ہے۔ جیسا کہ "اھدنا الصراط المستقیم" (الفاتحہ آیت نمبر ٦) میں ہے۔ (کہ تو ہمیں ہدایت سے ہمیشہ وابستہ رکھ) اللہ تعالیٰ نے عنقریب متقی بننے والے کو متقین کا لباس زیب تن کرنے کی وجہ سے متقی فرما دیا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من قتل قتیلا فلہ سلبہ (بخاری ومسلم) اس ارشاد میں عنقریب قتل ہونے والے کو قتیل فرما دیا بوجہ الباس قتل کے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے اذا اراد احد کم الحج فلیعجل فانہ یمرض المریض عنقریب قتل ہونے والے کو اور بیمار ہونے والے کو قتیل اور مریض فرمایا۔

## عنوان کا فرق:

یہاں ھدی للضالین نہیں فرمایا۔ کیونکہ ان کے دو گروہ ہیں۔

نمبر۱: جن کا گمراہی پر قائم رہنا معلوم ہے۔

نمبر۲: جن کا انجام بالآخر ہدایت ہے۔

اور قرآن مجید اسی فریق ثانی کے لیے ہادی ہے۔ پس یہ عبارت کافی ہے۔ اگر اس سے زیادہ تفصیلی عبارت لائی جاتی تو یوں فرماتے، یہ ان لوگوں کے لیے ہدایت ہے جو گمراہی کے بعد ہدایت کی طرف جانے والے ہیں، پس کلام کو اس طریق سے مختصر لائے، جس کا ہم نے تذکرہ کر دیا۔ (عنقریب متقی بننے والے کو متقی کہہ دیا)

نمبر۲: یہ بھی کہا گیا کہ ھدی للمتقین لائے حالانکہ یہ اس سورت کی ابتداء ہے۔ جو زہراوین میں سے ایک ہے۔ اور قرآن مجید کی چوٹی اور کوھان ہے۔ گویا ابتداء سورت اپنے اولیا متقی بندوں کے ذکر سے فرمائی۔

المتقی ۔ **نحو**: یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اور عرب کا قول ہے وقاہ فاتقی۔ اس کا فا کلمہ واؤ ہے اور لام کلمہ یا ہے۔ جب اس سے باب افتعال بنایا تو واؤ کو تا کر کے تا میں ادغام کر دیا۔ اتقی بن گیا۔ الوقایہ۔ پیش بندی۔ حفاظت کرنا۔ شریعت میں اس کا معنی کسی ایسے کام میں اپنے آپ کو مبتلا کرنے سے بچانا۔ جس کے کرنے یا چھوڑنے سے سزا کا مستحق ہو۔

## تراکیب:

ترکیب۱: ہدی کا لفظ محلاً مرفوع ہے کیونکہ یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے۔

ترکیب۲: ذلک کی خبر ہے لاریب فیہ کے ساتھ مل کر

ترکیب۳: فیہ کی ھا ذوالحال اور ھدی حال ہے۔

ترکیب۴: بلاغت کے اعتبار سے زیادہ پختہ بات یہ ہے کہ الٓمّ بذات خود مکمل جملہ ہے یا حروف معجمہ کا مجموعہ ہے جو مستقل بنفسہ ہے۔ ذلک الکتاب یہ دوسرا جملہ ہے لاریب فیہ تیسرا جملہ ہے۔ اور ھدی للمتقین چوتھا جملہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## انوکھا اندازِ بلاغت:

پھر اپنی ترتیب میں اس نے بلاغت کا انوکھا انداز پیدا کیا کہ حروف عطف کے بغیر ان کو اس شاندار ترتیب سے لایا گیا کہ ایک کی گردن گویا دوسرے سے ملی ہوئی ہے، دوسرا پہلے کے ساتھ معانقہ کرتے ہوئے مل رہا ہے اسی طرح تیسرا اور چوتھا۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے اوّلاً متنبہ کیا کہ یہ وہ کلام ہے جس سے چیلنج دیا گیا پھر اشارہ فرمایا کہ یہ انتہائی کمال والی قابل تعریف کتاب ہے تو اس سے چیلنج والی جانب کو پختہ کر دیا۔ پھر نفی کی کہ شک کی کسی جانب بھی اس کے ساتھ ذرہ بھر بھی مشابہت نہیں پائی جاتی۔ پس یہ بات اس کے کمال کی شہادت و دستاویز بن گئی کیونکہ حق و یقین والا کمال سب سے بالاتر اور کامل ہے۔ جس طرح باطل و اشتباہ سے بڑھ کر کوئی نقص و عیب نہیں۔

ایک عالم کو کہا گیا کہ۔ تیری لذت کس بات میں ہے؟

اس نے کہا ایسی دلیل میں جو وضاحت میں نزاکت کی چال چلے۔ اور ایسے اشتباہ میں جو رسوائی سے نڈھال کر دے۔ پھر خبر دی کہ یہ متقین کے لیے ہدایت ہے۔ پھر اس کا یقین ہونا اس طرح پختہ کر دیا کہ شک اس کی گرد کو بھی نہیں پا سکتا۔ اور وہ ایسا حق ہے کہ باطل اس کے سامنے اور پیچھے کسی طرف سے نہیں آ سکتا۔ پھر اس گہری ترتیب اور عمدہ تنسیق کے ساتھ ساتھ چاروں میں سے کوئی ایک جملہ بھی ایک عظیم الشان نکتہ سے خالی نہیں۔

## نکتہ عظیمہ:

اول جملہ میں حذف اور مطلوب کی طرف لطیف انداز سے اشارہ ہے۔ جبکہ دوسرے جملہ کے معرفہ میں قابل دید عظمت ہے۔ اور تیسرے جملہ میں ریب کے لفظ کو ظرف پر مقدم کیا گیا ٹھاٹھ ہے (پیچھے ذکر ہوا) اور چوتھے جملہ میں حذف ہے۔ اور ھدًی مصدر کو اسم فاعل کے مقام پر لایا گیا۔ گویا ہادی بنفس نفیس ہدایت ہے۔ پھر اس کو نکرہ لائے۔ اس میں یہ بتلا دیا کہ یہ ایسی ہدایت ہے جس کی حقیقت کو پہنچا نہیں جا سکتا۔ اور متقین کا تذکرہ مختصر انداز میں کر لیا جیسے پہلے گزرا۔

## اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر:

الذین۔ نحو: نمبر ۱: یہ محلاً مرفوع ہے۔

نمبر ۲: صفت کی صورت میں محل نصب میں ہے یعنی ھُمُ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ۔ وہی جو ایمان رکھتے ہیں یا میری مراد الذین یومنون وہ ایمان والے ہیں۔

نمبر ۳: اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ مبتداء اور اس کی خبر اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی۔

نمبر ۴: یہ مجرور ہے اس طرح کہ متقین کی صفت ہے۔ یہ صفت متقین کی صفت کو کھولنے اور واضح کرنے کے لئے لائی گئی ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ زید الفقیہ المحقق۔ کیونکہ یہ اس چیز پر مشتمل ہے جس پر نیکیوں کی جڑ ہے۔ اور وہ نماز اور صدقہ ہے یہ دونوں بنیادی عبادات مالیہ اور بدنیہ کی جزء ہیں۔ (الصلوۃ عماد الدین) نماز کو دین کا ستون قرار دیا۔ (اور دوسری روایت



BestUrduBooks.wordpress.com

میں ) کفرواسلام کے درمیان فاصل نماز کا چھوڑ دینا قرار دیا گیا۔اورزکوٰۃ کو اسلام کا پل فرمایا۔(الزکوٰۃ قنطرۃ الاسلام) گویا ان کا مقام ومرتبہ ایسا ہے کہ تمام عبادات ان کے تابع ہیں۔اسی لیے تو کلام کو مختصر فرمایا اور طاعات کے تذکرہ میں فقط عنوان پر اکتفا کیا اور اسکے ساتھ ساتھ ان دونوں عبادتوں کی فضیلت کو کھول دیا۔

نمبر۵: یا یہ صفت ہے جو متقین کے ساتھ لائی گئی جو مزید فائدہ کے لیے لائی گئی ہے مثلاً زید الفقیه المتکلم الطبیب ۔ اس صورت میں متقین سے مراد وہ لوگ ہونگے جو برائیوں سے گریزاں ہیں۔

يُؤْمِنُوْنَ : (تصدیق کرتے ہیں)

نَحو : یہ امن مصدر سے باب افعال ہے۔اور محاورہ ہے۔امنت" یعنی اس کی تصدیق کی اس کی حقیقت تکذیب ومخالفت سے امن میں ہونا ہے۔باء سے یہ متعدی ہے۔اس لیے کہ یہ اقرار واعتراف کے معنی کو اپنے اندر شامل کرنے والا ہے۔

بِالْغَيْبِ : (جوان سے پوشیدہ ہیں)ان چیزوں میں سے جن کی خبر ان کو نبی اکرم ﷺ نے دی۔

نمبر ا: مثلاً بعث ونشر اور حساب وغیرہ کے معاملات (جو کہ غائب کے مفہوم میں ہیں) پس مصدر بمعنی اسم فاعل (غائب) لائے۔ جیسا کہتے ہیں۔غاب الشیء غیبا۔یہ اس صورت میں ہے جب تم اس کو یؤمنون کا صلہ بناؤ۔

نمبر۲: اور اگر تم اس کو حال قرار دو۔تو پھر یہ پوشیدگی اور خفاء کے معنی میں ہوگا۔یعنی وہ ایمان لاتے ہیں۔اس حال میں کہ جس چیز پر ایمان لانا ہے۔وہ ان سے غائب ہے۔(مثلاً رسول اللہ و بعث وحشر کو دیکھا نہیں مگر ایمان لاتے ہیں) حقیقی طور پر یہ عبارت اس طرح ہے۔متلبسین بالغیب یعنی غیب سے تلبس حاصل کرنے والے ہیں۔

صحیح ایمان یہ ہے کہ زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق کرے۔عمل (حقیقت) ایمان میں داخل نہیں (البتہ ایمان کی علامت وثمرہ ضرور ہے)

## اقامت کا مطلب:

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ : (یعنی اس کو ادا کرتے ہیں)

نمبرا: ادائیگی کو اقامت سے تعبیر کیا۔حالانکہ قیام تو اس کا ایک رکن ہے۔یہ اس طرح ہے جیسا کہ نماز کو قنوت سے تعبیر کیا۔اور قنوت قیام ہی کو کہتے ہیں۔رکوع اور سجود اور تسبیح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔کیونکہ یہ چیزیں نماز میں پائی جاتی ہیں۔

نمبر۲: یا اقامت صلوۃ سے مراد تعدیل ارکان ہے۔یہ" اقام العود" سے ہے جب لکڑی کو سیدھا کردیں۔

نمبر۳: یا نماز پر مداومت اور محافظت مراد ہے۔پھر یہ" قامت السوق" سے بنا ہے۔جب بازار پر رونق ہو جائے۔کیونکہ جب کسی چیز کی حفاظت کی جاتی ہے تو پھر وہ چالو مال کی طرح بن جاتی ہے۔جس کی طرف رغبتیں متوجہ ہوتی ہیں۔اور جب کسی چیز کو ضائع کیا جائے تو وہ اس کھوٹی اور نکمی چیز کی طرح ہے جس کی طرف طبیعت کی رغبت نہیں ہوتی۔

## معنی صلوٰۃ:

اَلصَّلٰوةَ۔ نَحو : الصلوٰۃ کا لفظ فعلة کے وزن پر صلّی سے بنا ہے جیسا کہ الزکوٰۃ کا لفظ زکی سے ہے۔اور واؤ کیساتھ اس



BestUrduBooks.wordpress.com

کی کتابت بطور تفخیم کے ہے۔صلّی کا حقیقی معنی چوتڑوں کوحرکت دینا ہے۔کیونکہ نمازی رکوع وسجود میں ان کوحرکت دیتا ہے۔داعی (دعوت دینے والا) کوبھی مصل (بلانے والا) کہا جاتا ہے رکوع وسجدہ کرنے والے کے ساتھ خشوع میں مشابہت کی وجہ سے اس کو "مصل" کہا جاتا ہے۔

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ : (جو ہم نے ان کو دے رکھا ہے) یہاں ما بمعنی الذی ہے۔

## انفاق سے مراد:

یُنْفِقُوْنَ : (وہ اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں) صدقہ کرتے ہیں۔من تبعیضیہ داخل کرکے ممنوع فضول خرچی سے محفوظ کردیا۔مفعول کو اس کی اہمیت پر دلالت کرنے کیلئے مقدم کیا۔

**نمبر۱:** مراد یہاں زکوٰۃ ہے، کیونکہ یہ اس صدقہ سے ملی ہوئی ہے جو کہ زکوٰۃ کی ہمدم ہے۔

**نمبر۲:** یا۔زکوٰۃ سے مراد زکاۃ اور اسی طرح کے خرچہ جات ہوں جو بھلائی کے راستہ میں کئے ہیں کیونکہ یہاں زکوٰۃ کا لفظ بلا کسی قید کے آیا ہے۔اور انفق الشیء اور انفدہ یہ دونوں ایک ہی معنی رکھتے ہیں جیسا کہ نفق الشیء اور نفد۔چیز کا خرچ ہونا ختم ہونا کے معنی میں آتے ہیں۔

## قاعدہ:

ہر وہ لفظ جس کا فاءکلمہ نون ہو اور عین کلمہ فاء ہو وہ نکلنے اور چلے جانے کے معنی میں آتا ہے۔

## نکتہ:

اس آیت سے بطور دلالت یہ بات ثابت ہوگئی۔کہ اعمال ایمان کا حصہ نہیں وہ اس لیے کہ یہاں صلوٰۃ وزکوٰۃ کو ایمان پر عطف کرکے ذکر کیا گیا۔اور عطف مغایرت کو چاہتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ کی طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے

# وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ؕ

اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ : اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے ایمان لائے ۔ جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے احباب اور ان جیسے دوسرے لوگ جو ہر اس وحی پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری گئی ایمان لائے ۔ اور آخرت پر ایسے یقین کا اظہار کیا جس سے یہ بات زائل ہوگئی کہ جنت میں یہود ونصاریٰ کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا۔ اور ان کو دوزخ کی آگ چند گنتی کے دنوں کے علاوہ نہیں چھوئے گی ۔ نمبر۱: پھر اگر تم اس کا عطف الذین یؤمنون بالغیب پر کرو تو یہ من جملہ متقین میں داخل ہو جائیں گے ۔

نمبر۲: اور اگر اس کا عطف متقین پر کرو تو پھر داخل نہ ہونگے ۔ پس کلام اس طرح بنے گا۔

هدی للمتقین وهدی للذین یومنون بما انزل الیك

نمبر۳: یا اس سے پہلے لوگوں کی صفت کرنا مقصود ہے۔ اور درمیان میں عاطف کو اسی طرح لایا گیا۔ جیسا کہ صفت کے درمیان لاتے ہیں ۔ جیسا اس محاورہ میں۔

هو الشجاع والجواد وہ بہادر اور سخی ہے۔

اور شاعر کا قول:

الی الملك القرم وابن الهمام ☆ لیث الکتیبة فی المزدحم

میں اس بادشاہ کی طرف جو توڑنے والا اور تلوار کے نیچے پلنے والا ۔ لڑائی کے میدان میں لشکر کے دستے کا شیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ تمام ان صفات کے جامع ہیں۔

## تذکرۂ قرآن کریم و کتب سابقہ:

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ : یعنی قرآن مراد اس سے مکمل قرآن ہے۔ فقط وہ مقدار مراد نہیں جو ان کے ایمان لانے تک اتاری جا چکی تھی کیونکہ ایمان تو سارے قرآن پر لانا ضروری ہے۔

**سوال**: یہاں انزل کو لفظ ماضی سے تعبیر کیا اگرچہ ابھی بعض کے نزول کا انتظار ہے۔

**جواب**: موجود کو غیر موجود پر تغلیب دے کر ذکر کر دیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب بعض نازل شدہ اور بعض کے نزول کا ابھی انتظار ہے تو تمام کو گویا نازل شدہ شمار کر لیا گیا۔ ( کیونکہ اس کا اتارا جانا یقینی تھا )



BestUrduBooks.wordpress.com

# اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤

| |
|---|
| یہ لوگ بڑی ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے اور یہ لوگ ہی کامیاب ہیں۔ |

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ : یعنی انبیاء علیہم السلام پر اتاری جانے والی تمام کتابیں

وَبِالْاٰخِرَةِ نحو : یہ آخر کی مؤنث ہے جو کہ الاوّل کی ضد ہے۔ یہ صفت ہے اس کا موصوف محذوف ہے اور وہ لفظ دار ہے اس کی دلیل قصص آیت نمبر ۸۳ تلك الدار الآخرة ہے اور یہ صفت غالبہ ہے۔ اسی طرح دنیا کا لفظ بھی (کہ اس کا موصوف محذوف ہے اور یہ صفت غالبہ ہے کیونکہ قریب تر ہے)

## قراءت:

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمزہ کو حذف کر کے اس میں تخفیف کر دی۔ اور اس کی حرکت لام کو دے دی۔

هُمْ يُوْقِنُوْنَ : ایقان اصل میں شک وشبہ دور ہو کر کسی چیز کے متعلق پختہ علم ہو جانے کو کہتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى۔ (یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں) نحو : اگر الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کو مبتدا بنائیں تو جملہ محل رفع میں واقع ہے اور اگر اس کو مبتدا نہ بنائیں تو پھر اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔ (اسم اشارہ کو صفات کے بعد لانا گویا موصوف کا صفات سمیت اعادہ ہے)

نمبر۲: یہ بھی جائز ہے کہ پہلا موصول متقین پر جاری ہو اور دوسرا موصول ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہو۔ اور اولٰئك اس کی خبر ہو۔

تفسیر: ہدایت وفلاح کے ساتھ ان کو خاص کرنے کی وجہ اہل کتاب پر تعریض کرنا ہے۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہ تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ ہدایت پر ہونے کے دعویدار تھے۔ اور یہ طمع رکھتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں فلاح پانے والے ہیں۔

## علیٰ کی حکمت:

عَلٰى هُدًى : میں استعلاء کا مفہوم ایک تمثیل ہے جو ہدایت پر ان کے پورے قابو کو ظاہر کرنے اور اس پر پختگی سے قائم رہنے کو ظاہر کرتا ہے اور ہدایت کو اس طرح انہوں نے تھام رکھا ہے کہ کوئی آدمی کسی چیز پر غالب اور سوار ہو۔ اس کی مثال هو على الحق وعلى الباطل ہے اور اہل عرب نے اپنے اس قول میں اس استعلاء کی وضاحت کر دی ہے۔ جعل الغواية مركبا (اس نے گمراہی کو سواری بنایا) امتطى الجهل (اس نے جہالت کو سواری بنایا) اقتعد غارب الهوى (وہ خواہشات کی کوہان پر بیٹھا)۔

هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ : (یعنی ان کو ہدایت ان کے رب کی طرف سے ملی ہے) ھدی کا لفظ نکرہ لائے۔ تاکہ اس سے یہ فائدہ حاصل ہو کہ ان کو ہدایت کی ایسی قسم حاصل ہے کہ جس کی حقیقت کو پہنچا نہیں جا سکتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مقدر سوال کا جواب:

گویا کلام اس طرح تھا۔ کہ وہ کونسی ہدایت پر ہیں۔ تو جواب دیا گیا۔ ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ کہ وہ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں) اس کی مثال ہے لقد وقعت علی لحم۔ یعنی عظیم گوشت پر واقع ہوا۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ : (یہی لوگ آخرت کے گھر میں من مانی مراد پائیں گے) اور جس سے وہ خوف زدہ ہیں اس سے وہ نجات پانے والے ہیں۔

## فلاح کیا ہے؟

فلاح : تمنا کو پالینا المفلح تمنا کو پانے میں کامیاب۔ گویا کہ وہ ایسا شخص ہے جس کے لیے کامیابی کے راستے کھل گئے ہیں۔ یہ مرکب خود شق اور فتح کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح وہ الفاظ جن کا فاء اور عین کلمہ اسی طرح ہو مثلاً۔ فلق، فلذ، فل (پھٹنا، ٹکڑا، کند) ان میں پھٹنے کا مفہوم موجود ہوتا ہے۔

**سوال** : یہاں عطف کے ساتھ لایا گیا مگر دوسری آیت نمبر ۱۷۹ سورۂ اعراف میں اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۔ میں بغیر عطف ذکر کیا۔ دونوں جملے مفہوم کے لحاظ سے مختلف ہیں۔

**جواب** : خبروں کا مختلف ہونا خود عطف کا مقتضی ہے اور اعراف والی آیت میں غفلت اور بہائم سے مشابہت ایک چیز ہے۔ پس دوسرا جملہ گویا پہلے کی تقریر و پختگی کے لیے لایا گیا ہے اور اگر عطف لایا جاتا تو یہ مقصد پورا نہ ہوسکتا۔

هُمْ : یہ فصل کے لیے لائے۔ اس کا فائدہ یہ ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس کے بعد خبر ہے۔ صفت نہیں۔

نمبر ۲: ہم تاکید ہے اور اس بات کو لازم کر رہی ہے کہ مسند کا فائدہ مسند الیہ کے لیے ثابت ہے کسی دوسرے کے لیے نہیں۔

نمبر ۳: یہ مبتدا ہے اور المفلحون اس کی خبر ہے۔

نکتہ: غور کریں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے متقین کا ان چیزوں کے ساتھ مخصوص ہونا بار بار ظاہر کیا۔ جس کو مختلف راستوں والے نہیں پا سکتے۔

اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ اسم اشارہ لائے۔ اور اسم اشارہ دوبار لایا گیا۔ اس میں متنبہ کر دیا کہ جس طرح انہوں نے ہدایت کو ترجیح دی ہے۔ اسی طرح وہ ہدایت انکی فلاح کی ضامن ہے۔ المفلحون کو معرفہ لا کر یہ بتلایا کہ متقین وہی لوگ ہیں، جن کے متعلق تمہیں اطلاع ملی ہے کہ وہ آخرت میں کامیاب ہونگے۔ اس کی مثال اسی طرح ہے کہ تمہیں اطلاع ملے کہ تیرے شہر کے کسی انسان نے توبہ کی۔ تو تم سے کسی نے پوچھا وہ توبہ کرنے والا کون ہے؟ تو اس کے جواب میں کہا گیا۔ کہ وہ زید تائب ہے یعنی وہ وہی ہے جس کی توبہ کی تم کو خبر دی گئی ہے۔ درمیان میں فاصلہ کیا تاکہ تم پر ان کے مراتب ظاہر کر دیئے جائیں۔ اور تمہیں اس چیز کی طلب کے لیے رغبت دلائی جائے جس چیز کی طرف انہوں نے رغبت کی۔ اور جس کی طرف انہوں نے قدم اٹھایا۔ تاکہ تو بھی پورے نشاط سے اس کی طرف قدم بڑھائے۔ اے اللہ لباس تقویٰ سے زینت عنایت فرما۔ اور ان لوگوں کے گروہ میں ہمارا حشر فرما جن کے تذکرہ سے تو نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی۔ آمین



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ⑥

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے۔ برابر ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ

اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ان کے دلوں پر، اور ان کے سننے کی قوت پر، اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے، اور ان کے لئے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ⑦

بڑا عذاب ہے۔

ربط: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ بندوں کا اپنے قرب والی صفات کے ساتھ تذکرہ فرمایا اور واضح کر دیا کہ کتاب مقدس ان کے لیے ہادی ہے تو اس کے پیچھے ان کے ضد و مخالف لوگوں کو ذکر کیا۔ اور وہ انتہائی سرکش و نافرمان لوگ جن کے متعلق ہدایت فائدہ مند نہیں۔ فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا کفر سخت انکار سے حق کو چھپانا۔ کفر کے حروف کی ترکیب چھپانے پر دلالت کرتی ہے اسی لیے کسان پر کافر کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اسی طرح رات پر۔

## عدم عطف کی وجہ:

**سوال**: یہاں حرف عطف نہیں لائے جیسا کہ سورۂ انفطار آیت ۱۳، ۱۴ (إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ) میں عطف کے ساتھ ذکر کیا۔

**جواب**: ان دونوں آیات میں پہلا جملہ اعمال نامے کے تذکرہ کی وضاحت کے لیے لایا گیا۔ المؤمنین کی خبر نہیں ہے۔ اور دوسرا جملہ کفار کے اعمال نامے کی وضاحت کے لیے آیا ہے پس دونوں جملوں کی مراد میں تفاوت پایا جاتا ہے اور یہ ایسی حد بندی ہے کہ اس میں عطف کی کوئی مجال نہیں۔

نمبر ۲: مقدر مان کر اس کو مبتداء بنائیں تو پھر مراد کفار سے وہ معینہ لوگ ہونگے۔ جن کا ایمان نہ لانا اللہ کے علم میں ہے۔ مثلاً ابو جہل، ابولہب وغیرہ۔ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ۔ کوفی قراء کے ہاں دو ہمزہ کے ساتھ ہے سواء بمعنی استواء ہے اس سے صفت اسی طرح لائی جاتی ہے۔ جس طرح مصادر سے لائی جاتی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کے ارشاد سورۂ آل عمران آیت نمبر ۶۴ میں ہے۔ ''الی کلمةٍ سواءٍ'' ای مستویة (برابر) یہ خبر ہونے کی بنا پر مرفوع ہے کیونکہ ''ءانذرتهم'' اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے گویا اس طرح کہا گیا۔ ان الذين كفروا مستو عليهم انذارك وعدمه۔ بے شک کافروں پر آپ کا ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے۔

نمبر ۳: **نحو**: سواء خبر مقدم ہے اور أأ نذر تهم ام لم تنذرهم۔ محل ابتدا میں ہے۔ یعنی سواء عليهم انذارك وعدمه اور یہ تمام إنَّ کی خبر ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

**قاعدہ:**

فعل کو مبتدا بنانا درست ہے باوجود اس بات کے کہ فعل ہمیشہ خبر بنتا ہے۔ کیونکہ یہ اس کلام کی جنس میں سے ہے۔ جس میں معنی کا لحاظ کرتے ہوئے لفظ کا لحاظ چھوڑا گیا ہے۔ (یعنی مصدر کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبتدا بن گیا، مجازاً) ہمزہ اور اَمْ دونوں معنی استواء کو خالص کر رہے ہیں، اور استفہام کے معنی سے بالکل خالی ہیں۔

**سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:**

اس حرف استفہام کو اسی طرح لایا گیا ہے (یعنی تاکید وتقریر کے لیے) جیسا کہ اس قول میں حرف نداء لایا گیا۔ اللّٰھم اغفرلنا ایتھا العصابۃ۔ یعنی یہ صورت میں استفہام ہے مگر حقیقت میں استفہام نہیں۔ جیسا کہ صورت میں تو نداء ہے مگر واقعہ میں نداء نہیں۔

الانذار : گناہوں پر ڈانٹ ڈپٹ کے ذریعہ اللہ کے عذاب سے ڈرانا۔

لَا یُؤْمِنُوْنَ: نَحو : نمبر۱: یہ جملہ ماقبل جملے کی تاکید ہے۔

نمبر۲: ان کی خبر ہے۔ اور اس سے قبل جملہ معترضہ ہے یا دوسری خبر ہے۔

**حکمت اور انذار:**

کفار کے اصرار کا علم ہونے کے باوجود انذار میں حکمت یہ ہے کہ ان پر حجت قائم ہو جائے اور رسالت کا پیغام عام ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب ملے۔

**تفسیر ختم:**

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ : (ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے) زجاج رحمہ اللہ نے فرمایا۔ الختم۔ ڈھانپنے کو کہتے ہیں کیونکہ کسی چیز پر پختگی طلب کرنے کے لیے مہر لگا کر اس چیز کو ڈھانپا جاتا ہے۔ تاکہ اس کی کسی کو اطلاع نہ ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دلوں پر مہر لگا کر ان کو اس طرح کا بنا دیا کہ ان میں جو کفر گھسا ہوا ہے۔ وہ نکل نہیں سکتا۔ اور جو ایمان ان میں نہیں ہے وہ ان میں داخل نہیں ہو سکتا۔

**ختم وطبع کا نتیجہ:**

مہر کا مقصد اہل حق کے نزدیک دل میں ظلمت اور تنگی کا پیدا کرنا ہے جب تک وہ ظلمت اس کے دل میں رہتی ہے۔ وہ ایمان نہیں لاتا۔

**معتزلہ کا مذہب:**

دِلوں کے متعلق فرشتوں کو اطلاع دینا ہے کہ جس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ کفار ہیں، تاکہ وہ ان کے لیے خیر کی دعا نہ کریں،



BestUrduBooks.wordpress.com

بلکہ ان پر لعنت بھیجیں۔بعض نے کہا۔کہ خَتَمَ کی اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف مجازی ہے۔اور خاتم حقیقت میں کافر ہے۔مگر اللہ تعالیٰ نے جب اس کو قدرت اور اختیار دیا۔تو اس کی طرف خَتَمَ کا اسناد جس طرح فعل کی نسبت کی طرف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔''بنی الامیرا لمدینۃ'' امیر نے شہر بنایا۔کیونکہ فعل کی کئی ملابسات ہیں۔

نمبرا: فاعل سے ملابست، مفعول بہٖ سے، مصدر، مکان، زمان اور مسبب لہٗ سے ملابست بس فعل کی نسبت فاعل کی طرف تو حقیقی ہے اور دوسروں کی طرف مجازی ہے۔کیونکہ فعل کے ساتھ فاعل کی ملابست میں مشابہت رکھتے ہیں، جیسا کہ آدمی شیر کے ساتھ جرأت میں مشابہت رکھتا ہے پس بطور استعارہ اس کو شیر کہہ دیتے ہیں یہ مسئلہ خلق افعال کی فرع ہے۔

## سمع کی مراد:

وَعَلٰی سَمْعِهِمْ : (اور ان کے کانوں پر) نحو : سمع کو واحد لایا گیا۔جس طرح عرب کے ہاں اس قول میں بطن واحد ہے۔ کلوا فی بعض بطنکم تعفوا: کیونکہ التباس کا خطرہ نہیں۔سمع کا لفظ اصل کے لحاظ سے مصدر ہے کہا جاتا ہے کہ سمعت الشیء سمعا و سماعًا۔مصدر کی جمع نہیں آتی۔کیونکہ وہ اسم جنس ہوتا ہے۔تو قلیل و کثیر سب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔اس میں تثنیہ جمع کی محتاجی نہیں پس اصل کی جھلک رہتی ہے۔

نمبر۲: یہ بھی کہا گیا کہ اس کا مضاف محذوف ہے۔یعنی ان کے سننے کے مقامات پر۔

قراءت: ایک قراءت وَعَلٰی اَسْمَاعِهِمْ ہے۔

وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ : (اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے) نحو : رفع کے ساتھ خبر اور مبتدا ہے۔

البصر : آنکھ کی روشنی۔وہ چیز جس سے دیکھنے والا دیکھتا ہے جس طرح کہ بصیرت نور قلب کو کہتے ہیں اور وہ چیز ہے جس سے غور و فکر کی جاتی ہے۔الغشاوہ۔ڈھکنا، یہ غشاء یعنی اس کو غشی کے لفظ کی ترتیب کسی چیز پر مشتمل ہونے کیلئے آتی ہے جیسے العصابۃ (پٹی) العمامہ (پگڑی) القلادہ (ہار) اسماع بھی مہر کے معنی میں داخل ہے۔تغشیہ (ڈھانپنے کے حکم میں داخل نہیں ہے اسکی دلیل سورۂ جاثیہ آیت نمبر۲۳۔وَخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ہے۔کہ سمع پر ختم کا لفظ لایا گیا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ سمعهم پر وقف ہے قلوبهم پر نہیں۔جعل کو مضمر مان کر صرف غشاوہ اکیلے ہی کو نصب دیا ہے۔ علٰی سمعهم میں جار کو دوبارہ لائے۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں جگہوں پر مضبوط مہر ہے۔

## شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

شیخ ابو منصورؒ نے کہا، جب کافر نے حق کی بات نہیں سنی۔اور اپنی طرف اور دیگر مخلوق کی طرف بھی نگاہ نہیں ڈالی کہ اس مخلوق کے حادث ہونے کے آثار کو دیکھ کر وہ معلوم کر لیتا۔کہ اس کا کوئی بنانے والا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح قرار دیا۔گویا اس کی آنکھوں اور کانوں پر پردہ پڑا ہے۔اگرچہ حقیقت میں ایسا نہ ہو۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسماع ان کے ہاں تغشیہ کے حکم میں داخل ہے۔آیت ہمارے حق میں اور معتزلہ کے خلاف حجت ہے کہ اللہ تعالیٰ اصلح کو بندوں کے لیے اختیار فرمانے والے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ میں نے انکے دلوں پر مہر لگا دی۔اور اس میں شک نہیں کہ مہر کا چھوڑنا ان کے لیے زیادہ اصلح ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ⑧

اور بعضے لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخری دن پر ایمان لائے۔ حالانکہ وہ ایمان والے نہیں ہیں

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ⑨

وہ دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے، اور نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنی جانوں کو۔ اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ : (اور آخرت میں ان کو بڑا عذاب ہونے والا ہے) عذاب کا لفظ نکال کی طرح ہے بناوٹ و معنی ہر دو لحاظ سے کیونکہ تم کہو گے۔ اعذب عن الشئ یعنی جب وہ کسی چیز سے رک جائے جیسا کہتے ہیں نکل عنہ وہ اس سے باز آیا۔

## عظیم و کبیر کا فرق:

یہ ہے کہ عظیم حقیر کے بالمقابل آتا ہے۔ کبیر صغیر کے مقابل آتا ہے گویا عظیم کبیر سے بڑھ کر ہے جیسا حقیر صغیر سے کمتر ہے۔ یہ دونوں اجسام واحداث کے بارے میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً کہو گے رجل عظیم و کبیر۔ مراد یہ ہوگی کہ اس کا جسم بڑا ہے یا رعب بڑا ہے۔

## نکرہ لانے کی وجہ:

غشاوۃ کو نکرہ لائے کہ ان کی آنکھوں پر ایک قسم کا پردہ ہے یہ وہ پردہ نہیں جس کو لوگ پردہ کہتے ہیں اور ان کے لیے بڑے دکھوں میں سے ایک بڑی قسم سے عذاب دیا جائے گا۔ جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

## تذکرہ منافقین:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ :(اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لائے)۔

ربط : اللہ تعالیٰ نے سورت کو شروع فرمایا۔ ان لوگوں کے تذکرہ سے جو دین میں اخلاص اختیار کرنے والے ہیں۔ اور ان کی زبانیں اور دل حق کی موافقت کرنے والے ہیں پھر دوسرے نمبر پر ان لوگوں کا ذکر کیا جو دل و زبان سے کافر ہیں تیسرے نمبر پر منافقین کا ذکر کیا جو منہ سے ایمان لائے مگر دل ان کے مؤمن نہیں۔ یہ کفار کی خبیث ترین قسم ہے کیونکہ انہوں نے ایمان کے ساتھ کفر کو تمنا و استہزاء کی بناء پر ملالیا۔ اس لیے ان کے بارے میں سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۴۵: ان المنٰفقین فی الدرک الاسفل من النار۔ اتری۔

## قول مجاہد:

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں سورۃ بقرہ کی شروع کی چار آیات میں ایمان والوں کی تعریف اور دو آیات میں کفار کا تذکرہ اور تیرہ



BestUrduBooks.wordpress.com

آیات میں منافقین کا تذکرہ ہے ان میں ان کے مکر خبائث۔ حماقت بتلائی اور ان کی جہالت کا پردہ چاک کیا اور مثال کے طور پر ان کی مجنونانہ حرکات ظاہر کیں اور ان کی سرکشی اور اندھے پن پر مہر لگا دی اور ان کو بہرہ گونگا اندھا قرار دیا اور ان کیلئے بدترین مثالیں بیان فرمائیں منافقین کے واقعہ کو اول سے آخر تک کفروا کے واقعہ پر عطف فرمایا۔ جیسا کہ جملہ کا عطف جملہ پر ہوتا ہے۔

الناس کا اصل اُناس ہے ہمزہ کو بطور تخفیف کے حذف کرلیا۔ اور ہمزہ کا حذف لام تعریف کی صورت میں لازم کی طرح ہے۔ کیونکہ الاناس نہیں بولا جاسکتا اور اس کا اصل انسان 'واناسی ،انس' اس پر استشہاد کے لیے کافی ہے۔

## انسان کی وجۂ تسمیہ:

انسان کو انسان کہنے کی وجہ ان کا ظاہر ہونا اور اس لیے بھی کہ ایک دوسرے سے مانوس ہوتے ہیں۔ یعنی دیکھتے ہیں۔

جبکہ جن کو جن ان کے چھپنے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ ناسٌ کا وزن فعال ہے، کیونکہ وزن کی بنیاد اصل پر ہوتی ہے یہ اسم جمع ہے لام تعریف اس میں جنس کے لیے آیا ہے۔ مَنْ موصوفہ ہے یَقُوْلُ۔ اس کی صفت ہے گویا عبارت اس طرح ہے ناس یقولون کذا (لوگوں میں سے بعض لوگ اس طرح کہتے ہیں)

## وجہ ذکر ایمان باللہ والیوم الآخرۃ:

یہاں ایمان باللہ اور یوم آخرت کو انہوں نے خاص طور پر ذکر کیا۔ حالانکہ وہ ایسا وقت ہے جو آکر رہے گا۔ اور وہ ایسا ہمیشہ ہے جس میں انقطاع نہیں اس کو یوم آخرت اس لیے فرمایا کیونکہ وہ ختم ہونے والے اوقات سے پیچھے آنے والا ہے۔

نمبر۲: نشر کے اس محدود وقت کے بعد ہے۔ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ کیونکہ منافقین کو وہم پیدا ہوا کہ انہوں نے ایمان کی دونوں جانبین اول و آخر کا احاطہ کرلیا، اور یہ اس لئے کہ مسائل اعتقادیہ کا مرجع مبدأ ہے اور مبدأ کی حقیقت صانع کا علم اور اس کی صفات و اسماء کا معلوم کرنا ہے اور معاد کے اٹھائے جانے کا علم،، قبور سے اٹھانا، پل صراط، میزان اور آخرت کے دیگر تمام احوال ہیں۔ باء کی وجہ: باء کو دوبارہ لا کر اشارہ کر دیا انہوں نے دونوں پر اپنے ایمان کے صحیح اور مستحکم ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ اس ارشاد الٰہی کے مطابق ہے۔ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (حالانکہ وہ مؤمن نہیں) گویا باء کو لا کر ان کے دعویٰ کی مکمل تردید کردی)

**نحو**: وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ میں فاعل کی حالت کو ذکر کیا نہ کہ فعل کی اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ میں فعل کی حالت کو ذکر کیا نہ کہ فاعل کی۔ کیونکہ مقصود ان کے دعوے کا انکار ہے اور انتہائی بلیغ ومؤکد انداز سے اس کی نفی ہے کہ ان کا گروہ مؤمنوں کی جماعت سے خارج ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد المائدہ آیت نمبر:۳۷ یریدون ان یخرجوا من النار وما هم بخارجین منها۔ میں اس طرح ہے۔ اور یہ انداز کلام۔ 'مایخرجون منها' کہنے کی نسبت زیادہ بلیغ ہے۔

## ایک نکتہ:

ایمان کو دوسری آیت میں مطلقاً ذکر کیا۔ جبکہ پہلی میں مقید۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں احتمال ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۱: تقیید مراد لیں اوراس پر دلالت آنے کی وجہ سے تقیید کو چھوڑ دیں۔
نمبر۲: یہ بھی احتمال ہے کہ اصل ایمان کی نفی مراد لیں اوراس کے ضمن میں وہ نفی آ جائے جو پہلے مذکور ہوئی ہے۔

## ردِ کرامیہ:

آیت میں فرقہ کرامیہ (کے باطل عقیدہ) کی تردید ہے کہ ایمان صرف زبانی اقرار کو کہتے ہیں کیونکہ آیت میں منافقین کے ایمان کی نفی کی گئی ہے۔ حالانکہ اقرار تو ان کا موجود تھا۔ یہ آیت اہل سنت کے قول کی تائید کرتی ہے۔ کہ ایمان اقرار زبانی اور تصدیق جنانی کا نام ہے۔ ماجونفی کی تاکید کے لئے لایا گیا اس کی خبر پر باء داخل ہے تاکہ سامع جب اول کلام سے غافل ہو تو شدت انکار پر اسی سے استدلال کر سکے۔

مَنْ۔ لفظاً واحد ہے اسی لئے یقول کا فعل واحد لائے اور معنی کا لحاظ کر کے لائے۔

## تفسیر یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ:

(اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دھوکے کا معاملہ کرتے ہیں)

نمبر۱: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دیتے ہیں اس مضاف کو اسی طرح حذف کر دیا جیسا فرمان خداوندی سورۂ یوسف آیت نمبر ۸۷ وَسْئَلِ الْقَرْیَةَ (اے اہل قریہ) ابوعلی وغیرہ نے اسی طرح کہا۔ مطلب یہ ہوا کہ ایسی چیز ظاہر کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔

## مخادعت کا معنی:

الخداع: نفس کے اندر جو کچھ ہو اس کے الٹ ظاہر کرنا۔

نکتہ نمبر۱: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو معظم و بلند کیا۔ کہ آپ کے دھوکہ دیئے جانے کو اپنا خداع قرار دیا جیسا کہ سورۂ فتح آیت نمبر ۱۰'' میں اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔

نمبر۲: یہ بھی کہا گیا وہ اپنے زعم کے مطابق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں اللہ تعالیٰ کی ذات ان میں سے ہے۔ جن کو دھوکہ دینا صحیح ہے یہ تمثیل اکثر دو سے زیادہ کے لیے استعمال ہوتی ہے مثلاً تم کہو گے۔ عاقبت اللص۔ میں نے چور کو سزا دی۔ یہ یخدعون بھی پڑھا گیا ہے۔

## نحوی تحقیق:

نحو: نمبر۱: یہ یقول کا بیان ہے۔ نمبر۲ یا جملہ مستانفہ ہے۔ گویا کہا گیا کہ وہ جھوٹے ایمان کا کیوں دعویٰ کرتے ہیں اس میں



BestUrduBooks.wordpress.com

ان کا کیا فائدہ ہے۔

جواباً کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کرتے ہیں اور اس میں ان کی منفعت یہ ہے۔ کہ کفار کی طرح ان سے لڑائی نہیں کی جاتی۔ اور مؤمنین کے احکامات ان پر لاگو ہیں۔ اور وہ غنائم سے حصہ پاتے ہیں۔ وغیرہ

## صاحب الوقوف کا قول:

صاحب الوقوف نامی کتاب کے مصنف نے کہا کہ ''مؤمنین'' پر وقف لازم ہے کیونکہ وصل کرنے میں تقدیر عبارت یہ بن جائے گی۔ وما هم بمؤمنين مخادعين خداع کے وصف کی نفی ہو جائے گی جیسے کہ تم کہو۔ ماهو برجل کا ذب وہ جھوٹا آدمی نہیں۔ حالانکہ یہاں تو مقصد ان کے ایمان کی نفی اور خداع کا ان کے لیے ثابت کرنا ہے۔

نمبر۲: جنہوں نے یخادعون کو یقول کی خبر سے حال قرار دیا اور یقول کو اس میں عامل قرار دیا تو ان کے مطابق تقدیر عبارت اس طرح ہوگی۔ یقول امنا با للّٰه مخادعين۔ وہ کہتے ہیں ہم تو اللہ پر ایمان لائے حالانکہ وہ دھوکہ دینے والے ہیں۔

نمبر۳: بمؤمنین: نَحْو : یہ یقول کی ضمیر سے حال ہے اور اس کا عامل اسم فاعل ہے اس صورت میں تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ وماهم بمؤمنين فى حال خداعهم : (وہ اپنے دھوکہ کی حالت میں مؤمن نہیں ہو سکتے) اس صورت میں مؤمنین پر وقف بھی نہ ہوگا۔ پہلی ترکیب۔ سب سے بہتر ہے۔

''وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا'' (اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کو ایمان ظاہر کر کے اور کفر چھپا کر دھوکہ دیتے ہیں۔

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ (حالانکہ وہ دھوکہ نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو) وہ یہ دھوکہ بازوں کے ساتھ ملا جلا معاملہ اپنی جانوں کے ساتھ کرتے تھے۔ کیونکہ اس کا نقصان انہی کو پہنچے گا۔ اوران کے دھوکے کا نچوڑ آخرت کا عذاب ہے جو ان کی طرف لوٹ آیا۔ پس گویا انہوں نے اپنے آپ کو دھوکہ دیا۔ ابوعمرو۔ نافع اور ابن کثیر مکی نے۔ مطابقت کے لیے۔ ''مایخادعون'' پڑھا ہے

مگر پہلے لوگوں کو عذر یہ ہے کہ خدع اور خادع۔ اس جگہ ایک معنی دیتے ہیں (اس لیے اسی طرح پڑھیں گے)۔

## نفس کی مراد:

النفس: کسی چیز کی ذات و حقیقت کو کہتے ہیں۔ پھر یہ دل اور روح کے لیے بھی کہا جانے لگا۔ کیونکہ نفس کا قیام انہی دو پر ہے۔ اسی طرح خون کو بھی نفس کہتے ہیں۔ کیونکہ نفس کا قوام خون سے ہے۔ اور پانی کو بھی نفس کہتے ہیں۔ کیونکہ نفس کو اس کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ''النفس'' سے یہاں مراد انکی ذاتیں ہیں۔ معنی یہ ہوگا۔ اپنی ذاتوں کو دھوکہ دینے کے سبب دھوکہ ان کو چمٹنے والا ہے۔ ان سے آگے تجاوز نہیں کرتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ⑩

ان کے دلوں میں بڑا روگ ہے سو اللہ نے ان کا روگ بڑھا دیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ۙ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ⑪

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو کہتے ہیں۔ کہ ہم تو صرف اصلاح ہی کرنے والے ہیں

اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ⑫

خبردار بلا شبہ یہی لوگ مفسد ہیں لیکن نہیں سمجھتے ہیں۔

وَمَا یَشْعُرُوْنَ : (اور وہ محسوس نہیں کرتے)۔

## نتیجہ:

ان کے دھوکہ کا نتیجہ دوسروں کی طرف سے ان کی طرف ہی لوٹنے والا ہے۔

## معنیٰ شعور:

الشعور : کسی چیز کا حس سے معلوم کرنا۔ یہ شعار سے لیا گیا ہے۔ شعار وہ کپڑا ہے جو جسم کے قریب ہوتا ہے (بنیان وغیرہ) مشاعر الانسان : انسانی حواس کو کہتے ہیں کیونکہ شعور کے آلات یہی ہیں۔ اب معنی یہ ہوگا۔ ان کو اس کا ضرر حسی چیز کی طرح پہنچ رہا ہے۔ اور وہ اپنی طویل غفلت کی وجہ سے اس شخص کی طرح ہو گئے ہیں جس میں حس ہی نہ ہو۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ : (ان کے دلوں میں بیماری ہے) یعنی شک ونفاق، شک، دو معاملوں میں تردد کو کہتے ہیں۔ اور منافق متردد ہوتا ہے۔

حدیث میں فرمایا: مثل المنافق كمثل الشاة العائرة بين الغنمين۔ (احمد، مسلم، نسائی) منافق کی مثال اس بکری جیسی ہے جو دونوں گلوں سے الگ ہو۔

## مریض:

موت وزندگی کے درمیان متردد ہوتا ہے۔ کیونکہ مرض صحت کی ضد ہے۔ اور فساد صحت کے مقابل ہے۔ اسی وجہ سے ہر بگاڑ کا نام مرض بن گیا۔ شک اور نفاق یہ دل کے فساد ہیں۔

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا : (پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری بڑھادی) یعنی غلبہ سے کمزوری اور اقتدار سے عاجزی اور بڑھ گئی یہ بھی کہا گیا۔ کہ اس سے مراد نفاق کا پیدا کرنا ہے جبکہ اس جیسا نفاق ان کے دلوں میں پہلے ہی تھا جیسا کہ زیادتی ایمان میں معلوم ہو چکا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ :(اوران کے لیے دردناک عذاب ہے)۔

## نحویوں کاقول:

نَحْو :الیم فعیل کے وزن پر بمعنی مفعل ہے یعنی مولم (دردناک)

بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ : (اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے) یعنی امنا باللہ وبالیوم الاخر کے قول میں جھوٹ کے سبب۔ ما فعل کے ساتھ مل کر مصدر کا معنی دے رہا ہے۔ کسی چیز میں پائی جانے والی حقیقت کے خلاف اس چیز کے متعلق خبر دینا۔

## دیگر قراء:

يُكَذِّبُوْنَ پڑھتے ہیں۔ یعنی ان چیزوں کی تکذیب کر کے جن کو آپ لے کر آئے ہیں۔ بعض نے کہا۔ یہ کذب میں مبالغہ کے لیے لایا گیا۔ شدید سے لائے، جیسا کہ صدق میں مبالغہ کے لیے کہتے ہیں۔ صدق۔ ان دونوں کی نظیر بان اور بین کا لفظ ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ : (جب ان سے کہا گیا) اس کا عطف یقول امنا پر ہے کیونکہ جب تم اس طرح کہو گے۔ کہ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے۔ (لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ) (کہ زمین میں فساد مت مچاؤ) تو یہ تعبیر صحیح ہے۔

## اصلاح وفساد:

الفساد : کسی چیز کا اس کی درست حالت اور فائدہ مند حالت سے نکل جانا اس کی ضد الصلاح ہے۔

الصلاح : صلاح کسی چیز کو اس کی درست ونفع بخش حالت میں پالینا۔

فساد فی الارض : سے مراد لڑائی اور فتنے کا بھڑکانا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے زمین میں جو چیزیں ہیں۔ ان کو بگاڑنا۔ اور لوگوں کے حالات اور کھیتوں اور منافع دینی ودنیوی کو میانہ روی سے ہٹانا ہے۔ منافقین کا زمین میں فساد یہ تھا۔ کہ وہ کفار کو مائل کرتے اور مسلمانوں کے راز کھول کر کفار کو مسلمانوں کے خلاف آمادہ بر شرارت کرتے اور ابھارتے۔ اور یہ امر فتنوں کے بھڑکانے کا باعث بنتا تھا۔

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ : (وہ کہتے ہیں بے شک ہم اصلاح کرنے والے ہیں) ہم مؤمنوں اور کافروں میں حسن سلوک سے درستگی واصلاح کرنے والے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اصلاح کی صفت خاص ہم میں پائی جاتی ہے اور ہمارے ساتھ مخصوص ہے اس میں ممانعت کا کوئی شائبہ اور فساد کی کوئی صورت ملی ہوئی نہیں ہے۔

فَائِدَۃ :انما کا کلمہ کسی چیز میں حکم کو بند کرنے کے لیے آتا ہے۔ یا کسی چیز کو حکم میں بند کرنے کیلئے آتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ انما ینطلق زیدٌ۔ بے شک زید جانے والا ہے اور کوئی نہیں بے شک زید ہی کاتب ہے اور کچھ نہیں۔ مَا کافہ ہے کیونکہ یہ ان کو عمل سے روک دیتا ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ : (سنو یہی لوگ فسادی ہیں لیکن وہ سمجھتے نہیں) بے شک وہی فسادی ہیں۔ مفعول کے معلوم ہونے پر حذف کر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ

اور جب کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اور لوگ ایمان لائے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں جیسے یہ بیوقوف ایمان لے آئے خبردار بلاشبہ یہی

السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑬ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ

بیوقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔ اور جب یہ لوگ ان سے ملتے ہیں جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ⑭

اور جب تنہائیوں میں اپنے شیطانوں کے پاس ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بے شک ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صرف مذاق بنانے والے ہیں

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ⑮

اللہ ان کا مذاق بناتا ہے اور ان کو ڈھیل دے رہا ہے وہ اپنی سرکشی میں اندھے ہو کر بھٹک رہے ہیں

**نحو:** الا۔ یہ ہمزہ استفہام اور حرف نفی سے مرکب ہے۔ تاکہ مابعد کے ثبوت پر تنبیہ ہو جائے۔

**ایک قاعدہ:**

استفہام جب نفی پر آجائے۔ تو ثبوت کا فائدہ دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سورۂ قیامہ آیت نمبر ۴۰ میں ہے اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ (یقیناً وہ قادر ہے) تحقیق کے اس مقام پر ہونے کی وجہ سے اس کے بعد آنے والا جملہ اسی انداز سے شروع ہوگا۔ جس سے قسم ملی ہو۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کے مصلحین کی صف میں شامل ہونے کے دعویٰ کو بلیغ انداز سے رد کر دیا۔

**نمبر۱:** سخت ناراضگی کے مقام پر رکھا۔

**نمبر۲:** جملہ مستانفہ لا کر اس میں مبالغہ کر دیا۔

**نمبر۳:** پھر تاکید کے لیے اَلَآ اور اِنَّ لائے۔

**نمبر۴:** خبر معرفہ لائے۔

**نمبر۵:** لا یشعرون اور اس کے درمیان میں ضمیر فصل لائے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ۔ (جب ان سے کہا جاتا ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے لوگ تو وہ کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جیسے ایمان لائے بے وقوف) ان کو دو طریقوں سے نصیحت کی گئی۔ نمبر۱۔ اس چیز کی قباحت بیان فرمائی۔ جس پر چل رہے تھے۔ کیونکہ وہ چیز صواب سے دور اور فساد سے قریب تھی۔

**نمبر۲:** عقل مندوں کی اتباع سے جو رستہ رکاوٹ تھا۔ وہ ان کو واضح دکھا دیا۔ ان کا جواب یہی تھا کہ وہ اپنی طویل جہالت کی وجہ



BestUrduBooks.wordpress.com

سے ان کو بے وقوف قرار دیتے تھے۔

## ایک عبرت:

اِس میں اس عالم کے لیے تسلی ہے کہ جس کو جہلاء کی طرف سے اس قسم کی باتیں پہنچتی ہیں۔

## ایک سوال:

**سوال**: قیل: کی اسناد لاتفسدوا اور امنوا دونوں کی طرف درست ہے باوجودیکہ فعل کی اسناد فعل کی طرف صحیح نہیں ہوتی۔

**جواب**: یہاں فعل کی فعل کی طرف اسناد ہے جو کہ جائز ہے۔ اور فعل کی اسناد معنیٰ فعل کی طرف ممنوع ہے گویا کہ اس طرح کہا گیا۔ جب ان کو یہ بات کہی گئی۔ تو اسی سے یعنی دماغ پر جھوٹا گمان سوار کرلیا۔

کما: **نحو**: کما میں ما کافہ ہے جیسا کہ ربما میں ما مصدریہ ہے جیسا کہ: بِمَا رَحُبَتْ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۲۵ میں۔

الناس۔ نمبر۱۔ الناس میں لام عہد خارجی کا ہے یعنی جس طرح ایمان لائے رسول اللہ اور جو ان کے ساتھ ہیں۔ اور وہ معین لوگ ہیں۔ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھ والی جماعت یعنی جس طرح ایمان لائے تمہارے ساتھی اور بھائی

## الف لام:

نمبر۲: (ا) لام جنس کا ہو یعنی جس طرح انسانیت میں کامل لوگ ایمان لائے۔

(ب): ایمان والوں کو گویا حقیقی انسان قرار دیا اور ان کے علاوہ لوگوں کو حیوان کہا۔

كَمَآ اٰمَنَ : میں کاف محل نصب میں ہے کیونکہ یہ مصدر محذوف کی صفت ہے۔ یعنی (ایمانا مثل ایمان الناس)۔ یعنی ایسا ایمان جو لوگوں کے ایمان کی طرح ہو۔ اور کما امن السفھاء بھی اسی طرح ہے۔ انؤمن میں استفہام انکاری ہے (یعنی ہم ایمان نہیں لائے) السفھآء میں لام سے الناس کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جن کو انہوں نے بے وقوف قرار دیا تھا۔ حالانکہ وہ لوگ عقلمند اور حلیم ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے جہل سے یہ اعتقاد کرلیا کہ جس راستے پر وہ ہیں۔ وہ برحق ہے اور اس کے علاوہ سب باطل ہے۔ جو آدمی باطل پرست بن جائے تو بے وقوف ہے۔

السفہُ۔ کم عقلی، بے حوصلہ ہونا

**اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ** : (بے شک وہ وہی بے وقوف ہیں)

## فرق کی وجہ:

یہاں لا یعلمون فرمایا۔ اور پہلے لا یشعرون کہا گیا۔

نمبر۱: کیونکہ یہاں السفہ کا ذکر کیا اور وہ جہالت کو کہتے ہیں۔ پس اس کے ساتھ علم کا تذکرہ بہترین مطابقت رکھتا ہے

نمبر۲: ایمان میں غور و فکر اور دلیل کی ضرورت ہے تاکہ دیکھنے والا معرفت حاصل کرے۔ باقی فساد فی الارض ایک ایسا معاملہ ہے جس کی بنیاد عادات پر ہے پس وہ حسی معاملے کی طرح بن گیا۔ (اس لیے وہاں شعور و حس کی نفی کی ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## نحوی تحقیق :

نحو :السفہاء یہ انّ کی خبر ہے۔ھم ضمیر فصل ہے یا مبتدا ہے لہٰذا السفہاء اس کی خبر ہے۔اور یہ ل کر ان کی خبر ہے۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا : (جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے)

قراءت :ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اذالاقوا پڑھا ہے۔اہل عرب لقیتہ ،لاقیتہ ،دونوں بولتے ہیں۔جبکہ قریب سے اس کا سامنا ہو۔

ربط :پہلی آیت میں منافقین کے طریقے اوران کے نفاق کی ترجمانی کی۔اوراس آیت میں ایمان والوں کے ساتھ جوان کا سلوک تھا۔یعنی استہزاء اورچچوں کے روپ میں ملنا۔اوران کووہم دلانا کہ وہ ان کے ساتھ ہیں۔وغیرہ کاذکر کیا گیا۔

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ : (اور جب وہ تنہائی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں)خلوت بفلان والیہ بولتے ہیں جب اس کے ساتھ علیحدگی اختیار کرے۔اِلٰی کے صلہ سے استعمال زیادہ بلیغ ہے۔کیونکہ اس میں ابتدا وانتہا کی دلالت پائی جاتی ہے۔مطلب یہ ہوا کہ جب ایمان والوں سے الگ ہوکر اپنے شیاطین کے ہاں علیحدگی میں جاتے ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ خلا۔''مضٰی'' کے معنی میں ہو۔

## شیاطین کون :

شیاطین : سے مراد وہ لوگ ہیں جو سرکشی میں شیاطین کے مماثل ہیں۔اوروہ یہودی ہیں۔

## سیبویہ کاقول :

نمبر۱: نحو :شیاطین کانون اصلی ہے اس کی دلیل تشیطن ہے۔

نمبر۲: یہ نون زائدہ ہے یہ شطن سے نکلا ہے جو بَعُدَ کے معنی میں ہے۔اس لیے کہ شیطان بھلائی اور خیر سے دور ہے۔یا شاط سے ہے یعنی جب باطل وبیکار رہوا۔شیطان کانام الباطل ہے۔

قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ : (تو ان کو کہتے ہیں بےشک ہم تمہارے ساتھ ہیں) ہم تمہارے ساتھی اوردین میں موافقت کرنے والے ہیں۔منافقین نے مسلمانوں کو جملہ فعلیہ بول کر خطاب کیا۔اور شیاطین کو انّ تحقیقیہ والے جملہ اسمیہ سے مخاطب کیا۔کیونکہ ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے منافقین کادعویٰ یہ تھا۔کہ ایمان ایک نوساختہ چیز ہے۔اس بات کے دعوے دار نہ تھے۔کہ وہ ایمان میں منفرد ہیں۔خواہ اس کی وجہ یہ ہو۔

نمبر۱: کہ ان کے اپنے نفس اس پر ان کی معاونت کرنے والے نہ تھے۔کیونکہ ان کے عقائد اس کا باعث اور محرک نہیں تھے۔خواہ اس کی وجہ یہ ہو۔کہ اگر وہ اپنی بات مبالغے اورتاکید سے کرتے تو چل نہ سکتی۔البتہ اپنے ہم جنسوں سے خطاب رغبت سے تھا۔اور مقبول اور مروج بھی تھا۔اس لیے وہ تحقیق وتاکید کے موقعہ ومحل میں تھا۔تاکہ کافروں کو ان کے کفر پر قائم رہنے کا یقین ہوجائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## استہزاء کا مفہوم:

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ۔(ہم ان کے ساتھ استہزاء کرنے والے ہیں) یہ اِنَّا معکم کی تاکید ہے۔کیونکہ اس کا مقصد یہودیت پر ثابت قدمی ہے۔اور اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ کہہ کر اسلام کی تردید کی ہے۔اور اپنے سے اسلام کا دور کرنا مقصود ہے کیونکہ کسی چیز کا استہزاء کرنے والا اور اس کی تحقیر کرنے والا اس کا منکر ہوتا ہے۔

قاعدہ: کسی چیز کی نقیض کا دور کرنا اس کے ثبوت کی تاکید ہوتی ہے۔یا یہ جملہ مستانفہ ہے پھر کلام اس طرح بنے گا۔کہ جب منافقین نے اپنے شیاطین کو اِنَّا مَعَكُمْ کہا۔تو جواب میں شیاطین الانس نے کہا۔اگر تم ہمارے ساتھ ہو تو پھر مؤمنین کی موافقت کیوں کرتے ہو؟ تو منافقین نے جواباً کہا۔اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (کہ تم شک میں مت رہو ہم تو ان سے موافقت ان کا مذاق اڑانے کے لیے کرتے ہیں)

## الاستہزاء:

مذاق اُڑانا، مسخری کرنا، حقیر قرار دینا۔اصل باب کا معنی خفت یعنی ہلکا سمجھنا استہزاء یہ ھزء سے بنا ہے جس کا معنی ہے جو جلدی قتل کرتا ہے۔اور ھزأ یھزأ کا معنی موقعہ پر ہلاک ہونا مرجانا ہے۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ : (اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ استہزاء کا معاملہ کرے گا)۔یعنی ان کو استہزاء کا بدلہ دے گا۔جزاءِ استہزاء کا نام استہزاء رکھ لیا گیا۔جیسا کہ سورۂ شوریٰ آیت نمبر ۴۵ میں وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اور سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۹۴ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ۔میں جزاء سیئہ کو سیئہ اور جزاء اعتداء کو اعتداء قرار دیا گیا۔اگرچہ جزاء سیئہ واعتداء سیئہ اور اعتداء نہیں ہوتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ استہزاء اللہ تعالیٰ کی ذات کے لائق ومناسب نہیں۔کیونکہ عبث اور عیب ہے۔جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔

## امام زجاج:

کہتے ہیں۔پسندیدہ قول یہ ہے۔اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ۔کو بغیر عطف کے جملہ مستانفہ لانا بڑی شان عظمت رکھتا ہے۔اس میں یہ بات بتلائی کہ اللہ تعالیٰ ہی ان سے انتہائی شدید استہزاء فرمانے والے ہیں۔جس کے مقابلے میں ان کا استہزاء کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔اس لیے کہ ان پر اس کی وجہ سے ذلت، عذاب اور رسوائی اُترے گی اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی سزائیں اور بلائیں لحہ بہ لحہ اترتی رہیں گی۔

**سوال**: اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ فرمایا۔اللّٰه مستهزئ بهم نہیں فرمایا۔ایسا کیوں؟

**جواب**: تاکہ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ کے ساتھ لفظاً مطابق ہو جائے اور تواتر سزا پر بھی دلالت ہو۔

وَيَمُدُّهُمْ : (اور انہیں مہلت دے گا) یعنی ان کو مہلت دے گا۔یہ زجاج کا قول ہے۔

فِيْ طُغْيَانِهِمْ : (ان کی سرکشی میں) کفر میں حد سے بڑھنا يَعْمَهُوْنَ (وہ حیران ہیں) یہ حال واقع ہے یعنی حیران اور متردد ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۖ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلہ گمراہی خریدلی۔ سو ان کو تجارت نفع مند نہ ہوئی۔ اور نہ

كَانُوا مُهْتَدِينَ ⑯

وہ ہدایت پر چلنے والے بنے۔

یہ اصلح للعبد کے سلسلہ میں معتزلہ کے خلاف دلیل ہے۔

عَمَہٗ : بصیرت ودانائی کے ضائع ہونے کہتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ : (یہ لوگ) نحو : یہ مبتدا ہے اس کی خبر اَلَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى یعنی اس کے بدلہ میں لے لیا اور ہدایت پر اس کو ترجیح دی۔

## ایک سوال:

**سوال** : اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى خریدلیا گمراہی کو ہدایت کے بدلہ میں۔ کہ انہوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی کو لے لیا)) حالانکہ وہ تو ہدایت پر نہیں تھے۔

**جواب** : اس لیے کہ منافقین ایسی قوم میں سے تھے جو ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہوگئے (پس اشتراء ضلالت کا مصداق بن گئے)

لفظ تجارت ربح کے فاعل سے متصل ہے یا تجارت ربح کا سبب ہے۔

نمبر۲: ان کو ہدایت پر قدرت دی گئی تھی۔ گویا ہدایت ان میں قائم تھی پس اس کو قدرت کے باوجود اختیار نہ کیا تو گویا ہدایت کو ضلالت کے بدلے ترک کردیا۔

## مسئلہ بیع تعاطی:

بیع تعاطی جائز ہے کیونکہ منافقین نے لفظ اشتراء کا نہیں بولا۔ لیکن ہدایت کو گمراہی کے بدلے میں اپنے اختیار سے چھوڑا ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے شراء کا نام دیا ہے۔ پس یہ ہمارے لیے ثبوت بن گیا۔ کہ جس نے کسی دوسرے سے چیز لی اور اس کا عوض اس کے لیے اس کی رضامندی سے چھوڑ دیا تو گویا اس نے اس چیز کو خرید لیا خواہ لفظ شراء کا استعمال نہیں کیا۔ یہی بیع تعاطی کہلاتی ہے۔

الضَّلٰلَةَ : میانہ روی سے مائل ہونا۔ ہٹنا اور راہ کو گم پانا کہا جاتا ہے۔

ضل منزلہ : وہ اپنا مرتبہ بھول گیا۔ یہ دین میں سیدھے راستے سے ہٹ جانے کے لیے بطور استعارہ استعمال ہوتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ

ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی پھر جب اس آگ نے اس شخص کے آس پاس کو روشن کردیا تو اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝١٧ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝١٨

ان کی روشنی کو ختم کر دیا۔ اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ دیکھ نہیں رہے ہیں۔ یہ لوگ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس یہ لوگ رجوع نہ ہوں گے

## تجارت کیا ہے؟

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ : (پس ان کی تجارت نے انہیں نفع نہ دیا)

تعریف ربح : اصل مال میں اضافہ کو کہا جاتا ہے۔

## تجارت: کاریگری۔تاجر کافن:

تاجر: نفع کی خاطر خرید وفرخت کرنے والا۔ نفع کی نسبت تجارت کی طرف اسناد مجازی ہے اس کا معنی انہیں اپنی اصل تجارت میں نفع نہ ہوا اور ضائع کردی۔ جب تجارت فائدہ مند نہ رہی اور مجازاً گمراہی کا ہدایت کے بدلے خریدنا ثابت ہو گیا۔ تو اس کے بعد بطور استعارہ ترشیحیہ کے ربح اور تجارۃ کا ذکر کردیا جیسا کہ شاعر نے اپنے اس شعر میں

لما رایت النَّسْرَ عَزَّابن دَابة۔ وعَشَّشَ فی وَکْرِہٖ جاش له صدری میں بڑھاپے کونسر اور سیاہ بالوں کو کوے سے تشبیہ دی۔ اس کے بعد گھونسلہ بنانے اور گھونسلے کا ذکر کردیا۔

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ : (اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے) وہ طریق تجارت کی طرف راہ پانے والے نہیں۔ جس طرح تجار اپنی مرضی استعمال کرنے والے اور اپنے نفع ونقصان کی اشیاء کو جاننے والے ہوتے ہیں۔

## مفہوم آیت:

اب مطلب یہ ہوا کہ تجار کا مقصد اصل مال اور نفع کا محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔ اوران لوگوں نے ان دونوں چیزوں کو ضائع کردیا۔ پس ان کا اصل مال ہدایت تھی۔ اور وہ گمراہی کے ہوتے ہوئے باقی نہیں رہی۔ جب فقط گمراہی رہ گئی تو اسی لیے ان کو نفع سے محروم ہونے والے فرمایا۔ اگرچہ دنیاوی اغراض ان کو میسر آ گئیں۔ (اور وہ ہدایت کے مقابلہ میں ہیچ در ہیچ ہیں)

کیونکہ گمراہ نقصان اٹھانے والا ہے اور جس آدمی کا راس المال سلامت نہ رہے۔ اس کو نفع پانے والا نہیں کہا جاتا۔

**نحو** : کہا گیا ہے الذی ، اولئك کی صفت ہے۔ اور فمار بحت سے آخر آیت تک محل رفع میں اولئك کی خبر ہے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا : (ان کی مثال اس جیسی ہے جس نے آگ جلائی) جب منافقین کی صفت حقیقت ذکر کردی تو اس کے بعد مزید انکشاف حقیقت اور تکمیل بیان کے لیے مثالیں بیان فرمائیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مثال کی غرض اور حقیقت:

مخفی معانی اور حقائق سے پردہ اٹھانے کے لیے مثال بیان کرنا بڑا اثر رکھتا ہے گذشتہ آسمانی کتابوں میں کثرت سے مثالیں ذکر کی گئیں۔انجیل کی سورتوں میں ایک سورت کا نام سورۃ الامثال ہے۔

## مثل کا معنی:

کلام عرب میں مثل کو کہتے ہیں نظیر کا یہی معنی ہے کہا جاتا ہے مِثل۔مَثَل،مثیل جیسے شبہ،شَبہ اور شبیہ۔پھر مشہور قول کے لیے بولا جانے لگا۔جس سے موقعہ کی مثال بیان کی جائے مَثَل کہنے لگے اور مثال اسی بات کی بیان کی جاتی ہے جس میں انوکھا پن ہو۔اسی لیے اس کی حفاظت کی جاتی ہے پس وہ بدلتی نہیں۔کبھی استعارہ کے طور پر مَثَل کو حال یا صفت یا قصہ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں جبکہ اس کی کوئی حالت اور انوکھی بات ہو۔گویا یہاں کہا گیا''حالهم العجيبة الشان''ان کی عجیب حالت اس آدمی کے حال کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی۔اور یہی معنی مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ۔سورۂ رعد آیت نمبر ۳۵ میں ہے کہ جو عجائب ہم نے بیان کیے۔ان میں جنت کا عجیب حالت والا واقعہ ہے۔پھر اس کے عجائبات بیان فرمائے۔ولله المثل الاعلى۔سورۃ النحل آیت نمبر ۶۰ میں یہی معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی صفات ہیں جن کا عظمت وجلال میں بڑا مقام ہے۔یا الذی کو الذین کی جگہ لائے۔جیسا کہ سورۃ توبہ آیت نمبر ۶۵ وخضتم كالذى خاضوا۔میں ہے کیونکہ جماعت کی تمثیل اکیلے کے ساتھ نہیں ہوسکتی۔یا آگ جلانے والوں کی جنس بیان کرنا مقصود ہے یا وہ گروہ مراد ہے جس نے آگ جلائی۔اس طرح کہ منافقین کی ذاتوں کو آگ روشن کرنے والے سے تشبیہ نہیں دی ہے۔کہ جس سے جماعت کی واحد سے تشبیہ والا اعتراض آئے۔بلکہ ان کے واقعہ کو آگ جلانے والے کے واقعہ سے تشبیہ دی ہے۔استوقد کا معنی اوقد (جلانا) ہے۔وقود النار۔آگ کی چمک۔النار (آگ) ایک لطیف روشنی کرنے والا گرمی دینے والا جلانے والا جوھر ہے یہ نار،ینار سے مشتق ہے جب وہ بھاگے اور کوچ کرے۔کیونکہ اس میں حرکت واضطراب پایا جاتا ہے۔

## نور وضوء کا معنی:

فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَاحَوْلَهٗ : (جب اس آگ نے اس کا ماحول روشن کردیا) اضاءت۔خوب روشن کرنے کو کہتے ہیں۔اور اس کا مصداق سورۃ یونس کی آیت نمبر ۵ هو الذى جعل الشمس ضياء والقمر نورًا آیت میں اضاءت کا لفظ متعدی ہے اور ماحولهٗ کی طرف اس کی نسبت ہے۔اور غیر متعدی بھی ہوسکتا ہے،مؤنث معنی کے لحاظ سے لائی گئی۔کیونکہ آگ جلانے والے کے اردگرد جگہیں اور اشیاء ہیں۔اور فَلَمَّآ اَضَآءَتْ کا جواب۔ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ ہے۔

## نحوی تحقیق:

نحو : لمّا ظرف زمان ہے اور اس میں اس کا جواب اذا کی طرح عامل بن رہا ہے اور ماحولهٗ کا ما موصولہ ہے اور حَوْلَهٗ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔یا نکرہ موصوفہ ہے۔اور تقدیر عبارت یہ ہے۔فلما اضاءت شيئًا ثابتا حوله:جب اس



BestUrduBooks.wordpress.com

روشن ثابت ہونے والی چیز نے اپنے اردگرد۔
نُوْرُهُمْ میں هُم ضمیر کو جمع لائے اور حولہٗ میں ضمیر واحد لائی گئی۔ کیونکہ کبھی تو اس کو لفظ پر محمول کیا اور کبھی معنی پر (اور دونوں کا لحاظ کر کے ضمیریں لائی گئیں)

النور : آگ کی روشنی کو کہتے ہیں۔ اور ہر روشن چیز کی روشنی کو کہتے ہیں۔

ذهب : کا معنی اذهب ہے یعنی اس کو زائل کر دیا۔ اور اس کو زائل ہونے والا بنا دیا۔ ذهب بہ۔ کا معنی ساتھ لے جانا اور لے جانا۔ اب مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روشنی لے لی۔ اور اس کو روک دیا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ روک دے۔ اس کو کوئی چھوڑ اسکتا نہیں۔ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ سورہ فاطر آیت نمبر۲ یہ اذہاب کے لفظ سے زیادہ بلیغ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ذهب الله بضوء هم نہیں فرمایا۔

## وجہِ ذکر:

فَلَمَّآ اَضَآءَتْ کا لحاظ کر کے۔ اس لیے کہ نور کا تذکرہ زیادہ بلیغ ہے ضوء میں اضافہ پر دلالت موجود ہے اور مقصود یہاں روشنی کا ان سے مکمل طور پر دور کرنا ہے۔ اگر ذھب اللہ بضوءھم کہا جاتا۔ تو زائد روشنی کے چلے جانے کا اور جن کو نور کہا جاتا ہے ان کے باقی رہنے کا وہم رہتا۔ کیا تم سیاق کلام پر غور نہیں کرتے۔ کہ اس کے بعد وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لایا گیا۔
الظلمه : وہ عرض ہے جو نور کے منافی ہے۔ اس کو جمع اور نکرہ لائے۔ اور اس کے بعد وہ چیز لائے جو دلالت کرتی ہے کہ وہ اندھیرا ہے جس میں کوئی کڑی نظر نہیں آتی۔ اور وہ ارشاد الٰہی: لَّا يُبْصِرُوْنَ ہے (کہ وہ اس میں کچھ نہیں دیکھتے)۔

## نحوی اشارے:

تر کھم: نحو : ترک بمعنی طرح اور خلّی (پھینکنا اور چھوڑنا) کے معنی میں ہوتا ہے۔ جب ایک چیز سے معلق ہو۔ اور گر دو چیزوں سے معلق کریں۔ تو صیر کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اس وقت یہ افعال قلوب کی جگہ آ جاتا ہے یہاں اسی معنی میں ہے۔
اصل اس طرح بنے گا۔ هُمْ فی ظلمات۔ پھر تَرَكَ کو داخل کر کے دونوں جزوں کو منصوب کر دیا۔ لا یبصرون کے مفعول کو ساقط کرنا اس قسم میں سے ہے جس کو متروک مطروح کہتے ہیں۔ (جس کو پھینکنے کے لیے چھوڑا) یہ تَرَكَ مفعول مقدر منوی کی قسم سے نہیں۔ گویا فعل اصل کے لحاظ سے غیر متعدی ہے (یعنی متروک مطروح) ان کی حالت کو آگ جلانے والے کی حالت سے مشابہت دی۔ کیونکہ آگ روشن کرنے کے نتیجہ میں وہ اندھیرے اور حیرانی میں پڑ گئے ہاں منافق تو ہمیشہ کفر کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا پھرتا ہے۔

## تفسیر اول:

لیکن مراد یہاں یہ ہے کہ وہ کلمہ جو ان کی زبان پر جاری ہے اس سے انہوں نے فائدہ کی ذرا سی روشنی حاصل کی حالانکہ اس



BestUrduBooks.wordpress.com

کلمہ کی روشنی کے پیچھے تو منافقت کا اندھیرا پایا جاتا ہے جو ان کو اندھیرے کی سرمدی سزا تک پہنچانے والا ہے۔

## تفسیر دوم:

آیت کی ایک اور بھی تفسیر ہے کہ جب ان کے متعلق بتلایا گیا۔ کہ انہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلہ میں خرید لیا ہے پھر یہ تمثیل ذکر کی تا کہ ان کی اس ہدایت کو جس کو انہوں نے فروخت کیا۔ اس آگ سے تشبیہ دی جس نے اپنے جلانے کے ماحول کو روشن کر رکھا ہے۔ اور اس گمراہی کو جس کو انہوں نے خرید لیا اس حالت میں کہ اللہ تعالیٰ نے انکی روشنی کو دور کر دیا۔ اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا ہے سے تشبیہ دی۔ تا کہ تمثیل سامنے آجائے استوقد نارا میں نار کو نکرہ تعظیم کے لیے لائے۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ : (وہ گونگے بہرے اندھے ہیں) وہ بہرے ہیں حالانکہ ان کے حواس صحیح سالم تھے مگر جب انہوں نے حق کی طرف کان لگانے سے اپنے آپ کو روک دیا۔ اور زبانوں پر حق لانے سے انکار کر دیا اور آنکھوں سے طریق حق کو دیکھنے سے انکار کر دیا تو ان کو اس طرح قرار دیا گویا ان کے حواس آفت زدہ ہو گئے اور علماء بیان کے ہاں یہ اسی طرح ہے جیسے هم ليوث للشجعان و بحور للاسخياء کہ وہ ایسے بہادروں کے لیے شیر اور سخیوں کے لیے سمندر ہیں۔ مگر یہ طریق صفات میں ہے۔ اور آیت میں وہ اسماء ہیں اور ان میں جاری ہے۔

## تشبیہ بلیغ:

آیت میں صحیح بات یہ ہے کہ تشبیہ بلیغ ہے۔ استعارہ نہیں کیونکہ جب مستعار لہٗ کا تذکرہ سمیٹ لیا گیا ہو اور کلام کو اس سے خالی رکھا جائے۔ مناسب یہ ہے کہ اس سے منقول عنہ اور منقول الیہ مراد لیا جائے۔ اگر دلالت حال یا انداز کلام نہ پایا جائے۔

## لوٹنے کا مطلب:

فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ : (پس وہ نہ لوٹیں گے) **نمبر۱**: وہ ہدایت کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ اس کے بعد کہ انہوں نے ہدایت کو بیچ ڈالا۔

**نمبر۲**: وہ گمراہی سے باز نہیں آئے اس کے بعد کہ انہوں نے گمراہی کو خرید لیا۔ کیونکہ کسی چیز کی طرف لوٹنا اور 'یہ' دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

**نمبر۳**: مراد یہ ہے کہ وہ حیران و پریشان اپنی جگہ پر جمے بیٹھے ہیں۔ نہ وہ لوٹتے ہیں اور نہ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے آگے بڑھنا ہے یا پیچھے ہٹنا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ اَصَابِعَهُمْ

یا ان کی ایسی مثال ہے جیسے آسمان سے تیز بارش ہو رہی ہو اس میں اندھیریاں ہوں اور گرج ہو اور بجلی ہو یہ لوگ موت کے اندیشے کے سبب

فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ⑲

اپنے کانوں میں انگلیاں دے رہے ہیں کڑک کی وجہ سے۔ اور اللہ تعالیٰ احاطہ کئے ہوئے ہے کافروں کو۔

## دوسری تمثیل:

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ : (یا جیسے بادل آسمان میں اس میں اندھیرے اور گرج اور بجلی ہے) ان کے متعلق بات کو اور زیادہ واضح کرنے کے لیے ایک دوسری تمثیل ذکر کی پہلی تمثیل میں منافقین کو آگ جلانے والے سے اور اظہار ایمان کو آگ روشن کرنے سے اور اس سے فائدہ کے منقطع ہونے کو آگ کے بجھنے سے تشبیہ دی۔ اور اس تمثیل دین کو بادل سے تشبیہ دی۔ کیونکہ دل دین سے اسی طرح زندہ ہوتے ہیں جیسے بارش سے زمین۔ اور کفار کو دین کے سلسلہ میں شبہات کو ظلمات سے تشبیہ دی۔ اور قرآن میں جو وعدے اور وعیدیں ہیں۔ ان کو رعد و برق سے تشبیہ دی اور منافقین کو گھبراہٹیں اور مصائب اہل اسلام کی طرف سے پہنچتے ہیں ان کو صواعق (گرج) سے تشبیہ دی پس معنی اس طرح ہوگا۔ یا ان کی مثال بادل والے جیسی ہے۔ مثل کا لفظ حذف کر دیا۔ کیونکہ عطف کی دلالت اس کے لیے موجود ہے اور ذوی کا لفظ حذف کیا کیونکہ یجعلون اس پر دلالت کرتا ہے۔

## مراد:

یہ کہ ان کی مثال اس قوم جیسی ہے جن کو اس طرح کی بارش نے گھیر لیا ہو۔ پھر ان کو اس بارش سے وہ پہنچا ہو جو ان کو پہنچا۔ یہ تشبیہ اشیاء کی اشیاء کے ساتھ ہے البتہ صراحت کے ساتھ مشبہات کا ذکر نہیں کیا۔ جیسا کہ سورۂ غافر آیت نمبر ۵۸ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ میں ہے۔

اور امرء القیس کے اس قول میں بھی اسی طرح ہے۔

كَاَنَّ قُلُوب الطير رطبا ويابسا  لدى وكرها العُنَّابُ والحشف البالي (ردّی کھجور)

(گویا پرندوں کے دل گھونسلوں کے قریب اس طرح رطب و یابس ہیں جیسے عناب اور ردی کھجور)

بلکہ آیت میں استعارہ کے انداز میں تذکرہ کو سمیٹ دیا۔

## تشبیہ مرکب:

قول فیصل: صحیح بات یہ ہے کہ دونوں تمثیلیں ان تمثیلات میں سے ہیں۔ جو مرکب ہوتی ہیں، مفرق نہیں ہوتیں۔ کیونکہ اس میں



BestUrduBooks.wordpress.com

ایک ایک چیز کو دوسری ایک ایک چیز کے ساتھ مشابہت کی مقدار سے تشبیہ دینی پڑتی ہے وضاحت اس کی اس طرح ہے کہ اہل عرب چیزوں کو ایک ایک کر کے لیتے ہیں جبکہ وہ الگ الگ ہوں۔ اور اس سے جوڑ نہ رکھتی ہوں۔ ان اشیاء کی تشبیہات ان کے نظائر سے ہوتی ہے جیسا کہ امرؤالقیس نے کہا۔ کہ کیفیت حاصلہ کو ان اشیاء کے مجموعہ سے تشبیہ دی۔ جو آپس میں اس طرح ملی جلی اور منسلک ہیں۔ کہ دوسری سے مل کر وہ ایک چیز بنی نظر آتی ہے۔ جیسا کہ سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر ۵ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا میں تورات کے ہوتے ہوئے۔ یہودیوں کی جہالت والی حالت کو جو کہ حکمت کی کتابیں۔ اٹھانے والے گدھے کی جہالت والی حالت سے تشبیہ دی۔ کیونکہ اس کے لیے کتابیں اٹھانا یا دیگر بھاری بوجھ میں دونوں برابر ہیں۔ اور اس کو اس کا کچھ شعور نہیں۔ سوائے اس تھکاوٹ اور مشقت کے جو ان دونوں بوجھوں کے نیچے اسے حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ کہف آیت نمبر ۴۵ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مراد دنیا کی رونق کا زیادہ دیر باقی نہ رہنا۔ سبزی کے زیادہ باقی نہ رہنے کی طرح ہے۔ پس یہ کیفیت کو کیفیت کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ خواہ اس سے مراد افراد کی افراد کے ساتھ تشبیہ ہو جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے نہ ہوں۔ (ایک چیز بننے والی نہ ہو) اسی طرح جب منافقین کا گمراہی میں پڑنا بیان کیا۔ اور ان کی حیرت و دہشت جس میں وہ ٹامک ٹوئیاں مارنے والے تھے۔ اس کو بیان کیا۔ تو ان کی حیرت اور معاملے کی شدت کو اس شخص کی تکلیف سے تشبیہ دی جو رات کے اندھیرے میں اپنی آگ کے بجھ جانے سے تکلیف اٹھا رہا ہو۔ اسی طرح کہ وہ آدمی کہ جس کو بارش گھیر لے جس میں رعد و برق اور کڑک کا خوف بھی ہو۔ دوسری تمثیل پہلی کے مقابلے میں زیادہ بلیغ ہے۔ کیونکہ سخت حیرت اور معاملے کی شدت پر یہ زیادہ دلالت کرنے والی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو بعد میں لائے۔

## اَوْ لانے کی حکمت :

اہل عرب کی عادت تھی کہ آسان سے مشکل کی طرف درجہ بدرجہ چلتے۔ دونوں تمثیلوں کو ''اَوْ'' سے عطف کیا یہ اصل کے لحاظ سے دو یا زیادہ چیزیں جن میں شک ہو۔ برابری ثابت کرنے کے لیے آتا ہے پھر یہ صرف برابری کے لیے استعارۃ استعمال کیا جانے لگا۔ جیسا کہتے ہیں۔ جالس الحسن او ابن سیرین۔ مراد یہ ہے کہ ان دونوں کے پاس بیٹھنا برابر ہے اور ارشاد الٰہی آیت ۲۴ سورۃ الانسان (وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا)۔ ناشکری اور گناہ دونوں نافرمانی کے لازم ہونے میں برابر ہیں۔ اسی طرح یہاں مطلب یہ ہے کہ منافقین کے واقعہ کی کیفیت ان دو قصوں کی کیفیت کے مشابہ ہے دونوں قصے صورت تمثیل کے مستقل ہونے میں برابر ہیں۔ تم جس سے بھی تمثیل پیش کرو درست ہے اور اگر تم دونوں سے اکٹھی مثال بیان کرو۔ تب بھی تم درست روی اختیار کرنے والے ہو۔

الصیب : اترنے والی بارش۔ پڑنے والی بارش۔ بادل کو بھی صیب کہا جاتا ہے۔ صیب کو تنکیر کے ساتھ ذکر کیا کیونکہ یہ بارش کی ایک قسم ہے جو سخت موسلا دھار ہوتی ہے جیسا کہ تمثیل اول میں نار کا لفظ نکرہ ہے۔

السمآء : (سائبان) نمبر ۱: حضرت حسن کہتے ہیں کہ یہ رکی ہوئی موج ہے۔ سماء کے تذکرہ کا فائدہ یہ ہے کہ بادل آسمان میں ہی ہوتا ہے السمآء معرفہ لائے اس نے یہ فائدہ دیا کہ وہ بادل ہے۔ جس نے آسمان کے اطراف کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور سماء کے حصہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہونے کی نفی کر دی۔ یعنی یہ کہ اس کے اطراف میں سے ایک افق کو اس لیے آسمان کے ہر افق کو آسمان ہی کہتے ہیں۔ پس معرفہ لانے سے مبالغہ مقصود ہے جیسا کہ صیب کو نکرہ لانے اور اس کی ترکیب و بناء میں (مبالغہ مقصود ہے) اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ بادل آسمان سے اترتا اور اسی سے اپنا پانی لیتا ہے۔

نمبر۲: اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ سمندر سے پانی لے کر اوپر چڑھتا ہے۔

**نحو** : ظلمات مرفوع ہے جار مجرور کے ساتھ کیونکہ وہ صیب کی صفت بن کر قوی ہو گیا۔ بخلاف اس صورت کے کہ اگر تم کہو فیہ ظلمٰت مبتدا ہے تو اس میں اخفش و سیبویہ کا اختلاف ہے۔

## رعد و برق کی حقیقت:

الرعد : بادلوں سے سنی جانے والی آواز جو بادلوں کے آپس میں رگڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ یا رعد فرشتہ ہے جو بادلوں کو ہانکتا ہے۔

البرق : بادلوں سے پیدا ہونے والی چمک۔ یہ برق الشئی بریقا۔ جب وہ چمکے اس سے بنا ہے۔ اور اس کی ضمیر صیب کی طرف لوٹنے والی ہے۔ صیب کو ظلمات کا مکان قرار دیا گیا۔ اگر اس سے مراد بادل لیا جائے تو اس کے اندھیرے سے مراد اس کا تہ بہ تہ اور سیاہ ہو جانا ہے۔ ظلمات گویا بادل کی سیاہی اور ایسا تہ بہ تہ ہونا جس کے ساتھ رات کا اندھیرا مل جائے۔ البتہ بارش کے اندھیروں سے مراد پے در پے قطرات سے اس کے کثیف ہونے کا اندھیرا اور بارش کے بادلوں کا سایہ جس میں رات کا اندھیرا مل جائے۔ مراد ہے۔

رعد و برق کی جگہ الصیب کا لفظ لا کر اس کی مراد سحاب ظاہر کر دی۔ اسی طرح اگر مطر مراد ہو تو تب بھی کیونکہ وہ دونوں فی الجملہ آپس میں ملے جلے ہیں۔

رعد و برق: کو جمع نہیں لائے۔ کیونکہ وہ دونوں اصل میں مصدر ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ رعدت السماء رعدا وبرقت برقًا۔ آسمان گرجا اور چمکا۔ پس اصل کی رعایت کرتے ہوئے دونوں کی جمع چھوڑ دی گئی۔

ان کو نکرہ لا کر اس کی انواع و اقسام کی طرف اشارہ کر دیا۔ گویا کہ فیہ ظلمت داجیہ۔ گویا اس میں چھا جانے والے اندھیرے ہیں۔ اور رعد قاصف ہلاک کن گرج اور اچک لینے والی بجلی ہے۔

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ : (وہ اپنی انگلیاں کانوں میں رکھتے ہیں)

**نحو** : اس میں ضمیر بادل والوں کی طرف لوٹ رہی ہے اگرچہ وہ محذوف ہے جیسا کہ سورت اعراف آیت: ۴۔ او ھم قائلون میں ہے کیونکہ محذوف کا معنی باقی ہے خواہ وہ لفظوں میں ساقط ہو چکا ہو یجعلون جملہ مستانفہ ہے اس لیے اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔ اس لئے دلیل یہ ہے کہ جب رعد برق کا ذکر ہوا جو شدت ھول ناکی کا اعلان کر رہے تھے۔ تو کہنے والا گویا کہہ رہا تھا کہ ایسی گرج میں ان کا کیا حال ہوگا؟ تو جواب دیا۔ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ۔ پھر کہا اس بجلی میں انکی حالت کیا ہوگی۔ تو فرمایا يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۰۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ

قریب ہے کہ بجلی ان کی بینائی کو اچک لے جب کبھی ان کے لئے روشنی ہوئی تو اس میں چلنا شروع کر دیا اور جب اندھیرا ہو گیا

عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تو کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی سننے اور دیکھنے کی قوتوں کو ختم فرما دے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ

عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۰

ہر چیز پر قادر ہے۔

**سوال** :اصابعھم فرمایا انامل نہیں فرمایا۔ حالانکہ یہ پورے ہی کانوں میں رکھے جاتے ہیں۔

**جواب** : مبالغہ کے لیے بطور وسعت فرما دیا۔ جیسا کہ سورۂ مائدہ آیت نمبر ۳۸ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا ۔ میں یَدْ بولا گیا اگرچہ مراد پنجہ ہے گٹے تک۔ اصابع فرمانے میں جو مبالغہ ہے وہ انامل کہنے میں نہیں اور دو انگلیوں کا بھی ذکر نہیں کیا۔ جن سے عموماً کان بند کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ السبابہ یہ السبّ سے فعّالۃ کا وزن ہے (جس کا معنی گالی والی) تو آداب قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔ اور مسبّحہ نہیں فرمایا کیونکہ یہ نو ایجاد غیر مشہور لفظ ہے۔

مِّنَ الصَّوَاعِقِ : (کڑک کے سبب) یہ یجعلون کے متعلق ہے یعنی صواعق کی وجہ سے وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھتے ہیں۔

## صاعقہ آسمانی:

الصاعقہ : گرج کا وہ حصہ جس کے ساتھ آگ کا ٹکڑا بھی ہو۔

علماء نے کہا کہ یہ بادلوں سے ٹوٹتا ہے۔ جب بادلوں کے اجسام آپس میں ٹکراتے ہیں۔ وہ لطیف تیز آگ ہے۔ جس چیز پر اس کا گزر ہو اس کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ مگر تیزی کے باوجود بہت جلد وہ بجھنے والی ہے حکایت ہے کہ وہ کھجور پر گری تو کھجور کا آدھا حصہ جل گیا۔ پھر وہ بجھ گئی۔ اور محاورہ میں کہا جاتا ہے صعقتہ الصاعقۃ۔ جب وہ اس کو ہلاک کر دے۔ جس سے وہ مر جائے۔ خواہ شدت آواز کی وجہ سے یا جلنے کی وجہ سے۔

حَذَرَ الْمَوْتِ : (موت کے ڈر سے) یجعلون : یہ مفعول لہٗ ہے۔ موت: تعمیر انسانی کا بگڑنا یا ایک ایسی عارض جس سے زندگی کے پیچھے پھر آنے والا کوئی احساس درست نہ رہے۔

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ : (اور اللہ کافروں کا احاطہ کرنے والے ہیں) یعنی وہ اس کے قبضہ سے نکل نہیں سکتے جس طرح احاطہ میں آیا ہوا محیط بہ سے نکل نہیں سکتا۔ یہ مجاز ہے اور یہ جملہ معترضہ ہے اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ : (قریب ہے بجلی اچک لے ان کی آنکھوں کو)



BestUrduBooks.wordpress.com

الخطف : اُچکنا۔ جلدی سے کسی چیز کو لے لینا۔

نَحْو : کَادَ کا لفظ فعل کے بہت قریب کرنے کے لیے آتا ہے۔ یخطف موضع نصب میں ہے کیونکہ کاد کی خبر ہے۔

کُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ : (جب بھی روشنی ہوتی ان کے لیے)

نَحْو : کُلَّ یہ ظرف ہے مَا نکرہ موصوفہ ہے اس کا معنی وقت ہے اور ضمیر محذوف ہے یعنی جس وقت بھی ان کے لیے روشنی ہوتی ہے اس میں عامل اس کا جواب ہے اور وہ مَشَوْا فِیْهِ ہے فیہ یعنی فی ضوءہ اس کی روشنی میں یہ تیسرا جملہ متانفہ ہے گویا یہ اس شخص کا جواب ہے جو کہے وہ بجلی کی چمک اور بجھنے کے دوران کیا کرتے ہیں؟ اور یہ منافقین کے معاملے کی شدت کی تمثیل بیان کی۔ بادل والوں کی شدت کو ذکر کر کے اور اس تہائی حیرانی اور نادانی کو ذکر کر کے جو کچھ وہ کرتے اور چھوڑتے ہیں۔ جبکہ ان کا سامنا بجلی کی چمک سے ہوتا ہے۔ اس حالت میں کہ ان کو اپنی آنکھوں کے اچک لئے جانے کا خدشہ ہو۔ تو وہ اس چمک کو فرصت شمار کرتے ہیں۔ پس چند قدم چلتے ہیں۔ جب وہ چمک چھپ جاتی ہے اور دھیمی پڑ جاتی ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں۔

اضاء : اضاء کا لفظ متعدی ہے جب بھی راستہ اور چلنے کی جگہ روشن ہوتی ہے تو وہ اس پر چلتے ہیں اور مفعول محذوف ہے یا غیر متعدی ہے جب بھی بجلی ان کے لیے چمکتی ہے تو اس کے ڈالے ہوئے نور میں چلتے ہیں المشی۔ خاص حرکت کی ایک جنس ہے اگر وہ حرکت تیز ہو جائے تو سعی اور بڑھ جائے یعنی تیزی سے دوڑنا کہلاتا ہے۔

وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ : (جب اس پر اندھیرا چھا جاتا ہے) اظلم غیر متعدی ہے

## کلما اور اذا کا فرق:

**سوال** : اضاء کے ساتھ تو کلما لائے اور اظلم کے ساتھ اذا لایا گیا؟

**جواب** : جس چیز سے ان کا مقصد منسلک ہے یعنی امکان مشی۔ اس کے لیے وہ انتہائی حریص ہیں۔ جب بھی فرصت پاتے ہیں۔ تو چند قدم اٹھا لیتے ہیں۔ مگر کھڑا ہونا ایسا نہیں (کہ اس کے خواہش مند ہوں۔ بلکہ وہ تو مجبوری کا کھڑا ہونا ہے۔ پس لفظ اذا لائے)

قَامُوْا : (وہ کھڑے ہو جاتے ہیں) قاموا۔ کھڑے اور اپنے مقام میں رک جاتے ہیں۔ اسی سے قام الماء کہتے ہیں جبکہ وہ پانی جم جائے۔

وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ : (اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو ضائع کر دے) اگر اللہ چاہیں تو ان کے کانوں کو لے جائیں۔ بجلی کی کڑک سے۔

وَاَبْصَارِهِمْ : اور آنکھوں کو بجلی کی چمک سے۔

نَحْو : شاء کا مفعول محذوف ہے۔ کیونکہ جواب اس پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہیں۔ ان کے کانوں اور آنکھوں کو لے جانا تو لے جائیں۔

قاعدہ : شاء کے لفظ میں حذف مفعول کثرت سے آیا ہے۔ مگر کسی انوکھے مقام پر مفعول کو ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا اس شعر



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا فرمایا اور ان لوگوں کو بھی پیدا فرمایا جو تم سے پہلے تھے تاکہ

تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ مِنَ

تم پرہیزگار بن جاؤ، جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت، اور اتارا

السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا

آسمان سے پانی، پھر نکال دیا اس کے ذریعہ پھلوں سے تمہارے لئے رزق، لہٰذا مت بناؤ اللہ کے لئے مقابل،

وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

حالانکہ تم جانتے ہو۔

میں ہے۔

فلو شئت ان ابکی دما لبکیته ☆ علیه ولکن ساحة الصبر اوسع

ترجمہ: (اگر میں اس پر خون کے آنسو رونا چاہتا تو روتا۔لیکن صبر کا میدان وسیع ہے) اسی طرح اس ارشاد میں جو سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۷ میں لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا میں اور سورۃ الزمر لو اراد اللّٰه ان یتخذ ولدا میں (لهوا اور ولدًا ظاہر فرمائے گئے ہیں) اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ : (اللہ تعالیٰ بے شک ہر چیز پر قادر ہے)

## سابقہ سے ربط:

ربط: جب اللہ تعالیٰ نے مکلفین کی تین جماعتوں مؤمن، کفار اور منافقین کا ذکر اور ان کی صفات حالات خصوصیات جن سے وہ سعادت مند و بد بخت اور مردود، مقبول ہوتے ہیں بیان کر دیں۔تو یہاں سے ان کو مخاطب فرمایا۔یہ التفات کی قسم میں ہے۔پس فرمایا۔

## خطابِ عام:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ : (اے لوگو) حضرت علقمہ نے فرمایا قرآن میں یایها الناس سے خطاب اہل مکہ کو ہے اور یایها الذین امنوا سے اہل مدینہ کو خطاب کیا۔یہ خطاب مشرکین مکہ کو ہے۔

نحو : یا حرف ندا بعید ہے ای اور ہمزہ قریب کے لئے۔پھر بھولنے والے اور غافل کو آواز دینے کے لیے استعمال ہونے لگا۔خواہ وہ بالکل قریب ہو۔اس کو دور شمار کر کے۔جب اس سے قریب رہنے والوں کو خطاب کریں۔تو تاکید کے لئے ہوگا۔اور



BestUrduBooks.wordpress.com

اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوگا۔ کہ یہ خطاب بہت قابل توجہ ہے۔

## یاربّ کا مطلب:

سوال : دعا کرنے والے کا کہنا۔ یارب حالانکہ وہ تو شہ رگ سے قریب تر ہے۔

جواب : یہ کسرِ نفسی ہے اور نفس مقام قرب سے بہت دور ہے نفس کو مٹاتے ہوئے اپنی کوتاہی کا اقرار ہے اس کے ساتھ ساتھ، کہ اس کی دعا کو قبول کر لینے میں بہت جلدی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

ایّ : الف لام والے منادیٰ کے ساتھ لگاتے ہیں۔ جیسا کہ ذو اور الذی کو اسم جنس کی صفت بنانے کے لیے لایا جاتا ہے اور معرفہ کی صفت کیلئے جبکہ اس کو جملہ لائیں۔ یہ اسم مبہم ہے۔ اس کے ابہام کو دور کرنا ضروری ہے اس لیے اس کے بعد اسم جنس لانا پڑے گا۔ یا جو صفت کیلئے اس کے قائم مقام بن سکے۔ تاکہ اس نداء کا مقصود واضح ہو جو کہ یا کا معمول ہے۔ صفت منادیٰ کے تابع ہوتی ہے۔ البتہ ایّ کا لفظ بذات خود مستقل نہیں جیسا اس مثال میں زید یا زید الظریف۔ اس لیے ایّ اپنی صفت سے الگ نہیں رہا۔ صفت موصوف کے درمیان کلمہ تنبیہ لایا گیا۔ تاکہ نداء کا معنی مؤکد ہو جائے اور اضافت کا بدل بن جائے۔

قرآن مجید میں اضافت کا طریقہ بہت استعمال ہوا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کو نداء دی یعنی اوامر و نواہی وعدے، وعیدیں، عظیم کام بڑے مصائب بتلائے، ضروری تھا بندے ان کی طرف دلوں سے مائل اور متوجہ ہوں۔ جبکہ بندے اس سے غفلت کا شکار ہیں۔ تو پھر مؤکد تبلیغ سے ان کو خطاب کرنا چاہئے تھا۔ اس لیے اس طرح خطاب کیا گیا۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول:

اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ : (اس کو اکیلا جانو) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عبادت کا لفظ جہاں بھی قرآن میں ہے اس سے مراد توحید ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَكُمْ : یہ وضاحت و امتیاز کرنے والی صفت ہے۔ کیونکہ کفار مکہ اپنے الٰھہ کو رب کہتے تھے۔

## تعریفِ خلق:

الخلق۔ معدوم کو ایک اندازے اور درستگی سے ایجاد کرنا۔ معتزلہ کے نزدیک کسی چیز کو اندازے اور درستگی سے بنانا۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ معتزلہ معدوم کو شئی مانتے ہیں۔

شئی کی تعریف ان کے ہاں جس کو جانا جائے اور اس کے متعلق خبر دی جائے۔

اہلسنّت کے نزدیک شئی موجود کو کہتے ہیں۔

خلقکم : ابو عمرو کے ہاں ادغام کے ساتھ



BestUrduBooks.wordpress.com

## دلیلِ تخلیق:

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ : (اوران لوگوں کو جوتم سے پہلے ہوئے) اس سے دلیل بیان فرمائی ۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کا خالق ہے اوران سے پہلوں کا بھی خالق ہے۔ سواس لیے کہ وہ اس کے اقراری تھے۔ پس انہیں کہا گیا۔ کہ اگرتم اس کو خالق مانتے ہوتو اسی ہی کی عبادت کرو۔ اور بتوں کی عبادت نہ کرو۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ : (تا کہ تم متقی بن جاؤ) یعنی اس امید پر عبادت کرو تا کہ تم متقی بن جاؤ۔ تا کہ اس کے سبب تم عذاب سے نجات پا جاؤ۔

## لعل کا استعمال:

**لعلّ**: کا لفظ ترجی اور طمع کیلئے ہے لیکن سب سے بڑی سخی ذات کی طرف سے طمع دلائی گئی۔ جو کہ حتمی وعدے کی طرح ہوگئی۔

یہ سیبویہ کا قول ہے۔ قطرب نحوی کہتے ہیں کہ لعل یہاں کَیْ کے ہم معنی ہے یعنی تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ : (وہ ذات جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو)

**نحو**: جَعَلَ ، صَیَّرَ کے معنی میں ہے اور الذی صفت کی بناء پر محلاً منصوب ہے یا ھُوَ کو مبتداء مانیں تو مرفوع ہے۔

فِرَاشًا (بچھونا) قالین کی طرح کہ اس پر بیٹھتے اور سوتے، آتے جاتے ہو، یہ جعل کا دوسرا مفعول ہے۔ اس میں کوئی دلیل نہیں کہ زمین مسطح یا کروی ہے۔ کیونکہ دونوں صورتوں میں بوریے کی طرح ہونا ممکن ہے۔

وَالسَّمَآءَ بِنَآءً : (اور آسمان کو چھت) چھت جیسا سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳۲ میں وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سقفا محفوظًا۔ بناء جو مصدر ہے مگر مراد اس سے عمارت ہے۔

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً : (اور اس نے اتارا آسمان سے پانی) مآء سے مراد بارش ہے۔

## حکمتِ تدریج:

فَاَخْرَجَ بِهٖ : (پس اس نے نکالا) یعنی بالماء پانی کے ذریعہ۔ پھلوں کا نکلنا۔ اگر چہ قدرت الٰہی سے ہے مگر پانی کو اس کے نکلنے کا ظاہری سبب بنایا۔ جس طرح (ماء الفحل فی خلق الولد) نر کا پانی بچے کی پیدائش میں سبب ہے باقی قدرت باری تعالیٰ بلا سبب پیدا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اسباب، مواد کی ذاتیں (محض قدرت الٰہی کا نتیجہ ہیں) لیکن اللہ تعالیٰ نے اشیاء کی پیدائش میں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تدریج رکھی ہے۔ اور ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ کی طرف انتقال رکھا۔ تا کہ بصیرت کی نگاہ سے دیکھنے والوں کے لیے عبرت وحکمت کا باعث ہو۔

مِنَ الثَّمَرٰتِ : (پھلوں سے رزق) مِنَ الثمرات میں مِن کا لفظ تبعیض یا بیان کے لیے ہے۔ (یعنی بعض پھل یا پھل نکالے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## نحوی تحقیق:

رِزْقًا لَّكُمْ : (تمہارے لیے) نحو : اگر من تبعیض کے لیے ہوتو یہ مفعول لہٗ ہے اور اگر من بیانیہ ہوتو مفعول بہٖ ہے الثمرات فرمایا الثمر اور الثمار نہیں فرمایا۔ اس لیے کہ پانی سے نکالے جانے والے پھل بے شمار ہیں کیونکہ مراد پھلوں کی جماعت ہے کیونکہ جمع بعض کی جگہ بعض اکیلی آتی ہے کیونکہ جمعیت میں جا کر تمام مل جاتی ہیں۔

نحو :لکم اگر اس سے مراد معین ہو تو پھر یہ جار مجرور رزق کی صفت ہے اور اگر اس کو معنی کے لحاظ سے اسم مانا جائے تو پھر یہ مفعول بہٖ ہے گویا اس طرح فرمایا رزقا ایاکم رزق دینا تمہیں کو رزق خاص تمہارا۔

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا : (پس تم نہ بناؤ شریک اللہ کے لیے) یہ امر سے متعلق ہے یعنی تم اپنے رب کی عبادت کرو۔ اور اس کا شریک مت بناؤ۔ کیونکہ عبادت کی جڑ اور بنیاد توحید ہے۔ اور یہ کہ اس کا کسی کو ساتھی و شریک نہ بنایا جائے۔

نحو :الذی مبتداء فلا تجعلوا خبر ہے فلا تجعلوا پر فاء اس لیے لائے کہ کلام میں جزاء کا معنی پایا جاتا ہے یعنی وہ ذات جس کی بڑی بڑی نشانیاں تمہارے اردگرد ہیں اور روشن دلائل اس کی وحدانیت پر گواہ ہیں پس تم اس کے شریک مت تجویز کرو۔

## معنی ند:

الند : ایسا مثل جو مخالف و منافی ہو البتہ اس مشہور قول لیس للّٰہ ند و لا منذ اصل میں یہ جملے جن کو اس کے قائم مقام بنایا جاتا ہے یا جو اس کے منافی مانے جاتے ہیں ان سب کی نفی مراد ہے۔

وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ : (حالانکہ تم جانتے ہو) کہ وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی رزق دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خالق و رازق ہیں یا تعلمون کا مفعول چھوڑ دیا گیا۔ یعنی تم اہل علم ہو اور بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا انتہائی جہالت ہے۔

نحو :جملہ انتم تعلمون۔ فلا تجعلوا کی ضمیر سے حال ہے۔

ربط :وحدانیت کے ثبوت اور ابطال شرک پر حجت قائم کر دی۔ کہ اس کو ان کے خلق و احیاء پر قدرت ہے اس نے زمین کو ان کی رہائش گاہ اور مستقر بنایا۔ اور آسمان کو لگے ہوئے خیمے اور قبے کی طرح مضبوط بنایا۔ اور اس طرح کر دیا۔ کہ جیسے زمین و آسمان میں پانی اتارنے سے مناکحت کا رشتہ ہو زمین کے پیٹ سے نسل کی طرح بنی آدم کے لیے پھل پیدا کر دیئے۔ یہ سارے دلائل توحید کی طرف رہنمائی کرتے اور شرک کو باطل قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ مخلوقات کی کوئی چیز اپنے میں سے کسی چیز کے ایجاد کرنے کی قدرت نہیں رکھتی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا

اور اگر تم اس کتاب کی طرف سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کی تو لے آؤ کوئی سورت جو اس جیسی ہو اور بلا لو

شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾

اپنے مدد گاروں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

## فائدہ عطف:

اب اس پر عطف کیلئے وہ چیز لائے جو نبوت محمد ﷺ پر دلیل و حجت بن سکے اور اعجاز قرآن کو بھی پختہ کر دیا جائے۔ پس فرمایا:
وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا (الآیة) (اور اگر تم شک میں ہو اس چیز کے متعلق جو ہم نے اتاری)

نحو: مِمّا میں مَا نکرہ موصوفہ ہے یا الذی کے معنی میں ہے

## عبد کی تعریف:

عَلٰی عَبْدِنَا : (اپنے بندے پر) العبد! عقلاء کی جنس میں مملوک کو کہا جاتا ہے۔

المملوك : ایسا موجود جس کو غلبہ سے تابع کیا جائے۔

## نزلنا کی حکمت:

نزلنا : فرمایا۔ انزلنا کی بجائے۔ کیونکہ تدریج و تنجیم سے اتارنا مراد ہے۔ اور تحدی و چیلنج کے موقعہ پر یہی مقابل بنتا ہے۔

## مقولہ کفار:

اگر قرآن اللہ کی طرف سے ہوتا تو سورۃ، سورۃ اور تھوڑا تھوڑا، آیت کے بعد آیات اور حوادث کے مطابق نہ اترتا۔ بلکہ ایک مرتبہ اتارا جاتا جیسا سورہ فرقان آیت نمبر ۳۲ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً۔

**جواب**: قرآن مجید میں وہ طریقہ اختیار کیا گیا۔ جو خطباء اور اہل شعر کا ہوتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا موقعہ بموقعہ اپنا کلام لاتے ہیں کبھی نظم کرنے والا اپنا دیوان یک بارگی پیش نہیں کرتا۔ اور نہ نثر گو اپنا خطبہ ایک بار کہہ ڈالتا ہے۔

اس پر کفار کو کہا گیا کہ اگر تمہیں اس میں شبہ ہے کہ اس کا اتارنا اس تدریج سے کیوں ہے؟ تو فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ (تو لاؤ ایک سورت) تو تم ایک بار کے مقابلہ میں ایک بار بنا لاؤ اور ایک ٹکڑا کے مقابلہ میں ٹکڑا لاؤ۔ اور اس کی سورتوں میں سے کوئی انتہائی چھوٹی سورت بنا لاؤ۔

## لفظ سورۃ کی تحقیق:

جب سورۃ کا عین واؤ ہو۔ السورۃ نمبر ۱۔ قرآن کا ایک حصہ جس کی ترجمانی کم سے کم تین آیات سے کی گئی ہے۔ اس لفظ



BestUrduBooks.wordpress.com

میں اگر واؤ اصلی ہے تو یہ سُوَرِ مدینہ سے ہے۔ سور دیوار محیط کو کہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ بھی قرآن مجید کا اپنے انداز میں ایک محدود مجموعہ ہے جیسا کہ وہ شہر جس کے ارد گرد دیوار ہو۔

نمبر۲: اس لیے کہ علم کے مختلف فنون کو یہ سمیٹنے والی ہے اور کئی قسم کے فوائد اس میں ہیں جیسا کہ شہر کی دیوار۔ شہر کے اندر جو کچھ بھی ہے اس کو سمیٹنے والی ہوتی ہے۔

نمبر۳: سورۃ بمعنی مرتبہ کیونکہ قرآن کی سورتیں مقامات ومراتب کی طرح ہیں جن پر پڑھنے والا فائز ہوتا ہے۔

یہ سورتیں ذاتی اعتبار سے طوال، اوساط، قصار کے مراتب رکھتی ہیں۔

نمبر۴: سورۃ کو سورۃ شان کی بلندی کی وجہ سے کہا جاتا ہے اور دین میں اس کے مقام کے بڑے ہونے کی بناء پر کہا جاتا ہے۔

سورۃ کا عین ہمزہ ہو: قرآن مجید کے ایک قطعہ یا مجموعہ کو کہتے ہیں۔ تو یہ بچی ہوئی چیز کی طرح بقایا ہے سوز کا معنی جوٹھا

فوائد السور : قرآن مجید کی جدا جدا آیات ہونے اور سُوَر کی صورت میں قطعات کا فائدہ بہت ہے

نمبر۱: تمام کتب بمنزلہ تورات انجیل، زبور، اور تمام صحف سور کی صورت میں اتریں مصنفین علماء نے ہر فن میں کتابیں لکھ کر ان میں تراجم کی تزیین سے باب قائم کیے ہیں۔

نمبر۲: جب ایک جنس کے ماتحت کئی انواع ہوں اور ہر نوع کئی اصناف پر مشتمل ہو۔ تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ مسلسل ایک ہی بیان ہو۔

نمبر۳: پڑھنے والا جب کتاب کا ایک باب یا سورۃ ختم کر لیتا ہے، پھر دوسرا شروع کرتا ہے تو اس کے نشاط میں ترقی ہو جاتی ہے اور یہ چیز کو مزید پڑھنے کے لیے کام دیتی ہے۔ اور حاصل کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ اگر وہ کتاب کو علی الطول پڑھتا جائے تو اتنی نشاط پیدا نہیں ہوتی۔

اسی بات کے پیش نظر قراء نے قرآن مجید کو سات منازل میں تقسیم کیا۔ اور تیس ۳۰ اجزاء میں اور دس حصوں میں اور پانچ حصوں میں۔

نمبر۴: جب حافظ ایک سورۃ میں مہارت حاصل کر لیتا ہے (پالیتا ہے) تو اس کے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اس نے کتاب اللہ کا ایک مستقل حصہ حاصل کر لیا ہے اور اس کی ایک ابتداء ہے ایک انتہا ہے تو جو حصہ اس نے حفظ کیا ہوا ہوتا ہے اس کے ہاں اس کا ایک عظیم مقام بن جاتا ہے اور اپنے آپ کو بلند قرار دیتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہی بات فرمائی گئی۔ ''کہ جب ہم میں کوئی سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھ لیتا تو ہماری نگاہوں میں اس کا مرتبہ بڑھ جاتا''

## فقہاء کی باریک بینی:

اس سے فقہاء نے فرمایا نماز میں مکمل سورۃ کی قراءت مختلف جگہوں سے پڑھنے سے افضل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نحوی تحقیق:

نحو: مِّنْ مِّثْلِهٖ (اس کی مثل) سورۃ کے متعلق ہے اور اس کی صفت ہے۔

نمبر۱: اور وہ ضمیر نزلنا کی طرف لوٹتی ہے، یعنی بسورۃ کائنۃ بمثلہ۔ اب مطلب یہ ہوا کہ تم ایک ایسی سورۃ بنالاؤ۔ جو عجیب وغریب بیان میں اور حسن نظم کے بلند ہونے میں اس جیسی ہو۔

نمبر۲: ہ ضمیر عبدنا کی طرف لوٹے تو مطلب یہ ہوگا۔ تم ایسا شخص لاؤ جو اسی طرح کا امی ہو اور اس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو۔ اور نہ ہی پڑھے لکھوں سے علم حاصل کیا ہو۔ اور نہ ہی مثل مماثل ہونے کا قصد کیا ہو۔

نمبر۳: ضمیر کو پہلے نازل شدہ حصہ قرآن کی طرف لوٹانا سب سے بہتر ہے۔ اس کی تاکید سورۃ یونس آیت نمبر ۳۸ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ اور سورۃ ھود آیت نمبر ۱۳ فاتوا بعشر سور مثلہ۔ اور سورۃ اسراء آیت۔ نمبر ۸۸ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ۔ آیات سے ہوتی ہے منزل کی طرف ضمیر لوٹانے سے کلام کی ترتیب زیادہ خوش نما ہے اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ کلام تو منزل کے متعلق ہے منزل علیہ کے متعلق نہیں اور سیاق کا تقاضا یہی ہے پس مطلب یہ ہوا کہ اگر تم کو شک ہے قرآن کے منزل من عند اللہ ہونے میں تو تم تھوڑا سا اس کے مماثل بنا کر لاؤ۔

اگر ضمیر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹایا جائے تو مطلب یہ بنے گا اگر تمہیں محمد ﷺ پر قرآن کے اتارے جانے میں شک ہے تو ان جیسا قرآن لے آؤ۔

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ: (اور بلاؤ اپنے مددگاروں کو) یہ تفسیر وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ کے ساتھ زیادہ موافقت کرنے والی ہے

## شہداء کا مطلب:

شہداء جمع شہید ہے۔ اس کا معنی حاضر ہے یا گواہی دینے والا۔ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اللہ کے سوا) یعنی غیر اللہ یہ شہداء کم کے متعلق ہے یعنی تم ان کو پکارو۔ جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا رکھا ہے اور جن کے متعلق تمہارا یہ خیال ہے کہ وہ قیامت کے دن گواہی دیں گے کہ تم حق پر ہو یا ان کو بلالاؤ جو تمہارے حق میں گواہی دیں کہ وہ قرآن کی مثل ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ: (اگر تم سچے ہو) اگر تم سچے ہو کہ یہ من گھڑت ہے اور محمد ﷺ کا بنایا ہوا ہے۔

نحو: شرط کا جواب محذوف ہے ماقبل اس پر دلالت کر رہا ہے یعنی اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو تم اس کی مثل بنالاؤ۔ اور اس پر اپنے معبودوں سے امداد طلب کرو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ

سو اگر تم نہ کرو اور ہرگز نہیں کر سکو گے، سو ڈرو آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں

اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾

وہ تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا : (اگر تم نہ کر سکو اور تم ہرگز نہ کر سکو گے)

## سابقہ آیات سے ربط:

**ربط**: جب ان کی رہنمائی اس جہت کی طرف کردی، جس سے نبی اکرم ﷺ کی سچائی پہچان سکیں تو انہیں فرمایا، اگر تم مقابلہ نہ کر سکو، اور تمہاری عاجزی ظاہر ہو جائے تو پھر (اصولاً) اس کی تصدیق واجب ہوگئی۔ پس تم ایمان لاؤ۔ اور اس عذاب سے ڈر جاؤ۔ جو اس کے مکذبین اور معاندین کے لیے تیار کھڑا ہے۔

## دو دلائل:

اس میں اثبات نبوت کی دو دلیلیں ہیں۔

**نمبر۱**: جس سے چیلنج دیا جا رہا ہے وہ معجزہ ہے۔

**نمبر۲**: یہ خبر دے دینا کہ وہ مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے۔ یہ غیب ہے۔ جس کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔

## کلمہ شک کی وجہ:

جب ان کا عجز تأمل سے قبل ہی مشکوک کی طرح تھا اس لیے کہ ان کو اپنی فصاحت پر بھروسہ اور بلاغت پر اعتماد تھا۔ تو کلام ان کے ساتھ ان کے گمان کے مطابق کیا گیا۔ اور ''اِنْ'' لائے جو شک کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ''اذا'' نہیں لائے جو وجوب کے لیے آتا ہے اور الاتیان کو فعل سے تعبیر کیا۔ اس لیے کہ یہ من جملہ افعال میں سے ایک فعل ہے اور اس میں فائدہ یہ ہے کہ یہ کنایہ کے قائم مقام ہے۔ جس سے عبارت میں اختصار حاصل ہوتا ہے اگر الاتیان کی بجائے فعل نہ لاتے تو کلام یوں طویل ہوتا۔ **فان لم تاتوا بسورة من مثله ولن تاتوا بسورة من مثله**۔ (دونوں کلاموں میں جو فرق ہے وہ صاحب عقل سے مخفی نہیں)۔

## نحوی تحقیق:

**نحو**: لن تفعلوا کا کوئی محل اعراب نہیں اس لیے کہ یہ معترضہ جملہ ہے اور جملہ معترضہ بھی خوب ہے کہ ان حرف تردد تھا تو اس جملے سے لن تفعلوا کہہ کر تردد کو ھباء منثورا کر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

تحقیق نحوی: لا، لن مستقبل میں ہم مثل ہیں البتہ لن میں تاکید زیادہ ہے۔
خلیل نحوی: کے ہاں اس کی اصل لا، ان ہے اور فراء کے ہاں لا کے الف کو نون سے بدل دیا۔
سیبویہ: کے ہاں یہ حرف نفی مستقبل کی تاکید کیلئے اپنی اصل وضع کے ساتھ ہی ہے۔ حاصل کلام: اخبار غیب سے ہے اس ساری حقیقت کے ساتھ پھر یہ معجزہ بھی بن گیا۔ کیونکہ اگر انہوں نے اس کا کچھ بھی مقابلہ کیا ہوتا تو ضرور مشہور رہوتا۔ اور کیوں نہ مشہور ہوتا جبکہ منکرین اور طعنہ زنی کرنے والوں کی کثرت تھی۔
آیت میں آگ سے بچنے کے لیے اس جیسی سورۃ کے لانے کی نفی کرنا شرط قرار دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ نہ لائے تو معارضہ سے انکی عاجزی خوب ظاہر ہوگئی۔ اور رسول اللہ ﷺ کی سچائی ثابت ہوگئی۔ پھر انہوں نے عناد کو لازم کر کے آپ کی اطاعت سے انکار کر دیا۔

## فائدہ ایجاز:

جس کی بناء پر انہوں نے آگ کو اپنے لیے واجب کر لیا۔ پس انہیں کہا گیا۔ اگر تمہاری عاجزی ظاہر ہوگئی ہے تو عناد کو ترک کرو۔ اس کی بجائے۔
فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ : (پس تم بچو اس آگ سے) کہہ دیا۔ اسلئے کہ آگ سے بچنا عناد کو ترک کر دینے کے سبب ہی ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات کنایہ میں سے ہے جو بلاغت کا حصہ ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے ایجاز حاصل ہوا جو قرآن کا زیور ہے۔
الوقود : (ایندھن) جس سے آگ بھڑکتی ہے یعنی لکڑیاں۔ جب یہ مصدر ہو تو مضموم و مفتوح دونوں طرح آتا ہے۔

## ایک سوال:

سوال : الذی، التی کا صلہ ضروری ہے کہ مخاطب کو معلوم ہو۔
جواب : ممکن ہے کہ انہوں نے اہل کتاب سے سنا ہو یا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو۔ یا اس سے پہلے یہ آیت: نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۔ سورۃ التحریم آیت نمبر ۶ انہوں نے سنی ہو۔
نکتہ: تحریم میں نار کو نکرہ لائے اور فاتقوا النار میں معرفہ لائے کیونکہ پہلی آیت مکہ میں اتری پھر یہ آیت مدینہ منورہ میں اتری۔ اس سے اس طرف اشارہ کر دیا گیا۔ جس کو وہ پہلے پہچان چکے تھے۔
اب آیت: الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ کا معنی یہ ہے کہ وہ آگ دوسری آگوں سے ممتاز ہے۔ اس لیے کہ وہ لوگوں اور پتھروں سے جلتی ہے اور وہ پتھر گندھک کے جن کی آگ بہت تیز جلنے والی اور دیر سے بجھنے والی ہے اور شدید بدبو والی اور بدن کو زیادہ لپٹنے والی ہے یا پوجے ہوئے بت وہ حسرت کو بڑھانے کے لیے (ان سے آگ جلائی جائے گی) لوگوں کو پتھروں سے ملایا کیونکہ انہوں نے ان پتھروں سے دنیا میں اپنے آپ کو ملایا۔ اس طرح کہ انکی عبادت کی۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا۔
اور اس کی مثل ہے اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد جو سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۹۸ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ میں


BestUrduBooks.wordpress.com

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور بشارت دیجئے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ بلاشبہ ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری

الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا

ہوں گی جب کبھی بھی ان کو ان باغوں میں سے کوئی پھل بطور غذا کے دیا جائے گا تو کہیں گے کہ یہ وہی ہے جو ہمیں اس سے

مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ

پہلے دیا گیا، اور ان کو ہم شکل پھل دیئے جائیں گے اور ان کے لئے ان باغوں میں بیویاں ہوں گی جو پاکیزہ بنائی ہوئی ہیں۔ اور وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾

ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

ہے۔یعنی اس کی لکڑی ان کو اس کے ساتھ ملایا۔جہنم میں گرم کرنے کے لیے اور ان کے دکھ میں مبالغہ کے لیے۔

اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ : (وہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اس میں دلیل ہے کہ آگ مخلوق ہے اس کے برخلاف فرقہ جہمیہ کہتے ہیں (یہ جہم بن صفوان گمراہ آدمی تھا اس کو نصر بن سیار نے ۱۲۸ھ میں جہنم رسید کیا)

## سابقہ آیات سے ربط :

ربط: اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ ترغیب کو ترہیب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں تا کہ جو پیش کیا جاتا ہے۔وہ خوش اسلوبی سے حاصل ہو اور جو چیز ہلاک کرنے والی ہے اس کے ارتکاب سے بچا جائے۔

جب کفار اور ان کے اعمال کا ذکر کیا۔اور ان کو عقاب سے ڈرایا۔تو اس کے بعد اہل ایمان اور ان کے اعمال کا ذکر کیا اور ان کو اپنے اس ارشاد سے خوش خبری دی۔

## بشارت:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ : (اور خوش خبری دیں ایمان لانے والوں اور اچھے عمل کرنے والوں کو) بَشِّرْ کا حکم رسول اللہ ﷺ کو دیا۔یا پھر ہر ایک کو اور یہ زیادہ بہتر ہے۔اس لیے کہ وہ اعلان کرتے ہیں۔کہ یہ معاملہ اپنی عظمت و بڑائی کی وجہ سے اس لائق ہے کہ اس کی بشارت ہر ایک کو دی جائے جو بشارت کے قابل ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نحوی تحقیق:

نحو : اس کا عطف فاتقوا پر ہے۔

نمبرا: یا بنی تمیم احذروا عقوبة ما جنتم وبشر یا فلان بنی اسد باحسانی الیهم

ا۔ بنی تمیم جوتم نے حرکت کی اس کی سزا کے لیے خبردار ہو جاؤ اور اے فلاں بنی اسد کو میرے احسانات کی خوش خبری دے۔

نمبر۲: یا یہ جملہ ہے جس میں ایمان والوں کے ثواب کو بیان کیا ہے اس کا عطف اس جملے پر ہے جس میں کفار کا انجام بیان کیا گیا۔ جیسے زید یعاقب بالقید و الا زهاق و بشر عمرًوا با لعفو والا طلاق۔ زید کو قید اور دم گھٹنے کی سزا دی جائے اور عمرو کو معافی اور آزادی کی خوش خبری سنا دو۔

## تعریفِ بشارت:

البشارت : ایسی خبر جو مخبر بہ کے سرور کو ظاہر کرے اور اس بات کے پیش نظر علماء اصول نے کہا اگر ایک آدمی نے اپنے غلاموں کو کہا۔ کہ جس نے تم میں سے مجھے فلاں کے آنے کی بشارت دی پس وہ آزاد ہے پس انہوں نے الگ الگ خوشخبری دی۔ تو ان میں اول آزاد ہوگا۔ کیونکہ اس نے ہی اپنی خبر سے آقا کی خوشی کو ظاہر کیا باقی نے نہیں۔ اور اگر اس نے بشرنی کی جگہ اخبرنی کہا تو پھر تمام آزاد ہو جائیں گے۔ کیونکہ خبر تو تمام نے دی۔

البشره : کا لفظ اسی سے ہے ظاہری جلد کو کہتے ہیں۔ طباشیر الصبح۔ صبح کی اولین روشنیاں۔

## ایک اعتراض:

اعتراض: فَبَشِّرْ هُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ، آل عمران آیت نمبر ۲۱ سے تو بات غلط ہو جاتی ہے۔

جواب : وہ اس کلام کی قسم میں سے ہے جس میں مخاطب کے استہزاء میں زائد تختی ظاہر کرنا مقصود ہو جیسا کہ دشمن کو کہا جاتا ہے ابشر بقتل ذریتك و نهب مالك۔ گویا یہ تحکمانہ کلام ہے۔

الصالحه : کا لفظ اسم کی جگہ استعمال میں الحسنہ کی طرح ہے۔

## مرادِ صالحات:

الصالحات : دلیل عقل و کتاب و سنت سے درست ثابت ہونے والے اعمال۔ اس میں لام جنس کا ہے اس آیت میں ان لوگوں کے خلاف دلیل ہے جنہوں نے اعمال کو ایمان میں داخل مانا ہے اس لیے کہ اعمال صالحہ کو ایمان پر عطف کیا گیا۔

معطوف معطوف علیہ دونوں غیر غیر ہوتے ہیں۔

## ایک اعتراض:

تم کہتے ہو کہ مؤمن جنت میں بغیر اعمال صالحہ کے داخل ہو سکتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو خوش خبری ان کو دی جو ایمان



BestUrduBooks.wordpress.com

اور اعمال صالحہ والے ہیں۔

**جواب**: مطلق جنت کی بشارت کے لیے شرط یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ ملے ہوئے ہوں۔ کبیرہ گناہ والے کے لیے ہم بشارت کو مطلق قرار نہیں دیتے۔ بلکہ بشارت کو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے مقید کرتے ہیں۔ خواہ وہ بخش دے خواہ گناہوں کی مقدار عذاب دے کر پھر جنت میں داخل کر دے۔

اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ : (بے شک ان کے واسطے بہشتیں ہیں) یعنی بان لھم (اس لیے کہ ان کے لیے)۔

**نحو** : سیبویہ کے نزدیک یبشّر سے اَنّ اور اس کا معمول منصوب ہے۔ خلیل کا اس میں اختلاف ہے۔ یہ قرآن مجید میں کثرت سے ہے۔

## جنت کا معنی:

اَلْجَنَّةِ: کھجور اور گھنے درختوں کا باغ جن کی ترکیب میں ستر کا معنی پایا جاتا ہے۔ اسی سے جن، جنون، جنین، جنتٌ جان، جنان ہے ثواب کے مقام کو جنت کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں باغات ہیں جنت پیدا کی جا چکی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے البقرہ آیت نمبر ۳۵ اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ بعض معتزلہ کا اس میں اختلاف ہے جنت کو جمع اور نکرہ لانے کا مقصد یہ ہے کہ جنت تمام ہی دار الثواب کا نام ہے اور اس میں بے شمار باغات ہیں۔ جو اعمال کرنے والے لوگوں کے مراتب کے مطابق ترتیب دیئے گئے ہیں۔ ہر طبقہ کے لیے ان باغات میں سے باغات ہونگے۔

## تفسیر تجری:

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ **نحو** : یہ جملہ جنات کی صفت ہونے کی وجہ سے موضع نصب میں ہے۔ اور مراد من تحت اشجارھا۔ یعنی اس کے درختوں کے نیچے جیسا کہ تم جاری رہنے والی نہروں کے کناروں پر درخت اگے ہوئے دیکھتے ہو۔ البتہ جنت کی نہریں گہری جگہوں میں چلنے والی نہ ہونگی۔ (بلکہ سطح زمین پر چلنے والی ہونگی) باغوں میں سب سے شاندار وہی ہوتا ہے جس کے درخت سایہ دار ہوں۔ اور اس کے درمیان پانی کی نالیاں پھیلی ہوئی ہوں۔

الجری : پھسلنا، جاری ہونا۔

النھر : جو جدول سے بڑی پانی بہنے کی جگہ ہو۔ مگر سمندر سے کم ہو۔ دریائے نیل کو نہر نیل کہا جاتا ہے۔ لغت غالبہ کے لحاظ سے۔ نہر کی ترکیب وسعت پر دلالت کرتی ہے۔ جری کی نسبت نہر کی طرف مجازی ہے۔

## الانہار کی وجہ تعریف:

الانھار : کو معرفہ لایا گیا۔

نمبر ۱: اس لیے کہ ممکن ہے کہ انہارھا جنت کی نہریں مراد لی جائیں۔ اضافت کی جگہ لام تعریف لائے۔ جیسا کہ سورۃ مریم آیت نمبر ۴ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا میں الراس میں الف لام مضاف الیہ کی جگہ لایا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۲: الف لام لاکران نہروں کی طرف اشارہ مقصود ہو جو سورۃ محمد آیت نمبر۱۵ فِیۡهَاۤ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ مَّآءٍ غَیۡرِ اٰسِنٍ میں مذکور ہے۔

## ایک نکتہ:

جاری پانی بڑی نعمت اور بڑی لذیذ چیز ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جنات کے ساتھ انہار جاریہ کا ذکر فرمایا اور تمام صفات سے اس صفت کو مقدم کیا۔

كُلَّمَا رُزِقُوۡا : (جب کبھی دیئے جاویں گے وہ لوگ) نحو : یہ جنات کی دوسری صفت ہے۔

نمبر۲: یا جملہ مستانفہ ہے۔ اس لیے کہ جب یہ کہا گیا۔ اَنَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تو سامع کے دل میں یہ بات آتی ہے کہ ان باغات کے پھل دنیا کے باغات کے پھلوں کی طرح ہونگے یا دوسری اجناس کے ہونگے۔ جو ان اجناس سے مشابہت نہ رکھیں تو جواب دیا۔ کہ ان کے پھل دنیا کے پھلوں کے مشابہ ہونگے۔ یعنی ان کی جنس ایک ہوگی۔ اگرچہ فرق ہوگا۔ جس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

مِنۡهَا مِنۡ ثَمَرَةٍ رِّزۡقًا قَالُوۡا هٰذَا الَّذِىۡ : (یعنی جب بھی ان کو باغات سے رزق دیا جائے گا تو وہ کہیں گے یہ وہی ہے)۔

## من ابتدائیہ:

مِنۡ : پہلا اور دوسرا ابتداء غایت کے لیے ہے کیونکہ ابتداء رزق جنات سے ہوگی۔ اور رزق باغات کے پھلوں سے ہوگا۔ اس کی نظیر یہ ہے رزقنی فلان۔ مجھے فلاں نے رزق دیا۔ تو تمہیں کہا جائے۔ مِنۡ اَیۡنَ کہاں سے؟ پس تم کہو من بستانہ۔ اس کے باغ سے پھر کہا جائے من ای ثمرۃ رزقك من بستانہ اس کے باغ کے کونسے پھل سے تو تم کہو۔ من الرّمّان۔ انار سے ثمرہ سے مراد ایک سیب نہیں یا الگ سیب مراد نہیں بلکہ مراد پھلوں کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔

رُزِقۡنَا : (جو ہمیں دیا گیا) ضمیر حذف کر دی گئی۔

مِنۡ قَبۡلُ : (اس سے پہلے) یعنی اس سے قبل قَبۡلُ کا مضاف الیہ منوی ہونے کی وجہ سے مبنی بالضم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی مثل ہے جو ہمیں اس سے پہلے رزق دیا گیا۔ اور اس کے مشابہ ہے جیسا اس آیت میں

## مشابہتِ تامہ:

وَاُتُوۡا بِهٖ مُتَشَابِهًا : اور ان کو ایک دوسرے سے ملتے جلتے (میوے) دیئے جائیں گے اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہا جاتا ہے ابو یوسف ، ابو حنیفہ، ابو یوسف تو ابو حنیفہ ہے۔ مراد مشابہت کو مضبوط کرنا ہے گویا دونوں کی ذات ایک ہے

## ہٗ کا مرجع:

نحو : بِهٖ میں ہٖ ضمیر دنیا اور آخرت میں دیئے جانے والے سارے رزق کی طرف ہے۔ کیونکہ ارشاد الٰہی: هذا الذی رزقنا من قبل۔ کے ماتحت دارین میں دیا جانے والا رزق سمیٹ دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مانوس رزق:

جنت کے پھل دنیا کے پھلوں کی طرح ہونگے۔ان کی جنس الگ نہ ہوگی۔اس لیے کہ انسان دیکھی بھالی چیز سے مانوس ہوتا ہے۔اور جانی ہوئی چیز کی طرف طبیعت زیادہ مائل ہوتی ہے جب غیر مانوس کو دیکھتا ہے تو اس کی طبیعت نفرت کرتی اور برا سمجھتی ہے اس لیے کہ جب وہ دیکھی ہوئی چیز کا مشاہدہ کرتا ہے اور پھر اس میں ظاہری مرتبہ اور واضح فرق دیکھتا ہے تو اس کو تعجب و حیرانی زیادہ ہوتی ہے۔(بنسبت اس چیز کے کہ جس سے ناواقفیت ہو)۔جنت والے یہ بات ہر پھل دیئے جانے پر کہیں گے۔یہ دلیل ہے کہ امر کی انتہا ہے اور اس حالت کا برقرار رہنا مرتبے کے اظہار کے لیے اور یہ بتلانے کیلئے ہے کہ یہ عظیم فرق ہی تو ہر گھڑی ان کو تعجب سے پُر رکھے گا۔

نمبر۲: بہٖ کی ضمیر رزق کی طرف ہے گویا یہ اس کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ ان کو جو جنت کے پھلوں سے رزق دیا جائے گا۔وہ ذاتی لحاظ سے ان کے پاس ایک جیسا ان کو ملے گا۔

جیسا کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جنتی کے پاس پیالہ لایا جائے گا اور وہ اس میں سے کھائے گا پھر دوسرا لایا جائے گا تو جنتی کہے گا۔یہ تو ہمیں پہلے دیا گیا۔فرشتہ کہے گا۔کھالو۔رنگ تو ایک ہے ذائقہ مختلف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔والذی نفس محمد بیدہٖ (الحدیث) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔جنتی جب پھل کھانے کے لیے لے گا۔ابھی وہ اس کے منہ تک نہ پہنچے گا۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور بدل دے گا۔(طبرانی فی الکبیر،البزار) جب جنتی اس کو دیکھیں گے جبکہ ہیئت پہلے والی ہوگی تو کہیں گے۔

وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا : (اور ان کو ان کے مشابہ دیا جائے گا) یہ جملہ معترضہ ہے۔پختگی ظاہر کرنے کے لیے لائے جیسے کہو۔ فلاں احسن بفلان۔ ونعم مافعل۔ ورأی من الرای کذا وکان صوابًا۔فلاں نے فلاں سے احسان کیا اور اس نے بہت خوب کیا۔اس نے یہ رائے اختیار کی۔اور یہ درست تھی۔اور ارشاد الٰہی میں

وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ (سورۃ النمل آیت نمبر ۳۴) كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ تاکید کے لیے لائے۔

وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ: (ان کیلئے اس میں بیویاں ہونگی) نحو : ازواج مبتدا اور لھم خبر ہے فیھا ظرف مستقر ہے۔

## طہارت کا مطلب:

نمبرا: مُطَهَّرَةٌ۔پاک ہوں گی برے اخلاق سے۔نہ خاوندوں سے بغض رکھنے والی ہونگی اور نہ غیروں کی طرف دیکھنے والی ہوں گی۔نہ اکڑنے والی ہونگی۔

نمبر۲: حیض و استحاضہ سے پاک ہونگی اور بول براز تمام گندگیاں جو ان کے ساتھ خاص ہیں ان سے پاک ہونگی۔موصوف جمع ہے صفت واحد ہے کیونکہ دونوں فصیح لغتیں ہیں۔طاھرہ نہیں کہا اس لیے کہ مطھرہ زیادہ بلیغ ہے اور تکثیر کو ظاہر کرتا ہے اور اس میں یہ بتلایا کہ کسی پاک کرنے والے نے ان کو پاک کیا ہے۔اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون ہے۔

وَهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ : (اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے) الخلد ایسی دائمی بقاء جسمیں انقطاع نہ ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات سے نہیں شرماتا کہ کوئی بھی مثال بیان فرمائے۔ مچھر ہو یا اس سے بھی بڑھی ہوئی کوئی چیز ہو، سو جو لوگ

اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ

ایمان لائے وہ جانتے ہیں کہ بلاشبہ یہ مثال حق ہے ان کے رب کی طرف سے اور رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا سو وہ کہتے ہیں کیا ارادہ کیا

اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ وقف لازم

اللہ نے اس کے ذریعہ مثال دینے کا۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بہت سوں کو گمراہ کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ بہت سوں کو ہدایت دیتے ہیں اور اس کے ذریعہ نہیں گمراہ کرتے مگر فرمانبرداری سے نکل جانے والوں کو

## تردید جہمیہ :

اس میں جہمیہ فرقہ کی تردید ہے کیونکہ وہ جنت اور اہل جنت کے فناء کے قائل ہیں۔ دلیل جہمیہ۔ اللہ تعالیٰ ہی اول اور آخر ہیں اور اولیت کی حقیقت مخلوق سے پہلے ہونا تو بالاتفاق ہے پس ضروری ہے کہ آخریت کے وصف میں بھی وہ تمام سے آخر ہو اور یہ تبھی درست ہے جب سب کے سب فناء ہو جائیں پس ضرورۃً افناء کو ماننا پڑا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ باقی ہیں اور اسکی صفات بھی باقی ہیں اگر جنت بھی اپنے رہنے والوں کے ساتھ باقی رہنے والی ہو تو خالق و مخلوق میں مشابہت لازم آتی ہے اور یہ محال ہے

**جواب**: اولیت اللہ تعالیٰ کے حق میں اس طرح کہ اس کے وجود کی ابتداء نہیں اور آخریت اس کے حق میں اس طرح کہ اس کی کوئی انتہاء نہیں۔ اور مخلوق کے حق میں اول کا مطلب فرد سابق (پہلے والا فرد) ہے اور آخر فرد لاحق (پچھلا فرد) ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ان صفات کا ہونا صفت کمال کو ظاہر کرنے کے لیے ہے اور اس کی ذات سے نقص و زوال کی نفی کرنے کے لیے ہے اور یہ جنت اور اہل جنت کے متعلق بقاء مٹنے اور فناء ہونے کے احتمال سے ہونے کو ظاہر کرنے کیلئے ہے نہ وہ جو معتزلہ کہتے ہیں۔ پھر کہاں سے تشابہ فی البقاء لازم ہوا۔ اللہ تعالیٰ تو ذاتی لحاظ سے باقی رہنے والے ہیں۔ اور اس کی بقاء واجب الوجود ہونا ہے اور مخلوق کا بقاء اس کے باقی رکھنے سے ہے۔ اور وہ جائز الوجود ہے (بینهما بون بعيد فليتبصر)

## سابقہ آیات سے ربط :

**ربط**: قرآن مجید نے جب ذباب و عنکبوت کا ذکر فرمایا۔ اور ان کی مثال بیان کی تو یہود نے ہنسنا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگے یہ کلام اللہ تو نہیں لگتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتار دیں۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً : (تحقیق اللہ نہیں حیا کرتا کہ مثال بیان کرے مچھر کی)

یعنی اللہ تعالیٰ مچھر سے مثال بیان کرنا ترک نہیں فرماتے اسکی طرح جو حقارت کی وجہ سے ان سے مثال بیان کرنا چھوڑ دے۔




BestUrduBooks.wordpress.com

## حیاء کی اصل تعریف:

وہ تبدیلی اور شرمندگی جو انسان کو عیب و مذمت کے خوف سے پیش آتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات تو قدیم ہے وہ تغیر وخوف ومذمت سے پاک ہے لیکن ترک حیاء کے لوازم میں سے ہے اس لیے ترک کو حیاء سے تعبیر کیا گیا۔

دوسرا قول: یہ بھی درست ہے کہ یہ عبارت کفار کے کلام میں پائی جاتی تھی۔کہ انہوں نے کہاما یستحی ربّ محمد ان یضرب مثلا بالذباب والعنکبوت : محمد کا رب حیاء نہیں کرتا کہ مکھی و مکڑی کی مثال بیان کرے۔تو مقابلے اور سوال کے مطابق (ترکی بہ ترکی) جواب دینے کے لیے اس طرح فرمایا اور یہ کلام بدیع میں سے ہے۔

اس میں دو لغات ہیں۔متعدی بنفسہٖ اور متعدی بحرف الجار کہا جاتا ہے استحییتهٗ واستحییت منه یہاں دونوں کا احتمال ہے۔

## مفہوم ضرب مثل:

یہ ضرب اللبن اور ضرب الخاتم سے بنا ہے (اینٹ لگانا یا مہر لگانا) بیان کرنا۔

## نحوی تحقیق:

نحو :مانمبر۱: یہ ابہامیه ہے جب یہ نکرہ کے ساتھ آئے تو اس میں ابہام پیدا کر کے اس کے عموم میں اضافہ کرتا ہے مثلاً کہیں اعطنی کتا باما۔مراد کوئی سی کتاب۔

نمبر۲: یہ ما تاکید کے لیے لایا گیا۔جیسا سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۵۔فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ میں ہے اب معنی اس طرح ہے کسی بھی مثال کا بیان کرنا نہیں چھوڑتا۔

نحو نمبر۱: مَابَعُوْضَةً یہ مثلاً کا عطف بیان ہے اور اس نکرہ سے حال ہے جو اس سے مقدم ہے

نمبر۲ یا: ضرب بمعنی جعل ہے اور یہ دونوں مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔

لغت بعوضة : یہ بَعض سے بنا ہے اور وہ کاٹنے کو کہتے ہیں جیسے البضع والعضب (کاٹنا) کہا جاتا ہے بعضه البعوض۔اس کو مچھر نے کاٹا۔اور بعض الشیٔ کہتے ہیں کیونکہ وہ اس کا حصہ وٹکڑا ہوتا ہے بعوض فعول کے وزن پر قطوع (کاٹنا) کی طرح صفت ہی ہے۔پھر اسمیت غالب آ گئی۔

## فوقیت کا مطلب:

فَمَا فَوْقَهَا : (یا اس سے بڑھ کر) نمبر۱: جو اس سے متجاوز ہے اور اس معنی میں بڑھ کر ہے جس میں وہ مثال بیان کی گئی ہے اور وہ معنی قلت وحقارت ہے۔

نمبر۲: جو حجم میں اس سے بڑھ کر ہے گویا اس سے اس بات کی تردید کر دی کہ جس چیز کو تم نے عجیب قرار دیا ہے۔کہ اللہ تعالیٰ کی



BestUrduBooks.wordpress.com

کتاب اور مکھی اور مکڑی کی مثال یہ کیسے ہو سکتا ہے تو جواب دیا کہ مکھی و مکڑی در کنار اللہ تعالیٰ تو مچھر کی مثال بیان کرنے کو نہیں چھوڑتا حالانکہ یہ ان سے چھوٹا ہے۔

اعتراض: مچھر سے کم کی مثال کیسے بیان کی جاسکتی ہے کیونکہ وہ انتہائی چھوٹا ہے۔

**جواب** : مچھر کا پر اس سے کئی درجہ قلیل اور چھوٹا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو دنیا کی حقارت کے لیے بطور مثال بیان فرمایا۔ (لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى منها كافرا شربة ماء) (ترمذی) اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر مرتبہ رکھتی تو کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتے۔

## تفسیر فَاَمَّا الَّذِيْنَ :

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ : (پس وہ لوگ جو ایمان لائے وہ جانتے ہیں کہ یہ مثال حق ہے)

**نحو** : ہٗ کی ضمیر مثل کی طرف ہے یا لان یضرب کی طرف ہے۔

الحق : وہ ثابت شدہ چیز جس کا انکار نہ کیا جاسکے۔ کہا جاتا ہے حق الامر: جب کہ وہ معاملہ ثابت و واجب ہو جائے۔

مِنْ رَّبِّهِمْ : (ان کے رب کی طرف سے) **نحو** : یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کا عامل حق کا معنی ہے اور ذوالحال اس کی مستتر ضمیر ہے۔

## تفسیر آیت:

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا : (اور جو منکر ہیں وہ کہتے ہیں اس مثال سے اللہ تعالیٰ کی کیا غرض تھی) اس پر وقف لازم ہے۔ اگر وقف نہ کریں۔ تو مابعد اس کی صفت بن جائیگا۔ اور اس طرح ہو نہیں سکتا۔ (مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا) میں استحقار ہے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں یا عجبا لابن عمرو هذا! یہ بات ابن عمرو سے انتہائی قابل تعجب ہے (بطور تحقیر فرمایا)

## نحوی لطائف:

**نحو** : مَثَلًا تمیز کی وجہ سے منصوب ہے یا حال کی وجہ سے سورۃ الاعراف آیت نمبر ۷۳ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً میں آیت کا لفظ۔ اَمَّا۔ یہ حرف ہے جس میں شرط کا معنی ہے اسی لیے جواب میں فا لائے ہیں۔ اور کلام میں اس کا فائدہ زائد تاکید ہے۔ مثلاً تم کہو زید ذاهب۔ جب اس کی تاکید کرنا چاہو تو کہو گے۔ اما زید ذاهب اس لیے سیبویہ نے اس کی وضاحت میں فرمایا۔ مهما يكن من شيء فزيد ذاهب۔ جو کچھ بھی ہو زید جانے والا ہے یہ وضاحت اس کی تاکید ہونے کے لیے فائدہ مند ہے اور یہ شرط کے معنی میں ہے دونوں جملوں کے شروع میں لائے۔ اور اس طرح نہیں کہا۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَقُوْلُوْنَ بلکہ اَمَّا کے ساتھ شروع کیا۔ اس طرز میں ایمان والوں کیلئے بڑی تعریف ہے کہ ان کے علم کو برحق شمار کیا۔ اور کافروں کے بارے میں اپنے نصیب سے غفلت کی خبر دی اور ان پر حمقاء کا کلمہ لا کر طنز کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ

جواللہ کے عہد کو توڑتے ہیں اس کی مضبوطی کے بعد، اور کاٹتے ہیں ان چیزوں کو جن کو جوڑے رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے

يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٢٧﴾

حکم دیا اور فساد کرتے ہیں زمین میں، یہ لوگ پورے خسارہ والے ہیں۔

**نحو**: ماذا اس کی دوصورتیں ہیں۔ نمبرا : ذا اسم موصول ہو اور الذی کے معنی میں ہو

نمبر۲: ما استفہامیہ ہو۔ پس دونوں کلمے مل کر اسم استفہام بن گئے اور ایک کلمہ ہوئے۔

پہلی صورت میں ما مبتدا اور ذا اس کی خبر ہے۔ اپنے جملہ صلہ یعنی اراد کے ساتھ مل کر اور ضمیر محذوف ہے۔ جب اسم استفہام مان لیں تو اراد کی وجہ سے محلاً منصوب ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے ای شیٔ ء اراد اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ نے کس چیز کا ارادہ کیا۔

الارادۃ۔ یہ مصدر ہے اَرَدت الشیٔ کہتے ہیں جب تیرا نفس اس کو طلب کرے اور اس کی طرف مائل ہو۔ متکلمین کے نزدیک ایک وجہ سے خاص کرتا ہے دوسری کی بجائے۔

## معتزلہ کا عقیدہ:

البتہ معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ارادہ کے ساتھ حقیقۃً نہیں کی جا سکتی جب اراد اللّٰہ کذا کہیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تو ارادہ بمعنی فعل ہوگا کیونکہ وہ نہ بھولنے والا اور نہ مجبور ہے اور اگر غیر کا فعل ہے تو اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا۔

## کثرت کا معنی:

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا : (وہ گمراہ کرتا ہے اس مثال سے بہت سوں کو اور ہدایت دیتا ہے بہت کو) امّا سے شروع ہونے والے دونوں جملوں کی تفسیر اور بیان کے قائم مقام ہے کہ جاننے والا فریق تو اس کو برحق کہتا ہے اور جہلاء استہزاء کرنے والے ہیں۔ اور یہ دونوں کثرت سے موصوف ہیں۔ اور اس کے حق ہونے کا علم باب ہدایت سے ہے اور اسکے اچھے مورد سے ناواقفیت باب گمراہی سے ہے اور اہل ہدایت خواہ بذات خود کثیر ہوں مگر ان کو اہل ضلال کے بالمقابل بظاہراً قلت سے تعبیر کیا جاتا ہے اس لیے بھی کہ تھوڑے سے ہدایت والے بھی حقیقت میں کثیر ہیں اگرچہ صورۃً وہ قلیل ہوں۔ جیسا کہ شاعر کے قول میں۔

ان الکرام کثیر فی البلاد وان ☆ قلوا کما غیر ھم قل وان کثروا



BestUrduBooks.wordpress.com

شرفاء شہروں میں بہت ہیں۔ اگر چہ صورۃً وہ قلیل ہوں۔ جیسا کہ ان کے علاوہ قلیل ہیں۔ حقیقت میں اگر چہ صورۃً گنتی میں کثیر ہیں۔

**والاضلال** : بندے میں ضلال کے فعل کا پیدا کرنا۔

**الھدایہ** : ھدایت پانے کے فعل کو بندے میں پیدا کرنا۔

## مقصدِ تمثیل:

اہلسنت کے نزدیک یہ حقیقت ہے۔ آیت کا سیاق اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ جس چیز کو جاہل کفار انوکھا اور عجیب خیال کرتے ہیں۔ کہ حقیر چیزوں کیساتھ مثال بیان کرنا اچھنبے کی بات ہے۔ حالانکہ یہ تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ تمثیل کا مقصد معنی کو واضح کرنا اور وہم والے کو مشاہدے کے قریب کرنا ہوتا ہے۔ پس اگر متمثل لہ عظیم ہو تو متمثل بہ بھی عظیم اور اگر وہ حقیر ہو تو متمثل بہ بھی حقیر ہوگا۔ ذرا غور تو کرو۔ جبکہ حق واضح اور جلی ہے تو اس کی مثال ضیاء اور نور سے دی۔ اور باطل غیر واضح ہے تو اس کو ظلمت اور اندھیرے سے تشبیہ دی۔ بس اسی طرح اس آیت میں وہ آلہہ جن کو کفار نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے۔ وہ سب سے زیادہ ذلیل ترین اور حقیر ترین ہیں۔ اسی لیے مکڑی کے جالے کو ان کی کمزوری اور بودے پن کے لیے بطور تمثیل لائے۔ اور ان کو مکھی سے کم درجہ قرار دیا۔ اور مچھر کی مثال ان کے لیے بیان کی جو مثال میں مکھی سے بھی کم تر ہے یہ تو کوئی اوپری اور نوایجاد بات نہیں۔ اس تمثیل بیان کرنے والے کو نہ کہا جائے گا۔ کہ مچھر کے ساتھ ان کی تمثیل بیان کرنے سے باز رہو۔ اس لیے کہ وہ اپنی تمثیل میں سچا ہے اور بات میں حقیقت پر چلنے والا ہے اور تمثیل کو اس کے مقام پر فٹ کر رکھا ہے۔

## مؤمن و کافر کے مزاج میں فرق:

سیاق اور آیت میں یہ بات بھی بیان کر دی۔ کہ وہ مؤمن جن کی عادت انصاف اور امور میں صحیح عقل سے غور فکر کرنا ہے وہ جب اس تمثیل کو سنیں گے تو جان لیں گے۔ کہ یہ برحق ہے۔ کافر لوگ جن کی عقلوں پر جہل غالب ہے وہ سن کر بڑے بنیں گے۔ اور عناد وضد پر اتر آئیں گے۔ اور اس کے باطل قرار دینے کی سوچیں گے اور انکار کر کے مقابلہ کریں گے اور یہ چیز مؤمنوں کی ہدایت کا سبب بن جائے گی۔ اور فاسقوں کی گمراہی کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

ان کفار (مکہ) پر تعجب ہے کہ انہوں نے کس طرح انکار کر دیا حالانکہ لوگ مکھی، پرندوں اور حشرات الارض کی مثالیں بیان کرتے چلے آرہے ہیں چنانچہ کہتے ہیں۔

**اجمع من ذرّۃ** (چیونٹیوں سے زیادہ اکٹھے) **اجر أمن الذباب** (مکھی سے زیادہ جرأت مند) **اسمع من قراد** (چچڑی سے زیادہ کانوں والا) **اضعف من فراشۃ** (پروانے سے زیادہ کمزور) **اکل من السوس** (دیمک سے زیادہ کھانے والا) **اضعف من البعوضہ** (مچھر سے زیادہ کمزور) **اعزّ من مخ البعوض**۔ (مچھر کے مغز سے زیادہ عزت والا) لیکن حجت باز اور مبہوت کے مزاج کا تقاضا ہے کہ زیادہ حسرت کی وجہ سے واضح کو مسترد کرے اور چمکتے ہوئے روشن حق کا انکار کر دے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ : (اور وہ ہرگز گمراہ نہیں کرتا اس سے مگر فاسقوں کو)

## نحوی تحقیق:

نحو: الفاسقین، ما یضل کا مفعول ہے استثناء کی وجہ سے منصوب نہیں کیونکہ یضل کا مفعول پورا نہیں ہوا۔

## مفہوم فسق:

الفسق : میانہ روی سے نکلنا۔ شرع میں کبیرہ کا ارتکاب کر کے حکم شرع سے نکلنا یہ دو مرتبوں کے درمیان ہے یعنی مؤمن و کافر کے درمیان (نہ وہ مؤمن رہتا ہے اور نہ وہ کافر ہوتا ہے) یہ معتزلہ کے نزدیک ہے۔ عنقریب ہم اس کی تردید کریں گے۔ انشاء اللہ

اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ۔ (وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑتے ہیں)

النقض : ترکیب کھولنا اور فسخ کرنا العہد۔ پکا وعدہ۔ ان ناقضین سے ضدی قسم کے احبار یہود یا ان میں سے جو منافقین یا تمام کفار مراد ہیں۔ عهد الله: عہد سے مراد۔

نمبرا: توحید کے دلائل جو ان کی عقلوں میں موجود تھے۔ گویا وہ وصیت شدہ بات تھی۔ اور وثیقہ تھا۔ جو ان سے لیا گیا تھا۔

نمبر۲: ان سے پختہ عہد لیا گیا۔ کہ جب رسول ان کی طرف بھیجا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ معجزات سے اس کی تصدیق فرمادیں گے۔ تو وہ اس کی تصدیق کریں گے۔ اور اس کی اتباع کریں گے۔ اور اس کا تذکرہ نہ چھپائیں گے۔

نمبر۳: اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا کہ وہ خون نہ بہائیں گے۔ اور ایک دوسرے پر سرکشی نہ کریں گے۔ اور قطع رحمی نہ کریں گے۔

نمبر۴: (تین عہد) یہ بھی کہا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے تین وعدے لئے۔ عہد اول جو تمام ذریت آدم سے اقرار ربوبیت کا لیا گیا۔ جو سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۷۲۔ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ میں مذکور ہے دوسرا عہد جو خاص انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا۔ کہ وہ رسالت کو پہنچائیں گے اور دین کو قائم کریں گے وہ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۷ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ میں ذکر فرمایا ہے۔

اور تیسرا عہد جو علماء سے لیا گیا۔ جس کو سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۸۷ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ میں ذکر کیا گیا گویا یہ تینوں مراد ہیں۔

مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ : (اس کو پختہ کردینے کے بعد) میثاق، الوثاقہ سے لیا گیا۔ یہ کسی چیز کو مضبوط کرنے کو کہا جاتا ہے۔ ہ کی ضمیر عہد کی طرف ہے وہ جس کو قبول کرنے کے لیے انہوں نے مضبوط باندھا۔ اور اپنے نفسوں پر لازم کیا نمبرا: جائز ہے کہ میثاق توثقۃ (وعدے کی توثیق کرنے کے بعد) کے معنی میں ہو جیسا میعاد بمعنی الوعد آتا ہے ہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹے تو معنی یہ بنے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ان پر پختہ کردینے کے بعد مِنْ یہ ابتداء غایت کے لیے ہے

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ : (اور وہ قطع کرتے ہیں اس کو جن کا اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا)



BestUrduBooks.wordpress.com

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ

کیسے کفر کرتے ہو اللہ کے ساتھ، حالانکہ تم بے جان تھے سو اس نے تم کو زندگی دی۔ پھر تم کو موت دے گا، پھر زندہ فرمائے گا، پھر اس کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

لوٹائے جاؤ گے۔

## قطع کی حقیقت:

نمبر۱: قطع رحمی کرنا اور مسلمانوں سے دوستی منقطع کرنا۔

نمبر۲: انبیاء ﷺ میں سے بعض پر ایمان اور بعض کا انکار کر کے ان کی اجتماعیت علی الحق کو ختم کیا۔ گویا ان یوصل سے مراد اجتماعیت علی الحق اور قطع سے مراد بعض کی تصدیق اور بعض کی تکذیب ہے۔

## تعریف امر:

الامر۔ کسی چیز پر استعلاء کے طور پر مخصوص قول سے فعل کا مطالبہ کرنا۔

نحو: ما نکرہ موصوفہ ہے یا الذی کے معنی میں ہے ان یوصل نمبر۱: موضع جر میں ہے ھا سے بدل ہے یعنی بوصلہ نمبر۲: موضع رفع میں ہے ای ھو ان یوصل

وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ: (وہ زمین میں فساد کرتے ہیں) ڈاکہ ڈال کر

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ: (اور وہی نقصان اٹھانے والے ہیں) ایمان لانے پر تنگ کر کے۔

نحو: اولٰئك مبتدا ھم ضمیر فصل اور الخاسرون خبر ہے یعنی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

## نوعیت نقصان:

اس طرح کہ انہوں نے وفا کے بدلہ میں وعدہ توڑا اور وصل کو قطع سے اور اصلاح کو فساد سے ثواب کو عقاب سے بدل ڈالا۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ: (تم کیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے ہو) ہمزہ کا وہ معنی جو کیف میں ہے اس کی مثال یہ قول ہے اتکفرون باللّٰہ ومعکم ما یصرف عن الکفرویدعوا الی الایمان۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے ہو۔ حالانکہ تمہارے پاس وہ چیز ہے جو کفر سے پھیرنے اور ایمان کی طرف راغب کرنے والی ہے۔

## مقصدِ استفہام:

یہ استفہام انکار و تعجب کے لیے ہے۔ اس کی مثال اس قول میں ہے

أتطیر بغیر جناح و کیف تطیر بغیر جناح؟ کیا تو بغیر پروں کے اڑتا ہے اور تو بغیر پروں کے کیسے اڑے گا۔ یعنی تو



BestUrduBooks.wordpress.com

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ

اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے پیدا فرمایا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب۔ پھر قصد فرمایا آسمان کی طرف سو ٹھیک طرح بنا دیا،

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾ ۳ع۹

ان کو سات آسمان، اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے

بغیر پروں کے ہے اس لیے تو اُڑ نہیں سکتا۔

وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا : (حالانکہ تم مردہ تھے) واؤ حالیہ ہے یعنی تم اپنے باپوں کی اصلاب میں نطفہ کی صورت میں تھے اور قد مضمر ہے الاموات جمع میت ہے جیسے اقوال جمع قیل۔ اسی لیے جسمیں زندگی نہ ہو اس کو بھی میت کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الفرقان آیت نمبر ۴۹ میں ہے بَلْدَةً مَّيْتًا۔

فَاَحْيَاكُمْ : (پس اس نے تمہیں زندہ کیا) پس اس نے ماں کے رحموں میں زندہ کر دیا۔

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ : (پھر وہ تمہیں موت دیں گے) وہ تمہیں موت دیں گے جب تمہاری مدت زندگی پوری ہو جائے گی۔

ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ : (پھر وہ تمہیں زندہ کریں گے) پھر وہ بعث کے لیے زندہ کریں گے۔

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ : (پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے) پھر تم جزا کی طرف لوٹو گے۔ یا پھر وہ قبور میں تمہیں زندہ کریں گے۔ پھر اس کی طرف نشور کے لیے لوٹائے جاؤ گے۔

## فاء اور ثم کا فرق:

یہاں پہلا عطف فاء کے ساتھ ہے اور باقی ثم کے ساتھ ہے کیونکہ احیاء اول بلا تاخیر موت اول کے بعد ہوا۔ باقی موت وہ تو زندگی سے مؤخر ہے اور حیات ثانیہ بھی اسی طرح موت سے متاخر ہے اگر نشور مراد ہو اور اگر قبر کی زندگی مراد ہو تو اس کی تاخیر کا بھی اسی سے علم ہوتا ہے اور جزاء کی طرف لوٹنا وہ نشور سے متاخر ہے۔

## کفر انوکھا ہے:

اس موت و حیات کے واقعہ کے ساتھ ساتھ ان کا کفر انوکھی چیز ہے کیونکہ اس واقعہ میں واضح دلائل ہیں جو کفر سے ان کو پھیر سکتے ہیں۔ اور اس لیے بھی ان کا انکار عجیب ہے کہ یہ واقعہ بڑی بڑی نعمتوں پر مشتمل ہے جن کا حق شکر یہ ہے نہ کہ ناشکری کرنا۔

## لام کی حکمت:

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ : (وہ وہی ذات ہے جس نے تمہارے لیے سب کچھ بنایا)

نمبر ۱: لکم کی لام اجلیہ ہے تمہاری خاطر۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۲: اورتمہارے دین دنیا میں فائدہ پہنچانے کے لیے پیدا کیا۔اول تو ظاہر ہے اور دوسرے قول میں غور کرو۔اس میں جو عجائبات ہیں وہ صانع قادر حکیم علیم کی ہستی پر دلالت کرنے والے ہیں اوراس میں آخرت کی یاد ہے۔کیونکہ زمین کی پناہ گاہ اس کے ثواب کو یاددلانے والی ہے اوراس کی ناپسندیدہ چیزیں اس کے عقاب کو یاددلانے والی ہیں۔علامہ کرخی۔ابوبکر رازی اور معتزلہ کا استدلال ہے کہ خلق لکم بتلا رہا ہے کہ تمام اشیاء صحیحہ مباح الاصل ہیں۔

جَمِیْعًا (سب کچھ) نحو : یہ ما سے حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ : (پھرآسمان کا قصد کیا) الاستواء۔اعتدال ودرستگی کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے استوی العود یعنی قام واعتدل۔سیدھی لکڑی درست کھڑی ہوئی۔پھرکہا گیا استوٰی الیہ کالسھم المرسل چھوڑے ہوئے تیر کی طرح سیدھا ہوا جبکہ وہ ٹھیک نشانے پر لگے۔اورکسی طرف نہ مڑے۔اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا یہی مطلب ہے ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ۔یعنی وہ متوجہ ہوا۔اورآسمان کو بنانے کی طرف توجہ کی زمین کی تمام اشیاء بنانے کے بعد بغیر اس کے کہ اس دوران کسی اور چیز کے پیدا کرنے کی طرف توجہ کرے۔

فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ : (انہیں سات آسمان ہموار بنادیا) یہ مبہم ہے اس کی تفسیر سبع سمٰوٰت ہے جیسا کہ ان کے قول رُبَّہٗ رجلاً (بہت سے آدمیوں کو میں ملا ہوں) یہ بھی کہا گیا۔کہ ضمیر السماء کی طرف لوٹ رہی ہے اگرچہ لفظ واحد ہے مگر معنی جمع کا ہے کیونکہ یہ جنس کے معنی میں ہے۔

## مرادتسویہ:

تسویتھن : نمبر۱: ان کا پیدائش میں برابر اور پختگی اور ٹیڑھا اور پھٹنے سے محفوظ ہونا

دوسرا قول: ان کی خلقت کی تکمیل۔ثم سے یہاں آسمان کی پیدائش کی فضیلت زمین کی پیدائش پر ظاہر کرنا مقصود ہے اور یہ والارض بعد ذلك دحٰها۔سورۃ النازعات آیت نمبر۳۰ کے مخالف نہیں کیونکہ زمین کا وجود آسمان کی پیدائش سے مقدم ہے البتہ زمین کا بچھانا وہ زمین کی پیدائش سے متاخر ہے حضرت حسن رحمہ اللہ کا قول ہے زمین کی پیدائش موضع بیت المقدس میں مہر (پتھر) کی طرح تھی اس پر چمٹا ہوا دھواں تھا پھر دھواں اٹھایا اوراس سے آسمانوں کو بنادیا۔اورسب کو اپنی جگہ رہنے دیا۔اس سے زمین کو پھیلادیا۔سورۃ الانبیاء آیت نمبر۳۰ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ کا یہی مطلب ہے وہ چمٹنا جس کو رتق فرمایا۔

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ : (وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے) پس اسی لیے ان کو برابر مضبوط بلا تفاوت وفرق کے بنایا۔اورزمین میں جو کچھ بنایا وہ زمین والوں کی ضروریات وفوائد کے مطابق بنایا۔

قراءت: وَهُوَ اوراس کے ہم شکلوں کو ابوعمر وورش رحمہم اللہ کے علاوہ مدنی اوردوسرے قراء نے اس طرح پڑھا ہے۔ورش اورابوعمرو اورعلی رحمھم اللہ نے وَهْوَ پڑھا۔گویا واؤ کو نفس کلمہ سے قراردیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ بے شک میں پیدا کرنے والا ہوں زمین میں خلیفہ، فرشتوں نے عرض کیا۔ کیا آپ پیدا فرمائیں گے زمین میں

مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ

جو اس میں فساد کریگا اور خونوں کو بہائے گا اور ہم آپ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جو حمد کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں

قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

پس یہ عَضْدٌ کی طرح ہوا اور دیگر قراء کے ہاں عضُد کی طرح ہوا۔

## سابقہ آیات سے ربط:

**ربط**: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا اس میں جنات کو بسا دیا۔ اور آسمان میں فرشتوں کو ٹھہرایا جنات نے زمین میں فساد کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت بھیج کر ان کو سمندروں کے جزائر اور پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرف بھگا دیا۔ ان فرشتوں نے جنات کی جگہ اقامت اختیار کی، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کو ان کا واقعہ ذکر فرمانے کا حکم دیا۔

**وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ**: (اور جب کہا آپ کے رب نے فرشتوں کو) اِذْ اذکر کی وجہ سے منصوب ہے الملئکۃ۔ جمع ملاک شمائل جمع شمال تاء تانیث جمع کے لیے ہے۔

**اِنِّیْ جَاعِلٌ**: (بے شک میں بنانے والا ہوں) بنانے والا ہوں یہ جعل سے ہے جس کے دو مفعول ہیں۔

## خلیفہ کی تفسیر:

**فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً**: (زمین میں خلیفہ) خلیفہ وہ ہے جو غیر کے بعد آئے یہ فعیلہ بمعنی فاعلہ ہے۔ ھا اس میں مبالغہ کی بڑھائی گئی ہے۔ اب معنی خلیفۃ منکم تم میں سے نائب کیونکہ فرشتے زمین کے رہائشی تھے پس اس زمین میں ان کے بعد آدم اور ان کی اولاد کو نائب بنایا۔ خلائف اور خلفاء نہیں کہا کیونکہ خلیفہ سے آدم مراد لئے گئے۔ اور اولاد کے ذکر کی بجائے فقط آدم علیہ السلام کے تذکرہ پر اکتفا کیا۔ جیسا کہ اس قول میں مضر، ہاشم میں قبیلہ کے بڑے کو ذکر کر دیا۔

یا مراد وہ ہیں جو تمہارے بعد آئیں گے۔ یا وہ مخلوق جو تمہارے بعد آئے گی اسی لیے واحد لائے۔

یا خلیفۃ منی۔ میرا نائب کیونکہ آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے زمین میں خلیفہ تھے۔ اسی طرح ہر پیغمبر علیہ السلام اللہ کا خلیفہ ہے جیسا کہ سورۃ صٓ آیت نمبر ۲۶ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ میں ہے۔

فرشتوں کو خبر دی کہ وہ سوال کریں اور ان کو وہ جواب دیا جائے جو دیا گیا۔ تاکہ آدم کے وجود سے پہلے وہ ان کے استخلاف کی



BestUrduBooks.wordpress.com

حکمت پہچان لیں۔
نمبر۲: تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امور میں اقدام سے پہلے مشاورت سکھائیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے علم کامل اور حکمت بالغہ کی وجہ سے مشاورت سے بے نیاز ہے۔

## سببِ قول:

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا : (انہوں نے کہا کہ آپ زمین میں اس کو نائب بناتے ہیں جو فساد کریگا) فرشتوں نے یہ تعجب سے کہا کہ اہل اطاعت کے نائب اہل معصیت کو بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور جہل سے پاک ہے یہ بات انہوں نے اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے معلوم کی۔ یا لوحِ محفوظ سے معلوم کی۔ یا جنات پر قیاس کر لیا۔
وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ : (اور وہ خون بہائے گا) وہ بہائے گا۔

## فائدہ واوحالیہ:

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ : (ہم تیری تسبیح کرتے ہیں) ونحن نسبح میں واؤ حالیہ ہے، جیسا کہ تم کہتے ہو۔
أتحسن الی فلان وانا احق منه بالاحسان؟۔ کیا تو فلاں پر احسان کرتا ہے حالانکہ احسان کا میں اس سے زیادہ حقدار ہوں۔
بِحَمْدِكَ : (تیری حمد کے ساتھ) یہ موضع حال میں ہے یعنی ہم تیری حمد کرتے ہوئے تسبیح کرتے ہیں۔ اور تیری حمد سے تلبس حاصل کرنے والے ہیں جیسا کہ اس سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۶۱ وقد دخلوا بالکفر کا معنی دخلوا کافرین ہے کہ وہ کفر ہی کی حالت میں داخل ہوئے۔

## تقدیس کا معنی:

وَنُقَدِّسُ لَكَ : (اور آپ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں) ہم اپنے آپ کو آپ کے لیے پاک کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا۔ کہ تسبیح و تقدیس۔ اللہ کو برائی سے دور قرار دینا۔ یہ سبح فی الارض وقدس فیها سے ہے جب وہ زمین میں سفر کرے اور بہت دور جائے۔


BestUrduBooks.wordpress.com

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ

| |
|---|
| اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو سکھا دیئے سارے نام، پھر ان کو فرشتوں پر پیش فرمایا پھر فرمایا کہ مجھے بتا دو ان چیزوں کے نام |

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ③١

| |
|---|
| اگر تم سچے ہو۔ |

قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ : (کہا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) میں اس کی وہ حکمتیں جانتا ہوں جو تم سے مخفی ہیں۔ یعنی ان میں انبیاء اولیاء علماء ہونگے۔

**نحو** : مَا، الذی کے معنی میں ہے یہ اعلم کا مفعول ہے اور ضمیر عائد محذوف ہے ای مالا تعلمونهٗ وہ چیز جس کو تم نہیں جانتے ہو۔

قراءت: اِنِّیَ۔ حجازی اور ابوعمرو نے پڑھا۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ : (اور سکھائے آدم علیہ السلام کو) نمبر۱: عجمی نام ہے قریب ترین بات یہ ہے کہ فَاعَلَ آزر کی طرح ہے۔

نمبر۲: آدم کو ادیم الارض سے مشتق مانا جائے۔ یا اَدَمَةٌ جیسے کہ یعقوب العقب اور ادریس۔ درس سے اور ابلیس ابلاس سے مشتق ہے۔

الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا : (نام تمام) یعنی مسمیات کے نام۔ مضاف الیہ کے معلوم ہونے اور اسماء کی دلالت موجود ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا۔ کیونکہ اسم مسمّی پر دلالت کرتا ہے اور مضاف الف لام کے عوض میں لائے۔ جیسے اشتعل الرأس شیبًا۔ سورۂ مریم آیت نمبر۴ میں الرّاس ہے۔

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ : (پھر ان کو فرشتوں کے روبرو پیش فرمایا)۔

**اہم تنبیہ:**

یہ درست نہیں کہ مقدر مانا جائے اور کہا جائے علّم آدم مسمیات الاسماء کہ مضاف کو حذف کیا اور مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام بنا دیا۔ اس لیے کہ تعلیم کا تعلق اسماء سے ہے مسمیات سے نہیں جیسا دوسری آیت انبؤنی باسمآء هٰؤلآء (تو ان کو بتلا ان کے نام) اور انبئهم باسماءهم میں واضح طور پر اسماء موجود ہیں۔

انبئونی بِهٰٓؤُلَآءِ، انبئهم بهم نہیں فرمایا۔

**تعلیم اسماء کا مطلب:**

اسمائے مسمیات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ اجناس دکھائیں جن کو اس نے پیدا کیا۔ اور ان کا نام اس کو سکھایا۔ کہ اس کا نام فرس ہے اس کا بعیر اور اس کا فلاں نام ہے اور اس کا نام یہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾

فرشتوں نے عرض کیا کہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں ہمیں اس کے سوا کچھ علم نہیں جو آپ نے ہمیں سکھایا، بے شک آپ جاننے والے ہیں حکمت والے ہیں

قَالَ يٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! ان کو ان چیزوں کے نام بتادو۔ سو جب انہوں نے ان کو ان چیزوں کے نام بتادیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا

لَّكُمْ اِنِّىْۤ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ

کہ بے شک میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی غیب کی چیزوں کو اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم

تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

چھپاتے ہو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہر چیز کا نام ان کو سکھایا حتیٰ کہ پیالہ اور کفگیر بھی۔

**سوال**: ان سے سوال کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ان کا عجز معلوم تھا۔

**جواب**: تبکیت ولا جواب کرنے کے لیے۔

فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِىْ، (تم مجھے خبر دو؟) بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (ان چیزوں کے ناموں کی اگر تم اپنے گمان میں سچے ہو)۔ کہ میں زمین میں مفسدین سفاکین دماء کو خلیفہ بنانے والا ہوں۔

## استخلاف میں علمی فوائد:

اس میں فرشتوں کی تردید ہے اور اس بات کی وضاحت ہے کہ جس کو میں نے استخلاف دینا ہے اسمیں علمی فوائد ہیں۔ جو تمام فوائد کی جڑ اور بنیاد ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ استخلاف کے اہل ہیں۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ : (انہوں نے کہا تو پاک ہے) نمبر ۱: آپ اس سے پاک ہیں کہ آپ سے کوئی چیز مخفی رہے۔

نمبر ۲: آپ اس سے پاک ہیں کہ آپ کی تدبیر پر اعتراض کیا جائے۔

## نکتہ عجیبہ:

اسماء کا علم حاصل کرنا عبادت کے لیے خلوت میں بیٹھنے سے بڑھ کر ہے۔ تو پھر علم شریعت کا تو کیا ہی کہنا ہے۔

سبحٰنک یہ مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی سبحت اللّٰہ تسبیحًا۔

لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا : (نہیں ہے ہمیں علم اس کے سواء جو تو نے ہمیں بتادیا)۔ اور ہمیں کوئی علم نہیں مگر جو تو نے ہمیں دیا۔ اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ٭ وَكَانَ

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو آدم کو، سو انہوں نے سجدہ کر لیا، لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۴

کافروں میں سے تھا۔

اس میں اسماء کا علم نہیں ہے۔

مَا بمعنی الذی ہے اور العلم بمعنی معلوم ہے یعنی ہمیں معلوم نہیں مگر وہ جو تو نے سکھایا۔

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ : (بے شک تو ہر بات کو جاننے والا ہے) آپ بغیر سکھانے کے جاننے والے ہیں۔

الْحَكِيْمُ : (حکمت والے ہیں) حکمت والے ہیں ان میں جن کا آپ نے فیصلہ کیا۔ اور اندازہ فرمایا۔

نحو نمبر ۱: یہ انّ کا اسم ہے۔ انت مبتداء مابعد خبر ہے۔ تمام انّ کی خبر ہے۔

نمبر ۲: انت ضمیر فصل اور العلیم خبر اول اور الحکیم خبر دوم ہے۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ : (فرمایا اے آدم تو ان کو خبر دے ان کے ناموں کی تو آدم علیہ السلام نے ہر چیز کا نام لیکر بتا دیا)۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے نہیں کہا کہ میں جانتا ہوں جو آسمانوں وزمین میں تم سے چھپا ہوا ہے) جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہوگا۔

وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ : (اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو)

وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ : (اور جو تم چھپاتے تھے)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ : (اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو کہ آدم کیلئے سجدہ کرو) یعنی اس کے سامنے جھک جاؤ اور اس کی فضیلت کا اقرار کرو۔

## سجدہ کی حقیقت:

حضرت ابی ابن کعب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کمر سے جھکنا تھا۔ یہ ٹھوڑیوں کے بل گرنا نہ تھا۔ جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ ان کو زمین پر چہرہ رکھنے کا حکم تھا۔ اور یہ سجدہ آدم علیہ السلام کی تعظیم کے لیے تھا۔ صحیح کی روایت میں ہے کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا تو ابلیس اس سے باز نہ رہتا۔ اور یہ سجدہ تعظیم پہلی شرائع میں جائز تھا۔ پھر یہ منسوخ ہوا۔

آپ ﷺ کے اس ارشاد سے جو آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو فرمایا جبکہ انہوں نے آپ کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا۔

لا ینبغی للمخلوق ان یسجد لا حَدٍ الا للّٰہ تعالیٰ۔ (ترمذی) من ابی ہریرۃ واحمد من انس وعائشۃ



BestUrduBooks.wordpress.com

ومعاذ رضی اللّٰہ عنہم۔

## کونسا مستثنیٰ ہے؟

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ : (پس انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس) یہ استثناء متصل ہے کیونکہ وہ فرشتوں میں سے تھا۔ اسی طرح حضرت علی وابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے فرمایا۔ اور اس لیے بھی کہ استثناء مستثنیٰ کی جنس سے ہونا چاہیے تھا۔ اسی لیے فرمایا۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر۱۲

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ۔

رہا سورۃ کہف آیت نمبر۵۰ كَانَ مِنَ الْجِنِّ۔ یہ کان، صار کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ سورۃ ھود آیت نمبر۴۳ میں فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ۔ کہ وہ ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا۔

یہ بھی کہا گیا کہ یہ استثناء منقطع ہے اس لیے کہ وہ ملائکہ سے نہ تھا۔

دلیل نمبر۱: بلکہ نص کے مطابق وہ جنات میں سے تھا۔ اور یہی حضرت حسن وقتادہ کا قول ہے۔

نمبر۲: اس لیے بھی کہ وہ آگ سے پیدا کیا گیا۔ اور ملائکہ نور سے پیدا کیے گئے۔

نمبر۳: اور اس لیے بھی کہ اس نے انکار کیا اور نافرمانی اور تکبر کیا۔ اور ملائکہ اللہ تعالیٰ جو حکم دیں اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

نمبر۴: اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ۔ [کہف:۵۰]

کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا کارساز بناتے ہو۔ حالانکہ وہ فرشتوں کی نسل نہیں۔

جاحظ معتزلی کہتے ہیں۔ کہ جن اور ملائکہ ایک جنس ہے جو ان میں پاکیزہ ہیں وہ فرشتے اور جو خبیث و ناپاک ہیں وہ شیطان۔ اور جو بین بین ہیں وہ جن (مگر جاحظ کا یہ قول بلاثبوت ہے)

اَبٰى : (اس نے انکار کیا) باز رہا اس سے جو اس کو حکم ملا تھا۔

وَاسْتَكْبَرَ : (اور اس نے بڑائی اختیار کی)

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ : (اور کافروں میں سے ہوگیا)

نمبر۱: اپنے انکار اور تکبر اور امر الٰہی کو رد کرنے کے سبب کافروں میں سے ہوگیا۔ اس وجہ سے نہیں کہ حکم پر عمل کرنا اس نے ترک کر دیا۔ اس لیے کہ ترک سجود ایمان سے خارج نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس سے اہلسنّت کے ہاں کافر بنتا ہے۔

البتہ معتزلہ اور خوارج (کے ہاں ایمان سے خارج ہو جاتا ہے)

نمبر۲: کافروں میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ وہ اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کرے گا۔ اس طرح نہیں کہ وہ علم الٰہی میں ہمیشہ کافر تھا۔ یہ مسئلہ موافات ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۖ وَلَا

اور ہم نے کہا کہ اے آدم ! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہا کرو اور اس میں سے خوب اچھی طرح کھاؤ، جہاں سے چاہو۔ اور نہ

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

قریب جانا اس درخت کے ورنہ تم دونوں ظلم کرنیوالوں میں سے ہو جاؤ گے۔

وَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ : (اور ہم نے کہا اے آدم رہ تو اور تیری بیوی جنت میں)

**نحو** : یہ سکن الدار یسکنها سکنٰی سے امر ہے۔ جب وہ مکان میں اقامت اختیار کرے۔ کہا جاتا ہے سکن المتحرك سکونا۔ حرکت والے نے سکون وٹھہراؤ اختیار کیا۔ انت اسکن کی ضمیر سے تاکید ہے اس لیے لائے تاکہ عطف فعل کا وزوجك پر صحیح ہو جائے۔

## جنت کی تحقیق:

الجنة : وہ جنت خلد ہی تھی جس کا وعدہ متقین سے کیا گیا۔ جیسا نقل مشہور میں ہے۔ الف لام تعریف کا ہے۔

## معتزلہ کا قول:

یہ یمن کا ایک باغ تھا۔ کیونکہ جنت میں تکلیف نہیں اور نہ اس سے نکلنا ہے۔

**جواب معتزلہ** : جنت سے وہ نہیں نکلے گا جو جزاء کے طور پر داخل ہوا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ المعراج میں داخل ہوئے اور پھر نکلے اور اہل جنت کو معرفت الٰہی اور توحید کی تکلیف دی جائے گی۔

وَكُلَا مِنْهَا : (اور تم دونوں اس سے کھاؤ)۔ یعنی اس کے پھلوں میں سے کھاؤ مضاف محذوف ہے۔

رَغَدًا : بافراغت۔ رغدا مصدر کی صفت ہے ای اکلا رغدا واسعا (بافراغت وسیع کھانا)

حَيْثُ شِئْتُمَا : (جہاں سے تم دونوں چاہو) (شِيْتُمَا) اس کا باب بغیر ہمزہ سے ہے ابو عمرو کے نزدیک

حیث : یہ مکان مبہم کے لیے ہے یعنی جنت کے جس مکان میں تم دونوں چاہو۔

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ : (اور تم دونوں قریب نہ جاؤ اس درخت کے) شجرہ یعنی گندم یا انگور کی بیل یا انجیر۔

## نکتہ:

(کیف لا یعصی الانسان وقوته من شجرة العصیان) انسان نافرمانی کیوں نہ کرے جبکہ اس کی خوراک شجرۂ عصیان سے ہے۔ انگور بھی ہر فتنے کی اصل ہے (اس سے شراب بنتی ہے)

فَتَكُوْنَا : (پس تم ہو جاؤ گے) لا تقربا پر عطف ہونے کی وجہ سے جزم ہے یا جواب نہی کی وجہ سے ان مقدرہ کے ساتھ



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ

سو شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کے ذریعہ سے لغزش دی، سو ان دونوں کو اس سے نکال دیا جس میں وہ تھے، اور ہم نے کہا کہ اتر جاؤ۔ تم میں سے

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾

بعض، بعض کے دشمن ہوں گے۔ اور تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنا ہے اور ایک زمانہ تک نفع حاصل کرنا ہے۔

منصوب ہے۔

مِنَ الظّٰلِمِيْنَ : (اپنا نقصان کرنے والوں سے) نمبرا: تم ان لوگوں میں سے ہو جاؤ گے جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔

نمبر۲: یا ان میں سے ہو جاؤ گے جنہوں نے اپنے کو نقصان پہنچایا۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا : (پس ان دونوں کو پھسلایا شیطان نے اس درخت کے متعلق)

## لغزش کی وضاحت :

ھا ضمیر شجرہ کی طرف جارہی ہے یعنی اس درخت کے سبب ان دونوں کو شیطان نے لغزش پر آمادہ کیا۔

نمبرا: اور تحقیق اس کی یہ ہے کہ شیطان نے درخت کی وجہ سے ان سے لغزش صادر کروائی۔

نمبر۲ یا: ان دونوں کو جنت سے پھسلا دیا۔ بمعنی نکلوا دیا۔ اور دور کرا دیا۔

قراءت: حمزہ نے فازالھما پڑھا۔ تاویل میں آدم علیہ السلام کی لغزش خطاء تھی۔ خواہ نہی کو تنزیہ پر محمول کرو۔ یا لام کو عہد خارجی کا مانو۔ گویا اللہ تعالیٰ نے جنس آدم کا ارادہ فرمایا۔

مَسْئَلَہ: اس سے یہ ثابت ہوا کہ لغزش کے لفظ کا اطلاق انبیاء علیہم السلام کے لیے درست ہے جیسا کہ مشائخ بخاری نے کہا۔

## زلہ کے لفظ کی تفسیر :

زلہ کا لفظ اسم فعل ہے مخالفت کا قصد کرنے کے بغیر کسی حکم کے خلاف کرنا۔ جیسے زلۃ الماشی فی الطین چلنے والے کا پاؤں کیچڑ میں بلا قصد پڑتا ہے۔

سمرقند کے مشائخ نے فرمایا۔ انبیاء علیہم السلام کے افعال پر زلہ کا اطلاق نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ معصیت کا اطلاق ان پر نہیں ہو سکتا۔

پس اس طرح کہا جائے گا۔ انہوں نے فاضل کو کیا اور افضل کو چھوڑا اس لیے ان پر عتاب کیا گیا۔

فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ : (پس وہ ان کو نکلوا کر رہا۔ اس جنت سے جس میں وہ دونوں تھے) یعنی جن نعمتوں اور تکریموں میں وہ تھے۔ یا اگر عنھا کی ضمیر الشجرۃ کی طرف ہو تو مراد جنت سے نکلوانا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## رابطہ کس طرح؟

**سوال** : شیطان نے ان دونوں سے رابطہ کرلیا حالانکہ اس کو سورۃ الحجر آیت نمبر ۳۴ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ کا حکم مل چکا یہ کس طرح؟

**جواب** : کیونکہ اس کا داخلہ احترام کے طور پر جیسے فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ منع ہو چکا تھا۔ وسوسہ ابتلاء آدم وحوا کے لیے داخلہ ممنوع نہ ہوا تھا۔ روایت کیا گیا۔ کہ اس نے داخل ہونا چاہا۔ تو اس کو داروغہ جنت نے منع کیا۔ وہ سانپ کے منہ میں داخل ہو کر جنت میں داخل ہو گیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ دروازۂ جنت کے پاس کھڑے ہو کر اس نے آواز دی۔

## مخاطب کون؟

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا : (ہم نے کہا تم اترو) الھبوط کا معنی زمین کی طرف اترنا ہے۔ خطاب آدم، حواء اور ابلیس سب کو ہے بعض نے کہا سانپ کو بھی۔ صحیح یہ ہے کہ آدم وحواء کو۔ مراد یہ دونوں اور ان کی اولاد کیونکہ وہ دونوں کل انسان تھے۔ تو گویا وہ ساری جنس انسان تھی۔ اس کی دلیل سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲۳ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا میں ہے۔

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ : (تم ایک دوسرے کے دشمن ہو) اس سے مراد لوگوں میں جو بغض وعداوت ہے اور ایک دوسرے کا گمراہ قرار دینا ہے پورا جملہ اهبطوا کی واؤ سے حال کی جگہ میں ہے۔ تم اترو اس حال میں کہ ایک دوسرے پر تعدی کرنے والے ہو۔

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ : (اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانہ ہے) استقرار اور چھپنے کی جگہ کو مستقر کہتے ہیں۔

وَّمَتَاعٌ : (نفع اٹھانا) زندگی سے نفع اٹھانا۔

اِلٰى حِيْنٍ : (ایک وقت تک) قیامت تک۔ یا موت تک۔ ابراہیم بن ادھم فرماتے ہیں اس ایک لقمے نے ہمیں طویل غم دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۳۷﴾

اس کے بعد آدم نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کر لئے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، بے شک وہ خوب زیادہ توبہ قبول فرمانے والا ہے بڑا مہربان ہے

قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا مِنۡهَا جَمِيۡعًا ‌ۚ فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى فَمَنۡ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا

ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے سو جس نے میری ہدایت کا اتباع کیا

خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ

تو ان پر کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور میری آیتوں کو جھٹلایا، یہ لوگ دوزخ

النَّارِ‌ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۳۹﴾ ع

والے ہیں یہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ : (آدم علیہ السلام نے سیکھ لیے اپنے رب سے چند کلمے) ان کلمات کو قبول کیا حرز جان بنایا۔ اور ان پر عمل کیا۔

**نحو** : ادم منصوب کلمات مرفوع عند المکی، یعنی ان کلمات نے آدم علیہ السلام کا استقبال کیا۔ یعنی اس تک پہنچ گئے۔ اور اس سے مل گئے اور وہ کلمات سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۳ میں مذکور ہیں۔ رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ۔ اس میں ان کی اولاد کو نصیحت کر دی کہ انہوں نے گناہوں سے ہٹنے کا راستہ معلوم کر لیا۔

## محبوب کلام:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب کلام وہ ہے جو ہمارے باپ آدم علیہ السلام نے کہا۔ جب غلطی کا ارتکاب کیا۔

سبحنك اللّٰهم وبحمدك وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وتعالٰی جدك ولا اله الا انت ظلمت نفسی فاغفرلی انه لا یغفر الذنوب الا انت۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یا رب الم تخلقنی بیدك قال بلٰی! قال یا ربّ الم تنفخ فی روحی من روحك۔ الم تسبق رحمتك غضبك؟ الم تسكنی جنتك وهو تعالٰی یقول بلٰی بلٰی، قال فلم اخر جتنی من الجنة قال بشؤم معصیتك۔ قال فلو تبت۔ أراجعنی انت الیها؟ قال نعم

اے میرے رب کیا؟ آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں۔

پھر عرض کیا اے میرے رب کیا آپ نے مجھ میں اپنی طرف سے روح نہیں پھونکی۔ کیا آپ کی رحمت غضب سے سبقت



BestUrduBooks.wordpress.com

کرنے والی نہیں؟ کیا تو نے مجھے اپنی جنت میں نہیں ٹھہرایا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیوں نہیں؟ کیوں نہیں؟ پھر عرض کیا اے میرے اللہ تو نے مجھے جنت سے کیوں نکالا۔ تو فرمایا تیری معصیت کی نحوست سے۔ عرض کیا اگر میں توبہ کرلوں تو مجھے اس کی طرف واپس کردے گا؟ فرمایا ہاں۔

فَتَابَ عَلَيْهِ : (تو اللہ تعالیٰ نے توجہ فرمائی) پس اللہ تعالیٰ نے رحمت وقبولیت سے ان کی طرف رجوع فرمایا۔ آدم علیہ السلام کی توبہ کا فقط ذکر کیا۔

کیونکہ حواء تو ان کے تابع تھیں۔ عموماً قرآن وسنت میں عورتوں کا تذکرہ مردوں کے تذکرہ کے ضمن میں سمو دیا گیا ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ : (وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے)

الرَّحِيْمُ : (نہایت مہربان ہے) اپنے بندوں پر

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا : (ہم نے کہا تم سب کے سب یہاں سے اترو) جمیعًا حال ہے یعنی اکٹھے

نمبرا: اترنے کا حکم دوبارہ تاکید کے لیے لائے۔

نمبر۲: پہلا ہبوط جنت سے آسمان پر تھا اور دوسرا آسمان سے زمین پر

نمبر۳: اس لیے اهبطوا دوبارہ لائے کیونکہ دوسرے اهبطوا کے ساتھ اَمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ ...... ملا ہوا تھا۔

## اتیان کی مراد:

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى : (پس جب بھی آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت)۔ اتیان ہدایت سے مراد رسول جس کو تمہاری طرف بھیجوں گا۔ یا کتاب تمہاری طرف اتاروں گا اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا کو فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ کے مقابلے میں لائے یعنی اتباع ہدایت سے مراد قبول ہدایت اور اس پر ایمان لانا ہے۔

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ : (پس نہ خوف ہوگا ان پر) ان پر مستقبل میں خوف نہ ہوگا۔

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ : (وہ غمگین نہ ہوں گے) اس پر جو انہوں نے پیچھے چھوڑا۔ نحو: دوسری شرط اپنے جواب سمیت اول کا جواب ہے۔ جیسا کہتے ہیں۔ ان جئتني فان قدرت احسنت الیّ۔ اگر تو میرے پاس آئے پس اگر تو ایسا کر سکا تو تو نے مجھ پر احسان کیا۔

قراءت: یعقوب کہتے ہیں تمام قرآن میں خَوْفَ کا لفظ فتح کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ : (اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہ)

نحو: یہ مبتدا ہے اور اَصْحٰبُ النَّارِ (آگ والے) یہ خبر ہے اور اس کے حق دار یہ جملہ موضع رفع میں مبتداء کی خبر ہے میری مراد الذین کفروا ہے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ : (وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے)



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ

اے بنی اسرائیل تم میرے احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کیے اور پورا کرو میرے عہد کو میں پورا کروں گا اپنے عہد کو

وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾

اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

## تفسیر يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ کی:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ : (اے بنی اسرائیل) اسرائیل یعقوب علیہ السلام یہ ان کا لقب ہے ان کی زبان میں اس کا معنی صفوۃ اللہ یا عبد اللہ ہے۔ اسراء کا معنی بندہ یا چنا ہوا۔ ایل۔ عبرانی زبان میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یہ غیر منصرف ہے کیونکہ عجمہ اور علم ہے۔

## انعامات کی مراد:

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ : (تم میری وہ نعمتیں یاد کرو جو میں نے تم پر کیں) ان کو نعمتیں یاد دلائیں تاکہ وہ ان کے شکریہ سے خالی نہ رہیں۔ اور دینے والے کی اطاعت کریں۔ اس سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو ان کے آباؤ اجداد پر کیں۔ جن کو شمار کیا وہ یہ ہیں۔ فرعون اور اس کے عذاب سے نجات دلانا۔ فرعون کا غرق۔ بچھڑا بنانے پر معافی۔ توبہ قبول کرنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کو پالینے کا انعام جن کی بشارت تورات وانجیل میں دی گئی ہے۔

وَاَوْفُوْا : (اور تم میرا عہد پورا کرو) پورا پورا ادا کرو کہا جاتا ہے۔ وفیت له بالعهد، فانا وافٍ به واوفیت له بالعهد فانا موفٍ به اوفیت۔ کو اختیار کیا اور اسی کے مطابق قرآن اترا۔

بِعَهْدِيْٓ : (میرا وعدہ) جو تم نے مجھ پر ایمان لانے کا عہد کیا اور میری اطاعت کا۔ یا تم نے نبی رحمت اور قرآن مجید پر ایمان لانے کا عہد کیا۔

اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ : (میں پورا کرونگا تمہارا وعدہ) جو وعدہ میں نے تمہارے ساتھ کر رکھا ہے۔ کہ تمہاری نیکیوں پر اچھا بدلہ دونگا۔

## فائدہ اضافت:

عہد کی اضافت معاہدہ کرنے والے اور جس سے معاہدہ کیا جائے ہر دو کی طرف ہوتی ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں عہد لئن اقمتم اور لاکفرن سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۲ میں ہے۔

## اہل اشارہ کا قول:

تم میرے مشقت کے گھر میں وعدہ پورا کرو۔ میری خدمت کی قالین پر بیٹھ کر اور میری حرمت کی حفاظت کر کے۔ میں اپنی نعمتوں کے گھر میں اپنے اکرام کے قالین پر تمہیں پورا پورا دونگا۔ اس حالت میں کہ میرے دیدار کا سرور بھی حاصل ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا

اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی، حال یہ ہے کہ یہ کتاب اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو تمہارے پاس ہے اور تم اس کتاب کے انکار کرنے والوں میں پہل کرنے والے مت بنو۔ اور میری

بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾

آیات کے عوض حقیر معاوضہ مت حاصل کرو۔ اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ : (اور خاص مجھ ہی سے ڈرو) تم میرے وعدے کو نہ توڑو۔ جیسے تم کہو۔ زیداً رھبتہ۔ یہ خصوصیت کا فائدہ دینے میں ایاك نعبد سورۃ الفاتحہ سے بڑھ کر ہے

## نحوی تحقیق:

نحو : ایای فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے اس کا مابعد اس پر دلالت کرتا ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ فارھبوا ایای فارھبون۔ اول کو حذف کرلیا کیونکہ دوسرا اس پر دلالت کرتا ہے۔ یہ فارھبون کی وجہ سے منصوب نہیں کیونکہ اس نے تو اپنا مفعول لے لیا ہے اور وہ یاء محذوفہ ہے نون کا مکسور ہونا یہ یاء کی دلیل ہے جس طرح کہ زید کا نصب اس مثال میں زیداً فاضربہ۔ زیداً اضرب جو ظاہر ہے اس کی وجہ سے منصوب نہیں ہے بلکہ محذوف کی بناء پر منصوب ہے۔

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ : (اور تم ایمان لاؤ جو میں نے اتارا) یعنی قرآن

مُصَدِّقًا : (تصدیق کرنے والا) ھا محذوفہ سے حال مؤکدہ ہے گویا عبارت اس طرح ہوئی انزلتہ مصدقاً

لِّمَا مَعَكُمْ : (اس چیز کے لیے جو تمہارے پاس ہے) یعنی تورات جو کہ عبادت اور توحید اور نبوت اور محمد ﷺ کے معاملے میں مصدق ہے۔

## ایک تعریض:

وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ : (اور مت بنو اس کے پہلے منکر) یعنی پہلے انکاری اس کے یا پہلا گروہ اس کا انکار کرنے والا یا پہلی جماعت اس کا انکار کرنے والی یا تم میں سے ہر ایک اس کا پہلا منکر نہ بنے۔ اس میں ان پر تعریض کی گئی کہ ان پر تو لازم تھا کہ وہ اس پر تو پہلے ایمان لانے والے بنتے کیونکہ وہ آپ کو آپ کی صفات کے ساتھ پہچاننے والے تھے۔ بہ میں ضمیر قرآن کی طرف لوٹتی ہے۔

وَلَا تَشْتَرُوْا : (اور نہ بدلے میں لو)

بِاٰيٰتِيْ : (میری آیات کے) یعنی میری آیات میں تبدیلی و تحریف کرکے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اور مت ملاؤ حق کو باطل کے ساتھ اور مت چھپاؤ حق کو حالانکہ تم جانتے ہو اور نماز قائم کرو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾

اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ

## ثمن قلیل کی مراد:

ثَمَنًا قَلِيْلًا : (تھوڑی قیمت)

نمبر۱: حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ وہ اپنے سامان سمیت پوری دنیا ہے۔ نمبر۲: یہ بھی کہا گیا وہ سرداری مراد ہے جو انہیں اپنی قوم میں حاصل تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے جس کے چلے جانے کا ان کو خطرہ ہوا۔

وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ : (مجھ ہی سے ڈرو)

قراءت: تمام قراء کے ہاں پس خافونی، فارھبونی، فاتقونی ہر دو حالتوں میں یاء کے ساتھ ہیں قاری یعقوب رحمہ اللہ کے نزدیک یہی حکم ہر یاء کا ہے۔ جو لکھنے میں حذف ہو۔

## کتمان و لبس کا معنی:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ : (اور نہ لاحق کرو حق کو باطل کے ساتھ) لبس الحق بالباطل کا مطلب ان کا آپس میں ملانا ہے۔

نمبر۱: اگر باء صلہ کی مانیں تو اس قول کی طرح ہے لبست الشیء بالشیء۔ میں نے دونوں چیزوں کو ملایا۔ اب مطلب یہ ہوا کہ تورات میں وہ چیزیں مت لکھو۔ جو اس میں نہیں اسی طرح اتارا ہوا حق اس باطل سے مل جل جائے گا۔ جو تم نے لکھا ہے یہاں تک کہ اس کے حق و باطل میں تمہارے لیے تمیز نہ رہے گی۔

نمبر۲: اگر یہ باء استعانت ہو تو اس قول کی طرح ہوگا۔ کتبت بالقلم۔ اب معنی یہ بنے گا و لا تجعلوا الحق ملتبسا مشتبہا بباطلکم الذی تکتبونہ۔ حق کو ملتبس اور مشتبہ مت کرو اپنے اس باطل کی مدد سے جو تم لکھتے ہو۔

## نحوی تحقیق:

نحو : وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ (اور نہ چھپاؤ حق کو) یہ مجزوم ہے حکم نہی کے تحت داخل ہے و لا تکتموا۔ یا اَن کو مضمر مان کر منصوب ہے۔ واؤ جمع کا معنی دے رہی ہے یعنی حق کو باطل کے التباس اور کتمان حق کو جمع نہ کرو۔ جیسے کہتے ہو۔ لا تاکل السمک و تشرب اللبن مچھلی کھانے کو دودھ پینے کے ساتھ جمع نہ کرو۔ یہ دونوں الگ معاملے ہیں لبس باطل یہ ہے کہ تورات میں وہ چیز لکھ دی جو اس میں نہ تھی اور حق کا کتمان یہ تھا۔ کہ وہ کہتے ہم تورات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں پاتے۔ یا تورات میں یہ حکم نہیں پاتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾

کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو، اور اپنی جانوں کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تم سمجھ نہیں رکھتے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ

اور مدد چاہو صبر اور نماز کے ساتھ، اور بلاشبہ نماز ضرور دشوار ہے مگر خشوع والوں پر جو

يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ ع

یقین رکھتے ہیں کہ بیشک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں اور یہ کہ وہ اس کی طرف لوٹنے والے ہیں

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ : (حالانکہ تم جانتے ہو) یہ جاننے کی حالت میں کہ تم التباس کرنے والے، چھپانے والے ہو اور یہ ان کے لیے قبیح ترین چیز تھی۔ کیونکہ قبیح سے ناواقفی بسا اوقات مرتکب قبیح کے لیے عذر بن جاتی ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ : (اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو) یعنی مسلمانوں والی نماز و زکوٰۃ

## رکوع کی مراد:

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ : (اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ) جو ان میں سے رکوع کرنے والے ہیں کیونکہ یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا۔ (مگر اس کے لیے ثبوت درکار ہے جبکہ حضرت مریم کو فرمایا یا مریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الرٰکعین فرمایا گیا ہے فافہم) یعنی تم اسلام لا کر اہل اسلام کے اعمال کرو۔ اور یہ بھی درست ہے۔ کہ رکوع سے خود نماز مراد ہو جیسا کہ نماز کو سجود سے تعبیر کیا جاتا ہے اور نمازیوں کے ساتھ نماز کا حکم جماعت کے لیے ہے یعنی نمازیوں کے ساتھ نماز ادا کرو۔ الگ الگ نہیں۔

## بر کا مفہوم:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ : (کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو) ہمزہ تقریر یہاں توبیخ کے لیے ہے اور ان کی حالت پر اظہار تعجب مقصود ہے۔

بالبر : بھلائی و نیکی پھیلانے کا اور اسی سے البرّ بمعنی جنگل ہے جو اس کی وسعت کی وجہ سے کہا جاتا ہے البرّ ہر خیر کو شامل ہے اور اسی سے انکا قول صدقت و بررت ہے۔ احبار یہود اپنے اقارب کو خفیہ نصیحت کرتے تو اتباع محمد ﷺ کی نصیحت کرتے مگر خود اتباع نہ کرتے تھے۔

یہ بھی کہا گیا کہ وہ صدقہ کا حکم دیتے مگر صدقہ نہ کرتے۔ جب ان کو صدقات تقسیم کے لیے دیئے جاتے وہ ان میں خیانت کرتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ : (اورتم اپنے آپ کو بھلاتے ہو) تم اپنے نفوس سے نیکی چھوڑتے ہو جیسے کوئی بھولی بسری چیزیں ہوتی ہیں۔

## وعید یا تبکیت:

وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ : (حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو) نمبرا: یہ ان کو بطور تبکیت کہا کہ تم تورات پڑھتے ہو حالانکہ اس میں محمد ﷺ کی تعریف موجود ہے۔

نمبر۲ یا: اس میں خیانت پر وعید موجود ہے۔ اور ترک برّ اور قول وعمل کے تضاد پر وعید پائی جاتی ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ : (کیا تم سمجھتے نہیں ہو) کیا تم اس کی قباحت نہیں سمجھتے جس کا تم اقدام کرتے ہو۔ تاکہ اس کی قباحت کی اپنے ہاتھوں تصدیق کرو۔ یہ بہت بڑی توبیخ ہے

وَاسْتَعِيْنُوْا : (اورتم مدد لو) تم مدد طلب کرو اپنی ضروریات میں اللہ تعالیٰ سے۔

## صبر واستعانت:

بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ : (صبر و نماز کے ساتھ) ان دونوں کو جمع کر کے اور نماز کی تکالیف پر صبر کرتے ہوئے تم نماز پڑھو۔ اس طرح کہ اس کی مشقتیں برداشت کرنے والے ہو۔ اور جو چیزیں اس میں ضروری ہیں۔ جیسے اخلاص قلب۔ دفع وساوس شیطانیہ و ھواجس نفسانیہ اور مراعاۃ آداب۔ خشوع اور اس بات کا استحضار کہ تم جبار السموٰت والارض کے سامنے کھڑے ہو۔

یا مصائب وآفات میں صبر کر کے مدد طلب کرو۔ اور ان مصائب کے وقوع کے وقت نماز کی طرف جھکو۔ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی گھبراہٹ والا معاملہ پیش آتا۔ تو نماز کی طرف جلدی کرتے۔ (رواہ الطبری فی تفسیرہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قُثَم رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر دوران سفر ملی تو انہوں نے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ واستعینوا بالصبر والصلوۃ۔ یہ بھی کہا گیا۔ کہ الصبر روزے کو کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ روزہ مفطرات سے اپنے آپ کو روک رکھنے کا نام ہے اور اسی طرح رمضان المبارک کو شہر الصبر فرمایا گیا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ الصلوۃ سے دعا مراد ہے یعنی مصائب پر صبر اور دعا کی التجا سے اور اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر اس کے دور کرنے میں مدد حاصل کرو۔

## مرجع ضمیر:

وَاِنَّهَا : (اور بے شک وہ) نحو نمبرا: ضمیر نماز کی طرف لوٹ رہی ہے۔

نمبر۲: استعانت کی طرف لوٹ رہی ہے۔

لَكَبِيْرَةٌ : (البتہ بھاری ہے) شاق اور بھاری ہے جیسا کہ کہتے ہیں کبر علیّ ھذا الامر۔ یہ معاملہ مجھ پر گراں گذرا



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ

اے بنی اسرائیل تم میرے احسانوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کئے۔ اور اس بات کو کہ میں نے تم کو فضیلت دی

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا

جہانوں پر، اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی بھی شخص کسی کی طرف سے بھی کچھ ادائیگی نہیں کریگا

وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ

اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی، اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا، اور نہ ان لوگوں کی

يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

مدد کی جائے گی۔

اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ: (مگر خاشعین پر) کیونکہ وہ توقع رکھتے ہیں اس اجر کی جو صابرین کے لیے ان کی تھکاوٹوں پر ملے گا۔ پس جنت ان پر آسان ہو جائے گی۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر نگاہ نہیں ڈالتے؟

اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ: (وہ لوگ جو یقین رکھتے ہیں اپنے رب کی ملاقات کا) اپنے ثواب کو پانے کی توقع رکھتے ہیں۔ اور اس چیز کے پانے کی جو اللہ کے ہاں ہوگی۔

یظنون کی تفسیر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کی وجہ سے یعلمون ہے یعنی وہ جانتے ہیں جزاء کا ملنا یقینی ہے پس ان کے مطابق وہ عمل کرتے ہیں۔ باقی جن کو جزاء کا یقین نہیں۔ اور جزاء پر یقین نہیں رکھتے اور نہ ثواب کے امیدوار ہیں۔ ان پر یہ خالص مشقت ہے۔

الخشوع اخبات۔ التطامن۔ فروتنی وعاجزی۔ الخضوع نرمی۔ انقیاد۔ اطاعت

## اللقاء کی تفسیر:

رؤیت ودیدار یعنی وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ کہ ان کو اس کا بلاکیف دیدار ہوگا۔

وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ: (اور بے شک وہ اس کی طرف لوٹنے والے ہیں) ان کے معاملات کا آخرت میں اس کے سواء اور کوئی بھی مختار نہ ہوگا۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ: (اے بنی اسرائیل تم یاد کرو میری وہ نعمتیں جو میں نے تم پر کیں) دوبارہ تاکید کے لیے لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ : (اور میں نے تمہیں فضیلت دی لوگوں کے جم غفیر پر) یعنی نعمتوں اور فضیلت عنایت کرنے کو یاد کرو۔ عالم یعنی لوگوں کے جم غفیر پر۔ کہا جاتا ہے۔

رایت عالما من الناس۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا۔ مراد کثرت ہے۔

وَاتَّقُوْا یَوْمًا : (اور تم اس دن سے ڈرو) قیامت کے دن سے ڈرو۔

**نحو** : یومًا مفعول بہ ہے ظرف نہیں۔

لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ : (نہ کام آئے گا کوئی نفس) مؤمن نفس۔

عَنْ نَّفْسٍ : (کسی نفس کے) کافر نفس کے لیے۔

شَیْئًا : (کچھ بھی) یعنی کچھ بھی ادائیگی نہیں کرے گا۔ ان حقوق کی جو اس پر لازم ہیں۔

**نحو** : شیئاً مفعول بہ ہے یعنی تھوڑا سا بدلہ اور جملہ محلاً منصوب ہے۔ اور یومًا کی صفت ہے۔ اور ضمیر اس میں، موصوف محذوف کی طرف جا رہی ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ لاتجزی فیہ۔ اس میں کام نہیں آئے گا۔

وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ : (اور اس سے کوئی شفاعت قبول نہ کی جائے گی)

مکی و بصری قراءت میں تاء کے ساتھ ہے۔ اور ضمیر منھا میں نفس مؤمنہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ① مطلب یہ ہوا کہ کسی نفس مؤمنہ کی کوئی شفاعت نفس کافرہ کے لیے مقبول نہ ہوگی۔ ② کہا گیا ہے کہ یہود کو یہ زعم تھا کہ ان کے آباء انبیاء علیہم السلام تھے وہ شفاعت کریں گے۔ تو ان کو مایوس کر دیا گیا۔ وہ اس ارشاد الٰہی کی طرح ہے جو سورۃ المدثر آیت نمبر ۴۸ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ ہے۔

## معتزلہ کا جواب:

**قول معتزلہ**: معتزلہ نے اس آیت سے گناہ گاروں کے لیے شفاعت کی نفی ثابت کی۔

**جواب**: ان کا قول مردود ہے کیونکہ نفی شفاعت کفار کی کی گئی۔

حضور علیہ السلام نے خود فرمایا۔ شفاعتی لا ھل الکبائر من امتی من کذب بھا لم ینلھا (احمد، ابو داؤد، ترمذی)

دوسرا جملہ صرف احمد نے نقل کیا۔

وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ : (نہ لیا جائے گا اس سے بدلہ) عدل، فدیہ، کیونکہ یہ فدیہ دینے والے کا معادل ہے۔

## جمع کی حکمت:

وَّلَاهُمْ یُنْصَرُوْنَ : (اور نہ ان کی مدد کی جائے گی) ان کی معاونت نہ کی جائے گی۔ ینصرون کو جمع لایا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ نفس جو نکرہ آیا ہے اس سے مراد نفوس کثیرہ ہیں۔ (عباد، اناسی) معنیٰ کا لحاظ کر کے مذکر لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

اور جب ہم نے تم کو آل فرعون سے نجات دی وہ تم کو سخت ترین تکلیفیں پہنچاتے تھے

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِىْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ

تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾

طرف سے بڑا امتحان تھا۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ : (جب ہم نے تم کو آل فرعون سے نجات دی) آل کا اصل اہل ہے اس لیے کہ تصغیر اھیل آتی ہے ھا کو الف سے بدل دیا۔ اس کا استعمال بڑے لوگوں کے لیے آتا ہے مثلاً بادشاہ اور ان کے ہم مثل۔ اور آل حجام نہیں کہتے۔

فرعون۔ عمالقہ کے ہر بادشاہ کا لقب تھا۔ جیسا قیصر، رومی بادشاہوں کا۔ کسریٰ، فارس کے بادشاہوں کا۔

## سوم کا مفہوم :

يَسُوْمُوْنَكُمْ : (وہ تمہیں تکالیف دیتے) یسومونکم یہ آل سے حال ہے۔ تمہیں تکالیف دیتے یہ سامہ خسفا سے ہے جبکہ ظلم سے اس کا والی بنے۔ اور اس کا اصل سام السلعة سے ہے۔ جب اس کو طلب کرے۔ گویا یہ یبغونکم کے معنی ہیں یعنی تمہارے لیے طلب کرتے۔

## سوء عذاب کی مراد :

سُوْٓءَ الْعَذَابِ : (سخت عذاب) وہ برے عذاب کا تمہارے خلاف ارادہ رکھتے۔

مساومة البیع : زائد کرنا یا بڑھانا یا ایک دوسرے سے مطالبہ کرنا۔

نَحو : سوء مفعول ثانی ہے برا عذاب تاکہ تمہیں سزا دیں۔ یہ سیّئ کا مصدر ہے کہا جاتا ہے۔ اعوذ باللّٰہ من سوء الخلق وسوء الفعل۔ میں برے اخلاق اور برے فعل سے پناہ چاہتا ہوں۔ مراد اخلاق و فعل کی برائی ہے۔ اور معنی سوء العذاب۔ سخت رسوا کن عذاب ہے۔ کیونکہ عذاب تو سب ہی برے ہیں۔

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ : (وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے) یہ یسومونکم کا بیان ہے۔ اسی لیے حرف عطف نہیں لائے۔

وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ : (وہ تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑتے تھے) تمہاری بیٹیوں کو خدمت کے لیے زندہ چھوڑتے۔ انہوں نے یہ اس لیے کیا کیونکہ کاہنوں نے فرعون کو ڈرایا۔ کہ ایک بچہ پیدا ہوگا۔ جس کے سبب تیرا ملک چلا جائیگا جیسا کہ نمرود کو انہوں نے ڈرایا۔ مگر ان کی تحفظ کی کوشش ناکام رہی۔ اور وہ ہو کر رہا۔ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ

اور جب ہم نے تمہاری وجہ سے سمندر کو پھاڑ دیا پھر ہم نے تم کو نجات دے دی، اور آل فرعون کو ہم نے غرق کر دیا اس حال میں کہ

# تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

تم دیکھ رہے تھے۔

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ : (اور اس میں آزمائش تھی) مشقت۔ جبکہ مشار الیہ فرعون کی حرکت ہو۔ اور مشار الیہ انجاء ہو۔ تو بلاء کا معنی نعمت ہے۔

مِّنْ رَّبِّكُمْ : (تمہارے رب کی طرف سے) یہ بلاء کی صفت اول ہے۔

عَظِيْمٌ ! : (بڑی) یہ صفت دوم ہے۔

وَاِذْ فَرَقْنَا : (جب ہم نے پھاڑ دیا تمہارے لئے سمندر کو) بعض کو بعض سے جدا کر دیا۔ یہاں تک کہ راستے بن گئے

فَرَقْنَا : یہ شد کے ساتھ پڑھا گیا۔ ہم نے جدا کیا کہا جاتا ہے اس نے دو چیزوں میں جدائی کر دی اور چیزوں میں تفریق کر دی۔ کیونکہ راستے بارہ تھے۔ جتنی قبائل بنی اسرائیل کی تعداد تھی۔

بِكُمُ الْبَحْرَ : (تم پر سمندر کو) وہ ان پر چل رہے تھے۔ اور تمہارے چلتے ہوئے پانی الگ الگ تھا۔ گویا ان کے ساتھ پھاڑا یا ہم نے تمہارے سبب سے پھاڑا۔ یا ہم نے پھاڑا اس حال میں کہ وہ تمہارے ساتھ متلبس تھا۔ اس صورت میں یہ حال بنے گا۔

روایت میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا۔ ہمارے ساتھی کہاں ہیں؟ ہم جب تک ان کو دیکھ نہ لیں۔ راضی نہ ہونگے اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ کہ اپنی لاٹھی کو اسی طرح کہو۔ آپ نے دیواروں پر مار کر یہ کہا۔ پس اس میں روشن دان بن گئے۔ پس وہ ایک دوسرے کو دیکھتے اور ایک دوسرے کی باتیں سنتے جا رہے تھے۔

فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ : (پس ہم نے تمہیں نجات دی اور ڈبو دیا آل فرعون کو اس حال میں کہ تم دیکھ رہے تھے) اور مشاہدہ کر رہے تھے۔ اور اس میں شک نہیں کرتے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ

اور جب وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا پھر تم لوگوں نے ان کے بعد بچھڑے کو معبود

بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۵۱ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

بنا لیا اور تم ظلم کرنیوالے تھے، پھر ہم نے اس کے بعد تم سے درگزر کر دیا

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۵۲ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۵۳

تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فیصلہ کرنے والی چیز دے دی تاکہ تم ہدایت پاؤ

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى : (جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا) کیونکہ وہ وعدہ وحی سے تھا۔ اور وہ طور پر آنے کا تھا۔

وٰعَدْنَا : جہاں تک میری تحقیق ہے۔ بنی اسرائیل مصر میں ہلاکت فرعون کے بعد داخل نہ ہوئے اور اس وقت ان کے پاس کوئی کتاب نہ تھی۔ جس کی طرف رجوع کریں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا۔ وہ ان پر تورات اتاریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر کیا۔ ذوالقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے اور فرمایا۔ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً : کیونکہ مہینہ کی ابتداء راتوں سے ہوتی ہے۔ اور چالیس راتیں۔

**نحو** : اَرْبَعِيْنَ یہ وعدنا کا مفعول ثانی ہے ظرف نہیں ہے۔ اس لیے اس کا معنی چالیس راتوں میں نہیں ہے (فی اربعین لیلۃ)

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ : (پھر بنالیا تم نے بچھڑے کو) اتخذتم کا مفعول ثانی حذف کر دیا۔ اس کے باب میں مکی اور حفص کے نزدیک اظہار ہے۔

مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ (موسیٰ علیہ السلام کے بعد) طور پر جانے کے بعد

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ : (اور تم ظالم تھے) اور تم ظالم تھے اس لیے کہ تم نے عبادت کا مستحق اسکے سواء دوسرے کو قرار دیا۔

**نحو** : یہ جملہ حال ہے یعنی تم نے اس کی عبادت کی اس حال میں کہ تم ظلم کرنے والے تھے۔

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ : (پھر ہم نے تم کو معاف کر دیا) ہم نے تمہارے گناہ تم سے مٹا دیئے۔

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ : (اس کے بعد) یعنی تمہارے بچھڑا بنانے کے بعد

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ : (تاکہ تم نعمت کا شکریہ ادا کرو) یعنی معاف کرنے کی نعمت کا شکریہ ادا کرو۔

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ : (اور جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور معجزات دیئے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم بے شک تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا

فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ

لہٰذا تم اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ سو اپنی جانوں کو قتل کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے، تمہارے پیدا کرنیوالے کے نزدیک

فَتَابَ عَلَیْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿٥٤﴾

پھر اس نے تمہاری توبہ قبول فرمائی بے شک وہ بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا ہے، اور نہایت رحم کرنیوالا ہے

## فرقان کا معنی :

نمبر ١: یعنی وہ کتاب منزل اور فرقان ہونے میں جامع تھی۔ وہی تورات حق و باطل میں فرق کرنے والی تھی۔ اس کی نظیر یہ جملہ ہے رأیت الغیث واللیث یعنی میں نے ایسے آدمی کو دیکھا جو سخاوت و جرأت کا جامع تھا۔

نمبر ٢: تورات اور دلیل مراد ہے جو کفر و ایمان میں فرق کرنے والی تھی عصا۔ ید بیضاو دیگر آیات۔

نمبر ٣: شریعت جو حلال و حرام میں فرق کرنے والی تھی۔ یہ بھی کہا گیا کہ الفرقان سمندر پھٹنے کو یا وہ مدد جس نے ان کے اور ان کے دشمنوں میں جدائی کر دی۔

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ : (تاکہ تم ہدایت پاؤ) یہاں لَعَلَّ کَیْ کے معنی میں ہے۔

## قوم سے مراد:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ : (جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا) قوم سے مراد یہاں وہ لوگ ہیں جنہوں نے بچھڑے کی عبادت کی۔

یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ : (اے میری قوم بے شک تم نے اپنے آپ پر ظلم کیا)

بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ : (بسبب تمہارے بنالینے بچھڑے کو) معبود۔

فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِكُمْ : (پس تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو)

الباری : وہ ذات جس نے مخلوق کو فرق سے بری بنایا۔ جو ان کو بچھڑے کی عبادت کی طرف لے جاتے جو غباوت و بلادت میں ضرب المثل ہے۔

(فیه لغباوة العابدین للعجل)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ

اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز تمہاری تصدیق نہ کریں گے، جب تک کہ ہم اللہ کو علانیہ طور پر نہ دیکھ لیں، سو پکڑ لیا تم کو کڑک نے

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝۵۵ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۵۶

اور حال یہ تھا کہ تم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، پھر ہم نے تم کو زندہ اٹھا دیا تمہاری موت کے بعد، تاکہ تم شکر ادا کرو

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ

اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا، اور ہم نے تمہارے اوپر من اور سلویٰ نازل کیا، جو کچھ ہم نے تم کو دیا اس میں سے پاکیزہ

مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۵۷

چیزیں کھاؤ، اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا اپنی ہی جانوں کا نقصان کیا کرتے تھے

## قتل کا مفہوم:

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ : (تم اپنے نفسوں کو قتل کرو)

نمبر۱: کہا گیا کہ یہ ظاہر پر ہے اور وہ غصہ اور غم سے قتل کرنا ہے۔

نمبر۲: یہ بھی کہا گیا۔ جنہوں نے بچھڑے کی عبادت نہ کی تھی۔ ان کو حکم دیا۔ کہ بچھڑے کی عبادت کرنے والوں کو قتل کریں۔ پس ستر ہزار قتل ہوئے۔

ذٰلِكُمْ : (یہ) یعنی توبہ اور قتل

خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ : (تمہارے رب کے ہاں بہت بہتر ہے) گناہ پر اصرار کرنے سے

فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ : (پس اس نے تم پر توجہ کی پس بے شک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا) وہ قبول توبہ سے فضل فرمانے والا ہے خواہ یہ کثرت سے بار بار ہی ہو۔

الرَّحِيْمُ : (وہ نہایت مہربان ہے) گناہ معاف کرتا ہے خواہ کتنا بڑا ہو۔

## تین فاء:

پہلا فاء سبب کے لیے ہے کیونکہ ظلم توبہ کا سبب ہے۔

اور دوسرا فاء تعقیب کے لیے ہے۔ اس لیے معنی یہ ہوگا۔ توبہ کا عزم کرو۔ پس اپنے نفسوں کو قتل کرو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قتل النفس مقرر فرمائی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اور تیسرا فاء شرط محذوف سے متعلق ہے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ فان فعلتم اگر تم نے ایسا کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً : (جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تم پر یقین نہ کریں گے یہاں تک کہ ہم اللہ تعالیٰ دیکھ لیں سامنے)

جھرۃ : آنکھوں سے دیکھیں۔ نمبرا نَحْو : یہ مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے جیسا قرفصا کا لفظ جلوس کے فعل سے ای جلس قرفصا۔

نمبر۲: یا نَرٰی سے حال ہے یعنی ذوی جھرۃ۔ ایسا دیکھنا جو کہ ظہور والا ہو۔

فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ : (پس تمہیں کڑک نے پکڑ لیا) نمبرا: یعنی موت

نمبر۲: یہ کہا گیا کہ آگ آسمان کی طرف سے آئی اس نے ان کو جلایا۔ روایت کیا گیا کہ جبل طور کی طرف جاتے ہوئے جن ستر ۷۰ افراد نے یہ مطالبہ کیا اور ان کو کہنے لگے ہم نے ان کی طرح بچھڑے کی عبادت نہیں کی پس آپ اللہ کی ذات ہمیں آنکھوں سے دکھلائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے خود یہ سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے ہم ہرگز تم پر اعتماد نہ کریں گے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو ظاہر نہ دیکھ لیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر صاعقہ بھیج دیا۔ جس نے ان کو جلا دیا۔

## دلیل معتزلہ:

معتزلہ نے اس آیت سے نفی رویت باری تعالیٰ ثابت کرنے کی کوشش کی دلیل یہ دی کہ اگر یہ جائز ہوتی تو جائز الثبوت پر ان کو سزا نہ دی جاتی؟

## وجوہ سزا:

جواب نمبرا: ان کو سزا تو انکار کے سبب ملی۔ اس لیے کہ ان کا قول انك رأیت اللّٰه فلن نؤمن لك حتّٰی نری اللّٰه جھرۃ۔ ان کی طرف سے کفر و انکار تھا۔

نمبر۲: اس لیے بھی کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے ظہور معجزات کے بعد ایمان سے لوٹ رہے تھے۔ جب تک وہ اپنے رب کو سامنے نہ دیکھ لیں۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان ظہور معجزات کے بعد لازم ہے ان سے نئی نشانیاں طلب کرنا جائز نہیں۔

نمبر۳: اور اس لیے بھی کہ انہوں نے رشد و ہدایت طلب کرنے کے لیے سوال نہ کیا تھا۔ بلکہ محض تعنت و عناد کی خاطر سوال کیا تھا۔ (جس پر سزا ملنی ضروری تھی)

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ : (اور تم اس صاعقہ کو دیکھ رہے تھے) جب وہ اتری۔

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ : (پھر ہم نے تمہیں اٹھایا) ہم نے تمہیں زندہ کیا۔ اس کا اصل اثار یثیر اثارۃً سے ہے (اٹھانا)

مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ : (تمہاری موت کے بعد تاکہ تم احسان مانو) موت کے بعد اٹھائے جانے کے انعام کا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا

اور جب ہم نے کہا داخل ہو جاؤ اس بستی میں سو کھاؤ اس میں سے جہاں سے چاہو خوب اچھی طرح، اور داخل ہو جاؤ

الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾

دروازہ میں جھکے ہوئے، اور یوں کہو کہ ہم گناہوں کی بخشش کا سوال کرتے ہیں، ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔ اور نیکو کاروں کو اور زیادہ دیں گے

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

سو بدل دیا ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا بات کو اس بات کے علاوہ جو ان سے کہی گئی تھی سو ہم نے نازل کر دیا ان لوگوں پر آسمان سے عذاب

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٥٩﴾ ع

جنہوں نے ظلم کیا، اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

**وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ** : (ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کر دیا) ہم نے بادلوں کو تمہیں سایہ کرنے والا بنادیا یہ میدان تیہ کا واقعہ ہے بادل کو ان کے کام میں لگا دیا۔ کہ ان کے چلنے پر ساتھ چلیں۔ اور دھوپ سے ان پر سایہ کریں۔ اور رات کو روشنی کے ستون اترتے جن کی روشنی میں چلتے۔ ان کے کپڑے میلے نہ ہوتے۔ اور نہ پرانے ہوتے۔

**وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى** : (اور اتارا تم پر من وسلوٰی) ترنجبین وہ طلوع شمس کے وقت برف کی طرح ان پر اترتا۔ ہر انسان کے لیے ایک جیسا ہوتا۔

السلوٰی : جنوبی ہوا سے اللہ تعالیٰ ان پر سلوئی پرندے بھیجتا۔ وہ بٹیر ہے' پھر آدمی اپنی ضرورت کے مطابق ذبح کر لیتا۔ اور ہم نے کہا۔

**كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ** : (تم پاکیزہ چیزیں کھاؤ)۔ تم لذیذ یا حلال چیزیں کھاؤ۔

**مَا رَزَقْنٰكُمْ** : (جو ہم نے تمہیں دیں)

**وَمَا ظَلَمُوْنَا** : (انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا)۔ پس ظلم کیا اس طرح کہ ان نعمتوں کی ناشکری کی۔

**وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ** : (لیکن وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے)

**نَحْو** : اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ کا مفعول ہے اور وہ کان کی خبر ہے۔

## تفسیر آیت : ۵۸ :

**وَاِذْ قُلْنَا** : (اور جب ہم نے کہا) ہم نے میدان تیہ سے نکلنے کے بعد کہا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اُدْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ۔ (تم اس بستی میں داخل ہو جاؤ) یعنی تم بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ۔ یا اریحا میں۔

القریہ۔ اس بات پر اتفاق ہے یہ قریت سے ہے اس لیے کہ بستی لوگوں کو جمع کرتی ہے تیہ کے بعد ان کو داخلے کا حکم ملا۔

فَكُلُوْا مِنْهَا : (تم اس میں سے کھاؤ) تم بستی کے غلہ جات اور پھل کھاؤ۔

حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا۔ : (جہاں سے چاہو بافراغت)

وَّادْخُلُوا الْبَابَ : (اور دروازے میں داخل ہو) باب القریہ: الباب سے مراد بستی کا دروازہ یا باب قبہ مراد ہے جس کی طرف وہ نماز پڑھتے تھے۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بیت المقدس میں داخل نہیں ہوئے۔ البتہ باب قریہ میں ان کی زندگی میں داخل ہوئے۔

سُجَّدًا : (سر جھکائے) یہ حال ہے اور ساجد کی جمع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کا حکم شکریہ کے طور پر دروازے تک پہنچنے کے وقت ہو یعنی اس کی بارگاہ میں تواضع کرتے ہوئے۔

## تفسیر حِطَّةٌ:

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ : (تم حطة کہو) نحو : حطة یہ فعلة کا وزن ہے الحط سے جیسا جلسة۔

نمبر ۱: یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی مسئالتنا حطة یا امرك حطة۔ ہمارا سوال گناہ مٹانے کا ہے یا

نمبر ۲: آپ کا حکم بخشش کرنا ہے۔

اصل نصب ہے اور اس کو اس طرح بھی پڑھا گیا۔ حط عنا ذنوبنا حطة۔ ہمارے گناہ ہم سے مٹا دے مٹانا یہ مرفوع اس لیے لائے تا کہ اثبات کا معنی دے۔ یہ بھی کہا گیا۔ اس کا معنی امرنا حطة ہے یعنی یہ کہ ہم اس بستی میں اتریں اور اس میں قرار اختیار کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حطة بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔ عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ لا الہ الا اللہ ہے۔

نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ : (ہم تمہاری غلطیاں بخش دیں گے) خطایا کم جمع خطیئة وہ گناہ کو کہتے ہیں۔ (مدنی نے یُغْفَرْ) اور شامی نے (تُغْفَرْ) پڑھا۔

## اضافہ کا مطلب:

وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ : (عنقریب زیادہ دیں گے مخلصوں کو) یعنی جو تم میں سے مخلص ہو تو یہ کلمہ اس کے ثواب میں اضافہ کا سبب بنے گا۔ اور جو گناہ گار ہوگا اس کے لیے تو یہ بخشش کا ذریعہ ہوگا۔

## بدلنے کی تشریح:

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ : (پس بدل دیا ظالموں نے بات کو اور بات سے جو ان کو کہی گئی تھی) اس میں حذف ہے اور تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِالَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ پس بدل دیا ظالموں نے اس کہی ہوئی بات کو اور بات سے جو کہی گئی تھی ان کو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ

اور جب موسیٰ سے ان کی قوم نے پانی طلب کیا تو ہم نے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو سو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ

عَیْنًا ۚ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۚ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي

نکلے۔ ہر جماعت نے اپنے پینے کی جگہ جان لی، کھاؤ اور پیو، اللہ کے رزق سے اور مت خرابی کرو

الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾

زمین میں فساد کرتے ہوئے۔

پس بدّل یہ ایک مفعول کی طرف متعدی بنفسہٖ ہے اور دوسرے مفعول کی طرف باء سے متعدی ہوگا جو باء کے ساتھ ہے وہ متروک ہے۔ اور جو باء کے بغیر ہے وہ موجود ہے یعنی حطة کی جگہ اور بات کو رکھا یعنی ان کو حکم تو اس بات کا تھا جس سے توبہ واستغفار ہو۔ مگر انہوں نے اس کی مخالفت ایسی بات سے کی جس کا معنی وہ نہ تھا جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ حطة کی بجائے حنطة کہا۔

اور یہ بھی کہا گیا۔ کہ انہوں نے قبطی زبان میں کہا۔ حطا سمقا ثا یعنی سرخ گندم۔ انہوں نے اس ارشاد الٰہی کا مذاق اڑایا۔ جو ان سے کہا گیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہے اس سے منہ موڑ کر اپنا پسندیدہ سامان دنیا طلب کیا

فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا : (پس ہم نے ظالموں پر عذاب اتارا)۔ رجز یعنی عذاب۔ الذین ظلموا کا کلمہ دوبارہ لا کر ان کے معاملے کی شدید قباحت کا اظہار مقصود ہے۔ اور اسی بات کا اعلان ہے کہ ان پر عذاب ان کے ظلم وزیادتی کی وجہ سے اترا۔

مِّنَ السَّمَآءِ : (آسمان سے) یہ رجز کی صفت ہے (رجز نازل من السماء)

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ : (بسبب اس کے کہ وہ فسق کرتے تھے) یعنی ان کے فسق کے سبب' روایت میں ہے۔ کہ ایک گھڑی میں ۲۴ ہزار آدمی طاعون کا شکار ہو گئے۔ بعض نے ستر ہزار کہا ہے۔

## تفسیر آیت: ۶۰

وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ : (جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا) واذ موضع نصب میں ہے گویا اصل اس طرح ہے واذکروا اذ استسقٰی یعنی انہوں نے استدعا کی کہ ان کی قوم کو سیراب کیا جائے۔

### پتھر سے مراد کونسا:

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ : (پس ہم نے کہا تم اپنا عصا پتھر پر مارو) ان کو تیہ میں پیاس لگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے پانی کی درخواست کی۔ جس پر انہیں حکم ملا کہ پتھر پر اپنی لاٹھی ماریں۔ اس میں لام عہد کا ہے اس سے مقررہ پتھر مراد ہے۔ روایت



BestUrduBooks.wordpress.com

میں آیا یہ طور کا پتھر تھا۔جس کو اپنے ساتھ لائے تھے۔اور مربع پتھر تھا۔جس کی چار طرفیں تھیں۔ ہر طرف سے تین چشمے چلتے تھے ہر قبیلے کیلئے ایک چشمہ تھا۔ان کی تعداد چھ لاکھ تھی۔اور لشکر گاہ کی وسعت بارہ میل تھی یا الف لام جنس کا ہے یعنی اس شئی کو مارو جس کو پتھر کہتے ہیں۔یہ دلیل میں ظاہر اور قدرت میں واضح تر ہے۔

فَانْفَجَرَتْ : (پس پھوٹ پڑے بارہ چشمے) یہ محذوف سے متعلق ہے یعنی فضرب فانفجرت یعنی کثرت سے بہنے لگا۔یا فان ضربت فقد انفجرت۔پس اگر تو مارے گا۔پس اس سے جاری ہو جائیں گے۔اس صورت میں فاء فصیحیہ ہے جو کلام بلیغ میں ہوتی ہے۔

مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا : (اس سے بارہ چشمے) قبیلوں کی تعداد کے مطابق۔عَشْرَةَ کی شین پر کسرہ اور فتح پڑھا گیا ہے۔یہ دو لغتیں ہیں۔عیناً یہ تمیز ہے۔

قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ : (تحقیق جان لیا ہر قبیلے نے) اناس سے مراد قبیلہ ہے۔

مَّشْرَبَهُمْ : (اپنا اپنا گھاٹ) انکا وہ چشمہ جس سے وہ پیتے ہیں۔

كُلُوْا : (کھاؤ) اور ہم نے ان کو کہا تم من وسلویٰ کھاؤ۔

وَاشْرَبُوْا : (اور پیو)۔چشموں کا پانی پیو۔

مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ : (اللہ تعالیٰ کے رزق سے) یعنی وہ تمام رزق جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا۔

وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ : (اور تم زمین میں فساد مت مچاؤ) یعنی تم اس میں فساد نہ کرو۔العیث: سخت فساد۔

مُفْسِدِيْنَ : (فساد کرنیوالے) یہ مؤکد حال ہے یعنی تم اپنے فساد میں درازی مت اختیار کرو۔وہ اپنے فساد میں درازی اختیار کرنے والے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ

اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز صبر نہیں کریں گے ایک کھانے پر لہٰذا ہمارے لیے اپنے رب سے دعاء کیجئے وہ ہمارے لئے ان چیزوں میں سے نکال

لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ

دے جن کو زمین اگاتی ہے۔ اس کی سبزی اور کھیرا اور گیہوں اور مسور اور پیاز۔

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ

موسیٰ نے کہا کہ تم بدلتے ہو اس چیز کو جو گھٹیا ہے اس چیز کے بدلہ میں جو خیر ہے؟ اتر جاؤ کسی شہر میں،

مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ ۗ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ

سو بے شک تمہارے لئے وہ ہے جو تم نے سوال کیا۔ اور مار دی گئی ان لوگوں پر ذلت اور مسکنت اور مستحق ہو گئے غصہ کے

بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا

جو اللہ کی طرف سے تھا، یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے،

عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع ۷

یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے آگے بڑھتے تھے۔

## طعام واحد کا مطلب:

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ : (اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز ایک کھانے پر صبر نہیں کریں گے) تیہ میں ان کو من وسلویٰ کا رزق دیا گیا۔ مگر انہوں نے کہا طعام واحد ایک کھانے پر حالانکہ وہ دو کھانے تھے۔ کیونکہ انہوں نے واحد سے مراد ایسا کھانا لیا۔ جو نہ بدلے بلکہ ایک ہی رہے۔ اگر کسی آدمی کے دسترخوان پر قسم قسم کے کھانے ہوں اور ہر روز ان پر وہ مداومت کرے۔ تو کہا جاتا ہے۔ لا یا کل فلان الاطعامًا واحدًا۔ فلاں تو ایک ہی کھانا کھاتا ہے واحد سے مراد وحدت ہے کہ ایک جیسا کھانا مختلف اور تبدیل نہیں کرتا۔ یا مراد ایک قسم کے مانوس کھانے یعنی ساگ دالیں وغیرہ تھیں۔

فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ : (تو دعا کر ہمارے لیے اپنے رب سے) یعنی تم اس سے سوال کرو۔ اور کہو وہ ہمارے لیے نکال دے۔

یُخْرِجْ لَنَا : (وہ نکال دے ہمارے لیے) یعنی ہمارے لیے ظاہر کر دے۔ ایجاد کر دے۔

## بقل کی تفسیر:

مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا : (ان چیزوں سے جن کو زمین اگاتی ہے جیسے سبزیاں) وہ سبزیاں جو زمین سے اگتی تھیں۔ مراد



BestUrduBooks.wordpress.com

اس سے عمدہ ساگ، پودینہ، ککڑی پیاز وغیرہ ہیں۔ ایسی چیزیں جو عموماً لوگ کھاتے ہیں۔
وَقِثَّآئِهَا : (کھیرا) یعنی کھیرا۔
وَفُوْمِهَا : (گندم) وہ گندم یا لہسن ہے۔ قراءت عبداللہ بن مسعود میں ثُومِها آیا ہے۔
وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی : (اور دالیں اور پیاز کہا کیا تم بدلے میں وہ مانگتے ہو جو کہ حقیر ہے) جو مرتبہ میں نزدیک تر اور مقدار میں حقیر تر ہے۔ دنو اور قرب کے الفاظ سے قلت مقدار کی تعبیر کی جاتی ہے۔
بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ : (اس کے بدلے جو کہ بہت بلند ہے) اعلیٰ مرتبے والی۔
اِهْبِطُوْا مِصْرًا : (کسی بھی شہر میں اتر جاؤ) تیہ سے اتر جاؤ۔ تیہ کا علاقہ بیت المقدس سے قنسرین تک ہے اور یہ ۳۶×۲۴=۸۶۴ مربع میل کا علاقہ ہے۔
نمبر۲: فرعون کے مصر میں چلے جاؤ۔
نحو : مصرًا کا لفظ منصرف لائے حالانکہ دو سبب موجود ہیں۔ یعنی تانیث و علمیت اس لیے کہ مراد شہر ہے یا درمیانہ حرف نوح، لوط کی طرح ساکن ہے حالانکہ ان دونوں میں بھی علم، عجمیت پائی جاتی ہے۔
فَاِنَّ لَكُمْ : (پس بے شک تمہارے لیے) یعنی اس میں۔
مَّا سَاَلْتُمْ : (جو تم نے مانگا) پس جو تم نے مانگا وہ تو شہروں میں پایا جاتا ہے۔ تیہ میں نہیں۔

## تسلطِ ذلت:

وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ : (ان پر ذلت و مسکنت ثبت کر دی گئی) ذلت و فقر یعنی ذلت کو۔ نمبر۱: ان پر طاری کیا گیا۔ وہ ذلت کے تحت اسی طرح ہو گئے جیسے کوئی لگے ہوئے خیمے کے نیچے ہوتا ہے۔ نمبر۲: یا چمٹا دی گئی ان پر ذلت یہاں تک کہ اس نے ان کو لازم پکڑ لیا جیسے چپکنے والی چیز ہوتی ہے۔ جیسے دیوار پر مٹی ماریں تو چمٹ، چپک جاتی ہے۔ یہود ذلیل، خوار اور مسکینی اور فقر والے ہیں۔ خواہ حقیقۃً ہوں یا وہ بتکلف فقر اور حقارت ظاہر کرنے والے ہیں۔ کہ کہیں ان پر جزیہ دوگنا نہ کر دیا جائے۔
قراءت: عَلَیْهِمُ الذِّلَّة۔ نمبر۱۔ حمزہ و علی نے اسی طرح دونوں پر ضمہ پڑھا ہے۔ اور ہر وہ لفظ جس میں ھا سے قبل یا ساکنہ ہو وہ اسی طرح پڑھا جائے گا۔
نمبر۲: ابو عمرو نے ھا اور میم کے کسرہ سے پڑھا علیہِمِ الذلة۔
نمبر۳: بقیہ قراء نے ھا کے کسرہ اور ضمہ میم سے پڑھا۔ عَلَیْهِمُ
وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ : (اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا غضب کمایا) نمبر۱۔ باء کا لفظ اسی طرح ہے جیسے کہتے ہیں باء فلان بفلان جبکہ وہ اس لائق ہو کہ اس کو اس کے برابر ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے یہودیت اختیار کی، اور نصاریٰ اور صابئین، ان میں سے جو بھی اللہ پر اور یوم آخرت

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ

پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے سو ان کے لئے اجر ہے ان کے رب کے پاس اور، ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ

یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

رنجیدہ ہوں گے۔

## معنی آیت:

اب معنی آیت یہ ہوا۔ وہ اس کے غضب کے حق دار بن گئے۔

نمبر۲: کسائی کہتے ہیں باء کا معنی رجع ہے وہ اس کا غصہ لیکر لوٹے۔

ذٰلِكَ : (یہ) اس کا مشار الیہ۔ ضرب، ذلت مسکنت اور غضب کا حقدار ہونا۔

بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ : (یہ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے اور انبیاء کو قتل کرتے رہے) قراءت۔ نافع نے النبیئین کو ہمزہ سے پڑھا۔ اسی طرح اس کے تمام باب میں پڑھا جائے گا یعنی یہ نتائج بسبب کفر اور قتل انبیاء علیہم السلام کے تھے۔ یہود نے حضرت شعیاء، زکریا، یحییٰ صلوٰۃ اللہ علیہم کو قتل کیا۔

## النبی کی تحقیق:

النبی کا لفظ النبأ سے ہے اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے۔ یہ فعیل بمعنی مُفعِل یا مُفعَل ہے یا نبا یعنی بلند النبوۃ بلند مکان کو کہتے ہیں۔

بِغَیْرِ الْحَقِّ : (ناحق) یعنی یہ ناحق تھا ان کے ہاں بھی اس لیے کہ اگر وہ انصاف کرتے تو وہ کوئی ایسی چیز ذکر کر سکتے تھے۔ جس سے ان کو قتل کا حقدار قرار دے سکیں۔

نحو : یہ یقتلون کی ضمیر فاعلی سے حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے یعنی یقتلو نهم مبطلین وہ ان کو قتل کرتے اس حال میں کہ وہ باطل حرکت کرنے والے تھے۔

نمبرا۔ ذٰلِكَ : (اس میں) اشارہ تکرار سے لائے۔

## حدود سے تجاوز:

بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ : (اس سبب سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ تھے حد سے بڑھنے والے) اس سبب سے کہ وہ قسم



BestUrduBooks.wordpress.com

قسم کے گناہوں میں مبتلا تھے۔اور ہر چیز میں حدود اللہ سے تجاوز کرنے والے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والے اور انبیاء کو قتل کرنے والے تھے۔

دوسرا قول: یہ بھی کہا گیا کہ مراد اس سے ہفتے کے بارے میں ان کا حد سے گذرنا تھا۔

تیسرا قول: اور یہ بھی درست ہے کہ ذٰلک کا مشار الیہ کفر، قتل انبیاء کو قرار دیا جائے۔اس طرح کہ یہ جرأت ان میں نافرمانی اور حد سے گذرنے کی بناء پر پیدا ہوئی۔اس لیے کہ وہ ان دونوں باتوں میں منہمک ہو گئے اور انہوں نے ان میں غلو کیا یہاں تک کہ ان کے دل سخت ہو گئے جس پر انہوں نے انکار آیات اور قتل انبیاء کی جسارت کی۔

چوتھا قول: ذٰلك کا مشار الیہ کفر اور قتل ہے جن کے ساتھ مسلسل نافرمانی ان میں پائی جاتی تھی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا : (بے شک جو لوگ ایمان لائے) یعنی دلوں کی موافقت کے بغیر صرف زبانوں سے ایمان لائے اور وہ منافقین ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هَادُوْا : (اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے) یعنی یہودیت اختیار کی۔کہا جاتا ہے هاد، یهود، تهود، هائد جب کوئی یہودیت میں داخل ہو جائے۔هائد کی جمع هود ہے۔

## نصرانی کی وجہ:

وَالنَّصٰرٰی : (اور نصاریٰ ہوئے) نصاریٰ جمع نصران جیسے ندمان وندامیٰ کہا جاتا ہے رجل نصران وامراۃ نصرانۃ۔نصرانی مرد، نصرانی عورت۔نصرانی میں یا مبالغہ کے لیے ہے۔جیسے احمری میں ان کو نصاریٰ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کی مدد کی۔

وَالصّٰبِئِيْنَ : (اور صابی ہوئے) جو کسی مشہور دین سے نکل کر کسی غیر معروف دین میں چلے جائیں۔جب کوئی دین سے نکلے تو کہتے صبا فلان۔

نمبر ۱: یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے یہودیت و نصرانیت سے رخ موڑا اور فرشتوں کی عبادت شروع کر دی۔

نمبر ۲: یہ کہا گیا کہ یہ زبور پڑھتے تھے۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ : (جو ان میں اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لایا) ان کفار میں سے جو خالص ایمان لایا۔

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ : (اور اس نے نیک عمل کیا پس ان کا بدلہ) اجرهم کا معنی انکا ثواب

عِنْدَ رَبِّهِمْ : (ان کے رب کے ہاں) یعنی آخرت میں

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ : (اور نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے)

## نحوی لطائف:

نحو: نمبر ۱: اگر من امن کو مبتداء اور فلهم اجر هم خبر بناؤ تو من امن محل رفع میں ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا

اور جب ہم نے لے لیا تمہارا عہد اور اٹھا دیا تمہارے اوپر طور کو، لے لو قوت کے ساتھ جو کچھ ہم نے تم کو دیا اور یاد کرو

مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ پھر اس کے بعد تم نے روگردانی کی، سو اگر نہ ہوتا تم پر اللہ کا فضل

وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾

اور اس کی رحمت تو ضرور تم تباہ کاروں میں سے ہو جاتے۔

نمبر۲: اور اگر اس کو اسم انّ ومعطوف علیہ کا بدل مانیں تو منصوب ہے۔ پہلی صورت میں انّ کی خبر اسی طرح جملہ ہوگا۔ دوسری صورت میں فلھم اس کی خبر ہے اور فاء اس لیے لائی گئی کیونکہ مَن شرط کے معنی کو شامل ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ : (جب ہم نے تم سے میثاق لیا) یعنی تورات کی تمام باتیں قبول کرنا۔

## رفعِ طور:

وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ : (اور طور کو تم پر بلند کیا) جبل طور۔ یہاں تک کہ تم نے قبول کر کے پختہ وعدہ دے دیا۔

واقعہ: اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ موسیٰ علیہ السلام الواح لیکر آئے تو اس میں بنی اسرائیل نے پابندیاں اور مشکل اعمال پائے۔ جوان پر گراں گزرے۔ پس انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا۔ انہوں نے طور کو جڑ سے اکھاڑا اور اٹھا کر ان کے اوپر سائبان کی طرح کر دیا۔ ان کو موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اگر تم قبول کرتے ہو (تو ٹھیک) ورنہ طور کو تم پر پھینکا جائے گا۔ پس انہوں نے قبول کر لیا۔ تو ہم نے انہیں حکم دیا۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ : (جو ہم نے دیا اس کو مضبوط پکڑو) یعنی کتاب تورات۔

بِقُوَّةٍ : (مضبوطی کے ساتھ) کوشش و پختہ ارادے سے

وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ : (اور یاد کرو جو اس میں ہے) یعنی یاد کرو جو کچھ کتاب میں ہے اور کتاب کو پڑھو اور نہ بھلاؤ اور نہ غفلت اختیار کرو۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ : (تاکہ تم متقی ہو جاؤ) اس امید سے کہ تم متقی بن جاؤ۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ : (پھر تم نے منہ موڑا) یعنی پھر تم نے میثاق اور وفاداری سے منہ موڑا۔

مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ : (اس کے بعد) قبول کر لینے کے بعد



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً

اور البتہ تحقیق تم نے ان لوگوں کو جان لیا جنہوں نے سنیچر کے دن میں زیادتی کی، سو ہم نے کہا ہو جاؤ بندر

خٰسِئِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً

ذلیل! پھر ہم نے اس کو عبرت بنا دیا ان لوگوں کے لئے جو اس وقت موجود تھے۔ اور جو بعد میں آنیوالے تھے۔ اور نصیحت بنا دیا

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾

ڈرنے والوں کے لئے۔

## فضل ورحمت:

فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ : (اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ورحمت نہ ہوتی) نمبر۱۔ یعنی عذاب کو مؤخر کر کے نمبر۲: یا تمہیں توبہ کی توفیق دے کر اللہ تعالیٰ کا فضل ورحمت نہ ہوتا۔

لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ : (تو تم نقصان میں پڑ جاتے) یعنی تم عذاب سے ہلاک ہو جاتے۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ : (تحقیق تم نے جانا) یعنی تم نے پہچانا۔ عَلِمَ ایک مفعول کی طرف متعدی ہے۔

الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ : (ان کو جنہوں نے ہفتے کے سلسلہ میں حد سے زیادتی کی)

## سبت کی تشریح:

السبت یہ مصدر ہے سبتِ الیہود کا جبکہ وہ ہفتے کی تعظیم کریں۔ یہود اس میں حد سے گذر گئے اور تجاوز کر گئے وہ اس طرح کہ ان کو عبادت کے لیے ہفتے کو خالی رکھنے کا حکم کیا۔ اور اس کی تعظیم کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ اس دن شکار میں مشغول ہو گئے حالانکہ ان کو اس دن شکار سے منع کیا گیا تھا۔ پھر ان کی آزمائش مزید اس طرح کی کہ سمندر میں کوئی ایسی مچھلی نہ تھی جو ہفتے کے دن اپنا منہ پانی سے نہ نکالتی ہو۔ جب ہفتہ گذر جاتا تو منتشر ہو جاتیں۔ انہوں نے سمندر کے کنارے حوض بنا لیے اور ان کی طرف نالیاں چلا دیں۔ مچھلیاں ہفتے والے دن ان میں داخل ہوتیں کیونکہ وہ شکار سے محفوظ تھیں۔ پس وہ سمندر سے نکلنے والی نالیوں میں بند لگا دیتے اور اتوار کو شکار کر لیتے۔ یہ حوضوں میں روکنا ہی ان کا حد سے گذرنا تھا۔

فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ : (پس ہم نے انہیں کہا تم ذلیل بندر بن جاؤ) پس ہو جاؤ یعنی ہماری تکوین سے

**نحو** :قردة خاسئين۔ یہ کان کی خبر ہے یعنی تم بندر اور ذلت ہر دو کو جمع کرنے والے بنو۔

فَجَعَلْنٰهَا : (پس ہم نے کر دیا اس واقعہ کو عبرت) مسخ کو

نَكَالًا : (عبرت) اس کے لیے جو عبرت حاصل کرے۔ اس کو روکے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے بیشک اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ تم ایک بیل ذبح کرو، وہ کہنے لگے کیا تو ہمارا

هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ

مذاق بناتا ہے؟ موسیٰ نے کہا کہ میں اس بات سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں کہ جاہلوں میں سے ہو جاؤں، وہ کہنے لگے کہ تو اپنے رب سے دعا کر ہمارے لئے بیان

لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ

کر دے کہ وہ بیل کیسا ہو، موسیٰ نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسا بیل ہو جو بوڑھا نہ ہو اور بالکل جوان بھی نہ ہو ان دونوں کے

ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾

درمیان ہو، سو تم اس پر عمل کر لو جس کا تم کو حکم دیا جا رہا ہے

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا : (موجودہ لوگوں کے لیے) پہلوں کے لیے

وَمَا خَلْفَهَا : (اور آئندہ لوگوں کے لیے) بعد والی امتوں اور بستیوں کے لیے کیونکہ ان کا مسخ پہلی کتابوں میں ذکر کر دیا گیا۔ پس انہوں نے اس سے عبرت حاصل کی اور جن پچھلوں کو یہ پہنچی انہوں نے عبرت حاصل کی۔

## مراد متقی:

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ : (اور متقین کے لیے نصیحت) متقین سے مراد قوم کے وہ صالح لوگ جنہوں نے حد توڑنے سے روکا۔ یا ہر متقی کے لیے جو ان کو سنے۔

## ظروف کا حکم:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ : (جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا) یعنی تم یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا۔ یہ نعمتی پر معطوف ہے۔ (اُذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ) [سورۃ البقرہ آیت: ۴۰] گویا اس طرح ہوگا۔ ان ظروف میں جو گزرے۔ اذکرو انعمتی، اذکروا وقت انجینا ایاکم، اذکروا وقت فرقنا، اذکروا نعمتی، اذکروا وقت استسقاء موسٰی ربه لقومه اور یہی حکم ان ظروف کا بھی ہے جو یہاں سے لیکر اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ (البقرہ آیت نمبر ۱۲۴) تک آئیں گے کہ ان تمام میں اذکروا محذوف ہوگا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ : (بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں یہ کہ)

تَذْبَحُوْا بَقَرَةً : (کہ تم گائے ذبح کرو۔) تم ذبح کرو کوئی گائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا

وہ کہنے لگے کہ تو اپنے رب سے دعا کر ہمارے لئے بیان فرمادے کہ اس بیل کا رنگ کیسا ہو موسیٰ نے کہا۔ بیشک وہ فرماتا ہے کہ وہ تیز رنگ کا پیلا بیل موجود ہو جو دیکھنے والوں کو خوش کرتا ہو وہ کہنے لگے

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

کہ تو اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کر ہمارے لئے بیان فرمادے کہ اس بیل کی پوری کیا حقیقت ہے؟ بیشک بیلوں کے بارے میں ہم کو اشتباہ ہو رہا ہے اور اللہ نے چاہا تو ہم ضرور راہ

لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي

پالیں گے موسیٰ نے کہا بیشک وہ فرماتا ہے کہ وہ ایسا بیل ہو جو صحیح سالم نکما نہ ہو گیا ہو۔ وہ نہ زمین کو پھاڑتا ہو اور نہ کھیتی کو سیراب

الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا

کرتا ہو اس میں ذرا کوئی دھبہ نہ ہو، وہ کہنے لگے کہ اب تم نے ٹھیک طرح بیان کیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے وہ بیل ذبح کر دیا

وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع

اور حال یہ ہے کہ وہ ایسا کرنیوالے نہ تھے۔

علماء مفسرین نے فرمایا۔ قصہ کا اول حصہ تلاوت میں مؤخر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر: ۷۲۔

## حقیقتِ واقعہ:

واقعہ اس طرح تھا کہ ایک خوش حال آدمی جس کا نام عامیل تھا۔ اس کو اس کے چچازاد بھائیوں نے جائداد کی خاطر قتل کر دیا تھا۔ اور شہر کے دروازے پر اس کی لاش پھینک دی۔ پھر اس کے خون کا مطالبہ لیکر آ گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا اور میت کو گائے کے گوشت کا کوئی حصہ لگانے کا حکم دیا۔ اس سے وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کی خبر دے گا۔

قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا : (انہوں نے کہا کیا تو ہم سے مذاق کر رہا ہے؟) یعنی کیا تو ہمیں مذاق کی جگہ سمجھتا ہے یا مذاق والے سمجھتا ہے۔ یا تو ہمیں زیادہ استہزاء کی وجہ سے مجسمہ مذاق سمجھتا ہے۔

قراءت: هُزْءًا ہمزہ اور زاء کے سکون کے ساتھ۔ حمزہ کے ہاں اور دونوں ضمہ اور واؤ کے ساتھ حفص کے ہاں هُزُوًا بقیہ قراء نے تثقیل اور ہمزہ کے ساتھ پڑھا۔

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ : (میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ میں نادان بنوں) عیاذ اور لیاذ کے لفظ ہم معنی ہیں۔ ان اکون من الجاهلین۔ کیونکہ ایسے موقعہ پر مذاق یہ جہالت و حماقت ہے۔ اس میں ان پر تعریض کی کہ تم نے میری



BestUrduBooks.wordpress.com

طرف استہزاء کی نسبت کر کے جہالت کا ارتکاب کیا ہے۔
قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَاهِيَ : (انہوں نے کہا تو پوچھ ہمارے لیے اپنے رب سے کہ وہ بیان فرما دے کہ وہ کیسی ہو) اس میں گائے کی حالت اور صفت کے متعلق سوال ہے۔

## ایک سوال وجواب:

**سوال** ما سے سوال تو جنس کے متعلق ہوتا ہے پھر اس سے وصف کے متعلق سوال کیونکر؟

**جواب** : کبھی کبھی ما کیف کی جگہ آتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ انہوں نے مردہ گائے کے بارے میں تعجب کیا کہ جس کا بعض حصہ مردہ کو لگانے سے مردہ زندہ ہو جائے گا۔ پس انہوں نے اس عجیب حالت والی گائے کے متعلق سوال کیا۔ گویا انہوں نے یہ سمجھا کہ وہ نام گائے کا ہوگا جنس کوئی اور ہوگی اس لیے ماھی سے سوال کیا۔

ترکیب: هِيَ مبتداء ما اس کی خبر ہے۔

## وجہ فارض:

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ : (حضرت موسیٰ نے کہا وہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی) فارض کا معنی بوڑھی۔ اس کو فارض کہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے عمر کو کاٹا ہے۔ اور اس کی انتہاء کو پہنچ چکی ہے۔

**نحو** : فارض مرفوع ہے اس لیے کہ یہ بقرہ کی صفت ہے۔

وَّلَا بِكْرٌ : (نہ بن بیاہی) جوان۔ اس پر عطف ہے

عَوَانٌ : (درمیان کی)۔ نصف عمر والی۔

بَيْنَ ذٰلِكَ : (ان کے درمیان) جوان اور بوڑھی کے درمیان۔

**سوال** :لا فارض ولا بکر فرمایا بین ذینک نہیں فرمایا اس کے باوجود کہ بین دو یا دو سے زیادہ کا تقاضا کرتا ہے۔

**جواب** : کیونکہ مراد بین هذا المذکور ہے۔ اور وہ اسی عنوان سے یعنی ذٰلک کا مشار الیہ فارض وبکر ہے عمرین متعدد کا تقاضا کرتا ہے۔

قاعدہ: کبھی ضمیر اس میں اسم اشارہ کی جگہ استعمال ہوتی ہے ابو عبیدہ کہتے ہیں میں نے رؤبہ شاعر سے اس قول کے متعلق پوچھا۔

فیها خطوط من سواد وبلق ☆ کانه فی الجلد تولیع البهق

اس میں سیاہ وسفید خطوط ہیں۔ گویا کہ چمڑے پر برص کے داغ ہیں۔

ضمیر سے مراد خطوط ہو تو کانها اور اگر سواد بلق ہو تو کانهما۔ تو اس نے کہا میں نے کانہ سے کان ذاک مراد لیا۔

فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ : (پس تم کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا) یہ اصل میں تو مرون تھا۔ یا مرکم بمعنی مامور ہے مفعول کو مصدر کا نام دے دیا۔ جیسے ضرب الامیر۔ اے مضروبہ



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا : (وہ کہنے لگے ہمارے لیے اپنے رب سے دریافت کرو کہ وہ اچھی طرح سمجھا دے اس کا رنگ)

**استفہام ونحو:**

ما مرفوع ہے کیونکہ اس کا معنی استفہام کا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے ادع لنا ربك يبين لنا اى شئ لونها تو ہمارے لیے اپنے رب سے دریافت کرو کہ وہ اچھی طرح بتادے کہ کیا حقیقت ہے اس کے رنگ کی۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا : (حضرت موسیٰ نے فرمایا وہ فرماتے ہیں بے شک وہ گہرے زرد رنگ کی ہو) الفقوع۔ انتہائی زرد۔ فاقع کا لفظ صفراء کی تاکید ہے یہ لونها کی خبر نہیں۔ مگر اس میں رنگ اتنا ہی بلند ہوا جتنا فاعل بلند ہوا۔ یعنی خوب زرد گائے۔ البتہ اس میں تذکیر و تانیث کا فرق نہیں۔ صفیراء فاقعہ اور صفراء فاقع دونوں درست ہیں۔ لونها کا لفظ لا کر تاکید کا فائدہ مقصود ہے کیونکہ لون ایک عارضی ہیئت کا نام ہے اور وہ زردی ہے گویا اس طرح فرمایا شديد الصفرة صفرتها کہ بہت زیادہ زرد ہے اس کی زردی اور یہ اس قول کی طرح ہے۔ جدّ جدّہ اس نے خوب در خوب کوشش کی۔

**سرور کیا ہے؟**

تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ : (دیکھنے والوں کو بھلی لگتی ہو) اپنے رنگ کی خوبصورتی کی وجہ سے۔ السرور۔ نفع یا اس کی توقع کے موقعہ پر دل میں حاصل ہونے والی لذت کو کہتے ہیں۔

**نکتہ:** حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ من لبس نعلاً صفراء قلّ همّهٗ

جس نے زرد جوتا پہنا اس کا غم کم ہو گیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تسر الناظرين وہ دیکھنے والے کو خوش کر دے۔ گویا یہ سرور کی علامت ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ : (وہ کہنے لگے ہمارے لیے اپنے رب سے پوچھو کہ ہمیں اچھی طرح سمجھا دے کہ وہ کس قسم میں ہے) یہ پہلے سوال کا تکرار ہے جو گائے کی حالت اور صفت کے متعلق مزید انکشاف کیلئے کیا گیا تا کہ اچھی طرح وضاحت ہو جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اگر وہ کسی بھی گائے کو لے کر ذبح کر دیتے تو وہ ان کے لیے کافی ہو جاتی۔ لیکن انہوں نے سختی کی پس اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کر دی۔ (رواہ البزار، وابن ابی حاتم) اور کسی چیز کے پیچھے پڑ جانا نحوست ہے۔

اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا : (بے شک گائے ہم پر رل مل گئی ہے) بلا شبہ درمیانی عمر اور زرد رنگ گائیں تو بہت ہیں پس ہمیں شبہ پڑ گیا ہے۔ (کہ کونسی گائے سے ہمارا مقصد پورا ہو گا)

وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ : (اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم راہ پانے والے ہونگے) اللہ نے چاہا تو ہم گائے ذبح کرنے کی طرف راہ پانے والے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہم قاتل کے سلسلہ میں راہنمائی پالیں گے

**نحو:** ان شاء اللہ جملہ معترضہ ہے۔ جو انّ کے اسم و خبر کے درمیان واقع ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

## ان شاء اللہ کی برکت:

حدیث میں ہے اگر وہ انشاء اللہ نہ کہتے ابدالآباد تک اس گائے کا پتہ نہ پاتے۔(ابن جریر بسند معضل)

قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ : (کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ ایک گائے ہے نہ محنت والی نہ زمین) ذلول یہ بقرہ کی صفت ہے مطلب یہ ہے کہ بقرہ غیر ذلول یعنی محنت اور زمین میں جوتنے کا اسے عادی نہ بنایا ہو۔

وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ : (اور نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو) اور نہ وہ ان پانی کھینچنے والیوں میں سے ہو۔ جن سے کھیتوں کو پانی پلانے کا کام لیا جاتا ہے۔

**نحو** : پہلا لا نافیہ اور دوسرا پہلے کی تاکید کے لیے لایا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ نہ اس سے زراعت کا کام لیا جاتا ہو اور نہ کھیتی کو پانی پلایا جاتا ہو۔ اس طرح دونوں فعل ذلول کی صفت ہیں۔ پس مطلب یہ ہوا وہ ہل چلانے اور پانی پلانے کی عادی نہ ہو۔

مُسَلَّمَۃٌ : (بے عیب ہو) وہ عمل کے اثرات اور عیوب سے پاک ہو۔

## شِیَۃ کا مفہوم:

لَّا شِیَۃَ فِیْھَا : (نہ ہو داغ اس میں) دوسرے رنگ کا۔ یعنی اس کے رنگ میں زردی کے سواء دوسرے رنگ کا ایک دھبہ بھی نہ ہو وہ مکمل زرد ہو یہاں تک کہ اس کے سینگ اور کھر بھی۔

یہ اصل میں وشاہ وشیًا وشیۃ کہتے ہیں۔ جب اس کے رنگ کے ساتھ دوسرا رنگ ملا ہو۔

قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ : (وہ بولے ہاں اب تو لایا ٹھیک بات) وہ کہنے لگے اب تم نے گائے کی پوری تعریف بیان کردی۔ اور اس کے سلسلہ میں کوئی اشکال نہیں رہا۔

**قراءت**: ابو عمرو کہتے ہیں۔ جِیْتَ اور اس کا باب بلا ہمزہ ہے۔

فَذَبَحُوْھَا : (پس انہوں نے اس کو ذبح کیا) پھر انہوں نے ایسی گائے حاصل کر لی جو ان تمام اوصاف کی جامع تھی۔ پھر اس کو ذبح کیا۔

## تفسیر وما کادوا:

وَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ : (اور وہ ایسا کرنے والے نہ تھے) نہ لگتے تھے کہ ایسا کریں گے۔ اس کی قیمت زیادہ ہونے کی وجہ سے یا قاتل کے ظاہر ہونے پر رسوائی کے خوف سے۔ روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک نیک آدمی کے ہاں ایک بچھڑی تھی۔ وہ اس کو درختوں کے جھنڈ میں لایا۔ اور چھوڑ کر کہنے لگا۔ اے اللہ اس کو میں تیری امان میں دیتا ہوں۔ اپنے بیٹے کے بڑا ہونے تک وہ اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے والا تھا۔ پس گائے سلامت رہی۔ وہ سب سے بہترین موٹی گائے تھی۔ پس انہوں نے اس یتیم اور بیوہ کے ساتھ سودا کیا۔ یہاں تک کہ اس کی کھال میں سونا بھر کر دینے کے بدلے میں خریدا۔ حالانکہ اس وقت گائے کی قیمت تین دینار ہوتی تھی۔ انہوں نے ان صفات والی گائے کو چالیس سال ڈھونڈا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾

اور جب تم نے ایک جان کو قتل کر دیا پھر اس کے بارے میں ایک دوسرے پر ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ اس کو ظاہر فرمائے جس کو تم چھپا رہے ہو،

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

پس ہم نے حکم دیا کہ اس کا ایک حصہ اس میں مارو، ایسا ہی اللہ تعالیٰ زندہ فرماتا ہے مردوں کو، اور دکھاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾

عقل سے کام لو۔

## وجودِ فعل سے پہلے نسخ:

اصل یہ وضاحت مطلق کو مقید کرنے کی قسم سے ہے۔ پس نسخ ہوا اور فعل کے وجود سے قبل نسخ جائز ہے بلکہ اس پر اختیار سے قبل بھی ہمارے ہاں جائز ہے البتہ معتزلہ کا اس میں اختلاف ہے۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا : (جب تم نے ایک نفس کو قتل کیا) یہاں بھی اذکر وا مقدر ہے۔ جماعت کو مخاطب کیا۔ کیونکہ واقعہ قتل ان میں پیش آیا تھا۔

## ٹالنا کیا ہے؟

فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا : (پھر ایک دوسرے پر ٹالنے لگے) پس تم نے اختلاف کیا۔ اور اس کے معاملے میں ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے۔ اس لیے کہ دونوں جھگڑنے والے اپنے سے بات کو ہٹا کر دوسرے پر دھرتے ہیں۔ یا تم نے اس کا قتل ایک دوسرے پر ڈالا پس جس پر ڈالا جاتا وہ ڈالنے والے پر ٹالتا یا پھینکنا بذات خود دھکیلنا ہے۔

## صرف:

اور اس کا اصل تدارأتم ہے پھر تخفیف کے لیے تاء کو دال سے بدل کر اس کی جنس سے کر دیا۔ جو کہ فاء کلمہ ہے تاکہ ادغام ہو سکے۔ دال کو ساکن کیا۔ اس لیے کہ شرط ادغام پہلے کا ساکن ہونا ہے۔ پھر ہمزہ وصل بڑھایا۔ اس لیے کہ ساکن سے ابتداء ممکن نہیں۔

قراءت: ابوعمرو نے فادارتم بغیر ہمزہ پڑھا ہے

وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ : (اور اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والے تھے جو تم چھپاتے تھے)

یعنی ہر صورت ظاہر کرنے والے تھے۔ جو تم قتل کے معاملے میں چھپاتے تھے۔ کہ وہ اس کو چھپا نہ رہنے دیں گے۔

نحو : صیغہ اسم فاعل مخرج بمعنی مستقبل ہے۔ کیونکہ کلام کے وقت زمانہ مستقبل کی حکایت کر رہا ہے۔ اس لیے اسے عمل دیا



BestUrduBooks.wordpress.com

گیا۔ یہ جملہ معترضہ ہے جو معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان واقع ہوا ہے۔ اور وہ فادارأتم اور فقلنا ہے۔

## اضربوه کی ضمیر:

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ : (ہم نے کہا تم مارو اس کو) اضربوہ میں ضمیر نفس کی طرف لوٹتی ہے اور مذکر لائی گئی ہے بتاویل شخص و انسان یا مقتول کی طرف لوٹتی ہے اس لیے کہ آیت ما کنتم تکتمون اسی پر دلالت کرتی ہے۔

بِبَعْضِهَا : (اس کے کسی حصے کے ساتھ) گائے کے ایک ٹکڑے سے اور وہ اس کی زبان تھی یا دائیں ران یا دم کی ہڈی اور مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے لیکر لگایا تو وہ زندہ ہوگیا۔

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى : (اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتا ہے)

## تفسیر آیت ۷۳:

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى کی اس پر دلالت ہونے کی وجہ سے اس کو حذف کر دیا گیا۔ روایت میں ہے کہ جب انہوں نے اس کا ٹکڑا مردہ کو لگایا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ مجھے میرے فلاں فلاں چچازاد بھائیوں نے قتل کیا ہے۔ یہ کہہ کر مردہ ہو کر گر پڑا۔ پس اس کے قاتل کو پکڑ لیا گیا۔ اور اس کے بدلے میں قتل کر دیا گیا۔ (اور اس کا قاتل میراث سے محروم رہا) اور اس کے بعد کوئی قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوا (كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى۔ نمبر۱۔ خواہ یہ ان لوگوں کو خطاب ہو جو منکرین زمانہ نبوت محمد ﷺ میں تھے۔

نمبر۲: یا ان لوگوں کو خطاب ہو جو اس مقتول کے زندہ ہونے کے وقت موجود تھے۔

اس صورت میں معنی یہ ہے کہ ہم نے ان کو کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کریں گے قیامت کے دن۔

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ : (اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے) آیات سے مراد قدرت باری تعالیٰ کے دلائل ہیں

## اندازِ دلیل:

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ : (شاید کہ تم سمجھ جاؤ) پھر اپنی عقلوں کے مطابق عمل کرو۔ اور وہ یہ ہے جو ایک نفس کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے وہ اسی طرح تمام مردوں کو بھی زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔

## خصوصی نکات:

گائے کو ذبح کر کے مقتول کے جسم سے لگانے میں حکمت۔ نمبر۱: یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ بلاواسطہ اس سبب کے بھی زندہ کر سکتے ہیں۔ مگر بتلایا کہ طلب کرنے پر عبادت کو عمدہ طریق سے پیش کرنا چاہیے۔

نمبر۲: اور بندوں کو تعلیم دی کہ معاملات میں شدت نہ اختیار کریں۔ اور

نمبر۳: جلدی سے بلا تفتیش اللہ تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل کریں۔

نمبر۴: کثرت سوال سے گریز کریں وغیرہ۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ دوسرے جانوروں کی بجائے خصوصیت سے گائے کے ذبح کرنے



BestUrduBooks.wordpress.com

کا حکم دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔

نمبر ۱: اس لیے کہ وہ ان کے ہاں اونچی قسم کی قربانی شمار ہوتی ہے۔

نمبر ۲: اس لیے بھی کہ انہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ان کے معبود کی ان کے ہاتھوں ہی تذلیل ہو جائے

## تنبیہ عجیب:

سوال ۱: مناسب یہ تھا کہ مقتول کا تذکرہ اور اس کو گائے کا ٹکڑا لگانے کا حکم ذبح کے حکم سے مقدم ہوتا اور اس طرح کہا گیا (وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْ تُمْ فِیْهَا) فقلنا اذبحوا بقرة واضربوه ببعضها۔ کہ جب تم نے ایک نفس کو قتل کر کے اس کے معاملے کو ایک دوسرے پر ٹالا ہے۔ تو ہم نے کہا تم ایک گائے ذبح کرو۔ اور اس مقتول کو گائے کا کوئی ٹکڑا لگاؤ۔

جواب: لیکن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے واقعات کو بیان کیا۔ اور ان سے سرزد ہونے والے گناہوں کو شمار کرا کر موجودہ لوگوں کو ان پر خبردار کیا۔ یہ دونوں واقعات اگرچہ مستقل ہیں مگر ان میں سے ہر ایک ایک قسم کی تنبیہ اپنے اندر لئے ہوئے ہے پس پہلا واقعہ استہزاء پر تنبیہ کے لیے ہے اور اطاعت حکم میں فوری اطاعت نہ کرنے اور اس کے متعلقات پر تنبیہ ہے جبکہ دوسرا واقعہ حرمت والے نفس کو قتل کرنے اور اس کے پیچھے جو بڑی نشانی ظاہر ہوئی اس پر خبردار کرنے کے لیے ہے گائے کو ذبح کرنے والے واقعہ کو مقتول کے تذکرہ سے مقدم کیا کیونکہ اگر اس کا الٹ ہوتا۔ تو پھر یہ ایک ہی واقعہ بن جاتا۔ اور بار بار تنبیہ والا مقصد فوت ہو جاتا۔

## عجیب نکتہ:

میرے دل میں دوسرے پورے واقعہ کو دیکھنے اور شروع سے قصہ دہرانے کے بعد ایک عجیب نکتہ پیدا ہوا کہ پہلے واقعہ کے ساتھ دوسرے واقعہ کو ضمیر سے ملایا۔ جو گائے کی طرف لوٹ رہی ہے گائے کا نام نہیں لیا۔ اس آیت میں فرمایا: اضربوه ببعضها تا کہ دونوں کا الگ واقعہ ہونا معلوم ہو کر تنبیہ کا مقصد حاصل ہو۔ اور ادھر ضمیر گائے کی طرف لوٹتی ہے۔ اس لیے ایک ہی واقعہ ہونا معلوم ہوا۔

نکتہ: اس واقعہ سے اشارہ ملتا ہے کہ جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہو۔ کہ وہ اپنے دل کو مشاہدات الٰہیہ سے زندہ کرے وہ اپنے نفس کو مختلف قسم کے مجاہدات سے مارے۔ پھر یہ مقصد حاصل ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ

پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہوئے ، سو وہ ایسے ہو گئے جیسے پتھر ہوں یا ان سے بھی زیادہ سخت اور بلاشبہ

مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ

بعض پتھر ایسے ہیں جن سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور بلاشبہ ان میں بعض ایسے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں پھر

مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

ان سے پانی نکلتا ہے۔ اور بلاشبہ ان میں بعض ایسے ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کاموں سے بے خبر نہیں ہیں جن کو

تَعْمَلُوْنَ ۝۷۴

تم کرتے ہو۔

## تفسیر آیت ۷۴:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ : (پھر سخت ہو گئے تمہارے دل) ثُمَّ یہاں استبعاد قسوت کیلئے ہے یعنی نرمی کے اتنے اسباب دیکھنے پر تمہاری قساوت بڑی بعید ہے۔

مِنْۢ بَعْدِ : (اس کے بعد) ان مذکورہ اسباب کے بعد جو دلوں میں نرمی ورقت پیدا کرنے والے ہیں اور دلوں کی صفت قسوت سے کرنا درحقیقت وعظ وعبرت سے ان کے انکار کی تمثیل ہے

ذٰلِكَ : (اس) اس احیاء مقتول کے بعد ذٰلک کا مشار الیہ احیاء مقتول ہے۔ یا وہ تمام مقررہ نشانیاں جو پہلے گزریں۔

## نحوی لطائف:

فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ : (پس وہ پتھر کی طرح) وہ اپنی سختی میں پتھر کی طرح ہیں۔

اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً : (یا اس سے زیادہ سخت) یا اس سے سختی میں زیادہ بڑھ کر ہیں۔ اشد کا عطف کاف پر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ او مثل اشد قسوۃ۔ مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا۔ یا وہ بذاتِ خود اس سے زیادہ سخت ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ جو ان دلوں کا حال پہچانے تو وہ ان کو پتھر سے تشبیہ دے یا کسی اور جو ہر سے جو پتھر سے زیادہ سخت ہو اور وہ لوہا ہے۔ یا پہچاننے والا ان کو پتھر سے تشبیہ دے یا وہ کہے کہ یہ پتھروں سے زیادہ سخت ہیں۔ اشد کے لفظ میں جو مبالغہ ہے وہ اقسیٰ کے لفظ میں نہیں اور مفضل علیہ یعنی حجارہ کے لیے ضمیر نہیں لائی گئی کیونکہ وہ ظاہر تھا۔ اور اس میں کوئی التباس نہیں مثلاً کہتے ہیں زید کریم وعمرو اکرم۔

 

BestUrduBooks.wordpress.com

## سختی کا بیان:

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ : (اور بے شک بعض پتھروں سے نہریں پھوٹ کر نکلتی ہیں) یہ پتھروں سے ان کے دلوں کی سختی کے زیادہ ہونے کا بیان ہے۔

صرف: مَا یہ الذی کے معنی میں ہے۔ موضع نصب میں اِنَّ کا اسم ہے اور لام تاکید کا ہے۔

التفجر : کسی چیز کا زیادہ اور کثرت سے کھلنا۔

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ : (اور بعض ان میں پھٹ جاتے ہیں) اس کا اصل یتشقق ہے اعمش نے اس طرح پڑھا ہے تاء کو شین سے بدل کر اس میں ادغام کر دیا۔

فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ : (پس ان سے پانی نکلتا ہے) یعنی پتھروں میں ایسے پتھر بھی ہیں۔ جن میں بڑے بڑے سوراخ ہوتے ہیں۔ جن سے کثیر پانی ٹھاٹھیں مار کر ابلتا ہے اور بعض پتھر ایسے ہیں جو لمبائی یا چوڑائی میں پھٹ جاتے ہیں۔ پھر ان سے بھی پانی اُبلنے لگتا ہے۔ مگر ان کے دلوں میں تری بھی نہیں۔ (یعنی منفعت کا نام بھی نہیں)

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ : (اور بعض ان میں سے گر پڑتے ہیں) پہاڑ کی بلندی سے گر پڑتے ہیں۔

## خشیت کی حقیقت:

مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ : (اللہ کے خوف سے) نمبر۱: بعض نے کہا کہ یہ مجاز ہے مراد اللہ تعالیٰ کے حکم کا مطیع ہونا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ ان میں ارادہ کرتے ہیں۔ اس سے باز نہیں رہتے مگر ان کفار کے دل نہ اطاعت اختیار کرتے ہیں اور نہ ہی وہ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ملتا ہے۔

نمبر۲: یہ بھی کہا گیا کہ خشیت کا حقیقی معنی مراد ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان میں زندگی و تمیز پیدا کر دیتے ہیں۔ اور کسی جسم میں زندگی اور تمیز کے لیے کسی خاص معصیت کا ہونا ضروری نہیں۔ عند اهل السنة۔ اور قرآن مجید میں سورۃ حشر کی آیت نمبر ۲۱۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ کی تفسیر بھی اسی طرح ہے۔ یعنی ان کے دل نہیں ڈرتے۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ : (اور اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو) یہ کفار کو دھمکی ہے ابن کثیر مکی نے تعملون کو یاء سے یعملون پڑھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ

کیا تم لوگ یہ امید رکھتے ہو کہ یہودی تمہارے کہنے سے ایمان لے آئیں گے اور حال یہ ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو اللہ کا کلام سنتے رہے ہیں۔ پھر

يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

اس میں تحریف کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد کہ وہ اس کو سمجھتے تھے اور جانتے تھے۔

## تفسیر آیت ۷۵:

اَفَتَطْمَعُوْنَ : (کیا تم توقع رکھتے ہو) یہ خطاب رسول اللہ ﷺ اور مؤمنین کو فرمایا۔

اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ : (کہ وہ تم پر اعتماد کریں) کہ تمہاری دعوت کی وجہ سے ایمان لے آئیں گے۔ اور تمہاری بات قبول کرلیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۲۶ میں فرمایا فاٰمن لهٗ لوط (ان کی دعوت پر لوط ایمان لائے) یعنی یہ یہود۔

وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ : (حالانکہ ان میں ایک جماعت ایسی ہے) یعنی ان میں سے جو گزرے ایک گروہ ہے

يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ : (جو اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے ہیں) یعنی تورات

ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ : (پھر اس کو بدل دیتے ہیں) جس طرح انہوں نے صفات رسول اللہ ﷺ اور آیت رجم کو بدل ڈالا۔

مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ : (اس کے بعد کہ انہوں نے اس کو سمجھا) اور عقلوں میں منضبط کرلیا۔ بٹھالیا

## تحریف ان کی عادت:

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ : (اور وہ جانتے ہیں) کہ وہ جھوٹے مفتری ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کفر اور تحریف ان کی پرانی عادت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا

اور جب ملاقات کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ایمان لائے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب آپس میں ایک دوسرے کے پاس تنہائی میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں

اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۷۶

کیا تم ان کو وہ چیزیں بتاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ یہ لوگ ان کے ذریعے اللہ کے پاس حجت میں تم کو مغلوب کر دیں۔ کیا تم سمجھ نہیں رکھتے ہو؟

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝۷۷

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔

وَاِذَا لَقُوا : (جب وہ ملتے ہیں) یعنی منافقین یا یہود

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا : (ایمان والوں سے) یعنی اصحاب محمد ﷺ میں سے مخلص لوگوں سے۔

قَالُوْٓا : (کہتے ہیں) منافقین۔

اٰمَنَّا : (ہم ایمان لائے) کہ تم حق پر ہو اور محمد ﷺ وہی رسول ہیں جن کے متعلق بشارت دی گئی ہے۔

وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ : (جب وہ ایک دوسرے کے پاس اکیلے ہوتے ہیں) وہ لوگ جو منافق نہیں ان لوگوں کے پاس جو منافق ہیں۔

قَالُوْٓا : (وہ کہتے ہیں) ان کو عتاب کرتے ہوئے۔

اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ : (کیا تم کہتے ہو ان کو) یعنی کیا تم اصحاب محمد ﷺ کو اطلاع دیتے ہو۔

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ : (جو اللہ تعالیٰ نے تم پر ظاہر کیا) جو اللہ تعالیٰ نے تم پر تورات میں محمد ﷺ کی حالت بیان کی ہے۔

لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ : (تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اس کے ذریعے تمہارے رب کے پاس)۔ تاکہ وہ تمہارے خلاف دلیل بنائیں اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تمہارے اوپر اتاری ہے۔ انہوں نے اپنے خلاف تورات سے حجت کو اور ان کی اس بات کو کہ یہ تمہاری کتاب میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں حجت قرار دیا۔ جیسے کہتے ہیں (ھو فی کتاب اللّٰہ تعالٰی ھاکذا۔) وہ مضمون اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس طرح ہے وھم عند اللّٰہ ھکذا، اور وہ اللہ کے ہاں بھی اس طرح ہے۔ ان دونوں باتوں کا ایک ہی مطلب ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں مضاف مضمر ہے یعنی عند کتاب ربکم۔ تاکہ تمہارے رب کی کتاب میں جھگڑا کریں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ تاکہ وہ تم سے مجادلہ اور اس کے ذریعہ مخاصمہ کریں۔ تمہارے رب کے ہاں جو تم نے ان کو کہا۔ وہ مسلمان کہیں گے کہ تم نے کفر کیا اس کی سچائی کی اطلاع پانے کے باوجود۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

اور ان میں ایسے لوگ ہیں جو ان پڑھ ہیں کتاب کا علم نہیں رکھتے۔ سوائے آرزوؤں کے اور وہ لوگ صرف گمانوں میں پڑے ہوئے ہیں

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۙ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

سو بڑی خرابی ہے ان لوگوں کیلئے جو کتاب کو لکھتے ہیں اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے

لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ

تاکہ اس کے ذریعہ خرید لیں تھوڑی سی قیمت، سو بڑی ہلاکت ہے ان کے لئے بوجہ اس کے جو ان کے ہاتھوں نے لکھا ہے۔ اور بڑی ہلاکت ہے ان کے لئے

مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾

اس کی وجہ سے جسے وہ کسب کرتے ہیں۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ : (کیا تم سمجھتے نہیں) کہ یہ تمہارے خلاف دلیل ہے۔ اس طرح کہ تم اس کا اعتراف کرتے ہو پھر اس کی پیروی نہیں کرتے ہو۔

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ : (کیا وہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) تمام باتیں۔

مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ : (جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور جو وہ چھپاتے ہیں) ایک ان میں سے ان کا کفر چھپانا اور ایمان ظاہر کرنا بھی تھا۔

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ : (اور بعض ان میں ان پڑھ ہیں) یعنی یہود میں سے وہ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے کہ تورات کا مطالعہ کر لیتے اور ان کو یقین سے اس کے مضامین معلوم ہو جاتے۔

لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ : (وہ کتاب کو نہیں جانتے) کتاب سے مراد تورات ہے۔

## امانی کی تفسیر:

اِلَّآ اَمَانِيَّ : (مگر تمنائیں) نمبر ۱: مگر وہ تمنائیں جن میں وہ مبتلا تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دیں گے اور ان پر رحم فرمائیں گے۔ اور ان کو چند دنوں آگ میں جانا پڑے گا۔

نمبر ۲: دوسرا قول یہ ہے مگر وہ من گھڑت جھوٹی باتیں جو انہوں نے اپنے علماء سے سن کر ان کو تقلیدی طور پر تسلیم کر لیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس قول میں تمنّی کا یہی معنی ہے۔ ما تمنیت منذ اسلمت۔ کہ میں نے اسلام لانے کے بعد آج تک جھوٹ نہیں بولا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

تیسرا قول یہ ہے مگر وہ جو پڑھتے تھے۔ جیسا کہ شاعر کے اس قول میں تمنّی کا یہی معنی ہے۔

تمنی کتاب اللّٰہ اول لیلۃٍ و آخرھا لا قی حِمام المقادر

رات کے پہلے حصہ اور پچھلے میں وہ اللہ کی کتاب پڑھتا۔ اور اس کی مقدر موت اسی حالت میں آئی۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوا۔ کہ یہ یہود کتاب منزل کی حقیقت کو نہیں پہچانتے البتہ یہ ایسی چیزیں پڑھتے ہیں۔ جو انہوں نے اپنے احبار سے حاصل کی ہیں۔ اس صورت میں استثناء منقطع ہے۔

وَاِنْ هُمْ : (نہیں ہیں وہ)

اِلَّا يَظُنُّوْنَ : (یہ ان کا خیال ہی خیال ہے) یعنی وہ نہیں جانتے اس میں کیا ہے؟ پس آپ کی نبوت کا انکار محض گمان سے کرتے ہیں۔

## سابقہ آیات سے ربط :

ربط : ان آیات میں ان علماء کا ذکر کیا۔ جنہوں نے علم کے باوجود محض عناد سے تحریف کی۔ پھر ان کے عوام کا ذکر کیا۔ جنہوں نے ان کی اندھا دھند تقلید کی۔

فَوَيْلٌ : (ہلاکت ہے) حدیث میں ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ (رواہ ابن المبارک فی الزوائد عن ابی سعید الخذری)

لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ : (ان پر جو لکھتے ہیں کتاب) تحریف شدہ

بِاَيْدِيْهِمْ : (اپنے ہاتھوں سے) اپنی طرف سے بغیر اس کے کہ ان پر اتاری گئی۔ یہاں ہاتھوں کا تذکرہ تاکید کے لیے ہے۔ اور یہ مجازی تاکید ہے۔

ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا : (پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ اس کے ذریعے سے تھوڑا سا مال لیں) ثمنا قلیلا کا معنی معمولی عوض

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ : (پس ان پر ہلاکت ہے جو ان کے ہاتھوں نے لکھا اور ہلاکت ہے ان کی کمائی سے)۔ یعنی رشوت



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ

اور انہوں نے کہا کہ ہم کو ہرگز آگ نہ چھوئے گی مگر چند دن گنتی کے، آپ فرمایئے کیا تم نے

عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا

اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد لے لیا ہے، سو اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے خلاف نہ کرے گا یا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگا رہے ہو جس کا تمہیں

تَعْلَمُوْنَ ⑧٠

علم نہیں ہے۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً : (وہ کہتے ہیں کہ ہم کو نہیں چھوئے گی آگ مگر گنتی کے دن) چالیس دن جتنے دنوں بچھڑے کی عبادت کی تھی۔

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ یہود کہتے تھے کہ دنیا کی عمر کل چھ ہزار سال ہے اور ہمیں ایک ہزار سال کے بدلے ایک دن عذاب دیا جائے گا۔ (اس طرح گویا چھ دن عذاب ہو کر ساتویں دن چھٹی)

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا : (کہہ دیں کیا لے لیا تم نے کوئی وعدہ) یعنی اس نے تم سے عہد کیا کہ وہ تمہیں اتنی ہی مقدار میں عذاب دے گا۔

فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ : (کہ ہرگز اللہ تعالیٰ خلاف نہ کرے گا اپنے عہد کے) یہ محذوف سے تعلق رکھتا ہے اصل کلام اس طرح ہوا۔ ان اتخذتم عند اللّٰہ عھدا فلن یخلف اللّٰہ عھدہ۔ اگر تم نے اللہ سے عہد لیا ہے پھر تو ہرگز اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہ فرمائیں گے۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ : (یا تم کہتے ہو اللہ تعالیٰ پر جو نہیں جانتے)

## ام کی اقسام:

تفسیر اول: اَمْ معادلہ کے لیے ہے۔ کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ کہتے ہو جو تم جانتے ہو یا تم اس کے بارے میں وہ کہتے ہو جو نہیں جانتے۔

دوسری تفسیر: اَمْ منقطعہ۔ بَلْ کے معنی میں ہے بلکہ تم اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾

ہاں جس نے گناہ کیا اور اس کے گناہ نے اس کو گھیر لیا تو ایسے لوگ دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہ لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے مضبوط عہد لیا کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو گے اور والدین کے ساتھ اور

وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ

قرابت داروں اور یتیموں کے ساتھ اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو گے اور عام لوگوں سے اچھی بات کہنا اور نماز قائم کرنا

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

اور زکوٰۃ دینا، پھر تم نے روگردانی کی مگر تم میں سے تھوڑے سے لوگوں نے، اور تم اعراض کرنے والے ہو

بَلٰی : (کیوں نہیں) نفی کے بعد اثبات کے لیے ہے وہ نفی یہ ہے لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ۔ یعنی کیوں نہیں تمہیں آگ ہمیشہ کے لیے چھوئے گی۔ اس کی دلیل یہ ارشادِ الٰہی ہے هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مَنْ كَسَبَ سَیِّئَةً : (جس نے برائی کی) سیئۃ سے مراد شرک ہے۔

## تفسیر با بن عباس رضی اللہ عنہما :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ کی یہی تفسیر ہے۔

وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ : (اور گھیر لیا اس کو اس کے گناہوں نے) یعنی اس پر نجات کے راستے بند ہو گئے اس طرح کہ اس کی موت اس پر واقع ہوئی۔ پھر اگر ایمان کی حالت میں موت آئی تو سب سے بڑی طاعت یعنی ایمان اس کے پاس ہے اس لیے گناہ اس کا احاطہ کر ہی نہیں سکتا۔

## ردِ خوارج:

گویا یہ نص اس کو شامل ہی نہیں۔ اس تعبیر سے معتزلہ اور خوارج کا اعتراض باطل ہو جاتا ہے احاطہ کی تفسیر ایک یہ بھی ہے کہ گناہ اس پر حاوی ہو گئے اور مسلط ہو گئے جیسا کہ دشمن حاوی ہو جاتا ہے اور اس نے توبہ کر کے ان سے چھٹکارہ حاصل نہیں کیا۔

قراءت: مدنی رحمہ اللہ نے خطیّاتہٗ، یا سے پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ : (وہ آگ والے ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے)

## تَفْسِیْر آیت ۸۲:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ : (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے)

## تَفْسِیْر آیت ۸۳:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ :(اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پکا وعدہ لیا)

مِیْثَاق۔ انتہائی پختہ وموکد عہد کو کہتے ہیں۔

## خبر بصورتِ نہی:

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ : (تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا) یہ نہی کے انداز میں خبر ہے جیسا تم کہو۔تذهب الٰی فلان تقول لهٗ كذا سے مقصود حکم دینا ہے کہ فلاں کے پاس جا اور اس کو اس طرح کہہ۔ یہ صراحۃً امر ونہی سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ یہ اس طرح ہے گویا کہ بات ماننے اور انتہاء تک پہنچنے میں جلدی کی گئی اور وہ اس کے متعلق خبر دے رہا ہے۔اور اس معنی کی معاونت حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کی قراءت لا تعبدوا اور ان کا قول وقولوا کر رہا ہے یہاں قول مضمر ہے۔

قراءت: مکی وحمزہ،علی نے لا یعبدون پڑھا۔کیونکہ بنی اسرائیل اسم ظاہر ہے۔اور تمام اسماءِ ظاہرہ غیب ہیں۔اب معنی یہ ہے کہ وہ عبادت نہ کریں مگر اللہ کی جب اَنْ حذف ہوا تو آخر میں رفع آ گیا۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا : (اور والدین کے ساتھ احسان کرنا) یعنی تم احسان کرو۔ یہ امر مقدر مانا تا کہ امر پر عطف صحیح ہو جائے۔اور وہ قولوا ہے۔

وَّذِی الْقُرْبٰى : (اور رشتہ داروں کے) رشتہ داری۔

## یتیم کا معنی:

وَالْيَتٰمٰى : (اور یتیموں) جمع یتیم جس کا باپ بلوغت سے قبل یا بلوغت تک فوت ہو جائے اس لیے کہ آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے: لا يُتْمَ بعد البلوغ۔ بلوغت کے بعد یتیمی نہیں (ابوداؤد)

وَالْمَسٰكِيْنِ : (اور مساکین کے ساتھ) جمع مسکین۔وہ جس کو حاجت نے ٹھہرا دیا ہو۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا : (اور تم کہو لوگوں کو اچھی بات) قول حسن اچھی بات جو فی نفسہٖ خوبی والی ہو۔

قراءت: حمزہ،علی نے حَسَنًا پڑھا ہے۔

وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ : (اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو پھر تم نے منہ موڑا) میثاق سے پھر گئے اور اس کا انکار کر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ

اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ تم آپس میں خونریزی نہ کرو گے اور ایک دوسرے کو اپنے گھروں سے

دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ

نہ نکالو گے پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم اس کی گواہی بھی دیتے ہو، پھر تم وہ لوگ ہو جو قتل کرتے ہو اپنی جانوں کو

وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ز تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط

اور نکالتے ہو اپنوں میں سے ایک جماعت کو ان کے گھروں سے، ان کے مقابلہ میں مدد کرتے ہو گناہ اور زیادتی کے ساتھ،

وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط اَفَتُؤْمِنُوْنَ

اور اگر وہ آجائیں تمہارے پاس قیدی ہونے کی حالت میں تو تم ان کی جان کا بدلہ دیکر چھڑا لیتے ہو حالانکہ ان کا نکالنا تم پر حرام تھا۔ کیا تم کتاب کے بعض حصہ پر ایمان

بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ

لاتے ہو اور بعض کے منکر ہوتے ہو۔ سو کیا جزا ہے اس کی جو تم میں سے ایسا کام کرے سوائے اس کے کہ دنیاوی زندگی میں

فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ

رسوا ہو، اور قیامت کے دن سخت ترین عذاب میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾

غافل نہیں ہے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ : (مگر تھوڑے تم میں سے) یہ کہا گیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ان میں سے ایمان لے آئے

وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ : (اور تم اعراض کرنے والے تھے) تم ایسی قوم ہو کہ تمہاری عادت اعراض کرنا اور وعدوں سے پھرنا ہے۔

## قتل واخراج نفس کی تفسیر:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ : (جب ہم نے تم سے پختہ وعدہ لیا کہ تم ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ نکالنا ایک دوسرے کو ان کے گھروں سے)

تفسیر نمبر۱: یعنی تم ایک دوسرے کے ساتھ ایسا نہ کرو۔ دوسرے آدمی کو خود اس کا نفس قرار دیا۔ کیونکہ تمام اصل کے ایک ہونے کی



BestUrduBooks.wordpress.com

وجہ سے یا دین کے ایک ہونے کی وجہ سے متصل ہیں۔
تفسیر نمبر۲: جب اس نے دوسرے کو قتل کر دیا تو گویا اس نے اپنے آپ کو قتل کیا اس لیے کہ اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اور اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔
ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ : (پھر تم نے اقرار کیا) یعنی میثاق کے ذریعہ اقرار کیا اور اس کو اپنے اوپر لازم کرنے کا اعتراف کیا

## تفسیر شہادۃ:

وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ : (اور تم گواہ ہو) نمبرا۔ گواہ ہو تم اس پر۔ جیسا کہتے ہیں فلان مُقِرٌّ علی نفسه بكذا، شاهد عليها۔ جبکہ وہ اس کا پختہ وعدہ کرنے والا ہو۔
تفسیر نمبر۲: اور تم آج بھی گواہی دیتے ہو کہ تمہارے اسلاف نے اس میثاق کا اقرار کیا تھا۔
ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ : (پھر تم وہی ہو) یہ ان کی طرف قتل و جلاوطنی دشمنی میں حد سے نکلنے کی نسبت سے کہا گیا۔ کہ میثاق لیے جانے اور اقرار و شہادت کے بعد یہ بات تم سے بہت ہی بعید ہے۔
نحو: انتم ،مبتداء اور ھولاء بمعنی الذین ہے۔
تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ : (قتل کرتے ہو ایک دوسرے کو) یہ ھٰؤلاء کا صلہ ہے۔ اور یہ صلہ موصول مل کر خبر ہے
وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ : (اور نکالتے ہو ایک جماعت کو ان کے گھروں سے) اللہ تعالیٰ کے میثاق کا لحاظ و پاس کیے بغیر۔
تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ : (ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو ان کے مقابلے میں)
قراءت: کوفی کے ہاں تخفیف کے ساتھ ہے دیگر قراء تشدید سے پڑھتے ہیں۔ جنہوں نے تخفیف کی تو انہوں نے ایک تاء کو حذف کر دیا۔ پھر ایک قول میں وہ دوسری تاء ہے اس لیے کہ ثقل کا باعث وہی ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ پہلی تاء ہے جن قراء نے تشدید پڑھی۔ انہوں نے تائے دوم کو ظا سے بدل کر اس میں ادغام کر دیا۔
تفسیر: تم تعاون کرتے ہو۔
بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ : (گناہ اور دشمنی کے ساتھ) معصیت اور ظلم کے ساتھ۔
وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ : (اگر وہی لوگ تمہارے پاس قید ہو کر آئیں تو ان کا فدیہ دیتے ہو)
قراءت: نمبرا: ابوعمرو نے أسارى تَفْدوهم
نمبر۲: مکی وشامی قراء تُفَادُهم
نمبر۳: حمزہ اُساری تَفْدوهم
نمبر۴: علی اُساری تفادوهم
لغت میں فدی فادی کا ایک ہی معنی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نَحْو : اساریٰ جمع اسیر ہے اسی طرح اُسریٰ بھی جمع اسیر ہے یہ حال ہے۔

## ھو ضمیر کی وضاحت:

وَھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ : (حالانکہ وہ حرام ہے تم پر)
نمبر۱: یہ ضمیر شان ہے۔
نمبر۲: یہ ضمیر مبھم ہے جس کی تفسیر اخراجھم ہے۔
اِخْرَاجُھُمْ : (ان کا نکالنا)
اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ : (کیا مانتے ہو کتاب کی بعض باتیں) بعض کتاب سے مراد قیدیوں کا فدیہ ادا کرنا۔
وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ : (اور نہیں مانتے بعض باتیں) قتال اور جلاوطن کر کے۔

## چار قول:

سدی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے چار عہد لیے۔
نمبر۱: قتل نہ کرو۔ نمبر۲: جلاوطن نہ کرو۔ نمبر۳: برائی میں معاونت نہ کرو۔ نمبر۴: قیدیوں کا فدیہ دو۔
انہوں نے قیدیوں کے فدیہ والے حکم کے علاوہ باقی تمام حکم چھوڑ دیئے۔

## تفسیر آیت ۸۵:

فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ : (پس کچھ سزا نہیں اس کی جو تم میں سے ایسا کرے مگر رسوائی) خزی کا معنی رسوائی و ذلت ہے۔
فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ : (دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن ان کو سخت عذاب کی طرف لوٹایا جائے گا) نمبر۱: عذاب وہ جس میں نہ آرام ہو اور نہ خوشی۔
نمبر۲: دنیا کے عذاب سے سخت تر عذاب کی طرف ان کو لوٹایا جائے گا)
وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ : (اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں اس سے جو تم کر رہے ہو)
قراءت: نافع، ابوبکر، مکی نے تعملون کو یعملون پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۫ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت کے بدلہ مول لے لیا ، سو نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب

وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾

اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

## تفسیر آیت ۸۶:

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ :

(یہی لوگ ہیں جنہوں نے مول لے لی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے) یعنی انہوں نے اس کو آخرت پر ترجیح دی۔ جیسا کہ خریدار بعض اشیاء کو چنتا ہے۔

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ :

(پس ان سے کم نہ کیا جائے گا عذاب اور نہ ان کی مدد کی جائے گی) عذاب دور کرنے میں ان کی کوئی مدد نہ کرے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ز وَاٰتَيْنَا عِيْسَى

اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے بعد پے در پے رسول بھیجے، اور دیئے ہم نے عیسیٰ بن مریم

ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ

کو واضح دلائل، اور ان کی تائید کی ہم نے روح القدس کے ذریعہ، کیا جب کبھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لایا جو

بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ج فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ز وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾

تمہارے نفسوں کو گوارا نہ تھے تو تم نے تکبر کیا، سو ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کرتے رہے ہو۔

## تفسیر آیت ۸۷:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ : (اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی) الکتاب سے مراد تورات ہے جو اکٹھی اتاری گئی

وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ : (اور ان کے بعد پے در پے رسول بھیجے) عرب کہتے ہیں قفاہ جب کوئی گردن کے پیچھے سے آئے۔ جیسے ذنبہ یہ ذنب سے ہے۔ اور قفاہ بہ پیچھے چلنا چلانا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کے پیچھے بہت سے رسول بھیجے۔ اور وہ یوشع، اشمویل، شمعون، داؤد، سلیمان، شعیاء، وارمیاء، عزیر، حزقیل، الیاس، الیسع، یونس، زکریا، یحیٰی وغیرھم۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ : (اور عیسیٰ بن مریم کو کھلے معجزات دیئے) مریم کا معنی خادم ہے اس کا وزن علماءِ نحو کے ہاں مفعل ہے کیونکہ فعیلا کا وزن ثابت نہیں۔

## مراد بینات:

اَلْبَيِّنٰتِ : واضح معجزات مثلاً مردوں کو زندہ کرنا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو درست کرنا مغیبات کی خبریں دینا۔

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ : (اور قوت دی جبرائیل امین سے) القدس کا معنی طہارت ہے

## القدس کا معنی:

قراءت: اَلْقُدْس ابن کثیر مکی کے نزدیک جہاں بھی آئے گا دال کے سکون سے پڑھا جائے گا۔ روح القدس کا معنی پاکیزہ روح۔ جیسا کہتے ہیں حاتم الجود۔ سخی حاتم۔ عیسیٰ علیہ السلام کی اس سے تعریف بیان کی جاتی ہے۔

نمبر۱: ان کے ساتھ خصوصیت وقرب کی وجہ سے۔

نمبر۲: جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ کیونکہ وہ ایسی چیز آسمانوں سے لاتے ہیں جس میں دلوں کی زندگی ہے اور خصوصی تائید اس وقت فرمائی جب یہود نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور انہوں نے کہا کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں۔ بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے ان کو اللہ نے ملعون قرار دیدیا سو بہت کم ایمان لاتے ہیں

یا انجیل دے کر ان کی خصوصی تائید کی۔ جیسا کہ سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۵۲ روحًا من امرنا میں فرمایا یا اسم اعظم مراد ہے۔ جس سے وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى : (کیا جب کبھی لائے تمہارے پاس کوئی رسول وہ حکم جو نا پسند کرتے تھے) تھوٰی کا معنی پسند کرنا۔

اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ : (تمہارے نفس، تم نے تکبر کیا) تم نے اس کو قبول کرنے سے اپنے آپ کو بڑا قرار دیا

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ : (پس ایک جماعت کو جھٹلایا) جیسے عیسیٰؑ اور محمد ﷺ

وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ : (اور ایک جماعت کو قتل کیا) جیسے زکریا اور یحییٰ علیہما السلام۔

## ایک نکتہ:

فواصل کی موافقت کے لیے قتلتم کی بجائے تقتلون فرمایا۔ یا مراد یہ ہے کہ ان کی ایک جماعت کو قتل کرنے کے اب بھی درپے ہو۔ کیونکہ تم قتل محمد ﷺ کے لیے گردش کرتے ہو۔ اگر میں نے ان کی حفاظت نہ کی ہوتی۔ (تو تم قتل کر ڈالتے) اور اس لیے تم نے ان کو سحر کیا۔ اور ان کے لیے بکری کے گوشت کو زہر آلود کیا۔

تفسیر : اب مطلب یہ ہوا کہ اے بنی اسرائیل ہم نے تمہارے انبیاء کو دیا جو کچھ دیا۔ پس جب بھی تمہارے پاس ان میں سے کوئی رسول حق لے کر آیا۔ تو تم نے اس پر ایمان لانے سے تکبر کیا۔ فا اور جو اس سے متعلق تھا۔ ان کے درمیان ہمزہ توبیخ یا تعجب کے لئے لایا گیا۔ تا کہ ان کی حالت پر تعجب کا اظہار ہو۔

## غلف کی تفسیر:

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ : (اور کہا ہمارے دل غلافوں میں ہیں) غلف جمع اغلاف ہے وہ دل ایسے انداز سے پیدا کیے گئے ہیں کہ جن کو کئی پردوں نے ڈھانپ رکھا ہے۔ جو محمد ﷺ لے کر آئے۔ وہ ان تک نہیں پہنچتا ہے۔ اور نہ اس کو وہ سمجھتے ہیں یہ لفظ اغلف سے استعارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے اغلف بے ختنہ کو کہتے ہیں۔

بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ : (بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب) اللہ تعالیٰ نے تردید فرمائی کہ ان کے دل اس طرح نہیں بنے جس طرح وہ کہتے ہیں۔ بلکہ وہ تو فطرت پر پیدا کیے گئے۔ اور ان میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھی گئی۔ بے شک ان کو تو ان کے کفر و زیغ کی وجہ سے مسترد کیا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ

اور جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب پہنچی وہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس ہے اور حال یہ تھا کہ اس سے پہلے

يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ

وہ کافروں کے مقابلہ میں فتح یابی طلب کرتے تھے پس جب وہ چیز ان کے پاس آ گئی جس کو پہچان لیا تو اس کے منکر ہو گئے۔ سو اللہ کی لعنت ہے

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

کافروں پر، بری چیز ہے وہ جس کو اختیار کر کے اپنی جانوں کو خرید لیا یہ کہ کفر کریں اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے اتارا

بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى

حسد کرتے ہوئے اس بات پر کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نازل فرمائے، سو وہ لوگ غضب پر غضب کے

غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾

مستحق ہو گئے اور کافروں کے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

## قلیل کا مفہوم:

فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ : (بہت تھوڑے ہیں جو ایمان لاتے ہیں) نحو : قلیلا یہ مصدر محذوف کی صفت ہے یعنی ایمانا قلیلا یؤمنون۔ وہ تھوڑا ایمان لاتے ہیں۔ ما زائدہ ہے۔

نمبر۱: اور قلیل ایمان سے مراد کتاب کے بعض حصے پر ایمان ہے۔

نمبر۲: قلیل سے ان کے ایمان کی نفی مراد ہے۔

قراءت: غُلْفٌ یہ غُلُفٌ کی تخفیف ہے اور اس طرح بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ جمع غلاف ہے مطلب یہ ہوا کہ ہمارے دل علوم کے برتن ہیں۔ اس لیے ہم دوسروں کے علم سے بے نیاز ہیں۔

نمبر۲: اگر تمہارا لایا ہوا صحیح ہوتا تو اسے ہم قبول کر لیتے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ : (جب پہنچی ان کے پاس) هُمْ سے یہود مراد ہیں۔

كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ : (کتاب اللہ کی طرف سے) کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ : (جو تصدیق کرتی ہے اس چیز کی جو ان کے پاس ہے) معهم سے مراد ان کی کتاب جو اس کے مخالف نہیں۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ : (وہ اس سے پہلے) یعنی قرآن (سے پہلے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## معنی استفتاح:

یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا : (فتح مانگتے تھے کافروں پر) مشرکین سے لڑائی کے وقت اس طرح دعاء نصرت مانگتے تھے۔ اللّٰھم انصرنا بالنّبیّ المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد نعته فی التوراۃ۔ اے اللہ تو ہماری مدد فرما۔ اس آخر الزمان نبی کے مبعوث ہونے کی برکت سے جس کی تعریف تورات میں ہم پاتے ہیں اور وہ اپنے مشرک دشمنوں کو کہا کرتے تھے۔ اس نبی کا زمانہ قریب آنے لگا ہے۔ جس کی بعثت ہماری بات کی تصدیق بنے گی۔ ہم انکے ساتھ ہو کر تمہیں عاد، ثمود کی طرح قتل کریں گے۔

فَلَمَّا جَآءَ ھُمْ مَّا عَرَفُوْا : (پس جب وہ آ گئے جس کو انہوں نے پہچانا) جب وہ پیغمبران کے پاس آئے جن کو انہوں نے پہچانا۔

نحو : ما موصولہ ہے اور عرفوا اس کا صلہ ہے یہ جاء کا فاعل ہے۔

کَفَرُوْا بِهٖ : (تو ان کا انکار کر دیا) ضد اور حسد کی وجہ سے اور سرداری کی حرص میں انکار کر دیا۔

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ : (پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے کافروں پر) یعنی ان کافروں پر اللہ کی لعنت ہو۔

## اسم ظاہر کا نکتہ:

یہاں ضمیر کی بجائے اسم ظاہر لایا گیا۔ اس بات کو بتلانے کے لیے کہ کفر کی وجہ سے وہ لعنت کے مستحق بن چکے۔

الکافرین پر الف لام عہد کا ہے یا جنس کا ہے اور وہ لوگ اس میں سب سے پہلے داخل ہیں۔

پہلے لما کا جواب مضمر ہے، اور وہ اس طرح ہے کذبوا به ۔ یا

نمبر۲: انکروہ یا نمبر۳: کفروا پہلے دوسرے دونوں لما کا جواب ہے۔

اس لیے کہ دونوں کا مقتضی ایک ہے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ جب ان کے پاس وہ پیغمبر آ گئے جن کو انہوں نے پہچانا تو ان کو اوپرا قرار دے کر انکار کر دیا۔ یا ان کا انکار کر دیا۔

بِئْسَمَا : (بری ہے وہ چیز) نحو : ما نکرہ موصوفہ ہے اور بئس کے فاعل کی تفسیر کر رہا ہے۔

قراءت : ابو عمرو اس کو بِیْسَمَا غیر مہموز پڑھتے ہیں تمام باب میں۔ مطلب یہ ہے بہت بری ہے وہ چیز۔

اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ : (جس کے بدلے بیچا انہوں نے اپنی جانوں کو) یعنی فروخت کر دیا یہ بئس کا مخصوص بالذم ہے۔

اَنْ یَّکْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ : (کہ انکار کرنے لگے اس کلام کا جو اللہ تعالیٰ نے اتارا) انزل اللہ سے مراد قرآن مجید ہے۔

بَغْیًا : (ضد کی وجہ سے) یہ مفعول ہے یعنی حسد اور اس چیز کی طلب میں جو انکے مناسب نہیں۔ یہ اشتروا کی علت ہے بیچنے کا سبب تھا۔

## ان کا معنی:

اَنْ یُّنَزِّلَ اللّٰهُ : (کہ اتارا اللہ نے) نمبر۱: لام کے معنی ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا یا علٰی کے معنی میں اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا۔ انہوں نے حسد کیا اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ يَكْفُرُوْنَ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس پر ایمان لاؤ جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں جو اتارا گیا ہم پر، اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے

بِمَا وَرَآءَهٗ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ

وہ اس کے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے اس کی تصدیق کرنے والا جو ان کے پاس ہے، آپ فرما دیجئے سو تم کیوں اللہ کے نبیوں کو اس سے پہلے قتل

مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

کرتے رہے ہو اگر تم مومن ہو، اور بلاشبہ موسیٰ تمہارے پاس کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے پھر تم نے ان کے بعد بچھڑے کو

الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾

معبود بنا لیا، حالانکہ تم ظالم تھے۔

قراءت: يُنْزِلَ مکی و بصری تخفیف سے پڑھتے ہیں۔

مِنْ فَضْلِهٖ : (اپنے فضل سے) فضل سے مراد وحی ہے

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ : (اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے) من عبادہٖ سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

## پے در پے غضب:

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ : (پس کمایا انہوں نے غصہ پر غصہ) پس وہ دہرے غضب کے حق دار بن گئے اس لیے کہ انہوں نے ایک برحق پیغمبر کا انکار کر دیا۔ اور اس کے خلاف سرکشی کی۔ یا انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد محمد ﷺ کا انکار کیا۔ یا اس قول کے بعد عزیر اللہ کا بیٹا ہے جو سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳۰ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ اور اس قول کے بعد جو آیت نمبر ۶۴ سورۃ المآئدہ میں ہے يد الله مغلولة۔ کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ وغیرہ اقوال کے بعد وہ پے در پے غضب کے مستحق ہوئے۔

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ : (اور کافروں کے لیے ذلت والا عذاب ہے) مھین کا معنی ذلت آمیز۔

## تفسیر آیت ۸۱:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ : (جب ان سے کہا جاتا ہے) یعنی ان یہود کو۔

اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ : (تم ایمان لے آؤ اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اتارا) نمبر۱: اس سے مراد قرآن مجید ہے نمبر۲: ماانزل اللّٰہ سے مراد جو بھی اللہ تعالیٰ نے اتارا۔ اس طرح ہر کتاب کو شامل ہے۔

قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا : (وہ کہتے ہیں ہم تو ایمان لائیں گے اسی پر جو اتارا ہم پر) یعنی تورات



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ : (اور وہ کفر کرتے ہیں اس کے ساتھ جو اس کے بعد ہے) یعنی وہ کہتے تو یہ ہیں کہ ہم تورات پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ تورات کے بعد اترنے والی کتاب کا انکار کرتے ہیں۔

## مقولہ یہود کا رد:

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ : (حالانکہ وہ برحق ہے تصدیق کرنے والا ہے اس کی جو ان کے پاس ہے) اس تورات کے مخالف نہیں۔ اس میں ان کے اسی مقولہ (کہ ہم اس تورات پر ایمان رکھتے ہیں) کی تردید ہے اس لیے کہ جب انہوں نے اس وحی کا انکار کر دیا جو تورات کے موافق ہے تو گویا انہوں نے تورات کا انکار کر دیا۔ خواہ زبان سے ایسا نہیں کہا۔

نحو : مصدقًا یہ حال ہے جو تاکید کے لیے لایا گیا۔

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ : (کہہ دیں پس تم کیوں قتل کرتے رہے اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو) یعنی تم نے کیوں (ان کو) قتل کیا۔ آیت میں یہ واقعہ ماضی کا ہے۔ اور مضارع اس کی جگہ لائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس پر دلالت کرتا ہے۔

مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ : (اس سے پہلے اگر تم مؤمن ہو) قبل سے مراد حضرت محمد ﷺ سے پہلے اس میں ان پر اعتراض کیا گیا۔ کہ تورات پر ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہو اور ادھر انبیاء علیہم السلام کو قتل بھی کرتے ہو حالانکہ تورات تو قتل انبیاء علیہم السلام کی گنجائش نہیں دیتی۔ کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایک دن میں تین سو انبیاء علیہم السلام کو بیت المقدس میں قتل کیا۔

۹۱: وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ : (تحقیق آ چکے تمہارے پاس موسیٰ علیہ السلام دلائل کے ساتھ) بینات سے نو آیات مراد ہیں۔

قراءت: دال کو جیم میں ہمیشہ ادغام کر دیا جاتا ہے۔ جہاں بھی آئے یہ ابو عمرو، حمزہ اور علی کا قول ہے لقد جاء میں اسی طرح ہے۔

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ : (پھر تم نے بنا لیا بچھڑا) یعنی معبود

مِنْۢ بَعْدِهٖ : (ان کے بعد) موسیٰ علیہ السلام کے طور کی طرف جانے کے بعد

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ : (اور تم ظالم تھے) نحو : یہ حال ہے یعنی تم نے بچھڑے کی عبادت کی اس حال میں کہ تم عبادت کو اس کے مقام سے ہٹانے والے تھے۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے یعنی تم ایسی قوم ہو کہ تمہاری عادت ظلم کرنا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ط خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ط

اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا اور بلند کر دیا تمہارے اوپر طور کو، لے لو جو کچھ ہم نے تم کو دیا قوت کے ساتھ اور سن لو،

قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ق وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ط قُلْ

وہ کہنے لگے ہم نے سن لیا اور مانیں گے نہیں۔ اور پلا دیا گیا ان کے دلوں میں بچھڑا ان کے کفر کے سبب، آپ فرما دیجئے

بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

کہ بری ہیں یہ باتیں جن کا تمہیں حکم دیتا ہے تمہارا ایمان اگر تم مومن ہو۔

۹۳: وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ : (اور جب لیا ہم نے تم سے پختہ وعدہ اور تمہارے اوپر طور کو اٹھایا۔ پکڑو جو کچھ دیا ہم نے تم کو مضبوطی کے ساتھ ) طور کے اٹھانے کا دوبارہ تذکرہ کیا۔ اس میں یہ اضافہ بھی ملا دیا۔ جو پہلے مقام کے تذکرے میں موجود نہیں۔

وَّاسْمَعُوْا : (اور سنو) جو حکم تمہیں تورات میں ملا۔

قَالُوْا سَمِعْنَا : (انہوں نے کہا ہم نے سنا) تمہارا قول۔

وَعَصَيْنَا : (اور نافرمانی کی ہم نے ) تیرے حکم کی

## صورتِ مطابقت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان کے جواب کے ساتھ اس طرح مطابقت رکھتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا۔ اسمعوا۔ تم سنو۔ اور تمہارا سننا قبولیت اور اطاعت والا ہونا چاہیے۔ انہوں نے جواب میں کہا ہم نے سنا لیکن اطاعت والا سننا نہیں۔

## بچھڑے کی محبت کا رچنا:

وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ : (رچ گیا انکے دلوں میں بچھڑا) یعنی اسکی محبت ان کے دلوں میں داخل ہوگئی اور اس کی عبادت کی حرص ان میں رچ بس گئی۔ جیسا کہ کپڑے پر رنگ چڑھتا ہے۔ اور فی قلوبھم میں پائے جانے کی جگہ کا ذکر ہے۔ اور مضاف جو کہ محبت ہے وہ محذوف ہے ای اشرب حب العجل فی قلوبھم۔ بچھڑے کی محبت ان کے دلوں میں رچ بس گئی۔

بِكُفْرِهِمْ : (ان کے کفر کی وجہ سے ) ان کے کفر کے سبب اور اعتقاد تشبیہ کے سبب۔

## اضافت تھکم:

قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ : ( کہہ دیں بہت بری بات سکھا" ہے تم کو تمہارا ایمان ) یعنی تورات کے متعلق یہ بہت برا ہے۔ اس لیے کہ توراۃ میں گاؤ سالہ پرستی نہیں ہے۔ امر کی اضافت ان کے ایمان کی طرف یہ تھکم کے لیے ہے اسی طرح ایمان



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ

آپ فرما دیجئے اگر آخرت والا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے ہی لئے ہے دوسروں کے لئے نہیں

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۹۴ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ

تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو اور وہ ہرگز کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے بوجہ ان اعمال کے جو انہوں نے آگے

اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۹۵ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى

بھیجے ہیں۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے اور یہ واقعی بات ہے کہ تم ان کو زندہ رہنے پر سب لوگوں سے زیادہ حریص

حَيٰوةٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ

پاؤ گے اور ان لوگوں سے بھی زیادہ جنہوں نے شرک کیا، ان کا ایک ایک فرد یہ آرزو رکھتا ہے کہ اس کو ہزار سال کی عمر دے دی جائے، اور حال یہ ہے

بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۹۶

کہ اسے یہ چیز عذاب سے بچانے والی نہیں ہے کہ اس کی عمر زیادہ ہو جائے اور اللہ دیکھنے والا ہے ان کاموں کو جن کو وہ کرتے ہیں

معانقۃ

ع ۱۱

کی اضافت بھی ان کی طرف اسی لیے ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ: (اگر تم سچے مؤمن ہو) ان کے ایمان میں تشکیک کا اظہار اور ان کے دعویٰ کی صحت کا انکار و مذمت ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ: (کہہ دیں اگر تمہارے لیے آخرت کا گھر ہے) دار آخرت سے مراد جنت ہے۔

عِنْدَ اللّٰهِ: (اللہ تعالیٰ کے ہاں) نحو: یہ ظرف ہے اور لکم کان کی خبر ہے۔

خَالِصَةً: (خالص) یہ الدار الاخرۃ سے حال ہے۔ مطلب یہ ہے مکمل تمہارے لیے ہے۔

اور تمہارے سوا اور کسی کا اس میں حق نہیں۔ یعنی اگر تمہارے قول لن ید خل الجنۃ الا من کان ھودا سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۱۱ (کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی داخل نہ ہوگا) صحیح ہے۔

مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ: (لوگوں کی بجائے) الناس میں الف لام جنس کا ہے۔

## مشتاقانِ موت:

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ: (تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو) اس بات میں جو تم کہتے ہو کیونکہ جس کو یقین ہو کہ وہ اہل جنت میں سے ہے تو وہ اس کے لیے مشتاق ہوگا۔ ایسے گھر سے چھٹکارہ پانے کے لیے جو مصائب سے پر ہے جیسا کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں منقول ہے کہ ان میں سے ہر ایک موت کو پسند کرتا اور اس کا شوق مند تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا : (وہ ہرگز تمنا نہ کریں گے) ابدًا کو ظرفیت کی وجہ سے نصب دیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ ہرگز (موت کی) تمنا نہ کریں گے۔ جب تک وہ زندہ ہیں۔

بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ : (بسبب اس کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا) یعنی جو انہوں نے محمد ﷺ کے ساتھ گذشتہ زمانہ میں کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تحریف وغیرہ کی۔ یہ معجزات نبوت میں سے ہے کہ گذشتہ زمانے کی خبر بتلائی۔ اور جیسا آپ نے خبر دی۔ یہ اسی طرح واقع ہوا۔ جیسا کہ ولن تفعلوا۔ البقرہ آیت نمبر ۲۴ میں (مستقبل میں نہ کر سکنے کی پیش گوئی ہے) اگر یہود موت کی تمنا کرتے۔ تو ضرور قرآن مجید نقل کر دیتا جس طرح دیگر حوادث نقل کیے۔

## تہدید کفار:

وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ : (اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو جاننے والے ہیں) میں ان کو تہدید کی گئی (دھمکی دی گئی ہے)

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ : (اور تم ضرور پاؤ گے ان لوگوں کو سب سے زیادہ حریص)

نحو: ھم اور احرص الناس۔ یہ دونوں وجد کے مفعول ہیں۔

عَلٰی حَیٰوةٍ : (زندگی پر) حیات کی تنوین تنکیر پر دلالت کرتی ہے اور مراد مخصوص قسم کی زندگی ہے اور وہ مہلت والی زندگی ہے اسی وجہ سے تنوین والی قراءت زیادہ بہتر ہے۔ (علی الحیاۃ) الف لام والی قراءت سے۔ جو حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے۔

وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا : (اور ان لوگوں سے بھی زیادہ جو مشرک ہیں) یہ معنی پر محمول ہے کیونکہ احرص الناس کا معنی احرص من الناس۔ لوگوں میں زیادہ حریص۔

## الگ تذکرہ کی وجہ:

**سوال**: مشرک جب الناس میں داخل ہیں تو ان کا الگ تذکرہ کیوں کیا؟

**جواب**: مشرکین کی حرص سب سے زیادہ ہے جیسا کہ الملائکہ کہیں تو تمام فرشتے داخل ہیں۔ مگر جبرائیل و میکائیل کو خصوصاً ذکر کر دیا جاتا ہے۔ ان کی خصوصیت کی وجہ سے اسی طرح یہ حرص میں نمبر اول ہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ یہ یہود مشرکوں سے بھی زیادہ حریص ہیں۔ سابقہ کلام کی دلالت کی وجہ سے۔

''احرص'' کو حذف کر دیا۔ اس میں یہود کو سخت ڈانٹ پلائی گئی اس لیے کہ مشرکوں کو تو آخرت پر بھی ایمان نہیں اور وہ فقط دنیا ہی کی زندگی جانتے ہیں۔ اگر وہ دنیا کے بارے میں حرص کریں تو بعید نہیں۔ کیونکہ یہی ان کی جنت ہے۔ پس اگر کوئی اہل کتاب ہوتے ہوئے زیادہ حرص کرے۔ جبکہ اس کو جزاء وسزا کا اقرار بھی ہے۔ تو وہ عظیم توبیخ کا مستحق ہے۔ مشرکین سے ان کی حرص بڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں۔ کہ وہ آگ میں جائیں گے۔ کیونکہ ان کو اپنی حالت معلوم ہے (جس کی سزا جہنم ہی ہے) اور مشرکین کو اس کے متعلق کچھ بھی علم نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## شدتِ حرص:

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ :(ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کاش اسے عمر دی جائے ایک ہزار برس) جملہ مستانفہ لاکران کی شدت حرص ذکر کی۔ دوسرا قول یہ ہے۔ اَلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا سے مجوس مراد ہیں کیونکہ وہ اپنے بادشاہوں کے بارے میں کہا کرتے تھے۔عش الف نیروز۔!تو جیئے ہزار سال۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ عجمیوں کا قول ہے۔ہزار سال جیو۔

تیسرا قول: وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا۔یہ ابتدائی کلام ہے یعنی ومنهم ناس یود احد هم اوران میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک چاہتا ہے گویا موصوف محذوف ہے،اس صورت میں والذین اشرکوا سے مراد یہود ہونگے۔کیونکہ انہوں نے کہا۔عزیر ابن اللہ کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ :(حالانکہ اس قدر جینا ان کو عذاب سے نجات دینے والا نہیں)

## ضمیر کا مرجع:

نحو نمبر ا:ہٖ کی ضمیر احدھم کی طرف لوٹتی ہے اوران یعمر یہ بمزحزحہٖ کا فاعل ہے۔

اَنْ يُّعَمَّرَ :(یہ کہ اس کو عمر دی جائے) یہ بمزحزحہٖ کا فاعل ہے۔مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کو اس کی عمر آگ سے بچالے۔

نمبر۲:ھو ضمیر مبہم اوران یعمر اس کی توضیح۔مطلب یہ ہوا وہ عمر دیا جانا ان میں سے کسی کو بھی آگ سے نہ بچا سکے گا۔

الزحزحة : دور ہونا۔ایک جانب ہونا۔کتاب جامع العلوم وغیرہ میں لکھا ہے کہ لو یعمّر کا معنی اَنْ یعمّر ہے۔یعنی عمر دیا جانا۔ یہاں لَو۔اَن کا قائم مقام ہے۔اور اَنْ فعل کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے اور یہ یودّ کا مفعول ہے ای یود احدھم تعمیر الف سنة۔ان میں سے ہر ایک ایک ہزار سال کی عمر چاہتا ہے۔

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ :(اور اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں جو وہ کرتے ہیں) یعنی ان کفار کا عمل (جانتا ہے) پس وہ اس پر ان کو سزا دے گا۔

قراءت:یعقوب رحمہ اللہ نے تعملون پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا

آپ فرما دیجئے کہ جو شخص دشمن ہو جبریل کا سو اس نے اتارا ہے قرآن تمہارے قلب پر اللہ کے حکم سے جو تصدیق کرنیوالا ہے اس کتاب کی جو

بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ

اس سے پہلے ہے اور ہدایت ہے اور بشارت ہے ایمان والوں کے لئے۔ جو شخص دشمن ہو اللہ کا اس کے فرشتوں کا

وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾

اور اس کے پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا تو بے شک اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

## تفسیر آیت ۹۷:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ : (اے محمد ﷺ آپ کہہ دیں جو کوئی دشمن ہو جبرائیل کا)

قراءت۔ نمبرا: مکی نے جَبْرِيْلَ بغیر ہمزہ پڑھا۔

نمبر۲: حفص کے علاوہ باقی کوفی قراء نے جبرائیل۔ اشباع ہمزہ سے پڑھا۔

نمبر۳: بقیہ تمام قراء نے، جِبْرِيْل۔ بلا ہمزہ پڑھا

نحو: جبریل۔ معرفہ وعجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ اس کا معنی عبداللہ ہے۔ کیونکہ سریانی میں جبر۔ عبد کو کہتے ہیں۔ اور ایل اللہ کا نام ہے۔

## حجت باز یہودی:

روایت میں ہے کہ ابن صوریا یہودی عالم نے نبی اکرم ﷺ سے حجت بازی کی۔ اور آپ سے سوال کیا۔ کہ آپ پر کون وحی لاتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جبریل۔ ابن صوریا نے کہا وہ تو ہمارا دشمن ہے۔ اگر اور کوئی فرشتہ ہوتا تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آتے۔ اس نے بارہا ہم سے دشمنی کی۔ ان میں سب سے شدید تر یہ تھی۔ کہ ہمارے پیغمبر پر یہ حکم اتارا۔ عنقریب بیت المقدس کو بخت نصر تباہ کر دے گا۔ پس ہم نے اس کو قتل کرنے کے لیے ایک آدمی بھیجا۔ اس نے بخت نصر کو بابل میں ایک مسکین لڑکے کی صورت میں پایا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے اس کا دفاع کر کے قاتل سے بچالیا۔ اور کہا جبرائیل علیہ السلام نے۔ اگر تمہارے رب نے اس کو تمہارے ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے تو تمہیں اس پر غلبہ نہ دیں گے۔ اور اگر اس کے ہلاک کا حکم نہیں دیا۔ تو پھر کس گناہ کی وجہ سے اسے تم قتل کرتے ہو۔ (الواحدی فی اسباب النزول)

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ : (اس نے تو اتارا ہے یہ کلام) پس جبرائیل علیہ السلام نے قرآن اتارا۔

اصول: ایسا اضمار جس کا پہلے تذکرہ نہ ہو۔ اس کو کثرت شہرت کی وجہ سے بطور عظمت شان کے ضمیر کی صورت میں لاتے ہیں۔ گویا وہ اپنی ذات پر خود دلالت کرتا ہے۔ اور اس لیے اس کے صریح نام کی بجائے اس کی کسی صفت کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## خصوصیتِ قلب کی وجہ:

عَلٰی قَلْبِكَ : (آپ کے دل پر) یعنی آپ کو یاد کرایا۔ اور دل کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ حفظ کا مقام ہے جیسے سورۃ شعراء آیت نمبر ۱۹۳،۱۹۴ میں فرمایا۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ۔ علی قلبك کلام کا تقاضا یہ تھا کہ علیٰ قلبی کہا جاتا۔ مگر کلام اللہ کی حکایت کے طور جس طرح آپ سے کلام کیا گیا تھا۔ اسی طرح ذکر کر دیا گیا۔ (یہ قرآن کے کلام اللہ ہونے کی ایک دلیل ہے)

## جواب شرط بنائیں:

نمبر۱: اس طرح بھی درست ہے کہ فانّهٗ نزّله کو شرط کی جزا بنائیں۔ تقدیر عبارت اس طرح ہو۔

ان عادی جبریل احدٌ من اهل الکتب فلا وجه لمعاداته حیث نزّل کتابا مصدقًا للکتب بین یدیه فلو انصفوا لاحبوه واشکروا له صنیعه فی انزاله ما ینفعهم ویصَحّح المنزل علیهم اگر کوئی اہل کتاب میں سے جبرائیل سے دشمنی کرتا ہے تو اس کی دشمنی کی کوئی وجہ نہیں۔ اس لیے کہ اس نے ایک ایسی کتاب اتاری ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اگر ان میں انصاف ہوتا تو وہ اس سے محبت کرتے اور اس کے شکر گذار ہوتے۔ ان کے اس احسان پر کہ اس نے ان کیلئے فائدہ مند کتاب اتاری۔ اور انکی کتاب منزل (جس کی انہوں نے تحریف کر دی) کی وہ تصحیح کرنے والی ہے۔

نمبر۲: جواب شرط کو محذوف مان کر تقدیر عبارت اس طرح ہو۔ من کان عدو الجبریل فلیمت غیضًا فانه نزل الوحی علی قلبك۔ جو جبرائیلؑ کا دشمن ہے پس اسے غصے سے ڈوب مرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اس نے آپ کے دل پر وحی کو اتارا ہے۔

بِاِذْنِ اللّٰهِ : (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) یہاں اذن کا معنی حکم ہے۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَهُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ : (جو تصدیق کرتا ہے اس کلام کی جو اس سے پہلے ہے اور ہدایت و خوش خبری ہے ایمان والوں کے لیے) اس میں یہود کے اس قول کی تردید ہے کہ جبرائیل تو سختی اور لڑائی لے کر آتا ہے۔ تو ان کو جوابًا کہا گیا۔ کہ وہ تو ہدایت و بشارت بھی لاتا ہے۔

نحو : باذن الله۔ نزل کی ضمیر فاعلی سے حال ہے یعنی اس حال میں کہ اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ مصدقًا یہ نزله کی ہٗ ضمیر سے حال ہے۔ اسی طرح هدی و بشری بھی اسی ضمیر سے احوال ہیں۔ یعنی ہادی اور مبشر۔

## فرقہ شیعہ باطنیہ کا ہذیان:

قرآن مجید رسول اللہ ﷺ پر ان حروف میں نہیں اترا جن میں ہم پڑھتے ہیں بلکہ یہ الہام کے طور پر آپ کے دل پر اترا۔ آپ نے عربی الفاظ میں اس کو تعبیر کر دیا۔ ان حروف سے جن میں ہم پڑھتے ہیں۔ پس قرآن وہ باطنی معنی ہے یہ الفاظ قرآن نہیں اس کی دلیل نزله علی قلبك ہے۔

**جواب**: مگر ہم کہتے ہیں کہ یہ بات ان کی باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے نظم عجیب کو معجزہ بنایا۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۳ میں فرمایا۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔ اور سورۃ یوسف آیت نمبر ۲ میں فرمایا۔ قرانا عربیًا (اور ظاہر ہے کہ سورۃ اور عربی زبان دونوں مجموعہ الفاظ سے بننے والی چیزیں ہیں محض معنی کو عربی نہیں کہا جاتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۚ وَمَا یَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے آپ کی طرف واضح دلیلیں نازل کی ہیں ۔ اور ان کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جو حکم عدولی کرنے والے ہیں۔ کیا جب کبھی بھی انہوں نے کوئی عہد کیا

عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

اس عہد کو ان میں سے ایک جماعت نے پھینک دیا بلکہ ان میں سے اکثر ایمان نہیں لائیں گے۔

۹۸: مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِیْلَ وَمِیْكٰىلَ : (جو دشمن ہے اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں اور رسولوں کا اور جبرائیل اور میکائیل کا۔)

**وجوہ قراءت:**

نمبر ۱: بصری اور حفص نے مِیکال۔ نمبر ۲: مدنی نے میکائل اختلاس ہمزہ کے ساتھ۔

نمبر ۳: بقیہ قراء نے میکائیل ہمزہ اور مدمشبعہ کو کسرہ دے کر۔

وجہ تخصیص: خصوصاً دو فرشتوں کو افضل ہونے کی وجہ سے نام کے ساتھ ذکر کر دیا۔ گویا کہ وہ اور جنس سے ہیں۔ اس لیے کہ وصف میں تغایر یہ ذات کے تغایر کے قائم مقام شمار ہوتا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ : (بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے) یہاں ضمیر کی بجائے اسم ظاہر ذکر کیا گیا۔ تاکہ ظاہر کر دیا جائے کہ ان سے عداوت کی وجہ انکا کفر ہے اور فرشتوں کی عداوت بھی انبیاء علیہم السلام کی عداوت کی طرح کفر ہے۔ جو ان سے دشمنی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی کرتا ہے

تفسیر آیت: ۹۹: وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ وَمَا یَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ : (یقیناً ہم نے اتار دیں آپ کی طرف کھلی نشانیاں اور نہیں انکار کرتے مگر نافرمان) فاسق سے مراد کفر میں آگے بڑھنے والے۔ الف لام جنس کا ہے بہتر یہ ہے کہ اس سے اہل کتاب کی طرف اشارہ مراد لیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابن صوریا نے آپ کو کہا ہمارے پاس آپ کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس کو ہم پہچانتے ہوں۔ اور آپ پر کوئی نشانی نہیں اتری۔ جس کی وجہ سے ہم آپ کی اتباع کریں۔ پس یہ آیت اتری۔ (طبری فی تفسیرہ)

۱۰۰: اَوَكُلَّمَا : (کیا جب کبھی) اَوَ اس میں واؤ محذوف پر عطف کے لیے آیا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ أکفروا بالآیات البینات و کلما۔ کیا انہوں نے واضح آیات کا انکار کیا اور جب بھی۔

عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ : (وہ کوئی عہد کرتے ہیں توڑ دیا) اس عہد کو نبذ کا معنی اس کو توڑ دیا۔ اور اس کا انکار کر دیا۔

فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ : (ایک گروہ نے ان میں سے) فرمایا کیونکہ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے نہیں توڑا۔

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ : (بلکہ اکثریت ان کی تو ایمان ہی نہیں رکھتی) یعنی تورات کے ساتھ۔ پس وہ دین میں کسی چیز پر نہیں اس لیے وعدہ توڑنے کو گناہ نہیں سمجھتے۔ اور نہ اس کی پرواہ کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ

اور جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول آیا جو تصدیق کرنے والا ہے اس کتاب کی جو ان کے پاس ہے تو جن کو کتاب دی گئی تھی

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾

ان میں سے ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں ہیں

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ

اور انہوں نے اس چیز کا اتباع کیا جسے سلیمان کے عہد حکومت میں شیاطین پڑھتے تھے۔ اور نہیں کفر کیا سلیمان نے لیکن

الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ

شیاطین نے کفر اختیار کیا۔ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ اور انہوں نے اس کا بھی اتباع کیا جو نازل ہوا دو فرشتوں پر بابل میں

هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ

یہ دو فرشتے ھاروت اور ماروت تھے اور یہ دونوں نہیں سکھاتے تھے کسی کو جب تک یوں نہ کہہ دیتے کہ ہمارا وجود ایک فتنہ ہے

فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا

لہٰذا تو کفر اختیار نہ کر، پس یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھ لیتے تھے جس کے ذریعہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کر دیتے تھے۔ اور وہ لوگ

هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ

اس کے ذریعہ کسی کو کچھ بھی کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے مگر اللہ کے حکم سے، اور وہ لوگ وہ چیز سیکھتے ہیں جو ان کو ضرر دینے والی ہے اور نفع دینے والی نہیں

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ

اور البتہ تحقیق انہوں نے یہ بات جان لی کہ جس نے اس کو خریدا ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بے شک وہ بری چیز ہے

مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ

جس کے ذریعہ انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ دیا۔ اگر وہ جانتے ہوتے اور اگر وہ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ کی

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٣﴾ ع ۱۲

طرف سے اس کا ثواب بہتر تھا اگر وہ جانتے ہوتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۰۱: وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ : (جب آیا ان کے پاس اللہ کا رسول) یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ : (جو ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والا ہے تو پھینک دیا ایک گروہ نے ان میں سے جن کو کتاب دی گئی)۔ الکتٰب سے مراد تورات۔ اوتوا الکتٰب سے مراد یہود ہیں۔

## کتٰب اللہ سے مراد:

کِتٰبَ اللّٰهِ : (اللہ تعالیٰ کی کتاب کو) **نمبرا**: کتاب اللہ سے مراد تورات۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کی وجہ سے جو کہ تورات کی تصدیق کرنے والے تھے۔ درحقیقت تورات کا انکار کرنے والے اور اس کو چھوڑنے والے شمار ہوتے تھے۔
**نمبر۲**: یا کتٰب اللہ سے مراد قرآن مجید ہے۔ اس کو چھوڑ دیا اس کے بعد کہ اس کا قبول کرنا ان پر لازم تھا۔

## اعراض کی تمثیل:

وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ : (پس پشت ڈال دیا) یہ ان کے چھوڑ دینے اور اعراض کرنے کی تمثیل ہے ان کے اعراض کو اس چیز سے تمثیل دی۔ جس کو بے پروائی اور بے توجہی کی وجہ سے اور اعراض کرنے سے پیٹھ پیچھے پھینک دیا جاتا ہے۔
کَاَنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ : (گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں) کہ وہ اللہ کی کتاب ہے۔
۱۰۲: وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ : (اور پیچھے پڑ گئے ان چیزوں کے جو پڑھتے تھے شیاطین) یعنی یہود نے کتاب اللہ کو پھینک دیا۔ اور سحر و منتر کی کتابوں کی اتباع کرنے لگے۔ جن کو وہ پڑھا کرتے تھے۔

## عہدِ سلیمانی میں شیاطین کی حرکات:

عَلٰی مُلْكِ سُلَیْمٰنَ : (سلطنت سلیمان علیہ السلام میں) سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں اور وہ اس طرح کہ شیاطین فرشتوں کی باتیں چوری چھپے سن لیتے پھر اس کے ساتھ اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر ملاتے۔ پھر وہ کاہنوں کے دلوں میں لا ڈالتے۔ کاہنوں نے ان کو کتابوں کی صورت میں مرتب کر لیا تھا۔ جس کو وہ خود پڑھتے اور لوگوں کو سکھاتے تھے۔ یہ چیزیں سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں پھیل گئیں۔ یہاں تک کہ وہ کہنے لگے جنات غیب جانتے ہیں اور یہ بھی کہا کرتے تھے۔ کہ یہ سلیمان علیہ السلام کا علم ہے اور سلیمان علیہ السلام کی سلطنت بھی اس علم سے مکمل ہوئی۔ اور اسی کے ذریعہ انہوں نے جنات کو تابع کیا اور انسانوں اور ہوا کو ماتحت بنایا ہے۔
وَمَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ : (اور نہیں کفر کیا سلیمان علیہ السلام نے) اس میں شیاطین کی تردید ہے اور سحر کے اعتقاد و عمل جس کا انہوں نے سلیمان علیہ السلام پر بہتان باندھا تھا اس کی تردید ہے
وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ : (لیکن شیاطین نے) وہی ہیں۔
کَفَرُوْا : (کفر کیا) یعنی سحر کو استعمال کر کے اور اس کو مدوّن کر کے۔
قراءت: ولکن الشیطین۔ لکن تخفیف کے ساتھ ہے اور حمزہ، شامی اور علی نے شیاطین کو رفع کے ساتھ پڑھا۔
یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ : (وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے)



BestUrduBooks.wordpress.com

نَحو : یہ جملہ حال کے مقام پر ہے یعنی انہوں نے کفر کیا اس حال میں کہ وہ لوگوں کو سحر سکھانے والے تھے۔اس حال میں کہ وہ اس سے ان کی گمراہی واغواء کا قصد کرنے والے تھے۔

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ : (اس کی اتباع کی جو اتارا گیا دو فرشتوں پر)

## عطف کہاں ہے؟

نمبر ۱: جمہور کہتے ہیں کہ مَا یہاں الذی کے معنی میں ہے۔اور السحر پر عطف کی وجہ سے منصوب ہے۔یعنی وہ ان کو تعلیم دیتے اس چیز کی جو دو فرشتوں پر اتاری گئی۔

نمبر ۲: اس کا عطف ماتتلوا پر ہے یعنی انہوں نے اتباع کی اس چیز کی جو دو فرشتوں پر اتاری گئی۔

بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ : (ہاروت ماروت پر بابل میں)۔ یہ دونوں ان کے نام ہیں۔

نَحو : یہ ملکین کا عطف بیان ہے: ان فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا۔وہ علم سحر تھا جو انسانوں کی آزمائش کیلئے اتارا گیا تھا۔جس نے ان سے سیکھ کر عمل کیا وہ کافر ہوگیا اگر اس میں کوئی ایسی بات ہو جس سے ایمان کی تردید ہوتی تھی۔

اور جس شخص نے اس سے پرہیز کیا یا اس کو سیکھا تا کہ اس سے بچے اور اس کے دھوکے سے محفوظ رہ سکے۔عمل کی خاطر نہیں سیکھا۔تو ایسا شخص مؤمن ہے۔

## شیخ ماتریدی کا قول:

شیخ ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سحر کے متعلق مطلقاً یہ کہہ دینا کہ یہ کفر ہے یہ غلط ہے۔بلکہ اس کی حقیقت کو جانچنا ضروری ہے۔اگر اس میں کسی شرط ایمان کی تردید ہوتی ہو۔تو یہ کفر ہے ورنہ نہیں۔وہ سحر جو کفر ہے اس کے قائل و عامل کو قتل کیا جائے گا۔

البتہ اگر عورت ہوگی تو اس کو قتل نہ کیا جائے گا۔اور جو قسم سحر کی کفر نہیں مگر اس سے نفس کو ہلاک کرنا لازم آتا ہے اس کا حکم ڈاکوؤں والا ہے۔

(اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ (الآیة) اس میں مؤنث و مذکر کا حکم ایک ہے اگر توبہ کر لیں تو توبہ قبول کی جائے گی۔جنہوں نے توبہ کے قبول نہ کرنے کا قول کیا ہے انہوں نے غلط کہا۔اس لیے کہ ساحرین فرعون کی توبہ قبول کر لی گئی۔

نمبر ۳: انزل کا معنی قذف فی قلوبهما مع النهی عن العمل۔ان کے دلوں میں سحر ڈالا اس پر عمل کی ممانعت سمیت۔

## من گھڑت حکایت کا رد:

نمبر ۴: یہ بھی کہا گیا کہ یہ دونوں فرشتے وہ تھے جن کا ملائکہ نے انتخاب کیا کہ ان میں شہوت پیدا کی جائے جب انہوں نے بنی آدم کو عار دلائی۔یہ دن کو زمین میں فیصلہ کرتے اور رات کو آسمانوں پر چڑھ جاتے۔دونوں نے زہرہ کی خواہش کی اس نے ان کو شراب پینے پر آمادہ کیا۔پھر اس کے ساتھ وہ زنا میں مبتلا ہو گئے۔ان کو ایک آدمی نے دیکھ لیا۔ان دونوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔پھر دونوں



BestUrduBooks.wordpress.com

نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کے عذاب کو ترجیح دی۔اور وہ دونوں بابل کے کنوئیں میں اوندھے لٹکے ہوئے ہیں۔یہ من گھڑت کہانی ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔معتبر مفسرین نے اس کی تردید کی ہے۔

وجہ تسمیہ: بابل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زبانیں اس میں وہاں مخلوط ہو جاتی تھیں۔

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ : (وہ فرشتے کسی کو نہیں سکھاتے تھے)

حَتّٰى يَقُوْلَاۤ (یہاں تک کہ وہ کہتے) یہاں تک کہ اس کو تنبیہ کرتے اور اس کو نصیحت کرتے اور اس کو کہہ دیتے۔

اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ : (بے شک ہم آزمائش ہیں) فتنہ کا معنی ابتلاء ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے

فَلَا تَكْفُرْ : (تو کفر نہ کر) یعنی اس کو سیکھ کر اور اس پر عمل کر کے اس انداز میں کہ جو کفر بن جائے۔

## نحوی حکایت:

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا : (پس وہ ان دونوں سے سیکھتے) نمبر ۱: فاء کا عطف یعلمون الناس السحر پر ہے۔یعنی وہ ان کو سکھاتے پس وہ جادو اور کفر ان سے سیکھتے۔جادو اور کفر سیکھنے پر کفرو ا اور یعلمون الناس السحر دلالت کرتے ہیں۔

نمبر ۲: فاء کا عطف مضمر پر ہے پس تقدیر عبارت یہ ہوگی۔فیاتون فیتعلمون۔پس وہ ان کے پاس آتے اور ان سے سیکھتے۔اور ضمیر اس کی طرف جاتی ہے جس پر من احدٍ دلالت کرتا ہے۔یعنی فیتعلم الناس من الملکین۔پس لوگ ان دونوں فرشتوں سے سیکھتے۔

مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ : (وہ باتیں جو جدائی ڈال دیں مرد و عورت کے درمیان) یعنی وہ علم سحر جو زوجین کے درمیان تفریق کا سبب بنتا۔اللہ تعالیٰ ابتلاء کے طور پر عورت میں نافرمانی اور مخالفت پیدا فرما دیتے

## اہلسنّت:

کے نزدیک سحر کی ایک حقیقت ہے اور معتزلہ کے ہاں یہ محض تخیل ہے اور ملمع سازی ہے۔

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ : (حالانکہ وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے) ہٖ سے مراد سحر ہے۔

مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ : (اس سے کسی کو بغیر حکم الٰہی کے) یعنی اللہ تعالیٰ کے علم و مشیت کے ساتھ۔

وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ : (اور وہ سیکھتے تھے جو ان کو نقصان نہ پہنچاوے اور نہ نفع) یعنی آخرت میں۔

مَسْئَلَۃٌ: اس میں بتلا دیا کہ سحر سے بچنا ضروری ہے جیسا وہ فلسفہ جو گمراہی کی طرف لے جائے۔اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمُوْا : (تحقیق وہ جان چکے) یعنی یہود۔

لَمَنِ اشْتَرٰهُ : (جس نے اس کو خریدا) کتاب اللہ کے بدلہ میں اس کو لیا جو شیاطین پڑھتے تھے۔

مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ : (اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں) خلاق کا معنی حصہ ہے۔

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ : (بہت بری چیز کے بدلے انہوں نے اپنے نفسوں کو بیچا) یعنی اپنے نفسوں کو بیچا۔

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ : (کاش وہ جان لیتے)



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

اے ایمان والو! تم لفظ رَاعِنَا نہ کہو اور لفظ اُنْظُرْنَا کہو اور سنو ! اور کافروں کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞ ۱۰۴

دردناک عذاب ہے۔

**سوال**: لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ سے علم کی نفی کی۔ اور ولقد علموا سے ان کے لیے علم کا اثبات وتاکید قسم کے ساتھ کیا۔

**جواب**: کاش لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کا معنی ہے وہ اپنے علم سے جان لیتے جب انہوں نے اپنے علم کو نہ جانا تو ان کو اس طرح قرار دیا گویا وہ جانتے ہی نہیں۔

## تفسیر آیت ۱۰۳:

۱۰۳: وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا : (اگر وہ ایمان لے آئے) امنوا سے مراد رسول اللہ ﷺ اور قرآن پر ایمان لانا ہے۔

وَاتَّقَوْا : (اور تقویٰ اختیار کرتے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تو کتاب اللہ کا پیٹھ پیچھے پھینکنا اور شیاطین کی کتابوں کی اتباع چھوڑ دیتے۔

لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ : (تو ضرور ثواب ہوتا اللہ تعالیٰ کے پاس سے بہتر اگر وہ جان لیتے) بے شک اللہ تعالیٰ کا ثواب بہت بہتر ہے ان غلط چیزوں سے جن میں وہ مبتلا تھے۔ اور وہ اس بات سے بخوبی واقف تھے۔ لیکن جب انہوں نے اپنے علم پر عمل ترک کیا۔ تو ان کو جاہل قرار دیا گیا۔

مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو بہتر بدلہ ملتا (اگر اپنے صحیح رخ پر قائم رہتے)

## کنایت ثواب:

**سوال**: لَوْ کے جواب میں جملہ فعلیہ کی بجائے اسمیہ لائے؟

**جواب**: کیونکہ اس میں ثواب کے ثابت کرنے اور پختہ کرنے کی زیادہ دلالت ہے۔

**سوال**: لمثوبۃ اللہ خیر نہیں کہا بلکہ لمثوبۃ من عند اللہ خیر کہا گیا۔

**جواب**: اس لیے کہ لمثوبۃ من عند اللہ خیر کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑا سا ثواب بھی ان کے لیے کافی تھا۔ لَو کو یہاں تمنی کے لیے بھی قرار دیا گیا۔ گویا انہیں یہ کہا گیا۔ کاش کہ وہ ایمان لاتے پھر نیا کلام شروع کر کے کہا لمثوبۃ من عند اللہ خیر۔

۱۰۴: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا : (اے ایمان والو! تم راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو) جب مسلمانوں کو آپ کوئی بات فرماتے تو مسلمان کہتے راعنا یا رسول اللہ۔ یعنی ہمارا خیال وانتظار فرمائیں۔ یہاں تک کہ ہم اس کو سمجھ کر یاد کر لیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور مشرکین یہ پسند نہیں کرتے کہ نازل کی جائے تمہارے اوپر تمہارے رب کی

خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ

طرف سے کوئی خیر۔ اور اللہ تعالیٰ مخصوص فرمائے اپنی رحمت سے جس کو چاہے اور اللہ تعالیٰ بڑے

الْعَظِيْمِ ۝۱۰۵

فضل والا ہے۔

## رَاعِنَا کی وجہ ممانعت:

اور ادھر یہود کے ہاں عبرانی یا سریانی زبان میں، راعینا'''' کا کلمہ تھا جس سے وہ ایک دوسرے کو گالم گلوچ کرتے تھے۔ جب انہوں نے مسلمانوں سے راعنا کا لفظ سنا تو انہوں نے فرصت کو غنیمت جانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یہی کلمہ کہنا شروع کر دیا۔ اور مراد اس سے وہ اپنا گالی والا کلمہ لینے لگے۔ پس مسلمانوں کو اس کلمہ سے روک دیا گیا۔ اور اس کا ہم معنی کلمہ انظرنا کہنے کا حکم دیا۔ یہ انظر نظر سے انتظار کے معنی میں ہے۔

وَاسْمَعُوْا : (اور غور سے سنو) نمبر ۱: غور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور فرامین کو سنو۔ کہ تمہارے کان ان کو محفوظ کرنے والے اور دماغ حاضر ہوں۔ تاکہ اعادہ اور رعایت کرنے والے کے مطالبہ کی حاجت پیش نہ آئے۔

نمبر ۲: قبولیت و اطاعت کی غرض سے سنو۔ تمہارا سننا یہود کی طرح نہ ہونا چاہیے کہ انہوں نے کہا۔

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی)

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ : (اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے) یہود کے لیے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی ہے دردناک عذاب ہے۔

۱۰۵: مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ (اہل کتاب میں سے کافر اور مشرک یہ نہیں چاہتے کہ اتاری جائے تم پر بھلائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے)

قراءت: يُنَزَّلَ کو ابو عمرو اور مکی نے يُنْزَلَ تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

## اقسام مِن:

مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ : (کوئی بھلائی تمہارے رب کی طرف سے)

نمبر ۱: پہلا مِنْ بیانیہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

ہم جس کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو ہم اس سے بہتر یا اس جیسی آیت لے آتے ہیں۔ کیا تو نے نہیں جانا کہ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

قادر ہے۔ کیا تو نے نہیں جانا کہ بے شک اللہ کے لئے آسمان اور زمین کا ملک ہے اور تمہارے لئے اللہ کے

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾

سوا کوئی ولی اور مددگار نہیں۔

**نمبر۲:** اور دوسرا زائدہ ہے جو خیر میں استغراق کا معنی پیدا کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔ یعنی کسی قسم کی کوئی بھلائی۔

**نمبر۳:** تیسرا مِنْ ابتداء غایت کے لیے ہے۔ الخیر سے وحی اور اسی طرح رحمت مراد ہے۔

**وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ** : (اور اللہ تعالیٰ خاص کرتے ہیں اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتے ہیں) یعنی وہ اپنے بارے میں خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ وحی اتارے جانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ پس اے مسلمانو۔ وہ تم سے حسد کرتے ہیں۔ اور پسند نہیں کرتے کہ تم پر کوئی چیز وحی میں سے اتاری جائے، اللہ تعالیٰ تو نبوت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے۔

**وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ** : (اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں) اس میں بتلایا کہ نبوت کا ملنا بہت بڑا فضل ہے۔

**شانِ نزول:** کفار نے نسخ کے سلسلہ میں یہ اعتراض اٹھایا کہ محمد ﷺ کو دیکھو۔ کہ اپنے اصحاب کو ایک بات کا حکم دیتے ہیں پھر ان کو منع کر کے اس کے الٹ حکم دیتے ہیں آج ایک بات کہتا ہے اور کل اس سے رجوع کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاریں۔

**۱۰۶: مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا** : (جو کوئی آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں)

## لغوی معنی:

لغت میں نسخ تبدیل کرنے کو کہتے ہیں۔

## شرعی تعریف:

کسی ایسے مطلق شرعی حکم کی انتہاء کو متاخر بیان کرنا کہ جس کا ہمیشہ رہنا ہمارے دماغوں میں پختہ ہو چکا ہو۔ یہ ہمارے حق میں تو بظاہر تبدیلی ہے مگر صاحب شرع کے لیے یہ بیان محض ہے۔

ہم نے ان لوگوں کا جواب یہ کہہ کر ''یہ صاحب شرع کے حق میں محض بیان ہے'' دے دیا جو نسخ کے منکرین ہیں' اور نسخ کو بداء قرار دیتے ہیں۔ میری مراد اس سے یہود ہیں۔ (یا اس طرح کے دیگر گروہ بھی)



BestUrduBooks.wordpress.com

## محلِ نسخ:

ایسا حکم جس میں وجود و عدم کا ذاتی طور پر احتمال ہو۔ اور اس حکم کے ساتھ ایسی چیزیں جو نسخ کے خلاف ہوں وہ نہ پائی جائیں۔ مثلاً توقیت، تابید خواہ وہ توقیت وغیرہ نص سے ثابت ہو یا دلالت نص سے۔

## شرطِ نسخ:

دل کے ارادے سے قدرت کافی ہے تمکن فعل سے قدرت ضروری نہیں۔ عندنا۔ البتہ معتزلہ فعل سے قدرت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔

## نسخ کی صورت:

نمبر۱: تلاوت اور حکم سے نسخ بھی جائز ہے اور
نمبر۲: یہ بھی جائز ہے۔ کہ حکم منسوخ ہو۔ اور تلاوت منسوخ نہ ہو۔
نمبر۳: اور اس کا عکس ہو کہ تلاوت منسوخ ہو مگر حکم منسوخ نہ ہو۔
نمبر۴: اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکم کا کوئی وصف منسوخ ہو جیسے نص پر اضافہ قید یہ ہمارے نزدیک نسخ ہے امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نہیں۔

الانساء : دلوں سے اس کی یادداشت کا مٹ جانا۔

قراءت: ابوعمرو اور مکی نے نَنْسَأْهَا ہمزہ سے پڑھا ہے۔ نَنْسأ کا معنی موخر کرنا ہے یہ نسأت سے لیا گیا ہے جس کا معنی اَخرتُ ہے۔ میں نے مؤخر کیا۔

نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ : (تو نازل کر دیتے ہیں اس سے بہتر) یعنی ہم کوئی آیت لے آتے ہیں جو بندہ کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہوتی ہے۔ عمل میں ثواب کے لحاظ سے

اَوْ مِثْلِهَا : (یا اس جیسی) اس میں اس کی مثل ہوتی ہے اس لیے کہ بعض آیات کو بعض پر (بحیثیت آیت کے) کوئی فضیلت نہیں۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ : (کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں) یعنی وہ قادر ہے پس خیر اور اس کی مثل پر یکساں قدرت رکھتا ہے۔

## تفسیر آیت : ۱۰۷:

۱۰۷: اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : (کیا تم کو معلوم نہیں کہ آسمان و زمین کی سلطنت اسی اللہ کی ہے۔) وہ تمہارے معاملات کا مالک اور مدبر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ناسخ منسوخ میں سے کس کے ساتھ تم سے عبادت کروانی ہے۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ : (اور تمہارے لیے اللہ کے مقابل کوئی مددگار دوست نہیں) ایسا جو تمہارے معاملے کا ذمہ دار ہو۔

وَّلَا نَصِيْرٍ : (اور نہ مددگار) اور نہ کوئی مددگار جو تمہیں عذاب سے بچائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ

کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے سوال کرو جیسا کہ اس سے پہلے موسیٰ سے سوال کئے گئے اور جو شخص ایمان کے بدلہ کفر کو

الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱۰۸

اختیار کرے۔ سو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

## تفسیر آیت ۱۰۸...... بیجا سوالات کی ممانعت:

اَمْ تُرِيْدُوْنَ: (کیا تم یہ چاہتے ہو کہ) یہ اَمْ منقطعہ ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ اَتُرِیدون کیا تم ارادہ رکھتے ہو؟

اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ: (سوال کرو جس طرح سوال کئے گئے موسیٰ علیہ السلام سے اس سے قبل) روایت میں آیا ہے کہ قریش نے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ کو ہمارے لیے سونا بنا دے۔ اور مکہ کی زمین سے پہاڑ ہٹا کر اس کو کھلا میدان کر دے۔ پس اس آیت میں ان کو نشانیاں مانگنے کی ممانعت کر دی گئی۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا۔

اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا۔ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۳۸

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ: (جو بدل لے کفر کو ایمان سے) جس نے آیات منزلہ پر یقین کو چھوڑ دیا۔ اور ان میں شک کیا اور اپنی طرف سے اور کو ایجاد کیا

فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ: (پس وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا) سواء کا معنی سیدھا اور درمیانہ راستہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ

اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ دل سے یہ چاہتے ہیں کہ کاش تم کو تمہارے ایمان کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹا لیں

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا

اپنے دلوں کے حسد کے باعث، بعد اس کے کہ ان کے لئے حق ظاہر ہو گیا ہے، سو تم معاف کرو

وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۰۹

اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو کچھ پہلے سے بھیج دو گے اپنی جانوں کے لئے کوئی خیر

تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۱۰

اسے اللہ کے پاس پالو گے، بے شک اللہ ان کاموں کو دیکھنے والا ہے جن کو تم کرتے ہو

## تفسیر آیت ۱۰۹:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ : (اہل کتاب میں سے بہت سے چاہتے ہیں کہ تم کو پھیر دیں) یہ کہ وہ تم کو لوٹا دیں۔

مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا : (ایمان کے بعد کفر کی حالت میں) یہ کُمْ ضمیر سے حال ہے مطلب یہ ہوا۔ یعنی تم کو تمہارے دین سے کفر کی حالت کی طرف لوٹا دیں۔

شَانِ نُزُوْل: یہ آیت اس وقت اتری جب یہود نے واقعۂ احد کے بعد کہا۔ کیا تم نے غور نہیں کیا۔ کہ جو تکلیف تمہیں پہنچی۔ اگر تم حق پر ہوتے تو تمہیں شکست نہ ہوتی۔ تم ہمارے دین میں واپس لوٹ آؤ۔ وہی تمہارے لیے بہتر ہے۔

حَسَدًا : (حسد کی وجہ سے) یہ مفعول لہ ہے یعنی حسد کی وجہ سے۔ حسد دوسرے کے پاس نعمت کے ہونے پر افسوس کرنا (جلنا اور اس کے زوال کی تمنا کرنا)۔

مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ : (جو ان کے دلوں میں ہے) یہ ودّ کے متعلق ہے یعنی وہ اپنے دلوں سے چاہتے ہیں کہ اپنی شہوت کی بناء پر۔ دین داری اور حق کی طرف میلان کی وجہ سے نہیں۔ کیونکہ وہ اس کو پسند کرتے ہیں۔

مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ : (اس کے بعد کہ ان پر ظاہر ہو چکا حق) کہ ان کو معلوم ہے کہ تم حق پر ہو۔ یا حسد کی بناء پر یعنی ایسا حسد شدید جو ان کے دلوں کی گہرائی سے پھوٹنے والا ہے۔

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا : (تم معاف کرو اور درگزر کرو) پس تم ان کے ساتھ درگزر اور معافی کا راستہ اختیار کرو اگر ان سے جہالت



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ

اور انہوں نے کہا کہ ہرگز کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہوگا۔ سوائے اس کے جو یہودی ہو یا نصرانی ہو، یہ ان کی آرزوئیں ہیں، آپ فرما دیجئے

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

کہ لے آؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو ہاں جس نے اپنی ذات کو اللہ کی فرمانبرداری کے لئے جھکا دیا اور وہ محسن ہو

فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع ۱۴

تو اس کے لئے اس کا اجر ہے اس کے رب کے پاس، اور ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں، اور نہ یہ لوگ رنجیدہ ہوں گے

دشمنی ظاہر ہو۔

حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ : (یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لے آئے اپنا حکم) یعنی لڑائی والا حکم۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ : (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں) وہ ان سے انتقام کی قدرت رکھتا ہے۔

## تفسیر آیت ۱۱۰:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ : (اور قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور جو کچھ بھیج دو آگے اپنے لیے بھلائی) خیر سے مراد کوئی نیکی، نماز یا ان کے علاوہ دیگر عبادات۔

تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ : (وہ پاؤ گے اللہ تعالیٰ کے پاس) اس کا ثواب اس کے ہاں پالو گے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ : (بے شک اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے) اس کے ہاں کسی عامل کا کوئی عمل ضائع نہیں ہوتا۔

## ادعاء یہود و نصاریٰ:

۱۱۱: وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى : (وہ کہتے ہیں ہرگز نہ جائیں گے جنت میں مگر جو یہودی یا عیسائی ہو) قالوا کی ضمیر اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یعنی یہود نے کہا جنت میں فقط یہودی جائیں گے۔ نصاریٰ نے کہا جنت صرف نصاریٰ کیلئے ہے ان دونوں قولوں میں صنعت لف کا لحاظ رکھا گیا۔ کہ ہر فریق دوسرے کی تضلیل کر رہا ہے۔ اور دوسرے کو یقینی طور پر گمراہ قرار دے رہا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۱۳۔ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ! میں یہ بات مذکور ہے ھود جمع ھائد کی جس طرح عائذ جمع عوذ کی۔ مَن کے لفظ کا لحاظ کر کے کان کا اسم واحد لائے۔ اور معنی کی طرف نظر کر کے خبر جمع لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## باطل تمنا:

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ : (یہ ان کی تمنائیں ہیں) اس سے ان کی مذکورہ تمناؤں کی طرف اشارہ کیا۔ اور وہ یہ کہ ایمان والوں پر رب کی طرف سے خیر نہ اترے گی، اور ایک تمنا یہ تھی۔ کہ وہ مسلمانوں کو کفر کی طرف لوٹادیں۔ اور ایک تمنا یہ تھی کہ ان کے علاوہ کوئی جنت میں نہ جائے گا اس قسم کی باطل تمنائیں ان کی تمنائیں تھیں۔ الامنیة۔ یہ تمنی سے افعولة کا وزن ہے۔ جیسے اضحوکة۔

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ : (کہہ دیں اے محمد ﷺ تم اپنی دلیل لاؤ) تم اپنے جنت میں داخلے کی دلیل لاؤ۔ ھاتِ کا لفظ بمنزلہ ھاء کے ہے۔ جس کا معنی اُحْضُرْ ہے یہ ان کے قول لن ید خل الجنة الا من کان ھودا او نصٰرٰی سے متصل ہے اور تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ کا جملہ معترضہ ہے

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ : (اگر تم سچے ہو) اپنے دعویٰ میں۔

## مذمت اہل کتاب:

۱۱۲: بَلٰى : (کیوں نہیں) دوسروں کے جنت میں داخلے کی یہود و نصاریٰ نے جو نفی کی۔ یہ اس کا اثبات ہے۔

مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ : (جس نے حوالے کیا اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کے) جس نے اپنے آپ کو اس کے لیے خالص کر لیا۔ اور وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

وَهُوَ مُحْسِنٌ : (اور وہ نیکوکار بھی ہے) وہ قرآن کی تصدیق کرنے والا ہے۔

فَلَهٗ اَجْرُهٗ : (اس کے لیے اس کا ثواب ہے) یہ من اسلم کا جواب ہے۔ من اسلم یہ ایسا کلام ہے جو معنی شرط کو متضمن ہے۔ اور بلٰی سے ان کی تردید ہے کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی نہ جائے گا۔

عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ : (اس کے پروردگار کے ہاں نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہونگے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىْءٍ ۖ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ

اور کہا یہود نے کہ نصاریٰ کسی چیز پر نہیں، اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی

عَلٰى شَىْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ

چیز پر نہیں، حالانکہ وہ لوگ کتاب پڑھتے ہیں۔ ایسا ہی کہا ان لوگوں نے جو نہیں جانتے انہی کی

قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

سی بات، پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن اس بات میں جس میں وہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں

## تفسیر آیت ۱۱۳:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَىْءٍ : (یہود نے کہا کہ نصاریٰ کسی راہ پر نہیں) کسی صحیح شئی پر جو شمار کی جا سکے۔

وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَىْءٍ : (اور نصاریٰ نے کہا یہود کسی راہ پر نہیں)

وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ : (حالانکہ وہ سب کتاب الٰہی پڑھتے ہیں) وھم یتلون الکتٰب میں واؤ حالیہ ہے اور الکتاب کا الف لام جنس کا ہے۔ یعنی انہوں نے ایسی بات کہی حالانکہ وہ اہل علم اور کتابیں پڑھنے والے ہیں۔ اور جو تورات و انجیل کو اٹھانے والا اور ان پر ایمان لانے والا ہے اسے باقی کا انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دونوں کتابیں ایک دوسرے کی مصدق ہیں۔

كَذٰلِكَ : (اسی طرح) اس جیسی بات جو تو سن چکا۔

## توبیخ اہل کتاب:

قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ : (کہی ان لوگوں نے جو بے علم ہیں ان جیسی بات) یعنی وہ جاہل جن کو نہ کچھ علم ہے اور نہ ان کے پاس کتاب ہے۔ جیسے بت پرست۔ دہریئے وہ ہر دین والے کو کہتے ہیں۔ کہ وہ کسی ایسی چیز پر نہیں جو کسی شمار و قطار میں آئے۔ اس آیت میں اہل کتاب کو سخت توبیخ کی گئی کہ انہوں نے علم کے باوجود اپنے آپ کو جاہلوں کی لڑی میں پرو دیا ہے۔

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ : (پس اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کرے گا۔ جس میں یہ جھگڑتے تھے) یعنی یہود و نصاریٰ کے درمیان اس سزا کا جو ہر فریق کے لیے اس کے مناسب تجویز کی جائیگی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ

اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اس بات سے روکے کہ اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لیا جائے اور ان کی ویرانی کی کوشش کرے،

اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ

ان لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ ان میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اوران کے لئے

فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

۱۱۴: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ : (اوراس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو منع کرے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے ) قراءت: من ابتداء کی وجہ سے موضع رفع میں ہے اور یہ استفہامیہ ہے۔اظلم یہ اس کی خبر ہے۔مطلب یہ ہے کہ کون بڑا ظالم ہے اس شخص سے ۔

## نحوی تراکیب:

نمبرا: ان یذکر یہ مَنَعَ کامفعول دوم ہے کیونکہ محاورہ ہے منعته کذا۔اس کی مثال سورۃ اسراء کی آیت وما منعنا ان نرسل بالاٰ یات میں منع کا مفعول اول نا اور دوم ان نرسل بالاٰ یات ہے۔اوراسی سورت کی آیت نمبر۹۴ وما منع الناس ان یؤمنوا۔میں الناس اور ان یؤمنوا دومفعول ہیں۔

نمبر۲: یہ بھی جائز ہے کہ ان کے ساتھ حرف جر کوحذف کردیں۔اصل اس طرح ہے۔من ان یذکر اورتم اس کونصب دو بطور مفعول لہ کے۔نصب کا مطلب یہ ہے۔منعها کراهة ان یذکر (ان مساجد سے روکے ذکر سے نفرت کی بناء پر)

## ایک مسئلہ :

اللہ تعالیٰ کی تمام مساجد کے لیے یہ حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے ان میں روکنے والا ظلم میں حد سے نکلنے والا ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عیسائیوں نے بیت المقدس میں گندگی ڈال دی۔لوگوں نے ان کواس میں نماز پڑھنے سے روک دیا۔یا مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے سال مسجد حرام میں داخلے سے منع کیا۔

## جمع کی وجہ:

**سوال** : یہاں مساجد اللہ فرمایا گیا۔حالانکہ روکا تو ایک مسجد سے تھا۔مسجد بیت المقدس یا مسجد حرام سے۔

**جواب** : حکم عام ہے اگر چہ سبب خاص ہے اس کی مثال سورۂ ہمزہ کی آیت نمبرا ویل لکل همزه ہے۔جو اخنس بن شریق کے بارے میں اتری۔حالانکہ مراد عام ہر طعنہ زن ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾

اور اللہ ہی کے لئے ہے مشرق اور مغرب، سو تم جس طرف بھی رخ کرو ادھر اللہ کا رخ ہے، بیشک اللہ واسع ہے، علیم ہے

وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا : (اور کوشش کرے ان کے اجاڑنے کی) اللہ کی یاد کو منقطع کر کے۔ مَنْ سے عام مراد ہے جیسا کہ مَسٰجِدَ اللّٰهِ سے مراد عام ہے یعنی ہر ایک مسجد مراد ہے۔

اُولٰٓئِكَ : (یہ لوگ) اولٰئک کا مشار الیہ وہ رکاوٹ ڈالنے والے ہیں۔

مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ : (اس لائق نہیں کہ ان میں داخل ہوں) یعنی ان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مساجد میں داخل ہوں۔

## عاجزانہ داخلہ کی اجازت:

اِلَّا خَآئِفِيْنَ : (مگر ڈرتے ڈرتے) یہ ید خلو ھا کی ضمیر سے حال ہے۔ نمبر١: یعنی مؤمنوں سے ڈرنے کی اور کپکپی کی حالت میں کہ کہیں پکڑ نہ لیے جائیں۔ بجائے اس کے کہ وہ ناجائز تسلط جمائیں اور منہ موڑیں۔ اور ایمان والوں کو اس سے روکیں۔

مطلب یہ ہوا کہ ان کا یہی حق تھا۔ اگر کفار کا ظلم وسرکشی وغرور نہ ہو۔

نمبر٢: یہ بھی کہا گیا۔ کہ ما کان لھم فی حکم اللّٰہ یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا اور لوح محفوظ میں لکھ دیا کہ وہ مؤمنوں کی مدد فرمائے گا۔ اور ان کو مضبوط کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ اسمیں داخل نہیں ہونگے۔ مگر اس حال میں کہ وہ ڈرنے والے ہونگے۔

روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں کوئی عیسائی داخل نہیں ہوتا۔ مگر ناواقف بنکر اس خطرہ کے پیش نظر کہ قتل نہ کر دیا جائے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ بیت المقدس میں جو عیسائی پایا جاتا ہے اس کی خوب پٹائی کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرما دیا۔ الالا یحجن بعد ھذا العام مشرك (بخاری ومسلم) خبردار اس سال کے بعد کوئی مشرک ہرگز حج بیت اللہ کو نہ آئے۔

بعض نے اس ارشاد کا معنی یہ کیا ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین کو بطور صاحب اقتدار کے وہاں غالب نہ ہونے دو۔ کہ اس کے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہونے دو۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے جو سورۃ احزاب آیت نمبر ٥٣ میں ہے۔ وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللّٰہ کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء مت دو۔

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ : (ان کے لیے دنیا میں رسوائی) خزی سے مراد حربی کافر کا قتل وقید کرنا ہے اور ذمی کا جزیہ کی ذلت اٹھانا

وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ : (اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے) عذاب سے مراد یہاں آگ ہے۔

١١٥: وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ : (مشرق ومغرب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے) یعنی مشرق ومغرب کے سارے ملک اس کے ہیں۔ اور وہی ان کا مالک ہے اور متولی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا : (جدھر تم اپنا منہ کرلو گے) یہ شرط ہے تولوا یہ جزاءفعل اس کی وجہ سے مجزوم ہے یعنی جس جگہ میں ہو تم چہروں کا رخ قبلہ کی طرف پھیرو۔ اس مطلب کی دلیل سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۴۔ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ کہ تم اے پیغمبر پھیرو اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ بھی تم ہو) تم (مسلمانو) پھیرو اپنے چہروں کو اسی کی طرف۔

فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ : (پس ادھر ہی اللہ کا سامنا ہے) یہ جواب شرط ہے۔ یعنی وہ جہت جس پر وہ راضی ہے اور جس کا اس نے حکم دے رکھا ہے۔ پس مطلب یہ ہے کہ جب تمہیں مسجد حرام یا مسجد بیت المقدس میں نماز سے روک دیا گیا۔ تو تمہارے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا۔ پس تم زمین کے جس ٹکڑے پر چاہو نماز ادا کرو۔ اور اس میں بیت اللہ کی طرف منہ کرلو کیونکہ جہت کی طرف منہ تو ہر جگہ ممکن ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ : (بے شک اللہ وسعت والے علم والے ہیں) یعنی وہ وسیع رحمت والے ہیں وہ بندوں پر اپنی رحمتوں کو وسیع کرنا چاہتے ہیں اور وہ بندوں کی مصلحتوں سے بخوبی واقف ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسافر کی نماز کے سلسلہ میں یہ آیت اتری۔ کہ جب وہ اپنی سواری پر ہو تو جدھر اس کی سواری رخ کرلے ادھر ہی مسافر منہ کر کے نماز پڑھ لے۔

## اشتباہ قبلہ کا حکم:

یہ بھی کہا گیا۔ کہ کچھ لوگوں پر قبلہ مشتبہ ہو گیا۔ انہوں نے مختلف اطراف کی طرف رخ کر کے (اپنے اجتہاد کے مطابق) نماز پڑھ لی۔ جب صبح ہوئی تو ان کو اپنی خطا کا علم ہوا۔ پس ان کا عذر قبول کرلیا گیا۔ یہ روایت امام شافعی رحمہ اللہ کے خلاف حجت ہے۔

## امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جہتِ قبلہ:

کیونکہ وہ قبلہ کے مشتبہ ہو جانے والوں میں سے قبلہ کی طرف پشت کر کے نماز پڑھنے والے کی نماز درست قرار نہیں دیتے۔
ایک قول یہ بھی ہے کہ اینما تو لوا یہ ذکر و دعا کیلئے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ

اور انہوں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے وہ اس سے پاک ہے، بلکہ اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے، سب

لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ

اسی کے لئے فرمانبردار ہیں۔ وہ بلا مثال کے پیدا فرمانے والا ہے، آسمانوں اور زمین کو اور جب فیصلہ فرمائے کسی امر کا تو بس یوں فرما دیتا

لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾

ہے کہ ہو جا، پس ہو جاتا ہے۔

۱۱۶: وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا : (وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا) ان کے قول سے مراد مسیح ابن اللہ اور عزیر ابن اللہ ہے۔
قراءت: شامی نے قالوا پڑھا ہے پس واؤ کو ثابت ماننے کی صورت میں یہ واقعہ ماقبل پر معطوف ہوگا اور اگر واؤ کا حذف مانیں تو یہ جملہ مستانفہ اور الگ واقعہ ہے۔

سُبْحٰنَهٗ : (وہ سبحان ہے)۔ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے اور منزہ ہے۔

بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : (بلکہ اسی کا ہے جو کچھ آسمان وزمین میں ہے) یعنی وہ اس کا خالق و مالک ہے۔ اور مسیح و عزیر اس کے مملوک و مخلوق ہیں۔ اور ولادت بذات خود مالکیت کے منافی ہے۔

## کل کی نحوی تحقیق:

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ : (سب اسی کے تابعدار ہیں) مطیع ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی اس کی تکوین و تقدیر سے نکل نہیں سکتی۔ كُلٌّ میں تنوین مضاف الیہ کے عوض میں آئی ہے۔ یعنی کل ما فی السموت و الارض۔ (آسمان و زمین کی ہر چیز) یا تقدیر عبارت یہ ہے۔

کل من جعلوہ للّٰہ ولداً لہ قانتون مطیعون عابدون مقرون بالربوبیۃ منکرون لما اضافوا الیھم۔ کہ ہر وہ جس کو لوگوں نے اللہ کا بیٹا قرار دیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مطیع اور اس کے سامنے عاجزی کرنے والے عبادت کرنے والے اور اس کی ربوبیت کے اقراری ہیں۔ اور جس چیز کی نسبت لوگوں نے ان کی طرف کی ہے اس کا انکار کرنے والے ہیں۔

**سوال**: یہاں ما کا لفظ لایا گیا جو غیر ذوی العقول کے لیے ہے جبکہ قانتون جمع سالم عقلاء کے لیے ہے۔

**جواب**: یہ اسی طرح ہے جیسا کہا جاتا ہے سُبحٰن ما سخرلنا۔ 'ما' بمعنی مَنْ ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ان کو ہمارے کام میں لگایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تفسیر آیت ۱۱۷:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : (وہ آسمان وزمین کا موجد ہے) ان کا مخترع اور بغیر مثال کے ان کو بنانے والا ہے۔ عرب ہر اس آدمی کو جو ایسا کام کرے جو اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو کہتے ہیں۔ اَبدعت اس لیے اہل سنت والجماعت کی مخالفت کرنے والوں کو مبتدع کہا جاتا ہے۔

اس لیے کہ وہ دین اسلام میں ایسی چیز رواج دے رہا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ نے نہیں کی۔

وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا : (جب وہ ارادہ کرتا ہے کسی کام کا) قضٰی کا معنی حکم دینا یا مقدر کرنا ہے۔

فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ : (تو بس فرمادیتا ہے کہ ہو وہ ہو جاتا ہے)

## جلد وقوع کی تمثیل:

کن فیکون۔ یہ کان تامہ ہے یعنی وہ کہتا ہے پیدا ہو جا وہ وجود میں آجاتا ہے۔ یہ حقیقتاً تو جلدی وقوع پذیر ہونے کو مجاز و تمثیل سے ذکر کیا گیا۔ ورنہ نہ وہاں قول ہے نہ حاجت قول مطلب یہ ہوا کہ جن معاملات کا وہ فیصلہ اور ارادہ کرتا ہے تو وہ بلا روک ٹوک وجود میں آجاتے ہیں۔ جس طرح کہ فرمانبردار نوکر اطاعت کرتے ہوئے ذرا توقف نہیں کرتا۔ اور نہ اس سے انکار بن پڑتا ہے ولدیت کے استبعاد کو اس سے اور مؤکد و پختہ طور پر ثابت کر دیا۔ اس لیے کہ جو قدرت کی ایسی صفات کاملہ رکھتا ہو۔ جس کی یہ صفات جسمیت کے منافی ہیں پھر تو الد کا تصور کیوں کر ممکن ہو؟

قراءت: فیکونُ میں رفع ہی سب سے بہتر ہے اور عام قراء کی قراءت یہی ہے۔ وہ اسے جملہ مستانفہ جانتے ہیں۔ ای فھو یکون۔

یا یقول پر عطف کی وجہ سے ضمہ آئے گا۔

ابن عامر رحمہ اللہ نے اس کو کن کی وجہ سے منصوب پڑھا ہے کیونکہ اس صورت میں امر ہے اور امر کا جواب فاء کی صورت میں منصوب ہوتا ہے۔ (ان مقدرہ کی وجہ سے)

## قولِ فیصل:

کن حقیقت میں امر نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کہا جائے اذاقضٰی امرا فانما یکون فیکون یا اس طرح کہا جائے فانما یقول له کن فیکون۔ تو یہ دونوں برابر ہیں۔

جب اس کا امر ہونا ثابت نہ ہوا تو نصب کا کوئی مطلب نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے اگر وہ امر ہو تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اس سے موجود کو خطاب ہوگا۔ تو موجود کن سے مخاطب کیا نہیں جاتا۔ یا معدوم کو مخاطب کریں۔ تو معدوم قابل خطاب ہی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْلَا یُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِیْنَاۤ اٰیَةٌ ؕ كَذٰلِكَ

اور کہا ان لوگوں نے جو نہیں جانتے، کیوں نہیں بات کرتا ہم سے اللہ، یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی دلیل، ایسا ہی

قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ

کہاان لوگوں نے جوان سے پہلے تھے انہی جیسی بات، ان کے دل آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہو گئے۔ بلاشبہ ہم نے ان لوگوں کے لئے دلیلیں بیان

لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

کردی ہیں جو یقین لاتے ہیں۔

## تفسیر آیت ۱۱۸:

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ : (اور کہتے ہیں وہ لوگ جونہیں جانتے) مشرکین میں سے یا اہل کتاب میں سے۔ ان سے علم کی نفی کی۔ کیونکہ انہوں نے اس پر عمل نہ کیا تو گویاان کو علم ہی نہ تھا۔

لَوْلَا یُكَلِّمُنَا اللّٰهُ : (کیوں نہیں باتیں کرتا ہم سے اللہ تعالیٰ) وہ ہم سے ہمکلامی کیوں نہیں کرتا۔ جیسا کہ ملائکہ سے کرتا ہے اور موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوا یہ بات وہ تکبر و سرکشی کی بناء پر کہتے ہیں۔

اَوْ تَاْتِیْنَاۤ اٰیَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ : (یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی نشانی اسی طرح کہاان لوگوں نے جوان سے پہلے گذرے) شدید انکار کی وجہ سے۔ کیونکہ ان کو دی جانے والی آیات وہ آیات ہی تو تھیں۔ ان آیات کی تحقیر کرتے ہوئے (وہ انکار کرتے تھے)

مِّثْلَ قَوْلِهِمْ : (ان جیسی بات)

تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ : (ملے جلے ہیں ان کے دل) ان کے دل اور ان سے پہلے والوں کے دل اندھے ہیں۔ گویا اندھے ہونے میں مشابہ ہیں۔

قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ : (بے شک ہم نے بیان کر دیں نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو یقین کرتے ہیں) یعنی اس قوم کے لیے جو انصاف پسند ہیں پس وہ ان آیات پر یقین کرتے ہیں۔ کہ یہ آیات ہیں جن پر یقین لانا اور اعتراف کرنا ضروری ہے۔ اور انہی پر وہ اکتفا کرتے ہیں۔ مزید کے متلاشی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ أَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾

بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور دوزخ والوں کے بارے میں آپ سے سوال نہیں کیا جائے گا

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ إِنَّ هُدَى

اور ہرگز راضی نہ ہوں گے آپ سے یہود اور نصاریٰ یہاں تک کہ آپ ان کے دین کا اتباع کر لیں۔ آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ اللہ

اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ

کی ہدایت جو ہے وہی ہدایت ہے اور اگر آپ نے ان کی خواہشوں کا اتباع کیا بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم آ چکا ہے تو نہ ہو گا

مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾

آپ کے لئے کوئی ولی اور مددگار جو اللہ سے بچاوے۔

## تفسیر آیت ۱۱۹:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا : (بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا) یعنی مؤمنوں کو ثواب کی خوش خبری اور کفار کو عقاب سے ڈرانے والے۔

وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ : (تجھ سے پوچھ نہ ہوگی دوزخ والوں کے متعلق) ہم ان کے متعلق آپ سے پوچھ گچھ نہ کریں گے کہ وہ آپ کے پیغام پہنچانے اور دعوت میں پوری کوشش صرف کرنے کے باوجود کیوں ایمان نہیں لائے۔

نحو : بِالْحَقِّ یہ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا کی طرح حال ہے۔ یعنی غیر مؤول ہے یہ جملہ مستانفہ ہے

قراءت: نافع رحمہ اللہ نے لَا تَسْئَلْ نہی کے صیغہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

### دو تفسیریں:

مطلب یہ ہے کہ کفار جس چیز میں مبتلا ہیں اس کا عذاب بہت ہی بڑا ہے اس کا کیا پوچھنا ہے جیسے کہتے ہیں۔ کیف فلان جبکہ وہ مصیبت میں مبتلا ہو تو جواباً یہی کہا جاتا ہے۔

لا قال اس کے بارے میں مت پوچھو۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو کفار کے احوال کے بارے میں سوال سے روک دیا۔ جب کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے والد کا کیا حال ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف منزل

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ

وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں، جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، اور جو شخص

يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

اس پر ایمان نہ لائے سو یہ لوگ پوری طرح خسارہ میں ہیں۔

## تفسیر آیت ۱۲۰:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ : (ہرگز تم سے یہود و نصاریٰ خوش نہ ہونگے جب تک کہ تم اختیار نہ کروان کا دین) گویا انہوں نے اس طرح کہا۔ کہ ہم ہرگز تم سے راضی نہ ہونگے اگر چہ تم ہماری رضا مندیوں کی طلب میں انتہا کردو۔

## یہود کے دخولِ اسلام سے مایوسی:

یہاں تک کہ تو ہماری ملت کی اتباع کرے۔

اس میں رسول اللہ ﷺ کا یہود و نصاریٰ کے دخول اسلام سے مایوس ہونا ظاہر کیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کا کلام ذکر کیا۔

## تفسیر آیت ۱۲۰:

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ : (کہہ دیں کہ اللہ ہی کی ہدایت) وہی ہدایت جس کو وہ اپنے بندوں کے لیے پسند کرتے ہیں۔

هُوَ الْهُدٰى : (ہدایت ہے) یعنی اسلام جو کہ خالص ہدایت ہے اس سے بڑھ کر کوئی ہدایت نہیں اور جس کی طرف تم (اے یہود و نصاریٰ) دعوت دیتے ہو وہ ہدایت نہیں بلکہ ضلالت ہے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ : (اگر آپ چلے ان کی خواہشات پر) یعنی ان کے ان اقوال پر جو کہ خواہشات، بدعات پر مبنی ہیں۔

بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ : (اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آچکا) یعنی العلم سے مراد یہ کہ جان لینا کہ وہ، وہ دین اسلام ہے یا جانا پہچانا ہوا دین۔ کہ جس کے دلائل واضح اور ثبوت روشن ہیں۔ وہ مراد ہے۔

مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ : (آپ کے لیے کوئی حامی) یعنی اللہ کے عذاب سے

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ : (مددگار نہ ہوگا) نصیر بمعنی ناصر (مددگار) کے معنی میں ہے۔

## تفسیر آیت ۱۲۱:

اَلَّذِيْنَ : (وہ لوگ) نحو : الذین اسم موصول مبتدا

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ : (جن کو ہم نے کتاب دی) نحو : یہ صلہ ہے۔ نمبر ۱: ھم سے مراد اہل کتاب کے مؤمن۔ الکتب سے مراد تورات و انجیل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

اے بنی اسرائیل میری ان نعمتوں کو یاد کرو جن کا میں نے تم پر انعام کیا اور اس بات کو بھی کہ میں نے تم کو جہانوں پر فضیلت دی،

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا

اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی شخص کسی جان کی طرف سے کوئی مطالبہ ادا نہ کرے گا اور نہ کسی کی طرف سے جان کا کوئی بدلہ قبول کیا جائے گا اور نہ کوئی

شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

شفاعت نفع دے گی، اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

نمبر۲: یا اصحاب محمد ﷺ۔ کتاب سے مراد قرآن مجید۔

يَتْلُوْنَهٗ : (وہ اس کو پڑھتے ہیں) یہ ھم سے حال مقدرہ ہے کیونکہ کتاب دیئے جانے کے وقت وہ اس کی تلاوت کرنے والے نہ تھے۔ اور

## حق تلاوت کا مطلب:

حَقَّ تِلَاوَتِهٖ : (جیسے تلاوت کا حق ہے) مصدر کی وجہ سے منصوب ہے۔

ای یقرؤونہ حق قراءتہ فی الترتیل۔ یعنی وہ اس کو پڑھتے تھے۔ جیسے پڑھنے کا حق ہے یعنی ترتیل اور ادائیگی حروف تدبر و تفکر کے ساتھ۔

یا اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور اس کے مضمون پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس میں پیغمبر ﷺ کی تعریف کو نہیں بدلتے۔

اُولٰٓئِكَ : (یہی لوگ) نحو : یہ مبتدا ہے۔ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ۔ یہ اس کی خبر ہے۔ اور یہ جملہ الذین کی خبر ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ یتلونہ کو خبر مانیں۔ اور یہ جملہ دوسری خبر ہے

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ :۔ (اور جو اس کا انکار کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں) اس لیے وہ خسارہ پانے والے ہیں کہ انہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلہ میں لے لیا۔

## تفسیر آیت ۱۲۲:

۱۲۲: يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ : (اے بنی اسرائیل تم یاد کرو میری ان نعمتوں کو جو میں نے تم پر کیں) یعنی انعمتہا علیکم۔ تم پر میں نے انعام کیا۔

وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ : (اور میں نے تمہیں فضیلت دی جہاں کے لوگوں پر) میں نے تمہیں تمہارے زمانے کے لوگوں پر فضیلت دی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ

اور جب آزمایا ابراہیم کو ان کے رب نے چند کلمات کے ذریعہ تو انہوں نے ان کو پورا کیا۔ ان کے رب نے فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں

قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

انہوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے، ان کے رب نے فرمایا کہ میرا عہد ظلم کرنے والوں کو نہ ملے گا

## تفسیر آیت ۱۲۳:

۱۲۳: وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ اور نہ اس کی طرف سے معاوضہ قبول کیا جاویگا اور نہ کسی کی سفارش اسے فائدہ دے گی اور نہ ان لوگوں کی مدد کیجائے گی)

نحو: ھم مبتدا اور ینصرون خبر ہے۔ اور چاروں جملے یومًا کی صفت ہیں۔ یعنی واتقوا یومًا لا تجزی فیه۔ ولا یقبل فیه۔ ولا تنفعها فیه، ولا هم ینصرون فیه۔

## بار دیگر لانے کی وجہ:

**سوال**: ان دونوں آیات کو دوبارہ کیوں لایا گیا؟

**جواب**: ان سے گناہ بار بار ہوئے گویا ہر دفعہ نیا گناہ ہوا۔ بنی اسرائیل کے واقعہ کو جس سے شروع فرمایا اسی پر ختم کیا۔

۱۲۴: وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ : (جب آزمایا ابراہیم کو ان کے رب نے چند کلمات کے ساتھ) واذ۔ اذکر محذوف ہے۔ ابتلاء کا معنی اوامر و نواہی سے امتحان کرنا ہے اور بندوں کے اختبار کا مطلب اس چیز کا ظہور جس کو ہم نہیں جانتے۔ اللہ کی طرف سے اختبار کا مطلب جس کو اپنے علم سے جانتا ہے اس کا ظاہر فرمانا۔

## نتیجہ ابتلاء:

شاہد و غائب میں کسی خفی امر کا ظاہر ہونا۔ اسی وجہ سے تو ابتلاء کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاسکتی ہے۔

دوسرا قول: یہ کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ کا امتحان کرنا یہ مجاز ہے۔ اس سے کہ بندے کو دو کاموں میں ایک کے کرنے کا اختیار دے دیا جائے۔ جن کاموں کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے اور بندہ چاہتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ اس کا امتحان لے رہے ہیں۔ اس کام میں جو بندے سے سرزد ہوگا۔ تاکہ اس کے مطابق وہ بدلہ عنایت فرمائے۔

قراءت: ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ابراهیم ربّهٗ ابراہیم کو رفع دیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے یعنی دعا کے کلمات سے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا۔ جیسے امتحان لینے والا کرتا ہے۔ کہ آیا مخاطب اس کو جواب دے گا یا نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ

اور جب ہم نے بنایا خانہ کعبہ کو لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ اور امن، اور بنا لو مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ

وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ

اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو حکم بھیجا کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے

السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

والوں کے لئے۔

## اکثر مفسرین کا قول:

اکثر مفسرین نے کلمات کو عشر خصال قرار دیا۔ جن میں پانچ سر اور پانچ جسم میں ہیں۔ مضمضہ، سواک، ناک میں پانی ڈالنا، مونچھیں کٹوانا۔ مانگ نکالنا۔ استنجاء۔ زیرناف بال لینا۔ بغل کے بال نوچنا، ناخن کاٹنا، ختنہ کرنا۔

فَاَتَمَّهُنَّ : (پس انہوں نے ان کو پورا کر دیا) یعنی ان کو صحیح طور پر ادا کر دیا۔ بغیر کسی سستی اور اضافے کے جیسا کہ سورۃ نجم آیت نمبر ۳۷ میں فرمایا۔ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰى۔

قراءت: ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مطابق مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے وہ دے دیا۔ جو ابراہیم علیہ السلام نے طلب کیا۔ اور ان چیزوں میں کمی نہ کی۔ اب اس کے مطابق کلمات سے مراد وہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے مانگی نمبر ۱: رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (البقرہ آیت نمبر ۱۲۶) نمبر ۲۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا (البقرہ آیت نمبر ۱۲۷ نمبر ۳) وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ (بقرہ آیت نمبر ۱۲۸)

## سنن:

وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (البقرہ آیت نمبر ۱۲۹) اور قراءت مشہورہ کے مطابق کلمات پانچ سر میں ہیں۔ مانگ نکالنا۔ مونچھیں لینا۔ مسواک کرنا۔ مضمضہ، استنشاق پانچ بقیہ جسم میں ہیں۔ ختنہ۔ ناخن کاٹنا۔ بغل کے بال اکھاڑنا۔ زیرناف بال، استنجاء۔

## سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شرائع کے تیس احکام ہیں جن میں سے دس سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۲۔ التَّآئِبُوْنَ، دس احزاب کی آیت ۳۵ میں اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ اور دس سورت مؤمنون کی آیت نمبر ۹ اور معارج کی آیت نمبر ۳۴ یحافظون۔ تک میں مذکور ہیں۔

قول آخر: یہ ہے کہ یہ حج کے احکامات ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا : (تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھ کو لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں) امام اس کو کہتے ہیں جس کی اقتداء کی جائے۔یعنی وہ اپنے دین میں تیری اقتدا کریں گے۔

قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ : (ابراہیم علیہ السلام نے کہا اور میری اولاد میں سے) یعنی تو میری اولاد میں سے مقتدا بنا جس کی لوگ اقتدا کریں، ذریۃ الرجل۔ مذکر ومؤنث ہر دو اولاد کے لیے آتا ہے۔ یہ ذرء سے فعلیۃ کا وزن ہے۔ ذرء کا معنی پیدا کرنا۔ ہمزہ کو یاء سے بدل دیا۔

## مسلمانوں کا مقتدیٰ کافر نہیں ہوسکتا:

قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ : (کہا ہمارے اس عہد میں وہ داخل نہیں جو ظالم ہیں)

قراءت: الظالمین، حمزہ اور حفص کے نزدیک سکون یاء کے ساتھ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ امامت تیری اولاد میں سے اہل ظلم کو نہ ملے گی۔ اہل ظلم سے اہل کفر مراد ہیں۔ اس سے بتلا دیا گیا۔ کہ مسلمانوں کی امامت اہل کفر کے لیے ثابت نہیں ہوسکتی۔ اور ان کی اولاد میں مسلمان وکافر دونوں ہونگے۔ جیسا سورۃ الصافات آیت نمبر۱۱۳ میں بارکنا علیہ تا محسن وظالم لنفسہ مبین۔ محسن سے مراد مؤمن اور الظالم سے کافر مراد ہیں۔

## معتزلہ کا قول:

فاسق امامت کا حقدار نہیں۔ ظالم کا امامت کے منصب پر مقرر کرنا جائز نہیں اس لیے کہ امام تو دفع ظلم کے لیے ہوتا ہے جب ظالم کو مقرر کر دیا جائیگا۔ تو وہ مشہور مثال کے مطابق بن جائے گا۔ من استرعی الذئب ظلم۔ جس نے بھیڑیے کو چرواہا بنایا اس نے ظلم کیا۔

جواب معتزلہ: یہ ظالم سے مطلق یعنی کافر مراد ہے کیونکہ مطلق ظالم وہی ہے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا کہ ان کا بیٹا نبی ہو۔ جس طرح ان کو نبوت ملی تو ارشاد ہوا کہ ظالم نبی نہیں ہوگا۔

۱۲۵: وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ : (اور جب ٹھہرایا ہم نے گھر کو) بیت سے مراد کعبہ ہے یہ نام اس پر غالب آ گیا جیسا کہ ثریا کو نجم کہا جاتا ہے۔

## ملتجی فی الحرم کی دلیل:

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ : (لوگوں کے لیے اجتماع کی جگہ) حجاج وعمار کے لیے مرجع ہے۔ کہ وہاں سے جدا ہو کر پھر اس کی طرف لوٹتے ہیں۔

وَاَمْنًا : (اور امن کا مقام) امن کی جگہ جنایت کرنے والا وہاں پناہ لے تو اس پر تعرض نہیں کیا جاتا۔ یہاں تک کہ وہ خود نکل جائے اور یہ ہمارے لیے مسئلہ ملتجی فی الحرم کے متعلق دلیل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مقام ابراہیم (علیہ السلام) کی مراد:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّى : (اور بنالو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز) ہم نے کہا وہاں نماز کی جگہ مقرر کرلو۔ جہاں نماز ادا کیا کرو۔ آپ ﷺ کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا یہ مقام ابراہیم ہے تو عمر نے کہا۔ اس کو نماز کی جگہ نہ بنالیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے اس کا حکم نہیں ہوا۔ ابھی سورج غروب نہ ہوا تھا کہ یہ آیت اتری۔ (ابو نعیم، ابن ابی داؤد فی المصاحف بحوالہ کنز العمال ج ۷/۳۸۱)

دوسرا قول: یہ ہے کہ مصلّٰی سے مراد مدعٰی اور وہ پتھر جس پر ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا اثر موجود ہے یہ مقام ابراہیم ہے۔

تیسرا قول: سارا حرم مقام ابراہیم ہے۔

قراءت: شامی و نافع نے وَاتَّخَذُوْا۔ ماضی پڑھا۔ اور جعلنا پر عطف کیا۔ یعنی اتخذ الناس من مکان ابراھیم الذی وسم به لا ھتمامه به وامکان ذریته عنده قبلة یصلون الیها یعنی لوگوں نے ابراہیم کے اس نشان زدہ کھڑے ہونے کی جگہ کو مہتم بالشان سمجھ کر اور ان کی اولاد کے وہاں ٹھہرنے کی وجہ سے قبلہ قرار دیا۔ کہ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ : (اور ہم نے کہہ دیا ابراہیم و اسماعیل کو) ان دونوں کو ہم نے حکم دیا۔

## طہارت کا معنی:

اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ : (کہ صاف رکھو میرے گھر کو) قراءت: بَیْتِیَ۔ یاء کے فتح کے ساتھ مدنی اور حفص نے پڑھا۔ مطلب یہ ہوا کہ تم دونوں پاک کرو۔ یا مطلب یہ ہے کہ بتوں سے اس کو پاک رکھو۔ اور تمام قسم کی انجاس و خبائث سے صاف رکھو

لِلطَّآئِفِیْنَ : (طواف کرنے والوں) اس کے گرد طواف کرنے والوں کے لیے۔

وَالْعٰكِفِیْنَ : (اور اعتکاف کرنے والوں) نمبر ا: جو اس کے پاس اعتکاف کرنے والے ہیں۔

نمبر ۲: وہ مجاور جو اس کے پاس اقامت اختیار کرنے والے ہیں۔ کہ اس کے پاس سے جدا نہیں ہوتے

دوسرا قول: طائفین کے متعلق یہ ہے کہ اپنے شہروں سے وہاں کھنچ کر آنے والے ہیں۔ اور عاکفین سے مراد اہل مکہ۔

۱۲۵۔ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ : (اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لئے) نماز ادا کرنے والے۔ الرکع یہ راکع کی جمع ہے اور السجود جمع ساجد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ

اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے رب بنا دے اس شہر کو امن والا، اور رزق دے یہاں کے رہنے والوں کو پھلوں سے جو

اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ

ان میں سے ایمان لائے اللہ اور یوم آخرت پر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو شخص کفر اختیار کرے گا سو میں اسے تھوڑا سا نفع پہنچاؤں گا۔ پھر

اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

اسے دوزخ کے عذاب کی طرف جبراً پہنچاؤں گا۔ اور وہ بری جگہ ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا: (جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب بنا اس شہر کو امن والا) یعنی نمبرا: اس شہر کو کر دے۔ نمبر۲: اس مکان کو کر دے۔

## بَلَدًا اٰمِنًا کا مطلب:

بَلَدًا اٰمِنًا: (امن والا شہر) نمبرا۔ امن والا۔ یہ اس طرح ہے جیسے عیشة راضية۔

نمبر۲۔ ان کے لئے امن والا بنا جو اس میں رہیں یہ اس طرح ہے جیسا کہتے ہیں۔ لیل نائم۔ گہری نیند والی رات۔

نحو! ھذا۔ یہ مفعول اول ہے اور بلدا مفعول دوم ہے اور امنا اس کی صفت ہے۔

وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ: (اور عطا کر اس کے رہنے والوں کو پھل) کیونکہ اہل مکہ کے ہاں پھل نہ تھے۔ پھر اس کا بدل دے۔ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ: (ان لوگوں کو جو ان میں ایمان لائیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر) اس کے رہنے والوں میں سے۔ یہ بدل الکل سے بدل البعض ہے۔ یعنی رزق المؤمنین من اہلہ خاصة۔ خاص کر اس کے رہنے والے مؤمنین کو رزق عنایت فرما۔ رزق کو اپنی امامت پر قیاس کر کے ایمان والوں کے ساتھ خاص کر دیا۔

قَالَ: (فرمایا) اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا۔

وَمَنْ كَفَرَ: (جو کفر کرے) یعنی میں ان کو بھی رزق دوں گا۔ جنہوں نے کفر کیا۔

فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا: (پس اس کو فائدہ اٹھانے دوں گا تھوڑا)

نمبرا۔ تھوڑا فائدہ۔ نمبر۲۔ تھوڑا زمانہ جو اس کی زندگی کا ہے۔

قراءت: شامی۔ فَاُمْتِعُهٗ

ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ: (پھر اس کو مجبور کروں گا) مجبور کروں گا۔

اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ: (آگ کے عذاب کی طرف۔ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے)

مصیر کا معنی وہ لوٹنے کی جگہ جس کی طرف پہنچتے ہیں وہ آگ ہے پس مخصوص بالذم یہاں محذوف ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ

اور جب اٹھا رہے تھے ابراہیم کعبہ کی بنیادیں اور اسمٰعیل بھی، اے ہمارے رب قبول فرما لے ہم سے

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٢٧﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً

بے شک تو ہی خوب سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب اور بنا دے ہم کو تو اپنا فرمانبردار، اور بنا دے ہماری اولاد میں سے ایک امت

مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٨﴾

جو تیری فرمانبردار ہو، اور ہمیں بتا دے ہمارے حج کے احکام، اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو ہی توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔

١٢٧۔ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ : (جب ابراہیم بلند کر رہے تھے) یہ زمانہ ماضی کی حکایت بیان کی۔

الْقَوَاعِدَ : (خانہ کعبہ کی بنیادیں) القواعد جمع قاعدہ کی ہے اور قاعدہ کہتے ہیں جو اوپر کے لئے بنیاد و جڑ کا کام دے۔ یہ صفت غالبہ ہے ورنہ اس کا معنی قائم ہونے والی اور رفع الاساس اس پر تعمیر کرنے کو کہتے ہیں۔ کیونکہ جب اس پر تعمیر کی جائے گی۔ تو وہ پستی سے بلندی میں منتقل ہو جائے گی اور قصیر ہونے کے بعد طویل ہو جائے گی۔

مِنَ الْبَيْتِ : (بیت اللہ کی) بیت سے مراد بیت اللہ وہ کعبہ شریف ہے۔

وَاِسْمٰعِيْلُ : (اور اسماعیل) اس کا عطف ابراہیم پر ہے ابراہیم علیہ السلام معماری کر رہے تھے اور اسماعیل ان کو پتھر پکڑا رہے تھے۔

رَبَّنَا : (اے ہمارے رب) وہ دونوں ربنا کہتے تھے۔ یہ فعل حال ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے اور عبداللہ نے اپنی قراءت میں اس کو ظاہر بھی کیا ہے اور اب اس کا معنی یہ ہے وہ دونوں دیواروں کو ربنا کہتے ہوئے بلند کر رہے تھے۔

تَقَبَّلْ مِنَّا : (تو ہم سے قبول کر) اس گھر کی تعمیر کے سبب ہمارا قرب اپنی بارگاہ میں قبول کر۔

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ : (بے شک تو ہر بات سننے والا ہے) ہماری دعاؤں کو سننے والے۔

الْعَلِيْمُ : (اور ہر بات جاننے والا ہے) ہمارے بواطن اور نیات کو جاننے والے ہیں۔ آیت میں قواعد کو پہلے مبہم رکھا اور پھر اس ابہام کے بعد واضح کر دیا اس میں مبین کی عظمت شان کو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

## تفسیر آیت ١٢٩:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ : (اے ہمارے رب تو بنا ہمیں اپنا فرمانبردار)

نمبر ١۔ مسلمین کا معنی ہم اپنے چہروں کو تیرے لئے خالص کرنے والے ہیں اور یہ اسی طرح ہے جیسا البقرہ آیت نمبر ١١٢ میں من اسلم وجهه لله۔

دوسرا قول: عاجز و فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہیں۔ یہ اس طرح ہے جیسے کہیں اسلم له واستسلم۔ یعنی عاجزی کی اور یقین کر لیا۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے اخلاص اور اپنے اوپر یقین میں اضافہ فرما۔



BestUrduBooks.wordpress.com

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

اے ہمارے رب اور بھیج دے ان میں ان میں سے ایک رسول ان میں سے، جو تلاوت کرے ان پر تیری آیات، اور سکھائے ان کو کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾ ع

اور حکمت، اور ان کا تزکیہ کرے، بے شک تو ہی عزیز ہے، حکیم ہے۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ : (اور ہماری اولاد میں سے) نحو : یہ اجعل کے متعلق ہے تو ہماری اولاد میں سے کر دے۔
اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ : (ایک فرمانبردار جماعت) نمبرا۔ من تبعیضیہ ہے نمبر۲۔ بیانیہ ہے۔

## مراد امت:

امت سے مراد ایک قول کے مطابق امت محمد ﷺ ہے۔

**سوال** : اپنی اولاد کو دعا میں کیوں خاص کیا؟

## سوال کا مدلل جواب :

**جواب** : اولاد شفقت کی سب سے زیادہ حقدار ہے جیسا کہ سورۃ التحریم آیت نمبر ۶ میں قوا انفسکم واھلیکم نارا فرمایا ہے۔ (کہ تم اپنے آپ اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ)

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا : (اور ہماری عبادت کے طریقے ہمیں بتا) اَرِ کا لفظ رأی سے بنا ہے اس کا معنی دکھانا یا بتلانا ہے۔ اس لئے اس کو دو مفعولوں کی ضرورت نہیں پڑی۔ یعنی تو ہمیں حج میں عبادت کے مقامات دکھا۔ یا بتلا۔ مناسک کا واحد منسک ہے۔ سین (س) کی زیر وزبر دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور اس کا معنی عبادت کے مقامات ہیں۔ اس لئے عبادت کرنے والے کو ناسک کہتے ہیں۔

قراءت: (مکی نے اَرْنَا پڑھا۔ اس کو فَخْذٌ کے لفظ پر قیاس کیا۔ ابوعمرو نے رکو کسرہ کا اشمام دے کر پڑھا۔

وَتُبْ عَلَيْنَا : (اور توبہ قبول کر) نمبرا۔ جو ہم سے کوتاہی پیش آ گئی ہو۔
نمبر۲۔ اپنی اولاد کے لئے دونوں نے توبہ طلب کی۔ یعنی ہماری اولاد کو معاف فرما۔
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ : (بے شک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے)

## تفسیر آیت ۱۲۹:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ : (اے ہمارے رب تو بھیج ان میں) سے مراد امت مسلمہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ

اور ملت ابراہیم سے وہی رو گردانی کرے گا جس نے اپنے نفس کو احمق بنایا، اور بے شک ہم نے ان کو منتخب کرلیا

فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ

دنیا میں، اور وہ آخرت میں صالحین میں سے ہیں، جب فرمایا ان کے رب نے کہ

اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

فرمانبردار ہوجا، تو انہوں نے عرض کیا کہ میں رب العالمین کا فرمانبردار ہوں۔

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ : (رسول انہی میں سے) انہی میں سے پس اللہ تعالیٰ نے ان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ انا دعوة ابی ابراھیم و بشریٰ عیسی و رؤیا امی۔ (رواہ احمد۔ الحاکم' البزار) میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں) خواب یہ تھا۔ کہ آپ کی والدہ محترمہ نے ولادت سے قبل ایک روشنی اپنے سے نکلتی ہوئی دیکھی جس نے مکہ کو بھر دیا۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ : (جو ان پر تیری آیات پڑھے) ان پر پڑھتا ہے اور ان کو پہنچاتا ہے۔ جو اس کی طرف وحی کے ذریعہ تیری وحدانیت کے دلائل اور انبیاء اور رسل علیہم السلام کی صداقت کے دلائل بھیجے جاتے ہیں۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ : (اور ان کو تعلیم دے کتاب) کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

وَالْحِكْمَةَ : (وحکمت کی) سنت اور فہم قرآن مراد ہے۔

وَيُزَكِّيْهِمْ : (اور ان کو پاک وصاف بنائے) وہ ان کو شرک اور تمام نجاستوں سے پاک کرتا ہے۔

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ : (بے شک تو زبردست) وہ غالب جو مغلوب نہ ہو۔

الْحَكِيْمُ : (تدبیر والا ہے) اس چیز میں جس کا اس نے تمہیں مالک بنایا۔

## تفسیر آیت ۱۳۰:

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ : (نہیں اعراض کرتا ملت ابراہیم سے) یہ استفہام انکاری ہے اور اس بات کا شدت سے انکار کیا گیا۔ کہ واضح حق سے بے رغبتی اختیار کرنے والا عقل مند نہیں ہے۔ اور واضح حق ملت ابراہیم ہے۔ الملة۔ طریقہ، سنت۔ زجاج رحمہ اللہ نے اسی طرح کہا ہے۔

اِلَّا مَنْ : (مگر وہ)



BestUrduBooks.wordpress.com

## نحوی تراکیب:

یہ یرغب کی ضمیر سے بدل ہے اور محل رفع میں واقع ہے اور بدل ہی صحیح ہے۔ کیونکہ جو منہ موڑنے والا ہے وہ لازم کرنے والا نہیں۔ جیسا کہتے ہیں۔ ھل جاء ك احدٌ الا زید' تیرے پاس سوائے زید کے کوئی نہیں آیا۔ اب آیت کا معنی یہ بنے گا۔ نہیں اعراض کرتا ملت ابراہیم سے مگروہ۔

## مفاہمت کا مفہوم:

سَفِهَ نَفْسَهٗ : (بے وقوف ہے جس کا نفس) یعنی جس کا نفس جاہل ہے۔

نمبر۱۔ ای جھل نفسه (یعنی وہ اپنے دل میں سوچتا نہیں)۔ یہاں سفه کو جھل کی جگہ لائے اور اس کو اس کی طرح شمار کر لیا۔

نمبر۲۔ دوسرا قول۔ یہ ہے کہ جس کے نفس میں حماقت ہے۔ پس فی کو حذف کر دیا جس طرح مِن کو اعراف آیت نمبر ۱۵۵ سے واختار موسٰی قومه۔ اور علٰی کو سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۳۵ ولا تعزموا عقدة النكاح ای علی عقدة النكاح۔ یہ دو صورتیں زجاج کے نزدیک ہیں مگر فراء رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔ مگر یہ قول ضعیف ہے۔ کیونکہ وہ معرفہ ہے۔

## ملت ابراہیم (علیہ السلام) کا حکم:

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ : اس میں اُس آدمی کی رائے کی غلطی بتلائی جو ملت ابراہیم سے مُنہ موڑنے والا ہے کیونکہ جو شخص دونوں جہاں کی عظمت کا جامع ہو تو اس کے طریقے کی طرف رغبت کرنے سے بڑھ کر کسی کا طریقہ نہیں۔

## تفسیر آیت ۱۳۱:

اِذْ قَالَ : (جب کہا) نحو۔ نمبر۱۔ یہ اصطفیناہ کا ظرف ہے۔

نمبر۲۔ یا اذکر مضمر کی وجہ سے منصوب ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ اس وقت کو یاد کرو تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے وہی منتخب و صالح ہیں۔ کہ جن کی ملت قابل اعراض نہیں۔

لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ : (ان کو ان کے رب نے تو فرمانبردار ہو جا) یقین کر یا اطاعت کر یا اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر۔

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ : (کہا میں نے اپنے تمام کاموں کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کیا۔ میں خالص ہوا میں نے خالص کیا۔ یا میں مطیع ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ

اور ملت ابراہیمیہ کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے بھی، اے میرے بیٹو بے شک اللہ نے منتخب فرمایا ہے تمہارے لئے اس دین کو،

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ

سو ہرگز مت مرنا مگر اس حالت میں کہ تم دین اسلام پر ہو۔ کیا تم حاضر تھے جس وقت آنے لگی یعقوب کو

الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ

موت، جبکہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ کس کی عبادت کرو گے میرے بعد، انہوں نے کہا ہم عبادت کریں گے آپ کے معبود کی اور

اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

آپ کے باپ دادوں ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحٰق کے معبود کی، جو ایک ہی معبود ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں

## مرجع ضمائر:

وَ وَصّٰی بِهَآ : (اور اس کی وصیت کی) قراءت مدنی وشامی نے اَوْصٰی پڑھا۔

نمبرا۔ هَا کی ضمیر سے مراد ملت ہے یا نمبر۲۔ کلمہ اسلمت لرب العالمین ہے۔

اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُ : (ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہا) یعقوب یہ ابراہیم پر معطوف ہے اور اس کے حکم میں داخل ہے اور مطلب یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بھی وصیت کی۔

یٰبَنِیَّ : (اے میرے بیٹو) قال مضمر ہے۔

## چنا ہوا دین:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ : (بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں چن کر دین دیا) یعنی تمہیں وہ دین دیا جو دینوں میں منتخب شدہ ہے۔ وہ دین اسلام ہے اس کو تھامنے کی تمہیں توفیق دی۔

## ثابت قدمی کا حکم:

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ : (پس تم مسلمان ہو کر ہی مرنا) تمہاری موت اسلام پر ثابت قدمی کی حالت میں ہونی چاہیے۔ حقیقت میں اس بات کی ممانعت کی گئی کہ موت کے وقت ان کی حالت اسلام کے خلاف نہ ہونی چاہیے۔ جیسا کہتے ہیں۔ لاتصل الا وانت خاشع یعنی تمہیں نماز خشوع کے ساتھ پڑھنی چاہیے۔ اس میں نماز کی ممانعت نہیں بلکہ نماز میں خشوع کے ترک کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تفسیر آیت ۱۳۳:

اَمْ کُنْتُمْ شُھَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ : (کیاتم موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا)

### ام کی اقسام:

نمبرا۔ ''اَمْ'' منقطعہ ہے۔ ہمزہ انکار کے لئے ہے شہداء جمع شہید اس کا معنی حاضر ہے۔ یعنی یعقوب علیہ السلام کی موت کے وقت تم حاضر نہ تھے۔ یہاں خطاب ایمان والوں کو فرمایا۔ اب مطلب یہ ہوا۔ کہ تم اس وقت موجود نہ تھے۔ تمہیں ان کے متعلق وحی سے علم ہوا۔

نمبر۲۔ دوسرا قول۔ ''اَمْ'' متصلہ ہے اس سے قبل مقدر محذوف ہے اور اس وقت خطاب یہود کو ہے۔ کیونکہ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ جو پیغمبر بھی فوت ہوا۔ وہ یہودیت پر فوت ہوا۔ تو ان کو مخاطب کر کے گویا فرمایا کہ تم انبیاء علیہم السلام پر یہودیت کے دعویدار ہو؟ کیا تم حاضر تھے جبکہ یعقوب علیہ السلام کو موت آئی؟

اِذْ قَالَ : (جب انہوں نے اپنے) نمبرا۔ یہ پہلے اذ سے بدل ہے اور ان دونوں میں شہداء کا لفظ عامل ہے۔

یا نمبر۲۔ حَضَرَ کا ظرف ہے۔

لِبَنِیْهِ مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ : (بیٹوں کو کہا تم لوگ میرے بعد کس کی پوجا کرو گے)

### ما کی تفصیل:

نحو : ما استفہامیہ ہے اور تعبدون کی وجہ سے محل نصب میں واقع ہے مطلب یہ ہے۔ کس چیز کی تم عبادت کرتے ہو؟ ما عام ہے ہر چیز کے لئے آتا ہے یا ما معبود کی صفت کے متعلق سوال کے لئے ہے۔ جیسا تم کہو۔ مازید ترید افقیہ ام طبیب زید کے متعلق تم کیا جانتے ہو کہ وہ فقیہ ہے یا طبیب من بعدی ۔ میری موت کے بعد

### الٰہ کو دوبارہ لانے کی وجہ:

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ : (انہوں نے کہا ہم اس کی عبادت کریں گے جو تیرا اور تیرے آباء کا ہے)۔ الله کا ذکر دوبارہ کیا گیا تاکہ ضمیر مجرور پر عطف بغیر اعادۂ حرف جار کے لازم نہ آئے۔

اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ : (ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق کا معبود ہے) یہ اباء ك سے عطف بیان ہے۔

**سوال** : آباء میں اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کیا حالانکہ وہ ان کے چچا ہیں۔

**جواب** : چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ ھذا بقیة آبائی (ابن ابی شیبہ)

### نحوی لطائف:

اِلٰهًا وَّاحِدًا : (یعنی ایک معبود ہے) نمبرا۔ یہ الله ابائك سے بدل ہے جس طرح العلق کی آیت ۱۵۔۱۶ میں ناصیہ۔ بالناصیة ناصیة کا ذبة۔



BestUrduBooks.wordpress.com

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ

وہ ایک جماعت تھی جوگزر گئی، ان کے لئے وہ ہے جوانہوں نے عمل کیا، اور تمہارے لئے وہ ہے جوتم نے عمل کیا، اور تم سے اس چیز کا سوال نہ ہوگا

عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾

جو وہ کیا کرتے تھے۔

نمبر۲ دوسرا قول : اختصاص کی وجہ سے منصوب ہے۔یعنی ہم تیرے آباء کے معبود سے ایک ہی معبود مراد لیتے ہیں۔وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (اور ہم اسی کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں) نحو نمبر۱: یہ نعبد کے فاعل سے حال ہے ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں۔اس حال میں کہ ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔

نمبر۲ دوسرا قول: یہ نعبد پر جملے کا عطف ہے گویا یہ مقولہ ثانی ہے۔

تیسرا قول : جملہ معترضہ ہے جوتاکید کے لئے لایا گیا۔

۱۳۴۔ تِلْكَ :(وہ) یہ امت مذکورہ کی طرف اشارہ ہے یعنی ابراہیم اسماعیل ویعقوب اوران کی موحد اولاد

اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ :(ایک جماعت تھی جوگزری) گزر چکی

## غیر کی کمائی کام نہ آئے:

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ :(ان کے لئے جوانہوں نے کمایا اور تمہارے لئے جوتم نے کمایا) یعنی کسی کوغیر کی کمائی کام نہ دے گی۔خواہ کان کومقدم مانیں یا مؤخر۔کہ ان کووہ چیز فائدہ دے گی جوانہوں نے کمائی۔پس اسی طرح تمہیں وہ چیز کام آئے گی جوتم نے کمائی۔ یہ بات فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے باپوں پر فخر کر کے (برائیوں پر ڈھٹائی اختیار کرنے والے تھے) اور اعمال کوکوئی حیثیت نہ دیتے تھے۔

وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ :(اور تم سے ان کے عملوں کی باز پرس نہ ہوگی) انکی برائیوں کا تمہیں مؤاخذہ بھگتنا نہ پڑے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ

اور انہوں نے کہا کہ ہو جاؤ یہودی یا نصرانی تم ہدایت پا جاؤ گے، آپ فرمائیے بلکہ ابراہیم کی ملت کا اتباع کرو جو پوری طرح

حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

حق ہی کی طرف تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے، تم لوگ کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر بھی جو اس نے نازل کیا

اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ

ہماری طرف، اور اس پر جو نازل کیا گیا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب پر، اور ان کی اولاد پر،

وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ

اور اس پر بھی جو عطا کیا گیا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو کچھ عطا کیا گیا دیگر انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے، ہم ان میں سے

بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

۱۳۵۔ وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى : (اور کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی ہو جاؤ) یعنی یہود نے کہا تم یہودی بن جاؤ۔ نصاریٰ نے کہا تم نصرانی بن جاؤ۔

تَهْتَدُوْا : (تو ہدایت پا جاؤ گے) یہ مجزوم ہے کیونکہ یہ امر کا جواب ہے۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ : (کہہ دیں بلکہ ہم تو ملت ابراہیم پر رہیں گے) بلکہ ہم تو ملت ابراہیم کی اتباع کرینگے۔

### حنیف کا مفہوم:

حَنِيْفًا : (جو تمام سے یکسو تھے) حنیفاً یہ ابراہیم سے حال ہے جیسا کہ کہتے ہیں رایت وجة هند قائمةً میں نے ہندہ کا چہرہ دیکھا اس حال میں کہ وہ کھڑی ہے۔ الحنیف ہر دین باطل سے دین حق کی طرف جھکنے والا۔

### تعریض بر مشرکین:

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ : (اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے) یہ اہل کتاب پر تعریض ہے کیونکہ وہ سب ملت ابراہیم کی اتباع کے دعویدار تھے حالانکہ وہ شرک پر تھے۔

۱۳۶۔ قُوْلُوْٓا : (تم کہو) نمبر۱۔ یہ ایمان والوں کو خطاب ہے۔

نمبر۲۔ یہ کفار کو خطاب ہے یعنی تم ان کو کہو کہ تم حق قبول کرلو ورنہ تم باطل پر ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ

سو اگر وہ ایمان لے آئیں ان چیزوں پر جن پر تم ایمان لائے تو وہ ہدایت پا جائیں گے اور اگر وہ روگردانی کریں تو بس وہ مخالفت ہی میں

شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۱۳۷

لگے ہوئے ہیں۔ پس عنقریب اللہ آپ کی طرف سے ان کے لئے کافی ہوگا اور وہ سمیع ہے علیم ہے

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا : (ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہماری طرف اتارا گیا) انزل الینا سے مراد قرآن مجید ہے۔

## سبط کی تفسیر:

وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ : (اور جو ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل اسحٰق ویعقوب اور ان کی اولاد کی طرف بھیجا گیا) السبط کا معنی پوتے' نواسے' حسن وحسین رضی اللہ عنہما سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ای الاسباط حفدة یعقوب کے پوتے اور ان کے بارہ بیٹوں کی اولاد مراد ہے۔

## نحوی تحقیق:

نحو : انزل کا لفظ الی اور علی دونوں کے ساتھ متعدی بنتا ہے اس لئے یہاں الی کے ساتھ ہے۔ اور آل عمران میں علی کے ساتھ ہے۔

## تفسیر آیت ۱۳۶:

وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ : (اور اس پر جو دیئے گئے موسیٰ عیسیٰ اور جو انبیاء علیہم السلام کو ان کے رب کی طرف سے ملا ہم ان میں سے کسی ایک میں تفریق نہیں کرتے) جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا۔ احد۔ کا معنی یہاں جماعت ہے اس لئے بین کا لفظ اس پر داخل ہو سکتا ہے۔

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ : (اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص اختیار کرنے والے ہیں۔

## مثل کے صحیح مفہوم کی وضاحت میں تین اقوال:

۱۳۷۔ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا : (پس اگر وہ ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے تو بے شک وہ ہدایت پا جائیں گے) آیت کا ظاہر مشکل ہے اس لئے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مثل ہو حالانکہ وہ اس سے بلند و بالا ہے۔

نمبر ا۔ پس کہا گیا ہے کہ باز اء اور مثل یہ مصدر محذوف کی صفت ہے اصل عبارت یہ ہے۔

فان امنوا ایمانا مثل ایمانکم۔ پس اگر وہ ایمان لائیں ایسا ایمان جو تمہارے ایمان کی طرح ہو وہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔ اور بآء کا اضافہ نئی چیز نہیں ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے سورۃ یونس آیت نمبر۲۷ والذین کسبوا السیئات جزاء سیئۃ بمثلھا۔تقدیر عبارت یہ ہے۔ جزاء سیئۃ مثلھا۔ برائی کی جزا اس کی مثل سے ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں ہے جزاء سیئۃ سیئۃٌ مثلھا۔الشوریٰ آیت نمبر۴۰ میں ہے۔ برائی کی جزاء اس کی مثل برائی سے ہے۔

دوسرا قول: مثل کا لفظ زائد ہے تقدیر عبارت یہ ہے فان امنوا ما امنتم بہ(اگر وہ ایمان لائیں جس ذات پر تم ایمان لائے ہو۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت بما آمنتم بہ۔اس کی تائید کرتی ہے۔

ماالذی کے معنی میں ہے اور اس کی دلیل حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت بالذی آمنتم بہ ہے۔

تیسرا قول: باء استعانت کے لئے ہے جیسا کہتے ہیں۔ کتبت بالقلم۔اب مطلب یہ ہوا فان دخلوا فی الایمان بشھادۃ مثل شھادتکم التی امنتم بھا۔پس اگر وہ داخل ہوں ایمان میں شہادت کے ساتھ جو تمہاری اس شہادت جیسی ہو جس کے ساتھ تم ایمان لائے ہو۔

## انحراف کا مطلب:

وَاِنْ تَوَلَّوْا : (اور اگر وہ انحراف کریں) نمبر۱۔اس میں سے جو تم انہیں کہتے ہو تو انہوں نے انصاف نہ کیا۔

نمبر۲۔دوسرا قول: اگر تم شہادت اور ایمان میں شہادت کے ساتھ داخلے سے منہ موڑو۔

فَاِنَّمَاھُمْ فِیْ شِقَاقٍ : (تو پس وہ ضد پر ہیں) یعنی پس وہ مخالفت اور دشمنی میں مبتلا ہیں۔ وہ طلب حق میں کسی چیز پر نہیں۔

## غلبہ اہل کتاب:

فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ : (پس کافی ہے تمہاری طرف سے ان کو اللہ) اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل کتاب پر غلبہ کی ضمانت دی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ان یہود میں سے بعض کے قتل اور بعض کی جلاوطنی سے پورا ہوا۔ سینؔ کا معنی یہ ہے کہ وہ وعدہ ہر صورت میں پورا ہونے والا ہے۔ اگرچہ کچھ دیر سہی۔

وَھُوَالسَّمِیْعُ : (اور وہ ہر بات کو سننے) جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

## ممانعت و وعید:

الْعَلِیْمُ : (اور جاننے والا ہے) جو وہ حسد اور کینہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خود سزا دیں گے۔ نمبر۱۔ یہود کے لئے وعید ہے۔

نمبر۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وعدہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ سنتے ہیں۔ جو آپ دعائیں کرتے ہیں۔ اور وہ آپ کی نیت سے واقف ہے اور آپ کے غلبہ دین کے ارادے کو جانتا ہے۔ وہ ان دعاؤں کو قبول فرمائے گا اور آپ کو منزل مقصود پر پہنچائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ؗ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

ہم کو اللہ تعالیٰ نے رنگ دیا ہے اور وہ کون ہے جس کا رنگ دینا اللہ تعالیٰ کے رنگ دینے سے اچھا ہو اور ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں

## صِبْغَةَ اللّٰهِ کی مراد حقیقی:

۱۳۸۔صِبْغَةَ اللّٰهِ : (ہم نے اللہ تعالیٰ کا رنگ لے لیا) نحو۔ صبغة اللّٰہ سے مراد اللہ کا دین یہ مصدر مؤکد ہے اور امنا باللّٰہ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۸۔ منصوب ہے۔ یہ فِعلةٌ کا وزن ہے جو صبغ سے ہے جیسے جلسة جَلَسَ سے۔ صبغة دراصل اس حالت کو کہتے ہیں۔ جس پر رنگنا واقع ہوتا ہے۔ مراد اللہ تعالیٰ کا پاک کرنا ہے کیونکہ ایمان دلوں کو پاک کرتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ نصاریٰ اپنے بچوں کو زرد پانی میں ڈبوتے اور اس کو معمودیہ کہتے اور کہتے یہ بچوں کی تطہیر ہے جب ان میں سے کوئی یہ فعل کر لیتا تو کہتا اب وہ واقعۃً نصرانی بن گیا اس پر مسلمانوں کو حکم ملا کہ وہ ان کو کہیں۔

امنا باللّٰہ و صبغنا اللّٰہ بالایمان صبغة ولم نصبغ صبغتکم ہم اللہ پر ایمان لائے اور اللہ نے ہمیں ایمان سے خوب رنگ دیا۔ ہم تمہارے رنگ میں اپنے آپ کو نہیں رنگتے آیت میں لفظ صبغه مشاکلت کے لئے لایا گیا۔ جیسے کہتے ہیں جو درخت لگائے۔ اغرس کما یغرس فلان۔ مراد اس سے وہ آدمی ہے جو نیکی کا کام کر رہا ہو۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً : (اور کس کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر ہے) یہ صبغةً تمیز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لا صبغة احسن من صبغته۔ کہ کوئی رنگ اس کے رنگ سے زیادہ خوب نہیں۔ مراد اس سے دین یا تطہیر ہے۔

## عطف آمنا پر:

وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ : (اور ہم اس کی عبادت کرنے والے ہیں) یہ آمنا باللہ پر عطف ہے۔ یہ عطف اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ صبغۃ اللہ کا قول یہ قولوا آمنا کے مفعول میں داخل ہے۔ ان قولو اھذا و ھذا و نحن لهٗ عابدون۔ کہ تم یہ کہو اور یہ بھی کہو کہ ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

## بعض کا قول:

یہ ترکیب ان لوگوں کی تردید کر رہی ہے جو صبغۃ اللہ ملۃ ابراہیم کا بدل مانتے ہیں۔ یا اغراء کی بناء پر منصوب قرار دیتے ہیں۔ یعنی علیکم صبغة اللّٰہ تم صبغة اللّٰہ کو لازم پکڑو۔ کیونکہ اس سے نظم قرآن ٹوٹتا ہے اور کلام کا اپنے باہمی جوڑ ربط سے نکلنا لازم آتا ہے۔ (جو مناسب نہیں) اور مصدر مؤکد کہہ کر منصوب قرار دینا یہ سیبویہ کا قول ہے اور بہتر قول وہی ہے جو حزام نے کہا اور ہم نے اولاً نقل کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ

آپ فرمایئے کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں حجت کرتے ہو حالانکہ وہ ہمارا رب ہے اور تمہارا رب ہے اور ہمارے لئے ہیں عمل ہمارے اور تمہارے لئے ہیں عمل تمہارے اور ہم اللہ تعالیٰ

مُخْلِصُوْنَ ۙ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا

کے لئے اخلاص والے ہیں کیا تم کہتے ہو کہ بے شک ابراہیم و اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد

هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۗ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ

یہودی تھے یا نصرانی تھے۔ آپ فرما دیجئے کیا تم زیادہ جاننے والے ہو یا اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جس نے چھپایا

شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾

اس گواہی کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پاس موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کاموں سے بے خبر نہیں ہے جنہیں تم کرتے ہو

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ

وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی، ان کے لئے وہ ہے جو انہوں نے عمل کیا، اور تمہارے لئے وہ ہے جو تم نے عمل کیا، اور تم سے اس چیز کا سوال نہ ہو گا

عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع

جو وہ کرتے تھے۔

## تفسیر آیت ۱۳۹:

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ : (کہہ تو کیا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہو) یعنی کیا تم اللہ تعالیٰ کی شان میں ہم سے جھگڑا کرتے ہو اور اس پر جھگڑتے ہو کہ اس نے تمہاری بجائے عرب سے پیغمبر چنا۔ اور تم کہتے ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی پر کلام اتارنا ہوتا تو وہ ہم پر اتارتا۔ گویا تم اپنے کو نبوت کا بڑا حق دار قرار دیتے ہو۔

وَهُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ : (حالانکہ وہ ہمارا رب ہے اور تمہارا رب) ہم اس کے بندے ہونے میں سب شریک ہیں اور وہ ہمارا رب ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور عظمت اپنے بندوں میں سے جن کو چاہتا ہے ان کو پہنچاتا ہے۔

وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ : (اور ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے (اعمال) یعنی عمل امر کی بنیاد ہے جس طرح کے تمہارے لئے اعمال ہیں اور اسی طرح کے ہمارے لئے بھی ہوں گے۔

وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ : (اور ہم اسی کو خالص ماننے والے ہیں) کہ ہم اس کی وحدانیت کو ماننے والے ہیں اس کو ایمان میں خالص کرتے ہیں اور تم شریک ٹھہراتے ہو اور مخلص عظمت کے زیادہ لائق ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور وہ دوسروں کی بہ نسبت



BestUrduBooks.wordpress.com

نبوت کا بھی حقدار ہے۔

۱۴۰۔اَمْ تَقُوْلُوْنَ : (کیا تم کہتے ہو) قراءت۔ یہ شامی اور کوفی نے ابوبکر کے علاوہ تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

## اَمْ کونسا ہے؟

نمبر ا۔ اس صورت میں اَمْ ہمزہ کے معادل ہے جو اَتُحَاجُّوْنَنَا میں ہے یعنی کونسا کام تم کرو گے؟ اللہ کے حکم میں حجت بازی یا دعویٰ یہودیت اور نصرانیت انبیاء علیہم السلام کے متعلق؟

نمبر ۲ دوسرا قول : اَمْ منقطعہ ہے یعنی بلکہ کیا تم کہتے ہو؟

یقولون دوسروں نے یاء سے پڑھا ہے اس صورت میں ہمزہ منقطعہ ہی ہو سکتا ہے۔

اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى :(کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق و یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے) پھر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔ کہ ان کو بطور استفہام کہے انہی کی بات کو ان پر لوٹاتے ہوئے۔

قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ : (کہہ دیں کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ) یعنی بے شک اللہ نے ان کے لئے (مسلمانوں کیلئے) تو ملت اسلام کی گواہی دی ہے۔ اپنے اس قول میں۔ ما كان ابراهيم يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا مسلما۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶۷

## ملتِ حنیفی کا چھپانے والا ظالم:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ : (اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اس گواہی کو چھپائے جو اس کے پاس ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے) جس نے اللہ تعالیٰ کی اس گواہی کو چھپایا جو اس کے پاس ہے۔ وہ شہادت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق حنفیت کی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اہل کتاب سے بڑا ظالم کوئی نہیں۔ کیونکہ انہوں نے اس گواہی کو چھپا دیا۔ حالانکہ اس کو جانتے ہیں۔ یا اگر ہم اس گواہی کو چھپاتے تو ہم سے بڑا کوئی ظالم نہ ہوتا۔ پس ہم تو اس کو نہیں چھپاتے۔ اس میں ان پر تعریض کی۔ کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نبوت کی گواہی کو جو ان کی کتابوں میں موجود ہے چھپا رہے ہیں۔ مِنَ اللّٰه میں مِن اس طرح ہے جیسے کہتے ہیں هذه شهادة منّي لفلان اذا شهدت له گویا یہ اس کی صفت ہے

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ : (اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ان عملوں سے جو تم کرتے ہو) یعنی تکذیب رسل اور کتمانِ شہادت۔

## مَا كَسَبَتْ کا مقصد:

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ : (یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی ان کے لئے ہے جو انہوں نے کیا اور تمہارے کام آئے گا جو تم کرتے ہو۔ تم سے ان کے متعلق پوچھ گچھ نہ ہوگی۔

نمبر ا۔ یہ تاکید کے لئے لائے۔

نمبر ۲۔ پہلی مرتبہ لا کر انبیاء علیہم السلام مراد ہیں۔ اور دوسری مرتبہ لا کر اسلاف یہود و نصاریٰ مراد لیے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ

عنقریب کہیں گے بیوقوف لوگ کس چیز نے پھیر دیا ان کو ان کے اس قبلہ سے

كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى

جس پر وہ تھے۔ آپ فرما دیجئے اللہ ہی کے لئے مشرق اور مغرب ہے۔ وہ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

سیدھے راستہ کی طرف۔

## تفسیر آیت ۱۴۲:

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۔يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ : (عنقریب بے وقوف لوگ کہیں گے کہ ان کو کس بات نے پھیر دیا ہے ان کے اس قبلہ سے جس پر یہ تھے کہہ دیں کہ مشرق و مغرب خدا ہی کے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف چلاتا ہے)

## سفیہ کی مراد:

السّفھآء ۔کم عقل اصل سفہ کی ہلکا پن ہے۔اس سے مراد ۔نمبرا۔ یہود ہیں کیونکہ وہ کعبہ کی طرف رخ کرنا ناپسند کرتے تھے اور شریعت کے منسوخ ہونے کے قائل نہ تھے۔

نمبر۲۔منافقین ہیں۔اس لئے کہ وہ مسلمانوں پر طعن واستہزاء کے بہت دلدادہ تھے۔

نمبر۳۔مشرکین ہیں کیونکہ وہ کہا کرتے تھے کہ محمد ﷺ نے اپنے آباؤ اجداد کے قبلہ سے اعراض کیا پھر اب اس کی طرف لوٹ آئے ہیں۔قسم بخدا وہ اپنی قوم کے دین کی طرف بھی ضرور لوٹ آئیں گے۔

نکتہ :معاملے کے پیش آنے سے پہلے بتلانے کا فائدہ یہ ہے کہ اس عظیم انقلاب کا نفس عادی بن جائے دفعۃً خلاف طبع چیز سے زیادہ گرانی ہوتی ہے نیز مخالف کے اعتراض کا جواب دینے کے لئے طبیعت مستعد ہو جائے۔جیسا کہ تیراندازی سے پہلے تیر کو پر لگائے جاتے ہیں۔

## قبلہ کا معنی:

مَا وَلّٰھم ۔کس چیز نے ان کو پھیر دیا۔عن قبلتھم التی کانوا علیھا۔اس سے مراد بیت المقدس لیتے تھے۔القبلۃ وہ جہت جس کا نماز میں انسان رخ کرتا ہے کیونکہ نمازی اسی کا سامنا کرتا ہے۔(اصل میں ہیئت قبلہ کو کہتے ہیں)قل للّٰہ المشرق والمغرب ۔کہہ دیں کہ مشرق و مغرب خدا ہی کے ہیں۔یعنی مشرق و مغرب کے علاقے اور تمام زمین اسی کی ملکیت ہے۔یھدی من یشآء الی صراط مستقیم۔وہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف چلاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ

اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنا دیا جو اعتدال والی ہے تاکہ تم ہو جاؤ لوگوں پر گواہ اور ہو جائے رسول تم پر

شَهِيْدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ

گواہ اور جس قبلہ پر آپ تھے اسے ہم نے مقرر نہیں کیا مگر اس لئے کہ ہم جان لیں کون اتباع کرتا ہے رسول کا اس سے ممتاز ہو کر جو

يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ

پیچھے پلٹ جاتا ہے اپنے الٹے پاؤں، اور بے شک یہ قبلہ بدلنا بھاری بات ہے مگر ان لوگوں پر جن کو اللہ نے ہدایت دی

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ ضائع کرے تمہارے ایمان کو بے شک اللہ لوگوں کے ساتھ بڑا مشفق مہربان ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۠ فَوَلِّ

ہم دیکھ رہے ہیں آپ کا آسمان کی طرف بار بار منہ اٹھانا پس ہم آپ کو ضرور ضرور متوجہ کر دیں گے ایسے قبلہ کی طرف جس سے آپ راضی ہوں گے سو آپ پھیر دیجئے

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ

اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف، اور جہاں کہیں بھی تم لوگ ہو سو اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف متوجہ کیا کرو

شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ

اور بلاشبہ جن لوگوں کو کتاب دی گئی وہ ضرور جانتے ہیں کہ بلاشبہ یہ حکم حق ہے۔ ان کے رب کی طرف سے ہے۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

اور اللہ غافل نہیں ہے ان کاموں سے جن کو وہ کرتے ہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

## درست قبلہ؟

مستقیم۔ برابر، درست یعنی جس کو چاہتا ہے اس کی راہنمائی درست قبلہ کی طرف کر دیتا ہے۔
نمبرا۔ اور وہ کعبہ ہے جس کی طرف ہمیں رخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔
یا نمبر۲۔ تمام مکان اللہ ہی کے ہیں۔ پس وہ جدھر چاہتا ہے ادھر رخ کرنے کا حکم دیتا ہے کبھی کعبہ کی طرف اور کبھی بیت المقدس کی طرف (اس میں خصوصیت مکانی کو دخل نہیں) اور نہ کسی کو اعتراض کا حق ہے۔ کیونکہ حقیقی اکیلا بادشاہ وہی ہے۔

## تفسیر آیت ۱۴۳:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا : (اسی طرح ہم نے تم کو معتدل امت بنایا) کذلك جعلنکم اس عجیب بنانے کی طرح ہم نے تمہیں بنایا۔

## نحوی تحقیق:

نحو : کذلك میں کاف تشبیہ کے لئے ہے اور ذا اسم اشارہ ہے جو کاف کا مجرور ہے لام اشارہ قریب (ذا) اور اشارہ بعید کے درمیان فرق کے لئے لایا گیا۔ كَ ضمیر خطاب ہے اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔

## امتِ وسط کا معنی:

امۃ وسطا نمبرا۔ افضل و بہتر۔ بہتر کو وسط بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ خرابی اطراف میں جلد اثر پذیر ہوتی ہے اور درمیان محفوظ رہتا ہے۔

## سب سے بہتر قبلہ:

مطلب یہ ہے جس طرح میں نے تمہارا قبلہ سب قبلوں سے بہتر بنایا۔ اسی طرح میں نے تمہیں سب سے افضل امت بنایا اور بنانے کی وجہ یہ ہے تاکہ تم غور سے وہ دلائل جان لو جو تمہارے لئے مقرر کیے گئے۔ اور تم پر کتاب اتاری گئی تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی پر بھی بخل نہیں کیا اور نہ ظلم' بلکہ راستے واضح کر دیئے اور رسولوں کو روانہ فرمایا۔ جنہوں نے اس کے پیغامات کو پہنچا دیا اور امتوں کی کامل خیر خواہی کی مگر پھر بھی کفار کو ان کی بدبختی نے شہوات کی پیروی اور دلائل سے اعراض کی طرف موڑ دیا۔
پس اے امت محمد یہ تم اس بات کی گواہی اپنے ہم عصروں اور اپنے سے ماقبل اور مابعد کے متعلق دو گے۔

## وسط کی تفسیر دوم:

وسط کا معنی معتدل۔ کیونکہ وسط اطراف کے درمیان میں ہوتا ہے وہ کسی بھی طرف کے قریب تر یا بعید نہیں ہوتا۔ معنی یہ ہوگا۔
جس طرح ہم نے تمہارے قبلہ کو مشرق و مغرب کے درمیان معتدل بنایا۔ اسی طرح تمہیں معتدل امت بنایا۔ جو غلو اور تقصیر کے درمیان ہے۔ پس تم نہ تو نصاریٰ جیسا غلو کرتے ہو کہ مسیح علیہ السلام کو الوہیت کے درجہ تک پہنچا دیا اور نہ کوتاہی کرنے والے ہو جس طرح یہود نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا پر تہمت زنا لگائی اور عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) ولد الزنا قرار دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## علت امتِ وسط:

. لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ (تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو) نحو: شھدا غیر منصرف ہے اس میں الف ممدودہ برائے تانیث ہے۔
عَلَى النَّاسِ: یہ شہداء کا صلہ ہے یکون الرسول علیکم شهیدا اور رسول تم پر گواہ ہوں یہ لتکونوا پر عطف ہے (لام تعلیلیہ لا کرامت وسط کی علت بیان کردی)

روایت میں ہے کہ امتیں قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کا انکار کردیں گی۔ پس اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے ان کے پیغام پہنچانے کے گواہ طلب کرے گا۔ حالانکہ وہ تو خوب جانتا ہے پس امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہی کے لئے لایا جائے گا۔ وہ گواہی دیں گے تو اس وقت امتیں کہیں گی۔ تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے پیغام پہنچایا۔ پس امت محمد یہ جواب دے گی۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطلاع دینے سے معلوم کیا جو اس نے اپنے پیغمبر صادق کی زبان پر اتاری۔ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا جائے گا اور امت کا حال دریافت کیا جائے گا۔ پس آپ اپنی امت کی عدالت کی گواہی دیں گے اور تزکیہ کا سٹرفکیٹ عنایت کریں گے۔ باقی شہادت کبھی بلا مشاہدہ بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ مشہور اشیاء کے بارے میں سن کر شہادت۔

## لفظ عَلٰی کا راز:

یہ حرف استعلاء ہے اور شہادت نگرانی کی طرح ہے اور شہید نگران کی طرح ہے اسی لئے کلمہ استعلاء لائے۔ جیسا ارشاد الٰہی ہے۔
کنت انت الرقیب علیهم مائده آیت نمبر ۱۱۷

## ایک اور تفسیر:

یہ ہے تا کہ تم لوگوں پر دنیا میں گواہی دینے والے بنو یہ شہادت عدول واخیار کی معتبر ہے۔
وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا : (اور رسول اللہ تم پر گواہ ہوں) یعنی رسول تمہارا تزکیہ کریں اور عدالت بیان کریں گے۔

## قول شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اجماع امت حجت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کی صفت عدل سے بیان کی اور عادل ہی مستحق شہادت ہے اور اسی کی شہادت قابل قبول ہے۔ پس جب امت کے لوگ کسی بات پر جمع ہو جائیں اور اس کی گواہی دے دیں۔ تو اس بات کا قبول کرنا ضروری ہے۔

نکتہ: شہادت کے لفظ کا صلہ پہلی مرتبہ تو بعد میں لائے اور دوسری مرتبہ پہلے لائے۔ کیونکہ پہلی دفعہ میں امتوں کے خلاف ان کی شہادت کو ثابت کرنے کا ذکر ہے اور دوسرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص امت کے حق میں گواہی دینا مذکور ہے۔ (علیکم کی تقدیم کیا لطف دے رہی ہے)

## القبلہ کی مراد:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ : (اور نہیں بنایا تھا ہم نے وہ قبلہ جس پر آپ پہلے تھے) یعنی نہیں بنایا ہم نے اس قبلہ والی



BestUrduBooks.wordpress.com

جہت کو جس پر آپ تھے۔اور وہ کعبہ ہے پس التی کنت علیھا یہ القبلہ کی صفت نہیں بلکہ یہ جعل کا مفعول دوم ہے۔روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں کعبہ کی طرف نماز ادا کرتے تھے پھر ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف نماز کا حکم ہوا۔تا کہ یہود مانوس ہوں۔(آپ کا نبی قبلتین ہونا تورات میں ہے اس لئے صخرہ کی طرف نماز کا حکم ہوا۔

**اصول** :اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سنت کا نسخ کتاب اللہ سے جائز ہے۔(امام شافعی رحمہ اللہ کا اس میں اختلاف ہے) کیونکہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا وحی غیر متلو سے ثابت ہے اور اس کا نسخ قرآن مجید کی آیت سے ہوا۔

## نعلم کی تفسیر:

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ :(مگر اس لئے کہ ہم ظاہر کر دیں ان لوگوں کو جو پیروی کریں رسول کی ان لوگوں سے جو پھر جائیں الٹے پاؤں) نمبرا۔یعنی تبدیلی کعبہ والی جہت جو آپ کو پسند ہے۔اس غرض سے ہوئی۔تا کہ ہم اس شخص کو جان لیں جو اسلام پر پختگی سے قائم رہنے والا ہے اور کون اضطراب کی وجہ سے الٹے پاؤں پھرنے والا ہے۔اس ست یہ بتلایا کہ تحویل قبلہ کے وقت کئی لوگ اسلام سے پھر جائیں گے۔

## قول شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ ابو منصور رحمہ اللہ نے فرمایا:لنعلم کا معنی یہ ہے کہ جس شخص یا چیز کا ہم پہلے ہونا جانتے تھے۔اس کا موجود ہونا جان لیں۔یعنی ہمارا علم اس کے وجود سے متعلق ہو جائے کہ وہ پائی جائے گی۔اللہ تعالیٰ ازل سے اس شئی کو جانتا ہے جس کے وجود کا وہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ چیز اس وقت پائی جائے گی جس میں وہ اس کا وجود چاہے گا اور ازل میں یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی فلاں شئی کو جو اب تک موجود نہیں ہوئی۔ازل میں موجود جانتا ہے۔کیونکہ جو شئی موجود نہیں ہوئی اس کو موجود کس طرح جان سکتا ہے۔پس جب وہ وجود میں آجائے گی تو وہ علم ازلی کے تحت داخل ہو جائے گا۔پس وہ چیز اس کو معلوم ہو جائے گی اور وہ موجود ہو جائے گی۔تو اس اعتبار سے تبدیلی معلوم میں آئی۔علم میں تبدیلی لازم نہیں آئی۔

## دیگر اقوال:

یا دوسرا قول یہ ہے تا کہ ہم جدا کر دیں تابع کو نافرمان سے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (الانفال:۳۷) پس اس قول میں علم کی جگہ تمییز کا لفظ لایا گیا۔کیونکہ تمییز علم سے حاصل ہوتی ہے۔

**یا تیسرا قول** :تا کہ رسول اللہ ﷺ اور مؤمن جان لیں گویا ان کے علم کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا۔کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔

**یا چوتھا قول** :یہ ہے کہ جو نہیں جانتے ان کو ملاطفت کے طور پر خطاب کیا جس طرح کہتے ہیں۔اس آدمی کو جو سونے کے پگھلنے کا منکر ہو۔فلنلقه فی النار لنعلم أیذوب۔کہ ہم اس کو آگ میں ڈالتے ہیں۔تا کہ ہم جان لیں کہ آیا وہ پگھلتا ہے۔

(تو یہاں منکر کو سمجھانے کے لئے اپنے آپ کو اس کے ساتھ شامل کر کے اس پر فعل کو ثابت کرنا مقصود ہے) آیت میں بھی نعلم کا صیغہ خطاب ان سے ملاطفت کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## لکبیرہ کی تفسیر:

وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً :(بے شک یہ گراں گزر رہا ہے) یعنی تحویل یا جعل یعنی کرنا' بنانا یا قبلہ۔ نحو۔ کانت کی ضمیر ان تین میں سے کسی ایک کی طرف ہے۔

لکبیرۃً بھاری اور گراں۔ یہ اِنْ دراصل اِنَّ ہے اور لکبیرۃ، کان کی خبر ہے اور لام ان شرطیہ اور مخففہ میں فرق کیلئے لایا گیا ہے۔

اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ :(مگران پر جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی) یعنی اللہ تعالیٰ نے جن کو ہدایت واتباع رسول پر صادق وثابت قدم فرمایا۔

## ایمان سے مراد نماز ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ :(اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کر دے تمہارے ایمان) ایمان سے مراد بیت المقدس کی طرف پڑھی جانے والی نمازیں ہیں۔ نماز کو یہاں ایمان فرمایا۔ کیونکہ نماز اہل ایمان پر ہی واجب ہے اور وہی اس کو قبول کرنے والے ہیں اور جماعت کے ساتھ اس کی ادائیگی علامت ایمان ہے۔

شانِ نزول: جب رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف رخ کر لیا تو صحابہ کرام ؓ نے کہا۔ ان لوگوں کا کیا بنے گا؟ جو تحویل قبلہ سے پہلے فوت ہوگئے۔ تو یہ آیت اتری۔ (بخاری ومسلم)

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ : (بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر شفقت رکھنے والے بڑے مہربان ہیں) یہ ماقبل کی تعلیل ہے۔ (یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کی کی ہوئی عبادات جو اس کے حکم کے مطابق تھیں ضائع کر دے)

اختلافِ قراءت: حجازی' شامی' حفص رحمہم اللہ نے لَرَءُوْفٌ کو فعول کے وزن پر ضمہ کو خوب ظاہر کر کے پڑھا اور دیگر قراء نے فَعُلٌ کے وزن پر اختلاس حرکت کے ساتھ پڑھا ہے یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں۔ الرأفۃ بہت زیادہ رحمت وشفقت۔ رحیمٌ مہربان جو ان کے اجر کو ضائع نہ کرے گا۔

نکتہ: (دونوں کو اسی طرح جمع کر دیا جیسا بسم اللہ میں الرحمٰن الرحیم کو (بہت زیادہ رحمت کو مقدم اور خصوصی کو مؤخر لایا گیا۔ نیز مقطع آیات کا بھی لحاظ ہوگیا)

## توقع رسول اللہ ﷺ :

۱۴۴: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ : (ہم دیکھ رہے ہیں آپ کے منہ کا آسمان کی طرف بار بار پھرنا) تقلّب کا معنی بار بار چہرے کا لوٹانا۔ اور نگاہ کا آسمان کی طرف پھیرنا۔

رسول اللہ اپنے رب سے توقع رکھتے تھے۔ کہ وہ آپ کا رخ کعبہ کی طرف ابراہیم ؑ کی موافقت اور یہود کی مخالفت میں پھیر دیں گے۔ اسلئے کہ آپ اہل عرب کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے اور کعبہ اہل عرب کیلئے باعث فخر زیارت گاہ اور طواف کا مقام تھا۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا : (بس ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جس کو آپ پسند کرتے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

فلنولینک کا معنی ۔نمبر۱۔ضرور ہم آپ کو اس کے استقبال پر قدرت عطا کر دیں گے ۔ یہ اس طرح ہے جیسے کہتے ہیں ۔ ولیتہٗ کذا ۔ جب تم اس کو اس چیز کا والی بنا دو۔

نمبر۲۔ ہم آپ کو بیت المقدس کی سمت کی بجائے بیت اللہ کی سمت کے قریب کر دیں گے ۔

ترضٰها ۔ تو پسند کرتا ہے اور اس کی طرف صحیح اغراض کے پیش نظر میلان رکھتا ہے ۔ مگر ان اغراض کو دل میں رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مشیت وحکمت کی موافقت کرنے والا ہے۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ : (تم اب پھیرلو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف)

## شطر کا معنی:

اصل میں ''الگ'' ہے پھر طرف کے معنی میں استعمال ہونے لگا ۔ یہ ظرف ہونے کی بنا پر منصوب ہے ۔ یعنی اجعل تولیة الوجه تلقاء المسجد ۔ یعنی اس کی طرف ' اس کی سمت میں ۔

عین قبلے کا استقبال دُور والے کے لئے مشکل تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی بجائے مسجد حرام کا ذکر کر کے ثابت کر دیا ۔ کہ جہت قبلہ کی رعایت ضروری ہے ۔ عین کعبہ کی نہیں ۔

روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ قدم رنجہ فرمانے کے بعد سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ۔ پھر کعبہ کی طرف رخ کر لیا۔

(تحویل صحیح قول کے مطابق ۱۵ ارجب ۲ھ بدر سے دو ماہ قبل بوقت زوال ہوئی جبکہ ہجرت ۵ ربیع الاول بروز سوموار اور مدینہ میں ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار تشریف آوری ہوئی اس سے سولہ ماہ اور چند دن بنتے ہیں )

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ : (اور تم جہاں کہیں ہو ) یعنی جس زمین میں ہو اور نماز کا ارادہ کرو تو ۔

فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ط وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ :(تم اپنے منہ اسی کی طرف کر لیا کرو اور وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ برحق ہے ان کے رب کی طرف سے ) یعنی تحویل قبلہ برحق ہے کیونکہ بشارات انبیاء میں موجود تھا کہ وہ رسول دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھیں گے ۔

## واحدی کا قول:

(بقول واحدی آپ نے مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھائی تو اسی میں تحویل ہوئی یہ مسجد قبلتین ہے ۔ بخاری میں ہے کہ پہلی نماز کعبہ کی طرف پڑھی جانے والی عصر ہے قباء والوں نے دوسرے دن فجر میں تحویل کی خبر پر عمل کیا ۔ بخاری ومسلم میں ہے کہ کعبہ کے اندر آپ نے دوستون بائیں ایک دائیں کے درمیان بیت اللہ کے اندر نماز پڑھی ۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ : (اور اللہ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں )

## اختلافِ قراءت:

مکی ۔ ابو عمرو ٗ نافع وعاصم رحمہم اللہ نے یعملون پڑھا ہے اور دیگر قراء نے تاء کے ساتھ پہلی قراءت کے مطابق یہ کفار کے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ

اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی اگر آپ ان کے پاس تمام دلیلیں لے آئیں تب بھی آپ کے قبلہ کا اتباع نہ کریں گے۔ اور نہ

اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

آپ ان کے قبلہ کا اتباع کرنے والے ہیں، اور نہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے قبلہ کا اتباع کرنے والے ہیں۔ اور البتہ اگر آپ نے اس کے بعد کہ آپ کے پاس

اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

علم آ چکا ہے ان کی خواہشوں کا اتباع کیا تو بے شک آپ اس وقت یقیناً ظلم کرنے والوں میں سے ہوں گے

وقف لازم

لئے وعید ہے ان کے انکار پر سزا سے اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ضرور تمہیں سزا دے گا۔

اور دوسری قراءت کے مطابق ایمان والوں سے قبول واداء کا ثواب دینے کا وعدہ ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ اے ایمان والو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں وہ ضرور ثواب دیں گے۔

**تفسیر** آیت ۱۴۵: وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ : (اگر آپ لے آئیں تمام دلائل ان لوگوں کے پاس جن کو کتاب دی گئی تو وہ آپ کے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے)

## عنادی لوگ:

اوتوا الكتب۔ وہ لوگ مراد ہیں جو حسد وعناد رکھتے ہیں آیۃ سے مراد قطعی دلیل کہ کعبہ کی طرف رخ نہ کرنا ہی برحق ہے۔ ماتبعوا قبلتك وہ آپ کے قبلہ کی اتباع نہیں کریں گے کیونکہ انکا آپ کی اتباع نہ کرنا۔ کسی شبہ کی وجہ سے نہیں کہ جس کو دلیل سے زائل کر دیا جائے۔ تو وہ ماننے لگیں بلکہ ترک اتباع محض حسد وعناد اور ضد کی وجہ سے ہے اسلئے کہ وہ آپ کی صفات اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔ جس سے آپ کا حق پر ہونا ان کو خوب معلوم ہے۔ ماتبعوا یہ جواب قسم ہے جو کہ جواب شرط کے قائم مقام آیا ہے۔

## تمنائے یہود کا جواب:

وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ : (اور آپ بھی ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے نہیں ہیں) اس میں اہل کتاب کی رسول اللہ ﷺ کے متعلق رجوع الی القبلہ کی تمنا کو ختم کرنا مقصود ہے۔ اسلئے کہ اس سلسلہ میں وہ بڑے بے تاب تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر یہ ہمارے قبلہ پر قائم رہتے تو ممکن ہے ہم ان کو نبی منتظر مان لیتے اور یہ بات صرف اسی خاطر کہتے کہ آپ دوبارہ ان کے قبلہ کی طرف لوٹ جائیں اور قبلہ آپ کا اور انکا ایک ہو جائے حالانکہ یہود و نصاریٰ کا خود الگ الگ قبلہ ہے۔ مگر باطل پر اور حق کے خلاف ہونے میں دونوں یکساں ہیں۔ (اسلئے قبلتھم کو واحد لایا گیا) جب انکے قبلے موافق نہیں تو آپ سے قبلہ میں موافقت کا مطالبہ بیجا ہے۔

وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ (اور نہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے قبلہ کا اتباع کرنے والے ہیں)۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ : (اگر آپ ان کی خواہشات کا اتباع کریں اس علم کے حاصل



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ط وَ اِنَّ فَرِیْقًا

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ رسول کو پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور بلاشبہ ان میں سے ایک فریق

مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ

ایسا ہے جو ضرور حق کو چھپاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں، حق ہے آپ کے رب کی طرف سے سو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے

مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع

نہ ہو جائیں۔

وقف منزل ۔ ع ۱۷

ہو جانے کے بعد) نمبرا۔ یعنی کعبہ کے قبلہ ہونے کے روشن دلائل آ جانے اور اسلام کے دین برحق ہونے کا علم ہو جانے پر۔

## ثبات پر اُبھارنا:

اِنَّکَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ: (تو بے شک ایسی حالت میں آپ بھی نافرمانوں میں سے ہوں گے) یعنی ظلم صریح کا ارتکاب کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اس آیت میں سامعین کے ساتھ مہربانی کی گئی ہے اور حق پر ثبات کے لئے ان کو آمادہ کیا گیا ہے اور ایسے آدمی کو خبردار کیا گیا جو روشن دلیل کے بعد خواہشات کی اتباع کرنے لگے۔

## خطاب بامت:

دوسرا قول: کہ ظاہراً خطاب نبی اکرم ﷺ کو ہے مگر مراد امت ہے۔ الظالمین پر وقف لازم ہے ورنہ معنی بگڑ جاتا ہے۔

(یہ آیت مخالف عصمت نہیں کیونکہ یہ قضیہ شرطیہ ہے جس کے طرفین کا صدق لازم نہیں۔ یہ اسی طرح ہے جیسے دوسری آیت ان کان للرّحمٰن ولد فانا اول العابدین)

## تفسیر آیت: یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ط:

۱۴۶: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ: (جن کو ہم نے کتاب دی وہ محمدؐ کو پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں) نحو۔ الذین یہ کلام مبتدا اور یعرفونہ اس کی خبر ہے ۂ کی ضمیر سے مراد محمدؐ ہیں۔ یہی راجح ہے۔ بعض نے قرآن اور تحویل قبلہ بھی کہا مگر وہ مرجوح ہے۔ کیونکہ کما یعرفون ابناء ھم فرمایا۔ اگر ضمیر قرآن کی طرف لوٹتی تو ابناء کی بجائے تورات لاتے۔ عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا میں آپ کو اپنے بیٹے سے بھی زیادہ پہچانتا ہوں۔ عمرؓ نے کہا وہ کیسے؟ تو انہوں نے جواب دیا مجھے محمدؐ کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ باقی میرا بیٹا (تو اسکے متعلق گمان ہے) شاید اسکی والدہ نے خیانت کی ہو۔ اس پر عمرؓ نے انکے سر کو چوما۔

وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ: (کچھ لوگ ان میں سے حق کو چھپاتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں) فریق سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام نہیں لائے اور ان کی حق پوشی کی بنیاد حسد و عناد ہے۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کی کتاب میں واضح کر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۗ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ

اور ہر جماعت کے لئے ایک جہت ہے۔ جس کی طرف وہ اپنا رخ کرنے والے ہیں۔ لہٰذا تم نیک کاموں کی طرف آگے بڑھو، جہاں کہیں بھی تم ہوگے اللہ تعالیٰ تم سب کو لے

جَمِيْعًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾

آئے گا۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وقف لازم - وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## الحق کی مراد:

۱۴۷۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ : (حق وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں) الحق ۔ نمبر ۱۔ الف لام جنس کا ہے یعنی حق وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ نہ کہ کسی غیر کی طرف سے۔

مطلب یہ ہے کہ حق وہی ہے جس کا برحق ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت ہو۔ جیسا کہ وہ جس پر آپ ہیں اور جس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہونا ثابت نہ ہو وہ باطل ہے۔ جیسا کہ اہل کتاب جس کو لیے پھرتے ہیں۔

نمبر ۲: یا الف لام عہد کا ہے اس سے خاص وہ حق مراد ہے۔ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

**نَحو** : الحق مبتداء من ربك خبر ہے۔ یا مبتداء محذوف ہو اور یہ خبر اور من ربك دوسری خبر یا حال۔ الممترين کا معنی رب تعالیٰ کی طرف سے ہونے میں شک کرنے والے۔

## تفسیر آیت ۱۴۸:

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ : (ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ منہ کرنے والا ہے پس تم نیکیوں کی طرف سبقت کرو۔ تم جہاں کہیں ہو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اکٹھا لائے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے) یعنی ادیان مختلفہ میں سے ہر گروہ کا ایک قبلہ ہے۔

## مرجع ضمیر:

حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قراءت میں وجهة کو وجهةٌ پڑھا۔ هُوَ۔ یہ کل کی طرف لوٹنے والی ضمیر ہے۔ موليها ۔ نمبر ۱۔ ھا ضمیر وجهة کی طرف لوٹتی ہے۔ یعنی هو موليها وجهة۔ وہ پھیرنے والا ہے اس کی طرف اپنا منہ۔ پس ایک مفعول حذف کر دیا۔

دوسرا قول: هُوَ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے یعنی اللہ تعالیٰ خاص اس کو اس کی طرف پھیرنے والے ہیں۔

قراءت: شامی رحمہ اللہ نے مُوَلّٰهَا پڑھا یعنی وہ حقیقی مولیٰ ہے اس جہت کا جس کا یہ والی بنایا گیا۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہر امت خواہ تم میں سے ہو یا تمہارے غیروں میں سے اس کے لئے ایک قبلہ ہے جس کی طرف وہ متوجہ ہوتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ

اور جس جگہ سے بھی آپ باہر جائیں تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر دیں۔ اور بلاشبہ یہ ضرور حق ہے

مِنْ رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٩﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ

آپ کے رب کی طرف سے، اور اللہ غافل نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو، اور جس جگہ سے بھی آپ باہر جائیں اپنا چہرہ مسجد حرام کی

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ

طرف پھیر دیجئے اور جہاں کہیں بھی تم ہو سو اپنے چہرے اس کی طرف پھیر لو،

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ

تاکہ لوگوں کو تمہارے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے۔ سوائے ان کے جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا۔ لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو

وَاخْشَوْنِيْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥٠﴾

اور مجھ سے ڈرو تاکہ میں پوری کردوں تم پر اپنی نعمت اور تاکہ تم ہدایت پر رہو۔

## سبقت کی تفسیر میں اقوال:

فاستبقوا الخیرات۔تم بھلائیوں کی طرف دوسروں سے آگے بڑھو۔خواہ وہ قبلہ کا معاملہ ہو یا دیگر این ماتکونوا۔یعنی جہاں بھی تم ہو اور تمہارے دشمن ہوں گے۔یاتِ بکم اللّٰہ جمیعا۔اللہ عزوجل تم کو لے آئے گا قیامت کے دن پس حق پرست اور باطل پرست کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

## دوسرا قول:

(اے امت محمد!) تم میں سے ہر ایک کیلئے ایک طرف ہے جنوبی یا شمالی یا شرقی یا غربی جس کی طرف منہ کر کے وہ نماز پڑھتا ہے۔تم اطراف کے فاصلوں کی طرف سبقت کرو۔وہی اطراف کعبہ کی چوکھٹ ہے۔اگرچہ وہ مختلف ہیں۔این ماتکونوا۔تم مختلف جہات میں سے جس طرف ہو گے۔یاتِ بکم اللّٰہ یعنی اللہ تم کو جمع کردیں گے اور تمہاری نماز کو اس طرح قرار دیں گے۔گویا وہ ایک طرف ہی پڑھی گئی اور گویا تم سب مسجد حرام میں حاضر ہو کر نماز پڑھ رہے ہو۔اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔

## تفسیر آیت ۱۴۹:

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (جس جگہ سے آپ نکلیں تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرلیں اور وہی حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور اللہ ان کاموں سے جو تم کرتے ہو بے خبر نہیں) ومن حیث یعنی شہر سے تم سفر کے لئے نکلو تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ جب نماز پڑھو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وانہٗ۔ بے شک یہ حکم تیرے رب کی طرف سے برحق ہے اور اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو۔
قراءت: (ابو عمرو نے یاء کے ساتھ پڑھا۔ یعملون۔

## تفسیر آیت ۱۵۰...... وجہ تاکید:

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ: (اور اے محمد ﷺ جہاں کہیں سے آپ نکلیں تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لیجئے۔ اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو تو اپنا منہ اس طرف کر لیا کرو۔) ومن حیث سے حکم کو دوبارہ بیان کر کے تاکید کر دی اور حکم کو پختہ کر دیا۔ کیونکہ نسخ کا حکم محل فتنہ اور شبہ کا باعث ہے پس مناسب ہوا کہ مسئلہ دوبارہ لائے تاکہ وہ ثابت قدم ہو جائیں اور ہر ایک موقعہ سے وہ چیزیں معلق کیں جو دوسرے مقام میں معلق نہ کیں۔ جس سے دوبارہ لانے سے فوائد مختلف ہو گئے۔ پہلی مرتبہ شرف نبوی کو اوّل مرتبہ ذکر کیا۔ پھر علت ذکر کی۔ کہ ہر نبی کا قبلہ الگ ہوتا ہے اس آیت میں شرف نبوی اور علت دونوں کو ذکر کر دیا۔

لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ: (تاکہ لوگوں کا تم پر الزام نہ رہے) یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ نے قبلہ کے سلسلہ میں حجت کا طریقہ بتلایا۔ جو کہ ولکل وجهة میں ذکر کیا گیا۔ الناس سے مراد یہود ہیں۔ علیکم حجة تورات میں جو تحویل قبلہ مذکور ہے اس کے خلاف کوئی دلیل نہ رہے۔ یہاں معاندین کی بات کو حجت کہا۔ کیونکہ وہ اپنی بات بطور حجت ہی کرتے تھے۔

## ترک بیت المقدس قوم کی رعایت ہے:

اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ: (سوائے ان لوگوں کے جو ان میں ظالم ہیں) نمبرا۔ یہ الناس سے استثناء ہے یعنی تاکہ لوگوں کے پاس کوئی حجت جس سے وہ تم پر اعتراض کر سکیں نہ رہے۔ مگر ظالم کہ ان کے پاس تو سرے سے حجت ہوتی ہی نہیں۔ یہود اس طرح کہتے ہیں۔ کہ اس نے بیت المقدس کا قبلہ اپنی قوم کی رعایت کی خاطر ترک کیا ہے اور اپنے وطن کی محبت کی خاطر چھوڑا ہے۔ اگر یہ حق پر ہوتے تو انبیاء علیہم السلام کے قبلہ کو لازم پکڑتے۔

## ظالم سے مراد کون؟

نمبر۲۔ دوسرا قول: یہ ہے تاکہ عرب کے پاس تمہارے خلاف الزام اعتراض نہ رہے۔ کہ تم نے کعبہ کی طرف منہ کرنا ترک کر دیا۔ جو کہ ابراہیمؑ واسماعیلؑ کا قبلہ ہے جو کہ تمام عرب کے جد امجد ہیں۔ مگر وہ لوگ جو ان میں سے ظالم ہیں اور وہ اہل مکہ ہیں کہ جواب اس طرح کہنے لگے ہیں کہ اب اپنے آباؤ اجداد کے قبلہ کی طرف لوٹنا شروع ہوئے ہیں۔ عنقریب انکے دین کی طرف بھی لوٹ آئینگے۔

## طعن سے مت گھبراؤ:

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ: (پس تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو۔ تاکہ میں اپنا فضل تم پر پورا کروں اور تم ہدایت پاؤ) فلا تخشوهم یہ جملہ مستانفہ بطور تنبیہ لایا گیا۔ کہ تم اے مسلمانو! کفار کے قبلہ کے سلسلہ میں طعن وتشنیع سے مت گھبراؤ۔ انکے طعن تمہارا کچھ بھی نقصان نہ کر سکیں گے اور مجھ سے ڈرو اور میرے حکموں کی مخالفت نہ کرو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ

جیسا کہ ہم نے بھیجا تمہارے اندر ایک رسول جو تم میں سے ہے وہ تلاوت کرتا ہے تم پر ہماری آیات اور تمہیں پاکیزہ بناتا ہے اور تم کو کتاب اور حکمت کی

وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۱۵۱ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ معانقة ۳

تعلیم دیتا ہے اور تم کو وہ چیزیں سکھاتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے تھے۔ سو تم مجھ کو یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، اور میرا شکر کرو،

وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۱۵۲ ع ۱۸/۵/۲

اور میری ناشکری نہ کرو۔

## نحوی تحقیق:

ولا تم۔نمبر ا۔ یہ لئلا پر عطف ہے یعنی عرفتکم لئلا یکون حجة ولا تم نعمتی علیکم بھدایتی ایا کم الی الکعبة۔ میں نے تمہیں بتلا دیا تا کہ تمہارے خلاف ان کے پاس کوئی حجت نہ رہے اور تا کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں تمہاری کعبہ کی طرف راہنمائی کروں تا کہ تم قبلۂ ابراہیم کی طرف راہ پاؤ۔

## تفسیر آیت ۱۵۱:

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔

(جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے جو پڑھتے ہیں تم پر ہماری آیات اور تم کو پاک وصاف کرتے ہیں اور کتاب وحکمت تم کو سکھاتے ہیں اور جو باتیں تم نہ جانتے تھے وہ تم کو بتاتے ہیں)

### کاف کا تعلق ماقبل سے ہے یا مابعد سے:

قول اوّل: (کما ارسلنا۔کاف کا تعلق ماقبل سے مانیں تو عبارت اس طرح ہوگی۔ولا تم نعمتی علیکم فی الأخرة بالثواب کما اتممتھا علیکم فی الدنیا بارسال الرسول۔

اور تا کہ میں اپنی نعمت تم پر آخرت میں ثواب دے کر پوری کروں کہ جس طرح کہ میں نے اس نعمت کو دنیا میں رسول بھیج کر پورا کیا۔اس صورت میں تھتدون پر وقف نہیں۔

دوسرا قول: (کاف کا تعلق مابعد سے ہو۔ای کما ذکرتکم بارسال الرسول فاذکرونی بالطاعة اذکرکم بالثواب یعنی جس طرح میں نے تمہیں رسول بھیج کر یاد رکھا۔تو تم اطاعت سے مجھے یاد رکھو۔میں ثواب سے تمہیں یاد رکھوں گا۔اس صورت میں تھتدون پر وقف لازم ہے۔منکم سے عرب مراد ہیں۔یتلوا کا معنی پڑھتا ہے۔ایاتنا سے قرآن مجید اور الکتاب سے بھی



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو، بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کے بارے میں یوں نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اس کا ادراک نہیں کرتے۔

قرآن مجید مراد ہے الحکمۃ سے سنت وفقہ مالم تکونوا تعلمون سے مراد وہ باتیں ہیں کہ جن کی پہچان کا سوائے وحی کے کوئی راستہ نہ تھا۔

## تفسیر آیت ۱۵۲......ذکر کی بابت چھ اقوال:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ :(تم مجھے یاد رکھو میں تم کو یاد رکھوں گا۔اور میرا احسان مانو اور میری ناشکری نہ کرو) نمبرا۔فاذکرونی پس تم مجھے مقدور بھر یاد کرو۔اذکرکم میں تمہیں مغفرت سے یاد کروں گا۔

دوسرا قول:تم مجھے ثناء سے یاد کرو۔میں عطاء سے یاد کروں گا۔

تیسرا قول:تم سوال سے یاد کرو۔میں نوال سے یاد کروں گا۔

چوتھا قول:تم توبہ سے یاد کرو۔میں معافی سے یاد کروں گا۔

پانچواں قول:تم اخلاص سے یاد کرو۔میں چھٹکارے سے یاد کروں گا۔

چھٹا قول:تم مناجات سے یاد کرو۔میں نجات سے یاد کروں گا۔

واشکروالی۔تم میرا ان نعمتوں پر شکریہ ادا کرو۔جو میں نے تمہیں دیں۔ولا تکفرون۔تم میری نعمتوں کا انکار نہ کرو۔

## تفسیر آیت ۱۵۳:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ :(اے ایمان والو مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں) صبر سے ہر فضیلت حاصل کی جاتی ہے۔الصلٰوۃ،نماز ہر رذیلہ سے روکنے والی ہے۔ مع الصابرین۔اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور قبول دعا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

## تفسیر آیت ۱۵۴:شہدائے بدر:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ :(اور تم نہ کہو ان کو جو لوگ مارے جائیں اللہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ

اور ضرور ضرور ہم تم کو آزمائیں گے کچھ خوف سے اور کچھ بھوک سے اور کچھ مالوں میں اور جانوں اور پھلوں

وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا

میں کمی کر کے، اور خوشخبری سنا دیجئے صبر کرنے والوں کو جن کی صفت یہ ہے کہ جب پہنچے ان کو کوئی مصیبت تو وہ کہتے ہیں

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَ

کہ بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے عام رحمتیں ہیں اور خاص رحمت بھی ہے اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

یہ وہ لوگ ہیں جو ہدایت پانے والے ہیں۔

کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم سمجھ نہیں سکتے) ولا تقولوا یہ شہدائے بدر کے متعلق نازل ہوئی ان کی تعداد چودہ تھی۔ اموات یہ مبتدا محذوف ھُمْ کی خبر ہے کہ وہ مردہ ہیں۔ بل احیاء یعنی وہ زندہ ہیں۔

## عدم شعور کی تفسیر:

لاتشعرون۔ یعنی تم اس کو نہیں جانتے۔ کیونکہ شہید کی زندگی حساً معلوم نہیں ہو سکتی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہداء اللہ کے ہاں زندہ ہیں۔ ان کا رزق ان کی ارواح کو پہنچایا جاتا ہے پس ان کو راحت وخوشی پہنچتی ہے جیسا کہ آگ ال فرعون کی ارواح پر صبح وشام پیش کی جاتی ہے۔ پس ان کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں ان کو جنت کے پھلوں سے رزق ملتا ہے اور اس کی ہوائیں ان کو پہنچتی ہیں۔ مگر وہ جنت میں نہیں۔

## معمولی مصائب سے آزمائش:

۱۵۵۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ: (اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کسی قدر ڈر اور بھوک اور اموال والنفس اور پھلوں کی کمی سے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوش خبری سنا دیں صبر کرنے والوں کو) ولنبلونکم یعنی ہم کسی قدر مصائب پہنچا کر برکات سماویہ سے مستفید کریں گے جیسے کوئی کسی قوم کو آزمائے آیا وہ بلاء پر صبر کرتے ہیں یا نہیں اور اطاعت پر باقی رہتے ہیں یا نہیں۔ بشیء۔ یعنی تھوڑے سے ان مصائب میں سے اور معمولی سے۔ تنوین تنکیر شیء پر لا کر انتہائی قلت بیان کر دی۔ تا کہ بتلا دیا جائے کہ ہر مصیبت جو انسان کو پہنچتی ہے خواہ وہ کتنی بڑی ہو مگر وہ ان مصائب کے مقابلہ میں قلیل ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے بچایا ہوا ہے۔ تا کہ ان بندوں کو دکھلا دیا جائے کہ اللہ کی رحمت کسی حال میں بھی بندے سے جدا نہیں اور مصیبت کے وقوع سے پہلے یہ پیشینگوئی اس لئے دی تا کہ نزول مصائب کے وقت نفس مطمئن رہے



BestUrduBooks.wordpress.com

اور وہ پریشانی کے وقت اس کو برداشت کرنے کا خوگر بنالے۔ من الخوف۔ خوف سے دشمن کا خوف یا اللہ کا خوف مراد ہے۔ والجوع سے قحط یا بقول امام شافعی رحمہ اللہ صوم رمضان مراد ہے۔ ونقص من الاموال والانفس۔ کبھی مویشیوں کی موت یا زکوٰۃ سے (ظاہر ہوگی)

**نحو**: اس کا عطف شیءٍ پر یا خوف پر ہے یعنی شیء من نقص الاموال۔ تھوڑی سی اموال کی کمی سے والا نفس۔ نفوس کی کمی قتل یا موت یا مرض یا بڑھاپے سے۔ والثمرات۔ ثمرات کی کمی سے۔ کھیتی کے ثمرات (غلہ و پھل) یا اولاد کی موت (بمنزلہ ثمرہ ہے) اولاد بمنزلہ ثمرہ قلب ہے۔

## صبر والے لوگ:

بشر الصابرین۔ تم انکو خوش خبری دو۔ جو ان مصائب پر صبر کرنے والے ہیں۔ یا مصائب کے وقت انا لله کہنے والے ہیں۔ کیونکہ استرجاع اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اسکے حکموں پر یقین کرنا ہے حدیث میں آتا ہے جس نے مصیبت کے وقت استرجاع کیا اللہ تعالیٰ اسکی مصیبت کو درست کر دیتے ہیں اور اسکا انجام اچھا کر دیتے ہیں اور اچھا پسندیدہ بدلہ عنایت فرماتے ہیں۔ (بیہقی۔ طبرانی)

روایت ابوداؤد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ بجھ گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انا للہ پڑھا تو صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا یہ مصیبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جی ہاں! ہر وہ چیز جس سے مؤمن کو ایذاء پہنچے۔ (ابوداؤد)

## کُم کا مخاطب:

کم نمبرا۔ کا خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا۔
**نمبر۲۔ دوسرا قول**: ہر وہ شخص مراد ہے جو بشارت کے لائق ہو۔

## تفسیر آیت ۱۵۶:

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ : (جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں)

## نحوی تحقیق:

**نمبرا**۔ الذین۔ صابرین کی صفت ہونے کی بناء پر منصوب ہے اس صورت میں اس پر وقف نہیں۔ بلکہ راجعون پر وقف ہے۔
**نمبر۲**۔ صابرین پر وقف کریں تو الذین مبتدا ہے اور اولٰئک خبر ہے۔ مگر پہلی صورت زیادہ بہتر ہے کیونکہ الذین اور اس کا صلہ وغیرہ صبر کا بیان ہے۔ اذا اصابتہم مصیبة سے مراد ناپسندیدہ بات یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اصابت کا معنی لحقت بمعنی پہنچنا۔ ملنا ہے۔ مصیبة پر وقف نہیں کیونکہ قالوا یہ اذا کا جواب ہے اور یہ شرط جزاء مل کر الذین کا صلہ ہے۔ انا لِلّٰہ۔ یہ اللہ کی مالکیت کا اقرار و اعتراف ہے اور انا الیہ راجعون اپنے نفوس کے متعلق فناء کا اقرار ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ سو جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللّٰهَ

اس پر اس بات میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان آنا جانا کرے اور جو شخص خوشی سے کوئی نیک کام کرے تو اللہ تعالیٰ

شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾

قدردان ہے جاننے والا ہے۔

## تفسیر آیت ۱۵۷:

أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ :(یہ وہی لوگ ہیں جن پر رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں)

## رحمت وصلوٰۃ کے جمع کی حکمت:

الصلوات جمع صلوٰۃ شفقت ومہربانی۔اس کو رأفۃ بمعنی مہربانی کی جگہ لائے اور رحمت اور صلوٰۃ کو جمع کر دیا۔جیسا سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱۷ میں رؤف رحیم۔اور سورۃ الحدید میں رافۃ و رحمۃ۔اب مطلب یہ ہوا ان پر مہربانی کے بعد مہربانی اور رحمت کے بعد رحمت ہے۔(صلوٰت کو جمع لانے میں انواع کی طرف اشارہ ہے)و اولئك هم المهتدون۔وہ وہی راہ پانے والے ہیں۔سیدھے راستے کی طرف اس لئے کہ انہوں نے استرجاع کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر یقین کیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔دو چیزیں بہترین ساتھی ہیں اور ان پر ایک شاندار اضافہ ہے اور وہ صلوٰۃ اور رحمت ہیں اور اضافہ زیادتی ہدایت ہے۔

## تفسیر آیت ۱۵۸:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ :(بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہے جو بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے۔تو اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے اور جو شوق سے کوئی نیکی کرے۔پس بے شک اللہ تعالیٰ قدردان واقف کار ہیں)

ان الصفا و المروۃ۔صفا و مروہ مکہ میں دو پہاڑ ہیں۔من شعائر اللّٰہ۔شعائر جمع شعیرۃ علامت کو کہتے ہیں۔شعائر اللہ سے مراد عبادت کے مقام اور حج کے مقامات ہیں حج البیت کا معنی کعبہ کا قصد کرنا۔اعتمر زیارت کعبہ کرنا حج لغت میں قصد کرنے اور اعتمار زیارت کرنے کو کہتے ہیں پھر شرعی معنی غالب آ گیا۔اب دو عبادتوں کے نام ہیں۔اس کی مثال اعیان میں النجم البیت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ

بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان چیزوں کو جو ہم نے نازل کیں جو واضح چیزیں ہیں اور ہدایت کی باتیں ہیں بعد اس کے

مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِۙ اُولٰٓىٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَۙ﴿۱۵۹﴾

کہ ہم نے اس کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کیا یہ چھپانے والے وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت فرماتا ہے۔ اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں لعنت کرنیوالے،

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓىٕكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْۚ وَ اَنَا

سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور بیان کیا سو یہ وہ لوگ ہیں میں جن کی توبہ قبول کروں گا۔ اور میں

التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ﴿۱۶۰﴾

بہت توبہ قبول کرنے والا ہوں رحیم ہوں۔

## لاجناح سے نفی گناہ:

فلا جناح علیه یعنی اس پر گناہ نہیں۔ نحو :ان یطوف بهما تاء کو طاء میں ادغام کیا یتطوف سے یطوف بن گیا۔ الطوف۔ کسی چیز کے گرد چلنا۔ یہاں مراد دونوں کے درمیان سعی کرنا ہے جاہلیت میں صفا پر اساف اور مروہ پر نائلہ دو بت نصب کیے گئے تھے۔ روایت میں ہے کہ یہ دو مرد و عورت تھے جنہوں نے کعبہ میں زنا کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخ کر کے پتھر بنا دیا۔ عبرت کے لئے ان کو پہاڑوں پر رکھ دیا گیا۔ جب طویل عرصہ گزر گیا۔ تو ان کی پوجا شروع ہوگئی۔ اہل جاہلیت سعی میں ان کو ہاتھ لگاتے تھے۔ اسلام نے آکر بت تڑوا دیئے۔ مسلمانوں نے جاہلیت کا فعل سمجھ کر ان کے درمیان طواف کو ناپسند کیا۔ لاجناح کہہ کر گناہ کی نفی کی گئی ہے۔

### ❶ نکتۂ فقہیہ:

معلوم ہوا کہ ان کے درمیان سعی رکن نہیں جیسا کہ امام مالک و شافعی رحمہما اللہ کا قول ہے۔ و من تطوع خیرا۔ جو کوئی شوق سے کوئی نیکی' ان کا طواف کر کے کرے۔

### ❷ نکتۂ فقہیہ:

یہاں بھی تطوع کا لفظ رکن نہ ہونے کا اشارہ کر رہا ہے۔

قراءت: حمزہ اور علی نے یطّوّع یا سے پڑھا اصل میں یتطوع ہے تاء کو طاء میں ادغام کیا۔ فان اللّٰه شاکر علیم۔ بے شک اللہ قدردان ہیں قلیل پر کثیر بدلہ دیتے ہیں۔ علیم۔ جاننے والے ہیں اشیاء کو خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔

## تفسیر آیت ۱۵۹:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِۙ اُولٰٓىٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ مَاتُوۡا وَ ہُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور وہ اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر تھے سو یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے

وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنۡہُمُ الۡعَذَابُ

اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا،

وَ لَا ہُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ ﴿۱۶۲﴾ وَ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۶۳﴾ ع

اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ رحمٰن ہے رحیم ہے۔

وَیَلۡعَنُہُمُ اللّٰعِنُوۡنَ: (بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں وہ کھلی نشانیاں جو ہم نے فیصلہ اور ہدایت کی اتاریں۔ اسکے بعد کہ ہم نے ان کو کتاب میں لوگوں کیلئے بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں) الذین یکتمون یہ چھپانے والے علمائے یہود ہیں۔ ما انزلنا جو اتاری یعنی تورات۔ البینات سے وہ نشانیاں مراد ہیں جو حضرت محمدؐ کے متعلق شاہد عدل تھیں۔ الھدٰی۔ ہدایت سے مراد آپؐ کے وصف کے سبب اسلام کی طرف راہ پانا ہے بیناہ جس کو ہم نے واضح کر دیا۔

للناس فی الکتاب۔ لوگوں کے لئے تورات میں کہ اس میں کوئی اشکال کی جگہ نہیں چھوڑی مگر انہوں نے اس واضح کا قصد کر کے اس کو چھپا دیا۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں اور ان پر ملائکہ اور مؤمن لعنت کرتے ہیں۔

## تفسیر آیت ۱۶۰:

اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اَصۡلَحُوۡا وَ بَیَّنُوۡا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ: (مگر جن لوگوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور صاف صاف بیان کر دیا۔ پس یہ لوگ ہیں جن کی توبہ میں قبول کروں گا اور میں توبہ کا بڑا قبول کرنے والا مہربان ہوں) تابوا اگر جن لوگوں نے کتمان حق اور ترک ایمان سے توبہ کی۔ اور اصلحوا اور اصلاح کر لی اس خرابی کی جو کر بیٹھے تھے اور جو زیادتی ہوئی تھی اس کا تدارک کر لیا۔ اولٰئک اتوب علیھم۔ ان کی توبہ میں قبول کروں گا اور میں توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں۔

## مستحقین لعنت:

۱۶۱: اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ مَاتُوۡا وَ ہُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ: (بے شک جنہوں نے کفر کیا اور کفر پر مر گئے انہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور تمام آدمیوں کی پھٹکار ہے) ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار۔ یعنی ان حق چھپانے والوں میں سے جو مر گئے اور توبہ نہ کی۔

## کیا الناس سے مؤمن و کافر دونوں مراد ہیں:

اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ۔ ان پر اللہ ملائکہ و تمام لوگوں کی زندگی اور موت کے بعد لعنت



BestUrduBooks.wordpress.com

ہوگی۔ الناس سے مؤمن مراد ہیں۔ یا مؤمن وکافر دونوں مراد ہیں۔ اس لئے کہ قیامت کے دن وہ ایک دوسرے کولعنت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف آیت نمبر ۳۸ میں فرمایا: كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا کہ جب ان میں سے ایک جماعت جہنم میں داخل ہو چکے گی۔ تو اپنے بعد میں آنے والی جماعت کولعنت کرے گی۔

## تفسیر آیت ۱۶۲...... ینظرون کا معنی:

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ :(ان سے عذاب کو ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ ان کو مہلت ملے گی)

خالدین یہ علیھم کی ھُمْ ضمیر سے حال ہے فیھا اس لعنت میں یا آگ میں ضمیر لائی گئی اس چیز کی بڑائی بیان کرنے اور ڈرانے کے لئے۔ ان سے عذاب کو ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔ نمبرا۔ ینظرون۔ انظار سے ہے جس کا معنی مہلت دینا ہے۔ یعنی معذرت کرنے کے لئے مہلت نہ دی جائے گی۔

یا دوسرا قول: یہ ہے کہ یہ نظر سے ہے کہ ان کو نظر رحمت سے نہ دیکھا جائے گا۔ جیسا فرمایا۔ ولا ینظرا لیھم یوم القیٰمۃ (الآیۃ)

## تفسیر آیت ۱۶۳:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ :(تمہارا معبود وہ ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے)۔

اللہ واحد۔ الوھیت میں یکتا ہے۔ الوھیت میں اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ دوسرے کو اللہ کا نام دینا درست ہے۔ لا اللہ الا ھو۔ اس میں وحدانیت کی تقریر اور غیر کی نفی اور اس کے لئے اثبات ہے۔

## نحوی تحقیق:

ھو مرفوع ہے۔ کیونکہ یہ موضع لا اللہ کا بدل ہے یہاں نصب جائز نہیں۔ کیونکہ بدل دلالت کرتا ہے کہ اعتماد دوسرے پر ہے اور آیت میں مقصود یہی ہے۔ اگر نصب مانیں تو اس میں اول پر اعتماد ماننا پڑتا ہے (جو کہ درست نہیں) نحو: الرحمٰن الرحیم۔ مرفوع ہے یہ مبتدا کی خبر ہے یعنی وہ تمام نعمتیں۔ وہ اصول ہوں یا فروع ان کا والی ہے۔ کوئی چیز اس کے سواء یہ صفت نہیں رکھتی۔ جو اس کے سواء ہے وہ یا تو خود نعمت ہے بلکہ بدل ہیں کیونکہ ضمیر کی صفت نہیں آتی۔ اب مطلب یہ ہوا کوئی معبود نہیں۔ مگر وہی یعنی بڑا مہربان نہایت رحم والا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَ

بلاشبہ آسمان اور زمین کے پیدا فرمانے میں اور رات و دن کے الٹ پھیر میں اور

الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ

کشتیوں میں جو کہ چلتی ہیں سمندر میں وہ سامان لے کر جو لوگوں کو نفع دیتا ہے اور جو کچھ نازل فرمایا اللہ نے

السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ

آسمان سے یعنی پانی پھر زندہ فرمایا اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد اور پھیلا دیئے زمین میں ہر قسم کے

دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

چلنے پھرنے والے جانور اور ہواؤں کے گردش کرنے میں اور بادلوں میں جو آسمان و زمین کے درمیان مسخر ہیں

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

ضرور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔

## توحید کے دلائل عقلیہ:

۱۶۴۔ شانِ نزول: مشرکین کو اکیلے معبود پر تعجب ہوا تو انہوں نے اس پر نشانی کا مطالبہ کیا تو یہ آیت اتری۔
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ: (بے شک زمین و آسمان کے پیدا کرنے اور دن رات کی آمدورفت میں اور جہازوں میں جو سمندر میں چلتے ہیں وہ چیزیں لے کر جس سے لوگوں کو نفع ہوتا ہے اور پانی میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا پھر اس سے زمین کو زندہ کر دیا۔ اس کی موت کے بعد اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہواؤں کے پھیرنے میں اور بادل میں جو آسمان و زمین کے درمیان تابع کیے ہوئے ہیں۔ ان سب میں سمجھدار لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں) اختلاف الیل والنھار۔ دن و رات۔ رنگ میں۔ طول و قصر میں اور آنے جانے میں ایک دوسرے کے پیچھے آنے میں مختلف ہیں۔ ینفع الناس۔ کشتی میں جو چیزیں لاد کر لائی جاتی ہیں۔ اس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یا کشتیاں لوگوں کے نفع کے ساتھ چلتی ہیں۔ یعنی چلنے میں فائدہ ہے۔ من السماء۔ یہ من ابتدائیہ ہے من ماءٍ سے بارش مراد ہے یہ من بیانیہ ہے کیونکہ آسمان سے اترنے والی بارش اور دوسری چیزیں ہیں۔ فاحیا به۔ اس کو انزال پر عطف کیا۔ به یعنی پانی کے ساتھ۔ الارض بعد موتها۔ موت سے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ

اور بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے علاوہ اس کے شریک تجویز کر رکھے ہیں وہ ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے محبت ہونی واجب ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ

اور جو لوگ ایمان لائے ان کا اللہ سے محبت کرنا بہت ہی زیادہ قوی ہے۔ اور اگر جان لیں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا جس وقت دیکھیں عذاب کو

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾

کہ بلا شبہ ساری قوت اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

مراد خشک ہونا ہے وبث کو فاحیا پر عطف کیا۔ بَثَّ کا معنی بکھرنا ہے فیھا یعنی زمین میں من کل دآبة۔ دآبة وہ ہے جو رینگ کر چلے۔

## ہواؤں کے پھرنے کا معنی:

و تصریف الریاح۔ نمبرا۔ ہواؤں کا پھیرنا ان کا مشرق ومغرب اور جنوب وشمال سے چلنا اور گرم وٹھنڈا اور تند، ہلکا اور فائدہ مند اور مضر ہونا ہے۔

نمبر۲۔ دوسرا قول کبھی رحمت کی اور کبھی عذاب کی۔ السحاب المسخر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطیع ہیں۔ جہاں چاہتا ہے وہاں برستے ہیں۔ بین السمآء والارض آسمان وزمین کے درمیان یعنی فضا میں لقوم یعقلون۔ عقل مندوں کے لئے جو عقل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔

پس ان اشیاء سے ان کے ایجاد کرنے والے کی عظیم قدرت اور نو ایجاد کرنے والے کی حکمت اور پیدا کرنے والے کی وحدانیت پر استدلال کرنے والے ہیں۔

## عظیم فائدہ:

حدیث شریف میں فرمایا جس نے یہ آیت پڑھی اور اس میں سوچ و بچار کر کے اس سے عبرت حاصل نہ کی اس کے لئے ہلاکت ہے (دیلمی)

## موحد ومشرک کا اندازِ محبت:

۱۶۵۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ {بعض لوگ اللہ کے سوا اوروں کو شریک بناتے ہیں اور جو ایمان والے ہیں ان کو ان سے زیادہ اللہ کی محبت ہے اگر کوئی ان ظالموں کو دیکھے جبکہ یہ عذاب دیکھیں گے (تو یہ بڑے



BestUrduBooks.wordpress.com

خوف کا وقت ہوگا) اس لئے کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کے لئے ہے بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے) ومن الناس۔ یعنی اس واضح دلیل کے بعد بھی لوگ من دون اللّٰہ اندادا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو شریک بناتے ہیں۔ یحبونھم۔ یعنی بتوں کی ایسی تعظیم کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی جاتی ہے اور ان کے سامنے عاجزی کرتے ہیں یعنی بتوں سے اس طرح محبت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت کی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور ان کی محبت میں برابری کرتے ہیں کیونکہ وہ ذات باری تعالیٰ کا اقرار کرتے اور اس کا قرب ان کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔

دوسرا قول: ان سے وہ محبت کرتے ہیں جس طرح مؤمن اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں والذین اٰمنوا اشد حبا للّٰہ۔ اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے۔ مشرکین کی اس محبت کے مقابلے میں جو ان کو اپنے معبودوں سے ہے۔ کیونکہ مؤمن کسی حال میں بھی اپنے رب سے منہ موڑنے والا نہیں۔ بخلاف مشرکین کے کہ وہ سخت مصائب میں اپنے معبودوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کے سامنے گڑگڑاتے اور عاجزی کرتے ہیں۔

## اختلافِ قراءت:

ولو یری۔ کو نافع اور شامی نے تَرٰی پڑھا ہے اس صورت میں خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہوگا۔ یا ہر مخاطب کو۔ مطلب یہ ہوگا کہ اے مخاطب اگر تو وہ منظر دیکھے تو بہت سخت معاملہ دیکھے گا۔ الذین ظلموا۔ سے مراد شریک بنانے والے لوگ ہیں۔ اِذْ یَرَوْنَ کو یا کے ضمہ کے ساتھ یُرَوْنَ شامی نے پڑھا ہے اول صورت میں جب وہ دیکھیں گے اور دوسری صورت میں جب وہ دکھائے جائیں گے۔

## ناقابلِ بیان حسرت:

العذاب ان القوۃ لِلّٰہ جمیعا۔ جمیعاً یہ حال ہے۔ و ان اللّٰہ شدید العذاب۔ یعنی سخت ہے اس کا عذاب۔ اب مطلب آیت کا یہ ہوا۔ اگر یہ لوگ جو اپنے شرک کے سبب ظلم عظیم کا ارتکاب کرنے والے ہیں جان لیں کہ ہر چیز پر ثواب۔ عقاب کی قدرت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ان کے معبودوں کو نہیں اور وہ ظالموں کو دیئے جانے والے سخت عذاب کو بھی جان لیں۔ جبکہ قیامت کے دن اس عذاب کو آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ تو ان کو ناقابل بیان حسرت و افسوس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہاں لَوْ کا جواب حذف کیا گیا ہے کیونکہ لَوْ جب کسی شوق مند چیز یا خطرناک چیز پر داخل کریں۔ تو اس کا جواب بہت کم ساتھ لایا جاتا ہے۔ تاکہ دل اس میں ہر راستہ پر جائے۔ جبکہ یہ ماضی پر داخل ہو۔ اسی طرح اِذْ کی وضع بھی ماضی پر دلالت کرنے کے لئے ہے۔

**سوال**: مگر یہاں دونوں۔ لو اور اذ مضارع پر داخل ہوئے ہیں۔

**جواب**: اللہ تعالیٰ کے کلام میں مستقبل بھی ماضی کی طرح قطعی اور سچا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ

جب کہ بیزار ہو جائیں گے وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی ان لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی تھی۔ اور دیکھ لیں گے عذاب کو اور کٹ جائیں گے

بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا

ان کے آپس کے تعلقات اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی کاش ہم کو واپس جانا نصیب ہو جاتا تو ہم ان سے بیزار ہو جاتے، جیسا کہ

تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ

وہ ہم سے بیزار ہو گئے۔ اللہ اسی طرح دکھائے گا ان کو ان کے اعمال حسرتیں بنا کر اور وہ

بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾

آگ سے نکلنے والے نہ ہوں گے۔

ع ۲۰

## تفسیر آیت ۱۶۶:

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ۔ (یاد کرو اس وقت کو جب الگ ہو جائینگے وہ سردار جنکی پیروی کی گئی ان لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی تھی اور وہ عذاب دیکھیں گے اور انکے سب تعلقات ٹوٹ جائینگے)

## اختلافِ قراءت:

اِذْ تَبَرَّأَ۔ عاصم کے علاوہ قرائے عراق نے سارے قرآن میں جہاں ذال اور تاء جمع ہوں تو وہاں ادغام کر کے پڑھا ہے۔

## نحوی تحقیق:

یہ اذ یرون سے بدل ہے الذین اتبعوا سے مراد رؤسا ہیں جن کی پیروی کی گئی۔

من الذین اتبعوا سے مراد متبع و پیروکار۔ وَرَاَوُا العذاب۔ واو حالیہ ہے ای تبرء وا فی حال رؤ یتھم العذاب۔ یعنی وہ عذاب دیکھنے کی حالت میں بیزاری کا اظہار کریں گے۔ و تقطعت۔ اس کا عطف تبرّأ پر ہے ای تبرّأ و تقطعت۔

## تعریف سبب:

بھم الاسباب۔ اسباب سبب کی جمع ہے وہ تعلق مراد ہے جو ایک دین پر ہونے کی وجہ سے ان کے مابین تھا۔ اسی طرح نسب و محبت کا تعلق بھی اس میں شامل ہے اصل سبب ملانے والے ذریعہ کو کہتے ہیں۔

## تفسیر آیت ۱۶۷: ...... اعمال پر حسرتیں:

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا۔ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

يَآيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ

اے لوگو! کھاؤ ان چیزوں میں سے جو زمین میں حلال پاکیزہ ہیں اور مت پیچھے چلو شیطان کے قدموں کے

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۶۸ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى

بے شک وہ تمہارے لئے کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ تم کو صرف برائی کا اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے اور یہ کہ تم اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاؤ

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۱۶۹

جن کو تم نہیں جانتے۔

وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ :( جنہوں نے اتباع کیا تھا وہ کہیں گے ہائے کاش' ہمیں ایک بار لوٹ جانا میسر ہو تو ہم بھی ان سے الگ ہو جائیں جیسے یہ ہم سے آج الگ ہو گئے اسی طرح اللہ تعالیٰ افسوس کرنے والوں کے لئے ان کے عمل ان کو دکھائے گا۔ اور انہوں نے آگ سے نکلنا نہیں )۔

وقال الذین اتبعوا سے مراد تبعین ہیں۔ کرّۃ واپس لوٹنا دنیا کی طرف فنتبرّا۔ لَوْ جو تمنّی کیلئے ہے یہ اس کا جواب ہے۔ مطلب یہ ہوگا کاش ہمارے لئے واپسی ہو تو ہم ان سے بیزار ہو جائیں۔ کما تبرء وا منا جیسا یہ اب ہم سے بیزار ہو گئے۔ کذٰلك سے مراد اس رسوا کن دکھلاوے کی طرح۔ اعمالھم یعنی بت پرستی۔ حسرات علیھم۔ حسرات یہ حسرت کی جمع ہے اس کا معنی شرمندگیاں۔ یریھم۔ یہ افعال قلوب سے ہے اور حسرات اس کا تیسرا مفعول ہے مطلب یہ ہے کہ ان کے اعمال ان پر حسرتوں میں بدل جائیں گے۔ اور وہ اپنے اعمال کی جگہ حسرتوں کے سواء کچھ نہ دیکھیں گے۔ وما ھم بخارجین من النار۔ انہوں نے آگ سے نکلنا نہیں۔ بلکہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

## تفسیر آیت ۱۶۸:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ :(اے لوگو۔ کھاؤ ان چیزوں میں سے جو زمین میں ہیں حلال اور ستھری اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے )

شانِ نزول: یہ ان لوگوں کے متعلق اتری جنہوں نے بحیرہ وسائبہ وغیرہ تحریمات بنا رکھی تھیں یآیہا الناس کلوا۔ کلوا کا امر اباحت کے لئے ہے۔ ان لوگوں کو مخاطب کیا جنہوں نے بحیرہ وغیرہ بنا رکھے تھے۔

## نحوی تحقیق:

مما فی الارض میں مِنْ تبعیضیہ ہے یعنی زمین کی بعض اشیاء کیونکہ تمام اشیاء زمین سے کھانے والی نہیں۔ حَلٰلاً۔ نمبرا۔ یہ کلوا کا مفعول ہے یعنی تم حلال چیزیں کھاؤ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

دوسرا قول: یہ مما فی الارض سے حال ہے یعنی تم کھاؤ زمین کی چیزیں اس حال میں کہ وہ حلال ہوں۔ طیبًا۔ ستھری یعنی ہر شبہ سے پاک۔ وَلَا تتّبعوا خطوات الشیطان۔ خطوات سے وہ راستے مراد ہیں جن کی طرف وہ دعوت دیتا ہے۔ یہ خطوۃ کی جمع ہے قدموں کی درمیانی مسافت کو کہتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں اتبع خطوتہ یعنی اس نے اقتداء کی یا اس کے طریقے پر چلا۔

## اختلافِ قراءت:

خطوات کو ابو عمرو نے طاء کے سکون سے خُطْوَات پڑھا ہے۔ عیاش' نافع و حمزہ' ابوبکر نے طاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھا خُطُوَات۔

انہٗ لکم عدو مبین۔ بے شک وہ تمہارا ایسا دشمن ہے جس کی عداوت ظاہر ہے اس میں ذرہ بھر اِخفاء نہیں۔ مبین کا لفظ ابان سے ہے یہ متعدی و لازم دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

## ظاہری تضاد کا ازالہ:

**سوال**: والذین کفروا اولیاؤُھم الطاغوت سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۵۷ اس آیت کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔

**جواب**: وہ آیت اس کے خلاف نہیں کیونکہ طاغوت سے مراد شیطان ہے اور اس کی دوستی فقط ظاہر میں ہوتی ہے اس ظاہری دوستی جتانے کی وجہ سے اولیاؤھم الطاغوت فرمایا گیا۔ ورنہ باطن میں تو وہ دشمن ہے۔ وہ دوستی اعمال کو مزین کرنے کے لئے کرتا ہے ورنہ دشمن کی بات کون مانتا ہے اور اس کا اصل مقصد ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

## تفسیر آیت ۱۶۹:

اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ : (بے شک وہ تمہیں بے حیائی اور برائی کا حکم دیتا ہے اور اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ پر تم وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے) انمایأ مرکم۔ اس میں بیان کیا کہ اس کی اتباع سے باز آنا ضروری ہے اور اس سے ظاہر میں عداوت رکھنی چاہیے۔ یعنی شیطان کبھی بھی بھلائی کا حکم نہیں دے سکتا۔ بلاشبہ وہ تو تمہیں حکم دے گا۔

## سوء و فحشاء کا فرق:

نمبر ۱۔ بالسوء۔ برائی کا۔ والفحشاء اور بے حیائی کا۔ فحشاء وہ برا کام جو قباحت میں حد سے بڑھ جائے۔

دوسرا قول: سوء جس گناہ میں حد نہیں آتی۔ فحشاء۔ جس میں حد لازم ہو جاتی ہے۔

**نحو**: بالسوء پر عطف کی وجہ سے ان تقولوا محل جر میں ہے ای بان تقولوا۔ مالا تعلمون جو تم نہیں جانتے بغیر علم کے۔ جیسے تمہارا کہنا کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔

**مسئلہ**: اس میں ہر بات شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کے متعلق کہنی درست نہیں مگر وہ اس کی طرف منسوب کر دی گئی ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اس کا اتباع کرو، جو اللہ نے نازل فرمایا تو کہتے ہیں کہ بلکہ ہم اس کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ

کیا وہ اپنے باپ دادوں کا اتباع کریں گے۔ اگرچہ وہ کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں، اور ہدایت پر نہ ہوں۔ اور مثال ان لوگوں کی

كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ

جنہوں نے کفر کیا اس شخص کی مثال ہے جو آواز دے ایسی چیز کو جو نہ سنے سوائے پکار کے اور بلاوے کے، بہرے ہیں، گونگے ہیں،

فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

اندھے ہیں سو وہ سمجھ نہیں رکھتے۔

## تفسیر آیت ۱۷۰:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَ نَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ۔ (جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس پر چلو جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے تو کہتے ہیں نہیں۔ بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ بھلا۔ اگر ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں۔ تو پھر بھی ان کے راستہ پر چلیں گے)

## هُمْ کا مرجع:

نمبر۱۔ واذا قیل لھم اتبعوا۔ ضمیر جمع کی الناس کی طرف لوٹتی ہے اور التفات کے طور پر ان سے رخ پھیرا گیا گویا اس طرح کہا۔ عقل مندوں کی طرف توجہ کر کے کہ ان احمقوں کو دیکھو۔ کہ ٹھیک بات بتلائی تو کیا جواب دیا؟

نمبر۲۔ دوسرا قول: هُمْ کی ضمیر مشرکین کی طرف لوٹتی ہے۔

نمبر۳۔ تیسرا قول: یہ یہود کا ایک گروہ تھا جن کو رسول اللہ ﷺ نے ایمان وقرآن کی طرف بلایا تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ قالوا بل نتبع ما الفینا۔ الفینا کا معنی وجدنا ہے علیہ اٰبآء نا جس پر ہم نے آباء کو پایا وہ ہم سے بہتر تھے اور زیادہ علم والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اولو کان اٰباؤھم۔ سے ان کی تردید کی۔ واؤ اس میں حالیہ ہے ہمزہ تعجب اور تردید کے لئے ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ کیا یہ ان کی اتباع کریں گے اگر ان کے آباء دین کی کوئی بات نہ سمجھتے ہوں اور نہ ہی درست راستے کی طرف راہ پانے والے ہوں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سابقہ آیات سے ربط:

پہلے ان کی تردید کی پھر ان کے متعلق مثال بیان فرمائی۔

## تفسیر آیت ۱۷۱:

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ (کافروں کی مثال اس شخص جیسی ہے جو چلا چلا کر ایسی چیز کو پکار رہا ہو جو سوائے چلانے اور پکارنے کے کچھ نہیں سنتا۔ بہرے گونگے' اندھے ہیں پس وہ کچھ نہیں سمجھتے) مثل الذین کفروا۔ اس سے پہلے مضاف محذوف ہے ای داعی الذین کفروا کمثل الذی ینعق۔ ینعق کا معنی چیختا ہے۔ بما لا یسمع الا دعاء و نداء سے مراد بہائم ہیں۔

## مفہوم آیت:

اب مطلب آیت کا یہ ہے کہ ان کافروں کو دعوت دینے والے کی مثال جیسے کوئی حیوانات کو آواز دے جو کہ آواز میں سے گھنٹی کی سر اور آواز کی گونج سنتے ہیں۔ بغیر ذہنوں میں ڈالنے اور سمجھنے کے۔ جیسا کہ بہائم کو آواز دینے والا جو پکارنے والے کی پکار و نداء ہی سنتا ہے جس سے ان کو آواز دیتا۔ اور ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے وہ جانور اور کچھ نہیں سمجھتے جیسے عقل مند سمجھتے ہیں۔

## نعق و نداء میں فرق:

النعیق آواز دینے کو کہتے ہیں جیسے نعق المؤذن نعق الراعی بالضّأن۔ چرواہے نے بھیڑوں کو آواز دی۔ النداء۔ جو سنی جائے۔

الدعآء جو آواز کبھی سنی جائے اور کبھی نہ سنی جائے۔ صُمٌّۢ۔ یہ ھم ضمیر کی خبر ہے ای ھم صم بکم یہ اسی مبتداء کی دوسری خبر ہے عمی یہ خبر ثالث ہے یعنی وہ حق سے اندھے ہیں۔ فھم لا یعقلون۔ پس وہ نصیحت کو نہیں سمجھتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

اے ایمان والو! کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ اور شکر کرو اللہ کا اگر تم

اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ

اس کی عبادت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور حرام کئے ہیں جن کے ذبح کرتے وقت

اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ

غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔ سو جو شخص مجبوری میں ڈال دیا جائے اس حال میں کہ باغی نہ ہو، اور حد سے بڑھ جانے والا نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۷۳﴾

بیشک اللہ تعالیٰ غفور ہے رحیم ہے۔

## سابقہ آیات سے ربط : تفسیر آیت ۱۷۲:

اس میں بتلایا کہ جن چیزوں کو مشرکین حرام قرار دینے والے ہیں وہ حلال ہیں چنانچہ فرمایا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ :(اے ایمان والو۔ہم نے جو تم کو رزق دیا ہے اس سے حلال اور ستھری چیزیں کھاؤ اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو)یآیھا الذین اٰمنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم۔(۱)طیبات سے مرادلذیذ چیزیں'(۲)حلال چیزیں واشکروا للہ :اورتم اس اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرو۔ جس نے تمہیں رزق دیا۔ان کنتم ایاہ تعبدون۔اگر یہ واقعی صحیح ہے کہ تم عبادت کے ساتھ اس کو خاص کرنے والے ہو اور اس بات کے اقراری ہو کہ تمام نعمتیں فرمانے والے وہی ہیں۔

## ماقبل سے ربط...... تفسیر آیت ۱۷۳:

اب حرام چیزوں کو بیان کیا۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْهِ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (بے شک اس نے حرام کیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس پر پکارا گیا اللہ تعالیٰ کے غیر کا نام پھر جو کوئی مجبور ہو جائے نہ ہو خلاف کرنے والا اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## میتۃ کی تعریف:

انما حرم علیکم المیتۃ' میتہ ہراس جانور کو کہتے ہیں جس کی روح ذبح سے پاک کرنے کے بغیر نکل جائے۔ انما حرمت میتہ کو ثابت کرنے اور ماسواء کی نفی کے لئے ہے ای ماحرم علیکم الا المیتۃ نہیں حرام کیا تم پر مگر مردار۔ والدم۔ بہنے والا خون۔ کیونکہ دوسری آیت سورۃ انعام نمبر ۱۴۵ میں او دمًا مسفوحًا ہے۔

## دودم حلال:

اور دو میتہ اور دودم حدیث سے ان کی حلت ثابت ہے احلت لنا میتتان ودمان السمك والجراد والکبد والطحال (احمد ابن ماجہ) ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال ہیں۔ مچھلی۔ مکڑی۔ جگر اور تلی۔

ولحم الخنزیر۔ یعنی خنزیر اپنے تمام اجزاء کے ساتھ۔ گوشت کا تذکرہ اس لئے کیا گیا کیونکہ کھانے میں وہ اصل ہے۔ وما اھل بہ لغیر اللّٰہ۔ یعنی جو بتوں کے لئے ذبح کیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا نام لیا جائے۔ الھلال۔ آواز بلند کرنا یعنی بت کے لئے اس پر آواز بلند کی گئی ہو اور اہل جاہلیت کہتے تھے: باسم اللات والعزّٰی۔ فمن اضطر جو مجبور ہو جائے۔

## نحو وقراءت:

نون کو کسرہ دیا دو ساکن آنے کی وجہ سے یعنی نون اور ضاد یہ بصری حمزہ اور عاصم کے نزدیک ہے دیگر قراء طاء کے ضمہ کی وجہ سے نون کو ضمہ دیتے ہیں فَمَنُ اضۡطُرَّ۔ غیر یہ حال ہے ای فاکل غیر اس نے کھایا اس حال میں کہ وہ بغاوت کرنے والا نہ تھا۔

## باغی کا معنی:

نمبر ا۔ باغ کا مطلب یہ ہے کہ لذت وشہوت کی خاطر کھانے والا نہ ہو۔ ولا عادٍ ضرورت کی حد سے تجاوز نہ کرنے والا ہو۔

دوسرا قول: کہ امام کا باغی نہ ہو اور سفر حرام کی وجہ سے تجاوز نہ کرنے والا ہو یہ قول ضعیف ہے۔ کیونکہ سفر طاعت بغیر ضرورت مباح نہیں اور بلا سفر گھر میں رکا رہنا مباح ہے اور دوسری بات یہ بھی کہ بغاوت اس کو ایمان سے خارج نہیں کرتی۔ پس وہ محرومی کا حقدار نہیں۔

اور مجبور آدمی کو اتنا کھا لینا درست ہے جس سے زندگی بچ جائے اور اس سے گزارہ ہو سکے سیری نہ ہو۔ کیونکہ اضطراری اباحت اتنی مقدار میں ہے جس سے ضرورت ٹل سکے۔ فلا اثم علیہ۔ تو اس کو کھا لینے میں گناہ نہیں۔ ان اللّٰہ غفور۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہوں کو معاف فرما دینے والے ہیں تو پھر اضطراری حالت میں مردار کے کھا لینے سے کیونکر مؤاخذہ فرمائیں گے رحیم مہربان ہے اس لئے رخصت دے دی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا

بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں اس چیز کو جو اللہ نے نازل فرمائی یعنی کتاب اور خریدتے ہیں اس کے بدلہ تھوڑی قیمت

أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

تو یہ وہ لوگ ہیں جو نہیں بھرتے اپنے پیٹوں میں مگر آگ، اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا

وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۷۴﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ

اور نہ انہیں پاک کرے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خرید لیا گمراہی کو

بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ

ہدایت کے بدلے، اور عذاب کو مغفرت کے بدلے، سو وہ کس قدر صبر کرنے والے ہیں آگ پر، یہ اس وجہ سے کہ بے شک اللہ

نَزَّلَ الْكِتَٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَٰبِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع ۲۱

نے نازل فرمایا کتاب کو حق کے ساتھ، اور بے شک جن لوگوں نے کتاب میں اختلاف کیا بے شک وہ بڑی دور کی خلاف ورزی میں ہیں۔

۱۷۴۔ شانِ نزول: یہ آیت یہود کے ان سرداروں کے متعلق اتری جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صفت تبدیل کر دی اور اس پر رشوت بھی لی۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں ان آیات کو جو اللہ تعالیٰ نے اتاریں کتاب میں اور اس کے بدلے لیتے ہیں قیمت یہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ بھر کر کھاتے ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے) یکتمون مآ انزل اللّٰہ وہ چھپاتے ہیں اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے اتارا یعنی صفات محمد ﷺ ثمناً قلیلا تھوڑی قیمت یعنی بدلہ یا قیمت والی (مراد دنیا اور اغراض دنیا ہیں)۔

## اکل بطن کی تشریح:

اولٰٓئک مایأ کلون فی بطونھم ۔ وہ اپنے پیٹوں میں نہیں کھاتے یعنی پیٹ بھر۔ عرب کہتے ہیں فلان اکل فی بطنه وا کل فی بعض بطنه یعنی پیٹ بھر کھایا' الا النار ۔ مگر آگ۔ اس لئے کہ جب ایسی چیز کھائی جس کی سزا آگ ہے تو گویا آگ کھائی۔ اور عرب کہتے ہیں۔ اکل فلان الدم کہ فلاں تو خون کھاتا ہے۔ یہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی مال دیت کھا جائے۔ کیونکہ دیت خون کے بدلہ میں حاصل ہوتی ہے۔ شاعر نے کہا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یا کلن کل لیلۃ اکافًا۔اکاف سے ثمن اکاف مراد ہے

وہ ہررات پالان یعنی پالان کی قیمت کھاتی ہیں ثمن اکاف کو اکاف بہت مناسبت کی وجہ سے کہہ دیا۔

## کلام سے مراد:

ولا یکلمھم اللّٰہ۔ان سے اللہ تعالیٰ کلام نہ فرمائیں گے۔کلام سے مسرور کن کلام مراد ہے لیکن اس طرح کا کلام اخسئوا فیھا ولا تکلمون۔المؤمنون آیت نمبر ۱۰۸ جو دھتکارنے کے لئے ہے وہ کہا جائے گا۔ولا یزکیھم۔نمبرا۔نہ ان کو گناہوں کی میل سے پاک کریں گے۔

نمبر۲۔یا اللہ تعالیٰ انکی مدح وثناء نہ کرے گا۔ولھم عذاب الیم۔اوران کے لئے دردناک عذاب ہے۔الیم بمعنی مولم ہے۔

**نحو** :تینوں جملوں کا عطف اِنَّ کی خبر پر ہے۔گویا چاروں جملے اِنَّ کی خبر ہیں۔

## تفسیر آیت ۱۷۵:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ:(یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اور مہر کے بدلے قہر لے لیا پس کتنا صبر ہے ان کو آگ پر۔یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچی کتاب اتاری اور جنہوں نے کتاب میں اختلاف کیا وہ سخت ضد میں ہیں)اُولٰٓئِكَ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی اور مغفرت کے بدلے عذاب یعنی حضرت محمد ﷺ کی تعریف کو چھپایا۔(تاکہ انکار کریں جو عذاب وگمراہی کا سبب ہیں)۔

## استفہام توبیخی:

فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۔ کتنا صبر ہے ان کا آگ پر یہ استفہام توبیخی ہے یعنی کس چیز نے ان کو صابر بنا دیا۔اس عمل پر جو آگ کی طرف لے جانے والا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو جہنم کی آگ پر بڑا صبر ہے۔

## تفسیر آیت ۱۷۶:

ذٰلك : اس کا مشار الیہ عذاب ہے یعنی یہ عذاب اس سبب سے ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے جو کتب سماویہ اتاری ہیں وہ برحق ہیں۔اختلفوا جنہوں نے اختلاف کیا یعنی اہل کتاب فی الکتٰب۔اس میں الف لام جنس کا ہے اللہ تعالیٰ کی تمام کتابیں مراد ہیں۔انہوں نے بعض کتابوں کو برحق اور بعض کو باطل قرار دیا۔

## شقاق بعید کا مطلب:

لفی شقاق۔شقاق کا معنی مخالفت۔بعید۔دور یعنی حق سے دور۔

دوسرا قول : ان کا یہ کفر اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن برحق اتارا اور جنہوں نے اس کے متعلق اختلاف کیا وہ ایسی مخالفت میں مبتلا ہیں جو ہدایت سے بہت دور ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ

نیکی اس میں نہیں ہے کہ تم اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لیا کرو۔ لیکن نیکی

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى

یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر ایمان لانے اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور نبیوں پر، اور اپنا

الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ

مال دے اس کی محبت ہوتے ہوئے قرابت والوں کو اور تیموں کو، اور مسکینوں کو، اور مسافروں کو،

وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ

اور سوال کرنے والوں کو، اور گردنوں کے چھڑانے میں، اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوٰۃ کو، اور جو پورا کرنے والے ہیں

بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ

اپنے عہد کو جبکہ وہ عہد کریں۔ اور صبر کرنے والے ہیں سختی میں اور تکلیف میں اور جنگ کے

الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

موقعہ پر۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے سچائی کی راہ اختیار کی اور یہی لوگ متقی ہیں۔

## تفسیر آیت ۱۷۷:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ۔ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ۔ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ۔ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا۔ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۔ (نیکی یہ نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق و مغرب کی طرف کرو۔ بلکہ نیکی ان کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور پیغمبروں پر اور مال کی محبت کے باوجود مال دیا رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں اور مسافروں اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور قائم کرتے رہے نماز اور پورا کرنے والے ہیں اپنے عہد کو جب وہ عہد کرتے ہیں اور صبر کرنے والے ہیں۔ تنگی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت۔ یہی لوگ سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیز گار ہیں)

### اصلی بر کیا ہے؟

لیس البر ان تولوا۔ تمہارا مشرق و مغرب کی طرف منہ پھیرنا نیکی نہیں اس میں خطاب نصاریٰ کو ہے کیونکہ ان کا قبلہ بیت



BestUrduBooks.wordpress.com

المقدس کی جانب مشرق تھا اور یہود کا قبلہ بیت المقدس کی مغربی جانب تھا اور ان میں سے ہر ایک کا خیال یہی تھا۔ کہ اصل نیکی اسی کے قبلہ کی طرف منہ پھیرنا ہے۔ ان کی تردید فرمائی کہ جو تم کہتے ہو یہ درست نہیں بلکہ وہ تو منسوخ ہے۔
نمبرا۔ ولکن البر۔ لیکن نیکی تو اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔
نمبر۲۔ دوسرا قول: نیکی والا وہ ہے جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر۔ ان دونوں اقوال کے مطابق مضاف محذوف ہے مگر پہلا قول ان میں سے عمدہ ہے۔ البرّ۔ کا معنی ہر نیکی اور ہر پسندیدہ فعل کو کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ مسلمانوں اور اہل کتاب نے قبلہ کے معاملے میں بہت دلچسپی لی۔ تو ان کو یہ بات سمجھائی گئی یہ کوئی بڑی نیکی نہیں۔ کہ جس میں مصروف ہو کر تم نیکی کی سب اقسام کو بھول جاؤ۔ لیکن جو نیکی واجب الاہتمام ہے وہ اس شخص کی ہے۔ جو ایمان لایا اور ان اعمال کو انجام دیا۔
**نَحْو**: البر لیس کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور ان تولوا بتاویل مصدر اسم ہے۔

## اختلافِ قراءت:

البرّ کو نصب کے ساتھ حمزہ اور حفص نے پڑھا ہے اور نافع اور شامی نے وَلٰكِنَّ الْبِرُّ امام مبرد فرماتے تھے اگر میں قاری ہوتا تو میں اس طرح پڑھتا۔ لٰكِنَّ الْبِرَّ ایک قراءت میں لٰكِنَّ الْبَارَّ پڑھا گیا ہے۔
والیوم الأخر۔ آخرت کے دن سے مراد اٹھنے کا دن ہے۔
والملائکۃ والکتاب۔ نمبرا۔ الف لام کتاب پر جنس کا ہے اللہ تعالیٰ کی تمام کتب اگر عہد کا ہو تو قرآن مجید مراد ہے۔ والنّبیّین واتی المال علی حبہ۔

## ضمیر کے مراجع:

نمبرا۔ حُبّہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے یعنی مال اللہ تعالیٰ کی محبت میں خرچ کیا۔
نمبر۲۔ یا مال کی طرف یعنی مال کی محبت کے باوجود اس کو دیا۔
نمبر۳۔ الایتاء کی طرف لوٹتی ہے مراد یہ ہے مال دے رہا ہو اس حالت میں کہ وہ اس کے دینے میں دل سے راضی و خوش ہو۔
ذوی القربٰی۔ قرابت والے ان کو مقدم زیادہ حقدار ہونے کی وجہ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا مسکین پر صدقہ تو ایک صدقہ شمار ہوگا اور رشتہ دار پر صدقہ اور صلہ رحمی کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی، نسائی)
والیتامٰی۔ یتیم سے مراد قرابت والے فقراء اور یتامٰی ہیں اور مطلق اسلئے لائے۔ کیونکہ التباس کا خطرہ نہیں۔

## مسکین کی تعریف:

والمساکین جمع مسکین جو لوگوں میں ہمیشہ سکون پکڑنے والا ہو کیونکہ اسکے پاس کچھ نہیں جس سے چلے پھرے مثلاً سِکّیر۔ جو ہمیشہ نشہ میں رہتا ہو۔ وابن السبیل اگرچہ لفظاً مفرد ہے مگر مراد اس سے جنس ہے اسکو ابن السبیل کہنے کی وجہ سے سفر کا لازم لینا ہے یا مہمان ہونے کی وجہ سے ابن سبیل کہا۔ والسائلین۔ سوال کرنے والے سے مراد کھانا طلب کرنے والے۔ وفی الرقاب۔ گردنوں میں سے مراد مکاتبین کی گردنیں آزاد کروانے میں یا قیدی چھڑوانے میں واقام الصلٰوۃ صلٰوۃ سے فرضی نماز مراد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ

اے ایمان والو! تم پر قصاص فرض کیا گیا مقتولین کے بارے میں آزاد کو

وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِىَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَىْءٌ فَاتِّبَاعٌ

آزاد کے بدلہ اور غلام کو غلام کے بدلہ، اور عورت کو عورت کے بدلہ، سو جس شخص کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی کردی جائے تو بھلائی کے ساتھ

بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ

اس کا مطالبہ ہو اور اچھے طریقہ پر اس کی ادائیگی ہو۔ یہ تخفیف ہے تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت ہے

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞۱۷۸ وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِى

پھر جس نے اس کے بعد زیادتی کی تو اس کے لئے درد ناک عذاب ہے اور تمہارے لئے قصاص میں بڑی زندگی ہے اے عقل

الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۞۱۷۹

والو! تاکہ تم پرہیز کرتے رہو۔

## یہاں زکوٰۃ سے مراد:

واتی الزکوۃ۔ فرضی زکوۃ ہے بعض نے کہا یہ اول کی تاکید ہے۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ اول سے مراد نفلی صدقات اور نیکی کے اعمال ہیں۔ الموفون پورے کرنے والے اپنے عہد کو جب وہ عہد کرتے ہیں۔ اس کا عطف مَن اٰمن پر ہے اور عہد سے اللہ کا عہد یا لوگوں کا عہد مراد ہے۔ والصابرین۔ شدائد میں صبر کی فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے فعل مدح وتخصیص سے منصوب ہے ای امدح الصابرین۔ اسی طرح قتال کے مقامات کی فضیلت تمام اعمال سے برتر ثابت کرنے کے لئے اسے منصوب ذکر کیا۔ فی الباساء۔ بأساء سے فقر وشدت مراد ہے والضراء مرض اور اپاہج پن۔ حین الباس۔ لڑائی کا وقت اولئك الذین صدقوا یعنی ان صفات والے ہی وہ لوگ ہیں جو دین میں سچے ہیں اور وہی متقی ہیں۔

آیت: ۱۷۸۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى۔ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِىَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَىْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ۔ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

(اے ایمان والو فرض کیا جاتا ہے تم پر بدلہ لینا مقتولوں میں۔ آزاد کے بدلے آزاد قتل کیا جائے غلام کے بدلے غلام اور



BestUrduBooks.wordpress.com

عورت کے عوض عورت۔ پس جس شخص کو معاف کر دیا جائے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ تو دستور کے موافق چلنا چاہیے اور اچھے انداز سے چلنا چاہیے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی اور مہربانی ہے پھر جو شخص زیادتی کرے۔ اس کے بعد تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے)۔

## طرزِ جاہلیت:

روایات میں آیا ہے کہ عرب کے بعض قبیلوں میں جاہلیت کے زمانے میں خون کا معاملہ تھا اور ایک کو دوسرے پر طاقت اور قوت حاصل تھی۔ تو انہوں نے قسم اٹھائی۔ کہ ہم دوسرے قبیلے کے آزاد کو غلام کے بدلے میں قتل کریں گے اور ان کے مرد کو عورت کے بدلے میں قتل کریں گے اور ایک کے بدلے میں ان کے دو قتل کریں گے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے معاملے میں فیصل بنایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ یٰآیھا الذین 'امنوا کہ اے ایمان والو۔ کُتب یعنی فرض کر دیا گیا۔

## مفہوم قصاص:

**علیکم القصاص** ۔ قصاص اصل میں برابری کو کہتے ہیں۔ اصل میں یہ اس محاورے سے لیا گیا ہے۔ **قص اثرہ و اقتصہ** ۔ یہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی کا پیچھا کیا جائے۔ اسی لئے قصہ کہانیاں بیان کرنے والے کو قاص کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ حکایات کا پیچھا کرتے ہیں۔ **القتلٰی** جمع قتیل۔ اب مطلب یہ ہوا۔ کہ تم پر فرض کیا گیا کہ تم برابری اور مساوات اختیار کرو۔ مقتولین میں **الحر بالحر** یعنی آزاد پکڑا جائے گا یا مقتول ہوگا آزاد کے بدلے **العبد بالعبد** امام شافعیؒ کا قول آزاد کو غلام کے بدلے میں اس آیت کی وجہ سے قتل نہ کیا جائے گا اور ہمارے نزدیک قصاص آزاد اور غلام کے درمیان بھی جاری ہوگا۔ جیسا اس آیت میں ہے جو سورۃ مائدۃ آیت نمبر: ۴۵۔ **ان النفس بالنفس** ۔ کہ جان کے بدلے جان۔ جیسا کہ مذکر و مؤنث کے درمیان آپ کے اس ارشاد سے **المسلمون تتکافأ دماء ھم** ۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ) مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔

نفوس میں تفاضل معتبر نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر ایک جماعت ایک آدمی کو قتل کرے تو اس کے بدلہ میں ان سب کو قتل کیا جائے۔ اس لیے کہ حکم کا کسی نوع سے مخصوص ہونا دوسری نوع کی نفی نہیں کرتا۔ بلکہ حکم اس میں دلیل کے آنے تک موقوف رہے گا اور یہاں تو دلیل موجود ہے۔ جیسا ہم واضح کر چکے۔

## عفو کی تحقیق:

**فمن عفی لہ** ۔ عفو یہ عقوبت کی ضد ہے۔ کہا جاتا ہے۔ **عفوت عن فلان** جب کہ اس سے درگزر کیا جائے اور اس کی سزا سے اعراض کیا جائے۔ یہ جانی یا جنایت کی طرف متعدی عن کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ البقرہ ۵۲ **ثم عفونا عنکم** پھر ہم نے تمہارا گناہ معاف کر دیا اور الشوریٰ کی آیت نمبر ۲۵ **ویعفوا عن السّیّاٰت** ۔ وہ بہت سی برائیاں معاف کرتا ہے اور جب یہ دونوں جمع ہو جائیں تو پہلے کی طرف لام سے متعدی ہوگا۔ جیسے **عفوت لہ عن ذنبہ** ۔ میں نے اسے اس کا گناہ معاف کر دیا۔ اور حدیث میں ہے **عفوت لکم عن صدقۃ الخیل والرقیق** ۔ (ابوداؤد) میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تمہیں معاف کر دی۔ یعنی



BestUrduBooks.wordpress.com

چھوڑ دی۔

## حضرت امام زجاج رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

زجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔من عفی له کا معنی جس کا دیت کی وجہ سے قتل چھوڑ دیا جائے۔(یعنی معاف کر دیا جائے) ازہری نے کہا عفو لغت میں زائد کو کہتے ہیں۔جیسے سورۃ بقرہ کی آیت ۲۱۹ میں ویسئلونك ماذا ینفقون قل العفو۔اور کہا جاتا ہے عفوت لفلان بمال۔جبکہ مال اس کو دے اور مہربانی سے زائد دے۔وعفوت له عمالی علیه جبکہ اس کے ذمہ جو کچھ تھا اس کو چھوڑ دیا جائے۔

## قولِ جمہور:

جمہور مفسرین آیت کا معنی یہ بتاتے ہیں۔بس جس آدمی کو اس کے بھائی کی جانب سے معاف کر دی جائے کوئی چیز زائد۔اس معنی میں فعل کی نسبت مصدر کی طرف کی گئی ہے جیسے کہ اس مثال میں سیر بزید بعض السیر زید کو کچھ چلایا گیا۔

## الاخ لانے کی حکمت:

الاخ اس سے مراد مقتول کا وارث بھائی ہے اور اس لفظ سے تعبیر کر کے درحقیقت مہربانی پر آمادہ کیا گیا ہے۔کیونکہ دونوں آدم علیہ السلام کی اولاد اور اسلام کے رشتے میں منسلک ہیں۔مَن سے مراد وہ قاتل ہے جس کو اس کا گناہ معاف کیا جا رہا ہے۔یہاں آیت میں دوسرے مفعول کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔اور بعض نے کہا۔کہ لہٗ کا لفظ عنه کی بجائے لایا گیا۔اور ضمیر لہ اور اخیه میں یہ من کی طرف راجع ہے اور علیه میں بھائی کی طرف راجع ہے۔یا تمیع کے لئے ہے اس کے لئے فاتباع کا لفظ دلالت کر رہا ہے اب مطلب یہ ہوا کہ مطالبہ کرنے والا قاتل کا پیچھا کرے۔کس طریقے کے ساتھ۔یعنی اچھے انداز سے مطالبہ کرے۔تاکہ اس کو مطلوب ادا کر دیا جائے یعنی قاتل خون کا بدلہ احسان کے ساتھ ادا کرے ٹال مٹول نہ کرے۔اور نہ اس میں کمی کرے۔شیٔ من العفو کہا گیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اگر بعض خون کا حصہ معاف کر دیا گیا۔یا بعض وارثوں نے معاف کر دیا۔تو اس وقت معافی کامل ہو گئی۔اور قصاص ختم ہو گیا۔

## دوسرا قول:

نمبر۲۔جنہوں نے عفی کی تفسیر شیٔ کے لفظ کو مفعول بہ بنانے کے بغیر کی ہے اور اسی طرح جنہوں نے اعطی کے ساتھ کی ہے یعنی ان الولی اذا أعطی له شیٔ من مالِ اخیه۔ یعنی القاتل بطریق الصلح فلیا خذه بمعروف من غیر تعنیف و لیؤدّه القاتل الیه بلا تسویف۔بے شک ولی کو جب کوئی چیز اپنے بھائی کے مال میں سے دی جائے یعنی قاتل کے مال میں سے بطور صلح تو اس ولی کو چاہیے کہ وہ اس مال کو دستور کے مطابق لے لے۔اس میں کوئی سختی نہ برتے۔اور قاتل بھی اس کو مال بغیر افسوس کے ادا کرے۔

**نحو** : اتباع کا لفظ مرفوع ہے کیونکہ یہ مبتداء مضمر کی خبر ہے یعنی الواجب اتباع یعنی واجب ہے اتباع کرنا اس حکم کا جو کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

معافی کے سلسلے میں ذکر کیا گیا۔ ذٰلك اس سے مراد عفو اور دیت لینے کا جو حکم پیچھے ذکر ہوا تخفیف من ربکم و رحمة۔ یہ تخفیف ہے تمہارے رب کی طرف سے اور مہربانی ہے۔ اس لئے تورات میں قتل کے علاوہ دوسرا حکم نہیں تھا اور انجیل میں معافی بغیر بدلے کے تھی۔ اور کوئی حکم نہ تھا۔ ہمارے لئے قصاص اور عفو اور مال صلح کے طریقے سے لینا آسانی اور وسعت کی خاطر جائز کیا گیا۔

## دلالتِ آیت:

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا مؤمن ہے کیونکہ قتل کے پائے جانے کے باوجود ایمان کے ساتھ اس کی تعریف ذکر کی گئی اور ایمان کے ساتھ قائم ہونے والا بھائی چارہ باقی رہا۔ اور وہ تخفیف اور رحمت کا حق دار بن گیا۔

## تعدی کی تفسیر:

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ : (جو شخص حد سے بڑھا اس کے بعد) یعنی تخفیف کے بعد اور اس نے تجاوز کیا۔ جو اس کے لئے جائز نہیں تھا۔ جیسے غیر قاتل کو قتل کرنا یا دیت لینے کے بعد بھی قاتل کو قتل کر دینا فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ پس اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ الیم۔ سے مراد یہاں آخرت میں سخت دردناک قسم کا عذاب ہے۔

## تفسیر آیت ۱۷۹:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ : (تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے اے عقل والو) یہ کلام انتہائی فصیح ہے کیونکہ اس میں غرابت پائی جاتی ہے۔

## قصاص بڑی زندگی ہے:

نمبر ۱۔ قصاص میں انسان قتل ہو جاتا ہے اور اس کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ مگر آیت میں اس کو حیٰوۃ کے لئے بطور ظرف کے ذکر کیا گیا اور قصاص کو معرفہ لایا گیا۔ اور حیٰوۃ کے لفظ کو نکرہ لا کر خوب بلاغت ظاہر کر دی۔ کیونکہ مطلب یہ بنا۔ کہ تمہارے لئے حکم کی اس قسم میں سے جو کہ قصاص ہے۔ بہت بڑی زندگی ہے۔ اس لئے کہ اس سے اس چیز کی روک تھام کی گئی کہ جو ان میں ایک شخص کے بدلے ایک جماعت کا قتل کر دینے کا رواج تھا۔ تو گویا سب کی زندگی بچ گئی۔

نمبر ۲۔ پس فرمایا کہ قصاص میں زندگی ہے۔ یعنی خاص قسم کی زندگی ہے۔ یا اعلیٰ قسم کی زندگی ہے اور وہ وہی زندگی ہے جو قتل سے رک جانے کے بنا پر حاصل ہوئی۔ کیونکہ اس کو بھی معلوم ہو گیا۔ کہ اگر وہ بھی قتل کرے گا۔ تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اس لئے جب وہ قتل کا ارادہ کرے گا۔ تو یہ بات یاد آتے ہی وہ قتل سے باز رہے گا۔ پس اس کا ساتھی اس کے ہاتھ سے قتل ہونے سے بچ جائے گا۔ اور وہ قصاص سے بچ جائے گا۔ پس قصاص کا حکم انسانوں کی زندگی کا سبب بن گیا۔ یٰاولی الالباب۔ اے عقل والو۔ لعلکم تتقون۔ تا کہ تم قتل سے بچ جاؤ قصاص سے ڈرتے رہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ

تم پر فرض کیا گیا کہ جب تم میں سے کسی کو موت حاضر ہو جائے تو اپنے والدین اور قرابت

وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿١٨٠﴾ ط فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا

داروں کے لئے وصیت کرے۔ بشرطیکہ مال چھوڑا ہو۔ یہ حکم لازم ہے ان لوگوں پر جو خدا کا خوف رکھتے ہیں پھر جو شخص سننے کے بعد اس کو

سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٨١﴾ ط فَمَنْ

بدل دے اس کا گناہ انہیں لوگوں پر ہوگا جو اس کو تبدیل کر دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا ہے، جاننے والا ہے۔ سو جو شخص

خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

وصیت کرنے والے کی جانب سے کسی جانب داری یا گناہ کا خوف کھائے پھر ان کے درمیان صلح کرا دے سو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ

غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٨٢﴾ ع

غفور ہے رحیم ہے۔

ع ۲۲

## تفسیر آیت ۱۸۰:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ: کتب۔ فرض کیا گیا۔ اذا حضر احد کم الموت۔ جب موت آ موجود ہو موت آ موجود ہونے کا مطلب اسباب موت کا ظاہر ہونا ہے۔

### مال کو خیر فرمایا:

خیر۔ کا معنی کثیر مال۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے آزاد کردہ غلام نے وصیت کا ارادہ کیا اور اس کے پاس سات سو درہم تھے۔ تو میں نے اس کو منع کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وصیت کے بارے میں فرمایا۔ ان ترك خيرا۔ اگر بہت مال چھوڑے اور تیرے پاس مال نہیں۔ (ابن ابی شیبہ)

الوصيّة۔ یہ کُتِبَ کا نائب فاعل ہے۔

### وصیتِ وارث:

نمبرا۔ ابتدائے اسلام میں وصیت وارث کے حق میں ثابت تھی۔ پھر سورۂ نساء کی آیت میراث سے منسوخ کر دی گئی جیسا کہ ہم شرح المنار میں ذکر کر چکے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۲: یہ منسوخ نہیں بلکہ یہ ان کے متعلق ہے جو کفر کی وجہ سے وارث نہیں کیونکہ وہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے۔ آدمی مسلمان ہوتا اور اس کے والدین اور دیگر قرابت والے اسلام نہ لاتے اور اسلام رشتہ وراثت کو منقطع کر دیتا ہے پس ان میں قرابت کے حق کی ادائیگی کے لئے استحباب کے طور پر وصیت جاری کی گئی۔ اس صورت میں کُتِبَ کا معنی فرض نہیں ہوگا۔ (بلکہ لکھ دیا گیا ہوگا) بالمعروف کا معنی عدل ہے۔ اس طرح نہیں کہ مال دار کے لئے وصیت کرے اور فقیر کے لئے نہ کرے اور ثلث مال سے تجاوز بھی نہ کرے حقاً یہ مصدر مؤکد ہے یعنی حق ذلك حقاً۔ یہ ثابت و لازم کیا گیا ہے لازم کرنا علی المتقین۔ ان لوگوں پر جو شرک سے بچنے والے ہیں۔

## تفسیر آیت ۱۸۱:

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ: (جو وصیت کو بدل دے اس کے بعد کہ سن چکا۔ تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہے جو اس کو بدلیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والے خبر رکھنے والے ہیں)

فمنۢ بدله۔ جس شخص نے اپنی طرف سے بدل دیا۔ جبکہ وصیت کرنے والوں اور گواہوں کی طرف سے وصیت شرع کے موافق تھی۔ بعد ماسمعه۔ سن لینے کے بعد یعنی وصیت کر دینے کے بعد فانما اثمه علی الذین یبدلونه۔ اس کا گناہ ان پر ہے جو اس کو بدلتے ہیں۔ یعنی تبدیل کرنے کا گناہ بدلنے والوں کے ذمہ ہے۔ موصی یا موصی لهٗ کے ذمہ نہیں۔ کیونکہ وہ تو اس ظلم سے بری الذمہ ہیں۔ ان اللّٰه سمیع علیم: بے شک اللہ وصیت کے قول کو سننے والا اور تبدیل کرنے والے کے ظلم سے واقف ہے۔

## تفسیر آیت ۱۸۲:

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: (جس کو خطرہ ہو وصیت کرنے والے کی طرف سے طرفداری کا یا گناہ کا پس اس نے اصلاح کر دی ان کے درمیان تو اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والے مہربان ہیں)

## خوف کا مطلب:

فَمَنْ خَافَ ۔ جس کو خطرہ ہوا خاف کا معنی جاننا ہے اور کلام عرب میں یہ معروف ہے۔ کہا جاتا ہے اخاف ان یرسل السمآء۔ مقصد اس سے ظن غالب ہوتا ہے جس کو علم کے قائم مقام لاتے ہیں۔ جیسا اس آیت میں فان خفتم ان لا یقیما۔ اگر تم جانو کہ وہ قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ من موصٍ۔ وصیت کرنے والے سے۔ قراءت۔ یہ قراءت کوفی میں مُوَصٍّ پڑھا گیا۔ سوائے حفص کے۔

## جنف و اثم کا فرق:

جَنَفًا اَوْ اِثْمًا۔ وہ طرف داری جو خطاء سے وصیت میں واقع ہو۔ اثم وہ زیادتی جو جان بوجھ کر کی جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن

اے ایمان والو! فرض کئے گئے تم پر روزے جیسا کہ فرض کئے گئے ان لوگوں پر جو تم سے

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۸۳﴾ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا

پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ چنددن کے روزے رکھ لو سو جو شخص تم میں سے مریض ہو

أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ

یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں کی گنتی کر کے روزے رکھ لے اور جن لوگوں کو روزہ رکھنے کی طاقت ہے ان کے ذمہ ہے فدیہ

طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ

ایک مسکین کے کھانے کا۔ پس جو شخص اپنی خوشی سے کوئی خیر کا کام کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اور یہ کہ تم روزہ رکھو تمہارے لئے بہتر ہے

إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۴﴾

اگر تم جانتے ہو۔

## ہر تبدیلی باطل نہیں:

فاصلح بینھم۔اس نے ان کے درمیان اصلاح کر دی۔یعنی اولاد اور قرابت داروں کو طریق شرع پر لا کر ان میں اصلاح کر دی۔تو اس صورت میں اس پر گناہ نہ ہوگا۔کیونکہ اس کی یہ تبدیلی تو تبدیلی باطل الی الحق ہے۔اس کا تذکرہ جو باطل سے تبدیل کر کے پھر اس کو حق سے بدل دے تو پھر بھی گناہ نہیں۔تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہر تبدیلی سے گناہگار نہیں ہوتا۔

دوسرا قول: یہ وصیت کرنے والے کی زندگی میں حکم ہے یعنی جو آدمی کسی وصیت کرنے والے کی وصیت کے وقت موجود تھا۔پھر اس کو خلاف شرع پا کر اس سے اس کو منع کیا اور اس کو اصلاح پر آمادہ کیا۔تو اب وصیت کرنے والے کے پہلے قول پر اس کو گناہ نہ ملے گا۔بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں۔

۱۸۳۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ :(اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح فرض کیے گئے ان پر جو تم سے پہلے تھے۔تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ)

## تفسیر آیت ۱۸۴:

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ :(چند گنتی کے دن ہیں۔پس جو شخص تم



BestUrduBooks.wordpress.com

میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی ضروری ہے۔ اور ان لوگوں پر جو طاقت نہیں رکھتے ایک محتاج کا کھانا کھلانا ہے پھر جو اپنی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور تمہارا روزہ رکھنا تمہارے واسطے بہتر ہے اگر تم سمجھو)

## فرضیتِ روزہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ۔ کتب یعنی فرض کیے گئے۔ صیام۔ یہ صام کا مصدر ہے مراد رمضان المبارک کے روزے ہیں۔ کما کتب۔ یعنی لکھا جانا جس طرح کہ لکھا گیا۔ یہ مصدر محذوف کی صفت ہے۔ علی الذین من قبلکم۔ تم سے پہلے لوگوں سے وہ تمام انبیاء ؑ اور امتیں مراد ہیں۔ جو آدم علیہ السلام سے تمہارے زمانے تک ہو گزریں۔ یہ قدیم عبادت ہے اور تشبیہ صرف فرضیت میں ہے کہ ہر ایک پر ان سابقہ امم میں کچھ دنوں کے روزے تھے۔ یعنی جس طرح تم ان دنوں روزہ سے عبادت کرنے والے ہو۔ اس طرح دیگر امتیں بھی روزہ سے عبادت گزاری کرنے والی تھیں۔

## روزہ ذریعۂ تقویٰ:

لعلکم تتقون۔ تاکہ تم بچو۔ یعنی روزے کے ذریعے گناہوں سے بچو۔

نمبر ۱۔ کیونکہ روزے نفس کو اس کی خواہشات سے خوب روکنے والے ہیں اور برائی کے مقامات سے نفس کو زیادہ ڈانٹ ڈپٹ کرنے والے ہیں۔

نمبر ۲۔ دوسرا قول: تاکہ تم زمرۂ متقین میں پرو دیے جاؤ۔ اس لئے کہ روزہ متقین کا شعار ہے۔

نحو: ایامًا یہ الصیام مصدر کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی ان تصوموا ایامًا لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس کو صوموا محذوف کا مفعول مانیں۔ کیونکہ مصدر کی صورت میں اجنبی فاصل حائل ہے۔ معدودات۔ گنتی کے معلوم دن یعنی تھوڑے سے دن ہیں۔ کیونکہ قلیل چیز کو ہی گنا جاتا ہے۔ نہ کہ کثیر کو۔

## حکم مریض:

فمن کان منکم مریضًا۔ جو تم میں سے بیمار ہو اور روزے کی وجہ سے مرض میں اضافہ کا خطرہ ہو۔ یا وہ سفر پر ہو۔ فعدۃ۔ بس اس پر گنتی ہے یعنی اگر اس نے روزہ نہ رکھا۔ تو جتنے دنوں افطار کیا۔ تو اس کے ذمے ان ایام افطار کے دنوں کی گنتی کے مطابق روزے ہیں۔ پس عدۃ کا لفظ معدود کے معنی میں ہے۔ من ایام اخر۔ جو ایام سفر و مرض کے علاوہ ہوں۔ اخر یہ غیر منصرف ہے کبریٰ سے کبر اور صُغریٰ سے صُغَر علی الذین یطیقونہ اور ان لوگوں پر جو روزے کی طاقت رکھتے ہیں اور وہ معذور بھی نہیں۔ پس وہ روزہ نہ رکھیں۔ (یہ ان مفسرین کے ہاں ہے جو اس آیت کو منسوخ مانتے ہیں اور جو اس کو منسوخ نہیں مانتے وہ باب افعال کا ہمزہ سلب کے لئے مانتے ہیں) تو ان پر فدیہ ہے۔ ایک مسکین کا کھانا ہے۔ جو گندم سے نصف صاع اور دوسری اجناس سے ایک صاع دیا جائے گا۔ طعام یہاں فدیہ سے بدل واقع ہے۔

قراءت: ابن ذکوان اور مدنی نے فدیۃ طعام مساکین پڑھا ہے۔ ابتدائے اسلام میں طبائع روزے کی عادی نہ تھیں اس لئے



BestUrduBooks.wordpress.com

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کے بارے میں اس کے بیانات خوب

الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ

واضح ہیں اور حق و باطل کے درمیان فرق ظاہر کرنے والے ہیں سو جو شخص تم میں سے اس ماہ میں موجود ہو وہ اس میں روزہ رکھے اور جو شخص

مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا

مریض ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں کی گنتی کر کے روزے رکھ لے۔ اللہ تمہارے لئے آسانی کا ارادہ فرماتا ہے۔ دشواری کا ارادہ

یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَ

نہیں فرماتا اور تاکہ تم گنتی پوری کیا کرو۔ اور تاکہ تم اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

اور تاکہ تم شکر کرو۔

افطار و فدیہ کی رخصت دی گئی پھر اختیار آیت فمن شهد منكم الشهر (الآیة) اس سے منسوخ ہو گیا۔ اسی وجہ سے فمن كان منكم مريضا (الآیة) کو ناسخ و منسوخ دونوں میں ذکر کر دیا۔ تاکہ وہ حکم کی بقاء پر دلالت کرے۔

دوسرا قول: یہ بھی ہے کہ آیت کا معنی اس طرح ہے کہ جو طاقت نہیں رکھتے۔ لا مضمر ہے۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی قراءت اس کی تائید کرتی ہے۔ اس طرح منسوخ ماننے کی ضرورت نہیں۔ فمن تطوع خیرا۔ جو مقدار فدیہ سے زائد ثواب کی خاطر دے۔ تو وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ یعنی تطوع یا خیر اس کے لئے بہتر ہے۔

## اختلافِ قراءت:

حمزہ و علی رحمہما اللہ نے یطّوع بمعنی تطوع پڑھا ہے۔

## تفسیر وَاَنْ تَصُوْمُوْا:

یعنی طاقت والو! تمہارا روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں فدیہ اور تطوع سے بہت بہتر ہے یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔

دوسرا قول: یہ ہے کہ تمہارا سفر و مرض میں روزہ رکھ لینا بہتر ہے۔ کیونکہ وہ نفس پر زیادہ گراں ہے اگر تم روزے کی فضیلت کو جانتے ہو۔ گویا ان شرطیہ کا جواب محذوف ہے۔

۱۸۵۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ : (رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور معجزہ (حق و باطل میں) فرق کرنے والی بات پس جو شخص موجود ہو تم میں سے اس مہینے میں پس چاہیے کہ وہ روزہ رکھے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو پس وہ گنتی پوری کرے دوسرے دنوں سے اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتے ہیں اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتے کہ تم پورا کرو گنتی کو اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس پر جو اس نے راہنمائی فرمائی تاکہ تم احسان مانو)

**نحو** : ۱۔ شهر رمضان۔ یہ مبتداء ہو تو الذی اپنے صلہ کے ساتھ اس کی خبر ہے۔

**نمبر ۲**۔ یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی هو شهر تو صلہ موصول مل کر شهر رمضان کی صفت ہے۔

**نمبر ۳**۔ کتب علیکم الصیام میں الصیام سے بدل ہے۔

انزل فیه القرٰان۔ **نمبر ۱**۔ اس میں قرآن اتارا گیا۔ یعنی اتارنے کی ابتداء ہوئی اور لیلة القدر میں ابتداء کی گئی۔

**دوسرا قول** : انزل فی شانه۔ کہ اس کی شان میں قرآن مجید اتارا گیا۔ اور وہ یہ آیت ہے۔

کتب علیکم الصیام۔ رمضان۔ یہ رمض سے مصدر ہے۔ جس کا معنی گرمی سے جلنا ہے۔ پھر شہر کی اضافت اس کی طرف کر کے ایک خاص مہینے کا نام بنا دیا۔ یہ غیر منصرف ہے۔ الف۔ نون۔ اور تعریف کی وجہ سے۔

## رمضان کی وجہ تسمیہ :

اور اس کے نام رکھنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں بھوک سے جلتے اور سختی برداشت کرتے ہیں۔ اور انہوں نے مہینوں کے نام انہی اوقات سے رکھے تھے۔ جن میں وہ واقع ہوئے۔ یہ مہینہ گرمیوں کی شدت میں واقع ہوا اسی لئے یہ نام رکھ دیا گیا۔

**سوال** : حدیث میں آیا ہے من صام رمضان ایمانا و احتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه۔ اس میں مضاف اور مضاف الیہ قسمیہ کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔

**جواب** : التباس کا خطرہ نہیں۔ یہ حذف مضاف کی قسم میں سے ہے گویا یہ من صام شهر رمضان ہوا۔

## قراءت : القرآن کا لفظ :

القرٰان یہ پورے قرآن میں غیر مہموز ہے۔ مکی رحمہ اللہ کے ہاں۔

هُدًى۔ یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یعنی وہ قرآن اتارا گیا اس حال میں کہ وہ لوگوں کے لئے حق کا ہادی ہے اور حق کی طرف راہنمائی کے لئے اس میں کھلی نشانیاں ہیں اور قرآن حق و باطل میں امتیاز پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید کی پہلی صفت ہدایت بیان کی۔ پھر فرمایا یہ من جملہ ان واضح دلائل سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ راہنمائی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی اور کتب سماویہ کے ذریعہ حق و باطل میں واضح تفریق کر دی۔

فمن شهد۔ پس جو شاہد ہو یعنی موجود و مقیم ہو مسافر نہ ہو۔ پس وہ اس میں روزہ رکھے اور افطار ہرگز نہ کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : الشهر کا لفظ منصوب ہے مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے اسی طرح فلیصمہُ کی ہٗ ضمیر بھی منصوب بوجہ مفعول بہ نہیں۔ کیونکہ مقیم ومسافر مہینہ میں حاضر وموجود ہوتے ہیں۔

## افطار مرض وسفر میں مباح ہے:

ومن کان مریضًا فعدة من ایام اخر عدة مبتدا اور خبر محذوف ہے یعنی فعلیه عدةٌ ای صوم عدة۔ پس اس پر گنتی کے روزے ہیں۔ یرید اللّٰه بکم الیسر۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتے ہیں اسی لئے سفر ومرض میں افطار کو مباح کردیا۔ ولا یرید بکم العسر اور تم پر سختی کرنا نہیں چاہتے۔

مسئلہ: جن حضرات نے مریض ومسافر پر افطار کو فرض قرار دیا۔ انہوں نے اس آیت کے مفہوم سے اعراض کیا۔ ولتکملوا العدة۔ تاکہ تم گنتی پوری کرو۔ قضا کے ساتھ جو تم نے افطار کیا۔ جب مرض وسفر زائل ہو جائیں۔ فعل معلل محذوف ہے اور ماسبق اس پر دلالت کرتا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ لتعلموا ولتکملوا العدة تاکہ تم جان لو اور تاکہ تم اس گنتی کو قضا سے پورا کرلو۔ جو تم نے افطار کیا ہے۔

## حکم شکر:

ولتکبروا اللّٰه علی ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون۔ (اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو۔ اس بات پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی۔ اور تاکہ تم شکر ادا کرو) مشروعیت پر۔ یعنی ان تمام باتوں پر جو مذکور ہوئیں۔ حاضر کو مہینے کے روزہ کا حکم۔ افطار کیے ہوئے ایام کو دوسرے دنوں میں گن کر پورا کرنے کا حکم اور رخصت کے وقت افطار کی اباحت پر شکر ادا کرو۔ ولتکملوا گنتی کی رعایت کا حکم جو دیا اس کی یہ علت ہے۔ ولتکبروا اللّٰه۔ یہ قضاء اور افطار کی ذمہ داری سے نکلنے کی جو کیفیت معلوم ہوئی۔ اس کی یہ علت ہے۔ اور لعلکم تشکرون۔ یہ رخصت ملنے کی علت ہے۔

## عجیب ترتیب:

یہ انتہائی شاندار قسم کی ترتیب ہے۔ تکبیر کو علٰی سے متعدی کیا گیا۔ اس لیے کہ اس میں حمد کا معنی پایا جاتا ہے۔ گویا یوں فرمایا تاکہ تم اس کی تعظیم کرو۔ اس حالت میں کہ تم اس کی اس بات پر حمد کرنے والے ہو۔ کہ اس نے اپنی طرف سے تمہیں ہدایت دی۔

قراءت: ابوبکر رحمہ اللہ نے لتکملوا تشدید میم سے پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں سو بلاشبہ میں قریب ہوں، دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے۔

فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

سو وہ میرے احکام کو قبول کریں اور مجھ پر یقین رکھیں تا کہ وہ نیک راہ پر رہیں۔

## تفسیر آیت ۱۸۶:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ :(جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو کہیں ۔میں قریب ہوں۔قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا جب وہ مجھ سے دعا کرے۔پس چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔تا کہ وہ سیدھا راستہ پائیں)

شانِ نزول :ایک بدو نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم چپکے چپکے دعا کریں۔یا دور ہے کہ زور سے پکاریں۔تو یہ آیت اتری۔(تفسیر طبری)

## مراد قرب:

قرب سے مراد قرب مکانی نہیں۔کیونکہ اس سے ذات باری تعالیٰ بلند و بالا ہے۔قرب علم و اجابت مراد ہے۔(بلکہ قرب واقعی مراد ہے جس کا ادراک وحی سے ہو سکتا ہے)

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۔میں قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے پس چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔تا کہ وہ سیدھا راستہ پائیں۔

## اختلافِ قراءت:

سہل' یعقوب' ابو عمرو' نافع رحمہم اللہ نے سوائے قالون کے حالت وصل میں الداع' دعان کو الداعی' دعانی پڑھا ہے۔دیگر قراء نے دونوں حالتوں میں بغیر یاء پڑھا ہے۔

## اجابت کے رخ :

اجیب۔اجابت دعا کا تو سچا وعدہ ہے وعدہ خلافی ناجائز ہے۔البتہ اجابت دعا میں حاجت کے پورے ہونے میں تخالف ہے۔ اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اجابت دعوت یہ ہے کہ بندہ کہے۔یا رب پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔لبیک عبدی۔تو یہ بات ہر بندۂ مؤمن کے لئے موجود ہے اور رہی قضائے حاجت یعنی مراد دینا۔نمبر ا۔تو اس میں کبھی تو فوراً مل جاتی ہے۔ نمبر ۲۔کبھی کچھ مدت بعد۔نمبر ۳۔اور کبھی آخرت میں ملے گی۔نمبر ۴۔اور کبھی اس مطلوب چیز کے علاوہ میں اس کے لئے خیر ہوتی ہے۔وہ دے دی جاتی ہے۔فلیستجیبوا لی۔پس ان کو میرا حکم ماننا چاہیے۔جبکہ میں ان کو ایمان و طاعت کی طرف



BestUrduBooks.wordpress.com

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ

حلال کیا گیا تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں بیویوں میں مشغول ہونا، وہ لباس ہیں تمہارے لئے

أَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ

اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ نے جان لیا کہ بلاشبہ تم اپنے نفسوں کی خیانت کرتے تھے سو اس نے تمہاری توبہ

عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْـَٔانَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ

قبول فرمائی اور تم کو معاف فرما دیا۔ سو اب ان سے میل ملاپ کرو، اور تلاش کرو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے،

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید تاگہ سیاہ تاگہ سے ممتاز ہو کر ظاہر ہو جائے۔

مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ

یعنی فجر کا تاگہ پھر تم روزے پورے کرو رات تک اور بیویوں سے میل ملاپ نہ کرو اس حال میں کہ تم

عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ

اعتکاف کئے ہوئے ہو مسجدوں میں۔ یہ اللہ کی حد بندیاں ہیں لہٰذا ان کے پاس نہ پھٹکو اسی طرح

يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾

اللہ بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اپنی آیات تاکہ لوگ پرہیزگار بنیں۔

بلاؤں جیسا کہ وہ حاجات کے وقت مجھے پکارتے ہیں۔ تو ان کی حاجات پوری کرتا ہوں۔ ولیؤمنوا بی۔ اور مجھ پر ایمان لائیں۔ ان دونوں میں لام امر ہے۔

لعلھم یرشدون تاکہ وہ سیدھا راستہ پائیں یعنی گزشتہ خصلتوں پر کاربند ہوں تاکہ ہدایت پانے کے امیدوار ہوں۔ رشد یہ غیّ کی ضد ہے۔

شانِ نزول: ابتدائے اسلام میں جب آدمی عشاء کی نماز پڑھ لیتا یا اس سے پہلے سو یا رہتا تو اس پر کھانا پینا جماع اگلی رات تک حرام ہو جاتا۔ صرف کھانا پینا اور جماع شام کے بعد عشاء پڑھنے اور جاگتے رہنے تک درست تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد اپنی زوجہ سے صحبت کر لی۔ پس جب غسل کر چکے۔ تو رونے اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں یہ مناسب نہ تھا۔ تو یہ آیت اتری۔

۱۸۷: اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ



BestUrduBooks.wordpress.com

الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ: (حلال کر دیا گیا تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا وہ تمہارا لباس اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جانا کہ تم چوری سے اپنا نقصان کرتے ہو۔ پس اس نے معاف کیا۔ اور تم سے درگزر کیا۔ پس اب تم ان سے ہم بستر ہو اور تلاش کرو جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا تمہارے لئے اور کھاتے پیتے رہو۔ یہاں تک کہ صاف نظر آنے لگے۔ تمہیں صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے۔ پھر پورا کرو روزہ رات تک۔ اور نہ ہم بستر ہو ان سے جبکہ تم اعتکاف کرنے والے ہو۔ مساجد میں یہ اللہ تعالیٰ کے ضابطے ہیں۔ پس ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ اسی طرح اللہ تعالیٰ صاف صاف بیان کرتا ہے اپنی نشانیاں لوگوں کے لئے تا کہ وہ پرہیزگار بنیں)

## لباس سے تشبیہ کی وجہ:

**احل لکم لیلة الصیام الرفث**۔ رفث جماع کو کہتے ہیں۔ **الی نساء کم**۔ رفث کو اِلی سے متعدی کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں افضاء یعنی جماع کا مفہوم پایا جاتا ہے اور افضاء اِلی سے متعدی ہوتا ہے البتہ رفث کے لفظ کو کنایہ کے لئے استعمال کیا۔ حالانکہ اس میں قبح کا معنی پایا جاتا ہے افضاء کا لفظ نہیں لائے۔ اس سے اس قباحت کی طرف اشارہ کیا۔ جو قبل از اباحت پائی گئی تھی۔ جیسا کہ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ میں خیانت سے تعبیر کیا۔ اور چونکہ مرد و عورت ایک دوسرے سے لپٹتے ہیں اور ہر ایک دوسرے پر مثل لباس کے مشتمل ہو جاتا ہے۔ اس لئے دونوں کو ایک دوسرے کے لباس سے تشبیہ دی۔ جو کہ جسم کو ڈھانپنے والا ہوتا ہے۔ اپنے اس ارشاد سے **ھن لباس لکم و انتم لباس لھن**۔

**دوسرا قول**: یہ ہے کہ لباس جس طرح پہننے والے کو چھپا لیتا ہے اسی طرح مرد اور عورت ایک دوسرے کو حرام سے چھپاتے اور روکتے ہیں۔

**نَحو**: **ھن لباس لکم** یہ جملہ مستانفہ ہے جو کہ بیان کی طرح ہے احلال کے سبب کے لئے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ جب تمہارے اور ان کے درمیان اتنا گہرا میل جول ہے۔ اور تمہارا ان سے صبر ممکن نہیں۔ اور ان سے پرہیز تم پر گراں ہے اسی لئے ان کے ساتھ مباشرت کی اجازت تمہیں دے دی گئی۔ **علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم**۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ اپنے نفسوں پر جماع کر کے ظلم کرتے ہو۔ اور اپنے خیر کے حصہ میں کمی کرتے ہو۔ **الاختنان** یہ خیانت سے ہے جیسا کہ اکتساب کسب سے ہے۔ مزید میں زیادتی اور شدت ہے۔ **فتاب علیکم**۔ پس اس نے تم پر رجوع فرمایا جبکہ تم نے ارتکاب ممنوع سے توبہ کی۔ **وعفا عنکم** اور اس نے معاف کر دیا جو تم نے رخصت سے پہلے کیا۔ **فالئٰن باشر وھن**۔ اب ان سے ملو۔ یعنی روزے کی راتوں میں جماع کرو یہ امر اباحت کے لیے ہے مجامعت کو مباشرت اس لیے کہا۔ کیونکہ دونوں کے چمڑے آپس میں ملتے ہیں۔

## تلاش کا مطلب:

**وابتغوا ما کتب اللہ لکم** اور تلاش کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ یعنی

نمبر ا۔ تلاش کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں مباشرت کے ساتھ اولاد لوح محفوظ میں لکھ دی ہے مطلب یہ ہوا کہ فقط قضائے



BestUrduBooks.wordpress.com

شہوت کی خاطرمت مباشرت کرو۔ بلکہ نکاح کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جوتوالدوتناسل کا سلسلہ بنایا ہے اس کو سامنے رکھو۔

نمبر۲۔اس مقام میں تلاش کرو۔ جواللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کردیا ہے اوراس کوحلال کردیا ہے نہ وہ مقام جواللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

## دھاگے کی مشابہت:

وکلوا واشربوا حتّٰی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود۔خیط ابیض سفید دھاگے سے مرادافق میں پھیلنے والی سفیدی جوکھینچے ہوئے دھاگے کی طرح ہوتی ہے۔سیاہ دھاگے سے مرادرات کی وہ سیاہی جوافق میں پھیلی ہوتی ہے۔ان کے افق میں پھیلنے کی بناء پرسیاہ وسفید دھاگے سے تشبیہ دی۔من الفجر۔نمبرا۔یہ خیط ابیض کا بیان ہے کہ فجر کی سفید دھاری مراد ہے نہ اور کچھ۔خیط اسود کا بیان ترک کردیا۔کیونکہ متضاد میں ایک کا بیان خوددوسرے کا بیان ہے۔

نمبر۲۔مِنْ تبعیضیہ ہے کیونکہ یہ فجر کا بعض اور خصوصاً پہلا بعض ہے۔

بلاغت: اس کواستعارہ قراردے کرتشبیہ بلیغ بنایا گیا جیسا کہو۔رایت اسدًا۔مجاز ہے۔اگراس پر من فلان کالفظ اضافہ کردیا تو یہ تشبیہ بن گئی۔

حضرت عدیؓ بن حاتم ۹ھ میں مسلمان ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے سفید وسیاہ دھاگے لے کران کواپنے تکیے کے نیچے رکھ دیا۔میں نے ان کونکال کردیکھا۔توسیاہ وسفید میں امتیاز نہ ہوسکا۔پس میں نے نبی اکرم ﷺ کواطلاع دی توآپ نے فرمایاانک لعریض القفا یعنی توسلیم القلب ہے کیونکہ یہ محاورہ تو قلت عقل وفہم پر بولا جاتا ہے۔آپ نے فرمایااس سے تودن کی سفیدی اور رات کی سیاہی مراد ہے۔

ثم اتموا الصیام الی الّیل۔پھرتم روزہ پورا کرورات تک یعنی ان چیزوں سے رات تک رکو۔

## مسئلۂ عجیب:

نمبرا۔اس میں دلیل ہے کہ صوم رمضان کی نیت دن میں کی جاسکتی ہے۔

نمبر۲۔فجر تک غسل کامؤخرکرناجائز ہے۔

نمبر۳۔وصال کے روزے کی نفی کی گئی۔

نمبر۴۔کھانے پینے سے بھی کنارہ لازم ہے۔

نمبر۵۔جنابت روزے کے منافی نہیں۔

## آیت سے ماخوذ مسائل:

وانتم عاکفون فی المسٰجد۔اورتم اعتکاف کرنے والے ہو۔مساجد میں۔یعنی ان میں حالت اعتکاف میں ہو۔

مَسْئَلَۃٌ: اس سے واضح ہوگیا۔کہ رمضان شریف کی راتوں میں جماع حلال ہے لیکن اس کی حلت غیر معتکف کے لئے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل ذریعہ سے مت کھاؤ۔ اور نہ لے جاؤ ان کو حاکموں کی طرف

لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع ۲۳ / ۷

تا کہ کھا جاؤ ایک حصہ لوگوں کے مالوں میں سے گناہ کے ساتھ حالانکہ تم جانتے ہو۔

وانتم یہ جملہ موضع حال میں ہے۔

مَسْئَلَہ: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعتکاف مسجد میں ہی ہوسکتا ہے کسی بھی مسجد میں ہوسکتا ہے کوئی مسجد مخصوص نہیں۔

تلک۔ اس سے ان احکام کی طرف اشارہ ہے جو ذکر ہو چکے۔ حدود اللّٰہ۔ اللہ کی حدود سے مراد مقررہ احکام ہیں۔ فلا تقربوھا۔ ان کے قریب مت جاؤ یعنی ان کی مخالفت اور تبدیلی کے قریب بھی مت گزرو۔ کذٰلک یبین اللّٰہ ایاتہ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کھول کر اپنی آیات بیان کرتے ہیں۔ آیات سے مراد احکامات ہیں لعلھم یتقون۔ تا کہ وہ متقی بن جائیں۔ یعنی حرام سے بچیں۔

۱۸۸۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ: (اور نہ کھاؤ آپس میں اپنے مال ناحق اور نہ ذریعہ بناؤ ان مالوں کو حاکموں تک رسائی تا کہ کھاؤ تم تھوڑا مال لوگوں کا گناہ کے ساتھ حالانکہ تم جانتے ہو) ولا تاکلوا۔ تم نہ کھاؤ اپنے اموال اپنے درمیان یعنی تم ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ بالباطل۔ ناحق کے ساتھ یعنی اس طریق سے جس کو اللہ تعالیٰ نے مباح نہیں کیا اور نہ مشروع قرار دیا ہے۔

## ناحق فیصلے کی مذمت:

وتدلوا بھا الی الحکام اور نہ حکام کے پاس لے جاؤ تا کہ تم لوگوں کے اموال میں سے کچھ کھاؤ یہ مجزوم ہے نہی کے تحت داخل ہے۔ یعنی نہ ڈالو اموال کا معاملہ اور ان میں فیصلہ حکام کے پاس۔ لتاکلوا، تا کہ تم کھاؤ یعنی فیصلہ کے ذریعہ۔ فریقا، کچھ۔ من اموال الناس بالاثم، لوگوں کے اموال میں سے گناہوں کے ساتھ۔ اثم۔ سے مراد جھوٹی گواہی یا جھوٹی قسم یا صلح کے ساتھ یہ جانتے ہوئے کہ جس کے حق میں فیصلہ ہوا ہے وہ ظالم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں فریق کو فرمایا۔ انما انا بشر وانتم تختصمون الیّ ولعلّ بعضکم الحن بحجتہ من بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع منہ فمن قضیت لہ بشیء من حق اخیہ فلا یأخذن منہ شیئاً فان ما اقضی لہ قطعۃ من نار۔ اے لوگو! میں تمہاری طرح انسان ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے، فیصلے کرانے کے لئے لاتے ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض تم میں سے اپنی دلیل اور اظہار بیان میں دوسرے سے زیادہ زبان آور اور فصیح ہو پھر اسکے بیان پر میں اسکے موافق فیصلہ کر دوں تم کو چاہیے کہ جس کے لیے میں اسکے بھائی مسلمان کے حق میں سے کچھ دلاؤں۔ اس کو نہ لو کیونکہ یہ لینے والے کے لئے میں نے گویا آگ کا ایک انگارہ دیدیا۔ (بخاری و مسلم)



BestUrduBooks.wordpress.com

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ

وہ آپ سے چاندوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے لئے اور نیکی

الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا

نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑوں کی طرف سے آؤ لیکن نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص تقویٰ اختیار کرے، اور آ جاؤ تم

الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾

گھروں میں ان کے دروازوں سے۔ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

پس اس فرمانے پر وہ دونوں رونے لگے اور ہر ایک نے کہا میرا حق میرے ساتھی کا ہے (احمد)

بعض نے وتدلوا بها کا مطلب یہ کیا بعض کو نہ لے جاؤ بڑے مقام کے پاس رشوت کے طور پر۔ عرب کہتے ہیں ادلی دلوہ۔ اس نے اپنا ڈول کنوئیں میں ڈالا پانی نکالنے کے لئے۔ وانتم تعلمون حالانکہ تم جانتے ہو۔ کہ تم باطل پر ہو اور جانتے ہوئے گناہ کا ارتکاب قباحت میں برتر ہے اور اس کا مستحق توبیخ کا زیادہ مستحق ہے۔

شانِ نزول: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند کیونکر دھاگے کی طرح باریک ظاہر ہو کر بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بڑھ کر برابر ہو جاتا ہے۔ پھر کم ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی حالت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ جس میں شروع میں تھا۔ آخر یہ سورج کی طرح ایک حالت میں کیوں نہیں رہتا۔ تو یہ آیت اتری۔

۱۸۹ : يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے لوگ پہلی رات کے چاند کا حال پوچھتے ہیں۔ فرما دیجئے کہ یہ وقت ہیں لوگوں کے (معاملات) کے لئے اور حج کے واسطے اور نیکی نہیں کہ تم گھروں میں ان کی پشت کی طرف سے آؤ بلکہ نیکی اس کی ہے جو پرہیزگاری کرے اور آؤ گھروں میں ان کے دروازوں کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ) يسئلونك عن الاهلة۔ اهله هلال کی جمع ہے۔ ہلال کو ہلال کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی آوازیں چاند دیکھتے وقت بلند کرتے تھے۔

## چاند ذریعۂ وقت ہے:

قل هی مواقیت للناس و الحج۔ کہہ دیں وہ لوگوں اور حج کے لئے اوقات ہیں۔ یعنی نشان ہیں۔ جن سے لوگ اپنے کھیتوں، تجارات، قرضہ جات، روزے، افطار، عدت نساء، ایام حیض، مدت حمل وغیرہ کے احکام کا وقت معلوم کرتے ہیں اور حج کے نشان ہیں۔ جن سے حج کے اوقات مقرر ہوتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## طریق انصار:

بعض انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب وہ احرام باندھ لیتے تو وہ کسی دروازے کی طرف سے احاطۂ گھر اور نہ ہی کسی خیمہ میں داخل ہوتے۔ اگر وہ کچے مکانات والے ہوتے تو گھر کے پچھلی طرف سوراخ کر کے داخل ہوتے اور گھر سے نکلتے۔ اور اگر خیمے والا ہوتا تو خیمے کی پچھلی جانب سے نکلتا پس (اس رسم بد کے ازالہ کے لئے) یہ آیت نازل ہوئی۔ ولیس البر کہ نیکی یہ نہیں کہ گھروں میں پچھلی جانب سے داخل ہو۔ یعنی نیکی نہیں دروازہ سے داخل ہونے میں بتکلف اپنے آپ کو تنگی میں ڈالنا۔

## نحوی تحقیق:

البر کے رفع میں یہاں سب کا اتفاق ہے کیونکہ آیت اس جگہ دونوں احتمال رکھتی ہے جیسا کہ ہم نے واضح کیا تھا۔ پس رفع نصب اس جگہ درست ہے مگر اس آیت میں ایک ہی احتمال ہے اور وہ رفع ہے اس لئے کہ لیس کی خبر پر باء ہی داخل ہوتی ہے ولکن البر لیکن نیکی تو اس شخص کی ہے جس نے تقویٰ اختیار کیا ان چیزوں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا۔

## اختلافِ قراءت:

البیوت کو کسرہ اول کے ساتھ (ابن کثیر) ابن عامرؒ کسائی نے پڑھا اسی طرح اس کے باب العیون۔ الشیوخ وغیرہ میں مگر مدنی۔ بصری، حفص رحمہم اللہ نے البیوت کو ضمہ کے ساتھ اصل ہی پڑھا ہے۔ جیسے کعب کعوب۔

کسرہ کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اس کے بعد یاء آ رہی ہے مگر اس سے لازم آتا ہے کہ کسرہ سے ضمہ کی طرف نکلنا لازم ہے۔ اس کے مطابق مطلب یہ ہوا۔ کہ جب جانداروں کے بارے میں انہوں نے سوال کیا اور اس کے نقصان کی حکمت دریافت کی۔ تو ان کو کہا گیا کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتے ہیں وہ عین حکمت ہے پس یہ سوال ترک کر دو اور غور کرو۔ اس ایک خصلت کے متعلق کہ یہ نیکی میں سے کسی درجہ کی بھی نہیں۔ حالانکہ تم اس کو نیکی خیال کرتے ہو۔ ماقبل سے اس آیت کے تعلق کی یہ وجہ ہے۔

دوسرا قول: یہ بھی ممکن ہے کہ جن چیزوں کا ذکر ہوا یعنی مواقیت حج ان کے لئے بطور استطراد (کلام کو اس انداز سے ذکر کرنا کہ دوسرا کلام خود لازم آجائے) لایا گیا ہو۔ چونکہ یہ ان کے من جملہ افعال حج میں سے تھا۔

تیسرا احتمال: ممکن ہے کہ یہ تمثیل ہو کیونکہ انہوں نے سوال الٹ کیا تو ان کو کہا گیا تمہاری مثال اس میں اس جیسی ہے جیسے کوئی گھر کا دروازہ چھوڑ کر گھر کی پشت سے داخل ہو اب مطلب یہ ہوا یہ کوئی نیکی نہیں اور نہ تمہیں اس پر قائم رہنا مناسب ہے کہ الٹ سوال کرو۔ لیکن اصل نیکی تو اس کی ہے جو ان چیزوں سے بچا اور اس نے پرہیز کیا۔ اور اس قسم کی جسارت نہ کی۔

## افعالِ الٰہی میں حکمت:

وأتوا البیوت من ابوابھا۔ آؤ گھروں میں ان کے دروازوں سے یعنی معاملات کو اس طرح اختیار کرو۔ جیسے لازم ہوتے ہیں الٹ مت کرو۔ یا

دوسرا قول: مراد یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام افعال میں حکمت ہے اور درست ہیں ان کے متعلق دل میں



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ

اور اللہ کی راہ میں جنگ کرو ان لوگوں سے جو تم سے جنگ کرتے ہیں، اور زیادتی مت کرو،

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ

بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اور تم ان کو قتل کرو جہاں بھی پالو،

وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ

اور نکال دو ان کو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا، اور فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔

وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْہِ ۚ فَاِنْ

اور ان سے جنگ مت کرو مسجد حرام کے پاس جب تک کہ وہ تم سے اس میں خود نہ لڑیں۔ سو اگر

قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ ؕ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَھَوْا

وہ تم سے جنگ کریں تو تم ان کو قتل کر دو۔ ایسی ہی جزا ہے کافروں کی۔ سو اگر وہ باز آ جائیں

فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ

تو اللہ غفور رحیم ہے۔ اور ان سے یہاں تک جنگ کرو کہ فتنہ باقی نہ رہے

وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ؕ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۹۳﴾

اور ہو جائے دین اللہ ہی کے لئے۔ پس اگر وہ باز آ جائیں تو زیادتی نہیں ہے مگر ظالموں پر۔

کوئی شبہ نہیں لانا چاہیے اور نہ کوئی اعتراض کر کے شک کرنا مناسب ہے بلکہ سوال بھی نہ کرنا چاہیے کیونکہ سوال کے متعلق شک کا قرین ہونے کی وجہ سے اتہام والزام ہے جیسا سورۂ انبیاء آیت نمبر۲۲ میں فرمایا۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتے ہیں اس کا سوال نہیں کیا جا سکتا لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ واتقوا اللّٰہ اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ان کے تمام احکام میں جن کا اس نے حکم دیا اور جن سے روکا لعلکم تفلحون۔ تا کہ تم کامیاب ہو کر سرمدی نعمتوں کو پالو۔

## مفہوم آیت میں چار اقوال:

۱۹۰۔ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ: اور اللہ کی راہ میں جنگ کرو ان لوگوں سے جو تم سے جنگ کرتے ہیں' اور زیادتی مت کرو' بے شک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ اللہ کے راہ میں مقاتلہ کا مطلب اعلائے کلمۃ اللہ اور عظمت دین کے لئے جہاد کرنا ہے الذین یقاتلونکم۔ جو تم

سے لڑائی کرتے ہیں نہ ان سے جو کہ باز رہنے والے ہیں اس صورت میں یہ آیت سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳۶ قاتلوا المشرکین کافۃ سے منسوخ مانی جائے گی۔

دوسرا قول: یہ آیت سب سے پہلی آیت ہے جو قتال کے سلسلہ میں اتری۔ پس رسول اللہ ﷺ اس سے لڑتے جو آپ سے لڑتا اور اس سے ہاتھ روکتے جو لڑائی سے باز رہتا۔

تیسرا قول: جو تم سے لڑائی قائم کرنے والے ہیں یعنی نوجوان نہ وہ جو لڑائی کے قابل نہیں مثلاً بوڑھے، بچے، رہبان عورتیں۔

چوتھا قول: تمام کفار مراد ہیں کیونکہ وہ تمام ہی مسلمانوں سے لڑائی کا قصد کرنے والے ہیں اور قاصدین مقاتلین کے حکم میں ہیں۔

## حد سے نہ بڑھنے کا مطلب:

ولا تعتدوا۔ حد سے نہ بڑھو۔ یعنی قتال میں ابتداء کر کے۔

دوسرا قول: حد سے نہ بڑھو ان سے لڑائی کر کے ان سے لڑائی منع کی گئی مثلاً بوڑھے عورتیں وغیرہ

تیسرا قول: مثلہ کر کے حد سے نہ بڑھو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

## تفسیر آیت ۱۹۱:

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ : (اور ان کو قتل کرو جہاں تم ان کو پاؤ) الثقف کسی چیز کو جلدی پالینا اور اس پر غلبہ حاصل کر لینا۔ یعنی جس جگہ ان کے قتل پر قادر ہو۔

وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ : (اور ان کو وہاں سے نکالو۔ جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا) یعنی مکہ سے

## وعدہ الٰہی:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے فتح مکہ کا وعدہ فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے اسلام نہ لانے والوں کے ساتھ ایسا سلوک فرمایا۔

## فتنہ سے مراد:

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ نمبرا۔ فتنہ سے مراد یہاں شرک ہے جو قتل سے عظیم تر ہے یہ قتل ایک وقت میں مسلمانوں کے لئے مباح کردیئے۔

دوسرا قول: فتنہ سے عذاب آخرت مراد ہے۔

تیسرا قول: وہ مشقت و مصیبت جو انسان پر اترتی ہے اور قتل سے بڑھ کر اس سے سزا پاتا ہے۔

نکتہ: ایک عقل مند سے کسی نے پوچھا۔ ما اشد من الموت موت سے زیادہ سخت کونسی چیز ہے؟ اس نے جواب دیا وہ مصیبت جس میں موت کی تمنا کی جائے۔ تو گویا اخراج عن الوطن کو ان فتن سے قرار دیا جن میں ابتداء کے وقت موت کی تمنا کی جاتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ : (ان سے مسجد حرام کے پاس مت لڑو) یعنی حرم میں ان کے ساتھ لڑائی کی ابتداء نہ کرو۔ (یہاں تک کہ وہ ابتداء کریں)۔ عند المسجد سے مراد سارا حرم ہے۔

فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ : (اگر وہ تم سے لڑیں تو تم ان سے لڑو) حرم میں۔ ہمارے نزدیک اشہر حرم میں بھی قتل نہ کریں گے۔ مگر جب کہ وہ ہمارے ساتھ قتل میں ابتداء کریں۔ پس اس وقت ہم ان کو قتل کریں گے۔ اگرچہ فاقتلوھم حیث ثقفتموھم سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قتل ہر جگہ مباح ہے لیکن آیت۔ لاتقاتلوھم عندالمسجد الحرام سے حرم کی تخصیص ہوگئی۔ سوائے اس صورت کے جس میں وہ ابتداء کریں۔

(تفسیر شرح التاویلات میں اسی طرح مذکور ہے) كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ (کافروں کی سزا اسی طرح ہے) نحو۔ یہ مبتداء، خبر ہے۔

## اختلافِ قراءت:

حمزہ اور علی رحمہما اللہ نے اس طرح پڑھا۔ ولا تقتلوھم حتّٰی یقتلوکم فان قتلوکم

## تفسیر آیت ۱۹۲:

فَاِنِ انْتَهَوْا : (اگر وہ باز آ جائیں) یعنی شرک سے اور قتال سے

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ : (بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے) ان تمام سرکشیوں کو جو پہلے کی جا چکیں۔

رَّحِيْمٌ : (مہربان ہے) ان کے ایمان و توبہ کو قبول فرمائے گا۔

۱۹۳۔ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ : (ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے) یعنی شرک

## نحوی تحقیق:

یہ کان تامہ ہے اور حتی کَیْ کے معنی میں ہے یا اِلٰی اَنْ کے معنی میں

وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ :(اور دین ہو جائے خالص) اس طرح کہ شیطان کا اس میں کوئی حصہ نہ ہو۔ یعنی اس کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کی جائے۔

## ظالم سے مراد:

فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ :(اگر وہ باز آ جائیں تو کسی پر زیادتی نہیں سوائے ظالموں کے) یعنی اگر وہ کفر سے باز آ جائیں تو ان سے مت لڑو۔ اس لئے کہ زیادتی صرف ظالمین پر ہی ہے اور یہ ایمان کی وجہ سے ظالم نہیں رہے)

دوسرا قول: ظالموں کے سواء کسی پر زیادتی نہ کرو۔ جو ظالم باز نہ آنے والے ہوں۔

بلاغت: آیت میں مشاکلہ ہے کہ جزائے ظلم کو ظلم کہہ دیا جس طرح سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۹۴ میں فمن اعتدٰی علیکم فاعتدوا علیه میں بدلہ اعتداء کو اعتداء کہہ دیا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰی

حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینہ کے عوض، اور حرمتیں معاوضہ کی چیزیں ہیں، سو جو شخص تم پر کوئی زیادتی

عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

کرے تو اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی زیادتی اس نے تم پر کی ہے۔ اوراللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین کرو

اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۹۴﴾

کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔

## تفسیر آیت ۱۹۴:

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ :حرمت والا مہینہ بدلہ میں حرمت والے مہینے کے اور حرمت والی چیزوں میں برابری ہے۔ جو زیادتی کرے تم پر تو تم اس پر زیادتی کرو اسی قدر جتنی اس نے زیادتی کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین کر لو اللہ تعالیٰ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے)

۶ھ۔ ذیقعدہ حدیبیہ والے سال مشرکین نے مسلمانوں سے شہر حرام ذوالقعدہ میں لڑائی کی۔ پس عمرۃ القضاء ۷ھ ذیقعدہ میں یہ بات کہی گئی۔ لڑائی کو ذیقعدہ کی بناء پر ناپسند کیا تو فرمایا۔ حرمت والا مہینہ بدلے حرمت والے مہینے کے ہے اور اس کی بے حرمتی ان کی بے حرمتی کے بدلے میں ہے۔ یعنی تم اس کی حرمت سے بے پروائی ان کے بے حرمتی کے مقابلہ میں کر رہے ہو۔

وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ۔ حرمت کی اشیاء میں برابری جاری ہوتی ہے جو کسی چیز کی بے حرمتی کرے۔ تو اس حرمت کا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ کہ اس کی بے حرمتی کی جائے گی۔ پس جب انہوں نے تمہارے مہینے کی حرمت کو توڑا ہے تو تم بھی ان سے اسی طرح کرو اور کوئی پرواہ نہ کرو۔ اور فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ ۪ ۔ کہ جو حد سے گزرے۔ پس اس پر اتنی زیادتی کرو۔ جتنی اس نے تم پر کی۔ سے اس کی تائید کر دی۔ مَنْ شرطیہ ہے اور باء زائدہ نہیں۔ تقدیر عبارت یہ ہے بعقوبة مماثلة یعنی ایسی سزا جو مماثل ہو اور ان کی عداوت کے پیش نظر تقویٰ اختیار کرو۔

یا باء زائدہ مان لیں۔ تو تقدیر عبارت یہ ہے۔ عدوا انا مثل عداونھم۔ یعنی ایسی زیادتی جو ان کی زیادتی جیسی ہو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اس حالت میں کہ تم زیادتی کرنے والوں پر غلبہ پانے والے ہو۔ پس ان پر ایسی زیادتی نہ کرو۔ جو تمہارے لئے حلال نہ ہو۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۔ اور یقین کرلو بے شک اللہ متقین کے ساتھ ہیں۔ اپنی مدد کے ساتھ (معیت، نصرت و مدد ہی مراد ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

مع وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَاَحْسِنُوْا ۚۛ اِنَّ

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اور نہ ڈالو اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں، اور خوبی کے ساتھ کام کیا کرو، بےشک

اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۹۵﴾

اللہ تعالیٰ خوبی کے ساتھ کام کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

## تفسیر آیت ۱۹۵:

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ : (اور تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک اللہ نیک لوگوں کو پسند کرتا ہے ) وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور خرچ کرو اللہ کی رضامندی میں یہ انفاق جہاد اور دیگر میں عام ہے۔ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور تم اپنے نفسوں کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ ایدیکم سے مراد نفس ہیں۔ باءزائدہ ہے۔ یا نہ قتل کرو اپنے نفسوں کو اپنے ہاتھوں جیسا عرب کہتے ہیں اهلك فلان نفسه بيده جب کہ وہ اپنے نفس کی ہلاکت کا سبب بنے۔ مطلب یہ ہوا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو ترک کرنے کی ممانعت ہے۔

## ترک انفاق ممنوع ہے:

کیونکہ یہ ہلاکت کا سبب ہے یا خرچہ میں فضول خرچی کرے یہاں تک کہ فقیر ہو جائے اور اپنے اہل کو ضائع کر دے۔ یا نفس کو خطرات میں مبتلا کرنا۔ یا غزوہ کے ترک سے ہلاکت میں نہ ڈالو۔ کیونکہ وہ دشمن کی تقویت کا باعث ہے۔ التهلكه: ہلاک الهلك یہ ایک ہی ہیں۔ واحسنوا: اور نیکی کرو۔ یعنی اس کے بدلے کے متعلق اچھا گمان اللہ پر رکھو۔ ان الله يحب المحسنين۔ (بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں ) جو محتاجوں کو دیتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ

اور پورا کرو حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پس اگر تم کو روک دیا جائے تو قربانی کا جانور جو میسر ہو ذبح کر دو،

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ

اور اپنے سروں کو اس وقت تک نہ مونڈو جب تک کہ قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے۔ سو جو شخص تم میں سے مریض ہو یا اس کے

اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ

سر میں تکلیف ہو تو فدیہ دیدے روزوں سے یا صدقے سے یا قربانی کے جانور سے۔

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۏ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ

پھر جب تم امن کی حالت میں ہو سو جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر متمتع ہو تو قربانی کا جانور جو میسر ہو ذبح کر دے، سو جو شخص

لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ

نہ پائے تو تین دن کے روزے ہیں حج میں اور سات دن کے روزے ہیں جب کہ تم لوٹ آؤ۔ یہ پورے دس ہوئے۔

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

یہ اس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام میں حاضر نہ ہوں۔ اور اللہ سے ڈرو، اور جان لو

ع ۲۴ ۸

اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۱۹۶ ع

کہ بلاشبہ اللہ سخت عذاب والا ہے۔

۱۹۶۔ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ: (اور تم پورا کرو اللہ تعالیٰ کیلئے حج اور عمرہ کو پھر اگر تم روک لئے جاؤ۔ تو جو کچھ ہو سکے قربانی معین ہے اور نہ منڈواؤ اپنے سر یہاں تک کہ ہدی اپنے ٹھکانہ پر پہنچ جائے پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کو تکلیف ہو سر کی تو اس پر بدلہ لازم ہے روزہ یا خیرات ہدی میں سے پس جب تم امن میں ہو جاؤ۔ تو جو شخص نفع اٹھائے عمرہ کا حج کے ساتھ ملانے کا تو جو کچھ میسر ہو ہدی میں سے۔ پس جو شخص ہدی نہ پائے پس وہ حج کے دنوں میں تین دن کے روزے رکھے اور سات جب تم لوٹو۔ یہ دس دن مکمل ہوئے یہ حکم اس کیلئے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور یقین کرو بے شک اللہ سخت بدلہ لینے والے ہیں)۔
وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ : اور پورا کرو حج وعمرہ اللہ تعالیٰ کے لئے یعنی ان کی ادائیگی ان کی شرائط کے ساتھ اور فرائض کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے پوری کرو۔ بغیر کسی نقص اور سستی کے اور یہ بھی کہا گیا۔ تکمیل تو شروع کرنے کے بعد ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس نے ان دونوں کو شروع کیا۔ اس پر ان کی تکمیل لازم ہے اور یہی ہم کہتے ہیں کہ عمرہ شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے پس اس آیت میں لزوم عمرہ کے لئے امام شافعی رحمہ اللہ کے لئے کوئی موقع استدلال کا نہ رہا۔ کیونکہ یہاں تو تکمیل کا حکم ہے اور واجب ونوافل دونوں کی تکمیل کا بھی حکم دیا جاتا ہے۔

## تکمیل کا حکم:

یا ان کا اتمام یہ ہے کہ اپنے گھر سے ان کا احرام باندھے۔
یا ان دونوں کے لئے الگ الگ سفر کرے۔
یا ان دونوں میں حلال مال خرچ کرے۔
یا ان دونوں کی ادائیگی کے ساتھ تجارت نہ کی جائے۔

## احصار کا مفہوم:

فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ : اگر تم روک دیئے جاؤ۔ عرب کہتے ہیں۔ احصر فلان۔ جبکہ اس کو کچھ خوف یا مرض یا عاجزی نے روک دیا۔ وحصر۔ جب دشمن جانے سے روک دے۔ ہمارے نزدیک احصار ہر رکاوٹ خواہ وہ دشمن یا بیماری یا ان کے علاوہ کسی بھی چیز سے پیش آ جائے ظاہر نص سے یہی معلوم ہوتا ہے۔
حدیث میں آیا ہے کہ من کُسرا و عرج فقد حل کہ جس کی ہڈی ٹوٹ گئی یا لنگڑا ہو گیا اس کیلئے جائز ہے کہ وہ حلال ہو اور اس پر آئندہ سال حج ہے۔ (ابوداؤد وترمذی) امام شافعیؒ کے نزدیک احصار صرف دشمن سے ہے اور ظاہر نص دلالت کر رہی ہے کہ احصار عمرہ کے دوران بھی واقع ہو سکتا ہے کیونکہ دونوں کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ ج (جو ہدی میسر ہو) عرب کہتے ہیں یسر الامروا ستیسر۔ اس کو میسر ہوا جیسا کہ صعب و استصعب بولتے ہیں۔ مجرد و مزید دونوں کا ایک ہی معنی ہے الھدی ہدیۃ کی جمع ہے یعنی اگر بیت اللہ کی طرف جانے سے تم روک دیئے جاؤ اس حالت میں کہ تم حج کا احرام باندھنے والے ہو یا عمرہ کا پس تم پر لازم ہے کہ جب تم ان سے حلال ہونے کا ارادہ کرو۔ تو جو ہدی میسر ہو خواہ اونٹ یا گائے یا بکری (وہ دیکر حلال ہو جاؤ)
**نحو**: ما یہ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے تقدیر عبارت فعلیکم ما استیسر ہے یا منصوب ہے تقدیر عبارت فاھدوا ما استیسر۔

## مقام ذبح کونسا ہے؟

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَکُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ ط (اور تم سر نہ منڈواؤ یہاں تک کہ ہدی اپنے حلال ہونے کی جگہ کو پہنچ جائے) اس میں ان لوگوں کو خطاب کیا جن کو روک لیا گیا ہو۔ یعنی سر منڈا کر حلال نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ ہدی جو تم نے حرم روانہ کی ہے وہ اپنے مقام ذبح پر پہنچ چکی ہے وہ مقام جہاں اس کا نحر کرنا ضروری ہے اور وہ حرم ہے۔
**مسئلہ**: یہ آیت ہماری دلیل ہے کہ دم احصار حرم میں ہی ذبح ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک غیر حرم میں بھی اس کا ذبح کرنا درست ہے۔
فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا :(پس جو تم میں سے بیمار ہو) جس شخص کو تم میں سے ایسی بیماری ہو جس سے حلق کی ضرورت پڑ جائے۔
اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ : اس کو سر کی تکلیف ہو۔یعنی جوئیں پڑ جائیں۔یا زخم ہو جائے۔
فَفِدْيَةٌ :(تو فدیہ ہے) یعنی اس کے ذمہ فدیہ ہے اگر وہ سر منڈوا دے۔
مِّنْ صِيَامٍ ۔(روزوں سے) یعنی تین دن کے روزے۔اَوْ صَدَقَةٍ ۔(یا صدقہ) یعنی چھ مسکین پر صدقہ جبکہ ہر مسکین کو نصف صاع گندم کا دیا جائے۔
اَوْ نُسُكٍ ۚ (یا قربانی) یعنی بکری نسك مصدر ہے یا جمع نسيكة ہے۔
فَاِذَآ اَمِنْتُمْ (جب تم امن میں ہو جاؤ۔یعنی احصار سے یعنی احصار نہ ہو اور تم حالت امن و سلامتی میں ہو۔

## نفع اٹھانا کیا ہے؟

فَمَنْ تَمَتَّعَ ۔فائدہ اٹھایا جس نے بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ ۔(عمرہ کو حج سے ملانے کا) اس کا نفع اٹھانا عمرہ کے ساتھ وقت حج میں یہ ہے کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے قرب کا فائدہ حاصل کر لیا۔حج کے تقرب سے پہلے اور یہ بھی کہا گیا کہ نفع اٹھانا یہ ہے کہ جب وہ عمرہ سے حلال ہو گیا تو اس نے نفع اٹھایا یا اس چیز کو اپنے لئے مباح کر کے جو اس پر احرام حج کی تکمیل تک حرام تھی۔اب حج کے احرام باندھنے تک حلال رہے گی۔
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ (پس جو ہدی میسر ہو) یہ ہدی متعہ ہے یہ دم نسک یعنی شکرانہ ہے اس لئے اس کا گوشت کھایا جائے گا اور یوم نحر کو ذبح کریں گے۔

## ہدی کے بدلے دس روزے:

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ :(پس جو شخص نہ پائے) یعنی ہدی۔فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ ۔پس وہ تین دن کے روزے رکھے حج میں یعنی اس کے ذمہ تین دن کے روزے ہیں۔حج کے ایام میں اور وہ اس کے مہینے ہیں جو دونوں احراموں کے درمیان ہونگے احرام عمرہ اور احرام حج۔وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ(اور سات جب تم لوٹو) یعنی جب تم سفر کر لو اور افعال حج سے فارغ ہو جاؤ۔(خواہ مکہ میں ہو یا گھر پہنچ کر) تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ۔(یہ دس پورے ہوئے) یعنی یہ دس روزے ہدی کے بدلے میں پورے ہیں۔یا ثواب میں پورے ہیں۔یا واو یہاں اس ابہام کو دور کرنے کے لئے لائے کہ واؤ کو یہاں اباحت کے لئے نہ سمجھ لیا جائے جیسا کہ اس مثال میں ہے جالس الحسن و ابن سیرین۔اب اس مثال میں دونوں کے پاس بیٹھنا یا ایک کے پاس بیٹھنے میں وہ تکمیل حکم کرنے والا ہوگا۔
ذٰلِكَ :سے تمتع کی طرف اشارہ کیا اس لئے کہ مسجد حرام کے پاس رہنے والوں کے لئے تمتع و قران ہمارے نزدیک جائز نہیں۔عند الشافعی رحمہ اللہ۔یہ اشارہ اس حکم کی طرف ہے جو وجوب ہدی صیام ہے حالانکہ ان پر کوئی چیز واجب نہیں۔
لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ ۔(یہ اس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس موجود نہ ہوں) وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ

حج کا وقت چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں، سو جس شخص نے ان میں حج کو اپنے ذمہ لازم کر لیا تو نہ کوئی فحش بات ہے نہ فسوق ہے

وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ

نہ کسی قسم کا جھگڑا ہے۔ اور جو بھی کوئی نیک کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾

اور زادِ راہ ساتھ لے لیا کرو چونکہ بہتر زادِ راہ بچار بنتا ہے اور اے عقل والو! مجھ سے ڈرتے رہو۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ

تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ معاش تلاش کرو جو تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پھر جب

مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ

تم عرفات سے واپس ہو تو اللہ کو یاد کرو مشعر حرام کے نزدیک۔ اور اس کو یاد کرو

كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾

جیسا کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ اور حقیقت میں بات یہ ہے کہ تم اس سے پہلے محض ناواقف تھے۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

پھر تم اسی جگہ سے واپس آؤ جہاں سے دوسرے لوگ واپس آتے ہیں، اور اللہ سے مغفرت طلب کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾

غفور ہے، رحیم ہے۔

اہل مواقیت پھر وہ جو ان کے علاوہ ہیں مکہ تک۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (اور تم اللہ سے ڈرو) ان احکام میں جن کا اس نے تمہیں حکم دیا اور جن سے حج وغیرہ کے سلسلہ میں روک دیا۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (اور یقین کر لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ سخت بدلہ لینے والے ہیں ان سے جو اس سے نہ ڈرے)

آیت ۔۱۹۷: اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ



BestUrduBooks.wordpress.com

تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: (حج کے مہینے مقرر ہیں پس جو شخص لازم کرے اپنے اوپر حج کو نہ وہ عورت کے پاس جائے اور نہ کوئی گناہ کا کام کرے اور نہ وہ جھگڑا کرے حج میں اور جو کچھ تم نیکی کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں اور زادِراہ لے لو پس بے شک بہترین زادِراہ تقویٰ ہے اور مجھ سے ڈرو۔ اے عقل والو! تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم تلاش کرو فضل (یعنی) رزق اپنے پروردگار کا۔ پس جب تم عرفات سے لوٹو پس اللہ تعالیٰ کو یاد کرو مشعرِ حرام کے پاس اور اس کو یاد کرو جیسا اس نے تمہیں بتایا اور بے شک تم تھے اس سے پہلے گمراہوں میں پھر تم لوٹو جہاں سے دوسرے لوگ لوٹیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشن ہار رحم کرنے والے ہیں)

اَلْحَجُّ: سے مراد وقت حج ہے جیسے کہتے ہیں: البرد شهران۔ سردی کا وقت دو مہینے۔ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ معلومات سے مراد لوگوں کے ہاں معروف اور جانے پہچانے۔ جن کا لوگوں کو پہچاننا مشکل نہیں وہ شوال' ذوالقعدہ اور دس دن ذوالحجہ کے ہیں۔

## فائدۂ توقیت:

ان مہینوں کو حج کے لئے مقرر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ کوئی فعل حج ان مہینوں کے علاوہ ادا نہیں ہوسکتا۔ حتیٰ کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تو احرام بھی منعقد نہیں ہوسکتا۔ ہمارے نزدیک اگر پہلے باندھ لیا۔ کراہیت کے ساتھ منعقد ہو جائے گا۔

الاشھر۔ جمع لائے کیونکہ دو ماہ مکمل اور تیسرے کا کچھ حصہ ہے یا یہ اسم جمع ہے اور اسم جمع واحد کے بعد سب کو شامل ہوتا ہے اس کی دلیل سورۃ التحریم آیت نمبر۴ فقد صغت قلوبکما ہے۔

کہ قلوب جمع لائے دو کے لئے۔ فَمَنْ فَرَضَ جس نے فرض کیا۔ یعنی احرام سے اپنے اوپر لازم کر لیا۔ فِيْهِنَّ الْحَجَّ۔ ان مہینوں میں حج کو۔ فَلَا رَفَثَ۔ وہ نہ جماع کرے۔ رفث جماع کو کہتے ہیں یا تذکرہ جماع عند النساء یا فحش کلام۔

## فسوق کی وضاحت:

وَلَا فُسُوْقَ۔ نہ گناہ کرے۔ فسوق سے مراد گناہ یا گالم گلوچ ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سباب المؤمن فُسُوْقٌ (بخاری) مؤمن کو گالم گلوچ کرنا فسق ہے یا برے القاب سے یاد کرنا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۱۔ بئس الاسم الفسوق کہ فسق والا نام بہت برا ہے۔

وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ اور نہ جھگڑا کرے حج میں۔ یعنی نہ جھگڑے رفقاء کے ساتھ اور نہ خدام اور جانور ہنکانے والوں کے ساتھ۔

## ایک سوال کا جواب:

**سوال**: حج میں ان سے اجتناب کا حکم دیا حالانکہ ان سے ہر حال میں بچنا واجب ہے۔

**جواب**: حج کے ساتھ تو یہ اور زیادہ عیب والے اور برے ہیں۔ جیسا کہ نماز میں ریشم پہننا قرآن مجید کی قراءت نفی سے مراد یہاں ان کے انتفاء کا لازم ہونا ہے کہ وہ بالکل نہ پائے جائیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اختلافِ قراءت:

ابوعمرو اور مکی نے پہلے دو فلا رفثٌ ولا فسوقٌ پڑھا اور دونوں کو نہی پر محمول کیا۔ گویا یوں کہا فلا یکونن رفثٌ ولا فسوقٌ۔ کہ ہرگز جماع وفسوق نہ کرو۔ اور تیسرے ولا جدال کو نصب سے پڑھا۔ خبر کے معنی میں۔ جدال کی نفی کی گویا اس طرح کہا لا شك ولا خلاف في الحج۔ یعنی اس میں شک اور نزاع نہیں کہ حج ذوالحجہ میں قرار پکڑ گیا۔ (جیسا رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے) (اس میں اختلاف مت کرو) برائیوں سے روک کر پھر خیر پر ابھارا کہ وہ برائی کی جگہ اچھا کام کریں۔ اور برے اعمال کی جگہ بروتقویٰ اختیار کریں اور جدال کی جگہ موافقت اور اخلاق جمیلہ کا مظاہرہ کریں۔ چنانچہ فرمایا: وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ اور جو بھی تم بھلائی کا کام کرو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں اور تم یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ ان افعال کو جاننے والے ہیں۔ وہ ان پر بدلہ عنایت فرمائیں گے۔

مَسْئَلَہ: اس آیت میں ان لوگوں کی تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس بات کے قائل ہیں کہ اس کو جزئیات کا (نعوذ باللہ) علم نہیں۔

شانِ نزول: اہل یمن جب حج وعمرہ کے لئے جاتے تو زادِ سفر ساتھ نہ لیتے۔ بلکہ کہتے ہم تو متوکل ہیں۔ پس وہ لوگوں پر بوجھ بنتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ وَتَزَوَّدُوْا۔ تم زادِ راہ لے لیا کرو۔ لوگوں سے کھانا مانگنے اور تنگ کرنے سے بچو۔ اور ان پر بوجھ نہ بنو۔

## بہترین زادِ راہ:

فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ۔ پس بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ یعنی لوگوں کو تنگ کرنے اور ان پر بوجھ بننے سے بچنا۔

دوسرا قول: آخرت کے لئے زادِ راہ لو اپنے آپ کو محظورات احرام وحج سے بچاؤ اس لئے کہ بہترین آخرت کا زاد ممنوعات سے بچنا ہے۔ وَاتَّقُوْنِ اور میری سزا سے بچو۔ یہ دعان کی طرح ہے۔

قراءت: ابوعمرو نے وصل کی حالت میں یاء کے ساتھ پڑھا ہے اور بقیہ تمام قراء نے وصل ووقف میں حذف یاء سے پڑھا ہے۔

يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ۔ (اے عقل والو) یعنی تقاضۂ عقل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اور جو شخص عقل والا ہو کر اس سے نہیں ڈرتا وہ گویا عقل سے خالی ہے۔

شانِ نزول: ان لوگوں کے متعلق اتری۔ جن کا خیال یہ تھا کہ اونٹ والے اور تاجر پر حج نہیں۔ اور وہ کہا کرتے: هؤلاء الداج ولیسوا ابا لحاج۔ کہ یہ معاون ہیں حاجی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

## حج میں تجارت ممنوع نہیں:

۱۹۸: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ (کہ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم تلاش کرو فضل اپنے رب کا) یعنی حج کے ایام میں روزی جو فضل وعطیۂ خداوندی ہے اس کی تلاش میں کوئی حرج نہیں۔ فضل سے مراد نفع یا تجارت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ : (جب تم عرفات سے لوٹو۔) یہ افاضۃ الماء سے ہے۔ پانی کا زور سے بہنا۔ اور اصل اس طرح ہے افضتم انفسکم۔ مفعول کو ترک کر دیا گیا یعنی جب تم کثرت سے چلاؤ۔ اپنے آپ کو اور لوٹو۔

## عرفات جمع ہے:

عرفات۔ یہ موقف حج کا نام ہے یہ نام جمع ہی ہے۔ جیسے اذرعات۔ اور یہ منصرف ہے۔ کیونکہ اس میں تاء تانیث کی نہیں۔ بلکہ الف کے ساتھ یہ جمع مؤنث کی علامت ہے (واحد اس کا عرفۃ ہے)

وجہ تسمیہ :اس کا نام عرفات اس لئے رکھا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس کی نشان دہی کی گئی تو انہوں نے اس جگہ کو جونہی دیکھا پہلی نظر میں پہچان لیا۔

دوسرا قول :اس میں آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔

## دلیل فرضیت عرفات:

مَسْئَلَہ :اس میں دلیل ہے کہ وقوف عرفات فرض ہے کیونکہ افاضہ ٹھہرنے کے بعد ہوتا ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ :(پس تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو) یعنی تلبیہ اور لا الہ الا اللّٰہ اور حمد وثناء اور دعا کے ساتھ۔ یا نماز مغرب وعشاء پڑھ کر۔

## مشعر حرام کو جمع کہنے کی وجہ:

عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ص : (مشعر حرام کے پاس) اور یہ قزح ہے یعنی وہ پہاڑ ہے جس پر امام وقوف کرتا ہے اور اس پر میقدہ بطور علامت ہے۔ المشعر۔ علامت اور نشان کیونکہ وہ عبادت کے مقامات میں سے ہے۔ الحرام۔ اس کو حرام حرمت (بمعنی روکنا) حرم میں جو چیزیں ممنوع ہیں وہ اس میں بھی ممنوع ہیں۔ یا عظمت کی وجہ سے کہہ دیا۔ یا مشعر حرام مزدلفہ ہے اس کو مزدلفہ اور جمع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام حواء علیہا السلام کے ساتھ یہاں جمع ہوئے اور ان کے قریب ہوئے۔ یا یہاں دو نمازیں جمع کی جاتی ہیں یا یہاں وقوف کر کے لوگ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔

وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ج :(اور اس کو یاد کرو جیسا اس نے تمہاری راہنمائی کی) مَا مصدریہ ہے یا کافہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح یاد کرو۔ جیسا اس نے تمہیں سکھایا۔ کہ کیسے تم نے اس کو یاد کرنا ہے اور اس سے عدول نہ کرو۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ :(اگرچہ تم اس ہدایت سے پہلے)

## ان مخففہ:

لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ : (البتہ جاہلوں میں سے تھے) اور تم نہیں جانتے تھے کہ کس طرح اللہ کی عبادت اور اس کا ذکر کرنا ہے۔ ان یہ مخففہ من المثقلہ ہے۔ اور لام اس کے بعد فارقہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ

سو جب تم پورا کر لو اپنے حج کے کاموں کو سو اللہ کو یاد کرو، جیسے تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کرتے رہے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر ذکر کرو،

فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ

سو بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں دے دیجئے، اور ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں

خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

کوئی حصہ نہیں، اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بہتری عطا فرمائیے، اور آخرت میں بہتری عنایت کیجئے

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے لئے بڑا حصہ ہے ان کے اعمال کی وجہ سے اور اللہ جلدی حساب لینے والا ہے

## تفسیر آیت ۱۹۹:

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ : (پھر تم لوٹو جہاں سے ہو کر لوٹیں لوگ) صرف مزدلفہ سے ہی مت لوٹو۔ کہا گیا کہ یہ قریش کو عرفات سے ہو کر مزدلفہ آنے کا حکم دیا۔ کیونکہ وہ مزدلفہ میں ٹھہرتے جبکہ بقیہ تمام لوگ عرفات میں جاتے۔ اور کہتے ہم تو حرم کے باشندے ہیں۔ ہم حرم سے نہ نکلیں گے۔

## افاضہ کا معنی:

دوسرا قول: افاضہ عرفات تو مذکور ہے یہاں سے مراد مزدلفہ سے منیٰ کو لوٹنا ہے۔ اس صورت میں الناس سے مراد قریش ہوں گے۔ اور خطاب عام افیضوا کا مؤمنین کو ہوگا۔

حمس :یہ قریش کا لقب تھا۔ کیونکہ وہ اپنے دین میں مضبوط اور متشدد تھے۔

## معافی مانگو:

وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ :(اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو) جو تم نے موقف میں آج تک مخالفت کی۔ اسی طرح جاہلیت کے دیگر اعمال۔ یا اعمال حج میں اپنی کوتاہی پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور استغفار کرو۔

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ :(بے شک اللہ غفور رحیم ہیں) تم پر

## تفسیر آیت ۲۰۰:

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ :(جب تم اپنے افعال حج پورے کر چکو) جن کا تمہیں حکم دیا گیا حج میں اور وہاں سے کوچ کرو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ :(تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو جس طرح تم اپنے آباء کو یاد کرتے تھے )یعنی کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ اور اس میں مبالغہ کرو۔ جس طرح اپنے آباء کے تذکرہ میں مبالغہ کرتے تھے اور ان کے مفاخر اور ان کے واقعات زندگی بیان کرتے تھے۔

## طریقۂ جاہلیت:

جب وہ حج کے افعال ادا کر لیتے تو مسجد منیٰ اور پہاڑ کے درمیان ٹھہرتے اور اپنے آباء کے فضائل ومحاسن اور ان کے کارنامے بیان کرتے۔

## طریقۂ جاہلیت:

اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا : ( بلکہ اس سے بھی بڑھ کر)

نحو: یہ کذکرکم پر عطف کی وجہ سے موضع جر میں ہے جیسا کہتے ہیں۔ کذکر قریش آباء ھم۔ یاقوم اشد منھم ذکرا۔ اس صورت میں ذکرًا تمیز ہے۔ یعنی ایسی قوم کی طرح یاد کرو۔ جو ان سے زیادہ یاد کرنے والی ہو۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ ۔(پس بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ان لوگوں میں سے ) جو حج میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے دنیا کی لذات مانگتے ہیں اور اس طرح کہتے ہیں۔

## دُنیا کے طالب:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ :(اے ہمارے رب ہمارا عطیہ دنیا کے ساتھ خاص کر دے۔ ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں )یعنی مالداری' مرتبہ وغیرہ کیونکہ ان کا مقصد دنیا کے گرد ہے اس لئے کہ وہ آخرت کے انکاری ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اے حجاج تم اللہ تعالیٰ کا خوب ذکر کرو اور اس سے دعا کرو۔ کیونکہ لوگ کوتاہی کرنے والے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے سوائے اغراض دنیا کے اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور کچھ لوگ کثرت والے ہیں جو ان دونوں جہاں کی خیر مانگتے ہیں۔ پس تم ان کثرت والوں میں سے بنو جن کے بارے میں جو کہا گیا وہ آگے آتا ہے۔

۲۰۱۔ وَمِنْهُمْ :(اور ان لوگوں میں سے ) جو حج میں حاضر ہوتے ہیں بعض ایسے ہیں جو مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ( کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عنایت فرما) حسنة سے مراد نعمت اور عافیت یا علم وعبادت۔

## آخرت کی بھلائی:

وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً :(اور آخرت میں بھلائی )یعنی معافی ومغفرت یا مال اور جنت یا تعریف خلق اور رضائے حق یا ایمان وامان یا اخلاص وخلاص جہنم یا سنت وجنت یا قناعت وشفاعت یا نیک عورت اور حورالعین یا سعادت والی زندگی اور بشارت والی بعثت۔

## نار سے مراد:

وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ :(اور تو ہمیں عذاب سے بچا) تو جہنم کے عذاب سے ہماری حفاظت فرما۔ یا عذاب نار سے یا بری عورت سے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ

اور اللہ کا ذکر کرو چند دنوں میں پھر جو شخص دو دن میں تعجیل کرے اس پر

اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

کچھ گناہ نہیں، اور جو شخص تاخیر کرے اس پر کچھ گناہ نہیں اس شخص کے واسطے جو تقویٰ اختیار کرے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

اور خوب یقین رکھو کہ تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

۲۰۲۔ اُولٰٓئِكَ : (یہ) یعنی دنیا و آخرت کی دعا کرنے والے۔

لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا : (ان کو ان کی کمائی کا حصہ ملے گا) یعنی اس جنس میں سے حصہ ملے گا۔ جو اعمال حسنہ انہوں نے کمائے اور وہ ثواب ہے جو کہ عمدہ منافع ہیں۔ یا من اجلیہ ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے کمائی کی۔

## دُعا کمائی ہے:

**سوال** : دعا کو کسب کیوں کہا؟

**جواب** : کیونکہ دعا اعمال میں سے ہے اور اعمال کی تعریف کسب سے کی جاتی ہے یا ممکن یہ ہے کہ اولئک سے فریقین مراد لیں۔ کہ ہر فریق کو اس جنس سے حصہ ملے گا جو اس نے کمائی۔

## سرعتِ حساب:

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ : (اللہ جلد حساب لینے والے ہیں) قریب ہے کہ قیامت قائم فرما دیں اور بندوں کا حساب لیں۔ پس کثرت ذکر میں جلدی کرلو۔ اور طلب آخرت میں تیزی کرو۔ یا اللہ تعالیٰ نے سرعت حساب کی صفت اپنے لئے بیان فرمائی کہ مخلوق اور اس کے اعمال کتنے زیادہ ہیں مگر وہ ان کا جلد حساب لے لے گا۔ تاکہ کمال قدرت کی دلیل بن جائے۔ اور ایسی کامل قدرت والے سے ڈرنا چاہیے۔ روایات میں آتا ہے کہ وہ تمام مخلوق کا حساب اتنی دیر میں لے لے گا جتنی دیر میں بکری کا دودھ دوہتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک پل بھر میں مخلوق کا حساب لے لیں گے۔

## تفسیر آیت ۲۰۳:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ : (اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو گنتی کے دنوں میں پھر جو جلدی چلا گیا۔ تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو ٹھہرا رہا اس پر بھی کچھ گناہ نہیں یہ ان کے لئے ہے جو پرہیزگاری اختیار کرے اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور یقین کرلو کہ تم اس کے ہاں جمع کیے جاؤ گے) وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ۔ گنتی کے دنوں سے مراد ایام تشریق ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى

اور لوگوں میں ایسا شخص بھی ہے جس کی گفتگو آپ کو دنیاوی زندگی میں پسند آتی ہے اور وہ اللہ کو گواہ بناتا ہے اس بات پر جو

مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝۲۰۴ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ

اس کے دل میں ہے۔ حالانکہ وہ سخت ترین جھگڑالو ہے۔ اور جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے تو زمین میں دوڑ دھوپ کرتا ہے

لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝۲۰۵

تاکہ اس میں فساد کرے اور کھیتی کو اور نسل کو برباد کرے اور اللہ فساد کو پسند نہیں فرماتا

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ

اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اللہ سے ڈر تو اس کا غرور نفس اس کو گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے۔ سو اس کے لئے جہنم کافی ہے

وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۲۰۶

اور بلاشبہ وہ برا بچھونا ہے۔

## مراد ذکر:

اور وَاذْكُرُوا اللّٰهَ سے مراد نماز کے بعد کہی جانے والی تکبیرات اور رمی جمار کے وقت کی تکبیر ہے۔

فَمَنْ تَعَجَّلَ۔ جو جلدی کرے کوچ میں۔ یا کوچ میں سبقت کر جائے تعجل اور استعجل یہ دونوں ایک دوسرے کے مطاوع بن کر عجل کے معنی میں آتے ہیں۔ اور یہ متعدی بھی آتے ہیں۔ مگر مطاوعت زیادہ مناسب ہے کہ اس نے اسکو جلدی کا حکم دیا اس نے جلدی کر لی۔

فِيْ يَوْمَيْنِ۔ دو دنوں میں یعنی ان تین دنوں میں دو دن گیارہ، بارہ کی رمی پر اکتفاء کیا اور تیسرے دن کے لئے نہ رکا۔

## نفی گناہ کی وجہ:

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ۔ اس پر گناہ نہیں۔ یعنی اس ایک دن کی رمی ترک کرنے سے وہ گناہگار نہ ہوگا۔ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ۔ اس کے لئے جو بچا شکار کرنے یا جماع اور فسوق سے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کو جلدی کا اختیار ہے۔ اگرچہ تاخیر افضل ہے۔ کبھی فاضل و افضل میں تخییر واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ مسافر کو روزے اور افطار میں اختیار ہے اگرچہ روزہ افضل ہے۔

دوسرا قول: اہل جاہلیت دو قسم کے تھے بعض جلدی رمی کرنے والے کو گناہگار قرار دیتے اور بعض تاخیر کرنے والے کو گناہگار سمجھتے۔ پس قرآن مجید نے آ کر دونوں کی نفی کر دی۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور تم اللہ تعالیٰ سے تمام امور میں ڈرو۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔ اور یقین جانو کہ تم اس کی بارگاہ میں جمع ہوگے۔ جب وہ تمہیں قبور سے زندہ کر کے اٹھائے گا۔

۲۰۴۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَاِذَا



BestUrduBooks.wordpress.com

تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ : (بعض لوگ ایسے ہیں جن کی بات آپ کو پسند آتی ہے دنیا کی زندگی میں اور وہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے اس بات پر جو اس کے دل میں ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے تاکہ کھیتی و نسل کو تباہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتے اور جب اس کو کہا جاتا ہے اللہ سے ڈر تو غرور اس کو گناہ پر آمادہ کرتا ہے پس اس کے لئے جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ۔ یہ آیات اخنس بن شریق کے متعلق اتریں۔ جو رسول اللہ ﷺ سے ملتا تو نرم بات کرتا اور دعویٰ کرتا کہ وہ مسلمان ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اپنی اس حجت میں سچا ہے تو اللہ نے وَمِنَ النَّاسِ نازل فرمائی۔

## دعویٰ محبت سے مقصود دُنیا:

یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ آپ کو پسند آتی ہے اور تمہارے دل میں بڑی معلوم ہوتی ہے اسی سے الشیئ العجیب یعنی وہ شیئ جو نفس میں معظم معلوم ہو۔ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا۔ فِیْ یہ قول کے متعلق ہے۔ ای یعجبك ما یقوله فی معنی الدنیا۔ آپ کو پسند آتی ہے وہ بات جو وہ کہتا ہے دنیا کے سلسلہ میں کیونکہ دعویٰ محبت سے اس کا مقصود دنیا ہے نہ کہ آخرت۔

دوسرا قول: آپ کو پسند آتا ہے یعنی اس کا شیریں کلام دنیا کے سلسلہ میں آپ کو پسند آتا ہے آخرت کے متعلق نہیں۔ کیونکہ اس موقعہ پر اس کی زبان میں لکنت پیدا ہو جاتی ہے۔

وَیُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِهٖ اور وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل کی بات پر گواہ بناتا ہے یعنی وہ قسم اٹھا کر کہتا ہے۔ اللّٰه شاهد علی ما قلبی من محبتك۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ میرے دل میں آپ کی محبت ہے اور میں آپ پر ایمان رکھتا ہوں۔ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ۔ حالانکہ وہ شخص جھگڑالو ہے۔

## نحوی لطائف:

نحو: یہ اضافت فی کے معنی میں ہے کیونکہ افعل کا وزن اسکی طرف مضاف ہوتا ہے جو کہ اس کا بعض حصہ ہوتا ہے جیسے تم کہو۔ زید افضل القوم اور آدمی جھگڑے کا حصہ تو بن نہیں سکتا۔ پس تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ الد فی الخصومة۔ وہ جھگڑے میں سخت ہے۔ یا الخصام جمع خصم ہے جیسے صَعْبٌ وَ صِعَابٌ اب تقدیر عبارت اس طرح ہے وہ خصومت کے اعتبار سے سخت جھگڑالو ہے۔

۲۰۵۔ وَاِذَا تَوَلّٰی : (جب وہ تم سے منہ پھیر کر جاتا ہے) اور جاتے ہوئے نرم و میٹھی بات کہہ کر گیا۔

## فسادی منافق:

سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا : (وہ دوڑ دھوپ کرتا ہے تاکہ فساد برپا کرے) جیسا اس نے ثقیف کے ساتھ کیا۔ کہ اس کے اور ان کے درمیان مخالفت تھی۔ ان پر شب خون مارا اور ان کے مویشیوں کو ہلاک کیا۔ اور کھیتیوں کو آگ لگا دی۔

وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ : (اور ہلاک کرے کھیتی اور نسل) یعنی کھیتی اور حیوان یا جب کہ یہ یاء کے ساتھ یهلك ہو تو پھر اس سے مراد وہ حرکت ہے جس کو برے حکام زمین میں فساد پھیلانے کیلئے کرتے ہیں۔ کھیتیوں کی ہلاکت اور نسل کشی کی صورت میں ایک اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ

اور لوگوں میں ایسا شخص بھی ہے جو خرید لیتا ہے اپنے نفس کو اللہ کی رضا تلاش کرنے کے لئے اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا

بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

مہربان ہے۔ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے قدموں کے پیچھے

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ

نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، سو اگر تم لغزش کھا جاؤ اس کے بعد کہ تمہارے پاس واضح دلیلیں

الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾

آ چکی ہیں تو جان لو کہ بلاشبہ اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

قول یہ ہے۔ کہ ظلم کو اختیار کرے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ظلم کی نحوست سے بارش کو بند کردیں۔ جس سے کھیتیاں اور نسل برباد ہو جائیں۔ گویا ہلاکت کی نسبت مجازاً اس کی طرف کردی گئی۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ : (اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتے)

۲۰۶۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ : (جب اس کو کہا جاتا ہے) ہٗ ضمیر کا مرجع اخنس ہے۔

اتَّقِ اللّٰهَ : (تو اللہ سے ڈر) زمین میں بگاڑ پیدا کرنے اور ہلاکت پھیلانے کے سلسلے میں

## جاہلی غیرت کی مذمت:

اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ : (اس کو غرور گناہ پر آمادہ کرتا ہے) یعنی تکبر اور جاہلی غیرت اس کو گناہوں پر برانگیختہ کرتی ہے حالانکہ اس سے روکا گیا ہے مگر وہ اس کے ارتکاب کو لازم سمجھتا ہے۔

دوسرا قول: یا باءسببیہ ہے یعنی پکڑ لیتا ہے اس کو غرور اس گناہ کے سبب سے جو گناہ اس کے دل میں ہے اور وہ کفر ہے۔

فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ : (پس اس کے لئے کافی ہے جہنم)

وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ : (اور جہنم بہت برا بچھونا ہے)

شانِ نزول: یہ آیت حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ مشرکین نے انکو اسلام کے چھوڑنے کیلئے کہا اور انکے ساتھ والے کچھ لوگوں کو شہید کر دیا حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم چاہو کہ میں اپنا وہ مال جو مکہ میں چھوڑ آیا ہوں۔ وہ بتادوں۔ اور تم اس پر قابض ہو جاؤ اور میرا راستہ چھوڑ دو۔ انہوں نے آمادگی ظاہر کی۔ انہوں نے پتہ بتادیا اور مدینہ میں آگئے تو یہ آیت اتری۔

۲۰۷۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ : یا ان لوگوں کے حق میں اتری جو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ یہاں تک کہ قتل کر دیئے جاتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَشْرِىْ نَفْسَهُ ۔کا معنی اپنے آپ کو بیچنا۔
ابْتِغَآءَ : (واسطے طلب کرنے) کا معنی چاہنے کے لئے ۔مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۔اللہ کی رضامندی۔ یہاں اس کو حاصل ہو سکے۔
وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ : (اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نرمی کرنے والے ہیں)
۲۰۸۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ : (اے ایمان والو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے اور شیطان کے قدموں پر مت چلو ۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ پھر اگر تم پھسل گئے اس کے بعد کہ واضح دلائل تمہارے پاس آ چکے تو یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہیں)
قراءت : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ ‘علی اور حجازی نے سین کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے سلم کا معنی اطاعت و فرمانبرداری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور مطیع بن جاؤ۔ یا اس کا معنی اسلام ہے اور خطاب اہل کتاب کو ہے کیونکہ وہ اپنے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لائے تھے۔ یا منافقین کو خطاب ہے۔ کیونکہ وہ صرف زبانوں سے اسلام کے دعوے دار تھے۔ كَآفَّةً۔ پورے پورے یعنی کوئی ایک بھی تم میں سے اپنا ہاتھ اسلام کی فرمانبرداری سے نہ نکالے۔ یہ ادخلوا کی ضمیر سے حال ہے اور اس کا معنی ہے تمام۔
دوسرا قول : یا یہ سلم کے لفظ سے حال ہے کیونکہ وہ بھی لفظاً مؤنث ہے اب مطلب یہ ہوگا گویا ان کو حکم دیا گیا کہ وہ تمام طاعات میں داخل ہو جائیں۔ یعنی ان کو انجام دیں۔
تیسرا قول : وہ اسلام کے شعبوں اور اس کے تمام احکام میں داخل ہو جائیں یہ کافة کا لفظ کف سے ہے گویا ان کو روک دیا گیا۔ کہ کوئی ایک ان میں سے اپنی اجتماعیت سے نہ نکلے۔
وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ۔شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ خطوات۔ سے مراد وساوس ہیں۔ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ یعنی اس کی عداوت ظاہر ہے۔
۲۰۹۔ فَاِنْ زَلَلْتُمْ ۔ پس اگر تم پھسل گئے یعنی اسلام میں داخل ہونے سے تمہارے قدموں نے لغزش کھائی۔ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ ۔ تمہارے پاس دلائل آنے کے بعد بینات سے مراد واضح ثبوت اور روشن شواہد ہیں۔ جس چیز میں داخل ہونے کے لئے تمہیں دعوت دی گئی ہے وہ برحق ہے فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ پس تم یقین کر لو اللہ زبردست حکمت والے ہیں۔ عزیز ایسے غلبے والے کو کہتے ہیں۔ جس کو کوئی چیز بھی مانع نہ بن سکے۔ حکیم کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسی حکمت والا ہے کہ وہ حق پر انتقام لیتا ہے۔
نکتہ : ایک قاری نے اس آیت میں عزیز حکیم کی بجائے غفور رحیم پڑھ دیا ایک بدو نے اس آیت کو اس کی زبان سے جب سنا۔ حالانکہ وہ قرآن پڑھا ہوا نہیں تھا۔ وہ کہنے لگا کہ یہ اللہ کا کلام نہیں۔ کیونکہ حکیم لغزش اور معصیت کے وقت مغفرت کا تذکرہ نہیں کرتا۔ کیونکہ اس طرح تو معصیت پر خود آمادہ کرنا لازم آتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ اللہ اور فرشتے بادلوں کے سائبانوں میں ان کے پاس

وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۲۱۰ ع

آجائیں اور سارا قصہ ختم ہو جائے۔ اور اللہ ہی کی طرف تمام امور لوٹائے جائیں گے

۲۱۰۔هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ (نہیں وہ انتظار کررہے مگراس بات کا کہ آئے اللہ تعالیٰ ان کے پاس بادل کے سائبانوں میں اور فرشتے اور معاملے کا فیصلہ کردیا جائے گا اور اللہ ہی کی طرف تمام کاموں کا لوٹنا ہے۔هَلْ يَنْظُرُوْنَ هَلْ۔ یہاں ما نافیہ کے معنی میں ہے۔نہیں وہ انتظار کررہے اور یا تیکم اللّٰہ کا مطلب اللہ کا حکم اور اس کی پکڑ کا آنا ہے جیسا کہ سورۃ النحل آیت نمبر ۳۲ میں فرمایا او یاتی امر ربك اور سورۃ اعراف آیت نمبر ۴ میں فرمایا:فَجَآءَهَا بَاْسُنَا ۔

دوسرا قول: جس چیز کو لایا جاتا ہے وہ محذوف ہے اور معنی یہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ اپنی پکڑ لائے اس پر پچھلی آیت فاعلموا ان اللّٰہ عزیز حکیم۔دلالت کررہی ہے۔فی ظلل۔ظلل جمع ظلۃ کی۔ظلہ اس چیز کو کہتے ہیں جو ڈھانپ لے غمام کا معنی بادل اس میں دراصل ڈرایا گیا ہے کیونکہ بادل سے بارش کا بھی گمان ہے جب اس سے عذاب اترے۔تو معاملہ زیادہ خوفناک اور رسوا کن ہوتا ہے۔والملئکۃ یعنی وہ فرشتے آجائیں جن کو عذاب پر مقرر کیا گیا ہے یا اس سے مراد قیامت کے دن ان کا حاضر ہونا ہے۔وقضی الامر اور معاملہ طے کردیا جائے یعنی ان کی ہلاکت کا معاملہ پورا ہوجائے اور اس سے فراغت حاصل ہوجائے۔والی اللّٰہ ترجع الامور۔اور اللہ کی طرف تمام کاموں کا لوٹنا ہے یعنی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو بعض امور کا اختیار دیا ہے۔ پس سارے معاملات حشر کے دن اسی کی طرف لوٹیں گے۔

## اختلافِ قراءت:

قرآن مجید میں جہاں بھی تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ہے، شامی، حمزہ اور علی رحمہم اللہ کے نزدیک تَرْجِعُ الْاُمُوْرُ پڑھا جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَۃٍ بَیِّنَۃٍ ط وَمَنْ یُّبَدِّلْ

آپ بنی اسرائیل سے دریافت فرمایئے ہم نے ان کو کتنی واضح دلیلیں دیں۔ اور جو شخص

# نِعْمَۃَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْہُ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾

اللہ کی نعمت کو بدل دے اس کے بعد کہ نعمت اس کے پاس آ جائے تو بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے

۲۱۱۔سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَۃٍ بَیِّنَۃٍ وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْہُ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔(اے محمد ﷺ آپ بنی اسرائیل سے پوچھیں کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتنی کھلی نشانیاں دیں۔اور جس نے اللہ کی نعمت کو بدل دیا۔ان کے آ جانے کے بعد پس بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے)سَلْ اصل میں اسئل ہے۔ہمزہ کو فتح سے بدل کر سین کر دیا اور ہمزہ کو حذف کر دیا۔اب سین کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزۂ وصل کی بھی ضرورت نہ رہی پس یہ سَلْ ہو گیا اس میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا۔یا ہر مخاطب کو۔یہ سوال توبیخ کیلئے ہے۔جس طرح کہ کافروں سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔

## معجزات و دلائل:

اٰیَۃٍ بَیِّنَۃٍ۔سے مراد وہ آیات جو انبیاء کے ذریعے ان کو دی گئیں۔

**دوسرا قول**:یا وہ آیتیں جو ان کی کتابوں میں دین اسلام کے صحیح ہونے پر گواہی دے رہی ہیں۔

**نحو**:یہ کم یہاں استفہامیہ ہے یا خبریہ۔کم استفہامیہ کی صورت میں سل کو مفعول ثانی کی ضرورت نہ ہوگی۔مگر خبریہ کی صورت میں یہ سَلْ کا مفعول ثانی ہوگا۔

## اسبابِ ہدایت کو گمراہی کے لئے استعمال کرنا:

وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ۔نعمت اللہ سے مراد اللہ کی نشانیاں ہیں اور وہ حقیقت میں اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں۔کیونکہ وہ ہدایت کے اسباب اور گمراہی سے نجات کا ذریعہ ہیں اور یبدل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے وہ آیات اس لئے ظاہر فرمائیں۔تاکہ وہ ان کی ہدایت کا سبب بن جائیں۔انہوں نے انہی کو اپنی گمراہی کا سبب بنا دیا۔جیسا کہ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۲۵۔فزادتھم رجسا الی رجسھم۔میں فرمایا گیا کہ ان آیات نے ان کی پلیدی میں (بوجہ شدید انکار کے) اضافہ کر دیا۔

**یا دوسرا قول**:انہوں نے اپنی کتابوں کی ان آیات کو بدل ڈالا جو دین محمد ﷺ پر دلالت کرنے والی تھیں۔مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْہُ (اس کے بعد کہ وہ آ چکیں)۔آنے کا مطلب یہ ہے اس کے بعد کہ انہوں نے اس کو پہچان لیا اور ان کی صحت ان کے ہاں ثابت ہو گئی کیونکہ جب آدمی کسی چیز کو نہ پہچانے تو وہ چیز اس سے غائب شمار ہوتی ہے۔فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔(بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے)اس کو جو اس کا مستحق ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ

مزین کی گئی ان لوگوں کے لئے دنیاوی زندگی جنہوں نے کفر کیا اور وہ ہنسی کرتے ہیں ان لوگوں سے جو لوگ ایمان لائے

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

حالانکہ جن لوگوں نے پرہیز گاری کو اختیار کیا وہ قیامت کے دن ان سے بالا ہوں گے، اور اللہ جسے چاہے بلا حساب رزق عطا

حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

فرماتا ہے۔

## تفسیر آیت ۲۱۲:

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ (دنیا کی زندگی ان کے لئے خوش نما بنا دی گئی جنہوں نے کفر کیا اور یہ کفار ان لوگوں سے ہنستے ہیں جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو متقی ہیں۔ ان سے اوپر ہونگے قیامت کے دن اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے)

### دُنیا کا پسندیدہ بنایا جانا:

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا۔ کافروں کے لئے دنیا کی زندگی کو مزین کر دیا گیا۔ یہ تزیین کرنے والا شیطان ہے اس نے دنیا کو مزین اور اپنے وساوس سے خوبصورت بنایا اور پسندیدہ کر دیا کہ وہ اس کے سواء اور کسی چیز کو چاہتے ہی نہیں۔

دوسرا قول: اللہ تعالیٰ ہی انسانوں میں خواہشات پیدا کرنے والا ہے کیونکہ تمام کائنات اسی کی مخلوق ہے اور اس پر مجاہد' ابن محیصن وحمید کی قراءت زَيَّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا معروف کے ساتھ دلالت کرتی ہے وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ (وہ ایمان والوں سے ہنستے ہیں) کفار مکہ فقراء مؤمنین ابن مسعود، عمار' صہیب رضی اللہ عنہم وغیرہم سے تمسخر کرتے تھے۔ کیونکہ کافر دنیا کو مقصود سمجھتے تھے۔ جن کے پاس دنیا نہیں تھی وہ ان سے تمسخر کرتے یا ان کا مذاق اڑاتے جو دنیا کے علاوہ اور کسی چیز کو مطلوب بناتا۔ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ۔ (اور وہ لوگ جو متقی ہیں ان سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن) تقویٰ سے مراد شرک سے بچنا ہے اور یہ بچنے والے فقراء مؤمنین تھے۔ اوپر ہونگے کیونکہ وہ بلند جنتوں میں ہونگے۔ اور کافر کو جہنم کے گڑھے میں۔

### ہر توسع نعمت ہے:

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (اور اللہ تعالیٰ رزق دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے) بغیر کمی کے یعنی وہ توسیع کرتا ہے جس پر توسیع کا ارادہ فرماتا ہے۔ جیسا قارون وغیرہ پر توسیع فرمائی۔ اور یہ وسعت تم پر اللہ تعالیٰ کی حکمت کے پیش نظر ہے اور وہ نعمت کے ساتھ استدراج ہے۔ اگر یہ اکرام ہوتا تو پھر اہل ایمان اس کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ

سب لوگ ایک جماعت تھے، پھر اللہ نے نبی بھیجے خوشخبری دینے والے،

وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ

اور ڈرانے والے، اور ان کے ساتھ کتاب اتاری حق کے ساتھ، تاکہ فیصلہ فرمائے لوگوں کے درمیان

فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ

اس بات کا جس میں انہوں نے اختلاف کیا اور یہ اختلاف ان ہی لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی۔ اور انہوں نے یہ اختلاف باہمی ضد اضدی کے باعث

مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا

اس کے بعد کیا جبکہ ان کے پاس کھلی ہوئی دلیلیں آ چکی تھیں، پھر اللہ نے اپنے فضل سے ان لوگوں کو جو ایمان لانے اس

اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ

امر حق کی ہدایت دی جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اور اللہ جس کو چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾

دیتا ہے

## تفسیر آیت ۲۱۳:

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (سب لوگ ایک ہی دین رکھتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری۔ تاکہ فیصلہ کرے لوگوں میں اس بات کا جس میں انہوں نے اختلاف کیا' اور نہیں اختلاف کیا اس کتاب میں مگر ان لوگوں نے جن کو وہ کتاب دی گئی اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آ گئیں۔ آپس کی ضد کی وجہ سے پھر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے حکم سے وہ راہ دکھا دی جس میں اختلاف کرتے تھے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔)



BestUrduBooks.wordpress.com

## اُمت سے مراد دین ہے:

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً۔ امت واحدہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آدم علیہ السلام سے لے کر نوح علیہ السلام تک ایک دین پر متفق تھے۔ یا نوح علیہ السلام اوران کے ساتھ جو کشتی میں تھے۔ پس انہوں نے اختلاف کیا فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ۔ پس پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ مَااخْتَلَفُوْا کے حذف پر یہ آیت دلالت کرتی ہے۔ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت بھی کان الناس امة واحدة فاختلفوا اور سورۂ یونس آیت نمبر ۱۹۔ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا بھی دلالت کرتی ہے۔ یا

## دوسرا قول:

لوگ ایک ہی جماعت کفر کی حالت میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا پس انہوں نے ان پر اختلاف کیا۔ (پہلی توجیہ راجح ہے) مبشرین خوش خبری سنانے والے مؤمنین کو ثواب ملنے کی و منذرین۔ اور ڈرانے والے عذاب کے ساتھ کفار کو۔

نحو: مبشرین اور منذرین دونوں حال ہیں۔ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ۔ اور اس نے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک کتاب اتاری۔ بِالْحَقِّ یعنی جو حق کی وضاحت کرنے والی تھی۔ لِيَحْكُمَ تا کہ وہ اللہ تعالیٰ یا کتاب یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کریں جو اترا۔ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لوگوں کے درمیان ان باتوں میں جن میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ دین اسلام کے سلسلہ میں۔ کیونکہ انہوں نے اتفاق کے بعد اختلاف کیا وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ۔ اس میں اختلاف نہیں کیا۔ یعنی حق میں۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ۔ مگر ان لوگوں نے جن کو وہ کتاب دی گئی تھی حالانکہ کتاب تو ازالۂ اختلاف کے لئے اتاری گئی تھی۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ اختلاف میں اور بڑھ گئے جب ان پر کتاب اتاری گئی۔ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح دلائل اس کی سچائی کے آچکے۔ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ۔ اپنے درمیان حسد اور ظلم کی بناء پر کیونکہ ان میں دنیا کی حرص اور قلت انصاف پائی جاتی تھی۔

نحو: بَغْيًا یہ مفعول لہٗ ہے۔

فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ۔ پس ہدایت دی اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حق کی طرف وہ حق کہ جس میں اختلاف کیا جن لوگوں نے بھی کیا۔ مِنَ الْحَقِّ یہ اخْتَلَفُوْا کا بیان ہے۔ بِاِذْنِهٖ اپنے حکم کے ساتھ یعنی اپنے علم کے ساتھ۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ

کیا تم نے خیال کیا ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ان لوگوں جیسے واقعات تمہیں پیش نہیں آئے جو تم سے پہلے

قَبْلِکُمْ ؕ مَسَّتْھُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ

گزرے ہیں۔ ان کو پہنچی سختی اور تکلیف اور وہ لوگ جھنجھوڑ دیئے گئے یہاں تک کہ رسول نے

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ﴿۲۱۴﴾

اور ان مومنین نے جو رسول کے ساتھی تھے کہہ دیا کہ کب ہوگی اللہ کی مدد۔ خبردار بلاشبہ اللہ کی مدد قریب ہے

۲۱۴۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ ؕ مَسَّتْھُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ (کیا تم نے یہ سمجھا کہ جنت میں یونہی چلے جاؤ گے حالانکہ جو تم سے پہلے (انبیاء مؤمنین) گزرے ان کی سی حالت (تنگی) تمہیں پیش نہیں آئی انہیں سختی پہنچی اور (فقر و بیماری کی) تکلیف سے بھی اور ان کو جھنجھوڑا گیا یہاں تک کہ رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے وہ کہنے لگے کہ خدا کی مدد کب آئے گی آگاہ رہو اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے)

نحو: اَمْ حَسِبْتُمْ یہ ام منقطعہ ہے متصلہ نہیں۔ کیونکہ متصلہ کی شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے ہمزہ استفہام ہوتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں اعندك زیدٌ ام عمرو؟ یعنی کونسا دونوں میں تیرے پاس ہے اس کے جواب میں زید کہیں گے اگر زید وہاں ہو یا عمرو کہیں گے جب عمرو وہاں ہو۔

باقی ام منقطعہ استفہام وخبر دونوں کے بعد واقع ہوتا ہے اور وہ ھل اور ہمزہ کے معنی میں آتا ہے اور تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ بَلْ اَحَسِبْتُمْ ہمزہ تقریر کے لئے ہو اور مؤمنین کے خیال کے انکار اور استبعاد کے لئے اس سے غرض یہ ہے کہ مؤمن سختی اور تکلیف میں صبر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے جب امتوں کا اپنے انبیاء علیہم السلام پر اختلاف کا ذکر کیا جو اختلاف امتوں نے واضح دلائل آنے کے بعد ڈالا۔ اس سے مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو ثابت قدمی اور صبر پر تسلی دینا مقصود تھا۔ اس موقعہ پر جبکہ مشرکین اور یہود و نصاریٰ ان کے ساتھ اختلاف کر رہے تھے اور ان کے ساتھ محض عداوت کی وجہ سے آیات کا انکار کر رہے تھے۔

ایسے موقع پر طریق التفات سے فرمایا۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ بلکہ تم نے گمان کر لیا کہ جنت میں یونہی چلے جاؤ گے۔ حالانکہ تمہارے پاس نہیں آئی یہاں لمّا بمعنی لم ہے اور لمّا میں معنی توقع کا بھی ہے۔ یعنی ایسے حالات آنے کی توقع وانتظار ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا خلوا کا معنی گزرنا ہے یعنی ان کا حال وہ مثال ہے شدت و سختی کی۔ مِنْ قَبْلِکُمْ۔ سے مراد انبیاء علیہم السلام اور مؤمن ہیں۔ مستھم یہ حالت کا بیان ہے جملہ مستانفہ ہے گویا کہنے والا یوں کہہ رہا ہے کہ وہ حال کیسا تھا؟ تو جواب آیا مَسَّتْھُمُ الْبَاْسَآءُ۔ ان کو تنگیوں نے گھیر لیا۔ وَالضَّرَّآءُ بیماری اور بھوک حملہ آور ہوئی وَزُلْزِلُوْا قسما قسم کی مصیبتوں سے



BestUrduBooks.wordpress.com

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ

وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟ آپ فرما دیجئے کہ جو مال تم خرچ کرو اس کا مصرف والدین

وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ

اور قرابت دار اور یتیم اور مسکین لوگ ہیں۔ اور جو بھی خیر کا کوئی کام تم کرو گے

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

سو اللہ اس کو خوب جاننے والا ہے۔

ان کو حرکت دی گئی اور جھنجھوڑا گیا۔ جیسا زلزلہ سے حرکت آتی ہے۔

## بے قراری انتہاء کو:

حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ۔ اس حد تک کہ رسول اور مؤمن کہنے لگے۔ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ۔ کب آئے گی اللہ تعالیٰ کی مدد یعنی بے قراری انتہا کو پہنچ گئی اور صبر باقی نہ رہا حتی کہ وہ کہنے لگے مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ مطلب یہ ہے کہ مدد طلب کرتے اور اس کی تمنا میں شدت کا زمانہ طویل ہو گیا۔ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔ جلدی مدد سے ان کی طلب کو پورا کرتے ہوئے انہیں کہا گیا۔ آگاہ رہو بے شک اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہے۔

## اختلافِ قراءت:

يَقُوْلُ نافع اور علی رحمہما اللہ نے رفع سے پڑھا اور اس کو حکایت حال ماضی میں قرار دیا' جیسے کہتے ہیں شربت الابل حتی یجیء البعیر یجر بطنه تو یہاں یجیء حکایت حال ماضی ہے باقی قراء نے اَن مقدرہ مان کر منصوب پڑھا ہے اور معنی استقبال کا کیونکہ ان اس کی علامت ہے۔

۲۱۵۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔ آپ ﷺ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں تم کہہ دو کہ جو مال تم خرچ کرو۔ تو ماں' باپ اور رشتہ داروں کو یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کو دو اور تم جو کچھ نیکی کرو پس بے شک اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔

شانِ نزول: جب حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ ہم کس قسم کے اموال اور کہاں کہاں خرچ کریں تو یہ آیت اتری۔ (ابن حبان)



BestUrduBooks.wordpress.com

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ

فرض کیا گیا تم پر جنگ کرنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے، اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو اور وہ

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

تمہارے لئے بہتر ہو، اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو، اور اللہ جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ ع ۲۶ / ۱۰

نہیں جانتے۔

## صراحتِ مصارف میں حکمت:

يَسْئَلُوْنَكَ اللہ تعالیٰ نے مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ عام فرما کر خرچ کے مصارف کو صراحت کے ساتھ ذکر کر دیا۔ اور سائل کے سوال کے جواب کو اشارہ میں بیان فرمایا۔ اس سے یہ واضح کر دیا کہ اصل قابل اہتمام مصرف کا لحاظ و خیال رکھنا ہے کیونکہ خرچ قابل اعتبار وہی ہوتا ہے۔ جو صحیح موقع پر صرف ہو جائے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یہ نفلی نفقہ جات کے سلسلہ میں ہے۔ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔ جو بھی تم بھلائی کرو پس اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں وہ اس پر بدلہ دیں گے۔

## تفسیر آیت ۲۱۶:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (تم پر جہاد فرض کیا گیا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور شاید تمہیں ایک چیز بری لگے۔ حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور شاید ایک چیز تمہیں اچھی معلوم ہو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہے اور اللہ تعالیٰ (تمہاری بھلائی اور برائی کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے) کتب علیکم القتال۔ تم پر کفار سے جہاد فرض کیا گیا۔

## صفت سے مقصود اظہارِ مبالغہ:

وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ۔ یہاں مصدر کو صفت کی جگہ لایا گیا۔ تاکہ مبالغہ ظاہر ہو جیسا کہ اس شعر میں۔

فَاِنَّمَا هِيَ اِقْبَالٌ وَّاِدْبَارٌ تو یہاں شاعر نے گھر کے پچھلے حصے اور سامنے والے حصے کو اقبال و ادبار کہہ دیا۔ گویا بذات خود وہ کوئی ناپسند چیز ہے کہ جس سے اتنی طبعی ناپسندیدگی ہے یا یہ فُعْلٌ کا وزن مفعول کے معنی میں ہے۔ جیسے خُبْزٌ بمعنی الْمَخْبُوْزُ۔ یعنی مکروہ لکم۔ وہ ناپسندیدہ ہے تمہیں۔ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہو۔ پس تم غزوہ کو ناپسند کر رہے ہو۔ حالانکہ اس میں دو میں سے ایک خیر ضرور مل جائے گی یا کامیابی اور



BestUrduBooks.wordpress.com

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ

آپ سے شہر حرام کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اس میں جنگ کرنا بڑا جرم ہے،

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ

اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام کے ساتھ کفر کرنا اور اہل مسجد حرام کو

اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ

وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ پردازی قتل کرنے سے بڑا جرم ہے۔ اور کافر لوگ

يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ

برابر تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں پھیر دیں تمہارے دین سے اگر ان سے ہو سکے، اور جو شخص تم میں سے

مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

اپنے دین سے پھر جائے پھر حالت کفر میں مر جائے، سو دنیا و آخرت میں ایسے لوگوں کے اعمال

فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢١٧﴾

اکارت ہو جائیں گے اور یہ لوگ دوزخ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے،

غنیمت یا شہادت وجنت۔ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا۔ اور شاید تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ غزوہ میں بیٹھ رہنا ہے۔ وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ اور وہ تمہارے لئے بہت بری ہو اس لئے کہ اس میں ذلت وفقر اور اجر وغنیمت سے محرومی ہے۔

**اللہ جل شانہٗ جو فرمائیں کر ڈالو:**

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اللہ جانتے ہیں وہ چیز جو تمہارے حق میں خیر ہے وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اور تم نہیں جانتے اس کو پس جلدی سے وہ کر ڈالو جس کا وہ حکم دے رہے ہیں خواہ وہ تمہیں گراں ہو۔

نکتہ: عَسٰى یہاں لایا گیا۔ اصل میں یہ شک کے لئے ہے کیونکہ نفس جب پاک ہو جاتا ہے تو اس کی تمام خواہشات شریعت کے مطابق ہو جاتی ہیں پھر وہ ان چیزوں سے نفرت کرتا ہے جو اللہ کو ناپسند ہیں اور ان چیزوں کو پسند کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہیں۔

**تفسیر آیت ۲۱۷:**

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ



BestUrduBooks.wordpress.com

الْحَرَامِ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

(اے محمد ﷺ وہ آپ سے ماہِ حرام میں جنگ کے متعلق پوچھتے ہیں ان سے کہہ دو۔اس (ماہ حرام) میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کو نہ ماننا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے اور فساد اس قتل سے بھی زیادہ سخت ہے اور وہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر وہ قابو پالیں اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا اور کفر کی حالت میں مرجائے گا تو ایسے لوگوں کے عمل ضائع ہو جائیں گے۔دنیا میں اور آخرت میں اور یہی لوگ دوزخی ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے )۔

## سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ:

آیت یَسْئَلُوْنَكَ اس سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے متعلق اتری۔جس کو رسول اللہ ﷺ نے جمادی الاخری میں روانہ فرمایا تھا۔انہوں نے مشرکین سے لڑائی کر لی یہ سمجھ کر کہ رجب کا چاند نہیں ہوا حالانکہ رجب ہو چکا تھا۔قریش نے پروپیگنڈا کیا محمد (ﷺ) نے تو اشہر حرام کو بھی حلال کر دیا حالانکہ ان میں خائف کو بھی امن حاصل تھا۔یَسْئَلُوْنَكَ آپ سے کفار سوال کرتے ہیں یا مسلمان سوال کرتے ہیں کہ اشہر حرام میں قتال کا حکم کیا ہے؟

**نحو** :الشهر سے قتالٍ فيه بدل الاشتمال ہے۔

**قراءت** : عن قتالٍ فيه تکرار عامل کے ساتھ پڑھا گیا۔جیسا کہ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۷۵ میں لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ۔میں لام کو دوبارہ لایا گیا ہے۔قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ۔کہہ دیں کہ لڑائی اس میں بڑا یعنی گناہ ہے۔

**نحو** :قتالٌ، مبتداء کبیر، خبر ہے نکرہ کو مبتداء بنانا درست ہے کیونکہ فیہ کی وجہ سے اس میں تخصیص پیدا ہوگئی ہے وہ قتالٌ کی صفت ہے۔

**رائے مفسرین** : اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم التوبہ آیت نمبر ۵ سے منسوخ ہے (مگر جن دلائل کو نسخ کے لئے پیش کیا جاتا ہے وہ خود محل نظر ہیں البتہ بعض مفسرین نے الشهر الحرام بالشهر الحرام سے اس کو منسوخ مانا ہے جس سے ابتداء قتال فی الاشہر الحرام تو حرام رہے گی البتہ جوابی کارروائی اس آیت سے حلال ثابت ہوگی۔واللہ اعلم۔

## حدیبیہ میں روکنا:

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنا یعنی کفار کا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کو حدیبیہ والے سال روکنا۔

**نحو** : یہ مبتداء ہے و کفر بہ اس کا معطوف علیہ ہے اور اخراج اهله یہ بھی اس کا معطوف علیہ ہے ان تینوں اسماء کی خبر



BestUrduBooks.wordpress.com

اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ ہے۔والمسجد الحرام۔ فراء رحمہ اللہ کا خیال یہ ہے کہ والمسجد الحرام کا عطف کفر بہ میں بہ پر ہے تقدیرعبارت یہ ہے کفر بہ وبالمسجد الحرام

علمائے بصرہ کا قول: ضمیر مجرور پر عطف اس صورت میں جائز ہے جبکہ حرف جار کو دوبارہ لایا جائے۔ پس اس طرح نہیں کہہ سکتے مورت بہ وزید۔ بلکہ اس طرح کہیں گے مررت بہٖ وبزید پس اگر یہاں عطف بہٖ پر ہوتا تو عبارت اس طرح ہوتی۔ وکفر بہٖ وبالمسجد الحرام

وَاِخْرَاجُ اَھْلِہٖ۔ وہاں کے رہنے والوں کا نکالنا یعنی مسجد حرام کے رہنے والوں کا نکالنا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمن تھے اس کا عطف بھی صَدٌّ پر ہے۔ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے جو کچھ کہ فعل قتال اشہر حرام میں سریہ نے خطاءً کیا ہے اور گمان کی بناء پر کیا۔ (قصداً نہیں) وَالْفِتْنَۃُ۔ اور نکالنا یا شرک کرنا۔ اَکْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ۔ یہ شہر حرام میں قتل سے بڑھ کر ہے یا کفار کا مسلمان کو دکھ دینا ان مسلمانوں کے شہر حرام میں قتل کفار سے زیادہ قبیح ہے۔

## پیشینگوئی:

وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ۔ وہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ تم کو تمہارے دین سے لوٹا دیں یعنی کفر کی طرف۔

اس آیت میں اطلاع دی گئی ہے کہ کفار کی ہمیشہ مسلمانوں سے عداوت رہے گی۔ اور وہ اس سے کبھی باز نہ آئیں گے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو ایمان سے پھیر دیں۔

نکتہ: حَتّٰی یہاں تعلیل کے لئے ہے جیسے کہتے ہیں یَعْبُدُ اللّٰہَ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے گا تا کہ وہ جنت میں پہنچ جائے۔

## آیت کا مطلب:

مطلب آیت کا یہ ہوا۔ کہ وہ تم سے لڑتے رہیں گے تا کہ وہ تمہیں ایمان سے لوٹا دیں۔ اِنِ اسْتَطَاعُوْا۔ اگر وہ ایسا کر سکیں ان میں ایسا کر سکنے سے استبعاد ظاہر کیا گیا۔ جیسے تم دشمن کو کہتے ہو۔ ان ظفرت بی فلا تبق علی۔ کہ اگر تم مجھ پر کامیابی پاؤ۔ تو مت چھوڑنا۔ حالانکہ تمہیں یقین ہے کہ وہ تم پر کامیابی نہ پا سکے گا۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ ایسا نہ کر سکیں گے کیونکہ تم ایمان میں مضبوط ہو۔ وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ۔ اور جو شخص تم میں سے پھر گیا اپنے دین سے یعنی اسلام سے کفر کی طرف۔

## کفر سے مراد ارتداد ہے:

فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ۔ اور کفر کی حالت میں اس کی موت آ گئی۔ یہاں کفر سے ارتداد مراد ہے۔ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ پس ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد ہو گئے۔ اس لئے کہ ارتداد سے مسلمانوں والے تمام ثمرات سے محرومی ہو گئی۔ اور آخرت میں ثواب اور اچھے ٹھکانے سے محروم ہو گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ
بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہ لوگ
يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾
اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ وہ آگ والے ہیں اور وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

## استدلال امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ارتداد سے اعمال حبط نہیں ہوں گے جب کہ موت ارتداد پر نہ آئے۔ گویا اگر توبہ کر لی تو سابقہ اعمال بحال ہیں۔

**جواب**: اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدۃ آیت نمبر ۴ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۔ میں حبط عمل کو فقط ارتداد سے معلق فرمایا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ صرف ارتداد سے حبط اعمال ہو جاتا ہے۔ اصل اس اختلاف کی بنیاد وہ کلیہ ہے کہ مطلق کو مقید پر ہمارے ہاں محمول نہ کریں گے۔ بلکہ اپنے اپنے مقام پر رہیں گے اور ان کے ہاں مطلق کو مقید پر محمول کر کے اس میں بھی وہ قید معتبر مانیں گے۔

والدلائل فی اصول الفقه۔

**شانِ نزول**: مجاہدین سریہ نے عرض کیا کہ ہمیں اس جہاد کا اجر ملے گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

## تفسیر آیت ۲۱۸:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی۔ یعنی انہوں نے مکہ کو اور اپنے خاندانوں کو چھوڑا۔

وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ (اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا) مشرکین کے خلاف۔

**قراءت**: یہاں وقف نہیں۔ کیونکہ اولئک یرجون یہ ان کی خبر ہے۔

اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں کہا جاتا ہے من وجا طلب ومن خاف هرب۔

**نکتہ**: (امید کو ان کے لئے اس وجہ سے ثابت کیا تاکہ یہ معلوم ہو جائے۔ کہ عمل نہ موجب ثواب ہے اور نہ ثبوت ثواب کا یقین دلانے والا۔ خاص کر اس وقت جبکہ اعتبار خاتمہ کا ہے)

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ (اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز

وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے منافع ہیں،

وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ

اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے، اور وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں، آپ فرما دیجئے کہ جو زائد ہو وہ خرچ کر دیں

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ

اللہ ایسے ہی بیان فرماتا ہے آیات، تاکہ تم فکر کرو دنیا میں اور آخرت میں،

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ

اور وہ آپ سے سوال کرتے ہیں یتیموں کے بارے میں، آپ فرما دیجئے کہ اصلاح کرنا ان کے لئے بہتر ہے اور اگر ان کا خرچ آپس میں ملا لو

فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ

تو وہ تمہارے بھائی ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ تم میں مفسد کون ہے مصلح کون ہے اور اللہ چاہتا تو تم کو مشقت میں ڈال دیتا،

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾

بے شک اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

۲۱۹۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ۔ (آپ سے اے محمد (ﷺ) یہ لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں ان سے کہہ دو۔ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں۔ اور ان کے فائدے سے انکا گناہ بڑا ہے اور آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں کہہ دو۔ جو ضرورت سے زیادہ ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ تم غور کرو)۔ شراب کے متعلق چار آیات اتریں۔ مکہ شریف میں نمبرا۔ سورۂ نحل ومن ثمرات النخیل والا عناب تتخذون منه سکرا ورزقا حسنا۔ مسلمان شراب کو استعمال کرتے تھے اور اس وقت حلال بھی تھی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں شراب کے بارے میں فتویٰ دیں۔ یہ عقل کو دور کرنے والی اور مال سلب کرنے والی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

**واقعۂ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ:**

نمبر۲۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ۔ پھر کچھ لوگوں نے تو شراب پینی چھوڑ دی۔ جبکہ دوسرے استعمال کرتے رہے



BestUrduBooks.wordpress.com

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ایک دن دوستوں کی جماعت کو دعوت دی انہوں نے شراب پی اور نشہ چڑھ گیا۔ نماز کا وقت آ گیا۔ تو ان میں سے کسی نے امامت کروائی۔ تو قل یاایہا الکفرون لا اعبد کو اعبد ماتعبدون پڑھ دیا۔ اس پر یہ آیت اتری۔

## واقعۂ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ:

نمبر۳۔ لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى۔ النساء آیت نمبر ۴۳ اب اس کے بعد پینے والوں کی تعداد کم ہوگئی۔ پھر حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے دوستوں کی ایک جماعت کو بلایا۔ جب انہوں نے شراب پی اور اس کا نشہ چڑھا۔ تو ایک دوسرے سے جھگڑے اور باہمی مار پٹائی ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا بَيَانًا شَافِيًا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت۔
نمبر۴۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ۔ تا۔ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ اتاری۔ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۹۰۔ ۹۱ اس آیت کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلا۔ انتھینا انتھینا یا رب اے ہمارے رب ہم باز آئے باز آئے۔

## ارشاد حضرت علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر ایک قطرہ شراب کنوئیں میں گر جائے پھر اس کی جگہ منارہ بنایا جائے۔ میں علی اس پر اذان نہ دوں گا۔ اور اگر دریا میں قطرہ گر جائے پھر وہ دریا خشک ہو جائے اور اس میں گھاس اُگ آئے تو میں اس کو اپنے جانوروں کو نہ چراؤں گا۔ خمر۔ انگور کا شیرہ جو گاڑھا ہو جائے جھاگ نکالے اصل میں خمرہ خمراً مصدر پر اسمیت کا معنی غالب آ گیا۔ اس نے ڈھانپا ڈھانپنا۔ شراب بھی عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔

## میسر کا مآخذ:

المیسر۔ کا معنی ہے جُوَا یہ یسر سے مصدر ہے جیسا موعد اپنے فعل سے۔
کہا جاتا ہے۔ یسرتہ۔ جبکہ اس سے جوا کھیلے۔ اور ایسر سے مشتق ہے۔ کیونکہ دوسرے کا مال اس میں سہولت و آسانی بغیر محنت و تھکاوٹ کے حاصل کر لیتا ہے یا ایسار سے مشتق ہے گویا اس کے بائیں ہاتھ نے یہ مال چھین لیا ہے۔ جوئے کی صورت حال اس طرح تھی ان کے ہاں دس تیر تھے۔ جن پر خطوط تھے۔ اور وہ درج ذیل تھے۔

## جوئے کے تیر:

نمبر۱۔ الفذ اس کا ایک حصہ تھا۔ نمبر۲۔ التوام اس کے دو حصے تھے۔ نمبر۳۔ الرقیب اس کے تین حصے تھے۔ نمبر۴۔ الحلس اس کے چار حصے تھے۔ نمبر۵۔ النافس اس کے پانچ حصے تھے۔ نمبر۶۔ المسبل اس کے چھ حصے تھے۔ نمبر۷۔ المعلیٰ اس کے سات حصے تھے۔ تین تیر بلا علامت تھے ان کا کوئی حصہ نہ تھا۔ نمبر۱۔ المنیح نمبر۲۔ السفیح۔ نمبر۳۔ الوغد وہ ان تمام تیروں کو ایک تھیلے میں ڈالتے۔ اور ایک عادل آدمی کے ہاتھ پر رکھ دیتے۔ پھر وہ ان تیروں کو حرکت دیتا۔ اور اپنا ہاتھ تھیلے میں ڈال کر ہر آدمی کے نام پر باری باری ایک ایک تیر نکالتا جاتا۔ جس کا تیر ان تیروں میں سے نکلتا جن کے حصے مقرر تھے۔ وہ مقررہ حصے لے لیتا۔ اور جس کا ایسا تیر نکلتا جن کے حصے مقرر نہ تھے وہ کچھ وصول نہ کرتا۔ بلکہ سارے اونٹ کی قیمت بطور تاوان دیتا۔ وہ حصے وصول



BestUrduBooks.wordpress.com

کرنے والے اپنے حصے فقراء پر بانٹ دیتے۔اس میں سے خود کچھ بھی استعمال نہ کرتے اور اس پر فخر کرتے اور جو اس میں داخل نہ ہوتا۔اس کی مذمت کرتے۔قمار کی تمام اقسام۔نرد۔شطرنج وغیرہ اسی کے حکم میں ہیں۔

## لین دین کے متعلق سوال:

وہ آپ سے ان کے لین دین کے متعلق سوال کرتے ہیں۔آپ فرما دیں۔قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ (کہ ان میں گناہ بہت بڑا ہے اور لوگوں کے کچھ فائدے بھی ہیں)۔باہمی جھگڑے اور گالم گلوچ کی وجہ سے اور فحش گوئی اور جھوٹ کی وجہ سے۔

قراءت: حمزہ اور علی رحمہما اللہ نے کبیر کی جگہ کثیر پڑھا ہے۔

ومنافع للناس سے مراد تجارت خمر کے فوائد اور پینے کی لذت اور جوئے میں فقراء کا نفع یا مال بلا محنت کے میسر آ جانا۔وَاِثْمُهُمَآ۔ ان کے لین دین کے گناہ کی سزا۔اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔وہ ان دونوں کے فائدے سے بہت بڑھ کر ہے۔کیونکہ شرابی اور جوا باز طرح طرح کے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ۔وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو فرما دیں جو بچ رہے۔عفو زائد کو کہتے ہیں۔یعنی تم وہ خرچ کرو۔جو ضرورت سے بچا ہوا ہو۔ابتدائے اسلام میں تمام زائد مال کا خرچ کرنا فرض تھا کھیتی والے کو اپنا سال کا خرچہ رکھ کر مہینے کے بعد زائد کے خرچ کر ڈالنے کا حکم تھا۔

جب آیت زکوٰۃ نازل ہوئی۔تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

نحو و قراءت: ابو عمرو نے اس کو ضمہ کے ساتھ اَلْعَفْوُ پڑھا ہے جنہوں نے اس کو نصب دیا تو انہوں نے ''مَاذَا'' کو ایک اسم قرار دے کر ینفقون سے منصوب بنایا ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے قل ینفقون العفو۔ نحو: اور جنہوں نے رفع پڑھا انہوں نے مَا کو مبتدا اور ذا کو صلہ سمیت اس کی خبر بنایا ہے ذا یہاں الّذی کے معنی میں ہے ینفقون یہ ذا کا صلہ ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ما الذی ینفقون؟ تو اس کے جواب میں العفو لایا گیا۔یعنی ھو العفو۔تو جواب کو سوال والا اعراب دے دیا۔تاکہ سوال و جواب میں مطابقت ہو۔

كَذٰلِكَ۔کاف یہ موضع نصب میں مصدر محذوف کی صفت ہے یعنی تَبْيِيْنًا مِّثْلَ هٰذَا التَّبْيِيْنَ۔ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ۔اللہ تعالیٰ اپنی آیات کھول کر بیان کرتے ہیں۔تاکہ تم سوچ و بچار کرو۔

## تفسیر آیت ۲۲۰:

فِي الدُّنْيَا۔(دنیا میں) یعنی دنیا کے معاملے میں۔

وَالْاٰخِرَةِ (اور آخرت میں) فی یہ یتفکرون سے متعلق ہے۔یعنی تم دونوں جہانوں کے متعلق غور و فکر کرو۔اور ایسے اعمال کرو۔جو تمہارے لئے نہایت درست ہوں۔یا دونوں جہانوں کے متعلق سوچ و بچار کرو اور ان میں جو باقی رہنے والا ہے اور کثرت منافع والا ہے اس کو ترجیح دو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

دوسرا قول: یہ ہے کہ یبین کے متعلق بھی ہوسکتا ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی۔

یبین لکم الأیات فی امر الدارین وفیما یتعلق بھما اور وہ تمہارے لئے اپنی آیات دونوں جہانوں کے سلسلے میں اور جو چیزیں ان سے متعلق ہیں واضح طور پر بیان کرتے ہیں۔لعلکم تتفکرون۔تا کہ تم سوچ بچار کرو۔جب یہ آیت نمبر۱۰ سورۃ نساء ان الذین یاکلون اموال الیتمٰی ظلما اتری تو کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے یتامٰی سے علیحدگی اختیار کر لی۔اور ان سے میل جول چھوڑ دیا۔اور ان کے مالوں کی نگرانی ترک کر دی۔اور اس بات کا تذکرہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔تو یہ آیت اتری۔

## مداخلت برائے احتیاج:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ۔(وہ آپ سے یتیموں کے بارے سوال کرتے ہیں تم کہہ دو اصلاح کرنا ان کے لئے بہتر ہے)یعنی ان کے معاملات میں اور اموال میں اصلاح کی خاطر مداخلت الگ تھلگ ہو جانے سے بہتر ہے۔

وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ (تم ان سے میل جول کرو)اور علیحدگی اختیار مت کرو۔

فَاِخْوَانُكُمْ۔(پس وہ تمہارے دینی بھائی ہیں)اور بھائی کا حق ہے کہ دوسرے بھائی کے ساتھ مل جل کر رہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔(اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے ان کے اموال میں بگاڑ پیدا کرنے والے کا ان کی اصلاح کرنے والے سے)پس مداخلت کے مطابق بدلہ دے گا۔پس احتیاط کرو اور اصلاح کے علاوہ اور کوئی چیز مت تلاش کرو۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ۔(اور اگر اللہ تعالیٰ کو تمہاری تنگی منظور ہوتی)

لَاَعْنَتَكُمْ۔(تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا)تمہیں مشقت اٹھوا کر اور تنگی میں مبتلا کرتا۔اور شرکت کو مطلق مباح نہ کرتا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ۔(بے شک اللہ تعالیٰ زبردست)یعنی غالب ہے وہ اپنے بندوں پر مشقت ڈالنے کی قدرت رکھتا ہے اور تنگی میں مبتلا کرنے کی۔

حَكِيْمٌ۔(حکمت والا ہے)وہ وسعت کے مطابق اور طاقت کے لحاظ سے حکم دیتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ

اور نکاح نہ کرو مشرک عورتوں سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں، اور البتہ ایمان والی باندی بہتر ہے مشرک عورت سے اگرچہ

اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ

وہ تمہیں اچھی لگے، اور نہ نکاح کرو اپنی عورتوں کا مشرکین سے جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں، البتہ ایمان والا غلام بہتر ہے

مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ

مشرک سے اگرچہ وہ تمہیں اچھا لگے، یہ لوگ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف، اور اللہ

يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ

بلاتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے، اور اللہ بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اپنی آیات تاکہ وہ نصیحت

۲۷ ع۵ ۱۱ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٢١﴾

حاصل کریں۔

۲۲۱۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ (اور مشرکہ عورتیں جب تک ایمان نہ لائیں۔ ان سے نکاح نہ کرو۔ اور البتہ مؤمنہ لونڈی مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھی معلوم ہو۔ اور نہ نکاح کرو مشرک مردوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے بہت بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند آئے۔ یہ دوزخ کی طرف بلانے والے ہیں۔ اور اللہ جنت اور مغفرت کی طرف بلاتے ہیں۔ اپنے حکم سے اور اپنے احکام لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کرتے ہیں۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں)۔

شانِ نزول: جب مرثد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آیا وہ عناق مشرکہ سے نکاح کرے۔ تو یہ آیت اتری۔

## تفسیر آیت ۲۲۱:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ تم مشرکہ عورتوں سے نکاح مت کرو۔ جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔ نکح کا معنی خود نکاح کرنا اور انکح نکاح کروانا۔

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ؕ۔ مؤمنہ لونڈی بہت بہتر ہے مشرکہ سے خواہ وہ تمہیں زیادہ بھائے یعنی اگرچہ حالت یہ ہو کہ مشرکہ تمہیں پسند ہو اور تم اس سے محبت کرتے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى

اور وہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ وہ گندگی ہے، سو تم علیحدہ رہو عورتوں سے حیض

الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ

کے زمانہ میں، اور ان کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پھر وہ جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ

مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ

جس جگہ سے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ پسند فرماتا ہے خوب توبہ کرنے والوں کو، اور پسند فرماتا ہے خوب پاکیزگی

الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝۲۲۲

اختیار کرنے والوں کو۔

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ ۔ نہ نکاح کر کے دو مشرکین کو۔ یعنی کسی مسلمہ کا نکاح ان سے مت کرو۔

امام زجاج رحمہ اللہ نے اسی طرح کہا۔

## جامع العلوم:

نے فرمایا۔ یہاں ایک مفعول کو حذف کیا گیا ہے۔

تقدیر عبارت یہ ہے: وَلَا تُنْكِحُوا هُنَّ الْمُشْرِكِيْنَ کہ نہ نکاح کر کے دوان مسلمات کا مشرکین کو۔ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ۔ یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور مومن غلام بہت بہتر ہے مشرک سے اگر چہ وہ تمہیں پسند آئے۔

اُولٰٓئِكَ اس میں ماقبل کی علت بیان کی گئی اور اس کا مشار الیہ مشرکہ عورتیں اور مشرک مرد ہیں۔

## ان سے رشتہ قطع کریں:

يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ۔ (وہ آگ کی طرف دعوت دینے والے ہیں) یعنی اس کفر کی طرف دعوت دینے والے ہیں جو اہل نار کا عمل ہے پس وہ اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ ان سے دوستی نہ کی جائے۔ اور نہ ان سے دامادی کا رشتہ قائم کیا جائے۔

## ان سے موالات واجب ہے:

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ ۔ (اور اللہ تعالیٰ جنت و مغفرت کی طرف دعوت دینے والے ہیں) اور جو چیز انکی طرف پہنچانے والی ہو یہی وہ لوگ ہیں جن کی موالات واجب ہے اور انکی مصاہرت درست ہے۔ بِاِذْنِهٖ۔ اپنے اذن سے یعنی اپنے علم سے یا اپنے حکم سے۔ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ اور اپنی آیات کھول کر بیان کرتے ہیں۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

۲۲۲۔ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا



BestUrduBooks.wordpress.com

تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ اور وہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں' آپ فرما دیجئے کہ وہ گندگی ہے۔ سو تم علیحدہ رہو عورتوں سے حیض کے زمانہ میں' اور ان کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں' پھر وہ جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جس جگہ سے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ پسند فرماتا ہے خوب توبہ کرنے والوں کو اور پسند فرماتا ہے خوب پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو۔

شانِ نزول: اہل عرب حائضہ عورتوں کے ساتھ کھاتے پیتے نہ تھے۔ اور نہ ہی ان کے ساتھ رہائش رکھتے جیسا کہ یہود مجوس کرتے۔ حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق سوال کیا۔ یا رسول اللہ! حیض کی حالت میں عورتوں سے کس طرح معاملہ کریں؟ پس یہ آیت اتری۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ (وہ آپ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں) المحیض۔ یہ مصدر میمی ہے کہا جاتا ہے۔ حاضت حیضًا۔ اس کو حیض آیا حیض آنا۔ جیسے جاء مجیئًا۔

قُلْ هُوَ اَذًى۔ (کہہ دیں وہ ناپاکی ہے)۔ یعنی حیض گندگی ہے اور صحبت کرنے والے کو ایذاء دیتی ہے۔

## اعتزالِ عورت کا دائرہ:

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ (تم عورتوں سے حیض میں الگ رہو) یعنی ان سے پرہیز کرو۔ یعنی مجامعت نہ کرو۔ یہ بھی کہا گیا کہ نصاریٰ ان سے مجامعت میں حیض کی پرواہ نہ کرتے۔ اور یہود ان سے بالکل علیحدگی اختیار کرتے پس اللہ تعالیٰ نے دونوں کے درمیان میں میانہ روی کا حکم دیا۔

مَسْئَلَہ: امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک ازار کے نیچے والے حصہ سے پرہیز کرے۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک فقط شرمگاہ سے پرہیز واجب ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ خون کے نشان یعنی شرمگاہ سے بچے۔ اور اس کے لئے بقیہ جسم میں اختیار ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ۔ (ان کے قریب نہ جاؤ) یعنی مجامعت مت کرو۔ یا ان کی مجامعت کے قریب نہ جاؤ۔

حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۔ (یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں)

اختلافِ قراءت: حفص کے علاوہ کوفی قراء کے نزدیک تشدید کے ساتھ ہے۔ یعنی وہ غسل کرلیں اور یہ اصل میں یتطهرن۔ تاء۔ طاء کو قرب مخرج کی وجہ سے ادغام کرلیا۔ دیگر قراء نے يَطْهُرْنَ۔ تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے اسکا معنی خون کا منقطع ہونا ہے۔

مَسْئَلَہ: دونوں قراءتیں دو آیات کی طرح ہیں ہم نے دونوں پر عمل کرتے ہوئے کہا۔ کہ دم حیض کے اکثر دن گزر جانے پر اگر خون منقطع ہو گیا۔ اور اگر عورت نے غسل نہیں بھی کیا۔ تو مرد اسکے قریب جا سکتا ہے قراءت تخفیف کا یہ تقاضا ہے اور اگر خون قلیل دنوں میں منقطع ہو گیا۔ تو جب تک عورت غسل نہ کرے اس کے قریب نہ جائے۔ یا اس پر ایک وقت نماز کا نہ گزر جائے۔ تا کہ انقطاع بالیقین ثابت ہو جائے۔ اس طرح قراءت تشدید پر عمل ہو گیا۔ اور اس پر محمول کرنا آیت کا یہ اس کے عکس پر محمول کرنے سے اولیٰ ہے۔ کیونکہ عکس کی صورت میں ایک پر عمل کا ترک لازم ہو گا۔ جمع نہ کیا جا سکے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں مرد اس وقت تک قریب نہیں جا سکتا۔ جب تک خوب طہارت حاصل نہ کرے۔ اور ان کی دلیل یہ آیت: فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں، سو تم اپنی کھیتی میں آ جاؤ جس طرف سے ہو کر چاہو اور تم اپنی جانوں کے لئے آگے بھیج دو،

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٢٣﴾

اور اللہ سے ڈرو، اور جان لو کہ بلاشبہ تم اس سے ملاقات کرنے والے ہو، اور مومنین کو خوشخبری سنا دو۔

## امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں صورتِ جمع:

آنے کا مطلب ان سے جماع کرنا ہے۔ پس اس طرح انہوں نے دونوں آیات کو جمع کیا۔

مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۔ (جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا) یعنی ان مقامات سے جہاں سے اس نے تمہیں آنے کا حکم دیا۔ اور اس کو حلال کیا اور وہ شرمگاہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ ۔ (بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں) توابین سے مراد ممنوعات کے ارتکاب سے رجوع کرنے والے یا اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والے خواہ وہ غلطی پر غلطی کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی پہچان یہ ہے کہ اس کی عظیم معافی کے سبب مایوس نہ ہو۔

وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔ (اور خوب پاکیزگی والوں کو پسند کرتے ہیں) یعنی پانی سے پاکیزگی اختیار کرنے والے یا عورتوں کے ساتھ دبر میں وطی سے بچنے والے ہیں۔ یا حیض میں جماع سے بچنے والے یا فواحش سے بچنے والے ہیں۔

شانِ نزول: یہود کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی اپنے اہل کے ساتھ بیٹھ کر وطی کرے تو لڑکا بھینگا پیدا ہوگا تو یہ آیت اتری۔

## مقصودِ جماع بقائے نسل ہے:

۲۲۳۔ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۔ (تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں) یعنی کھیتی کے مقامات ہیں۔ اور یہ مجاز ہے عورتوں کو کھیتیوں سے تشبیہ دی۔ اس لئے کہ ان کے رحموں میں نطفے ڈالے جاتے ہیں جو نسل کے لئے بمنزلہ بیج ہے اور لڑکا بمنزلہ نبات کے ہے دراصل نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ یہ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ کا بیان اور توضیح بن گئی۔ یعنی وہ مقام جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا۔ وہ مقام کھیتی ہے مقام گندگی نہیں۔ اس سے درحقیقت متنبہ کر دیا کہ مجامعت کا مقصد قضائے شہوت نہیں بقائے نسل ہے پس ایسے مقامات سے آؤ جس سے یہ مقصد متعلق ہے۔

فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۔ (اپنی کھیتی میں آؤ جیسے تم چاہو) یعنی ان سے جماع کرو جب چاہو۔ یا جس طرح چاہو۔ آؤ بیٹھ کر۔ یا چت لیٹ کر یا پہلو کے بل لیٹ کر مگر آنے کا مقام ایک ہی ہے۔ وہ مقام حرث ہے۔

یہ درحقیقت تمثیل ہے یعنی تم ان کے پاس آؤ جیسا تم اپنی اراضی جن میں تم کاشت کرنا چاہتے ہو جس طرف سے آتے ہو کوئی ایک طرف مخصوص نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ

اور اپنی قسموں کے ذریعہ نیکی کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے اور لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کے لئے اللہ کو آڑ نہ بناؤ

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾

اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

## بلاغت:

ان آیات میں لطیف کنایات اور خوبصورت تعریضات ہیں۔

## تعلیم آداب:

ھوا ذی فاعتزلوا النساء۔ من حیث امرکم اللّٰہ۔ فاتوا حرثکم انّٰی شئتم۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان آداب کو اختیار کرے۔ اپنے محاورات اور مکاتبات میں بتکلف یہ انداز اختیار کرے۔

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۔(اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجو) یعنی جن اعمال صالحہ کا مقدم کرنا ضروری ہے اور ممنوعات کی مخالفت سے بچو یا اولاد طلب کرو یا اس سے مراد وطی ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔(اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو) یعنی ممنوعات پر جرأت مت کرو۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۔(اور یقین کر لو بے شک تم اس کو ملنے والے ہو) یعنی تم اس کی طرف جانے والے ہو پس اس کی ملاقات کی تیاری کرو۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔(اور ایمان والوں کو خوش خبری دے دو) ثواب کے ساتھ اے محمد ﷺ۔

## عجیب نکتہ:

تین مرتبہ يَسْئَلُوْنَكَ بغیر واؤ کے آیا۔ پھر تین مرتبہ واؤ کے ساتھ لایا گیا۔ کیونکہ پہلے تین حوادث کے متعلق سوال گویا متفرق حالات میں پیش آیا اس لئے حرف عطف نہیں لایا گیا کیونکہ ہر سوال ابتدائی سوال تھا اور پچھلے حوادث کے متعلق سوال ایک ہی وقت میں پیش آئے اس لئے واؤ جمع کا ان کے درمیان لایا گیا۔

۲۲۴۔ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔(اور نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کو روکنے والا اپنی قسموں کا کہ تم نیکی کرو گے۔ اور تقویٰ اختیار کرو گے اور اصلاح کرو گے لوگوں کے درمیان اور اللہ تعالیٰ سننے والے اور جاننے والے ہیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## عرضہ کی تفسیر:

العُرضه۔بروزن فُعلہ بمعنی مفعول ہے جیسا قبضہ بمعنی مقبوض۔اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی چیز کے لئے رکاوٹ بنے۔یہ عرض العود علی الاناء سے لیا گیا ہے جولکڑی اس برتن سے آڑ اور رکاوٹ بن جائے۔جیسے تم کہتے ہو۔عرضة دون الخیر۔فلاں آدمی بھلائی کے راستہ میں رکاوٹ ہے بعض لوگ صلہ رحمی کے بعض کاموں پر قسم اٹھاتے یا اصلاح رشتہ داری کرنے کی قسم کھا لیتے یا کسی پر احسان نہ کرنے کی یا عبادت نہ کرنے کی۔پھر کہتے۔

اخاف اللّٰہ ان احنث فی یمینی۔میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں کہ میری قسم ٹوٹ جائے پس وہ نیکی کو اس لئے چھوڑتا ہے اپنی قسم میں نیکی کا ارادہ کر کے۔

## قسم سے متعلق قسم کو چھوڑنا:

پس ان کو کہہ دیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔یعنی اس چیز کے لئے رکاوٹ نہ بناؤ اس چیز کو جس پر قسم اٹھائی ہے اور محلوف علیہ کو یمین کہا کیونکہ وہ قسم سے متعلق ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی چیز پر قسم اٹھائے پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر دیکھے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔(احمد'نسائی) تو اس شیٔ کو یمین کہا گیا۔

اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ۔(کہ تم نیکی نہ کرو گے اور تقویٰ اختیار نہ کرو گے اور لوگوں کے مابین اصلاح نہ کرو گے)۔

## لام کی دو قسمیں:

جملہ لایمانکم کا عطف بیان ہے یعنی للا مور المحلوف علیها التی هی البر والتقوی والاصلاح بین الناس۔یعنی وہ امور جن پر قسم اٹھائی گئی ہے وہ بر تقویٰ اور اصلاح بین الناس ہے اور لام فعل سے متعلق ہے۔یعنی ولا تجعلوا اللّٰہ عرضة لایمانکم نہ بناؤ اللہ کو اپنی قسموں کے لئے پردہ۔

دوسرا قول: لام تعلیل کے لئے بھی ہو سکتا ہے اور ان تبروا فعل سے متعلق ہو یا عرضة سے متعلق ہو یعنی ولا تجعلوا اللّٰہ لاجل ایمانکم به عرضة لان تبروا۔اللہ تعالیٰ کی قسموں کو لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے سے تم آڑ نہ بناؤ کہ تم قسم کھا لو کہ فلاں کے ساتھ سلوک نہ کرو گے۔

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ۔(اور اللہ سننے والے ہیں) تمہاری قسموں کو۔عَلِيْمٌ۔(اور جاننے والے ہیں) تمہاری نیات کو



BestUrduBooks.wordpress.com

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ

اللہ تعالیٰ تمہارا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔ تمہاری لغو قسموں کے بارے میں، لیکن مؤاخذہ اس بات پر فرمائے گا جس کا تمہارے دلوں نے

قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾

ارادہ کیا اور اللہ غفور ہے حلیم ہے۔

## تفسیر آیت ۲۲۵:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ ۔(اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہ کرے گا تمہاری قسموں میں بے ہودہ قسموں پر)

اللّغو ۔وہ بے ہودہ اور نکمی چیز جس کا اعتبار نہ ہو خواہ کلام ہو یا اور کچھ۔

### یمین لغو:

وہ بے ہودہ قسم جس کا قسموں میں اعتبار نہ ہو اور وہ یہ ہے کہ کسی ایسی چیز پر قسم کھائے کہ جس کے متعلق گمان ہو کہ اس نے قسم نہیں اٹھائی اور معاملہ اس کے الٹ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ وہ لغو یمین اٹھانے والے کو سزا نہ دیں گے۔

عندالشافعی رحمہ اللہ ۔ جو زبان پر بلا قصد جاری ہو جائے مثلاً لا واللّٰه وبلٰی واللّٰه

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ ۔(لیکن وہ مؤاخذہ کریں گے) یعنی سزا دیں گے۔

### یمین غموس اور مؤاخذۂ آخرت:

بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۔(اس پر جو کمایا تمہارے دلوں نے) یعنی جو جان بوجھ کر قسم میں جھوٹ بولا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ آدمی ایسی چیز کی قسم جان بوجھ کر کھائے جس کے متعلق جانتا ہو۔ کہ وہ اس کے برخلاف ہے جو وہ کہہ رہا ہے اور یہی یمین غموس ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس آیت سے یمین غموس پر کفارہ کو لازم کیا کیونکہ وہ دل کا کسب ہے۔ عزم اور قصد ہے اور مؤاخذہ یہاں واضح نہیں۔ بلکہ سورۃ المائدہ کی آیت میں واضح ہے۔ پس وہاں کا بیان یہاں کیلئے ہوگا۔

جواب: ہم کہتے ہیں اور وہ اگلے جہان کا معاملہ ہے اور مؤاخذہ اس جگہ دار ابتلاء سے مقید ہے پس ایک کو دوسرے پر محمول کرنا درست نہیں۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۔(اللہ تعالیٰ بخشنے والے بردبار ہیں) کہ تمہاری لغو قسموں پر مؤاخذہ نہیں کرتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ

جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس جانے کے بارے میں قسم کھا لیتے ہیں، ان کے لئے چار مہینہ کا انتظار ہے پھر اگر رجوع کر لیں تو اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر وہ طلاق کا پختہ ارادہ کر لیں تو بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

## تفسیر آیت ۲۲۶:

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ۔وہ لوگ جو اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لیتے ہیں۔ یؤلون کا معنی قسم اٹھانا ہے اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت ہے۔ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ یہ جار مجرور سے متعلق ہے۔ یعنی للذین کے جیسا تم کہو۔ لك منی نصرة۔ ولك منی معونة۔ اب مطلب یہ ہوا للمؤلین من نساء هم۔ اپنی عورتوں کے بارے میں قسم کھانے والوں کے لئے۔

## ایلاء کی تحقیق:

تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۔(چار ماہ انتظار کرنا ہے) یعنی قسم اٹھانے والے کے لئے ثابت ہوا چار ماہ کا انتظار گویا یہ استقر کے متعلق ہوا۔ یؤلون کے متعلق نہیں کیونکہ وہ آلٰی 'علی سے متعدی ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں آلٰی فلان علی امرأته۔ صحیح محاورہ ہے اگر کسی نے آلٰی فلان من امرأته کہا۔ تو اس آیت کو دیکھ کر غلط وہم کیا ہے۔ البتہ اس طرح کہا جا سکتا ہے۔ یہاں من سے آلٰی کو متعدی اس لئے کیا گیا کیونکہ اس قسم میں بُعد اور دوری کا معنی پایا جاتا ہے گویا تقدیر عبارت اس طرح ہے یبعدون من نساء هم مؤلین وہ دوری اختیار کرتے ہیں اپنی عورتوں سے اس حال میں کہ وہ قسم اٹھانے والے ہیں۔

فَاِنْ فَآءُوْ ۔پس اگر وہ رجوع کریں ان مہینوں میں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں فان فاء و فیهن ہے وہ اس معنی کی تاکید کرتی ہے یعنی وطی کی طرف لوٹ آئیں۔ اور ترک پر اصرار چھوڑ دیں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔(پس اللہ تعالیٰ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں) اسی لئے کفارہ مشروع کیا۔

## تفسیر آیت ۲۲۷:

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ ۔(اگر انہوں نے طلاق کا ارادہ کر لیا) رجوع کو ترک کر کے پس وہ مدت کے اختتام کا انتظار کریں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۔(پس اللہ سننے والا ہے) اس کی قسم والی بات کو۔

## قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

عَلِيْمٌ ۔(اور جاننے والا ہے) اس کی نیت کو۔ دراصل یہ جملہ اصرار علی القسم ترک رجوع پر وعید ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ

اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنی جانوں کو روکے رکھیں تین حیض آنے تک، اور ان کے لئے یہ بات حلال نہیں ہے کہ

يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

جو کچھ اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا فرمایا ہے اسے چھپائیں اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور یوم آخرت

الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ

پر، اور ان کے شوہر ان کے لوٹانے کے زیادہ حقدار ہیں اس مدت کے اندر اگر اصلاح کا ارادہ کریں،

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ

اور عورتوں کے لئے اس جیسا حق ہے جو ان کے اوپر ہے اچھے طریقہ پر، اور مردوں کا ان کے مقابلہ میں درجہ بڑھا ہوا ہے

۲۸ ع ۷ ۱۲ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾

اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

اس کا معنی یہ ہے پس اگر وہ رجوع کرلیں مدت کے گزرنے کے بعد گویا رجوع مدت کے گزرنے کے بعد ہے کیونکہ فاء تعقیب مع الوصل کے لئے ہے۔

## شاندار جواب:

**جواب**: مگر اس کا جواب یہ ہے فان فاء و وان عزموا اور حقیقت للذین یؤلون من نساء هم کی تفصیل ہے۔ اور تفصیل مفصل کے بعد آتی ہے۔ جیسا کہ تم کہو۔

انا نزیلکم هذا الشهر فان احمدتکم اقمت عندکم الی آخره والّا لَمْ اَقُمْ الاریثما أتحول۔ میں اس مہینہ تمہارا مہمان ہوں پس اگر میں تمہاری تعریف کروں تو ہمیشہ تک کے لئے تم میں قیام کروں گا۔ ورنہ قیام نہ کروں گا اور تھوڑی دیر میں کوچ کر جاؤں گا۔

**تفسیر** آیت ۲۲۸: وَالْمُطَلَّقٰتُ۔ (اور طلاق شدہ عورتیں) یعنی مراد مدخول بہا حیض والی عورتیں۔

## امر بصورتِ خبر:

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ۔ (وہ اپنے آپ کو روکیں) یہ خبر ہے جو امر کا معنی دیتی ہے اصل کلام اس طرح ہوگا۔ ولتتربصن المطلقات چاہیے کہ مطلقہ عورتیں انتظار کریں امر کو بصورت خبر لا کر تاکید امر مقصود ہے اور اس بات کی طرف نشان دہی کی گئی کہ یہ ان کاموں میں سے ہے جن کو فی الفور پورا کرنا مناسب ہے گویا ان عورتوں نے اس حکم کو انتظار سے تسلیم کرلیا ہے پس اس کے



BestUrduBooks.wordpress.com

پائے جانے کی خبر دی جا رہی ہے۔ اہل عرب دعا میں اس طرح استعمال کرتے ہیں۔ رحمك الله یہ کلمہ دعائیہ بھی خبر کی صورت میں اسی لئے لایا جاتا ہے۔ کہ قبولیت پر یقین و اعتماد ہوتا ہے گویا رحمت ابھی موجود ہے اور یہ اس کے متعلق خبر دے رہا ہے۔ پھر یہاں مبتداء پر اس کی بنیاد رکھ کر تاکید میں اضافہ کر دیا۔ کیونکہ جملہ اسمیہ دوام و ثبات پر دلالت کرتا ہے بخلاف جملہ فعلیہ کے نیز انفس کا ذکر کر کے ان کو انتظار پر مزید برانگیختہ کیا گیا اور مزید اس پر ابھارا کیونکہ عورتوں کے نفس مردوں کی طرف مائل ہونے والے ہیں۔ پس ان کی ذوات کو حکم دیا۔ کہ وہ اپنے آپ کو ہٹائیں۔ اور طمع پر غالب کریں اور انتظار پر مجبور کریں۔

## قرء بمعنی حیض کی اشارۃ النص سے دلیل:

ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔ (تین حیض) قروء جمع قرء یا قُروء کی اور اس کا معنی حیض ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دعی الصلوة ایام اقراءك (دار قطنی)

تو نماز اپنے حیض کے ایام کی مقدار چھوڑ دو۔ اسی طرح یہ ارشاد طلاق الامة تطلیقتان وعدتها حیضتان۔ (ابوداؤد ترمذی) آپ ﷺ نے طہران نہیں فرمایا اور سورۃ الطلاق آیت نمبر ۴ والّٰئی ینسن من المحیض من نساء کم ان ار تبتم فعدتہن ثلاثة اشهر۔ میں اشهر کو حیض کے قائم مقام قرار دیا گیا۔ اطہار کو قائم مقام قرار نہیں دیا گیا۔ (پس گویا اشارۃ النص سے اس معنی کی تاکید ہوگئی) ان نصوص کے علاوہ دلائل عقلیہ۔

## اس معنی کے تین دلائل عقلیہ:

دلیل عقلی نمبر ۱: عدت کا مقصود استبراء رحم ہے حیض سے رحم کا استبراء حاصل ہوتا ہے نہ کہ طُہر سے اسی بناء پر بالاتفاق لونڈی کے لئے استبراء ایک حیض سے حاصل ہوتا ہے۔

نمبر ۲۔ اگر طہر مراد لیا جائے جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے تو عدت دو قرء اور تیسرے کے کسی قدر حصہ سے ختم ہو جائے پس تین کی عددیت حاصل نہ ہوئی کیونکہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طہر کے آخر میں طلاق دے تو وہ حیض امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں عدت میں پورا شمار کیا جاتا ہے۔ اور وہ اگر اس کو حیض کے آخر میں طلاق دے تو ہمارے ہاں وہ حیض گنتی میں نہ آئے گا اور یہ ظاہر بات ہے کہ تین ایک خاص عدد ہے جو تین سے کم پر بولا نہیں جاتا۔

نمبر ۳۔ محاورۂ عرب ہے اقرأت المرأة جبکہ اس کو حیض آئے اور امرأة مقریء حائضہ عورت

## نحوی تحقیق:

نحو: ثلاثة منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے یعنی یتربصن ثلاثة قروء نمبر ۱۔ یا ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہے یعنی یتربصن مدة ثلاثه قروء نمبر ۲۔ یعنی وہ روکیں اپنے کو مدت تین حیض کے گزرنے تک۔ تمیز جمع کثرت ہے نہ جمع قلت جو کہ اقراء ہے کیونکہ اتساعاً یہ جمعیت میں مشترک ہیں۔ شاید قروء کا لفظ قرء کی جمع کے طور پر اقراء سے زیادہ استعمال ہوتا ہے پس اس کو قلیل الاستعمال پر ترجیح دے کر ذکر کیا گیا۔ کیونکہ قلیل الاستعمال بمنزلہ مہمل کے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کتمان کی مراد:

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ ۔(اوران کے لئے جائز نہیں کہ وہ چھپائیں اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کے رحموں میں پیدا کی ہے ) یعنی حمل یا دم حیض یا دونوں میں سے کوئی ایک اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ عورت اپنے خاوند سے جدائی کا ارادہ رکھتی ہو پس وہ حمل کو چھپائے تاکہ وہ خاوند اس کی طلاق میں وضع حمل تک انتظار نہ کریں۔ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لڑکے کے بارے میں شفقت کرتے ہوئے اس کو رخصت سے گریز کرے۔ یا وہ عورت اپنا حیض چھپائے اور کہے کہ وہ حائضہ ہے حالانکہ وہ طہر میں ہو، تاکہ جلدی طلاق حاصل کرلے۔

اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔(اگر وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں ) یہاں ان کی اس حرکت کو بڑا کر کے پیش کیا گیا۔ کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کی سزا پر ایمان ہو وہ اس کے گناہ پر جرأت نہیں کرتا۔

وَبُعُوْلَتُهُنَّ ۔(اور ان کے خاوند ) البعول جمع بعل ہے تاء جمع مؤنث کے لئے لائی گئی ہے۔

اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ ۔(ان کے لوٹانے کے زیادہ حق دار ہیں ) یعنی ان کے خاوند رجعت کے زیادہ حقدار ہیں۔

## لفظ زوج کی حکمت:

مَسْئَلَہ: اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ طلاق رجعی سے وطی حرام نہیں ہوتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خاوند کو طلاق کے بعد بھی زوجاً کے لفظ سے ذکر فرمایا ہے۔

فِيْ ذٰلِكَ ۔(اس میں ) یعنی مدت انتظار میں۔ مطلب یہ ہے کہ جب آدمی رجوع کا ارادہ کرلے اور عورت انکار کرے تو مرد کی بات کو عورت کی بات پر ترجیح دی جائے گی۔ اور مرد اس بات کا زیادہ حقدار ہے اس بناء پر نہیں کہ اس کو رجوع کا حق ہے۔

اِنْ اَرَادُوْٓا ۔(اگر وہ ارادہ کریں ) یعنی رجوع کا۔

اِصْلَاحًا ۔(درستگی کا ) اپنے اور ان کے مابین۔ اور ان پر احسان کا ارادہ رکھتے ہوں۔ ان کو نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو۔

## طرفین کے حقوق وفرائض:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ (اور ان عورتوں کا حق ہے اسکی مثل جیسا عورتوں پر ہے ) یعنی ان عورتوں کا مردوں پر حق لازم ہے جیسے مہر ونفقہ اور حسن معاشرت اور ترک مضرت وغیرہ اسکی مثل جو خاوندوں کا ان عورتوں پر لازم ہے جیسے ناپسند باتوں سے روکنا اور اچھی باتوں کا حکم دینا۔

## بالمعروف سے مماثلت فی الاصلاح مراد ہے:

بِالْمَعْرُوْفِ ۔(دستور کے موافق ) یعنی اس انداز سے جو شریعت و عادات میں نامناسب خیال نہیں کیا جاتا۔ یہاں مماثلت سے جنس فعل میں مماثلت مراد نہیں بلکہ ایک دوسرے کے حقوق ذمہ ہونے اور اصلاح و درستی اختیار کرنے میں مماثلت مراد ہے۔

پس مرد پر لازم نہیں کہ جب عورت اس کے کپڑے دھوئے یا اس کے لئے کھانا تیار کرے تو وہ مرد بھی اسی طرح اس کے لئے کرے۔ بلکہ اس کے بالمقابل وہ کام کرے جو مردوں کے لائق ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا

طلاق دو مرتبہ ہے پھر روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ، یا چھوڑ دینا ہے اچھے طریقہ پر، اور

يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا

تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ تم کچھ بھی لے لو اس مال میں سے جو تم نے ان کو دیا ہے۔ مگر اس صورت میں کہ میاں بیوی اس بات سے ڈرتے ہوں کہ حدود اللہ

يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ

قائم نہ رکھ سکیں گے، سو اگر تم لوگوں کو یہ ڈر ہو کہ وہ دونوں اللہ کے حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے، تو کوئی گناہ نہیں

عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ

ان دونوں پر اس بارے میں کہ عورت اپنی جان کا بدلہ دے دے، یہ اللہ کے حدود ہیں۔ سو تم ان سے آگے مت بڑھو۔ اور جو کوئی

يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ

شخص اللہ کے حدود سے آگے بڑھ جائے تو ایسے لوگ ظلم کرنے والے ہیں، پھر اگر اس کو طلاق دے دی تو اس کے لئے اس کے بعد حلال نہ

لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ

ہوگی یہاں تک کہ اس شوہر کے بعد کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ سو اگر اس نے طلاق دے دی تو ان دونوں پر کوئی

عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ

گناہ نہیں کہ پھر آپس میں رجوع ہو جائیں۔ اگر دونوں کو اس بات کا گمان ہو کہ اللہ کے حدود قائم رکھیں گے اور یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

اللہ کی حد بندیاں ہیں وہ انہیں بیان فرماتا ہے ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔ (اور مردوں کو ان پر درجہ حاصل ہے) یعنی زائد حق ہے اور اس کے معاملات کی ذمہ داری میں افضلیت ہے اگرچہ لذت و استمتاع، انفاق، ملک نکاح میں دونوں شریک ہیں۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ (اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں) اس کے معاملات پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

حَكِيْمٌ (حکمت والے ہیں) وہ اسی بات کا حکم فرماتے ہیں۔

## تفسیر آیت ۲۲۹:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ (طلاق (رجعی) دوبار ہے) الطلاق بمعنی التطلیق یعنی طلاق دینا ہے جیسے السلام بمعنی تسلیم۔ مطلب یہ ہے کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

شرعی طلاق ایک طلاق کے بعد طلاق متفرق طور پر دینا ہے۔ نہ کہ اکٹھی اور نہ ایک ہی لفظ سے مرتین سے مراد تثنیہ نہیں بلکہ دفعہ (مرتبہ) مراد ہے۔ جیسے سورۂ ملک آیت نمبر ۴ میں ثم ارجع البصر کرتین یعنی کرّۃً بعد کرّۃٍ ایک مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ ہے نہ کہ دو مرتبہ۔

## طلاقِ بدعت:

مَسْئَلَہ: اس آیت میں ہماری دلیل ہے۔ دو طلاقوں اور تین کو اکٹھا ایک ہی طہر میں دینا بدعت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں الگ الگ کر کے دینے کا حکم دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظاہر میں اگرچہ یہ خبر ہے مگر یہ امر ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی خبر میں تخلف لازم آتا ہے اس لئے کہ طلاق اکٹھی بسا اوقات پائی جاتی ہے۔

ایک قول: یہ بھی ہے کہ ایک انصاریہ نے عرض کیا۔ میرے خاوند نے کہا ہے کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں پھر رجوع کرتا رہوں گا۔ پس یہ آیت اتری۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ کہ طلاق رجعی تو دو بار ہے کیونکہ تیسری طلاق کے بعد رجوع نہیں۔

بِمَعْرُوْفٍ۔ پھر دستور کے موافق رکھنا ہے یعنی رجوع کر کے مطلب یہ ہے کہ تم پر دستور کے موافق رو کے رکھنا لازم ہے۔

اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ (یا حسن سلوک سے رخصت کر دے) یعنی اس سے رجوع نہ کرے۔ یہاں تک کہ عدت سے بائنہ ہو جائے۔

## تیسری طلاق اور خلع:

دوسرا قول: یہ ہے کہ اس کو تیسری طلاق تیسرے طہر میں دے دے۔ یہ آیت جمیلہ اور ان کے خاوند ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں اتری۔ جمیلہ ان کو ناپسند کرتی تھی۔ جبکہ ثابت اس سے محبت کرتے تھے۔ ثابت نے ان کو مہر میں ایک باغ دے رکھا تھا۔ پس جمیلہ نے وہ باغ واپس کر کے ان سے خلع کر لیا۔ اسلام میں یہ سب سے پہلا خلع تھا (تفسیر طبری صفحہ ۲۶۱/۴ جلد ۲)

وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ۔ (اور تمہارے لئے جائز نہیں ہے) اے خاوندیا اے حکام کیونکہ فیصلے کے وقت وہی لینے دینے کا حکم کرنے والے ہوتے ہیں اس لئے انہی کو خود لینے، دینے والے کہہ دیا گیا۔

اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ شَیْئًا۔ (کہ تم لو اس میں سے کچھ جو کہ تم اُنہیں دے چکے ہو) یعنی اس میں سے جو مہر تم ان کو دے چکے ہو۔

اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ۔ (مگر جب دونوں کو خوف ہو کہ وہ دونوں خدائی قوانین پر قائم نہ رہ سکیں گے) یعنی مگر یہ کہ میاں بیوی، جان لیں کہ ازدواجی زندگی برقرار رکھنے میں حقوق زوجیت میں حدود اللہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے اس لئے کہ بیوی کی بداخلاقی اور نافرمانی ظاہر ہو چکی۔

فَاِنْ خِفْتُمْ۔ (پس اگر تمہیں ڈر ہو) یعنی اے حکام۔ یہ بھی جائز ہے کہ اول خطاب ازواج کو ہو اور دوسرا حکام کو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حدود اللہ کی مخالفت :

اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا ۔ ( کہ وہ دونوں اللہ کے قوانین کی پابندی نہ کرسکیں گے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں ) یعنی نہ مرد پر لینے کا گناہ اور نہ عورت پر دینے کا گناہ۔
فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۔ (اس چیز میں جو وہ عورت اپنے خاوند کو فدیہ میں دے ) یعنی اس چیز کے دینے میں جس سے وہ اپنی جان چھڑا لے۔ اور جو مہر اس کو ملا ہے اس کے بدلے میں اپنے خاوند سے خلع کرے۔

## نحو و قراءت :

حمزہ ٗ یعقوب ابو جعفر رحمہم اللہ نے الا ان یخافا کو مبنی للمفعول پڑھا ہے۔ جبکہ دیگر قراء نے قراءت حفص کی طرح مبنی للفاعل ہی پڑھا ہے۔
اور الا یقیما یہ بمعنی صلہ یخافا کی ضمیر تثنیہ سے بدل الاشتمال ہے۔ مثلاً خیف زیدترکه اقامة حدود اللّٰه۔ زید سے چھوڑنے کا خطرہ ہوا یعنی اللہ تعالیٰ کی حدود کا قیام۔
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۔ ( یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں ) پس تم ان سے تجاوز نہ کرو۔ یعنی انکی مخالفت کر کے تجاوز نہ کرو۔
وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ ( جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے بڑھتے ہیں وہی ظالم ہیں ) یعنی اپنے نفسوں کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔

## تفسیر آیت ۲۳۰ :

فَاِنْ طَلَّقَهَا ۔ (پس اگر اس نے عورت کو طلاق دے دی ) یعنی تیسری بار۔ دو بار کے بعد۔

## خلع طلاق بدل :

**سوال** : خلع ہمارے نزدیک طلاق ہے اور ایک قول امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی ہے۔ تو اس طرح یہ چوتھی طلاق بن گئی۔
**جواب** : خلع طلاق بالبدل ہے (اور پہلی دو جو مذکور ہوئیں وہ بلا بدل ہیں ) پس یہ تیسری طلاق ہوئی۔ اور یہ اسی کا بیان ہے یعنی اگر اس نے تیسری طلاق بالبدل دے دی۔ تو اس سے تحلیل کا حکم اس طرح ہے۔
فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ ۔ (تو اب اس کے بعد وہ اسکے لئے حلال نہیں ہے ) یعنی تیسری طلاق کے بعد۔ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ ۔ ( جب تک کہ شوہر ثانی کے نکاح میں نہ آئے ) یعنی اس وقت تک جبکہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔ نکاح کی اسناد عورت کی طرف کی جاتی ہے۔ جیسے مرد کی طرف جیسے تزوج کا لفظ ہے۔ اس میں دلیل ہے۔ کہ نکاح عورت کی تعبیر سے بھی منعقد ہو جائے گا۔ اور وطی کی قید حدیث عسیلہ سے لگائی ہے۔ جیسا اصول فقہ میں معروف ہے۔
نکتہ : جب خاوند نے فراق کا اقدام کیا اور شرمندگی سے نکلنے کیلئے کوئی راستہ باقی نہ رہنے دیا تو عورت کو دوسرے خاوند کے دخول کے بغیر حلال نہ قرار دیا گیا۔ جب اس نے دخول کر لیا تو اب یہ عورت حلال ہوگئی اور دخول اس لئے لازم کیا۔ تا کہ آئندہ اس فعل



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پھر وہ اپنی عدت گزر جانے کے قریب پہنچ جائیں تو ان کو روک لو بھلائی کے ساتھ یا

سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ

ان کو چھوڑ دو خوبی کے ساتھ، اور ضرر پہنچانے کے لئے انہیں روک کر کے نہ رکھو تاکہ تم زیادتی کرو، اور جو

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫

شخص ایسا کرے گا سو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور مت بناؤ اللہ کی آیتوں کو مذاق کی چیز

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ

اور یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو جو تم پر ہیں، اور جو کچھ اللہ نے تم پر نازل فرمایا ہے کتاب اور حکمت اس کو بھی یاد کرو۔

يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ ع

اللہ اس کے ذریعہ تم کو نصیحت فرماتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بے شک ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

کے ارتکاب سے باز رہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا پس اگر اس نے اس عورت کو طلاق دے دی یعنی زوج ثانی نے وطی کے بعد فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ (ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں) یعنی پہلے خاوند اور اس عورت پر اَنْ يَّتَرَاجَعَآ (کہ پھر رجوع کر لیں) اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ (اگر ان کو یقین ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے)۔

## تعبیری حکمت:

**سوال**: (ان علما انهما يقيمان) نہیں فرمایا بلکہ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا کہا گیا۔

**جواب**: کیونکہ یقین ان سے غائب ہے۔ اس کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا (یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جن کو وہ بیان کرتے ہیں) قاری المفضل نے نون کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی نُبَيِّنُهَا۔ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں) یعنی اس کو سمجھتے ہیں جو ان کیلئے بیان کیا گیا۔

## تفسیر آیت ۲۳۱:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ۔ (جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کرنے کو ہوں) یعنی جب ان کی عدت انتہا کو پہنچ جائے اور اسکے انتہا کے قریب ہو جائیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## لفظ اجل کا معنی:

الاجل کا لفظ تمام مدت پر بھی بولا جاتا ہے اور آخر مدت پر بھی انسان کی عمر کو بھی الاجل کہا جاتا ہے۔ اور موت کو بھی الاجل کہتے ہیں۔ جس سے عمر ختم ہوتی ہے۔

## حسن معاشرت کا حکم:

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ۔ انہیں حسن معاشرت سے روک لو یا سلوک کے ساتھ انہیں رخصت کر دو۔ یعنی یا تو ان سے رجوع کر لے مگر اس سے ان کو دکھ دینا مقصود نہ ہو۔ یا پھر اس کا راستہ چھوڑ دے تا کہ اس کی عدت ختم ہو جائے اور بلا ایذاء کے ہونا ظاہر ہو جائے۔

## خاتمہٴ رواج:

وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا (اور ان کو تنگ کرنے کیلئے مت روکو) ضِرَارًا۔ مفعول لہٗ (ترجمہ اسکے مطابق ہے) یا حال ہے۔ مت ان کو روکو اس حال میں کہ ان کو تنگی دینے والے ہو۔ عرب میں رواج یہ تھا کہ عورت کو طلاق دے کر چھوڑ دیا جاتا۔ یہاں تک کہ اس کی عدت کا زمانہ قریب اختتام ہوتا۔ تو پھر اس سے رجوع کر لیتے۔ مگر یہ رجوع ضرورت کی بناء پر نہ تھا۔ بلکہ عدت کو لمبا کرنا مقصود ہوتا تھا۔ اس کو قرآن مجید میں الامساک ضِرَارًا۔ فرمایا گیا۔ لِّتَعْتَدُوْا تا کہ تم ان پر زیادتی کرو۔ یعنی ان پر ظلم کرو یا ان کو فدیہ دینے پر مجبور کرو۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ۔ (جو اس طرح کرے گا) یعنی دکھ دینے کیلئے روکے گا۔

## تاکید عمل:

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ۔ (بس یقیناً اس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا)۔ اس جان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بنا کر وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا (اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات کو مذاق نہ بناؤ)۔ یعنی تم ان آیات کو اپنانے اور ان کے فرامین پر عمل کی کوشش کرو۔ اور ان کی پوری پوری نگہبانی کرو۔ ورنہ تو تم انکا مذاق بنانے والے ہو عرب اس آدمی کو جو کسی معاملے میں کوشش نہ کرے کہتے ہیں۔ انما انت لاعب وھازیٔ۔ تو تو کھیل تماشہ اور مذاق اڑانے والا ہے۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی ہیں)۔ یعنی اسلام دے کر اور نبوت محمد ﷺ دے کر۔

وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ (اور جو کتاب اس نے نازل کی اور حکمت)۔ حکمت سے مراد کتاب اور سنت ہے۔ ذکر نعمت۔ یہ ہے کہ اس کا شکریہ ادا کرے اور اس نعمت کا شکریہ ادا کرے۔

يَعِظُكُمْ بِهٖ (وہ اس کے ساتھ تمہیں نصیحت کرتے ہیں) یعنی ہ کی ضمیر ما انزل کی طرف جا رہی ہے اور یہ حال واقع ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو) اس چیز میں جس میں اس نے تمہارا امتحان لیا ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (اور یقین کر و بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے ہیں) خواہ وہ ذکر ہو یا تقویٰ نصیحت حاصل کرنا وغیر ذلك یہ انتہائی بلیغ انداز میں وعدہ وعید ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر وہ پہنچ جائیں اپنی عدت کو تو ان کو اس سے نہ روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے

اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ

نکاح کریں جبکہ آپس میں خوبی کے ساتھ رضا مند ہو جائیں۔ اس کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے اس شخص کو جو تم میں سے

كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ

اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتا ہے۔ یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی اور زیادہ پاکی کی بات ہے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

## تفسیر آیت ۲۳۲:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ (اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں) یعنی ان کی عدت ختم ہو جائے۔

## بلوغ کا معنی:

نکتہ: دونوں کلاموں کا سیاق ظاہر کر رہا ہے۔ کہ بلوغ کا دونوں جگہ معنی الگ الگ ہے۔ یہاں تو نکاح کے بعد بلوغ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور یہ عدت کے بعد ہی ہوتا ہے۔ پس یہاں معنی ختم ہونا اور پہلی آیت میں رجعت کے بعد ذکر کیا اور رجعت عدت کے دوران ہوتی ہے۔ اور پہلے میں معنی قریب اور اختتام ہونا ہے۔

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ۔ (پس تم مت ان کو روکو)۔ یعنی مت ان کو منع کرو۔

العضل۔ روکنا اور تنگی دینا۔

اَنْ يَّنْكِحْنَ۔ (یہ کہ وہ نکاح کریں)۔ یعنی اس بات سے کہ وہ نکاح کریں۔

اَزْوَاجَهُنَّ۔ (اپنے خاوندوں سے) یعنی وہ خاوند جن کی طرف یہ عورتیں رغبت رکھتی ہیں اور وہ ان کے لئے مناسب بھی ہیں۔

## عجیب استنباط:

مَسْئَلَة: اس سے بھی اشارہ نکلا کہ عورتوں کی تعبیر سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نکتہ: آیت میں خطاب ان ازواج کو ہے۔ جو اپنی عورتوں کو ظلم کے طور پر عدت کے ختم ہونے کے بعد روکتے ہیں اور اس وقت بھی ان کو چھوٹ نہیں دیتے کہ وہ جن خاوندوں سے پسند کریں نکاح کر لیں۔ ان کو ازواج مایؤول کے اعتبار سے کہا گیا۔ یا خطاب اولیائے عورت کو ہے۔ جو ان عورتوں کو اپنے سابقہ خاوندوں کی طرف لوٹنے سے روکنے والے ہیں۔ ان کو ازواج ماضی کے اعتبار سے کہا۔

## واقعۂ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ:

یہ آیت حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے متعلق اتری جب انہوں نے اپنی بہن جملاء بن یسار کو اپنے سابقہ خاوند بداح بن عاصم عجلانی کے ساتھ دوبارہ نکاح سے روکا۔ یا عام لوگوں کو خطاب ہے کہ تمہارے درمیان عضل یعنی روکنا نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ جب وہ پایا جائے اور لوگ اس سے راضی ہوں تو وہ تمام منع کرنے والے کے حکم میں ہوتے ہیں۔

**اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ** ۔ (جب وہ باہم رضامند ہو جائیں) یعنی جب منگنی کا پیغام دینے والا اور عورتیں رضامند ہوں۔ **بِالْمَعْرُوْفِ** (دستور کے مطابق) جو دین و مروّت کے ساتھ اچھی شرائط یا مہر مثل کے ساتھ اور کفو میں کیونکہ جب دونوں میں سے ایک معدوم ہو تو اولیاء کو تعرض کرنا درست ہے۔ اور ذٰلک میں خطاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔ یا ہر ایک مخاطب کو۔ **يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ** ۔ (یہ اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو) اس لئے کہ نصیحت انہی میں کامیاب ہوتی ہے۔ **ذٰلِكَ** یہ (اے لوگو) یعنی منع کرنا۔

**اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ** ۔ (یہ تمہارے حق میں نفع دینے والی اور زیادہ پاک کرنے والی ہے) یعنی تمہارے لئے گناہوں کی گندگی سے زیادہ پاک کرنے والی ہے یا افضل اور اطیب ہے۔

**وَاللّٰهُ يَعْلَمُ** ۔ (اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں) اس چیز کو جس میں پاکیزگی اور طہارت ہے۔

**وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** (اور تم نہیں جانتے ہو) اس کو



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ

اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو دو سال پورے اس کے لئے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

اور جس کی اولاد ہے اس کے ذمہ ماؤں کا کھانا اور کپڑا ہے قاعدہ کے مطابق، کسی جان کو تکلیف نہیں دی جاتی مگر اس کی برداشت کے مطابق،

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ

نہ تکلیف دی جائے والد کو اس کے بچہ کی و سے اور نہ اس کو تکلیف دی جائے جس کا بچہ ہے اس کے بچہ کی و سے اور وارث کے ذ اسی طرح

ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ

سے لازم ہے۔ سو اگر دونوں آپس کی رضا مندی اور باہم مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے،

وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ

اور اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں ہے جبکہ تم سپرد کر دو

مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

جو کچھ ان کو دینا طے کیا ہے قاعدہ کے موافق، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ ان کاموں کو دیکھتا ہے جنہیں تم کرتے ہو۔

## تفسیر آیت ۲۳۳:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ (اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو) یہ صورۃً خبر ہے مگر امر مؤکد کے معنی میں ہے جیسا کہ یتربصن مگر یہ امر بطور استحباب ہے یا بطور وجوب جبکہ بچہ ماں کا دودھ ہی قبول کرتا ہو یا اس کے لئے کوئی دایہ نہ ملتی ہو یا والد اجرت سے عاجز ہو۔ یا مطلقہ والدات مراد ہوں۔ اور نفقہ اور کپڑے بطور رضاعت واجب کئے گئے ہوں۔

حَوْلَيْنِ (دو سال) یہ ظرف ہے كَامِلَيْنِ (پورے دو) یہ حَوْلَيْنِ کی تاکید ہے۔ کیونکہ اس میں تسامح ہوسکتا ہے۔ جس طرح تم کہتے ہو۔ انك اقمت عند فلان حولين ولم تستکملهما تم نے فلاں کے ہاں دو سال قیام کیا۔ اور ان کو پورا نہ کیا ہو۔

لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ۔ (اس شخص کے لئے جو رضاعت کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو) اس میں اس شخص کا بیان ہے جس کی طرف حکم متوجہ ہو۔ یعنی یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو رضاعت کی مدت پوری کرنا چاہتا ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## باپ کی ذمہ داری:

حاصل کلام: یہ ہے کہ باپ کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو دودھ پلائے ماں کے ذمہ نہیں۔ اور باپ کے ذمہ ہے یا لازم ہے کہ اس کے لئے ایک دایہ کا انتظام کرے۔ مگر یہ کہ ماں دودھ پلانے پر خوش دلی سے راضی ہو۔ اور وہ خود رضا مندی ظاہر کرنے والی ہو۔ اس پر اس کو مجبور نہیں کیا جا سکتا اور ماں کو مزدوری طلب کرنی جائز نہیں۔ جب تک کہ وہ بیوی ہے یا معتدہ ہے۔

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ (اور والد پر) ہٗ ضمیر لام کی طرف لوٹتی ہے اور لام اَلَّذِی کے معنی میں ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے علی الذی یولدله وهو الوالد

نَحْو: لہ فاعلیت کی وجہ سے محل رفع میں ہے جیسا کہ علیهم غیر المغضوب علیهم۔ الفاتحہ آیت نمبر ے میں ہے۔

## مولود لہ کی تعبیر میں حکمت:

**سوال**: یہاں مولود له فرمایا گیا والد نہیں فرمایا۔

**جواب**: تا کہ معلوم ہو جائے کہ ماؤں نے ان بچوں کو ان کے لئے جنا ہے۔ اس لئے کہ اولاد باپوں کی ہے نسب کی نسبت باپوں کی طرف ہوتی ہے نہ کہ ماؤں کی طرف۔ پس ان باپوں پر لازم ہے کہ وہ ان (والدات) کو کھانا اور کپڑا دیں۔ جبکہ وہ ان کی اولاد کو دودھ پلائیں۔ جیسا کہ دایہ کو کھانا کپڑا دیا جاتا ہے ذرا غور تو کرو۔ جہاں ایسا موقعہ نہ تھا۔ وہاں والد کا نام لے کر ذکر کیا سورۂ لقمان: ۳۳...... وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِىْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اور تم ڈرو اس دن سے کہ والد اپنی اولاد کی طرف سے کام نہ آئے گا اور نہ مولود اپنے والد کے کچھ کام آ سکے گا۔

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (ان کے خرچے اور کپڑے کی دستور کے موافق ذمہ داری ہے) یعنی بغیر فضول خرچی اور بغیر کمی کے۔ اس کی تفسیر لا تكلف نفس الا وسعها ہے۔ کہ ان میں سے کسی کو ایسی چیز کی تکلیف نہ دی جائے گی۔ جو اس کی وسعت میں نہیں۔ اور نہ وہ دکھ دیئے جائیں گے۔

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا (نہ تکلیف دی جائے گی کسی نفس کو مگر اس کی وسعت کے مطابق) یعنی جو پائی جائے یا امکان کی حد تک۔ التکلیف۔ اس چیز کو لازم کرنا جس کو تکلف میں ترجیح دی جاتی ہے۔

## نحو و قراءت:

نَحْو: وسعها۔ یہ لا تکلف کا مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ استثناء کی وجہ سے نہیں اور الاَّ دو مفعولوں کے درمیان آیا ہے لَا تُضَآرَّ۔ قراءت: قرائے مکہ و بصرہ ابن کثیر و یعقوب نے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ لا تکلف سے بدل ہے پس یہ خبر بمعنی نہی ہے۔ باقی قراء نے لا تضآرّ کو نصب سے پڑھا ہے نہی مان کر۔

ان دونوں صورتوں میں معروف و مجہول ہونے کا احتمال ہے اور اس کی اصل تُضَارِرْ یا تُضَارَرْ ہے بقیہ قراء نے لا تضآر نہی پڑھا اور اصل تُضَارَرْ پہلی راء کو ساکن کر دیا اور دوسری میں ادغام کر دیا۔ اب دو ساکن جمع ہوئے تو دوسری راء کو فتح دیدیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ضرر کی صورتیں:

وَالِدَۃٌ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّہٗ بِوَلَدِہٖ (والدہ اپنے بیٹے کی وجہ سے اور نہ والد تکلیف دیا جائے بیٹے کی وجہ سے) نہ ماں اپنے خاوند کو تکلیف دے اپنے بیٹے کے سبب سے۔ وہ یہ ہے کہ نخرے کرے اور اس سے رزق اور کپڑے ایسے مانگے جو خلاف انصاف ہوں۔ اور اس کے دل کو پریشان کرے۔ لڑکے کی دیکھ بھال میں کوتاہی برتے۔ اور بچے کو اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد کہے کہ کوئی دودھ والی دایہ اس کے لئے تلاش کرلو۔ بس اسی طرح کی دیگر مائیں۔ یعنی نہ والد اپنی بیوی کو بیٹے کی وجہ سے تکلیف دے کر اس سے ایسی چیز روک لے جو اس پر لازم ہے کپڑے اور رزق میں سے۔ یا اس سے بیٹا چھین لے حالانکہ وہ اس کو دودھ پلانا چاہتی ہو۔ جب یہ مجہول ہو پھر یہ ممانعت اس بات کی بنے گی۔ کہ عورت کو تکلیف پہنچے خاوند کی طرف سے اور تکلیف خاوند کو پہنچے عورت کی طرف سے لڑکے کی وجہ سے۔

دوسرا قول: لا تضار بمعنی لا تضر ہے اور باء اس کے صلہ میں آئی ہے۔ یعنی نہ نقصان پہنچائے والدہ اپنے بیٹے کو نہ اس کی غذا کا خیال رکھے۔ اور نہ نگہبانی اور نہ اپنے سے مانوس کرنے کے بعد والد کے سپرد کرے۔ اور والد نقصان دے بیوی کو اپنے بیٹے کے سبب۔ وہ اس طرح کہ عورت سے بچہ چھین لے یا اس کے حق میں کوتاہی کرے۔ جس کے نتیجہ میں وہ لڑکے کے حقوق میں کوتاہی کرے۔

## نسبت میں حکمت:

نکتہ: والد اور والدہ دونوں کی طرف لڑکے کی نسبت کی تا کہ ان کی شفقت اور محبت میں جوش آئے۔ وہ دونوں اس پر خصوصی شفقت کریں۔ (اپنے اختلاف کو بھول جائیں)

نحو: وَعَلَی الْوَارِثِ۔ یہ علی المولود له رزقھن و کسوتھن پر معطوف ہے اور ان کے درمیان میں معروف کی تفسیر ہے جو بطور جملہ معترضہ معطوف اور معطوف علیہ میں حائل ہے۔

تقدیر عبارت یہ ہے۔ وعلی الوارث الصبی عند عدم الاب مثل ذٰلك۔ کہ بچے کے وارث پر والد نہ ہونے کی صورت میں اسی کی مثل ہے۔

مِثْلُ ذٰلِكَ۔ اس کی مثل سے مراد یعنی کپڑے اور رزق جو والد کی زندگی میں اس کے ذمہ تھا وارث پر بھی وہی لازم ہے۔

## وارث کی تفسیر:

وارث کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ نمبر ۱: ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے نزدیک ہر وہ جو اس کا وارث بنا۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔

نمبر ۲۔ احناف کے نزدیک۔ ذی رحم محرم مراد ہے۔ کیونکہ قراءت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں وعلی الوارث ذی الرحم المحرم مثل ذٰلك ہے۔

نمبر ۳۔ عند الشافعی رحمہ اللہ۔ والد کی جائیداد سے خرچہ ادا کیا جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا (اگر دونوں دودھ چھڑانے کا ارادہ رکھتے ہوں) یعنی دونوں ماں باپ دودھ چھڑانے کا ارادہ رکھتے ہوں اور وہ ارادہ۔

عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ (رضامندی اور باہمی مشورے سے صادر ہونے والا ہو)

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا (تو ان دونوں پر اس سلسلہ میں کوئی گناہ نہیں) ان الفاظ سے تحدید کے بعد توسع فرمایا گیا۔ کہ دو سال سے بڑھائیں یا کم کریں۔

اَلتَّشَاوُرُ۔ (ایک دوسرے سے رائے لینا) یہ شُرتُ العسل سے لیا گیا۔ جب کہ تم شہد کو چھتے سے نکالو۔ اور یہ اس لئے فرمایا تاکہ باہمی رضامندی سوچ و بچار کے ساتھ ہو۔ جس سے بچے کو تکلیف وضرر نہ پہنچے۔

## مصنف کا ذوقِ سلیم:

**سُبحان الذی ادب الکبیرو لم یهمل الصغیرواعتبر اتفا قهما لان للاب النسبة والو لایة وللام الشفقة والعنایة۔**

مصنف کے یہ ذوقی جملے بعینہٖ نقل کئے گئے تاکہ پڑھنے والا ان کے ذوق سلیم کی داد دیئے بغیر نہ رہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے بڑے کو ادب سکھایا اور چھوٹے کو ضائع و بیکار نہ ہونے دیا۔ اور والدین کے اتفاق کا اعتبار کیا۔ کیونکہ باپ کو نسبت اور ولایت حاصل ہے۔ اور ماں کو ممتا اور عنایت وہاب حقیقی سے ملی ہے۔

## اضافت عدمی کا فائدہ:

وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ ۔ اگر تم اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہتے ہو۔ یعنی اولاد کم کی اضافت لام کے معنی میں ہے۔ لا ولادکم۔ یہ زجاج کا قول ہے۔ بعض نے کہا استرضع یہ ارضع سے منقول ہے۔ عرب کہتے ہیں ارضعت المرأة الصبی واسترضعتها الصبی عورت نے بچے کو دودھ پلایا۔ میں نے بچے کے لئے اس کا دودھ طلب کیا۔ یہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہے۔ یعنی تم دودھ پلانے والیوں سے اپنی اولاد کو دودھ پلواؤ۔ تو ایک مفعول حذف کر دیا گیا۔ یعنی ماں کے علاوہ اور کسی عورت سے تم دودھ پلواتے ہو۔ جبکہ ماں انکاری ہے۔ یا دودھ پلانے سے عاجز ہے۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ (پس کوئی گناہ نہیں جبکہ تم سپرد کر دو)۔ دودھ پلانے والیوں کو۔ مَآ اٰتَيْتُمْ (جو تم نے دینا ہو) یعنی جو تم مزدوری دینے کا ارادہ رکھتے ہو۔

**قراءت:** مکی نے اَتَيْتُمْ بِهٖ پڑھا ہے۔ یہ اَتَى اِلَيْهِ اِحْسَانًا سے لیا گیا ہے۔ جبکہ وہ احسان کرے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سورۂ مریم۔۶۱ کان وعدہٗ ماتیا میں یہی معنی ہے۔ پورا کیا ہوا۔ التسلیم یہ حوالے کرنا مستحب ہے۔ جواز کی شرط نہیں۔

بِالْمَعْرُوْفِ یہ سلمتم کے متعلق ہے۔ یعنی اجرت مراضع کے سپرد کر دو بطیب خاطر اور بسرور نفس

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور یقین کر لو۔ بیشک اللہ تعالیٰ جو تم عمل کرتے ہو دیکھنے والے ہیں۔ یعنی اس پر تمہارے اعمال مخفی نہیں۔ پس وہ ان اعمال پر تمہیں بدلہ دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو یہ بیویاں اپنی جانوں کو روکے رکھیں چار مہینے

وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ

دس دن، پھر جب وہ پہنچ جائیں اپنی میعاد کو سو تم پر کوئی گناہ نہیں اس بات میں کہ وہ عورتیں اپنی جانوں کے بارے میں خوبی کے ساتھ

بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾

کوئی فیصلہ کرلیں، اور جو تم کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے۔

۲۳۴: وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ۔ (وہ جو تم میں سے مرجائیں) توفیت واستوفیت اس وقت بولتے ہیں۔ جب کسی چیز کو پورا پورا لیا جائے۔ یعنی ان کے ازواج کو پورا پورا لے لیا جائے۔ وَيَذَرُوْنَ (اور وہ چھوڑ جائیں)۔

## انتظار کا مطلب:

اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ (وہ بیویاں وہ روکیں اپنے کو) یعنی ان کی بیویاں اپنے آپ کو روکیں جو تم میں سے فوت ہو جائیں۔ یعنی عدت گزاریں یا مطلب یہ ہے۔ ان کے بعد اپنے آپ کو روکیں اور انتظار کریں۔ بَعْدَهُمْ کو معلوم ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ جو جملہ خبر بنے اس میں ایک ضمیر ہونی چاہیے۔ جو مبتداء کی طرف لوٹنے والی ہو۔ تقدیر عبارت یہ ہے: وازواج الذین يُتَوَفَّوْنَ يَتَرَبَّصْنَ بَعْدَهُمْ۔

قراءت: مفضل نے يَتَوَفَّوْنَ معروف یا کے فتحہ سے پڑھا اور اس کا معنی اپنی عمریں پوری کرلیں۔

## تذکرہ میں لیالی کا لحاظ:

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ چار ماہ دس دن یعنی دس راتوں کے ساتھ دن بھی داخل ہوں گے۔ لفظ عشر کو مؤنث لانا لیالی کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ اہل عرب جب عدد کو لیالی وایام میں مبہم ذکر کرتے ہیں۔ تو لیالی کا لحاظ کرتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں۔ صمت عشرًا۔ جبکہ قرآن مجید میں فرمایا: ان لبثتم الا عشراً۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ (جب وہ اپنی عدت پوری کرچکیں)۔ یعنی پس اگر ان کی عدت ختم ہو جائے۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ (تو تم پر کچھ گناہ نہیں) اے ائمہ اور حکام

فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ (جو وہ اپنے نفسوں کے بارے میں دستور کے مطابق کریں)۔ یعنی منگنی کرنے والوں کا پیغام وصول کرنا۔ بِالْمَعْرُوْفِ دستور کے مطابق یعنی اس طریق سے جس کو شرع درست قرار دیتی ہے۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے)۔ یعنی تمہارے باطن سے واقف ہے۔ (اس کے مطابق جزا دے گا)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِيٓ أَنْفُسِكُمْ ۚ

اور تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو کنایۃً نکاح کا پیغام دیدو یا اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھو،

عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّآ أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا

اللہ کو معلوم ہے کہ بے شک تم ان عورتوں کا ذکر کرو گے۔ اور لیکن ان سے نکاح کا خفیہ طور پر وعدہ نہ کر لینا، مگر یہ کہ ان سے ایسی بات کہو

مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوٓا

جو قاعدہ کے موافق ہو، اور تم نکاح کرنے کا ارادہ مت کرو یہاں تک کہ عدت قانون کے مطابق ختم ہو جائے، اور تم جان لو

أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيٓ أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾ ع ۳۰/۱۴

کہ بے شک اللہ جانتا ہے۔ جو تمہارے دلوں میں ہے، سو تم اللہ سے ڈرو، اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

## تفسیر آیت ۲۳۵:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ (تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اسمیں کہ تم اشارةً ان عورتوں کو نکاح کا پیغام دو)۔

## تعریض وکنایہ کا فرق:

خطبہ کا مطلب طلب نکاح اور تعریض یہ ہے کہ تم کہو بیشک تو خوبصورت ہے۔ یا نیک ہے۔ اور میرا مقصد نکاح کرنا ہے۔ اس طرح کا قدم جس سے یہ خیال پیدا ہو کہ وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے آپ کو اس کے لئے روک کر رکھے۔ اگر وہ پسند کرے۔ البتہ صراحت نکاح کی نہیں کر سکتا۔ کہ اس طرح کہے۔

اِنی اریدان اتزوجك کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ تعریض وکنایہ کا فرق۔ یہ معنی کہ کسی چیز کا ذکر ان الفاظ کے علاوہ دیگر الفاظ سے کرے۔ جو اس کے لئے بنائے گئے اور مخصوص ہیں۔ کنایہ کہلاتا ہے۔

اور تعریض کسی چیز کا تذکرہ کرنا جو دلالت کے انداز سے ہو مثلاً محتاج کہے کہ میں سلام کرنے آیا ہوں۔ اور آپ کے سخاوت والے چہرے کی زیارت کرنے آیا ہوں۔ اس لئے اہل عرب کہتے ہیں۔

حسبك بالتسليم منى تقاضيا گویا اس نے کلام ایسے انداز سے کیا جو قائل کی غرض پر دلالت کرتا ہے۔

أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِيٓ أَنْفُسِكُمْ (یا اپنے دلوں میں چھپاؤ) یعنی تم اپنے دلوں میں چھپاؤ اور اپنے دلوں میں رکھو اور زبان سے تعریض وتصریح کسی طور پر ظاہر نہ کرو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ (اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم عنقریب ان کا تذکرہ کرو گے) یعنی ہر صورت ان کا تذکرہ کرو گے۔ان کی طرف رغبت کو زبان سے ظاہر کرنے سے نہیں رکو گے۔

وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا (لیکن ان سے خفیہ جماع کا وعدہ نہ کرو)۔کیونکہ یہ پوشیدہ کیے جانے والے افعال میں سے ہے۔یعنی عدت میں اس طرح مت کہو کہ میں جماع پر قدرت رکھتا ہوں۔

اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (مگر یہ کہ ان سے دستور کی بات کہو)۔تعریض و کنایہ سے اِلَّآ کا تعلق لا تواعدوهن سے ہے یعنی لا تواعدوهن مواعدة قط۔

الا مواعدة معروفة غير منكرة ان سے وعدہ نہ لو پختہ وعدہ مگر دستور کا وعدہ جو نامناسب نہ ہو۔

## عزم فعل کی طرح ہے:

وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ (اور عقد نکاح کا قصد نہ کرو) یہ عزم الامر اور عزم علیہ پختہ ارادہ کرنا عقد نکاح کی نہی میں مبالغہ کیلئے عزم عقد سے منع فرمایا۔کیونکہ کسی فعل کا پختہ ارادہ اس پر اقدام کرنا ہی ہوتا ہے۔جب عزم سے منع فرمایا تو فعل کی ممانعت اور زیادہ ہوگئی۔مطلب یہ ہے کہ نکاح کی گرہ کو باندھنے کا عزم مت کرو۔یا دوسرا قول: نکاح کی گرہ کو قطعی مت کرو۔کیونکہ عزم کی حقیقت قطع ہے۔اور اس حدیث کا یہی معنی ہے۔

لا صيام لمن لم يعزم الصيام من الّيل۔جو رات کو روزے کا قطعی فیصلہ نہ کرے اس کا روزہ نہیں۔اور دوسری روایت میں لم يبيت الصيام (نسائی) بھی وارد ہوئے ہیں۔قطعی فیصلہ مراد ہو گیا مطلب آیات کا یہ ہے۔عقد نکاح کا پختہ ارادہ مت کرو۔

حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ جب تک کہ لکھا ہوا اپنے وقت کو نہ پہنچ جائے۔یعنی یہاں تک کہ اس کی عدت ختم ہو جائے۔عدت کو کتاب کہا کیونکہ اس کی فرضیت کتاب سے ثابت ہوئی مطلب یہ ہوا کہ یہاں تک لکھا ہوا انتظار اپنے وقت مقررہ یعنی انتہاء کو نہ پہنچ جائے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ تم یقین کرلو۔اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔جو تمہارے دلوں میں ہے۔یعنی وہ پختہ ارادہ جو جائز نہیں۔

فَاحْذَرُوْهُ پس اس سے ڈرو یعنی اس کا پختہ ارادہ نہ کرو۔وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ۔جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والے حلم والے ہیں۔اسی لئے تمہیں جلدی سزا نہیں دیتے (بلکہ مہلت دیتے ہیں)

شَانِ نُزُوْل: یہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نہ تو بیوی کو طلاق دی تھی اور نہ ہی اس کا مہر مقرر کیا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ

کوئی گناہ نہیں تم پر اگر طلاق دے دو عورتوں کو جبکہ تم نے ان کو چھوا نہ ہو اور مہر مقرر نہ

فَرِیْضَةً ۚۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا

کیا ہو اور ان کو متعہ دے دو، گنجائش رکھنے والے پر گنجائش کے بقدر ہے، اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے موافق ہے، یہ فائدہ پہنچانا

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

عمدہ طریقہ پر ہو، واجب ہے اچھا سلوک کرنے والوں پر۔ اور اگر تم ان کو اس سے پہلے طلاق دے دو کہ

تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ یَّعْفُوْنَ

ان کو چھوا ہو حالانکہ ان کے لئے مہر مقرر کر چکے ہو تو اس صورت میں اس کا آدھا ہے جتنا تم نے مقرر کیا ہے، مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں

اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ؕ وَلَا

یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، اور یہ بات کہ تم معاف کر دو زیادہ قریب ہے تقوی سے۔ اور نہ

تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲۳۷﴾

بھولو آپس میں احسان کرنے کو، بے شک اللہ اس کو دیکھنے والا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

## تفسیر آیت ۲۳۶:

لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ۔ تم پر کچھ گناہ نہیں یعنی تم پر وجوب مہر کا تاوان نہیں۔

اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو۔ یہ شرط ہے۔ اور اس کے جواب پر لا جناح علیکم دلالت کر رہا ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ (اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو تو تم پر کچھ گناہ نہیں)۔

مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ (جب تک کہ تم نے عورتوں کو ہاتھ نہ لگایا ہو)۔ یعنی ان سے مجامعت نہ کی ہو۔ ما شرطیہ ہے۔ یعنی ان لم تجامعوهن۔ اگر تم نے ان سے مجامعت نہ کی ہو۔

## اختلافِ قراءت:

حمزہ، علی رحمہما اللہ نے قرآن مجید میں جہاں بھی یہ لفظ آیا اس کو تُمَاسُّوْهُنَّ پڑھا ہے۔ کیونکہ یہ فعل دو کے درمیان ہونے والا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً اور نہ مقرر کیا ہو اُن کے لئے مہر۔ یعنی مگر یہ کہ مقرر کیا ہو تم نے ان کے لئے مہر یا یہاں تک کہ تم مقرر کرو۔ فرض الفریضۃ مہر مقرر کیا۔

## غیر موطوءہ کا مہر:

مَسْئَلَه : اگر مطلقہ غیر موطوءہ ہے۔ تو مقررہ مہر کا نصف اس کو دیا جائے گا اور اگر مہر مقرر ہی نہ ہو تو مہر مثل کا نصف نہ دیا جائے گا بلکہ جوڑا دیا جائے گا۔

وَمَتِّعُوْهُنَّ اور تم انہیں متعہ دو۔ یہ فعل محذوف کا معطوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ فَطَلِّقُوْهُنَّ وَ مَتِّعُوْهُنَّ طلاق دے دو اور انہیں فائدہ پہنچاؤ اور متعہ۔ تین کپڑے چادر اوڑھنی ' کرتہ ہے۔ عَلَى الْمُوْسِعِ (وسعت والے پر) یعنی وہ جس کو وسعت حاصل ہے۔ قَدَرُهٗ اس مقدار کے مطابق جس کی وہ قدرت رکھتا ہو۔

قراءت: ابوبکر کے علاوہ باقی کوفی قراء نے قَدْرُهٗ دال کے جزم سے پڑھا ہے۔ اور یہ دونوں لغتیں ہیں۔

وَعَلَى الْمُقْتِرِ تنگدست پر۔ تنگ حال والا۔ اور اس بات کی دلیل کہ مہر کا تاوان گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ تا فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ ہے۔ پس نصف فرضتم سے اس گناہ کا اثبات جس کی اس جگہ نفی فرمائی قَدَرُهٗ اس کی حیثیت سے اور یہ متعہ مستحب ہے۔ مَتَاعًا یہ مَتِّعُوْهُنَّ کی تاکید ہے۔ یعنی متعوھن تمتیعًا۔ تم ان کو متعہ دو متعہ دینا۔

بِالْمَعْرُوْفِ (دستور کے موافق) یعنی اس انداز سے جو شرع میں مستحسن ہے۔ اور مروت کے اعتبار سے درست ہے۔ حَقًّا یہ حق ہے یہ متاعًا کی صفت ہے۔ یعنی ایسا متعہ جو ان پر واجب ہے۔

یا دوسرا قول: حَقَّ ذٰلِكَ حَقًّا یہ ثابت ہوا ثابت ہونا۔

## مستقبل کا محسن:

عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ (نیکی کرنے والوں پر)۔ مسلمانوں پر یا ان لوگوں پر جو مطلقات پر متعہ دے کر احسان کرتے ہیں۔

**سوال** : ان کے فعل کرنے سے قبل ہی ان کو محسنین کیوں فرمایا۔ حالانکہ ابھی انہوں نے احسان تو نہیں کیا؟

**جواب** : یہ اسی طرح ہے جیسا حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: من قتل قتیلا فله سلبه (بخاری و مسلم) تو قتیل ما یؤل کے اعتبار سے کہا۔ اور یہ احسان و تبرع نہیں جو اس کے ذمہ نہ ہو بلکہ یہ متعہ تو واجب ہے۔

پھر اس عورت کا حق بتلایا کہ طلاق دیتے وقت اس کا مہر مقرر تھا مگر طلاق قبل المس واقع ہوگئی۔ پس فرمایا۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ (اگر تم ان کو طلاق دے دو اس سے پہلے کہ تم نے ان کو چھوا ہو)۔ اِنْ یہاں فعل پر داخل ہوا بتاویل مصدر فعل موضع جر میں ہے یعنی اس سے پہلے کہ تم نے ان کو چھوا ہو۔

وَقَدْ فَرَضْتُمْ (اور تم معین کر چکے ہو) یہ موضع حال میں ہے یعنی اس حال میں کہ تم نے معین کر دیا۔

لَهُنَّ فَرِيْضَةً (ان کے لئے مہر)

فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ (پس نصف ہے اس کا جو تم نے مقرر کیا مگر یہ کہ وہ عورتیں معاف کر دیں) مراد اس



BestUrduBooks.wordpress.com

سے مطلقات ہیں۔ان فعل کے ساتھ استثناء کی وجہ سے موضع نصب میں واقع ہے گویا اس طرح کہا گیا۔پس تم پر نصف ہے جو تم نے مقرر کیا۔تمام اوقات میں مگر اس وقت میں کہ وہ تم سے نصف مہر معاف کر دیں۔

## صیغوں میں فرق:

**سوال**: مردوں کے لئے یعفوا اور عورتوں کے لئے یعفون کا صیغہ لایا گیا۔حالانکہ تانیث وتذکیر کا فرق ہونا چاہیے۔

**جواب**: یعفوا۔اس میں واؤ ضمیر ہے اور نون علامت رفع تھی ان کی وجہ سے گرگئی اور یعفون میں واؤ لام کلمہ ہے اور نون ضمیر جمع مؤنث ہے اس لئے عامل کا اس میں چنداں اثر نہیں۔او یعفوا۔یہ یعفون کے محل پر معطوف ہے۔

## نکاح کی گرہ والا:

الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے یعنی خاوند جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تفسیر فرمائی۔اور یہی سعید بن جبیر اور شریح اور مجاہد۔امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قولِ جدید بھی یہی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ طلاق کا اختیار مرد کو ہے۔پس عقد کو باقی رکھنا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ شرعی واجب تو نصف مہر ہی ہے مگر عورت کل کو ساقط کر دے تو اس کی مرضی۔یا مرد اپنی عظمت کا خیال کرتے ہوئے تمام ادا کر دے۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا پرانا قول یہ ہے کہ بیدہ عقدة النکاح سے ولی مراد ہے۔

## ایک اہم سوال:

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے مسلک کے مطابق ولی چھوٹی بچی کے حق میں تبرع کا مالک نہیں تو یہاں بڑی عورت کے سلسلہ میں عقدۃ النکاح کیسے بن گیا۔

**نحو**: ان تعفوا۔یہ بتاویل مبتداء ہے اور اقرب للتقوىٰ یہ خبر ہے اس میں خطاب ازواج اور زوجات کا بطور تغلیب ہے۔

## مقام عفو:

زجاج رحمہ اللہ نے اس کو ذکر فرمایا ہے۔مطلب یہ ہوا کہ خاوند کا عفو یہ ہے کہ وہ کل مہر دے دے اور یہ عفو اس کے حق میں بہت بہتر ہے اور عورت کا عفو تمام کا وصول نہ کرنا بلکہ تمام سے دستبردار ہونا یہ عورت کے لئے بہت بہتر ہے۔

یا دوسرا قول: خاوندوں کے لئے عفو بہت بہتر ہے۔

وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ (اور تم فضل کو نہ بھلاؤ) یہاں فضل افضلیت کے معنی میں ہے۔

بَیْنَكُمْ (اپنے درمیان) یعنی اس بات کو مت بھولو کہ بعض کو بعض پر فضیلت ہے جیسے دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے افضل ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے) پس وہ تمہاری افضلیت پر تمہیں بدلہ دیگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی ق وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ﴿۲۳۸﴾

پابندی کرو نمازوں کی اور درمیان والی نماز کی، اور کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے اس حال میں کہ عاجزی اختیار کئے ہوئے ہو۔

## تفسیر آیت ۲۳۸:

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ (تم تمام نمازوں کی حفاظت کرو) یعنی ان کو ان کے اوقات میں ادا کرنے کا التزام کرو۔ اور ان کے ارکان اور شرائط کو پورا کرنے کا التزام کرو۔

## نمازِ عصر کی عظمت:

وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی (اور درمیانی نماز) یعنی جو نمازوں کے درمیان میں ہو۔ یعنی فضیلت والی۔ عرب کے لوگ فضیلت والی چیز کے لئے وسط کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

صلوٰۃ وسطیٰ کو مفرد لا کر صلوٰت پر عطف کیا کیونکہ یہ نماز فضیلت میں منفرد مقام رکھتی ہے اور وہ صلوٰۃ عصر ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔

دلیل نمبر ۱: اس لئے کہ حضور ﷺ نے احزاب کے دن فرمایا۔ انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطی سے مشغول کیا یعنی صلوٰۃ عصر سے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے۔ (بخاری، مسلم، احمد)

نمبر ۲۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی وہ نماز ہے کہ جس سے سلیمان علیہ السلام مشغول ہوئے یہاں تک کہ سورج حجاب میں چھپ گیا۔ (ابن ابی شیبہ)

نمبر ۳۔ مصحف حفصہ رضی اللہ عنہا میں الصلوٰۃ الوسطیٰ۔ صلوٰۃ العصر کے الفاظ ہیں۔

نمبر ۴۔ یہ نماز دو دن اور دو رات کی نمازوں کے درمیان میں واقع ہے۔

نمبر ۵ اور اس کی فضیلت کی ایک وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنی تجارت اور معیشت کے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں۔

## تفسیری اقوال:

دوسرا قول: یہ نماز ظہر ہے کیونکہ یہ دن کے درمیان میں ہے۔

تیسرا قول: نماز فجر ہے۔ کیونکہ یہ دن کی دو اور رات کی دو نمازوں کے درمیان ہے۔

چوتھا قول: نماز مغرب ہے کیونکہ یہ دو اور چار رکعات کے مابین تین رکعات والی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ دو، سری نمازوں اور دو جہری نمازوں کے درمیان ہے۔

پانچواں قول: نماز عشاء ہے کیونکہ وہ دو طاق نمازوں کے درمیان ہے یعنی مغرب اور نماز وتر۔

چھٹا قول: یہ لیلۃ القدر کی طرح غیر معین ہے تا کہ تمام نمازوں کی حفاظت کریں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ

پھر اگر تم کو خوف ہو تو کھڑے ہوئے یا سواری پر بیٹھے ہوئے نماز پڑھ لیا کرو، پھر جب تم کو امن حاصل ہو جائے تو اللہ کو یاد کرو جیسا کہ اس نے تمہیں سکھایا ہے جو تم

تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾

نہیں جانتے تھے۔

## قنوت قیام ہے:

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (تم اللہ تعالیٰ کے سامنے ادب سے کھڑے رہا کرو) یعنی نماز میں

نحو: قانتین۔ یہ حال ہے۔ یعنی اس حال میں کہ تم اطاعت کرنے والے اور خشوع کرنے والے ہو۔ یا اللہ تعالیٰ کو قیام میں یاد کرنے والے ہو۔

القنوت۔ کا معنی قیام کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔

دوسرا قول: اس میں کہ وہ قیام کو لمبا کرنے والے ہیں۔

## تفسیر آیت ۲۳۹:

فَاِنْ خِفْتُمْ (پس اگر تم کو خوف ہو) یعنی دشمن کا خوف ہو یا اور کوئی۔

فَرِجَالًا (پس پیدل) یہ حال ہے یعنی تم پیدل نماز پڑھو۔ رجالا جمع راجل ہے جیسے قائم اور قیام۔

اَوْ رُكْبَانًا (یا سواری پر) یعنی ایک اکیلے اشارہ کے ساتھ۔ اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری نہ ہوگا۔

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ (جب تم امن میں ہو جاؤ) یعنی خوف زائل ہو جائے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ (پس تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو) یعنی پس امن والی نماز پڑھو۔

كَمَا عَلَّمَكُمْ (جیسا اس نے تمہیں سکھایا) یعنی یاد کرنا اس طرح جیسا اس نے تمہیں سکھایا۔

مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (وہ باتیں جو تم نہ جانتے تھے) یعنی صلوٰۃِ امن۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا

اور جو لوگ وفات پا جائیں اور چھوڑ جائیں بیویوں کو وصیت کر دیں اپنی بیویوں کے لئے متمتع ہونے کی

اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِىْ مَا فَعَلْنَ فِىْٓ

ایک سال تک اس طور پر کہ وہ گھر سے نہ نکالی جائیں، پس اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اس بات میں جو وہ اپنی

اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾

جانوں کے لئے قاعدہ کے مطابق اختیار کر لیں، اور اللہ عزت والا ہے، حکمت والا ہے۔

## تفسیر آیت ۲۴۰:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا (اور وہ جو تم میں سے فوت ہو جائیں اور چھوڑ جائیں بیویاں وصیت کرنا ہے اپنی بیویوں کے لئے)

## نحو واختلاف قراءت:

شامی، ابو عمرو، اور حمزہ حفص نے وصیة کو نصب سے پڑھا ہے فلیوصوا وصیة۔ وہ وصیت کریں وصیت کرنا۔ یہ زجاج رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ اور دیگر قراء نے رفع سے پڑھا ہے یعنی فعلیھم الوصیة ان پر وصیت لازم ہے۔

نمبرا۔ متاعًا یہ وصیت کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ یہ مصدر لیوصوا وصیة متاعاً وہ وصیت کریں وصیت فائدہ دینے کی۔

## منسوخ و ناسخ کا ذکر:

دوسرا قول: متعوھن متاعًا۔ تم ان کو سامان کا فائدہ دو۔

اِلَى الْحَوْلِ (ایک سال تک) یہ متاعًا کی صفت ہے۔

غَيْرَ اِخْرَاجٍ (بلا نکالے) یہ مصدر مؤکد ہے جیسا تمہارا قول ھذا القول غیر ماتقول۔ میں غیر ماتقول قول کی تاکید ہے۔

دوسرا قول: متاعًا سے بدل ہے مطلب آیت کا یہ ہوا کہ ان لوگوں پر حق بنتا ہے کہ جو فوت ہو رہے ہوں کہ وہ قریب المرگ ہونے سے پہلے بیویوں کے متعلق وصیت کریں کہ ان کی بیویاں ان کے بعد ایک سال مکمل نان ونفقہ لے لیں گی۔ یعنی یہ خرچہ ان پر ترکہ میت مشترکہ میں سے کیا جائے گا اور ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالا جائے۔

ابتدائے اسلام میں یہ مقرر کیا گیا پھر اس آیت سے منسوخ کر دیا گیا۔

والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا الٰی قولہ اربعة اشھر و عشرا۔ یہ نسخ والی آیت اگرچہ تلاوت میں مقدم ہے مگر نزول میں متاخر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد سیقول السفھاء من الناس سورۃ البقرۃ۔ آیت نمبر ۱۴۲ میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ

اور طلاق دی ہوئی عورتوں کے لئے فائدہ پہنچانا ہے اچھے طریقہ پر، یہ ضروری قرار دیا گیا ہے متقیوں پر، اسی طرح اللہ بیان

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴۲﴾ ع

فرماتا ہے اپنی آیات تاکہ تم سمجھو۔

قد نری تقلب وجهك فی السماء البقرہ آیت نمبر۱۴۴۔ تلاوت میں مقدم ہے مگر نزول میں متاخر ہے اور قد نری تلاوت میں متاخر اور نزول میں مقدم ہے۔

فَاِنۡ خَرَجۡنَ (پس اگر وہ نکل جائیں) یعنی ایک سال کے بعد۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡ مَا فَعَلۡنَ فِيۡۤ اَنۡفُسِهِنَّ (تو تم پر کچھ گناہ نہیں جو وہ اپنے نفسوں کے بارے میں کریں) یعنی زینت، پیغام منگنی کا وصول کرنا۔

مِنۡ مَّعۡرُوۡفٍ (دستور کے مطابق) یعنی شرعاً غلط نہ ہو۔

وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ (اور اللہ زبردست حکمت والا ہے) ان احکام میں جو وہ کرتے ہیں۔

## تفسیر آیت ۲۴۱:

وَلِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ (مطلقہ عورتوں کو فائدہ دینا ہے) یعنی عدت کا نفقہ۔

بِالۡمَعۡرُوۡفِ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَ (دستور کے موافق یہ حق ہے متقین پر) حَقًّا یہ مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

## تفسیر آیت ۲۴۲:

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ (اسی طرح اللہ تعالیٰ کھول کر آیات بیان کرتے ہیں تاکہ تم سمجھو) اگر اس سے مراد متعہ ہو تو مراد مطلقہ مذکورہ کے علاوہ ہے اور یہ متعہ مستحب ہے۔

تَعۡقِلُوۡنَ یہ محل رفع میں اول کی خبر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص فَقَالَ لَهُمُ

تو نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے اور وہ تعداد میں ہزاروں تھے، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ مُوْتُوْا قف ثُمَّ اَحْیَاهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

نے کہ مرجاؤ' پھران کو زندہ فرمادیا' بے شک اللہ ضرور فضل والا ہے لوگوں پر' لیکن اکثر

النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۴۴﴾

لوگ شکر نہیں کرتے' اور قتال کرو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ بے شک اللہ سننے والا' جاننے والا ہے۔

## تفسیر آیت ۲۴۳:

اَلَمْ تَرَ (کیا آپ نے نہیں دیکھا) یہ ہمزہ تقریر وتاکید کے لئے ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اہل کتاب اور احبار اولین سے یہ واقعہ سن رکھا تھا اور ان کی حالت پر تعجب کے اظہار کے لئے بھی ہے۔

دوسرا قول: یہ کلام تعجب دلانے میں ایک مثل بن گیا۔ اس سے ان لوگوں کو مخاطب کیا گیا۔ جنہوں نے اس واقعہ کو نہ دیکھا اور نہ سنا تھا۔ تاکہ مثل سے بے خبر ہونے سے ان پر تعجب کا اظہار ہو۔

## دیار سے مراد:

اِلَى الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ (ان لوگوں کو جو اپنے گھروں سے نکلے) یعنی اپنی بستی وشہر سے بعض نے کہا یہ بستی واسط ہے جہاں طاعون پڑنے پر لوگ وہاں سے بھاگ نکلے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی۔ پھر حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے ان کو دوبارہ زندہ کیا۔

دوسرا قول: یہ بنی اسرائیل کے لوگ ہیں ان کے بادشاہ نے ان کو جہاد کی دعوت دی۔ تو یہ موت سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آٹھ دن تک موت کی نیند سلایا۔ پھر ان کو زندہ کیا۔

وَهُمْ اُلُوْفٌ (اور وہ ہزاروں تھے) نحو: یہ حال ہونے کی وجہ سے موضع نصب میں ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ اُلُوْفٌ کا لفظ کثرت کے لئے بولا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ جمع کثرت ہے یہ اَلْف کی جمع ہے۔ الاف کی نہیں۔

حَذَرَ الْمَوْتِ (موت کے ڈر سے) یہ مفعول لہٗ ہے۔

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا (پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا کہ مرجاؤ) یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی۔

## موت' موت میں فرق:

نکتہ: یہ انداز تعبیر اس لئے اختیار فرمایا گیا تا کہ ظاہر ہو کہ ان تمام کی موت ایک آدمی کی طرح تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم ومشیت سے یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

موت عادۃً موت سے مختلف ہے۔

اس میں مسلمانوں کو جہاد پر ابھارا کہ جب موت کے بغیر چارہ کار نہیں۔ اور اس سے بھاگنے کا چارہ نہیں تو زیادہ بہتر ہے کہ وہ موت اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش آئے۔

ثُمَّ اَحْيَاهُمْ (پھر ان کو زندہ کیا) تاکہ وہ عبرت حاصل کریں اور جان لیں اللہ کے حکم و فیصلے سے بھاگنا ممکن نہیں۔ اس کا عطف فعل محذوف پر ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ پس وہ مر گئے پھر ان کو زندہ کر دیا۔ یا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان فقال لھم اللّٰہ موتوا کا معنی ہی یہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی۔ وہ معنوی اعتبار سے اس پر عطف تھا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ (بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر مہربانی کرنے والے ہیں) اس طرح کہ ان کو ایسے واقعات دکھاتے ہیں جن سے وہ عبرت حاصل کریں۔ جیسا کہ ان کو دکھایا اور جیسا ان کا واقعہ بیان کر کے تمہیں دکھایا۔

یا دوسرا قول: لوگوں پر فضل فرمانے والے ہیں کہ ان لوگوں کو زندہ کر دیا۔ تاکہ وہ عبرت حاصل کریں اور کامیاب ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے۔ تو ان کو مردہ چھوڑ دیتے۔ قیامت کے دن تک

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ (لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے اس پر)

۲۴۴: اس بات کی دلیل ہے کہ یہ واقعہ جہاد پر آمادہ کرنے کے لئے لایا گیا۔ یہ بعد والا واقعہ لائے اور اس میں قتال کا حکم دیا۔ اور وہ یہ ارشاد ہے۔

## آمادگی بر جہاد:

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اور تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کرو) اس میں جہاد پر آمادہ کیا گیا۔ یہ بتلانے کے بعد کہ موت سے فرار فائدہ مند نہیں۔

یہ خطاب امت محمد ﷺ کو فرمایا۔ یا

دوسرا قول: ان کو خطاب ہے جن کو زندہ کیا گیا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ (اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر بات سننے والے ہیں) جو باتیں پیچھے رہنے والے اور سبقت کرنے والے کرتے ہیں۔

عَلِيْمٌ (جاننے والے ہیں) ان چیزوں کو جو انسان کو نقصان دینے والی ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰهُ

کون ہے جو قرض دے اللہ کو قرض حسن، پھر اللہ اس کے لئے اضافہ فرما دے چند در چند بہت سے اضافے فرما کر، اور اللہ

یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾

تنگی فرماتا ہے اور کشادہ فرماتا ہے، اور اس کی طرف لوٹا دیئے جاؤ گے۔

۲۴۵۔مَنْ ذَا الَّذِیْ (کون ہے ایسا) جو قرض دے۔ نحو: مَنْ استفہام کے لئے ہے۔اور مبتداء کی وجہ سے موضع رفع میں ہے۔اور ذا اس کی خبر ہے۔الذی یہ ذا کی صفت ہے۔یا بدل ہے۔

یُقْرِضُ اللّٰهَ (وہ اللہ تعالیٰ کو قرضہ دے) یہ جملہ الذی کا صلہ ہے۔

## قرض کہنے کی حکمت:

نکتہ: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو خرچ کیا جاتا ہے اس کو قرض فرمایا۔کیونکہ قرض اس کو کہا جاتا ہے جو اپنے مال میں سے دوسرے کو اس لئے دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کے برابر اس کو واپس پھیر دے۔اور قرض کا لغوی معنی قطع کرنا ہے اور اس کو قرض کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کو وہ اپنے مال سے قطع کرتا ہے اور مقروض کو دیتا ہے اور مقراض قینچی اور قرض الفار۔انقراض تمام میں کاٹنے کا مفہوم ہے اس کو قرض کہہ کر متنبہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اس مال کو اپنے پاس نہ رکھے گا۔بے شک وہ ان کو بہر صورت اس پر بدلہ عنایت فرمائے گا۔

قَرْضًا حَسَنًا (قرض حسنہ) یعنی پاکیزہ مال میں سے جو بطیب خاطر دیا جائے اس سے مراد جہاد میں خرچ کرنا ہے اسلئے کہ جب قتال کا حکم دیا گیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں تو اس میں مال کی ضرورت ہوگی۔اسلئے صدقہ پر آمادہ کیا تاکہ اسباب جہاد مہیا کیے جائیں۔

فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ (تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کو کئی گنا کر دے)

قراءت: نمبرا۔ابن عامر اور عاصم نے استفہام کا جواب بنا کر انْ مقدرہ کی وجہ سے منصوب پڑھا ہے۔باقی قراء ابو عمرو۔نافع، حمزہ اور علی رحمہم اللہ نے یقرض پر عطف کر کے اس کو مرفوع پڑھا ہے۔یا جملہ مستانفہ ہے۔ای فهو یُضَاعِفُهٗ۔

نمبر۲۔شامی نے فَیُضَعِّفَهٗ پڑھا۔جبکہ مکی نے فَیُضَعِّفُهٗ پڑھا۔بقیہ قراء نے مفاعلہ کے صیغہ سے ہی پڑھا۔

اَضْعَافًا (بڑھانا) یہ مصدر کی جگہ ہے۔

كَثِیْرَةً (بہت زیادہ) کہ جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں یہ بھی کہا گیا کہ ایک کا بدلہ سات سو۔

وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ (اور اللہ تعالیٰ تنگدست کرتا ہے اور کھولتا ہے) یعنی اپنے بندوں پر رزق کو تنگ کرتا ہے اور وسیع کرتا ہے پس تم بوقت وسعت بخل نہ کرو۔وہ وسعت کے بدلے تنگی نہ دے گا۔

قراءت: یبصط۔حجازی، عاصم اور علی رحمہم اللہ نے پڑھا۔

وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے) پس وہ تمہیں اس پر جو تم نے آگے بھیجا بدلہ عنایت فرمائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ

کیا آپ کو بنی اسرائیل کی ایک جماعت کا قصہ معلوم ہے جو موسیٰ کے بعد پیش آیا، جب انہوں نے اپنے نبی سے عرض کیا

ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ

کہ مقرر کر دیجئے ہمارے لئے ایک بادشاہ تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں، انہوں نے فرمایا کیا ایسا ہوگا کہ اگر تم پر قتال فرض

الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

کیا گیا تو تم قتال نہ کرو؟ وہ کہنے لگے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں قتال نہ کریں

وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ

حالانکہ ہم نکال دیئے گئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے بیٹوں کے پاس سے، پھر جب ان پر قتال فرض کیا گیا

تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۲۴۶

تو پھر گئے سوائے ان میں سے تھوڑے لوگوں کے، اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔

## تفسیر آیت ۲۴۶:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ ( کیاتم نے اس جماعت کونہیں دیکھا) یعنی شرفاء۔ ان کوملاء اس لئے کہا جاتا ہے کہ دلوں کو راہنمائی سے بھر دیتے ہیں اور آنکھوں کو رعب سے۔

مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (بنی اسرائیل میں سے) یہاں مِنْ تبعیضیہ ہے۔

### واقعہ بنی اسرائیل:

مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى۔ (موسیٰ علیہ السلام کے بعد) یعنی ان کی وفات کے بعد یہاں مِنْ ابتدائے غایت کیلئے ہے۔

اِذْ قَالُوْا (جب انہوں نے کہا)

لِنَبِیٍّ لَّهُمُ (اپنے پیغمبر کو) اور وہ شمعون یا یوشع یا شموئیل علیہم السلام تھے۔

ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا (تو ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر) یعنی تو ہمارے ساتھ قتال کے لئے اٹھا بطور امیر کے ایک شخص تاکہ اس کی رائے سے ہم لڑائی کی تدبیریں کریں۔ اور اس کے حکم پر اتریں۔

نُّقَاتِلْ (ہم قتال کریں) یہ جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور نون کے ساتھ ہے۔

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) یہ نقاتل کا صلہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ (ان کو نبی علیہ السلام نے کہا)۔

هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ (کیا قریب ہے کہ اگر تم پر قتال فرض کر دیا جائے)

قراءت: عَسَيْتُمْ۔ کو عَسِيتُمْ جہاں بھی آئے نافع نے پڑھا ہے۔

عَسٰی کی خبر اور اسم میں فاصل شرط ان کتب علیکم القتال ہے۔ اور عَسٰی کی خبر اَلَّا تُقَاتِلُوْا ہے اب مطلب یہ ہوا کیا تم قریب ہو اس بات کے کہ نہ قتال کرو تم۔ یعنی کیا بات اس طرح ہے جیسے میں توقع کرتا ہوں۔ کہ تم نہ قتال کرو گے۔ بلکہ بزدلی کرو گے۔ ہل استفہامیہ داخل ہے تاکہ ان سے وہ پوچھا جائے جس کی ان کو ان سے توقع تھی۔ اور مقصد استفہام سے تقریر ہے اور ثابت کرنا ہے کہ جس کی توقع ہے وہ ہونے والا ہے اور وہ اپنی توقع میں درست ہے۔

قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (انہوں نے کہا ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہ لڑیں گے) یعنی ترک قتال کی طرف کونسی چیز ہمیں دعوت دینے والی ہے اور ترک قتال میں ہمارا کیا مقصد پورا ہوتا ہے۔

## قصۂ خروج بنی اسرائیل:

وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَ اَبْنَآئِنَا (حالانکہ ہمیں اپنے گھروں اور بیٹوں سے نکالا گیا)

وقد میں واؤ حالیہ ہے اور اس کا قصہ یہ ہے کہ قوم جالوت مصر و فلسطین کے درمیان رہتے تھے۔ انہوں نے ان کے ۴۴۰ شہزادے قید کر لیے تھے۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ جب معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے تو جہاد ضروری ہے۔

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ (جب ان پر قتال فرض کر دیا گیا) یعنی جس چیز کی تم نے التماس کی ہے۔ آؤ اس کو قبول کرو۔

تَوَلَّوْا (انہوں نے منہ موڑا) یعنی اس سے اعراض کیا۔

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ (مگر تھوڑے ان میں سے) ان کی تعداد ۳۱۳ تھی جتنی کہ اہل بدر کی تھی۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو جانتے ہیں) اس میں انہوں نے ترک جہاد کی جو زیادتی کی تھی۔ اس پر یہ وعید ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ

اور کہا ان سے ان کے نبی نے بے شک اللہ نے مقرر فرما دیا تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ وہ کہنے لگے کہ ان کو

الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ

ہم پر حکمران ہونے کا حق کیسے پہنچتا ہے حالانکہ ہم ان سے زیادہ حکمرانی کے مستحق ہیں اور ان کو مالی گنجائش نہیں دی گئی،

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ

ان کے نبی نے کہا کہ بے شک اللہ نے ان کو تم پر حکمرانی کے لئے منتخب فرمایا ہے، اور ان کو علم میں اور جسم میں فراخی عطا فرمائی ہے۔

وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ

اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا ہے علم والا ہے۔ اور کہا ان سے ان کے نبی نے

اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا

کہ بلاشبہ اس کے حکمران ہونے کی یہ نشانی ہے کہ آ جائے گا تمہارے پاس تابوت جس میں تسکین ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی

تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ

چیزیں ہیں ان میں سے جنہیں چھوڑا تھا آل موسیٰ اور آل ہارون نے جس کو فرشتے اٹھا کر لے آئیں گے۔ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے تمہارے لئے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع ۳۲ / ع / ۱۶

اگر تم ایمان والے ہو۔

۲۴۷: وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ ان کے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو مقرر فرمایا ہے۔ نحو: طالوت یہ جالوت کی طرح عجمی نام ہے اور اسی طرح داؤد بھی یہ غیر منصرف ہیں علمیت کی وجہ سے اور عجمہ ہونے کی بناء پر

مَلِكًا۔ (ایک بادشاہ) یہ حال ہے۔

قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا (انہوں نے کہا کیسے ہوگی اس کو سربراہی ہم پر) یعنی کیسے؟ اور کہاں سے؟ اس میں طالوت کی سپہ سالاری کا انکار اور اس پر اظہار بعد ہے کہ یہ بہت دور کی بات ہے۔

وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ (ہم اس سے زیادہ سربراہی کے حقدار ہیں) واؤ حالیہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## دُنیا پرستوں کا مزاج:

وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ (اس کو مالی وسعت میسر نہیں) یعنی وہ ہم پر سربراہ کیسے بنے گا جبکہ حالت یہ ہے کہ وہ سربراہی کے لائق ہی نہیں۔ کیونکہ اس سے زیادہ مستحق موجود ہیں۔ اور شان یہ ہے کہ وہ فقیر ہے اور بادشاہ کے لئے مال ہونا چاہیے جس سے وہ مضبوطی حاصل کر سکے۔ بنی اسرائیل نے یہ بات کہی کیونکہ نبوت تو لاؤی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں تھی۔ اور بادشاہت یہودا ابن یعقوب علیہ السلام کے خاندان میں اور طالوت یہ بنیامین کی اولاد سے تھا اور یہ پانی پلانے والا آدمی تھا۔ یا رنگنے والا محتاج آدمی تھا۔

روایات میں ہے کہ ان کے پیغمبر علیہ السلام نے اس وقت دعا کی جب انہوں نے اس سے سپہ سالاری کا مطالبہ کیا۔ پس ان کو ایک لاٹھی دی گئی۔ جس سے قد کی پیمائش کی گئی۔ ان لوگوں کی جو بادشاہ بننے والے تھے۔ اس کے مطابق کوئی بھی پورا نہ اترا سوائے طالوت کے۔

## حکم پر اعتراض کی گنجائش نہیں:

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَیْکُمْ (اس نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو تم پر چن لیا ہے) اصطفٰی میں طآء یہ تآ کا بدل ہے صاد ساکنہ کی جگہ۔ معنی اس کا پسند کرنا اور چننا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو چنا ہے وہ مصالح کو تم سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ اور اس کے حکموں پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

پھر دو مصلحتوں کا تذکرہ بھی فرمادیا جو ان مصالح سے زیادہ نفع بخش تھیں جو انہوں نے ذکر کی تھیں۔ یعنی نسب اور مال اور وہ مصلحتیں علم مبسوط اور جسامت۔

پیغمبر علیہ السلام نے کہا۔ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا اس کو علم و جسم کی وسعت میں) بسطۃً یہ مفعول دوم ہے۔

## بڑا ماہر:

کہتے ہیں کہ وہ اپنے وقت میں بنی اسرائیل کی لڑائی کے فنون اور علوم دیانات میں سب سے بڑھ کر تھا۔ اور ہر انسان سے اپنے سر اور کندھے کے لحاظ سے لمبا چوڑا تھا۔

البسطہ وسعت درازی کو کہتے ہیں۔ اور بادشاہ کے لیے علم والا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جاہل ذلیل و حقیر ہے اور اس سے مخلوق کو فائدہ نہ ہوگا۔ اور وہ جسامت والا ہو کیونکہ اس سے دلوں میں اس کی شان اور رعب بیٹھتا ہے۔

وَاللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْکَهٗ مَنْ یَّشَآءُ (اللہ تعالیٰ اپنا ملک جن کو چاہتے ہیں عنایت فرماتے ہیں) یعنی اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں اس کا کوئی منازع نہیں۔ وہ جس کو چاہتا عنایت کر دیتا ہے اس کا وراثت سے تعلق نہیں۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ۔ (اللہ تعالیٰ وسعت والے ہیں) یعنی وسیع فضل و عطا والے ہیں اس پر وسعت فرما دیتے ہیں جن کے پاس



BestUrduBooks.wordpress.com

وسعت مالی نہیں ہوتی۔اس کو فقر کے بعد غنی کر دیتے ہیں۔

عَلِيْمٌ (وہ جاننے والے ہیں) کہ جس کو بادشاہی کے لیے چننا ہے۔

پھر بھی انہوں نے اپنے پیغمبر علیہ السلام سے طالوت کے چناؤ اور نشانی کا مطالبہ کر دیا۔

## تفسیر آیت ۲۴۸:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ (ان کو ان کے پیغمبر علیہ السلام نے کہا بے شک اس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ تابوت تمہارے پاس آ جائے گا) یعنی وہ صندوق جس میں تورات تھی جب موسیٰ علیہ السلام قتال کرتے تھے اس کو آگے رکھتے بنی اسرائیل کے نفوس کو اس سے سکون حاصل رہتا۔اور وہ فرار اختیار نہ کرتے۔

## صندوق سکینہ:

فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اس میں سکینہ ہے تمہارے رب کی طرف سے) سکون واطمینان ہے

وَبَقِيَّةٌ ۔ (بقیہ چیزیں) یعنی الواح کے ٹکڑے۔عصائے موسیٰ' ثیاب موسیٰ' کچھ تورات۔موسیٰ علیہ السلام کے نعل اور عمامہ ہارون علیہ السلام۔

مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ (جن کو چھوڑا آل موسیٰ اور آل ہارون نے) یعنی جن کو چھوڑا موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے۔آل کا لفظ ان دونوں ہستیوں کی عظمت شان کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

## فرشتے تابوت لائے:

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ (اس کو فرشتے اٹھانے والے ہونگے) یعنی تابوت کو۔اللہ تعالیٰ نے اس کو موسیٰ علیہ السلام کے بعد اٹھالیا تھا۔ پس فرشتے اس کو لے کر اٹھائے ہوئے اترے۔جبکہ بنی اسرائیل دیکھ رہے تھے۔

**نحو**: یہ جملہ موضع حال میں واقع ہے اور اسی طرح فیہ سکینۃ بھی اور من ربکم یہ سکینہ کی صفت ہے اور مما ترک یہ بقیۃ کی صفت ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اس میں نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم مؤمن ہو) یعنی تابوت کے تمہاری طرف لوٹ آنے میں اس بات کی علامت ونشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی طالوت کو تم پر بادشاہی دی ہے۔اگر تم اس کی تصدیق کرنے والے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ

طالوت لشکروں کے ساتھ روانہ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر کے ذریعہ آزمانے والا ہے، سو جس نے اس میں سے

مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ

پی لیا وہ مجھ سے نہیں ہے اور جس نے اس سے نہ پیا تو وہ مجھ سے ہے سوائے اس شخص کے جس نے اپنے ہاتھ سے ایک چلو

بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پی لیا، پھر تھوڑے سے افراد کے علاوہ سب نے اس میں سے پی لیا پھر جب آگے بڑھے طالوت اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان

مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ

لائے تھے تو کہنے لگے کہ آج ہمیں جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے، جو لوگ اللہ کی ملاقات کا

اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

یقین رکھتے تھے وہ کہنے لگے کتنی ہی کم تعداد جماعتیں اللہ کے حکم سے بھاری تعداد والی جماعتوں پر غالب ہو چکی ہیں

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ

اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جب یہ لوگ جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ کے لئے نکلے تو عرض کیا کہ اے ہمارے رب ہم پر صبر

عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٥٠﴾ ۭ

ڈال دے اور ہمیں ثابت قدم رکھ، اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

٢٤٩: فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ (جب طالوت لشکر لے کر جدا ہوئے) فصل کا معنی خرج یعنی نکلنا ہے۔ یعنی جب نکلے اپنے اس شہر سے دشمن کے خلاف جہاد کے لئے۔

**تعدادِ لشکر:**

بالجنود کا لفظ موضع حال میں ہے یعنی لشکروں کو ساتھ لینے والے تھے۔ جن کی تعداد اسی ہزار تھی۔ یہ وقت گرمی کا تھا۔ انہوں نے مطالبہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے پانی کی نہر جاری کر دے۔

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ (انہوں نے کہا بے شک اللہ تمہارا امتحان کرنے والے ہیں) یعنی تمہارے ساتھ ایسا معاملہ کرنے والے ہیں جیسا امتحان لینے والا کرتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## دریائے فلسطین:

بِنَهَرٍ (ایک دریا کے ساتھ) یہ دریائے فلسطین ہے۔ یہ ابتلاء اسی لئے تھا تاکہ سچے مجاہد اور نکمے پہچان لیے جائیں۔
فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ (پس جس نے اس میں سے پیا) یعنی منہ لگا کر
فَلَيْسَ مِنِّىْ (پس وہ مجھ سے نہیں) یعنی وہ میرا سچا پیروکار نہیں اور میرا حمایتی نہیں۔
وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ (جس نے نہ چکھا) یہ طعم الشی سے ہے جب کہ اس کو چکھا جائے۔
فَاِنَّهٗ مِنِّىْ (پس وہ مجھ سے ہے)

قراءت: ابوعمرو اور مدنی نے مِنِّیَ یاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے

اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ (یہ استثناء ہے۔ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ سے۔ اور دوسرا جملہ استثناء سے جملہ متاخرہ کے حکم میں ہے۔ صرف عنایت کی وجہ سے اس کو مقدم کیا گیا ہے۔
غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ (ایک چلو ہاتھ سے)

قراءت: حجازی اور ابوعمرو نے غَرْفَةً غین کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس کا معنی مصدر والا ہے۔ اور غُرْفَةً غین کے ضمہ کے ساتھ بمعنی مغروف بمعنی چُلّو۔

مطلب یہ ہے کہ ہاتھ کے ایک چلّو کی رخصت ہے۔ منہ لگا کر پینے کی اجازت نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے۔
فَشَرِبُوْا مِنْهُ (پس انہوں نے اس سے پیا) یعنی منہ لگا کر پیا۔
اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ (مگر تھوڑے ان میں سے) اور ان کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔
فَلَمَّا جَاوَزَهٗ (پس جب وہ اس کو عبور کر گئے) یعنی نہر کو۔
هُوَ (وہ) اس سے مراد طالوت ہیں۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (اور وہ لوگ جو ان کے قول پر یقین کرنے والے تھے) یعنی قلیل تعداد میں۔
قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ (وہ کہنے لگے ہمیں آج طاقت نہیں) یعنی کوئی قوت نہیں۔

## جابر جالوت:

بِجَالُوْتَ (جالوت کے ساتھ) یہ عمالقہ کا ایک جابر بادشاہ ہے جو عملیق بن عاد کی اولاد میں سے تھا۔ اس کے خود میں تین سو، رطل لوہا تھا۔

وَجُنُوْدِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۔ (اور اس کے لشکروں کا مقابلہ کیا۔ کہا ان لوگوں نے جو یقین رکھتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے والے ہیں) یعنی شہادت پر یقین کرنے والے ہیں۔
بعض نے کہا۔ قالوا کی ضمیر ان میں بہت سے لوگوں کی طرف لوٹتی ہے۔ جو پیچھے رہ گئے تھے۔
اور والذین یظنون میں ضمیر ان قلیل کی طرف ہے۔ جو ثابت قدم رہنے والے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ

سو ان کو شکست دے دی اللہ کے حکم سے اور قتل کر دیا داؤد نے جالوت کو اور اللہ نے ان کو ملک دے دیا اور حکمت عطاء فرما دی، اور ان کو جو کچھ

مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ

چاہا علم دے دیا اور اگر نہ ہوتا اللہ کا دفع فرمانا لوگوں کو بعض کو بعض کے ذریعہ تو زمین میں فساد ہو جاتا

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ

اور لیکن اللہ جہانوں پر فضل فرمانے والا ہے۔ یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم آپ پر تلاوت کرتے

بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

ہیں اور بلاشبہ آپ پیغمبروں میں سے ہیں۔

روایات میں یہ بھی ہے کہ ایک چلّو آدمی کے پینے اور برتن کے لئے کافی ہو جاتا۔ جنہوں نے پانی پیا۔ ان کے ہونٹ سیاہ ہو گئے۔ اور پیاس ان پر غالب آ گئی۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ (بہت سی تھوڑی جماعتیں ہیں)

نحو: یہ کَمْ خبریہ ہے اور ابتداء کی وجہ سے محل رفع میں ہے۔

غَلَبَتْ (غالب آ گئیں) یہ کَمْ کی خبر ہے۔

فِئَةً كَثِيْرَةً (بڑی جماعتوں پر)

بِاِذْنِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) یعنی اس کی مدد سے

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں) اپنی مدد کے ذریعہ۔

## تفسیر آیت ۲۵۰:

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ (جب وہ جالوت اور اس کے لشکر کے سامنے آئے) یعنی ان سے لڑائی کرنے نکلے۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا (کہنے لگے اے ہمارے رب تو انڈیل ہم پر صبر) افراغ کا معنی انڈیلنا ہے صبر سے مراد لڑائی میں ثابت قدمی ہے۔

وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا (اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر) ہمارے دلوں کو مضبوط کر کے اور ہمارے دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈال کر۔

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (اور تو کافر قوم کے خلاف ہماری مدد فرما) یعنی ہماری اعانت فرما۔

## تفسیر آیت ۲۵۱:

فَهَزَمُوْهُمْ (پس انہوں نے ان کو شکست دی) یعنی طالوت اور مؤمنین نے جالوت اور اس کے لشکروں کو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

**فیصلۂ قضاء وقدر:**

بِاِذْنِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے اذن سے) یعنی اس کے فیصلۂ قضاوقدر سے

**تذکرہ داوٗد علیہ السلام:**

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ (اور داوٗد نے جالوت کو قتل کیا) داوٗد علیہ السلام کے والد ایشی بھی طالوت کے لشکر میں اپنے چھ بیٹوں سمیت شامل تھے۔ داوٗد ان میں ساتویں تھے۔ اور وہ اپنے تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ اور بکریاں چراتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ داوٗد ہی جالوت کو قتل کرے گا۔

انہوں نے ان کے والد سے داوٗد کو طلب کیا وہ آ گئے۔ راستے میں چلتے ہوئے تین پتھروں نے داوٗد کو کہا۔ ہمیں اٹھالو۔ اور اس سے کہا تم ہمارے ساتھ جالوت کو قتل کرو گے۔

داوٗد نے ان پتھروں کو اپنے تھیلے میں ڈال لیا اور وہ پتھر جالوت کی طرف پھینکے پس اس کو قتل کر دیا۔ طالوت نے اپنی بیٹی کا نکاح داوٗد علیہ السلام سے کر دیا۔ پھر ان کو حسد پیدا ہوا اور اس کو قتل کرنا چاہا (مگر قدرت نہ پا سکا) پھر تائب ہو کر موت آئی۔

**ملک سے مراد:**

وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ (اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہی دے دی) ارض مقدس کے مشرق و مغربی علاقوں میں داوٗد سے پہلے بنی اسرائیل کسی بادشاہ پر مجتمع نہ ہوئے تھے۔

وَالْحِكْمَةَ (اور حکمت) یعنی نبوت۔

وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ (اور اس کو جو چاہا علم دیا) یعنی صنعت زرع اور کلام طیور وغیرہ۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ (اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو دور نہ کرتے)

**نحو:** الناس یہ مفعول بہ ہے۔

بَعْضَهُمْ یہ الناس کا بدل ہے یعنی بعض لوگوں کو۔

**قراءت:** دفعُ کو مدنی رحمہ اللہ نے دِفَاعُ پڑھا ہے۔ یہ دفاع دفع کا مصدر ہے۔ یا اس کا معنی دافع دفاع کرنے والا ہے۔

**فساد کا مطلب:**

بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ (بعض لوگوں کے ساتھ تو بگڑ جاتی زمین) یعنی اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرے اور ان کے ذریعے ان کا فساد نہ روکے تو مفسد غالب آ جائیں اور زمین بگڑ جائے اور اس کے منافع کھیتی ونسل باطل ہو جائیں۔

**دوسرا قول:** اگر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی کافروں کے خلاف مدد نہ کرتا۔ تو غلبۂ کفار سے زمین بگڑ جاتی اور نیک قتل کر دیئے جاتے۔ اور شہر برباد ہو جاتے اور بندے دکھوں میں مبتلا ہو جاتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (لیکن اللہ تعالیٰ جہان والوں پر فضل فرمانے والے ہیں) یعنی ان سے فساد کا ازالہ کر کے۔

یہ آیت معتزلہ کے خلاف اہلسنت کی دلیل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اصلح کو اختیار فرماتے ہیں۔

## آیات کا مفہوم:

۲۵۲: تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں۔

**نحو**: تلک مبتداء اور آیات اللہ خبر ہے۔

مطلب یہ ہوا یہ ہزاروں کے واقعات جو بیان کیے گئے اور ان کی موت کا تذکرہ ہوا اور پھر زندگی بخشنے کا اور طالوت کی بادشاہت۔ جابروں پر ایک بچہ کے ذریعہ ان کا غلبہ وغیرہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

نَتْلُوْهَا (ہم ان کو پڑھ کر سنا رہے ہیں)

**نحو**: یہ اٰيٰتُ اللّٰهِ سے حال ہے اور اس کا عامل تلک کا معنی ہے۔ یا اٰيٰتُ اللّٰهِ یہ تلک سے بدل ہے اور نتلوھا اس کی خبر ہے۔

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ (آپ پر حق کے ساتھ) یعنی اس یقین کے ساتھ کہ جس میں اہل کتاب کو شک کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ واقعات ان کی کتابوں میں بھی اسی طرح ہیں۔

## دلیل رسالت:

وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (اور بے شک آپ البتہ رسولوں میں سے ہیں) اس لئے کہ آپ ان کو کسی کتاب کی قراءت کے بغیر اطلاع دے رہے ہیں۔ یا آپ ان کو کسی اہل کتاب سے سننے کے بغیر اطلاع دے رہے ہیں جو رسالت کی کھلی نشانی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

الجزء ٣ وقف لازم

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ

یہ رسول ہیں ہم نے فضیلت دی ان میں بعض کو بعض پر، ان میں بعض سے اللہ نے کلام فرمایا اور بعض کو

بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ

درجات کے اعتبار سے بلند فرمایا، اور ہم نے دیئے عیسیٰ بن مریم کو کھلے کھلے معجزات، اور ہم نے ان کی تائید کی روح القدس کے ذریعہ،

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ آپس میں جنگ نہ کرتے جو ان کے بعد تھے، اس کے بعد کہ آئے ان کے پاس کھلے ہوئے معجزات

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ

لیکن انہوں نے آپس میں اختلاف کیا سو ان میں سے بعض وہ تھے جو ایمان لائے اور بعض وہ تھے جنہوں نے کفر کیا، اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ آپس میں جنگ نہ کرتے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ ع ۱-۵

لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

## تفسیر آیت ۲۵۳:

تِلْكَ الرُّسُلُ (یہ رسل) تِلْكَ کا اشارہ رسولوں کی جماعت کی طرف ہے۔

جن کے واقعات اس سورت میں مذکور ہو چکے۔ آدم علیہ السلام سے داؤد علیہ السلام تک۔

یا دوسرا قول: جن رسل کی جماعت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان آیات کے نزول سے قبل ہو چکا۔

## طاعات میں تفاوت:

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی) یعنی رسالت کے علاوہ خصوصیات کے ساتھ فضیلت دی۔ کیونکہ رسالت و نبوت میں تو تمام برابر ہیں۔ جیسا کہ مؤمن صفت ایمان میں تمام برابر ہیں اور ایمان کے بعد طاعات میں متفاوت ہیں۔ پھر اس ارشاد

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ (ان میں سے بعض وہ تھے جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا) مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ سے امت کی وضاحت کی۔ یعنی ان سے کلام کیا اللہ تعالیٰ نے۔ ضمیر عائد کو صلہ سے حذف کر دیا۔ یعنی منهم من فضله الله بان كلمه من غير سفير۔ ان میں جن کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت اس طرح دی۔ کہ بغیر سفیر کے ان کو شرف کلام بخشا اور وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## بلند درجات سے مراد:

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (اور بعض کے درجات بلند کئے )

نحو: بعضھم پہلا مفعول اور دَرَجٰتٍ دوسرا مفعول ہے۔یعنی بدرجات یاالی درجات۔

مطلب یہ ہوا کہ بعض ان میں سے وہ ہیں جن کو تمام انبیاء علیہم السلام پر رفعت عنایت فرمائی پس فضیلت میں تفاوت کے بعد وہ ان میں درجات کثیرہ کے ذریعہ افضل ہو گئے اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔کیونکہ آپ ہی ان میں تمام کائنات کی طرف بھیجے جانے کی وجہ سے افضل ہو گئے اور اس لیے بھی کہ آپ کو وہ نشانات و معجزات دیئے گئے جو کثرت تعداد میں ایک ہزار یا اس سے بھی بڑھنے والے ہیں۔ان میں سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔کیونکہ یہ زمانہ کے چہرہ پر باقی رہنے والا معجزہ ہے۔اس ابہام میں تفخیم اور وضاحت ہے کیونکہ وہ ایک ایسی علامت ہے۔جو کسی پر مخفی نہیں اور ایسا امتیاز ہے جس میں کسی کو التباس نہیں۔

دوسرا قول: اس سے مراد حضرت محمد وابراہیم علیہما السلام وغیرہما انبیائے اولوالعزم مراد ہیں۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ (اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو واضح نشانات دیئے ) جیسے مردوں کو زندہ کرنا مادرزاد نابینا اور برص کی بیماری والے کو تندرست کر دیا کرتے تھے۔وغیر ذلک

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (اور ہم نے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے ان کی مدد کی ) یعنی ہم نے ان کو قوت دی۔یا انجیل کے ساتھ مدد دی۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ (اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو وہ لوگ نہ لڑتے ) یعنی باہمی اختلاف نہ کرتے۔جس کی وجہ سے نوبت قتال آئی۔

الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (وہ لوگ جو ان کے بعد ہوئے ) یعنی ان رسل علیہم السلام کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ (اس کے بعد کہ ان کے پاس کھلے دلائل آ گئے ) یعنی ظاہر معجزات

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا (لیکن انہوں نے اختلاف کیا ) یعنی میری مشیت کے ساتھ۔پھر اختلاف کی وضاحت اس طرح فرمائی۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ (پس کچھ تو ایمان لے آئے اور کچھ وہ لوگ ہوئے جنہوں نے کفر کیا ) یعنی میری مشیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے رسولوں کے معاملات کو اس طرح جاری کیا۔یعنی کسی پیغمبر کی تمام امت اس کی زندگی میں اس پر متفق نہیں ہوئی۔اور نہ ہی ان کی زندگی کے بعد بلکہ انہوں نے ان کے متعلق۔ فمنھم من اٰمن ومنھم من کفر۔ پس ان میں سے کچھ تو ایمان لائے اور ان میں سے بعض نے کفر کیا۔یعنی اختلاف کا رویہ اختیار کیا۔

## کفر کا مطلب:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا (اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو وہ قتال نہ کرتے ) اس جملہ کو تاکید کے لئے دوبارہ لایا گیا۔یعنی اگر میری مشیت میں ہوتا کہ وہ آپس میں قتال نہ کریں تو وہ آپس میں قتال نہ کرتے۔اس لئے کہ میری مملکت میں میری مشیت چلتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِىَ

اے ایمان والو، اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس سے پہلے کہ وہ دن

يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ

آئے جس میں نہ بیع ہو گی نہ دوستی اور نہ سفارش، اور جو کافر ہیں وہ

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾

ظلم کرنے والے ہیں۔

## تردیدِ معتزلہ:

اس آیت سے معتزلہ کی تردید ہوتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں یہ بتلایا گیا کہ اگر اللہ چاہتے کہ وہ قتال باہمی نہ کریں۔ تو وہ نہ کرتے۔ حالانکہ معتزلہ کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے کہ وہ آپس میں نہ لڑیں تو بھی وہ لڑ پڑتے۔

## ثبوتِ ارادہ:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (اور لیکن اللہ تعالیٰ وہی کرتے ہیں جو کچھ چاہتے ہیں) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے ارادہ کو ثابت کیا۔ جیسا کہ مذہب اہلسنّت ہے۔

## تفسیر آیت ۲۵۴:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ (اے ایمان والو! تم خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا) یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرو۔

یا دوسرا قول: (اس سے مراد ہر صدقہ واجبہ زکوٰۃ وغیرہ ہے)

## عدم تدارک کا دن:

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِىَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ (اس سے پہلے کہ ایسا دن آئے کہ جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی) یعنی اس سے پہلے کہ ایسا دن آئے کہ جس میں تم اس انفاق کا تدارک نہ کر سکو گے جو رہ جائے کیونکہ اس دن میں نہ خرید و فروخت ہوگی کہ اس میں تم خرید لو جو تم نے خرچ کرنا ہو۔

وَلَا خُلَّةٌ (اور نہ دوستی ہوگی) کہ دو دوست دوستی کا لحاظ کر کے چشم پوشی کر سکیں۔

وَّلَا شَفَاعَةٌ (اور نہ سفارش) یعنی کافروں کے لئے سفارش نہ ہوگی۔ باقی مسلمانوں کے لئے ہوگی۔ یا شفاعت ہوگی مگر اس کی اجازت سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی

اللہ ایسا ہے کہ معبود نہیں ہے مگر وہی، وہ زندہ ہے ، قائم رکھنے والا ہے ، اس کو نہیں پکڑتی اونگھ اور نہ نیند، اسی کے لئے ہے جو

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ

آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کی اجازت کے ساتھ، وہ جانتا ہے

مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا

جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے، اور وہ احاطہ نہیں کرتے اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا مگر جو وہ

شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ

چاہے، گنجائش ہے اس کی کرسی میں آسمانوں کی، اور زمین کی اور اسے بھاری نہیں ہے ان دونوں کی حفاظت، اور وہ

الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾

برتر ہے، عظمت والا ہے۔

دو قول:

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (اور کافر وہی ظالم ہیں) یعنی کافر اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی حاجت کے دن کی طرف بڑھنا چھوڑ دیا۔

یا دوسرا قول: یہ ہے کہ اس دن کا انکار کرنے والے وہی ظالم ہیں۔

قراءت: لَا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ۔ مکی اور بصری قراء نے اسی طرح پڑھا۔

تفسیر آیت ۲۵۵:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اللہ تعالیٰ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مگر وہی)

نحو: لفظ اللہ مبتداء اور جملہ اسمیہ لا الہ الا ھو اس کی خبر ہے۔ لانفی جنس الہ اس کا اسم اِلّا ادات حصر ھُوَ بدل از محل لا۔

اَلْحَیُّ (زندہ) یعنی ایسی باقی رہنے والی ذات جس پر فنا کا کوئی راستہ نہ ہو۔

اَلْقَیُّوْمُ (مخلوق کو تھامنے والا) یعنی ایسی ہمیشگی والی ذات جو مخلوق کی تدبیر کرنے والی ہو۔ اور اس کی نگہبانی کرنے والی ہو۔

نیند و اونگھ کا فرق:

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (اس کو اونگھ اور نیند نہیں آتی) سنة اونگھ اعصاب دماغی کی وہ سستی جو نیند سے پہلے آئے۔ النوم



BestUrduBooks.wordpress.com

نیند دماغ کے اعصاب میں استرخائی کیفیت کو کہتے ہیں۔
مفضل رحمۃ اللہ علیہ: کہتے ہیں۔کہ السنۃ سر کا بوجھل ہونا۔النعاس آنکھ کا بوجھ النوم دل کے بوجھ کو کہتے ہیں۔
نحو: لا تاخذہ سنۃ و لا نوم یہ القیوم کی تاکید ہے کیونکہ جس کو نیند و اونگھ آجائے وہ قیوم نہیں بن سکتا۔

## سب کو تھامنے والا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی۔ان کو کہہ دو کہ میں آسمان و زمین کو اپنی قدرت سے تھامنے والا ہوں۔اگر مجھے اونگھ یا نیند آجائے تو یہ دونوں فنا ہو جائیں (ابو یعلی)

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اسی کا ہے) یعنی ملک و ملک کے لحاظ سے یعنی بادشاہ بھی وہی اور مالک بھی وہی۔

## کبریائی باری تعالیٰ عزوجل:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے کون سفارش کر سکتا ہے؟) یعنی کسی کی ہمت و جرأت نہیں۔کہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں شفاعت کرے۔اس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا بیان ہے اور کوئی شخص قیامت کے دن کلام کرنے کا اختیار نہ رکھتا ہوگا۔مگر جب وہ خود اس کو کلام کی اجازت دے۔اس میں کفار کے اس زعم کی تردید ہے۔کہ بت ان کے لئے شفاعت کریں گے۔

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ (وہی ان کے سامنے اور پیچھے کی چیزوں کو جانتا ہے) یعنی جو ان سے پہلے تھا۔اور جو آئندہ ہوگا۔

نحو: ہم ضمیر عقلاء کا لحاظ کر کے لائی گئی۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ (اور اہل علم اللہ تعالیٰ کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے) یعنی اس کی معلومات میں سے۔دعا کا یہ کلمہ اللھم اغفر علمك فینا۔ میں علم بمعنی معلوم ہے۔

اِلَّا بِمَا شَآءَ (مگر وہ جو چاہے) یعنی مگر جو وہ سکھائے۔

## کرسی کے متعلق اقوال:

وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (اسکی کرسی آسمان اور زمین کو اپنے اندر سمانے والی ہے) یعنی اس کا علم اور اسی سے الکراسۃ کاپی کو کہتے ہیں۔کیونکہ اس میں علم ہوتا ہے۔اسی الکراسی کا معنی میں علماء اور علم کو کرسی کہا جاتا ہے۔اسکے مرتبہ وعظمت کا لحاظ کر کے جو جہاں کی کرسی ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ سورۃ غافر کی آیت ربنا وسعت کل شیٔ رحمۃ و علما۔

دوسرا قول: ملک کو کرسی کہا۔اس کے اس مرتبہ کا لحاظ کر کے جو کہ بادشاہت کی کرسی ہے۔

تیسرا قول: اس کا عرش۔حسن رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

چوتھا قول: عرش کے علاوہ تخت ہے حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان کرسی کے مقابلہ میں ایک چھلے کی مانند ہیں۔ جو وسیع بیابان میں پڑا ہو۔ اور عرش کی فضیلت کرسی پر ایسی ہے جیسا کہ وسیع بیابان کو اس چھلے پر۔ (ابن مردویہ)

پانچواں قول: اس کی قدرت' اس کی دلیل یہ ارشاد ہے و لا یؤدہٗ حفظھما۔

وَلَا يَئُوْدُهٗ (اس کو تھکاتی نہیں) یعنی اس کو بوجھل نہیں کرتی اور نہ اس پر گراں کرتی ہے۔

حِفْظُهُمَا (ان دونوں کی حفاظت) یعنی زمین و آسمان کی حفاظت۔

## بلند اور عزت وجلال والا:

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (وہ بلند و بالا عظمت والا ہے) یعنی اپنی ملک و سلطنت میں بلند اور عزت وجلال میں بڑائی والا ہے۔

دوسرا قول: العلی۔ ان صفات سے اعلیٰ جو اس کے لائق نہیں۔ العظیم۔ ایسی صفات سے موصوف جو اس کے لائق ہیں۔ یہ دونوں صفات کمال توحید کو جامع ہیں۔

نکتہ: آیت الکرسی میں جملوں کو بغیر حرف عطف کے لایا گیا۔ کیونکہ وہ جملے بطور بیان آئے ہیں۔

پس پہلا جملہ اس بات کو بیان کر رہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تدبیر خلق کرنے والے ہیں اور وہ مخلوق کے نگہبان ہیں۔ اس میں غفلت برتنے والے نہیں۔

دوسرے: میں فرمایا۔ یہ تمام اس لئے کرتے ہیں کہ وہ مخلوق کے خود مالک ہیں۔

تیسرے: اس لئے کہ اس کی شان کبریائی والی ہے۔

اور چوتھے: اس لئے کہ وہ خلق کے حالات کا احاطہ کرنے والے ہیں۔

پانچویں: اس لئے کہ اس کا علم وسیع ہے اور اس کا علم تمام معلومات سے متعلق ہے۔ یا اس کے جلال اور عظیم قدرت کی وجہ سے۔

## فضیلت آیت الکرسی:

یہ آیت فضیلت والی ہے یہاں تک کہ اس کی فضیلت میں بہت سی روایات ہیں۔

ایک روایت ان میں سے وہ ہے جس کو حضرت علیؓ نے بیان کیا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے آیت الکرسی پڑھی۔ ہر فرض نماز کے بعد۔ اسکو دخول جنت سے صرف موت ہی رکاوٹ ہے اور اس پر ہمیشگی صدیق یا عابد ہی کرتا ہے۔ جس نے اسکو بستر پر لیٹتے ہوئے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسکے نفس اور اسکے پڑوس اور پڑوس کے پڑوس اور اس کے اردگرد گھروں کو امان میں رکھتے ہیں۔ (بیہقی)

دوسری روایت: نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ سید البشر آدم (یعنی سب سے پہلے انسان آدم علیہ السلام) اور عرب کے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا۔

(اس روایت میں نکارت ہے کیونکہ صحیح مرفوع روایت انا سید ولد آدم و لا فخر کے الفاظ مروی ہیں) فارسیوں کے سردار سلمان رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے سردار صہیب رضی اللہ عنہ اور حبشیوں کے سردار بلال رضی اللہ عنہ اور پہاڑوں کا سردار طور اور دنوں کا سردار جمعہ اور کلاموں کا سردار قرآن۔ قرآن کی سردار سورۂ بقرہ اور بقرہ کی آیات کی سردار آیت الکرسی۔ (دیلمی فی مسند الفردوس)



BestUrduBooks.wordpress.com

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ

نہیں ہے زبردستی دین میں، ظاہر ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو کر، سو جو شخص منکر ہو طاغوت کا

وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ

اور ایمان لائے اللہ پر تو بے شک اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا۔ جو ٹوٹنے والا نہیں ہے اور اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾

سننے والا جاننے والا ہے۔

نمبر۳۔ فرمایا۔ جس گھر میں آیت الکرسی پڑھی جائے۔ اس کو شیاطین تیس دنوں تک چھوڑ جاتے ہیں۔ اور اس گھر میں جادوگر اور جادوگرنی چالیس راتوں تک داخل نہیں ہو سکتی۔ (بقول ابن حجر اس کی اصل نہیں ملی)

نمبر۴۔ فرمایا جس نے سوتے وقت آیت الکرسی پڑھی۔ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ صبح طلوع ہو۔ (درمنثور)

نمبر۵۔ اور فرمایا۔ جس نے یہ دو آیات شام کے وقت پڑھیں تو صبح تک اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور اگر صبح بھی پڑھ لیں۔ تو شام تک اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔

نمبر۱۔ آیت الکرسی نمبر۲۔ حٰمٓ مؤمن کی آیات الیہ المصیر تک۔ (ترمذی)

## وجہِ فضیلت:

کیونکہ یہ دونوں آیات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی تعظیم اور بزرگی اور عظیم صفات پر مشتمل ہیں۔ اور رب العزت کے تذکرہ سے اور کونسا تذکرہ بڑھ کر ہو سکتا ہے جو اس کا ذکر ہو گا وہ تمام ذکروں سے افضل ہے اس سے بخوبی یہ معلوم ہو گیا کہ تمام علوم میں سب سے اعلیٰ علم توحید ہے۔

نکتہ: سب سے زیادہ عظمت والی آیت، آیت الکرسی۔ سب سے زیادہ خوف والی آیت۔ من یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ۔ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ۔ اور سب سے زیادہ امید والی آیت قل یا عبادی الذین اسرفوا۔ کذا عن ابن مسعودؓ)

## تفسیر آیت ۲۵۶:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (دین میں جبر نہیں) یعنی دین حق پر کسی کو جبراً نہیں لایا جا سکتا۔ دین حق سے مراد دین اسلام ہے۔

ایک قول: یہ ہے اگرچہ یہ جملہ خبریہ ہے مگر معنی نہی کا ہے۔ یعنی دین پر لانے کے لئے جبر نہ کرو۔

## ایک روایت:

روایت میں ہے کہ ایک انصاری کے دو بیٹے نصرانی ہو گئے ان کے والد نے ان کو پکڑا اور کہا میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَ الَّذِیْنَ

اللہ ولی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے، وہ ان کو نکالتا ہے اندھیریوں سے نور کی طرف، اور جن لوگوں نے

كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ

کفر اختیار کیا ان کے اولیاء شیاطین ہیں وہ ان کو نکالتے ہیں نور سے اندھیریوں کی طرف، یہ لوگ

۳۴ ع ۴ ۲ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾

دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہاں تک کہ تم مسلمان ہو۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ اپنا جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ انصاری نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرے دیکھتے ہوئے میرا بعض حصہ آگ میں چلا جائے؟ پس یہ آیت اتری۔ اس انصاری نے ان کا رستہ چھوڑ دیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت نے کہا۔ کہ یہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ پھر آیات قتال سے یہ منسوخ ہو گیا۔

(مگر نسخ تو تب ہو جب ان میں تعارض ہو اور یہاں تو تعارض بھی نہیں)

قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ (تحقیق واضح ہوگئی رشد گمراہی سے) یعنی ایمان کفر سے دلائل واضحہ کے ذریعہ نکھر چکا ہے۔

فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ (پس جو شخص طاغوت کے ساتھ کفر کرے) طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ یا اصنام

وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (اور وہ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر پس واقعی اس نے مضبوط تھام لیا مضبوط رسی کو) استمساک کا معنی تھامنا ہے۔ العروة جس کو تھاما جائے جس سے چمٹا جائے۔ الوثقی۔ یہ اوثق کی مؤنث ہے یعنی انتہائی مضبوط رسی۔ پختہ محفوظ۔

## شاہد محسوس سے مثال:

لَا انْفِصَامَ لَهَا (اس کے لئے ٹوٹنا نہیں) یعنی اس رسی کے لئے ٹوٹنا نہیں۔

یہ معلوم و معروف چیز کی نظر و استدلال سے تمثیل بیان کی گئی ہے اور شاہد محسوس سے مثال بتلائی گئی ہے تاکہ سامع اس کو تصور کرے۔ کہ گویا وہ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ پس اس کا اعتقاد پختہ ہو جائے مطلب یہ ہے۔ اس نے اپنے نفس کو دین سے مضبوط باندھ دیا ہے جس کو کوئی اشتباہ کھول نہیں سکتا۔

وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ (اور اللہ تعالیٰ سننے والے ہیں) یعنی اس کے اقرار کو۔ عَلِیْمٌ (جاننے والے ہیں) اس کے اعتقاد کو۔

## تفسیر آیت ۲۵۷:

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے) اٰمنوا سے مراد جو ایمان لانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ ولی کا معنی



BestUrduBooks.wordpress.com

ناصراوران کے امورکا ذمہ دار۔

## نورِ واحداور ظلمات جمع لانے کی حکمت:

یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ (ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے) یعنی کفر وضلالت کے اندھیروں سے ۔کفریات وضلالات بہت اقسام کی ہیں اس لئے جمع کالفظ لایا گیا۔

اِلَى النُّوْرِ (روشنی کی طرف) یعنی ایمان وہدایت کی طرف۔نور کالفظ واحد لایا گیا کیونکہ ایمان ایک ہی ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا (اور کافر)

اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ (ان کے دوست شیطان ہیں)

نحو: والذین کفروا مبتداء ہےاوراولیاء هم الطاغوت خبر ہے۔

## شبہات کی دلدل:

یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ (وہ ان کونور سے نکالتے ہیں ظلمات کی طرف) یہاں ظلمات کو جمع لایا گیا۔ کیونکہ طاغوت معناً جمع ہے۔

مطلب یہ ہے وہ لوگ جوکفر پر پختہ ہوگئے ان کا معاملہ اس کے خلاف ہے۔

یا دوسرا قول: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ولی ہیں وہ ان کوشبہات دینیہ سے نکالتے ہیں اگر کبھی راہ ہدایت میں ان کوشبہ واقع ہو جائے تو ان کواس شبہ کے ازالہ کی توفیق دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ شبہ سے نکل کرنور یقین میں پہنچ جاتے ہیں اور کافروں کے دوست شیاطین ہیں۔وہ ان کوواضح دلائل کی روشنی سے جوان کے سامنے ظاہر باہر ہیں نکال کرشکوک وشبہات کی گمراہیوں میں مبتلا کردیتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (وہ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے)

## استفہام تعجب:

پھر تعجبی انداز میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کونمرود اور ابراہیم علیہ السلام کا مجادلہ سنایا اور تسلی دی۔نمرود ربوبیت کا دعویدار تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ

کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے حجت بازی کی ان کے رب کے بارے میں اس وجہ سے کہ اللہ نے اس کو حکومت

الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا

دی تھی، جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندہ فرماتا ہے اور موت دیتا ہے، اس نے کہا میں

اُحْىٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ

زندہ کرتا ہوں اور موت دیتا ہوں، ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا سو بلاشبہ اللہ لاتا ہے سورج کو

الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

پورب سے تو اس کو لے آ پچھم سے پس حیرانی میں پڑ گیا وہ شخص جو کفر اختیار کئے ہوئے تھا اور اللہ قوم ظالمین

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ‏ ﴿۲۵۸﴾

کو ہدایت نہیں دیتا۔

## تفسیر آیت ۲۵۸:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖ (کیا تمہیں اس شخص کا واقعہ معلوم نہیں جس نے ابراہیم علیہ السلام سے ان کے رب کے متعلق جھگڑا کیا) یعنی اپنے اس جھگڑے میں جو ربِ ابراہیم کی ربوبیت کے سلسلہ میں اس نے کیا۔

**نحو:** ربہ۔ کی ضمیرہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ یا اس کی طرف جس نے جھگڑا کیا۔ اسلئے کہ وہ دونوں کا رب ہے۔

اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ (کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکومت عطاء کی تھی) اصل اس طرح ہوا لان اٰتاہ اللّٰہ۔ یعنی حکومت کے مل جانے نے اسے غرور و تکبر میں مبتلا کر دیا۔ پس وہ اسی وجہ سے جھگڑنے لگا۔

**ردِ معتزلہ:**

یہ آیت بھی معتزلہ کے خلاف اصلح کے مسئلہ میں دلیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کافر کو اللہ حکومت نہیں دیتے۔ یہاں دینے کا ذکر کیا گیا ہے۔

(معتزلہ کا قول یہ ہے کہ اصلح اللہ تعالیٰ پر واجب ہے جبکہ اہلسنت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں جو کچھ دیتا ہے یہ اس کا فضل و احسان ہے)

دوسرا قول: وہ اس وقت جھگڑا کرنے لگا۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اس کو ملک عنایت کیا۔

اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ (جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا اور موت دیتا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## تحقیق نحو وقراءت:

**نحو**: اذ قال یہ حَاجَّ کی وجہ سے منصوب ہے یاان اٰتاہ اللّٰہ سے بدل ہے جبکہ جعل بمعنی وقت ہو۔

**قراءت**: حمزہ نے رَبِّیَ کو رَبِّیْ پڑھا ہے سکون یاء کے ساتھ۔

گویا بادشاہ نے سوال کیا۔من رّبُّکَ۔

ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔

قَالَ (اس نے کہا) یعنی نمرود نے۔

اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ (میں زندہ کرتا اور موت دیتا ہوں) اس کی مراد یہ تھی کہ میں قتل کو معاف کرتا اور قتل بھی کر دیتا ہوں۔ یہ بات کہہ کر لعین جھگڑے سے رک گیا۔

## تلبیس کی قاطع دلیل:

پس ابراہیم علیہ السلام نے وہ بات پیش کی۔جس میں کمزور دماغ والوں پر تلبیس کا احتمال نہ تھا جبکہ فرمایا۔

قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ (ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ پس اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے چڑھاتے ہیں تو اس کو مغرب سے لے آ۔)

### ازالۂ وہم:

یہ ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال نہیں۔جیسا کہ بعض لوگوں کو وہم ہوا۔کیونکہ پہلی دلیل ہی لازم ہونے والی تھی۔لیکن جب اس نے عناد سے زندہ کرنے کی دلیل کو ایک کے چھوڑنے اور دوسرے کے قتل کر دینے سے ٹال دیا۔تو آپ نے ایسے انداز سے کلام فرمایا جس سے عناد نہ کیا جا سکے۔وہ تمام ستارہ پرست لوگ تھے۔اور کواکب کی حرکت مغرب سے مشرق کی طرف ان کو معلوم تھی اور سورج کی مشرقی حرکت جو ہمیں محسوس ہوتی ہے یہ زبردستی وجبری حرکت ہے جیسا کہ پن چکی۔جس پر چیونٹی بیٹھی ہو اور وہ دوسری طرف کو حرکت کرنے والی ہو جبکہ پانی چکی کو دوسری طرف حرکت دے رہا ہے اور چیونٹی اس کو دوسری طرف سمجھ رہی ہے پس ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔بے شک میرا رب سورج کو زبردستی اس کی اپنی حرکت کے الٹ حرکت دے رہا ہے اگر تو رب ہے تو اس کی اصلی حرکت پر چلا۔جو کہ آسان تر ہے۔

فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ (پس کافر متحیر و دہشت زدہ ہو گیا)

وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو زبردستی سیدھے راستے کی ہدایت نہیں دیتا)

**بعض**: نے کہا کہ نمرود نے یہ نہیں کہا۔کہ تیرا رب سورج کو مغرب سے لا کر دکھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس بات کی طرف نہ آنے دیا۔بلکہ اس سے پھیر دیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنے متعلق ربوبیت کا دعویدار تھا اور اپنے علاوہ دوسرے کی ربوبیت کا قائل نہ تھا اور اس کے اس قول کا مطلب انا احیی و امیت کہ میں ہی تو وہ ہوں جس کی طرف احیاء و اماتت کی نسبت کی جاتی ہے میرے سواء اور کوئی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ

یا اس شخص کی طرح سے جو گزرا ایک بستی پر اور وہ اس حال میں تھی کہ چھتوں پر اس کی دیواریں گری پڑی تھیں، یہ شخص کہنے لگا

اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ

کہ اللہ کیونکر زندہ فرمائے گا اس بستی کو اس کی موت کے بعد، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو سو سال تک مردہ رکھا پھر اسے اٹھا دیا،

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ

اس سے سوال فرمایا کہ تو کتنے عرصہ تک ٹھہرا رہا۔ اس نے کہا کہ میں ایک دن یا ایک دن سے کم ٹھہرا ہوں، فرمایا بلکہ تو سو سال

مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ

تک ٹھہرا رہا ہے، سو تو دیکھ لے اپنے کھانے کو اور پینے کی چیز کو وہ سڑی گلی نہیں ہے اور دیکھ لے

اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ

اپنے گدھے کو، اور تاکہ ہم تجھے نشانی بنا دیں لوگوں کے لئے اور دیکھ ہڈیوں کی طرف ہم ان کو کیسے

نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ

جوڑ دیتے ہیں پھر ان پر گوشت پہنا دیتے ہیں، سو جب اس پر یہ سب کچھ ظاہر ہو گیا تو کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ

عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾

ہر چیز پر قادر ہے۔

**نکتہ**: اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ علم کلام میں بات کرنا اور مناظرہ کرنا مباح ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ۔ کیا تمہیں معلوم نہیں وہ شخص جس نے ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑا کیا۔ ان کے رب کے متعلق۔ حاجّ باب مفاعلہ سے ہے اور وہ دو کے مابین ہوتا ہے۔ جیسے مقاتلہ۔ پس اس سے خود یہ نکل آیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اس سے مناظرہ کیا۔ اگر یہ جائز نہ ہوتا۔ تو ابراہیم علیہ السلام اس کو بذات خود نہ کرتے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام ارتکاب حرام سے معصوم ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں کفار کو ایمان باللہ اور توحید باری تعالیٰ کی طرف بلانے کا حکم دیا گیا۔ جب ہم ان کو دعوت دیں گے تو لازماً وہ ہم سے اس پر دلیل طلب کریں گے۔ اور یہ مناظرہ کے بعد ہوگی۔ (انظر شرح التاویلات)

## تفسیر آیت ۲۵۹:

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ (یا اس کی طرح جس کا گزر ہوا) مطلب یہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یا ارأیت مثل الذی۔ کیا تمہیں معلوم ہے اس کا حال جس کا گزر ہوا پس اس کو حذف کر دیا کیونکہ الم تر اس پر دلالت کے لئے کافی تھا۔ کیونکہ یہ دونوں تعجب کے کلمات ہیں۔

## دوسرا قول:

یہ معنی پر محمول ہے لفظ پر نہیں۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ ارأیت کالذی حاج ابراھیم او کالذی مر۔

علامہ زمخشری: نے متوفی ۵۳۸ھ کشاف میں کہا۔ کہ اس میں کاف زائدہ ہے اور الذی کا عطف الی الذی حاج پر ہے۔

## قولِ حسن رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یہ گزرنے والا کافر تھا۔ اور بعث کا منکر تھا اس لئے اس کو نمرود کے ساتھ ایک ہی لڑی میں پرو کر ذکر کیا۔

دوسری دلیل: یہ ہے کہ انی یحی کلمۂ استبعاد کا استعمال کیا گیا۔ جو بعث بعد الموت کو بعید جاننے کی طرف مشیر ہے۔

## جمہور مفسرین رحمۃ اللہ علیہم کی رائے:

مگر اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ یہ حضرت عزیر علیہ السلام تھے۔ انہوں نے احیائے موتی کا معائنہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تاکہ بصیرت تامہ حاصل ہو جائے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے طلب کیا اور انّٰی یحیٖ تو زندہ کرنے کا طریقہ اور زندہ کرنے والے کی عظیم قدرت کی معرفت سے عاجزی کا اعتراف ہے۔

## بیت المقدس کا اُجڑنا:

عَلٰی قَرْیَةٍ (بستی پر) یہ بیت المقدس شہر تھا۔ جبکہ اس کو بخت نصر نے برباد کر دیا تھا۔ یا وہی بستی ہے جس سے وہ ہزاروں لوگ نکلے تھے۔

وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا (وہ گرنے والی تھی اپنی چھتوں پر) یعنی چھتوں سمیت گر چکی تھی۔

یا دوسرا قول: چھتیں گریں پھر ان پر دیواریں بھی گر پڑیں۔ عرش ہر بلند چیز کو عرش کہتے ہیں۔

قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ (اس نے کہا کیسے زندہ کرے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ اس کے ویران ہونے کے بعد پس اس کو موت دی اللہ تعالیٰ نے پھر اس کو اٹھا کھڑا کیا) انّٰی یہ کیف کے معنی میں ہے۔ هٰذِهٖ سے مراد اھل ھذہ اس کے رہنے والے بعث سے مراد زندہ کرنا ہے۔

قَالَ (اس نے کہا) یعنی اس کو فرشتے نے کہا۔

كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ (تو کتنا عرصہ ٹھہرا اس نے کہا میں ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرا) یعنی اپنے گمان کی بناء پر۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## جوازِ اجتہاد:

مَسْئَلَہ: اس میں دلیل ہے کہ اجتہاد جائز ہے۔

روایت میں ہے کہ ان کو موت چاشت کے وقت آئی اور سو سال بعد ان کو سورج کے غروب ہونے سے پہلے اٹھایا۔ پس انہوں نے سورج کی طرف نگاہ ڈالنے سے پہلے کہا۔ یو مًا ایک دن۔ پھر وہ متوجہ ہوئے۔ تو انہوں نے ابھی سورج کو باقی پایا۔ تو کہنے لگے۔ اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ۔ یا دن کا کچھ حصہ۔

قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ (اس نے کہا بلکہ تو سو سال ٹھہرا ہے پس تو دیکھ اپنے کھانے کو اور اپنے مشروب کو)

## مشروب کی جنس:

روایت میں ہے کہ ان کا کھانا انجیر اور انگور تھے اور مشروب جوس اور دودھ تھا۔ پس انہوں نے انگور اور انجیر کو اس طرح پایا گویا ابھی تازے چنے گئے ہیں اور مشروب بھی اپنی اصلی حالت میں ہے۔

لَمْ یَتَسَنَّهْ (وہ باسی نہیں ہوا) یعنی اس کا ذائقہ نہیں بدلا۔ اس کی ھاء اصلی ہے یا ہائے سکتہ ہے؟

اور السنة سے اس کے اشتقاق کے دو طریق ہیں۔

## دو طریق اشتقاق:

نمبر ا۔ کیونکہ اس کا لام کلمہ ہاء ہے۔ تو اصل سَنْھَةٌ اور فعل سانَھْتُ فلانًا یعنی میں نے اس سے ایک سال معاملہ کیا۔

نمبر ۲: اصل سنوةٌ تھا اور فعل سانیت بنا۔ اس کا معنی ہے اس کو سالوں نے تبدیل نہیں کیا۔ اور لم یتسن میں ھاء کو وصل میں حذف کر دیا۔ اور وقف میں ھاء قائم رکھی۔ حمزہ و علی رحمہما اللہ کے ہاں۔

## گدھے کی سواری کا جواز:

وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ (اور تم اپنے گدھے کو دیکھو) یعنی کس طرح اس کی ہڈیاں تک بکھر چکی اور کھوکھلی ہو چکی ہیں)

ان کی سواری گدھا تھا۔ جس کو باندھا ہی تھا۔ کہ موت آ گئی۔ اس کی ہڈیاں باقی رہ گئیں۔

دوسرا قول: تو دیکھ اس کو کہ وہ صحیح سالم ہے جیسا تم نے باندھا۔ اور یہ عظیم نشانات قدرت میں سے ہے کہ اس کو سو سال بغیر چارے اور پانی کے زندہ رکھا۔ جیسا اس کے کھانے اور مشروب کی تبدیلی سے حفاظت فرمائی۔

## نشانی کا مطلب:

وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ (اور تاکہ تجھے لوگوں کے لئے نشانی بنا دیں) یعنی نمبر ا۔ ہم نے یہ کہا ہے مراد اس سے ان کا موت کے بعد زندہ کرنا تھا اور ان تمام چیزوں کی حفاظت کرنا جو ان کے ساتھ تھیں۔ نمبر ۲۔ یہ بھی کہا گیا۔ کہ واؤ محذوف پر عطف ہے ای لتعتبر و لنجعلك۔ تاکہ تو عبرت حاصل کرلے اور تاکہ ہم تجھے بنائیں لوگوں کے لئے نشانی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر ٣۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ اپنی قوم کے پاس گدھے پر سوار تشریف لائے اور کہا کہ میں عزیر علیہ السلام ہوں۔ انہوں نے جھٹلایا۔ انہوں نے تورات کولانے کا حکم دیا۔ پس اس کو زبانی پڑھنے لگے۔

حضرت عزیر علیہ السلام سے پہلے کسی نے تورات کو زبانی نہ پڑھا تھا۔ پس یہی ان کا نشانی ہونا ہے۔

نمبر ۴۔ یہ بھی کہا گیا کہ وہ گھر لوٹ کر گئے تو اپنی اولاد کو دیکھا۔ تو وہ بوڑھے ہو چکے اور یہ نوجوان تھے۔

## ہڈیاں کس کی؟

وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ (اور تم ہڈیوں کو دیکھو) نمبرا۔ یعنی گدھے کی ہڈیاں۔ یا

دوسرا قول: ان مردوں کی ہڈیاں جن کے زندہ ہونے پر تعجب کیا تھا۔

کَیْفَ نُنْشِزُھَا (کس طرح ہم ان کو زمین سے اٹھا کر جوڑتے ہیں) یعنی ان کو حرکت دیتے اور بعض کو بعض کے ساتھ جوڑنے کے لئے اٹھاتے اور بلند کرتے ہیں۔

قراءت: اہل حجاز و بصری قراء نے نَنْشُرُھَا راء کے ساتھ پڑھا یعنی زندہ کرتے ہیں۔

ثُمَّ نَکْسُوْھَا لَحْمًا (پھر ہم ان پر گوشت چڑھاتے ہیں) ھَاء سے مراد ہڈیاں۔ لحما۔ گوشت۔ تو گوشت بمنزلہ لباس قرار دیا مجازی طور پر۔

فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ (پس جب ان کے سامنے واضح ہو گیا) اس کا فاعل مضمر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے فلما تبین له ان اللّٰه علی کل شیٔ قدیر۔ کہ جب ان کو اللہ تعالیٰ کا ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہونا خوب واضح ہو گیا۔

## دلالت کی وجہ سے حذف:

قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (اس نے کہا میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والے ہیں) پہلے ان اللّٰه علی کل شیٔ قدیر۔ کو حذف کر دیا۔ کیونکہ دوسرا اس پر دلالت کر رہا تھا۔ جیسا محاورۂ عرب ہے ضربنی و ضربت زیداً۔ یعنی مجھے زید نے مارا اور میں نے زید کو مارا۔ تو اول زید کو حذف کر دیا۔

دوسرا قول: یہ درست ہے کہ فلما تبین له سے مراد جو اُن پر مشکل ہوا۔ یعنی احیائے موتی کا معاملہ۔ قراءت: حمزہ رحمہ اللہ و علی رحمہ اللہ نے کہا: اَعْلَمْ۔ اِعْلَمْ صیغۂ امر ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کہا اِعْلَمْ تو جان یا انہوں نے خود اپنے نفس کو خطاب کر کے کہا اے نفس تو سمجھ لے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰىؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ

اور جب کہا ابراہیم نے کہ اے میرے رب آپ مجھے دکھا دیجئے مردوں کو کس طرح زندہ فرماتے ہیں، فرمایا کیا تم کو یقین نہیں ہے؟ عرض کیا

بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ

یقین ہے لیکن اس غرض سے سوال کرتا ہوں کہ میرا قلب مطمئن ہو جائے، فرمایا سو تم لے لو چار پرندے پھر ان کو اپنے سے ہلا لو

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًاؕ وَاعْلَمْ

پھر ہر پہاڑ پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھ دو پھر ان کو بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اور جان لو

۳۵ع۲

اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۠ ﴿۲۶۰﴾

کہ بلاشبہ اللہ عزیز ہے حکیم ہے۔

## تفسیر آیت ۲۶۰:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ (جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب تو مجھے دکھا)
كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى (تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے)

**نحو** : کیف یہ تُحیی کی وجہ سے موضع نصب میں ہے۔

قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا تو یقین نہیں رکھتا۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں؟ مگر میرے دل کو اطمینان ہو جائے)

### فائدہ سوال:

**سوال** : اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا اولم تؤمن۔ کیا تمہیں یقین نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ وہ ایمان میں تمام لوگوں سے زیادہ مضبوط ہیں۔

**جواب** : یہ سوال اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمایا۔ تاکہ وہ وہی جواب دیں جو انہوں نے دیا۔ اس لئے کہ اس میں سامعین کے لئے عظیم الشان فائدہ ہے۔

### علم ضروری اور استدلالی کا فرق:

**نحو** : بَلٰى۔ نفی کے بعد ایجاب کے لئے آتا ہے۔ اس کا معنی ہے کیوں نہیں۔

اٰمَنْتُ یعنی میں ایمان لایا۔ لیکن تاکہ میرا سکون وطمانیت بڑھ جائے۔ علم ضروری کو علم استدلال کے ساتھ ملا کر اور دلائل کا



BestUrduBooks.wordpress.com

ظاہر ہونا قلوب کے لئے زیادہ سکون کا باعث اور بصیرت میں مزید اضافہ کرنے والا ہے۔ اس لئے کہ علم استدلالی کے ساتھ تو شک کا امکان ہے۔ مگر علم ضروری کے قریب بھی شک کا گزر نہیں۔

**نحو**: لام محذوف سے متعلق ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے: **ولکن سالت ذلك ارادة طمانينة القلب** لیکن میں نے یہ سوال اطمینان قلب کے ارادے سے کیا۔

**قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ** (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تو چار پرندے لے) الطیر سے موز مرغ' کوا' کبوتر مراد ہیں۔

**فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ** (تو ان کو ہلالے) مادہ صور' صار' یصور

**قراءت**: حمزہ وابو جعفر نے صِرْهُنَّ پڑھا ہے۔ جس کا معنی پارہ پارہ کرنا ہے۔

مادہ صار۔ یصیر۔ صیرا ہے۔ صُرْهُنَّ کا معنی مائل کرنا' ملانا اور جمع کرنا ہے۔

## پہاڑ کتنے؟

**ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا** (پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک حصہ رکھ دے) یعنی ان کے ٹکڑے کر دے اور ان کے اجزاء ان پہاڑوں پر منتشر کر دے۔ جو تیرے سامنے اور تیرے علاقے میں ہیں اور یہ چار پہاڑ تھے یا سات۔

**قراءت**: جُزُءًا۔ دونوں ضموں اور ہمزہ کے ساتھ ابو بکر نے پڑھا ہے۔

**ثُمَّ ادْعُهُنَّ** (پھر ان کو بلاؤ) یعنی ان کو کہو تم میرے پاس اللہ تعالیٰ کے حکم سے آؤ۔

**يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا** (وہ تیرے پاس دوڑتے آئیں گے) یہ موضع حال میں ہے یعنی **ساعيات مسرعات في طيرانهن** وہ دوڑنے اور اپنی پرواز میں تیزی کرنے والے ہونگے۔ یا اپنے پاؤں پر چلنے میں جلدی کرنے والے ہونگے۔

**نکتہ**: ان کو اپنی طرف ملانے کا حکم اس لئے دیا تا کہ وہ ان کو پکڑ کر تامل کر سکیں اور ان کی شکلیں اور ہیئت اور اترنا۔ زندہ کرنے کے بعد ان پر ملتبس نہ ہو۔ اور یہ وہم نہ ہو کہ وہ اور ہیں۔ روایت میں ہے کہ ان کو ذبح کا حکم ہوا اور ان کے پر نوچنے اور کاٹنے اور ان کے اجزاء کے متفرق کرنے اور ان کے پروں' خونوں اور گوشتوں کو خلط ملط کرنے کا حکم ہوا اور سروں کو اپنے پاس رکھنے کا۔ پھر حکم ہوا کہ ان کے اجزاء کو پہاڑوں پر رکھیں۔ ہر پہاڑ پر ہر پرندے کا چوتھا حصہ پھر ان کو آواز دینے کا حکم ہوا کہ **تعالين باذن الله** کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آؤ۔ پس ہر جزء دوسرے جز کی طرف اڑ کر جانے لگا۔ یہاں تک کہ جسم بن گئے۔ پھر وہ اپنے سروں کے ساتھ آملے۔ اس طرح کہ ہر جثہ اپنے سر کے ساتھ لگ گیا۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ** (اور جان لے کہ بے شک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں) یعنی جو وہ ارادہ فرمائے۔ کوئی چیز اس کے سامنے انکار نہیں کر سکتی۔

**حَكِيْمٌ** (وہ حکمت والے ہیں) ان کاموں میں جن کی وہ تدبیر کرتے ہیں۔ وہی کرتے ہیں جس میں حکمت ہوتی ہے۔

## ربط آیت:

زندہ کرنے پر اپنی قدرت کے دلائل خوب واضح کر دیئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ پر آمادہ کیا اور بتلایا کہ جو آدمی اس کی



BestUrduBooks.wordpress.com

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ

مثال ان لوگوں کی جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ایک دانہ ہو اس نے اگائیں

سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

سات بالیں، ہر بال میں ہیں سو دانے، اور اللہ چند در چند کر دیتا ہے جس کے لئے چاہے۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

اور اللہ وسعت والا ہے علم والا ہے۔

راہ میں خرچ کرتا ہے اس کو اس خرچ کرنے میں بہت بڑا اجر ہے۔ اور وہ اس کے دینے پر قدرت رکھتا ہے پس فرمایا۔

## تفسیر آیت ۲۶۱:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں) یعنی ان کے خرچ کرنے کی مثال۔ یہاں مضاف کا محذوف جاننا ضروری ہے۔

كَمَثَلِ حَبَّةٍ (ایک دانے کی مثال ہے) یا ان کی مثال غلہ بونے والے کی ہے۔

## انبات کی صورت:

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ (جو سات بالیں اگائے ہر بال میں سو دانے ہوں) اُگانے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔ دانہ چونکہ ظاہری سبب ہے اس کی طرف اگانے کی نسبت کر دی جس طرح زمین اور پانی کی طرف کی جاتی ہے۔

اور سات بالیں اگانے کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسا پودہ نکلے جس سے سات پودے شاخوں کی صورت میں نکلیں۔ کہ ہر شاخ پر ایک سٹہ ہو۔

درحقیقت یہ بال کئی گنا اضافے کی تصویر ہے گویا اس کا بڑھنا دیکھنے والے کی آنکھوں کے سامنے موجود کھڑا ہے اور یہ مثال چنا مکئی میں موجود ہے اور بسا اوقات گندم کا پودہ زرخیز زمین جو غلہ آور ہو اس مقدار تک پہنچ جاتی ہے۔

(اور آج کل تو متوسط زمینوں میں یہ پیداوار بے شمار غلہ جات میں واضح نظر آتی ہے) اس صورت میں یہ تمثیل صحیح ہے اور اگر نہ پائی جائے تو فرضِ تقدیر کے طور پر بطور مثال اضافہ کو سمجھانا مقصود ہے۔

## جمع کی وجہ:

یہاں سنابل کو سنبلات کی بجائے لایا گیا۔ یہ اسی طرح ہے جیسا قروء کو اقراء کی جگہ لانا یعنی یہ جمع کثیر الاستعمال ہے اس لئے لائی گئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں پھر خرچ کرنے کے بعد احسان

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

نہیں دھرتے اور ایذاء نہیں پہنچاتے ان کے لئے ثواب ہے ان کے رب کے پاس، اور نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۭ

رنجیدہ ہوں گے بھلی بات کہہ دینا اور درگزر کر دینا ایسے صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد تکلیف پہنچائی جائے

وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ

اور اللہ غنی ہے حلیم ہے، اے ایمان والو! مت باطل کرو اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف

وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

پہنچا کر اس شخص کی طرح سے جو اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کو دکھانے کے لئے اور ایمان نہیں لاتا اللہ پر اور یوم

الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ

آخرت پر، سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چکنا پتھر ہو جس پر ذرا سی مٹی ہو پھر پہنچ گئی اس کو

صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾

زور دار بارش سو کر چھوڑا اس کو بالکل ہی صاف، یہ لوگ اپنی کمائی میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے، اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

## احوال پر فیصلہ:

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے کئی گنا بڑھا دیتے ہیں) یعنی جس کے لئے اتنا بڑھانا چاہتے ہیں بڑھا دیتے ہیں۔ ہر خرچ کرنے والے کے لئے یہ اضافہ نہیں۔ کیونکہ خرچ کرنے والوں کے احوال مختلف ہیں۔

دوسرا قول: سات سو سے زیادہ جن کے لئے چاہتے ہیں بڑھا دیتے ہیں۔

قراءت: شامی رحمہ اللہ نے يُضَعِّفُ پڑھا۔ اور مکی رحمہ اللہ نے يُضَعِّفُ۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ (اور اللہ تعالیٰ وسعت والے ہیں) یعنی وسیع فضل و جود والے ہیں۔ عَلِيْمٌ (جاننے والے ہیں) یعنی خرچ کرنے والوں کی نیات کو۔

## تفسیر آیت ۲۶۲:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا (وہ لوگ جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں۔ پھر جو کچھ کیا اس کے بعد احسان نہیں دھرتے)۔

## من وایذاء کی وضاحت:

مَنّ یہ ہے کہ جس پر احسان کیا ہو اس پر زیادتی کرے اور اس کو دکھلائے کہ اس نے اس سے بھلائی کی ہے۔ اور اس کی وجہ سے اس پر حق لازم کرے۔

عرب کے لوگ کہا کرتے تھے۔ اذا صنعتم صنیعة فانسوھا جب تم کوئی احسان کرو۔ تو اس کو بھلا دو۔

وَّلَآ اَذًى (اور نہ دکھ دینا) ایذاء یہ ہے کہ احسان کے بدلے اس پر بالادستی ظاہر کرے۔ ثم کے لفظ سے یہاں انفاق اور من و ایذاء چھوڑنے میں فرق ظاہر کرنا مقصود ہے اور یہ کہ من وایذاء کا ترک کرنا انفاق سے بہت بہتر ہے۔

جس طرح استقامت علی الایمان کو دخول ایمان سے۔ اس ارشاد خداوندی کی روشنی میں۔ (ثم استقاموا ۔ فصلت ۔ ۳۰) بہتر قرار دیا گیا۔

لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (ان کا اجر ان کے رب کے ہاں ہے) یعنی ان کے انفاق کا ثواب

## خوف وغم کی نفی:

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ (ان پر نہ خوف ہوگا) یعنی اجر کے کم ہو جانے کا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (اور نہ وہ غمگین ہونگے) یعنی اجر کے فوت ہو جانے پر یا

دوسرا قول: نہ خوف عذاب اور نہ حزن فوت ثواب

نکتہ: یہاں لھم اجرھم فرمایا۔ اور بعد والی آیات میں فلھم اجرھم۔ کیونکہ یہاں موصول میں شرط کا معنی نہیں پایا جاتا جبکہ اس جگہ معنی شرط کا متضمن ہے اس لئے فاء جزائیہ لائی گئی۔

۲۶۳: قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ (اچھی بات) یعنی اچھے انداز سے جواب

وَّمَغْفِرَةٌ (اور بخشش) اور سائل کو معاف کرنا جبکہ اس سے مسئول کو ناگواری ہو۔

دوسرا قول: اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش ملتی ہے اچھے جواب کی بناء پر۔

خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى (وہ بہت بہتر ہے ایسے صدقہ سے جس کے بعد ایذاء پہنچائی جائے قول اگرچہ نکرہ ہے مگر صفت کے ساتھ مخصوص ہونے کی بناء پر اس کا مبتداء بننا صحیح ہے۔

وَاللّٰهُ غَنِيٌّ (اور اللہ تعالیٰ غنی ہیں) اس کو کوئی ضرورت نہیں کسی ایسے خرچ کرنے والے کی جو احسان جتائے اور ایذاء دے۔ (یعنی ایسے منفق سے اس کو نفرت ہے)

حَلِيْمٌ (وہ بردبار ہیں) جلدی سزا نہیں دیتے۔

یہ ایسے شخص کے لئے وعید ہے۔ پھر اپنے اس ارشاد سے اس کو مزید مؤکد کر دیا: یٰۤاَيُّهَا الذین اٰمنوا لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۶۴: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِیْ (اے ایمان والو! مت باطل کرواپنے صدقات کو احسان جتلا کراوردکھ دے کراس شخص کی طرح) کَالَّذِیْ کا کاف مصدر محذوف کی صفت کے طور پر منصوب ہے۔تقدیر عبارت اس طرح ہے ابطالا مثل ابطال الذی۔باطل کرنا اس کے باطل کرنے کی طرح۔

## احسان جتلانے کا نقصان:

یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (جو اپنے مال کولوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا) یعنی نہ باطل کرواپنے صدقات کا ثواب احسان جتا کر اور دکھ دے کر اس منافق کے باطل کرنے کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اس انفاق سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا ارادہ نہیں کرتا اور نہ ہی ثواب آخرت کا طالب ہے۔

**نَحو**: رئاء یہ مفعول لہ ہے۔

## شاندار مثال:

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ (اس کی مثال اس چٹان جیسی ہے جس پر مٹی ہو) اللہ تعالیٰ نے اس کی اور اس کے اس خرچ کی مثال جس سے نفع نہیں اٹھایا جاتا۔ایک ملائم پتھر سے دی جس پر مٹی ہو۔

فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ (پس اس کو موسلا دھار بارش پہنچی) وابل موٹے قطرے والی بارش کو کہتے ہیں۔

فَتَرَكَهٗ صَلْدًا (پس اس کو صاف کر کے چھوڑا) یعنی مٹی سے بالکل صاف وہ مٹی جو اس پر پڑی تھی۔

لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا (وہ کسی چیز پر قادر نہ ہونگے۔جو کچھ انہوں نے کمایا) یعنی وہ اس چیز کا کچھ بھی ثواب نہ پائیں گے۔جو انہوں نے خرچ کیا۔

دوسرا قول: کاف محل نصب میں ہے حال ہونے کی وجہ سے یعنی تم اپنے صدقات کو باطل نہ کرو۔اس حال میں کہ تم اس کو مماثل بنانے والے ہو۔اس شخص کے جو خرچ کرتا ہے (من وایذاء کے ساتھ) آیت میں لا یقدرون کو لایا گیا۔ کالذی ینفق کے بعد۔کیونکہ مراد انفاق سے جنس انفاق ہے۔یا وہ فریق جو خرچ کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (اور اللہ تعالیٰ نہیں راہنمائی کرنے والے کافر قوم کی) یعنی جب تک وہ کفر کو اختیار کرنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ

اور مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی رضا جوئی کے لئے اور نفسوں کو پختہ

اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ

کرنے کے لئے ایسی مثال ہے جیسے ایک باغ ہو کسی ٹیلہ پر جس کو پہنچ جائے زور دار بارش پھر وہ دوگنا پھل لایا ہو، پس اگر

لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾

زور دار بارش نہ پہنچی تو ہلکی بوندا باندی بھی اسے کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔

## تفسیر آیت ۲۶۵......مؤمن کے انفاق کی مثال:

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (ان لوگوں کی حالت جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہنے اور اپنے نفسوں کو ثواب پہنچانے کیلئے خرچ کرتے ہیں یعنی اسلام کی تصدیق اور اپنے دلوں میں جزاء پر یقین کے لئے۔اس لئے کہ جب مسلمان اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تصدیق اور ثواب پر اس کا ایمان دل کی گہرائی سے ہے اور دل کے اخلاص سے ہے۔

نحو: مِنْ ابتدائے غایت کے لئے ہے یہ مفعول لۂ پر معطوف ہے یعنی ابتغآء اور تثبیت کی خاطر۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے خرچہ کی مثال اللہ کے ہاں پاکیزگی میں۔

كَمَثَلِ جَنَّةٍ (باغ جیسی ہے)

بِرَبْوَةٍ (ٹیلے پر) یعنی بلند جگہ پر۔ بلند جگہ کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسی جگہ میں درخت زیادہ پاکیزہ اور عمدہ پھل والے ہوتے ہیں۔

قراءت: عاصم وشامی رحمہما اللہ نے رَبْوَة کو راء کے فتحہ کے ساتھ اور بقیہ قراء نے راء کے ضمہ سے پڑھا ہے۔

اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا (اس کو بارش پہنچے۔پس وہ اپنا پھل لائے)۔ اُكُل کا معنی پھل۔

قراءت: نافع، مکی اور ابوعمرو رحمہم اللہ نے اُكْلَهَا۔ضمہ ہمزہ کے ساتھ پڑھا۔

ضِعْفَيْنِ (دوگنا) وہ بارش کے سبب دوگنا پھل لائے۔اس سے پہلے اتنا پھل نہ لاتا تھا۔

## مثال کے دورُخ:

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ (اگر اس کو موسلا دھار بارش نہ پہنچے۔تو ہلکی بارش بھی کافی ہے)۔ طلّ چھوٹے قطرات والی بارش کافی ہے کیونکہ وہاں کی زمین زرخیز ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا اس کے نیچے جاری ہوں

الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ

نہریں اس میں اس کے لئے ہر طرح کے پھل ہوں اور اس کو بڑھاپا آجائے اور اس کی ضعیف آل و اولاد ہو

فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ

پھر پہنچ گئی اس کو سخت تیز آندھی جس میں آگ ہو، سو وہ باغ جل جائے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے تمہارے لئے آیات

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ ع

تاکہ تم فکر کرو۔

دوسرا قول: ان کی حالت کی مثال اللہ تعالیٰ کے ہاں اس باغ سے ہے جو اونچی جگہ پر ہو اور ان کے تھوڑے اور زیادہ نفقات کی مثال موسلا دھار بارش اور پھوار سے ہے۔ جس طرح ان میں سے ہر بارش باغ کے پھل کو کئی گنا کرتی ہے اسی طرح ان کے تھوڑے یا زیادہ خرچہ جات جن سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی طلب کی جائے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پاکیزہ اور اپنے مرتبہ میں بلند ہے اور ان کا مال اللہ تعالیٰ کے ہاں خوب ہوگا۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (اور اللہ تعالیٰ جو تم عمل کرتے ہو دیکھنے والا ہے) وہ تمہارے اعمال کثیر ہوں یا قلیل ان کو دیکھتے ہیں۔ تمہاری نیات کو جانتے ہیں۔ کہ ریاء و اخلاص میں سے کیا ہے۔

## تفسیر آیت ۲۶۶:

اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ (کیا چاہتا ہے تم میں سے کوئی ایک) ہمزہ انکار کے لئے ہے۔

اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ (کہ اس کے پاس باغ ہو) جنت کا معنی باغ ہے۔

مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ (کھجور اور انگوروں کا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں) له میں ہ ضمیر باغ والے کی طرف لوٹتی ہے۔

فِیْهَا (اس میں) ھَاء کی ضمیر جنت کی طرف لوٹتی ہے یعنی باغ میں۔

## ثمرات کی مراد:

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ (ہر قسم کے پھل ہوں) مراد ثمرات سے وہ منافع ہیں۔ جو باغ سے اس کو حاصل ہوتے ہیں۔

دوسرا قول: کھجور اور انگور جب درختوں میں عمدہ اور منافع میں برتر ہیں۔ اسی لئے تمام پھلوں میں ان کا تذکرہ فرمایا اور باغ ہی انہی کا قرار دیا۔ اگرچہ وہ دوسرے درختوں پر بھی مشتمل تھا۔ گویا ان کو تمام درختوں پر غلبہ دیا۔ پھر ان کے پیچھے تمام پھلوں کا تذکرہ کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ

اے ایمان والو! خرچ کرو اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزوں کو، اور اس میں سے جو ہم نے نکالا تمہارے لئے

مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ

زمین میں سے، اور مت ارادہ کرو ردی چیز کا کہ اس میں سے خرچ کرو، اور تم خود اس کے لینے والے نہیں ہو

اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾

مگر اس صورت میں کہ چشم پوشی کر جاؤ، اور جان لو کہ بلا شبہ اللہ غنی ہے اور حمید ہے۔

## ریا کار کی مثال:

وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ (اور اس کو بڑھاپا آلے) یہ حال کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کے پاس باغ ہو اور ادھر اس کو بڑھاپا آلے۔ (گویا بڑھاپا کے رزق کا ایک ہی سہارا ہو)

وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ (اور اس کی اولاد ہو کمزور) ضعفاء سے مراد چھوٹے بچے۔ نحو: یہ بھی جملہ حالیہ ہے اور اصابہ کی ضمیر ھاء سے حال ہے۔

فَاَصَابَهَاۤ اِعْصَارٌ (پھر اس کو ایسی آندھی پہنچے) اعصار کا معنی بگولا ہے جو زمین میں گول ستون کی شکل میں بھاگتا نظر آتا ہے۔

فِيْهِ (اس میں) یعنی اس بگولے میں آگ ہو اور وہ آگ بلند ہو۔

نَارٌ (آگ) ظرف کے ساتھ اور ظرف اعصار کا وصف ہے یعنی ایسا بگولہ کہ جس میں آگ ہو۔

فَاحْتَرَقَتْ (پس وہ باغ جل جائے)

یہ اس آدمی کی مثال ہے جو اعمال ریا کاری کی خاطر کرتا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ ان اعمال کو ضبط شدہ پائے گا۔ پس اس وقت وہ اسی طرح حسرت و افسوس کرے گا۔ جس طرح یہ باغ والا جس کا باغ تمام اقسام و انواع کے پھلوں پر مشتمل تھا اور یہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گیا۔ اور اس کی اولاد کم عمر ہو۔ حالانکہ باغ پر اس کی معیشت کا دارومدار ہو پس ادھر وہ باغ بگولے سے جل اٹھا۔

كَذٰلِكَ (اس بیان کی طرح) جو ابھی ہو چکا۔

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ (اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے نشانات توحید و دین بیان کرتے ہیں)

لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ (تاکہ تم سوچ و بچار کر کے اور متنبہ ہو جاؤ)

## تفسیر آیت ۲۶۷:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ ۔ (اے ایمان والو! تم اپنی پاکیزہ کمائی میں سے خرچ کرو) طیبات



BestUrduBooks.wordpress.com

سے مراد عمدہ کمائی۔

## مالِ تجارت میں زکوٰۃ:

مَسْئَلَہ: اس میں دلیل ہے کہ اموال تجارت میں زکوٰۃ لازم ہے۔

وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (اور اس میں سے جو ہم تمہارے لئے زمین میں سے نکالیں) یعنی غلہ جات' پھل' معدنیات وغیرہ۔

تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ من طیبات ما اخرجنا لکم۔ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لئے نکالی ہیں۔ البتہ طیبات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا۔

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ (اور قصد نہ کرو ردی مال کا) یعنی ردی مال کا قصد بھی نہ کرو۔

مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ (کہ اس میں سے تم خرچ کرو) یعنی اس کو انفاق کے ساتھ خاص کرلو۔ یہ جملہ محل حال میں ہے کہ نہ قصد کرو خبیث مال کا اس حال میں کہ تم خرچ کرنے والے ہو یعنی تم خرچے کو طے کرنے والے ہو۔

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ (حالانکہ تم اس کو لینے والے نہیں ہو) یعنی تمہارا اپنا حال یہ ہے کہ تم اپنے حقوق میں اس کو لینے کے لئے تیار نہیں ہو۔

## غمض کا مطلب:

اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ (مگر یہ کہ تم چشم پوشی کرو اس میں) یعنی مگر یہ کہ تم اس کے لینے میں تسامح سے کام لو اور رخصت پر عمل پیرا ہو جیسے عرب کہتے ہیں۔ اغمض فلان عن بعض حقه۔ کہ فلاں نے اپنے بعض حق سے چشم پوشی کی۔ اور بائع کو کہا جاتا ہے۔ اغمض ای لا تنقص کانك لاتبصر۔

## روایتِ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ لوگ ردی کھجور اور سوکھی کھجوریں صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ ان کو اس سے روک دیا گیا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ (کہ تم یقین کرلو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں) یعنی تمہارے صدقات سے۔

حَمِيْدٌ (تعریف والے ہیں) یعنی حمد کے حقدار یا محمود ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ

شیطان تم کو ڈراتا ہے تنگدستی سے، اور حکم دیتا ہے تمہیں فحش کاموں کا، اور اللہ وعدہ فرماتا ہے تم سے

مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ

اپنی طرف سے مغفرت کا اور فضل کا، اور اللہ وسعت والا ہے خوب جاننے والا ہے، وہ حکمت دیتا ہے جس کو

يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ

چاہتا ہے، اور جس کو حکمت دی گئی اسے خوب زیادہ خیر عطاء کی گئی، اور وہی لوگ

اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾

نصیحت قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

## تفسیر آیت ٢٦٨:

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ (شیطان تم سے وعدہ کرتا ہے) یعنی انفاق کے متعلق

الْفَقْرَ (تنگ دستی کا) یعنی تمہیں کہتا ہے کہ تمہارے انفاق کا انجام یہ ہے کہ تم فقیر ہو جاؤ گے۔ اَلْوَعْدُ۔

وعد کا لفظ خیر و شر میں استعمال ہوتا ہے۔

وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ (وہ تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے) یعنی تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور تمہیں بخل پر آمادہ کرتا ہے اور صدقات سے روکتا ہے۔ اغراء کسی مامور کو حکم دینا۔ الفاحش۔ عرب بخیل کو کہتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ (اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کرتے ہیں) یعنی انفاق میں۔

مَّغْفِرَةً مِّنْهُ (مغفرت کا اپنی طرف سے) یعنی تمہارے گناہوں کی مغفرت کا اور گناہوں کے کفارے کا (وعدہ دیتے ہیں)

وَفَضْلًا (اور فضل کا) یعنی اس بات کا کہ وہ تم پر نائب بنا دیں گے اس سے زیادہ افضل جو تم نے خرچ کیا ہے۔ یا آخرت میں ثواب دیں گے۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ (اور اللہ وسعت والا ہے) وہ وسعت کرتا ہے جس پر چاہتا ہے۔

عَلِيْمٌ (علم والے ہیں) یعنی تمہارے افعال و نیات کو پہچانتے ہیں۔

## تفسیر آیت ٢٦٩:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ (وہ حکمت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے) حکمت سے مراد علم قرآن و سنت ہے یا علم نافع جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی تک پہنچانے والا ہے اور اس پر عمل کرنے تک پہنچانے والا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ط

جو کچھ کسی قسم کا خرچ کرتے ہو یا کسی طرح کی نذر مانتے ہو سو بلاشبہ اللہ اس کو جانتا ہے

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾

اور ظلم کرنے والوں کیلئے کوئی بھی مددگار نہیں۔

حکیم۔اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو کہ عالم عامل ہو۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ (جس کو حکمت ملی) اسے یعقوب نے مَنْ يُّؤْتِ پڑھا ہے۔یعنی جس کو اللہ تعالیٰ حکمت دیتا ہے۔

## فائدہ تنوین:

فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (اس کو بہت سی بھلائی دی گئی) خَيْرًا كَثِيْرًا میں تنوین تنکیر تعظیم کو ظاہر کرتی ہے۔یعنی اس کو بہت سی بھلائی دی گئی۔

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (اورنہیں نصیحت حاصل کرتے مگر عقل والے) یعنی اللہ تعالیٰ کی ان مواعظ سے سلیم العقل ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔یا علماء عاملین۔مقصد آیت کا یہ ہے کہ انفاق پر عمل کرنے کے لئے آمادہ کیا گیا ہے۔

## تفسیر آیت ۲۷۰:

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ (جو تم خرچ کرتے ہو کسی طرح کا خرچ) یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں یا شیطان کی راہ میں۔

اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ (یا تم نذر مانتے ہو) یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی خاطر یا معصیت کی خاطر۔

فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ (پس اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں) یعنی اس پر کچھ بھی مخفی نہیں اور وہ اس پر تمہیں بدلہ دے گا۔

## ظالم سے مراد کون؟

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ (اور ظالموں کا نہیں) ظالم سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقات سے باز رہتے ہیں۔یا اپنے مال گناہوں کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔یا گناہوں کی نذر مانتے ہیں۔یا نذر مان کر پوری نہیں کرتے۔

مِنْ اَنْصَارٍ (کوئی مددگار) یعنی جو ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑا سکے۔اور اس کے عذاب سے محفوظ کر سکے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَآءَ

اگر تم صدقات ظاہر کر کے دو تو یہ اچھی بات ہے، اور اگر تم ان کو چھپاؤ اور فقراء کو دو

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۲۷۱﴾

تو وہ زیادہ بہتر ہے تمہارے لئے، اور اللہ تمہارے گناہوں کا کفارہ فرما دے گا۔ اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَمَا تُنْفِقُوا

آپ کے ذمہ نہیں ہے ان کی ہدایت لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور جو بھی کچھ اچھا مال

مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۗ وَمَا

تم خرچ کرتے ہو، تو وہ تمہاری جانوں کے لئے ہے، اور تم نہیں خرچ کرتے ہو مگر اللہ کی رضا کے لئے، اور جو کچھ

تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿۲۷۲﴾

بھی خرچ کرو گے اچھا مال وہ پورا پورا تمہیں دے دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

## تفسیر آیت ۲۷۱:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّاهِيَ (اور اگر تم صدقات کو ظاہر کرو تو وہ بہت خوب ہے) پس اس کا اظہار بہت خوب ہے۔

نعمّا کا ما نکرہ ہے لیکن نہ موصول اور نہ موصوفہ اور مخصوص بالمدح ھِیَ ہے

قراءت: ابو عمرو اور مدنی نے نِعمّا کو نون کے کسرہ اور سکون عین کے ساتھ نِعْمَا۔ مگر ورش نے نِعَمّا پڑھا ہے۔

دوسرے قراء نے نِعِمَّا عین کے فتحہ اور میم کی تشدید کے ساتھ پڑھا۔

وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ (اگر تم اس کو چھپاؤ اور فقراء کو دو) یعنی تم ان اموال کو اخفاء کے ساتھ مصارف تک پہنچانے والے ہو۔

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (پس وہ بہت بہتر ہے تمہارے لئے) یعنی اخفاء تمہارے لئے بہتر ہے۔

### ارشادِ مفسرین رحمۃ اللہ علیہم:

مفسرین رحمہم اللہ نے فرمایا۔ مراد اس سے صدقات نفلیہ ہیں اور فرائض میں ظاہر کر کے دینا افضل ہے تاکہ اس پر الزام نہ لگے۔ کہ یہ فرائض ادا نہیں کرتا۔ بلکہ اگر زکوٰۃ دینے والا ایسے لوگوں میں سے ہو جو خوش حال مشہور نہیں ہیں۔ تو اس کا اخفاء افضل ہے اور نفلی صدقہ کرنے والا اگر یہ ارادہ کرے کہ لوگ اس کی اتباع کریں تو اس کا اظہار افضل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيُكَفِّرُ (وہ مٹاتا ہے)

## اختلافِ قراءت:

(نُكَفِّرُ مدنی، حمزہ اور علی رحمہم اللہ اور يُكَفِّرُ راء کا رفع دے کر شامی، حفص نے پڑھا اور دیگر قراء نے نُكَفِّرُ۔ نون اور رفع کے ساتھ پڑھا۔

جنہوں نے جزم دی انہوں نے محل فاء اور اس کے مابعد پر عطف کیا ہے۔ کیونکہ وہ جواب شرط ہے۔ جنہوں نے رفع دیا۔ تو انہوں نے جملہ مستانفہ بنایا ہے اور یاء کی صورت میں معنی یکفر اللّٰہ یعنی اللہ بخش دیں گے۔

عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ (تم سے تمہاری برائیاں) یعنی تم سے تمہاری برائیاں۔ اور نون کی صورت میں معنی یہ ہوگا۔ ہم مٹا دیں گے تمہاری برائیاں تم سے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال خواہ وہ اظہار کی صورت میں ہوں یا اخفاء کی شکل میں)

خَبِيْرٌ (خبر رکھنے والے ہیں) یعنی ہر چیز اس کے علم میں ہے۔

## تفسیر آیت ۲۷۲ ...... ہدایت ذمہ نہ ہونے کا مطلب:

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ (تمہارے ذمہ ان کی ہدایت نہیں) یعنی تمہارے ذمہ لازم نہیں کہ تم ان کو انتہاء تک پہنچانے والے ہوان چیزوں میں جن سے ان کو منع کیا گیا۔ یعنی مَنّ ایذاء اور انفاق مال خبیث وغیرہ۔ آپ کے ذمہ صرف ممنوعات کی ممانعت بتلا دینا ہے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (لیکن اللہ تعالیٰ جس کی چاہتے ہیں راہنمائی فرماتے ہیں)

دوسرا قول: آپ کے ذمہ توفیق ہدایت نہیں یا ہدایت کا پیدا کرنا نہیں۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ (اور جو تم مال میں سے خرچ کرو۔)

فَلِاَنْفُسِكُمْ (پس وہ تمہارے اپنے نفسوں کے لئے ہے) یعنی اس کا فائدہ تمہارے علاوہ اور کسی کو نہ پہنچے گا پس تم ان کا احسان لوگوں پر مت جتلاؤ۔ اور نہ ہی ظلم سے ان کو ایذاء دو۔

وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ (اور تم خرچ نہیں کرتے۔ مگر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی تلاش کرنے کے لئے) یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور جو کچھ اس کے ہاں ہے اس کو چاہنے کے لئے تم خرچ کرو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم احسان جتلاتے ہو۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ (اور جو تم مال میں سے خرچ کرو گے۔ وہ تمہیں لوٹا دیا جائے گا) یعنی اس کا ثواب کئی گنا بڑھا کر۔ پس تمہارے پاس اس کے خرچ کرنے سے اعراض کرنے کا کوئی عذر نہیں۔ اور وہ مال بہترین وخوب تر انداز سے ہونا چاہیے۔

وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (اور تم پر ظلم نہ کیا جائیگا) یعنی تمہارے حق میں کمی نہ کی جائے گی۔ جیسا کہ سورۂ کہف آیت نمبر ۳۳ ولم تظلم منه شيئًا۔ اور اس میں سے کوئی چیز کم نہ ہوئی تھی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي

صدقات فقراء کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ میں روکے ہوئے ہیں وہ زمین میں سفر نہیں

الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ

کر سکتے۔ سوال سے بچنے کے سبب انجان آدمی انہیں مالدار سمجھتا ہے، تو انہیں پہچان لے گا

لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع ۳۷ ۵

وہ لگ لپٹ کر لوگوں سے سوال نہیں کرتے، اور جو بھی کچھ تم خرچ کرو گے۔ اچھا مال سو اللہ اس کا جاننے والا ہے۔

## تفسیر آیت ۲۷۳: لِلْفُقَرَآءِ...... اصحاب صفہ کی جماعت:

لِلْفُقَرَآءِ: (صدقات فقاء کیلئے ہیں) نحو: للفقراء میں لام جارہ محذوف کے متعلق ہے ای اعمدوا للفقراء تم فقراء کا قصد کرو۔ یا مبتدائے محذوف ھذہ الصدقات کی یہ خبر ہے۔ مطلب یہ ہوا یہ صدقات ان فقراء کے لئے ہیں۔

الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (جو روک دیئے گئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو جہاد نے روک دیا اور یہ کہ وہ کام کاج نہیں کر سکتے۔

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ (وہ طاقت نہیں رکھتے) یعنی اس میں مشغولیت کی وجہ سے

ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ (زمین میں آ جا نہیں سکتے) یعنی کمائی کے لئے۔

دوسرا قول: یہ اصحاب صفہ ہیں۔ یہ مہاجرین قریش میں سے چار سو آدمی تھے۔ مدینہ میں ان کے مکانات نہ تھے۔ اور نہ ان کا قبیلہ وخاندان۔ یہ مسجد کے چبوترے میں قیام پذیر تھے۔ یہ وہی چھپر ہے جس کے نیچے وہ رات کو قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے۔ اور دن کو کھجور کی گٹھلیاں کوٹتے اور ہر سریہ میں نکلتے جن کو کسی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ فرماتے۔ پس جن کے پاس زائد کھانا ہوتا وہ لا کران کو پیش کرتے۔

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ (گمان کرتے ان کو جاہل) یعنی ان کی حالت کی وجہ سے

قراءت: شامی، یزید، حمزہ، عاصم نے یحسَبُ سین کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

باقی قراء نے یَحْسِبُ کسرۂ سین کے ساتھ پڑھا۔

اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ (غنی سوال سے بچنے کی وجہ سے) یعنی انکو غنی گمان کرنے والے ہیں۔ اسلئے کہ وہ سوال سے بچنے والے ہیں۔

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ (تم انکو پہچانو گے انکی نشانیوں سے) یعنی بھوک کی وجہ سے چہرے کی زردی اور حالت کی پراگندگی سے۔

## اصرارِ سوال کی مذمت:

لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا (وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے) الحاف کا معنی اصرار کرنا، لئے بغیر نہ چھوڑنا۔ کہا گیا ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ

جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں پوشیدہ طور پر اور علانیہ طور پر سو ان کے لئے

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس اور ان پر کوئی خوف نہیں، اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ

جو لوگ کھاتے ہیں سود وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر جیسے کہ کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جسے شیطان لپٹ کر

الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ

مخبوط بنا دے، یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ بیع تو سود ہی کی طرح سے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى

بیع کو حلال قرار دیا اور سود کو حرام قرار دیا، سو جس کے پاس آ گئی نصیحت اس کے رب کی طرف سے پھر وہ باز آ گیا

فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

تو اس کے لئے وہ ہے جو گزر چکا، اور اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے، اور جو شخص پھر عود کرے سو یہ لوگ دوزخ والے ہیں،

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

کہ اس میں سوال اور اصرارِ سوال دونوں کی ممانعت ہے۔ جیسا شاعر کا قول۔ علی لاحِبٍ لا یھتدی بمنارہ۔ اس میں منار اور اھتدیٰ دونوں کی نفی ہے۔ الحاح لازم پکڑنا۔ اس وقت تک جدا نہ ہونا جب تک کوئی چیز دی نہ جائے۔ حدیث میں وارد ہے بیشک اللہ تعالیٰ حیادار حوصلہ مند سوال سے بچنے والے کو پسند کرتے ہیں اور بے حیاء تیز مزاج 'لپٹ جانے والے کو ناپسند کرتے ہیں۔

دوسرا قول: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اگر سوال کریں تو نرمی سے سوال کرتے ہیں اور اس کے لئے اصرار نہیں کرتے۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (اور جو تم خرچ کرو۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں) یعنی اس کو اپنے ہاں ضائع نہیں فرمائیں گے۔

## تفسیر آیت ۲۷۴ ...... راہِ الٰہی میں خرچ کے حریص:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً (وہ لوگ جو اپنا مال رات دن' پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : سراو علانیہ۔ یہ دونوں حال ہیں۔ای مسرین و معلنین ۔مطلب یہ ہوا۔ بھلائی میں بہت زیادہ حرص کی بناء پر صدقہ عمومی اوقات میں کرتے ہیں۔ جونہی ان کو کسی محتاج کی محتاجی معلوم ہوئی تو اس کے پورا کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔اور اس کو مؤخر نہیں ہونے دیتے۔کسی وقت و حالت کا بہانہ نہیں بناتے۔

ایک قول: یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت اتری۔ جب انہوں نے چالیس دینار خرچ کیے۔دس رات کو دس دن کو دس پوشیدہ اور دس علانیہ۔

ایک قول کے مطابق یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری۔ جبکہ وہ کل چار درہم کے مالک تھے۔ان میں سے ایک درہم رات کو ایک دن کو ایک پوشیدہ اور ایک درہم علانیہ دیا۔

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (ان کی مزدوری ان کے رب کے ہاں ہے نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے)

۲۷۵: اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا (وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں) ربوا۔ وہ اضافہ جو عوض سے خالی ہو۔ جبکہ مال کا مال سے معاوضہ دیا جائے۔

الربٰوا۔الصلوٰۃ اور الزکوٰۃ کی طرح واؤ کے ساتھ ان لوگوں کے نزدیک لکھا جاتا ہے جو اس کو پر کر کے پڑھتے ہیں اور الربٰوا میں واؤ کی کتابت میں واؤ کے بعد الف بھی لکھا جاتا ہے کیونکہ یہ واؤ جمع کے مشابہ ہے۔

لَا يَقُوْمُوْنَ (وہ نہ کھڑے ہونگے) یعنی جب وہ قبور سے اٹھائے جائیں گے۔

## مجنون و خبطی کی مثال:

اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ (مگر جس طرح کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو چھو کر شیطان نے دکھ پہنچا دیا ہو) یعنی جنون زدہ کیونکہ وہ سود خور معاملے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے اس لئے اس کو سزا تقابل کے طور پر دی گئی۔الخبط۔ زور سے مارنا۔ جیسے اندھی اونٹنی کا ٹیڑھا چلنا۔

مِنَ الْمَسِّ (چھو کر) یعنی جنون کی وجہ سے

## نحوی نکات:

نحو :من المس یہ لایقومون سے متعلق ہے ای لایقومون من المس الذی بھم الا کما یقوم المصروع یعنی وہ اس چھونے سے کھڑے نہ ہونگے جس کا ان پر اثر ہے مگر اس طرح جیسے مجنون کھڑا ہوتا ہے۔

یا دوسرا قول: یہ یقوم سے متعلق ہے جیسا کہ مجنون اپنے جنون سے کھڑا ہوتا ہے۔

نمبرا۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ قیامت کے دن مجنونوں کی طرح مخبوط الحواس کھڑے ہونگے یہ موقف حساب میں قیامت کے دن ان کی علامت ہے۔

نمبر۲ دوسرا قول: جو قبور سے سیدھے نکل کر محشر کی طرف جائیں گے سوائے سود خوروں کے کہ وہ گرتے پڑتے چلیں گے۔جیسے



BestUrduBooks.wordpress.com

مجنون چلتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے سود کھایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کے پیٹوں میں بڑھا کر بوجھل کر دیا۔ جس سے وہ سیدھے اٹھ کر چلنے کی قدرت سے محروم کر دیئے گئے

ذٰلِكَ (یہ) یعنی سزا۔ بِاَنَّهُمْ (اس سبب سے)

قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا (کہ انہوں نے کہا بے شک بیع سود کی طرح ہے)

## رباء سے محبت کا حال:

سوال: اس طرح نہیں کہا کہ ربا بیع کی طرح ہے۔ باوجودیکہ گفتگو ربا کے سلسلہ میں ہے بیع کے متعلق نہیں۔

جواب: یہ کلام مبالغہ کے انداز سے لایا گیا اور وہ اس طرح کہ ربا کے حلال ہونے میں ان کا اعتقاد اس حد تک پہنچ چکا۔ کہ انہوں نے ربا کو اصل اور حلال ہونے میں بطور قانونی چیز کے پیش کیا۔ حتیٰ کہ بیع سے اس کو تشبیہ دے کر پیش کیا۔

## باطل قیاس کا رد:

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا اور ربوٰا کو حرام کیا۔ اس میں ان کے برابر قرار دینے کی تردید کی گئی۔ کہ حلت و حرمت دو مخالف ضدیں ہیں یہ ایک دوسرے کے مماثل کیسے ہو سکتے ہیں؟

مَسْئَلَہ: نص سے قیاس منہدم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قیاس کو باطل کرنے کے لئے بیع کا حلال کرنا اور سود کا حرام کرنا بطور دلیل ذکر کیا۔

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (پس جس شخص کے پاس نصیحت اس کے رب کی طرف سے آجائے) یعنی جس کو اللہ تعالیٰ کی نصیحت اور ربا کی ممانعت والی تنبیہ پہنچ گئی۔

فَانْتَهٰى (پس وہ باز آ گیا) اور ممانعت کو مان لیا اور سود چھوڑ دیا۔

فَلَهٗ مَا سَلَفَ (پس اس کیلئے ہے جو وہ لے چکا) یعنی اس سے گزشتہ کا مؤاخذہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے نزول حرمت سے پہلے لیا۔

وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ (اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے) یعنی اللہ تعالیٰ اس کے متعلق قیامت کے دن فیصلہ فرمائیں گے تمہارا اس کے معاملہ سے اب کچھ تعلق نہیں۔ تم اس سے مت مطالبہ کرو۔

وَمَنْ عَادَ (جو سودخوری کی طرف لوٹا) یعنی سود کو حلال قرار دینے کی طرف یہ زجاج رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یا ربا کی طرف لوٹا اس حال میں کہ اس کو حلال قرار دینے والا ہے۔

## حرام کو حلال ماننا کفر ہے:

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (وہ جہنم والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے) اس لئے کہ سود کو حلال قرار دینے کی وجہ سے کافر ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کو حلال کرنے والا کافر ہے اسی وجہ سے جہنم میں ہمیشگی کا حقدار بن گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾

اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے صدقات کو، اور اللہ دوست نہیں رکھتا کسی کفر کرنے والے گناہ کرنے والے کو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور نماز قائم کی اور

الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

زکوٰۃ ادا کی سو ان کے لئے ان کا ثواب ہے ان کے رب کے پاس نہ وہ خوفزدہ ہوں گے اور نہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾

غمگین ہوں گے۔

مَسْئَلَہ : اس تفسیر سے ثابت ہوا کہ فاسق کے خلود فی النار والے مسئلے سے آیت کا کوئی تعلق نہیں وہ معتزلہ کی اپنی اختراع ہے۔

## تفسیر آیت ۲۷۶:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا (اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں) یعنی اس کی برکت کو دور کر دیتے ہیں۔ اور اس مال کو تلف کر دیتے ہیں جس میں سود شامل ہو جائے۔

وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ (اور صدقات کو بڑھاتے ہیں) یعنی اضافہ کرتے اور بڑھاتے ہیں اس مال میں اضافہ کرتے ہیں جس سے صدقہ نکالا جائے اور اس میں برکت دیتے ہیں۔

حدیث میں وارد ہے زکوٰۃ مال میں کمی نہیں کرتی۔ (مسلم)

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ (اللہ تعالیٰ کسی کافر کو پسند نہیں کرتے) کفار بڑا کافر اس لئے کہ اس نے ربا کو حلال قرار دیا۔

اَثِيْمٍ (گنہگار یعنی سود کھا کر گناہ پر اڑنے والا)

## تفسیر آیت ۲۷۷:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کرتے رہے۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم ایمان والے ہو۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ

پس اگر تم نہ کرو تو جنگ کا اعلان سن لو اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے، اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے

رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

اصل مال ہیں نہ تم ظلم کرو گے نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

**ایک قول:** یہ ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ربا کی حرمت پر ایمان لائے۔

۲۷۸: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا ۔(اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ربٰوا میں سے جو باقی ہے اس کو چھوڑ دو)۔

انہوں نے لوگوں پر جو ربا کی شرط لگائی تھی وہ لے لیا۔ اور ابھی ان کے بقایا جات لوگوں کے ذمہ باقی تھے۔ پس ان کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ اس کو چھوڑ دیں اور اس کا مطالبہ نہ کریں۔

روایت میں ہے کہ یہ بنوثقیف کے متعلق اتری۔ ان کے بعض قبائل کا قریش کے ذمہ سود تھا۔ انہوں نے وقت آنے پر مال کے ساتھ سود کا مطالبہ کیا۔ (تو ان کو حکم دیا گیا کہ سود کو چھوڑ دیا جائے)

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اگر تم کامل الایمان ہو) ایمان کے کمال کی دلیل حکم کو پورے طور پر مان لینا ہے۔

۲۷۹۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے) یعنی تم آگاہ ہو جاؤ اذنوا یہ اذن بالشیٔ سے لیا گیا۔ جب کہ اس کو جان لے۔

قراءت: حسن رحمہ اللہ کی قراءت اس معنی کی تائید کرتی ہے انہوں نے فَاَيْقِنُوْا پڑھا ہے۔

حمزہ ٔ ابوبکر رحمہما اللہ نے فَاٰذِنُوْا بروزن آمِنُوْا پڑھا ہے۔

بقیہ قراء نے فَاْذَنُوْا پڑھا ہے۔

## ایک سوال:

**سوال**: یہاں فَاْذَنُوا بحرب من اللہ ورسولہ فرمایا۔ بحرب اللہ ورسولہ نہیں فرمایا۔

**جواب**: کیونکہ یہ انداز کلام زیادہ بلیغ ہے اس لئے کہ اس کا معنی پس تم تیار ہو جاؤ اس قسم کی لڑائی کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بہت بڑی ہے۔

روایت میں وارد ہے کہ جب یہ آیت اتری۔ تو ثقیف والے کہنے لگے ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

اور اگر تنگ دست ہو تو مہلت دینا ہے آسودہ ہو جانے تک ، اور یہ بات کہ تم صدقہ کر دو تمہارے لئے بہتر ہے اگر

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨٠﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ

تم جانتے ہو، اور ڈرو تم اس دن سے جس میں لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف، پھر ہر جان کو اس کا پورا پورا بدلہ

٣٨ ع ٨ ٦

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٨١﴾

دیا جائے گا جو کچھ اس نے کسب کیا، اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

تاب نہیں لا سکتے (پس سر تسلیم خم کرتے ہیں)

وَاِنْ تُبْتُمْ (اور اگر تم توبہ کرلو) یعنی سود خوری سے

فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ (پس تمہارے لئے اصل مال ہیں نہ تم ظلم کرو۔ یعنی اپنے قرض پر اضافہ لے کر وَلَا تُظْلَمُوْنَ (اور نہ تم پر ظلم ہوگا)۔ یعنی اصل کو کم کر کے۔

## تفسیر آیت ٢٨٠:

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ (اگر وہ تنگدست ہے) یعنی اگر تمہارے مقروض مفلوک الحال اور تنگدست ہیں۔

فَنَظِرَةٌ (پس مہلت دینا ہے)۔ پس حکم یا امر مہلت دینے کا ہے۔ اول صورت کا معنی یہ ہے۔ فراخ دستی تک انتظار کا حکم ہے۔ دوسری صورت کا معنی پس فراخ دستی تک انتظار لازم ہے۔

اِلٰى مَيْسَرَةٍ (آسانی آنے تک)

قراءت: نافع نے مَيْسُرَةٍ سین کے ضمہ سے پڑھا دیگر قراء نے سین کے فتحہ کے ساتھ میسرہ پڑھا ہے۔ یہ دونوں لغات ہیں۔

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا (اور یہ بات کہ تم صدقہ دو) عاصم نے تَصْدَقُوْا تخفیف کے ساتھ اپنے اصل اموال یا بعض اموال کو اپنے قرض داروں میں سے زیادہ تنگدستوں کو دے دو۔

دوسرے قراء نے تَصَدَّقُوْا۔ تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔ تم دوسروں کو صدقہ دو۔ تخفیف میں ایک تا حذف ہے اور تشدید میں ادغام ہے۔

خَيْرٌ لَّكُمْ (تمہارے لئے بہتر ہے) یعنی قیامت کے دن۔ ایک قول یہ ہے کہ تصدق سے مراد مہلت دینا ہی ہے۔

اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لایحل دین رجلٍ مسلم فیؤخرہ الا کان لہٗ بکل یوم صدقۃ۔(ابن ماجہ)
کسی مسلمان کو قرض کا مؤخر کرنا درست نہیں۔مگر یہ کہ ہر دن کے بدلے میں (اتنے مال کے) صدقہ کا ثواب ملے گا۔

اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔(اگر تم جانتے ہو) کہ وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔پس تم اس پر عمل کرو گویا بے عمل کو علم کے باوجود بے علم قرار دیا۔

## تفسیر آیت ۲۸۱:

وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ۔(اس دن سے ڈرو جس دن میں تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دیئے جاؤ گے)۔

قراءت:ابوعمرو نے تَرْجِعُوْنَ پڑھا ہے۔رجع لازم ومتعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

## آخری آیت:

کہا گیا کہ یہ آخری آیت ہے۔جس کو جبرائیل علیہ السلام لائے اور کہا۔اس کو سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۰ کے بعد رکھ دو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیس دن بقید حیات رہے۔یا اکاسی ایام یا سات ایام یا تین ساعات:

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ (پھر پورا پورا دیا جائے گا۔ہر نفس کو جو اس نے کمایا) یعنی کمائے ہوئے کا بدلہ۔

وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ (اور ان پر ظلم نہ ہوگا) یعنی ان کی نیکیاں کم کر کے اور گناہوں میں اضافہ کر کے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ

اے ایمان والو! جب تم مقررہ مدت تک ادھار لینے دینے کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو،

وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ

اور چاہیے کہ جو شخص تمہارے درمیان لکھنے والا ہو وہ انصاف کے ساتھ لکھے، اور کوئی لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ نے اسے سکھایا

اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ

ہے، سو چاہیے کہ لکھ دیا کرے، اور جس کے اوپر حق ہے اسے چاہیے کہ لکھوا دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے۔ اور اس میں سے کچھ بھی کم

مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ

نہ کرے، سو اگر وہ شخص کم سمجھ ہو جس پر حق ہے یا ضعیف ہو یا املا کرانے پر قدرت

اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ

نہ رکھتا ہو تو اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھوا دے، اور اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کو گواہ

رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ

بنا لیا کرو، پس اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں ان گواہوں میں سے جنہیں تم

مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ

پسند کرتے ہو تا کہ ان دو عورتوں میں سے اگر ایک بھٹک جائے تو ایک دوسری کو یاد دلا دے

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ

اور نہ انکار کریں گواہ جب ان کو بلایا جائے، اور قرضے کے معاملہ میں لکھنے سے مت اکتاؤ چھوٹا ہو

كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى

یا بڑا ہو اس کی مدت مقررہ تک ، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور گواہی کو زیادہ درست رکھنے والی ہے اور اس سے زیادہ قریب ہے

اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ

کہ تم شک میں نہ پڑو، مگر یہ کہ کوئی تجارت ہو جس میں لینا دینا دست بدست ہو جس کا تم آپس میں معاملہ کر رہے ہو



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪

سو تم پر اس بات کا کوئی گناہ نہیں کہ لکھا پڑھی نہ کرو، اور گواہ بنالیا کرو جب کہ تم آپس میں خرید و فروخت کا معاملہ کرو،

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ

اور نہ ضرر دیا جائے کاتب کو، اور نہ گواہ کو، اور اگر تم ایسا کرو تو بلاشبہ اس میں گناہ گاری ہے

بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ ع ۳۹ / ۷

تمہارے لئے، اور اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں سکھاتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

## تفسیر آیتِ دین:

۲۸۲: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ۔ (اے ایمان والو۔ جب تم باہمی قرض کا معاملہ کرو)۔ یعنی جب ایک دوسرے کو قرض لو۔ دو۔ عرب کہتے ہیں۔ داینت الرجل۔ جب کسی کو قرض دیا جائے۔ یا لیا جائے۔

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (ایک مقررہ وقت تک) مقررہ مدت تک۔ مثلاً کٹائی یا گہائی یا حجاج کے لوٹنے تک

نکتہ: دَیْن کا لفظ واضح ذکر کیا۔ اذا تداینتم الی اجل مسمّٰی فقط نہیں کہا تاکہ فاکتبوہ کی ضمیر اس کی طرف لوٹ سکے۔ اگر دَیْن کا لفظ واضح نہ ہوتا تو لازم آتا تھا۔ کہ کہا جاتا فاکتبوا الدین اور اس طرح سے کلام میں وہ خوبصورتی نہ ہوتی۔ جواب ہے۔

## دو وجوہ:

وجہ اول: یہ انداز کلام قرض کی اقسام مؤجل اور دَیْن حالی کو بیان کرنے میں زیادہ واضح ہے۔

وجہ دوم: قرض کے تحریر کرنے کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ یہ زیادہ پختہ بات ہے اور بھول چوک سے محفوظ ہے اور انکار سے دور ہے۔

مطلب آیت: مطلب آیت کا یہ ہوا کہ جب تم باہمی مؤجل قرض کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔

## استنباطی مسائل:

مَسْئَلَہ: یہ حکم استحبابی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس سے مراد بیع سلم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کیا تو بیع سلم کو جائز کر دیا۔ جو کہ کتاب اللہ میں مدت معلوم کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور اس میں طویل ترین آیت نازل فرمائی۔ اس آیت میں یہ بھی دلیل ہے۔ کہ بیع سلم میں مدت شرط ہے۔

وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ (اور چاہیے کہ تمہارے درمیان لکھے) یعنی قرض دار اور قرض دینے والے کے درمیان۔

## امین کاتب کی تعریف:

كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ (کاتب انصاف کے ساتھ) بالعدل یہ کاتب کے متعلق ہے اور اس کی صفت ہے یعنی ایسا کاتب جو



BestUrduBooks.wordpress.com

احتیاط سے لکھے۔ اور جو کچھ لکھتا ہے اس پر امین ہو جس چیز کا لکھنا ضروری ہے اس میں اضافہ اور کمی نہ کرے۔
مَسْئَلہ: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ کاتب سمجھدار اور شرائط کو جاننے والا ہو۔ تاکہ اس کا لکھا ہوا شرع کے مطابق ہو۔
مَسْئَلہ: کاتب کے چناؤ کا حکم قرض دینے والے لینے والے دونوں کو ہے اور وہ ایسے آدمی سے کتابت کروائیں جس پر فریقین کو اتفاق ہو۔

وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ۔ (اور کاتب انکار نہ کرے) یعنی کوئی کاتب تحریر سے انکار نہ کرے۔
اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ (لکھنے سے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو علم دیا) یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو وثیقہ نویسی کا علم دیا ہے نہ اس میں تبدیلی کرے اور نہ تغیر۔ كَمَا کالفظ ان یکتب کے متعلق ہے۔
فَلْيَكْتُبْ (پس چاہیے کہ وہ لکھے) یعنی دستاویز لکھے اس سے عدول نہ کرے۔

## مدیون کی املاء اقرار ہے:

وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ (اور چاہئے کہ وہ شخص املاء کروائے جس کے ذمہ حق ہے) یعنی مدیون لکھوا لے اسی کا اقرار حجت الزامی ہے کہ قرض اس کے ذمہ ہے اور یہ لکھوانا اپنے متعلق اقرار بن جائے گا زبان سے۔
املال اور املاء یہ دونوں لغات ہیں۔
وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ (اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے جو اس کا رب ہے) یعنی مدیون اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور املاء سے انکار نہ کرے۔ کیونکہ اس طرح تو اس کے تمام حق کا انکار ہوگا۔
وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا (اور اس میں سے کوئی چیز کم نہ کرے) یعنی املاء کروانے میں حق واجب سے کوئی چیز کم نہ کرے۔ اس میں مدیون کے بعض حق کا انکار لازم آتا ہے۔
فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا (پس اگر مدیون سفیہ ہو) یعنی مجنون کیونکہ سفہ خفت عقل کو کہا جاتا ہے۔ یا فضول خرچ اور تصرف سے جاہل ہونے کی بناء پر ممنوع التصرف ہو۔
اَوْ ضَعِيْفًا (یا کمزور ہو) یعنی نادان بچہ ہو۔
اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ (یا وہ املاء کرانے کی طاقت نہ رکھتا ہو) یعنی عاجزی یا جہالت یا زبان سے ناواقفیت کی بناء پر۔
فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ (پس اس کا ولی املاء کرائے) یعنی وہ شخص جو اس کا سرپرست و وکیل ترجمان ہے۔
بِالْعَدْلِ (انصاف کے ساتھ) یعنی سچائی اور حق کے ساتھ
وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ (اور تم دو گواہ بناؤ) تاکہ وہ قرض پر گواہی دینے والے بن جائیں۔

## شروطِ گواہی:

مِنْ رِّجَالِكُمْ (اپنے مردوں میں سے) یعنی مسلمانوں میں سے اسلام کے ساتھ آزادی و بلوغ بھی شرط ہے۔
مَسْئَلہ: احناف کے نزدیک کفار کی گواہی کفار کے متعلق درست ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ (پس اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں) یعنی اگر دو گواہ مرد نہ ملیں تو پھر ایک مرد اور دو عورتیں کافی ہیں۔

حدود وقصاص کے علاوہ بقیہ معاملات میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی مقبول ہے۔

مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ (جن کو تم بطور گواہ پسند کرو) یعنی جن کی عدالت سے تم واقف ہو۔

مَسْئَلَہ: اس میں دلیل ہے کہ ناپسندیدہ بھی شاہد بن سکتا ہے۔

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى (اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلائے) یعنی اس بناء پر کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔

## اختلافِ قراءت:

حمزہ کی قراءت میں اِنْ تَضِلَّ میں ان شرطیہ ہے اور فَتُذَكِّرُ مرفوع ہے اور پورا جملہ جزاء ہے۔

تَضِلَّ پر شرط کی وجہ سے جزم آنی چاہیے مگر تشدید کی وجہ سے جزم نہیں آئی۔ جیسا کہ سورۃ المائدہ میں آیت نمبر ۹۵ و من عاد فینتقم اللہ منہ، تو فَيَنْتَقِمُ میں باوجود جزاء کے رفع ہے۔

مکی اور بصری قراء نے فَتُذْكِرَ نصب کے ساتھ پڑھا۔ اور اصل اس کی الذِکر سے بتلائی نہ کہ الذُکر سے۔

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا (اور نہ انکار کریں گواہ جب ان کو بلایا جائے) یعنی ادائیگی شہادت کے لئے یا گواہ بنانے کے لئے تاکہ لوگوں کے حقوق ضائع نہ ہوں۔

## نکات:

یہاں ان کو گواہ بننے سے پہلے ہی ان کو شہداء کہا گیا۔ کیونکہ آئندہ چل کر وہ گواہ بننے والے ہیں۔ پہلی صورت میں تو فرض ہے اور دوسری صورت میں مستحب ہے۔

وَلَا تَسْئَمُوْٓا (نہ اکتاؤ) جیسا شاعر نے کہا۔

سئمتُ تکالیف الحیاۃ و من یعش ☆ ثمانین حولا لا ابالك یسأم (اکتا جانا)

محل استدلال یسئام ہے۔

نحو: ان تکتبوہ کی ضمیر دَیْن کی طرف لوٹ رہی ہے یا الحق کی طرف

صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا (تھوڑا ہو یا زیادہ) یعنی جس حالت میں ہو خواہ تھوڑا حق ہو یا زیادہ۔

مَسْئَلَہ: اس میں دلیل ہے کہ بیع سلم کپڑے میں بھی جائز ہے کیونکہ جو کیل وزن میں آسکے۔ اس کے لئے صغیر وکبیر کا لفظ نہیں لا سکتے۔ البتہ تھوڑی چیز کے لئے ذرعی استعمال کرتے ہیں۔

نحو: ممکن ہے کہ ضمیر کتاب کی طرف لوٹے۔ مطلب یہ ہو کہ وہ تحریر کو مختصر مشتمل لکھیں۔

اِلٰى اَجَلِهٖ (وقت مقررہ تک) یعنی وہ وقت جس پر دونوں دائن و مدیون متفق ہوئے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِكُمْ (یہ) یعنی لکھنا۔اس کا مشارالیہ ان تکتبوہ ہے۔

اَقْسَطُ (زیادہ انصاف والی بات ہے) یہ قسط سے ہے جس کا معنی عدل ہے۔

عِنْدَاللّٰهِ (اللہ کے ہاں یہ اقسط کا ظرف ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں۔

وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ (یہ ادائے شہادت کو بہت قائم کرنے والا ہے) یعنی اقامت شہادت میں زیادہ معاون ہے۔

**نحو**: اقسط، اقوم یہ دونوں سیبویہ کے نزدیک تفضیل کے صیغے ہیں۔

وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا (اور زیادہ قریب ہے کہ تم شک میں نہ پڑو) یعنی گواہ اور حاکم اور صاحب حق کے لئے شک کو زیادہ دور کرنے والی چیز ہے۔اس لئے کہ بسا اوقات مقدار وصفات میں شک پڑ جاتا ہے جب دستاویز کی طرف رجوع کریں گے۔تو شک زائل ہو جائے گا۔

**صرف**: اَدْنٰى: کی الف اصل میں واؤ تھی۔کیونکہ یہ دَنُوٌّ سے ہے۔

اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً (ہاں اگر دست بدست تجارت ہو)

## قراءت ونحو:

عاصم نے اس طرح پڑھا۔الا ان تکون التجارةُ تجارةً یا الا ان تکون المعاملةُ تجارةً حاضرةً نصب کے ساتھ۔اسم کو محذوف مان کر تجارۃً حاضرۃً کو خبر بنایا۔

دیگر قراء نے تجارةٌ حاضرةٌ پڑھا۔اور جمہور کا یہی قول ہے۔اس صورت میں کان تامہ ہے۔

تقدیر عبارت یہ ہے۔الا ان تقع تجارةٌ حاضرةٌ۔کہ تجارت حاضرہ پیش آئے۔

یا کان ناقصہ ہے۔اور تجارةٌ حاضرةٌ مرفوع اس کا اسم اور تدیرونها اس کی خبر ہو۔

تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ۔(تم اس کو اپنے درمیان لوٹانے والے ہو) بینکم، تدیرون کا ظرف ہے۔اس کا معنی اپنے درمیان پھیرنا۔فوری لین دین کرنا۔

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا۔تمہیں نہ لکھنے میں کچھ حرج نہیں۔جبکہ تم دست بدست فوری لین دین کرو۔اگر اس کو نہ لکھو تو کچھ حرج نہیں۔کیونکہ اس میں وہ وہم نہیں جو قرض میں ہوتا ہے۔

## نقد میں گواہی:

وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ۔(اور خرید وفروخت کے وقت گواہ بنا لو) خرید وفروخت نقد قیمت پر ہو یا ادھار گواہ بنا لیا کرو۔کیونکہ احتیاط اسی میں ہے۔اور یہ گواہ بنانا اختلاف میں پڑنے سے بچانے والا ہے۔

دوسرا قول: اس سے مراد یہ ہے کہ جب یہ تجارت حاضرہ والی بیع کرو۔تو اس میں گواہ کافی ہیں کتابت کی ضرورت نہیں۔اور امر استحباب کے لئے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ

اور اگر تم سفر میں ہو اور حال یہ ہو کہ نہ پاؤ کسی کاتب کو تو رہن کی چیزیں قبضہ میں دے دی جائیں۔ سو اگر تم میں سے ایک دوسرے پر اطمینان

بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا

کرے تو جس کو امانت دار سمجھا گیا ہے صاحب امانت کو امانت ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی کو

الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

مت چھپاؤ، اور جو شخص گواہی کو چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہے، اور اللہ ان کاموں کو جانتا ہے

عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ ع

جو تم کرتے ہو۔

ربع

## دو قراءتیں اور مرادنہی:

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ۔ (کاتب اور گواہ کو تکلیف نہ دی جائے) نمبر ۱۔ احتمال یہ ہے کہ یہ معروف ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قراءت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ لَا يُضَارِرْ۔

نمبر ۲۔ قراءت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق مجہول ہے۔ لَا يُضَارَرْ معنی یہ ہے کہ کاتب اور گواہ سے جو طلب کیا جائے۔ اس کو ماننے میں وہ پس و پیش نہ کریں۔ تحریف، زیادتی، نقصان سے باز رہیں۔

نمبر ۳۔ نہی ضرار مراد ہے کہ فریقین نہ کاتب کو دکھ دیں اور نہ گواہ کو کہ اس کو جلدی پر مجبور کریں۔ لازم پکڑیں۔ یا کاتب کو آنے جانے کا خرچہ نہ دیں۔ یا گواہ کو اس کے شہر سے آنے کی مشقت اسی پر ڈالیں۔

وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ۔ (اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہارے لئے گناہ ہے) یعنی اگر تم ضرر پہنچاؤ گے تو یہ ضرار گناہ ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو) یعنی اللہ تعالیٰ کے اوامر کی مخالفت نہ کرو۔

وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ۔ (اور اللہ تعالیٰ تمہیں سکھاتے ہیں) یعنی اپنے دین کے احکام

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ۔ (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے ہیں) اس کو سہو و قصور لاحق نہیں ہوتا۔

## تفسیر آیت ۲۸۳:

وَاِنْ كُنْتُمْ۔ (اگر تم ہو) یعنی اے قرض خواہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

عَلٰی سَفَرٍ۔(سفر پر) یعنی سفر کی حالت میں

وَلَمْ تَجِدُوْا کَاتِبًا۔(اور تم نہ پاؤ کاتب)

فَرِهٰنٌ۔(تو رہن رکھنا ہے)

قراء ت۔ابوعمرو مکی نے فَرُهُنٌ پڑھا ہے۔اور قابل اعتماد زیادہ رُهُنٌ ہے۔

دونوں رہن کی جمع ہیں۔جیسے سَقْفٌ وَسُقُفٌ اور بَغْلٌ و بِغَالٌ اس طرح رھانٌ جمع ہے رہن اصل میں مصدر ہے اب تو نام بن گیا۔پھر اسماء کی طرح اس میں توڑ پھوڑ کی گئی۔

## ارشادی حکم:

سفر میں چونکہ عموماً گواہوں کے اور کاتبوں کے نہ ملنے کا گمان غالب ہے تو بطور ارشاد و راہنمائی کے حفاظت مال کی خاطر رہن کا حکم دیا گیا تاکہ رہن کے ذریعہ امکانی حد تک اعتماد حاصل کر لیا جائے۔اس بناء پر نہیں کہ رہن رکھنے کیلئے سفر ضروری ہے۔

مَقْبُوْضَةٌ(قبضہ کیا ہوا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبضہ شرط نہیں۔صرف ایجاب وقبول سے پورا ہو جاتا ہے۔

## اظہارِ اعتماد:

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا(اگر تمہیں ایک دوسرے پر اعتماد ہو) یعنی اگر بعض قرضداروں اور قرض خواہوں کو ایک دوسرے پر حسن ظن ہو۔تو پھر قرض دار کو چاہیے۔کہ وہ اپنے ذمہ لازم ہونے والی رقم کو واپس کر دے کیونکہ اس نے رہن نہ لے کر اس پر اعتماد کا اظہار کیا۔تو یہ اعتماد پر پورا اترے۔

یہاں دَیْن کو امانت کہا گیا۔کیونکہ وہ اس کا ضامن بن گیا۔کیونکہ اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس نے رہن نہیں لیا۔

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ(اور اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔جو اس کا رب ہے) اور اس کے حق کا انکار نہ کرے۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ(اور تم گواہی کو مت چھپاؤ) یہ گواہوں کو خطاب کیا گیا۔

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ(جو اس کو چھپاتا ہے پس اس کا دل گنہگار ہے)

نحو: قَلْبُهٗ کا لفظ مرفوع ہے کیونکہ یہ آثم کا فاعل ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔

فانه آثم قلبهٗ یاقَلْبُهٗ مبتداء اور آثم خبر مقدم ہے اور یہ جملہ اِنّ کی خبر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک سوال:

سوال : اثم کی نسبت قلب کی طرف ہے حالانکہ وہ سارا ہی گنہگار ہے نہ کہ صرف دل

## نسبت کی تین وجوہ:

جواب : کیونکہ گواہی دل ہی میں چھپائی جاتی ہے اور اس کو منہ سے نہیں بولتا۔ جب گناہ کمانے میں دل ساتھی بنا۔ تو اس کی طرف نسبت کر دی گئی۔ کیونکہ فعل کی نسبت آلہ عمل کی طرف بلیغ تر ہے۔ جیسا تم کہو۔ ھذا مما ابصرتہ عینی۔ یہ وہ چیز ہے جس کو میری آنکھ نے دیکھا ہے۔ او مما سمعتہ اذنی و مما عرفہ قلبی۔ اور کان نے سنا اور دل نے پہچانا۔

۲ دوسری وجہ: یہ ہے کہ دل رئیس الاعضاء ہے اور جسم کا وہ ٹکڑا ہے کہ اگر یہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح رہتا ہے اور اگر یہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ گویا اس طرح فرمایا گیا کہ گناہ اس کے دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو چکا ہے اور اس کے سب سے اعلیٰ مقام پر قابض ہو چکا۔

۳ تیسری وجہ: یہ ہے افعالِ قلوب، اعمال جوارح سے عظیم تر ہیں۔

ذرا غور تو کرو۔ کہ تمام حسنات و سیئات کی جڑ ایمان و کفر ہے۔ اور یہ دونوں دل کے فعل ہیں۔ چنانچہ جب کتمان شہادت کو آثم قلب سے قرار دیا۔ تو گویا اس کے لئے گواہی دے دی۔ کہ یہ عظیم گناہوں سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ اکبر الکبائر یہ ہیں۔

نمبر ا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ گواہی چھپانا

وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے) یعنی کتمان شہادت اور اظہار شہادت سے عَلِیْمٌ (واقف ہیں) اس پر کوئی چیز مخفی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ

اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے نفسوں میں ہے یا اس کو پوشیدہ رکھو

يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

اللہ اس کا محاسبہ فرمائے گا۔ پھر جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب دے، اور اللہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٨٤﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ

ہر چیز پر قادر ہے، ایمان لایا رسول اس پر جو اس کی طرف نازل کیا گیا اس کے رب کی طرف سے، اور

الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ

مومنین بھی ایمان لائے، سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کے

بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۤ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا

پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا، ہم آپ کی بخشش کا سوال کرتے ہیں، اے ہمارے رب

وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨٥﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ

اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے، اللہ نہیں مکلف بناتا کسی جان کو، جس کی اسے طاقت نہ ہو، ہر جان کے لئے وہی ہے جو اس نے کسب کیا،

وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا

اور اس کے اوپر وبال ہے اس کا جو وہ گناہ کرے، اے ہمارے رب ہمارا مواخذہ نہ فرمانا اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے چوک ہو جائے۔ اے ہمارے رب

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا

اور نہ رکھ ہم پر بھاری بوجھ جیسا کہ آپ نے ان لوگوں پر بھاری بوجھ رکھا جو ہم سے پہلے تھے، اے ہمارے رب

تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ

اور ہم پر ایسا بار نہ ڈالئے جس کی ہم کو طاقت نہ ہو، اور ہمیں معاف فرما دیجئے اور ہماری مغفرت فرما دیجئے اور ہم پر رحم فرمایئے،

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾

آپ ہمارے مولیٰ ہیں۔ سو ہماری مدد فرمایئے کافر قوم کے مقابلہ میں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تفسیر آیت ۲۸۴:

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے) یعنی اس کا پیدا کیا ہوا اور اسی کی ملک ہے۔

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ (اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اس کو چھپاؤ) یعنی برائی میں سے۔

## مؤاخذہ کی حقیقت:

یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ (وہ اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ کریں گے) یعنی اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دیں گے۔ اس میں وساوس قلبیہ اور حدیث نفس جس کو انسان چھپاتا ہے وہ داخل نہیں۔ لیکن جس کو دل میں پختہ کرلے۔ وہ قابل مؤاخذہ ہے۔

حاصل یہ ہے کہ عزم کفر بھی کفر ہے۔ اور گناہوں کا خیال آنا بغیر پختہ ارادہ کے معاف ہے اور گناہ کا ارادہ کر کے اگر شرمندہ ہو اور اس سے رجوع کرے اور استغفار کرے تو اس کو بخش دیا جاتا ہے اور اگر وہ کسی برائی کا پختہ ارادہ کرے اور وہ اس پر ثابت و قائم بھی ہو۔ تو گناہ ہے مگر یہ کہ وہ اس سے باز آ گیا۔ کسی رکاوٹ کی وجہ سے (یعنی مجبوراً) اپنے اختیار سے نہیں۔ تو اس پر کرنے کا گناہ تو نہ ملے گا۔ یعنی زنا کا ارادہ کرنے سے زنا کی سزا تو نہ ملے گی۔

## عزم کا حکم:

اب اس کو عزم زنا کی سزا ملے گی یا نہیں۔

**قول اوّل:** سزا نہ ملے گی۔ کیونکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ **ان اللّٰہ عفا عن امتی ماحدثت به انفسها مالم تعمل۔** بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو معاف کر دیا۔ جو ان کے خیال میں آئے اور اس پر عمل نہ کیا ہو (بخاری)

**دوسرا قول:** جمہور کہتے ہیں کہ حدیث نفس سے مراد خطر فی القلب، خیال آنا ہے۔ عزم گناہ مراد نہیں۔ اور عزم پر مؤاخذہ ثابت ہے۔

شیخ ابو منصورؒ علامہ حلوانی رحمہما اللہ کا رجحان اسی طرف ہی ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد **ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة۔ الآیة** سورۃ النور آیت نمبر ۱۹ یہ لوگ فاحشہ خود کرنے والے نہیں۔ صرف اس کی اشاعت میں شریک ہیں۔ ان کو عذاب کی وعید سنائی گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جس گناہ کا بندہ ارادہ کرتا ہے مگر عمل نہیں کرتا۔ اس کو اس پر دنیا کے غم و حزن کی صورت میں سزا دی جاتی ہے۔

**شانِ نزول:** اکثر تفاسیر میں ہے کہ جب یہ آیت اتری۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم گھبرا گئے اور کہنے لگے کیا ہمارا اس بات پر مؤاخذہ ہو گا۔ جو ہمارے دلوں میں حدیث نفس کی صورت میں پیدا ہوتی ہے تو یہ آیت اتری۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اٰمن الرسول سے لایکلف اللّٰہ تا ما اکتسبت۔پس یہ کسب سے متعلق ہے عزم سے نہیں۔بقول بعض یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہوگئی۔

## قولِ محققین:

مگر محققین کا فرمان یہ ہے کہ نسخ تو احکام میں ہے اور یہ تو خبر ہے اور خبر میں نسخ نہیں۔فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ پس وہ جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا۔

قراءت: شامی٬ عاصم رحمہما اللہ نے یغفرُ اور یعذبُ کو ضمہ سے پڑھا ہے۔

یعنی فھو یغفرُ و یعذبُ مگر دیگر قراء رحمہم اللہ نے جواب شرط پر عطف کی وجہ سے جزم پڑھی ہے۔

ابوعمرو رحمہ اللہ نے ادغام سے پڑھا۔(کذا فی الا شارۃ و البشارۃ)

## صاحب کشاف کا قول:

صاحب کشاف نے کہا راء کو لام میں ادغام کرنے والا لاحق ہے اور غلطی پر ہے کیونکہ راء حرف مکرر ہے۔پس وہ مضاعف کی طرح ہوگیا۔اور مضاعف میں ادغام درست نہیں ہے۔اس لئے ابوعمرو سے اس کی روایت کرنا دوہری غلطی ہے۔

کیونکہ ایک تو وہ خود لحن کا مرتکب ہے اور دوسرا ایسے شخص کی طرف غلط نسبت کر رہا ہے۔جو عربیت کا اپنے زمانہ میں سب سے بڑا ماہر تھا۔بس یہ بات عظیم جہل کی نشان دہی کرتی ہے۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر)۔خواہ مغفرت ہو یا عذاب و غیرھما قَدِيْرٌ (قدرت رکھتے ہیں)۔

۲۸۵: اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (ایمان لائے رسول اس پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر اتارا گیا۔اور مؤمن ایمان لائے)۔

نحو: اگر المؤمنون کا عطف الرسول پر کیا جائے تو ضمیر کا نائب کلٌّ کی تنوین کو مانا جائے گا۔اور ضمیر رسول اور مؤمنون دونوں کی طرف راجع ہوگی۔یعنی کلھم۔

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر)۔

## نحو و قراءت:

اس پر وقف ہے اور اگر یہ مبتداء ہو تو پھر کُلٌّ مبتداء ثانی ہے۔

اور تقدیر یہ ہے کل منھم اور اٰمَنَ یہ مبتدائے ثانی کی خبر بنے گی۔اور یہ تمام جملہ خبر اول بن جائے گی۔اور ضمیر مؤمنین کی طرف راجع ہوگی۔اور اٰمَنَ میں ضمیر کُلٌّ کی طرف واحد لائی گئی۔گویا کُلٌّ واحد منھم اٰمن فرمایا۔حمزہ علی رحمہما اللہ نے کِتَابِهٖ



BestUrduBooks.wordpress.com

پڑھا اور مراد قرآن مجید لیا۔ یا جنس کتاب رسل مراد لی۔

لَا نُفَرِّقُ (ہم تفریق نہیں کرتے)

لَا نفرق۔ یعنی وہ کہتے ہیں ہم تفریق نہیں کرتے۔ بلکہ ہم تمام پر ایمان لاتے ہیں۔

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان) احدٍ یہ جمع کے معنی میں ہے۔

اس وجہ سے بین اس پر داخل ہے۔ کیونکہ بین اس اسم پر داخل ہوتا ہے۔ جو ایک سے زیادہ پر دلالت کرے۔ جیسے تم کہو۔ المال بین القوم۔ اس طرح نہیں کہتے المال بین زید۔

وَقَالُوْا سَمِعْنَا (انہوں نے کہا ہم نے سنا) یعنی تیرے فرمان کو قبول کیا۔

وَاَطَعْنَا (اور تیری اطاعت کی) یعنی تیرا حکم مانا۔

غُفْرَانَكَ (تو بخش دے) یعنی تو اپنی بخشش سے ہمیں بخش دے۔

یہ فعل مضمر سے منصوب ہے ای اغفرلنا غفرانك۔

رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ (اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے) المصیر لوٹنے کی جگہ اس آیت میں بعث وجزاء کا اقرار ہے۔

مَسْئَلَہ: اس آیت میں دلیل ہے کہ ایمان واستثناء باطل ہے اور کبیرہ گناہ کے باوجود ایمان باقی رہتا ہے۔

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا (اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتے) یہ جملہ مستانفہ ہے یا محکی عنہ ہے۔

## تکلیف کا مطلب کفایت ہے:

اِلَّا وُسْعَهَا (مگر اس کی وسعت کے مطابق) کیونکہ تکلیف اسی کی طرف لوٹتی ہے جس پر مکلّف کو قدرت ہو۔ (کذا فی شرح التاویلات)

صاحب کشاف کہتے ہیں الوسع جو انسان کو کفایت کرے اور اس پر تنگی نہ کرے نہ اس سے تکلیف میں مبتلا ہو۔ یعنی نہیں اسکو تکلیف دیتا۔ مگر اتنی جتنی اس میں گنجائش ہے اور اس پر آسان ہو۔ انتہائی مشقت میں مبتلا ہونے کے بغیر آسانی کے ساتھ اسکو ادا کرے۔ انسان کی طاقت میں تھا کہ پانچ سے زیادہ نمازیں پڑھے اور مہینہ سے زیادہ روزے رکھے اور ایک سے زیادہ حج کر سکتے ہیں۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (اس کے لئے جو اس نے کمایا اور اس پر وبال ہے جو اس نے گناہ کمایا) یعنی جو بھلائی کمائی وہ اس کو فائدہ دے گی۔ اور اس کو نقصان دے گی۔ جو اس نے برائی کمائی۔

## کسب واکتساب کا فرق:

**سوال**: آیت میں خیر کو کسبت سے اور شر کو اکتسبت سے تعبیر کیا گیا۔

**جواب**: کیونکہ اکتسب کسی دوسرے کے لئے کمانا اور نفس شر پر اپنے آپ عمل کرنا ہے اور بھلائی کے لئے تکلف کرنا ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ (اے ہمارے رب تو ہم سے مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں) یعنی تیرے حکموں میں سے



BestUrduBooks.wordpress.com

کوئی حکم بھول کر چھوڑ دیں۔
اَوْ اَخْطَاْنَا (یا ہم غلطی کریں)
یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ نسیان وخطاء پر مؤاخذہ جائز ہے۔

## اختلافِ معتزلہ:

البتہ معتزلہ اسکے متعلق اختلاف کرتے ہیں کیونکہ دونوں سے بچنا ممکن ہے اگر مؤاخذہ درست نہ ہوتا تو سوال کا کوئی مطلب نہیں۔

## اِصر کی مراد:

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا (اے ہمارے رب نہ لادھم پر بوجھ زائد جو اٹھانے والے کو بوجھل کر دے) یعنی بوجھ والے کو جو بوجھ اس کی جگہ پر روک دے۔

یعنی ایسا زائد کام جو اٹھانے والے کو بوجھ کی وجہ سے اس کی جگہ پر روک دے۔ یہ لفظ سخت تکلیف کیلئے بطور استعارہ استعمال کیے گئے ہیں جیسے قتلِ جان اور جلد میں سے نجاست کے مقام کو کاٹنا۔ (جلد سے موزہ کی جلد مراد ہے) وغیرہ اور کپڑے میں سے۔

کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا (جس طرح تو نے ان لوگوں پر لادا جو ہم سے پہلے ہوئے) جیسے یہود۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ (اے ہمارے رب ہم سے نہ اٹھوا وہ چیز جس کی ہم میں طاقت نہیں) یعنی وہ سزائیں جو ہم سے پہلے لوگوں پر اتریں۔

وَاعْفُ عَنَّا (تو ہم کو معاف فرما) یعنی ہماری برائیاں مٹا دے۔

وَاغْفِرْ لَنَا (اور تو ہمیں بخش دے) اور ہمارے گناہ کو چھپا دے۔ یہ تکرار نہیں۔ اول کبائر کیلئے اور دوسرا صغائر کے لئے۔

وَارْحَمْنَا (تو ہم پر رحم فرما) ہمارے افلاس کے ہوتے ہوئے ہمارے میزان کو بوجھل کر کے یا اول مسخ سے اور دوم دھنسنے سے اور سوم غرق ہونے سے۔

اَنْتَ مَوْلٰنَا (تو ہمارا کارساز ہے) یعنی تو ہمارا آقا ہم تیرے غلام یا تو ہمارا مددگار ہے اور ہمارے امور کا ذمہ دار ہے۔

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (تو کافر قوم کے خلاف ہماری مدد فرما) اسلیئے کہ کارساز کا حق ہے کہ اپنے غلاموں کی مدد کرے۔

## آیت کی فضیلت:

① حدیث میں وارد ہے کہ جس نے امن الرسول سے الکفرین تک رات کے آخری حصہ میں پڑھا۔ تو یہ اس کیلئے کافی ہے۔

② جس نے ان کو عشاء آخرہ کے بعد پڑھا تو قیام لیل کی طرف سے کافی ہیں۔

③ جائز ہے کہ کہا جائے قراءت سورۃ البقرۃ یا قراءت البقرہ۔

اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سورۂ بقرہ کی اختتامی آیات عرش کے نیچے خزانہ ہے۔ بعض نے کہا۔ اس طرح کہنا مکروہ ہے بلکہ اس طرح کہا جائے گا۔ قرأت السورة التی تذکر فیها البقرة ۔ واللہ اعلم



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِیَّۃٌ وَّهِیَ مِائَتَا اٰیَۃٍ وَّعِشْرُوْنَ رُکُوْعًا

سورۂ آل عمران مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں دوسو آیات ہیں اور بیس رکوع ہیں۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ① اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؕ ② نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

الٓمّٓ: اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے قائم رکھنے والا ہے۔ اس نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ③ ۙ مِنْ قَبْلُ هُدًى

ایسی کتاب جو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں، اور اس سے پہلے نازل فرمایا توریت کو اور انجیل کو جو لوگوں

لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۬ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ

کے لئے ہدایت ہیں اور نازل فرمایا فرقان کو۔ بے شک جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا ان کے لیے سخت عذاب ہے

وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ④ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی

اور اللہ غالب والا ہے بدلہ لینے والا ہے۔ بے شک اللہ ایسا ہے کہ اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں زمین میں اور نہ

السَّمَآءِ ؕ ⑤ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ⑥

آسمان میں۔ اللہ وہ ہے جو تمہاری تصویریں بناتا ہے رحموں میں جس طرح چاہے، کوئی معبود نہیں اس کے سوا۔ وہ غلبہ والا ہے، حکمت والا ہے۔

### نحو: تفسیر آیت ۱، ۲:

الٓمّٓ ۔ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ (اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں۔ وہ حی و قیوم ہے اس نے تم پر تورات وانجیل حق کے ساتھ اتاری۔ یہ اپنے سے پہلے آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس نے تورات وانجیل کو اتارا)۔

### انتقالِ حرکت کا مسئلہ:

الٓمّٓ کی میم کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حرکت دی گئی۔ میری مراد ساکنین سے میم اور لفظ اللہ کی لام ہے۔ پھر میم کو ملانے کے لئے فتحہ دیا۔ جو کہ اخف الحرکات ہے اور کسرہ نہیں دیا کیونکہ ماقبل میم مکسور اور یائے ساکن ہے تاکہ پے در پے کسرات کی آمد لازم نہ



BestUrduBooks.wordpress.com

آئے۔میم کا فتحہ اسکے سکون کی وجہ سے اور ماقبل یاء کے سکون کی وجہ سے نہیں۔اگر اس طرح ہوتا تو حٰمٓ میں بھی میم پر فتحہ دینا پڑتا حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے اگر اس نے میم کو فتحہ دیا تو یہ فتحہ لفظ اللہ کے ہمزہ سے منتقل ہو کر میم کی طرف آیا ہے۔کیونکہ وہ ہمزہ تو ہمزہ وصل ہے۔جو درمیان کلام میں گر جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس کی حرکت بھی گر جاتی ہے۔اگر اس کی حرکت کا منتقل کرنا جائز ہوتا تو اس کا قائم رکھنا بھی جائز ہوتا۔حالانکہ اس کو ثابت رکھنا جائز نہیں۔

قراءت: یزید اور اعشیٰ نے میم کو ساکن قرار دے کر الف کو ہمزہ قطعی قرار دیا۔بقیہ قراء نے وصل الف اور فتحہ میم کے ساتھ پڑھا۔

نحو: لفظ اللہ مبتداء اور لا الٰہ الا ھو یہ اس کی خبر ہے۔اور "لَآ" کی خبر مضمر ہے تقدیر عبارت یہ ہے لا الٰہ فی الوجود الّا ھو۔

ھُوَ: یہ موضع رفع میں موضع "لَآ" سے بدل ہے اور اس کا اسم الحی القیوم مبتدائے محذوف کی خبر ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ ھو الحیّ، یا ھو سے بدل ہے۔القیوم یہ فیعول کے وزن پر قام سے ہے۔مراد وہی ذات انصاف کو قائم کرنے والی اور ہر شخص کے اعمال پر نگران ہے۔

## نزل اور انزل کا فرق:

۳: نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيلَ۔ (اس نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ایسی کتاب جو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں اور اس سے پہلے نازل فرمایا توریت کو اور انجیل کو)۔نَزَّلَ یعنی اسی نے اتارا۔علیک الکتاب، الکتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔بالحقّ یہ حال ہے یعنی اس نے قرآن دین حق کا حامل اتارا مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد ماقبل اتاری جانے والی کتب ہیں۔وَاَنْزَلَ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيلَ تورات وانجیل یہ دونوں عبرانی الفاظ ہیں۔الوری اور النجل سے ان کا اشتقاق محض تکلف ہے۔

اس وقت ان کا وزن تَفْعَل اور اِفْعِيْل ہوگا اور ان کو عربی ماننا پڑے گا۔

سوال: قرآن مجید کے لیے نَزَّلَ اور تورات وانجیل کے لیے اَنْزَلَ لایا گیا؟

جواب: کیونکہ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا اترا اور یہ دونوں کتابیں یکبارگی مکمل طور پر نازل ہوئیں۔

## تفسیر آیت ۴:

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ۔
(اس سے پہلے سب لوگوں کی ہدایت کیلئے اور اس نے حق و باطل میں فرق کر دینے والی کتابیں اتاریں،جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی آیات کا انکار کیا۔ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب انتقام والا ہے)مِنْ قَبْلُ یعنی قرآن سے پہلے هُدًى لِّلنَّاسِ سے مراد قوم موسیٰ وعیسیٰ علیہ السلام ہیں۔یا تمام لوگ مراد ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## فرقان کی مراد:

وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ فرقان سے مراد جنس کتب ہے۔ کیوں کہ تمام کتابیں حق و باطل میں فرق کرتی رہیں یا زبور مراد ہے۔ یا قرآن مجید کا تذکرہ دوبارہ اس صفت کے ذریعے اس کی عظمت شان کی خاطر کر دیا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ آیات اللہ سے کتب منزلہ مراد ہیں۔ یعنی کسی بھی آسمانی کتاب کو نہ ماننے کی وجہ سے عذاب میں ہونگے۔

ذُو انْتِقَامٍ کا معنی سخت سزا دینے والے ہیں کہ کوئی منتقم اس پر قدرت نہیں رکھتا۔

## اللہ تعالیٰ ہر ایک کی حالت سے واقف ہے:

۵: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ (یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر آسمان و زمین کی کوئی چیز مخفی نہیں) آسمان و زمین سے مراد سارے جہانوں میں ہے جسکی تعبیر فہم انسانی کے قریب کرنے کے لیے آسمان و زمین سے کر دی۔

مطلب یہ ہوا کہ وہ کافر کے کفر اور مؤمن کے ایمان سے واقف ہے اور وہ ہر دو کو اس کا بدلہ دے گا۔

۶: ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (وہ ہی ہے جو ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں جیسی چاہتا ہے بناتا ہے اس کے سواء کوئی معبود نہیں وہ غالب حکمت والا ہے) یُصَوِّرُکُمْ یعنی مختلف شکلیں جیسی چاہتا ہے بناتا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وہ اپنی سلطنت پر غالب اور تدبیر میں حکمت والا ہے۔

## وفدِ نجران کی آمد:

روایت میں وارد ہے کہ جب نجرانیوں کا وفد آیا۔ جو ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا۔ ان کا امیر عاقب اور امیر سفر ایہم تھا اور ابو حارثہ بن علقمہ ان کا پادری اور عالم تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کیا اگر عیسیٰ اللہ کا بیٹا نہیں تھا تو پھر انکا باپ کون تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہیں ان پر نہ موت آسکتی ہے نہ آئے گی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہونگے اور ہمارا رب تعالیٰ تو بندوں کا نگران اور محافظ ہے۔ اور ان کو رزق دیتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو اس پر قدرت حاصل نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر تو کائنات کی کوئی چیز مخفی نہیں۔ خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام وہی جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو علم دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر رحم مادر میں بنائی جس طرح چاہی۔ پس انکی ماں حاملہ ہوگئیں اور ان کو جنا اور دودھ پلایا۔ اور وہ کھانا کھاتے اور بول و براز کرتے تھے اور ہمارا رب تعالیٰ ان تمام باتوں سے منزہ اور پاک ہے۔ پس یہ سن کر وہ تمام لاجواب ہو گئے ان کے متعلق ہی سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۸۰ سے کچھ زائد آیات نازل ہوئیں۔ (رواہ ابن جریر و ابو حاتم)



BestUrduBooks.wordpress.com

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡکِتٰبِ وَ اُخَرُ

اللہ وہ ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ اس میں آیات محکمات ہیں جو ام الکتاب ہیں اور دوسری

مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ

متشابہات ہیں۔ سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ ان کے پیچھے پڑتے ہیں جو قرآن میں متشابہات

ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَ ابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ ۚ وَ مَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوۡنَ

ہیں فتنہ تلاش کرنے کے لئے اور اس کا مطلب تلاش کرنے کے لئے، اور نہیں جانتا اس کے مطلب کو مگر اللہ اور جو لوگ علم میں راسخ ہیں

فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ

وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ اور نہیں نصیحت حاصل کرتے مگر

اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ⑦

عقل والے۔

۷: هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡکِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَ ابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ وَ مَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ۔ (وہی ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری جس کی کچھ آیات محکم ہیں اور وہ کتاب کی اصل ہیں۔ اور دوسری متشابہات ہیں پس جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ متشابہات کے پیچھے چلتے ہیں۔ فتنہ پیدا کرنے کی غرض سے اور (مرضی کے موافق) اس کی تاویل ڈھونڈنے کی غرض سے۔ حالانکہ اس کی اصل مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور جو لوگ علم میں مضبوط ہیں وہ کہتے ہیں سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور صرف صحیح عقل والے ہی اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں) الکتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ منہ من بیانیہ ہے اور ہ ضمیر قرآن مجید کی طرف لوٹتی ہے۔ مراد قران مجید ہی ہے۔ محکمات۔ جس کی عبارت محکم ہے کسی احتمال واشتباہ سے محفوظ ھن ام الکتب۔ وہ کتاب کی اصل ہیں کہ متشابہات کو انکی طرف پھیرا جائے گا۔ اور ان کے مطابق مراد لیجائے گی۔ اُخَرُ یعنی دوسری آیات اس کا موصوف آیات محذوف ہے۔

## متشابہات کی توضیح:

مُتَشٰبِهٰتٌ، احتمال واشتباہ والی۔ اس کی مثال سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۵ الرحمٰن علی العرش استوی ہے پس استواء تو جلوس یعنی بیٹھنے کے معنی میں ہوتا ہے اور قدرت وغلبہ کے معنی بھی آتے ہیں اور پہلا معنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق محکم دلیل اور

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم



BestUrduBooks.wordpress.com

لیس کمثله شئ ۔ (الشوریٰ آیت نمبر ۱۱)
دوسرا قول: محکم وہ ہے جس کا حکم ہر منزلہ کتاب میں دیا گیا ہو۔ جیسا کہ سورۃ انعام کی آیت نمبر ۱۵۱، قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم، الأیہ۔ میں فرمایا سورۃ الاسراء آیت نمبر ۲۳ وقضٰی ربك الا تعبدوا الّا ایاہ۔ اور متشابہ وہ ہے جو اس کے علاوہ آیات ہیں۔ یا متشابہ کی ایک قسم وہ ہے جس میں ایک ہی جانب کا احتمال ہو۔ دوسری قسم یا جس میں کئی طرح کا احتمال ہو یا ایک قسم متشابہ کی وہ ہے جس کی تاویل معلوم ہو سکے یا ناسخ مراد ہے جس پر عمل ہوتا ہو اور منسوخ جس پر عمل نہ ہوتا ہو۔

تمام قرآن کی آیات محکم نہیں لائی گئیں بلکہ متشابہ بھی لائی گئیں کیونکہ اس میں ان لوگوں کیلئے ابتلاء اور امتحان ہے جو حق پرست اور متزلزل ہیں۔

متشابہات کے معانی معلوم کرنے کے لیے علماء کا باہمی ردوقدح اور طبائع کا اس میں تھکانا اور پھر محکم کی طرف اس کا لوٹانا اس میں بہت سے عظیم الشان فوائد حاصل ہوتے ہیں اور بہت سا علم میسر آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات قرب حاصل ہوتے ہیں۔

نکتہ: قرآن مجید کی تمام آیات کے محکم ہونے کا مطلب فساد معنی سے پاک ہونا ہے اور اسی طرح متشابہ ہونے کا مطلب حسن و کمال میں ایک جیسا ہونا ہے اور بعض آیات کے محکم ہونے کا مطلب ان کے معانی کا واضح ہونا ہے اور متشابہ کا مطلب ان کے معانی کا مخفی ہونا ہے۔

## اہلِ بدعت کا طرزِ عمل:

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ۔ ٹیڑھ کا مطلب حق سے مائل ہونا ہے اور اس کا مصداق اہل بدعت ہیں۔ فَیَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَهَ یعنی وہ متشابہ کا وہ معنی اختیار کرتے ہیں جس میں احتمال ہے اور اہل بدعت کے طرزِ عمل کے ساتھ موافقت رکھتا ہے اور محکم سے مطابقت نہیں رکھتا اور نہ ہی اہل حق کے قول سے موافقت کرنے والا ہے۔ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وہ متشابہات کے پیچھے اس لئے لگتے ہیں تاکہ مسلمانوں میں دین کے سلسلہ میں فتنہ پیدا کریں اور ان کو گمراہ کریں۔ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وہ متشابہات کے پیچھے اس لیے پڑتے ہیں تاکہ اپنی خواہشات کے مطابق اس کی تاویل کریں۔ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ حالانکہ متشابہات کی اصل مراد و منشاء کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ اور وہ لوگ جو علم میں پختہ کار یعنی جمے ہوئے ہیں اور اس پر پورا قابو ہے ان کو اس پر شبہ ہوتا ہی نہیں بلکہ مضبوط داڑھوں سے اس کو پکڑنے والے ہیں۔

## نحوی تحقیق:

نحو: جمہور کے ہاں یہ جملہ مستانفہ ہے اور وقف اِلَّا اللّٰه پر لازم ہے اسلئے متشابہ اس کو کہتے ہیں۔ جس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

جمہور کے ہاں وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مبتداء اور یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ یہ خبر ہے اور اس میں راسخین کے ایمان قلبی پر مدح و ثناء کی گئی ہے اور کیفیت کا سوال کرنے کے بغیر اس کی حقانیت کے اعتقاد کو سراہا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو کج نہ کر دیجئے اس کے بعد کہ آپ نے ہم کو ہدایت دی، اور ہمیں اپنے پاس سے بڑی رحمت عطا فرمائیے!

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ⑧ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ

بے شک آپ بہت بڑے عطا فرمانے والے ہیں، اے ہمارے رب! بیشک آپ لوگوں کو اس دن میں جمع فرمانے والے ہیں جس میں کوئی شک نہیں۔ بیشک

اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ⑨ ع

اللہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔

## متشابہ کے نزول کا فائدہ:

**سوال:** متشابہات کے نزول کا کیا فائدہ ہے جبکہ اس کی حقیقی مراد معلوم نہیں۔

**جواب:** اللہ تعالیٰ کی جو اس سے مراد ہے اس کی حقانیت پر ایمان و اعتقاد کرنے کا امتحان اور انسانوں کا ان چیزوں کے معلوم کرنے سے قاصر رہنا جو اللہ تعالیٰ نے نہیں بتلائی اور مقرر کی۔

حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت اس کی تائید کرتی ہے۔

قراءت: ویقول الراسخون اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت ان تاویلہ الاعند اللّٰہ۔

دوسرا قول: بعض وقف نہیں کرتے۔ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ راسخین فی العلم متشابہ کو جانتے ہیں مگر یہ قول سیاق قرآن سے موافقت نہیں کرتا۔ (بغوی)

نحو: ویقولون یہ جملہ مستانفہ ہے اور راسخین سے حال ہے۔ معنی یہ ہوگا یہ تاویل کا علم رکھنے والے کہتے ہیں ہم متشابہ پر یا مکمل کتاب پر ایمان رکھتے ہیں کل من عند ربنا ہر ایک متشابہ ہو یا محکم وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو کہ حکیم ہیں وہ حکمت والا جس کے کلام میں تناقض نہیں۔

وما یذکر اور نصیحت حاصل نہیں کرتے یہ اصل میں یتذکر ہے۔

اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ مگر صرف عقلوں والے ہی اس میں راسخین کے عمدہ ذہن اور حسن تامل کی تعریف کی گئی ہے۔

بعض نے کہا کہ یقولون یہ راسخین سے حال ہے۔

## ترغیبِ دُعا:

۸: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا: (اے ہمارے رب تو ہمارے دلوں کو حق سے نہ پھیر کہ ان میں ٹیڑھا پن پیدا ہو جائے) بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا (اس کے بعد



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ان کے مال اور اولاد اللہ کے نزدیک کچھ بھی کام نہیں آئیں

شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ⑩ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ

گے۔ اور یہ لوگ وہ ہیں جو دوزخ کا ایندھن ہیں ان کا طریقہ وہی ہے جو آلِ فرعون کا اور ان لوگوں کا تھا جو ان سے

قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ

پہلے تھے، ان لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ سو اللہ نے ان کو پکڑ لیا ان کے گناہوں کی وجہ سے، اور اللہ سخت

الْعِقَابِ ⑪

عذاب والا ہے۔

کر تو نے محکم پر عمل اور متشابہ کو تسلیم کرنے کی طرف راہنمائی فرمائی) وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً (اور تو اپنی طرف سے توفیق و ثابت قدمی کی نعمت عنایت فرما) اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (بیشک آپ وہاب ہیں) یعنی بہت زیادہ ہبہ کرنے والے ہیں۔ یہ آیت راسخین کا مقولہ ہے اور جملہ مستانفہ ہونے کا بھی احتمال ہے یعنی تم اس طرح دعا کرو۔ اور بعد والا جملہ بھی اسی طرح ہے۔

## الٰہ ہونا اور وعدہ خلافی متضاد ہیں:

۹: رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ (اے ہمارے رب بے شک آپ لوگوں کو جمع کرنے والے ہیں اس دن میں) یعنی لوگوں کو آپ حساب کے لیے جمع کرنے والے ہیں۔ قیامت کے دن یا قیامت کے فیصلے کے لیے۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ (جس کے واقع ہونے میں شک نہیں) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (بے شک اللہ تعالیٰ وعدے کی خلاف ورزی نہیں فرماتے) میعاد کے معنی وعدہ ہے مطلب یہ ہے کہ الوہیت وعدے کی خلاف ورزی کے منافی ہے جیسے کہتے ہیں۔ ان الجواد لا یخیب سائلہ سخی اپنے سائل کو ناکام نہیں کرتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ مسلمانوں اور کفار سے ثواب و عقاب کا کیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ فرمائیں گے۔

۱۰: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ (بے شک جو لوگ کافر ہوئے) رسول کا انکار کر کے لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ (ہرگز ان کو فائدہ نہیں دیں گے) یا ان سے دور نہ کریں گے۔ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ (ان کے مال و اولاد اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کیلئے) یا چھڑانے کے لیے شَيْئًا (کچھ بھی) فائدہ نہ دیں۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ (وہ لوگ اس آگ کا ایندھن ہونگے)۔

۱۱: كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ، وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ كَدَاْبِ اٰلِ



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ⑫

آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے جنہوں نے کفر کیا کہ عنقریب تم مغلوب ہو گے اور جمع کیے جاؤ گے دوزخ کی طرف اور وہ برا بچھونا ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى

بلاشبہ تمہارے لئے نشانی تھی ان دو جماعتوں میں جو آپس میں مقابل ہوئیں ایک جماعت لڑ رہی تھی اللہ کی راہ میں اور دوسری جماعت

كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ

کافر تھی، وہ دیکھتی آنکھوں مسلمانوں کی جماعت کو دوگنی دیکھ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی مدد کے ساتھ جس کو چاہے تائید فرماتا ہے۔ بلاشبہ

فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ⑬

اس میں ضرور بڑی عبرت ہے ان لوگوں کے لیے جو آنکھوں والے ہیں۔

فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (انکی عادات فرعون اور جوان سے پہلے ہوئے ان جیسی ہیں) الدأب کالفظ دأب فی العمل سے لیا گیا۔ جبکہ اس میں کوشش کرے۔ پس انسان کی حالت و کیفیت کی جگہ اس کو لایا گیا۔

## نحو و قراءت:

کاف محلاً مرفوع ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ دأب هؤلاء الكفرة في تكذيب الحق كدأب من قبلهم من آل فرعون وغيرهم کہ ان کفار کا طرز عمل حق کو جھٹلانے میں آل فرعون وغیرہ کی طرح ہے۔

یا یہ کاف محلاً منصوب ہے عامل لن تغنی ہے۔ یعنی لن تغني عنهم مثل مالم تغن عن اولئك ان کو بھی کوئی چیز کام نہ آئے گی۔ جیسے ان کو کام نہ آئی۔

قراءت: کداب یہ ابوعمرو کے ہاں بلا ہمزہ پورے قرآن میں پڑھا جائے گا۔

## سوالِ مقدر کا جواب:

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا (انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا) یہ دابهم کی تفسیر ہے یا جوان کا انجام ہونے والا ہے اس کی تفسیر ہے۔

اس صورت میں یہ ایک سوال مقدر کا جواب بنے گا جو ان کے حالات کے متعلق پیدا ہوتا ہے کہ انکی حالت کس طور پر ان جیسی ہے اس حال میں کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو، فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو گناہوں کی پاداش میں پکڑ لیا) یعنی پکڑ کا سبب گناہ تھے، عرب کہتے ہیں اخذ ته بكذا یعنی میں نے اس پر اس کو سزا دی، بدلہ دیا۔ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ: اللہ تعالیٰ سخت بدلہ والے ہیں) یعنی اس کا بدلہ بڑا سخت ہے۔ یہ اضافت اضافت محضہ نہیں ہے۔

۱۲: قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا (آپ کفار کو کہہ دیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

کفار سے مراد یہاں مشرکین مکہ ہیں۔ سَتُغْلَبُوْنَ (عنقریب تم مغلوب ہوگے) یعنی بدر کے دن ۔ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ (اور تم کو جہنم کی طرف جمع کیا جائے گا) یعنی گہرے کنوئیں سے جہنم کی طرف اکٹھا کریں گے۔

قراءت: حمزہ وعلی نے تُحْشَرُوْنَ کو یاء سے یُحْشَرُوْنَ پڑھا ہے۔

اس طرح ستغلبون کو سیغلبون۔ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے) مہاد مستقر کو کہتے ہیں اور وہ جہنم ہے۔

۱۳: قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ۔ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ (تمہارے لئے بڑا نمونہ ہے) کُمْ سے خطاب مشرکین مکہ کو ہے۔ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا (ان دو گروہوں میں جو آپس میں ملے) یعنی بدر کے دن (معرکہ آراء ہوئے) فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (ایک گروہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتا ہے) اور وہ مؤمن ہیں وَاُخْرٰى (اور دوسرا گروہ) كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ (کافر ہے جو ان کو اپنے سے دوگنا دیکھتا ہے) نمبر۱۔ یعنی مشرک مسلمانوں کو اپنی تعداد سے دوگنا یعنی دو ہزار دیکھتے ہیں۔

نمبر۲: مسلمانوں کی تعداد سے دوگنا چھ سو چھبیس یا اٹھائیس، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تعداد کفار کو دوگنی کر کے دکھائی تاکہ کفار مرعوب ہوں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ لڑنے میں بزدل ہو جائیں۔

قراءت: تَرَوْنَهُمْ نافع نے پڑھا۔ مطلب یہ ہوا۔ نمبر۱۔ اے مشرکین قریش تم مسلمانوں کو اپنے کافر گروپ سے دو مثل دیکھتے تھے۔ نمبر۲: ان مسلمانوں کی ذاتی تعداد سے دوگنا دیکھتے تھے اور یہ مفہوم سورۃ انفال کی اس آیت کے مخالف نہیں وَيُقَلِّلُكُمْ فِيْ اَعْيُنِهِمْ (الانفال۔۴۴) (وہ تمہیں تھوڑا دکھا رہا تھا ان کفار کی آنکھوں میں) کیونکہ ابتداء میں کفار نے مسلمانوں کی تعداد کو قلیل دیکھا تبھی تو جرات مند ہو کر لڑنے لگے۔ جب حملہ آور ہو گئے تو مسلمانوں کی تعداد کو زیادہ دکھایا یہاں تک کہ کفار مغلوب ہو گئے۔ گویا تقلیل و تکثیر دو مختلف حالتوں میں واقع ہوئی۔ اس کی نظیر کہ مختلف حالات پر محمول کیا جائے۔ یہ آیت ہے۔ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ۔ [الرحمٰن ۳۹] اور دوسری آیت وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ (الصافات ۲۴) ایک آیت میں سوال کا ہونا اور دوسری میں سوال کا نہ ہونا مذکور ہے۔ اور اس سے الگ الگ حالتیں مراد ہیں)

انکی قلت و کثرت ظاہر کرنا قدرت کو زیادہ ظاہر کرنے والا ہے۔ اور نشان قدرت اس سے زیادہ واضح ہوتا ہے۔

**نحو** : مثلیھم حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ کیونکہ یہ دیکھنا آنکھوں سے تھا جیسا کہ رَاْيَ الْعَيْنِ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ رأی العین کا معنی کھلی آنکھوں سے جسمیں کوئی التباس نہ تھا۔ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (اور اللہ تعالیٰ اپنی نصرت سے جسکی چاہتے ہیں مدد کرتے ہیں) جیسا کہ اہل بدر کی تعداد دشمن کی آنکھوں میں زیادہ کر کے نصرت فرمائی۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ۔ (اس میں) یعنی تکثیر و تقلیل میں لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ (نصیحت ہے بصیرت والوں کیلئے)



BestUrduBooks.wordpress.com

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ

خوش نما بنا دی گئی ہے لوگوں کے لیے خواہشوں کی محبت یعنی عورتیں اور بیٹے اور بڑے بڑے بھاری مال

مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ

سونے کے اور چاندی کے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتیاں، یہ دنیا والی زندگی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ⑭

کا فائدہ اٹھانا ہے اور اللہ کے پاس ہے اچھا ٹھکانہ۔

۱۴: زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ۔ زُيِّنَ لِلنَّاسِ (لوگوں کیلئے مزین کر دیا گیا) جمہور کے نزدیک مزین کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں جیسا کہ اس ارشاد میں اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ (الکہف۔۷) (بیشک ہم نے زمین کیلئے جو کچھ اس پر ہے اس کو زینت بنایا تا کہ ہم ان کو آزمائیں) مجاہد کی قراءت اس کی دلیل ہے۔ زَيَّنَ لِلنَّاسِ میں فعل معروف کے ساتھ مذکور ہے۔ حضرت حسن رحمہ اللہ سے فاعل الشیطان بھی مذکور ہے۔

## ذریعہ شہوات کو شہوات کہا:

حُبُّ الشَّهَوٰتِ (خواہشات کی محبت) شہوت، کسی چیز کی طرف نفس کی شدید خواہش نمبرا۔ وہ اعیان جو ذریعہ شہوات ہیں ان کو مبالغۃً خود شہوات کہہ دیا۔ نمبر۲۔ ان اسباب کو شہوات کہہ کر انکی حقارت دخست کی طرف اشارہ کیا کیونکہ شہوت حکماء کی نگاہ میں رذالت ہے اور اس کا پیروکار قابل مذمت ہے اور اپنے نفس پر بہیمیت کی گواہی دینے والا ہے۔ اور مشاہدہ کرنے والا ہے۔ مِنَ النِّسَآءِ (عورتوں سے) اس میں لونڈیاں بھی داخل ہیں۔ وَالْبَنِيْنَ (اور بیٹوں سے) یہ ابن کی جمع ہے۔ اس مقام کے علاوہ یہ مذکر و مؤنث ہر دو کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

یہاں صرف بیٹے مراد ہیں۔ کیونکہ طبیعت میں انکی طلب زیادہ ہوتی ہے اور عموماً دفاع بھی ماں باپ کی طرف سے یہی کرتے ہیں۔

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ (اور جمع شدہ خزانے) یا مدفون خزانے۔ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ : (سونے چاندی سے)

## لطیف نکتہ:

سونے کو ذہب اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ خرچ کرنے سے جلد زائل ہو جاتا ہے۔ اور فضہ کو فضہ کہنے کی وجہ یہ ہے۔ وہ خرچ سے متفرق و منتشر ہو جاتی ہے۔

لفض : تفریق کو کہا جاتا ہے۔ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ (اور نشاندار گھوڑے) ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

آپ فرما دیجئے کیا میں تم کو اس سے بہتر بتا دوں؟ جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے ان کے رب کے پاس باغ ہیں جن کے نیچے نہریں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ

جاری ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور بیویاں ہیں پاکیزہ، اور رضا مندی ہے اللہ کی طرف سے،

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۱۵ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا

اور اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب بلاشبہ ہم ایمان لائے لہٰذا بخش دے

ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۶ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ

ہمارے گناہوں کو اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا دے یہ لوگ صبر کرنے والے ہیں، اور سچے ہیں، اور حکم ماننے والے ہیں،

وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝۱۷

اور خرچ کرنے والے ہیں، اور راتوں کے پچھلے حصوں میں مغفرت طلب کرنے والے ہیں۔

نکتہ : خیل کو خیل کہنے کی وجہ کیونکہ وہ نازو انداز سے چلتے ہیں۔ مسوّمہ کا معنی نشان زدہ۔ السومہ علامت کو کہتے ہیں۔ یا چرنے والے یہ اسام الدابۃ وسوّمھا سے ماخوذ ہوگا۔ وَالْاَنْعَامِ (اور چوپائے) اس سے مراد وہ آٹھ قسمیں ہیں (جن کا تذکرہ سورۃ انعام میں ہے) وَالْحَرْثِ (اور کھیتی) ذٰلِكَ (یہ) مراد مذکورہ اشیاء۔ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (دنیا کی زندگی کا سامان ہے) جن سے دنیا میں انسان نفع اٹھاتا ہے۔ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی کے ہاں اچھا ٹھکانہ ہے) مآب لوٹنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔

۱۵: قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔ پھر ان کو دنیا میں زہد کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بہتر کی اطلاع و خبر نہ دوں۔ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ، (آپ فرمادیں کیا میں تم کو ایسی چیز بتلا دوں جو بہتر ہے ان تمام چیزوں سے) ان تمام سے بہتر جو مذکور ہوئیں۔ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ۔ (متقین کیلئے ان کے رب کے ہاں باغات ہیں)

نحو : یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اس میں اس بات کی طرف دلالت ہے کہ یہ چیز مذکورہ چیزوں سے بہت بہتر ہے۔ جَنّٰتٌ مبتدا اور لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا اس کی خبر ہے۔ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (جن کے نیچے نہریں جاری ہیں) یہ جَنّٰتٌ کی صفت ہے۔ اور للذین کا لام خیر کا متعلق بھی بن سکتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## وجہ تخصیص:

متقین کو جَنّٰتٌ کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جنات سے فائدہ حاصل کرنے والے ہیں۔

نحو : جنات کو مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں۔ مبتداء ھو محذوف ہے۔ جنہوں نے جنات کو کسرہ سے پڑھا۔ وہ اس کا مؤید ہے۔ کیونکہ اس صورت میں خیر سے بدل ہے۔ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ (وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ان میں پاکیزہ بیویاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی) رضوان کا معنی رضائے الٰہی ہے۔ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ (اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والے ہیں) ان کے اعمال سے واقف ہیں۔ پس انہیں بدلہ عنایت فرمائیں گے۔ یا متقین کو اللہ تعالیٰ دیکھنے والے اور ان کے احوال سے واقف ہیں۔ اسی لئے ان کے لئے باغات تیار کیے۔

۱۶: اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ : (وہ لوگ جو کہتے ہیں)

نحو : یہ امدح فعل کی وجہ سے منصوب ہے یا محذوف مبتداء کی خبر ہونے کی بناء پر مرفوع ہے یا متقین کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ عباد کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا (اے ہمارے رب ہم ایمان لائے) تیری دعوت کو قبول کرتے ہوئے۔ فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا (تو ہمارے گناہ ہمیں بخش دے) اپنے وعدے کو پورا کرتے ہوئے۔ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا) اپنے فضل و کرم سے

## صفاتِ صالحین:

۱۷: اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ۔ اَلصّٰبِرِیْنَ (وہ صبر کرنے والے ہیں۔ طاعات پر اور مصائب پر

نحو : یہ بھی امدح فعل کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

وَالصّٰدِقِیْنَ (وہ سچ بولنے والے) حق بات کہہ کر زبانی سچ اور احکام پر عمل کر کے فعلی سچ اور پختہ ارادہ پورا کر کے نیت سے سچائی اختیار کرنے والے ہیں۔ وَالْقٰنِتِیْنَ (اور عاجزی کرنے والے ہیں) دعوت دینے والے ہوں یا اطاعت اختیار کرنے والے ہوں وَالْمُنْفِقِیْنَ (اور وہ خرچ کرنے والے ہیں) وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ (اور سحری کے وقت استغفار کرنے والے ہیں) یعنی نماز پڑھنے والے یا مغفرت طلب کرنے والے۔

## تخصیص سحر کی وجہ:

سحری کے وقت کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے اور خلوت کا وقت بھی ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فرمایا۔ اے بیٹے! مرغا تم سے زیادہ عقلمند ثابت نہ ہو کیونکہ وہ تو سحری کے وقت اذان دے اور تو سویا رہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

النصف

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اللہ نے گواہی دی کہ بلاشبہ کوئی معبود نہیں اس کے سواء اور فرشتوں نے اور اہل علم نے، وہ انصاف کے ساتھ قائم ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر وہی،

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

وہ غلبہ والا ہے حکمت والا ہے، بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے جن کو

الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

کتاب دی گئی مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس علم آ گیا محض آپس میں ضدا ضدی کی وجہ سے، اور جو شخص اللہ کی آیات

فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ

کا انکار کرے سو اللہ جلد حساب لینے والا ہے، سو اگر وہ آپ سے حجت بازی کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں نے اپنی ذات کو اللہ کی فرمانبرداری میں لگا دیا

اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ

اور ان لوگوں نے بھی جنہوں نے میرا اتباع کیا اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی آپ ان سے اور ان پڑھوں سے کہہ دیجئے کیا تم اللہ کے فرمانبردار ہوئے؟ پس اگر وہ

اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع ۲ / ۱۱ / ۱۰

فرمانبردار ہو جائیں تو انہوں نے ہدایت پالی، اور اگر وہ روگردانی کریں تو آپ کے ذمہ بس پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

**فَائِدَہ**: نمبرا: بار بار صفات کے درمیان واؤ کو لا کر بتلا دیا کہ وہ ہر صفت میں کامل ہیں۔ نمبر۲۔ ہر صفت تعریف میں اپنے مقام پر مستقل حیثیت رکھتی ہے۔

## سب سے بڑی شہادت:

۱۸: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔
شَهِدَ اللّٰهُ (اللہ گواہ ہے) یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا یا فرمایا اَنَّهٗ (اس کا) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، وَالْمَلٰٓئِكَةُ (اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں) اس وجہ سے کہ انہوں نے اس کی عظیم قدرت کو آنکھوں سے دیکھا۔ وَاُولُوا الْعِلْمِ (اور علم والے) یعنی انبیاء علیہم السلام اور علماء گواہی دیتے ہیں کہ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ (وہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں) وہ رزق اجل ثواب وعقاب کی تقسیم میں انصاف کرنے والے ہیں اور جو اس نے اپنے بندوں کو ایک دوسرے کے معاملے میں انصاف کا حکم دے رکھا ہے اور باہمی برابری کا فرما دیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نحوی تحقیق:

نمبرا۔ اللہ کے لفظ سے حال ہے یعنی انصاف کے ساتھ تمام مخلوق کا انتظام وانصرام کرنے کی حالت میں وہ شاہد ہے عدل کے ساتھ

نمبر۲: ھو ضمیر سے حال ہے اس کو مفرد لانا حال کے نصب کی وجہ سے جائز ہے البتہ اس کے دونوں معطوفوں کو مفرد لانا صحیح نہیں۔ اگر تم کہو جاء زید وعمرو راکبا: یہ کہنا درست نہیں کیونکہ التباس کا خطرہ نہیں البتہ اس طرح کہا جاء نی زید و ھند راکبا تو یہ درست ہے کیونکہ تمیز مذکر لائی گئی ہے اور مؤنث مذکر کے تابع ہے۔

نمبر۳: فعل مدح محذوف ہے اس کا یہ مفعول ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی) کو دوبارہ تاکید مزید کے لیے لایا گیا (دلائل کے بعد توحید کی طرف مزید توجہ کے لئے لائے) الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ: (وہ زبردست حکمت والا ہے) وہ اپنی حکومت میں غالب اور صنعت میں حکیم ہے۔

## نحوی تحقیق:

یہ جملہ مستانفہ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے یعنی ھو العزیز الحکیم یہ ھُوَ کی صفت نہیں کیونکہ ضمیر نہ صفت بنتی ہے نہ موصوف۔ پس معنی یہ ہوگا کہ وہ ایسا زبردست کہ مغلوب نہیں ہوسکتا۔ اور ایسا حکیم کہ حق سے ادھر ادھر نہیں ہٹتا۔

۱۹: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ، وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًاۢ بَیْنَهُمْ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (بے شک دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے) یہ جملہ مستانفہ ہے (یہ جمہور کی قراءت کے مطابق ہے)

قراءت: کسائی نے اَنَّ الدِّیْنَ پڑھا۔ اس صورت میں اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے بدل ہے یعنی شھد اللّٰہ اَنَّ الدین الایۃ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دین اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہے۔

## آیت کی فضیلت:

ہیثمی نے مجمع الزوائد جلد نمبر ۶۔ اور طبرانی نے ضعیف سند سے رسول اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ جس نے اس آیت کو سوتے وقت پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار مخلوق پیدا کر دیتے ہیں۔ جو اس کے لیے قیامت تک استغفار کرتے رہیں گے۔ اور جس نے اس آیت کو پڑھنے کے بعد یہ کہہ لیا میں بھی وہی شہادت دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور اس شہادت کو اللہ تعالیٰ کے پاس بطور امانت رکھتا ہوں۔ یہ اسلام کی شہادت اللہ تعالیٰ کے پاس میری امانت ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے پاس میرے بندے کا عہد ہے اور میں سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والا ہوں لہٰذا میرے بندے کو جنت میں داخل کر دو۔ (بغوی فی الدر جلد نمبر ۲)

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی) اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد یہود و



BestUrduBooks.wordpress.com

نصاریٰ ہیں۔ان کا اختلاف یہ تھا کہ انہوں نے اسلام کو چھوڑ دیا یعنی توحید کو چھوڑ کر نصاریٰ نے تثلیث اور یہود نے ابنیت عزیر کا عقیدہ بنالیا۔

## اصل سببِ اختلاف:

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَاجَآءَ هُمُ الْعِلْمُ (مگر ان کو علم ہو جانے کے بعد) کہ یہ اسلام ایسا حق ہے جس سے مفر نہیں بَغْيًا ۢ بَيْنَهُمْ (اپنے مابین عناد وحسد کی وجہ سے) یعنی

نمبر۱: اس اختلاف کی وجہ اپنے مابین حسد کے سوا اور کچھ نہیں تھی۔اور دنیاوی اغراض اور عہدوں کی طلب وجۂ اختلاف بنی اور لوگوں کی ایک جماعت کو اپنا پیر بنانا اس کا سبب تھا۔اسلام میں کسی قسم کا اشتباہ اس اختلاف کا مبنیٰ نہیں تھا۔

نمبر۲: اختلاف سے مراد نبوت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تھی کیونکہ کچھ لوگوں نے ان میں سے آپ ﷺ کو مان لیا جبکہ دوسرے منکر ہو گئے۔

نمبر۳: اوتوا الکتٰب سے مراد خاص یعنی نصرانی ہیں اور اختلاف سے مراد پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں اختلاف کرنا ہے۔کہ ان کو یہ معلوم تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔(مگر انہوں نے ان کو خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا)

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (جو اللہ کی آیات کا انکار کریگا) آیات سے مراد دلائل و براھین ہیں۔فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (بے شک اللہ جلد بدلہ چکانے والے ہیں)

## مجادلین خاص وعام:

۲۰: فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ۔ فَاِنْ حَآجُّوْكَ (پس اگر وہ آپ سے اس بارے میں مجادلہ کریں) کہ اللہ تعالیٰ کا دین تو اسلام ہی ہے۔مجادلہ کرنے والوں سے مراد جمہور کے نزدیک وفد بنی نجران ہے۔فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ (تو آپ ان سے کہہ دیں میں نے اپنے نفس اور تمام اعضاء کو اللہ وحدہ کے سپرد کر دیا ہے) اور میں نے اس کی عبادت میں کسی کو شریک قرار نہیں دیا۔اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی کو حاجات میں پکارتا ہوں۔یعنی میرا دین تو دین توحید ہے اور یہی وہ مضبوط دین ہے جسکی صحت تمہارے ہاں بھی ثابت ہے۔جیسا کہ میرے ہاں ثابت ہے میں کوئی انوکھی چیز تو نہیں لایا۔کہ جس کی مخالفت پر تم اترے ہوئے ہو۔اور اس کی مثل یہ آیت ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ ۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـــًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔(آل عمران ۶۴)

اس میں انکی حجت بازی کا جواب ہے کہ جس پر میں اور ایمان والے قائم ہیں وہ ایسا یقین ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔پھر ان کا اس کے متعلق جھگڑا بالکل بے جا ہے۔

قراءت: مدنی، شامی، حفص، اعشیٰ، برجمی رحمہم اللہ نے وَجْهِيَ پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّ یَقْتُلُوْنَ

بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور ناحق نبیوں کو قتل کرتے رہے ہیں اور ان لوگوں کو قتل

الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓىِٕكَ

کرتے ہیں جو انصاف کا حکم دیتے ہیں سو ان کو آپ دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ یہ وہ لوگ

الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۲﴾

ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے اور ان کی کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

وَمَنِ اتَّبَعَنِ (اور جو میرے پیروکار تھے انہوں نے بھی) اسلمتُ کی تاء پر اس کا عطف ہے یعنی میں نے اور میرے پیروکاروں نے اپنی ہستی کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا واؤ فاصلہ کے لیے لائی گئی ہے اور اگر واؤ کو مع کے معنی میں مان لیں تو یہ مفعول معہ بن جائیگا۔ ومن تبعنی یہ دونوں حالتوں میں آتا ہے۔ سہل و یعقوب نے وصل میں ابوعمرو کی موافقت کی ہے۔ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (ان لوگوں کو جنہیں کتاب دی گئی، کہہ دیں) مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ وَالْاُمِّیّٖنَ (اور ان پڑھوں کو) یعنی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں، جیسے مشرکین عرب۔

## استفہام توبیخی:

ءَاَسْلَمْتُمْ (کیا تم بھی اسلام لاتے ہو) کوفی کے نزدیک دونوں ہمزوں کے ساتھ ہے

نمبر ۱: اسلام کے دلائل واضح ہو چکے کیا اب تم اسلام کو قبول کرتے ہو یا اس کے بعد بھی کفر پر قائم رہتے ہو۔

نمبر ۲ یہ بظاہر تو صیغہ استفہام کا ہے مگر معنی امر کا ہے کہ تم اسلام لاؤ۔ پس یہ کلام فھل انتم منتھون (سورۃ المآئدہ آیت نمبر ۹۱) کی طرح بن گیا۔ ای انتھوا گویا استفہام توبیخی ہے۔

فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا (پس اگر وہ اسلام لائیں تو وہ ہدایت پا گئے) یعنی انہوں نے ہدایت کو پالیا اس لیے کہ وہ گمراہی سے ہدایت کی طرف نکل آئے۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ (اور اگر وہ اسلام سے روگردانی اختیار کریں پس تمہارے ذمہ پہنچا دینا ہے) یعنی وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں دے سکتے۔ اس لیے کہ آپ خبردار کرنے والے رسول ہیں۔ آپ کے ذمہ پیغام کو پہنچانا اور ہدایت کے راستے سے متنبہ کرنا ہے۔ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ ۢ بِالْعِبَادِ (اللہ تعالیٰ تمام بندوں کو خوب دیکھتا ہے) پس مومن و کافر میں سے ہر ایک کو اس کے کیے کا بدلہ دے گا۔

۲۱: اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ۔ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ (بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں) سے مراد اہل کتاب ہیں۔ جو اپنے آباؤ واجداد کے فعل قتل انبیاء پر راضی تھے۔ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ (اللہ کی آیات کے ساتھ اور انبیاء کو قتل کرتے) بِغَیْرِ حَقٍّ (ناجائز) یہ یَقْتُلُوْنَ کا حال مؤکدہ ہے کیونکہ کسی بھی نبی برحق کا قتل تو بہر حال ناحق ہی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِیَحْكُمَ

اے مخاطب کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا۔ انہیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان

بَیْنَهُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا

فیصلہ کرے پھر ان میں سے ایک فریق اعراض کرتے ہوئے منہ پھیر لیتا ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ ہرگز

النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَغَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَیْفَ اِذَا

ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر چند گنے چنے دنوں میں، اور ان کو دھوکے میں ڈال دیا ان کے دین کے بارے میں اس چیز نے جس کو وہ افترا کرتے تھے،

جَمَعْنٰهُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ ۫ وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

پس کیا حال ہوگا جب ہم ان کو جمع کریں گے اس دن جس میں کوئی شک نہیں، اور ہر جان کو اس عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کیا۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

(ان کے معاملے کی شناعت بیان کر دی کہ خود بھی ناحق سمجھنے کے باوجود قتل کا ارتکاب کرتے تھے ورنہ وہ اپنے ہاں قتل کی کوئی وجہ جواز نہ رکھتے تھے)۔

## قتلِ انبیاء وزُہاد:

وَیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ (وہ ان لوگوں کو جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتے ہیں قتل کرتے ہیں) اَلْقِسْط کا معنی عدل ہے۔
قراءت: حمزہ نے یقاتلون پڑھا ہے۔ مِنَ النَّاسِ (لوگوں میں سے) یعنی انبیاء علیہم السلام کے علاوہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل نے ۴۳ انبیاء کو ایک ساعت میں دن کے ابتدائی حصہ میں قتل کیا۔ پھر بنی اسرائیل کے زہاد کی ایک جماعت جنکی تعداد ایک سو بارہ (۱۱۲) تھی۔ انہوں نے ان قاتلین کو امر بالمعروف کیا اور ممنوعات سے روکا اور معروف کا حکم دیا چنانچہ اسی دن کے آخر میں ان تمام کو قتل کر دیا گیا۔ (ابن جریر جلد نمبر ۲)
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (پس ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو) یہ اِنَّ کی خبر ہے اور اس پر فاء اس لیے لائے کیونکہ اِنَّ کا اسم جزاء کے معنی کو متضمن ہے۔ (جس سے اس کو شرط سے مشابہت پیدا ہوگئی) گویا اس طرح کہا گیا الذین یکفرون فبشرھم معنی اس طرح ہوگا۔ جو کفر کرے گا تم ان کو خوش خبری دے دو۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اِنَّ ابتدا کے معنی کو تبدیل نہیں کرتا۔ اور وہ تحقیق کا فائدہ دیتا ہے گویا اس کا داخل ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔ اگر اس کی جگہ لیت اور لعل ہوتے تو فاء سے انکی خبر نہ لائی جا سکتی کیونکہ وہ جملہ خبریہ کو انشاء کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔ جس سے شرط کی مشابہت فوت ہو جاتی ہے۔
۲۲: اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ۔ (یہ وہی لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہوگئے۔ دنیا اور آخرت میں) پس دنیا میں تو لعنت و رسوائی انکا مقدر ہے۔ اور آخرت میں عذاب ہے۔ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ (اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا)۔ جو بربادی اعمال اور گرفتاری عذاب سے بچا سکے نٰصِرِیْنَ کو آیات کے وقوف کی رعایت سے جمع لائے ورنہ واحد نکرہ نفی کے عموم کو ظاہر کرتا ہے۔
۲۳: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ ۔ ثُمَّ یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

مُّعْرِضُوْنَ۔ (کیا نہیں دیکھے آپ نے ایسے لوگ جو دیئے گئے کتاب کا ایک حصہ وہ بلائے جاتے ہیں اللہ کی کتاب کی طرف تا کہ وہ فیصلہ کرے ان کے درمیان پھر ایک جماعت ان میں سے مُنہ موڑنے والی ہے)۔ اَلَّذِیْنَ اُوْتُوْا سے مراد احبار یہود ہیں جنہوں نے تورات کا وافر حصہ پایا تھا مِنْ تبعیض کے لیے یا بیان کیلئے ہے یُدْعَوْنَ یہ الذین سے حال واقع ہے کتاب اللہ سے مراد تورات یا قرآن مجید ہے۔

## کتاب یا نبی فیصلہ کرے:

لیحکم بینھم تا کہ وہ کتاب ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ کتاب کو حاکم سبب حکم کی وجہ سے کہا گیا۔ (گویا حکم کی نسبت اسکی طرف مجازی ہے) یا وہ نبی انکے درمیان فیصلہ کرے۔ روایت میں ہے کہ نبی اکرمؐ انکے مدرسہ میں تشریف لے گئے اور انکو اسلام کی طرف بلایا تو آپ کو نعیم بن عمرو اور حارث بن زید نے کہا تو کس دین پر ہے؟ نبی اکرمؐ نے فرمایا ملت ابراہیم پر دونوں کہنے لگے ابراہیمؑ تو یہودی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ تورات سے اس بات کا فیصلہ کرلیں۔ تو دونوں نے انکار کر دیا۔ (ابن جریر جلد نمبر ۲)
ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ (پھر ایک جماعت ان میں سے منہ موڑنے والی ہے) اس جگہ ثُمَّ استبعاد کے لیے لاکر بتلایا گیا کہ (سزائے رجم سے منہ موڑنا بہت بعید ہے) مگر وہ ہمیشہ اعراض کو اپنا مذہب بنائے رہیں گے۔

## تفسیر آیت ۲۴:

ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔ وَغَرَّھُمْ فِیْ دِیْنِھِمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ۔ یہ (اعراض) اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا ہمیں ہرگز جہنم کی آگ سوائے چند دنوں کے نہ چھوئے گی اور ان کو دھوکے میں انکی افتراء پردازیوں نے ڈالا ہے) ذٰلِكَ کا مشارٌ الیہ روگردانی اور اعراض ہے جس کا سبب انکا عذاب کے معاملے کو معمولی قرار دینا اور چند دنوں میں جہنم سے فراغت کا گمان ہے وہ قلیل مدت چالیس دن یا سات دن ہیں۔

نحو: ذٰلك مبتداء بانھم اس کی خبر ہے۔ وَغَرَّھُمْ فِیْ دِیْنِھِمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ یعنی ان کو ان کے افتراء علی اللہ نے دھوکہ میں ڈال دیا اور وہ افتراء یہ ہے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں وہ ہمیں ہمارے گناہوں کی وجہ سے معمولی مدت سزا دے گا۔

۲۵: فَکَیْفَ اِذَا جَمَعْنٰھُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ وَوُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ۔ (پس انکا کیا حال ہوگا جب ہم ان کو ایک یقینی دن میں جمع کریں گے۔ اور ہر شخص کو اس کے کیے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی کی حق تلفی نہ کی جائے گی)
فَکَیْفَ اِذَا جَمَعْنٰھُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ۔ (اس وقت میں ان کا کیا حال ہوگا جس دن کی آمد میں کوئی شبہ نہیں)
وَوُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ جزائے اعمال مراد ہے وَھُمْ یہ جمع کی ضمیر کُلُّ کے معنی کی طرف لوٹتی ہے کیونکہ وہ کل الناس یعنی جمع کے معنی میں ہے۔ لَا یُظْلَمُوْنَ یعنی کسی انسان کی نہ نیکی میں کمی ہوگی اور نہ برائیوں میں اضافہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ

آپ یوں کہیے کہ اے اللہ جو ملک کا مالک ہے تو ملک دیتا ہے جس کو چاہے اور ملک چھین لیتا ہے جس سے چاہے

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

اور تو عزت دیتا ہے جس کو چاہے اور ذلت دیتا ہے جس کو چاہے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائی ہے، بے شک تو ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ

قادر ہے، تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں، اور تو نکالتا ہے

مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور تو جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

۲۶: قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (آپ کہہ دیں کہ اے اللہ جو تمام ملک کا مالک ہے تو جس کو چاہے بادشاہ بنا دے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے اور تو جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے ہی (مبارک) ہاتھ میں ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے)۔

### اسم جلالی کی خصوصیت:

قُلِ اللّٰهُمَّ ۔ اللّٰھم اصل میں یا اللہ ہے حرف نداء کو حذف کر کے میم بدلے میں لائے اور میم اور یاء دونوں نہیں لائے کیونکہ اصل و عوض جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ اسم جلالہ کی ایک خصوصیت ہے۔

نمبر۲: دوسری خصوصیت لام تعریف کے ساتھ حرف نداء کا آنا ہے۔

نمبر۳: تیسری خصوصیت اس کا ہمزہ قطعی ہے۔

نمبر۴: چوتھی خصوصیت یہ تفخیم کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

نمبر۵: پانچویں خصوصیت اس پر تاء قسمیہ آتی ہے۔ تَاللّٰهِ

مٰلِكَ الْمُلْكِ تو جنس ملک کا مالک ہے پس تو اس میں اس طرح تصرف کرتا ہے جس طرح بادشاہ اپنی مملوکہ چیزوں میں۔

**نحو**: یہ دوسرا منادی ہے یا ملك الملك



BestUrduBooks.wordpress.com

## یہود کے تعجب کا جواب:

تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ (تو ملک میں سے جس کو جتنا تو نے اس کے لیے طے کیا ہے، دیتا ہے) وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ (یعنی تو جس سے چاہے چھین لیتا ہے) پہلا لفظ ملک عام ہے اور دوسرا اور تیسرا کل میں سے خاص ہیں روایت میں وارد ہے کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت سے فارس روم کی سلطنتوں کا وعدہ فرمایا اس پر یہود و منافقین نے کہا بہت بعید بات ہے۔ کہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کہاں مملکت فارس و روم۔ وہ تو بڑے غلبہ اور لاؤ لشکر والے ہیں۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (اسباب النزول للواحدی)

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ۔ (جس کو چاہتے ہیں بادشاہی سے عزت دیتے ہیں)۔ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ (اور جس کو چاہتے ہیں بادشاہی چھین کر ذلیل کر دیتے ہیں) بِیَدِکَ الْخَیْرُ۔ (تیرے ہاتھ میں خیر و شر ہے) یہاں ضدین میں سے ایک کے تذکرے پر اکتفا کیا گیا (جبکہ دوسرا، خود سمجھ آ جاتا ہے) یا دوسری تفسیر یہ ہے کہ خیر کو خصوصیت سے اس لیے ذکر کیا کہ رفتار کلام کا تقاضا یہی تھا۔ کیونکہ ایمان والوں کی طرف خیر کو کھینچ کر لایا جا رہا تھا اور کفار کو یہی بات ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ پس کہا تیرے ہاتھ میں بھلائیاں ہیں جو تو اپنے دوستوں کو عنایت فرمائے گا۔ باوجود اس کے کہ تیرے دشمن اس کو پسند نہیں کرتے۔ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (تو ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے) جبکہ دوسروں کی تھوڑی، بہت قدرت بھی تیری ہی قدرت کا مرہون منت ہے۔

## لطیف تفسیر:

ایک اور تفسیر یہ ہے کہ ملک سے مراد سلطنت عافیت یا سلطنت قناعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے بادشاہ میری امت کے وہ لوگ ہوں گے جو ایک یوم کی خوراک پر قناعت کرنے والے ہوں گے یا صرف قیام لیل کا اختیار ہے۔

حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے تھے کائنات کے بنانے والے پر استغناء اختیار کرنا کونین سے بے پروائی اختیار کرنا ملک ہے اور عزت سے معرفت کی عزت یا استغناء یا سکون یا قناعت کی عزت مراد ہے۔ اور ذلت سے انکی اضداد مراد ہیں

رَبط: پھر اپنی عظیم قدرت کو دن اور رات کے تقابل سے بیان کیا۔ اور زندہ اور مردہ کو ایک دوسرے سے نکالنے کا حال بیان کیا۔ اور اس پر بطور عطف بلا حساب رزق کو لائے۔

## دلائلِ قدرت:

۲۷: تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ (تو رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور جس کو تو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے)۔ تُوْلِجُ ایلاج ایک چیز کو دوسری میں داخل کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں وہ مجاز ہے مطلب یہ ہے کہ تو رات کے اوقات کو کم کر کے دن میں بڑھا دیتا ہے اور دن کے اوقات گھٹا کر رات میں اضافہ کر دیتا ہے۔ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ (زندہ سے مردہ) جیسے حیوان سے نطفہ اور مرغی سے انڈہ یا مؤمن سے کافر۔ (وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ



BestUrduBooks.wordpress.com

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ

نہ بنائیں مومن کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر، اور جو شخص یہ کام کرے

ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ

گا تو اللہ سے دوستی کرنے کے کسی شمار میں نہیں، مگر اس حالت میں کہ دشمنوں سے کچھ بچاؤ کرنا ہو، اور اللہ تم کو اپنے

اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

سے ڈراتا ہے۔ اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حِسَابٍ۔) (تو جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے) مخلوق اس رزق کی مقدار وکیت نہیں جانتی اگر چہ وہ اللہ تعالیٰ کو تو معلوم ہے تا کہ یہ دلالت ہو کہ جو ذات ان عقول کو حیرت زدہ کرنے والے افعال کی قدرت رکھتی ہے پھر وہ اپنے بندوں میں سے جن کو چاہے بغیر حساب کے رزق دیتی ہے وہ ذات اس بات پر قادر ہے کہ عجم سے بادشاہی چھین لے اور ان کو ذلیل کر دے اور عربوں کو دے کر عزت دے دے۔

بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ شہنشاہ ہوں۔ اور بادشاہوں کی پیشانیاں اور قلوب میرے قبضہء قدرت میں ہیں اگر بندے میری اطاعت کریں تو میں ان کو لوگوں پر مہربان کر دیتا ہوں اور اگر میرے نافرمان ہو جائیں تو میں ان کو لوگوں پر عذاب بنا دیتا ہوں۔ پس تم بادشاہوں کو گالی دینا مشغلہ نہ بناؤ بلکہ میری بارگاہ میں توبہ کرو، تا کہ میں ان کو تم پر مہربان بنا دوں اور ارشاد نبوی کما تکونوا یولّٰی علیکم (قضاعی فی مسند الشہاب) کا یہی مطلب ہے۔

قراءت: الحی من المیّت و المیّت من الحی قرآن مجید میں مدنی وکوفی قراء کے نزدیک شد سے پڑھے جائیں گے البتہ قاری ابوبکر اس طرح نہیں پڑھتے۔

۲۸: لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ، وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ۔ (مومن کافروں کو دوست نہ بنائیں، اہل ایمان کو چھوڑ کر جو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے اس کا کچھ تعلق نہیں مگر یہ کہ (کافروں کی طرف سے تم کو کچھ شر کا اندیشہ ہو تو) تم ان سے بچنا اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانا ہے)

### موالاتِ کفار کی ممانعت:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مسلمانوں کو قرابت کی بناء پر کفار کے ساتھ گہری دوستی سے روکا گیا۔ یا اسلام سے قبل پائی جانے والی دوستی کی بنیاد پر ہو یا کسی بناء پر اور قرآن مجید میں یہ بات بار بار دہرائی اور حب فی اللہ اور بغض فی اللہ ایمان میں ایک عظیم دروازہ اور موڑ ہے۔ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ایمان والوں کی دوستی کفار سے نہ ہونی چاہیئے۔ پس کفار کو ایمان والوں پر ترجیح نہ دو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ یَعْلَمُ مَا

آپ فرما دیجئے اگر تم چھپاؤ گے جو تمہارے سینوں میں ہے یا اسے ظاہر کرو گے تو اللہ اس کو جان لے گا، اور اللہ جانتا ہے

فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۲۹ یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جس دن ہر شخص

نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۚۛ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا

اپنے نیک عمل کو حاضر پائے گا اور ان کاموں کو بھی پا لے گا جو برے تھے، اس کی خواہش ہوگی کہ کاش اس کے

وَ بَیْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِیْدًا ؕ وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ

اور اس دن کے درمیان بہت دور کی مسافت ہوتی، اور اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر

بِالْعِبَادِ ۳۰ع

مہربان ہے

وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ یعنی جو کفار کی موالات اختیار کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ دوست کی دوستی اور دشمن کی دوستی ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً (مگر یہ کہ ان کی طرف سے تمہیں ایسا معاملہ پیش آئے جس سے بچنا ضروری ہو۔) یعنی کافر کو مسلمان پر غلبہ حاصل ہو۔ اور مسلمان کو اس کی طرف سے اپنے مال و جان کو خطرہ ہو اس صورت میں ان سے موالات کرنا اور دشمنی نہ رکھنا جائز ہے۔ وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ (اللہ تعالیٰ بظاہر تمہیں اپنی ذات سے ڈراتے ہیں) پس کفار کی موالات اختیار کر کے اپنے آپ کو غضب الٰہی کا نشانہ نہ بناؤ۔ یہ سخت وعید ہے۔ وَ اِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ (تم نے اس کی بارگاہ میں پہنچنا ہے) اور عذاب اس کے ہاں تیار ہے۔ یہ دوسری وعید ہے۔

۲۹: قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُم اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ، وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (اے محمد ﷺ کہہ دیں اگر تم چھپاؤ جو تمہارے دلوں میں ہے یا اس کو ظاہر کرو۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں اور وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والے ہیں) قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یعنی کفار کی ولایت وغیرہ اور جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں یَعْلَمْهُ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ پر مخفی نہیں) یہ انتہائی بلیغ وعید ہے۔

وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یہ جملہ مستانفہ ہے یہ جواب شرط کا معطوف نہیں (یعنی وہ وہی ذات ہے جو آسمان و زمین کی ہر چیز سے واقف ہے) اس پر تمہارا باطن و ظاہر پوشیدہ نہیں۔ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے پس وہ تمہاری سزا پر بھی قدرت رکھتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت فرمائے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا، اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

غفور ہے رحیم ہے، آپ فرما دیجئے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی، سو اگر وہ اعراض کریں تو بلاشبہ اللہ دوست نہیں رکھتا

الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲

کافروں کو۔

۳۰: يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ اَمَدًاۢ بَعِيْدًا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ۔ (جس روز ہر شخص اپنی کی ہوئی نیکی کو اپنے سامنے موجود پائے گا اور جو بدی کی ہوگی اس کو بھی سامنے موجود پائے گا۔ تمنا کریگا کاش اس کے اور اس کے برے عمل کے درمیان لمبی مسافت ہوتی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مومن بندوں پر بڑا مہربان ہے)

## یوم کا فائدہ:

يَوْمَ تَجِدُ تا بعيدا: نحو : نمبرا: یوم ظرف ہے اس کا تعلق تودّ سے ہے اور بينه کی ضمیر یوم کی طرف ہے یعنی قیامت کے دن جبکہ ہر نفس اپنے خیر و شر کو موجود پالے گا۔ وہ تمنا کرے گا کہ کاش اس کے اور اس دن کے درمیان بہت دور کا فاصلہ ہوتا۔

نمبر۲: اس کا فعل اذکر محذوف ہے اور ماعملت پر اکیلا واقع ہے اور ماعملت ابتداء کی وجہ سے مرفوع اور تودّ اس کی خبر ہوگی یعنی جو برا کام اس نے کیا وہ اس کے متعلق چاہے گا کہ اس عمل اور اس کے درمیان مسافت بعید ہوتی۔ اور یہ ترکیب صحیح نہیں۔ ما شرطیہ تودّ کے مرفوع ہونے کی وجہ سے۔ البتہ اس میں کلام نہیں کہ جب شرط ماضی ہو تو مضارع جزاء پر رفع جائز ہے لیکن وہاں بھی جزم زیادہ مستعمل ہے۔ مبرد تو اس مقام پر رفع کو شاذ قرار دیتے ہیں۔

## رؤف کی رأفت:

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ نمبرا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ رأفت ہے کہ ان کو اپنی ذات سے ڈرایا تا کہ وہ اپنے کو اس کی ناراضگی کے مقام پر پیش نہ کریں۔

نمبر۲۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہ ارادہ کیا گیا ہو کہ باوجودیکہ وہ ایسی ذات ہے کہ اس سے ڈرا جائے کیونکہ وہ کامل قدرت والا ہے مگر اس کی وسعت رحمت امید کی آماجگاہ ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا۔

ان ربك لذو مغفرة و ذو عقاب اليم فصلت آیت نمبر۴۳ کہ تمہارا رب بے شک بخشنے والا اور دردناک عذاب والا ہے۔

۳۱: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم لوگ میرا



BestUrduBooks.wordpress.com

اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے)

شانِ نزول: یہ آیت اس وقت اتری جب یہود نے کہا ہم اللہ کے بیٹے اور اسکے محبوب ہیں۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ۔ بندے کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو دوسری چیزوں پر ترجیح دے۔

## محبت کی حقیقت:

اور اللہ تعالیٰ کے بندے سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ بندے پر راضی ہو۔ اور اس کے فعل کی تعریف فرمائے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گمان کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ ان کے اس قول کی عمل سے تصدیق مقرر کردیں۔

اس لئے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعوے دار ہو اور سنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے وہ جھوٹا ہے اور کتاب اللہ اس کی تکذیب کر رہی ہے۔ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کی محبت کا مطلب اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی دائمی خشیت اور دل کا ہمیشہ اس کی ذات اور یاد میں مصروف رہنا اور ہمیشہ اس سے موانست کا اظہار کرنا ہے۔ بعض نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت درحقیقت نبوت کی اس کے اقوال، افعال، احوال میں اتباع کا نام ہے۔ البتہ احوال مخصوصہ بالذات اس سے مستثنیٰ رہیں گے۔ ایک اور قول یہ ہے محبت کی علامت ہمیشہ سوچ و بچار، کثرت خلوت دائمی خاموشی اختیار کرنا ہے جس میں حال یہ ہو کہ جب نگاہ اٹھائے تو کچھ نہ دیکھے، جب آواز دیں تو کچھ نہ سنے اور جب دکھ پہنچے تو غم زدہ نہ ہو اور جب کوئی چیز پالے تو اترائے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور نہ کسی سے امید لگائے۔

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (وہ تمہارے گناہ بخش دیگا اور اللہ بخشنے والے مہربان ہیں)

۳۲: قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں تم اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی۔ پس اگر منہ موڑ لیں یعنی اطاعت قبول کرنے سے اعراض کریں) تَوَلَّوْا میں مضارع کے صیغہ بننے کا احتمال بھی ہے یعنی اِنْ تتولوا۔ (اگر تم منہ موڑ لو)۔ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ۔ (پس اللہ ناشکروں کو پسند نہیں کرتے)۔ یعنی ان سے محبت نہیں کرتے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ إِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾

بے شک اللہ نے منتخب فرما لیا آدم کو اور نوح کو اور آلِ ابراہیم کو اور آلِ عمران کو سارے جہانوں پر

ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ

بعض ان میں بعض کی اولاد ہیں، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے، جب عرض کیا عمران کی

عِمْرٰنَ رَبِّ إِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ

بیوی نے کہ اے میرے رب بے شک میں نے آپ کے لئے نذر مان لی کہ جو بچہ میرے شکم میں ہے وہ آزاد ہوگا لہٰذا آپ اس کو مجھ سے قبول فرمایئے، بے شک

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّيْ وَضَعْتُهَآ أُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ

آپ ہی ہیں سننے والے جاننے والے۔ پس جب اس کو جنا تو کہنے لگیں اے میرے رب بلاشبہ میں نے اس کو لڑکی جنا ہے، اور اللہ

أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثٰى ۚ وَإِنِّيْ سَمَّيْتُهَا

کو خوب معلوم ہے جو کچھ اس نے جنا، اور نہیں ہے بیٹا بیٹی کی طرح سے، اور میں نے اس کا نام رکھ دیا ہے

مَرْيَمَ وَإِنِّيْٓ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۳۶﴾ فَتَقَبَّلَهَا

مریم، اور بے شک میں اس کو اور اس کی ذریت کو تیری پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود سے، سو اس کے رب نے قبول فرمایا

رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّأَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ؕۚ كُلَّمَا

اس بچی کو اچھی طرح کا قبول فرمانا اور اس کو بڑھایا اچھی طرح سے بڑھانا اور اس کو زکریا کی کفالت میں دے دیا۔ جب بھی

دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ أَنّٰى

زکریا داخل ہوئے ان پر محراب میں تو پایا ان کے پاس رزق، تو انہوں نے کہا کہ اے مریم کہاں سے ہے

لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

یہ تیرے لئے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اللہ کے پاس سے ہے۔ بے شک اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے حساب۔

۳۳: إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ إِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (بے شک اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے آدم کو اور نوح علیہ السلام کو اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو تمام جہان والوں پر) بیشک اللہ تعالیٰ نے چنا آدم علیہ السلام کو جو ابوالبشر ہیں اور نوح علیہ السلام جو شیخ المرسلین ہیں۔ اور آل ابراہیم سے مراد اسماعیلؑ و اسحاق علیہما السلام اور ان دونوں کی اولاد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## آل عمران کی مراد:

آل عمران سے موسیٰ و ہارون علیہما السلام جو دونوں عمران بن یصہر کے بیٹے تھے اور دوسرا قول یہ بھی نقل کیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور مریم بنت عمران بن ماثان مراد ہیں۔ ان دونوں عمرانوں کے درمیان اٹھارہ سو سال کا فاصلہ ہے۔ علی العالمین سے ان کے زمانوں کے لوگ مراد ہیں۔

۳۴: ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ (یہ ایک دوسرے کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو سننے جاننے والے ہیں) ذُرِّيَّةً یہ آل ابراہیم اور آل عمران سے بدل ہے۔ بعضها من بعض ۔ یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر موضع نصب میں واقع ہو کر ذریت کی صفت ہے، تقدیر عبارت یہ ہے: ان الآلین ذریة واحدة متسلسلة بعضها متشعب من بعض۔ یعنی دونوں آل ایک مسلسل لڑی ہیں۔ جو ایک دوسرے سے شاخ در شاخ چلنے والے ہیں۔ جیسے موسیٰ و ہارون عمران سے اور عمران یصہر سے اور وہ قاہث سے اور قاہث لاوی سے اور لاوی یعقوب سے اور یعقوب اسحاق سے اور اسی طرح عیسیٰ بن مریم بنت عمران بن ماثان اور یہ سلسلہ یہود ابن یعقوب بن اسحاق سے جا ملتا ہے۔ اور آل ابراہیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔

دوسرا قول: یہ ایک دوسرے سے دین میں متعلق ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہر بات سننے جاننے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کون چنے جانے کے لائق ہے یا عمران کی زوجہ کا قول سننے والے اور اس کی نیت کو جاننے والے ہیں۔

## حنہ کا تذکرہ:

۳۵: اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ (جبکہ عمران کی بی بی نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں نے نذر مانی ہے آپ کے لئے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جاویگا سو آپ مجھ سے قبول کر لیجئے) اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (بے شک آپ سننے والے جاننے والے ہیں)۔

اِذقَالَتِ : نحو : اِذ عَلِيْمٌ کا ظرف ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ یا اُذکر محذوف کا ظرف ہے۔ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ یہ عمران بن ماثان کی بیوی ہے جو حضرت مریم کی والدہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی نانی ہے۔ اس کا نام حنہ بنت ناقوزا ہے۔ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا (اے میرے رب میں نے اپنے اوپر واجب کر لیا)

نحو : یہ ما بمعنی الذی۔ ذوالحال ہے اور محررا اس کا حال ہے۔ یعنی بیت المقدس کی خدمت کیلئے اسکو آزاد چھوڑوں گی۔ جس پر مجھے کچھ بھی اختیار نہ ہوگا اور نہ ہی میں اس سے خدمت لوں گی۔ یہ نذر ان کی شریعت میں درست تھی۔ یا عبادت کیلئے اسکو فارغ کر دونگی۔ دنیا کے جھمیلوں سے اس کو سروکار نہ ہوگا۔ جیسے محاورہ میں کہتے ہیں۔ طِيْنٌ حُرٌّ یعنی خالص مٹی۔ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ۔

قراءت: ابوعمرو اور مدنی نے مِنِّيَ پڑھا ہے۔ التقبل کسی چیز کو رضامندی سے لینا۔

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (بیشک آپ ہر بات کو سننے اور جاننے والے ہیں)

۳۶: فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى (پھر جب لڑکی جنی کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَ لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ



BestUrduBooks.wordpress.com

الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا ، ھا ضمیر مافی بطنی یعنی حمل کی طرف راجع ہے،مؤنث حاملہ یا نفس یانسمہ کے اعتبار سے لائی گئی۔قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی یہ وَضَعْتُهَا کی ضمیر سے حال ہے۔یعنی حاملہ یا نفس یانسمہ نے لڑکی جنی۔حنہ نے یہ بات بطور معذرت کہی کیونکہ لڑکیوں کی نذر کا رواج نہ تھا۔اس نے غمزدہ ہو کر حسرت و رنج سے یہ بات کہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

## حسرت پر تسلی:

واللّٰہ اعلم بما وضعت (اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ اس نے جنا) اس کلام سے پیدا شدہ بچی کی عظمت ظاہر کرنا مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو بچی اس نے جنی ہے۔اور جو عظیم معاملات اس سے متعلق ہیں۔

قراءت: وَضَعْتُ شامی اور ابوبکر نے اس طرح پڑھا۔کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو میں نے بچی جنی ہے شاید اس کی اس میں کوئی حکمت اور کوئی راز ہے۔اس قراءت کے مطابق یہ سابقہ قول حنہ سے متعلق ہوگا اور پہلی قراءت کے مطابق اُنْثٰی پر وقف کیا جائے گا۔اور واللّٰہ اعلم یہ جملہ ابتدائیہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشینگوئی ہے۔

لَیْسَ الذَّکَرُ : (نہیں ہے وہ مذکر) جو تم نے طلب کیا، کَالْاُنْثٰی (اس عورت کی طرح) جو اس کو دی گئی ان دونوں میں الف لام عہد کا ہے۔وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ (اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا) اس کا عطف انی وضعتها انثٰی پر ہے۔درمیان میں دونوں جملے معترضہ ہیں۔حنہ نے اس کا نام مریم رکھا۔کیونکہ انکی زبان میں مریم عابدہ کو کہتے تھے۔یہ نام رکھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ مانگا کہ وہ اس کی حفاظت فرما کر اسم بامسمّٰی بنا دے۔

اور اسکے متعلق اس کا گمان سچا کر دے۔کیا تم غور نہیں کرتے کہ اس نے اس کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کی پناہ شیطان سے اسکے لئے اور اسکے لڑکے کیلئے ان الفاظ سے طلب کی اِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (کہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان ملعون سے تیری پناہ میں دیتی ہوں) حدیث میں وارد ہے کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے ولادت کے وقت شیطان اس کو چوک لگاتا ہے۔جس سے وہ چیختا ہے۔سوائے مریم اور اسکے بیٹے کے۔(بخاری، مسلم، احمد)

قراءت: مدنی نے اِنِّیْ کو اِنِّیَ پڑھا ہے۔

۳۷: فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِیَّا۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا، قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (پس ان کو ان کے رب نے بوجہ احسن قبول فرما لیا اور عمدہ طور پر ان کو نشوونما دیا اور زکریا کو ان کا سرپرست بنایا جب کبھی زکریا ان کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے تو یوں فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں)۔فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا (اللہ تعالیٰ نے مریم کو قبول کر لیا) اور مذکر کی جگہ اس کی نذر پر راضی ہو گیا۔

## اعلیٰ قبولیت کا راز:

بقبول حسن اچھی طرح قبول کرنا، قبول اس چیز کو کہتے ہیں۔جس سے کسی چیز کو قبول کرتے ہیں (کشادہ روئی و مسرت) جیسے



BestUrduBooks.wordpress.com

سعوط وہ دوائی جو ناک میں ڈالی جاتی ہے قبول حسن سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ مخصوص معاملہ کہ مریم کو مذکر کی جگہ قبول کرلیا گیا۔اس سے پہلے کسی عورت کو اس مقصد کیلئے قبول نہ کیا گیا تھا۔یا دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس کی والدہ سے ولادت کے بعد پرورش سے قبل ہی نگرانی میں لے لی گئی حالانکہ اس وقت بیت المقدس کی خدمت کے قابل نہ تھیں۔روایت میں ہے کہ جب حنہ نے اس کو جنا تو کپڑے میں لپیٹ کر مسجد کی طرف اٹھالائیں اور احبار کی خدمت میں جو ہارون علیہ السلام کی اولاد تھے رکھ دیا۔جبکہ وہ بیت المقدس میں تھے۔جیسا کہ حجاب کعبہ (بنوعبدالدار) اور ان کو کہنے لگی لو یہ نذیرہ ہے مریم چونکہ ان کے امام اور قربانی کے ذمہ دار کی بیٹی تھی اس لئے سب نے ان کو لینے کی بڑھ چڑھ کر خواہش ظاہر کی کیونکہ بنو ماثان بنی اسرائیل کے سرداراوران کے علماء تھے۔اس پر زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس کا تم سے زیادہ حقدار ہوں کیونکہ میرے نکاح میں اس کی والدہ کی بہن ہے انہوں نے کہا اس کو ہم تسلیم نہیں کرتے جب تک کہ قرعہ اندازی نہ کرلیں وہ چل دیئے انکی تعداد ستائیس (۲۷) تھی۔دریا پر پہنچ کر انہوں نے اپنے قلم ڈال دیئے۔ زکریا علیہ السلام کا قلم پانی کے اوپر بلند ہوا اور دوسروں کے قلم پانی میں بہہ گئے۔پس اس کی کفالت زکریا علیہ السلام کے سپرد ہوئی۔بعض نے کہا کہ قبول مصدر ہے اور اس کا مضاف محذوف ہے۔یعنی فتقبلها بذی قبول حسن یعنی اس کو ایسے امر سے قبول کیا جو اچھی قبولیت والا تھا۔اور وہ اس کا خاص کرنا (خصوصیت پیدا کرنا) تھا۔وَانبتها نباتا حسنا ۔اللہ تعالیٰ نے مریم کو اچھی بالیدگی سے بڑھایا۔یہ جملہ تربیت حسنہ سے مجاز ہے۔

ابن عطاء کہتے ہیں کہ اس کا عیسیٰ جیسا ثمرہ دینا ہی احسن نبات تھی یا ابتداء کے برخلاف یہ مصدر ہے۔یا تقدیر عبارت یہ ہے کہ فنبتت نباتاً. کفلها اس کو قبول کرلیا۔یا اسکے سنبھالنے کی ذمہ داری لے لی۔

قراءت: کوفی نے کَفَّلَها پڑھا یعنی کفَّلها الله زکریا۔یعنی اللہ تعالیٰ نے زکریا کو اس کا کفیل بنا دیا۔اور اس کی مصلحتوں کا ضامن مقرر کردیا۔اس صورت میں زکریا مفعول ہے۔

زَكَرِيَّا ۔کوفی اس کو تمام قرآن میں مقصور پڑھتے ہیں۔سوائے ابوبکر کے اور ابوبکر نے یہاں مد اور نصب سے پڑھا اور دوسروں نے مد اور رفع سے جیسا کہ ثانیہ اور ثالثہ،عبرانی زبان میں زکریا کا معنی ہمیشہ ذکر و تسبیح کرنے والا۔

## محراب سے مراد:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ کہا گیا ہے کہ زکریا علیہ السلام نے مریم کیلئے مسجد میں ایک کمرہ بنوایا تھا وہ ایسا کمرہ تھا جس میں سیڑھی لگا کر چڑھا جا سکتا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محراب اصل میں بہترین اور اعلیٰ بیٹھنے کی جگہ کو کہتے ہیں گویا انہوں نے بیت المقدس کے اعلیٰ ترین مقام پر اسکے لئے کمرہ بنوایا۔ایک قول یہ بھی ہے کہ انکی مساجد کو محاریب کہتے تھے۔اور حضرت زکریاؑ اکیلے مریم کے پاس جا سکتے تھے۔ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقاً مریم علیہا السلام کا رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت سے اتارا جاتا۔مریم علیہا السلام نے ایک دن بھی پستان کو منہ میں نہیں لیا۔زکریا علیہ السلام اسکے ہاں سردیوں کے پھل گرمیوں میں پاتے اور گرمیوں کے پھل سردیوں میں۔قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا یہ رزق تمہیں کہاں سے ملا جو کہ دنیا کے ارزاق کے مشابہ نہیں۔یہ اپنے وقت کے علاوہ میسر ہونے والا ہے۔قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ



BestUrduBooks.wordpress.com

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً

اس موقعہ پر زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، عرض کیا اے میرے رب مجھے آپ اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا

طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ

فرما دیجئے بلاشبہ آپ دعا سننے والے ہیں، پس فرشتوں نے ان کو آواز دی اس حالت میں کہ وہ کھڑے ہوئے

يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ

محراب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ بلاشبہ اللہ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے وہ اللہ کے کلمہ کی تصدیق

مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى

کرنے والا ہوگا اور سردار ہوگا اور عورتوں سے دور رہنے والا ہوگا۔ اور نبی ہوگا صالحین میں سے، وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب کہاں سے

يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۗ قَالَ كَذٰلِكَ

ہو گا میرے لڑکا حالانکہ مجھے بڑھاپا پہنچ چکا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسی طرح

اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ

اللہ کرتا ہے جو چاہے۔ وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دیجئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین دن تک

النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ ع ۱۱ ۱۲

لوگوں سے بات نہ کرے گا مگر صرف اشارہ سے، اور یاد کر اپنے رب کو کثرت کے ساتھ اور اللہ کی پاکی بیان کر شام اور صبح۔

اللّٰہِ مریم نے جواب دیا اس کو بعید مت سمجھو۔ بعض نے کہا کہ مریم علیہا السلام نے بچپن میں یہ کلام کیا۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے میں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ یہ مریم کے کلام کا حصہ ہے یا کلام رب العالمین ہے، بِغَيْرِ حِسَابٍ بغیر اندازہ کے کیونکہ یہ بہت ہے یا محض بطور عطیہ ملا ہے۔ اس پر پوچھ گچھ نہ ہوگی اور استعمال پر باز پرس نہ ہوگی۔

## بے وقت پھل کی تمنا:

۳۸: هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (اس موقعہ پر زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، عرض کیا اے میرے ربّ مجھے آپ اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما دیجئے بلاشبہ آپ دعا سننے والے ہیں۔) هُنَالِكَ یعنی اسی جگہ جہاں وہ مریم کے پاس حجرہ میں تشریف فرما تھے یا اسی وقت جب وہ حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ هُنَا یہاں استعارۃً لایا گیا حیث اور ثم زمان کیلئے آتے ہیں۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کا مرتبہ اور انکی کرامت دیکھی تو اس بات کی طرف رغبت پیدا ہوئی کہ انکی بیوی ایشاع سے اللہ تعالیٰ ایک بیٹا عنایت فرما دے جس طرح حنہ کو مریم علیہا السلام عنایت کی ہے۔ جو بارگاہ الٰہی میں شان والی ہے۔ اگرچہ ایشاع بوڑھی بانجھ ہو چکی ہے کیونکہ مریم علیہا السلام کی والدہ بھی عمر کے اسی اسٹیج پر تھیں۔

دوسروں نے یہ کہا جب بے وقت پھل مریم سلام اللہ علیہا کے پاس دیکھے تو بانجھ کے ہاں بیٹے کے تولد پر انتباہ ہوا۔ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً ، ذُرِّيَّةً کا لفظ واحد و جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔ مراد اس سے لڑکا ہے۔ طَيِّبَةً مبارک، طیبہ کا لفظ تانیث کی صورت میں ذریت کے لفظ کا لحاظ کر کے لایا گیا ہے۔

اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (تو دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے)

۳۹: فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا ۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں یحییٰ کی جن کے احوال یہ ہوں گے کہ وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہونگے اور مقتداء ہونگے اور اپنے نفس کو بہت روکنے والے ہونگے اور نبی بھی ہوں گے اور اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہونگے) فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ، (پس پکار کے کہا ان سے فرشتوں نے)

قول اول: جبرئیل علیہ السلام نے ان کو آواز دی۔ الْمَلٰٓئِكَةُ کا لفظ لایا گیا کیونکہ معنی یہ ہے کہ ان کو اسی جنس کی آواز سنائی دی۔ جیسا کہتے ہیں: فلان یرکب الخیل، فلاں گھوڑے پر سواری کرتا ہے۔ فَنَادٰىهُ امالہ اور یا سے پڑھا گیا علی وحمزہ نے اسی طرح پڑھا وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ جبکہ وہ کھڑے حجرے میں نماز ادا کر رہے تھے۔

مسئلہ: اس میں دلیل ہے کہ مرادیں نمازوں کے ساتھ مانگی جاتی ہیں۔ اور نمازوں میں دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے اور حاجات پوری ہوتی ہیں۔

ابن عطاء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے پر جو عمدہ حالت کھولی ہے۔ وہ اوامر الٰہی کی اتباع اور طاعات میں اخلاص سے میسر آئی ہے۔ اور خلوت گزینی سے ملی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ شامی اور حمزہ نے قال کو مضمر مان کر اِنَّ پڑھا ہے یا اس وجہ سے کہ نداء قول ہے۔ باقی قراء نے فتحہ سے پڑھا یا با کو محذوف مان کر (بِاَنَّ اللّٰهَ) يُبَشِّرُكَ قراءت حمزہ اور علی نے يَبْشُرُكَ پڑھا تشدید اور تخفیف دونوں لغتیں ہیں۔ بِيَحْيٰى میں یحییٰ غیر منصرف ہے جبکہ اس کو عجمہ مانیں۔ تو اس میں دو سبب عجمہ اور علم پائے جاتے ہیں جیسا موسیٰ عیسیٰ (ان میں الف مقصورہ بھی دو سبب کے قائم مقام موجود ہے) اور اگر یہ عربی ہیں تو تعریف و وزن فعل جیسا کہ یعمر میں ہے۔

## مصداق کلمۃ اللہ:

مُصَدِّقًا یہ یحییٰ سے حال ہے بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کلمہ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یعنی وہ عیسیٰ علیہ السلام کا مصدق ہوگا۔ اور ان پر پہلا ایمان لانے والا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ کا خطاب دیئے جانے کی وجہ ان کی کلمۂ کُنْ سے بن باپ ولادت ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کلمہ کے ساتھ تصدیق کرنے والے اور اس کی طرف سے ملنے والی کتاب پر ایمان لانے والے ہونگے۔ وَسَيِّدًا وہ اپنی قوم کی سیادت و سرداری کرنے والے ہونگے اور شرافت میں ان سے فوقیت لے جانے والے ہونگے۔ حضرت یحییٰ اپنی قوم



BestUrduBooks.wordpress.com

میں سبقت لے جانے والے تھے کیونکہ انہوں نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا تھا انکی قیادت کتنی شاندار تھی۔ حضرت جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدوہ ہے جس نے دونوں جہاں کے عوض خالق کو لے لیا ہو۔ وَّ حَصُوْرًا وہ شخص جو عورتوں کے قریب نہ جائے۔ قدرت کے باوجود اپنے نفس کو روکے یعنی نفس کو خواہشات سے روکنے والا ہو۔ وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ نیکوں سے پیدا ہونے والے ہونگے کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام کی صلب سے تھے۔ یا من جملہ صالحین میں سے ہونگے۔

۴۰: قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ، قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ (کہا اے میرے رب کیسے ہوگا میرے لئے لڑکا) یہ عادت کے اعتبار سے استبعاد کا اظہار ہے اور قدرت کو عظیم تر قرار دینا ہے۔ شک ظاہر کرنا نہیں۔ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ (پس تحقیق مجھے بڑھاپا پہنچ چکا) جیسا کہتے ہیں ادر کتہ السن العالیۃ یعنی وہ بڑی عمر کا ہوگیا۔ اب مطلب یہ ہوا کہ مجھ میں بڑھاپے کا اثر ہوگیا اور اس نے مجھے ضعیف کر دیا۔ اس وقت انکی عمر ۹۹ سال تھی۔ اور بیوی کی عمر ۹۸ سال تھی وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ (اور میری بیوی بانجھ ہوگئی) یعنی بچہ جننے کے قابل نہیں رہی۔ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں افعال عجیبہ ظاہر کرتے ہیں)۔

۴۱: قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ (انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگوں سے تین روز تک باتیں نہ کر سکو گے سوائے اشارہ کے اور اپنے رب کو بکثرت یاد کرنا اور تسبیح کرنا دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی) قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ ابو عمرو اور مدنی نے لِيَ پڑھا۔ اٰيَةً آیت سے مراد ایسی نشانی ہے جس سے میں حمل کو پہچان لوں اور نعمت کا استقبال شکریے سے کروں۔

## انسانی گفتگو میں زبان کا اللہ کی قدرت سے رکنا:

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ یعنی لوگوں سے کلام پر قدرت نہ رہے گی۔ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا۔ مگر ہاتھ سے اشارہ یا سر سے یا آنکھ سے یا ابرو سے اشارہ۔ رمز کا اصل معنی حرکت دینا ہے کہا جاتا ہے۔ ارتمز اس نے حرکت دی۔ رمز کو استثناء کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جنس کلام سے نہیں البتہ اگر ایذاء کی حد تک پہنچ جائے اور اس سے وہی سمجھا جائے جو کلام سے سمجھا جاتا ہے تو اس کو کلام کہتے ہیں۔ یا یہ مستثنیٰ منقطع ہے۔ لوگوں سے گفتگو کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ معلوم ہوجائے کہ لوگوں کے ساتھ گفتگو پر انکی زبان کو قدرت نہ ہوگی مگر ذکر اللہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی اسی لئے فرمادیا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ یعنی لوگوں کے ساتھ گفتگو سے عاجزی کے زمانہ میں تم خوب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو۔ یہ کھلی نشانیوں اور واضح دلائل میں سے ہے کہ ان کی زبان کو لوگوں کے ساتھ گفتگو سے روک دیا گیا۔ تاکہ اس زمانے کو وہ ذکر کیلئے خاص کر دیں۔ اور اپنی زبان کو اور کسی چیز میں مشغول نہ کریں، گویا کہ جب شکر کیلئے انہوں نے نشانی طلب کی تو ان کو بتلا دیا گیا کہ انکی زبان شکر یہ کے علاوہ ہر چیز سے رک جائے گی۔ بہترین جواب وہی ہوتا ہے جو سوال سے ہی اخذ کیا جائے۔ اَلْعَشِيِّ زوال سے غروب تک کا وقت اَلْاِبْكَارِ طلوع فجر سے چاشت تک کا وقت۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى

اور جب کہا فرشتوں نے کہ اے مریم بے شک اللہ نے تجھے منتخب فرما لیا اور پاک بنا دیا اور سب جہانوں کی

نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

عورتوں کے مقابلہ میں تم کو چن لیا، اے مریم تم اپنے رب کی فرمانبرداری کرتی رہو اور سجدہ کرو اور رکوع کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے والے ہیں۔

۴۲: وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ (اور جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم) اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۔ اس کا عطف اذ قالت امراۃ عمران پر ہے یا اذکر محذوف کا یہ ظرف ہے۔ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ (روایت میں کہ انہوں نے روبرو کہا) اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ (بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے چھانٹ لیا) پہلی مرتبہ اسی وقت جب تمہاری ماں سے تمہیں قبول کرلیا اور تیری تربیت کی اور شاندار کرامات سے تجھے نوازا۔ وَطَهَّرَكِ (اور تجھے پاک رکھا) ناپاک افعال سے۔

## منفرد فضیلت:

وَاصْطَفٰكِ (اور ثانیاً تجھے چنا) عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ (تمام جہان کی عورتوں پر) وہ اس طرح کہ تجھے بلا باپ عیسیٰ بیٹا عنایت کردیا اور یہ فضیلت کسی اور عورت کو حاصل نہیں۔

۴۳: يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ (اے مریم تو عاجزی کر اپنے رب کیلئے) یعنی ہمیشہ اطاعت گزاری اختیار کر۔ یا نماز میں طویل قیام کر۔ وَاسْجُدِىْ (اور تو سجدہ کر) یہ بھی کہا گیا کہ ان کو قیام وسجود کا حکم دے کر نماز ہی کا حکم دینا مقصود ہے۔ کیونکہ یہ دونوں نماز کے ارکان میں سے ہیں پھر انہیں فرمایا گیا۔

## مرتبہ جماعت:

وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (پھر رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر) یعنی تمہیں نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے یعنی جماعت کے ساتھ یا دوسری تفسیر یہ ہے کہ من جملہ نمازیوں کے ساتھ تو بھی اپنے کو منتظم کر اور ان میں اپنے کو گن اور شمار کر۔ اور ان کے علاوہ اور لوگوں میں اپنے آپ کو شمار نہ کر۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ کی طرف وحی بھیجتے ہیں اور آپ نہیں تھے ان کے پاس جب

يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ

کہ وہ ڈال رہے تھے اپنی قلموں کو کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے۔ اور آپ نہیں تھے ان کے پاس جس وقت

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

کہ وہ جھگڑ رہے تھے۔

۴۴: ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ۔ ذٰلِكَ کا مشارالیہ حنہ مریم اور زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کے واقعات ہیں۔ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (یہ غیب کی اطلاعات ہیں جو ہم وحی کے ذریعہ آپ کے پاس بھیج رہے ہیں) جو ان غیوبات میں سے ہیں جن کو وحی کے سواء آپ نہ جانتے تھے۔

## اقلام کی مراد:

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ (اور آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے) اقلام سے ازلام یعنی تیر مراد ہیں۔ جبکہ قرعہ اندازی کیلئے انہوں نے دریا میں ڈالے یا وہ قلم تھے جن سے تورات کو لکھتے تھے۔ ان قلموں کو بطور تبرک قرعہ اندازی کیلئے استعمال کیا۔ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ (کہ ان میں سے کون مریم کا کفیل بنے گا) اَيُّهُمْ کا متعلق ینظرون محذوف ہے یلقون اس پر دلالت کر رہا ہے۔ گویا عبارت اس طرح تھی یلقونها ینظرون ایهم یکفل مریم یا لیعلموا محذوف ہے یا یقولون محذوف ہے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ (اور آپ ان کے پاس نہ تھے جبکہ وہ جھگڑا کر رہے تھے) یعنی مریم کے بارے میں پرورش کے سلسلہ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ

جب کہا فرشتوں نے کہ اے مریم بے شک اللہ تمہیں خوشخبری دیتا ہے ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہو گا اس کا نام

الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ

مسیح ہو گا وہ عیسیٰ ابن مریم ہو گا۔ وہ دنیا اور آخرت میں باوجاہت ہو گا اور

الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ ۴۵ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ۴۶

مقربین میں سے ہو گا اور وہ لوگوں سے بات کرے گا گہوارہ میں اور بڑی عمر میں، اور وہ صالحین میں سے ہو گا۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ

وہ کہنے لگیں کہ اے رب میرے لڑکا کس طرح ہو گا حالانکہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا، فرمایا اللہ اسی طرح

اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ ۴۷

پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ جب وہ کسی امر کا فیصلہ فرما دے، تو فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔

۴۵: اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ (جب فرشتوں نے کہا) یہ اُذْكُرْ فعل کا ظرف ہے۔ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ (اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ تجھے ایک ایسے کلمہ کی خوشخبری دے رہے ہیں جس کا نام مسیح ہوگا) کلمہ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں مِنْهُ یہ موضع جر میں کلمہ کی صفت ہے اسْمُهٗ یہ مبتداء ہے کلمہ کیلئے ضمیر مذکر کی لائی گئی کیونکہ مراد مذکر ہے۔

## مسیح ایک عظیم لقب:

الْمَسِيْحُ یہ مبتداء کی خبر ہے۔ یہ جملہ موضع جر میں کلمہ کی صفت ہے۔ مَسِيْحُ یہ عظیم الشان لقب ہے جیسا صدیق وفاروق عبرانی زبان میں اصل یہ مِشِيْحًا ہے اس کا معنی مبارک ہے جیسا کہ قول باری تعالیٰ و جعلنی مُبٰرَكًا این ماکنت (مریم ـ۳۱) میں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ان کو مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ جس کسی بیمار دکھی کو ہاتھ لگاتے وہ صحیح ہو جاتا۔ (ان دونوں صورتوں میں مادہ مَسح ہوگا یا تیسرا قول یہ ہے کہ سیاحت کرتے اور کسی جگہ مستقل قیام اختیار نہ کرتے (اس صورت میں سیاحت مادہ ہے) عیسیٰ یہ مسیح سے بطور بدل لایا گیا۔ ابْنُ مَرْيَمَ یہ مبتداء محذوف هُوَ کی خبر ہے۔ یہ عیسیٰ کی صفت نہیں بن سکتی۔ کیونکہ انکا نام عیسیٰ ہی کافی ہے۔ انکا نام عیسیٰ ابن مریم نہیں۔ ابن مریم اس لئے لائے کیونکہ وہ بغیر باپ پیدا ہوئے پس انکی نسبت ماں ہی کی طرف ہوگی۔ وَجِيْهًا (وہ باعزت و باوجاہت ہونگے) فِي الدُّنْيَا (دنیا میں) نبوت اور اطاعت کے ساتھ وَالْاٰخِرَةِ (اور



BestUrduBooks.wordpress.com

آخرت میں ) بلند درجات اور شفاعت کے ساتھ۔ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (وہ مقربین میں سے ہونگے ) ان کو اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف اٹھائیں گے۔

نحو : وَجِيْهًا یہ کلمہ سے حال ہے۔ کیونکہ کلمہ نکرہ موصوفہ ہے اس طرح مقربین بھی ثابتاً کے متعلق ہو کر حال دوم ہے۔ اور ویکلم الناس بھی مکلمًا کے معنی میں حال ثالث ہے اور فی المهد یہ یکلم کی ضمیر سے حال ہے۔ ای ثابتًا فی المهد۔ اور و من الصالحین بھی ثابتاً سے متعلق ہو کر حال ہے۔

## کلام مہد و کہولت :

۴۶: وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ، وَيُكَلِّمُ النَّاسَ (وہ لوگوں سے پنگھوڑے میں کلام کرے گا اور کہولت میں ) الْمَهْدِ ، پنگھوڑا جو بچے کو لٹانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ مہد ہے مگر بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔ وَكَهْلًا اس کا عطف مہد پر ہے یعنی یکلم الناس طفلاً و کهلاً یعنی وہ ان دونوں حالتوں میں یکساں کلام کرے گا۔ جیسا انبیاء علیہم السلام کلام کرتے ہیں طفولیت و کہولت کے کلام میں فرق نہ ہوگا کہولت وہ زمانہ ہے جس میں عقل پختہ ہوتی اور نبوت ملتی ہے۔ وَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (اور شائستہ لوگوں میں سے ہوگا ) یہ بھی حال ہے تقدیر عبارت یہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتے ہیں وہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہوگا۔

۴۷: قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (کہا اے میرے رب کیسے ہوگا میرے لیے بچہ حالانکہ مجھے کسی انسان نے نہیں چھوا۔ کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں۔ جب وہ کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو کہتے ہیں ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے ) یعنی جب وہ کسی چیز کو بنانا چاہتا ہے تو بغیر تاخیر کے بنا ڈالتا ہے۔ لیکن اس کی تعبیر لفظ كُنْ سے فرما کر اشیاء کے بنانے میں سرعت و تیزی کی خبر دی گئی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾ وَرَسُوْلًا اِلٰى

اور اللہ سکھا دے گا اس کو کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل، اور بنادے گا اس کو رسول بنی

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ

اسرائیل کی طرف، بنی اسرائیل سے ان کا یہ خطاب ہوگا کہ بلاشبہ میں تمہارے پاس آیا ہوں تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر، کہ بلاشبہ میں بناتا ہوں

لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

تمہارے سامنے مٹی سے پرندہ کی طرح ایک چیز پھر اس میں پھونک دیتا ہوں تو وہ پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے،

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ

اور اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص والے کو، اور زندہ کرتا ہوں مردوں کو اللہ کے حکم سے، اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں

بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ

اس چیز کی جو تم کھاتے ہو اور ذخیرہ رکھتے ہو اپنے گھروں میں، بلاشبہ اس میں تمہارے لئے نشانی ہے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ

اگر تم ایمان قبول کرنے والے ہو، اور سچا بتاتا ہوں اپنے سے پہلی کتاب کو جو تورات ہے اور تاکہ میں حلال کروں

لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا

تمہارے لئے بعض وہ چیزیں جو تم پر حرام کی گئیں، اور میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی طرف سے، لہذا تم اللہ

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾

سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، بے شک اللہ میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے سو اس کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔

۴۸، ۴۹: وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ، اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (اور وہ اس کو کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دے گا اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا۔ بیشک میں تمہارے پاس تمہارے رب کی ایک نشانی لایا ہوں۔ میں تمہارے سامنے مٹی کی ایک مورت بناؤں گا پرندہ کی شکل جیسی پس اس



BestUrduBooks.wordpress.com

صورت میں میں پھونک مارونگا پس وہ پرندہ بن جائیگی اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اور نابینا اور کوڑھی کو تندرست کرونگا اور مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کرونگا اور تمہیں جو کچھ کھاتے ہو اور جو کچھ گھروں میں جمع رکھتے ہو بتاؤں گا۔ بیشک اس میں تمہارے لیے نشانی ہے اگر تم مؤمن ہو)۔

## قراءت ونحوی تحقیق:

قراءت: یُعَلِّمُهُ مدنی و عاصم نے اسی طرح پڑھا وجیھًا پر عطف کی وجہ سے یہ موضع حال میں ہے۔ باقی قراء نے نون کے ساتھ پڑھا اور اس کو ابتدائی کلام قرار دیا۔ الکتاب سے مراد کتابت ہے آپ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ خوبصورت خط والے تھے اور دوسرا قول یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کتابیں مراد ہیں۔ اَلْحِکْمَةَ حلال وحرام کی وضاحت یا کتاب سے مراد ہاتھ سے لکھنا اور حکمت سے مراد زبان سے اس کی وضاحت کرنا،

التوراة و الانجیل ۔ وَرَسُوْلًا نحو: یہ فعل محذوف کا مفعول ہے یا یہ موضع حال میں ہے وَرَسُوْلًا پر عطف ہے۔ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ اَنِّیْ۔ بآ اس سے قبل محذوف ہے۔ بِیْ ۔ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ آیت سے مراد ایسی دلالت جو میرے دعویٰ نبوت میں سچائی پر دلالت کرے۔

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ نحو: نمبرا۔ یہ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ سے بدل ہونے کی بناء پر منصوب ہے یا نمبر۲۔ بِاٰيَةٍ کا بدل ہونے کی وجہ سے مجرور ہے یا نمبر۳۔ یہ ھی مبتداء محذوف کی وجہ سے مرفوع ہے۔

قراءت: نافع نے جملہ مستانفہ قرار دے کر اِنِّیْٓ پڑھا ہے۔

## معجزاتِ عیسوی:

مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ میں تمہارے لئے پرندے جیسی شکل کا اندازہ کرونگا فَاَنْفُخُ فِيْهِ اس میں ہ کی ضمیر کاف کی طرف جا رہی ہے۔ یعنی اس پرندے کی مماثل شکل میں فَيَكُوْنُ طَيْرًا پس وہ تمام پرندوں کی طرح پرندہ بن جائیگا۔

قراءت: مدنی نے طَیْرًا کو طائرًا پڑھا ہے۔

بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بعض نے کہا کہ انہوں نے سوائے چمگادڑ کے اور کوئی پرندہ نہ بنایا۔ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ ۔ اکمہ پیدائشی نابینا وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ بِاِذْنِ اللّٰهِ کے لفظ کو بارے دیگر لا کر الوھیت کے وہم کو دور کر دیا۔ روایت میں آیا ہے کہ انہوں نے سام بن نوح علیہ السلام کو لوگوں کے سامنے زندہ کیا۔ اس پر لوگوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے پس تم کوئی نشانی دکھاؤ تو آپ نے فرمایا اے فلاں! تو نے فلاں چیز کھائی ہے اور اے فلاں تیرے لئے فلاں چیز چھپا کر رکھی گئی ہے جیسا اس آیت میں ہے وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۔ مَا دونوں جگہ الَّذِیْ کے معنی میں ہے یا مَا مصدر یہ ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ ۔ ذٰلِكَ کا مشار الیہ ماسبق اشیاء ہیں لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

۵۰: وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ

پھر جب عیسیٰ نے ان کی طرف سے انکار دیکھا تو کہنے لگے کہ کون ہیں جو میرے مددگار ہو جائیں اللہ کی طرف، حواریوں نے

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾

کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جایئے کہ ہم فرمانبردار ہیں،

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

اے ہمارے رب ہم اس پر ایمان لائے جو آپ نے نازل فرمایا اور ہم نے رسول کا اتباع کیا آپ ہمیں ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجئے جو تصدیق کرنے والے ہیں۔

وَاَطِيْعُوْنِ۔ اور میں تمہارے پاس ایسی حالت میں آیا ہوں کہ اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں۔اور میں اس لئے آیا ہوں کہ بعض چیزیں جو تمہارے لئے حرام کر دی گئی تھیں ان کو حلال کروں۔ اور میں تمہارے پاس ایک بڑی نشانی لے کر آیا ہوں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰةِ یعنی میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں اور تمہارے پاس مصدق بن کر آیا ہوں۔

## بعض حلال کردہ اشیاء:

وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ یہ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ کی طرف لوٹ رہا ہے یعنی میں تمہارے پاس ایک نشانی لے کر آیا ہوں اور اس لئے آیا ہوں تاکہ میں تمہارے لئے حلال کر دوں جو اللہ تعالیٰ نے شریعت موسوی میں حرام قرار دی ہیں۔ مثلاً چربیاں اونٹ کا گوشت مچھلی اور ہر ناخن والا جانور۔ ان میں سے بعض کو عیسیٰ علیہ السلام نے حلال کر دیا۔ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ یہ دوبارہ تاکید کیلئے لائے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ تم میری تکذیب و مخالفت میں خدا سے ڈرو۔ وَاَطِيْعُوْنِ اور میرے حکموں کی اطاعت کرو۔

۵۱: اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ (بیشک اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا رب ہے) یہ اقرار عبودیت ہے اور اپنے سے ربوبیت کی نفی ہے برخلاف اس کے جو نصاریٰ گمان کرتے ہیں۔

فَاعْبُدُوْهُ تم اس ہی کی عبادت کرو نہ کہ میری هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۔ (یہ سیدھا راستہ ہے) جو چلنے والے کو جنت کی قائم رہنے والی نعمتوں تک پہنچا دے گا۔

## تکذیب کے وقت معاونت کی اپیل:

۵۲: فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ۔ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ (جب عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی طرف سے تکذیب اور کفر یہ کلمات سنے تو کہا کون میری مدد کرنے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی

اور ان لوگوں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر تدبیر فرمانے والا ہے۔ جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے عیسیٰ

اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ

میں تمہیں وفات دینے والا ہوں اور تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تمہیں ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جنہوں نے کفر کیا، اور جن

الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ

لوگوں نے تمہارا اتباع کیا ان کو غالب رکھوں گا قیامت کے دن تک ان لوگوں پر جنہوں نے کفر اختیار کر لیا۔ پھر میری طرف تم سب کو لوٹنا ہوگا۔

فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

پھر فیصلے کروں گا تمہارے درمیان اس چیز کے بارے میں جس میں تم اختلاف رکھتے تھے۔

والا ہے۔ اللہ کی راہ میں' حواریین نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو گواہ ہو جا کہ ہم مسلمان ہیں۔) فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْکُفْرَ علم کی جگہ اَحَسَّ لائے تاکہ یہ ظاہر کر دیا جائے کہ ان کو اس طرح علم ہو گیا تھا جیسا کہ کسی محسوس چیز کا علم ہوتا ہے۔

قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ قراءت: مدنی نے انصارِیَ پڑھا ہے یہ انصار بروزن اصحاب۔ ناصر کی جمع ہے یا نصیر بروزن شریف جمع اشراف ہے۔ اِلَی اللّٰہِ یہ محذوف فعل کے متعلق ہے یا انصاری کی یَا سے حال ہے۔ یعنی مَنْ اَنْصَارِیْ ذاهباً الی الله یا ملتجاً الیه ۔ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ جمع حواری پسندیدہ اور منتخب آدمی نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ (ہم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار ہیں)۔ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ (اے عیسیٰ تو گواہ ہو جا کہ ہم فرمانبردار ہیں)۔ انہوں نے اپنے ایمان کیلئے آپ کو گواہ بنایا تاکہ ان کے ایمان کی تاکید ہو جائے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قوموں کے حق میں یا خلاف اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گواہی دیں گے۔ اس میں دلیل ہے کہ ایمان اور اسلام ایک چیز ہے۔

۵۳: رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ۔ (اے ہمارے رب ہم ایمان لائے اس پر جو آپ نے اتارا اور ہم نے رسول کی اتباع کی پس تو ہمیں گواہوں کے ساتھ لکھ لے) رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ۔ الرَّسُوْلَ سے عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ۔ الشّٰهِدِیْنَ سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی امتوں کی گواہی دیں گے۔ یا ان لوگوں کے ساتھ جو اے اللہ تیری وحدانیت کی گواہی دینے والے ہیں۔ یا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ وہ لوگوں پر گواہ ہونگے۔

۵۴: وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ۔ (انہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

## مکر کا معنی اور اس کی اضافت کا حکم:

وَمَکَرُوْا: یعنی کفار بنی اسرائیل جن سے عیسیٰ علیہ السلام نے کفر محسوس کیا جبکہ انہوں نے آپ کے قتل وصلیب کی خفیہ تدبیر کی۔ وَمَکَرَ اللّٰہُ اللہ تعالیٰ نے انکی تدبیر کا اس طرح بدلہ دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔ اور جس نے دھوکا سے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اس پر شبیہ ڈال دی یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا گیا۔

مَسْئَلَۃٌ: مکر کے لفظ کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف جائز نہیں مگر صرف جزائے مکر کے مفہوم میں کیونکہ یہ لفظ لوگوں کے ہاں مذمت کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ یہی حکم خداع، استہزاء کے الفاظ کا ہے۔ (کذافی شرح التاویلات)

وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ (اللہ تعالیٰ سب بدلہ دینے والوں سے زیادہ طاقتور اور سزا دینے پر زیادہ قدرت رکھتے ہیں۔) اس طرح کہ سزا یافتہ کو پتہ بھی نہیں چلتا اور سزا مل جاتی ہے۔

## متوفیک کی تفسیر:

۵۵: اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ۔ (جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ بیشک میں تیری اجل مقررہ پوری کرنیوالا ہوں) مطلب یہ ہے کہ میں تجھے کفار کے قتل سے بچانے والا اور طبعی موت دونگا کفار کے ہاتھوں قتل نہ ہونے دونگا۔ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (اور تمہیں اپنے آسمان کی طرف جو ملائکہ کا مستقر ہے بلانے والا ہوں) وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (اور تجھے کفار کے بُرے پڑوس سے پاک کرنے والا اور انکی صحبت کی خباثت سے محفوظ کرنے والا ہوں)

دوسری تفسیر۔ میں تمہیں زمین سے اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں۔ یہ توفیت مالی علی فلان سے ماخوذ ہے جب کہ اس سے پورا پورا لے لے۔ یا تمہارے آسمان سے اترنے کے بعد موت دینے والا ہوں اور اب تمہیں اٹھانے والا ہوں۔

یہاں سے یہ ثابت ہوا کہ واؤ ترتیب کا معنی ہر جگہ نہیں دیتی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ میری امت پر بطور خلیفہ اتریں گے صلیب کو توڑ دیں گے اور خنازیر کو قتل کرڈالیں گے اور چالیس سال زندہ رہیں گے اور نکاح کریں گے اور انکی اولاد ہوگی پھر وفات پائیں گے اور وہ امت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے۔ جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ ہے اور مہدی جو میرے اہل بیت سے ہوگا وہ اس کے درمیان میں ہوگا (روایت کے الفاظ میں نکارت ہے فتدبر)۔ (ابن جریر ج ۳) (الدرالمنثور ج ۲)

یا نیند طاری کر کے تجھے حالت نوم میں آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔ تا کہ کسی قسم کا خوف تجھے پیش نہ آئے اور جب تو بیدار ہوگا تو آسمان میں امن سے پہنچ چکا ہوگا۔ اور قرب پا چکا ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

سو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا پس میں ان کو سخت عذاب دوں گا دنیا میں اور آخرت میں

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ

اور ان کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو اللہ ان کو پورے پورے

اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ

اجر عطا فرمادے گا۔ اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ آیات اور ذکر حکیم ہم آپ کو پڑھ

وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾

کر سناتے ہیں۔

## پیروکار کی مراد مسلمان:

وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ (اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں) اور تیرے پیروکاروں کو یعنی مسلمانوں کو کیونکہ اصل اسلام میں وہ ان کے سچے پیروکار ہیں۔ خواہ شرائع مختلف ہیں۔ وہ لوگ مراد نہیں جنہوں نے انکی تکذیب کی اور ان پر جھوٹ بولا خواہ وہ یہود و نصاریٰ میں سے کیوں نہ ہوں۔

فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا (ان لوگوں پر جنہوں نے تمہارا انکار کیا) اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (قیامت کے دن تک) وہ حجت سے ان پر غالب رہیں گے اور اکثر حالات میں غالب رہیں گے اور تلوار سے غالب رہیں گے۔ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ (پھر تم نے آخرت میں میرے ہاں لوٹ کر آنا ہے) فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (پس میں تمہارے مابین ان باتوں میں فیصلہ کرونگا جن میں تم اختلاف کرتے رہے)

۵۶، ۵۷: فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۔ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ۔ (پھر وہ لوگ جو کفر اختیار کریں گے پس میں ان کو سخت عذاب دونگا دنیا و آخرت میں اور انکا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اور پھر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرتے رہے۔ پس وہ ان کو انکا پورا پورا اجر دے گا اور اللہ تعالیٰ کو ظالم لوگ پسند نہیں)

قراءت: فَيُوَفِّيْهِمْ حفص نے پڑھا ہے

۵۸: ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔ (یہ ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ منجملہ دلائل کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے) یہ جو واقعات عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ گزرے۔ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ

بلاشبہ اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال ایسی ہے جیسے آدم کی مثال، پیدا فرمایا ان کو مٹی سے پھر ان سے فرما دیا

كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ

ہو جا پس ان کی پیدائش ہوگئی، یہ حق ہے آپ کے رب کی طرف سے سو آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جائیں، سو جو

حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا

شخص ان کے بارے میں آپ سے جھگڑا کرے۔ اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آ گیا ہے تو آپ فرما دیجئے کہ آ جاؤ ہم بلا لیں اپنے بیٹوں کو

وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ

اور تم بلا لو اپنے بیٹوں کو اور ہم بلا لیں اپنی عورتوں کو اور تم بلا لو اپنی عورتوں کو اور ہم حاضر کر دیں اپنی جانوں کو اور تم بھی حاضر ہو جاؤ اپنی جانوں کو لے کر پھر ہم سب مل کر خوب سچے دل سے

فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا

اللہ سے دعا کریں اور لعنت بھیج دیں جھوٹوں پر، بلاشبہ یہ سچی بات ہے، اور کوئی

مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ

معبود نہیں اللہ کے سوا، اور بے شک اللہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔ پھر اگر وہ روگردانی کریں تو اس میں کوئی شک نہیں

ع ۹ ۱۴ ۶ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ ع

کہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو خوب جاننے والا ہے۔

**نحو**: یہ مبتداء ہے اور نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ اسکی خبر ہے۔ دوسری خبر من الآیات ہے یا مبتدائے محذوف کی خبر ہے۔ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔ (حکمت والا ذکر) اس سے مراد قرآن مجید ہے حکیم بمعنی محکم و مضبوط یا پر حکمت

## عجیب کی عجیب تر سے تشبیہ:

۵۹: اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ (بیشک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے ہاں آدم جیسی ہے اس کو مٹی سے پیدا کیا پھر فرمایا ہو جا پس ہو گیا) یہ آیت اس وقت اتری جب بنی نجران کے وفد نے کہا کیا تم نے بغیر باپ کے بیٹا دیکھا ہے تو فرمایا اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ اور عجیب حالت آدم علیہ السلام جیسی ہے۔ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ مٹی سے انکا جسم بنایا یہ جملہ آدم علیہ السلام سے مشابہت والی حالت کی تفسیر ہے۔ اور اعراب کے لحاظ سے اسکا ماقبل سے تعلق نہیں یعنی خلق آدم من تراب وہاں نہ انکا کوئی باپ تھا اور نہ ماں۔ پس اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا حال ہے۔ بلکہ بغیر ماں و باپ کے پیدا ہونا زیادہ تعجب انگیز ہے۔ صرف ماں سے بغیر باپ کے پیدائش سے۔ اور یہ عادت کے زیادہ خلاف



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔ پس عجیب کو عجیب تر سے تشبیہ دینا مخالف کی دلیل کو خوب قطع کرنے والا اور شبہ کو زیادہ مٹانے والا ہے جبکہ وہ اس سے عجیب تر دیکھے جس کو اس نے عجیب خیال کیا۔

## عیسائیوں کے ساتھ دلچسپ مکالمہ:

بعض علماء کا بیان ہے کہ جو رومیوں کے ہاں قید ہو گئے تھے۔ کہ ہم نے رومی عیسائیوں سے کہا تم عیسیٰ کی کیوں پوجا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا، اس لئے کہ انکا کوئی باپ نہیں۔ تو علماء نے کہا پھر تو آدم اسکے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ ان کے ماں، باپ دونوں ہی نہیں۔ رومیوں نے کہا کہ عیسیٰ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اس کے جواب میں ہم نے کہا حزقیل اسکے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے تو چار آدمی زندہ کیے اور حزقیل علیہ السلام نے آٹھ ہزار زندہ کیے۔ پھر انہوں نے کہا وہ نابیناؤں کو بینا کرتے اور کوڑھی کو درست کرتے تھے۔ ہم (علماء) نے کہا پھر جرجیس اس کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ ان کو پکا ڈالا اور جلا ڈالا گیا پھر وہ صحیح سالم کھڑے ہو گئے۔

قَالَ لَهٗ كُنْ یعنی انسان بنا دیا۔ فَيَكُوْنُ یعنی وہ بن گئے۔ یہ ماضی کو مضارع سے تعبیر کیا۔ ثُمَّ کا لفظ خبر کو خبر پر مرتب کرنے کیلئے لائے۔ مخبر عنہ کی ترتیب کیلئے نہیں۔ یعنی واقعہ کی تاخیر مدت مراد نہیں ہے۔

## ایک نحوی تحقیق:

۶۰: اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ (یہی حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس نہ ہو تو شک کرنے والوں میں سے)

**نحو** : یہ مبتدائے محذوف هو کی خبر ہے فَلَا تَكُنْ (پس اے سامع تو نہ ہو) مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ (شک کرنے والوں میں سے) یہ احتمال بھی ہے کہ خطاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو۔ اس صورت میں یہ ثابت پر مزید ابھارنے کیلئے فرمایا گیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو شک سے معصوم تھے۔

۶۱: فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔ (جو آپ سے جھگڑے اس علم کے آجانے کے بعد تو کہہ دیں آؤ) یعنی ان نصاریٰ میں سے جو آپ کے ساتھ جھگڑا کرے۔ فِيْهِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ یعنی ایسے دلائل جو علم کو لازم کرنے والے ہیں۔ یہاں مَا الذی کے معنی میں ہے۔ فَقُلْ تَعَالَوْا تو ان کو کہہ دیں آؤ! مراد ارادہ اور عزم کے ساتھ آنا ہے جیسا کہ محاورہ میں کہتے ہیں۔ تعالَ تفكر في هذه المسئالة یعنی اس مسئلہ پر غور کر لے۔

## دعوتِ مباہلہ:

نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ (ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو بلا لو ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم خود آتے ہیں تم بذاتِ خود آؤ) یعنی ہم میں سے ہر ایک اپنے بیٹوں، عورتوں



BestUrduBooks.wordpress.com

اور اپنی ذات کو مباہلہ کیلئے بلالے۔ ثُمَّ نَبْتَهِلْ (پھر یہ کہہ کر مباہلہ کریں) بَهْلَةُ اللّٰه علی الکاذب منّا و منکم اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ہم تم میں سے جھوٹے پر۔ البُهْلَةُ ۔ یہ بَا کے ضمہ اور فتح دونوں کے ساتھ آتا ہے اس کا معنی لعنت ہے۔ بھلہ اللّٰه کا معنی اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی اور اس کو رحمت سے دور کر دیا۔ یہ تو ابتہال کا اصل معنی ہے۔ پھر یہ خوب گڑگڑا کر دعا کیلئے استعمال ہونے لگا۔ خواہ اس میں لعنت تلعن نہ ہو۔ روایت میں ہے کہ جب ان کو مباہلہ کی دعوت دی گئی تو انہوں نے کہا ہم غور وفکر کر لیں۔ چنانچہ عاقب جو صاحب رائے تھا اس نے کہا اے عیسائیو! تم قسم بخدا جان چکے کہ محمد ﷺ نبی مرسل ہیں اور جب کسی قوم نے کسی پیغمبر سے مباہلہ کیا تو انکا بڑا بچا اور نہ چھوٹا۔ اگر تم نے مباہلہ کیا تو تم ضرور ہلاک ہو جاؤ گے۔ پس اگر تم اپنے دین کی محبت میں انکار کرتے ہو تو ان سے معاہدۂ صلح کر کے اپنے علاقے کی طرف لوٹ چلو۔ پس وہ رسول ﷺ کی خدمت میں۔ اس حالت میں آئے کہ آپ نے حسین کو گود میں اٹھایا ہوا تھا اور حسن کا ہاتھ پکڑنے والے تھے فاطمہ آپ کے پیچھے چلنے والیں تھی جبکہ علی ان کے پیچھے تھے۔ اور آپ کہہ رہے تھے۔ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ اس پر نجران کے پادری نے کہا اے وفد نجران! میں اپنے سامنے ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو انکی دعا سے پہاڑ اپنی جگہ سے زائل ہو جائے گا۔ پس تم ان سے مباہلہ نہ کرو۔ ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور سطح زمین پر کوئی ایک عیسائی بھی باقی نہ رہے گا۔ اس پر عیسائیوں نے کہا اے ابوالقاسم! ہم نے رائے قائم کی ہے کہ مباہلہ نہ کریں نبی اکرم ﷺ نے دو ہزار حُلّے ہر سال ادا کرنے پر ان سے صلح کر لی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اہل نجران پر ہلاکت لٹک رہی تھی۔ اگر وہ مباہلہ کرتے تو مسخ ہو کر بندر و سور بن جاتے۔ (ابو نعیم بالرواۃ المتر و کین و المتھمین بالکذب)

## اہم سوالات کے جوابات:

**سوال**: مباہلہ تو آپ اور آپ کے جھٹلانے والوں کے درمیان تھا پھر ابناء ونساء کو کیوں شامل کیا۔

**جواب**: ابناء ونساء کو اس لئے ملایا تا کہ آپکی اپنے دعویٰ کے متعلق سچائی اور پختگی خوب واضح ہو جائے۔ کہ آپ نے اپنے جگر پارے اور اعزہ کو بھی پیش کرنے سے دریغ نہ کیا اور فقط اپنے آپ کو ہی پیش نہیں کیا۔ کیونکہ آپ کو اپنے مخالف کے بمعہ اعزہ واقارب ہلاک ہونے کا یقین تھا۔ اگر مباہلہ پیش آتا۔

**سوال**: اعزہ میں سے ابناء ونساء کو خاص کیوں کیا؟

**جواب**: کیونکہ وہ اہل میں سب سے زیادہ پیارے اور دلوں میں محبوب ہوتے ہیں۔

**سوال**: انفس سے نساء اور ابناء کو پہلے کیوں لائے؟

**جواب**: ان کے مرتبہ ومقام پر متنبہ کرنے کیلئے

اس میں آپ کی نبوت کی سچائی کی واضح دلیل ہے کیونکہ مخالف وموافق کسی سے بھی یہ مروی نہیں کہ انہوں نے اس کو قبول کیا ہو۔

فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (پھر ہم اپنے اور تم میں سے جو عیسیٰ کے معاملہ میں جھوٹے ہوں ان پر لعنت بھیجیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ

آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب آ جاؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ کہ ہم عبادت نہ کریں

اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ

مگر اللہ کی، اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم آپس میں کوئی کسی دوسرے کو رب

اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾

نہ بنائے، سو اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

نحو : نَبْتَهِلْ اور نَجْعَلْ یہ دونوں جملے نَدْعُ پر معطوف ہیں۔

۶۲: اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ اِنَّ هٰذَا (بیشک یہ واقعہ عیسیٰ علیہ السلام جو آپ کو بیان کیا گیا۔ لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ (البتہ سچا واقعہ ہے)

نحو : هُوَ، اِنَّ کے اسم وخبر کے درمیان ضمیر فصل ہے۔ یا ھو مبتداء اور القصص الحق خبر ہے اور جملہ ان کی خبر ہے۔ ضمیر فصل پر لام کا داخلہ درست ہے کیونکہ یہ لام خبر پر جب داخل ہو سکتی ہے تو ضمیر فاصل پر بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ کیونکہ وہ ضمیر مبتداء سے خبر کی بنسبت قریب تر ہے اور اصل قاعدہ تو یہ ہے کہ یہ لام مبتداء پر داخل ہو۔

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ (اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے)

نحو : مِنْ یہاں اِلٰهٍ پر داخل ہونے کے باوجود کلام میں استغراق کا اسی طرح فائدہ دے رہا ہے جیسا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اللہ مبنی بالفتح ہے۔ یہاں مقصود تثلیث کے سلسلہ میں نصاریٰ کی تردید ہے۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ (بیشک اللہ تعالیٰ البتہ زبردست ہے انتقام میں) اور الْحَكِيْمُ (حکمت والا ہے) تدبیر احکام میں۔

۶۳: فَاِنْ تَوَلَّوْا ۔ (پس اگر وہ اعراض کریں اور قبول نہ کریں) فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ۔ (پس اللہ تعالیٰ فسادی لوگوں کو خوب جاننے والا ہے) اس میں ان کو اس عذاب سے ڈرایا گیا جو اس آیت میں مذکور ہے۔ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (النحل ۸۸)

۶۴: قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ (کہہ دیں اے اہل کتاب) اہل کتاب سے تورات وانجیل والے ہر دو مراد ہیں یا صرف وفد نجران یا یہود مدینہ۔ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ سواء مصدر بمعنی اسم فاعل ہے یعنی برابری والا یعنی ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے تمہارے درمیان برابری والی ہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ارباب کا معنی:

بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ (ہمارے اور تمہارے درمیان) جس میں قرآن مجید اور تورات وانجیل مختلف نہیں ہیں۔کلمہ کی تفسیر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر)۔یعنی اس بات کی طرف آؤ۔تاکہ ہم عزیرابن اللہ اور مسیح ابن اللہ نہ کہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک ہمارے جیسا انسان ہے اور ہم اپنے پادریوں کی ان چیزوں میں اتباع نہ کریں جوانہوں نے اپنی طرف سے تحریم وتحلیل کے سلسلہ میں بنا رکھی ہیں اور ان میں شرع کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم انکی عبادت تو نہیں کرتے تھے۔آپ نے فرمایا تم بتلاؤ کہ وہ تمہارے لئے چیزوں کو حلال وحرام کرتے ہیں اور تم انکی بات اختیار کرتے ہو۔آپ نے فرمایا یہی تو رب بنانا ہے۔(ترمذی)

فَاِنْ تَوَلَّوْا (اگر وہ توحید سے منہ موڑلیں) فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (تو تم انہیں کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم تو فرماں بردار ہیں) یعنی میں نے تم پر حجت تمام کردی پس اب تم پر واجب ہو گیا کہ تم یہ اعتراف کرو اور مان لو کہ ہم تمہارے سواء فرمان برداری اختیار کرنے والے ہیں۔

یہ اسی طرح ہے جیسا کہ جدال ومصارعت میں غالب مغلوب کو کہتا ہے۔اعترف بانی انا الغالب تو مان لے کہ میں غالب ہوں اور تو غلبہ میرے سپرد کردے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یٰٓاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَمَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰىةُ

اے اہل کتاب تم کیوں حجت کرتے ہو ابراہیم کے بارے میں، حالانکہ نہیں اتاری گئی توریت

وَالۡاِنۡجِیۡلُ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۵﴾ هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ

اور انجیل مگر ان کے بعد، کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو، اے لوگو! تم ایسے لوگ ہو

حَاجَجۡتُمۡ فِیۡمَا لَكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡمَا لَیۡسَ لَكُمۡ

جنہوں نے اس چیز میں جھگڑا کیا جس کا تمہیں کچھ علم تھا۔ پھر تم کیوں حجت کرتے ہو اس بات میں جس کا تمہیں

بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبۡرٰهِیۡمُ

علم نہیں ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ نہیں تھے ابراہیم

یَهُوۡدِیًّا وَّلَا نَصۡرَانِیًّا وَّلٰكِنۡ كَانَ حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ

یہودی اور نصرانی، لیکن وہ حق کو اختیار کرنے والے فرمانبردار تھے۔ اور مشرکین

مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوۡلَی النَّاسِ بِاِبۡرٰهِیۡمَ لَلَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُ

میں سے نہ تھے، بلاشبہ انسانوں میں ابراہیم کے ساتھ سب سے زیادہ قریب تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کا اتباع کیا

وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۸﴾

اور یہ نبی ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سب مؤمنین کا ولی ہے۔

## ردِ نصاریٰ کا دیگر انداز:

۶۵: یٰٓاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَمَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰىةُ وَالۡاِنۡجِیۡلُ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ۔ (اے اہل کتاب تم ابراہیم علیہ السلام کے متعلق کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات وانجیل تو ان کے بعد اتریں) دراصل یہود ونصاریٰ میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ ابراہیم علیہ السلام ان میں سے تھے۔ اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین سے اس سلسلہ میں مجادلہ کیا۔ اس پر ان کو کہا گیا۔ کہ یہودیت کا وجود تو نزول تورات کے بعد ہوا جبکہ نصرانیت انجیل کے آنے کے بعد پیدا ہوئی۔ اور موسیٰ وابراہیم علیہما السلام کے مابین ایک ہزار سال کا فاصلہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان دو ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام اس دین پر کس طرح ہو سکتے ہیں جو ان کے سینکڑوں سال بعد بنا ہو۔ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ۔ (کیا تم عقل نہیں رکھتے) کہ اس قسم کا ناممکن قول اپنی زبانوں پر لاتے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۶۶: هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (دیکھو ایسی بات میں تو تم نے جھگڑا کیا ہی تھا جس کا تمہیں کچھ علم بھی تھا۔ (اس چیز میں جس کا تمہیں علم ہے) یعنی تورات وانجیل میں ان کو ذکر کر دیا گیا۔ پھر کیوں جھگڑتے ہو اس بات میں جس کا تمہیں علم نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے)

## نحوی تحقیق:

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ (خبردار تم وہ لوگ ہو) نحو: ھا یہاں تنبیہ کیلئے ہے۔ اَنْتُمْ مبتداء اور هٰٓؤُلَآءِ اسکی خبر ہے۔

حاججتم: نحو: یہ جملہ مستانفہ ہے جسکی بناء پہلے جملے پر ہے کہ تم ایسے احمق لوگ ہو۔ تمہاری حماقت اور قلت عقل اس انداز کی ہے کہ تم مسلمانوں سے مجادلے پر اترے ہوئے ہو۔ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ (اس چیز میں جس کا تمہیں علم ہے) یعنی تورات و انجیل میں ان کو ذکر کر دیا گیا۔ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ (ان چیزوں کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں علم نہیں) اور نہ ہی انکا تذکرہ تمہاری کتاب میں موجود ہے جیسے دین ابراہیم علیہ السلام

نحو: یہ بھی کہا گیا کہ هٰٓؤُلَآءِ۔ الَّذِيْنَ کے معنی میں ہے۔ اور حَاجَجْتُمْ یہ اسکا صلہ ہے قراءت ابوعمرو اور مدنی نے هٰٓاَنْتُمْ کو پورے قرآن میں مد کے ساتھ بغیر ہمزہ کے پڑھا ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے وہ بات جس میں تم حجت بازی کررہے اور تم اس سے ناواقف ہو) اگلی آیات میں ان کے دین سے براءت کا اس طرح اظہار کیا گیا۔

۶۷: مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (کہ ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ حنیف مسلم تھے اور مشرکین میں سے بھی نہ تھے) گویا یہاں مشرکین سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ کیونکہ وہ عزیر و مسیح کو الوہیت میں شریک کرتے تھے۔ یا معنی یہ ہے کہ وہ مشرکین میں سے نہ تھے جیسا کہ یہود و نصاریٰ میں سے نہ تھے۔

## ابراہیم علیہ السلام کے قریب ترین:

۶۸: اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (لوگوں میں ابراہیم سے قریب تر اور ان کے ساتھ خاص البتہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انکی ان کے زمانہ یا بعد میں اتباع کی اور یہ پیغمبر اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا کارساز و مددگار ہے)۔ اَوْلٰى یہ الوَلْيُ سے ہے۔ جس کا معنی قرب ہے۔ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ (البتہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انکی ان کے زمانہ یا بعد میں اتباع کی)۔

وَهٰذَا النَّبِيُّ (اور یہ پیغمبر) خاص طور پر۔ آپ کا خاص طور پر تذکرہ فضیلت میں خاص ہونے کی وجہ سے ہے۔ مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اور وہ لوگ جو ایمان لائے) یعنی انکی امت میں سے۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا کارساز و مددگار ہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَدَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ

اہل کتاب کی ایک جماعت نے اس بات کی خواہش کی کہ کسی طرح تمہیں گمراہ کر دیں۔ اور وہ گمراہ نہیں کرتے

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۞ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ

مگر اپنے ہی نفسوں کو اور وہ نہیں سمجھتے، اے اہل کتاب تم کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی

اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۞ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

آیات کے ساتھ، حالانکہ تم اقرار کرتے ہو، اے اہل کتاب تم حق کو باطل کے ساتھ کیوں مخلوط کرتے ہو

وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ ع ۸ ۷ ۱۵

اور حق کو چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو۔

## یہود کے طرزِ عمل کی مذمت:

۶۹: وَدَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ۔ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ۔ (اہل کتاب کا ایک گروہ چاہتا ہے کہ کاش وہ تمہیں گمراہ کردیں حالانکہ وہ اپنے آپ کو گمراہ کرنے والے ہیں اوران کو اس کا شعور بھی نہیں) طائفہ سے مراد یہود ہیں انہوں نے عمار، حذیفہ معاذ رضی اللہ عنہم کو یہودیت کی طرف بلایا۔ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ۔ (حالانکہ وہ اپنے آپ کو گمراہ کرنے والے ہیں) یعنی انکی گمراہی کا وبال ان پر پڑے گا۔ کیونکہ ان کے اضلال اور ضلال کی وجہ سے عذاب دوگنا کردیا جائے گا۔ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (اوران کو اسکا شعور بھی نہیں)۔

## منکرین نبوت کو خطاب:

۷۰: يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۔ (اے اہل کتاب تم اللہ کی آیات کا کیوں انکار کرتے ہواور تم گواہی دیتے ہو) آیات سے مراد تورات وانجیل ہیں۔ اوران کے ساتھ کفر سے مراد یہ ہے کہ وہ ان کتابوں کی ان باتوں کو نہیں مانتے تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے صحیح ہونے پر دلالت کرنے والی تھیں۔ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۔ (حالانکہ تم گواہی دیتے ہو) یعنی یہ اعتراف کرتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں۔ یا تم قرآن کا انکار کرتے ہو۔ اور نبوت کے دلائل کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ آپ کی تعریف دونوں کتابوں میں موجود ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی تمام آیات کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ برحق ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ

اور کہا اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہ ایمان لاؤ اس پر جو نازل کیا گیا مسلمانوں

اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا

پر دن کے شروع حصہ میں، اور منکر ہو جاؤ دن کے آخر حصہ میں امید ہے کہ یہ لوگ واپس لوٹ آئیں۔ اور اقرار مت کرنا

اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰۤى اَحَدٌ

مگر ایسے شخص کے سامنے جو تمہارے دین کا تابع ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ ہدایت وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہے۔ یہ باتیں تم اس لئے کرتے ہو کہ کسی

مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ

دوسرے کو ایسی چیز مل رہی ہے جو تمہیں دی گئی یا اس لئے کہ وہ تم پر دلیل میں غالب ہو جائیں گے تمہارے رب کے پاس۔ آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ فضل

بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ اسے عطا فرماتا ہے جسے چاہے اور اللہ واسع ہے خوب جاننے والا ہے۔ وہ مخصوص فرماتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ

مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾

جس کو چاہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

## تفسیر آیت ۷۱:

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (اے اہل کتاب تم کیوں حق کو باطل سے ملاتے ہو) عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام پر ایمان کو محمد ﷺ کے انکار کے ساتھ ملاتے ہو۔ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ (اور تم حق کو چھپاتے ہو) یعنی محمد ﷺ کی تعریف وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (حالانکہ تم جانتے ہو) کہ وہ سچے ہیں۔

## یہود دیانہ چال:

۷۲: وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۔ (اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا) اپنے درمیان۔ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (تم اس پر ایمان لاؤ۔ جو ان لوگوں پر اتارا جائے) یعنی قرآن وَجْهَ النَّهَارِ (دن کی ابتداء میں) یعنی شروع دن میں جو قرآن مسلمانوں پر اترے اس پر ایمان ظاہر کرو۔ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ (اور دن کے آخر میں اسکا انکار کردو) لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۔ (شاید کہ مسلمان لوٹ جائیں) یعنی



BestUrduBooks.wordpress.com

مسلمان یہ کہنے لگیں کہ یہ اہل کتاب اور اہل علم ہو کر اس کو چھوڑ رہے ہیں ان کو اس میں خرابی معلوم ہوئی ہوگی۔ پس اس طرح کرنے سے یہ بھی اسلام سے لوٹ آئیں۔

## یہود کا جھوٹا زعم کہ تورات جیسی کتاب کسی کو نہیں مل سکتی:

۷۳: وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْيُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ (اور نہ تم اعتماد کرو مگر اسی کا جو تمہارے دین کی اتباع کرے۔ کہہ دیں بیشک حقیقی ہدایت اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے ایسی باتیں اس لیے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز مل رہی ہے جیسی تم کو ملی تھی)

## وَلَا تُؤْمِنُوْٓا پہلا مطلب:

نحو: وَلَا تُؤْمِنُوْا کا تعلق اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ سے ہے۔ اور ان کے درمیان جملہ معترضہ ہے اب معنی یہ ہوگا اپنے ایمان کو اپنے اہل دین کے سواء اور کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ اس طرح کہ کسی کو تم جیسی کتاب مل سکتی ہے۔ مقصد ان کا یہ تھا کہ اپنی اس بات کو خفیہ رکھو کہ مسلمانوں کو بھی تم جیسی کتاب مل گئی ہے اور یہ راز فقط انہی کے سامنے افشا کرو جو تمہارے خاص گروہ کے لوگ ہوں۔ مسلمانوں کو مت بتا دینا کہیں وہ اسلام پر زیادہ پختہ نہ ہو جائیں۔ اور نہ ہی یہ راز مشرکین کے سامنے ظاہر کرنا تاکہ مسلمان ان کو اسلام کی طرف دعوت نہ دینے لگیں۔ اَوْيُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ (یا وہ حجت میں تم پر غالب آجاویں تمہارے رب کی نزدیک)۔

## دوسرا معنی:

نحو: اَنْ يُّؤْتٰٓى پر عطف ہے اور اَوْيُحَآجُّوْكُمْ کی ضمیر اَحَدٌ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اَحَدٌ اگرچہ واحد ہے مگر معنی جمع ہے کیونکہ دائرۂ نفی میں واقع ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اپنے لوگوں کے سواء دوسروں پر اعتماد نہ کرنا کہ مسلمان تم پر حجت حق میں غالب آجائیں گے۔ اور جملہ معترضہ کا معنی یہ ہے کہ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے جو چاہے اس ہدایت کو اختیار کر کے اس پر ایمان لے آئے یا اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اور یہ اسی طرح ہوا۔ (مقصد یہ تھا کہ تم ہدایت پر نہیں ہو صرف حسد تمہیں اس مکاری پر آمادہ کر رہا ہے۔) مگر تمہاری یہ مکاری اور حیلہ بازی اور مسلمانوں کی تصدیق سے رکنا اور مشرکین کو روکنا فائدہ نہ دے گا۔ یہ اس طرح ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا۔ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (کہہ دیں کہ بیشک فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنا فضل عنایت کرتا ہے) فضل سے مراد ہدایت وتوفیق ہے۔

## تفسیر معنی و مطلب:

یا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ پر کلام تام ہو گیا۔ اب مطلب یہ ہوا کہ تم یہ ظاہری ایمان جو شروع دن میں لاتے ہو مت لاؤ مگر ان لوگوں کے سامنے جو پہلے تمہارے دین کے پیروکار تھے پھر انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ کیونکہ ان کے اسلام سے پھر جانے کی دوسروں کی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ

اور اہل کتاب میں بعض ایسے ہیں کہ ان کے پاس اگر بہت زیادہ مال امانت رکھ دو گے تو وہ تمہاری طرف ادا کر دیں گے اور ان میں

مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ

ایسے ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک دینار امانت رکھ دو گے تو تمہاری طرف ادا نہیں کریں گے مگر یہ کہ تم برابر سر پر کھڑے رہو

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ ان پڑھوں کے بارے میں ہم پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے اور وہ اللہ پر

الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾

جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں، ہاں جس نے اپنے عہد کو پورا کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ متقیوں کو دوست رکھتا ہے۔

بنسبت زیادہ امید ہے۔ اور اَنْ يُّؤْتٰٓى کا معنی لِاَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ تم اس لئے جلتے ہو کہ دوسروں کو اسی جیسی کتاب دی گئی جیسی تمہیں دی گئی۔ تم نے یہی بات کہی اور اسی خاطر تدبیر کرتے ہو اور کوئی غرض نہیں۔ بس حسد و بغض ہے، جو تمہارے اندر ہے۔ اس بناء پر کہ کسی کو اس جیسی کتاب اور علم میسر ہو جو تمہیں ملا ہے۔ اور اسی بات نے تمہیں اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا۔ جو تم نے کہی ابن کثیر کی قراءت مد اور استفہام کے ساتھ اس پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی الا ان یوتی احدٌ مثل ما اوتیتم من الکتاب تحسد و نهم۔ کیا اب کسی کو اس جیسی کتاب دی گئی جیسی کتاب تمہیں ملی۔ کہ تم ان پر حسد کرتے ہو۔ (یعنی اس جیسی کتاب کسی کو کب مل سکتی ہے) اس صورت میں اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ کا معنی یہ ہوگا کہ تم نے ساری تدبیر اسی خاطر کی ہے کہ کسی کو تم جیسی کتاب دے دی گئی۔ یا ابھی تک تمہارے انکار کی وجہ سے تمہارے رب کے ہاں انکی حجت بازی تمہارے ساتھ متعلق نہیں ہوئی۔

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ (اللہ تعالیٰ وسیع رحمت والے ہیں) عَلِيْمٌ۔ (مصلحتوں کو جاننے والے ہیں)

### شاہی اعلان:

۷۴: يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (وہ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتے ہیں خاص کرتے ہیں) رحمت سے مراد یہاں نبوت یا اسلام ہے۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والے ہیں)۔

### یہود میں امین اور خائن طبقہ:

۷۵: وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ (اہل کتاب میں بعض ایسے لوگ ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک خزانہ امانت رکھیں وہ اس کو تمہیں ادا کر دیں) وہ عبداللہ بن سلامؓ ہیں کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

انہوں نے قریش کے ایک آدمی سے بارہ سو اوقیہ سونا لیا۔ انہوں نے واپس ادا کر دیا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ (ان میں بعض وہ ہیں کہ اگر تم ان کو ایک دینار بطور امانت دو تو بھی تمہیں ادا نہ کریں) اسکا مصداق فخاص بن عاز وراء تھا کہ جس کے پاس ایک قریشی نے ایک دینار بطور امانت رکھا تو اس نے انکار کر دیا۔ اور کھا پی گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ یہود میں غلبہ خیانت کی وجہ سے امین قلیل اور نصاریٰ میں غلبۂ امانت کی وجہ سے خائن قلیل ہیں۔ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا (مگر اتنی مدت کہ تم اس پر ہیشگی کرو) یا صاحب حق اسکے سر پر مسلط رہے۔ اور اس کو لازم پکڑ لے۔

قراءت: يُؤَدِّهٖٓ اور لا يُؤَدِّهٖٓ۔ ھا کے کسرہ کو اشباع کے ساتھ مکی، شامی، نافع، علی اور حفص نے پڑھا ہے۔ جبکہ ابو عمرو کی ایک روایت میں اختلاس اور دوسروں نے سکون ھا ء سے پڑھا ہے۔ ذٰلِكَ کا مشارٌ الیہ ترک اداء ہے۔ جس پر لا يُؤَدِّهٖٓ دلالت کر رہا ہے۔ بِاَنَّهُمْ یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں۔ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ یعنی انہوں نے ادائیگی حقوق اس وجہ سے ترک کی ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ (کہ ان پڑھوں کا مال کھانے میں ہمیں کچھ گناہ نہیں) مقصد انکا یہ تھا کہ جو اہل کتاب نہیں ہم انکا مال کھائیں۔ ان کو نقصان پہنچائیں ہمیں کچھ گناہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ ہمارے دین پر نہیں وہ اپنے مخالفین پر ظلم کو حلال قرار دیتے اور کہا کرتے تھے۔ ہماری کتاب میں اس کو حرام قرار دیا دیا گیا۔ (بقول کسے۔ رام، رام جپنا پرایا مال اپنا یہ انکا مذہب تھا) یہ بھی کہا گیا کہ بعض یہود نے کسی قریشی سے سودا کیا۔ جب وہ قریشی مسلمان ہو گئے تو انہوں نے مال کا تقاضہ کیا تو یہود نے کہا تمہارا ہمارے ذمہ کوئی حق نہیں اس لئے کہ تم نے اپنا دین چھوڑ دیا اور کہنے لگے کہ یہ ہماری کتاب کا مسئلہ ہے۔ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ (وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں) یہ دعویٰ کر کے کہ یہ بات انکی کتاب میں موجود ہے۔ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (حالانکہ وہ جانتے ہیں) کہ وہ جھوٹے ہیں۔

## دعویٰ بے گناہی کی تردید:

۷۶: بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ بَلٰى (کیوں نہیں) ان پڑھوں کا مال کھانے میں بے گناہی کے دعویٰ کی تردید ہے۔ کہ ان پر ضرور گناہ ہوگا۔ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى جو شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور اللہ سے ڈرے یہ جملہ مستانفہ ہے یہ اس جملہ کیلئے دوبارہ لایا گیا۔ جس کے قائم مقام بَلٰى ہے۔ بِعَهْدِهٖ کی ضمیرہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔ یعنی ہر وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو پورا کیا اور اس سے ڈرا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو متقی لوگ پسند ہیں۔

نکتہ: یہاں ضمیر هم کی بجائے الْمُتَّقِيْنَ۔ اسم ظاہر کو لائے پھر ضمیر کا مرجع خاص مَنْ تھا۔ اسکی بجائے متقین کو عام کر دیا۔ تاکہ اس میں ایمان اور دیگر تمام صالحات داخل ہو جائیں اور کفر وغیرہ اور دیگر برے اعمال جن سے بچنا ضروری ہے۔ ان سے پرہیز کو بھی تقویٰ میں شامل کر دیا۔

## تارکین خیانت اللہ کو پسند ہیں:

دوسرا قول یہ ہے کہ عبداللہ بن سلامؓ اور انہی جیسے اہل کتاب میں سے ایمان لانے والے اس سے مراد ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ضمیر مَنْ اَوْفٰى کی طرف لوٹانی جائز ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر وہ شخص جس نے اس معاہدہ کو پورا کیا جو اللہ تعالیٰ سے کر رکھا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ

بے شک اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے مقابلہ میں جو لوگ حقیر معاوضہ لیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں

لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا

کوئی حصہ نہیں اور نہ ان سے اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ ان کو پاک

يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٧﴾ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ

فرمائے گا اور ان کے لئے عذاب ہے دردناک۔ اور بلاشبہ ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو اپنی زبانوں

لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

کو موڑ کر کتاب بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم اس کو کتاب سے سمجھو حالانکہ وہ کتاب سے نہیں ہے، اور وہ

وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٨﴾

کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے پاس سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں ہے، اور وہ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

اور ترک خیانت وغدر میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتے ہیں۔

۷۷: اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ، وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

شانِ نزول: یہ ان لوگوں کے بارے میں اتری جنہوں نے تورات کی تحریف کی۔ اور جن یہود نے آپ کی صفات تورات میں بدل ڈالیں۔ اور اس پر رشوت وصول کی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ (بیشک وہ لوگ جو تبدیل کرتے ہیں) بِعَهْدِ اللّٰهِ (اللہ کے اقرار کو) جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رسول مصدق پر ایمان لانے کے سلسلہ میں کر رکھا ہے۔ وَاَيْمَانِهِمْ (اور اپنی قسموں کو) اور اس پر ایمان لانے کے سلسلہ میں جو حلف دے رکھا ہے۔ کہ قسم بخدا ہم اس پر ضرور ایمان لائیں گے اور انکی نصرت کریں گے۔ ثَمَنًا قَلِيْلًا (تھوڑی قیمت) یعنی دنیا کا سامان، سرداری، رشوت وغیرہ اور اسی طرح کی دیگر چیزیں۔

نحو: بِعَهْدِ اللّٰهِ سے یہ بات مزید پختہ ہو جاتی ہے کہ بِعَهْدِهٖ کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کریں گے) جس سے انکو خوشی ہو۔ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اور نہ انکی طرف قیامت کے دن توجہ فرمائیں گے) نظر سے مراد نظر رحمت ہے۔ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ۔ (اور نہ انکی تعریف فرمائیں گے) وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (ان کیلئے دردناک عذاب ہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ

کسی بشر سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ اسے کتاب حکمت اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے یوں کہے

لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ

کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، اور لیکن وہ یہ کہے گا کہ تم اللہ والے ہو جاؤ اس وجہ سے

تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا

کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس وجہ سے کہ تم پڑھتے ہو۔ اور وہ تمہیں یہ حکم نہیں دے گا

الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ ع ۸ ۹ ۱۶

کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب بنا لو، کیا وہ تم کو کفر کا حکم دے گا۔ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔

## ایک اور یہودی چال:

۷۸: وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ وَاِنَّ مِنْهُمْ (اور بیشک ان میں سے) ھم سے مراد اہل کتاب ہیں۔ لَفَرِيْقًا (ایک گروہ ایسا ہے) وہ کعب بن اشرف، مالک بن صیف حیی بن اخطب وغیرہ ہیں۔ يَلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ (وہ اپنی زبانوں کو کتاب کے ساتھ موڑتے ہیں) اپنی قراءت کے ساتھ ان کو صحیح سے محرف کی طرف بدل دیتے ہیں۔ اَللَّيُّ۔ بٹنا اور وہ پھیرنے کو کہتے ہیں۔ مراد انکا تحریف کرنا ہے۔ مثلاً آیت رجم اور صفات محمد ﷺ اور اسی طرح کی دیگر امثلہ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ (تا کہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں وہ کتاب میں سے ہے) ہٗ کی ضمیر اسکی طرف لوٹتی ہے جس پر يَلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ کی دلالت ہے۔ اور وہ محرف شدہ مضامین ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ یہ مراد لی جائے کہ کتاب کے ہم شکل مضامین کیلئے وہ اپنی زبانیں موڑتے ہیں تا کہ تم ان مضامین کو کتاب میں سے خیال کرو۔ الکتاب سے مراد تورات ہے۔ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ (حالانکہ وہ تورات سے نہیں) وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (وہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے) یہ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کی تاکید ہے اور انکی مزید مذمت کے لئے لائی گئی ہے۔ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ (حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں)

## معبودیت مسیح کا رد:

۷۹: مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ۔ (کسی انسان کے لئے مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو



BestUrduBooks.wordpress.com

کتاب دے) اس آیت میں عبادت عیسیٰ کا جو دعویٰ انہوں نے کیا تھا اسکی تکذیب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کو اسی طرح سلام کرتے ہیں جیسا کہ ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ کیا آپ کو سجدہ نہ کیا کریں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے سجدہ مناسب نہیں۔ لیکن اپنے پیغمبر کا احترام کرو اور ان کے اہل کا حق پہچانو!

(واحدی فی اسباب النزول)

وَالْحُكْمَ (اور حکمت) اور مراد اس سے سنت یا معاملات کے فیصلے۔ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ اور نبوت دے پھر وہ کہنے لگے۔ يَقُوْلَ کا عطف يُّؤْتِيَهُ پر ہے۔ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ (لوگوں کو کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے تم ربانیین بن جاؤ)۔

## ربانی کون ہیں؟

الربانی یہ رب سے اسم منسوب ہے۔ الف نون اس میں زائد لگا ہے۔ ربانی اس شخص کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اور اسکے دین کی اطاعت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہو۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات ہوئی تو محمد بن حنفیہ نے کہا مات ربّانیُّ هذه الامة اس امت کا ربانی مر گیا۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ ربانیین علماء و فقہائے امت کو کہتے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے۔ علمائے معلمین مراد ہیں۔ ایک اور قول یہ ہے کہ ربانی عالم باعمل کو کہتے ہیں۔ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ۔

قراءت: کوفی و شامی نے اسی طرح پڑھا۔ دیگر قراء نے تخفیف سے پڑھا۔ تُعَلِّمُوْنَ کا معنی دوسروں کو پڑھانے والے ہو۔

## علم والے ہو تو عمل والے بنو:

(وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ) اور اس سبب سے کہ تم پڑھتے ہو مطلب یہ ہے اس وجہ سے کہ تم علم والے ہو اور اس وجہ سے کہ علم خود پڑھنے والے ہو یہ ربانیت یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہنے کی قوت۔ تعلّم و تعلیم ہی کی وجہ سے تھی۔ اور اس انسان کی بد نصیبی کیلئے اتنی بات کافی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالا اور اپنی روح کو تکلیف دی تا کہ اپنے اندر علم کو جمع کر لے پھر اس علم کو ذریعہ عمل نہیں بنایا۔ اسکی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی نے پر رونق خوبصورت درخت لگایا مگر اسکے پھل سے فائدہ نہ اٹھایا۔

دوسرا معنی یہ بھی کیا گیا کہ تدرسونه علی الناس۔ تم وہ لوگوں کو پڑھاتے ہو۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ (الاسراء آیت:۱۰۶) پس تدرسون کا معنی پڑھانا ہے۔ جیسا ابن جبیر کی قراءت میں ہے۔

۸۰: وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

## مَاكَانَ کو نفی میں تاکید کے لئے لائے:

نحو: وَلَا يَاْمُرَكُمْ (اور نہ یہ بات بتلا دیگا کہ تم) یہ نصب کے ساتھ ثم یقول پر عطف ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ لا کو ما کان لبشرٍ کی نفی میں تاکید پیدا کرنے کیلئے لا یامرکم پر بڑھا دیا ہے۔ اب مطلب یہ ہے کہ کسی ایسے انسان کو مناسب نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نبوت پر فائز کرے اور عبادت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنے اور شرکاء کو ترک کرنے کی توفیق دیدیں۔ تو پھر وہ لوگوں کو



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں جو کچھ بھی تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ

پھر آ جائے تمہارے پاس رسول جو تصدیق کرنے والا ہو اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا

ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا

کیا تم نے اقرار کر لیا اور تم نے اس پر میرا مضبوط عہد قبول کر لیا؟ انہوں نے کہا ہاں ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا سو تم گواہ رہو

وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں، پھر جو شخص اس کے بعد روگردانی کرے گا سو یہی لوگ

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

نافرمان ہیں۔

حکم دینے لگے کہ وہ اسکے بندے اور عابد بن جائیں اور وہ یہ حکم دینے لگے کہ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا (کہ تم ملائکہ اور انبیاء کو رب بنالو) یہ اسی طرح ہے جیسا محاورہ میں کہتے ہیں۔ ما کان لزید ان اکرمه ثم یهيننی ولا یستخف بی۔ زید کو مناسب نہیں کہ میں اسکا اکرام کروں اسکے باوجود پھر وہ میری توہین و تخفیف کرے۔ یعنی اکرام کے ہوتے ہوئے توھین و تخفیف روا نہیں۔

## قراءت رفع کا معنی:

اگر رفع والی قراءت ہو وَلَا يَاْمُرُكُمْ جیسا کہ حجازی، ابو عمرو علی نے پڑھا ہے تو اس صورت میں یہ ابتدائی کلام ہے اور اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ (کیا وہ تم کو کفر کی بات بتادیگا) کی ہمزہ استفہام انکاری کیلئے ہوگی اور لَا يَاْمُرُكُمْ اور اَيَاْمُرُكُمْ کی ضمائر فاعلیہ بشیر کی طرف لوٹیں گی یا اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹیں گی۔

مطلب یہ ہوا کہ تعجب ہے کہ وہ تم کو کفر کا حکم دے۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (اسکے بعد کہ تم مسلمان ہو) یہ آیت کا حصہ دلالت کر رہا ہے کہ مخاطبین مسلمان تھے اور وہ وہی لوگ تھے جنہوں نے سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی۔

## تذکرۂ میثاق النبیین اور دو تفسیریں:

۸۱: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

(جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے پختہ وعدہ لیا کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم دوں) یہ آیت انبیاء علیہم السلام سے میثاق لینے کے سلسلہ میں اپنے ظاہر پر ہے۔

پہلی تفسیر: اولاد کا لفظ میثاق کے بعد محذوف ہے کہ اولاد انبیاء یعنی بنی اسرائیل مراد ہیں اس صورت میں لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ میں لام تمہید قسم کیلئے ہے۔ کیونکہ میثاق لینے کا معنی ہی قسم لینا ہے اور لَتُؤْمِنُنَّ کی لام جواب قسم کے لئے ہے۔ مَا شرطیہ اور لَتُؤْمِنُنَّ شرط و قسم دونوں کا جواب ٹھہرا۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے قسم لے لی تھی کہ اگر میں تم کو کتاب عطاء کروں پھر اس کتاب کی تصدیق کرنے والا رسول تمہارے ہوتے ہوئے آجائے تو تم اسکی تصدیق کرنا۔

نمبر۲۔ ما موصولہ ہو اور مِن كتاب اسکا صلہ اور لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ آخر تک خبر ہے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا تھا کہ جو کتاب میں نے تمہیں دی ہے اس پر تم ضرور ایمان لانا۔ ثُمَّ جَآءَكُمْ اسکا عطف صلہ پر ہے اور اسکی ضمیر ما محذوف کی طرف لوٹتی ہے۔ اور تقدیر عبارت اس طرح ہے ثم جاء کم به (پھر لایا تمہارے پاس وہ کتاب) رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ ایک ایسا رسول جو تصدیق کرنے والا ہے۔ اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے) لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ (تو تم اس رسول پر ضرور ایمان لانا) اور وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (اور تم ضرور اس رسول کی امداد کرنا) رسول سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ حمزہ کی قراءت میں لِمَا کی لام جارہ مکسورہ ہے۔ اور مَا، اَلَّذِيْ کے معنی میں ہے۔ یا مَا مصدر یہ ہے مطلب یہ ہوا اس لئے کہ میں نے تمہیں کتاب و حکمت دی پھر اس رسول کے آنے کی وجہ سے جو تصدیق کرنے والا ہے۔ اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے۔

دوسری تفسیر: لام تعلیلیہ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سے پختہ عہد لیا کہ تم رسول پر ضرور ایمان لانا اور انکی ضرور مدد کرنا اس لئے کہ میں نے تمہیں حکمت دی ہے اور وہ رسول جس پر ایمان لانے اور اسکی مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور وہ رسول جن پر ایمان کیلئے میں تمہیں حکم دے رہا ہوں۔ وہ تمہارے موافق ہیں مخالف نہیں۔

قراءت: اٰتَيْتُكُمْ کو مدنی نے اٰتَيْنَاكُمْ پڑھا ہے۔ قَالَ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ (کیا تم نے عہد قبول کر لیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا) عہد کو اصر کہا کیونکہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جن کو پختہ اور مضبوط کیا جاتا ہے۔ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا (انہوں نے کہا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تم ایک دوسرے پر اقرار میں گواہ ہو جاؤ)۔

## تاکید برائے احتیاط مزید:

وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں درحقیقت یہ تاکید کیلئے فرمایا تاکہ عہد کی خلاف ورزی سے وہ اور زیادہ محتاط رہیں جبکہ وہ یہ مانیں کہ یہ جان کر کہ اس پر تو ہم میں سے ہر ایک دوسرے پر گواہ ہے۔ اور خود ذات باری تعالیٰ بھی گواہ ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ۔

۸۲: فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (جو اس تاکید اور پختہ عہد کے بعد اس سے منہ موڑے گا) اور قبول کر لینے کے بعد اس عہد کو توڑ دے اور آنے والے پیغمبر پر ایمان سے اعراض کرے۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (وہ وہی فاسق ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کیا اللہ کے دین کے علاوہ کوئی دین تلاش کرتے ہیں حالانکہ وہ سب اس کے فرمانبردار ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں

طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

خوشی سے اور مجبوری سے۔ اور اسی کی طرف سب واپس ہوں گے۔ آپ فرما دیجئے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ نازل کیا گیا ہم پر

وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ

اور اس پر جو نازل کیا گیا ابراہیم پر اور اسمٰعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور ان کی اولاد پر

وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ

اور اس پر جو عطا کیا گیا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور تمام نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان بھی تفریق نہیں

مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ

کرتے اور ہم اس کے لئے فرمانبردار ہیں اور جو کوئی شخص اسلام کے علاوہ کسی دین کو طلب کرے گا تو ہرگز

يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

یعنی سرکش کفار ہیں۔

## دین اسلام کے ہوتے اور دین کی طلب نہیں ہوسکتی:

۸۳: اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ۔ یہاں ہمزہ استفہام انکاری کا فا عاطفہ پر داخل ہوا۔ جملہ کا عطف جملہ پر ہے۔ مطلب یہ ہوا۔ وہ وہی فاسق ہیں تبھی تو اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ اور دین کے متلاشی ہیں۔ پھر ہمزہ کو درمیان میں فا عاطفہ پر داخل کر دیا۔ تقدیر عبارت یہ ہے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ (کیا یہ اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کے طالب ہیں)

دوسری تفسیر: یہ کہ محذوف پر عطف ہو اور عبارت اس طرح ہو أيتولون فَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ (کیا وہ منہ موڑتے اور اللہ تعالیٰ کے دین کے سواء اور (دین کے) متلاشی ہیں) غیر دین اللہ مفعول ہے۔ اس کو اپنے فعل سے مقدم کیا کیونکہ وہ زیادہ اہم ہے۔ اس طرح کہ ہمزہ میں جو انکار ہے وہ معبود باطل کی طرف متوجہ ہونے والا ہے۔ (گویا یہ اشارہ کر دیا کہ دین اللہ کے ساتھ دوسرے دین کی طلب نہیں ہوسکتی) وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ (حالانکہ اسی ہی کے فرماں بردار ہیں جو آسمانوں میں ہیں) یعنی فرشتے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالْاَرْضِ (اور زمین میں) یعنی جن وانس طَوْعًا (مان کر) یعنی دلائل وانصاف کو سامنے رکھتے ہوئے۔ وَّکَرْهًا (مجبوری سے) تلوار کے ذریعہ یا عذاب کو آنکھوں سے دیکھ کر جیسے طور لٹکا کر۔ فرعون اور آل کا غرقاب ہوتے دیکھ کر یا موت کو جھانک کر۔ جیسا فرمایا فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا جب انہوں نے ہماری پکڑ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم تو اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کو مانتے ہیں۔

## نحو و قراءت:

نحو: حال ہونے کی بناء پر طَوْعًا اور کَرْهًا منصوب ہے۔ ای طائعین و مکرھین۔ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ (اسی کی بارگاہ میں ان کو لوٹایا جائے گا) پس وہ تمہارے اعمال کا بدلہ دیں گے۔

قراءت: يَبْغُوْنَ اور يُرْجَعُوْنَ دونوں میں حفص کے نزدیک یا پڑھیں گے۔ مگر ابو عمرو نے يُرْجَعُوْنَ کو تُرْجَعُوْنَ کیونکہ باغی ہی منہ موڑنے والے ہیں۔ اور لوٹنے والے تو تمام لوگ ہیں۔ باقی تمام قراء نے دونوں میں تا پڑھی ہے اور جیم پر فتحہ پڑھا ہے۔

۸۴: قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ (کہہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور جو ہم پر اتارا گیا) اس میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی طرف سے اور ایمان والوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی خبر دیں۔ اسی لئے قُلْ صیغہ واحد کا اور اٰمَنَّا میں جمع کا صیغہ اور ضمیر لائی گئی۔ یا اپنی طرف سے اس انداز سے بات کریں جیسے بادشاہ بات کرتے ہیں۔ یہ انداز اپنے پیغمبر کی قدر و منزلت کو بڑھانے کیلئے اختیار کیا گیا۔

## لطیف نکتہ:

اُنْزِلَ یہاں حرف عَلٰی جو استعلاء اور بلندی کو ظاہر کرتا ہے اس کے ساتھ متعدی کیا گیا۔ اور سورۂ بقرہ میں حرف اِلٰی جو انتہاء کیلئے آتا ہے۔ اس سے متعدی کیا گیا تاکہ دونوں معانی پائے جائیں وحی اترتی تو بلندیوں سے ہے۔ اور رسول تک ختم ہوتی ہے۔ کبھی ایک معنی ثابت کیا جبکہ دوسری مرتبہ دوسرا معنی۔

## ایک محل نظر قول:

صاحب لباب نے کہا کہ سورۂ بقرہ میں "قولوا" سے خطاب امت کو کیا گیا اور وہ خطاب الیٰ کے لفظ سے درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کتابیں انبیاء علیہم السلام اور انکی امتوں تک پہنچتی ہیں۔ اور یہاں قُلْ سے آنحضرت ﷺ کو خطاب ہے نہ کہ امت کو پس آپ کے مناسب علٰی کا لفظ تھا کیونکہ کتاب پیغمبر ﷺ پر اتری ہے امت کی اس میں شرکت نہیں۔ مگر انکی یہ بات محل نظر ہے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (آل عمران۔۷۲) یہاں اُنْزِلَ کو عَلٰی کے ساتھ ایمان والوں کیلئے ذکر کیا گیا۔ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ (اور جو اتارا گیا ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف) الاسباط سے اولاد یعقوب علیہ السلام میں جو پیغمبر ہوئے وہ مراد ہیں۔ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ (اور جو موسیٰ و عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام دیے گئے) سورۂ بقرہ میں وَمَآ اُوْتِيَ کو دوبارہ لایا گیا مگر یہاں لما



BestUrduBooks.wordpress.com

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ

اللہ کیونکر ہدایت دے اس قوم کو جنہوں نے اپنے ایمان کے بعد کفر اختیار کر لیا۔ حالانکہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ بلاشبہ رسول

حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ

حق ہے اور ان کے پاس واضح دلائل بھی آ گئے، اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ وہ لوگ ہیں

جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۷﴾ۙ

جن کی سزا یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی،

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ۙ اِلَّا

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا۔ اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی، سوائے

الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۫ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

ان لوگوں کے جنہوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور اصلاح کر لی تو بے شک اللہ غفور ہے

رَّحِيْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ

رحیم ہے۔ بیشک جن لوگوں نے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا پھر کفر میں بڑھتے رہے ہرگز

تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ان کی توبہ قبول نہ ہوگی اور یہ لوگ پکے گمراہ ہیں بیشک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا

وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ

اور وہ اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر تھے تو ان میں سے کسی سے زمین بھر کر بھی سونا قبول

ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ

نہ کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ اپنی جان کے بدلہ میں دینا چاہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کے لئے

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع

کوئی مددگار نہ ہوگا۔

ع ۹ / ۱۱ / ۱۷



BestUrduBooks.wordpress.com

اتیتکم میں ایتاء کا تذکرہ آ چکا تھا۔ اسلئے ایک مرتبہ ہی ذکر کیا۔ مِنْ رَّبِّهِمْ (اپنے رب کے ہاں سے) لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (ہم ان میں سے کسی کے مابین ایمان کے سلسلہ میں تفریق نہیں کرتے) جس طرح یہود و نصاریٰ نے کر رکھی ہے۔ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (اور ہم اس کو یکتا ماننے والے ہیں) اور اپنے نفوس کو خالص کرنے والے ہیں کہ اسکی عبادت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔

## مرتدین کا حکم:

۸۵: وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (جو اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین تلاش کرے) دین اسلام سے مراد توحید اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری یا دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔ دِيْنًا یہ يَّبْتَغِ سے تمیز ہے۔ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (پس وہ ہرگز اس سے قبول نہ کی جائے گی اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا) یعنی ان لوگوں میں سے ہوگا۔ یہ ان لوگوں کے متعلق اتری جو مکہ میں اسلام لائے پھر اسلام سے ارتداد اختیار کر کے اہل مکہ سے جا ملے۔

## بے ڈھنگے ہدایت سے محروم رہتے ہیں:

۸۶: كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ (اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت کریں گے جو کافر ہو گئے بعد اپنے ایمان لانے کے اور بعد اپنے اس اقرار کے کہ رسول سچے ہیں اور بعد اس کے کہ ان کو واضح دلائل پہنچ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ ایسے بے ڈھنگے لوگوں کو ہدایت نہیں کرتے) وَشَهِدُوْٓا میں واؤ حال کیلئے ہے اور قَدْ مضمر و محذوف ہے۔ ای کفروا وقد شَهِدُوْا انہوں نے کفر کیا حالانکہ وہ گواہی دے چکے کہ رسول برحق ہیں۔ الرسول سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ یا واؤ عاطفہ ہے اور ایمان مصدر ہونے کے باوجود اپنے اندر فعل کا معنی رکھتا ہے کیونکہ اسکا معنی یہ ہے اس کے بعد کہ وہ ایمان لا چکے۔ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ بینات سے مراد روشن دلائل جیسے قرآن اور تمام معجزات۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو کفر پر رہتے ہوئے جنت کی راہ پر نہ لے جائیگا۔ یا ان کو جنت کا راستہ نہ دکھائے گا۔ اگر انکی موت کفر پر واقع ہوئی۔

۸۷: اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہوتی ہے اور فرشتوں کی بھی اور آدمیوں کی بھی سب کی)

## نحوی تحقیق:

**نحو**: اُولٰٓئِكَ یہ مبتدائے اول ہے جزاء هم مبتدائے ثانی۔ اسکی خبر ان علیهم لعنة اللّٰه ہے اور یہ دونوں مل کر اُولٰٓئِكَ کی خبر بن گئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

دوسری ترکیب: جَزَآؤُ ھُمْ یہ اُولٰٓئِکَ کا بدل الاشتمال ہے یہ دونوں مل کر مبتداء باقی خبر۔ علیہم کی ہم ضمیر سے خالدین ۔حال ہے۔فیھا ھَا سے مراد لعنت ہے۔

## توبہ کا فائدہ:

۸۸،۸۹: خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ م بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (ان سے عذاب کو نہ ہلکا کیا جائے گا اور نہ مہلت دی جائے گی مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اس کفر کے بعد) ذٰلِکَ کا مشارٌ الیہ کفر وارتداد ہے۔ وَاَصْلَحُوْا (اور اصلاح نفس کر لی) یعنی جو بگاڑ پیدا کیا تھا اسکی ایمان کے بعد درستگی کر لی۔ یا بھلائی میں داخل ہو گئے (یعنی ایمان قبول کر لیا) فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ (پس اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں) ان کے کفر کو رَّحِیْمٌ (ان پر رحم کرنے والے ہیں) یہ آیت یہود کے متعلق اتری۔

۹۰: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الضَّآلُّوْنَ۔ (بلاشبہ جنہوں نے انکار کیا) عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا۔ بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ اسکے بعد کہ ان کو موسیٰ علیہ السلام اور تورات پر ایمان تھا)۔

## کفر پر اصرار کرنے والے کی بوقت موت توبہ قابل قبول نہیں:

ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا (پھر کفر میں مزید ترقی کر گئے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کر کے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا۔ اسکے بعد کہ آپ کی بعثت سے قبل آپ پر ایمان رکھتے تھے۔ پھر کفر پر اصرار کر کے اس میں ترقی کی اور ہر وقت ان پر طعن وتشنیع کر کے کفر میں اضافہ کیا۔

نمبر۲۔ یا ان لوگوں کے متعلق اتری جو مرتد ہو کر مکہ چلے گئے اور پھر اپنے کفر میں اس طرح کہہ کر مزید اضافہ کیا۔ کہ تم نے ان کو جلاوطن کر دیا ہے۔ ہم حوادث زمانہ کے ان پر گھومنے کے منتظر ہیں۔ لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ (انکی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائیگی) یعنی پکڑ کے وقت اگر وہ ایمان لائیں گے تو توبہ قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ وہ موت کے وقت رجوع کریں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا (غافر۔۸۵) انکا ایمان لانا جب وہ ہماری پکڑ دیکھ لیں ہرگز نفع بخش نہ ہوگا۔ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الضَّآلُّوْنَ۔ (اور ایسے لوگ پکے گمراہ ہیں)

## کفر پر موت قبولیت فدیہ سے مانع ہے:

۹۱: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِہٖ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّ مَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ۔ (بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور کفر کی حالت میں انکی موت واقع ہوئی پس ہرگز ان میں سے کسی سے بھی زمین بھر سونا قبول نہ کیا جائیگا) فَلَنْ یُّقْبَلَ کی فَا اس بات کو ظاہر کر رہی ہے کہ یہ کلام شرط و جزاء والا ہے۔ اور



BestUrduBooks.wordpress.com

قبولیت فدیہ کے ممنوع ہونے کا سبب کفر پر موت کا آنا ہے اور شروع کلام میں فا کو چھوڑ دیا۔ یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ یہ کلام مبتداء و خبر ہے اور شرط و جزاء ہونے کی اس میں کوئی دلیل نہیں ہے۔

ذھبا یہ تمیز ہے۔ وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ (خواہ وہ فدیہ میں دے ڈالے) یعنی ہرگز ان میں سے کسی ایک سے فدیہ قبول نہ کیا جائیگا۔ اگرچہ وہ زمین بھر سونا دے ڈالے۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے دن کافر کو کہا جائیگا اگر زمین بھر کر سونا دے دیا جائے۔ کیا تو عذاب سے بچنے کیلئے اس کو قربان کر دے گا؟ تو وہ کہے گا ہاں تو اسے کہا جائیگا تم سے تو اس سے آسان تر سوال کیا گیا تھا۔ یہ بھی کہا گیا کہ واؤ تاکید نفی کیلئے ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (انہی لوگوں کیلئے دردناک عذاب ہوگا) وَّ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔ (اور انکا کوئی مددگار نہ ہوگا) جو ان سے عذاب کو دفع کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ

ہرگز نہ پاؤ گے تم بھلائی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اس چیز میں سے جس سے تم محبت کرتے ہو، اور جو بھی کوئی چیز خرچ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کو

عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى

جاننے والا ہے۔ سب کھانے حلال تھے بنی اسرائیل کے لئے سوائے اس کے جو اسرائیل نے اپنے اوپر حرام

نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ

کر لئے تھے۔ اس سے پہلے کہ تورات نازل ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ تم تورات لے آؤ پھر اس کو پڑھو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ

اگر تم سچے ہو، پھر اس کے بعد جس شخص نے اللہ پر جھوٹا بہتان

ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ

باندھا سو وہی لوگ ہیں بڑے بے انصاف آپ فرما دیجئے کہ اللہ نے سچ فرمایا لہٰذا تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو

حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾

جو باطل کو چھوڑ کر حق کو اختیار کرنے والے تھے۔ اور مشرکین میں نہ تھے۔

## محبوب ترین چیز کا صدقہ :

۹۲: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۔ (تم ہرگز کمال نیکی نہیں پا سکو گے) یعنی تم حقیقی نیکی ہرگز نہ حاصل کر سکو گے یا تم ہرگز نیک نہ بن سکو گے۔ یا تم ہرگز اللہ تعالیٰ کے ثواب کو نہ پا سکو گے۔ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ (یہاں تک کہ تم خرچ کرو اس چیز کو جس کو تم پسند کرتے ہو) یعنی تم اپنے اموال میں سے کچھ اموال جن کو تم پسند کرتے اور ترجیح دیتے ہو خرچ کرو۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے ہر وہ شخص جس نے اپنی پسندیدہ چیز کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے صدقہ کیا خواہ وہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو۔ وہ اس آیت میں داخل ہے۔ گویا نفلی و فرضی ہر دو قسم کے انفاق اس میں شامل ہیں۔ واسطیؒ کہتے ہیں۔ برّ تک اسی وقت پہنچا جا سکتا ہے جبکہ کچھ محبوب اشیاء اسکی راہ میں خرچ کی جائیں اور کونین سے یکسوئی اختیار کی جائے۔ ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم میرے احسان کو اس وقت نہیں پا سکتے جب تک تم اپنے بھائیوں سے احسان مندی نہ کرو۔ اور حال یہ ہے کہ مطلوب تک اس وقت تک پہنچ نہیں سکتے ہو۔ جب تک کہ محبوب چیز کو اپنے سے نہ نکالو گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ چینی کے گٹو خرید کر خیرات کرتے تھے۔ان سے کسی نے کہا آپ اسکی قیمت کیوں صرف نہیں کرتے؟ تو فرمایا کیونکہ چینی مجھے پسند ہے اس لئے میں نے پسندیدہ چیز راہ خدا میں دینا پسند کی۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۔ (جو چیز تم خرچ کرو اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں) یعنی وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے جس کو تم خرچ کر رہے ہے پس وہ اسکا بدلہ اسکے مطابق دے گا۔

نَحو : پہلا مِنْ تبعیضیہ ہے۔حضرت عبداللہ کی قراءت اسکی تصدیق کرتی ہے حَتّٰی تُنْفِقُوْا بَعْضَ مَاتُحِبُّوْنَ۔ دوسرا مِنْ تبیین کیلئے ہے جس چیز میں سے انفاق ہو خواہ وہ پاکیزہ چیز ہو کہ جو تمہیں پسند ہو یا خبیث چیز ہو کہ جس کو تم ناپسند کرتے ہو۔

شانِ نزول: جب یہود نے یہ اعتراض کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملت ابراہیم کے دعوے دار ہیں حالانکہ اونٹ کا گوشت استعمال کرتے ہیں۔جبکہ ملت ابراہیم میں اونٹ کا گوشت اور لبن دونوں حرام تھے۔اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ملت ابراہیمی میں حلال تھا اس لئے ہم اس کو حلال سمجھتے ہیں۔اس پر یہود نے کہا کہ یہ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام سے لیکر آج تک حرام چلا آرہا ہے۔تو یہ آیات انکی تکذیب میں اتاری گئیں۔

۹۳: كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

## یہود کے اعتراض کا جواب:

كُلُّ الطَّعَامِ (تمام کھانے) یہاں طعام بمعنی مطعوم یعنی غذا کے معنی میں ہے۔جن میں نزاع چل رہا تھا۔بعض تو ان میں سے وہ تھیں جو پہلے سے حرام چلی آرہی ہیں مثلاً مردار، خون۔ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (بنی اسرائیل کیلئے حلال تھے) حِلًّا مصدر ہے اور صفت کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے۔یعنی حلال جیسے عرب کہتے ہیں حل الشیٔ حِلًّا مصدر ہونے کی وجہ سے اس میں تذکیر و تانیث، واحد، جمع کا فرق نہیں جیسے ارشاد الٰہی ہے۔لا ھن حِلٌّ لھم (الممتحنہ-۱۰) وہ عورتیں ان مردوں کے لیے حلال نہیں۔اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ (مگر جو حرام کی اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام نے) عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ (اپنے اوپر اس سے پہلے کہ تورات نازل ہو)۔

قراءت: مکی و بصری قراء نے تُنَزَّلَ کو تُنْزَلَ پڑھا ہے۔مراد اس سے اونٹ کا گوشت اور دودھ ہے یہ دونوں چیزیں حضرت یعقوب علیہ السلام کو بہت محبوب تھیں۔مطلب یہ ہوا کہ تمام کھانے بنی اسرائیل کیلئے تورات اترنے سے پہلے تک حلال رہے۔سوائے ان کھانوں کے جنکو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔پھر جب تورات نازل ہوئی تو بنی اسرائیل پر اونٹ کا گوشت و دودھ حرام کر دیا گیا۔اسلئے کہ ان کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔(کہہ دیں اے محمدؐ! تم تورات لاؤ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو) اس آیت میں حکم دیا گیا کہ آپ ان سے انکی کتاب کے ذریعہ گفتگو کر کے ان کو لاجواب کریں۔وہ کتاب خود بول دیگی کہ ان چیزوں کی تحریم ان پر وقتی طور پر انکی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے نافذ کی گئی تھی۔قدیم تحریم نہ تھی۔جس کے وہ مدعی ہیں۔(اس چیلنج کے بعد) وہ تورات کو لانے کی جرأت نہ کر سکے پس لاجواب ہو گئے۔اس میں اس بات کی واضح دلیل ہے۔کہ محمدؐ سچے پیغمبر ہیں۔اور جس نسخ کا وہ انکار کرتے ہیں۔وہ بھی جائز و درست ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ جو برکت والا ہے اور لوگوں کے لئے ہدایت ہے

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ

اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اور جو اس میں داخل ہو گا امن والا ہو گا اور اللہ کے لئے

عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ

لوگوں کے ذمہ ہے اس گھر کا حج کرنا جسے طاقت ہو اس گھر تک راہ طے کر کے جانے کی، اور جو شخص منکر ہو سو اللہ

غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾

بے نیاز ہے سارے جہانوں سے۔

## حق ناشناس ظالم ہے:

۹۴: فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (پس جو شخص اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھے) اس طرح گمان کر کے کہ یہ چیزیں ملت نوحؑ وابراہیمؑ میں حرام تھیں۔ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ (اس قطعی حجت کے پیش کر دینے کے بعد) فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (وہ ہی ظالم ہیں) یعنی بیجا جھگڑا کرنے والے ہیں نہ وہ خود حق شناس ہیں اور نہ ہی دلائل کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں۔

## کذبِ یہود پر تعریض:

۹۵: قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (کہہ دیں اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا) اپنی اطلاعات میں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام نہیں کیا۔ اس آیت میں ان کے کذب پر تعریض کی گئی ہے یعنی یہ بات ثابت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز اتاری ہے وہ اسکے اتارنے میں سچے ہیں۔ اور تم جھوٹے ہو۔ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ (تم ملت ابراہیم کی اتباع کرو) ملت ابراہیم سے مراد ملت اسلام ہے۔ جس پر محمد ﷺ اور ان کے پیروکار کاربند ہیں۔ تاکہ تم اس یہودیت کو خیرباد کہہ دو جس نے تمہیں باندھ کر یہاں تک مجبور کر دیا کہ تم اپنی اغراض کی خاطر کتاب اللہ کی تحریف کرنے لگے۔ اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے متبعین کیلئے حلال کیا تھا۔ ان کو حرام کرنے پر اتر آئے۔

حَنِيْفًا (وہ سب سے یکسو ہونے والے تھے)۔ یہ ابراہیم سے حال ہے یعنی باطل دینوں سے دین حق کی طرف جھکنے والے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (وہ مشرکین میں سے نہ تھے) شانِ نزول: یہود نے کہا ہمارا قبلہ تمہارے قبلہ سے پہلے کا قبلہ ہے تو یہ آیت اتری۔

## پہلی عبادت گاہ کعبہ ہے:

۹۶: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے قائم کیا



BestUrduBooks.wordpress.com

گیا (یعنی عبادت کے لئے) بنانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے وضع کرنے کا مطلب بطور عبادت گاہ کے لوگوں کیلئے مقرر کرنا ہے۔ گویا اس طرح فرمایا لوگوں کے لئے پہلی عبادت گاہ کعبہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ مسجد حرام بیت المقدس سے چالیس سال قبل بنائی گئی۔

دوسرا یہ کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے اس کو بنایا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ پہلا گھر جس کا طوفان کے بعد حج کیا گیا وہ بیت اللہ ہے۔ چوتھا قول یہ ہے پہلا گھر (جسکی جگہ) پانی میں آسمان وزمین کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوا۔ پانچواں قول یہ ہے۔ یہ پہلا گھر ہے جس کو آدم علیہ السلام نے سطح زمین پر بنایا۔

**نحو** : وُضِعَ لِلنَّاسِ یہ موضع جر میں بیت کی صفت ہے اور لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ خبر ہے۔ ای لِلْبَیْتِ الَّذِیْ بِبَکَّۃَ۔

## مکہ کا نام بکہ ہے:

لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ (جو کہ مکہ میں ہے) بکہ یہ مکہ مکرمہ کا نام ہے۔ مکہ اور بکہ دو لغتیں ہیں۔

دوسرا قول: مکہ شہر کا نام ہے اور بکہ مسجد کی جگہ کو کہتے ہیں۔

ایک اور قول یہ ہے کہ یہ بکہ سے مشتق ہے جو ازدحام کو کہتے ہیں۔ کیونکہ مکہ میں لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ بکہ کا معنی توڑنا ہے کیونکہ یہ جابروں کی گردنوں کو توڑ دیتا ہے جو جابر بھی اسکا قصد کر کے آتا ہے۔ مُبٰرَکًا بہت (برکت والا) اس لئے کہ حج وعمرہ کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور جہان والوں کیلئے ہدایت ہے) کیونکہ وہ انکا قبلہ اور عبادت گاہ ہے۔

**نحو** : مُبٰرَکًا یہ وُضِعَ کی ضمیر سے حال ہے۔

## کعبہ خود نشانات میں سے بڑا نشان ہے:

۹۷: فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ (اس میں واضح نشانات ہیں) جو کسی پر مشتبہ نہیں مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ مقام ابراہیم یہ آیات بینات سے عطف بیان ہے۔ یعنی کعبہ میں کثرت سے واضح نشانیاں یعنی مقام ابراہیم ہے۔ جمع کا عطف بیان واحد آسکتا ہے۔ کیونکہ نمبر۱۔ وہ اکیلا ہی کئی واضح نشانات کے قائم مقام ہے۔ کیونکہ اس کی شان ظاہر ہے اور قدرت الٰہی پر اسکی دلالت انتہائی قوی ہے۔ اور نبوت ابراہیم علیہ السلام پر مضبوط دلالت ہے کہ ان کے قدم کا اثر اس سخت پتھر پر ظاہر ہوا۔

نمبر۲۔ وہ پتھر کئی نشانات پر مشتمل ہے کیونکہ ان کے قدم مبارک کا اثر سخت چٹان پر ایک نشانی اور پاؤں کا ٹخنوں تک دھنسنا دوسری نشانی ہے۔

نمبر۳۔ بعض پتھروں کا نرم ہونا اور دوسروں کا نہ ہونا۔ نمبر۴۔ ابراہیم علیہ السلام کی نشانی کے طور پر اسکا باقی رہنا جبکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے نشانات موجود نہیں۔ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہو گیا) یہ آیات بینات سے عطف بیان ہے۔ اور



BestUrduBooks.wordpress.com

اگر چہ یہ جملہ ابتدائیہ یا شرطیہ ہے معنوی لحاظ سے کیونکہ یہ حرم میں داخل ہونے والے کے مامون ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا کہ اس میں واضح نشانیاں یعنی مقام ابراہیم اور داخل ہونے والے کا مامون ہونا۔ یہ تثنیہ ہی معنی کے اعتبار سے جمع ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ ان دونوں نشانات کا ذکر کر دیا جائے اور بقیہ نشانات کا تذکرہ سمیٹ دیا جائے کیونکہ ان دونوں میں ان نشانات پر کافی دلالت پائی جاتی ہے گویا اس طرح کہا گیا کہ اس میں واضح آیات مقام ابراہیم اور اس میں داخل ہونے والے کا مامون ومحفوظ ہونا اور ان دونوں کے علاوہ اور بہت سی نشانیاں ہیں جیسے۔ پرندے اسکے اوپر نہیں اڑتے وغیر ذلك گویا ان دونوں نشانیوں میں سارے تذکرہ کو اس طرح لپیٹ دیا گیا جیسا رسول ﷺ کے اس ارشاد میں حبّبَ اِلَیّ من دنیا کم ثلاث الطیب والنساء و قرة عینی فی الصلٰوة اس ارشاد مبارک میں تیسری چیز کو چھوڑ دیا گیا اور اسکی بجائے جملہ ابتدائیہ کے طور پر قرة عینی فی الصلوة فرمادیا جو دنیا سے متعلق نہیں گویا آپ نے تیسری چیز کا تذکرہ اس بات پر متنبہ کرنے کیلئے چھوڑ دیا کہ میرے مرتبے کا تقاضہ نہیں کہ میں دنیا کی کسی چیز کا ذکر کروں۔ اس لئے دین کی ایک چیز کو ذکر کر دیا۔

## نشان قدم مبارک:

پتھر پر قدم کے اس نشان کے بارے میں کہا گیا کہ جب بیت اللہ کی دیوار بلند ہوگئی اور ابراہیم علیہ السلام کیلئے پتھر اٹھانے ممکن نہ رہے تو آپ اس پتھر پر کھڑے ہوگئے اس میں آپ کے قدم گڑ گئے۔

دوسرا قول یہ بھی ہے کہ آپ شام سے واپس لوٹے۔ تاکہ مکہ میں بیٹے سے ملاقات کریں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے کہا آپ اتریں آپ سر مبارک دھولیں۔ آپ سواری سے نہ اترے۔ تو وہ یہ پتھر اٹھالائیں اور انکے دائیں طرف اس پتھر کو رکھ دیا۔ حضرت ابراہیم ؑ نے اپنا قدم اس پتھر پر رکھا یہاں تک کہ اپنے سر کی دائیں جانب دھولی۔ پھر وہ اس پتھر کو بائیں جانب لے گئیں یہاں تک کہ انہوں نے سر کی بائیں جانب بھی سواری کی حالت میں دھولی۔ پس آپ کے قدمین کا اثر اس پتھر پر باقی رہ گیا۔

## حرم امن کی مراد:

اور حرم میں داخل ہونے والے کیلئے امن کا میسر آنا ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے تھا رب اجعل هذا البلد امنا (ابراہیم۔۳۵) اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنادے۔ عرب جاہلیت میں جب کوئی آدمی جرم کر کے حرم میں پناہ گزیں ہو جاتا۔ تو اس کو تلاش نہ کیا جاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ اگر میں خطاب کے قاتل کو اسکے اندر پانے میں کامیاب ہو جاؤں تو میں اس کو وہاں سے نکلنے تک ہاتھ تک نہ لگاؤں گا۔

مَسْئَلَہ: جس آدمی پر حِلّ میں قصاص لازم ہوا یا ارتداد کے باعث یا زنا کی وجہ سے قتل کے قابل ہوا۔ پھر وہ حرم میں گھس گیا۔ تو اس کو وہاں قتل نہ کیا جائے گا۔ مگر اس کو ٹھکانہ لینے اور کھانا، پانی لینے کی اجازت نہ دی جائیگی۔ اور نہ خرید وفروخت کی اجازت دی جائیگی۔ تا آنکہ نکلنے پر مجبور ہو جائے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ امن سے مراد مامون من النار ہے۔ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا جو حرمین میں سے کسی میں فوت ہوا قیامت کے دن اس کو آگ سے مامون اٹھایا جائے گا۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا۔ حجون اور بقیع کو انکی اطراف سے پکڑ کر جنت میں



BestUrduBooks.wordpress.com

پھیلا دیا جائے گا۔ یہ دونوں مدینہ و مکہ کے قبرستان ہیں۔ رسول علیہ السلام کا ارشاد ہے جس نے مکہ کی گرمی پر دن کا تھوڑا سا حصہ صبر کیا اس سے جہنم دو سو سال کے فاصلے پر دور ہو جاتی ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ (لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا فرض حج لازم ہوا)

قراءت: ابوبکر کے علاوہ دیگر کوفی قراء نے حِجُّ الْبَيْتِ بطور نام کے پڑھا ہے اور حج البیت۔ فتح کی صورت میں یہ مصدر ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حج مصدر میں یہ دونوں لغتیں ہیں۔ مَنِ یہ موضع جر میں بدل البعض ہے۔ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھتا ہو) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر زاد و راحلہ سے کی ہے۔ اور اِلَيْهِ کی ضمیر کا مرجع البیت یا حج ہے اور ہر وہ چیز جو کسی چیز کی طرف جانے کا ذریعہ ہو وہ سبیل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد نازل ہوا۔

## ملّت مسلمہ کا اقرار:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اہل ادیان کو جمع کیا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کیا پس تم حج کرو۔ پس آپ پر ایک ملت والوں نے یقین کیا اور وہ مسلمان تھے۔ اور پانچ ملتوں والوں نے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگے۔ ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ اور اسکی طرف رخ کر کے نہ نماز پڑھیں گے اور نہ ہی اس کا حج کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ (جس نے انکار کیا پس بیشک اللہ تعالیٰ جہان والوں سے مستغنی ہیں) اور انکی اطاعت سے بھی بے نیاز ہیں۔

## لطیف نکتہ:

اس آیت میں کئی تاکیدات ہیں۔ مثلاً لام، علی، مطلب یہ ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا لازم حق ہے۔ جو لوگوں کی گردنوں پر پڑا ہوا ہے۔ نیز اس میں ابدال ہے، مراد دو مرتبہ تکرار سے لایا گیا۔ کیونکہ ابہام کے بعد وضاحت اور اجمال کے بعد تفصیل کرنا۔ دو الگ صورتوں میں اس حکم کو لانے اور ذکر کرنے کی طرح ہے۔

## تارکِ حج پر اللہ غضبناک ہے:

اور اسی قسم میں سے یہ حصہ ارشاد الٰہی کا ہے کہ وَمَنْ كَفَرَ فرمایا۔ مَنْ لم یحج نہیں فرمایا۔ تارک حج پر سختی کرتے ہوئے اس کو کافروں کا عمل قرار دیا۔ اور اس میں سے ایک جہان والوں سے بے نیازی کا ذکر فرمانا ہے۔ اور یہ ناراضگی اور غصے کی دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تارک حج سے اللہ غضبناک ہے۔ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔ میں لفظ اللہ کو دوبارہ لائے ضمیر ذکر نہیں کی۔ تاکہ تارک حج کی طرف اللہ تعالیٰ کا استغناء بصورت تعمیم مدلل طور پر ظاہر ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب معلوم ہو جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا

اے اہل کتاب تم کیوں کفر کرتے ہو اللہ کی آیات کے ساتھ حالانکہ اللہ کو تمہارے سب کاموں کی

تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ

اطلاع ہے، آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے اس شخص کو جو ایمان لائے

تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾

تم اس میں کجی تلاش کرتے ہو حالانکہ تم خود گواہ ہو، اور اللہ ان کاموں سے غافل نہیں ہے جو تم کرتے ہو،

۹۸: قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ۔ (اے اہل کتاب تم کیوں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ گواہ ہیں تمہارے اعمال پر) وَاللّٰهُ میں واؤ حالیہ ہے۔ مطلب یہ ہے تم ان آیات اللہ کا کیوں انکار کرتے ہو جو حضرت محمد ﷺ کی صداقت پر دلالت کرنے والی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے واقف ہیں پس وہ ان پر تمہیں سزا دیں گے۔

## اللہ کی راہ سے روکنے پر وعید:

۹۹: قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ (اے اہل کتاب تم کیوں روکتے ہو) الصدّ۔ منع کرنا۔ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ (اللہ تعالیٰ کی راہ سے ان لوگوں کو جو ایمان لائے) یعنی تم دین حق سے کیوں روکتے ہو۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا وہ راستہ جس پر چلنے کا حکم دیا گیا وہ اسلام ہے۔ جو آدمی اسلام میں داخل ہونا چاہتا وہ پوری کوشش کر کے اس سے روکتے۔ تَبْغُوْنَهَا (تم اس میں تلاش کرتے ہو) ای تطلبون لها تم اللہ کے راستہ کے کج ہونے کے طلب گار ہو۔

**نحو**: یہ محل نصب میں حال ہے۔

عِوَجًا (ٹیڑھ) یہ بمعنی اِعوجاجا ہے۔ ٹیڑھا ہونا وہ میانہ روی اور استقامت سے ہٹ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی صفات کو بگاڑ کر بیان کرتے وغیرہ۔ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ (تم گواہ ہو کہ) وہ اللہ تعالیٰ کا ایسا راستہ ہے جس سے کوئی انتہائی گمراہ شخص روک سکتا ہے۔ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ (اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں) جیسے اسکی راہ سے لوگوں کو روکنا اس میں سخت وعید ہے۔ اگلی آیت میں ایمان والوں کو ایسے لوگوں کی اتباع سے منع کر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اے ایمان والو! اگر تم کہنا مانو گے ایک جماعت کا ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی

يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝۱۰۰ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى

تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں واپس کافر بنا دیں گے، اور تم کفر کیسے اختیار کر سکتے ہو حالانکہ تم پر اللہ کی آیات کی

عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ

تلاوت کی جاتی ہے اور تمہارے اندر اس کا رسول موجود ہے اور جو شخص اللہ کو مضبوط پکڑ لے سو اس کو

ع ۱۰ ۱ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۰۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ

سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دی گئی، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ جیسا کہ اس سے ڈرنے

تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۲ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ

کا حق ہے اور ہرگز مت مرنا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو، اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو

جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً

مضبوطی سے پکڑ لو، اور آپس میں متفرق نہ ہو، اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تمہارے اوپر ہے جبکہ تم دشمن تھے۔

فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا

سو اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا فرما دی لہذا تم اس کی نعمت کی وجہ سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم دوزخ کے گڑھے کے

حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ

کنارے پر تھے سو اللہ نے تم کو اس سے بچا دیا۔ اللہ ایسے ہی بیان فرماتا ہے تمہارے لئے اپنی آیات

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۳

تاکہ تم ہدایت پر رہو۔

۱۰۰: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ۔ (اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کی ایک جماعت کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں گے )



BestUrduBooks.wordpress.com

## شاس بن قیس یہودی کی شرارت:

کہا جاتا ہے کہ شاس بن قیس یہودی کا گزر اوس وخزرج کی ایک جماعت کے پاس سے ہوا جہاں بیٹھ کر وہ باتوں میں مصروف تھے۔ اس کو مسلمانوں کی باہمی الفت ومحبت ایک آنکھ نہ بھائی۔ اس نے ایک یہودی نوجوان کو کہا کہ وہ ان کے مابین جا کر جنگ بعاث کا تذکرہ کرے شاید کہ یہ لڑ پڑیں یہ جنگ بعاث ایسا دن تھا جس میں اوس وخزرج کے بہت سے لوگ قتل ہوئے تھے۔ نتیجۃً اوس کو فتح ملی تھی۔ اس یہودی نے جا کر ان کے مابین اس کا تذکرہ کیا۔ اس پر ان کے مابین تنازع پیدا ہوا۔ اور السلاح۔ السلاح نعرہ ہائے جاہلیت بلند کرنے لگے۔ نبی اکرم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر ان کی طرف تشریف لائے اور فرمایا کیا تم جاہلیت کی آوازیں دے رہے ہو حالانکہ ابھی تو میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ اسکے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام سے عزت دی اور تمہارے مابین الفت پیدا فرما دی۔ پس اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ شیطانی چوک ہے۔ چنانچہ ہتھیار پھینک کر ایک دوسرے کے گلے لگ کر رونے لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

## استفہام تعجبی ہے:

۱۰۱: وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ (اور تم کفر کیسے کر سکتے ہو) كَيْفَ میں استفہام انکار وتعجب کیلئے ہے۔ یعنی تعجب ہے کہ کہاں سے کفر تمہاری طرف چل کر آیا حالانکہ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ (اور تم پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جاتی ہیں) تم پر اللہ تعالیٰ کی آیات یعنی قرآن معجز حضرت محمد ﷺ کی زبان سے تازہ بتازہ پڑھا جاتا ہے۔ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ (اور تمہارے درمیان اسکا رسول ﷺ موجود ہے) جو تمہیں منع کرتا اور وعظ ونصیحت کرتا اور تمہارے شبہات کو مٹاتا ہے۔ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ (اور جو شخص اللہ کو مضبوط پکڑتا ہے) جو اللہ تعالیٰ کے دین کو یا اسکی کتاب کو مضبوطی سے تھامنے والا ہو یا اس میں اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ وہ کفار کے شرور وفریب کو دور کرنے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کریں۔ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (تو اس کو ضرور ہدایت میسر آ گئی سیدھے راستہ کی طرف) یعنی دین حق کی طرف اسکی راہنمائی کر دی گئی۔ یا جو شخص اللہ تعالیٰ کو اپنا ماویٰ وملجا قرار دے جبکہ شبہات پیش آئیں تو اللہ تعالیٰ اس کو شبہات سے محفوظ فرماتے ہیں۔

## حق تقویٰ کامل اطاعت ہے:

۱۰۲: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا ہے اور سوائے اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا) حَقَّ تُقٰتِهٖ کا مطلب جو تقویٰ لازم ہے اور جو کچھ اس سے لازم ہوتا ہے اور وہ واجبات کو اختیار کرنا اور محرمات سے پرہیز کرنا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ اطاعت کرنے اور نافرمانی نہ کرنے اور شکر بجالانے اور ناشکری سے گریز کرنے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور نہ بھلانے کو کہتے ہیں۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں اس کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت رکاوٹ نہ بنے اور وہ انصاف کرے خواہ اپنے نفس



BestUrduBooks.wordpress.com

اور اولا دو والد کے خلاف کیوں نہ ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ سے صحیح طور پر ڈرتا ہے۔ اسکی زبان حکمت کا خزینہ ہوگی۔
صرف: التقاۃ یہ اتقٰی سے ہے جس طرح تؤدۃ۔ اتّاد سے ہے۔
وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ جب تمہیں موت کا ادراک ہو جائے تو تمہاری حالت اسلام کے سواء دوسری ہرگز نہ ہونی چاہیے۔

## اعتصام بحبل اللّٰہ کا حکم:

۱۰۳: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ (اور اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو) یعنی قرآن کو مضبوطی سے تھام لو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسّی ہے۔ اسکے عجائبات کی انتہاء نہیں۔ اور بار بار لوٹانے سے پرانا نہیں ہوتا۔ جس نے قرآن کی بات کی اس نے سچ کہا اور جس نے اس پر عمل کیا وہ رشد و ہدایت پا گیا۔ اور جس نے اس کو مضبوطی سے تھام لیا اس نے صراط مستقیم کی طرف ہدایت پالی۔ وَّلَا تَفَرَّقُوْا (اور باہم نا اتفاقی مت کرو)

## اجماع امت کو مضبوطی سے پکڑو:

نحو: وَّلَا تَفَرَّقُوْا یہ وَاعْتَصِمُوْا کی ضمیر مخاطب سے حال ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب اجماع امت کو مضبوطی سے پکڑو۔ اسکی دلیل وَّلَا تَفَرَّقُوْا ہے یعنی ایسا فعل نہ کرو جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ اور اس سے اجماع امت زائل ہو جائے۔ دوسری تفسیر یہ بھی ہے کہ اپنے درمیان اختلاف میں پڑ کر حق سے علیحدگی مت اختیار کرو۔ جیسے یہود و نصاریٰ نے اختلاف کیا۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ جس طرح تم زمانہ جاہلیت میں متفرق تھے ایک دوسرے سے لڑائی کرتے تھے۔ اس طرح مت کرو۔
وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (اور اللہ تعالیٰ کا اپنے اوپر احسان یاد کرو۔ جب کہ تم دشمن تھے پس اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پس تم اسکی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے) زمانہ جاہلیت میں ان کے مابین دشمنی اور لڑائیاں تھیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اسلام کے ذریعہ الفت ڈال دی اور ان کے قلوب میں محبت پیدا کر دی پس وہ آپس میں محبت کرنے لگے اور بھائی بھائی بن گئے۔

## گرنے والے گڑھے کا کنارہ جہنم:

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ (اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے) یعنی تم کنارے پر پہنچے ہوئے تھے۔ اور تم اس میں جا گرتے کیونکہ کفر پر تھے۔ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا (پس اس نے تمہیں اس سے نجات دی) اسلام نصیب کر کے۔ اس میں فرقۂ معتزلہ کی تردید ہے۔ کیونکہ ان کے ہاں وہ خود اپنے آپ کو نکالنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نکالنے والے نہیں۔ ھَا کی ضمیر حفرۃ، نار یا شفاء کی طرف راجع ہے۔ اور حفرۃ کی طرف اضافت کی وجہ سے مؤنث لائے۔ شَفَا حُفْرَةٍ گڑھے کا کنارا۔ اس کا لام کلمہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ

اور تم میں سے ایک ایسا گروہ ہونا ضروری ہے جو دعوت دیتے ہوں خیر کی طرف، اور حکم کرتے ہوں اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہوں

عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

برے کاموں سے، اور یہ لوگ پورے پورے کامیاب ہیں، اور مت ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح

تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

جو آپس میں متفرق ہو گئے اور اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح احکام پہنچے آپس میں اختلاف کر لیا، اور یہ لوگ ہیں جن کے لئے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا

بڑا عذاب ہے، جس دن چہرے سفید ہوں گے اور چہرے سیاہ ہوں گے، سو جن

الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا

لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم نے کفر اختیار کیا اپنے ایمان کے بعد، سو چکھو لو

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ

عذاب اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے، اور جن کے چہرے سفید ہوں گے سو وہ

رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ

اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کی آیات ہیں ہم آپ پر ان کی تلاوت کرتے ہیں

بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

حق کے ساتھ، اور اللہ جہانوں کے ساتھ ظلم کا ارادہ نہیں فرماتا، اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ ع ۱۱ / ۲

اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کی طرف تمام امور لوٹائے جائیں گے۔

واؤ ہے اسی لئے اس کی تثنیہ شفوان آتی ہے۔ كَذٰلِكَ (اسی طرح) ایسے شاندار بیان سے يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ (اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو تمہارے لئے کھول کر بیان کرتے ہیں) یعنی قرآن جس میں امر و نہی، وعد و وعید ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ (تاکہ تم راہ پاؤ) یعنی تاکہ تم ہدایت کے امیدوار بنو۔ یا تاکہ تم اسکے ذریعہ درست راستہ اور جس سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ وہ راہ پاؤ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت:

۱۰۴: وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بھلائی کی طرف دعوت دینے والی ہو) المعروف سے مراد جس کو شرع اور صحیح عقل درست قرار دے۔ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ (اور برائی سے روکنے والی ہو) الْمُنكَرِ جس کو شریعت اور صحیح عقل برا سمجھیں یا معروف وہ جو کتاب وسنت کے موافق اور منکر وہ ہے جو کتاب وسنت کے مخالف یا معروف اطاعت کو کہتے ہیں جبکہ منکر معاصی کو کہتے ہیں۔ خیر کی طرف دعوت تمام افعال تکلیفیہ اور ممنوعات میں عام ہے۔ اور جو اس پر عطف کیا گیا وہ خاص ہے۔

مِّنكُمْ میں مِنْ تبعیض کے لئے ہے۔ کیونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے۔ اور یہ اسی کے لئے مناسب ہے جو معروف و منکر کی خبر رکھتا ہو۔ اور اس کو یہ معلوم ہو کہ اسکے قائم کرنے کیلئے ترتیب کیا ہوگی۔ وہ آسان سے شروع کرے اگر فائدہ نہ ہو تو پھر اس سے مشکل کی طرف ترقی کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فاصلحوا بینھما کہ ان کے مابین درستگی کرو پھر فرمایا: فقاتلوا (الحجرات:۹) پھر اس سے لڑو۔

**نمبر۲۔** دوسری تفسیر مِنْ بیانیہ ہے تم ایسی امت بن جاؤ جو حکم کرنے والی ہو بھلائی کا جیسا کہ اس ارشادِ الٰہی میں ہے: **کنتم خیر امة اخرجت لِلنّاس تامرون بالمعروف** کہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے نکالی گئی ہو تم حکم کرتے ہو معروف کا۔

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (وہ وہی لوگ کامیاب ہیں) یعنی کامل فلاح کے ساتھ خاص ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے امر بالمعروف کیا اور برائی سے روکا وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کا خلیفہ ہے اور اسکے رسول کا خلیفہ اور اس کی کتاب کا خلیفہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ **افضل الجهاد الامر بالمعروف والنهی عن المنكر** افضل ترین جہاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔

## تفرقہ تو یہود و نصاریٰ کی خصلت ہے:

۱۰۵: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ (تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے (عداوت سے) تفرقہ ڈالا) وَاخْتَلَفُوا (اور اختلاف پیدا کیا) دین میں وہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ انہوں نے اختلاف کیا اور ایک دوسرے کو کافر قرار دیا۔ مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ (اسکے بعد کہ ان کے پاس واضح دلائل آچکے) جو کہ کلمہ حق پر سب کے اتفاق لازم کرنے والے تھے۔ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (ان لوگوں کیلئے بڑا عذاب ہے)

۱۰۶: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ۔ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ جس روز بعض چہرے سفید ہو جائیں گے۔ يَوْمَ کو اذکروا محذوف کا ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب پڑھا جائے گا۔ یا عظیم یا لھم کی وجہ سے اور وجوہ سے مراد وجوہ المؤمنین ایمان والوں کے چہرے مراد ہیں۔ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ (اور کافروں کے چہرے سیاہ ہونگے) بیاض نور کے باعث ہوگا جبکہ سیاہی ظلمت کی وجہ سے۔ فَأَمَّا الَّذِينَ



BestUrduBooks.wordpress.com

اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ (پھر وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہوئے) پس ان کو کہا جائے گا۔ اَكَفَرْتُمْ (کیا تم نے کفر کیا) یہاں قول اور فا کو حذف کر دیا کیونکہ وہ معلوم ہے اور ہمزہ توبیخ کیلئے اور انکی اس حالت پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے۔

## ایمان کے بعد کفر کرنے والے مرتد' منافق و اہل کتاب:

بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ اپنے ایمان کے بعد۔ یعنی ایمان سے مراد میثاق کے دن والا اقرار ہے۔ پس مراد اس سے تمام کفار ہونگے۔ یہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور ظاہر قول بھی یہی ہے۔

دوسرا قول: مرتد یا منافق مراد ہیں۔ پھر مطلب یہ ہوگا۔ کیا تم نے باطن میں انکار کیا بظاہر اسلام کا اقرار کر لینے کے بعد۔

تیسرا قول: اہل کتاب مراد ہیں ایمان کے بعد ان کے کفر کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل آپ کا اعتراف کیا مگر آمد کے بعد انکار کر دیا۔ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ۔ (پس تم اپنے کفر کے باعث عذاب چکھو)

۱۰۷: وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ (اور پھر وہ لوگ جن کے چہرے سفید ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہونگے) رحمت سے یہاں مراد نعمت اور ہمیشہ کا ثواب ہے۔ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے) یہ جملہ مستانفہ لائے۔ کہ نہ وہ جنت سے کوچ کریں گے اور نہ ہی ان پر موت واقع ہوگی۔

۱۰۸: تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں) جو وعد و وعید وغیرہ کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ (ہم ان کو تم پر پڑھ رہے ہیں اس حال میں کہ وہ حق سے ملی ہوئی ہیں) اور عدل کے ساتھ یعنی محسن کا بدلہ اور مجرم کو سزا۔

## اللہ جل شانہ بلا جرم گرفتار نہیں کرتے:

وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ جہان والوں کے ساتھ ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں فرماتے) یعنی وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں چاہتے کہ کسی کو بغیر جرم کے گرفتار کر لیں یا مجرم کو جرم سے زیادہ سزا دیں یا نیکی کرنے والے کا ثواب کم کر دیں۔

۱۰۹: وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف تمام امور لوٹائے جائینگے) پس وہ محسن کو اسکے احسان اور مجرم کو اسکی برائی پر سزا دیگا۔

قراءت: شامی اور حمزہ اور علی نے تَرْجِعُ۔ تا کے فتحہ اور جیم کے کسرہ سے پڑھا ہے۔

اہم تنبیہ:

كَانَ سے زمانہ ماضی میں ابہام کے طور پر کسی شئے کے وجود کی تعبیر کی جاتی ہے۔ اس میں عدم سابق اور انقطاع مستقبل کی کوئی دلیل نہیں۔ مطلب یہ ہے كَانَ کا زمانہ ماضی کے لیے آنا کسی چیز کے ثبوت پر تو دلالت کرتا ہے مگر اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ثبوت ماضی منقطع ہو گیا یا آئندہ منقطع ہو جائیگا۔ یہ تعیین تو خارجی قرائن کی محتاج ہے۔ اس لئے جب انقطاع کا قرینہ نہ ہوگا تو استمرار ہی ثابت ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ

تم سب امتوں سے بہتر امت ہو جو نکالی گئی لوگوں کے لئے بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برائی

عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا

سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو، اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے

لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

بہتر ہوتا، ان میں سے بعض مومن ہیں اور اکثر ان میں سے فرمانبرداری سے باہر ہیں۔

## بہترین امت کا لقب:

۱۱۰: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (کہ تم بہترین امت ہو) (اور تھے اور ہو گے) گویا اس آیت میں كُنْتُمْ کہہ کر یہ کہا گیا تم بہترین امت پائے گئے یا تم اللہ تعالیٰ کے علم میں بہترین امت تھے۔ یا لوح محفوظ میں بہترین امت تھے۔ یا تم بہترین امت ہو ان امتوں میں جو تم سے قبل ہو گزریں اس لئے کہ تم خیر امت کی صفت سے موصوف ہو۔ اُخْرِجَتْ تم ظاہر کی گئی ہو۔ لِلنَّاسِ (لوگوں کیلئے) لام اُخْرِجَتْ کے متعلق ہے تَاْمُرُوْنَ (تم حکم دیتے ہو) یہ جملہ مستانفہ ہے۔ یہ جملہ لا کر خیر امت ہونا مزید واضح کیا جیسا تم کہو۔ زید کریم یطعم الناس ویکسوھم دراصل زید کی سخاوت کو اطعام اور الباس سے خوب واضح کیا۔ بِالْمَعْرُوْفِ بھلائی کا۔ بھلائی سے ایمان اور اطاعت رسول ﷺ مراد ہے۔ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اور تم برائی سے روکتے ہو) منکر سے یہاں کفر مراد ہے اور ہر ممنوع بھی اسکے تحت داخل ہے۔ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو) اور اس پر ایمان میں مداومت اختیار کرنے والے ہو۔ (تو گویا پہلے ایمان کا ویسے تذکرہ فرمایا اور یہاں ایمان پر مداومت کے لحاظ سے ذکر فرمایا) یا واؤ ترتیب کا تقاضہ نہیں کرتی اس لئے امر بالمعروف کے بعد ایمان کے ذکر میں حرج ہی کیا ہے۔ (بلکہ اس میں نکتہ یہ ہے کہ امر بالمعروف دکھاوے کیلئے نہیں کرتے بلکہ دل کی ترجمانی کرتے ہوئے کرتے ہیں)۔

## اہل کتاب کا ریاست کو ترجیح دینا قابل افسوس ہے:

وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ (اگر اہل کتاب (حضرت محمد ﷺ) پر ایمان لے آتے) لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (تو ان کیلئے بہتر ہوتا) تو ان کے لئے ایمان بہت بہتر ہوتا اس سے جس میں وہ مبتلا ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے دین کو دین اسلام پر ریاست کی محبت میں ترجیح دی اور تاکہ عوام ان کے پیرو رہیں۔ اگر وہ ایمان لے آتے تو ان کو وہ سرداری بھی مل جاتی اور اتباع بھی میسر آ جاتی دنیا سے نفع اندوزی بھی ہو جاتی جس کی خاطر انہوں نے دین باطل کو ترجیح دی۔ بلکہ ایمان پر جس کامیابی کا وعدہ کیا گیا اور دو مرتبہ اجر دینا بتلایا گیا وہ بھی ان کو حاصل ہو جاتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ قف ثُمَّ

تم کو ہرگز ضرر نہ پہنچا سکیں گے مگر ذرا سی تکلیف، اور اگر تم سے جنگ کریں گے وہ تو پشت پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر

لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ

ان کی مدد نہ کی جائے گی، جمادی گئی ان پر ذلت جہاں کہیں بھی پائے جائیں، مگر ایسے سبب سے

مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ

جو اللہ کی طرف سے ہو اور ایسے سبب سے جو لوگوں کی طرف سے ہو، اور وہ لوٹ گئے اللہ کے غصہ کو لے کر، اور جمادی گئی

عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ

ان پر مسکنت، یہ اس لئے کہ وہ کفر کرتے تھے اللہ کی آیتوں کے ساتھ

يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ق

اور وہ نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے، یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔

مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ (ان میں کچھ مؤمن ہیں) جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی۔ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ (اور اکثریت انکی فساق ہے) یعنی کفر میں ضدی اور سرکش۔

## کفار کی معمولی ایذائیں تو رہیں گی:

۱۱۱: لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ۔ (وہ ہرگز تمہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ مگر معمولی) یعنی تھوڑی تکلیف جو زبانی طور پر دین میں طعن کرنے کی حد تک ہو۔ یا اسی طرح کی دوسری تکلیف دھمکی وغیرہ۔ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ (اگر وہ تم سے لڑ پڑیں تو پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلیں) یعنی شکست کھا کر۔ وہ تمہیں قتل وقید کا نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ (پھر انکی مدد نہ کی جائیگی) پھر ان کو کسی طرف سے مدد نہ ملے گی اور نہ تم سے بچا سکیں گے۔ اس میں ان لوگوں کیلئے جو ایمان قبول کرنے والے ہیں تسلی دی۔ کیونکہ ان کو یہود ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے۔

**نحو** : یہ جملہ ابتدائیہ ہے اس کا عطف جملہ شرطیہ پر ہے۔ يُوَلُّوْكُمْ پر عطف نہیں اگر اس پر عطف ہوتا تو عبارت اس طرح ہوتی ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْا۔

نکتہ: یہ جملہ مستانفہ لائے تا کہ اعلان کر دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کسی صورت میں مدد نہ کریں گے خواہ وہ لڑیں یا نہ لڑیں تقدیر کلام اس طرح ہے: اُخبر کم انھم اِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ ینھز موا ثم اخبر کم انھم لَا يُنْصَرُوْنَ۔ میں تمہیں بتلا رہا ہوں کہ اگر



BestUrduBooks.wordpress.com

وہ تم سے لڑائی کرینگے تو شکست کھا جائیں گے پھر میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ انکی مدد نہ کی جائیگی۔

ثُمَّ: رتبہ میں تراخی کیلئے استعمال ہوا ہے کیونکہ ان پر رسوائی کا مسلط ہونا ان کے پیٹھ پھیر کر بھاگنے سے کہیں بڑھ کر ہے۔

۱۱۲: ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَاثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔ ضُرِبَتْ (لازم کردی گئی) عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ (یہود پر ذلت) اَيْنَ مَاثُقِفُوْٓا (جہاں وہ پائے جائیں) اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ (مگر اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری سے) بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ محل نصب میں واقع ہے حال ہونے کی وجہ سے اور با محذوف سے متعلق ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ الا معتصمین او متمسکین بحبل من اللہ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامنے والے ہوں۔ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ (اور لوگوں کی ذمہ داری سے) الحبل سے مراد عہد و ذمہ ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر حال میں ذلت ان پر چمٹنے والی ہے۔ مگر وہ حالت جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اور لوگوں کی ذمہ داری کو تھامنے والے ہوں یعنی ان کو صرف اس طریقے سے عزت مل سکتی ہے اور وہ انکا جزیہ قبول کر کے ذمہ داری میں آنا ہے۔ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو اپنے لیے لازم کرلیا) وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ (ان پر مسکینی مسلط کردی گئی) یہ فقر انکی اس بات پر سزا کے طور پر ہے۔ جو انہوں نے کہی۔ اِنَّ اللّٰه فقير و نحن اغنيآء (آل عمران۔۱۸۱) کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ فقیر اور ہم غنی ہیں۔ یا فقر کا خطرہ خواہ مالی وسعت سے موجود ہو۔ (جیسے موجودہ دور میں ساری دنیا کا مال اپنے پیٹ میں بھر لینا چاہتے ہیں۔) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ (یہ اس لئے کہ وہ کفر کرتے رہے اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ اور انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرتے رہے) ذٰلِكَ کا مشار الیہ ضرب ذلت و مسکنت اور بواء غضب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر اور انبیاء علیہم السلام کے ناحق قتل کی وجہ سے ہوا۔ پھر فرمایا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور اس میں وہ حد سے گزر گئے) یعنی یہ کفر وغیرہ والا فعل اس لئے ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اس میں اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود پھاند گئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ

یہ لوگ سب برابر نہیں ہیں اہل کتاب میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو حق پر قائم ہے رات کے اوقات میں

اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں، یہ لوگ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور

يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ

امر بالمعروف کرتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں۔ اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں

وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ

اور یہ لوگ صالحین میں سے ہیں، اور یہ لوگ جو بھی کچھ خیر کا کام کریں گے تو اس کی ناقدری نہ کی جائے گی

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

اور اللہ متقیوں کو جاننے والا ہے۔

## اہل کتاب کی عدل والی جماعت:

۱۱۳: لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ۔ (تمام اہل کتاب برابر نہیں) مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (اہل کتاب میں)

**نحو**: یہ جملہ مستانفہ ہے یہ لَيْسُوْا سَوَآءً کا بیان ہے جیسا کہ تامرون بالمعروف ۔ کنتم خیر امۃ کا بیان ہے۔ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ (ایک جماعت وہ بھی ہے جو قائم ہے) ایک مضبوط عادل جماعت ہے یہ قائمہ کا لفظ اقمت العود فقام سے ہے کہ میں نے لکڑی کو سیدھا کیا پس وہ سیدھی ہوگئی۔ اس سے مراد وہی لوگ ہیں جو ان میں سے اسلام لائے۔ يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ) وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ آیات اللہ سے مراد قرآن مجید ہے۔ اٰنَآءَ الَّيْلِ (رات کے اوقات میں) 'اناء' جمع ہے اس کی واحد اَنْیٌ جیسے مَعًی یا اَنْوٌ جیسے قنوٌ یا اِنْیٌ جیسے نِحْیٌ۔ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ (اس حال میں کہ وہ سجدہ کرنے والے ہیں) یسجدون سے مراد نماز پڑھتے ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد نماز عشاء ہے کیونکہ اہل کتاب اس کو نہ پڑھتے تھے۔ بعض نے کہا تہجد کی نماز کو تلاوت قرآن سے تعبیر کیا گیا جو ساعات لیل میں ہوتی ہے۔

## مزید اعلیٰ خصائل کا تذکرہ:

۱۱۴: يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ



BestUrduBooks.wordpress.com

مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۔(وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت کے دن پر اور امر بالمعروف کرنے والے ہیں) یعنی ایمان اور ابواب برّ کے ساتھ معروف کا حکم دینے والے ہیں۔ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (اور وہ برائیوں سے روکنے والے ہیں) منکر سے یہاں کفر اور شریعت کی دیگر ممنوعات مراد ہیں۔ وَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ (وہ بھلائیوں میں جلدی کرنیوالے ہیں) یعنی ان کے فوت ہونے کے خطرہ سے ان کو جلد ادا کرنے والے ہیں۔

نحو: یتلون اور یُؤْمِنُوْنَ محل رفع میں اُمَّۃٌ کی صفات ہیں۔تقدیر عبارت یہ ہے امة قائمة ، تالون، مؤمنون۔

## مخصوص صفات کی وجہ:

ان مسلمانوں کی صفات ان خصوصیات سے فرمائی۔ جو یہود میں نہ تھیں جیسے تلاوت آیات اور رات کو سجدہ ریزی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا یہود کے ایمان باللہ میں کمزوری یہ تھی کہ وہ عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مان کر شریک ٹھہراتے تھے۔ اسی طرح رسولوں اور کتابوں اور یوم آخرت کا ذکر کیا۔ کیونکہ یہود بعض کتابوں اور رسولوں کو نہیں مانتے تھے۔ اسی طرح آخرت کے ایمان کا ذکر کیا۔ کیونکہ یہود آخرت کی تعبیر اور انداز سے کرتے تھے۔ اور آپ کی تعریف بھی غلط انداز سے کرتے تھے۔ اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر کیا کیونکہ یہود اس میں بھی مداہنت برتنے والے تھے۔ اور مؤمنوں کی مسارعت الی الخیرات کو ذکر کیا کیونکہ یہود بھلائی کے کاموں میں سستی برتنے والے اور رغبت نہ رکھنے والے تھے۔

مسارعت فی الخیرات کا مطلب بھلائی میں شدید رغبت اور لگن ہے کیونکہ جو کسی چیز میں رغبت رکھتا ہو وہ اس کی ادائیگی میں جلدی کرتا ہے۔ وَاُولٰٓئِکَ (وہ) جو کہ ان صفات سے موصوف ہیں۔ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (نیکوں میں سے ہیں) یعنی مسلمانوں میں سے ہیں۔ یا ان نیکوں میں سے ہیں جن کے احوال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درست ہیں اور پسندیدہ ہیں۔

## خیر کے بدلے سے کبھی محرومی نہیں:

۱۱۵: وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ۔ (جو بھی وہ بھلائی کریں اس کی ناقدری نہ کی جائے گی) نحو، قراءت: یَفْعَلُوْا اور یُّکْفَرُوْہُ دونوں میں یا پڑھی کوفی نے سوائے ابوبکر کے ابوعمرو نے یا اور تا میں اختیار دیا۔ باقی تمام قراء نے تا سے پڑھا ہے۔ یُّکْفَرُوْہُ یہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ اور اگر شکر اور کفر ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں تو پھر ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتے ہیں۔ مثلاً کہیں گے شکر النعمة و کفر ھا کیونکہ اس صورت میں یہ محرومی کے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔ گویا یوں کہا گیا لن تحرموہ یعنی تم اسکے بدلہ سے ہرگز محروم نہ کیے جاؤ گے۔ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ (اللہ تعالیٰ کو تقویٰ والے خوب معلوم ہیں) اس ارشاد میں متقین کو بہت بڑے ثواب کی بشارت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ

بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا ہرگز ان کے کام نہ آئیں گے ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے مقابلہ میں

اللّٰہِ شَیْئًا ؕ وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَثَلُ مَا

کچھ بھی اور یہ لوگ دوزخ والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اس کی مثال جو کچھ

یُنْفِقُوْنَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْھَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ

وہ اس دنیاوی زندگی میں خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ایک ہوا ہو جس میں سخت سردی ہو جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو پہنچ

قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَاَھْلَکَتْہُ ؕ وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنْ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

گئی جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا پھر اس کو برباد کر دیا۔ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

## کفار کو مال واولاد کچھ کام نہ آئیں گے:

۱۱۶: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ۔ (بیشک جو لوگ کافر ہوئے ہرگز ان کو ان کے مال اور انکی اولادیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کیلئے ذرہ بھر کام نہ دیں گے) وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (وہ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے)

## دنیوی زندگی میں کفار کے خرچ کرنے کی مثال:

۱۱۷: مَثَلُ مَا یُنْفِقُوْنَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْھَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَاَھْلَکَتْہُ وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنْ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ۔ (اس دنیا کی زندگی میں انکے خرچ کی مثال) یعنی جو وہ مفاخر، مکارم تعریف کروانے، لوگوں میں اچھا تذکرہ قائم کرنے کیلئے خرچ کرتے ہیں یا وہ مال جو کفر کے باوجود تقرب الی اللہ کیلئے خرچ کرتے ہیں۔ کَمَثَلِ رِیْحٍ (ہوا کی طرح ہے) یعنی ضائع کردہ مال۔ ہوا سے ہلاک شدہ کھیتی کی طرح ہے۔ یا ان کے مال کے ہلاک کرنے کی مثال ہوا کے ہلاک کرنے کی طرح ہے۔ فِیْھَا صِرٌّ (جس میں سخت سردی ہو) یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔

**نحو:** صِرٌّ مبتداء ہے اور خبر ہے موضع جر میں جملہ ریح کی صفت ہے۔ جیسے اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ (جیسے ہوا پہنچے ایسی قوم کی کھیتی کو جس نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہو) کفر اختیار کر کے۔ فَاَھْلَکَتْہُ (پس وہ ہوا اس کھیتی کو تباہ کر دے) ان کے کفر کی سزا کے طور پر وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰہُ (حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا) انکی کھیتی کو تباہ کر کے وَلٰکِنْ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ (لیکن وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے ہیں) ایسے کاموں کا ارتکاب کر کے جو سزا کے سزاوار ٹھہرانے والے ہیں۔ یا اس میں ضمیر کا مرجع منفقین یعنی خرچ کرنے والے ہیں۔ اب مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے خرچہ جات کو قبول نہ کر کے ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اس طرح کہ قبولیت پر یقین واعتماد کر کے خرچ نہیں کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ
اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو اپنا راز دار مت بناؤ وہ لوگ تمہارے بگاڑ میں ذرا بھی کوتاہی
خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا
نہیں کرتے، ان کو وہ چیز پسند ہے جس سے تمہیں تکلیف ہو بغض ظاہر ہو چکا ہے ان کے مونہوں سے اور جو کچھ
تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾
ان کے سینے چھپاتے ہیں وہ اس سے بڑھ کر تحقیق ہم نے بیان کر دیں تمہارے لئے آیات اگر تم عقل رکھتے ہو۔

## منافق کی دوستی سے ممانعت:

۱۱۸: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

**شانِ نزول**: مسلمانوں کو منافقین کی مخلصانہ دوستی سے منع فرمانے کیلئے نازل ہوئی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً (اے ایمان والو تم ان کو اپنا راز دار نہ بناؤ) بِطَانَةَ الرَّجُلِ سے مراد آدمی کے خصوصی راز دار، قابل اعتماد۔ ان کو بطانَةَ الثَّوْبِ سے تشبیہ دی۔ جیسا کہا جاتا ہے۔ فلان شعاری، فلاں میرا بہت قریبی ہے۔

حدیث نبوی ﷺ میں ہے الانصار شعار والناس دثار (بخاری ۴۳۳۰، مسلم ۱۰۶۱) کہ لوگ میرے لئے بمنزلہ اوڑھنے کے ہیں اور انصار بمنزلہ شعار کے ہیں۔ مِّنْ دُوْنِكُمْ (اپنوں کو چھوڑ کر) یعنی اپنے ہم جنس مسلمانوں کو چھوڑ کر۔

**نحو**: یہ بطانة کی صفت ہے تقدیر کلام یہ ہے کہ بطانة کائنة من دونکم مجاوزة لکم یعنی ایسی راز داری جو دوسروں سے ہونے والی ہو اپنوں سے تجاوز کر کے۔

لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا (وہ تمہارے بگاڑ میں کمی نہ کریں گے)

**نحو**: یہ موضع نصب میں بطانة کی صفت ہے یعنی تمہارے دین کے بگاڑنے میں وہ کمی نہ کریں گے۔ کہا جاتا ہے۔ الا فی الامر یا لو وہ معاملے کی پرواہ کیوں نہیں کرتا جبکہ وہ معاملے میں کوتاہی کرے۔

**الخبال**:

لغت میں فساد کو کہتے ہیں۔ تمیز کی وجہ سے خبالًا منصوب ہے یا فی حذف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای فی خبالکم۔

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ (وہ اس چیز کو پسند کرتے ہیں جس سے تم مشقت میں پڑو) یعنی جو تمہیں دکھ میں مبتلا کرے۔ مَا مصدریہ ہے۔

العنت، لغت میں شدید ضرر اور مشقت کو کہتے ہیں یعنی وہ تمنا کرتے ہیں کہ وہ تمہیں تمہارے دین میں نقصان پہنچائیں اور ضرر بھی



BestUrduBooks.wordpress.com

هَاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ

تم لوگ ایسے ہو کہ ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے اور تم پوری کتاب پر ایمان لاتے ہو، اور جب تم سے ملتے ہیں

قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ ۖ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ

کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور وہ جب آپس میں تنہائیوں میں جاتے ہیں تو مارے غصہ کی جلن کے اپنی انگلیوں کو دانتوں سے کاٹے لیتے ہیں،

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ

آپ فرما دیجئے کہ مر جاؤ اپنی جلن میں، بے شک اللہ جاننے والا ہے۔ ان سب چیزوں کو جو سینوں میں ہیں، اگر

تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ

تم کو کوئی اچھی حالت پہنچ جائے تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر تمہیں کوئی بری حالت پہنچ جائے تو اس سے خوش ہوتے ہیں، اور اگر

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو ان کی مکاری تمہیں کچھ بھی ضرر نہ پہنچائے گی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا

مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع

احاطہ فرمائے ہوئے ہے۔

انتہائی سخت قسم کا۔

**نحو** : یہ جملہ مستانفہ ہے اس لئے کہ اس میں ان کو رازدار بنانے کی ممانعت کی علت ذکر کی گئی۔ یہ اس کی طرح ہے۔

## منافقین کے بغض کی شدت:

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ (کہ بغض تو ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا ہے) کیونکہ وہ اس کو روکنے کا اب اختیار نہیں رکھتے۔ باوجود اپنے نفسوں پر کنٹرول کرنے کے۔ کہ ان کے منہ سے ایسی باتیں نکل جاتی ہیں۔ جس سے انکا بغض مسلمانوں کے خلاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ (اور جو ان کے سینے چھپانے والے ہیں) یعنی مسلمانوں کے خلاف بغض۔ اَكْبَرُ (وہ بہت بڑا ہے) اس سے جو ان سے ظاہر ہوا۔ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ (تحقیق ہم نے تمہارے لیے آیات کو کھول کر بیان کیا) جو دین میں اخلاص کو لازم کرنے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے موالات اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (اگر تم عقل رکھتے ہو)



BestUrduBooks.wordpress.com

## توبیخ مومنین:

۱۱۹: هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ (دیکھو تم تو وہ ہو کہ)

## منافقین سے موالات کی غلطی:

نحو: ھا حرف تنبیہ ہے۔ انتم مبتداء اور اولاء خبر یعنی تم منافقین اہل کتاب کی موالات میں غلطی کھانے والے ہو۔ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ (تم ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے) اس میں منافقین کے ساتھ موالات کی غلطی ظاہر کی گئی کہ تم اپنی محبت اہل بغض کیلئے صرف کرتے ہو یا اولاء موصول ہے اور اس کا صلہ تُحِبُّوْنَهُمْ ہے اور وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ (اور تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو) كُلِّهٖ جملہ حالیہ ہے۔ اور اس پر عامل: لَا يُحِبُّوْنَكُمْ ہے تقدیر کلام اس طرح ہے لَا يُحِبُّوْنَكُمْ والحال انكم تؤمنون بكتابهم كله وهم مع ذلك يبغضو نكم فما بالكم تحبونهم وهم لا يؤمنون بشيء من كتابكم ۔ یعنی وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور حال یہ ہے کہ تم انکی ساری کتاب پر ایمان رکھتے ہو۔ وہ اسکے باوجود تم سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر تمہیں کیا ہوا کہ تم ان سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ تمہاری کتاب میں سے کسی چیز پر ایمان نہیں رکھتے اس میں سخت توبیخ ہے کہ جتنے تم لوگ حق پر مضبوط ہو اس سے زیادہ وہ باطل پر سخت ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ الکتاب کا الف لام جنسی ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا تم ہی سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔ پہلی صورت میں الف لام عہدی ہے۔ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا (جب وہ تم سے ملتے ہیں تو زبان سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے) یعنی کلمہ توحید کا اظہار کرتے ہیں۔ وَاِذَا خَلَوْا (جب وہ تم سے جدا ہوتے ہیں) یا ایک دوسرے کے ساتھ خلوت میں جاتے ہیں۔ عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ (وہ غصہ سے تم پر انگلیاں کاٹتے ہیں) غصہ اور ندامت والے آدمی کیلئے عض انامل، بنان، ابہام سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی تمہاری سلطنت دیکھ کر شدت غضب سے انگلیاں چباتے ہیں۔

## کلمۂ بددعا:

قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ (کہہ دو! اے کافرو تم اپنے غصہ میں مرجاؤ) یہ ان کے خلاف بددعا ہے کہ اللہ کرے انکا غصہ اتنا بڑھے کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ مراد زیادتی غیظ سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور اہل اسلام کو مزید قوت دے جس سے انکا غصہ بڑھے۔ اور اس میں ان کی کتنی ہی ذلت ورسوائی ہے۔

## اللہ جل شانہ منافقین کے تمام افعال واقوال سے واقف ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (بے شک اللہ تعالیٰ سینوں کی باتوں کو جانتے ہیں) وہ جانتے ہیں جو منافقین اپنے دلوں میں بغض وعداوت چھپائے ہوئے ہیں اور جو افعال وہ ایک دوسرے کو ملتے وقت کرتے ہیں وہ ان کے منجملہ اقوال میں داخل ہے۔ یعنی اللہ نے فرمایا ان کو اس غصے کی اطلاع دو جسکی بناء پر وہ علیحدگی میں افسوس سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں۔ اور انہیں کہیں کہ اللہ



BestUrduBooks.wordpress.com

تعالیٰ تو اس سے بھی مطلع ہیں جو چھپائی جانے والی چیزوں میں بہت ہی مخفی ہے اور وہ دل کے اسرار و رموز ہیں۔ پس مت گمان کرو کہ تمہاری کوئی مخفی چیز اس پر پوشیدہ رہ سکتی یا کہنے سے خارج ہے۔ یعنی اے محمد ﷺ ان سے کہہ دیں اور میری اس اطلاع پر جو ان کے رازداروں کے سلسلہ میں دی ہے۔ تعجب نہ کریں کیونکہ میں تو اس سے بھی مخفی ترین کو جانتا ہوں اور وہ ان کے دلوں کے راز ہیں۔

۱۲۰: اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا۔ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ۔ (اگر تمہیں کوئی بھلائی ملے) حَسَنَۃ سے مراد خوشحالی، سرسبزی اور غنیمت و نصرت تَسُؤْهُمْ (وہ ان کو بری لگتی ہے) یعنی اس کا ملنا ان کو غم زدہ کر دیتا ہے وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ (اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے) یعنی بدحالی، تنگ دستی، دشمن کا غلبہ، آیت میں المس کے الفاظ کو الاصابہ کی جگہ بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ گویا کہ دونوں کا معنی ایک ہی ہے کیا تم اس ارشاد الٰہی کی طرف نظر نہیں کرتے اِن تُصبك حسنة تسؤهم و ان تُصبك مصِيبة۔ (التوبہ۔ ۵۰) يَّفْرَحُوْا بِهَا۔ (وہ اس پر خوش ہوتے ہیں) وہ اسکے پہنچنے پر خوشیاں مناتے ہیں۔

## دشمن کی مکاریوں پر صبر و تقویٰ کا دامن تھام لو:

وَ اِنْ تَصْبِرُوْا (اور اگر تم صبر کرو) اگر تم انکی عداوت پر صبر کرو وَتَتَّقُوْا (اور تقویٰ کے ساتھ رہو) اور انکی موالات سے بچتے رہو۔

دوسری تفسیر: یا تم حکم الٰہی کی تعمیل میں حاصل ہونے والی مشقتوں پر صبر کرو اور اللہ تعالیٰ کے ممنوع کردہ اعمال سے پرہیز کرو۔ لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا (انکی مکاری تمہارا کچھ نقصان نہ کر سکے گی) اس حال میں کہ تم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہو۔

مَسْئَلَۃ: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمان کو تعلیم وارشاد ہے کہ دشمن کی مکاریوں پر صبر و تقویٰ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے۔

قول حکماء: ہے کہ اگر تم اپنے حاسدین کو رُلانا چاہتے ہو تو اپنے آپ میں فضیلت کا اضافہ کر لو۔

قراءت: مکی، بصری، نافع نے لَا يَضِرْكُمْ پڑھا ہے یہ اس صورت میں ضار یضیر بمعنی ضرہ ہوگا۔ یہ واضح ہے ان کے علاوہ قراء کی قراءت میں اشکال ہے۔ کیونکہ وہ جواب شرط بنتا ہے۔ جواب شرط مجزوم ہونا چاہیے۔ پس مناسب تو تھا کہ راء پر فتحہ پڑھا جاتا جیسا کہ مفضل نے عاصم سے نقل کیا ہے۔ البتہ راء پر ضمہ ضاد کے ضمہ کی اتباع میں دیا گیا۔ جیسا کہ مُدُّ یا یاھذا۔ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ (یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا)۔

قراءت: یعملون یہ تاء کے ساتھ سہل نے پڑھا ہے یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال جو صبر و تقویٰ کی قسم سے ہیں۔ مُحِيْطٌ (احاطہ کرنے والے ہیں) پس تمہارے ساتھ وہ سلوک فرمائیں گے۔ جس کے تم اہل ہو۔ باقی قراء نے یا کے ساتھ پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ جاننے والا ہے جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں تمہاری دشمنی کے سلسلہ میں پس وہ ان کو اس پر سزا دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ

اور جب آپ اپنے گھر سے صبح کے وقت نکلے مسلمانوں کو قتال کرنے کے لئے مقامات بتا رہے تھے، اور اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ

سننے والا جاننے والا ہے۔ جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ بزدل ہو جائیں، اور اللہ ان کا ولی تھا

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اور اللہ پر بھروسہ کریں مومن بندے۔

۱۲۱: وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (اور جب تم صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے) اے محمد ﷺ تم یاد کرو اس وقت کو جب تم مدینہ میں اپنے اہل سے صبح کے وقت نکلے۔ یہاں مراد آپ کا حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احد کی طرف روانہ ہونا ہے۔ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ (تم مومنوں کو ٹھہرا رہے تھے) یہ حال ہے۔ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ لڑائی کے مواقع پر، مواطن یعنی میمنہ، میسرہ، قلب، جناحین، ساقہ پر ایمان والوں کو ٹھیک بیٹھا رہے تھے۔ لِلْقِتَالِ یہ تُبَوِّیءُ سے متعلق ہے۔ ای تُبَوِّئُ لِلْقِتَالِ۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ۔ (اللہ تعالیٰ تمہارے اقوال کو خوب سننے والا) اور عَلِيْمٌ تمہاری نیات اور دل کے اسرار کو جاننے والا ہے۔

## غزوۂ احد کو روانگی' بدھ کے روز:

روایت میں وارد ہے کہ مشرکین احد میں بدھ کو آ ٹھہرے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور مشورہ کیلئے عبداللہ بن ابی کو بھی بلایا۔ اس سے مشورہ طلب کیا تو اس نے کہا آپ مدینہ میں قیام فرمائیں۔ ہم جب بھی دشمن کی طرف نکل کر گئے ہیں۔ تو ہمیں نقصان اٹھانا پڑا اور جب دشمن ہم پر داخل ہوا تو اس نے شکست کھائی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے خواب میں اپنے گرد مذبوحہ گائے دیکھی ہے۔ پس میں نے اس کی تاویل بھلائی سے کی ہے۔ اور میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے دیکھے۔ اس کی تعبیر میں نے شکست سے کی ہے۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک محفوظ زرہ میں داخل کر دیا۔ اس زرہ کی تعبیر میں نے مدینہ سے کی ہے۔ لیکن کچھ لوگ آپ کے سامنے شہادت کا شوق ظاہر کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے اپنا خود پہن لیا۔ پھر وہ شرمسار ہو کر کہنے لگے۔ آپ کو اختیار ہے یا رسول ﷺ تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کسی پیغمبر کیلئے مناسب نہیں کہ اپنی خود زیب تن کر لے پھر لڑائی سے قبل اس کو اتار دے۔ چنانچہ آپ ﷺ نماز جمعہ کے بعد روانہ ہوئے۔ اور ہفتے کی صبح احد کی گھاٹی میں پہنچے جبکہ پندرہ شوال ۳ھ تھی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

بنو حارثہ و بنو سلمہ کے ساتھ اللہ کی ولایت:

۱۲۲: اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اِذْ هَمَّتْ (جب ارادہ کیا) یہ اذغدوت سے بدل ہے۔ یا علیم کے معنی نے اس میں عمل کیا ہے۔ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ (دو گروہوں نے تم میں سے) اس سے مراد انصار کے دو قبیلے بنو سلمہ جو خزرج کی شاخ تھی اور بنو حارثہ جو اوس کی شاخ تھی مراد ہیں۔ آپ ﷺ احد کی طرف ایک ہزار لڑنے والوں کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ جبکہ مشرکین مکہ کی نفری تین ہزار افراد پر مشتمل تھی۔ اور آپ ﷺ نے ان سے جمے رہنے کی صورت میں فتح کا وعدہ فرمایا۔ راستہ میں عبداللہ بن ابی لشکر کا تیسرا حصہ اپنے ساتھ لیکر واپس لوٹ گیا اور یہ کہا ہم اپنی جانوں اور اولادوں کو کیوں کٹوائیں؟ بنو حارثہ و بنو سلمہ نے بھی اسکے پیچھے جانے کا ارادہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات سے محفوظ کر لیا۔ پس وہ آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ اَنْ تَفْشَلَا (یہ کہ ہمت ہار دیں) وہ جبن و ضعف کی وجہ سے بزدلی اختیار کریں۔ الفشل نامردی اور بزدلی کو کہتے ہیں۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا (اور اللہ تعالیٰ انکا محب و ناصر تھا) یا ان کے معاملے کا مالک تھا۔ پھر وہ کیوں بزدلی کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر کیوں کر بھروسہ نہیں کرتے؟ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ ہی پر ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے)۔ یعنی انکا معاملہ یہ ہے کہ وہ اسی ہی پر بھروسہ کریں اور اپنے تمام معاملات کو اسی ہی کے سپرد کریں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ ہم نے ارادہ نہ کیا ہوتا جو ہم نے کیا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ وہ ہمارا ولی و کارساز ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور بلاشبہ اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی، حالانکہ تم کمزور حالت میں تھے پس اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار ہو۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ

جب آپ مومنین سے فرما رہے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہ ہو گا کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتوں کے ذریعہ تمہاری

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ

مدد فرما دے جو اتارے گئے ہوں۔ ہاں اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور دشمن تم پر فوراً

فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

آ پہنچے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعہ، جن پر نشان لگے ہوئے ہوں گے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ

اور اللہ نے یہ مدد صرف اس لئے کی کہ تمہارے لئے بشارت ہو۔ اور تمہارے دل اس سے مطمئن ہوں۔ اور مدد نہیں ہے مگر صرف

عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ

اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے حکمت والا ہے۔ تاکہ کافروں میں سے ایک گروہ کو ہلاک کر دے یا ان کو ذلیل کر دے

فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾

تو وہ واپس ہو جائیں محروم ہو کر۔

**ربط** ۱۲۳: وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ اس میں بدر کا واقعہ یاد دلایا جو موجب توکل تھا۔ اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی جب کہ وہ کمزور بھی تھے اور تعداد میں بھی کم تھے۔

## بدر کی یاددھانی:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (البتہ تحقیق تمہاری اللہ بدر میں مدد فرما چکا) بدر۔ یہ مکہ و مدینہ کے درمیان ایک کنواں ہے۔ جس کو بدر نامی آدمی نے کھدوایا تھا۔ یا احد کے بعد بدر کا ذکر کیا تا کہ صبر و شکر جمع ہو جائیں۔

## قلت کی کیفیت:

وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (اور تم تعداد میں کم تھے) مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) سے تین سو انیس (۳۱۹) کے درمیان تھی جبکہ



BestUrduBooks.wordpress.com

دشمن ایک ہزار جنگجوؤں پر مشتمل تھا۔ اور سامان کی کمزوری کا حال یہ تھا کہ پانی بردار اونٹوں پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ جنگی تعداد کل ستر تھی اور ایک گھوڑا تھا۔ حالانکہ دشمنوں کے پاس سو گھوڑے۔ اسلحہ اور شان و شوکت تھی۔

نکتہ: اللہ تعالیٰ نے اَذِلَّةٌ بروزن اَفْعِلَةٌ جمع قلت ذکر کیا تا کہ سواریوں اور ہتھیاروں کی کمی کے اظہار کے ساتھ مسلمانوں کی قلت تعداد کا بھی اظہار ہو۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ (تم اللہ سے ڈرو) تم اپنے رسول ﷺ کے ساتھ ثابت قدمی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (تا کہ تم شکر ادا کرو) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو فتح عنایت فرمائی ہے۔ شکریہ کا طریق ثابت قدم رہ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اس میں بتلا دیا کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ کی نعمت کی طرف رغبت شکریہ کی غرض سے ہونی چاہیے۔

## دوسرا بدل:

۱۲۴: اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۔ (جب تم ایمان والوں کو کہہ رہے تھے)

نحو: یہ نَصَرَكُمْ کا ظرف ہے۔ اس طور پر کہ بدر کے دن ان کو فرمایا، مطلب یہ ہوا کہ اس نے تمہاری مدد کی جبکہ تم یہ کہہ رہے تھے۔ یا اذ غدوت سے دوسرا بدل ہے۔ اس طور پر کہ احد کے دن ان کو فرمایا۔ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ (کیا کافی نہیں کہ تمہاری امداد کرے اللہ تعالیٰ تین ہزار فرشتوں کو اتار کر)

## استفہام انکاری:

قراءت: شامی نے مُنَزَّلِيْنَ پڑھا۔ ابوحیوہ نے مُنْزِلِيْنَ پڑھا اور مراد منزلین النصرۃ بتلائی۔

مطلب آیت کا یہ ہے اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ استفہام انکاری ہے کیا تمہیں تین ہزار فرشتوں کی امداد کافی نہیں، یعنی کافی ہے۔

نکتہ: لَنْ نفی تاکید کا لا کر اشارہ کر دیا کہ مسلمان اپنی کمزوری اور قلت تعداد اور دشمن کی کثرت و قوت کو دیکھ کر فتح سے گویا ناامید تھے۔ (ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی مدد آئی)

۱۲۵: بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ۔

## فوری و کافی مدد:

بَلٰٓى (کیوں نہیں) نفی تاکید بلَنْ کے بعد بَلٰٓى کو ایجاب کے لیے لائے کہ اتنے فرشتوں سے امداد تمہارے لیے کافی ہے پس کفایت کو لازم کر دیا۔ پھر فرمایا اِنْ تَصْبِرُوْا (اگر تم صبر کرو) اگر تم قتال پر صبر کرو۔ وَتَتَّقُوْا (اور تقویٰ اختیار کرو) اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت سے بچو۔ وَيَاْتُوْكُمْ (اور وہ لوگ تم پر آ پہنچیں) اور تمہارے پر مشرکین مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا (اسی دم) آ پڑیں۔ یہ فور کا لفظ فار القدر سے لیا گیا جبکہ وہ جوش مارے تیزی کیلئے بطور استعارہ استعمال کیا گیا۔ پھر اس سے اس حالت کی تعبیر کی جاتی ہے جس میں دیر نہ ہو۔ اور کسی دوسری طرف توجہ نہ کی جائے۔ کہا جاتا ہے کہ خرج من فورہ وہ فوراً نکل گیا۔ جیسا کہ تم اس طرح کہتے ہو۔ خرج من ساعته ولم یلبث کہ وہ اسی گھڑی بلا رد کے نکل گیا۔ کرخی رحمہ اللہ کے قول میں یہی معنی ہے۔ الا مر



BestUrduBooks.wordpress.com

المطلق علی الفور لا علی التراخی ۔ کہ امر مطلق کی تعمیل اسی گھڑی لازم ہے تاخیر کرنا جائز نہیں۔ اب مطلب آیت کا یہ ہے کہ اگر وہ تمہاری اسی گھڑی میں آ گئے۔ ھذا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ( تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری یہ امداد فرمائے گا ) یعنی ان کی آمد کی صورت میں فرشتوں کی آمد ان کے آنے سے متاخر نہ ہوگی حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری جلد جلد مدد کرے گا۔ اور تمہیں فتح میسر فرمائے گا اگر تم صبر و تقویٰ پر قائم رہو گے۔

## نشان دار گھوڑے:

مُسَوِّمِيْنَ ( نشاندار )

قراءت: مُسَوِّمِيْنَ واؤ کے کسرہ کے ساتھ مکی، ابوعمرو، عاصم، سہل نے معلمین انفسھم اپنے نفوس کو ظاہر کرنے والے یا اپنے گھوڑوں کو ایسی علامت سے ظاہر کرنے والے ہونگے جس سے وہ لڑائی میں پہچانے جائیں گے۔ السومة علامت کو کہا جاتا ہے۔ ضحاک کا قول ہے کہ وہ سفید اون کا نشان اپنے گھوڑوں کی پیشانیوں اور دموں پر لگانے والے ہونگے۔

دوسرے قراء نے واؤ کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ نشان زدہ ہونگے۔ کلبی کا قول یہ ہے وہ زرد رنگ کے عمامے پہنے ہونگے ان کے پلے اپنے کندھوں پر لٹکانے والے ہونگے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا عمامہ بدر کے دن زرد رنگ کا تھا۔ فرشتے بھی زرد عماموں میں نازل ہوئے۔ قتادہ کا قول یہ ہے کہ تین ہزار پھر پانچ ہزار فرشتے اترے۔

## فرشتوں کی مدد صرف بشارت فتح ہے:

۱۲۶: وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ (اور اللہ تعالیٰ نے اس امداد کو بنایا) اور اللہ تعالیٰ نے اس امداد کو خوشخبری بنایا۔ ہٗ کی ضمیر اس امداد کی طرف راجع ہے۔ جو ان یمدکم سے ثابت ہوئی۔ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ ( خوشخبری تمہارے لئے ) یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو فرشتوں سے مدد صرف اس لئے دی تاکہ تمہیں فتح کی بشارت ہو۔ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ( تاکہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہوں ) جس طرح سکینہ بنی اسرائیل کے لئے بشارتِ نصرت تھی اور دلوں کے اطمینان کا باعث تھی۔ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ( اور درحقیقت فتح اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے ) نہ لڑنے والوں کی طرف سے اور نہ ملائکہ کی طرف سے۔ لیکن یہ وہ چیز ہے۔ جس سے مدد کی امید اور رحمت کی طمع مضبوط تر ہوتی ہے۔ الْعَزِيْزِ ( زبردست ) وہ ذات جس کے فیصلوں میں اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ الْحَكِيْمِ ( حکمت والا ) جو کہ اپنے اولیاء کو مدد دیتا ہے اور دشمن کے ساتھ جہاد سے انکی آزمائش کرتا ہے۔

## قتل کفار کی بشارت:

۱۲۷: لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ( تاکہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک کر دے ) قتل و قید کے ذریعے چنانچہ بدر میں ستر کافر قتل ہوئے اور ستر سردار قید ہوئے۔ لِيَقْطَعَ کی لام۔ نمبر۱۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ سے متعلق ہے یا نمبر۲۔ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ سے متعلق ہے یا نمبر۳۔ يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ سے متعلق ہے۔

اَوْ يَكْبِتَهُمْ یا انکو رسوا کرے اور شکست سے غصہ دلا کر لوٹائے۔ الکبت۔ دراصل شدید بزدلی جو دل میں رچ جائے اور اسکی



BestUrduBooks.wordpress.com

لَيۡسَ لَكَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ اَوۡ يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ اَوۡ يُعَذِّبَهُمۡ فَاِنَّهُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾

آپ کو کچھ بھی اختیار نہیں ہے، اللہ چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے یا ان کو عذاب دے کیونکہ وہ ظلم کرنے والے ہیں،

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ ؕ يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ

اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ وہ مغفرت فرماتا ہے جس کی چاہے اور عذاب دیتا ہے

مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۹﴾ ع ۱۳

جس کو چاہے۔ اور اللہ غفور ہے رحیم ہے۔

وجہ سے آدمی منہ کے بل گر جائے۔ فَيَنۡقَلِبُوۡا خَآئِبِيۡنَ پس وہ اپنے شہروں کو اس حالت میں لوٹیں کہ اپنے مقصد میں ناکام ہوں۔

## تمام اختیارات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے:

۱۲۸: لَيۡسَ لَكَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ اَوۡ يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ اَوۡ يُعَذِّبَهُمۡ فَاِنَّهُمۡ ظٰلِمُوۡنَ۔ (آپ کو اس امر کا کوئی اختیار نہیں)

نحو: لَيۡسَ کا اسم شَىۡءٌ ہے اور لَكَ اسکی خبر ہے اور مِنَ الۡاَمۡرِ یہ شَىۡءٌ کا حال ہے کیونکہ وہ صفت ہے جس کو پہلے لایا گیا ہے۔

اَوۡ يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ (یا ان کی توبہ قبول کرے) نحو: اس کا عطف لِيَقۡطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡ يَكۡبِتَهُمۡ پر ہے۔ اور لَيۡسَ لَكَ جملہ معترضہ ہے۔ جو معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے اللہ تعالیٰ ان کے معاملے کا مالک ہے خواہ ان کو ہلاک کر دے یا شکست سے دوچار کرے یا انکی توبہ قبول کر لے کہ وہ اسلام لے آئیں۔ اَوۡ يُعَذِّبَهُمۡ (یا ان کو عذاب دے) اگر وہ کفر پر مصر رہیں اور آپ کو ان کے معاملے کا کچھ اختیار نہیں۔ آپ تو مبعوث بندے ہیں تاکہ ان کو ڈرائیں اور ان سے جہاد کریں۔

نحو: فراء نحوی کے ہاں اَوۡ۔ حَتّٰى کے معنی میں ہے۔ اور ابن عیسیٰ کے نزدیک اِلَّا اَنۡ کے معنی میں ہے۔ جیسا تم کہو: لالزمنك او تعطيني حَقِّيۡ۔ اب مطلب آیت کا یہ ہوگا۔ آپ کو ان کے معاملے میں کچھ اختیار نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ انکی توبہ قبول کرلے پس آپ انکی حالت پر خوش ہوں۔ یا پھر ان کو سزا دے تاکہ ان سے پلڑا چھوٹ جائے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے متعلق بددعا کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے روک دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو ایمان لائیں گے۔

فَاِنَّهُمۡ ظٰلِمُوۡنَ (پس بے شک وہ ظالم ہیں) یعنی مستحق سزا ہیں۔

## اللہ تعالیٰ کی مغفرتِ عامہ:

۱۲۹: وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ يَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ۔ (اور اللہ تعالیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَوٰا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا

اے ایمان والو مت کھاؤ سود چند در چند بڑھا کر، اور اللہ سے

اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿١٣١﴾

ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور ڈرو اس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ

اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور جلدی آگے بڑھو مغفرت کی طرف

مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾

جو تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ اور جنت کی طرف جس کا عرض ایسا ہے جیسے تمام آسمان اور زمین، وہ تیار کی گئی ہے متقیوں کے لئے

ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے) یعنی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے نہ کہ آپ کے کیونکہ آسمان وزمین اس کی ملکیت ہے۔ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ (وہ جس کو چاہیں بخش دیں) یعنی ایمان والوں کو۔ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ (اور عذاب دیں جس کو چاہیں) یعنی کفار کو۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اور اللہ تعالیٰ بخشنہار رحمت کرنے والے ہیں)

## سود کی مذمت:

۱۳۰: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (اے ایمان والو! نہ کھاؤ سود دونا دوگنا) قراءت: مُضَعَّفَۃً عین کی تشدید سے مکی وشامی نے پڑھا ہے۔ اس آیت میں ربا سے ممانعت کی گئی ہے اور دونا، دوگنا سود لینے کی جو رسم ان میں پائی جاتی تھی۔ اسکی مذمت کی' انکا حال یہ تھا کہ جب قرض اپنے وقت کو پہنچ جاتا تو قرض خواہ کہتا یا تو میرا حق واپس کر یا پھر سود دے اور مدت میں اضافہ کروالے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ (تم اسکے کھانے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ)

## سب سے زیادہ خوف والی آیت:

۱۳۱: وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ۔ (اور تم بچو اس آگ سے جو کافروں کیلئے تیار کی گئی)

ارشاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ! قرآن مجید میں سب سے زیادہ خوف دلانے والی آیت یہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو خلاف ورزیٔ احکام کی صورت میں اس آگ سے ڈرایا ہے جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ اور اس کے بعد اپنی رحمت کی امیدواری کو خدا اور رسول کی اطاعت سے وابستہ کیا اس طرح کہ واطیعوا اللّٰہ و الرسول لعلکم ترحمون (کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ

جو خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور تکلیف میں، اور جو ضبط کرنے والے ہیں غصہ کو، اور جو لوگوں کو

عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً

معاف کرنے والے ہیں، اور اللہ محبت فرماتا ہے اچھے کام کرنے والوں سے، اور وہ لوگ جنہوں نے جب کوئی برا کام کیا

اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ص وَمَنْ يَّغْفِرُ

یا اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اللہ کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی مغفرت چاہی اور گناہوں کو کون

الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ قف وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

بخشے گا سوائے اللہ کے اور انہوں نے اپنے کئے پر اصرار نہیں کیا۔ اور وہ جانتے ہیں،

## اللہ کی رضا میں وقار و بلندی ہے:

۱۳۲: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (تم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے)

مسئلہ: اس آیت میں مرجۂ فرقہ کی اس بات کی تردید ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ نقصان دہ نہیں اور آگ سے بالکل اہل ایمان کو سزا نہ دی جائے گی۔

ہم اہلسنت کے نزدیک کفار کے علاوہ گناہگار ایمان والوں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ لیکن بالآخران کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

## مفسرین رحمۃ اللہ علیہم کا ارشاد:

لعل اور عسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے مواقع پر تحقیق کیلئے آتا ہے یعنی بیم آمیز امید کیلئے ہے عارف کامل سے یہ بات مخفی نہیں کہ تقویٰ کا راستہ کتنا باریک ودقیق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو پالینا کتنا مشکل ہے۔ اور اس کی رحمت وثواب تک پہنچنے میں کتنا وقار اور بلندی ہے۔

## مسارعت مغفرت وجنت:

۱۳۳۔۱۳۴: وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (اور تم تیزی سے بڑھو اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف) مدنی اور شامی نے واؤ کے بغیر سَارِعُوْٓا پڑھا ہے اور جملہ مستانفہ قرار دیا۔ دیگر قراء



BestUrduBooks.wordpress.com

نے واؤ کو قائم رکھ کر ماقبل پر عطف کیا ہے۔ المسارعة الی المغفرة و الجنة کا مطلب ایسے اعمال کی طرف متوجہ ہونا جوان دونوں تک لے جانے والے ہوں۔ پھران اعمال میں کئی اقوال ہیں۔نمبرا۔ پانچوں نمازیں نمبر۲۔ تکبیراولی۔ نمبر۳۔ اطاعت۔ نمبر۴۔ اخلاص۔ نمبر۵۔ توبہ نمبر۶۔ جمعہ۔ نمبر۷۔ جماعات۔ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (اس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے) جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (الحدید۔۲۱) اصل مقصود اس کی وسعت و پھیلاؤ کو بیان کرنا ہے۔ اس لئے لوگوں کے علم میں جو سب سے بڑی وسیع چیز ہے۔ اسکے ساتھ تشبیہ دی۔ اور عرض کو خصوصاً ذکر کیا کیونکہ وہ طول سے عادۃً چھوٹا ہوتا ہے تاکہ مبالغہ ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے۔ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیئے جائیں تو جنت کا عرض بنے گا۔

## روایاتِ جنت کی عمدہ تطبیق:

اور یہ جو روایات میں وارد ہے کہ جنت ساتویں آسمان میں ہے۔ یا چوتھے آسمان میں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت اس جہت میں واقع ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ چوتھے یا ساتویں آسمان میں ہے۔ جیسا کہ کہا جائے۔ في الدار بستانٌ جبکہ وہ اس سے بڑا ہو کیونکہ اس کا مقصد باغ کے دروازہ کا مکان کی طرف ہونا مراد ہے۔

اُعِدَّتْ (تیار کی گئی) یہ جنت کی صفت ہونے کی بناء پر موضع جر میں واقع ہے۔ یعنی وسیع تیار شدہ جنت۔ لِلْمُتَّقِيْنَ (وہ متقین کیلئے) ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ جنت و دوزخ دونوں مخلوق ہیں۔ المتقی سے مراد۔ نمبر ا شرک سے بچنے والا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ۔ (الحدید:۲۱) اور جنت جس کا عرض آسمان و زمین کے عرض کی طرح ہے وہ ان لوگوں کیلئے بنائی گئی جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے۔ نمبر۲۔ دوسرا قول گناہوں سے بچنے والا متقی ہے۔ پس اگر دوسرا قول مراد ہو تو پھر بغیر عقوبت جنت میں جانا مراد ہوگا۔ اور اگر اول مراد لی جائے تو وہ بھی انجام کار ہوگی۔ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ (جو خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں)۔

## قراءت ونحو:

اگر وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً پر عطف ڈال کر الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ کو مبتداء قرار دیا جائے اور اولٰٓئك کو خبر بنایا جائے۔ تو یہاں وقف ہوگا۔ اور سراء، ضراء میں خرچ سے مراد تنگدستی وخوشحالی میں خرچ کرنا ہوگا۔

نمبر۲۔ اگر۔ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ کو متقین کی صفت قرار دیا جائے اور وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا کا عطف اس پر ڈالا جائے۔ پھر وقف نہ ہوگا اور مطلب آیت کا یہ بنے گا وہ جنت متقین اور تائبین کے لئے تیار کی گئی ہے۔

## ایک سوال کا جواب:

**سوال**: آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت تو متقین اور تائبین کیلئے بنائی گئی ہے اصرار کرنے والوں کیلئے نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

**جواب** : یہ درست ہے کہ ان دونوں قسم کے لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہو پھر محض فضل وعفو الٰہی سے دوسرے بھی داخل ہو جائیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے اُعِدَّتْ هذه المائدة للامیر کہ یہ دسترخوان امیر کیلئے تیار کیا گیا ہے۔ پھر بعض اوقات اسکے پیروکار بھی اس کو کھا لیتے ہیں۔ کیا اس ارشاد خداوندی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ واتقوا النار التی اعدت للکافرین۔ (آل عمران۔۱۳۱) کہ تم اس آگ سے بچو جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ پھر بالاتفاق ثابت ہے کہ کافروں کے علاوہ عصاۃ مؤمن بھی اس میں داخل ہونگے۔

نکتہ: یہاں اللہ تعالیٰ نے انفاق کا تذکرہ پہلے فرمایا۔ کیونکہ نفس پر یہ انتہائی گراں چیز ہے۔ اور اسکے اخلاص کی نشاندہی کرنے والا ہے۔ اور اس زمانہ میں دشمن سے جہاد کے سلسلہ میں عظیم ترین اعمال میں سے تھا۔ اور مسلمان فقراء کی ہمدردی کے پیش نظر بھی اس کی شدید حاجت تھی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے ہر قسم کے حالات میں انفاق مراد ہے۔ کیونکہ ایسا انفاق تنگدستی وخوشحالی ہر دو مواقع کو شامل ہوگا۔

## غصہ پینے والے کا مرتبہ:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ (اور غصے کو پی جانے والے) یعنی پورا کرنے کی بجائے غصے کو روکنے والے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کظم القربۃ۔ جبکہ وہ مشک کو بھر لے اور اسکے منہ کو مضبوطی سے باندھ دے۔ اور اسی سے کظم الغیظ بنا ہے۔ غصے کو صبر کی وجہ سے تھام لے اور اس کا اثر بالکل ظاہر نہ ہو۔ الغیظ دل کی حرارت کا غصہ سے بڑھکنا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ جس نے اپنے غصے کو روک لیا ایسی حالت میں کہ وہ اس کو پورا کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسکے دل کو امن وایمان سے بھر دیتے ہیں۔

(رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ)

## معافی کی فضیلت:

وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (اور وہ لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں) یعنی جب ان کے ساتھ کوئی زیادتی کرتا ہے تو وہ اس سے مؤاخذہ نہیں کرتے۔ روایت میں آیا ہے جس کو بیہقی نے نقل کیا کہ قیامت کے دن ایک منادی آواز دے گا۔ وہ لوگ کہاں ہیں جن کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ پس معاف کرنے والوں کے سواء اور کوئی نہ اٹھے گا۔ (بیہقی فی الشعب) ابن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے رشید کیلئے روایت بیان کرنی شروع کی۔ اس کو دیکھا کہ وہ ایک آدمی پر غضبناک ہے۔ پس اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ کو احسان کرنے والے پسند ہیں)

**نحو** : اَلْمُحْسِنِيْنَ میں الف لام جنسی ہے۔ ان مذکورہ بالا اور تمام محسنین کو شامل ہے۔ یا الف لام عہد کا ہے۔ اس سے انہی مذکورہ بالا کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ برائی کرنے والے سے بھلائی کرنا احسان ہے۔ اور بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دینا تو تجارت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تائب پر شیطان کا نالہ:

۱۳۵: وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ، (اور وہ لوگ جب کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنے نفوس پر زیادتی کر بیٹھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں۔ پس وہ اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں) یعنی گناہ کی برائی پر شرمندہ ہو کر توبہ کر لیتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً ۔ (اور وہ لوگ جب کوئی برا کام کر گزرتے ہیں)

نَحْو: فعلہ کا وزن قباحت کو زائد از زائد دکھانے کیلئے آتا ہے۔ اور وَالَّذِیْنَ یہ مبتداء اور اولئک خبر ہے۔

اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ (یا وہ اپنے نفوس پر زیادتی کر بیٹھتے ہیں) قول نمبر ا۔ الفاحشہ سے مراد کبیرہ گناہ اور ظلم نفس سے مراد صغیرہ۔ قول نمبر ۲۔ فاحشہ سے زناء اور ظلم نفس بوس و کنار، لمس وغیرہ۔ ذَکَرُوا اللّٰہَ (وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں) یعنی زبان سے یا ان کے دل ان کو توبہ پر آمادہ کرتے ہیں۔

فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ (پس وہ اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں) یعنی گناہ کی برائی پر شرمندہ ہو کر توبہ کر لیتے ہیں۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری تو شیطان رونے لگا وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخشے گا۔

نَحْو: مَنْ مبتداء، یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ اس کی خبر ہے۔ یغفر کی ضمیر من کی طرف راجع ہے اور اِلَّا اللّٰہُ یغفر کی ضمیر سے بدل ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے وَلا احدٌ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی ایسا نہیں جو گناہوں کو بخش دے۔ یہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان جملہ معترضہ ہے اس میں بندوں کو توبہ کی طرف متوجہ کیا گیا اور ترغیب دلائی گئی اور ناامیدی و مایوسی کی ممانعت کی گئی اور توبہ کرنے والے کیلئے وسعت رحمت اور قرب مغفرت کو بیان کیا اور بتلایا کہ خواہ گناہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کی معافی اس سے عظیم تر اور اس کا کرم عظیم ترین ہے۔

## عدم اصرار کا فائدہ:

وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَافَعَلُوْا (وہ اپنے قبیح افعال پر قائم نہیں رہے) الاصرار قائم ہونے کو کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے نے استغفار کیا اس نے اصرار نہیں کیا خواہ وہ گناہ کی طرف ستر مرتبہ لوٹ کر گیا ابوداؤد، الترمذی۔ دوسری روایت میں ہے استغفار کرنے سے کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا اور اصرار کی موجودگی میں صغیرہ صغیرہ نہیں رہتا۔ (بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے) مسند فردوس للدیلمی وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ (اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں)

نَحْو: نمبر ا۔ یہ وَلَمْ یُصِرُّوْا کی ضمیر سے حال ہے مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ غلطی ہے اس پر اصرار نہیں کیا۔

نمبر ۲۔ یہ مستقل جملہ ہے اور یعلمون کا مفعول محذوف ہے مطلب اس طرح ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کے گناہوں کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہ بخشے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

یہ وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ مغفرت ہے ان کے رب کی طرف سے اور باغ ہیں جن کے نیچے جاری ہیں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ

نہریں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا تم سے پہلے بہت سے طریقے گزر چکے

سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

ہیں لہٰذا تم چلو زمین میں پھر دیکھو کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾

یہ بیان ہے لوگوں کے لئے اور ہدایت ہے اور نصیحت ہے متقیوں کے لئے۔

## بخشش کے مستحقین:

۱۳۶: اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ۔ (جنکی مذکورہ بالا صفات ہیں)۔ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ (انکا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے) انکی توبہ کے سبب وَجَنّٰتٌ (اور باغات) اس کی رحمت کے باعث۔ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور کام کرنے والوں کا بدلہ بہت خوب ہے)

**نحو**: نعم کا مخصوص بالمدح محذوف ہے اور وہ ذٰلك ہے یعنی مغفرت اور جنت۔

**شانِ نزول**: نمبر۱۔ یہ آیت ایک کھجور فروش کے متعلق اتری جس کے پاس ایک عورت کھجور لینے کیلئے آئی اس نے کہا میرے گھر میں اس سے زیادہ عمدہ کھجوریں ہیں۔ اس کو اپنے گھر میں اس بہانے سے داخل کیا اور پھر اپنے جسم سے اس کو چمٹایا اور بوسہ دیا مگر پھر شرمندہ ہوا۔

نمبر۲۔ ایک انصاری کو ایک ثقفی نے اپنے گھر والوں کا نگراں بنایا۔ (اور نبی اکرم ﷺ نے ان کے مابین بھائی چارہ کروایا تھا) جب وہ ثقفی جہاد میں چلا گیا۔ وہ انصاری اسکے گھر آیا اور اس کی بیوی کو دیکھا تو اس کو بوسہ دیا۔ پھر اس پر شرمسار ہوا۔ اور جنگل کی طرف بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول فرمایا۔

## سنن کی مراد وقائع:

۱۳۷: قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔ قَدْ خَلَتْ (تحقیق



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

اور ہمت نہ ہارو اور غمگین نہ ہو اور تم ہی بلند ہو گے اگر تم مومن ہو۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ

اگر تم کو زخم پہنچ گیا تو تمہاری مقابل قوم کو اس جیسا زخم پہنچ چکا ہے۔ اور یہ دن ہیں

نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ

جنہیں ہم باری باری بدلتے رہتے ہیں لوگوں کے درمیان، اور تاکہ اللہ جان لے ان لوگوں کو جو ایمان لائے، اور بنا لے تم میں سے

شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

شہادت پانے والے، اور اللہ پسند نہیں فرماتا ظالموں کو۔ اور تاکہ پاک صاف کرے ایمان

اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا

والوں کو، اور مٹا دے کافروں کو، کیا تم نے یہ خیال کیا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی

يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَقَدْ كُنْتُمْ

معلوم نہیں کیا اللہ نے ان لوگوں کو جو جہاد کرنے والے ہیں تم میں سے، اور تاکہ وہ جان لے ثابت قدم رہنے والوں کو، اور اس میں شک نہیں کہ تم لوگ

۱۴ ع ۱۴ ۵ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾

موت کے سامنے آنے سے پہلے اس کی آرزو کرتے تھے، سو اب تم نے موت کو دیکھ لیا اس حال میں کہ وہ آنکھوں کے سامنے ہے۔

گزرے ) مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ تم سے پہلے بہت طریقے۔اس سے مراد جھٹلانے والی امتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش آنے والے وقائع ہیں۔فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (پس زمین پر چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا) پھر ان سے عبرت حاصل کرو۔

۱۳۸: هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ هٰذَا یہ۔یعنی قرآن یا مَاتَقَدَّمَ ذِكْرُهٗ کا مفہوم مشارٌ الیہ ہے۔ بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى (لوگوں کیلئے بیان وضاحت اور ہدایت ہے یعنی راہنمائی ہے) وَّمَوْعِظَةٌ (اور نصیحت ہے) یعنی ترغیب و ترہیب ہے۔لِّلْمُتَّقِيْنَ (بچنے والوں کیلئے) جو شرک سے بچتے ہیں۔

## تکالیفِ اُحد پر تسلی:

۱۳۹: وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ وَلَا تَهِنُوْا (تم سستی نہ کرو) جہاد سے اس بناء پر کہ تم کو



BestUrduBooks.wordpress.com

شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ وَلَا تَحْزَنُوْا (اور نہ غم کرو) اس غنیمت پر جو تم سے فوت ہوگئی یا اپنے میں سے شہید ہونے والوں پر یا آنے والے زخموں پر۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول ﷺ اور ایمان والوں کیلئے تسلی ہے۔ ان تکالیف پر جو غزوۂ احد کے موقع پر پیش آئیں اور ان کے دلوں کو تقویت دی جارہی ہے۔

## علو کی تفسیر:

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ (حالانکہ تم ان سے اعلیٰ اور اغلب ہو) کیونکہ تم نے بدر میں ان کے زیادہ آدمی قتل کیے انکی نسبت جتنے احد میں تمہارے قتل ہوئے۔

دوسری تفسیر: اور تم ہی بلند رہو گے مدد و کامیابی کے ساتھ جو آخر میں تمہیں میسر آئی۔ وہ ان کے لئے بلندی اور غلبے کی بشارت تھی۔ جیسا الصافات کی۔ آیت نمبر ۱۷۳ میں فرمایا وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ کہ ہمارا لشکر ہی غلبہ پانے والا ہے۔

نمبر۳۔ تم شان کے اعتبار سے بلند ہو کیونکہ تمہارا اقتال اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کیلئے اور اس کی بات بلند کرنے کیلئے ہے اور انکی لڑائی شیطان کیلئے اور کفر کی بات کو اونچا کرنے کیلئے تھی۔

نمبر۴۔ تم شان کے لحاظ سے بلند ہو کیونکہ تمہارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتولین جہنم میں۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم مؤمن ہو۔

تفسیر اول: یہ لَا تَهِنُوْا کی نہی سے متعلق ہے مت سستی کرو اگر تمہارا ایمان صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایمان کی صحت تو قوت قلب کو لازم کرتی اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین کو مضبوط کرتی ہے اور دشمنوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرنے پر برانگیختہ کرتی ہے۔

تفسیر دوم: یہ اعلون سے متعلق ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ تم بلند ہوا اگر تم تصدیق کرنے والے ہوان باتوں پر جن کا اس نے تم سے وعدہ کر رکھا ہے۔ اور جس غلبے کی وہ بشارت دیتے ہیں۔

## تسلیٔ مؤمنین:

۱۴۰: اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ۔ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ (اگر تم کو زخم لگا)

قراءت: قُرح تمام مقامات پر پڑھا جائے گا۔ حفص کے علاوہ دیگر تمام کوفی قراء کے ہاں۔ قَرْحٌ حفص اور دیگر تمام قراء نے پڑھا۔ یہ دو لغتیں ہیں جیسا کہ ضَعف اور ضُعف۔

بعض نے کہا۔ قَرح ہو تو معنی زخم اور قُرح ہو تو معنی زخم کی ٹیس۔ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ (پس تحقیق قوم کو اسی طرح کا زخم پہنچا) یعنی اگر انہوں نے تمہارے کچھ آدمی قتل کیے تو تم اس سے پہلے بدر کے دن ان کے زیادہ آدمی قتل کر چکے۔ پھر بھی اس بات نے ان کے دلوں کو کمزور نہ کیا اور تمہارے ساتھ دوبارہ لڑائی کرنے سے نہ روکا۔ پس تمہیں تو بدرجۂ اولیٰ کمزوری نہ دکھانی چاہیے۔ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (یہ ایام فتح ہم لوگوں کے درمیان باری باری گھماتے رہتے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو: وَتِلْكَ الْاَيَّامُ مبتدا نُدَاوِلُهَا اس کی خبر ہے۔
نُدَاوِلُهَا کا معنی پھیرنا ہے۔ بین الناس یعنی نعمتیں اور سزائیں کبھی ایک قوم کو اور کبھی دوسری قوم کو۔ جیسا شاعر (نمر بن تولب) کے اس شعر میں ہے ۔

فیومًا علینا ویومًا لنا ☆ ویومانساءُ و یوما نُسَرُّ

ایک دن ہمارے خلاف اور ایک دن ہمارے حق میں۔ اور ایک دن تکلیف دیئے جاتے ہیں جبکہ دوسرے دن خوش کیے جاتے ہیں۔

## تبادلہ کی حکمتِ اوّل:

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (تا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے ایمان والوں کو) یعنی یہ تبادلہ کئی قسم کی حکمتوں کے ماتحت کرتے ہیں۔ اور اس لئے بھی کہ جو مؤمن صبر اور ثبات ایمان کی وجہ سے لوگوں کے نزدیک ممتاز ہو چکے ہوں ان کو ہم جان لیں جس طرح کہ انکا وجود سے قبل جانتا ہے۔ وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ (اور تا کہ کچھ لوگوں کو شہادت سے بہرہ ور کر دے) مراد اس سے احد کے طالبین شہادت تھے یا تم میں سے ایسے شہداء کا انتخاب کرلے جو قیامت کے دن امتوں پر گواہی کے لائق ہوں۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ ۱۴۳ میں فرمایا۔
وَلِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (البقرہ ۱۴۳) وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ کو ظالم لوگ پسند نہیں۔ یہ جملہ معترضہ ہے جو تعلیل والے جملے کے درمیان لایا گیا۔
تفسیر آیت کی یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتے جو ان لوگوں میں سے نہیں جو ایمان پر ثابت قدمی اختیار کرنے والے ہیں اور اس کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ اور منافقین و کفار ہی ایسے ہو سکتے ہیں۔

## تبادلہ کی حکمت دوم:

۱۴۱: وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ۔ (تا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو گناہوں سے پاک کر دے)
التَّمْحِيْص تطہیر و تصفیہ کو کہتے ہیں۔ وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ (اور کافروں کو مٹا دیں) اور ان کو ہلاک کر دیں یعنی اگر کفار کو مسلمانوں پر غلبہ ہوتا ہے تو وہ مسلمانوں کے امتیاز کرنے اور شہید بنانے اور گناہوں سے ان کو پاک کرنے کیلئے ہوتا ہے اور مسلمانوں کو کفار پر غلبہ کافروں کو گھٹانے اور انکا نام و نشان مٹانے کے لئے ہوتا ہے۔

## جنت میں داخلہ بلا جہاد و مجاہدہ نہیں:

۱۴۲: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ۔ (کیا تم نے گمان کر لیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے) یہ استفہام انکاری ہے اور اَمْ منقطعہ ہے۔ یعنی مت ایسا خیال کرو۔ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا



BestUrduBooks.wordpress.com

مِنْكُمْ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مجاہدوں کا ابھی تک امتیاز نہیں کیا) یعنی ابھی تک تم نے جہاد نہیں کیا کہ تمہارا مجاہد ہونا معلوم ہوتا کیونکہ علم کا تعلق تو معلوم سے ہے۔ تو نفی علم کو نفی متعلق علم کی جگہ لایا گیا ہے۔ کیونکہ علم کی نفی سے متعلق علم کی نفی خود ہو جائے گی جیسا کہ کہا جائے ماعلم الله فی فلان خیراً یعنی اس میں کوئی خیر ہے ہی نہیں جو معلوم ہو اور یہاں لمّا، لم کے معنی میں ہے البتہ اس میں کچھ توقع کا پہلو پایا جاتا ہے۔ پس گزشتہ میں جہاد کی نفی کر رہا ہے۔ اور مستقبل میں اسکے ہونے کی توقع ظاہر کر رہا ہے۔

وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ (اور معلوم کرے صبر کرنے والوں کو)

**نحو** : يَعْلَمِ اللّٰهُ اَن مضمرہ کی وجہ سے منصوب ہے۔ اور واوَ جمع کیلئے ہے جیسا کہتے ہیں لا تاکل السمك و تشرب اللبن۔ یعنی دودھ اور مچھلی ساتھ ملا کر مت کھاؤ۔ یا يَعْلَمَ پر جزم ہو يَعْلَمِ اللّٰهُ پر عطف کی وجہ سے۔ میم کو حرکت التقائے ساکنین کی وجہ سے دی گئی ہے اور فتحہ کا انتخاب معطوف علیہ پر فتحہ کی وجہ سے ہے۔

## تمنائے موت پر توبیخ:

۱۴۳: وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ (البتہ تم موت کی تمنا کیا کرتے تھے اس کو دیکھنے سے پہلے۔ اس میں ان لوگوں کو مخاطب کیا جو بدر میں حاضر نہ ہو سکے تھے اور ان کے دل میں تڑپ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی معرکہ میں حاضر ہوں تاکہ شہادت کی سعادت پا سکیں اور یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اصرار کیا کہ ان کو لیکر مشرکین کی طرف نکلیں۔ حالانکہ آپ کی رائے مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کی تھی۔ مطلب یہ ہوا کہ تم موت کی تمنا اسکے مشاہدے سے پہلے کرتے تھے اور اس کی شدت کو پہچاننے سے پہلے تمنا کرتے تھے۔ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (پس تم نے اس کو آنکھوں سے دیکھ لیا) یعنی تم نے کھلی آنکھوں سے دیکھا اس حال میں کہ تمہارے سامنے تمہارے بھائی بند مارے گئے۔ اور تم نے خود قتل کو جھانک لیا۔

دراصل موت کی تمنا پر ان کو توبیخ کی گئی ہے اور اس بات پر کہ تم اپنے اصرار سے رسول اللہ ﷺ کے نکلنے کا باعث بنے پھر آپ ﷺ سے پیچھے ہٹ گئے۔ انہوں نے شہادت کی تمنا کی تاکہ شہداء والی عظمت پا لیں۔ اسمیں اس قسم کا قصد ہرگز نہ تھا کہ کفار کو غلبہ حاصل ہو جائے اس کی مثال اس طرح ہے جیسا کہ کوئی عیسائی ڈاکٹر سے دوائی لے اس کا مقصد تو حصول شفاء ہے اور اسکے دل میں یہ خیال بھی نہیں گزرتا کہ اس میں دشمن کو نفع پہنچایا جا رہا ہے۔ اور اسکے فن کو رائج کیا جا رہا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ

اور محمد صرف رسول ہیں، ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں، تو کیا ان کو موت آجائے

اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ

یا مقتول ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص الٹے پاؤں پھر جائے تو وہ اللہ کو کچھ

یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ وَ سَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ

بھی نقصان نہ دے گا۔ اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو ثواب دے گا۔ اور کسی جان کو موت

اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَ مَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا

نہیں آ سکتی مگر اللہ کے حکم سے اس طرح پر کہ اس کا وقت مقرر کیا ہوا ہے، اور جو شخص دنیا کے بدلہ کا ارادہ کرے گا

نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَ مَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَ سَنَجْزِی

ہم اس میں سے اس کو دے دیں گے اور جو شخص آخرت کے ثواب کا ارادہ کرے گا ہم اس میں سے اسے دے دیں گے، اور عنقریب ہم شکر گزاروں

الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۵﴾

کو جزا دیں گے۔

۱۴۴: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ۔ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْـًٔا۔ وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ۔

شانِ نزول: جب ابن قمیہ نے رسول اللہ ﷺ کو پتھر مارا تو آپ کا سامنے والا نچلا دانت ٹوٹ گیا۔ وہ آپ کے قتل کے درپے تھا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف سے دفاع کیا۔ وہ لشکر کے علم بردار تھے۔ چنانچہ اس نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ چنانچہ اس نے کہنا شروع کر دیا میں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا اور ایک شخص نے پکار کر کہا محمد (ﷺ) قتل ہو گئے (نعوذ باللہ) بعض نے کہا وہ شیطان تھا۔ لوگوں میں آپ کے قتل کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ پس وہ پیچھے ہٹے اور رسول اللہ ﷺ آوازیں دے رہے تھے۔ اِلَیَّ عباد اللہ! اے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس ایک گروہ جمع ہو گیا۔ آپ نے ان کو بھاگنے پر ملامت کی۔ وہ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! ہم آپ پر اپنے ماؤں باپوں کو قربان کرتے ہیں ہمیں آپ کے قتل کی خبر پہنچی جس سے ہم پیٹھ پھیر کر چل دیئے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہی ہیں۔ تحقیق ان سے پہلے اللہ کے



BestUrduBooks.wordpress.com

رسول گزرے ) خلت کا معنی مضت یعنی گزرے ہیں۔ پس وہ بھی انکی طرح گزر جائیں گے۔ جس طرح ان کے پیروان کے گزرنے کے بعدان کے دین کو مضبوطی سے تھامنے والے تھے۔ اسی طرح تم پر لازم ہے کہ تم ان کے دین کو ان کے گزرنے کے بعد لازم پکڑو۔ کیونکہ بعثت انبیاء ﷺ کا مقصود پیغام رسالت کو پہنچانا اور حجت کو تمام کرنا ہے۔ قوم میں ان کے وجود کا ہمیشہ رہنا نہیں۔

## خبر شہادتِ رسول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے تاثرات کا ازالہ:

اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ (پس اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے) فا جملہ شرطیہ سے معلق ہے۔ اس جملہ کے ذریعہ جو اس سے پہلے ہے۔ اس طرح کہ فا سببیہ اور ہمزہ استفہام انکار کیلئے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ سابقہ انبیاء ﷺ وفات پا گئے مگر انکا دین تو نہیں مرا۔ پس اس طرح محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی ایک رسول ہیں اگر وہ قتل یا طبعی موت سے وفات پا جائیں گے تو انکا دین نہیں مریگا بلکہ باقی رہے گا پس تمہیں لوٹ کر ارتداد اختیار نہ کرنا چاہیے۔ انقلاب علی العقبین یہ ارتداد سے مجاز ہے۔ یا شکست و ہزیمت سے مجاز ہے۔ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْـًٔا (جو ایڑیوں کے بل پلٹ جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا) بلاشبہ اپنے آپ کو نقصان پہنچائے گا۔ وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ (عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو بدلہ دیں گے) یعنی وہ لوگ جو جنگ سے پیچھے نہیں ہٹے۔ ان کو شاکرین اسی لئے قرار دیا کیونکہ انہوں نے نعمت اسلام کا اپنے فعل سے شکریہ ادا کیا۔

## ہر ایک کی موت مشیت سے ہے:

۱۴۵: وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِیْنَ۔ وَمَا كَانَ (جائز نہیں) لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (کسی نفس کے لئے کہ اس کو موت آئے مگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے) اذن سے مراد علم ہے۔ یا ملک الموت کو اسکے قبض روح کی اجازت دینا مراد ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کسی کی موت کا آنا ناممکن ہے۔

اس میں جہاد پر آمادہ کیا گیا اور دشمن کا سامنا کرنے پر برانگیختہ کیا گیا اور بتلا دیا کہ ڈرنا فائدہ مند نہیں۔ اور کوئی شخص اپنی مدت زندگی پوری کرنے کے بغیر نہیں مرسکتا۔ خواہ وہ کتنے ہلاک کن مقامات اور معرکوں میں گھس جائے۔ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا (میعاد معین لکھی رہتی ہے) كِتٰبًا فعل محذوف کا مصدر مؤکد ہے۔ کیونکہ معنی یہ ہے کہ کتب الموت کتابًا۔ اللہ تعالیٰ نے موت کو لکھ دیا ہے لکھنا۔ مؤجل کا معنی موقت ہے کہ لکھے ہوئے سے آگے پیچھے نہیں۔ وَمَنْ یُّرِدْ جو ارادہ کرلے اپنے جہاد سے ثَوَابَ الدُّنْیَا ثواب دنیا یعنی مال غنیمت کا۔ اس میں ان لوگوں پر تعریض کی گئی جن کو احد کے دن غنیمت نے مشغول کر دیا۔

نُؤْتِهٖ مِنْهَا (ہم اس سے اس کو دیتے ہیں) یعنی اس کا ثواب دیتے ہیں۔ وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ اور جو آخرت کے ثواب کا ارادہ کرتا ہے یعنی اعلائے کلمۃ اللہ اور آخرت کے درجات کیلئے جہاد کرتا ہے۔ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِیْنَ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ

اور بہت سے نبی گزرے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے اللہ والوں نے جنگ کی، پھر جو مصیبتیں

اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

ان کو اللہ کی راہ میں پہنچیں ان کی وجہ سے نہ ہمت ہارے نہ کمزور پڑے۔ اور نہ عاجز ہوئے، اور اللہ صبر کرنے والوں سے

الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٦﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا

محبت فرماتا ہے، اور ان کا قول اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ انہوں نے یوں کہا کہ اے ہمارے رب بخش دے

ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى

ہمارے گناہوں کو، اور ہمارے کاموں میں حد سے آگے بڑھ جانے کو، اور ہمارے قدموں کو ثابت رکھ، اور کافر قوم کے مقابلہ میں

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ

ہماری مدد فرما سو اللہ نے ان کو دنیا کا بدلہ دے دیا اور آخرت کا عمدہ

١٥ ع ٥ ٦ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٤٨﴾ ع

بدلہ دیا اور اللہ پسند فرماتا ہے اچھے کام کرنے والوں کو۔

(ہم اس کو اسی سے دیتے ہیں اور عنقریب شکرگزاروں کو ہم بدلہ دیں گے ) یعنی ہم عنقریب ان کو جزائے مبہم سے بدلہ دیں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا اور جہاد سے ان کو کسی چیز نے مشغول نہ کیا۔ (جزاء کو مبہم لا کر بتلا دیا کہ جزاء غیر معروف ہے جو عقل انسان میں نہیں آسکتی)۔

## جہاد میں دشمن کے سامنے عجز و ذلت ظاہر نہ ہونے دو اور نہ ہی سستی کرو:

۱۴۶: وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (بہت سے پیغمبروں کے ساتھ مل کر بکثرت آدمیوں نے کفار سے جنگ کی) كَاَيِّنْ کا اصل اَیّ ہے کاف تشبیہ کا اس پر داخل ہوا تو اس میں کم کے معنی پیدا ہو گئے جو کثرت کیلئے آتا ہے۔

قراءت: مکی کی قراءت میں کائن بوزن کاع ہر جگہ پڑھیں گے۔ قٰتَلَ کو قُتِلَ مکی، بصری و نافع نے پڑھا ہے۔

نحو: مَعَهٗ یہ قتل کی ضمیر سے حال ہے۔ ای قٰتَلَ کائناً معه۔ یعنی اس نے قتال کیا اس حال میں کہ وہ ان کے ساتھ ملنے والا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

رِبِّیُّوْنَ۔ رب والے۔حسن نے را کے ضمہ سے اور بعض نے فتحہ سے پڑھا ہے۔قاعدہ کے مطابق فتحہ ہے کیونکہ یہ رب سے اسم منسوب ہے۔اور ضمہ اور کسرہ اسم منسوب میں تبدیلیوں کی بناء پر ہے۔

فَمَا وَهَنُوْا (وہ سست نہ ہوئے) اپنے پیغمبروں کے قتل کے وقت لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا۔ (ان تکالیف پر جو ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش آئیں اور نہ وہ ان کے بعد جہاد سے پست ہمت ہوئے)۔وَمَا اسْتَكَانُوْا (اور نہ وہ دشمن کے سامنے ذلیل و عاجز ہوئے)۔اس آیت میں ان لوگوں پر تعریض کی جو قتل رسول ﷺ کی افواہ پر پست ہمت ہو بیٹھے اور بعض نے ارادہ کیا کہ عبداللہ بن ابی کے ذریعہ ابوسفیان سے امان طلب کریں۔وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ کو صبر والے لوگ پسند ہیں) جو کفار سے جہاد کرنے پر جمے رہنے والے ہیں۔

## میدانِ جنگ میں دُعا مستقل ہتھیار ہے:

۱۴۷: وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ (اور انکی بات یہی تھی کہ اے ہمارے رب تو ہمارے گناہوں کو بخش دے) یعنی انہوں نے یہی بات کہی۔

ربانیین ہونے کے باوجود انہوں نے اپنے نفوس کی طرف گناہوں کی اضافت کی تاکہ نفس کی بڑائی مٹ جائے۔ وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا (اور ہمارا اپنے معاملے میں حد سے تجاوز کرنا) اسراف حد عبودیت سے تجاوز کو کہتے ہیں۔وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا تو ہمارے قدموں کو (لڑائی میں) مضبوط کر دے۔وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔(اور ہماری کافر قوم کے خلاف مدد فرما) غلبہ عنایت کر کے۔

نکتہ: گناہوں سے استغفار کے ساتھ دعا کو میدان جنگ میں ثابت قدمی اور دشمنوں پر فتح سے مقدم کیا۔کیونکہ استغفار کے ساتھ یہ طریق دعا قبولیت دعا کے لئے زیادہ مناسب ہے اس لئے کہ اس میں عجز و نیاز خوب ہے۔

## طالبین آخرت محسنین ہیں:

۱۴۸: فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (پس اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کا ثواب دیا) یعنی نصرت و کامیابی اور غنیمت میسر کر دی۔وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ (اور ثواب آخرت کا حسن) یعنی مغفرت و جنت دے دی۔آخرت کے بدلے کو حسن سے تعبیر کر کے بتلا دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل و مقدم اور واجب القصد ہے۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں) یعنی وہ محسن ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو پسند کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓی
اے ایمان والو! اگر تم ان لوگوں کا کہا مانوگے جنہوں نے کفر اختیار کیا تو وہ تم کو الٹے پاؤں
اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَیْرُ
پھیر دیں گے جس کی وجہ سے تم ناکام ہو جاؤ گے، بلکہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہ سب مدد کرنے
النّٰصِرِیْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا
والوں سے بہتر ہے۔ ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے ایسی چیز کو اللہ کا
بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾
شریک بنایا جس کی اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے، اور وہ ظلم کرنے والوں کا برا ٹھکانہ ہے۔

## کفار کی عدم موافقت تمام مسلمانوں پر لازم ہے:

۱۴۹: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ۔ (اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی اطاعت کروتو وہ تمہیں ایڑیوں کے بل لوٹا دیں گے ) یعنی وہ تمہیں شرک کی طرف لوٹانا چاہتے ہیں۔ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ (تم لوٹ کر گھاٹے میں پڑ جاؤ گے )

کہا گیا ہے یہ تمام کفار کے سلسلہ میں عام ہے۔ مؤمنوں پر لازم ہے کہ وہ ان سے پہلوتہی اختیار کریں۔ اور کسی چیز میں انکی اطاعت نہ کریں تا کہ وہ ان کو اپنی موافقت کی طرف نہ کھینچ لیں۔ سدی کہتے ہیں کہ اگر تم ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کے سامنے عاجزی کرو گے اور ان سے امن کے طالب ہو گے تو وہ تمہیں اپنے دین کی طرف لوٹا دیں گے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں یہ آیت ان منافقین کے متعلق اتری جنہوں نے شکست کے موقع پر ایمان والوں کو کہا تم اپنے بھائیوں کی طرف لوٹ جاؤ اور ان کے دین میں داخل ہو جاؤ۔

۱۵۰: بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ ۔ (بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہے ) پس غیروں کی نصرت سے بے نیازی اختیار کرو۔ وَهُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ (اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے )

## القائے رعب سے مکہ والے قوت کے باوجود بھاگ گئے:

۱۵۱: سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ



BestUrduBooks.wordpress.com

مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ۔ سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ (ہم عنقریب کفار کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے)
قراءت: الرُّعُبَ کو شامی اور علی نے الرُّعُبُ پڑھا ہے اور یہ دونوں لغتیں ہیں۔
کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے دل میں احد کے دن رعب ڈال دیا وہ باوجود قوت و غلبہ کے بلا وجہ مکہ کی طرف لوٹ گئے۔ بِمَآ اَشْرَکُوْا بِاللّٰهِ (اس سبب سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے ہیں) یعنی ان کے دلوں میں رعب ڈالے جانے کا باعث انکا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔ مَالَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا (جسکی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری) یعنی آلہہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ انکی معبودیت کی کوئی دلیل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے نہیں اتاری۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ نہ کوئی دلیل ہے اور نہ وہ اتاری گئی جیسا کہ شاعر کے اس قول میں۔

ولا تری الضَّبَّ بها یَنْجَحِر ای لیس بها ضب فینجحر و لم یعن ان بهاضباً ولا ینجحر

اس کا معنی یہ ہے کہ وہاں گوہ نہیں کہ بل بنائے یہ مطلب نہیں کہ گوہ تو ہے مگر بل نہیں بناتی۔

وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ (انکا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں کا ٹھکانہ بہت برا ہے) (ضمیر کی بجائے ظالمین کو صراحتاً لا کر اس پر سخت ناراضگی اور درشتی کو ظاہر کر دیا اور دوزخی ہونے کی علت بھی واضح ہوگئی)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا

اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جو اس نے تم سے کیا تھا جس وقت تم دشمنوں کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک

فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ

کہ جب تم بزدل ہوگئے اور حکم کے بارے میں تم نے آپس میں اختلاف کیا اور تم نے اس کے بعد نافرمانی کی جبکہ تمہیں اللہ نے وہ چیز دکھادی جسے تم محبوب

مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ

رکھتے تھے، تم میں سے بعض دنیا چاہتے تھے اور بعض آخرت کے طلب گار تھے۔

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ

پھر اللہ نے تم کو دشمنوں کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تم کو آزمائے۔ اور البتہ تحقیق اللہ نے تم کو معاف فرما دیا اور اللہ مومنین پر

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ

بڑے فضل والا ہے۔ جب تم دور چلے جا رہے تھے اور کسی کو مڑ کر نہیں دیکھ رہے تھے اور رسول

يَدْعُوْكُمْ فِىْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى

تم کو پکار رہے تھے۔ تمہارے پیچھے سے، پس اللہ نے تمہیں غم کی پاداش میں غم دیدیا تاکہ تم غمگین نہ ہو اس چیز پر

مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

جو تم سے جاتی رہے اور نہ اس مصیبت پر جو تم کو پہنچ جائے اور اللہ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ۔ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

شانِ نزول: جب رسول ﷺ احد سے مدینہ منورہ اپنے صحابہ کے ساتھ لوٹے تو بعض اصحاب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہم سے وعدہ فتح ونصرت کیا تھا پھر یہ تکلیف کہاں سے آ گئی۔ تو یہ آیت اتری۔

۱۵۲: وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ (اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ تم سے پورا کردیا) اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ (جب کہ تم ان کافروں کو بے دریغ قتل کر رہے تھے) ابن عیسیٰ کہتے ہیں کہ حَسّہٗ کا معنی قتل کر کے حس کو باطل کرنا۔ بِاِذْنِهٖ اللہ تعالیٰ کے حکم و فیصلہ اور علم سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

حَتّٰۤی اِذَا فَشِلْتُمْ (یہاں تک کہ جب تم بزدل ہوگئے) وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ اور تم (قیام وعدم قیام میں) جھگڑنے اوراختلاف کرنے لگے وَعَصَیْتُمْ (اورتم نے اپنے پیغمبر کے حکم کی خلاف ورزی کی) مرکز کو چھوڑ کر اور غنیمت میں مشغول ہو کر۔ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ (اسکے بعد کہ اس نے تمہیں دکھادیا وہ جو تم پسند کرتے تھے) یعنی کامیابی اور کفار پر غلبہ۔

نَحو: اِذَا کا متعلق محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے حَتّٰۤی اِذَا فَشِلْتُمْ یہاں تک کہ تم بزدل ہوگئے۔ تو اس نے اپنی مدد تم سے روک لی اور یہ مطلب بھی درست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ تم سے بزدلی کے وقت تک پورا کر دیا۔ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا (تم میں سے کچھ دنیا کے طلبگار تھے) الدنیا سے مراد مال غنیمت ہے مراد اس سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مرکز کو طلب غنیمت میں چھوڑا۔

## واقعۂ اُحد اور روایات:

روایات میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کو اپنے لشکر کی پشت کی طرف کیا ؟؟؟ اور رخ مدینہ منورہ کی طرف اور تیر اندازوں کو پہاڑ کے پاس کھڑا کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ میں مضبوطی سے جمے رہیں اور اس سے مت ادھر ادھر ہٹیں خواہ لڑائی مسلمانوں کے حق میں رہے یا خلاف۔ جب مشرکین آئے تو تیر اندازوں نے ان کے گھوڑوں کو تیروں پر رکھ لیا اور دوسرے ان کو تلواروں سے مارنے لگے۔ یہاں تک کہ کافر شکست کھا گئے اور مسلمان ان کے پیچھے ان کو قتل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب (بعض) مسلمانوں (مراد تیر انداز ہیں) نے بزدلی دکھائی اور آپس میں جھگڑا کیا کہ مشرکین تو شکست کھا چکے ہمارا یہاں کھڑا ہونا کس کام کا۔ مسلمانوں کے لشکر میں جا ملو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ غنیمت جمع کرنے میں شریک ہو جاؤ۔ دوسروں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو۔ ان میں سے کچھ اس جگہ ثابت قدم رہے۔ جن میں امیر دستہ عبداللہ بن جبیر اور ان کے دس سے کم ساتھی تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں وہی مراد ہیں وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ (کہ تم میں سے کچھ محض آخرت کے طالب تھے) مراد عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے شہداء ساتھی) مشرکین نے مڑ کر تیر اندازوں پر حملہ کر کے عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور مسلمانوں پر پل پڑے یہاں تک کہ ان کو شکست دے کر ان میں سے کافی تعداد کو قتل کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ (پھر تمہیں ان سے پھیر دیا) یعنی تم سے اپنی مدد روک لی جس سے وہ تم پر غالب آگئے۔ لِیَبْتَلِیَكُمْ (تاکہ وہ تمہاری آزمائش کرے) اور تمہارے مصائب پر صبر کا امتحان لے اور مصائب میں تمہاری ثابت قدمی دیکھے ابتلائے الٰہی کی حقیقت یہ ہے کہ تم سے آزمانے والے کا سا معاملہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس عمل پر بدلہ دیتے ہیں جو بندہ کرتا ہے نہ اس کا جو کہ وہ بندے کے متعلق جانتے ہیں۔ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ (تحقیق وہ تمہیں معاف فرما چکا) جبکہ تم سے جلد بازی میں حکم رسول اللہ ﷺ کی خلاف ورزی ہوگئی اور تم نے اس پر جو ندامت و شرمندگی کا اظہار کیا۔

## مسلمان کیلئے ابتلاء و نصرت دونوں رحمت ہیں:

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر فضل کرنے والے ہیں ان کو معاف کر کے اور انکی توبہ قبول



BestUrduBooks.wordpress.com

کر کے یا وہ ان پر تمام حالات میں فضل فرمانے والے ہیں خواہ ان پر مصیبت اور تکلیف ڈالی جائے یا نہ ڈالی جائے کیونکہ ایمان والوں کے حق میں ابتلاء رحمت ہے جس طرح کہ نصرت رحمت ہے۔

۱۵۳: اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اِذْ تُصْعِدُوْنَ جب تم ہموار زمین پر چلنے میں تیزی کر رہے تھے۔ (الاصعاد چٹیل زمین میں جانا دور نکل جانا)

نحو: منصوب ہے صرفکم یالیبتلیکم یااذکروامحذوف کے ساتھ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ (اور تم کسی کی طرف گردن موڑ کر نہ دیکھتے تھے) اور نہ متوجہ ہوتے تھے دشمن کے خوف اور انتہائی شکست کی تعبیر ہے۔ وَّ الرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ (اور رسول اللہ ﷺ تمہیں آوازیں دے کر فرما رہے تھے) اِلَیَّ عباد اللّٰہ۔ انا رسول اللّٰہ ! من یکرّ فلہ الجنۃ۔ اللہ کے بندو میری طرف آؤ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص دشمن پر حملہ آور ہوگا اسکے لئے جنت ہے۔

نحو: یہ جملہ حال واقع ہے۔ فِیْٓ اُخْرٰکُمْ (تمہارے لشکر کے پچھلے حصہ میں) اور تمہارے علاوہ دوسری جماعت میں اور وہ پیچھے والی تھی جیسا کہا جاتا ہے جئت فی آخر الناس و اُخْرٰھُمْ میں پچھلے لوگوں میں آیا۔ جیسا کہ کہتے ہیں جئت فی اوّلھم و اولاھم یعنی ان کے پہلے حصہ اور پہلی جماعت میں آیا۔

## غم بالائے غم دیا:

فَاَثَابَکُمْ (پس اللہ تعالیٰ نے تم کو بدلہ دیا) اس کا عطف صرف صرفکم پر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو بدلہ دیا۔ غَمًّا (غم کا) جبکہ تمہیں ان سے پھیر دیا اور تمہیں آزمایا۔ بِغَمٍّ (بسبب اس غم کے) جو تم نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے حکم کی نافرمانی کر کے دیا۔ یا غم بالائے غم، دوگنا غم، مسلسل و پیہم غم، رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ، قتل، زخم، مشرکین کی فتح غنیمت و مدد کے ہاتھ سے نکل جانے کا غم۔ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ (تا کہ تم غم نہ کرو اس پر جو تم سے فوت ہو گیا) (فتح و مال غنیمت وغیرہ) تا کہ تم غم پینے کے عادی بن جاؤ اور بعد میں کسی فوت ہو جانے والے منافع پر غم نہ کرو۔ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ اور نہ اس پر جو تمہیں تکلیف و نقصان پہنچا۔ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال معلوم ہیں) اس پر تمہارا کوئی عمل مخفی نہیں۔

درحقیقت اس میں اطاعت کی ترغیب اور معصیت سے ڈرایا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَآىِٕفَةٌ

اللہ نے غم کے بعد تم پر امن کو نازل فرما دیا جو اونگھ کی صورت میں تھی جو تم میں سے ایک جماعت پر چھائی ہوئی تھی، اور ایک جماعت

قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ

ایسی تھی جن کو اپنی ہی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی یہ لوگ اللہ کے بارے میں حق کے خلاف جاہلیت والا خیال کر رہے تھے۔ یوں کہہ رہے تھے

هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ

کیا ہمارے ہاتھ میں بھی کچھ اختیار ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ سب اختیار اللہ ہی کو ہے، یہ لوگ اپنے نفسوں میں ایسی بات چھپا رہے

مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ

ہیں جسے آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تھے، یہ لوگ کہہ رہے تھے کہ اگر ہمارا کچھ بھی اختیار چلتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے۔

قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ

آپ فرما دیجئے اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تب بھی بلاشبہ وہ لوگ جن کے بارے میں قتل ہونا مقدر ہو چکا تھا اپنی ان جگہوں کے لئے نکل کھڑے ہوتے جہاں جہاں وہ

وَلِيَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

قتل ہو کر گرے اور تاکہ اللہ آزمائے جو تمہارے سینوں میں ہے اور تاکہ اس کو صاف کرے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اور اللہ سینوں کی

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا

باتوں کو جاننے والا ہے۔ بے شک تم میں سے جو لوگ اس دن پشت پھیر کر چلے گئے جس دن دونوں جماعتیں آپس میں مقابل ہوئی تھیں بات یہی ہے

اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کہ ان کو شیطان نے لغزش دے دی بعض ایسے اعمال کے سبب جو انہوں نے کئے اور البتہ تحقیق اللہ نے ان کو معاف فرما دیا بے شک اللہ

غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع ۱۶ / ۷

بخشنے والا ہے حلم والا ہے۔

## مؤمنوں پر اونگھ کا نزول:

۱۵۴: ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآىِٕفَةً مِّنْكُمْ وَطَآىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ



BestUrduBooks.wordpress.com

غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ (پھر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر غم کے بعد چین اتارا اور ان سے اس خوف کو دور کیا جو ان پر طاری تھا یہاں تک کہ ان کو اونگھ آ گئی اور نیند کا ان پر غلبہ ہوا)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میدان میں ہمیں اونگھ نے ڈھانپ لیا۔ ہمارے ہاتھوں سے تلواریں گر گر جاتی تھیں پھر ان کو تھامتے تھے۔ امنة کا معنی امن۔

**نحو** : نعاسًا یہ امنةً سے بدل ہے یا مفعول ہے اور امنةً اس سے حال ہے جو نکرہ ہونے کی وجہ سے پہلے لایا گیا جیسا رایتُ رَاکبًا رَجُلًا یا امنةً مفعول لہٗ یا مخاطبین سے حال ہے جس کا معنی ذوی امنة یا یہ آمن کی جمع ہے جس طرح بَارٌّ وَ بَرَرَةٌ۔

يَّغْشٰى (جو گروہ پر چھا گئی) یعنی اونگھ یعنی الأمنة

**قراءت**: حمزہ اور علی نے تَغْشٰی تا کے ساتھ امالہ سے پڑھا۔

## مؤمن و منافق کے طرزِ عمل میں فرق:

طَآئِفَةً مِّنْكُمْ تم میں سے ایک جماعت کو اور یہ گروہ اہل صدق و یقین کا تھا۔ وَطَآئِفَةٌ (اور ایک گروہ) یہ منافقین کا گروہ تھا۔ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ (جن کے نفوس ان کو اہم تر معلوم ہوئے) یعنی جن کو سوائے اپنی جانوں اور ان کے چھٹکارے کے اور کوئی مقصود نہ تھا۔ انکا مقصد نہ تو دین تھا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور نہ مسلمان جن پر اللہ تعالیٰ کی رضامندیاں تھیں۔ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ (وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق غلط گمان رکھتے تھے) يَظُنُّوْنَ مصدر کے حکم میں ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق سچے گمان کے علاوہ اور گمان کرتے تھے حالانکہ ان کو سچا گمان کرنا چاہیے تھا وہ غلط گمان یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرے گا۔ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ (جاہلیت والا گمان) مراد اس سے اہل جاہلیت کا گمان یا وہ گمان جو ملت جاہلیت کے ساتھ خاص ہے مقصد یہ ہے کہ ایسا گمان مشرک جاہل ہی رکھ سکتے ہیں۔ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ (وہ کہتے ہیں کیا ہمارے اختیار میں کچھ ہے) اے مسلمانو! کیا ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے امر یعنی نصرت، اور دشمن پر غلبہ سے کچھ حصہ کبھی ملے گا۔ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ (کہہ دیجئے بیشک امر) یعنی مدد و غلبہ كُلَّهٗ لِلّٰهِ (تمام اللہ تعالیٰ کیلئے ہے) اور اسکے مؤمن اولیاء کیلئے جیسا کہ اس آیت وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور بے شک ہمارا لشکر ہی غلبہ پانے والا ہے۔ (الصافات ۱۷۳)

**نحو** : كُلَّهٗ یہ امر کی تاکید ہے اور لِلّٰهِ یہ اِنَّ کی خبر ہے کلہ مبتداء اور لِلّٰهِ خبر اور جملہ اِنَّ کی خبر ہے۔

**قراءت**: بصری قراء نے كُلُّهٗ پڑھا جبکہ بقیہ نے كُلَّهٗ پڑھا ہے۔

يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ (وہ اپنے دلوں میں وہ بات چھپاتے ہیں جو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے)



BestUrduBooks.wordpress.com

یعنی تلوار کے ڈر سے۔ یَقُوْلُوْنَ (وہ کہتے ہیں) اپنے دلوں میں یا ایک دوسرے کو آپ کی اس بات کا انکار کرتے ہوئے اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ (کہ حکم تو سارا اللہ تعالیٰ کا ہے)۔

## دِلی روگ کا چاپلوسی سے اظہار:

لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا (اگر ہمارے اختیار میں کچھ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے) یعنی اگر امر و اختیار جیسا کہ محمد ﷺ کہتے سارا اللہ تعالیٰ اور اسکے اولیاء کیلئے ہوتا تو پھر ہم غالب آتے اور کبھی مغلوب نہ ہوتے اور اس معرکہ میں جو مسلمان قتل ہوئے۔ وہ قتل نہ ہوتے۔ قد اهمتهم انفسهم یہ طائفہ کی صفت ہے اور یظنّون یہ دوسری صفت ہے یا حال یا خبر ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی۔

نحو: قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ ظانين اور یقولون یہ یظنون سے بدل ہے۔ اور یخفون یہ یقولون سے حال ہے۔ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ یہ حال اور ذوالحال کے درمیان جملہ معترضہ ہے اور یقولون یہ یخفون سے بدل ہے یا جملہ مستانفہ ہے۔

## بہرحال فیصلۂ تقدیر نافذ العمل ہے:

قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ (آپ کہہ دیں اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے) یعنی وہ لوگ کہ جن کا اس معرکہ میں قتل ہونا اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا اور لوح محفوظ میں درج تھا اس کا پایا جانا ضروری تھا خواہ تم اپنے گھروں میں بیٹھ رہتے لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِهِمْ (ضرور نکلتے تم میں سے وہ لوگ اپنی اجل کی قتل گاہوں کی طرف جن کا قتل ہونا مقدر ہو چکا تھا) تاکہ جو طے ہو چکا تھا وہ پورا ہو۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں ان مسلمانوں کا قتل ہونا لکھ دیا تھا جو قتل ہوئے اور اسکے ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ وہ غالب ہونگے اس لئے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی۔ انجام کار غلبہ مسلمانوں کا ہوگا۔ اور دین اسلام تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ اور بعض اوقات کی تکالیف انکا امتحان و پڑتال ہے۔ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ (اور تاکہ اللہ تعالیٰ جانچ کرے اس اخلاص کی جو تم مسلمانوں کے دلوں میں ہے اور تمہارے دلوں کے خیالات و وساوس کو چھانٹ دے) اسلئے یہ کیا یا یہ بہت سے مصالح اور ابتلاء و پڑتال کیلئے کیا۔ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (اور اللہ تعالیٰ کو سینوں کی خفیہ باتیں معلوم ہیں)

## تذکرۂ لغزش اور لطف و قرب میں اضافہ:

۱۵۵: اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ۔ (جو لوگ شکست کھا کر مڑے)۔ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ (جس دن دو جماعتیں آپس میں لڑیں) یعنی احد میں لڑائی کیلئے گروہ حضرت محمد ﷺ اور گروہ ابوسفیان جمع ہوئے۔

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ (بے شک شیطان نے ان کو لغزش کی طرف بلایا) اور اس پر آمادہ کیا۔ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا (ان بعض گناہوں کی وجہ سے جو انہوں نے کیے) اس مرکز کو چھوڑ کر جس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو قائم رہنے کا حکم دیا تھا۔ اس لغزش کی


BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا

اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے کفر کیا اور اپنے بھائیوں سے کہا جب

ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا

وہ زمین میں سفر کرنے لگیں یا غازی بن جائیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے

لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ

تاکہ اللہ اس بات کو ان کے دلوں میں حسرت بنا دے، اور اللہ زندہ فرماتا ہے اور موت دیتا ہے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ

اور اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھنے والا ہے اور البتہ اگر تم قتل کر دیئے جاؤ یا اللہ کی راہ میں مر جاؤ

لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ

تو بلاشبہ اللہ کی طرف سے مغفرت اور رحمت بہتر ہے اس چیز سے جسے وہ لوگ جمع کرتے ہیں اور اگر تم مر گئے یا قتل ہو گئے تو

لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

ضرور اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

نسبت شیطان کی طرف کر کے لطف وقرب میں اضافہ کر دیا۔ اور اس کی وجہ مَا كَسَبُوْا (اپنا عمل) قرار دے کر نصیحت وتادیب کر دی۔

احد کے دن حضرت محمد ﷺ کے اصحاب تیرہ کے سواء سب منتشر ہو گئے۔ ثابت قدم رہنے والوں کے نام یہ ہیں۔ ابوبکر، علی، طلحہ، عبدالرحمان بن عوف سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اور باقی انصار میں سے تھے۔ (دیگر مفسرین نے اور نام بھی ذکر کیے ہیں) وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ (البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما چکا) اور ان سے درگزر فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ (بیشک اللہ گناہوں کو بخشنے والے) حَلِيْمٌ (صاحب حلم ہیں) کہ سزا میں جلدی نہیں کرتے۔

## حسرتناک قول کی ممانعت:

۱۵۶: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ (اے ایمان والو! تم کافروں کی طرح نہ بنو) جیسا عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھیوں نے کہا۔ وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ (وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اپنے بھائیوں کو کہنے لگے ) یعنی اپنے نسبی بھائیوں کے حق میں کہنے لگے یا نفاق میں جوان کے ہم پیالہ ہیں۔اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ (جب وہ زمین میں سفر کرتے ہیں ) یعنی تجارت وغیرہ کیلئے سفر پر جاتے ہیں۔اَوْ كَانُوْا غُزًّى (یا وہ غزوہ میں جاتے ہیں )غُزًّى جمع غازٍ جیسا کہ عاف کی جمع عُفًّی آتی ہے۔یعنی وہ کسی غزوہ میں قتل ہو جاتے ہیں یا سفر کے دوران ان کو موت آجاتی ہے۔لَوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ (اگر یہ ہمارے ہاں رہتے تو نہ مرتے اور نہ قتل ہوتے تا کہ کر دے اللہ تعالیٰ اس بات کو حسرت کا باعث ان کے دلوں میں )۔

## لام کا تعلق لا تکونوا یا قالوا سے:

تفسیر اول لام کا تعلق لَا تَكُوْنُوْا سے ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے لَا تَكُوْنُوْا كَهٰٓؤُلَآءِ فی النطق بذلك القول و اعتقاده ليجعل الله ذلك حسرة فی قلوبهم خاصة و يصون منها قلوبكم ۔ تم یہ بات کہنے اور اس پر اعتقاد رکھنے میں ان لوگوں کی طرح نہ بنو تا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں خاص طور پر حسرت کا باعث بنا دے اور تمہارے دلوں کو محفوظ کر لے۔

دوسری تفسیر: لام کا تعلق قالوا سے ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے کہ قالوا ذلك واعتقدوه ليكون ذلك حسرة فی قلوبهم یعنی انہوں نے یہ کہا اور دلوں میں اس کا اعتقاد کیا۔تا کہ نتیجۃً یہ بات ان کے دلوں میں حسرت کا باعث ہو۔الحسرۃ کسی پسندیدہ چیز کے فوت ہونے پر شرمندگی کو کہتے ہیں۔وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (اللہ تعالیٰ ہی زندگی اور موت دیتا ہے )اس میں انکی اس بات کا رد کیا گیا کہ جنگ وقت مقررہ کو کاٹ دیتی ہے۔مطلب یہ ہوا کہ اختیار تمام اللہ تعالیٰ کے قبضۂ اختیار میں ہے۔کبھی وہ مسافر و مقاتل کو زندہ رکھتا ہے اور بیٹھنے والے مقیم کو موت دے دیتا ہے۔وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ (اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں )پس وہ تمہارے اعمال پر تمہیں بدلہ دیں گے۔

قراءت: علی، حمزہ، مکی قراء نے يَعْمَلُوْنَ پڑھا ہے۔مراد وہ کافر جو کرتے ہیں ان کو دیکھتے ہیں۔

## یہ مغفرت و رحمت لاکھوں زندگیوں سے بہتر ہے:

۱۵۷: وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔ (اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جاؤ یا مر جاؤ)۔

قراءت: کوفی قراء نافع، حمزہ، کسائی نے مِتُّمْ مِتَّ باب سمع سے ہر جگہ پڑھا۔مگر عاصم نے اس طرح نہیں پڑھا، حفص نے اس سورت کے علاوہ دیگر مقامات پر کسرہ سے پڑھا ہے گویا انہوں نے اس کو قتلتم کے ساتھ ملا دیا ہے۔باقی تمام قراء نے میم کے ضمہ مُتُّمْ باب نصر سے تمام قرآن مجید میں پڑھا ہے اس کی نظیر مات یموت اور مات یمات ہے۔لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور رحمت بہت بہتر ہے اس چیز سے جو وہ جمع کرتے ہیں )مَا یہاں الذی کے معنی میں ہے اور ضمیر محذوف ہے۔حفص نے يَجْمَعُوْنَ پڑھا نافع، ابن کثیر اور ابو عمرو عاصم و حمزہ کسائی نے تَجْمَعُوْنَ پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا

سو اللہ کی رحمت کے سبب آپ ان کے لئے نرم ہو گئے اور اگر آپ سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے

مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا

منتشر ہو جاتے، سو آپ ان کو معاف فرما دیجئے اور ان کے لئے استغفار کیجئے اور کاموں میں ان سے مشورہ لیجئے پھر جب

عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

آپ پختہ عزم کر لیں تو اللہ پر توکل کیجئے، بے شک توکل کرنے والے اللہ کو محبوب ہیں۔

## جس کو مقصود ملا اُس کو زاد کی ضرورت نہیں:

۱۵۸: وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِ۟لَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ۔ (اگر تم مر جاؤ یا قتل کر دیے جاؤ تو ضرور اللہ تعالیٰ کی طرف تمہارا حشر ہوگا) یعنی وسیع رحمت، عظیم ثواب دینے والی ذات کی طرف تمہیں اکٹھا کیا جائے گا۔

## لطیف نکتہ:

یہاں اسم باری تعالیٰ لایا گیا اور اس سے قبل آنے والے حرف پر لام تاکید کا داخل کر کے ایک عجیب شان کلام میں پیدا کر دی جو دلیل سے بے نیاز ہے۔ یعنی خواہ موت کسی طریق سے ہو اللہ ہی کی طرف تمہارا حشر ضرور ہونا ہے۔ کسی دوسرے کے پاس جانا نہ ہوگا۔ اس لئے تا بحد امکان اس کا قرب حاصل کر لو تا کہ کل قید فراق سے چھوٹ کر اس محبوب کی بارگاہ میں پہنچ جاؤ۔

جس طرح لمغفرۃ اوپر والی آیت میں قسم کے جواب کے طور پر واقع ہے۔ اور جواب شرط کی جگہ استعمال ہو رہا ہے اسی طرح لا الی اللہ تحشرون۔ جواب شرط کے قائم مقام ہے اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اولاً کفار کے اس گمان کا جواب دیا کہ جو شخص سفر کرے یا غزدہ میں ہمارے بھائیوں میں سے شریک ہو اگر وہ مدینہ میں رہائش پذیر رہتا تو اس کو موت نہ آتی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس قسم کے گمان سے منع کیا کیونکہ یہ چیز جہاد میں شرکت سے رکاوٹ ہے۔ پھر فرمایا اگر ہلاکت بالموت اسی طرح واقع ہو جائے یا تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاؤ تو اس سے ایسی مغفرت و رحمت میسر ہوگی جو اس دنیا سے لاکھ درجہ بہتر ہے جو تم جمع کر رہے ہو۔ کیونکہ دنیا تو آخرت کیلئے زادِ راہ لینے کی جگہ ہے۔ جب بندہ نے مقصود پا لیا تو زاد کی بھی ضرورت نہ رہی۔

## رحمت و شفقت دونوں جمع کر دیں:

۱۵۹: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ (اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان رحمت کی وجہ سے تم مومنوں پر نرم دل ہوئے)۔ مَا تاکید کیلئے لایا گیا ہے۔ یہ زائدہ ہے اور اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ مومنوں پر آپ کی



BestUrduBooks.wordpress.com

نرمی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے ہے۔اور رحمت کا یہاں مطلب آپ کے جوش پر کنٹرول اور نرمی کی توفیق دینا اور ان کے ساتھ مہربانی والا معاملہ کرنا ہے۔وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ (اگر تم خشک سخت دل ہوتے) لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (تو وہ منتشر ہو جاتے آپ کے گردسے) اور ایک بھی باقی نہ رہتا فَاعْفُ عَنْهُمْ (آپ ان کو معاف کردیں) جو انکی طرف سے آپ کے حق میں احد کے دن ہوا۔وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ (اور ان کے لئے استغفار کریں) اور جو اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ خاص ہے۔اسکے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں تاکہ تکمیل شفقت ہو جائے۔

## اہمیتِ مشورہ:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (اور لڑائی وغیرہ معاملات جن میں وحی نازل نہ ہوئی ہو۔ان سے مشورہ لیں) تاکہ ان کے دل خوش ہو جائیں اور نفوس کو راحت میسر ہو۔اور انکی قدر وعظمت بڑھ جائے اور امت کیلئے مشورہ کا ایک دستور مقرر رہو۔حدیث میں ارشاد فرمایا گیا:ما تشا ورقوم قط الاّ هُدُوا لا رشد امرهم جن لوگوں نے مشورہ کیا انہوں نے اپنے معاملہ میں صحیح راہ پالی۔

(تفسیر طبری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشورہ کرنے والے لوگ کہیں نہیں دیکھے۔علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اصل میں یہ روایت اس طرح ہے کہ میں نے کسی کو اتنا مشورہ کرنیوالا نہ دیکھا جتنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام سے کرتے تھے۔

شاورت فلاناً کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنی اور اسکے پاس جو رائے تھی وہ ظاہر کردی شرت الدابة میں نے جانور کو دوڑایا شرت العسل میں نے شہد کو چھتے سے حاصل کیا۔

## جوازِ اجتہاد:

مَسْئَلَہ :اس آیت میں اجتہاد کا جواز ثابت ہوتا اور قیاس کی حجیت معلوم ہوتی ہے۔فَاِذَا عَزَمْتَ (جب تم پختہ ارادہ کرلو) یعنی مشورے کے بعد قطعی رائے قائم کرلو۔فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (تو اللہ تعالیٰ پر توکل کیجئے) اس سے زیادہ واضح بات پر عمل کرنے میں جو طے ہو جائے نہ کہ مشورہ پر۔اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (بے شک اللہ تعالیٰ اس کی ذات پر توکل کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔التوکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کرنا اور معاملے کو اسی کے سپرد کرنا۔حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔توکل ارباب سے علیحدگی اور اسباب سے قطع تعلق کو کہا جاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ

اگر اللہ تمہاری مدد فرمائے تو تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں۔ اور اگر وہ تمہیں بغیر مدد کے چھوڑ دے تو وہ کون ہے جو اس کے بعد تمہاری

مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑯⓪ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ

مدد کرے گا۔ اور اللہ ہی پر بھروسہ کریں مومن بندے۔ اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے،

وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ

اور جو شخص خیانت کرے گا وہ اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن لے کر آئے گا، پھر ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا

لَا يُظْلَمُوْنَ ⑯①

اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

## خبردار! اللہ پر توکل مت توڑو:

۱۶۰: اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے) جیسا کہ بدر کے دن اس نے تمہاری مدد کی۔ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ (تو پھر تم پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا) اور اللہ تعالیٰ کی مدد اسی کو ملتی ہے جو اپنی قوت و طاقت سے براءت کا اظہار کرے اور اپنے رب کی قدرت کو مضبوطی سے تھام لے۔ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ (اور اگر وہ تمہیں بغیر مدد چھوڑ دے) جیسا کہ احد کے دن چھوڑا فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ (تو پھر کون تمہاری مدد کر سکتا ہے۔ اسکے چھوڑ دینے کے بعد) خذلان مدد ترک کرنا یا یہ اس محاورہ سے لیا گیا۔ لیس لك من یحسن الیك من بعد فلان اس کا مقصد یہ ہے کہ جب تم اس سے تجاوز کرو گے تو پھر اور کوئی تم پر احسان نہ کرے گا۔ اس ارشادِ الٰہی میں دراصل تنبیہ ہے کہ اختیار سارے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اس پر توکل لازم ہے۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر مؤمن کو توکل کرنا چاہیے) چاہیے کہ مؤمن اپنے رب کو توکل و تفویض کے ساتھ خاص کریں اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ اسکے سواء انکا کوئی مددگار نہیں۔ اور تقاضۂ ایمان بھی یہی ہے۔

## مقامِ نبوت غلول (خیانت) کے منافی:

۱۶۱: وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ (مالِ غنیمت میں خیانت کرنا پیغمبر ﷺ سے بعید ہے) يَّغْلُلْ خیانت کرنے کے معنی میں ہے۔

قراءت: ابو عمرو، مکی، عاصم نے يَغُلَّ پڑھا اور دیگر قراء نے يُغَلَّ پڑھا ہے

کہا جاتا ہے: غلّ شیئا من المغنم غلولا واغلّ اغلالاً۔ جب مالِ غنیمت میں سے کوئی چیز خفیہ لی جائے۔ اغلّه



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ

کیا جو شخص اللہ کی رضا کا تابع ہو وہ ایسے شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کے غضب کا مستحق ہو اور اس کا ٹھکانہ

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ

دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجات میں مختلف ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کاموں کو دیکھتا ہے

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

جو وہ کرتے ہیں۔

بولتے ہیں جب کسی کی نسبت خیانت کی طرف کی جائے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے مناسب نہیں یعنی مقام نبوت غلول کے منافی ہے۔ جنہوں نے اسے مجہول پڑھا تو اس کا بھی یہی مطلب بنتا ہے کیونکہ اس صورت میں معنی یہ ہے کہ آپ کے بارے میں یہ صحیح نہیں کہ خیانت کی طرف منسوب کیے جائیں اور خیانت کی طرف خائن کی ہی نسبت ہوتی ہے۔

## بعض روایات کا تذکرہ:

روایات میں ہے کہ ایک سرخ چادر بدر کے دن مال غنیمت میں سے گم پائی گئی تو بعض منافقین نے کہا شاید رسول اللہ ﷺ نے اس کو لے لیا تو یہ آیت اتری وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (جو شخص خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن اس مال کے ساتھ آئے گا) یعنی وہ چیز بعینہٖ اپنی پشت پر اٹھا کر لائے گا جیسا کہ حدیث میں آیا۔ اویات بما احتمل من وباله واثمه کہ اس کا وبال و گناہ لیکر آخرت میں آئے گا ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ (پھر ہر نفس کو جو اس نے کمایا پورا پورا دیا جائے گا) یعنی اس کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا۔ اس طرح نہیں فرمایا ثم یو فی ماکسب تاکہ من یغلل کے مطابق ہو جاتا بلکہ عموم کے الفاظ سے ذکر کیا تاکہ ہر کاسب خواہ غاصب ہو یا اور وہ اس میں شامل ہو جائے۔ اور من یغلل کے ساتھ معنوی طور پر متصل ہو جائے اور یہ انداز کلام زیادہ بلیغ ہے کیونکہ جب خیانت کرنے والے کو علم ہوگا کہ ہر کاسب خیر و شر کو پورا بدلہ دیا جائیگا تو وہ جان لے گا کہ اتنے بڑے گناہ کے ساتھ وہ پھر کیسے بچ سکتا ہے۔ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (ان پر ظلم نہ کیا جائے گا) ہر ایک کا بدلہ اسکے کسب کے مطابق ہوگا۔

## مؤمن و کافر برابر نہیں:

۱۶۲: اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۔ (بھلا وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی اتباع کی) من اتبع سے مراد مہاجرین و انصار ہیں۔ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ لوٹا) مَنْۢ بَآءَ سے مراد منافقین اور کفار ہیں۔ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

درحقیقت اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا جبکہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ

اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ

کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ اس سے پہلے

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

## ثواب وعذاب میں تفاوت ہے:

۱۶۳: هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۔ (ان کے درجات ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں) ان میں تفاوت وفرق ہے جیسا درجات میں ہوتا ہے۔ یا وہ درجات والے ہیں مطلب یہ ہے کہ ثواب پانے والوں اور سزا پانے والوں کے درجات میں فرق ہے یا ثواب وعذاب میں تفاوت وفرق ہے۔ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ (اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں ان کو دیکھنے والے ہیں) ان کے اعمال ودرجات سے واقف ہے پس انہی اعمال کے حساب سے بدلہ دے گا۔

## تصدیق کے لئے آسانی کردی:

۱۶۴: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا) یعنی ان مومنوں پر جو آپ کی قوم میں سے آپ پر ایمان لائے ان میں سے ایمان والوں کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ آپ کی بعثت سے فائدہ ان کو پہنچا۔ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (جب کہ ان میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا) یعنی انکی جنس میں سے جو انکی طرح عربی ہیں یا اولاد اسماعیل میں سے پیغمبر بھیج کر جیسا کہ وہ اولاد اسماعیل میں سے ہیں اور اس میں احسان یہ ہے کہ جب وہ ان میں سے ہیں تو زبان ایک ہوئی۔ پس جو چیزیں ان پر لازم ہیں ان کا جاننا آسان ہو جائے گا اور وہ سچائی و امانت کے سلسلہ میں آپ کی ذات سے بخوبی واقف تھے یہ بات ان کو تصدیق کے سلسلہ میں نزدیک تر کردے گی اور ان کے لئے ان میں سے ہونا باعث شرف بن جائے گا۔

ایک قراءت میں مِّنْ اَنْفَسِهِمْ یعنی من اشرفهم ان میں سب سے زیادہ شرف والے ہیں۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ (وہ اللہ تعالیٰ کی آیات ان پر پڑھتا ہے) یعنی قرآن پڑھ کر سناتا ہے اس کے بعد کہ وہ جاہل لوگ تھے ان کے کانوں میں وحی کی کوئی بات نہ پڑی تھی۔ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (کتاب وحکمت سے مراد قرآن وسنت ہے) وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ (بیشک وہ اس سے پہلے) یعنی بعثت رسول ﷺ سے پہلے لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (کھلی گمراہی میں تھے)



BestUrduBooks.wordpress.com

أَوَلَمَّآ أَصَٰبَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ

اور جس وقت تم کو ایسی مصیبت پہنچی جس کی دوگنی مصیبت تم پہنچا چکے ہو تو کیا تم یوں کہتے ہو کہ یہ کہاں سے ہے آپ فرما دیجئے

هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٦٥﴾ وَمَآ أَصَٰبَكُمْ

یہ تمہاری ہی طرف سے ہے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور جو تکلیف تمہیں پہونچی

يَوْمَ ٱلْتَقَى ٱلْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ ٱللَّهِ وَلِيَعْلَمَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٦٦﴾ وَلِيَعْلَمَ

جس دن دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابلے میں آئی تھیں سو یہ اللہ کے حکم سے تھا اور تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے مومنین کو اور جان لے

ٱلَّذِينَ نَافَقُوا۟ ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا۟ قَٰتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَوِ ٱدْفَعُوا۟ ۖ

ان کو جنہوں نے نفاق اختیار کیا۔ اور ان سے کہا گیا کہ آؤ، جنگ کرو اللہ کی راہ میں یا دفاع کرو،

قَالُوا۟ لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّٱتَّبَعْنَٰكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ

وہ کہنے لگے کہ اگر ہم جنگ کرنا جانتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے، وہ لوگ اس دن بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب

لِلْإِيمَٰنِ ۚ يَقُولُونَ بِأَفْوَٰهِهِم مَّا لَيْسَ فِى قُلُوبِهِمْ ۗ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

ہیں۔ وہ اپنے مونہوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے اور اللہ خوب جاننے والا ہے اس بات کو جسے

يَكْتُمُونَ ﴿١٦٧﴾ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ لِإِخْوَٰنِهِمْ وَقَعَدُوا۟ لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا۟ ۗ قُلْ

وہ چھپاتے ہیں، جنہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور خود بیٹھ رہے کہ اگر ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے۔ آپ فرما دیجئے

فَٱدْرَءُوا۟ عَنْ أَنفُسِكُمُ ٱلْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿١٦٨﴾

تم اپنی جانوں سے موت کو دفع کرو اگر تم سچے ہو۔

اندھے پن اور جہالت میں مبتلا تھے۔ مبین کھلی جس میں کوئی اشتباہ نہ تھا۔

**نحو** : ان مخففہ من المثقلہ ہے۔ اسکے بعد لام کا آنا۔ اِنْ نافیہ سے اس کو الگ کرتا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے وان الشان والحدیث کانوا من قبل فی ضلال مبین ۔ بیشک معاملہ و بات یہ ہے کہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

۱۶۵: اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۔ (کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچی) اس مصیبت سے مراد احد میں ستر صحابہ کا شہید ہونا ہے۔ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا (تم اس سے دوگنا پہنچا چکے) بدر کے دن ستر کفار قتل اور ستر قید ہوئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : یہ جملہ موضع رفع میں مصیبت کی صفت ہے۔
قُلْتُمْ اَنّٰی هٰذَا: (تم نے کہا یہ کہاں سے ہے) قُلْ هُوَمِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ (تم کہہ دو! کہ یہ مصیبت خود تمہاری طرف سے ہے) کیونکہ مدینہ سے نکل کر لڑنا تم نے پسند کیا۔ یا اس لئے کہ تم نے مرکز کو چھوڑ دیا۔

## تین نحوی تراکیب:

نحو : لمّا۔ قلتم کی وجہ سے منصوب ہے اور اَصَابَتْكُمْ محل جر میں ہے کیونکہ لما کی اضافت اس کی طرف ہے تقدیر عبارت یہ ہے: أقلتم حين اصابتكم کیا اس وقت تم نے کہا جب پہنچی تمہیں تکلیف۔
انّٰی هذا یہ مقولہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ أ تقریری ہے اور توبیخ کیلئے ہے اور اس جملہ کا عطف واؤ کے ذریعہ ولقد صدقكم الله وعدهٗ پر ہے جو کہ احد میں وارد ہوا۔ یا پھر اس کا عطف محذوف پر ہے۔ جس کی تقدیر عبارت یہ ہے افعلتم كذا وقلتم حينئذٍ كذا۔ کیا تم نے ایسا کیا اور اس وقت یہ کہا: اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔ (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں) مدد کی قدرت اور مدد روک لینے کی طاقت بھی ہے۔

## غزوۂ اُحد قضاء کا فیصلہ ہے:

۱۶۶: وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور وہ جو تمہیں پہنچا)۔ یہ مَا۔ الذی کا معنی دیتا ہے۔ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ: (اور تاکہ جان لے اللہ مؤمنین کو)

نحو : مَا مبتداء فَبِاِذْنِ اللّٰهِ یہ خبر جو کائن سے متعلق ہے۔ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ۔ (جس دن دو گروہ آپس میں لڑے) تمہارا گروہ اور مشرکین کی جماعت مقام احد میں فَبِاِذْنِ اللّٰهِ (وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوا) اذن سے مراد علم وقضاء ہے۔
۱۶۷: وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْنَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنٰكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ۔ (تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے ان لوگوں کو جو منافق ہیں) یعنی یہ اس لئے ہوا کہ مؤمن و منافق کا امتیاز ہو۔ تاکہ ان کا ایمان اور نفاق معلوم ہو جائے۔ وَقِيْلَ لَهُمْ (اور ان کو کہا گیا) یعنی منافقین کو کہا گیا تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (آؤ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو) جس طرح مؤمن آخرت کیلئے جہاد کرتے ہیں۔ اَوِ ادْفَعُوْا (یا دفاع کرو) یعنی یا کم از کم اپنے اموال، جانیں اور اہل وعیال سے مدافعت تو کرو۔ اگر تم آخرت کیلئے نہیں لڑتے ہو۔ یہ تفسیر بھی کی گئی کہ مجاہدین کی جماعت میں اضافہ کر کے دشمن سے دفاع کرو خواہ لڑائی نہ بھی کرو۔ کیونکہ کثرت تعداد دشمن کو مرعوب کر دیتی ہے۔

نحو : قيل لهم یہ کلام ابتدائی ہے۔

## یہ جنگ نہیں ہلاکت ہے:

قَالُوْا لَوْنَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنٰكُمْ (اگر ہم اس ٹکراؤ کو لڑائی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے) یعنی اگر ہم جانتے کہ اس کو



BestUrduBooks.wordpress.com

لڑائی کہنا صحیح ہے تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ (مگر یہ تو خودکشی ہے) مقصد یہ ہے کہ وہ یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ جس کام میں تم پڑے ہو وہ غلطی ہے اور اسکے علاوہ کچھ نہیں اس کو جنگ نہیں کہا جاسکتا بلکہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا کرنا ہے۔ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ (وہ منافق جتنے ایمان کے قریب تھے اس دن اتنے وہ کفر سے زیادہ قریب تھے) یعنی اس سے وہ اپنے ایمان کو ظاہر کر رہے ہیں ادھر جو علامات ان سے ظاہر ہوئی ہیں وہ کفر کا اعلان کر رہی ہیں۔ جب منافقین نے مسلمانوں کے لشکر سے علیحدگی اختیار کرلی اور جو منہ میں آیا بک دیا تو اس طرح وہ اس ایمان سے بھی دور ہو گئے جو بقول ان کے ایمان تھا۔ اور کفر سے قریب تر ہو گئے۔ یا بنسبت اہل ایمان کے کافروں سے انکی مدد زیادہ قریب ہے کیونکہ مسلمانوں سے انکا علیحدگی اختیار کرنا اور مسلمانوں کی تعداد کو کم کرنا یہ اہل شرک کی کھلی تقویت ہے۔

## قول و فعل میں تضاد:

يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ (اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں) یعنی منہ سے اسلام کو ظاہر کرتے اور دلوں میں کفر چھپائے ہوئے ہیں۔ اس آیت میں افواہ کی قید تاکید کیلئے ہے کیونکہ قول تو پہلے بھی منہ سے ہی ہوتا ہے۔ اور مجاز کی نفی کردی۔ کہ انکا قول باطن سے واقعۃً جدا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ (اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں) یعنی منافقت۔

## ابن ابی کا مقولہ:

۱۶۸: اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

(وہ جنہوں نے کہا) مراد عبداللہ بن ابی اور اس کا گروہ ہے۔ لِاِخْوَانِهِمْ (اپنے نسبی بھائیوں کے متعلق) مراد احد کے دن قبائل انصار میں قتل ہو جانے والے وَقَعَدُوْا (اور وہ بیٹھ رہے) یعنی یہ کہا اور خود قتال سے بیٹھ رہے۔ لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا (اگر وہ ہماری بات مانتے تو یہ قتل نہ ہوتے) یعنی اگر ہمارے بھائی رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر لوٹنے میں ہماری بات مان لیتے اور گھر میں بیٹھے رہتے تو وہ اسی طرح قتل سے بچ جاتے جیسے ہم۔

## تین تراکیب نحویہ:

نحو: نمبر۱۔ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا یہ هم مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ یا یکتمون کی واؤ سے بدل ہونے کی بناء پر مرفوع ہے۔ نمبر۲۔ اعنی کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَلَّذِيْنَ نَافَقُوْا کا بدل ہونے کی بناء پر منصوب ہے نمبر۳۔ افواھھم کی ضمیر سے بدل یا قلوبھم کی ضمیر سے بدل کی بنا پر مجرور ہے۔

## اپنے کو موت سے بچا کر دکھاؤ:

قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ (کہہ دیں اپنے نفسوں سے موت کو دور کرو اگر تم سچے ہو) کہ تقدیر سے بچنا فائدہ دے سکتا ہے تو موت سے اپنے آپ کو بچالو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

اور ہرگز گمان نہ کرو ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے کہ وہ مردہ ہیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس

يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ

رزق پاتے ہیں، وہ خوش ہیں اس سے جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا، اور وہ خوش ہو رہے ہیں

بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

ان لوگوں کی وجہ سے جو ان کے پاس نہیں پہنچے۔ ان کے پیچھے رہ گئے کہ کوئی خوف نہیں ان پر اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا

رنجیدہ ہوں گے۔ وہ خوش ہو رہے ہیں بوجہ نعمت اور فضل خداوندی کے اور اس بات سے خوش ہیں کہ بلاشبہ

يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

اللہ ضائع نہیں فرماتا مومنین کے اجر کو۔

دوسری تفسیر یہ ہے اگر تم اس بارے میں سچے ہو کہ قتل سے بچنے کیلئے تمہارے پاس راستہ موجود ہے اور وہ لڑائی سے بچ کر گھر میں بیٹھنا ہے۔ تو پھر موت کو دور کرنے کی راہ بھی ڈھونڈو۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ جس دن منافقین نے یہ افواہ اڑائی۔ اس دن ان میں سے ستر آدمی مر گئے۔

## شہداء کا پہلا انعام (بدلہ):

۱۶۹: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔ (ہرگز نہ گمان کرو ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں)

شانِ نزول: اُحد کے مقتولین کے بارے میں یہ آیات اتریں۔

قراءت: لَا تَحْسَبَنَّ سین کے فتحہ سے شامی، حمزہ، علی و عاصم نے پڑھا۔ دوسرے قراء نے لَا تَحْسِبَنَّ کسرۂ سین سے پڑھا ہے۔ قُتِلُوا کو شامی نے قُتِّلُوا پڑھا ہے۔

## شہدائے اُحد کا تذکرہ:

لَا تَحْسَبَنَّ کا خطاب خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا ہر مسلمان کو ہے۔ بَلْ اَحْيَآءٌ یعنی بل هم احياء بلکہ وہ زندہ ہیں۔ عِنْدَ رَبِّهِمْ اسکے ہاں مقرب ہیں۔ اور مرتبہ والے ہیں۔ يُرْزَقُوْنَ (ان کو رزق دیا جاتا ہے) جس طرح تمام زندہ کھاتے پیتے ہیں۔ یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اَحْیَآءٌ کی تاکید ہے اور اللہ تعالیٰ کے رزق سے میسر شدہ نعمتیں جو ان کو حاصل ہیں ان کا تذکرہ ہے۔

## کیفیتِ حیات:

۱۷۰: فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ فَرِحِیْنَ (وہ خوش ہونے والے ہیں) یہ یرزقون کی ضمیر سے حال ہے۔ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطاء فرمایا ہے) کہ وہ زندہ ہیں اور مقربین میں ہیں اور جنت کی نعمتیں اور رزق جلد ان کو مل رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انکی ارواح کو سفید پرندوں کے قالب میں ڈال دیا۔ وہ جنت کی نہروں میں چکر لگاتے اور اسکے پھلوں سے مستفید ہوتے ہیں۔ پھر عرش کے سایہ میں لٹکے ہوئے ذھبی قنادیل میں جا بیٹھتے ہیں۔ (ابوداؤد: ۳۵۲۰) دوسرا قول یہ ہے کہ یہ رزق جنت میں قیامت کے دن ان کو ملے گا مگر یہ قول ضعیف ہے کیونکہ پھر تخصیص کا کوئی فائدہ نہیں رہتا۔

## ترغیب الی الشہادۃ:

وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ (وہ خوشخبری کے طالب ہیں اپنے ان مجاہد بھائیوں کے متعلق جو) لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ (ان کو ابھی تک نہیں ملے) یعنی شہید نہیں ہوئے کہ وہ ان سے جا ملتے مِّنْ خَلْفِهِمْ (اپنے پیچھے)۔ مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد باقی رہ گئے اور یہ ان سے آگے بڑھ گئے۔ یا مرتبہ میں ان سے پیچھے رہنے والے۔ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ (کہ ان کو نہ کوئی خوف ہوگا) اور نہ رنج۔

نحو: یہ الذین سے بدل ہے۔ مطلب یہ ہوا یہ مسرور ہیں اس بات پر جو ان کے سامنے واضح ہوئی ان لوگوں کے متعلق جن کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ آئے کہ وہ قیامت کے دن امن کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بشارت دی۔ پس وہ اس سے خوش ہونے والے ہیں۔

درحقیقت پچھلے لوگوں کے متعلق ان کو بشارت دے کر بعد والے لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور شہداء کے مراتب کو حاصل کرنے کی ترغیب دلائی وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (اور نہ وہ غمگین ہونگے)

## بشارات فضل و انعام:

۱۷۱: یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (وہ بشارت پائیں گے اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کی) یعنی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر انعامات کر رکھے ہیں۔ اس پر وہ خوش و خرم ہیں اور جو مزید اکرام سے ان کو نواز رکھا ہے اس پر مسرور ہیں وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے) بلکہ وہ زیادہ عنایت فرماتے ہیں۔

قراءت: علی رحمۃ اللہ علیہ نے کسرہ سے اِنَّ پڑھا اور اس کو جملہ استینافیہ اعتراضیہ قرار دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِیْنَ

جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے حکم کو مان لیا اس کے بعد کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا ان میں سے جنہوں نے

اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۚ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ

نیکی کے کام کئے اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے بہت بڑا ثواب ہے۔ یہ ایسے ہیں کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ بلاشبہ

النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ

لوگوں نے تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے لہٰذا تم ان سے ڈرو تو ان کی اس بات نے ان کا اور زیادہ ایمان بڑھا دیا۔ اور کہنے لگے کہ ہم کو اللہ کافی ہے

وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ

اور وہ اچھا کارساز ہے۔ سو وہ اللہ کی نعمت اور اس کا فضل لے کر واپس ہوئے ان کو کچھ بھی تکلیف نہیں

سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ

پہنچی اور وہ اللہ کی رضامندی کے تابع رہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے یہ جو بات

الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۵﴾

پیش آئی صرف اس وجہ سے کہ شیطان اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔

## غزوہ حمراء الاسد کا تذکرہ:

۱۷۲: اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ (وہ جنہوں نے اللہ اور رسول کی دعوت جہاد کو لبیک کہا)

**نحو** : اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا مبتداء اور لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا۔ اس کی خبر ہے یا جملہ مؤمنین کی صفت ہے یا اَمْدَحُ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ اسکے بعد کہ ان کو زخم پہنچے۔ القرح زخم، روایات میں ہے کہ ابوسفیان اور اسکے ساتھی جب احد سے واپس لوٹ گئے تو مقام الروحاء میں پہنچ کر شرمندہ ہوئے کہ ہم بلاوجہ کوچ کر آئے۔ واپسی کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے کفار پر رعب قائم کرنے کیلئے اور مسلمانوں کی قوت کا مظاہرہ کرنے کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ابوسفیان کا پیچھا کرنے کیلئے نکلنے پر برانگیختہ کیا۔ چنانچہ اتوار کے دن ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ مدینہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ حمراء الاسد کے مقام تک پہنچے۔ یہ مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخمی حالت میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ چنانچہ کفار سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔ یہ آیت اس سلسلہ میں اتری



BestUrduBooks.wordpress.com

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ (ان لوگوں کیلئے جنہوں نے ان میں سے نیکی کی اور تقویٰ اختیار کیا۔ آخرت میں بہت بڑا بدلہ ہے)

**نحو:** مِنْهُمْ میں مِنْ تبیین کیلئے ہے۔ جیسا اس ارشاد میں: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۔ (الفتح:۲۹) مِنْ کے بیانیہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی بات پر لبیک کہی۔ وہ تمام نیکی وتقویٰ اختیار کرنے والے تھے نہ کہ بعض۔

## غزوۃ السویق کا تذکرہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانثاری:

۱۷۳: اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ (وہ جنہیں لوگوں نے کہا) یہ الذین استجابوا سے بدل ہے۔ جبکہ انکا شان نزول ایک ساتھ مانا جائے۔ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ (بیشک لوگ تمہارے لئے جمع ہوئے ہیں) روایات میں ہے کہ ابوسفیان نے احد سے واپسی پر کہا اے محمد (ﷺ) ہمارا تمہارا مقابلہ آئندہ سال بدر میں ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ جب اگلے سال ابوسفیان اہل مکہ کے ساتھ نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اسکے دل میں رعب ڈال دیا۔ اس نے واپس لوٹنا مناسب خیال کیا چنانچہ اسی دوران نعیم بن مسعود اشجعی مل گیا جو عمرہ سے واپس لوٹ رہا تھا۔ اس نے کہا اے نعیم میں نے محمد ﷺ سے مقام بدر میں ملنے کا وعدہ کر رکھا تھا میرا ارادہ بن رہا ہے کہ میں اس سے بچوں۔ پس تم مدینہ جا کر ان کو روکو۔ اور اس پر دس اونٹ تمہیں دیے جائیں گے۔ نعیم وہاں سے ہٹ کر مدینہ اس وقت پہنچا جب مسلمان بدر جانے کی تیاری میں مصروف تھے۔ اس نے کہا تم نکل کر جانا چاہتے ہو جبکہ وہاں لوگوں کا بڑا مجمع تمہارے لئے اکٹھا ہے اللہ کی قسم تم میں سے کوئی بچ کر نہ آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں ضرور بضرور نکل کر جاؤں گا۔ خواہ میرے ساتھ کوئی بھی نکل کر نہ جائے۔ آپ ستر مجاہدین کے دستہ کے ساتھ نکلے اور انکی زبانوں پر تھا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے) بدر میں پہنچ کر آٹھ راتیں قیام کیا۔ وہاں تجارتی قافلہ پایا جن کے ساتھ خرید وفروخت کی اور اللہ تعالیٰ نے نفع عنایت فرمایا پھر مدینہ منورہ کی طرف سلامتی وغنیمت کے ساتھ لوٹے۔ اہل مکہ نے اپنے اس لشکر کو جیش السویق کا لقب دیا اور کہا تم تو ستو کھانے نکلے تھے۔

النَّاس جو پہلی مرتبہ واقع ہوا اس سے مراد نعیم ہے جمع بول کر واحد مراد لی گئی۔ یا اس کے ساتھ اور لوگ بھی تھے جو افواہ پھیلانے میں اسکے شریک حال تھے۔ اس لیے جمع لائے۔ دوسرا، النَّاسَ اس سے مراد ابوسفیان اور اسکے ساتھی ہیں۔ فَاخْشَوْهُمْ (تم ان سے ڈرو)۔ فَزَادَهُمْ (پس اس بات نے بڑھا دیا) وہ بات اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ تھی۔

یا نعیم نے بڑھا دیا اِیْمَانًا یعنی انکی بصیرت کو بڑھا دیا۔ اور یقین زیادہ کر دیا۔ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ (اور انہوں نے کہا اے اللہ تو ہمارے لئے کافی ہے) یعنی جو ہمارے لئے کافی ہے وہ اللہ ہی ہے کہتے ہیں احسبه الشیء جب اسکے لئے کافی ہو



BestUrduBooks.wordpress.com

جائے۔ یہ محسب کے معنی میں ہے جیسا کہتے ہیں ھذا رجل حسبك اب حسبك کو رجلٌ نکرہ کی صفت بنایا گیا ہے۔ اور اس کی اضافت ضمیر کی طرف غیر حقیقی ہے کیونکہ یہ اسم فاعل کے معنی میں ہے۔ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (اور وہ خوب کارساز ہے) وکیل بمعنی موکول الیہ ہے۔

## بدر سے بسلامت واپسی:

۱۷۴: فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْفَضْلٍ عَظِيْمٍ۔ (پس وہ اللہ تعالیٰ کے انعام کے ساتھ لوٹے) یعنی سلامتی اور دشمن پر رعب کے ساتھ لوٹے وَفَضْلٍ (اور فضل کے ساتھ)۔ فضل سے مراد تجارت ہے ان کو دوگنا نفع ہوا۔ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ (ان کو کوئی تکلیف دشمن کی مکاریوں سے نہ پہنچی)۔

نَحْو : یہ انقلبو ا کی ضمیر سے حال ہے اور اسی طرح بنعمة بھی ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے فرجعو امن بدرٍ منعمين بريئين من سوءٍ۔ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی اتباع کی)۔ جرأت کے ساتھ اور افواہوں کے باوجود دشمن کے سامنے نکل کر۔ اس کا انقلبوا پر عطف ہے۔ وَاللّٰهُ ذُوْفَضْلٍ عَظِيْمٍ (اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں) کہ اپنے فضل سے توفیق ان کے شامل حال کردی۔

## منافقین شیطان کے دوست ہیں:

۱۷۵: اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (بیشک یہ شیطان ہے)

نَحْو : ذٰلِكُمْ مبتداء اور الشَّيْطٰنُ اس کی خبر ہے۔ الشَّيْطٰنُ سے مراد نعیم ہے۔ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ (وہ اپنے دوستوں کو ڈرا رہا ہے) مراد منافقین ہیں۔ یہ جملہ مستانفہ ہے اور افواہ کا بیان ہے۔ یا الشَّيْطٰنُ اسم اشارہ کی صفت ہے۔ اور يُخَوِّفُ اس کی خبر ہے۔ فَلَا تَخَافُوْهُمْ (تم ان سے مت ڈرو) یعنی اسکے دوستوں سے وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اور مجھ ہی سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو) کیونکہ ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ خوف الٰہی کو ہر خوف پر ترجیح دے۔

قراءت: سہل و یعقوب نے وصل و وقف دونوں میں وَخَافُوْنِيْ پڑھا ابوعمرو نے صرف وصل میں اس طرح پڑھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ

اور آپ کو وہ لوگ رنجیدہ نہ کریں جو تیزی کے ساتھ کفر میں جا پڑتے ہیں بے شک وہ لوگ اللہ کو کچھ بھی ضرر نہ دے سکیں گے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ

اللہ چاہتا ہے کہ ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہ دے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے، بے شک

الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ

جن لوگوں نے کفر کو ایمان کے بدلہ خرید لیا وہ ہرگز اللہ کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکیں گے اور ان کے لئے درد ناک

اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا

عذاب ہے۔ اور ہرگز گمان نہ کریں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ ہم جو ان کو مہلت دے رہے ہیں وہ ان کی جانوں کے لئے بہتر ہے، بات یہی ہے

نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

کہ ہم انہیں مہلت دے رہے ہیں تاکہ وہ گناہوں میں اور زیادہ ترقی کر لیں اور ان کے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

## نقصان کے بیان کا ایک بلیغ انداز:

۱۷۶: وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ (اور آپ کو غمزدہ نہ کریں)

قراءت: نافع نے تمام قرآن میں يُحْزِنْكَ پڑھا ہے سوائے سورۂ انبیاء کی آیت: لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (الانبیاء۔۱۰۳) الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ (وہ لوگ جو کفر میں تیزی سے گھسنے والے ہیں) یعنی وہ آپ کو غم میں نہ ڈالیں اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ نقصان پہنچائیں گے کیا تم اس ارشاد الٰہی کی طرف نظر نہیں کرتے اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا (یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے) کہ وہ اللہ تعالیٰ کو یعنی اولیاء اللہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ مطلب یہ ہوا کہ کفر میں جلد گھس جانے کی وجہ سے تمہیں وہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے خود انہی کو نقصان ہوگا دوسروں کو اس کا وبال نہ پہنچے گا۔ پھر اگلی آیت میں واضح کر دیا کہ انکا وبال کس طرح انکی طرف واپس لوٹے گا۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ (اللہ تعالیٰ ان کے لئے آخرت کے ثواب میں کوئی حصہ مقرر کرنا نہیں چاہتے) یعنی ثواب کا حصہ۔ وَلَهُمْ (اور ان کے لئے) ثواب کے بدلے عَذَابٌ عَظِيْمٌ (بہت بڑا عذاب ہے) اور زیادہ بلیغ انداز ہے اس بات کو بیان کرنے کیلئے کہ یہ چیز انسان کے نفس کو نقصان پہنچانے والی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ارادۂ کفر پر ثواب سے محرومی:

یہ آیت ارادۂ کفر و معاصی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اس کا ارادہ یہ ہے کہ ان کو آخرت میں ثواب نہ ملے اور یہ ان کے کفر و معاصی کے ارادہ کے بغیر ممکن نہیں۔

۱۷۷: اِنَّ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کو ایمان کے بدلہ میں خرید کیا) اشْتَرَوْا کا یہاں معنی بدلہ میں لینا ہے۔ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیْئًا (وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کو ذرہ بھر نقصان نہیں پہنچا سکتے)

نحو: شیئاً مصدر کی وجہ سے منصوب ہے یعنی شیئا من الضرر پہلی آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جو پیچھے رہنے والوں میں سے منافق تھے یا اسلام سے مرتد ہو گئے اور دوسری آیت تمام کفار کے متعلق یا اس کا عکس بھی ہو سکتا ہے۔ کہ پہلی کفار کے متعلق اور دوسری منافقین کے متعلق ہو۔ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے)

۱۷۸: وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِھِمْ، اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا۔ وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ۔ وَلَا یَحْسَبَنَّ (اور ہرگز نہ گمان کریں)

## اختلاف ونحو:

قراءت: یہ لَا یَحْسَبَنَّ اور اسکے بعد والے تین میں یا مضموم اور یحسبن یا کے ساتھ پڑھا مکی اور ابو عمرو نے اور تمام مقامات پر حمزہ نے تا سے پڑھا۔ اور مدنی اور شامی نے تمام مقامات پر یا کے ساتھ سوائے آل عمران کی آیت ۱۸۸ میں فلا تحسبنّھم یہ تا کے ساتھ ہے۔ باقی قراء نے پہلے دو یا کے ساتھ اور آخری دو تا کے ساتھ پڑھے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا کافر۔ جنہوں نے یا سے پڑھا انہوں نے اس کو مرفوع قرار دیا ای لا یحسبن الکافرون انّ اپنے اسم و خبر کے ساتھ یحسبن کے دو مفعولوں کے قائم مقام ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے ولا یحسبن الذین کفروا املاء نا خیراً لا نفسھم ۔ کافر ہرگز گمان نہ کریں کہ ہمارا ان کو مہلت دینا ان کے لئے بہتر ہے اَنَّمَا کا ما مصدر یہ ہے۔ اصول خط کے مطابق اس کو الگ۔ اَنَّ ۔ مَا لکھا جانا چاہیے تھا لیکن مصحف عثمانی میں متصل لکھا گیا اسی لئے اس کی اتباع میں متصل لکھا جاتا ہے۔

جنہوں نے تا سے پڑھا لا تحسبن انہوں نے اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا کو منصوب قرار دیا۔ ای لا تحسبن الکافرین اور اَنَّمَا نُمْلِیْ یہ کافرین سے بدل ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے وَلا تحسبن انما نملی للکافرین خیر لھم اور اَنَّ مع مَا کے ساتھ دو مفعولوں کے قائم مقام ہے۔ الاملاء کا معنی امھال اور عمر کا طویل کر دینا ہے۔

## جملہ مستانفہ ماقبل کی علت ہے:

اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا (بیشک ہمارا حکم دینا اس لئے ہے۔ تاکہ وہ گناہ میں بڑھ جائیں) یہ مَا اس بات کا حقدار ہے کہ متصل لکھا جائے۔ کیونکہ یہ مَا کافہ ہے۔ نہ کہ اول اور یہ جملہ مستانفہ پہلے جملے کی علت ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ ما بالھم لا یحسبون الاملاء خیراً لھم ان کو کیا ہو گیا کہ وہ مہلت کو بہتر خیال نہیں کرتے؟ تو اس کا جواب دیا بیشک ہم ان کو مہلت اس



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ

اللہ مومنین کو اس حالت پر چھوڑنا نہیں چاہتا جس پر تم اب ہو جب تک کہ ناپاک کو پاک سے

مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ

جدا نہ فرما دے۔ اور اللہ تم کو امور غیب پر مطلع نہیں فرماتا لیکن اللہ منتخب فرما لیتا ہے

مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ

اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے، سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر، اور اگر تم ایمان پر قائم رہے اور تم نے تقویٰ اختیار کیا تو تمہارے لئے

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

ثواب عظیم ہے۔

لئے دے رہے ہیں تا کہ گناہوں میں وہ ترقی کر لیں۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ (اور ان کے لئے ذلت والا عذاب ہے)

۱۷۹: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

لِيَذَرَ کی لام تاکید نفی کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہرگز مؤمنوں کو اس حالت پر جس میں تم اس وقت ہو کہ مخلص و منافق ملے جلے رہیں چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (یہاں تک کہ ناپاک پاک سے جدا کر دے) یعنی یہاں تک کہ منافق مخلص سے الگ ہو جائے۔

## نحو و قراءت:

يُمَيِّزَ حمزہ اور علی نے پڑھا۔ انتم کا خطاب تصدیق کرنے والے مخلص و منافق ہر دو کو ہے۔ گویا تقدیر عبارت یہ ہے۔ ما كان الله ليذر المخلصين منكم على الحال التي انتم عليها من اختلاط بعضكم ببعض حتى يميز هم منكم بالوحي الى نبيه و اخباره باحوالكم۔ یعنی اللہ تعالیٰ تم میں سے مخلصین کو اس حالت پر چھوڑنے والے نہیں کہ جس میں تم اب ہو کہ ملے جلے رہتے ہو۔ یہاں تک کہ وہ منافقین کو تم سے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتار کر یا ایسے واقعات رونما کر کے جس سے مخلص و غیر مخلص جدا ہو جائیں۔ (وحی کی مثال يحذر المنافقون ان تنزل عليهم سورة اور واقعات کی مثال غزوۂ احد ہے)

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ (اور اللہ تم کو امور غیب پر مطلع نہیں فرماتا) یعنی اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایک کو غیوب کا علم دینے والے نہیں پس تمہیں رسولوں کی خبروں سے وہم میں مبتلا نہ ہونا چاہیے جو خبریں وہ بعض لوگوں کے اخلاص اور دوسروں کے نفاق کے متعلق دیتے ہیں۔ وہ دلوں کی ان باتوں کی اطلاع اللہ تعالیٰ کے اطلاع دینے سے دیتے ہیں پس وہ دلوں کا کفر و ایمان اس طریق سے بتلاتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ

اور ہرگز خیال نہ کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بخل کرنا

خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ

ان کے لئے بہتر ہے۔ بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے، جس چیز کے ساتھ انہوں نے بخل کیا عنقریب قیامت کے دن ان کو اس کا طوق

الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

پہنایا جائے گا۔ اور اللہ کے لئے آسمانوں کی اور زمین کی میراث ہے اور اللہ ان کاموں کی خبر رکھتا ہے جو

١٨ ع ٩ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾

تم کرتے ہو۔

## رسولوں کو کسی کے دل کے نفاق واخلاص کی خبر وحی سے ہوتی ہے :

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں جس کو چاہتے ہیں چنتے ہیں) یعنی لیکن اللہ تعالیٰ رسول بھیج کر انکی طرف وحی کر کے خبر دیتے ہیں کہ غیب میں یہ بات اس طرح ہے اور فلاں کے دل میں نفاق اور فلاں کے دل میں اخلاص ہے پس وہ اس خبر کو اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے جان لیتا ہے نہ کہ اپنے ذرائع سے۔

## تردید فرقۂ باطنیہ:

اس آیت میں باطنی فرقہ کے خلاف دلیل ہے کیونکہ وہ اپنے امام کے بارے میں علم غیب ثابت کرتے ہیں اگرچہ اپنے امام کے بارے میں نبوت کو تو ثابت نہیں کیا مگر نص صریح کی مخالفت کی کہ غیر رسول کیلئے غیب کی باتوں کی اطلاع ثابت کر دی اور اگر وہ اپنے امام کیلئے نبوت کے قائل ہوں تو پھر دوسری نص و خاتم النبیین (الاحزاب۔۴۰) کے مخالف ٹھہرتے ہیں۔

(مگر افسوس کہ فرقہ اثنا عشریہ اور اسماعیلیہ اور بہت سے قبر پرست اہل بدعت نے ائمہ اطہار اور اپنے پیروں تک کیلئے علم غیب کو ثابت کیا ہے۔ اعاذنا اللّٰہ منہا مترجم) فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ پس تم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولوں پر اخلاص کے ساتھ ایمان لاؤ۔ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا (اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو) یعنی نفاق سے بچو فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ (تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے) قیامت کے دن۔

## منکرین زکوٰۃ کا انجام:

۱۸۰: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

شانِ نزول: یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں اتری جوزکوٰۃ سے انکار کرنے والے تھے۔

(ہرگز نہ گمان کریں جولوگ بخل کرتے ہیں اس پر جواللہ تعالیٰ نے ان کو دے رکھا ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل کرنا ان کے حق میں اچھا ہے۔

نحو : جنہوں نے تاء کے ساتھ پڑھا۔انہوں نے مضاف محذوف مانا یعنی لا تحسبن بخل الباخلین تم بخل کرنے والوں کے بخل کو ہرگز گمان نہ کرو۔ھُو یہ ضمیر فصل ہے اور خیرًا لھم یہ مفعول دوم ہے اور جنہوں نے یا سے پڑھا انہوں نے یحسبن کی ضمیر کا مرجع رسول اللہ ﷺ کو قرار دیا یا احد کی طرف لوٹائی۔

اور جنہوں نے فاعل الذین یبخلون قرار دیا ان کے نزدیک تقدیرِ عبارت یہ ہے وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بخلھم ھو خیرًا لھم ۔ ھو ضمیر فصل ہے اور خیرًا لھم مفعول دوم ہے۔بل ھو (بلکہ وہ) یعنی بخل۔شَرٌّ لَّھُمْ (ان کے لئے برا ہے) کیونکہ ان کے اموال ان سے چھن جائیں گے اور وبال بخل ان پر باقی رہ جائے گا۔سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (عنقریب ان کو اس چیز کے جس پر بخل کیا طوق پہنائے جائیں گے)۔یہ بل ھو شر لھم کی تفسیر ہے کہ عنقریب انکا وہی مال جس میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کیا طوق بنا کر انکی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔جیسا کہ حدیث شریف میں آیا۔من منع زکٰوۃ ماله یصیر حیة ذکرًا اقرع له نا بان فیطوق فی عنقهٖ فینهشهٗ و یدفعه الی النار (بخاری،نسائی،احمد) جس نے اپنے مال کو زکوٰۃ سے روک لیا اس کا مال زہر گنجا سانپ بن جائے گا جن کی دو داڑھیں ہونگی وہ طوق بنا کر اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے گا۔وہ اس کو ڈنگ مارے گا اور آگ کی طرف دھکیلے گا۔

وَلِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں وزمین کی وراثت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے اور اسی کی ملکیت ہے جو کچھ ان کے مابین ہے جس کے لوگ آپس میں وارث بنتے ہیں۔خواہ وہ مال ہو یا اور کچھ پھر اس کی ملک پر بخل کیوں کرتے ہیں اور اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف نہیں کرتے؟ میراث اصل میں مِوْرَاث ہے واؤ کو یا سے بدل دیا ماقبل کسرہ کی وجہ سے۔وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (اور اللہ تعالیٰ جو تم عمل کرتے ہو اس سے خبردار ہے)۔

قراءت: ابوعمرو مکی نے تعملون کو یعملون پڑھا ہے۔تا التفات کے طریقہ پر پڑھی گئی ہے اور وعید کے لحاظ سے یہ زیادہ بلیغ انداز ہے اور یا یہ اپنے ظاہر پر ہے۔


BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ

بلاشبہ اللہ نے سن لی ان کی بات جنہوں نے کہا ہے کہ بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں،

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ

عنقریب ہم ان کی بات کو لکھ لیں گے اور جو انہوں نے نبیوں کے ناحق خون کئے ہیں اس کو بھی لکھ لیں گے اور ہم کہیں گے

ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

کہ چکھ لو جلنے کا عذاب، یہ ان اعمال کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے، اور بلاشبہ اللہ

لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا

بندوں پر ظلم فرمانے والا نہیں ہے، جنہوں نے کہا کہ بیشک اللہ نے ہم سے یہ فرمایا ہے کہ ہم

نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ

کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی کی چیز نہ لائے جسے آگ کھا جائے آپ فرما دیجئے مجھ سے پہلے بہت سے

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ

رسول کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے اور جو تم کہہ رہے ہو وہ بھی لائے پھر تم نے ان کو کیوں قتل کیا اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ

تم سچے ہو؟ سو اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں وہ کھلی کھلی نشانیاں لائے

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾

اور صحیفے لائے اور روشن کتاب لائے۔

## یہود کا بدترین جارحانہ مقولہ:

۱۸۱: لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ۔ (بیشک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بات سن لی جنہوں نے کہا بیشک اللہ تعالیٰ فقیر اور ہم غنی ہیں) یہ بات یہود نے کہی جبکہ یہ ارشاد ربانی ان کے کان میں پڑا۔ من ذاالذی یقرض اللہ قرضا حسنا (البقرہ: ۲۴۵) کہ کون اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیتا ہے۔ یہود کہنے لگے محمد ﷺ کا خدا ہم سے قرض مانگتا ہے پس پھر تو ہم غنی اور وہ فقیر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَدْ سَمِعَ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے انکی یہ بات مخفی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسکے لئے پوری سزا تیار کر رکھی ہے۔ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا (عنقریب انکی بات ہم لکھ لیں گے) یعنی کراماً کاتبین کو ان کے اس قول کے متعلق حکم دیں گے کہ وہ صحائف اعمال میں درج کرلیں یا ہم اس کو محفوظ کرلیں کیونکہ مخلوق کی طرف سے کتابت تحفظ کیلئے ہوتی ہے تو مجازاً سنکتب کہہ دیا گیا۔ ما مصدر یہ یا بمعنی الذی ہے۔ وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ (اور انکا انبیاء کو قتل ناحق کرنا) اس کا ما پر عطف ہے۔ انبیاء ﷺ کے قتل کو اس کا قرینہ قرار دیا۔ یہ بتلانے کیلئے کہ یہ دونوں گناہ بڑائی میں ہم پلہ ہیں۔ اور جو شخص قتل انبیاء کی جرأت کرسکتا ہے۔ اس سے اس قسم کی باتیں بعید نہیں وَنَقُوْلُ اور ہم ان کو کہیں گے قیامت کے دن۔ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (تم جلنے کا عذاب چکھو) یعنی آگ کا عذاب جیسا تم نے مسلمانوں کو تکالیف پہنچائیں۔ ضحاک کہتے ہیں۔ جہنم کے فرشتے ان کو یہ بات کہیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت اس لئے کی گئی کہ یہ اسکے حکم سے ہے۔

قراءت: حمزہ نے قَتْلُهُمْ لام کے ضمہ اور سنکتب کو سَيُكْتَبُ پڑھا ہے۔

## ید کی اضافت آلہ عمل کی وجہ سے:

۱۸۲: ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔ (یہ ان اعمال کے سبب ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے) ذٰلِكَ اس سے انکی وہ سزا جو ذکر ہو چکی اس کی طرف اشارہ فرمایا۔ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ عذاب ان اعمال کفریہ اور معاصی کے بدلے میں ہے جو تم نے آگے بھیجے ہیں۔ اور ید کی طرف اضافت اعمال کی اس لئے کہ اکثر اعمال ہاتھوں سے انجام پاتے ہیں اور تغلب کے طور پر تمام اعمال کو واقع شمار کر کے ید کی طرف نسبت کردی اور اس لئے بھی کہ کسی چیز کے حکم دینے والے کو فاعل کہا جاتا ہے پس ہاتھوں کا تذکرہ پختہ ثبوت کیلئے ہے یعنی اس نے یہ کام بذات خود کیا کسی نے کرنے کا اس کو نہیں کہا۔ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔ (اور بیشک اللہ تعالیٰ بندوں پر بالکل ظلم کرنیوالے نہیں) بلا جرم کے ان کو سزا نہیں دیتے۔

۱۸۳: اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا (وہ لوگ جنہوں نے کہا)

**نحو:** یہ پہلے اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا سے بدل ہو کر مجرور ہے اور اعنی فعل سے منصوب بھی ہوسکتا ہے اور ھم کو مضمر مان کر مرفوع ہوگا۔

## یہود کا باطل دعویٰ:

اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ (اللہ تعالیٰ نے تورات میں ہمیں حکم دیا) اور وصیت کی۔ اَلَّا نُؤْمِنَ کہ ہم ایمان نہ لائیں لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ (کسی رسول پر یہاں تک کہ وہ پیش کرے ایسی قربانی جس کو آگ کھائے) یعنی وہ قربانی پیش کرے اور آسمان سے آگ اتر کر اس کو جلا ڈالے۔ پس اے محمد ﷺ اگر تم یہ معجزہ پیش کردو تو ہم آپ کی تصدیق کردیں گے۔

یہود کا یہ دعویٰ باطل اور اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے کیونکہ آگ کا قربانی کو جلا ڈالنا اس پیغمبر کا معجزہ اور اس پر ایمان کا سبب ہے جس کو یہ معجزہ دیا گیا ہو۔ پس اس لحاظ سے اس قسم کی قربانی اور دیگر معجزات برابر ہوگئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ہر دو معجزات کے باوجود تم نے انبیاء (علیہم السلام) کو کیوں قتل کیا؟

قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ (کہہ دیں تحقیق تمہارے پاس مجھ سے پہلے رسول معجزات لیکر آئے) جو قربانی کے علاوہ تھے وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ (اور وہ بھی لائے جو تم نے کہا) یعنی تمہارے اسلاف کے پاس جن کا اپنے کو تم پیروکار کہتے ہو۔وہ معجزات بھی لائے اور ان کے افعال کو وہ پسند بھی کرتے تھے۔فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ (تم نے ان کو کیوں قتل کیا) اگر اس پیغمبر پر ایمان سے تمہارے سامنے یہی رکاوٹ ہے۔تو تم ان پر ایمان کیوں نہ لائے۔ان کو کیوں قتل کیا۔اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) اپنی اس بات میں اور ایمان اسی لئے مؤخر کررہے ہو۔

## تسلیۂ رسول اللہ ﷺ :

۱۸۴: فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ۔ (پس اگر یہ آپ کو جھٹلا دیں پس جھٹلائے گئے بہت رسول آپ سے پہلے) اگر یہ یہود آپ کو جھٹلا دیں تو آپ رنجیدہ نہ ہوں۔تم سے پہلے بھی بہت سے پیغمبروں کی تکذیب کی گئی۔جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ (جو کھلے ہوئے معجزات لائے تھے) وَالزُّبُرِ (کتابیں) یہ زبور کی جمع ہے اور یہ الزَّبْر سے نکلا جس کا معنی لکھنا ہے۔

قراءت: شامی نے وَبِالزُّبُرِ پڑھا۔وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ (اور روشن کتابیں) اول قول یہ ہے کہ اصل کے لحاظ سے دونوں ایک ہیں۔صرف اوصاف میں اختلاف کی وجہ سے الگ ذکر کیا۔

زبور: ایسی کتاب جس میں زجر والے احکام ہوں۔اور کتاب منیر ایسی کتاب جو مکمل راہنمائی کا کام دے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ

ہر جان موت کا ذائقہ چکھنے والی ہے اور بات یہی ہے کہ تم کو قیامت کے دن پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا

سو جو شخص بچا دیا گیا آگ سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں سو وہ کامیاب ہو گیا۔ اور دنیا والی زندگی دھوکہ

مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ

کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔ تم لوگ ضرور ضرور آزمائے جاؤ گے اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں۔ اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ

دی گئی اور جن لوگوں نے شرک کیا ان کی طرف سے ضرور بالضرور بہت سی باتیں دل آزاری کی سنو گے، اور اگر

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بلاشبہ یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

## تکذیب پر غم نہ کریں، مطلق کامیابی کی جگہ آخرت ہے:

۱۸۵: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ (ہر جی نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے)

**نحو**: كُلُّ نَفْسٍ مبتداء ہے اور ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ اس کی خبر ہے۔ نکرہ کو عموم کی بناء پر مبتداء بنایا جا سکتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ انکی تکذیب آپ کو غمزدہ نہ کرے۔ کیونکہ تمام مخلوق نے میرے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ میں ان کو انکی تکذیب اور تمہیں تمہارے صبر کا بدلہ دونگا۔ اور آیت کے اگلے حصے میں اسی کا ذکر کیا۔ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اور تمہیں تمہارے اعمال کا کامل ثواب دیا جائے گا) باقی دنیا دار الجزاء نہیں۔ فَمَنْ زُحْزِحَ (جو دور کر دیا گیا) الزحزحة دور کرنے کو کہتے ہیں۔ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ (آگ سے اور جنت میں داخل کر دیا گیا پس اس نے بھلائی کو پالیا) یہ بھی کہا گیا کہ اس کو مطلق کامیابی میسر آ گئی۔ الفوز پسندیدہ چیز کا ملنا اور ناپسند سے دور ہونا۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (اور دنیوی زندگی تو فقط دھوکے کا سودا ہے) دنیا کو ایسے سودے سے تشبیہ دی جس کو فروخت کرنے والا خریدار کو فریب دینے کیلئے پیش کرتا ہے۔ تاکہ دھوکہ میں مبتلا ہو کر وہ اس کو خرید لے۔ ظاہر میں وہ کام کی چیز ہے اور حقیقت میں وہ کچھ نہیں پھر اس کی خرابی اور نقص ظاہر ہو جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

شیطان اصل میں دھوکہ میں پھانسنے والا ہے۔حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حکم اس کیلئے ہے جس نے دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں ترجیح دی۔ باقی جس نے دنیا کے ذریعہ آخرت کو طلب کیا۔ وہ اسکے لئے مقصود تک پہنچانے والا سامان ہے۔حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں دنیا نباتات کی سبزی اور لڑکیوں کی گڑیوں کی طرح ہے جس کا کچھ حاصل نہیں۔

## شدائد سہنے کے عادی بنو:

۱۸۶: لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْٓا اَذًی کَثِیْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ لَتُبْلَوُنَّ (ضرور اللہ کی قسم تمہاری آزمائش ہوگی) فِیْٓ اَمْوَالِکُمْ (تمہارے اموال میں) ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کا حکم دے کر اور اس پر آفات کے ذریعہ وَاَنْفُسِکُمْ (اور تمہارے نفسوں میں) قتل قید، زخم اور نفوس پر قسم قسم کے جو مصائب و مواقع خوف آتے رہتے ہیں۔

## نفس جو آنکھوں سے نظر آئے:

آیت اس بات کی دلیل ہے کہ نفس آنکھوں سے نظر آنیوالا جسم ہے نہ وہ جس میں باطن کا معنی پایا جائے۔جیسا کہ بعض اہل کلام اور فلاسفہ نے کہا (کذا فی شرح التاویلات) وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ (اور ضرور تم سنو گے ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی) اُوْتُوا الْکِتٰبَ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْٓا اَذًی کَثِیْرًا (اور مشرکوں سے بہت سی دکھ کی باتیں) جیسا کہ دین میں طعن و تشنیع ،ایمان قبول کرنے سے لوگوں کو رکاوٹ ڈالنا۔اہل ایمان کو غلط قرار دینا وغیرہ۔وَاِنْ تَصْبِرُوْا (اگر تم صبر کرو گے) انکی ایذاء پر اور وَتَتَّقُوْا (اور تقویٰ اختیار کرو گے) اللہ کے خوف سے۔فَاِنَّ ذٰلِکَ پس یہ صبر و تقویٰ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (عزیمت کے کاموں میں سے ہیں) یعنی یہ ایسے معاملات میں سے ہیں جن پر عزم و پختگی لازم ہے۔ایمان والوں کو اس سے مخاطب کیا گیا۔تاکہ وہ اپنے نفوس کو ان شدائد کے سہنے کا عادی بنائیں جو عنقریب پیش آئیں گے۔،اور ان پر صبر کریں۔جب ایسے مواقع پیش آئیں تو پہلے سے وہ نفوس کو عادی بنانے والے ہوں تاکہ ان کو ایسی حالت نہ سامنے آئے جو اس آدمی کو آتی ہے جس پر اچانک مصیبت اترے اور اس کا دل اس سے نفرت کرے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ

اور جب اللہ نے ان لوگوں سے مضبوط عہد لیا جن کو کتاب دی گئی کہ تم ضرور ضرور کتاب کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا

وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ز فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا

اور اس کو نہ چھپانا، سو انہوں نے اس کو اپنی پشتوں کے پیچھے ڈال دیا اور انہوں نے اس کے ذریعہ تھوڑی سی

قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا

قیمت خرید لی، سو بری ہے وہ چیز جو وہ خریدتے ہیں۔ آپ ہرگز خیال نہ کریں کہ جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں

وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ

اور اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ جو کام انہوں نے نہیں کئے ان پر ان کی تعریف کی جائے ان کے بارے میں آپ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ وہ عذاب سے

الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

چھوٹ گئے۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے ہے ملک آسمانوں اور زمین کا

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ ع

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ع ۱۹

## کتمانِ حق، حق فروشی کی ممانعت:

۱۸۷: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ۔ (جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے پختہ وعدہ لیا جن کو کتاب دی گئی) یعنی اس وقت کو یاد کرو۔ جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے وعدہ لیا۔ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ (اس کو ضرور لوگوں کے سامنے بیان کرنا اور ہرگز نہ چھپانا لوگوں سے) وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ تا کے ساتھ ان کے خطاب کی حکایت کے طور پر فرمایا جیسا اس ارشاد میں: وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ [الاسراء:۴] میں لَتُفْسِدُنَّ تا کے ساتھ ہے۔

قراءت: مکی نے یا کے ساتھ پڑھا اور ابو عمرو اور ابو بکر نے انکی موافقت کی۔ کیونکہ وہ غیب کا صیغہ ہے اور ضمیر کتاب کی طرف راجع ہے اور اس سے تاکید کی کہ کتاب کو بیان کرنا واجب اور اسکے کتمان سے بچنا لازم ہے۔ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ (پس انہوں نے اس میثاق اور اس تاکید کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا) یعنی اس کی رعایت نہ کی اور نہ ہی اس کی طرف التفات کی۔ النبذ، وراء الظهر یہ پھینکنے اور تیاری کو چھوڑنے کی ایک مثال ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## علمائے کرام کی ذمہ داری:

. اس میں دلیل ہے کہ علماء کے ذمہ ضروری ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ حق کو کھول کر بیان کریں ، جس کو وہ جانتے ہیں۔اوراس میں سے کوئی چیز نہ چھپائیں کسی فاسد غرض کی خاطر مثلاً ظالموں کیلئے آسانی پیدا کرنے اوران کوخوش کرنے یا ان سے کوئی نفع اٹھانے یا کسی ایذاء کے دورکرنے کیلئے یا علم پر بخل کرتے ہوئے حدیث نبوی علٰی صاحبہا الصلوات والسلام۔جس نے لوگوں سے علم چھپایا اللہ تعالیٰ اس کوآگ کی لگام پہنائیں گے۔(ابوداؤد۔ترمذی)

وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا (اوراسکے بدلے انہوں نے حقیر معاوضہ لیا) یعنی معمولی سامان دنیا۔فَبِئْسَ مَايَشْتَرُوْنَ (پس بری ہے وہ چیز جومعاوضہ میں وہ لے رہے ہیں)

## یہود مدلسین اورریاکاروں کوتنبیہ:

۱۸۸: لَاتَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (ہرگز نہ خیال کریں آپ ان لوگوں کا جو اتراتے ہیں)

نحو : لَاتَحْسَبَنَّ میں خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ایک مفعول الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ کا جملہ ہے۔اوردوسرا مفعول بِمَفَازَةٍ ہے۔اورفلا تحسبنهم یہ اس کی تاکید ہے تقدیر عبارت یہ ہے لا تحسبنهم فائزین۔

بِمَآ اَتَوْا (اس پر جوانہوں نے کیا) یہ حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت ہے اور جاء اور اُتٰی بمعنی فعل آیا ہے۔جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے۔اِنَّهٗ كَانَ وعدهٗ ماتيًّا (مریم ۶۱)۔لقد جئتِ شيئًا فريًّا (مریم۔۲۷)۔نخعی ؒ کی قراءت میں بما آتو۔ایعنی اعطوا ہے۔وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ (اوروہ پسند کرتے ہیں کہ انکی تعریف ان کاموں پر بھی کی جائے جوانہوں نے نہیں کیے پس ہرگز ان کوعذاب سے بچنے والے مت خیال کرو)مفازۃ کا معنی نجات پانے والے ہے۔وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (ان کے لئے دردناک عذاب ہے) یہاں الیم بمعنی مولم ہے۔روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے کسی ایسی چیز کے بارے میں دریافت فرمایا جوتورات میں مذکورتھی۔انہوں نے حق کو چھپا کر آپ کوغلط خبردی۔اورظاہر یہ کیا کہ انہوں نے سچ بولا ہے۔اورآپ سے تعریف کے طالب ہوئے۔اوراپنی تدلیس پر بڑے خوش ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کواس کی اطلاع دی۔اوران کے لئے وعید اتار کر آپ کوتسلی دی۔مطلب یہ ہوا تم ہرگز یہود کوعذاب سے چھوٹنے والا مت خیال کرو۔انکی اس تدلیس پر جوآپ سے انہوں نے کی اور پھرتعریف کے طالب ہوئے اس پر جوانہوں نے نہیں کیا تھا یعنی آپ کے سوال کا درست جواب دینا۔

دوسرا قول یہ بھی ہے کہ وہ منافقین تھے جواس پرخوش تھے کہ انکو مسلمانوں کے سامنے صرف اظہار ایمان ہی کفایت کرنے والا ہے اوراس سے انکی اغراض بھی پوری ہوتی ہیں۔اوراس سے وہ اپنے ایمان کی تعریف کروانا چاہتے ہیں جوحقیقت میں ان میں مفقود ہے۔

مسئلہ : اس میں ایسے لوگوں کیلئے وعید ہے جوکوئی نیکی کرکے پھراتراتے پھرتے ہیں اورانکی غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ انکی ایسے



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ

بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور یکے بعد دیگرے رات دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے

لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى

نشانیاں ہیں، جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے اور لیٹے

جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا

ہوئے۔ اور فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں۔ اے ہمارے رب

خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ

آپ نے اس کو عبث پیدا نہیں فرمایا، ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ سو آپ ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا دیجئے، اے ہمارے رب اس میں شک نہیں کہ

تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَبَّنَا إِنَّنَا

جسے آپ دوزخ میں داخل فرما دیں تو واقعی آپ نے اس کو رسوا کر دیا، اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔ اے ہمارے رب بلاشبہ ہم نے

سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ اٰمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا

ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان کے لئے پکار رہا ہے کہ تم ایمان لاؤ اپنے رب پر، سو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے رب

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾

سو آپ مغفرت فرما دیجئے ہمارے گناہوں کی، اور کفارہ کر دیجئے ہمارے گناہوں کا اور ہمیں نیک بندوں کے ساتھ موت دیجئے۔

افعال سے تعریف کریں جو انہوں نے نہیں کیے۔

## ملکیت عامہ سے یہود کی مذمت:

۱۸۹: وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (آسمان و زمین اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں) وہ ان کے معاملات کا اختیار رکھتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کی مذمت فرمائی۔ جو إِنَّ اللّٰهَ فَقِيرٌ (آل عمران: ۸) کا نعرہ مارنے والے تھے۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں) وہ ان کو عذاب دینے کی بھی قدرت رکھتے ہیں۔

## دلائلِ عقلیہ سے قدرت و عظمتِ باری کا اثبات:

۱۹۰: إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ۔ (بیشک آسمان و زمین کی



BestUrduBooks.wordpress.com

پیدائش اور دن رات کے آنے جانے میں البتہ نشانیاں ہیں) کیونکہ خالق کی ہستی میں کمال علمی، ہمہ گیر قدرت اور ارادہ و حکمت کے ثبوت کی کھلی دلیلیں موجود ہیں۔ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (ان لوگوں کیلئے جن کو دانش و فہم حاصل ہے) اور انکی عقل خواہشات سے اس طرح خالی ہو جس طرح مغز چھلکے سے۔ پس اس کی رائے یہ ہے کہ جواہر میں پیدا شدہ عرض جواہر کے حدوث کی علامت ہے۔ کیونکہ کوئی جوہر عرض حادث سے جدا نہیں ہوسکتا اور جو کسی حال میں حادث سے خالی نہ ہو وہ حادث ہے پھر اس کا حدوث کسی محدث کے وجود کی دلیل ہے۔ اور وہ ذات قدیم ہے۔ ورنہ یہ سلسلہ غیر متناہی محدثوں کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ جو کہ باطل ہے پس وجود قدیم ثابت ہو گیا۔

اسی طرح اس کی حسن صنعت اسکے علم کی دلیل ہے۔ اور صنعت کی پختگی اس کی حکمت کی دلیل ہے۔ اور اس کا باقی رہنا اس کی قدرت کی دلیل ہے۔ رسول مقبول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آدمی پر افسوس ہے کہ جس نے اس آیت کو پڑھا اور اس کی تلاوت میں غور وفکر نہ کیا (السیوطی والدر المنثور) بنی سرائیل کی حکایات میں ہے کہ بنی سرائیل میں جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی تیس سال عبادت کرتا تو اس پر بادل سایہ کرتا۔ ایک نوجوان نے تیس سال عبادت کی مگر اس پر بادل نے سایہ نہ کیا۔ اس کی والدہ نے کہا اس زمانہ میں شاید تم سے کوئی لغزش صادر ہوئی ہو۔ اس نے کہا مجھے تو یاد نہیں۔ اس نے کہا شاید تم نے کبھی آسمان کو دیکھ کر عبرت نہ حاصل کی ہو۔ اس نے کہا شاید یہی ہو۔ پس وہ انعام تمہیں اسی سے ملے گا۔

۱۹۱: اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

**نحو**: اَلَّذِیْنَ (جو لوگ) یہ مجرور مانیں تو اُولِی کی صفت ہے یا اعنی کو مضمر مانیں تو منصوب ہے۔ ھم کو مبتداء محذوف مانیں تو خبر مرفوع ہے۔ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ (اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں) یعنی نماز پڑھتے ہیں۔ قِیَامًا (کھڑے ہونے کی حالت میں) جبکہ ان کو قیام پر قدرت ہو۔ وَّ قُعُوْدًا (بیٹھنے کی حالت میں) وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ (اپنے پہلوؤں پر) یعنی جب قیام و قعود سے عاجز ہوتے ہیں۔

**نحو**: قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا۔ یَذْکُرُوْنَ کی ضمیر فاعلی سے حال ہیں اور عَلٰی جُنُوْبِهِمْ بھی حال ہے۔

دوسری تفسیر: ان حالات کا ذکر کر کے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بیان فرمایا کیونکہ ان حالات سے انسان کم ہی خالی ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی جنت کے باغات میں چرنا اور کھانا پینا چاہتا ہے وہ کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔

## مخلوق میں غور وفکر عبادت ہے:

وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (وہ آسمان وزمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں) اور جس چیز پر ان بڑے اجسام کی ایجاد اور انکی شاندار صنعت دلالت کرتی ہے اور وہ اشیاء جن کے بعض عجائب کے ادراک سے انسانی فہم عاجز و درماندہ ہیں جیسے صانع کی عظیم شان سلطنت اور اس کی بڑائی۔

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ ایک شخص بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اوپر کو منہ تھا اچانک اس کی نگاہ آسمان اور ستاروں پر پڑی۔ تو



BestUrduBooks.wordpress.com

کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا ایک مالک اور خالق ہے۔ اے اللہ مجھے بخش دے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف نظر رحمت فرمائی اور اس کو بخش دیا۔ (رواہ الثعلبی وابن حبان) آپ ﷺ نے فرمایا۔ سوچ و بچار جیسی کوئی عبادت نہیں (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) ایک قول یہ بھی نقل کیا گیا۔ سوچ و بچار غفلت کو ختم کرتی ہے اور دل میں خشیت پیدا کرتی ہے اور غم کی طرح کوئی چیز دل کو جلا نہیں دیتی اور تفکر کی طرح کوئی چیز دل کو روشن نہیں کرتی۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (اے ہمارے رب تو نے اس کو بیکار پیدا نہیں فرمایا) یہ حال کے محل میں ہے۔ یعنی یہ کہتے ہوئے وہ سوچ بچار میں مصروف ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ آپ نے اس کو بیکار مخلوق نہیں بنایا جس میں کوئی حکمت نہ ہو۔ بلکہ اس کو کسی عظیم الشان حکمت کے تحت پیدا فرمایا۔ ایک حکمت ان میں سے یہ ہے کہ تو نے اس کو مکلفین کی رہائش گاہ بنایا۔ اور اس میں ان کے تجھے پہچاننے کیلئے بہت سے دلائل موجود ہیں۔ اور هٰذَا کا اشارہ خَلْق کی طرف ہے اور وہ اس طرح کہ مراد اس سے مخلوق ہو۔ یا اس کا مشارٌ الیہ السمٰوٰت و الارض ہیں۔ کیونکہ وہ بھی مخلوق کے مفہوم میں داخل ہیں۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

سُبْحٰنَكَ (اے اللہ تو سبحان ہے) باطل مخلوق کے اوصاف سے تو پاک ہے۔

سُبْحٰنَكَ یہ جملہ معترضہ ہے۔ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے اللہ تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا) اس میں فا کو اس لئے لایا گیا کیونکہ اس میں جزاء کا معنی پایا جاتا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ اذا نزھناك فقنا جب ہم نے آپ کو سبحان مان لیا تو تو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

## حقیقی رسوائی ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے:

۱۹۲: رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ (اے ہمارے رب بیشک تو نے جس کو آگ میں داخل کر دیا پس اس کو رسوا کر دیا) اس کی تذلیل کر دی یا اس کو ہلاک کر دیا یا اس کو رسواء کر دیا۔

**غلط استدلال:** اس آیت میں: يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (التحریم۔۸) کو ملا کر استدلال کیا۔ کہ جو آگ میں داخل ہو وہ مؤمن نہیں ہو سکتا کیونکہ آگ میں داخل ہونے والا اس میں ہمیشہ رہے گا۔

**جواب:** جابر رضی اللہ عنہ نے کہا مؤمن کو رسوا کرنے کا مطلب اس کو ادب سکھانا ہے۔ اور رسوائی تو اس سے بڑھ کر ہے۔

دونوں آیات کے ظاہر تضاد کا ازالہ: یو م لا یخزی اللّٰہ النبی: الآیۃ میں کامل ایمان والوں کا تذکرہ ہے اور معہ اس کا قرینہ ہے۔ اور اس آیت میں من تدخل النار عام ہے اور حضرت انس کے بقول اس سے ہمیشہ دوزخ میں رہنے والا مراد ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا) لِلظّٰلِمِيْنَ سے مراد آگ میں داخل ہونے والے، کفار مراد ہیں انصار سے مراد معاون و سفارشی جو انکی سفارش کر سکیں جیسا کہ ایمان والوں کیلئے ہونگے۔

## بڑے منادی کی نداء:

۱۹۳: رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ (اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کو سنا جو ایمان کی نداء دے رہا تھا)

محاورہ ہے: سمعت رجلاً یقول کذا اس میں فعل کو رجل پر ڈالا اور جو چیز سنی اس کو حذف کر دیا کیونکہ تم نے اس چیز سے اس کا وصف بیان کیا جو وہ سنتا ہے۔ اس لئے سنی ہوئی چیز کے ذکر کی ضرورت نہ رہی۔ اگر فعل سے اس کی صفت نہ کی جاتی تو اس طرح کہتے: سمعت کلام فلان۔ المنادی سے مراد یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن مجید ہے۔ يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ: وہ ایمان کی نداء دے رہا تھا۔ یعنی لام اجلیہ ہے وہ ایمان باللہ کیلئے منادی دے رہا تھا اس میں منادی کی شان کو خوب بڑھا کر ذکر کیا۔ گویا اس طرح کہا کوئی منادی اس سے زیادہ بڑا نہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان کی دعوت دے رہا ہو۔ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ اَنْ مصدریہ اور بَا مقدر یا اَنْ تفسیریہ منادی ایمان آمنوا کے لفظ سے تھی۔ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا (تم ایمان لاؤ اپنے رب پر پس ہم ایمان لے آئے)

## شیخ ماتریدی کا قول:

شیخ ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ایمان میں استثناء کے باطل ہونے کی اس میں دلیل ہے۔ (یعنی اس طرح کہنا غلط ہے کہ میں ان شاء اللہ مؤمن ہوں بلکہ اس طرح کہنا چاہیے کہ میں یقیناً مؤمن ہوں۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا (اے ہمارے رب تو پھر ہمارے گناہوں کو بخش دے) ہمارے کبائر کو بخش دے۔ (فاغفر کی فاسببیہ ہے پہلا کلام بعد والے کلام کا سبب ہے۔

وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا (اور ہمارے صغیرہ گناہوں کو ہم سے مٹا دے) وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ (ہمیں نیکوں کے ساتھ وفات دے) یعنی انکی دوستی کے ساتھ خاص فرما اور ان میں ہمارا شمار فرما۔ الْاَبْرَارِ جمع بر یا بار کی ہے۔ اس سے مراد سنت کو مضبوطی سے تھامنے والے لوگ۔ اسی طرح کی جمع رب، ارباب اور صاحب اصحاب ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ

اے ہمارے رب اور ہمیں عطا فرمایئے جو آپ نے اپنے رسولوں کی معرفت وعدہ فرمایا اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کیجئے، بلاشبہ آپ وعدہ خلافی

الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ

نہیں فرماتے۔ پس اللہ پاک نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ میں ضائع نہ کروں گا تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو

مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ

مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک دوسرے سے ہو سو جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے

دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

گئے اور میری راہ میں ان کو ایذا دی گئی اور انہوں نے جنگ کی اور قتل کیے گئے سو میں ضرور ضرور ان کے گناہوں کا کفارہ کر دوں گا۔

وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ

اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ بدلہ ملے گا اللہ کے پاس سے

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

اور اللہ کے پاس اچھا بدلہ ہے۔

## وعدہ والوں میں شمولیت کی دُعا:

۱۹۴: رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (اے ہمارے رب دے ہمیں جو آپ نے وعدہ فرمایا اپنے پیغمبروں کی زبانی) یعنی رسولوں کی تصدیق کے بدلہ میں جو وعدہ کیا یا پیغمبروں پر جو وعدہ تو نے نازل کیا تھا یا اپنے پیغمبروں کی زبانی کیے ہوئے وعدے۔

نحو: علی یہ وعدتنا سے متعلق ہے۔ جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ثواب ہے یا دشمنوں پر نصرت۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدے کی تکمیل طلب کی حالانکہ اللہ تعالیٰ تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں فرماتے۔ کیونکہ اس دعا کا مطلب یہ ہے۔ اے اللہ ہم آپ سے اس بات کی توفیق طلب کرتے ہیں کہ جو اسباب اس وعدہ کی تکمیل کرنے والے ہیں ہمارے حق میں انکی حفاظت فرما۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمیں ان لوگوں میں سے کر دے کہ جن کے حق میں تیرا وعدہ ہے۔ کیونکہ وعدہ میں اس بات کو ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ کن کے لئے ہے۔ یا مراد یہ ہے ہمیں اس راستہ پر ثابت قدمی عنایت فرما جو ہمیں تیرے وعدے تک پہنچا دے اور اس کی تائید آیت کا اگلا حصہ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کر رہا ہے۔ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اور تو ہمیں قیامت میں رسوانہ فرما) اس میں



BestUrduBooks.wordpress.com

مزید خشوع وخضوع کو ذکر کیا۔اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (بلاشبہ آپ وعدے کی خلاف ورزی نہیں فرماتے) یہ میعاد مصدر میمی ہے وعدے کے معنی میں آیا ہے۔

۱۹۵: فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُ کَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ (پس ان کے رب نے انکی دعا قبول فرمائی) یہاں استجاب اجاب کے معنی میں ہے۔

اَنِّیْ یہاں با اس سے قبل محذوف ہے۔بایں طور لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ (کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا کوئی عمل ضائع نہیں کرونگا)

نحو: منکم یہ عامل کی صفت ہے۔مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی یہ عامل کا بیان ہے۔خواہ وہ کرنیوالا مرد ہو یا عورت۔

## کاملین کے ساتھ شرکت کا وعدہ:

بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ (تم ایک دوسرے سے ہو) مرد عورتوں میں سے اور عورتیں مردوں میں سے تم سب اولاد آدم ہو یا تم دین و نصرت میں ایک دوسرے کی معاونت کرنے والے ہو۔یہ جملہ معترضہ ہے۔اس سے عورتوں کی مردوں کے ساتھ ان وعدہائے ربانی میں شرکت بتلائی جو اس نے اپنے کامل فرمانبردار بندوں سے کر رکھے ہیں۔حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ سے مروی ہے۔کہ جس شخص کو کوئی معاملہ پیش آئے اور وہ پانچ مرتبہ ربنا اتنا ما وعدتنا پڑھتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو خوف سے نجات دیتے ہیں اور اس کا مقصود پورا فرما دیتے ہیں۔فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا (پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی)

نحو: اَلَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا مبتداء ہے لَاُ کَفِّرَنَّ عَنْھُمْ یہ خبر ہے۔فَالَّذِیْنَ سے عاملین کے عمل کی تفصیل ذکر فرمائی۔اس سے عامل کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے گویا اس طرح فرمایا جنہوں نے یہ شاندار، اعلیٰ اعمال انجام دیئے جیسے ہجرت عن الوطن وہ اپنے دین میں اس طرح کامیاب ہیں کہ وہ بارگاہ الٰہی میں مامون ہونگے۔ہجرت خواہ آخر زمانہ میں واقع ہو وہ اسی طرح ہے جو ابتدائے اسلام میں تھی۔وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ (وہ اپنے گھروں سے نکالے گئے) جہاں وہ پیدا ہوئے اور پرورش پائی۔وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ (اور ان کو میری راہ میں تکلیف دی گئی) خواہ وہ تکلیف ضرب وشتم کی قسم سے تھی یا ضیاع اموال کی صورت میں تھی۔سبیلی سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر ہے۔وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا (انہوں نے کفار سے لڑائیاں کیں اور شہید کر دیئے گئے)

قراءت: مکی وشامی نے قُتِّلوا پڑھا ہے۔اور حمزہ وعلی نے وَقُتِلُوْا وَقٰتَلُوْا التقدیم وتاخیر سے پڑھا ہے۔

مسئلہ: اس آیت میں دلیل ہے کہ واؤ ترتیب کو لازم نہیں کرتی لَاُ کَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ (میں ضرور ان سے انکی غلطیاں مٹا دونگا اور ضرور ان کو ایسے باغات میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں) یہ قسم محذوف کا جواب ہے۔ثَوَابًا یہ محذوف فعل کا مفعول مطلق بطور تاکید لایا گیا ہے۔یعنی اثابۃ یا تثویبًا۔ من عند اللّٰہ۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور ثواب، یعنی تثویبًا من عند اللّٰہ ہے کیونکہ: لَاُ کَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ قف ثُمَّ

ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے آپ کو کافروں کا شہروں میں آنا جانا یہ تھوڑا سا نفع ہے۔ پھر

مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بُرا بچھونا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے

جَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَمَا

باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ مہمانی ہو گی اللہ کی طرف سے۔ اور جو

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

اللہ کے پاس ہے بہتر ہے نیک بندوں کے لئے۔

لاثیبنھم کے معنی میں ہے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاں اچھا بدلہ ہے یعنی ذات باری تعالیٰ ہی یہ بدلہ دے سکتی ہے اور کسی کے بس کی بات نہیں۔

شانِ نزول: مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا کہ کفار تو مزے لے رہے ہیں اور ہم بھوک سے نڈھال ہیں اس پر یہ آیات اتریں۔

## استقامت علی الحق کا لطیف انداز:

۱۹۶: لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۔ (اے مخاطب تمہیں کفار کا شہروں میں آنا جانا دھوکہ میں مبتلا نہ کرے) اس میں ہر ایک کو خطاب کیا گیا یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے مراد دوسرے لئے گئے یا قوم کے سربراہ کو خطاب کیا جاتا ہے۔ اور اس کو مخاطب کرنا تمام کو خطاب کے قائم مقام ہوتا ہے۔ گویا اس طرح فرمایا لَا يَغُرَّنَّكُمْ تمہیں ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے اے مخاطبین۔
نمبر۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو انکی حالت کی وجہ سے دھوکہ میں مبتلا ہونے والے نہ تھے۔ اس سے آپ کو اس بات پر ثابت قدم رکھنے اور لازم کرنے کیلئے یہ انداز اختیار کیا گیا۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے: فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكٰفِرِينَ (القصص:۸۶) وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (الانعام:۱۴) یہ تو نہی میں اس کی دو نظیریں ہیں۔ امر میں اس کی نظیر اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (الفاتحہ:۵) يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اٰمِنُوا (النساء:۱۳۶) ہے۔

## فانی بہر حال قلیل ہے:

۱۹۷: مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ مَتَاعٌ قَلِيلٌ (تھوڑا نفع حاصل کرنا ہے)

نحو: یہ مبتدائے محذوف تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ کی خبر ہے۔ قلیل کہنے کی وجہ۔ نمبر۱: آخرت باقیہ کی نعمتوں کو ضائع کر دیا اور فانی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ

اور بلاشبہ بعض اہل کتاب ایسے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو نازل کیا گیا تمہاری طرف اور جو نازل کیا گیا

اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

ان کی طرف جو عاجزی کرنے والے ہیں اللہ کے لئے وہ نہیں خریدتے اللہ کی آیات کے بدلہ تھوڑی سی قیمت، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس، بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

دنیا کی چند لذات لے لیں۔ نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کیلئے جو ثواب تیار کررکھا ہے۔ اسکے مقابلہ میں یہ قلیل ہے۔ نمبر۳۔ دنیا کے ختم ہونے کی وجہ سے یہ ذاتی طور پر حقیر ہے ہر زائل ہونے والی چیز قلیل کہلاتی ہے۔ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (پھران کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے) گویا انہوں نے اپنے لئے بہت بری چیز تیار کی ہے۔

## متقین کو خلود والی نعمتیں ملیں گی:

۱۹۸: لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۔

(لیکن وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کا تقویٰ اختیار کیا) یعنی شرک سے بچ گئے۔ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا (ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں اور وہ ان باغات میں ہمیشہ رہنے والے ہیں بطور مہمان) النُّزُل والنُّزْل کا معنی مہمان کو پیش کیا جانے والا کھانا۔

## تین تراکیب:

نزلًا یہ حال ہے۔ جَنّٰتٌ سے۔ اس میں عامل لَهُمْ کا لام ہے۔
نمبر۲۔ یہ مصدر مؤکد ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ رزقًا یعنی جعل ذٰلك رزقًا۔
نمبر۳۔ عطاء۔ جعل ذٰلك عطاءً

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (اللہ کے ہاں) یہ نزلاً کی صفت ہے۔ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ (اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے) بے شمار اور دائمی خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (وہ ابرار کیلئے بہت بہتر ہے) اس کی بہ نسبت جس کیلئے کفار و فجار سرمارتے پھر رہے ہیں کیونکہ وہ قلیل و زائل ہے۔
اہل نحو کے ہاں لکن استدراک کیلئے آتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگرچہ وہ نفع اٹھا رہے ہیں لیکن ان کے نفع اٹھانے میں بقاء نہیں۔ یہ بقاء متقین کیلئے ہوگی۔ یہ تشدید کے ساتھ لکنّ بھی استعمال ہوتا ہے۔

۱۹۹: وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں جم کر رہو اور نیک کاموں میں لگے رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿٢٠٠﴾ ع

کامیاب ہو جاؤ۔

ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔

شَانِ نُزُوْل: نمبرا۔ یہ آیات حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوئیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اہل کتاب میں سے اسلام قبول کیا۔

نمبر۲۔ اہل نجران میں چالیس آدمی جو اسلام لائے۔

نمبر۳۔ اور اہل حبشہ میں سے ۳۲ بتیس آدمی اور آٹھ روم سے آئے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے وہ اسلام لے آئے۔ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ (بیشک اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں)

## نحوی تحقیق:

نمبر۱: اِنَّ کے اسم پر لام ابتداء داخل ہے کیونکہ ظرف کی وجہ سے فاصلہ ہوگیا۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ اور جو اتارا گیا تمہاری طرف یعنی قرآن مجید۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ (اور وہ جو اتارا گیا انکی طرف) یعنی تورات و انجیل۔ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ (اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں)

نمبر۲: یہ یؤمن کے فاعل سے حال ہے کیونکہ من یؤمن لفظاً اگرچہ مفرد ہے مگر معناً جمع ہے۔ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا (وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت لینے والے نہیں ہیں) جیسا کہ غیر مسلم احبار اور ان کے دیگر بڑے کرتے تھے۔

نمبر۳: یہ حال کے بعد حال ہے۔ یعنی اس حال میں کہ وہ خریدنے والے نہیں ہیں۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (ایسے لوگوں کیلئے ان کا اجر اُن کے رب کے ہاں ہے) مراد اس سے وہ مخصوص اجر ہے۔ جو ان کو ملے گا۔ اور وہی اجر ہے جس کا وعدہ اس ارشاد ربانی میں فرمایا گیا ہے اولئك يؤتون اجرهم مرتين کہ ان لوگوں کو اجر دو مرتبہ ملے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (بیشک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والے ہیں) کیونکہ اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔

## صبر و تقویٰ کامیابی کا راز ہے:

۲۰۰: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (اے ایمان والو! تم صبر کرو) دین کے سلسلہ میں اور اس کی خاطر آنے والی تکالیف پر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ صبر۔ نفس کو ناپسند چیز پر روکنا اور گھبراہٹ کا اظہار



BestUrduBooks.wordpress.com

نہ کرنا۔ وَصَابِرُوْا (اور دشمن کے مقابلہ میں جہاد کے شدائد پر صبر کرو) یعنی لڑائی کی تکالیف برداشت کرنے میں ان پر غالب آجاؤ۔ اور صبر و ثبات میں ان سے پیچھے نہ رہو۔ وَرَابِطُوْا (اور مقابلہ کیلئے تیار رہو) یعنی سرحدات پر پہرے کے ساتھ قائم رہو۔ اور گھوڑے باندھو۔ غزوہ کیلئے ہر وقت تیار اور دشمن کی گھات میں رہو۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ) الفلاح ناپسند چیز سے چھٹکارا پالینے کے بعد پسندیدہ چیز کے ساتھ باقی رہنا۔ لعل کا استعمال اس لئے کیا کیونکہ نتائج تو معلوم نہیں۔ کہیں اعمال کرنے سے پہلے فقط امیدوں پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ تم میری محبت میں صبر کرو اور میری نعمتوں میں دوسروں سے بڑھ کر صبر کرو۔ اور میری اطاعت میں اپنے آپ کو باندھ کر رکھو۔ تاکہ تمہیں میری قربت میسر ہو۔

## فضلیت سورت:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم الزھراوین کو پڑھا کرو۔ یعنی البقرہ اور آل عمران۔ یہ قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے سائبان ہوتے ہیں یا بادل ہوتے ہیں۔ یا پرندوں کے جھنڈ ہوتے ہیں۔ اور پڑھنے والے کی سفارش کریں گی۔ (رواہ مسلم)

واللّٰہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و المآب بحمداللّٰہ۔

تمت ترجمہ سورۃ آل عمران یوم الجمعہ ۱۲ صفر ۱۴۲۳ھ، ۲۶ اپریل ۲۰۰۲ء

اَللّٰھم صل علیٰ محمد بعدد قدرتك الی یوم الدین



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ نسا ، مدینہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو چھہتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا، اور اس جان سے

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ

اس کا جوڑا پیدا فرمایا اور ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے، اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے

تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ① وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى

آپس میں سوال کرتے ہو، اور قرابت داریوں سے بھی ڈرو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے اور دیدو یتیموں کو

اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى

ان کے مال اور مت بدلو خبیث مال کو اچھے مال سے، اور مت کھاؤ ان کے مالوں کو اپنے مالوں

اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ②

میں ملا کر، بے شک ایسا کرنا بڑا گناہ ہے۔

## تفسیر آیت :۱

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً۔ (اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تم کو پیدا کیا ایک جان سے اور اسی سے پیدا کیا اس کے جوڑے کو اور آدم وحوا سے پھیلایا بہت سارے مردوں اور عورتوں کو) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ (اے اولاد آدم علیہ السلام)۔

## صورتِ تخلیق:

اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (آغاز تخلیق کے زمانہ میں ایک اصل یعنی تمہارے باپ حضرت آدم سے بنایا)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا یہ محذوف پر عطف ہے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ من نفس واحدة انشأها و خلق منها زوجها۔ مطلب یہ ہے ایک ذات سے تمہیں نکالا جس کی صورت یہ تھی۔ کہ اس نفس کو مٹی سے بنایا اور ان کی پسلیوں میں سے کسی پسلی سے (مادہ لے کر) ان کی بیوی حواء کو بنا دیا۔ وَبَثَّ مِنۡهُمَا (اور ان دونوں یعنی آدم و حوّاء سے پھیلایا)۔ رِجَالًا كَثِيرًا وَّ نِسَآءً (بہت سے مردوں اور بہت سی عورتوں کو)۔ یعنی جنس انسانی کی دونوں انواع یعنی مرد و عورت کو۔ نفس انسانی کی ایسی صفت بیان کی جو انسانوں کی خلقت کی وضاحت و تفصیل کر رہی ہے۔

یا خلقکم سے متعلق ہے اور یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ کا خطاب ان لوگوں سے ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت تھے۔ مطلب یہ ہوا کہ تمہیں نفس آدم علیہ السلام سے پیدا کیا۔ اور اسی نفس سے تمہاری ماں حواء کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں تمہارے علاوہ ہلاک ہو جانے والی امتوں کی پیدا فرمائیں اور یہ حصر کے لئے ہے۔

## ایک سوال کا جواب:

**سوال**: نظم کا انداز تو اس بات کا متقاضی ہے کہ تقویٰ کا حکم دینے کے بعد ایسی چیز لائی جاتی جو تقویٰ کی طرف دعوت دینے والی ہو۔ پھر کس طرح ان کا ایک جان سے پیدا کرنا۔ تقویٰ کی طرف ترغیب دینے والا بنتا ہے۔

**جواب**: تخلیق آدم و اولادہ، عظیم قدرت پر دلالت کرتا ہے اور جس کو اس جیسی قدرت ہو۔ تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کفار و فجار کو سزا دینا بھی اس کے مقدورات میں سے ہے۔ پس اس میں غور و فکر اس بات کا داعی ہے۔ کہ ایسے قادر مطلق سے ڈرا جائے۔ اور اس کے عقاب کا خطرہ محسوس کیا جائے۔

## کامل نعمت کا شکریہ:

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ یہ ایک عظیم الشان کامل نعمت ہے۔ پس انسانوں پر لازم ہے کہ اس نعمت کی ناشکری سے گریز کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے نازل ہونے کے وقت فرمایا۔ عورت کو مرد سے پیدا کیا گیا۔ پس اس کا مقصد مرد میں ہے اور مرد کو مٹی سے پیدا کیا پس اس کا فکر مٹی میں ہے (البیہقی)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ (اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو)۔

صَرف: تساء لون اصل میں تتساء لون تھا۔ تا کو سین کر کے سین میں ادغام کر دیا۔ کیونکہ تا کے قریب حرف ہمس سین ہے۔

قراءت: یہ تساء لون۔ تخفیف کے ساتھ ہے عند الکوفی۔ تا ثانیہ کو اجتماع تاءین ثقیل ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا۔ مطلب یہ ہوا کہ تم ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ اور رحم کا واسطہ دے کر سوال کرتے ہو۔ پس اس طرح کہتے ہیں باللہ و بالرحم افعل کذا اور مقصد اس سے شفقت حاصل کرنا ہوتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نحوی تحقیق:

وَالْاَرْحَامَ (اور رحموں کا) نحو: یہ لفظ اللہ پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی قطع رحمی سے ڈرو۔ یا جار مجرور کے مقام پر ہے جیسا کہتے ہیں مررت بزیدو عمروًا۔ یا ضمیر پر عطف کرتے ہوئے مجرور ہے۔ حمزہ کے نزدیک مگر یہ قول ضعیف ہے۔ کیونکہ ضمیر متصل وہ اسم متصل کی طرح ہے۔

اور جار مجرور ایک شی کی طرح ہے۔ تو یہ بعض کلمہ پر عطف کے مشابہ ہوا۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے) یا تمہیں جاننے والے ہیں۔

## تفسیر آیت ۲:

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ (اور یتیموں کو ان کے اموال دو) یتامیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے والد فوت ہو جائیں اور وہ اکیلے رہ جائیں۔

## یتیم کا معنی:

الیُتْمُ۔ انفراد کو کہتے ہیں۔ اسی سے کہتے ہیں الدُّرۃ الیتیمۃ۔ یکتا موتی۔ ایک قول یہ ہے کہ یتیم انسانوں میں وہ ہے جس کا باپ مرجائے اور بہائم میں یتیم وہ ہے جس کی ماں مرجائے۔ اس نام کا تقاضہ تو یہی ہے کہ ہر چھوٹے بڑے پر بولا جائے کیونکہ باپ سے منفرد ہونے کا معنی پایا جاتا ہے۔ مگر استعمال میں بلوغ سے قبل تک ہی بولا جاتا ہے جب وہ کسی کفیل و نگران سے مستغنی ہو جاتے ہیں۔ تو یہ نام ختم ہو جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے: لا یُتم بعد الحلم۔ (ابوداؤد)

شریعت کے حکم کے طور پر نہ کہ لغت کے لحاظ سے۔ یعنی جب وہ بالغ ہو گیا تو اس پر بچوں کے احکام جاری نہ ہونگے۔

## آیت کا مطلب:

اب آیت کا مطلب یہ ہے۔ اور تم یتیموں کو ان کے اموال بالغ ہونے کے بعد دے دو۔ یہاں ان کو یتامیٰ، یتیمی کے زمانہ کے قریب ہونے کی وجہ سے فرمایا گیا جو بچپن تھا۔ (اب تو وہ بالغ ہو چکے) اس میں اشارہ فرمایا کہ اگر ان سے سمجھ بوجھ پائی جائے تو ان کے اموال ان کے حوالے کرنے میں حد بلوغ سے تاخیر نہ کی جائے۔ اور یتیمی اور بچپن کا نام زائل ہونے سے پہلے ہی ان کو وہ اموال سپرد کر دیئے جائیں۔

## خبث کی مراد:

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ (نہ تبدیل کرو خبیث کو بدلے طیب کے) نمبر ۱۔ حرام مال کو لینے کے طلبگار نہ بنو (یعنی یتامیٰ کا مال) حلال مال کے بدلے میں جو کہ تمہارا اپنا مال ہے۔ نمبر ۲۔ خبیث بات کو بدلے میں نہ لو اور وہ یتیموں کا مال بلا نگرانی چھوڑنا ہے۔ پاکیزہ بات کے بدلے میں اور وہ اس کی حفاظت کرنا ہے اور اس سے بچنا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ

اور اگر تم کو ڈر ہو کہ یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کر لو جو عورتیں تم کو

النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا

پسند ہوں دو دو، تین تین، چار چار، سو اگر تم کو ڈر ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی عورت سے نکاح کر لو، یا ان

مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ؕ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا ③

لونڈیوں پر بس کرو جو تمہاری ملکیت ہوں۔ یہ اس سے قریب تر ہے کہ تم زیادتی نہ کرو۔

## نحو و صرف:

یہاں باب تفعل بمعنی استفعال ہے اور یہ آتا رہتا ہے۔ اس کی نظیر تعجل بمعنی استعجال۔ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ (اور ان کے مال نہ کھاؤ اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر) بِحَوْ: اِلٰی کا متعلق محذوف ہے۔ اور یہ حال کے موقع پر ہے۔ یعنی اموالکم کی طرف مضاف ہے۔ مطلب یہ ہوا۔ ان کے اموال کو اپنے مالوں کے ساتھ اس طرح نہ ملاؤ۔ کہ تمہارے اور ان کے اموال میں تفریق نہ رہے۔ اس چیز کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو تمہارے حق میں حلال نہیں اور برابری کرنے لگو اس میں اور حلال میں۔ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا۔ بیشک (وہ بہت بڑا گناہ ہے) ہٗ سے مراد اس کا کھانا اور حوبا کبیرًا کا معنی بڑا گناہ ہے۔

## تفسیر آیت ۳:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی (اگر تمہیں خدشہ ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے یتیموں کے معاملہ میں) اقسط۔ باب افعال بمعنی عدل کرنا۔ لا تقسطوا کا معنی عدل نہ کرنا۔ الیتامیٰ کا لفظ مذکر و مؤنث دونوں کیلئے بولا جاتا ہے۔ جمع یتیمۃ و یتیم ہے۔ باقی ایتام جمع یتیم ہے فقط۔ فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (پھر تم نکاح کرو دوسری عورتوں میں سے جو تم پسند کرو)

## طاب کا معنی حلال:

طاب کا معنی حلال ہونا ہے۔ یعنی جو تمہارے لئے حلال ہوں۔ کیونکہ ان میں بعض عورتیں وہ ہیں جو حرام ہیں۔ ان کا تذکرہ آیت تحریم میں ہے۔ مَا کا استعمال ذی عقل کی صفات کیلئے آتا ہے۔ گویا یہاں اس طرح کہا گیا۔ الطیبات من النساء۔ پس تم نکاح کرو عورتوں میں سے پاکیزہ عورتوں سے۔ کیونکہ عقلاء میں طبقہ اناث بمنزلہ غیر عقلاء کے شمار ہوتا ہے۔ اور ارشاد الٰہی او ماملکت ایمانکم میں ما اسی معنی میں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ زناء میں حرج نہ سمجھتے تھے۔ ولایت یتامیٰ میں حرج سمجھتے تھے۔ پس انہیں کہا گیا۔ اگر تمہیں یتیم بچیوں کے متعلق ظلم و زیادتی کا خطرہ ہو اور زنا کا خدشہ ہو تو جو عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

ان سے نکاح کرو اور محرمات کے گرد مت گھومو۔

تیسرا قول: وہ لوگ یتامٰی کے اموال میں نگرانی سے تنگی محسوس کرتے۔ اور بہت عورتیں رکھنے میں حرج محسوس نہ کرتے۔ اس کے باوجود کہ ان کے مابین کثرت کی وجہ سے زیادتیاں ہو جاتیں۔ تو ان کو مخاطب کر کے اس طرح فرما دیا جب تم اس میں دشواری محسوس کرتے ہو تو اس میں بھی حرج سمجھو اور اس سے بچو۔ اور کہہ دیا گیا۔ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا کہ اگر تمہیں خطرہ ہو کہ یتیم بچیوں کے نکاح کے سلسلہ میں تم انصاف نہ کر سکو گے۔ تو بالغات سے نکاح کرو۔ یہ طاب طابت الثمرۃ سے ہے۔ اپنی میعاد کو پھل پہنچ گیا۔ گویا بالغہ عورتیں (مگر اس معنی سے لکم بے فائدہ ٹھہرتا ہے۔ فتدبر) مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (دو دو عورتوں سے تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے) نحو: یہ نکرہ ہیں۔ غیر منصرف ہیں کیونکہ عدل و وصف ان میں پائے جاتے ہیں۔ سیبویہ نے اسی طرح کہا۔ یہ النساء سے محل نصب میں حال ہے۔ یا ما طاب سے حال ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ فانکحوا الطیبات لکم جو اس عدد تک پہنچنے والی ہیں۔ دو۔ دو اور تین تین اور چار چار۔

## ایک سوال نکاح میں اعداد کے تکرار کی حکمت:

**سوال**: نکاح کرنے والے کیلئے مطلقاً جمع میں دو یا تین یا چار کو جمع کرنا درست ہے تو پھر مثنٰی وَ ثُلاَثَ وَ رُبَاعَ میں تکرار کا کیا مطلب ہے۔

**جواب**: خطاب تمام لوگوں کو فرمایا گیا۔ پس تکرار ضروری ہو گیا تا کہ ہر نکاح کرنے والا اس گنتی کو پورا کر سکے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ جس کو مطلقاً ذکر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ تم ایک جماعت کو کہو۔ یہ مال تم تقسیم کر لو۔ دو دو' تین تین' چار چار اور وہ درہم ایک ہزار ہوں۔ اگر تم یہ اعداد ایک مرتبہ ذکر کرتے تو پھر اس کا کوئی مطلب نہ بنتا اور واؤ کو لا کر بتلا دیا کہ مختلف گروہوں کو مختلف کا جمع کرنا جائز ہے' کہ کوئی (دو سے کوئی تین سے اور کوئی چار سے نکاح کر سکتا ہے) اگر او لایا جاتا تو اختلاف عدد کا جواز ختم ہو جاتا۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا (اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے) اس اعداد میں تو فَوَاحِدَةً (تو ایک کو لازم کر لو) یا چناؤ کر لو۔ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (جن کے مالک تمہارے لونڈی غلام ہوں) مساوات حقوق جو آزاد عورتوں کے مابین لازم ہے وہ باندیوں کے لئے لازم نہیں نہ ان کی کوئی تعداد مقرر ہے۔ ذٰلِكَ اس کا اشارہ ایک کے چناؤ اور لونڈیاں رکھنے میں ہے۔ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا (اس امر مذکور میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے) یعنی یہ فعل اس سے قریب تر ہے کہ تم ایک طرف مائل نہ ہو جاؤ اور نہ ظلم کرو۔ عرب کہتے ہیں۔ عال المیزان عولاً کہ جب وہ مائل ہو جائے اور کہتے ہیں عال الحاکم فی حکمه۔ جبکہ ظلم کرے۔

## ایک تفسیر عجیب:

امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے الا تعولوا کی تفسیر میں فرمایا کہ تم زیادہ عیال والے نہ ہو۔ ان کی اس تفسیر پر یہ اعتراض کیا گیا کہ کثرت عیال کا معنی اس وقت ہوتا ہے جب اعال یعیل باب افعال سے ہو۔

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ مجرد میں عال الرجل عیاله یعولهم۔ اس نے عیال کی پرورش کی۔ کہا جاتا ہے اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ

اور تم عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کر دو، سو اگر وہ تمہارے لئے اس میں سے نفس کی خوشی سے

نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا ④

کچھ چھوڑ دیں تو اس سے مبارک طور پر خوشگواری کے ساتھ کھالو۔

مان یمون بھی اسی معنی میں آتا ہے جبکہ عیال پر خرچ کیا جائے۔ کیونکہ جس کے عیال زیادہ ہونگے وہ ان پر لازماً خرچ کرے گا۔ اور اس سلسلہ میں اس پر تقویٰ اور کسب حلال کی حدود کا لحاظ مشکل ہو جائے گا۔ اور اسی جیسا کلام علم کے ان ماہرین سے درست رخ پر محمول کیا جائے گا۔ اور یہ بدگمانی نہ کی جائے گی کہ انہوں نے تعیلوا کو تعولوا بنا دیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کنایات کا راستہ اختیار کیا۔

## تفسیر آیت ۴:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دو) نحله کا لفظ نحله کذا سے ماخوذ ہے جبکہ وہ اس کو دے اور ہبہ کرے اپنے دل کی گہرائی سے نحلةً و نحلا دونوں استعمال ہوتے ہیں۔ منصوب مصدر ہونے کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ یہاں لفظ نحلة اور ایتاء، اعطاء کے معنی میں ہیں۔ گویا کلام اس طرح ہے:

## حسن ادائیگی مہر:

وانحلوا النسآء صدقاتهن نحلة۔ یعنی ان کو انکے مہر خوشدلی سے دے دو یا مخاطب سے حال ہے۔ انکے مہر انکو دو کہ تم دلوں کی خوشی محسوس کرنے والے ہو مہر دے کر یا الصدقات سے حال ہے یعنی وہ مہر ادا کیے ہوئے ہوں نفسوں کی خوشدلی سے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ مہر عطیہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور عنایت ہے ان عورتوں پر ایک اور قول یہ ہے کہ نحلہ بمعنی ملت کے ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں فلان ینتحل کذا ای یدین به۔ مطلب یہ ہوا ان کے مہر ان کو دیانۃً دے دو۔ اس صورت میں یہ مفعول لهٗ بنے گا۔ اور اٰتوا کا خطاب خاوندوں کو ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ورثاء کو ہے کیونکہ اس زمانہ میں وہ بیٹیوں کا مہر وصول کرتے تھے۔

## طیب نفس لازم:

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ (اگر وہ عورتیں خوش دلی کے ساتھ تم کو مہر کا کچھ حصہ دیں) یہ لَكُمْ کا خطاب ازواج کو ہے۔ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ۔ یعنی مہر میں سے۔ صداق اور صدقات ہم معنی ہیں۔ نَفْسًا یہ مفرد لائے کیونکہ مقصد بیان جنس ہے۔ اور واحد جنسیت پر دلالت کرتا ہے۔ مطلب یہ ہوا۔ اگر وہ مہر میں سے کچھ عطاء کریں اور ان کے نفوس اسے خوش دلی سے چھوڑ دیں نہ بے دلی سے کہ جس کے لئے تمہاری بداخلاقی ان کو مجبور کرے اور بدتہذیبی ہبہ کی طرف مجبور کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَسْئَلَہ: اس آیت میں راستہ کی تنگی کی طرف اشارہ کر دیا اور احتیاط کو لازم قرار دیا۔ اس لئے کہ شرط کی بنیاد طیب نفس پر رکھی چنانچہ فرمایا: ان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا۔ یہ نہیں فرمایا فان وھبن لکم۔ اس بات کو بتلانے کے لئے کہ مہر کے کسی حصہ سے علیحدگی میں طیب نفس کا ہونا بہرحال ضروری ہے۔ فَکُلُوْہُ (پس تم اس کو کھاؤ) اس میں ہٗ ضمیر شیٔ کی طرف لوٹتی ہے۔ ھَنِیْٓئًا (مزے سے) یعنی جس میں گناہ نہ ہو۔

## اباحت میں مبالغہ:

مَرِیْٓئًا۔ (خوشگواری سے) جس میں کوئی بیماری نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی اسی طرح تفسیر فرمائی۔ یا دنیا میں مزیدار کہ بلا مطالبہ ہو۔ مریئاً فی العقبٰی۔ آخرت میں خوشگوار کہ اس پر احسان نہ جتلائے۔ یہ دونوں کھانے کی صفات ہیں۔ ھنؤ الطعام و مرؤ کہتے ہیں۔ جب کھانا ایسا خوش گوار ہو کہ اس میں کوئی گدلا پن نہ ہو۔ یہ دراصل مصدر کی صفتیں ہیں۔ یعنی اکلاً ھَنِیْٓئًا مَّرِیْٓئًا یعنی ایسا کھانا جو رچتا پچتا ہو۔ یا ضمیر سے حال ہے۔ تم اس کو اس حال میں کھاؤ کہ وہ مزیدار و خوشگوار ہو۔ یہ درحقیقت اباحت میں مبالغہ ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ اور یہ بتلانے کے لئے کہ اس کے دینے کے بعد پیچھا بھی نہ کیا جائے۔

قراءت: ھنیًا مریًا۔ یزید کے نزدیک بلا ہمزہ ہے۔ اسی طرح وقف کے وقت حمزہ کے نزدیک بھی اسی طرح پڑھیں گے۔ بقیہ تمام قراء نے ہمزہ سے پڑھا ہے۔

ایک لطیف نکتہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی بیمار ہو تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی سے مہر کے تین درہم لے کر پھر اس سے شہد خرید لے اور بارش کے پانی سے اس شہد کو ملا کر مریض کو پلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو خوشگواری' شفا و برکت عنایت فرما دیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ

اور بیوقوفوں کو اپنے مال مت دو جن کو اللہ نے تمہارے لئے زندگی گزارنے کا ذریعہ بنایا ہے اور ان مالوں سے ان کو کھانے پینے کے لئے

فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۞ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى

دے دو اور ان کو کپڑے پہنا دو، اور ان سے بھلی بات کہہ دو، اور آزما لو تم یتیموں کو

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ

یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل ہو جائیں، سو اگر تم ان کی طرف سے سمجھداری محسوس کرو تو ان کے مال

اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ

ان کو دے دو، اور مت کھاؤ ان کے مالوں کو فضول خرچی کرتے ہوئے اور ان کے بڑے ہو جانے سے پہلے جلدی کرتے ہوئے، اور تم میں سے جو

كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ

شخص صاحب مال ہو وہ پرہیز کرے، اور جو شخص تنگدست ہو سو وہ مناسب طریقہ پر کھا لے۔

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

سو جب تم دے دو ان کو ان کے مال تو اس پر گواہ بنا لو، اور اللہ کافی ہے

حَسِيْبًا ۞

حساب لینے والا۔

## تفسیر آیت ۵:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ (نہ دو اپنے اموال بیوقوفوں کو) سفہاء سے مراد وہ فضول خرچ ہیں۔ جو اپنے اموال کو نامناسب مقام پر لگانے والے ہیں۔ اور ان کو اسکی درستی اور بڑھانے اور اس میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ اس میں اولیاء کو خطاب ہے اور کم عقلوں کے اموال کی نسبت اولیاء کی طرف اموالکم کہہ کر کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ اس مال کو تھامنے والے اور قریب والے ہیں۔

### اموال کی حفاظت کرو:

الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا (جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مایۂ زندگانی بنایا ہے) یعنی تمہارے بدنوں کا قوام اور



BestUrduBooks.wordpress.com

تمہارے اہل واولاد کیلئے ذریعۂ معاش بنایا ہے۔

قیمًا بمعنی قیامًا ہے۔نافع وشامی کے نزدیک جیسا کہ عوذاً بمعنی عیاذاً ہے اور اصل قیام قوام ہے۔ ماقبل کسرہ کی وجہ سے واؤ کو یا کر دیا۔سلف رحمہ اللہ کا مقولہ ہے۔المال سلاح المؤمن۔ مال مؤمن کا ہتھیار ہے۔اگر میں مال چھوڑ جاؤں کہ جس پر اللہ تعالیٰ مجھ سے حساب لے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ میں لوگوں کا محتاج بنوں۔حضرت سفیان رحمہ اللہ اپنے سامان کو پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ اے مال اگر تو نہ ہو تو بنو عباس مجھے رومال کی طرح بنا لیتے کہ جیسا اس سے جو چیز چاہتے ہیں پونچھتے ہیں۔وَارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا (اس سے ان کو کھلاؤ) یعنی اس کو ان کے رزق کی جگہ بناؤ۔ کہ اس سے تجارت کرو۔اور نفع اٹھاؤ تا کہ خرچہ نفع میں سے نکلتا رہے اصل مال سے نہ ہو۔ کہ خرچہ میں نہ سارا کھالیا جائے۔

## معروف ومنکر کا فرق:

وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (اور ان کو پہناؤ اور ان کو طریقے کی بات کہو) ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں۔قول معروف سے مراد اچھا وعدہ۔اس طرح کہ تم سمجھ بوجھ پالو تو تمہارا مال تمہارے سپرد کر دیں گے۔

ہر ایسی بات یا عمل جس کے عقلی یا شرعی حسن کی وجہ سے نفس کو سکون پہنچے وہ معروف ہے۔اور جس کی قباحت کی وجہ سے نفس اس کو اوپرا قرار دے وہ منکر ہے۔

## تفسیر آیت ۶:

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى (تم یتیموں کو آزماؤ) ان کی عقلوں کا امتحان لو۔ان کے احوال کی جانچ کرو۔اور بلوغ سے پہلے تصرف کے ذریعہ پہچان کا اندازہ کرلو۔اگر ہوشیار ہونگے تو حالت ان کی ظاہر ہو جائے گی۔

## عاقل مجازِ تجارت ہے:

مَسْئَلَه: اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ عاقل بچے کو تجارت کی اجازت ہے۔حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (یہاں تک کہ وہ نکاح کو پہنچ جائیں) یعنی بالغ ہو جائیں۔ کیونکہ بلوغت کی عمر ہی میں نکاح کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔اور تو الد کا سلسلہ بھی اسی عمر میں قائم ہوتا ہے۔فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا (اگر بلوغت کے بعد ان سے لین دین میں ہوشیاری دیکھو) معاملات میں درستی نظر آئے اور تصرفات میں درستگی ہو۔فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ (تو ان کو ان کے مال سپرد کر دو) حد بلوغ سے تاخیر کی چنداں ضرورت نہیں۔

نَحْو: فادفعوا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ یہ ابتلاء کی غایت ہے۔اذا بلغوا ظرف ہے لیکن اس میں شرط کا معنی ہے اور ظرف کا تعلق فادفعوا سے ہے۔حتّٰی ابتدائیہ ہے اور حتّٰی کا ماقبل مابعد کے لئے سبب ہے۔ یہ حتی جارہ نہیں کیونکہ اِذَا میں ظرف کا معنی ہے اور حتّٰی جارہ ظرف پر داخل نہیں ہوتا۔اذا بلغوا شرط اول ہے اور اس کا جواب فان انستم منهم ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## آیت کا مطلب:

مطلب یہ ہوا کہ یتیموں کی جانچ کر لو بلوغ کے وقت اور مالوں کی سپردگی کے مستحق ہونے کے وقت اس شرط سے کہ ان میں رشد محسوس ہو۔ رُشْدًا نکرہ ذکر کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشد سے مراد مخصوص رشد ہے اور وہ مال میں تصرف و تجارت کی ہے۔ یا تنوین تقلیل کا فائدہ دیتی ہے۔ یعنی معمولی رشد آ جائے کامل رشد آنے تک انتظار نہ کیا جائے گا۔

یہ آیت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل ہے۔ کہ جب بچہ بالغ ہو جائے تو اس کا مال اسے دے دینا چاہیے۔ اور بلوغ کی انتہائی عمر پچیس سال کی ہے۔

## حدِ اعتدال سے تجاوز نہ کرو:

وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا (اور نہ یتیم کا مال کھاؤ حد اعتدال سے زیادہ اور جلدی جلدی اس اندیشہ سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے) یعنی تم یتیموں کا مال نہ کھاؤ اس حال میں کہ تم حد اعتدال سے تجاوز کرنے والے اور ان کے بڑے ہونے کے خطرہ سے جلدی کرنے والے ہو۔

**نحو**: اسرافًا و بدارًا یہ دونوں حال ہیں اور ان یکبروا بتاویل مصدر بِدَارًا کا مفعول ہے اور دونوں مصادر کا مفعول بھی بن سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے تمہارے فضول خرچی کرنے کے لئے اور ان کے بڑے ہونے سے جلدی کے لئے تم ان کے مال کو زیادہ خرچ کرنے والے ہو اور تم کہنے والے ہو کہ ہم اپنے پسند کے مقام پر اس کو خرچ کر لیں اس سے پہلے کہ یتیم بڑے ہوں اور وہ اس مال کو ہمارے ہاتھوں سے چھین لیں۔

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ (جو مالدار ہو وہ یتیم کے مال سے بچتا رہے اور جو محتاج ہو وہ دستور کے مطابق کھا سکتا ہے)

آیت میں وصی کو دو قسموں میں بانٹ دیا۔ نمبر۱۔ مالدار۔ نمبر۲۔ فقیر۔ غنی کو حکم دیا کہ وہ اس کے استعمال سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ اور یتیم کا مال نہ کھائے۔ اور استعف کا لفظ عف سے زیادہ بلیغ ہے۔ گویا کہ وہ کثرت عفت کا طالب ہے۔ رہا فقیر وہ احتیاطی اندازہ کی خوراک کھائے۔ ابراہیم نخعیؒ کہتے ہیں۔ اس سے مراد جو اس کی بھوک کا ازالہ کر دے اور ستر کو چھپا دے۔ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ (جب تم ان کے مال ان کو سپرد کرنے لگو تو گواہ بنا لو) کیونکہ وہ مال تم ان کے سپرد کر رہے ہو اور وہ اس کو لے رہے ہیں۔ اس سے کل انکار کا دعویٰ ختم ہو جائے گا۔ انکار اور جھگڑے کی صورت میں قسم کی طرف متوجہ نہ ہونا پڑے گا۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والا کافی ہے) پس تمہیں باہمی سچ بولنا ضروری ہے اور ایک دوسرے پر جھوٹ مت باندھو۔ یا یہ فلیأکل بالمعروف کی طرف راجع ہے۔ کہ وصی اسراف نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا محاسبہ فرمائیں گے۔ اور اس کو بدلہ دیں گے۔

**نحو**: باللہ میں با زائد ہے اور یہ کَفٰی کا فاعل ہے۔ اور کفی کا لفظ متعدی الی المفعولین ہوتا ہے اس کی دلیل اس آیت میں ہے فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ۔ البقرہ۔ ۱۳۷۔ ک ' ھم دو مفعول ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ

مردوں کے لئے اس مال میں سے حصہ ہے جو ان کے ماں باپ نے اور رشتہ داروں نے چھوڑا، اور عورتوں کے لئے مال میں سے حصہ ہے

مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيبًا

جو ان کے ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا وہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ یہ حصہ

مَّفْرُوْضًا ⑦

مقرر کیا ہوا ہے۔

## تفسیر آیت ۷:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ (مردوں کا حصہ ہے اس میں جو انکے والدین اور اقرباء چھوڑ جائیں اور عورتوں کا حصہ ہے اس مال میں جو انکے والدین اور اقرباء چھوڑ جائیں)۔

اقربون سے مراد ذوی القربیٰ میں وراثت کے حصہ والے مراد ہیں۔ دوسرے نہیں۔ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ (خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ) یہ مماترك کا بدل ہے۔ اور اس پر عامل کو بھی دوبارہ لایا گیا ہے۔ اور منه کی ضمیر ماترك کی طرف راجع ہے۔ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا (طے شدہ حصہ) نحو: اعنی کی وجہ سے نصیباً منصوب ہے۔ مفروضاً کا معنی طے شدہ ہے۔ اس کو الگ کرنا ضروری ہے۔

## واقعہ ام کجہ:

شانِ نزول: روایات میں ہے کہ اوس بن ثابت نے وفات پائی اور اپنے پیچھے بیوی اُمِ کُجّہ اور تین بیٹیاں وارث چھوڑیں۔ (ابن حبان نے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ذکر کیا) اوس کے چچازاد بھائی خالد اور عرفجہ نے ساری جائیداد پر قبضہ کر لیا۔ اہل جاہلیت عورتوں کو وراثت کا حصہ دار قرار نہ دیتے تھے۔ اسی طرح بچوں کو بھی اور کہتے تھے وارث وہ ہوگا جو تیروں سے دفاع کر سکے گا اور غنیمت جمع کر سکے گا۔ ام کجہ رضی اللہ عنہا نے دربار نبوت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو واپس جا میں انتظار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کیا فیصلہ فرماتے ہیں۔ پس یہ آیت اتری۔ تو آپ نے خالد و عرفجہ کو پیغام دیا کہ مال میں سے کچھ بھی الگ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا حصہ مقرر کر دیا۔ اور جب تک وضاحت نہ کی گئی اس وقت تک وضاحت نہ فرمائی۔ پھر یہ آیت اتری یوصیکم اللّٰہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کجہ کو آٹھواں حصہ دیا اور بنات کو دو ثلث اور باقی دونوں چچازاد بھائیوں کو (مگر ابن حبان کی روایت کے مطابق آٹھواں بیوی اور بقیہ بیٹے اور دو بیٹیوں کو)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ

اور جب تقسیم کرنے کے موقعہ پر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین حاضر ہو جائیں

مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ⑧ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ

تو اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دے دو، اور ان سے اچھے طریقہ پر بات کرو، اور چاہیے کہ وہ لوگ ڈریں جو

لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا

اگر اپنے پیچھے ضعیف بچوں کو چھوڑ جاتے تو ان پر خوف ہوتا سو یہ لوگ اللہ سے

اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ⑨ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى

ڈریں اور ٹھیک بات کریں، بیشک جو لوگ ظلم کے طریقے پر یتیموں کا مال کھاتے

ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ⑩

ہیں بات یہی ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں، اور عنقریب دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

## تفسیر آیت ۸:

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ (جب تقسیم میراث کے وقت آموجود ہوں) اُولُوا الْقُرْبٰى (قرابتدار) جو غیر وارث ہیں۔وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ (یتیم و مساکین) اجنبی۔فَارْزُقُوْهُمْ (پس ان کو بطور خیرات دے دو) مِّنْهُ (اس میں سے) جو قرابتداروں اور اقارب نے چھوڑا ہے۔یہ امر استحباب کے لئے ہے۔یہ حکم باقی ہے۔منسوخ نہیں ہوا۔دوسرا قول یہ ہے کہ ابتداء میں یہ لازم تھا پھر آیت میراث سے منسوخ ہوا۔

## دستور کی بات:

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (اور ان کو تم دستور کی بات کہو) یعنی مناسب انداز سے معذرت اور مناسب وعدہ کرو۔دوسرا قول یہ ہے کہ قول معروف یہ ہے خذوا بارك الله لكم یہ لے لو اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔اور یہ جو کچھ دیا گیا ہے یہ بالکل تھوڑا ہے۔اور ہم نے دے کر احسان نہیں کیا۔

## تفسیر آیت ۹:

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (اور ڈریں وہ لوگ اگر وہ چھوڑ جائیں اپنے پیچھے چھوٹے بچے جن کے بارے میں ڈر ہو (تباہ ہو جانے کا) پس ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا


BestUrduBooks.wordpress.com

چاہیے اوراور کہیں ٹھیک بات ) مراد اس سے وصی ہیں۔

## اوصیاء کو نصیحت :

ان کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اوران یتیموں کے متعلق خوف کریں اسی طرح کا جیسا وہ اپنی اولاد کے متعلق رکھتے ہیں کہ اگران کو چھوٹی عمر میں چھوڑ جائیں۔ وہ اپنے نفوس میں اس حسرت کا اندازہ کریں اوراس کا تصور کریں تا کہ خلاف شفقت و مہربانی کسی بات کی جسارت نہ کریں۔

**نحو** :لو ما سمیت الذین کا صلہ ہے۔یعنی ولیخش الذین صفتھم و حالھم انھم لو شارفوا ان یترکوا خلفھم ذریۃ ضعافاً و ذلک عند احتضارھم خافوا علیھم الضیاع بعدھم للذھاب کافلھم اور لو کا جواب خافوا ہے۔قول سدید کا مطلب اوصیاء کی طرف سے یہ ہے۔کہ وہ ان یتیموں سے اسی حسن وخوبی سے بات کریں جیسا کہ وہ اپنی اولاد سے کرتے ہیں۔یا بنی اوریا ولدی کے القاب سے آواز دیں۔

آیت ۱۰: اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا (بیشک جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں ) **نمبر۱**۔ ظلماً مصدر ہے موضع حال میں واقع ہے۔ **نمبر۲**۔اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والے ہیں۔اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا (بیشک وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں )

## آگ کھانے کا مطلب :

یعنی وہ ایسا مال کھا رہے ہیں جو قبر سے دوزخ میں کھینچ کر لے جائے گا۔پس گویا وہ آگ ہے۔روایات میں ہے کہ یتیموں کا مال کھانے والا قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ دھواں اس کی قبر سے،اوراس کے منہ ٔناک اور دونوں کانوں سے بھی اٹھ رہا ہو گا اس سے لوگ پہچان جائیں گے کہ یہ دنیا میں یتیم کا مال کھاتا رہا ہے۔وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (وہ عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہونگے )۔

**قراءت** : شامی اورابوبکر نے سَیُصْلَوْن پڑھا ہے۔یعنی عنقریب وہ داخل ہونگے ۔سعیر آگ کو کہتے ہیں جس کا وصف مبہم کر دیا۔


BestUrduBooks.wordpress.com

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ

اللہ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے، لڑکے کے لئے اتنا حصہ ہے جتنا دو لڑکیوں کا ہے۔ سو اگر لڑکیاں

نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا

دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لئے اس مال کا دو تہائی ہے جو مرنے والے نے چھوڑا، اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لئے

النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ

آدھا ہے، اور اس کے ماں باپ کے لئے یعنی ہر ایک کے لئے چھٹا چھٹا حصہ ہے اس مال میں سے جو مرنے والے نے چھوڑا بشرطیکہ اس کے اولاد ہو۔

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ

پس اگر اس کے لئے اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کے لئے تہائی ہے، سو اگر مرنے والے کے بھائی ہوں

فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ

تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ اس وصیت کے نافذ کرنے کے بعد جو مرنے والے نے کی ہو یا اس قرض کی ادائیگی کے بعد جو میت پر ہو۔ تمہارے باپ

اَيُّھُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۱

اور بیٹے ہیں تم نہیں جانتے کہ ان میں سے تم کو کون شخص نفع پہنچانے میں زیادہ قریب تر ہے یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں۔ بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

## تفسیر آیت ۱۱:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے) اور تاکید کرتا ہے۔ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ (تمہاری اولاد کے متعلق) ان کی میراث کے سلسلہ میں۔ یہ تو اجمالاً فرمایا تفصیل آگے ہے۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (ان میں سے مذکر کے لئے حصہ دو عورتوں کے برابر ہوگا) یعنی تمہاری اولاد میں سے ضمیر راجع کو حذف کر دیا کیونکہ وہ خود سمجھ آ رہا ہے۔ یہ اس طرح ہے: **السمن منوان بدرهم**۔

## لڑکے لڑکی کا حصہ:

مذکر کے حصہ سے شروع فرمایا مگر اس طرح نہیں فرمایا۔ **للانثيين مثل حظ الذكر يا للانثى نصف حظ الذكر**۔ کیونکہ مرد کو فضیلت حاصل ہے۔ جیسا کہ فضیلت کی وجہ سے اس کا حصہ دوگنا کر دیا گیا۔ اور یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ فقط مذکر کو وارث قرار دیتے عورتوں کو نہیں۔ اور آیت کا شان نزول بھی یہی ہے۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ مذکر کے لئے یہی فضیلت کافی ہے۔ کہ عورتوں سے ان کے حصہ کو دوگنا کیا گیا ہے۔ لیکن رشتہ میں چونکہ دونوں اصناف برابر ہیں اس لئے محروم کسی کو نہ کیا جائے گا اور



BestUrduBooks.wordpress.com

یہ اس وقت ہے جبکہ دونوں صنفیں موجود ہوں یعنی جب مذکر و مؤنث دونوں قسم کی اولاد ہو۔ تو مذکر کے دو حصے ہونگے۔ اور دو لڑکیاں ہوں تو دو حصے ان کے ہو جائیں گے۔ اور اگر لڑکا ایک ہی ہو۔ لڑکی کوئی نہ ہو تو وہ کل مال کا وارث ہوگا۔ اور اگر دو لڑکیاں ہوں گی تو دو ثلث لیں گی۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد فقط اولاد مؤنث کا ذکر کیا۔ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً یعنی اگر اولاد میں صرف عورتیں ہوں۔ بیٹا نہ ہو۔ فَوْقَ اثْنَتَيْنِ یہ دوسری خبر ہے یا نساء کی صفت ہے۔ یعنی عورتیں دو سے زائد ہوں۔ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ (تو ان کے لئے متروکہ میت سے دو ثلث ہونگے) کیونکہ یہ آیت بسلسلہ میراث ہے۔ اس لئے تارک سے مراد میت ہی ہے۔ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ اور اگر لڑکی ایک ہی ہو تو اس کو نصف ملے گا۔ (بقیہ عصبات کی طرف چلا جائے گا)

قراءت: مدنی نے کان تامہ قرار دے کر واحدةٌ پڑھا۔ مگر نصب فان کن نساء سے زیادہ موافق ہے۔

## دو لڑکیوں کا حصہ:

**سوال**: یہاں بیٹا اور دو بیٹیوں کا حکم ذکر کیا۔ اور ایک بیٹی فقط اور دو سے زائد فقط بیٹیوں کا حکم ذکر کیا گیا۔ مگر دو بیٹیوں کا حکم ذکر نہیں کیا۔ ان کا کیا حکم ہے؟

**جواب**: ان کا حکم مختلف ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ دو لڑکیوں کا وہی ہے جو ایک کا ہے۔ نصف ملے گا۔ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو جماعت کا حکم دیا۔ اس آیت کے پیش نظر للذکر مثل حظ الانثیین۔ پس دو تہائی ملے گا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ جو فوت ہوا اور اس نے ایک بیٹا۔ ایک بیٹی چھوڑے۔ تو لڑکی کو ثلث اور بقیہ لڑکے کو ملے گا۔ تو ایک لڑکی کو جب ثلث ملا تو دو کو دو ثلث ملنا چاہیے۔ کیونکہ سورت کے آخر میں فرمایا۔ اِن امرؤ هلك ليس له ولد و له اخت فلها نصف ما ترك و هو يرثها ان لم يكن لها ولد فان كانتا اثنتين فلهما الثلثان مما ترك۔

## دو ثلث سے کم نہ ہوگا:

آیت سے معلوم ہوا کہ جب دو عورتیں بہنیں ہوں تو ان کا حصہ دو ثلث سے کم نہیں ہوتا تو دو لڑکیاں جو رحم و رشتہ میں میت کے بہنوں کی بنسبت قریب تر ہیں ان کا حصہ دو ثلث سے کم نہ ہونا چاہئے۔ جب دو بہنوں کے حصہ کی صراحت ہے۔ تو ان سے قریب تر کا حصہ ان سے کم نہ ہونا چاہیے۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب ایک لڑکی کا اپنے بھائی کے ہوتے ہوئے ثلث ہے۔ تو پھر زیادہ مناسب ہے کہ اس کے لئے ثلث واجب ہو جبکہ وہ اپنی بہن کے ساتھ ہو۔ جو اس کی مثل ہے۔ اور اس کی بہن کیلئے اس کے ساتھ ہوتے ہوئے اتنا ہی حصہ ہے جتنا اس لڑکی کیلئے واجب ہے۔ اس کے بھائی کی موجودگی میں اگر ایک بہن بھائی ہوں۔ پس دو ثلث ان کے لئے لازم ہے۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ تمام مال مذکر کو مل جائے گا۔ جبکہ اس کے ساتھ مؤنث نہ ہو۔ کیونکہ مذکر کا حصہ دو عورتوں کے برابر برقرار دیا گیا۔ اور مؤنث ایک ہو تو اس کو نصف مال مل جاتا ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مذکر کا حصہ نصف کا دوگنا ہے اور وہ کل مال ہے۔ وَلِاَبَوَيْهِ (اور ماں باپ کیلئے) میں ضمیر میت کی طرف جاتی ہے مراد اس سے ماں، باپ ہیں۔ مذکر کا ذکر تغلیباً کر دیا گیا۔ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ یہ ابویہ سے بدل ہے۔ اور عامل بھی دوبارہ لائے۔


BestUrduBooks.wordpress.com

## فائدہ بدل:

یہ ہے کہ اگر کہا جاتا: لا بویه السدس (دونوں میں سے ہر ایک کیلئے چھٹا حصہ ہے) تو بظاہر مطلب یہ بنتا کہ دونوں چھٹے حصہ میں شریک ہیں اور اگر عبارت لا بویه السدسان ہوتی تو دوسدس ان کے مابین برابری کی تقسیم اور الٹ تقسیم کا وہم ہوتا۔ اور اگر عبارت لکل واحدٍ من ابویه السدس ہوتی تو پھر تاکید کا فائدہ نہ حاصل ہوسکتا۔ حالانکہ یہ اجمال کے بعد تفصیل ہے۔

نحو: السدس مبتداء لا بویه اس کی خبر۔ اوران کے مابین بدل وضاحت کیلئے ہے۔

قراءت: حسن رحمہ اللہ نے السُدْس و الربْع' الثمْن' الثلْث تمام کو تخفیف کے ساتھ پڑھا۔

## بطور فرض حصہ:

مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ (اس ترکہ میں سے اگر اس کی اولاد ہو) یہ ولد کا لفظ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے آتا ہے۔ اگر مذکر اولاد نہ ہو۔ بیٹی ہو تو باپ کو بطور فرض چھٹا ملتا ہے اور ذوی الفروض کے بعد باقی تمام بطور عصبہ اس کو مل جائے گا۔

## ماں باپ کا حصہ:

فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ (اگر میت کی کوئی صلبی اولاد نہ ہو (نہ پوتا ہو) اور ماں باپ اس کے وارث ہوں تو ماں کو ایک تہائی حصہ ملے گا) یہ حصہ متروکہ میں سے ملے گا۔ مطلب ورثه ابواہ کا یہ ہے کہ صرف ماں' باپ ہی وارث ہوں۔ کیونکہ جب ماں' باپ' زوجین میں سے کسی ایک کے ہوتے ہوئے وارث بنیں تو اس صورت میں ماں کو ثلث۔ فرضی حصۂ زوج نکالنے کے بعد ملے گا۔ کل متروکہ کا ثلث نہ ملے گا۔ کیونکہ باپ وراثت کے حصہ کے لحاظ سے قوی تر ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب فقط ماں باپ وارث ہوں تو باپ کو دو ثلث ملتے ہیں۔ اگر ماں کا حصہ کامل میں سے ثلث مقرر کیا جائے۔ تو اس کا حصہ باپ کے حصے تک پہنچ جائے گا۔

## ایک صورت:

ایک عورت فوت ہوئی اس نے خاوند اور ماں' باپ وارث چھوڑے تو زوج کو نصف اور ماں کو ثلث۔ باقی تمام باپ کو ملے گا۔ ماں نے دو حصے جمع کر لئے اور باپ کو ایک حصہ ملا۔ پس حکم پلٹ گیا کہ مؤنث کو دو مذکر کے برابر حصہ ملا۔

قراءت: فلامه۔ ہمزہ مکسور۔ کسرہ کے جوار کی وجہ سے حمزہ اور علی رحمہما اللہ نے پڑھا۔

## ایک اور صورت:

فَإِنْ كَانَ لَهُ (اگر میت کے لئے ہوں) إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ (بھائی تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا) جب میت کے دو بھائی اور کئی بہنیں ہوں تو ماں کو چھٹا ملے گا۔ اور ایک بھائی وہ ماں کے حصہ کو کم نہ کرے گا۔ (اور نہ ہی ایک بہن بلکہ ماں کا حصہ تہائی ہوگا) عینی' علاتی' اخیافی بھائی جب دو یا زیادہ ہوں تو ماں کا حصہ گھٹا کر چھٹا کر دیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## فرض ووصیت مقدم:

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ (وصیت کے بعد) یہ میراث کی تمام تقسیم جوگزری اس سے متعلق ہے۔کہ یہ ورثاء میں تقسیم مال وصیت کے نکالنے کے بعد ہوگی۔گویا اس طرح فرمایا۔قسمة هذه الانصباء۔کہ یہ تقسیم حصص وصیت کے بعد ہوگی۔يُّوْصِيْ بِهَا (جو میت وصیت کر جائے)

قراءت: يُّوْصِيْ بِهَا کو يُوْصٰى 'بھا کی' شامی' اور حماد نے پڑھا۔اور یحییٰ واعشیٰ نے یہاں یوصٰی پڑھا۔اور حفص نے دوسرے میں یوصٰی پڑھا کیونکہ يُوْرَثُ کے قریب ہے اور یہاں يُوْصِي پڑھا کیونکہ یوصیکم اللّٰہ کے جوار میں ہے۔باقی تمام قراء نے دونوں صاد کسرہ کے ساتھ پڑھے ہیں۔مراد میت کا وصیت کرنا ہے۔

اَوْ دَيْنٍ (یا قرض)

## تقدیم دین کی حکمت:

**سوال**: شرع میں دَیْن وصیت پر مقدم ہے۔مگر یہاں وصیت کو تلاوۃً دین پر مقدم کیا گیا۔

**جواب**: نمبرا۔او کا لفظ ترتیب کے لئے نہیں۔جیسا کہا جائے جاء نی زیدٌ او عمرو۔تو مطلب یہ ہے۔جاء نی احد الرجلین پس آیت میں تقدیر عبارت اس طرح ہے۔من بعد وصية يوصى بها او دين اى من بعد احد هذين الشيئين الوصية او الدين۔جب اَوْ کا لفظ آئے تو ترتیب معلوم نہیں ہوتی بلکہ مقدم کا مؤخر اور مؤخر کا مقدم ہونا جائز ہے۔باقی قرض کی وصیت پر تقدیم رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے پیش نظر ہے۔الا ان الدين قبل الوصية اور۔نمبر۲:اس وجہ سے کہ یہ میراث کے مشابہ ہے۔اور بلاعوض دی جاتی ہے۔پس اس کا دینا ورثاء پر گراں گزرے گا۔اور اس کی ادائیگی میں تفریط کا خطرہ ہے کیونکہ اس کا مطالب کوئی نہیں۔بخلاف قرض کے۔اس کو قرض سے مقدم کیا گیا تاکہ اس کی ادئیگی میں عجلت کی جائے اور قرض ساتھ ادا کر دیا جائے۔اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا (تمہارے باپ اور بیٹوں میں سے تمہیں معلوم نہیں کہ کون ان میں تمہارے لئے نفع میں قریب تر ہے)

**نحو**: اباء کم مبتداء۔ابناؤکم اس کا معطوف۔لَا تَدْرُوْنَ خبر ہے۔ايهم مبتداء۔اقرب لكم خبر ہے۔اور دونوں موضع نصب میں ہیں۔عامل تَدْرُوْنَ ہے۔نفعًا تمیز ہے۔

## آیت کا مطلب:

مطلب یہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرائض کو اپنی حکمت کے مطابق لازم کیا۔اگر یہ تمہارے سپرد ہوتا۔تو تمہیں معلوم نہ ہوتا کہ کون تمہارے لئے زیادہ فائدہ مند ہے۔پس تم اموال کو بغیر حکمت کے تقسیم کرتے۔حصص میں فرق منافع کے فرق کے سبب ہے اور تم ان کا تفاوت نہیں جانتے۔پس اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کی ذمہ داری لی۔اور تمہارے اجتہاد پر نہیں چھوڑا کیونکہ تم مقداروں کو پہچاننے سے عاجز تھے۔


BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ

اور تمہارے لئے اس مال میں سے آدھا ہے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں اگر ان کے اولاد نہ ہو، سو اگر

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ

ان کے اولاد ہو تو تمہارے لئے اس مال کا چوتھائی ہے جو کچھ انہوں نے چھوڑا، اس وصیت کے نافذ کرنے کے بعد جو وہ وصیت کر گئیں

اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ

اور اس قرضے کی ادائیگی کے بعد جو ان کے ذمہ ہے، اور ان کے لئے اس مال کا چوتھائی ہے جو تم نے چھوڑا اگر تمہارے اولاد نہ ہو، سو اگر

كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ

تمہارے اولاد ہو تو ان کے لئے آٹھواں ہے اس میں سے جو تم نے چھوڑا، اس وصیت کے نافذ کرنے کے بعد جو تم وصیت کر گئے

بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ

ہو، یا قرض کی ادائیگی کے بعد جو تمہارے ذمہ ہو۔

## جملہ معترضہ:

یہ جملہ معترضہ مؤکدہ ہے۔ اس کی اعرابی حیثیت کوئی نہیں۔ فَرِيْضَةً یہ فعل محذوف کا مصدر مؤکد ہے۔ ای فرض ذٰلك فرضًا۔ مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (یہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا۔ بیشک اللہ علم والے حکمت والے ہیں) اشیاء کو پیدا کرنے سے پہلے جانتے ہیں۔ اور جو فرائض مقرر کیے اور میراث کی تقسیم کی اس میں حکمت برتنے والے ہیں۔

## تفسیر آیت ۱۲:

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ (تمہارے لئے نصف ہے جو چھوڑا تمہاری بیویوں نے) اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ (اگر ان کی اولاد مذکر یا مؤنث نہ ہو) فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ (اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو تو) اگر ان کی تم میں سے اولاد ہو یا اور کسی خاوند سے ہو۔

## میاں بیوی کی وراثت:

فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ۔ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ (اور ان کے ترکہ میں تمہارا چوتھائی ہے۔ ان کی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد اور ان تمام عورتوں کے لئے چوتھائی ہے جو تم نے ترکہ چھوڑا۔ اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔ اگر



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ

اور اگر مرنے والا کوئی مرد یا کوئی عورت ہو جس کو مورث بنایا جا رہا ہو اور حال یہ ہے کہ اس کے ماں باپ میں سے کوئی نہ ہو اور نہ کوئی بیٹا بیٹی ہو اور نہ پوتا پوتی ہو اور اس نے کوئی بھائی یا بہن

مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ

چھوڑی ہو تو ان میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے، سو اگر بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی مال میں شریک ہوں گے اس وصیت کے

وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ

نافذ کرنے کے بعد جس کی وصیت کی گئی ہو اور ادائے قرض کے بعد۔ اس حال میں کہ نقصان پہنچانے کی نیت نہ کی ہو۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ

عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۭ ⑫

تعالیٰ علیم ہے اور حلیم ہے۔

تمہاری اولاد موجود ہو تو تمہاری بیویوں کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں ہے۔ تمہاری وصیت کرنے کے بعد یا قرض ادا کرنے کے بعد) ایک بیوی اور چار بیویاں ربع اور ثمن میں برابر ہونگی۔ خاوند کی میراث کو زوجہ سے دوگنا قرار دیا کیونکہ آیت للذکر مثل حظ الانثیین اس پر دلالت کرتی ہے۔

## کلالہ کی میراث:

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ (اور اگر کوئی آدمی میت) يُّوْرَثُ (جس کی وراثت تقسیم کی جارہی ہو) یہ وَرِث سے ہے۔ كَلٰلَةً (کلالہ ہو) کلالہ وہ ہے جس کی نہ اولاد ہو نہ والد۔

**نحو**: (۱) رجلٌ كَانَ کا اسم ہے۔ یورث، رجل کی صفت ہے اور کلالة یہ کان کی خبر ہے۔ اگر کوئی آدمی جس کی وراثت تقسیم ہو رہی ہے وہ کلالہ ہو۔ کہ اس کی نہ اولاد ہو نہ والد۔ (۲) یا يُوْرَثُ ۔ كَانَ کی خبر ہے۔ اور کلالہ یورث کی ضمیر سے حال ہے۔ کلالہ جس نے والد و ولد نہ چھوڑا ہو یا پیچھے رہنے والوں میں نہ والد ہو نہ ولد وہ کلالہ کہلاتے ہیں۔ اصل میں یہ لفظ مصدر ہے اور کلال کے معنی میں آتا ہے۔ اور کلال کا معنی ہے تھک کر عاجز آنا۔ اَوِ امْرَاَةٌ یہ رجل پر عطف ہے۔ وَلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ (یا عورت کلالہ ہو اور اس کا بھائی یا بہن ہو) یہاں بالاتفاق اخیافی بھائی مراد ہیں۔

## ضمیر مفرد کی وجہ:

**سوال**: مرد عورت دونوں کا تذکرہ ہوا۔ مگر ضمیر مفرد مذکر کی لائی گئی۔

**جواب**: مفرد ضمیر کی وجہ او ہے جو احد الشیئین کے لئے آتا ہے۔ یا مذکر اس لئے لائے کیونکہ ضمیر رجل کی طرف راجع ہے اور وہ مذکر ہے اور ابتدائے کلام اسی سے ہے۔ یا دونوں میں سے احد ھما کی طرف لوٹے گی اور وہ مذکر ہے۔ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

BestUrduBooks.wordpress.com

السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ (پس ان میں سے ہرایک کے لئے چھٹا حصہ ہے۔اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں تو وہ ثلث میں شریک ہونگے حصہ میں مرد وعورت برابر ہونگے۔کیونکہ ان کو قرابت اُم کی وجہ سے حصہ ملا ہے اور ماں ایک ثلث سے زیادہ کی وارث نہیں ہوتی۔اسی لئے مذکر ومؤنث پر فضیلت حصہ میں حاصل نہ ہوگی۔مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ (وصیت کے پورا کرنے کے بعد جو میت کی طرف سے کی جائے یا قرض کی ادائیگی کے بعد) یہ وصیت ودین کو دوبارہ لایا گیا۔کیونکہ موصی مختلف ہیں۔اول تو اولا دو والدین ہیں اور ثانی زوجہ اور ثالث زوج اور چوتھا کلالہ۔غَيْرَ مُضَآرٍّ (وہ نقصان نہ پہنچانے والا ہو) اپنے ورثاء کو۔یعنی وصیت کرنے والا زیادتی کرنے والا نہ ہو وہ اس طرح کہ ثلث سے زائد کی وصیت کر جائے۔یا وارث کے لئے وصیت کر جائے۔وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ (یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصیت ہے)

**نحو** : یہ مصدر مؤکد ہے۔یعنی وہ تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہے وصیت کرنا۔غیر مضار۔یہ حال ہے۔وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ (اور اللہ جاننے والے ہیں) اس شخص کو جو ظلم کرنے والا ہے یا وصیت میں انصاف کرنے والا ہے۔حَلِيْمٌ (وہ حلم والا ہے) ظالم کو جلد سزا نہیں دیتا۔یہ وعید ہے۔

**سوال** : جنہوں نے یوصی بھا پڑھا تو ذوالحال کہاں ہے؟

**جواب** : اس کا فاعل مضمر ہوگا۔کیونکہ جب کہا: یوصٰی بھا تو اس سے خود معلوم ہوگیا کہ وہاں کوئی موصی ہے۔جس طرح رجال۔یسبح کا فاعل ہے۔کیونکہ جب کہا گیا یسبح لہ۔النور: ۳۶۔تو خود معلوم ہوگیا کہ وہاں مسبح ہے جو یسبح میں مضمر ہے۔

# ورثاء کی اقسام

## نمبرا۔اصحابِ فرائض:

یہ وہ ہیں جن کے حصے مقرر ہیں۔مثلاً بیٹی۔اس کا نصف ہے اور جب ایک سے زیادہ ہوں تو دوثلث۔اور پوتی نیچے تک۔یہ لڑکا نہ ہونے کی حالت میں بیٹی کے حکم میں ہے اس کا صلبی بیٹی کے ساتھ چھٹا حصہ ہے مگر دو صلبی بیٹیوں اور بیٹے کی موجودگی میں یہ ساقط ہو جائے گی مگر جبکہ اس کے ساتھ لڑکا ہوگا تو وہ اس کو عصبہ بنا دے گا۔ماں اور باپ کی بہنیں یہ ولد اور ولد الابن کی عدم موجودگی میں بنات کی طرح ہونگی۔اور باپ کی بہنیں فقط یہ ماں' باپ کی بہنوں کی طرح شمار ہونگی۔جبکہ وہ موجود نہ ہوں، یہ بنت کے ساتھ مل کر یا بنت الابن کے ساتھ مل کر یہ دونوں قسمیں عصبہ بن جائیں گی۔اور بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں خواہ وہ نیچے جا کر ہو یہ ساقط ہو جائیں گے۔بلکہ والد اور دادا کی موجودگی میں بھی یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ساقط ہو جائیں گی۔

## ماں کے بیٹے:

ان میں سے ایک کے لئے چھٹا ہوگا اور ایک سے زیادہ کے لئے ثلث ہوگا۔مذکر ومؤنث کا حصہ برابر ہوگا۔یہ بیٹے اور پوتے کے ہوتے ہوئے نیچے تک ساقط ہو جائیں گے اسی طرح والد اور دادا کی موجودگی میں بھی ساقط ہونگے۔

**باپ**: بیٹے کی موجودگی میں اس کا چھٹا حصہ ہوگا۔اسی طرح پوتے اور نیچے تک بنت کے ساتھ یا بیٹے کی بیٹی نیچے تک ہو تو چھٹا حصہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اس کو ملے گا۔اور باقی بھی ملے گا۔

**دادا:**

ماں کی عدم موجودگی میں باپ کی طرح ہے۔مگر ماں کے ثلث کی طرف لوٹنے میں جب تک کہ باقی رہے۔

**ماں:**

لڑکے کے ہوتے ہوئے اس کا حصہ چھٹا ہے۔یا پوتے کے ہوتے ہوئے۔خواہ نیچے تک ہوں اس کا چھٹا ہے۔یا دو بہنیں اور کئی بہنوں کی موجودگی خواہ وہ کسی جہت سے ہوں اس کا حصہ چھٹا ہوگا۔اور جب یہ نہ ہوں تو ماں کو ثلث ملے گا اور باقی کا ثلث ملے گا جب کہ وارث زوج و والدین ہوں اور زوجین میں سے کسی ایک کا حصہ فرض ہو۔یا زوجہ اور ابوین ہوں۔

**دادی:**

اس کا چھٹا حصہ ہوگا۔اگرچہ ایک سے زیادہ ہو خواہ ماں کی طرف سے ہوں یا باپ کی طرف سے۔

**قاعدہ:**

قرابت والے ہوں تو دور والوں کے لئے حصہ سے روک بن جائیں گے اور ماں کے ہوتے ہوئے تمام اور باپ کے ہوتے ہوئے ابویات کا حصہ نہ ہوگا۔

**زوج:**

ولد کی موجودگی میں اسکا چوتھائی اور اسی طرح پوتا نیچے تک ہوں تب بھی چوتھائی ہوگا اور جب ولد وغیرہ نہ ہوں تو زوج کو نصف ملے گا۔

**زوجہ:**

ولد کے ساتھ اس کا آٹھواں اسی طرح پوتا نیچے تک کے ساتھ بھی آٹھواں ہوگا۔اور جب یہ نہ ہوں تو چوتھائی ہوگا۔

## العصبات

یہ وہ لوگ ہیں جو اہل فرائض کے بقیہ کے وارث ہوتے ہیں۔ان عصبات کی اولاد میں ترتیب اس طرح ہوگی۔نمبر ا۔ بیٹا پھر بیٹی پھر نیچے تک اسی ترتیب سے۔نمبر ۲۔ پھر باپ پھر دادا پھر اس سے اوپر تک اسی طرح۔نمبر ۳۔ بھائی ماں باپ کی طرف سے۔پھر باپ سے بھائی۔نمبر ۴۔ پھر حقیقی بھتیجا پھر باپ جائے بھائی کا بیٹا۔نمبر ۵۔ پھر چچا پھر باپ کے چچا' پھر دادا کے چچا۔ نمبر ۶۔آزاد کردہ غلام۔پھر اس کے عصبہ اوپر والی ترتیب کے مطابق۔

وہ عورتیں جن کا فرضی حصہ نصف اور دو ثلث ہے وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بن جائیں گی۔ان کے علاوہ دوسروں کے ساتھ نہ بن سکیں گی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ
یہ اللہ کی حد بندیاں ہیں، اور جو شخص اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اسے اللہ تعالیٰ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑬ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ
جاری ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بڑی کامیابی ہے، اور جو شخص اللہ کی
وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑭ ع
اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے آگے نکل جائے وہ اسے آگ میں داخل فرمائے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

## ذوی الارحام

یہ ایسے اقارب ہیں۔ جو عصبات سے نہیں۔ نہ اہل فرائض سے ہیں۔ ان کی ترتیب عصبات کی طرح ہے۔

(نکتۂ نادرہ: اس آیت میں وصیت و قرض کو عدم ضرر کی قید سے مشروط کیا۔ جبکہ اس سے قبل یہ قید نہیں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قرابت تو الد اور تعلق زوجیت کا تقاضہ ہے کہ وصیت یا اقرار دین پایا جائے۔ مگر اخیافی بھائی قرابت کا رشتہ نہیں رکھتے یہاں ضرر کا اندیشہ قوی ہے۔ اس لئے اس سے بچانے کی خاطر قید لگا دی۔ مترجم)

### تفسیر آیت نمبر ۱۳:

تِلْكَ (یہ) اس کا مشار الیہ وہ احکام ہیں جن کا تذکرہ باب الیتامی والوصایا والمواریث میں ہو چکا۔ حُدُوْدُ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں) ان کو حدود کہا۔ کیونکہ احکام شریعت حدود کی طرح ہیں۔ جو کہ مکلفین کے لئے لگائی گئیں۔ ان سے تجاوز ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (جو اللہ اور اس کے رسول کی پوری اطاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جنتوں میں لے جائے گا جن کے درختوں کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے)

### تفسیر آیت ۱۴:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا (اور وہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں داخل فرمائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا)

### لفظ و معنی کا لحاظ:

نحو: خَالِدِيْنَ اور خَالِدًا کو نصب حال ہونے کی وجہ سے ہے اوپر والی آیت میں جمع لائے اور اس آیت میں مفرد لایا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً

اور تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں بے حیائی کا کام کریں سو ان پر چار آدمیوں کی گواہی طلب

مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ

کرلو جو تم میں سے ہوں، سو اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں روکے رکھو یہاں تک کہ اللہ ان کو موت

الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ⑮ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ

دے دے یا ان کے لئے کوئی راہ تجویز فرما دے، اور جو بھی دو شخص تم میں سے بے حیائی کا کام کریں ان کو اذیت پہنچاؤ،

فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ⑯

پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو ان سے اعراض کرو۔ بلاشبہ اللہ توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔

ایک میں معنی کا لحاظ کیا جبکہ دوسرے میں لفظ کا لحاظ کیا۔

قراءت: ندخلہ دونوں مدنی اور شامی نے پڑھا ہے۔ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ (اس کے لئے ذلت والا عذاب ہے) کیونکہ وہ ذلیل ہوگا اللہ تعالیٰ کے ہاں۔

## تردید خوارج:

اس آیت کا معتزلہ وخوارج کے فاسد استدلال سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ آیت کفار کے متعلق ہے۔ کیونکہ کافر ہی نے اللہ تعالیٰ کی تمام حدود کو پھاندا ہے۔

باقی مؤمن تو ایمان کے سبب مطیع ہے توحید کی حدود سے تعدی کرنے والا نہیں۔ اسی لئے ضحاکؒ نے معصیت کی تفسیر شرک سے کی ہے۔ کلبی نے کہا من یعص اللّٰہ و رسولہ بکفرہ بقسمۃ المواریث و یتعد حدودہ استحلالاً۔ کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی تقسیم میراث میں کفر کے سبب کی اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو حلال قرار دے کر توڑا۔

## تفسیر آیت ۱۵:

پھر حکام کو خطاب کر کے فرمایا۔ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ (وہ عورتیں جو بے حیائی کا ارتکاب کریں)

نحو: وَالّٰتِيْ یہ اَلَّتِيْ کی جمع ہے۔ اور بوجہ مبتداء موضع رفع میں ہے الفاحشۃ سے مراد زناء ہے۔ کیونکہ یہ بہت سے قبائح سے بڑھ کر ہے۔ کہا جاتا ہے۔ اتی الفاحشہ وجآء ھا' رھقھا و غشیھا۔ ان تمام کا معنی ارتکاب فاحشہ ہے۔ مِنْ نِّسَآئِكُمْ (تمہاری عورتوں میں سے بعض) یہاں مِن تبعیضیہ ہے۔ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ (ان کے متعلق گواہی طلب کرو)

نحو: والتی سے جملہ صلہ مل کر مبتداء اور فاستشھدوا اس کی خبر ہے۔ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ (اپنے میں سے چار) مِّنْكُمْ سے



BestUrduBooks.wordpress.com

مراد مؤمن۔ فَاِنْ شَهِدُوْا (پس اگر وہ زنا کی گواہی دیں) فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُيُوْتِ (تو ان عورتوں کو گھروں میں بند کردو) حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ (یہاں تک کہ ان کو موت آجائے) الموت سے قبل مضاف محذوف ملائكة الموت جیسا کہ دوسری آیت: اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (النحل: ۲۸) یا دوسرا معنی موت ان کو پکڑ لے۔ اور ان کی ارواح کو پورا پورا لے لے۔

## سبیل کی وضاحت:

اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا (یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے راستہ مقرر کردے) جو اس کے علاوہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کنواری کے لئے وہ راہ سو کوڑے اور جلاوطنی ہے اور ثیبہ کے لئے سنگسار کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللّٰہ لھن سبیلا۔ البکر بالبکر جلد مائة وتغریب عام والثیب بالثیب جلد مائة ورجم بالحجارة۔ (مسلم ۱۶۹۰ احمد ۳/۳۱۳ جلد ۵ ابوداؤد ۴۴۱۶ ترمذی ۱۴۳۴)

مجھ سے احکام اچھی طرح سمجھ لو۔ اچھی طرح سمجھ لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راستہ متعین کردیا۔ کہ کنواری لڑکی ولڑکا ان کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور جلاوطن کیا جائے گا اور شادی شدہ جوڑے کو سو کوڑے اور سنگسار کیا جائے۔

## تفسیر آیت ۱۶:

وَالَّذٰنِ (اور جو نسے دو شخص بھی) مراد زانی اور مزنیہ ہے۔ قراءت: والّذانّ نون کی تشدید کے ساتھ مکی نے پڑھا ہے۔

يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ (بے حیائی کا کام کریں تم میں سے) اس کا یعنی فاحشہ کا ارتکاب کرنے والے ہوں۔ فَاٰذُوْهُمَا (پس ان کو دکھ پہنچاؤ) ڈانٹ ڈپٹ کرو اور عار دلاؤ۔ اور ان کو کہو تمہیں شرم نہیں آتی تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ فَاِنْ تَابَا (پس اگر وہ توبہ کرلیں) بے حیائی سے۔ وَاَصْلَحَا (اور اصلاح کرلیں) اور حالت کو بدل لیں۔ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا (تو تم ان دونوں سے اعراض کرو) اور توبیخ و مذمت کو منقطع کردو۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں) وہ تائب کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور اس پر رحم بھی فرماتے ہیں۔

## اولی حدِ زنا:

حضرت حسن رحمہ اللہ نے فرمایا۔ زنا کی حد میں سے جو پہلی چیز نازل ہوئی وہ ایذاء پہنچانا ہی تھی۔ پھر دوسرے نمبر پر قید کرنا۔ پھر تیسرے نمبر پر کوڑے لگانا اور سنگسار کرنا۔ پس نزول کی ترتیب تلاوت کی ترتیب کے خلاف ہے۔

## تین اقسام حد:

خلاصۂ کلام یہ ہے۔ کہ اگر دونوں شادی شدہ ہوں تو ان کی حد فقط رجم ہے اور جب کنوارے ہوں تو ان کی حد فقط کوڑے ہیں اور اگر ایک شادی شدہ اور دوسرا کنوارہ ہو تو شادی شدہ پر رجم اور کنوارے پر سو کوڑے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ

پس اللہ کے ذمہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرنا ہے جو حماقت کے ساتھ گناہ کر لیتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں

مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰٓئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا

توبہ کر لیتے ہیں۔ سو یہ وہ لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ قبول فرمائے گا۔ اور اللہ علم والا

حَكِيمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتَّىٰٓ إِذَا

حکمت والا ہے۔ اور ان لوگوں کی توبہ نہیں جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ

حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ

جب ان میں سے کسی کے سامنے موت حاضر ہو جائے تو کہتا ہے کہ بے شک میں نے اب توبہ کی، اور نہ ان لوگوں کی توبہ ہے

وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰٓئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۸﴾

جو کافر ہونے کی حالت میں مرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

### اعتراف ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ پہلی آیت ان عورتوں کے متعلق ہے جو مساحقہ کرنے والیاں ہیں اور دوسری آیت لواطت کا ارتکاب کرنے والوں کے بارے میں اور سورۃ النور کی آیت وہ زانی وزانیہ کے متعلق ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی واضح دلیل ہے کہ لواطت کی سزا تعزیر ہے۔ حد نہیں ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ الا ذی والی آیت لواطت کے متعلق ہے۔

### تفسیر آیت ۱۷:

إِنَّمَا التَّوْبَةُ (بے شک توبہ قبول کرنا) اس سے اس شخص کی توبہ مراد ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ رجوع فرما کر توبہ قبول کر لیں۔ عَلَى اللَّهِ (اللہ تعالیٰ کے ذمہ) اس سے مراد وجوب نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی چیز واجب نہیں۔ بلکہ علیٰ، وعدے کی تاکید کیلئے لایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ بہر صورت ہو کر رہے گا۔ جس طرح واجب چھوڑا نہیں جا سکتا۔ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوٓءَ (صرف ان لوگوں کیلئے ہے۔ جو برائی کر لیتے ہیں) گناہ کو سوء کے لفظ سے ذکر اسلئے کیا۔ کیونکہ گناہ کا وبال برا ہے۔ بِجَهَالَةٍ (نادانی کے ساتھ)

### جہالت کی قید کا فائدہ:

نحو: بجهالةٍ موضع حال میں ہے یعنی يعملون السوء جاهلين سفهاء۔ وہ برائی کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ناواقف و نادانی کرنے والے ہیں۔ کیونکہ قبیح کے ارتکاب کی طرف حماقت آمادہ کرتی ہے۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وہ جاہل ہے جب تک کہ وہ جہالت سے باز نہ آ جائے۔

## ترغیب توبہ:

دوسرا قول: اس کی جہالت یہ ہے کہ اس نے فانی لذات کو باقی لذات کے مقابلہ میں ترجیح دی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے وہ ناواقف نہیں کہ اس نے گناہ کیا۔ لیکن وہ اس کی سزا سے ناواقف ہے۔ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ (پھر قریب وقت میں وہ توبہ کر لیتے ہیں) احتضار موت سے پہلے پہلے دوسری آیت میں فرمایا حتی اذا حضر احدھم الموت کہ جب ان میں سے کسی ایک کو موت آنے لگتی ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ احتضار کا وقت ایسا ہے۔ کہ اس میں توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ موت سے پہلے کی جانی والی ہر توبہ قریب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ موت کا فرشتہ دیکھنے سے پہلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ان اللّٰه تعالٰی یقبل توبة العبد مالم یغرغر۔

(رواہ احمد ۲/۱۳۲ ترمذی ۳۵۳۷ ابن ماجہ ۴۲۵۳)

بیشک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتے ہیں جب تک غرغرہ میں مبتلا نہ ہو۔ مِنْ تبعیض کے لئے ہے۔ یعنی کسی قریب زمانہ میں توبہ کر لیتے ہیں۔

گویا کہ (ترغیب توبہ کے لئے) معصیت اور حضور موت کے درمیانی زمانے کو بہت قریبی زمانہ قرار دیا۔ (کہ وہ تھوڑا سا وقت ہے فوراً توبہ کر لینی چاہیے)

فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ (ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ رجوع فرمائیں گے) یہ وعدہ ہے کہ وہ اس کو پورا فرمائیں گے۔ اور بتلا دیا کہ بخشش بہرصورت ہونے والی ہے۔ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا (اور اللہ تعالیٰ ان کے توبہ کے ارادہ کو جاننے والے ہیں) حَكِيمًا (حکمت والے ہیں) کہ شرمندہ ہونے کو توبہ قرار دیا۔

## تفسیر آیت ۱۸:

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ (اور توبہ مقبول نہیں ان لوگوں کی جو برے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہنے لگتا ہے اب میں توبہ کرتا ہوں) مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی کوئی توبہ نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنی توبہ کو ٹالتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان سے تکلیف دور ہو جائے اسباب موت جمع ہو کر اور ملک الموت کو سامنے دیکھ کر۔ ایسے لوگوں کی توبہ غیر مقبول ہے کیونکہ یہ اضطراری حالت ہے۔ اختیاری نہیں۔ قبولیت توبہ تو ثواب و رجوع ہے اسکا کوئی کسی سے وعدہ نہیں مگر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پسند کر لیا جائے۔ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ (اور نہ انکی توبہ قبول ہے جو کفر کی حالت میں مرجاتے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ

اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث ہو جاؤ اور تم ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت رکھو کہ

لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ

جو مال تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ مگر یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح فحش کام کر بیٹھیں، اور تم ان کے ساتھ اچھے

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ

طریقہ پر زندگی گزارو، سو اگر تم کو وہ ناپسند ہیں تو ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں

خَيْرًا كَثِيْرًا ⑲

زیادہ خیر رکھ دے۔

**نحو** : اس کا عطف للذین یعملون السیئات پر ہے یہ بھی موضع جر میں ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے لیست التوبة للذین یعملون السیئات ولا للذین یموتون وھم کفار۔ھم کفار ۔یموتون کی ضمیر سے حال ہے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ پہلی آیت مؤمنین کے متعلق اور درمیانی منافقین سے متعلق اور پچھلی آیت کفار کے متعلق ہے۔

## نحو و قراءت:

بعض مصاحف میں یہ دولام کے ساتھ ہے۔ یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر اولئك اعتدنا لهم عذابًا اليمًا ہے۔

اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (ان لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے) اعتدنا یہ عتید سے ماخوذ ہے۔ عتید کا معنی حاضر ہے یا اس کا اصل اعددنا۔ دال کو تا سے بدل دیا۔

آیت ۱۹: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۔(اے ایمان والو! تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم مالک بن جاؤ عورتوں کے زبردستی)

## طریق جاہلیت کا خاتمہ:

زمانہ جاہلیت میں آدمی عورتوں کے اس طرح وارث بن جاتے کہ اپنا کپڑا اس پر ڈال دیتے اور بلا مہر اس سے شادی کر لیتے۔ خواہ عورت کو پسند ہو یا نہ، یہ آیت اتاری کہ تمہارا ان کو بطور وراثت لینا درست نہیں۔ جس طرح کہ میراث لی جاتی ہے۔ جبکہ عورتیں بھی اس کو ناپسند کرنے والی ہوں۔ یا ان کو مجبور کر کے ایسا کرو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نحو' قراءت:

کَرۡهًا فتحہ کے ساتھ یہ کراہت سے ہے۔ اور ضمہ کے ساتھ اکراہ سے ہے اور مصدر ہے۔ حمزہ' علی رحمہما اللہ نے ضمہ سے پڑھا ہے۔ یہ مفعول سے حال ہے۔

## فائدۂ مہمہ:

کرہ کی قید لگانے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جب کرہ نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہو جائے گا۔ کیونکہ کسی شئ کو ذکر کر کے تخصیص کرنا ماسواء کی نفی پر دلالت نہیں کرتا۔ جیسا اس آیت میں ہے۔ ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق۔ کہ تم اپنی اولاد کو بھوک کے ڈر سے قتل نہ کرو الاسراء۔ ۳۱۔ اب بھوک کا خطرہ نہ ہو بلکہ وسعت مالی میسر ہو تو ایسی حالت میں بھی اولاد کا قتل جائز نہیں۔

وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ (اور تم ان کو نہ روکو) جاہلیت میں رواج تھا کہ جب آدمی کسی عورت سے نکاح کرتا حالانکہ اس کو اس کی ضرورت نہ ہوتی تو اس کو روک لیتے۔ خود اچھا سلوک نہ کرتے۔ یہ سلوک اس لئے کرتے تا کہ وہ اس کا مال حاصل کر لیں اور وہ مال سے خود علیحدگی اختیار کر لے۔

**نحو**: نمبر ا۔ ان ترثوا پر عطف کی وجہ سے منصوب ہے۔ اور لا تاکید نفی کے لئے ہے۔ اب مطلب یہ ہوا۔ نہ ان کا مال میراث کی طرح مالک بننا حلال ہے اور نہ ان کو روکے رکھنا حلال ہے۔ نمبر ۲۔ یہ جملہ مستانفہ ہے اور لا نہی کا ہے۔ اب کَرۡهًا پر وقف ہوگا۔ مطلب یہ ہوگا۔ تم مت ان کو روکو۔

العضل روکنے اور تنگ کرنے کو کہتے ہیں۔

لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ تا کہ جو مہر تمہارے مردہ باپ یا عزیز نے انکو دیا ہے۔ تم ان سے اسکا کچھ حصہ واپس لے لو۔

**نحو**: یہ لتذھبوا بتاویل مصدر لام کا مجرور ہو کر لا تعضلوا کے متعلق ہے۔

## بدسلوکی میں اجازتِ خلع:

اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ (مگر یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں) فاحشہ سے مراد خاوند کی نافرمانی اور خاوند اور اس کے اہل و عیال کو بدکلامی سے ایذاء دینا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر بدسلوکی ان عورتوں کی طرف سے ہو تو پھر تم خلع کے مطالبہ میں معذور ہو۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ الفاحشة سے مراد زنا ہے۔ پس اگر عورت نے ایسا کیا تو اس کے خاوند کے لئے خلع کا مطالبہ درست ہے۔

قراءت: مُبَيَّنَةٍ۔ کو مکی اور ابوبکر نے یا کے فتحہ سے پڑھا۔ استثناء عام ظرف سے زیادہ عام ہے یا استثناء مفعول لہ ہے۔ گویا تقدیر عبارت یہ ہوگی ان کو تمام اوقات میں مت روکو مگر اس وقت جبکہ وہ فاحشہ کا ارتکاب کریں۔ دوسرا معنی۔ ان کو تم کسی علت و غرض سے نہ روکو مگر روکنے کی علت ارتکاب فاحشہ ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا

اور اگر ایک بیوی کو دوسری بیوی کی جگہ بدلنا چاہو اور تم ان میں سے ایک کو بہت سا مال دے چکے ہو

فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ⑳ وَ

تو اس میں سے کچھ بھی نہ لو۔ کیا تم اس کو واپس لو گے بہتان رکھ کر اور صریح گناہ کا ارتکاب کر کے۔ اور

كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا

تم اس کو کیسے لیتے ہو حالانکہ تم ایک دوسرے تک پہنچ چکے ہو اور انہوں نے تم سے خوب پختہ عہد

غَلِيْظًا ㉑

لے لیا ہے۔

وہ عورتوں سے بدسلوکی کرتے پس انہیں حکم دیا گیا۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (ان سے حسن معاشرت اختیار کرو) اور وہ نفقہ اور مبیت میں انصاف کرنا ہے۔ اور بات مجمل ومناسب کہنا۔ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ (پس اگر تم ان سے نفرت کرتے ہو) ان کی بدصورتی یا بداخلاقی کی وجہ سے فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (پس ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت سی بھلائی رکھی ہو) ہٗ کی ضمیر اس شے کی طرف یا کرہ و ناپسندیدگی کی طرف راجع ہے۔ خیراً کثیراً سے مراد ثواب جزیل ہے یا پھر اولاد صالح۔

## مفہوم ومطلب :

آیت کا یہ ہے۔ پس اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو تو ان سے جدائی صرف نفس کی کراہت کی وجہ سے اختیار نہ کرو۔ بسا اوقات نفس ایسی چیز کو ناپسند کرتا ہے۔ جو دینی اعتبار سے اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اور بھلائی سے قریب تر ہوتا ہے۔ اور ایسی چیز کو نفس پسند کرتا ہے۔ جو دینی اعتبار سے انتہائی نقصان دہ ہے بلکہ عورتوں سے جدائی اسباب صلاح پر نظر کرتے ہوئے ہونی چاہیے۔

**نَحو** : فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا۔ جزاء ہے۔ اور ان کرھتموھن شرط ہے۔ اب آیت کا مطلب یہ ہوا۔ ان کرھتموھن **فاصبروا علیھن مع الکراھۃ فلعل لکم فیما تکرھونہ خیراً کثیراً لیس فیما تحبونہ**۔ اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو تو کوئی بات نہیں صبر کرو باوجود کراہت کے ان کو اپنے ہاں روک کر رکھو۔ شاید کہ جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اسی میں بہت سی بھلائی ہو جو اس چیز میں نہ ہو جس کو تم پسند کرتے ہو۔

## تفسیر آیت ۲۰: ایک جاہلانہ روش:

زمانہ جاہلیت میں جب کوئی آدمی کسی عورت کو دیکھتا اور وہ اس کو پسند آ جاتی۔ تو اپنی سابقہ بیوی پر بہتان لگاتا اور زنا کی



BestUrduBooks.wordpress.com

طرف اس کی نسبت کرتا۔ تا آنکہ مجبور ہو کر وہ اپنے مہر سے دست بردار ہوتی یا اس کو واپس کرتی۔ اس آیت میں فرمایا گیا۔ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ (اگر تم ایک بیوی کو طلاق دے کر دوسری کو اس کی جگہ بدلنا چاہتے ہو) وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ (اور تم نے ایک بیوی کو دے رکھا ہے) احدٰہن سے احدی الزوجات مراد ہے۔ اور زوج سے مراد جمع ہے۔ کیونکہ 'اٰتَيْتُمْ' میں ضمیر خطاب جماعت رجال کو ہے۔ قِنْطَارًا (خزانہ) بہت زیادہ مال جیسا کہ آل عمران میں گزرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا۔ لا تغالوا بصدقات النساء۔ عورتوں کے مہروں کے سلسلہ میں گرانی نہ کرو۔ تو ایک عورت نے کہا۔ کیا ہم تمہاری بات مانیں یا اللہ تعالیٰ کا فرمان: واٰتیتم اِحداهن قنطارًا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہر شخص دینی سمجھ میں عمر سے زیادہ ہے۔ تم جتنے مہر پر مرضی ہو نکاح کرو۔ (بکر بن عبداللہ المزنی کی روایت میں ہے کہ فاروق اعظم نے فرمایا میں تمہیں کثرت مہر سے منع کرنے لگا۔ تو میرے سامنے یہ آیت: 'اٰتیتم احدٰہن قنطارا' آ گئی پس میں اس سے رک گیا)

فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ (پس تم اس دیئے ہوئے مال میں سے نہ لو) ہٗ کی ضمیر قنطار کی طرف راجع ہے۔ شَيْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا (کیا تم اس مال کو باطل طور پر اور کھلے گناہ کا ارتکاب کر کے لو گے) مبینًا بمعنی واضح۔

## تعریفِ بہتان:

البهتان کسی آدمی کے متعلق کوئی ایسی بری بات یا فعل کی نسبت کرنا جو اس نے نہ کیا ہو۔ کیونکہ وہ اس فعل یا بات کو سن کر مبہوت یعنی حیران ہو گا۔ اس لئے اس کو بہتان کہتے ہیں۔ یہاں فعل ہی مراد ہے۔

**نحو**: بُهْتَانًا یہ حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ یعنی اس حال میں کہ تم بہتان لگانے والے اور گناہ کا ارتکاب کرنے والے ہو گے۔

## تفسیر آیت ۲۱:

پھر اس آیت میں جماع کے بعد مہر لینے کو اور زیادہ برا قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ (تم کس طرح اس کو لے لو گے۔ جبکہ تم جماع کر چکے) افضاء۔ ایسی خلوت جس میں رکاوٹ نہ ہو۔ اسی سے فضاء بمعنی صحراء ہے۔

## احناف کی دلیل:

**مَسْئَلَہ**: یہ آیت ہم احناف کے لئے خلوت صحیحہ کے بعد لزوم مہر کی دلیل ہے۔

آیت میں مہر واپس لینے کو ناپسند قرار دیا گیا۔ اور اس کی علت اگلی آیت میں بیان فرمائی۔

## پختہ وعدہ کی مراد:

وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا (اور وہ عورتیں تم سے پختہ وعدہ بھی لے چکیں) اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فامساك بمعروف او تسریح باحسان (البقرہ۔ ۲۲۹) کہ یا تو ان عورتوں کو دستور کے موافق روک رکھو یا احسان سے رخصت کر دو)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً

اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہیں مگر جو پہلے گزر چکا۔ بے شک یہ بے حیائی کا

وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾

اور غصہ کا کام ہے اور بُرا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ اپنے بندوں سے ان عورتوں کی خاطر لیا۔ تو یہ ایسے ہی ہو گیا جیسے ان عورتوں نے اپنے خاوندوں سے براہ راست لیا۔

دوسری تفسیر: میثاقاً غلیظا سے مراد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ استوصوا بالنساء خیرًا۔ تم عورتوں سے بھلا سلوک کرو فان ھن عوان فی ایدیکم اخذتموھن بامانة اللّٰہ۔ وہ تمہارے ہاتھوں میں ریوڑ کی طرح ہیں۔ واستحللتم فروجھن بکلمة اللّٰہ (ترمذی ۱۱۶۳۔ ابن ماجہ ۱۸۵۱۔ مسلم ۱۲۱۵)۔ تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امان سے لیا اور ان کی شرمگاہوں کو بحکم خدا اپنے لئے حلال بنایا۔

آیت ۲۲: جب یہ آیت لا یحل لکم ان ترثوا اتری۔ تو لوگوں نے کہا ہم نے سابقہ رواج کو ترک کر دیا۔ ہم ان کی ناپسندیدگی سے ان کے وارث نہ بنیں گے۔ لیکن ہم ان کو پیغام نکاح دیں گے اور ان کی رضا اور رغبت سے ان سے نکاح کریں گے۔ تو اس پر یہ آیت اتری۔

## باپ کی موطوءہ حرام ہے:

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے) ایک قول یہ ہے کہ نکاح سے مراد وطی ہے۔ یعنی ان عورتوں سے وطی نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے وطی کی ہو۔

**مَسْئَلَہ**: اس سے یہ ثابت ہوا کہ باپ کی موطوءہ سے نکاح حرام ہے خواہ وہ موطوءہ نکاح سے ہو یا ملک یمین یا زناء سے جیسا کہ ہمارا مسلک احناف ہے۔ اور اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے۔ جب انہوں نے یہ کہا کہ ہم ایسا کریں گے۔ تو اس کی ممانعت کر دی گئی تو اگر اپنی طرف سے ایسا کریں گے تو اس کا حال خود سوچ لیں کیا ہوگا فرمایا۔ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ (لیکن جو پہلے ہو چکا) اس پر تو تم سے مواخذہ نہ کیا جائے گا۔

**نَحْو**: سیبویہ کہتے ہیں کہ یہ استثناء منقطع ہے۔

## اللہ کی ناراضگی وناپسندیدگی:

آیت کے اگلے حصے میں عقد کی حیثیت بتلا دی۔ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً (کہ یہ بے حیائی ہے اور قباحت میں انتہاء کو پہنچنے والی ہے) وَّمَقْتًا (اور ناراضگی میں) میں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض اور ایمان والوں کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ ہے۔ بعض لوگ عورتوں کی



BestUrduBooks.wordpress.com

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ

حرام ہو گئیں ہیں تم پر تمہاری مائیں، اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں، اور تمہاری پھوپھیاں، اور تمہاری خالائیں، اور بھائی

الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ

کی بیٹیاں، اور بہن کی بیٹیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا، اور تمہاری دودھ شریک بہنیں،

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ

اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری ان بیویوں کی بیٹیاں جن بیویوں سے دخول کر چکے ہو جو تمہاری گودوں

بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ

میں ہیں۔ سو اگر تم نے ان بیویوں سے دخول نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لو، اور حرام ہیں تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں

الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ

جو تمہاری پشت سے ہیں اور یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع کرو مگر جو گزر چکا۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۙ ﴿۲۳﴾

بلاشبہ اللہ غفور ہے رحیم ہے۔

ناراضی کے باوجود اپنے وقار کے لئے ایسا کرتے تھے اور اس کو نکاح مقت کہتے تھے۔ اور اس سے جو اولاد پیدا ہوتی اس کا لقب المقتی مشہور ہوتا۔ وَسَآءَ سَبِيْلًا (اور یہ بہت برا راستہ ہے)

## تفسیر آیت ۲۳...... بیانِ محرمات:

جب شروع سورت میں ان عورتوں کا ذکر کیا جن سے نکاح حلال تھا۔ اور اس سے قبل بعض محرمات کا ذکر دیا گیا۔ اور وہ باپوں کی موطوءہ ہیں۔ تو اب باقی محرمات کا ذکر فرمایا۔ وہ سات نسب سے ہیں۔ سات سبب سے ہیں۔ ابتداء نسب والی عورتوں سے کی۔ فرمایا۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ (تم پر تمہاری مائیں حرام کر دی گئیں) مراد ان سے نکاح کا حرام ہونا ہے عند البعض۔ ہم نے شرح المنار میں مختار قول ذکر کر دیا ہے۔ نانی یا دادی وہ بھی امہات میں شامل ہیں۔

وَبَنٰتُكُمْ (اور تمہاری بیٹیاں) پوتیاں' نواسیاں وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔

قاعدہ: جب جمع کا مقابلہ جمع سے ہو تو پھر تقسیم احاد کی احاد پر ہوتی ہے۔

پس ہر ایک پر اس کی ماں اور اس کی بیٹی حرام ہوگی۔ وَاَخَوٰتُكُمْ (اور تمہاری بہنیں) جو باپ یا ماں یا صرف باپ کی طرف



BestUrduBooks.wordpress.com

سے یا صرف ماں کی طرف سے ہوں۔ یعنی حقیقی، علاتی۔ اخیافی۔

## عمات سے مراد:

وَعَمّٰتُكُمْ (تمہاری پھوپھیاں) حقیقی علاتی ' اخیافی۔ وَخٰلٰتُكُمْ (اور تمہاری خالائیں) تینوں قسم حقیقی، علاتی ' اخیافی۔ وَبَنٰتُ الْاَخِ (بھتیجیاں) تینوں قسم حقیقی، علاتی ' اخیافی۔ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ (بھانجیاں) تینوں قسم ان دونوں قسم میں پوتیاں اور نواسیاں بھی شامل ہونگی۔

## حرمت رضاعت:

آگے سبب سے جو محرمات ہیں ان کو بیان کیا۔ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ (تمہاری رضاعی مائیں اور بہنیں) اللہ تعالیٰ نے رضاعت کو نسب کے قائم مقام کیا ہے۔ اسی لئے مرضعہ کو دودھ پینے والے بچے کی ماں سے تعبیر فرمایا۔ اور اس کی بیٹیوں کو بہن سے تعبیر فرمایا۔ اسی طرح مرضعہ کے زوج کو رضیع کا باپ اور اس کے ماں باپ کو دادا دادی اور باپ کی بہن کو اس کی پھوپھی ہر بچہ جو اس خاوند سے اس عورت کا پیدا ہو وہ اس رضیع کے بھائی، بہنیں حقیقی ہیں۔ اور اس عورت کا جو بچہ دوسرے خاوند سے پیدا ہو وہ اس کے ماں جائے بہن بھائی ہیں۔ اور اس کی اصل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔ یحرم من الرضاعة مایحرم من النسب۔ بخاری۔ ۵۲۳۹۔ مسلم۔ ۱۴۴۴۔ رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔

## عقد کی محرمات:

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ (اور تمہاری بیویوں کی مائیں) یہ محرمات فقط عقد سے ہیں۔ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ (وہ ربیبہ جو تمہاری پرورش میں ہوں) عورت کی وہ اولاد جو موجودہ کے علاوہ خاوند سے ہو اس کو ربیب اور ربیبہ کہا۔ کیونکہ یہ خاوند ان کو پالتا ہے۔ جیسا کہ عموماً والد اپنی اولاد کو پالتا ہے۔ پھر مفہوم میں وسعت پیدا ہوئی اور تربیت نہ کرنے کی صورت میں بھی نام یہی رکھا گیا۔ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ (جو تمہاری گودوں میں ہیں) داؤد ظاہری نے کہا اگر وہ اس کے زیر نگرانی نہ ہوں تو حلال ہیں۔

## حجور کی قید کا مطلب:

حجورکم کا تذکرہ غالب حالت کے پیش نظر ہے۔ یہ شرط نہیں۔ باقی اس انداز سے لانے کا مقصد حرمت کی علت بیان کرنا ہے۔ ان کی حرمت تمہارے ان کو گود میں لے لینے کی وجہ سے ہے یا اس بناء پر کہ وہ تمہارے گود میں لینے کے میلان میں ہیں۔ گویا کہ تم ان کی بیٹیوں سے عقد کرنے میں اس طرح ہو گے جیسے اپنی بیٹیوں سے عقد کرنے والے ہو۔

مِنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ (تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم نے قربت کی ہو) یہ ربائبکم سے متعلق ہے یعنی کہ اس ربیبہ سے نکاح حرام ہے۔ جو مدخول بہا ہو۔ اگر اس عورت سے دخول نہ ہوا ہو تو پھر وہ ربیبہ حلال ہے۔ اور دَخَلْتُمْ بِهِنَّ یہ جماع سے کنایہ ہے۔ جیسے عرب کہتے ہیں بنی علیھا، وضرب علیھا الحجاب یعنی تم نے ان کو ستر میں داخل کیا ہو۔ یا



BestUrduBooks.wordpress.com

تعدیہ کی ہے۔ لمس وغیرہ دواعی جماع وہ قائم مقام دخول ہیں۔

بعض علماء نے اللاتی دخلتم بھن کونساء متقدمہ اور متاخرہ کی صفت بنایا ہے۔ حالانکہ اس طرح نہیں۔ کیونکہ ایک وصف دوایسے موصوف کا وصف نہیں بن سکتا جن کا عامل مختلف ہو۔ اور یہاں نساء متقدمہ مجرور بالاضافت ہیں اور نساء متاخرہ مِنْ کی وجہ سے مجرور ہیں۔ اور اس طرح کہنا درست نہیں مررت بنسائك و هربت من نساء زید الظریفات اس طور پر کہ پہلی نساء اور دوسرا لفظ نساء کی صفت بنے۔ زجاج نے اس طرح کہا۔ یہ قول صاحب کشاف کے قول سے زیادہ بہتر ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ (اگر تم نے ان سے قربت نہ کی ہو تم پر کوئی گناہ نہیں) کہ تم ان کی بیٹیوں سے نکاح کرلو۔ جبکہ پہلے ان کو طلاق دے کر فارغ کردو۔ یا وہ نکاح کے بعد مرجائیں۔ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ (اور تمہاری بہوئیں) حلائل جمع حلیلہ ہے۔ زوجہ کو کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے حلال ہے۔ یا ایک دوسرے کا بستر اس کے لئے حلال کیا گیا۔ یہ حل سے ہے یا حلول سے ہے۔

## اصلاب کی قید سے متبنّٰی کو خارج کیا:

اَلَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ (وہ بیٹے جو تمہاری صلب سے ہیں) وہ نہیں جن کو تم نے متبنّٰی بنایا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ جب ان کو زید رضی اللہ عنہ متبنّٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدا کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ (الاحزاب: ۳۷) تاکہ ایمان والوں کو اپنے منہ بولے بیٹوں کے سلسلہ میں کوئی تنگی نہ رہے۔ یہ آیت رضاعی بیٹے کی بیوی کی حرمت کے لئے نہیں ہے۔

## رضاعی بیٹے کی بیوی بھی محرمات سے ہے:

(اس کی حرمت حدیث: یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب سے ثابت ہے اور اس پر اجماع ہے) وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ (اور یہ کہ تم جمع کرو دو بہنوں کو) یعنی نکاح میں جمع کرنا۔ نحو: اس کا عطف محرمات پر ہے۔ اور یہ موضع رفع میں ہے۔ یعنی تم پر جمع بین الاختین حرام کیا گیا۔

اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ (مگر جو ہو چکا) اب تک جو ہوا وہ معاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (بیشک اللہ تعالیٰ بخشش فرمانے والے مہربان ہیں)

## امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت ان تمام محرمات کو جانتے تھے مگر باپ کی بیوہ اور نکاح اختین مروج تھا اسی لئے ان کے متعلق الا ماقد سلف فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

الجزء ۵

وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ۚ

اور حرام ہیں وہ عورتیں جو کسی مرد کے نکاح میں ہوں، سوائے ان عورتوں کے جن کے تم مالک ہو جاؤ۔ اللہ نے ان احکام کو تم پر فرض فرما دیا ہے،

وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ

اور تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں وہ عورتیں جو ان کے علاوہ ہیں کہ تم اپنے مالوں کے بدلہ طلب کرو اس حال میں کہ تم پاک دامنی اختیار کرنے والے ہو۔

مُسٰفِحِیْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً ؕ

پانی بہانے والے نہ ہو۔ سو ان میں سے جن عورتوں سے نفع حاصل کر لو ان کے مہر دے دو جو مقرر ہو چکے ہیں

وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا تَرٰضَیْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

اور تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ مقرر مہر کے بعد آپس کی رضامندی سے کسی بات پر راضی ہو جاؤ بلا شبہ اللہ

عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۲۴﴾

علیم ہے حکیم ہے۔

## تفسیر آیت ۲۴:

وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (اور خاوندوں والی عورتیں) کیونکہ انہوں نے اپنی شرمگاہوں کو نکاح کے ذریعہ محفوظ کر لیا۔

قراءت: یہاں کسائی نے محصَنات۔ صاد کے فتحہ سے پڑھا۔ اور باقی تمام قرآن مجید میں کسرہ صاد سے پڑھا۔

## لونڈیوں کی حلت:

اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ (مگر جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوں) قید ہو جانے کی وجہ سے جبکہ اس کا خاوند دارالحرب میں ہو۔ مطلب یہ ہوا، تم پر منکوحہ عورتوں سے نکاح حرام ہے۔ یعنی وہ عورتیں جن کے خاوند ہوں مگر وہ عورتیں کہ جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ بنے ان کے قید ہو جانے کی وجہ سے اور ان کے بلا خاوند نکالنے کی وجہ سے۔ دارین کے مختلف ہونے کی وجہ سے ان میں فرقت واقع ہوگئی۔ قید کی وجہ سے نہیں۔ دارین سے مراد دارالکفر اور دارالاسلام ہے۔ اسی لئے غانم کے لئے ملک یمین (لونڈی) استبرائے رحم کے بعد حلال ہے۔

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ (یہ اللہ تعالیٰ کا فریضہ ہے تم پر) کتاب یہ مصدر مؤکد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر لکھ دیا لکھ دینا اور فرض کیا فرض کرنا۔ اور فرض کا مطلب جو حرام کی گئی چیزیں ہیں ان کا حرام قرار دینا ہے۔ وَ اُحِلَّ لَكُمْ (اور حلال کر دی گئیں تمہارے لئے)



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : فعل مضمر نے کتاب اللہ کو نصب دی اس پر اس کا عطف ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دی تم پر ان کی تحریم اور اس کو حلال کر دیا تمہارے لئے۔ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (ان مذکورہ محرمات کے علاوہ عورتیں)۔

قراءت: کوفی قراء نے سوائے ابوبکر کے حرمت پر عطف کرتے ہوئے واُحِلَّ۔ ضمہ سے پڑھا ہے۔

نحو : اَنْ تَبْتَغُوْا (یہ کہ طلب کرو تم) یہ مفعول لہٗ ہے۔ یعنی اس چیز کو جو حلال ہے اس چیز سے جدا کر کے جو حرام ہے اس نے بیان کر دیا تا کہ تم طلب کرو ان کو اپنے مالوں کے ساتھ۔ یا یہ ماوراء ذلکم سے بدل ہے۔ اور تبتغوا کا مفعول اس صورت میں مقدر ہے اور وہ النساء ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ مقدر نہ مانا جائے۔

بِاَمْوَالِكُمْ (اپنے اموال کے ساتھ) مال سے مراد یہاں مہر ہے۔

## لطیف استدلال:

مَسْئَلَہ : اس میں اس بات کی مضبوط دلیل ہے۔ کہ نکاح بلا مہر درست نہیں اور مہر لازم ہو جاتا ہے۔ خواہ مقرر نہ کیا جائے۔ اور غیر مال مہر نہیں بن سکتا۔ اور معمولی مقدار بھی مہر نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ ایک دانہ عادۃً مال شمار نہیں ہوتا۔

مُّحْصِنِيْنَ (اس حال میں کہ تم پاکدامنی اختیار کرنے والے ہو) غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ (نہ ہونا جائز تعلق رکھنے والے) تا کہ تم اپنے اموال کو ضائع کرنے والے نہ بنو اور اپنے آپ کو محتاج کر لو ایسی چیز سے کہ جس میں تمہارے دین و دنیا کا نقصان ہو۔ اور ان دونوں خساروں میں مبتلا آدمی بہت بڑے بگاڑ کا شکار ہو گیا۔

الاحصان پاکدامنی۔ حرام میں مبتلا ہونے سے نفس کو بچانا۔ المسافح زانی یہ السفح سے ہے اس کا معنی منی بہانا ہے۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ (پس جس طریق سے تم عورتوں سے لذت اندوز ہو چکے ہو) تو ان کے مہران کو دو۔ یعنی عورتوں سے تم نکاح کر چکے ہو۔ فاتوھن اجورھن (تو ان کے مہران کو دے دو) کیونکہ مہر بضع کی طرف لوٹنے والا ہے۔ نحو : مَا اس موقعہ پر نساء کے معنی میں ہے۔ اور من تبعیضیہ یا بیانیہ ہے۔ بہ کی ضمیر لفظ کے لحاظ سے تو مِنْ کی طرف راجع ہے اور معنی کے لحاظ سے فاتوھن کی طرف لوٹتی ہے۔

فَرِيْضَةً (جو کچھ مقرر ہو چکے ہیں) نحو : یہ اجورھن سے حال ہے۔ ای مفروضۃ مقرر کیے ہوئے۔ یا یہ ایتاء کی جگہ ہے۔ کیونکہ دینا فرض ہے۔ یا یہ مصدر مؤکد ہے اور فعل محذوف ہے فرض ذلك فريضة ۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ (کوئی حرج نہیں اس مقدار میں جس پر تم باہمی رضامند ہو جاؤ مقرر ہو جانے کے بعد) یعنی مہر میں سے جو کم کرے یا تمام ہبہ کرے یا اس مقدار میں اضافہ کر دے۔ یا جس پر وہ باہمی ٹھہرانے پر رضامند ہو یا فراق پر۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا (بیشک اللہ تعالیٰ اشیاء کو ان کی پیدائش سے قبل جاننے والے) حَكِيْمًا (اور حکمت والے ہیں) اس میں جو اس نے عقد نکاح کو لازم کیا جس سے انساب کا تحفظ ہے۔

ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ فما استمتعتم آیت متعہ کے سلسلہ میں نازل ہوئی۔ جو اس وقت تین دن کے لئے مباح ہوا جب اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح کرایا۔ پھر منسوخ ہو گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا

اور تم میں جس شخص کو اس کا مقدور نہ ہو کہ آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرے تو آپس کی

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ

ایمان والی باندیوں سے نکاح کر لے جو تمہاری مملوکہ ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو۔ تم سب آپس میں ایک

مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

دوسرے کے برابر ہو، سو تم مذکورہ باندیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کر لو اور انہیں ان کے مہر بہتر طریقہ پر دے دو،

مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ

یہ منکوحہ باندیاں نہ علانیہ بدکاری کرنے والی ہوں اور نہ خفیہ طریقہ پر دوست بنانے والی ہوں۔ پس جب وہ باندیاں نکاح میں آ جائیں تو اگر کوئی

بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ

بے حیائی کا کام کر بیٹھیں تو ان پر اس کی آدھی سزا ہے جو آزاد عورتوں پر ہے، یہ

لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اس کے لئے ہے جو تم میں سے زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ رکھتا ہو اور یہ بات کہ صبر کرو بہتر ہے تمہارے لئے اور اللہ غفور ہے

رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع ۴

رحیم ہے۔

## تفسیر آیت ۲۵:

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا (جو تم میں سے طاقت نہ رکھتا ہو) طول کا معنی زائد کہا جاتا ہے لفلان علیّ طول یعنی فلاں کو مجھ پر فضل واضافہ حاصل ہے۔ یہ یستطع کا مفعول ہے۔ اَنْ يَّنْكِحَ (کہ وہ نکاح کرے) نحو: یہ طول کا مفعول ہے۔ یہ مصدر ہے۔ اور اپنے فعل کا عمل کرتا ہے۔ یا طَوْلًا سے بدل ہے۔

الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ (پاکدامن مؤمنہ عورتوں سے) مراد آزاد مسلمان۔ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ (پس جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں تمہاری مؤمنہ لونڈیوں میں سے) یعنی اس کو مسلمان لونڈی سے نکاح کر لینا چاہیے۔ من فتیاتکم سے مراد مسلمانوں کی لونڈیاں ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ جو اس قدر مالی وسعت نہیں رکھتا جس سے وہ آزاد



BestUrduBooks.wordpress.com

عورت سے نکاح کرے تو اسے لونڈی سے نکاح کر لینا چاہیے۔اور کتابی لونڈی سے نکاح ہمارے نزدیک بھی جائز ہے۔اور یہ قید استحبابی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ایمان تو بالاتفاق آزاد عورتوں میں بھی شرط نہیں حالانکہ اس کے ساتھ قید موجود ہے۔

## روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے اس امت پر جو وسعتیں فرمائیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ لونڈی سے نکاح۔اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح' اگرچہ وہ خوشحال ہو۔یہ روایت مسالہ طول میں ہم احناف کی دلیل ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ (اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو جانتے ہیں) اس میں متنبہ کر دیا کہ ان کے ظاہری ایمان کو قبول کر لیا جائے گا۔اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے زبان کا عمل نہیں۔کیونکہ ایمان مسموع کا علم تو مختلف فیہ نہیں ہے۔بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ (تم ایک دوسرے سے ہو) لونڈیوں کے نکاح سے نفرت نہ کرو۔کیونکہ تم سب اولاد آدم علیہ السلام ہو۔اس میں ڈرایا گیا کہ انساب پر عیب جوئی اور احساب پر فخر نہ کرنا چاہیے۔فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ (ان سے نکاح ان کے مالکوں کی اجازت سے کرو) اس میں ہماری دلیل ہے کہ عورتوں کو حق ہے کہ وہ عقد براہ راست کریں۔لیکن موالی کی اجازت کا اعتبار کیا گیا نہ کہ ان کے عقد کا۔اور غلام اور لونڈی کے لئے جائز نہیں کہ نکاح اپنے موالی کی اجازت کے بغیر کریں۔

## بلا ٹال مٹول مہر ادا کرو:

وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (اور تم ان کے مہر دستور کے موافق دے دو) یعنی ان کے مہر بغیر ٹال مٹول اور تکلیف پہنچانے کے دے دو۔اور ان کے مہروں کے مالک ان کے موالی ہیں۔ان کو ادا کرنا موالی کو ادا کرنا ہی ہے۔کیونکہ وہ اور جو ان کے قبضہ میں ہے۔وہ ان کے موالی کا ہے۔یا تقدیر عبارت یہ ہے۔و آتوا موالیھن۔وہ مہر ان کے موالی کو دو۔اس صورت میں مضاف حذف کیا گیا ہے۔

مُحْصَنٰتٍ (وہ پاکدامنی اختیار کرنے والیاں ہوں)

نحو: یہ اٰتوھن کے مفعول سے حال ہے۔

غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ (نہ ہوں وہ علانیہ زنا کرنے والیاں) وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ (اور نہ خفیہ یارانہ کرنے والیاں ہوں) یعنی خفیہ زنا کرنے والیاں نہ ہوں اخدان۔پوشیدہ یار۔فَاِذَآ اُحْصِنَّ (جب پاک دامن ہو جائیں) نکاح کے ذریعہ۔

قراءت: اَحْصَنَّ۔حفص کے علاوہ کوفی قراء نے پڑھا۔

## یہاں محصنات سے غیر شادی شدہ عورتیں مراد ہیں:

فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ (پس اگر وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں) فاحشہ سے مراد زنا ہے۔فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى



BestUrduBooks.wordpress.com

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ

اللہ چاہتا ہے کہ بیان فرمائے تمہارے لئے اور تم کو بتلاوے طریقے ان لوگوں کے جو تم سے پہلے تھے اور یہ کہ وہ تمہاری

عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۣ وَيُرِيْدُ

توبہ قبول فرمائے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے۔ اور اللہ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول فرمائے اور جو لوگ

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ

خواہشات نفسانیہ کے پیچھے چلتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم بڑی بھاری کجی میں پڑ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ تخفیف کا

عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾

ارادہ فرماتا ہے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

الْمُحْصَنٰتِ (پس ان پر نصف سزا ہے اس کی جو آزاد پاکدامن عورتوں پر ہے) مِنَ الْعَذَابِ سزا۔ مراد حد ہے۔ پچاس کوڑے۔ اور نصف ما علی المحصنات دلالت کرتا ہے۔ کہ ان کی سزا کوڑے ہیں سنگساری نہیں۔ کیونکہ رجم نصف نہیں اور محصنات سے یہاں آزاد عورتیں مراد ہیں جو غیر شادی شدہ ہوں۔

### العنت کا معنی:

ذٰلِكَ (یہ اس شخص کے لئے ہے) اس سے لونڈی کے نکاح کی طرف اشارہ کیا۔ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ (جس کو تم میں سے گناہ کا خطرہ ہو) ایسا گناہ جو غلبہ شہوت تک پہنچانے والا ہو۔ العنت کا اصل معنی جڑنے کے بعد ہڈی کا ٹوٹنا۔ پھر استعارۃً ہر نقصان ومشقت کے لئے استعمال کیا گیا۔ اور گناہوں میں ابتلاء سے بڑھ کر کوئی نقصان دہ چیز نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ العنت کا معنی زناء ہے کیونکہ وہ ہلاکت کا سبب ہے۔

وَاَنْ تَصْبِرُوْا (اور تمہارا صبر کرنا) بجائے لونڈی کے نکاح کے۔ خَيْرٌ لَّكُمْ (تمہارے لئے بہت بہتر ہے) کیونکہ اُس سے اولاد غلام ہوگی۔ اور وہ لونڈی ہر وقت باہر نکلنے والی' داخل ہونے والی۔ محنت ومشقت کرنے والی ہے۔ یہ تمام چیزیں نکاح کرنے والے کے لئے نقصان اور توہین کا باعث ہیں۔

اور عزت ایمان والوں کی صفات سے ہے حدیث میں فرمایا۔ آزاد عورتیں گھر کی درستی ہیں اور لونڈیاں گھر کی ہلاکت ہیں۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ (اور اللہ بخشش کرنے والے) گناہ چھپانے والے ہیں۔ رَّحِيْمٌ (مہربان ہیں) رکاوٹ کا ازالہ فرمانے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تفسیر آیت ۲۶:

یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُبَیِّنَ لَكُمْ (اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ وہ تمہارے لئے کھول کر بیان کرے) اصل اس طرح ہے یرید اللّٰه ان یبین لکم اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ارادۂ تبیین کو پختہ کرنے کے لئے لام کو بڑھادیا۔ جیسا کہ لا اَبالك میں اَبٌ کی طرف اضافت میں تاکید بڑھادی گئی۔ مطلب آیت کا یہ ہوا اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔ کہ وہ کھول کر بیان کردیں وہ مصالح جو تم پر مخفی ہیں اور وہ عمدہ اعمال جو معلوم نہیں۔ وَیَهْدِیَكُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (اور تمہاری راہنمائی کردے ان لوگوں کے راستے کی طرف جو تم سے پہلے ہوئے) یعنی پہلے انبیاء علیہم السلام اور صالحین کے راستے اور وہ طریقے جن پر وہ اپنے دین کے سلسلہ میں چلے۔ تاکہ تم ان کی اقتداء کرو۔ وَیَتُوْبَ عَلَیْكُمْ (اور تمہاری توبہ قبول کرے) اور تمہیں ان باتوں میں جن میں مخالفت ہو جائے توبہ کی توفیق دے۔ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مصالح سے واقف ہیں۔ حَكِیْمٌ (اور حکمت والے ہیں) ان باتوں میں جو ان کے لئے مشروع کی ہیں۔

## تفسیر آیت ۲۷:

وَاللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْكُمْ (اللہ تعالیٰ تم پر رجوع فرمانا چاہتے ہیں) تاکید کے لئے دوبارہ لایا گیا۔ پختگی اور تقابل کو ظاہر کرنا مقصود ہے۔ وَیُرِیْدُ (اور چاہتے ہیں)۔ یعنی فجار

### شہوت پرستوں کا مقصد:

الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا (وہ لوگ جو شہوات کے پیروکار ہیں کہ تم مائل ہو جاؤ بالکل مائل ہونا) میل عظیم۔ حق اور میانہ روی سے مائل ہونا۔ اور یہ سب سے بڑا میلان ہے۔ کہ اتباع شہوات' خواہشات میں معاونت کی جائے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد یہود ہیں کیونکہ انہوں نے باپ کی بہنوں' بھتیجیوں اور بھانجیوں کو حلال قرار دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو حرام کیا۔ تو وہ کہنے لگے تم خالہ کی بیٹیوں اور پھوپھی زاد کو حلال قرار دیتے ہو حالانکہ خالہ اور پھوپھی تو تم پر حرام ہیں بھتیجیوں اور بھانجیوں سے نکاح کرلو۔ پس یہ آیت اتری۔ کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ تم ان کی طرح زانی بن جاؤ۔

آیت ۲۸ : یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ (اللہ تعالیٰ تم سے تخفیف چاہتے ہیں) لونڈیوں کے نکاح کی رخصت دے کر۔ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (اور انسان کمزور پیدا کیا گیا) کہ شہوات سے صبر نہیں کرتا۔ اور طاعات کی مشقتیں برداشت نہیں کرتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مالوں کو ناحق طریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ

تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

کوئی تجارت آپس کی رضا مندی سے ہو، اور مت قتل کرو اپنی جانوں کو۔ بے شک اللہ

كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۲۹ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ

تم پر بہت بڑا مہربان ہے، اور جو شخص زیادتی اور ظلم اختیار کرے گا سوعنقریب ہم اسے دوزخ میں داخل

نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰

کردیں گے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

آیت ۲۹: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (اے ایمان والو! تم اپنے مال اپنے درمیان ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ) جن کاموں کو شریعت نے مباح قرار نہیں دیا جیسے چوری' خیانت۔غصب۔قمار۔ معاملہ ربا وغیرہ۔

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً (مگر یہ کہ تجارت ہو) یعنی کھانے کا ذریعہ تجارت ہو۔قراءت: کوفی قراء نے تجارۃً پڑھا ہے۔ یعنی تجارت ہو۔ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (اپنے مابین رضا مندی سے) یہ تجارت کی صفت ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے۔ تجارة صادرة عن تراض بالعقد۔تجارت جو باہمی رضامندی کے معاہدہ سے ہو یا لیکن تجارت باہمی رضا مندی والی ممنوع طرق سے نہ ہو۔

## تخصیص تجارت کی وجہ:

تجارت کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر اسباب رزق تجارت سے متعلق ہیں۔آیت میں بتلایا گیا کہ بیع لین' دین' دست بدست سے بھی درست ہے۔اور بیع موقوف کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔جبکہ اجازت پائی جائے کیونکہ رضا مندی پائی گئی اور مجلس کے خیار کی نفی پر دلالت کرتی ہے۔کیونکہ اس میں تجارت کے ساتھ کھانے کی اجازت مکان عقد سے جدا ہونے کی قید کے بغیر ہے۔اور جدا ہونے کی قید لگانا نص پر اضافہ ہے (جو کہ درست نہیں)

## قتل نفس کیا ہے؟

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (تم خودکشی نہ کرو) نمبرا۔انفس سے مراد تمہاری جنس سے جو مؤمن ہیں کیونکہ مؤمن ایک جان کی طرح ہیں۔نمبر۲۔خودکشی نہ کرے جیسا کہ بعض جاہل کرتے ہیں۔نمبر۳۔القتل کا معنی ناجائز اموال کا کھانا ہے۔پس غیر پر ظلم کرنا اپنے آپ کو ہلاک کرنے والے کی طرح ہے نمبر۴۔نفس کی خواہشات پر مت چلو ورنہ تم اس کو قتل کردو گے۔یا ایسے کام کر گزرو گے



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ

جن چیزوں سے تمہیں منع کیا جاتا ہے۔ اگر ان میں سے بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کروگے تو ہم تمہارے گناہوں کا کفارہ کر دیں گے اور تمہیں

مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

عزت کی جگہ میں داخل کریں گے۔

جو قتل کو لازم کرنے والے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (بیشک اللہ تم پر رحم کرنے والے ہیں) رحمت ہی کی بناء پر تمہیں ایسی چیزوں کے متعلق خبردار کیا۔ جس میں تمہارے اموال کی حفاظت اور تمہارے ابدان کی بقاء ہے۔

اس کا دوسرا معنی یہ بھی کیا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو توبہ کے لئے نفسوں کو قتل کا حکم دیا اور ان کی غلطیاں مٹانے کے لئے بھی یہی حکم دیا۔ كَانَ بِكُمْ (وہ تم پر مہربان ہے) اے امت محمد ﷺ رَحِيْمًا (رحم کرنے والا) کہ ایسی مشکل تکالیف کا تمہیں مکلف نہیں بنایا۔

آیت ۳۰: وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ (جو ایسا کرے گا) یعنی قتل کا اقدام نفسوں پر عُدْوَانًا وَّظُلْمًا (قصداً دوسرے پر زیادتی کرتے ہوئے اور ظلم کرتے ہوئے) اپنی جان پر یعنی نہ ظلماً نہ قصاصاً۔ یہ دونوں مصدر موضع حال میں واقع ہیں۔ یا مفعول لہ ہیں۔

فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا (عنقریب ہم اسے مخصوص آگ میں داخل کریں گے) جس کا عذاب سخت ہے۔

وَكَانَ ذٰلِكَ (یہ آگ کا داخلہ) عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (اللہ تعالیٰ پر آسان ہے) یہ وعید اس کے متعلق ہے جو ہمیشگی کو حلال قرار دینے والا ہے اور دوسرے کے متعلق آگ کے داخلہ کا استحقاق بتلانے کیلئے ہے۔ اور ساتھ ہی مغفرت کا وعدہ بھی فرما دیا گیا ہے۔

آیت ۳۱: اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (اگر تم ان بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جن سے روکا گیا ہے۔ تو ہم تمہاری چھوٹی غلطیاں مٹا دیں گے) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ الکبائر۔ بڑے گناہ وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں ابتداء سے ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه تک بیان کیا۔

## کبائر تین ہیں:

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کبائر تین ہیں۔ نمبر۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا۔ نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا۔ نمبر۳۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہو جانا۔

ایک تفسیر اس کی کفر کی اقسام ہیں۔ اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کبیر ماتنهون عنه ہے اور وہ بڑی بات جس سے تمہیں روکا گیا اور وہ کفر ہے۔ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا (اور ہم تمہیں داخل کریں گے عمدہ داخل ہونے کی جگہ)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۂ نساء کی آٹھ آیات ساری دُنیا سے بہتر:

قراءت: مدنی قراء نے مَدْخَلاً پڑھا۔ دونوں مکان کے معنی میں ہیں اور مصدر ہیں۔ کریماً۔ کا معنی عمدہ اچھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سورۂ نساء کی آٹھ آیات اس امت کے لئے اس ساری دنیا سے بہتر ہیں جس پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے۔ نمبر۱۔ یرید اللّٰہ لیبین لکم۔ نمبر۲۔ واللّٰہ یرید ان یتوب علیکم۔ نمبر۳۔ یرید اللّٰہ ان یخفف عنکم۔ نمبر۴۔ ان تجتنبوا کبائر ماتنھون عنه نکفر عنکم۔ نمبر۵۔ ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرك بہٖ۔ نمبر۶۔ ان اللّٰہ لا یظلم مثقال ذرۃٍ۔ نمبر۷۔ ما یعمل سوء ا او یظلم نفسه۔ نمبر۸۔ من یفعل اللّٰہ بعذابکم۔

## معتزلہ کا استدلال:

اس آیت سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ صغائر کی بخشش لازمی ہے۔ جبکہ کبائر سے پرہیز کیا جائے اور کبائر کی بخشش نہیں۔

## شرک کی معافی اللہ کی مشیت میں ہے:

**جواب**: یہ استدلال باطل ہے۔ کیونکہ تمام کبائر وصغائر مشیت الٰہی میں برابر ہیں۔ ان دونوں پر چاہے تو عذاب دے سکتا ہے۔ اور دونوں کو معاف کرسکتا ہے۔ جیسا اس ارشاد میں اِن اللّٰہ لایغفر ان یشرك بہٖ ویغفر مادون ذلك لمن یشاء۔ النساء۔۴۸۔ کہ اللہ تعالیٰ شرک کو نہ بخشیں گے۔ اور ان کے سوا جو چاہیں گے جس کو چاہیں گے معاف فرما دیں گے۔ شرک کے علاوہ گناہ پر مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور پھر دونوں کو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ملایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ان الحسنات یذھبن السیئات۔ کہ نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ صغائر و کبائر تمام کا حسنات سے معاف ہونا ممکن ہے۔ کیونکہ السیئات دونوں پر بولا جاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ

اور تم کسی ایسی چیز کی تمنا نہ کرو جس کے ذریعہ اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، مردوں نے جو اعمال کئے ان کے لئے

مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ

ان کے اعمال کا حصہ ہے، اور عورتوں نے جو اعمال کئے ان کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ہے، اور اللہ سے اس کے فضل کا

فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۳۲﴾ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ

سوال کرو، بلاشبہ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے، اور ہر ایک کے لئے ہم نے اس مال میں وارث مقرر کر دیے ہیں

مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ

جو والدین اور رشتہ دار چھوڑ جائیں، اور جن لوگوں سے تمہارا معاہدہ ہوا۔ ان کو ان کا حصہ

ع ۵ ۲/۸

نَصِیْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۳۳﴾

دے دو بے شک اللہ کو ہر چیز کی اطلاع ہے۔

## بیجا تمنا کی ممانعت:

آیت ۳۲: جب دوسرے کے مال اور جاہ کی تمنا کر کے دوسرے کا مال ناجائز ذرائع سے درست نہ تھا اور قتل نفس ناحق بھی اس ضمن میں تھا۔ تو مسلمانوں کو اس بات سے بھی منع کر دیا۔ کہ وہ مال و جاہ کی اس فضیلت پر دل میں تمنا کرنے لگیں جو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر ان کو دی ہے۔

## تقسیم ربانی پر راضی رہو:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (اور تم نہ تمنا کرو اس کی جو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے فضیلت دی ہے بعض کو بعض پر) کیونکہ یہ فضیلت خداداد ہے۔ اور تدبیر و حکمت الٰہیہ سے اس طرح ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے حالات کا بخوبی علم ہے۔ کس کے لئے رزق کا کس قدر کھولنا مناسب ہے۔ یا تنگ کرنا۔ ہر شخص کو تقسیم ربانی پر راضی رہنا چاہیے۔ اور دوسرے کے حصہ اور نصیب پر حسد نہ کرے۔

## حسد و رشک میں فرق:

یہ ہے کہ تمنا کرے کہ یہ چیز اس کو مل جائے اور اس سے چھن جائے۔ غبطہ در شک۔ جو چیز اس کے پاس ہے اسی چیز کی تمنا کرے۔ اس کی شریعت نے اجازت دی اور حسد سے روک دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

شانِ نزول: جب مردوں نے کہا۔ کہ ہمارا اجر بھی دوگنا ہوگا۔ جس طرح میراث میں ہمارا حصہ عورتوں سے دوگنا رکھا گیا۔ عورتوں نے کہا ہمارا بوجھ بھی قیامت کے دن مردوں کے بوجھ سے نصف ہوگا جیسا کہ میراث کا حصہ۔ تو یہ آیت اتری۔

## درجہ بمطابق عمل:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ (مردوں کے لئے حصہ (ان کے اعمال کا مقرر ہے) جو وہ کمائیں اور عورتوں کے لئے (ان کے اعمال کا) حصہ ہے جو وہ کمائیں) یہ میراث کے مطابق نہیں۔ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ (اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو) اس کے خزانوں میں کمی نہیں۔ اور جو لوگوں کو فضیلت ملی اس کی تمنا مت کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيمًا (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے ہیں) پس فضیلت اس کی طرف سے بقدر استحقاق ہے۔ ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سوال کا اسی لئے حکم دیا تا کہ وہ عطاء کرے۔

## اللہ سے سوال میں تجمل:

حدیث میں وارد ہے۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ (ابن ماجہ۔ ۳۸۲۷) اور اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت سی بھلائی بندے سے روک کر رکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ میں اپنے بندے کو اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک وہ مجھ سے نہ مانگے گا۔

قراءت: وسلوا۔ مکی و شامی نے پڑھا۔

آیت ۳۳: وَلِكُلٍّ (ہر ایک کے لئے) نحو: مضاف الیہ محذوف ہے۔ لکل احدٍ او لکل مالٍ۔ جَعَلْنَا مَوَالِيَ (ہم نے وارث مقرر کر دیئے) جو مال لیتے اور میت کے وارث ہوتے ہیں۔ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ (اس مال میں سے جو چھوڑا ماں، باپ اور اقارب نے)

نحو: یہ مال محذوف کی صفت ہے۔ مطلب اس طرح ہوگا۔ ہر اس مال سے جس کو چھوڑ جائیں والدین الخ۔ یہ فعل محذوف کے متعلق ہے۔ موالی کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ یرثون مما ترك۔ وہ وارث ہونگے ترکہ کے جس کو چھوڑا والدین و اقارب نے۔

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ (اور وہ لوگ جن سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں) یعنی تمہارے ہاتھوں نے معاہدہ کیا ہے۔ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيبَهُمْ (ان کا حصہ ان کو دے دو) نحو: والذین (الآیۃ) یہ مبتداء ہے جس میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے۔ اس کی خبر فاتوھم نصیبھم ہے۔

بہتر یہ ہے کہ فاتوھم سابقہ جملہ کی شرح ہو اور الذین کا عطف الوالدان پر ہے۔ قاسمیت۔ کوفی قراء نے عقدت پڑھا۔ یعنی عقدت عھودھم ایمانکم تمہارے دائیں ہاتھوں نے ان کے معاہدوں کو مضبوط کیا ہے۔ مراد اس سے عقد موالات ہے۔ یہ مشروع اور جائز تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ

مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس سبب سے کہ اللہ نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے

اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ

کہ مردوں نے اپنے مالوں میں سے خرچ کیا۔ سو جو عورتیں نیک ہیں وہ اطاعت کرنے والی ہیں۔ مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہبانی کرنے

اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ

والی ہیں، اور جن عورتوں کی بد خوئی کا تمہیں ڈر ہو ان کو نصیحت کرو اور انہیں لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو،

وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور ان کو مارو، سو اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کریں تو ان پر زیادتی کرنے کے لئے بہانہ نہ ڈھونڈو، بے شک اللہ تعالیٰ

كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝۳۴

رفعت والا ہے بڑا ہے۔

## اہل عقود کو وصیت سے حصہ ملے گا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت اس کی قائل ہے اور یہی ہم احناف کا قول ہے۔ اس سے وراثت میں حصہ ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کی وضاحت اس طرح ہے جب کوئی مرد یا عورت مسلمان ہوتا جس کا کوئی وارث نہ ہوتا اور نہ وہ عربی ہوتا اور نہ کسی کا آزاد کردہ غلام ہوتا۔ تو وہ دوسرے مسلمان کو اس طرح کہتا۔ میں تم سے عقد موالات کرتا ہوں۔ کہ جب میں جنایت کروں تو تو تاوان ادا کرے گا۔ اور اگر میں مرجاؤں تو تو میرا وارث ہوگا۔ دوسرا جواباً کہتا میں نے اس معاہدہ کو قبول کرلیا۔ چنانچہ اوپر والا دوسرے کا وارث بن جاتا۔ مگر موالی کا حصہ آیت اولوا الارحام سے منسوخ ہو چکا ہے۔ اب صرف بطور وصیت ان کو دیا جائے گا جیسا اس آیت میں صراحت ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدًا (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہیں) یعنی وہ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ یہ انتہائی بلیغ انداز میں وعدہ بھی ہے اور وعید بھی۔

آیت ۳۴: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (مرد عورتوں کے ذمہ دار ہیں) وہ ان پر نگرانی امر ونہی کے سلسلہ میں کریں گے۔ جیسے والی رعایا پر کرتے ہیں۔ اسی لئے ان کو قوام فرمایا گیا۔

## اسبابِ فضیلت:

بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض مردوں کو بعض (عورتوں) پر فضیلت دی) بعضھم



BestUrduBooks.wordpress.com

کی ضمیر مردوں اور عورتوں کی طرف لوٹتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ مردان عورتوں پر غلبہ رکھتے ہیں عقل' عزم' حزم' تیراندازی' قوت' غزوہ وحرب' کمال صوم وصلوٰۃ اور نبوت وخلافت وامامت واذان اور خطبہ وجماعت وجمعہ کی وجہ سے بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تکبیرات تشریق کی وجہ سے بھی فضیلت والے ہیں۔ بلکہ شہادت فی الحدود والقصاص' دوگنا حصہ وراثت اور میراث میں عصبہ بننے کی وجہ سے افضل ہیں۔ اسی طرح نکاح وطلاق کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں رکھی ہے اور اولاد کی نسبت نسبی بھی انہی کی طرف ہوتی ہے۔ اور مرد ہی داڑھیوں اور پگڑیوں سے مزین کیے گئے ہیں۔

وَبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (اور اس وجہ سے بھی کہ مرد اپنا مال ان عورتوں پر صرف کرتے ہیں) یعنی عورتوں کے نفقہ ونان کی ذمہ داری ان مردوں پر ہے۔ اس آیت میں اس بات کی دلیل پائی جاتی ہے کہ عورتوں کا نفقہ مردوں پر لازم ہے۔ پھر ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔

## عورتوں کی تقسیم:

قسم اوّل: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ (پس نیک عورتیں فرمانبرداری کرنے والیاں ہیں) قانتات کا معنی اطاعت گزار اور خاوندوں کے حقوق کو پورا کرنے والیاں۔ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ (اور خاوندوں کی غیر موجودگی میں حفاظت کرنے والی ہیں) للغیب کا مطلب جو غیر موجودگی میں ان پر لازم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے خاوند موجود نہ ہوں تو اپنی شرمگاہوں' اموال' بیوت کی پوری حفاظت کرنے والی ہوں۔

دوسرا قول یہ بھی ہے کہ للغیب کا مطلب ان کے پوشیدہ راز نہ ظاہر کرنے والی ہیں۔ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (اس حفاظت کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی) کہ خاوندوں کو ان کے متعلق نصیحت فرمائی: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:۱۹) کہ عورتوں سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ۔

یا ما کو مصدر یہ مانیں تو مطلب یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حفاظت غیب کا حکم دیا اور اس کی توفیق بخشی۔ مَا موصولہ ہو، یعنی عورتوں کو اس طرح بنا دیا کہ مردوں کو ان کے حقوق کا نگران بنایا۔ اور اس کے بدلے ان پر عصمت اور مردوں کے اموال و اولاد کی حفاظت ان کے ذمہ کی۔

قسم ثانی: وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ (اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی کا تمہیں خطرہ ہو) اور خاوند کی اطاعت سے نکل جانے کا۔ النشز بلند جگہ کو کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ نشز یہ ہے کہ خاوند کے حقوق کی ادائیگی میں تخفیف کا مطالبہ کرے اور خاوند کی بات نہ مانے۔

فَعِظُوْهُنَّ (ان کو (زبانی) نصیحت کرو) یعنی اللہ تعالیٰ کی سزا سے ان کو ڈراؤ۔ العظہ، وعظ اس نرم کلام کو کہتے ہیں۔ جو سخت دلوں کو نرما دے اور نفرت والی طبائع کو جھکا دے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ

اور اگر تم کو شوہر اور بیوی کے آپس کے اختلاف کا ڈر ہو تو بھیج دو ایک آدمی فیصلہ کرنے والا مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی فیصلہ کرنے والا عورت کے

اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

خاندان میں سے، اگر دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا

خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾

خبر رکھنے والا ہے۔

## کنایۂ ترک جماع:

وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ (تم ان کی خوابگاہوں میں علیحدگی اختیار کرو) یعنی اپنے لحاف میں مت داخل کرو۔ یہ ترک جماع سے کنایہ ہے۔ یا بستر میں منہ اس سے پھیر لے۔ کیونکہ فی المضاجع فرمایا عن المضاجع نہیں فرمایا۔ وَاضْرِبُوْهُنَّ (اور ان کو مارو) جس کا نشان نہ پڑے اللہ تعالیٰ نے اولاً نصیحت کا حکم فرمایا پھر خوابگاہوں میں ان سے علیحدگی اختیار کر لینے اور آخر میں ضرب کا حکم فرمایا۔ گویا پہلی دونوں صورتیں نہ بن پڑیں تو تب تیسری اختیار کی جائے۔

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا (اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو تم خواہ مخواہ ان پر اعتراض کا راستہ مت تلاش کرو) یعنی ایذاء سے تعرض مت کرو۔

## اللہ کی عظمت کا خیال کرو:

نحو: سبیلا یہ تبغوا کا مفعول ہے۔ یہ بغیت الامر بمعنی طلبت الامر ہے۔ مت ڈھونڈو ان پر بات اعتراض والی۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا (بیشک اللہ تعالیٰ بڑی عظمت و کبریائی والے ہیں) اگر تمہارے غلبے والے ہاتھ ان پر ہیں تو یقین کر لو کہ اس کی قدرت اس سے بہت بڑھ کر ہے جتنی تم کو ان پر حاصل ہے۔ اس لئے ان پر ظلم سے گریز کرو۔ دوسری تفسیر یہ ہے اللہ تعالیٰ تو بڑی عظمت و کبریائی والے ہیں۔ پھر تم اس کی علوشان کے باوجود اس کی نافرمانی کرتے ہو۔ بڑی بادشاہت کے باوجود نافرمانی کر رہے ہو۔ پھر تم توبہ کرتے ہو تو وہ توبہ قبول فرماتا ہے۔ پس تمہارے حق میں جو زیادتی کر بیٹھا تم اس کو معاف کرنے کے زیادہ حقدار ہو۔ پس معاف کر دو۔

## تفسیر آیت ۳۵:

اس آیت میں خاندان و برادری والوں کو فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ضمیر کا مرجع:

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا (اگر تمہیں اختلاف کا خطرہ ہو ان کے مابین) الشقاق عداوت و دشمنی کیونکہ ہر ایک ان میں سے وہ کام کرتا ہے جو اس کے دشمن پر شاق گزرتا ہے۔ یا شقاق، ایک طرف مائل ہونا۔ گویا ہر ایک ان میں سے اپنے ساتھی کی مخالف جانب میں جھکا ہوتا ہے۔ ضمیر کا مرجع میاں بیوی ہیں حالانکہ ان کا تذکرہ نہیں ہوا مگر ان دونوں کے حالات پر دلالت کرنے والی باتیں گزریں مثلاً مردوں اور عورتوں کا تذکرہ ہوا۔ نحو: شقاق بينهما۔ اصل میں شقاقاً بين هما ہے۔ یہاں مصدر کی اضافت ظرف کی طرف کی گئی ہے۔ اور ظروف میں وسعت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ بل مكر اليل والنهار۔ سبا۔ ۳۳۔ اصل میں یہ بل مكركم اليل والنهار تھا۔ فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا (تم مقرر کرو ایک فیصلہ کرنے والا مرد کے اہل میں سے اور ایک عورت کے اہل میں سے) حَكَمْ میاں بیوی کے خاندانوں میں سے بنانے کا حکم دیا۔ کیونکہ قریبی رشتہ دار اندرونی حالات سے واقفیت رکھتے ہیں۔ اور وہ اصلاح کے بھی دوسروں کی بنسبت زیادہ طلب گار ہیں اور میاں بیوی بھی ان پر اطمینان و اعتماد کرنے والے ہیں۔ پس وہ اپنی اندرونی بات ان کے سامنے محبت و بغض اور مصاحبت و مفارقت کی قسم سے ظاہر کر دیں گے۔

## ضمائر کے مراجع اور اصلاحِ ذات البین:

نمبر۱: اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا (اگر ان دونوں کو اصلاح منظور ہوگی) میں ضمیر حکمین کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اور يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا (تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اتفاق فرما دینگے) میں ضمیر زوجین کی طرف جاتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر حکمین اصلاح ذات البین کا ارادہ رکھتے ہوں گے اور ان کی نیت صحیح ہوگی۔ تو ان کی وساطت میں برکت دی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ زوجین کے مابین الفت و موافقت کی کوشش کو واقع فرما دیں گے اور ان کے دلوں میں مودت و اتفاق ڈال دیں گے۔ نمبر۲۔ دونوں ضمائر کا مرجع حکمین ہوں۔ تو مطلب یہ ہوگا۔ اگر حکمین اصلاح ذات البین کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اور میاں بیوی کے خیر خواہ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے مابین موافقت ڈال دیں گے۔ پس حکمین ایک بات پر اتفاق رائے کر لیں گے اور موافقت کی تلاش میں اتنی تگ و دو کریں گے یہاں تک کہ مراد پوری ہو جائے۔

نمبر۳: یا دونوں ضمائر زوجین کی طرف راجع ہوں۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر میاں بیوی اپنے مابین اصلاح کے خواستگار ہونگے اور بھلائی کے خواہاں ہونگے۔ اور باہمی مخالفت دور کرنا چاہتے ہونگے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے مابین الفت القاء فرما دیں گے۔ اور دشمنی کو موافقت سے بدل دیں گے۔ اور بغض کو محبت میں بدل دیں گے۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا (بے شک اللہ تعالیٰ ہر بات کو جاننے والے) اور ارادۂ حکمین سے بھی واقف ہیں۔ خَبِيْرًا (خبر رکھنے والے ہیں) وہ زوجین میں سے ظالم کو جاننے والے ہیں۔ حکمین کو تفریق کا اختیار نہیں مگر امام مالک کا اس میں اختلاف ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِى

اوراللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بناؤ۔ اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور قرابت

الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ

داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پاس والے پڑوسی اور دور والے پڑوسی اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ

اور مسافر کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ جو مالکانہ طور پر تمہارے قبضہ میں ہیں اچھا سلوک کرو، بے شک

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ

اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں فرماتا جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے۔ شیخی کی باتیں کرے۔ جو لوگ کنجوسی کرتے ہیں اور لوگوں کو

النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا

کنجوسی کا حکم دیتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں، اور ہم نے کافروں کے لئے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا

ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے اور جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو لوگوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ پر

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا

ایمان نہیں لاتے اور نہ آخرت کے دن پر، اور شیطان جس کا ساتھی ہو

فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا

سو وہ بہت برا ساتھی ہے، اور کیا نقصان ہے ان کا اگر وہ ایمان لائیں اللہ پر، اور آخرت کے دن پر اور خرچ کریں

مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ

اس میں سے جو اللہ نے انہیں دیا ہے، اور اللہ ان کو خوب جانتا ہے، بے شک اللہ ظلم نہیں فرمائے گا۔

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا

ذرہ برابر بھی، اور اگر نیکی ہو گی تو اس کو چند در چند کر دے گا۔ اور اپنے پاس سے بڑا ثواب

عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

عطا فرمائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## خلاصۂ عبودیت اوراحکام شرعیہ:

آیت ۳۶: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ (اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو) کہا گیا ہے کہ عبودیت چار باتوں کا مجموعہ ہے نمبر۱۔ وفاء بالعہد۔ نمبر۲۔ رضا بالموجود۔ نمبر۳۔ حدود کی حفاظت۔ نمبر۴۔ ہاتھوں سے کھوئے جانے والی چیز پر صبر۔ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (اور اس کے ساتھ کسی چیز (صنم وغیرہ) کو شریک نہ ٹھہراؤ) شیئاً مفعول بہ ہے یا پھر مفعول مطلق اشرا اکًا کی صفت ہے۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (اور والدین کے ساتھ احسان کرو) یعنی قول فعل سے اور بوقت ضرورت انفاق کے ذریعہ ان کے ساتھ احسان کرو۔ وَبِذِي الْقُرْبٰى (اور قرابت داروں کے ساتھ) خواہ بھائی ہو یا چچا یا دیگر۔ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى (اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت دار پڑوسی کے) یعنی پڑوس میں رہنے والا قرابت دار۔ وَالْجَارِ الْجُنُبِ دور کا پڑوسی۔ یا پڑوسی قریب النسب اور پڑوسی اجنبی۔

## ہم مجلس کی مراد:

وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ (ہم مجلس کے ساتھ) نمبر۱۔ پہلو والا ساتھی یعنی زوجہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول یہی ہے۔ نمبر۲۔ یا وہ شخص جو تیرے پہلو میں رہے خواہ رفیق سفر بن کر یا شریک فی التعلیم رہ کر یا شاگرد بن کر۔ نمبر۳۔ یا تیرے پہلو میں بیٹھنے والا کسی مجلس یا مسجد میں۔

وَابْنِ السَّبِيْلِ (مسافر یا مہمان) وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہوں) مثلاً غلام۔ لونڈیاں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (بیشک اللہ تعالیٰ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو اپنے آپ کو بڑا خیال کرنے والا شیخی کی باتیں کرنے والا ہو) مختال اس شخص کو کہتے ہیں جو متکبر اور قرابت داروں اور پڑوسیوں سے نفرت کرتا ہو اور ان کی طرف بالکل توجہ نہ کرتا ہو۔ فخور وہ شخص جو تکبر سے اپنی تعریف کرے۔ شکور اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی اچھائی بطور اعتراف و تحدیث نعمت کے ذکر کرے۔

## تفسیر آیت ۳۷:

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ (جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں)

## نحو وقراءت:

نحو: نمبر۱۔ الذین یبخلون، من کان مختالا فخوراً کا بدل ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ مَنْ کے معنی کا لحاظ کر کے جمع لائے یا بطور مذمت جمع لائے۔ نمبر۲۔ ھم مبتداء محذوف اور الذین یبخلون اس کی خبر۔

قراءت: حمزہ اور علی رحمہما اللہ نے البَخَل پڑھا ہے۔ یہ دونوں لغتیں ہیں جیسا کہ الرُّشد اور الرَّشَد۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مفہوم آیت:

آیت کا معنی یہ ہے وہ جو کچھ اپنے ہاتھ میں ہے اس میں بخل کرتے ہیں اور جو لوگوں کے پاس ہیں اس میں بھی بخل کرتے ہیں کہ ان کو بخل کی تعلیم دیتے ہیں صرف سخاوت کی دشمنی کرتے ہوئے۔

## الفاظ کا باہمی فرق:

البخل : خود تو کھائے مگر دوسرے کو نہ کھلائے۔

الشح : نہ خود کھائے نہ دوسرے کو کھلائے۔

السخاء : خود کھائے دوسرے کو کھلائے۔

الجود : دوسروں کو کھلائے خود نہ کھائے۔

## اظہارِ نعمت:

وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (اور وہ چھپاتے ہیں اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطاء کی ہے) یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو جو مال اور خوشحالی دی ہے اس کو چھپاتے ہیں۔ حدیث میں وارد ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر انعام کرتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ بندے پر اپنی نعمتیں دیکھیں۔ (ترمذی۔ ۲۸۱۹)

## واقعۂ عجیبہ:

ہارون الرشید کے ایک عامل نے ایک محل اس کے محل کے سامنے بنایا۔ کسی نے ہارون رشید سے اس کی چغلی کر دی۔ اس عامل نے کہا۔ اے امیر المؤمنین! سخی کو یہ بات پسند آتی ہے کہ وہ اپنی نعمت کا اثر دیکھے میں نے چاہا کہ آپ کو میں آپ کے احسان پر نگاہ ڈلوا کر خوش کروں ہارون الرشید کو اس کی یہ بات بہت پسند آئی۔

شانِ نزول: ایک قول یہ بھی ہے کہ ان یہود کے متعلق اتری جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف تورات میں چھپائی تھی۔

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے) جس کے ساتھ ان کی تذلیل کی جائے گی۔

آیت ۳۸: وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ (اور وہ لوگ جو اپنے مال لوگوں کو دکھلاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں)

نحو: یہ یبخلون پر عطف ہے یا کافرین پر۔ رِئَآءَ النَّاسِ اس کا مفعول لہٗ ہے۔ رِئاء کا مطلب فخر کے لئے تا کہ ان کو بڑا سخی کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے نہیں۔ اس سے مراد منافقین یا مشرکین مکہ ہیں۔

وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا (وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور جس کا شیطان دوست ہو پس وہ بہت برا دوست ہے) اس لئے کہ وہ ان کو بخل اور ریا کاری اور دیگر بداعمالیوں پر آمادہ کرتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ یہ وعید ہے۔ پھر مطلب یہ ہے کہ شیطان کو آگ میں ان کا قرین بنایا جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تفسیر آیت ۳۹:

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ (ان کا کیا نقصان ہوتا اگر یہ اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان لے آتے اور اس میں سے خرچ کرتے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو رزق دیا ہے) ان کے ایمان پر کیا وبال پڑتا۔ اور انفاق فی سبیل اللہ پر کیا بوجھ پڑتا۔ دراصل اس انداز سے ان کی مذمت و توبیخ کی گئی ہے۔ ورنہ تو ہر منفعت اور مصلحت اس میں یہی حکم رکھتی ہے۔ یہ اسی طرح بات ہے جیسے نافرمان بیٹے کو کہا جائے۔ اگر تو نیک ہوتا تو تیرا کیا نقصان تھا؟ اور یہ بات معلوم ہو چکی کہ نیکی میں تو کوئی مضرت نہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ توبیخ و مذمت ہے۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا (اللہ تعالیٰ ان کو خوب جاننے والے ہیں) اس جملہ میں کافروں کو دھمکی ہے۔

آیت ۴۰: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ کے برابر ظلم کرنے والے نہیں)

## ذرّہ کی تحقیق:

ذَرَّةٌ۔ اصل میں چھوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے اپنا ہاتھ مٹی میں داخل کیا۔ پھر اس کو اوپر اٹھایا پھر اس میں پھونک ماری پھر فرمایا۔ کہ ان میں سے ہر ایک ذرہ ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ دھول اور اڑتے غبار کا ہر جزء ذرہ ہے۔

وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً (اور اگر ذرہ بھر نیکی ہوگی) مثقال کی ضمیر مؤنث لائی گئی۔ کیونکہ اس کی نسبت حسنة مؤنث کی طرف ہے۔

## نحو و قراءت:

نحو : حجازی 'کَانَ' کو تامہ قرار دیتے ہیں۔ تکن کی نون کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا۔ يُّضٰعِفْهَا (وہ اس کا ثواب کئی گنا کر دے گا)۔

قراءت: مکی و شامی قراء نے يُضَعِّفْهَا پڑھا ہے۔ وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا (اسے اجر عظیم عنایت فرمائیں گے) یعنی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اس نیکی کرنے والے کو بہت بڑا اجر عنایت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جس اجر کو خود عظیم فرمایا اس کی مقدار کو کون جانتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دنیا کے سامان کو متاع قلیل کہا۔

## ردِ معتزلہ:

اس میں معتزلہ فرقہ کی تردید ہے کہ جنہوں نے گناہ کبیرہ کے مرتکب کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی قرار دیا خواہ اس کی کتنی ہی نیکیاں کیوں نہ ہوں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾

پس کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ بنائیں گے

يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ

جس دن وہ آگ آرزو کریں گے جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کہ کاش ! ان پر زمین برابر کر دی جاتی

وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ﴿٤٢﴾

اور یہ لوگ اللہ سے کوئی بات بھی نہ چھپائیں گے۔

آیت ۴۱: فَكَيْفَ (ان کفار کا کیا حال ہوگا) خواہ وہ یہود ہوں یا دیگر۔ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ (جبکہ ہر امت سے ہم ایک ایک گواہ حاضر کریں گے) جوان پر ان کی کارکردگی کی گواہی دے گا اور وہ ان کا پیغمبر ہوگا۔

## قیامت کی گواہی:

وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا (اور آپ کو اے محمد ﷺ ان پر بطور گواہ لایا جائے گا) هٰؤلآء کا مشارٌ الیہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات ہے۔

شَهِيدًا یہ حال ہے۔ یعنی شاہد کے طور پر لایا جائے گا۔ کہ آپ ایمان لانے والے اور کفر اختیار کرنے والے اور منافقت اختیار کرنے والوں پر گواہ ہونگے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سورۃ نساء تلاوت کی جب میں وجئنا بك علی هؤلاء شهيداً پر پہنچا تو رسول اللہ ﷺ پر گریہ طاری ہوا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا حسبنا احمد ۳۸۰ جلد ا بخاری ۴۵۸۲

آیت ۴۲: يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ (اس دن کافر چاہیں گے اور وہ جنہوں نے رسول کی نافرمانی کی کاش وہ پیوندِ زمین ہو جائیں)

## قراءت ونحو:

یومئذ۔ ظرف ہے یود الذین کا تَسَوّٰی تا مفتوحہ اور تخفیف سین اور امالہ کے ساتھ اصل میں تتسوی ہے یہ حمزہ وعلی رحمہما اللہ نے پڑھا۔ تَسَّوّٰی۔ تا کا سین میں ادغام کر کے مدنی وشامی رحمہما اللہ نے پڑھا ہے۔

وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا (اور اللہ تعالیٰ سے وہ کوئی بات نہ چھپا سکیں گے) یہ جملہ مستانفہ ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے چھپانے کی قدرت نہ پائیں گے۔ کیونکہ ان کے جوارح خود ان پر گواہ ہونگے۔

شانِ نزول: ابوداؤد، ترمذی و حاکم میں ہے۔ کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے دوستوں کے لئے کھانا تیار کرایا۔ یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا

اے ایمان والو! اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو نماز کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ تم جان لو

مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ

کہ کیا کہہ رہے ہو، اور نہ اس حالت میں نماز کے پاس جاؤ جبکہ تم پر غسل فرض ہو، مگر یہ کہ راستہ گزرنے والے ہو یہاں تک کہ تم غسل کرلو۔ اگر تم مریض

مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ

ہو یا تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کی جگہ سے آیا ہو یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ

پھر پانی نہ پاؤ تو ارادہ کرو پاک مٹی کا۔ سو مسح کر لو اپنے چہروں کا اور ہاتھوں کا

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

بے شک اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا مغفرت فرمانے والا ہے۔

ان دنوں کی بات ہے جب شراب مباح تھی۔ انہوں نے کھایا پیا۔ پھر ایک کو اپنے میں سے نماز کے لئے آگے کر دیا۔ تاکہ مغرب کی نماز پڑھائے۔ اس نے قل یٰایها الکافرون کو لا اعبد کی بجائے اعبد اورانتم عابدون کو بھی لا کے بغیر پڑھا۔

آیت ۴۳: پس یہ آیت اتری: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (اے ایمان والو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو۔ یہاں تک کہ جانو۔ جو کچھ تم کہتے ہو) یعنی نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ تقولون کا مطلب تقرء ون ہے۔

## نشہ میں کلمۂ کفر کا حکم:

مَسْئَلَہ: اس میں دلیل ہے کہ نشے والے کا ارتداد ارتداد شمار نہ ہوگا کیونکہ لفظ لا کو گرا کر سورۂ کافرون کا پڑھنا کفر ہے۔ حالانکہ ان پر کفر کا حکم نہیں لگایا گیا۔ بلکہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے خطاب فرمایا۔ اور آنحضرت ﷺ نے بھی ان کے اور ان کی ازواج کے درمیان تفریق کا حکم نہیں دیا۔ اور نہ تجدید ایمان کا حکم دیا۔ کیونکہ امت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ جس کی زبان پر کفر غلطی سے جاری ہوا۔ اس پر کفر کا حکم نہ لگایا جائے گا۔

وَلَا جُنُبًا (اور نہ اس حال میں کہ تم جنابت سے ہو) نحو: اس کا عطف انتم سکاریٰ پر ہے۔ جملہ محلاً منصوب ہے حال ہونے کی وجہ سے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ لا تقربوا الصلوٰۃ سکاری ولا جنبا یعنی جنابت کی حالت میں نماز نہ پڑھو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## جنب کی تفصیل:

اَلْجُنُبُ: کالفظ واحد وجمع کے لئے اور مذکر ومؤنث کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے کیونکہ یہ اسم ہے جو مصدر اَلْاِجْنَاب کی جگہ استعمال ہوا ہے۔

## مسجد اور جنابت:

اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ (مگر یہ کہ تم (مسافر ہو) راستہ عبور کرنے والے ہو) یہ جنباً کی صفت ہے تقدیر عبارت یہ ہے لا تقربوا الصلوة جنباً غیر عابری سبیل یعنی جنبا مقیمین غیر مسافرین۔ یہاں جنب سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے حاجت غسل کے باوجود غسل نہ کیا ہو۔

حَاصِل کلام: یہ ہوا لاتقربوا الصلاة غیر مغتسلین۔ تم نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم غسل نہ کرنے والے ہو۔ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا (یہاں تک کہ تم غسل کرلو) یعنی مگر یہ کہ تم مسافر ہو اور پانی نہ پانے والے ہو تیمم کرنے والے ہو۔ آیت میں تیمم کرنے والے کو مسافر کہا۔ کیونکہ مسافر کی عام حالت بغیر پانی کے ہوتی ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

البتہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ لا تقربوا الصلوة تم نماز کے مقامات کے قریب نہ جاؤ۔ یعنی مساجد و لا جنبا کا مطلب تم مسجد کے قریب جنابت کی حالت میں مت جاؤ۔ الا عابری سبیل مگر راستہ عبور کرنے کی غرض سے۔ جنابت والے کے لئے مجبوری کی حالت میں مسجد میں سے گزرنا جائز ہے۔ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ (اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے ہو کر آیا ہو)

الغائط۔ نشیبی زمین کو کہتے ہیں۔ وہ قضائے حاجت کے لئے نشیبی جگہوں میں جاتے تھے۔ پس وہ بول کر حدث سے فراغت کا کنایہ کر دیا۔ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ (یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو) یعنی ان سے قربت کی ہو۔ حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے یہی تفسیر مروی ہے۔

## پانی نہ پانے کی حدود:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً (پس تم پانی نہ پاؤ) یعنی اس کے نہ ہونے یا دور ہونے کی وجہ سے استعمال پر قدرت نہ رکھتے ہو۔ یا اسی طرح عدم قدرت میں پانی تک پہنچنے کے آلہ کا نہ پانا اور سانپ، درندہ، دشمن وغیرہ کا پانی کے پاس ہونے کی وجہ سے پانی تک نہ پہنچ سکنا شامل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## شرط میں چار اشیاء:

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا (پس تم پاکیزہ مٹی سے تیمم کرو) چار چیزیں شرط کے تحت داخل ہیں نمبر۱ مریض۔ نمبر۲۔ مسافر۔ نمبر۳۔ بے وضو۔ نمبر۴۔ بے غسل۔ فا، جزاء کی لا کر تیمم کا امر فرمایا جو کہ تمام سے متعلق ہے۔

مَسْئَلَہ: جب مریض پانی نہ پائے خواہ حرکت نہ کر سکنے اور پانی تک نہ پہنچنے میں عاجزی کی وجہ سے اور مسافروں سے پانی دور ہونے کی بناء پر ان کی دسترس سے باہر ہو۔ اور بے وضو اور جنابت والے جب پانی نہ پائیں تو ان کو تیمم درست ہے۔

## معنیٰ صعید:

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں، صعید۔ سطح زمین کو کہتے ہیں۔ خواہ مٹی ہو یا اور کچھ اگر سخت چٹان ہو جس پر مٹی کا نشان بھی نہ ہو اسی پر تیمم کے لئے ضرب مار کر ہاتھ اور چہرے پر پھیر لیا تو تیمم سبب طہارت بن گیا۔ اور مِن کا حرف سورۂ مائدہ میں تبعیض کے لئے نہیں بلکہ ابتدائے غایت کے لئے ہے۔ طیب کا معنی طاہر ہے۔

قراءت: لمستم پڑھا حمزہ اور علی رحمہما اللہ نے۔ فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ (تم مل لو اپنے چہروں اور بازوؤں پر) وجوھکم کی با بعض نے زائد قرار دی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا (بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے) رخصت و آسانی عنایت فرما کر۔ غَفُوْرًا (بخشنے والے ہیں) خطاؤں اور تقصیرات کو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ

کیا تو نے ان لوگوں کو دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا وہ گمراہی کو خریدتے ہیں

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ

اور یہ ارادہ کرتے ہیں کہ تم راہ سے بھٹک جاؤ، اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جاننے والا ہے

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا

اور اللہ کافی ہے ولی ہونے کے اعتبار سے اور اللہ کافی ہے مددگار ہونے کے اعتبار سے، جو لوگ یہودی ہیں

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا

ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کلمات کی تحریف کرتے ہیں ان کی جگہوں سے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نہیں مانیں گے

وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ

اور کہتے ہیں کہ سن لے اس حال میں کہ تو سننے والا نہ ہو، اور اپنی زبانوں کو موڑتے ہوئے اور دین میں طعن کرتے ہوئے لفظ رَاعِنَا کہتے ہیں

وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

اور اگر وہ یوں کہتے کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور آپ سن لیجئے اور ہم پر نظر فرمایئے تو ان کے لئے بہتر

وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

ہوتا اور درست ہوتا اور لیکن اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی سو وہ ایمان نہیں لائیں گے مگر تھوڑے سے آدمی،

## اَلَمْ تَرَ کے معنی کی وضاحت:

آیت ۴۴: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ ( کیاتم نے ان لوگوں کی حالت کی طرف نظر نہیں کی جن کو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا) الم تر میں نمبرا۔ رؤیت قلب مراد ہے۔ اور رؤیت پر الی لا کر۔ اَلَمْ ينته علمك اليهم کے معنی میں کر دیا گیا۔ کیا تمہارا علم ان تک نہیں پہنچا۔ نمبر۲۔ الم تر بمعنی الم تنظر ہے کیا تم نے غور نہیں کیا ان کی طرف۔ نصیبًا کا معنی تورات کا تھوڑا سا علم مراد اس سے احبار یہود ہیں۔

يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ (وہ گمراہی کو ہدایت کے بدلہ میں لیتے ہیں) مراد اس سے ان کا نبوت رسول اللہ ﷺ پر واضح دلائل قائم ہو جانے کے بعد بھی یہودیت پر اصرار کرنا ہے۔ حالانکہ وہ جان چکے ہیں کہ آپ وہ النبی العربی ہیں جن کی خوش خبری تورات



BestUrduBooks.wordpress.com

وانجیل میں دی جا چکی ہے اور وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِیْلَ (وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم راستہ سے گمراہ ہو جاؤ) تضلوا کی ضمیر کا مرجع مؤمن ہیں اور السبیل سے مراد اسلام کا حق والا راستہ ہے۔ یعنی وہ تمہیں بھی گمراہ دیکھنا چاہتے ہیں جیسے وہ خود گمراہ ہوئے۔

## تفسیر آیت ۴۵:

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِکُمْ (اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں) اسی نے تمہیں ان کی دشمنی کی اطلاع دی ہے اپنے معاملات میں ان سے کوئی مشورہ مت طلب کرو۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا (اللہ تعالیٰ تمہارا پورا کارساز ہے) وہ کارسازی کر کے تمہیں نفع پہنچائے گا۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیْرًا (وہ اللہ پورا پورا مددگار ہے) ان کے ضرر کو دفع کریگا پس اس کی مدد و نصرت پر یقین کرو ان کی مکاریوں سے بچانے کیلئے۔

یا ان کی کچھ بھی پرواہ مت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ان کے خلاف نصرت کرے گا اور ان کی مکاریوں کیلئے کافی ہو جائے گا۔

نحو: وَلِیًّا اور نصیرًا یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہیں یا پھر حال ہیں۔

آیت ۴۶: مِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ (کچھ یہود تبدیل کرتے ہیں کلمات (تورات) کو اس کے مقامات سے)۔

## ایک نحوی تحقیق:

نحو: نمبر ۱۔ یہ الذین اوتوا الکتاب کا بیان ہے۔ یا نمبر ۲۔ اعدائکم کا بیان ہے اور درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ یا نمبر ۳۔ نصیرًا کے متعلق ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے ینصرکم من الذین ھادوا جیسا کہ دوسری آیت میں ہے: وَنَصَرْنٰہُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا [الانبیاء:۷۷]

نمبر ۴۔ محذوف سے متعلق ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ من الذین ھادوا قوم یحرفون الکلم۔ پس قوم مبتداء اور یحرفون اس کی صفت اور من الذین ھادوا اس کی خبر مقدم۔ اس صورت میں موصوف قوم کو حذف کر کے اس کی صفت موضحہ یحرفون الکلم کو اس کے قائم مقام کر دیا۔

## تحریفِ مواضع کی مثال:

یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ (وہ کلمات کو ان کے مقامات سے بدل دیتے) یحرفون کا معنی پھیرنا اور زائل کرنا ہے۔ کیونکہ وہ ان کو بدل کر ان کی جگہ دیگر کلمات رکھ دیتے تو گویا ان کے اپنے مقامات سے پھیر دیتے۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کو رکھا تھا۔ اور اس سے زائل کر دیتے۔ اس تحریف کی مثال آپ کی تعریف میں یہ کلمہ تھا۔ اسمر ربعة مناسب قد سیاہی سفیدی مائل۔ انہوں نے بدل کر گندم گوں طویل القامت کر دیا۔

اس آیت میں عن مواضعہ کے الفاظ ہیں۔ اور مائدہ۔ ۴۱ میں من بعد مواضعہ ہے۔ دونوں میں فرق: عن مواضعہ کا مطلب یہ ہے کہ ان کلمات کو ان مقامات سے ہٹاتے جہاں حکمت الٰہیہ کے مطابق ان کو رکھا گیا تھا۔ اس کا مقصد اپنی شہوات کی



BestUrduBooks.wordpress.com

اتباع ہے۔اور من بعد مواضعه کا مطلب یہ ہے کہ وہ کلمہ ایسے مقام پر رکھتا جہاں رکھنا زیادہ مناسب تھا۔جب انہوں نے اس کی تحریف کی تو اس لفظ کو چھوڑ دیا تو وہ اس مسافر کی طرح بن گیا۔جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔اپنے ان مخصوص مقامات کے بعد۔ دونوں معانی قریب ہی ہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (اور وہ کہتے ہیں ہم نے سنا آپ کا قول اور نافرمانی کی آپ کے حکم کی) دوسرا قول یہ بھی ہے کہ وہ عصینا آہستہ کہتے۔وَاسْمَعْ (تو سن ہماری بات)۔

## کلمۂ مدح وقدح:

غَيْرَ مُسْمَعٍ (نہ سنائے جاؤ) یہ مخاطب سے حال ہے۔تقدیر کلام یہ ہے۔اسمع و انت غیر مسمع۔یہ کلمہ دوطرفیں رکھتا ہے۔مذمت و مدح۔مذمت اس طرح۔نمبر۱۔تو ہم سے سن ہم تمہیں بددعا دے رہے ہیں لا سمعت کی کیونکہ اگر ان کی بدؤعا قبول ہو تو کچھ نہ سنتے۔اس لئے کہ اصم غیر مسمع ہوتا ہے۔انہوں نے یہ بات اس بات پر اعتماد کرتے ہوئے کہی کہ ان کا قول لا سمعت مقبول بددعا ہے۔نمبر۲۔تو سن تمہیں ایسا جواب نہ دیا جائے جس کی طرف تم بلاتے ہو مطلب یہ ہے کہ کبھی موافق جواب نہ سننے پاؤ۔گویا کہ تم نے کچھ سنا ہی نہیں۔نمبر۳۔تم سنو پسندیدہ بات، نہ سنائے جاؤ۔کیونکہ تمہارے کان اس کو سننا پسند نہیں کریں گے۔

مدح کا احتمال بھی ہے۔کہ تم سنو اور ناپسندیدہ بات نہ سنائے جاؤ یہ اس محاورہ سے نکلا ہے۔اسمع فلان فلانا۔فلاں نے فلاں کو خوب جلی کٹی سنائیں۔

### مراد راعنا:

وَرَاعِنَا (تو ہماری رعایت کر) نمبر۱۔راعنا میں یہ احتمال بھی ہے کہ تو ہمارا انتظار کرتا کہ ہم تجھ سے بات کریں۔اور نمبر۲۔ عبرانی سریانی کلمے کے مشابہ بھی ہو سکتا ہے۔جس سے وہ گالی دیتے تھے وہ "راعینا" ہے۔وہ اس سے دین کا مذاق اڑاتے اور رسول اللہ ﷺ سے تمسخر کرتے یہ ذو معنیین (دونوں معنوں کا احتمال رکھنے والا) کلام کر کے گالی اور توہین مراد لیتے اور ظاہر کرتے کہ وہ توقیر و اکرام کر رہے ہیں۔

## حق کو باطل کی طرف موڑنا:

لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ (اپنی زبانوں کو موڑ کر) یعنی بل دے کر اور تبدیل کر کے۔نمبر۱۔مطلب یہ ہے کہ اپنی زبانوں کے ساتھ حق کو باطل کی طرف موڑتے۔اس طرح کہ انظرنا کی بجائے راعنا کہتے اور لا سمعت مکروھًا کی بجائے غیر مسمع کہتے۔نمبر۲۔اپنی زبانوں کو بل دے کر بطور منافقت اس طرف موڑتے جو گالی و برائی ان کے باطن میں چھپی تھی۔وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ (اور دین میں طعنہ زنی کی خاطر) اس سے مراد ان کا وہ قول ہے کہ اگر یہ سچے پیغمبر ہوتے تو ضرور یہ اطلاع دیتے اس اعتقاد کی جو ہمارے باطن میں ہے۔وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (کاش وہ سمعنا اور اطعنا کے لفظ کہتے) اور عصینا نہ کہتے اور واسمع کہتے اور اس کے ساتھ غیر مسمع نہ ملاتے اور انظرنا کہتے راعنا نہ کہتے۔لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (تو اس کا کہنا



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ

اے وہ لوگو! جن کو کتاب دی گئی ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا جو اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو تمہارے پاس ہے۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا

اس سے پہلے کہ ہم چہروں کو مٹا دیں پھر ان کو الٹی جانب کی طرح بنا دیں یا ان پر لعنت کر دیں جیسا

لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝٤٧ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ

کہ ہم نے ہفتہ کے دن والوں پر لعنت کی، اور اللہ کا حکم پورا ہو کر ہی رہتا ہے۔ بے شک اللہ اس کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک

بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى

کیا جائے اور اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے بخش دے گا اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اس نے بہت

اِثْمًا عَظِيْمًا ۝٤٨

بڑے جرم کا ارتکاب کیا۔

ان کے حق میں بہتر ہوتا) یعنی ان کی یہ بات اللہ تعالیٰ کے ہاں پسند ہوتی۔ وَاَقْوَمَ (اور زیادہ عدل و انصاف والی ہوتی) وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ (اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے باعث ان پر لعنت کی) اور ان کے کفر اختیار کر لینے کی وجہ سے رحمت سے دور پھینک دیا۔ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (پس بہت تھوڑے ان میں سے ایمان لائیں گے) ان میں سے بعض حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسے حضرات مسلمان ہوئے۔ نمبر۲۔ یہ اتنا کمزور ایمان رکھتے ہیں جو نا قابل اعتبار ہے اور یہ کہ بعض پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں اور دوسری کتابوں سے انکار کرتے ہیں۔

آیت ۴۷: جب وہ ایمان نہ لائے تو یہ آیت اتری: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا (اے اہل کتاب تم ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا) نزلنا سے مراد قرآن ہے۔ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (وہ تصدیق کرنے والا ہے، اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے) مراد تورات ہے۔

## طمس وجوہ کا معنی:

مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا (اس سے پہلے کہ ہم چہروں کو بالکل مٹا ڈالیں) یعنی عین' ابرو' ناک' منہ کے نشانات کو مٹا ڈالیں۔ فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ (اور ہم ان کو گدی کی طرح کر دیں) کہ نشان مٹ کر وہ بھی گدی کی طرح سپاٹ ہو جائیں فا اس میں سببیہ ہے اور فا تعقیب کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ کہ ان کو دو سزاؤں سے ڈرایا گیا جن میں ایک دوسرے کے بعد آئے گی ان



BestUrduBooks.wordpress.com

چہروں کا پشت کی طرف پھیرنا مٹانے کے بعد ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم چہروں کو مٹادیں اور چہروں کو پشت کی طرف پھیر دیں۔ اور گدی کو اگلی طرف یہ بھی کہا گیا کہ طمس سے مراد تبدیل کرنا اور بدلنا ہے۔ جس طرح قبطیوں کے اموال کو پتھر بنادیا اور وجوہ سے ان کی وجاہت اور سرداری مراد ہو یعنی اس سے قبل کہ ان کے باوجاہت لوگوں کے حالات بدل ڈالیں اور ان کی ترقی چھین کر ذلت اور وجاہت کو پستی سے بدل دیں۔

## دو میں سے ایک عذاب:

اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ (یا ان پر ہم لعنت کریں جیسا ہم نے ہفتہ والوں پر لعنت کی) یعنی ان کو مسخ کر کے رسوا کریں جیسا ہفتے والوں کو مسخ کیا۔ھم ضمیر وُجُوہ کی طرف راجع ہے اگر اس سے مراد صاحب وجاہت ہوں۔ یا ضمیر الذین اوتوا الکتاب کی طرف لوٹتی ہے۔ بطریق التفات۔ اور یہ وعید اس وقت ان سے متعلق ہوتی جب کہ کوئی بھی ان میں سے ایمان نہ لاتا۔ حالانکہ بعض ایمان لا چکے جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے اس وقت آیت سنی جبکہ وہ شام سے لوٹ رہے تھے۔ وہ گھر جانے سے قبل ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہوگئے اور کہنے لگے۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ میں اپنے گھر بھی پہنچ سکوں گا۔ اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ میرے چہرے کو مسخ کردے۔

نمبر۲ دوسری تفسیر یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دو باتوں میں سے ایک سے ڈرایا۔ نمبر۱۔ طمس وجوہ۔ نمبر۲۔ لعنت۔ پس اگر طمس نے ان کے سرداروں کے حالات کو بدل دیا پھر دو میں سے ایک بات تو ہوگئی۔ اور اگر ان رؤسا کو نہیں بدلا تو لعنت ان کو پہنچ گئی۔ وہ ہر زبان سے ملعون ہیں۔

نمبر۳۔ یہود کے متعلق اس پیشن گوئی کے پورے ہونے کا قیامت سے قبل انتظار ہے۔ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (اور اللہ تعالیٰ کا حکم ضرور پورا ہو کر رہتا ہے) امر اللہ سے جس کا حکم دیا گیا۔ اور وہ عذاب ہے۔ جس سے ان کو ڈرایا گیا۔ مَفْعُوْلًا یعنی ہر صورت پورا ہوگا۔ اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو دو میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے۔

آیت ۴۸: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ (بیشک اللہ نہ بخشے گا یہ کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے اور بخش دے گا اس کے علاوہ کو) نہ بخشنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر موت شرک پر آگئی۔ ذلك کا مشارٌ الیہ مادون الشرك ہے۔ خواہ کبیرہ بدون توبہ ہو۔

## شرک مغفور بالتوبہ:

الحاصل: شرک مغفور بالتوبہ ہے۔ اور جو توبہ نہ کرے مگر گناہ شرک کے علاوہ ہوں تو اس سے بخشش کا وعدہ ہے۔ مطلب یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ بخشے گا اس کو جو شرک کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ مشرک ہے۔ اور گنہگار کو گناہ ہونے کے باوجود بخش دے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور اس کی غلطیاں اس کو نقصان نہ دیں گی۔ (احمد ص: ۳۶۲ جلد ۲)



BestUrduBooks.wordpress.com

## محبوب ترین آیت:

لِمَنْ يَّشَآءُ (جس کے لئے وہ چاہے گا) یہ مشیت کی قید آیت کو اس کے عموم سے نہیں نکالتی۔ جیسا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ (الشوریٰ:۱۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ محبوب آیت میرے لئے یہ ہے۔ (اس لئے کہ اس میں مغفرت الٰہی کی بہت بڑی امید دلائی گئی ہے)۔

## معتزلہ کا قول اور اس کا جواب:

یہ مَادُوْنَ کی مغفرت کا وعدہ توبہ کے ساتھ معلق ہے۔ مگر یہ باطل بات ہے۔ کیونکہ کفر تو مغفور عنہ توبہ کے ساتھ اس آیت سے ہے۔ قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفرلھم ما قد سلف۔ الانفال۔ ۳۸۔ پس اس سے کم درجہ کے گناہ تو توبہ سے بخشے جانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ حالانکہ یہ آیت زیر تفسیر ان دونوں چیزوں کے مابین فرق کیلئے اتاری گئی ہے۔ اور وہ اسی طرح ہو سکتی ہے جیسا ہم نے کہا۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا (جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے گا پس اس نے بہت بڑا طوفان باندھا) اس نے ایسا بڑا جھوٹ بنایا ہے جس سے دردناک عذاب کا حقدار بن گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ أَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنی جانوں کو پاکیزہ بتاتے ہیں، بلکہ اللہ جس کو چاہے پاکیزہ بناتا ہے اور لوگوں پر

يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا

کھجور کی گٹھلی کے تاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ دیکھو یہ لوگ اللہ پر کیسے جھوٹ باندھتے ہیں اور ان کا یہ افتراء صریح گناہ

ع ۸ ۷ مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ

ہونے کے لئے کافی ہے۔ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا، وہ مانتے ہیں بتوں کو

وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ

اور شیطان کو، اور کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لائے ان کے نسبت یہ کافر

اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ

زیادہ راہ راست پر ہیں ایسا کہنے والے وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جس پر اللہ لعنت کردے تو اس کے لئے

تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ

کوئی مددگار نہ پائے گا۔ کیا ان لوگوں کا ملک میں کچھ حصہ ہے سو ایسی صورت میں لوگوں کو وہ

النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾

ذرا سی چیز بھی نہ دیتے۔

آیت ۴۹: یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے یہود و نصاریٰ میں سے اپنے آپ کو پاک قرار دیا کہ ہم تو انبیاء علیہم السلام کے بیٹے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور کہا ہمارے سواء جنت میں کوئی نہ جائے گا۔

**اللہ کا تزکیہ معتبر ہے:**

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ (کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر غور نہیں کیا جو اپنے آپ کو پاک قرار دیتے ہیں) اس میں تمام ایسے لوگ شامل ہیں جو اپنے طور پر پاک باز بنتے ہیں اور اپنے عمل کی پاکیزگی سے اپنے نفس کو موصوف قرار دیتے ہیں۔ اور اطاعت و تقویٰ کے اضافہ سے نفس کو متصف مانتے ہیں۔ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ (بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں پاک کرتے ہیں) اس میں یہ بات بتلائی کہ اللہ تعالیٰ کا تزکیہ ہی قابل اعتبار ہے۔ کسی دوسرے کا تزکیہ معتبر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی



BestUrduBooks.wordpress.com

اہل تزکیہ کو جاننے والے ہیں۔اسی طرح کی دوسری آیت سورۃ النجم ۳۲ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی کہ اپنے کو پاک مت قرار دو۔وہ متقین کو خوب جانتا ہے۔وَلَا يُظْلَمُوْنَ (ان پر ظلم نہ کیا جائے گا) یعنی جو لوگ اپنے آپ کو پندار میں پاک قرار دیتے ہیں۔ان کو ان کے پاک قرار دینے پر پوری سزا دی جائے گی یا جن کو وہ چاہے گا ان کی پاکیزگی پر ثواب دیا جائے گا اور ان کے ثواب میں کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔فَتِيْلًا (بٹے ہوئے دھاگے کی مقدار) الفتیل ہاتھوں سے میل کی مروڑی بنانا۔

آیت ۵۰: اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ (غور کرو۔یہ کس طرح اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں) اپنے خیال کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پاکیزہ ہیں۔وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا (اس افتراء کا کھلا گناہ ہونا ظاہر ہے) یعنی ان کے تمام گناہوں میں یہ تزکیہ والا زعم گناہ ہونے کے اعتبار سے کافی ہے (کسی دلیل کا محتاج نہیں)

آیت ۵۱: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ (کیا تم نے غور کیا ان لوگوں کی حالت پر جن کو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا) یعنی یہود يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ (وہ بتوں پر ایمان لاتے ہیں) الجبت ہر وہ چیز جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے۔وَالطَّاغُوْتِ (اور شیطان) وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا (اور وہ کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ ایمان والوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں) اس کا واقعہ اس طرح ہے حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف دونوں یہود کی سردار ایک یہودی جماعت کے ہمراہ مکہ گئے۔تاکہ قریش سے رسول اللہ ﷺ کے خلاف لڑنے کا معاہدہ کریں۔انہوں نے کہا۔تم اہل کتاب ہو۔اور محمد ﷺ کے تم زیادہ قریب ہو اور وہ ہماری نسبت تم سے قریب تر ہیں۔ہمیں تمہارے اس فریب پر اعتبار نہیں۔بس ایک صورت ہے کہ تم ہمارے معبودوں کو سجدہ کرو تو ہم تم پر اعتبار کر لیں گے۔انہوں نے بتوں کو سجدہ کیا۔پس جبت و طاغوت پر ایمان لانا اسی بات کو قرار دیا گیا کیونکہ اصنام کو سجدہ ریزی اس کا عملی مظاہرہ تھا۔انہوں نے ابلیس ملعون کی اتباع کی۔

پھر ابوسفیان نے کہا تم بتلاؤ کیا ہم زیادہ ہدایت یافتہ ہیں یا محمد ﷺ تو کعب کہنے لگا۔تم زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔

آیت ۵۲: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ (یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے) کہ ان کو اپنی رحمت سے دور ہٹا دیا ہے۔وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا (جس پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمائیں تم ہرگز اس کے لئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے) کہ جو اپنی مدد سے اس کی نصرت کرے۔

آیت ۵۳: پھر یہود کی بخل و حسد سے ان کی تعریف کی حالانکہ یہ دونوں بدترین خصلتیں ہیں۔وہ اپنے مال کو تو روک کر رکھتے ہیں مگر تمنا اس چیز کے ملنے کی کرتے ہیں جو دوسروں کو ملی۔چنانچہ فرمایا۔اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ

**نحو**: ام۔منقطعہ ہے۔اور ہمزہ استفہام انکاری کے معنی میں ہے۔ہاں ان کے پاس کوئی سلطنت کا حصہ نہیں ہے۔

## یہود کی شدتِ بخل:

فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا (ایسی حالت میں تو یہ لوگوں کو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے) یعنی اگر حکومت کا کچھ حصہ ہوتا۔اہل دنیا کی حکومت یا اللہ تعالیٰ کی مملکت تو پھر بھی یہ شدت بخل کی وجہ سے لوگوں کو ایک معمولی چیز بھی نہ دیتے۔

النقیر وہ گڑھا جو گٹھلی کی پچھلی جانب پایا جاتا ہے۔یہ فتیل کی طرح قلت کی مثال بیان کی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ۚ فَقَدْ اٰتَیْنَآ

کیا وہ لوگوں سے اس چیز پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے، سو ہم نے

اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْھُمْ مَّنْ

آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی اور ہم نے ان کو بڑا ملک عطا کیا۔ سو ان میں سے

اٰمَنَ بِہٖ وَ مِنْھُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْہُ ؕ وَ کَفٰی بِجَھَنَّمَ سَعِیْرًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ

بعض اس پر ایمان لائے اور بعض نے اس سے روگردانی کی۔ اور کافی ہے دوزخ کا دہکتی ہوئی آگ ہونا۔ بلاشبہ

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْھِمْ نَارًا ؕ کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ

جن لوگوں نے ہماری آیات کے ساتھ کفر کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے جب بھی ان کی کھالیں پک جائیں گی

بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ﴿۵۶﴾

تو ہم ان کی کھالوں کے علاوہ ان کی دوسری کھالیں پلٹ دیں گے تاکہ عذاب چکھیں۔ بیشک اللہ زبردست ہے۔ حکمت والا ہے،

آیت ۵۴: اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ (بلکہ یہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے فضل سے دے رکھی ہے) یعنی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حسد کرتے ہیں۔ باوجودیکہ حسد قبیح چیز ہے۔ اور حسد کی وجہ وہ نصرت وغلبہ اور عزت میں اضافہ اور ہر روز کی ترقی تھی (جو ان کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی) فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ (تحقیق ہم نے آل ابراہیم کو کتاب یعنی تورات دی) وَالْحِکْمَۃَ (اور نصیحت) یعنی دین کی گہری سمجھ بوجھ۔

## یہود کو الزامی جواب:

وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا (اور ہم نے اُن کو بہت بڑی بادشاہت دی) یعنی بادشاہت یوسف و داؤد و سلیمان علیہم السلام یہ یہود کو الزامی جواب دیا خود اسی بات سے جس کو وہ جانتے بوجھتے تھے۔ کہ اسلاف محمد ﷺ یعنی آل ابراہیم علیہ السلام کو کتاب، حکمت اور مملکت دی جا چکی۔ اس لئے اگر آج آل ابراہیم کے جلیل القدر فرزند کو نبوت و حکومت اسلاف کے مشابہ دے دی جائے تو اس میں کیا استبعاد ہے۔

آیت ۵۵: فَمِنْھُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِہٖ (پس ان میں سے کچھ تو ایمان لائے) اس پر یعنی یہود میں کچھ لوگوں نے آل ابراہیم والی بات پر یقین کر لیا۔ وَمِنْھُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْہُ (اور کچھ نے اس سے منہ پھیر لیا) باوجودیکہ وہ اس کے صحیح ہونے کا یقین رکھتے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے عنقریب ہم ان کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾

جاری ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان میں ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور ہم ان کو گھنے سائے میں داخل کریں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ

بے شک اللہ جنہیں حکم فرماتا ہے کہ امانت والوں کو امانتیں دے دیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان

النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

فیصلے کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلے کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس چیز کی تمہیں نصیحت فرماتا ہے وہ بہت اچھی ہے۔ بے شک اللہ

سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾

سننے والا دیکھنے والا ہے۔

## دوسری تفسیر:

ان یہود میں سے کچھ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور بعض نے اس نبوت کو اوپرا اقرار دے کر انکار کی ٹھان لی۔
وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا (جہنم کی بھڑکتی آگ ان کے لئے کافی ہے) جو ایمان لانے سے باز رہے۔

## تفسیر آیت ۵۶:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ (بیشک جن لوگوں نے کفر کیا ہماری آیات کے ساتھ عنقریب ہم انکو داخل کرینگے)۔
نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا ۔ (آگ میں۔ ہر دفعہ جب ان کی کھال جل جائے گی۔ تو ہم پہلی کھال کی جگہ دوسری کھال بنا دیں گے) نَضِجت کا معنی جلنا۔ بَدّلنا جلودًا غیرھا کا معنی ان کھالوں کو ان جلی کھالوں سے بدلنا ہے۔ پس تبدیلی اور تغیر دونوں ہیئتوں کے مختلف ہونے کے ساتھ ہوگی، نہ کہ اصل کی تبدیلی کے ساتھ۔ اہل حق کا یہی مسلک ہے۔ فرقہ کرامیہ کا اس میں اختلاف ہے۔ فضیل رحمہ اللہ کہتے ہیں جلی کو ان جلی بنا دیا جائے گا۔ لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ (تا کہ وہ عذاب کو چکھیں) اور عذاب کا ذائقہ ہمیشہ رہے۔ اور منقطع نہ ہو۔ جیسے کسی عزیز کو تم کہتے ہو۔ اعزك الله یعنی اللہ تمہیں عزت میں دوام میسر فرمائیں۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا (بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں) انتقام لے سکتے ہیں۔ کوئی چیز اس کے ارادے کو مجرمین پر نافذ کرنے سے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ حَكِيْمًا (وہ حکمت والے ہیں) اس کام میں جو کافروں کے ساتھ وہ کریں۔
آیت ۵۷: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَهُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

فِيهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ (اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کو جنتوں میں ضرور داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ وہ ان جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لئے وہاں ستھری بیویاں ہونگی) مطھرۃ کا مطلب نجاسات' حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

## خوبصورت سایہ میں داخلہ:

وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا (اور ہم ان کو وسیع سایہ میں داخل کرینگے) ظلیل یہ صفت کا صیغہ ہے جو ظل سے لیا گیا۔ اور اس کے معنی کی تاکید کے لئے لایا گیا۔ جیسا کہتے ہیں۔ لیل الیل۔ طویل رات۔ ظلیل وہ سایہ جو دراز خوبصورت ہو۔ نہ اس میں سوراخ ہو۔ اور ہمیشہ کا سایہ ہو کہ جس کو سورج نہ مٹا سکے اور ایسا سہانا کہ نہ اس میں گرمی ہو نہ ٹھنڈک۔ اور یہ صفات جنت کے سایہ کے علاوہ کسی میں نہیں۔

## تمام فرائض امانتیں:

آیت ۵۸ : پھر حکام کو مخاطب کر کے ادائیگی امانات کا حکم دیا۔ اور عدل کا حکم دیا اپنے اس ارشاد سے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم امانتیں امانت والوں کو ادا کردو) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس حکم میں ان فرائض کی ادائیگی بھی شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ جن کو انسان نے اٹھایا ہے۔ اور حواس کی حفاظت بھی انہیں میں شامل ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں۔ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو) حکمتم کا معنی فیصلہ کرنا۔ العدل کا معنی برابری کرنا اور انصاف کرنا ہے۔

## عثمان رضی اللہ عنہ تو حدیبیہ کے بعد اسلام لا چکے تھے:

دوسرا قول یہ ہے۔ کہ عثمان بن طلحہ بن عبدالدار بیت اللہ کا چابی بردار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کعبہ کی چابی لی۔ جب آیت نازل ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ کہ یہ چابی اس کو واپس کردو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے متعلق قرآن اتارا ہے۔ یہ آیت عثمان کو پڑھ کر سنائی وہ سنتے ہی مسلمان ہو گیا۔ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی کہ چابی برداری عثمان کی اولاد میں ہمیشہ رہے گی۔ (حاشیہ کشاف)

اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ (اللہ تعالیٰ تمہیں بہت اچھی چیز کی نصیحت کرتے ہیں)

## نحو و قراءت:

ما نکرہ منصوبہ موصوفہ ہے یعظکم، سے تقدیر عبارت یہ ہے۔ نعم شیئًا یعظکم بہ۔

نمبر۲۔ ما موصولہ مرفوعۃ المحل۔ مابعد اس کا صلہ۔ تقدیر عبارت یہ ہے نعم الشیٔ الذی یعظکم بہ مخصوص بالمدح محذوف ہے۔ یعنی نعما یعظکم بہ ذاك۔ ذاك کا مشار الیہ ادائیگی امانات اور عدل فی الحکم ہے۔

قراءت: نِعْمَ مدنی اور ابو عمرو نے پڑھا۔ نَعِم شامی اور حمزہ و علی نے پڑھا۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا (بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو



BestUrduBooks.wordpress.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی، اور ان لوگوں کی فرمانبرداری جو اولوالامر ہیں تم میں سے

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

پس اگر تم آپس میں کسی چیز کے بارے میں جھگڑنے لگو تو اس کو لوٹا دو اللہ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تم اللہ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۵۹ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى

اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے اور بہت خوب تر ہے۔ کیا آپ نے

الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ

ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے جو اللہ نے آپ کی طرف نازل فرمایا اور اس پر بھی ایمان لائے جو

اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ

آپ سے پہلے نازل کیا گیا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ شیطان کی طرف اپنا قضیہ لے جائیں حالانکہ

اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۶۰

ان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس کے منکر ہوں، اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو گمراہ کر کے دور کی گمراہی میں ڈال دے۔

سننے والے) بَصِيْرًا (تمہارے اعمال کو دیکھنے والے ہیں)۔

**آیت ربط:**

آیت ۵۹: جب حکام کو ادائیگی امانات اور انصاف سے فیصلے کرنے کا حکم دیا تو لوگوں کو حکم فرمایا کہ وہ ان کی اطاعت کریں۔ فرمایا: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بات مانو۔ پس اگر تم کسی چیز میں تنازع کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو) اولی الامر سے مراد حکام یا علماء ہیں کیونکہ ان کا حکم حکام پر چلتا ہے۔ اگر تم اور حکام کسی دینی امر میں مختلف ہو جاؤ تو اس میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کرو۔

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے سب سے اچھی اور تاویل کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے) ایمان اطاعت کو لازم کرتا ہے نہ کہ نافرمانی کو۔ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ امراء کی اطاعت لازم ہے جبکہ وہ حق کی موافقت کریں۔ جب وہ حق کی مخالفت کریں تو پھر ان کی اطاعت



BestUrduBooks.wordpress.com

نہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق)) (احمد ۴۰۹، جلد ا)

**دلچسپ حکایت:** مسلمہ بن عبدالملک نے ابوحازم کو مخاطب کر کے کہا کیا تمہیں ہماری اطاعت کا حکم نہیں دیا گیا۔ جو اللہ کے اس ارشاد میں ہے و اولی الامر منکم۔

**ابوحازم:** کیا جب تم حق کی مخالفت کرو تو تمہاری اطاعت ختم نہیں ہو جاتی۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے: فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ یعنی قرآن اور رسول آپ کی زندگی میں اور وفات کے بعد آپ کی احادیث کی طرف۔

ذٰلِكَ اس کا مشار الیہ الرّد ہے۔ کتاب و سنت کی طرف لوٹانا۔ خَیْرٌ بہت بہتر ہے۔ جلد ملنے والا ہے۔ وَاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا اور بہت بہتر ہے تاویل کے لحاظ سے۔ یعنی انجام کے لحاظ سے۔

## بشر منافق اور یہودی کا قصہ:

آیت ۶۰: بشر منافق اور یہودی کے درمیان جھگڑا تھا۔ یہودی نے اس کو کہا کہ آؤ نبی اکرم ﷺ سے فیصلہ کروالیں۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آپ رشوت نہیں لیتے۔ منافق نے کہا چلو کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں۔ اس کا مقصد تھا کہ اس کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالے۔ پھر دونوں فیصلہ لے کر حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ مگر منافق راضی نہ ہوا۔ اور کہنے لگا آؤ۔ ہم عمر کے پاس فیصلہ لے جاتے ہیں۔ یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ مگر یہ راضی نہیں ہوا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے منافق کو کہا۔ کیا بات اسی طرح ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں یہاں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے پاس نکل کر آؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار لے کر نکلے۔ اور منافق کی گردن ماردی۔ اور کہا میرا فیصلہ اس کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتا یہی ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ (کیا تم نے ان لوگوں کی حالت کو دیکھا جن کا گمان یہ ہے) جبرئیل علیہ السلام نے کہا عمر نے حق و باطل میں تفریق کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تو فاروق ہے (اسباب النزول للواحدی)

اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ (کہ وہ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو اتاری گئی آپ کی طرف اور وہ جو اتاری گئی آپ سے پہلے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ شیطان کی طرف اپنا فیصلہ لے جائیں)

**نحو:** یریدون۔ یزعمون کی ضمیر سے حال ہے۔

## طاغوت سے مراد کون ہے؟

نمبر ۱۔ طاغوت سے مراد کعب بن اشرف یہودی ہے اس کو طاغوت اس لئے کہا کیونکہ وہ سرکشی میں حد سے بڑھنے والا تھا۔ اور عداوت رسول میں انتہاء کو پہنچا ہوا تھا۔

نمبر ۲۔ اس کو شیطان سے تشبیہ دی۔ نمبر ۳۔ غیر اللہ کی طرف فیصلہ لے جانے کو تحاکم الی الطاغوت قرار دیا اور اس کی دلیل آیت کا اگلا حصہ ہے۔ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (حالانکہ ان کو شیطان کی نافرمانی کا حکم دیا۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو دور کی گمراہی میں مبتلا کر دے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ

اور جب ان سے کہا گیا کہ آ جاؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا اور آ جاؤ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ

تو آپ منافقین کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے ہٹتے ہیں، پس کیا حال ہوگا جب ان کو کوئی مصیبت

مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ

پہنچے ان کے ہاتھوں کے کئے ہوئے کرتوتوں کی وجہ سے پھر وہ آئے آپ کے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں

اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ

کہ ہمارا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ بھلائی کی صورت نکل آئے اور آپس میں موافقت ہو جائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کچھ ان کے دلوں میں ہے

قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا

اللہ اسے جانتا ہے۔ سو آپ ان سے اعراض کیجئے اور ان کو نصیحت کیجئے، اور ان کی ذاتوں کے متعلق ان سے ایسی باتیں کہہ دیجئے جو ان کے حق میں خوب زیادہ

بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ

فائدہ مند ہوں۔ اور ہم نے پیغمبر نہیں بھیجے مگر اسی لئے کہ بحکم خداوندی ان کی فرمانبرداری کی جائے اور جب انہوں نے

اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

اپنی جانوں پر ظلم کیا آپ کے پاس آتے پھر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے

الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

استغفار کرتا تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربانی فرمانے والا پالیتے۔

## ضلال بعید کیا ہے:

یضل سے مراد حق سے ہٹانا۔ ضلال بعید سے مراد موت تک قائم رہنے والی گمراہی ہے۔

## تفسیر آیت ۶۱:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ (جب منافقین کو کہا جاتا ہے) تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ (آؤ فیصلہ کرانے کے لئے اس



BestUrduBooks.wordpress.com

حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے اتارا اور رسول کی طرف) رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا (تم دیکھو گے کہ منافقین تم سے رکتے ہیں رکنا) یعنی وہ آپ سے اعراض کر کے دوسرے کی طرف جاتے ہیں۔ تا کہ اس کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرا لیں۔

آیت ۶۲: فَکَیْفَ (پس ان کا کیا حال ہوگا) اور یہ کیا کچھ کر رہے ہیں۔ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ (جب ان کو کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے) یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بشر کا قتل۔ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ (جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا) یعنی تمہارے سواء اور کسی کے پاس فیصلہ لے گئے اور فیصلے میں آپ پر بے انصافی کی تہمت لگائی۔ ثُمَّ جَآءُوْکَ (پھر آپ کے پاس مقتول کے منافقین ساتھی آئے) یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِیْقًا (اس حال میں کہ وہ اللہ کی قسمیں اٹھا رہے ہیں کہ ہم نے تو آپ کے علاوہ دوسرے کے ہاں فیصلہ لے جا کر بھلائی اور متخاصمین کے درمیان موافقت کا ارادہ کیا) برائی اور آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی آپ کے فیصلہ پر ناراضگی ظاہر کی ہے۔

نحو : کیف میں استفہام تعجبی ہے۔ یحلفون باللّٰہ حال ہے۔

## منافقین کو وعید:

در حقیقت یہ ان کے فعل پر وعید ہے۔ کہ وہ عنقریب شرمندہ ہونگے۔ جبکہ ان کو شرمندگی کچھ کام نہ آئے گی۔ اور نہ معذرت فائدہ دے گی۔

ایک قول یہ ہے کہ منافق کے رشتہ دار اس کے خون کا مطالبہ لے کر آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس خون کو رائیگاں قرار دیا۔ اور کہنے لگے ہم تو عمر کے پاس فیصلہ لے کر اس لئے گئے تھے۔ کہ وہ عادلانہ فیصلہ سے ہمارے ساتھی پر احسان کریں اور اس کے اور اس کے مخالف کے درمیان موافقت کروا دیں۔ ہمارے دل میں یہ خیال تک بھی نہ تھا کہ وہ ایسا فیصلہ کر ڈالیں گے جو انہوں نے کر دیا۔

آیت ۶۳: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰہُ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ (یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو ان کے دلوں میں ہے) یعنی منافقت۔ فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ (آپ ان سے اعراض فرمائیں)۔ وَعِظْھُمْ وَقُلْ لَّھُمْ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَوْلًام بَلِیْغًا (اور ان کو نصیحت کریں اور ان کو ان کے متعلق مؤثر بات کہیں)

## اعرض کا مفہوم:

اَعْرِضْ کا مطلب۔ نمبر ۱۔ ان کا عذر قبول کرنے سے اعراض کریں۔ اور ڈانٹ ڈپٹ اور انکار کے ساتھ ان کو نصیحت کریں۔ اور ان کو نصیحت کرنے میں تخویف و انذار میں خوب مبالغہ کریں۔ یا نمبر ۲۔ انجام سے اعراض کریں اور عتاب سے نصیحت کریں اور ان کی اس حرکت کے متعلق آپ کے دل میں جو آخری نصیحت ہے وہ ان کو کریں۔ اور بلاغت کا قاعدہ ہے کہ اپنی زبان سے اس حقیقت کو پہنچے جو ان کے دل و جنان میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : فی انفسھم یہ قل لھم سے متعلق ہے۔ ای قل لھم فی انفسھم الخبیثۃ وقلوبھم المطویۃ علی النفاق۔ ان کے خبیث نفوس اور نفاق پر لپٹے ہوئے دل کے اندر اترنے والی بات کہیں۔ قولاً بلیغاً پوری بات جو ان تک پہنچ جائے اور ان میں اثر انداز ہو۔

آیت ۶۴: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول کبھی بھی مگر اس لئے تا کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ تعالیٰ کے اذن سے) باذن اللّٰہ کا مطلب۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت کی توفیق بخشی اور اس میں آسانی فرمائی۔ نمبر۲۔ اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کی اجازت دی۔ اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مبعوث پیغمبر کے بارے میں حکم دیا کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دینے والا ہے۔ پس اس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ (اور جبکہ انہوں نے طاغوت کے پاس فیصلہ کرانے کیلئے جانے کے سبب اپنے نفسوں پر ظلم کر لیا تھا) جَآءُوْكَ (آپ کے پاس آ جاتے) نفاق سے سچی توبہ کر کے اور رسول ﷺ کی مخالفت کرنے کی معذرت کر لیتے۔ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ (پھر نفاق شقاق سے سچی توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیتے) وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ (اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے استغفار کرتے) ان کی معافی کی سفارش کر کے لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا (وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا) رَّحِيْمًا (مہربان پاتے)۔

نحو : جاؤک جو کہ انّ کی خبر ہے یہ اذ ظلموا میں عامل ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ ولو وقع مجیئھم فی وقت ظلمھم مع استغفار ھم واستغفار الرسول۔ اگر ان کی آمد اس ظلم کے وقت میں استغفار ذاتی اور شفاعت رسول کے ساتھ ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کر لیتا۔

## شفاعت کا اعلیٰ مرتبہ:

نکتہ: استغفرت لھم نہیں فرمایا بلکہ اس کی بجائے استغفر لھم الرسول فرمایا اس سے آپ کی عظمت شان اور آپ کے استغفار کا مقام و مرتبہ ظاہر فرمایا۔ اور اس پر متنبہ فرمایا کہ جس ہستی کو الرسول کہتے ہیں۔ ان کی شفاعت کا بارگاہ الٰہی میں بڑا مرتبہ ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک بدو آپ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے اور آپ ﷺ کے دفن ہونے کے بعد آپ ﷺ کی قبر مبارک پر آیا اور اپنے آپ کو آپ ﷺ کی قبر مبارک پر ڈال کر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور قبر کی مٹی کا چلو بھر کر اپنے سر پر ڈالا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے کہا ہم نے سنا اور آپ پر جو قرآن اترا اس میں یہ آیت ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم (الآیۃ) میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور آپ کی خدمت میں اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی کی خاطر آیا ہوں۔ میرے لئے میرے رب سے استغفار کر دیں۔ آپ کی قبر سے یہ آواز آئی اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا۔ (احادیث کی معتبر کتابوں میں اس روایت کا ثبوت نہیں ملتا۔ اسی لئے علامہ نسفی نے قیل کے کمزور الفاظ سے ذکر کیا ہے) صحابہ کرامؓ نے اس کو قبر مبارک کے پاس اس طرح کیونکر چھوڑا ہو گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا

سو قسم ہے آپ کے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ جو ان کے آپس کے جھگڑے ہوں ان میں آپ کو فیصلہ کرنے والا بنا کر آپ کے

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّا

فیصلے سے اپنے دلوں میں کسی بھی طرح کی تنگی محسوس نہ کریں اور پورا پورا تسلیم کر لیں۔ اور اگر ہم

كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ

ان پر یہ فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو قتل کرو یا یہ کہ اپنے گھروں سے نکل جاؤ

مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ

تو اس پر عمل نہ کرتے مگر تھوڑے سے لوگ، اور اگر وہ لوگ ان کاموں کو کرتے جن کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یہ

خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾

ان کے حق میں بہتر ہوتا، اور یہ ان کے ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا عمل ہوتا اور اس وقت ان کو ہم اپنے پاس سے ضرور اجر عظیم عطا کرتے۔

وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾

اور ہم ان کو سیدھے راستے پر چلاتے۔

### تفسیر آیت ۶۵:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (پس آپ کے رب کی قسم ہے۔ وہ ایماندار نہیں ہونگے) نحو : لا زائدہ ہے قسم کے معنی کی تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔ اور لا یومنون جواب قسم ہے یا تقدیر عبارت اس طرح ہے فلا یعنی معاملہ اس طرح نہیں جس طرح وہ کہتے ہیں پھر فرمایا: وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ آپ کے رب کی قسم وہ مؤمن نہ ہونگے۔ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (یہاں تک کہ وہ آپ کو فیصل مانیں ان معاملات میں جو ان کے مابین پیش آنے والے ہوں) یعنی جو ان کے مابین مختلف اور مختلط ہیں اور اسی سے الشجرہ کو شجرہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی شاخیں آپس میں ملی جلی ہوتی ہیں۔ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا (پھر وہ نہ پائیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی) مِّمَّا قَضَيْتَ (اس سے جو آپ نے فیصلہ کیا) یعنی آپ کے فیصلے سے دل میں تنگی محسوس نہ کریں یا شک نہ کریں۔ کیونکہ شک کرنے والا اپنے معاملے میں تنگی محسوس کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو واضح یقین نہ ہو جائے۔

وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (اور وہ آپ کے حکم کو بلا کراہت بخوشی مان لیں) اور وہ آپ کے فیصلے کے پورے طور پر مطیع ہو



BestUrduBooks.wordpress.com

جائیں۔سلم اور اسلم نفسہ کہا جاتا ہے۔جبکہ وہ اپنے نفس کو اس کے لئے خالص کر دے۔

## تسلیم کا معنی:

تَسْلِيْمًا یہ مصدر ہے جو فعل کیلئے بطور تاکید لایا گیا۔اور یہ فعل کو دوبارہ لانے کی طرح ہے۔گویا تقدیر عبارت یہ ہے۔ وينقادوا لحكمك انقيادًا لا شبهة فيه بظاهر هم و باطنهم۔مطلب یہ ہوا کہ وہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ آپ کے حکم اور فیصلے پر رضامند نہ ہوں۔

## تفسیر آیت ۶۶:

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ (اگر ہم ان پر فرض کر دیتے) ھم سے مراد منافقین ہیں۔اگر ہمارا فرض کرنا ان پر واقع ہوتا۔

## قتل انفس کا مطلب:

اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (کہ تم اپنے نفسوں کو قتل کرو) اَنْ مفسرہ ہے۔مطلب یہ ہے کہ جہاد کے ذریعے اپنے آپ کو قتل کے لئے پیش کرو۔یا اگر ہم ان پر واجب کر دیتے جیسے ہم نے بنی اسرائیل پر قتل انفس لازم کیا تھا۔اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ یا اپنے گھروں سے نکلو یعنی ہجرت کرو۔مَا فَعَلُوْهُ (تو وہ ایسا نہ کرتے) بوجہ منافقت کے۔

**نحو**: ہٗ کی ضمیر قتل یا خروج کی طرف راجع ہے۔یا ضمیر لائے کیونکہ کتبنا کی دلالت اس پر موجود ہے۔

اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ (مگر تھوڑے ان میں سے)

قراءت: شامی نے قلیلاً پڑھا مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے اور حالت رفعی، فعلوا کی ضمیر جمع کا بدل ہونے کی وجہ سے ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ (اگر یہ لوگ کیا کرتے جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے) یعنی رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور ان کی حکم برداری۔لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (تو ان کے لئے بہت بہتر ہوتا) دونوں جہانوں میں وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا (اور ان کے ایمان کو اور زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا) اور اضطراب و بے چینی سے دور ہوتا۔

آیت ۶۷: وَّاِذًا (اور اس حالت میں) لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا (اور ہم اپنی طرف سے ان کو عطاء کرتے بہت بڑا ثواب)

## جواب سوال مقدر:

**نحو**: اذا یہ سوال مقدر کا جواب ہے گویا اس طرح کہا۔تثبیت کی صورت میں کیا ملتا تو جواب دیا۔کہ اگر وہ ثابت قدم ہو جاتے تو ہم منقطع نہ ہونے والا کثیر ثواب دیتے۔عظیما سے یہاں کثیر مراد ہے۔

آیت ۶۸: وَلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (اور ضرور ان کی ہم راہنمائی کرتے سیدھے راستہ کی طرف) ہدایت سے یہاں مراد دین پر ثابت قدمی دینا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ

اور جو لوگ اللہ کی اور رسول کی فرمانبرداری کریں سو یہ ان اشخاص کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی

النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾

انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ حضرات اچھے رفیق ہیں،

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾ ع

یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔

ع ۱۲/۶

**نحو**: ہم مفعول اول اور صراطًا مستقیمًا مفعول ثانی ہے۔

## خوب رفاقت والے:

آیت ۶۹ : وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (جو لوگ اللہ اور رسول کے حکم پر چلیں گے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے انعام سے سرفراز فرمائے گا۔ یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین)

جو ایسی اطاعت کرے گا جیسے انبیاء علیہم السلام کے افضل صحابہ رضی اللہ عنہم۔

الصدیق نمبرا۔ سچائی میں مبالغہ کرنے والا کہ اس کا ظاہری معاملہ بھی صدق والا ہو اور باطن کا صدق مراقبہ کے ساتھ ہو۔ نمبر۲۔ جو اپنے فعل سے قول کی تصدیق کرنے والا ہو۔ والشہداء وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت پائی۔

والصالحین: جن کے احوال نیک ہوں اور اعمال خوب تر ہوں۔

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (یہ لوگ بہت اچھے ساتھی ہیں) یعنی ان لوگوں کی رفاقت کیا ہی خوب ہے۔ رفیق۔ صدیق کی طرح ہے۔ یہ واحد و جمع دونوں طرح مستعمل ہے۔

آیت ۷۰: ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ (یہ مہربانی اللہ تعالیٰ کی ہے)

## فضل کیا ہے:

**نحو**: ذٰلک مبتدا ہے اس کی خبر الفضل من اللہ ہے یا الفضل مشارٌ الیہ ہے اور من اللہ خبر ہے۔ مطلب یہ ہوا۔ نمبرا۔ کہ فرمانبرداروں کو عظیم اجر کا ملنا اور انعام یافتہ لوگوں کی رفاقت کا میسر آنا یہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ اسی نے ہی یہ نعمت ان کو میسر فرمائی۔

نمبر۲۔ انعام یافتہ لوگوں کو فضیلت اور مرتبہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملا ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ پورا پورا



BestUrduBooks.wordpress.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿٧١﴾

اے ایمان والو! تم اپنے بچاؤ کا سامان لے لو پھر نکل کھڑے ہو چھوٹی جماعتیں یا بڑی جماعتیں بنا کر،

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ

اور بلاشبہ تم میں بعض ایسے لوگ ہیں جو دیر لگاتے ہیں، سو اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچ جائے تو کہتے ہیں اللہ نے مجھ پر

اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ

انعام فرمایا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ حاضر نہ تھا۔ اور اگر تم کو اللہ کا فضل حاصل ہو جائے

لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ

تو کہنے لگتے ہیں گویا کہ تمہارے اور ان کے درمیان کوئی دوستی ہی نہیں اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا

فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ

تو مجھ کو بڑی کامیابی حاصل ہوتی۔ سو جو لوگ آخرت کے بدلہ دنیا والی زندگی کو اختیار کرتے ہیں

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۗ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ

ان کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر وہ قتل کر دیا جائے

اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾

یا غالب ہو جائے سو عنقریب ہم اسے اجر عظیم عطا کریں گے۔

جاننے والے ہیں) اپنے بندوں کو اوران کو جوان میں سے فضیلت والے ہیں۔

نکتہ: اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے۔ کہ بندوں سے اللہ تعالیٰ جو بھی بھلائی والا معاملہ فرماتے ہیں وہ محض اس کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ پر لازم نہیں جیسا معتزلہ (خذلھم اللّٰہ) کہتے ہیں۔

آیت ۷۱: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ (اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا سامان لے لیا کرو) احتیاط کرو اور دشمن سے بچو۔

**صرف ولغت:**

الحِذْر اور الحَذَر۔ ایک معنی رکھتے ہیں یعنی بچنا۔ ان کی نظیر اثر اور اَثَر کا لفظ ہے۔ محاورہ ہے۔ اخذ حذرہ۔ جبکہ وہ محتاط



BestUrduBooks.wordpress.com

ہو جائے۔اور خوف زدہ چیز سے بچ جائے۔گویا اس نے احتیاط کو ایسا آلہ بنایا جس سے اس نے اپنے نفس کو بچالیا۔اور اپنی روح کی حفاظت کر لی۔ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ (پھر نکلو متفرق ٹولیاں بنا کر) یعنی دشمن کی طرف متفرق سرایا میں جماعت بنا کر نکلو۔الثبات کا معنی جماعات ہے۔اس کا واحد ثُبَّۃٌ ہے۔

## اکٹھے نکلنا:

اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا (یا اکٹھے نکلو) یا رسول اللہ ﷺ کی معیت میں۔کیونکہ جماعت بلا اطاعت کامل نہیں اور معاہدہ بلاواسطہ کے منظم نہیں ہوتا۔یا انفروا ثباتٍ تم متفرق نکلو جبکہ نفیر عام نہ ہو یا جماعتوں کی صورت میں نکلو جبکہ نفیر عام ہو۔

نحو :ثبات اور جمیعًا دونوں حال ہیں۔

## تفسیر آیت ۷۲:

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ (اور تم میں سے بعض تو وہ ہیں جو سست پڑ جاتے ہیں)

## جان بوجھ کر سستی والے منافق ہیں:

نحو :لَمَنْ کی لام ابتدائیہ ہے۔جیسا کہ ان اللّٰہ لغفورٌ میں ہے۔من موصولہ ہے۔لیبطئنّ کا لام قسم محذوف کا جواب ہے۔تقدیری عبارت یہ ہے۔وان منکم لمن اقسم باللّٰہ لیبطئن۔قسم اور جواب قسم مل کر مَنْ کا صلہ ہے۔اور اس کے اندر لوٹنے والی ضمیر لیبطئن میں جاگزین ہوگئی ہے۔مطلب یہ ہے لیتثاقلن ولیتخلفنّ عن الجھاد۔وہ ضرور بوجھل ہو نگے اور ضرور جہاد سے پیچھے رہیں گے۔بطؤ کا معنی ابطاء ہے۔تاخیر کو۔کہتے ہیں مابطؤ بلک۔اور یہ با سے متعدی بنتا ہے۔اس میں لشکر رسول اللہ ﷺ کو خطاب ہے۔منکم سے مراد یہ ہے کہ ظاہر سے وہ تم میں سے ہیں اور باطن سے نہیں بلکہ وہ منافق ہیں۔اور خفیہ طور پر کہتے ہیں تم اپنے آپ کو کیوں قتل کرتے ہو۔انتظار کرو یہاں تک کہ غلبہ ہو جائے۔

فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ (اگر تم پر قتل و شکست کی مصیبت پڑتی ہے) تو وہ سستی کرنے والا منافق کہتا ہے۔قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا (وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انعام کر دیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا) شہید کا معنی حاضر و موجود (ورنہ مجھے بھی ویسی مصیبت پہنچتی جیسی ان کو پہنچی)

آیت ۷۳: وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ (اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی کوئی مہربانی پہنچتی ہے) فتح یا غنیمت کی صورت میں۔ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ (وہ ضرور کہے گا گویا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی دوستی نہیں ہے)

یہ سب غنیمت کے فوت ہو جانے کی بناء پر ہے نہ کہ ثواب کی طلب میں۔گویا اس کی اس سے پہلے تمہارے ساتھ کوئی دوستی نہیں کیونکہ منافقین مؤمنین سے ظاہر میں دوستی رکھتے اگرچہ باطن میں ان کے لئے فساد کے خواہاں تھے۔

قراءت ٗ نحو :لم تکن کو مکی و حفص نے لم یکن پڑھا ہے۔کان یہ مخففہ من المثقلہ ہے۔اس کا اسم محذوف ہے یعنی کانہ بینکم و بینہ مودۃٌ یہ جملہ معترضہ ہے۔جو لیقولنّ اور اس کے مفعول کے درمیان حائل ہے۔وہ مفعول یٰلَيْتَنِيْ



BestUrduBooks.wordpress.com

كُنْتُ مَعَهُمْ (ہائے کیا خوب ہوتا کہ میں بھی ان لوگوں کے شریک حال ہوتا) ہے۔

فَاَفُوْزَ یہ تمنی کا جواب ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا (پس میں بڑی کامیابی پاتا) یعنی غنیمت میں سے وافر حصہ پاتا۔

## مخلصین کو جہاد لازم ہے:

آیت ۷۴: فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ (پس چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ لوگ لڑیں جو دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے فروخت کرنے والے ہیں) يَشْرُوْنَ فروخت کرنے کے معنی میں ہے۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ مؤمن آخرت کی باقی زندگی کو دنیا کی جلدی ختم ہونے والی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور اس کے بدلے میں لے لیتے ہیں۔ یعنی اگر بیمار دلوں والے اور کمزور نیات والے کبھی جہاد سے رک جائیں۔ تو ثابت قدم رہنے والے مخلصین کو ضرور لڑنا چاہیے۔

## دوسری تفسیر:

یشرون، یشترون کا ہم معنی ہے۔ مراد وہ منافقین ہیں جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے خریدنے والے ہیں۔ اس میں ان کو نصیحت کی گئی کہ وہ اپنے نفاق کو بدلیں اور اللہ اور اس کے رسول پر مخلصانہ ایمان لائیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جیسا جہاد کا حق ہے۔ جہاد کریں۔

## مقبول کوشش برائے اعزازِ دین:

وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑے گا پس وہ مارا جائے گا یا غالب آئے گا عنقریب ہم اس کو بہت بڑا اجر دیں گے)

اس آیت میں اجر عظیم کا وعدہ کامیابی اور مغلوبیت ہر دو صورت میں اس کے اعزاز دین کے لئے کوشش کی بناء پر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ

اور تمہیں کیا عذر ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ضعیفوں کی خاطر جن میں مرد اور عورتیں

وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ

اور بچے ہیں جنگ نہ کرو جو یوں کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے رب نکال ہم کو اس بستی سے جس

الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۚۙ وَّاجْعَلْ

کے رہنے والے ظالم ہیں، اور بنا دے ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی حمایت کرنے والا اور ہمارے لئے اپنے پاس سے

لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ

کوئی مددگار بنا دے جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں، سو تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو

اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا ﴿۷۶﴾ ع

بلاشبہ شیطان کی تدبیر ضعیف ہے۔

آیت ۷۵: وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ (اور تمہارے پاس کیا عذر ہے۔ کہ تم جہاد نہ کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں حالانکہ کمزور)۔

**نحو** : ما مبتداء لکم خبر ہے۔ یہ استفہام نفی میں سستی پر متنبہ کرنے کے لئے اور اثبات میں انکار کے لئے ہے۔ لَاتقاتلون یہ حال ہے۔ اور اس میں عامل استقرار ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا محاورے میں کہتے ہیں مالك قائمًا۔ تو کیوں کھڑا ہے؟ اب مطلب یہ ہوا۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم قتال چھوڑنے والے ہو حالانکہ اس کے دواعی موجود ہیں۔

## مستضعفین کون لوگ ہیں؟

المستضعفین یہ حالت جری میں ہے کیونکہ سبیل اللّٰہ پر اس کا عطف ہے۔ یعنی فی سبیل اللّٰہ وفی خلاص المستضعفین۔ یا مستضعفین کی حالت نصبی ہے۔ ای اختص من سبیل اللّٰہ خلاص المستضعفین۔ من المستضعفین۔ کیونکہ سبیل اللہ تو ہر خیر میں عام ہے۔ اور کمزور مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں سے چھوڑانا یہ بھلائی کے اعلیٰ و خاص



BestUrduBooks.wordpress.com

طرق میں سے ہے۔ مستضعفین سے مراد مکہ میں وہ اسلام لانے والے جن کو کفار نے ہجرت سے روک دیا۔ چنانچہ وہ کفار کے درمیان کمزور و عاجز ہو کر رہے۔ ان سے سخت ایذاء پاتے رہے۔ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ (مرد اور عورتیں اور بچے) یہاں بچوں کا تذکرہ ان کے افراط ظلم کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ ان کی ایذاء سے نابالغ بچے بھی محفوظ نہ رہے۔ بچوں کو ایذاء ان کے والدین کو تنگ کرنے کے لئے تھی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ کمزور لوگ اپنے بچوں کو دعاؤں میں شریک کرتے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جلد نازل ہو۔ کیونکہ چھوٹے بچے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں جیسا کہ قوم یونس علیہ السلام نے کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اور میری والدہ بھی ان مستضعفین میں سے تھے۔

## کمزوروں کی دُعا:

الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا (وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں) القریۃ سے مراد مکہ ہے۔ الظالم یہ قریہ کی صفت ہے۔ مگر اس کا اسناد اھلھا کی طرف ہے۔ وہ اس کا فاعل ہے۔ اس کا اعراب القریہ والا ہے۔ کیونکہ یہ اس کی صفت ہے اور اہل اس کا موصوف ہے۔ اس لئے اس کی تذکیر اس کے مذکر لانے کا سبب ہے۔ جیسا کہتے ہیں۔ من ھذہ القریۃ التی ظلم اھلھا۔

## معاون کی مراد:

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا (اور تو مقرر فرما ہمارے لئے اپنی طرف سے مددگار) جو ہمارے معاملے کا ذمہ دار بنے اور ہمیں دشمنوں کے چنگل سے چھڑائے۔ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا (اور تو مقرر فرما ہمارے لئے اپنی طرف سے ایسا معاون) جو ان کے خلاف ہماری مدد کرے۔ وہ اخلاص سے دعا کرتے اور اس سے مدد مانگتے۔ چنانچہ بعض کو مدینہ منورہ منتقل ہونا میسر آ گیا۔ اور بعض تو فتح مکہ تک رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے بہتر ولی و ناصر مقرر فرما دیا۔ اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پس آپ ان کے بہترین نگران بنے۔ اور ان کی زبردست مدد فرمائی۔ جب آپ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے تو عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا۔ پس لوگوں نے ان کی طرف سے اسی طرح ولایت و نصرت پائی جیسا ان کو چاہئے تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ وہ کمزور کی طاقت ور کے خلاف مدد کرتے۔ یہاں تک کہ وہ ظالموں سے زیادہ عزت والے ہو گئے۔

آیت ۷٦ : پھر مسلمانوں کو رغبت دلائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کرنے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا مددگار اور کارساز ہے اور مسلمانوں کے دشمن شیطان کی راہ میں لڑنے والے ہیں ان کا دوست شیطان ہی ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ (اور وہ لوگ جو ایمان لائے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور وہ لوگ جو کافر ہیں وہ شیطان کے راستہ میں لڑتے ہیں) الطاغوت سے مراد شیطان ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو،

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ

پھر جب ان پر جنگ کرنا فرض کیا گیا تو اس وقت ان میں سے ایک فریق لوگوں سے اس طرح ڈرنے لگا جیسا اللہ سے ڈرتے ہوں

اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ

بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنے لگے، اور کہنے لگے کہ اے رب آپ نے ہم پر جنگ کیوں فرض کی ہم کو تھوڑی مدت کے لئے مہلت کیوں نہ دی

قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾

آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا نفع تھوڑا سا ہے اور آخرت بہتر ہے اس کے لئے جو پرہیزگاری اختیار کرے اور تم لوگوں پر کھجور کی گٹھلی کے تاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ

تم جہاں بھی ہو تم کو موت پکڑ لے گی۔ اگرچہ تم مضبوط قلعوں کے اندر ہو، اور اگر

تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

ان کو کوئی اچھی حالت پیش آ جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے، اور اگر ان کو کوئی بری حالت پیش آ جاتی ہے

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ

تو کہتے ہیں کہ یہ تیری وجہ سے ہے، آپ فرما دیجئے کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے، سو ان لوگوں کو کیا ہوا

لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ

کہ بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں جاتے، تجھے جو کوئی اچھی حالت پہنچ جائے سو وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور تجھے جو کوئی

اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

بری حالت پہنچ جائے سو وہ تیری طرف سے ہے، اور ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کافی ہے

شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾

گواہی دینے والا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کید شیطانی:

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ (تم شیطان کے دوستوں سے لڑو) اولیاء سے مراد کفار ہیں۔ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ ۔

کید۔ نمبرا: سے وساوس مراد ہیں۔ نمبر۲۔ حالت کو بگاڑنے کی کوشش مختلف حیلہ بازیوں سے۔ کَانَ ضَعِیْفًا (شیطان کی تدبیر بہت کمزور ہے) کیونکہ وہ دھوکا ہے۔ اس سے حاصل کچھ نہیں۔ نمبر۲۔ شیطانی تدبیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے مقابلہ میں ضعیف ہے۔

آیت ۷۷: مسلمان کفار سے لڑائی کرنے سے رکے ہوئے تھے جب تک وہ مکہ میں مقیم تھے۔ ان کی تمنا یہ تھی کہ ان کو قتال کی اجازت مل جائے۔ پس یہ آیت اتری۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ (کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کہا گیا۔ تم اپنے ہاتھوں کو روکو لڑائی سے) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ (اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو پس جب لڑائی ان پر فرض کر دی گئی مدینہ منورہ پہنچ کر)۔

اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ یَخْشَوْنَ النَّاسَ کَخَشْیَۃِ اللّٰہِ (اسی وقت ایک جماعت ان میں سے لوگوں سے ڈرنے لگی جیسا اللہ تعالیٰ سے ڈرا جاتا ہے) یعنی وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان سے کفار لڑائی کریں۔ جیسا کہ وہ ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی پکڑ اتار دیں گے۔ اس وجہ سے نہیں کہ ان کو دین میں شک وشبہ ہے۔ بلکہ ارواح کو خطرات میں ڈالنے سے فرار اختیار کرتے ہوئے۔ اور موت سے ڈرتے ہوئے۔

شیخ ابو منصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ خوف طبعی ہے۔ یہ اس بناء پر نہیں کہ اعتقاداً وہ اللہ تعالیٰ کے حکم وامر سے نفرت کرنے والے تھے۔ انسانی فطرت ہے کہ اس چیز سے نفرت کرتا ہے۔ جس میں وہ ہلاکت کا خوف غالب پاتا ہے۔

**نحو**: خشیۃ اللہ میں مصدر کو مفعول کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ یخشون کی ضمیر سے یہ حال ہے۔ یعنی وہ لوگوں سے اہل خشیت اللہ کی طرح ڈرتے ہیں۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی خشیت والے لوگوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ اَوْ اَشَدَّ خَشْیَۃً (یا وہ خشیت میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں) اس کا عطف حال پر ہے۔ مطلب یہ ہوا وہ اہل خشیت سے زیادہ خشیت والے ہیں اس جگہ او۔ تخییر کیلئے ہے۔ یعنی اگر تم ان کی خشیت کو خشیت اللہ کی طرح قرار دو تب بھی تو درست ہے اور اگر تم کہو کہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ تو تو درست کہہ رہا ہے۔ کیونکہ ان کو مثلیت حاصل ہو گئی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ کَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ (وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے ہم پر لڑائی کو کیوں فرض کیا) لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ (اس کو تو نے ایک قریبی وقت تک کے لئے مؤخر کیوں نہ کیا) یعنی تو نے موت تک مہلت کیوں نہ دی کہ ہم بستر پر مرتے۔

درحقیقت یہ قتال کی فرضیت کی وجہ حکمت کے متعلق سوال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اعتراض نہیں اسکی دلیل یہ ہے کہ انکو اس سوال پر توبیخ نہیں کی گئی بلکہ اسکا جواب انہیں دیا گیا۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ۔ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی (کہہ دیں کہ دنیا کا سامان تھوڑا ہے، البتہ آخرت بہت بہتر ہے اس کیلئے جس نے تقویٰ اختیار کیا) متاع دنیا قلیل کا مطلب زائل ہونا ہے اور آخرت کثیر اور دائم ہے اور کثیر بھی اگر زوال پذیر ہو تو قلیل ہے پھر قلیل اور زائل کا خود اندازہ کر لو! وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا (تم پر دھاگے



BestUrduBooks.wordpress.com

برابر بھی ظلم نہ ہوگا) تمہارے اجور میں سے معمولی چیز بھی کم نہ کی جائے گی قتل کی آرزومندی سے۔ اسلئے اس سے اعراض نہ کرو۔

تظلمون کو یظلمون مکی حمزہ علی رحمہم اللہ نے پڑھا۔

## تفسیر آیت ۷۸:

پھر اس آیت میں واضح فرمایا۔ کہ احتیاط، تقدیر میں کسی چیز کا فائدہ نہیں دیتی۔ فرمایا۔ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ (جہاں بھی تم ہو گے۔ موت تم کو آئے گی) وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ (خواہ تم بلند قلعوں یا محلات میں ہو)

نحو: این میں شرط کے معنی میں تاکید کے لئے ما کو بڑھایا گیا ہے۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ (اگر ان کو کوئی بھلائی پہنچے) جیسے خوشحالی ارزانی یَقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے) اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہیں۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ (اگر ان کو برائی پہنچتی ہے) یعنی قحط کی مصیبت اور سختی پہنچتی ہے۔ یَقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ (تو وہ کہتے ہیں یہ تیری طرف سے ہے) اس کی نسبت آپ کی طرف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ وہ تیری طرف سے ہے۔ اور تیری نحوست سے ہے (نعوذ باللہ) اور اس کی وجہ یہ تھی کہ منافقین اور یہود کو جب کوئی اچھائی میسر آتی تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے اور جب کوئی تکلیف پہنچتی تو اس کی نسبت محمد ﷺ کی طرف کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کی تردید فرمائی۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (آپ کہہ دیں کہ یہ تمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے) فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا (ان لوگوں کو کیا ہوا کہ بات سمجھ بھی نہیں سکتے) یفقهون سمجھنے کے معنی میں ہے۔ اگر وہ سمجھتے تو جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ ہی کھولنے اور رزق کے تنگ کرنے والے ہیں۔ اور یہ تمام اس کی حکمت سے ہوتا ہے۔

نحو: كُلٌّ کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ اور وہ ذلك ہے۔ یعنی وہی ارزاق کو کھولنے اور بند کرنے والے ہیں۔

آیت ۷۹: پھر فرمایا۔ مَآ اَصَابَكَ (جو تجھ کو پہنچے) مِنْ حَسَنَةٍ (کوئی نعمت واحسان) كَ کا مخاطب انسان ہے اور خطاب عام ہے۔ زجاج کہتے ہیں۔ خطاب نبی اکرم ﷺ کو ہے اور مراد آپ کے علاوہ ہیں۔

فَمِنَ اللّٰهِ (وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے) یعنی اس کا تفضل واحسان ہے۔ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ (اور جو تمہیں آزمائش و مصیبت پہنچے) فَمِنْ نَّفْسِكَ (پس وہ تیری طرف سے ہے) یعنی ان اعمال کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کیے ہیں جیسا دوسری آیت میں فرمادیا۔ وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم۔

## اچھائی و برائی آپ کے اختیار میں نہیں:

وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا (اور ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے) نمبر ۱۔ آپ تقدیر بنانے والے نہیں ہیں کہ آپ کی طرف سختی کی نسبت کر رہے ہیں۔ نمبر ۲۔ آپ کو لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پس آپ کے ذمہ پیغام رسالت کو پہنچانا ہے۔ اچھائی و برائی آپ کے اختیار میں نہیں۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (اور اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے) کہ آپ اس کے رسول ہیں۔ یہ بھی کہا گیا۔ کہ جملہ پہلے کلام سے متصل ہے۔ کہ وہ بات کو سمجھنے کے قریب نہیں جاتے بلکہ کہتے ہیں۔ ما اصابك۔ گویا یہ بھی منافقین کا مقولہ ہے۔ نحو: شهيداً یہ تمیز ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾

جو شخص فرمانبرداری کرے رسول کی تو اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے روگردانی کی سو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ

اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کام بات ماننا ہے، پھر جب آپ کے پاس سے باہر جاتے ہیں تو ان میں سے کچھ لوگ اس بات کے

الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى

خلاف کہتے ہیں جو وہ کہہ چکے تھے، اور اللہ لکھتا ہے جو کچھ وہ راتوں کو مشورے کرتے ہیں، سو آپ ان کی طرف سے اعراض کریں اور اللہ پر بھروسہ

اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٨١﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ

کریں، اور اللہ کافی ہے کار ساز کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر وہ اللہ کے سوا کسی غیر کے پاس

غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿٨٢﴾

سے ہوتا تو اس میں بکثرت اختلاف پاتے۔

### تردید معتزلہ:

معتزلہ نے اس آیت میں حسنۃ و سیئۃ کو طاعت و معصیت قرار دیا حالانکہ یہ صراحۃً ظلم ہے اور ما اصابك اس پر زور و شور سے دلالت کر رہا ہے۔ کیونکہ اصاب وما اصبت افعال کے لئے محاورہ میں استعمال ہوتا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ معتزلہ تو اس بات کے بھی قائل نہیں کہ حسنات کا خالق و موجد اللہ تعالیٰ ہے۔ پس آیت میں ان کے استدلال کی قطعاً گنجائش نہیں۔

### تفسیر آیت ۸۰:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (جو رسول کی اطاعت کرتا ہے درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے) کیونکہ وہ رسول تو حکم نہیں دیتے اور منع نہیں کرتے مگر اسی کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دے رکھا اور جس سے منع کر رکھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی میں اس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ وَمَنْ تَوَلّٰى (جس نے اطاعت سے منہ موڑا) پس اس سے اعراض کیا۔ فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا (نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر) کہ آپ ان کے اعمال کی حفاظت کریں اور ان کا محاسبہ کر کے ان پر ان کو سزا دیں۔

آیت ۸۱: وَيَقُوْلُوْنَ (اور منافق کہتے ہیں) جب آپ ان کو کسی بات کا حکم دیتے ہیں۔ طَاعَةٌ ۔ نحو: یہ مبتداء محذوف امرنا کی خبر ہے۔ امرنا طاعة یاشاننا طاعة (ہمارا کام تو اطاعت ہے) فَاِذَا بَرَزُوْا (جب وہ آپ کے پاس سے نکل



BestUrduBooks.wordpress.com

کرجاتے ہیں )مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ (توان میں سے ایک جماعت رات گزارتی ہے )

## ملمع ساز منافق:

بَيَّتَ کا معنی ملمع سازی کرنا اور ہموار کرنا' بنانا یہ البیتوتۃ سے ہے۔ کیونکہ یہ معاملے کا فیصلہ کرنا اور رات کو اس کا منصوبہ بنانے کو کہتے ہیں۔ یا ابیات الشعر سے ہے۔ کیونکہ شاعر بھی شعر کو سوچتا اور موزوں الفاظ ملا کر ادا کرتا ہے۔

قراءت: حمزہ اور ابوعمرو نے ادغام سے پڑھا ہے۔

غَيْرَ الَّذِىْ تَقُوْلُ (اس کے برخلاف جو آپ نے کہا) یعنی جو آپ نے ان کو حکم دیا اور کہا اس کے مخالف۔ یا اس کے برخلاف جو اس جماعت نے کہا اور جو اطاعت اس کے ضمن میں ہے۔ کیونکہ انہوں نے اندر قبولیت کی بجائے تردید چھپا رکھی ہے اور اطاعت کی بجائے نافرمانی۔ وہ اپنے اس قول و اظہار میں منافقت کرنے والے ہیں۔

## اللہ خود انتقام لے گا:

وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں جس بات پر وہ رات گزارتے ہیں) ان کے صحائف اعمال میں درج کرنے والے ہیں اور اس پر ان کو بدلہ دیں گے۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ (پس ان سے اعراض کریں) آپ کے دل میں ان سے انتقام کی بات نہ آئے۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (اور تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو) ان کے معاملے میں پس وہ ان کی مضرت و نقصان کے لئے کفایت کرنے والے ہیں خود ان سے انتقام لیں گے۔ جب اسلام کو قوت حاصل ہو جائے گی۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (اور اللہ تعالیٰ کی کارسازی کافی ہے) اس کے لئے جو اس پر بھروسہ کرتا ہے۔

## تقلید جامد کی تردید:

آیت ۸۲: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (کیا پھر وہ قرآن پر غور نہیں کرتے) یعنی کیا وہ قرآن کے مضامین اور عبارت پر غور نہیں کرتے۔

التدبر: معاملے کے پس منظر کو دیکھنا اور پیش منظر کو سامنے رکھنا۔ پھر استعمال میں عام ہو کر ہر اس تامل و تفکر کے لئے بولا جانے لگا جس میں دلائل کی طرف نظر کرتے ہوئے دل کا تصرف شامل ہو۔

اس سے روافض کی اس بات کی تردید ہو جاتی ہے۔ کہ قرآن کا معنی سمجھا نہیں جا سکتا مگر رسول اللہ ﷺ کی اور امام معصوم کی تفسیر سے یہ آیت قیاس کی صحت اور تقلید (جامد) کو باطل قرار دیتی ہے۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ (اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا) جیسا کہ کفار کا زعم و خیال ہے۔ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (تو ضرور اس میں بہت سے اختلاف پاتے)۔

## اختلاف کا مطلب:

نمبر۱۔ تناقض ہے جو توحید' شرک اور تحلیل و تحریم کی حیثیت سے پایا جاتا۔ نمبر۲۔ بلاغت کے لحاظ سے فرق پاتے۔ کہ اس کا



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ

اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر آ جاتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں۔ اور اگر اس خبر کو پہنچا دیتے رسول کی طرف

وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

اور ان لوگوں کی طرف جو ان میں سے فہم رکھنے والے ہیں تو ان میں جو ایسے حضرات ہیں جو اس سے استخراج کر لیتے ہیں وہ اس کو جان لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾

اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم شیطان کے پیرو ہو جاتے سوائے چند ایک کے۔

بعض حصہ اعجاز سے قاصر وکوتاہ ہوتا جس کا مقابلہ ہوسکتا اور بعض حصہ حد اعجاز تک پہنچنے والا ہوتا۔ نمبر۳۔ معانی کے لحاظ سے پس اس کا بعض حصہ جس میں غیب کی خبریں دی گئی ہیں۔ وہ اطلاع کے مطابق ہوتا اور بعض حصہ اس کے خلاف نکلتا۔ اس کا بعض حصہ علمائے معانی کے نزدیک صحیح مقصد پر دلالت کرنے والا ہوتا اور بعض نا موافق معانی پر دلالت کرنے والا ہوتا۔

## تردید ملحدین:

باقی ملحدین نے جن آیات میں اپنے فاسد گمان کی بناء پر اختلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہم نے ان آیات میں ان کے اعتقاد کی قلعی کھول دی ہے۔ مثلاً فاذا هي ثعبان مبين (الاعراف ۱۰۷) کانها جان (النمل :۱۰) فوربك لنسئلنهم اجمعين (الحجر ۹۲) فيومئذ لايُسئل عن ذنبه انس ولا جان (الرحمٰن:۳۹) وغیرہ من الآيات الكثيرة۔

## ناتجربہ کار لوگ:

آیت۸۳: وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ (جب ان کو امن کی خبر مل جاتی ہے یا خوف کی) هم سے مراد کمزور مسلمان جن کو حالات کا پورا تجربہ نہیں یا منافقین۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کے جہاد سرایا کی سلامتی وامن کی اطلاع ملتی یا خوف اور شکست وغیرہ کی۔ اَذَاعُوْا بِهٖ (تو وہ اس کو پھیلا دیتے ہیں) ان کا یہ پھیلانا نقصان دہ تھا۔ محاورہ میں کہا جاتا ہے۔ اذاع السروا ذاع به۔ اس نے وہ بھید ظاہر کر دیا۔ ہٖ کی ضمیر کا مرجع الامر ہے۔ یا الامن یا الخوف۔ کیونکہ او۔ کسی ایک چیز کا تقاضہ کرتا ہے۔

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ (اور اگر وہ اس خبر کو لوٹاتے رسول اللہ ﷺ اور ان کی طرف جو ان امور کو سمجھتے ہیں) ہٗ سے مراد خبر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۚ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ عَسَی

سو آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ مکلف نہیں ہیں مگر اپنی جان کے، اور ایمان والوں کو ترغیب دیجئے، عنقریب

اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؕ وَاللّٰہُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْکِیْلًا ﴿۸۴﴾

اللہ کافروں کے زور کو روک دے گا اور اللہ بہت سخت ہے زور کے اعتبار سے، اور بہت سخت ہے سزا دینے کے اعتبار سے،

مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً یَّکُنْ لَّہٗ نَصِیْبٌ مِّنْہَا ۚ وَمَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً

جو کوئی شخص اچھی سفارش کرے، اسے اس میں سے حصہ ملے گا اور جو شخص بری

سَیِّئَۃً یَّکُنْ لَّہٗ کِفْلٌ مِّنْہَا ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ﴿۸۵﴾

سفارش کرے اس کو اس میں سے حصہ ملے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

## استنباط والے صحابہ رضی اللہ عنہم:

اُولِی الْاَمْرِ سے مراد۔ کبار صحابہؓ جو معاملات میں گہری بصیرت رکھتے تھے یا وہ جن کو امیر و ذمہ دار بنایا جاتا۔ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْہُمْ (اس کو وہ لوگ پہچان لیتے جو ان میں سے استنباط کرنے والے ہیں) یعنی وہ اس کی تدبیر کو جان لیتے جس کی ان کو اطلاع دی گئی اور اپنی فطانت اور تجربہ اور لڑائی کے داؤ پیچ کو جاننے کی بناء پر اس کی تدبیر نکال لیتے۔

دوسرا قول یہ بھی ہے۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولی الامر کی طرف سے امن اور بعض دشمنوں پر یقینی غلبے کی اطلاع ملتی تھی۔ اور خوف و ڈر کی اطلاع تو وہ اس کو پھیلا دیتے وہ پھیل کر دشمن تک پہنچتی تو اشاعت ایک مستقل خرابی بن جاتی۔ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذمہ دار افراد کی طرف وہ بات لوٹاتے اور ان کے سپرد کرتے اور اس خبر کو نہ ان سنی کر دیتے۔ تو گہری سمجھ والے اس کی تدبیر خود کر لیتے کہ اس میں کیا کچھ کرنا ہے۔

النبط : وہ پانی جو کنواں کھودنے سے اول مرتبہ نکلتا ہے۔ استنباط استخراج کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ استعارۃً ذہن کی تیزی سے جو معانی نکالے جائیں اور مشکل کاموں میں جو تدابیر اختیار کی جائیں ان کے لئے استعمال ہوا۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ (اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر جو فرمایا) وہ نہ ہوتا) وَرَحْمَتُہٗ (اور اس کی رحمت) جو کتاب اتار کر اس نے فرمائی وہ نہ ہوتی۔ لَا تَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ (تو ضرور تم شیطان کی اتباع کرتے) اور کفر پر باقی رہتے۔ اِلَّا قَلِیْلًا (مگر بہت تھوڑے)۔ تم میں وہ اس کی اتباع نہ کرتے۔ اور عقل سے ایمان لاتے جیسا زید بن عمرو بن نفیل اور قیس ابن ساعدہ وغیرہ۔

## سابقہ آیات سے ربط:

آیت ۸۴: اس سے قبل آیات میں جہاد میں ٹال مٹول کرنے والوں کا ذکر کیا۔ اور ظاہری طور پر اطاعت کا اظہار اور اندر اس کی



BestUrduBooks.wordpress.com

مخالفت چھپانے کا تذکرہ کیا گیا۔اب اس آیت میں جہاد کا حکم دیا کہ خواہ آپ تنہا ہوں اور کوئی ساتھ نہ دے۔تب بھی آپ لڑیں۔فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (پس جہاد کریں اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خواہ وہ آپ کو اکیلا چھوڑ دیں۔

## تنہا جہاد کا امر:

لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ (آپ مکلف نہیں مگر اپنی ذات کے) آپ اکیلے اپنے نفس کو جہاد کے لئے پیش کر دیں اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے۔نہ کہ لشکر ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بدر صغریٰ کے لئے نکلنے کی طرف بلایا۔ابو سفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر کے مقام پر لڑنے کا وعدہ کیا تھا۔بعض لوگوں نے اس نکلنے کو ناپسند کیا۔پس یہ آیت اتری آپ ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کا دستہ لے کر نکلے۔اگر آپ کے ساتھ کوئی بھی نہ جاتا تب آپ اکیلے ہی نکل کر تشریف لے جاتے۔وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ (آپ مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کریں) آپ کی ذمہ داری اتنی ہے کہ آپ ان کو آمادہ کریں پس کافی ہے۔ان پر سختی کرنا نہیں۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ کو روک دے گا) باس سے ان کی پکڑ و شدت مراد ہے۔ان کفار سے مراد قریش ہیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر ان پر رعب ڈال دیا وہ نہ نکلے۔

عَسىٰ: کا لفظ اگرچہ امید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔مگر سخی کی امید کمینے کے وعدہ پورا کرنے سے بہتر ہے۔

وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا (اللہ تعالیٰ بڑی طاقت والے ہیں) قریش سے۔وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا (اور سخت عذاب دینے والے ہیں) وہ لڑائی میں تمہیں امتیاز بخشیں گے۔

## شفاعتِ حسنہ اور سیئات:

آیت ۸۵: مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً (جو اچھی شفاعت کرتا ہے) وہ شفاعت شرارت کو دور کرنے کی ہو یا فائدہ پہنچانے کی بشرطیکہ شرعاً جائز ہو۔يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا (تو اس کے لئے ثواب شفاعت کا حصہ ہوگا) وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً (جو بری سفارش کرے گا) سیئة وہ سفارش جو حسنہ کے برخلاف ہو۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔میرے سوا اس کا کوئی تفسیر کرنے والا نہیں۔

مطلب آیت کا یہ ہے کہ جس نے توحید کا حکم دیا۔کفار سے لڑائی کی یہ شفاعت حسنہ ہے اور اس کی ضد شفاعت سیئہ ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔شفاعت حسنہ صلح کرانا اور شفاعت سیئہ چغلی کرنا۔يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا (اس کو اس میں سے حصہ ملے گا) وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قابو رکھنے والے ہیں) المقیت کا معنی قدرت والا۔من اقات علی الشیٔ قدر علیه۔جو کسی چیز پر قابو رکھتا ہے۔یا مقیت کا معنی حفیظ ہے یا پھر یہ قوت سے ہے جس کا معنی خوراک ہے کیونکہ خوراک بھی جان کو روک کر رکھتی اور اس کی حفاظت کرتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی

اور جب تمہیں کسی تحیہ کے ذریعہ دعا دی جائے تو تم اس سے اچھی دعا دے دو۔ یا اسی کو لوٹا دو، بے شک اللہ ہر چیز کا

كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ﴿۸۶﴾

حساب لینے والا ہے۔

آیت ۸۶ : وَاِذَا حُیِّیْتُمْ (جب تمہیں سلام کیا جائے) سلام کے ساتھ تحیہ ہمارے دین میں یہ دونوں جہاں کی سلامتی کی دعا ہے۔ جیسا کہ النور کی آیت ۶۱ میں فسلّموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللّٰہ۔ فرمایا اسی طرح سورۃ احزاب آیت ۴۴ میں تحیتھم یوم یلقونہ سلامٌ۔ فرمایا۔

## سلام کی انتہاء و برکاتہ :

اسلام سے قبل اہل عرب ملاقات کے وقت حیاك اللّٰہ کہتے یعنی تیری زندگی دراز ہو۔ اسلام نے آ کر اس کو السلام علیکم سے بدل دیا۔ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ (کسی طرح کا سلام تو تم اس سے بہتر جواب دو) یعنی کہو وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ جب کہ وہ السلام علیکم کہے اور برکاتہ کا اضافہ کر دو جبکہ و رحمۃ اللہ کہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ہر چیز کی انتہاء ہے اور سلام کی انتہاء برکاتہٗ ہے۔ (ذکرہ البغوی) تحیۃ یہ تَفْعِلَۃ کا وزن ہے۔ حیّا۔ یحیی۔ تحیۃ۔

اَوْ رُدُّوْهَا (یا اسی کو لوٹا دو) یعنی اسی طرح کا جواب دو۔ ردّ سلام کا مطلب اسی طرح کا جواب دینا ہے۔ کیونکہ جواب دینے والا مسلم کے قول کو واپس لوٹاتا ہے۔ اس میں مضاف محذوف ہے۔ یعنی ردوا مثلھا

## سلام کے مسائل :

مَسْئَلَۃ : سلام سنت ہے۔ اور جوابِ سلام فرض ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ زائد الفاظ سے جواب دے۔

مَسْئَلَۃ : جب کسی مسلمانوں کی جماعت کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کرے اور وہ اس کا جواب اگر نہ دیں گے تو جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس سے ہٹ جاتے ہیں اور ملائکہ خود سلام کا جواب دیتے ہیں۔

مَسْئَلَۃ : خطبہ میں سلام کا جواب نہیں۔ قرآن کی جہری قراءت کے وقت سلام نہیں۔ اس طرح حدیث کی روایت کے وقت، علم جب پڑھایا جا رہا ہو۔ اذان کے وقت۔ اقامت کے وقت۔

مَسْئَلَۃ : امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شطرنج کھیلنے والے، چوپڑ کھیلنے والے گانا گانے والے، قضائے حاجت میں مصروف، کبوتر اُڑا کر شگون لینے والے اور حمام میں بلا عذر ننگا ہونے والے وغیرہ کو سلام نہ کرے۔

مَسْئَلَۃ : مرد جب اپنے گھر میں آئے تو اپنی بیوی کو سلام کرے۔ چلنے والا بیٹھنے والے کو۔ سوار پیدل چلنے والے کو۔ گھوڑسوار گدھے سوار کو۔ چھوٹا بڑے کو۔ قلیل تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو جب ملاقات کریں تو سلام میں جلدی کریں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ضرور بالضرور قیامت کے دن تمہیں جمع فرمائے گا۔ جس میں کوئی شک نہیں، اور اللہ سے

اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ع ﴿۸۷﴾ ع ۱۱ ۸

زیادہ کس کی بات سچی ہوگی

## یہود کے سلام کا حکم:

ایک قول باحسن منہا کے متعلق یہ ہے کہ اہل ملت کے لئے ہے۔ اور ردوھا یہ ذمی کفار کے لئے ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم کہو وعلیکم۔ یعنی وعلیکم ماقلتم۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اس وقت السام علیکم کہتے تھے کہ تم پر موت واقع ہو۔

## ایک اشکال اور اس کا حل:

آپ علیہ السلام کا ارشاد لا غرار فی تسلیم۔ سلام میں دھوکا بازی نہیں۔ یعنی اس طرح نہ کہیں علیک، بلکہ علیکم کہیں۔ کیونکہ کراماً کاتبین بھی ساتھ ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَسِيْبًا (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے) وہ ہر چیز پر خواہ سلام ہو یا اور، وہ محاسبہ کرے گا۔

آیت ۸۷: اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن میں جمع کریگا)

**نَحْو**: لفظ اللہ مبتداء۔ لا الہ الا ھو۔ خبر ہے یا جملہ معترضہ ہے اور لیجمعنکم خبر ہے۔ مطلب یہ ہے۔ اللہ کی قسم وہ ضرور تمہیں جمع کرے گا۔

یوم القیامۃ سے مراد تمہیں اٹھائے گا۔ قیامت اور قیام یہ طلابہ اور طلاب کی طرح ہیں۔ اور قیام سے قبور سے اٹھنا یا حساب کے لئے کھڑا ہونا مراد ہے۔ جیسا یوم یقوم الناس لرب العالمین۔ المطففین: ۶۔ میں وارد ہوا۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ قیامت میں کوئی شبہ نہیں۔

**نَحْو**: یہ یوم القیامۃ سے حال ہے۔ ھا کی ضمیر یوم کی طرف راجع ہے۔ یا مصدر محذوف کی صفت ہے تقدیر عبارت یہ ہے جمعًا لاریب فیه ایسا جمع ہونا جس میں شبہ نہیں۔ اور ھا کی ضمیر جمع کی طرف لوٹتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ

سو منافقین کے بارے میں تم کو کیا ہوا کہ دو گروہ بن گئے ۔ اور اللہ نے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے انہیں الٹا پھیر دیا۔ کیا تم چاہتے ہو

اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿٨٨﴾

کہ اسے ہدایت پر لے آؤ جسے اللہ نے گمراہ کردیا اور جسے اللہ گمراہ کر دے سو تو اس کے لئے کوئی راستہ نہ پائے گا۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ

ان کی خواہش ہے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ جیسا کہ انہوں نے کفر اختیار کیا پھر تم سب برابر ہو جاؤ، سو تم ان میں سے دوست

اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰي يُھَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْھُمْ وَ

نہ بناؤ یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ کے راستے میں، سو اگر وہ اعراض کریں تو ان کو پکڑو اور

اقْتُلُوْھُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْھُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٨٩﴾

ان کو قتل کرو جہاں بھی تم ان کو پاؤ۔ اور نہ بناؤ ان میں سے کسی کو دوست اور نہ مددگار

## اللہ سب سے زیادہ سچے:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا (اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بات میں کون سچا ہے) نَحو : حَدِيْثًا یہ تمیز ہے۔ اور استفہام بمعنی نفی ہے۔ مطلب یہ ہے اطلاع دینے اور وعدہ و وعید میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی سچا نہیں۔ کیونکہ کذب قبیح ہے اور اس کا اطلاق اس کی ذات پر ناممکن ہے۔ کیونکہ کذب کی حقیقت کسی چیز کے متعلق ایسی اطلاع جو اس میں نہیں پائی جاتی اور یہ اللہ تعالیٰ سے محال ہے۔

آیت ۸۸: فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ (تمہیں کیا ہو گیا کہ تم منافقین کے متعلق دو گروہ ہو گئے)

نَحو : مَا مبتداء اور لکم خبر ہے۔

## منافقین کے لئے فیصلہ کن قول:

مطلب یہ ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ان لوگوں کے متعلق اختلاف میں پڑے ہوئے ہو۔ جو ظاہراً منافقت اختیار کرنے والے ہیں۔ اور تم ان کے متعلق دو گروہوں میں بٹ گئے ہو۔ تم ان کے متعلق قطعی طور پر کافر ہونے کی بات نہیں کرتے۔ یہ معاملہ اس طرح ہوا کہ ایک جماعت منافقین نے دیہات کی طرف جانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی۔ ان کو مدینہ کی مرطوب



BestUrduBooks.wordpress.com

آب وہوا کی وجہ سے تکلیف تھی۔ جب وہ مدینہ سے نکلے تو برابر سفر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مشرکین مکہ سے جا ملے۔ ان کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا وہ کافر ہیں۔ بعض نے کہا وہ مسلمان ہیں۔

**نحو** : فئتین یہ حال ہے جیسا کہتے ہیں مالك قائمًا۔ سیبویہ کہتے ہیں جب تم کہو مالك قائمًا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے لم قمت؟ تو کس لئے کھڑا ہے۔ اور اس پر نصب اس تاویل سے آیا ای شئ یستقرلك فی هذه الحال؟ کونسی چیز تمہیں اس حالت میں قائم رکھنے والی ہے؟

وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا (اللہ تعالیٰ نے ان کو لوٹا دیا ان کے اعمال کی وجہ سے) یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو کافر قرار دیا۔ ان کے ارتداد اختیار کرنے اور مشرکین کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے۔ تم بھی ان کو کفر کی طرف لوٹاؤ اور ان کے بارے میں اختلاف نہ کرو۔

## گمراہ کو ہدایت یافتہ مت کہو:

اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ (کیا تم چاہتے ہو کہ جس کو خدا نے گمراہ کیا ہو۔ اس کو ہدایت یاب کرو) یعنی اس کو من جملہ ہدایت یافتہ لوگوں میں سے قرار دو۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا ہو۔ یا کیا تم ان کا نام ضرور مسلمان رکھنا چاہتے ہو۔ جن کی گمراہی کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا۔ اس صورت میں جن لوگوں نے ان کو مسلمان کہا ان کو عار دلانا مقصود ہے۔

## اشاعرہ کی دلیل:

نکتہ: یہ آیت ہمارے مذہب اشاعرہ کی دلیل ہے کہ کسب بندے کے لئے ثابت ہے۔ اور خلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا (جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے پس تم ہرگز اس کے لئے راستہ نہ پاؤ گے) یعنی ہدایت کی طرف۔

آیت ۸۹: وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا (وہ لوگ دل سے چاہتے ہیں کہ کاش تم بھی ایسے ہی کافر ہو جاؤ جیسے وہ ہو گئے)

**نحو** : کاف یہ محذوف مصدر کی صفت ہے اور ما مصدر یہ ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے ودوا لو تکفرون کفراً مثل کفرهم۔ وہ چاہتے ہیں کاش تم کفر کرو کفر کرنا ان کے کفر کی طرح۔

فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً (تا کہ وہ اور تم برابر ہو جاؤ) اس کا عطف تکفرون پر ہے۔ سواء یہ مستوین کے معنی میں ہے۔ تا کہ تم اور وہ کفر میں برابر ہو جاؤ۔

## اسلام سے پہلے موالات نہیں:

فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (پس تم ان کو دوست نہ بناؤ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کریں۔) ان سے موالات اس وقت تک نہ کرو جب تک اسلام نہ لائیں کیونکہ ہجرت تو اسلام لانے کے بعد ہے۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا (پس اگر وہ ایمان سے منہ موڑیں) فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (پس ان کو پکڑو اور ان کو قتل کر دو جہاں تم



BestUrduBooks.wordpress.com

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ

مگر جو لوگ ایسے ہیں جو ان لوگوں سے میل ملاپ رکھتے ہیں جن کے اور تمہارے درمیان عہد ہے یا تمہارے پاس اس حال میں آ جائیں

حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ

کہ ان کے دل تمہارے ساتھ اور اپنی قوم کے ساتھ جنگ کرنے سے رک رہے ہوں۔ اور اگر اللہ

اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ

چاہتا تو ان کو تم پر مسلط فرما دیتا سو وہ ضرور تم سے لڑتے پس اگر وہ تم سے الگ رہیں سو تم سے قتال نہ کریں

وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾ سَتَجِدُوْنَ

اور تمہارے ساتھ سلامت روی کا معاملہ رکھیں تو اللہ نے تمہارے لئے ان پر کوئی راہ نہیں دی۔ عنقریب تم دوسرے لوگوں

اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى

کو پاؤ گے جو یہ چاہیں گے کہ تمہاری طرف سے بے خطر ہو کر رہیں اور اپنی قوم سے بھی بے خطر ہو کر رہیں۔ جب کبھی لوٹائے جائیں فتنے

الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ

کی طرف تو اس کی طرف واپس لوٹ جائیں۔ سو اگر وہ تم سے یکسو نہ ہوں اور تمہاری طرف سے سلامت روی کا معاملہ نہ رکھیں

وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ

اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکیں سو ان کو پکڑو اور قتل کرو جہاں بھی ان کو پاؤ۔ اور یہ وہ لوگ ہیں

۱۲ ع ۹ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ ع

جن پر ہم نے تمہارے لئے ایسی حجت دے دی ہے جو واضح ہے۔

ان کو پاؤ جیسا کہ تمام مشرکین کا حکم ہے) وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (ان میں سے کسی کو دوست اور مددگار مت بناؤ) اگر وہ اپنی دوستی اور مدد پیش کریں تو ہرگز قبول نہ کرو۔

## معاہدہ والوں کا قتل جائز نہیں:

آیت ۹۰: اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ (سوائے ان لوگوں کے جو ایسی قوم کے پاس پہنچ جائیں جن سے تمہارا معاہدہ ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

یصلون کا معنی پہنچ کر ان سے تعلق قائم کرلیں۔ یہ خذوھم و اقتلوھم سے استثناء ہے۔ موالات کی طمع میں قتل مت ترک کرو۔ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ (تمہارے اور ان کے درمیان میثاق و معاہدہ ہو) اس سے مراد اسلمی لوگ ہیں۔ ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ ہوا اور اس کا واقعہ اس طرح تھا کہ ہلال بن عویمر اسلمی کے مکہ جانے سے پہلے اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا۔ کہ ہلال نہ رسول اللہ ﷺ کی مدد کریگا اور نہ رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کریگا۔ اور جو شخص ہلال کی پناہ میں آ جائے گا۔ خواہ وہ قبیلہ کا ہو یا غیر قبیلہ کا اس کو بھی ہلال کی طرح پناہ حاصل ہوگی۔ نہ قتل کیا جائے گا اور نہ گرفتار مطلب یہ ہوا کہ ان کو قتل کرو مگر وہ لوگ جو تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ کی وجہ سے متصل ہو جائیں۔

اَوْ جَآءُوْکُمْ (یا وہ تمہارے پاس آ جائیں) نحو: اس کا عطف قوم کی صفت پر ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ الا الذین یصلون الی قوم معاھدین او قوم ممسکین عن القتال لا لکم و لا علیکم۔ مگر وہ لوگ جو ایسی قوم سے مل جائیں جو معاہدہ والی ہو یا ایسی قوم سے جو مسلمانوں کے ساتھ لڑائی سے رکنے والی ہو نہ تو وہ تمہارے حق میں ہوں اور نہ وہ تمہارے مخالف ہوں یا اس کا عطف الذین کے صلہ پر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ اِلا الذین یتصلون بالمعا ھدین او الذین لایقاتلونکم۔ مگر وہ لوگ جو مل جائیں معاہدین کے ساتھ یا ان لوگوں کے ساتھ جو تم سے لڑنے والے نہیں ہیں۔

حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ اَنْ یُّقَاتِلُوْکُمْ اَوْ یُقَاتِلُوْا قَوْمَھُمْ (ان کے دل میں نفرت ہے۔ تمہارے ساتھ لڑنے سے اور اپنی قوم سے لڑنے سے) الحصر۔ تنگی اور گھٹن۔

نحو: قد کو مضمر مان کر حصرت صدور ھم حال ہے۔ اور ان یقاتلوکم میں اَنْ کے بعد عَنْ محذوف ہے ای عن قتالھم۔ یقاتلوا قومھم سے مراد تمہارے ساتھ مل کر اپنی قوم سے لڑنا ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَسَلَّطَھُمْ عَلَیْکُمْ (اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ان کو تم پر مسلط کر دیتے) انکے دلوں کو مضبوط کر دیتے اور نفرت قتال کو دور کر دیتے۔ فَلَقٰتَلُوْکُمْ (اور وہ تم سے جنگ کرتے) نحو: اس کا عطف لسلطھم پر ہے۔ اور لام کو تاکید کے لئے داخل کیا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ دونوں کا مجموعہ جزاء نہیں بلکہ ہر ایک مستقل جزاء ہے۔ کیونکہ تسلط کے بعد لڑنا ضروری نہیں۔

فَاِنِ اعْتَزَلُوْکُمْ (اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں) اور تعرض نہ کریں۔ فَلَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ وَاَلْقَوْا اِلَیْکُمُ السَّلَمَ (اور وہ تم سے نہ لڑیں اور تم سے صلح کا سلوک کریں) یعنی اطاعت و فرمانبرداری۔ فَمَا جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ عَلَیْھِمْ سَبِیْلًا (تو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی) یعنی ان سے قتال کی اجازت نہیں دی۔

## تفسیر آیت ۹۱:

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْکُمْ (تم ان کو بھی پاؤ گے جو تم سے بے خوف ہو کر رہنا چاہتے ہیں) منافقت کے ساتھ وَیَاْمَنُوْا قَوْمَھُمْ (اور اپنی قوم سے بے خطر رہنا چاہتے ہیں) موافقت کے ساتھ۔ یہ قبائل اسد و غطفان ہیں۔ جب یہ مدینہ آتے تو اسلام لاتے اور معاہدہ کر لیتے تاکہ مسلمانوں سے محفوظ رہیں۔ اور جب اپنی کافر قوم کی طرف لوٹ کر جاتے تو تمہارے معاہدے توڑ دیتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا

اور کسی مومن کی شان نہیں ہے کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے مگر خطا کے طور پر۔ اور جو شخص کسی مومن کو بطور خطا قتل کر دے

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ

تو اس پر واجب ہے کہ ایک مومن غلام آزاد کرے اور اس کے خاندان والوں کو دیت ادا کرے۔ الا یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں، اور اگر وہ مقتول ایسی

قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ

قوم میں سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ شخص خود مومن ہے تو ایک مومن غلام آزاد کرنا واجب ہے، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ

کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہو تو دیت بھی واجب ہے جو اس کے خاندان والوں کو سپرد کر دی جائے اور ایک مومن غلام آزاد کرنا بھی واجب ہے۔ پھر

لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

جس شخص کو غلام نہ ملے تو وہ لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے بطریق توبہ کے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہوتی ہے اور اللہ علم والا

حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾

اور حکمت والا ہے۔

كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ (جب ان کو فتنہ کی طرف لوٹایا جائے) فتنہ سے مراد ان کی قوم کا ان کو مسلمانوں کے خلاف لڑائی کے لئے دعوت دینا ہے۔ اُرْكِسُوْا فِيْهَا (وہ بدترین صورت سے اس میں پلٹ جاتے ہیں) یہ لوگ اس حالت میں ہر دشمن سے بدتر ہیں۔ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ (پس اگر وہ تمہارے ساتھ لڑنے سے علیحدگی اختیار نہ کریں) وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ (اور نہ ہی طالب صلح ہو کر تم سے صلح کریں) اس کا عطف لم یعتزلوکم پر ہے۔ اور نفی کا اثر یلقوا پر بھی ہے۔ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ (اور نہ ہی اپنے ہاتھوں کو روکیں) فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ (تو ان کو پکڑو اور قتل کر دو جہاں تم ان کو پاؤ) یعنی جہاں ان پر قابو پاؤ اور غالب ہو۔ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا (ایسے لوگوں کے خلاف ہم نے تم کو کھلی ہوئی دلیل دے دی۔) یعنی ان سے لڑنے کے جواز کی کھلی دلیل ان کی ظاہر دشمنی کی صورت میں مہیا کر دی اور ان کی حالت کفر و غدر کو تمہارے سامنے طشت از بام کر دیا۔ اور مسلمانوں کو ان کا نقصان پہنچانا بتلا دیا۔ یا تسلط ظاہر کر دیا اس طرح کہ ان کے قتل کی اجازت دے دی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کافر کا خون مباح، مؤمن کا حرام:

آیت ۹۲: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ (کسی مسلمان کو زیبا اور مناسب نہیں) یعنی اس کے لئے صحیح و درست نہیں اور نہ اس کے حال کے لائق ہے۔ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا (کہ وہ کسی مؤمن کو قتل کرے) یعنی ابتدائی طور پر بلا کسی قصاص کے۔ اس میں بتلا دیا کہ مؤمن اور کافر برابر نہیں۔ کافر کا خون تو مباح ہے۔ نہ کہ مؤمن کا۔ اِلَّا خَطَاً (مگر غلطی سے) یعنی غلطی کی وجہ سے۔

نحو: یہ استثناء منقطع ہے۔ اور لکن کے معنی میں ہے عبارت اس طرح ہوگی۔ لکن ان وقع خطأً۔ لیکن اگر غلطی سے مار ڈالے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ مصدر کی صفت ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہوگی الا قتلاً خطأً مگر وہ قتل جو غلط طور پر ہو۔ مطلب یہ ہوا مؤمن کی شان یہ ہے کہ قتل مؤمن کا پایا جانا اس سے منتفی ہو ابتداءً۔ مگر جب اس سے بلا قصد غلطی سے پایا جائے۔ اس طرح کہ وہ کافر کو تیر مارے اور مسلمان کو لگ جائے۔ یا کسی کو کافر سمجھ کر مارا اور وہ مسلمان تھا۔

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ (جس نے کسی مؤمن کو خطاءً قتل کر دیا پس ایک مؤمنہ گردن آزاد کرنا ہے)

نحو: خطأً یہ قتلاً مصدر محذوف کی صفت ہے۔ ای قتلاً خطأً۔ تحریر رقبة مبتداء ہے اور خبر محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ فعلیه تحریر رقبة۔ پس اس کے ذمہ ایک مؤمن گردن آزاد کرنا ہے۔

## حکمتِ تحریر:

التحریر۔ آزاد کرنا۔ آزاد اور آزاد کیا ہوا شریف شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ شرافت آزاد لوگوں میں ہے۔ جیسا کہ کمینگی غلاموں میں ہے۔ اسی سے عتاق الطیر اور عتاق الخیل عمدہ پرندوں اور گھوڑوں کے لئے بولا جاتا ہے۔

## آزادی میں زندگی:

الرقبہ: گردن سے مراد جان ہے۔ اہلِ عرب اس کی تعبیر رأس سے کرتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں: فلانا یملك كذا راسًا من الرقيق۔ فلاں اتنے غلاموں کا مالک ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جب اس نے ایک مؤمن جان کو من جملہ زندوں سے نکال دیا تو ضروری ہوگیا کہ وہ ایک مؤمن جان اسی طرح کی آزاد لوگوں میں شامل کرے۔ کیونکہ غلام کو آزادی سے رہا کرنا اس کو زندہ کرنے کی طرح ہے۔ کیونکہ غلام کا شمار تو مردوں میں ہوتا ہے۔

کیونکہ غلامی کفر کا اثر ہے اور کفر موت ہے۔ جیسا قرآن مجید میں او من كان ميتاً فاحييناهُ۔ الانعام۔ ۱۲۲۔ اسی لئے اس کو منع کیا گیا کہ وہ آزاد لوگوں جیسا تصرف کرے۔ مگر یہ اشکال والی بات ہے۔ اس لئے کہ اگر بات اسی طرح ہوتی تو قتل عمد میں بھی گردن کی آزادی لازم ہوتی۔ لیکن یہ بات بطور احتمال کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر مؤمنہ گردن کی آزادی لازم کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قاتل کی مؤمن جان کو باقی رکھا۔ وہ اس طرح کہ قصاص لازم نہ کیا۔ اسکی بجائے اس کی مثل رقبہ مؤمنہ لازم کردی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## دیت ترکہ کی طرح ہے:

وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ (اور دیت جو سپرد کی جائے۔ میت کے ورثاء کو) اور وہ اس کو باہمی تقسیم کرلیں۔ جیسا کہ میراث کو وہ تقسیم کرتے ہیں۔ اس میں اور بقیہ ترکہ کی تقسیم میں کوئی فرق نہیں۔ اس میں سے قرضہ ادا کیا جائے گا۔ اور وصیت بھی نافذ ہوگی۔ اور اگر کوئی وارث نہ رہے گا تو وہ بیت المال کا حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اشیم الضبابی رضی اللہ عنہ کی بیوی کو اس کے خاوند اشیم کی دیت سے حصہ دیا۔ دیت کی ادائیگی البتہ عاقلہ پر ہوگی۔ اور کفارہ قاتل پر۔ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا (مگر یہ کہ وہ دیت معاف کردیں) یصدقوا اصل میں یتصدقوا ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ اس پر ہر حال میں دیت ہے۔ مگر معاف کردینے کی صورت اس سے مستثنیٰ ہے۔ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ (اگر وہ اس قوم میں سے ہے جو تمہارے دشمن ہیں) یعنی مقتول خطاء تمہارے دشمنوں میں سے ہے۔ العدو کا لفظ مفرد و جمع دونوں پر بولا جاتا ہے۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور وہ مقتول مؤمن ہے۔

## دارالحرب میں مقتول مسلمان کا حکم:

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ (تو ایک مؤمنہ گردن کا آزاد کرنا ہے) اگر کوئی حربی دارالحرب میں مسلمان ہوا۔ اور ہجرت کر کے دارالاسلام میں نہیں آیا۔ کسی مسلمان کے ہاتھوں وہ خطاءً قتل ہوگیا۔ تو اسلام کی وجہ سے بطور کفارہ لونڈی آزاد کرنی ضروری ہے۔ دیت لازم نہیں۔ کیونکہ خون کی معصومیت تو دارالاسلام پر موقوف ہے۔ اور یہ دارالاسلام نہ تھا۔ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ (اگر وہ مقتول ایسی قوم میں سے ہے کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہے) فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ (تو دیت سپرد کی جائے اس کے اہل کو اور ایک مؤمنہ گردن کا آزاد کرنا لازم ہے) یعنی اگر مقتول ذمی ہو تو اس کا حکم مسلمان والا ہے۔

**مَسْئَلَہ**: اس آیت میں دلیل ہے کہ ذمی کی دیت مسلم کی طرح ہے۔ ہم احناف کا قول یہی ہے۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ (جو نہ پائے گردن) یعنی اس کا مالک نہ ہو۔ اور نہ اس تک اس کی وسعت ہے۔ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ (تو اس پر دوماہ کے روزے ہیں) مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ (جو مسلسل رکھے جائیں یہ توبہ کے طور پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی ہوئی ہے)

**نَحْو**: مضاف محذوف ہے اور شہرین سے حال ہے۔ یعنی روزے رکھنا ایسی حالت میں ہے کہ قبول توبہ ہو اس کی طرف سے اور رحمت اس کی طرف سے۔ یہ تاب الله عليه سے ماخوذ ہے جس کا معنی اذا اقبل توبتهٗ یعنی یہ توبہ کے لئے مشروع ہوا۔ اس صورت میں یہ مفعول لہٗ ہے یا فلیتب توبۃ اس کو توبہ کرنی چاہئے۔ اس کا نصب مصدریت کی وجہ سے ہے اور مفعول مطلق بن گیا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ جاننے والے ہیں اس کو جو اس نے حکم دیا۔ اور اس میں حکمت والے ہیں) جس میں اس نے قدرت کو ظاہر فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

اور جو شخص کسی مومن کو قصداً قتل کر دے تو اس کی جزا جہنم ہے اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہو گا

وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

اور اس پر اللہ کی لعنت ہوگی، اور اس کے لئے اللہ نے بڑا عذاب تیار فرمایا ہے۔

آیت ۹۳: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا (جس شخص نے قتل کیا کسی مسلمان کو قصداً) متعمداً۔ یہ قاتل کی ضمیر سے حال ہے مطلب یہ ہوگا وہ مؤمن کو مؤمن ہونے کی وجہ سے قتل کرے یا اس کے قتل کو حلال سمجھتے ہوئے قتل کردے۔ یہ دونوں کفر ہیں۔

## خلود سے طول قیام مراد:

فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا (پس اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہے گا۔ یعنی آپ علیہ السلام کے قول کے مطابق اگر وہ اس کو سزا دے تو اس کی سزا ہمیشہ کی جہنم ہے بعض اوقات خلود سے طول قیام مراد لیا جاتا ہے۔ اور معتزلہ کا یہ کہنا کہ وہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مخالف ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ (البقرہ: ۱۷۸) وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ (اور اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دیں گے) یعنی اس سے بدلہ لیں گے اور رحمت سے اس کو دور کر دیں گے۔ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے) کیونکہ اس نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اور بڑی مصیبت کا حدیث میں فرمایا گیا۔ دنیا کا زوال اللہ تعالیٰ پر آسان ہے مؤمن کے قتل سے۔

(ترمذی۔ ۱۳۹۵)



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ

اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کرلیا کرو، اور جو شخص تمہارے سامنے اطاعت

اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ

ظاہر کرے اسے یوں نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے تم دنیا والی زندگی کا سامان تلاش کرتے ہو۔ سو اللہ کے پاس

مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

غنیمت کے بہت مال ہیں، اس سے پہلے تم ایسے ہی تھے، سو اللہ نے تم پر احسان فرمایا، سو خوب تحقیق کیا کرو۔ بے شک اللہ ان

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ

کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ جو مسلمان عذر والے نہیں ہیں۔ ان میں جو بیٹھ رہنے والے ہیں اور جو اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد

سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

کرنے والے ہیں برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہیں ان کو بیٹھے رہ جانے والوں پر اللہ نے بڑے درجہ کی

عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ

فضیلت دی ہے اور سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ نے فضیلت دی ہے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہ جانے والوں پر

عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ لا دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ

اجر عظیم عطا فرما کر۔ جو اس کی طرف سے درجات اور بخشش اور مہربانی کی صورت میں ملے گا۔ اور

ع ۱۳ ۵ ۱۰ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾

اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

## معاملہ کی تحقیق کرو:

آیت ۹۴: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اے ایمان والو جب تم سفر کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی غزوہ میں جاؤ) فَتَبَيَّنُوْا (تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو) فتثبتوا حمزہ وعلی رحمہما اللہ نے پڑھا۔ یہ دونوں تفعل سے ہیں اور استفعال کے معنی میں ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ معاملہ کی مکمل تحقیق کرلو اور جانچ لو اور اس میں عجلت سے کام نہ لو۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ



BestUrduBooks.wordpress.com

السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (اور جو شخص تمہیں السلام علیکم کہے تو اس کو مت کہو کہ تو مؤمن نہیں)
قراءت: السَّلٰمَ کو السَّلَمَ مدنی ٗ شامی ٗ حمزہ نے پڑھا ہے۔ اور دونوں کا مطلب فرمانبرداری ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ السلام علیکم کہنا ہے۔ ایک قول ہے۔ اسلام مراد ہے۔

**نحو**: لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ یہ موضع نصب میں ہے۔ لاتقولوا کا مقولہ ہونے کی وجہ سے۔

## واقعہ مرداس بن نہیک رضی اللہ عنہ:

روایت میں ہے کہ مرداس بن نہیکؓ اسلام لائے۔ مگر ان کی قوم اسلام نہ لائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لشکر نے علاقہ پر حملہ کیا۔ وہ بھاگ گئے۔ مرداس وہاں رہا کیونکہ اسے اپنے مسلمان ہونے کا یقین تھا۔ جب اس نے گھوڑوں کو دیکھا تو اپنی بکریوں کو پہاڑ کی اوٹ میں کر دیا۔ اور خود پہاڑ پر چڑھ گیا۔ جب گھوڑے پہنچے اور انہوں نے تکبیر بلند کی تو اس نے بھی تکبیر بلند کی اور اتر کر آ گیا۔ اور لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اور السلام علیکم کہا مگر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اس کی بکریاں ہنکا کر لے گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ آپ اس پر سخت غمگین ہوئے۔ اور فرمایا کیا تم نے اس کو قتل کر دیا اس سامان کی خاطر جو اس کے پاس تھا۔ پھر حضرت اسامہ کو یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو) یعنی تم غنیمت چاہتے ہو۔ حالانکہ وہ جلدی ختم ہونے والا سامان ہے۔ یہی تمہیں ثابت قدمی سے چھوڑنے کی طرف لے جانے والا ہے۔ اور اسی نے تمہیں مقتول کے حالات کی بحث و کرید سے روکا۔ العرض سے مراد مال ہے۔ عرض کہنے کی وجہ اس کا جلد زوال پذیر ہونا ہے۔

**نحو**: تبتغون، تقولوا کی ضمیر سے حال ہے۔

فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ (پس اللہ تعالیٰ کے ہاں بے شمار غنائم ہیں) جو اللہ تعالیٰ تمہیں عنایت فرمائیں گے۔ جو تمہیں اسلام کا اظہار کرنے والے کے قتل سے بے نیاز کر دیں گی۔ اور اس سے تم اس کے مال کی طرف تعرض کرنے سے بچ جاؤ گے کہ اس پر قبضہ کرو۔

## كَذٰلِكَ کا مفہوم:

كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ (تم بھی تو اس سے قبل اسی طرح تھے) جبکہ تم نے شروع شروع میں اسلام قبول کیا۔ اور تمہارے مونہوں سے کلمۂ شہادت سنا پس اسی سے تمہارے مال محفوظ ہو گئے۔ بغیر اس انتظار کے کہ تمہاری زبانیں اور دل موافقت کریں۔ کذٰلک کا کاف کان کی خبر ہے۔ اور اس کو کان کے اسم بلکہ کان سے بھی مقدم کیا گیا ہے۔ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ (پس اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا) ایمان پر ثبات اور ایمان پر شہرت دے کر پس ایمان میں داخل ہونے والوں سے اسی طرح کا سلوک کرو۔ جیسا تم سے کیا گیا۔ فَتَبَيَّنُوْا (خوب تحقیق کر لو) تبینوا کو دوبارہ عظمت و تاکید کیلئے لائے۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی خبر رکھتے ہیں) پس قتل کی طرف فوراً مت گرو بلکہ اس میں پوری احتیاط و بچاؤ سے کام لو۔

آیت ۹۵: لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ (بلا عذر جہاد سے بیٹھے رہنے والے مسلمان برابر نہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

قاعدون سے مراد جہاد سے بیٹھ رہنے والے۔

نحو' قراءت: مدنی۔شامی' علی رحمہم اللہ نے غَیْرَ پڑھا ہے۔ کیونکہ یہ قاعدون سے استثناء ہے۔ یا حال ہے۔ البتہ حمزہ رحمہ اللہ نے مؤمنین کی صفت قرار دے کر مجرور پڑھا ہے۔ باقی تمام قراء رحمہم اللہ نے قاعدون کی صفت بنا کر مرفوع پڑھا ہے۔ الضرر سے مراد مرض ہے یا معذوری جیسے نابینا' لنگڑا' اپاہج پن وغیرہ۔

## قاعد ومجاہد برابر نہیں:

وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ (اور جہاد کرنے والے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال وانفس کے ساتھ) اس کا عطف القاعدون پر ہے۔ بلا عذر بیٹھ رہنے والے اور مجاہد میں برابری کی نفی فرمائی۔ اگرچہ اس کو معلوم ہو۔ اور جہاد سے بیٹھ رہنے والے کو توبیخ کر کے ابھارنا مقصود ہے۔ دوسری آیت میں فرمایا۔ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون۔ الزمر۔۹۔ اس آیت میں طلب علم پر آمادہ کیا اور جہل پر رضامندی اختیار کرنے پر متنبہ کیا۔

## ایک سوال کا جواب:

فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَةً (اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بنسبت گھر بیٹھنے والوں کے) اس جملہ کو جملہ اول کے لئے بطور بیان کے لایا گیا۔ اور اس بات کی وضاحت فرمائی کہ قاعدین کا درجہ کیوں مجاہدین کے برابر نہیں۔ گویا اس آیت کو سن کر سوال ابھرتا تھا کہ آخر یہ کیوں برابر نہیں تو جواب دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے ہیں جہاد سے بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے۔ دَرَجَةً یہ مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یہ کسی شے کا مفہوم تفصیل میں ظاہر کرنے کے لئے لایا جاتا ہے۔ گویا تقدیر عبارت یہ ہے۔ کانه فضلهم تفضلةً اس نے ان کو فضیلت دی ایک درجہ۔ جیسا کہتے ہیں ضربه سوطاً۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی (اور ہر دو فریق سے اللہ تعالیٰ نے اچھے بدلے کا وعدہ فرمایا)

نحو: كُلًّا یہ وعد اللہ کا پہلا مفعول اور الحسنٰی دوسرا مفعول ہے۔

كُلًّا سے مراد مجاہدین و قاعدین کے دونوں فریق ہیں۔ الحسنٰی سے مراد جنت ہے۔ اگرچہ مجاہدین کو قاعدین سے درجات میں فضیلت میسر ہوگی۔

وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا (اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو جہاد سے بیٹھ رہنے والوں پر اجر عظیم سے فضیلت دی ہے)

آیت ۹۶: دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً (درجات اپنی طرف سے اور مغفرت اور رحمت)

نحو: نمبر ۱: اجرًا یہ فضل کی وجہ سے منصوب ہے اور درجات و مغفرة و رحمة یہ اجرًا سے بدل ہیں گویا عبارت یہ ہے اجرهم اجرًا......



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيمَ

بے شک فرشتے جن لوگوں کی جان ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی جان پر ظلم کر رکھا تھا ان سے فرشتے کہتے ہیں کہ تم کس حال

كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ؕ قَالُوْٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ

میں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم بے بس تھے زمین میں، فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین

اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيهَا ؕ فَأُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ

کشادہ نہیں تھی کہ تم ترک وطن کر کے دوسری جگہ چلے جاتے، سو یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری

مَصِيرًا ۝٩٧ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا

جگہ ہے۔ لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے قادر نہ ہوں کہ کوئی

يَسْتَطِيعُوْنَ حِيلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيلًا ۝٩٨ فَأُولٰٓئِكَ عَسَى

تدبیر کر سکیں اور نہ راستے سے واقف ہوں امید ہے

اللّٰهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝٩٩

کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے گا اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

نمبر۲۔ درجات۔ منصوب ہے درجہ کی وجہ سے۔ عبارت اس طرح ہوگی فضلهم تفضيلاتٍ۔ جیسا کہتے ہیں۔ ضربه اسواطاً ای ضربات اور اجرًا عظيمًا منصوب ہے درجاتٍ نکرہ کی وجہ سے اور مغفرة و رحمة منصوب ہیں فعل مضمر کی وجہ سے۔ گویا عبارت اس طرح ہے وغفرلهم ورحمهم مغفرة ورحمةً۔

## آیت کا مطلب:

مطلب آیت کا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بالعذر بیٹھ رہنے والوں پر ایک درجہ فضیلت دی ہے اور بلا عذر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بیٹھ رہنے والے دوسروں کی کفایت کی وجہ سے کئی درجہ فضیلت رکھتے ہیں۔ کیونکہ جہاد فرض کفایہ ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيمًا (اور اللہ تعالیٰ عذر کو معاف کر کے بخشش کرنے والے اور زیادہ اجر بڑھا کر رحم کرنے والے ہیں)

## تفسیر آیت ۹۷:

یہ آیت ان لوگوں کے متعلق اتری جو اسلام لائے مگر ہجرت نہ کی۔ جبکہ ہجرت فرض تھی۔ اور مشرکین کے ساتھ بدر میں آئے



BestUrduBooks.wordpress.com

مرتد ہوکر اورقتل کیے گئے۔اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔تَوَفّٰى۔ماضی کا صیغہ بھی ہوسکتا ہےاور مضارع بھی تتوفاھم ایک تا کو حذف کردیا گیا۔التوفی۔قبض روح کو کہتے ہیں۔ملائکہ سے مراد ملک الموت اور اسکے معاون۔اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (بیشک وہ لوگ جن کی ملائکہ روح قبض کرتے ہیں) ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ (اس حال میں کہ وہ اپنے نفسوں پرظلم کرنے والے ہوتے ہیں) یہ تو فاھم کی ضمیر مفعولی سے حال ہے۔یعنی اس حالت میں کہ وہ اپنے نفسوں پر کفر والا ،ترک ہجرت والا ظلم کرنے والے ہیں۔

قَالُوْا (وہ روح قبض کرنے والے فرشتے کہتے ہیں) فِيْمَ كُنْتُمْ (تم اپنے دین کے سلسلہ میں کس چیز پر تھے) اس کا مقصد توبیخ ہے کہ تم اپنے دین میں کسی چیز پر نہ تھے۔قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ (وہ کہتے ہیں کہ ہم ہجرت سے عاجز تھے) اس لئے کہ مغلوب تھے۔فِى الْاَرْضِ (سرزمین مکہ میں) انہوں نے ہمیں جبرواکراہ سے نکالا۔قَالُوْٓا (ملائکہ ان کو بطور توبیخ کہتے ہیں) اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا (کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے) اس سے مراد یہ ہے کہ تمہیں مکہ سے کسی بھی علاقے کی طرف ہجرت کی قدرت حاصل تھی۔جہاں تمہیں اپنے دین کے ظاہر کرنے میں رکاوٹ نہ تھی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف بھی ہجرت کر سکتے تھے۔فتھاجروا یہ جواب استفہام کی وجہ سے منصوب ہے۔فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (سو ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ جانے کیلئے بری جگہ ہے) یہ اِنَّ کی خبر ہے۔اولئک پر فا اس لئے لائے کیونکہ الذین میں ابہام ہے جو شرط کے مشابہ ہے۔یا قالوا فیم کنتم اور ضمیر عائد محذوف ہے یعنی قالوا لھم۔

**مسئلہ**:اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص کسی جگہ اپنے دین کو قائم نہ رکھ سکتا ہو جیسا قائم رکھنا چاہئے اور دوسری جگہ قائم رکھنے کا امکان ہو تو اس پر ہجرت ضروری ہے۔حدیث میں وارد ہے۔جو اپنے دین کو لے کر ایک زمین سے دوسری زمین میں گیا خواہ وہ ایک بالشت دور ہو تو جنت اس کیلئے لازم ہوگئی اور وہ اپنے باپ ابراہیم اور نبی محمد ﷺ کا رفیق ہوگا۔(ثعلبی نے مرسلاً روایت کی ہے)

## تفسیر آیت ۹۸:

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ (مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے مغلوب کر دیئے گئے)۔اس میں مغلوب لوگوں کو اہل وعید سے مستثنیٰ کیا گیا۔لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا (نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں اور نہ راستہ سے واقف ہیں)

یعنی محتاجی اور عاجزی کی وجہ سے نکلنے کی تدبیر نہیں رکھتے اور نہ ان کو راستوں کی پہچان ہے۔

**نحو**:لایستطیعون یہ مستضعفین کی صفت ہے۔یا الرجال و النساء والولدان کی صفت ہے اور یہ بات درست ہے۔جملہ حکماً نکرہ ہے۔موصوف میں حرف تعریف کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔اس کی نظیر یہ ہے۔ولقد امرّ علی اللئیم یسبنی۔ شعر میں یسبنی جملہ اللّئیم کی صفت ہے۔

آیت ۹۹: فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ (پس ان کے لئے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے گا) یہاں عسٰی کا لفظ اگرچہ امید و طمع کے لئے آتا ہے۔مگر شاہی محاورہ میں وجوب کے لئے ہے۔کیونکہ سخی کا طمع دلانا وعدہ پورا کرنا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا (اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے) اپنے بندوں کی تخلیق سے قبل ہی عفو و غفور ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا

اور جو شخص اللہ کی راہ میں وطن چھوڑے وہ زمین میں جانے کی بہت سی جگہ پائے گا اور اسے بہت کشادگی

وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

ملے گی، اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کی نیت سے نکل کھڑا ہو

ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

پھر اس کو موت آ پکڑے تو یقینی طور پر اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا اور اللہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۴ / ۱۱

بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

آیت ۱۰۰: وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا (جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا۔ اس کو زمین میں منتقل ہونے کے مقام مل جائیں گے)

## معنی الرغم:

مراغمًا ہجرت کے مقامات اور راستے جن پر چل کر وہ اپنی قوم کی ناک خاک آلود کرنے والا ہوگا۔ یعنی وہ ان سے ان کی ناک خاک آلود کر کے جدا ہو۔ الرغم ذلت و رسوائی کو کہتے ہیں۔ اصل میں ناک کا خاک آلود کرنا ہے۔ رُغام مٹی کو کہتے ہیں۔ محاورہ ہے راغمت الرجل۔ جب وہ اس سے جدا ہو اور وہ اپنی ذلت و رسوائی کی وجہ سے جدائی کو پسند نہ کرتا ہو۔ كَثِيْرًا وَّسَعَةً (بہت اور رزق میں وسعت) یا دین کو ظاہر کرنے کی وسعت یا سینے کی وسعت کیونکہ اس کا خوف امن میں بدل گیا۔ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (جو آدمی اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف مہاجر بن کر نکلا) یعنی جس طرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے نکلنے کا حکم دیا۔ مہاجرًا یہ یخرج کی ضمیر سے حال ہے۔

## ہجرت الی اللہ:

ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ (پھر اس کو ہجرت گاہ میں پہنچنے سے قبل موت آ گئی) اس کا یخرج پر عطف ہے۔ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر واقع ہوا) یعنی وعدۂ الٰہی کے مطابق اس کو اجر ملے گا۔ عَلَى اللّٰهِ فرمانا صرف تاکید وعدہ کے لئے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والے مہربان ہیں)

مَسْئَلَۃ: علماء نے فرمایا۔ ہر وہ ہجرت جو طلب علم' حج' جہاد' ایک شہر سے دوسرے شہر جانا تاکہ وہاں اطاعت الٰہی میں اضافہ ہو۔ یا قناعت حاصل ہو یا زہد میں ترقی ہو یا پاکیزہ رزق میسر ہو۔ تو یہ تمام اقسام ہجرت الی اللہ و رسولہ میں شامل ہیں۔ اگر ان کے راستہ میں موت آ گئی تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں مل گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز میں

الصَّلٰوةِ ۖۗ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ

قصر کر لو اگر تم کو اس بات کا خوف ہے کہ کافر لوگ تمہیں فتنہ میں ڈال دیں گے، بے شک کافر تمہارے کھلے

عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

ہوئے دشمن ہیں اور جب آپ ان میں موجود ہوں پھر ان کے لئے نماز قائم کریں تو چاہئے کہ ان میں سے ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہو جائے

مَّعَكَ وَلْیَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪

اور یہ لوگ اپنے ہتھیار لے لیں، پھر جب سجدہ کر چکیں، تو یہ تمہارے پیچھے ہو جائیں

وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰی لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْیَاْخُذُوْا

اور دوسری جماعت آ جائے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی۔ سو وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں، اور اپنے بچاؤ کا

حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ

سامان اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لیں۔ کافروں کی یہ خواہش ہے کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے غافل

وَاَمْتِعَتِكُمْ فَیَمِیْلُوْنَ عَلَیْكُمْ مَّیْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ

ہو جاؤ تو تم پر یک بارگی حملہ کر بیٹھیں، اور تم پر اس بات کا کوئی گناہ نہیں کہ

اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًی مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ

اگر بارش سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتھیار رکھ دو

وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۱۰۲﴾

اور اپنے بچاؤ کا سامان لے لو، بے شک اللہ نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار فرمایا ہے،

آیت ۱۰۱: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ (جب تم زمین میں سفر کرو) الضرب کا معنی یہاں سفر کرنا ہے۔ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ (تو تم پر کچھ گناہ نہیں) اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ (کہ تم نماز میں قصر کرو) یعنی رکعات نماز میں قصر کہ چار کی دو پڑھو۔

**سوال**: آیت کے ظاہر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قصر سفر میں رخصت ہے۔ اور تکمیل عزیمت ہے۔ جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کیونکہ لا جناح تخفیف و رخصت کے مواقع میں مستعمل ہوتا ہے۔ لازم ہونے کے معنی میں نہیں آتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نقصان کے خیال پر اطمینان کے لئے گناہ کی نفی کی:

جواب: قصر عزیمت ہے۔ نہ کہ رخصت۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق اکمال جائز نہیں۔ صلاة السفر رکعتان تمام غیر قصر علی لسان نبیکم۔ رہی آیت تو انہیں اتمام سے الفت تھی پس اس بات کا امکان تھا۔ کہ ان کے دلوں میں قصر کی وجہ سے نماز میں نقصان کا خیال گزرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نفوس کو قصر کے سلسلہ میں اطمینان دلانے کے لئے گناہ کی نفی کی تاکہ دلوں میں خوشی پیدا ہو۔ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (اگر تمہیں خطرہ ہو کہ کافر تمہیں فتنے میں مبتلا کریں گے) یعنی اگر تمہیں خطرہ ہو کہ کفار تمہارے قتل کا قصد کریں گے۔ یا زخمی کرنے کی ٹھانیں گے۔ یا پکڑلیں گے۔

خارجیوں: کے نزدیک قصر کے جائز ہونے کے لئے خوف شرط ہے۔ جیسا کہ بظاہر نص میں خوف کے موقع پر قصر کا جواز اترا۔

جمہور: کے نزدیک خوف کی شرط نہیں۔ اس کی تاکید حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ہم کیوں قصر کرتے ہیں جبکہ اب ہم امن میں ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے بھی تعجب ہوا جس بات سے تمہیں ہوا۔ تو میں نے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے متعلق سوال کیا۔ تو فرمایا۔ صدقة تصدق اللّٰہ بها علیکم فاقبلوا صدقته۔ مسلم ۶۸۶' احمد ۱/ ۲۵

یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کیا ہے۔ پس اس کو قبول کرو۔

## قصر صدقہ ہے:

مَسْئَلَہ: اس روایت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سفر کی صورت میں تکمیل جائز نہیں۔ کیونکہ ایسا صدقہ جس میں تملیک کا احتمال بھی نہ ہو وہ محض اسقاط ہے۔ اور اس کے واپس کرنے کا احتمال بھی نہیں۔ اگر صدقہ کرنے والا ایسے لوگوں میں سے ہو جس کی اطاعت لازم نہیں مثلاً متولی قصاص جب وہ معاف کردے۔ پس جس کی اطاعت لازم ہے اس کی طرف سے کیا جانے والا صدقہ لزوم کا زیادہ حقدار ہے۔

## وقت نزول کی کیفیت کا تذکرہ:

آیت کے نزول کے وقت ان کی حالت اسی طرح تھی۔۔ پس حالات کے موافق اتری جیسا کہ دوسری آیت میں ہے اِن اردن تحصناً۔ النور۔۳۳۔ (کیونکہ کچھ لوگ ارادہ تحصن کے باوجود ان سے برے کام کرواتے) اس کی دلیل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت بھی ہے۔ من الصلاة ان یفتنکم ہے یعنی لئلا یفتنکم اس طرح کہ قصر سے مراد حالات میں قصر ہے۔ وہ یہ ہے کہ خوف شدید کے وقت جانور کے اوپر ہی اشارہ کرلے۔ یا رکوع' سجود وقراءت وتسبیح میں تخفیف کرے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا (بیشک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں) پس ان سے بچو۔

آیت ۱۰۲: وَ اِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ ان میں ہوں اور نماز پڑھانے کا ارادہ کریں) ھم سے مراد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اقمت یہاں اردت کے معنی میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## صلوٰۃ خوف آپ کی خصوصیت نہیں:

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اس کو اپنے ظاہر سے متعلق کیا اسی لئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی نماز خوف کو خاص مانا ہے۔ مگر طرفین رحمہما اللہ کہتے ہیں۔ ائمہ، ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں پس آپ کو خطاب ان تمام کو شامل ہوگا۔ جیسا کہ دوسری آیت میں خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم۔ التوبہ۔۱۰۳۔ اب زکوٰۃ ہر زمانہ میں ہے اور اس کی دلیل صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل ہے۔

فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ (پس ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہو) ان کی دو جماعتیں بنا دیں۔ ایک ان میں سے آپ کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز ادا کرے اور دوسری جماعت دشمن کے سامنے کھڑی رہے۔

وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۔ (وہ اپنا اسلحہ ضرور ساتھ لے لیں جو کہ دشمن کے سامنے ہیں)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر اس سے مراد نمازی ہو تو وہ ایسا اسلحہ جو نماز میں ان کو مشغول کرنے والا نہ ہو لے لیں، مثلاً تلوار، خنجر وغیرہ۔

## سجدہ نماز مراد ہے:

فَاِذَا سَجَدُوْا (پس جب وہ سجدہ کر چکیں) یعنی اپنی رکعت کو سجدہ سے مقید کر چکیں۔ سجود سے ظاہری سجدہ مراد ہے۔ مگر امام مالک رحمہ اللہ سجدہ سے نماز مراد لیتے ہیں۔

فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ (پس وہ تمہارے پیچھے چلے جائیں) یعنی جب آپ کے ساتھ والی جماعت ایک رکعت ادا کر لیں۔ تو وہ پیچھے لوٹ کر دشمن کے سامنے کھڑے ہو جائیں۔

وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ اور دوسری جماعت آئے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں۔ لم یصلوا موضع رفع میں طائفۃ کی صفت ہے۔ فلیصلوا سے مراد وہ دوسرا گروہ ہے جو ابھی دشمن کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ رکعت ثانیہ میں شریک ہوگا۔

وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ (وہ اپنے بچاؤ کا سامان اور اسلحہ ساتھ لے لیں) حذر سے مراد بچاؤ والی چیز زرہ وغیرہ۔ اسلحہ جمع سلاح کی ہے۔ جس سے دشمن کے ساتھ قتال کیا جائے۔ اسلحہ لینا امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک شرط ہے۔ اور ہمارے نزدیک مستحب ہے۔ صلوٰۃ خوف کی کیفیت تو معروف ہے۔

وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ (کافر لوگ تمنا کرتے ہیں کہ کاش تم اپنے اسلحہ اور سامان کی طرف سے غافل ہو جاؤ) یعنی ان کی تمنا یہ ہے کہ نماز کے دوران دھوکے سے تم پر حملہ آور ہوں۔ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً (پس وہ تم پر ٹوٹ پڑیں یک بارگی) یعنی وہ تم پر یک بارگی حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ (اور تم پر گناہ نہیں اگر تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو۔ کہ تم اپنا اسلحہ رکھ دو اور اپنا بچاؤ لے لیا کرو)



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا

سو جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر۔ پھر جب

اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا

مطمئن ہو جاؤ تو نماز قائم کرو، بے شک نماز مومنین پر فرض ہے جس کا

مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا

وقت مقرر ہے اور دشمنوں کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرو، اگر تم کو تکلیف ہوتی ہے تو ان کو بھی تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ تمہیں

تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع ۱۵ / ۱۲

تکلیف ہوتی ہے۔ اور تم اللہ سے وہ امید رکھتے ہو جو وہ امید نہیں رکھتے، اور اللہ علیم ہے حکیم ہے۔

## دشمن سے محتاط رہو:

اس آیت میں اسلحہ رکھنے کی رخصت دی جبکہ اسلحہ بوجھل ہو بارش سے تر ہو جانے کی بناء پر یا مرض کی وجہ سے کمزوری ہو۔ اور اس کے باوجود بچاوا لینے سے غفلت نہ اختیار کرو۔ کہیں دشمن اچانک حملہ آور نہ ہو جائے۔ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے) اس آیت میں مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کرنے کے لئے اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو ذلیل کرے گا۔ اور مسلمانوں کو یہ بتلانے کے لئے کہ بچاوے کا حکم غلبہ کی توقع میں قبول نہیں کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر انجام دینا ہے۔ تاکہ ثواب ملے۔

## تین طرز تفسیر:

آیت ۱۰۳: فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ (جب تم نماز سے فارغ ہو چکو۔ تو اللہ تعالیٰ کو قیام و قعود اور اپنے پہلوؤں پر پڑے یاد کرو) یعنی تمام احوال میں ذکر اللہ کی مداومت کرو۔ یا جب نماز کی ادائیگی کا ارادہ کرو تو کھڑے نماز ادا کرو جبکہ کھڑے ادا کر سکتے ہو۔ اور اگر قیام سے عاجز ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھنے کی سکت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر۔ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ (جب تم اطمینان کی حالت میں ہو جاؤ) یعنی خوف زائل ہو کر اطمینان میسر آ جائے۔ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (تو نماز کو قائم کرو) یعنی ایک جماعت کے ساتھ اس کو مکمل ادا کرو۔ یا جب تم نماز قائم کرو تو پوری نماز پڑھو قصر نہ کرو۔

یا تیسری تفسیر یہ ہے۔ جب صحت پر اطمینان میسر ہو جائے تو قیام و رکوع و سجود کو مکمل کرو۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى



BestUrduBooks.wordpress.com

الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (بیشک نماز ایمان والوں کیلئے وقت کی تعیین کے ساتھ فرض ہے) یعنی اوقات معلومہ کے ساتھ محدود ہے۔

آیت ۱۰۴: وَلَا تَهِنُوْا (کافروں کے سلسلہ میں کمزوری نہ دکھاؤ اور سستی نہ کرو) فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ (کافروں سے لڑنے کی طلب میں) اور ان کے سامنے رکاوٹ بننے میں۔ پھر اس ارشاد سے مسلمانوں پر حجت قائم کی۔ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ (اگر تم دکھ محسوس کرتے ہو تو وہ بھی زخموں کا دکھ محسوس کرتے ہیں۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہو (ثواب کی) اور وہ اس کی توقع نہیں رکھتے)

## تلقین صبر:

مطلب یہ ہے کہ زخموں کی تکلیف یا قتل کا دکھ یہ فقط تمہارے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ تمہارے اور ان کے مابین مشترک ہے۔ ان کو اور تمہیں پہنچتا ہے۔ پھر وہ کافر ہو کر صبر کرتے ہیں۔ تم صبر کیوں نہیں کرتے جیسے وہ کرتے ہیں۔ حالانکہ تمہیں بدرجہ اولیٰ صبر کرنا چاہئے کیونکہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے وہ توقعات ہیں جو انہیں نہیں۔ جیسے تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ اور آخرت کا عظیم الشان وعدہ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا (اللہ تعالیٰ جاننے والے ہیں) یعنی مسلمانوں کے دکھ و آلام کو جاننے والا ہے۔ حَكِيْمًا (ان کے معاملات کی تدبیر میں حکمت والا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّآ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرٰىكَ

بلاشبہ ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ دیں جو اللہ نے آپ کو

اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿١٠٥﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ

سمجھایا۔ اور نہ ہو جائیے خیانت کرنے والے لوگوں کے طرف دار، اور اللہ سے استغفار کیجئے، بے شک اللہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَهُمْ ؕ إِنَّ

بخشنے والا ہے مہربان ہے۔ اور آپ ان لوگوں کی طرف سے جواب دہی نہ کیجئے جو اپنی جانوں کی خیانت کر رہے ہیں بے شک

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيْمًا ﴿١٠٧﴾ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ

اللہ پسند نہیں فرماتا اس شخص کو جو خیانت کرنے والا گنہگار ہو۔ جو شرماتے ہیں لوگوں سے

وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ

اور اللہ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہے جبکہ وہ راتوں کو اس بات کا مشورہ کرتے ہیں جس سے

الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿١٠٨﴾ هٰٓأَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ

اللہ راضی نہیں ہے، اور اللہ ان کے سب کاموں کو جاننے والا ہے۔ خبردار تم وہ لوگ ہو جو جھگڑتے ہو

عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قف فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ان کی طرف سے دنیا والی زندگی میں سو کون جھگڑے گا ان کی طرف سے قیامت کے دن

## طعمہ بن ابیرق اور حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

آیت ١٠٥: روایت میں ہے کہ بنی ظفر کے ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے اپنے پڑوسی قتادہ بن نعمان کی زرہ چرائی۔ وہ زرہ ایک آٹے کی بوری میں تھی۔ بوری میں سوراخ تھا' آٹا بوری کے سوراخ سے گرتا گیا۔ اور نشان پڑتا گیا۔ چور نے یہ بوری زید بن السمین یہودی کے پاس چھپا دی۔ تلاش کرنے پر زرہ طعمہ کے پاس نہ ملی۔ اس نے اس کے متعلق قسم اٹھائی کہ اس نے نہیں لی۔ اور نہ اسے اس کا علم ہے۔ انہوں نے اسے چھوڑا اور آٹے کے نشان پر چلتے چلتے یہودی کے مکان پر پہنچے اور اس کو جا پکڑا۔ یہودی نے کہا۔ یہ تو طعمہ رکھ کر گیا ہے۔ اور اس سلسلے میں بعض یہود نے گواہی دی۔ بنو ظفر نے کہا چلو۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں لے چلو۔ چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ اس کی طرف سے یہود کو جواب دیں۔ اور کہنے لگے۔ اگر آپ نے نہ کیا



BestUrduBooks.wordpress.com

تو ہمارا ساتھی ہلاک ورسوا ہو جائے گا اور یہودی بری الذمہ ہو جائے گا۔

آپ ﷺ نے اس کا ارادہ فرمالیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (بیشک ہم نے آپ کی طرف کتاب کو حق کے ساتھ اتارا ہے) حق کا معنی محق ہے حق کو ثابت کرنے والی۔ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ (تا کہ تم لوگوں کے مابین فیصلہ کرو۔ اسکے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم دیا ہے) ارٰی کا معنی بتلاتا ہے جو وحی کے ذریعہ ہو۔ شیخ ابو منصور رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا معنی بما الهمك بالنظر فی اصوله المنزلة۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کیا اس کے نازل شدہ اصولوں کی روشنی میں۔

مَسْئَلَہ: اس میں دلالت ہے کہ آپ ﷺ کے لئے اجتہاد جائز تھا۔ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا (آپ خائنین کی خاطر مخاصم نہ بنیں) یعنی بنوظفر کی خاطر یہود سے مخاصمت نہ کریں۔

آیت ۱۰۶: وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ (اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں) اس ارادے کا جو آپ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (بیشک اللہ تعالیٰ بخشش فرمانے والے مہربان ہیں)

آیت ۱۰۷: وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ (اور نہ مجادلہ کریں ان لوگوں کی طرف سے جو اپنے نفسوں کی خیانت کرنے والے ہیں) وہ معصیت کر کے اپنے نفسوں کی خیانت کرتے ہیں۔

## معصیت خیانت ہے:

مَسْئَلَہ: نافرمانوں کی معصیت کو ان کے نفوس کی خیانت فرمایا۔ کیونکہ اس کا نقصان بالآخر نفوس کی طرف لوٹتا ہے۔ اس سے مراد طعمہ ہے۔ اور اسی طرح اس کی قوم میں سے جو اس کے معاون تھے۔ حالانکہ ان کو علم تھا کہ وہ چور ہے۔ یا لفظ جمع سے اس لئے ذکر کیا تا کہ طعمہ اور ہر خائن کو شامل ہو جائے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا (بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پسند فرماتے جو کہ بڑا خائن گناہ گار ہو) یہاں خَوَّانًا مبالغہ کا لفظ لایا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ طعمہ خیانت میں بہت بڑھنے والا ہے اور خیانت پر جم جانے والا ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ طعمہ راتوں رات مکہ بھاگ کر مرتد ہو گیا۔ اور وہاں ایک دیوار میں نقب زنی کی۔ وہ دیوار اس پر آ گری اور وہ ہلاک ہو گیا۔

## گناہ سے گناہ ملتا ہے:

مَسْئَلَہ: جب آدمی کا قدم کسی گناہ پر لڑکھڑا جاتا ہے تو اس گناہ کے کئی اور بھائی بھی ہوتے ہیں۔ جو ساتھ آ جاتے ہیں۔

مقولہ عمر رضی اللہ عنہ۔ آپ نے ایک چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کی ماں روتی ہوئی آئی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ یہ پہلی بار کی چوری ہے جو اس سے ہوئی اس کو معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا۔ تو جھوٹ بول رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو پہلی مرتبہ کی غلطی پر نہیں پکڑتے۔

آیت ۱۰۸: يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ (وہ لوگوں سے حیاء کرتے ہوئے چھپاتے پھرتے ہیں) ان کے ضرر کے خطرہ سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

أَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ

یا کون ہو گا ان کا کار ساز، اور جو شخص کوئی گناہ کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے

ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١١٠﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا

پھر اللہ سے مغفرت چاہے تو اللہ کو پائے گا بخشنے والا مہربان، اور جو شخص کوئی گناہ کرے تو یہ گناہ کرنا

يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً

اسی پر پڑے گا، اور اللہ علیم ہے حکیم ہے، اور جو کوئی شخص چھوٹا گناہ کرے

اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿١١٢﴾ ع وَلَوْلَا ١٦ ع ٨ ١٣

یا بڑا گناہ کرے پھر کسی بری آدمی کو اس کی تہمت لگا دے تو اس نے بڑا بہتان اور صریح گناہ اپنے اوپر لاد لیا۔ اور اگر

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا

آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے یہ ارادہ کر ہی لیا تھا کہ آپ کو بہکا دیں، اور وہ

يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

نہیں بہکاتے مگر اپنی ہی جانوں کو، اور آپ کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچائیں گے، اور اللہ نے نازل فرمائی ہے آپ پر

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ

کتاب اور حکمت اور آپ کو وہ باتیں بتائیں جن کو آپ نہیں جانتے تھے، اور آپ پر اللہ کا فضل

عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ

بہت بڑا ہے، نہیں ہے کوئی بھلائی ان کے بہت سے مشوروں میں مگر جو شخص صدقے

بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْ

کا یا اچھی باتوں کا یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا حکم دے اور جو شخص یہ

حیاء کا حقدار سب سے بڑھ کر اللہ عز وجل ہے:

وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ (وہ اللہ تعالیٰ سے چھپا نہیں سکتے) اور نہ اس سے شرم کرتے ہیں۔ وَهُوَ مَعَهُمْ (حالانکہ وہ ان



BestUrduBooks.wordpress.com

کے ساتھ ہے) ان کے حالات سے مطلع ہے۔اور اس پر کوئی چھپائی جانے والی چیز مخفی نہیں۔

مَسْئَلَہ: یہ آیت ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے رب سے حیاء نہیں کرتے اور اس سے نہیں ڈرتے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ اس کے سامنے ہیں۔ان کے اور اس کے سامنے کوئی آڑ نہیں اور نہ اوٹ ہے اور نہ کوئی چیز اس سے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَالَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ (جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے رات گزارتے ہیں) یبیّتون کا معنی تدبیر کرنا رات کے وقت۔

مالا یَرْضٰی سے مراد طعمہ کی یہ تدبیر کہ زرہ زید یہودی کے گھر پھینک آیا۔تاکہ چور اور بن جائے اور یہ قسم کھالے کہ اس نے چوری نہیں کی۔

## کلام دل کا قصد ہے:

مَسْئَلَہ: اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ کلام دراصل وہ مقصد ہے جو دل میں ٹھان لے اس لئے کہ یہاں تدبیر کو قول سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا (اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال کا احاطہ کرنے والے ہیں) کوئی عمل اس کے احاطہ علمی سے باہر نہیں۔

## ایک نحوی تحقیق:

آیت ۱۰۹: هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ۔ ھَا یہ تنبیہ کے لئے ہے۔انتم مبتداء اور اولا ءخبر ہے۔جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ (ہاں تم تو ایسے لوگ ہو کہ تم نے ان کی طرف سے جواب دہی کی باتیں کر لیں) مجادلہ کا معنی ان کی طرف سے جھگڑنا۔ نحو: نمبرا۔یہ جملہ مبینہ ہے۔ کیونکہ اولآء خبر واقع ہو رہی ہے۔جیسے سخی کو کہیں انت حاتم تجود بمالك ۔

نمبر۲۔اولآء اسم موصول بمعنی الذین اور جادلتم ، صلہ اب مطلب یہ ہوا۔چھوڑو! تم تو ان کی طرف سے مجادلہ کر رہے ہو۔ ھم کی ضمیر کا مرجع طعمہ اور اس کی معاون پارٹی۔

فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (دنیا کی زندگی میں پس کون اللہ تعالیٰ سے ان کی طرف سے قیامت کے دن جھگڑے گا) یعنی جب اللہ تعالیٰ ان کو عذاب میں پکڑیں گے تو کون طعمہ کی طرف سے جھگڑے گا۔اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا (یا وہ کون شخص ہوگا جو ان کا کام بنانے والا ہوگا) جو ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور پکڑنے سے محافظت کرے گا۔

## ظلم کی مراد:

آیت ۱۱۰: وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا (جو شخص کوئی برائی کرے) سوء سے مراد ایسا گناہ جو شرک سے کم درجہ ہو۔اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ (یا اپنے نفس پر ظلم کرے) ظلم سے مراد شرک ہے۔یا ایسی برائی جس کا نقصان دوسروں کو پہنچے جیسا کہ طعمہ نے قتادہ اور یہودی کے سلسلہ میں کیا۔(ایک کی چوری کی دوسرے کے ذمہ جھوٹ لگا دی) اور ظلم سے مراد ایسا برا کام جس کا وبال اسی تک پہنچتا ہو جیسے



BestUrduBooks.wordpress.com

جھوٹی قسم کھانا۔

ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ (پھر اللہ تعالیٰ سے معافی کا طلبگار رہوا) يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا)

اس میں طعمہ کو توبہ واستغفار پر آمادہ کیا گیا ہے۔

آیت ۱۱۱: وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ (جو شخص گناہ کا کام کرتا ہے۔ تو وہ اپنے نفس پر اس کا اثر پہنچاتا ہے) کیونکہ اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ علم والے حکمت والے ہیں) پس وہ گناہ کی سزا، کرنے والے کے علاوہ دوسرے کو نہیں دیتے۔

## تعریف بہتان:

آیت ۱۱۲: وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً (جو شخص کوئی چھوٹا گناہ کرے) خطیئۃ سے گناہ صغیرہ مراد ہے۔ اَوْ اِثْمًا۔ اثم کبیرہ گناہ۔ اگر پہلے سے حقوق اللہ کو تلف کرنا مراد ہو تو دوسرے سے حقوق العباد مراد ہونگے۔ ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓئًا (پھر اس نے اس کا الزام کسی بےقصور پر ڈال دیا) جیسا کہ طعمہ نے زید پر ڈالا۔ فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا (اس نے بڑا عظیم جھوٹ اپنے اوپر لادا اور کھلا ہوا گناہ بےقصور پر ڈالا) کیونکہ وہ کسب گناہ سے گناہ گار بن گیا اور بری الذمہ پر لگانے کی وجہ سے بہتان بن گیا۔ گویا اس نے دو گناہ کیے۔ اَلْبُهْتَانُ ایسا جھوٹ جس پر عقل حیران رہ جائے اور وہ ایسے آدمی پر باندھا جائے جس کو کچھ علم نہ ہو۔

آیت ۱۱۳: وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ (اگر آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت نہ ہوتی) فضل سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت وعصمت اور رحمت سے مراد اس کی خصوصی مہربانی جس سے ان کو رازوں کی اطلاع دی۔

## بنی ظفر کا طرزِ عمل:

لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ (تو ان میں سے ایک گروہ آپ کو بھٹکانے کا قصد کر چکا تھا) مراد بنی ظفر۔ یا بنو ظفر کا ایک گروہ ہے هُمْ سے مراد لوگ۔ اَنْ يُّضِلُّوْكَ (کہ وہ آپ کو بھٹکا دیتے) صحیح فیصلہ سے اور طریق عدل کی پیروی سے باوجود اس بات کے جان لینے کے کہ ان کا ساتھی مجرم ہے۔ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ (اور وہ نہیں گمراہ کرتے مگر اپنے آپ کو) کیونکہ اس کا وبال ان کو پہنچے گا۔ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ (وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) کیونکہ آپ نے ظاہر حال کے مطابق فیصلہ فرمایا تھا اور آپ کے دل میں یہ خیال تک بھی نہ تھا کہ حقیقت اس کے الٹ ہے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ (اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب قرآن اتاری) وَالْحِكْمَةَ اور سنت۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (اور آپ کو وہ علم دیا جو آپ نہ جانتے تھے) یعنی امور دین وشریعت کے سلسلہ میں یا مخفی امور اور دلوں کے راز وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے) اس سلسلہ میں کہ آپ کو علم دیا اور انعامات فرمائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ

کام اللہ کی رضا جوئی کے لئے کرے گا سو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔ اور جو شخص

يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ

رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس کے لئے ہدایت ظاہر ہو چکی اور مسلمانوں کے راستے کے خلاف

۱۷ ع ۴ ۱۴ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾

کسی دوسرے راستے کا اتباع کرے تو ہم اس کو وہ کام کرنے دیں گے جو وہ کرتا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ

بے شک اللہ اس بات کو نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جتنے گناہ ہیں جس کے لئے اسے منظور ہوگا بخش دے گا۔ اور جو شخص

يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

اللہ کے ساتھ شرک کرے تو وہ دور کی بڑی گمراہی میں جا پڑا۔

آیت ۱۱۴: لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ (ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں) هُمْ سے مراد لوگ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ (مگر وہ سرگوشی جو صدقہ کی کی جائے)

## نحوی تحقیق:

نحو: نمبر۱۔ کثیر مبدل منہ اور مَنْ اَمَرَ بدل مجرور ہے۔ نمبر۲: یا نجواھم مبدل منہ اور مَنْ اَمَرَ بدل۔ نمبر۳: مستثنیٰ منقطع کی وجہ سے منصوب ہے۔ الا بمعنی لکن ای من امر بصدقةٍ ففی نجواہ الخیر۔ (اِلَّا کو غیر کے معنی میں لینا زیادہ بہتر ہے گویا الا وصفی ہے۔ فتدبر)

## نیکی وہ جو شہرت سے بچ جائے:

اَوْ مَعْرُوْفٍ (یا کسی نیک کام کا) جیسے نمبر۱۔ قرض۔ نمبر۲۔ مظلوم کی دادرسی۔ نمبر۳۔ ہر اچھائی۔ صدقہ سے مراد زکوٰۃ لیں تو معروف سے نفلی صدقہ مراد ہے۔ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ (یا لوگوں میں صلح صفائی) وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ (جو یہ کام کرے گا) جن کا ذکر ہوا۔ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی خاطر) اس شرط سے ریاکاری اور شہرت کے لئے کرنا خود خارج ہوگیا۔ یہ مفعول لہٗ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک اشکال کا جواب:

اشکال: پہلے فرمایا الا من امر۔ پھر فرمایا و من یفعل ذلک۔ پہلے امر کہا پھر فعل کا ذکر کیا۔ حالانکہ امر تو قول ہے فعل نہیں۔

جواب: امر خیر کے ساتھ امر کا لفظ ذکر کیا تاکہ وہ اس کے کرنے والے پر دلالت کرے۔ کیونکہ جب حکم دینے والا پسندیدہ لوگوں میں آ گیا تو فاعل بدرجہ اولیٰ اس میں داخل ہوگا۔ پھر من یفعل فرما کر اجر عظیم کا وعدہ اس سے منسلک کر دیا۔ یا حکم دینے والے کو بمنزلہ فاعل کے قرار دے کر یہ تعبیر فرمادی۔ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (عنقریب ہم آپ کو بہت بڑا اجر دیں گے) قراءت: ابوعمرو اور حمزہ نے یؤتیہ پڑھا ہے۔

آیت ۱۱۵: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى (جو شخص رسول کی مخالفت کریگا اس کے بعد کہ امر حق ظاہر ہو چکا تھا) یعنی دلیل یقینی سے واضح ہونے اور قطعی طور پر معلوم ہونے کے بعد کہ وہ ہدایت ہے۔ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ (وہ مؤمنوں کے راستہ کے علاوہ دوسرے راستہ پر چلے گا) سبیل سے مراد دین حنیفی کا راستہ۔

## اجماع حجت ہے:

مَسْئَلَة: اس آیت میں دلیل ہے۔ کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں۔ جیسا کہ کتاب وسنت کی مخالفت جائز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزیں۔ غیر سبیل المؤمنین اور مخالفت رسول کو ایک شرط سے مشروط کیا۔ اور اس کی سزا وعید شدید کی صورت میں ذکر کی۔ پس ان کی اتباع بھی موالات الرسول کی طرح ضروری ہے۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى (ہم اس کو پھیر دیں گے جدھر وہ پھرا) یعنی جس گمراہی کو اس نے اختیار کیا ہم وہی اس کو دے دیں گے۔ اور دنیا میں جس چیز کو اس نے چنا ہے۔ اس میں اس کو چھوڑ دیں گے۔

وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (اور آخرت میں اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے) اس آیت میں طعمہ اور اس کے ارتداد کے متعلق جہنم کا ذکر فرمایا یہ آیت اسی کے متعلق اتری (کذا قال البغوی)

## شرک کی معافی نہیں:

آیت ۱۱۶: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا۔ اس کی تفسیر گزری بعیدًا سے مراد راہ حق سے دور رہا۔

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو معاف نہیں کریگا۔ اور شرک کے علاوہ جس کو معاف کرنا چاہے گا معاف کر دیگا (خواہ توبہ کے بعد یا بغیر توبہ کے) اور جو کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیتا ہے۔ وہ راہ حق سے بھٹک گیا دور کا بھٹکنا)



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا

یہ لوگ اللہ کے سوا صرف عورتوں کو پکارتے ہیں اور نہیں پکارتے مگر شیطان کو

مَّرِيْدًا ۙ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا

جو سرکش ہے جس پر اللہ نے لعنت کی، اور شیطان نے کہا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ

مَّفْرُوْضًا ۙ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ

حصہ لے لوں گا اور میں ان کو گمراہ کروں گا۔ اور امیدیں دلاؤں گا اور ان کو تعلیم دوں گا سو وہ جانوروں کے

اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ

کانوں کو کاٹیں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا سو وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بدلا کریں گے، اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر

الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ؕ يَعِدُهُمْ

شیطان کو دوست بنا لے سو وہ صریح نقصان میں پڑ گیا۔ شیطان ان سے وعدے کرتا ہے

وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ

اور ان کو آرزوئیں دلاتا ہے، اور شیطان ان سے صرف فریب والے وعدے کرتا ہے، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ

جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

جہنم ہے اور اس سے کہیں بچنے کی جگہ نہ پائیں گے۔

## اصنام کو اناث کہنے کی وجہ:

آیت ۱۱۷: اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ (نہیں وہ عبادت کرتے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) اِلَّآ اِنٰثًا (مگر مونثوں کی) اناث جمع انثیٰ کی۔ اور وہ لات عزیٰ و مناۃ ہیں۔ اہل عرب کا ہر قبیلہ کسی نہ کسی بت کی پوجا کرتا تھا۔ وہ اس کا نام فلاں قبیلہ کی مؤنث رکھتے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ اپنے اصنام کے متعلق کہتے یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ (وہ عبادت نہیں کرتے) اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا (مگر شیطان مردود کی) کیونکہ شیطان نے ان کو بتوں کی عبادت پر آمادہ کیا۔ اور انہوں نے اس کی اطاعت کی۔ پس اس کی اطاعت کو عبادت قرار دیا۔ مَّرِيْدًا اطاعت سے نکلنے والا اور بھلائی سے عاری اور اسی سے امرد بھی ہے۔

آیت ۱۱۸: لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا (اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور



BestUrduBooks.wordpress.com

شیطان نے کہا میں تیرے بندوں میں سے اپنا حصہ ضرور لونگا) شیطان کی پہلی صفت مریدًا اور دوسری لعنہُ اللّٰہ ہے اور شیطان نے یہ انتہائی دشمنی والی بدترین بات کہی۔ مَّفْرُوْضًا قطعی جو میرے لئے لازم ہوگا۔ ایک ہزار میں سے ۹۹۹ شیطان کے لئے۔ ایک اللہ کے لئے۔

## شیطانی چالیں:

آیت ۱۱۹: وَلَاُضِلَّنَّهُمْ (اور میں ضرور ان کو راہ حق سے بھٹکاؤں گا) گمراہی کی طرف دعوت دے کر اور وسوسہ اندازی سے۔ اگر شیطان کے پاس گمراہی کو نافذ کرنے کی قوت ہوتی تو تمام گمراہ ہو جاتے۔

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ (اور میں ان کے دلوں میں باطل ہوسیں دلاؤں گا) یعنی باطل و بے کار تمنائیں ان کے دلوں میں ڈالوں گا۔ جیسے درازیٔ عمر، امیدوں کو پالینا۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ (میں ان کو تعلیم دونگا جس سے وہ جانوروں کے کان کاٹیں گے) البتك کاٹنا، کثرت سے چیرنا۔ بار بار چیرنا۔ مطلب یہ ہے کہ میں ان کو اس بات پر آمادہ کروں گا کہ وہ چوپایوں کے کان کاٹیں۔ وہ پانچ بچے جننے والی اونٹنی کے کان کاٹ دیتے۔ جبکہ پانچواں بچہ نر ہو۔ اور اس سے نفع اٹھانا اپنے لئے حرام کر لیتے۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (اور میں ضرور ان کو حکم دونگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو بدل ڈالیں گے) حامی (نر سانڈ) کی ایک آنکھ پھوڑ کر چھوڑ دیتے اور اس پر سواری نہ کرتے۔ یا غلاموں کو خصی کر دیتے۔ یہ جانوروں میں درست ہے البتہ غلاموں میں ناجائز ہے۔ یا گود کر جسم پر تصاویر بناتے۔ انساب کی نفی کر کے دوسرے نسبوں کی طرف نسبت کرتے۔ یا سفید بالوں کو سیاہ رنگ کرتے۔ یا اپنی طرف سے تحریم و تحلیل کرتے یا خنثیٰ بناتے۔ یا دین اسلام جو اللہ تعالیٰ کا فطری دین ہے اس کو تبدیل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا لا تبدیل لخلق اللّٰه۔ الروم۔ ۳۰۔ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (جس نے شیطان کو اپنا دوست بنایا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) اور اس بات کو قبول کیا جس کی طرف شیطان نے دعوت دی۔ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا (وہ کھلے ہوئے نقصان میں مبتلا ہوا دونوں جہانوں میں)

آیت ۱۲۰: يَعِدُهُمْ (وہ شیطان ان سے وعدے کرتا ہے) ان کو اس طرح کے وساوس ڈالتا ہے کہ جنت نہیں۔ دوزخ نہیں اور نہ ہی بعث و حساب ہے۔ وَيُمَنِّيْهِمْ (اور ان کو امیدیں دلاتا ہے) جن کو وہ کبھی پا نہیں سکتے۔ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (اور شیطان کا وعدہ ان سے محض فریب ہی ہوتا ہے) غرور۔ دیکھے کچھ اور ظاہر اس کے الٹ ہو۔

آیت ۱۲۱: اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا (ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اس سے چھٹکارے اور بھاگنے کا راستہ نہ پائیں گے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے عنقریب ہم ان کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ

نہریں جاری ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے اللہ تعالیٰ نے سچا وعدہ فرمایا ہے، اور کون ہے

اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ

جس کا کہنا اللہ سے زیادہ سچا ہو۔ نہ تمہاری آرزوؤں پر مدار ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر۔

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا

جو شخص برا عمل کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا اور نہ پائے گا اللہ کے سوا کوئی دوست اور

نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

مددگار، اور جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو

۱۹ ع ۸ ۱۶ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ

تو یہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں، اور ان پر اتنا ظلم بھی نہ ہوگا جتنا گڑھا کھجور کی گٹھلی میں ہے، اور اس سے بڑھ کر دین کے اعتبار سے کون اچھا

دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

ہوگا جس نے اپنی ذات کو اللہ کے لیے جھکا دیا، اور وہ اچھے کام کرنے والا ہے۔ اور اس نے ابراہیم کی ملت کا اتباع کیا جو سارے دینوں کو چھوڑ کر اللہ ہی کی طرف مائل

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

ہونے والے تھے، اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنا لیا۔ اور اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے

۱۸ ع ۱۱ ۱۵ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ فرمائے ہوئے ہے۔

آیت ۱۲۲: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے) اور شیطان کی



BestUrduBooks.wordpress.com

کفریہ باتوں میں اتباع نہیں کی۔

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا (عنقریب ہم ان کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے)

قراءت: نخعی کی قراءت میں سید خلهم ہے۔ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا (اللہ تعالیٰ نے اس کا سچا وعدہ کیا ہے)

نَحْو: وعد اور حقًّا دونوں مصدر ہیں مفعول مطلق برائے تاکید لائے گئے ایک اپنے فعل کی تاکید جبکہ دوسرا اسی فعل کی تاکید ہے۔

## استفہام بمعنی نفی:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (کون بات میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا ہے) قیل کا معنی قول ہے۔ یہ استفہام ہے جو نفی کے معنی میں آیا ہے۔ جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں اور شیطان کے جھوٹے وعدوں میں تقابلی موازنہ کرنا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی زیادہ سچا نہیں۔ یہ تیسری تاکید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ کیے گئے وعدے ضرور پورے فرمائیں گے۔

## جھوٹی تمنا بے فائدہ ہے:

آیت ۱۲۳: لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ (حقیقت امر تمہاری تمناؤں پر نہیں) اے مشرکو! کہ تمہارے یہ بت تمہیں فائدہ دیں گے۔ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ (اور نہ حقیقت اہل کتاب کی تمناؤں سے وابستہ ہے) جبکہ وہ اس حد تک دعویٰ کرنے والے ہیں: نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ [المائدہ:۱۸] کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور محبوب ہیں۔ اسی طرح: لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (البقرہ:۸۰) کہ ہمیں تو آگ چند دن لگے گی۔ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ (جو شخص کوئی برا عمل کرتا ہے اس کا بدلہ دیا جائے گا) خواہ مشرکین سے ہو یا اہل کتاب میں سے جیسا کہ آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا۔ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (وہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست اور مددگار نہ پائے گا) اس میں کفار کو وعید سنائی گئی کیونکہ بعد والی آیت میں فرمایا۔

آیت ۱۲۴: وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ (جو شخص بھی کوئی نیک عمل کرے گا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس حال میں کہ وہ مؤمن ہو)۔

نَحْو: هو مؤمن یہ حال ہے۔ اور پہلا مِنْ۔ تبعیضیہ اور دوسرا من یعمل کے ابہام کو دور کرنے کے لئے ہے۔

نکتہ: اس آیت سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ اعمال ایمان کا جز نہیں ہیں۔

## ایمان دخولِ جنت کا اصل سبب ہے:

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ (پس وہ جنت میں داخل ہونگے)

قراءت: مکی، ابو عمرو اور ابوبکر رحمہم اللہ نے یُدْخَلون پڑھا ہے۔ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا (اور ذرہ بھر بھی حق تلفی نہیں کی جائے گی) نَقِیْر وہ گڑھا جو گٹھلی کی پشت میں ہوتا ہے۔ لا یظلمون کی ضمیر نیک و بدعمل کرنے والے تمام کی طرف ہے۔ اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ ایک فریق کے ہاں اس کا تذکرہ کرنا دوسرے فریق کے ہاں تذکرہ کرنے کیلئے دلیل ہو۔ اور ارشاد الٰہی: من یعمل



BestUrduBooks.wordpress.com

سوءًا یجزبہٖ اور ومن یعمل من الصالحات کواہل کتاب کی تمنیات کے بعد ذکر کرنا جیسے کہ دوسری آیت: بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ (البقرہ/۸۱) اورارشادِ الٰہی: والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات کو اپنے اس ارشاد کے بعد لائے۔ وقالوا لن تمسنا النار اِلا ایامًا معدودة۔ (تو گویا ایک فریق کا تذکرہ فرمایا وہاں دوسرا خود اس سے سمجھا اور مانا جاتا ہے)

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ (اور ایسے شخص سے کس کا دین اچھا ہوگا جس نے پھیر لیا اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کی طرف) یعنی جس نے اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر دیا اور مکمل طور پر اس کے سپرد کر دیا کہ اس کے سوا کسی کو رب و معبود جانتا ہی نہیں۔ وَهُوَ مُحْسِنٌ (اس حال میں کہ وہ مخلص ہو) یعنی نیک کاموں کو اپنانے والا ہو۔ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (اور اس نے اتباع کی ملت ابراہیم علیہ السلام کی جو سب سے یکسو ہو جانے والے تھے) حَنِيْفًا باطل دینوں سے منہ موڑ کر راہ حق پر گامزن۔

نحو: حنیفا یہ ابراہیم سے حال ہے یا وَاتَّبَعَ سے حال ہے۔

## لفظ خلیل کی تحقیق و تعریف:

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خالص دوست بنایا) خلیلا یہ اپنے اصل کے لحاظ سے المخال تھا۔ اس کو کہتے ہیں جو تمہارے خلل اور بگاڑ کی درستگی کرے۔ یا خلال اصل ہے جس کا معنی گھر میں آنا جانا ہے۔ یا خلل کا معنی رخنہ اور شگاف ہے جو تمہارے شگاف و خلل کو اسی طرح دور کرے جیسا وہ اپنے شگاف کو کرتا ہے۔ خُلّت خالص دوستی کو کہتے ہیں۔ جو رازوں کے خالص ہونے کی وجہ سے خصوصیت کو لازم کرتی ہے۔ اور محبت زیادہ مخلصانہ ہے کیونکہ وہ دل کی گہرائی سے ہے۔ یہ جملہ معترضہ ہے اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔ جیسا کہ شاعر کے اس کلام میں۔ ؎ یالیت شعری والحوادث جمة

## جملہ کا فائدہ:

ملت وطریق ابراہیمی کی اتباع کی تاکید کر دی۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مرتبہ کو پہنچا ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خلیل بنایا۔ تو اس کا راستہ اتباع و پیروی کے لئے لائق و مناسب ہے۔ اگر اس کو ماقبل جملوں پر بطور عطف لایا جاتا تو یہ معنی نہ دے سکتا۔ حدیث شریف میں وارد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا جبرئیل بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کیوں بنایا۔ تو انہوں نے جواب دیا کیونکہ وہ مخلوق کو کھانا کھلاتے۔ اور لوگوں کو خوب سلام کہتے۔ اور رات کو لوگ سوتے اور وہ نماز میں مشغول ہوتے۔ (بیہقی ۹۶۱۶ فی شعب الایمان) ایک قول یہ بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ میں نے تجھے خلیل بنایا کیونکہ تو لینے کی بجائے دینا پسند کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے تو لوگوں کو دیتا ہے خود ان سے طلب نہیں کرتا۔

## خلیل کو اللہ کی خلت کی حاجت ہے:

آیت ۱۲۶: وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے) اس



BestUrduBooks.wordpress.com

وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَ مَا يُتْلٰى

اور وہ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اور وہ جو کتاب میں

عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ

تم پر تلاوت کیا جاتا ہے ان یتیم عورتوں کے بارے میں جن کو تم وہ حق نہیں دیتے ہو جو ان کے لئے مقرر کیا گیا ہے

وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا

اور تم رغبت رکھتے ہو کہ ان سے نکاح کرو۔ اور ضعیف بچوں کے بارے میں بھی تم پر آیات تلاوت کی جاتی ہیں اور یہ کہ

لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾

تم یتیموں کے حق میں انصاف کے ساتھ قائم رہو۔ اور جو کوئی خیر کا کام کرو گے سو اللہ تعالیٰ اس کا جاننے والا ہے۔

میں اس بات کی دلیل بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی خُلّت کی خلیل کو حاجت ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کی خُلّت کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ وہ اس سے پاک ہے۔ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کرنے والے ہیں) اپنے علم کے لحاظ سے۔

## فتویٰ، مبہم کی وضاحت کا نام:

آیت ۱۲۷: وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ (وہ عورتوں (کی میراث) کے متعلق آپ سے دریافت کرتے ہیں) یعنی وہ آپ سے عورتوں کے متعلق فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ اور افتاء مبہم کو واضح کرنے کو کہتے ہیں۔ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیں کہ اللہ عورتوں کے متعلق تم کو اپنا حکم کھول کر بتاتا ہے۔ اور جو تم پر پڑھا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یتیم عورتوں کے متعلق) یعنی اللہ تعالیٰ اپنا حکم بتا رہے ہیں۔

الکتاب سے مراد قرآن مجید اور فی یتامٰی سے مراد یہ آیت ہے وان خفتم الا تقسطوا فی یتامٰی النساء۔۳۔ اور یہ اس طرح ہے جیسے کہتے ہیں۔ اعجبنی زید و کرمه۔ مجھے زید کی سخاوت نے تعجب میں ڈالا۔

**نحو**: وما یتلی۔ یُفتیکم کی ضمیر عطف کی وجہ سے مرفوع ہے یا لفظ اللہ پر عطف کی وجہ سے۔ یتلی کا صلہ فی یتامٰی النساء ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ یتلی علیکم فی معناھن۔ نمبر۲۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فی یتامی النساء فیھن سے بدل ہو۔ اور اضافت من کے معنی میں ہو۔

## غلط روش کی تردید:

الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ (وہ عورتیں جن کو تم ان کا لازم کردہ حق نہیں دیتے ہو) یعنی جو ان کا میراث میں حصہ مقرر



BestUrduBooks.wordpress.com

ہوا۔ اور عرب میں یتیم بچیوں کو اپنے ساتھ ملاتے اور ان کا مال بھی لے لیتے۔ اگر خوبصورت ہوتیں تو ان سے شادی کر لیتے اور مال کھا جاتے اور اگر بدصورت ہوتیں تو شادی سے ان کو روکتے یہاں تک کہ وہ مر جاتیں اور وہ ان کے وارث بن جاتے۔ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ (اور تم ان سے نکاح میں رغبت رکھتے ہو) ان کی خوبصورتی کی وجہ سے یا ان کی بدصورتی کی وجہ سے نکاح سے بے رغبتی رکھتے ہو۔ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ (اور کمزور بچے) یعنی یتیم۔

نحو: المستضعفین یہ یتامی النساء پر عطف کی وجہ سے مجرور ہے۔

## نحوی تحقیق:

زمانہ جاہلیت میں مضبوط آدمی کو وارث بناتے بچوں اور عورتوں کو چھوڑ دیتے۔ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى (یہ کہ تم قائم کرو انصاف یتامیٰ کے لئے) نحو: (۱) یہ بھی المستضعفین کی طرح مجرور ہے۔ معنی اس طرح ہے یفتیکم فی یتامی النساء و فی المستضعفین، و فی ان تقوموا۔ نمبر۲: یا منصوب ہے۔ اور معنی یہ ہے۔ یامرکم ان تقوموا۔ اس صورت میں ذمہ داروں کو خطاب ہے کہ وہ ان کی دیکھ بھال کریں۔ اور ان کے حقوق پورے پورے دیں۔ بِالْقِسْطِ (انصاف وعدل کے ساتھ) ان کے اموال و میراث کے سلسلہ میں۔ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ (اور جو تم بھلائی کا کام کرو) فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا (پس اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں) وہ اس پر بدلہ دیں گے۔

نحو: ماتفعلوا شرط فان اللّٰه یہ جواب شرط ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف سے بدمزاجی کا یا بے رخی کا اندیشہ کرے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں

اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ

کہ آپس میں کسی خاص طریقہ پر صلح کر لیں۔ اور صلح اچھی چیز ہے۔ اور انسانوں کے نفسوں میں کنجوسی حاضر کر دی

الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾

گئی ہے اور اگر تم اچھا برتاؤ رکھو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ

اور تم ہرگز اس بات پر قادر نہیں ہو کہ عورتوں کے درمیان عدل قائم رکھو گرچہ تم حرص کرو۔ لہٰذا تم بالکل ہی نہ

الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

ڈھل جاؤ جس کی وجہ سے ایک عورت کو ادھر میں لٹکی ہوئی چھوڑ دو۔ اور اگر تم اصلاح کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ

غفور ہے رحیم ہے اور اگر دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنی عطا کی ہوئی وسعت کے ذریعہ بے نیاز کر دے گا

اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾

اور اللہ کشائش والا اور حکمت والا ہے

## شرط پر صلح میں حرج نہیں:

آیت ۱۲۸: وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا (اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے بد دماغی کا خطرہ ہو) یعنی علامات وقرائن سے احتمال ہو۔ النشوز خاوند بیوی سے خشکی دکھائے اور اس کا حق اور خرچہ روک دے۔ اور گالی گلوچ اور ضرب سے تنگ کرے۔ اَوْ اِعْرَاضًا یا رخ پھیر لینے کا خطرہ ہو۔ کہ وہ اس سے میل جول میں کمی کرتا اور انس ومحبت میں کمی کرتا ہو خواہ اس کے بڑھاپے یا بدصورتی کی وجہ سے یا اس کے اخلاق یا خلقت یا رنج یا دوسری سے آنکھ لگ جانے کی وجہ سے یا اور اسی طرح کی صورت ہو۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا تو کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے مابین (کسی شرط پر) مصالحت



BestUrduBooks.wordpress.com

کرلیں۔

قراءت: کوفی نے یصّالحا پڑھا۔ یصّالحا اصل میں یتصالحا ہے تا کو صاد کر کے ادغام کیا گیا ہے۔ صُلحاً یہ مصدر ہے اور ہر دو فعل مصدر کے معنی میں ہیں الصلح کا معنی یہ ہے کہ وہ دونوں باہمی خوشدلی سے صلح کر لیں کہ وہ عورت خوشدلی سے کسی تقسیم پر راضی ہو جائے یا بعض حصے پر راضی ہو جائے یا بعض مہر خاوند کو واپس کر دے یا تمام واپس کر دے یا خرچہ کا مطالبہ نہ کرے۔

صلحًا (ان یصلحا کا کو مفعول بنانا صحیح ہے خواہ مجرد و مزید کا فرق ہے جیسا کہ اس آیت میں انبتہُ اللّٰہ نباتًا)

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (اور صلح بہت بہتر ہے) جدائی سے یا نافرمانی سے یا ہر چیز میں جھگڑا اڑانے سے۔ یا الصلح خیر من الخیور کہ بھلائیوں میں سے بڑی بھلائی صلح ہے جیسا کہ جھگڑا شرور میں سے بڑا شر ہے۔

## بخل طبع انسانی کا حصہ ہے:

نحو: یہ جملہ معترضہ ہے۔ جیسا کہ: وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ انسانی طبائع سے حرص غائب نہیں ہوتی۔ اس آیت میں بخل کو نفس انسانی کے پاس ہر وقت حاضر باش قرار دیا کہ وہ کبھی اس سے غائب نہیں۔ یعنی وہ طبع انسانی کا حصہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عورت اپنے حصہ سے درگزر کے لئے تیار نہیں اور مرد اس کو اس کا حصہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ جب کہ وہ اس سے بے رغبتی رکھتا ہو۔ ہر ایک اپنے آرام کا طالب ہے۔

احضرت کے دو مفعول ہیں اول انفس اور دوسرا الشح۔

پھر طبیعت کی مخالفت پر آمادہ کیا اور شریعت کی اتباع کا حکم دیا۔ وَاِنْ تُحْسِنُوْا (اور اگر تم احسان کرو) اگر چہ وہ تمہیں ناپسند اور دوسری پسند ہوں مگر حق صحبت کا خیال کرتے ہوئے ان کو قائم رکھو۔ وَتَتَّقُوْا (بے رغبتی اور اعراض سے بچو) اور ان چیزوں سے بھی جو جھگڑے اور ایذاء کا باعث ہوں۔ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال احسان وتقویٰ سے خَبِیْرًا (مطلع ہیں) پس وہ تمہیں ثواب عنایت فرمائیں گے۔

لطیفہ: عمران خارجی علیہ ماعلیہ بنی آدم کے انتہائی بدصورت لوگوں میں سے تھا۔ اور اس کی بیوی انتہائی خوبصورت۔ عورت نے اس کو دیکھ کر کہا الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں اور تو جنتی ہیں۔ عمران نے کہا وہ کیسے۔ عورت نے کہا تمہیں مجھ جیسی خوبصورت ملی تو تم نے شکر کیا اور مجھے تجھ جیسا بدصورت ملا تو میں نے صبر کیا اور جنت تو شاکرین وصابرین کے لئے تیار کی گئی ہے۔

(اگر خارجی ان میں سے ہوئے تو! افافهم)

## عدل کی تعریف:

آیت ۱۲۹: وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ (تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ تم عورتوں کے درمیان عدل کرو) یعنی ایسی



BestUrduBooks.wordpress.com

برابری اور عدل کہ بالکل جھکاؤ نہ ہو۔ پس عدل کی تکمیل اسی میں ہے کہ ان کے مابین تقسیم' نفقہ' خیال رکھنے' التفات نظر' متوجہ ہونا' دل لگی کی گفتگو' خوش طبعی وغیرہ میں برابری کی جائے۔

ایک قول یہ بھی کہ العدل کا مطلب محبت میں برابری ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں تقسیم کے سلسلہ میں برابری فرماتے اور فرماتے اے اللہ یہ میری تقسیم اس سلسلہ میں ہے جو میرے قبضہ میں ہے۔ لیکن جو بات میرے قبضہ میں نہیں صرف تیرے اختیار میں ہے۔ اس میں تو میری پکڑ نہ کر۔ یعنی محبت۔ کیونکہ آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ محبت تھی۔

## حتی الامکان عدل کرو:

وَلَوْ حَرَصْتُمْ (اگرچہ تم اس کی کتنی خواہش کرو) فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ (مگر کامل طور پر جھک نہ جانا) یعنی اس میں میلان اختیار کر کے مرغوب کی طرف زیادہ نہ جھکو کہ اس کی رضامندی کے بغیر اس کا حصہ روک لو۔ یعنی تمام میلان سے پرہیز تو آسانی اور سہولت کی غرض سے ہے۔ مگر اس میں تفریط سے کام نہ لو کہ بالکل عدل سے ہی تفریط ہو جائے۔

اس ارشاد میں ایک طرح کی توبیخ ہے۔

**نحو:** كُلَّ کا لفظ مصدر کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ اس کا حکم مضاف الیہ کا ہوتا ہے۔

فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ (کہ تم اس کو ادھر میں لٹکی ہوئی کی طرح چھوڑ دو) کہ نہ وہ رانڈ رہے نہ سہاگن۔ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا (اور اگر تم ان کی اصلاح کر لو۔ اور بگاڑ سے بچتے رہو) فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے مہربان ہیں) وہ دلوں کا میلان تمہیں معاف کر دیں گے اور تم پر رحمت فرماتے ہوئے سزا نہ دیں گے۔

آیت ۱۳۰: وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا (اور اگر وہ دونوں الگ الگ ہو جائیں) اور کسی چیز پر صلح نہ کریں اور خلع یا طلاق سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ اور اس کا حق مہر اور نفقہ عدت پورا پورا دے دیں۔ يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا (تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو دوسرے کا محتاج نہ رکھے گا) مِّنْ سَعَتِهٖ (اپنی وسعت (قدرت اور غناء) کے ساتھ) یعنی عورت کو بہتر خاوند دے دے گا اور اچھی گزران پہلی گزران سے۔ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا (اور اللہ تعالیٰ وسعت والے ہیں) کہ اس نے نکاح کو حلال کر دیا۔ حَكِيْمًا (اور حکمت والے ہیں) کہ رخصت کرنے کی اجازت دے دی۔ السعت قدرت وغناء کو کہتے ہیں۔ الواسع الغنی، المقتدر۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور البتہ ہم نے ان لوگوں کو وصیت کی جن کو تم سے

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ

پہلے کتاب دی گئی اور تم کو بھی وصیت کی کہ اللہ سے ڈرو، اور اگر کفر کرو گے تو بلاشبہ اللہ ہی کے لئے ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اللہ بے نیاز ہے۔ لائق حمد و ستائش ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ

جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور کارساز ہونے کے لئے اللہ کافی ہے اے لوگو اگر اللہ چاہے

يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ

تو تم سب کو ختم کر دے۔ اور دوسروں کو لے آئے، اور اللہ کو اس پر

قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا

قدرت ہے۔ جو شخص ارادہ کرے دنیا کے ثواب کا تو اللہ کے پاس دنیا و آخرت کا

وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع

ثواب ہے اور اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

ع ۱۹/۸/۱۶

## تفسیر آیت ۱۳۱:

اس آیت میں اپنا غنی اور قادر ہونا بتلایا۔ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے) پیدا کرنے کے اعتبار سے، اور وہ اپنے غلاموں کو بطور غلام مالک بنانے والا ہے۔

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (تحقیق ہم نے وصیت کی ان لوگوں کو جن کو کتاب دی گئی) الکتاب میں الف لام جنس کا ہے اور تمام آسمانی کتابیں مراد ہیں۔ مِنْ قَبْلِكُمْ (تم سے پہلے) گزشتہ امتیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اصل سعادت تقویٰ ہے:

**نحو** : یہ وصینا یا او توا سے متعلق ہے۔ وَاِیَّاکُمْ (اور تمہیں) یہ الذین او تو اکا معطوف ہے۔ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ (کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو) یا ان مفسرہ ہے کیونکہ وصیت قول کے معنی میں ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ پرانی وصیت ہے جو پرانے زمانہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو فرماتے ہیں۔ یہ صرف تمہیں ہی نہیں کی گئی کیونکہ بندے تقویٰ سے ہی اس کے ہاں سعادت مند بنتے رہے ہیں۔ وَاِنْ تَکْفُرُوْا (اور اگر تم کفر کرو) اس کا عطف بھی اتقوا پر ہے۔ کیونکہ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو اور تمہیں تقویٰ کا حکم دیا۔ اور انہیں بھی کہا اور تمہیں بھی کہتے ہیں۔ اگر تم ناشکری کرو گے۔ فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ غَنِیًّا حَمِیْدًا (پس بیشک اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہیں) غنی ہیں یعنی مخلوق سے اور ان کی عبادات سے اور حمید ہیں یعنی مستحق حمد ہیں اس کی تعریف کثرت انعام کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ خواہ ان کی کوئی تعریف کرے یا نہ کرے (وہ ان کی تعریف کا محتاج نہیں)

## حکم تقویٰ مالک ہونے کی وجہ سے:

**نکتہ**: نمبر۱۔ للّٰہ مافی السمٰوٰت وما فی الارض دوبارہ لایا گیا۔ تاکہ یہ بات پختہ طور پر ثابت کردی جائے کہ اس کے تقویٰ کا سبب یہ ہے کہ ساری خلق اسی ہی کی ہے اور وہ ان کا خالق و مالک ہے۔ پس اس کا حق یہ ہے کہ مخلوق اس کی اطاعت کرے اور نافرمانی نہ کرے۔

نمبر۲۔ اس میں یہ بھی ثبوت مہیا کردیا کہ تقویٰ تمام بھلائیوں کی جڑ ہے۔ اور تقویٰ کا حکم دینے کے بعد ان تکفروا الا کر بتلا دیا کہ مراد تقویٰ سے شرک سے بچنا ہے۔

## کارساز وہی ہے:

آیت ۱۳۲: وَلِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا (اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا کارساز ہونا کافی ہے) پس اسی کو کارساز بناؤ۔ غیروں پر بھروسہ نہ کرو۔

## عظمتِ قدرت:

آیت ۱۳۳: اس آیت میں بندوں کو ڈرایا اور اپنی قدرت کو بیان فرمایا۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ (اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کردے) اَیُّھَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ (اے لوگو! اور دوسروں کو لے آئے یا انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوق لے آئے) وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی ذٰلِکَ قَدِیْرًا (اور اللہ تعالیٰ کو اس بات پر قدرت حاصل ہے) اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بلیغ انداز میں بیان فرمایا۔ (اور کفار کو دھمکی دی)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ

اے ایمان والو! انصاف پر قائم ہونے والے اللہ ہی کے لئے گواہی دینے والے بن کر رہو۔ اگرچہ تمہاری جانوں

اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا

یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے رشتہ داروں کے خلاف پڑ جائے۔ اگر غنی ہے یا فقیر ہے تو اللہ تعالیٰ کو دونوں کے ساتھ تم سے زیادہ تعلق ہے

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

سو تم انصاف کرنے میں خواہش نفس کا اتباع نہ کرو اور اگر تم کج بیانی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تمہارے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۳۵

سب کاموں سے باخبر ہے۔

## فقط طلبِ دُنیا طلبِ خسیس ہے:

آیت ۱۳۴: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا (جو دنیا کے ثواب کا طالب ہے) جیسے کوئی مجاہد اپنے جہاد سے مالِ غنیمت کا طالب ہو۔ فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (پس اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا اور آخرت کا ثواب ہے) پس یہ شخص کیوں صرف ایک کا طالب بنتا اور دوسرے کو چھوڑتا ہے۔ اور جو یہ طلب کرتا ہے وہ تو بہت ہی حقیر و خسیس ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا (اور اللہ تعالیٰ ہر بات کو سننے والے ہیں) بَصِيْرًا (اور ہر فعل کو دیکھنے والے ہیں) اس حصہ آیت میں وعدہ اور وعید دونوں پائے جاتے ہیں (سبحان اللہ)

## تفسیر آیت ۱۳۵:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ (اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے ہو جاؤ) یعنی اقامت عدل میں خوب کوشش کرو یہاں تک کہ ظلم نہ کرو۔ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے لئے گواہی دینے والے) یعنی تم اپنی گواہی خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے دو۔

نحو: قوامین خبر اول اور شہداء خبر ثانی ہے۔

## اقرار شہادتِ علی النفس:

وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ (اگرچہ وہ گواہی اپنے نفسوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو) شہادت علی نفسہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفس کے خلاف اقرار کیونکہ یہ بھی شہادت ہے۔ کیونکہ حق کو اپنے اوپر اس نے لازم کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دعویٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

شہادت' اقرار یہ تینوں چیزیں کسی ایک کے دوسرے پر حق کی خبر و اطلاع میں برابر ہیں۔ البتہ تینوں میں فرق یہ ہے کہ دعویٰ یہ اپنے ذاتی حق کی اطلاع ہے جو غیر کے ذمہ ہے۔ اقرار کسی دوسرے کا حق اپنے اوپر تسلیم کرنا۔ شہادت دوسرے کے حق کے لئے دوسرے کے خلاف اطلاع دینا ہے۔

اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (یا والدین اور قرابت داروں کے خلاف ہو) یعنی اگر شہادت اپنے ماں' باپ اور اقارب کے خلاف ہو۔ اِنْ يَّكُنْ (اگر چہ وہ شخص) جس کے خلاف گواہی دی گئی ہے۔ غَنِيًّا (مالدار ہو) تو پھر بھی گواہی سے نہ رکے اس کی مالداری کی وجہ سے کہ اس کی رضامندی کو چاہنے لگے۔ اَوْ فَقِيْرًا (یا فقیر ہو) اس پر شفقت و رحمت گواہی سے نہ روکے۔ فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا (اللہ تعالیٰ کا تعلق ان دونوں سے زیادہ ہے) یعنی ان کو دیکھ کر اور ان پر رحمت کھاتے ہوئے۔

## ایک لغوی تحقیق:

**نحو**: بھما میں ضمیر تثنیہ لائے حالانکہ ضمیر واحد لانی چاہئے تھی۔ کیونکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر ان دونوں میں سے ایک ہے اس لئے کہ جس پر قول باری تعالیٰ غنیا او فقیرا دلالت کرتا ہے ضمیر اس کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اور وہ فقیر و غنی کی جنس ہے۔ گویا

کلام اس طرح ہے۔ فاللّٰہ اولی بجنسی الغنی والفقیر یعنی بالاغنیاء والفقراء۔ پس دونوں کی جنس مراد ہے تو تثنیہ کی ضمیر درست ہوئی۔

(جس کے حق یا خلاف شہادت دی جا رہی ہے۔ وہ دونوں سیاق کلام سے معلوم ہو رہے ہیں ان کی طرف ضمیر لوٹا لی جائے تو اشکال نہیں رہتا۔ فافهم)

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى (نہ اتباع کرو خواہش نفس کی) بالارادہ اَنْ تَعْدِلُوْا (کہیں تم حق سے ہٹ جاؤ) یہ عدول سے ہے یا اس بات کے خطرے کے پیش نظر کہ تم لوگوں کے درمیان عدل سے مڑ جاؤ۔ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا (اگر تم کج بیانی کر دیا پہلو تہی اختیار کرو)

## قراءت ونحو:

تَلُوْا۔ ایک واؤ اور لام کے ضمہ سے۔ شامی وحمزہ نے پڑھا ہے۔ یہ الولایۃ سے ہے۔

اگر تمہیں شہادت کے قائم کرنے کا ذمہ دار بنایا جائے یا اس کے قائم کرنے سے اعراض کرو۔ ان کے علاوہ قراء نے دو واؤ اور سکون لام سے پڑھا۔ اس صورت میں یہ اَللّیّ سے ہے۔ مطلب یہ ہوگا اگر تم موڑو! اپنی زبانیں حق کی شہادت سے یا عادلانہ فیصلہ سے۔ یا تم شہادت سے اعراض کرو جو تمہارے پاس ہے اور اس کو روک لو۔

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (تو اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے) پس وہ اس پر تمہیں بدلہ دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی

وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل فرمائیں۔ اور جو شخص منکر ہو اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا

وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝۱۳۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا تو وہ گمراہ ہو کر دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے

ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ

پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے تو اللہ ان کو

لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ؕ ۝۱۳۷

نہیں بخشے گا اور نہ ان کو راہ دکھائے گا۔

تفسیر آیت ۱۳۶: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا (اے ایمان والو)۔

## ثبات و اخلاص کی دعوت:

اٰمِنُوْا (ایمان کے سلسلہ میں اتباع کرو) اور اس پر مداومت اختیار کرو۔ یہ ایمان والوں کو خطاب ہے یا اہل کتاب کو کیونکہ کتاب کے بعض حصے پر ان کو ایمان تھا اور کچھ رسل پر۔ اور بعض رُسُل کا انکار کرتے تھے۔

یا منافقین کو خطاب فرمایا۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا۔ اے وہ لوگو! جو منافقت کے طور پر ایمان لائے ہو تم مخلص مسلمان بن جاؤ۔

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول) یعنی محمد ﷺ پر۔ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ (اور اس کتاب (یعنی قرآن) پر جو اس نے اپنے رسول پر اتارا) وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ (اور وہ کتاب جو اس نے اس سے پہلے اتاری) الکتاب سے جنس کتاب مراد ہے۔ جو پہلے انبیاء علیہم السلام پر اتریں۔ اور اس پر دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد و کتبہٖ دلالت کرتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۝۱۳۸ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ

منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے جو مومنین کو چھوڑ کر

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝۱۳۹

کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں۔ بلاشبہ ساری عزت اللہ کے لئے ہے۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ

اور اللہ نے تم پر کتاب میں حکم نازل فرمایا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق کیا

بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا

جا رہا ہے تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں۔ بلاشبہ تم اس حالت میں

مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِىْ جَهَنَّمَ

ان جیسے ہو جاؤ گے، بلاشبہ اللہ منافقوں کو اور کافروں کو سب کو دوزخ میں جمع

جَمِيْعَا ۝۱۴۰

فرما دے گا

## قراءت ونحو:

نُزِّلَ و اُنْزِلَ ۔مکی وشامی نے پڑھا اور ابوعمرو نے بھی۔ اور دوسرے قراء نے ان دونوں الفاظ کو مبنی للفاعل پڑھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نزل علی رسولہٖ اور انزل من قبل کیلئے ہے کیونکہ قرآن مجید جدا جدا' تھوڑا تھوڑا بیس سال میں اترا بخلاف ان کتب کے جو اس سے پہلے اتریں۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (اور جو شخص اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخرت کا انکار کرے گا) یعنی ان میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرے گا) فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا (پس تحقیق وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا) کیونکہ بعض کا انکار تمام کا انکار ہے۔

## تفسیر آیت ۱۳۷:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے) یعنی موسیٰ پر۔ ثُمَّ كَفَرُوْا (پھر انہوں نے انکار کر دیا) جبکہ بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ ثُمَّ اٰمَنُوْا (پھر دوبارہ موسیٰ پر طور سے واپسی پر ایمان لے آئے) ثُمَّ كَفَرُوْا (پھر انہوں نے عیسیٰ کا انکار کر دیا)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ازدیادِ کفر خطرناک ہے:

ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا (پھر کفر میں مزید ترقی کر گئے) حضرت محمد ﷺ کا انکار کرنے کی وجہ سے۔ لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا (اللہ تعالیٰ ان کو بخشنے والے اور ان کی مغفرت فرمانے والے اور ان کو ہدایت کی طرف راستہ دینے والے نہیں ہیں) سبیل سے مراد نجات کا راستہ یا جنت کا راستہ۔ یا پھر اس سے مراد منافقین ہیں جو کہ ظاہر میں ایمان لائے اور پوشیدہ طور پر کفر کرتے رہے مسلسل۔ اب ازدیاد کفر سے مراد موت تک کفر پر قائم رہنا ہے۔ اور اس کی تائید اس ارشاد الٰہی سے ہوتی ہے۔ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ (کہ منافقین کو تم خوشخبری دے دو) یعنی اطلاع دے دو اور بشر کا صیغہ تحکم اور استہزاء کے لئے لایا گیا۔ بِاَنَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا (کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے)

## منافقین کا طرزِ عمل:

آیت ۱۳۹: اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ (وہ لوگ جو کافروں کو دوست بناتے ہیں ایمان والوں کو چھوڑ کر کیا وہ ان کے ہاں عزت کے طالب ہیں)

نحو: الذین نمبر۱۔ ذم کی وجہ سے منصوب ہے۔ یا نمبر۲۔ مرفوع ہے۔ بمعنی اریدُ الذین۔ یا نمبر۳۔ ھم الذین۔

منافقین کفار سے دوستی اختیار کرنے والے تھے۔ ان سے مدد و حفاظت کے طالب ہوتے اور کہتے کہ محمد ﷺ کا معاملہ تکمیل پذیر ہوتا نظر نہیں آتا۔ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا (پس بیشک عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے) مکمل اور جس کو وہ عزت دے جیسے نبی اکرم ﷺ اور مؤمن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔ المنافقون۔ ۸۔

## تفسیر آیت ۱۴۰:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ (تحقیق اس نے تم پر اتارا) فِی الْکِتٰبِ (یعنی قرآن میں) قراءت: نَزَّلَ نون کے فتحہ کے ساتھ عاصم نے پڑھا۔ جبکہ دوسروں نے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

## مجالست منافقین کی ممانعت:

اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ (کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر اور استہزاء ہوتا ہوا دیکھو تو ان کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مصروف ہو جائیں) یعنی یہاں تک کہ کفر و استہزاء قرآن کے علاوہ کوئی اور بات شروع کر دیں۔ الخوض شروع ہونا۔ اَنْ یہ مخففہ من المثقلہ ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ انہ اذا سمعتم یعنی تم پر اتارا کہ معاملہ اس طرح ہے۔ والشان سے مراد وہ حالت جو جملہ سے شرط جزاء سمیت معلوم ہو رہی ہے۔

نحو: اَنْ اپنے اس موقعہ کے لحاظ سے نُزِّلَ سے موضع رفع میں ہے۔ یا پھر نزّل کی وجہ سے موضع نصب میں ہے اور المنزل علیہ۔ کتاب میں وہ آیات ہیں جو مکہ میں اتریں جیسا یہ آیت: وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ

جو اس بات کے انتظار میں رہتے ہیں کہ تمہارے اوپر کوئی مصیبت آ پڑے، سو اگر تمہارے لئے اللہ کی طرف سے فتح یابی حاصل ہو جائے تو کہتے ہیں کیا ہم

وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ

تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو کچھ حصہ مل جائے تو ان سے کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہ آ گئے تھے اور کیا ہم نے تم کو مسلمانوں سے

الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ

نہیں بچایا، سو اللہ قیامت کے دن تمہارے درمیان فیصلے فرمائے گا۔ اور اللہ ہرگز کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ

ع ۲۰/۱۷　عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾

میں غالب نہ فرمائے گا۔

حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۖ [الانعام:۶۸]

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین مکہ قرآن مجید کا تذکرہ اپنی مجالس میں کر کے اس کا مذاق اڑاتے۔ مسلمانوں کو ان کی مجالست سے روک دیا گیا۔ جب تک کہ وہ اس میں مصروف رہیں۔ مدینہ میں منافقین نے بھی مشرکین مکہ کا طرز عمل اپنا لیا۔ اس لئے مسلمانوں کو ان کے ساتھ بیٹھنے سے روک دیا گیا۔ جیسا کہ ان کو مشرکین مکہ کی ہم مجلسی سے روکا گیا۔

## گناہ کے اعتبار سے تمثیل:

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ (بیشک تم اس وقت ان کی طرح ہو) گناہ میں جبکہ تم ان کے ساتھ ٹھہرے رہے۔ یہاں ہر اعتبار سے تمثیل مقصود نہیں۔ منافقین کا ایسی باتوں میں مصروف ہونا کفر ہے۔ اور مسلمانوں کا ان کے ساتھ بیٹھنا معصیت ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا (بیشک اللہ تعالیٰ منافقین اور کفار کو جہنم میں جمع کرنے والے ہیں) کیونکہ وہ کفر و استہزاء میں دونوں جمع ہیں۔

آیت ۱۴۱: الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ (وہ ایسے ہیں کہ تم پر مصیبت و افتاد پڑنے کے منتظر رہتے ہیں) کہ تمہیں کوئی کامیابی و غنیمت نہ ملے یا تمہارے میں ایسی چیز کے منتظر ہیں جس سے نئی فتح میسر ہو۔ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ (اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں فتح ہوگئی) اور نصرت و غنیمت مل گئی۔ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ (تو کہتے ہیں کیا ہم تمہاری پشت پناہی کرنے والے نہ تھے) پس ہمیں بھی غنیمت میں شریک کرو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مؤمن وکافر کی کامیابی میں فرق:

وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ (اور اگر کافروں کو حصہ مل جاتا ہے) مسلمانوں کی کامیابی کو فتح فرمایا تا کہ ان کی عظمت شان ظاہر ہو۔ کیونکہ یہ اتنا بڑا معاملہ ہے۔ جس سے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور کفار کی کامیابی کو نصیب کہا جو کہ ایک خسیس حصہ ہے۔ کیونکہ بچی کھچی دنیا ان کو ملے گی۔

**نحو**: الذین یہ الذین یتخذون سے بدل ہے یا منافقین کی صفت ہے۔ یا فعل ذم کی وجہ سے منصوب ہے۔

قَالُوْٓا (وہ کہتے ہیں) یعنی کفار کو اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ (کیا ہم تم پر غالب نہ آنے لگے تھے) اور تمہارے قتل پر قدرت نہ پالی تھی مگر ہم نے تمہیں چھوڑ دیا۔ الاستحواذ کا معنی غلبہ واستیلاء ہے۔ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچا نہیں لیا) کہ ہم نے ان کو ایسا خیال دلایا جس سے ان کے دل کمزور ہو گئے۔ اور وہ تمہارے قتال سے سست پڑ گئے۔ اور تمہارے خلاف ان کی معاونت میں ہم نے سستی کی پس ہمارا حصہ نکالو! جو تم نے مال غنیمت پایا ہے۔

## قیامت میں کافر مغلوب ہوگا:

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ (پس اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اے مؤمنو اور منافقو فیصلہ فرمائے گا) يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (قیامت کے دن) پس منافقین کو آگ میں داخل کرے گا۔ اور مؤمنین کو جنت عنایت فرمائیں گے۔ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (اور ہرگز اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مؤمنوں پر کوئی راستہ نہیں دیا) قیامت میں جس کی دلیل اول آیت کا حصہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔ یا سبیل کا معنی حجت ہے۔ اسی طرح عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى

بے شک منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اللہ ان کی دھوکہ بازی کی ان کو سزا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کو کھڑے

الصَّلٰوةِ قَامُوا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا

ہوتے ہیں تو کسل مندی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر

قَلِيلًا ﴿١٤٢﴾ مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ

تھوڑا سا ادھر میں لٹکے ہوئے ہیں اس کے درمیان ، نہ ان لوگوں کی طرف نہ ان لوگوں کی طرف ،

وَمَن يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿١٤٣﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا

اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لئے تو ہرگز کوئی راستہ نہ پائے گا، اے ایمان والو! مومنوں کو

تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَتُرِيدُونَ أَن

چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ

تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِينًا ﴿١٤٤﴾

اپنے اوپر اللہ کی صریح حجت قائم کر لو۔

## منافقین کے اعمال کی کیفیت:

آیت ۱۴۲: إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ يُخٰدِعُونَ اللّٰهَ (بیشک منافق اللہ تعالیٰ سے مخادعہ کرتے ہیں) یعنی وہ ایسا معاملہ کرتے ہیں جو دھوکا دینے والے کی طرح ہو۔ کہ ایمان کا اظہار اور دل میں کفر۔

منافق جو ایمان کو ظاہر کرے اور باطن میں کفر چھپائے۔ یا وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو دھوکا دیتے ہیں یعنی مؤمنوں کو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دھوکا کو اپنے ساتھ دھوکا قرار دیا مسلمانوں کی عظمت و شرافت کو بڑھانے کے لئے۔ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (اور وہ ان کی چالبازی کی سزا ان کو دینے والے ہیں) اللہ تعالیٰ ان سے وہ سلوک فرمانے والے ہیں جو دھوکا میں غالب آنے والا کرتا ہے۔ وہ اس طرح کہ ان کو دنیا میں محفوظ اموال و دماء والا کر دیا۔ اور آخرت میں ان کے لئے آگ کا سب سے نچلا طبقہ منتخب فرمایا ہے۔ وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوا كُسَالٰى (جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں) ناپسندیگی اور بوجھل پن سے۔ البتہ غفلت کا شکار تو کبھی کبھی مؤمن بھی ہو جاتا ہے۔ کسالیٰ جمع کسلان جیسے سکاری جمع سکران۔ يُرَآءُونَ النَّاسَ (وہ لوگوں کے سامنے دکھلاوا کرتے ہیں) یہ حال ہے۔ وہ اپنی نماز سے دکھلاوے اور شہرت کا قصد



BestUrduBooks.wordpress.com

کرتے ہیں۔المراءۃ یہ رؤیت سے باب مفاعلہ ہے۔ کیونکہ دکھلاوے والا ان کو اپنا عمل دکھلا رہا ہوتا ہے۔اور وہ لوگ اس کو استحسان کی نظر سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (وہ اللہ تعالیٰ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں) وہ تھوڑی نماز پڑھتے ہیں۔یعنی لوگوں کی غیر موجودگی میں تو وہ بالکل نماز نہیں پڑھتے۔یا تسبیح تہلیل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت قلیل۔

## اللہ کے لئے قلیل بھی بہت ہے:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے اگر وہ قلیل بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا تو بہت ہوتا۔

## مذبذب کی حقیقت:

آیت ۱۴۳: مُّذَبْذَبِيْنَ یہ منصوب علی الذم ہے۔یعنی رد کیئے ہوئے۔مطلب یہ ہوا کہ شیطان اور خواہشات نے ان کو کفر و ایمان کے درمیاں مذبذب کر دیا ہے۔وہ ان کے مابین حیران پھرنے والے ہیں اور مذبذب کی حقیقت تو یہی ہے کہ وہ دونوں طرفوں سے ہی دفع کیا جاتا ہے۔وہ ایک جانب قرار نہیں پاتا۔الذبذبۃ میں جو تاکید ہے وہ الذب میں نہیں۔

بَيْنَ ذٰلِكَ (اس کے درمیان) یعنی کفر و ایمان کے درمیان۔لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ (نہ تو وہ ان کی طرف منسوب ہیں کہ وہ مؤمن شمار ہوں اور نہ ان کی طرف منسوب ہیں کہ ان کو مشرک کہا جائے) وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا (جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے پس تم ہرگز اس کے لئے کوئی راستہ نہ پاؤ گے) یعنی ہدایت کی طرف ان کو راہ نہ ملے گی۔

آیت ۱۴۴: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا (اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر تم کافروں کو دلی دوست نہ بناؤ۔کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے لئے واضح حجت اللہ تعالیٰ کے ہاں پیدا ہو جائے) سلطان مبین سے عذاب دینے کی واضح دلیل مراد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ﴿۱۴۵﴾

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے اور تو ہرگز ان کے لئے کوئی مددگار نہ پائے گا۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ

سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کرلی اور اصلاح کرلی اور اللہ پر مضبوط بھروسہ رکھا اور اپنا دین اللہ کے لئے

لِلّٰهِ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا

خالص کر دیا۔ تو یہ لوگ مومنین کے ساتھ ہوں گے اور عنقریب اللہ مومنین کو اجر عظیم عطا

عَظِیْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ

فرمائے گا۔ اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اگر تم شکرگزار بنو اور ایمان لاؤ اور اللہ

اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِیْمًا ﴿۱۴۷﴾

قدر دان ہے جاننے والا ہے۔

## منافقین کا عذاب سخت ہونے کی وجہ:

آیت ۱۴۵: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (بیشک منافقین آگ کے سب سے نچلے درجہ میں ہونگے) یعنی اس طبقہ میں جو جہنم کی گہرائی میں ہے اور آگ کے سات درکات ہیں ان کو درکات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ پے در پے ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ اور منافق کا عذاب کافر سے زیادہ رکھا گیا۔ کیونکہ وہ دنیا میں تلوار سے محفوظ رہا پس اس کے بدلے میں آخرت میں سب سے نچلے طبقے کا حقدار بنا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ کفر میں کافر کی طرح ہے۔ اور کفر کے ساتھ استہزاء بالاسلام و باہل الاسلام کا اس نے اضافہ کرلیا ہے۔

قراءت: الدرك کو سکون راء کے ساتھ سوائے اعشٰی کے تمام کوفی قراء نے پڑھا ہے۔ اور دیگر تمام قراء نے راء کا فتحہ پڑھا ہے اور یہ دونوں لغتیں ہیں۔ زجاج رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ مختار قول راء کے فتحہ کا ہے۔ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا (تم ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے) جو ان سے عذاب کو روک سکے۔

## تائبین کا مقام:

آیت ۱۴۶: اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا (مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی نفاق سے)

نحو: یہ لن تجد کی ضمیر مجرور سے استثناء ہے۔ وَاَصْلَحُوْا (اور درستی کرلی) جو احوال و اسرار اپنے انہوں نے حالت نفاق



BestUrduBooks.wordpress.com

میں بگاڑے ہیں۔وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ (اور اللہ تعالیٰ پر اسی طرح وثوق رکھیں ) جس طرح مؤمن مخلص اعتماد کرتے ہیں۔وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ (اورانہوں نے خالص کیا اپنے دین کواللہ کے لئے ) وہ اپنی اطاعت کے سبب اس کی ذات ہی کے طالب ہیں۔فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ (پس وہ مؤمنوں کے ساتھ ہونگے ) یعنی وہ مؤمنوں کے ساتھی اور دارین میں رفیق ہیں۔وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا (اورعنقریب اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو بہت بڑا اجر دیں گے ) پس وہ لوگ اس میں ان کے ساتھ شریک ہونگے۔یہاں لفظ کی اتباع میں یا کو لکھنے میں بھی حذف کر دیا گیا۔

## تقدیم شکر کی حکمت:

آیت ۱۴۷ : پھر دوبارہ تاکید سے سمجھایا۔کہ وہ شاکر مؤمن کو عذاب نہ دیں گے۔پس فرمایا۔مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ (اوراللہ تعالیٰ تم کو عذاب دے کر کیا کریگا۔اگر شکرگزاری کرو اللہ کے لئے )وَاٰمَنْتُمْ (اورایمان لے آؤ) ما منصوب ہے یفعل کی وجہ سے۔اور بمعنی ای شیٔ ہے۔یعنی اس نے تمہیں عذاب دے کر کیا کرنا ہے۔

الایمان: انعام کرنے والے کی پہچان۔

الشکر: اعتراف نعمت۔

کفر منعم ہو یا نعمت یہ عناد ہے۔اسی لئے کافر عذاب کا حقدار ہے۔اور یہاں شکر کو ایمان سے مقدم لائے۔کیونکہ عقل مند اپنے اوپر عظیم انعامات پاتا ہے جو اس کی خلقت یا حصول منافع میں حاصل ہورہے ہیں۔پس وہ مبہم انداز میں شکریہ ادا کرتا ہے۔جب اس کی نگاہ منعم کی پہچان تک پہنچتی ہے تو وہ ایمان لے آتا ہے۔پھر تفصیلی شکریہ ادا کرتا ہے۔پس گویا کہ شکر ایمان پر متقدم ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا (اوراللہ تعالیٰ شکر کے قدردان ہیں ) وہ تمہیں تمہارے شکریہ پر بدلہ دیں گے یا معمولی عمل کو قبول کرلیتا ہے۔اور بہت زیادہ ثواب دیں گے۔عَلِيْمًا (وہ جو کچھ تم کرتے ہو اس کا علم رکھنے والے ہیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لا يحب ٦

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا

اللہ تعالیٰ بُری بات کے ظاہر کرنے کو پسند نہیں فرماتا سوائے اس شخص کے جس پر ظلم کیا گیا ہو، اور اللہ

عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾

سننے والا جاننے والا ہے۔ اگر تم خیر کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ یا برائی کو معاف کرو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا قدرت رکھنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ

بلاشبہ جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے

اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ

درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں

اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ

کہ اس کے درمیان راہ تجویز کر لیں یہ وہ لوگ ہیں جو یقیناً کافر ہیں،

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ

اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور

يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

ان میں کسی کے درمیان میں فرق نہیں کرتے یہ وہ لوگ ہیں کہ عنقریب اللہ ان کو ان کے اجور عطار فرمائے گا۔ اور اللہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ ع ۲۱ / ۱۱ / ۱

بخشنے والا مہربان ہے۔

## جہر کاذکرزیادہ تقبیح کیلئے:

آیت ۱۴۸: لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ (اللہ تعالیٰ بری بات کوزبان پرلانے کوپسندنہیں کرتے سوائے مظلوم کے) اللہ تعالیٰ تو جہراور غیر جہر تمام بری باتوں کا زبان پرلانا پسندنہیں کرتے مگر جہر زیادہ قبیح ہے اس لئے اس کو خصوصاً ذکر فرمایا۔ اگرچہ مظلوم اپنی بات ظالم کے متعلق کہہ سکتا ہے۔ الا کے ذریعہ ناپسندیدہ جہر میں سے مظلوم کی بات کو مستثنیٰ کردیا اور وہ یہ ہے کہ ظالم کے متعلق بددعا کرے اور اس کے اندر پائی جانے والی برائی ذکر کرے۔

بعض کا کہنا کہ الجهر بالسوء سے مراد گالی دینا ہے۔ اگر مظلوم اسی طرح کی گالی دے تو درست ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ولمن انتصر بعد ظلمه۔ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا (اور اللہ تعالیٰ سننے والا ہے) مظلوم کی شکایت کو عَلِيْمًا (جاننے والا ہے) ظالم کے ظلم کو۔

## تفسیر آیت ۱۴۹:

اس آیت میں معافی پر آمادہ کیا اور کوئی شخص کسی کی برائی کو سرعام نہ کہے خواہ بدلہ کے طور پر ہی ہو۔ مظلوم کے لئے ظالم کی مذمت مطلقاً اظہار کی اجازت کے بعد یہاں افضلیت کا ذکر کیا اور خیر کے ظاہر کرنے اور اخفاء کرنے کو معافی کا سبب قرار دیا۔ پس فرمایا۔

## معافی پر آمادہ کیا:

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا (اگر تم نیک کام علانیہ کرو) برائی کو سرعام بیان کرنے کی بجائے۔ اَوْ تُخْفُوْهُ (یا پوشیدہ طور پر کرو) پھر ان دونوں پر عفو کو بطور عطف ذکر کیا۔ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ (یا برائی سے درگزر کرو) یعنی اپنے دلوں سے اس کو مٹا دو۔

نکتہ: یہاں ابتداء اگرچہ خیر کے ابداء واخفاء سے کی مگر اصل مقصود عفو کا ذکر کرنا ہے۔ اس کی دلیل یہ ارشاد ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا (پس بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے قدرت والے ہیں) یعنی وہ ہمیشہ سے گناہ کو معاف کرنے والے ہیں اس کے باوجود کہ اسے انتقام کی قدرت حاصل ہے۔ پس تمہیں اس کے طریق کو اپنانا چاہیے۔

آیت ۱۵۰: اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ (بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے پیغمبروں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں ہم بعض پیغمبروں کو مانتے ہیں اور بعض کو سچا نہیں مانتے) جیسے یہود جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اور اسی طرح انجیل اور قرآن مجید کا انکار کیا۔ اور نصرانیوں کی طرح کہ جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا انکار کیا۔ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (اور وہ چاہتے ہیں کہ کفر و اسلام کے درمیان راہ اختیار کریں) یعنی درمیانہ دین جو کفر و ایمان کے درمیان ہو حالانکہ ان کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔

آیت ۱۵۱: اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں) یعنی وہ مکمل کافر ہیں کیونکہ ایک کا انکار تمام کا انکار ہے۔

حَقًّا: (پکے)

## نحوی نکتہ:

نحو: یہ گزشتہ جملہ کے مضمون کی تاکید ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ هذا عبدالله حقا یعنی یہ پکی بات ہے قطعاً یا یہ کافرین کے مصدر کی صفت ہے تقدیر یہ ہے۔ هم الذين كفروا كفرًا حقا ثابتاً يقينا لا شك فيه۔ تاکید اس لئے لائے تاکہ ظاہر کر دیا



BestUrduBooks.wordpress.com

جانے کہ وہ کفر میں کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔تقدیر عبارت کا ترجمہ وہ وہی لوگ ہیں جو کہ پکے کافر ہیں ایسا کفر جو ثابت ہونے والا ایسا یقینی ہے کہ جس میں شک نہیں۔

وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (اور ہم نے کافروں کیلئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے) جو آخرت میں ان کو ملے گا۔

آیت ۱۵۲: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر اور انہوں نے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کیا)

**نحو** : لفظ احد کی طرف اضافت بَیْنَ کی درست ہے کیونکہ احد کا لفظ واحد، مذکر و مؤنث اور جمع تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث میں برابر ہے۔ نکرہ ہے عموم نفی پر دلالت کرتا ہے۔اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (ان لوگوں کو ضرور اللہ تعالیٰ ان کا ثواب عنایت فرمائے گا۔اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں)

**قراءت** :یؤتیهم کو حفص نے یا سے پڑھا جبکہ حمزہ عاصم ابن کثیر ابوعمرو نافع ابن عامر و کسائی و ابوجعفر خلف نے نُؤتیهم نون سے پڑھا ہے۔

اجور سے مراد موعودہ ثواب ہے۔اللہ تعالیٰ کے غفور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سیئات کو چھپا دیتے ہیں۔رحیمًا مہربان ہیں کہ نیکیاں قبول کرتے ہیں۔

**تردید معتزلہ** :اس آیت میں معتزلہ کے اس باطل اعتقاد کی تردید ہے کہ کبیرہ گناہوں والا ہمیشہ آگ میں رہے گا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔اور اس نے اعتقاد میں رسولوں کے درمیان تفریق نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کا اجر دیتے ہیں۔اور مرتکب کبیرہ ان تمام عقائد کو ماننے والا ہے۔پس وہ بھی اس وعدہ میں داخل ہوگیا۔

اسی طرح ان لوگوں کے قول کی بھی تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات کے قدیم ہونے کے قائل نہیں جیسے رحمت مغفرت وغیرہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔وکان اللّٰہ غفورًا رحیمًا کہ وہ غفور رحیم ہے۔حالانکہ ان کا قول یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ازل میں غفور رحیم نہیں بلکہ اب غفور رحیم بنا ہے۔(فافہم وتدبر)



BestUrduBooks.wordpress.com

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا

اہل کتاب آپؐ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار دیں۔ سو وہ موسیٰ سے

مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ

اس سے بھی بڑی بات کا سوال کر چکے ہیں انہوں نے یوں کہا کہ تو ہمیں آمنے سامنے اللہ کو دکھا دے، سو ان کو ان کے ظلم کی وجہ سے بجلی نے

بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا

پکڑ لیا۔ پھر انہوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا اس کے بعد کہ ان کے پاس دلائل آ چکے تھے، پھر ہم نے

عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ

اس کو معاف کر دیا، اور ہم نے موسیٰ کو صریح غلبہ دے دیا اور ہم نے لوگوں پر طور کو

الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا

اٹھا دیا۔ ان سے مضبوط عہد لینے کی وجہ سے، اور ہم نے ان سے کہا کہ دروازہ میں داخل ہو جاؤ جھکے ہوئے، اور ہم نے ان سے کہا کہ زیادتی نہ کرو

فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

سنیچر کے دن میں، اور ہم نے ان سے لے لیا تھا بہت مضبوط عہد۔

## فخاص یہودی کی بڑ:

آیت ۱۵۳: یہودی عالم فخاص اور اس کے ساتھیوں نے نبی اکرم ﷺ کو کہا اگر تم سچے نبی ہو۔ تو آسمان سے اکٹھی کتاب اتار لاؤ۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تو یہ آیت اتری۔ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ (آپ سے اہل کتاب مطالبہ کرتے ہیں کہ تم ان پر اتار لاؤ)

قراءت: تُنْزِلَ تخفیف کے ساتھ مکی اور ابوعمرو نے پڑھا ہے۔ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ (آسمان سے ایک کتاب) یعنی اکٹھی کتاب جس طرح تورات یکبارگی اتری۔ یہ بات انہوں نے ضد کی وجہ سے کہی۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اگر ہدایت کی غرض سے وہ مانگتے تو ایسی کتاب مل جاتی۔ کیونکہ قرآن مجید کا اکٹھا اتارا جانا بالکل ممکن ہے۔ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ (انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بڑا سوال کیا)

**سوال**: انہوں نے تو سوال نہ کیا تھا بلکہ ان کے آباؤ اجداد جو زمانہ موسیٰ علیہ السلام میں تھے انہوں نے کیا مگر سوال کی نسبت ان کی طرف کر دی گئی۔ اور وہ ستر منتخب افراد تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نسبت کی وجہ رضائے اعمال ہے:

**جواب** : یہ یہودان کے مذہب پر تھے۔اوران کے اس سوال پر راضی وخوش تھے۔فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً (اللہ تعالیٰ ہمیں آ منے سامنے دکھاؤ) یعنی کھلم کھلا ہمیں دکھاؤ تا کہ ہم کھلم کھلا دیکھیں۔فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ (ان کو کڑک نے پکڑلیا) خوفناک عذاب یا جلانے والی آگ) بِظُلْمِهِمْ (ان کے ظلم کی وجہ سے)۔جوانہوں نے اپنے نفسوں پر کیا نامناسب سوال کر کے یا معجزات کے سلسلہ میں اپنے پیغمبر سے ضد اختیار کی اور دیدار کا سوال کر کے ہٹ دھرمی اختیار کی۔مطلقاً دیدار کا سوال اس کا سبب نہیں کیونکہ وہ ممکن ہے۔جیسا کہ قرآن مجید کو یکبارگی اتروانے کا سوال اور دلیل یہ ہے کہ اگر یہ سزا فقط سوال رویت پر ملی تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی سوال کیا وہ پھر اس کے (نعوذ باللہ) زیادہ حقدار تھے۔انہوں نے رب ارنی انظر الیك کہا مگر ان کو صاعقہ نے نہ پکڑا مگر ان کو مزید طمع دلائی اور امکان کی قید لگائی۔اور ممکن سے معلق ممکن الثبوت ہی ہوتا ہے۔پھر ان کو زندہ کر دیا۔

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ (پھر انہوں نے بچھڑے کو بنالیا معبود) مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ (اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح دلائل آئے) یعنی تورات اور معجزات مسیح علیہ السلام۔فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ (پھر ہم نے ان کو معاف کر دیا مہربانی کرتے ہوئے) اوران کا استیصال نہیں کیا۔وَ اٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا (اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو واضح معجزات دیئے) یعنی مخالفین کے خلاف غالب دلائل۔

آیت ۱۵۴: وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ (ہم نے ان کے میثاق کے سبب طور کو ان پر بلند کیا) تا کہ وہ ڈریں اور وعدے کو نہ توڑیں۔وَ قُلْنَا لَهُمُ (اور ہم نے انہیں کہا) جبکہ طور ان پر لٹکنے والا تھا۔ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا (تم دروازے میں سر جھکائے ہوئے داخل ہو) یعنی دروازہ بیت المقدس (ایلیا) میں داخل ہوتے وقت اپنے سروں کو جھکائے داخل ہو۔وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا (اور ہم نے انہیں کہا حد سے تجاوز نہ کرو)

**قراءت** : ورش رحمہ اللہ نے تَعَدّوا پڑھا۔تَعْدّوا۔سکون عین اور تشدید دال کے ساتھ ورش کے علاوہ مدنی قراء نے پڑھا یہ دونوں ادغام کے ساتھ ہیں۔البتہ قراءت ابی رضی اللہ عنہ میں تعتدوا ہے۔تا کو دال میں ادغام کیا اور عین کو ساکن رکھا ایک روایت میں اور دوسری روایت میں تا کا فتحہ عین کی طرف منتقل کر دیا۔

فِي السَّبْتِ (ہفتہ کے سلسلہ میں) مچھلیاں پکڑ کر۔وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا (اور ہم نے ان سے پکا وعدہ لیا) غلیظ سے مراد انتہائی تاکید والا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ

سو ہم نے اس وجہ سے (ان پر لعنت کی) کہ انہوں نے عہد شکنی کی اور اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کیا۔ اور نبیوں کو

بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا

ناحق قتل کیا۔ اور انہوں نے یوں کہا کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں۔ بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ سو وہ

يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ۙ

ایمان نہ لائیں گے مگر تھوڑے سے لوگ۔ اور (اس وجہ سے بھی ان پر لعنت کی) کہ انہوں نے کفر اختیار کیا اور انہوں نے مریم پر بہت بڑا بہتان لگایا۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا

اور انہوں نے یوں کہا کہ بلاشبہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا جو اللہ کے رسول ہیں حالانکہ

قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ

انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا۔ اور بلاشبہ جن لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا وہ ضرور ان کے

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ

بارے میں شک میں ہیں انکل پر چلنے کے سوا ان کو ان کے بارے میں کوئی علم نہیں، اور یقیناً انہوں نے ان کو

يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنْ مِّنْ

قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے اور اہل کتاب میں سے

اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾ۚ

کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو ان پر مرنے سے پہلے ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

## تفسیر آیت ۱۵۵:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ (پس ان کے توڑ دینے کے سبب سے)

**نحو** : ما تاکید کے لئے لایا گیا۔ با، حرمنا علیھم سے متعلق ہے۔ تقدیر عبارت ہے۔ حرمنا علیھم طیبات بنقضھم ہم نے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام کیں ان کے عہد توڑ دینے کی وجہ سے۔ مِّيْثَاقَهُمْ (اپنا پختہ وعدہ)



BestUrduBooks.wordpress.com

## نحوی تحقیق:

نحو: فبظلم من الذین ھادوا۔ یہ فبما نقضھم سے بدل ہے۔ اور تاکید کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ طیبات کی حرمت نقض عہد اور اس کے معطوفات کفر، قتل انبیاء وغیرہ کی وجہ سے تھی۔

وَکُفْرِھِمْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ (اور ان کے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے کے باعث) آیات سے مراد معجزات موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ وَقَتْلِھِمُ الْاَنْۢبِیَآءَ (اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنے کے سبب) جیسے زکریا و یحییٰ وغیرہ علیہما السلام بِغَیْرِ حَقٍّ (ناحق) یعنی بغیر کسی ایسے سبب کے ارتکاب کے کہ جس سے قتل کے مستحق ٹھہریں۔ وَّقَوْلِھِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ (اور ان کی اس بات کے سبب کہ ہمارے دل پردے میں ہیں) غلف یہ جمع اغلف ہے۔ اس کا معنی بند ہونا کہ جس میں کوئی وعظ و نصیحت اثر انداز نہ ہو۔

## فخریہ دعویٰ کی تردید:

بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْھَا بِکُفْرِھِمْ (بلکہ اللہ تعالیٰ نے کفر کی وجہ سے ان پر مہر لگا دی) یہ جملہ قلوبنا غلف کے فخریہ دعویٰ کی تردید ہے۔ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا (پس نہیں ایمان لائے مگر تھوڑے) جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی۔

## بار بار کفر کا ارتکاب:

آیت ۱۵۶: وَبِکُفْرِھِمْ (اور ان کے کفر کے باعث)

نحو: اسکا عطف فبما نقضھم پر ہے یا اسکے قریب بکفرھم پر اس لئے کہ انہوں نے بار بار کفر کیا۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا پھر عیسیٰ علیہ السلام اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا۔ اسی لئے ان کے ایک کفر کو دوسرے پر عطف کیا۔ وَقَوْلِھِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُھْتَانًا عَظِیْمًا (اور ان کے اس قول کی وجہ سے جو انہوں نے مریم پر ایک عظیم بہتان کے طور پر لگایا) وہ بہتان عظیم ان پر زناء کا الزام تھا۔

## مسیح کہنے کی وجوہ:

آیت ۱۵۷: وَّقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ (اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ بیشک ہم نے قتل کیا مسیح کو)

مسیح کو مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے نمبر۱۔ کہ جبرئیل ؑ نے ان کو برکت سے چھوا۔ پس وہ ممسوح ہوئے گویا مسیح بمعنی ممسوح ہے۔

نمبر۲۔ وہ مریض اور مادر زاد نابینا اور کوڑھی کو ہاتھ لگاتے تو وہ درست ہو جاتا۔ تو مسیح بمعنی ماسح ہوا۔

## رسول اللہ کہنے کی وجہ:

عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ (عیسیٰ بن مریم جو اللہ کے رسول ہیں) نمبر۱۔ یہود کو آپ کی رسالت کا اعتقاد نہ تھا۔ یہ جملہ انہوں نے بطور استہزاء کہا۔ جیسا کہ کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا۔ یایھا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون۔

نمبر۲۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کیلئے یہ لقب ذکر فرمایا۔ انہوں نے نہ کہا ہو (بلکہ اس کی جگہ کوئی قبیح لفظ کہا ہو) وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ (اور انہوں نے عیسیٰ کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ لیکن انکو اشتباہ ہو گیا)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اسرائیلی روایات:

روایت اسرائیل میں وارد ہے کہ یہود کی ایک جماعت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کو گالیاں دیں۔ آپ نے ان کے لئے بددعا فرمائی۔ اللّٰھم انت ربی وبکلمتك خلقتنی۔ اللّٰھم العن من سبنی وسب والدتی۔ اے اللہ تو میرا رب ہے اور اپنے کلمہ سے تو نے مجھے پیدا کیا۔ اے اللہ تو ان پر لعنت کر جنہوں نے مجھے اور میری والدہ کو گالیاں دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بددعا سے ان کی صورتیں۔ بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں۔ اس پر تمام یہود نے آپ کے قتل پر اتفاق کر لیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی کہ میں تم کو آسمان کی طرف اٹھاؤں گا اور یہود کے ہاتھوں سے پاک کر دوں گے۔

اس پر آپ نے اپنے صحابہ کو فرمایا۔ تم میں کون اس بات پر راضی ہے کہ اس کو میری شکل دیدی جائے اور وہ قتل ہو کر صلیب پر لٹکایا جائے اور جنت میں میرے ساتھ داخل ہو۔ پس ایک شخص نے ان میں سے اٹھ کر رضامندی ظاہر کی۔ کہ میں اس کیلئے تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی یعنی اسکی شکل عیسیٰؑ جیسی کر دی۔ پس اسکو پکڑ کر قتل کر دیا اور صلیب پر لٹکا دیا گیا۔

## دوسری روایت:

دوسری روایت میں یہ ہے کہ ایک آدمی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ منافقانہ تعلق رکھتا تھا۔ جب یہود نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو اس نے جاسوسی کی پیش کش کی۔ چنانچہ پولیس کو لے کر وہ عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا گیا اور اس منافق کی شکل عیسیٰ علیہ السلام جیسی کر دی گئی۔ پس پولیس نے اسی کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ پولیس کو یقین تھا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

نکتہ: ان دونوں میں سے جو صورت ہو ایسے لوگوں کے حق میں بالکل درست ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر طعنہ زنی کرنے والے اور ایمان قبول نہ کرنے میں ضد پر جمے ہوئے ہوں۔

## ایک نحوی تحقیق:

نَحو: شبّہ کا اسناد لھم جار مجرور کی طرف ہے۔ جیسا کہتے ہیں خُیِّلَ الیہ۔ گویا تقدیر عبارت یہ ہے۔ ولکن وقع لھم التشبہ اور لیکن ان کو اشتباہ پیدا ہو گیا۔

نمبر۲۔ ضمیر مقتول کی طرف اسناد ہے جس پر انا قتلنا دلالت کر رہا ہے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ ولکن شبہ لھم مَن قتلوہُ۔ لیکن ان کو شبہ پڑ گیا جنہوں نے اس کو قتل کرنے کی کوشش کی)

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (اور بیشک وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں) ہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اختلفوا کی ضمیر کا مرجع یہود ہیں۔

یہودی کہنے لگے۔ چہرہ تو عیسیٰ علیہ السلام والا ہے اور بدن ہمارے ساتھی کا ہے۔ یا نصاریٰ نے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔ اللہ اور ابن اللہ' تینوں میں تیسرا۔

## گمان کے پیروکار:

لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ (ان کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں ان کو اس کا کچھ بھی علم نہیں مگر



BestUrduBooks.wordpress.com

صرف گمان کی اتباع )۔

یہ استثناء منقطع ہے۔ کیونکہ اتباع ظن علم کی جنس سے نہیں ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ گمان کی اتباع کرتے ہیں۔ البتہ شک سے تعبیر کی وجہ یہ ہے۔ شک یہ ہے کہ دونوں جانبوں میں سے کوئی جانب راجح نہ ہو پھر ظن سے تعبیر کیا۔ ظن یہ ہے کہ ایک جانب راجح ہو۔ کیونکہ مقصد یہ ہے۔ ان کو شک تھا کچھ بھی علم نہ تھا۔ لیکن علامات نظر آئیں تو انہوں نے ظن قائم کرلیا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ان الذین اختلفوا فیه میں ہ کی ضمیر کا مرجع فی قتل عیسیٰ ہے۔ اور لفی شك منه سے مراد بھی انکے قتل میں شک ہے۔ کیونکہ وہ کہا کرتے تھے۔ اگر یہ عیسیٰ ہے تو ہمارا ساتھی کہاں گیا؟ اور اگر یہ ہمارا ساتھی ہے تو عیسیٰ (علیہ السلام) کہاں ہیں؟

## ایک نحوی تحقیق:

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا (اور انہوں نے یقیناً ان کو قتل نہیں کیا) یعنی نمبر ا یقینی قتل نمبر ۲۔ انہوں نے اس کو نہیں قتل کیا اس حال میں کہ وہ یقین کرنے والے تھے۔ نمبر ۳۔ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا قطعاً۔ پس یقیناً کا لفظ تاکید ہے ماقتلوہ کی تقدیر اس طرح حق انتفاء قتله حقًا۔ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا جیسا اس کے قتل کے انتفاء کا حق تھا۔

آیت ۱۵۸: بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا) نمبر ا۔ اس طرح کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کے حکم کا دخل نہ ہوگا۔ نمبر ۲۔ اس کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا (اور اللہ تعالیٰ زبردست ہے) یہود سے انتقام لینے میں حَكِيْمًا (وہ حکمت والا ہے) اس تدبیر میں جو اس نے اپنی طرف اٹھانے کے لئے فرمائی۔

آیت ۱۵۹: وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (اور کوئی بھی اہل کتاب میں سے ایسا شخص نہیں مگر مرنے سے پہلے ضرور اس پر ایمان لائے گا)

## جملہ قسمیہ:

نحو : لیؤمنّ به یہ جملہ قسمیہ ہے۔ موصوف محذوف کی صفت ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ وان من اهل الكتاب احدٌ الا لیؤمنن به کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگر وہ ضرور اس پر ایمان لائے گا۔ اور اس کی مثل دوسری آیت میں ہے۔ وما منا الا له مقام معلوم۔ الصافات ۔۱۶۴۔ ہم میں کوئی ایسا نہیں جس کا مقام معلوم نہ ہو یعنی ہر ایک کا مقام معلوم ہے۔

## آیت کا مطلب' چار تفاسیر:

اب مطلب آیت کا یہ ہے۔ یہود و نصاریٰ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں مگر وہ ضرور ایمان لائیگا اپنی موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر اور اس بات پر کہ وہ اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں یعنی جب اسکی روح پرواز کے قریب آتی ہے اور اسکا ایمان لانا بھی فائدہ مند نہ ہوگا۔ کیونکہ مجبوری کا ایمان ہے یا دوسری تفسیر یہ ہے۔ دونوں ضمیریں عیسیٰؑ کی طرف راجع ہیں۔ یعنی ان میں سے کوئی ایسا نہیں مگر وہ عیسیٰؑ پر ضرور ایمان لائے گا عیسیٰؑ کی موت سے پہلے۔ اس طرح اس سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو انکے زمانہ نزول کو پائینگے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ

سو جن لوگوں نے یہودیت اختیار کی ہم نے ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر وہ پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں جو ان کے لئے حلال کی گئی تھیں، اور اس وجہ سے کہ وہ اللہ کے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ

راستہ سے روکنے میں زیادہ مشغول رہے ہیں اور اس وجہ سے کہ وہ سود لیتے رہے حالانکہ اس سے منع کیا گیا تھا اور اس وجہ سے کہ وہ لوگوں کے

اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾

مال باطل طریقے پر کھاتے رہے، اور ہم نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں اور جو ایمان لانے والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر،

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے، اور جو لوگ قائم کرنے والے ہیں نماز کو اور دینے والے ہیں زکوٰۃ کو اور جو ایمان لانے والے ہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ؑ

اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایسے لوگوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب عطا کریں گے۔

روایات میں ہے کہ وہ آسمان سے آخری زمانہ میں اتریں گے۔ پس اس وقت سارے اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ یہاں تک کہ ایک ہی ملت ہو جائے گی۔ اور وہ ملت اسلام ہی ہے۔

نمبر۳۔ تیسری تفسیر یہ ہے۔ بہٖ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔

نمبر۴۔ بہٖ کی ضمیر کا مرجع محمد ﷺ ہیں۔ اور دوسری ضمیر کتابی کی طرف لوٹتی ہے۔ مطلب یہ کہ کوئی بھی اہل کتاب میں سے نہیں کہ اپنے مرنے سے پہلے محمد ﷺ یا اللہ تعالیٰ کو نہ مان لے۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہونگے) یعنی وہ یہود کے خلاف گواہی دیں گے کہ انہوں نے اس کو جھٹلا دیا اور نصاریٰ کے خلاف گواہی دیں گے کہ انہوں نے ان کو ابن اللہ کہہ کر پکارا۔

آیت ۱۶۰: فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ (یہودیوں کی بے جا حرکتوں کی وجہ سے ہم نے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں جو ان پر حلال کی گئیں تھیں) اور اس کا تذکرہ سورۂ انعام کی اس آیت وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر (الانعام۔۱۴۶) میں ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

## آیت کا مطلب:

اب آیت کا مطلب یہ ہوا ہم نے ان پر طیبات حرام نہیں کیں مگر اس عظیم ظلم کی وجہ سے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا اور وہ وہی ہے جو ابھی شمار کیا گیا ہے۔ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اور اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکنے کے سبب سے) یعنی دوسروں کو ایمان سے روکنے کی وجہ سے۔ كَثِيْرًا (بہت زیادہ) یعنی بہت زیادہ مخلوق کو یا بہت زیادہ روکنے کی وجہ سے۔

## حرمتِ سود بنی اسرائیل میں بھی تھی:

آیت ۱۶۱: وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ (اور ان کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ ان کو سود سے منع کیا گیا تھا) بنی اسرائیل پر بھی سود اسی طرح حرام تھا جیسا ہم پر حرام ہے۔ مگر وہ آپس میں لیتے دیتے تھے۔

وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ (اور لوگوں کے مال ناجائز ذرائع سے کھانے کی وجہ سے) یعنی تمام حرام ذرائع اور رشوت وغیرہ۔ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ (اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان میں سے کفار کے لئے) نہ کہ ایمان والوں کے لئے۔ عَذَابًا اَلِيْمًا (دردناک عذاب آخرت میں)

## صفات کاملین:

آیت ۱۶۲: لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (مگر جو علم میں پختہ ہیں) یعنی دین میں جمے رہنے والے۔ متقین جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر مِنْهُمْ (ان میں سے) ھم سے مراد اہل کتاب ہیں۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (اور مؤمن) یعنی ان میں سے ایمان والے اور مہاجرین وانصار کے مؤمن يُؤْمِنُوْنَ (وہ ایمان لانے والے ہیں)

## نحوی تحقیق:

الراسخون مبتداء اور یؤمنون اس کی خبر ہے۔ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (جو آپ پر اتارا گیا) یعنی قرآن وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (اور وہ جو اتارا گیا آپ سے پہلے) یعنی تمام کتب منزلہ۔ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ (اور وہ جو نماز ادا کرنے والے ہیں)

**نحو**: یہ فعل مدح کی وجہ سے منصوب ہے۔ کیونکہ اس میں نماز کی فضیلت مذکور ہے۔ عبداللہ کے صحیفہ میں المقیمون ہے۔ مالک بن دینار کی قراءت میں یہی ہے۔

وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ (اور وہ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں) وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (اور اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہیں) اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا (یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم عظیم اجر عنایت فرمائیں گے)

**قراءت**: حمزہ رحمہ اللہ نے سیؤتیھم پڑھا ہے۔

**نحو**: المؤتون بمع معطوف مبتداء اولئک سنؤتیھم خبر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ

بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی جیسا کہ وحی بھیجی نوح کی طرف اور ان نبیوں کی طرف جو ان کے بعد آئے۔

وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَ

اور ہم نے وحی بھیجی، ابراہیم اور اسمٰعیل اوراسحٰق اور یعقوب کی طرف، اور یعقوب کی اولاد کی طرف، اور

عِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَٰرُونَ وَسُلَيْمَٰنَ ۚ وَءَاتَيْنَا دَاوُۥدَ زَبُورًا ﴿١٦٣﴾

عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف، اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَٰهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ

اور ہم نے بہت سے ایسے رسول بھیجے جن کا ہم نے آپ سے اس سے پہلے حال بیان کیا۔اور بہت سے ایسے رسول بھیجے جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔

وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴿١٦٤﴾ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا

اور اللہ نے موسیٰ سے خاص طور پر کلام کیا۔ ہم نے رسول بھیجے جو خوشخبری سنانے والے تھے اور ڈرانے والے تھے۔ تاکہ

يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾

پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے، اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے،

لَّٰكِنِ ٱللَّهُ يَشْهَدُ بِمَآ أَنزَلَ إِلَيْكَ ۖ أَنزَلَهُۥ بِعِلْمِهِۦ ۖ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَشْهَدُونَ ۚ

لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اس چیز کی جو آپ کی طرف اتاری، اس کو اپنے علم کے ساتھ اتارا ہے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں۔

وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًا ﴿١٦٦﴾

اور اللہ کی شہادت ہی کافی ہے۔

## اہل کتاب کے سابقہ سوال کا جواب:

آیت ۱۶۳: إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ (بیشک ہم نے آپ کی طرف وحی کی) اس میں اہل کتاب کو ان کے اس سوال کا جواب دیا گیا کہ وہ ہم پر ایک کتاب آسمان سے اتار لائے۔اس آیت سے ان کے خلاف دلیل بیان کی کہ آپ کی حالت وحی کے معاملہ میں اسی طرح ہے جیسا کہ آپ سے پہلے انبیاء ﷺ کی تھی۔

كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ (جیسا کہ ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کے بعد والے انبیاء ﷺ پر وحی کی) جیسے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہودٗ صالح وشعیب علیہم السلام وغیرھم۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (اور ہم نے وحی کی ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب اوران کی اولا داور عیسیٰ وایوب ویونس وہارون وسلیمان کی طرف اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے زبور دی)

قراءت: حمزہ نے زُبُوْر پڑھا ہے۔ یہ مصدر ہے جس کا معنی مفعول والا ہے یہ داؤد علیہ السلام پر اترنے والی کتاب کا نام ہے۔

آیت ۱۶۴: وَرُسُلًا ۔ نحو: اَوْحَيْنَا کے ہم معنی فعل ارسلنا ونبانا وغیرہ سے منصوب ہے۔ قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ (اور وہ رسول جن کے واقعات ہم نے آپ کو بیان کر دیئے) من قبل سے مراد اس سورت سے پہلے۔ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (اور وہ رسول جن کے واقعات ہم نے آپ پر بیان نہیں کیے)

## تعدادِ رُسل والی روایت:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ انبیاء کی تعداد کتنی ہے تو فرمایا مائة الف واربعة وعشرون الفًا۔ (ایک لاکھ چوبیس ہزار) پھر سوال کیا ان میں سے رسول کتنے ہیں۔ تو فرمایا تین سو تیرہ۔ سب سے پہلے رسول آدم علیہ السلام اور سب سے آخری تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت میں یہ بھی ہے کہ چار عربی ہود و صالح' شعیب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ رواہ ابن حبان فی صحیحہ (۳۶۱)

## تمام انبیاء پر ایمان شرطِ لازم ہے:

آیت دلالت کر رہی ہے کہ رسل کی پہچان معین طور پر شرط لازم نہیں۔ جس پر ایمان کا دارومدار ہو۔ بلکہ شرط یہ ہے کہ ان تمام پر ایمان لائے اگر تمام کی معرفت بنام وتعداد سے لازم ہوتی تو آیت میں بیان کر دی جاتی۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا کلام کرنا) یعنی بلا واسطہ جبرئیل۔

## بعثت کا مقصد:

آیت ۱۶۵: رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ (اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تاکہ پیغمبروں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے متعلق لوگوں کو کوئی عذر باقی نہ رہے)

نحو: نمبر ۱۔ رسلاً یہ فعل مدح کی وجہ سے منصوب ہے۔ ای اعنی رسلاً۔

نمبر ۲۔ اور پہلے رُسُلًا سے بدل بھی ہوسکتا ہے۔ نمبر ۳۔ مفعول ہو فعل محذوف ارسلنا کا اور لئلا کی لام مبشرین اور منذرین کے متعلق ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ انبیاء ورسل علیہم السلام کا بھیجنا یہ اس سبب کی وضاحت اور لوگوں پر حجت کو تمام کرنے کے لئے ہے۔ تاکہ قیامت کو یہ نہ کہہ سکیں لولا ارسلت الینا رسولاً۔ تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا جو ہمیں جگاتا اور غفلت سے خبردار کرتا۔ اور اس پر متنبہ کرتا جس پر متنبہ ہونا چاہئے تھا۔ اور ہمیں فرمانبرداری کا طریق کار سکھلاتا مثلاً عبادات' شرائع' میری مراد اس سے



BestUrduBooks.wordpress.com

عبادات کی مقدار اوقات کیفیات ہیں اصول مراد نہیں۔ کیوں کہ اصول تو عقل کی روشنی سے پہچانے جاتے ہیں۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہیں) انکار کی سزا پر قدرت رکھتے ہیں اور رسولوں کی بعثت میں حکمت والے ہیں تا کہ ان کو ڈرایا جا سکے۔

## کتاب کی صحت کا ثبوت اظہارِ معجزات سے:

آیت ۱۶۶: جب آیت اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا۔ نشهد لك بهذا۔ ہم آپ کے متعلق اس بات کے گواہ ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ لیکن اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔ اس کا جو آپ پر اتاری۔

شَهَادَةَ اللّٰهِ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْهِ کا مطلب یہ ہے اس کتاب کی صحت کا ثابت کرنا معجزات کے اظہار کے ذریعہ ہے۔ جیسا کہ دعاوی کا ثبوت دلائل سے ہوتا ہے۔ اس لئے کہ حکیم جھوٹے کی تائید و مدد معجزات سے نہیں کرتا۔

## قرآن آپ کے لائق ہونے کے سبب اُتارا:

اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ (اس نے اپنے علم سے اس کو اتارا) مطلب یہ ہے۔ نمبر۱۔ کہ اس نے قرآن کو اتارا ہے اور وہ بخوبی جانتا ہے کہ تم اس کے اتارے جانے کے لائق ہو اور تم اس کو پہنچانے والے ہو۔

## تردید معتزلہ:

نمبر۲۔ اس کو بندوں کی مصلحتیں جانتے ہوئے ان کے مطابق اتارا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے علم کو ثابت کیا تو صفات فعلیہ کے متعلق معتزلہ کے باطل عقیدہ کی تردید ہے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ (اور فرشتے بھی گواہ ہیں) آپ کی نبوت کے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (اور اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے) اگر اور کوئی گواہی نہ بھی دے تو پرواہ نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا بے شک وہ بڑی دور کی گمراہی میں

بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ

جا پڑے، بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور ظلم کیا اللہ ان کو نہیں بخشے گا اور نہ جہنم کی راہ

طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾

کے علاوہ انہیں اور کوئی راہ بتائے گا وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے رسول آ گیا سو تم ایمان لاؤ یہ تمہارے لئے

لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ

بہتر ہے۔ اور اگر تم کفر اختیار کرو سو بلاشبہ اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور اللہ

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

جاننے والا ہے حکیم ہے،

آیت ۱۶۷: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا) محمد ﷺ کی تکذیب کر کے۔ اور مراد اس سے یہود ہیں۔ وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے دوسروں کو روکا) اور لوگوں کو حق کے راستہ سے منع کیا اس قسم کی باتیں کر کے انا لا نجد فی کتابنا۔ ہم اپنی کتاب میں ان کا تذکرہ نہیں پاتے۔

قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا (یہ گمراہ ہوئے بہت دور کا گمراہ ہونا) بعید سے مراد رشد و ہدایت سے دور ہونا۔

آیت ۱۶۸: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا) اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ وَظَلَمُوْا (اور انہوں نے ظلم کیا) محمد ﷺ کے ساتھ زیادتی کی آپ کی تعریف کو تبدیل کر کے آپ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہ کرے گا) جب تک کہ وہ کفر پر قائم رہیں گے۔

آیت ۱۶۹: وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (اور نہ ان کو کوئی راستہ دکھائے گا سوائے جہنم کے راستہ کے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے) یعنی ان کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں رکھنا اس کے لئے آسان ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح یعاقبهم خالدین۔ وہ ان کو خلود کی سزا دے گا۔ یہ حال مقدرہ ہے۔ یہ دونوں آیات ان لوگوں کے متعلق ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ ان کی موت کفر پر آئے گی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا

اے اہل کتاب غلو نہ کرو اپنے دین میں اور مت کہو اللہ کی شان میں مگر

الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ

حق بات، مسیح جو عیسیٰ بن مریم ہیں وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اللہ کا

كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ قف وَلَا

کلمہ ہیں جس کو اللہ نے مریم تک پہنچایا۔ اور اللہ کی طرف سے ایک روح ہیں، سو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور مت

تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ

کہو کہ تین خدا ہیں اس سے باز آ جاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ معبود صرف اللہ ہی ہے جو اکیلا ہے وہ اس سے پاک ہے

اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ ع

کہ اس کی اولاد ہو۔ اسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اللہ کارساز ہونے کے لئے کافی ہے۔

وقف لازم ۔ ع ۲۳

آیت ۱۷۰: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ (اے لوگو! تمہارے پاس رسول حق لے کر تمہارے رب کی طرف سے آئے) حق سے مراد یہاں اسلام ہے۔ اور یہ حال واقع ہے اس حال میں کہ حق کو ثابت کرنے والا ہے۔

## ایمان وتوحید خیر ہے:

فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۔ سو (تم ایمان لاؤ جو تمہارے لئے بہتر ہو) اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ : اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ۔ (النساء:۱۷۱)

نحو : خیراً یہ فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ان کو ایمان پر آمادہ کیا۔ اور تثلیث سے باز رہنے کا حکم دیا۔ تو معلوم ہوا ایک بات پر ان کو آمادہ کیا جا رہا ہے پس فرمایا خیراً لکم۔ تم قصد کرو اور ایک ایسے امر پر ثابت قدم رہو جو تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس کی بنسبت جس میں تم مبتلا ہو یعنی کفر و تثلیث۔ اور وہ بہتر چیز ایمان اور توحید ہے۔ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اگر تم ناشکری کرو تو اللہ ہی کی ملکیت میں ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے) تمہارا کفر اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ ان کو خوب جاننے والے ہیں جو ایمان لانے والے اور انکار کرنے والے ہیں) حَكِيْمًا (وہ حکمت والے ہیں) دونوں کے بدلے میں برابری نہیں برتتے۔

آیت ۱۷۱: يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ (اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو) یعنی حد سے تجاوز نہ کرو۔ یہود



BestUrduBooks.wordpress.com

نے مسیح علیہ السلام کے مرتبہ کو کم کرنے میں غلو کیا یہاں تک کہ ان کو زانیہ کا بیٹا قرار دیا (معاذ اللہ)۔ اور نصاریٰ نے ان کو بڑھانے میں غلو سے کام لیا یہاں تک کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا (معاذ اللہ)۔ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ (اور تم اللہ تعالیٰ کے متعلق وہی بات کہو جو سچی ہے) اور وہ اس کا شرک وابنیت سے پاک ہونا ہے۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ (بیشک مسیح عیسیٰ بن مریم ہے) ابن اللہ نہیں ہے۔ رَسُوْلُ اللّٰهِ (اللہ کا رسول ہے)

نحو: المسیح مبتداء عیسیٰ عطف بیان یا بدل اور رسول اللہ اس کی خبر۔ کلمتہ کا عطف رسول اللہ پر ہے۔ وَكَلِمَتُهٗ (وہ اللہ کا کلمہ ہے) ان کو کلمہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جیسا کلام سے کی جاتی ہے۔

اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ (وہ کلمہ اللہ تعالیٰ نے پہنچایا مریم تک) یہ حال بھی ہے اور اس کے ساتھ مراد بھی ہو سکتا ہے یعنی وہ کلمہ پہنچایا مریم تک اور ڈالا اس میں۔

## روح کہنے کی وجہ:

وَرُوْحٌ (اور روح ہے)۔

نحو: اس کا عطف بھی رسول اللہ پر ہے۔

ان کو روح کہنے کی وجہ نمبرا۔ وہ مردوں کو زندہ کرتے جیسا کہ قرآن کو بھی روح فرمایا۔ وکذلک اوحینا الیک روحًا من امرنا۔ الشوریٰ ۔۵۲۔ نمبر۲۔ وہ دلوں کو زندہ کرتے تھے۔

مِّنْهُ۔ (اس کی طرف سے) یعنی اس کی تخلیق اور تکوین سے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وسخرلکم مافی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعًا منہ۔ الجاثیہ۔۱۳۔

## عجیب لطیفہ:

ہارون رشید کے دربار میں ایک نصرانی غلام تھا۔ اس نے مجلس ہارون رشید میں کہا تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ اللہ میں سے ہیں علی بن حسین بن واقد جو اس مجلس میں موجود تھے انہوں نے فرمایا اگر مِّنْهُ سے عیسیٰ کا اللہ تعالیٰ سے ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر قرآن مجید میں سورۂ جاثیہ میں ارشاد ہے وسخرلکم مافی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعًا منہ۔ پھر اب تو ساری مخلوق اس کا حصہ بن گئی۔ عیسیٰ کی کیا خصوصیت رہی۔ وہ لاجواب ہو گیا۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ (پس تم مانو اللہ اور اس کے رسولوں کو اور نہ کہو کہ معبود تین ہیں)

نحو: ثلاثة یہ خبر ہے اس کا مبتداء الآلهة محذوف ہے۔

اِنْتَهُوْا (تم باز رہو) یعنی تثلیث سے۔ خَيْرًا لَّكُمْ (تمہارے لئے بہتر ہوگا) قرآن مجید کی واضح دلالت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائیوں کے ہاں اللہ، مسیح اور مریم تین معبود ہیں۔ اور مسیح اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے جو مریم سے پیدا ہوا۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی میں



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے: ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [المائدہ:۱۱۶] دوسری آیت میں فرمایا: وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ [التوبہ:۳۰]

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (بیشک اللہ ہی تنہا معبود ہے)

نحو: لفظ اللہ مبتداء الٰہ خبر، واحد تاکید برائے الٰہ۔

## تنزیہ باری تعالیٰ:

سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ (وہ اس امر سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو) میں اس کی تسبیح بیان کرتا ہوں اس سے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (اس کی ملکیت میں ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے) اس میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کا بیان ہے۔ اس غلط نسبت سے جو اس کی طرف کی گئی۔ اس طرح کہ آسمان و زمین میں سب اس کی مخلوق و مملوک ہے۔ پس یہ کس طرح ممکن ہے کہ بعض ملکیت اس کا حصہ ہو۔ کیونکہ بیٹا ہونا اور ملک ہونا دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ اور جزء ہونا تو اجسام کی خصوصیت سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو جسمیت سے پاک ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا (اور اللہ کافی کارساز ہے) وہ حافظ ہے آسمان و زمین کا اور ان میں تدبیر امر کرنے والا ہے اور جو کسی امر کی کفایت سے عاجز ہوتا ہے وہ بیٹے کا محتاج ہوتا ہے جو اس کی معاونت کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ

مسیح ہرگز اس کو عار نہیں سمجھے گا کہ اللہ کا بندہ بنے اور نہ مقرب فرشتے،

وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾

اور جو کوئی شخص عار کرے اللہ کی عبادت سے اور تکبر کرے تو وہ ان کو عنقریب اپنے پاس جمع فرمائے گا

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ

سو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کو پورے پورے بدلے عطا فرمائے گا۔ اور اپنے فضل سے

مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

اور زیادہ دے گا۔ اور جن لوگوں نے عار کی اور تکبر کیا سو ان کو دردناک عذاب

اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾ يٰٓاَيُّهَا

دے گا اور یہ لوگ اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی یار اور مددگار نہ پائیں گے اے

النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾

لوگو! بے شک آئی ہے تمہارے پاس دلیل تمہارے رب کی طرف سے اور ہم نے اتارا ہے تمہاری طرف واضح نور

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ

سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اسے مضبوطی سے پکڑا تو عنقریب ان کو اپنی رحمت اور فضل میں

وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ ؕ

داخل فرمائے گا اور ان کو اپنی طرف سے سیدھے راستہ پر پہنچادے گا۔

## نصاریٰ کے اعتراض کا جواب:

آیت ۱۷۲: جب وفد نجران نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ہمارے صاحب عیسیٰ کے عیب کیوں نکالتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ پھر میں نے کیا کہا ہے! کہنے لگے تم نے کہا ہے کہ وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو عار کی بات نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو۔ انہوں نے کہا کیوں کر۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ (مسیح ہرگز عار نہیں کرینگے) یعنی نفرت نہیں کریں گے۔ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ (کہ وہ اللہ تعالیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

کے بندے کہلائیں ) اس میں نصاریٰ کی تردید ہے۔ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ (اور نہ ملائکہ ) اس میں عرب کے ان لوگوں کی مذمت ہے جو فرشتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اس کا عطف مسیح پر ہے۔ الْمُقَرَّبُوْنَ (مقرب ) یعنی کروبی فرشتے جو عرشِ الٰہی کے گرد رہتے ہیں مثلاً جبرئیل ۔ میکائیل ۔ اسرافیل علیہم السلام اور جوان کے طبقہ میں شامل ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ ملائکۂ مقربین بھی اللہ تعالیٰ کے بندے کہلانے میں عار محسوس نہ کریں گے۔ اس کلام کو دلالت کی وجہ سے حذف کر دیا گیا اور وہ عبداللہ کا لفظ ہے مختصراً۔

## اعتراض:

معتزلہ نے اس آیت سے ملائکہ کی انسانوں پر فضیلت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ دلیل یہ دی ترقی ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ فلان لا یستنکف عن خدمتی و لا ابوہٗ۔ اگر کہا جائے و لا عبدہ ۔ تو یہ کلام درست نہیں۔ آیت میں و لا الملائکۃ المقربون کا مطلب یہ ہے کہ نہ ملائکۂ مقربون اور نہ وہ جوان سے مرتبہ میں اعلیٰ ہیں۔ اور عظمت میں بڑھ کر ہیں اور مقربین کی تخصیص اس پر دلالت کر رہی ہے۔

جواب : ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ثانی کو اول پر فضیلت حاصل ہے۔ لیکن اس کا اس بحث سے کوئی تعلق نہیں ۔ جس میں تنازع پایا جاتا ہے۔ کیونکہ آیت بتلا رہی ہے کہ ملائکۂ مقربین تمام وہ عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اور ہم مانتے ہیں کہ تمام ملائکۂ مقربین ایک انسانی رسول سے افضل ہیں۔ بعض اہلسنت نے یہ جواب دیا ہے۔ کیونکہ آیت کی مراد یہ ہے کہ ملائکہ عظیم طاقت کے باوجود جو انسانوں سے بڑھ کر ہے اور لوح محفوظ کے علوم جن سے وہ براہ راست فیضیاب ہوتے ہیں اور ازدواجی زندگی سے بالکل خالی ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کے بندہ ہونے سے عار محسوس نہیں کرتے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے سے کیسے عار وانکار کر سکتا ہے۔ جو دوسرے سے پیدا ہوا۔ اور قدرت وطاقت بھی محدود قسم کی ہو۔ اور علم بھی فرشتوں کی طرح کا نہ ہو۔

اور اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیے سخت پکڑ۔ وسعت علم ۔ وجود کی غرابت حماقت کا شکار کر دیتی ہے۔ جیسا کہ عیسائی۔ اور عبودیت سے بلند ہونے کا وہم پیدا کر دیتی ہے۔ پس عیسائیوں کو کہا گیا کہ یہ اوصاف تو ملائکہ میں مسیح کی بنسبت زیادہ کامل ہیں مگر وہ ان اوصاف کے ہوتے ہوئے بھی عبودیت سے عار محسوس نہیں کرتے تو مسیح کیسے محسوس کر سکتے ہیں؟

## خُلَاصَةُ الْكَلَامِ :

خلاصۂ کلام یہ ہے۔ خاص انسان یعنی انبیاء علیہم السلام وہ خاص ملائکہ سے افضل ہیں اور وہ خاص ملائکہ کہ رسل ملائکہ ہیں مثلاً جبرئیل میکائیل عزرائیل وغیرہ۔ اور خاص ملائکہ عام مؤمنین سے افضل ہیں۔ اور عام مؤمن انسان ۔ عوام ملائکہ سے افضل ہیں۔

## تفضیل بشر کی دلیل:

انسانوں نے اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی خاطر دبایا باوجود اس بات کے کہ خواہشات فطرت بشریہ ہیں۔

پس انبیاء علیہم السلام ملائکہ علیہم السلام پر عصمت میں فوقیت لے گئے۔ اور نفسانی واردات کو دبانے میں ان کو فرشتوں پر افضلیت حاصل ہو گئی۔ اور جسمانی دواعی کو مغلوب کرنے میں ان پر بڑھ گئے پس ان کی اطاعت وعبادت وہ فرشتوں کی بنسبت بہت شاق وگراں



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔کیونکہ وہ مختلف چکروں سے گزر کر کرنا ہوتی ہے اور ملائکہ کی اطاعت جبلی وفطری ہے۔پس انبیاء علیہم السلام کی اطاعت ثواب میں بڑھ گئی۔

وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ (جو اس کی بندگی سے عار محسوس کرے گا اور تکبر اختیار کرے گا) فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا (پس اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے ہاں جمع کریگا) پھر ان کے غرور آمیز انکار وتکبر پر ان کو سزا دے گا۔ پھر تفصیل فرمائی۔چنانچہ فرمایا۔

## اجمال کی تفصیل:

آیت ۱۷۳: فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔تو ان کو ان کا ثواب پورا پورا دیگا اور اپنی مہربانی سے زیادہ عطا فرمائے گا اور پھر جن لوگوں نے عار محسوس کی اور بڑے بنے تو اللہ تعالیٰ ان کو دکھ آمیز عذاب دے گا۔اور وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے لئے کوئی کارساز و مددگار نہ پائیں گے)

اہم سوال: تفصیل اجمال کے مطابق نہیں۔کیونکہ تفصیل میں دو فریق ہیں۔اور اجمال میں ایک فریق کا تذکرہ ہے۔

الجواب بالصواب: اس کی مثال اس طرح ہے کہ امام نے خروج کرنے والوں کو جمع کیا۔پس جنہوں نے اس کے خلاف خروج نہ کیا تھا ان کو لباس وسواری دینا اس کے ذمہ ہے اور جنہوں نے خروج کیا ان کو سزا دینا اس کے ذمہ تھا۔یہ جواب دو اعتبار سے صحیح ہے۔نمبر۱۔بڑی دلیل ایک فریق کے تذکرہ کو حذف کر دیا کیونکہ تفصیل اس پر خود دلالت کر رہی تھی۔نمبر۲۔ایک کا تذکرہ دوسرے کے تذکرہ کی دلیل ہے۔جیسا کہ تفصیل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں ایک فریق کو حذف کر دیا ہے۔فاما الذین امنوا باللّٰہ واعتصموا بہ۔اور دوسری بات یہ ہے کہ دوسروں پر احسان ان کو غم میں مبتلا کرنے والا ہے۔تو یہ غم بھی من جملہ عذاب میں داخل ہے۔گویا اس طرح کہہ دیا گیا۔جو اس کی بندگی اور عبادت سے عار محسوس کرے گا اور تکبر اختیار کرے گا۔پس عنقریب اس کو حسرت کا عذاب میسر آئے گا جبکہ وہ عمل کرنے والے کے بدلے ملاحظہ کرے گا اور اس سبب سے جو اللہ تعالیٰ کا عذاب اس کو پہنچے گا۔

### ایک نکتہ:

آیت میں: لن یستنکف میں غیر مستنکفین اور من یستنکف میں مستنکفین کا ذکر موجود ہے۔
پس تفصیل اجمال کے بالکل مطابق ہے۔طویل بادیہ پیمائی کی حاجت نہیں۔(الحمد للہ)

آیت ۱۷۴: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آگئی) یعنی وہ رسول ہیں جو منکرین کو معجزات سے حق واضح کر رہے ہیں۔

وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (اور ہم نے تمہاری طرف واضح روشنی اتاری) ایسا قرآن جس سے حیرت کے اندھیرے روشن کیے جاتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَسْتَفْتُوْنَكَ ط قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ ط اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ

لوگ آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے، اگر کوئی شخص مر جائے

لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ج وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ

اس کے کوئی اولاد نہیں اور اس کی ایک بہن ہے تو اس کے لئے اس مال میں کا آدھا ہے جو مرنے والے نے چھوڑا۔ اور وہ بہن کے پورے مال کا وارث ہوگا اگر اس بہن

يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ط فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ط وَاِنْ كَانُوْۤا

کے کوئی اولاد نہ ہو۔ پس اگر دو بہنیں ہیں تو ان کے لئے اس مال میں سے دو تہائی ہے جو مرنے والے نے چھوڑا۔ اور اگر یہ لوگ

اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ط يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ

بہن بھائی ہوں تو ایک مرد کے لئے دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے، اللہ تمہارے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ

تَضِلُّوْا ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ ع ۲۴ ۵

تم گمراہ نہ ہو اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ (جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کو مضبوطی سے تھام لیا) یعنی اللہ پر ایمان لائے یا قرآن پر ایمان لائے۔

فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ (وہ عنقریب ان کو اپنی رحمت و فضل میں ضرور داخل فرمائے گا) رحمت سے مراد جنت ہے اور فضل سے مراد زیادتی نعمت وَّيَهْدِيْهِمْ (اور وہ ان کی راہنمائی کرے گا) اِلَيْهِ (اللہ تعالیٰ کی طرف) یا فضل کی طرف یا اپنے راستے کی طرف۔ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (سیدھا راستہ)

**نحو**: صراطا یہ مضاف محذوف سے حال ہے۔

## کلالہ کا حکم:

آیت ۱۷۶: يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ (لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے بارے میں حکم دیتے ہیں)۔

### واقعۂ جابر رضی اللہ عنہ:

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیمار تھے۔ رسول اللہ ؐعیادت کیلئے تشریف لائے۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! میں کلالہ ہوں۔ میں اپنے مال کا کیا کروں؟ تو یہ آیت اتری اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ (اگر کوئی آدمی مر جائے اور اسکی کوئی اولاد نہ ہو)

**نحو**: امرؤ مرفوع ہے اس مضمر کی وجہ سے کہ ظاہر جس کی تفسیر ہے اور لیس له ولد یہ صفت کی وجہ سے مرفوع ہے۔ تقدیر



BestUrduBooks.wordpress.com

عبارت یہ ہے۔ان هلك امرؤ غير ذي ولد۔

الولد سے یہاں مراد بیٹا ہے۔ویسے یہ لفظ مذکرو مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔کیونکہ ابن کی وجہ سے اخت (بہن کا حصہ ساقط ہوجاتا ہے۔مگر بنت کی وجہ سے بہن کا حصہ ساقط نہیں ہوتا)

## حقیقی بھائی بہنوں کا مسئلہ:

(یادرہے کہ یہ آیت حقیقی بھائی بہنوں کے متعلق ہے جیسا شروع سورت میں روایت مذکور ہوئی)

وَّلَهٗٓ اُخْتٌ (اوراس کی حقیقی بہن ہو) یعنی ماں باپ کی طرف سے یا باپ کی طرف سے۔فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ (تو بہن کو حقیقی بھائی کے ترکہ میں سے نصف ملے گا) جواس میت نے چھوڑا ہے۔

وَهُوَ يَرِثُهَآ لیکن اگر بہن حقیقی مرجائے (اوراس کی اولاد نہ ہو) تو بھائی حقیقی اس کے تمام مال کا وارث ہوگا۔اگر معاملہ علی العکس اس کی موت کا پیش آئے۔اوروہ بھائی اس کی موت کے بعد باقی ہو۔(اورمیت کا باپ' دادا موجود نہ ہو۔)

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ (اگراس بہن کی کوئی اولاد نہ ہو) یہاں ولد سے مراد بیٹا ہے۔کیونکہ بیٹا۔بھائی کو ساقط کرتا ہے بیٹی نہیں۔

**سوال**: بیٹا اکیلے بھائی کو ساقط نہیں کرتا۔باپ بھی اسقاط میں اس کی مثل ہے۔پھر آیت میں ولد کی نفی پر اکتفاء کیونکر فرمایا گیا۔

**جواب**: انتفائے ولد کا حکم واضح بیان کردیا اور انتفائے والد کا حکم سنت کے بیان پر چھوڑ دیا۔اوروہ ارشاد نبوت ﷺ ہے۔الحقوا الفرائض باهلها فما بقى فلاولى عصبة ذكر۔البخاری۔۶۷۳۲۔مسلم ۱۶۱۵۔احمد ۲۹۲۔جلد ا

اورباپ بھائی سے زیادہ حقدار ہے۔

## اخوت کو تغلیباً ترجیح دی:

فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ (اگر بہنیں دو ہوں) اوراس پر ولهٗ اخت بھی دلالت کررہا ہے۔فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً (توان کے لئے (بھائی کے ترکہ سے) دو ثلث ہونگے اس میں سے جو میت نے چھوڑا اوراگر بھائی بہنوں کی جماعت ہو) یعنی اخوت کی وجہ سے میراث پانے والے بہن بھائی بہت سے ہوں۔یہاں اخوات پراخوت کو غلبہ دے کر ذکر کیا۔

رِّجَالًا وَّنِسَآءً (مذکرو مؤنث دونوں ہوں) فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا (پس ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوگا (تقسیم میں) اللہ تعالیٰ کھول کر بیان فرماتے ہیں تاکہ تم گمراہ نہ ہوجاؤ)

## حجۃ الوداع کی راہ میں اُتری:

يبين سے سچا بیان۔یہ يبين کا مفعول محذوف ہے۔اور ان تضلوا سے قبل كراهة کا لفظ محذوف ہے۔(انکے بعد لا محذوف ہے) وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (اوراللہ تعالیٰ کو ہر چیز معلوم ہے) وہ اشیاء کوان کے وجود سے قبل اوراسکے بعدانکی حقیقتوں اورامثلہ سمیت جانتے ہیں (اس آیت کو آیت الصیف گرمیوں والی کہتے ہیں۔اوریہ آیت حجۃ الوداع کے بعدراستہ میں اتری۔

الحمدللّٰه افضل الصلوات على رسوله تمت ترجمة سورة النساء

يوم الاربعاء سبعة عشر يومًا مضت من شهر ربيع الاول ۱۴۲۳ھ



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتَّۃَ عَشَرَ رُکُوْعًا

سورۂ مائدہ مدینہ میں نازل ہوئی، اس میں ایک سو بیس آیات اور سولہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۚ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ

اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو، حلال کئے گئے تمہارے لئے چوپائے انعام میں سے،

اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ①

مگر وہ جن کے بارے میں تمہیں بتا دیا جائے گا اس حال میں کہ جس وقت تم احرام میں ہو شکار کو حلال کرنے والے نہ ہو بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْھَدْیَ

اے ایمان والو! مت حلال کرو اللہ کے شعائر کو، اور نہ شہر حرام کو اور نہ ھدی

وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّھِمْ

کو اور نہ پٹے ڈالے ہوئے جانوروں کو، اور نہ ان لوگوں کو جو بیت حرام کا قصد کر کے جا رہے ہوں! وہ اپنے رب کا فضل

وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ

اور رضا مندی تلاش کرتے ہیں۔ اور جب تم حلال ہو جاؤ تو شکار کر لو، اور ہرگز کسی قوم کی دشمنی کہ انہوں نے

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۪ وَلَا

تمہیں مسجد حرام سے روکا ہے اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو اور آپس میں نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور

تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ②

گناہ اور زیادتی پر آپس میں مدد نہ کرو، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔

المنزل الثانی ۲ — وقف لازم — الربع

## عہد کی پابندی کا حکم:

تفسیر آیت ۱: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

(اے ایمان والو! تم وعدوں کو پورا کرو۔ حلال کر دیئے گئے تمہارے لئے چوپائے۔ سوائے ان کے جو تمہارے سامنے تلاوت کی جارہی ہے۔ (لیکن) شکار کو حلال نہ سمجھنا اس حالت میں کہ تم احرام میں ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے)

کہا جاتا ہے: وفٰی بالعھد۔ وا وفٰی بہ۔ کہ فلاں نے وعدہ پورا کیا۔ اس کے تقاضے کو ادا کیا۔ العقد۔ مضبوط عہد کو رسی کی گرہ سے تشبیہ دی۔ مراد اس سے وہ معاہدے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے لیے۔ اور ان کا مکلف بنا کر ان پر لازم کیے۔

یا وہ معاہدے جو محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں سے لیے۔

یا پھر وہ معاہدے جو تم باہمی باندھتے ہو۔ اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد وہ معاہدے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین میں حرام و حلال کے سلسلے میں باندھے ہیں۔ البتہ یہ کلام اجمالی ہے جس کو پہلے لایا گیا ہے پھر تفصیل اسی طرح کی اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ ۔ البھیمۃ۔ خشکی و سمندری چوپایا۔ انعام کی طرف اس کی نسبت بیانی ہے۔ اور یہ اضافت من کے معنی میں ہے۔ جیسے خاتم فضۃ ۔

اب مطلب یہ ہوا کہ چوپایا جو پالتو جانوروں میں سے ہے ان کی آٹھ اقسام ہیں اونٹ' گائے' بھیڑ' بکریاں وغیرہ۔ بعض کا قول یہ ہے کہ بھیمۃ الانعام سے مراد ہرنی اور جنگلی گائے ہے۔ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ سوائے ان کے جو تم پر تلاوت کی جائیں گی۔ اس سے مراد یہ جو آیت حرمت علیکم میں بیان کیے گئے ہیں۔ نَحْو : غیر محلی الصید (شکار کو حلال مت سمجھنا) یہ لکم کی ضمیر سے حال ہے اور وانتم حرم یہ محلی الصید سے حال ہے گویا عبارت اس طرح ہے۔ ہم نے تمہارے لیے بعض چوپائے حلال کیے جبکہ تم احرام کی حالت میں شکار کو حلال کرنے والے نہ ہو۔ یہ اس لیے تاکہ تم پر تنگی نہ ہو۔ الحُرُم جمع حرام ہے اور مراد اس سے محرم ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ : بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے یا حکم دیتا ہے حلال و حرام میں سے جس کے بارے میں چاہتا ہے۔

## تفسیر آیت ۲:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے کی ممانعت کے لئے نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ (اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی) شعائر جمع شعیرۃ ہے۔ اس چیز کو کہتے ہیں جن کو بطور علامت مقرر کیا جائے۔ یعنی حج کے مقامات پر عبادات کی علامات۔ رمی کے مقامات۔ مطاف۔ سعی اور وہ افعال جو حجاج کی علامات ہوں۔ جن سے وہ پہچانے جائیں۔ جیسے احرام' طواف' سعی' حلق و نحر وغیرہ۔ وَلَا



BestUrduBooks.wordpress.com

الشَّهْرَ الْحَرَامَ (اور نہ ماہ حرام کی) اس سے مراد حج کے مہینے ہیں وَلَا الْهَدْيَ (اور نہ ہدی) اس سے مراد وہ جانور جو بیت اللہ کی طرف بطور ہدیہ بھیجا جاتا ہے۔ اور اس سے حج کے احکام میں قرب الٰہی حاصل کیا جاتا ہے۔ اور یہ ہدیہ کی جمع ہے۔ وَلَا الْقَلَآئِدَ (اور نہ قلادہ والے جانور) یہ قلادہ کی جمع ہے یہ اس چیز کو کہا جاتا ہے جو ہدی کے جانور کے گلے میں نعل یا درخت کا چھلکا اور لوٹے کا منہ وغیرہ ڈال دیا جائے۔

وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ (اور نہ بیت اللہ کا قصد کرنے والوں کی) یعنی تم ان لوگوں کی توہین نہ کرو۔ جو مسجد حرام کا قصد کر کے حج و عمرہ کے لئے آئے۔

ان چیزوں کو حلال قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ شعائر کی تعظیم میں سستی ہوگی۔ اور عبادت گزاروں اور شعائر کے درمیان رکاوٹ بن جائے گا۔ اور حج کے ایام میں ایسی چیزوں کا ارتکاب کریں گے۔ جس سے وہ لوگوں کو حج کرنے میں رکاوٹ بن جائیں گے۔ اور ہدی اور اس کے غصب کی ٹھان لیں گے۔ یا ہدی کو اپنے مقام پر پہنچنے میں رکاوٹ بنیں گے۔

## ہدایا پر تعرض سے بطورِ مبالغہ ممانعت:

**القلائد** : سے مراد ممکن ہے کہ قلائد والے جانور مراد ہوں اور وہ اونٹ ہیں۔ اور ہدی پر اس کا عطف خصوصیت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ کیونکہ ہدایا میں یہ سب سے اعلیٰ ہے۔ جیسے فرشتوں کا ذکر کر کے جبرئیل اور میکائیل کو اس آیت میں ذکر فرمایا و جبریل و میکال البقرہ ۹۸ گویا عبارت اس طرح ہے۔ القلائد منها خصوصًا کہ ہدایا میں سے خاص طور پر قلادہ والے جانور۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہدایا کے قلائد پر ہاتھ ڈالنے سے روک کر ہدایا پر تعرض کرنے میں مبالغہ کرنا مقصود ہو۔ مطلب یہ ہوگا کہ ان کے قلائد کی بھی بے حرمتی نہ کرو۔ چہ جائیکہ تم خود ان ہدایا کی بے حرمتی کرو۔ یہ اس طرح ہے کہ جس طرح اس آیت میں: وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ (النور:۳۱) زینت کے ظاہر کرنے کی ممانعت کی گئی ہے تا کہ مواقع زینت کے ظاہر کرنے کی ممانعت میں مبالغہ ہو جائے۔

يَبْتَغُوْنَ (وہ چاہنے والے ہیں) **نحو** : آمین کی ضمیر سے حال ہے۔

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا (اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا مندی تا کہ وہ راضی ہو جائے) تم ایسی قوم پر جو ان صفات والی ہو۔ تعرض نہ کرو ان کی عظمت کی بناء پر وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا (جب تم احرام سے نکل جاؤ تو شکار کرو) پہلے غیر محلی الصید و انتم حرم فرما کر شکار کی ممانعت فرمائی گئی تھی فاصطادوا سے اس کو مباح قرار دیا۔

## دشمنی برائے دشمنی مت کرو:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا (اور نہ تم کو آمادہ کرے کسی قوم کی دشمنی کہ تم حد سے بڑھو اس لئے کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا) **نحو** : جرم کا لفظ کسب کی طرح ہے کہ کبھی ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے کبھی دو کی طرف جیسے کہتے ہیں۔ جرم ذنبًا جیسے کسبہ۔ جرمته ذنبًا جیسے کسبته ایاہ۔ یہاں پہلا



BestUrduBooks.wordpress.com

مفعول ضمیر مخاطب ہے اور دوسرا ان تعتدوا ہے۔ اَنْ صَدُّوْكُمْ یہ شَنَاٰنُ سے متعلق ہے۔ اور علت کے معنی میں ہے۔ شنآن سخت بغض کو کہتے ہیں۔

قراءت: شامی اور ابوبکر نے شنآن کو نون کے سکون سے پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہوا کسی قوم کا بغض تمہیں حد سے نہ بڑھائے اور نہ اس پر آمادہ کرے اس لیے کہ انہوں نے تمہیں روکا ہے۔ اَنْ صَدُّوْكُمْ شرط ہے مکی اور ابوعمرو نے اسی طرح قرار دیا۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو مسجد سے اس طرح روکو جیسے اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو حدیبیہ کے دن عمرہ سے روک دیا۔

اعتداء کا معنی کسی ناپسندیدہ چیز کو ملا کر ان سے انتقام لینا۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى (اور تم نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو) بر اور تقویٰ سے یہاں مراد عفو و چشم پوشی ہے۔

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (گناہ اور دشمنی میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو) یعنی انتقام اور غصے کو شفاء دینے کے لئے۔ یا برّ مامور کو ادا کرنا۔ تقویٰ۔ ممنوع کو ترک کرنا۔ اثم مامور کو چھوڑنا۔ العُدْوَانِ ممنوع کو ادا کرنا۔ اور یہ بھی جائز ہے۔ ہر برّ و تقویٰ عام مانیں۔ اور اثم' عدوان کو تمام گناہوں کے لئے عام مانیں۔ پس اپنے عموم کے لحاظ سے معافی اور بدلے دونوں کو شامل ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ سخت بدلہ لینے والے ہیں) اس شخص سے جو اس کی نافرمانی کرے اور تقویٰ اختیار نہ کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ

حرام کیا گیا تم پر مردہ جانور، اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا،

بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ

اور وہ جانور جو گلا گھٹنے سے مرجائے، اور وہ جانور جو کسی ضرب سے مرجائے اور وہ جانور جو اوپر سے گر کر مر جائے اور وہ جانور جو کسی سے ٹکرا کر مر جائے اور وہ جانور جسے کسی درندہ نے کھالیا

اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ط

مگر وہ جسے تم ذبح کر لو، اور حرام کیا گیا وہ جانور جو ذبح کیا گیا پرستش گاہوں پر، اور یہ بھی حرام کیا گیا کہ تقسیم کرو تیروں کے ذریعہ یہ سب گناہ کے کام ہیں۔

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط

آج کافر تمہارے دین سے نا امید ہو گئے سو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ

آج میں نے پورا کر دیا تمہارا دین اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ، اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر

الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ لا فَاِنَّ

اختیار کرنے کے لیے پسند کرلیا سو جو کوئی شخص مجبور ہو جائے سخت بھوک میں جو گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو سو یقیناً

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۳

اللہ غفور ہے رحیم ہے۔

## اہلِ جاہلیت کے ماکولات:

آیت ۳: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

پھر اہل جاہلیت کے ماکولات کو بیان فرمایا۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ (تم پر مردار کو حرام کیا گیا) یعنی ایسے چوپائے جو اپنی موت مرجائیں۔ وَالدَّمُ (اور خون) یعنی بہنے والا خون جو بوقت ذبح نکلتا ہے۔ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ (اور خنزیر کا گوشت) خنزیر تمام



BestUrduBooks.wordpress.com

نجس ہے گوشت کو اس لیے خاص کیا۔ کیونکہ اصل مقصود وہی ہے۔ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (اور وہ جانور جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا نام پکارا گیا ہو) اور وہ اہل جاہلیت کا قول ہے کہ بوقت ذبح کہتے تھے باسم اللات والعزّٰی ۔ وَالْمُنْخَنِقَةُ (اور وہ جس کا دَم دبایا گیا ہو) یعنی اس قدر اس کا گلا دبایا کہ وہ مر گیا۔ یا جال وغیرہ میں اس کا گلا دب کر مر گیا۔ وَالْمَوْقُوْذَةُ (اور چوٹ کھا جانے) لاٹھی و پتھر سے اس کو چوٹ لگائی۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

وَالْمُتَرَدِّيَةُ (اوپر سے نیچے گر کر مرنے والا جانور) خواہ پہاڑ سے گرا ہو یا کنویں میں گر کر مر گیا ہو۔ وَالنَّطِيْحَةُ (اور سینگ لی ٹکر سے مرا ہوا جانور) نطیحة ایسے جانور کو کہتے ہیں جس کو دوسرے جانور نے سینگ مار کر مار دیا ہو۔ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ (اور وہ جانور بھی جس کو درندے پھاڑ کھائیں) اور جس جانور کا کسی درندہ نے بعض حصہ کھالیا اور وہ اپنے زخم کی وجہ سے مر گیا۔ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ (مگر وہ جو تم ذبح کر پاؤ) یعنی وہ مذبوح کی طرح مضطرب تھا اور تم اس کو ذبح کرو۔ نحو : استثناء کا تعلق منخنقة اور جو اس کے مابعد ہے اس کے متعلق ہے۔ پس اگر جانور کو زندہ پاکر بسم اللہ کہہ کر ذبح کر لیا گیا تو وہ پاک ہے۔ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ (اور جو جانور تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو) اہل جاہلیت کے کچھ پتھر تھے جو کعبہ شریف کے ارد گرد گاڑے گئے تھے۔ ان پر بطور تعظیم کے مشرکین ذبح کرتے تھے۔ اور اس سے ان کا قرب حاصل کرنا مقصود ہوتا تھا۔ ان کو انصاب کہتے تھے۔ اس کا واحد نُصُب ہے یا نُصُب جمع اور واحد نصاب ہے۔

## پانسے کے تیروں کی ممانعت:

وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ (اور جوئے کے تیروں سے تمہارا فال نکالنا) نحو : میتة پر عطف کی وجہ سے یہ موضع رفع میں ہے عبارت اس طرح ہوگی حرمت علیکم المیتة......... والاستقسام بالازلام اَزْلَام جمع زَلَم و زُلَم کی ہے یہ نشان زدہ تیر تھے۔ جب کوئی سفر یا لڑائی یا تجارت یا نکاح وغیرہ کا ارادہ کرتا تو تین تیروں کا قصد کرتا۔ جن میں سے ایک پر لکھا تھا امرنی ربی۔ دوسرے پر نہانی ربی اور تیسرے پر غفل لکھا تھا اگر امر والا تیر نکلتا تو اپنے کام پر روانہ ہو جاتا۔ اور منع والا نکل آتا تو کام سے رک جاتا۔ اور اگر غفل والا تیر نکلتا تو اس کو دوبارہ لوٹاتے۔ پس استقسام بالازلام کا معنی۔ ازلام کے ذریعے کسی چیز کی تقسیم کا مطالبہ کرنا۔ زجاج کہتے ہیں کہ مشرکین کی اس حرکت اور نجومیوں کے اس معاملے میں کوئی فرق نہیں جو کہتے ہیں کہ فلاں ستارے کی وجہ سے مت سفر کرو اور فلاں ستارے کا طلوع ہے تم سفر پر جاؤ۔ شرح تاویلات۔ میں اس کی تردید کی گئی ہے۔ انہوں نے وجہ فرق یہ ظاہر کی کہ نجومی یہ نہیں کہتا کہ فلاں ستارہ تمہیں اس بات سے روکتا ہے۔ اور فلاں ستارہ تمہیں فلاں کام کا حکم دیتا ہے جیسا کہ مشرکین نے کر رکھا تھا۔ لیکن نجومیوں نے اپنی طرف سے احکام الٰہی کے لئے مختلف دلالتیں اور علامتیں مقرر کی ہیں۔ اور یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نجوم میں ایسے معانی اور علامتیں پیدا کر دے جس سے احکام معلوم ہو جائیں اور اس سے کئی چیزوں کا استخراج کیا جا سکے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ حرج اس بات میں ہے کہ حکم اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگائے اور اس پر اس کو گواہ بنائے۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ یہ جُوا ہے جس سے وہ اونٹ کو مختلف حصوں پر تقسیم کرتے تھے۔ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ (یہ استقسام بالازلام اطاعت سے نکلنا ہے) اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس سے مراد وہ تمام مندرجہ بالا محرمات مراد ہوں جو آیت میں مذکور ہیں۔ اَلْيَوْمَ



BestUrduBooks.wordpress.com

یہ یَئِسَ فعل کا ظرف ہے اس سے کوئی معین دن مراد نہیں اس کا معنی "اب" ہے جیسے کہتے ہیں انا الیوم کبرت ۔ میں اب بوڑھا ہو گیا۔ دوسرا قول یہ ہے الیوم سے آیت کے اترنے کا دن مراد ہے۔ اور یہ جمعہ کے دن نازل ہوئی اور عرفات کے دن نماز عصر کے بعد حجۃ الوداع کے موقعہ پر اتری۔

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِیْنِكُمْ (آج کے دن کافر تمہارے دین سے مایوس ہو گئے) یعنی تمہارے دین کو باطل کرنے سے مایوس ہو گئے یا اس بات سے ناامید ہو گئے۔ کہ وہ تمہارے دین پر غالب ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان پر غلبہ کا وعدہ پورا کر دیا۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ (پس تم ان سے نہ ڈرو) دین کے غالب آنے کے بعد اور کفار کے خوف کے زائل ہونے کے بعد اور ان کے غالب سے مغلوب بن جانے کے بعد وَ اخْشَوْنِ (اور مجھ ہی سے ڈرو) یعنی خشیت کو میرے لیے خالص کر دو۔

قراءت: وصل و وقف میں بغیر یا کے آتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ (آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا)۔

## تکمیلِ دین کا اعلان:

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ۔ الیوم۔ یہ اکملت کا ظرف ہے آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اس طرح کہ تمہارا حال یہ تھا کہ ہر وقت دشمنوں کا خوف تم پر چھایا ہوا تھا۔ میں نے ان پر تم کو غالب کر دیا۔ یہ ارشاد اس طرح ہے کہ بادشاہ کہا کرتے ہیں الیوم کمل لنا الملك۔ یعنی جن دشمنوں سے ہم ڈرتے تھے ان کی طرف سے محفوظ کر دیے گئے۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ میں نے تمہارے تکلیفی معاملات حرام و حلال کی تعلیم اور شرائع اسلام جن پر موقوف ہے اور قیاس کے قوانین مکمل کر دیے۔ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ (اور اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی) مکہ کو فتح کر کے اور اس میں امن و غلبہ کے ساتھ داخلے کے ذریعے اور جاہلیت اور اسکے طور طریقے مٹا دیئے۔ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (اور تمہارے لیے دین اسلام کو تمام دینوں میں سے منتخب کر لیا) اور تمہیں بتلا دیا کہ یہی اکیلا دین اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ جیسا دوسری آیت میں فرمایا: وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ (آل عمران: ۸۵) فَمَنِ اضْطُرَّ (جو آدمی مجبور ہو) محرمات کے تذکرہ سے متصل اسکا ذکر کیا اور اسی طرح ذٰلكم فسق بھی۔ یہ جملے معترضے ہیں جن کو لانے کا مقصد تحریم کے معنی کی تاکید ہے۔ اور اسی طرح اسکا مابعد بھی۔ کیونکہ ان خبائث کی حرمت منجملہ دین کی تکمیل اور اتمام نعمت کا حصہ ہیں اور اسلام کی صفت اللہ تعالیٰ نے پسندیدہ دین سے فرمائی ہے نہ کہ دوسری ملتیں۔ پس آیت کا یہ مطلب ہوا کہ جو آدمی میتہ کے استعمال پر مجبور ہو جائے یا اسکے علاوہ کسی اور محرمہ کے استعمال پر۔

فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ (بھوک کی وجہ سے بشرطیکہ وہ گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو) یعنی جان بچانے والی مقدار سے تجاوز کرنے والا نہ ہو۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ (پس بیشک اللہ تعالیٰ اس کو بخشنے والے ہیں) مواخذہ نہ فرمائیں گے۔ رَّحِیْمٌ (مہربان ہیں) اس لئے معذور کو محظور کے استعمال کی اجازت مرحمت فرما دی۔ نَحو: رضیت لکم الاسلام دیناً یہ حال ہے۔ اسی طرح غیر متجانف یہ بھی حال ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ

وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا ہے جو ان کے لیے حلال کیا گیا ہے، آپ فرما دیجئے حلال کی گئیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں، اور جن شکاری جانوروں کو

مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ

تم نے تعلیم دی اس حال میں کہ تم ان کو سدھانے والے ہو، ان کو سکھاتے ہو اس طریقہ سے جو اللہ نے تمہیں سکھایا سو اس میں سے کھالو جو انہوں نے

اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تمہارے لئے روک لیا اور اس پر اللہ کا نام لو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ④

جلد حساب لینے والا ہے۔"

## حلال شکار کا بیان:

آیت ۴: يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ (اس میں قول کا معنی پایا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے بعد ماذا احل لھم وارد ہوا ہے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ (وہ آپ کو کہتے ہیں کہ ہمارے لیے کیا کیا چیزیں حلال ہیں) مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ۔ ماذا احل لنا نہیں کہا۔ کہ ان کے قول کی حکایت بنے۔ کیونکہ یسئلونک خود غائب کے صیغہ کے ساتھ لایا گیا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کہتے ہیں۔ اقسم زید لیفعلن اور اگر لیفعلن کی بجائے لافعلن کہتے تو تب بھی درست تھا۔ اسی طرح احل لنا کہتے تو درست تھا۔ نحو: ماذا، مبتداء اور احل لھم یہ اس کی خبر ہے یہ اس طرح ہے کہ جیسے تم کہو ای شئ احل لھم مطلب یہ ہوا کہ ان کے لئے کون سی کھانے والی چیزیں حلال ہیں گویا کہ جب آپ نے ان پر حرام و خبیث ماکولات پڑھیں تو انہوں نے سوال کیا ان چیزوں کے متعلق جو ماکولات میں سے ان کے لیے حلال ہیں۔ پس فرمایا۔ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ (فرما دیں تمہارے لئے تمام وہ پاکیزہ چیزیں حلال ہیں) جو کہ خبیث نہیں۔ یا وہ تمام چیزیں حلال ہیں جن کی حرمت کتاب اللہ اور سنت و اجماع اور قیاس سے ثابت نہیں ہے وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ (اور جن شکاری جانوروں کو تم نے سکھایا ہے) (ان کا کیا ہوا شکار حلال ہے) نحو: وما علمتم کا عطف الطیبات پر ہے تقدیر عبارت یہ ہے احل لکم الطیبات و صید ما علمتم پس مضاف کو حذف کیا گیا ہے۔ یا ما شرطیہ ہے اور اس کا جواب فکلوا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## شکار کے متعلق ہدایات:

الجوارح جو جانور یا پرندے شکار کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً کتا' چیتا' باز' شکرہ' بحری' شاہین وغیرہ۔ بعض نے کہا کہ یہ جراحت سے ہے۔ پس حلال وہ تب ہوگا جب وہ زخم لگائے۔ مُكَلِّبِيْنَ (ٹریننگ دیئے ہوئے) یہ علمتم سے حال ہے۔ اوراس حال کا فائدہ باوجود یکہ علمتم کی وجہ سے خاص ضرورت نہ تھی۔ یہ ہے کہ جو آدمی ان جانوروں کو تعلیم دے وہ ٹریننگ کا ماہر ہونا چاہیے۔ مُكَلِّبُ مکلب اس آدمی کو کہتے ہیں جو جانوروں کو تعلیم دے۔ یہ لفظ الکلب سے مشتق ہے اور کلاب میں عام طور پر یہ سلسلہ ہوتا ہے اور عام پائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کی جنس کو سیکھنے میں بقیہ پر غلبہ دے کر اسی سے لفظ' مشتق کر کے تمام کے لئے استعمال کرلیا۔ دوسرا یہ قول بھی ہے کہ ہر درندے کو کلب کہتے ہیں۔ جیسا کہ حاکم کی روایت میں اللّٰھم سلط علیه کلباً من کلابك ہے تو اس میں شیر کو کلب کہا گیا۔ کیونکہ عتیبہ کو شیر نے کھایا تھا۔ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ (اس طریقہ سے تم نے ان کو تعلیم دی جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھایا) اس میں یہ واضح کر دیا گیا۔ کہ ہر شکار پکڑنے والا یہ جان لے کہ وہ شکار اس وقت پکڑے جب اس کو ایسے جانور نے قتل کیا ہو جو سکھایا ہوا ہو۔ اور سمجھ بوجھ سے ذبح کیا ہو۔ کیونکہ بہت سے پکڑنے والے اپنے فن میں ناپختہ ہیں کہ انہوں نے اپنے اوقات کو ضائع کیا۔ اور جب علماء و ماہرین سے ملاقات ہوئی تو انگلیاں کاٹنے لگے۔ مما علمکم اللہ سے مراد ٹریننگ ہے۔ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ (پس تم اس شکار میں سے کھالو جو وہ تمہارے لیے روک کر رکھیں) امساك علی صاحبه کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس میں سے خود نہ کھائیں۔ اگر وہ خود کھالیں تو ایسے شکار استعمال کے قابل نہیں۔ جبکہ کتے وغیرہ کا شکار ہو۔ البتہ باز وغیرہ کا شکار ہو تو کھا لینے سے حرام نہیں ہوگا۔ اور یہ مسئلہ اپنے مقام پر بیان کر دیا گیا ہے۔ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ (اوران پر اللہ کا نام لو) اذکروا کی ضمیر ماامسکن کی طرف لوٹتی ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ جب تم کو ان کے ذبح کا موقع مل جائے تو ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لو۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ ضمیر ما علمتم کی طرف لوٹتی ہے۔ کہ جب تم ان کو چھوڑنے لگو تو اس وقت اللہ کا نام لے کر چھوڑو۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو) اور اس کے حکم کی مخالفت کرنے سے ان تمام معاملات میں بچو۔ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (بیشک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والے ہیں) وہ تمہارے اعمال کا خود محاسبہ کریں گے۔ اور محاسبہ کرنے میں اس کو انتظار کی بھی ضرورت نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ۪

آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں، اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ان کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے

وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ

اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے، اور پاکدامن عورتیں جو مسلمان ہیں اور وہ پاک دامن عورتیں جو

الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ

ان لوگوں میں سے ہیں جنکو تم سے پہلے کتاب دی گئی تمہارے لیے حلال ہیں جبکہ تم ان کو ان کے مہر دیدو اس طریقہ پر کہ تم پاک دامنی

غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ

اختیار کرنے والے ہو۔ خفیہ طریقے پر دوستی کرنے والے نہ ہو۔ اور جو کوئی شخص ایمان کا انکار کر دے تو اس کے اعمال

عَمَلُهٗ ۫ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۵ ع

اکارت ہوگئے اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

آیت ۵: اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ ج وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔

اَلْیَوْمَ (سے مراد سواب) اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ (تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئیں) احسان کی خاطر دوبارہ ذکر فرمایا۔ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ (اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے) طعام سے یہاں مراد ذبائح ہیں۔ کیونکہ دوسرے کھانوں کی حلت کسی ملت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ (اور تمہارے کھانے ان کے لیے حلال) یعنی انکو کھلانے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایمان والوں کا کھانا ان کیلئے حرام ہوتا تو انکا کھانا کھلانا جائز نہ ہوتا۔

## یہ قید استحبابی ہے:

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ (اور ایمان والیوں میں سے پاک دامن عورتیں) المحصنات سے مراد یہاں آزاد عورتیں جو باندیاں نہ ہوں یا پاک دامن عورتیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَسْئَلَہ: یہ صحت نکاح کے لیے شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔ کیونکہ مسلمان باندیوں سے نکاح حلال ہے اور غیر عفیفہ سے بھی نکاح حلال ہے۔ اس تخصیص سے مقصود یہ ہے کہ مؤمنین اپنے فراش کے لیے پاک دامن عورتیں منتخب کریں۔ تاکہ پاکیزہ گھریلو زندگی میسر ہو۔

نَحْو : اس کا عطف الطیبات پر ہے۔ یا یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے والمحصنات من المؤمنات حل لکم۔ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ (اور پاک دامن عورتیں اہل کتاب کی جو تم سے پہلے ہیں) المحصنات سے یہاں مراد پاک دامن کتابیہ عورتیں۔ یا آزاد کتابیہ عورتیں۔ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (جب تم ان کے مہران کو دے دو)۔ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ (اس طرح کہ تم بیوی بنانے والے ہو، نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والے ہو) وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ (اور خفیہ آشنائی کرنے والیاں نہ ہوں) الخدان مذکر و مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ (جو ایمان کا انکار کرے گا) یعنی شرائع و احکام اسلام۔ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ (اس کے اعمال اکارت و ضائع ہو جائیں گے) وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا)



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ

"اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف اٹھو تو اپنے مونہوں کو اور اپنے

وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى

ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو اور اپنے سروں کا مسح کر لو اور دھو لو اپنے پیروں کو

الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى

ٹخنوں تک، اور اگر حالت جنابت میں ہو تو اچھی طرح سے پاک ہو جاؤ، اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں

سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ

ہو یا تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کی جگہ سے آیا ہو۔ یا تم نے عورتوں سے قربت کی ہو پھر

تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ

تم پانی کو نہ پاؤ تو ارادہ کر لو پاک مٹی کا۔ سو اس سے اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کا مسح

مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ

کر لو۔ اللہ ارادہ نہیں فرماتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے لیکن وہ ارادہ فرماتا ہے تاکہ تم کو پاک کرے

وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑥ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور تاکہ تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے،

وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؗ وَاتَّقُوا

اور اس پختہ عہد کو یاد کرو جو تم نے اللہ سے مضبوطی کے ساتھ کیا ہے، جبکہ تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا، اور اللہ سے

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑦

ڈرو بے شک اللہ جاننے والا ہے ان باتوں کو جو سینوں میں ہیں۔"

## ارادہ فعل فعل ہے:

آیت ۶: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ (اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے اٹھنے لگو تم اپنے چہروں کو دھوؤ) قُمْتُمْ سے مراد ارادہ کرنا ہے جیسا کہ دوسری آیت اذا قرأت القرآن النحل آیت ۹۸۔ میں ہے کہ جب تم



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت قرآن کا ارادہ کرو۔ گویا ارادۂ فعل کو فعل سے تعبیر فرمایا گیا۔ کیونکہ فعل ارادے کا مسبب ہے پس مسبب کو قائم مقام سبب کے ذکر کر دیا۔ کیونکہ ان کے درمیان ملابست پائی جاتی ہے اور کلام میں اختصار کے لیے ایسا کیا گیا۔ جیسا کہتے ہیں کما تدین تدان۔ فعل ابتدائی جو جزاء کا سبب ہے اس کو لفظ جزاء سے تعبیر کر دیا۔ جو کہ مسبب عنہ ہے۔ اور تقدیر عبارت انتم محدثون ہے۔ یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ یامن النوم مقدر ہے کیونکہ نوم دلیل حدث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ پہلے ہر نماز کے لئے وضوء واجب تھا۔ جبکہ پہلے پہل فرض ہوا پھر منسوخ کر دیا گیا۔

وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ (اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت) اِلٰی یہاں مطلق غایت کا فائدہ دے رہا ہے۔ باقی غایت کے حکم میں داخل یا خارج ہونا یہ دلیل کا محتاج ہے۔ یہاں خروج کی دلیل ندارد ہے جیسا کہ آیت فنظرة الٰی میسرة۔ البقرہ ۲۸۰۔ تم مہلت دو آسانی آنے تک اس آیت میں تنگ دستی ہی مہلت کی علت ہے۔ اور آسانی آنے سے یہ علت دور ہو جائے گی۔ اگر آسانی اس میں داخل مانی جائے تو انتظار دونوں حالتوں عسرو یُسر میں لازم آتا ہے۔ اور اسی طرح آیت واتموا الصیام الی الیل۔ البقرہ۔ ۱۸۷۔ کہ تم رات تک روزہ پورا کرو۔ اگر رات کو روزے میں داخل مانا جائے تو روزے میں وصال لازم آتا ہے پس غایت داخل مغیا نہ ہوئی۔ اور جہاں داخل ہونے کی دلیل ہو مثلاً تم کہو۔ حفظت القراٰن من اولہ الٰی اٰخرہٖ۔ یہاں تمام قرآن کے حفظ کے لیے لایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں یہی مراد ہے۔ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی۔ الاسراء۔ ۱۔ یہ بات علم میں آچکی کہ اب آپ کو بیت المقدس میں داخل کرنے کے لئے لایا گیا تھا۔ اِلَی الْمَرَافِقِ میں کوئی دلیل بھی مغیا میں غایت کے داخل ہونے یا نہ ہونے کی نہیں پائی جاتی۔

## جمہور کا قول:

اس لیے جمہور نے احتیاط کو اختیار کیا۔ پس غسل میں شامل مان کر دھونے کا حکم دیا۔ اور زفرؒ اور داؤدؒ نے یقینی کو اختیار کر کے داخل نہ مانا اور حدیث میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو کہنیوں پر گھماتے تھے۔ (دارقطنی ۸۳ جلد ۱)

## مقدارِ مسح کا مسئلہ:

وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِکُمْ (اور تم اپنے سروں کا مسح کرو) مقصود مسح کو سر کے ساتھ ملصق کرنا ہے۔ سر کے بعض حصے پر مسح کرنے والا اور تمام سر پر مسح کرنے والا دونوں ہی مسح کو سر کے ساتھ ملصق کرنے والے ہیں۔ پس امام مالکؒ نے احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہوئے کل مسح کو لازم قرار دیا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے یقین کو سامنے رکھتے ہوئے سب سے قلیل حصہ جس پر مسح کا اطلاق ہو سکتا ہے اس کو لازم قرار دیا۔ اور ہم احناف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لیا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی پر مسح فرمایا۔ مسلم صفحہ ۲۷۴۔ جلد ۱ اور ناصیہ کا اندازہ چوتھائی سر سے لگایا گیا ہے۔ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ (اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت)

قراءت: شامی، نافع، علی، حفص رحمہم اللہ نے اَرْجُلَکُمْ نصب سے پڑھا۔ مطلب یہ ہوا تم اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھوؤ۔ اور اپنے سروں پر مسح کرو۔ تقدیم و تاخیر کے قائل ہوتے کہ مغسولات کے درمیان ایک



BestUrduBooks.wordpress.com

ممسوحہ کو بیان فرمایا گیا۔ دیگر قراء نے ارجلکم کی لام کو کسرہ سے پڑھا۔ اور روس پر عطف کیا۔ کیونکہ ارجل تین مغسولہ اعضاء کے درمیان واقع ہے۔ ان کو خوب پانی بہا کر دھویا جائے گا۔ اس لیے خطرہ تھا کہ ممنوعہ اسراف کی حد تک نہ پہنچ جائیں۔ پس ممسوح پر عطف کر دیا گیا۔ مسح کی خاطر عطف نہیں کیا۔ بلکہ اس بات پر متنبہ کرنے کے لئے کہ پانی بہانے میں میانہ روی اختیار کرنا ہوگی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ الی الکعبین کی غایت کو اسی لیے ذکر کیا گیا تا کہ کوئی آدمی اس کو عضو ممسوحہ نہ سمجھے کیونکہ ممسوحہ عضو کی شریعت میں کوئی غایت مقرر نہیں کی گئی۔ جامع العلوم میں یہ بات مندرج ہے کہ یہ جر جوار کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو پاؤں پر مسح کرتے دیکھا تو فرمایا۔ ویل للاعقاب من النار بخاری صفحہ ۶۰ و مسلم صفحہ ۱۴۲ مشہور تابعی عطاء رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ قدمین پر مسح کرتا ہو۔ ان اعضاء کے دھونے کا حکم دیا گیا۔ تا کہ پاؤں کو میل سے پاک کیا جائے۔ کیونکہ پاؤں اکثر کھلے رہتے ہیں۔ جوان پر لگ جاتی ہے۔ اور نماز بارگاہ الٰہی میں میل کچیل سے پاک ہو کر تعظیم کی متقاضی ہے۔ پس اس سے بندگی کامل انداز سے ظاہر ہوگی۔ جیسا کہ مشاہدہ میں ہے کہ جب بادشاہ کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ ہو تو صاف ستھرے کپڑے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اسی لیے تو کہا گیا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ آدمی بہترین کپڑوں میں نماز ادا کرے۔ عمامہ پہن کر نماز کھلے سر نماز سے افضل ہے۔ اس لئے کہ اس میں تعظیم زیادہ ہے۔ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو خوب طہارت حاصل کرو) یعنی اپنے ابدان کو دھوؤ۔

## رازی کا قول:

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ (اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کسی نے قضائے حاجت کی ہو) رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اَوْ واؤ کے معنی میں ہے تا کہ مریض و مسافر پر تیمم بلا حدث لازم نہ آئے۔ مِّنَ الْغَآئِطِ سے اطمینان والی جگہ یہ قضائے حاجت سے کنایہ ہے۔ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ (یا تم نے چھوا ہو عورتوں کو) لمس سے جماع مراد ہے۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ (پس تم پانی نہ پاؤ تو پاک زمین سے اس طرح تیمم کر لو کہ اس سے اپنے ہاتھوں اور چہروں کا مسح کر لو۔ اللہ تعالیٰ تم پر تنگی ڈالنا نہیں چاہتا) یعنی طہارت کے سلسلے میں کہ تم کو تیمم کی رخصت نہ دی جائے۔ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ (لیکن اللہ تعالیٰ تم کو پاک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں) مٹی کے ذریعہ۔ جب کہ تم پانی کے ساتھ طہارت سے عاجز ہو۔ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ (اور تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کی تکمیل تم پر کرے) اور تا کہ وہ اپنی رخصتوں سے اپنے انعام کو تم پر مکمل کرے اپنے عزائم کے ذریعہ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (تا کہ تم ادا کرو شکریہ) اس کی نعمتوں کا اور وہ تمہیں ثواب دے۔

## میثاق سے مراد:

آیت ۷: وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (اور اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر اسلام کے ذریعہ کیا) وَمِيْثَاقَهُ الَّذِىْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (اور اس کا وہ پختہ وعدہ جو اس نے تم سے لیا جبکہ تم نے کہا تھا ہم نے سنا اور اطاعت کی) یعنی



BestUrduBooks.wordpress.com

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا

اے ایمان والو! اللہ کے لیے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے ہو جاؤ اور

يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ

کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو وہ تقویٰ سے زیادہ

لِلتَّقْوٰى ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑧ وَعَدَ

قریب ہے، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ ان کاموں سے باخبر ہے جنہیں تم کرتے ہو، اللہ نے

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ⑨

ان لوگوں سے وعدہ فرمایا جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ان کے لیے مغفرت ہے اور اجر عظیم ہے،

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ⑩

اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ دوزخ والے ہیں۔"

تم نے پکا وعدہ کیا اور اس سے مراد وہ میثاق ہے جو مسلمان سے لیا گیا جب کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ کہ آپ کی ہر بات سنیں گے۔ اور عُسر و یُسر میں آپ کی اطاعت کریں گے۔ اور ہر خوشی اور غمی میں آپ کا حکم مانیں گے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبول کیا اور کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔

بعض نے کہا کہ اس سے لیلۂ عقبہ اور بیعت رضوان والا میثاق مراد ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ میثاق کو توڑو) اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (بیشک اللہ تعالیٰ سینے کی باتیں خواہ خیر ہوں یا شر تمام کو جاننے والے ہیں) اور وہ وعدہ اور وعید دونوں ہی ہیں۔

## کفار سے بھی عدل کرو:

آیت ۸: يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ (اے ایمان والو! تم اللہ کے لیے پوری پابندی کرنے والے اور شہادت ادا کرنے والے ہو جاؤ انصاف کے ساتھ) وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا (اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو) یہاں یجرمنکم کو علٰی سے متعدی بنایا گیا۔ حالانکہ یہ حمل کا صلہ ہے۔ جو یجرمنکم کا معنی ہے۔ تاکہ بتلا دیا جائے کہ کسی قوم کا بغض و عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل کو چھوڑ بیٹھو۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (تم انصاف کرو۔ یہی تقویٰ کے قریب ہے) پہلے تو ان کو اس سے منع کیا گیا تھا کہ بغض ان کو ترک عدل پر آمادہ نہ کرے۔ پھر جملہ مستانفہ لا کر ان کو صراحت کے ساتھ عدل کی سخت تاکید کر دی۔ پھر جملہ مستانفہ لا کر عدل کے حکم



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ

اے ایمان والو! تم پر جو اللہ کی نعمت ہے اسے یاد کرو، جبکہ ایک قوم نے تم پر

يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

دست درازی کا ارادہ کیا سو اس نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک دیا، اور اللہ سے ڈرو

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع

اور ایمان والے اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔

دینے کی وجہ بیان کی اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا قرب للتقوٰی ہے۔

مَسْئَلَہ: جب کفار کے ساتھ عدل کرنے کا یہ انداز ہے پھر ایمان والوں کے ساتھ عدل کا لزوم کس قدر شدید ہوگا۔ جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔وَاتَّقُوا اللّٰهَ (اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو) اس کے اوامر ونواہی میں۔اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی اطلاع ہے) یہ وعدہ اور وعید دونوں پر مشتمل ہے۔اسی لئے تو اس کے بعد وعدے کی آیت ذکر فرمائی۔اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے وعد اللّٰہ الذین الخ

آیت ۹: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے) وعد کا لفظ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہے۔ پہلا مفعول الذین اٰمنوا۔اور دوسرا محذوف ہے اور اس مفعول سے استغناء اس لیے اختیار کیا گیا کیونکہ لھم مغفرۃ و اجر عظیم کا جملہ موجود ہے۔جس کے ہوتے ہوئے اس مفعول کی ضرورت نہیں۔

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے) اور وعید اللہ تعالیٰ کے اس قول میں آ رہی ہے۔

آیت ۱۰: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیات کو وہ جہنم کے ساتھی ہیں) یعنی اس سے جدا نہ ہونگے۔

## بنو قریظہ کی غداری:

آیت ۱۱: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ (اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو تم پر احسان کیا ہے اس کو یاد کرو جب ایک جماعت نے ارادہ کیا) روایات میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے ہاں تشریف لے گئے۔اور آپ کے ساتھ شیخین ابوبکر وعمر اور دونوں داماد علی وعثمان رضی اللہ عنہم تھے۔اور ان سے دو مسلمانوں کے قتل کی دیت میں مدد لیں یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

مسلمان قبیلۂ بنو سلیم سے تھے۔ جو مسلمانوں کا معاہد تھا۔ اور حضرت عمرو بن امیہ الضمری سے خطا قتل ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کو مشرکین میں سے سمجھا تھا۔ جب یہود کے ہاں تشریف لے گئے تو یہود نے کہا! ہاں اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بیٹھیں آپ کو کھانا کھلائیں گے۔ اور پھر آپ کو قرض بھی دیں گے۔ اور آپ کو ایک چبوترے میں بٹھا دیا۔ اور آپ کو اچانک قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ عمرو بن جحاش یہودی چکی کے پاٹ کے متعلق ارادہ کر کے گیا کہ وہ آپ پر گرا دیں مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا۔ جبرئیل علیہ السلام اترے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلے یہ آیت اتری۔ اِذْ یہ نعمت کا ظرف ہے۔ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا (کہ وہ کھولیں) اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ (اپنے ہاتھ تمہاری طرف قتل کے ساتھ) جیسے محاورہ میں کہا جاتا ہے بسط لسانه الیه جب کہ وہ اس کو گالی دے۔ اور کہتے ہیں بسط الیه یده جب وہ اس سے دو دو ہاتھ کرے۔ جیسا کہ اس آیت: وَيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ (الممتحنہ:۲) میں مذکور ہے۔ اور بسط الید کا مطلب یہ ہوا کہ جس کو پکڑنا چاہا اس کو پکڑنے کے لئے ہاتھ کو اس کی طرف دراز کرنا۔ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ (پس اس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک لیا) کہ وہ تمہاری طرف دراز ہوں۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اللہ ہی پر مؤمنوں کو توکل کرنا چاہیے) اس کی ذات کافی' دافع اور مانع ہونے میں بس ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ

اور بلاشبہ اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ

عَشَرَ نَقِیْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ

نمائندے بھیجے اور اللہ نے فرمایا کہ بلاشبہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ

الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ

ادا کرو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو اور اللہ کو اچھے طور پر

قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ

قرض دیتے رہو میں ضرور تمہارے گناہوں کا کفارہ کروں گا اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

نہریں جاری ہوں گی۔ سو اس کے بعد تم میں سے جو شخص کفر اختیار کرے وہ راہ راست

سَوَآءَ السَّبِیْلِ ⑫ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ

سے دور جا پڑا، سو ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان کو ملعون قرار دے دیا، اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت

قٰسِیَةً ۚ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا

بنا دیا وہ کلمات کو ان کے مواقع سے بدل دیتے ہیں اور وہ اس نصیحت کا بہت بڑا حصہ بھول گئے

ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِیْلًا

جو انہیں کی گئی تھی۔ اور آپ برابر ان کی طرف سے کسی نہ کسی خیانت پر مطلع ہوتے رہیں گے باستثناء

مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ⑬

تھوڑے سے لوگوں کے، سو آپ انہیں معاف فرمائیے اور درگزر کیجئے بلاشبہ اللہ خوبی کا معاملہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

آیت ۱۲: وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا (اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے اقرار لیا اور ان میں ہم نے بارہ سردار مقرر کئے) نقیب اس شخص کو کہتے ہیں جو قوم کے حالات کی نگہبانی اور جانچ پڑتال کرے۔ جب بنی اسرائیل مصر میں مضبوط ہو گئے اس کے بعد کہ فرعون ہلاک ہو چکا۔ (مگر یہ بات محل نظر ہے کیونکہ بنی اسرائیل تو عرصۂ دراز کے



BestUrduBooks.wordpress.com

بعد مصر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سرزمین شام کے مقام اریحا کی طرف جانے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کو تمہارے لئے رہائش و قرار کی جگہ قرار دیا ہے پس نکل کر تم ان کنعانیوں سے جہاد کرو۔ میں تمہارا مددگار رہوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم دیا کہ ہر قبیلہ میں ایک نقیب مقرر کریں۔ جو اس معاملے کو پورا کرانے کا ذمہ دار ہو جو اُن سے لیا گیا ہے پس نقباء مقرر ہوئے اور بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا گیا۔ نقباء نے ان کی طرف سے کفالت کی ذمہ داری لی۔ موسیٰ علیہ السلام لے کر ان کو روانہ ہوئے۔ جب سرزمین کنعان کے قریب پہنچے تو چند افراد کو علاقہ کی جاسوسی کے لیے روانہ فرمایا۔ انہوں نے ان کے بڑے بڑے ڈیل ڈول اور نہایت درجہ قوت و شان و شوکت دیکھی۔ وہ ان سے ڈر گئے اور واپس لوٹے اور اپنی قوم کو یہ حالات ذکر کیے۔ حالانکہ ان کو صیغۂ راز میں رکھنے کا حکم تھا۔ انہوں نے عہد توڑ کر ان کو بتا دیا۔ صرف کالب بن یوقنا اور یوشع بن نون عہد پر قائم رہے یہ دونوں بھی نقباء میں سے تھے۔ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں) یعنی تمہارا مددگار اور معاون ہوں۔

قراءت: یہاں وقف ہے کیونکہ آگے جملہ ابتدائیہ ہے۔ جس پر لام داخل ہے۔ جو تمہید قسم کے لئے آتی ہے اور وہ یہ آیت ہے: لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ (اگر تم نماز ادا کرتے رہے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہے) اس سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل پر بھی زکوٰۃ اور نماز دونوں فرض تھے۔ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ (اور میرے رسولوں پر ایمان لائے) بغیر اس کے کہ ان کے مابین کسی پر ایمان لانے میں تفریق کرو۔ یعنی ایک کو مانو اور دوسرے کو نہ مانو۔ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ (اور تم نے ان کی تعظیم کی) یا ان کی اس طرح مدد کی کہ ان کے دشمن کا ان سے دفاع کیا۔ العزر لغت میں لوٹانے کو کہتے ہیں۔ محاورہ ہے عزرت فلاناً یعنی میں نے اس کو ادب سکھایا۔ یعنی اس کے ساتھ وہ کام کیا جو اس کو قبائح سے روکنے والا تھا۔ یہ زجاج رحمہ اللہ کا قول ہے۔

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (تم نے اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دیا) یعنی بغیر احسان جتلانے کے۔ بعض نے کہا کہ قرض حسن سے ہر خیر و بھلائی مراد ہے۔

## نیک اعمال پر کفارۂ سیئات کا وعدہ:

لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (تم سے تمہاری غلطیاں مٹادوں گا) لام جواب قسم میں لائی گئی ہے۔ اور یہ جواب دراصل شرط اور جواب قسم دونوں کے قائم مقام ہے۔ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ (اور البتہ ضرور داخل کروں گا تم کو ایسے باغات میں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی تم میں سے جو کفر اختیار کرے گا) یعنی اس تاکید والی شرط جو کہ عظیم وعدہ سے متعلق ہے۔ تم میں سے جو کفر اختیار کرے گا۔ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (وہ سیدھی راہ سے ہٹ گیا) یعنی اس نے حق کے راستہ سے خطاء کی۔ ہاں جس نے اس سے قبل بھی کفر کیا وہ بھی سیدھی راہ سے ہٹ گیا۔ لیکن اس حالت کے بعد ضلال و گمراہی تو ظاہر اور بڑی ہے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ (پس ان کے وعدہ توڑ دینے کی وجہ سے) ما زائدہ ہے۔ معاملے کی عظمت کو بڑھانے کے لئے لایا گیا۔ لَعَنّٰهُمْ (ہم نے انکو ہانک دیا اور اپنی رحمت سے نکال دیا) یا ہم نے اسکو مسخ کر دیا یا ان پر جزیہ مقرر کر دیا۔ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

قٰسِيَةً (اور ہم نے انکے دلوں کو سخت کردیا) قاسیہ کا مطلب ہے ایسے سخت جن میں ذرا رحمت نہ تھی۔ اور نہ نرمی پائی جاتی تھی۔
قراءت: حمزہ اور علی نے اس کو قسیّة پڑھا ہے۔ اس کا معنی ردی ہے۔ جیسا کہتے ہیں درہم قسی۔ ردی درہم۔

## دِلوں کی قساوت:

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (وہ کلمات کو ان کے مقام سے بدلتے ہیں) یعنی ان کی تفسیر اس کے خلاف کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اتاری۔ یہ ان کے دلوں کی سختی کا بیان ہے۔ کیونکہ افتراء علی اللہ سے بڑھ کر اور کونسی سختی ہو سکتی ہے۔ اور اس کی وحی کو تبدیل کرنے سے بڑھ کر اور کیا سختی ہو سکتی ہے۔ وَنَسُوْا حَظًّا (وہ بہت بڑا حصہ اور پورا حصہ بھول گئے) مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (ان نصائح کا جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی) یعنی تورات سے ان کا اعراض اور ترک درحقیقت بڑے نصیب سے غفلت کرنا ہے یا ان کے دل سخت ہو گئے اور بگڑ گئے پس انہوں نے تورات کو بدل ڈالا اور اپنے حافظہ سے اس کی بہت سی چیزوں سے پھسل گئے۔

## گناہ سے علم بھولتا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کبھی تو آدمی علم کا کچھ حصہ گناہ کی وجہ سے بھولتا ہے۔ اور پھر آپ نے دلیل و استشہاد کے لئے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ انہوں نے اپنے نفسوں کا حصہ بھلا دیا۔ جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا۔ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کی صفات کی جو وضاحت کی گئی تھی اس کو بھلا دیا۔

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ (اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کی کسی نہ کسی خیانت پر اطلاع پاتے رہیں گے) گویا یہ ان کی عادت ثانیہ ہے۔ جس پر ان کے سلف گزرے۔ کہ وہ انبیاء علیہم السلام سے خیانت کرتے تھے۔ اور یہ آپ سے خیانت کرتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اچانک حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ عَلٰى خَآئِنَةٍ سے خیانت مراد ہے۔ خائنة بمعنی خیانة ہے یا مراد ایسا فعل جو خیانت والا ہو۔ یا ایسا نفس جو خیانت والا ہو۔ یا ایسا گروہ جو خیانت والا ہو۔ محاورہ ہے رجل خائنةٌ۔ جیسا کہ رجل راویةٌ للشعر کہتے ہیں گویا تا مبالغہ کی ہے، تانیث کی نہیں ہے۔ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ (مگر تھوڑے ان میں سے) اور وہ وہی لوگ ہیں جو ان میں سے ایمان لے آئے۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ (آپ ان کو معاف کریں) اس میں ان کی مخالفت پر ابھارا گیا ہے۔ یا ان میں سے جو مؤمن ہیں ان سے درگزر فرمائیں اور ان سے جو کچھ ہوا اس پر مواخذہ نہ فرمائیں۔ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (اور ان سے درگزر فرمائیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ مخلصوں کو پسند کرتے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا

اور جن لوگوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں ان سے ہم نے پختہ عہد لیا سو وہ اس چیز کا بڑا حصہ بھول گئے

مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى

جس کے ذریعہ ان کو نصیحت کی گئی سو ہم نے قیامت کے دن تک ان کے درمیان دشمنی اور بغض کو

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ⑭

ڈال دیا اور عنقریب اللہ انہیں جتلا دیگا جو کام وہ کیا کرتے تھے۔

## تفسیر آیت ۱۴:

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ (اور بعض نصاریٰ نے کہا کہ بیشک ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے پختہ عہد لیا) یہاں مِن ،اخذنا کے متعلق ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اخذنا من الذین قالوا انا نصاری میثاقھم۔ میثاق سے مراد ایمان باللہ والرسل اور افعال خیر کا عہد ہے۔ جار مجرور کو فعل سے مقدم کیا گیا ہے اور اس طرح نہیں فرمایا من النصاری کیونکہ انہوں نے یہ نام اللہ تعالیٰ کی مدد کے دعوے دار بن کر لیا تھا۔ اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نحن انصار اللہ کہا تھا پھر انہوں نے بعد میں اختلاف کیا اور یعقوبیہ' نسطوریہ اور ملکانیہ۔ شیطان کے انصاری بن گئے۔ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (پس انہوں نے نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی بھلا دیا) فَاَغْرَيْنَا (پس ہم نے چمٹا دی لازم کر دی) یہ غری بالشیء سے بنایا گیا ہے جس کا معنی لازم کرنا۔ اور چمٹا نا آتا ہے۔ اور الغری اسی سے ہے۔ جو چمٹ جائے۔ بَيْنَهُمْ سے مراد نصاریٰ کے وہ فرقے جو باہمی اختلاف کرنے والے تھے۔ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (ان کے درمیان بغض اور عداوت قیامت کے دن تک) ان کی خواہشات کے مختلف ہونے کی وجہ سے وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (عنقریب اللہ تعالیٰ ان کو متنبہ کرے گا۔ ان کے ان اعمال کے متعلق جو کچھ وہ کرتے تھے) یعنی قیامت کے دن ان کو بدلہ وسزا دے کر مطلع کرے گا جو وہ کرتے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ

اے اہل کتاب تحقیق آیا تمہارے پاس ہمارا رسول جو تم سے بہت سی ان چیزوں کو بیان کرتا ہے جن کو

تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ

تم اللہ کی کتاب میں سے چھپاتے تھے اور بہت سی چیزوں سے درگزر کرتا ہے، بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور

اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ⑮ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ

اور ایک ایسی کتاب آئی ہے جو واضح بیان کرنے والی ہے، اللہ اس کے ذریعہ ان لوگوں کو سلامتی کے راستے بتاتا ہے جو اس کی رضا مندی

سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ

کی طلب میں لگے رہتے ہیں اور ان کو اپنے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور انہیں سیدھے

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ⑯ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ

راستہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ البتہ تحقیق انہوں نے کفر کیا جنہوں نے یوں کہا کہ بیشک اللہ مسیح

ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ

ابن مریم ہے، آپ فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور ان کی والدہ کو اور جو کچھ بھی

الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

زمین میں ہے ان سب کو ہلاک فرمانے کا ارادہ فرمائے تو کون ہے جو انہیں اللہ سے بچا سکے اور اللہ ہی کے لیے ہے ملک آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ⑰

اور زمینوں کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آیت ۱۵: يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ (اے اہل کتاب) یہ یہود و نصاریٰ کو خطاب ہے۔ اور الکتاب جنس ہے اس لیے واحد لائے۔ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا (تحقیق آیا تمہارے پاس ہمارے رسول) سول سے مراد محمد ﷺ ہیں يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ (وہ کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تمہارے سامنے وہ بہت سی باتیں جو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے) جیسے رسول اللہ ﷺ کی صفات اور حکم رجم وغیرہ۔ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (اور وہ بہت سے امور سے اعراض کر لیتا ہے) ان میں سے جن کو تم چھپا لیتے ہو۔ وہ بیان نہیں کرتے یا تم میں سے بہت سے لوگوں سے درگزر کرتے ہیں مواخذہ نہیں کرتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نور کی مراد:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی) نور سے مراد قرآن مجید ہے کیونکہ وہ شرک وشک کی ظلمتوں کو کھولتا ہے۔ جو حق لوگوں پر مخفی تھا اس کو واضح کرتا ہے۔ یا اس لئے نور کہا کہ اس کا معجزہ ہونا ظاہر ہے۔ یا نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ کیونکہ ہدایت آپ ﷺ سے حاصل کی جاتی ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر آپ کو سراج فرمایا گیا۔

## سبل سلام کیا ہے؟

آیت ۱۶: يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ اس قرآن سے راہنمائی فرماتے ہیں) مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ (جنہوں نے اس کی رضامندی کی اتباع کی) جو ان میں سے ایمان لائے۔ سُبُلَ السَّلٰمِ (سلامتی کے راستوں کی طرف) اور عذاب الٰہی سے بچانے والے راستوں کی طرف۔ یا اللہ تعالیٰ کے راستوں کی طرف۔ اس صورت میں السلام اللہ تعالیٰ کا اسم صفت ہے۔

پس السلام سے مراد سلامتی یا اللہ تعالیٰ۔ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (اور ان کو وہ اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتے ہیں) یعنی کفر کے اندھیروں سے نور اسلام کی طرف۔ بِاِذْنِهٖ (اپنے حکم) یعنی ارادہ وتوفیق سے۔ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (ان کی راہنمائی صراط مستقیم کی طرف کرتے ہیں)

## مذہب نصاریٰ

آیت ۱۷: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ (جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ ہیں وہ بے شک کافر ہیں) اس کا مطلب یہ ہے کہ بات کو پختہ کیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ وہی مسیح ہے نہ کہ کوئی دوسرا، ایسا کہنے والے پکے کافر ہوگئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نصاریٰ میں ایک فرقہ ایسا تھا جو ایسا کہتے تھے۔ یا یہ کہ ان کا مذہب اس حد تک پہنچا دیتا ہے جہاں انہوں نے اعتقاد کیا۔ کہ وہ (مسیح) پیدا کرتے' زندہ کرتے اور مارتے ہیں (اس سے خود لازم آتا ہے کہ جب وہ مسیح میں خدائی صفات مانتے ہیں تو گویا خود ان کو خدا مانتے ہیں۔ خواہ زبان سے نہ کہیں) قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا (ان سے) کہہ دو اگر ایسا ہے تو یہ بتلاؤ کہ کون شخص ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ان کو ذرا بھی بچا سکے) یعنی کون اس کی قدرت اور مشیت سے ذرہ بھر بھی روک سکتا ہے۔ (یعنی کوئی روک نہیں سکتا۔)

## حادث لقب ربوبیت کا مستحق نہیں:

اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے زمین میں ہیں ان سب کو ہلاک کرنا چاہیں) یعنی اگر وہ ہلاک کرنے کا ارادہ فرمائیں کہ جس مسیح اور اس کی والدہ کو وہ الٰہ کہتے ہیں مطلب یہ ہوا کہ مسیح ایک مخلوق بندہ ہے دوسرے بندوں کی طرح۔ آیت میں و من فی الارض جمیعا کا مسیح اور امہ پر عطف یہ ظاہر کرنے کی خاطر ہے کہ یہ دونوں ان کی جنس سے ہیں۔ ان کے اور ان کے مابین کچھ فرق نہیں۔ معنی یہ ہے کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ

اور یہود و نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں آپ فرما دیجئے کہ پھر وہ تمہیں

يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

تمہارے گناہوں کے سبب کیوں عذاب دے گا؟ بلکہ تم اس کی مخلوق میں سے بشر ہو وہ بخشے گا جس کو چاہے

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ز

اور عذاب دے گا جس کو چاہے، اور اللہ ہی کا ملک ہے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ

اور اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے جو ایسے وقت میں تمہارے لیے بیان کرتا ہے

عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ز

جبکہ رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا تاکہ تم یوں نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا،

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾ ع

سو تمہارے پاس بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آ گیا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جس میں امومیت والا رحم جس کو اپنے اندر رکھنے والا ہو۔ اس سے نقص بشریت کیسے جدا ہو سکتا ہے؟ اور جس پر حدوث کے شواہد روشن ہوں وہ ربوبیت کے لقب کا کب حق دار ہے۔ اور اگر وہ تمام موجودات سے صفت بقاء کو چھین لے تو اس کی حمدیت میں ذرہ بھر بھی نقص نہیں آئے گا۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ (اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے خاص ہے حکومت آسمانوں پر اور زمین پر اور جتنی چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں اور وہ جس چیز کو چاہیں پیدا کر دیں) یعنی مذکر بنائے یا مؤنث اور وہ تو مؤنث سے بغیر مرد کے پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا۔ اور مذکر سے بغیر مؤنث کے پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام سے بنایا۔ اور بغیر مذکر اور مؤنث سے بناتا ہے جیسا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ یا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ پرندوں کو بطور معجزہ عیسیٰ کے ہاتھ سے پیدا فرمایا۔ اس پر کوئی اعتراض کی مجال نہیں۔ کیوں کہ وہ جو چاہے کر گزرنے والا ہے۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں)

آیت ۱۸: وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (کہا یہود اور نصاریٰ نے ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں) یعنی اس کے ہاں اسی طرح معزز ہیں جیسے بیٹا باپ کے ہاں یا اللہ تعالیٰ کے بیٹوں مسیح و عزیر کے حمایتی ہیں۔ جیسا کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

عبداللہ بن زبیر ابوخبیب کے پیروکاروں کو الخبیبیون کہا جاتا ہے۔اور جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا گروپ کہتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ابناء ہیں اور بادشاہ کے اقارب اور خدام کہا کرتے ہیں کہ :نحن ابناء الملوك ۔

یا مضاف محذوف ہے نحن ابناء رسل اللہ۔ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ (کہہ دیں کہ پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کے بدلے سزا کیوں دیتے ہیں) یعنی اگر یہ صحیح ہے کہ تم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہو تو پھر تمہارے گناہوں کی پاداش میں تمہیں مسخ اور کچھ دنوں آگ کا عذاب بقول تمہارے کیوں دیا جائے گا۔کیا باپ اپنے بیٹے کو مسخ کرتا ہے؟ کیا والد اپنے بیٹے کو آگ کا عذاب دیتا ہے۔پھر ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا۔ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ (بلکہ تم دوسرے آدمیوں کی طرح آدمی ہو) اس کی جملہ مخلوقات میں سے۔نہ یہ کہ تم اس کے بیٹے ہو۔

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ (وہ جس کو چاہیں گے بخش دیں گے) جو کہ کفر سے تائب ہو جائے گا۔محض اپنے فضل سے۔ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ (اور جس کو چاہیں گے عذاب دیں گے) جو کہ کفر پر مر گیا۔بطور عدل کے وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے مابین ہے۔اور اسی ہی کی طرف لوٹنا ہے) اس میں متنبہ کر دیا کہ مسیح عبد ہیں کیونکہ مملوک اور بیٹا ہونا باہم منافی ہے۔(بیٹا مملوک نہیں ہو سکتا)

## فترت رسل کا زمانہ:

آیت ۱۹: يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا (اے اہل کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارے رسول آئے) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم يُبَيِّنُ لَكُمْ (وہ کھول کھول کر یعنی احکام بیان کرتے ہیں) الشرائع کو ظاہر ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا۔یا وہ چیز مراد ہے جن کو تم چھپاتے ہو۔اور اس کو حذف کیا کیونکہ پہلے گزر چکا۔یا مبین کو مقدر مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ وہ تمہارے سامنے اظہار کر رہے ہیں۔عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ (انقطاع رسل کے زمانہ میں) یہ جاء کم سے متعلق ہے یعنی وہ تمہارے پاس اس وقت میں آئے کہ مدت سے پیغمبر نہ آئے تھے۔اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کا زمانہ یا پانچ سو ساٹھ سال کا زمانہ ہے۔اَنْ تَقُوْلُوْا (کہ تم کہو) اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ تم کہو مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ (کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا) فَقَدْ جَآءَكُمْ میں فا محذوف سے متعلق ہے تقدیر عبارت یہ ہے کہ تعتذروا فقد جاء کم بشیر للمؤمنین و نذیر للکفرین۔تم معذرت کرو کہ تمہارے پاس مؤمنوں کو بشارت اور کافروں کو ڈرانے والے آ گئے۔اس میں اصل احسان جتلایا کہ ہم نے اس زمانہ میں رسول بنا کر بھیجا جب کہ آثار وحی مٹ چکے تھے۔اور انسانوں کو جس چیز کی ضرورت ہوگی۔

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ (سو تمہارے پاس بشیر و نذیر آ چکے) تا کہ اس کی طرف بڑھیں اور اس کو ایک عظیم نعمت خیال کریں اور ان پر حجت تمام ہو جائے۔پس کل وہ یہ عذر پیش نہ کر سکیں۔کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف کوئی نبی نہیں بھیجا۔جو ان کو غفلت سے خبردار کرتا۔وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے) پس وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ضرورت کے وقت نبی بنا کر بھیجنے پر قادر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ

''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تمہیں

فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ

عطا فرمائی جبکہ اس نے تم میں انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنایا۔ اور تم کو وہ کچھ دیا جو جہانوں میں سے کسی کو

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٠﴾ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ

نہیں دیا، اے میری قوم! مقدس سر زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھدی

لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢١﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى

ہے اور پیچھے واپس مت لوٹو ورنہ نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے، وہ کہنے لگے کہ اے موسیٰ!

اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖۗ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ

یہ واقعی بات ہے کہ اس سرزمین میں بڑے زبردست لوگ ہیں، اور بے شک ہم اس بستی میں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک لوگ نہ نکل جائیں۔

فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ

سو اگر وہ اس سے نکل جائیں تو ہم داخل ہو جائیں گے۔ دو آدمیوں نے کہا جو

يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ

ڈرنے والے تھے اللہ نے ان پر انعام فرمایا تھا کہ تم لوگ ان پر دروازے سے داخل ہو جاؤ۔ سو جب تم اس میں داخل ہو گے

فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾

تو بلاشبہ تم غلبہ پانے والے ہو گے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو،

آیت ۲۰: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ (اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ اے میری قوم! یاد کرو اللہ کی ان نعمتوں کو جو تم پر کیں۔ جب بنائے تم میں انبیاء) جعل فیکم انبیاء اس لیے فرمایا کیونکہ کسی امت میں اتنے نبی مبعوث نہیں کیے گئے جتنے بنی اسرائیل میں آئے۔

## خوشحالی کی نعمت:

وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا (اور تمہیں بادشاہ بنایا) یہ اس لئے فرمایا کہ ان کو فرعون کے بعد اس کے ملک کا مالک بنایا۔ اور جبابرہ کے



BestUrduBooks.wordpress.com

بعد سرزمین فلسطین کا مالک بنایا۔اوران میں کثرت سے بادشاہ ہوئے۔جیسے انبیاء کثرت سے ہوئے۔بعض نے کہا کہ الملک سے مراد وسیع مکان والا جس میں جاری پانی ہو۔بنی اسرائیل کے وسیع مکانات تھے جن میں جاری پانی تھا۔گویا خوشحالی کے معنی میں ہے۔بعض نے کہا کہ ملک وہ ہے جس کے پاس مکان ہو۔اور خدام ہوں کیونکہ یہ خود قبطیوں کے ہاں غلامانہ زندگی گزارتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے نجات دی۔تو نجات دینے کو ہی مَلِك فرمایا۔وَّاٰتٰكُمْ مَّالَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (اور تمہیں وہ کچھ دیا جو جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا) جیسے سمندر پھاڑا۔دشمن کو ڈبویا۔من وسلویٰ اتارا۔بادلوں سے سایہ کیا۔وغیرہ اس طرح کے بڑے بڑے کام یا مراد اس زمانہ کے لوگ ہیں۔گویا الف لام کا عوض حذف ہے۔

## قدس وشام کی سرزمین میں داخلے کا حکم:

آیت ۲۱: يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ (اے میری قوم اس متبرک ملک میں داخل ہو) المقدسہ سے مراد پاکیزہ یا مبارکہ اور وہ سرزمین بیت المقدس وشام ہے۔الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں لکھ دیا ہے) کَتَبَ کا معنی ہے قسمت میں کر دیا۔یا تمہارے نام لگا دیا۔یا لوح محفوظ میں لکھ دیا۔کہ وہ تمہارا مسکن بنے گی۔

وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ (اور تم اپنی پشت پھیر کر مت لوٹو شکست کھا کر) جبابرہ کے خوف سے بزدلی اختیار کر کے یا اپنے دین میں پشت پھیر کر مت لوٹو (یعنی دین کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرو)۔فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ (اگر تم لوٹو گے تو پھر دنیا و آخرت کے ثواب سے نامراد ہو کر لوٹو گے)

## بزدلی کی انتہاء:

آیت ۲۲: قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ (کہنے لگے اے موسیٰ وہاں تو بڑے بڑے زبردست آدمی ہیں) اَلْجَبَّار یہ فعال کے وزن پر ہے۔یہ جبرہ علی الامر سے لیا گیا ہے۔جس کا معنی اجبرہ علیہ ہے مجبور کرنا۔جبار اس سرکش کو کہتے ہیں۔جو لوگوں کو اپنی مرضی پر مجبور کرے۔

وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا (ہم اس میں ہرگز قتال سے داخل نہ ہونگے)
حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا (یہاں تک کہ وہ بغیر لڑائی کے نکل نہ جائیں)
فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا (پس اگر وہ اس سے بلا قتال نکل گئے)
فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ (تو ہم پھر اس علاقہ میں داخل ہونگے)

آیت ۲۳: قَالَ رَجُلٰنِ (ان دو شخصوں نے کہا) رجلان سے مراد کالب اور یوشع ہیں۔مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ (ان لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف رکھتے تھے) گویا اس طرح کہا کہ دو متقی مردوں نے کہا۔

**نحو**: یہ محل رفع میں رجلان کی صفت ہے اس طرح انعم اللّٰہ علیھما بھی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ

وہ کہنے لگے کہ اے موسیٰ ہم ہرگز کبھی بھی اس میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ لوگ اس میں موجود ہیں لہذا تو اور تیرا رب

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا

دونوں جائیں پھر دونوں جنگ کر لیں بے شک ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب! بے شک میرے بس میں صرف

نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قَالَ فَاِنَّهَا

میری جان اور میرا بھائی ہے، لہٰذا ہمارے اور فاسق قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو یہ سرزمین

مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۗ فَلَا تَاْسَ

ان لوگوں پر چالیس سال تک حرام رہے گی۔ زمین میں حیران پھرتے رہیں گے سو آپ

عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ ع

نافرمان قوم پر رنج نہ کیجئے۔

ع ٤/٨

## غلبے کا وعدہ:

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا (جن پر اللہ تعالیٰ نے (اپنے سے ڈرنے کا) انعام فرمایا تھا۔ اُدْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ (تم ان کے شہر کے دروازہ میں داخل ہو جاؤ) فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ (جونہی تم اس میں داخل ہو گئے تم غالب آ جاؤ گے) اور وہ شکست کھا جائیں گے۔ اور غلبہ تمہیں حاصل ہو جائے گا۔ یہ بات انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے اطلاع دینے سے معلوم کی۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو اگر تم مؤمن ہو) اس لئے کہ اس پر ایمان اس پر توکل کا تقاضا کرتا ہے۔ توکل کی حقیقت علائق دنیوی کو قطع کرنا۔ اور مخلوقات سے تعلق کا توڑنا اور اللہ تعالیٰ سے جوڑنا۔

## جہاد سے پس و پیش:

آیت ۲۴: قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ (انہوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز داخل نہ ہونگے) یہ تاکیدی انداز سے مستقبل میں داخل ہونے کی نفی ہے۔ اَبَدًا (ہمیشہ) یہ لفظ لا کر نفی مؤکد کو طویل زمانے سے معلق کیا گیا۔ مَّا دَامُوْا فِيْهَا (جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں) یہ ابداً کا بیان ہے۔ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ (پس تو اور تیرا رب جائے) علماء کی ایک جماعت نے اس کا ظاہری معنی مراد لیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا۔ مگر ایسا نہیں کیونکہ بطور اعتقاد یہ بات ہوتی تو وہ کفر کرتے۔ تو موسیٰ علیہ السلام ان سے جہاد کرتے۔ کیونکہ اس وقت جبارین کی بہ نسبت یہ جہاد کئے جانے کے زیادہ حقدار تھے۔ مگر اس میں بہتر بات یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے کہ کہا جائے کہ تم جاؤ اور تمہارا رب اور وہ لڑائی میں تمہاری امداد فرمائے۔ یا ربك سے مراد یعنی ہارون آپ کے بڑے بھائی مراد ہیں۔ یا اس سے حقیقۃً جانا مراد نہیں بلکہ یہ محاورۃً ایسی بات ہے جیسے کہتے ہیں کلّمتہٗ فذھب یجیبنی میں نے اس سے بات کی وہ مجھے جواب دینے لگا۔ یعنی جواب کا ارادہ کیا۔ گویا انہوں نے کہا کہ تم دونوں ان سے قتال کا ارادہ کرو۔ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (پس لڑو تم دونوں ہم یہیں بیٹھے رہیں گے) قاعدون کا معنی ٹھہرنے والے ہیں تمہارے دین کی مدد میں ہم ان سے نہ لڑیں گے۔ جب انہوں نے نافرمانی اور مخالفت کی۔

## غم وشکوہ کا اظہار:

آیت ۲۵: قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ (کہا اے میرے رب میں اختیار نہیں رکھتا) تیرے دین کی مدد کے لئے اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ (مگر اپنے اوپر اور بھائی پر) نحو: اخی کا عطف نفسی پر ہو تو یہ معنی ہے مجھے اپنے نفس پر اور بھائی پر قابو ہے یا انّ کے اسم پر عطف ہو تو یہ معنی ہوگا۔ میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنے نفس پر اور میرا بھائی بھی اختیار نہیں رکھتا مگر اپنے نفس پر۔ یا یہ مرفوع ہے جبکہ اس کا عطف اِنّ اور اس کے اسم دونوں کے محل پر ہو۔ یا لا املك کی ضمیر پر اس کا عطف ہو اور فصل کے لیے یہ درست ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی و لا یملك اخی الا نفسہ اور میرا بھائی بھی مالک نہیں مگر اپنے نفس کا یا یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی و اخی کذالك۔ میں اپنے اوپر قابو رکھتا ہوں اور میرا بھائی بھی اسی طرح ہے۔ یہ درحقیقت غم اور شکوہ ہے۔ جو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا گیا ہے اور رقت قلب ہے تا کہ رحمت الٰہی کو جوش آئے۔ اور مدد خداوندی کا نزول ہو۔ گویا کہ ان دونوں آدمیوں پر کامل وثوق نہیں فرمایا اور فقط نبی معصوم کا ہی تذکرہ فرمایا۔ یا پھر مراد یہ ہے کہ میں اور جو دین کے سلسلے میں مجھ سے مواخات رکھنے والا ہے۔

فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان جدائی ڈال دے) اور ان کے بارے میں وہ فیصلہ فرما جس کے وہ اہل ہیں۔ یہ ان کے متعلق بددعا کے مفہوم میں ہے یا ہمارے اور ان کے درمیان دوری پیدا کر دے اور ان کی معیت سے نجات عنایت فرما۔ جیسا دوسری آیت میں ہے: وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ [التحریم:۱۱]

آیت ۲۶: قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ (فرمایا وہ ان پر حرام کر دی گئی) ھا کی ضمیر سے الارض المقدسہ مراد ہے۔ محرمۃ کا مطلب روک دینا ہے۔ کہ وہ اس میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ یہ حرمت تعبدی نہیں جیسا دوسری آیت میں ہے: وَحَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ [القصص:۱۲]

## ایک اعتراض:

پچھلی آیات میں کتب اللّٰہ لکم فرمایا۔ اور یہاں محرمۃ فرما دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

**جواب**: کتب اللّٰہ کا معنی وہ سرزمین تمہارے لیے لکھ دی۔ اس شرط سے کہ تم وہاں کے رہنے والوں سے جہاد کرو۔ جب انہوں نے جہاد سے انکار کر دیا تو فرمایا فانھا محرمۃ علیھم کہ وہ ان پر حرام کر دی گئی یہ حرمت چالیس سال کے لیے تھی۔ جب چالیس سال گزر گئے تو جو لکھا تھا وہ ہو کر رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بقیہ بنی اسرائیل کو لے کر چلے۔ یوشع بن نون مقدمۃ الجیش پر افسر تھے۔ اور اس کو فتح کر لیا اور وہیں مقیم رہے۔ جتنا اللہ نے چاہا پھر آپ وفات پا گئے۔ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً (چالیس برس) اربعین' محرمۃ کا ظرف ہے۔ اور سنۃ پر وقف ہے۔ یا یہ یتیھون کا ظرف ہے اور وقف علیھم پر ہے۔

## فاسق قابل افسوس نہیں:

تقدیر عبارت یہ ہے: یسیرون فیھا متحیرین لا یھتدون طریقًا اربعین سنۃ۔ کہ وہ حیران و پریشان چلتے رہیں گے۔ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ (وہ حیران و پریشان چلتے رہیں گے زمین میں) اس سے نکلنے کا راستہ چالیس سال تک نہیں پائیں گے۔ یہ قید کی سزا ان کو اس لیے دی گئی کہ وہ جہاد سے رکے۔ تو ان کو اس جنگل میں روک دیا گیا۔ تیز چلنے کے باوجود صبح کو جہاں سے چلتے شام کو وہیں ہوتے۔ اور شام کو جہاں سے چلتے صبح کو وہیں ہوتے۔ یہ چھ فرسخ کا علاقہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس بددعا سے پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (ان فاسقوں پر افسوس مت کرو) کیونکہ یہ فاسق ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ان کے ساتھ تیہ میں نہیں رہے۔ کیونکہ تیہ کی رہائش تو ایک سزا تھی۔ اور موسیٰ علیہ السلام اپنے رب تعالیٰ سے ان سے نجات مانگ چکے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ رہے مگر وہ ان کے لیے باعث راحت تھا۔ اور باعث سلامتی تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام تیہ میں وفات پا گئے اور ان کے ایک سال بعد موسیٰ علیہ السلام نے بھی وفات پائی۔ اور کالب اور یوشع علیہما السلام کے علاوہ تمام نقباء بھی تیہ میں وفات پا گئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ

اور آپ ان کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنایئے جبکہ ان دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی، سو ان میں سے ایک کی نیاز

اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا

قبول کر لی گئی اور دوسرے کی نیاز قبول نہ کی گئی، اس نے کہا کہ میں تجھے ضرور بالضرور قتل کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ

النصف

يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٧﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ

اللہ صرف تقویٰ والوں سے قبول فرماتا ہے، یہ یقینی بات ہے کہ اگر تو نے میرے قتل کرنے کے لیے میری طرف ہاتھ بڑھایا

مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے تیری طرف اپنا ہاتھ بڑھانے والا نہیں ہوں گا۔ بیشک میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سب جہانوں کا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ

پروردگار ہے، بلاشبہ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ اور اپنے گناہ اپنے سر دھر لے پھر تو دوزخ والوں میں

اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ۚ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ

سے ہو جائے اور یہ ظالموں کی سزا ہے۔ سو اس کے نفس نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر

قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ

آمادہ کر لیا سو اس نے اسے قتل کر دیا، جس کی وجہ سے وہ نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا۔ پھر اللہ نے ایک کوا

فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ

بھیجا وہ زمین کو کرید رہا تھا تا کہ وہ اسے دکھا دے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کیسے چھپائے۔ کہنے لگا افسوس میری حالت پر! کیا میں اس سے عاجز ہو گیا

اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿٣١﴾ۚۛ

کہ اس کوے کی طرح ہو جاؤں سو اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دوں۔ پھر وہ پچھتانے والوں میں سے ہو گیا۔

### ہابیل وقابیل کا واقعہ:

آیت ۲۷: پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حکم فرمایا کہ اپنے حاسدین کو وہ واقعہ سناؤ جو حسد کی وجہ سے پیش آیا۔ تا کہ وہ حسد کو چھوڑ دیں۔ اور آپ پر ایمان لے آئیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ (آپ ان اہل کتاب کو پڑھ کر سنائیں)
نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ (آدم کے دو صلبی بیٹے ہابیل وقابیل کا) یا وہ بنی اسرائیل کے دو آدمی تھے۔
بِالْحَقِّ (ایسی اطلاع جو حق سے ملی ہوئی ہے) اور پہلی کتب کے بالکل موافق ہے۔ یا ایسی تلاوت جو حق وصحت سے ملی ہوئی ہے۔ یا آپ ان کو پڑھ کر سنائیں کہ آپ حق بیان کرنے والے سچے ہیں۔ اِذْ قَرَّبَا یہ نبا کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی قصتهما وحديثهما في ذالك الوقت۔ یعنی ان دونوں کا قصہ اور بات جو اس وقت میں پیش آئی یا نبا سے بدل ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اتل عليهم النبأ نبأ ذالك الوقت۔ آپ ان پر پڑھیں واقعہ یعنی اس وقت کا واقعہ گویا اس صورت میں مضاف محذوف ہے۔ قُرْبَانًا ایسی قربانی یا صدقہ جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ کہا جاتا ہے قرّب صدقة وتقرب بها کہ اس صدقہ سے تقرب حاصل کیا۔ کیونکہ تقرب کا باب قرب کا مطاوع بن کر آتا ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ جب ان میں سے ہر ایک نے اپنی قربانی سے تقرب حاصل کیا۔ اس کی دلیل آیت کا اگلا حصہ فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا (ان دونوں میں سے ایک کی قربانی قبول کر لی گئی) اور وہ ہابیل تھا۔ وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ (اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی) اور وہ قابیل تھا۔ روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ پیدا ہونے والی بچی سے شادی کرلے۔ قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی خوبصورت تھی۔ اس کا نام آقلیما تھا۔ اس پر اس کے بھائی نے اس لڑکی کے سلسلہ میں حسد کیا۔ اور ناراض ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان دونوں کو فرمایا کہ تم دونوں قربانی پیش کرو۔ جس کی قربانی قبول ہوگی اسی سے اس کی شادی کردی جائے گی۔ ہابیل کی قربانی قبول ہوئی کہ آگ نے اتر کر اس کو جلا دیا۔ اس پر قابیل کا حسد اور بھڑک اٹھا اور ناراضگی زیادہ ہوئی پس ہابیل کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔
قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ (اس نے ہابیل کو کہا کہ میں تمہیں قتل کردوں گا)
قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ متقین سے قبول کرتے ہیں) تقدیر عبارت یہ ہے کہ ہابیل نے اسے کہا تو مجھے قتل کیوں کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی کو قبول کیا ہے۔ اور میری قربانی قبول نہیں کی۔ اس پر اس نے کہا انما يتقبل الله من المتقين کہ اللہ تعالیٰ اپنے سے ڈرنے والوں کی قربانی قبول کرتے ہیں۔ اور تو غیر متقی ہے۔ اور یہ تیرے نفس کے قصور سے ہے۔ کہ اس نے تقویٰ کے لباس کو اتار پھینکا ہے۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔

**ایک لطیفہ:**

حضرت عامر بن عبداللہ کی وفات کا وقت آیا تو وہ رونے لگے ان کو کہا گیا کہ تم کیوں رو رہے ہو۔ اور آپ تو بڑی فضیلتوں والے ہیں۔ فرمانے لگے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول سنا ہے انما يتقبل الله من المتقين۔ (معلوم نہیں کہ ہم ان میں سے ہیں یا نہیں)

آیت ۲۸: لَئِنْۢ بَسَطْتَّ (اگر تو نے دراز کیا) اِلَیَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِیَ اِلَيْكَ (اپنا ہاتھ میری طرف تاکہ تو مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ پھیلانے والا نہیں تیری طرف) قراءت: مدنی ابو عمرو اور حفص نے يَدِیَ پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ہابیل کو بے خبری میں قتل کیا گیا:

لِاَقْتُلَكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (تا کہ میں تجھے قتل کروں میں بیشک اللہ رب العالمین سے ڈرنے والا ہوں)
روایت میں ہے کہ وہ قابیل سے زیادہ طاقتور تھے۔ اور زیادہ مضبوط۔ لیکن اپنے بھائی کے قتل کو گناہ سمجھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس کے سامنے ہاتھ نہیں اٹھایا کیونکہ اس زمانہ میں مدافعت جائز و مباح نہ تھی۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ وہ واجب تھی۔ کیونکہ اس میں اپنے آپ کو خود ہلاک کرنا ہے اور قاتل کے گناہ میں شرکت کرنا ہے۔ البتہ معنی یہ ہے کہ میں ابتداء تیری طرف اپنے ہاتھ کو دراز کرنے والا نہیں۔ جیسا کہ تو میرے بارے میں ارادہ رکھتا ہے ہابیل ارادۂ قتل پر مدافعت کا عزم رکھتے تھے۔ مگر قابیل نے بے خبری میں اچانک حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا۔

قراءت: اِنِّیْٓ کو اِنِّیَ اَخَافُ پڑھا حجازی اور ابو عمرو نے۔

آیت ۲۹: اِنِّیْٓ اُرِیْدُ (میں چاہتا ہوں) قراءت: مدنی نے اِنِّیَ پڑھا ہے۔ اَنْ تَبُوْٓاَ (تو اٹھائے) یا لوٹے بِاِثْمِیْ (میرے قتل کے گناہ کے ساتھ) اگر تو نے مجھے قتل کر دیا وَاِثْمِكَ (اور اپنے گناہوں کے ساتھ) جس کی بنا پر تیری قربانی قبول نہیں کی گئی۔ اور وہ والد کی نافرمانی، حسد، کینہ ہے قابیل نے اس بات کا ارادہ کیا کیوں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو مسترد کر کے کفر کیا تھا یا وہ ظالم تھا اور ظالم کی سزا یہ مراد لی جا سکتی ہے۔ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ (تا کہ تو آگ والوں میں سے ہو جائے اور یہی ظالم کی سزا ہے)

آیت ۳۰: (فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ) (اس کے نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا) طوعت کا معنی آسان کر دیا گنجائش پیدا کر دی یہ طالع له المرتع کہ چراگاہ آسانی سے اس کو میسر آ گئی' سے بنا ہے۔ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ (پس اس نے اس کو قتل کر دیا پس وہ ہو گیا خسارہ پانے والوں میں سے)۔

آیت ۳۱: فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ (اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا کہ وہ اللہ تعالیٰ اس کو دکھائے یا وہ کوا اس کو دکھائے) كَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِ (کہ وہ کس طرح بھائی کی لاش چھپائے) سَوْءَةَ کا معنی ستر اور وہ چیز جسم میں جس کا کھولنا جائز نہیں۔ روایت میں ہے کہ سب سے پہلا مقتول زمین پر بنی آدم میں یہی تھا۔ جب اس کو قتل کر دیا تو چٹیل میدان میں چھوڑ دیا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کا کیا کرے۔ پس اس کو خطرہ ہوا کہ اس کو درندے پھاڑ دیں گے۔ پس ایک تھیلے میں ڈال کر اپنی پشت پر ایک سال تک اٹھائے پھرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس سے بدبو پیدا ہوئی۔ اور اس پر درندوں نے ہجوم کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے جو لڑ پڑے ایک نے دوسرے کو مار دیا۔ اور اپنی چونچ اور پنجوں سے دوسرے کوے کے لئے گڑھا کھودا پھر اس کو اس میں ڈال دیا۔ پس اس وقت قابیل کہہ رہا تھا۔

## بے وقت شرمندگی:

قَالَ یٰوَیْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ (کہنے لگا افسوس میری حالت پر کیا میں اس سے بھی گیا گذرا کہ اس کوے ہی کے برابر ہوتا اور چھپا دیتا) فَاُوَارِیَ کا عطف اکون پر ہے سَوْءَةَ اَخِیْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ (اپنے



BestUrduBooks.wordpress.com

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو بھی کوئی شخص کسی شخص کو بلا عوض جان

نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا

کے یا بغیر کسی فساد کے قتل کر دے جو زمین میں ہو تو گویا قتل کرنے والے نے سب لوگوں کو قتل کر دیا، اور جس نے کسی جان کو زندہ رکھا

فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ؗ ثُمَّ اِنَّ

تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ کر دیا، اور یہ واقعی بات ہے کہ ان کے پاس ہمارے رسول کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے پھر اس

كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾

کے بعد ان میں سے بہت سے لوگ زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں۔

بھائی کی لاش کو پس وہ شرمندہ ہونے والوں میں سے ہو گیا) اس کے قتل پر کیونکہ اس کے اٹھائے پھرنے نے اس کو تھکا دیا۔ اور وہ اس کے بارے میں شدید پریشانی میں مبتلا ہوا۔ مگر یہ شرمندگی توبہ کرنے والوں جیسی نہیں تھی۔ یا ندامت فقط ہماری شریعت میں توبہ ہے۔ ان کی شریعت میں نہ تھی۔ یا اس کے اٹھائے رہنے پر شرمندہ ہوا نہ کہ اس کے قتل پر۔ (پس توبہ نہ بنی) اور آیت میں کہ جب اس نے اسے قتل کیا اس کا جسم سیاہ ہو گیا حالانکہ اس کا رنگ سفید تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس سے اس کے بھائی کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگا میں اس کا نگران تو نہ تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اسی لئے تو تیرا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ پس سیاہ لوگ انہی کی اولاد میں سے ہیں۔

## مرثیۂ آدم علیہ السلام والی روایت من گھڑت ہے:

اور یہ کسی روایت میں نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کسی شعر میں ہابیل کا مرثیہ کہا ہو۔ جو روایت بیان کی جاتی ہے وہ درست نہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام شعر سے معصوم ہوتے ہیں۔

آیت ۳۲: مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ (اس قتل کی وجہ سے) اجل کا معنی سبب وعلت ہے اور ذالک کا مشارٌ الیہ قتل مذکور ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ پہلی آیت سے متصل ہے۔ پس اس صورت میں اس پر وقف کریں گے۔ تقدیر عبارت یہ ہوگی فاصبح من النادمین لاجل حمله ولا جل قتله کہ وہ اس کے اٹھانے اور قتل کرنے کی وجہ سے شرمندگی والوں میں سے ہو گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اور النادمین پر وقف ہے۔ اور مِنْ کا تعلق كَتَبْنَا سے ہے نادمین سے نہیں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## بنی اسرائیل کیلئے قانونِ قصاص:

كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا) بنی اسرائیل کا خصوصیت سے تذکرہ فرمایا۔ حالانکہ تمام ہی اس میں شریک تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تورات پہلی ایسی کتاب ہے جس میں احکام اتارے گئے۔ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا (کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کریگا) انه کی ضمیر شان ہے۔ اور من شرطیہ ہے۔

بِغَيْرِ نَفْسٍ (بغیر اس کے کہ وہ کسی نفس کو قتل کرے) اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ (یا وہ زمین پر فساد کرے) یہ نفس پر عطف ہے تقدیر عبارت یہ ہے بغیر فساد فی الارض اور زمین میں فساد کے بغیر۔ فساد سے مراد یہاں شرک ہے۔ یا ڈاکہ زنی یا ہر وہ فساد جس کا نتیجہ قتل کو واجب ولازم کردے۔ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا) یعنی گناہوں میں تمام لوگوں کو قتل کردیا۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کیونکہ قاتل نفس کی سزا جہنم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہوتا ہے اور اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔ اگر وہ تمام لوگوں کو قتل کر ڈالتا تو اس سے زیادہ نہ ہوتا۔ وَمَنْ اَحْيَاهَا (جس نے ان کو زندہ کیا) یعنی ان کو ہلاکت کے بعض اسباب سے نکالا۔ مثلاً قتل' غرق' جلنا' گرانا یا اور کوئی دیگر وغیرہ۔

## ایک کی زندگی سبکی کی زندگی:

فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (اس نے گویا سب کو زندہ کیا) ایک آدمی کے قتل کو تمام آدمیوں کا قتل قرار دیا گیا۔ اسی طرح زندہ کرنا بھی تمام کا زندہ کرنا قرار دیا۔ یہ ترغیب وترہیب کے لئے ہے۔ کیونکہ جو شخص ایک آدمی کے قتل پر تعرض کرنے والا ہے اگر وہ تصور کرے کہ اس کا قتل تمام انسانوں کا قتل ہے۔ تو اس پر اس کا قتل گراں ہوگا۔ پس وہ اس سے باز آجائے گا۔ اسی طرح وہ شخص جو اس کو زندہ کرتا ہے۔ جب اس کے تصور میں یہ ہے اس ایک آدمی کی زندگی تمام انسانوں کی زندگی کے مترادف ہے تو اس کو سلامت رکھنے اور بچانے کے لئے خوب رغبت اختیار کرے گا۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ (اور ان لوگوں کے پاس آچکے ہیں) هُمْ سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ رُسُلُنَا (ہمارے پیغمبر) قراءت: ابوعمرو نے رُسْلُنا پڑھا ہے۔ بِالْبَيِّنٰتِ (واضح دلیل کے ساتھ) ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ (پھر اس کے بعد ان میں سے بہت سے لوگ) پھر ان میں سے پہلے سے۔ اس کے بعد کہ جو ہم نے ان پر لکھ دیا۔ یا رسولوں کے دلائل لانے کے بعد فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ (اور زمین میں حد سے بڑھنے والے ہیں) قتل میں اس کی عظمت کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ

”جو لوگ اللہ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کے لیے

فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ

دوڑتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ ان کو قتل کیا جائے، یا ان کو سولی پر چڑھایا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں جانب مخالف سے کاٹ

خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا

دیے جائیں یا زمین سے نکال دیے جائیں یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ

اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کر لی اس سے پہلے کہ

تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يٰٓاَيُّهَا ع ۹

تم ان پر قدرت پاؤ، سو جان لو کہ بلاشبہ اللہ غفور ہے رحیم ہے۔“ ”اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ

ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرو اور اللہ کی راہ میں

سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا

جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اگر ان کے پاس وہ

فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ

سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اس جیسا اس کے ساتھ اور بھی ہو تاکہ وہ قیامت کے دن کے عذاب سے جان چھڑانے کے لیے

الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ

دیدیں تو یہ ان سے قبول نہ کیا جائے گا۔ اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہے وہ ارادہ کریں گے کہ

يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾

دوزخ سے نکلیں اور وہ اس میں سے نکلنے والے نہیں اور ان کے لیے ہمیشہ باقی رہنے والا عذاب ہے۔“



BestUrduBooks.wordpress.com

## محاربین کی اقسام اربعہ:

آیت ۳۳: اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (بے شک ان لوگوں کی سزا جواللہ اوراس کے رسول سے محاربہ کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ کے محاربہ سے مراد اولیاء اللہ سے محاربہ ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں من اھان لی ولیًا فقد بار زنی بالمحاربۃ۔ جس نے میرے کسی دوست کی توہین کی اس نے محاربہ کے لئے مجھے دعوت دی۔ ابن ماجہ ۳۹۸۹ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا (وہ زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں) یعنی وہ فساد کرنے والے ہیں۔ اور فسادًا مفعول بہ بھی بن سکتا ہے۔ یعنی وہ فساد کی خاطر زمین میں دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ اور جزاءُ کی خبر ان یقتّلوا ہے۔

فائدہ: یقتّلوا میں تا پر تشدید کا فائدہ یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے کا قتل۔ اب اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا کا مطلب یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے سولی نہ دی جائے۔ اگر انہوں نے صرف قتل کیا ہو۔

اَوْ یُصَلَّبُوْٓا (یا ان کو صلیب دی جائے قتل کے ساتھ) اگر انہوں نے قتل بھی کیا اور مال بھی لیا۔ اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَ اَرْجُلُھُمْ (یا ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں) اگر انہوں نے مال لیا ہو تو مِّنْ خِلَافٍ (مخالف جانب سے) یہ ایدی سے حال ہے یعنی ارجل۔ ایک دوسرے کے اُلٹ۔ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ (یا ان کو قید کر کے جلاوطن کر دیا جائے) جبکہ انہوں نے فقط ڈرایا دھمکایا ہو) ذٰلِکَ یہ مذکورہ سزائیں۔ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا (ان کے لئے دنیا میں ذلت ورسوائی کا ذریعہ ہیں) وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (اور ان کے لئے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے)

آیت ۳۴: اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھِمْ (مگر وہ لوگ جو تمہارے ان پر قابو پانے سے پہلے توبہ کرلیں) تو ان سے یہ حدود ساقط ہو جائیں گی۔ وہ معاملات جو بندوں کے حقوق کے متعلق ہیں۔ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (پس یقین کر لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں) ان کی توبہ سے ان کو بخش دیں گے اور رحیم ہیں رحم فرما کر ان کو عذاب نہ دیں گے۔

آیت ۳۵: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو) پس اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ایذاء نہ پہنچاؤ۔

## قربِ الٰہی کا ذریعہ:

وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (اس کی طرف سے وسیلہ تلاش کرو) ہر وہ قرابت عبادت، جس سے قرب حاصل کیا جائے۔ یا وہ وابستگی یا دیگر مرتبہ و درجہ یہ دراصل ان چیزوں کے لئے استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے جو طاعات و ترک منہیات کی قسم سے ہے۔ اور ان سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ)

آیت ۳۶: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (یقیناً جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس تمام دنیا بھر کی چیزیں ہوں) مَافِی الْاَرْضِ سے مراد قسما قسم کے احوال۔ وَّمِثْلَہٗ مَعَہٗ (اور اس کی مثل اس کے ساتھ اور ہو) اور وہ اس کو خرچ بھی کر ڈالے۔ لِیَفْتَدُوْا بِہٖ (تا کہ اس کو اپنے نفس کا فدیہ بنائیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ

جو چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت ہو سو ان کے کردار کے عوض ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ بطور سزا کے اللہ کی

اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ

طرف سے ہے اور اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے، سو جو شخص اپنے ظلم کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کر لے

فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ

سو بلاشبہ اللہ اس کی توبہ قبول فرما لے گا بے شک اللہ غفور ہے رحیم ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ

اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ

بلاشبہ اللہ کے لیے ہے ملک آسمانوں کا اور زمینوں کا، وہ عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

چاہے ۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

## قیامت کے دن فدیہ کی نفی:

نحو : لَوْ اپنے ساتھ والے سمیت خبرانَّ ہے۔ لیفتدوا به میں ہ ضمیر کو واحد لایا گیا ہے۔ حالانکہ یہاں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر یہاں اشارہ کے قائم مقام ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ لیفتدوا بذالك اس لئے واحد لانا صحیح ہے۔ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (روز قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے مگر ان سے قبول نہ کیا جائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے جس سے کسی طرح ان کے لئے چھوٹنے کا راستہ نہیں)

آیت ۳۷: يُرِيْدُوْنَ (وہ چاہیں گے) یعنی تمنا کریں گے یا مطالبہ کریں گے۔ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (کہ دوزخ سے نکل آویں اور وہ اس سے کبھی نہ نکلیں گے اور ان کو عذاب دائمی ہوگا) مقیم کا معنی دائمی عذاب۔

## چوری کی سزا:

آیت ۳۸: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ (اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے)

نحو : یہ دونوں مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہیں۔ خبران کی محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ فیما یتلی علیکم



BestUrduBooks.wordpress.com

السارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما۔ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا (سوان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو) ایدی بول کر دونوں دائیں ہاتھ مراد ہیں۔ اس کی دلیل قراءت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہے فا اس لئے ہے کہ سابقہ کلام میں شرط کا معنی متضمن تھا۔ کیونکہ مطلب اس طرح ہے والذی سرق والتی سرقت وہ مرد جو چوری کرے اور وہ عورت جو چوری کرے تو ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ اسم موصول میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے۔ نکتہ: البتہ سارق کہہ کر مرد سے ابتداء کی گئی۔ کیونکہ سرقہ کا تعلق جرأت سے ہے اور وہ مردوں میں زیادہ پائی جاتی ہے اور دوسری آیت میں الزانی کو مؤخر لائے کیونکہ زنا شہوت سے پیش آتا ہے۔ اور شہوت عورتوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے ہاتھ کاٹنے میں حکمت یہ ہے کہ وہ سرقہ و چوری کا آلہ ہے ادھر آلۂ زنا کے قطع کا حکم نہیں دیا گیا۔ کیونکہ اس سے نسل انسانی کا انقطاع لازم آتا ہے۔ جَزَآءً ۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ (اس کی سزا میں جو کچھ انہوں نے کمایا) جزاء یہ مفعول لہٗ ہے۔ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ (سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے) نکالاً یہ جزاء کا بدل ہے وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ (اللہ تعالیٰ غالب ہیں) اس کے فیصلوں میں معارضہ نہیں کیا جا سکتا حَكِيْمٌ (وہ حکمت والے ہیں) اس میں جو وہ حکم دیں جیسے چور کے لئے قطع ید وغیرہ۔

## تائبین کا ذکر:

آیت ۳۹: فَمَنْ تَابَ (جو شخص توبہ کرے) چوری سے مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ (اپنے اس ظلم (یعنی سرقہ) کے بعد) وَاَصْلَحَ (اور اپنی درستگی کر لے) مسروقہ مال واپس کر کے فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ (اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر کے اس کی طرف توجہ فرمائیں گے) اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں اس کا گناہ بخش دیں گے اور رحیم ہیں اس پر رحمت فرمائیں گے

## بخشش مطیع:

آیت ۴۰: اَلَمْ تَعْلَمْ (کیا تمہیں معلوم نہیں) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا اے مخاطب اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ (کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی سلطنت ہے جس کو چاہے عذاب دے) عذاب دیں گے جو کفر پر مر جائے گا۔ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ (اور بخش دیں گے جس کو چاہیں گے) جو کفر سے تائب ہو جائے گا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ (اللہ تعالیٰ ہر چیز پر) یعنی عذاب و مغفرت وغیرہ پر قَدِيْرٌ (قادر ہیں) نکتہ: یہاں عذاب کو مغفرت سے پہلے اس لیے ذکر کیا۔ کیونکہ چوری توبہ سے قبل کی تھی۔ یہ لف و نشر مرتب کی قبیل سے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

الوقف علی الاولی اجود ۱۲ م ۳

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ

اے رسول! آپ کو وہ لوگ رنجیدہ نہ کریں جو دوڑ دوڑ کر کفر میں گرتے ہیں جو

الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ

ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے مونہوں سے کہا کہ ہم ایمان لائے اور حال یہ ہے کہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور ان

الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ

لوگوں میں سے ہیں جو یہودی ہیں یہ لوگ جھوٹ کو بہت زیادہ سننے والے ہیں، جو لوگ تمہارے پاس نہیں آئے ان کو باتیں پہنچانے کے لئے خوب

يَأْتُوكَ ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِن بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۖ يَقُولُونَ إِنْ

دھیان سے سنتے ہیں، یہ لوگ کلمات کو ان کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ

أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۚ وَمَن يُرِدِ اللَّهُ

اگر تم کو یہ حکم ملے تو اس کو لے لینا اور اگر تم کو یہ حکم نہ ملے تو اس سے پرہیز کرنا، اور اللہ جس کو فتنہ میں ڈالنے کا

فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ

ارادہ فرمائے تو اے مخاطب اس کے لیے اللہ پر تیرا کوئی زور نہیں چل سکتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں

اللَّهُ أَن يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي

اللہ نے یہ ارادہ نہیں فرمایا کہ ان کے دلوں کو پاک کرے، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے

الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٤١﴾ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ ۚ

آخرت میں بڑا عذاب ہے یہ لوگ جھوٹ کو خوب زیادہ سننے والے ہیں خوب حرام کھانے والے ہیں،

فَإِن جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۖ وَإِن تُعْرِضْ عَنْهُمْ

سو اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے یا ان سے اعراض فرما لیجئے، اور اگر آپ اعراض کریں

فَلَن يَضُرُّوكَ شَيْئًا ۖ وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ

تو یہ آپ کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اگر آپ فیصلہ دیں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمایئے، بے شک

اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِندَهُمُ التَّوْرَاةُ

اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اور وہ آپ سے کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توارت ہے

فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٣﴾ ع ۶

جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس کے بعد وہ روگردانی کرتے ہیں اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## منافقین کے منصوبوں کی پرواہ نہ کریں:

آیت ۴۱: يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ (اے رسول جولوگ کفر میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں آپ کو مغموم نہ کریں) لَا يَحْزُنْكَ کا معنی اہمیت نہ دیں کفر کی طرف منافقین کے جلد بھاگ جانے کو۔اور پرواہ نہ کریں یعنی اسلام کے متعلق ان کی خفیہ تدابیر کے ظاہر ہو جانے کو زیادہ اہمیت نہ دیں۔اوراسی طرح ان کی مشرکین کے ساتھ موالات ظاہر ہونے کی پرواہ نہ کریں۔ میں ان کے خلاف تمہارا مددگار اور ان کے شر کے لیے کافی ہوں۔کہا جاتا ہے اسرع فیه الشیب یعنی وہ جلد بوڑھا ہو گیا۔اس طرح کفر میں ان کی مسارعت سے مراد جلد کفر اختیار کرنا ہے۔کہ جب بھی وہ فرصت پاتے ہیں تو فوراً کفر میں جا گرتے ہیں۔مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا (خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو کہتے ہیں) یہ الذین یسارعون فی الکفر کا بیان ہے۔اٰمَنَّا (کہ ہم ایمان لائے) یہ قالوا کا مقولہ مفعول ہے۔بِاَفْوَاهِهِمْ (اپنے منہ سے) یہ قالوا کے متعلق ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے قالوا بافواهم 'امنا انہوں نے اپنے مونہوں سے 'امنا کہا وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ مگر ان کے دل مؤمن نہیں۔

نحو : یہ محل نصب میں حال ہے اور ومن الذین هادوا کا عطف من الذین قالوا پر ہے تقدیر عبارت یہ ہے من المنافقین والیهود وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے ہیں۔سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ (وہ جھوٹ کو سننے والے ہیں)

نحو : هُمْ مبتداء مضمر اور سمّاعون اس کی خبر ہے ضمیر کا مرجع دونوں جماعتیں ہیں۔تقدیر عبارت هم سماعون اس صورت میں وقف علی الذین هادوا پر ہے۔یا سماعون مبتداء اور اس کی خبر من الذین هادوا ہے۔اس صورت میں قلوبهم پر وقف ہے۔اور سماعون للکذب کا مطلب یہ ہے کہ تجھ سے سنتے اس لئے ہیں۔کہ تم پر جھوٹ باندھیں اس طرح کہ جو کچھ آپ سے سنا اس کو مسخ کر کے پیش کریں۔ اضافہ یا کمی یا تبدیلی اور تغیر کے ساتھ۔سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ (آپ کی باتیں دوسری قوم کی خاطر سے کان دھر دھر سنتے ہیں جس قوم کے یہ حالات ہیں وہ آپ کے پاس نہیں آئے کلام کو) یعنی وہ آپ سے سننے والے ہیں یہودیوں کی خاطر اور وہ ان کو جاسوس بنا کر بھیجتے ہیں۔تا کہ جو آپ سے سنا وہ ان کو پہنچا دیں يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ (بعد اس کے کہ وہ اپنے مواقع پر ہوتا ہے بدلتے رہتے ہیں) یحرفون کا معنی اس کو زائل کرتے اور اس کو ان مواقع سے مائل کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کو رکھا ہے۔ان کو غیر مقام پر جوڑتے ہیں حالانکہ اس کا ایک مقام ہے۔ نحو : یحرفون یہ قوم کی صفت ہے جیسا کہ لم یا توك یا مبتدائے محذوف کی خبر ہے۔یعنی هُمْ یحرفون ضمیر کا مرجع الْكَلِمَ ہے۔

## مقصد پرست یہود کا طرزِ عمل:

يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا (کہتے ہیں اگر تم کو یہ حکم ملے تو) الحرف اس کو کہتے ہیں جس کو اس کے موقع سے ہٹا دیا جائے۔

نحو : یقولون یہ یحرفون کی طرح قوم کی صفت ہے یا یحرفون کی ضمیر سے حال ہے۔فَخُذُوْهُ (اس کو اختیار کرلو) اس کو جانو کہ نحو : برحق ہے اور اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ (اور اگر وہ تمہیں نہ دیا جائے) اور محمد ﷺ اس کے برخلاف فتویٰ دیں تو فَاحْذَرُوْا (اس سے بچو) اور اپنے کو بچاؤ وہ باطل ہے۔روایت میں ہے کہ ایک سردار یہودی نے ایک سردار



BestUrduBooks.wordpress.com

عورت سے خیبر میں زنا کیا اور وہ دونوں شادی شدہ تھے۔ اور تورات میں ان کی حد سنگساری تھی۔ یہود نے ان کے اعلیٰ خاندان ہونے کی وجہ سے ان کو رجم کرنا ناپسند کیا۔ انہوں نے اپنا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔ تاکہ وہ آپ ﷺ سے اس سلسلہ میں سوال کریں۔ اور کہنے لگے کہ اگر وہ کوڑے لگانے کا حکم کریں اور چہرے کو کالا کرنے کا حکم کریں تو قبول کرلو اگر رجم کا حکم دیں تو مت قبول کرو۔ پس آپ نے جب ان کو رجم کا حکم دیا تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ (اور جس کا خراب ہونا اللہ ہی کو منظور ہو تو) یہاں فتنہ سے مراد ضلالت وگمراہی ہے یہ آیت ان لوگوں کے خلاف دلیل ہے یرید اللّٰہ الایمان ولا یرید الکفر۔ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا (اس کے لئے اللہ سے تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امید کو ان کے ایمان کے سلسلے میں ختم کردیا کہ یہ ایمان نہ لائیں گے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ (یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے دلوں کا پاک کرنا منظور نہیں ہوا) اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو کفر سے پاک کرتا نہیں ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے اپنی پسند سے کفر کو اختیار کیا۔

## تردید معتزلہ:

یہ آیت بھی ہماری دلیل ہے کہ جو لوگ خیر وشر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں مانتے۔ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ (ان لوگوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے) منافقین کی رسوائی اور یہود کے لئے ذلت۔ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (اور آخرت میں ان کیلئے سزائے عظیم ہے) یعنی ہمیشہ ہمیشہ آگ میں رہنا ہے۔

آیت ۴۲: سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ (یہ جھوٹ کو سننے والے ہیں) یہ دوبارہ تاکید کے لائے ہے یعنی وہ جھوٹ کو سننے والے ہیں اور اس کی مثل۔ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ہے (کہ وہ حرام کو کھانے والے ہیں) السحت ہر وہ چیز جس کا کھانا حرام ہو۔ یہ سحتہ سے لیا گیا ہے جس کا معنی جڑ سے اکھاڑنا ہے کیونکہ اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے حدیث میں فرمایا گیا فیصلوں میں رشوت لینا اس سے مراد ہے وہ احکام پر رشوت لینے اور حرام کو حلال کرنے کے لئے بھی رشوت لیتے۔ قراءت: للسحت۔ مکی اور بصری اور علی نے ثقیل سے پڑھا ہے۔

## فیصلہ کرنے میں اختیار یا لزوم:

فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ (اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے مابین فیصلہ فرمادیں یا ان سے اعراض فرمائیں) یہ کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا۔ کہ جب اہل کتاب آپ ﷺ کے پاس فیصلہ لے کر آئیں کہ ان میں فیصلہ کردیں یا نہ کریں۔ بعض نے کہا کہ اختیار منسوخ کردیا گیا۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے وان احکم بینھم بما انزل اللّٰہ المائدہ ۴۹ کہ ان کے درمیان بما انزل للّٰہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا (اگر تم ان سے اعراض کرو تو وہ تمہیں ہرگز نقصان نہیں دے سکتے) کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کی لوگوں سے حفاظت کرنے والے ہیں۔ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان میں عدل کے موافق فیصلہ کیجئے) قسط کا یہاں معنی عدل ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (اللہ تعالیٰ عدل والوں کو پسند کرتے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ج يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ

بے شک ہم نے توریت نازل کی اس میں ہدایت ہے اور روشنی ہے، اس کے ذریعہ فیصلہ کرتے تھے انبیاء

الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا

جو اللہ کے فرمانبردار تھے، یہ فیصلے ان لوگوں کو دیتے تھے جو یہود تھے، اور اللہ والے اور علم والے بھی فیصلہ دیتے تھے بوجہ اس کے کہ

اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ج فَلَا تَخْشَوُا

ان کو اللہ کی کتاب کو محفوظ رکھنے کا حکم دیا گیا تھا، اور وہ اس پر گواہ تھے۔ تو تم لوگوں سے

النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط وَمَنْ لَّمْ

نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے ذریعہ تھوڑی سی قیمت مت خریدو، اور جو شخص اس کے

يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

موافق حکم نہ کرے، جو اللہ نے نازل فرمایا ہے۔ سو یہی لوگ کافر ہیں

## آپ کی تحکیم پر ان کی رضامندی قابل تعجب ہے:

آیت ۴۳: وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ (اور وہ آپ سے کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا حکم ہے) اس آیت میں ان کے آپ ﷺ کی تحکیم پر راضی ہونے پر تعجب کا اظہار کیا گیا۔ حالانکہ وہ آپ کی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور نہ آپ پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ حکم خود ان کی کتاب میں موجود ہے جس کو ماننے کے وہ دعویدار ہیں۔ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ یہ تورات سے حال ہے۔ التوراة مبتداء اور عندھم خبر ہے ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ (پھر اس کے بعد ہٹ جاتے ہیں) اس کا عطف یحکمونك پر ہے تقدیر عبارت یہ ہے ثم یعرضون به من بعد تحکیمك الموافق لما فی کتابھم لا یرضون به پھر وہ آپ کے فیصلے کے بعد اعراض کرتے ہیں۔ جو فیصلہ انکی اپنی کتاب کے فیصلے کے مطابق ہے۔ اور وہ فیصلے پر راضی نہیں ہوتے۔ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ (وہ آپ پر ایمان لانے والے نہیں) یا اپنی کتاب پر بھی ایمان لانے والے نہیں۔ جیسا کہ ان کو دعویٰ ہے۔

## تورات ہدایت و نور ہے:

آیت ۴۴: اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى (ہم نے تورات نازل فرمائی تھی جس میں ہدایت تھی) هُدًى یعنی حق کی طرف راہنما ہے وَّنُوْرٌ (اور روشنی تھی) وہ کھول کر بیان کرتی ہے مبہم احکامات کو۔ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا (انبیاء جو کہ اللہ تعالیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

کے مطیع تھے حکم دیا کرتے تھے ) اسلموا کا معنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی جو تورات میں تھی یہ النَّبِیُّوْنَ کی صفت ہے جوان کی مدح وتوصیف کے لئے لائی گئی ہے اوراس کو لاکر یہود پر تعریض کی گئی کیونکہ وہ ملت اسلامیہ سے بہت دور تھے۔ جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ہے۔ لِلَّذِیْنَ ھَادُوْا (اس کے موافق یہود کو) ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر میں اتباع کی للذین میں لام یحکم سے متعلق ہے۔

## اعتقاد کے باوجود فیصلہ حق کے خلاف فسق ہے:

اور وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ (اور اہل اللہ اور علماء بھی) یہ النبیون کے معطوف ہیں۔ الربانی کا معنی ہے زاہد۔ اوراحبار کا معنی علماء ہے۔ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا (جس کا ان کو امین بنایا گیا تھا) نحو : یہ بھی جائز ہے کہ یہ یحکم بھا میں ھا ضمیر سے بدل ہے مِنْ کِتٰبِ اللّٰهِ (اللہ کی کتاب کا) یہ من بیانیہ ہے اور استحفظوا کی ضمیر انبیاء اور ربانیین اوراحبار تمام کی طرف لوٹتی ہے۔ اور استحفاظ من اللّٰہ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی حفاظت کا مکلف اور ذمہ دار بنایا۔ یا ضمیر صرف الربّانیّون اوراحبار کی طرف لوٹائی جائے اور استحفاظ انبیاء کی طرف سے ہو۔ وَکَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ (وہ اس پر نگران تھے ) تاکہ اس کو بدلہ نہ جائے۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ (پس تم بھی لوگوں سے مت ڈرنا) حکام کو اس آیت میں منع کیا گیا کہ وہ اپنے فیصلوں میں غیر اللہ سے نہ ڈریں۔ اوراس کے خلاف جاری کریں جیسا ان کو حکم دیا گیا۔ جیسا ظالم بادشاہ سے ڈر کر انصاف سے رک جائیں۔ یا کسی کی اذیت کے خوف سے حق ترک کردیں۔ وَاخْشَوْنِ (اور میرے حکم کی مخالفت میں مجھ سے ڈرو) قراءت: سہل نے دونوں کو یا سے پڑھا ہے۔ خواہ حالت وقف ہو یا وصل دونوں میں۔ ابوعمرو نے وصل میں ان کا ساتھ دیا ہے۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ (اور نہ لو میرے احکام کے بدلہ میں) یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام اور آیات کے بدلے میں ثَمَنًا قَلِیْلًا ( تھوڑی قیمت ) سے مراد رشوت اور مرتبہ چاہنے کے لئے رقم لینا۔ اورلوگوں کو خوش کرنے کیلئے۔ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے احکام کے موافق حکم نہ کرے) جس نے بما انزل اللّٰہ کے مطابق فیصلہ نہ کیا اس کی تحقیر کرتے ہوئے۔ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ (وہ وہی کافر ہیں) ۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس نے انکار کرتے ہوئے مآ انزل اللّٰہ کے مطابق فیصلہ نہ کیا۔ وہ کافر ہے اگر منکر تو نہ ہو لیکن فیصلہ اس کے مطابق نہ کیا تو وہ فاسق ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت یہود اور غیر یہود تمام کے حق میں عام ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ

اورہم نے ان پر توریت میں لکھ دیا کہ جان جان کے بدلہ ہے اور آنکھ آنکھ کے بدلہ اور ناک ناک کے بدلہ

بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَنْ

اور کان کان کے بدلہ اور دانت دانت کے بدلہ، اور زخموں کا بدلہ ہے۔ سو جو شخص

تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللَّهُ

معاف کردے وہ اس کے لئے کفارہ ہے۔ اور جو شخص اس کے موافق حکم نہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا

فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ﴿۴۵﴾ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰٓ آثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ

سو یہی لوگ ظالم ہیں اور ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۖ وَآتَيْنٰهُ الْإِنْجِيلَ

کو بھیجا جو اس کتاب کی تصدیق کرنے والے تھے جو ان کے سامنے تھی یعنی توریت اور ہم نے ان کو انجیل دی

فِيهِ هُدًى وَّنُورٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى

جس میں ہدایت تھی اور روشنی تھی اور وہ تصدیق کرنے والی تھی اس چیز کی جو ان کے سامنے تھی یعنی توریت اور وہ تقویٰ اختیار

وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۴۶﴾ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ بِمَآ أَنْزَلَ

کرنے والوں کے لئے ہدایت تھی اور نصیحت! اور چاہئے کہ انجیل والے حکم کریں اس کے موافق جو اللہ نے

اللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿۴۷﴾

نازل فرمایا اور جو شخص اس کے موافق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔"

## یہود میں قصاص کی اصل نوعیت:

آیت ۴۵: وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ (ہم نے یہود پر فرض کردیا جو حکم تورات میں تھا) اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (بیشک نفس قاتل مواخذہ ہو گا۔ نفس مقتولہ کے بدلے میں) جو کہ اس نے ناحق قتل کیا ہو۔ وَ الْعَيْنَ (پھوڑی ہوئی آنکھ) بِالْعَيْنِ (بدلے آنکھ کے) وَالْاَنْفَ (ناک کٹا ہوا) بِالْاَنْفِ (بدلے ناک کے) وَالْاُذُنَ (کان کٹا ہوا) بِالْاُذُنِ (بدلے کان کے) وَ السِّنَّ (دانت اکھاڑا ہوا) بِالسِّنِّ (بدلے دانت کے) وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ (زخموں کا بدلہ جو قصاص والے ہوں) ورنہ حکومت عدل ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ مرد کو عورت کے بدلے میں قتل نہ کرتے تھے پس یہ آیت اتری۔ ان النفس بالنفس۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

کہ مسلمان کو ذمی کے بدلے میں قتل کیا جائیگا اور مرد کو عورت کے بدلے میں قتل کیا جائیگا اور آزاد بدلے غلام کے۔
قراءت: نافع' عاصم' حمزہ نے تمام معطوفات کو اَنْ کی وجہ سے منصوب پڑھا ہے۔ اور علی نے محل ان النفس پر عطف کر کے رفع دیا ہے کیونکہ مطلب یہ ہے کہ ان پر لکھ دیا ہے جان کے بدلے جان۔ اجراء لکتبنا مجری قلنا۔
باقی نے تمام کو نصب اور الجروح کو رفع اور الاذن سکون ذال کے ساتھ پڑھا ہے جبکہ نافع اور باقی نے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے اور اذن یہ دونوں لغتیں ہیں جیسے السّحت وَ السُحُت کی طرح فَمَنْ تَصَدَّقَ (جس نے صدقہ کر دیا) اصحاب حق میں سے بِهٖ (قصاص کو) اور اس کو معاف کر دیا۔ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ (وہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گا) پس صدقہ' صدقہ کرنے والے کے لئے اس کے احسان کے بدلے کفارۂ گناہ بن جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا من تصدق بدم فما دونہ کان کفارۃ لہ من یوم ولدتہ امہٗ (درمنثور) جس نے دم کو یا اس سے کم کو معاف کر دیا تو وہ اس کے لئے ان تمام گناہوں کا کفارہ بن جائے گا جو آج تک اس سے ہوئے۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (جس نے ما انزل اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کیا پس وہی ظالم ہے) کیونکہ وہ اس کا حکم ماننے سے رک گئے۔

## انجیل میں بھی ہدایت وروشنی اُتاری:

آیت ۴۶: وَقَفَّيْنَا (اور ہم نے ان کے پیچھے بھیجا) قفیت الشی بالشیء کا معنی پیچھے چلانا۔ گویا اس کی گدی میں رکھ دیا قفا یقفوا کہتے ہیں جب وہ اس کا پیچھا کرے۔ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ (ان کے نشانات پر) انبیاء کے نشانات پر ان لوگوں کو جنہوں نے فرمانبرداری کی۔ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا (عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کو اس حال میں کہ وہ تصدیق کرنے والے ہیں) یہ عیسیٰ بن مریم سے حال ہے۔ لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ (اپنے سے قبل تورات کی تصدیق فرماتے تھے اور ہم نے ان کو انجیل دی جس میں ہدایت تھی اور وضاحت تھی اور وہ اپنے سے قبل کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرتی تھی) مطلب یہ ہوا کہ ہم نے ان کو انجیل دی جس میں ہدایت و روشنی ثابت تھی اور وہ مصدق تھی۔ نحو: مصدقا اس ثابت کے متعلق ہے جس کے ساتھ فیہ لگتا ہے۔ اور فیہ اس کے قائم مقام ہے۔ ھدًی و نور۔ مرفوع ہیں بوجہ ثابتاً کے جس کے قائم مقام فیہ ہے۔ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً (اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی) یہ دونوں حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ یعنی ہادیا اور واعظاً کے معنی میں ہیں۔ لِّلْمُتَّقِيْنَ (پرہیزگاروں کے لئے) کیونکہ وہ اس سے نفع اٹھانے والے ہیں۔
آیت ۴۷: وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ (اور انجیل والوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس میں نازل فرمایا ہے اسکے موافق حکم کیا کریں) ہم نے انکو کہا کہ تم اسکے حکم کے موافق فیصلہ کرو۔ لیحکم میں لام امر ہے اور اصل میں مکسور ہے۔
قراءت: حمزہ نے لام کے کسرہ اور میم کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے اس بناء پر کہ یہ لام کَیْ ہے تقدیر عبارت یہ ہوئی۔ وقفینا لیؤمنوا ولیحکم ہم نے ان کے پیچھے بھیجا تاکہ وہ ایمان لائیں۔ اور تاکہ وہ فیصلہ کریں۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے تو ایسے لوگ بالکل نافرمانی کرنے والے ہیں) فاسق کا معنی اطاعت سے نکلنے والا۔


BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ

"اور ہم نے حق کے ساتھ آپ کی طرف کتاب اتاری وہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں

وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

اور وہ ان کتابوں کی محافظ ہے اور آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کیجئے جو اللہ نے نازل فرمایا اور جو حق آپ کے پاس

عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ

آیا ہے اسے چھوڑ کر آپ ان کی خواہشوں کا اتباع نہ کیجئے، تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے شریعت اور خاص راہ مقرر کر دی ہے،

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ

اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن (اس نے ایسا نہیں کیا) تاکہ تم کو اس کے بارے میں آزمائے جو تم کو دیا،

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

سو تم خیر کے کاموں کی طرف دوڑو، اللہ ہی کی طرف تم سب کا لوٹنا ہے، سو وہ ان باتوں کے بارے میں تم کو باخبر فرمائے گا جن میں

تَخْتَلِفُوْنَ ۙ﴿۴۸﴾ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ

تم اختلاف رکھتے تھے، اور یہ کہ آپ ان کے درمیان اسی کے موافق فیصلہ کریں جو اللہ نے اتارا اور ان کی خواہشوں کا اتباع نہ کریں

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا

اور اس بات سے پرہیز کریں کہ یہ لوگ آپ کو اللہ کے دیئے ہوئے احکام میں سے کسی حکم سے ہٹا دیں۔ سو اگر وہ روگردانی کریں

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

تو آپ جان لیں کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے ان کو سزا دیدے اور بے شک لوگوں میں بہت سے

النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ

ایسے ہیں جو نافرمان ہیں، کیا یہ جاہلیت کے حکم کو چاہتے ہیں اور اللہ سے بہتر

ع ۷ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

فیصلہ کرنے والا ان لوگوں کے لیے کون ہے جو یقین کرتے ہیں۔"



BestUrduBooks.wordpress.com

## ظالم' فاسق' کافر کی وضاحت:

شیخ ابو منصور رحمہ اللہ نے فرمایا۔ کہ تینوں میں شدید انکار پر محمول کیا جائے۔ پس وہ کافر' ظالم' فاسق ہوگا۔ کیونکہ مطلق فاسق اور مطلق ظالم تو کافر ہی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس نے بھی بما انزل اللّٰہ کے مطابق فیصلہ نہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا منکر ہے اوراس کے حکم میں ظلم وزیادتی کرنے والا اور اپنے قول میں شرع سے نکلنے والا ہے۔

آیت ۴۸: وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ (اور ہم نے آپ کی طرف کتاب اتاری) یعنی قرآن کو اتارا ہے الکتاب میں الف لام عہد خارجی کیلئے ہے بِالۡحَقِّ (حق کے سبب) اوراس کے اثبات کی وجہ سے اور درست کو خطاء سے واضح کرنے کے لئے مُصَدِّقًا (تصدیق کرتی ہے) یہ کتاب سے حال ہے۔

## بین یدیہ کا استعمال:

لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ (اس سے پہلے جو ہیں) بین یدیه سے مراد جو اس سے پہلے اتری ہے اور جو کسی چیز سے قبل ہوتی ہے اس کو بین یدی کہہ دیتے ہیں کیونکہ جو کسی چیز سے مؤخر ہو اس کو خلف ووراء بولتے ہیں پس جو اس سے پہلے ہوتی ہیں تو وہ قدام اور بین یدی کہلائے گی مِنَ الۡكِتٰبِ (کتابیں) یہاں کتاب سے مراد جنس کتب منزلہ ہیں کیونکہ قرآن مجید تمام کتابوں کا مصدق ہے پس حرف تعریف اس میں جنس کے لیے ہے اور تصدیق کتب کا مطلب یہ ہے توحید وعبادت میں موافقت جیسا کہ اس آیت میں ہے وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحي اليه انه لا اله الا انا فاعبدون۔ الانبیاء ۲۵۔ وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِ (اوراس پر نگہبان ہے) شاہد ہے کیونکہ وہ اس کی صحت وثبات کی گواہی دیتا ہے۔

## قرآن پر فیصلہ کے حکم کے بعد فاتبع کا فائدہ:

فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ (پس تم ان کے درمیان بما انزل اللّٰہ کے مطابق فیصلہ کرو) بما انزل اللہ سے مراد قرآن ہے۔ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الۡحَقِّ (اوران کی خواہشات کی اتباع نہ کرو۔ اس کو چھوڑ کر جو آپ کے پاس حق آ چکا) اس میں ان کی تحریفات کے مطابق فیصلہ کرنے سے منع کیا اور جوانہوں نے بدلا تھا ان کی بات پر اعتماد کر کے اور لا تتبع اپنے اندر لا تنحرف کا معنی بھی رکھتا ہے۔ اس لیے تو اس کو عن سے متعدی کیا گیا گویا اس طرح فرمایا کہ لا تنحرف عما جاء ك من الحق متبعاً اهو انهم آپ اس حق سے جو آپ کے پاس آ چکا انحراف نہ کریں۔ ان کی خواہشات کی اتباع کرتے ہوئے یا پھر تقدیر عبارت یہ ہو عادلا عما جاء ك اس سے عدول کرتے ہوئے جو آپ کے پاس آ چکا۔ لِكُلٍّ جَعَلۡنَا مِنۡكُمۡ ہر ایک کے لئے تم میں سے اے لوگو ہم نے بنائی شِرۡعَةً (ایک شریعت) وَّمِنۡهَاجًا (اور واضح طریق)۔

## شرائع فاسق کا حکم:

اس آیت سے ان لوگوں نے دلیل پیش کی جو کہتے ہیں کہ ہم سے قبل شرائع ہمارے لئے قابل عمل نہیں۔ کذا فی البیضاوی۔ مگر اس کا جواب یہ ہے کہ جو احکام عام ہیں اور ان کے نسخ کا اعلان ہماری شریعت نہیں کرتی بلکہ نقل کر دیتی ہے اس پر



BestUrduBooks.wordpress.com

عمل بوجہ عموم ہم پر بھی لازم ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتارنے کا ذکر کیا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اتارنے کا ذکر کیا۔ پھر حضرت محمد ﷺ پر قرآن مجید اتارنے کا ذکر کیا۔ اور واضح کر دیا کہ فقط اس کا سننا ہی کافی نہیں۔ بلکہ اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ شروع میں فرمایا یحکم بها النبیون اور ثانی میں فرمایا ولیحکم اهل الانجیل اور تیسرے میں فرمایا فاحکم بینهم بما انزل الله۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (اور اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت میں کر دیتے) یعنی ایک متفق جماعت جو ایک ہی شریعت پر ہو۔ وَّلٰكِنْ لیکن اس نے ارادہ فرمایا۔ لِّيَبْلُوَكُمْ (تاکہ تم سب کا امتحان کرلے) تاکہ تمہارے ساتھ آزمائش کرنے والا معاملہ کرے فِیْ مَآ اٰتٰكُمْ (اس میں جو تمہیں مختلف شرائع ملی ہیں) پس ہر امت عبادت کرے جو حکمت تقاضا کرے۔

## بھلائی فوت ہونے سے پہلے اپناؤ:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (تو مفید باتوں کی طرف دوڑو) تم بھلائی کے ماحول میں بڑھ کر حصہ لو۔ اس میں جلدی کرو اور ان کو فوت ہونے سے قبل انجام دو۔ الخیرات سے مراد ہر وہ کام جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ (تم نے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے) یہ جملہ مستانفہ ہے استباق خیرات کی علت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ جَمِيْعًا یہ ضمیر کم جو کہ مجرور ہے، اس سے حال ہے اور اس کا عامل مصدر مضاف ہے کیونکہ وہ مصدر الیه ترجعون کے حکم میں ہے۔ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (پھر وہ تم سب کو جتلا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے تھے) اور وہ مطلع فرمائیں گے جس کے ہوتے ہوئے تم اس جزا میں سامنا کر سکو گے۔ جو سچے اور جھوٹے عامل اور عمل میں کوتاہی کرنے والے کے درمیان فرق کرنے والی ہے۔

## فتنہ پردازوں سے محتاط رہیں:

آیت ۴۹: وَاَنِ احْكُمْ (اور آپ فیصلہ فرمائیں) یہ بالحق پر معطوف ہے یعنی و انزلنا الیك الكتاب بالحق وبان احكم اور ہم نے تمہاری طرف کتاب کو حق کے ساتھ اتارا اور اس کے ساتھ اتارا کہ تم ان کے درمیان فیصلہ کرو۔ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ (ان کے مابین اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق جو اللہ تعالیٰ نے اتاری۔ اور ان کی خواہشات پر عمل نہ کریں اور محتاط رہیں ان کے فتنہ میں مبتلا کرنے سے) یفتنوك کا معنی وہ تمہیں پھیر دیں یہ مفعول لہ ہے یعنی مخافة ان یفتنوك اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ آپ کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔

مَسْئَلَة: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ان سے محتاط کیا حالانکہ رسول ﷺ مامون و محفوظ ہیں۔ یہود کی طمع کو ختم کرنے کے لئے عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا (کسی حکم کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف نازل فرمایا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں) اگر وہ بما انزل الله کے مطابق فیصلہ سے منہ موڑیں اور بات کا ارادہ کریں۔

## بعض گناہ شدید مہلک:

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ (تو یقین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کو منظور ہے کہ ان کے بعض جرموں



BestUrduBooks.wordpress.com

پر ان کو سزا دیں) ذنوب سے مراد اللہ تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑنے کا گناہ اور اس کی مخالفت کا ارادہ کرنے کا گناہ پس یہاں بعض ذنوبھم کو اس جگہ لائے۔ یہ ابہام منہ موڑنے کی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے ہے اور گناہ کا بڑا ہونا معلوم ہو اور یہ کہ بعض گناہ انتہائی ہلاک کن ہیں تو تمام گناہوں کا کیا حال ہوگا۔ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ (بہت لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکلنے والے ہیں)

## تمام کفر ایک ملت ہے:

آیت ۵۰: اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ (یہ لوگ کیا زمانہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں) یبغون یہ یطلبون کے معنی میں ہے۔

قراءت: شامی نے تبغون پڑھا ہے اس میں بنی نضیر کو خطاب کیا گیا کیونکہ وہ بنو قریظہ پر اپنی فضیلت جتلاتے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا القتلی سواء۔ مقتول برابر ہیں تو بنی نضیر کہنے لگے ہم اس پر رضامند نہیں اس پر یہ آیت اتری حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی آدمی اپنے بعض لڑکوں کو بعض پر فضیلت دے (تقسیم وغیرہ میں) تو انہوں نے یہ آیت پڑھی۔

## نحوی تحقیق:

نحو : یبغون کی وجہ سے الحکم الجاهلية منصوب ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ (اور کون اچھا ہوگا) یہ مبتداء اور خبر ہے یہ استفہام ہے جو نفی کے معنی میں ہے تقدیر عبارت یہ ہے لا احدٌ احسن۔ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا (اللہ تعالیٰ سے فیصلہ میں) یہ تمیز ہے۔ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (یقین رکھنے والے لوگوں کیلئے) اس میں لام بیانیہ ہے جیسا کہ هيت لك۔ سورۂ یوسف آیت ۲۳ میں لام۔ یعنی یہ خطاب اور استفہام یقین کرنے والی قوم کے لئے ہے۔ اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کہ واضح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی عدل والا نہیں اور نہ اس سے بہتر کوئی حکم دینے والا ہے ابو علی نے کہا کہ لام۔ یہاں عند کے معنی میں ہے کیونکہ یہ دونوں قریب المعنی ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے

اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى

کے دوست ہیں اور جو کوئی شخص تم میں سے ان سے دوستی کرے تو بلاشبہ وہ ان میں سے ہے، بے شک اللہ

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ

ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا، سو آپ دیکھیں گے ان لوگوں کو جن کے دل میں مرض ہے کہ دوڑ کر ان میں گھسے

فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ

جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ ہم پر کوئی گردش نہ آ جائے، سو قریب ہے کہ اللہ فتح کو

بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿٥٢﴾

لے آئے گا یا اپنے پاس سے کسی اور چیز کو، پھر اس بات پر نادم ہوں گے جو انہوں نے اپنے نفسوں میں چھپائی،

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ

اور اہل ایمان یوں کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے خوب مضبوطی کے ساتھ اللہ کی قسمیں کھائیں

اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾

کہ وہ ضرور تمہارے ساتھ ہیں ان کے اعمال اکارت ہوگئے جس کی وجہ سے نقصان میں پڑنے والے ہوگئے۔''

## قرآن فقط سننا کافی نہیں اس پر عمل لازم ہے:

آیت ۵۱: دین کے دشمنوں سے موالات کی ممانعت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ (اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ) ان کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان کے مددگار و معاون ہو۔ اور ان سے نصرت و معاونت طلب کرنے والے اور ان سے مواخات اور ایمان والوں جیسا میل جول اختیار کرنے والے ہو۔ پھر نہی کی وجہ اس ارشاد سے بتلائی بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (کہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں) اور سارے مل کر ایمان والوں کے دشمن ہیں اس میں دلیل ہے کہ تمام کفار ملت واحدہ ہیں۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (جو ان سے دوستی اختیار کرنے والا ہے وہ انہیں میں سے ہے) اور اس کا حکم انہی جیسا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سختی کی گئی ہے اور دین کے مخالفین



BestUrduBooks.wordpress.com

سے علیحدگی اختیار کرنے کو انتہائی ضروری ولازم قرار دیا گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (ان ظالموں کی اللہ تعالیٰ راہنمائی نہیں فرماتے) جو کفار سے دوستی کر کے اپنے نفوس پر ظلم کر چکے ہوتے ہیں۔

## منافق موالاتِ کفار میں تیز ہیں:

آیت ۵۲: فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (تم ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری دیکھو گے) یُّسَارِعُوْنَ (جلدی کرنے والے ہیں) نحو: یہ حال یا مفعول دوم ہے کیونکہ تریٰ سے آنکھ سے دیکھنا بھی مراد ہوسکتا ہے اور دل سے دیکھنا بھی۔ فِیْهِمْ ان میں یعنی ان کفار کی مسلمانوں کے خلاف معاونت میں اور موالات میں جلدی کرنے والے ہیں۔ یَقُوْلُوْنَ وہ اپنے نفسوں میں کہتے ہیں یہ دل میں کہنا اس لئے مراد لیا کیونکہ علیٰ ما اسروا اسی آیت کے آخر میں آرہا ہے ما اسروا قول نفس ہی ہے۔ نَخْشٰی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَةٌ (ہمیں خطرہ ہے کہ کوئی حادثہ حالات کو گھما دے جس پر وہ ہیں) فَعَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح دے دے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے دشمنوں پر اور ایمان والوں کو غلبہ دے دے۔ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ یا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے اسرار ظاہر کرنے کا حکم دے اور ان کے قتل کا آرڈر دے دے۔ فَیُصْبِحُوْا پھر منافق اس پر عَلٰی مَآ اَسَرُّوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ جو اپنے دلوں میں نفاق چھپائے ہوئے ہیں۔ نٰدِمِیْنَ شرمندہ ہونے والے ہیں یہ فتصبحوا کی خبر ہے۔

## منافقین کی بدحالی:

آیت ۵۳: وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا یعنی ایمان والے۔ اس وقت ایک دوسرے کو کہیں گے۔

قراءت: بصری نے ان یاتی پر عطف کے طور پر یقول پڑھا ہے اور شامی اور حجازی نے یقول کو واؤ کے بغیر پڑھا ہے اسی لئے کہ کہنے والے کا جواب ہے کہ مؤمن اس وقت کیا کہیں گے۔ تو جواب دیا یقول الذین امنوا ایمان والے اس وقت یہ کہیں گے۔ اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ (یعنی وہ پکی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تمہارے دوست ہیں اور کفار کے خلاف تمہارے معاون ہیں)

نحو: جهد ایمانهم یہ مصدر ہے جو حال کے معنی میں ہے۔ یعنی وہ اس حال میں کہ وہ تمہاری قسموں کی پختگی میں خوب کوشش کرنے والے ہیں۔ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ (ان کے وہ اعمال ضائع ہوگئے) جو انہوں نے ریاکاری اور شہرت کی خاطر کیے۔ یقین ووعدہ کی بنیاد پر نہیں کیے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکے اعمال حبط ہونے کی شہادت ہے اور انکی بری حالت پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ وہ دنیا وآخرت میں اعانت کے فوت ہونے اور دائمی سزا کی وجہ سے نقصان میں پڑ گئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ

''اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے سو عنقریب اللہ ایسی قوم کو پیدا

بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ

فرما دیگا جن سے اللہ کو محبت ہوگی اور وہ اللہ سے محبت کرنے والے ہوں گے، وہ مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کافروں پر زبردست ہوں گے،

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ

وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے یہ اللہ کا

اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ

فضل ہے وہ دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے، تمہارا ولی بس اللہ

وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ

اس حال میں کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں، اور جو کوئی شخص دوست رکھے اللہ کو اور اس کے رسول کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے سو اس میں شک نہیں

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع ۸ ۶ ۱۲

کہ اللہ کا جو گروہ ہے وہی غالب ہونے والا ہے۔''

## قتال مرتدین کی پیشینگوئی خلافتِ شیخینؓ کی حقانیت:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ۔ (جو تم میں سے دین اسلام سے اسی کفر کی طرف پھر جائیگا جس پر وہ پہلے تھا۔)

قراءت: مدنی اور شامی نے یرتدد پڑھا ہے۔ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ محبت سے مراد ان کے اعمال سے راضی ہونا اور ان کے ان اعمال پر ان کی تعریف کرنا ہے یحبونہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور اس کی رضا مندی کو ہر چیز پر ترجیح دینا ہے اس میں حضور علیہ السلام کی نبوت کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس چیز کی اطلاع دی جو ہوا نہ تھا وہ ہو کر رہا۔ نیز خلافت صدیقی کا ثبوت ہے۔ کیونکہ انہوں نے مرتدین سے جہاد کیا۔ اور ان کی خلافت کے برحق ہونے اور خلافت فاروقی کی



BestUrduBooks.wordpress.com

حقانیت کی دلیل ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے ان کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ والے اگر ایمان ثریا میں معلق ہو تو ابنائے فارس اس کو پالیں گے اور جزاء کی ضمیر اس اسم کی طرف لوٹ رہی ہے جو شرط محذوف کے معنی میں متضمن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عنقریب ان کی جگہ ایک قوم لائیں گے جو اَذِلَّةٍ یہ ذلیل کی جمع ہے۔ رہا لفظ ذلولٌ اس کی جمع ذللٌ آتی ہے۔ جن لوگوں نے اس کو الذل سے کہا ہے جو کہ صعوبت بمعنی مشکل کی ضد ہے ان سے بھول ہوئی ہے کیونکہ ذلول کی جمع اذلة نہیں آتی۔ بقول جوہری الذل یہ العز عزت کے بالمقابل ہے کہتے ہیں رجل ذلیل جس کی ذلت واضح ہو چکے' کہا جاتا ہے۔ قوم اذلاء واذله۔ الذل کسرۂ ذال کے ساتھ نرمی کو کہتے ہیں اور یہ صعوبة کی ضد ہے۔ جیسے کہتے ہیں دابة ذلولٌ و دواب ذلل (مصنف۔ بیضاوی کا قول نقل کیا مگر صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ ذلیل کی جمع ذلال اور اذلاء اور اذلة اور ذلول کی جمع ذلل اور اذِلة ہے پس اذلة ذلیل اور ذلول دونوں کی جمع ہے دراصل دونوں لفظ قریب المعنی ہیں۔ (فتدبر) عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ یہاں للمؤمنین نہیں فرمایا کیونکہ ذُلل کا لفظ مہربانی و شفقت کو متضمن ہے گویا اس طرح فرمایا عاطفین علی وجه التذلل والتواضع وہ ان پر تواضع و عاجزی کے طور پر شفقت کرنے والے ہیں۔ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کافروں پر سخت ہیں۔ العزاز: اصل میں سخت زمین کو کہا جاتا ہے پس وہ ایمان والوں کے ساتھ تو اس طرح سلوک کرنے والے ہیں۔ جیسا والد اپنے بیٹے پر اور آقا اپنے غلام پر اور کافروں کے ساتھ جیسے چیتا اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وہ کفار سے لڑائی کرنے والے ہیں۔ یہ بھی اسی طرح قوم کی صفت ہے جیسے یحبهم اور اعزة اور اذلة۔ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ واؤ اس میں ممکن ہے حالیہ ہو یعنی وہ جہاد کرتے ہیں اور ان کا حال جہاد میں منافقین سے الگ ہے۔ اس لئے کہ وہ یہود کے ساتھ دوستی کرنے والے ہیں۔ جب وہ ایمان والوں کے ساتھ جہاد میں نکلتے ہیں۔ تو یہودی دوستوں کا اسی طرح خیال رکھتے ہیں کہ کوئی ایسا عمل نہیں کرتے جس میں خدشہ ہو کہ یہود کی طرف سے ان کو ملامت پہنچے گی۔ رہے مؤمن ان کا جہاد فقط اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے جس میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہیں کرتے یا واؤ ممکن ہے کہ عطف کے لئے ہو پھر مطلب یہ ہوگا ان کی خصوصیت جہاد فی سبیل اللہ ہے اور وہ اپنے دین میں مضبوط ہیں۔ جبکہ وہ دین کے کاموں میں سے کوئی کام شروع کرتے ہیں تو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ان کو روک نہیں سکتی۔ اللومة ایک مرتبہ ملامت کرنا۔ اس لفظ کو نکرہ اور ایک مرتبہ لانے سے مبالغہ مقصود ہے گویا اس طرح کہا گیا وہ کبھی ذرہ بھر ملامتوں میں سے کسی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ ذٰلِكَ کا مشارٌ الیہ قوم کے جو اوصاف بیان ہوئے وہ ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی محبت' عاجزی' سختی' مجاہدہ' ملامت کے خوف کی نفی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (یہ اللہ کا فضل ہے وہ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے) وَاللّٰهُ وَاسِعٌ (بہت زیادہ فضل والے ہیں) عَلِيْمٌ (اس کو جاننے والے ہیں) جو اس فضل کا حق دار ہے۔

## ولایت کے حقدار لوگ:

آیت ۵۵: جن لوگوں سے دشمنی لازم ہے ان کی موالات سے ممانعت کرنے کے بعد ان کا تذکرہ کیا جن سے موالات لازم ہے۔ فرمایا۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ انما کا کلمہ ظاہر کر رہا ہے کہ موالات کے ساتھ یہ لوگ خاص ہیں۔ الولی کا لفظ جمع نہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

لائے۔ کیونکہ جس سے موالات کا حکم دیا وہ ایک جماعت ہے اس بات پر متنبہ کرنے کیلئے کہ اصل ولایت اللہ ہی کی ہے دوسروں کی ولایت و دوستی تو تبعاً ہے۔ اگر اس طرح کہا جاتا انما اولیاؤکم اللّٰہ و رسولہ تو کلام میں اصل و تبع کوئی نہ بنتا۔ نحو: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ محلاً مرفوع ہے کیونکہ یہ الذین سے بدل ہے۔ یاھم الذین سے مرفوع ہے یا منصوب ہے مدح کی وجہ سے وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ اس کی واؤ اور وَھُمْ رٰکِعُوْنَ کی واؤ حالیہ ہے یعنی وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں جبکہ وہ نماز میں رکوع کی حالت میں ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اتری ان سے ایک سائل نے سوال کیا جبکہ وہ اپنی نماز میں حالت رکوع میں تھے۔ آپ نے اپنی انگوٹھی اس کی طرف پھینک دی گویا وہ خنصر کے متعلق بے تاب تھے۔ پس انہوں نے اس کے اتارنے میں عمل کثیر نہیں کیا جس سے نماز فاسد ہو۔ (مگر باہر کی بات سن کر جوابی عمل سے نماز کیسے قائم رہتی ہے فافہم روایت خود محتاج ثبوت ہے مجہول الاسناد روایت ہے) جمع کا لفظ لایا گیا اگرچہ سبب ایک ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ ان کے فعل کی اتباع کریں۔ تاکہ ان جیسا ثواب حاصل ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں صدقہ درست ہے اور فعل قلیل مفسد نماز نہیں ہے۔

آیت ۵۶: وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یتولّی کا معنی دوست بنانا۔ یا دوست ہونا۔ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ظاہر کو ضمیر کی جگہ لایا گیا ہے۔ یعنی فانھم ھم الغالبون کی بجائے ان حزب اللّٰہ فرمایا۔ یا حزب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمن مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جس نے ان سے دوستی اختیار کی تو اس نے اللہ کے لشکر سے دوستی کی۔ اور اس سے بھائی بندی کر لی جو مغلوب نہیں ہوتا۔ الحزب کا معنی کسی پیش آنے والے کام کے لئے جو لوگ جمع ہوتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ

اے ایمان والو! ان کو دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل

لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ

بنا لیا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان کے علاوہ جو دوسرے کافر ہیں ان کو بھی دوست نہ بناؤ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

اور اللہ سے ڈرو اگر تم مؤمن ہو اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو

اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ

تو وہ اسے ہنسی اور کھیل بنا لیتے ہیں، یہ اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے۔ آپ فرما دیجئے!

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ

کہ اے اہل کتاب تم ہم سے صرف اس لیے ناراض ہوتے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف

اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ

اتارا گیا اور جو ہم سے پہلے اتارا گیا، اور ایک یہ بات ہے کہ تم میں اکثر نافرمان ہیں، آپ فرما دیجئے کیا

اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ

میں تمہیں وہ طریقہ بتاؤں جو اللہ کے نزدیک سزا کے اعتبار سے اس سے زیادہ برا ہے۔ یہ ان لوگوں کا طریقہ ہے جن پر اللہ نے لعنت کر دی اور جن پر اللہ

عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ

غصہ ہوا اور ان میں سے بعض کو اللہ نے بندر اور سور بنا دیا۔ جنہوں نے شیطان کی عبادت کی

اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾

یہ لوگ جگہ کے اعتبار سے بدترین لو ہیں اور سیدھے راستہ سے بہت زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں

## موالاتِ کفار سے ممانعت:

آیت ۵۷: روایت میں ہے کہ رفاعہ بن یزید اور سوید بن الحارث نے کھلے طور پر اسلام قبول کیا۔ پھر منافقت اختیار کی۔ بعض مسلمانوں کی ان سے دوستی تھی تو یہ آیت اتری۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا یعنی وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

تمہارے دین کا مذاق اڑاتے ہیں اور تماشہ بناتے ہیں۔اور تم ان سے دوستی اختیار کرتے ہو۔یہ کہاں تک درست ہے وہ تو اس قابل ہیں کہ ان کا سامنا بغض اور علیحدگی سے کیا جائے۔مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یہ من بیانیہ ہے۔مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ پہلے کفار سے مراد مشرکین ہیں۔اس کا عطف الذین پر ہے۔جو کہ منصوب ہے۔

قراءت: بصری' علی نے الکفارِ پڑھا ہے۔اور الذین مجرور پر اس کا عطف قرار دیا۔مطلب اس طرح ہے کہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی۔اور کفار میں سے۔اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو کفار سے موالات کے سلسلے میں اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم سچے مؤمن ہو۔کیونکہ سچا ایمان دشمنان دین کے ساتھ موالات سے روکتا ہے۔

## اذان دلالت النص سے ثابت ہے:

آیت ۵۸ : وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا وہ نماز یا اذان کا مذاق اڑاتے ہیں۔هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ کیونکہ ان کا استہزاء اور کھیل بنانا یہ بے وقوف اور جہلاء کے افعال میں سے ہے۔گویا یہ لوگ عقل سے خالی ہیں۔

مَسْئَلَہ: اس آیت میں دلیل ہے کہ اذان کتاب کی نص سے ثابت ہے۔

## کیا اللہ پر ایمان باعث انتقام شے ہے:

آیت ۵۹ : قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ یعنی کیا تم ہمارا یہی عیب نکالتے اور ہماری اس بات کو عجیب قرار دیتے ہو۔کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں۔اور تمام نازل شدہ کتابوں کو ہم نے مانا ہے؟وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ اس کا عطف مجرور پر ہے تقدیر عبارت یہ ہے ماتنقمون منّا الا الایمان باللّٰہ وما انزل وبان اکثر کم فاسقون۔مطلب یہ ہے کہ کیا تم ہم سے اس لئے دشمنی کرتے ہو کیونکہ ہمارا اعتقاد اللہ تعالیٰ کی توحید' انبیاء کی صداقت پر ہے اور تمہارا فسق ان باتوں میں ہماری مخالفت کی بنیاد پر ہے؟ اور یہ بھی درست ہے کہ واؤ مع کے معنی میں ہو۔مطلب یہ ہوگا تم ہم سے انتقام نہیں لیتے مگر صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا۔حالانکہ تمہاری اکثریت فاسقوں کی ہے۔

## سزا کا حقدار وہ جو ملعون ہے:

آیت ۶۰ :قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مثوبۃ کا معنی ثواب ہے۔اور یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔ اگرچہ ثواب احسان کے ساتھ خاص ہے۔لیکن اس کو عقوبت کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔جیسا فرمایا فبشرھم بعذاب الیم (آل عمران۔آیت ۲۱) کہ بشارت کو عذاب کے سلسلے میں بطور استہزاء استعمال کیا گیا ہے۔یہود کا گمان تھا کہ مسلمان سزا پائیں گے تو ان کو جواباً کہا گیا۔مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہو وہ حقیقت میں سزا کا زیادہ مستحق ہے اس سزا کا جو تمہارے خیال کے مطابق اہل ایمان کو ملے گی۔ذٰلِكَ یہ ماقبل کی طرف اشارہ ہے یعنی ایسے ایمان سے زیادہ برا بدلے کے لحاظ سے جس پر تم ناراض ہوتے ہو مضاف کا حذف من سے پہلے یا بعد ضروری ہے تقدیر عبارت یہ ہے بشر من اھل ذالك یادین من لعنہٗ اللّٰہ اس سے بھی زیادہ برا وہ ہے جو اس لعنت والا ہے یا اس کا دین برا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی۔وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ القردہ بندر بننے والے اصحاب سبت تھے۔جبکہ خنازیر اہل مائدہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کافر ہوئے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

اور جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ داخل ہوئے۔ اور کفر کی ہی حالت میں نکل گئے، اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝۶۱ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ

خوب جانتا ہے جس کو وہ چھپاتے ہیں، اور آپ ان میں سے بہت سوں کو دیکھیں گے جو گناہ میں اور ظلم

وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۶۲ لَوْلَا

اور حرام کھانے میں تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں۔ یہ واقعی بات ہے کہ وہ اعمال برے ہیں جو یہ لوگ کرتے ہیں کیوں نہیں

يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ

منع کرتے ان کو درویش اور اہل علم گناہ کی باتیں کرنے سے اور حرام کھانے سے،

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۶۳

واقعی وہ کرتوت برے ہیں جو یہ لوگ کرتے ہیں۔"

وہ تھے یا دونوں مسخ اصحاب سبت ہی کو پیش آئے۔ ان کے نوجوان بندر بنا دیئے گئے اور بوڑھے خنازیر بنا دیئے گئے۔ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ الطاغوت سے یہاں بچھڑا مراد ہے یا شیطان کیونکہ بچھڑے کی عبادت شیطانی تزیین سے تھی۔ اور اس کا عطف بھی من کے صلہ پر ہے۔ گویا عبارت اس طرح ہے۔ و من عبد الطاغوت اور وہ جنہوں نے شیطان کی عبادت کی۔

قراءت: حمزہ نے عَبُدَ الطاغوت پڑھا ہے اس کو اسم قرار دیا ہے جو مبالغہ کے لئے وضع کیا گیا۔ جیسے کہتے ہیں: رجل حذر وفطن وہ آدمی جو انتہائی محتاط اور فطین ہے۔ اس کا عطف القردہ اور خنازیر پر ہے یعنی جعل اللّٰہ منهم عبدالطاغوت اللہ تعالیٰ نے ان میں شیطان کے پیروکار بنا دیئے۔ اُولٰٓئِكَ مسخ شدہ ملعون شَرٌّ مَّكَانًا مکان کے لحاظ سے بدترین ہیں۔ یہاں شرارت کے لئے مکان ثابت کیا گیا۔ اس سے اہل شرارت کے لئے مبالغہ مقصود ہے۔ وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ وہ سیدھے راستے سے جو جنت کی طرف جانے والا ہے۔ بہت زیادہ دور ہٹنے والے ہیں۔

## منافقانہ اسلام:

آیت ۶۱: یہ آیت یہود کے اس گروہ کے متعلق اتری جو آپ ﷺ کے پاس داخل ہوتا تو منافقت سے اسلام کا اظہار کرتا۔ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ باحال کے لیے ہے مطلب یہ ہے وہ داخل ہوئے اس حال میں کہ وہ کافر تھے اور وہ نکل کر گئے تو اس حال میں کہ وہ کافر تھے۔ تقدیر عبارت ملتبسین بالکفر ہے کہ وہ داخل ہوئے اور نکلتے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہوئے متلبس بالکفر تھے اسی لئے قد ماضی پر لایا گیا۔ تا کہ اس کو حال کے قریب کیا جا سکے۔ یہ قالوا امنا سے متعلق ہے۔ کہ کہتے زبان سے وہ ہیں اور حالت ان کی یہ ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ۔ اور اللہ جانتا ہے جو نفاق وہ چھپاتے ہیں۔

## قبائح یہود:

آیت ۶۲ : وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ منهم سے مراد یہود ہیں۔ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ اثم سے مراد یہاں جھوٹ ہے۔ وَالْعُدْوَانِ ظلم یا گناہ جوان کے ساتھ خاص ہو۔ عدوان وہ گناہ جوان سے دوسروں کی طرف تجاوز کر جائے۔ المسارعة فی الشیء جلدی سے کسی چیز کو کر گزرنا۔ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ سحت حرام کو کہتے ہیں۔ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ البتہ وہ بہت بری چیز ہے جو انہوں نے اختیار کی ہے۔

## سب سے سخت آیت:

آیت ۶۳ : لَوْلَا یہ حرف تحضیض ہے بمعنی کیوں نہیں۔ يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ اس میں علماء کی مذمت فرمائی گئی ہے۔ جبکہ پہلی آیت عام لوگوں کے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ سخت آیت ہے اس لئے کہ نہی عن المنکر کے چھوڑنے والے کو منکرات کے مرتکب کے درجہ میں رکھ کر وعید سنائی گئی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا

اور کہا یہودیوں نے کہ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے ، بند ہوئے ان کے ہاتھ، اور ان کے قول کی وجہ سے ان پر لعنت

قَالُوْا ۘ بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ یُنْفِقُ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ وَلَیَزِیْدَنَّ وقف لازم

کی گئی ، بلکہ اللہ کے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ خرچ فرماتا ہے جیسے چاہے، اور آپ کے رب کی طرف سے

كَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْیَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَیْنَا

جو آپ پر نازل کیا گیا، وہ ان میں سے بہت سوں کو سرکشی اور کفر کے زیادہ ہونے کا سبب بن جائے گا۔ اور ہم نے ڈال دی

بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا

ان کے درمیان دشمنی اور بغض قیامت کے دن تک ، انہوں نے جب کبھی لڑائی کی آگ جلائی

لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ

اللہ نے اسے بجھا دیا۔ اور یہ لوگ فساد کے لیے دوڑتے ہیں، اور اللہ

لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا

فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا، اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور

عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا

ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیتے، اور ہم انہیں ضرور نعمتوں کے باغوں میں داخل کر دیتے، اور اگر وہ قائم کرتے

التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ

توریت کو اور انجیل کو اور اس کو جو کچھ نازل ہوا ہے ان پر ان کے رب کی طرف سے تو ضرور کھاتے اپنے اوپر

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِیْرٌ

سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے ، ان میں ایک جماعت سیدھی راہ اختیار کرنے والی ہے اور ان میں بہت سے

مِّنْهُمْ سَآءَ مَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع ۱۴

ایسے لوگ ہیں جو برے کرتوت کرتے ہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

## بخیل کہہ کر اللہ کی توہین کا مرتکب یہودی:

آیت ۶۴ : وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ روایت میں ہے کہ یہودیوں نے آپ ﷺ کی توہین کی تو اللہ تعالیٰ نے جوان پر وسعت کی تھی روک دی اور یہود سب سے زیادہ مالدار تھے۔ اس پر فخاص یہودی نے کہا ید اللہ مغلولۃ کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ اس کی اس بات کو باقی یہود نے پسند کیا۔ اور اس کے ساتھ شرکت کی۔ غل الید و بسط الید یہ بخل و سخاوت سے مجاز ہیں جیسا دوسرے مقام پر فرمایا و لا تجعل یدك مغلولة الی عنقك ولا تبسطها كل البسط (الاسراء۔ ۲۹) ایسے سے متکلم کا مقصد ہاتھ کا ثابت کرنا نہیں ہوتا۔ اور نہ باندھا جانا اور کھلنا مقصود ہوتا ہے۔ بلکہ اس کو اس بادشاہ کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں۔ جو اشارہ سے دیتا ہے اور روکتا ہے اور اگر کندھے تک ہاتھ کٹنے والا کثیر عطیہ دے تو کہتے ہیں ما ابسط یدہ بالنوال اس کا ہاتھ عطیہ میں کتنا کھلا ہے (حالانکہ اس کا ظاہری ہاتھ تو کٹا ہوا ہے) اور ایسے مقام پر بھی استعمال ہوا۔ جہاں ہاتھ درست نہیں۔ کہا جاتا ہے بسط الباس کفیه فی صدری کہ خوف نے میری دونوں ہتھیلیاں میرے سینے میں کھول دیں۔ جو کہ ایک معنوی چیز ہے۔ دو ہتھیلیاں ثابت کیں۔ جو شخص علم بیان سے واقف نہ ہو وہ اس جیسی آیات کی تاویل میں حیران رہ جاتا ہے۔ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ یہ ان کے متعلق بخل کی بددعا ہے اسی وجہ سے یہود مخلوق خدا میں سب سے زیادہ بخیل ہیں۔ یا دوسری تفسیر یہ ہے کہ جہنم میں ان کو طوق پہنائے جائیں گے۔ پس گویا وہ ابھی سے بیڑیوں والے بن گئے۔

## دونوں ہاتھ کا ذکر تردید بلیغ کیلئے:

**سوال**: یداللہ مغلولة میں ایک ہاتھ کا ذکر کیا گیا تھا مگر بل یداہ مبسوطتان میں دو کا ذکر کیا گیا۔

**جواب**: تا کہ ان کے قول کی تردید انتہائی بلیغ انداز میں ہو جائے۔ اور جود و سخائے باری تعالیٰ میں زیادہ سے زیادہ دلالت کرے۔ اور اس کی ذات سے پورے طور پر بخل کی نفی ہو جائے پس سخی اپنی سخاوت میں دونوں ہاتھوں سے سخاوت کرتا ہے۔ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اس میں سخاوت کے وصف کی تاکید کی گئی۔ اور اس بات پر دلالت ہے کہ وہ جو بھی خرچ فرماتے ہیں وہ حکمت کا مقتضا ہے۔ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ هم سے مراد یہود ہیں۔ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا یعنی حسد کی وجہ سے جب قرآن نازل ہوتا ہے تو ان کا انکار شدت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی آیات سے انکار ترقی کر لیتا ہے۔ اس آیت میں فعل کی اضافت سبب کی طرف کی گئی جیسا کہ اس آیت میں ہے فزادتهم رجساً الی رجسهم (التوبۃ۔ ۱۲۵)

## یہود اسلام کو مٹانے کے لئے کوشاں ہیں:

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ان کی بات ہمیشہ مختلف اور ان کے دل منتشر ہوتے ہیں۔ ان کے درمیان اتفاق اور موافقت نہیں ہوتی۔ كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ جب کبھی وہ کسی سے جنگ کا ارادہ کرتے ہیں تو مغلوب و مقہور کر دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مدد قائم نہیں ہوتی۔ جب اسلام آیا تو وہ اس



BestUrduBooks.wordpress.com

وقت مجوسیوں کی حکومت کے ماتحت تھے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جب بھی وہ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرتے ہیں تو مغلوب ہو جاتے ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ تم کسی شہر میں جس یہودی کو پاؤ گے وہ لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل وخسیس ہوگا۔ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا وہ اسلام کو شکست دینے کے لئے کوشاں ہیں۔ اور آپ ﷺ کا تذکرہ اپنی کتابوں سے مٹانے کے لئے دن رات سرگرداں ہیں۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ اور اللہ تعالیٰ مفسدوں کو نہیں چاہتے۔

## ایمان و تقویٰ سے سب گناہ دُھل سکتے ہیں:

آیت ۶۵: وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا اگر اہل کتاب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئیں اور جو کچھ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ اس کو مان لیں باوجود ان تمام برائیوں کے جو ہم نے شمار کی ہیں۔ وَاتَّقَوْا اور اپنے ایمان کو تقویٰ سے ملاتے لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ تو ان کی برائیوں پر مواخذہ نہ کرتے وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ اور ان کو نعمتوں والے باغات میں مسلمانوں کے ساتھ داخل کرتے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ اور اگر وہ تورات وانجیل کے احکام کو قائم کرتے اور ان کی حدود کی پابندی کرتے اور اس میں جو رسول اللہ ﷺ کی تعریف ہے اس کو تھامتے۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ اور تمام منزلہ کتب کو تھامتے کیونکہ ان کو ان تمام کتابوں پر ایمان لانے کا مکلف بنایا گیا تھا گویا وہ خود انہی کی طرف اتری تھیں۔ بعض نے کہا کہ ما انزل سے مراد قرآن پاک ہے لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ تو وہ پھل کھاتے اپنے سروں کے اوپر سے۔ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ کھیتیاں پاؤں کے نیچے سے۔ یہ دراصل وسعت کی دلیل ہے جیسے کہتے ہیں فلان فی النعمة مما فوقه الی قدمه یعنی وہ کشائش رزق و خوشحالی میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وسعت رزق کا سبب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (الاعراف:۹۶) ایک اور آیت میں فرمایا: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ [الطلاق۔۲،۳] سورۂ نوح میں فرمایا: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا [نوح:۱۰]۔ وما بعدها من الآیات سورۂ جن میں فرمایا: وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا (الجن:۱۶) مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ۔ ان میں سے ایک میانہ رو جماعت ہے جو عداوت رسول اللہ ﷺ میں میانہ روی اختیار کرنے والی ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ مؤمن گروہ ہے جو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر مشتمل تھا۔ اور اڑتالیس ۴۸ عیسائی بھی ان کے ساتھ تھے۔ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ اس میں تعجب کا معنی ہے گویا اس طرح فرمایا۔ کہ ان کی اکثریت کا عمل کس قدر برا ہے دوسرا قول یہ بھی ہے کہ اس سے کعب بن اشرف اور اس کی پارٹی والے مراد ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا

اے رسول! آپ پہنچا دیجئے جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا، اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا

بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى

تو آپ نے اللہ کا پیغام نہ پہنچایا، اور لوگوں سے اللہ آپ کی حفاظت فرمائے گا، بے شک اللہ کافر لوگوں کو

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۷

راہ نہیں دکھائے گا۔"

## بے خطر ہو کر اللہ کا پیغام پہنچائیں:

آیت ۶۷: يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ما انزل سے مراد وہ تمام جو آپ کی طرف اتارا گیا۔ اور جو آپ کی طرف اتار دی گئی ہے اس کو دوسری طرف پہنچانے میں کسی کی حفاظت کی ضرورت نہیں۔ اور نہ کسی خطرہ کی ضرورت ہے۔ کہ آپ کو اس سلسلے میں تکلیف پہنچے گی۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ اگر وہ تمام آپ نے نہ پہنچایا جیسا میں نے آپ کو حکم دیا ہے۔ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ تو آپ نے اس وقت نہ پہنچایا اس چیز کو جس کا آپ کو ادائے رسالت کے سلسلے میں مکلف بنایا گیا اور آپ نے گویا اس میں سے کوئی چیز کبھی بھی ادا نہیں کی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا بعض حصہ ادائیگی میں دوسرے سے افضل و اولیٰ نہیں (بلکہ سب یکساں ہیں) تو جب بعض کو ادا نہیں کیا تو گویا تمام کی ادائیگی میں غفلت برتی۔ اس کی مثال اس طرح ہے جیسا کہ جو آدمی اس کے بعض حصہ پر ایمان نہیں رکھتا ہے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو تمام پر ایمان نہیں رکھتا۔ کیونکہ تمام وحی ایک ہی حکم میں ہے۔ کیونکہ وہ ساری ایک خطاب میں داخل ہے۔ اور ایک چیز پہنچائی ہوئی نہ پہنچائی ہوئی نہیں بن سکتی اس پر ایمان والا بھی ہو اور ایمان نہ لانے والا بھی ہو۔

## ملحدین کا قول:

یہ کلام بے فائدہ ہے۔ یہ کلام اس طرح ہے جیسے تم اپنے غلام کو کہو کل هذا الطعام فان لم تاكله فانك ما اكلتهٗ یہ کھانا کھاؤ اگر تو نے نہ کھایا تو گویا تو نے اس میں سے کچھ نہ کھایا۔

## پیغام پہنچانے کا مطلب:

**جواب**: یہ مستقبل میں پیغام رسالت کے پہنچانے کا حکم ہے یعنی تم مستقبل میں اس چیز کو پہنچاؤ جو آپ کی طرف اتاری گئی آپ ﷺ کے رب کی طرف سے اگر آپ نے مستقبل میں نہ پہنچایا تو گویا آپ نے رسالت کو بالکل نہیں پہنچایا۔ دوسرا قول یہ ہے اگر تم نے نہ پہنچایا تو آپ اس شخص کی طرح ہیں جس نے بالکل نہ پہنچایا۔ تیسرا قول یہ ہے آپ اس پیغام کو پہنچائیں کسی کا خوف کئے بغیر۔ اگر آپ نے اس وصف کے ساتھ نہ پہنچایا تو گویا آپ نے رسالت کو بالکل نہیں پہنچایا۔ پھر آپ کو حوصلہ دلانے کے لئے فرمایا۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اللہ تعالیٰ قتل سے آپ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ وہ اس پر قدرت نہ پائیں گے۔ اگرچہ



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَیْءٍ حَتّٰى تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ

”آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں ہو یہاں تک کہ توریت کو اور انجیل کو

وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ لَیَزِیْدَنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ

اور اس چیز کو قائم کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی اور ضرور ضرور ان میں سے بہت سوں کی سرکشی کو اور

اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْیَانًا وَّ كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۶۸﴾

کفر کو وہ مضمون زیادہ کر دے گا جو آپ کی طرف نازل کیا گیا، سو آپ کافر قوم پر افسوس نہ کیجئے،

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰى مَنْ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہیں اور فرقہ صابئین اور نصاریٰ ان میں سے جو شخص

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ

اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرے تو ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ

یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ

غمگین ہوں گے، بلاشبہ ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور ان کی طرف ہم نے

رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِیْقًا كَذَّبُوْا

رسول بھیجے جب بھی کوئی رسول ان کے پاس ایسا حکم لے کر آیا جو ان کی خواہشوں کے موافق نہیں تھا تو انہوں نے نبیوں کی ایک جماعت کو جھٹلا دیا

وَ فَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ حَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا ثُمَّ

اور ایک جماعت کو قتل کر دیا، اور انہوں نے گمان کیا کہ کچھ بھی فتنہ نہ ہو گا پھر وہ اندھے اور بہرے ہو گئے پھر

تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ صَمُّوْا كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا

اللہ نے ان پر توجہ فرمائی پھر ان میں سے بہت سے لوگ اندھے اور بہرے ہو گئے اور اللہ ان کاموں کو دیکھتا ہے جن

یَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾

کو وہ کرتے ہیں۔“



BestUrduBooks.wordpress.com

آپ ﷺ کا چہرہ مبارک احد کے دن زخمی ہوا اور آپ کا نچلا سامنے والا دایاں دانت شہید ہوا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیات ان تکالیف کے پہنچنے کے بعد اتریں۔ الناس سے مراد کفار ہیں۔ اس کی دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ یعنی ان کے لئے ممکن نہ ہو سکے گا۔ جن کا وہ آپ کی ہلاکت کے سلسلے میں ارادہ باندھ رہے ہیں۔

## یہود جب تک تورات پر نہ چلیں تو وہ کسی دین پر نہیں ہیں:

آیت ۶۸: قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ تم کسی دین پر نہیں جو کسی شمار میں ہو۔ کہ اس کا نام چیز رکھا جا سکے۔ کیونکہ وہ باطل ہے (اس قابل نہیں کہ اس کو دین تو کجا' شے کا نام بھی دے سکیں) حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وما انزل اليكم سے مراد قرآن ہے۔ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا اس میں قرآن کی طرف اضافت طغیان وکفر کے اضافے کی بطور سببیت کے ہے (کیونکہ وہ قرآن سن کر کفر و سرکشی میں پختہ ہوتے ہیں تو گویا بڑھانے کا سبب ہے) فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ پس آپ ان پر افسوس نہ کریں۔ اس کا نقصان ان کی طرف لوٹے گا آپ کی طرف نہیں۔

آیت ۶۹: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بیشک جو لوگ ایمان لائے اپنی زبانوں سے حالانکہ وہ منافق ہیں۔ اور اس زبانی ایمان پر دوسری آیت دلالت کر رہی ہے۔ ولا يحزنك الذين يسارعون في الكفر من الذين قالوا اٰمنا بافواههم ولم تؤمن قلوبهم۔ وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى اور وہ لوگ جو یہودی اور صابی اور نصاریٰ ہوئے۔ سیبویہ کہتے ہیں کہ الصابئون کا رفع ابتداء کی وجہ سے ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ اور مقصد اس سے یہ ہے ان اور جو اس کے متعلق اسم وخبر ہے اس سے یہ مؤخر ہے گویا عبارت اس طرح ہے ان الذين اٰمنوا والذين هادوا والنصارى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ والصابئون كذلك۔ مطلب یہ ہے کہ من اٰمن بالله واليوم الاخر فلا خوف عليهم کو مقدم کیا اور الصابئون کی خبر حذف کر دی۔ جیسا کہ اس شعر میں فمن يك امسى بالمدينة رحله۔ فانى و قيارٌ بها لغريبٌ مطلب یہ ہے فانی غریبٌ و قیارٌ کذالك غریبٌ۔ لغریبٌ کی لام دلالت کرتی ہے کہ یہ انّ کی خبر ہے۔ ان اور اس کے اسم کے محل پر عطف کی وجہ سے مرفوع نہیں ہو سکتا۔ تم اس طرح نہیں کہہ سکتے۔ ان زيدًا و عمروا منطلقان البتہ یہ بلاشبہ جائز ہے ان زیدًا منطلق و عمرو۔

پس والصابئون اپنی محذوف خبر کے ساتھ جملہ معطوفہ ہے۔ جملہ ان الذين اٰمنوا الخ۔ اور اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہے۔ جیسا کہ اس جملے کا کوئی محل اعراب نہیں جس پر اس کا عطف ہے۔

## ایک سوال کا جواب:

**سوال**: یہ ہے کہ اس کو مقدم کیوں کیا؟

**جواب**: یہ ہے کہ اس بات پر متنبہ کرنا مقصود ہے۔ کہ صابئ لوگوں کی توبہ قبول کر لی جائے گی اگر وہ صحیح طریقہ سے ایمان لے آئیں۔ حالانکہ وہ ان تمام سے بڑھ کر گمراہ ہیں تو پھر ان کے علاوہ کی توبہ کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے؟ مَنْ اٰمَنَ یہ مبتداء کی



BestUrduBooks.wordpress.com

وجہ سے مرفوع ہے۔ اور اس کی خبر فلا خوف علیھم ہے۔ اور خبر پر فا اس لئے لائی گئی کیونکہ مبتداء میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے۔ پھر یہ مکمل جملہ جس طرح اِنَّ کی خبر ہے اور ضمیر جو اِنَّ کے اسم کی طرف لوٹتی ہے وہ محذوف ہے تقدیر عبارت اس طرح من امن منھم۔

آیت ۷۰: لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ ہم نے بنی اسرائیل سے توحید کا وعدہ لیا۔ وَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھِمْ رُسُلًا ان کی طرف رسول بھیجے تاکہ وہ ان کو ان چیزوں پر جو انہوں نے کرنی ہیں اور جو چھوڑنی ہیں ان کو واقف کرا سکیں۔ کُلَّمَا جَآءَ ھُمْ رَسُوْلٌ یہ جملہ شرطیہ ہے اور رسلاً کی صفت کے طور پر لائے اور ضمیر محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے رسول منھم۔ رسول ان میں سے بِمَا لَا تَھْوٰٓی اَنْفُسُھُمْ جو کام ان کی خواہشات کے مخالف تھا اور شہوات سے متضاد تھا۔ جیسے سخت تکالیف اور شرائع پر عمل۔ جواب شرط محذوف ہے جس پر فَرِیْقًا کَذَّبُوْا وَفَرِیْقًا یَّقْتُلُوْنَ دلالت کر رہا ہے گویا اس طرح کہا گیا کلما جاء ھم رسول منھم ناصبوہ کہ جب بھی کوئی رسول ان کے پاس ان میں سے آیا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی۔ فَرِیْقًا کَذَّبُوْا۔

## ایک سوال کا جواب:

نَحْو: یہ جملہ مستانفہ ہے جو قائل کے قول کا جواب ہے کہ انہوں نے اپنے رسولوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو جواب دیا وہ قتل کرتے رہے۔ ماضی کی حالت کو مضارع سے تعبیر کیا۔ ان کے قتل کی شناعت کو بیان کرنے کے لئے۔ اور اس بات پر خبردار کرنے کے لئے کہ قتل ان کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ فریقًا اور و فریقًا دونوں منصوب ہیں۔ اس لئے کہ یہ کذبوا کے مفعول ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ تکذیب یہود و نصاریٰ میں مشترک پائی جاتی تھی۔ مگر قتل والا فعل یہود کے ساتھ خاص تھا۔ انہوں نے حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام کو قتل کیا۔

## بنی اسرائیل کا شدید اندھا پن کہ قتل انبیاء جیسے جرم پر عذاب نہ ہونے کا یقین کر لیا:

آیت ۷۱: وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَکُوْنَ۔ قراءت: حمزہ اور علی اور ابو عمرو نے کہا ہے کہ یہ اَنْ مخففہ من المثقلہ ہے اس کی اصل انہ لا تکون ہے پس اِنَّ کو اَنْ تخفیف سے بدل دیا۔ اور ضمیر شان کو حذف کر دیا حسبان کو بمنزلہ علم کے رکھا گیا۔ کیونکہ وہ گمان ان کے دلوں میں نہایت پختہ تھا۔ اس وجہ سے حسبان کے فعل کو ان جو تحقیق کے لئے آتا ہے اس پر داخل کیا گیا۔ فِتْنَۃٌ بلاء و عذاب مطلب یہ ہے کہ بنو اسرائیل نے گمان کیا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قتل انبیاء پر کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ اسی طرح تکذیب رسل پر ان کو سزا نہ ملے گی۔ اور اِنَّ اور اَنْ کے صلہ کو جو کہ مسند اور مسند الیہ ہے حسب کے دو مفعولوں کی جگہ رکھ دیا۔ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا وہ اندھے اور بہرے ہو گئے۔ پس انہوں نے جو دیکھا اس پر عمل نہ کیا۔ اور جو سنا اس پر نہ چلے دوسرا قول یہ ہے وہ سیدھے راستے سے اندھے ہو گئے اور وعظ و نصیحت سے بہرے ہو گئے۔ ثُمَّ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ پھر اللہ نے ان کو توبہ کی توفیق دی۔ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا کَثِیْرٌ مِّنْھُمْ مگر پھر وہ اندھے اور بہرے ہو گئے۔ اکثر ان میں سے۔ نَحْو: یہ ضمیر سے بدل ہے یعنی واؤ سے اور یہ بدل البعض ہے یا مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ یعنی اولئك کثیر منھم ایسے ان میں بہت ہیں۔ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ اللہ تعالیٰ کو ان کے اعمال معلوم ہیں۔ پس وہ ان کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ

"بلاشبہ وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے یوں کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے حالانکہ مسیح نے فرمایا ہے

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

کہ اے بنی اسرائیل! تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے، بلاشبہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے

فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾

تو اس میں شک نہیں کہ اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں،

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ

بلاشبہ وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین معبودوں میں سے ایک معبود ہے حالانکہ ایک معبود کے علاوہ کوئی

وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ

معبود نہیں۔ اور اگر اس بات سے باز نہ آئے جو وہ کہتے ہیں تو ضرور ضرور ان لوگوں کو جو ان میں کفر ہی پر جمے رہیں دردناک

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾

عذاب پہنچ جائے گا، کیا وہ اللہ کے حضور میں توبہ نہیں کرتے اور اس سے مغفرت نہیں چاہتے، اور اللہ غفور ہے

وقف لازم

## عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اور ان کے مربوب ہونے میں فرق نہیں کیا:

آیت ۷۲: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ حضرت عیسیٰ نے اپنے اور ان کے درمیان اس بات میں کوئی فرق نہیں کیا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مربوب بندے ہیں تا کہ یہ نصاریٰ کے خلاف دلیل بن جائے۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ بیشک جو شخص اس کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرے گا۔ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا۔ کیونکہ وہ موحدین کا گھر ہے۔ یعنی اس میں ان کا داخلہ حرام ہے اور اس سے ان کو روک دیا۔ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ان کا ٹھکانا آگ ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ ظالم سے کافر مراد ہیں۔ مِنْ اَنْصَارٍ کوئی مددگار نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے (یعنی ادخال الٰہی) یہ عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کا حصہ ہے۔

## الوہیت عیسیٰ کا عقیدہ بہر حال کفر ہے:

آیت ۷۳: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ تینوں الٰہوں میں تیسرا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اشکال کا جواب:

ایک اشکال: اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں فرمایا: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ (المائدہ:۱۷) اور دوسری آیت میں لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ دونوں آیتوں کا مفہوم مختلف معلوم ہوتا ہے۔ **جواب**: بعض نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح بعینہٖ اللہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی شخص پر تجلی ڈالتے ہیں۔ پس وہ اس وقت عیسیٰ کی صورت میں روشن ہوتا ہے۔ اسی لئے تو عیسیٰ کی شخصیت سے ایسے افعال ہوتے ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قدرت نہیں رکھتا اور دوسرا گروہ نصاریٰ اس طرف گیا کہ الٰہ تین ہیں۔ اللہ، مریم، اور مسیح۔ اور یہ مسیح اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے مریم سے (معاذ اللہ) وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ میں من استغراق کے لئے ہے۔ کہ کوئی کبھی بھی وجود میں نہیں آیا مگر وہ الٰہ جو وحدانیت سے موصوف ہے۔ اور اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور اس ارشاد میں۔ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ میں اس کی وضاحت کے لئے ہے جو فاجتنبوا الرجس من الاوثان (حج آیت ۳۰) میں ہے یہاں لیمسنھم نہیں فرمایا۔ بلکہ مضمر کی بجائے ظاہر کو لاکر ان کے متعلق کفر کی گواہی کو مزید پختہ کر دیا۔ یا من تبعیض کے لئے ہے یعنی ضرور ان لوگوں کو عذاب چھوئے گا۔ جو ان میں سے کفر پر باقی رہیں گے۔ کیونکہ بہت سے ان میں سے نصرانیت سے تائب ہو گئے۔ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان کے لئے عذاب کی شدید قسم ہوگی۔

## اصرار کفر پر تعجب:

آیت ۷۴: اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وہ کیوں توبہ نہیں کرتے اس کے بعد کہ ان کے متعلق کفر پر دوہری گواہی مل چکی۔ درحقیقت یہ سخت وعید ہے۔ ان کی اس حالت پر جس پر وہ تھے۔ اور اس میں ان کے اپنے کفر پر اصرار کرنے پر تعجب کیا گیا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توبہ کرنے پر بخش دیں گے۔ اور دوسروں کو بھی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

رحیم ہے، نہیں ہے مسیح ابن مریم مگر ایک رسول، ان سے پہلے رسول

الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ

گزر چکے ہیں اور ان کی ماں سچی ہے، وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، دیکھ لیجئے! ہم کیسے ان کے لیے دلائل

لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٧٥﴾ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھئے کہ وہ لوگ کہاں الٹے جا رہے ہیں، آپ فرما دیجئے کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی

مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٧٦﴾

عبادت کرتے ہو جو تمہارے ضرر اور نفع کا اختیار نہیں رکھتے، اور اللہ سننے والا، اور جاننے والا ہے،

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا

آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں نا حق کا غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی

أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ

خواہشات کا اتباع نہ کرو جو پہلے گمراہ ہو چکے ہیں اور انہوں نے بہت سوں کو گمراہ کیا اور سیدھے راستے سے

ع ۱۱ ۱٤ السَّبِيلِ ﴿٧٧﴾

بہک گئے۔"

آیت ۷۵ : مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ اس میں مسیح علیہ السلام سے الوہیت کی نفی ہے۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ان سے پہلے رسول گزرے۔ یہ رسول کی صفت ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ نہیں ہیں مگر ایک رسول ان رسولوں کی جنس سے جو اس سے پہلے ہو گزرے۔ اور باقی رہا ان کا اندھے اور ابرص کو درست کرنا اور مردوں کو زندہ کرنا۔ وہ خود ان کی اپنی جانب سے نہ تھا۔

## مسیح رسول ہیں ان کے معجزات اللہ جل شانہ کی طرف سے ہیں:

کیونکہ وہ خود معبود نہ تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر اندھوں کوڑھیوں کو درست کیا اور مُردوں کو زندہ کیا۔ جیسا کہ لاٹھی کو زندہ کر کے موسیٰ کے ہاتھ پر دوڑتا ہوا سانپ بنا دیا گیا۔ اور بغیر باپ کے ان کی پیدائش وہ آدم علیہ السلام کی طرح ہے۔ جن کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا گیا۔ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ یعنی ان کی ماں ایک عورت ہی تھی۔ جو دوسری عورتوں کی طرح انبیاء کی تصدیق کرنے والی



BestUrduBooks.wordpress.com

اور ان پر ایمان لانے والی تھی۔

## صدیقہ کی وجہ

ان کو صدیقہ اس لئے فرمایا کیونکہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ و صدقت بکلمات ربھا و کتبہ (التحریم۔ آیت ۱۲) پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے اس (معبودیت والی) بات سے دور قرار دیتے ہوئے فرمایا:

### بطلان الوہیت مسیح کی عام عقلی دلیل:

کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ کہ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ کیونکہ جو کھانے سے غذا کا محتاج ہے اور پھر جو کھانے کے بعد ہضم اور ان کا فضلہ بنا کر پھینکنا وہ اس جسم کا کام ہے جو گوشت اور ہڈیوں اور اعصاب وعروق وغیر ذلک سب چیزوں پر مشتمل ہے۔ جو اس بات پر کھلی دلالت ہے کہ وہ بنائے گئے اور مختلف چیزوں کا مجموعہ ہیں۔ جیسا کہ دوسرے اجسام۔ اُنْظُرْ کَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ غور تو فرمائیں کہ ہم کس طرح کھول کر آیات بیان کر رہے ہیں۔ یعنی ان کے قول کے باطل ہونے پر ظاہر دلائل دے رہے ہیں۔ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ پھر دیکھو اس حق کے سننے سے کس طرح پھرتے ہیں۔ اور اس پر غور سے کس طرح ہٹتے ہیں۔ اس میں ان پر تعجب کا اظہار کیا گیا۔ کہ وہ رب اور مربوب کے درمیان فرق کرنے سے بھی گئے گزرے ہیں۔

### ذرہ بھر نفع ونقصان پر قدرت نہ رکھنے والا قادرِ مطلق کیسے بن گیا:

آیت ۷۶: قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا۔ (کیا تم اللہ کے سواء ان چیزوں کو پوجتے ہو جو ذرہ بھر نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے) من دون اللّٰہ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی چیزیں جو تمہیں نقصان پہنچانے کی طاقت نہ رکھتی ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ بلاء ومصائب تمہارے انفس واموال میں اتارتے ہیں۔ اور نہ ہی وہ چیزیں جو تمہیں نفع دے سکیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ بدن میں صحت اور وسعت رزق اور خوشحالی عنایت فرماتے ہیں۔ اور اس لیے بھی کہ انسان جس نفع ونقصان کی طاقت رکھتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہے گویا کہ انسان کو اس پر بھی ذرہ بھر اختیار نہیں۔ اور یہ قطعی دلیل ہے کہ ان کا معاملہ ربوبیت کے منافی ہے۔ اس لئے کہ ان کو اس طرح قرار دیا۔ کہ وہ ذرہ بھر نفع و نقصان کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور ربوبیت کی صفت تو یہ ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی مقدور اس کی قدرت سے نکل نہیں سکتا۔ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یہ اتعبدون سے متعلق ہے مطلب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہو۔ اور



BestUrduBooks.wordpress.com

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ

بنی اسرائیل میں سے جو لوگ کافر تھے وہ ملعون ہوئے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ

کی زبان پر، یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کرتے تھے، یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو برے کام سے

عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

نہیں روکتے تھے جو انہوں نے کیا، واقعۃً برے تھے وہ افعال جو وہ کرتے تھے، تو ان میں سے بہت سوں کو دیکھے گا

يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ

کہ ان لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا، واقعۃً برے ہیں وہ افعال جو ان کی جانوں نے آگے بھیجے یہ کہ اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ

ان پر ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں، اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ پر اور نبی پر

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور اس پر جو اتارا گیا ہے نبی کی طرف تو کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن بہت سے لوگ ان میں سے فرمانبرداری سے خارج ہیں۔

اس سے ڈرتے نہیں ہو۔ حالانکہ وہ تمہاری تمام باتوں کو سننے والا اور تمہارے تمام اعتقادات کا علم رکھنے والا ہے۔

## اہل کتاب کو غلو کی ممانعت:

آیت ۷۷: قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ۔ (اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو) غلو حد سے تجاوز کو کہتے ہیں۔ نصاریٰ کا غلو یہ تھا کہ ان کو ان کے مرتبے سے اٹھا کر الوہیت کے تخت پر بٹھا دیا تھا۔ اور یہود کا غلو یہ تھا کہ ان کو استحقاق نبوت سے ہی گرا دیا۔ غَيْرَ الْحَقِّ یہ مصدر محذوف کی صفت ہے تقدیر عبارت یہ ہے غلوًا غیر الحق یعنی باطل غلو۔ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ یعنی تمہارے وہ اسلاف اور وہ مقتداء جو بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گمراہی پر تھے۔ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا ان کو جو ان کا ساتھ دینے والے تھے۔ وَّضَلُّوْا گمراہ ہوئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ جبکہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو جھٹلا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت پر اتر آئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## بنی اسرائیل کا مستحق لعنت ٹھہرنا:

آیت ۷۸: لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ کہا جاتا ہے کہ جب ایلہ کے لوگوں نے ہفتہ کے سلسلہ میں حد سے تجاوز کیا۔ تو داؤد علیہ السلام نے فرمایا: اللھم العنھم و اجعلھم ایۃً اے اللہ تو ان پر لعنت کر اور ان کو عبرت کا نشان بنا دے۔ اس پر ان کو مسخ کر کے بندر بنا دیا گیا۔ اور جب عیسیٰ کے ساتھیوں نے مائدہ کے بعد کفر اختیار کیا تو عیسیٰ نے ان الفاظ میں دعا کی اللھم عذب من کفر بعد ما اکل من المائدۃ عذاباً لم تعذبہ احدًا من العالمین۔ والعنھم کما لعنت اصحٰب السبت۔ اے اللہ ان کو عذاب دے جنہوں نے مائدہ کو کھانے کے بعد کفر کیا ہے ایسا عذاب جو جہان میں کسی کو نہیں دیا گیا۔ اور ان پر ایسی لعنت کر جس طرح ہفتہ والوں پر لعنت کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو خنزیر بنا دیا۔ ان کی تعداد پانچ ہزار مرد تھی۔ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ لعنت کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے نافرمانی کی۔ اور وہ اس میں حد سے گزرنے والے تھے۔

## منکر پر ترکِ ممانعت اعتداء ہے:

آیت ۷۹: پھر ان کی معصیت اور اعتداء کی وضاحت کی۔ کَانُوْا لَا یَتَنَاھَوْنَ (کہ وہ ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے)۔ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ (اس برائی سے جو وہ کرتے تھے)۔ آیت میں منکر کی صفت فعلوہ سے کی ہے۔ حالانکہ فعل کے بعد تو نہی نہیں ہوتی۔ مطلب یہ ہے کہ اس برائی کے بار بار کرنے سے وہ باز نہیں رہتے تھے۔ جس کو ایک دفعہ کر لیتے یا اس برائی کی مثل وہ دوسرے کام کرنے سے باز نہیں رہتے تھے۔ جس برائی کو اختیار کرتے یا جس منکر کے کرنے کا ارادہ کرتے اس کے کرنے سے باز نہیں رہتے تھے۔ یا مراد یہ ہے اس منکر سے نہ رکتے تھے جس کو کر لیتے بلکہ ایسی برائی پر اصرار کرتے۔ کہا جاتا ہے فلان تناھی من الامر و انتھی عنہ جبکہ وہ اس سے باز آ جائے اور اس کو چھوڑ دے۔ پھر ان کی بداعمالیوں سے تعجب کیا اور اس کو قسم سے مؤکد کر دیا یہ فرما کر لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ کہ وہ البتہ بہت برے کام کرتے تھے۔ مَسْئَلَۃٌ: اس میں دلیل ہے کہ منکر پر ممانعت کو چھوڑنا بڑا گناہ ہے۔ افسوس اس وقت کے مسلمانوں پر جنہوں نے اس بات کو بالکل چھوڑ دیا۔

## کفار کی دوستی غضبِ الٰہی کا سبب ہے:

آیت ۸۰: تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْھُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ (ان میں اکثریت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی اختیار کرنے والے ہیں) مراد منافقین اہل کتاب ہیں جو کہ مشرکین سے دوستی اور میل جول رکھتے تھے۔ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَھُمْ اَنْفُسُھُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ۔ (بہت بری ہے وہ چیز جس کو انہوں نے اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجا ہے اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہو گئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ

"تو اہل ایمان کے لیے سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکین کو پائے گا،

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ

اور ضرور بالضرور اہل ایمان سے محبت میں سب سے زیادہ قریب تر تو ان لوگوں کو پائے گا جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں،

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

یہ اس وجہ سے کہ ان میں علماء ہیں اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔"

یعنی وہ چیز اللہ تعالیٰ کے غصے کا سبب بنی۔) وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

## موالاتِ مشرکین علامتِ نفاق ہے:

آیت ۸۱: وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ یعنی خالص ایمان جو نفاق کی ملاوٹ سے پاک ہوتا ہے۔ وَالنَّبِيِّ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ یعنی قرآن مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وہ کافروں کو دوست نہ بنائے۔ یعنی مشرکین کی موالات ان کے نفاق پر دلالت کرتی ہے۔ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ جو کہ اپنے کفر و نفاق پر ہمیشگی اختیار کرنے والے ہیں۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ یہود ایمان لاتے اور موسیٰ علیہ السلام اور تورات پر یقین رکھتے ہوتے تو مشرکین کو دوست نہ بناتے۔ جیسا کہ مسلمان ان سے موالات کرنے والے نہیں ہیں۔ لیکن اکثر ان میں سے فاسق ہیں۔ اپنے دین سے نکلنے والے ہیں۔ ان کا بالکل کوئی دین ہی نہیں۔

## علماء ورہبان کا وجود عداوت میں کمی کا باعث ہے:

آیت ۸۲ : لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ۔ (تم ضرور یہود کو ایمان والوں کی دشمنی میں سخت تر پاؤ گے)۔

نحو : الیهود یہ تجدن کا مفعول ثانی ہے۔ اور عداوۃً یہ تمیز ہے۔ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا یہ یہود پر عطف کیا گیا ہے۔ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى لام عداوت ومودت کے متعلق ہے۔ اس میں یہود کی سخت دشمنی کو بیان کیا گیا اور نصاریٰ کی نرمی کو ذکر کیا گیا۔ اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی میں یہود کو مشرکین کا ساتھی قرار دیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر متنبہ کر دیا کہ ان کا قدم مشرکین سے بھی آگے ہے۔ اس لیے مشرکین سے ان کو مقدم ذکر کیا گیا۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ



BestUrduBooks.wordpress.com

مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا۔ قِسِّیسین سے مراد علماء اور رہبان سے مراد عباد ہیں۔ وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ نصاریٰ کے نرمی والے پہلو کی علت بیان فرمائی۔ اور مسلمانوں کے ساتھ قریبی موافقت کی وجہ بتلائی کہ ان میں علماء اور عباد ہیں ان میں عاجزی ہے اور یہود اس کا الٹ ہیں۔

**مَسْئَلَۃ**: اس میں دلیل ہے کہ علم انتہائی مفید چیز ہے۔ جو خیر کی طرف راہنما ہے۔ اگر چہ وہ علم علمائے نصاریٰ کا ہی ہو اور اسی طرح آخرت کا علم اگر چہ وہ کسی راہب میں ہو۔ اور تکبر سے برأت کا ذریعہ ہے خواہ وہ کسی نصرانی میں ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ

''اور جب انہوں نے اس چیز کو سنا جو نازل کی گئی رسول کی طرف تو تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے

الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ

بہہ رہی ہیں اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا' وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمیں ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجئے

الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ

جو تصدیق کرنے والے ہیں' اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر اور حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آ گیا اور ہم اس بات کی امید رکھتے ہیں

اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا

کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ داخل فرمائے گا سو اللہ نے ان کے قول کی وجہ سے

جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ

ایسے باغ ثواب میں دیدیئے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' اور یہ اچھے کام

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

کرنے والوں کا بدلہ ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ دوزخ

الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ ع

والے ہیں۔''

## رقتِ قلب میں حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ اور وفدِ نجاشی کی تعریف:

آیت ۸۳: وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ اس میں رقت قلب سے نصاریٰ کی تعریف کی۔ اور یہ بیان کیا کہ وہ قرآن سن کر روتے ہیں۔ جیسا کہ مروی ہے کہ نجاشی رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کہا۔ جب اس کی مجلس میں مہاجرین اور مشرکین جمع ہوئے اور مسلمان قرآن پڑھتے تھے۔ کہ تمہاری کتاب میں مریم علیہا السلام کا تذکرہ ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں ایک سورت ایسی ہے جس کا نام ان کے نام پر ہے۔ چنانچہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم ذلك عيسى بن مريم آیت ۳۴۔ تک اور سورۂ طٰہٰ وهل اتاك حديث موسٰى آیت ۹۔ تک پڑھ کر سنائی۔ تو نجاشی رو پڑا۔ اسی طرح اس کے ان لوگوں کو پیش آیا جو وفد کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ ان کی تعداد ستر افراد پر مشتمل تھی۔ جب ان پر سورۂ یٰسین پڑھی گئی تو وہ رو پڑے تفيض من الدمع ان کی آنکھیں آنسوؤں سے پر ہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

یہاں تک کہ بہہ پڑیں۔ کیونکہ برتن کا بہنا اس کے بھر جانے کے بعد ہوتا ہے یا دوسرا معنی یہ تا کہ اس کے جوانب میں جو کچھ ہے اس کا علم ہو جائے۔ پس بہہ جانا جو بھرنے کے بعد ہوتا ہے بہہ جانے کے قائم مقام رکھا۔ یا ان کے رونے کے وصف میں مبالغہ مقصود ہے۔ پس ان کی آنکھوں کو اس طرح قرار دیا گویا بذات خود بہہ رہی ہیں یعنی رونے کی وجہ سے بہہ رہی ہیں۔ مما عرفوا میں من ابتدائے غایت کیلئے ہے۔ کہ یہ آنسو بہانا ابتداءً ہے۔ اور حق کی پہچان کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور اسی کی وجہ سے ہے۔ اور من الحق میں من۔ ما عرفوا کے موصول ہونے کی وضاحت کے لئے ہے۔ یا یہ بھی تبعیضیہ ہے اس طرح کہ انہوں نے حق کو پہچانا۔ جس نے ان کو رلا دیا۔ پس ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ حق کو مکمل پہچان لیتے۔ اور قرآن مجید پڑھتے اور سنت کی پیروی کرتے۔ یَقُوْلُوْنَ یہ عرفوا کی ضمیر فاعلی سے حال ہے۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا اے ہمارے رب ہم محمد ﷺ پر ایمان لائے۔ مراد اس سے اقرار ایمان اور اس میں داخل ہونا ہے۔ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔ شاهدين سے مراد امت محمد ﷺ ہیں جو کہ تمام امتوں پر قیامت کے دن گواہ ہونگے۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے لتکونوا شهداء على الناس (البقرہ۔ آیت ۱۴۳) انہوں نے یہ بات اس لئے کہی کیونکہ انجیل میں انہوں نے اس امت کا تذکرہ اس طرح پایا۔

## اللہ کے انعام کی طمع موجباتِ ایمان سے ہے:

آیت ۸۴: وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ ایمان نہ لانے پر انکار اور استبعاد کا اظہار ہے۔ کہ آخر ہم ایمان قبول کیوں نہ کریں جبکہ موجباتِ ایمان موجود ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی طمع ہے جو نیک لوگوں کی صحبت سے ان کو میسر آئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب وہ اپنے علاقے میں لوٹ کر گئے تو ان کی قوم نے ان کو ملامت کی تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ ومالنا الآیہ یہ مبتداء اور خبر ہے اور لا نومن اس کا حال ہے یعنی غیر مؤمنین جیسے کہتے ہیں مالك قائما تو کیوں کھڑا ہے۔ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ اس سبب سے کہ ہمارے پاس حق آ چکا۔ یعنی محمد ﷺ اور قرآن کی صورت میں۔ وَنَطْمَعُ یہ نومن کی ضمیر سے حال ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی و نحن نطمع حالانکہ ہم طمع رکھتے ہیں۔ کہ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا کہ ہمارا رب ہمیں جنت میں داخل کر دے۔ مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ انبیاء اور مؤمنوں کے ساتھ۔

آیت ۸۵: فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا قول سے ربنا امنا مراد ہے اور اس کی تصدیق جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ہے۔

مسئلہ: اس میں دلیل ہے کہ اقرار ایمان میں داخل ہے جیسا کہ فقہاء کا مذہب ہے۔

## فرقہ کرامیہ کے قول کی تردید:

کرامیہ کہتا ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے۔ اور دلیل میں بما قالوا کو پیش کیا۔ مگر آنسو بہانے سے جو ایمان کی تعریف کی گئی پہلے اور سیاق میں احسان کے ساتھ وہ ان کے قول کی تردید کر رہی ہے۔ غور تو کرو۔ فقط قول ایمان کیسے بن سکتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا و من الناس من يقول امنا بالله و باليوم الآخر وماهم بمؤمنين (البقرہ۔ ۸) منافقین سے



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ

''اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں کو حرام مت قرار دو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں' اور حد سے آگے نہ بڑھو'

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۸۷ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠

بے شک اللہ حد سے بڑھ جانے والے کو پسند نہیں فرماتا اور کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تم کو حلال پاکیزہ رزق عطا فرمایا

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۸۸

اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔''

ایمان کی نفی کی گئی حالانکہ ان کا قول 'امنا' تو موجود تھا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ تصدیق قلبی نہ تھی۔

## اہل معرفت کی علامات:

اہل معرفت نے فرمایا کہ عارف میں تین باتیں پائی جانی چاہئیں نمبرا۔سختی پر رونا۔نمبر۲۔عطاء پر دعا کرنا۔نمبر۳۔قضاء پر راضی ہونا۔جو معرفت کا مدعی ہو اس میں یہ تین باتیں نہ پائی جائیں تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

## تردید حق کا اثر:

آیت ۸۶: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ یہ دشمن کے حق میں تردید حق کا اثر ذکر فرمایا۔

شانِ نزول: پہلی آیت میں اولیائے برحق کے قبول کرنے کا اثر مذکور تھا۔ یہ صحابہ کرامؓ کی اس جماعت کے سلسلہ میں اتری جنہوں نے حلف اٹھایا کہ وہ رہبانیت اختیار کرلیں اور ٹاٹ پہنیں اور ساری رات قیام کریں اور تمام دن روزے رکھیں اور زمین میں سیاحت کریں اور اپنے مذاکیر کو کاٹ ڈالیں اور گوشت و چربی کو ترک کردیں اور عورتوں سے قربت ترک کردیں اور خوشبو نہ لگائیں تو یہ آیت اتری۔

## حلال سے حرام جیسا سلوک مت کرو:

آیت ۸۷: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ۔ اَحَلَّ سے مراد جو پسندیدہ اور لذیذ حلال میں سے بنایا گیا ہو۔اور لا تحرموا کا مطلب یہ ہے کہ ان سے اسی طرح نفع نہ اٹھاؤ جیسے حرام سے نفع نہیں اٹھایا جاتا۔یا یہ مت کہو کہ ہم نے ان کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے۔زہد کے طور پر اس کے ترک پر پختہ عزم میں مبالغہ اختیار کرتے ہوئے اور بہت بے رغبتی ظاہر کرتے ہوئے۔روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مرغی کا گوشت اور فالودہ استعمال فرماتے۔اور آپ کو حلوہ اور شہد بہت پسند تھے۔اور آپ کا ارشاد ہے کہ مؤمن خود میٹھا ہے حلوہ کو پسند کرتا ہے (یہ فردوس دیلمی کی روایت ہے) حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک کھانے میں بلایا گیا جبکہ میرے ساتھ فرقد سنجی اور اس کے ساتھی بھی تھے۔وہ دسترخوان کے گرد اگرد بیٹھ گئے۔دسترخوان پر مرغ مسلّم' فالودہ وغیرہ تھا۔فرقد ایک طرف ہوگیا۔حضرت حسن رحمہ اللہ نے سوال کیا کہ اے فرقد کیا تو روزہ دار ہے اس کے



BestUrduBooks.wordpress.com

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ

"اللہ ایسی قسموں پر تمہارا مؤاخذہ نہیں فرماتا جو لغو ہوں' لیکن وہ ایسی قسموں پر مؤاخذہ فرماتا ہے جن کو تم

الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

باندھ دو' سو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے جو اس کھانے کا درمیانہ ہو جو تم اپنے گھر والوں کو

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ

کھلاتے ہو' یا ان کو کپڑا پہنا دینا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ سو جو شخص نہ پائے تو تین دن کے روزے

اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ

ہیں' یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں کھاؤ، اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾

اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیات بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔"

ساتھیوں نے کہا نہیں لیکن وہ ان رنگا رنگ کھانوں کو ناپسند کرتا ہے۔ حضرت حسن رحمہ اللہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے فرقد کیا شہد کی مکھی کا لعاب گندم کے لباب کے ساتھ خالص گھی میں بنایا گیا ہو کیا اس کو کوئی مسلمان عیب لگا سکتا ہے؟ انہیں سے روایت ہے کہ ان کو بتلایا گیا کہ فلاں شخص فالودہ نہیں کھاتا۔ اور کہتا اس طرح ہے کہ میں اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ تو آپ نے فرمایا عجیب بات ہے کیا وہ ٹھنڈا پانی پیتا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں فرمایا پھر وہ جاہل ہے اللہ تعالیٰ کا انعام ٹھنڈے پانی میں فالودہ سے بڑھ کر ہے۔ وَلَا تَعْتَدُوْا (تم حد سے تجاوز نہ کرو) جو تمہارے لیے حلال وحرام مقرر کردی گئی ہیں یا جو چیزیں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہیں ان کو چھوڑ کر حرام کی طرف تعدّی نہ کرو یا طیبات کے کھانے میں اسراف نہ کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ پسند نہیں جو اس کی حدود میں تعدّی کرنے والے ہیں)۔

## حلال کا استعمال تقویٰ ہے:

آیت ۸۸: وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا یہ مما رزقکم اللہ سے حال ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا اس کو لازم پکڑنے کی تاکید ہے۔ اور اس میں مزید تاکید اپنے ارشاد الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ سے کردی کیونکہ ایمان باللہ تقویٰ کو لازم کرنا ان تمام کاموں میں جن کا اللہ نے حکم دیا۔ اور جن کی ممانعت فرمائی۔

## یمین لغو کی تعریف اور اس پر عدم مواخذہ:

آیت ۸۹: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ۔ (اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر مؤاخذہ نہیں فرماتا) یمین لغو وہ ہے جو



BestUrduBooks.wordpress.com

ساقط الاعتبار ہو۔ اس پر کوئی حکم نہ لگے۔ وہ اس طرح ہے کہ کسی چیز پر حلف اٹھائے۔ یہ خیال کر کے کہ وہ اس طرح ہے حالانکہ وہ اس کے گمان کے مطابق نہ تھی۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے طیبات کو اپنے اوپر حرام کرنے کی قسم اس بنا پر اٹھائی تھی کہ یہ عبادت ہے جب وہ آیت اتری تو انہوں نے کہا کہ ہماری قسموں کا کیا بنے گا؟ تو یہ آیت اتری۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یمین لغو وہ ہے جو زبان پر بلا قصد جاری ہو۔ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ جو تم نے پکی قسمیں اٹھائی تھیں تعقید توثیق کو ہی کہا جاتا ہے۔

## قراءت ونحو:

عقدتم۔ حفص نے عاصم سے تشدید کے ساتھ اور حمزہ، کسائی، عاصم بروایت شعبہ تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ العقد موافقت پر پختہ ارادہ کرنا۔ اور اس کا ماضی میں تصور نہیں ہو سکتا۔ یمین غموس میں کفارہ نہیں ہے امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک دل سے ارادہ کرنا۔ اور یمین غموس مقصودہ (قصد کی ہوئی) پس وہ منعقد ہو جائے گی۔ پس اس میں کفارہ مشروع ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم قسم توڑ دو تو اللہ تعالیٰ اس پر مواخذہ نہ کریں گے تمہارے عقد باندھنے کے سبب پس وقت مواخذہ کو حذف کر دیا کیونکہ وہ ان کے ہاں جانا پہچانا تھا یا تمہارے عقد کو توڑ دینے کے سبب سے گویا اس صورت میں مضاف محذوف ہے۔

## قسم توڑنے کا کفارہ:

فَكَفَّارَتُهٗٓ پس اس کے توڑنے کا کفارہ یا قسم باندھنے کا کفارہ ہے۔ کفارہ یہ ایسا ایک مرتبہ کا کام جس کی حالت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ غلطی کو مٹا دے۔ یعنی چھپا دے۔ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ صبح شام کا کھانا کھلانا اور یہ بھی درست ہے کہ ان کو بطور تملیک ایک ٹائم ہی دے دیا جائے۔ ہر ایک کو نصف صاع گندم، ایک صاع جو، ایک صاع کھجور، امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں ایک مسکین کو ایک مُد دیا جائے گا۔ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ وہ درمیانہ درجہ کا کھانا جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو۔ صبح شام گندم سے اگر وسعت ہو تو تین مرتبہ سالن کے ساتھ۔ اور کم سے کم ایک مرتبہ کھجور میں سے یا جو میں سے اَوْ كِسْوَتُهُمْ یہ اطعام پر عطف ہے۔ یا پھر من اوسط کے محل پر عطف ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ من اوسط یہ اطعام سے بدل ہے اور کلام میں مقصود بدل ہوتا ہے کسوہ سے مراد اتنا کپڑا جس سے ستر چھپ جائے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ازار، قمیص یا رداء۔ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ایک مؤمنہ یا کافرہ گردن آزاد کرنا۔ کیونکہ نص مطلق ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کفارہ قتل پر محمول کرتے ہوئے یہاں بھی رقبہ مؤمنہ ضروری قرار دی ہے۔ او کا معنی اختیار ہے کہ تین کفارات میں سے جس کو چاہو ادا کر دو۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ جو ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ پائے وہ تین دن روزے رکھے۔ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ یہ روزے پے در پے رکھے کیونکہ قراءت ابی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں اسی طرح وارد ہے ذٰلِكَ یہ مذکورہ حکم كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ جب تم قسم توڑ دو۔ حنث کا تذکرہ چھوڑ دیا کیونکہ یہ معلوم ہے کہ کفارہ فقط قسم سے واجب نہیں ہوتا۔ اسلئے قسم ٹوٹنے سے پہلے کفارہ جائز نہیں ہے۔ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ تم اپنی قسموں کو پورا کرو۔ اور ان کو مت توڑو۔ جبکہ توڑنے میں بھلائی نہ ہو۔ یا بالکل قسم نہ اٹھاؤ۔ (کہ توڑنے کی نوبت آئے) كَذٰلِكَ اس وضاحت کی طرح يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیات بیان فرماتے ہیں آیات سے مراد شریعت کے نشانات اور احکام شرع ہیں۔ لَعَلَّكُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ

''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر گندی چیزیں ہیں'

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۹۰ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ

شیطان کے کاموں میں سے ہیں لہٰذا تم ان سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان یہی چاہتا ہے

اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ

کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے آپس میں دشمنی اور بغض واقع کر دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے

ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝۹۱ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

اور نماز سے روک دے سو کیا تم باز آنے والے ہو اور فرماں برداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو

الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ

رسول کی، اور ڈرتے رہو۔ سو اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ واضح طور پر

الْمُبِيْنُ ۝۹۲

پہنچا دینا ہے۔''

تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکریہ ادا کرو۔ اس کی اس نعمت کا جو تمہیں بتلاتے اور اس سے عہدہ برآ ہونا تمہارے لئے آسان کرتے ہیں۔

## شراب و جوئے کی حرمت کو پختہ کرنے کے پانچ انداز:

آیت ۹۰: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ۔ (اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا) المیسر کا معنی جوا۔ وَالْاَنْصَابُ: بت کیونکہ ان کو گاڑ کر ان کی پوجا کی جاتی ہے۔ وَالْاَزْلَامُ جوئے کے تیر جن کا شروع سورت میں ذکر ہوا۔ رِجْسٌ پلید ہیں یا خبیث گندگی والے ہیں۔ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ کیونکہ شیطان ان پر آمادہ کرتا ہے۔ گویا یہ اسی کا عمل اور کارروائی ہے۔ اور فَاجْتَنِبُوْهُ میں ضمیر رِجْسٌ کی طرف لوٹ رہی ہے یا عمل شیطان کی طرف راجع ہے۔ یا مذکور کی طرف راجع ہے۔ یا مضاف محذوف ہے گویا اس طرح فرمایا گیا انما تعاطی الخمر والمیسر بیشک شراب و جوا کی مشغولیت سے پرہیز کرو۔ اس لئے تو اس کو رِجْسٌ فرمایا۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ شراب اور جوئے کی حرمت کو کئی لحاظ سے پکا کر دیا۔ نمبر۱۔ جملے کو اِنَّمَا کلمۂ حصر سے شروع فرمایا۔ نمبر۲۔ ان کو عبادت اصنام کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا۔ ان ارشادات نبوت میں اسی طرف اشارہ فرمایا شارب الخمر کعا بد الوثن (مسند البزار) نمبر۳۔ ان کو رجس عمل اعمال شیطانی میں سے قرار دیا کیونکہ



BestUrduBooks.wordpress.com

شیطان سے شر کے سواء کچھ نہیں ملتا۔نمبر۴۔ان سے پرہیز کا حکم دیا۔نمبر۵۔ان سے پرہیز کو فلاح قرار دیا جب پرہیز فلاح ہے تو استعمال یقیناً خسارہ ہے۔

## شراب و جوئے کی بنیادی خرابیاں:

آیت ۹۱: اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۔(شیطان تمہارے درمیان شراب و جوئے سے دشمنی و بغض ڈالنا چاہتا ہے اور تمہیں اللہ کی یاد و نماز سے روکنا چاہتا ہے)اس آیت میں شراب و جوا سے پیدا ہونے والا فساد و وبال ذکر فرمایا۔نمبر۱۔دشمنی اور بغض شرابیوں اور جوابازوں میں پیدا ہوتا ہے۔نمبر۲۔اللہ تعالیٰ کی یاد سے رکاوٹ بنتے ہیں۔نمبر۳۔نماز کے اوقات کی رعایت سے باز رکھنے والے ہیں نماز کو خصوصی مقام کی وجہ سے تمام اذکار میں سے ذکر فرمایا گویا اس طرح فرمایا۔کہ یہ نماز سے خاص طور پر رکاوٹ بنتے ہیں یہاں خمر و میسر کو انصاب وازلام کے ساتھ اولاً جمع فرما کر پھر الگ ان کا ذکر کیا۔کیونکہ مخاطب ایمان والے ہیں۔بلاشبہ ان کو اس شراب نوشی کی قبیح عادت سے روکا اور جواء بازی کی عادت جو گھٹی میں پڑی تھی اور انصاب وازلام کا تذکرہ درحقیقت شراب و جوئے کی حرمت کو اور پختہ کرنے کے لئے فرمایا۔اور یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ یہ مشرکین کے اعمال میں سے ہے گویا بتوں کے پجاری اور شراب نوش اور جواء باز کے درمیان کوئی فرق نہیں۔پھر ان کو الگ لایا گیا۔تاکہ واضح کر دیا جائے کہ یہاں اصل ان کا تذکرہ کرنا مقصود ہے۔فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ یہ نہی کا انتہائی بلیغ انداز ہے۔گویا اس طرح فرمایا۔کہ تم پر قسم قسم کے زواجر و صوارف پڑ گئے ہیں۔کیا ان تمام ممانعتوں کے باوجود رکتے ہو یا تم اسی طرز پر ہو۔جس پر تم تھے۔گویا تم نے کوئی نصیحت حاصل نہیں کی اور نہ تم ڈرے؟

## اللہ اور رسول کی اطاعت سے مت منہ موڑو:

آیت ۹۲: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۔ (اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور محتاط رہو) تم احتیاط کرنے والے اور ڈرنے والے بنو۔کیونکہ جب وہ احتیاط کرتے تو احتیاط ان کو ہر برائی سے بچا لیتی۔اور ہر بھلائی پر عمل پیرا کر دیتی۔فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ اگر تم اس سے منہ موڑو گے فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ یعنی یقین کرو کہ تم اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔رسول اللہ ﷺ سے منہ موڑ کر۔کیونکہ ان کی ذمہ داری واضح طور پر صرف پہنچانا ہے بے شک تم اپنا نقصان کرو گے۔جب تم اس سے اعراض کرو گے۔جس کے تم مکلف بنائے گئے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا

"جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان پر اس بارے میں کوئی گناہ نہیں کہ انہوں نے کھایا پیا جبکہ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا

وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۹۳ ع ۱۲

اور ایمان لائے اور نیک عمل کیے پھر تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے پھر تقویٰ اختیار کیا اور نیک اعمال میں لگے اور اللہ اچھے عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَ

"اے ایمان والو! اللہ تم کو قدرے شکار سے ضرور آزمائے گا تمہارے نیزے شکار کو پہنچیں گے اور

رِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ

ہاتھ۔ تاکہ اللہ جان لے کہ بن دیکھے اس سے کون ڈرتا ہے　　سو جس نے اس کے بعد زیادتی کی اس کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۹۴

دردناک عذاب ہے۔"

## تفسیر آیت ۹۳...... تحریم قبل استعمال میں گناہ نہیں جبکہ اس وقت کے احکام پر عمل پیرا ہوں:

شانِ نزول: یہ ان لوگوں کے بارے میں اتری جو شراب و جوئے کے تحریم سے قبل کچھ عادی تھے۔ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا۔ (ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے کچھ گناہ نہیں اس میں انہوں نے کمایا)۔ یعنی انہوں نے شراب پی اور تحریم سے قبل جوئے کا مال کھایا۔ اِذَا مَا اتَّقَوْا جب کہ وہ شرک سے بچتے ہوں۔ وَّاٰمَنُوْا اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہوں۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور ایمان کے بعد عمل صالح کرنے والے ہوں۔ ثُمَّ اتَّقَوْا پھر تحریم کے بعد شراب اور جوئے سے بچنے والے ہوں وَّاٰمَنُوْا اور ان کی حرمت پر یقین کرنے والے ہوں ثُمَّ اتَّقَوْا پھر وہ تمام محرمات سے بچتے ہوں۔ یا پہلا اتقوا شرک سے بچنے اور دوسرا محرمات سے بچنے اور تیسرا شبہات سے بچنے کے لیے لایا گیا وَّاَحْسَنُوْا اور وہ لوگوں پر احسان کرنے والے ہوں وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اللہ تعالیٰ کو مخلص لوگ پسند ہیں۔

شانِ نزول: آیت ۹۴: جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا حدیبیہ والے سال شکار کے ذریعے امتحان لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حالت احرام میں تھے۔ شکار کی کثرت تھی۔ یہاں تک کہ کجاووں کے گرد شکار جمع ہو جاتے۔ جن کو ہاتھ سے پکڑا جا سکتا تھا۔ اور نیزوں کے ذریعے شکار کیا جا سکتا تھا تو یہ آیت اتری:

### حدیبیہ والے سال شکار سے آزمائش:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ يبلو کا معنی امتحان لینا ہے۔ اللہ



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ

''اے ایمان والو! شکار قتل نہ کرو اس حالت میں کہ تم احرام میں ہو' اور تم میں سے جو شخص شکار کو قصداً قتل

مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًاۢ

کردے تو اس کا بدلہ اس جانور کا جیسا ہوگا جس کو قتل کیا۔ تم میں دو انصاف والے آدمی اس کا فیصلہ کریں گے' اس طرح سے کہ وہ بدلہ والا جانور

بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ

بطور ہدی کے کعبہ تک پہنچنے والا ہو۔ یا مسکینوں کو کفارہ کے طور پر کھانا دیدیا جائے یا اس کے برابر روزے رکھ لے تاکہ اپنے کیئے کی

وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ

سزا چکھ لے۔ اللہ نے معاف فرمایا جو پہلے گزر چکا' اور جو شخص پھر ایسی حرکت کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا اور اللہ

عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۞ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ

زبردست ہے انتقام لینے والا' تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے جو تمہارے نفع کے لئے اور

وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ

مسافروں کے واسطے ہے اور تم پر حرام کیا گیا خشکی کا شکار جب تک کہ تم احرام میں ہو اور اللہ سے ڈرو

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۞

جس کی طرف تم جمع کئے جاؤ گے۔''

کی طرف سے جب ہو تو اس کا مطلب اب بندے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علم میں جو ہے اس کو ظاہر کرنے کے لئے (نعوذ باللہ) یہ امتحان غیر معلوم کو معلوم کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ من یہ تبعیضیہ ہے کیونکہ ہر شکار حرام نہیں یا بیان جنس کے لئے ہے۔ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے سے ڈرنے والے کا خوف ظاہر کردے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر موجودہ شکار سے رکتا ہے یا نہیں۔ جیسا کہ وہ اس کے وجود سے قبل جانتا ہے کہ ایسا پایا جائے گا۔ یہ اس لیے کہا تا کہ بندے کو اس کے عمل پر ثواب ملے نہ کہ اس علم پر جو وہ اس کے متعلق جانتا ہے۔ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ ۔ ذالک کا مشارٌ الیہ ابتلاء ہے۔ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اس کے لئے دردناک عذاب ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد بشیء من الصید کہہ کر اس کو قلیل قرار دیا تا کہ معلوم ہو جائے یہ کوئی بڑی آزمائش نہیں۔ اور تنالہ یہ بشیءٍ کی صفت ہے۔

آیت ۹۵: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ اے ایمان والو! تم شکار کو قتل نہ کرو۔ الصید سے مراد مصید بمعنی شکار کیا ہوا



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے کیونکہ قتل اسی میں ہو سکتا ہے۔ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ جب کہ تم محرم ہو۔ حرم جمع حرام ہے۔ جیسے رُدُوح جمع رداح ہے۔

**نحو:** تقتلوا کی ضمیر فاعلی سے انتم حرم حال ہے۔

## حرام کی حالت کے شکار میں تعمد و خطا برابر ہے:

وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا یہ ضمیر فاعلی سے حال ہے۔ یعنی ذاکرًا لا حرامه۔ یا عالمًا۔ اس کو احرام یاد ہو۔ یا وہ جانتا ہو کہ وہ جس جانور کو قتل کر رہا ہے اس کا قتل اس پر حرام ہے اگر اس نے بھول کر قتل کر دیا یا اس نے شکار کو تیر مارا اور اس کا گمان تھا کہ وہ شکار نہیں۔ تو اس صورت میں وہ خطاء کار ہے۔ آیت میں تعمد کی شرط لگائی گئی ہے باوجود یہ کہ محظورات احرام میں خطاء و عمد کا ایک ہی حکم ہے۔ کیونکہ آیت اس کے بارے میں اتری تھی جس نے عمداً ایسا کیا تھا۔ روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے ایک حمار وحشی ظاہر ہوا۔ ابوالیسرؓ نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ ان کو کہا گیا کہ تم نے شکار کو قتل کیا ہے حالانکہ تم حالت احرام میں ہو۔ تو یہ آیت اتری اور دوسری بات یہ ہے کہ اصل تو متعمد کا فعل ہے اور خطاء کو اس کے ساتھ تغلیظاً شامل کیا گیا ہے امام زہری سے مروی ہے کہ کتاب اللہ میں حکم عمداً کا اترا اور سنت میں خطاء کا تذکرہ وارد ہے۔ فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ یہ حمزہ، کسائی، عاصم کی قراءت ہے پس اس کے ذمہ بدلہ ہے جو مماثل ہوگا۔ اس کے جو اس نے شکار مارا تھا۔ اور وہ شکار کی قیمت ہے۔ اس کی قیمت وہیں لگائی جائیگی۔ جہاں شکار کیا گیا۔ اگر اسکی قیمت ہدی کی قیمت کو پہنچ جائے اسکو ہدی چوپاؤں میں سے جس کی قیمت شکار کے برابر ہو دینا پڑے گی اور اسکو اختیار ہے کہ اسکی قیمت کے بدلے کھانا خرید کر ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور وغیرہ دے اور اگر چاہے تو ہر مسکین کے طعام کے بدلے روزہ رکھے۔ پس اگر اس جانور کی نظیر نہ ہو تو اسی طرح حکم ہے جو گزرا ہے۔

## شکار والا مثل سے بدلہ دے:

قراءت: دوسرے قراء نے فجزاءُ مثلِ پڑھا ہے اور اس کی اصل فجزاءُ مثلَ ما قتل یعنی اس پر لازم ہے کہ وہ بدلہ دے اس کی مثل جو اس نے قتل کیا۔ پھر اس کو مضاف کر دیا گیا۔ جیسا تم کہو گے عجبت من ضرب، زیدًا پھر من ضرب زید۔ مِنَ النَّعَمِ یہ قتل میں ضمیر سے حال ہے اس لئے کہ مقتول چوپاؤں میں سے ہو۔ یا یہ جزاء کی صفت ہے يَحْكُمُ بِهٖ فیصلہ کریں مثل کا جو قتل ہوا۔ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ دو مسلمان عادل فیصلہ کرنے والے ہوں۔ اس میں دلیل ہے کہ مثل قیمت ہے کیونکہ قیمت ہی نظر و فکر و اجتہاد کی محتاج ہے۔ مشاہداتی چیزیں اس کی محتاج نہیں۔ کیونکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں تو مثل مطلق کا ذکر ہے اور اجماع مثل صوری اور مثل معنوی کے لئے مفید ہے۔ یا صرف معنوی کے لئے فائدہ مند ہے نہ کہ صورت کے لیے۔ یا صورت کے لئے مفید بلا معنی ہے۔ اور قیمت کو مثل صوری اجماعاً قرار دیا گیا۔ جن کی کوئی مثال نہیں۔ پس اب اس کے علاوہ اور کوئی چیز مراد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ مشترک میں عموم کا معنی نہیں پایا جاتا۔

## ایک اعتراض اور اس کا جواب:

اعتراض: من النعم کے ارشاد سے مثل بالقیمت کی نفی ہوتی ہے۔ کیونکہ مال تو چوپایہ نہیں۔ **جواب:** جس نے قیمت کو واجب کیا



BestUrduBooks.wordpress.com

اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ اس کے بدلے ہدی خریدے یا طعام یا روزے رکھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں اختیار دیا ہے پس من النعم یہ اس ہدی کے لئے بیان ہوگا۔ جو اس قیمت سے خریدا جائے۔ ان اختیاری صورتوں میں سے ایک صورت میں۔ کیونکہ جس نے شکار کی قیمت لگائی اور قیمت سے ہدی خریدی۔ پھر ہدی دیدی۔ تو اس نے چوپایوں میں سے جو جانور قتل کیا تھا۔ اس کا بدلہ مثل دے دیا۔ اس طور پر کہ آیت میں ہدی سے کفارہ ادا کرنے کا یا طعام سے کفارہ ادا کرنے یا روزے رکھنے کا اختیار حاصل تھا۔ اور یہ مطلب اسی وقت درست ہوتا ہے کہ جب اس نے قیمت کا اندازہ لگایا اور قیمت میں غور وفکر کیا۔ کہ تینوں میں سے کس کا انتخاب کرے۔ باقی اگر اس نے نظیر کا قصد کیا۔ اور بلا اختیار اس کو لازم قرار دیا تو پھر بھی اگر کوئی ایسی چیز آجائے گی جس کی کوئی مثل نہیں تو اس کی قیمت لگائے گا۔ پھر اس کو طعام وصیام کے درمیان اختیار دیا جائے گا۔ پس اس طرح ماننے سے آیت کے مفہوم سے دوری لازم آتی ہے۔ ذرا آیت کے اس حصہ او کفارۃ طعام مساکین او عدل ذالك صیاما پر غور کرو تینوں چیزوں میں اختیار کیسے ہوا۔ اور اس کے لئے قیمت کو تسلیم کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ هَدْيًا یہ یحکم به کی ضمیر سے حال ہے تقدیر عبارت یہ ہے یحکم به فی حال الهدی' ہدی ہونے کی حالت میں وہ اس کا فیصلہ کریں۔ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ یہ هَدْيًا کی صفت ہے کیونکہ اس کی اضافت غیر حقیقی ہے۔ اور اس کا معنی اس کا کعبہ میں پہنچنا۔ تاکہ حرم میں ذبح کیا جائے۔ باقی صدقہ تو جہاں چاہے کیا جا سکتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں صدقہ بھی حرم میں ہی ہوگا۔

## نحو وقراءت:

اَوْ كَفَّارَةٌ اس کا عطف جزاء پر ہے۔ طَعَامُ۔ یہ كَفَّارَةٌ سے بدل ہے، یا پھر مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی۔ هِيَ طَعَامٌ۔ قراءت او کفارۃ طعامِ برطریق اضافت مدنی اور شامی نے پڑھا ہے۔ یہ اضافت تبیین مضاف کیلئے ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا او کفارۃ من الطعام۔ مَسٰكِيْنَ جیسا کہا جاتا ہے خاتم فضة ای من فضة۔ اَوْ عَدْلُ اس کو عین کے کسرہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے فراء رحمہ اللہ نے کہا العدل جو کسی چیز کے معادل ہو۔ مگر اس کی جنس سے نہ ہو۔ مثلاً روزہ اور طعام العدل اس کی جنس میں سے اس کا ہم مثل ہو۔ اسی سے عدل الحمل ہے۔ کہا جاتا ہے عندی غلام عِدل غلامك کسرہ کے ساتھ جب کہ ان کی جنس ایک ہو۔ پس اگر دونوں کی قیمت تو ایک جیسی ہو۔ مگر جنس ایک نہ ہو تو کہا جائے گا۔ هو عَدْلُ غلامك عین کے فتح کے ساتھ۔ ذٰلِكَ کا مشار الیہ طعام ہے۔ صِيَامًا یہ تمیز ہے جیسے لی مثله رجلاً۔ اس میں اختیار قاتل کو ہوگا۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اختیار حکمین کو ہوگا۔ لِيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ یہ فجزاء سے متعلق ہے مطلب یہ ہے اس پر لازم ہے کہ وہ بدلہ دے یا کفارہ ادا کرے تاکہ احرام کی ہتک عزت کا انجام وہ چکھ لے الوبال ناپسندیدگی اور نقصان جو اس برے عمل کے انجام پر اس کو ملا کیونکہ اسکا بوجھ تو اس پر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فاخذناه اخذاً وّبیلاً (المزمل آیت ۱۶) میں اخذ وبیل کا معنی ثقل شدید ہے۔ اور الطعام الوبیل اس کو کہتے ہیں جو معدہ پر بوجھل ہو۔ جلد ہضم نہ ہو۔ پس چٹی کو وبال فرما دیا گیا۔ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف کر دیا۔ وہ شکار جو حرمت سے قبل تم سے ہوا تھا۔ وَمَنْ عَادَ جو آدمی تحریم کے بعد پھر قتل صید کا مرتکب ہوا یا اس احرام میں دوبارہ ارتکاب کیا۔ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لیں گے سزا کے ساتھ۔ نحو : یہ خبر ہے اس کا مبتداء محذوف ہے تقدیر



BestUrduBooks.wordpress.com

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ

"کعبہ جو احترام والا گھر ہے اللہ نے اسے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیا ہے اور حرمت والے مہینہ کو اور ہدی کے جانوروں کو اور ان کے گلے

وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

میں جو پٹے پڑے ہوں ان سب کو لوگوں کے قائم رہنے کا ذریعہ بنایا ہے یہ اس لئے کہ تم جان لو کہ بلاشبہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

زمین میں ہے اور بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے' تم جان لو! کہ بلاشبہ اللہ سخت عذاب

الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ

والا ہے اور اللہ بلاشبہ بخشنے والا مہربان ہے رسول ﷺ کے ذمہ صرف پہنچانا ہے اور اللہ

يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔"

عبارت یہ ہے فَهُوَ يَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ اللہ تعالیٰ احکام کو لازم کرنے میں زبردست ہیں۔ ذُو انْتِقَامٍ اس سے انتقام لینے والے ہیں۔ جو حدود اسلام سے تجاوز کرنے والا ہو۔

### سمندری شکار کی حلت :

آیت ۹۶: اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ۔ (حلال کیا گیا تمہارے لئے سمندری شکار) سمندری شکار جس کا کھانا حلال ہے اور وہ بھی جس کا کھانا حلال نہیں۔ وَطَعَامُهٗ اور وہ جو اس کے شکار میں سے کھایا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے تمام سمندری شکاروں سے انتفاع تمہارے لیے حلال ہے اور اس میں سے جو کھایا جاتا ہے اس کا کھانا درست ہے اور وہ فقط مچھلی ہے۔ مَتَاعًا لَّكُمْ یہ مفعول لہ ہے یعنی اس کو تمہارے نفع اٹھانے کے لئے حلال کر دیا گیا۔ وَلِلسَّيَّارَةِ اور مسافروں کے لیے مطلب یہ ہے کہ اس کا کھانا تمہارے فائدہ کے لئے حلال کیا گیا۔ تاکہ رہائشی تو تازہ کھائیں اور مسافروں کے لئے بھی۔ تاکہ وہ زادراہ کے طور پر ٹکڑے بھون کر ساتھ لے جائیں۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لئے مچھلی بھون کر بطور توشہ ساتھ لی تھی۔ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ اور خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا۔ صید بر، وہ ہے جو خشکی پر بچے دے خواہ بعض اوقات پانی میں رہے۔ مثلاً بطخ یہ خشکی کا جانور ہے کیونکہ یہ خشکی پر بچے دیتا ہے اور دریا و سمندر اس کی چراگاہ ہے۔ جیسا کہ لوگوں کے لئے تجارت گاہ ہے۔ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا جب تک احرام میں ہو۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ حرم میں شکار نہ کرو۔ یا احرام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور شکار نہ کرو۔ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔ پس وہ تمہارے اعمال کے مطابق بدلہ دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کعبہ لوگوں کی بقاء کا سبب ہے:

آیت ۹۷: جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ جعل یہاں صیّر کے معنی میں ہے۔ الْبَيْتَ الْحَرَامَ۔ (اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو حرمت والا گھر ہے لوگوں کے باقی رہنے کا سبب بنایا) نحو: یہ کعبہ سے بدل ہے یا عطف بیان ہے۔ قیاماً مفعول ثانی ہے یا جَعَلَ، خَلَقَ کے معنی میں ہے اور قیاماً حال ہے۔ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ ان کے دین میں بلندی کا ذریعہ اور معاش اور معاد میں سرفرازی ہے۔ اس لئے کہ اس سے ان کے حج وعمرہ کے معاملات پورے ہوتے اور قسم قسم کے منافع میسر ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بیت اللہ کو اگر ایک سال چھوڑ دیں تو ان کو مہلت نہ دی جائے اور نہ وہ مؤخر کیے جائیں۔ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وہ مہینہ جس میں افعال حج کرتے ہیں۔ اور وہ ذی الحجہ ہے کیونکہ تمام مہینوں میں حج کے قائم کرنے کا جو اس کو موسم بنایا اس میں ایک عظمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ یا اس سے جنس اشہر حرم یعنی رجب' ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم مراد ہیں۔

وَالْهَدْيَ وہ جانور جو مکہ کی طرف بطور نیاز کعبہ بھیجا جائے۔ وَالْقَلَآئِدَ جس جانور کو قلادہ ڈالا گیا ہو۔ اور وہ اونٹ ہے۔ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ اور حج کی رونق اس سے زیادہ ہے۔ ذٰلِكَ اس کا مشارٌ الیہ کعبہ کا قیام للناس بنانا ہے یا حرمت احرام کی حفاظت شکار کو ترک کر کے وغیرہ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ تا کہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی مصلحتوں سے واقف ہیں۔ جو آسمان وزمین میں پائی جاتی ہیں۔ اور وہ کیسے نہ جانے وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

## تفسیر آیت ۹۸:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (تم جانو! اللہ تعالیٰ سخت بدلہ لینے والے ہیں) اس شخص سے جو حرم یا احرام کی تذلیل کرے۔ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ اور اس کے گناہوں کو بخشنے والا ہے جو ان عظیم مشاعر کی توقیر کرتا ہے۔ رَّحِيْمٌ رحم کرنے والے ہیں۔ اس جنایت کرنے والے پناہ گزین پر جو بلد حرام میں پناہ لے۔

## رسول کا فریضہ پیغام کو مکمل پہنچانا ہے:

آیت ۹۹: مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ۔ (رسول پر صرف پہنچا دینا ہے) جس بات کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کے لزوم پورا پورا کرنے میں تشدید کی گئی ہے۔ کہ رسول تو اپنے ذمہ جو تبلیغ تھی اس سے فارغ ہو چکا اور تم پر حجت تام ہو چکی اور اطاعت فرض ہو گئی اب اس میں کوتاہی کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی عذر نہیں۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ: اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا

''آپ فرما دیجئے کہ خبیث اور طیب برابر نہیں ہیں اگرچہ اے مخاطب! تجھے خبیث کی کثرت بھلی معلوم ہوتی ہو۔ سو اے

اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا

عقل والو! اللہ سے ڈرو۔ تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔'' ''اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ

عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ

اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو ناگوار ہوں' اور اگر تم ان کے بارے میں اس وقت سوال کرو گے جس وقت قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ

تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ

تمہارے لئے ظاہر کر دی جائیں گی' اللہ نے ان کے بارے میں معافی دیدی اور اللہ بخشنے والا ہے حلم والا ہے۔'' ایسی ہی باتیں تم سے پہلے بھی لوگ پوچھ

قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

چکے ہیں پھر جلد ہی وہ ان کے منکر ہو گئے

## اللہ نے خبیث وطیب کو ایک جیسا نہیں بنایا:

آیت ۱۰۰: قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ۔ (کہہ دیں خبیث اور طیب برابر نہیں) جب اس بات کی اطلاع دے دی کہ وہ جو کچھ چھپاتے ہیں۔ اور ظاہر کرتے ہیں سب کو جاننے والا ہے تو اب ذکر کر دیا کہ ان میں خبیث اور طیب برابر نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان امتیاز و فرق کر دے گا۔ پس خبیث (کافر) کو سزا دے گا اور طیب (مسلم) کو بدلہ دے گا۔ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ اگرچہ طیب قلیل ہو مگر اس کو ترجیح دو۔ خبیث پر خواہ ان کی کثرت ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ہر حلال و حرام کے متعلق ہے۔ اور لوگوں میں سے رَدّی اور عمدہ کے بارے میں ہے۔ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ اے خالص عقل والو۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

## بیجا سوالات کی ممانعت:

آیت ۱۰۱: شانِ نُزول: لوگ امتحاناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض چیزوں کا سوال کرتے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ۔ (اے ایمان والو! مت سوال کرو ان چیزوں کے متعلق اگر وہ ظاہر کر دی جائیں تمہیں بری لگیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

## نحو وصرف:

خلیل وسیبویہ اور جمہور بصریین نے کہا کہ اصل اشیاء کی شیئاء ء دو ہمزہ جن کے درمیان الف ہے اور وہ فعلاء کا وزن بنا۔ لفظ شیٔ اس کا ہمزہ تانیث کا ہے۔اس لئے یہ حمراء کی طرح منصرف نہیں ہے یہ لفظاً مفرد ہے۔معنی کے لحاظ سے جمع ہے۔جب دو جمع ہونے والے ہمزہ ثقیل ہوئے تو لام کلمہ والا ہمزہ مقدم کردیا۔اور شین سے پہلے لائے پس اس کا وزن افعاء بن گیا۔اور جملہ شرطیہ اور معطوفہ اشیاء کی صفت ہے وہ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَلَكُمْ ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے اگر تم ان تکالیف صعبہ کے متعلق وحی کے زمانہ میں سوال کرو گے اور وہ زمانہ جب تک رسول تم میں موجود ہیں تو تمہیں وہ تکالیف ظاہر کردی جائیں گی۔اور وہ تمہیں بری لگیں گی۔اور غم میں مبتلا کریں گی۔اور وہ تم پر گراں گزرے گی۔اور تمہیں ان کے اٹھانے کا حکم دیا جائے گا۔تو تم اعراض کرو گے۔تو اللہ تعالیٰ اس میں کمی پر ناراض ہونگے۔عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا جواب تک سوال کرلیے وہ معاف کردیئے دوبارہ ایسے سوال نہ کرنا۔وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اللہ تعالیٰ بخشنے والے حوصلہ والے ہیں۔وہ انذار کے بعد تم کو سزا دیں گے۔

## ایسے مسائل انکار پر منتج ہوتے ہیں:

آیت ۱۰۲: قَدْ سَاَلَهَا اس میں ضمیر اشیاء کی طرف نہیں لوٹتی۔تاکہ عن سے متعدی کرنا پڑے۔بلکہ اس مسئلہ کی طرف راجع ہے یعنی اس مسئلہ کا سوال کیا۔قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ تم سے پہلوں نے۔ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا پھر اس کے سبب سے ہوگئے۔كٰفِرِيْنَ انکاری جیسا کہ بنی اسرائیل کے متعلق معروف ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنۢ بَحِیۡرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیۡلَۃٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰکِنَّ

''اللہ نے مقرر نہیں فرمایا نہ کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ کوئی وصیلہ اور نہ کوئی حام ' لیکن

الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ ؕ وَاَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان میں اکثر وہ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔''

وَاِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوۡلِ قَالُوۡا حَسۡبُنَا مَا

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور رسول کی طرف' تو کہتے ہیں کہ ہمیں وہ کافی ہے

وَجَدۡنَا عَلَیۡہِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ کَانَ اٰبَآؤُہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ شَیۡئًا وَّلَا یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾

جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ کیا باپ دادوں کے پیچھے چلیں گے اگر چہ ان کے باپ دادے کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور ہدایت پر نہ ہوں۔''

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَیۡکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ ۚ لَا یَضُرُّکُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اہۡتَدَیۡتُمۡ ؕ اِلَی

''اے ایمان والو! اپنی جانوں کی فکر کرو' جو شخص گمراہ ہو گا وہ تمہیں ضرر نہ دے گا جب کہ تم ہدایت پر ہو گے ' بے شک

اللّٰہِ مَرۡجِعُکُمۡ جَمِیۡعًا فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾

اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تم کو ان سب کاموں سے باخبر کر دے گا جو تم کیا کرتے تھے''

## محرماتِ جاہلیت کی تردید:

آیت ۱۰۳: مَاجَعَلَ اللّٰہُ مِنۢ بَحِیۡرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیۡلَۃٍ وَّلَا حَامٍ۔ (اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ سائبہ وصیلہ و حام مقرر نہیں کیے) اہل جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی اونٹنی پانچ بچے جن لیتی جن میں آخری نر ہوتو اس اونٹنی کا کان چیر کر اس کو بحیرہ بنا دیتے (بحیرہ کان چیری ہوئی) اور نہ اس کو کسی چراگاہ یا پانی سے ہٹایا جاتا۔ ایسی اونٹنی کا نام بحیرہ تھا۔ ان کا رواج یہ تھا۔ آدمی کہتا کہ اگر میں سفر سے واپس لوٹ آیا یا مرض سے صحت یاب ہو گیا تو میری اونٹنی سائبہ ہے اس کو بحیرہ کی طرح کر دیتے۔ نہ سواری کرتے نہ نفع اٹھاتے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب آدمی اپنا غلام آزاد کرتا تو کہتا کہ میرا غلام سائبہ ہے۔ اب اس غلام اور اس کے درمیان نہ میراث نہ عقل و دیت۔ اسی طرح بکری سات بچے جنتی اگر ساتواں بچہ نر ہوتا تو اس کو مرد کھاتے اگر مؤنث ہوتی اس کو بکریوں میں چھوڑ دیتے۔ اگر جوڑا نر' مادہ ہوتا تو کہتے کہ یہ اپنے بھائی سے ملی ہے پس الوصیلہ بمعنی واصلہ ہے جڑواں پیدا ہونے والی بکری اسی طرح اگر کسی نر اونٹ سے دس بطن گابھن ہوتے تو وہ کہتے اس کی پشت گرم ہے اس پر سواری نہ کی جائے اور نہ اس پر بوجھ لادا جائے۔ اور اس کو پانی اور چراگاہ سے نہ روکا جائے۔ اور ماجعل کا معنی اللہ تعالیٰ نے مشروع نہیں قرار دیا۔ اور نہ اس کا حکم



BestUrduBooks.wordpress.com

دیا۔ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (لیکن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا) اس کی تحریم کر کے جوانہوں نے حرام قرار دیا۔ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ (وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے ہیں)۔ اس لئے کہ اس تحریم کی نسبت اس کی طرف کرتے ہیں۔ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (اور ان کی اکثریت بے عقل ہے)۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کو حرام نہیں کیا۔ اکثریت سے مراد عوام ہیں۔

## آبائی تقلید میں وحی سے انکار:

آیت ۱۰۴: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ۔ (جب ان کو کہا جاتا ہے آؤ اس کی طرف جو اللہ نے اتارا اور رسول کی طرف) یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف آؤ۔ اس طرح کہ یہ چیزیں حرام نہیں ہیں۔ اور اس کے رسول کی طرف آؤ۔ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَ نَا یعنی ہمارے لیے یہی کافی ہے۔ نحو : حسبنا مبتداء اور ما وجدنا خبر ہے۔ اور ما، الذی کے معنی میں ہے۔ اور واؤ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ میں حال کے لیے ہے۔ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ اقتداء اس عالم کی درست ہے۔ جو صحیح راہ پانے والا ہو۔ اور اس کی ہدایت حجت ودلیل سے معلوم ہوگی۔

## اہل عناد کے متعلق خود کو گھلانے (غمگین ہونے) کی ضرورت نہیں:

آیت ۱۰۵: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ۔ (اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو) انفسکم منصوب ہے علیکم کی وجہ سے اور علیکم اسمائے افعال میں سے ہے یعنی اپنے نفوس کی اصلاح کو لازم پکڑو۔ اس میں کاف اور میم موضع جر میں ہیں۔ کیونکہ اسم فعل وہ جار مجرور ہے۔ فقط عَلٰی اکیلا نہیں۔ لَا يَضُرُّكُمْ یہ جملہ مستانفہ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے یا جواب او کی وجہ سے مجزوم ہے۔ اور راء کا ضمہ تو ضمہ ضاد کی اتباع میں دیا گیا ہے مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ مؤمن اپنی جانیں اہل عناد کفار پر گھلاتے اور ان کے اسلام میں داخل ہونے کی تمنا کرتے پس ان مسلمانوں کو کہا گیا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ تم اپنے نفوس کو لازم پکڑو۔ جن کی اصلاح کے تم ذمہ دار بنائے گئے ہو۔ لَا يَضُرُّكُمْ تمہیں ان کا گمراہ ہونا تمہارے دین سے نقصان نہیں دے گا۔ جبکہ تم ہدایت پر ہو۔ یہاں یہ مراد نہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دیا جائے۔ کیونکہ ان کا ترک قدرت کے باوجود جائز نہیں۔ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا تم سب نے اللہ کی طرف لوٹنا ہے۔ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پھر وہ تمہارے اعمال پر تمہیں بدلہ دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ

اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے جبکہ وصیت کا وقت

الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ

ہو تو دو وصی ہوں جو دیندار ہوں تم میں سے ہوں یا تمہارے علاوہ دوسری قوم سے ہوں اگر تم

ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا

سفر میں گئے ہوئے ہو پھر تم کو موت کی مصیبت پہنچ جائے ' اگر تمہیں شک ہو تو ان دونوں کو

مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ

نماز کے بعد روک لو ' پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم اپنی قسم کے عوض کوئی قیمت نہیں لیتے اگرچہ

كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾

قرابت دار ہو اور ہم اللہ کی گواہی کو نہیں چھپاتے ' بلاشبہ ایسا کرنے کی صورت میں ہم گنہگاروں میں شامل ہو جائیں گے۔

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ

پھر اگر اس کی اطلاع ملے کہ وہ دونوں گناہ کے مرتکب ہو گئے تو ان کی جگہ ایسے دو آدمی کھڑے ہوں جو

الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ

ان لوگوں میں سے ہوں جن کے بارے میں پہلے دو شخصوں نے گناہ کا ارتکاب کیا۔ یہ بعد والے دو شخص وہ ہوں جو قریب تر ہوں ' سو یہ دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ واقعی ہماری گواہی ان دونوں کی

مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ

گواہی کے مقابلہ میں زیادہ درست ہے اور ہم نے تجاوز نہیں کیا۔ اگر ہم ایسا کریں تو بیشک ہم ظلم کرنے والوں میں شمار ہوں گے یہ

اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ

قریب تر ہے کہ وہ گواہی کو صحیح طریقے پر ادا کریں۔ یا اس بات سے ڈر جائیں کہ ان کی قسموں کے بعد ان پر پھر قسمیں لوٹا دی

بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ ع ١٤ ٨

جائیں گی ' اور اللہ سے ڈرو اور سنو اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

## اقعہ تمیم وعدی:

شَانِ نُزُول: آیت ۱۰۶: روایت میں آیا ہے کہ عمرو بن عاص کے مولی بدیل رضی اللہ عنہ شام کی طرف ایک سفر پر نکلے۔ یہ مہاجرین میں سے تھے۔ تمیم وعدی جو دونوں نصرانی تھے وہ ان کے ساتھ تھے۔ حضرت بدیلؓ بیمار ہوئے انہوں نے ایک پرچہ لکھا جس میں اپنے سارے سامان کا اندراج کیا۔ اور اس کو سامان میں رکھ دیا۔ اور اس رقعہ کی اطلاع اپنے ساتھیوں کو نہ دی۔ اور ان کو وصیت کی کہ یہ سامان میرے گھر دے دینا۔ وہ فوت ہو گئے انہوں نے ان کے سامان کو ٹٹولا اور ایک چاندی کا پیالہ اس میں سے لے لیا۔ بدیل کے اہل وعیال نے پیالہ نہ پایا تو ان سے پیالہ کا مطالبہ کیا۔ تو انہوں نے انکار کر دیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا۔ پس یہ آیت اتری: يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ۔ (اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو وصیت کے وقت دو آدمیوں کو گواہ کر لیا کرو)۔

## نحوی تحقیق:

نَحو: اثنان شهادة مبتداء کی خبر ہے اور شهادة کو مقدر ماننا پڑے گا۔ شهادة بينكم شهادة اثنين یا اثنان شهادة بينكم، کا فاعل ہے۔ تقدیر یہ ہے فيما فرض عليكم ان يشهد اثنان اور بين میں وسعت ہے اس کی طرف مصدر کی اضافت ہو سکتی ہے۔ اذا حضر یہ شہادت کا ظرف ہے اور حين الوصية اس کا بدل ہے۔ اور اس کے بدل ہونے سے وصیت کے وجوب کی دلیل بنتی ہے۔ کیونکہ حضور موت تو تکوینی معاملہ ہے اور حين الوصية اس سے بدل ہے پس وہ وجود وصیت پر دلالت کرتا ہے پس اگر وہ بلا اختیار پائی جائے تو ابتلاء ساقط ہو جاتا ہے پس اس کو وجوب میں منتقل کر دیا۔ حضور موت سے موت کو جھانکنا اور مدت مقررہ کے پہنچنے کی علامات کا ظاہر ہونا ہے۔ ذَوَا عَدْلٍ یہ اثنین کی صفت ہے۔ مِّنْكُمْ سے مراد قرابت دار کیونکہ وہ میت کے حالات سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ اَوْ اٰخَرٰنِ یہ اثنان پر عطف ہے۔ مِنْ غَيْرِكُمْ جو اجنبی ہو۔ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ جب تم سفر میں ہو۔ انتم فاعل ہے بعد والا فعل ظاہر اس کی تفسیر کر رہا ہے۔ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ یا منکم سے مراد مسلمانوں میں سے اور من غيركم سے مراد ذمی۔ بعض نے کہا کہ یہ منسوخ ہے اس لیے کہ ذمی کی گواہی مسلمان کے خلاف درست نہیں۔ شروع اسلام میں مسلمانوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے جائز تھی۔ تَحْبِسُوْنَهُمَا تم ان دونوں کو حلف کے لیے کھڑا کرو۔ نَحو: یہ جملہ مستانفہ ہے۔ یا یہ او اخران میں من غيركم کی صفت ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہوگی: او اخران من غيركم محبوسان اور ان انتم ضربتم فى الارض فاصابتكم مصيبة الموت یہ صفت اور موصوف کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ یعنی عصر کی نماز کے بعد کیونکہ یہ لوگوں کے اجتماع کا وقت ہے اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عصر کے بعد یا ظہر کے بعد کیونکہ اہل حجاز فیصلوں کے لیے ان دونوں کے بعد کھڑے ہوتے تھے۔ اور حدیث بدیل رضی اللہ عنہ میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا فرمائی اور عدی اور تمیم کو بلایا۔ منبر کے پاس ان سے حلف طلب کیا۔ دونوں نے حلف اٹھایا۔ پھر وہ برتن مکہ میں مل گیا۔ تو دکاندار نے کہا کہ ہم نے تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔

(ترمذی: ۳۰۵۹)



BestUrduBooks.wordpress.com

### قسم مدعا علیہ پر فیصلہ:

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ پس وہ دونوں قسم اٹھائیں گے۔اِنِ ارْتَبْتُمْ اگر تمہیں ان کی امانت میں اشتباہ ہو۔ نحو : یہ یقسمان اوراس کے جواب کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔جواب: لا نشتری ہے۔ان ارتبتم ۔شرط کا جواب محذوف ہے۔ جو معنی کلام کی وجہ سے ظاہر کرنے کی ضرورت سے بے نیاز ہے تقدیر عبارت یہ ہے ان ارتبتم فی شانھما فحلفوھما اگر تمہیں ان کے متعلق شبہ ہو تو تم ان سے قسم اٹھواؤ۔بِهٖ میں ہٖ ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے یا قسم ہے۔لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ : ہم نہیں خریدتے اپنی قسم کے عوض۔ثَمَنًا دنیا کا سامان وَلَوْ كَانَ اگرچہ ہو وہ جس کے لیے قسم دی جارہی ہے۔ذَا قُرْبٰى یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے نام کی جھوٹی قسم نہیں اٹھاتے۔

مال کے حصول کی خاطر اگرچہ وہ شخص جس کے لیے ہم قسم دے رہے ہیں قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ یعنی ہم اس شہادت کو جس کے اٹھانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔اور تعظیم کا امر کیا۔ہم چھپانے والے نہیں۔اِنَّآ اِذًا اگر ہم چھپائیں لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ کہا گیا ہے کہ اگر اس سے مراد شاہدین ہوں تو یہ شہادت اب منسوخ ہو چکی ہے۔اور اگر اس سے مراد وصی ہوں تو ان کا حلف منسوخ نہیں۔

آیت ۱۰۷: فَاِنْ عُثِرَ پس اگر اطلاع ملے عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا انہوں نے ایسا فعل کیا جو گناہ کو لازم کرنے والا ہے اور انہوں نے یہ کہہ کر گناہ کو واجب کر لیا تھا انھما لمن الاثمین۔فَاٰخَرٰنِ پس دو دوسرے گواہ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ یعنی ان لوگوں میں سے جن کی وجہ سے یہ گناہ کے مستحق ہوئے مطلب یہ ہے ان لوگوں میں سے جن کے خلاف جنایت کی گئی اور وہ میت کا خاندان اور اہل وعیال ہیں۔بدیل رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں جب دونوں آدمیوں تمیم وعدی کی خیانت ظاہر ہوگئی تو بدیل رضی اللہ عنہ کے ورثاء میں سے دو آدمیوں نے گواہی دی کہ یہ برتن ان کے رشتہ دار بدیل رضی اللہ عنہ کا ہے۔اوران کی گواہی زیادہ درست ہے۔پہلے گواہی دینے والوں سے۔الْاَوْلَيٰنِ یہ دونوں قرابت کی وجہ سے گواہی کے زیادہ حقدار ہیں۔یا وہ گواہی کے زیادہ حقدار ہیں۔ان کی جان پہچان کی وجہ سے۔ نحو : الاولیان مرفوع ہے ھما اولیان۔گویا اس طرح کہا ومن ھما تو جواب دیا الاولیان۔یا۔ یقومان کی ضمیر سے بدل ہے۔یا اخران سے بدل ہے۔قراءت: استحق علیھم الاولیان حفص نے پڑھا ہے۔یعنی من الورثۃ الذین استحق علیھم الاولیان من بینھم بالشھادۃ ان یجرد وھما للقیام بالشھادۃ ویظھروا بھما کذب الکاذبین ان ورثہ میں سے جن کا حق ہے یہ ان کے درمیان شہادت کے زیادہ حقدار ہیں کہ دونوں الگ الگ گواہی کے لئے کھڑے ہوں اور ان دونوں جھوٹوں کا جھوٹ ظاہر کر دیں۔

### نحو وقراءت:

الاوّلین یہ حمزہ ؒ ابو بکر نے پڑھا ہے پس اس طرح کہ یہ الذین استحق علیھم کا وصف ہے اس صورت میں مجرور ہے۔ اور یہ حالت جری ہے۔یا حالت نصبی ہے اور یہ منصوب علی المدح ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نکتہ:

الا اولین کہا کیونکہ شھادۃ بینکم میں ان کا تذکرہ پہلے ہوا۔فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰہِ لَشَھَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَھَادَتِھِمَا ہماری قسم قبول کیے جانے کی زیادہ مستحق ہے۔ان دونوں وصیوں کی قسم سے جنہوں نے خیانت کی ہے۔وَمَا اعْتَدَیْنَآ اور ہم نے اپنی قسم میں حق سے تجاوز نہیں کیا۔اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ اگر ہم جھوٹی قسم اٹھائیں تو ہم اس وقت البتہ ظالموں میں سے ہونگے۔

آیت ۱۰۸: ذٰلِكَ یہ جس کا تذکرہ بیان حکم کے سلسلہ میں گزرا اَدْنٰی زیادہ قریب ہے۔اَنْ یَّاْتُوْا کہ شہداء ادا کریں اس حادثہ کے مطابق بِالشَّھَادَۃِ عَلٰی وَجْھِھَآ جیسا کہ انہوں نے اٹھائی ہے بغیر کسی خیانت کے اس میں اَوْیَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَیْمَانٌۢ بَعْدَ اَیْمَانِھِمْ یعنی دوسرے گواہوں کی قسم پختہ ہو جائے ان کی قسم اٹھانے کے بعد پس وہ رسوا ہوں اپنے جھوٹ کے ظاہر ہو جانے کے سبب وَاتَّقُوا اللّٰہَ خیانت میں اور جھوٹی قسم میں وَاسْمَعُوْا قبولیت واجابت والا سننا۔وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ جو کہ طاعت سے نکلنے والے ہیں۔

**سوال**: یہاں او کا کیا مطلب ہے؟

**جواب**: اس کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ قریب تر بات ہے۔کہ وہ گواہی کو حق وصدق سے ادا کریں۔خواہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی وجہ سے یا کم از کم شرم کے مارے۔کہ رسوائی اور ذلت ہوگی۔جب کل ان کی قسم جھوٹی نکل کر لوٹائی جائے گی۔

## ایک سوال کا جواب:

**سوال** : معلوم ہوتا ہے کہ مدعی پر قسم کا رد کرنا درست ہے؟

**جواب**: اس واقعہ میں ورثاء نے دو نصرانیوں کے خلاف دعویٰ کیا تھا۔جنہوں نے خیانت کی تھی۔پھر انہوں نے قسم اٹھا دی۔جب بعد میں ان کی قسم میں جھوٹ ظاہر ہو گیا تو ان دونوں نے اس مسروقہ پیالے کے متعلق شراء کا دعویٰ کر دیا۔ورثاء نے انکار کر دیا پس قسم ورثہ پر شراء کے دعویٰ کا انکار کرنے کی وجہ سے آئی۔(تو قسم مدعیٰ علیہ ہی پر ہوئی نہ کہ مدعی پر)



BestUrduBooks.wordpress.com

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ط قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ط

دجس دن اللہ رسولوں کو جمع فرمائے گا' پھر ان سے سوال فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا وہ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ

بلاشبہ آپ غیبوں کو خوب جاننے والے ہیں۔ جب اللہ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ بن مریم یاد کر

نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ م اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قف

میری نعمت جو تجھ پر ہے اور تیری والدہ پر' جب کہ میں نے روح القدس کے ذریعہ تیری تائید کی

وقف لازم

تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ج وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

تو بات کرتا تھا گہوارہ میں اور بڑی عمر میں اور جبکہ میں نے تجھے تعلیم دی کتاب کی اور حکمت کی

وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ج وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ

اور توریت کی اور انجیل کی' اور جبکہ تو بناتا تھا مٹی سے پرندہ جیسی صورت میرے حکم سے

فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ج

پھر تو اس میں پھونک مار دیتا تھا تو وہ صورت پرندہ بن جاتی تھی میرے حکم سے' اور تو اچھا کرتا تھا مادر زاد اندھے کو اور برص والے کو میرے حکم سے

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ج وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ

اور جبکہ تو نکالتا تھا مردوں کو میرے حکم سے' اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکے رکھا

اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

جبکہ تو ان کے پاس دلیلیں لے کر آیا' ان لوگوں نے کہا جو کافر تھے کہ یہ نہیں ہے

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

کھلا ہوا جادو۔

آیت ۱۰۹: يَوْمَ یہ اذکروا محذوف کی وجہ سے منصوب ہے یا احذروا محذوف کی وجہ سے۔

منکرین کی توبیخ کیلئے انبیاء علیہم السلام سے سوال:

يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۔ (جس دن اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع کرے گا پھر ان سے فرمائے گا تمہیں کیا



BestUrduBooks.wordpress.com

جواب ملا) یعنی وہ جواب جو تمہاری امتوں نے تمہیں دیا۔ جب کہ تم نے ان کو ایمان کی دعوت دی۔ دراصل یہ سوال ان لوگوں کی توبیخ کے لیے ہے۔جنہوں نے انکار کیا۔ نحو : ماذا کا لفظ اجبتم کی وجہ سے منصوب ہے۔جیسے مصدر معنی کے لحاظ سے منصوب ہوتا ہے۔ای اجابۃ اُجبتم۔ تو وہ کہیں گے قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اپنی قوم کے اخلاص کا۔اس کی دلیل اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ہے یا ان چیزوں کو جاننے والا ہے جو انہوں نے ہمارے بعد ایجاد کیں اس کی دلیل: کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ (المائدۃ : ۱۱۷) ہے۔یا یہ بات انبیاء بطور ادب کے کہیں گے۔یعنی ہمارا علم تیرے علم کے ساتھ ساقط ہے۔اور ڈھکا ہوا ہے اور چھپا ہوا ہے گویا کہ ہمیں علم ہے ہی نہیں۔

## تذکرۂ انعامات:

آیت ۱۱۰: اِذْ قَالَ اللّٰهُ یہ یوم یجمع سے بدل ہے۔يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ۔ (اے عیسیٰ بن مریم! میری وہ نعمتیں یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر کیں) یعنی جب اس کو پاک اور تمام جہان کی عورتوں میں اس کو چنا۔ اِذْ اَيَّدْتُّكَ اس میں عامل نعمتی ہے ایدتك کا معنی میں نے تمہیں قوت دی۔بِرُوْحِ الْقُدُسِ جبرئیل کے ساتھ ان کی مدد کی۔ تاکہ ان پر حجت ثابت ہو جائے۔یا اس کلام کے ساتھ جس سے دین زندہ ہو۔اور اس کی اضافت القدس کی طرف اس لیے ہے کیونکہ وہ پاکیزگی کا سبب ہیں۔گناہ کی چنگاریوں سے۔تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ یہ حال ہے یعنی تو ان سے کلام کرے گا بچپن کی حالت میں بطور اعجاز کے۔وَكَهْلًا تبلیغ کے طور پر۔وَاِذْ عَلَّمْتُكَ۔ نحو : اس کا عطف اذایدتك پر ہے اور اسی طرح اذ تخلق 'اذ تخرج اور اس طرح اذ کففت اور اذ اوحیت۔الْكِتٰبَ لکھنا۔وَالْحِكْمَةَ وہ کلام جو مضبوط و باصواب ہو۔وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ تخلق کا معنی تقدر' اندازہ کرنا۔وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ ایسی حالت جو پرندوں کی ہیئت جیسی تھی۔بِاِذْنِيْ میرے آسان کر دینے کے ساتھ۔فَتَنْفُخُ فِيْهَا اس میں ضمیر کاف کی طرف لوٹتی ہے۔کیونکہ وہ اس ہیئت کا بیان ہے۔جس حالت پر عیسیٰ علیہ السلام بناتے اور پھونک مارتے تھے۔ضمیر اس ہیئت کی طرف نہیں لوٹتی جو اس کی مضاف الیہ ہے کیونکہ وہ ان کی تخلیق سے نہ تھی۔اسی طرح ضمیر فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ میں بھی۔وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ کو تخلیق پر عطف کیا گیا۔وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى قبور سے زندہ کر کے۔بِاِذْنِيْ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے سام بن نوح اور دو مردوں اور ایک عورت اور ایک لونڈی کو زندہ کر کے دکھلایا۔وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ یعنی یہود جبکہ انہوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔اِذْ جِئْتَهُمْ یہ کففت کا ظرف ہے۔بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔

قراءت: حمزہ و علی نے ساحر پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ج قَالُوْٓا

"اور جب میں نے وحی کے ذریعہ حواریین کو حکم دیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا

اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی

کہ ہم ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ بلاشبہ ہم فرماں بردار ہیں اور جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰ

ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ

ابن مریم! کیا آپ کا رب یہ کر سکتا ہے کہ ہمارے اوپر آسمان سے خوان نازل

السَّمَآءِ ط قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ

فرما دے انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے

مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ

کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم اس بات کو جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس پر

الشّٰهِدِیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً

گواہ ہو جائیں۔ عیسیٰ بن مریم نے عرض کیا کہ اے اللہ! جو ہمارا رب ہے ہم پر آسمان سے خوان نازل

مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْكَ ج وَارْزُقْنَا

فرما دے جو ہمارے موجودہ لوگوں کے لئے اور بعد میں آنے والوں کے لئے عید ہو جائے اور آپ کی طرف سے ایک نشانی ہو جائے اور آپ ہمیں عطا فرمائیے!

وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ج فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ

آپ بہترین عطا فرمانے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ خوان تم پر اتاروں گا اس کے بعد جو

مِنْكُمْ فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع ١٥/٧/٥

ناشکری کرے گا تو بیشک میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ ایسا عذاب جہانوں میں سے کسی کو بھی نہ دوں گا۔"

آیت ۱۱۱: وَاِذْ اَوْحَیْتُ میں نے الہام کیا۔ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ خواص یا چنے ہوئے۔ اَنْ اٰمِنُوْا یعنی تم ایمان لاؤ۔ بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ یعنی تم گواہ ہو کہ ہم اخلاص برتنے والے ہیں ان کے ساتھ۔ جنہوں نے اپنے چہروں کو سپرد کر دیا)۔ فرمانبردار بنا دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حواریوں کا مطالبہ:

آیت ۱۱۲: اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ ۔ (جب حواریوں نے کہا) یعنی اذکروا اذ۔اس وقت کو یاد کرو۔ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اے عیسیٰ بن مریم! عیسیٰ منصوب ہے۔ کیونکہ اسکی حرکت ابن کی حرکت کے تحت ہے۔ مثلاً یا زید بن عمرو۔ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کیا وہ کردے گا۔ یا کیا تیرا رب تیری بات مانے گا۔ اگر تو اس سے سوال کرے۔ استطاع اور اطاع ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ جیسے استجاب اور اجاب' هل تستطيع ربك على یعنی هل تستطيع سوال ربك پس مضاف حذف کردیا۔ مطلب یہ ہے کہ تو اس سے سوال کریگا بغیر کسی رکاوٹ کے جو تمہیں سوال سے باز کردے۔ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا ۔ قراءت: مکی اور بصری نے یُنْزِل پڑھا ہے۔ مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ مائدہ دسترخوان کو کہتے ہیں۔ جبکہ اس پر کھانا ہو۔ یہ مادہ سے لیا گیا ہے جس کا معنی دینا عطاء کرنا ہے گویا وہ عطا کرتا ہے اسکو جو اسکی طرف بڑھتا ہے۔ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ نشانات کے مطالبے میں اسکے بعد کہ معجزات ظاہر ہو چکے۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اسلئے کہ ایمان تقویٰ کو لازم کرتا ہے۔

آیت ۱۱۳: قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا ۔ (ہم اس سے کھانا چاہتے ہیں) یعنی بطور تبرک وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا اور یقین میں اضافہ ہو جائے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ (البقرہ آیت: ۲۶۰)

## مشاہدۂ معجزہ اضافہ علم کیلئے:

وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا یعنی ہم کھلی آنکھوں آپ کی سچائی جان لیں۔ جیسا کہ ہم نے استدلال سے جانی ہے۔ وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ اس کا جو ہم نے آنکھوں سے دیکھا۔ ان لوگوں کے لیے جو ہمارے بعد آئیں گے۔ اس بناء پر کہ سوال اضافۂ علم کے لیے تھا۔ تعنت کی بناء پر نہ تھا۔

## نزولِ مائدہ کی دعا اور قبولیت:

آیت ۱۱۴: قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا (عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ! اے ہمارے ربّ! تو ہم پر آسمان سے مائدہ اتار جو ہمارے لئے خوشی کا باعث ہو) اس کی اصل یا اللہ ہے پس یاء کو حذف کردیا اور اس کے عوض میم لگادی رَبَّنَا یہ ندائے ثانی ہے۔ یعنی اسکے نزول کا دن ہمارے لیے عید کا دن بن جائے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اتوار کا دن تھا۔ اسی وجہ سے نصاریٰ نے اس کو عید بنایا۔ العید لوٹنے اور خوشی کو کہتے ہیں۔ اسلئے کہا جاتا ہے کہ یوم عید پس اسکا معنی یہ ہے کہ وہ ہمارے لیے سرور و خوشی کا باعث ہو۔ لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا یہ لَنَا سے بدل ہے اور عامل کو دوبارہ لایا گیا ہے یعنی ان لوگوں کیلئے جو ہمارے زمانہ میں ہمارے اہل دین ہیں اور ان کیلئے جو ہمارے بعد آئینگے یا اس سے پچھلے لوگ بھی کھائیں گے جیسے پہلوں نے کھائی یا پھر یہ ہم سے پہلے لوگوں اور پیروکاروں کیلئے ہوگی۔ وَ اٰيَةً مِّنْكَ میری نبوت کی صحت پر پھر اسکو اپنے اس ارشاد سے اور مضبوط کیا۔ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور تو ہمیں دے جو ہم نے تجھ سے مانگا ہے۔ اور آپ سب سے بہتر دینے والے ہیں۔

آیت ۱۱۵: قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۔ منزلها یہ تشدید کے ساتھ مدنی اور شامی اور عاصم نے پڑھا ہے۔ اتارنے کا وعدہ فرمادیا اور ان پر ایک شرط یہ کہہ کر عائد کردی۔ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ (جو ناشکری کرے گا تم میں سے اس کے اتارے جانے کے بعد) فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا ۔ (تو بے شک میں اُس کو ایسا عذاب دوں گا) یعنی عذاب دینا۔ یہ سلام بمعنی تسلیم کی طرح ہے اور ہٗ،



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ

"اور جب اللہ کا فرمانا ہو گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھے اور میری ماں کو اللہ کے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ

سوا معبود بنا لو؟ وہ عرض کریں گے میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔ میرے لئے یہ بات زیبا نہیں ہے کہ ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر

كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ

میں نے کہا ہوتا تو وہ آپ کو معلوم ہوتا۔ آپ جانتے ہیں جو میرے جی میں ہے اور میں وہ نہیں جانتا جو آپ کے علم میں ہے۔ بے شک

اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿١١٦﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ

آپ غیبوں کے جاننے والے ہیں۔ میں نے ان سے سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہا جو آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا رب ہے اور

رَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ

تمہارا رب ہے اور میں ان کے بارے میں باخبر تھا جب تک میں ان میں موجود تھا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا تو آپ ہی

الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١١٧﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ

ان کے نگران تھے اور آپ ہر چیز پر مطلع ہیں۔ اگر آپ ان کو عذاب دیں تو بے شک وہ آپ کے بندے ہیں

وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ

اور اگر آپ ان کی مغفرت فرما دیں تو بلاشبہ آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہو گا یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی

صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ

نفع دے گی ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے

اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١٩﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور اللہ کے لئے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا

وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٢٠﴾ ع

اور جو ان کے درمیان ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

وقف النبي صلى الله عليه وسلم

ع ١٦



BestUrduBooks.wordpress.com

اعذبہ میں ضمیر مصدر کے لیے ہے اور اگر عذاب سے وہ مراد لیا جائے جس سے عذاب دیا جاتا ہے تو با کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ( کہ ایسا عذاب جہانوں میں کسی کو بھی نہ دوں گا ) حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مائدہ نہیں اترا۔ اگر وہ اترتا تو قیامت تک کے لیے یوم عید بن جاتا۔ کیونکہ فرمایا۔ وَاٰخِرِنَا۔ مگر صحیح بات یہ ہے کہ وہ دسترخوان نازل ہوا۔ وہب رحمہ اللہ سے مروی ہے دسترخوان اترا۔ اوپر سے ڈھکا ہوا۔ اس کو ملائکہ اڑا کر لائے۔ اس پر گوشت کے علاوہ ہر کھانا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اس دسترخوان پر جو چاہتے پالیتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ان پر صبح و شام اترتا تھا۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خصوصی سوال:

آیت ۱۱۶: وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ (اور جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں کو کہا کہ وہ تمہیں اور تمہاری ماں کو اللہ کے سواء دو معبود بنالیں ) جمہور اس بات پر ہیں کہ یہ سوال عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن ہوگا۔ اس کی دلیل آیت کا سیاق و سباق ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ خطاب ان کو اس وقت کیا گیا۔ جب ان کو آسمان پر اٹھایا گیا اس کی دلیل اِذْ ہے۔ قَالَ سُبْحٰنَكَ تو پاک ہے اس بات سے کہ تیرا کوئی شریک ہو۔ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ میرے لیے یہ مناسب نہیں۔ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ کہ میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہیں۔ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ اگر یہ بات صحیح ہے کہ میں نے گزشتہ زمانہ میں کہی تھی۔ تو تو اس کو جانتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مجھے معذرت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تو جانتا ہے کہ میں نے یہ نہیں کہی۔ اگر میں نے کہی ہوتی تو تو اس کو جانتا کیونکہ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ جانتا ہے جو میری ذات میں ہے۔ میں آپ کی ذات میں جو کچھ ہے نہیں جانتا۔ نفس الشی ذات وحقیقت کو کہا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ تو میرے معلوم کو جانتا ہے۔ مگر میں تیرے معلوم کو نہیں جانتا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ یہ دونوں جملوں کو اکٹھا پختہ کیا گیا کیونکہ جو کچھ نفوس میں ہے وہ من جملہ غیوب میں سے ہے۔ اس لیے کہ جو علام الغیوب جانتا ہے اس کی طرف کسی کا علم نہیں پہنچتا۔

## جوابِ عیسوی:

آیت ۱۱۷: مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖ ۔ (میں نے وہی کہا جو آپ نے مجھے حکم دیا) یعنی میں نے انکو حکم نہیں دیا مگر اس بات کا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا۔ پھر جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اس کی وضاحت و تفسیر کی اور کہا۔ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ۔ اَنْ مفسرہ ہے بمعنی ای۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا نگران رہا۔ مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اتنی مدت جتنا میں ان میں رہا۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ رقیب حفیظ کو کہتے ہیں۔ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ میرے قول و فعل اور انکے قول و فعل کے متعلق۔

## مغفرت و سزا دونوں تیرے اختیار میں ہیں:

آیت ۱۱۸: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ (اگر آپ عذاب دیں تو وہ تیرے



BestUrduBooks.wordpress.com

بندے ہیں اور اگر ان کو بخش دیں تو تو زبردست حکمت والا ہے) زجاج نے کہا عیسیٰ علیہ السلام نے جانا کہ ان میں کچھ ایمان لائے اور بعض ان میں کفر پر قائم رہے۔ پس ان کے متعلق ان تعذبھم فرمایا یعنی اگر تو ان میں سے جو کافر ہوئے ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ جن کو تو جانتا ہے کہ انہوں نے تیری آیات کا انکار کیا تیرے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی اور تو اس سلسلے میں عدل کرنے والا ہے۔ انہوں نے حجت کے لازم ہو چکنے کے بعد کفر کیا ہے۔ اگر تو ان کو بخش دے جو ان میں سے کامیاب ہوئے اور ایمان لائے وہ محض تیرا فضل ہے۔ اور آپ زبردست ہیں۔ آپ کے ارادے کو کوئی باز نہیں کر سکتا۔ آپ اس سلسلے میں حکمت والے ہیں۔ یا زبردست طاقت والے ہیں۔ ثواب پر قدرت رکھتے ہیں حکمت والے ہیں۔ حکمت اور صواب سے ہی آپ سزا دیتے ہیں۔

## سچائی ہر دو جہان میں کام دینے والی ہے:

آیت ۱۱۹: قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ۔ (اللہ فرمائیں گے' یہ ایسا دن ہے جس دن سچوں کو ان کا سچ فائدہ دے گا) یوم کا مرفوع ہے۔ اور مضاف ہے اس طرح کہ یہ مل کر ھٰذَا کی خبر بنتی ہے۔ یعنی اللہ فرمائیں گے۔ ھذا یوم ینفع الصادقین فیہ صدقھم المستمر فی دنیاھم وآخرتھم یہ ایسا دن ہے کہ اس میں سچے لوگوں کو ان کا مسلسل سچ دنیا اور آخرت میں فائدے دے گا۔ یہ جملہ مبتداء اور خبر مل کر مفعولیت کی وجہ سے محل نصب میں ہے جیسا کہ تم کہو۔ قال زید عمرو منطلق (عمرو منطلق مقولہ محل نصب میں ہے۔ یَوْمَ کا نصب نافع نے پڑھا۔ اس طرح کہ یہ ظرف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ عیسیٰ علیہ السلام کو جس دن سچے لوگوں کو ان کا سچ فائدہ دے گا۔ اور وہ قیامت کا دن ہے۔ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (ان کیلئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا) سے ان کی قابل قدر کوشش پر۔ وَرَضُوْا عَنْهُ (ور وہ اس سے راضی ہو گئے) بھرپور جزاء سے۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (یہ بہت بڑی کامیابی ہے) کیونکہ باقی رہنے والی ہے۔ بخلاف دنیا کی کامیابی کے کہ وہ فناء ہونے والی ہے۔

## ملکیتِ عامہ سے ثبوتِ قدرت:

آیت ۱۲۰: لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ (اور اللہ کے لئے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے) اس کی شان بلند ہے اس سے جو اس کے متعلق نصاریٰ نے کہا۔ کہ اس کے ساتھ ایک اور معبود بھی ہے۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) روکنے' دینے اور ایجاد کرنے اور فناء کرنے پر (ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی رضامندیوں کی توفیق عنایت کر دے اور ہمیں کامیاب لوگوں میں کر دے۔ اپنی جناب میں اور رحمتیں نازل ہوں ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ انعام مکی ہے اس کی ایک سو پینسٹھ آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو اور بنایا تاریکیوں کو' اور روشنیوں کو'

ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ

پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں' وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا کیچڑ سے' پھر

قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ② وَهُوَ اللّٰهُ

اجل مقرر فرمائی اور اس کے پاس ایک اجل مقرر ہے' پھر تم شک کرتے ہو' اور وہ اللہ ہے

فِى السَّمٰوٰتِ وَفِى الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ③

آسمانوں میں اور زمین میں وہ جانتا ہے تمہارے باطنی حالات کو اور ظاہری حالات کو' اور وہ جانتا ہے جو تم عمل کرتے ہو

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ④ فَقَدْ

اور جب ان کے رب کی نشانیوں میں سے ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو اس سے اعراض کرتے ہیں۔

كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑤

سو بلاشبہ انہوں نے حق کو جھٹلایا جب ان کے پاس آیا۔ سو عنقریب آجائیں گی ان کے پاس اس چیز کی خبریں جس کا مذاق بنایا کرتے تھے۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو ہلاک کر دیا' ان کو ہم نے زمین میں ایسا اقتدار دیا تھا جو تم کو

لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ

نہیں دیا' اور ہم نے ان پر زور دار بارشیں برسائیں اور ہم نے نہریں بنا دیں جو ان کے نیچے جاری

تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ⑥

تھیں پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور ان کے بعد ہم نے پیدا کر دیں دوسری امتیں'



BestUrduBooks.wordpress.com

## تمام تعریفوں کے لائق وہی ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔اس نے بندوں کوتعلیم دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں۔اور در پردہ اس بات کی تعریف کردی کہ اللہ تعالیٰ کو بندوں کی حمد کی ضرورت نہیں۔وہ ان کی تعریف سے بے نیاز ہے خواہ اس کی تعریف کوئی کرے یا نہ کرے۔وہ واقع میں تمام تعریفوں کے لائق ہے۔

## سماوات کے جمع اورارض کے مفرد لانے کی وجہ:

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ السمٰوات جمع لایا گیا کیونکہ آسمان ایک دوسرے پر طبق کی صورت میں ہیں۔الگ شکل والے ہیں۔اور الارض زمینیں بھی اگرچہ جمہور کے نزدیک سات ہیں مگران کے لیے لفظ مفرد لائے۔کیونکہ وہ ایک دوسرے کے اوپر نہیں بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ ہم شکل ہیں۔اور ایک ماہیت رکھتی ہیں۔صرف: جعل کا لفظ جب احدث اور انشاء کے معنی میں ہوتو مفعول واحد کی طرف متعدی ہوتا ہے۔جیسا اس ارشاد میں وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ اور دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے جب صیّر کے معنی میں ہو۔جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (الزخرف:۱۹) اس میں بت پرستوں کے اس قول کی تردید ہے کہ نور وظلمت قدیم ہیں۔النور کو مفرد لائے کیونکہ جنس مراد ہے۔اور نور ایک ہی قسم ہے جو مختلف نہیں ہوتا۔جیسا کہ اندھیرے مختلف ہوتے ہیں۔ظلمات کو جمع لائے کیونکہ ہر ایک چیز کی ظلمت الگ ہے۔رات کی الگ۔سمندر کی الگ' اندھیرے مقام کی الگ ہر ایک دوسرے سے مختلف ہے۔اور ظلمات کو مقدم لایا گیا اس کی وجہ ترمذی میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا۔پھر ان پر اپنے نور کا ایک چھینٹا ڈالا۔پس جس پر وہ نور کا چھینٹا پڑ گیا۔وہ ہدایت یاب ہوگیا۔جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہوگیا (رواہ احمد ایضاً فی مسندہٖ) ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ پھر کافر لوگ اس وضاحت کے بعد، بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ۔ پھر بتوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دیتے ہیں۔

## نحوی تحقیق نمبرا:

جیسے تم کہو: عدلت ہذا ای ساویتہ بہ۔ میں نے اس کو اس کے برابر کر دیا سے لیا گیا ہے۔بربھم میں باء یہ عدل کا صلہ ہے۔کفروا کا نہیں۔نمبر۲۔یعدلون کے بعد اس کا صلہ عن محذوف ہے۔یہ اعتراض کے معنی میں ہے اس صورت میں باء کفروا کا صلہ ہوگی۔اور یعدلون کا صلہ عن محذوف ہوگا۔اگر ثم الذین کفروا کو الحمد للہ پر معطوف کیا جائے تو معنی اس طرح ہوگا۔بیشک اللہ تعالیٰ حقیقتاً لائق حمد ہے۔اس طور پر کہ سارے جہان کو پیدا کرنے والے ہیں۔اور جہان کو پیدا کرنا محض اس کی نعمت ہے۔لیکن پھر بھی کافر اس کی نعمتوں میں برابر قرار دے کر اس کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔نمبر۳۔خلق السمٰوٰت پر عطف ہے۔اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے تو پیدا کیا جو پیدا کیا۔جس کی تخلیق میں سوائے اس کے اور کسی کو قدرت نہیں۔پھر بھی کافر ایسی مخلوق کو اس کے برابر قرار دیتے ہیں۔جس کو کسی چیز کے پیدا کرنے پر کوئی قدرت نہیں۔ثم کا لفظ یہاں تعجب کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی آیات اس قدر واضح ہونے کے بعد کافروں کا اس کے برابر دوسروں کو قرار دینا قابل تعجب ہے۔اور بعید از



BestUrduBooks.wordpress.com

انصاف ہے۔

## خالق وہی پھر بھی شک میں پڑے ہیں:

آیت ۲: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ۔ من یہ ابتدائے غایت کے لیے ہے۔ یعنی ابتداء خلق اصلکم ای اٰدم منه تمہارے اصل آدمؑ کی پیدائش اسی سے کی۔ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا پھر مدت موت کا فیصلہ کیا۔ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ وقت معین سے قیامت مراد ہے۔ نمبر۲۔ پہلے اجل سے مراد پیدائش سے موت تک اور دوسرے اجل سے موت وبعث کے مابین اور وہ برزخ ہے ۔نمبر۳۔ اول نیند' ثانی موت۔ نمبر۴۔ ثانی سے بھی اول ہی مراد ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے و هواجل مسمی ای معلوم وہ وقت مقرر یعنی معلوم ہے۔ نحو : اجل مسمی مبتداء اور خبر عندهٗ ہے اور مبتداء کو نکرہ ہونے کے باوجود مقدم کر دیا۔ کیونکہ خبر ظرف ہے اور ظرف مؤخر ہی ہوتا ہے۔ اور نکرہ کی صفت آجانے سے وہ معرفہ کے قریب ہو گیا۔ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ پھر تم شک میں پڑے ہو۔ تمترون مرية سے ہے۔ نمبر۲۔ مراء سے ہے جس کا معنی جھگڑا کرنا۔ ثم استبعاد کے لیے ہے۔ اس بات سے کہ وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود کہ ثابت ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو زندہ کرنے والے موت دینے والے اور ان کو اٹھانے والے ہیں۔

## نحو وصرف:

آیت ۳: وَهُوَ اللّٰهُ۔ نحو : یہ مبتداء فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ خبر ہے۔ نمبر۱۔ لفظ اللہ کو صیغہ مشتق کہا جائے۔ گویا اس طرح ہو گیا هو المعبود فیها۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا۔ وهو الذی فی السماء الٰهٌ وفی الارض اله۔ الزخرف آیت ۸۴۔ نمبر۲۔ اللہ کے لفظ کو علم کہا جائے تو مشتق کی تاویل سے اس طرح ہوگا۔ هو اللّٰه المعروف بالالٰهية فیها۔ وہی اللہ الوہیت کے ساتھ معروف ہے ان دونوں میں۔ نمبر۳۔ اللہ کے لفظ کو علم مان کر هو الذی یقال له اللّٰه فیهما وہ وہی ہے جس کو ان دونوں میں اللہ کہا جاتا ہے۔ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ۔ نحو : یہ دوسری خبر ہے۔ یا ابتدائی کلام ہے۔ یعنی وہ تمہاری باطنی اور ظاہری حالت کو جانتا ہے۔ وَیَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ بھلائی' برائی میں سے اور وہ اس پر ثواب وعذاب دے گا۔

## عدم تدبر انجام کی سوچ نہ ہونے سے ہے:

آیت ۴: وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ۔ اس میں مِنْ استغراق کے لیے ہے۔ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اس میں مِنْ تبعیضیہ ہے۔ یعنی جو کوئی دلیل کبھی ان کے سامنے ظاہر ہوتی ہے جس میں غور وفکر کرنا ضروری ہے۔ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ان پر غور و تدبر چھوڑنے والے ہیں۔ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کو بہت کم خوف اور انجام کی سوچ نہیں ہے۔

آیت ۵: فَقَدْ كَذَّبُوْا اس کو محذوف کلام کی طرف لوٹایا جائے گا۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ ان كَانُوا معرضين عن الأيات فقد كذبوا۔ اگر یہ آیات سے منہ موڑ رہے ہیں تو انہوں نے واقعۃً حق کو جھٹلایا۔ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ یعنی وہ جو کہ عظیم ترین نشانی اور سب سے بڑا معجزہ ہے اور وہ قرآن ہی تو ہے جس کے ذریعے ان کو چیلنج کیا گیا۔ جس کے جواب میں وہ عاجز رہے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قرآنی خبریں حقیقت بن کر سامنے آ جائیں گی:

فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ یعنی اس چیز کی خبریں جس کو وہ جھٹلاتے تھے۔ اور وہ قرآن مجید ہے۔ یعنی قرآن کی خبریں اور جو حالات اس نے بیان کیے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ عنقریب وہ جان لیں گے کہ کس چیز کے ساتھ انہوں نے استہزاء کیا ہے یہ اس وقت پتہ چلے گا جب دنیا میں ان پر عذاب اترے گا۔ یا قیامت کے دن نازل ہوگا یا اسلام کے ظہور و غلبے کے وقت (جیسا کہ دشمن ذلیل ہوئے الحمد للہ علی ذالک)

## گزشتہ اقوام سے عبرت پکڑو ان کی ہلاکت تکذیب کی وجہ سے ہوئی:

آیت ۶: اَلَمْ يَرَوْا کیا مکذبین نے نہیں دیکھا۔ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ كَمْ خبر یہ ہے۔ قرن سے مراد ہر زمانے والوں کے ختم ہونے کی مدت اور وہ اسّی سال یا ستر سال ہے۔ مَّكَّنّٰهُمْ ۔ نحو : یہ قرن کی صفت ہونے کی وجہ سے موضع جر میں ہے اور معنی کے لحاظ سے جمع لائے۔ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ تمکین فی البلاد سے مراد قدرت بخشنا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے اہل مکہ کو وہ کچھ نہیں دیا جو عاد و ثمود کو دیا گیا تھا۔ ان کے اجسام بڑے۔ اموال میں وسعت اور اسباب دنیا کی فراوانی۔ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ ۔ السماء سے بارش مراد ہے۔ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا بہت زیادہ یہ السماء سے حال ہے۔ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ تحت کا مضاف الیہ اشجارھم مطلب یہ ہے کہ وہ پھلوں اور نہروں میں خوشحالی سے جیے اور بارش کی کثرت سے سیراب کیے گئے۔ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ اور ان میں سے کوئی چیز ان کے کام نہ آ سکی۔ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ (اور ان کے بعد ہم نے پیدا کر دیں دوسری امتیں) ان کے بدلے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ

اور اگر ہم اتار دیں آپ پر کاغذ میں لکھا ہوا کوئی نوشتہ پھر وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے چھو لیں تب بھی کافر لوگ

كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ

یوں کہیں گے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر صریح جادو ہے' اور وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہیں اتارا گیا اس پر فرشتہ

وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ⑧ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ

اور اگر ہم کوئی فرشتہ اتار دیتے تو فیصلہ کر دیا جاتا پھر ان کو کوئی مہلت نہ دی جاتی اور اگر ہم اس کو فرشتہ

مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ⑨ وَلَقَدِ

بناتے تو اس کو آدمی ہی بناتے اور ہم ان پر شبہ ڈال دیتے جس شبہ میں وہ اب پڑ رہے ہیں' اور بلاشبہ

اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

آپ سے پہلے رسولوں کے ساتھ استہزاء کیا گیا۔ پھر جن لوگوں نے استہزاء کیا ان کو اس چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق

يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑩ؑ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ　ع ۷

اڑایا کرتے تھے۔ آپ فرما دیجئے کہ چلو زمین میں پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا

الْمُكَذِّبِيْنَ ⑪

کیاانجام ہوا۔''

آیت ۷: وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا لکھی ہوئی تحریر۔ فِيْ قِرْطَاسٍ کاغذ پر۔ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ یہ ماقبل کی تاکید ہے تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہماری تو آنکھوں پر جادو کر دیا گیا۔ اور بعض اندھے پن کی حجت بازی بنالیں۔ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ حق کے ساتھ محض ضد اور عناد کی وجہ سے اس کے باوجود کہ حق ظاہر ہو چکا۔

## عدم مہلت زیادہ شدید ہے:

آیت ۸: وَقَالُوْا لَوْلَآ کیوں نہ۔ اُنْزِلَ عَلَيْهِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مَلَكٌ (فرشتہ) جو ہم سے کلام کرے کہ یہ نبی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ (تو ان کی حالت کا معاملہ نمٹا دیا جاتا۔ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ پھر اسکے اترنے کے بعد پلک جھپک کیلئے انکو مہلت نہ دی جاتی کیونکہ جب وہ فرشتہ اصل شکل میں دیکھ پائیں گے تو ان کی روحیں خوف نظارہ سے نکل



BestUrduBooks.wordpress.com

جائیں گی۔ یہاں ثم کا معنی یہ ہے کہ اس کے بعد کہ انہوں نے دو باتوں کو واضح کر دیا۔ معاملہ کا فیصلہ اور عدم مہلت۔ آیت میں عدم مہلت کو فیصلہ سے زیادہ شدید قرار دیا گیا۔ کیونکہ کسی مصیبت کا اچانک ٹوٹ پڑنا اصل مصیبت سے زیادہ سخت ہے۔

## فرشتہ لباس انسانی میں اسی اشکال کا باعث ہے:

آیت ۹: وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا اگر ہم رسول کو فرشتہ کی صورت میں بھیجیں جیسا کہ ان کے خیالات میں ہے کیونکہ وہ کبھی کہا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتہ کیوں نہیں اترا اور کبھی کہتے یہ تو تم جیسا انسان ہے۔ (نبوت اس کو نہیں دی گئی) اگر اللہ چاہتا تو فرشتہ ضرور اتارتا۔ لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا اس کو ضرور صورت انسانی میں بھیجتے۔ جیسا کہ جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عمومی حالات میں دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے۔ کیونکہ وہ فرشتوں کو ان کی اصلی شکل میں دیکھ کر زندہ نہیں رہ سکتے۔ وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ان پر ہم خلط ملط کر دیتے۔ اور اس کے معاملے کو ان پر مشتبہ کر دیتے۔ اس لئے کہ اس کا راستہ بھی تیرے والا راستہ تھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس فرشتوں کو صورت انسانی میں دیکھ کر کہتے کہ یہ انسان ہے فرشتہ تو نہیں۔ کہا جاتا ہے لبست الامر علی القوم۔ والبسته جبکہ وہ ان پر مشتبہ اور مشکل ہو جائے۔ پھر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم کی طرف سے پہنچنے والے استہزاء پر تسلی دی۔

## تسلیہ برائے رسول اللہ ﷺ:

آیت ۱۰: وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ پس ان کو گھیر لیا اس چیز نے جس کا وہ مذاق کرتے تھے۔ حالانکہ وہ برحق ہے اس لیے ان کو اس کے ساتھ استہزاء کے نتیجے میں ہلاک کر دیا گیا۔ مِنْهُمْ یہ سخروا کے متعلق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ (التوبہ: ۷۹) اور ھُم کی ضمیر رسل کی طرف جارہی ہے۔ قراءت: لقد کا دال ابو عمرو، حفص کے نزدیک مکسور ہے۔ کیونکہ دو ساکن جمع ہیں۔ اور دوسرے قراء نے دال کا ضمہ استھزی کی تا کے ضمہ کی اتباع میں پڑھا ہے۔

## نکتہ: فا اور ثم لانے کا فرق:

آیت ۱۱: قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔ (آپ فرما دیجئے کہ چلو زمین میں پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا) فانظروا اور ثم انظروا میں فرق یہ ہے کہ فانظروا میں نظر کو سیر کا مسبب قرار دیا گیا۔ گویا اس طرح کہا گیا سیروا لا جل النظر ولا تسیروا سیرا لغافلین کہ تم عبرت کی خاطر سیر کرو۔ اور چلو پھرو۔ اور غافل لوگوں کی طرح مت چلو۔ سیروا فی الارض ثم انظروا کا معنی یہ ہے۔ کہ زمین میں تجارت وغیرہ کی غرض سے بھی سیر و سفر مباح ہے۔ اور ہلاک شدہ لوگوں کے آثار پر غور و فکر واجب ہے۔ اس بات پر متنبہ کرنے کے لیے ثم لایا گیا۔ کہ مباح اور واجب میں بہت بڑا فاصلہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ

آپ فرما دیجئے! کس کی ملکیت ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمینوں میں ہے۔ فرما دیجئے کہ یہ سب اللہ ہی کے لئے ہے اس نے اپنے اوپر رحمت کرنا لازم

الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ

فرما لیا ہے' وہ ضرور تم کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں' جن لوگوں نے

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِی الَّيْلِ

اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا وہ ایمان نہیں لائیں گے' اور اسی کے لئے ہے جو ساکن ہے رات میں

وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑬ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ

اور دن میں' اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ آپ فرما دیجئے! کیا میں اللہ کے سوا کسی کو مددگار

وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ

بنا لوں جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور وہ کھلاتا ہے اور اسے کھلایا نہیں جاتا۔ آپ فرمایئے!

اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ⑭

بلاشبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے وہ شخص ہو جاؤں جو فرمانبردار ہوا' اور آپ ہرگز مشرکین میں سے نہ ہو جایئے۔

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑮

آپ فرما دیجئے! کہ بے شک! میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں'

آیت ۱۲: قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ نحو: من استفہامیہ ہے اور ما، الذی کے معنی میں ہے۔ ما موضع مبتداء میں مرفوع ہے۔ اور لمن اس کی خبر ہے۔ قُلْ لِّلّٰهِ میں اس بات کو پختہ کیا گیا۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ اس میں میرے اور تمہارے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ ان میں سے کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اور طرف منسوب نہیں کر سکتے۔

## رحمت اپنے ذمہ رحمت سے کر لی:

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ کتب کا اصل معنی واجب کرنا ہے۔ مگر اس کو ظاہر پر محمول نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر تو بندے کی کوئی چیز لازم نہیں۔ پس مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا پختہ عہد کیا ہے اور وہ اس کو ہر صورت پر پورا فرمانے والے ہیں۔ نفس کا ذکر خاص کرنے اور وسائط ختم کرنے کے لیے کیا۔ پھر ان کو غور و فکر میں غفلت کرنے اور اپنے ساتھ ایسے معبودوں کو شریک ٹھہرانے پر ڈرایا۔ جو کسی چیز کو پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اپنے اس ارشاد سے لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ



BestUrduBooks.wordpress.com

الْقِیٰمَۃِ۔ وہ ضرور تمہارے شرک پر تمہیں سزا دے گا۔ لَارَیْبَ فِیْہِ اس دن میں کوئی شبہ نہیں۔ یا جمع کرنے میں کوئی شبہ نہیں۔

## دو تراکیب:

اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ (جن لوگوں نے اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا) یہ منصوب علی الذم ہے تقدیر کلام یہ ہے ارید الذین خسروا انفسھم باختیارھم الکفر۔ کہ میری مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نفسوں کو کفر اختیار کر کے نقصان میں مبتلاء کیا۔ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ قول اخفش۔ الذین یہ بدل ہے لیجمعنکم کے کُمْ سے۔ تقدیر عبارت یہ ہے لیجمعن ھؤلاء المشرکین الذین خسروا انفسھم۔ وہ ضرور ان مشرکین کو جمع کرے گا۔ جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا۔ اور بہتر قول پہلا ہے کیونکہ سیبویہ نے کہا۔ اس طرح کہنا درست نہیں۔ مررت بی المسکین ولا بلک المسکین۔ کہ تم اس میں مسکین کو یا سے بدل بناؤ یا کاف سے بدل بناؤ۔ کیونکہ وہ دونوں نہایت واضح ہونے کی بناء پر بدل و تفسیر کے محتاج نہیں۔

## جب وہ مدبر کائنات ہے تو ہر حرکت و سکون کا مالک بھی وہی ہے:

آیت ۱۳: وَلَہٗ اس کا عطف للہ پر ہے۔ مَا سَکَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّھَارِ نمبرا۔ یہ السکنیٰ سے لیا گیا ہے تاکہ ساکن و متحرک دونوں کو شامل رہے۔ یا نمبر۲۔ السکون سے ہے مطلب اس طرح ہے کہ ماسکن و تحرك فیھما جو دن رات میں سکون و حرکت کرتا ہے ضدین میں ایک کا تذکرہ کافی ہے۔ جیسا فرمایا تقیکم الحر۔ النحل آیت ۸۱۔ تو الحر' البرد مراد ہیں۔ اسی طرح سکون کو ذکر کیا کیونکہ یہ حرکت سے زیادہ ہے۔ اس میں مشرکین کے خلاف دلیل دی گئی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو خالق الکل ہونے کا اقرار کرتے تھے۔ اور اس کو دابر الامور بھی مانتے تھے۔ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وہ ہر مسموع کو سنتا اور ہر معلوم کو جانتا ہے۔ پس جس چیز پر لیل و نہار مشتمل ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز اس پر مخفی نہیں ہے۔

## نحو و قراءت۔ میرا کارساز وہی ہے اور میں اُس کا فرمانبردار:

آیت ۱۴: قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا۔ (کیا میں اللہ کے سوا کسی (اور) کو مددگار بنالوں) ولی کا معنی ناصر و معبود ہے۔ یہ اَتَّخِذُ کا مفعول ثانی ہے اور پہلا مفعول اَغَیْرَ ہے۔ یہاں ہمزہ استفہام کو اتخذ کے مفعول پر داخل کیا گیا ہے۔ خود اتخذ پر نہیں۔ کیونکہ انکار غیر اللہ کو کارساز بنانے کا ہے۔ ولی بنانے کا انکار نہیں۔ اسلئے اسکو شروع میں لانا زیادہ مناسب تھا۔ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ان میں جو پڑھا جائیگا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ یعنی وہ انکا ایجاد کرنے والا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مجھے فاطر کا معنی اچھی طرح واضح نہ تھا۔ یہاں تک کہ دو اعرابی میرے پاس ایک کنوئیں کا جھگڑا لائے۔ ان میں سے ایک نے کہا انا فطرتھا کہ میں نے اس کی ابتداء کی۔ وَھُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ وہ رزق دیتا ہے اس کو رزق دیا نہیں جاتا۔ یعنی تمام منافع کا اختیار اسی ہی کو ہے۔ اور اسکے حکم کے خلاف انتفاع جائز نہیں۔ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ (آپ فرما دیجئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے وہ شخص ہو جاؤں جو فرمانبردار ہوا) کیونکہ نبی اکرم امت سے پہلے اسلام لانے والے تھے۔ جیسا دوسری آیت میں ہے: وبذالك امرت وانا اول المسلمین۔ الانعام آیت ۱۶۳۔ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ تم ہرگز مشرکین



BestUrduBooks.wordpress.com

مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ

اس دن جس سے عذاب ہٹا دیا گیا سو میرے رب نے اس پر رحم فرمایا اور یہ کھلی ہوئی کامیابی ہے اور اگر

يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ

اللہ تعالیٰ تجھے کوئی تکلیف پہنچا دے تو اس تکلیف کا دور کرنے والا اس کے علاوہ کوئی نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچا

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾

دے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ حکمت والا ہے باخبر ہے۔"

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۚ وَاُوْحِيَ

"آپ فرما دیجئے کہ گواہی کے لئے سب سے بڑھ کر کونسی چیز ہے؟ آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور میری طرف

اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ

یہ قرآن وحی کے ذریعہ بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ تمہیں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے اسے ڈراؤں' کیا تم گواہی دیتے ہو کہ

مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ

اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ہیں؟ آپ فرما دیجئے کہ میں تو ایسی گواہی نہیں دیتا' آپ فرما دیجئے کہ صرف وہی ایک معبود ہے اور بلاشبہ میں

بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ

ان سے بیزار ہوں جن کو تم شریک بناتے ہو، جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ انہیں پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے بیٹوں کو

اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ ع

پہچانتے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنی جانوں کو ضائع کر دیا سو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

سے نہ بنو اور مجھے کہا گیا ہے ولا تکونن من المشرکین۔ نون خفیفہ کے ساتھ اور اگر اسکا عطف ماقبل پر لفظاً ہوتا تو کہا جاتا۔ والا اکون۔ مطلب یہ ہے کہ امرت بالاسلام و نہیت عن الشرك مجھے اسلام کا حکم دیا گیا اور شرک سے روکا گیا ہے۔

## اگر میں بھی نافرمانی کروں تو عذاب کا خطرہ اتم ہے:

آیت ۱۵: قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ یعنی مجھے خطرہ ہے بڑے دن کے عذاب کا اور وہ قیامت ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں۔ نحو: پس شرط فاعل اور مفعول بہ کے درمیان آرہی ہے اور جواب شرط محذوف ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۱٦: مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ یعنی عذاب يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ رحم کیا اللہ تعالیٰ نے بڑا عظیم رحم اور وہ ظاہری نجات ہے۔
قراءت: من يَصرف معروف پڑھا حمزہ علی اور ابوبکر نے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس سے عذاب پھیر دیا۔ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

## نفع وضرر پر اختیار اسی کو ہے:

آیت ۱۷: وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ۔ ضر سے مراد مرض یا فقر یا اور اسی قسم کی آزمائش فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ کوئی اس کے سوا اس کو دور کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ جیسے عنایت اور صحت۔ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تو وہ اس کے دوام اور ازالہ پر قدرت رکھتا ہے۔

## نحوی ترکیب:

آیت ۱۸: وَهُوَ الْقَاهِرُ یہ مبتداء اور خبر ہے۔ یعنی غالب ومقتدر ہے۔ فَوْقَ عِبَادِهٖ یہ دوسری خبر ہے یعنی ان پر قدرت سے غالب ہے۔ القهر مراد کو پالینا۔ جبکہ دوسرا اس کو پالینے میں رکاوٹ ہو۔ وَهُوَ الْحَكِيْمُ اپنے مقصد کے نفاذ میں۔ الْخَبِيْرُ اپنے بندوں میں سے اہل قہر کو جاننے والا ہے۔

## قرآن کے وحی ہونے پر اللہ کی شہادت کافی ہے......نحوی تحقیق:

آیت ۱۹: قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ای شیء مبتداء اور اکبر اس کی خبر ہے۔ شہادۃ تمیز ہے۔ ایّ یہ ایک ایسا کلمہ ہے کہ اس سے مضاف الیہ کا بعض مراد ہوتا ہے۔ جب یہ استفہام کے لیے ہو تو اس کا جواب مضاف الیہ کے نام سے موسوم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قُلِ اللّٰهُ یہ ایّ کا جواب ہے یعنی الله اکبر شهادة کہ اللہ تعالیٰ کی شہادت سب سے بڑی ہے پس لفظ اللہ مبتداء اور خبر محذوف ہے۔

نکتہ: اس میں دلیل ہے کہ شیء کے لفظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر کیا جاسکتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شیء موجود کو کہتے ہیں اور شیء معدوم پر بولا ہی نہیں جاسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے پس شیء ہوا۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شیء لا کالا شیاء اللہ تعالیٰ شیء ہے مگر اشیاء کی طرح نہیں۔ پھر جملہ ابتدائیہ لایا گیا۔ شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ یعنی هو شهيد بيني و بينكم۔ وہ گواہ ہے میرے اور تمہارے مابین اور یہ بھی درست ہے کہ جواب اس طرح ہو۔ اللّٰهُ شهيد بيني و بينكم۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اور ان کے درمیان شہید ہے۔ تو سب سے بڑی شے شہید کی آپ کے حق میں گواہی ہے۔ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ جن کو قرآن قیامت کی ساعت تک پہنچے گا حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جس کو قرآن پہنچ گیا گویا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا (یہ موقوف روایت ہے) اور مَنْ محل نصب میں کُمْ پر معطوف ہے۔ اور ضمیر عائد محذوف ہے۔ ومن بلغ اور بلغ کا فاعل ضمیر ہے جو قرآن کی طرف لوٹتی ہے۔ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى یہ استفہام انکاری ہے اور تبکیت کفار کے لیے لایا گیا ہے۔ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ جس کی تم گواہی دیتے ہو۔ اس کو دوبارہ لائے۔ قُلْ تاکید



BestUrduBooks.wordpress.com

کے ساتھ۔ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ مَا نے اِنّ کے عمل کو روک دیا۔ ھو مبتداء ہے اور اللہ اس کی خبر ہے۔ اور واحد اس کی صفت ہے۔ یاما، الذی کے معنی میں محل نصب میں ہے بوجہ انّ کے اور ھو مبتدا ہے اور اللہ اس کی خبر ہے۔ اور جملہ الذی کا صلہ ہے اور واحد خبر انّ ہے۔ اور یہ وجہ زیادہ بہتر ہے۔ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ شریک کرتے ہو اس کے ساتھ۔

## اہل کتاب پر آپ کی صفات مخفی نہیں:

آیت ۲۰: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یعنی یہود و نصاریٰ اور کتاب سے تورات و انجیل مراد ہیں۔ یَعْرِفُوْنَهٗ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چہرے اور مہرے اور دونوں کتابوں میں ثابت شدہ صفات کے ساتھ۔ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ان کے چہروں اور ان کی صفات کے ساتھ۔ یہ اہل مکہ کے سامنے گواہی اور شہادت پیش کی۔ کہ اہل کتاب آپ ﷺ کو جانتے اور آپ کی نبوت کو بھی جانتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یعنی مشرکین میں سے اور عنادی اور ضدی اہل کتاب میں سے۔ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

''اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے۔ اس کی آیتوں کو جھٹلائے' بے شک بات یہ ہے کہ ظلم کرنے والے

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ

کامیاب نہیں ہوتے' اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ان لوگوں سے ہم کہیں گے جنہوں نے شرک کیا کہاں ہیں

شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا

تمہارے شریک جن کے بارے میں تم دعوٰی کیا کرتے تھے؟ پھر نہ ہوگا ان کا فریب اس کے سوا کہ وہ کہیں گے

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ

قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے ہم شرک کرنے والے نہ تھے۔ دیکھو کیسا جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور وہ سب کچھ غائب ہوا

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى

جو وہ جھوٹ بنایا کرتے تھے' اور ان میں بعض وہ ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر

قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا

پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں بھاری پن کر دیا ہے اور اگر یہ لوگ ہر طرح کی نشانیاں دیکھ لیں تب

يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے' یہاں تک کہ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے جھگڑا کرتے ہیں' جنہوں نے کفر کیا

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ۚ

وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ پچھلے لوگوں کی لکھی ہوئی باتوں کے سوا کچھ بھی نہیں اور وہ لوگ اس سے منع کرتے ہیں اور اس سے دور ہوتے ہیں'

وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور وہ نہیں ہلاک کرتے مگر اپنی ہی جانوں کو اور سمجھتے نہیں ہیں۔''

## یہ ظالم دو باطل باتیں جمع کرنے والے ہیں:

آیت ۲۱: وَمَنْ اَظْلَمُ یہ استفہام نفی کے معنی کو متضمن ہے۔ یعنی ان سے بڑھ کر اپنے نفس پر ظلم کرنے والا کوئی نہیں۔ الظلم کسی چیز کو اپنے مقام سے ہٹا کر دوسرے مقام پر رکھنا۔ اور سب سے بدترین ظلم یہ ہے کہ مخلوق کو معبود بنا دیا جائے۔ مِمَّنِ افْتَرٰى جس



BestUrduBooks.wordpress.com

نے جھوٹ باندھا۔ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وہ اس کی ایسی صفت بیان کرتا ہے جو اس کے لائق نہیں۔ اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ قرآن اور معجزات کو۔ اِنَّهٗ ضمیر شان ہے۔ بیشک معاملہ اور شان یہ ہے کہ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ انہوں نے دو باطل باتیں جمع کر لیں پس اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسی بات جھوٹ لگائی جس کی کوئی دلیل نہیں اور اس کو جھٹلایا جو پختہ دلیل سے ثابت ہے۔ جبکہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اور قرآن مجید اور معجزات کو سحر کا نام دیا۔

## تمام کا حشر:

آیت ۲۲: وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا یوم نحشرهم مفعول بہ ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اذکر یوم نحشرهم اور جمیعًا حال ہے مفعول کی ضمیر سے ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شریک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کو۔ یہ توبیخ کے طور پر کہا جائے گا۔ قراءت: یعقوب نے نحشرهم اور نقول میں یحشرهم اور یقول یاء سے پڑھا ہے۔ اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ یعنی تمہارے وہ معبود جن کو تم نے اللہ کا شریک قرار دیا۔ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ جن کو تم اپنے خیال میں شریک سمجھتے ہو۔ نحو: دونوں مفعولوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔

## کفر کا بے وقت انکار:

آیت ۲۳: ثُمَّ لَمْ تَكُنْ: قراءت: حمزہ اور علی نے یکن یاء سے پڑھا ہے۔ فِتْنَتُهُمْ ان کا کفر اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ یعنی پھر ان کے اس کفر کا انجام جس کو انہوں نے ساری عمر لازم پکڑا اور اس پر لڑائیاں کیں اور بیزاری ہوگی اور اس کو اختیار کرنے کی نفی ہوگی۔ پھر ان کا یہ جواب ہوگا (واللہ ربنا ماکنا مشرکین) پس اس جواب کو فتنہ اس لیے کہا گیا کیونکہ وہ جھوٹ ہے۔ قراءت: الفتنۃ کو مکی نے مرفوع پڑھا ہے اور اسی طرح شامی اور حفص نے بھی۔ جن قراء نے تکن تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور فتنہ کو رفع دیا۔ تو انہوں نے اس کو لم تکن کا اسم قرار دیا۔ اور ان قالوا کو خبر۔ مطلب یہ ہوا کہ ان کی آزمائش ان کی یہ بات ہوگی۔ جن قراء نے تاء سے پڑھا ہے لیکن الفتنۃ کو منصوب پڑھا تو انہوں نے فتنہ کو مقولہ قرار دیا۔ حمزہ اور علی نے ندا کی وجہ سے ربنا کو منصوب پڑھا ہے۔ یا رَبَّنَا۔ دوسرے قراء نے اللہ تعالیٰ کے اسم کی صفت قرار دیکر مجرور پڑھا ہے۔

## اپنے منہ اپنی تکذیب:

آیت ۲۴: اُنْظُرْ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ یہ بات کہہ کر کہ ہم مشرک نہ تھے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو جمع کرے گا اور مشرکین اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت ملاحظہ کریں گے اور مسلمانوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور اسی طرح مومنین کی دوسرے مومنوں کے متعلق شفاعت دیکھیں گے تو وہ ایک دوسرے کو کہیں گے۔ آؤ شرک چھپائیں شاید کہ ہم بھی اہل توحید کے ساتھ نجات پا جائیں۔ پس اس وقت ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نداء دی جائے گی۔ اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (انعام: ۲۲) تمہارے وہ شریک کہاں ہیں جن کو تم شریک گمان کرتے تھے۔ مشرک اس وقت کہیں گے: وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (انعام: ۲۳) کہ اے اللہ ہمیں آپ کی ربوبیت کی قسم ہم تو مشرک ہی نہ تھے۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا۔ اور ان کے جوارح ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ وَضَلَّ عَنْهُمْ اور ان سے غائب ہو



BestUrduBooks.wordpress.com

جائیں گے۔ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ جن کی الوہیت اور شفاعت کو جھوٹ باندھتے تھے۔

آیت ۲۵: وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ جبکہ آپ ﷺ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ ابوسفیان' ولید' نضر اوران کے ہم مثل جمع ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کو سننے لگے۔ ان تمام نے نضر کو کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں۔ کہ محمد ﷺ کیا کہتے ہیں۔ مگر یہ کہ وہ اپنی زبان کو حرکت دیتے ہیں۔ اور پہلے لوگوں کی کہانیاں بتلاتے ہیں۔ جیسا کہ میں گزشتہ زمانے کی حکایات تمہیں سناتا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں اس کو سچا خیال کرتا ہوں۔ اس پر ابوجہل نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہرگز نہیں پس یہ آیت نازل ہوئی۔

## قرآن کو اساطیر الاولین کہنے والوں کے دِلوں پر پردے ہیں:

وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً۔ اکنہ جمع اکنان کی اس کا معنی پردے۔ اعنہ کی نظر عنان اور اعنہ آئی ہوئی ہے۔ اَنْ یَّفْقَهُوْهُ اس کراہت سے کہ وہ اس کو سمجھیں۔ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وقر کا معنی بوجھ جو سننے سے مانع ہو۔ وقر کو مصدر کی وجہ سے واحد لائے۔ اس کا عطف اکنۃ پر ہے۔ اور مسئلہ اصلح للعبد میں یہ ہمارے لیے حجت ہے معتزلہ کے خلاف۔ وَاِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْكَ یُجَادِلُوْنَكَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا۔ نحو : حَتّٰی جملہ اذا جاء وك کی طرف مضاف ہے۔ اور یجادلونك موضع حال میں ہے۔ اور حتی جارہ بھی ہوسکتا ہے۔ اور اذا جاء و ك موضع جر میں ہو اس وقت حتی کے بعد وقت مجیئهم ہوگا اذا جاؤك مصدر کے معنی میں ہو جائے گا۔ اور یجادلونك حال ہے اور یجادلونك اس کی تفسیر ہے مطلب اس طرح ہوگا انه بلغ تکذیبهم الأیات الٰی انهم یجادلونك وینا کرونك ان کی تکذیب آیات اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ آپ سے جھگڑا کرتے اور اس کو او پر اقرار دیتے ہیں۔ اور ان کے مجادلہ کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ وہ کہتے ہیں اِنْ هٰذَآ نہیں ہے یہ قرآن اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو جھوٹوں کا پلندا قرار دیتے ہیں۔ اساطیر کا واحد اسطورہ ہے۔

## دہرے گناہ کے مرتکب:

آیت ۲۶: وَهُمْ یعنی مشرکین یَنْهَوْنَ عَنْهُ وہ لوگوں کو قرآن سے منع کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ سے روکتے ہیں۔ آپ کی اتباع اور ایمان سے روکتے ہیں۔ وَیَنْئَوْنَ عَنْهُ اور اپنے نفوس کو دور کرتے ہیں۔ پس خود گمراہ ہوتے ہیں اور کرتے ہیں۔ وَاِنْ یُّهْلِكُوْنَ اس کے ساتھ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ یعنی نقصان ان سے دوسروں کی طرف تعدی نہیں کرے گا۔ اگرچہ ان کے اپنے خیال میں ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد ابو طالب ہے۔ کیونکہ وہ قریش کو آپ ﷺ پر تعرض کرنے سے روکتا۔ مگر وہ آپ پر ایمان نہ لاتا۔ بلکہ ایمان سے دور ہٹتا۔ تفسیر اول زیادہ مناسب ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ

اور آپ اگراس وقت دیکھیں جب وہ کھڑے کئے جائیں گے دوزخ پر تو کہیں گے ہائے! ہماری بربادی کاش ہم واپس کر دیئے جاتے اور اپنے رب کی آیات کو

رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ

نہ جھٹلاتے! اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جاتے! بلکہ بات یہ ہے کہ وہ جس چیز کو اس سے پہلے چھپایا کرتے

قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا

تھے وہ ظاہر ہوگئی اور اگر وہ واپس کر دیئے جائیں تب بھی وہ کام کریں گے جس سے وہ منع کئے گئے اور بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں اور انہوں نے کہا

اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا

کہ بس یہی ہے ہماری دنیا والی زندگی اور ہم نہیں ہیں اٹھائے جانے والے' اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کھڑے کئے جائیں گے

عَلٰی رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰی وَرَبِّنَا ؕ قَالَ

اپنے رب کے حضور' رب تعالیٰ شانہٗ' کا سوال ہوگا کیا یہ حق نہیں ہے؟ جواب میں کہیں گے کہ ہاں! ہمارے رب کی قسم یہ حق ہے! رب تعالیٰ شانہٗ' فرمائیں گے

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

کہ چکھو اوعذاب اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے۔''

ع ۱۰ / ۹

## تکذیب پر قیامت میں افسوس:

آیت ۲۷: وَلَوْ تَرٰٓی اس کا جواب محذوف ہے اگر تم دیکھو۔ تو ایک عظیم چیز کا مشاہدہ کرو۔ اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ وہ آگ ان کو دکھائی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب اس کا معائنہ کرلیں گے یا ان کو پل صراط پر آگ کے اوپر ہی روک لیا جائے گا۔ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ دنیا کی طرف۔ وہ دنیا میں واپسی کی تمنا ایمان لانے کے لئے کریں گے اور اگر ان کی تمنا پوری ہوئی پھر وہ یہ کہتے ہوئے ابتداء کریں گے۔ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اس حال میں کہ وہ ایمان کا وعدہ کرنے والے ہونگے۔ گویا کہ انہوں نے کہا کہ ہم تکذیب نہ کریں گے۔ بلکہ ایمان لائیں گے ولا نکذب ونکون حمزہ اور حفص نے تمنی کا جواب ہونے کی وجہ سے واؤ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور اَنْ کو مضمر مانا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ہم لوٹائے گئے تو تکذیب نہ کریں گے اور مؤمن ہو جائیں گے۔ بلکہ شامی نے ونکون میں ان دونوں قراء کی موافقت کی ہے۔

آیت ۲۸: بَلْ جس چیز کی انہوں نے تمنا کی۔ اس کے پورا کرنے سے اضراب و اعراض کے لیے ہے۔ بَدَا لَهُمْ ان کے لیے ظاہر ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## دُنیا کی رسوائیاں سامنے آ گئیں:

مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ لوگوں سے مِنْ قَبْلُ دنیا میں اپنی برائیاں اور وہ رسوائیاں جو ان کے صحائف میں ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ منافقین کے متعلق ہے۔ اور یہ کہ ان کا وہ نفاق کھل جائے گا جو وہ چھپاتے تھے۔ یا اہل کتاب کے متعلق ہے کہ ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی نبوتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت جو دنیا میں چھپایا کرتے تھے۔ وَلَوْ رُدُّوْا آگ پر کھڑا کرنے کے بعد دنیا کی طرف ان کو لوٹا دیا جائے۔ لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ یعنی کفر وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ جو وہ اپنے نفوس کے متعلق وعدہ کرتے ہیں۔ وہ پورا نہیں کریں گے۔

آیت ۲۹: وَقَالُوْا اس کا عطف لعادوا پر ہے یعنی اگر ان کو دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے تو ضرور کفر اختیار کریں گے اور کہیں گے۔ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا جیسا کہ وہ قیامت کا معائنہ کرنے سے پہلے کیا کرتے تھے۔ (یا اس کا عطف وانھم لکاذبون پر ہے یعنی یہ ہر چیز میں وہ جھوٹ بولنے والے لوگ ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو یہ کہا کرتے ہیں کہ ان ھی الاحیاتنا الدنیا کہ صرف ہماری یہی دنیا کی زندگی ہے۔ اور ھی یہ حیاۃ سے کنایہ ہے یا یہ ضمیر قصہ ہے: وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۔

## بعثت کے منکر اقراری بن جائیں گے:

آیت ۳۰: وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ یہ سوال اور توبیخ کے لیے روکنے سے مجاز ہے جیسا کہ مجرم غلام کو آقا کے سامنے سزا کے لیے لایا جائے یا ان کو اپنے رب کی جزاء کے پاس کھڑا کیا جائے گا۔ قَالَ یہ سوال مقدر کا جواب ہے گویا اس طرح فرمایا ان کا رب انہیں کیا کہے گا جبکہ ان کو اس کی بارگاہ میں کھڑا کیا جائے گا۔ تو کہا گیا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اَلَيْسَ هٰذَا کیا یہ بعث نہیں ہے۔ بِالْحَقِّ جو واقع میں موجود ہے اور یہ بعث کے جھٹلانے پر ان کو عار دلائی جا رہی ہے۔ اور کفار کے اس قول پر عار دلائی جا رہی ہے کہ جب وہ بعث کے متعلق سن پاتے تو یہ کہتے کہ یہ حق نہیں۔ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا وہ اقرار کریں گے اور اپنے اقرار کو قسم سے پختہ کریں گے۔ قَالَ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ تمہارے کفر کے سبب۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً

اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ خسارہ میں پڑ گئے جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا یہاں تک کہ جب ان کے پاس اچانک قیامت آ جائے گی

قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ

تو کہیں گے کہ ہائے ہماری حسرت اس پر جو ہم نے دنیا میں کوتاہی کی اور وہ اپنے بوجھوں کو اپنی کمروں پر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

خبردار! برا ہے وہ بوجھ جسے وہ اٹھا رہے ہوں گے اور نہیں دنیا والی زندگی مگر ایک لعب اور لہو..... اور البتہ آخرت والا گھر

لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِىْ

ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟'' ''ہم جانتے ہیں کہ بے شک آپ کو ان کی باتیں رنجیدہ

يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾

کرتی ہیں۔ سو یہ یقینی بات ہے کہ وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے اور لیکن ظلم کرنے والے اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى

اور بلاشبہ آپ سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا گیا سو انہوں نے جھٹلائے جانے پر اور ایذائیں پہنچنے پر صبر کیا یہاں تک

اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى

کہ ان کے پاس ہماری مدد آ گئی اور اللہ کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں اور البتہ پیغمبروں کی بعض خبریں آپ کے

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

پاس پہنچ چکی ہیں

## منکرین قیامت کو اپنے گناہ کا بوجھ اُٹھانا ہوگا:

آیت ۳۱: قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ آخرت اور اس کے متعلقات پہنچ جانے کے سبب یا اس کا ظاہری مطلب لیا جائے گا۔ کیونکہ منکرین بعث رویت باری کے منکر ہیں۔ حَتّٰى یہ كَذَّبُوا کی غایت ہے خَسِرَ کی غایت نہیں کیونکہ ان کے نقصان کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ۔ السّاعة سے مراد قیامت ہے کیونکہ اس کے متاخر ہونے کی مدت بعد والے زمانہ سمیت ایک گھڑی کی طرح ہے۔ بَغْتَةً اچانک یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی باغتة۔ یا مصدر ہونے کی وجہ سے

منصوب ہے۔گویا تقدیر عبارت اس طرح تھی۔ بغتتهم الساعة بغتة کسی چیز کا کسی شخص پر بغیر اس کے کہ اس کا وقت معلوم ہو آ جانا۔قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا افسوس کی نداء ہے۔اس کا معنی اے افسوس تو آ موجود ہو۔ یہ تیرا وقت ہے۔عَلٰی مَا فَرَّطْنَا جو ہم نے کوتاہی کی فِیْھَا دنیا کی زندگی میں۔یا قیامت کے متعلق اعتقاد میں۔یعنی ہم نے اس کی شان کو گھٹایا۔اور اس پر ایمان لانے میں کوتاہی کی۔وَهُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ ۔ اوزار کا معنی گناہ ہے۔عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ پشت کو خاص طور پر ذکر کیا۔پشت ہی بوجھ کے لیے عموماً مقرر ہے۔جیسا کہ کمائی عام طور پر ہاتھوں سے کی جاتی ہے اور درحقیقت یہ مجاز ہے اس بات سے کہ وہ ان سے کبھی جدا نہ ہوگی۔اور ایک قول یہ بھی ہے کہ کافر جب قبر سے نکلے گا تو اس کو ایک انتہائی بدترین شکل سامنے آئے گی۔جس سے تعفن و بدبو اٹھ رہی ہوگی۔اور وہ صورت پکار رہی ہوگی کہ میں تیرا برا عمل ہوں۔تو دنیا میں طویل عرصہ مجھ پر سوار رہا آج میں تجھ پر سوار ہونگا۔(اعاذنا اللہ منھا) اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ بہت بری چیز وہ اٹھانے والے ہیں۔اَلَا کا لفظ مابعد کی تعظیم و برائی کو ظاہر کرتا ہے۔

## متقین کے اعمال کے علاوہ بقیہ دنیا' سب کھیل تماشہ ہیں:

آیت ۳۲: وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ یہ کفار کے اس قول کا جواب ہے۔ان ھِیَ الا حیٰوتنا الدنیا۔الانعام آیت ۲۹۔اللعب نفع مند چیز کو چھوڑ کر بے فائدہ کے پیچھے پڑنا۔اللهو وقار سے مذاق کی طرف جھکاؤ اختیار کرنا۔دوسرا قول یہ ہے کہ دنیا کے تمام اعمال لہو ولعب ہی ہیں۔کیونکہ ان کے نتیجے میں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔جیسا کہ اعمال آخرت کا آخرت میں عظیم بدلہ ملے گا۔وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ۔ الدار موصوف آخرت صفت اور خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ( ) یہ خبر ہے۔قراءت: شامی نے اضافت کے ساتھ پڑھا ہے۔تقدیر کلام والدار الساعة الاٰخرة کیونکہ شیء اپنے آپ کی طرف مضاف نہیں ہوتی۔دونوں قراء توں کے مطابق خبر خیرٌ ہی ہے۔

مَسْئَلَة: اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ متقین کے اعمال کے علاوہ جو کچھ ہے وہ لہو ولعب ہے۔اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔
قراءت: مدنی اور حفص نے تاء سے پڑھا ہے۔

## اِس آیت سے تسلی دی گئی کہ وہ رسول کے نہیں بلکہ مرسل کے مکذب ہیں:

آیت ۳۳: جب ابوجہل نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے تم ہمارے نزدیک سچے ہو۔ہم تو اس کی تکذیب کرتے ہیں جو تو تمہارے پاس لے آیا ہے۔قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ ہٗ۔ضمیر شان ہے۔لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وہ تیری نسبت کذب کی طرف نہیں کرتے۔ قراءت: نافع و علی نے تخفیف سے پڑھا ہے اس وقت یہ اَکْذَبَهٗ سے ہے جبکہ اس کو جھوٹا پایا جائے۔وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لایا گیا اس میں واضح دلیل ہے کہ انہوں نے انکار میں زیادتی کی۔با، یہ یجحدون کے متعلق ہے یا پھر الظالمین کے متعلق ہے۔جیسا کہ اس آیت میں فظلموا بها۔الاعراف آیت ۱۰۳۔مطلب یہ ہے کہ آپ کی تکذیب یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والا ہے۔کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔جن کی معجزات کے ذریعے تصدیق کی گئی۔حقیقت میں وہ آپ کو نہیں جھٹلا رہے بلکہ اللہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا

اور اگر آپ کو ان کا اعراض کرنا گراں گزر رہا ہے تو اگر آپ سے ہو سکے تو آپ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں

فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ

کوئی زینہ تلاش کر لیں پھر آپ ان کے پاس معجزہ لے آئیں تو آپ ایسا کر لیجئے اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔ لہٰذا آپ نادانوں

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ

میں سے نہ ہو جائیے بات کو وہی قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو اللہ زندہ

اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

فرمائے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے اور انہوں نے کہا کہ اس کے رب کی طرف سے اس پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی۔

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾

آپ فرما دیجئے ! کہ بلاشبہ اللہ اس پر قادر ہے کہ نشانی نازل فرمائے لیکن ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

تعالیٰ کو جھٹلا رہے ہیں۔ کیونکہ رسول کی تکذیب خود مرسل کی تکذیب ہے۔

## تسلی کا دوسرا انداز:

آیت ۳۴: وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی۔ اس میں دلیل ہے کہ فانھم لا یکذبونك میں آپ کی تکذیب کی نفی نہیں۔ بلکہ یہ بات اس طرح ہے۔ جیسے تمہارے غلام کی لوگ توہین کریں تو تم کہو کہ وہ تو تیری نہیں کرتے بلکہ وہ میری توہین کرتے ہیں۔ فَصَبَرُوْا صبر۔ کسی ناپسند طبع پر نفس کو روکنا۔ عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا اپنی تکذیب پر اور ایذاء پر۔ حَتّٰٓى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ یعنی اس کے وعدوں کو۔ جیسا کہ دوسری آیت: وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ (الصافات: ۱۷۱، ۱۷۲) انا لننصر رسلنا۔ غافر آیت ۵۱۔ تو کلمات سے مراد وعدے ہیں۔ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ( ) نبأ سے مراد یعنی خبریں۔ اور بعض واقعات اور جو مشرکین کی طرف سے انہوں نے تکالیف برداشت کیں۔ نحو: اخفش رحمہ اللہ نے کہا۔ کہ من زائدہ ہے فاعل نبأ المرسلین ہے جبکہ سیبویہ واجب میں اس کو زائدہ ماننے کے لیے تیار نہیں۔

آیت ۳۵: شانِ نزول: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی قوم کا انکار و اعراض گراں گزرا اور آپ کی چاہت تھی کہ ایسی علامات ظاہر کر دی جائیں جس سے وہ اسلام لے آئیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## آپ کو ان کے ایمان کی اس قدر حرص ہے کہ اگر آپ ان کو ہر نشانی دکھا سکتے تو دکھا دیتے:

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ كَبُرَ کا معنی گراں اور شاق گزرنا ہے اعراض سے۔ ان کا اسلام سے اعراض کرنا مراد ہے۔ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا نفق ایسا راستہ جس سے زمین کے اندر جایا جاسکے۔ تا کہ آپ زمین سے ایسی نشانی لے کر ان کے پاس ظاہر ہوں جس سے وہ ایمان لے آئیں۔ نحو: فی الارض یہ نفقا کی صفت ہے۔ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ آسمان سے بِاٰيَةٍ تو کوئی نشانی تو کر ڈالئے۔ نحو: یہ فان استطعت کا جواب ہے اور یہ دونوں شرط و جواب مل کر اِنْ كَانَ کا جواب ہے معنی یہ ہے کہ آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ اصل مقصد اس سے مکہ والوں کے اسلام لانے کی شدت حرص ہے کہ اگر آپ یہ طاقت رکھتے کہ تحت الثریٰ سے کوئی نشانی لا سکیں یا سمك السماء سے کوئی علامت اتار لائیں جس سے وہ ایمان لائیں تو آپ ضرور اتار لاتے۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى یعنی ان کو ایسا بنا دیتے کہ وہ اپنے لیے ہدایت کا چناؤ کرتے۔ مگر جبکہ علم الٰہی میں ان کا انتخاب کفر معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ان کا ہدایت پر جمع ہونا نہیں ہے شیخ ابو منصور رحمہ اللہ نے اسی طرح فرمایا۔ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ان لوگوں میں سے جو ان سے ناواقف ہیں۔

## ان سے حرص ہدایت بے فائدہ ہے:

آیت ۳۶: پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اطلاع دی کہ ان کی ہدایت کی حرص فائدہ مند نہیں۔ کیونکہ وہ مُردوں کی طرح آپ کی بات کو سنتے ہی نہیں۔ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ آپ کی بات کو بلاشبہ وہ قبول کریں گے جو بات کو دلوں سے سنتے ہیں۔ وَالْمَوْتٰى یعنی کفار۔ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ پس اس وقت یہ سنیں گے۔ البتہ اس سے پہلے نہیں۔

## مُنہ مانگی نشانی کا مطالبہ:

آیت ۳۷: وَقَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ کیوں نہ اتارا گیا اس پر اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ جیسا کہ وہ لوگ جو مطالبہ کرتے کہ صفا پہاڑ کو سونا بنا دیں اور مکہ کی سرزمین سے پہاڑ ہٹا کر وسیع میدان بنا دیں۔ اور چشمے جاری کر دیے جائیں۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً جیسا کہ انہوں نے مطالبہ کیا۔ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن اکثریت ان کی نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ اس نشانی کو اتارنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ یا وہ نہیں جانتے کہ نشانی اتارنے میں کیا آزمائشیں ہیں۔ اگر اس کو اتار دیا جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ط

''اور جو بھی کوئی جانور زمین میں چلنے والا ہے اور جو بھی کوئی پرندہ ہے جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے یہ سب تمہاری ہی طرح کی امتیں ہیں۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ

ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ پھر سب اپنے رب کی طرف جمع کیے جائیں گے اور جن لوگوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ط مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ط وَمَنْ يَّشَاْ

ہماری آیات کو جھٹلایا وہ بہرے ہیں گونگے ہیں' اندھیروں میں ہیں اللہ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے

يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ

سیدھے راستے پر ڈال دے۔ آپ فرمائیے کہ تم بتاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آ جائے یا تمہارے پاس

السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ج اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ

قیامت آ جائے کیا اللہ کے سوا کسی کو پکارو گے اگر تم سچے ہو' بلکہ تم اسی کو پکارتے ہو پھر وہ اگر چاہے تو اس

ع ۱۱/۱۰ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾

مصیبت کو دور کر دیتا ہے جس کی طرف تم اسے پکارتے ہو اور تم جو شرک کرتے ہو اسے بھول جاتے ہو۔''

## عظمتِ قدرت کے کھلے دلائل:

آیت ۳۸: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ دابہ ہر رینگنے والے جانور کو کہتے ہیں۔ یہ مذکر و مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔فِي الْاَرْضِ۔ **نحو**: یہ موضع جر میں دابہ کی صفت ہے۔وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ پرندے کے ساتھ جناحین کی قید اس لیے بڑھائی گئی تاکہ مجاز کا احتمال نہ رہے۔کیونکہ کبھی پرندے کے علاوہ پر بھی کہتے ہیں کہ طار فلان جبکہ وہ تیز چلے۔اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ زمین میں مخلوق ہونے وقوع مدت اور بعث میں اور کسی مدبر کی تدبیر کی طرف محتاج ہونے میں جو ان کے مقامات رشد کی طرف ان کی راہنمائی کرے۔ مَا فَرَّطْنَا (ہم نے نہیں چھوڑا)۔فِي الْكِتٰبِ لوح محفوظ میں۔مِنْ شَيْءٍ اس میں سے جس کو ہم نے نہ لکھا ہو۔اور اس میں وہ ثبت نہ کیا ہو جس کا ثبت کرنا ضروری تھا۔دوسرا احتمال یہ ہے کہ الکتاب سے مراد قرآن مجید ہے من شیء سے مراد وہ شی احکامات میں سے جن کی طرف ان کی احتیاج ہو سکتی ہے۔پس یہ کتاب ان تمام چیزوں پر مشتمل ہے۔جن سے ہماری عبادت کی جا سکتی ہے۔عبارت النص' اشارۃ النص دلالت النص۔اقتضاء النص پر۔ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ یعنی تمام جماعتیں جو جانور ہوں یا پرندے ان تمام کا ایک دوسرے سے انصاف کیا جائے گا۔جیسا کہ روایت میں ہے کہ بے سینگ کا سینگ والے



BestUrduBooks.wordpress.com

جانور سے بدلہ لیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم مٹی ہو جاؤ۔ اِلَّآ اُمَمٌ فرمایا گیا ہے حالانکہ دابہ اور طائر مفرد ہے جمع کے معنی کا لحاظ کر کے لائے۔ کیونکہ ان دونوں میں استغراق کا معنی پایا جاتا ہے۔

## قدرت تو ظاہر مگر یہ غافل و بے بہرے ہیں:

آیت ۳۹: جب اللہ تعالیٰ کی مخلوقات اور آثار قدرت کا ذکر کیا جو کہ ربوبیت حق تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں اور اس کی عظمت کا کھلا ثبوت ہے۔ تو فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وہ تنبیہ کرنے والے کے کلام کو سنتے ہی نہیں۔ وَّبُكْمٌ وہ حق بات کہتے نہیں۔ فِي الظُّلُمٰتِ اور جہالت وحیرت کے اندھیروں میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور سوچ و بچار سے غافل ہیں۔ نحو: والذين كذبوا۔ یہ مبتداء ہے اور صمٌّ و بكمٌ اس کی خبر ہے۔ واؤ کا داخل ہونا اس کیلئے رکاوٹ نہیں۔ اور فِي الظُّلُمٰتِ، یہ خبر ثانی ہے پھر ان کو مطلع کیا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں۔ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ یعنی اس کی مشیت میں جس کی ضلالت ہوتی ہے اس کو گمراہ کرتے ہیں۔ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ اس میں دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ افعال کے خالق ہیں۔ اور ارادہ معاصی اور نفی اصلح کے متعلق بھی دلالت موجود ہے۔

## کیا مصیبت کے وقت غیر اللہ کو پکارو گے:

آیت ۴۰: قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ قراءت: مدنی نے ہمزہ کو لین کے ساتھ پڑھا ہے۔ جبکہ علی نے ترک ہمزہ سے پڑھا مطلب یہ ہے کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ معاملہ اسی طرح ہے جیسا تمہیں کہا جاتا ہے۔ پس جو بات تمہاری طرف سے ہو وہ بتلاؤ۔ ضمیر ثانی کا کوئی محل اعراب نہیں۔ اور تا ضمیر فاعلی ہے۔ اور استخبار کا متعلق محذوف ہے ارأیتکم۔ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ تو کس کو پکارو گے؟ پھر یہ کہہ کر لاجواب کر دیا۔ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ یعنی تم اپنے معبودوں کو فقط پکارو گے۔ جیسا کہ تمہاری عادت ثانیہ ہے۔ جب تمہیں کوئی تکلیف پیش آتی ہے یا پھر ان کو چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو گے۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اس بات میں کہ اصنام معبود ہیں۔ پس ان کو پکارو تا کہ وہ تمہیں چھٹکارا دلائیں۔

## اِس مصیبت میں تو اسی کو پکارتے ہو پھر کیوں بھاگتے ہو:

آیت ۴۱: بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ بلکہ تم اسی کو ہی خالص پکارتے ہو۔ اپنے آلہہ کو چھوڑ کر فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ یعنی جس کو تم پکارتے ہو اس مصیبت کے ازالہ کے لیے۔ اِنْ شَآءَ اگر وہ تم پر اپنا فضل فرمانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ تم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیتے ہو۔ یا تم اس وقت اپنے معبودوں کا تذکرہ تک نہیں کرتے۔ کیونکہ تمہارے ذہن تمہارے رب کی یاد میں ڈھکے ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ وہی نقصان کو دور کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اور کوئی نہیں۔ اور یہ بھی درست ہے کہ استخبار، اغير الله تدعون کے متعلق ہو۔ پھر مطلب اس طرح ہوگا ارايتكم اغير الله تدعون ان اتاكم عذاب الله۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ تم غیر اللہ کو پکارو گے اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اتر پڑے؟



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

''اور ہم نے آپ سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے سو ہم نے ان کو سختی کے ذریعہ اور تکلیف کے ذریعہ پکڑا تاکہ وہ

يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ

عاجزی کریں سو کیوں انہوں نے عاجزی نہ کی۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا' لیکن ان کے دل سخت ہو گئے

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا

اور شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کر کے دکھلایا۔ سو جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے

عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ

ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس چیز پر اترائے جو ان کو عطا کی گئی تو ہم نے ان کو اچانک

بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

پکڑ لیا۔ سو اس وقت ناامید ہو کر رہ گئے سو ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ جنہوں نے ظلم کیا اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔''

آیت ۴۲: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ رسولوں کو۔ یہ مفعول محذوف ہے۔ فکذبوھم۔ پس انہوں نے ان کو جھٹلا دیا۔

## سختیاں جھکانے کے لئے اترتی ہیں:

فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ تنگدستی اور جسمانی تکلیف کے ساتھ۔ یا الباساء سے قحط اور بھوک اور الضراء سے مرض اور جسمانی نقصان اور مالی نقصان مراد ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ تاکہ وہ اپنے رب کے سامنے جھکیں۔ اور خشوع اختیار کریں اور اپنے گناہوں سے تائب ہو جائیں اس لیے کہ جب سختیاں اترتی ہیں تو دل میں خشوع پیدا ہو جاتا ہے۔

## ترکِ تضرع میں بھی عناد آ گیا:

آیت ۴۳: فَلَوْلَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا یعنی وہ توبہ کے ساتھ کیوں نہیں گڑگڑاتے۔ معنی اس کا ان سے تضرع کی نفی ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا کہ جب ان کے پاس ہماری پکڑ آئی تو انہوں نے تضرع اختیار نہ کی۔ لیکن اسلوب میں لولا لا کر ظاہر کر دیا کہ ترکِ تضرع میں ان کے پاس سوائے عناد کے کوئی عذر نہیں۔ وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ پھر ان ابتلاءات سے انہوں نے کوئی نصیحت حاصل نہ کی۔ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور وہ شیطان کے مزین کردہ اعمال کو پسند کرنے لگے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ

''آپ فرما دیجئے کہ اگر اللہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں لے لے اورتمہارے دلوں پر مہر لگا دے

مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ

تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تم کو یہ چیزیں دیدے۔ دیکھ لیجئے! ہم کس طرح دلائل بیان کرتے ہیں پھر وہ

يَصْدِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً

اعراض کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے!اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے بے خبری میں یا خبرداری میں

هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ

تو کیا ظالموں کے علاوہ اور کوئی ہلاک کیا جائیگا۔ اور ہم پیغمبروں کو صرف خوش خبری سنانے والے

وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٨﴾

اور ڈرانے والے بھیجتے رہے ہیں۔ سو جو شخص ایمان لایا اور اصلاح کر لی سو ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ غمگین ہوں گے۔

آیت ۴۴: فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ یعنی تنگ دستی۔ تکالیف وامراض سے انہوں نے نصیحت حاصل نہ کی۔ اور برائیوں سے باز نہ آئے۔ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ یعنی صحت، وسعت مالی، قسم قسم کی نعمتیں۔ قراءت: شامی نے فتّحنا پڑھا ہے۔ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْا یعنی مال ونعمت اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ناامید حیرت زدہ۔ ابلاس کا اصل معنی غم کی وجہ سے سر جھکانا۔ یا ہاتھ سے نکل جانے والی چیز پر ندامت سے سر جھکانا۔ اذا مفاجات کے لیے آتا ہے۔

آیت ۴۵: فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا تمام ظالم ہلاک کر دیئے گئے اور ان میں سے کوئی نہ بچا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس میں اعلان کیا گیا کہ ظالموں کی ہلاکت پر الحمدللہ کہنا واجب ہے۔ اور ظالموں کی ہلاکت عظیم نعمت ہے اور بہت بڑی قسم ہے دوسری تفسیر یہ ہے کہ تم ان لوگوں کی ہلاکت پر اللہ تعالیٰ کی حمد نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی حمد کرو۔

## اگر اللہ اندھا بہرہ کر دے اور عقل چھین لے تو کیا پھر بھی غیروں کی طرف بھاگو گے:

آیت ۴۶: پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر اس طرح استدلال فرمایا۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ کہ تمہیں اندھا اور بہرہ کر دے۔ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ پس تمہاری عقول کو چھین لے اور امتیاز کی قوت سلب کر لے۔ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ اس کو جو اس نے لیا۔ اور اس پر مہر لگا دی۔ نحو: مَنْ مبتدا ہے اور الٰہ اس کی خبر ہے۔ اور غیر اللہ الٰہ کی صفت ہے اس طرح یاتیکم بھی۔ یہ جملہ ارأیتم کے دو مفعولوں کی جگہ ہے اور جواب شرط محذوف ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّھُمُ الْعَذَابُ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ان کو اس سبب سے عذاب پہنچ جائے گا کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ

آپ فرما دیجئے! کہ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور (نہ ہی میں یہ کہتا ہوں) کہ میں غیب کو جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا

لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ ؕ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی

ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو اسی کا اتباع کرتا ہوں جس کی میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ آپ فرما دیجئے کیا برابر ہو سکتا ہے اندھا

وَالْبَصِیْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَکَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

اور دیکھنے والا کیا تم غور نہیں کرتے''۔

اُنْظُرْ کَیْفَ نُصَرِّفُ ان کیلئے ۔الْاٰیٰتِ بار بار دہراتے ہیں۔ثُمَّ ھُمْ یَصْدِفُوْنَ پھر بھی وہ آیات کے ظاہر ہونے کے بعد اعراض کرنے والے ہیں۔الصدوف کسی چیز سے منہ موڑنا۔

### اگر اچانک کھلے بندوں عذاب آئے تو عذاب کا شکار تم ہی بنو گے:

آیت ۴۷: قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ بَغْتَۃً اس طرح کہ اس کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو۔اَوْ جَھْرَۃً اس طرح کہ اس کی علامات ظاہر ہوں۔حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رات کو یا دن کو۔ھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ عذاب اور ناراضگی کی ہلاکت کا شکار وہ لوگ ہوتے ہیں۔جنہوں نے اپنے رب کا انکار کر کے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔

### انبیاء علیہم السلام مبشر و منذر ہیں منہ مانگی آیات کے لئے نہیں:

آیت ۴۸: وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ بشارت دینے والے جنتوں کی اور ڈرانے والے آگ سے ایمان والوں اور کفار کو روشن دلائل اور واضح براہین کے بعد ہم انبیاء کو اس لیے نہیں بھیجتے کہ ان سے آیات کا مطالبہ کیا جائے۔فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ پس جو شخص ایمان لایا اور اس نے درستگی کر لی۔یعنی ایمان لانے پر ہمیشگی اختیار کی۔فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔قراءت: یعقوب نے فلا خوف پڑھا ہے۔

### فسق و کفر سببِ عذاب ہے:

آیت ۴۹: وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّھُمُ الْعَذَابُ یہاں چھونے والا فرمایا۔گویا کہ وہ ایک زندہ چیز ہے جو دکھ ان کو چاہتا ہے پہنچاتا ہے۔بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ اپنے فسق کے باعث اور کفر کی وجہ سے اطاعت سے خارج ہو جانے کے سبب۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## میں نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ نہیں کیا جو انسانوں کے لائق نہ ہو اور وہ نبوت ہے:

آیت ۵۰: قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ یعنی ان کی مخلوق کے مابین تقسیم اور اس کا رزق دینا۔ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ یہ محل نصب میں عندی خزائن اللہ کے محل پر معطوف ہے۔ کیونکہ یہ بھی مقولہ ہے گویا اس طرح فرمایا لا اقول لکم هذا القول و لا هذا القول۔ کہ میں نہ تمہیں یہ بات کہتا ہوں اور نہ یہ بات وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ یعنی میں اس بات کا دعویدار نہیں جو عقلوں سے بعید تر ہے۔ کہ کسی انسان کو خزائن اللہ پر ملک حاصل ہو۔ اور علم غیب میسر آ جائے۔ اور نہ فرشتہ ہونے کا دعویدار ہوں۔ اور میں تو اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں جو بہت سے انسانوں کو حاصل ہوا اور وہ نبوت ہے۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ یعنی میں تمہیں اس بات ہی کی اطلاع دیتا ہوں جو مجھ پر اتاری جاتی ہے۔ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ یہ ضال اور ہدایت یافتہ کی مثال ہے یا وحی کی اتباع کرنے اور نہ کرنے والوں کی مثال ہے۔ یا یعنی جو درست بات کا دعویدار ہے یعنی نبوت یا جو ناممکن بات الوہیت کا دعویٰ کرنے والے کی مثال ہے۔ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ پس تم اندھوں کی طرح گمراہ نہ بنو۔ نمبر۱۔ یا تم اچھی طرح جانو کہ میں نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ نہیں کیا جو انسانوں کے لائق نہ ہو۔ نمبر۲۔ پس تم اچھی طرح سمجھ لو کہ وحی کی اتباع کرنے کے بغیر مجھے کوئی چارۂ کار نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ

"اور آپ اس کے ذریعے ان لوگوں کو ڈرایئے جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کئے جائیں گے کہ

دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٥١﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ

نہ ان کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفاعت کرنے والا۔ تا کہ یہ لوگ ڈر جائیں اور ان لوگوں کو دور مت کیجئے جو

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ

پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام، جو چاہتے ہیں اس کی رضا کو، ان کا حساب آپ کے ذمہ

مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ

کچھ بھی نہیں۔ اور آپ کا حساب بھی ان کے ذمہ کچھ بھی نہیں کہ آپ ان کو دور کریں

فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا

پھر آپ ظالموں میں سے ہو جائیں اور اسی طرح ہم نے ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ آزمایا ہے تا کہ وہ کہیں

اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾

کیا ہمارے درمیان سے یہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا۔ کیا اللہ شکر گذاروں کو خوب جاننے والا نہیں ہے؟

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ

اور جب آ جائیں وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں ہماری آیات پر تو ان سے کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے رب نے اپنے ذمہ

عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ

رحمت کو مقرر کر لیا ہے۔ کہ جو شخص تم میں سے جہالت کی وجہ سے کوئی گناہ کر لے پھر اس کے بعد توبہ

بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ

کر لے اور اپنا حال درست کر لے تو بلاشبہ وہ غفور ہے، رحیم ہے، اور اسی طرح ہم تفصیل سے آیات کو بیان کرتے ہیں، تا کہ مجرموں کا راستہ ظاہر

ع ٦/٥/١٢ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾ ع قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ

ہو جائے۔" "آپ فرما دیجئے! بے شک میں اس بات سے منع کیا گیا ہوں کہ ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ آپ فرما دیجئے! میں تمہاری خواہشوں کا

اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾

اتباع نہیں کرتا۔ ایسا کروں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت پانے والوں میں سے نہ رہوں گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

میں تو آخر بلا ڈر والوں کے لئے منذر ہوں:

آیت ۵۱: وَ اَنْذِرْ بِهٖ جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْۤا اِلٰی رَبِّهِمْ وہ مسلمان ہیں جو کہ بعث بعد الموت کے قائل ہیں۔ مگر وہ عمل میں کوتاہی کرنے والے ہیں۔ پس وہ ان کو ڈرائیں وحی کے ذریعے یا نمبر۲۔ اہل کتاب مراد ہیں کیونکہ وہ بھی بعث بعد الموت کے قائل تھے۔ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ یہ یحشروا سے موضع حال میں ہے تقدیر عبارت یہ ہے یخافون ان یحشروا غیر منصورین ولا مشفوعاً لھم۔ وہ ڈرتے ہیں کہ ان کو اٹھایا جائے اس حالت میں کہ نہ ان کی مدد کی جائے اور نہ ان کا کوئی سفارشی ہو۔ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ زمرۂ متقین میں داخل ہو جائیں۔

فقراء صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے پاس سے ہٹانے کی ممانعت:

آیت ۵۲: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ غیر متقین کو ڈرائیں۔ تاکہ وہ متقین بن جائیں۔ اس کے بعد متقین کو قریب کرنے کا حکم دیا۔ اور دور ہٹانے سے روک دیا گیا۔ ارشاد فرمایا۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ ان کی تعریف فرمائی کہ وہ اپنے رب کی پکار میں تسلسل قائم رکھنے والے ہیں۔ (دعا سے عبادت مراد ہے) اور اس پر مواظبت اختیار کرنے والے ہیں۔ یہاں العشی اور الغداۃ کا ذکر صرف اظہار دوام کے لیے ہے۔ یا اس کا معنی صبح و عصر کی نماز ادا کرنے والے ہیں یا پانچوں نمازیں ادا کرنے والے ہیں۔ قراءت: شامی نے الغُدْوَةَ پڑھا ہے اور عبادت میں ان کی اخلاص کی نشان دہی اس فرمان سے کی۔ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ الوجہ بول کر ذات شیٔ سے تعبیر کی گئی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ فقیر صحابہ کرام بلال صہیب عمار رضی اللہ عنہم اور ان جیسے دیگر حضرات کے متعلق اتری۔ جبکہ ان کو رؤسائے مشرکین نے کہا اگر تم ان حقیر لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیتے تو ہم آپ کے پاس بیٹھتے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما انا بطارد المؤمنین۔ پھر انہوں نے کہا کہ ایک دن ان کا مقرر کر دیں اور ایک دن ہمارا۔ اس کے متعلق ایک تحریر لکھ دیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تاکہ وہ لکھیں۔ پس فقراء کھڑے ہوئے اور ایک طرف بیٹھ گئے۔ تو یہ آیت اتری۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ کو پھینک دیا اور فقراء کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کو گلے لگایا۔ (اسباب نزول واحدی) مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ یہ اس آیت کی طرح ہے جو سورہ شعراء آیت ۱۱۳ ہے ان حسابھم الا علی ربی۔ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ کفار نے ان کے دین اور اخلاص میں طعنہ زنی کی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا حساب انہیں کو لازم پکڑنے والے ہیں۔ وہ تیری طرف بڑھ کر نہ آئے گا۔ جیسا کہ تمہارا حساب تم پر ہے وہ تمہاری طرف بڑھ کر نہ جائے گا۔

یہ جواب نفی ہے:

فَتَطْرُدَهُمْ یہ جواب نفی ہے اور وہ نفی ما علیك من حسابھم ہے۔ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یہ نہی کا جواب ہے اور وہ نہی ولا تطرد ہے اور یہ بھی درست ہے کہ فتطردھم پر اس کا عطف ہے بطور تسبب کے۔ کیونکہ ان کا ظالم ہونا ان کے ہٹانے کا



BestUrduBooks.wordpress.com

مسبب ہے۔اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔ مسلمانوں کو اپنے پاس سے نکالیں اور ظالموں میں سے ہو جائیں۔ مگر نہی کا جواب زیادہ بہتر ہے۔اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔ان کو اپنے پاس سے نہ نکالو ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

## کثرتِ دُنیا علامت خیر نہیں بلکہ آزمائش ہے:

آیت ۵۳: وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ اور اس آزمائش کی طرح ہم نے اغنیاء کو فقراء کے ذریعے آزمایا۔لِّيَقُوْلُوْٓا یعنی مالدار۔اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا یعنی ان پر اللہ تعالیٰ نے ایمان کا انعام کیا۔ حالانکہ ہم ان سے بڑھ کر ایمان والے ہیں۔اور وہ فقراء ہیں۔اس میں اس بات سے انکار کیا گیا کہ ایسے لوگ حق پر ہونگے۔اور ہم میں سے صرف ان پر بھلائی کا احسان کر دیا جائے: لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ (الاحقاف:۱۱) اگر اس دین میں کوئی بھلائی ہوتی تو پھر یہ لوگ ہم سے پہلے قبول نہ کرتے۔اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ کہ کون اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

## شانِ فقراءِ اوّل ان کی خوشدلی کیلئے فرمایا پھر رحمت کی بشارت دی:

آیت ۵۴: وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اس بات میں خواہ اس بات کا تذکرہ کہ اللہ تعالیٰ کا سلام ان کو پہنچا دیں اور خواہ اس کا کہ ان کے اکرام میں ان کو سلام کہنے میں ابتداء کریں اور ان کے دلوں کی خوشی کے لیے اسی طرح یہ ارشاد۔كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ یہ بھی من جملہ ان باتوں میں سے ہے جو ان کو کہی گئی۔تا کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کی خوشخبری دیں۔اور ان کی قبولیت توبہ کی بشارت دیں۔اب معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ رحمت کا پکا وعدہ فرمایا ہے۔اَنَّهٗ ضمیر شان ہے۔مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا کوئی گناہ بِجَهَالَةٍ اس نے اس حالت میں عمل کیا ہے کہ وہ اس کے نقصان سے ناواقف ہے یا اس کو جاہل اس لیے کہا۔کیونکہ اس نے اطاعت پر معصیت کو ترجیح دی۔ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ اس برائی کے بعد یا عمل کے بعد۔وَاَصْلَحَ اور مخلصانہ توبہ کی۔

## قراءت ونحو:

فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ شامی و عاصم نے اَنَّهٗ کو فَاَنَّهٗ پڑھا ہے۔نمبرا۔اَنَّهٗ کی صورت میں یہ الرحمت سے بدل ہے۔نمبر۲۔اور دوسری صورت میں مبتدأ محذوف کی خبر ہے پس اسکی شان یہ ہے کہ وہ غفور رحیم ہے۔اِنَّهٗ، فَاِنَّه مدنی نے پڑھا۔اول بدل الرحمت ہے اور دوسرا ابتداء اِنَّهٗ فَاِنَّهٗ دوسروں نے مستأنفہ پڑھا ہے۔گویا رحمت کے متعلق استفسار کیا گیا تو جواب دیا گیا۔انه من عمل منكم۔

## مجرموں کے راستہ کی وضاحت تا کہ ہر ایک دیکھ کر چلے:

آیت ۵۵: وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ یستبین حمزہ اور علی اور ابوبکر نے پڑھا ہے۔سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ سبیل کو نصب کے ساتھ مدنی نے پڑھا۔جبکہ دوسروں نے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔رفع کی صورت میں تستبین کو یاء اور تا دونوں سے پڑھا جا سکتا ہے۔کیونکہ یہ مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔اور جب منصوب ہو تو تا سے خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگا۔کہا جاتا ہے استبان الامر و تبين واستبنتهٗ وتبينتهٗ گویا استبان اور تبین ہم معنی ہیں۔مطلب یہ ہوگا۔ایسی واضح تفصیل ہم



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ

آپ فرما دیجئے کہ بے شک میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں اور تم نے اسے جھٹلا دیا ہے۔ میرے پاس وہ نہیں ہے جس کی تم جلدی کرتے ہو۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ

کسی کا حکم نہیں ہے سوائے اللہ کے، وہ حق کو بیان فرماتا ہے اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ آپ فرما دیجئے!

لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور اللہ

اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۸﴾

ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔''

آیات قرآن کی کرتے ہیں اور ان مجرموں کے سلسلۂ احوال میں ان کا خلاصہ ذکر کرتے ہیں۔ جن کے دل پر مہر لگ چکی ہے۔ اور ان لوگوں کے سامنے بھی ذکر کرتے ہیں۔ جن کے اسلام قبول کرنے کی امید ہوتی ہے۔ تا کہ ان کا راستہ واضح ہو جائے اور ہر فریق اپنی اپنی مرضی پر عمل پیرا ہو جائے۔ ہم نے یہ تفصیل اسی خاطر کی ہے۔

## میں تمہاری خواہشات پر نہیں چل سکتا' وہ تو گمراہی ہے:

آیت ۵۶: قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی مجھے عقل اور سمعی دلائل کے ذریعے ان معبودوں کی عبادت سے جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو منع کر دیا گیا اور روک دیا گیا۔ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ یعنی میں تمہارے اس طریقہ پر چلنے والا نہیں جس پر تم اپنے دین کے سلسلے میں چل رہے ہو۔ جس میں محض اتباع ہواء ہے۔ نہ کہ اتباع دلیل۔ دراصل اس میں وہ سبب ذکر کر دیا جس کی وجہ سے وہ گمراہی میں مبتلاء ہوئے قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا یعنی میں اگر تمہاری خواہشات پر چلنے لگوں تو پھر میں گمراہ ہو جاؤں گا۔ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ذرہ بھر بھی۔ یعنی بے شک تم اسی طرح ہو۔

آیت ۵۷: جب اس بات کی پچھلی آیت میں نفی فرما دی۔ کہ خواہشات تو قابل اتباع نہیں۔ تو جس کی اتباع لازم تھی اس کو فرمایا۔ قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ یعنی میں اپنے رب کی معرفت کے سلسلہ میں واضح دلیل کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کے سواء کوئی معبود نہیں۔ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ اس طرح کہ تم نے دوسروں کو اس کا شریک بنایا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں اور وہ قرآن ہے اور تم نے اس بینہ کو جھٹلا دیا ہے۔ یہاں ضمیر مذکر بتاویل برہان بیان یا قرآن مذکر ہونے کی وجہ سے ضمیر مذکر لائے۔ پھر اس کے بعد ایسی بات ذکر کی جو دلالت کر رہی ہے کہ وہ عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں فرمایا۔ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ یعنی وہ عذاب جو تم اپنی اس طرح کی باتوں میں جلد طلب کرتے ہو۔ جیسا سورۂ انفال آیت ۳۲۔ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا



BestUrduBooks.wordpress.com

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا

''اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ان کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہے اور تری میں ہے، اور نہیں

تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا

گرتا ہے کوئی پتہ مگر وہ اسکو جانتا ہے، اور نہیں گرتا ہے کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہیں ہے کوئی تر چیز اور

يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا

خشک مگر وہ کتاب مبین میں ہے۔ اور وہی ہے جو تمہیں قبضہ میں لیتاہے رات کو اورجانتا ہے جو کچھ

جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ

کرتے ہودن میں، پھر وہ تمہیں دن میں اٹھاتا ہے۔ تا کہ پوری کردی جائے میعادمقرر۔ پھر اسی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے۔

ع ۷ ۵ ۱۴ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾

پھر وہ تمہیں ان کاموں کی خبر دیگا جوتم کیا کرتے تھے۔''

حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ تمہارے عذاب کومؤخر کرنے کے متعلق يَقُصُّ الْحَقَّ حجازی' عاصم نے پڑھا ہے یعنی وہ جو فیصلہ کرتے ہیں اس میں حق وحکمت کا لحاظ رکھتے ہیں۔اوراس کا اندازہ فرماتے ہیں۔

باقی قراء نے اس کو يقض الْحَقَّ وہ حق کا فیصلہ کرتا ہے جس میں وہ جلدی یا تاخیر کرتے ہیں۔پس الحق سے مراد قضاء ہے پس الحق اس صورت میں یقضی کے مصدر کی صفت ہے۔وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ وہ حق فیصلہ کرنے والوں سے ہے۔الفصل قضاء ہی کو کہتے ہیں۔اوریا کا گرنا التقائے ساکنین کی وجہ سے اتباع لفظ کی خاطر ہے۔

## میری قدرت میں عذاب نہیں وہ جب چاہے اتارے:

آیت ۵۸: قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِىْ یعنی میری قدرت وامکان میں مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ یعنی عذاب لَقُضِىَ الْاَمْرُ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ تو تم جلدی ہلاک ہوجاؤ' غضب الٰہی کی وجہ سے۔وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ پس وہ تم پر ایسے وقت عذاب اتارے گا جس میں وہ جانتا ہے کہ وہ زیادہ روکنے والا ہے۔

## وہ خود مغیبات کا علم رکھنے والا ہے:

آیت ۵۹: وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ المفاتح جمع مفتح ہے اوروہ مفتاح کو کہتے ہیں۔دوسرا قول یہ بھی ہے کہ مفاتح سے مراد خزائن' عذاب اوررزق ہیں۔تیسرا قول،لوگوں کی نگاہوں سے جو چیزیں غائب ہیں۔مثلاً ثواب عقاب' آجال'



BestUrduBooks.wordpress.com

احوال ان کے خزائن مراد ہیں۔اوران پوشیدہ چیزوں کو مفاتیح بطور استعارہ کہا گیا۔کیونکہ کھولنے والا چابیوں کے ذریعے ہی بند خزانوں کے اندر مخفی اشیاء تک پہنچ سکتا ہے۔پس جس کو چابیوں کا علم ہوگیا۔اوران کے کھولنے کی کیفیت بھی معلوم ہوگئی۔وہ ان تک پہنچ جائے گا۔پس مراد یہ ہے کہ وہ خود ہی ان مغیبات کا علم رکھنے والا ہے۔کوئی دوسرا وہاں تک رسائی نہیں پا سکتا۔اس شخص کی طرح جس کے پاس خزائن کی چابیاں ہوں اور وہ ان کا کھولنا بھی جانتا ہو۔وہ ان مخازن میں جو کچھ ہے وہ ان تک پہنچنے والا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس غیب کے خزائن ہیں اور تیرے پاس عیب کے خزائن ہیں پس جو اس کے غیب پر ایمان لے آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب پر پردہ ڈال دیں گے۔وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ نباتات اور جانور ہیں۔ وَالْبَحْرِ یعنی حیوانات اور جواہر وغیرہ۔وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا مَا نفی کے لیے ہے اور مِنْ استغراق کے لیے یعنی وہ ان کی تعداد اور احوال گرنے سے پہلے اور گرنے کے بعد جانتا ہے۔وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اس کا عطف ورقۃ پر ہے اور اس کے حکم میں داخل ہے۔اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یہ جملہ گویا الا یعلمها کے لیے بطور تکریر لائے۔کیونکہ الا یعلمها اور الا فی کتاب مبین کا معنی ایک ہے اور وہ علم الٰہی یا لوح محفوظ ہے۔

## تم ہر وقت اس کے احاطۂ علم وقدرت میں ہو:

آیت ۶۰ : پھر کفار کو اس طرح مخاطب فرمایا۔وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وہ تمہاری روحوں کو نیند میں تصرف سے روک دیتا ہے۔وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ جو تم کماتے ہو دن میں گناہ وغیرہ۔ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ پھر وہ تمہیں دن میں بیدار کرتا ہے۔یا تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ثم یبعثکم فی النهار ویعلم ماجرحتم فیه۔پھر وہ دن میں تم کو اٹھاتا ہے۔اور جانتا ہے جو تم دن میں کرتے ہو۔کسب کو مقدم اس لیے کردیا کیونکہ وہ اہم ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمارے ان کاموں کو نہیں جانتا جو رات کے دوران کرتے ہیں۔اور نہ یہ مطلب ہے کہ وہ دن میں ہماری ارواح کو قبض نہیں کرتا۔

**نکتہ:** کسی چیز کا خاص طور پر ذکر کرنے سے ماسواء کی نفی نہیں ہو جاتی۔لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى تا کہ مدت اعمال کو پورا کیا جائے۔

## قوائے حواس کو قبض کر کے واپس کرنے والا ارواح کو قبض کے بعد واپس کرے گا:

ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ بعث بعد الموت یعنی موت کے بعد تمہارا لوٹنا ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اپنے دن رات میں بعض اہل کلام نے کہا ہے کہ ہر حواس کی ایک خاص روح ہے۔جو نیند کے وقت قبض کی جاتی ہے۔باقی۔وہ روح جس پر زندگی کا دارو مدار ہے۔وہ صرف اس وقت قبض کی جاتی ہے جب کہ مقرر وقت آتا ہے۔یہاں ارواح سے مراد وہ قویٰ اور معانی جن سے وہ حواس قائم ہیں۔جن سے شنوائی' بصارت' اخذ' مشی' سونگھنا وغیرہ ہوتا ہے اور ثم یبعثکم فیه کا مطلب بیدار کرتا ہے اور حواس کی ارواح کا واپس کرنا ہے۔اس آیت سے منکرین بعث پر استدلال کیا جاتا ہے۔کہ جب نیند سے حواس کی ارواح غائب ہو جاتی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ لوٹاتے ہیں۔بالکل اسی طرح جانوں کی ارواح قبض کرنے کے بعد ان کی طرف ارواح کو لوٹائیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ

''اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ تمہارے اوپر نگرانی کرنے والے بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم سے کسی کو

الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ

موت آجاتی ہے تو اسکو ہمارے فرشتے قبض کر لیتے ہیں، اور وہ کوتاہی نہیں کرتے، پھر وہ اللہ کی طرف لوٹا دیے جائیں گے جو ان کا مالک

الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ

حقیقی ہے، خبردار! اسی کے لیے حکم ہے، اور وہ حساب لینے والوں میں سب سے جلدی حساب لینے والا ہے، آپ فرمائیے کہ کون تم کو نجات دیتا ہے

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ

خشکی اور سمندر کی اندھیریوں سے، تم اسے چپکے چپکے عاجزی کے ساتھ پکارتے ہو بلاشبہ اگر ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدی

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ

تو ہم ضرور ضرور شکر گذاروں میں سے ہو جائیں گے، آپ فرما دیجئے اللہ تمہیں مصیبت سے نجات دیتا ہے اور ہر بے چینی سے، پھر تم

تُشْرِكُوْنَ ۝

شرک کرتے ہو۔''

## صحائف کا لکھنا برائی سے بچنے میں معاون ہے:

آیت ۶۱: وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً محافظ فرشتے جو تمہارے اعمال کی نگرانی کرتے ہیں۔ وہ کراماً کاتبین ہیں۔ تاکہ برائی سے بچنے کے لیے یہ چیز زیادہ معاون بنے۔ جب وہ اس بات کو سوچیں۔ کہ ان کے صحائف تمام انسانوں کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حَتّٰی حفظ اعمال کی غایت کو بیان کرنے کے لیے ہے۔ یعنی فرشتوں کی یہ عادت مکلفین کے ساتھ پوری زندگی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ موت ان پر آ کر طاری ہو جاتی ہے۔ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا اس کی روح کو قبض کر لیتے ہیں۔ اور وہ ملک الموت اور اس کے معاون ہیں۔ قراءت: توفیه واستوفیه امالہ کے ساتھ حمزہ نے پڑھا ہے۔ رُسْلنا سین کے جزم کے ساتھ ابو عمرو نے پڑھا ہے۔ وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ وہ سستی وتاخیر نہیں کرتے۔

## تمام معاملات سچے مولا کے پاس:

آیت ۶۲: ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اس کے حکم اور اس کے بدلہ کی طرف یعنی مرنے والوں کو ملائکہ کے لوٹانے سے اللہ کی بارگاہ کی



BestUrduBooks.wordpress.com

طرف لوٹایا جائے گا۔ مَوْلٰىهُمُ جو ان کا ایسا مالک جو ان کے امور کا متولی ہے۔ الْحَقِّ وہ ایسا عادل ہے کہ سچا ہی فیصلہ کرتا ہے۔ یہ دونوں لفظ اللہ کی صفات ہیں۔ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ اس دن کسی دوسرے کا اس میں ذرہ بھر حکم نہ ہوگا۔ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ اس کو ایک کا حساب دوسرے کے حساب سے مشغول نہیں کر سکتا۔ وہ تمام مخلوق کا حساب بکری دوہنے کے وقت کے برابر لے لے گا۔ محاورہ الرد الی من ربّاك خير من البقاء مع من اذاك تیرا اس کے پاس لوٹنا جس نے تیری تربیت کی اس سے بہت بہتر ہے کہ تو اس کے ساتھ رہے جس نے تجھے ایذا دی ہو۔

## اندھیروں میں پھنستے ہو تو اسی کو بلاتے ہو:

آیت ۶۳: قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ۔ قراءت۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ینجیکم بغیر تشدید پڑھا ہے۔ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ دونوں کے خوفناک اور ہولناک مواقع سے مجاز ہے دوسرا قول ظلمات البر سے مراد گرجیں اور ظلمات البحر سے امواج بحر مراد ہیں۔ جبکہ دونوں رات اور بادل میں ہوں۔ تَدْعُوْنَهٗ۔ نحو: ینجیکم کی ضمیر مفعولی سے حال ہے۔ تَضَرُّعًا اس حال میں کہ تم گڑگڑانے کا اظہار کر رہے ہوتے ہو۔ یہ مصدر ہے حال واقع ہے اسی طرح وَّخُفْيَةً بھی مصدر و حال ہے یعنی اپنے دلوں میں چھپانے والے قراءت: تمام قرآن میں خُفْيَةً کو خِفْيَةً ابوبکر نے پڑھا ہے۔ دراصل یہ دونوں لغتیں ہیں۔ لَئِنْ اَنْجٰنَا۔ قراءت: عاصم نے پڑھا ہے حمزہ و علی نے امالہ سے پڑھا۔ اور بقیہ قراء نے انجیتنا پڑھا مطلب یہ ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر تو نے ہم کو خلاصی دی۔ مِنْ هٰذِهٖ ان اندھیروں سے۔ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ اللہ تعالیٰ کے لیے۔

## نجات وہ دے اور شریک بھی اسی کا بناؤ۔ تعجب ہے:

آیت ۶۴: قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ تشدید کے ساتھ کوفی نے پڑھا۔ مِّنْهَا یعنی اندھیرے وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ غم و رنج ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ تم شکر ادا نہیں کرتے (بلکہ شرک کرتے ہو)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ

''آپ فرما دیجئے کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیج دے تمہارے اوپر سے یا تمہارے

تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ

پاؤں کے نیچے سے یا بھڑا دے تم کو مختلف جماعتیں کر کے اور چکھا دے ایک کو دوسرے کی سختی

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ

آپ دیکھ لیجئے کہ ہم کیسے مختلف پہلوؤں سے آیات کو بیان کرتے ہیں تا کہ وہ سمجھ جائیں، اور آپ کی قوم نے اسے جھٹلایا

وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّسَوْفَ

حالانکہ وہ حق ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ میں تم پرداروغہ بنا کر مقرر نہیں کیا گیا۔ ہر ایک خبر کا وقت مقرر ہے اور عنقریب

تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾

تم جان لو گے۔''

## ہر طرح کی پکڑ پھر اسے ہر وقت کامل قدرت ہے:

آیت ۶۵: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ وہ وہی ذات ہے کہ جس کا قادر ہونا تمہیں معلوم ہے یا قادر کا معنی کامل القدرت اس میں لام عہد و جنس دونوں کا احتمال رکھتی ہے۔ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ جیسا اس نے قوم لوط پر عذاب کی بارش برسائی اور اصحاب فیل پر پتھروں کی۔ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ جیسا اس نے فرعون کو غرق کیا اور قارون کو زمین میں دھنسا دیا۔ یا تمہارے سلاطین اور کمینے لوگوں کی طرف سے یا اس سے مراد بارش کا بند ہونا۔ اور نبات کا نہ اُگنا ہے۔ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا تمہیں فرقوں میں بانٹ دے جن کی خواہشات مختلف ہوں ہر گروہ اپنے مقتداء کے ساتھ چلنے والا ہو۔ خلطهم کا مطلب ان میں باہمی لڑائی کا پھوٹ پڑنا۔ جس سے وہ لڑائی کے مواقع میں آپس میں گڈ مڈ ہو جائیں۔ وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ایک دوسرے کو وہ قتل کریں۔ الباس تلوار کو کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت پر اوپر سے عذاب نازل نہ فرمائے۔ یا پاؤں کے نیچے سے تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ بھی سوال کیا کہ وہ آپس میں نہ لڑیں پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دعا سے روک دیا۔ یعنی قبول نہیں فرمایا۔ اور مجھے جبرائیل علیہ السلام نے اطلاع دی کہ میری امت کی فناء تلوار سے ہوگی۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وعدہ اور وعید کے ساتھ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ

''اور اے مخاطب! جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات کے بارے میں عیب جوئی کرتے ہیں تو ان سے کنارہ ہو جا! یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی دوسری

حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ

بات میں لگ جائیں۔ اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے ساتھ

الظّٰلِمِيْنَ ۞ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى

مت بیٹھو۔ اور جو لوگ احتیاط کرتے ہیں ان پر ظالموں کے حساب میں سے کچھ بھی نہیں ہے لیکن نصیحت ہے

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۞ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

تا کہ وہ ڈرنے لگیں، اور چھوڑ دے ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا لیا ہے اور دنیاوی زندگی نے ان کو دھوکے

الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ڰ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

میں ڈالا ہے۔ اور قرآن کے ذریعہ ان کو نصیحت کیجئے تا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے نہ پھنس جائے جس کے لیے اللہ کے علاوہ

وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

کوئی حمایتی اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ اور اگر نفس ہر طرح سے جان کا بدلہ دے تو اس سے نہ لیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں

الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا

جو اپنے اعمال کی وجہ سے پھنس گئے۔ ان کیلئے پینا ہے گرم پانی سے، اور دردناک عذاب ہے، کفر

يَكْفُرُوْنَ ۞ ع ۸ / ۱۴

کرنے کی وجہ سے۔''

## سچے قرآن کو جھٹلایا' عذاب کا انتظار کرو:

آیت ٦٦ : وَكَذَّبَ بِهٖ یعنی قرآن کو یا عذاب الٰہی کو قَوْمُكَ قریش وَهُوَ الْحَقُّ سچا ہے یا اس کا اترنا اس پر ضروری ہے۔ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ایسا محافظ جس کے سپرد تمام معاملہ کر دیا گیا ہو۔ بے شک میں تو منذر رہوں۔

## وہ اپنے وقت پر آئے گا' پھر خبر ہوگی:

آیت ٦٧ : لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ نبا سے ہر وہ چیز جس سے خبر دی جائے۔ یعنی ان کا مطلع کرنا۔ کہ ان کو عذاب دیا جائے گا اور ان



BestUrduBooks.wordpress.com

کا اس کے ذریعہ ڈرانا مستقر وقت استقرار وحصول بہرصورت ہے۔ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اس میں ان کو ڈرایا گیا ہے۔

## قرآن پر طعن کرنے والوں کے پاس مت بیٹھو:

آیت ٦٨: وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا یعنی قرآن کے استہزاء اور طعن میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور قریش اپنی مجالس میں ایسا کرتے تھے۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ ان کے پاس مت بیٹھو۔ اور ان کے پاس سے اٹھ جاؤ۔ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ قرآن کے علاوہ جو کہ حلال ہے۔ پس اس وقت ان کے پاس بیٹھنا جائز ہے۔ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ جس سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔ قراءت: شامی نے يُنَسِّيَنَّكَ سین کے تشدید سے پڑھا ہے۔ نسّٰی اور انسٰی کا معنی ایک ہی ہے۔ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى یاد آنے کے بعد۔ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

## ہر ایک اپنے محاسبہ سے دوچار ہوگا:

آیت ٦٩: وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ ان لوگوں کو محاسبہ سے جو قرآن مجید کی تکذیب میں مصروف ہیں۔ اور استہزاء کر رہے ہیں۔ مِّنْ شَيْءٍ یعنی ان متقین پر جو ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں ان کے محاسبہ میں سے کوئی چیز لازم نہ ہوگی وہ محاسبہ جو ان کے گناہوں پر کیا جائے گا۔ وَّلٰكِنْ ان پر لازم ہے کہ ان کو نصیحت کرتے رہیں۔ ذِكْرٰى جب کہ ان کو سنیں کہ وہ استہزاء میں مصروف ہیں۔ ان کے پاس سے اٹھنے اور ان کے اس فعل سے نفرت کرتے ہوئے اور ان کو نصیحت کرتے ہوئے۔ ذکری منصوب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ان کو نصیحت کریں نصیحت کرنا۔ یا مرفوع ہے تقدیر عبارت یہ ہے لکن علیھم ذکرٰی پس ذکری مبتداء اور علیھم اس کی خبر ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ شاید کہ وہ استہزاء میں مصروف ہونے سے بطور حیا باز رہیں یا ان کی برائی کو ناپسند کرتے ہوئے۔

## دین کا مذاق بنانے والے اپنے عمل سے پھنس کر عذاب کا شکار ہوگئے:

آیت ٧٠: وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ وہ جس کا ان کو مکلف بنایا گیا اور جس کی طرف ان کو دعوت دی جاتی ہے اور وہ دین اسلام ہے۔ لَعِبًا وَّلَهْوًا اس کے ساتھ تمسخر کیا اور استہزاء کیا۔ ذرھم کا معنی ان سے اعراض کریں اور ان کی تکذیب کی بالکل پرواہ نہ کریں اور استہزاء کو خاطر میں نہ لائیں۔ لھو وہ چیز جو انسان کو مشغول کر دے۔ خواہشات سے ہو یا خوش طبعی سے وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ ذَكِّرْ بِهٖ قرآن کے ذریعہ نصیحت فرمائیں۔ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ اس خطرہ سے کہ نفس ہلاکت و عذاب کا شکار ہو۔ اور اپنے برے اعمال کا مرہون ہو۔ اِبسال کا معنی روکنا ہے۔ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ جو اس کی طاقت سے مدد کرے۔ وَّلَا شَفِيْعٌ جو شفاعت سے دفاع کرے۔ صحیح قول کے مطابق کسبت پر وقف نہیں۔ کیونکہ لیس لھا یہ نفس کی صفت ہے اور مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ نصیحت فرماتے رہیں اس کراہت سے کوئی نفس ہلاک ہو کسی دوست اور شفیع کو



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا

"آپ فرما دیجئے کیا ہم پکاریں اللہ کے سوا جو ہمیں نفع نہیں دیتا اور جو ہمیں ضرر نہیں دیتا، اور کیا ہم اسکے بعد الٹے پاؤں لوٹا دیئے جائیں

بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ

جبکہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی گئی ہم اس شخص کی طرح ہو جائیں جسے شیاطین نے جنگل میں بے راہ کر دیا ہو۔ اس حال میں کہ حیران ہو کر بھٹکتا پھر رہا ہو۔

لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ

اس کے ساتھی ہیں جو اسے بلاتے ہیں کہ ہدایت کی طرف آ جا ہمارے پاس۔ آپ فرما دیجئے بے شک اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے۔

وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىٓ

اور ہم کو حکم ہوا ہے کہ ہم سارے جہانوں کے پروردگار کے فرمانبردار ہو جائیں۔ اور یہ کہ نماز کو قائم کرو اور رب العالمین سے ڈرو۔ اور وہی ہے

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ

جس کی طرف تم جمع کئے جاؤ گے اور وہی ہے جس نے حق کے ساتھ آسمانوں کو اور زمین کو پیدا فرمایا۔ اور جس دن

يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ

وہ فرمائے گا کہ ہو جا سو وہ ہو جائے گا، اور اس کا فرمان حق ہے اور اسی کے لیے ساری حکومت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾

وہ جاننے والا ہے غیب کی چیزوں کو اور ظاہر چیزوں کو۔ اور وہ حکمت والا ہے خبر رکھنے والا ہے۔"

نہ پاتے ہوئے۔ اپنی کمائی کے سبب۔ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ مصدر کی بناء پر منصوب ہے ان تفد کل فداء اگرچہ تم فدیہ دو العدل فدیہ کو کہتے ہیں۔ کیونکہ فدیہ دینے والا مفدی کو اس کے مثل سے برابر کرتا ہے۔ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا کا فاعل ضمیر عدل نہیں کیونکہ عدل یہاں مصدر ہے۔ اور مصدر اخذ کا اسناد نہیں ہو سکتا۔ باقی لا یؤخذ منها عدل البقرہ آیت ۴۸ میں عدل بمعنی مفدی بہ مفعول کے معنی میں ہے۔ پس اس لیے اس کی طرف یؤخذ کی نسبت درست ہے۔ اُولٰٓئِكَ یہ ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو اپنے دین کو لہو و لعب بنانے والے ہیں۔ یہ مبتداء اور الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا اس کی خبر ہے۔ اور لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ سخت گرم پانی یہ اولئك کی خبر دوم ہے۔ اور تقدیر عبارت یہ ہے اولئك المبسلون ثابت لهم شرابٌ من حميم۔ ان ہلاک ہونے والوں کے لیے گرم پانی کا مشروب ثابت ہوگا یا جملہ مستانفہ ہے۔ وَعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ان کے کفر کی وجہ سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## گمراہ کو غول شیطانی میں پھنسنے والے سے تشبیہ دی:

آیت ۷۱: قُلْ (کہہ دو) ابوبکر کو کہہ دیں کہ وہ اپنے بیٹے عبدالرحمان کو کہہ دیں جو اپنے باپ کو بتوں کی عبادت کی طرف بلا رہا تھا۔ اَنَدْعُوْا کیا ہم عبادت کریں۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ جو نقصان اور نفع کا مالک ہے۔ مَالَا یَنْفَعُنَا ان کی جو ہمارے نفع کی قدرت نہیں رکھتے اگر ہم ان کو پکاریں۔ وَلَا یَضُرُّنَا اگر ہم ان کو چھوڑ دیں۔ وَنُرَدُّ کیا ہم لوٹائے جائیں گے۔ عَلٰٓی اَعْقَابِنَا اس حالت میں کہ شرک کی طرف لوٹنے والے ہوں۔ بَعْدَ اِذْ ھَدٰىنَا اللّٰہُ اسلام کی طرف اور بتوں کی عبادت سے ہمیں چھوڑایا۔ کَالَّذِی اسْتَھْوَتْہُ الشَّیٰطِیْنُ اس شخص کی طرح جس کو شیاطین کا غول اور سرکش شیاطین لے جائیں۔ نرد علی اعقابنا کی ضمیر سے حال ہونے کی بناء پر یہ منصوب ہے مطلب یہ ہے کہ کیا ہم الٹے پاؤں ہٹا دیئے جائیں گے ان لوگوں کی طرح جن کو شیاطین نے ورغلایا ہو۔ اور وہ ھَوٰی فی الارض سے باب استفعال ہے ھوٰی کا معنی زمین میں جانا گویا اس کا معنی طلبت ھویّۃ فِی الْاَرْضِ جنگل و بیابان میں حیران استھوتہ کے مفعول سے حال ہے۔ یعنی اس حال میں کہ وہ حیران راستہ سے بھٹکا ہوا۔ اس کو معلوم نہیں کہ وہ کیا کرے۔ لَہٗ اس بھٹکنے والے کے لئے۔

اَصْحٰبٌ دوست یَّدْعُوْنَہٗٓ اِلَی الْھُدَی اس طرف کہ وہ اس کو راہ پر لگا دیں صراط مستقیم کو الھدٰی سے تعبیر فرمایا۔ وہ اس کو کہہ رہے ہیں ائْتِنَا وہ راستہ سے بھٹکا ہوا۔ جنات کے پیچھے جا رہا ہے اور ان کو جواب نہیں دیتا اور نہ ان کے پاس آتا ہے۔ اور یہ اس بناء پر ہے جو کہا جاتا ہے کہ جنات انسان کو بھٹکا دیتے ہیں۔ اور غول شیطانی انسان پر مسلط ہو جاتا ہے۔ پس طریق اسلام سے گمراہی اختیار کرنے والے کو اس سے تشبیہ دی ہے شیطان کے قدموں کی پیروی کرنے کو تشبیہ دی اور مسلمان اس کو اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ مگر وہ ان کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا۔

## ہدایت صرف اسلام، باقی سب گمراہی:

قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ اور وہ اسلام ہے۔ ھُوَ الْھُدٰی صرف ہدایت ہے اس کے علاوہ گمراہی ہے۔ وَاُمِرْنَا یہ ان ھدی اللہ ھو الھدٰی کے محل پر عطف کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس وجہ سے کہ دونوں مقولے ہیں۔ گویا اس طرح کہا گیا یہ بات بھی کہو اور یہ کہو امرنا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

## فرمانبرداروں کے طرق:

آیت ۷۲: وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ تقدیر عبارت یہ ہے و امرنا لان نسلم ولان اقیموا یعنی اسلام اور اقامت صلوۃ کے لیے وَاتَّقُوْہُ وَھُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ قیامت کے دن۔

## اللہ خالق اور کامل علم وقدرت والا ہے:

آیت ۷۳: وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ حکمت کے ساتھ۔ یا واقعی برحق۔ وَیَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فَیَکُوْنُ یہ خبر ہے جواب نہیں۔ قَوْلُہُ الْحَقُّ یہ مبتدا ہے یوم یقول اس کی خبر مقدم ہے جیسا کہ تم کہو یوم الجمعۃ قولک الصدق یعنی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْٓ اَرٰىكَ

"اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تو بتوں کو معبود مانتا ہے؟ بلاشبہ میں تجھے اور تیری

وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ

قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں، اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں کی اور زمین کی مخلوقات

وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ

دکھائیں۔تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔ پھر جب اس پر رات کی تاریکی چھا گئی تو ایک ستارہ دیکھا،

قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ

کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ ستارہ غروب ہو گیا تو یوں کہا کہ میں غائب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا، پھر جب چاند کو

بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ

چمکتا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غروب ہوگیا تو کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرتا تو میں ضرور گمراہ

مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ

لوگوں میں سے ہو جاتا، پھر جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے، یہ سب سے

اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾

بڑا ہے، پھر جب سورج غروب ہوگیا تو کہا اے میری قوم! میں ان چیزوں سے بری ہوں، جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو،

قولك الصدق كائن يوم الجمعة تیری سچی بات جمعہ کے دن واقع ہونے والی ہے۔اور الیوم بمعنی حین ہے مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو حق وحکمت کے ساتھ پیدا فرمایا۔جس وقت وہ کسی چیز کو فرماتے ہیں ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے۔اس کی بات سچی اور حکمت والی ہے۔یعنی آسمان وزمین اور تمام تکوینات میں جو چیز بھی ہوتی ہے وہ حکمت وصواب پر مبنی ہے۔وَلَهُ الْمُلْكُ یہ مبتدا خبر ہے۔یَوْمَ یُنْفَخُ یہ له الملك کا ظرف ہے۔فِی الصُّوْرِ لغت یمن میں صور، سینگ کو کہتے ہیں۔یا یہ صورۃ کی جمع ہے (مگر قرطبی نے اس کو جمع ماننے سے انکار کر کے تردید کی ہے۔(صفحہ۲۰ جلد۷) عٰلِمُ الْغَیْبِ وہ عالم الغیب ہے۔وَالشَّهَادَةِ یعنی پوشیدہ اور علانیہ وَهُوَ الْحَكِیْمُ فنا کرنے اور زندہ کرنے میں الْخَبِیْرُ حساب وجزاء ہے۔

## ابراہیم علیہ السلام کا باپ کو وعظ ونصیحت کرنا:

آیت ۷۴: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ یہ ان کے والد کا نام ہے یا لقب ہے کیونکہ نسابین کے مابین اختلاف ہے کہ ان کے



BestUrduBooks.wordpress.com

والد کا نام تارخ ہے۔ یہ اٰزر، ابیہ کا عطف بیان ہے۔اور اس کا وزن فاعل ہے۔ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً یہ استفہام توبیخی ہے۔ کیا تو ان کو معبود بناتا ہے۔ حالانکہ یہ الوہیت کے مستحق نہیں۔ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔

## بصیرت روشن کر کے شرک کی قباحت ظاہر کر دی:

آیت ۷۵: وَكَذٰلِكَ جیسے ہم نے ان کو شرک کی قباحت دکھائی تھی۔ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی ہم اس کی بصیرت کو آسمان و زمین کی تخلیق کے لطائف دکھا رہے تھے نُرِیْ ماضی کی حکایت حال میں بیان کی گئی۔ الملکوت یہ الملك سے زیادہ بلیغ ہے۔ کیونکہ اس میں واؤ اور تاء مبالغہ کے لیے بڑھائے گئے ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں ان کے لیے ساتوں آسمان کھول دیئے گئے آپ نے ان کے مابین جو کچھ تھا وہ دیکھا' حتی کہ ان کی نگاہ عرش الٰہی تک پہنچی۔ اور ساتوں زمینیں کھول دی گئیں۔ یہاں تک کہ جو کچھ ان میں تھا وہ دیکھا۔ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ہم نے اسی طرح کیا تاکہ وہ استدلال کرے۔ ولیکون من الموقنین عیانا کما ایقن بیاناً تاکہ وہ آنکھوں سے دیکھ کر اس طرح یقین کرے جیسا کہ وہ بیان سے یقین کرنے والے ہیں۔

## نظر و استدلال سے قوم کی راہنمائی:

آیت ۷۶: فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ یعنی چھا گئی اس کا عطف قال ابرھیم لابیہ پر ہے۔ اور کذالك نری ابراھیم یہ جملہ معترضہ ہے۔ جو معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان واقع ہے۔ رَاٰ كَوْكَبًا یعنی زہرہ یا مشتری ابراہیم علیہ السلام کے والد اور ان کی قوم بت پرست' سورج' چاند' ستارہ پرست تھی۔ آپ علیہ السلام نے ان کو ان کے مذہب کی غلطی واضح کرنے کا ارادہ فرمایا اور نظر و استدلال کے انداز سے ان کی راہنمائی چاہی۔ اور ان کو یہ بتلانا چاہا۔ کہ صحیح نظر و فکر کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں سے کوئی اس قابل نہیں کہ معبود کہلا سکے۔ کیونکہ اس میں حدوث و زوال کی دلیل پائی جاتی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ کوئی تو ان کا موجد ہے جس نے ان کو ایجاد کیا ہے اور ان کا کوئی مدبر ہے۔ جو ان کے طلوع و غروب کا انتظام کرتا ہے۔ اور انتقال و چلاؤ دیگر تمام احوال کا منتظم ہے۔ جب آپ نے اس ستارہ کو دیکھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے تو فرمایا۔ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ یعنی ان کو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے بقول تمہارے۔ یا مراد أھذا ربی جو کہ بطور استہزاء آپ نے فرمایا ان پر انکار کرتے ہوئے یہ بات فرمائی محاورۂ عرب میں حرف استفہام کی بجائے انداز و آواز پر ہی اکتفاء کر لیتے ہیں۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ اس کا قول ہے جو اپنے مخالف سے انصاف کا طالب باوجود یہ کہ وہ جانتا ہو کہ وہ باطل پر ہے۔ پس اس کی بات کی حکایت وہ اس انداز سے کرے گا گویا کہ وہ غیر متعصب ہے۔ کیونکہ یہ طرز عمل حق کی طرف سے زیادہ بلانے والا اور شور و شغب سے خالی ہے۔ پھر وہ اس کے اعتقاد کو نقل کر کے اس پر مڑ کر حملہ کرتا ہے اور دلیل سے اس کو باطل کرتا ہے۔ فَلَمَّآ اَفَلَ غائب ہوا۔ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ یعنی میں ایسے ارباب کی عبادت پسند نہیں کرتا جو ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنے والے ہوں کیونکہ یہ اجسام مرکب کی صفات میں سے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## غروب سے تغیر پذیری پر شاندار استدلال:

آیت ۷۷: فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا طلوع ہوتے ہوئے۔ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ آپ نے اپنی قوم کو خبردار فرمایا۔ کہ جو شخص چاند کو الٰہ مانتا ہو۔ وہ گمراہ ہے۔ طرز استدلال: آپ نے اس مقام پر غروب سے استدلال فرمایا۔ طلوع سے نہیں۔ حالانکہ دونوں حالتیں تغیر پذیر ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غروب سے استدلال زیادہ واضح تر ہے۔ کیونکہ یہ انتقال چھپ جانے اور پردے میں اور اوٹ میں آجانے کے ساتھ ہے۔

## مخاصم سے انصاف کی اپیل کی تا کہ اعتراض دلیل بن جائے:

آیت ۷۸: فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ، هذا اسم اشارہ ہے مذکر لائے کیونکہ انہوں نے اس سے طلوع ہونے والا مراد لیا۔ یا اس وجہ سے کہ انہوں نے مبتدا کو خبر کی طرح بنا لیا۔ کیونکہ وہ معنوی لحاظ سے دونوں ایک چیز ہیں۔ اس میں اصل رب کے لفظ کو تانیث سے محفوظ کرنا مقصود ہے اس لیے تو اہل عرب صفات باری تعالیٰ کے متعلق علامہ اور علام نہیں کہتے۔ اگر چہ ثانی پہلے کی نسبت علامت تانیث سے فقط بچنے کی خاطر۔ هٰذَآ اَكْبَرُ یہ بھی اپنے مخاصم کے ساتھ انصاف کرانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ان اجرام میں سے ہے جس کو تم ان کے خالق کا شریک قرار دیتے ہو۔ ایک کمزور قول یہ ہے کہ یہ نظر و استدلال ان کا اپنے نفس سے تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان سے نقل کر دیا۔ مگر پہلا انتہائی ظاہر ہے اس لئے کہ یہ ارشاد یقوم انی بریٓءٌ مما تشرکون اس کی تائید کر رہا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ

بے شک میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف موڑا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، میں سب کو چھوڑ کر اسی کی طرف مائل ہونے والا ہوں، اور میں

الْمُشْرِکِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ

مشرکوں میں سے نہیں ہوں، اور اس کی قوم نے حجت بازی کی تو اس نے جواب میں کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے حجت بازی کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھے ہدایت عطا فرمادی، اور میں

وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِکُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ کُلَّ

ان سے نہیں ڈرتا جن کو تم اس کا شریک بناتے ہو مگر ہاں جو کچھ میرا رب چاہے، میرے پروردگار کا علم ہر چیز

شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَکَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَکَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَکْتُمْ وَلَا

کو احاطہ کئے ہوئے ہے، کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ اور میں کیونکر ان سے ڈروں جنہیں تم نے شریک بنایا ہوا ہے حالانکہ

تَخَافُوْنَ اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ

تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو شریک بنالیا ہے جس کی کوئی دلیل تم پر اللہ نے نازل نہیں فرمائی۔ سو دونوں فریقوں میں کون

اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ

امن کا مستحق ہے اگر تم جانتے ہو۔ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش

بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾

نہ کی انہیں کے لئے امان ہے اور وہی راہ یافتہ ہیں

واجب ۶ وقف لازم

**مثبت انداز میں تذکرۂ توحید:**

آیت ۷۹: اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔یعنی اس ذات کے لیے کہ یہ محدثات دلالت کرتے ہیں کہ وہی ان کا بنانے والا ہے۔ حَنِیْفًا یہ حال ہے یعنی تمام ادیان سے اسلام کی طرف مائل ہونے والا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی چیز کو اس کی مخلوقات میں سے۔

**میرا ربّ نفع ونقصان پر قدرت رکھتا ہے جبکہ تمہارے معبود کچھ بھی نہیں' اسلئے میں اُن سے نہیں ڈرتا:**

آیت ۸۰: وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ اللہ تعالیٰ کی توحید کے متعلق اور اس سے شرکاء کی نفی کے متعلق قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ اس کی توحید کے متعلق



BestUrduBooks.wordpress.com

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ

”اور یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی۔ ہم جس کو چاہیں مرتبوں کے اعتبار سے بلند کرتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿٨٣﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ

بے شک آپ کا رب حکمت والا ہے علم والا ہے۔ اور ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب عطا کیے اور ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی۔

وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ

اور اس سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی اور ان کی ذریت سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو

وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٤﴾

اور موسیٰ کو اور ہارون کو۔ اور ہم اسی طرح نیک کاروں کو جزا دیتے ہیں۔

قراءت: اتحا جونی تخفیف نون کے ساتھ مدنی اور ابن ذکوان نے پڑھا ہے۔ وَقَدْ هَدٰىنِ اپنی توحید کی طرف ابوعمرو نے یا میں وصل کے ساتھ پڑھا۔ وَقَدْ هَدٰىنِ جب انہوں نے ابراہیمؑ کو دھمکایا کہ ان کے معبود اس کو تکلیف پہنچائیں گے تو فرمایا۔ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْئًا ۗ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا یعنی میں تمہارے معبودوں سے کسی بھی وقت میں نہیں ڈرتا۔ کیونکہ وہ نفع ونقصان کی ذرہ بھر بھی طاقت نہیں رکھتے۔ مگر جب کہ میرا رب چاہے کہ ان میں سے کوئی تکلیف پہنچے وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ جس چیز میں چاہے نفع ونقصان پیدا کر دے۔ نہ کہ یہ بت۔ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا کہ بندے کو کوئی ذرا سا نفع ونقصان اس کے علم کے بغیر نہیں پہنچ سکتا۔ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ پس تم فرق کرو قادر اور عاجز کے درمیان۔

## تم میرے امن پر تعجب کرتے ہو حالانکہ خود مقام خوف میں ہو:

آیت ٨١: وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ تمہارے معبود حالانکہ وہ خوف کی جگہ ہیں۔ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ اپنے شرک کے باعث عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا دلیل اس لیے کہ شرک پر تو کوئی صحیح دلیل موجود ہی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کیا ہو گیا کہ میرے متعلق امن وسلامتی کو انوکھا خیال کرتے ہو حالانکہ میں تو امن کی جگہ میں ہوں۔ اور اپنے متعلق امن کو عجیب نہیں سمجھتے حالانکہ تم خوف کے مقام پر ہو۔ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ یعنی موحدین اور مشرکین دونوں گروہ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ عذاب سے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اس طرح نہیں فرمایا فاَیُّنا تا کہ تزکیۂ نفس کا شبہ نہ ہو۔ پھر سوال کے جواب کو دوبارہ لوٹایا اپنے اس ارشاد سے۔

## شرک سے بچنے والا مامون ہے:

آیت ٨٢: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شرک کے ساتھ یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تفسیر فرمائی۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ابراہیم علیہ السلام کا کلام مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ابراہیم علیہ السلام کو دلائلِ قاہرہ ہم نے دیئے:

آیت ۸۳: وَتِلْكَ حُجَّتُنَا اس سے ان تمام دلائل کی طرف اشارہ ہے جن سے ابراہیم علیہ السلام نے حجت پکڑی۔ اپنی قوم کے خلاف فلما جن علیہ الّیل سے وھم مھتدون تک۔ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ یہ خبر کے بعد خبر ہے۔ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ علم وحکمت میں۔

قراءت: درجات کو کوفی نے تنوین سے پڑھا ہے۔ اس میں معتزلہ کے اس قول کی تردید ہے کہ جو اصلح کے سلسلہ میں وہ کہتے ہیں۔ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ رفع کے ساتھ عَلِیْمٌ اہلیت کو جانتے ہیں۔

آیت ۸۴: وَوَهَبْنَا لَهٗٓ یعنی ابراہیم علیہ السلام کو۔ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَیْنَا یعنی تمام کو۔ کلًّا پر نصب ھدینا کی وجہ سے ہے یعنی ھدینا نوحا گہ ہم نے نوح کو ہدایت دی۔ مِنْ قَبْلُ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے۔ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ ہ ضمیر نوح علیہ السلام کی طرف جاتی ہے۔ یا ابراہیم علیہ السلام کی طرف۔ پہلا قول زیادہ واضح ہے کیونکہ یونس ولوط ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نہ تھے۔ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَ اَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ تقدیر عبارت یہ ہے و ھدینا من ذریتہ ھؤلاء کہ اس کی اولاد میں سے ان کو ہم نے ہدایت دی۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ہم محسنین کو اس جیسا بدلہ دیتے ہیں۔ کاف موضع نصب میں مصدر محذوف کی صفت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۚ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

اور زکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو۔ سب صالحین میں سے ہیں اور اسماعیل کو اور الیسع کو اور یونس کو

وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَ

اور لوط کو۔ اور سب کو ہم نے فضیلت دی جہانوں پر اور ان کے کچھ باپ دادوں اور کچھ اولاد اور

اِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٨٧﴾ ذٰلِكَ هُدَى

کچھ بھائیوں کو اور ہم نے ان کو چن لیا۔ اور ان کو ہدایت دی سیدھے راستے کی طرف۔ یہ اللہ کی

اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا

ہدایت ہے وہ اس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ اگر یہ حضرات شرک اختیار کر لیتے تو جو اعمال کیا

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ

کرتے تھے وہ سب حبط ہو جاتے۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کو ہم نے کتاب دی اور حکمت اور نبوت عطا کی۔

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾ اُولٰٓئِكَ

سو اگر زمانہ موجودہ کے لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لیے بہت سے لوگ ایسے مقرر کر دیے ہیں جو اس کا انکار کرنے والے نہیں ہیں۔ یہ وہ

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۗ

لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی سو آپ ان کی ہدایت کا اقتداء کریں۔ آپ فرما دیجئے کہ میں اس پر تم سے کسی معاوضہ کا سوال نہیں کرتا

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٠﴾ ع ۸ / ۱۶

یہ تو صرف نصیحت ہے جہانوں کے لیے۔"

## ایک استدلال:

آیت ۸۵: وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ یہ تمام مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ان کے ساتھ کر کے ثابت کر دیا کہ نسب ماں سے بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ ان کو نوح علیہ السلام کی اولاد سے قرار دیا۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کا ان کے ساتھ اتصال صرف ماں کی طرف سے ہے۔ اسی دلیل کے ساتھ حجاج کو جواب دیا گیا تھا۔ جب اس نے بنو فاطمہ کے بارے میں انکار کیا کہ وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اولاد النبی علیہ السلام ہیں۔
آیت ۸۶: وَاِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ للّیسع جہاں بھی قرآن میں آتا ہے دو لاموں سے حمزہ اور علی نے پڑھا ہے۔ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا ۚ وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ نبوت اور رسالت کے ساتھ۔
آیت ۸۷: وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ یہ کُلًّا پر عطف کی وجہ سے محل نصب میں واقع ہے یعنی وفضلنا بعض آباء ھم ان کے بعض آباء کو فضیلت دی۔ وَذُرِّیّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَیْنٰهُمْ وَهَدَیْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔
آیت ۸۸: ذٰلِكَ وہ جس کو اختیار کیا ان مذکورہ بالا حضرات نے هُدَی اللّٰهِ اللہ کا دین یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ اس میں معتزلہ کی تردید ہے کیونکہ ان کا قول ہے ان اللہ شاء ھدایۃ الخلق کلھم۔ لکنھم لم یھتدوا کہ اللہ تعالیٰ نے تو تمام مخلوق کو ہدایت دینا چاہا مگر انہوں نے ہدایت نہ پائی۔

## مذمتِ شرک کیا انوکھا انداز:

وَلَوْ اَشْرَکُوْا باوجود اپنے فضل و کمال اور بلند درجات کے لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ تو ان کے اعمال باطل ہو جائیں۔ جیسا کہ دوسرے موقع پر فرمایا لئن اشرکت لیحبطن عملك (الزمر ۶۵)
آیت ۸۹: اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ الکتاب سے جنس مراد ہے۔ وَالْحُکْمَ اور حکمت یا فھم الکتاب وَالنُّبُوَّۃَ وہ انسان کے اعلیٰ ترین مناصب میں سے ہے۔ فَاِنْ یَّکْفُرْ بِهَا۔ کتاب اور حکمت و نبوت کے ساتھ یا آیات قرآن کے ساتھ هٰٓؤُلَآءِ۔

## هٰٓؤُلَآءِ کی مراد:

یعنی اہل مکہ فَقَدْ وَکَّلْنَا بِهَا قَوْمًا وہ مذکورہ انبیاء اور ان کے سچے پیروکار ہیں۔ اس کی دلیل اگلی آیت اولئك الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی پس تم ان کی ہدایت کی اقتداء کرو۔ دوسرا قول اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تیسرا قول جو آپ پر ایمان لائے وہ سب مراد ہیں۔ چوتھا قول عجم جو ایمان لائے وہ مراد ہیں۔ اور توکیل کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اس پر ایمان کی توفیق ملی اور ان کے حقوق کی ادائیگی میسر ہوئی جیسا کہ آدمی کو کوئی چیز سپرد کی جاتی ہے تا کہ وہ اس کی نگرانی کرے اور اس کا خیال کرے۔ اور نگہبانی کرے۔ لَّیْسُوْا بِهَا میں باء کافرین کے صلہ کے طور پر لائی گئی ہے۔ بِکٰفِرِیْنَ میں باء نفی کی تاکید ظاہر کرنے کے لیے لائے۔

## تمام انبیاء علیہم السلام کے اصولِ دین ایک ہیں:

آیت ۹۰: اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ یعنی وہ انبیاء جن کا تذکرہ گزرا۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ اقتداء کیلئے انکی ہدایت کو خاص کیا کہ انکے علاوہ کسی کی اقتداء نہ کرو۔ یہ مفعول کو مقدم کرنے کا مطلب ہے اور ھداھم سے مراد ان کا طریقہ جو ایمان باللہ اور توحید باری تعالیٰ اور اصول دین کے سلسلہ میں ہے شریعت نہیں کیونکہ شرائع تو مختلف ہیں اقتدہ۔ میں ہ پر وقف ہے وصل میں ساقط



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ط

''اور لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں پہچانی جیسے پہچاننی تھی جبکہ انہوں نے کہا کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی بھی چیز نازل نہیں فرمائی،

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ

آپ فرما دیجئے کہ کس نے اتاری وہ کتاب جسے موسیٰ لے کر آئے جو نور تھی اور لوگوں کے لیے ہدایت تھی۔

تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ج وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا

تم نے اسے الگ الگ ورقوں میں کر رکھا ہے جنہیں تم ظاہر کرتے ہو اور بہت کچھ چھپاتے ہو اور تم کو وہ باتیں بتائی گئی ہیں جن کو تم نے اور تمہارے

اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ط قُلِ اللّٰهُ لا ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ (۹۱)

باپ دادوں نے نہیں جانا۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ نے نازل فرمایا۔ پھر ان کو چھوڑ دیجئے اپنی خرافات میں کھیلتے رہیں گے۔

ہو جاتی ہے۔ یہاں وقف کو ترجیح دینا بہتر ہے تا کہ مصحف میں ھا قائم رہے۔ البتہ قراء حمزہ، علی وصل میں اس کو حذف کرتے ہیں اور شامی اختلاف کرتے ہیں۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ وحی پر یا تبلیغ رسالت پر توحید کی طرف دعوت دینے پر اَجْرًا۔ انعام

مَسْئَلَہ: اس میں دلیل ہے کہ تعلیم قرآن اور روایت حدیث پر اجرت لینا جائز نہیں۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ قرآن جن وانسان کے لیے نصیحت ہے۔

### یہود کا ضد کی وجہ سے تمام وحیوں سے انکار:

آیت ۹۱: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ انہوں نے بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اچھی طرح نہیں پہچانا۔ اسی طرح وحی جیسی رحمت کو نہ جانا۔ حالانکہ یہ تو عظیم ترین رحمت ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا وما ارسلناك الا رحمة للعالمين (الانبیاء ۱۰۷) روایات میں ہے کہ یہود کی ایک جماعت جس میں مالک بن صیف بھی تھا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کو کہا کہ کیا تورات میں یہ لکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ موٹے عالم کو ناپسند کرتے ہیں۔ تو اس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو الحبر السمین ہے اس پر وہ غضب ناک ہوا اور کہنے لگے ما انزل الله علی بشر من شیٔ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز اتاری نہیں۔ حَقَّ قَدْرِهٖ یہ مصدر کی وجہ سے منصوب ہے۔ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا یہ بہ کی ضمیر سے حال ہے۔ یا الکتاب سے حال ہے۔ وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے یعنی اس کے حصے کر دیئے اور الگ الگ اوراق میں رکھا۔ اور جدا جدا کاغذوں میں کر دیا۔ تا کہ ایجاد و اخفاء پر قدرت پا سکیں۔

قراءت: مکی اور ابو عمرو نے تینوں کو یا سے پڑھا ہے۔ وَعُلِّمْتُمْ اے اہل کتاب سکھائی گئیں کتاب کی وہ باتیں مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ تمہارے دین کے سلسلہ میں اور دنیا کے معاملہ میں قُلِ اللّٰهُ یہ جواب ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ہی اتارا ہے۔ انکو انکار



BestUrduBooks.wordpress.com

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ

''اور یہ کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے بڑی برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اور تا کہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس کے رہنے والوں

حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۹۲

کو ڈرائیں۔ اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں۔''

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِىَ اِلَىَّ وَلَمْ يُوْحَ

''اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا یوں کہے کہ میری طرف وحی کی گئی۔ حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں کی گئی۔ اور اس سے

اِلَيْهِ شَىْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ

بڑھ کر زیادہ ظالم کون ہوگا جو یوں کہے کہ میں ایسا کلام نازل کردونگا جیسا اللہ نے نازل کیا اور اگر تو اس منظر کو دیکھے جبکہ ظالم لوگ

فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ

موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہونگے کہ نکالو اپنی جانیں آج

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ

تم کو ذلت والے عذاب کی سزا دی جائے گی۔ اس وجہ سے کہ تم اللہ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور اس کی آیتوں کے ماننے

اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۹۳ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ

سے تکبر کرتے تھے، اور البتہ تم ہمارے پاس آؤ گے الگ الگ جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا۔

وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ

اور تم نے اپنے پیٹھ پیچھے وہ چھوڑ دیا جو ہم نے تمہیں عطا کیا تھا، اور ہم نہیں دیکھ رہے تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ

جن کے بارے میں تم نے خیال کیا تھا کہ وہ تمہارے بارے میں شریک ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمہارا آپس کا تعلق منقطع ہوگیا اور تمہارے وہ دعوے گئے گذرے ہوگئے جو تم

ع ۱۱ ۱۷ تَزْعُمُوْنَ ۹۴

کیا کرتے تھے۔''



BestUrduBooks.wordpress.com

کی قدرت نہیں۔ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ وہ اپنے اس باطل میں جس میں وہ مصروف ہیں۔یَلْعَبُوْنَ یہ ذرهم سے حال ہے۔یا خوضهم سے حال ہے۔(اس حال میں کہ بے ہودگی میں ہیں)

آیت ۹۲: وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر۔مُبٰرَكٌ منافع اور فوائد سے بھرپور۔مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ یعنی کتاب وَلِتُنْذِرَ ابوبکر نے یا سے پڑھا ہے یعنی کتاب۔اس کا عطف اس پر ہے جس پر کتاب کی صفت دلالت کرتی ہے گویا اس طرح فرمایا انزلناه لبرکات و تصدیق ما تقدمه من الکتاب و لا نذار۔ ہم نے اس کو برکات کے ساتھ اتارا اور یہ تصدیق کے لئے اس کتاب کی جو پہلے گزریں اور ڈرانے کے لئے۔

## امّ القریٰ کا لقب:

اُمَّ الْقُرٰی، مکة المکرمه۔اس کو ام القری اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ زمین کی ناف ہے اہل قرٰی کے لیے قبلہ ہے۔اور شان میں سب سے بڑھ کر ہے۔اس لیے کہ لوگ اس کا قصد کر کے جاتے ہیں۔وَمَنْ حَوْلَهَا اہل مشرق و مغرب وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ۔انجام کی تصدیق کرتے اور آخرت سے ڈرتے ہیں۔یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ، ہ سے کتاب مراد ہے۔دین کی جڑ خوف عاقبت ہے۔جو اس سے ڈرا اس پر خوف ہمیشہ رہتا ہے۔یہاں تک کہ وہ ایمان لے آتا ہے۔وَهُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ نماز کا خاص طور پر ذکر کیا۔کیونکہ وہ علامت ایمان اور دین کا ستون ہے۔جس نے اس کی محافظت کی تو وہ اس کے ہم مثل دیگر اعمال کی بھی حفاظت کرے گا۔

## تمام افتراء والے شامل ہیں' مدعیانِ نبوت ہوں یا اور:

آیت ۹۳: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا وہ مالک بن صیف یہودی حبر ہے۔اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وہ مسیلمہ کذاب ہے۔وَمَنْ قَالَ یہ موقع جر میں ہے اس کا عطف ممن افترٰی پر ہے یعنی وممّن قال۔سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ یعنی عنقریب میں کہوں اور املاء کرواؤں گا یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہے جو کاتب وحی تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لکھوایا ولقد خلقنا الانسان سے خلقًا اخر تک۔ تو اس کی زبان پر فتبارك الله احسن الخالقین کا کلمہ آیا۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اسی طرح لکھو۔یہ اسی طرح اتری ہے۔پس اس کو شک ہوا اور کہنے لگا کہ اگر محمد (ﷺ) سچے ہیں تو میری طرف بھی اسی طرح وحی آتی ہے جیسا کہ اس کی طرف۔اور اگر وہ جھوٹا ہے تو میں نے بھی اسی طرح کہہ دیا جس طرح وہ کہتا ہے۔اور وہ ارتداد اختیار کر کے مکہ چلا گیا۔یا نضر بن حارث مراد ہے جو کہا کرتا تھا۔والطاحنات طحنًا فالعاجنات عجنا فالخابزات خبزًا۔(اب اس بڑ کی قرآن کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے) گویا وہ قرآن کا معارضہ کرتا ہے۔وَلَوْ تَرٰی اس کا جواب محذوف ہے لرایت امرًا عظیمًا۔اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مراد وہ لوگ ہیں جن کا تذکرہ ہوا۔خواہ یہود سے تھے یا مدعیان نبوت اس میں الف لام عہد کا ہے جنس کے لیے بھی درست ہے۔اس میں یہ بھی بطور بدل اشتمال شامل ہونگے کیونکہ وہ لام ان تمام لوگوں پر مشتمل ہے۔فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ موت کی سختیاں اور موت کے سکرات۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## روح کو بلامہلت نکالنے کی تعبیر:

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ان کی طرف یہ کہتے ہوئے اپنے ہاتھ پھیلانے والے ہونگے۔ لاؤ اپنی روحوں کو ان کو اپنے جسموں سے نکال کر ہمارے سامنے پیش کرو۔ یہ درحقیقت روح کو سختی اور بلامہلت نکالنے کی تعبیر ہے۔ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ اس سے موت کا وقت مراد لیا گیا ہے اور وہ شدت نزع جس کا ان کو عذاب دیا جائے گا الھون ذلت اور اس میں جم جانا۔ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ کہ اس کا شریک اور بیوی اور اولاد ہے۔ نحو: غیر الحق یہ تقولون کا مفعول ہے۔ یا مصدر مضاف کی صفت ہے۔ یعنی قَوْلاً غَيْرَ الْحَقِّ ۔ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ پس تم ان پر ایمان نہیں لاتے ہو۔

آیت ٩٤: وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا حساب اور جزاء کے لئے فُرَادٰی اکیلے بغیر مال و معاون کے۔ یہ فَرِیْدٌ کی جمع ہے۔ جیسے اسیرٌ جمع اساری۔ كَمَا خَلَقْنٰكُمْ یہ جئتمونا کے مصدر کی صفت ہے یعنی اس طرح کی آمد جیسے ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ اَوَّلَ مَرَّةٍ اس ہیئت کے مطابق جس پر پہلے پیدا ہوئے۔ وَتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ ہم نے تمہیں مالک بنایا۔ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ تم اس میں سے ایک ذرہ اٹھائے ہوئے نہیں ہو۔ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا تمہارے غلام بنانے میں۔ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ زجاج نے بینکم پڑھا وصل' ملاقات' بین کا لفظ وصل و ہجر دونوں کے لیے بولا جاتا ہے جیسا کہ شاعر کے اس شعر میں۔ فواللّٰہ لولا البین لم یکن الھوی ولولا الھوی حن للبین آلف اللہ کی قسم اگر وصل نہ ہوتا تو محبت نہ ہوتی۔ اگر محبت نہ ہوتی تو جدائی پر کوئی انس والا شوق مند نہ ہوتا۔ قراءت: مدنی' علی' حفص نے بینکم پڑھا یعنی تمہارے درمیان انقطاع واقع ہو۔ وَضَلَّ عَنْكُمْ ضائع اور باطل ہو گئے۔ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ کہ وہ قیامت کو تمہارے سفارشی بنیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ

"بے شک اللہ دانوں اور گٹھلیوں کا پھاڑنے والا ہے، اور نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے، اور نکالنے والا ہے مردہ کو

مِنَ الْحَيِّ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ

زندہ سے، یہ اللہ ہے پھر تم کہاں الٹے چلے جا رہے ہو۔ وہ پھاڑنے والا ہے صبح کا اور اس نے بنایا رات کو

سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ

آرام کی چیز، اور اس نے چاند اور سورج کو ایک خاص حساب سے رکھا ہے، یہ مقرر کرنا ہے اس کا جو غالب ہے علم والا ہے، اور وہ

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا

ایسا ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا فرمایا تا کہ تم ان کے ذریعہ خشکی اور دریا کی اندھیریوں میں ہدایت پاؤ۔ ہم نے آیات

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ أَنْشَأَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ

کھول کر بیان کر دی ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں۔ اور وہ ایسا ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا۔ سو ایک جگہ زیادہ رہنے کی ہے

وَّمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ أَنْزَلَ

اور ایک جگہ تھوڑے سے وقت رہنے کی ہے، ہم نے ان لوگوں کے لیے آیات کھول کر بیان کر دی ہیں جو سمجھتے ہیں جس نے آسمان سے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ

پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ ہر قسم کی اگنے والی چیزیں نکالیں، پھر ہم نے نکالا اس سے سبزہ والی چیزوں کو۔ ہم نکالتے ہیں

مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ

اس سے دانے جو ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہیں۔ اور کھجور کے درخت یعنی اس کے گچھوں سے خوشے نکالے جو جھکے ہوتے ہیں، اور انگوروں

أَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ اُنْظُرُوْٓا إِلٰى ثَمَرِهٖٓ

کے باغ اور زیتون کے باغ نکالے اور انار جو آپس میں ملتے جلتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو ملتے جلتے نہیں ہیں۔ اسکے پھلوں کیطرف دیکھ لو

إِذَآ أَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۚ إِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٩٩﴾

اور اس کے پکنے کی طرف۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائیں۔"



BestUrduBooks.wordpress.com

## منکرین بعث کے لئے مشاہداتی دلائل:

آیت ٩٥: اِنَّ اللّٰهَ فٰلِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى نبات اور درخت یعنی اس نے سٹے سے دانے کو اور گٹھلی سے کھجور کو پھاڑ نکالا۔ اَلْفَلَقُ مجاہد کہتے ہیں اس سے وہ شگاف مراد ہے جو گٹھلی اور دانے میں پائے جاتے ہیں۔ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ بڑھنے والی تروتازہ نبات خشک دانے سے وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ خشک دانہ تروتازہ نبات میں سے یا انسان نطفہ سے اور نطفہ انسان سے۔ یا مؤمن سے کافر اور کافر سے مومن۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف اس مخلوق سے دلیل پیش کی جو ان کے مشاہدہ میں تھی۔ کیونکہ وہ بعث بعد الموت کے منکر تھے۔ پس ان کو بتلایا کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے ان اشیاء کو پیدا کیا پس وہ ان کو دوبارہ اٹھانے کی بھی طاقت رکھتے ہیں۔

نکتہ: البتہ یہاں مخرج ا لمیت لفظ اسم فاعل سے استعمال فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا عطف فالق الحب پر ہے۔ فعل پر نہیں ہے۔ اور اوپر یخرج الحیی من المیت میں مضارع کا استعمال اس لیے ہے کہ وہ جملہ مبینہ کے طور پر آ رہا ہے اور فالق الحب والنوی ہی کی وضاحت ہے۔ کیونکہ حب اور نوی سے نباتات و اشجار نامیہ کا خروج زندہ کو مردہ سے نکالنے کی جنس سے ہے۔ کیونکہ نمو والی چیز بمنزلہ حیوان کے ہے اس کی دلیل اس ارشاد میں پائی جاتی ہے ویحیی الارض بعد موتها۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ یہ موت اور زندگی بخشنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ربوبیت اسی کا حق ہے نہ کہ بتوں کا فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ تم کس طرح اس سے پھرے جا رہے ہو۔ جو معاملہ ہم نے بیان کیا اس کے بعد بھی اس سے رخ پھیرنے والے ہو۔

## مزید دلائل:

آیت ٩٦: فَالِقُ الْاِصْبَاحِ یہ مصدر ہے جس کا نام الصبح ہے۔ یعنی صبح کے ستون کو رات کی سیاہی میں سے پھاڑ کر نکالنے والا ہے۔ وَجَعَلَ الَّيْلَ کوفی کی قراءت میں ہے کیونکہ اس سے قبل اسم فاعل المضی کے معنی میں ہے جب فالق، فلق کے معنی میں ہے تو جعل کا اس پر عطف کر کے ظاہر کیا کہ ان میں معنوی موافقت ہے۔ سَكَنًا اس میں سکون حاصل کریں جیسا کہ دوسری آیت میں ہے: لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ (یونس: ٦٧) تاکہ مخلوق کام کاج کی مشقت سے غفلت کی نیند کے ذریعہ سکون حاصل کرے۔

## مزید دلائل' سورج و چاند ذریعہ حساب:

دوسری تفسیر یہ ہے کہ مخلوق کی وحشت سے ہٹ کر حق کے ساتھ انس حاصل کرو۔ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ یہ دونوں جَعَلَ فعل کی وجہ سے منصوب اور اس پر دلیل جاعل اللیل ہے۔ حُسْبَانًا ان دونوں کو حساب کی علامت بنا دیا۔ کیونکہ اوقات کے دوران اور چلنے سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور الحُسبان ضمہ کے ساتھ یہ حسب کا مصدر ہے جیسا کہ حِسبان کسرہ کے ساتھ حسب کا مصدر ہے۔ ذٰلِكَ ان کا حُسبان بنانا یعنی یہ چلانا ایک مقررہ حساب سے ہے۔ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ جس نے ان کو مغلوب کیا اور مسخر کیا۔ الْعَلِيْمِ ان کی تدبیر اور تدویر جانتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## رات کے اندھیرے اور سمندر کے اندھیروں میں ملابست ہے:

آیت ۹۷: وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ ان کو پیدا کیا۔ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی خشکی و سمندر میں اور رات کے اندھیروں میں ظلمات کی اضافت بر و بحر کی طرف ملابست کی وجہ سے کی گئی ہے یا مشتبہ راستوں کو ظلمات سے تشبیہ دی قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ہم نے علم والوں کے لیے توحید پر دلالت کرنے والے دلائل واضح کر دیئے۔

## مستقر و مستودع کی تفسیر:

آیت ۹۸: وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وہ آدم ہیں۔ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ۔ قراءت: مکی اور بصری نے مستقر کسرہ قاف سے پڑھا ہے جنہوں نے قاف کو فتح دیا تو ان کے ہاں وہ اسم مفعول وظرف بن گیا۔ جیسا مستودع اسم مفعول و ظرف ہے جنہوں نے کسرہ دیا انہوں نے اسم فاعل بنایا اور مستودع کو اسم مفعول بنایا۔ یعنی تمہارا استقرار رحم مادر، مستودع صلب پدر یا مستقر زمین پر رہائش اور مستودع قبر یا بعض تم میں قرار پکڑنے والے ہیں اور بعض امانت رکھے جا چکے۔ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ پہلے یعملون اور یہاں یفقھون فرمایا کیونکہ وہاں دلالت بالکل ظاہر تھی اور یہاں دقیق ہے۔ کیونکہ انسانوں کا ایک جان سے پیدا کرنا اور مختلف حالات میں ان کا بدلنا یہ دقیق بات ہے پس سمجھ کا ذکر کرنا جو کہ دقت نظر پر دلالت کرتا ہے زیادہ مناسب ہے۔

## آسمان سے پانی ایک ہی اُتارا اور اس سے نباتات بے شمار اُگائیں:

آیت ۹۹: وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بادلوں سے بارش فَاَخْرَجْنَا بِهٖ پانی کے ذریعہ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ بڑھنے والی نبات میں سے ہر قسم اگی۔ مراد سبب ہے اور وہ پانی ہے۔ جو کہ ایک ہے مگر اگنے والی اشیاء بے شمار قسم کی ہیں۔ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ نباتات سے خَضِرًا، تر و تازہ سبزہ محاورہ میں اخضر اور خضر کہا جاتا ہے اور اصل میں اس کو کہتے ہیں جو دانے سے نکلنے والی نبات سے پھوٹ کر نکلے نُّخْرِجُ مِنْهُ یعنی سبزے سے حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وہ سٹہ ہے جس کے دانے پے در پے جڑے ہوئے ہیں۔ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ یہ مبتداء ہونے کی بناء پر مرفوع ہے اور ومن للنخل اس کی خبر مقدم ہے اور من طلعھا اسکا بدل ہے عبارت اس طرح ہے و حاصلة من طلع النخل قنوانٌ اور نکلنے والے ہیں کھجور کے گابھے سے خوشے یہ قنوان جمع قنو ہے جیسا صنوان جمع صنو۔ مراد گچھے ہیں۔ دَانِيَةٌ پھل کے بوجھ کی وجہ سے چننے کیلئے جھکنے والے ہیں۔ یا پوری کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے قریب ہیں۔ اس میں اکتفاء ہے یعنی وہ طوالت کی وجہ سے جھکنے والے نہیں جیسا کہ اس ارشاد میں: سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ (النحل:۸۱) وَّجَنّٰتٍ یہ منصوب ہے نبات کل شئ پر عطف کی وجہ سے یعنی اخرجنا به جنات کہ ہم نے اسکے ذریعہ باغات پیدا کیے۔ مِّنْ اَعْنَابٍ یعنی کھجور کے ساتھ اور اسی طرح وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ اعشی نے جنات کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے یعنی وثَمَّ جنات من اعناب یعنی مع النخل اس جگہ انگور کے باغات کھجور کے ساتھ ہیں۔ مُشْتَبِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ محاورہ میں اشتبه الشیان وتشابھا۔ جیسا کہ استویا و تساویا اور عام طور پر دونوں بہت باتوں میں شریک ہوتے ہیں۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ

اور ان لوگوں نے جنات اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں حالانکہ اس نے انکو پیدا فرمایا ہے، اور اس کے لئے انہوں نے بیٹے اور بیٹیاں بغیر علم کے تراش رکھے ہیں،

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰی یَكُوْنُ لَهٗ

وہ ان باتوں سے پاک ہے اور برتر ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں، وہ آسمانوں کا اور زمین کا بے مثال پیدا فرمانے والا ہے کہاں ہو سکتی ہے اس کی

وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿١٠١﴾

اولاد حالانکہ اس کی بیوی نہیں ہے، اور اس نے پیدا فرمایا ہر چیز کو، اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے،

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰی

یہ اللہ تمہارا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے پس اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا

كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ﴿١٠٢﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ

نگہبان ہے نگاہیں اسے محیط نہیں ہو سکتیں اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہے اور وہ

اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿١٠٣﴾

بڑا باریک بین خبردار ہے۔''

والزیتون متشابھًا وغیر متشابہ۔ اسی طرح انار بھی بعض متشابہ اور بعض غیر متشابہ ہیں۔ مقدار اور رنگت اور ذائقے میں۔اُنْظُرُوْٓا اِلٰی ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ جب وہ اپنا پھل نکالتا ہے تو کس طرح کمزور نکالتا ہے کہ اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ ثُمُرہ۔حمزہ اور علی نے پڑھا جمع ثمار اور یہ جمع الجمع ہے۔ثمرة و ثمر۔ ثمار و ثُمر۔وَیَنْعِهٖ اور اس کے پکنے کو یعنی اس کے پکنے کی حالت کو دیکھو کس طرح بہت سے منافع کی جامع شی بن کر آئی۔ عبرت کی نگاہ ڈالو اسکے بنانے والے کی قدرت اور تدبیر کرنے والے کی تدبیر اور ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنے والے کی تقدیر پر اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔

## کفار کی حماقت کہ جنات کو اللہ جل شانہٗ کا شریک بنایا حالانکہ وہ شرکت سے منزّہ ہے:

آیت ١٠٠: وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ اگر تم للہ شرکاء کو جعل کے دو مفعول قرار دو تو الجن شرکاء سے بدل ہے۔ ورنہ شرکاء الجن دونوں مفعول ہیں۔ دوسرے کو پہلے سے مقدم کیا اور تقدیم کا فائدہ یہ ہے۔ یہ بات بعید تر ہے کہ کسی فرشتہ یا جن یا کسی اور کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے جنات کی اتباع ان کاموں میں کی جن کو انہوں نے مزین کر کے ان کے سامنے پیش کیا۔ نتیجتاً ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا ڈالا۔ وَخَلَقَهُمْ حالانکہ اس نے جنات کو پیدا کیا۔ پس مخلوق اپنے خالق کی شریک



BestUrduBooks.wordpress.com

وسہیم کیونکر ہو سکتی ہے۔ نحو: یہ جملہ حالیہ ہے۔ایک دوسری تفسیر۔اس نے ان کو پیدا کیا جو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے والے ہیں۔ پھر یہ کس طرح اوروں کی عبادت کرتے ہیں۔ وَخَرَقُوْا لَهٗ یعنی انہوں نے گھڑا کہا جاتا ہے۔ خلق الافك و خرقه واختلقه و اخترقه تمام کا معنی ایک ہے۔ دوسری تفسیر یہ خرق الثوب سے ہے جبکہ اس کو پھاڑا جائے۔ یعنی انہوں نے نکالے اس کے لئے بَنِیْنَ جیسے اہل کتاب مسیح اور عزیر علیہما السلام کے متعلق مانتے ہیں۔ وَبَنٰتٍ جیسے بعض اہل عرب فرشتوں کے متعلق کہتے تھے۔ قراءت: وخرقوا تشدید کے ساتھ کثرت کا معنی پیدا کرتا ہے۔ مدنی نے اسی طرح پڑھا ہے۔ بنین اور بنات جمع کی وجہ سے کثرت کو ظاہر کرتے ہیں۔ بِغَيْرِ عِلْمٍ بغیر اس بات کے کہ وہ اس کی حقیقت کو جانیں۔ جو انہوں نے کہا غلط ہے یا درست ہے۔ لیکن جہالت سے انہوں نے ایک بات نکالی ہے۔ نحو: یہ خرقوا کی ضمیر فاعلی سے حال ہے۔ یعنی وہ اس حال میں کہ اپنے مقولے سے ناواقف ہیں۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ یعنی شریک واولاد۔

## اجسام کو بلا نمونہ وجود دینے والا:

آیت ۱۰۱: بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہا جاتا ہے بدع الشیء فهو بدیع۔ یہ اضافت صفت مشبہ الی فاعلها کی قسم سے ہے یعنی وہ اپنے آسمانوں وزمین کو نوایجاد کرنے والا ہے دوسرا معنی بدیع بمعنی مبدع یعنی اس کا نوایجاد کرنے والا ہے۔ نحو: مبتداء محذوف کی خبر ہے یا مبتداء ہے اور اس کی خبر انی یکون له ولد ہے یا تعالیٰ کا فاعل ہے۔ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ یہ مبتدأ کی خبر ہے۔ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ یعنی کہاں سے اس کے ہاں بیٹا ہوگا۔ ولد تو بیوی سے ہوتا ہے حالانکہ اس کی تو بیوی ہی نہیں۔ یعنی ولادت اجسام کی صفات سے ہے اور اجسام کو بلا نمونہ ایجاد کرنے والا جسم نہیں ہو سکتا کہ اس کا بیٹا ہو۔ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ یعنی کوئی چیز ایسی نہیں مگر وہ اس کا خالق وعالم ہے اور جو ایسا ہو وہ ہر شئی سے مستغنی ہے اور لڑکے کا طالب تو محتاج ہوتا ہے۔

## ان جامع صفات والا ہی معبود ہے:

آیت ۱۰۲: ذٰلِكُمُ یہ اشارہ ماقبل مذکور کی طرف ہے۔ یہ مبتداء ہے اور اس کے مابعد اخبار مترادفہ ہیں۔ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ اور فَاعْبُدُوْهُ یہ مضمون جملہ کا مسبب ہے۔ یعنی جس میں یہ تمام صفات جمع ہوں وہی عبادت کے لائق ہے۔ پس تم اس ہی کی عبادت کرو اور اس کے علاوہ اس کی بعض مخلوق کی عبادت مت کرو۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ یعنی وہ ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ اشیاء کے ارزاق' اجال کا مالک اور اعمال کا نگہبان ہے۔

## معتزلہ کے بیجا استدلال اور اس کا جواب اور یہ کہ رؤیت برحق ہے:

آیت ۱۰۳: لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں یا ان کی آنکھیں جن کا تذکرہ پہلے ہوا جنات وملائکہ معتزلہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ دیدار محال ہے مگر ان کا یہ استدلال محض باطل ہے۔ کیونکہ نفی ادراک کی ہے رؤیت کی نہیں۔ ادراک کا معنی کسی چیز کی حقیقت پا لینا۔ اور اس کو ہر طرف سے گھیر لینا۔ اور کامل طور پر کسی چیز کی تہ تک پہنچ جانا۔ اور جس کی حدود و



BestUrduBooks.wordpress.com

جہات محال ہوں تو اس کا ادراک محال ہے نہ کہ رؤیت۔ پس ادراک رؤیت کے مقابلے میں اس طرح ہے جیسا احاطہ بمقابلہ علم پس رؤیت بھی اس طرح ہے۔ کیونکہ وہ بھی علم کا ایک حصہ ہے۔ اس طور پر کہ آیت کا مورد تو تمدح (تعریف چاہتا ہے) ہے جو ثبوت رؤیت کو لازم کر رہا ہے اس لیے کہ ایسی نفی ادراک جس سے رؤیت کا محال ہونا نکلے اس میں تمدح پایا ہی نہیں جاتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جو دیکھا نہیں جا سکتا اس کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ نفی ادراک میں تمدح کے پانے کی صورت ثبوت رؤیت ہے رؤیت کے ثبوت کے ساتھ ادراک کی نفی تو ذات باری تعالیٰ سے متناہی و محدود ہونے کا نقص زائل کرتی ہے۔ پس اس لحاظ سے آیت ہماری دلیل بن گئی۔ جو معتزلہ کے خلاف ہے۔ اگر وہ گہری نگاہ ڈالتے تو اس ذمہ سے علیحدگی کو غنیمت شمار کرتے۔ جو آدمی رؤیت کی نفی کرتا ہے اس کو اس بات کی نفی کرنا پڑے گی کہ وہ معلوم و موجود ہے۔ ورنہ وہ جب موجود کو بلا کیفیت و جہت کے جانتا ہے ہر موجود کے برخلاف تو پھر یہ کیونکر درست نہیں کہ وہ ہر مرئی کے برخلاف ہر چیز کو بلا کیفیت و جہت کے دیکھے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رؤیت نام ہی اس بات کا ہے کہ آنکھ سے کسی چیز کا اسی طرح ثابت ہونا جس طرح وہ ہے پس اگر وہ شئی جہت میں ہوگی تو وہ اس جہت میں دیکھے گا اگر وہ جہت نہ ہوگی تو وہ اس جہت میں نہیں دیکھے گا۔

**حاصل کلام**: یہ ہے کہ اگر رؤیت و ادراک کے معنی کو مان بھی لیں تب بھی نفس رؤیت کی صراحت ہے رؤیت کے محال ہونے کی صراحت نہیں۔ یعنی یہ مطلب نہیں کہ کوئی آنکھ اس کو دیکھ ہی نہیں سکتی۔

**وَهُوَ** لطیف ادراک سے **يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ** یعنی دقیق امور کو جاننے والا اور ان کی مشکلات سے واقف ہے۔ **الْخَبِيْرُ** وہ اشیاء کے ظواہر و بواطن سے واقف ہے۔ یہ لف و نشر مرتب کے قبیل سے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ

''تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت والی چیزیں آچکی ہیں سو جو شخص دیکھے گا سو وہ اپنے ہی لیے، اور جو اندھا بنے گا اس کا وبال اسی کی جان پر ہوگا۔

وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ

اور میں تم پر نگران نہیں ہوں اور ہم اسی طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں اور تاکہ یہ لوگ یوں کہیں کہ آپ نے پڑھ لیا ہے

وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ

اور تاکہ ہم اسے ان لوگوں کے لیے بیان کریں جو جانتے ہیں، آپ اس کا اتباع کیجئے جس کی آپ کے رب کی طرف سے وحی کی گئی، کوئی معبود نہیں ہے

اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ

مگر وہی، اور آپ مشرکین سے روگردانی کیجئے، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ لوگ شرک نہ کرتے، اور ہم نے آپ کو ان پر

عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ

نگران نہیں بنایا اور آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔'' ''اور ان کو برا مت کہو جنہیں یہ لوگ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ

اللہ کے سوا پکارتے ہیں سو وہ اللہ کو برا کہیں گے براہ جہالت حد سے گزر کر، ہم نے ایسے ہی مزین کر دیا ہر امت

عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

کے لیے ان کے عمل کو۔ پھر اپنے رب کی طرف ان کا لوٹنا ہے۔ سو وہ انہیں ان کاموں کو جتلا دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

## بصائر سے بصیرت والے کو ہی فائدہ ہے:

آیت ۱۰۴: قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ بصیرت۔ دل کی وہ روشنی جس سے دل دیکھتا ہے۔ جس طرح بصر اس آنکھ کی روشنی کو کہتے ہیں جس سے آنکھ دیکھتی ہے۔ یعنی تمہارے پاس جو وحی و تشبیہ آتی ہے وہ دلوں کے لئے آنکھوں کی طرح ہے۔ فَمَنْ اَبْصَرَ جس نے حق کو دیکھا اور ایمان لایا۔ فَلِنَفْسِهٖ اس نے دیکھا اور اس کا نفع بھی وہ اٹھائے گا۔ وَمَنْ عَمِیَ اس سے اور گمراہ ہوا۔ فَعَلَیْهَا اس کے اندھے پن کا وبال اس پر پڑے گا اور خود اسی کو اس کا ضرر پہنچے گا۔ وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ کہ میں تمہارے اعمال کی حفاظت کروں اور تمہیں اس پر بدلہ دوں۔ بلاشبہ میں تو ڈرانے والا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی تم پر نگہبان ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## آیات سمجھانے کیلئے مختلف پہلوؤں سے لائے مگر یہ کہنے لگے کہ انکو اہل کتاب سے پڑھ کر بیان کر دیتا ہے:

آیت ۱۰۵: وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ۔ كذلك میں کاف موضع نصب میں ہے کیونکہ یہ مصدر محذوف کی صفت ہے۔ یعنی ہم آیات کو بار بار بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے تم پر پڑھی ہیں۔ وَلِيَقُوْلُوْا اس کا جواب محذوف ہے یعنی وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ تا کہ وہ کہیں تو نے پڑھ لیا ہے۔ نصرف کا معنی درست۔ قرات کتب اهل الكتاب تو نے اہل کتاب کی کتابوں کو پڑھ لیا ہے۔
قراءت: مکی اور ابو عمرو نے درست پڑھا ہے یعنی اہل کتاب سے پڑھ پڑھا لیا ہے۔ شامی نے دَرَسَتْ یعنی یہ آیت پہلے گزر چکی اور ہو چکی جیسا کہ انہوں نے کہا کہ یہ پہلے لوگوں کی قصے کہانیاں ہیں۔ وَلِنُبَيِّنَهٗ یعنی قرآن۔ اگر چہ اس کا تذکرہ گزرا نہیں۔ کیونکہ وہ تو معلوم و معروف ہے یا آیات مراد ہیں کیونکہ وہ معنی قرآن ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ دوسری لام حقیقی ہے اور پہلی لام عاقبت و صیرورت کی ہے یعنی تا کہ ان کے معاملہ کا انجام یہاں تک پہنچے کہ وہ کہنے لگیں کہ تو نے پڑھ لیا ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس آیت میں فالتقطه ال فرعون ليكون لهم عدواً وحزناً القصص۔۸۔ فرعونیوں نے عداوت کی خاطر نہ اٹھایا۔ انہوں نے آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لئے اٹھایا تھا۔ لیکن ان کے معاملے کا انجام دشمنی تک پہنچا۔ پس اسی طرح آیات تو بار بار وضاحت کے لئے لائی گئیں اس بات کے کہنے کے لئے نہیں لوٹائی گئیں۔ کہ تو نے کسی سے پڑھ لیا ہے۔ لیکن تصریف آیات سے کفار یہی کہنے لگ گئے۔ جیسا کہ تبین وضاحت حاصل ہو تو اس سے تشبیہ دی اور کہا و لیقولوا جیسا کہ کہا جاتا ہے لنبینه' اور ہمارے نزدیک اس طرح نہیں جیسا پہچانا جا چکا ہے۔ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ حق کو باطل سے۔

## وحی پر چلتے رہیں:

آیت ۱۰۶: اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ان کی خواہشات کی اتباع نہ کر۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یہ جملہ معترضہ لا کر اتباع وحی کو واجب کر دیا۔ اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔ دوسری تفسیر من ربك سے حال مؤکد ہے۔ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ فی الحال یہاں تک کہ قتال کا حکم وارد ہو۔

## اگر زبردستی ایمان دینا ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے مگر......:

آیت ۱۰۷: وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ان کا ایمان یہاں مفعول محذوف ہے۔ مَآ اَشْرَكُوْا اس سے واضح کر دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر شرک نہیں کرتے۔ اگر اللہ ان میں ایمان اختیار کرنا جانتے تو ان کو ہدایت دیتے۔ لیکن ان کا شرک اختیار کرنا اس کو معلوم ہے پس ان کا شرک پھیل گیا۔ پس اس کی مشیت سے انہوں نے شرک کیا۔ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ہم نے آپ کو ان پر ان کے اعمال کی نگرانی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ کہ کل ان کے جرائم میں آپ کو پکڑا جائے۔ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ نہ ہی آپ ان پر مسلّط ہیں۔

آیت ۱۰۸: مسلمان ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے تھے پس اس سے ان کو روک دیا گیا۔ تا کہ ان کا گالی گلوچ اللہ تعالیٰ کو گالی دینے کا سبب نہ ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ

اور انہوں نے اپنی قسموں میں خوب زور لگا کر اللہ کی قسم کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آجائیگی تو وہ ضرور ضرور اس پر ایمان

بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ

لے آئیں گے۔ آپ فرما دیجئے کہ نشانیاں اللہ ہی کی طرف سے ہیں اور تمہیں اس کی کیا خبر کہ جب وہ نشانی آجائیگی تب بھی یہ لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ

ایمان نہ لائیں گے۔ اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو پلٹ دیں گے جیسا کہ وہ اس پر پہلی بار ایمان نہ لائے

مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِیْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۳/۱۰ ۱۹

اور ہم ان کو اس حال میں چھوڑے رہیں گے کہ وہ اپنی سرکشی میں اندھے بنے رہیں۔"

## جواب کفار کا ڈھنگ سکھایا:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ جواب نہی کی وجہ سے منصوب ہے۔ عَدْوًا ظلم اور دشمنی کی بناء پر۔ بِغَيْرِ عِلْمٍ اللہ تعالیٰ کے متعلق جہالت کے سبب اور ان صفات سے جہالت کے سبب جن کے ساتھ اس کا تذکرہ ضروری ہے۔ كَذٰلِكَ اس تزیین کی طرح زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ امم کفار سے عَمَلَهُمْ وہ اسی طرح جب یہ ارشاد افمن زين له سوء عمله فراٰه حسناً فان الله يضل من يشآء و يهدى من يشاء (فاطر ۸) یہ آیت اصلح کے سلسلے میں ہماری دلیل ہے۔ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ ان کا لوٹنا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ ان کو ان کے اعمال کی خبر دے گا اور اس پر ان کو جزاء دے گا۔

## معاندین نشانی کے باوجود ایمان نہ لائیں گے:

آیت ۱۰۹: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ جهد مصدر ہے اور حال کے مقام پر واقع ہے۔ یعنی جاهدين فی الاتيان باوكد الايمان۔ اس حال میں کہ وہ پکی قسمیں اٹھانے والے ہیں۔ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ ان کی منہ مانگی آیات سے لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وہ اس پر قدرت رکھتے ہیں۔ میں نہیں۔ پس کس طرح میں تمہارے پاس لاؤں۔ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اور تمہیں معلوم نہیں۔ اَنَّهَا مانگی تجویز کردہ نشانی۔ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ان پر یعنی میں جانتا ہوں کہ جب وہ آئے گی وہ ایمان نہیں لائیں گے اور تم اس کو جانتے نہیں۔ مسلمان ان کے ایمان کی طمع رکھتے تھے جبکہ وہ نشانی آجائے چنانچہ وہ بھی اس کی آمد کی توقع رکھتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہیں معلوم نہیں کہ جو



BestUrduBooks.wordpress.com

میرا علم ان کے بارے میں سبقت کر چکا کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اِنَّھَا یہ کسرہ کے ساتھ ہے مکی بصری اور ابو بکر نے پڑھا اس طور پر کہ کلام اس سے پہلے تمام ہو چکا یعنی وما یشعرکم مایکون منھم۔ تمہیں کیا معلوم کہ ان سے کیا ہوگا۔ پھر اپنے علم سے ان کے بارے میں خبر دی پس فرمایا جب وہ نشانی آ جائے گی تو وہ بالکل ایمان نہیں لائیں گے۔ بعض نے فتحہ والی قراءت میں لا کا اضافہ کیا جیسا اس ارشاد میں ہے: وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ (الانبیاء:۹۵) لا تُؤْمِنُوْنَ شامی اور حمزہ نے پڑھا ہے۔

## یہ قبولِ حق سے عاری ہیں:

آیت ۱۱۰: وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَھُمْ قبولیت حق سے وَاَبْصَارَھُمْ حق کے دیکھنے سے اس نشانی کے اترنے کے وقت جس کو وہ تجویز کر رہے ہیں۔ پس وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ کہا گیا کہ اس کا عطف لا یؤمنون اور وما یشعرکم پر کر کے حکم میں داخل ہے یعنی اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ ہم ان کے دل اور آنکھیں پلٹ دیں گے۔ پس وہ نہ سمجھیں گے اور نہ ہی حق کو دیکھیں گے۔ کَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِہٖٓ اَوَّلَ مَرَّۃٍ جیسا کہ وہ ہماری آیات اترنے کے وقت اولاً ایمان نہ لائے تھے۔ وَنَذَرُھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ کہا گیا تمہیں کیا معلوم کہ ہم ان کو ان کی سرکشی میں چھوڑ دیں گے۔ وہ حیران و ششدر رہ جائیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ

''اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اتاردیں اور ان سے مردے بات کر لیں اور ہم جمع کر دیں ان پر ہر چیز ان کے

قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿١١١﴾

آمنے سامنے تب بھی وہ ایسے نہیں ہیں کہ ایمان لے آئیں مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ اور لیکن ان میں اکثر وہ ہیں جو جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن مقرر کر دیئے ہیں جو شیاطین ہیں انسانوں میں سے اور جنات میں سے ان میں بعض بعض کو

اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ

ایسی باتوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں جو بظاہر اچھی لگتی ہیں وہ یہ کام دھوکہ دینے کے لئے کرتے ہیں۔ اور اگر تیرا رب چاہے تو یہ لوگ یہ کام نہ کریں سو چھوڑ دیجئے ان کو

وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ

اور ان باتوں کو جو وہ جھوٹ بناتے ہیں۔ اور تاکہ اس کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہو جائیں جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ اور تاکہ وہ اسے پسند کریں،

وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿١١٣﴾

اور تاکہ وہ مرتکب ہو جائیں ان کاموں کے جن کا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔''

## ایمان والوں کے شاید کے جواب:

آیت ۱۱۱: وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ ۔جیسا کہ وہ مطالبہ کرتے ہیں۔لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ۔وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى جیسا کہ وہ کہتے ہیں فأتوا باٰبائنا۔وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ ہم جمع کر دیں۔كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا جو ہم نے ان کو بشارت دی اس کی ذمہ دار اور جس سے ڈرایا اس کی کفیل۔قبلا جمع قبیل بمعنی کفیل۔قراءت: قبلا مصدر شامی اور مدنی نے پڑھا۔اس کا معنی سامنے دونوں صورتوں میں حال کی وجہ سے منصوب ہے۔مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ان کا ایمان پس وہ ایمان لائیں یہ ایمان والوں کی بات کا جواب ہے جو کہتے تھے کہ شاید وہ اس نشانی کے آنے پر اسلام قبول کر لیں۔وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے جب ان کو مطلوبہ نشانی بھی مل جائے۔

## وہ شیاطین کو روک سکتا ہے مگر یہ آزمائش ہے:

آیت ۱۱۲: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا جس طرح مشرکین تمہارے دشمن بنے ہیں اسی طرح پہلے انبیاء علیہم السلام کے بھی دشمن



BestUrduBooks.wordpress.com

بنے ہوئے تھے۔ اس لئے کہ اس میں آزمائش ہے جس کی وجہ سے ثبات واستقلال اور صبر و آخرت کا ثواب واجر ظاہر ہوتا ہے۔ شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ۔ نحو : یہ عدواً سے بدل ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ یا یہ مفعول اول ہے اور عدواً مفعول ثانی ہے۔ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ شیاطین جن، شیاطین انس کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح جنات ایک دوسرے کے دلوں میں وسوسہ اندازی کرتے ہیں مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں انسانی شیطان مجھ پر جنی شیطان کی نسبت زیادہ بھاری ہے کیونکہ تعوذ سے جنی شیطان فرار اختیار کرتا ہے اور انسانی شیطان میرے پاس آ کر مجھے سرعام گناہوں کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرناء السوء شر من شیاطین الجن کہ برے ساتھی شیاطین جن سے بدتر ہیں۔ (ابن کثیر بنحوہ) زُخْرُفَ الْقَوْلِ مزین شدہ بات۔ وسوسہ اور گناہ پر ابھارنا۔ غُرُوْرًا دھوکہ فریب۔ یہ مفعول لہٗ ہے۔ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ یعنی اشارہ کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ شیاطین کو وسوسہ سے روکنا چاہتا تو روک سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے امتحان لیا جو ثواب کے لحاظ سے کثیر اور عظیم تر ہے۔ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ آپ پر اور اللہ تعالیٰ پر پس اللہ تعالیٰ ان کو رسوا فرمائیں گے۔ اور تمہیں بدلہ دیں گے اور نصرت فرمائیں گے۔

## وسوسہ اندازی کے نتیجہ میں کافر ادھر جھکیں:

آیت ۱۱۳: وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ تاکہ ملمع سازی والی بات کی طرف کفار کے دل مائل ہوں۔ اس کا عطف غُرُوْرًا پر ہے۔ یعنی تاکہ وہ دھوکہ میں مبتلاء ہوں اور اس کی طرف مائل ہوں۔ وَلِيَرْضَوْهُ تاکہ وہ اسے اپنے نفسوں کے لئے پسند کریں۔ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ یعنی گناہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ

''تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے فیصلہ کرنے والوں کو تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہاری طرف مفصل کتاب نازل فرمائی ہے، اور جن لوگوں کو

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ بلاشبہ آپ کے رب کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔ سو آپ شک کرنے والوں میں سے

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ

نہ ہو جائیں اور آپکے رب کے کلمات سچائی اور عدل کے اعتبار سے پورے ہو گئے اس کے کلمات کو کوئی بدلنے

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ

والا نہیں، اور وہ سننے جاننے والا ہے۔ اور اگر آپ بات مان لیں ان میں سے اکثر لوگوں کی جو زمین میں ہیں

يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

تو آپ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے۔ وہ نہیں اتباع کرتے مگر گمان کا اور وہ صرف انکل پچو باتیں

يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ

کرتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکتا ہے اور اللہ ہدایت پر چلنے والوں کو

بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

خوب جانتا ہے۔''

## قرآن کی حقانیت کے لئے اللہ کا فیصلہ کافی ہے:

آیت ۱۱۴: اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا یعنی کہہ دیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی حکم وفیصل تلاش کروں جو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے۔ اور حق پرست اور باطل پرست کو الگ کر دے۔ وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا یہ کتاب سے حال ہے اس میں حق و باطل کا الگ الگ امتیاز کیا گیا۔ اور میری صداقت کی گواہی دی گئی اور تمہارے متعلق افتراء کی گواہی موجود ہے۔ پھر اس کی مزید تاکید اس طرح کی کہ قرآن کی حقانیت کا علم تو اہل کتاب کو بھی ہے کیونکہ قرآن تورات و انجیل کی تصدیق کر رہا ہے۔ اور بنیادی مضامین میں ان کے موافق ہے۔ (پس قرآن کی سچائی واضح ہو گئی) وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یعنی عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھی يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (بتشدید الزاء)



BestUrduBooks.wordpress.com

شامی اور حفص نے پڑھا۔ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ اے سامع اس کے متعلق شک کرنے والوں میں دوسری تفسیر یہ کہ تم ہرگز اس میں شک نہ کرو۔ کہ اہل کتاب جانتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارا ہوا برحق کلام ہے۔ ان کی اکثریت اگر انکار کرتی ہے تو ان کے انکار کی وجہ سے تم شک میں نہ پڑو۔

## قرآن صدق وعدل میں کامل ہے:

آیت ۱۱۵: وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ جو اس نے کلام فرمایا۔ قراءت: حجازی، شامی اور ابوعمرو نے کلمات ربك پڑھا ہے۔ کامل ہے جو اس نے خبر دی اور امر و نہی میں سے جو احکام جاری فرمائے اور جو وعدہ اور وعید دی صِدْقًا سچائی کے اعتبار سے وعدہ اور وعید میں۔ وَّعَدْلًا عدل پر مبنی ہے اس کا امر و نہی۔ نحو: یہ دونوں تمیز کی وجہ سے منصوب ہیں۔ یا حال کی بناء پر لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ کوئی ایسا نہیں جو ان میں سے کسی چیز کو ذرہ بھر بدل سکے۔ وَهُوَ السَّمِيْعُ ان کے اقرار کو جو اقرار کریں۔ الْعَلِيْمُ ان کے اصرار کو جو اصرار کرتے رہیں۔ دوسری تفسیر یہ ہے ان کے اقوال کو سننے والا اور ان کے ضمائر مخفیہ کو جاننے والا۔

## کفار گمان کے پیرو ہیں:

آیت ۱۱۶: وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ یعنی کفار کو کیونکہ وہ زیادہ ہیں۔ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اس کے دین سے اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ انکا یہ گمان کہ ان کے آباء حق پر تھے سو یہ ان کی تقلید کرتے ہیں۔ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ وہ جھوٹ بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر فلاں چیز حلال اور فلاں چیز حرام کی۔

## اللہ سچے مؤمن اور کافر کو جانتا ہے:

آیت ۱۱۷: اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ یعنی وہ کفار اور مومنین کو جانتا ہے۔ نحو: مَنْ یہ ابتداء مرفوع ہے لفظاً استفہام ہے اور اس کی خبر یضل ہے۔ اور جملہ یعلم مقدر کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔ اعلم مقدر نہیں۔ کیونکہ افعل کا صیغہ ظاہراً منصوب اسم کو نصب نہیں دیتا مجرور کر دیتا ہے ایک دوسرا قول یہ ہے کہ تقدیر اعلم بمن یضل وہ گمراہوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ باء اس کے بعد لایا گیا ہے بالمهتدين۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا

سو اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو اگر تم اس کی آیات پر ایمان لائے ہو، اور تمہارے لیے

لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ

اس کا کیا باعث ہو سکتا ہے کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا حالانکہ اس نے تمہیں تفصیل سے بتا دیا ہے جو تم پر حرام کیا

عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ

گیا۔ مگر اس صورت میں کہ تمہیں سخت مجبوری ہو۔ بلاشبہ بہت سے لوگ اپنی خواہشوں کے ذریعہ بغیر علم کے

بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ

گمراہ کرتے ہیں، بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے حد سے آگے بڑھنے والوں کو، اور چھوڑ دو ظاہری

الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا

گناہ اور باطنی گناہ، بے شک جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب انہیں ان کے اعمال کا بدلہ

يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ

دیا جائے گا۔ اور مت کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ اور بے شک وہ گناہ ہے

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ

اور بلاشبہ شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا

اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع ١٤

تو بے شک تم مشرک ہو جاؤ گے۔"

## حلت تو حکم خدا اور نام خدا میں ہے:

آیت ۱۱۸: فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ اس آیت میں ان گمراہ لوگوں کی اتباع کے انکار کا سبب ذکر کیا گیا۔ جو خود حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو کہا کرتے تھے اے مسلمانو تم زعم رکھتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو۔ حالانکہ جس کو اللہ تعالیٰ مارے وہ اس کی بنسبت زیادہ حق دار ہے جس کو تم مارو۔ پس



BestUrduBooks.wordpress.com

اس آیت میں مسلمانوں کو کہا گیا اگر تم سچا ایمان رکھتے ہو تو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام بوقت ذبح لیا گیا اس کو کھاؤ۔ اور جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہے اس کو مت کھاؤ۔ یا اپنی موت مرے ہوئے جانور کو مت کھاؤ۔

## جو خواہشات سے حلال و حرام کرتے ہیں شریعت کا اس سے کوئی تعلق نہیں:

آیت ۱۱۹: وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا اس میں ما مبتداء اور لکم اس کی خبر ہے یعنی نہ کھانے میں تمہاری کیا غرض ہے۔ مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ اس نے تمہیں بیان کر دیا۔ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اس سے جو اس نے حرام نہیں کیا۔ اپنے اس ارشاد سے حرمت علیکم المیتۃ (المائدہ۳)

قراءت: کوفی قراء حفص کے علاوہ فُصِّلَ حُرِّمَ پڑھتے ہیں۔ مدنی اور حفص نے دونوں کا فتحہ پڑھا ہے۔ اور دیگر قراء نے ضمہ پڑھا ہے۔ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ اس میں سے جو تم پر حرام کیا گیا۔ وہ ضرورت کے وقت تم پر حلال ہے جبکہ سخت بھوک میں کھانے کی ضرورت پڑ جائے۔ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ۔ قراءت: کوفی قراء نے یضلون پڑھا۔ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ یعنی گمراہ ہوتے ہیں پس اپنی خواہشات شہوات سے حرام کرتے ہیں اور حلال کرتے ہیں۔ شریعت کا اس میں کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ جو حق سے باطل کی طرف تجاوز کرنے والے ہیں۔

## علانیہ و پوشیدہ ہر گناہ چھوڑ دو:

آیت ۱۲۰: وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ جو علانیہ اور پوشیدہ ہیں دوسری تفسیر دو کانوں میں زنا اور خفیہ سہیلیاں تیسری تفسیر شرک جلی و خفی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ یوم قیامت میں بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ جو دنیا میں کماتے ہیں۔

## حرمت متروک التسمیہ عمداً:

آیت ۱۲۱: وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ذبح کے وقت۔ وَاِنَّهٗ اور اس کا کھانا لَفِسْقٌ۔ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ وہ وسوسہ ڈالتے ہیں۔ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ یعنی مشرکین۔ لِيُجَادِلُوْكُمْ اپنے قول سے۔ نہ کھاؤ اس کو جس کو اللہ نے ہلاک کیا ہو۔ اور اس کو کھاؤ جس کو اپنے ہاتھوں سے تم ذبح کرتے ہو یہ آیت متروک تسمیہ کی حرمت کو ثابت کرتی ہے۔ البتہ نسیان والی حالت حدیث کی وجہ سے اس میں خاص کر لی گئی ہے یا بھولنے والے کو تقدیراً ذاکر کہہ کر حکم بیان کیا گیا۔ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ ان کو حلال کرنے میں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ۔ کیونکہ جس نے غیر اللہ کی پیروی اللہ تعالیٰ کے دین کے مقابلے میں کی گویا اس نے شرک کیا۔ دین دار کا حق یہ ہے کہ جس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کو نہ کھائے۔ اس لئے کہ آیت میں انتہائی شدت سے یہ حکم بیان کیا گیا ہے۔ آیت کی ابتداء میتہ اور جس پر غیر اللہ کا نام لیا ہو جیسا فرمایا: اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (الانعام:۱۴۵) واؤ، و انہ لفسق میں حال کے لئے ہے۔ کیونکہ جملہ اسمیہ کا جملہ فعلیہ پر عطف مستحسن نہیں ہے پس تقدیر عبارت یہ ہے ولا تاکلوا منہ حال کونہ فسقا اور تم اس سے مت کھاؤ اس حال میں کہ وہ فسق ہے۔ الفسق کا لفظ مجمل ہے۔ پس اس ارشاد سے وضاحت فرمائی: اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (الانعام:۱۴۵) اب تقدیر عبارت اس طرح ہوگی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ

''جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا اور اس کے لیے ایسا نور مقرر کر دیا جس کے ذریعہ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کیا یہ اس شخص کی

مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا

طرح ہو سکتا ہے جس کا حال یہ ہے کہ وہ اندھیریوں میں ہے ان سے نکلنے والا نہیں۔ کافر جو عمل کرتے ہیں وہ ان کے لیے اسی طرح

يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۭ

مزین کر دیئے گئے، اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے بڑوں کو مجرم بنا دیا۔ تا کہ وہ اس میں مکر کریں

وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٢٣﴾

اور وہ صرف اپنی ہی جانوں کے ساتھ مکر کرتے ہیں اور شعور نہیں رکھتے۔''

ولا تا کلوا منه حال کونه مهلًا لغیر الله به نہ کھاؤ اس سے اس حال میں کہ اس پر غیر اللہ کا نام بلند کیا گیا ہو۔ پس اس کے علاوہ عمومی آیات سے حلال قرار پائیں گے۔ ان میں سے ایک ارشاد یہ ہے قل لا اجدُ (الآیۃ الانعام ۱۴۵) پس ظاہری لفظ سے عدول ہوا۔

## مؤمن تو نورِ ایمان و حکمت سے پُر اور کافر اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے:

آیت ۱۲۲: اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ کافر تھا ہم نے اس کو ہدایت دی کیونکہ ایمان دلوں کی زندگی ہے۔ مَيِّتًا مدنی نے پڑھا۔ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ وہ اس سے روشنی حاصل کرنے والا ہے۔ اس سے مراد یقین ہے۔ یعنی اس کی حالت فِي الظُّلُمٰتِ ان میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہے۔ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا۔ ان سے جدا ہونے والا نہ ہو اور نہ چھوٹنے والا ہو۔

نحو : یہ حال ہے بعض نے کہا۔ اس سے مراد حمزہ اور ابوجہل ہیں۔ مگر صحیح تر بات یہ ہے کہ آیت ہر اس شخص کے لئے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہو اور ہر ایسے شخص کے لئے ہے جس کے حصہ میں گمراہی آئی ہو۔ عام اور شامل ہے پس اس سے واضح کر دیا ہدایت یافتہ کی مثال اس مردہ کی ہے جو زندہ کر دیا جائے اور روشن ہو کر لوگوں میں اپنے نور حکمت و ایمان سے چل پھر رہا ہو۔ اور کافر کی مثال اس شخص جیسی ہے جو ایسے اندھیروں میں پھنس چکا جن سے چھٹکارا میسر نہ ہو۔ كَذٰلِكَ یعنی جس طرح مؤمن کے لئے اس کا ایمان مزین کیا گیا زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ اللہ تعالیٰ کی تزیین سے جیسا کہ دوسرے ارشاد میں ہے زینا لهم اعمالهم (النمل ۴) مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یعنی ان کے اعمال

## اقتدار و مالی وسعت والے زیادہ کفر کرتے ہیں:

آیت ۱۲۳: وَكَذٰلِكَ یعنی جیسا ہم نے سرداران مکہ کے سلسلہ میں کہا کہ وہ اس میں تدابیر کرلیں۔ جَعَلْنَا ہم نے بنا دیا۔ فِيْ



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ

''اور جب ان کے پاس کوئی آیت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کو ایسی چیز نہ دی جائے جیسی کہ اللہ کے رسولوں کو دی گئی،

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ

اللہ جانتا ہے جہاں اپنے پیغام کو بھیجے۔ عنقریب ان لوگوں کو اللہ کے یہاں ذلت اور سخت

وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ

عذاب پہنچے گا اس وجہ سے کہ وہ مکر کرتے تھے۔'' ''سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ فرمائے

يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا

اس کے سینہ کو ہدایت کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کے بارے میں یہ ارادہ فرمائے کہ اسکو گمراہ فرمائے اس کے سینہ کو تنگ

كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

کر دیتا ہے۔ گویا کہ وہ بڑی تکلیف کے ساتھ آسمان میں چڑھ رہا ہے ایسے ہی ان لوگوں پر اللہ عذاب بھیج دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔''

كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا تا کہ وہ اس میں لوگوں پر زبردستی کریں اور معاصی پھیلائیں۔ اہلسنّت کے ہاں یہ لام اپنے ظاہری معنی پر ہے۔لام عاقبت نہیں۔اکابر کو خاص کیا گیا مراد اس سے رؤساء ہیں۔کیونکہ جن کے پاس اقتدار اور وسعت مالی ہوتی ہے وہ دوسروں کی بنسبت زیادہ کفر و مکر کی دعوت دینے والا ہوتا ہے۔اس کی دلیل یہ آیت ہے ولو بسط اللّٰہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض (الشوریٰ ۲۷) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور ان سے نصرت کا وعدہ فرمایا۔ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ کیونکہ ان کا مکر انہی پر الٹ دیا جائے گا۔ وَمَا يَشْعُرُوْنَ کہ وہ ان کا مکر ان پر واپس کرنے والا ہے۔

**نَحو:** یہ مفعول اول ہے اور فی کل قریۃ دوسرا مفعول ہے اور مجرمیھا یہ اَکٰبِرَ سے بدل ہے یا اول مفعول مجرمیھا مفعول دوم اکٰبر تقدیر عبارت اس طرح ہے مجرمیھا اکٰبِرَ۔

**شانِ نزول:** آیت ۱۲۴: جب ابوجہل نے یہ بات کہی کہ ہم نے بنو عبد مناف کے ساتھ شرف و مرتبہ میں مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ ہم گھوڑ دوڑ کے دو گھوڑوں کی طرح بن گئے۔اب انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ ہم میں ایک پیغمبر ہے جس کی طرف وحی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی قسم ہم اس وقت تک راضی نہ ہونگے اور نہ مانیں گے جب تک ہمارے پاس بھی اس طرح وحی آ جائے جس طرح ان پر اترتی ہے۔تو یہ آیت اتری۔ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ یعنی اکابر اٰيَةٌ معجزہ یا قرآن مجید کی آیت جس میں ان کو ایمان کا حکم دیا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## احتجاجِ کفار کہ ہمیں بھی نبوت ملنی چاہیے:

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ وہ نشانیاں دی جائیں۔ جو انبیاء کو دی گئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتے ہیں۔ جو نبوت کے لائق ہیں۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ مکی اور حفص نے اسی طرح پڑھا اور دیگر قراء نے رسالاتہ پڑھا ہے۔ نحو: حیث مفعول بہ اور عامل محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے یعلم موضع رسالته وہ اپنے پیام کی جگہ جانتا ہے۔ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ان کے اکابر میں سے صَغَارٌ ذلت و رسوائی عِنْدَ اللّٰهِ قیامت کے دن وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ دونوں جہانوں میں جیسے قتل و قید عذاب نار بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ دنیا میں۔

## ہر دِل نورِ ایمان و نبوت کے قابل نہیں:

آیت ۱۲۵: فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ اس کو وسعت دیتا ہے اور اس کے دل کو منور کر دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا دخل النور فی القلب انشرح و انفتح (جب نور ایمان دل میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ کھل جاتا ہے) آپ سے عرض کی گئی قیل ما علامته ذلك؟ اس کی علامت کیا ہے قال الا نابة الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والا ستعداد للموت قبل نزول الموت۔ کہ ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع اور دھوکہ کے گھر سے لاتعلقی اور موت کی آمد سے قبل اس کی تیاری (ابن جریر ج: ۸) بیہقی فی شعب الایمان عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ) وَمَنْ يُّرِدْ یعنی اللہ تعالیٰ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا۔

## قراءت و نحو:

مکی نے ضیقًا اور حرجا کو حرجًا ضیقًا کی صفت قرار دیکر مدنی و ابو بکر نے پڑھا معنی انتہائی تنگ۔ دوسرے قراء نے حَرَجًا پڑھا مصدر کی صفت قرار دیا۔ كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ گویا اس کو آسمان میں چڑھنے کی تکلیف دی گئی ہے جبکہ اس کو اسلام کی دعوت دی ہے یہ ضیق صدرہ عنه سے لیا گیا ہے تنگ آ جاتا۔ دوسری تفسیر ضاقت علیه الارض اس پر زمین تنگ ہوگئی۔ پس اس نے آسمان کی طرف چڑھنے والی سیڑھی منگوائی۔ تیسری تفسیر بے رائے آدمی کی طرح اور ہوا میں اس کا دل اڑنے والا پرندہ ہے۔

قراءت: مکی نے یصاعد پڑھا اس کا اصل یتصاعد ہے۔ باقی قراء نے یصّعّد پڑھا۔ اور اس کا اصل یتصعّدُ ہے۔ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عذاب آخرت اور دنیا میں لعنت۔ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ یہ آیت معتزلہ کے خلاف ہماری دلیل ہے۔ ارادۂ معاصی کے سلسلہ میں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

''اور یہ آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے، بے شک ہم نے واضح طور پر ان لوگوں کے لیے آیات بیان کر دی ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ

ان کے لیے سلامتی کا گھر ہے ان کے رب کے پاس، اور وہ جو اعمال کرتے ہیں ان کے سبب اللہ ان کا مددگار ہے، اور جس دن

يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ

ان سب کو جمع کرے گا۔ اے جنات کی جماعت تم نے انسانوں میں سے کثیر تعداد کو اپنا تابع کر لیا۔ اور انسانوں میں

اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ

جو ان کے دوست تھے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم میں بعض نے بعض سے نفع حاصل کیا۔ اور ہم پہنچ گئے اس مقررہ میعاد کو

اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ

جو آپ نے ہمارے لیے مقرر فرمائی۔ فرمانِ خداوندی ہوگا کہ دوزخ تمہارا ٹھکانہ ہے۔ اس میں ہمیشہ رہو گے۔ سوائے اس کے جسے اللہ چاہے۔

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا

بے شک تیرا رب حکمت والا ہے علم والا ہے۔ اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض کا ولی بناتے ہیں بہ سبب ان کے

۱۵ ع ۸ ۲ كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

اعمال کے جو وہ کرتے ہیں۔

## یہ سیدھی راہ ہے، شرح صدر والا اس کو قبول کرتا ہے:

آیت ۱۲۶: وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ یعنی وہ طریقہ جس کا حکمت تقاضا کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے شرح صدر فرما دیتے ہیں جس کی وہ ہدایت کا ارادہ فرمائیں اور جس کی گمراہی کا ارادہ کریں اس کے لئے تنگ کر دیتا ہے۔ مُسْتَقِيْمًا عدل والا، چلتا ہوا راہ یہ حال مؤکد ہے۔ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

## ایسے لوگ دار الاسلام کے حقدار ہیں:

آیت ۱۲۷: لَهُمْ: اس نصیحت کو قبول کرنے والے لوگوں کے لئے دَارُ السَّلٰمِ اللہ کا گھر ہے یعنی جنت اپنی ذات کی طرف اضافت اس کی عظمت بتانے کے لئے ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے ہر آفت اور گدلے پن سے محفوظ۔ تیسری تفسیر۔ سلامتی والا گھر۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اس کا نام دارالسلام اس ارشاد کی وجہ سے ہے: وتحیتھم فیھا سلام (یونس) الا قیلا سلما سلمًا (الواقعۃ ۲۶) عِنْدَ رَبِّهِمْ اس کی ضمان میں۔ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ ان کے محب یا دشمنوں کے خلاف مددگار۔ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ان کے اعمال کے بدلے۔ دوسری تفسیر ان کے اعمال کی جزاء کا متولی ہے۔ قول دیگر وہ دنیا میں ہمارا ولی توفیق اعمال کے سبب ہے اور آخرت میں امید پوری کر دینے کے سبب۔

## قیامت کا ایک حسرتناک منظر اور اعترافِ مجرمین:

آیت ۱۲۸: وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا حفص نے یاء کے ساتھ پڑھا۔ اور نافع ابن کثیر ابو عمرو ابن حمزہ نے نحشرھم پڑھا ہے یعنی اذ کر یوم نحشرھم یا ویوم نحشرھم قلنا یٰمعشر الجن اس دن ہم ان کو جمع کر کے کہیں گے اے گروہ جن۔ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ تم نے ان میں سے بہت سے انسانوں کو گمراہ کیا اور ان کو اپنا پیرو بنایا۔ جیسا کہ تم کہتے ہو۔ استکثر الامیر من الجنود۔ امیر نے لشکروں کو تابع بنایا۔ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ وہ جنہوں نے ان جنات کی اطاعت کی اور ان کے وسوسہ کی طرف کان لگایا۔ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ یعنی انسانوں نے شیاطین سے نفع اٹھایا۔ اس طرح کہ ان کی راہنمائی شہوات اور اس کی طرف پہنچنے والے اسباب کی طرف کی اور جنات سے انسانوں نے یہ فائدہ اٹھایا۔ کہ انسانوں کو اپنا مطیع بنایا۔ اغواء کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ان کو اپنا معاون ودست و بازو بنایا۔ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا وہ اس سے یوم بعث مراد لے رہے ہیں اور اس کلام میں ان سے جو شیاطین کی اطاعت اور خواہشات کی اتباع اور تکذیب بعث اور اپنی حالت پر افسوس وغیرہ پایا گیا۔ اس کا اعتراف ہے۔ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ تمہارا ٹھکانہ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ۔ نحو: یہ حال ہے اور اضافت کا معنی اس میں عامل ہے۔ جیسا اس ارشاد میں ان دابر ھؤلاء مقطوع مصبحین (الحجر:٦٦) پس مصبحین ھؤلاء سے حال ہے۔ اور حال میں اضافت کا معنی عامل ہے۔ اس لئے کہ اس کا معنی مخالطت اور ملانا ہے۔ مثوای عامل نہیں ہے۔ کیونکہ مکان کسی چیز میں عامل نہیں ہوتا۔ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وہ ابدالآباد تک آگ میں رہیں گے۔ مگر جو چاہے اللہ یعنی وہ اوقات جس میں وہ سعیر کے عذاب سے زمہریر کے عذاب میں منتقل ہونگے۔ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ اس معاملہ میں جو وہ اپنے اولیاء اور اعداء سے کرتا ہے۔ عَلِيْمٌ جاننے والا ہے ان کے اعمال کو پس تمام کو ان کے عمل کے موافق بدلہ دے گا۔

## کند ہم جنس باہم جنس پرواز:

آیت ۱۲۹: وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا آگ میں ان کو ایک دوسرے کے پیچھے لگا دیں گے۔ دوسری تفسیر ایک دوسرے پر مسلط کر دیں گے۔ تفسیر دیگر۔ ایک دوسرے کا دوست بنا دیں گے۔ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اس وجہ سے کہ انہوں نے کفر و معاصی کمائے۔ پھر ان کو قیامت کے دن توبیخ کے طور پر کہا جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ

"اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے وہ میرے احکام بیان کرتے

اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى

تھے اور تم کو اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے، وہ جواب دیں گے کہ ہم اپنی جانوں پر

اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

گواہی دیتے ہیں، اور ان کو دنیا والی زندگی نے دھوکہ میں ڈالا۔ اور وہ اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ بلاشبہ وہ

كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا

کافر تھے۔ یہ اس وجہ سے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم کے سبب ہلاک کرنے والا نہیں ہے اس حال میں کہ وہاں کے لوگ

غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا

بے خبر ہوں، اور ہر ایک کے لیے ان کے اعمال کے سبب درجات ہیں، اور تیرا رب ان کاموں سے غافل نہیں ہے جو کام وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ

کرتے ہیں۔ اور تیرا رب غنی ہے رحمت والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں ختم کر دے اور تمہارے بعد تمہارے پیچھے جس کو چاہے

مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ؕ اِنَّ مَا

آباد کر دے جیسا کہ اس نے تمہیں دوسری قوم کی نسل سے پیدا فرمایا۔ بلاشبہ جس کا

تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى

تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور آنے والی چیز ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے۔ آپ فرما دیجئے اے میری قوم! تم اپنی جگہ پر

مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ

عمل کرتے رہو بلاشبہ میں عمل کر رہا ہوں، سو عنقریب جان لو گے کہ کس کے لیے ہے اس عالم کا انجام کار،

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

بے شک کامیاب نہیں ہوتے ظالم لوگ۔"



BestUrduBooks.wordpress.com

## رسول فقط انسانوں میں سے ہیں یا جنات میں سے بھی:

آیت ۱۳۰: یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ ضحاک سے منقول ہے جنات کی طرف ان میں سے رسول بھیجے جس طرح انسانوں کی طرف ان میں سے کیونکہ وہ انہیں سے مانوس ہیں۔ اور ظاہری نص اسی کی مؤید ہے۔

دوسرے علماء کا قول یہ ہے رسول فقط انسانوں میں آئے۔ باقی یہاں رُسُلٌ مِّنْکُمْ کا لفظ اس لئے بولا کہ خطاب میں جن وانس دونوں کو جمع کیا گیا ہے اور ایسے مواقع پر درست ہے اگر چہ رسول ایک میں سے ہوں۔ جیسا کہ دوسرے ارشاد میں ہے یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان (الرحمان ۲۲) ایک اور قول یہ ہے کہ ان کے رسل سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے مراد ہیں۔ جیسا دوسرے ارشاد میں ولّوا الی قومهم منذرین (الاحقاف ۲۹) یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ میری کتابیں تم پر پڑھتے۔ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا یعنی قیامت کا دن قَالُوْا شَھِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا ہم پر حجت کے لازم ہونے اور انبیاء کے پیغامات پہنچ جانے سے وَغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَشَھِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ رسل کے ساتھ۔

## خبردار کئے بغیر عذاب نہیں آتا:

آیت ۱۳۱: ذٰلِکَ یہ اشارہ اس طرف ہے جو پہلے گزرا کہ ان کی طرف بعثت رسل ہوئی یہ محذوف مبتداء کی خبر ہے۔ یعنی الامر ذلك۔ اَنْ لَّمْ یَکُنْ رَّبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّ اَھْلُھَا غٰفِلُوْنَ یہ تعلیل ہے یعنی بات اسی طرح ہے جو ہم نے تم پر بیان کر دی اس لئے کہ یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ تیرا رب کسی بستی کو ظلم کے سبب ہلاک کر دے۔ اس طور پر کہ اَنْ مصدر یہ ہو۔ دوسرا قول ان محففه من المثقله بھی ہوسکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کیونکہ حالت اور بات یہ ہے۔ کہ تیرا رب ظلم سے کسی بستی کو ہلاک کرنے والا نہیں اس ظلم کے سبب جس کا انہوں نے ارتکاب کیا یا اس حال میں وہ ظلم کرنے والا ہوتا اگر رسول اور کتاب کے ذریعہ خبردار کرنے کے بغیر غفلت کی حالت میں ان کو ہلاک کر دیتا۔ حالانکہ اس کی ذات ظلم سے پاک ہے۔

## ائمہ کا استدلال:

آیت ۱۳۲: وَلِکُلٍّ تمام مکلفین کے لئے دَرَجٰتٌ مراتب مِّمَّا عَمِلُوْا ان کے اعمال کے بدلے میں سے۔ آیت سے استدلال ہے امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ جنات کو بھی ان کی اطاعت پر ثواب ہے۔ کیونکہ ثقلین کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ اس کو بھولنے والا۔ شامی قراء نے تعملون پڑھا ہے۔

## وہ بے نیاز رحیم ہے:

آیت ۱۳۳: وَرَبُّکَ الْغَنِیُّ بندوں اور ان کی عبادت سے ذُو الرَّحْمَةِ ان پر تکالیف کے ذریعہ تاکہ دائمی منافع کے لئے ان کو تعریض کیا جائے۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ اے ظالمو وَیَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِکُمْ مَّا یَشَآءُ مطیع مخلوقات سے کَمَآ اَنْشَاَکُمْ مِّنْ ذُرِّیَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ دوسری قوم کی اولاد سے جو تمہاری حالت پر نہ تھے اور وہ کشتی نوح علیہ السلام والے لوگ تھے۔

## بعث ہوگا مر کر چھوٹ نہیں سکتے:

آیت ۱۳۴: اِنَّمَا ما بمعنی الذی ہے۔ تُوْعَدُوْنَ یعنی بعث اور حساب اور ثواب و عقاب لَاٰتٍ یہ انّ کی خبر ہے۔ یعنی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا

''اور ان لوگوں نے اللہ کے لیے ایک حصہ کھیتیوں اور مویشیوں میں سے مقرر کر دیا جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، سو انہوں نے

هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا

اپنے خیال سے یوں کہا کہ یہ اللہ کے لیے ہے اور یہ ہمارے شرکاء کے لیے ہے سو جو ان کے معبودوں کے لیے ہے وہ اللہ کیطرف

يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ

نہیں پہنچتا اور جو اللہ کے لیے ہے سو وہ انکے شرکاء کیطرف پہنچ جاتا ہے یہ لوگ برا

مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

فیصلہ کرتے ہیں۔''

لَاٰتٍ ضروری ہونے والی ہے۔ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ آگے بڑھ جانے والے۔ یہ ان کے اس قول کی تردید ہے جو زبان زدعام تھا من مات فقد فات جو مر گیا وہ گزر گیا۔

## انذار کا لطیف انداز:

آیت ۱۳۵: المکانۃ مصدر ہوتا ہے۔ محاورہ مَكُنَ مَكَانَةً جب وہ اس پر پورا قابو پالے اور مکان کے معنی میں آتا ہے کہا جاتا ہے مکان و مکانۃ' مقام و مقامۃ اور ارشادِ الٰہی قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اس میں احتمال یہ ہے کہ مطلب یہ ہو تم کام کرو اپنے معاملہ میں قدرت کی حد تک اور اپنی انتہائی استطاعت اور امکان کی حد تک اور تم اپنے انداز اور اس حال کے مطابق عمل کرو۔ جس پر تم ہو۔ آدمی کو کہا جاتا ہے جبکہ اس کو اپنی حالت پر ثابت قدمی کا حکم دیا جائے۔ علی مکانتك یافلان یعنی تو ثابت قدم رہ جس پر تو ہے۔ اِنِّيْ عَامِلٌ اپنے اس مرتبے پر جس پر ہوں یعنی تم اپنے کفر اور میرے متعلق عداوت پر قائم رہو۔ پس میں اسلام پر ثابت اور قائم ہوں اور تمہاری ایذاؤں پر یہ تہدید اور وعید ہے اس کی دلیل یہ ارشاد ہے۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ یعنی عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کے لئے اچھا انجام ہے۔ یہ انذار کا لطیف طریقہ ہے۔ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی کافر۔ قراءت۔ ابوبکر نے ہر جگہ مکاناتکم پڑھا حمزہ و علی نے یکون پڑھا مَن جب التی کے معنی میں ہوگا تو محل رفع میں ہوگا اور فعل علم کو اس کے متعلق فرمایا یا یہ منصوب ہوتا ہے جب یہ الذی کے معنی میں ہو۔

## کفار کی من مانی تحریمات کی مذمت:

آیت ۱۳۶: وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا یعنی بتوں کے لئے حصہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی



BestUrduBooks.wordpress.com

دلالت پر اکتفا کیا گیا۔ فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا۔ قراءت: علی نے بزُعمهم پڑھا اور اسی طرح مابعد بھی۔ یعنی زعموا انه للّٰه حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو ان کو حکم نہیں دیا اور نہ ان کے لئے وہ تقسیم جائز تھی۔ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ یعنی ان مصارف میں نہ مل سکتا جن میں وہ اس کو صرف کرتے تھے۔ یعنی مہمانوں کی میزبانی اور مساکین پر صدقہ۔ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ان کے خرچہ جات میں صرف کر لیتے اور ان کے سادھوؤں کو جاری کر دیتے روایت میں مذکور ہے کہ وہ بعض چیزوں جیسے کھیتی اور جانوروں کے بچے اور ان دونوں میں سے کچھ اشیاء اپنے معبودوں کے لئے جب وہ دیکھتے کہ جو اللہ کا حصہ ہے وہ عمدہ اور بڑھنے والا ہے تو رجوع کر کے اصنام کے لئے مقرر کر دیتے اور جب بتوں والا حصہ بڑھا ہوا ہوتا تو اس کو ان کے لئے ہی چھوڑ دیتے۔ اور زبان سے کہہ دیتے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے۔ حالانکہ یہ حرکت اپنے معبودوں سے محبت کی بناء پر تھی۔ اور ان کو ترجیح اور اہمیت دینے کی وجہ سے تھی۔

اس میں اشارہ کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ اضافے والا حصہ ان کے نام پر مقرر کیا جائے۔ کیونکہ اسی نے تو وہ پیدا کیا۔ پھر ان کی اس قبیح حرکت کی اس طرح مذمت فرمائی۔ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنے معبودوں کو ترجیح دیکر۔ اور ان کا عمل غیر مشروع چیزوں پر ہے۔ مَا موضع رفع میں ہے یعنی ساء الحكم حكمهم ان کا فیصلہ بدترین ہے۔ یا منصوب ہے یعنی ساء حكمًا حكمهم حکم کے لحاظ سے برا ہے ان کا حکم۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ

"اور اسی طرح مشرکین کے لیے ان کے شرکاء نے اولاد کا قتل کرنا مزین کر دیا

لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ

تا کہ وہ ان کو ہلاک کر دیں اور تا کہ وہ ان پر ان کے دین کو رلا ملا دیں۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٧﴾ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ق صلے

سو آپ ان کو اور جو کچھ وہ افتراء کرتے ہیں اسے چھوڑ دیجئے۔ اور ان لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق یوں کہا کہ یہ مویشی ہیں اور کھیتی ہے جس پر پابندی ہے

لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا

اس کو بس وہی لوگ کھائیں گے جن کو ہم چاہیں۔ اور کچھ جانور ایسے ہیں جن کی پشتیں حرام کی گئی ہیں۔

وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ط سَيَجْزِيْهِمْ

اور کچھ جانور ایسے ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے عنقریب وہ انہیں سزا دیگا۔

بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٨﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ

بسبب اس کے کہ وہ افتراء کرتے ہیں، اور انہوں نے کہا کہ جو کچھ ان جانوروں کے پیٹوں میں ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے

لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ج وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ط

خالص ہے اور ہماری بیویوں پر حرام قرار دیدیا گیا ہے۔ اور اگر وہ مردار ہو تو وہ سب اس میں شریک ہیں۔

سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ط اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا

سو وہ انہیں عنقریب اس بات کی سزا دیگا جو بیان کرتے ہیں، بے شک وہ حکمت والا ہے علم والا ہے بے شک وہ لوگ خسارہ میں پڑ گئے جنہوں نے

اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى

اپنی اولاد کو بے وقوفی سے بغیر علم کے قتل کیا اور اللہ نے انہیں جو رزق عطا فرمایا اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے اسے حرام

اللّٰهِ ط قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٤٠﴾ ع الربع

قرار دیدیا بے شک وہ لوگ گمراہ ہوئے اور وہ ہدایت پر چلنے والے نہیں ہیں۔"



BestUrduBooks.wordpress.com

## مشرکین کے قبائح میں ایک قبیح فعل کا اضافہ:

آیت ۱۳۷: وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی جس طرح ان کے لئے مزین کیا۔ اموال کے حصے بنانا مزین کیا گیا اسی طرح لڑکیوں کا زندہ درگور کرنا بھی مزین کیا گیا۔ قَتْلَ یہ زیّن کا مفعول ہے۔ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ یہ زیّن کا فاعل ہے۔ قراءت: زُیّن زاء کا ضمہ قتل کی لام پر ضمہ۔ اولادھم کی دال پر نصب شرکا یھم کی ہمزہ مکسور پڑھی شامی نے قتل کی اضافت شرکاء کی طرف کی مراد اس سے شیاطین ہیں اور ان کے درمیان فاصلہ بغیر ظرف کے ہے اور وہ مفعول ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے زین لکثیر من المشرکین قتل شرکائھم اولادھم۔ بہت سے مشرکین کے لئے ان کے شرکاء کا ان کی اولاد کو قتل کرنا مزین کیا گیا۔ شرکاء سے مراد شیاطین ہیں۔ لِيُرْدُوْهُمْ تاکہ وہ ان کو اغواء سے ہلاک کریں۔ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ تاکہ وہ ان پر ان کا دین خلط ملط کر دیں اور ان کا اصل دین تو اسماعیل علیہ السلام کا تھا یہاں تک کہ وہ اس سے پھسل گئے اور شرک میں جا پڑے۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ اس میں واضح دلیل ہے کہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے۔ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ جو وہ افتراء باندھتے تھے یا مصدر کا معنی ان کے افتراء کو کیونکہ اس افتراء کا ضرر ان کو پہنچے گا نہ کہ ہمیں۔

## افتراء پردازی کے مزید نمونے:

آیت ۱۳۸: وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ بتوں کے لئے حِجْرٌ حرام ہے۔ یہ فعل بمعنی مفعول ہے۔ جیسا ذبح بمعنی مذبوح، طحن بمعنی مطحون اور اس صفت میں تذکیر و تانیث اور واحد و جمع برابر ہیں کیونکہ اس کا حکم اسماء کا ہے جو صفت نہیں ان کا طرز عمل یہ تھا کہ جب وہ بعض اشیاء اپنی کھیتی اور چوپاؤں میں اپنے الٰہ کے نام معین کر لیتے تو وہ کہتے لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ من نشاء سے وہ بتوں کے خدام اور فقط مرد عورتیں مراد لیتے تھے۔ الزعم گمان سے کوئی بات کہنا جس میں جھوٹ کی ملاوٹ ہو۔ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وہ بحیرہ سائبہ حام تھے۔ وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا ذبح کی حالت میں وہ ان پر بتوں کا نام لیتے۔ افْتِرَآءً عَلَيْهِ یہ مفعول لہ ہے یا حال ہے یعنی انہوں نے اپنے چوپاؤں کی تقسیم اس طرح کی۔ نمبر ا۔ حجر۔ نمبر ۲۔ جن پر سواری نہ کی جائے۔ نمبر ۳۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے۔ ان تمام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بطور افتراء پردازی کے کر دی۔ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ یہ وعید ہے۔

## ایجاد کردہ مصنوعی شرائط:

آیت ۱۳۹: وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وہ بحائر اور سوائب کے بچوں کے متعلق کہا کرتے تھے جو زندہ پیدا ہو وہ مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں اور جو مردہ پیدا ہو اس میں مرد عورتیں شریک ہوتے۔ **نحو**: خالصۃ کا لفظ مؤنث ہے حالانکہ وہ ما کی خبر ہے۔ معنی کا لحاظ کر کے ایسا کہا گیا کیونکہ ما یہ اجنۃ کے معنی میں ہے۔ لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے محرم کو مذکر لائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ خلصۃ کی تاء نسابۃ کی طرح مبالغہ کیلئے ہے۔ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً یعنی اگر وہ بچہ جو اسکے پیٹ میں ہو مردہ ہو: قراءت: ابوبکر وان تکن میتۃ پڑھا یعنی ان تکن الاجنۃ میتۃ اور شامی نے ان تکن میتۃ کان تامہ قرار دیکر پڑھا مکی نے ان یکن میتۃ فعل کے مقدم ہونے کی بناء پر پڑھا۔ فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ میں ضمیر کو مذکر لایا گیا۔ کیونکہ میتۃ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ

اور وہی ہے جس نے باغیچے پیدا فرمائے جو چڑھائے جاتے ہیں چھپریوں پر اور ایسے بھی ہیں جو چھپریوں پر نہیں چڑھائے جاتے، اور پیدا فرمائے کھجور کے درخت اور کھیتی جس میں

مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ

مختلف قسم کے کھانے کی چیزیں ہیں اور پیدا فرمایا زیتون کو اور انار کو جو ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور غیر مشابہ بھی ہیں۔

كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۖؗ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ

کھاؤ ان کے پھلوں سے جبکہ پھل لائیں اور کٹائی کے دن اس کا حق دیدو اور فضول خرچی نہ کرو۔

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا

فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا اور اس نے چوپاؤں میں سے ایسے جانور پیدا فرمائے جو بوجھ اٹھانے والے ہیں، اور ایسے جانور بھی جو

مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

زمین سے لگے ہوئے ہیں۔ اللہ نے جو تمہیں عطا فرمایا اس میں سے کھاؤ، شیطان کے قدموں کا اتباع نہ کرو بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا

مُّبِیْنٌ ۙ ﴿۱۴۲﴾

دشمن ہے۔"

ہر مردہ کو کہا جاتا ہے۔ خواہ مذکر ہو یا مؤنث گویا اس طرح کہا گیا وان یکن میت فھم شرکاء۔ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ انکے حلال وحرام میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹی بات کہنے کی سزا۔ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ انکے سزا دینے میں عَلِیْمٌ انکے اعتقاد کو۔

## یہ تمام حماقت کے چکر ہیں:

آیت ۱۴۰: قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ وہ قید و فقر کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کرتے۔ قراءت: مکی اور شامی نے قتلوا پڑھا ہے۔ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ عقل کی کمی کی وجہ سے اور اس بات سے ناواقفی کی وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کا رازق ہے وہ نہیں۔ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ بحائر و سوائب وغیرہ کے ذریعے افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ یہ مفعول لہ ہے۔ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ سیدھی راہ کی طرف۔

## حلال نعمتیں کھاؤ اور ان کا حق دو اور اسراف سے بچو:

آیت ۱۴۱: وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ پیدا کیا جَنّٰتٍ انگوروں کے مَّعْرُوْشٰتٍ بلند چھپروں والے وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ زمین پر



BestUrduBooks.wordpress.com

چھوڑے ہوئے جن کے لئے چھپر نہیں بنائے گئے۔ کہا جاتا ہے عرشت الکرم جب کہ اس کیلئے بلندیاں اور ٹیکیں بنا دی جائیں اور شاخوں کو ان پر موڑ دیا جائے۔ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا رنگ' ذائقہ' حجم' خوشبو وغیرہ میں وہ حال مقدرہ ہے۔ کیونکہ کھجور میں نکلنے کے وقت ذائقہ نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ مختلف نہ ہو جائے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرح ہے۔ فادخلوھا خالدین (الزمر ۷۳) اُكُلُهٗ حجازی نے اُكْلُه پڑھا ہے۔ کھائے جانے والے پھل کو کہتے ہیں۔ اس کی ضمیر نخل کی طرف جا رہی ہے اور الزرع بھی اس کے حکم میں شامل ہے۔ کیونکہ وہ معطوف علیہ ہے۔ یا ہر ایک کی طرف لوٹتی ہے۔ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا رنگ میں۔ وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ذائقہ میں۔ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ ہر ایک کا پھل کھاؤ۔ اِذَآ اَثْمَرَ کہنے کا فائدہ ہے کہ جب درخت پر پھل ظاہر ہو جائے تو کھانا مباح ہے اور یہ وہم نہ ہو کہ اس وقت کھانا صرف مباح ہے جب وہ اس کو پائے۔ (ادائے حق شرعی سے پہلے مالک کو پھل کھانے کی اجازت معلوم ہو رہی ہے) وَاٰتُوْا حَقَّهٗ اس کا عشر۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عشر کے عام ہونے کی دلیل ہے۔ يَوْمَ حَصَادِهٖ حصادہ حاء کے فتحہ کے ساتھ۔ بصری شامی اور عاصم نے پڑھا۔ باقی قراء نے حاء کے کسرہ سے پڑھا اور یہ دونوں لغتیں ہیں۔ وَلَا تُسْرِفُوْا تمام دیکر اور عیال کو ضائع کر کے۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔

**نحو**: كُلُوْا سے لے کر اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ تک جملہ معترضہ ہے۔

آیت ۱۴۲: وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا اس کا عطف جنات پر ہے۔ یعنی انشامن الانعام ما یحمل الاثقال۔ اس نے ایسے چوپائے بنائے جو بوجھ اٹھاتے ہیں اور وہ بھی جو ذبح کے لئے لٹائے جاتے ہیں۔ یا بڑے بوجھ بردار جانور اور الفرش سے چھوٹے جیسے بھیڑ' بکری' اونٹ گائے کے بچے کیونکہ وہ قد کے لحاظ سے زمین سے قریب ہوتے ہیں۔ جیسے فرش جو زمین پر بچھا ہوا ہو۔ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ جو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے تمہارے لئے حلال کیے ہیں ان کو زمانۂ جاہلیت کی طرح حرام مت قرار دو۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ حرام و حلال میں اس کے طریقوں کی۔ جیسا اہل جاہلیت کرتے تھے۔ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ اپنے دین کے متعلق اس کو متہم سمجھو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ

''آٹھ طرح کے نر اور مادہ پیدا فرمائے بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو، آپ فرمایئے

آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ

کہ اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام قرار دیا ہے یا دونوں مادہ کو۔ یا اس بچہ کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہوں،

نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ

تم مجھے کسی دلیل سے بتاؤ اگر سچے ہو اور اونٹ میں سے دو اور گائے میں سے دو

الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ

پیدا فرمائے آپ فرمایئے! کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام قرار دیا ہے یا دونوں مادہ کو یا اس بچہ کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں

اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِھٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ

لئے ہوئے ہیں۔ کیا تم حاضر تھے جب اللہ نے تمہیں اسکی وصیت فرمائی۔ سو اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

جس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا، تا کہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرے بے شک اللہ ظالموں کو

۱۷ ع ۴ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ ع

راہ نہیں بتاتا۔''

## پالتو جانوروں کی اقسام ثمانیہ اور رسمی تحریمات کی تردید:

آیت ۱۴۳: ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ یہ حمولةً و فرشا سے بدل ہے۔ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ دو جوڑے مراد مذکر و مؤنث ہیں۔ واحد کا لفظ جب اکیلا ہو تو ایک مراد ہے اور جب اس کے ساتھ اس کی جنس میں سے ہو تو پھر ان میں سے ہر ایک کو زوج کہتے ہیں۔ دونوں زوجان کہلاتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے خلق الزوجین الذکر والانثٰی (النجم ۴۵) اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی اس پر دال ہے ثمانیة ازواج پھر بطور تفسیر من الضان اثنین و من المعز اثنین۔ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ الضأن اور المعز جمع ضائن اور ماعز ہیں۔ جیسا کہ تاجر اور تجر۔ قراءت: مکی شامی اور ابوعمرو نے مَعَزین کے فتحہ کے ساتھ پڑھا اور یہ دونوں لغات ہیں۔ قُلْ آٰلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ



BestUrduBooks.wordpress.com

الْاُنْثَیَیْنِ اس میں ہمزہ انکار کے لئے ہے۔ الذکرین سے مراد الضأن اور المعز کے مذکر ہیں۔ اور الانثیین سے الضأن اور المعز کی مؤنث مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس بات سے انکار مقصود ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ضأن اور معز دونوں نوع میں سے مذکر اور مؤنث کو حرام کیا ہو۔ اور نہ ہی جو حاملات کے پیٹ میں ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کبھی تو مذکر چوپایوں کو حرام کرتے اور کبھی مؤنث کو اور ان کی اولاد میں جیسا کہ مذکر و مؤنث دونوں ہوتے یا کبھی ملے جلے ہوتے تو کہتے ان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ ان کی اس بات کا انکار کیا گیا۔

**نحو** : الذکرین یہ منصوب حَرَّمَ کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح ام الانثیین یعنی اَم حَرَّمَ الانثیین اسی طرح جواما اشتملت میں ہے۔ نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ تم مجھے کسی معروف بات کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حوالہ دے کر ثابت کرو جو اس چیز کا حرام ہونا ثابت کرے جو تم نے حرام ٹھہرائی ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اس بات میں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کیا۔

## چوپاؤں کی حلت کی تاکید اور من گھڑت تحریم کی تردید:

آیت ۱۴۴: وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ۔ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ ان دونوں میں سے حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ ان میں سے اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ یا جو ان کی مؤنثوں کے پیٹ میں ہے۔ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ یا تم نے اپنے رب کو دیکھا جس وقت وہ تمہیں ان کی تحریم کا حکم دے رہے تھے۔ جب کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتے تھے ادھر وہ کہا کرتے تھے کہ جس کو ہم حرام کر رہے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ تو ام کنتم شہداء کہہ کر ان پر تہکم کیا گیا کہ کیا تمہیں مشاہداتی صورت میں یہ بات معلوم ہوئی ہے جبکہ تم سرے سے رسول پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔ (تو پھر تمہاری یہ بات کیونکر ممکن ہے) فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا پس اس کی طرف ایسی چیز کی حرمت منسوب کی گئی جو اس نے حرام نہیں کی۔ لِیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ یعنی وہ لوگ جن کے کفر پر خاتمہ کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ یہاں جو چیزیں شمار کی جا رہی تھیں ان میں بعض کو شمار کیا اور بعض آئندہ مذکور ہیں۔ درمیان میں جملہ معترضہ لائے۔ جو معدود سے غیر اجنبی تو نہیں۔ اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر چوپائے بنا کر اور ان میں منفعتیں رکھ کر احسان فرمایا جملہ معترضہ سے ان چوپاؤں کی حلت کی تاکید مقصود ہے اور وہ لائے بھی اسی لئے جاتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ

"آپ فرما دیجئے جو کچھ میری طرف وحی بھیجی گئی میں اس میں کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا۔ سوائے اس کے کہ

یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا

مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو۔ کیونکہ بلاشبہ وہ ناپاک ہے۔ یا ایسی چیز کو حرام پاتا ہوں۔

اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ

جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو سو جو شخص حالت اضطراری میں ہو اس حال میں کہ باغی اور حد سے آگے بڑھنے والا نہیں سو تیرا رب

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ

بخشنے والا مہربان ہے۔ اور یہودیوں پر ہم نے ہر ناخن والا جانور حرام کر دیا اور گائے

الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَایَآ

اور بکری میں سے ہم نے ان پر ان دونوں کی چربیاں حرام کر دیں۔ سوائے اس کے جو ان کی پشت پر یا ان کی آنتوں پر لگی ہوئی ہو

اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ ۖ٘ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

یا جو ہڈی کے ساتھ مل جائے یہ ہم نے ان کی بغاوت کی وجہ سے ان کو جزا دی۔ اور بے شک ہم سچے ہیں۔

## تحریم صرف وحی سے ہے:

آیت ۱۴۵: قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ اس وقت میں یا وحی قرآن میں کیونکہ وحی سنت میں اور بھی حرام کیے گئے۔ یا چوپائے مراد ہیں کیونکہ یہ آیت بحیرہ وغیرہ کی تردید کے سلسلہ میں ہے۔ باقی موقوذہ' متردیہ اور نطیحہ یہ میتۃ کی ہی اقسام ہیں (جن کا تذکرہ سورۂ مائدہ میں ہے) اس آیت میں خبردار کر دیا کہ تحریم اللہ تعالیٰ کی وحی اور تشریع سے ثابت ہوتی ہے۔ خواہش نفس سے نہیں۔ مُحَرَّمًا وہ حیوان جس کا کھانا حرام ہو۔ عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ کسی کھانے والے پر جو اس کو کھائے اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً مگر یہ کہ وہ حرام شئی مردار ہو۔ قراءت: ان تکون شامی' مکی' حمزہ نے تا سے پڑھا میتۃٌ شامی نے پڑھا۔ اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا بہتا ہوا خون۔

مَسْئَلَہ: جو خون گوشت یا جگر یا تلی میں ہوتا ہے وہ حرام نہیں۔ اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ پلید ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## فسق کہنے کی وجہ:

اَوْ فِسْقًا یہ ماقبل منصوب پر عطف ہے۔فانه رجس یہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یہ محلاً منصوب ہے اور فسقا کی صفت ہے۔یعنی رفع الصوت على ذبحه باسم غیر الله۔اس کو فسق اس لیے کہا کہ یہ باب فسق میں انتہاء پسندی ہے۔فَمَنِ اضْطُرَّ جب ان محرمات میں سے کسی چیز کے کھانے کی ضرورت پیش آ جائے۔غَيْرَ بَاغٍ کسی مجبوری پر جو اس جیسا ہو اس کی ہمدردی کو ترک کرنے والا ہو۔وَّلَا عَادٍ اس کے کھانے میں قدر حاجت سے تجاوز کرنے والا ہو۔فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اس سے مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔

## یہود کی مخصوص محرمات کا بیان اور اس کا سبب:

آیت ۱۴۶: وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ یعنی جن کی انگلیاں ہوتی ہیں یا پرندہ اس میں اونٹ اور شتر مرغ بھی شامل ہے، وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ۔ یعنی ہم نے ہر ناخن والے جانور کا گوشت اور چربی حرام کر دی اور اس کی ہر چیز۔اور گائے اور بکری کی صرف چربی حرام کی گئی اور وہ پردے اور گردے کی چربی ہے۔اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ مگر جو پشت پر ہو اور پہلو کے چھلکے کے ساتھ ہو۔اَوِ الْحَوَايَآ یا جو انتڑیوں پر لگی ہو حوایا کی جمع حاویا یا حویه ہے۔اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ وہ دنبہ کی چکی۔یا حرام مغز ہے۔ نحو : ذٰلِكَ یہ جَزَيْنٰهُمْ کا مفعول ثانی ہے تقدیر عبارت یہ ہے جزينا هم ذٰلك۔ بِبَغْيِهِمْ ان کے ظلم کے باعث۔وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اس میں جو ہم نے خبر دی اور ہم کس طرح ان کی قدردانی کریں۔ جنہوں نے اپنی معصیت کو حلال کے حرام کرنے کا ذریعہ بنایا اور ادھر ہمارے سلف کی معصیت جو تحلیل حرام کے سلسلہ میں تھی اس کے بارے میں فرمایا وعفا عنكم فالئٰن باشروهن (البقرہ ۱۸۷)



BestUrduBooks.wordpress.com

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ ج وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ

سو اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ فرمادیں کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے۔ اور اس کا عذاب مجرموں سے نہیں ٹالا

الْمُجْرِمِينَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا

جائے گا۔'' جن لوگوں نے شرک کیا وہ عنقریب یوں کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادے اور نہ ہم کسی چیز

حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ج كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ط قُلْ

کو حرام قرار دیتے، اسی طرح جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ہمارا عذاب چکھ لیا۔ آپ فرما دیجئے

هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ط إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ

کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے۔ سو تم اسے ہمارے سامنے ظاہر کرو۔ تم صرف گمان کے پیچھے چلتے ہو اور صرف

أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ج فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ

اٹکل سے باتیں کرتے ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کے لیے ہے حجت بالغہ۔ سو اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت

أَجْمَعِينَ ﴿١٤٩﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ

دیدیتا۔ آپ فرما دیجئے کہ لے آؤ اپنے گواہوں کو جو اس بات کی گواہی دیتے ہوں کہ بے شک اللہ نے ان چیزوں کو حرام قرار

هَٰذَا ج فَإِن شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ج وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ

دیا۔ سو اگر وہ گواہی دیں تو آپ ان کے ساتھ گواہی نہ دیں، اور آپ ان لوگوں کی خواہش کا اتباع نہ کریں جنہوں نے

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُم بِرَبِّهِمْ

ہماری آیات کو جھٹلایا اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور دوسروں کو اپنے رب کے برابر

ع ۱۸ ۵ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٠﴾ ع

ٹھہراتے ہیں۔''

## ان کو تکذیب کی سزا ذرا ٹھہر کر ملے گی:

آیت ۱۴۷: فَإِن كَذَّبُوكَ اس میں جو آپ کی طرف قرآن کی وحی کی گئی۔ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ اس لئے کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

تکذیب کرنے والوں کو مہلت دیتا ہے اوران کو جلد سزا نہیں دیتا۔ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ اس کا عذاب اور اس کی وسعت رحمت کے ساتھ ساتھ ہیں۔ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ جب آ جائے پس اس کی وسعت رحمت کو دیکھ کر عذاب سے بے خوف نہ ہونا چاہیئے۔

## جوازِ شرک کی مشرکانہ دلیل کہ یہ اللہ کی مشیت سے ہے:

آیت ۱۴۸: سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا یہ اس کی اطلاع ہے جس کو وہ عنقریب کہیں گے۔ لَوْشَآءَ اللّٰهُ یہ کہ ہم شرک نہ کریں۔ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ لیکن اس نے چاہا۔ پس یہ ہمارا عذر ہے۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ ان کا اوران کے آباؤ اجداد کا شرک اوران کی وہ تحریمات جوان چیزوں میں انہوں نے کیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کی مشیّت سے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نہ ہوتی تو ان میں سے کوئی چیز نہ ہوتی۔

## یہ جواب دیا کہ یہ عذر لنگ ہے:

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ جس طرح یہ آپکی تکذیب کر رہے ہیں۔ متقدمین کی تکذیب ایسی ہی تھی اور وہ بھی اس قسم کے بہانے کرنے والے تھے۔ انکو اس بات نے کوئی فائدہ نہ دیا کیونکہ یہ بات بطور اعتقاد کے انہوں نے نہیں کہی بلکہ استہزاء کے طور پر کہی۔ اور اسلئے بھی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو اپنی معذوری کیلئے حجت بنایا۔ حالانکہ یہ صریحاً مردود ہے۔ یہ مشیت کا اقرار نہیں۔

## مشیت کا معنی:

مشیت کا معنی یہاں رضاء ہے جیسا کہ حسن بصریؒ نے کہا۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ہمارے آباؤ اجداد کے شرک پر راضی ہے۔ شرک مراد (ارادہ سے ہوتا ہے) ہے مگر وہ پسندیدہ نہیں۔ کیا تم اس آیت کو نہیں دیکھتے کہ فرمایا فلو شاء اللّٰہ لھداکم اجمعین۔ اس میں خبر دی کہ اگر وہ ان کی ہدایت چاہتا تو وہ تمام ایمان لے آتے لیکن تمام کا ایمان نہ چاہا۔ بلکہ بعض کا ایمان چاہا اور بعض کا کفر چاہا۔ پس لازم ہے کہ مشیّت کو اس پر محمول کیا جائے جو ہم نے ذکر کیا تا کہ تناقض دور ہو۔ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا یہاں تک کہ ہم نے ان پر عذاب اتارا۔ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ ایسی کوئی معروف بات جس سے تمہاری اس بات کی دلیل بن سکے۔ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا پس اس کو ظاہر کرو۔ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ تم جھوٹ بولتے ہو۔

## اللہ کی دلیل کامل ہے:

آیت ۱۴۹: قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ جو تم پر اسکی طرف سے لازم ہے اسکے اوامر ونواہی کی وجہ سے اور تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی مشیّت کی کوئی (صحیح) دلیل موجود نہیں۔ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی اگر اللہ تعالیٰ تمہاری ہدایت چاہتا اس آیت سے معتزلہ کا دبدبہ محض باطل ٹھہرا۔

## کفار سے تحریمات پر ثبوت کا مطالبہ:

آیت ۱۵۰: قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ لاؤ تم اپنے شہداء کو۔ اور نزدیک کرو۔ هَلُمَّ کے کلمہ میں واحد، جمع، تذکیر و تانیث اہل حجاز کے نزدیک برابر ہے۔ البتہ بنو تمیم اس کی مؤنث اور جمع بناتے ہیں۔ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا یعنی وہ جو اپنے خیال میں حرام سمجھتے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں۔فَإِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ توانکی گواہی تسلیم نہ کراور نہ انکی تصدیق کر۔کیونکہ جب اسکو تسلیم کرلیا گیا تو گویا انکی گواہی کی طرح وہ گواہی ہوگئی اورانہی میں سے بن گیا۔وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا۔یہاں ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لائے۔تاکہ اس سے ثابت ہو جائے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کرتا ہے وہ خواہش پرست ہے۔اسلئے کہ وہ اگر دلیل کا پیرو ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی آیات کی تصدیق ضرور کرتا اور اسکو وحدہٗ لاشریک جانتا۔وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وہ مشرک ہیں۔وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ وہ بتوں کو برابر قرار دیتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَّ

"آپ فرما دیجئے کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر بتاؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں، یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ اور

بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ج وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ ط نَحْنُ

اپنے والدین کے ساتھ احسان کرو، اور اپنی اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم

نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ج وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج

تم کو رزق دیں گے اور ان کو بھی، اور مت قریب جاؤ بے حیائی کے کاموں کے جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ط ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ

اور مت قتل کرو اس جان کو جسے اللہ نے حرام قرار دیا مگر حق کے ساتھ۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا اللہ نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

تاکہ تم عقل سے کام لو، اور مت قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر اسی طریقہ سے جو اچھا ہو۔

حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ج وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ج لَا نُكَلِّفُ

یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ جائے۔ ناپ اور تول کو انصاف کیساتھ پورا کرو، ہم کسی جان کو اس کی طاقت

نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ج وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ج وَبِعَهْدِ اللَّهِ

سے زیادہ عمل کرنے کا حکم نہیں دیتے۔ اور جب تم بات کرو تو انصاف کو اختیار کرو اگرچہ وہ تمہارا قرابت دار ہی ہو۔ اور اللہ کے عہد کو

أَوْفُوا ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۲﴾ لا وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا

پورا کرو، یہ وہ چیزیں ہیں جن کا اللہ نے تمہیں تاکیدی حکم دیا تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور بلاشبہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے سو تم اس

فَاتَّبِعُوهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ط ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ

کا اتباع کرو۔ اور مت اتباع کرو دوسرے راستوں کا سو وہ راستے تمہیں اللہ کے راستہ سے ہٹا دیں گے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کا تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم



BestUrduBooks.wordpress.com

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

پرہیزگار بنو'' پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جس سے اچھے عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہوگی۔ اور جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے

وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

اور جو ہدایت ہے اور رحمت ہے تاکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کا یقین کریں۔ اور یہ کتاب ہم نے نازل کی

مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ

جو بابرکت ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت ہو۔ اس واسطے کہ کبھی تم کہنے لگو کہ کتاب جو اتری تھی

اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

سو انہیں دو فرقوں پر جو ہم سے پہلے تھے اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے

لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾

غافل تھے

## نبوت کے بلند مقام پر کھڑے ہونے والے کا بنیادی تحریمات کا مسودہ آیت ۱۵۱ تا ۱۵۳:

آیت ۱۵۱: قُلْ ان لوگوں سے جنہوں نے کھیتی اور چوپائے حرام کیے۔ تَعَالَوْا یہ خاص فعل تھا۔ پھر عام استعمال ہونے لگا۔ اس کی اصل یہ ہے کہ بلند مقام پر کھڑا شخص وادی میں کھڑے شخص کو کہے پھر اس کا استعمال زیادہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ مطلق بلانے کے لئے استعمال ہونے لگا۔ اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ وہ جس کو تمہارے رب نے تمہارے اوپر حرام کیا ہے۔ عَلَيْكُمْ یہ حَرَّمَ کا صلہ ہے۔ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا یہ اَنْ مفسرہ ہے۔ فعل تلاوت کی تفسیر کی جارہی ہے اور لا نہی کا ہے۔ وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور تم والدین کے ساتھ احسان کرو احسان کرنا۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرنا بجائے خود برا سلوک و گناہ ہے۔ اور بدسلوکی تو بدترین گناہ ہے۔ اس لیے اس کو محرمات میں ذکر کیا۔ اور یہی حکم بعد والے اوامر کا بھی ہے۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ فقر کی وجہ سے اور فقر کے خوف سے جیسا دوسری جگہ فرمایا خشیۃ املاق (الاسراء ۳۱) نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ کیونکہ بندوں کا رزق ان کے آقا کے ذمہ ہوتا ہے۔ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا جو تیرے اور مخلوق کے درمیان ہو۔ یہ الفواحش کا بدل ہے۔ وَمَا بَطَنَ اور جو اللہ اور تیرے مابین ہے۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ مثلاً قصاص وارتداد پر قتل اور رجم زانی۔

ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ: یعنی یہ مذکورہ تفصیلی احکامات ہیں جن کی نگہبانی کا تمہارے رب نے تمہیں تاکیدی حکم کیا ہے۔ لَعَلَّكُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

تَعْقِلُوْنَ : تا کہ تمہیں ان احکام کی عظمت اللہ تعالیٰ کے ہاں معلوم ہو۔
آیت ۱۵۲ : وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ : مگر اس طریقہ سے جو کہ اچھا ہو اور وہ اس کی حفاظت کرنے اور اس کو بارآور کرنے والا طریقہ ہے۔ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ : یعنی بلوغت کو پہنچ جائے تو اس کا مال اس کے سپرد کر دو۔ اَشُدَّ: یہ شَدٌّ کی جمع ہے جیسے فلس و افلس۔ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ : قسط کا معنی برابری اور عدل ہے۔ یعنی تم ماپ تول میں برابری کرو۔ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا سے مراد جن سے انسان عاجز نہ رہے اس کو کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔

## ایک حکمت :

ماپ تول میں انصاف کا حکم دینے کے بعد اس کو اس لئے لائے کیونکہ ماپ تول میں حد کی پوری رعایت کو جس میں ذرّہ بھر کمی بیشی نہ ہو انصاف کہلاتا ہے اور اس میں تھوڑی بہت کمی بیشی ہونا عین ممکن ہے۔ اس تنگی کو اٹھاتے ہوئے اِلَّا وُسْعَهَا لائے کہ اپنی طاقت کی حد تک اس میں کمی نہ ہونے پائے اور جو طاقت سے زائد ہے وہ معاف کر دی جائے گی۔ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا کا معنی سچ بولنا ہے۔ یعنی جب تم بات کرو تو سچائی کا دامن تھامے رہو۔ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۔ اگرچہ جس کے متعلق بات کہی گئی یا جس کے خلاف گواہی وغیرہ دی گئی وہ کہنے والے کے قرابت داروں میں سے ہو جیسا کہ اس قول باری تعالیٰ میں ہے: وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ [النساء : ۱۳۵]۔
وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ عہد اللہ عام ہے۔ یوم میثاق والا ہو یا امر و نہی اور وعدہ وعید اور نذر و قسم والا ہو سب ہی مراد ہیں۔ ذٰلِكُمْ کا مشارٌ الیہ گزشتہ تمام چیزیں۔
قراءت: حمزہ، علی، حفص کے ہاں قرآن مجید میں جہاں بھی آئے گا ایک تا کے حذف اور تخفیف کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ دیگر قراء نے تشدید سے پڑھا ہے۔ یہ اصل میں تتذکرون تھا دوسری تا کو ذال میں ادغام کر دیا۔ تذکرون بن گیا۔ معنی یہ ہے: یعنی تمہیں اس لئے حکم دیا تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔
آیت ۱۵۳ : وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ۔ اس سے پہلے لام مقدر ہے کیونکہ یہ اتباع کی علت ہے۔ یعنی تم اتباع کرو اس لئے کہ یہ میرا راستہ ہے۔
قراءت: شامی نے انّ کو تخفیف کے ساتھ اَن پڑھا ہے۔ یہ اصل میں وانہ ہے۔ ہ ضمیر شان والحدیث ہے۔ (۲) حمزہ اور علی رحمہما اللہ نے جملہ ابتدائیہ قرار دے کر اِنّ پڑھا ہے۔ مُسْتَقِيْمًا۔ سیدھا۔
نحو : یہ حال ہے۔ یعنی بے شک یہ میرا راستہ ہے۔ اس حال میں کہ وہ سیدھا ہے۔ فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ ۔ السُّبُل سے مختلف راستے یعنی یہودیت، نصرانیت، مجوسیت اور تمام بدعات و ضلال کی راہیں مراد ہیں یعنی کیونکہ یہ میرا راستہ سیدھا ہے پس تم اس کی اتباع کرو اور متفرق راستوں، یہودیت وغیرہ کی اتباع نہ کرو۔ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ پھاڑنے والے درندوں کے ہاتھ تمہیں اللہ تعالیٰ کی سیدھی راہ یعنی دین اسلام سے جدا کر دیں گے۔
روایت میں وارد ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک سیدھا خط کھینچا پھر فرمایا۔ یہ ہدایت کی راہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے پس،



BestUrduBooks.wordpress.com

اس پر چلو' پھر اس کی ہر جانب چھ چھ خط اِدھر اُدھر ٹیڑھے جانے والے کھینچے۔ پھر فرمایا یہ راستے ہیں جن میں سے ہر ایک پر شیطان ہے۔ جو اس راستہ کی طرف بلا رہا ہے۔ پس تم ان راستوں سے بچو اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (الحدیث) وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا ...... پھر ان بارہ راستوں میں سے ہر ایک سے چھ چھ راستے نکلے۔ پس یہ بہتر بن گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ آیات محکمات ہیں' ان میں سے کوئی چیز کسی آسمانی کتاب میں منسوخ نہیں ہوئی اور کعب کہتے ہیں یہ آیات میں سب سے پہلے لکھی گئی ہیں۔ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم بھی تقویٰ کے اُمیدوار بن سکو۔

## لطیف نکتہ:

پہلی آیت میں تعقلون پھر دوسری میں تذکرون اور تیسری میں تتقون فرمایا۔ کیونکہ جب وہ سمجھیں گے تو سوچیں گے پھر اس کو یاد رکھیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ نصیحت حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچو۔

## حوالہ تورات سے ان احکامات کی تصدیق:

آیت ۱۵۴: ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا یعنی تم کو خبر دی ہے کہ ہم نے دی یا اس کا عطف قُلْ پر ہے کہ پھر کہو ہم نے دی یا ثُمَّ جملہ کے ساتھ واؤ کے معنی میں ہے جیسا اس آیت میں ثم الله شهيد (یونس ۴۶) عَلَى الَّذِیْٓ اَحْسَنَ اس پر جو محسن اور صالح ہو۔ مراد اس سے جنس محسن ہے اس کی دلیل قراءت عبداللہ رضی اللہ عنہ على الذين احسنوا۔ یا اس سے موسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ یعنی تکمیل کرامت کے لئے اس بندے پر جس نے تبلیغ میں خوب اطاعت اختیار کی اور ہر حکم میں اچھی تابعداری کی۔ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ دین میں جس چیز کی ان کو ضرورت تھی۔ اس کی بالتفصیل وضاحت وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یعنی ھم سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ تصدیق کرتے ہیں۔

## قرآن کریم سے مزید تصدیق:

آیت ۱۵۵: وَهٰذَا قرآن كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ کثرت خیر والی فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا اس کی مخالفت سے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

## ناخواندگی کے عذر کا خاتمہ:

آیت ۱۵۶: اَنْ تَقُوْلُوْٓا اس کراہت سے کہ تم کہو یا تا کہ تم یہ نہ کہو۔ اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا یعنی اہل تورات اور اہل انجیل۔ اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ مجوس اہل کتاب نہیں ہیں۔ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ ان کتابوں کی تلاوت سے لَغٰفِلِيْنَ۔ اس میں سے کسی چیز کا ہمیں علم نہ تھا۔ اِنْ مخففہ من المثقلہ ہے۔ اور لام اس لیے لائی گئی کہ اِنْ نافیہ سے یہ الگ معلوم ہو۔ اصل عبارت یہ ہے: انه كنا عن دراستهم غافلين۔ ہ ضمیر شان ہے۔ خطاب اہل مکہ کو ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ ان پر کتاب اتار کر حجت تام کی گئی۔ تا کہ قیامت کے دن یہ عذر نہ کریں کہ تورات و انجیل تو ہم سے پہلے لوگوں کو دی گئی اور ہمیں تو ان کے مضامین کی خبر نہ تھی۔ (پس کس طرح ہم ایمان لاتے)



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ

یا تم یوں کہنے لگتے کہ اگر ہم پر کتاب اتاری جاتی تو ہم ان لوگوں سے بڑھ کر زیادہ ہدایت پر چلنے والے ہوتے۔ سو تمہارے رب کی طرف سے

بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ

دلیل اور ہدایت اور رحمت آ گئی ہے سو اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیات کو

اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ

جھٹلائے اور ان سے روکے، ہم عنقریب ان کو بڑے عذاب کی سزا دیں گے جو ہماری آیات سے روکتے ہیں

بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

اس سبب سے کہ وہ روکا کرتے تھے۔''

## قرآن کریم اُتار کر حجت تمام کر دی:

آیت ۱۵۷: اَوْ تَقُوْلُوْا اس خطرے سے کہ تم کہنے لگو۔ لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ایام عرب کو خوب یاد کرنے اور فہم کی مضبوطی کی بناء پر فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ یعنی اگر تم اس بات میں سچے ہو جس کا تم اپنے نفوس کو وعدہ دیتے ہو۔ تو تمہارے پاس روشن بیان اور قطعی حجت و دلیل آ چکی پس شرط حذف کر دی یہ حذف بہت خوب ہے۔ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اس کے بعد کہ وہ ان کی صحت و صداقت کو پہچان چکا۔ وَصَدَفَ عَنْهَا یعنی اس سے اعراض کیا۔ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ۔ وہ مغلوبیت کی انتہاء ہے۔ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ان کے اعراض کی وجہ سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ

''یہ لوگ بس اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آ جائیں یا آپ کا رب آ جائے یا آپ کے رب کی نشانیوں

اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

میں سے کوئی نشانی آ جائے جس دن آپ کے رب کی نشانیوں میں سے ایک نشانی آجائے گی۔ تو کسی شخص کو اس کا ایمان نفع نہیں دیگا جو پہلے سے

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

ایمان نہیں لایا تھا یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو آپ فرما دیجئے کہ تم انتظار کرو۔ ہم بھی انتظار کررہے ہیں۔''

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ

''بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفریق کر دی اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، بس ان کا معاملہ

اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اللہ ہی کے حوالے ہے۔ پھر ان کے وہ کام ان کو جتادے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

## واضح دلائل کے بعد یہ نہیں مانتے گویا قیامت کے منتظر ہیں:

آیت ۱۵۸: هَلْ يَنْظُرُوْنَ یعنی ہم نے رسالت کے ثبوت اور وحدانیت کے دلائل قائم کر دیے اور اس گمراہی کو جو ان کے اعتقادات میں گھسی ہوئی تھی باطل کر دیا۔ اب وہ گمراہی کے چھوڑنے میں کس چیز کے منتظر ہیں۔ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ یعنی موت کے فرشتے ان کی ارواح کو قبض کرنے کے لئے۔ قراءت: حمزہ اور کوفی نے یاتیھم پڑھا ہے۔ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ یعنی تیرے رب کا حکم اور وہ عذاب یا قیامت ہے اور اس لیے کہ اتیان متشابہ ہے اور اتیان امر تو منصوص علیہ ہے۔ محکم ہے اسی لیے اس کے معنی کو اس کی طرف لوٹایا جائے گا۔ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ یعنی قیامت کی علامات مثلاً مغرب سے طلوع شمس وغیرہ۔ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا اس لیے کہ یہ ایمان اختیاری نہیں۔ بلکہ یہ ایمان تو عذاب اور پکڑ کو اپنے سے دور کرنے کی خاطر ہے۔ لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ یہ نفسًا کی صفت ہے۔ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا خیر کا معنی اخلاص ہے جیسا کہ طلوع شمس من المغرب کے بعد کافر کا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا۔ اسی طرح منافق کا اخلاص بھی قابل قبول نہیں ہوگا۔ یا اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور تقدیر عبارت یہ ہے۔ لا ینفع ایمان من لم یؤمن و لا توبة من لم یتب قبل جو ایمان نہیں لایا اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ توبہ قبول ہوگی جس نے توبہ نہیں کی۔ قُلِ انْتَظِرُوْٓا تین آیات میں سے ایک کا انتظار کرو۔ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ کہ ایک ان میں سے کب واقع ہوگی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا

''جو شخص نیک کام کرے سو اسے اس جیسے دس حصے ملیں گے اور جو شخص برائی کا کام کرے تو اسے صرف اس کے برابر ہی

مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ اِنَّنِىْ هَدٰىنِىْ رَبِّىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ

سزا ملے گی۔اوران لوگوں پرظلم نہ ہوگا'' ''آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ میرے رب نے مجھے سیدھے راستہ کی ہدایت دی ہے

دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٦١﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِىْ

یہ مستحکم دین ہے جو ابراہیم کی ملت ہے جوحق کی راہ اختیار کرنے والا تھا اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھا۔ آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ

وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ

میری نماز اور میری سب عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔اور مجھےاسی کا حکم دیا

اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٦٣﴾

گیا ہے اور میں ماننے والوں میں سب سے پہلافرماں بردار ہوں۔''

## فرقہ بندی میں صحیح راہ:

آیت ١٥٩: اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ دین میں اختلاف ڈالا اور فرقے بن گئے جیسے یہود ونصاریٰ مختلف ہوئے۔حدیث میں ہے کہ یہود اکہتر فرقوں میں بٹ گئے۔تمام جہنمی ہیں سوائے ایک کے جونجات پانے والا ہے۔اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے ایک کے سواء تمام جہنمی ہیں۔میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔تمام جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے اور وہ سواد اعظم ہے ایک روایت میں ہے کہ وہ وہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔(ابن ماجۂ ابوداؤدٗ ابن حبان۔احمد)

کہا جاتا ہے۔انہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں بعض باتوں پرایمان لائے اور بعض کا انکار کیا۔

قراءت: حمزہ ٗعلی نے فارقوا پڑھا۔یعنی انہوں نے اپنے دین کو چھوڑا۔وَكَانُوْا شِيَعًا ( )شیعًا۔گروہ، ہر گروہ نے اپنا ایک مقتدیٰ بنالیا۔ لَّسْتَ مِنْهُمْ فِىْ شَىْءٍ یعنی ان کے متعلق سوال کے آپ ذمہ دار نہیں اور نہ ان کے تفرقہ کے متعلق یا ان کے عذاب کے متعلق اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ پس وہ ان کواس پرسزا دے گا۔

## نیکی کا بدلہ کم ازکم دس گنا:

آیت ١٦٠: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اس کی تقدیر عبارت یہ ہے عشر حسنات امثالها۔کہ دس نیکیاں اس



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ

''آپ فرما دیجئے! کیا میں اللہ کے علاوہ کوئی رب تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے، اور جو بھی کوئی شخص کوئی گناہ کرے اس کا وبال اسی پر ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

اور نہ اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ، پھر تم سب کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے سو وہ تمہیں وہ چیزیں جتا دیگا جن میں

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

تم اختلاف کرتے تھے'' اور اللہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا اور درجات کے اعتبار سے تم میں ایک کو دوسرے پر فوقیت دی تا کہ وہ تمہیں

دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾ ع

ان چیزوں کے بارے میں آزمائے جو تم کو عطا فرمائیں، بے شک آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے۔ اور بلاشبہ وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔''

کے مثل دس جنس ممیزہ کی صفت کو موصوف کے قائم مقام قرار دیا جائے۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ثواب کی کمی اور سزا کے اضافہ کے ساتھ۔

## میں ملتِ ابراہیم علیہ السلام پر ہوں' آؤ مان لو:

آیت ۱۶۱: قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْ ۔ قراءت: ابو عمرو اور مدنی نے رَبِّی پڑھا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا () دینا منصوب ہے الی صراط مستقیم کے محل کا بدل ہونے کی وجہ سے۔ کیونکہ اس کا معنی یہ ہے ھدانی صراطاً اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے: وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (الفتح: ۲) قِيَمًا قَيِّمه فیعل کے وزن پر قام سے ہے یہ قائم سے زیادہ بلیغ ہے۔ قراءت: قيمًا کوفی شامی نے پڑھا یہ مصدر ہے اور اس کا معنی قیام ہے۔ اس کو بطور صفت کے لایا گیا۔ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ یہ عطف بیان ہے۔ حَنِيْفًا یہ ابراہیم سے حال ہے۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اے گروہ قریش۔

## خلاصہ ملت: عبادت باری اور شرک سے بیزاری:

آیت ۱۶۲: قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ یعنی میری عبادت۔ الناسک عبادت گذار۔ یا میرا ذبیحہ یا میرا حج وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ اور وہ اعمال جو میں نے زندگی میں کئے اور اس پر میں مروں گا یعنی ایمان اور اعمال صالحہ وغیرہ۔ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اسکی ذات کیلئے خالص ہیں۔ (قراءت) محیای و مماتی میں پہلے یا کا سکون اور دوسرے کا فتحہ مدنی نے پڑھا دوسروں نے اسکا عکس پڑھا ہے۔

آیت ۱۶۳: لَا شَرِيْكَ لَهٗ ان میں سے کسی چیز میں وَبِذٰلِكَ اخلاص اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کیونکہ ہر پیغمبر کا اسلام اپنے دین پر امت کے اسلام سے مقدم ہوتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## میں تو حقیقی ربّ کو ماننے والا ہوں:

آیت ۱۶۴: قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا یہ جواب ہے اس دعوت کا جو وہ اپنے معبودان باطلہ کی طرف دیتے تھے۔ ہمزہ استفہام انکاری کا ہے یعنی میرا اس کے علاوہ کسی اور رب کو تلاش کرنا اوپری بات ہے۔ مفعول کو اس لیے مقدم کیا گیا کیونکہ یہ اہم بات ہے۔ وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ اور اس کے علاوہ تمام مربوب ہیں اور کوئی ایسا موجود نہیں اس کے علاوہ جس کو ربوبیت کا اختیار ہو۔ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا یہ ان کے اس قول کا جواب ہے جس کا تذکرہ دوسری آیت میں فرمایا: اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ (العنکبوت:۱۲) وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی کوئی شخص کسی کے گناہ کے بدلے نہ پکڑا جائے گا۔ جو گناہ کسی اور نفس نے کیا ہو۔ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ان ادیان میں سے جن میں تم نے اختلاف ڈالا ہے۔

## زمین میں آمد و درجہ بندی آزمائش ہے' آنے والے حساب کو آیا ہوا سمجھو:

آیت ۱۶۵: وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کی امت آخری امت بنائی گئی کیونکہ وہ ایک دوسرے کے بعد آئیں گے یا وہ اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہونگے۔ اور اس کے مالک بنیں گے اور اس میں تصرف کریں گے۔ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ رتبہ میں اور رزق وغیرہ میں دَرَجٰتٍ یہ مفعول دوم ہے یا تقدیر عبارت یہ ہے اِلٰی دَرَجَاتٍ درجات کی طرف یا یہ مصدر کی جگہ آیا ہے گویا اس طرح کہا بلندی کے بعد بلندی لِّيَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰكُمْ اس میں جو تمہیں جاہ و مال کی نعمت دے رکھی ہے تم کس طرح اس نعمت کا شکر یہ ادا کرو گے۔ کس طرح شریف کمینے کے ساتھ اور مالدار فقیر کے ساتھ اور مالک مملوک کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ بے شک آپ کا رب بہت جلدی بدلہ لینے والا ہے جو اس کی نعمتوں کی ناشکری کرے۔ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جو اس کے شکر کو ادا کرے گا عقاب کے ساتھ سرعت کی صفت لائی گئی۔ کیونکہ آنے والا ہے اس کو آیا سمجھنا چاہیے وہ قریب ہی ہے۔ جیسا ارشاد فرمایا: وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ (النحل:۷۷) کہ قیامت کا معاملہ تو پلک جھپک کی طرح یا اس سے بھی زیادہ قریب تر ہے۔

فَائِدَة: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جس نے سورۃ انعام کی تین ابتدائی آیات صبح کے وقت تلاوت کیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس کے لیے ان کے اعمال کی مثل اعمال قیامت تک لکھے جاتے رہیں گے۔ (فتح القدیر)

تمت بالخیر

ترجمة سورة الانعام یوم الاربعاء بعد العصر۔ وقت مضت اثنا عشر یومًا من شهر جمادی الاولیٰ سنة ۱۴۲۳ھ

والحمد للہ علی ذلك



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسِتُّ اٰيَاتٍ وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ اعراف مکہ میں نازل ہوئی ہے اس کی ۲۰۶ آیتیں اور ۲۴ رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓصٓ ۞ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ

المص، یہ کتاب ہے جو آپ کی طرف اتاری گئی۔سو آپ کے سینہ میں کوئی تنگی نہ ہو،

لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۞ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

تا کہ آپ اس کے ذریعہ ڈرائیں، اور ایمان والوں کے لیے نصیحت ہے، اس چیز کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف اتاری گئی،

وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۞ وَكَمْ مِّنْ

اور اس کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں کا اتباع نہ کرو، تم کم نصیحت حاصل کرتے ہو، اور کتنی ہی بستیاں تھیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا۔سو

قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۞ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ

ان پر ایسے وقت میں ہمارا عذاب آیا جب کہ وہ رات گذار رہے تھے یا ایسی حالت میں عذاب آیا کہ وہ دوپہر کے وقت سوئے ہوئے تھے، سو جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو

اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۞

ان کی پکار اس کے علاوہ کچھ نہ تھی کہ بلاشبہ ہم ظالم تھے۔''

آیت ۱: الٓمّٓصٓ (اللہ تعالیٰ اس کی مراد جانتے ہیں) زجاج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول پسندیدہ ہے۔ انا اللّٰہ اعلم و افضل ۔ میں ہی اللہ سب کچھ جاننے والا اور سب سے زیادہ عظمت والا ہوں۔

آیت ۲: كِتٰبٌ (یہ ایک کتاب ہے) یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی هُوَ كِتٰبٌ وہ کتاب۔ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (جو آپ کے اوپر اتاری گئی ہے) یہ کتاب کی صفت ہے کتاب سے مراد سورت ہے۔

### تسلیۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے انکار سے تنگ دل نہ ہوں:

فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ (آپ کے دل میں اس سے بالکل تنگی نہ ہونی چاہیے) حرج کا معنی شک ہے اور شک کو حرج سے تعبیر اس لیے فرمایا کہ شک کرنے والے کا دل تنگ ہوتا ہے جیسا کہ یقین کرنے والے کے دل میں کشائش ہوتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارے جانے میں شک نہ کر۔ یا اس کی تبلیغ کے سلسلہ میں تنگی نہیں ہونی چاہیے آپ ﷺ اپنی قوم کی تکذیب اعراض وایذاء کا خدشہ پا کر ان کے ایذاء سے دل میں تنگی محسوس کرتے تھے۔ اور دل میں اس کے متعلق نشاط پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطمئن فرما کر اس بات کی بالکل پرواہ نہ کرنے کا حکم دیا۔ فلا یکن میں حرج ہی کی نفی فرمائی گئی۔ کیا خوب بلاغت کے ساتھ فرمایا اس کتاب کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے اس کے اتارے جانے کے بعد آپ دل میں تنگی محسوس نہ کریں لِتُنْذِرَ بِهٖ (تاکہ اس کے ذریعہ (منکروں) کو ڈرائیں) اس میں لام انزل کے متعلق ہے تقدیر عبارت یہ ہے انزل الیك لانذارك به اس کتاب کو آپکی طرف اتارا گیا تاکہ آپ اس کے ذریعہ ڈرائیں۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ لام جو تنذر کا ہے اس کا تعلق لا یکن کی نہی سے ہے کیونکہ جب آپ ان سے نہ ڈرائیں گے تو ان کو ڈرائیں گے۔ اور اسی طرح جب ان کو یقین ہو جائے گا کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یقین آپ کو نافرمانی سے ڈرانے کے لیے جرأت مند بنا دے گا کیونکہ صاحب یقین بہادر و جراءت مند اور اپنے رب پر توکل کرنیوالا ہوتا ہے۔

## نحوی تحقیق:

وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (اور اہل ایمان کیلئے یہ ایک نصیحت ہے) یہ فعل مضمر کا مفعول ہونے کی بناء پر منصوب ہے یعنی تنذر به و تذکر تذکیرًا تاکہ تم اس کے ذریعہ ڈراؤ اور نصیحت کرو خوب نصیحت کرنا۔ اَلذِّكْرٰى یہ اسم ہے اور تذکیر مصدر کے معنی میں ہے۔ نمبر۲۔ کتاب پر عطف کی وجہ سے مرفوع ہے۔ یعنی هو کتابٌ و ذکری للمؤمنین وہ کتاب اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے۔ نمبر۳۔ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی وہ مؤمنوں کے لئے نصیحت ہے۔ نمبر۴۔ محل جر میں واقع ہے تنذر کے محل پر عطف کی وجہ سے تقدیر عبارت یہ ہے: للانذار وللذکرٰی انذار کے لئے اور نصیحت کے لئے۔

آیت ۳: اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اس پر چلو۔ جو ہدایت تم پر تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے) انزل الیکم سے مراد قرآن وسنت ہے۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ (اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں کا اتباع مت کرو) ہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سواء۔ اَوْلِيَآءَ یعنی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن وانس شیاطین کی دوستی مت اختیار کرو۔ وہ تمہیں اصنام پرستی، خواہشات پرستی اور بدعات پر آمادہ کریں گے۔ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو) اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو تم چھوڑتے ہو اور دوسروں کی اتباع کرتے ہو۔

**نحو**: قلیلًا پر نصب تذکرون کی وجہ سے ہے یعنی تذکرون تذکرا قلیلًا۔ تم بالکل تھوڑی سی نصیحت مانتے ہو۔ ما قلت کی تاکید کے لیے بڑھایا گیا۔ قراءت: شامی نے تتذکرون پڑھا ہے۔

## نحوی تحقیق:

آیت ۴: وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا (اور بہت بستیوں کو ہم نے تباہ کر دیا) کَمْ مبتداء ہے اَهْلَكْنٰهَا اس کی خبر ہے مِّنْ قَرْيَةٍ۔ من بیانیہ کم خبریہ کی تمیز پر لایا گیا۔ اهلکنٰها سے ارادۂ ہلاک مراد ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام میں ارشاد ہے: اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا (المائدہ: ۶) میں ارادۂ قیام کو قیام فرمایا گیا۔ فَجَآءَهَا اس کے رہنے والوں پر آیا۔ بَاْسُنَا ہمارا عذاب



BestUrduBooks.wordpress.com

بَیَاتًا یہ مصدر ہے جو حال کی جگہ واقع ہوا ہے۔اس کا معنی بائتین ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے بات بیاتا حسنااس نے خوب رات گزاری اَوْ ھُمْ قَآئِلُوْنَ یہ بیاتًا پر عطف کی وجہ سے حال ہے گویا تقدیر عبارت یہ ہے فجاء ھم باسنا بائتین او قائلین (ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت پہنچایا ایسی حالت میں کہ دوپہر کے وقت وہ آرام میں تھے) پس ان پر ہمارا عذاب اس حالت میں آیا کہ وہ سو رہے تھے یا قیلولہ کر رہے تھے۔

## ایک سوال کا جواب:

**سوال** : ھُمْ قَآئِلُوْنَ کو بغیر واؤ کے ذکر کیا گیا۔جبکہ اہل عرب کے ہاں جاء نی زید ھو فارس بغیر واؤ کے نہیں لائے۔

**جواب** : جب پہلے حال پر عطف کیا جائے تو واؤ کو حذف کر دیا جاتا ہے تاکہ دو حروف عطف کا اجتماع لازم نہ آئے۔کیونکہ واؤ حالیہ وہ حقیقۃً واؤ عاطفہ ہے جو وصل کے لئے عاریۃً استعمال کی گئی ہے۔

## ایک اور سوال:

**سوال** : ان دو اوقات کو عذاب کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ کیا ہے؟

**جواب** : یہ غفلت کے وقت ہیں پس ان میں عذاب کا نزول زیادہ شدید و سخت ہوتا ہے۔جیسا کہ قوم لوط کو رات سحری کے وقت ہلاک کیا گیا۔اسی طرح قوم شعیب کو دوپہر کے وقت قیلولہ کی حالت میں ہلاک کیا گیا۔ایک قول یہ بھی ہے کہ بیاتا کا معنی رات کو سونے کی حالت ہے۔یا دن کو قیلولہ کی حالت۔

## مقدماتِ عذاب کے وقت اعترافِ جرم:

آیت ۵: فَمَا كَانَ دَعْوٰھُمْ ان کی گڑگڑاہٹ اور پکار اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَآ (پس جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا۔اس وقت ان کے منہ سے کوئی بات نہ نکلی تھی) جب ان پر مقدمات عذاب اترے۔اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ (سوائے اس کے کہ بیشک ہم ظالم تھے) انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم و شرک کا اعتراف کیا۔جبکہ اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

**نحو** : دَعْوٰھُمْ یہ كَانَ کا اسم ہے اور اَنْ قَالُوْٓا اس کی خبر ہے اور اس کا عکس بھی جائز ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۶ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

''سو جن لوگوں کی طرف رسول بھیجے گئے ہم ان سے ضرور سوال کریں گے اور ہم پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے، سو ہم ان کے روبرو

بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝۷ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

علم کے مطابق بیان کردیں گے اور ہم غائب نہ تھے، اور اس دن وزن واقع ہونے والا ہے۔سو جن کے وزن بھاری ہوئے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے سو یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے اپنی جانوں کا

اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝۹

نقصان کرلیا اس وجہ سے کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔

## قیامت کی مسئولیت برائے توبیخ:

آیت ۶: فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ (پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبروں کو بھیجا گیا تھا) اُرْسِلَ کا اسناد اِلَيْهِمْ کی طرف ہے مطلب یہ ہوا فلنسألن المرسل الیھم وھم الامم ۔ہم ضرور امتوں سے سوال کریں گے کہ انہوں نے رسولوں کو کیا جواب دیا۔ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ (اور پیغمبروں سے بھی ضرور پوچھیں گے کہ) ان کو کیا جواب ملا۔

آیت ۷: فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ (پھر چونکہ ہم پوری خبر رکھتے ہیں۔ان کے سامنے بیان کردیں گے) رسولوں اور امتوں پر جو ان کی طرف سے پیش آیا۔ بِعِلْمٍ ہم ان کے احوال ظاہرہ و باطنہ اور اقوال وافعال سے بخوبی واقف ہیں۔ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ (اور ہم بے خبر نہ تھے) ان سے جو ان کی طرف سے پایا گیا۔ یہ سوال صرف توبیخ وخبردار کرنے اور پختہ کرنے کیلئے ہوگا۔ جبکہ وہ زبانوں سے خود اقرار کرلیں گے۔اور انبیاء ان کے متعلق گواہی دے دیں گے۔

## وزن اعمال اظہارِ انصاف اور قطع معذرت کیلئے ہے:

آیت ۸: وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِ (اور ٹھیک تول اس روز ہوگی) وزن اعمال اور ہلکے بھاری کا فرق۔

**نحو** : یہ مبتدا ہے اور یومئذ اس کی خبر ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن امتوں اور رسولوں سے پوچھیں گے جملہ کو حذف کر کے اس کی جگہ تنوین لائے۔ الْحَقُّ عدل یہ وزن کی صفت ہے۔اقوال نمبرا۔ ایک ایسے میزان کے ساتھ جس کی



BestUrduBooks.wordpress.com

زبان اور دو پلڑے ہونگے اظہار انصاف اور قطع معذرت کے لئے صحائف اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ نمبر۲۔ یہ برابر فیصلے اور عادلانہ حکم کی تعبیر ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی کیفیت کا علم ہے۔ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ (پس جن لوگوں کے پلڑے بھاری ہونگے) جمع میزان یا موزون ہے یعنی جس کے تولے جانے والے اعمال بھاری اور قدر والے ہیں اور ایسے اعمال تو اعمال صالحہ ہی ہیں۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (تو ایسے لوگ ہی کامیاب ہونگے) پس یہی لوگ فلاح پائیں گے۔

## خفت وزن:

آیت۹: وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ (اور جن کے پلڑے ہلکے ہونگے) وہ کفار ہیں ان میں ایمان ہی نہیں۔ کہ جس کے ساتھ عمل معتبر ہوتا۔ ان کے میزان میں خیر نہ ہوگی۔ پس ان کے میزان ہلکے ہونگے۔ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ۔ (پس وہ لوگ وہی ہونگے جنہوں نے خود اپنا نقصان کرلیا۔ ہماری آیات کی حق تلفی کرنے کے سبب) یظلمون کا معنی زور سے انکار کرنا۔ آیات سے دلائل مراد ہیں اور آیات سے ظلم کا مطلب ان کو ان کے مقامات سے ہٹانا یعنی انکار کرنا اور ان کو تسلیم نہ کرنا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدۡ مَكَّنّٰكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَجَعَلۡنَا لَكُمۡ فِيۡهَا مَعَايِشَ‌ ؕ قَلِيۡلًا مَّا

"اور بلاشبہ ہم نے تمہیں زمین میں رہنے کی جگہ دی، اور ہم نے تمہارے لیے اس میں زندگی کا سامان پیدا کیا تم بہت کم

تَشۡكُرُوۡنَ ‏﴿۱۰﴾‏ وَلَقَدۡ خَلَقۡنٰكُمۡ ثُمَّ صَوَّرۡنٰكُمۡ ثُمَّ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اسۡجُدُوۡا ع ۱۰ / ۸

شکر ادا کرتے ہو۔ اور بلاشبہ ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں۔ پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو

لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ لَمۡ يَكُنۡ مِّنَ السّٰجِدِيۡنَ‏ ﴿۱۱﴾‏ قَالَ مَا

سجدہ کرو سو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے، وہ سجدہ کرنے والوں میں نہیں تھا۔ اللہ کا فرمان ہوا کہ تجھے کس چیز نے

مَنَعَكَ اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ اَمَرۡتُكَ‌ ؕ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ‌ ۚ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ

اس بات سے روکا کہ تو سجدہ کرے جبکہ میں نے تجھے حکم کیا، اس نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں، مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا اور اسکو پیدا کیا

مِنۡ طِيۡنٍ‏ ﴿۱۲﴾‏ قَالَ فَاهۡبِطۡ مِنۡهَا فَمَا يَكُوۡنُ لَـكَ اَنۡ تَتَكَبَّرَ فِيۡهَا فَاخۡرُجۡ

کیچڑ سے، فرمایا پس تو یہاں سے اتر جا، سو تجھے کوئی حق نہیں کہ اس میں تکبر کرے سو تو نکل جا!

اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيۡنَ‏ ﴿۱۳﴾‏ قَالَ اَنۡظِرۡنِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ‏ ﴿۱۴﴾‏ قَالَ اِنَّكَ مِنَ

بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے، وہ کہنے لگا کہ مجھے اس دن تک مہلت دیجئے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے، فرمایا بے شک تو ان لوگوں میں سے ہے

الۡمُنۡظَرِيۡنَ‏ ﴿۱۵﴾‏ قَالَ فَبِمَاۤ اَغۡوَيۡتَنِىۡ لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَكَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ‏ ﴿۱۶﴾‏

جنہیں مہلت دی گئی، وہ کہنے لگا سو اس وجہ سے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور ضرور ان لوگوں کے لیے آپ کے سیدھے راستہ پر بیٹھوں گا،

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ

پھر ضرور آؤں گا ان کے پاس ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی داہنی جانب سے اور ان کی بائیں

شَمَآئِلِهِمۡ‌ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ‏ ﴿۱۷﴾‏ قَالَ اخۡرُجۡ مِنۡهَا مَذۡءُوۡمًا

جانب سے، اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے فرمایا تو یہاں سے نکل جا ذلیل

مَّدۡحُوۡرًا‌ ؕ لَمَنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ‏ ﴿۱۸﴾‏

اور خوار ہوکر، اس میں شک نہیں کہ جو شخص ان میں سے تیری راہ پر چلے گا تو میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔"



BestUrduBooks.wordpress.com

## انعامات معیشت کا تذکرہ:

آیت ۱۰: وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ (اور بیشک ہم نے تم کو زمین پر جمایا) ہم نے اس زمین میں تمہارے لئے جگہ اور ٹھہرنے کا مقام بنایا ہم نے تمہیں اس میں اقتدار دیا اور تصرف پر قدرت دی۔ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ (اور ہم نے تمہارے لئے اس میں سامان زندگی پیدا کیا) جمع معیشۃ ہے اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن پر انسانی گزر اوقات ہے مثلاً مطعومات ومشروبات وغیرہ۔

قراءت: معایش میں یا کا ظاہر کرنا اصل ہے کیونکہ یا اصل ہے اس کو صحائف پر قیاس نہیں کر سکتے کیونکہ یا اس میں زائدہ ہے نافع نے ہمزہ پڑھا ہے۔ جیسا کہ صحائف میں پڑھا جاتا ہے۔

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (تم لوگ بہت ہی کم شکر کرتے ہو) یہ قلیلاً ماتذکرون (الاعراف ۳) کی طرح ہے۔

## تخلیق انسانی کا ذکر:

آیت ۱۱: وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ (اور ہم نے تمہارا اندازہ کیا۔ پھر تمہاری صورت بنائی) ہم نے تمہارے باپ آدم کو پیدا کیا۔ ایسی مٹی سے جس پر تصویر نہ تھی پھر ہم نے ان کی تصویر بنا دی۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے۔ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا) ان میں سے نہ ہوا جو سجدہ کرنے والے تھے۔

## سوالِ توبیخ:

آیت ۱۲: قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھ کو اس سے کونسی بات مانع ہے) مَا، مرفوع ہے اور اَیُّ شَیْءٍ کے معنی میں ہے یعنی تمہیں کس چیز نے سجدہ سے منع کیا ہے اور لا زائدہ ہے اسکی دلیل یہ آیت ہے: مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَیَّ (ص:۷۵) اور اسکی نظیر یہ آیت ہے لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ (الحدید:۲۹) ای لیعلم۔ اِذْ اَمَرْتُكَ (جبکہ میں تجھ کو حکم دے چکا) یہ حصہ آیت دلیل ہے کہ امر وجوب کیلئے آتا ہے علم کے باوجود سجدہ نہ کرنے والے سے یہ سوال توبیخ کیلئے ہے اور اس بات کو واضح کرنے کیلئے کہ اس نے معاندت وکفر، تکبر اور اپنے اصل پر فخر اور اصل آدم کی تحقیر کرتے ہوئے یہ حرکت کی تھی۔

## شیطانی قیاس اور اس کی غلطی:

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ (کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں۔ آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے) وہ نار جو ہر نورانی ہے وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے) اور وہ ظلماتی ہے اس خبیث نے اس قیاس میں غلطی کی کیونکہ مٹی میں سنجیدگی، وقار ہے اسی سے انسان میں حلم وحیا اور صبر پایا جاتا ہے۔ جو کہ توبہ واستغفار کی طرف لے جانے والا ہے اور آگ میں اضطراب، تیزی، بلند طلبی ہے اور یہی چیز تکبر کی طرف لے جانے والی ہے۔ مٹی ممالک کو پیدا کرنے والی ہے جبکہ آگ ہلاکتوں کو پیدا کرنے والی ہے آگ خیانت کا مرکز اور فناء کا محرک اور مٹی اس کے بالمقابل امانت کی معاون اور نشو ونما کی معین ہے مٹی آگ کو بجھاتی ہے جبکہ آگ اس کو تلف وضائع کر دیتی ہے۔ یہ مٹی کی فضیلتیں ابلیس کی نگاہ سے اوجھل رہیں۔ یہاں تک کہ اپنے غلط قیاسات کی وجہ سے پھسل گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

تنبیہ: قیاس کی نفی کرنے والوں کا یہ کہنا کہ سب سے پہلا شخص جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ یہ محض قیاس ہے کیونکہ قیاس کو ثابت کرنے والوں کے ہاں بھی ایسا قیاس جونص کے مقابلہ میں ہو وہ مردود ہے جبکہ ابلیس کا قیاس امر منصوص کے ساتھ محض عناد تھا۔ مامنعك کا جواب اتنا ہی تھا کہ وہ کہتا مجھے اس چیز نے روکا۔ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں اس لیے کہ اس نے قصہ دہرایا۔ اوراس میں اپنے بارے میں خبردی کہ وہ آدم سے افضل ہے اوراپنی فضیلت کے سبب میں اس سے بہتر ہے پس اس ساری بات سے یہ جواب حاصل ہوا۔ گویا اس نے کہامنعنی من السجود فضلي علیه کہ سجدہ سے مجھے میری فضیلت نے روکا اور اس پر بڑائی نے روکا۔ اور یہ تو حکم الٰہی کا انکار ہے مزید یہ کہ مجھ جیسے کو اس جیسے کیلئے سجدہ کرنا بعید از عقل ہے کیونکہ فاضل مفضول کو سجدہ نہیں کرتا۔

آیت ۱۳: قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو یہاں سے اتر جا) جنت سے یا آسمان سے کیونکہ وہ آسمان میں تھا اور وہ متواضع اور مطیع لوگوں کا مقام ہے فاھبط کی فا، انا خیر کے جواب میں ہے ای ان کنت تتکبر فاھبط۔ اگر تو تکبر کرتا ہے تو اتر جا۔ فَمَا يَكُوْنُ لَكَ (تجھ کو حق نہیں) تیرے لیے صحیح نہیں۔

## ذلت لازمۂ تکبر ہے:

اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا (کہ تو یہاں رہ کر تکبر کرے) کہ تو نافرمانی کرے۔ فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ (پس نکل بیشک تو ذلیلوں میں شمار ہونے لگا) اہل ذلت تو اللہ تعالیٰ اور ان کے دوستوں کے ہاں ذلت ورسوائی والوں میں سے ہے۔ ہر انسان تیری مذمت کرے گا۔ اور تکبر کی بنیاد پر ہر زبان تجھے لعنت کرے گی۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ذلت تکبر کا لازمہ ہے۔

## مطالبۂ مہلت:

آیت ۱۴: قَالَ اَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (اس نے کہا مجھے اس دن تک چھوٹ دو۔ جس دن اٹھایا جائیگا) مجھے بعث کے دن تک مہلت دو یہ نفخۂ ثانیہ کا وقت ہے۔

## مہلت کا ملنا:

آیت ۱۵: قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو مہلت دی گئی) نفخۂ اولیٰ تک۔ اس تک اسلئے قبول کرلی گئی کیونکہ اس میں ابتلاء وامتحان ہے اور احباب کے دلوں کو اور قریب کرنے کیلئے ہے کہ یہ میرا سلوک اس سے ہے جو مجھے گالیاں دیتا ہے پس تم اندازہ کرو۔ اس سے کیا سلوک ہوگا۔ جو مجھ سے محبت کرتا ہے شیطان نے سوال کی جسارت اسلئے کی کہ وہ حلم خداوندی سے واقف تھا۔

## مہلت کے بعد بڑا بول:

آیت ۱۶: قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ (وہ کہنے لگا اب چونکہ تو نے مجھے گمراہ کر ہی دیا ہے) تو نے مجھے گمراہ کر ہی دیا یعنی تیرے مجھے اغواء کرنے کے سبب سے۔ بِمَا کی باء قسم کے محذوف فعل سے متعلق ہے یا باقسم کے لیے ہے تقدیر عبارت یہ ہے فاقسم



BestUrduBooks.wordpress.com

باغوائك۔ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ (تو میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کو گمراہ کرنے کیلئے تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھوں گا) پس اسلام کے راستہ پر گھات لگا کر واپس لوٹانے کے لیے اور رکاوٹ ڈالنے کیلئے سامنے آؤں گا۔ جیسا کہ دشمن راستہ پر اس لئے بیٹھ جاتے ہیں تاکہ چلنے کے لئے اس کو بند کر دیا جائے۔

نحو : صِرَاطَكَ ظرف کی وجہ سے منصوب ہے جیسا کہتے ہیں ضرب زیدٌ الظهر ۔ای علی الظهر

لطیفہ: حضرت طاؤس مسجد حرام میں تھے ان کے پاس ایک قدری آدمی آیا اور طاؤس نے اسے کہا تو خود کھڑا ہوگا یا تمہیں کھڑا کیا جائے؟ آدمی کھڑا ہوا اس کو کہا گیا تو ایک فقیہ کو اس طرح کہتا ہے تو اس نے کہا ابلیس اس سے بڑا فقیہ تھا۔ اس نے کہا رب بما اغویتنی۔ اور یہ فقیہ کہتا ہے انا اغوی نفسی میرا نفس خود گمراہ ہوتا ہے۔

آیت ۱۷: ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ (پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے سامنے سے بھی) آخرت کے متعلق ان کو شک میں مبتلا کروں گا وَمِنْ خَلْفِهِمْ (اور ان کے پیچھے سے بھی) میں ان کو دنیا کی رغبت دلاؤں گا۔ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ (اور ان کے داہنی جانب سے بھی) نیکیوں کی جانب سے وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ (اور ان کے بائیں جانب سے بھی) برائیوں کی طرف سے شمائل جمع شمال ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں ان پر چاروں طرف سے حملہ کروں گا۔ جن سے عموماً دشمن حملہ آور ہوتے ہیں۔ شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہر صبح شیطان چاروں رستوں پر گھات لگا کر بیٹھ جاتا ہے سامنے سے کہتا ہے کہ تو ڈر نہیں اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں۔ پس میں پڑھ دیتا ہوں وانی لغفار لمن تاب و اٰمن وعمل صالحًا (طٰہٰ۔۸۲) نمبر ۲۔ پیچھے سے آکر مجھے ڈراتا ہے کہ تیری بیوی بچے ضائع ہو جائیں گے تو میں جواب دیتا ہوں ومامن دابة فی الارض الاعلی اللّٰه رزقها (ھود۔۶) دائیں طرف سے آکر میری تعریف کرتا ہے تو میں کہتا ہوں والعاقبة للمتقین (الاعراف ۱۲۸) پھر بائیں طرف سے آکر شہوات کی طرف متوجہ کرتا ہے تو میں یہ آیت پڑھتا ہوں وحیل بینهم و بین ما یشتهون۔ (سبا۔۵۴) آیت میں من فوقهم نہیں کہا اور نہ ہی من تحتهم کہا گیا اس لیے کہ اوپر سے اللہ تعالیٰ کی رحمت آتی ہے اور نیچے انسان کو سجدہ میسر ہوتا ہے۔

نحو : اول دونوں میں مِنْ ہے جو ابتدائے غایت کیلئے ہے اور اخیر میں عَنْ ہے جو انحراف کیلئے آتا ہے۔ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائیگا) شاکرین سے مراد مومنین ہیں یہ اس نے گمان کے طور پر کہا جیسا ارشاد ہے: ولقد صدق علیهم ابلیس ظنهٗ (سبا: ۲۰) نمبر ۲۔ اس نے فرشتوں کی زبان سے سنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مطلع فرمایا۔

آیت ۱۸: قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو یہاں سے نکل جا) جنت سے یا آسمان سے مَذْءُوْمًا (عیب دار قرار دیا ہوا) عیب دار اور برا قرار دیا ہوا۔ یہ ذام سے ہے جو مذمت کے معنی میں ہے حقیر قرار دینا۔ مَّدْحُوْرًا (دھتکارا ہوا) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ (جو شخص ان میں سے تیرا کہنا مانے گا) اس میں لام تمہید قسم کے لیے لائی گئی اور اس کا جواب لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ (میں ضرور تم سے جہنم کو بھر دوں گا) یہ جواب قسم ہے اور جواب شرط کے قائم مقام ہے مِنْكُمْ یعنی منك ومنهم تجھ سے اور ان سے ضمیر مخاطب کو تغلیباً ذکر کر دیا۔ اَجْمَعِيْنَ (یہ تاکید ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا

اور اے آدم! رہ تو اور تیری عورت جنت میں، پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور پاس نہ جاؤ

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ

اس درخت کے، پھر ہو جاؤ گے گنہگار۔ پھر بہکایا ان کو شیطان نے تا کہ ان دونوں کے جسم کا وہ حصہ ظاہر

لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ

کر دے جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا یعنی وہ حصہ جو ڈھانک کر رکھنے کا تھا۔ اور کہنے لگا کہ اس درخت سے تمہارے رب نے تمہیں اسی لیے

الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ

روکا ہے کہ تم دونوں اسے کھا کر فرشتے بن جاؤ گے یا ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہو جاؤ گے۔ اور اس نے ان کے سامنے قسم کھائی کہ بلاشبہ میں

لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢١﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ

تمہاری خیر خواہی کرنے والوں میں سے ہوں۔ سو فریب دیکر ان دونوں کو نیچے لے آیا۔ سو جب ان دونوں نے اس درخت کو چکھ لیا تو ان کی

لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ

شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے، اور ان دونوں کو ان کے رب نے پکارا

اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٢٢﴾

کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہ کیا تھا۔ اور کیا میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ بلاشبہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

وہ دونوں کہنے لگے کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ فرمائیں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو ضرور ہم تباہ کاروں

الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ

میں سے ہو جائیں گے۔ فرمایا تم اتر جاؤ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں اور تمہارے لئے زمین میں

مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٢٤﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا

رہنے کی جگہ ہے، اور نفع حاصل کرنا ہے ایک وقت تک، فرمایا تم اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے

تُخْرَجُوْنَ ﴿٢٥﴾ ع ١٥ ٩

نکالے جاؤ گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## آدم علیہ السلام کی جنت میں رہائش:

آیت ۱۹: وَیٰٓاٰدَمُ (اور اے آدم) اور ہم نے کہا اے آدم، ابلیس کو جنت سے خارج کر دینے کے بعد اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو) تم دونوں اس کو اپنا مسکن بناؤ۔ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا (پھر جس جگہ سے تم چاہو کھاؤ مگر دونوں اس درخت کے پاس نہ جانا۔ ورنہ ان لوگوں کے شمار میں آجاؤ گے) پس تم ہو جاؤ گے مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (جن سے نامناسب کام ہو جایا کرتا ہے)

## شیطان کی وسوسہ اندازی:

آیت ۲۰: فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ (پھر شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا) وسوسہ خفیہ کلام کو کہتے ہیں۔ اس کو دھرانا۔ یہ وسوس کا لفظ لازم ہے کہتے ہیں رجل موسوِس اس کا مفعول موسوَس نہیں آتا۔ البتہ لام یا الیٰ کے صلہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ موسوس لہ موسوس الیہ اس شخص کو کہا جاتا ہے۔ جس کی طرف وسوسہ ڈالا جائے۔ وسوس لہ کا مطلب یہ ہوافعل الوسوسة لاجله ان کی خاطر خفیہ کلام کیا۔ اور وسوس الیہ کا مطلب وہ کلام ان کی طرف ڈالا۔ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا (تا کہ ان کے پردہ کا بدن جو ان دونوں سے اب تک پوشیدہ تھا دونوں کے سامنے ظاہر کر دے) تا کہ ان کے سامنے ان کے وہ ستر ظاہر کر دے جو ان سے چھپے ہوئے تھے۔

مَسْئَلَہ: اس سے معلوم ہوا کہ ستر کھولنا بڑا گناہ ہے اور طباع اور عقول صحیحہ میں یہ قبیح سمجھا جاتا رہا ہے۔

**سوال**: مَا وٗرِيَ کی واؤ ھمزہ سے کیوں نہیں بدلی جیسا کہ اویصل جو اصل کی تصغیر ہے اس کی اصل وویصل ہے۔ واؤ اول کو ہمزہ سے بدل دیا کیونکہ دو واؤ کا اجتماع ناپسند ہے۔

**جواب**: دوسری واؤ مدہ ہے جیسا کہ واری کی الف پس جس طرح واعد میں اس کا ہمزہ کرنا لازم نہیں اسی طرح ووری میں بھی لازم نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دو واؤ متحرک ہوں تو ان میں ثقل پیدا ہو جاتا ہے جو اس وقت نہیں ہوتا جبکہ دوسرا ساکن ہو اور یہ ضرورت کا تقاضا ہوتا ہے۔ چنانچہ ثقل کے موقع پر اس کا بدلنا لازم کر دیا۔ دوسرے موقعہ پر نہیں۔ عبداللہ نے تو اوری قلب سے پڑھا ہے۔ وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ (اور کہنے لگا تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا مگر صرف اس وجہ سے کہ دونوں کہیں فرشتے نہ ہو جاؤ) مگر اس کراہت سے کہ تم دونوں فرشتے بن کر خیر و شر کو جان لو۔ اور غذاء سے مستغنی ہو جاؤ۔

قراءت: مِلکین پڑھا گیا ہے۔ اس ارشاد کے پیش نظر مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (طٰہٰ:۱۲۰) اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ (یا کہیں ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ) ان لوگوں میں سے جن پر موت نہیں آئے گی اور جنت میں مقیم رہیں گے۔

## طریق وسوسہ:

آیت ۲۱: وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ (اور ان دونوں کے سامنے قسم کھائی کہ یقین جانئے میں آپ دونوں کا خیر خواہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہوں) وقاسمھما۔ یعنی ان دونوں کے سامنے قسم کھائی۔اور کہنے لگا اِنِّی لکما (الایة) کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ یہاں ابلیس کی قسم کو باب مفاعلہ سے ذکر کیا کیونکر اگر وہ قسم اٹھانے والا تھا تو وہ اس کی تصدیق کرنے والے تھے۔ گویا قسم دوطرفہ ہوئی۔

## اللہ کا نام لے کر دھوکے سے پھل کھلایا:

آیت ۲۲: فَدَلّٰھُمَا (پس وہ ان دونوں کو نیچے لے آیا) درخت سے کھانے کی وجہ ان کو نیچے اتارلایا۔ بِغُرُوْرٍ (دھوکے سے) اس وجہ سے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر دھوکہ دیا۔اور مؤمن اللہ تعالیٰ کے نام پر دھوکہ کھا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو اللہ کے نام سے ہمیں دھوکہ دے گا ہم اس کے دھوکے میں آجائیں گے۔ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ (جب دونوں نے اس درخت کا مزہ چکھ لیا) دونوں نے اس کا ذائقہ پایا جبکہ اس کو کھانا شروع کیا وہ گندم یا انگور کا خوشہ تھا۔

## اعضائے مستورہ کا ظہور:

بَدَتْ لَھُمَا سَوْاٰتُھُمَا (تو دونوں کے پوشیدہ اعضاء ایک دوسرے پر بے پردہ ہوگئے) ان دونوں کا ستر ان کے سامنے ظاہر ہوگیا کیونکہ ان کا لباس اچانک اتر گیا۔ وہ اپنے اعضائے مستورہ کو نہ دیکھے ہوئے تھے اور نہ ایک دوسرے کے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ان کا لباس ناخنوں کی جنس سے تھا۔ یعنی سفیدی ناخنوں جیسی تھی اور انتہائی نرم اور لطیف تھا صرف ناخنوں کے پاس وہ لباس رہ گیا تا کہ نعمت یاد آتی رہے اور احساس شرمندگی تازہ ہوتا رہے۔ وَطَفِقَا (اور دونوں لگے) طفق کا لفظ جب اصل فعل پر داخل ہوتا ہے تو جعل کا معنی دیتا ہے۔ جیسا کہ یہاں ہے یَخْصِفٰنِ عَلَیْھِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ (اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے) وہ اپنے اعضائے مستورہ پر انجیر یا کیلے کے پتے رکھنے لگے اور پتے پر پتہ جوڑنے لگے تا کہ ان سے اعضاء چھپا سکیں جیسا کہ جوتا سیا جاتا ہے۔

## عتابِ باری تعالیٰ:

وَنَادٰھُمَا رَبُّھُمَآ اَلَمْ اَنْھَکُمَا عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَةِ (اور ان کے رب نے ان کو پکارا، کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کر چکا تھا) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہے اور خطاء پر متنبہ کیا گیا روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کو کہا گیا اے آدم اس درخت کو چھوڑ کر تیرے لیے جنت کے شاندار درخت کافی نہ تھے۔ جو میں نے تجھے عنایت کیے تھے۔ تو آدم علیہ السلام نے جواب دیا کیوں نہیں لیکن اے میرے اللہ مجھے تو گمان تک نہ تھا۔ تیرا جھوٹا نام لے کر کوئی قسم اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم میں تجھے زمین پر ضرور اتاروں گا۔ پھر وہاں تجھے گزران زندگی، ہاتھ کی کمائی اور خون پسینے کی محنت سے میسر آئے گی پس تم زمین پر اتر جاؤ۔ حضرت آدم کو لوہے کی صنعت سکھلا دی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو زمین میں فصل بونے کا حکم دیا۔ پس انہوں نے کھیتی بوئی اس کو پانی دیا کاٹا، گاھیا اور اڑایا پیسا آٹا گوندھا اور روٹی بنائی۔ وَاَقُلْ لَّکُمَآ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

دعائے آدم علیہ السلام:

آیت ۲۳: قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (دونوں کہنے لگے اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا۔ اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے۔ تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائے گا)۔

مَسْئَلَۃٌ: اس میں دلیل ہے کہ اگر صغیرہ گناہ معاف نہ کئے گئے تو سزا ان کی ہو سکتی ہے اور معتزلہ کی تردید ہے کہ ان کے ہاں صغیرہ گناہ معاف نہ بھی ہوں تب بھی ان پر سزا نہیں دی جا سکتی۔

آیت ۲۴: قَالَ اهْبِطُوْا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نیچے جاؤ) یہ جمع کے لفظ سے آدم وحواء کو خطاب ہے کیونکہ ابلیس اتارا گیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ آسمان میں اتارا گیا ہو پھر زمین میں تمام اکٹھے اتارے گئے ہوں۔ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ (ایسی حالت میں کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے) یہ موضع حال ہے یعنی تم دونوں ایک دوسرے سے دشمنی کرنے والے ہو گے اور دونوں سے ابلیس دشمنی کرے گا اور وہ دونوں اس سے دشمنی کریں گے۔ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ (اور تمہارے لئے زمین میں رہنے کی جگہ ہے) ٹھہرنا یا ٹھہرنے کی جگہ وَّمَتَاعٌ زندگی سے نفع اٹھانا اِلٰى حِيْنٍ (ایک وقت تک) وقت مقررہ کے اختتام تک۔ ثابت بنانی رحمہ اللہ سے مروی ہے جب آدم علیہ السلام کو اتارا گیا اور ان کی موت کا وقت آیا تو فرشتوں نے ان کو گھیر لیا۔ حوا ان کے گرد چکر لگانے لگیں تو آدم نے علیہ السلام اسے فرمایا تو مجھے اور میرے رب کے فرشتوں کو چھوڑ دے۔ درمیان سے ہٹ جا۔ بیشک مجھے تیری وجہ سے پہنچا جو پہنچا۔ (اس سے دنیا کے مصائب مراد لیے جائیں تو مفسر پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا) جب آدم علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو فرشتوں نے ان کو بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دیا۔ اور ان کو خوشبو لگائی اور طاق عدد کپڑوں میں کفن دیا اور قبر کھود کر ان کے لیے لحد بنائی اور ہند کی سرزمین سراندیپ میں ان کو دفن کیا اور ان کے بیٹوں کو خطاب کر کے کہا کہ آئندہ تمہارا یہی طریقہ ہے۔

آیت ۲۵: قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنی ہے) زمین میں وَ فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ۔ (اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر پیدا ہونا ہے) ثواب وعقاب کے لیے۔ قراءت: حمزہ وعلی نے تَخْرُجون معروف پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَ رِیۡشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ

"اے آدم کی اولاد! بے شک ہم نے تمہارے لیے لباس اتارا جو تمہاری شرم کی جگہوں کو چھپاتا ہے اور وہ سبب زینت ہے اور تقویٰ کا لباس

ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّہُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ ﴿۲۶﴾ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ

یہ بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں اے آدم کی اولاد! تمہیں شیطان ہرگز فتنہ میں نہ ڈال

الشَّیۡطٰنُ کَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ یَنۡزِعُ عَنۡہُمَا لِبَاسَہُمَا لِیُرِیَہُمَا سَوۡاٰتِہِمَا ؕ

دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے ایسی حالت میں نکالا کہ وہ ان کا لباس اتروارہا تھا تاکہ دکھادے ان دونوں کو ان کی شرمگاہیں۔

اِنَّہٗ یَرٰىکُمۡ ہُوَ وَ قَبِیۡلُہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَہُمۡ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ

بے شک وہ اور اس کی قوم تمہیں ایسے طور دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے۔ بے شک ہم نے بنا دیا شیطانوں کو ان لوگوں کا

لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۷﴾

دوست جو ایمان نہیں لاتے۔"

## سبب لباس یانی آسمان سے اُتارا:

آیت ۲۶: یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا (اے اولاد آدم ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا) زمین میں جو کچھ بھی ہے تمام کو منزل من السماء فرمایا کیونکہ ہر چیز کی اصل پانی ہے اور پانی آسمان سے اُترتا ہے۔ یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ (جو کہ تمہارے پردہ دار بدن کو بھی چھپاتا ہے) وہ تمہارے ستروں کو چھپاتا ہے۔ وَرِیۡشًا (اور زینت کا سبب بھی ہے) لباس زینت۔ یہ ریش الطائر سے بطور استعارہ لیا گیا۔ کیونکہ پرندے کے پر اس کے لئے زینت اور لباس ہوتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ہم نے تم پر دو لباس اتارے ایک وہ لباس جو تمہارے ستروں کو چھپاتے ہیں دوسرا وہ جو زینت دیتے ہیں۔ وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی (اور تقویٰ کا لباس) نیکی کا وہ لباس جو عقاب الٰہی سے بچائے۔

## نحو وقراءت:

یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر ذالك خیر پورا جملہ ہے گویا اس طرح فرمایا: لباس التقوٰی هو خیر۔ کہ لباس تقویٰ ہی بہتر ہے کیونکہ اسمائے اشارہ ضمائر سے ان چیزوں کو دور کر دیتے ہیں جن کا تذکرہ دوبارہ کرنا ہوتا ہے۔ نمبر۲: یا ذلک یہ مبتدا کی صفت ہے اور خیر یہ مبتدا کی خبر ہے پھر عبارت اس طرح ہے لباس التقوی المشار الیه خیر کہ تقویٰ کا لباس جس کی طرف اشارہ کیا گیا وہ بہت بہتر ہے یا۔ نمبر۳: لباس التقویٰ مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی هو لباس التقوٰی۔ مطلب یہ ہے ستر عورت یہ متقین کا



BestUrduBooks.wordpress.com

لباس ہے پھر فرمایا یہ بہت بہتر ہے تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل تقویٰ کا لباس اون اور کھردرے کپڑے ہیں۔

قراءت: لباس التقوٰی سین کو فتحہ کے ساتھ لباسًا اور ریشًا پر عطف کر کے پڑھا ہے۔ یہ شامی، مدنی، علی قراء کا قول ہے۔ای وانزلنا علیکم لباس التقوٰی ہم نے تم پر لباس تقویٰ اتارا۔

## تخلیق لباس کا ذکر استطراداً ہے:

ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ (یہ اس سے بہتر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے) جو کہ اس کے فضل اور اپنے بندوں پر رحمت پر دلالت کرنے والی ہے یعنی لباس کا اتارنا۔ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (تا کہ یہ لوگ یاد رکھیں) تا کہ وہ اس میں اس کی عظیم نعمتیں پہچانیں۔ یہ آیت بطور استطراد لائی گئی کیونکہ پہلے ستر کے ظاہر ہو جانے کا تذکرہ اور جنت کے پتے جسم پر لپیٹ لینے کا بیان تھا اس پر اظہار احسان کے لیے تخلیق لباس کا ذکر فرمایا اور اس لیے بھی کہ ننگا ہونا رسوائی ہے اور یہ بتلا دیا کہ ستر تقویٰ ہے۔

## شیطان تمہارا لباس نہ چھین لے:

آیت ۲۷: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ (اے اولاد آدم، شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے۔ جیسا اس نے تمہارے دادا دادی کو جنت سے باہر کرا دیا) ہرگز تم کو دھوکا میں مبتلا نہ کرے اور تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ تا کہ تم پھر جنت میں نہ جا سکو۔ جیسا کہ تمہارے باپ کو فتنہ میں ڈال کر وہاں سے نکالا تھا۔ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا (ایسی حالت سے کہ ان کا لباس بھی ان سے اتروا دیا) یہ حال ہے یعنی ان دونوں کو نکلوایا اس حال میں کہ ان کا لباس چھیننے والا تھا۔ وہ اس طرح کہ لباس اتارنے کا یہ سبب بنا۔ اس میں بظاہر نہی شیطان کو ہے مگر حقیقت میں اولاد آدم کو ہے کہ تم شیطان کی اتباع نہ کرنا وہ تمہیں فتنہ میں مبتلا کر دے گا۔ لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا (تا کہ ان کے پردہ کا بدن دکھلائی دینے لگے) ان کے ستر اِنَّهٗ (بیشک وہ) ہٗ ضمیر شان و حدیث ہے يَرٰىكُمْ هُوَ (تم کو دیکھتا ہے) یہ نہی کی علت ہے اور اس بات سے ڈرانا مقصود ہے کہ یہ تمہارا دشمنی چھپانے والا دشمن ہے اس کے فتنہ سے بچو۔ وہ ایسا حیلہ کرے گا کہ تم سمجھ بھی نہ سکو گے۔ وَقَبِيْلُهٗ (اور اس کا لشکر) اور اس کی اولاد یا اس کا لشکر جو شیاطین پر مشتمل ہے۔

نحو: اسکا عطف یرٰکم کی ضمیر پر ہے۔ ھو سے اس کی تاکید آ رہی ہے۔ اس پر عطف کرنا مقصود نہیں کیونکہ فعل کا معمول ضمیر مستتر ہے۔ نہ کہ یہ بارز۔ اور عطف اسی پر ہے جو فعل کا معمول ہے۔ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ (ایسے طور پر کہ تم ان کو نہیں دیکھتے)۔

## مقولہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ:

ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ تمہیں دیکھتا ہے ایسی جگہ سے جہاں سے تم اس کو نہیں دیکھ سکتے۔ تو اس ذات باری تعالیٰ سے مدد طلب کرو جو اس کو دیکھتا ہے ایسی جگہ سے جہاں سے وہ شیطان نہیں دیکھ سکتا۔ اور ایسی ذات اللہ کریم، ستار، رحیم، وغفار ہی کی ہو سکتی ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (ہم شیاطین کو انہیں لوگوں کا دوست ہونے دیتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے) اس میں دلالت ہے کہ خالق الافعال اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ

اور جب کوئی کام فحش کر لیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اس پر پایا ہے اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے، آپ فرما دیجئے! کہ بے شک

اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ

اللہ فحش کاموں کا حکم نہیں دیتا کیا تم اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاتے ہو جنہیں تم نہیں جانتے۔ آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے مجھے

رَبِّیْ بِالْقِسْطِ قف وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ

انصاف کا حکم دیا ہے۔ اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھو۔ اور اس طور پر اللہ کی عبادت کرو کہ اس عبادت کو اللہ ہی کے لیے خالص کرنے

لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ

والے ہو۔جیسا اس نے تمہیں شروع میں پیدا فرمایا اسی طرح تم دوبارہ لوٹو گے۔ ایک جماعت کو ہدایت دی اور ایک جماعت ایسی ہے جس پر گمراہی

الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ

مقرر ہو چکی ہے۔ بلاشبہ ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنایا اور وہ سمجھ رہے ہیں

اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

کہ بے شک وہ راہ راست پر ہیں۔''

## بے حیائی کے کام اشارۂ شیطانی سے ہیں:

آیت ۲۸: وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً (اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں) فاحشہ سے مراد انتہائی سخت گناہ ہے اور وہ انکا شرک کرنا اور بیت اللہ کا ننگا طواف کرنا ہے۔ قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا (تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی راستہ پر پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہم کو یہی بتلایا ہے) یعنی جب وہ کرتے ہیں تو اس کا یہ عذر لنگ پیش کرتے ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد ایسا کرتے چلے آئے۔ اور وہ ان کی اقتداء میں کر رہے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دے رکھا ہے۔ ہمیں اس پر برقرار رکھا ہوا ہے اگر وہ ان کو ناپسند کرتا تو ہم اس کو چھوڑ دیتے۔ اور یہ دونوں باتیں محض باطل ہیں۔ کیونکہ جُہال کی تقلید بھی جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ ذی الجلال والاکرام پر افتراء ہے۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ (آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا) اس لئے کہ مامور بہ کا حسن ہونا ضروری ہے۔ (جبکہ آمر حکیم ہو) اگرچہ اس میں مراتب ہیں جیسا کہ اصول فقہ میں ہے۔ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (کیا تم اللہ تعالیٰ کے ذمے ایسی بات لگاتے ہو جس کی تم دلیل نہیں رکھتے) یہ استفہام انکار اور توبیخ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مخلصانہ عبادت کرو وہ اعادہ کر کے بدلہ دے گا:

آیت ۲۹: قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ (آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے) قسط کا معنی انصاف ہے۔ انصاف کا اور ہر اس چیز کا جو صحیح عقل والے کے ہاں مستحسن ہے۔ پس وہ کیونکر فحشاء کا حکم دے سکتے ہیں۔ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو) کہہ دو اقیموا وجوهكم یعنی استقامت کے ساتھ اس کی عبادت کا قصد کرو۔ اور ہر وقت سجود میں اس کے علاوہ کسی اور کی طرف مائل ہونے والے مت بنو۔ یا مسجد سے مکان سجود مراد ہے۔ وَّ ادْعُوْهُ (اور اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو) اور اسی ہی کی عبادت کرو۔ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (اسی طور پر کہ خالص کرنے والے ہو اس کے لئے عبادت کو) یعنی اطاعت کو اس حال میں کہ خالص اس کی رضا مندی چاہنے والے ہو۔ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ (اللہ تعالیٰ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا۔ اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہو گے) جیسا اس نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا۔ وہ تمہیں لوٹائے گا ابتدائے خلق سے ان کے انکار بعث پر حجت پیش کی گئی مطلب یہ ہے کہ وہ تمہارا اعادہ کر کے تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔ پس اس کی مخلصانہ عبادت کرو۔

## ہدایت واضلال اللہ کے پاس ہے:

آیت ۳۰: فَرِیْقًا هَدٰى (بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے) وہ مسلمان ہیں وَفَرِیْقًا (اور بعض پر) یعنی ایک فریق کو گمراہ کیا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ (گمراہی کا ثبوت ہو چکا ہے) وہ کافر ہیں اِنَّهُمُ (ان لوگوں نے) وہ گروہ جس کے متعلق گمراہی ثابت ہو گئی۔ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (شیطانوں کو دوست بنایا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) یعنی مددگار وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں) یہ آیت بھی ہدایت واضلال کے سلسلہ میں معتزلہ کے رد میں ہماری دلیل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ

"اے اولادِ آدم! تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنی آرائش لے لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور حد سے آگے مت بڑھو،

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ

بے شک اللہ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ آپ فرما دیجئے! اللہ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت نکالی ہے

وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً

اور جو کھانے پینے کی چیزیں پیدا فرمائی ہیں انہیں کس نے حرام قرار دیا، آپ فرما دیجئے کہ یہ چیزیں دنیاوی زندگی میں اہل ایمان کے لیے ہیں۔ قیامت کے

يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾

دن ان کے لیے خالص ہوں گی۔ ہم اسی طرح ان لوگوں کے لیے آیات بیان کرتے ہیں جو جانتے ہیں۔"

## زینت میں اسراف و تکبر سے بچو:

آیت ۳۱: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ (اے اولادِ آدم تم اپنا لباس پہن لیا کرو) اپنی زینت کا لباس عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (مسجد کی ہر حاضری کے وقت) جب بھی تم نماز ادا کرو۔ دوسرا قول زینت سے مراد کنگھی، خوشبو ہے مسنون یہ ہے کہ آدمی نماز کے لیے بہت اچھی حالت بنائے۔ کیونکہ نماز رب سے مناجات کا نام ہے پس زینت مستحب ہے اور عطر لگانا بھی جیسا کہ ستر و طہارت فرض ہے۔ وَّكُلُوْا (اور خوب کھاؤ) گوشت اور چکناہٹ وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (اور پیو۔ اور حد سے مت نکلو) حرام میں شروع ہو کر یا پیٹ بھرنے سے تجاوز نہ کرو۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکلنے والوں کو) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جو چاہو پیو، جو چاہو کھاؤ، اور جو چاہو پہنو مگر دو باتوں سے بچو، اسراف اور تکبر سے۔

نکتہ: ہارون الرشید خلیفہ عباسی کا ایک نصرانی طبیب تھا۔ اس نے ایک دن علی بن حسین بن واقد کو کہا تمہاری کتاب میں علم طب کی کوئی چیز نہیں حالانکہ علم دو ہی ہیں۔ علم الابدان اور علم الادیان۔ تو علی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری طب اپنی کتاب کی آدھی آیت میں جمع کر دی اور وہ یہ ارشاد و کلوا واشربوا ولا تسرفوا ہے نصرانی طبیب کہنے لگا تمہارے رسول ﷺ سے طب کی کوئی چیز مروی نہیں تو علی نے جواب دیا ہمارے رسول ﷺ نے چند الفاظ میں ساری طب جمع کر دی اور وہ آپ کا ارشاد ہے المعدة بيت الداء والحمية راس كل دواء واعط كل بدن ما عوّدته۔ (ابن حجر کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت نہیں پائی (المقاصد ۳۸۹) تو نصرانی طبیب نے کہا پھر تو تمہاری کتاب اور تمہارے رسول نے جالینوس کے لیے طب نہیں چھوڑی۔

## تمام حلال زینت مسلمان کے لئے ہے کافر کو تبعاً ملتی ہے:

آیت ۳۲: پھر استفہام انکاری کے طور پر حلال کو حرام قرار دینے پر فرمایا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ (کہہ دیجئے۔ کس شخص نے حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ کی اس زینت کو) یعنی کپڑے اور وہ تمام چیزیں جن سے آدمی خوبصورتی حاصل کرتا ہے۔ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ (جو اس نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کی ہے) یعنی اس کی اصل جیسے روئی زمین سے اور ریشم کیڑوں سے وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ (اور کھانے پینے کی حلال چیزیں) لذیذ کھانے اور پینے کی اشیاء ایک قول یہ بھی ہے کہ جب وہ احرام باندھتے تو بکری اور جو بھی اس کے گوشت سے چربی اور دودھ نکلتا اس کو حرام قرار دیتے تھے۔ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (آپ کہہ دیجئے۔ یہ چیزیں دنیوی زندگی میں ایمان والوں کے لئے ہیں) ان کے لیے خالص نہیں کیونکہ مشرکین ان چیزوں میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ (خالص ہونگی قیامت کے دن) ان کے ساتھ اور کوئی شریک نہ ہوگا۔ یہاں اس لئے یہ نہیں فرمایا لِلَّذِيْنَ اٰمنوا ولِغَيْرِهِم تاکہ بتلا دیا جائے کہ یہ اصل میں ایمان والوں کے لیے پیدا کی گئی ہیں اور کفار کو بطور تابع مل رہی ہیں۔

## نحوی تراکیب:

**نَحو**: نمبر ۱: خالصةٌ یہ مرفوع ہے نافع نے اسی طرح پڑھا اس صورت میں مبتداء ہے اور اس کی خبر للذین اٰمنوا ہے اور فی الحیٰوۃ الدنیا خبر کا ظرف ہے۔ یا نمبر ۲: خالصۃ یہ خبر ثانی ہے۔ نمبر ۳۔ مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ دیگر قراء نے حال کی وجہ سے اس کو منصوب پڑھا ہے یہ اس ظرف کی ضمیر سے حال ہے جو ظرف کی خبر ہے ای ھی ثابتۃ للذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا فی حال خلوصھا یوم القیامۃ یعنی وہ ان لوگوں کے لئے ثابت ہے جو ایمان لائے اور دنیا کی زندگی میں اس حال میں کہ وہ خالص ہونگی قیامت کے دن كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ (اسی طرح ہم آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں) ہم حلال و حرام کی تمیز کرتے ہیں۔ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (سمجھداروں کیلئے) کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَيْرِ

''آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے فحش کاموں کو جو ظاہر ہوں اور جو چھپے ہوئے ہوں۔ اور گناہ کو اور ظلم کو جو ناحق ہوتا ہے حرام

الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا

قرار دیا ہے اور اس بات کو حرام قرار دیا کہ اللہ کے ساتھ شرک کریں جس کی کوئی دلیل اللہ نے نازل نہیں فرمائی اور یہ بھی حرام قرار دیا کہ تم اللہ کے

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا

ذمہ وہ باتیں لگاؤ جنہیں تم نہیں جانتے اور ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے سو جب انکی اجل آ گئی تو اس سے ذرا دیر بھی پیچھے نہ ہٹیں گے اور مقدم

يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِیْ ۙ

بھی نہ ہونگے، اے اولاد آدم! اگر تمہارے پاس میرے رسول آئیں جو تمہارے سامنے میری آیات بیان کریں

فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

سو جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اصلاح کی سو ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے

وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾

تکبر کیا وہ لوگ دوزخ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔''

## تمام محرمات کی جڑ شرک وفواحش:

آیت ۳۳: قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ (آپ فرمادیں کہ میرے رب نے صرف فحش باتوں کو حرام کیا ہے) حمزہ نے رَبِّی پڑھا ہے۔ الفواحش جس کی قباحت بہت زیادہ ہو۔ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (جو ان میں علانیہ ہیں اور وہ بھی جو پوشیدہ ہیں) ان میں جو پوشیدہ وعلانیہ ہیں۔ وَالْاِثْمَ یعنی شرب خمر یا ہر گناہ وَالْبَغْیَ ظلم وتکبر بِغَيْرِ الْحَقِّ یہ بَغْیِ سے متعلق ہے۔ اور وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا نصب کی دلیل ہے گویا اس طرح فرمایا حرم الفواحش و حرم الشرك کہ اس نے حرام کیا فواحش اور حرام کیا شرک کو۔ يُنْزِلْ کو تخفیف کے ساتھ مکی، بصری نے پڑھا۔ اس میں تہکم ہے اس لئے کہ یہ بات جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کے ہونے کی کوئی دلیل اتاری جائے۔ وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق باتیں بناؤ اور تحریم کے جھوٹے افتراءات باندھو وغیرہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

### کفارِ مکہ کو وعید:

۳۴: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ (ہر گروہ کیلئے ایک میعاد معین ہے) وقت معین ہے جس میں ان پر استیصال والا عذاب آئے گا۔ اگر وہ ایمان نہ لائے اس میں اہل مکہ کیلئے مقرر وقت میں عذاب کے اترنے کی وعید ہے۔ جیسا کہ پہلی امتوں پر اُترا۔ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (جب ان کی میعاد معین پہنچے گی۔ اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے) اس کو ساعت سے مقید کیا گیا۔ مہلت میں سب سے قلیل وقت یہی استعمال کیا جاتا ہے۔

### متقی اور اصلاح والے کو کوئی غم نہیں:

آیت ۳۵: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ (اے اولاد آدم اگر تمہارے پاس آئیں) امّا یہ اصل میں اِنْ مَا ہے اِنْ شرطیہ کے ساتھ ما ملایا گیا تاکہ شرط کے معنی میں تاکید پیدا ہو جائے۔ کیونکہ ما بھی شرط کے لیے ہے اس لیے کہ اس کے فعل پر نون ثقیلہ یا نون خفیفہ لازم کیا جاتا ہے۔ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ (پیغمبر جو کہ تم ہی میں سے ہونگے۔ جو میرے احکام تم سے بیان کریں گے) میری کتابیں تم پر پڑھیں گے۔ یہ جملہ یقصّون موضع رفع میں رسل کی صفت ہے اور فَمَنِ اتَّقٰى (پس جو شخص پرہیز رکھے) یہ جواب شرط ہے اتقٰی کا معنی شرک سے بچنا ہے۔ وَاَصْلَحَ (اور اصلاح و درستی کرے) عمل کی تم میں سے فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پس ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے) بالکل۔ قراءت: یعقوب نے فَلَا خَوْفَ پڑھا ہے۔

### مکذب و متکبر کا انجام:

آیت ۳۶: وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا (اور جو لوگ جھوٹا بتلاویں گے) تم میں سے بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ (ہمارے ان احکام کو اور ان سے تکبر کریں گے) ان پر ایمان لانے سے بڑے بنے اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (وہ لوگ دوزخ والے ہونگے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے)



BestUrduBooks.wordpress.com

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ

''سو اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا اس کی آیت کو جھٹلائے یہ وہ لوگ جنہیں ان کا لکھا ہوا

نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا

حصہ مل جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے فرستادہ ان کی جان قبض کرنے کے لیے آئیں گے تو وہ کہیں گے

اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى

کہ وہ کہاں ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے جواب میں کہیں گے کہ وہ سب ہم سے غائب ہو گئے اور اس وقت یہ لوگ اپنے بارے

اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ

میں اقرار کر لیں گے کہ ہم کافر تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کہ دوزخ میں ان جماعتوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ جو جنات میں سے

مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا

اور انسانوں میں سے تم سے پہلے ہو گذریں۔ جب ایک جماعت داخل ہوگی تو اپنی جیسی دوسری جماعت پر لعنت کرے گی۔ یہاں تک کہ جب

ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا

سب دوزخ میں جمع ہو جائیں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کے بارے میں کہیں گے کہ اے ہمارے رب ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا

فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

لہٰذا انہیں خوب زیادہ بڑھتا چڑھتا دوزخ کا عذاب دیجئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ سب ہی کا دوگنا ہے لیکن تم جانتے نہیں ہو۔

وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ

اور جو پہلے لوگ تھے وہ پچھلے لوگوں سے کہیں گے کہ پھر تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں۔ سو چکھ لو عذاب

بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع ۸ ۱۱

اپنے اعمال کے بدلہ میں۔''

## مفتری ومکذب دوزخ کا ایندھن بنے گا:

آیت ۳۷: فَمَنْ اَظْلَمُ (پس ظلم میں اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا) جس نے بہت زیادہ ظلم کیا۔ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ (جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھوٹا بتائے) ان میں سے جو منسوب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

کے متعلق جو اس نے نہیں کیا یا اس نے اللہ تعالیٰ کی کہی ہوئی بات کو جھٹلا دیا۔ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ (ان لوگوں کے نصیب کا جو کچھ ہے وہ ان کو مل جائے گا) جو ان کے لیے رزق و عمر لکھے گئے حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا (یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے فرشتے آئیں گے) موت کا فرشتہ اور اس کے معاونین حَتّٰی یہ انکا اپنا حصہ پانے اور پورا پورا حصہ پانے کی غایت کے لیے لایا گیا یہی وہ حتی ہے جس کے بعد والا کلام ابتدائیہ ہوتا ہے۔ اور یہاں کلام جملہ شرطیہ ہے اور وہ: اذاجآ ءتھم رسلنا ہے يَتَوَفَّوْنَهُمْ (ان کی جان قبض کرنے) وہ ان کی روحوں کو قبض کریں گے یہ رسل سے حال ہے۔ ای متوفیھم اس حال میں کہ وہ ان کی روحوں کو قبض کرنے والے ہونگے۔ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ (تو کہیں گے وہ جن کی تم عبادت کرتے تھے) اس میں ما قرآنی رسم الخط میں این سے مل کر لکھا ہوا ہے مگر حق یہ ہے کہ اس کو جدا لکھا جائے۔ کیونکہ یہ موصولہ ہے اور معنی یہ ہے کہاں ہیں وہ معبود جن کی تم عبادت کرتے تھے؟ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) وہ کہاں گئے تا کہ تمہارا دفاع کر سکیں۔ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا (وہ کہیں گے ہم سے سب غائب ہو گئے) وہ ہم سے غائب ہو گئے ہم انہیں دیکھ نہیں رہے۔ وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ (اور وہ اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں) وہ اپنے کفر کے سبب لفظ شہادت سے اعتراف کریں گے اور یہ لفظ شہادت قطعی خبر کے لیے آتا ہے۔

آیت ۳۸: قَالَ ادْخُلُوْا (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم داخل ہو جاؤ) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کفار کو فرمائیں گے کہ تم داخل ہو جاؤ۔ فِيْٓ اُمَمٍ (ان جماعتوں کے ساتھ) یہ موضع حال میں ہے یعنی اس حال میں کہ وہ بھی منجملہ ان امتوں میں سے ہونیوالے ہو جائیں جو ان کے مصاحب ہیں۔ قَدْ خَلَتْ (جو ہوئیں) گزریں مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (تم سے پہلے جنات اور انسانوں کی) جن وانس میں سے جو کافر ہوئے فِي النَّارِ (دوزخ میں) یہ ادخلوا سے متعلق ہے۔ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ (جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی) آگ میں لَّعَنَتْ اُخْتَهَا (اپنی جیسی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی) دین میں ان کے ہمشکل یعنی جو ان کی اقتداء میں گمراہ ہوئے۔ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا (یہاں تک کہ جب سب اس میں جمع ہو جائیں گے) یہ اصل میں تَدَارَكُوْا ہے آگ میں مل جاؤ اور جمع ہو جاؤ تا کو دال سے بدلا اور ادغام کے لیے ساکن کر دیا پھر ہمزۂ وصل اس پر داخل کر دیا۔ جَمِيْعًا یہ حال ہے قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ (پچھلے لوگ کہیں گے) مرتبہ کے لحاظ سے اور اس سے مراد پیروکار اور نیچے درجہ کے لوگ لِاُوْلٰىهُمْ مرتبہ کے لحاظ سے اولی، سردار، سربراہ ہیں۔ لا و لاھم کا معنی لاجلھم ان کی خاطر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بات کر رہے ہونگے نہ کہ ان لوگوں سے۔ رَبَّنَا (اے ہمارے رب) اے ہمارے پروردگار هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا (ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا۔ پس ان کو عذاب دوگنا دو) کئی گنا مِّنَ النَّارِ (دوزخ کا) قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ سب ہی کو دوگنا ہے) قائدین کو گمراہ کرنے اور اغوا کرنے کا اور پیروکاروں کو کفر اور اقتدائے کفر کا وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ (لیکن تم کو خبر نہیں) کہ ہر فریق کے لیے کیا عذاب ہوگا۔

قراءت: ابوبکر نے لا یعلمون پڑھا یعنی ہر فریق دوسرے فریق کے عذاب کی مقدار نہ جان سکے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَاسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡہَا لَا تُفَتَّحُ لَہُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ

''بے شک جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے

وَلَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ ؕ وَکَذٰلِکَ نَجۡزِی

اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے۔ اور ہم ایسے ہی مجرموں کو

الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۰﴾ لَہُمۡ مِّنۡ جَہَنَّمَ مِہَادٌ وَّمِنۡ فَوۡقِہِمۡ غَوَاشٍ ؕ وَکَذٰلِکَ نَجۡزِی

سزا دیتے ہیں۔ ان کے لیے دوزخ کا بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر سے اوڑھنے کا سامان ہوگا اور ہم اسی طرح ظالموں کو

الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾

بدلہ دیتے ہیں۔''

## داخلۂ جہنم کا ایک منظر:

آیت ۳۹: وَقَالَتۡ اُوۡلٰىہُمۡ لِاُخۡرٰىہُمۡ فَمَا کَانَ لَکُمۡ عَلَیۡنَا مِنۡ فَضۡلٍ (اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے کہیں گے کہ پھر تم کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں) نچلے درجہ کے لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِکُلٍّ ضِعۡفٌ (الاعراف۔۳۸) اس کے بعد یہ کلام لائے یعنی یہ بات ثابت ہو چکی کہ ہم عذاب کے بڑھائے جانے میں برابر کے حقدار ہیں۔ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡسِبُوۡنَ (پس تم بھی اپنے کردار کے بدلے میں عذاب کا مزا چکھتے رہو) تمہاری کمائی اور کفر کی وجہ سے اور یہ قائدین کا قول ہے جو نیچے درجہ والے لوگوں کو کہیں گے اس لیے فضل پر وقف نہیں یا ان تمام کو یہ کہا اس صورت میں فضل پر وقف ہے۔

## کافروں کا جنت میں داخلہ اسی طرح ناممکن ہے جیسا سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا ناممکن ہے:

آیت ۴۰: اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَاسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡہَا لَا تُفَتَّحُ لَہُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ (جو لوگ ہماری آیات کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور ان سے تکبر کرتے ہیں ان کے لئے آسمانوں کے دروازے نہ کھولے جائیں گے) ان کو آسمانوں کی طرف چڑھنے کی اجازت نہ دی جائے گی تاکہ جنت میں وہ داخل ہو سکیں۔ کیونکہ جنت تو آسمانوں سے اوپر ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ ان کا کوئی عمل صالح اوپر نہ چڑھے گا اور نہ ان پر برکت اترے گی ایک اور تفسیر یہ ہے کہ موت کے بعد ان کی ارواح آسمان کی طرف صعود نہ کریں گی۔

قراءت: تُفۡتَحُ کو تخفیف کے ساتھ ابو عمرو نے پڑھا ہے اور یا اور تخفیف کے ساتھ حمزہ اور علی نے پڑھا ہے۔ وَلَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ (اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر سے نہ چلا جائے) یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے یعنی وہ جنت میں کبھی داخل نہ ہو سکیں گے کیونکہ اس بات کو



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم کسی جان کو مکلف نہیں بناتے مگر اس کی طاقت کے موافق، یہ لوگ جنت والے

الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ

ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جو کچھ ان کے سینوں میں کدورت ہوگی ہم اسے نکال دیں گے۔ ان کے

مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۖ وَمَا كُنَّا

نیچے نہریں جاری ہونگی اور وہ کہیں گے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں یہاں پہنچا دیا۔ اور ہم

لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ

راہ پانے والے نہ تھے اگر وہ ہم کو ہدایت نہ دیتا بلاشبہ ہمارے پاس ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ آئے اور ان کو آواز دی جائے گی کہ

تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

یہ جنت ہے جو تمہیں دی گئی ان اعمال کا بدلہ جو تم کیا کرتے تھے۔''

ناممکن سے معلق فرمایا۔ خیاط، مخیط سوئی کو کہتے ہیں۔ وَكَذٰلِكَ (ایسی ہی) اس رسوا کن بدلے کی طرح جو ہم نے بیان کیا۔ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ (ہم مجرمین کو سزا دیتے ہیں) یعنی کفار۔ اس کی دلیل تکذیب آیات اللہ اور استکبار آیات اللہ۔

## جہنم کا حال:

آیت ۴۱: لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ (ان کے لئے آتش دوزخ کا بچھونا ہوگا) یعنی بستر وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ (اور ان کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہوگا) جمع غاشیة اوڑھنا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ (اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں) انہیں کو ان کے کفر کی۔

## ایمان والوں کا صلہ:

آیت ۴۲: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ہم کسی شخص کو اس کی وسعت سے زائد کوئی کام نہیں بتلاتے) اس کی طاقت کے مطابق۔ التکلیف ایسی چیز کو لازم کرنا جس میں مشقت ہو اُولٰٓئِكَ یہ مبتداء ہے اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ (ایسے لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے) یہ خبر ہے۔ یہ سب مل کر الذین کی خبر ہے اور لا نکلف جملہ معترضہ ہے

آیت ۴۳: وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (اور جو کچھ ان کے دلوں میں غبار تھا ہم اس کو دور کر دیں گے) وہ کینہ جو دنیا میں



BestUrduBooks.wordpress.com

انکے مابین تھا انکے مابین محبت والفت باقی رہ جائے گی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے امید ہے کہ میں عثمان، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم انہیں میں سے ہونگے۔تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ (ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی) یہ ھم ضمیر سے حال ہے جو صدورھم میں ہے اوراس میں اضافت کامعنی عامل ہے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا (اور وہ لوگ کہیں گے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا) اس لئے کہ اس میں عظیم کامیابی کا ذریعہ ہے اور وہ ایمان ہے وَمَا كُنَّا (مَا كُنَّا) شامی نے بغیر واؤ کے پڑھا ہے اس طور پر کہ یہ ماقبل کے لیے جملہ موضحہ ہے۔لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ (اور ہماری کبھی پہنچ نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو نہ پہنچاتے) لِنَهْتَدِیَ کا لام تاکید نفی کے لیے لایا گیا ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی ہدایت نہ ہوتی تو ہمارا ہدایت یافتہ ہونا صحیح نہ ہوتا لولا کا جواب محذوف ہے اس پر اس کا ماقبل دلالت کر رہا ہے۔لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آئے تھے) پس ہم پر مہربانی ہوئی اور راہ کے بارے میں انہوں نے خبردار کیا تو ہم نے راہ پالی یہ بات جو کچھ انہوں نے پایا اس پر خوش ہوکر اور جو ان کے دل میں تھا ظاہر کرنے کے لئے کہیں گے وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ (اور ان کو پکار کر کہا جائے گا کہ یہ جنت ہے)

نحو : یہ ان مخففہ من المثقلہ ہے اوراس کا اسم محذوف ہے اوراس کے بعد والا جملہ اس کی خبر ہے تقدیر عبارت یہ ہے نودوا انه تلكم الجنة ان کو آواز دی جائے گی شان یہ ہے کہ یہ وہی جنت ہے ہٗ ضمیر شان ہے یا پھر ان کے معنی میں ہے گویا ان کو کہا جائے گا یہ جنت ہے اُوْرِثْتُمُوْهَا (تم کو دی گئی ہے) جو تمہیں عطا کی گئی یہ اورثتم جنت سے حال ہے اوراس میں عامل تلک اسم اشارہ کا معنی ہے بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (تمہارے اعمال کے بدلے)

نکتہ: جنت کو میراث کہا اس لئے کہ جنت عمل سے نہیں ملتی بلکہ وہ محض فضل ہے جس کا وعدہ اس نے طاعات پر فرمایا جیسا کہ میت کی میراث کسی شی کا بدلہ نہیں۔ بلکہ وہ خالص صلہ رحمی کا تقاضا ہے۔

## شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

شیخ ابو منصور رحمہ اللہ کا فرمان ہے معتزلہ نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی جو اس نے خبر دی اوراس کی بھی مخالفت کی جو نوح علیہ السلام اور اہل جنت نے اطلاع دی اور اہل نار نے جہنم میں پہنچ جانے کے بعد اطلاع دی اور جو ابلیس نے دربار الٰہی میں کہا۔نمبر۱۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (المدثر:۳۱) نمبر۲۔فرمان نوح علیہ السلام :وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ (ہود:۳۴) نمبر۳۔اہل جنت کا قول:وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ (اعراف:۴۳) نمبر۴۔اہل نار کا قول:لَوْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَهَدَیْنٰكُمْ (ابراہیم:۲۱) نمبر۵۔فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ (الاعراف:۱۶)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا

''اور جنت والے دوزخ والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے رب نے جو ہم سے وعدہ فرمایا تھا وہ ہم نے حق پایا

فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ

سو کیا تم نے بھی اسے حق پایا جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ فرمایا تھا وہ کہیں گے کہ ہاں! پھر ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان اعلان کریگا کہ

لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ

اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اس میں کجی تلاش کرتے تھے

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور وہ لوگ آخرت کے منکر تھے''

## اہل جنت واہل نار کی گفتگو:

آیت ۴۴: وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَن قَدْ وَجَدْنَا (اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے اس کو واقع کے مطابق پایا) اَنْ مخففہ من المثقلہ ہے یا اَنْ مفسرہ ہے اسی طرح ان لعنۃ اللّٰہ علی الظلمین میں اَنْ ہے مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا یعنی ثواب کا حَقًّا یہ حال ہے فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ (پس کیا تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو پایا) یعنی عذاب حَقًّا (واقع کے مطابق) تقدیر عبارت وعد کم ربکم ہے کم کو سابقہ دلالت کی وجہ سے حذف کر دیا جو کہ وعد نا ربنا میں پائی جاتی ہے یہ بات اہل جنت اہل نار کو بطور شماتت کہیں گے اور اللہ کی نعمتوں کے اعتراف کے طور پر ذکر کریں گے قَالُوْا نَعَمْ (وہ کہیں گے ہاں)

قراءت: علی نے قرآن میں جہاں بھی آیا ہے نَعِمْ پڑھا ہے۔ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ (پھر ایک منادی دونوں کے درمیان پکارے گا) ایک منادی آواز دے گا اور جس آواز کو اہل جنت اور اہل نار تمام سنیں گے اور وہ منادی فرشتہ ہوگا اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (کہ اللہ تعالیٰ کی مار ہو ان ظالموں پر)

قراءت: مکی، شامی، حمزہ، علی نے انّ لعنۃ پڑھا ہے۔

## اسبابِ لعنت کا تذکرہ کر دیا:

آیت ۴۵: الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ (جو اعراض کیا کرتے تھے) وہ منع کرتے ہیں عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اللہ کی راہ سے) اس کے دین سے وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا (اور اس میں کجی تلاش کرتے رہتے تھے) یہ يَبْغُوْنَ کا مفعول دوم ہے یعنی وہ اس لئے کجی تلاش کرتے ہیں اور اس میں تناقض ڈھونڈتے ہیں وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ (اور وہ آخرت کے بھی) آخرت کے گھر کے كٰفِرُوْنَ (منکر تھے)

وقف لازم بلا خلاف



BestUrduBooks.wordpress.com

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۚ وَنَادَوْا

"اور دونوں کے درمیان پردہ ہوگا اور اعراف پر بہت سے لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو اس کی نشانی سے پہچانتے ہوں گے اور وہ

أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِذَا صُرِفَتْ

جنت والوں کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلام ہو۔ یہ لوگ جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور امید کر رہے ہوں گے، اور جب ان

أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ

کی نظریں دوزخ والوں کی طرف پھیر دی جائیں گی تو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں ظالم قوم کے ساتھ شامل

الظَّالِمِينَ ﴿٤٧﴾ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ

نہ فرمائیے۔ اور اعراف والے بہت سے آدمیوں کو پکاریں گے جنہیں وہ ان کی نشانی سے پہچانتے ہوں گے

قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٨﴾ أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ

کہ تمہارے کام نہ آئی تمہاری جماعت اور نہ تمہارا تکبر کرنا۔ کیا یہ وہی لوگ ہیں

أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ ۚ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ

جن کے بارے میں تم نے قسم کھا کر کہا تھا کہ اللہ ان پر رحمت نہیں فرمائیگا انکو یوں حکم ہوگیا کہ داخل ہوجاؤ جنت میں تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم

تَحْزَنُونَ ﴿٤٩﴾

رنجیدہ ہوگے۔"

## اہل اعراف کمزور مؤمن:

آیت ۴۶: وَبَيْنَهُمَا (اوران دونوں کے درمیان) جنت ودوزخ کے درمیان یا فریقین کے درمیان حِجَابٌ (آیک آڑ ہوگی) یہ دیوار ہے جس کا تذکرہ اس ارشاد میں ہے فضرب بينهم بسور (الحدید ۱۳) وَعَلَى الْأَعْرَافِ (اور اعراف کے اوپر) حجاب کی دیوار پر یہ جنت ودوزخ کے درمیان والی دیوار ہے وہ ان دونوں سے بلند ہے اعراف جمع عرف یہ دراصل عرف الفرس اور عرف الديك سے بطور استعارہ لیا گیا ہے۔ رِجَالٌ (بہت سے آدمی ہونگے) یہ بچے کھچے مسلمان ہونگے یا جنت میں آخر میں داخل ہونے والے مسلمان جن کے گناہ اور نیکیاں برابر ہونگی۔ یا وہ جن کے ماں باپ ان سے راضی نہ ہونگے۔ یا مشرکین کے نابالغ بچے يَعْرِفُونَ كُلًّا (وہ لوگ ہر ایک کو پہچانیں گے) یعنی جو سعداء اور اشقیاء کے گروہ سے ہونگے بِسِيمَاهُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

(ان کی علامات سے) ان کی علامت سے ایک قول یہ بھی ہے کہ مومنین کی علامت چہرے کی سفیدی اور تروتازگی اور کفار کی علامت چہرے کی سیاہی اور آنکھوں کی نیل گونی وَنَادَوْا (وہ پکار کر کہیں گے) یعنی اعراف والے اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (اہل جنت کو سلام علیکم) تم پر سلام ہو یا اَنْ بمعنی ای سلام گویا یہ ان کی طرف سے اہل جنت کو مبارک باد دی جائے گی لَمْ يَدْخُلُوْهَا (ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہیں ہوئے ہونگے) یعنی صاحب اعراف یا یہ جملہ مستانفہ ہے اس کا محل اعراب نہیں گویا کسی نے اصحاب اعراف کے بارے میں سوال کیا تو اس کو جواب دیا گیا لم یدخلوھا وہ اس میں داخل نہیں ہوئے وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ (وہ اس کے امیدوار ہونگے) اس میں داخلے کے۔ نمبر۲۔ اس جملہ کا محل اعراب ہے اس صورت میں یہ رجال کی صفت ہے اور مرفوع ہے۔

آیت ۴۷: وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ (اور جب ان کی نگاہیں جا پڑیں گی) اصحاب اعراف کی آنکھیں اور اس میں یہ بھی ہے کہ کوئی پھیرنے والا ان کی آنکھوں کو ادھر ادھر پھیر دے تا کہ وہ جہنم کو دیکھ کر استعاذہ کریں۔ تِلْقَآءَ (کی طرف) طرف۔ یہ ظرف ہے اَصْحٰبِ النَّارِ (اہل دوزخ) وہ اس میں جو عذاب ہونگے اس کا ملاحظہ کریں گے۔ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (تو کہیں گے اے ہمارے رب ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کیجئے) وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کریں گے اور اس کی رحمت کی طرف رجوع کریں گے کہ وہ ان کو اہل نار کے ساتھ نہ کرے بلکہ ان کے ساتھ سے بچائے۔

## اہل اعراف کا کفار سے کلام:

آیت ۴۸: وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا (اور اصحاب اعراف بہت سے آدمیوں کو پکاریں گے) رجال سے سرداران کفار مراد ہیں۔ يَعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ (جن کو علامات سے پہچانیں گے۔ کہیں گے تمہاری جماعت تمہارے کچھ کام نہ آئی) مال۔ کثرت اجتماع ما نافیہ ہے۔ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ (اور نہ تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا) حق کے سلسلہ میں تمہارا تکبر اور لوگوں کے سلسلے میں تمہارا تکبر۔ پھر وہ انہیں کہیں گے۔

آیت ۴۹: اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ (کیا یہ وہی ہیں جن کے متعلق) یہ مبتداء ہے الَّذِيْنَ، یہ مبتداء مضمر کی خبر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اھؤلاء ھم الذین اقسمتم کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قسمیں اٹھاتے تھے۔ اَقْسَمْتُمْ (تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے) تم نے دنیا میں قسمیں اُٹھائیں۔ هٰۤؤُلَآءِ کا مشارٌ الیہ فقراء مؤمنین ہیں۔ جیسے صہیب وسلمان رضی اللہ عنہما لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ (کہ ان پر اللہ تعالیٰ رحمت نہ کرے گا) یہ اقسمتم کا جواب ہے یہ الذین کے صلہ میں داخل ہے تقدیر عبارت یہ ہے تم ان کے متعلق قسمیں اٹھاتے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نہ نوازیں گے۔ یعنی ان کو جنت میں داخل نہ کریں گے ان کے فقر کی وجہ سے ان کو حقیر قرار دیتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ اصحاب اعراف کو فرمائیں گے۔ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ (ان کو یوں حکم ہوگا کہ تم جنت جاؤ) یہ فریقین کو ملاحظہ کرنے اور ان کے نشانات سے ان کو پہچاننے کے بعد ہوگا۔ اور ان تمام مکالموں کے بعد جو ان کے مابین ہونگے۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ (تم کو نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ تم مغموم ہو گے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا

''اور دوزخ والے جنت والوں کو آواز دیں گے کہ ہمارے اوپر کچھ پانی بہادو یا ان نعمتوں میں سے جو اللہ نے تمہیں

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۵۰ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

دی ہیں، وہ جواب میں کہیں گے کہ بلاشبہ اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کر دیا ہے، جنہوں نے اپنے دین کو

دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا

لہو ولعب بنایا اور انہیں دنیا والی زندگی نے دھوکہ دیا، سو آج ہم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں گے جیسا کہ وہ آج کے دن کی

لِقَاۗءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝۵۱ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ

ملاقات کو بھول گئے اور جیسا کہ وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے، اور اس میں شک نہیں کہ ہم نے انہیں ایسی کتاب دی ہے

فَصَّلْنٰهُ عَلٰي عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۵۲ هَلْ يَنْظُرُوْنَ

جسے علم کے مطابق کھول کر بیان کر دیا جو ہدایت ہے اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔ یہ لوگ بس اس انتظار میں ہیں

اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ

کہ اس کا انجام ان کے سامنے آجائے۔ جس دن اس کا انجام سامنے آئے گا تو وہ لوگ کہیں گے جو اس کو پہلے بھول گئے تھے کہ

جَاۗءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَاۗءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ

ہمارے رب کے پیغمبر حق لے کر آئے سو کیا ہمارے لیے سفارش کرنے والے ہیں جو ہمارے لیے سفارش کریں یا ہم واپس

فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا

لوٹا دیئے جائیں سو ہم اس عمل کے علاوہ عمل کریں جو کیا کرتے تھے، ان لوگوں نے اپنی جانوں کو تباہی میں ڈالا اور جو کچھ افتراء پردازی

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۵۳ ع ۶ ۱۲

کیا کرتے تھے وہ سب بیکار چلی گئی۔''

## اہل جنت واہل نار کا مکالمہ:

آیت ۵۰: وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ (اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے۔ کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو) اَنْ مفسرہ ہے اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ جنت آگ سے بلند ہے۔ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ



BestUrduBooks.wordpress.com

اللّٰہُ (یا اور ہی کچھ دے دو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دے رکھا ہے) ان کے علاوہ مشروبات کیونکہ اضافت کے حکم میں یہ بھی داخل ہے یا ہم پر ڈالو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق طعام و پھلوں کی اقسام میں سے دیا ہے پھر یہ علفتھا تبناً و ماءً بارداً کی قسم میں سے ہے۔ یعنی ماء سے سقیتھا کا فعل محذوف ہے۔

**سوال**: قبولیت سے ناامیدی کے باوجود یہ سوال کیوں کریں گے؟

**جواب**: حیران و پریشان وہ بات کرتا ہے جس میں اس کا فائدہ ہو اور ایسی بات بھی اس کے منہ سے نکلتی ہے جو بے فائدہ ہو۔ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ (جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کو کافروں کیلئے منع کر رکھا ہے) اس تحریم کا معنی منع کرنا اور روکنا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ وحرمنا علیہ المراضع (القصص۔۱۲)

**نحو**: یہاں وقف ہوگا اگر اس کے مابعد الذین کو مرفوع یا منصوب بطور مذمت کے مانا جائے۔ اگر الذین کو مجرور مانیں تو الکافرین پر وقف نہیں ہوگا۔ بلکہ اگلا جملہ اس کی صفت بن جائے گا۔

## بڑے اسبابِ دوزخ' دین کا مذاق اڑانا اور طولِ بقاء کا دھوکا:

آیت ۵۱: اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَھُمْ لَھْوًا وَّلَعِبًا (جنھوں نے دنیا میں اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا تھا) پس انہوں نے جو چاہا حرام و حلال کیا یا ان کا دین ان کی عید تھی۔ وَّغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا (اور جن کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا) وہ طول بقاء سے دھوکہ میں رہے۔ فَالْیَوْمَ نَنْسٰھُمْ (پس ہم بھی آج کے روز ان کا نام نہ لیں گے) ہم ان کو عذاب میں چھوڑیں گے۔ کَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِھِمْ ھٰذَا وَمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ (جیسا انہوں نے اس دن کا نام نہ لیا اور جیسا ہی ہماری آیات کا انکار کیا کرتے تھے) یعنی ان کے بھلانے اور شدید انکار کی طرح۔

## موجودین کی طرف روئے سخن:

آیت ۵۲: وَلَقَدْ جِئْنٰھُمْ بِکِتٰبٍ فَصَّلْنٰہُ (اور ہم نے ان کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی جس کو ہم نے بہت ہی واضح کر کے بیان کر دیا ہے) ہم نے اس کے حلال و حرام اور مواعظ و قصص کو الگ الگ بیان کیا۔ عَلٰی عِلْمٍ ھُدًی وَّرَحْمَۃً (اپنے علم کامل سے جو ذریعہ ہدایت و رحمت ہے) یہ فَصَّلْنٰہُ کی ضمیر سے حال ہے جس طرح عَلٰی عِلْمٍ اس کی ضمیر مرفوع سے حال ہے۔ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (ایمان والوں کیلئے)

## یہ ضد کی وجہ سے آخری نتیجہ کے منتظر ہیں:

آیت ۵۳: ھَلْ یَنْظُرُوْنَ (ان کو کسی چیز کا انتظار نہیں) وہ صرف انتظار کرتے ہیں۔ اِلَّا تَاْوِیْلَہٗ (صرف اس کے اخیر نتیجہ کا انتظار ہے) مگر اس کے معاملہ کا انجام و نتیجہ اور وہ باتیں جن سے ان کا صدق واضح ہو اور جو وعد و وعید کئے گئے ان کا صحیح طور پر ظہور ہو۔ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُہٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْہُ مِنْ قَبْلُ (جس دن اس کا آخری نتیجہ سامنے آئے گا اس روز جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے) اس کو چھوڑا اور اس سے اعراض اختیار کیا۔ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (یوں کہنے لگیں گے کہ واقعی



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ

''بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ ۶ دن میں پیدا فرمایا۔پھر

اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ قف یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا لا وَّالشَّمْسَ

عرش پر استواء فرمایا، ڈھانپ دیتا ہے رات سے دن کو، رات اسے طلب کر لیتی ہے جلدی سے،اور پیدا فرمایا چاند کو اور سورج کو

وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ

اور ستاروں کو اس حال میں کہ اس کے حکم سے وہ مسخر ہیں خبردار! پیدا فرمانا اور حکم دینا اللہ ہی کے لیے خاص ہے بابرکت ہے اللہ

رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾

جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''

ہمارے رب کے پیغمبر سچی سچی باتیں لاتے تھے) یعنی واضح ہوا اور سچ ثابت ہوا کہ وہ حق لے کر آئے تھے مگر انہوں نے اقرار ایسے وقت کیا جب کہ اُن کو اقرار کا فائدہ نہیں۔

## اہل نار کی بیکار تمنائیں:

فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ (پس اب کیا ہمارا کوئی سفارشی ہے جو ہماری سفارش کر دے)۔

نحو: یہ استفہام کا جواب ہے۔اَوْ نُرَدُّ (کیا ہم پھر واپس بھیجے جا سکتے ہیں) یہ جملہ ماقبل پر عطف ہے اور استفہام کے تحت داخل ہے گویا اس طرح کہا گیا فهل لنامن شفعاء اوهل نرد؟ کیا ہمارا کوئی سفارشی ہے کیا ہمیں واپس کیا جا سکتا ہے۔نُرَدُّ مرفوع ہے کیونکہ ایسے موقع پر واقع ہے جو اسم بننے کی صلاحیت رکھتا ہے جیسے کہو هل یضرب زیدٌ؟ یا اس کا عطف اس تقدیر پر ہے۔هل یشفع لنا شافع اوهل نرد؟ فَنَعْمَلَ (تا کہ ہم ان اعمال کے جن کو ہم کیا کرتے تھے) یہ بھی استفہام کا جواب ہے۔غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (بیشک ان لوگوں نے اپنے کو خسارہ میں ڈال دیا اور یہ جو جو باتیں تراشتے تھے سب گم ہو گیا) یعنی جن بتوں کی وہ عبادت کرتے تھے۔

## تخلیق ارض و سماء:

آیت ۵۴: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا) اس کی مراد آسمان و زمین اور ان کے مابین جو کچھ ہے اس کی تفصیل سورۂ حم سجدہ میں فرمائی۔یعنی نمبر۱: اتوار سے جمعہ تک۔نمبر۲: ملائکہ کے اعتبار سے آہستہ آہستہ۔نمبر۳: یہ بتلانے کے لیے کہ معاملات میں تدریج ہے۔نمبر۴: اور اس لئے بھی کہ ہر کام کے لیے ایک دن ہے۔نمبر۵: اور اس لئے بھی کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے بعد بنانا یہ زیادہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۵۵ وَلَا تُفْسِدُوْا

تم اپنے رب کو پکارو عاجزی کے ساتھ اور چپکے چپکے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو ناپسند فرماتا ہے جو حد سے آگے بڑھنے والے ہیں اور فساد نہ کرو

فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

زمین میں اس کی اصلاح کے بعد، اور پکارو اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے۔ بے شک اللہ کی رحمت اچھے کام

مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۵۶

کرنیوالوں سے قریب ہے۔''

دلالت کرتا ہے کہ اس کا بنانے والا عالم۔ مدبر، اور متصرف و مختار کل ہے۔ اور وہ ان چیزوں کو اپنی مرضی سے چلاتا ہے۔ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (پھر عرش پر قائم ہوا) متمکن ہوا۔ استیلاء کی اضافت عرش کی طرف کی اگرچہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق پر مستولی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عرش تمام مخلوقات میں سب سے بڑی مخلوق ہے اور سب سے بلند ہے۔ فرقۂ مشبہ کی تفسیر عرش کے متعلق چارپائی اور تخت سے اور الاستواء کی تفسیر استقرار سے محض باطل ہے کیونکہ ذات باری تعالیٰ عرش سے قبل بھی لامکان تھے اور اب بھی لامکان ہیں جیسے پہلے تھے۔ اس لیے کہ تغیر و تبدل تو اکوان کی صفات میں سے ہے۔

## استواء کے متعلق فرمان ائمہ:

امام جعفر، حسن بصری، امام ابوحنیفہ، امام مالک رحمہم اللہ سے منقول ہے: ان الاستواء معلوم۔ والکیف فیه مجهول والایمان به واجب والجحود به کفر والسؤال عنه بدعة ان ائمہ سے مروی ہے کہ استواء معلوم ہے کیفیت مجہول ہے اور اس پر ایمان لانا واجب اور اس کا انکار کفر اور اس کے متعلق سوال بدعت ہے۔ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ (وہ چھپا دیتا ہے رات سے دن کو)۔

قراءت: حمزہ، علی، ابوبکر نے یغشّی پڑھا ہے۔ یعنی رات دن کو آملتی ہے اور دن رات کو جاملتا ہے۔ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا (اس طور پر کہ وہ رات دن کو جلدی سے آلیتی ہے) یہ لیل سے حال ہے یعنی جلدی۔ طالب اصل میں لیل ہے۔ گویا وہ اپنی تیز روی کی وجہ سے دن کو ڈھونڈ رہی ہے۔ وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ (اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا) یعنی اس نے سورج چاند ستاروں کو بنایا۔ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ (اس طرح کہ وہ اس کے حکم کے تابع ہیں) یہ حال ہے یعنی اس حال میں کہ وہ تابع ہیں قراءت شامی نے مسخراتٌ کو ضمہ سے پڑھا ہے اور الشمس بجمیع معطوفات مبتداء اور یہ اس کی خبر ہے۔ بِاَمْرِهٖ وہ تکوینی حکم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا ہی اپنے حکم کے تابع کیا تو فرمایا: اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ (یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہی کیلئے خالق ہونا اور حکم ہونا ہے) یعنی وہی ذات ہے جس نے چیزوں کو پیدا کیا اور اختیار بھی اس کا ان پر چلتا ہے۔

تَبٰرَكَ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ بڑی خوبیوں والے ہیں) اس کی مہربانیوں کی کثرت ہے یا بھلائیاں دائمی ہیں۔ یہ برکت سے لفظ



BestUrduBooks.wordpress.com

بنا ہے۔نمو کو کہتے ہیں۔یا البروك سے ہے جس کا معنی قائم وثابت رہنا ہے البرکۃ اسی سے ہے رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (جو تمام عالم کے پروردگار ہیں)

## پکارنے کا حکم' مگر حد سے تجاوز کی ممانعت:

آیت ۵۵: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً (تم اپنے رب سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے بھی) یہ دونوں حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں یعنی عاجزی والا اور پوشیدگی والا۔التضرع یہ تفعّل کا وزن ہے الضرعہ سے بنا ہے اور وہ عجز و ذلت کو کہتے ہیں یعنی گڑگڑا کر اور مسکینی ظاہر کر کے حضور علیہ السلام نے فرمایا تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔بلکہ تم سمیع وقریب کو پکار رہے ہو۔وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔(بخاری ۴۲۸۴، مسلم ۲۷۰۴) حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ پوشیدہ اور علانیہ پکارنے میں ستر گنا کا فرق ہے۔اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (بیشک وہ ان کو ناپسند کرتے ہیں جو حد سے نکل جائیں) ہر وہ چیز جس کا حکم دیا گیا دعا وغیرہ اس میں تجاوز کرنے والے۔ابن جریج کا قول ہے کہ دعا کے لئے آواز بلند کرنے والے اور ابن جریج کا قول ہے دعا میں چیخنا مکروہ اور بدعت ہے اور یہ بھی قول ہے اعتداء فی الدعا سے مراد دعا کو لمبا کرنا ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب کچھ لوگ ہونگے جو دعا میں حد سے تجاوز کریں گے حالانکہ آدمی کو اس طرح کہنا کافی ہے۔اللّٰھم انی اسئلك الجنة و ما قرّب الیھا من قول و عمل۔واعوذ بك من النار و ما قرب الیھا من قول و عمل پھر آپ نے یہ آیت۔انہٗ لایحب المعتدین تک تلاوت فرمائی۔(ابوداؤد۔۱۴۸۰)

## شرک ومعصیت فساد ہے:

آیت ۵۶: وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (اور دنیا میں درستی کے بعد فساد مت پھیلاؤ) نمبر۱: اطاعت کے بعد معصیت کر کے۔نمبر۲: توحید مان کر شرک کر کے نمبر۳۔عدل کے بعد ظلم کر کے۔وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا (اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے) یہ دونوں حال ہیں۔نمبر۱۔یعنی عمل کے رد ہو جانے کا خوف اور قبولیت کی طمع ہو۔نمبر۲۔آگ کا خوف اور جنت کی طمع ہو۔نمبر۳۔فراق کا ڈر اور ملاقات کی طمع۔نمبر۴۔عاقبت کے غائب ہونے کا خوف اور ہدایت کے ظاہر ہونے کی طمع۔نمبر۵۔اللہ تعالیٰ کے عدل سے خوف اور اس کے فضل کی طمع ہو۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت کام کرنے والوں کے نزدیک ہے) نمبر۱۔قریب کا ذکر رحمت کی تاویل سے ہے خواہ رحم سے ہو یا ترحم سے۔نمبر۲۔موصوف محذوف کی صفت ہے یعنی شیٔ قریب۔نمبر۳۔اس فعل سے تشبیہ دی جو مفعول کے معنی میں ہے۔نمبر۴: یہ اس لیے کہ رحمت کی تا تانیث غیر حقیقی کی ہے۔نمبر۵۔مذکر کی طرف اضافت کا لحاظ کر کے لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا ۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ

''اور اللہ وہ ہے جو اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری دینے والی بنا کر بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادل کو

سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ

اٹھالیتی ہیں تو ہم اس کو مردہ زمین کے لیے روانہ کرتے ہیں پھر ہم اس کے ذریعہ پانی نازل کرتے ہیں۔ پھر ہم اس کے ذریعہ نکالتے ہیں

كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۞ ٥٧ وَالْبَلَدُ

ہر طرح کے پھلوں سے۔ اسی طرح ہم زندہ کریں گے مردوں کو، تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور جو اچھی زمین

الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ

ہے اس کا سبزہ نکلتا ہے اس کے رب کے حکم سے اور جو زمین خراب ہے اس کا سبزہ نہیں نکلتا مگر ناقص

كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ۞ ٥٨ ع ١٤

ہم اسی طرح ان لوگوں کے لیے طرح طرح سے آیات بیان کرتے ہیں جو شکر گذار ہوتے ہیں۔''

## قدرت کے دلائلِ عقلیہ:

آیت ۵۷: وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ (اور وہ ایسا ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے)

قراءت: مکی حمزہ، علی نے الرِّیْحَ پڑھا۔ بُشْرًا (کہ وہ خوش کر دیتی ہیں) حمزہ و علی نے نشر کا مصدر نشرًا پڑھا اور اس کے نصب کی وجہ نمبر ا۔ یہ ہے کہ ارسل اور نشر قریب قریب ہیں۔ گویا اس طرح کہا۔ نشرھا نشرًا۔ نمبر ۲۔ حال کی وجہ سے منصوب ہے۔ یعنی منشورات پھیلائی ہوئی۔ عاصم نے اس کو بُشْرًا پڑھا ہے۔ بُشْرًا تخفیف کے ساتھ ہو تو یہ بشیر کی جمع ہے۔ کیونکہ ریاح یہ بارش کی خوشخبری دیتی ہیں۔ شامی نے نُشْرًا پڑھا اور نشر کی تخفیف نشر رُسُل اور رُسْل کی طرح ہے۔ اور بقیہ قراء کی قراءت تخفیف والی ہے۔ نُشُر جمع نشور یعنی ناشرة للمطر بارش کو پھیلانے والیاں بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ (اپنی باران رحمت سے پہلے) اس کی نعمت سے پہلے اور وہ بارش ہے جو کہ بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ (یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں اٹھالیتی ہیں) اٹھاتی اور بلند کرتی ہے اقلال یہ قلت سے مشتق ہے کیونکہ طاقتور اٹھانے والا جس چیز کو اٹھالیتا ہے اس کو قلیل خیال کرتا ہے۔ سَحَابًا ثِقَالًا (بھاری بادلوں کو) یعنی بھاری پانی کے ساتھ۔ یہ سحابة کی جمع ہے سُقْنٰهُ (تو اس کو چلا کر لے جاتے ہیں) ضمیر مذکر کی لفظ سحاب کا لحاظ کر کے لائی گئی اور اگر اس کو معنی پر محمول کیا جائے جیسا کہ ثقال ہے تو ضمیر مؤنث چاہئے جیسا کہ وصف کو لفظ پر محمول کیا جائے تو ثقیلا کہنا چاہیے۔ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ (کسی خشک سرزمین کی طرف) ایسے شہر کے لئے جس میں بارش نہیں ہوئی اور



BestUrduBooks.wordpress.com

اس کو سیراب کرنے کے لئے۔

قراءت: مدنی، حمزہ، علی، حفص نے مَیِّتٍ پڑھا ہے۔ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ (پھراس بادل سے پانی برساتے ہیں) نمبر ا: بادلوں کے ذریعے۔ نمبر ۲۔ چلانے کے ذریعے اوراسی طرح فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ (پھراس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں) كَذٰلِكَ (یوں ہی) اس نکالنے کی طرح اور وہ پھلوں کا نکالنا ہے۔ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (ہم مردوں کو نکال کھڑا کریں گے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو) پس یہ تذکیر تمہیں ایمان بالبعث تک لے جائے گی۔ کیونکہ دونوں اخراجوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے کہ ہر ایک میں چیز کو بنانے کے بعد لوٹانا ہے۔

## مؤمن وکافر کی تمثیل:

آیت ۵۸: وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ (اور جو زمین ستھری ہوتی ہے) یہ زرخیز مٹی والی زمین يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ (اس کی پیداوار تو خدا کے حکم سے خوب نکلتی ہے) آسانی کے ساتھ بِاِذْنِ رَبِّهٖ یہ موضع حال میں ہے گویا عبارت اس طرح ہے یخرج نباتهٗ حسناً وافیا اس کی نباتات اچھی اور شاندار نکلتی ہے کیونکہ یہ نکدا کے مقابلے میں مذکور ہے۔ وَالَّذِیْ خَبُثَ (اور جو زمین خراب ہے) یہ بلد کی صفت ہے ای البلد الخبیث ،شوریلہ خطہ لَا يَخْرُجُ (اس کی پیداوار نہیں نکلتی) یعنی اس کی نباتات اس کو حذف کر دیا اول تذکرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے اِلَّا نَكِدًا (مگر بہت کم) وہ جس میں کوئی غلہ نہ ہو یہ دراصل مثال اس شخص کی جس کو وعظ فائدہ دے اور وہ مؤمن ہے اور اس کی مثال جس میں کوئی چیز بالکل اثر نہ کرے اور وہ کافر ہے اور یہ تمثیل بارش کے اثر کے سلسلے میں واقع ہونے والی ہے بارش کا بلد میت پر اترنا اور اس سے پھلوں کا نکالنا بطور استطراد کے ہے۔ كَذٰلِكَ (یوں ہی) ایسا تصرف نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ (ہم دلائل طرح طرح سے بیان کرتے ہیں) ہم بار بار اور مکرر آیات کو لاتے ہیں۔ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ (ان لوگوں کیلئے جو قدر کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی اور وہ مؤمن ہیں۔ تاکہ وہ اس میں سوچ بچار کریں اور اس سے عبرت حاصل کریں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سو انہوں نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لیے اس کے سوا کوئی معبود

غَيْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ

نہیں ہے۔ بے شک میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں۔ ان کی قوم کے بڑے لوگوں نے کہا

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ

کہ بلاشبہ ہم تجھے کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے میری قوم! میرے ساتھ کوئی گمراہی نہیں ہے لیکن میں سارے جہانوں

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ

کے رب کی طرف سے رسول ہوں۔ میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ

جو تم نہیں جانتے۔ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک شخص کے پاس

مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ

نصیحت کی باتیں آ گئیں تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم ڈر جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ سو ان لوگوں نے نوح کو جھٹلایا۔ سو ہم نے اسے اور ان

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

لوگوں کو جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے نجات دے دی، اور ہم نے ان لوگوں کو غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ بلاشبہ وہ

۸ ع ۱۵

قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾

لوگ اندھے تھے۔"

## دعوتِ نوح علیہ السلام کا تذکرہ:

آیت ۵۹: لَقَدْ اَرْسَلْنَا یہ قسم محذوف کا جواب ای واللّٰہ لَقَدْ اَرْسَلْنَا ۔ نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ (ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا) ان کو رسول بنایا جبکہ ان کی عمر پچاس سال تھی اور انکا سلسلہ نسب یہ ہے۔ نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ اور یہ ادریس علیہ السلام کا نام ہے۔ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (پس انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: علی نے غیرہ پڑھا ہے۔

نحو: رفع تو محل کی وجہ سے ہے گویا عبارت اس طرح ہے مالکم الله غیرہ فلا تعبدوا معه غیرہ تمہارے لئے اس کے سواء کوئی معبود نہیں پس تم اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت مت کرو اور جر لفظ کی رعایت کی وجہ سے ہے۔ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ (مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے) نمبر۱۔ قیامت کا دن۔ نمبر۲۔ ان پر عذاب اترنے کا دن۔ اور وہ عذاب طوفان تھا۔

## نوح علیہ السلام کو سرداروں کا جواب:

آیت ۶۰: قَالَ الۡمَلَاُ (عزت والے لوگوں نے کہا) اشراف وسادات مِنۡ قَوۡمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ (ان کی قوم میں سے۔ کہ ہم تم کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں) طریق صواب سے جانے کو واضح کر دیا اور رؤیت سے رؤیت قلب مراد ہے۔

## نوح علیہ السلام کی تقریر اوّل:

آیت ۶۱: قَالَ یٰقَوۡمِ لَیۡسَ بِیۡ ضَلٰلَةٌ (انہوں نے فرمایا اے میری قوم مجھ میں تو ذرا غلطی نہیں) یہاں ضلال نہیں کہا جیسا کہ انہوں نے کہا کیونکہ ضلالت ضلال میں سے خاص ہے۔ پس یہ لفظ اپنی ذات سے ضلال کی نفی کے لئے زیادہ بلیغ ہے گویا اس طرح کہا لیس بی شیء من الضلال مجھ میں ضلال نام کی کوئی چیز نہیں۔ پھر نفی ضلالۃ کی تاکید کے لئے استدراک کیا اور فرمایا وَّلٰكِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (لیکن میں پروردگار عالم کا رسول ہوں) کیونکہ ان کا اللہ کی طرف سے رسول ہونا یہ ان کی رسالت کا مقصود ہے اور اس معنی میں ہے کہ وہ سیدھے راستے پر ہے پس وہ ہدایت کے اعلیٰ درجہ پر تھے۔

## تقریر دوم:

آیت ۶۲: اُبَلِّغُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ (میں تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں) نمبر۱ جو میری طرف وحی کی گئی مختلف اوقات میں نمبر۲۔ مختلف مقاصد جیسے اوامر ونواہی، مواعظ، بشائر، نظائر اُبۡلِغُكُمۡ ابو عمرو نے اس طرح پڑھا یہ کلام مستانفہ ہے رسول رب العالمین ہونے کا بیان ہے۔ وَاَنۡصَحُ لَكُمۡ (اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں) میں اخلاص کے ساتھ تمہاری بھلائی کا قصد کرنے والا ہوں۔ کہا جاتا ہے نصحتهٗ و نصحت به۔ لام لا کر مبالغہ میں اضافہ کر دیا۔ اور نصیحت کے اخلاص پر دلالت کرتا ہے۔ نصح کی حقیقت۔ نمبر۱۔ غیر کے لئے اس بھلائی کا ارادہ کرنا جو تم اپنے لیے چاہتے ہو نمبر۲۔ سچی عنائیت میں انتہاء کرنا۔ وَ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا ہوں جو تم نہیں جانتے) یعنی اس کی صفات سے یعنی عظیم قدرت دشمنوں پر اس کی سخت پکڑ اور اس کی پکڑ دشمنوں سے واپس نہیں کی جا سکتی۔

## تقریر سوم:

آیت ۶۳: اَوَعَجِبۡتُمۡ (کیا تم تعجب کرتے ہو) ہمزہ انکار کے لئے ہے واؤ عاطفہ ہے معطوف علیہ محذوف ہے۔ گویا کہا گیا



BestUrduBooks.wordpress.com

اکذبتم و عجبتم کیاتم جھٹلاتے ہو اور تعجب کرتے ہو اَنْ جَآءَ کُمْ ۔ مِنْ اَنْ جَآءَ کُمْ اس لیے کہ تمہارے پاس آیا۔ ذِکْرٌ نصیحت مِّنْ رَّبِّکُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْکُمْ تم میں سے ایک آدمی کی زبان سے یعنی تمہاری جنس سے۔اوراس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نبوت نوح پر تعجب کرتے تھے اور کہا کرتے تھے: مَّا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ (المومنون:۲۴) اس سے ارسال بشر مراد لیتے ہیں۔، وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِکَۃً (المومنون:۲۴) لِیُنْذِرَکُمْ (تا کہ وہ شخص تم کو ڈرائے) تا کہ وہ تمہیں کفر کے انجام سے ڈرائیں وَلِتَتَّقُوْا (اور تا کہ تم ڈرجاؤ) تا کہ تقویٰ تم سے پایا جائے اور وہ خشیت ہے جو انذار کے سبب سے ہو۔وَلَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (اور تا کہ تم پر رحم کیا جائے) تا کہ تقویٰ کے سبب تم پر رحم ہو۔اگر وہ تم میں پایا جائے۔

## تکذیب اور نتیجہ:

آیت ۶۴: فَکَذَّبُوْہُ (پس وہ لوگ اس کی تکذیب ہی کرتے رہے) پس انہوں نے ان کی نسبت کذب کی طرف کی۔فَاَنْجَیْنٰہُ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ (تو ہم نے نوح علیہ السلام اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں تھے بچالیا) وہ چالیس آدمی تھے اور چالیس عورتیں دوسرا قول یہ ہے نو آدمی تین ان کے بیٹے سام، حام، یافث اور چھ ان میں سے جو آپ پر ایمان لائے۔فِی الْفُلْکِ اس کا تعلق معہ کے ساتھ ہے۔گویا اس طرح کہا گیا والذین صحبوا فی الفلك اور وہ لوگ جنہوں نے انکا ساتھ دیا کشتی میں۔ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا۔ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ (اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا ان کو ہم نے غرق کر دیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے ہو رہے تھے) حق سے۔کہا جاتا۔اعمٰی کا لفظ بصر میں اندھے پن کے لئے آتا ہے۔اور عم کا لفظ بصیرت میں اندھے پن کے لئے آتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لیے اس کے سوا کوئی معبود

غَیْرُهٗ ط اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا

نہیں ہے کیا تم ڈرتے نہیں۔ ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر اختیار کیا جواب میں کہنے لگے کہ بلاشبہ ہم

لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ یٰقَوْمِ

تجھے بے وقوفی میں دیکھ رہے ہیں۔ اور بلاشبہ ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ تو جھوٹوں میں سے ہے۔ ہود نے کہا اے میری قوم!

لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ

مجھ میں بے وقوفی نہیں ہے لیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا۔ پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے

رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ

رب کا اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں، امانت دار ہوں، کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی تم ہی میں سے

مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ ط وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ

ایک شخص کے واسطہ سے تاکہ وہ تمہیں ڈرائے، اور یاد کرو جبکہ اس نے تمہیں قوم نوح کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ج فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ

خلیفہ بنا دیا۔ اور جسمانی طور پر تمہارے ڈیل ڈول میں پھیلاؤ زیادہ کر دیا لہٰذا تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ

تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ وہ کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس اسلئے آیا ہے کہ ہم تنہا اللہ کی عبادت کریں اور ہمارے باپ دادا جس کی

یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ج فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۷۰﴾

عبادت کرتے تھے اسے چھوڑ دیں۔ سو ہمارے پاس وہ چیز لے آ جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے اگر تو سچوں میں سے ہے۔

### دعوت ہود علیہ السلام:

آیت ۶۵: وَاِلٰی عَادٍ (اور ہم نے قوم عاد کی طرف بھیجا) اور ہم نے بھیجا عاد کی طرف۔ اس کا عطف نوح پر ہے اَخَاهُمْ (ان کے بھائی) ان میں سے ایک۔ جیسا تم کہو اخا العرب مراد اس سے ان عربوں میں سے ایک ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک قرار دیا گیا



BestUrduBooks.wordpress.com

کیونکہ وہ ان میں فہیم ترین انسان تھے۔ پس حجت ان پر خوب لازم ثابت ہوگئی۔ (گنجائش انکار نہ رہی) هُوْدًا (ہود علیہ السلام کو) یہ اخاهم کا عطف بیان ہے۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: ہود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح۔ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ پس کیا تم نہیں ڈرتے) یہاں فقال نہیں فرمایا جیسا کہ قصہ نوح میں فرمایا تھا کیونکہ وہ فاء ایک سائل کے سوال کے جواب میں لایا گیا۔ کہ ان کو نوح علیہ السلام نے کیا کہا تو جواب دیا گیا۔ فقال یقوم اعبدو االلّٰہ یہاں سوال مقدر کے بغیر ہے۔ اس لئے قال یقوم اعبدو االلّٰہ فرمایا اور اسی طرح۔

## سرداروں کا جواب:

آیت ۶۶: قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ (قوم کے سردار کافروں نے کہا) یہاں الملاء کی صفت الذین کفروا سے کی۔ مگر قوم نوح کے ملاء کے تذکرہ الملأ من قومه کہہ کر کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ھود علیہ السلام کی قوم کے اشراف میں سے کچھ ایمان لائے تھے جن میں مرثد بن سعد تھے۔ اس وصف کو لا کر ان مسلمان سرداروں کو الگ کرنا مقصود تھا۔ جبکہ قوم نوح کے اشراف میں سے کوئی بھی ایمان نہ لایا۔ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ (ہم تم کو کم عقلی میں دیکھتے ہیں) کہ تجھ میں حلم کی کمی ہے۔ اور عقل کی کمزوری ہے اس لئے کہ تم نے قوم کا دین چھوڑ کر دوسرا دین اپنا لیا ہے۔ یہاں سفاہت کو مجاز اظرف قرار دیا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ سفاہت اس میں جمی ہوئی ہے اس سے نکل نہیں سکتی۔ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (ہم بیشک تم کو جھوٹے لوگوں میں سے کہتے ہیں) تمہارے دعویٰ رسالت میں۔

## ہود علیہ السلام کی جوابی تقریر نمبر ۱:

آیت ۶۷، آیت ۶۸: قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ (انہوں نے فرمایا اے میری قوم مجھ میں کم عقلی نہیں۔ لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ تم کو اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں)

اس چیز میں جس میں میں تمہیں اس کی طرف بلاتا ہوں۔ امین اس پر جو میں تمہیں کہتا ہوں۔ یہاں وانا لکم ناصح امین فرمایا۔ ان کے قول وانا لنظنك من الكاذبين کے مقابلہ میں تاکہ اسم کے مقابلہ میں اسم ہو۔ جملہ اسمیہ استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ حسن ادب: جن لوگوں نے انبیاء کو ضلالت وسفاہت کی طرف منسوب کیا ان کے جواب میں انبیاء نے حلم، چشم پوشی اور ان کے اقوال کا عدم مقابلہ ظاہر فرمایا۔ باوجود یہ کہ وہ جانتے تھے کہ ان کے مخالفین لوگوں میں گمراہ ترین اور احمق ترین لوگ ہیں۔ اس میں حسن ادب، اعلیٰ اخلاق کا شاندار نمونہ ہے اس سے اللہ تعالیٰ اپنے دوسروں بندوں کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ بے وقوفوں سے کس طرح بات کریں اور ان سے کس طرح چشم پوشی اختیار کریں۔ اور ان سے ہونے والی غلطیوں پر کس طرح دامن رحمت ڈالیں۔ (سبحان اللّٰہ)



BestUrduBooks.wordpress.com

## تقریر نمبر:۲

آیت۶۹: اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَ كُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی تا کہ وہ شخص تم کو ڈرائے۔ اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قوم نوح کے بعد آباد کیا) یعنی تم زمین میں ان کے نائب ہو۔ یا اپنے مکانات میں اِذ یہاں مفعول بہ ہے۔ ظرف نہیں۔ یعنی اذکروا وقت استخلا فکم اپنے نائب بننے کا وقت یاد کرو۔ وَّ زَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْطَةً (اور ڈیل ڈول میں تم کو پھیلاؤ زیادہ دیا) لمبائی اور درازی (ان میں چھوٹا ساٹھ ہاتھ ہوتا اور لمبا سو ہاتھ ہوتا تھا) یہ اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے بصطۃ حجازی، عاصم، علی نے صاد پڑھا نہ کہ سین فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ (پس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو) اپنے نائب بننے میں اور اجسام کے بڑے ہونے میں اور اس کے علاوہ اس کے دیگر عطیات میں 'الآء کا واحد اِلیٌ ہے جیسے انی و اناء۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (تا کہ تم کو فلاح ہو)

## قوم کا اعتراض:

آیت ۷۰: قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا (وہ کہنے لگے کیا آپ ہمارے پاس اس لئے آئے ہونگے) اس میں آنے کا یہ معنی ہے کہ ھود علیہ السلام کا قوم سے الگ تھلگ مکان تھا جس میں عبادت کرتے تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے قبل حراء میں کرتے تھے۔ جب ان کی طرف وحی آئی تو قوم کی طرف دعوت دینے کے لئے آئے۔ لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا (کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کیا کریں اور چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے) انہوں نے اس بات کو عجیب خیال کیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ خاص ہونا بعید خیال کیا۔ دین آباء کو ترک کرنا جو کہ بت پرستی تھا اور اسی میں نشوونما ہوئی تھی انہوں نے بہت بعید سمجھا۔ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ یعنی عذاب اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) کہ عذاب ہم پر اترنے والا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ

ہود نے کہا تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غصہ نازل ہو چکا۔ کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو ان ناموں کے بارے

اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ

میں جو نام تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود سے تجویز کر لیے ہیں۔ اللہ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ

سو تم انتظار کرو۔ بلاشبہ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ پھر ہم نے ہود کو اور ان لوگوں کو جو ان کے

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا

ساتھ تھے اپنی رحمت سے نجات دیدی اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ لوگ

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع

ایمان والے نہ تھے۔''

۹ ع ۸ ۱۲

### جواب ہود علیہ السلام:

آیت اے: قَالَ قَدْ وَقَعَ (انہوں نے فرمایا بس اب آیا چاہتا ہے) یعنی اترا چاہتا ہے عَلَيْكُمْ (تم پر) آپ نے متوقع عذاب جس کا اترنا ان پر ضروری تھا۔ واقع ہونے والے عذاب کی طرح قرار دیا۔ جیسا کہ وہ آدمی جو تم سے بعض مطالبے کر لے تو تم اسے کہو۔ قد کان کہ تمہارا مطالبہ تو ابھی پورا ہوا۔ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ (عذاب) وَّ غَضَبٌ (تمہارے رب کا عذاب اور غضب) ناراضگی۔ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ (کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑے ہو) ان چیزوں کے متعلق جو کہ محض نام ہیں جن کے نیچے کوئی حقیقت نہیں کیونکہ تم نے اصنام کا نام الھہ رکھا۔ حالانکہ الوہیت کے معنی سے وہ خالی ہیں۔ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (تم نے اور تمہارے آباء نے۔ ان کے معبود ہونے کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں بھیجی۔ پس تم منتظر رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں)

### نتیجتاً کفار کی جڑ کاٹ دی:

آیت ۷۲: فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (غرض ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بچالیا) یعنی جو ان پر ایمان لائے بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا (اپنی رحمت سے۔ اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا)۔ الدابر جڑ یا جو کسی چیز کے بعد ہو۔ اور قطع دابر سے مراد مکمل استیصال اور ملیامیٹ ہونا ہے۔ وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (اور وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ایمان لانے والے نہ تھے ) فَائِدَہ : ان سے ایمان کی نفی کی اس کے باوجود کہ تکذیب آیات کا ان کے لئے اثبات کیا۔ تو اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ ہلاکت مکذبین کے ساتھ خاص ہے۔

## علاقۂ قوم عاد اور مختصر حالات :

قوم عاد، عمان اور حضرموت کے درمیان تمام علاقے میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان کے ہاں بت تھے جن کی وہ پرستش کرتے تھے۔ بتوں کے معروف نام یہ تھے۔ نمبر۱۔ صداء۔ نمبر۲۔ صمود۔ نمبر۳۔ هباء۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے ھود علیہ السلام کو بھیجا مگر انہوں نے جھٹلا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے تین سال کے لئے ان سے بارش کو روک دیا۔ جب ان پر کوئی مصیبت آتی تو اللہ تعالیٰ سے کشادگی طلب کرتے اور دعا کے لئے بیت الحرام مکہ مکرمہ جاتے چنانچہ اس قحط کے لئے قیل بن عنز اور لقیم بن ہزال اور مرثد بن سعد، یہ ھود علیہ السلام پر خفیہ ایمان رکھتا تھا۔ اس وقت ان پر عمالقہ کی حکومت تھی۔ جو کہ عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح کی اولاد تھے۔ اور ان کا سردار معاویہ بن بکر تھا۔ یہ وفد اس کے ہاں مکہ کے بالائی علاقے پر اترے۔ ان کو مرثد نے کہا جب تک تم ھود علیہ السلام پر ایمان نہ لاؤ گے بارش نہ ہوگی۔ انہوں نے مرثد کو پیچھے چھوڑا اور خود نکل کر بیت اللہ کے پاس گئے اور یہ دعا کی۔ اللّٰھم اسق عادًا ما کنت تسقیھمُ اللہ تعالیٰ نے تین بادل سامنے کر دئے۔ سفید، سرخ، سیاہ پھر آسمان کے ایک منادی نے کہا یاقیل اختر لنفسك ولقومك اے قیل ان میں سے اپنی قوم اور اپنے لئے ایک بادل چن لو اس نے سیاہ بادل کا چناؤ کیا کیونکہ اس میں پانی زیادہ ہوتا ہے۔ پھر قوم کی طرف وادی کے قریبی راستہ سے لوٹ گئے اور ان کو خوشخبری سنائی وہ خوش ہوئے اور کہنے لگے هذا عارض ممطرنا۔ مگر اس سے سخت ہوا نکلی جس نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ھود علیہ السلام اور ایمان والوں نے نجات پائی وہ مکہ مکرمہ میں آبسے اور مدت تک وہیں رہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

''اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ صالح نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لیے اس کے علاوہ

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ

کوئی معبود نہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آ چکی ہے، یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو

لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

تمہارے لیے نشانی ہے سو تم اسے اللہ کی زمین میں چھوڑے رکھو کھاتی پھرا کرے۔ اور اسکو برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگاؤ

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ

ورنہ تمہیں درد ناک عذاب پکڑ لے گا، اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں عاد کے بعد زمین میں رہنے کا

بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ

ٹھکانہ دے دیا۔ تم اس زمین کے نرم حصہ میں محلات بناتے ہو اور پہاڑوں

الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٧٤﴾

کو تراش کر گھر بناتے ہو۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد

وقف لازم

## قوم صالح علیہ السلام کا تذکرہ:

آیت ۷۳: وَاِلٰى ثَمُوْدَ۔ (ہم نے بھیجا ثمود کی طرف) ایک قراءت میں ثمودِ بھی پڑھا گیا ہے کیونکہ قبیلہ کا نام ہے۔ یا اصل کے لحاظ سے کیونکہ ان کے بڑے دادا کا نام ہے۔ غیر منصرف تو قبیلہ کا نام ماننے کی وجہ سے ہے ایک قول یہ ہے کہ ان کو ثمود اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے ہاں پانی کم تھا۔ یہ ثمد سے ماخوذ ہے۔ وہ تھوڑے پانی کو کہتے ہیں۔ ان کے مکانات پتھروں کے تھے۔ حجاز و شام کے مابین واقع تھے۔ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ یہ ظاہر نشانی ہے جو میری نبوت کے صحیح ہونے کی دلیل ہے گویا اس طرح کہا ما هذه البينة؟ کہ یہ دلیل کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی اضافت تعظیم و تخصیص کے لئے ہے۔ کیونکہ وہ محض قدرت الٰہی سے بلا صلب و رحم کے پہاڑ سے نکلی تھی۔ لَكُمْ اٰيَةً یہ ناقة سے حال ہے اس میں ہذہ کا اشارہ والا معنی عامل ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ اشير اليها اٰيةً میں اس کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ اس حال میں کہ یہ نشانی ہے۔ ولكم یہ بیان ہے اس بات کا کہ یہ کس کے لئے نشانی ہے۔ کُم سے مراد قوم ثمود ہے۔ جنہوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا تھا۔ فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ یعنی زمین تو اللہ تعالیٰ کی زمین ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

اور اونٹنی اللہ کی اونٹنی ہے۔اس کو چھوڑ دو۔اس کے رب کی زمین میں تا کہ اپنے رب کی نباتات کھائے پیئے تمہارے ذمہ اس کے چارہ کی مشقت نہیں۔وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اس کو مت مارو اور نہ کونچیں کاٹو۔اللہ تعالیٰ کے احترام کا تقاضا یہ ہے فَيَاْخُذَكُمْ یہ نہی کا جواب ہے۔عَذَابٌ اَلِيْمٌ (دردناک عذاب)۔

## تقریر صالح علیہ السلام ' انعامات کی یاددہانی:

آیت ۷۴: وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ (اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو عاد کے بعد آباد کیا اور تم کو ٹھکانا دیا) اور تمہیں ٹھہرایا۔المباءۃ منزل کو کہتے ہیں۔فِي الْاَرْضِ (زمین میں تراش) ارض حجر جو شام وحجاز کے درمیان ہے تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا (کہ تم نرم زمین پر محل بناتے ہو) بالا خانے گرمیوں کے آرام کے لئے وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا (اور پہاڑوں کو تراش کراں میں گھر بناتے ہو) سردیوں کے لئے بیوتا یہ حال مقدرہ ہے۔جیسے خط هذا الثوب قميصا اس کپڑے کی قمیص بناؤ اس لئے کہ پہاڑ گھڑنے کے دوران تو گھر نہیں بن سکتا اور نہ ہی کپڑا سلائی کے دوران قمیص ہوتا ہے۔فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (پس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ) روایت میں ہے کہ قوم عاد ہلاک ہوگئی تو ان کے علاقہ کی زمین کو قوم ثمود نے آباد کیا اور اس سرزمین میں ان کے نائب ہوگئے۔ان کی طویل عمریں تھیں اور انہوں نے پہاڑ کھود کھود کر گھر بنائے۔تا کہ موت سے قبل منہدم نہ ہوں۔ان کو وسعت مالی میسر تھی پس وہ اللہ تعالیٰ کی سرکشی پر اتر آئے اور زمین میں فساد مچایا اور بت پرستی پر لگ گئے اللہ نے ان کی طرف صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا یہ عرب لوگ تھے صالح علیہ السلام ان کے متوسط طبقے میں سے تھے انہوں نے ثمود کو اللہ کی طرف بلایا مگر تھوڑے لوگوں کے علاوہ ان کی کسی نے اتباع نہ کی وہ بھی کمزور طبقہ کے لوگ تھے آپ نے مسلسل ان کو ڈرایا۔

بالآخر انہوں نے معینہ پہاڑ سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی نکالنے کا مطالبہ کیا آپ نے نماز پڑھ کر دعا فرمائی۔پہاڑ سے گابھن اونٹنی جیسی آواز نکلی اور ایک قوی ہیکل اونٹنی نکلی اس پر جندع اور ان کی قوم کا ایک گروہ ایمان لے آیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

ان کی قوم کے جو متکبر سردار تھے انہوں نے ضعیفوں سے کہا جو اُن میں

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

سے ایمان لائے تھے کیا تم اس بات کا یقین کرتے ہو کہ صالح اس کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔

قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

انہوں نے جواب دیا بے شک جو کچھ ان کو دے کر بھیجا گیا ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ متکبر سرداروں نے کہا

اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ

کہ اس میں شک نہیں کہ تم جس پر ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔ سو انہوں نے اونٹنی کو کاٹ ڈالا اور اپنے رب کا حکم ماننے سے

اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ

سرکشی کی، اور کہنے لگے کہ اے صالح! اگر تم پیغمبروں میں سے ہو تو جس چیز کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو وہ

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾

لے آؤ۔ سو ان کو پکڑ لیا زلزلہ نے۔ سو وہ اوندھے منہ ہو کر اپنے گھروں میں پڑے رہ گئے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ

پھر صالح نے ان سے منہ موڑا، اور فرمایا کہ اے میری قوم! بلاشبہ میں نے تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا۔ اور تمہاری خیر خواہی

لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

کی۔ لیکن تم خیر خواہی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔"

آیت ۷۵: قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ (ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے کہا) **قراءت**: شامی نے وقال پڑھا ہے۔ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا (غریب لوگوں سے) کفار سرداروں نے جن کو کمزور بنا رکھا تھا۔ لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ ۔

**نحو**: یہ الذین استضعفوا سے بدل ہے اور اس میں جاء کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ بدل جہاں بھی آئے گا۔ وہاں عامل کا اعادہ مقدر ضرور ہوگا۔ منھم کی ضمیر کا مرجع قوم ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ انہوں نے فقط ایمان والوں کو کمزور بنا رکھا تھا۔ یا ضمیر مستضعفین کی طرف لوٹتی ہے اور اس میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ مستضعفین مؤمن و کافر دونوں طرح کے لوگ تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (کیاتم کواس بات کا یقین ہے کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں) یہ بات انہوں نے بطور تمسخر کہی۔ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (انہوں نے کہا ہم تو بیشک اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جوان کو دیکر بھیجا گیا ہے) یہ ان کا جواب ہوا۔ کیونکہ انہوں نے آپ کے رسول بنائے جانے کے متعلق سوال کیا پس انہوں نے آپکی رسالت کوایک مسلمہ بات قرار دیا۔ گویا انہوں نے اس طرح کہا کہ مرسل ہونے کا علم اور جو کچھ وہ دیکر بھیجے گئے اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے میں کوئی اشتباہ نہیں کلام اس پر ہے کہ آیا ان پر ایمان لانا واجب ہے پس ہم تمہیں خبر دے رہے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لانے والے ہیں۔

## متکبرین کا جوابی رویہ:

آیت ۷۶: قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (متکبر سرداروں نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ تم جس پر ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں) انہوں نے امنتم بہٖ کو ارسل بہٖ کی جگہ ذکر کر کے کفار اس بات کی تردید کر رہے ہیں۔ کہ جس ایمان کو تم مسلّم کہتے ہو ہم اسی کا انکار کرتے ہیں

۷۷: فَعَقَرُوا النَّاقَةَ (غرض اس اونٹنی کو مار ڈالا) عقر کی نسبت پوری قوم کی طرف کی اگرچہ عاقر تو قدار بن سالف تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پوری قوم اس پر رضامند تھی۔ یہ قدار سرخ نیلگوں بونا تھا۔ جیسا کہ فرعون بھی اسی طرح تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ پہلوں میں بڑا بدبخت صالح کی اونٹنی کو ذبح کرنے والا تھا۔ اور پچھلوں میں بڑا بدبخت تیرا قاتل ہوگا۔ (مجمع الزوائد: ۲۹۹) وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ (اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی) انہوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور اس سے منہ موڑا اور تکبر کیا۔ امر ربھم سے مراد وہ حکم ہے جوان کو صالح علیہ السلام کی زبان پر دیا گیا: فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ (الاعراف: ۷۳) یا شان رب مراد ہے۔ اور وہ دین ہے۔ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ (اور کہنے لگے اے صالح جس کی آپ ہم کو دھمکی دیتے تھے اسکو منگوائیں) یعنی عذاب اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ (اگر تم پیغمبروں میں سے ہو)

## عذاب کی آمد:

آیت ۷۸: فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ وہ چیخ جس سے زمین ہلا دی گئی۔ اور وہ اس سے بے قرار ہو گئے۔ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ اپنے شہروں میں یا مکانات میں جٰثِمِیْنَ (اوندھے) بیٹھنے کی حالت میں مردار ہوئے کہا جاتا ہے الناس جثم یعنی بیٹھے ہیں کہ ان میں حس وحرکت نہیں اور نہ وہ کلام کرتے ہیں۔

## تحسر صالح علیہ السلام:

آیت ۷۹: فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ (صالح علیہ السلام ان سے منہ موڑ کر چلے) جب انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں وَقَالَ یٰقَوْمِ (اور فرمایا اے میری قوم) ان سے جدائی کے وقت لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ (میں



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ

''اور ہم نے لوط کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو جسے تم سے پہلے جہانوں میں سے کسی نے

مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ

بھی نہیں کیا، بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت رانی کے لیے مردوں کے پاس آتے ہو

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

بلکہ تم لوگ حد سے گذر جانے والے ہو، اور ان کی قوم کا جواب اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا کہ وہ کہنے لگے

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ

کہ ان لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو۔ بے شک یہ ایسے لوگ ہیں جو پاکباز بنتے ہیں، سو ہم نے نجات دی لوط کو

وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڮ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ

اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی بیوی کے کہ وہ رہ جانے والوں سے تھی اور ہم نے ان پر ایک بڑی بارش برسا دی۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ ع

سو دیکھ! کیسا انجام ہے مجرمین کا۔''

ع ۱۲/۱۷

نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے تھے) جو کہ ہدایت کا حکم دینے والے تھے۔ خواہشات کی تزیین کی بناء پر نصیحت کے بارے میں معروف ہے کہ رسواء کن دودھ دینے والی اونٹنی ہے۔ لیکن وہ بدمزہ ہے جس سے غصہ جنم لیتا ہے۔ روایت میں ہے کہ انہوں نے بدھ کو اونٹنی کی کونچیں کاٹیں۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس کے بعد تین دن زندہ رہو گے۔ پہلے دن تمہارے چہرے زرد پڑ جائیں گے۔ جبکہ دوسرے دن سرخ ہو جائیں گے۔ اور تیسرے دن سیاہ پڑ جائیں گے۔ چوتھے دن عذاب تمہیں دبوچ لے گا۔

بالکل ایسا ہی ہوا آپ ایک سودس مسلمانوں کو لے کر نکلے۔ اس حال میں کہ آپ پر گریہ طاری تھی۔ جب انکی ہلاکت ہو چکی تو پھر لوٹ کر اسی علاقے میں رہے (مگر واپس وہیں رہائش کی بات محل نظر ہے۔ دیگر مفسرین مکہ مکرمہ ہجرت کا قول نقل کرتے ہیں)۔

## تذکرہ قوم لوط علیہ السلام:

آیت ۸۰: وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ (ہم نے لوط کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا) یعنی اذکروا لوطا کہ تذکرہ کرو لوط کا اِذْ یہ اس محذوف فعل کا بدل ہے۔ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ (کیا تم ایسا فحش کام کرتے ہو) کیا تم انتہائی شدید برائی میں مبتلاء ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## انوکھا جرم:

مَاسَبَقَكُمْ بِهَا (جس کو تم سے پہلے نہیں کیا) جس کو تم سے پہلوں نے نہیں کیا۔ با تعدیہ کیلئے ہے اور رسول اللہ ؐ کے ارشاد کا یہی مطلب ہے۔ سبقك بها عكاشة۔ عکاشہ تم سے پہل کر گیا۔ (احمد ج ۱ ص: ۴۵۳) مِنْ اَحَدٍ (کسی نے) من زائدہ ہے جو تاکید نفی کیلئے لائے اور یہاں استغراق کا معنی دے رہا ہے۔ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ (دنیا جہاں والوں میں سے) اس میں من تبعیض کیلئے ہے۔ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اول ان پر یہ کہہ کر انکار کیا۔ اتاتون الفاحشة پھر ان کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہا کہ جہان میں اس عمل کے بانی تم ہو۔

## شہوات میں اندھاپن:

آیت ۸۱: اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ (تم مردوں کے ساتھ کرتے ہو) یہ اتاتون الفاحشة کا بیان ہے۔ اِنَّكُمْ کو مدنی اور حفص نے خبر مانا ہے۔ اور اتی المراۃ کا معنی جماع کرنا ہے شَهْوَةً (شہوت رانی) یہ مفعول لہ ہے یعنی شہوت کی خاطر۔ تمہیں اس بات پر صرف شہوت آمادہ کرنے والی ہے اور یہ سب سے زیادہ قابل مذمت حرکت ہے۔ کیونکہ بہیمہ والی صفت ہے۔ مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (بلکہ تم حد ہی سے گزر گئے ہو) انکار سے اعراض کر کے اس حالت کی خبر دی جو ارتکاب قبائح کو لازم کرنے والی ہے۔ اور وہ اس قوم کی عادت اسراف اور ہر چیز میں تجاوز عن الحدود تھی۔ اس لئے انہوں نے قضائے شہوت میں اسراف کرتے ہوئے معتاد راستے سے غیر معتاد کی طرف تجاوز کیا۔

## قوم کا جواب' خیر کو عیب کہا:

آیت ۸۲: وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ (ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا' سوائے اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو) یعنی لوط اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے۔ مطلب یہ ہوا کہ لوط علیہ السلام نے ان سے انکار فاحشہ کے سلسلے میں جو جواب مانگا اس کا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جس شرارت کی جڑ کے متعلق لوط نے ان کی نشاندہی کی۔ کہ وہ صرف لوگ ہیں۔ انہوں نے انکا کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ ایسی چیز پیش کی جو ان کے کلام سے بالکل متعلق نہ تھی۔ انہوں نے حکم دیا کہ لوط اور ان پر ایمان لانے والوں کو بستی سے نکال دو۔ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ (یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں) یہ طہارت و پاکیزگی کے دعویدار ہیں اور ایسی بات کے مدعی ہیں کہ ہم خبیث فعل کے مرتکب ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کی بات کو بطور عیب ذکر کیا۔ جو قابل مدح تھی۔

## نتیجہ آمدِ عذاب:

آیت ۸۳: فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ (پس ہم نے لوط علیہ السلام اور ان کے متعلقین کو بچالیا) جو بھی ان کے ساتھ خاص طور پر رشتہ دار متعلق تھے یا مومنین اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ انہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے) عذاب میں باقی رہنے والے لوگوں میں سے تھی۔ مذکر کو مؤنث پر غلبہ دے کر مذکر صیغہ لایا گیا۔ یہ اہل سدوم میں سے کافرہ تھی۔ روایت میں مذکور ہے کہ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک پتھر اس کو آلگا۔ جس سے وہ ہلاک ہوگئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

''اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔اس کے سوا تمہارا کوئی معبود

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

نہیں ہے تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آگئی ہے۔ سو ناپ اور تول پورا

وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دو، اور زمین میں اسکی اصلاح کے بعد فساد

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ ﴿۸۵﴾ وَ لَا تَقْعُدُوْا

مت کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو، اور مت بیٹھ جاؤ

بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ

ہر راستہ میں کہ تم لوگوں کو دھمکیاں دیتے ہو۔ اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہو جو اس پر ایمان لائے۔ اور

تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَ انْظُرُوْا

اس میں کجی تلاش کرتے ہو۔ اور یاد کرو جبکہ تم تھوڑے سے تھے سو اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا۔ اور دیکھ لو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ

فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔ اور اگر تم میں سے ایک جماعت اس

اٰمَنُوْا بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى

حکم پر ایمان لائی جسے دیکر میں بھیجا گیا ہوں اور ایک جماعت ایمان نہ لائی تو صبر کرو یہاں تک کہ

يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے اور وہ سب حاکموں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے''۔

## خاص قسم کی بارش:

آیت ۸۴: وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا (اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کی بارش برسائی) ہم نے ان پر ایک عجیب قسم کی بارش کی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ اور فاسفورس کی بارش کی۔ایک قول یہ ہے کہ مقیم لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا اور چلنے پھرنے



BestUrduBooks.wordpress.com

والوں پر پتھروں کی بارش کی۔ ابوعبیدہ کا قول ہے لفظ اَمْطِرْ عذاب کیلئے اور مَطَرْ کا لفظ رحمت کے لیے آتا ہے۔ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ۔ (پس دیکھ تو سہی ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا) مجرمین سے کافر مراد ہیں۔

## قوم شعیب علیہ السلام کا تذکرہ:

آیت ۸۵: وَاِلٰی مَدْیَنَ (اور ہم نے مدین کی طرف بھیجا) اور ہم نے بھیجا مدین کی طرف۔ مدین یہ ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا (ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو) ان کو خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے اس لئے کہ قوم کو انہوں نے خوب جواب دیئے اور عمدہ انداز سے سمجھایا وہ ماپ تول میں کمی کرنے والے تھے۔

## خطیب الانبیاء کی شاندار تقریر:

قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے معبود کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے) یعنی معجزہ اگرچہ وہ قرآن میں موجود نہیں۔ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ (تو تم ماپ تول پوری پوری کیا کرو) ان کو پورا کرو۔ مراد یہ ہے کہ پورا کرو ماپ کو اور میزان کا وزن پورا دو۔ یا میزان میعاد کی طرح بمعنی مصدر ہے۔ وزن کرنے میں۔ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ (اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کرو) ان کے حقوق مال میں کمی کر کے اور وزن میں نقص کر کے نہ توڑو۔ وہ فروخت کرتے وقت ہر چیز کم دیتے۔ بخس کا لفظ دو مفعول کی طرف متعدی ہے اور وہ الناس و اشیاء ہم ہے جیسے کہتے ہیں۔ بخست زیدًا حقه یعنی میں نے اس کو کم کر کے دیا۔ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (اور زمین کی درستی کر دیئے جانے کے بعد فساد مت پھیلاؤ) اس میں اصلاح کرنے کے بعد یعنی اس میں بگاڑ نہ پیدا کرو۔ اس کے بعد کہ نیک انبیاء اور اولیاء نے اس میں اصلاح کی ہے اور اصلاحہا کی اضافت اسی طرح ہے۔ جیسے بَلْ مَكْرُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ (سبا:۳۳) یعنی بل مکر کم فی الیل و النهار تمہارا دن رات تدابیر شر کرنا۔ ذٰلِكُمْ (یہ) اس سے اشارہ وفاء کیل و میزان، ترک بخس اور ترک فساد فی الارض کی طرف ہے۔ خَیْرٌ لَّكُمْ (تمہارے لئے بہتر ہے) انسانیت کے لحاظ سے اور اچھے کردار کے اعتبار سے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (اگر تم مؤمن ہو) اگر میری بات میں تم میری تصدیق کرنے والے ہو۔

## قوم کا مزاج ڈاکہ زنی:

آیت ۸۶: وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ (اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو) ہر راستے پر تُوْعِدُوْنَ (کہ دھمکیاں دو) ان کو جو شعیب علیہ السلام پر ایمان لاتے ہیں سزا کے ساتھ۔ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ (اور ایمان والوں کو اللہ کی راہ سے روکو) عبادت سے مومنوں کو اور یہ بھی قول ہے کہ وہ راستے پر ڈاکے ڈالتے دوسرا قول یہ ہے کہ چنگی وصول کرتے۔ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا (اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو) اللہ تعالیٰ کی راہ کے لیے تم ڈھونڈتے ہو۔ یعنی اس کے متعلق لوگوں کو کہتے ہو کہ یہ ٹیڑھا راستہ ہے درست و سیدھا نہیں ہے تا کہ لوگ اس پر چلنے سے رک جائیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نَحْو : توعدون اور اس کا معطوف یہ حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ یعنی نہ تم راستوں پر بیٹھو اس حال میں کہ تم لوگوں کو ڈرانے والے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے والے اور اس میں ٹیڑھا پن تلاش کرنے والے ہو۔ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا (اور اس حالت کو یاد کرو جب تم تھوڑے تھے)

نَحْو : اذ مفعول بہ ہے ظرف نہیں ہے۔ یعنی تم شکریہ کے طور پر اس وقت کو یاد کرو۔ جب تمہاری تعداد بہت کم تھی۔ فَكَثَّرَكُمْ (سو اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا) اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعداد بڑھا دی۔ اور گنتی میں بہت زیادہ کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ مدین بن ابراہیم نے لوط علیہ السلام کی بیٹی سے شادی کی پس اس سے اولاد پیدا ہوئی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی اور بہت زیادہ ہو گئے۔ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ (اور دیکھو کیا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا) آخر انجام ان لوگوں کا جنہوں نے تم سے پہلے فساد برپا کیا جیسے قوم نوح، قوم صالح، لوط، ہود علیہم السلام۔

## دونوں فریقوں کو خطاب:

آیت ۸۷: وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا (اور اگر تم میں سے بعض اس حکم پر جس کو مجھے دیکر بھیجا گیا ہے۔ ایمان لائے ہیں اور بعض ایمان نہیں لائے تو ذرا ٹھہر جاؤ) پس تم انتظار کرو۔ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا (یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان میں فیصلہ کیے دیتے ہیں) یعنی دونوں فریقوں کے درمیان کہ حق پرستوں کو باطل پرستوں پر غلبہ دیا جائے۔ نمبر۱۔ یہ دراصل وعید ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں سے انتقام لیں گے۔ یا پھر ایمان والوں کو صبر پر آمادہ کیا گیا۔ کہ وہ مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں کو برداشت کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے اور کفار کے درمیان فیصلہ فرما دیں اور انتقام لیں۔ نمبر۳۔ دونوں فریقوں کو مخاطب کیا تا کہ مسلمان ایذائے کفار پر صبر کریں۔ اور کافروں کو ایمان والوں کا ایمان اگر برا معلوم ہوتا ہے تو وہ اس پر صبر کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے مابین فیصلہ فرما دیں اور پلید اور پاک کو الگ کر دیں۔ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے) کیونکہ اس کا حکم برحق اور عادلانہ ہے۔ اس میں ظلم و جور کا شائبہ بھی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ان کی قوم کے سردار جو تکبر کرنے والے تھے کہنے لگے کہ اے شعیب ضرور ضرور ہم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے اپنی بستی سے نکال دیں

مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ افْتَرَیْنَا

گے یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کیا (ہم تمہارے دین میں واپس آ جائیں گے) اگر چہ دل سے برا جانتے ہوں؟ اگر ہم تمہارے دین میں واپس

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا یَكُوْنُ لَنَاۤ

ہو جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم اللہ پر جھوٹی تہمت لگانے والے بن جائیں اس کے بعد کہ اللہ نے اس سے ہم کو نجات دی' اور ہم سے یہ نہیں ہو سکتا

اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى

کہ ہم تمہارے دین میں واپس آ جائیں' الا یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے ہم نے اللہ پر

اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ﴿۸۹﴾

بھروسہ کیا' اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو فیصلہ کرنیوالوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے'

## سرداروں کا جواب:

آیت ۸۸: قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا (ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں واپس آ جاؤ) یعنی دونوں میں سے ایک بات ضرور تسلیم کرنا ہوگی یا نکلنا یا کفر کی طرف لوٹنا۔ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ (شعیب علیہ السلام نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آ جاویں اگر چہ ہم اس کو ناپسند ہی سمجھتے ہوں)

**نحو**: اس میں ہمزہ استفہام انکاری کے لیے ہے۔ اور واؤ حالیہ ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ اتعید و ننافی ملتکم فی حال کراھتنا و مع کوننا کارھین قالوا نعم کیا تم ہمیں اپنے مذہب کی طرف لوٹاؤ گے باوجود یہ کہ ہم اس کو ناپسند کرتے ہیں انہوں نے کہا ہاں۔

## شعیب علیہ السلام کی جوابی تقریر:

آیت ۸۹: پھر ان کو شعیب علیہ السلام نے فرمایا قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ (ہم تو اللہ تعالیٰ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہو جاویں اگر ہم تمہارے مذہب میں آ جائیں) یہ قسم ہے تقدیر عبارت یہ ہے و اللّٰہ لقد افترینا علی اللّٰہ کذبا ان عد نافی ملتکم۔ اللہ کی قسم ہم نے اس وقت اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا اگر ہم تمہاری ملت کی طرف لوٹ کر گئے۔ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا (اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے نجات دی ہو) ہمیں اللہ تعالیٰ نے چھٹکارا دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾

اور کہا ان کی قوم کے سرداروں نے جو کفر پر تھے کہ اگر تم شعیب کی راہ پر چلنے لگو گے تو بلاشبہ بڑے نقصان میں پڑ جاؤ گے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا

سو پکڑ لیا ان کو زلزلہ نے سو وہ صبح کے وقت اس حال میں ہو گئے کہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے تھے' جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۛ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى

گویا کہ وہ ان گھروں میں رہے ہی نہیں تھے' جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی نقصان میں پڑنے والے ہیں' سو پشت پھیری

عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى

ان کی طرف سے اور کہا کہ اے میری قوم بے شک میں نے تم کو اپنے رب کے پیغام پہنچا دیے اور تمہاری خیر خواہی کی سو پھر میں کفر

عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۱

اختیار کرنے والی قوم پر کیوں رنج کروں؟

**سوال**: ان عدنا فی ملتکم شعیبؑ نے کس طرح کہہ دیا۔ حالانکہ کفر انبیاء تو محال ہے۔

**جواب**: اس سے قوم کے ان مومنین کا لوٹنا مراد ہے اگرچہ نظم کلام میں تمام شامل ہیں۔ اور بلاشبہ وہ اس سے بری ہیں۔ کلام کو تغلیب کے انداز میں چلایا ہے۔ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ (اور ہم سے یہ ممکن نہیں) نہ یہ ہمارے لیے مناسب ہے اور نہ صحیح ہے۔ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا (کہ ہم تمہارے مذہب میں پھر آ جائیں لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے مقدر کیا ہو جو ہمارا مالک ہے) مگر یہ کہ ہماری تقدیر میں لوٹنا لکھا ہو۔ تو اس کو موڑا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ ساری کائنات کے خیر و شر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہیں۔ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے) علمًا، تمیز ہے یعنی وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اپنے بندوں کے پلٹنے والے حالات سے بخوبی واقف ہیں اور ان کے دل کس طرح پلٹتے ہیں اس سے بھی واقف ہے۔ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا (ہم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں) اس پر کہ وہ ہمیں ایمان پر ثابت قدم رکھے۔ اور یقین میں وہ اضافہ کی ہمت دے۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ (اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دیجئے) یعنی تو فیصلہ کر۔ الفتاحۃ فیصلہ کرنا۔ حق فیصلہ بند کام کو کھول دیتا ہے۔ اسی لیے اس کو فتح فرمایا۔ اہل عمان کی لغت میں قاضی کو فتاح کہتے ہیں۔ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ (اور آپ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں)

## سرداروں کا قوم کو ان کے خلاف بھڑکانا:

آیت ۹۰: وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (اور ان کی قوم کے کافر سرداروں



BestUrduBooks.wordpress.com

نے کہا اگر تم شعیب کی راہ پر چلنے لگو گے تو بیشک تم بڑا نقصان اٹھاؤ گے ) اس کی اتباع سے بخس وتطفیف کے فوائد سے محروم ہو جاؤ گے ۔ کیونکہ وہ ان سے روکتا ہے ۔ اور تمہیں ایفاء اور برابری پر آمادہ کرتا ہے ۔

**نحو** : لئن اتبعتم یہ لام شرط سے شروع ہونے والا قسم کا جواب ہے ۔ اور شرط کا جواب انکم اذا لخاسرون ہے ۔ اور وہ دونوں جوابوں کے قائم مقام ہے ۔

## انکار کا نتیجہ دُنیا میں زلزلہ اور آخرت میں تباہی:

آیت ۹۱ : فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (پس ان کو زلزلے نے آ پکڑا) زلزلہ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (وہ اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے ) مردہ ۔

آیت ۹۲ : اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا (جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی) **نحو** : یہ مبتداء اور اس کی خبر كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا (ان کی یہ حالت ہوگئی گویا وہ ان گھروں میں کبھی بسے بھی نہ تھے ) ہے ۔ غنی بالمکان کا معنی اقامت اختیار کرنا ہے ۔ گویا وہ مقیم ہی نہیں ہوئے ۔ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا (جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی) یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ (وہ خسارہ میں پڑ گئے ) ہے ۔ اس مبتدا میں خصوصیت والا معنی پایا جاتا ہے ۔ گویا اس طرح کہا گیا ۔ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا هم المخصوصون بأن اهلكوا كأن لم يقيموا فى دارهم لان الذين اتبعوا شعيباً قد انجاهم الله ۔ الذين كذبوا شعيباً هم المخصوصون بالخسران العظيم دون اتباعه فهم الرابحون ۔ اس مبتداء میں خصوصیت کا معنی ہے گویا اس طرح کہا گیا جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا وہ ہلاکت کے ساتھ خاص ہیں ۔ کہ ان کو ہلاک کر دیا گیا ۔ گویا وہ اپنے گھروں میں رہائش پذیر بھی نہ ہوئے ۔ کیونکہ جنہوں نے شعیبؑ کی اتباع کی اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات اور جنہوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا وہ عظیم نقصان کے ساتھ مخصوص تھے ۔ شعیب اس تکرار میں مبالغہ ہے اور ان کی تکذیب اور جو ان کے نتیجے میں ان پر گزری اس کو بہت بڑا کر کے پیش کیا گیا ( تاکہ عبرت ونصیحت خوب ہو )

## تحسر کے کلمات:

آیت ۹۳ : فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ (اس وقت شعیب ان سے منہ موڑ کر چلے ) عذاب نازل ہونے کے بعد ۔ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى (اور فرمانے لگے اے میری قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچا دیئے تھے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی پھر میں کیوں رنج کروں ) غم کروں ؟ عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ( کافر لوگوں پر ) ان کا غم قوم پر سخت ہوا ۔ پھر انہی کی طرف توجہ فرما کر فرمانے لگے ۔ میں ایسی قوم پر کیوں غم کروں جب کہ وہ غم کے حقدار ہی نہیں ۔ کیونکہ وہ کفر کرنے والے تھے اور اس عذاب کے حقدار تھے جو ان پر نازل ہوا ۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا کہ میں اس عذاب سے بچانے میں جو تم پر اترا اور تبلیغ میں بہت عذر داری پیش کی مگر تم نے میری ایک نہ سنی ۔ اب میں کیسے تم پر افسوس کروں ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا کہ اس کے رہنے والوں کو ہم نے سختی اور تکلیف کے ساتھ نہ پکڑا ہو تاکہ وہ

یَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ

عاجزی کریں۔ پھر ہم نے بد حالی کی جگہ خوش حالی بدل دی یہاں تک کہ وہ بڑھتے چلے گئے اور کہنے لگے ہمارے باپ دادوں کو

اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ

تکلیف اور خوشی پہنچ چکی ہے۔ سو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ تھی۔ اگر ان بستیوں کے رہنے

الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ

والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان کی اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔ لیکن

كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ

انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں پکڑ لیا۔ کیا بستیوں کے رہنے والے اس سے بے خوف ہیں کہ ہمارا عذاب ان کے پاس

بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًی

رات کے وقت اس حال میں آ جائے کہ وہ سو رہے ہوں، یا بستیوں والے اس سے بے خوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آ جائے

وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ ع ۱۲

جبکہ وہ کھیل رہے ہوں۔ کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے نڈر ہو گئے۔ سو اللہ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جن کا برباد ہونا ہی طے پا چکا ہو۔

### قوموں کا عمومی طرزِ عمل:

آیت ۹۴: وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ (اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا) ہر شہر کو قریہ کہتے ہیں۔ اس میں حذف ہے۔ یعنی انہوں نے ان کو جھٹلا دیا۔ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ (کہ وہاں کے رہنے والوں کو محتاجی میں نہ پکڑا ہو) تنگدستی اور فقر وَالضَّرَّآءِ (اور بیماری میں) اتباعِ پیغمبر سے تکبر کرنے کی بناء پر جسمانی تکالیف اور مرض یا دونوں کا یعنی نفس کا نقصان اور مال کا نقصان لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ (تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جائیں) تاکہ وہ گڑگڑائیں اور عاجزی اختیار کریں تکبر کی چادر اتار پھینکیں۔

### استدراجِ الٰہی:

آیت ۹۵: ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ (پھر ہم نے اس بدحالی کی جگہ خوش حالی بدل دی) یعنی پھر ہم نے ان کو ان



BestUrduBooks.wordpress.com

چیزوں کے بدلہ میں جن میں بلاء و محنت تھی نرمی، وسعت اور صحت دے دی۔ حَتّٰى عَفَوْا (یہاں تک کہ ان کو خوب ترقی ہوئی) وہ زیادہ ہوئے اور مال و انفس کے لحاظ سے ترقی کر گئے یہ عفا النبات سے لیا گیا جبکہ وہ کثرت سے ہو۔ اسی سے آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ اعفوا اللحی (نسائی، ترمذی) وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ (اور وہ کہنے لگے کہ ہمارے آباؤ اجداد کو بھی تنگی اور راحت پیش آتی تھیں) یعنی وہ کہنے لگے کہ یہ زمانہ کا چکر ہے کہ لوگوں میں دکھ سکھ آتا ہے۔ یہ گناہوں کی سزا نہیں اس لیے جس بات پر قائم ہوا سی پر قائم رہو۔ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔ (تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اور ان کو خبر بھی نہ تھی) عذاب کے نازل ہونے کی۔

## اگر کفر و شرک سے بچتے تو ہمیں اُن سے بیر نہ تھا:

آیت ۹۶: وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى (اور اگر ان بستیوں والے) القریٰ میں الف لام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ القریٰ سے وہی بستی مراد ہے جو اس آیت میں مراد ہے۔ وما ارسلنا فی قریة من نبی گویا عبارت اس طرح ہے ولو ان اهل تلك القرى الذين كذبوا و اهلكوا اگر وہ بستی والے جنہوں نے تکذیب کی اور ہلاکت کا شکار ہوئے۔ اٰمَنُوْا (ایمان لے آتے) کفر کے بدلے ایمان لاتے۔ وَاتَّقَوْا (اور پرہیزگاری اختیار کرتے) شرک سے بچتے' بجائے اس کے ارتکاب کے لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ (تو ہم ان پر کھول دیتے) قراءت: شامی نے لَفَتَّحْنَا پڑھا۔ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (آسمان و زمین کی برکتیں) مراد اس سے نباتات اور بارش یا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو ہر اعتبار سے بھلائی عنایت فرماتے۔ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا (لیکن انہوں نے تکذیب کی) انبیاء کو انہوں نے جھٹلایا۔ فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا) ان کے کفر کے سبب اور ان کی بداعمالیوں کے باعث اور جائز ہے کہ لام جنس کا ہو۔

آیت ۹۷: اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى (کیا ان بستیوں والے اس بات سے بے فکر ہو گئے) مراد اس سے ان کے کفار ہیں۔ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا (کہ ان پر ہمارا عذاب آ پڑے) ہمارا عذاب بَيَاتًا (رات کے وقت) رات کو یعنی سونے کے وقت کہا جاتا ہے بات بیاتا۔ وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ (اور وہ سو رہے ہوں)

## اہل قریٰ کی بے خوفی:

آیت ۹۸: اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى۔ (یا بستیوں والے اس سے بے خوف ہیں کہ ہمارا عذاب اُن پر دن چڑھے آ جائے)۔ دن کو الضحیٰ اصل میں سورج کی روشنی جب خوب چمکنے لگے واؤ اور فاء اَوَاَمِنَ اور اَفَاَمِنَ میں یہ دونوں حرف عطف ہیں ان پر ہمزہ انکار کا داخل ہوا اور معطوف علیہ فاخذنھم ہے۔ یعنی ہم نے انکو پکڑ لیا اور ولو ان اهل القرى سے یکسبون تک جملہ معترضہ ہے۔ جو معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان واقع ہے۔ البتہ پہلے جملے کا عطف فاء سے ہے کیونکہ معنی یہ ہے پس انہوں نے تکبر کیا اور یہ حرکت کی پس ہم نے انکو اچانک پکڑ لیا۔ اہل قریٰ کی بے خوفی سے اسی بات کو بعید قرار دیا کہ ان پر ہماری پکڑ رات کو آسکتی اور اس سے بے خوف ہو گئے کہ ہماری پکڑ ان پر چاشت کے وقت آ جائے۔ وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ (جس وقت وہ کھیل میں لگے ہوں)

قراءت: یہ شامی اور حجازی نے او کے ساتھ عطف کی بناء پر پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دو صورتوں میں عذاب کے رات کو



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ

جو لوگ زمین کے وارث ہوتے ہیں کیا انہیں مذکورہ اقوام کے واقعات نے یہ نہیں بتایا کہ ہم چاہیں تو ان کے گناہوں کی وجہ سے

بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى

ان کو ہلاک کر دیں ' اور ان کے دلوں پر ہم مہر لگائے ہوئے ہیں سو وہ نہیں سنتے۔ یہ بستیاں ہیں۔

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا

ان کی بعض خبریں ہم آپ کو سناتے ہیں اور بے شک ان کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لے کر آئے تو جس چیز کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے اس پر

لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

ایمان لانے والے نہ تھے اللہ ایسے ہی مہر لگا دیتا ہے کافروں کے دلوں پر۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

اور ہم نے ان میں سے اکثر لوگوں میں عہد کا پورا کرنا نہ پایا اور ہم نے ان میں سے اکثر کو نافرمان ہی پایا۔

آنے یا چاشت کے وقت آجانے سے بے خوف ہو جانے کا انکار کیا گیا۔

**سوال**: حرف عطف پر ہمزہ استفہام کا کس طرح داخل ہوا۔ حالانکہ وہ استفہام کے منافی ہے۔

**جواب**: ان میں منافات اس وقت ہے کہ جب مفرد کا عطف مفرد پر ہو۔ جب جملہ کا عطف جملہ پر ہو تو کوئی منافات نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں جملہ کا دوسرے جملہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ۔ وہ ایسی چیزوں میں مشغول تھے جو بے فائدہ تھیں۔

### اللہ کی خفیہ پکڑ سے بے خوف شخص مکمل خسارے والا ہے:

آیت ۹۹: اَفَاَمِنُوْا (ہاں تو کیا وہ بے فکر ہو گئے) یہ افامن اھل القرٰی کی تکریر کے لئے لایا گیا مَكْرَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے) بندے کو اس طرح پکڑنا کہ اس کو شعور بھی نہ ہو۔ حضرت شبلیؒ سے روایت ہے کہ کفار کے ساتھ اس کی خفیہ تدبیر یہ ہے کہ ان کو اس حالت میں چھوڑ دیا جس میں وہ تھے۔ ربیع بن خیثم کی بیٹی نے اپنے والد کو کہا کہ میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ وہ سوتے ہیں اور تم نہیں سوتے۔ تو وہ کہنے لگے اے بیٹی تمہارا باپ اس بات سے خوف زدہ ہے کہ اس پر بیات نہ آجائے۔ گویا تو اس آیت کی طرف اشارہ کیا ان یاتیھم باسنا بیاتًا۔ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (پس اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی بے فکر نہیں ہوتا سوائے ان کے جن کی شامت ہی آگئی ہو) مگر کافر جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا یہاں تک کہ وہ جہنم میں پہنچ گئے۔

### ہم نے بعد میں آنے والوں کو بتلایا کہ گناہوں پر پکڑ ہو سکتی ہے:

آیت ۱۰۰: اَوَلَمْ يَهْدِ (کیا یہ بات نہیں بتلائی) وہ کھول کر بیان کرتا ہے لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ



BestUrduBooks.wordpress.com

اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ (ان لوگوں کو جوان کے بعد زمین پر ان کی جگہ رہتے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو ان کو ان کے جرائم کی پاداش میں ہلاک کر ڈالتے)

نحو : ان لو نشاء یہ اولم یهد کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور ان مخففہ من المثقلہ ہے یعنی کیا نہیں بتائی ان لوگوں کو یہ بات جو ان کے پیچھے آئے۔ ان لوگوں نے جو اُن سے پہلے گزرے انہی علاقوں میں۔ اور وہ ان کی زمین کے اس شان سے وراث ہوئے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو ان کے گناہوں کے بدلے عذاب میں مبتلا کر دیں۔ جس طرح پہلوں کو مبتلا کیا پھر ہم ان وارثوں کو بھی ہلاک کر دیں جس طرح مورثین کو ہلاک کیا۔ ہدایت کا مفعول لام سے متعدی بنایا گیا ہے کیونکہ یہ تبیین کے معنی میں ہے وَ نَطْبَعُ (اور ہم بند لگا دیتے ہیں) یہ جملہ مستانفہ ہے یعنی ہم مہر لگا دیتے ہیں عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ (ان کے دلوں پر پس وہ سنتے نہیں) نصیحت کو۔

## اہل قریٰ نے انبیاء کی نصیحت کو پہلی مرتبہ جھٹلا دیا' پھر کبھی تصدیق نہیں کی:

آیت ۱۰۱: تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا (ان بستیوں کے کچھ واقعات ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں)

نحو : یہ اس آیت کی طرح ہے: وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ (ہود: ۷۲) کہ وہ مبتداء اور خبر اور حال ہے۔ نمبر۲۔ القریٰ صفت تلک موصوف اور نقص اس کی خبر ہے مطلب یہ ہوا کہ وہ بستیاں جن کا اوپر ذکر ہوا یعنی قوم نوح سے شعیبؑ تک اس کی بعض خبریں تم پر بیان کرتے ہیں۔ اور ان کی کچھ خبریں جو ہم نے تم پر بیان نہیں کیں۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (اور ان سب کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لے لے کر آئے تھے) معجزات کے ساتھ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا (پس وہ ماننے والے نہ تھے) جب رسول دلائل لے کر آئے۔ بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ (جس چیز کو انہوں نے اول میں جھوٹا کہہ دیا) نمبر۱۔ جو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں رسولوں کے آنے سے پہلے جھٹلا چکے وہ آخری عمر تک اس پر ایمان نہ لائے جس کو پہلی مرتبہ رسولوں کی آمد پر جھٹلایا۔ یعنی آیات مسلسل آتی رہیں مگر انہوں نے تکذیب پر اصرار کیا اور اسی پر ان کی موت واقع ہوئی۔ لا یہ تاکید نفی کے لئے ہے كَذٰلِكَ (اسی طرح) اس شدید مہر کی طرح يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ (ہم کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں) جبکہ ان کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کفر پر ثابت قدمی کو ترجیح دیں گے۔

## اکثریت عہد و پیمان کو توڑنے والے تھے:

آیت ۱۰۲: وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ (اور اکثر لوگوں میں ہم نے وفائے عہد نہ دیکھا) اس میں ھم کی ضمیر مطلقاً لوگوں کی طرف راجع ہے۔ یعنی اکثریت نے اللہ تعالیٰ کے عہد و میثاق کو ایمان کے سلسلے میں توڑ دیا۔

نحو : یہ آیت جملہ معترضہ ہے یا اس سے مراد امم مذکورہ ہیں کہ جب یہ لوگ کسی تکلیف و خوف میں اللہ تعالیٰ سے اس طرح عہد کر لیتے لئن انجیتنا لنؤمنن پھر وہ ان کو نجات دے دیتا تو وہ اپنے وعدے سے پھر جاتے وَاِنْ اور حالت اور بات یہ ہے وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ (اور ہم نے اکثر لوگوں کو بے حکم ہی پایا) اطاعت سے نکلنے والے تھے۔

نحو : وجدنا یہاں علمنا کے معنی میں ہے کیونکہ اس میں ان مخففہ اور لام جواب موجود ہے۔ اور یہ دونوں مبتدا اور خبر پر آ سکتے



BestUrduBooks.wordpress.com

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ىٕهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ

پھر ہم نے ان کے بعد اپنی آیات کے ساتھ موسیٰ کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا سو انہوں نے ان آیات کے ساتھ ظلم والا معاملہ کیا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ قَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ

سو تو دیکھ لے فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا؟ اور کہا موسیٰ نے کہ اے فرعون بیشک میں رب العالمین کی طرف سے

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ

رسول ہوں، میرے لئے یہی شایان شان ہے کہ حق کے علاوہ اللہ کی طرف کسی بات کو منسوب نہ کروں، میں تمہارے پاس تمہارے

بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ

رب کی طرف سے دلیل لایا ہوں، سو تو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔ فرعون کہنے لگا کہ اگر تو کوئی نشانی لایا ہے

فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ ۚۖ

تو اسے پیش کر دے اگر تو سچا ہے۔ موسیٰ نے اپنی لاٹھی ڈالی تو اچانک وہ بالکل واضح طور پر ایک اژدھا بن گئی

وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع

اور اپنا ہاتھ نکالا تو یکایک وہ دیکھنے والوں کو سفید نظر آ رہا ہے۔

ہیں۔اور ان افعال پر جو مبتدا اور خبر پر داخل ہو سکتے ہیں۔

## واقعہ موسیٰ علیہ السلام وفرعون:

آیت ۱۰۳: ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ (پھر ان کے بعد ہم نے بھیجا) ھمؔ کی ضمیر لقد جاء تھم رسلھم میں رسل کی طرف راجع ہے یا امم کی طرف راجع ہے مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ (موسیٰ علیہ السلام کو اپنے دلائل دیکر) واضح معجزات کے ساتھ۔ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىٕهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا (فرعون اور اس کے امراء کے پاس بھیجا۔ پس ان لوگوں نے انکا بالکل حق ادا نہ کیا) انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا۔ یہاں ظلم کو کفر کی جگہ لا کر بتلا دیا کہ یہ دونوں ایک وادی کے درخت ہیں۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان:۱۳) نمبر۱: یا انہوں نے اس کے سبب لوگوں پر ظلم ڈھائے۔ خصوصاً ایمان والوں کو نشانہ بنایا۔ نمبر۲۔ جب ان آیات پر ایمان لازم تھا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پس ان کا انکار سراسر ظلم تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے کفر کو ایمان کی جگہ پر رکھا جو مناسب نہ تھا۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ (پس دیکھئے ان مفسدوں کا کیا انجام ہوا) جب کہ اس میں مستغرق ہو گئے۔

## تقریر موسیٰ علیہ السلام:

آیت ۱۰۴: وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ (اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے فرعون) اس زمانہ میں ملوک مصر کو فرعون کہا جاتا تھا جس طرح فارس کے بادشاہوں کو کسریٰ۔ گویا اس کا معنی یہ ہوا۔ اے ملک مصر اس کا نام قابوس یا ولید بن مصعب بن الرّیان تھا۔ اِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں) تیری طرف۔ فرعون نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

آیت ۱۰۵: حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ (میرے لئے یہی مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سچ کے سواء اور کوئی بات منسوب نہ کروں) میں سچی بات کے زیادہ لائق ہوں یعنی سچی بات کہنا مجھ پر لازم ہے اور اس پر قائم رہنا بھی ضروری ہے۔

قراءت: نافع نے حقیق علیّ پڑھا ہے یعنی مجھ پر لازم ہے کہ حق بات کے سواء اللہ تعالیٰ پر ہر بات چھوڑ دوں۔ یعنی سچائی اس قراءت کی صورت میں رب العالمین پر وقف ہے۔ اور پہلی قراءت کی صورت میں وصل جائز ہے کیونکہ حَقِيْقٌ رسولوں کی صفت ہے اور علیٰ باء کے معنی میں ہے جیسا کہ ابی بن کعب کی روایت میں ہے یعنی بیشک میں رسول اس بات کے لائق ہوں کہ میں نہ کہوں۔ نمبر ۲۔ علیٰ کو رسول میں پائے جانے والے معنی فعل سے متعلق کیا جائے۔ یعنی بیشک میں رسول برحق ہوں رسالت کے لائق ہوں میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے متعلق حق بات کہوں۔ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ جو میری رسالت کو واضح کردے۔

## بنی اسرائیل کی مصر آمد:

فَاَرْسِلْ مَعِىَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ (سو تو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے) ان کو آزاد کردے تاکہ وہ ارض مقدس کی طرف واپس لوٹ جائیں۔ جو ان کا اصلی وطن ہے اور یہ اس طرح کہ جب یوسف علیہ السلام فوت ہو گئے۔ تو فرعون نسل اسباط پر غالب آ گیا۔ اور ان کو غلام بنالیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ ان کو غلامی سے نجات دی۔ مصر میں داخلے اور نجات کے دن میں چار سو سال کا فاصلہ تھا۔

قراءت: مَعِىَ حفص کی قراءت میں ہے۔

## فرعون کا جواب:

آیت ۱۰۶: قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ (فرعون نے کہا اگر تو کوئی معجزہ لے کر آیا ہے) اس کی طرف سے جس نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا۔ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (تو اس کو پیش کرو اگر تم سچے ہو) تو میرے پاس لے آ تاکہ تیرا دعویٰ درست ثابت ہو سکے اور اس میں تیری سچائی ظاہر ہو۔

## عصائے موسوی کا اعجاز:

آیت ۱۰۷: فَاَلْقٰى (پس آپ نے ڈال دیا) موسیٰ علیہ السلام نے عَصَاهُ (اپنا عصا) اپنے ہاتھ سے فَاِذَا هِىَ (تو اچانک) اذا



BestUrduBooks.wordpress.com

مفاجات کے لیے ہے یہ ظرف مکان ہے یہ ثمہ اور ھناك کی طرح ہے۔ ثُعْبَانٌ بہت بڑا سانپ مُّبِيْنٌ (ایک اژدہا بن گیا) جس کا معاملہ ظاہر ہونے والا تھا۔ روایت میں ہے کہ وہ نر سانپ تھا جو منہ کھولنے والا تھا۔ اس کے جبڑوں کا فاصلہ ۸۰ ہاتھ تھا۔ اس نے اپنا نچلا جبڑا زمین پر اور اوپر والا محل کی بالائی دیوار پر رکھا۔ پھر فرعون کی طرف متوجہ ہوا تو فرعون بھاگ نکلا اور پاخانہ کر دیا۔ اور اس سے قبل اس نے پاخانہ نہ کیا تھا۔ اس نے لوگوں پر حملہ کر دیا جس سے پچیس ہزار آدمی مر گئے۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو قتل کر ڈالا فرعون چیخ اٹھا اے موسیٰ اس کو پکڑو میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں موسیٰ علیہ السلام نے پکڑا تو وہ عصا بن گیا۔

## ید بیضاء کا معجزہ:

آیت ۱۰۸: وَّنَزَعَ يَدَهٗ (اور اپنا ہاتھ باہر نکال لیا) اپنے گریبان سے فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ (پس وہ اچانک سب دیکھنے والوں کیلئے بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا) یعنی وہ سفید تھا دیکھنے کے لیے اور دیکھنے کے لیے سفیدی وہی ہوتی ہے۔ جو سفیدی عجیب اور عام عادت کے خلاف ہو۔ لوگ اس کو دیکھنے کیلئے جمع ہوتے تھے۔ روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو اپنا ہاتھ دکھا کر فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ تیرا ہاتھ ہے۔ پھر اس کو اپنے گریبان میں ڈال کر کھینچا اچانک وہ سفید تھا۔ اس کی شعاعیں سورج کی شعاعوں پر غالب آ گئیں۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کا رنگ شدید گندمی تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ

سرداروں نے کہا جو فرعون کی قوم میں سے تھے کہ بلاشبہ یہ ایک جادوگر ہے جو بڑا ماہر ہے یہ چاہتا ہے کہ تمہاری سرزمین سے تمہیں

مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِى الْمَدَآئِنِ

نکال دے سو تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ کہنے لگے کہ اس کو اور اس کے بھائی کو ڈھیل دیجیے اور شہروں میں جمع کرنے والوں

حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا

کو بھیج دے جو تیرے پاس ہر ماہر جادوگر کو لے آئیں اور جادوگر فرعون کے پاس آئے کہنے لگے کہ اگر ہم غالب

لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى

ہوئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا صلہ ملے گا؟ فرعون نے کہا ہاں بیشک تم لوگ مقربین میں شامل ہو جاؤ گے۔ ان جادوگروں نے کہا کہ اے موسیٰ

اِمَّآ اَنْ تُلْقِىَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا

یا تو آپ ڈالیں یا ہم ڈالنے والے ہو جائیں۔ موسیٰ نے کہا کہ تمہیں ڈالو۔ سو جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر

اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ

جادو کر دیا اور ان پر ہیبت غالب کر دی اور بڑا جادو لے کر آئے۔ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ

اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا

تم اپنی لاٹھی ڈال دو، سو وہ اچانک ان کی بنائی ہوئی جھوٹی چیزوں کو نگلنے لگی۔ پس حق ظاہر ہو گیا اور وہ باطل ہو گیا

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

جو انہوں نے بنایا تھا سو وہ اس جگہ مغلوب ہو گئے اور جادوگر سجدہ میں ڈال دیئے گئے

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو موسیٰ کا اور ہارون کا رب ہے۔

آیت ۱۰۹: قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ (قوم فرعون کے سرداروں نے کہا بیشک یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے) سحر جاننے والا اور اس کا ماہر اس نے لوگوں کے تخیل میں لاٹھی کو سانپ اور گندمی رنگ سپید بنا دیا ہے۔ اس کلام کی نسبت سورۃ شعراء میں فرعون کی طرف کی گئی۔ کہ اس نے اپنے سرداروں کو یہ بات کہی۔ یہاں سرداروں کی طرف کی گئی پس احتمال ہے کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

فرعون نے بھی کہی اور سرداروں نے بھی کہی۔ فرعون کا وہاں نقل فرمایا جبکہ سرداروں کی بات یہاں نقل کی۔ نمبر۲۔ فرعون نے پہلے کہی اور سرداروں نے اس کے منہ سے سن کر کہنی شروع کی۔ اور انہوں نے اپنے ماتحتوں کے لیے یہی بات کہی۔

## فرعون کا کلام:

آیت ۱۱۰: یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ (وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری سرزمین سے نکال باہر کرے) یعنی ارض مصر فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ (پس تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو) تم کیا مشورہ دیتے ہو۔ یہ امرتهٗ فامرنی بکذا سے لیا گیا۔ جب تم مشورہ کروا اور وہ تمہیں اپنی رائے دے۔ یہ فرعون کا کلام ہے۔ جو اس نے اپنے سرداروں کو اس وقت کہا جب سرداروں نے فرعون سے کہا ان هذا لساحر عليم يريد ان يخرجكم یہ پڑھا لکھا جادوگر تمہیں تمہاری سرزمین سے نکالنا چاہتا ہے۔

## سرداروں کا مشورہ:

آیت ۱۱۱: قَالُوْٓا اَرْجِهْ (انہوں نے کہا آپ اس کو مہلت دیں) قراءت: عاصم حمزہ نے اس کو سکون ھا سے پڑھا ہے معنی یہ ہے اس کو مؤخر کر اور اس کو روک۔ یعنی اس کے معاملے کو ملتوی کر۔ اور جلد بازی مت کر۔ یا اس نے قتل کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے کہ اس کے قتل کو مؤخر کرو۔ اور اس کو قید کرو۔ اور اس کو قتل نہ کرو تا کہ لوگوں کے سامنے اس کا سحر ظاہر ہو۔ وَاَخَاهُ (اور اس کے بھائی کو) ہارون کو وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ (اور شہروں میں جمع کرنے والے کارندوں کو بھیج دو) جمع کرنے والے۔

آیت ۱۱۲: یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ۔ (کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس حاضر کردیں) قراءت: حمزہ وعلی نے ساحر کو سحّار پڑھا ہے۔ یعنی وہ تیرے پاس اس جیسے پڑھے لکھے جادوگر لائیں یا اس سے بھی بہتر۔

## ساحروں کی آمد اور معرکہ:

آیت ۱۱۳: وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ (اور جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے) مراد یہ ہے کہ فرعون نے ان کی طرف پیغام بھیجا وہ حاضر خدمت ہو گئے۔ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا (کہنے لگے کہ اگر ہم غالب ہوئے) خبر پر اور عظیم اجر کے اثبات کے ساتھ یہ حجازی اور حفص کے ہاں ہے یہاں فقالوا کی بجائے قالوا فرمایا گیا۔ کیونکہ یہ ایک سائل کا گویا جواب ہے کہ وہ جب آ گئے۔ تو انہوں نے کیا کہا۔ تو اس کا جواب دیا گیا: ان لنا لا جرًا یعنی غلبہ پر انعام ملے گا۔ اجرًا کو نکرہ تعظیم کے لئے لائے۔ گویا کہ انہوں نے کہا کہ ہم کو بہت بڑا بدلہ چاہیے۔ اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ (اگر ہم غالب آ گئے)۔

آیت ۱۱۴: قَالَ نَعَمْ (فرعون نے کہا ہاں) بے شک تمہیں ضرور بدلہ ملے گا۔ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ (اور تم مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے) میرے ہاں تم سب سے اول داخل ہونے والے اور سب سے آخر نکلنے والے ہو گے ان کی تعداد ۸۰ ہزار یا ۷۰ ہزار یا ۳۴، ۳۵ ہزار تھی۔

## ساحروں کا موسیٰ علیہ السلام سے کلام:

آیت ۱۱۵: قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ (ان جادوگروں نے کہا کہ اے موسیٰ! یا تو آپ ڈالیں اپنی لاٹھی) وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ



BestUrduBooks.wordpress.com

نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ (یا ہم ڈالنے والے ہو جائیں اُس کو جو ہمارے پاس ہے) اس میں دلالت ہے کہ ان کی رغبت اس بات کی طرف تھی۔ کہ وہ پہلے ڈالیں۔ اس لیے متصل کی تاکید ضمیر منفصل سے لائے اور خبر کو بھی معرفہ لائے۔

## جواب موسیٰ علیہ السلام:

آیت ۱۱۶: قَالَ (کہا) موسیٰ علیہ السلام نے ان کو کہا اَلْقُوْا (تم ہی ڈالو) ان کو اختیار دینا تقاضا ادب حسن ہے جس کی رعایت ان کے ساتھ برتی گئی۔ جیسا کہ مناظرہ وجدال میں شروع ہونے سے پہلے کرتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے وہ بات خاص کر دی جس کی ان کو رغبت تھی۔ ان کی شان کو گھٹانے اور ان کی طرف بے توجہی اختیار کرتے ہوئے اور اس بات پر اعتماد کرتے ہوئے۔ کہ معجزہ پر کبھی جادو غالب نہیں آ سکتا۔

## اثراتِ سحر:

فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ (پس جب انہوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کر دی) حیلوں سے لوگوں کو دکھلائیں اور شعبدہ بازی کے انداز سے لوگوں کے خیال میں یہ بات ڈالی حقیقت میں اس کے خلاف تھی۔ روایت میں ہے کہ انہوں نے موٹی موٹی رسیاں ڈالیں اور لمبے لمبے بانس پس انہوں نے سانپوں کی طرح زمین کو بھر دیا اور وہ ایک دوسرے کے اوپر سوار ہوگئے۔ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ (اور ان پر ہیبت غالب کر دی) اور لوگوں کو سخت ڈرایا۔ گویا انہوں نے اپنے ڈر کو حیلہ سے طلب کیا۔ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ (اور ایک قسم کا بڑا جادو دکھلایا) سلسلۂ سحر میں یا دیکھنے والوں کی نگاہ میں۔

## وحی سے اظہارِ معجزہ کا حکم:

آیت ۱۱۷: وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ (اور ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ آپ اپنا عصا ڈال دیں۔ پس عصا کا ڈالنا تھا اس نے نگلنا شروع کیا) تلقف نگلنے کو کہتے ہیں۔

قراءت: حفص نے تلقف پڑھا۔ مَا يَاْفِكُوْنَ (ان کے بنے بنائے کھیل کو) ما موصولہ یا مصدریہ یعنی جو وہ باندھتے تھے یعنی حق سے باطل کو پلٹتے تھے۔ اور جھوٹ کے طور پر پیش کرتے تھے۔ نمبر۲۔ افک سے مافوک بنایا گیا گھڑا ہوا مراد ہے۔ روایت میں ہے کہ جب اس نے رسیوں اور لاٹھیوں سے بھری وادی نگل لی۔ موسیٰ نے اس کو اٹھایا۔ تو پہلے کی طرح لاٹھی بن گئی۔ اور ان بڑے اجسام کو اپنی قدرت سے معدوم کر دیا۔ نمبر۳۔ ان کے اجزائے لطیفہ میں منتشر کر دیا۔ جادوگر کہنے لگے اگر یہ جادو ہوتا تو ہماری رسیاں اور لاٹھیاں باقی رہتیں۔

## غلبہ حق:

آیت ۱۱۸: فَوَقَعَ الْحَقُّ (پس حق ظاہر ہو گیا) قائم و ثابت ہوا وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (وہ سب بیکار ہو کر رہ گیا جو کچھ انہوں نے بنایا تھا) جادو سے۔

آیت ۱۱۹: فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ (پس وہ اس موقعہ پر ہار گئے) یعنی فرعون اور اس کا لشکر اور جادوگر وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ (اور ذلیل ہو کر واپس چلے گئے) ذلیل اور مبہوت ہوگئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ

فرعون نے کہا کیا تم اس سے پہلے اُس پر ایمان لے آئے کہ میں تمہیں اجازت دوں' بلاشبہ یہ ایک بڑا مکر ہے جو تم سب نے مل کر اس شہر میں کیا ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ شہر والوں کو نکال دو

اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۲۳ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ

سو عنقریب تم جان لو گے' ضرور، بالضرور میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دوں گا پھر تم سب کو سولی پر

اَجْمَعِيْنَ ۝۱۲۴ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝۱۲۵ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ

لٹکا دوں گا۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں' اور تو جو ہم سے انتقام لے رہا ہے اس کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم

۱۴ ع ۸ ۴ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝۱۲۶

اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لے آئے جب وہ ہمارے پاس پہنچ گئیں۔ اے ہمارے رب ہم پر صبر ڈال دے اور ہمیں اس حال میں موت دے کہ ہم اسلام پہ ہوں۔

## مغلوبیت کے بعد جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا لشکر بن گئے:

آیت ۱۲۰: وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ (اور وہ جو ساحر تھے وہ سجدہ میں گر گئے) نمبرا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔ گویا ان کو کسی ڈالنے والے نے زبردستی ڈال دیا۔ نمبر۲۔ جو کچھ انہوں نے دیکھا اس کو دیکھ کر وہ اپنے اختیار میں نہ رہے گویا وہ ڈال دیے گئے وہ دن کی ابتداء میں جادوگر کافر تھے اور دن کے آخر میں نیک شہداء بن گئے۔

## اعلانِ حق:

آیت ۱۲۱، آیت ۱۲۲: قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر) رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (جو موسیٰ و ہارون کا بھی رب ہے) نحو: یہ ماقبل سے بدل ہے۔

## فرعون کی مکارانہ تقریر و دھمکی:

آیت ۱۲۳: قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ (فرعون کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ پر ایمان لائے ہو) خبر کی صورت میں۔

قراءت: حفص نے پڑھا ہے اس صورت میں یہ فرعون کی طرف سے ان کو توبیخ ہے۔ دو ہمزہ کیساتھ۔ حفص کے علاوہ کوفی قراء نے پڑھا۔ پہلا ہمزہ استفہام کا ہے اور اس کا معنی استبعاد اور انکار ہے۔ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ (میری اجازت کے بغیر) میرے تمہیں اجازت دینے سے پہلے اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا (حقیقت میں یہ تم سب کی سازش تھی جو تم نے شہر میں اس لئے کی تھی کہ یہاں کے رہنے والوں کو باہر نکال دو) یہ تمہاری حرکت ایک حیلہ ہے جو تم نے اور موسیٰ علیہ السلام نے مصر میں برپا کیا ہے۔ اس سے قبل کہ تم صحراء کی طرف نکل کر مقابلہ کے لئے جاؤ۔ اس میں تمہارا مقصد مخفی ہے کہ مصر



BestUrduBooks.wordpress.com

سے قبطیوں کو نکال باہر کرو۔ اور بنی سرائیل کو وہاں بساؤ۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (پس اب تم کو اس کی حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے) یہ وعید ہے پہلے اس کو اس نے اجمالاً ذکر کیا پھر تفصیل اس قول سے کر دی۔

آیت ۱۲۴: لَاُ قَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ (میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دونگا) ہر جانب سے ایک ٹکڑا ثُمَّ لَاُ صَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ (پھر تم سب کو سولی پر لٹکا دونگا) یہ پہلا شخص ہے جس نے دایاں ہاتھ بایاں پاؤں اور بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹا اور سولی پر لٹکایا۔

## ساحروں کا جواب:

آیت ۱۲۵: قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ (انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم مرکر اپنے مالک ہی کے پاس جائیں گے) پس ہمیں موت کا ڈر نہیں اس لئے کہ ہم اپنے اس رب کی رحمت وملاقات کی طرف پلٹ جائیں گے۔ یا اِنَّآ سے وہ اپنے آپ اور فرعون ہر دو مراد لے کر گویا کہہ رہے تھے کہ ہم دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واپس جائیں گے وہ خود ہمارے مابین فیصلہ فرمائے گا۔

## جو تیرے ہاں عیب ہے وہ ہمارے ہاں حسن ہے:

آیت ۱۲۶: وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا (اور تو نے ہم میں کونسا عیب دیکھا ہے سوائے اس کے کہ ہم اپنے رب کے احکام پر ایمان لے آئے) تو ہمارا یہی عیب نکالتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لے آئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو تیری نگاہ میں سب سے بڑا عیب ہے وہ اصل میں سب سے بڑی فخر اور منقبت کی بات ہے اور وہ ایمان ہے شاعر نے یہی بات کہی۔ ولا عیب فیھم غیر ان سیوفھم ، بھن فلولٌ من قراع الکتائب ' رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا (اے ہمارے رب ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما) یعنی زور سے ہم پر ڈال دے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمیں وسیع صبر عنایت فرما یہاں تک کہ وہ ہم پر بہنے لگے اور ہمیں ڈھانپ لے جیسا کہ پانی ڈھانپ لیتا ہے۔ وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ (اور ہمیں اس حال میں موت دے کہ ہم اسلام پر ہوں) اسلام پر ثابت قدم رہنے والے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ

اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو یوں ہی چھوڑے رہے گا تا کہ وہ زمین میں فساد کریں اور تجھے اور تیرے معبودوں کو

وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

چھوڑے رہیں۔ اس نے کہا کہ ابھی ہم ایسا کریں گے ان کے بیٹوں کو مار ڈالیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم کو ان پر پوری طرح غلبہ حاصل ہے۔

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ قف يُوْرِثُهَا مَنْ

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو' بلاشبہ یہ اللہ کی زمین ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ

وارث بنائے اور عاقبت متقیوں کے لئے ہی ہوتی ہے وہ کہنے لگے کہ ہم کو آپ کے آنے سے پہلے تکلیفیں دی جاتی

تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ

رہی ہیں اور آپ کے آنے کے بعد بھی' انہوں نے جواب میں کہا کہ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے

ع ۱۵

وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

اور تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دے' پھر وہ دیکھے گا کیسے عمل کرتے ہو؟

## فرعونی سرداروں کا خطرناک مشورہ:

آیت ۱۲۷: وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ (قوم فرعون کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰ کو اور ان کی قوم کو یوں ہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں) مصر کی سرزمین میں غلبہ پا کر۔ اور وہاں کے لوگوں کا دین بدل کر۔ کیونکہ جادوگروں کے ایمان لانے پر چھ لاکھ لوگوں نے موافقت کی تھی۔ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ (اور وہ آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کیے رہیں)

نَحو : لیفسدوا۔ پر اس کا عطف ہے کہا جاتا ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کے لئے اپنے بت بنوائے اور قوم کو حکم دیا کہ وہ اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے ان بتوں کی پوجا کریں۔ جیسا کہ بتوں کی پوجا کی جاتی ہے۔ جیسا کہ بتوں کے پجاری پوجا کرتے ہوئے یہی کہتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں گے اس لیے وہ اپنے آپ کو رب کہلواتا تھا۔ انا ربکم الاعلی ۔ (النّٰزعٰت) فرعون نے سرداروں کو جواب دیتے ہوئے کہا:



BestUrduBooks.wordpress.com

## جواب فرعون:

قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ۔ (فرعون نے کہا ہم ابھی ان کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں۔ اور ہم کو ان پر ہر طرح کا زور حاصل ہے)

قراءت: سَنَقْتُلُ حجازی نے پڑھا یعنی ہم ان پر قتل ابناء کا قانون دوبارہ نافذ کر رہے ہیں۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ہم ان پر غالب و قاہر ہیں۔ یہ ہمارے مقہور مجبور اور غلام ہیں یہ وہ اسرائیلی بچہ ہے جس کے متعلق ہمارے نجومی پیشینگوئی کرتے تھے۔ کہ سلطنت قبط کو تباہ کرے گا۔ اس سے عامۃ الناس ہماری اطاعت پر قائم رہیں گے اور ان کو بھی اس کی پیروی پر آمادہ کریں گے۔

## موسیٰ علیہ السلام کی مسلمانوں کو تلقین صبر و تقویٰ:

آیت ۱۲۸: قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا (موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا کرو اور صبر کرو) یہ اس وقت کہا جب فرعون کی بات سے انہوں نے گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ سنقتل ابناء هم یہ بطور تسلی فرمایا اور آخرت کا وعدہ ان کو یاد دلایا۔ ان الارض نمبر۱۔ ارض میں الف لام عہد کا ہے اور ارض مصر مراد ہے نمبر۲۔ الف لام جنس کا ہے اور ارض مصر پر اس کا اول اطلاق ہوتا ہے اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جس کو چاہیں اپنے بندوں میں سے مالک بنا دیں) اس میں ان کو ارض مصر کی تمنا دلائی وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (اور بالآخر کامیابی انہی کو ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں) اس میں بشارت ہے کہ اچھا انجام متقین کے لیے ہے۔ خواہ ان میں سے ہو یا قبط میں سے قال موسٰی سے پہلے واؤ نہیں لائے۔ کیونکہ یہ جملہ مستانفہ ہے بخلاف وقال الملاء کے وہ ماقبل و قال الملأ فی قوم فرعون پر معطوف ہے۔

## وعدۂ آخرت کے متعلق تاخیر کی شکایت:

آیت ۱۲۹: قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا (انہوں نے کہا ہم تو ہمیشہ مصیبت میں ہی رہے۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی) وہ اس سے قتل ابناء مراد لیتے تھے۔ جو ولادت موسیٰ سے قبل پیش آیا اور اس وقت تک رہا جب تک انہوں نے چاہا اور اب دوبارہ اسی کو نافذ کر رہے تھے۔ ان الفاظ میں فرعون کے متعلق شکوہ اور وعدۂ نصرت کے متعلق دیر ہونے کی شکایات ہیں۔

## موسیٰ علیہ السلام کا دلاسہ:

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیگا اور بجائے ان کے تمہیں اس سرزمین کا مالک بنا دیگا) جو بشارت پہلے اشارہ سے بیان کی تھی۔ اس میں وضاحت فرما دی اور ان کے سامنے بات کھول دی کہ وہ اللہ تعالیٰ فرعون کو ہلاک کرے گا۔ اس کے بعد سرزمین مصر میں تمہیں نائب بنائے گا۔ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (پھر تمہارا طرز عمل دیکھے گا) پس وہ تمہاری طرف سے اچھے برے عمل کو دیکھے گا۔ نعمت کی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے فرعون والوں کو قحط سالی کے ذریعہ اور پھلوں میں کمی کے ذریعہ پکڑ لیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى

پھر جب آ جاتی ان کے پاس خوشحالی تو کہتے تھے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونی ہی چاہیے اور اگر انہیں کوئی بد حالی پہنچ جاتی تو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی

وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا

نحوست بتاتے تھے' خبردار ان کی نحوست اللہ کے علم میں ہے لیکن ان میں بہت سے لوگ نہیں جانتے' اور وہ کہنے لگے

مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

کہ تو جب کبھی بھی کوئی نشانی ہمارے سامنے لائے گا تاکہ تو اس کے ذریعہ ہم پر جادو کرے سو ہم تیری تصدیق کرنے والے نہیں ہیں۔

ناقدری اور ناشکری کا اندازہ کرے گا۔ تاکہ جو عمل تمہارے سے پایا جائے اس کے مطابق تمہیں بدلہ دیا جائے۔

نکتہ: عمرو بن عبید کہتے ہیں کہ میں خلافت سے قبل منصور کے پاس گیا اس کے دسترخوان پر ایک دو روٹیاں تھی۔ منصور نے عمرو کی خاطر اور منگوائیں۔ مگر میسر نہ ہوئیں تو منصور نے یہ آیت پڑھی۔ پھر خلافت کے بعد اس کے ہاں گیا اور یہ واقعہ یاد دلایا۔ تو منصور کہنے لگا ابھی ایک بات باقی ہے۔ فینظر کیف تعملون ہمارے اعمال سامنے نہیں آئے۔

## فرعونیوں پر عذاب کی ابتداء:

آیت ۱۳۰: وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ (ہم نے فرعونیوں کو قحط سالیوں کے عذاب میں مبتلا کر دیا) سنین کا معنی قحط ہے۔ یہ سات سال تھے اور سنۃ یہ دابہ اور نجم کی طرح اسمائے غالبہ میں سے ہے۔ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ (اور پھلوں کی پیداوار کی کمی میں مبتلا کر دیا) قحط دیہاتیوں کے لیے اور نقص اثمار شہریوں کے لیے لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (تاکہ وہ سمجھ جائیں) تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور متنبہ ہو جائیں یہ حال ان کے اصرار کفر کی وجہ سے تھا۔ اور شدت و قحط میں لوگوں کے دلوں میں رقت و نرمی زیادہ ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ فرعون چار سو سال زندہ رہا۔ اس نے تین سو بیس سال تک کوئی تکلیف نہ دیکھی تھی۔ اگر اس کو اس زمانہ میں سر درد بھوک و قحط، بخار پہنچتا تو وہ الوہیت کا مدعی نہ بنتا۔

## فرعونیوں کا طرزِ عمل:

آیت ۱۳۱: فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ (پس جب ان پر خوشحالی آتی) صحت، سرسبزی قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ (وہ کہتے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی چاہئے) ہم اس کے مستحق ہیں۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ (اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آتی) خشک سالی اور بیماری يَّطَّيَّرُوْا (تو نحوست بتاتے) اصل میں يَتَطَيَّرُوْا تھا' تا کو طا میں ادغام کر دیا کیونکہ یہ طرف لسان اور اصول ثنایا کے لفظ ہیں۔ بِمُوْسٰى



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ مَّعَهٗ (موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی) ان کو منحوس قرار دیتے ان سے شگون لیتے اور کہتے کہ یہ ان کی نحوست ہے اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو ہمیں یہ مصیبت نہ پہنچتی۔

نکتہ: یہاں اذا، داخل کیا "حسنة" میں اِنْ، لائے سَیِّئَۃ پر اور سیئة کو نکرہ لایا گیا کیونکہ جنس حَسَنَۃ تو کثرت کی وجہ سے واقع ہونے کی طرح ہے۔ اور سیئہ کبھی کبھی اور نادر احوال میں پیش آتی ہے اور اس میں سے بھی معمولی سی آتی ہے اس لیے اس کو نکرہ لائے۔ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ (یادرکھو کہ ان کی نحوست) ان کے خیر وشر کا سبب عِنْدَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے) اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت میں ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ہاتھ میں خیر وشر کا پہنچانا ہے۔ جیسا دوسری آیت میں ہے۔ قل کل من عند اللّٰہ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (لیکن ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے تھے) اس بات کو

## میں نہ مانوں کی رٹ:

آیت ۱۳۲: وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ (اور یوں کہتے کیسی ہی عجیب بات ہمارے سامنے لاؤ کہ اس کے ذریعہ سے ہم پر جادو چلاؤ۔ جب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانیں گے)

نحو: اصل مهما کی ماما ہے۔ پہلا "ما" جزاء کے لیے ہے دوسرا اس کے ساتھ تاکید جزاء کے لیے لایا گیا۔ جیسا کہتے ہیں۔ متی ما تخرج اخرج۔ ارشاد الٰہی: اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا (البقرہ:۱۴۸) فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ (الزخرف:۴۱) البتہ درمیان والا الف ما کا تکرار متجانسین کی وجہ سے ہا سے بدل دیا۔ علمائے بصرہ کا درست مذہب یہی ہے۔ اعراب میں یہ تأتنا کی وجہ سے موضع نصب میں ہے۔ یعنی ایما شئی تو حاضر کرتا ہے اور لاتا ہے مِن اٰية یہ مهما کا بیان ہے بہٖ کی ضمیر اور بها کی ضمیر مهما کی طرف لوٹتی ہے البتہ پہلا لفظ کا لحاظ کر کے لائے اور دوسری معنی کا کر کے لائی گئی کیونکہ وہ آیت کے معنی میں ہے اس کو آیت موسیٰ کے نام کا اعتبار کر کے کہا یا ان کا مقصد اس سے استہزاء تھا۔ کہ جس کو تو نشانی کہتا پھرتا ہے یہ بھی کوئی نشانی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ قف

سو ہم نے ان پر طوفان بھیج دیا اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون ' یہ نشانیاں تھیں کھلی ہوئی۔

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى

سو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے اور ان پر جو عذاب واقع ہوتا تو کہتے تھے کہ اے موسیٰ

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ

اپنے رب سے اس بات کی دعا کر جس کا اس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے۔ اگر تو نے ہم سے عذاب کو ہٹا دیا تو ہم ضرور تیری تصدیق کریں گے

وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ

اور تیرے ساتھ ضرور بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے ' پھر جب ہم ان سے عذاب کو ایک مدت تک ہٹا دیتے

هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ

جس مدت تک ان کو پہنچنا تھا تو وہ اسی وقت عہد شکنی کر دیتے تھے۔ پھر ہم نے ان سے انتقام لے لیا سو ان کو اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیات کو

بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ

جھٹلایا سمندر میں غرق کر دیا ' اور وہ ان سے غافل تھے اور ہم نے ان لوگوں کو زمین کے مشارق اور مغارب کا

كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ

وارث بنا دیا جو ضعیف شمار کئے جاتے تھے اور آپ کے رب کی نیک بات

رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ

بنی اسرائیل پر پوری ہو گئی۔ اس سبب سے کہ انہوں نے صبر کیا اور ہم نے برباد کر دیا ان کارروائیوں کو

فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

جو فرعون اور اس کی قوم کے لوگ کیا کرتے تھے اور جو وہ اونچی اونچی عمارتیں بنایا کرتے تھے۔

## فرعونی عذابوں کے چکر میں:

آیت ۱۳۳: فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ (پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا) نمبر۱۔ جس نے ان کو گھیر لیا اور بارش وغیرہ جس نے ان پر غلبہ کر لیا۔ نمبر۲۔ سیلاب نمبر۳۔ پانی نے ان کے کھیتوں کو ڈبو دیا آٹھ دن مسلسل بارش ہوتی رہی سخت اندھیرا چھایا رہا۔ دن رات



BestUrduBooks.wordpress.com

سورج چاند کو نہ دیکھا اور کوئی گھر سے باہر نہ نکل سکا۔ نمبر۴: یہ پانی قبطیوں کے گھروں میں داخل ہو گیا۔ یہاں تک کہ پانی ان کے گلے تک پہنچ گیا جو بیٹھتا وہ غرق ہو جاتا۔ بنی سرائیل کے گھروں میں ایک قطرہ بھی داخل نہ ہوا۔

نمبر۵۔ جدری کی بیماری تھی نمبر۶۔ طاعون ان پر مسلط ہوا۔ وَالْجَرَادَ (اور ٹڈیاں) ان کی کھیتیاں کھالیں اور ان کے پھل سڑ گئے اور ان کے گھروں کی چھتوں اور کپڑوں کو دیمک نے چاٹ لیا۔ بنی اسرائیل کے گھروں میں سے کسی کے گھر میں ان میں سے کچھ بھی نہ تھا۔ وَ الْقُمَّلَ (جوں یا گھن کا کیڑا) جوئیں یہ مکڑی کی اولاد ہے۔ اس کے پر نکلنے سے پہلے یا پسو یا بڑے چیچڑ وَالضَّفَادِعَ (مینڈک) ان کے کھانے اور مشروبات میں گرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب کوئی بات کرتا تو چھلانگ لگا کر اس کے منہ میں پہنچ جاتا۔ وَالدَّمَ (خون) نکسیر دوسرا قول یہ ہے کہ ان کے پانی خون بن گئے۔ یہاں تک کہ قبطی اور بنی اسرائیلی ایک برتن پر جمع ہو جاتے تو بنی اسرائیلی کے سامنے والا پانی اسی طرح رہتا اور قبطی کے سامنے والا خون بن جاتا تیسرا قول یہ ہے کہ نیل سے خون بہنے لگا۔ اٰیٰتٍ (معجزات) یہ اشیائے مذکورہ سے حال ہے۔ مُّفَصَّلٰتٍ (کھلے) ظاہر واضح اس میں کسی عقل مند کو ذرہ بھر شبہ نہ تھا۔ کہ یہ آیات اللہ میں سے ہیں۔ نمبر۲۔ ان نشانات کا آپس میں ایک ایک ماہ کا فاصلہ تھا۔ فَاسْتَكْبَرُوْا (پس وہ تکبر کرتے رہے) موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ (اور وہ لوگ کچھ تھے ہی جرائم پیشہ)۔

## عذاب کے وقت جھوٹا وعدہ:

آیت ۱۳۴: وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ (جب ان پر کوئی عذاب واقع ہوتا) آخری عذاب اور وہ خون یا یکے بعد دیگرے آنے والا عذاب قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ (اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے اس بات کی دعا کر دیجئے جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے) ما مصدر یہ ہے یعنی جو وعدہ اس نے تیرے ساتھ کیا اور وہ نبوت ہے باء اُدْعُ سے متعلق ہے یعنی ادع اللّٰہ لنا متوسلًا الیہ بعھدہٖ عندك تو اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے اس وعدہ کے توسل سے دعا کر جو اس نے تیرے ساتھ کر رکھا ہے۔ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (اگر آپ اس عذاب کو ہم سے ہٹا دیں تو ہم ضرور بالضرور آپ کے کہنے سے ایمان لے آویں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کر کے آپ کے ہمراہ کر دیں گے)۔

## مہلت سے غلط فائدہ:

آیت ۱۳۵: فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ (پھر جب ہم ان سے عذاب کو ایک مدت تک ہٹا دیتے) ایک زمانہ تک هُمْ بٰلِغُوْهُ (جس مدت تک ان کو پہنچنا تھا) بہر صورت پس ان کو سزا ملے گی ان کو پہلی مہلت کام نہ دے گی۔ اور نہ ہی عذاب کا وقتی طور دور ہونا کام آئے گا۔ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ (تو وہ اسی وقت عہد شکنی کر دیتے تھے) یہ لمّا کا جواب ہے یعنی جب ہم نے ان سے عذاب ہٹا لیا تو اسی وقت وعدہ توڑنے لگے اور ذرہ بھی تاخیر نہ کی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کفر وتکذیب کا نتیجہ غرقابی ہوا:

آیت ۱۳۶: فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ (پھر ہم نے ان سے بدلہ لے لیا) انتقام انعام کی ضد ہے جیسا کہ عقاب ثواب کی ضد ہے فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ (یعنی ان کو سمندر میں غرق کر دیا) یمّ، وہ سمندر جس کی گہرائی معلوم نہ ہو۔ نمبر۲۔ سمندر کی موجوں اور کثیر پانی کو کہتے ہیں۔ یہ تیمّم سے بنا ہے کیونکہ اس سے فائدہ اٹھانے والے اس کا قصد کرتے ہیں بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (کیونکہ وہ ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے اور ان سے بالکل ہی بے توجہی کرتے تھے) ان کا غرق ہونا آیات کی تکذیب اور ان سے غفلت اور عدم توجہ کی بناء پر تھا۔

## غلامی سے آزادی اور ایفائے عہد:

آیت ۱۳۷: وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ (اور ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کیے جاتے تھے مالک بنا دیا) یہ بنی اسرائیل ہیں فرعون ان کو قتل اور غلامی سے کمزور کرتا تھا۔ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا (اسی سرزمین کے مشرق و مغرب کا) سرزمین مصر وشام الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا (جس میں ہم نے برکت رکھی ہے) سرسبزی اور وسعت رزق اور کثرت انہار و اشجار کی بناء پر وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (اور آپ کے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں پورا ہو گیا) وہ کلمہ اس آیت میں مذکور ہے :عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ (الاعراف:۱۲۹) یا پھر اس آیت میں :وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ (القصص:۶،۵) الحسنٰی یہ احسن کی تانیث ہے اور کلمہ کی صفت ہے عَلٰی یہ تمت کا صلہ ہے یعنی مضت علیهم واستمرت علیهم ان پر مسلسل رہا۔ جیسا کہ محاورہ ہے تمّ علی الامر جبکہ وہ اس پر چل رہا ہو۔ بِمَا صَبَرُوْا (ان کے صبر کی وجہ سے) یہ آیت صبر پر آمادہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ دلالت کر رہی ہے۔ کہ جو تکالیف کا مقابلہ جزع فزع سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کی تکلیف کے سپرد کر دیتا ہے اور جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کشادگی کا ضامن بن جاتا ہے وَدَمَّرْنَا (اور ہم نے درہم برہم کر دیا) ہم نے ہلاک کر دیا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ (فرعون اور اس کی قوم کے تیار کردہ کارخانوں کو اور وہ بلند عمارات جو وہ تعمیر کرتے تھے) نمبر۱۔ عمارات اور محلات کی تعمیر وغیرہ۔ نمبر۲۔ باغات میں۔ نمبر۳۔ جو وہ مضبوط محلات بناتے تھے جیسا ہامانی محل وغیرہ۔

قراءت: شامی اور ابوبکر نے يَعْرُشُوْنَ پڑھا ہے۔ راء کے ضمہ سے یہ فرعون اور قبطیوں کا واقعہ اور ان کے تکذیب آیات کے حالات کا اختتام ہے۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کا واقعہ ذکر کیا اور جو حالات انہوں نے فرعون کی غلامی سے نجات پانے کے بعد پیدا کیے اللہ تعالیٰ کی عظیم آیات کا معائنہ کرنے اور سمندر پار کرنے کے بعد بھی گائے کی عبادت جیسے قبیح فعل کے ارتکاب کا تذکرہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا سو وہ ایک ایسی قوم پر آئے جو اپنے بتوں پر دھرنا دیئے ہوئے

لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ

تھے۔ کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے معبود تجویز کر دیجئے جیسا کہ ان کے معبود ہیں۔ انہوں نے کہا بیشک تم ایسے لوگ ہو کہ

تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

جہالت کی باتیں کرتے ہو بلاشبہ یہ لوگ جس شغل میں ہیں وہ تباہ ہونے والا ہے اور یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہ باطل ہے۔

قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَیْنٰكُمْ

موسیٰ نے کہا کہ کیا اللہ کے سوا تمہارے لئے کسی کو معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں جہانوں پر فضیلت دی اور جب ہم نے

مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ

تمہیں نجات دی آل فرعون سے جو تمہیں بری تکلیفیں دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو بکثرت قتل کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ

نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ

چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش ہے۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا

لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰی

وعدہ کیا اور دس راتوں کے ذریعہ ان کی تکمیل کر دی پس ان کے رب کا وقت مقرر یعنی چالیس راتیں مکمل ہو گئیں اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا

لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴۲﴾

کہ تم میرے بعد میری قوم میں میرے خلیفہ بن کر رہنا اور اصلاح کرتے رہنا اور مفسدین کی راہ کا اتباع نہ کرنا۔

## بنی اسرائیل کے حالات پر نظر:

اصل مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ بنی اسرائیل کا آپ سے مدینہ میں سلوک کچھ عجیب نہیں بلکہ اس سے بھی عجیب تر حالات ان کی طرف سے پہلے بھی پیش آ چکے۔

## بنی اسرائیل میدانِ صحرائے سیناء میں:

آیت ۱۳۸: وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ (ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرا دیا) روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل نے جس



BestUrduBooks.wordpress.com

دن سمندر عبور کیا وہ عاشورہ کا دن تھا۔فرعون اور قوم فرعون اسی دن غرق ہوئے پس بنی اسرائیل نے عاشورہ کے دن کا بطور شکر یہ روزہ رکھا۔فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ (پس ان کا گزر ہوا ایک قوم پر) ان کا گزر ایک قوم کے پاس سے ہوا۔

## بنی اسرائیل کی پہلی حماقت و جہالت:

یَعْكُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ (جو اپنے بتوں کی عبادت پر جمے ہوئے تھے) جو ان کی عبادت پر مواظبت کرنے والے تھے۔یہ گائے کی مورتیاں تھیں۔

قراءت: حمزہ اور علی نے یعکِفون کاف کے کسرہ سے پڑھا۔قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا (کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک ایسا معبود مقرر کردو) ایک بت بنادو۔جس پر ہم بھی جھک بیٹھیں۔كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ (جیسے ان کے معبود ہیں) بت ہیں جن کے پاس آس جمائے بیٹھے ہیں۔

نحو: کما کاما کافہ ہے اس لیے اس کے بعد جملہ آیا۔

نکتہ: ایک یہودی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے تو اپنے نبی کی قبر پر چھڑکا جانے والا پانی خشک ہونے سے پہلے ہی اختلاف ڈال دیا۔تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے سمندر کے پانی سے قدم خشک ہونے سے پہلے ہی کہہ دیا (جبکہ موسیٰ و ھارون ابھی وہیں موجود تھے) یٰموسٰی اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھة ۔ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یقیناً تم لوگ جاہل ہو) اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم ترین نشانی دیکھنے کے بعد ان کے اس قول پر تعجب کیا۔آپ نے اس کو جہل مطلق قرار دیا۔ اور اس کو اِنَّ سے مؤکد بھی کیا۔

## بت پرستی بے بنیاد چیز ہے:

آیت ۱۳۹: اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ (بیشک یہ کام) ان تماثیل کی عبادت کرنے والے مُتَبَّرٌ (بیکار ہیں) ہلاک ہونے والے ہیں۔یہ تبار سے بنا ہے۔مَّا هُمْ فِيْهِ (جس میں وہ مصروف ہیں) اللہ تعالیٰ ہلاک کر دیں گے اور ان کے لین دین کو منہدم کر دیں گے جس پر وہ چل رہے ہیں میرے ذریعہ یہاں هٰٓؤُلَآءِ کو اِنَّ کا اسم بنانے اور خبر کو مقدم کر کے اس بات کو نشان زدہ کر دیا کہ بت پرست دراصل خود ہلاکت کا شکار ہونے والے ہیں۔اور وہ اس سے بالکل نہیں بچ سکتے۔وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (اور محض بے بنیاد ہے جو وہ کر رہے ہیں) یعنی جو کچھ وہ بت پرستی کرتے ہیں وہ بے کار اور بے حقیقت ہونے والی ہے۔

آیت ۱۴۰: قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا (اور فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے سواء اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کردوں) یعنی کیا میں تمہیں ایسا معبود تلاش کر کے دوں جو سرے سے ہی عبادت کا حقدار نہیں۔وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (حالانکہ اس نے تم کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی ہے) نحو: یہ حال ہے مراد اس زمانہ کے لوگ۔

## انعامات سے تذکیر:

آیت ۱۴۱: وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۔(اور جب ہم نے تمہیں نجات دی آل فرعون سے)۔قراءت: اَنْجَاكُمْ شامی



BestUrduBooks.wordpress.com

نے پڑھا یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ :(جوتمہیں بری تکلیفیں دیتے تھے) وہ تمہارے لیے سخت سزا کے خواہاں تھے۔ یہ سام السلعہ سے لیا گیا ہے جبکہ اس کو طلب کیا جائے۔

نحو : یہ جملہ مستانفہ ہے اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔ نمبر۲۔ مخاطبین سے حال ہے۔ نمبر۳۔ آل فرعون سے حال ہے۔ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَ کُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَ کُمْ (وہ تمہارے بیٹوں کو بکثرت قتل کرڈالتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے) قراءت: نافع نے یَقْتُلُوْنَ پڑھا۔ وَفِیْ ذٰلِکُمْ (اور اس میں) یعنی نجات دینے یا سزا دینے میں بَلَآءٌ (آزمائش تھی) نعمت یا مشقت مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ۔ (تمہارے رب کی طرف سے بڑی)

## کتاب ملنے کا وعدہ:

آیت۱۴۲: وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً (ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس رات کا وعدہ کیا) تورات دینے کے لیے وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ (اور مزید دس راتوں سے ان تیس راتوں کو مکمل کر دیا) روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ فرمایا جبکہ آپ مصر میں تھے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیا تو تمہیں اپنی طرف سے ایک کتاب دیں گے جب فرعون ہلاک ہو چکا تو موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں کتاب کا سوال کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے تیس دن کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا یہ ذی القعدہ کا مہینہ تھا۔ جب تیس دن پورے ہو گئے آپ نے منہ میں مہک محسوس کی اور مسواک کر لی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ روزہ دار کے منہ کی مہک اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس دن ذی الحجہ کے بڑھانے کا حکم دیا۔ اسی لیے فرمایا فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖٓ (پس ان کے رب کا وقت مقررہ پورا ہو گیا) جو وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ اور بیان فرمایا تھا۔ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً (چالیس راتیں)

نحو : یہ حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ یعنی پورا ہوا اس حال میں کہ وہ اس گنتی تک پہنچنے والا تھا۔ اجمالاً، اربعین کا تذکرہ سورۂ بقرہ میں فرمایا مگر یہاں اس کی تفصیل فرمائی۔

## حضرت ہارون علیہ السلام کو ہدایت:

وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ (موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون سے کہہ دیا) هٰرُوْنَ، اَخِیْهِ کا عطف بیان ہے۔ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ (میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا) ان میں میرا خلیفہ بن کر۔ وَاَصْلِحْ (اور اصلاح کرتے رہنا) اور بنی اسرائیل کے جن معاملات کی درستگی لازم ہے ان کی اصلاح کرتے رہو۔ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (اور بدنظم لوگوں کی رائے پر عمل مت کرنا) جو ان میں سے فساد کا داعی ہو تو اس کی اتباع نہ کرنا اور اس کی اطاعت نہ کرنا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ

اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے دکھا دیجئے

قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ

کہ میں آپ کو دیکھ لوں' فرمایا تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے لیکن پہاڑ کی طرف دیکھو' سو اگر پہاڑ اپنی جگہ برقرار رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے'

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ

پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ کو چورا کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے' پھر جب ان کو ہوش آیا تو کہنے لگے

سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ

آپ کی ذات پاک ہے میں آپ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں اور میں ایمان لانے والوں میں پہلا شخص ہوں۔ فرمایا' اے موسیٰ بلاشبہ میں نے اپنی

عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

پیغمبری اور اپنی ہمکلامی کے ساتھ لوگوں کے مقابلہ میں تمہیں چن لیا' سو میں نے تمہیں جو کچھ دیا ہے وہ لے لو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ

## موسیٰ علیہ السلام کا طور پر ہمکلامی سے مشرف ہونا:

آیت ۱۴۳: وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا (جب آئے موسیٰ ہمارے مقررہ وقت پر) ہمارے اس ٹائم پر جو ہم نے ان کے لیے مقرر کیا تھا اور جس وقت کی حد بندی کر دی تھی۔ میقات کی لام، لام تخصیص ہے ہمارے میقات کے لیے ان کی آمد خاص کر دی گئی۔ وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ (اور ان کے رب نے ان سے باتیں کیں) بلا واسطہ اور بلا کیف روایت میں ہے کہ وہ کلام ہر جہت سے سن رہے تھے۔ اور شیخ ابو منصور رحمہ اللہ نے اپنی کتاب التاویلات میں ذکر کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک آواز سنی جو اللہ تعالیٰ کے کلام پر دلالت کرنے والی تھی۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا اس کے ساتھ خاص کرنا اس لحاظ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسی آواز سنائی جس کی تخلیق کا وہ خود والی و ذمہ دار تھا۔ بغیر اس بات کے کہ وہ آواز مخلوق میں سے کسی ایک کے لئے مکتسب ہو۔ اس کے علاوہ دوسرے لوگ بندوں کے لیے مکتسب آواز سنتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھا جاتا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے کلام سنا تو غلبہ شوق میں دیدار کی خواہش ظاہر کی۔ اور رؤیت کے لیے اس طرح سوال کیا۔

## غلبۂ شوق میں خواہش دیدار:

قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ (تو عرض کیا اے میرے رب مجھے اپنا دیدار کرا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں) اَرِنِيْ کا دوسرا مفعول محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے ارنی ذالك انظر الیك یعنی مجھے اپنے دیدار کی اس طرح طاقت عنایت فرما کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

آپ تجلی فرمائیں اور میں آپ کو دیکھ لوں۔

قراءت: مکی نے اَرْنی پڑھا ہے اور ابوعمرو نے، راء کے اختلاس کے ساتھ۔ راء کے نیچے کسرہ۔ اور دیگر قراء نے راء کے کسرہ اشباع کے ساتھ پڑھا۔

## امکان رؤیت پر دلائل:

یہ آیت اہلسنت کی دلیل ہے کہ رؤیت باری تعالیٰ جائز و ممکن ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اعتقاد کیا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا جاسکتا ہے یہاں تک کہ ان سے سوال بھی کر دیا۔ اور ایسی چیز کا اعتقاد رکھنا جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جائز نہ ہو یہ کفر ہے۔ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ (ارشاد فرمایا تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے) سوال کر کے نہیں اور نہ اس فانی آنکھ کے ساتھ بلکہ عطاء ونوال کے ساتھ اور باقی رہنے والی آنکھ کے ساتھ۔ یہ بھی اہلسنّت کی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا لن اُرٰی (کہ مجھے ہرگز دیکھا نہ جائے گا) کہ اس سے جواز رؤیت کی نفی ہو۔ اور اگر اس کی ذات دیکھی نہ جاسکتی ہوتی تو اللہ تعالیٰ خبر دیتے کہ انه لیس بمرئیٍ جبکہ حالت اور حالت بھی ایسی کہ بیان کی ضرورت ہے۔ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ (لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو۔ اگر یہ اپنی جگہ پر برقرار رہا) وہ اپنی حالت پر باقی رہا۔ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ یہ بھی اہلسنّت کی تیسری دلیل ہے کیونکہ رؤیت کو استقرار جبل سے معلق کرنا اور وہ ممکن ہے اور کسی چیز کا ممکن سے معلق کرنا اس کے امکان پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ تعلیق بالممتنع اس کے امتناع کی دلیل ہوتی ہے۔ اور ممکن کی دلیل یہ ارشاد ہے۔ جعلهٗ دكًّا یہاں اندک نہیں فرمایا۔ جس کو اللہ تعالیٰ ایجاد کریں اس چیز کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ وہ نہ پائی جائے۔ اگر وہ اس کو ایجاد نہ کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فعل میں مختار ہیں۔ اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مایوس نہیں کیا۔ اور نہ اس پر عتاب کیا اور اگر رؤیت محال ہوتی تو ان کو عتاب کیا جاتا۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کو عتاب ہوا۔ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ (ہود: ۴۶) جب کہ انہوں نے اپنے بیٹے کے متعلق غرق سے بچانے کا سوال کیا۔ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا (پس ان کے رب نے جب پہاڑ پر تجلی فرمائی (تو) تجلی سے اس کے پرخچے اڑا دیئے) یعنی ظہور فرمایا۔ اور بلا کیف ظہور فرمایا شیخ ابو منصور نے فرمایا۔ تجلی للجبل کا معنی وہی ہے جو اشعری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ میں زندگی، علم، رؤیت پیدا فرما دیا۔ یہاں تک کہ پہاڑ نے اپنے رب کو دیکھا یہ نص قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مرئی ہے۔ ان مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر منکرین رؤیت کی جہالت واضح ہو جاتی ہے۔

## اعتراض اور جواب:

اعتراض: موسیٰ علیہ السلام اس بات سے واقف تھے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں جاسکتا لیکن ان کی قوم نے یہ مطالبہ پیش کیا کہ وہ اپنا رب انہیں دکھائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قول ذکر کیا: لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (البقرہ: ۵۵) پس آپ نے اس لیے رؤیت کا مطالبہ کیا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے سامنے ظاہر فرما دیں کہ وہ ذات مرئی نہیں۔

جواب: یہ محض باطل ہے اگر بات اس طرح ہوتی جیسا کہ تم کہتے ہو۔ تو موسیٰ علیہ السلام اس طرح کہتے ارهم ینظروا الیك پھر اللہ تعالیٰ فرما دیتے: لن یرونی۔ مگر ایسا نہیں فرمایا اگر رؤیت جائز نہ ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام ان کی تردید کو مؤخر نہ فرماتے۔ بلکہ جونہی ان کا



BestUrduBooks.wordpress.com

کلام آپ کے کان تک پہنچا تھا، اسی وقت تردید فرما دیتے کیونکہ اسی وقت تردید نہ کرنے سے کفر پر پختہ کرنا لازم آتا ہے۔ حالانکہ انبیاءؑ کی بعثت تو کفر کی تغییر کے لیے ہے کیا تم نہیں دیکھتے جب بنی اسرائیل نے کہا: یٰموسی اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھۃ آپ نے ان کو مہلت نہیں دی بلکہ اسی وقت تردید فرمائی انکم قوم تجھلون؟ جَعَلَهٗ دَكًّا (تو پہاڑ کو چورا کر دیا) اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہ مصدر بمعنی مفعول ہے جیسے ضرب الامیر بمعنی مضروب الامیر الدق اور الدک ہم معنی ہیں یعنی زمین کے برابر کہ اس میں کوئی ٹیلہ نہ تھا کہا جاتا ہے ناقۃ دکّاء جس کی کوہان نہ ہو۔

قراءت: حمزہ اور علی نے دکاء پڑھا ہے۔

## موسیٰ علیہ السلام پر بیہوشی:

وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا (موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے) یہ حال ہے یعنی موسیٰ پر غشی طاری ہوگئی جس سے زمین پر گر گئے فَلَمَّآ اَفَاقَ (پھر جب ہوش آیا) اپنی بے ہوشی سے قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ (تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات پاک ہے میں آپ کی بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں) دنیا میں سوال کرنے سے وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور میں سب سے پہلے اس پر یقین رکھتا ہوں) یعنی تیری عظمت اور جلال پر اور اس پر کہ تو دنیا میں دیدار نہیں کراتا۔ باوجود جائز ہونے کے (کعبی کے قول کا رد) کعبی اصم کا قول کہ ارنی انظر الیک کا معنی یہ ہے کہ مجھے کوئی نشانی دکھا جس سے میں آپکو بطریق ضرورت جان لوں کہ گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ لن ترانی تو میری پہچان اس انداز سے نہیں کر سکتا۔ ولکن انظر الی الجبل میں اس کے لیے نشانی ظاہر کرتا ہوں۔ اگر اس کی تجلی کے لیے پہاڑ قائم رہا اور اپنی جگہ مستقر رہا عنقریب تو بھی اس کے لیے ثابت و قائم رہے گا۔ اور اس کی طاقت رکھ سکے گا۔ مگر یہ بات غلط ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے ارنی انظر الیک فرمایا الیھا نہیں فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے لن ترانی فرمایا لن تری آیتی نہیں فرمایا۔ پھر اس کا معنی لن تریٰ آیتی کس طرح ہو سکتا ہے۔ جبکہ عظیم ترین نشانی دکھائی کہ پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

## مشرفِ ہمکلامی اور تورات کی الواح:

۱۴۴: قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ (ارشاد فرمایا میں نے اے موسیٰ تجھے لوگوں پر امتیاز دیا) میں نے تجھے اہل زمانہ میں سے منتخب کیا۔ بِرِسٰلٰتِىْ (اپنی پیغمبری سے) وہ تورات کے اسفار ہیں۔ قراءت: حجازی نے برسالتی پڑھا ہے۔ وَبِكَلَامِىْ (اور اپنی ہمکلامی سے) خاص تجھ سے کلام کر کے فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ (پس جو کچھ میں نے تم کو دیا ہے اس کو لو) جو میں نے تجھے شرف نبوت اور حکمت عنایت فرمائی وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ (اور شکر کرو) اس نعمت پر پس یہ عظیم نعمتوں میں سے ہے کہا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عرفہ کے دن بے ہوش ہو کر گرے اور دس ذی الحجہ کو تورات ملی۔ اس لیے کہ ھارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے تو اصطفاء کو ان کے ساتھ خاص کر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ

اور ہم نے موسیٰ کے لئے تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی ،

فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

سو آپ قوت کے ساتھ اسے پکڑیں اور اپنی قوم کو حکم دیں کہ اس کے اچھے اچھے اعمال کو پکڑے رہیں میں عنقریب تمہیں نافرمانوں کا گھر دکھا دوں گا۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ

میں عنقریب اپنی آیتوں سے ان لوگوں کو برگشتہ رکھوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں اور اگر وہ ساری نشانیاں دیکھ

اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا

لیں تو ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا راستہ

سَبِيْلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا

دیکھیں تو اسے اپنا طریقہ بنا لیں اس وجہ سے کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے

غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ

غافل تھے ، اور جن لوگوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ان کے اعمال اکارت ہو گئے

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع ۱۷/۶ ۷

ان کو انہیں اعمال کی سزا دی جائے گی جو وہ کیا کرتے تھے۔

## تورات بنی اسرائیل کا قانون:

آیت ۱۴۵: وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ (اور ہم نے ان کو چند تختیوں پر لکھ دی) الواح جمع لوح تورات یہ دس تختیاں تھیں بعض نے کہا سات یہ زمرد کی بنی ہوئی تھیں دوسرا قول یہ ہے کہ لکڑی کی بنی ہوئی تھیں آسمان سے اتریں اور ان میں تورات درج تھی۔ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ (ہر چیز کی) یہ کتبنا کا مفعول ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ (نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل) یہ من کل شئی کا بدل ہے۔ مطلب یہ ہے ہم نے ان کے لیے ہر وہ چیز لکھ دی جس کی بنی اسرائیل کو مواعظ و تفصیل احکام کے سلسلہ میں ضرورت تھی ایک قول یہ بھی ہے کہ تورات ستر اونٹوں پر لادی جاتی تھی۔ اس کو مکمل چار آدمیوں نے پڑھا موسیٰ۔ یوشع۔ عزیر۔ عیسیٰ علیہم السلام۔ فَخُذْهَا (پس تم اس کو عمل میں لاؤ) پس ہم نے انہیں کہا اس کو پکڑو۔ خذھا کا عطف کتبنا پر ہے۔ اور ہا



BestUrduBooks.wordpress.com

کی ضمیر الواح کی طرف ہے۔نمبر۲۔لکل شیء کی طرف کیونکہ وہ اشیاء کے معنی میں ہے۔بِقُوَّةٍ (کوشش کے ساتھ) محنت و عزیمت کے ساتھ جس طرح اولوا العزم رسول کرتے ہیں۔وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا (اپنی قوم کو حکم دو کہ اس کے اچھے اچھے احکام پر عمل کرو) یعنی اس میں جو احکام ہیں وہ احسن و حسن پر مشتمل ہیں۔مثلاً قصاص لینا۔معاف کرنا۔بدلہ لینا۔صبر کرنا۔ ان کو حکم دیں کہ وہ ایسا حکم اپنائیں جو حسن میں زیادہ بہتر اور ثواب میں زیادہ ہو۔جیسا کہ اس ارشاد میں: وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (الزمر:۵۵) سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ (میں بہت جلد تم کو ان نافرمانوں کا مقام دکھلاؤں گا) فرعون اور اس کی قوم کا علاقہ یعنی مصر اور عاد و ثمود کے مقامات اور ہلاک شدہ اقوام۔کہ کس طرح یہ علاقے ان سے خالی ہوئے۔تاکہ عبرت حاصل کریں۔ان کی طرح فسق اختیار نہ کریں۔کہیں انہی جیسی دنیوی سزا نہ بھگتنی پڑے یا جہنم ٹھکانہ نہ بن جائے۔

## متکبر حکمت سے محروم رہتا ہے:

آیت ۱۴۶: سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ (اور ایسے لوگوں کو میں اپنی آیات سے برگشتہ ہی رکھوں گا) ان کے سمجھنے سے ذوالنون مصریؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے کہ باطل پسند بے کار لوگوں کو قرآن مجید کی خفیہ حکمتوں سے نوازے۔الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ (جو لوگ تکبر کرتے ہیں) جو مخلوق پر ظلم کرتے اور قبول حق سے نفرت کرتے ہیں تکبر کی اصل حقیقت اس بڑائی کی بتکلف کوشش کرنا جو باری تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ (زمین میں ناحق) یہ یتکبرون سے حال ہے ای یتکبرون غیر محقین کیونکہ تکبر تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا (اور اگر وہ تمام نشان دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لاویں) جو ان پر آیات اتاری گئیں۔ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ (اور اگر وہ ہدایت کا راستہ دیکھیں) معاملے میں ہدایت، بھلائی کا راستہ رُشد ہے۔

قراءت: حمزہ وعلی نے الرَّشَدَ پڑھا ہے اور یہ دونوں لفظ السُقْم اور السَقَم کی طرح ہیں۔لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا (تو اس کو اپنا طریقہ نہیں بناتے) وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ (اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھ لیں) الغیّ گمراہی۔يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا (تو اس کو اپنا راستہ بنالیں) ذٰلِكَ (یہ) یہ حق سے پھرنا۔یہ محل رفع میں ہے بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا (اس وجہ سے ہے۔کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا) ان کی تکذیب کے باعث ہے۔وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (اور وہ ان سے غافل رہے) عناد و اعراض والی غفلت نہ کہ سہو و جہل والی۔

## آخرت کے منکروں کا حبط اعمال:

آیت ۱۴۷: وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ (اور جنہوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا) **نحو**: یہ اضافت مصدر الی المفعول کی قسم میں سے ہے۔ای لقاء هم الاخرة ان کا آخرت کی ملاقات اور اس کے احوال کا مشاہدہ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ (ان کے سب کام تباہ ہوگئے) یہ خبر ہے والذین کی۔هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ان کو وہی سزا دی جائے گی جو کچھ یہ کرتے تھے) وہ رسولوں کی تکذیب کے سبب احوال کی تکذیب ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا

اور موسیٰ کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں سے ایک بچھڑے کو معبود بنالیا جو ایک ایسا جسم تھا کہ اس میں سے گائے کی آواز آرہی تھی۔ کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا

اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا وقف لازم

کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا اور نہ انہیں کوئی راستہ بتلاتا ہے۔ انہوں نے اس کو معبود بنا لیا اور وہ ظلم کرنے والے تھے اور جب

سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا

وہ پچھتائے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ بلاشبہ وہ گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ فرمائے

وَیَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ

اور ہمیں بخش نہ دے تو ہم تباہ کاروں میں سے ہو جائیں گے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف اس حال میں واپس ہوئے کہ وہ غصہ میں اور

اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ

رنج میں تھے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے میرے بعد میری بری نیابت کی۔ کیا اپنے رب کا حکم آنے سے پہلے تم نے جلدی کرلی؟ اور موسیٰ نے تختیوں کو ڈال دیا

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ

اور بھائی کے سر کو پکڑ لیا جسے اپنی طرف کھینچ رہے تھے انہوں نے کہا کہ اے میرے ماں جائے بلاشبہ قوم نے مجھے کمزور سمجھا

وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ۫ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۰﴾

اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں لہٰذا مجھ پر دشمنوں کو مت ہنسواؤ اور مجھے ظالموں میں شمار نہ کرو۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۫ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ ع ۱۸ ۸

موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور آپ ارحم الراحمین ہیں۔

## بنی اسرائیل کی دوسری حماقت:

آیت ۱۴۸: وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْۢ بَعْدِهٖ (اور موسیٰ کی قوم نے بنالیا ان کے بعد) ان کے طور پر تشریف لے جانے کے بعد مِنْ حُلِیِّهِمْ (اپنے زیورات میں سے) ان کی طرف زیور کی نسبت کردی گئی۔ حالانکہ وہ ان کے پاس عاریت کے طور پر تھے کیونکہ اضافت ادنیٰ تعلق کی بناء پر بھی ہوسکتی ہے۔

نکتہ: اس میں دلیل ہے کہ جو آدمی قسم اٹھائے کہ وہ فلاں کے گھر میں داخل نہیں ہوگا۔ وہ اگر مستعار گھر میں داخل ہوگیا تو تب بھی



BestUrduBooks.wordpress.com

حانث ہو جائے گا۔ وہ ان زیورات کے مالک ان کے ہلاک ہونے کے بعد بنے۔ جس طرح ان کی دیگر املاک کے مالک ان کے ہلاک ہونے کے بعد بنے۔

مَسْئَلَۃٌ: اس سے ثابت ہوا کہ کفار کے مال میں استیلاء حاصل ہونے سے وہ مال ان کی ملکیت سے نکل جاتے ہیں ان سے وہ زیور لینے والا سامری تھا۔ مگر وہ اس کے فعل پر راضی تھے۔ اس لئے فعل کا اسناد ان کی طرف کر دیا گیا الحلیّ جمع حَلْی اس سونے اور چاندی کی چیز کو کہتے ہیں جس سے خوبصورتی حاصل کی جائے۔

قراءت: حمزہ و علی نے اتباع کی وجہ سے حِلِیهم پڑھا ہے۔ عِجْلاً جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ (ایک بچھڑے کا مجسمہ جس میں ایک آواز تھی)

نَحْو: عجلاً یہ اتخذ کا مفعول بہ ہے۔ جَسَدًا اس کا بدل ہے یعنی ایک بدن جو گوشت و خون والا تھا۔ جیسے تمام جسم ہوتے ہیں۔ له خوارٌ گائے کی آواز کو خوار کہا جاتا ہے اس کا دوسرا مفعول محذوف ہے ای الٰھًا پھر ان کے احمقانہ عقول پر تعجب کرتے ہوئے فرمایا: اَلَمْ يَرَوْا کہ انہوں نے اس کو معبود بنایا۔ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ( کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات تک نہیں کرتا۔ اور ان کو کوئی راہ نہیں بتلاتا) ان سے کلام کی قدرت بھی نہیں رکھتا اور نہ ہی راستہ کی طرف راہنمائی کر سکتا ہے جبکہ انہوں نے اس کو اس ذات کے مقابلہ میں چنا ہے جس کے کلمات تعریف کو سارے سمندروں کی سیاہی سے بھی رقم نہیں کیا جا سکتا قلم ختم اور سارے سمندروں کی سیاہی ختم ہو جائے گی مگر اس کی حمد و ثنا ختم نہیں ہوگی۔ جس نے مخلوق کو حق کی راہ سجھائی عقلوں میں ایسے دلائل کتابیں اتار کر سمجھا دیئے۔ اِتَّخَذُوْهُ (انہوں نے اس کو معبود قرار دیا) یہ جملہ ابتدائیہ کے طور پر لائے۔ کہ انہوں نے اس کو معبود بنا دیا۔ اور اس انتہائی قبیح کام کا اقدام کیا۔ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ (اور انہوں نے بڑا بے ڈھنگا کام کیا)۔

## عبادتِ عمل پر شرمندگی:

آیت ۱۴۹: وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ (اور جب وہ شرمندہ ہوئے) جب بچھڑے کی پوجا پر ان کی شرمندگی زیادہ ہوگئی۔ اور اس کی اصل اس طرح ہے کہ جو شرمندہ زیادہ ہو جائے وہ غم سے ہاتھ کاٹنے لگ جاتا ہے اور اس کے ہاتھ اس میں گر جاتے ہیں کیونکہ اس کا منہ بھی ہاتھوں میں آپڑتا ہے۔ سقط کی اسناد فی ایدیهم کی طرف کنایات کی قسم میں سے ہے۔ زجاجؒ نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے سقط الندم فی ایدیهم یعنی ان کے دلوں اور جانوں میں غم آپڑا۔ جیسا کہا جاتا ہے: حصل فی یده مکروه حالانکہ یہ ممکن ہے کہ وہ امر مکروہ اس کے ہاتھ میں آجائے۔ صرف دل و جان میں حاصل ہونے والی چیز کو آنکھوں اور ہاتھ میں حاصل ہونے والی چیز سے تشبیہ مقصود ہوتی ہے۔ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا (اور انہوں نے جان لیا کہ وہ واقعی گمراہی میں پڑ گئے ہیں) ان کی گمراہی اپنے سامنے اس طرح کھل گئی گویا گمراہی کو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا (تو کہنے لگے اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا گناہ معاف نہ کرے)

قراءت: حمزہ اور علی نے لئن لم ترحمنا ربنا و تغفرلنا پڑھا ہے۔ ربنا کا منصوب ہونا نداء کی وجہ سے ہے لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (تو ہم بالکل گئے گزرے ہوگئے) جو دنیا و آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## موسیٰ علیہ السلام کی طور سے واپسی اور ہارون علیہ السلام پر ناراضگی:

آیت ۱۵۰: وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓی (اور جب موسیٰ واپس آئے) طور سے اِلٰی قَوْمِهٖ (اپنی قوم کی طرف) بنی اسرائیل غَضْبَانَ (غصے اور) یہ موسیٰ سے حال ہے اَسِفًا (رنج کی حالت میں) یہ بھی حال ہے اس کا معنی غمگین ہونا۔ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ (تو انہوں نے کہا تم نے بہت بڑی نامعقول حرکت کی) تم میری جگہ کھڑے ہوئے اور میرے نائب ہو گئے۔ مِنْۢ بَعْدِیْ (میرے بعد) یہ خطاب بچھڑے کی پوجا کرنے والوں اور سامری وغیرہ کو ہے۔ نمبر۲: ھارون اور ان کے ساتھ مؤمنین کو ہے اور اس پر دوسرا ارشاد دلیل ہے۔ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ (الاعراف:۱۴۲) مطلب یہ ہے کہ تم نے میری بہت بری مخالفت کی کہ بچھڑے کی عبادت اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جگہ شروع کر دی۔ نمبر۲۔ کہ تم نے غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کو نہیں روکا۔ بئس کا فاعل ضمیر ہے جس کی تفسیر ما خلفتمونی ہے اور مخصوص بالذم محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے بئس خلافة خلفتمونیها من بعد خلافتکم مطلب یہ فیها من بعدی یہ خلفتمونی کے قول کے بعد ہے۔ من بعد ما رأیتم منی من توحید اللّٰہ و نفی الشرکاء اس کے بعد کہ تم مجھ سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نفی شرکاء دیکھ چکے یا اس کے بعد کہ میں بنی اسرائیل کو توحید پر آمادہ کرتا تھا۔ اور گائے کی عبادت سے روکتا تھا۔ جبکہ انہوں نے کہا: اجعل لنا الٰهًا کما لهم الهة۔ خلیفہ کا حق یہ ہے کہ وہ اپنے اصل کا راستہ بتائے۔ اور اختیار کرے۔ اَعَجِلْتُمْ (کیا تم نے جلد بازی کر لی) بچھڑے کی عبادت کی طرف تم نے سبقت کی اَمْرَ رَبِّكُمْ۔ (اپنے رب کا حکم آنے سے پہلے) وہ امر میرے تمہارے پاس چالیس راتوں کے بعد تورات لے کر آنا ہے العجلہ کی اصل کسی چیز کو وقت سے پہلے طلب کرنا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ عجلتم بمعنی ترکتم ہے کہ تم نے چھوڑ دیا۔

## غضب للہ میں جلالِ موسیٰ علیہ السلام:

وَاَلْقَی الْاَلْوَاحَ (اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھ دیں) جب بچھڑے کی عبادت والی بات سنی تو بے قرار ہو کر اللہ تعالیٰ کی خاطر غصہ میں۔ آپ غضب شدید رکھتے تھے۔ ہارونؑ میں آپکی نسبت نرمی تھی اس لیے بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کی بجائے ہارون کو زیادہ چاہتے تھے الواح ٹوٹ گئیں اور اس کے چھ حصے اٹھا لیے گئے باقی ساتواں حصہ رہ گیا اور جو اٹھا لیا گیا اور اس میں تمام ضروریات دین کی تفصیل تھی اور جو باقی رہا اس میں ہدایت ورحمت کے اصول و مبانی تھے۔ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ (اور اپنے بھائی کا سر پکڑا) بھائی سے ناراض ہو کر اس کے سر کے بالوں کو پکڑ لیا کہ اس نے ان کو بچھڑے کی عبادت سے نہیں روکا۔ یَجُرُّهٗٓ اِلَیْهِ (ان کو اپنی طرف کھینچنے لگے) عتاب کے طور پر نہ کہ تذلیل کے لئے۔

## ہارون علیہ السلام کا جواب:

نحو: یہ جملہ موسیٰ سے حال ہے۔ قَالَ ابْنَ اُمَّ (ہارون سے کہا اے میرے ماں جائے) ابن ام یہ خمسۃ عشر کی طرح مبنی علی الفتح ہے مگر حمزہ علی، شامی نے میم کے کسرہ سے پڑھا ہے۔ کیونکہ اس کی اصل اُمّی ہے یا کو حذف کیا کسرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے۔ ہارون موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے مگر ماں کا تذکرہ مہربانی یا شفقت یاد دلوانے کے لیے اور اس لئے بھی کہ وہ مخلصہ ومومنہ تھیں۔ اِنَّ



BestUrduBooks.wordpress.com

الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ (ان لوگوں نے مجھے بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں) یعنی میں نے وعظ و نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ لیکن انہوں نے مجھے کمزور گردانا اور میرے قتل کے درپے ہو گئے۔ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ (پس تم مجھ پر مت خوش کرو دشمنوں کو) وہ لوگ جو بچھڑے کی پوجا کرتے رہے۔ یعنی میرے ساتھ کوئی ایسا معاملہ نہ کر جو انکی دلی تمنا کے مطابق ہو کیونکہ وہ میرے متعلق برائی اور توہین کے خواہاں ہیں۔ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (اور مجھ کو ظالم قوم کے ساتھ مت شمار کرو) مجھ پر غصہ کے ذریعے مجھے انکا ساتھی مت بنا۔ جب بھائی کا عذر واضح ہو گیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔

## دعائے موسیٰ علیہ السلام:

آیت ۱۵۱: قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ (موسیٰ نے کہا اے میرے رب میری خطاء معاف فرما اور میرے بھائی کی بھی) بھائی کو راضی کرنے کے لئے اور شماتت کی نفی کرتے ہوئے ان کو دعا میں اپنے ساتھ شریک فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ اے میرے رب مجھے بخش دے جو مجھ سے میرے بھائی کے سلسلہ میں زیادتی ہوئی اور ان کو بخش دے اگر خلافت و نیابت کے سلسلہ میں ان سے کوئی زیادتی ہوئی۔ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ (اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل فرما) دنیا میں اپنی عصمت کے پردہ میں داخل فرما اور آخرت میں جنت جنان میں داخلہ عنایت فرما۔ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (اور آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں)۔

## ارشادِ موسیٰ علیہ السلام:

آیت ۱۵۲: اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ (بیشک جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کی) معبود بنا کر۔ سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ (بہت جلد ان پر ان کے رب کا غضب آئے گا) یہ وہی حکم ہے جو توبہ کے سلسلہ میں ان کو اپنے نفسوں کے قتل کرنے کا کہا گیا۔ وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (اور ذلت پڑے گی دنیا کی زندگی میں ہی) ان کو گھروں سے نکلنا۔ کیونکہ مسافری گردن جھکا دیتی ہے۔ یا جزیہ مقرر ہونا۔ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ (اور ہم افترا کرنے والوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے۔ اور سامری کے اس قول سے بڑھ کر اور افتراء کیا ہو سکتا ہے۔ هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰی (طٰہٰ: ۸۸)



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ

بلاشبہ جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا انہیں ان کے رب کی طرف سے ضرور غصہ پہنچے گا اور ذلت پہنچے گی دنیا والی زندگی میں

وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا

اور اسی طرح ہم افتراء کرنے والوں کو سزا دیا کرتے ہیں اور جن لوگوں نے گناہ کئے پھر ان کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے

إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٥٣﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ

تو بلاشبہ آپ کا رب اس توبہ کے بعد ضرور بخش دینے والا ہے۔ مہربان ہے اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا تو انہوں نے ان تختیوں کو

الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾

اٹھالیا اور ان تختیوں میں جو لکھا ہوا تھا اس میں ہدایت تھی ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

آیت ۱۵۳: وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ (اور وہ لوگ جنہوں نے گناہ کے کام کئے) کفر و معاصی ثُمَّ تَابُوا (پھر توبہ کر لی) پھر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ سے لوٹ آئے۔ مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا (اس کے بعد اور ایمان لے آئے) اور انہوں نے اپنے ایمان کو خالص کر لیا۔ إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا (بے شک تمہارا رب اس توبہ کے بعد) یعنی سیئات یا توبہ لَغَفُورٌ (گناہ کو معاف کرنے والا) ان کی ستر پوشی کرنے والا ہے۔ رَّحِيمٌ (رحم کرنے والا ہے) جنت کے ذریعے ان پر انعام فرمائے گا۔

**نحو** : اِنّ اپنے خبر و اسم سمیت الذین کی خبر ہے۔ یہ حکم عام ہے جس میں بچھڑے کی پوجا کرنے والے اور دیگر تمام شامل ہیں اول ان کے گناہ کو بڑا کر کے اصل شکل میں پیش کیا۔ پھر اس کے بعد اپنی عظیم رحمت کا ذکر کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ گناہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو مگر اس کی معافی تو اس سے بھی بڑی ہے۔

آیت ۱۵۴: جبکہ غصہ اس شدت کی بناء پر تھا گویا اللہ تعالیٰ ہی موسیٰ کو اس غصے کا حکم دینے والے تھے تو کہا گیا:

## زوالِ غصہ کے بعد حالات:

وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ (اور جب موسیٰ کا غصہ دور ہوا) زجاج کہتے ہیں کہ سکت کا معنی سکن ہے اور یہ بھی پڑھا گیا ہے أَخَذَ الْأَلْوَاحَ (تو ان تختیوں کو اٹھا لیا) جن کو جلدی سے ڈال دیا تھا۔ وَفِي نُسْخَتِهَا (اور ان کے مضامین میں) نُسْخَہ یہ فُعلہ کا وزن ہے خطبہ کی طرح بمعنی مفعول ہے۔ اس کی کتابت میں هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ (ان لوگوں کیلئے جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ہدایت اور رحمت تھی)

**نحو** : لام مفعول پر داخل کر دیا کیونکہ وہ مقدم ہے اور فعل کا عمل اس میں کمزور پڑ گیا تو ازالہ کے لیے لام لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ

اور موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وقتِ معین کے لئے چن لئے۔ پھر جب ان کو زلزلہ نے پکڑ لیا تو موسیٰ نے کہا اے میرے رب

لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا

اگر آپ چاہتے تو اس سے پہلے ہی ان کو اور مجھے ہلاک فرما دیتے۔ کیا آپ ہمارے چند بیوقوفوں کی حرکت کے سبب ہمیں ہلاک فرماتے ہیں۔ یہ محض آپ کی

فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا

طرف سے آزمائش ہے' آپ اس کے ذریعہ جس کو چاہیں گمراہی میں ڈالیں اور جس کو چاہیں ہدایت پر رکھیں۔ تو ہی ہمارا والی ہے۔ لہٰذا ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما

وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ۝۱۵۵ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا

اور بخشش دینے والوں میں تو سب سے بہتر ہے اور لکھ دیجئے ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی' بیشک ہم نے

هُدْنَآ اِلَيْكَ ۭ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ

تیری طرف رجوع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا عذاب ہے میں اسے پہنچاتا ہوں جسے چاہوں اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے۔

فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۵۶ۚ

سو میں اس کو ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو ہماری آیات پر یقین رکھتے ہیں۔

## بنی اسرائیل کے منتخب افراد کا بے تکا سوال:

آیت ۱۵۵: وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ (اور موسیٰ نے اپنی قوم میں سے منتخب کئے ) ) اپنی قوم میں سے۔

**نحو**: اس میں حرف جار کو حذف کر دیا گیا اور فعل کو ساتھ ملا دیا۔ سَبْعِيْنَ رَجُلًا (ستر آدمی) کہا گیا ہے کہ بارہ قبیلوں میں سے ہر قبیلہ کے چھ آدمی کل تعداد بہتر ہوگئی۔ پھر فرمایا تم میں سے دو پیچھے رہیں۔ کالب و یوشع بیٹھ گئے۔ لِّمِيْقَاتِنَا (ہمارے وقت مقررہ کیلئے) تا کہ وہ عبادت عجل کے سلسلہ میں معذرت پیش کریں۔ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (پس جب ان کو زلزلہ نے آ پکڑا) زلزلہ شدیدہ نے۔

## عرضِ موسوی:

قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ (تو موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے ہی ان کو ہلاک کر دیتا) جو ان کی طرف سے بچھڑے کی عبادت والا معاملہ پیش آیا۔ وَاِيَّايَ (اور مجھ کو بھی) میرے قبطی کو قتل کرنے کی وجہ سے



BestUrduBooks.wordpress.com

اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا (کیا تو ہم میں سے چند بے وقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دے گا) کیا آپ ہمیں اس بات کی سزا میں ہلاک کرتے ہیں۔ جو ہم میں سے جاہلوں نے کیا ہے اور وہ بچھڑے کی پوجا کرنے والے ہیں۔ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ (یہ واقعہ تو صرف تیری طرف سے محض ایک امتحان ہے) یہ آپکی آزمائش ہے یہ اس قول کی طرف لوٹتا ہے۔ فَاِنَّا قد فتنا قومك من بعدك (طٰہٰ:۸۵) پس موسیٰ نے کہا کہ نمبرا۔ یہ آزمائش وہی ہے جس کی آپ نے مجھے خبر دی۔ نمبر۲۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے۔ جس سے وہ اپنے بندوں کو جس طرح چاہتا ہے آزماتا ہے۔ جیسے و نبلو هم بالشر و الخير فتنة (الانبیاء:۳۵) تُضِلُّ بِهَا (جس کے ذریعے تو گمراہی میں ڈال دیتا ہے) ابتلاء کے ساتھ مَنْ تَشَآءُ (جس کو تو چاہتا ہے) جن کے متعلق تو جانتا ہے کہ انہوں نے گمراہی کا چناؤ کر لیا۔ وَ تَهْدِيْ (اور سیدھی راہ پر چلاتا ہے) اس ابتلاء کے ساتھ مَنْ تَشَآءُ (جس کو تو چاہتا ہے) جن کے متعلق تو جانتا ہے کہ وہ ہدایت کو اختیار کریں گے۔ اَنْتَ وَلِيُّنَا (تو ہمارا کارساز ہے) جو ہمارے کاموں کا متولی ہے۔ فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ (پس تو ہم پر مغفرت اور رحمت فرما اور آپ سب معاف کرنے والوں سے زیادہ معاف کرنے والے ہیں)

## دوسری دُعا:

آیت ۱۵۶: وَاكْتُبْ لَنَا (اور ہمارے نام لکھ دے) تو قائم فرما اور قسمت میں کر دے۔ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً (اس دنیا میں نیک حالت) عافیت، حیات طیبہ، اطاعت کی توفیق وَّ فِي الْاٰخِرَةِ (اور آخرت میں بھی) جنت اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ (بے شک ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں) تیری طرف توبہ ورجوع کیا۔ هاد يهود اليه کا معنی لوٹنا توبہ کرنا الهود جمع هائد تائب کو کہتے ہیں۔

## جوابِ باری تعالیٰ:

قَالَ عَذَابِيْٓ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اپنا عذاب تو) اس کا معاملہ یہ ہے کہ میں اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ (اسی کو دیتا ہوں جس کو چاہتا ہوں) یعنی میں جس کو معاف نہیں کرتا وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (اور میری رحمت تمام اشیاء کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے) یعنی میری رحمت کا حال یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو اپنی وسعت میں لے لیتی ہے۔ دنیا میں کوئی مسلمان اور کافر ایسا نہیں جس پر میری رحمت کا چھینٹا نہ پڑ رہا ہو۔ فَسَاَكْتُبُهَا (سو میں اس کو ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا) یعنی اس رحمت کو لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ (جو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں) شرک سے بچنے والی امت محمد ﷺ میں سے وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ (اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں) فرض زکوٰۃ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا (اور وہ جو کہ ہماری آیات پر) ہماری تمام کتابوں پر يُؤْمِنُوْنَ (ایمان لاتے ہیں) ان میں سے کسی چیز کا انکار نہیں کرتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ

جو لوگ رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جنہیں وہ اپنے پاس توریت و انجیل میں

فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ

لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور ان کے لئے

لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ

پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور خبیث چیزوں کو ان پر حرام قرار دیتے ہیں ' اوران پر سے ان کے بوجھ دور کرتے ہیں اور طوق ہٹاتے

الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ

ہیں جوان پر تھے۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور ان کی تکریم کی اور ان کی مدد کی اور اس نور کا اتباع کیا جو ان

الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ ع

کے ساتھ اتارا گیا یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

## رُوئے سخن امت محمدیہ کی طرف اور رسالت مآب ﷺ کی تعریف:

آیت ۱۵۷: اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ (جولوگ کہ ایسے رسول کی اتباع کرتے ہیں) وہ جو ہم انکی طرف وحی کرینگے اس کتاب کی صورت میں جواس کے ساتھ خاص ہوگی اور وہ قرآن ہے۔ النَّبِيَّ (جونبی) معجزات والے الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ (جن کو یہ لوگ پاتے ہیں) انکی تعریف وہ لوگ پائیں گے جو بنی اسرائیل میں سے انکی اتباع کریں گے۔ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ (لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں) شرکاء سے علیحدگی اور بندوں سے انصاف کا وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ (اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں) عبادت اصنام اور قطع ارحام وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ (اور وہ پاکیزہ چیزوں کو ان کیلئے حلال بتاتے ہیں) جو پاکیزہ چیزیں ان پر حرام کی گئیں۔ مثلاً چربی وغیرہ۔ یا جو شریعت کے اعتبار سے اچھی ہیں۔ جن پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے اور جس میں حرام کی کمائی شامل نہیں۔ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (اور گندی چیزوں کو ان پر حرام قرار دیتے ہیں) جوان میں سے خبیث ہیں۔ جیسے خون، مردار، لحم خنزیر، غیر اللہ کی نیازات یا جو حکم کے لحاظ سے خبیث ہیں مثلاً سود، رشوت وغیرہ برے کمائی کے ذرائع وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ (اوران پر سے ان کے بوجھ دور کرتے ہیں) اِصْر اس بوجھ کو کہتے ہیں جو اٹھانے والوں کو بوجھ کی وجہ سے حرکت سے روک دے۔ مراد اس سے شدید تکالیف جو ان پر ڈالی گئیں مثلاً توبہ کے لیے قتل نفس، خطاء کرنے والے اعضاء کو کاٹ ڈالنا۔ قراءت: 'اصارھم' شامی نے پڑھا ہے۔

وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ (اور وہ طوق جو ان پر تھے) وہ مشکل احکام مثلاً قصاص میں قتل خواہ قتل عمد ہو یا خطاء دیت جائز نہ تھی۔ کپڑے اور چمڑے میں سے نجاست والی جگہ کو کاٹنا۔ غنائم کا جلا دینا۔ گھروں کے دروازوں پر گناہوں کا ظاہر ہو جانا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاۨ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! بلاشبہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کے لئے بادشاہت ہے آسمانوں کی

وَالْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ

اور زمین کی۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے۔ سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی

الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

امی ہے۔ جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے کلمات پر، اور اس کا اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

ان احکام کو غل (طوق) سے تشبیہ دی کیونکہ وہ اسی طرح لازم تھے۔ جیسے طوق۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ (پس جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس نبی پر) حضرت محمد ﷺ پر وَعَزَّرُوْهُ (اور ان کی حمایت کرتے ہیں) اور ان کی تعظیم کی نمبر۲ دشمن سے انکا دفاع کیا۔

یہاں تک کہ دشمن کو ان پر قوت نہ ہو سکے۔ العذر کی اصل روکنا ہے اور تعزیر اسی سے ہے۔ کیونکہ یہ بھی برائی اسی طرح روکتی ہے جس طرح حد روکتی ہے۔ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ (اور انکی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے) یعنی نور سے قرآن مراد ہے۔ مع کا تعلق اتبعوا سے ہے یعنی واتبعوا القراٰن المنزّل مع اتباع النبی والعمل بسنّتہ انہوں نے قرآن منزل کی اتباع نبی اکرم ﷺ کی اتباع اور آپ کی سنت پر عمل کے ساتھ ساتھ کی۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (ایسے لوگ ہی پوری فلاح پانے والے ہیں) ہر خیر کو پانے والے اور ہر شر سے نجات پانے والے ہیں۔

آیت ۱۵۸: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (کہہ دیں اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں) تمام رسول اپنی اقوام خاص کی طرف مبعوث ہوئے اور حضرت محمد ﷺ تمام جن وانس کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔

نحو: یہ الیکم سے حال ہے۔ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے) اعنی مضمر کی وجہ سے یہ محل نصب میں ہے اور یہ نصب مدح کہلاتا ہے۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں)

نحو: یہ الّذی کا صلہ لہ ملک السمٰوٰت سے بدل ہے اور اسی طرح یحی و یمیت بدل ہے۔ لا الٰہ الا ھو یہ ماقبل جملہ کا بیان ہے کیونکہ جو ذات تمام عالم کی بادشاہ ہے۔ وہی حقیقی الٰہ ہے۔ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (وہ زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے) میں الوہیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خاص ہونے کی وضاحت کی۔ کہ زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے۔ جب احیاء و اماتت پر اور کسی کو قدرت نہیں تو الوہیت بھی اور کسی کے لائق نہیں۔ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ (پس تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے جو کہ اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہوں) کلمات سے مراد کتب منزلہ ہیں۔ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ پر آجاؤ)



BestUrduBooks.wordpress.com

سوال : یہاں انی رسول اللہ الیکم کے بعد اس طرح نہیں فرمایا: فآمنوا باللّٰہ وبی کہ اللہ تعالیٰ اور مجھ پر ایمان لاؤ۔

جواب : تا کہ جو صفات آپ کی بیان کی گئیں وہ آپ پر جاری کی جائیں۔ اور التفات میں بلاغت کلام ملحوظ ہے۔ تا کہ یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ جس پر ایمان لانا واجب ہے وہ یہ شخص ہے جو نبی الامی الذی یومن باللہ و کلماتہ سے متصف ہوا جو بھی ہو میں یا میرے علاوہ۔ دیگر اس میں منصف مزاج کے لیے انصاف کی دعوت دی گئی اور عصبیت سے الگ کر کے اپنی ذات کو پیش کیا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْ قَوْمِ مُوسٰى أُمَّةٌ يَّهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُونَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنٰهُمُ

اور موسیٰ کی قوم میں ایک ایسی جماعت ہے جو حق کی ہدایت دیتے ہیں اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں' اور ہم نے ان کو

اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوسٰٓى إِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗٓ

بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے الگ الگ جماعتیں بنا دیں' اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی جب ان کی قوم نے پانی مانگا

أَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۗ قَدْ عَلِمَ

کہ اپنی لاٹھی کو پتھر میں مارو سو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ ہر قبیلہ نے

كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۗ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ

اپنے پانی پینے کی جگہ جان لی اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور ان پر من اور سلویٰ

وَالسَّلْوٰى ۗ كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۗ وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوٓا أَنْفُسَهُمْ

اتارا' کھاؤ' پاکیزہ چیزیں اس رزق میں سے جو ہم نے تمہیں دیا' اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا لیکن اپنی جانوں پر ظلم

يَظْلِمُونَ ﴿۱۶۰﴾ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ

کرتے ہیں اور جب ان سے کہا گیا کہ سکونت کرو اس بستی میں اور کھاؤ اس میں سے جہاں سے

شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيٓئٰتِكُمْ ۗ سَنَزِيدُ

چاہو' اور کہو کہ ہمارے گناہ معاف ہوں اور دروازہ میں جھکے ہوئے داخل ہو جاؤ۔ ہم بخش دیں گے تمہاری خطاؤں کو' ہم عنقریب اچھے کام

الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ

کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے۔ سو ان میں سے جنہوں نے ظلم کیا اس قول کو بدل دیا اس قول کے علاوہ جو ان سے کہا

لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿۱۶۲﴾ ع

گیا۔ سو ہم نے ان پر عذاب بھیج دیا اس سبب سے کہ وہ ظلم کرتے تھے۔

## بنی اسرائیل میں حق پرست طبقہ:

آیت ۱۵۹: وَمِنْ قَوْمِ مُوسٰى أُمَّةٌ يَّهْدُونَ بِالْحَقِّ (اور موسیٰ کی قوم میں سے ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے موافق ہدایت کرتے ہیں) وہ لوگوں کی راہنمائی کرنے والے ہیں اس حال میں کہ وہ حق پرست ہیں۔ نمبر۲۔ اس حق کے سبب جس پر وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

قائم ہیں۔ دوسروں کو حق کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں۔ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ (اور اسی کے موافق انصاف بھی کرتے ہیں) حق کے ساتھ اپنے مابین حکم میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔ اور ظلم نہیں کرتے بعض نے کہا یہ ایک قوم ہے جو چین سے آگے رہتی ہے۔ جو لیلۃ المعراج میں مسلمان ہوئے۔ (مگر یہ روایت خود پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی) نمبر۲۔ یہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور اسکے ساتھی ہیں۔

## بنی اسرائیل کے بارہ قبائل اور اُن پر انعامات:

آیت ۱۶۰: وَقَطَّعْنٰهُمُ (ہم نے ان کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا) یعنی گروہوں میں اور ایک دوسرے سے ممتاز کر دیا۔ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا (بارہ خاندانوں میں) جیسا کہتے ہیں اثنتی عشرۃ قبیلۃ۔ الاسباط بیٹے کی اولاد جمع سبط۔ یہ یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد میں بارہ قبائل تھے۔

نحو: عشرہ تک کے علاوہ کی تمیز مفرد آتی ہے اور یہاں اسباط جمع ہے مگر یہاں مراد اثنتی عشرہ قبیلہ ہے اور ہر قبیلہ سبط ہے نہ کہ اسباط پس یہاں قبیلہ کی جگہ اسباط کہہ دیا۔ معنی کا لحاظ کرتے ہوئے۔ اُمَمًا (جماعتوں کی صورت میں) یہ اثنتی عشرہ سے بدل ہے یعنی قطعنا هم امما ہم نے ان کو جماعتوں میں بانٹ دیا کیونکہ ہر اسباط ایک عظیم امت تھی اور ہر ایک کا قصد کیا جاتا تھا۔ برخلاف اس کے کہ دوسری اس کی اقتداء اور قصد کرے۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ (اور موسیٰ کو ہم نے حکم دیا جب ان کی قوم نے ان سے پانی مانگا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو) پس انہوں نے مارا۔ فَانْۢبَجَسَتْ (پس پھوٹ نکلے) پس اس سے پھوٹ نکلے۔ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا (اس سے بارہ چشمے) قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ (ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا مقام جان لیا) اناس جمع مکسر نہیں بلکہ اسم جمع ہے۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ (اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا) تیہ میں ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا۔ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى (اور ان کو ترنجبین اور بٹیریں پہنچائیں) اور ہم نے ان کو کہا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا (تم کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا) ان کے ظلم کا ضرر و نقصان جو ان کے کفرانِ نعمت کے باعث پہنچنے والا تھا۔ وہ ہم پر اثر انداز نہ تھا۔ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (اور لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے) لیکن وہ اپنے نفوس کو خود نقصان پہنچانے والے تھے۔ اور ان کے ظلم کا وبال انہی کو ملنے والا تھا۔

## بیت المقدس میں داخلے کا حکم:

آیت ۱۶۱: وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ (اور جب ان کو حکم دیا گیا کہ تم اس آبادی میں جا کر رہو) اذکروا اِذْ قِيْلَ لَهُمُ اس وقت کو یاد کرو جب ان سے کہا گیا اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ بیت المقدس میں وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ (اور کھاؤ اس سے جس جگہ تم رغبت کرو اور زبان سے یہ کہتے جانا توبہ ہے توبہ اور



BestUrduBooks.wordpress.com

جھکے جھکے دروازے میں داخل ہونا ہم تمہاری خطائیں معاف کردیں گے )

قراءت: مدنی اور شامی نے تغفرلکم پڑھا خطیناتکم مدنی اور خطایا کم ابوعمرو نے خطیئتکم شامی نے پڑھا ہے۔

سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (اور نیک کام کرنے والوں کو مزید عنایت کریں گے )

## ظالموں نے اُلٹ بات بنائی:

آیت ۱۶۲: فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ (پس بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا اس پر ہم نے ایک آفت آسمان سے ان پر بھیجی اس وجہ سے کہ وہ حکم کو ضائع کرتے تھے ) اس میں اور دوسری آیات میں کوئی تناقض نہیں۔ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا جو اسی سورت میں ہے۔ اور اس قول میں جو سورۃ البقرہ میں ہے۔ ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا (البقرۃ:۵۸) کیونکہ داخلہ اور سکونت پائی گئی۔ حِطَّةٌ کو دروازہ میں داخلہ سے پہلے کہا ہو۔ یا بعد میں کہا ہو مقصد یہ ہے کہ وہ دونوں باتوں کو جمع کرنے والے تھے۔ اور پچھلی دونوں آیات میں رغدا کا ذکر چھوڑ دینا اس کے دوسری آیات میں ذکر کردینے کے مخالف نہیں۔ اور اس ارشادالٰہی میں: نغفرلکم خطایا کم سنزید المحسنین میں دو چیزوں کا وعدہ ہے۔ نمبرا۔ غفران۔ اضافہ اور واؤ کا چھوڑ دینا اس میں مخل نہیں۔ کیونکہ یہ جملہ مستانفہ ہے جو کسی سائل کے اس قول پر مرتب ہوتا ہے۔ کہ ماذا بعد الغفران؟ مغفرت کے بعد کیا ہوگا۔ تو جواب دیا۔ سنزید المحسنین کہ ہم مخلصین کو اور زیادہ دیں گے۔ اس طرح منهم کا اضافہ اور ارسلنا اور انزلنا اور یظلمون اور یفسقون کے الفاظ کا تبادلہ تناقض کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ یہ الفاظ قریب المعنیٰ ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ إِذْ يَعْدُونَ فِي

اور آپ اس بستی کے بارے میں ان سے پوچھ لیں جو دریا کے قریب آباد تھی ' جبکہ وہ لوگ سنیچر کے دن میں

السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ ۙ

زیادتی کرتے تھے۔ جبکہ ان کے پاس ان کی مچھلیاں سنیچر کے دن اوپر کو ظاہر ہو کر آتی تھیں اور جس دن سنیچر کا دن نہ ہوتا

لَا تَأْتِيهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ ۛ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۱۶۳﴾ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ

اس دن ان کے پاس نہ آتی تھیں۔ اسی طرح ہم انہیں آزماتے تھے اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے' اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا

مِنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا ۙ اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ قَالُوا

کہ ایسی قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ ہلاک فرمانے والا ہے یا انہیں عذاب دینے والا ہے سخت عذاب ' انہوں نے کہا

مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ

کہ تمہارے رب کے حضور معذرت پیش کرنے کے لئے اور اس لئے کہ شاید یہ لوگ گناہ سے بچ جائیں۔ سو جب وہ لوگ بھول گئے اس بات کو جس کے ذریعہ ان کو نصیحت

عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿۱۶۵﴾

کی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو برائی سے منع کرتے تھے اور ان لوگوں کو پکڑ لیا' جنہوں نے ظلم کیا اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے'

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿۱۶۶﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ

پھر جب اس کام کے بارے میں وہ حد سے نکل گئے جس سے منع کئے گئے تھے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم ہو جاؤ بندر ذلیل' اور آپ کے رب نے یہ بات

رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ

بتا دی کہ وہ قیامت کے دن تک ضرور ان پر ایسے اشخاص کو بھیجتا رہے گا جو انہیں برا عذاب چکھائیں گے' بے شک

رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۶۷﴾

تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

معانقة

النصف

## بنی اسرائیل کا شکاری گروہ اور ان کی حرکات:

آیت ۱۶۳: وَسْئَلْهُمْ (اور آپ ان سے حال پوچھیں) ان یہود سے سوال کریں عَنِ الْقَرْيَةِ (اس بستی والوں کا) نمبر۱۔ ایلہ، نمبر۲۔ مدین۔ ان کے کفر و ناشکری کو مقدم کر کے یہ سوال درحقیقت ان کے کان کھولنے کے لئے ہے۔ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ



BestUrduBooks.wordpress.com

الۡبَحۡرِ (جو سمندر کے قریب آباد تھے) سمندر کے قریب اِذۡ یَعۡدُوۡنَ فِی السَّبۡتِ (جبکہ وہ ہفتہ کے بارے میں حد سے نکل رہے تھے) جبکہ وہاں وہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والے تھے۔ اور وہ ہفتہ کے دن مچھلیوں کا شکار تھا۔

نحو: اذیعدون یہ قریہ سے بدل ہونے کی وجہ سے محل جر میں ہے۔ یہاں قریہ سے اہل قریہ مراد ہیں۔ گویا اس طرح فرمایا واسئلھم عن اھل القریۃ وقت عدوانھم فی السبت یہ بدل اشتمال ہے۔ اِذۡ تَاۡتِیۡهِمۡ (جبکہ ان کے سامنے آتیں تھیں) نمبر۱۔ یہ یعدون کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۲۔ دوسرا بدل ہے۔ حِیۡتَانُهُمۡ (ان کی مچھلیاں) جمع حوت واو کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے یا سے بدل ہے۔ یَوۡمَ سَبۡتِهِمۡ شُرَّعًا (ان کے ہفتہ کے دن ظاہر ہوکر) اس حال میں کہ وہ پانی کی سطح پر ظاہر ہونے والی تھیں۔ شرعًا جمع شارع یہ حیتانھم سے بدل دیا۔ السبت یہ مصدر ہے۔ سبتت الیھود کہا جاتا ہے جبکہ مچھلی کا شکار ہفتہ والا دن چھوڑ کر اس کی تعظیم کریں۔ اور عبادت میں مشغول رہیں اور مطلب یہ ہے جبکہ وہ اس دن کی تعظیم کے معاملہ میں حد سے گزر رہے تھے اور اسی طرح یوم سبتھم کا معنی ہفتہ کے معاملہ میں ان کی تعظیم کا دن اور اس پر دلالت یہ آیت کر رہی ہے۔ وَّیَوۡمَ لَا یَسۡبِتُوۡنَ لَا تَاۡتِیۡهِمۡ (اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں) ہے یہاں یوم 'لا تاتیھم کا ظرف ہے کَذٰلِكَ نَبۡلُوۡهُمۡ بِمَا كَانُوۡا یَفۡسُقُوۡنَ (اسی طرح ہم ان کی آزمائش کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے) ان کے فسق کے سبب ہم نے ان کو اس سخت آزمائش میں ڈالا۔

## ثابت قدم لوگوں کی فہمائش:

آیت ۱۶۴: وَاِذۡ قَالَتۡ اُمَّةٌ مِّنۡهُمۡ (اور جبکہ ان کی ایک جماعت نے اس طرح کہا) اس کا اذیعدون پر عطف ہے اور جو اعراب اس کا ہے وہی اس کا ہے۔ صلحائے قریہ کی وہ جماعت جو ان کو نصیحت کر کے مایوسی کی حد تک پہنچ چکی تھی۔ اور ان کی طرف سے بہت تکالیف اور مشکلات بھی اٹھا چکی تھی دوسری جماعت کو کہنے لگی جو کسی صورت نصیحت سے علیحدگی اختیار کرنے کو تیار نہ تھی۔ لِمَ تَعِظُوۡنَ قَوۡمَا ۨ اللّٰهُ مُهۡلِكُهُمۡ اَوۡ مُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِیۡدًا (کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کیے جاتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا ان کو سخت سزا دینے والے ہیں) انہوں نے یہ بات اس لئے نہیں کہی کہ وہ جانتے تھے کہ ان لوگوں کو وعظ فائدہ نہ دے گا۔ قَالُوۡا مَعۡذِرَةً اِلٰی رَبِّكُمۡ (انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے سامنے عذر کرنے کیلئے) یعنی ہماری نصیحت تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معذرت کے لئے ہے تاکہ نہی عن المنکر میں ہماری نسبت تفریط کی طرف نہ کی جائے۔ معذرۃً کو حفص نے نصب کے ساتھ مفعول لہٗ ہونے کی بناء پر پڑھا ہے۔ یعنی وعظناھم لمعذرۃٍ' وَلَعَلَّهُمۡ یَتَّقُوۡنَ (اور اس لئے کہ شاید یہ ڈر جائیں) اس طمع میں کہ شاید وہ بچ جائیں۔

## ترکِ نصیحت پر عذاب:

آیت ۱۶۵: فَلَمَّا نَسُوۡا (سو جب وہ بھول گئے) یعنی جب اہل قریہ نے چھوڑ دیا مَاذُكِّرُوۡا بِهٖ (اس بات کو جس کے ذریعے ان کو نصیحت کی گئی تھی) جو صالحین نے ان کو نصیحت کی تھی۔ جیسا کہ بھولنے والا بھلائی ہوئی چیز کو چھوڑتا ہے۔ اَنۡجَیۡنَا الَّذِیۡنَ یَنۡهَوۡنَ عَنِ السُّوۡٓءِ (نجات دی ہم نے ان لوگوں کو جو برائی سے روکتے تھے) سخت عذاب سے وَاَخَذۡنَا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا (تو ہم



BestUrduBooks.wordpress.com

نے پکڑ لیا ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا) منکر کا ارتکاب کرنے والے اور وہ لوگ جو لم تعظون کہنے والے تھے وہ بھی نجات پانے والے تھے۔ حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ دو جماعتیں عذاب سے بچ سکیں اور ایک گروہ ہلاک ہوا جنہوں نے مچھلیوں کا شکار کیا تھا۔ بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ سخت۔ کہا جاتا ہے کہ بؤس یبؤس باسًا جبکہ وہ زیادہ سخت ہو جائے تو بئیس کہلاتا ہے۔

قراءت: شامی نے بئس پڑھا مدنی نے بیس پڑھا۔ بیئس فیعل کے وزن پر۔ ابو بکر نے حماد کے علاوہ پڑھا: بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔ (کیونکہ وہ حکم عدولی کرتے تھے)

## حد توڑنے پر سزائے مسخ:

آیت ۱۶۶: فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ (جب وہ اس کام میں حد سے نکل گئے جس سے ان کو روکا گیا تھا) اسکو چھوڑنے سے جو ممنوع تھی۔ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ (تو ہم نے ان کو کہہ دیا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ) یعنی ہم نے ان کو ذلیل بندر بنا دیا۔ اس حال میں کہ وہ ذلیل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے والے تھے۔ فلما عتوا یہ فلما نسوا کی تکریر ہے۔ اور عذاب بئیس مسخ کا عذاب تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ نوجوان بندر بن گئے اور بوڑھوں کو خنزیر بنا دیا گیا تھا۔ وہ اپنے اقارب کو پہچانتے تھے اور روتے تھے۔ مگر کلام نہ کر سکتے تھے۔ جمہور کا مسلک یہی ہے کہ وہ تین دن بعد مر گئے بعض نے کہا کہ وہ باقی رہے اور ان کی نسل چلی۔

## سزا یافتہ یہود:

آیت ۱۶۷: وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ (اور وہ وقت یاد کرنا چاہیے جب آپ کے رب نے یہ بات بتلا دی) جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا۔ اس کو فعل قسم کی جگہ لایا گیا اس لیے جواب میں قسم والا معاملہ کیا گیا۔ کہ لام تاکید اور نون ثقیلہ لائے۔ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ (وہ ضرور ان پر مسلط کرتا رہے گا) یعنی اس نے اپنے ذمہ لے لیا کہ وہ یہود پر ضرور دوسروں کو مسلط کریں گے۔ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ (جو ان کو قیامت کے دن تک تکلیف دیتا رہے گا) جو ان پر ذمہ دار ہو۔ سُوْٓءَ الْعَذَابِ (سخت سزا کی) وہ مجوس کو جزیہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ آپ نے بھی ان پر جزیہ مقرر فرمایا۔ اور آخری زمانے تک لگایا جائے گا۔ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ (بیشک آپ کا رب جلدی ہی سزا دے دیتا ہے) کفار کو۔ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اور بلاشبہ وہ بڑی مغفرت اور بڑی رحمت والا ہے) ایمان والوں کیلئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ

اور ہم نے زمین میں ان کی متفرق جماعتیں کر دیں۔ ان میں نیک لوگ تھے اور ان میں دوسری طرح کے بھی تھے اور ہم نے ان کو خوشحالیوں اور بدحالیوں

بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ

کے ذریعہ آزمایا تاکہ باز آ جائیں ' پھر ان کے بعد ایسے ناخلف آ گئے جو کتاب کے وارث بنے

یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰی وَیَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ

جو اس گھٹیا چیز کے سامان کو لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عنقریب ہماری مغفرت کر دی جائے گی اور اگر ان کے پاس اسی جیسا اور سامان آ جائے

یَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ یُؤْخَذْ عَلَیْهِمْ مِّیْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ

تو اسے لے لیتے ہیں' کیا ان سے کتاب کا یہ عہد نہیں لیا گیا کہ اللہ کی طرف حق کے سوا کسی بات کی نسبت نہ کرو

وَدَرَسُوْا مَا فِیْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦٩﴾ وَالَّذِیْنَ

اور انہوں نے اس کو پڑھ لیا جو کتاب میں ہے اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو ڈرتے ہیں کیا تم سمجھ نہیں رکھتے؟ اور جو لوگ

یُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿١٧٠﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا

مضبوطی سے کتاب کو پکڑتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں بیشک اصلاح کرنے والوں کا ثواب اللہ ضائع نہیں فرماتا' اور جب ہم نے

الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْۤا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ

ان پر اٹھا دیا پہاڑ گویا کہ وہ سائبان ہے اور انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے' جو ہم نے تمہیں دیا مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو

وَّاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٧١﴾ ع ٢١ / ٩ / ١١

اور اس میں جو کچھ ہے یاد کرو تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

## زمین میں منتشر کر دیا:

آیت ١٦٨: وَقَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا (اور ہم نے متفرق کر دیں زمین میں ان کی جماعتیں) ہم نے ان کو زمین میں متفرق کر دیا۔ کوئی ملک اس فرقہ سے خالی نہیں۔ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ (بعض ان میں سے نیک تھے) نمبر١۔ وہ جو ان میں سے مدینہ میں ایمان لائے۔ نمبر٢۔ جو چین کے پیچھے ہیں وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ (بعض ان میں اور طرح کے تھے) ان میں کچھ لوگ جو اس وصف سے خالی ہیں وہ فاسق ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو :دون ذلك محل رفع میں ہے یہ موصوف محذوف کی صفت ہے۔یعنی ان میں سے ایک گروہ بھلائی سے گرا ہوا ہے۔ تقدیر عبارت منهم ناس دون ذلك منحطون عن الصلاح وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ (اور ہم ان کو آزماتے رہے خوشحالیوں اور بدحالیوں سے )تو وہ متنبہ ہوئے پس ان کو ثواب دیا جائے گا۔لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (شاید کہ وہ باز آجائیں)

## نالائقوں کی آمد:

آیت ۱۶۹: فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (پھر ان کے بعد جانشین ہوئے) ان مذکورین کے بعد خَلْفٌ (نالائق لوگ) یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھے۔خلف نالائق اور خلَف لام کے فتحہ کے ساتھ لائق جانشین کو کہتے ہیں۔وَّرِثُوا الْكِتٰبَ (جنہوں نے ان سے کتاب کو حاصل کیا) تورات اور اس کے اوامر ونواہی کی اطلاع پائی اور حلال وحرام کو جانا مگر اس پر عمل نہ کیا۔ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى (یہ لوگ دنیا کے حقیر مال کو لے لیتے ہیں) یہ ورثوا کی ضمیر سے حال ہے۔العرض۔سامان بدلہ اس چیز کا حقیر ہے مراد اس سے دنیا اور اس کی اشیاء ہیں۔یہ الدنو سے ہے جس کا معنی قرب ہے کیونکہ وہ جلد آنے والی قریب ہے۔اور اس سے مراد احکام کے سلسلہ میں لے جانے والی رقوم اور اسی طرح کلمات کی تحریف پر جانے والا اکل مال مراد ہے۔هذا الادنى کہہ کر اس چیز کی خست اور تحقیر ظاہر فرمائی۔وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا (اور کہتے ہیں ہماری مغفرت ہو جائے گی) جو ہم لیں اللہ تعالیٰ اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔نمبرا۔فعل کی اسناد الاخذ کی طرف ہے۔نمبر۲۔جار مجرور کی طرف یعنی لنا وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ (حالانکہ اگر ان کے پاس ویسا ہی سامان دنیا آنے لگے تو اس کو لے لیتے ہیں) واؤ حالیہ ہے۔کہ ایک طرف مغفرت کے مدعی اور دوسری طرف قبیح افعال پر اصرار کرنے والے اور ان کو بار بار لوٹانے والے۔اور اس سے توبہ نہ کرنیوالے۔اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ (کیا ان سے اس کتاب کے اس مضمون کا پکا وعدہ نہیں لیا گیا) یعنی وہ میثاق جو کتاب میں مذکور ہے۔اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ (کہ اللہ کی طرف سچی بات کے سوا اور کسی بات کی نسبت نہ کریں) یعنی ان سے یہ میثاق لیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق سچی بات کہنا۔یہ میثاق کتاب کا عطف بیان ہے۔وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ (اور انہوں نے اس کتاب میں جو کچھ تھا اس کو پڑھ لیا) انہوں نے کتاب میں جو کچھ ہے وہ پڑھا اس کا عطف الم يوخذ عليهم پر ہے کیونکہ یہ تقدیر ہے گویا تقدیر عبارت یہ ہے اخذ عليهم ميثاق الكتاب و درسوا مافيه ان سے کتاب میں میثاق لیا گیا اور انہوں نے جو کچھ اس کتاب میں تھا وہ پڑھا۔وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ (اور آخرت والا گھر بہت بہتر ہے) اس حقیر سامان سے لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ (ان لوگوں کیلئے جو پرہیز کرتے ہیں) رشوت اور حرام کاموں کے ارتکاب سے بچتے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (پھر کیا تم نہیں سمجھتے) کیا وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ بات اسی طرح ہے۔

قراءت: مدنی وحفص نے تعقلون تاء سے پڑھا ہے۔

## حاملین کتاب قابل بدلہ ہیں:

آیت ۱۷۰: وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ (اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں) قراءت: ابوبکر نے يُمْسِكون پڑھا ہے اور الامساک اور التمسک کسی چیز کو مضبوطی سے تھامنا۔اور اس سے چمٹنا۔وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ (اور نماز کی پابندی کرتے ہیں) یہاں



BestUrduBooks.wordpress.com

نماز کو خاص کر ذکر کیا۔ باجوداس کے کہ تمسک بالکتاب تو ہر عبادت کو شامل ہے۔ کیونکہ نماز دین کا ستون ہے۔

نَحو : نمبر ا۔ الذین مبتداء ہے اور انالا نضیع اس کی خبر ہے۔ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ (ہم ان اصلاح والوں کا ثواب ضائع نہیں کریں گے) یعنی ہم ان کا اجر ضائع نہیں کریں گے۔ نمبر ۲۔ جائز ہے کہ یہ مجرور ہو اس صورت میں اس کا عطف الذین یتقون پر ہوگا۔ اور انالا نضیع جملہ معترضہ ہوگا۔

## بنی اسرائیل کی تیسری حماقت اور سزا:

آیت ۱۷۱: وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ (اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے پہاڑ کو ان کے اوپر معلق کر دیا) اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے اس کو اکھاڑا اور ان پر بلند کیا جیسا کہ ارشاد ہے ورفعنا فوقھم الطور (النساء:۵۴) كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ (چھت کی طرح) ظلہ ہر وہ چیز جو تم پر سایہ کرے۔ جیسے چھپر یا بادل۔ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ (اور ان کو یقین ہوا کہ اب وہ ان پر گرا چاہتا ہے) انہوں نے گرنے کا یقین کر لیا اور یہ اس وجہ سے پیش آیا کہ انہوں نے تورات کے احکام سخت ہونے کی بناء پر ماننے سے انکار کر دیا۔ اور ان کو بوجھل سمجھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ کو ان پر لشکر کی مقدار کے مطابق بلند کر دیا۔ اور وہ ایک فرسخ ۳×۳ میل تھا۔ اور انہیں کہہ دیا گیا کہ اگر تم تورات کے احکام قبول کرتے ہو تو ٹھیک ورنہ طور تم پر گرا دیا جائے گا۔ جب انہوں نے پہاڑ کو دیکھا تو ہر آدمی بائیں ابرو پر گر پڑا اور دائیں آنکھ سے پہاڑ کو دیکھ رہے تھے اور ڈر رہے تھے کہ کہیں ان پر آ گرے اس لیے تو یہودی بائیں ابرو پر سجدہ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ وہی سجدہ ہے جس کی وجہ سے ہم سے سزا کو ہٹایا گیا۔ اور ہم نے انہیں کہا کہ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰكُمْ (قبول کرو جو احکام اس میں ہیں) یعنی کتاب بِقُوَّةٍ (مضبوطی کے ساتھ) اس کی تکالیف اور مشقتوں کو برداشت کرنے کا عزم کرتے ہوئے۔ وَّاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ (اور اس میں جو کچھ ہے یاد کرو) اوامر و نواہی اور ان کو مت بھلاؤ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (تاکہ تم متقی بن جاؤ) جس پر تم ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى
اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی ذریت کو نکالا اور انہیں ان کی جانوں پر
اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۗ قَالُوْا بَلٰى ۛ شَهِدْنَا ۛ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ
گواہ بنایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں آپ ہمارے رب ہیں' ہم نے اقرار کرلیا' کبھی تم قیامت کے دن کہنے لگو کہ بیشک ہم
هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ
اس سے غافل تھے یا یوں کہو کہ پہلے سے ہمارے باپ دادوں نے شرک کیا اور ہم ان کے بعد میں آنے والی اولاد تھے
اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾
کیا آپ ہم کو باطل عمل والوں کے فعل کی وجہ سے ہلاک کرتے ہیں اور ہم ایسے ہی واضح طور پر آیات کو بیان کرتے ہیں تاکہ وہ لوگ رجوع ہو جائیں۔

معانقۃ

## میثاقِ بنی آدم اور عہد الست:

آیت ۱۷۲: وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ (اور جبکہ آپ کے رب نے اولادِ آدم کو نکالا) ای واذکر اذ اخذ یہاں اذکر محذوف ہے مِنْ ظُهُوْرِهِمْ (ان کی پشتوں سے) یہ بنی آدم سے بدل ہے۔ اور تقدیر عبارت یہ ہے واذخذ ربك من ظهور بني ادم جب اللہ تعالیٰ نے ظہور بنی آدم سے میثاق لیا۔ ذُرِّيَّتَهُمْ اور اخذ ذریت کا معنی باپوں کی اصلاب سے انکا نکالنا ہے۔ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا (اور ان سے ان کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کیوں نہیں؟ ہم سب گواہ بنتے ہیں) یہ باب تمثیل سے ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ربوبیت اور وحدانیت پر دلائل قائم کیے اور اس پر ان کی عقول کو گواہ بنایا۔ اور جو عقول ان میں رکھی گئی تھیں۔ اور جن عقلوں کو ہدایت وضلالت میں تمیز کرنیوالا بنایا تھا گویا کہ خود ان کو ان کی ذات پر گواہ بنایا۔ اور اس کو پختہ کیا اور انہیں فرمایا۔ الست بربکم گویا کہ انہوں نے کہا بلی انت ربنا شهدنا علي انفسنا واقررنا بوحدانيتك کیوں نہیں تو ہمارا رب ہے ہم نے اپنے نفسوں پر گواہی دی اور تیری وحدانیت کا اقرار کیا۔ اَنْ تَقُوْلُوْا (تاکہ تم لوگ نہ کہنے لگو) یہ مفعول لہٗ ہے یعنی ہم نے ایسے دلائل قائم کئے کہ جن کی صحت پر عقول شاہد ہیں اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ قیامت کو کہنے لگیں۔ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ (قیامت کے روز کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے) ہم ان پر متنبہ نہ ہو سکے۔

## انقطاعِ اعذار:

آیت ۱۷۳: اَوْ تَقُوْلُوْٓا (یا یوں نہ کہنے لگو) او کراهة یا اس خطرے سے کہ تم کہنے لگو اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ (کہ ہمارے بڑوں نے شرک کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے) ہم نے ان کی اقتداء کی کیونکہ توحید



BestUrduBooks.wordpress.com

پر دلائل کا قائم کرنا اور جس سے وہ متنبہ ہوں وہ ان کے ساتھ قائم کیے پس ان کے پاس ان سے اعراض کرنے کے لیے کوئی عذر نہیں۔ اور رہی آباء کی اقتداء جس طرح آباء کا کوئی عذر شرک کے سلسلے میں قابل سماعت نہیں اس کے دلائل توحید ان کے لئے بھی قائم تھے۔ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ (کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر آپ ہم کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں) وہ ہمارے لیے شرک کا باعث تھے کیونکہ انہوں نے شرک کی بنیاد رکھی اور ہمارے لیے طریقہ چھوڑا۔

آیت ۱۷۴: وَكَذٰلِكَ (اور اسی طرح) اس بلیغ تفصیل کے بعد نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ (ہم آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں) ان کے لیے وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (اور تا کہ وہ باز آجائیں) اپنے شرک سے ہم ان کی تفصیل کرتے ہیں۔ اہل تفسیر میں سے محقق علمائے تفسیر نے یہی تفسیر کی ہے جن میں شیخ ابو منصورؒ الزجاج، زمخشری ہیں۔ جمہور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذریت آدم کو آدم علیہ السلام کی پشت سے چیونٹیوں جیسی چھوٹی شکلیں دے کر نکالا اور ان سے میثاق ربوبیت اس قول سے لیا۔ الست بربکم پس انہوں نے بَلٰی سے جواب دیا۔ علماء نے فرمایا یہی وہ فطرت ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا گیا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور آدم کو انہیں چیونٹیوں جیسی چھوٹی شکل میں دکھایا۔ اور ان کو عقل عنایت فرمائی اور فرمایا یہ تمہاری اولاد ہے۔ میں ان سے عہد لوں گا کہ وہ میری عبادت کریں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دخول جنت سے قبل مکہ و طائف کے مابین پیش آیا ایک اور قول یہ ہے کہ جنت سے اتارے جانے کے بعد۔ ایک قول یہ ہے کہ جنت میں پیش آیا۔ پہلے علماء کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا من بنی اٰدم من ظهورهم جمع فرمایا من ظهر آدم نہیں فرمایا اور دوسری بات یہ ہے کہ جب ہمیں یہ یاد نہیں تو پھر ہماری دلیل کیسے بنے گی۔

قراءت: ذرّیاتهم مدنی، بصری، شامی نے پڑھا ہے۔ اور ابو عمرو نے او تقولوا کو او یقولوا پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ

اور آپ ان کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنایئے جسے ہم نے اپنی آیات دیں پھر وہ ان سے نکل گیا۔ پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا تو وہ

مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ

گمراہوں میں سے ہوگیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی بدولت اس کو بلند کر دیتے لیکن وہ بالکل ہی زمین کی طرف مائل ہوگیا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگ گیا

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ

سو اس کی ایسی حالت ہے جیسے کتے کی حالت ہوتی ہے۔ اگر تو اس پر بوجھ لاد دے تب بھی ہانپے اور اگر اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہ

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾

مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ قصوں کو بیان کیجئے تاکہ وہ لوگ غور و فکر کریں۔

سَآءَ مَثَلَا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

## بنی اسرائیل کے ایک عالم کا قصہ:

آیت ۱۷۵: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ (اور ان کو پڑھ کر سنائیں) یہود پر نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا (اس کا حال جس کو ہم نے اپنی آیات دیں) یہ بنی اسرائیل کا ایک عالم تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بلعم بن باعوراء تھا جس کو اللہ تعالیٰ کی کسی کتاب کا علم ملا۔ فَانْسَلَخَ مِنْهَا (پھر وہ ان سے بالکل ہی نکل گیا) وہ ان آیات سے اس طرح نکل گیا کہ اس نے انکا انکار کر دیا۔ اور ان آیات کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ (پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا) شیطان اس کو پیچھے سے ملا اور اس کو آلیا اور اس کا ساتھی بن گیا۔ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ (پس وہ گمراہ لوگوں میں سے ہوگیا) وہ گمراہ کفار میں سے ہوگیا۔ روایت میں ہے کہ اس کی قوم نے اس سے مطالبہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بددعا کرے۔ مگر اس نے انکار کر دیا لیکن وہ اس کو چمٹے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے بددعا کر دی اس کے پاس اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم تھا۔

آیت ۱۷۶: وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ (اور اگر ہم چاہتے تو اس کو بلند کر دیتے) علمائے ابرار کے مقامات کی طرف بِهَا (ان آیات کی وجہ سے) ان آیات کے ساتھ وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ (لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہوگیا) وہ دنیا کی طرف مائل ہوا اور اس میں خوب رغبت ظاہر کی۔ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ (اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا) دنیا اور اس کی لذات کو آخرت اور اس کی نعمتوں کے مقابلہ میں ترجیح دینے میں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## خواہش پرستی میں کتے کی مثال:

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ (اس کی حالت کتے کی سی ہوگئی اگر تو اس پر حملہ کرے) ڈانٹے اور دھتکارے يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ (تب بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے) بغیر دھتکارے يَلْهَثْ (تب بھی ہانپے) مطلب یہ ہے کہ یہ اپنی خست اور کمینگی میں کتے کی طرح ہے جو اپنی انتہائی قبیح حالت وصورت میں ہو۔ اور وہ حالت اس کا ہمیشہ ھانپنا ہے اس پر حملہ آور ہوں اور بھڑکا کر اس کو دھتکاریں یا بلاتعرض اس کو چھوڑ دیں اور یہ اس طرح ہے تمام حیوانات اس وقت ہانپتے ہیں جب وہ حرکت کریں مگر کتا سب سے مختلف ہے کہ دونوں حالتوں میں ہانپتا ہے کلام کا تقاضا یہ تھا کہ کہا جاتا: لکنه اخلد الی الارض فحططناه ووضعناه منزلته لیکن وہ زمین کی طرف مائل رہا پس ہم نے ان کو گرا دیا اور اس کے مرتبے کو گرا دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی بجائے یہ تمثیل رکھ دی۔ جو کہ اس مقصد کو زیادہ بلیغ انداز میں پیش کر کے اور دیگر کئی فوائد پر مشتمل ہے۔

**نحو** : جملہ شرطیہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے گویا اس طرح کہا گیا کمثل الکلب ذلیلاً دائم الذلة لاهثا فی الحالین کتے کی طرح ہمیشہ ذلیل اور دونوں حالتوں میں ہانپنے والا ہے۔ کہا گیا ہے کہ جب بلعم نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے بددعا کی تو اس کی زبان نکل آئی اور اس کے سینے پر لٹکنے لگی اور وہ اسی طرح ہانپنے لگا جس طرح کتا ہانپتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گمراہ ہے اس کو نصیحت کرو یا چھوڑ دو فائدہ ندارد۔ عطاء کہتے ہیں کہ جس نے علم سیکھا اور اس پر عمل نہ کیا وہ کتے کی طرح ہے اس کو دھتکارو یا چھوڑ و بھونکتا ہے۔ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا (یہی حالت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا) یہود میں سے اس کے باوجود کہ انہوں نے تورات میں رسول اللہ ﷺ کی نشانیاں پڑھ لیں۔ اور قرآن مجید کا تذکرہ اور جو کچھ اس میں ہے اور انہوں نے آپ ﷺ کی بعثت کے قرب کی لوگوں کو بشارتیں دیں۔ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ (پس آپ اس حالت کو بیان کر دیں) یعنی بلعم کا واقعہ جو ان کے واقعات کی طرح ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (شاید کہ وہ لوگ کچھ سوچیں) پس اس انجام سے محتاط ہو جائیں جبکہ وہ اس جیسی سیرت اختیار کریں۔

## جھٹلانے والوں کا برا انجام:

آیت ۱۷۷: سَآءَ مَثَلَاْ ۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا (ان لوگوں کی حالت بھی بُری حالت ہے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں) یعنی قوم کی مثال۔ مضاف کو حذف کر دیا۔ ساء کا فاعل ضمیر ہے یعنی ساء المثل مثلاً اور مثلاً تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔ وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ (اور وہ اپنا نقصان کرتے ہیں) اس کا عطف کذبوا پر ہے۔ نمبر ۱: پس یہ صلہ کی جگہ میں داخل ہو جائے گی۔ یعنی الذین جمعوا بین التکذیب بایات اللّٰه و ظلم انفسهم وہ لوگ جنہوں نے تکذیب آیات اور ظلم النفس کو جمع کیا نمبر ۲۔ صلہ سے منقطع ہو تو ما ظلموا الا انفسهم بالتکذیب انہوں نے تکذیب سے اپنے ہی نفسوں پر ظلم کیا۔ مفعول کو مقدم، اختصاص کے لیے کیا۔ یعنی خصوا انفسهم بالظلم ولم یتعد الٰی غیر ها انہوں نے اپنے نفسوں کو ظلم کے ساتھ خاص کر لیا اور ظلم ان سے آگے دوسروں کی طرف نہ بڑھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۷۸

جسے اللہ ہدایت دے ' سو وہی ہدایت پانے والا ہے اور وہ جسے گمراہ کرے تو یہ لوگ ہیں نقصان میں پڑنے والے '

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ

اور تحقیق ہم نے پیدا کیا جہنم کے لئے بہت سے جنات کو اور بہت سے انسانوں کو ' ان کے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں؟

وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ

اور ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں ' اور ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں ' یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں

بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝۱۷۹

بلکہ یہ ان سے بڑھ کر بے راہ ہیں ' ایسے لوگ غفلت والے ہی ہیں۔

## طالبین ہدایت کو ہدایت ملتی ہے:

آیت ۱۷۸: مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ (جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے پس ہدایت پانے والا وہی ہوتا ہے) لفظ پر محمول کیا وَمَنْ يُّضْلِلْ (اور جس کو وہ گمراہ کر دے) جس کو وہ گمراہ کرے فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (پس ایسے ہی لوگ خسارہ میں رہتے ہیں) اس کو معنی پر محمول کیا جائے اگر بقول معتزلہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف بیان کا نام ہوتا تو کافر و مؤمن برابر ہوتے۔ کیونکہ بیان دونوں کے حق میں ثابت ہونے والا ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق اور معونت اور عصمت ہوتی ہے اگر یہ کافر کو حاصل ہو جائے تو وہ راہ ہدایت پائے جیسا مؤمن پاتا ہے۔

## دوزخی لوگوں کا مزاج 'دِل' آنکھ' کان کو صحیح استعمال نہیں کرتے:

آیت ۱۷۹: وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (اور ہم نے بہت سے جن وانس کو دوزخ کیلئے پیدا کیا ہے) وہ دونوں فریق کفار ہیں جو اللہ کی آیات میں تدبر سے اعراض کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا اختیار کفر معلوم ہے۔ پس ان سے کفر کو چاہا اور ان میں اس کو پیدا کیا اور اسی وجہ سے انکا ٹھکانہ جہنم بنا دیا اس آیت اور دوسری آیت میں کوئی منافات نہیں: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:۵۶) کیونکہ ان میں سے عبادت کے لیے ان کو پیدا کیا جن کے متعلق جانا کہ وہ اس کی عبادت کریں گے اور جن کے بارے میں جانا کہ وہ کفر کریں گے پس ان کو اس کے لیے پیدا کر دیا جس کے متعلق جانا۔ پس خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ جن کے متعلق ازل میں علم الٰہی ٹھہر چکا کہ اس سے عبادت ہوگی اس کو عبادت کے لئے پیدا کر دیا اور جس کے بارے میں ازل میں جانا کہ اس سے کفر ہوگا اس کو اس کے لئے پیدا کر دیا بہت سے ایسے عام ہیں جن سے خاص مراد لیا جاتا ہے۔
باقی رہا معتزلہ کا یہ قول کہ لام یہاں عاقبت کا ہے۔ یعنی جن کا انجام جہنم تھا اسی طرح کر دیا گویا ان کی خلقت جہنم کے لیے کی گئی یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآئِهٖ ؕ

اور اللہ کے لئے اچھے نام ہیں سوتم اسے ان ناموں سے پکارو' اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں۔

سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

عنقریب ان کو ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

قول صرف ارادہ معاصی سے فرار اختیار کرنے اور آیت کو ظاہر سے موڑنے کا راستہ ہے۔ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا (ان کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے) حق کو اور نہ ہی اس میں سوچ بچار کرتے ہیں۔ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا (اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے) رشد کو وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا (اور ان کے کان ایسے ہیں جن سے وہ نہیں سنتے) وعظ و نصیحت کو اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ (یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں) عدم تفقہ اور عبرت حاصل نہ کرنے میں اور تفکر کی خاطر کان نہ لگانے میں بَلْ هُمْ اَضَلُّ (بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں) چوپایوں سے۔ کیونکہ انہوں نے عقول صحیحہ کی مخالفت کی اور رسول سے معاندت کی اور فضولیات کے پیچھے پڑے رہے۔ پس چوپایوں کے منافع طلب کیے جاتے ہیں اور ان کے نقصانات سے بچا جاتا ہے اور یہ اپنے نقصان ہی سے واقف نہیں۔ اس لئے انہوں نے آگ کو پسند کرلیا اور ذرا سوچو مکلف ذمہ دار اور معذور قرار دے کر چھوڑا ہوا کیونکر برابر ہو سکتے ہیں۔

## انسان کی چار اقسام:

انسان کی چار اقسام ہیں۔ نمبر۱۔ انسان روحانی۔ نمبر۲۔ شہوانی نمبر۳۔ سماوی نمبر۴۔ ارضی۔

نمبر۱۔ انسان روحانی اگر روح خواہش پر غالب آجائے تو ملائکہ سے بھی بڑھ جائے۔ نمبر۲۔ شہوانی خواہش روح پر غالب آجائے تو بہائم سے بھی نیچے اتر جائے۔ نمبر۳۔ سماوی اگر روح غلبہ پا کر آسمان کی طرف پرواز کرنے کے قابل ہو جائے۔ نمبر۴۔ ارضی۔ شہوات غلبہ پا کر زمین ہی کا بن کر رہ گیا۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (یہ لوگ غافل ہیں) وہ غفلت میں کامل ہیں۔

آیت ۱۸۰: وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (اور اچھے اچھے نام اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں) اللہ تعالیٰ کے نام سب سے اچھے ہیں کیونکہ وہ اچھے معانی پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے بعض نام وہ ہیں۔ نمبر۱۔ جن کا وہ حقدار ان کے حقائق کی وجہ سے ہے مثلاً القدیم ہر چیز سے پہلے الباقی ہر چیز کے بعد القادر ہر چیز پر قابو پانے والا۔ العالم ہر چیز کو جاننے والا۔ الواحد وہ اکیلا جس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ نمبر۲۔ دوسری قسم وہ نام جنکے نفوس آثار کی وجہ سے مستحسن قرار دیتے ہیں۔ مثلاً الغفور الرحیم، الشکور، الحلیم، نمبر۳۔ ایسے اسماء جن کو اپنانا واجب ہے مثلاً الفضل العفو۔ نمبر۴۔ ایسے نام جو احوال کی نگہبانی کو لازم کرتے ہیں۔ مثلاً السمیع، البصیر، المقتدر نمبر۵۔ وہ نام جو اجلال کو لازم کرتے ہیں۔ مثلاً العظیم، الجبار، المتکبر۔ فَادْعُوْهُ بِهَا (پس انہی ناموں سے اللہ تعالیٰ کو پکارا کرو) پس اس کے یہی نام لو وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآئِهٖ (اور ایسے لوگوں سے تعلق نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۲۲ ع ۱۰ ۱۲

اور جن کو ہم نے پیدا کیا ان میں ایک جماعت ایسی ہے جو حق کے موافق ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ

ہم ان کو اس طرح ڈھیل دیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہو اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بے شک میری تدبیر مضبوط ہے۔ کیا ان لوگوں نے

يَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ

غور نہیں کیا کہ ان کے صاحب کو کوئی جنون نہیں ہے۔ وہ تو صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہے۔ کیا ان لوگوں نے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ

اور زمین کی بادشاہت میں اور دوسری چیزوں میں غور نہیں کیا جو اللہ نے پیدا فرمائی ہیں اور اس بات میں کہ ان کی اجل قریب

اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَ

آ پہنچی ہو۔ سو اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔ اللہ جسے گمراہ کرے سو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور

يَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

وہ انہیں گمراہی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔

ہیں) اور ان لوگوں کے بنائے ہوئے ناموں کو چھوڑ دو۔ جو ان ناموں کے سلسلہ میں حق وصواب سے مائل ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے علاوہ نام رکھتے ہیں۔ ایسا نام رکھنا جائز نہیں مثلاً اس طرح کہیں یاسخی۔ یارفیق، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام یہ نہیں بتلائے اور الحاد یہی ہے کہ اس کے ایسے نام رکھنا جس میں جسمیت، جوہر، عقل، علت پائی جائے۔

قراءت: حمزہ نے يَلْحَدُوْنَ پڑھا ہے لحد اور الحد کا معنی ایک ہے یعنی مائل ہونا۔ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ان کو ان کے کیے کی ضرور سزا ملے گی)

## داعیانِ حق:

آیت ۱۸۱: وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ (اور ہماری مخلوق میں) جنت کے لئے کیونکہ یہ ولقد ذرأنا لجهنم کے مقابلہ کے لئے ہے۔ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ (ایک گروہ ایسا بھی ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتا ہے اور حق کے موافق عدل کرتا ہے) اپنے احکام میں۔ کہا گیا ہے کہ اس سے علماء اور داعیان دین مراد ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حجیتِ اجماع:

مسئلہ: اس میں دلالت ہے کہ ہر زمانہ کے اہل حق کا اجماع حجت ہے۔

## مکذبین کو موقعہ بموقعہ پکڑیں گے:

آیت ۱۸۲: وَالَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا سَنَسۡتَدۡرِجُہُمۡ (جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ہم ان کو آہستہ آہستہ لئے جا رہے ہیں) ان کو عنقریب آہستہ آہستہ اتاریں گے۔ ایسی چیز کی طرف جو ان کو ہلاک کر دے گی۔ مِّنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں) کیا مقصود اس سے ہے اور وہ اس طرح کہ گمراہی میں انہماک کے باوجود ان پر متواتر انعامات کرے۔ جب نئی نعمت آئے تو ان کا تکبر بڑھ جائے۔ اور ان کی معصیتیں جدید ہو جائیں۔ پھر وہ معاصی میں درجہ بدرجہ اترتے جائیں۔ پے در پے انعام کی وجہ سے یہ گمان کر کے کہ متواتر انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترجیح اور قرب کی بناء پر ہیں حالانکہ وہ رسوائی اور رحمتوں سے دور ہٹانا ہے۔ یہ درجہ سے باب استفعال ہے۔ استصعاد یا استنزال درجة بعد درجة درجہ بدرجہ چڑھانا یا اتارنا کہ خبر بھی نہ ہو۔

## امہال مجرمین:

آیت ۱۸۳: وَاُمۡلِیۡ لَہُمۡ (اور میں ان کو ڈھیل دیتا ہوں) اس کا سنستدرجھم پر عطف ہے مگر یہ سین کے حکم میں داخل نہیں۔ اس لیے اس کا معنی امہلھم میں ان کو مہلت دیتا ہوں۔ اِنَّ کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ (بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے) میری پکڑ سخت ہے۔ اس کو کید سے تعبیر کیا کیونکہ یہ کید کے مشابہ ہے کہ ظاہر میں یہ احسان اور حقیقت میں خسران اور ندمان ہے۔

آیت ۱۸۴: جب کفار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جنون کی طرف کی تو یہ آیت اتری۔

## کفار کے اعتراضِ جنون کا جواب:

اَوَلَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا مَا بِصَاحِبِہِمۡ (کیا انہوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی کو نہیں ہے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ما نافیہ ہے وقف کے بعد یعنی کیا وہ اپنی بات کو نہیں سوچتے۔ پھر جنون کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی فرمائی۔ مِّنۡ جِنَّۃٍ (ذرا بھر جنون) جِنَّۃ کا معنی جنون ہے۔ اِنۡ ہُوَ اِلَّا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ (وہ تو صرف ایک صاف ڈرانے والے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے منذر اور اس کے انذار کو واضح کرنے والے ہیں۔

## غور کر کے انہیں حق کی تلاش اور اچانک عذاب سے بچاؤ تلاش کرنا چاہئے:

آیت ۱۸۵: اَوَلَمۡ یَنۡظُرُوۡا (کیا انہوں نے غور نہیں کیا) دلیل حاصل کرنے کی نظر سے فِیۡ مَلَکُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (آسمان و زمین کی حکومت میں) ملکوت عظیم بادشاہی وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ (اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا کی ہیں) اور جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں۔ اور جس پر شئی کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ اپنی ان گنت اجناس و اعداد کے ساتھ وَّاَنۡ عَسٰۤی (کہ ممکن ہے) یہ اَنۡ مخففہ من المثقلہ ہے اور اصل اس طرح ہے اِنَّہٗ عسٰی ہٗ ضمیر شان ہے اور ملکوت پر عطف کی وجہ سے



BestUrduBooks.wordpress.com

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ

وہ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کا واقع ہونا کب ہے؟ آپ فرمادیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اسے اس کے وقت پر

اِلَّا هُوَ ؔۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ

وہی ظاہر فرمائے گا وہ آسمانوں میں اور زمین میں بھاری پڑ جائے گی تمہارے پاس اچانک ہی آجائے گی وہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ گویا آپ اس کے بارے میں مکمل

عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

معلومات حاصل کر چکے ہیں آپ فرمادیجئے کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

موضع جر میں واقع ہے مطلب یہ ہے کیا وہ غور نہیں کرتے اس بات میں کہ حالت و بات یہ ہے کہ ہوسکتا ہے اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ (کہ ان کا وقت مقررہ قریب آپہنچا ہو) شاید کہ وہ جلدی مر جائیں پس ان کو غور میں جلدی کرنی چاہیے اور حق کی تلاش اور اس چیز کو جو انکو اچانک موت اور عذاب کے نازل ہونے سے پہلے بچا سکتی ہو۔ جلد ڈھونڈنا چاہیے۔ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (پھر قرآن کے بعد کس بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے) ہٗ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے۔ یؤمنون جب کہ وہ ایمان نہ لائیں یہ عسٰی ان یکون قد اقترب اجلھم کے متعلق ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا کہ لعل اجلھم قد اقترب فما لھم لایبا دروں الایمان بالقراٰن قبل الموت و ماذا ینظرون بعد وضوح الحق ۔ وبایّ حدیث احق منہ یریدون ان یؤمنوا ۔ شاید کہ انکا وقت مقررہ قریب ہو پس انہیں کیا ہو گیا کہ پھر قرآن پر موت سے پہلے ایمان لانے میں جلدی نہیں کرتے؟ حق ظاہر ہو جانے کے بعد اب یہ کس چیز کے منتظر ہیں۔ اس سے زیادہ اور کون سی بات ہے جس پر وہ ایمان لانا چاہتے ہیں۔

## گمراہ راہ پر نہیں آ سکتا:

آیت ۱۸۶: مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ (جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی راہ پر نہیں لاسکتا) یعنی اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دے۔ وَيَذَرُهُمْ (اور وہ ان کو چھوڑ دیتا ہے) قراءت: عراقی نے یا سے پڑھا ہے اور حمزہ و علی نے محل فلا ھادی لہ پر عطف کر کے یذرھم جزم سے پڑھا ہے۔ گویا عبارت اس طرح ہے من یضلل اللّٰہ لایھدہ احد ویذرھم رفع کی صورت میں جملہ مستانفہ ہے اور وہ یذرھم ہے باقی قراء نے نذرھم پڑھا ہے۔ فِيْ طُغْيَانِهِمْ (ان کی گمراہی میں) اپنے کفر میں يَعْمَهُوْنَ (وہ بھٹکتے پھریں) حیران ہیں۔

## وقوعِ قیامت کا سوال:

آیت ۱۸۷: جب یہود یا قریش نے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی تو یہ آیت اتری۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ (یہ لوگ آپ



BestUrduBooks.wordpress.com

سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں) یہ قیامت کے اسمائے غالبہ میں سے ہے جیسے ثریا کو نجم کہتے ہیں۔ نمبر۱۔ قیامت کو ساعۃ کہنے کی وجہ اس کا اچانک آنا ہے۔ نمبر۲۔ اس میں بہت جلد حساب ہوگا۔ نمبر۳۔ قیامت اپنی طوالت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے ہاں مخلوق کی ایک ساعت کی طرح ہے۔ اَیَّانَ (کہ کب ہوگا) کب یہ ای سے اشتقاق کیا گیا ہے اس کا وزن فعلان ہے کیونکہ اس کا معنی اس وقت؟ ہے مُرْسٰهَا (اس کا وقوع) اس کا لنگر انداز ہونا۔ آنا یہ المدخل کی طرح مصدر میمی ہے۔ ادخال کے معنی میں ہے۔ مراد وقت ارسائها ای اثباتها اس کے ثابت وقائم ہونے کا وقت مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کب قائم فرمائیں گے۔

## وقوعِ قیامت کا علم فقط اللہ کو ہے:

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ (آپ فرمادیں کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے) یعنی اس کی آمد کا وقت اس نے اپنے ہاں رکھا ہے۔ کسی ملک مقرب یا نبی مرسل کو بھی خبر نہیں دی تا کہ یہ بات اطاعت کی طرف زیادہ رجحان کا سبب بنے۔ اور معصیت سے زیادہ رکاوٹ لائے جیسا کہ خاص وقت مقررہ موت بالکل مخفی ہے۔ اسی لیے لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ (اس کے وقت پر اس کو اللہ کے سوا کوئی ظاہر نہیں کریگا) اللہ تعالیٰ جو وحدہٗ لاشریک ہے وہی اس کے معاملے کو ظاہر کرے گا۔ اور اس کے مخفی علم کو منکشف کرے گا۔ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (وہ آسمان وزمین کا سب سے بھاری حادثہ ہوگا) آسمان وزمین کے رہنے والے خواہ ملائکہ ہوں یا ثقلین ان کے لیے قیامت کا معاملہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ہر ایک ان میں سے اس بات کا متمنی ہے کہ اس کو اس کا علم ہو جائے۔ اس کا مخفی رہنا ان پر بڑا گراں اور بھاری ہورہا ہے۔ نمبر۲۔ آسمان وزمین میں قیامت بھاری ہے کیونکہ آسمان وزمین کے رہائشی اس کے احوال وشدائد سے ترساں ولرزاں ہیں۔ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً (وہ تم پر اچانک ہی آپڑے گی) اچانک تمہاری غفلت کی حالت میں یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا (وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں) گویا کہ آپ اس کو جانتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے گویا آپ اس کے متعلق مبالغہ سے دریافت کرنے والے ہیں۔ جو کسی مسئلہ کے متعلق سوال میں مبالغہ کرتا ہے اور اس کے متعلق کھود کرید کرتا ہے اس چیز کے متعلق اس کا علم مستحکم ہو جاتا ہے۔ اس ترکیب کا مقصد مبالغہ ہے اسی سے احفاء الشارب ہے نمبر۲۔ عنها یہ یسالونك کے متعلق ہے یسالونك عنها كانك حفیّ عالم بها وہ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں گویا کہ آپ اس کا علم رکھنے والے ہیں۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ (آپ فرمادیں کہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے) یسالونك کو دوبارہ لائے اور انما علمها' كانك حفی عنها کے لئے تاکید واضافہ کے لیے ہے۔ اسی لیے علماء کے اپنی کتابوں میں مکررات فائدہ سے خالی نہیں۔ جیسا محمد بن الحسن کی مکررات وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے) اسی ہی کو خاص طور پر اس کا علم ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ

آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی جان کے لئے کسی نفع اور ضرر کا مالک نہیں ہوں مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے چاہا' اور اگر میں غیب کو جانتا ہوتا

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۚۛ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۚۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ

تو بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی ناگوار چیز نہ پہنچتی' میں تو ان لوگوں کو صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہوں جو ایمان

یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع ۲۳

رکھتے ہیں۔

## علم واختیار کی نفی کا اعلان:

آیت ۱۸۸: قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ (آپ کہہ دیں کہ میں خود اپنی ذات خاص کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ نقصان کا مگر اتنا جتنا اللہ نے چاہا) اس میں اظہار عبودیت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے جو علم خاص ہے اس سے براءت کا اظہار ہے۔ یعنی میں تو ایک کمزور بندہ ہوں اپنے نفس کے لیے جلب منفعت اور دفع مضرت کا ذرہ بھر اختیار غلاموں کی طرح نہیں رکھتا۔ مگر جو میرے لئے نفع دینا اور نقصان دور کرنا چاہے۔ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ (اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا اور کوئی دکھ بھی مجھ کو نہ پہنچتا) خیر کی کثرت چاہنے اور تکلیف ونقصان سے بچنے میں میری حالت موجودہ حالت سے بہتر ہوتی۔ یہاں تک کہ ان تکالیف میں سے کوئی چیز مجھے نہ پہنچتی اور نہ ہی لڑائیوں میں ایک مرتبہ غالب اور دوسری مرتبہ مغلوب ہوتا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ الغیب سے مراد مقرر وقت اور الخیر سے مراد عمل اور السوء سے پریشانی وخوف مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ لاستکثرت کے معنی میں قحط کے لئے خوشحالی تیار کر لیتا۔ السوء سے فقر مراد ہے اور تردید فرمائی۔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ (میں تو صرف ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں) میں تو ایک بندہ ہوں جس کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ میری شان نہیں کہ میں غیب کو جانوں۔ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں) اس میں لام نذیر وبشیر کے متعلق ہے کیونکہ انذار اور بشارت ایمان والوں کو ہی فائدہ پہنچانے والی ہے۔ یا صرف بشیر کے متعلق ہے اور نذیر کا متعلق محذوف ہے یعنی الا نذیر للکافرین۔ کافروں کے لیے ڈرانے والے و بشیر لقوم یؤمنون اور مؤمنوں کو بشارت سنانے والے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا

وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنا دیا تاکہ وہ اس کے پاس ٹھکانہ پکڑے۔ پھر جب

تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ

اس نے جوڑے کو ڈھانکا تو عورت کو ہلکا سا حمل رہ گیا۔ پھر وہ اس کو لئے ہوئے چلتی پھرتی رہی۔ پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں اللہ سے دعا کرنے لگے جوان کا رب ہے کہ اگر

اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ

آپ نے ہمیں صحیح سالم بچہ عطا فرمادیا تو ہم شکر کرنے والوں میں سے ہوں گے۔ پھر جب اللہ نے ان کو صحیح سالم بچہ عطا فرمادیا تو جو چیز ان کو عطا فرمائی اس میں اللہ کے

فِیْمَاۤ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾

لئے شریک قرار دینے لگے سو اللہ برتر ہے ان کے شریک بنانے سے۔

## آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کی پیدائش:

آیت ۱۸۹: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (وہی ہے جس نے تم کو ایک جسم سے پیدا کیا) وہ آدم کی ذات ہے وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا (اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا) حواء۔ان کو آدم کے جسم کی پسلیوں میں سے کسی پسلی سے پیدا فرمایا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا (تاکہ وہ اپنے اس جوڑے سے انس حاصل کرے) تاکہ وہ مطمئن اور مائل ہوں کیونکہ جنس جنس کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے۔خاص طور پر جبکہ وہ اس کا ایک حصہ ہو جیسا کہ انسان اپنے بیٹے سے مانوس ہوتا ہے اور اس سے اس طرح محبت کرتا ہے جیسا اپنی جان سے محبت کرتا ہے کیونکہ وہ اس کا ٹکڑا ہے۔

نحو: لیسکن الیها کو مذکر لائے۔جبکہ دوسری آیت میں مؤنث لائے واحدة و خلق منها زوجها معنی کا لحاظ کر کے تاکہ واضح ہو جائے کہ مراد اس سے آدم کی ذات ہے۔فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا (پھر جب خاوند نے اپنی بیوی سے قربت کی) اس سے قربت کی حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا (تو اس کو حمل رہ گیا ہلکا سا) وہ اس پر آسان ہے اور اس کو وہ کرب والدی کی صورت پیش نہیں آئی۔جو بعض حوامل کو پیش آتی ہیں۔اور اس کو بوجھل کیا۔جیسا دوسری عورتیں بوجھل ہوتی ہیں۔فَمَرَّتْ بِهٖ (پس وہ اس کو لئے ہوئے چلتی پھرتی رہی) ولادت کے وقت تک اس کو لے کر چلتی رہی بغیر کسی کمی اور نا تمام گرنے کے نمبر۲۔حملت حملًا خفیفًا سے حالت نطفہ مراد ہے مرّت بہ سے اٹھنا بیٹھنا مراد ہے۔فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ (پھر جب وہ بوجھل ہوگئی) جب اس کے حمل کے بوجھ کا وقت قریب آیا۔دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا (دونوں میاں بیوی اللہ تعالیٰ سے جو ان کا رب تھا دعا کرنے لگے) آدم وحواء نے اپنے رب کو پکارا۔وہ مالک جس کو ان پر پورا اختیار ہے۔اور وہ پکارے جانے کے لائق ہے۔اور اسی سے پناہ مانگی جاتی ہے تو دونوں نے کہا: لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا (اگر آپ نے ہم کو صحیح سالم بچہ دیا) اگر اللہ نے ہمیں صحیح سالم بچہ عنایت فرمایا۔نمبر۲۔بیٹا دیا کیونکہ نرینہ اولاد



BestUrduBooks.wordpress.com

بھی صلاح میں داخل ہے لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ (تو ہم بڑے شکر گزار رہوں گے) تیرے شکر گزار اٰتَيْتَنَا اور لَنَكُوْنَنَّ کی ضمیر ان دونوں کی طرف راجع ہے اور ہر اولا د والے کی طرف راجع ہے۔

## فرد سے جنس کی طرف التفات:

آیت ۱۹۰: فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا (پھر جب اللہ نے ان کو صحیح سالم اولاد دے دی) ان کو دے دیا جوانہوں نے تندرست و سالم بچہ مانگا۔ جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ (تو دونوں اللہ کا شریک قرار دینے لگے) یعنی ان کی اولاد نے اس کے لیے شریک بنائے۔

نحو: گویا مضاف محذوف ہے۔ اور مضاف الیہ کو اس کا قائم مقام بنادیا۔ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا (اللہ کی دی ہوئی چیز میں) یعنی ان کی اولاد کو جو دیا اس کی دلیل آیت کا یہ حصہ۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (پس اللہ تعالیٰ پاک ہے ان کے شرک سے) ہے اس لئے کہ ضمیر جمع کی لائی گی اور اس لیے بھی کہ آدم وحوا علیہما السلام شرک سے بری ہیں۔ اور اشر کھم فیھا اٰتاھم اللّٰه سے مراد اولاد کے نام عبدالعزیٰ، عبدمناف، عبدشمس وغیرہ رکھ لیے حالانکہ اس کی بجائے عبداللہ عبدالرحمٰن، عبدالرحیم ہونے چاہئے تھے۔

نمبر۲۔ یہ خطاب قریش کو ہے جو عہد رسول اللہ ﷺ میں تھے وہ اور آل قصی ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ ذات جس نے ایک نفس (قصی) سے پیدا کیا اور اس کی جنس سے عربی قریشی بیوی اس کو دی تا کہ اس کو سکون حاصل ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مطلوبہ صحیح سالم بیٹا عنایت کر دیا تو اس اولاد میں اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے لگے۔ اپنی ساری اولاد کے نام مشرکانہ رکھ دیئے۔ عبدالعزیٰ، عبدمناف، عبدقصی، عبدالدار۔ اَ يُشْرِكُوْنَ میں ضمیر ان دونوں کی طرف راجع ہے کیونکہ ان دونوں کے پیچھے ان کی اولاد نے شرک میں ان کی اتباع کی۔

قراءت: شِرکًا مدنی وابوبکر نے پڑھا ہے یعنی ذوی شرك اور وہ شرکاء ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ

کیا وہ لوگ ان کو شریک بناتے ہیں جو کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ پیدا کئے جاتے ہیں اور وہ ان کی مدد پر قدرت نہیں رکھتے اور نہ

اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ

وہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں' اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو تمہارے کہنے پر نہ چلیں گے برابر ہے

عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

تم ان کو پکارو یا تم خاموش رہو' بے شک تم جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو

عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ

وہ تمہارے جیسے بندے ہیں سو تم ان کو پکارو پھر وہ تمہاری پکار کو قبول کر لیں اگر تم سچے ہو؟ کیا ان کے

اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۫

پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں

اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا

یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں؟ آپ فرما دیجئے کہ اپنے شریکوں کو بلالو' پھر میرے بارے میں ضرر پہنچانے کی جو تدبیر کر سکتے ہو کر لو اور پھر

تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

مجھے مہلت نہ دو' بے شک میرا مددگار اللہ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی اور وہ نیک بندوں کی مدد فرماتا ہے'

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

اور جن لوگوں کو اس کے سوا تم پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں'

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾

اور اے مخاطب اگر تو ان کو ہدایت کی طرف پکارے تو وہ نہ سنیں گے اور تو سمجھے گا کہ وہ تجھے دیکھ رہے ہیں' حالانکہ وہ نہیں دیکھ رہے ہیں۔

## خالق کے ساتھ مخلوق کو شریک کر لیا:

آیت ۱۹۱: اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا (کیا وہ ان کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو بنا نہ سکیں) یعنی بت وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ (اور وہ خود ہی بنائے جاتے ہیں) یہاں اصنام کو اہل علم کے قائم مقام رکھا گیا کیونکہ انکا اعتقاد بتوں کے متعلق اسی طرح تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مطلب یہ ہے کیا وہ ان کو شریک کررہے ہیں۔ جو کسی چیز کو پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ حالانکہ وہ پیدا کیے گئے ہیں کیونکہ ان کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ نمبر۲۔ ھم یخلقون کی ضمیر عابدین کی طرف لوٹتی ہے یعنی کیا ان کو شریک کرتے ہیں جو ذرہ بھر پیدا نہیں کر سکتے۔ اور وہ خود اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ پس ان کے لیے مناسب ہے کہ اپنے خالق کی عبادت کریں۔ نمبر۳۔ عابدین معبودین دونوں کی طرف راجع ہے اور عابدین کو غلبہ دے کر تمام کو اولوا العلم قرار دیا۔

## اپنا بچاؤ نہیں کر سکتے:

آیت ۱۹۲: وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا (اور وہ ان کو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے) اپنے عابدین کے لیے وَّ لَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (اور وہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے) کہ جس سے اپنے اوپر آنیوالے حوادث توڑ پھوڑ کا بچاؤ کرلیں بلکہ ان کے پجاری ان سے یہ حوادث دور کرتے ہیں۔

## اگر بتوں کو پکارو وُہ اُس پکار تک نہ پہنچ سکیں:

آیت ۱۹۳: وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ (اور اگر تم ان کو پکارو) اگر تم ان بتوں کو بلاؤ اِلَى الْهُدٰى (بات بتلانے کیلئے) جو کہ ہدایت ورشد ہے نمبر۲۔ اس بات کے لیے کہ تمہاری راہنمائی کردیں یعنی تم ان سے خیر وہدایت اسی طرح طلب کرو۔ جیسا اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہو۔ لَا يَتَّبِعُوْكُمْ (وہ تمہارے کہنے پر نہ چلیں گے) یعنی تمہاری مراد اور طلب کی طرف وہ تمہیں جواب نہیں دے سکتے۔ جیسے اللہ تعالیٰ تمہیں جواب دیتے ہیں۔

قراءت: لایتبعوکم نافع نے پڑھا ہے۔ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ (تمہارے لحاظ سے دونوں امر برابر ہیں خواہ تم ان کو پکارو یا تم خاموش رہو) ان کی پکار سے نہ ان کے ساتھ کامیابی ہے اور نہ وہ تمہیں جواب دیں گے۔ جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف عدول آیات کے سروں کی رعایت کے لئے ہے۔

## جن کو پکارا جاتا ہے وہ مملوک ہیں:

آیت ۱۹۴: اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (بے شک تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو) یعنی جن کی تم عبادت کرتے اور جن کو تم اللہ مانتے ہو۔ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں) یعنی وہ تمہاری طرح مخلوق و مملوک ہیں۔ فَادْعُوْهُمْ (پس تم ان کو پکارو) حصول نفع یا دفع ضرر کے لیے فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ (پھر ان کو چاہئے کہ تمہارا کہنا مانیں) پس چاہیے کہ وہ جواب دیں اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) اس بات میں کہ وہ الٰہ ہیں۔ پھر اسی بات کا ابطال کیا کہ وہ تم جیسے بھی ہوں۔

## بے بسوں کی عبادت کیوں؟

آیت ۱۹۵: اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ (کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں) تمہاری طرح چلنا۔ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا (یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو پکڑتے ہیں) جن سے وہ چیزیں لیں۔ پکڑیں اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا (یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں) اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا (یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں) پس پھر تم ان کی



BestUrduBooks.wordpress.com

خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا يَنۡزَغَنَّكَ مِنَ

معاف کرنے کو اختیار کیجئے اور نیک کاموں کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے کنارہ کیجئے اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے

الشَّيۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۰۰﴾

کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیجئے۔ بلاشبہ وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

کیوں عبادت کرتے ہو جو تم سے کم تر ہیں۔

## میرے خلاف زور لگالو:

قُلِ ادۡعُوۡا شُرَكَآءَكُمۡ (آپ کہہ دیں کہ تم اپنے سب شرکاء کو بلالو) میری دشمنی میں ان سے مدد حاصل کرو۔ ثُمَّ كِيۡدُوۡنِ (پھر تدبیر کرو میرے متعلق) تم اور تمہارے شرکاء مل کر۔

قراءت: کیدونی ۔ یعقوب نے پڑھا ابوعمرو نے وصل میں اس کی موافقت کی۔ فَلَا تُنۡظِرُوۡنِ (پھر مجھ کو ذرا مہلت نہ دو) مجھے تمہاری کوئی پرواہ نہیں مشرکین آپ کو اپنے شرکاء سے ڈراتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو اس طرح خطاب فرمائیں۔

قراءت: فلا تنظرون یعقوب نے پڑھا۔

## میرا کارساز اللہ ہے اُس کا یہ حکم نامہ ہے:

آیت ۱۹۶: اِنَّ وَلِيِّۦَ (یقیناً میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے) تمہارے خلاف میرا مددگار اللّٰهُ الَّذِيۡ نَزَّلَ الۡكِتٰبَ (جس نے یہ کتاب اتاری) جس نے میری طرف وحی بھیجی اور رسالت کے اعزاز سے نوازا۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيۡنَ (اور وہ نیکوں کی مدد کیا کرتا ہے) اس کا طریقہ یہی ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے صالحین کی مدد کرتا ہے اور ان کو رسوا نہیں کرتا۔

## جو اپنی مدد نہ کر سکے تمہاری کیا مدد کرے گا:

آیت ۱۹۷: وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ (اور تم جن لوگوں کی اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو) اللہ تعالیٰ کے سواء۔ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ نَصۡرَكُمۡ وَلَاۤ اَنۡفُسَهُمۡ يَنۡصُرُوۡنَ (وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں)

۱۹۸: وَاِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى لَا يَسۡمَعُوۡا وَتَرٰٮهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ (اور اگر تم انکو کوئی بات بتلانے کیلئے پکارو تو نہیں سنتے اور آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں) وہ تمہاری طرف دیکھنے والوں کے مشابہ ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے بتوں کی تصاویر ایسی بنا رکھی تھیں جیسے کوئی کسی چیز کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا ہو۔ وَهُمۡ لَا يُبۡصِرُوۡنَ (حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے) دیکھی ہوئی چیز۔

## عفو ودرگزر سے کام لیں اور جاہلوں کو مُنہ نہ لگائیں:

آیت ۱۹۹: خُذِ الۡعَفۡوَ (سرسری برتاؤ کو آپ قبول کریں) یہ جہد کی ضد ہے۔ یعنی لوگوں کے اخلاق وافعال میں سے جو آپ



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾

بلاشبہ جولوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ پہنچ جاتا ہے تو وہ ذکر میں لگ جاتے ہیں۔ سوا چانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا

اور جولوگ شیطان کے بھائی ہیں شیاطین ان کو گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں' سو وہ کمی نہیں کرتے۔ اور جب آپ ان کے پاس کوئی نشانی نہ لائیں تو کہتے ہیں

لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ

کہ آپ نے یہ معجزہ کیوں نہ اختیار کیا' آپ فرمادیجئے میں تو صرف اس کا اتباع کرتا ہوں جو میرے رب سے میری طرف وحی کی جاتی ہے' یہ تمہارے رب کی طرف

رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

سے بصیرت کی باتیں ہیں اور ہدایت ہیں اور رحمت ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

معاف فرمائیں اور ان سے ایسی مشقت نہ لیں جو ان پر گراں گزرے جس سے وہ متنفر ہو جائیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ؐ نے خود ارشاد فرمایا يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا (بخاری و مسلم) آسانی کرو۔ تنگی نہ کرو۔ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ (اور نیک بات کی تعلیم کردیا کریں) عمدہ افعال یا ہر وہ خصلت جو عقل کی نگاہ میں درست ہو اور شرع بھی اس کو قبول کرے۔ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جایا کریں) بیوقوفوں سے انکے افعال کا بدلہ اسی طرح کے افعال سے نہ چکاؤ اور نہ ان سے جھگڑنے میں پڑو بلکہ انکے ساتھ حوصلہ سے پیش آؤ۔ حضرت جبرئیل ؑ نے اسکی تفسیر اسی ارشاد سے کی۔ صل من قطعك واعط من حرمك واعف عمن ظلمك تو قاطع رحم سے صلہ رحمی کر اور محروم کو دے۔ اور جس نے زیادتی کی اس کو معاف کردے۔ (طبری) جعفر صادق ؒ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو مکارم اخلاق کا حکم دیا اور یہ آیت قرآن مجید میں مکارم اخلاق کو سب سے زیادہ جمع کرنے والی ہے۔

## وسوسہ کے ازالہ کے لئے استعاذہ ضروری:

آیت ۲۰۰: وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ (اور اگر کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے) اگر شیطان کی طرف سے پہنچے اس طرح کہ وہ وسوسہ اندازی سے اس کے خلاف آمادہ کرنے کو کوشش کرے۔ جس کا آپ کو حکم ملا ہے۔ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں) اس کی بات مت مانیں۔ نمبر ۱۔ النزغ اور النخس کا معنی چوکا لگانا۔ گویا وہ لوگوں کو انگلیوں سے کچوکا لگاتا ہے جب کہ ان کو گناہوں پر آمادہ کرتا ہے۔ یہاں النزغ کو النازغ قرار دیا۔ کہا جاتا ہے جَدّ جِدّہ اس نے پورا زور لگایا۔ نمبر ۲۔ نزغ شیطان سے مراد غصہ بھڑکانا۔ جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ان لی شیطان یعترینی میرا شیطان مجھے غصہ دلاتا ہے۔ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ (بے شک وہ خوب سننے والا) اس کے کچوکے کو عَلِيْمٌ (خوب جاننے والا ہے) اس کے دفاع کو جانتا ہے۔

## متقین کا وسوسہ میں طریق:

آیت ۲۰۱: اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ (یقیناً جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں جب ان کو کوئی شیطانی وسوسہ



BestUrduBooks.wordpress.com

آ جاتا ہے) قراءت: طَیۡف مکی بصری علی نے پڑھا۔ طائف کا معنی لمّہ، وسوسہ، اثر۔ یہ طاف بہ الخیال یطیف طیفا سے اس میں ایک تصویر خیالی آگئی۔ بقول ابوعمرو یہ دونوں ایک ہیں اور یہ وسوسہ ہے یہ دراصل اس کی تاکید ہے۔ جو اس سے قبل شیطان سے استعاذہ کو لازم قرار دیا گیا۔ جبکہ وہ کچوکا لگائے۔ متقین کی عادت ہے کہ جب ان کو معمولی سا شیطانی وسوسہ آتا ہے۔ یا آنے لگتا ہے۔ تَذَكَّرُوْا (وہ یاد میں لگ جاتے ہیں) اس کو یاد کر لیتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق حکم دیا۔ اور جس سے روکا۔ فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ (پس یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں) اسی وقت وہ سیدھا راستہ دیکھ لیتے ہیں۔ اور اپنے وسوسے کو دور کر لیتے ہیں۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگتے ہیں تو ان کی بصیرت اللہ تعالیٰ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑھا دی جاتی ہے۔

## اخوانِ شیاطین گمراہی کا شکار رہتے ہیں:

آیت ۲۰۲: وَاِخْوَانُهُمْ (اور جو شیاطین کے تابع ہیں) باقی شیطان انس میں سے جو شیاطین کے بھائی ہیں۔ تو شیاطین يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَيِّ (وہ ان کو گمراہی میں کھینچتے ہیں) ان کو گمراہی میں مدد دیتے ہیں اور ان کے دست و باز و بنتے ہیں۔
قراءت: یُمِدُّوْنَهُمْ امداد سے مدنی نے پڑھا ہے۔ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ (پھر وہ باز نہیں آتے) پھر وہ اپنے اغوا سے باز نہیں رہتے بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں۔ اور اس سے رجوع نہیں کرتے اور یہ بھی درست ہے کہ اخوان سے مراد شیاطین لیے جائیں اور متعلق بِہٖ کی ضمیر جاہلوں کی طرف راجع ہو مگر پہلی تفسیر زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اخوانھم کا لفظ یہ الذین اتقوا کے مقابلہ میں لایا گیا ہے۔ اور اخوانھم میں ضمیر کو جمع جنس کی وجہ سے لایا گیا۔ اگرچہ شیطان کا لفظ مفرد لایا گیا ہے۔

## مُنہ مانگی نشانی طلب کرنے والوں کو جواب:

آیت ۲۰۳: وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ (اور جب آپ کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے) جو وہ منہ سے مانگتے تھے۔ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا (تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ معجزہ کیوں نہ لائے) تم کیوں نہ گھڑ لائے جیسا کہ پہلے گھڑ کر لائے۔ (نعوذ باللہ) قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّىْ (تو آپ کہہ دیں کہ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے میرے پاس وحی کے ذریعے پہنچتا ہے) میں ان کو اپنی طرف سے ایجاد کرنے والا نہیں ہوں۔ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ (یہ تمہارے رب کی طرف سے حکمتوں کا مجموعہ ہے) یہ قرآن تمہارے لیے بصیرت کے دلائل ہیں۔ جس سے وجوہ حق سامنے آتی ہیں۔ وَ هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں) اس پر۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ

اور اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور ایسی آواز سے اپنے رب کو یاد کیجئے جو زور کی بات سے کچھ کم ہو صبح کے وقت

وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ

اور شام کے اوقات میں اور غفلت والوں میں سے مت ہو جانا' بے شک جو لوگ آپ کے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے

عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ السجدۃ

تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

السجدۃ الاولیٰ ۱۸ عند ۲۴

## قراءتِ قرآن کے وقت استماع وانصات:

آیت ۲۰۴: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو اس امید پر کہ تم پر رحمت ہوگی) آیت کا ظاہر استماع اور انصات کو نماز میں قراءت قرآن کے وقت واجب کررہا ہے۔ اور نماز سے باہر بھی یہی حکم معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا معنی ہے کہ جب تم پر اللہ تعالیٰ کے رسول نزول کے وقت قرآن کی تلاوت کریں تو غور سے سنو۔ جمہور صحابہؓ اس بات کے قائل ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے استماع کے لئے ہے دوسرا قول خطبہ کے استماع کے لئے۔

تیسرا قول خطبہ اور نماز دونوں سے متعلق ہے یہ زیادہ درست ہے۔

## پست آواز اور عاجزی سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا حکم:

آیت ۲۰۵: وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ (اور اپنے رب کو یاد کرو اپنے دل میں) یہ آیت اذکار کے متعلق عام ہے۔ خواہ قراءت قرآنی، دعا، تسبیح تہلیل وغیرہ ذالک جو بھی ہو۔ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً (عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ) اس حال میں کہ تم گڑگڑانے والے ہو۔ اور ڈرنے والے ہو۔ وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ (اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ) جہر سے کم کلام کرنے والے ہو کیونکہ اخفاء میں زیادہ اخلاص ہے اور تفکر و تدبر کے لیے زیادہ خوب ہے۔ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (صبح اور شام) اس لیے کہ یہ دونوں وقت فضیلت والے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ استقامت فکر کیساتھ ہمیشہ ذکر کرنا۔ الغدو کا معنی اوقات الغدو ہے اور وہ صبح کے تمام اوقات ہیں۔ الاصال جمع اُصُل اور اُصل جمع اصیل اور وہ سورج ڈھلنے کے بعد کا وقت ہے۔ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (اور اہل غفلت میں شامل نہ ہو جاؤ) ان لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت برتتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مقربین بارگاہ نہ تو متکبر ہیں اور نہ عبادت میں کسی کو شریک بناتے ہیں:

آیت ۲۰۶: اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ (بے شک وہ لوگ جو تیرے رب کے پاس ہیں) معزز و مکرم ہیں۔ مکان و جگہ کا قرب مراد نہیں مراد اس سے فرشتے ہیں۔ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ (وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے) اس سے تکبر نہیں کرتے۔ بڑے نہیں بنتے وَيُسَبِّحُوْنَهٗ (اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں) اس کو پاک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں سے پاک قرار دیتے ہیں جو اس کے لائق نہیں۔ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ (اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں) اور اسی کو عبادت کے ساتھ خاص قرار دیتے ہیں۔ اور دوسروں کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتے۔

**اللّٰھم اغفر للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات بحرمة النبی الکریم علیه الصلٰوة والتسلیم**

**واللّٰه اعلم**

**الحمد للّٰه الذی تم بنعمته السابغة ترجمة سورة الاعراف اثنین من جمادی الاخرٰی ۱۴۲۳ھ**



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰیَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اس میں پچھتر آیات اور دس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا

یہ لوگ آپ سے انفال کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ انفال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہیں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور آپس میں

ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ①

تعلقات کو درست کرو اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔

## تقسیم غنائم فقط اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے:

آیت ۱: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (آپ سے یہ لوگ مال غنیمت کا حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں۔ یہ غنیمتیں تو اللہ کی ہیں اور رسول اللہ کی ہیں) النفل غنیمت کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور عطیہ ہے۔ الْاَنْفَالُ الغنائم بدر کے غنائم کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہوا کہ اس کا مستحق کون اور تقسیم کس طرح ہے۔ پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا کہ ہم کس طرح تقسیم کریں۔ اور تقسیم میں مہاجرین وانصار یا دونوں ہی کا حق ہے۔ تو جواب آیا کہ ان سے فرما دیں کہ وہ حق رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ اور وہی اس سلسلہ میں حاکم ہیں۔ جو چاہیں حکم دیں۔ ان کے علاوہ کسی کو فیصلہ کا اختیار نہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے تذکرے کو اسلئے اکٹھا کیا کیونکہ غنائم کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تقسیم کا حکمت کے مطابق حکم دیں گے۔ اور اس کا رسول ﷺ اس حکم کو نافذ کرے گا۔ ان کی تقسیم میں قطعاً کسی کی رائے کا دخل نہیں ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ (اختلاف اور باہمی جھگڑوں میں اللہ سے ڈرو) اور اللہ تعالیٰ کی خاطر بھائی بھائی بن جاؤ۔ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ (اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو) اپنے مابین احوال۔ یعنی تمہارے مابین جو حالات ہیں۔ یہاں تک کہ وہ الفت ومحبت اور اتفاق کے حالات ہوں۔

زجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ذات بینکم کا معنی حقیقی ملاپ البین ملنا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو حکم دیا ہے۔ اسپر اکٹھے ہو جاؤ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ہم اصحاب بدر کے متعلق اتری جبکہ ہم نے مال غنیمت کے متعلق اختلاف کیا اور اختلاف شدید ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمارے ہاتھوں سے چھین لیا اور



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ

ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی

اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ ② الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو زیادہ کردیتی ہیں اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۭ ③ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ

اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس

رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④

درجات ہیں اور مغفرت ہے اور رزق کریم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقرر کردیا۔ آپ ﷺ نے اس کو مسلمانوں کے درمیان برابر تقسیم کردیا۔ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو) جس کا تمہیں غنائم وغیرہ کے سلسلہ میں حکم دیا گیا۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اگر تم ایمان والے ہو) کامل الایمان۔

## مؤمن کے سامنے ذکر اللہ سے اس کے ایمان میں اضافہ:

آیت ۲: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ (بے شک ایمان والے) بیشک کامل الایمان الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں) اللہ تعالیٰ کی عظمت کی خاطر اس کے ذکر سے ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی عزت ودبدبہ اور جلال سے ان پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ (جب اللہ کی آیات اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں) یعنی قرآن زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا (تو وہ آیات ان کے ایمان کو اور زیادہ کردیتی ہیں) انکا اطمینان اور یقین بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ ظہور دلائل مدلول علیہ کو زیادہ قوت بخشنے والا اور اس کے قدموں کو اور مضبوط کرنے والا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے ان آیات کے ذریعہ ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزول سے قبل تو اس کے احکامات پر انکا عمل نہیں تھا۔ (کیونکہ وہ نازل ہی نہ ہوئی تھیں) وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں) وہ اپنے رب پر اعتماد کرتے ہیں اور اپنے رب کے سواء اپنے امور کسی اور کو تفویض نہیں کرتے اور رجاء وخوف بھی صرف اسی سے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## علاماتِ مؤمنین:

آیت ۳: الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ (جونماز کو قائم کرتے اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے اور وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں) اعمال قلوب نرمی، اخلاص اور توکل اور اعمال جوارح نماز وصدقہ کو جمع کر دیا۔

## پختہ مؤمن:

آیت ۴: اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں) نمبر ا۔ یہ مصدر محذوف کی صفت ہے۔ یعنی وہی سچا ایمان رکھتے ہیں۔ نمبر ۲۔ اولئك هم المؤمنون جملے کی یہ تاکید ہے جیسا کہا جاتا ہے۔ ھو عبداللہ حقًّا یعنی یہ بالکل پختہ بات ہے۔

نکتہ: حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے مجھ سے سوال کیا۔ أمؤمن انت؟ میں نے جواب دیا اگر تم مجھ سے ایمان باللہ، اور ملائکہ اور اس کی کتابوں، اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن اور جنت و دوزخ اور بعث وحساب پر ایمان کے متعلق پوچھتے ہو۔ تو میں مؤمن ہوں اور اگر تیرا سوال انما المؤمنون الآیۃ کے متعلق ہے۔ تو پھر مجھے معلوم نہیں کہ آیا میں ان میں سے ہوں یا نہیں؟

## اقوالِ ائمہ رحمہم اللہ:

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں جس کا یہ گمان ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھتا ہے پھر اس نے یہ شہادت نہ دی کہ وہ جنتی ہے تو گویا اس کا ایمان آدھی آیت پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہ بات قطعی طور پر نہیں کہی جا سکتی کہ وہ قطعی اور یقینی طور پر ثواب پانے والے مؤمنین میں سے ہے۔ اسی طرح قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ قطعی طور پر مؤمن ہے۔ اسی قول کو ان لوگوں نے اختیار کیا ہے۔ جنہوں نے انا مؤمن ان شاء اللہ کا قول کہا ہے۔

مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس بات کے قائل نہیں ہیں۔ ایک دن انہوں نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کو کہا تم اپنے ایمان میں استثناء کیوں کرتے ہو؟ قتادہ رحمہ اللہ نے جواب دیا ابراہیم علیہ السلام کے اس ارشاد کی اتباع کرتے ہوئے۔ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ (الشعراء: ۸۲) تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا تم ان کے اس قول کی اقتداء کیوں نہیں کرتے اولم تؤمن قال بلٰی (البقرہ: ۲۶۰) ابراہیم تیمی کہتے ہیں یہ کہو: انا مؤمن حقًّا اگر تمہارا قول سچا ہے تو اس کا ثواب پاؤ گے اور اگر تم جھوٹ بول رہے ہو کہ دل سے کافر ہو اور ایمان ظاہر کر رہے ہو۔ تو تمہارا کفر اس قول سے زیادہ شدید اور عذاب کا باعث ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ جو منافق نہیں وہ قطعی مؤمن ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے استدلال کرتے ہوئے احمد کو فرمایا۔ تیرا کیا نام ہے۔ اس نے کہا احمد! تو آپ نے فرمایا کیا تم کہو گے۔ انا احمد حقًّا او انا احمد ان شاء اللہ تو احمد نے کہا میں انا احمد حقًّا کہوں گا۔ تو عبداللہ فرمانے لگے تیرے والد نے جو تیرا نام رکھا ہے اس سے تو تو استثناء نہیں کرتا اور اس کے ساتھ انشاء اللہ نہیں کہتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں قرآن میں مؤمن کہا تو تو اس کے ساتھ انشاء اللہ کہتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝٥

جیسا کہ آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ آپ کو نکالا ۔ اور بلاشبہ مومنین کی ایک جماعت کو گراں گزر رہا تھا

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝٦

وہ آپ سے حق کے بارے میں جھگڑ رہے تھے اس کے بعد اسکا ظہور ہو چکا تھا' گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں اس حال میں کہ وہ دیکھ رہے ہیں'

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ

اور جب اللہ تم سے وعدہ فرما رہا تھا کہ دو جماعتوں میں سے ایک جماعت تمہارے لئے ہے اور تم خواہش کر رہے تھے کہ جو جماعت شوکت والی

الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٧

نہیں ہے وہ تمہارے لئے ہو جائے اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کا حق ہونا ثابت فرما دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝٨

تا کہ حق کو سچا کر دے اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دے اگر چہ مجرموں کو نا گوار ہو۔

(خُلَاصَةُ الْكَلَام : پہلے اور دوسرے اقوال میں نزاع لفظی ہے حقیقی نہیں۔ انا مؤمن حقًّا کا مطلب یہ ہے کہ میرا ایمان شک وشبہ سے پاک ہے۔ اور انا مؤمن انشاء الله کا مطلب یہ ہے کہ انشاء اللہ ایمان پر خاتمہ کی امید ہے قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا)

لَهُمْ دَرَجٰتٌ (ان کے لئے بڑے درجات ہیں) اعمال کے مطابق بعض کے مراتب بعض سے بڑھ کر۔ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ (ان کے رب کے ہاں اور مغفرت ہے) اور ان کی سیئات سے تجاوز وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (اور عزت کی روزی ہے) کمانے کی مشقت اور حساب کے خطرے سے محفوظ۔

آیت ٥: كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ (جیسا کہ آپ کے رب نے آپ کو گھر سے روانہ کیا) نحو : كَمَا کا کاف محل نصب میں واقع ہے کیونکہ یہ فعل مقدر کے مصدر کی صفت ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے قل الا نفال استقرت لله والرسول وثبتت مع كراهتهم ثباتا مثل اخراج ربك اياك من بيتك و هم كارهون کہ دیں کہ غنائم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کیلئے پختہ ہو چکے اور ان کی ناپسندیدگی کے باوجود ثابت ہو چکے پورے طور پر ثابت ہونا جبکہ آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے نکالا اس حال میں کہ وہ اس کو ناپسند کر رہے تھے۔ مِنْۢ بَيْتِكَ نمبر١۔ مدینہ میں حجرات نبوت یا، نمبر٢۔ مدینہ منورہ مراد ہے۔ کیونکہ وہ آپ کا بیت ہجرت و مسکن ہے اور بیتك سے اختصاص اسی طرح ہے جیسا کہ کسی گھر والے کو اس کے گھر سے خاص کیا جائے۔ بِالْحَقِّ (مصلحت کے ساتھ) ایسا نکلنا جو حکمت وصواب پر مبنی تھا۔ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ



BestUrduBooks.wordpress.com

لَكٰرِهُوْنَ (اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو گراں سمجھتی تھی) نحو : نمبر ۱۔ یہ موضع حال میں ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ اَخْرَجَكَ فی حال کراھتھم آپ کو نکالا ان کی کراہت کی حالت میں اور اس کا واقعہ اس طرح ہے۔ (نمبر ۲۔ جملہ مستانفہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ مدینہ میں سے نکلنا تو کسی کو نا گوار نہ تھا)

اسبابِ بدر: قریش کا ایک قافلہ بہت بڑے تجارتی مال کیساتھ شام سے واپس لوٹ رہا تھا۔ اس کی حفاظت کیلئے چالیس سواروں کا دستہ تھا۔ قافلہ کی قیادت ابوسفیان بن حرب کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خبر دی۔ قافلہ میں زر کثیر کی بناء پر قافلے کا سامنا مناسب معلوم ہوا (تا کہ جہادی ضرورتوں میں اس مال کو صرف کیا جاسکے) نیز قافلے کی حفاظت پر معمولی دستہ متعین تھا۔

## مسلمانوں کا مدینہ سے خروج:

مسلمان جب مدینہ منورہ سے نکلے تو قریش کو اسی وقت اطلاع مل گئی۔ ابوجہل تمام اہل مکہ کو لے کر چڑھ دوڑا۔ یہ کوچ تھا۔ مثال مشہور ہے۔ لا فی العیر ولا فی النفیر۔ اس کو بتلایا گیا کہ قافلہ تو طریق ساحل پر بچ نکلا تم لوٹ چلو! اس نے انکار کر دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر بدر کی طرف چل دیا۔ بدر ایک پانی کا نام ہے۔ جہاں سال میں ایک مرتبہ بازار لگتا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام آئے اور آ کر بتلایا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ سے دو میں سے ایک گروہ پر کامیابی کا وعدہ فرمایا۔ خواہ قافلہ ہو یا لشکر قریش نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور فرمایا۔ قافلہ پسند ہے یا لشکر؟ انہوں نے جواب دیا قافلہ زیادہ پسند ہے بہ نسبت لشکر کا سامنا کرنے کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا۔ پھر آپ نے بات لوٹائی کہ قافلہ تو ساحل بحر پر جا چکا اور یہ ابوجہل آ رہا ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ قافلے کا پیچھا کریں۔ دشمن کو چھوڑیں۔

## صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیانات:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ کو دیکھ کر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور بہت خوب بیان کیا پھر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اپنے معاملے کو دیکھ کر کر گزریں اللہ کی قسم۔ اگر آپ عدن ابین تک جائیں تب بھی انصار کا ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا۔ پھر مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر چلئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا۔ آپ ہمیں جہاں لے جائیں جانے کو تیار ہیں۔ ہم اس طرح نہ کہیں گے جیسا بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا: فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدہ: ۲۴) بلکہ ہم کہتے ہیں: اذھب انت وربك فقاتلا انا معكما مقاتلون! آپ اپنے رب کی مدد سے چلئے ہم آپ کے ساتھ ملکر لڑیں گے۔ جب تک ایک پلک جھپکنے والی آنکھ باقی ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اپنے ارادہ کو کر گزریں مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ اگر آپ ہمیں اس سمندر پر لے جائیں اور اس میں آپ داخل ہو جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ داخل ہو جائیں گے۔ ایک آدمی بھی ہم میں سے پیچھے نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی برکت سے ہمیں لے کر چلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کے قول سے خوش ہو کر نشاط میں آ گئے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ چلو تم خوش ہو جاؤ۔ اللہ



BestUrduBooks.wordpress.com

تعالیٰ نے مجھ سے ایک گروہ پر غلبہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم گویا اب میں کفار کی قتل گاہوں کو آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

بعض صحابہ کرامؓ کی طرف سے ناپسندیدگی کی وجہ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ سے جھگڑا کر رہے تھے تو وہ قافلے کو لشکر پر ترجیح کی بات تھی۔ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ رسول اللہ کے بتلا دینے کے باوجود کہ ان کو فتح ہوگی۔ جدال: سے مراد ان کا یہ قول ہے کہ ہم لشکر کے لئے تیار ہو کر نہیں نکلے۔ آپ ہمیں بتلا دیتے کہ ہم تیاری کر لیتے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لڑائی کو ناپسند کرتے تھے۔

## گھبراہٹ کی کیفیت:

آیت۶: يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ (وہ اس مصلحت میں جھگڑ رہے تھے) وہ حق جس کے متعلق وہ رسول اللہ ﷺ سے جھگڑا کر رہے تھے وہ قافلے کو لشکر پر ترجیح کی بات تھی۔ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ (اس کے ظاہر ہو جانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے بتلا دینے کے باوجود کہ ان کو فتح ہوگی۔ جدال سے مراد ان کا یہ قول ہے کہ ہم لشکر کیلئے تیار ہو کر نہیں نکلے۔ آپ ہمیں بتلا دیتے تا کہ ہم تیاری کر لیتے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لڑائی کو ناپسند کرتے تھے۔ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ (کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہانکے لئے جاتا ہے اور وہ دیکھ رہے ہیں) ان کی زیادہ گھبراہٹ کو، باوجودیکہ ان کو کامیابی اور غنیمت کی خوشخبری دی جا چکی تھی۔ اس آدمی کی حالت سے تشبیہ دی جس کو قتل کی طرف کھینچ کر لے جایا جا رہا ہو۔ اور ذلت کے ساتھ موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہو۔ اور وہ موت کے اسباب کا مشاہدہ کر رہا ہو۔ اور موت کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہو کہ اس میں کوئی شک نہ ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ انکا خوف قلت تعداد کی وجہ سے تھا۔ وہ تمام پیدل تھے صرف دو سوار تھے۔

## وعدۂ الٰہی اور قافلہ سے ٹکراؤ کی خواہش:

آیت۷: وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ (اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ تم کو ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتے تھے) نحو: اذ۔ اذکر کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ احدی مفعول ثانی ہے۔ اَنَّهَا لَكُمْ (کہ وہ تمہارے ہاتھ آ جائے گی) احدی الطائفتین سے بدل ہے۔ الطآئفتین سے مراد۔ قافلہ اور لشکر تقدیر عبارت یہ ہے واذیعدکم اللہ ان احدی الطائفتین لکم جب اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا کہ دو گروہوں میں سے ایک تمہارا ہوگا۔ (اس پر کامیابی دی جائے گی) وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ (اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ لگے) یعنی قافلہ۔ ذات الشوکۃ۔ اسلحہ، گروپ۔ شوکت لشکر میں تعداد و تیاری دونوں لحاظ سے تھی۔ یعنی تمہاری تمنا یہ تھی کہ قافلہ تمہارے لئے ہو۔ کیونکہ وہ بے اسلحہ گروہ تھا۔ تم دوسرے گروہ کو نہ چاہتے تھے۔

## اللہ کی رضاء:

وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ (اور اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ وہ حق کا حق ہونا ثابت کرے) اس کو ثابت اور بلند کریں۔ بِكَلِمٰتِهٖ (اپنے احکام سے) اپنی ان آیات کے ساتھ جو مسلح لشکر کے ساتھ لڑنے کے سلسلہ میں اتاریں اور ان آیات کے ساتھ جن میں فرشتوں کو ان کی مدد کیلئے اترنے کا حکم دیا۔ اور اس کے ساتھ جو اس نے ان کو قتل کرنے اور قلیب بدر میں پھینکنے کا حکم دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَٰٓئِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾

جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے سو اس نے تمہاری دعا قبول فرمائی کہ میں ایک ہزار فرشتوں کے ذریعہ تمہاری مدد کروں گا جو مسلسل آتے رہیں گے

وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ

اور اللہ نے اس امداد کو نہیں بنایا مگر بشارت اور تاکہ مطمئن ہو جائیں تمہارے دل اور مدد صرف اللہ کی

عِنْدِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ ع

طرف سے ہے۔ بے شک اللہ غلبہ والا حکمت والا ہے۔

ع ۱۵

وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ (اور کافروں کی جڑ کاٹ دے) ان کے آخر کو، الدابر آخر کو کہتے ہیں۔ یہ دبر سے فاعل کا صیغہ ہے جبکہ وہ پیٹھ پھیرے قطع دابر یہ استیصال کی تعبیر ہے۔ یعنی تم جلد ملنے والا فائدہ چاہتے تھے اور سطحی معاملات۔ اور اللہ تعالیٰ بلند معاملات اور حق کی مدد، کلمۂ حق کی برتری چاہتے تھے اور دونوں مقاصد میں بہت فرق ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مسلح لشکر کو پسند کیا۔ اور تمہارے ضعف کے ذریعہ ان کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا اور تمہیں عزت بخشی جبکہ ان کو ذلیل کر دیا۔

## اثباتِ اسلام اور ابطالِ باطل:

آیت ۸: لِيُحِقَّ الْحَقَّ (تاکہ حق کا حق ہونا) نمبر ۱۔ یہ یقطع سے متعلق ہے نمبر ۲۔ فعل محذوف کے متعلق ہے جس کی تقدیر عبارت یہ ہے: لیحقّ الحقّ۔ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ (اور باطل کا باطل ہونا ثابت کر دے) فعل ذلك تاکہ وہ حق کو ثابت کر دے اور باطل کو بے کار کر دے اس نے ایسا کر دیا۔ مقدر کو آخر میں اس لئے ذکر کیا تاکہ اختصاص کا فائدہ حاصل ہو یعنی اس کو انہی دو اغراض کی خاطر کیا اور وہ اظہار و اثبات اسلام اور احقاق و ابطال کفر ہے اس میں تکرار نہیں کیونکہ پہلی مرتبہ دونوں ارادوں میں فرق و امتیاز کیلئے لائے۔ اور یہ دوسری مرتبہ مسلح لشکر کو دوسرے گروہ کے مقابلہ میں ترجیح دینے اور مسلمانوں کو ان پر غلبہ دینے کا کیا مقصد تھا اس کی وضاحت و بیان کیلئے لائے۔ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ (اگرچہ مجرم لوگ یہ ناپسند ہی کریں) اس کو مشرک اگرچہ ناپسند کریں۔

## اللہ سے استغاثہ:

آیت ۹: إِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ (اور یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے) نحو: یہ اذیعدکم سے بدل ہے۔ نمبر ۲۔ لیحق الحق و یبطل الباطل کے متعلق ہے۔ جب صحابہ کرام کو یقین ہو گیا کہ لشکر کا سامنا بہر صورت ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگے اور کہنے لگے اے ہمارے رب انصر نا علی عدوك تو اپنے دشمن پر ہمیں فتح دے۔ یاغیاث المستغیثینَ اغثنا اے ہمارے فریادرس ہماری فریادرسی فرما۔ استغاثہ طلب غوث کو کہتے ہیں۔ اور طلب غوث کا معنی ہے ناپسند



BestUrduBooks.wordpress.com

حالت سے چھٹکارا پانا۔ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ (پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی) پس اسے قبول فرمایا۔ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ (کہ میں تم کو مدد دونگا) اصل بِاَنِّیْ مُمِدُّكُمْ ہے جار کو حذف کر دیا اور استجاب کو اس پر مسلط کر دیا پس اس نے محل کو نصب دی۔ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ (ایک ہزار فرشتوں سے جو سلسلہ وار چلے آئیں گے)

قراءت: مدنی نے مردَفین پڑھا ہے جبکہ دوسروں نے مردِفین پڑھا ہے۔ کسرہ کی بناء پر معنی انہوں نے دوسروں کا پیچھا کیا۔ اور فتحہ کی صورت میں ہر فرشتہ دوسرے کے پیچھے آیا۔ کہا جاتا ہے ردفہ جبکہ وہ اس کا پیچھا کرے اور اردفتہ ایاہ، میں نے اس کا پیچھا کیا۔

## نصرتِ ملائکہ تو اطمینانِ قلبی کے لئے ہے:

آیت ۱۰: وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ (اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد نہیں عطاء کی) یعنی وہ امداد جس پر ممدکم دلالت کرتا ہے۔ اِلَّا بُشْرٰی (مگر صرف بشارت کیلئے) مگر وہ تمہارے لئے نصرت کی بشارت وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ (اور تاکہ تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے) یعنی تم نے فریاد طلب کی اور اپنی قلت کی بناء پر گڑ گڑائے پس ملائکہ کے ذریعہ امداد وہ تمہارے لئے نصرت کی خوشخبری اور تسکین کا باعث تھی۔ اور تمہارے دلوں کیلئے ڈھارس تھی۔ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (اور نصرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے) یعنی تم وہ مدد ملائکہ کی طرف سے مت سمجھو اصل مددگار تمہارے لئے اور فرشتوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

نمبر۲۔ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مدد ملائکہ وغیرہ اسباب سے نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے منصور وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ مدد کرے۔

## کیا فرشتے براہِ راست لڑے؟

بدر کے دن فرشتوں کے براہ راست لڑنے کے متعلق اختلاف ہے۔ نمبر۱۔ جبرئیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ اسلامی لشکر کے میمنہ پر اترے جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ اور میکائیل علیہ السلام پانچ سو کے ساتھ میسرہ پر اترے۔ جس میں علی رضی اللہ عنہ تھے۔ فرشتے انسانی صورت میں سفید لباس اور سفید عمامے زیب تن کرنے والے تھے۔ اور پگڑیوں کے شملے کندھوں کے درمیان ڈالنے والے تھے۔ اور انہوں نے باقاعدہ لڑائی کی یہاں تک کہ ابوجہل نے عبداللہ بن مسعود کو کہا ہمیں تلوار کی ضرب کہاں سے آتی تھی جبکہ ہم کسی ذات کو نہ دیکھتے تھے۔ تو عبداللہ نے جواب دیا وہ ضرب ملائکہ کی طرف سے تھی۔ اس نے کہا وہ ہم پر غالب آئے نہ کہ تم۔ نمبر۲۔ فرشتے اترے تعداد بڑھانے اور مسلمانوں کو ثابت قدم رکھنے کیلئے انہوں نے قتال نہیں کیا۔ ورنہ ایک فرشتہ پوری دنیا کو ہلاک کرنے کیلئے کافی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ (بیشک اللہ زبردست) اپنے دوستوں کی مدد کیلئے حَكِیْمٌ (حکمت والے ہیں) اپنے دشمنوں کو مغلوب کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ

جب چین دینے کے لئے اللہ اپنی طرف سے تم پر اونگھ طاری فرما رہا تھا اور تم پر آسمان سے پانی نازل فرما رہا تھا تا کہ تمہیں پاک کر دے

بِهٖ وَ یُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَ لِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ وَ یُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾

اور تم سے شیطان کے وسوسے کو دور فرما دے اور تا کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس کے ذریعہ قدموں کو جما دے۔

## غلبۂ اونگھ:

آیت ۱۱: اِذْ یُغَشِّیْكُمُ (یاد کرو جب اللہ تعالیٰ تم پر طاری کر رہا تھا) نحو: یہ اذیعدکم سے دوسرا بدل ہے۔ نمبر۲۔ النصر کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۳۔ اذکر مضمر مان کر منصوب ہے۔

قراءت: مدنی نے یُغشیکُم پڑھا ہے۔ النُّعَاسَ (اونگھ) نیند۔ دونوں قراءتوں کے مطابق فاعل اللہ ہی ہے۔ مکی اور ابوعمرو نے یغشاکم النعاسُ پڑھا ہے۔ اَمَنَةً (چین دینے کیلئے) نمبر۱۔ یہ مفعول لہٗ ہے۔ جب تم امن کیلئے اونگھ رہے تھے۔ اسی لامنکم، نمبر۲۔ مصدر ہے پس تم امن میں ہوگئے امن میں ہونا۔ نیند سے رعب چلا جاتا ہے اور نفس کو آرام ملتا ہے۔ مِّنْهُ (اپنی طرف سے) یہ امنۃ کی صفت ہے یعنی امنة حاصلة لکم وہ امن جو تمہیں اللہ کی طرف سے حاصل ہونے والا تھا۔

## نزولِ مطر:

وَیُنَزِّلُ (اور برسا رہا تھا) تمام قراء نے تشدید سے پڑھا جبکہ مکی و بصری نے یُنْزِلُ تخفیف سے پڑھا ہے۔ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً (تم پر آسمان سے پانی) بارش لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ (تا کہ اس پانی سے تم کو پاک کر دے) پانی کے ذریعہ حدث اور جنابت سے وَ یُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ (اور تم سے شیطان کے وسوسہ کو دور کر دے) نمبر۱۔ ان کی طرف جو وسوسہ ڈالتا اور پیاس سے ڈراتا ہے۔ نمبر۲۔ احتلام کے ذریعے جنابت سے کیونکہ احتلام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور ان کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کیا کہ جنابت کی حالت میں مدد نہیں ہے۔ وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ (اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے) صبر کے ذریعہ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (اور تمہارے پاؤں جما دے) پانی کے ساتھ مسلمانوں کے قدم ریت میں دھنس دھنس جاتے تھے۔ نمبر۲۔ ربط کے ذریعہ کیونکہ جب دل میں صبر پختہ ہو جائے تو لڑائی میں قدم خود مضبوط ہو جاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ

جب کہ آپ کا رب فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ بلاشبہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو تم ایمان والوں کو جماؤ میں عنقریب کافروں کے

الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ ﴿١٢﴾

دلوں میں رعب ڈال دوں گا۔ سو تم گردنوں پر مارو اوران کے ہر پورے پر مارو۔

## فرشتوں کو ہمت بڑھانے کے حکم والا:

آیت ۱۲: اِذْ يُوْحِيْ (اس وقت کو یاد کرو جب حکم دیتا تھا) نحو: اذ یعدکم سے بدل سوم ہے۔ نمبر۲۔ یثبت سے منصوب ہے۔ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ (آپ کا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں) مدد کے ساتھ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (تم سب ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ) بشارت کے ساتھ۔ فرشتہ انسانی صورت میں صف کے آگے چلتا اور کہتا ابشروا فان اللہ ناصر کم۔ خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ تمہارا ناصر ہے۔ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں) خوف سے ان کے دل کو بھرنا۔

قراءت: شامی، علی نے الرعُب پڑھا ہے۔۔

## کفار کی گردنیں اُڑادو:

فَاضْرِبُوْا (پس تم مارو) مسلمانوں کو حکم دیا نمبر۲۔ ملائکہ کو اس میں دلیل ہے کہ ملائکہ نے قتال کیا۔ فَوْقَ الْاَعْنَاقِ (گردنوں پر) نمبر۱۔ یعنی گردنوں کے اوپر والے حصے جو کہ ذبح کے مقامات ہیں تا کہ سر اڑائے جائیں۔ نمبر۲۔ سر مراد ہیں کیونکہ گردنوں پر سر ہی ہوتا ہے۔ مطلب کھوپڑی پر مارنا ہے۔ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ (اوران کے پور پور پر مارو) وہ انگلیاں ہیں۔ مراد اطراف ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم ان کے قتل کے مقامات اور اطراف جسم دونوں پر مارو۔ ضرب مقتل پر پڑے یا غیر مقتل پر ان دونوں اقسام میں ضرب مشتمل ہونی چاہیے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ

یہ اس وجہ سے کہ بلاشبہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے سو اللہ

شَدِیْدُ الْعِقَابِ ⑬ ذٰلِکُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ ⑭

سخت سزا دینے والا ہے۔ سو یہ سزا تم چکھو اور بلاشبہ کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ⑮

اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پشت مت پھیرو

وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ

اور اس دن بجز اس شخص کے جو لڑائی کیلئے رخ بدلنے والا ہو یا اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے والا ہو جو شخص پشت پھیرے گا سو وہ

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ⑯

اللہ کے غصہ کو لے کر لوٹا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

## یہ سزا اللہ اور رسول (ﷺ) کی مخالفت کی وجہ سے ملی:

آیت ۱۳، ۱۴: ذٰلِکَ (یہ) یہ ضرب، قتل، جلد پہنچے والی سزا تمام کی طرف اشارہ ہے۔ یہ مبتداء ہے۔ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی) اس کی خبر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ عقاب ان پر مخالفت خدا اور رسول کی وجہ سے پڑا۔ شاقوا کا لفظ الشق سے ہے۔ ہر دشمنی کرنے والا ایک جانب اور دوسری جانب اس کا مقابل کذا المعاداة و المخاصمة کیونکہ ایک ایک جانب اور دوسرا دوسری جانب ہوتا ہے۔ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سخت سزا دیتے ہیں) ذلک کا کے کاف میں خطاب رسول سے ہے یا ہر فرد اور ذلکم میں بطور التفات کے کفار کو خطاب ہے۔ ذٰلِکُمْ محل رفع میں ہے۔ نمبرا۔ ذلکم العقاب نمبر۲۔ العقاب ذلکم۔ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ (سو یہ سزا تم چکھو اور بلاشبہ کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے) واؤ، مع کے معنی میں ہے۔ یعنی ذوقوا هٰذا العذاب العاجل مع الآجل الذی لکم فی الآخرة اس جلد ملنے والے عذاب کو چکھو اس کے ساتھ مؤجل عذاب آخرت کا تیار ہے۔ گویا ظاہر کو ضمیر کی جگہ لایا گیا۔

## دو بدو جنگ کے احکامات:

آیت ۱۵: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا (اے ایمان والو! جب تم کافروں سے دو بدو مقابل ہو جاؤ)



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ

سو تم نے انہیں قتل نہیں کیا اور لیکن اللہ نے انہیں قتل کیا' اور جب آپ نے پھینکا تو آپ نے نہیں پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ⑰ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

اور تاکہ اللہ مومنین کو اپنی طرف سے اچھا انعام دے' بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ یہ بات ہے اور بلاشبہ اللہ

مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ⑱

کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنے والا ہے۔

یہ الذین کفروا سے حال ہے۔ الزحف وہ لشکر جو کثرت کی وجہ سے اس طرح نظر آئے گویا وہ رینگ رہا ہے۔ یہ زحف الصبی سے بنا ہے۔ جبکہ وہ اپنے سرینوں پر آہستہ آہستہ سرکنے لگے۔ مصدر سے بطور نام کے استعمال ہوتا ہے۔ فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ (تو ان سے پشت مت پھیرنا) ان سے شکست کھا کر مت پھرو۔ یعنی جب ان سے لڑائی میں سامنا کرو، ان کی تعداد زیادہ اور تمہاری کم ہو تو پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو۔ چہ جائیکہ تم تعداد میں ان سے قریب یا برابر ہو۔ نمبر۲۔ مؤمنین سے حال ہے۔ نمبر۳۔ فریقین سے حال ہے جب تم اور وہ گڈمڈ ہو کر لڑو۔

## بھاگنے والے کے جرم کی شدت:

آیت ۱۶: وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا (اور جو شخص ان سے اس موقعہ پر پشت پھیرے گا۔ مگر ہاں جو پینترا بدلتا ہو) مائل ہونے والا۔ لِّقِتَالٍ (لڑائی کیلئے) وہ مڑ کر حملہ کرنے کیلئے پسپا ہوتا ہے دشمن کو خیال ہو کہ بھاگ گیا پھر اس پر مڑ کر حملہ آور ہو۔ یہ ایک جنگی طرز ہے۔ اَوْ مُتَحَيِّزًا (یا ملنے والا ہو) اِلٰى فِئَةٍ (اپنی جماعت کی طرف) پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے ملنے والا ہو مسلمانوں کی جماعت جو اس کی پشت میں ہو۔

نَحْوٌ : یہ دونوں یولھم کی ضمیر فاعلی سے حال ہیں۔ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے) متحیز کا وزن مُتَفَيْعِل ہے مُتَفَعِّل نہیں کیونکہ وہ حاز، یحوز سے ہے اس سے متحوز، متفعل بنتا ہے نہ کہ متحیز۔

## ایک مشتِ خاک کا اعجاز:

آیت ۱۷: جب اہل مکہ کی قوت ٹوٹ گئی اور قتل وقید ہو گئے۔ تو قاتل تفاخر کے طور پر قتلتُ اور اَسرتُ کہنے لگے تو ان کو کہا گیا۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ (پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا) فا محذوف شرط کے جواب میں ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ ان افتخرتم بقتلھم فانتم لم تقتلوھم اگر تم ان کے قتل پر فخر کرتے ہو تو تم نے ان کو قتل نہیں کیا۔ جب جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ایک مٹھی مٹی لے کر ان کی طرف پھینکو۔ آپ نے پھینکا اور بددعا فرمائی شاہت الوجوہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا

اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تمہارے سامنے آ چکا ہے' اور اگر تم باز آ جاؤ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے' اور اگر تم پھر وہی کام کرو گے

۲ ع ۹ ۱۶ نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۹ ع

تو ہم بھی وہی کام کریں گے' اور تمہاری جماعت ہرگز تمہارے کچھ کام نہ آئے گی۔ اگر چہ کثیر تعداد میں ہو' اور بلاشبہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

کوئی مشرک ایسا نہ رہا مگر وہ اپنی آنکھیں ملنے میں مشغول ہو گیا پس کفار شکست کھا گئے۔ کہا گیا: وَمَا رَمَيْتَ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی) وہ کنکریاں جو آپ نے پھینکیں، حقیقت میں آپ نے نہیں پھینکیں۔ کیونکہ اگر آپ پھینکتے تو اس کا اثر اتنا ہی ہوتا جتنا انسان کے پھینکنے کا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے پھینکنے کا اثر بہت بڑا ہوا (ہر کافر کی آنکھ میں کنکری پہنچ گئی اور اس کو بے بس کر دیا)

مَسْئَلَه: اس آیت میں اس بات کی وضاحت ہے کہ بندے کے فعل کی نسبت اس کی طرف کسب کی حیثیت سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف خلق کی حیثیت سے اس طرح نہیں جیسا کہ جبریہ اور معتزلہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اِذْ رَمَيْتَ کہہ کر بندے کے فعل کو ثابت کیا پھر بندے سے اس کی نفی لکن اللہ رمی کہہ کر کر دی۔

قراءت: اور لکن اللّٰه قتلهم اور لکن اللّٰه رمٰی میں لکِنْ کو شامی، حمزہ اور علی نے تخفیف سے پڑھا ہے۔

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ (تا کہ وہ مومنین کو اجر دے) تا کہ وہ مومنوں کو دے مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا (خوب اجر) عطائے جمیل۔ مطلب یہ ہے کہ مومنوں پر احسان کیلئے اس نے کیا جو کچھ کیا اور یہ سب کچھ اسی خاطر کیا۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ (بے شک اللہ سننے والا ہے) ان کی دعاؤں کا عَلِيْمٌ (جاننے والا ہے) ان کے حالات کو ۔

## کافروں کی تدبیر کمزور کر دی:

آیت ۱۸: ذٰلِكُمْ (ایک بات تو یہ ہوگی) یہ بلائے حسن کی طرف اشارہ ہے۔

نَحْو: یہ محل رفع میں ہے اور ذلکم پر اس کا عطف ہے مراد ابلائے مومنین اور توہین مکائد کافرین ہے۔ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ (اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا)

قراءت: مُوْهِنٌ كَيْدَ شامی و کوفی نے پڑھا ہے۔ جبکہ حفص نے موهِنُ كيدِ پڑھا اور دیگر قراء نے مُوَهِّنٌ كَيْدَ پڑھا۔

آیت ۱۹: اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ (اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تو تمہارے سامنے آ موجود ہوا) اگر تم مدد طلب کرتے تھے تو مدد آ گئی مگر تمہارے خلاف۔ یہ اہل مکہ کو خطاب فرمایا کیونکہ روانہ ہوتے وقت انہوں نے استار کعبہ سے چمٹ کر کہا اللّٰهم ان کان محمد علی الحق فانصره و ان کنا علی الحق فانصرنا۔

دوسرا قول ان تستقتحوا یہ مومنوں کو خطاب ہے۔ کہ اگر تم فیصلہ کے طالب تھے تو وہ آ گیا۔ وَاِنْ تَنْتَهُوْا (اگر تم باز آ جاؤ) یہ کفار کو خطاب ہے۔ ان تنتهوا کا مطلب عداوت رسول سے باز آنا ہے۔ فَهُوَ (تو یہ) یہ باز آنا۔ خَيْرٌ لَّكُمْ (نہایت خوب



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ

اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو' اور اس سے رد گردانی نہ کرو حالانکہ تم

تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ

سنتے ہو' اور ان میں سے مت ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور حال یہ ہے کہ وہ نہیں سنتے' بیشک

شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ

زمین پر چلنے پھرنے والوں میں اللہ کے نزدیک سب سے برے وہ لوگ ہیں جو گونگے ہیں' بہرے ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے' اور اگر

عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

اللہ جانتا کہ اُن میں کوئی بھلائی ہے تو ان کو ضرور سنا دیتا' اور اگر ان کو سنا دے تو وہ ضرور روگردانی کریں گے بے رخی کرتے ہوئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ

اے ایمان والو! تم حکم مانو اللہ کا اور رسول ﷺ کا جب وہ تمہیں اس چیز کی طرف بلائے جو تمہیں زندہ کرتی ہے'

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور جان لو کہ بیشک اللہ حائل ہو جاتا ہے آدمی کے اور اس کے دل کے درمیان' اور بیشک تم اللہ ہی کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اور تم ایسے فتنہ سے بچو جو خاص کر انہی لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں سے گناہوں کے مرتکب ہوئے اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

سخت عذاب والا ہے۔

ہے) بہت بہتر اور سلامتی والا ہے۔ وَاِنْ تَعُوْدُوْا (اور اگر تم پھر وہی کام کرو گے) ان کے ساتھ لڑائی کے لیے۔ نَعُدْ (تو ہم بھی پھر یہی کام کریں گے) تمہارے خلاف ان کی مدد کیلئے۔ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ (اور تمہاری جمعیت تمہارے کام نہ آوے گی) تمہاری پارٹی شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ (ذرا بھی۔ اگرچہ کتنی زیادہ ہو) تعداد میں وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے)

قراءت: مدنی، شامی وحفص نے اَنَّ کو فتحہ کیساتھ پڑھا۔ اور اسلئے کہ اللہ تعالیٰ مدد کے ذریعہ مومنین کے ساتھ ہے۔ ایسا ہوا۔ دیگر قراء نے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کی تائید عبداللہ کی قراءت سے ہوتی ہے۔ واللّٰہ مع المؤمنین۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اطاعتِ رسول (ﷺ) کا دامن تھامے رکھو:

آیت ۲۰: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ (اے ایمان والو اللہ کا کہنا مانو اور اس کے رسول کا اور اس کہنا ماننے سے روگردانی مت کرو) رسول اللہ ﷺ سے کیونکہ اطیعوا الرسول کا معنی اس ارشاد کی طرح ہے: وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ (التوبہ: ۶۲) اور اس لئے بھی کہ اطاعت اللہ اور اطاعت رسول ایک چیز ہے جیسا اس ارشاد میں ہے: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء: ۸۰) ایک کی طرف ضمیر کا لوٹنا دونوں کی طرف ضمیر لوٹنے کی طرح ہے جیسا کہ کہتے ہیں۔ الاحسان والاجمال لاینفع فی فلان۔ نمبر۲۔ ضمیر کا مرجع اطاعت کا حکم ہے۔ یعنی اس امر اور اس کے ہم مثل اوامر سے منہ نہ موڑو۔ تَوَلَّوْا اصل میں تتولوا ہے ایک تا کو تخفیف کیلئے حذف کر دیا۔ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ (حالانکہ تم سنتے ہو) یعنی تم اس کو سنتے ہو۔ نمبر۳۔ رسول اللہ ﷺ سے منہ نہ موڑو اور نہ ہی ان کی مخالفت کرو حالانکہ تم ان کی تصدیق کرتے ہو اس لئے کہ تم مؤمن ہو۔ تم بہرے جھٹلانے والے کفار کی طرح نہیں ہو۔

## منافقین اور اہل کتاب کا طرز مت اپناؤ:

آیت ۲۱: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا (اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم نے سن لیا) یعنی سننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور وہ منافقین اور اہل کتاب ہیں۔ وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ (حالانکہ وہ سنتے کچھ نہیں) کیونکہ وہ اس کی تصدیق کرنے والے نہیں گویا کہ وہ سنتے ہی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم قرآن و نبوت کی تصدیق کرتے ہو۔ جب بعض امور میں اطاعت رسول سے منہ موڑو گے جیسے تقسیم غنائم وغیرہ تو تمہارا سننا ان کے مشابہ ہو جائے گا۔ جو ایمان نہیں رکھتے پھر فرمایا۔

## کافر بدترین جانور:

آیت ۲۲: اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ (بیشک مخلوق میں بدترین وہ لوگ ہیں جو بہرے ہیں گونگے ہیں جو کہ ذرا نہیں سمجھتے) مطلب یہ ہے کہ زمین پر چلنے والوں میں بہائم سب سے بدترین ہیں اور بہائم میں سے بدترین وہ ہیں جو کہ حق سے بہرے بے عقل ہیں۔ اس کو نہیں سمجھتے کفار کو جنس بہائم سے قرار دیا پھر ان کو ان سے بھی زیادہ برا قرار دیا کیونکہ انہوں نے مانوس ہونے کے بعد عناد اختیار کیا اور عقل کے ہوتے ہوئے کفر پر ضد اختیار کی۔

## وہ خوبی سے خالی ہیں:

آیت ۲۳: وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ (اگر اللہ تعالیٰ ان میں دیکھتے) ان گونگے بہرے لوگوں میں خَیْرًا (کوئی خوبی) سچائی اور رغبت لَّاَسْمَعَهُمْ (تو ان کو سننے کی توفیق دے دیتے) تو ان کو سننے والے بنا دیتا یہاں تک کہ وہ بھی تصدیق کرنے والوں کی طرح سنتے۔ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا (اور اگر ان کو اب سنا دیں تو ضرور روگردانی کریں گے) اس سے منہ موڑتے یعنی اگر ان کو سنا دیتا اور وہ تصدیق کر دیتے تو اس کے بعد بھی ارتداد اختیار کر لیتے اور استقامت پر نہ رہتے۔ وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (بے رخی کرتے ہوئے) ایمان سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی فوراً تعمیل کرو:

آیت ۲۴: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول کے کہنے کو بجالایا کرو جب کہ وہ تم کو بلاتے ہیں) اس میں بھی خبر واحد لائی گئی کیونکہ استجابت رسول استجابت باری تعالیٰ کی طرح ہے اور استجابت کا معنی اطاعت، امتثال ہے۔ امتثال بالدعوۃ۔ مقرر کرنا اور آمادہ کرنا ہے۔ لِمَا یُحْیِیْكُمْ (جو تمہیں زندہ کرتی ہے) دیانات اور شرائع کے علوم مراد ہیں۔ کیونکہ علم زندگی ہے۔ جیسا کہ جہالت موت ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا لاتعجبن الجهول حلته ـ فذاك ميت و ثوبه كفن (جاہل کو اپنے جہالت کے لباس پر فخر نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ مردہ ہے۔ اور اس کا لباس کفن ہے۔

نمبر۲۔ کفار سے جہاد کیلئے کیونکہ اگر وہ اس کا انکار کریں تو مغلوب ہو جائیں اور قتل کر دیے جائیں۔ نمبر۳۔ شہادت کے لئے اس لئے کہ ارشاد الٰہی ہے: بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (آل عمران:۱۶۹)

## اللہ کے حائل ہونے کا مطلب:

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ (اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بن جایا کرتا ہے آدمی کے اور اس کے قلب کے درمیان) یعنی اس کو مار دیتا ہے اور اس سے وہ فرصت فوت ہو جاتی ہے جس کو وہ پانے والا تھا۔ اور وہ فرصت یہ ہے کہ اخلاص قلب سے دین پر جماؤ میسر ہو۔ پس تم اس فرصت کو غنیمت سمجھو۔ اور اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کیلئے خالص کرو۔

نمبر۲۔ اس کے اور اس کی تمناؤں کے درمیان جو وہ لمبی زندگی کے سلسلہ میں کرتا ہے پس اس کے عزائم کو منسوخ کر دیتا ہے وَاَنَّهٗۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ (اور تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے) تم یقین کر لو اسی کی بارگاہ میں تمہیں اکٹھا ہونا ہوگا۔ پس وہ دلوں کی سلامتی اور مخلصانہ اطاعت کی مقدار کے برابر ثواب عنایت کرے گا۔

## فتنے کا وبالِ عام ہے:

آیت ۲۵: وَاتَّقُوْا فِتْنَةً (اور تم ایسے وبال سے بچو) عذاب، لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً (جو خاص انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں) یہ جواب امر ہے یعنی اگر وہ عذاب تمہیں پہنچے گا تو فقط ظالموں کو ہی نہیں پہنچے گا بلکہ سبکو عام ہوگا۔ جواب امر میں تاکید کا نون داخل کرنا درست ہے۔ کیونکہ اس میں نہی کا معنی ہے۔ جیسا تم کہو انزل عن الدابة لا تطرحك اور لا تطرحنّك بھی درست ہے منکم میں مِن تبعیض کیلئے ہے۔ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے) جب وہ سزا دیتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ

اور اس وقت کو یاد کرو جب تم تھوڑے تھے۔ زمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے تم اس بات سے ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں

النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

اچک لیں' سو اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا اور اپنی مدد سے تم کو قوت دی اور تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا کیں تاکہ تم شکر گزار ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾

اے ایمان والو! خیانت نہ کرو اللہ کی اور رسول ﷺ کی' اور نہ خیانت کرو اپنی آپس کی امانتوں میں حالانکہ تم جانتے ہو۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ ع ١٧

اور تم جان لو کہ بیشک تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں اور بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے'

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ تمہیں فیصلہ والی چیز دے گا اور تمہارے گناہوں کا کفارہ فرما دے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾

اور تمہاری بخشش فرمادے گا' اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

## سابقہ حالت کو یاد رکھوتا کہ شکریہ کی توفیق ہو:

آیت ٢٦: وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ (اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم قلیل تھے) اذانتم قلیل مفعول بہ ہے ظرف نہیں۔ یعنی اذکروا وقت کو نکم اقلۃ اذلۃً اپنی قلت وکمزوری کے وقت کو یاد کرو۔ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ (زمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے) ہجرت سے قبل سرزمین مکہ میں قریش نے تمہیں کمزور بنا رکھا تھا۔ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ (اور تم اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اُچک نہ لیں) کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کے مخالف اور دشمن تھے۔ فَاٰوٰىكُمْ (پھر اس نے رہنے کی جگہ دی) مدینہ میں وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ (اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی) انصار کی پشت پناہی کے ذریعہ اور بدر کے دن ملائکہ کو بھیج کر وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ (اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عنایت فرمائیں) اموال غنیمت جو تم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئے تھے۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (تاکہ تم شکر کرو) ان نعمتوں کا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اللہ کے حقوق میں خلل مت ڈالو:

آیت ۲۷: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَخُوْنُوا اللّٰہَ ۔ (اے ایمان والوتم اللہ کے حقوق میں خلل مت ڈالو) اس کے فرائض کو معطل کر کے ۔ وَالرَّسُوْلَ (رسول کے) اور رسول کے طریقہ کو نہ اپنا کر ۔ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ (اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں مت خلل ڈالو)

نَحْو : اسپر جزم لاتخونوا پر عطف کی وجہ سے ہے ای لا تخونوا ۔ اپنے مابین اس طرح کہ ان کی حفاظت نہ کرو ۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اور تم تو جانتے ہو) نمبر ا ۔ اس کا انجام اور وبال نمبر ۲ ۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ تم خیانت کر رہے ہو ۔ مطلب یہ ہے خیانت تم سے جان بوجھ کر پائی جائے بھول کر نہیں ۔ نمبر ۳ ۔ تم علماء ہو اچھی چیز کے حسن اور قبیح کی قباحت سے واقف ہو ۔ الخون کی کرنا ۔ جیسا الوفاء کا معنی پورا کرنا ۔ اور اسی سے تخونہٗ اذا انتقصہٗ بولتے ہیں ۔ پھر یہ امانت و وفاء کے عکس کے طور پر استعمال ہونے لگا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی کی خیانت کرنے سے کسی کی چیز میں نقصان داخل کر دیا جاتا ہے ۔

## مال واولاد باعثِ آزمائش:

آیت ۲۸: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ (اور تم جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے) یعنی فتنہ میں پڑنے کے اسباب میں سے ہیں ۔ فتنہ گناہ اور عذاب دونوں کو کہتے ہیں ۔ نمبر ۲ ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم کس طرح اس کی حدود کی نگہبانی کرتے ہو ۔ وَّاَنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (اور اس بات کو بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اجر ہے) پس تمہارا فرض بنتا ہے کہ اس کی طلب میں حرص کرو اور دنیا میں زہد اختیار کرو ۔ اور حب اولاد اور جمع اموال کی حرص میں نہ پڑو ۔

## تقویٰ سے حق و باطل کی پہچان رہے گی:

آیت ۲۹: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا (اے ایمان والو اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دیگا) مدد ۔ نمبر ا ۔ کیونکہ وہ حق و باطل میں فرق کرنے والی ہے ۔ باطل پرستوں کو ذلیل کر کے اور اہل اسلام کو عزت دیکر ۔ نمبر ۲ ۔ وضاحت اور ظہور ہے جس سے تمہارا معاملہ مشہور ہو جائے گا ۔ اور تمہاری شہرت اور آثار زمین کے اطراف میں پھیل جائیں گے ۔ جیسا کہا جاتا ہے ۔ سطع الفرقان جبکہ فجر طلوع ہو نمبر ۳ ۔ شبہات سے نکلنے کی راہ اور شرح صدر نمبر ۳ ۔ تمہارے اور غیر مسلموں کے درمیان جدائی اور دنیا و آخرت میں مراتب ۔ وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ (اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا) صغیرہ گناہ وَیَغْفِرْلَکُمْ (اور تم کو بخش دے گا) تمہارے گناہ یعنی کبائر وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے) اپنے بندوں پر ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذۡ يَمۡكُرُ بِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِيُثۡبِتُوۡكَ اَوۡ يَقۡتُلُوۡكَ اَوۡ يُخۡرِجُوۡكَ ؕ وَيَمۡكُرُوۡنَ

اور جب کافر لوگ آپ کے بارے میں تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو قتل کر دیں یا آپ کو جلا وطن کر دیں اور وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے

وَيَمۡكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيۡرُ الۡمٰكِرِيۡنَ ۝٣٠

اور اللہ بھی تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

## کفارِ قریش کی تدابیر:

آیت ۳۰: وَاِذۡ يَمۡكُرُ بِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا (اور اس واقعہ کو یاد کرو جبکہ کافر لوگ آپ کی نسبت تدبیریں سوچ رہے تھے) جب اللہ تعالیٰ نے مکہ کو فتح کروایا تو قریش کی حیلہ بازیوں کا ذکر کیا جو مکہ میں انہوں نے کیں تا کہ انکی فریب کاریوں سے نجات پانے پر آپ شکر یہ ادا کریں اور ان پر جو غلبہ عنایت فرمایا اس پر شکر بجالائیں۔ مطلب یہ ہے اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے خلاف وہ خفیہ تدابیر کر رہے تھے۔ معاملہ کچھ اس طرح ہے کہ جب انصار نے اسلام قبول کر لیا۔ تو قریش کو خطرہ ہوا کہ آپ کا معاملہ مضبوط ہو جائیگا۔

## دارالندوہ کا اجلاس:

چنانچہ انہوں نے دارالندوہ میں آپ کے متعلق مشورہ کیلئے میٹنگ بلائی۔ ابلیس ان کے پاس ایک شیخ کی صورت میں آیا اور کہنے لگا میں نجد کا ایک شیخ ہوں۔ جب میں مکہ میں داخل ہوا تو مجھے تمہارے اجتماع کا علم ہوا۔ میں نے اس میں حاضری کا فیصلہ کر لیا، میں رائے اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھوں گا۔

میٹنگ شروع ہوئی ابوالبختری نے کہا اس کو ایک گھر میں بند کر کے بیڑیوں میں جکڑ دو اور روشندان کے علاوہ اس کمرے کے تمام دروازے بند کر دو۔ وہاں کھانا پینا دو اور اس کے متعلق حوادث کا انتظار کرو۔ ابلیس نے کہا یہ بدترین رائے ہے اس کی قوم کے لڑاکے جمع ہو کر تمہارے ہاتھوں سے چھڑوا لیں گے۔ ہشام بن عمرو نے کہا اس کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مکہ سے نکال دو۔ باہر جو کرے تمہیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔ اور تم آئے روز کی پریشانی سے چھٹکارا پا لو گے۔ ابلیس: یہ بھی بدترین رائے ہے۔ تمہارے علاوہ دوسری قوم کو بگاڑ کر تمہارے خلاف لڑے گا۔ ابوجہل عمرو بن ہشام نے کہا ہر قبیلہ سے ایک نوجوان لو وہ تلوار لے کر اس کا گھیراؤ کریں اور یکبارگی وار کر کے اس کا کام تمام کر دیں۔ تمام قبائل میں اس کا خون تقسیم ہو جائیگا۔ بنو ہاشم تمام قریش سے لڑائی کی طاقت نہیں رکھتے مجبوراً دیت لینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اور ہم اس سے چھوٹ بھی جائیں گے۔ ابلیس لعین نے کہا اس نے سچ کہا ہے اس کی رائے سب سے عمدہ ہے۔ ابوجہل کی رائے پر اتفاق ہو گیا۔ آپ کے قتل کی بات طے پا گئی۔ جبرئیل علیہ السلام نے آ کر رسول ﷺ کو اطلاع دی اور کہا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کی اجازت دی۔ آپ نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بستر پر سونے کا حکم دیا وہ آپ کے بستر پر سو گئے اور آپ کے حکم سے آپکی چادر اوپر اوڑھ لی۔ آپ نے ان کو تسلی دی کہ تمہیں کوئی ناگوار



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ

اور جب ان پر ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اگر ہم چاہیں تو اس جیسا کلام کہہ سکتے ہیں ۔ یہ

اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ

کچھ بھی نہیں ہے مگر وہ باتیں ہیں جو اگلے وقتوں کے لوگوں سے نقل ہوتی چلی آرہی ہیں اور جب ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ آپ کی طرف سے واقعی

عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ

حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دیجئے یا ہم پر کوئی درد ناک عذاب واقع کر دیجئے اور اللہ انہیں اس حالت میں عذاب نہیں

اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾

دے گا جبکہ آپ ان میں موجود ہوں ' اور اللہ تعالیٰ انہیں اس حال میں عذاب نہیں دے گا کہ وہ استغفار کرتے ہوں۔

معاملہ پیش نہ آئے گا۔ مشرکین نے رات آپ کی گھات میں گزار دی۔ صبح آپ کے بستر کو دیکھا تو علی رضی اللہ عنہ کو بیدار ہوتے پایا۔ وہ ششدر رہ گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی کوشش ناکام کر دی۔ پھر انہوں نے آپ کے نشان ہائے قدم کا پیچھا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس تدبیر کو بھی ناکام بنا دیا۔ لِیُثْبِتُوْكَ (کہ آپ کو قید کر لیں) آپ کو قید کر کے باندھ دیں۔ اَوْ یَقْتُلُوْكَ (یا آپ کو قتل کر ڈالیں) اپنی تلواروں کے ذریعہ اَوْ یُخْرِجُوْكَ (یا آپ کو نکال باہر کریں) مکہ مکرمہ سے وَیَمْكُرُوْنَ (اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے) خفیہ تدابیر آپ کے متعلق بنا رہے تھے۔ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ (اور اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر کر رہے تھے) اللہ تعالیٰ نے جو ان کے لئے مخفی تیار کیا ہے۔ وہ اچانک ان کو آلے گا۔ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاكِرِیْنَ (اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے) اس کی تدبیر دوسروں کی تدبیر سے زیادہ اثر و نفوذ رکھتی ہے۔

آیت ٣١: شَانِ نُزُوْل: آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے اور اپنی قراءت میں گزشتہ زمانے کے واقعات ذکر کرتے۔ ایک دن نضر بن حارث کہنے لگا اگر میں چاہوں تو ایسے واقعات بیان کر سکتا ہوں۔ یہ فارس کے سفر میں رستم، اسفندیار اور عجمیوں کے قصے لے کر آتا اور لوگوں کو سناتا اس پر یہ آیت اتری۔

## قرآن کے متعلق کفار کا تأثر:

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا (اور جب ان کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں) یعنی قرآن قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ (تو وہ کہتے ہیں سن لیا۔ اگر ہم ارادہ کریں تو ایسا ہی ہم بھی کہہ سکتے ہیں یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے منقول چلی آرہی ہیں) یہ ان کی ڈھٹائی اور بے حیائی تھی کیونکہ انہوں نے ایک سورت قرآن کی مثل لانے کا دعویٰ کیا مگر لا نہ سکے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## جو مانگا وہ مل گیا:

آیت ۳۲: وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا (اور جب ان لوگوں نے کہا اے اللہ اگر یہ) یعنی قرآن هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ (آپ کی جانب سے حق ہی ہے)

نحو: ھذا۔ کان کا اسم ہے ھو، ضمیر فصل ہے اور الحق خبر کان ہے۔ روایت میں ہے نضر نے جب کہا: ان ھذا الا اساطیر الاولین۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا افسوس ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ نضر نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہنے لگا: اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ (تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دیجئے) یعنی اگر قرآن برحق ہے تو سزا کے طور پر ہم کو پتھروں سے سزا دے جیسا کہ اصحاب فیل کے ساتھ کیا۔ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (یا ہم پر کوئی دردناک عذاب واقع کر دیجئے) عذاب الیم کی اور کسی جنس سے عذاب دے۔ چنانچہ وہ بدر کے روز فی النار والسقر ہوا۔

نکتہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سباء کے رہنے والے ایک شخص کو کہا۔ تمہاری قوم کتنی جاہل ہے کہ انہوں نے عورت کو حکمران بنایا۔ اس نے کہا میری قوم سے تمہاری قوم بڑی جاہل ہے کہ جب رسول ﷺ نے ان کو حق کی طرف بلایا تو جواباً کہنے لگے ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء۔ تمہاری قوم نے یہ نہیں کہا ان کان ھذا ھو الحق فاھد ناله

## ہجرت تک عذاب رکا رہا:

آیت ۳۳: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (اور اللہ ایسا نہیں کریگا کہ ان کے اندر آپ کے موجود ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے) اس میں لام نفی تاکید کیلئے ہے۔ اس میں یہ دلالت ہے کہ جب تک آپ ان میں اقامت پذیر ہیں ان کو عذاب نہ دیا جائے گا کیونکہ آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا اور اللہ تعالیٰ کا طریقہ سابقہ امم میں یہ چلا آ رہا ہے کہ کسی قوم کو استیصال کا عذاب اس وقت نہیں دیا جاتا جب تک انکا پیغمبر ان میں موجود ہو۔ اس سے یہ اشارہ مل رہا ہے کہ پیغمبر ﷺ کے ہجرت کرنے تک عذاب ان سے رکا ہوا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا نہیں ایسی حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے رہتے ہیں) یہ موضع حال میں ہے اس کا معنی ان سے استغفار کی نفی ہے۔ یعنی نمبر ۱: کہ اگر یہ ان لوگوں میں سے ہوتے جو ایمان لاتے اور کفر سے استغفار کرتے تو ان کو اللہ تعالیٰ عذاب نہ دیتے۔ نمبر ۲۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس وقت تک عذاب دینے والے نہیں جب تک ان میں استغفار کرنے والے موجود ہیں۔ اور وہ مسلمان ہیں جو مکہ میں موجود تھے اور کمزوری کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا

اور ان کا کیا استحقاق ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے حالانکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں حالانکہ وہ اس کے

اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ

اولیاء نہیں ہیں، اس کے اولیاء صرف متقی لوگ ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے، اور بیت اللہ کے

صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

نزدیک ان کی نماز بس یہی تھی کہ سیٹیاں بجاتے اور تالیاں پیٹتے تھے۔ سو عذاب چکھ لو اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے۔

## قریش مستحق عذاب ہو چکے:

آیت ۳۴: وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ (اوران کا کیا استحقاق کہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا نہ دے) یعنی اللہ تعالیٰ ان کو آپ کے ہوتے ہوئے عذاب نہ دیں گے۔ بلکہ جب آپ جدا ہو جائیں گے ان کو عذاب دیا جائے گا۔ اوران کو اللہ تعالیٰ عذاب کیوں نہ دے۔ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (حالانکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں) ان کو کیسے عذاب نہ دیا جائے جبکہ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو مسجد حرام سے روکتے ہیں۔

جیسا انہوں نے حدیبیہ والے سال آپ کو روک لیا اور آپ ﷺ اور مومنوں کو مسجد حرام سے نکال دیا۔ بلکہ وہ تو بڑے فخر سے کہتے ہم بیت اللہ کے متولی ہیں جس کو ہم چاہیں روکیں اور جس کو چاہیں داخل کریں۔ ان کو کہا گیا وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ (حالانکہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی نہیں) تم بیت اللہ کے متولی کس طرح ہوا ایک تو تم مشرک ہو اور دوسری طرف حرم کے متولیوں سے عداوت پر تلے ہوئے ہو۔ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (اس کے متولی تو سوائے متقیوں کے اور کوئی لوگ نہیں) نمبرا: مسلمانوں میں سے نمبر۲۔ دونوں ضمائر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہیں۔ کہ یہ مشرک اللہ تعالیٰ کے اولیاء نہیں اللہ تعالیٰ کے اولیاء تو متقین ہیں۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (لیکن ان میں اکثر لوگ علم نہیں رکھتے) اس کو نہیں جانتے گویا یہ مستثنیٰ کیا اس میں سے جو جانتے اور عناد کرتے ہیں۔ نمبر۲۔ اکثر سے تمام مراد ہیں۔ جیسا کہ کبھی قلت سے عدم مراد لیتے ہیں۔

## مشرکین کی نماز:

آیت ۳۵: وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً (ان کی نماز تو خانہ کعبہ کے پاس صرف سیٹیاں تھی) مکاء پرندے جیسی آواز یہ خوبصورت آواز والا پرندہ ہے اس کا وزن فعال ہے مکا، یمکو سیٹی بجانا۔ وَّتَصْدِيَةً (اور تالیاں بجانا) تالی بجانا۔ یہ تفعلة کا وزن الصدیٰ سے ہے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ وہ بیت اللہ کا طواف ننگا کرتے وہ دوران طواف اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر آواز نکالتے اور تالیاں بجاتے اور رسول ﷺ جب نماز ادا فرما رہے ہوتے تو اس وقت بھی یہ حرکات کرتے تا کہ نماز میں



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

بیشک جو لوگ اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ کی راہ سے روکیں

فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

سو یہ لوگ ابھی اپنے مالوں کو خرچ کریں گے پھر یہ مال ان کے حق میں حسرت کا سبب بن جائیں گے پھر یہ لوگ مغلوب ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا

إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ

وہ دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں گے تاکہ ناپاک کو اللہ پاک سے جدا کر دے اور ناپاک کو

بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾ ع

بعض کو بعض کے ساتھ ملا دے۔ پھر اس کو اکٹھا ڈھیر بنا دے پھر اس کو دوزخ میں داخل فرما دے۔ یہ لوگ تباہ کار ہیں۔

قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ وَإِن يَعُودُوا فَقَدْ

جن لوگوں نے کفر کیا آپ ان سے فرما دیجئے اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ گزر چکا وہ ان کے لئے معاف کر دیا جائے گا اور اگر وہ پھر بھی وہی کریں جو کرتے رہے ہیں تو

مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾

پہلے لوگوں کا طریقہ گزر چکا ہے۔

ع ٩/١٨

خلل ڈالیں۔ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ (پس اس عذاب کا مزہ چکھو) قتل اور بدر کے دن قید کا عذاب بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (لیکن ان میں اکثر لوگ علم نہیں رکھتے) اپنے کفر کے باعث۔

## صنادید قریش کی شہ خرچی اور اس پر ندامت:

آیت ٣٦: یہ آیت ان کے بارے میں اتری جو بارہ آدمی بدر کے ایام میں یومیہ دس اونٹ ذبح کرتے اور لشکر کو کھلاتے یہ تمام خاندان قریش سے تھے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (بے شک یہ کافر اپنے مالوں کو اس لئے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکیں) اس انفاق سے ان کی غرض یہ تھی کہ لوگوں کو اتباع محمد ﷺ جو کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے اس سے روکیں۔ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً (پس یہ لوگ اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے پھر وہ مال ان کے حق میں باعث حسرت ہو جائیں گے) ان کے انفاق کا انجام حسرت و ندامت کے سواء کچھ نہ ہوگا۔ گویا خود وہ خرچہ بعینہٖ شرمندگی بن جائیگا۔ ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ (پھر مغلوب ہو جائیں گے) انجام کار۔ یہ نبوت کی پیشینگوئی ہے۔ کیوں کہ وقوع سے پہلے اطلاع دی اور ایسا ہو کر رہا۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اور کافر لوگ) جو ان میں کافر ہیں۔ اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ (جہنم کی طرف ہنکا



BestUrduBooks.wordpress.com

کر لیجائے جائیں گے ) کیونکہ ان میں بعض ایمان لائے اور اسلام پر پختہ رہے۔

## مؤمن و کافر میں امتیاز ہوگا:

آیت ۳۷: لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ (تا کہ اللہ ناپاک کو الگ کر دے) خبیث کفار کا گروپ مِنَ الطَّيِّبِ (پاک سے) ایمان والوں کی جماعت۔

نحو : لِيَمِيْزَ کا لام يُحْشَرُوْنَ سے متعلق ہے۔

قراءت: حمزہ وعلی نے لِيُمَيِّزَ پڑھا ہے۔ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ (اور ملا دے ناپاکوں کو) خبیث گروہ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا (ایک دوسرے سے ان سب کو جمع کر دے) پس ان کو جمع کرے گا۔ فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ (پھر ان سب کو جہنم میں ڈال دے) فریق خبیث کو اُولٰٓئِكَ (ایسے لوگ) یہ اشارہ فریق خبیث کی طرف ہے۔ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (وہی پورے خسارے میں ہیں) اپنے نفوس واحوال کو خسارہ میں ڈالنے والے ہیں۔

## کفار کو عداوتِ رسول ترک کرنے کی دعوت:

آیت ۳۸: قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا (آپ کافروں سے کہہ دیں) یعنی ابوسفیان اور ان کے ساتھی اِنْ يَّنْتَهُوْا (اگر یہ لوگ باز آ جائیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور آپ کے ساتھ قتال سے باز آ کر اسلام میں داخل ہو جائیں۔ يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ (ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیئے جائیں گے) ان کی تمام عداوت وَاِنْ يَّعُوْدُوْا (اور اگر اپنی وہی عادت رکھیں گے) آپ کے ساتھ لڑائی کی طرف۔ فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ (تو گزشتہ کافروں کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے) نمبر۱: دنیا میں ہلاک کر کے اور آخرت میں عذاب دیکر نمبر۲۔ جب کفار کفر سے باز آ جائیں اور اسلام لے آئیں تو ان کے کفر و معاصی کو بخش دیا جائے گا۔

مسئلہ : امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے استدلال کیا کہ جب مرتد دوبارہ اسلام لے آئے تو متروکہ عبادات کی قضاء اس پر لازم نہیں آتی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا

اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ کے لئے ہو جائے سو اگر وہ باز آ جائیں

فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٣٩﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ

تو بیشک اللہ ان کاموں کو دیکھتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور اگر وہ روگردانی کریں تو یقین جانو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارا مولیٰ ہے

نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٤٠﴾

وہ اچھا مولیٰ اور اچھا مددگار ہے۔

## فسادِ اعتقاد تک لڑو:

آیت ۳۹: وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ (اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ نہ رہے) جس وقت تک ان میں شرک نہ پایا جائے۔ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (اور دین اللہ ہی کا ہو جائے) ہر دین باطل مضمحل ہو جائے اور فقط دین اسلام باقی رہ جائے۔ فَاِنِ انْتَهَوْا (پھر اگر یہ باز آ جائیں) کفر سے باز آ جائیں اور اسلام لے آئیں۔ فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھتے ہیں) ان کو اسلام پر ثواب دے گا۔

## اگر وہ روگردانی کریں تو تم اللہ کی کارسازی پر اعتماد کرو:

آیت ۴۰: وَاِنْ تَوَلَّوْا (اور اگر وہ روگردانی کریں) ایمان سے اعراض کریں اور کفر سے باز نہ آئیں فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ (تو یقین رکھو کہ اللہ تمہارا مددگار ہے) تمہارا مددگار و معین ہے پس اس کی ولایت و نصرت پر پختہ یقین کرو۔ نِعْمَ الْمَوْلٰى (وہ بہت ہی اچھا حامی ہے) جو اس سے دوستی کرتا ہے اس کو وہ ضائع نہیں کرتا وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (اور بہت اچھا مددگار ہے) جس کی وہ مدد کرے اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ نعم کا مخصوص بالمدح محذوف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى

اور تم جان لو کہ جو کوئی چیز تمہیں مال غنیمت سے ملے سو بلاشبہ اللہ کے لئے اس کا پانچواں حصہ ہے اور رسول کے لئے اور قرابت والوں کے لئے

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى

اور یتیموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے، اگر تم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس چیز پر جو ہم نے

عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤١﴾

نازل کی اپنے بندہ پر فیصلہ کے دن جس روز بھڑ گئی تھیں دونوں جماعتیں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

## تقسیم غنائم:

آیت ۴۱: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ (اور اس بات کو جان لو کہ جو بطور غنیمت تم کو حاصل ہو) نحو : ما الذی کے معنی میں ہے اس کو الگ لکھنا ضروری ہے۔ ورنہ ما، کافہ بن جائے گا۔ غنمتم اس کا صلہ ہے اور موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے الذی غنمتموہ ۔ مِّنْ شَيْءٍ (یعنی کوئی چیز) یہ اس کا بیان ہے۔ کہا گیا کہ دھاگہ اور سوئی تھی۔ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ (اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا پانچواں حصہ اللہ کا ہے) نحو : فا اس لئے لائے کہ الذی میں مجازات کا معنی ہے۔ یہ فقرہ محل رفع میں ہے خواہ مبتدائے محذوف کی خبر مانیں تقدیر عبارت یہ ہے فالحکم ان لِلّٰہ خمسہ پس حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اس کا پانچواں حصہ ہے۔ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (اور رسول کا ہے۔ اور آپ کے قرابت داروں کا ہے اور یتیموں کا ہے اور مسکینوں کا ہے اور مسافروں کا ہے) خمس، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ نمبر ۱: رسول اللہ ﷺ کا حصہ۔ نمبر ۲۔ قرابت والوں کا حصہ جو بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب میں سے تھے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو نہیں ملتا تھا۔ وہ نصرت دینی کی وجہ سے اس کے مستحق ہوئے۔ جیسا کہ حضرت عثمان اور جبیر بن مطعم کا واقعہ آتا ہے۔ (رواہ البیہقی فی السنن والدلائل) نمبر ۳۔ تین حصے یتامیٰ، مساکین، ابن سبیل کیلئے۔

## للہ وللرسول کا مطلب:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کا حصہ آپ کی وفات سے ساقط ہو گیا۔ اسی طرح قرابت والوں کا حصہ۔ البتہ ان کو فقر کی وجہ سے دیا جائے گا۔ ان کے مالداروں کو نہ دیا جائے گا۔ یتیموں، مساکین اور ابن سبیل میں تقسیم ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ اس کے چھ حصے ہونگے۔ نمبر ۱۔ ۲۔ للہ والرسول دو حصے نمبر ۳۔ ایک حصہ اقارب رسول ﷺ آپ ﷺ کی وفات تک اور تین یتامیٰ، مساکین، ابن سبیل۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعد والے خلفاء رضی اللہ عنہم نے تین حصوں پر تقسیم کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ

جبکہ تم قریب والے کنارے پر تھے اور وہ لوگ دور والے کنارے پر، اور قافلے والے تم سے نیچے کی طرف تھے

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِى الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِىَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ

اور اگر تم آپس میں وعدہ کر لیتے تو تم میعاد کے بارے میں اختلاف کر لیتے اور لیکن تاکہ اللہ تعالیٰ اس امر کا فیصلہ فرمائے

مَفْعُوْلًا ۙ۬ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَىَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَ

جو ہو جانے والا تھا، تاکہ جو شخص ہلاک ہو حجت قائم ہونے کے بعد ہلاک ہو، اور جو شخص زندہ رہے وہ حجت قائم ہونے کے بعد زندہ رہے اور

اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ﴿۴۲﴾ اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِىْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ

بلاشبہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے، جبکہ اللہ ان کو آپ کے خواب میں کم دکھا رہا تھا، اور اگر وہ تمہیں ان کی تعداد

كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

زیادہ دکھاتا تو تم ہمت ہار جاتے اور اس امر میں باہمی تم میں نزاع ہو جاتا لیکن اللہ نے بچا لیا۔ بیشک وہ دلوں کی باتوں کو

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِىْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ

خوب جاننے والا ہے، اور جبکہ تم باہم مقابل ہوئے وہ ان کو تمہاری آنکھوں میں کم کر کے دکھا رہا تھا

ع ۵ ۷ ۱ فِىْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِىَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ ع

اور تمہیں ان کی آنکھوں میں کم کر کے دکھا رہا تھا۔ تاکہ اس بات کا فیصلہ ہو جائے جس کا وجود میں آنا مقرر ہو چکا تھا، اور تمام امور اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔

للہ وللرسول کا معنی رسول اللہ ﷺ کیلئے جیسا اس ارشاد میں: وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (التوبہ:۶۲) اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ (اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو) تو اس تقسیم کو جان لو اور اس پر راضی ہو جاؤ۔ ایمان حکم کے ساتھ رضامندی کو لازم کرتا اور عمل علم کے ساتھ رضامندی کو ضروری قرار دیتا ہے۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ (اور اس چیز پر جس کو ہم نے اپنے بندہ پر فیصلہ کے دن نازل فرمایا تھا) نحو: یہ باللہ پر معطوف ہے یعنی ان کنتم آمنتم باللّٰہ و بالمنزل۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور نازل شدہ وحی پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر بدر کے دن اتاری۔ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ (جس دن دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں) مسلمانوں اور کافروں کے لشکر۔ مراد اس سے جو اس دن نشانیاں اتاریں اور فرشتے اور فتح۔

نحو: یہ یوم الفرقان سے بدل ہے۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (اور اللہ ہر شئی پر پوری قدرت رکھنے والا ہے) وہ قدرت رکھتا ہے کہ قلیل کو کثیر پر غلبہ دے جیسا بدر کے دن کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## غزوۂ بدر کا ذکر:

آیت ۴۲: اِذْ اَنْتُمْ (اور وہ وقت تھا کہ جب تم) یہ یوم الفرقان سے بدل ہے۔ یا نمبر۲۔ اذکروا کا مفعول ہے ای اذکروا اذانتم۔ بِالْعُدْوَةِ (میدان کے کنارے پر تھے) وادی کا کنارہ

قراءت: مکی اور ابو عمرو نے العِدْوَةِ پڑھا ہے۔ الدُّنْيَا (قریب والے) مدینہ والی جانب۔ یہ ادنی کی مؤنث ہے۔ وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى (اور وہ لوگ اس میدان کے دور والے کنارہ پر تھے) مدینہ سے دور والا کنارا قصوی اقصٰی کی مؤنث ہے۔ یہ دونوں فُعْلٰی کے وزن پر ہیں قیاس کا تقاضہ یہ تھا کہ واؤ کو یا سے بدل دیا جائے جیسا کہ عُلیا جو اعلیٰ کی مؤنث ہے۔ البتہ یہ القود کی طرح اصل پر ہے۔ وَالرَّكْبُ (اور قافلہ) یہ جمع راکب ہے۔ اَسْفَلَ مِنْكُمْ (تم سے نشیب کی طرف تھا) یہ معنی کے لحاظ سے ظرف ہے۔ ای مکانا اسفل من مکانکم۔ یعنی تین میل اسفل وادی میں۔ یہ محلاً مرفوع ہے کیونکہ مبتداء کی خبر ہے۔ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ (اور اگر تم اور وہ کوئی بات ٹھہرا لیتے) تم اور اہل مکہ آپس میں لڑائی کا وقت طے کر لیتے لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ (تو ضرور اس تقرر کے بارہ میں تم میں اختلاف ہوتا) ایک دوسرے سے وعدہ میں پس و پیش کرتے تمہاری قلت اور ان کی کثرت ، وعدہ پر رہنے سے روک دیتی اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا رعب لڑائی سے رکاوٹ ڈال دیتا۔ لڑائی کا اتفاق نہ ہوتا۔ جو اللہ کے اسباب جنگ پیدا کرنے سے ہوگیا۔ وَلٰكِنْ (اور لیکن) اس نے بلا میعاد تمہیں اور انہیں جمع کر دیا۔

## اعزازِ دین کا فیصلہ:

لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا (تا کہ جو کام اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کر دے) نمبر۱۔ اپنے دین کا اعزاز اور اپنے کلمہ کی بلندی نمبر۲۔ لام کا تعلق محذوف سے ہے یعنی تا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پورا کرے جس کے لئے ہونا مناسب تھا۔ اور وہ اپنے دوستوں کی مدد اور اس کے بعد دشمنوں کی مغلوبیت شیخ ابو منصور رحمہ اللہ نے کہا۔ نمبر۱: قضاء کے لفظ میں حکم کا احتمال ہے۔ تا کہ وہ فیصلہ کر دے جس کا ہونا اس کے علم میں تھا۔ نمبر۲۔ تا کہ وہ اس کام کو پورا کرے جس کا ارادہ فرمایا اور جس کا ارادہ اس نے فرمایا وہ یقیناً ہو کر رہے گا وہ اسلام و مسلمانوں کی عزت اور کفر اور کفار کی ذلت لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰي مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ (تا کہ جس کو برباد ہونا ہے واضح دلیل آنے کے بعد برباد ہو۔ اور جس کو زندہ ہونا ہے وہ واضح نشان کے بعد زندہ ہو) یہ لیقضی سے متعلق ہے۔

قراءت: نافع اور ابو عمرو نے حَيِيَ پڑھا ہے۔ ادغام، التقائے مثلین کی وجہ سے ہے۔ اور اظہار اس لئے ہے کہ حرکت ثانی غیر لازم ہے۔ مضارع اس کا یہ ہے۔ یحیا۔ زیادہ استعمال ادغام کے ساتھ ہے۔ ہلاک اور حیات کے الفاظ کفر و اسلام کے متعلق بطور استعارہ استعمال کئے گئے۔ مطلب یہ ہے تا کہ کافر کا کفر حق کے واضح ہونے کے بعد کسی اشتباہ کی بناء پر نہ ہو۔ کل اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی الزام باقی نہ رہ جائے۔ اور تا کہ اسلام کو سچا دین سمجھ کر یقین سے قبول کریں۔ جو اس کو قبول کرنا اور اس پر قائم رہنا چاہتا ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ بدر کا واقعہ ان واضح نشانات میں سے ہے کہ اس کے بعد کفر کرنے والا مکابرہ اور محض مغالطہ میں پڑنے والا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اس لئے اس میں فریقین کے مراکز ذکر کر دیے۔ کہ قافلہ تم سے پچھلی جانب ساحل سمندر پر جا رہا تھا۔ باوجودیکہ ان کے عمل ومشاہدہ میں یہ بات آ چکی تھی۔ دوسروں کو اس سے یہ سمجھایا کہ نصرت وغلبہ کثرت واسباب سے نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ دینے والے ہیں۔ وہ اس طرح کہ دور والا کنارہ جہاں مشرکین نے پڑاؤ ڈالا وہاں پانی میسر، مناسب زمین اور نزدیکی کنارہ کے پاس والی زمین نرم جس میں پاؤں دھنس دھنس جاتے تھے۔ اور بڑی مشقت سے اس میں چلا جاتا۔ اُدھر قافلہ کثیر تعداد مسلح دشمن کے عقب میں تھا۔ اِدھر مسلمان کمزور، قلیل التعداد۔ پھر ہوا جو کچھ ہوا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ (بے شک اللہ سننے والا ہے) ان کے اقوال کو عَلِيْمٌ (جاننے والا ہے) کافروں کے کفر اور ان کی سزا اور مؤمنوں کے ایمان اور بدلے کو۔

## خواب میں اُن کی تعداد کم دکھائی گئی:

آیت ۴۳: اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ (اور یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے آپ کو دکھائے وہ لوگ) نحو: یہ اذ کر محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۲۔ سمیع علیم کے متعلق ہے یعنی وہ مصالح کو جانتے ہیں۔ جبکہ ان کو تمہاری آنکھوں میں کم کر دیا۔ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا (آپ کے خواب میں کم تعداد میں) تمہارے خواب میں واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی تعداد خواب میں بہت کم دکھائی۔ آپ نے اپنے صحابہ کرام کو خبر دی۔ اس سے ان کے دلوں میں دشمن کے خلاف حوصلہ پیدا ہوا۔ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ (اور اگر آپ کو وہ لوگ زیادہ کر کے دکھلا دیتے تو تم ہمت ہار جاتے) تم بزدل ہو جاتے اور تمہارے قدم اکھڑ جاتے وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ (اور اس معاملے میں تم میں باہم نزاع ہو جاتا) لڑائی کے معاملہ میں اور ثابت قدمی اور فرار میں متردد ہو جاتے۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ (اور لیکن اللہ تعالیٰ نے بچا لیا) اور بزدلی سے سلامتی کا احسان فرمایا اور تنازع اور اختلاف سے بچا لیا۔ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (بے شک وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے) وہ جانتا ہے جس میں عنقریب بزدلی، جرأت اور صبر وگھبراہٹ ظاہر ہوگی۔

## کفار کو مسلمان قلیل اور کثیر دونوں طرح دکھلائے:

آیت ۴۴: وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ (اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کو دکھلا رہا تھا) دونوں ضمیریں مفعول کی ہیں یعنی تمہیں وہ دکھا رہا تھا۔ اِذِ الْتَقَيْتُمْ (جب کہ تم مقابل ہوئے) دشمن سے ملاقات کے وقت فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا (تمہاری نظر میں تھوڑے) یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کفار کو مسلمانوں کی آنکھوں میں تھوڑا کر کے دکھایا تاکہ رسول اللہ ﷺ کے خواب کی تصدیق ہو جائے۔ اور صحابہ آنکھوں سے خبر کو دیکھ کر خوب کوشش کریں۔ اور ثابت قدم رہیں اور ان کے یقین میں اضافہ ہو جائے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ ہماری آنکھوں میں اتنے قلیل نظر آئے کہ میں نے اپنے پہلو میں کھڑے آدمی کو کہا کیا تیرے خیال میں ان کی تعداد ستر ہے۔ اس نے کہا ایک سو ہونگے حالانکہ ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔

وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ (اور تم کو ان کی نگاہ میں کم کر کے دکھلا رہا تھا) یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے کہا وہ تو اونٹ کا ایک لقمہ ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مسلمانوں کو کفار کی آنکھوں میں لڑائی سے پہلے قلیل تعداد میں دکھلایا۔ پھر بعد میں زیادہ تعداد میں دکھایا۔ تاکہ وہ ان پر بے پرواہ ہو کر حملہ آور ہوں۔ پھر اچانک انکو کثرت دکھا دی جائے تاکہ حیران وششدر رہ جائیں اور خوفزدہ ہوں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا

اے ایمان والو! جب تم کسی جماعت سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا

تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ' اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے

وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ

اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' اور صبر کرو بلاشبہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے' اوران لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ

خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ

جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے لوگوں کو دکھانے کے لئے نکلے اور وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روک رہے تھے

وَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۴۷﴾

اور اللہ ان کے اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

مَسْئَلَہ: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کثیر کو قلیل دیکھیں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کسی پردے سے ڈھانپ دے۔ یا ان کی آنکھوں میں ایسی چیز پیدا کردی جائے جس سے کثیر کو قلیل سمجھیں۔ جیسے بھینگے کی آنکھ میں پیش آتا ہے۔ کہ وہ ایک کی دو دیکھتا ہے۔

نکتہ: ایک آدمی نے بھینگے کو کہا کہ بھینگے کو ایک کی دو چیزیں نظر آتی ہیں۔ اور اس کے سامنے ایک مرغا تھا۔ تو بھینگا صاحب کہنے لگا وہ لوگ غلط کہتے ہیں۔ پھر تو مجھے تو یہ دو مرغ چار نظر آنے چاہئیں۔ کیونکہ

لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (تاکہ جو کام اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کر دے اور تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے) پس وہ اس میں فیصلہ کرے گا جو وہ چاہتا ہے۔

قراءت: شامی، حمزہ، علی نے تَرْجِعُ پڑھا ہے۔

## مسلمانوں کو ثابت قدمی کا حکم:

آیت ۴۵: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً (اے ایمان والو جب تم کو کسی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے) جب کفار کی کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو۔ فئة کی صفت کو چھوڑ دیا کیونکہ مسلمانوں کی لڑائی ہی کفار سے ہوتی ہے۔ اللقاء یہ تغلبا لڑائی کا نام ہے۔ فَاثْبُتُوْا (تو ثابت قدم رہو) ان سے لڑائی کیلئے اور مت بھاگو۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا (اور اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کرو) لڑائی کے مقامات میں اس کے ذکر سے پشت پناہی اور مدد طلب کرنے والے ہو۔ اور دشمن کے خلاف اس کو پکارنے والے ہو۔ اللّٰھم اخذلھم اللھم اقطع دابرھم اے اللہ ان کو رسوا کر ان کی جڑ کاٹ دے۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ



BestUrduBooks.wordpress.com

(امید ہے کہ تم کامیاب ہو) تا کہ تم اپنی مراد پالو۔یعنی کامیابی اور ثواب۔

مَسْئَلَۃٌ: اس میں بتلادیا کہ بندے کیلئے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی سست نہ پڑے خواہ اس کا دل کتنا مشغول ہو۔خواہ اس پر کتنا غم سوار ہو۔اس کی یاد میں اس کا دل جما ہوا ہونا چاہیئے۔خواہ دوسرے سے پراگندہ ہو۔

## اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور جھگڑا نہ کرو:

آیت ۴۶: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو) جہاد کے حکم اور دشمن کے مقابلے میں ثابت قدمی وغیرہ میں۔وَلَا تَنَا زَعُوْا فَتَفْشَلُوْا (اور آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے) پس تم بزدل ہو جاؤ گے۔یہ اَنْ مضمرہ کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کے لئے دلیل وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ہے۔یعنی تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔رعب جاتا رہے گا جیسا کہتے ہیں ھبت ریاح فلان ای دالت له الدولة و نفذ امره۔ اس کا حکم چلتا ہے۔بزدلی کے اثر و نفوذ کو ہوا اور اس کے چلنے سے تشبیہ دی۔ایک قول یہ ہے کہ مدد بالکل نہ تھی مگر ایک ہوا کے ذریعے جس کو اللہ تعالیٰ بھیجتے تھے۔حدیث شریف میں فرمایا۔ نصرت بالصباء واُھلکتْ عاد بالدبور۔ میری مدد صبح کی ہوا سے کی گئی اور قوم عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا۔وَاصْبِرُوْا (اور صبر کرو) دشمن کے ساتھ قتال میں ثابت قدم رہو۔اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں) اللہ تعالیٰ انکا مددگار اور معین ہے اور ان کی محافظت کرنے والا ہے۔

## لشکر ابو جہل کا حال:

آیت ۴۷: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ (اور ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے) وہ اہل مکہ ہیں جو قافلے کی حمایت میں نکل کھڑے ہوئے۔ابو سفیان کا قاصد ان کو آملا اور کہنے لگا۔تم واپس لوٹ چلو۔تمہارا قافلہ صحیح سلامت گزر گیا۔ابو جہل نے انکار کیا اور کہا ہم تو بدر تک جائیں گے۔وہاں شراب کے جام انڈیلیں گے اور اونٹ ذبح کر کے انکا گوشت اڑائیں گے۔اور ناچ رنگ کی محفلیں منعقد کریں گے اور عرب سرداروں کی دعوت کریں گے اسی کو بطر فرمایا اور رِئَآء لوگوں کو کھانا کھلانا تھا۔مگر اس کی بجائے ان کو موت کا جام پینا پڑا اور راگ رنگ کی محافل کی بجائے ماتم کی محفلیں قائم ہوئیں۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کی طرح بطر، طرب اور اپنے اعمال میں ریاکاری سے منع کیا۔ان کو تقویٰ کا دامن ہاتھ میں لینا چاہیے۔اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے غم زدہ اور دکھ زدہ رہ کر اپنے تمام اعمال میں اخلاص برتنا چاہیے۔البطر کثرت نعمت و مال شکر سے غافل کر دے۔وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے تھے) دین اللہ۔وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ (اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے) جاننے والا ہے۔اور یہ وعید ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ

اور جب شیطان نے ان کو اعمال خوشنما کر کے دکھائے اور اس نے یوں کہا کہ لوگوں میں سے آج تم پر کوئی بھی غلبہ پانے والا نہیں ہے

وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ

اور میں تمہاری حمایت کرنے والا ہوں پھر جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگ نکلا اور اس نے کہا کہ بلاشبہ میں تم سے بری

مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۴۸ ع

ہوں بے شک میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ' بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب والا ہے۔

## تزیین شیطانی:

آیت ۴۸: وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ (اور اس وقت کا ان سے ذکر کرو جب کہ شیطان نے ان کو ان کے اعمال خوشنما کر کے دکھائے اور کہا کہ لوگوں میں سے آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں) اذکروا۔ اس وقت کو یاد کرو جب شیطان نے ان کے لئے اعمال کو مزین کر دیا۔ وہ اعمال جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دشمنی میں کئے تھے۔ اور ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ وہ بالکل مغلوب نہ ہونگے۔ غالب یہ مبنی بالفتح ہے جیسے لارجل لکم موضع رفع میں لا کی خبر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے لا غالب کائن لکم کوئی غالب تم پر ہونے والا نہیں۔ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ (اور میں تمہارا حامی ہوں) میں تمہیں پناہ دینے والا ہوں۔ اس نے ان کے وہم میں بات ڈالی کہ شیطان کی اطاعت ایسی چیز ہے جو ان کو پناہ دے گی۔ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ (جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں) جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں۔ نَكَصَ (وہ بھاگ گیا) شیطان بھاگ گیا عَلٰى عَقِبَيْهِ (الٹے پاؤں) ایڑیوں کے بل۔ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ (اور کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں) میں نے تمہیں جو امان کی ضمانت دی تھی اس سے رجوع کرتا ہوں۔ اور روایت میں ہے کہ ابلیس سراقہ بن مالک کی شکل میں اپنے شیاطین کے ساتھ جھنڈا لے کر آیا۔ جب ملائکہ کو اترتے دیکھا تو الٹے پاؤں دم دبا کر بھاگا۔ حارث بن ہشام نے اس کو کہا کیا تو ہم سے اس حالت میں علیحدگی اختیار کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ (میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں) یعنی ملائکہ کو۔ کفار کو شکست ہوئی۔ جب مکہ پہنچے تو کہنے لگے لوگوں کو سراقہ نے شکست دلوائی ہے۔ جب سراقہ کو یہ بات پہنچی تو اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے تمہارے جانے کا بھی علم نہیں۔ البتہ تمہاری شکست کا علم ہوا۔ جب یہ مسلمان ہو گئے تو ان کو علم ہوا کہ وہ شیطان تھا۔ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ (میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں) اس کی سزا سے۔ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ

جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے گھمنڈ میں ڈال دیا

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى

اور جو کوئی شخص اللہ پر بھروسہ کرے تو بلاشبہ اللہ غلبہ والا ہے حکمت والا ہے ۔ اور اگر آپ دیکھیں

اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ

جبکہ فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہوئے ان کے مونہوں پر اور ان کی پشتوں پر

وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ

مارتے جاتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جلنے کا عذاب چکھو لو۔ یہ ان اعمال کی وجہ سے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے اور بلاشبہ

اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ لا كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ جیسا کہ آل فرعون کی حالت تھی اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾

انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا سو اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب ان کو پکڑ لیا بے شک اللہ قوی ہے سخت عذاب والا ہے۔

## منافقین کا ڈھنڈورا:

آیت ۴۹: اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ (اور وہ وقت یاد کرو جب منافقین کہتے تھے) مدینہ میں۔ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی) نمبرا: یہ منافقین کی صفت ہے۔ نمبر۲۔ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو ایک کنارے پر تھے۔ اسلام میں ثابت قدم نہ تھے۔ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ (ان کو ان کے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے) اس سے مراد وہ مسلمان تھے جنکو ان کے دین نے دھوکہ میں مبتلا کیا کہ ایک ہزار کے مقابلہ میں تین سو سے کچھ اوپر مقابلہ کرنے آئے ہیں۔ پھر ان کو جوابًا کہا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے) اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ (تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ زبردست) غالب ہیں قلیل و کمزور کو طاقتور و کثیر پر مسلط کر سکتا ہے۔ حَكِيْمٌ (حکمت والے ہیں) اپنے دوست و دشمن میں برابری نہیں کرتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## منافقین کی حالتِ مرگ:

آیت ۵۰: وَلَوْ تَرٰٓی (اور اگر دیکھیں) اگر تم مشاہدہ کرتے اور آنکھوں سے دیکھتے۔ لَوْ مضارع کو ماضی کی طرف بدل ڈالتا ہے۔ جیسا اِنْ ماضی کو مضارع کے معنی میں کر دیتا ہے۔ اذ یہ ظرف ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا (جبکہ ان کافروں کی جان قبض کرتے جاتے ہیں) ان کی روحوں کو قبض کرتے ہیں الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ (فرشتے ان کے منہ پر مارتے ہیں) نَحو: نمبر ۱: ملائکہ فاعل ہے اور یضربون حال ہے۔ وجوھھم ان کے چہروں پر مارتے ہیں۔ جب وہ سامنے آتے ہیں۔ وَ اَدْبَارَهُمْ (اور ان کی پشتوں پر) ان کی پشتوں اور سرینوں پر جب وہ واپس مڑتے ہیں۔ نمبر ۲۔ ان کے چہروں پر جب وہ آگے بڑھتے ہیں اور پشتوں پر جب وہ شکست کھا کر بھاگتے ہیں۔

نَحو: یہ بھی کہا گیا کہ یتوفی کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور الملائکہ یہ ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہے اور یضربون اسکی خبر ہے۔ مگر پہلی صورت زیادہ بہتر ہے کیونکہ کفار اس بات کے مستحق نہیں کہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ ان کو موت دے۔ اس کی دلیل ابن عامر کی قراءت ہے تتوفی۔ تا کے ساتھ۔ جب صیغہ مؤنث کا ہوا تو فاعل ملائکہ بنے گا۔ وَذُوْقُوْا (اور تم چکھو) ان کو کہتے ہیں۔

نَحو: اس کا عطف یضربون پر ہے۔ لو کا جواب محذوف ہے لرایت امرًا فظیعًا، عَذَابَ الْحَرِيْقِ (آگ کی سزا) نمبر ۱۔ آگ کے عذاب کا مقدمہ (کفر پر موت) نمبر ۲۔ ذوقوا سے آخرت کے عذاب کی بشارت ہے۔ نمبر ۳۔ قیامت کو انہیں سزا دیتے وقت یہ کہا جائے گا۔ ذوقوا۔

آیت ۵۱: ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ (یہ عذاب ان اعمال کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں کئے ہیں) یعنی کمایا اس آیت میں جبریہ فرقہ کی تردید ہے۔ نمبر ۱۔ یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ نمبر ۲۔ یہ ملائکہ کا قول ہے۔

نَحو: ذلك مبتداء، بما قدمت اس کی خبر ہے وَاَنَّ اللّٰهَ (اور بیشک اللہ تعالیٰ) اس کا معطوف ہے۔ وَاَنَّ اللّٰهَ یعنی یہ عذاب دو وجہ سے ہے۔ نمبر ۱۔ کفر و معاصی کی وجہ سے نمبر ۲۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ذرہ بھر ظلم کرنے والے نہیں۔ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (اپنے بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں) کیونکہ کفار کو سزا دینا عین عدل ہے۔ ظلام: نمبر ۱: انواعِ ظلم کی نفی کے لئے لائے۔ نمبر ۲: تکثیر کا صیغہ بندوں کی کثرت کی وجہ سے استعمال فرمایا۔

## ان کا حال آلِ فرعون جیسا ہے:

آیت ۵۲: كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ (ان کی حالت آل فرعون جیسی ہے) کاف محل رفع میں ہے یعنی داب ھولاء کداب آل فرعون۔ دابھم انکا وہ عمل اور عادت جس پر مداومت کرنے والے تھے۔ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (اور جیسے ان سے پہلے لوگوں کی حالت تھی) نمبر ۱۔ قریش سے پہلے نمبر ۲۔ آل فرعون سے پہلے۔ كَفَرُوْا (انہوں نے انکار کیا) یہ داب آل فرعون کی تفسیر ہے۔ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (اللہ کی آیات کا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑ لیا بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والے سخت سزا دینے والے ہیں) مطلب یہ ہے یہ لوگ تکذیب میں ان کی عادت پر چلے ہم نے ان کے بعد انکا نمبر لگا دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

یہ اس وجہ سے کہ بلاشبہ اللہ کسی نعمت کا بدلنے والا نہیں جو کسی قوم کو دی ہو یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنے ذاتی اعمال کو نہ بدل دیں

وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا

اور بلاشبہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ جیسا کہ آل فرعون کی اور ان لوگوں کی حالت تھی جو ان سے پہلے تھے انہوں نے اپنے

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

رب کی آیات کو جھٹلایا۔ سو ہم نے ان کے گناہوں کے سبب انہیں ہلاک کردیا اور ہم نے آل فرعون کو ڈبو دیا اور یہ سب ظالم تھے'

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾

بیشک زمین پر چلنے پھرنے والوں میں اللہ کے نزدیک بدترین لوگ وہ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا سو وہ ایمان نہ لائیں گے۔

## نعمت' نقمت سے اعمال کے بدلنے پر بدلتی ہے:

آیت ۵۳: ذٰلِكَ (یہ بات) یہ عذاب یا انتقام بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطاء فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے) اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ کسی قوم کے ساتھ نعمت والا معاملہ اس وقت تک تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ اپنی حالت کو نہیں بدل لیتے۔ یہ بلاشبہ درست ہے کہ مشرکین مکہ اور آل فرعون کا پہلے بھی طرز عمل ایسا نہ تھا کہ پھر اس کو انہوں نے ناراضگی میں بدلا بلکہ بات یہ ہے کہ ناراضگی والی حالت بھی زیادہ اور شدید ترین ناراضگی کی طرف بدلی جا سکتی ہے اور جاتی ہے۔ چنانچہ غور کرو کفار مکہ بعثت سے قبل بت پرست تھے مگر جب اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر آیات دیکر بھیج دیا۔ تو انہوں نے اس کی تکذیب ہی نہیں کی بلکہ اس کا خون بہانے کی کوشش کی اس طرح انہوں نے اپنی بری حالت کو بدترین حالت میں بدل دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مہلت کے قانون کو عجلت سے بدل دیا۔ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ (اور بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے ہیں) ان باتوں کو جو رسولوں کی تکذیب کرنے والے کہتے ہیں۔ عَلِيْمٌ (بڑے جاننے والے ہیں) ان کے افعال کو جاننے والے ہیں۔

## ہلاکت میں آلِ فرعون کی طرح ہیں:

آیت ۵۴: كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ (ان کی حالت آل فرعون جیسی ہے) نمبرا۔ تاکید کیلئے دوبارہ لائے۔ نمبر۲۔ پہلی مرتبہ بلا وضاحت گناہ کی بناء پر پکڑ ناذکر کیا اور یہاں اس کی وضاحت اہلاک واستیصال سے کردی۔ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ (اور ان سے پہلے والوں جیسی حالت ہے۔ کہ انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا) اور بایات ربھم لاکر واضح کر دیا کہ خاص طور پر اس نعمت کو ٹھکرایا۔ اور حق کا انکار کیا۔ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ (اور اس پر ہم نے ان کو ان کے



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾

یہ وہ لوگ ہیں جن سے آپ نے معاہدہ کیا پھر وہ اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور وہ نہیں ڈرتے

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ

سو اگر آپ ان کو جنگ میں پالیں تو ان کے ذریعہ ان لوگوں کو منتشر کر دیجئے جو ان کے پیچھے ہیں تا کہ ان کو عبرت حاصل ہو اور اگر آپ کو کسی قوم سے

مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۸﴾ ع

خیانت کا اندیشہ ہو تو ان سے جو عہد آپ نے کیا ہے وہ ان کی طرف پھینک دیجئے تا کہ وہ اور آپ برابر ہو جائیں بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور ہم نے آلِ فرعون کو ڈبو دیا) سمندر میں وَكُلٌّ (وہ سب) ڈوبنے والے قبطی اور مقتول قریشی كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ (ظالم تھے) اپنے نفسوں پر کفر و معاصی سے ظلم کر رہے تھے۔

## یہ کفر پر مصر ہیں:

آیت ۵۵: اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (بلاشبہ وہ مخلوق میں بدترین لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ کافر لوگ ہیں تو یہ ایمان نہ لائیں گے) انہوں نے کفر پر اصرار کیا ہے ان سے ایمان کی توقع نہیں ہے۔

## معاہدہ توڑنے والوں کو عبرتناک سزا دو:

آیت ۵۶: اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ (جن کی یہ کیفیت ہے کہ آپ ان سے عہد لے چکے ہیں) یہ الذین کفروا سے بدل ہے یعنی الذین عاهدتهم من الذین کفروا وہ کافر لوگ جن سے تم نے معاہدہ کیا۔ کفار کو بدترین جاندار قرار دیا۔ کیونکہ لوگوں میں سب سے بدتر کافر ہیں۔ اور کافروں میں شدید ترین وہ ہیں جو اپنے وعدوں کو توڑنے والے اور کفر پر اصرار کرنے والے ہیں۔ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ (پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں) ہر معاہدہ میں وَّهُمْ لَا یَتَّقُوْنَ (اور وہ ڈرتے نہیں) دھوکے کے انجام سے نہیں ڈرتے اور اس میں جو عار اور آئندہ نتیجہ میں جو نار ہے اس سے نہیں ڈرتے۔

آیت ۵۷: فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ (پس اگر آپ لڑائی میں ان پر قابو پالیں) جب آپ کا ان سے سامنا ہو جائے اور ان پر کامیابی پالو۔ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ (تو ان کے ذریعہ پچھلے لوگوں کو منتشر کر دو) اپنی لڑائی اور قتل سے ان کو اس طرح منتشر کر دو کہ ان کے پچھلے کافروں کو بھی عبرت ہو تا کہ وہ آئندہ جرأت نہ کریں اور ان سے عبرت حاصل کر لیں۔ زجاج کہتے ہیں۔ ان سے ایسا سلوک کرو جس سے ان کی اجتماعیت پارہ پارہ ہو جائے اور ان کے علاوہ بھی ان سے منتشر کر دو۔ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ (تا کہ وہ لوگ سمجھ جائیں) شاید کہ منتشر ہونے والے نصیحت حاصل کر لیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ

اور کافر لوگ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ وہ آگے بڑھ کر بچ نکلے۔ وہ لوگ عاجز نہیں کر سکیں گے' اور ان کے مقابلہ کے لئے تیاری کرو

مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

جو کچھ تم سے ہو سکے قوت سے بھی اور پلے ہوئے گھوڑوں سے بھی اس کے ذریعہ تم اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو

وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ

اور ان لوگوں کو جو ان کے علاوہ ہیں ڈراتے رہو' تم ان کو نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو بھی کوئی چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾

کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

## خطرۂ خیانت سے معاہدہ واپس کردو:

آیت ۵۸: وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ (اور اگر آپ کو کسی قوم سے) معاہدہ والے۔ خِيَانَةً (خیانت کا) نشانات سے معاہدہ توڑنا معلوم ہو رہا ہو۔ فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ (تو ان کا عہد ان کو اسی طرح واپس کر دیں) انکا عہد ان کی طرف پھینک دو واپس کر دو۔ عَلٰى سَوَآءٍ (کہ تم اور وہ برابر ہو جائیں) تا کہ تمہیں اور انہیں برابر نقض عہد کا علم ہو جائے۔ یہ نابذ اور منبوذ سے حال ہے۔ ای حاصلین علی استواء فی العلم دونوں کو برابر علم ہو جائے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا) وعدہ توڑنے والے کو۔

## کافر ہم سے بھاگ نہیں سکتے:

آیت ۵۹: وَلَا يَحْسَبَنَّ (اور اپنے متعلق یہ خیال نہ کریں) قراءت: شامی، حمزہ، یزید، حفص نے يَحْسَبَنَّ پڑھا ہے۔ ابوبکر نے تَحْسَبَنَّ پڑھا ہے۔ جبکہ دیگر قراء نے تَحْسِبَنَّ سین کے کسرہ سے پڑھا ہے۔ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا (کافر کہ وہ بچ گئے) نکل گئے اور قابو میں نہیں آئے۔ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ (یقیناً وہ لوگ عاجز نہیں کر سکتے) وہ بچ کر نہیں نکل سکتے اور ڈھونڈنے والے کو عاجز بھی نہیں کر سکتے۔

قراءت: شامی نے اَنَّهُمْ پڑھا ہے۔ ای لانهم ہمزہ مکسورہ ہو یا مفتوحہ دونوں ہی تعلیل کیلئے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ مکسورہ مستانفہ ہو کر تعلیلیہ ہے اور مفتوحہ صراحۃً تعلیلیہ ہے۔ اور جنہوں نے تا سے پڑھا تو انہوں نے الذین کفروا کو مفعول اول اور سبقوا کو مفعول ثانی بنایا ہے اور جنہوں نے یا سے پڑھا انہوں نے الذین کفروا کو فاعل قرار دیا اور سبقوا کو مفعول۔ تقدیر عبارت یہ ہے اَنْ سَبَقُوْا۔ اَنْ کو حذف کر دیا اور یہ ان مخففہ من المثقلہ ہے ای انهم سبقوا تو یہ دو مفعولوں کے قائم مقام ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۳۔ فاعل مضمر ہے ای ولا یحسبن محمدالکافرین سابقین ہرگز محمد ﷺ کافروں کو ہم سے سبقت کرنے والے گمان نہ کریں۔

بعض لوگوں نے حمزہ کو اس قراءت میں متفرد قرار دیا مگر انکا قول محل نظر ہے۔ جیسا کہ ہم واضح کر چکے۔ زہری سے روایت ہے یہ ان لوگوں کے بارے میں اتری جو شکست کھانے کے بعد بچ گئے۔

## کفار کے مقابلہ کی پوری تیاری کرو:

آیت ۶۰: وَاَعِدُّوْا (اور تم سامان درست رکھو) اے ایمان والو! لَهُمْ (ان کافروں کیلئے) وعدہ خلافوں کیلئے یا تمام کفار کیلئے مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے) ہر وہ چیز جس سے لڑائی میں مدد مل سکتی ہے۔ حدیث میں ہے الا ان القوۃ الرمی آپ نے منبر پر یہ بات فرمائی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مراد قلعے ہیں۔ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ (اور پلے ہوئے گھوڑوں سے) یہ ان گھوڑوں کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں باندھے جاتے ہیں۔ نمبر۲۔ رباط جمع ہے ربیط کی جیسے فصیل و فصال۔ گھوڑوں کو قوت کیلئے اسی طرح خاص کیا۔ جیسے جبرائیل اور میکائیل کو ملائکہ میں سے وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ (البقرہ:۹۸) تُرْهِبُوْنَ بِهٖ (اس کے ذریعہ تم رعب جمائے رکھو) جس حد تک تم طاقت رکھتے ہو۔ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن پر) یعنی اہل مکہ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ (اور ان کے علاوہ دوسرے دشمنوں پر بھی) ان کے علاوہ اور وہ یہود یا منافقین یا اہل فارس یا کفار جن کا ذکر حدیث میں ہے ان الشیطان لا یقرب صاحب فرس۔ شیطان صاحب فرس کے قریب نہیں آتا۔ ولا دارًا فیھا فرس عتیق نہ وہ گھر جس میں آزاد گھوڑا ہو۔ (قال ابن حجر لم اجدہ) روایت میں ہے کہ گھوڑے کا ہنہنانا جنات کو ڈراتا ہے۔ (اس کی بھی اصل نہیں ملی) لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ (جن کو تم نہیں جانتے) تم ان کو معین طور پر نہیں پہچانتے ہو۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (اللہ تعالیٰ ہی ان کو جانتا ہے) وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ (اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا دے دیا جائے گا) اس کی وافر جزاء تمہیں ملے گی۔ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا) جزاء میں کمی نہ کی جائے گی بلکہ پوری دے دی جائے گی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾

اور اگر وہ لوگ صلح کے لئے مائل ہو جائیں تو آپ بھی اس کے لئے مائل ہو جائیں اور اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے'

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ

اور اگر وہ لوگ آپ کو دھوکہ دینے کا ارادہ کریں تو بیشک اللہ آپ کو کافی ہے' اللہ وہی ہے جس نے اپنی مدد کے ساتھ اور اہل ایمان کے ساتھ

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ

آپ کو قوت دی اور ان کے دلوں میں الفت پیدا فرمائی۔ اگر آپ سب کچھ خرچ کر دیتے جو زمین میں ہے تب بھی آپ ان کے دلوں میں

بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ

الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے اور لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت پیدا فرمائی بے شک وہ غلبہ والا ہے اے نبی! آپ کو اللہ

اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾ ع

کافی ہے اور وہ مومن بندے جنہوں نے آپ کا اتباع کیا۔

آیت ۶۱: وَاِنْ جَنَحُوْا (اگر وہ صلح کی طرف جھکیں) مائل ہوں۔ جنح کا صلہ لام ہو یا الیٰ اسکا معنی مائل ہونا آتا ہے۔ لِلسَّلْمِ صلح کیلئے
قراءت: ابوبکر نے سین کے کسرہ سے پڑھا ہے۔ سلم یہ مؤنث ہے اس کی ضد بھی تانیث ہے اور وہ الحرب کا لفظ ہے۔ فَاجْنَحْ لَهَا (تو آپ بھی جھک جائیں) تو ان کی طرف مائل ہو۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (اور اللہ پر بھروسہ کریں) اور ان کے باطن میں مکر ہو کہ مائل ہو کر دھوکہ کریں گے تو پرواہ نہ کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہے اور ان کے مکر سے بچانے والا ہے۔
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے) وہ آپ کے اقوال کو سننے والا اور آپ کے احوال کو جاننے والا ہے۔
آیت ۶۲: وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ (اگر وہ آپ کو دھوکہ دینا چاہیں) وہ مکر کریں گے اور دھوکہ دیں گے۔ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ (اللہ آپ کو کافی ہے) اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ (وہ وہی ہے جس نے آپ کو قوت دی) بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ (اپنی امداد سے اور مسلمانوں سے) تمام ایمان والوں سے یا انصار کے ذریعہ

## اوس وخزرج میں الفت کا امتنان:

آیت ۶۳: وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ (اور ان کے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا) ایک سو بیس سال سے جنگی دشمنی تھی ان اوس وخزرج کے دلوں میں اُلفت ڈال دی۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ (اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ

اے نبی آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیجئے اگر تم میں سے بیس افراد ثابت قدم رہنے والے ہوں گے

يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ

تو دو سو پر غالب ہو جائیں گے‘ اور اگر تم میں سے سو افراد ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب ہو جائیں گے۔ اس وجہ سے کہ یہ

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ⑥⑤ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔ اب اللہ نے تمہارا بوجھ ہلکا کر دیا اور اس نے جان لیا کہ بے شک تمہارے اندر کمزوری ہے۔ سو اگر تم میں سے

مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَ

ثابت قدم رہنے والے سو افراد ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آ جائیں گے‘ اور اگر تم میں سے ایک ہزار افراد ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب ہوں گے اور

اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ⑥⑥

اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

تب بھی ان کے دلوں میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے) ان کی عداوت اس مقام تک پہنچ چکی تھی۔ اگر کوئی خرچ کرنے والا ان کی عداوت کو مٹانے کیلئے زمین کے تمام مال بھی خرچ کر ڈالتا پھر بھی عداوت کو الفت سے نہ بدل سکتا تھا۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ (لیکن اللہ تعالیٰ ہی نے ان میں باہم الفت ڈال دی) اپنے فضل و رحمت سے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کی قوت جمع کر دی۔ ان میں محبت و الفت پیدا کر دی اور باہمی بغض و عداوت دور کر دی۔ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ (بیشک وہ زبردست ہیں) آپ کو دھوکہ دینے والوں کو مغلوب کر دے گا۔ حَكِيْمٌ (حکمت والے ہیں) آپ کے پیروی کی مدد کرے گا۔

## اللہ کی مدد اور مؤمنوں کا تعاون کافی ہے:

آیت ۶۴: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیلئے اللہ کافی ہے اور جن مؤمنین نے آپ کا اتباع کیا وہ کافی ہیں) واؤ بمعنی مع ہے۔ نمبر ۱۔ اور اس کا مابعد منصوب ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے پیروکار مؤمنین کی مدد کیلئے کافی ہے۔ نمبر ۲۔ اور محل رفع میں بھی جائز ہے۔ ای کفاك الله و كفاك المؤمنون تمہیں اللہ تعالیٰ کافی ہے مددگار ہونے کے لحاظ سے اور مؤمن کافی معاون ہونے کے اعتبار سے۔ روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تینتیس مرد اور چھ عورتیں ایمان لائے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو یہ آیت اتری۔

## ترغیب قتال کا حکم:

آیت ۶۵: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ (اے پیغمبر! آپ مؤمنین کو قتال کی ترغیب دیں) التحریض



BestUrduBooks.wordpress.com

لڑائی کے معاملے پر آمادگی میں مبالغہ کرنا۔ الحرض جس کو مرض اتنا کمزور بنا دے کہ وہ موت کو جھانکنے لگے۔ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ۔ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو وہ دوسو پر غالب آ جائیں گے اور اگر تم میں سے سو آدمی ہونگے تو ایک ہزار کفار پر غالب آ جائیں گے) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ اور بشارت ہے۔ کہ اگر مومنوں کی جماعت لڑائی میں جمی رہے گی تو اپنے سے دس گنا کفار پر غالب ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید سے۔ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ (اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے) اس وجہ سے کہ کفار جاہل ہیں بغیر ثواب اور طلب ثواب کے وہ حیوانات کی طرح لڑتے ہیں۔ اس سے ان کی ثابت قدمی کم ہے جہالت کی وجہ سے وہ نصرت الٰہی سے محروم ہیں۔ برخلاف اس کے جو بصیرت کے ساتھ لڑنے والا ہو وہ خالص اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت کا امیدوار ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان پر لازم تھا کہ وہ نہ بھاگیں گے اور ایک دس کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے گا۔ جب یہ گراں گزرا تو اس حکم کو منسوخ کر کے تخفیف کر دی کہ دو کے مقابلہ میں ایک کو ثابت قدم رہنا ضروری ہے۔

## تخفیف حکم:

آیت ٦٦: اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا (اب اللہ تعالیٰ نے تم سے بوجھ ہلکا کر دیا اور اس کو معلوم ہو گیا کہ تمہارے اندر طاقت کم ہے) ضَعفا حمزہ و عاصم نے پڑھا۔ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ (پس اب اگر تم میں سے جم کر لڑنے والے سو ہونگے) کوفی نے يَكُنْ، یا کے ساتھ پڑھا ہے۔ بصری نے پہلے میں اس کی موافقت کی۔ مراد اس سے ضعف فی البدن ہے۔ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (تو وہ دوسو دشمنوں پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار صابر ہونگے تو وہ دو ہزار دشمنوں پر غالب آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں) اپنے سے دوگنا جماعت کے ساتھ مقابلہ کو تخفیف سے قبل اور بعد دوبارہ ذکر کیا تا کہ یہ بتلا دیا جائے کہ قلت و کثرت کے باوجود حالت میں فرق نہیں ہوتا کیونکہ حالت کبھی بیس اور دوسو اور سو اور ہزار کے مقابلے میں مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح سو اور دوسو اور ایک ہزار اور دو ہزار کے مابین مقابلہ میں بھی مختلف ہوتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ

نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے پاس قیدی موجود رہیں جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خون ریزی نہ کر لے' تم دنیا کا سامان

الدُّنْيَا ۖۗ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ

چاہتے ہو اور اللہ آخرت کو چاہتا ہے' اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا نوشتہ پہلے سے مقدر نہ

سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖؗ

ہو چکا ہوتا تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کے بارے میں تم کو بڑا عذاب پہنچ جاتا' سو کھاؤ اس میں سے جو تمہیں بطور غنیمت کے مل گیا حلال پاکیزہ ہونے کی حالت میں'

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾ ع

اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

### اسیرانِ بدر کا مسئلہ اور اختلافِ رائے:

آیت ۶۷: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ (نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان کے لائق نہیں) نہ صحیح ہے اور نہ مناسب ہے۔ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى (کہ ان کے قیدی باقی رہیں)

قراءت: بصری نے ان تکون پڑھا ہے۔ حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ (جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی نہ کر لے) اثخان، کثرت قتل اور مبالغہ فی القتل یہ ثخا نۃ سے ہے جس کا معنی غلظت اور کثافت ہے یہاں تک کہ کافروں میں قتل کی اشاعت سے کفر جھک جائے اور اسلام کا غلبہ اور زور ثابت ہو جائے پھر جو ملے اس کو قید کر لیا جائے۔

روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ستر قیدی لائے گئے۔ جن میں عم رسول' عباس اور برادر علی' عقیل بھی تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی قوم و خاندان کے لوگ ہیں۔ ان کو فدیہ لے کر چھوڑ یں شاید اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے دے اور فدیہ سے ہم قوت حاصل کریں گے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا انہوں نے آپ کو مکہ سے باہر نکالا، جھٹلایا۔ ان کی گردنیں اڑا دیں یہ کفر کے مقتداء ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو فدیہ سے بے نیاز کر دیں گے۔ عقیل علی کے سپرد کریں۔ حمزہ کے حوالہ عباس کریں۔ مجھے فلاں عنایت کریں پھر حکم دیں تا کہ ہم ان کی گردنیں مار دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر تمہاری مثال ابراہیم علیہ السلام کی ہے جب انہوں نے کہا: وَمَنْ عَصَانِىْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ابراہیم: ۳۶) اور اے عمر تیری مثال نوح علیہ السلام جیسی ہے جبکہ انہوں نے کہا: رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ (نوح: ۲۶) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم چاہتے ہو تو انہیں قتل کر دو۔ اور اگر چاہو ان کا فدیہ لے لو۔ لیکن اتنی تعداد تم میں سے شہید ہو گی۔ انہوں نے کہا ہم ان سے فدیہ لیتے ہیں۔ چنانچہ اُحد میں ستر صحابہ شہید ہوئے۔ جب فدیہ لے لیا تو یہ آیت اتری: تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا (تم دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو) عرض کا معنی دنیا کا سامان یعنی فدیہ۔ عرض اس لئے کہا کیونکہ



BestUrduBooks.wordpress.com

جلدزائل ہونے والا اور کم باقی رہنے والا ہے۔

وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ (اور اللہ تعالیٰ آخرت کو چاہتا ہے) جو کہ جنت کا سبب ہے۔ جس سے اسلام کی عظمت وعزت بڑھتی ہے اور وہ اساطین کفر کا قتل کرتا ہے۔ (تا کہ اسلام کے راستہ میں رکاوٹ نہ رہے) وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ (اللہ زبردست قوت والا ہے) اپنے دشمنوں پر غالب ہے۔ حَکِیْمٌ (بڑی حکمت والا ہے) اپنے دوستوں پر عتاب میں۔

## نوشتۂ تقدیر میں فدیہ کی حلّت:

آیت ۶۸: لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ (اگر اللہ تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا) اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا۔ سَبَقَ کسی اجتہاد کرنے والے کو سزا نہ دی جائے۔ اور یہ بات ان سے بطور اجتہاد ہوئی کیونکہ۔ نمبر۱: انہوں نے اس بات کی طرف نگاہ کی کہ انکا چھوڑ دینا ان کے اسلام کا سبب بن جائے گا۔ اور فدیہ سے جہاد پر قوت حاصل کی جائے گی۔ مگر دوسرا پہلو اُن سے مخفی رہا کہ ان کے قتل میں اسلام کی عزت وشان ہے اور پچھلوں پر اس سے رعب طاری ہوگا۔ نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دیا کہ اہل بدر کو عذاب نہ دیا جائے گا۔ نمبر۳۔ بیان ومعذرت سے پہلے مؤاخذہ نہیں۔

آپ کا مشورہ اس بات کی دلیل ہے کہ اجتہاد جائز ہے یہ منکرین قیاس کے خلاف دلیل ہے۔ کتاب مبتداء، من اللہ صفت اول سبق صفت دوم، خبر محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے لو لا کتاب ثابت من اللہ ای لو لا کتاب بھذہ الصفۃ فی الوجود۔

سبق یہ خبر نہیں ہے کیونکہ لولا کی خبر کبھی ظاہر نہیں ہوتی۔ لَمَسَّکُمْ (تو تم پر واقع ہوتی) تمہیں ملتا اور پہنچتا فِیْمَآ اَخَذْتُمْ (جو امر تم نے اختیار کیا) یعنی قیدیوں کا فدیہ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (بڑی سزا) روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو روتا ہوا پایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بتلائیں اگر میں بھی روسکوں تو روؤں۔ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والی صورت بنالوں گا۔ آپ نے فرمایا مجھے تمہارے ان ساتھیوں پر رونا آرہا ہے۔ جنہوں نے فدیہ لیا۔ میرے سامنے انکا عذاب اس درخت سے زیادہ قریب تر دکھایا گیا۔ وہ درخت آپ کے نزدیک ہی تھا۔ (مسلم ۱۷۶۳)

اور دوسری روایت میں ہے کہ اگر وہ عذاب آسمان سے اترتا تو اس سے عمر اور سعد بن معاذ کے سواء کوئی نہ بچ سکتا اس لئے کہ انہوں نے اثخان کو پسند کیا تھا۔ (ابن جریر)

## اموالِ غنائم کے استعمال کی اجازت:

آیت ۶۹: فَکُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ (پس تم کھاؤ اس کو جو کچھ تم نے لیا ہے) روایت میں ہے کہ صحابہ کرام غنائم سے رک گئے اور انہوں نے اس کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ پس یہ آیات اتریں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس میں فدیہ کو مباح کیا گیا کیونکہ یہ بھی غنائم میں سے ہے۔ فا، سببیہ ہے اور سبب محذوف ہے۔ مطلب یہ ہے قد احللت لکم الغنائم کہ میں نے غنائم تمہارے لیے حلال کر دیے۔ پس تم کھاؤ۔ حَلٰلًا (حلال) عتاب وعقاب سے آزاد ہو کر۔ حلال یہ حل العقال سے ہے۔

اونٹ کا عقال کھول دیا۔ نمبر۱۔ یہ مغنوم (غنیمت کے طور پر حاصل شدہ مال) سے حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ نمبر۲۔ مصدر کی صفت ہے یعنی اکلاً حلالاً کھاؤ حال کھانا۔ طَیِّبًا (پاک سمجھ کر) لذیذ وخوشگوار نمبر۳۔ شرعاً حلال، طبعاً پاکیزہ ومرغوب وَّاتَّقُوا اللّٰہَ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو) ایسی چیز کی طرف اقدام نہ کرو۔ جس کی اجازت نہیں دی گئی۔ اِنَّ اللّٰہَ



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا

اے نبی جو قیدی آپ کے قبضہ میں ہیں ان سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ کو تمہارے دلوں میں ایمان معلوم ہو گا

يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۰ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا

تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عطا فرما دے گا ' اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر وہ لوگ آپ کی

خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱

خیانت کا ارادہ کریں۔ سو وہ اس سے پہلے اللہ کی خیانت کر چکے ہیں پھر اللہ نے ان پر قابو دے دیا اور اللہ جاننے والا ہے۔ حکمت والا ہے۔

غَفُوْرٌ (بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے) جو کچھ پہلے تم کر چکے رَّحِيْمٌ (رحمت والے ہیں) غنیمت کو حلال قرار دے کر۔

## اگر دِل میں ایمان ہوگا تو دوگنا ملے گا:

آیت ۷۰: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ (اے پیغمبر کہہ دیجئے اُس سے جو آپ کے قبضہ میں) تمہاری ملکیت میں گویا تمہارے ہاتھ ان کو پکڑنے والے ہیں۔ مِّنَ الْاَسْرٰٓى (قیدی ہیں) جمع اسیر

قراءت: ابوعمرو نے اُسارٰی پڑھا جو اُسرٰی کی جمع ہے۔ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا (اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے دل میں ایمان معلوم ہوگا) خلوص ایمان اور صحت نیت يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ (تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے۔ اس سے بہتر تم کو دے دے گا) یعنی فدیہ۔ نمبرا۔ خواہ دنیا میں دوگنا دے۔ نمبر۲۔ آخرت میں ثواب دے وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اور تم کو بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں)۔

## بحرین کا مال

روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے پاس بحرین کا مال آیا۔ جس کی مقدار اسّی ہزار تھی۔ آپ نے نماز ظہر کیلئے وضو کیا۔ اور تقسیم کر کے نماز ادا فرمائی۔ عباس کو حکم دیا کہ وہ اس میں سے لے لیں انہوں نے اپنے اٹھانے کی مقدار اس میں سے لیا۔ اور وہ کہا کرتے تھے یہ اس سے بہتر ہے جو ہم سے لیا گیا اور مجھے مغفرت کی امید ہے ان کے بیس غلام تھے ان میں سے سب سے کم مال کی تجارت کرنے والا بیس ہزار میں تجارت کرتا تھا۔ عباس کہا کرتے اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ پورا کر دیا اور مجھے دوسرے کا یقین ہے۔

(ابن جریر)

## اگر فدیہ میں چاپلوسی مقصود تھی تو دوبارہ پکڑے جائیں گے:

آیت ۷۱: وَاِنْ يُّرِيْدُوْا (اور اگر یہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں) قیدی خِيَانَتَكَ (آپ کے ساتھ خیانت کا) نمبرا۔ ارتداد اختیار کر کے آپ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ توڑ دیا۔ نمبر۲۔ جس فدیہ کی ضمان دی تھی وہ روک لیا۔ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ (تو اس سے پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت کی تھی) اس کا انکار کر کے اور ہر عاقل سے جو وعدہ لیا گیا اس کی خلاف ورزی کر کے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ

اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا

جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں' اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی

لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ

تمہارا ان سے میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک کہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین میں مدد طلب کریں

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۷۲

تو تمہارے ذمہ ان کی مدد لازم ہے سوائے اس قوم کے مقابلہ میں کہ ان میں اور تم میں کوئی معاہدہ ہو' اور اللہ تعالیٰ ان کاموں کو دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو'

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ

اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور بڑا

كَبِيْرٌ ۷۳ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ

فساد ہو گا' اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ

اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۷۴ وَالَّذِيْنَ

جنہوں نے ٹھکانہ دیا اور مدد کی یہ وہ لوگ ہیں جو واقعی ایمان والے ہیں ان کے لئے مغفرت ہے اور رزق کریم ہے اور جو لوگ

اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ

اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا سو یہ لوگ تم میں سے ہیں' اور جو لوگ رشتہ دار ہیں

بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۷۵

وہ اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے قریب تر ہیں۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ (پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو گرفتار کرا دیا) اللہ تعالیٰ نے ان پر تمہیں اختیار دیا۔ یعنی ان پر غلبہ دیا۔ جیسا کہ بدر کے دن اور اگر وہ غداری کی طرف گئے تو ان پر تمہیں دوبارہ قابو دیں گے۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں) مآل کو حَكِيْمٌ (بڑی حکمت والے ہیں) اس بات میں جس کا فی الحال ان کو حکم دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مہاجرین وانصار کا تذکرہ:

آیت ۷۲: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا (بیشک جولوگ ایمان لائے اورانہوں نے ہجرت کی) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت میں مکہ سے ہجرت کی وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (اوراپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد بھی کیا) وہ مہاجرین ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا (اور وہ لوگ جنہوں نے رہنے کو جگہ دی اور مدد کی) یعنی انہوں نے اپنے گھروں میں ٹھکانہ دیا اور ان کی اعانت کی۔ یہ جماعت انصار ہے۔ اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (یہ لوگ ایک دوسرے کے وارث ہیں) میراث میں وہ ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ ابتداءً ہجرت ونصرت کی وجہ سے انصار ومہاجرین وارث بنتے تھے۔ قرابات کی وجہ سے نہیں یہاں تک کہ یہ حکم اس ارشاد سے منسوخ ہوگیا۔ واولوا الارحام بعضھم اولٰی ببعض (الاحزاب:۶) دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے نصرت ومعاونت مراد ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُھَاجِرُوْا (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی) مکہ سے مَالَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِھِمْ (تمہارا نہیں ان سے میراث میں) میراث میں تولیت۔

قراءت: حمزہ نے وِلایتھم واؤ کے کسرہ سے پڑھا ہے۔ بعض نے کہا یہ دونوں ایک لفظ ہیں۔

## ہجرت فرض تھی:

مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُھَاجِرُوْا (کوئی تعلق نہیں یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں) وہ مسلمان جس نے ہجرت نہ کی ہو وہ وارث نہ بنتا تھا۔ ان مسلمانوں کا جو ایمان لانے کے بعد ہجرت کرنے والے تھے۔

مَسْئَلَہ: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے جنہوں نے ہجرت نہیں کی تھی ایمان کا لفظ باقی رکھا۔ حالانکہ ہجرت فرض تھی۔ اس کے ترک سے وہ مرتکب کبیرہ بن گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کبیرہ گناہ والا ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ جیسا کہ خوارج ومعتزلہ کا مسلک ہے۔

## کفار کے خلاف ان کی مدد کرو:

وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ (اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں) جو اسلام لایا اور ہجرت نہ کی۔ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ (دین کے کام میں تو تم پر مدد کرنا واجب ہے) اگر ان کے اور کفار کے درمیان لڑائی ہو جائے اور وہ تم سے امداد طلب کریں تو کفار کے خلاف ان کی مدد ضروری ہے۔ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ (مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں عہد ہو) ان کے خلاف مدد کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ انہوں نے تمہارے خلاف لڑائی میں ابتداء نہیں کی۔ معاہدہ اس بات سے مانع ہے کہ تم ابتداء کرو۔ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھتے ہیں) حد شرع سے تجاوز کرنے کی ممانعت فرمائی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کفار میں باہمی موالات:

آیت ۷۳: وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں) اس آیت کا ظاہر ان میں موالات کو ثابت کر رہا ہے۔ مطلب و مقصد یہ ہے کہ مسلمان موالات کفار سے باز رہیں۔ اور ان سے دور رہنا ضروری ہے۔ اور قطع تعلق لازم ہے۔ اگرچہ وہ اقارب ہی ہوں۔ اور ایک دوسرے کا وارث بننا ترک کر دیں۔ پھر فرمایا اِلَّا تَفْعَلُوْہُ (اور اگر تم اس پر عمل نہ کرو گے) اگر تم نے وہ نہ کیا جو میں نے حکم دیا ہے کہ مسلمان سے مواصلت کرو اور وہی تمہارے وارث و متولی ہیں۔ اسلام کی نسبت قرابت نسبی سے بڑھ کر ہے۔ تم قرابت کفار کو دو قرابتیں مت بناؤ۔

تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ (تو دنیا میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیلے گا) زمین میں فتنہ پھیل جائیگا۔ اور بہت بگاڑ پیدا ہوگا۔ کیونکہ مسلمان کفر کے خلاف ایک دست و بازو نہ بن سکیں گے۔ شرک غالب آئے گا اور فساد تو اس سے زائد ہے۔

## مہاجرین وانصار سے عہد ہائے مغفرت:

آیت ۷۴: وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (اور جو لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے اپنے ہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں) کیونکہ انہوں نے اپنے ایمان کو سچا کر دیا۔ اور اس کے مقتضیات کو حاصل کر کے ثابت کر دیا۔ جیسے وطن چھوڑنا اہل و عیال چھوڑنا۔ گھر کو خیر باد کہنا۔ مال و دنیا سے علیحدگی اختیار کرنا۔ جس میں سوائے دین اور آخرت کے اور کوئی مقصد نہ تھا۔ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ (ان کیلئے بڑی مغفرت اور بڑی معزز روزی ہے) جس میں احسان جتلانا نہیں اور نہ گدلا پن اور اس آیت میں تکرار نہیں کیونکہ یہ دوسری آیت میں وعدہ کریم کے ساتھ ان کی مدح کر رہی ہے۔ اور پہلی آیت میں باہم امداد کرنے اور تعلقات مضبوط کرنے کا حکم تھا۔ گویا مقصد الگ ہونے کی وجہ سے تکرار نہیں۔

## سابقین کے بعد والوں کا حکم:

آیت ۷۵: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ (اور جو لوگ بعد کے زمانہ میں ایمان لائے) سابقین بالھجرۃ کے ساتھ لاحق ہونے والے مراد ہیں۔ وَ ھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا مَعَکُمْ فَاُولٰٓئِکَ مِنْکُمْ (اور انہوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا پس یہ لوگ تمہارے ہی شمار میں ہیں) ان کو انہیں سے بطور فضل اور برائے ترغیب قرار دیا۔ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ (اور جو لوگ رشتہ دار ہیں ایک دوسرے کے) قرابت والے وراثت میں زیادہ حقدار ہیں۔ یہ آیت توارث بالھجرت و النصرۃ کی ناسخ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی کتاب میں وہ زیادہ حقدار ہیں) نمبرا۔اس کے حکم اور تقسیم میں نمبر۲۔لوح محفوظ میں نمبر۳۔ قرآن مجید میں وہ آیت میراث ہے۔ہم احناف کیلئے وہ توریث ذوی الارحام کی دلیل ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں) پس وہ اپنے بندوں میں جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔لوگوں کی چار قسمیں ہیں نمبرا۔مومن مہاجر نمبر۲۔مؤمن انصار نمبر۳۔مؤمن مگر ہجرت نہ کی۔نمبر۴۔کافر رہے ایمان نہ لائے۔

تمت سورة الانفال وتليها سورة التوبة



BestUrduBooks.wordpress.com

سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَتِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوعًا

سورۂ برأت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سوانتیس آیات اور سولہ رکوع ہیں۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ① فَسِيْحُوْا فِى

اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان مشرکوں کی طرف برأت ہے جن سے تم نے عہد کیا۔ سو تم چلو پھر و

الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ②

زمین میں چار مہینے اور جان لو کہ بیشک تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور یہ بات کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے

## سورت کے نام:

اس سورت کے کئی نام ہیں ۔نمبرا۔البراءۃ۔ نمبر۲۔التوبہ نمبر۳۔المشقشقۃ ۔نمبر۴۔المبعثرۃ ۔نمبر۵۔المشردۃ۔ نمبر۶۔المخزیۃ ۔نمبر۷۔الفاضحۃ ۔۸۔المثیرۃ ۔نمبر۹۔الحافرہ ۔نمبر۱۰۔المنکلۃ ؛نمبر۱۱۔المدمدمۃ۔

وجہ تسمیہ: البراءۃ کہنے کی وجہ اس میں کفار سے بیزاری اور دست برداری کا اعلان ہے۔

نمبر۲۔التوبہ اسلئے کہتے ہیں اس میں مسلمانوں کی توبہ کا تذکرہ ہے۔

نمبر۳۔المشقشقۃ اس لئے کہتے ہیں کہ نفاق سے بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔(عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

نمبر۴۔المبعثرۃ منافقین کے اندرونی رازوں سے پردہ اٹھاتی ہے۔(ابن منذر)

نمبر۵۔المشردۃ: منافقین کو منتشر کرنے والی

نمبر۶۔المخزیۃ: منافقین کو رسوائی میں مبتلاء کرنے والی۔

نمبر۷۔الفاضحۃ ۔منافقین کو رسوا کرنے والی۔(ابن عباس رضی اللہ عنہما)

نمبر۸۔المثیرۃ ۔نفاق کی حالت کو اکھاڑ کر سامنے لانے والی۔

نمبر۹۔الحافرۃ ۔منافقین کو کرید کر ظاہر کرنے والی۔

نمبر۱۰۔المنکلۃ ۔منافقین پر عذاب لانے والی۔

نمبر۱۱۔المدمدمۃ ۔منافقین پر تباہی لانے والی عذاب اتارنے والی (حذیفہ رضی اللہ عنہ)

## ابتداء میں ترکِ تسمیہ کی وجہ:

نمبرا۔حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ بسم اللہ امان ہے اور براءت تو امان کو اٹھانے اور ختم کرنے کیلئے اتری ۔نمبر۲۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی سورت یا آیت اترتی ۔تو ارشاد فرماتے اس کو فلاں



BestUrduBooks.wordpress.com

مقام پر رکھ دو۔ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اس کے بارے میں نہیں بتلایا کہ کہاں رکھیں۔ اس کا واقعہ سورۃ انفال کے مشابہ تھا۔ کیونکہ اس میں وعدوں کا تذکرہ ہے اور اسمیں معاہدوں سے بیزاری کا اعلان ہے۔ اسی لئے دونوں کو ملا دیا گیا ان دونوں سورتوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم القرنتین کہتے ہیں اور سبع طوال میں سے ساتویں سورت شمار کرتے ہیں۔ نمبر٣۔ کہا جاتا ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے اس میں اختلاف کیا۔

بعض نے کہا انفال و براءت ایک سورت ہے اور قتال کے متعلق نازل ہوئیں۔ بعض نے کہا یہ دو سورتیں ہیں۔ دونوں کے درمیان فاصلہ ان کے قول کے پیش نظر چھوڑ دیا گیا۔ جو ان کو دو سورتیں کہتے تھے۔ اور جو ایک سورت کہتے تھے۔ ان کے قول کے پیش نظر بسم اللہ چھوڑ دی گئی۔

## مشرکین سے اعلانِ بیزاری:

آیت ١: بَرَآءَةٌ (دست برداری) نحو : یہ مبتداء محذوف ھذہٖ کی خبر ہے۔ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین سے جن سے تم نے عہد کر رکھا ہے)

نحو : نمبر١۔ من یہ ابتدائے غایت کیلئے ہے اور محذوف سے متعلق ہے۔ یہ صفت نہیں جیسا کہ اس قول میں برئت من الدین۔ اب تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ ھذہٖ براء ۃ و اصلۃ من اللّٰہ و رسولہ الی الذین عاھدتم ۔ یہ براءت ملنے والی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان لوگوں کو جن سے تم نے معاہدہ کیا۔ یہ اس طرح ہے جیسا تم کہو۔ کتاب من فلان الی فلان۔

نمبر٢۔ براءۃٌ مبتداء ہے کیونکہ صفت سے اس کی تخصیص کی گئی اور الی الذین عاھدتم یہ خبر ہے۔ جیسا تم کہو۔ رجل من بنی تمیم فی الدار۔ مطلب اس طرح ہوگا۔ اللہ اور اس کا رسول دونوں بریٔ الذمہ ہیں اس عہد سے جو تم نے مشرکین سے کیا اور وہ عہد ان کی طرف واپس کیا جا رہا ہے۔

## چار ماہ کی مہلت:

آیت ٢: فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ (پس تم لوگ اس سرزمین میں چار ماہ چل پھر لو) پس تم زمین عرب میں چل پھر لو جس طرح چاہو۔ السیح مہلت کے ساتھ چلنا۔ روایت میں ہے کہ انہوں نے مشرکین مکہ اور دیگر عرب سے معاہدے کئے۔ پس وہ رکے رہے مگر ان میں سے کچھ قبائل وہ بنو ضمرہ، بنو کنانہ پس عہد توڑنے والوں کی طرف انکا عہد پھینک دیا گیا۔ اور ان کو چار ماہ جو کہ اشہر حرم ہیں۔ سرزمین عرب میں امن سے چلنے کی اجازت دی۔ فاذا جیسا اس آیت میں ہے فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین (التوبۃ:٥) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اشہر حرام میں قتل و قتال ممنوع چلا آ رہا ہے۔

## نزولِ آیت:

یہ آیت ٩ ھ میں نازل ہوئی۔ مکہ ٨ ھ میں فتح ہوا۔ مکہ کے امیر عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے تھے۔ اس موقع پر ابوبکر



BestUrduBooks.wordpress.com

صدیق ؓ کو رسول اللہ ﷺ نے ۹ ھ میں امیر الحج مقرر فرمایا۔ پھر علی المرتضیٰ ؓ کو اپنی اونٹنی عضباء پر سوار کر کے ان کے پیچھے بھیجا تا کہ حاجیوں کے مجمع میں سورۂ توبہ کی تلاوت کر دیں۔ آپ سے یہ کہا گیا کہ اگر آپ ابو بکر ؓ کی طرف بھیج دیتے تو آپ نے فرمایا لا یؤدی عنی الا رجل منی۔ معاہدات کی براءت میرے خاندان کا آدمی کر سکتا ہے۔ جب حضرت علی ؓ حضرت ابو بکرؓ کے اتنا قریب پہنچے کہ وہ اونٹنی کی آواز سن پا رہے تھے وہ فوراً بول اٹھے یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی آواز ہے۔ حضرت علیؓ ان کو آملے۔ تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا سوال یہ تھا۔ اامیر ام مامور؟ تو انہوں نے جواب دیا مأمور۔ جب سات ذی الحجہ کا دن آیا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیا۔ اور حج کے احکام ان کو بتلائے۔ دس ذی الحجہ یوم النحر علیؓ جمرۂ عقبہ کے پاس کھڑے ہوئے اور یہ اعلان کیا۔ یآیھا الناسُ رسولُ رسول اللّٰہ الیکم! میں رسول اللہؐ کا قاصد تمہارے پاس آیا ہوں۔ مجمع نے سوال کیا۔ کیا حکم لائے۔ آپ نے تیس یا چالیس آیات سورہ توبہ کی پڑھ کر سنائیں اور پھر کہا مجھے چار باتوں کا حکم ہوا ہے۔

## مندرجاتِ اعلان:

نمبر ۱۔ الایقرب البیت بعد ھذا العام مشرک۔

نمبر ۲۔ لا یطوف بالبیت عریان

نمبر ۳۔ لا یدخل الجنة الا کل نفس مومنة۔

نمبر ۴۔ ان یتم الی کل ذی عھد عھده۔ مشرک آئندہ بیت اللہ کے پاس نہ پھٹکے۔ ننگا طواف نہ ہوگا۔ جنت میں صرف مؤمن جائے گا۔ معاہد کا عہد پورا کیا جائیگا۔

مجمع: اے علی! تیرے چچا زاد بھائی نے بات پہنچا دی۔ ہم نے معاہدے پس پشت ڈال دیئے۔ ہمارے اور اس کے درمیان صرف تیر اندازی اور تلوار چلانے کا معاہدہ ہے۔ چار مہینے یہ ہیں نمبر ۱۔ شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، المحرم یا ذی الحجہ کے بیس ایام، المحرم، صفر، ربیع الاول، دس دن ربیع الآخر کے۔ یہ حُرُم۔ نمبر ۱۔ اس لئے تھے کہ ان کو ان چار ماہ میں امن دیا گیا تھا۔ اور قتل و قتال ان سے حرام کیا گیا تھا۔ نمبر ۲۔ تغلیباً حرم کہا کیونکہ ذی الحجہ اور المحرم انہی اشہر حرم میں سے تھے۔

## مسلکِ جمہور:

اشہر حرم میں قتال اب مباح ہے اور یہ حکم منسوخ ہو چکا۔ وَاعْلَمُوٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ (اور یہ جان لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے) اس سے بڑھ کر بھاگ نہیں سکتے اگرچہ وقتی طور پر تمہیں مہلت دی گئی ہے۔ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ (اور بیشک اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کریں گے) قتل سے دنیا میں ذلیل کرے گا۔ اور آخرت میں عذاب دیکر۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ

اور حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے لوگوں کے لئے اعلان ہے کہ اللہ اور اس کا رسول

الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا

مشرکین سے بری ہے۔ سو اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم اعراض کرو تو یہ جان لو

اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ

کہ بلاشبہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور کافروں کو درد ناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ سوائے ان لوگوں کے

عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا

جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ ذرا کمی نہ کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی۔

فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴ فَاِذَا انْسَلَخَ

سو تم ان کے معاہدہ کو ان کی مدت مقررہ تک پورا کر دو۔ بلاشبہ اللہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ پھر جب اشہر حرم

الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ

گزر جائیں سو تم مشرکین کو قتل کرو جہاں بھی پالو اور ان کو پکڑو اور گھیرو اور اُن کی تاک میں گھات کے

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا

ہر موقعہ پر بیٹھو۔ سو اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ

سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ

چھوڑ دو بلاشبہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص آپ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیجئے

حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ ع ۹

یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اسے امن کی جگہ پہنچا دیجئے۔ یہ اس لئے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو علم نہیں رکھتے۔

## اعلان کا تعلق تمام سے:

آیت ۳: وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ (اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے) نَحو : براءت جس طرح مرفوع ہے۔اسی طرح یہ بھی مرفوع ہے۔پھر جملہ کا عطف بھی اسی طرح ہے۔الاذان بمعنی اعلان ہے۔جیسا کہ امان اور عطاء بمعنی ایمان اور اعطاء آئے ہیں۔دونوں جملوں میں فرق صرف یہ ہے کہ پہلا جملہ ثبوت براءت کی خبر ہے۔اور دوسرا جملہ اس اعلان کے لازم ہونے کی اطلاع ہے جو ثابت ہو چکا۔

براءت کو معاہدہ والے مشرکین سے معلق کیا اور اعلان کو لوگوں سے معلق کیا کیونکہ براءت کا تعلق معاہدین اور توڑنے والوں کے ساتھ خاص ہے اور اعلان کا تعلق معاہد اور غیر معاہد تمام قسم کے لوگوں کیلئے ہے۔خواہ معاہدین نے عہد توڑا ہو یا نہ توڑا ہو۔یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ (بڑے حج کی تاریخوں میں) نمبرا: یوم عرفہ کیونکہ عرفہ افعال حج میں سب سے بڑا رکن ہے۔نمبر۲۔یوم نحر مراد ہے کیونکہ حج کی تکمیل طواف زیارت، نحر، حلق، رمی، سے اسی دن میں ہوتی ہے۔حج اکبر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ عمرہ کو حج اصغر کہا جاتا ہے۔

اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ (اللہ اور اس کا رسول دونوں دست بردار ہوتے ہیں) یعنی بان اللہ۔الاذان کے صلہ کو تخفیف کیلئے حذف کر دیا۔وَرَسُوْلُهٗ نمبر ا: بری ہے جو کہ نیت میں تھا۔اس پر اس کا عطف ہے۔نمبر۲۔ابتداء پر اور خبر محذوف ہے۔ای ورسوله بریٔ۔

قراءت: انّ کے اسم پر عطف کر کے منصوب پڑھا گیا۔اس میں جر جوار کی وجہ سے ہے۔یا قسم کی وجہ سے جیسا کہتے ہیں لَعَمْرُكَ۔

## اہمیت تعلیم:

بیان کیا گیا کہ ایک اعرابی نے سنا کہ کوئی شخص اس آیت کو اس طرح پڑھ رہا ہے کہ معنی الٹ جاتا ہے۔اس نے سنکر کہا اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے بری ہے تو میں اس سے بری۔اس کی زبان سے یہ کلمہ سن کر اس کا گریبان تھامے عدالت فاروقی میں لے گیا۔ اعرابی نے اس آدمی کی قراءت نقل کی اس وقت فاروق اعظمؓ نے حکم دیا عربی تعلیم دی جائے تا کہ اعراب کی غلطیاں لوگ نہ کریں۔

فَاِنْ تُبْتُمْ (اور اگر تم نے توبہ کی) کفر اور دھوکے سے۔فَهُوَ (تو وہ) یہ توبہ خَیْرٌ لَّكُمْ (تمہارے لئے بہت بہتر ہے) کفر پر اصرار سے وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ (اور اگر تم نے اعراض کیا) نمبرا۔توبہ سے نمبر۲۔اسلام کے خلاف اعراض اور تولی سے توبہ کرو۔ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ (تو یہ سمجھ لو کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے) تم اللہ تعالیٰ سے سبقت نہیں کر سکتے۔اور نہ ہی اس کی سزا اور پکڑ سے نکل جانے والے ہو۔وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (اور ان کافروں کو دردناک سزا کی خبر سنادیں) ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کے ساتھ بشارت کی بجائے۔

## استثناء معاندین:

آیت ۴: اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ (ہاں مگر وہ مشرکین مستثنیٰ ہیں۔جن سے تم نے عہد لیا ہے) یہ فسیحوا فی الارض سے استثناء ہے۔مطلب یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان بیزاری ہے۔ان مشرکین کے متعلق جن سے تم نے معاہدہ کیا۔پس تم ان سے کہہ دو تم چل پھر لو۔مگر وہ لوگ جن سے تم نے معاہدہ کیا۔ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْكُمْ شَیْئًا (پھر انہوں نے تمہارے ساتھ ذرا کمی نہیں کی) معاہدے کی شرائط سے یا عہد کو پورا کر و اس کو نہ توڑو۔

قراءت: لم ینقضوكم بھی پڑھا گیا۔یعنی انہوں نے عہد نہیں توڑا اور یہ مناسب تر ہے۔لیکن مشہور قراءت زیادہ بلیغ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

کیونکہ تمام کے مقابلہ میں ہے۔ وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا (اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی) انہوں نے کسی دشمن کی تمہارے خلاف معاونت نہیں کی۔ فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ (پس ان کے معاہدہ کو پورا کرو) ان کو مکمل و تام ادا کرو۔ اِلٰى مُدَّتِهِمْ (ان کی مدت تک) ان کی مدت کے مکمل ہونے تک۔

نحو: استثناء یہاں استدراک کے معنی میں ہے۔ گویا انکو عہد توڑنے والوں کے بارے میں حکم دیکر کہا لیکن وہ لوگ جنہوں نے عہد نہیں توڑا انکا عہد مدت تک پورا کرو اور انکے قائم مقام نہ ٹھہراؤ اور پورا کرنے والے کو دھوکا دینے والے کی طرح مت قرار دو۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں) یعنی تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں فریقین کے مابین برابری نہ کی جائے۔ پس تم اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

## عہد توڑنے والوں کے خلاف کارروائی کا حکم:

آیت ۵: فَاِذَا انْسَلَخَ (جب گزر جائیں) گزرنا یا نکلنا الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ (حرمت والے مہینے) جن میں عہد توڑنے والوں کو بھی چلنے پھرنے کی اجازت دی گئی۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ (تو ان مشرکین کو قتل کرو) وہ جنہوں نے عہد کو توڑ دیا۔ اور تمہارے خلاف دشمنوں کی معاونت کی۔ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (جہاں تم چاہو) حرم میں یا حل میں وَخُذُوْهُمْ (اور ان کو پکڑو) اور ان کو قید کرلو۔ الاخذ۔ قید و بند میں ڈالنا۔ وَاحْصُرُوْهُمْ (اور ان کو باندھو) اور ان کو قید کرلو۔ اور علاقہ میں تصرف سے روک دو۔ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ (اور داؤ گھات کے مواقع میں ان کی تاک میں بیٹھو) ہر راستے اور گزرگاہ پر۔

نحو: یہ ظرف کی وجہ سے منصوب ہے۔ فَاِنْ تَابُوْا (پھر اگر وہ توبہ کرلیں) کفر سے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ (اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو انکا راستہ چھوڑ دو) نمبر۱: ان کو قید و بند سے آزاد کرو۔ یا نمبر۲۔ ان سے ہاتھ روک لو۔ اور تعرض نہ کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ (بیشک اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والے) کفر چھپانے اور اسلام سے دھوکا دہی کو رَّحِيْمٌ (رحمت کرنے والے ہیں) قتل کا حکم نہ دیا التزام کی ادائیگی سے پہلے۔

## پناہ کی اجازت:

آیت ۶: وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ (اگر کوئی مشرکین میں سے تمہاری پناہ کا طالب ہو۔ تو آپ اس کو پناہ دیں) نحو: احدٌ کا لفظ فعل مضمر کی وجہ سے مرفوع ہے۔ جس کی تفسیر فعل ظاہر کر رہا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے وان استجارك احدٌ استجارك۔ مطلب یہ ہے۔ اگر ان مہینوں کے گزرنے کے بعد کوئی مشرک تمہارے پاس آجائے جس کے ساتھ تمہارا کوئی معاہدہ نہیں اور وہ تم سے امن کا خواہاں ہے تاکہ توحید، قرآن سے استفادہ کرے تو اس کو امن دے دو۔

حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ (یہاں تک کہ وہ کلام الٰہی سن لے) اور اس میں تدبر کرے اور اسلام کی حقیقت اس کے سامنے آجائے۔ ثُمَّ اَبْلِغْهُ (پھر اس کو پہنچا دو) اس کے بعد مَاْمَنَهٗ (اس کے امن کی جگہ میں) اس کے اس گھر میں جہاں وہ امن پانے والا ہے۔ اگر وہ اسلام نہیں لایا۔ پھر اگر چاہو تو اس سے لڑ سکتے ہو۔

مسئلہ: اس میں دلیل ہے جس کو امن دیا جائے اس کو ایذاء پہنچانا جائز نہیں۔ مگر ہمارے دارالاسلام میں وہ اقامت اختیار نہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک مشرکین کا عہد کیسے رہے گا مگر جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

نزدیک عہد لیا' سو جب تک یہ لوگ تم سے سیدھی طرح رہیں تم بھی ان سے سیدھی طرح رہو۔ بلاشبہ اللہ تقوی اختیار کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے

الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ

ان کا عہد کیسے رہے گا اور حال ان کا یہ ہے کہ اگر وہ تم پر غلبہ پاجائیں تو تمہارے بارے میں نہ کسی قرابت کی پاسداری کریں اور نہ کسی معاہدہ کی ذمہ داری کا خیال کریں۔

يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ

یہ لوگ تمہیں اپنے مونہوں سے راضی کرتے ہیں اور ان کے دل انکار کرتے ہیں اور ان میں اکثر فاسق ہیں۔ انہوں نے اللہ کی آیات کے

اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَرْقُبُوْنَ

بدلہ تھوڑی قیمت کو خرید لیا' سو انہوں نے اللہ کے راستہ سے روک دیا۔ بلاشبہ وہ جو کام کرتے ہیں برے کام ہیں' وہ کسی مومن کے بارے میں

فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا

کسی قرابت داری کا اور کسی ذمہ داری کا پاس نہیں رکھتے ...... اور یہ وہ لوگ ہیں جو زیادتی کرنے والے ہیں۔ سو اگر یہ لوگ توبہ کریں اور نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

قائم کریں اور زکوۃ دیں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہوں گے' اور ہم تفصیل کے ساتھ احکام بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں۔

کرسکتا۔ اس کو لوٹنے کا اختیار دیا جائے گا۔ ذٰلِكَ (یہ حکم) اجازت والا حکم جو اس ارشاد فاجرہ میں ہے۔ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ (اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو پوری خبر نہیں رکھتے) اس وجہ سے کہ وہ جاہل لوگ ہیں اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ان کو تمہاری دعوت کی حقیقت کا علم ہے۔ پس ان کو امن دینا ضروری ہے تا کہ کلام اللہ کو سن کر یا سمجھ کر حق کو قبول و عدم قبول کا فیصلہ کریں۔

## مشرک عہد پر قائم نہیں رہ سکتا:

آیت ۷: كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ (ان مشرکین کا عہد اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک کیسے رہے گا) نحو : کیف یہ استفہام انکاری کے معنی میں ہے یعنی انکا عہد پر قائم رہنا اور بڑی عجیب بات



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے پس تم ان سے یہ توقع مت رکھواور نہ دلوں میں یہ بات لاؤ اور نہ ان کے قتل کے متعلق سوچو۔ پھر اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ (مگر وہ جن سے تم نے عہد لیا ہے) سے استدراک کیا۔ کہ اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن سے تم نے معاہدہ کیا۔ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (مسجد حرام کے پاس) اور ان سے نقض عہد آج تک پیش نہیں آیا۔ جیسے بنو کنانہ، بنو ضمرہ، تو ان کے معاملہ میں ڈھیل پیدا کرو اور ان سے نہ لڑو۔ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ (پس جب تک یہ لوگ تمہارے ساتھ سیدھی طرح رہیں) اور ان سے نقض عہد ظاہر نہ ہو۔ یعنی جب تک وفائے عہد پر قائم رہیں۔ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ (تم بھی ان کے ساتھ معاہدہ پر قائم رہو) وفا کرتے ہوئے۔

نحو: ما شرطیہ بمعنی فَاِنْ ہے۔ کہ اگر وہ استقامت اختیار کریں تو تم بھی معاہدہ کی پابندی کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ کو احتیاط رکھنے والے پسند ہیں) یعنی انتظار ان کے سلسلہ میں متقین کے خصائل میں سے ہے۔

## کافروں کو کسی چیز کا پاس لحاظ نہیں:

آیت ۸: كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ (کیسے؟ حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر وہ تم پر کہیں غلبہ پا جائیں) دوبارہ اس لئے لائے تاکہ مسلمانوں کو بتلا دیا جائے کہ مشرکین سے عہد کی پابندی بعید تر ہے۔

نحو: فعل کو معلوم ہونے کی بناء پر حذف کر دیا۔ ای کیف یکون لھم عھد و حالھم انھم ان یظھروا علیکم وہ معاہدہ کی پاسداری کیونکر کریں گے کہ ان کا حال یہ ہے کہ اگر وہ تم پر کامیابی پالیں اس کے بعد بھی کہ معاہدے کی پختہ قسمیں اٹھا چکے لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا (تمہارے متعلق وہ پاس و لحاظ نہ کریں گے قربت کا) وہ کسی قسم کی رعایت نہ کریں گے اور نہ قرابت کا لحاظ وَّ لَا ذِمَّةً (اور نہ قول و قرار کا) عہد کا پاس يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ (وہ لوگ اپنی زبانی باتوں سے راضی کر رہے ہیں) قسموں سے وعدہ کر کے اور وفاداری کا عہد کر کے۔ ان کے ظاہر و باطن میں اختلاف کو بیان کرنے کیلئے یہ ابتدائی کلام ہے اور دوبارہ اس لئے لائے کہ معاہدہ کی پابندی ان سے بہت بعید اور دور ہے۔ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ (اور ان کے دل نہیں مانتے) ان قسموں سے اور وعدے کی وفاداری سے وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ (ان میں زیادہ آدمی شریر ہیں) عہد کو توڑنے والے ہیں۔ یا کفر میں سرکشی اختیار کرنے والے ہیں۔ انسانیت کی کوئی حد ان کو جھوٹ بولنے سے نہیں روک سکتی۔ اور نہ کوئی اخلاقی قدر توڑنے سے باز رکھ سکتی ہے جیسا کہ بعض کفار میں ان دونوں باتوں کی قربانی پائی جاتی ہے۔

آیت ۹: اِشْتَرَوْا (انہوں نے اختیار کر رکھا ہے) بدلہ میں لیا۔ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے) قرآن کے ثَمَنًا قَلِيْلًا (حقیر بدلہ) معمولی سامان اور وہ شہوات وہوا کی اتباع ہے۔ فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ (پس یہ لوگ اللہ کے رستہ سے ہٹے ہوئے ہیں) اس سے اعراض کیا اور دوسروں کو روکا۔ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ان کا یہ عمل بہت ہی برا ہے) ان کی یہ حرکت بدترین حرکت ہے۔

## کسی مؤمن سے تو رشتہ کا بھی پاس نہیں:

آیت ۱۰: لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً (یہ لوگ کسی مؤمن کے متعلق نہ قرابت کا لحاظ کریں اور نہ قول و قرار کا) یہ سابق



BestUrduBooks.wordpress.com

کی تکرار نہیں بلکہ ما کانوا یعملون کی تشریح ہے اول آیت سے مراد خاص ہے اس لئے کہ فیکم کا لفظ ہے۔ اور دوسری آیت عام ہے کیونکہ اس میں فی مؤمن ہے۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ (یہ لوگ بہت ہی زیادتی کر رہے ہیں) جو ظلم و شرارت میں انتہاء سے تجاوز کرنے والے۔

## توبہ اور اس کی علامات:

آیت ۱۱: فَاِنْ تَابُوْا (اگر یہ لوگ توبہ کرلیں) کفر سے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ (اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے بھائی ہو جائیں گے) پس وہ تمہارے بھائی ہیں۔

نحو : مبتداء محذوف ہے۔ فِي الدِّيْنِ (دینی) نسب میں نہیں وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ (اور ہم تفصیل سے احکام بیان کرتے ہیں) ہم کھول کر بیان کرتے ہیں۔ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (سمجھ دار لوگوں کیلئے) سمجھتے اور اس میں سوچ و بچار کرتے ہیں۔ یہ جملہ معترضہ ہے گویا اس طرح کہا: ان من تامل تفصیلها فهو العالم تحریضًا علی تامل مافصل من احکام المشرکین المعاهدین و علی المحافظة علیها۔

جو اس کی تفصیل میں غور کرے تو وہ جان لے گا۔ معاہدہ کرنے والوں اور توبہ کرنے والوں کے احکام کی تفصیل پر غور کی ترغیب دینے کیلئے اور اس کی پاسداری کیلئے۔ یہ جملہ مستقل ذکر کیا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا

اور اگر وہ لوگ اپنے معاہدہ کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو تم کفر کے سرغنوں سے

اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ⑫ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا

جنگ کرو بلاشبہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے یہاں قسمیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں' تاکہ وہ باز آ جائیں۔ کیا تم ایسے لوگوں سے جنگ نہیں کرتے

نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ

جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور رسول کو نکالنے کا پختہ ارادہ کیا اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تم سے پہلے خود چھیڑ چھاڑ کی ابتداء کی کیا تم ان سے ڈرتے ہو۔

فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑬ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ

سو اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ ان سے جنگ کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں ان کو

بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ⑭ لا وَيُذْهِبْ

سزا دے گا اور ان کو ذلیل کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور مسلمانوں کے سینوں کو شفاء دے گا اور ان کے دلوں کی

غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑮ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا

جلن کو دور فرما دے گا اور اللہ جس کو چاہے توبہ نصیب فرمائے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ کیا تم کو یہ گمان ہے کہ چھوڑ دیئے جاؤ گے

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ

اور حالانکہ اللہ نے ابھی تم میں سے ان لوگوں کو نہیں جانا جنہوں نے جہاد کیا اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنین کے علاوہ

وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑯ ع

کسی کو دوست نہیں بنایا اور اللہ ان کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

ع ۸

## اگر معاہدہ توڑیں اور طعنہ زنی کریں تو قابل گردن زدنی ہیں:

آیت ۱۲: وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ (اگر وہ لوگ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں) یعنی انہوں نے قسموں کے ذریعہ کئے جانے والے معاہدے توڑ دیے۔ وَطَعَنُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ (اور تمہارے دین میں طعنہ کریں۔ تو تم ان کفر کے راہنماؤں سے لڑو) قراءت: دونوں ہمزہ کے ساتھ کوفی شامی نے پڑھا ہے۔ بقیہ قراء نے ایک ہمزہ سے پڑھا جو کہ غیر ممدودہ اور اس کے بعد یائے مکسورہ ہے۔ اس کی اصل اأممة یہ جمع امام ہے جیسے عماد جمع اعمدۃ۔ پہلی میم کی

حرکت نقل کر کے ہمزہ ساکنہ کو دی اور میم کو دوسری میم میں ادغام کر دیا۔ جنہوں نے دونوں ہمزہ کو باقی رکھا انہوں نے دوسرے ہمزہ کو کسرۂ ماقبل کی وجہ سے یا سے بدلا ہے۔ فَاِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ (ان کی قسمیں نہیں رہیں) پہلا حصہ آیت وان نکثوا ایمانھم میں ان کے لئے ایمان کو ثابت کیا مگر یہاں نفی کر دی۔

وجۂ فرق یہ ہے کہ جو اَیمان وہ ظاہر کرتے ہیں وہ شروع آیت میں مراد ہے اور اس حصہ میں حقیقت کا اعتبار کر کے فرمایا لاایمان لھم۔

مَسْئَلَه: کافر کی قسم قسم شمار نہیں ہوتی۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس آیت کا معنی یہ کیا ہے وہ قسم پوری نہ کریں گے کیونکہ ان کے ہاں کافر کی قسم قسم شمار ہوگی کیونکہ اس کی تعریف میں نکث (ٹوٹنا) کا لفظ آیا ہے۔

قراءت: شامی نے لا اِیمان بمعنی لااسلام پڑھا ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ (اس ارادے سے کہ یہ باز آ جائیں) یہ فقاتلوا ائمة الکفر سے متعلق ہے ان کے مابین جملہ معترضہ ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے لیکن غرضکم فی مقاتلتھم انتھاء ھم عماھم علیه بعد ماوجدمنھم من العظائم۔ ان کے ساتھ تمہاری لڑائی کی غرض یہ ہونی چاہیے کہ وہ جس چیز پر ہیں اس سے باز آ جائیں۔ اس کے باوجود کہ ان سے یہ بڑے بڑے معاملات پائے گئے۔ گناہ گار کیلئے درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غایت کرم ہی تو ہے بس!

## لڑائی پر آمادگی:

آیت ۱۳: پھر لڑائی پر آمادہ کیا۔ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ (تم ایسے لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا) جو انہوں نے معاہدہ میں حلف اٹھایا۔ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلاوطن کرنے کی تجویز کی) مکہ سے وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (اور انہوں نے تم سے خود پہلے تمہاری دشمنی کی ابتداء کی) لڑائی میں۔ اور ابتداء کرنے والا بڑا ظالم ہوتا ہے پس ان کے ساتھ لڑائی سے تمہیں کونسی رکاوٹ ہے؟ اس میں مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے ساتھ ترک قتال پر توبیخ کی اور ساتھ ساتھ لڑائی پر آمادہ کیا۔ پھر لڑائی پر ابھارنے کے اسباب ذکر کئے۔ جیسے نقض عہد، اخراج رسول، بلاسبب ابتدائے قتال۔ اَتَخْشَوْنَهُمْ (کیا تم ان سے ڈرتے ہو) کفار سے ڈرنے پر توبیخ ہے۔ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ (اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرو) کہ اس سے ڈرا جائے۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اگر تم ایمان رکھتے ہو) پس اس ہی سے ڈرو یعنی کامل ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ فقط اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرا جائے اور دوسرے کی کوئی پرواہ نہ کی جائے۔

## کفار سے لڑو اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سزا دیں گے:

آیت ۱۴: جب ان کو ترک قتال پر توبیخ کر دی تو کھل کر ان کو حکم دیا۔ قَاتِلُوْهُمْ (ان سے لڑو) ایمان والوں سے نصرت کا وعدہ کیا تاکہ ان کے دل مضبوط رہیں اور ان کی نیتوں میں بھی خرابی نہ آئے۔ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ (اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے ہاتھوں سزا دے گا) قتل کروا کر وَيُخْزِهِمْ (اور ان کو ذلیل کرے گا) قیدی بنا کر وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ (اور تم کو ان پر غالب کرے گا) تمہیں ان پر غلبہ دیکر وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ (اور مسلمانوں کے دلوں کو شفا دے گا) ان میں سے ایک جماعت کو۔ اس



BestUrduBooks.wordpress.com

سے مراد بنوخزاعہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے حلیف تھے۔(جن پر حملہ کر کے بنوبکر نے قریش کی مدد سے بنوخزاعہ کو حرم میں قتل کیا تھا۔ جس سے فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا) تو بنوخزاعہ کے مسلمان مراد ہیں۔

## مسلمانوں کی بے چینی کا ازالہ:

آیت ۱۵: وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ (اوران کے دلوں کی بے چینی دور کرے گا) جو کفار کی طرف سے ان کو تکلیف پہنچی اللہ تعالیٰ نے یہ تمام وعدے پورے کر دیئے یہ آپکی نبوت کی دلیل وثبوت ہے۔ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ (اور جس کو چاہے گا اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دیگا) یہ ابتدائے کلام ہے اور اس بات کی اطلاع ہے کہ بعض اہل مکہ اپنے کفر سے توبہ کریں گے اور یہ واقعہ ہوا ان میں بہت سے لوگ اسلام لائے جیسے ابوسفیان، عکرمہ بن ابی جہل، سہیل بن عمرو۔

ردِ معتزلہ: اس میں معتزلہ کے اس قول کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تمام کافروں کی توبہ قبول کرے لیکن وہ اپنے اختیار سے توبہ نہ کریں گے۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ (اللہ تعالیٰ بڑے علم والے ہیں) وہ آئندہ کے حالات کو جاننے والے ہیں جیسا کہ ماضی سے واقف ہیں حَكِيْمٌ (بڑی حکمت والے ہیں) توبہ قبول کرنے میں۔

## مجاہدین کی پہچان کی جائیگی:

آیت ۱۶: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ (کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابھی ان لوگوں کو تمہارے اندر سے چھانٹا ہی نہیں جنہوں نے جہاد کیا) نحو: اَم منقطعہ ہے ہمزہ توبیخ کیلئے ہے کیونکہ حسبان کا معنی پایا جاتا ہے تقدیر یہ ہے لا تترکون علی ما انتم علیه حتی یتبین المخلص منکم وھم الذین جاھدوا فی سبیل اللّٰہ لوجہ اللّٰہ۔ تم جس حالت میں ہو اس پر چھوڑا نہ جائے گا یہاں تک کہ تم میں سے مخلصوں کو ظاہر نہ کر دیا جائے۔ اور وہ وہی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا صرف اسی کی رضا مندی چاہنے کیلئے۔

وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً (اور اللہ اور رسول اور اسکے مؤمنین کے سوا کسی کو خاص دوست نہ بنایا) یعنی انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کے مخالفین کو راز دار نہیں بنایا۔ لما یہ توقع کیلئے ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایسا ہونا بالکل متوقع ہے کہ مخلصین وغیر مخلصین کو چھانٹ لیا جائے۔

نحو: لَمْ یتخذوا کا عطف جاھدوا پر ہے اور یہ صلہ کے تحت داخل ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے ولما یعلم المجاھدین منکم والمخلصین غیر المتخذین ولیجة من دون اللّٰہ مقصود نفی علم کی ہے۔ معلوم کی نہیں جیسا کہتے ہیں ماعلم اللہ منی ما قیل فی اس سے تمہاری مراد یہ ہے ماوجد ذالك منی کہ یہ بات میری طرف سے پائی ہی نہیں گئی۔ مطلب یہ ہوگا کہ تمہارا خیال ہے کہ بلا مجاہدہ تمہیں چھوڑ دیا جائیگا۔ اور مشرکین سے تمہیں الگ نہ کیا جائیگا۔ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے) خیر یا شر سے۔ پس وہ اس پر تمہیں بدلہ دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ

مشرکین اس کے اہل نہیں ہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں اس حال میں کہ وہ اپنے بارے میں کافر ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال اکارت ہو گئے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں' اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى

جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور جنہوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ سو توقع ہے

اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ

کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے۔ کیا تم نے حج کرنے والوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد

الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ

کرنے کو اس شخص کے برابر بنا دیا جو اللہ پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر' اور جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا' اللہ کے نزدیک یہ لوگ

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا

برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی

وقف لازم

وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا یہ لوگ اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے بڑے ہیں

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ

اور یہ لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب اپنی طرف سے انہیں رحمت کی اور رضا مندی اور ایسے باغوں کی بشارت دیتا ہے

لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

جن میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں یہ لوگ ان میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

## مشرک اللہ کی مسجد کو آباد کرنے والا کیسے؟

آیت ۱۷: مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ (مشرکین اس لائق نہیں) ان کے لئے درست اور مناسب نہیں اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ (کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں) قراءت: مکی، بصری نے مَسْجِدَ اللّٰهِ پڑھا اور اس سے مسجد حرام مراد لی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر: اقراءت میں جمع اس لئے لائے کہ قبلہ مساجد وہی ہے اور تمام مساجد کا امام بیت اللہ ہے پس اس کی آبادی کرنے والا گویا تمام مساجد کو آباد کرنے والا ہے۔ کیونکہ اس کا ہر حصہ مسجد ہے۔

نمبر۲۔ جنس مساجد مراد ہے۔ جب ان میں اس کی جنس کو درست کرنے کی صلاحیت نہیں تو اس کے تحت مسجد حرام بھی داخل ہوگئی کہ وہ اس کی آبادی کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس لئے مسجد حرام تو اس جنس کا مرکزی نکتہ ہے اور سینہ ہے اور یہ کنایہ کا مؤکدترین طریقہ ہے جیسا تم کہو فلان لا یقرأ کتاب اللہ یہ بات قراءت قرآن کے بارے میں تصریح سے زیادہ مؤثر ہے۔

شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ (ایسی حالت میں کہ وہ خود اپنے کافر ہونے کا اقرار کررہے ہیں) اس لئے کہ وہ عبادت اصنام کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہ یعمر واؤ کی واؤ سے حال ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ما استقام ان یجمعوا بین امرین متضادین عمارۃ متعبدات اللّٰہ مع الکفر باللّٰہ و بعبادتہٖ ان کو مناسب نہیں دو متضاد باتیں اپنے میں جمع کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہیں تعمیر کرتے ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا انکار کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَ فِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ (ان لوگوں کے تمام اعمال بے کار ہیں وہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے) ہمیشہ رہنے والے۔

## مؤمن مسجد کو آباد کرنے والا ہے:

آیت ۱۸: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی مساجد کو آباد کرنا تو صرف ان لوگوں کا کام ہے) اس کی تعمیر، بوسیدہ کی مرمت، صفائی، روشنی کا انتظام، جن چیزوں کیلئے مساجد نہیں بنائی گئیں ان سے حفاظت مثلاً دنیا کی باتیں کیونکہ مسجد کی تعمیر کا مقصد عبادت اور ذکر الٰہی کیلئے ہے اور علم پڑھانا بھی اس ذکر میں شامل ہے۔ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں) یہاں ایمان بالرسول کا تذکرہ نہیں کیا۔ کیونکہ یہ خود معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے کو رسول پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کیونکہ شہادت، اذان، اقامت وغیرہ میں دونوں شہادتیں ساتھ ساتھ ہیں۔ نمبر۲۔ اس ارشاد سے ایمان بالرسول پر دلالت کردی وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ (اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی سے نہ ڈریں) اخلاص پر متنبہ کیا۔ مراد خشیت سے دین میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر کسی دوسری رضامندی کو کسی توقع کے خوف سے ترجیح نہ دے۔ اس لئے کہ بعض اوقات مؤمن محذورات سے ڈرتا ہے اور ڈرنے کے علاوہ اس کو کسی چیز کا اختیار ہی نہیں رہتا۔ دوسرا قول یہ ہے پہلے وہ اصنام سے ڈرا کرتے تھے۔ اور ان سے امیدیں لگاتے تھے پس اس خوف کی نفی ان سے کی گئی ہے۔

فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (پس ایسے لوگوں کی نسبت توقع ہے کہ وہ اپنے مقصود تک پہنچ جائیں گے) ہدایت کے مواقع سے مشرکین تو بہت دور ہیں اور ان کے شرک کی وجہ سے اعمال سے انتفاع بھی نہیں ہوسکتا۔ عسیٰ کا کلمہ استعمال فرمایا جو طمع کیلئے اور امید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان مساجد کی تعمیر ان لوگوں کے مناسب ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں انہی کے حق میں یہ چیزیں مقبول ہیں دوسروں کیلئے نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کفر کے ہوتے ہوئے تعمیر مسجد، سقایہ حجاج بے وزن اعمال ہیں:

آیت ۱۹: اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (کیا تم نے حجاج کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کے برابر قرار دے لیا ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ہو۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو سمجھ نہیں دیتا) السقایہ۔ العمارۃ۔ یہ دونوں مصدر ہیں۔ فعل سقٰی، عمر جیسا الصیانۃ والوقایۃ۔ یہاں مضاف محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ اجعلتم اھل سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللّٰہ۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے والوں اور مسجد حرام کی تعمیر کرنے والے کو ایمان والوں کے برابر قرار دیا۔
دوسرا قول: مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے۔ ابن زبیر کی قراءت اس کی معاون ہے۔ سُقَاۃَ الحاجّ و عَمَرَۃَ الْمسجد الحرام مطلب یہ ہے کہ مشرکین کے مومنین سے مشابہ ہونے کا انکار ہے۔ مشرکین کے اعمال حبط شدہ اور مسلمانوں کے اعمال ثابت و قائم شدہ ہیں۔ اور اس بات سے انکار کیا گیا کہ ان کے مابین برابری مانی جائے۔ اور ان کے برابر قرار دینے کو کفر کے بعد ایک اور ظلم قرار دیا۔ کیونکہ انہوں نے مدح و فخر کو ایسے مقام کیلئے تجویز کیا جو مدح و فخر کا مقام ہرگز نہیں۔
شَانِ نُزُول: یہ عباس رضی اللہ عنہ کے جواب میں اتری جب بدر میں وہ قید ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لڑائی کے سلسلے میں ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے۔ اور قطع رحمی پر بھی ان کو کھری کھری سنائیں تو عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے تم ہمارے محاسن کو چھوڑ کر ہماری غلطیاں گناتے ہو۔ تو ان سے پوچھا گیا تمہارے محاسن کیا ہیں۔ تو کہنے لگے ہم بیت اللہ کو تعمیر کرتے، حاجیوں کو پانی پلاتے، قاتل کی گردن چھڑاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے سقایہ پر فخر کیا اور شیبہ نے عمارت پر اور علی رضی اللہ عنہ نے اسلام اور جہاد پر۔ اللہ تعالیٰ نے علی رضی اللہ عنہ کی تصدیق کر دی۔

## ایمان، ہجرت و جہاد مقبول ترین عمل ہیں جو جنت کا باعث ہیں:

آیت ۲۰: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ (جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کی اور جان و مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے مرتبہ والے ہیں) اہل سقایہ اور اہل تعمیر کے مقابلہ میں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (اور یہی لوگ کامیاب ہیں) نہ کہ تم کامیابی سے مخصوص ہو ان کی بجائے۔
آیت ۲۱: يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ (ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے) قراءت: حمزہ نے يَبْشُرُهُمْ پڑھا بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ (اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضا مندی اور ایسے باغات) رحمت، رضوان، جنات کی بشارت دی اور ان کو نکرہ ذکر کیا تا کہ بتلایا جائے کہ یہ انعامات غیر معمولی ہیں اور کسی وصف کے ساتھ بیان سے باہر ہیں اور معرّف کو معرفہ ذکر کیا گیا۔ لَّهُمْ فِيْهَا (جن میں ان کیلئے) ان جنات میں نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ (دائمی نعمتیں ہوں گی) دائمی۔
آیت ۲۲: خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے) جو غیر منقطع ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ

اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں پسند

عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَ

کرتے ہوں' اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی کرے گا تو یہ لوگ ہی ظلم کرنے والے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا

باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور کنبہ اور وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اور وہ تجارت جس کے نہ چلنے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں

وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے اور اللہ فاسق قوم کو

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾ ع

ہدایت نہیں دیتا۔

آیت ۲۳: شانِ نزول: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا تو ایک آدمی اپنے بیٹے کو کہنے لگا اور اپنے بھائی اور دیگر قرابتداروں کو کہ ہمیں تو ہجرت کا حکم مل گیا۔ ان میں سے بعض نے جلدی سے ہجرت کو اختیار کر لیا۔ اور بعض سے ان کے بیٹے اور ازواج چمٹ گئیں ہمیں تو یہاں خالی ہاتھ چھوڑ رہا ہے۔ ہم ضائع ہو جائیں گے۔ وہ یہ سن کر ان کے ساتھ رہ پڑا اور ہجرت کو چھوڑ بیٹھا پس یہ آیت اتری۔

## کافر غیر ہے خواہ باپ ہو:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ (اے ایمان والو۔ اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں عزیز رکھیں) یعنی کفر کو ترجیح دیں اور پسند کریں۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ (اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ رفاقت رکھے گا) جو کافروں سے دوستی اختیار کرے گا۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (پس ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ

یہ واقعی بات ہے کہ اللہ نے بہت سے مواقع میں تمہاری مدد فرمائی اور حنین کے دن بھی' جب تمہیں اپنی کثرت پہ گھمنڈ ہو گیا۔

فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ

پھر اس کثرت نے تمہیں کچھ بھی فائدہ نہ دیا اور زمین اپنی فراخی کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ

مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ

کھڑے ہوئے' پھر اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر اور مؤمنین پر اطمینان قلبی نازل فرمایا اور ایسے

جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾

لشکر اتار دیئے جنہیں تم نہیں دیکھ رہے تھے' اور اللہ نے کافروں کو عذاب دیا اور یہ سزا ہے کافروں کی'

ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾

پھر اس کے بعد اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

## یہ رشتہ داریاں اللہ اور رسول کے مقابلے میں بے حیثیت ہیں:

آیت ۲۴: قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ (آپ کہہ دیں کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ) تمہارے اقارب۔ قراءت: ابوبکر نے وعشیراتکم پڑھا ہے۔ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا (اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں) جو مال تم نے کمایا۔ وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا (اور وہ تجارت جس میں نکاسی ہونے کا تم کو خطرہ ہو) گرم بازاری کے وقت فوت ہونے کا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو۔ تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دے) جلد آنے والا عذاب یا بدیر ملنے والا عذاب یا فتح مکہ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتے) یہ آیت ان لوگوں کی شناعت احوال کا بیان ہے جو عقیدہ کی کمزوری اور یقین کے ضعف میں مبتلا ہیں۔ بڑے پرہیزگار بھی باپ، اولاد، مال متاع سے زیادہ دین سے محبت نہیں کرتے۔

## مواقع نصرت:

آیت ۲۵: لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ (اللہ تعالیٰ نے تم کو بہت مواقع میں غلبہ دیا) نمبر۱۔ جیسا واقعۂ بدر، قریظہ،



BestUrduBooks.wordpress.com

بنی نضیر، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ، نمبر۲۔ وہ مواقع جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی مدد کی اور ایمان والوں کی امداد فرمائی وہ اسی ۸۰ ہیں۔ مواطن الحروب : مقامات و مواقف حرب وَيَوْمَ حُنَيْنٍ (اور حنین کے دن بھی) یہاں یوم سے پہلے اذکروا محذوف ہے۔ یعنی تم یوم حنین کو یاد کرو۔

## غزوۂ حنین:

حنین ایک وادی ہے جو مکہ اور طائف کے مابین ہے۔ اس میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان معرکہ پیش آیا۔ مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ ہوازن وثقیف جنکی تعداد چار ہزار بتلائی جاتی ہے۔ (مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے چوبیس ہزار لکھی ہے) جب مسلمانوں کا ان سے سامنا ہوا تو کسی مسلمان کی زبان سے نکل گیا۔ لن نغلب الیوم من قلة آج ہم قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہونگے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات گراں گزری۔ اِذْ (جب) یہ یوم سے بدل ہے۔ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ (جب تمہاری کثرت نے تمہیں خود پسندی میں مبتلا کر دیا) کثرت کی خود پسندی والی بات سامنے آگئی اور یہ بات ان کی نگاہ سے (بعض مراد ہیں) اوجھل ہوگئی کہ کثرت جنود سے فتح نہیں بلکہ من جانب اللہ ہے۔ پس اول وہلہ میں شکست کھاگئے اور شکست خوردہ مکہ پہنچ گئے۔
(مگر یہ بات خود قابل تحقیق ہے کسی معتبر روایت میں شکست خوردہ کا مکہ پہنچنا منقول نہیں)

## آپ کی ثابت قدمی:

رسول اللہ ﷺ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ آپ کے خچر کی لگام عباس بن عبدالمطلب اور رکاب سفیان بن حارث تھامے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عباس! لوگوں کو آواز دو۔ ان کی آواز بہت بلند تھی۔ چنانچہ انہوں نے آواز دی یا اصحاب الشجرہ۔ آواز پہنچتے ہی منتشر صحابہ یہ کہتے ہوئے آواز کی طرف بڑھے۔ لبیک، لبیک، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابلق گھوڑوں پر سوار سفید کپڑوں میں ملبوس فرشتے اترے۔ اسی وقت رسول ﷺ نے مٹی کی ایک مٹھی لے کر خدا کے حکم سے دشمنوں کی طرف پھینکی پھر فرمایا خدا کرے تم شکست کھا جاؤ۔ رب کعبہ کی قسم تم شکست کھا جاؤ۔ پس کفار کو شکست ہوگئی (مسلم) اس دن رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا مانگی، اللّٰهم لك الحمد واليك المشتكى وانت المستعان" یہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے جو آپ نے سمندر پار کرتے وقت مانگی تھی۔

## کثرت نے فائدہ نہ دیا:

فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (تمہاری کثرت نے تم کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا اور تم پر زمین باوجود اپنی وسعت کے تنگی کرنے لگی) نحو : مارحبت کا مصدریہ ہے۔ اور با بمعنی مع ہے۔ ای مع رحبها۔ وسعت کے باوجود اور اصل میں متلبسة برحبها ہے۔ اس طرح کہ جار و مجرور حال ہیں۔ جیسا کہتے ہیں۔ دخلت علیه بثیاب السفر یعنی متلبسًا بثیاب السفر۔ میں ان کے ہاں آیا سفر کے کپڑے پہنے کی حالت میں اب مطلب آیت کا یہ ہے کہ دشمن سے بھاگنے کی تمہیں جگہ نہیں مل رہی تھی۔ گویا کہ زمین ان پر تنگ ہوگئی۔ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ (پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے) پھر تم شکست کھاگئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

اے ایمان والو! مشرکین پلید ہی ہیں سو وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے

بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ

پاس نہ آئیں اور اگر تم فقر سے ڈرتے ہو تو عنقریب اللہ تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا

اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾

اگر چاہے بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

## نزولِ سکینہ:

آیت ۲۶: ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ (پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تسلی اتاری) اس کی وہ رحمت جس سے ان کو سکون ملا اور وہ ایمان لائے۔ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (اور ایسے لشکر نازل فرمائے جن کو تم نے نہیں دیکھا) یعنی ملائکہ، فرشتوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی یا پانچ ہزار تھی یا سولہ ہزار تھی۔ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اور کافروں کو سزا دی) قتل اور قید کا اور عورتوں اور بچوں کے قیدی بننے کا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ (اور یہ کافروں کی سزا ہے)

آیت ۲۷: ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ (پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں توبہ نصیب کر دیں) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان میں سے اسلام لے آئے۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ (اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں) اسلام کے ذریعہ وہ کافر کے کفر کو چھپا دیتا ہے۔ رَّحِيْمٌ (بڑی رحمت کرنے والے ہیں) شکست کے بعد بھی دوست کی مدد کرتا ہے۔

## مشرکین نجس ہیں ان کا داخلہ مسجد حرام میں ممنوع ہے:

آیت ۲۸: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (اے ایمان والو۔ مشرک لوگ نرے ناپاک ہیں) پلیدی والے ہیں نجس مصدر ہے کہا جاتا ہے: نجس نجسًا و قذر قذرًا کیونکہ ان میں وہ شرک تھا۔ جو بمنزلہ نجاست ہے۔ اور اسلئے بھی کہ نہ وہ طہارت کرتے ہیں۔ نہ غسل کرتے ہیں نہ نجاسات سے بچتے ہیں تو گویا گندگی ان کو لباس کی طرح چمٹی ہوئی ہے۔ یا ان کو بعینہٖ نجاست قرار دیا۔ تاکہ وصف نجاست میں ان کے متعلق مبالغہ ظاہر ہو۔ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (وہ لوگ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں) نہ وہ حج کو آئیں اور نہ عمرہ کریں جیسا کہ وہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔

بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (اس سال کے بعد) یہ ۹ ھ کی بات ہے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر بھیجا گیا تھا۔ قریب آنے کی نفی سے مراد حج وعمرہ کی ممانعت ہے۔ اور یہی ہمارا مذہب ہے البتہ دخول حرم اور مسجد حرام اور دیگر مساجد سے ان کو روکا نہیں جا سکتا۔ مگر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ان کو مسجد حرام کے قریب نہ آنے دیا جائے گا۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں مسجد حرام اور دیگر تمام مساجد سے بھی ان کو روکا جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ

ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے انہیں اسے حرام

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى

نہیں سمجھتے اور دین حق کو قبول نہیں کرتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں کتاب دی گئی ان سے یہاں تک جنگ

يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۲۹ ع

کرو کہ وہ ماتحت ہو کر ذلت کی حالت میں اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔

دوسرا قول مشرکین کو مسجد کے قریب آنے کی نفی کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ان کو حرم میں اقتدار واختیار حاصل نہ کرنے دیں۔

## خطرۂ افلاس کی ممانعت:

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً (اگر تم کو مفلسی کا خطرہ ہو) حج سے مشرکین کو روکنے کی وجہ سے اگر تمہیں فقر کا خطرہ ہو۔ کیونکہ ان کے آنے کی وجہ سے کئی سہولتیں اور اشیاء میسر آتی تھیں۔ فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنے فضل سے محتاج نہ رکھے گا) نمبرا۔ غنائم کے ذریعہ یا نمبر۲۔ بارش اور نباتات کی کثرت سے نمبر۳۔ مسلمان حاجی تجار کے ذریعہ اِنْ شَآءَ (اگر اللہ چاہے گا) اس میں تعلیم دی کہ اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے معلق کیا کرو۔ تاکہ تمام امیدیں اسی تک پہنچ کر منقطع ہوں۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ (بیشک اللہ خوب جاننے والا) تمہارے احوال کو حَكِيْمٌ (حکمت والا ہے) تمہاری امیدوں کو پورا کرنے میں۔ نمبر۲۔ وہ بندوں کی مصلحتوں سے واقف ہے اور جو وہ حکم دیتا ہے اور ارادہ کرتا ہے اس میں حکمت والا ہے۔

## اہل کتاب اور دیگر کفار سے حکم قتال:

آیت ۲۹: یہ اہل کتاب کے متعلق اتری۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (تم ان لوگوں سے لڑو جو نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں) کیونکہ یہ یہود دو خدا اور نصاریٰ تثلیث کے قائل ہیں۔ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (اور نہ آخرت پر) کیونکہ اس کے متعلق وہ اس کے برخلاف ہیں جو ان پر لازم ہے انکا عقیدہ ہے کہ جنت میں اکل وشرب نہیں ہے۔ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام بتلایا ہے) کیونکہ جو اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت میں حرام کیا اس کو حرام قرار نہیں دیتے۔ یا تورات وانجیل میں جو کچھ لکھا ہے اس کو ہی نہیں جانتے۔ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ (اور نہ سچے دین کو قبول کرتے ہیں) وہ دین اسلام پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ جو کہ برحق دین ہے۔ کہا جاتا ہے: فلان يدين بكذا۔ جب کہ وہ اس کو دین کے طور پر اختیار کرلے اور اس کا معتقد ہو جائے۔ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو اہل کتاب ہیں) یہ الذین جو پہلے مذکور ہوا اس کا بیان ہے۔

مجوس کا حکم: جزیہ کے سلسلہ میں مجوس کا حکم اہل کتاب کی طرح ہے اسی طرح ترک، ہنود وغیرہ بھی صرف مشرکین عرب کا حکم مختلف ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ

اور یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح ' اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ

قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قَاتَلَهُمُ

ان کی باتیں ہیں جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہیں۔ یہ ان لوگوں کی طرح باتیں کرتے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا۔ اللہ انہیں

اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۳۰ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ

غارت کرے ' کدھر الٹے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں کو اور درویشوں کو

دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ

رب بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو بھی اور حالانکہ ان کو یہی حکم ہوا تھا کہ صرف ایک معبود کی عبادت کریں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳۱

جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اس چیز سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔

امام زہری سے مروی ہے کہ نبی اکرم ؐ نے عرب کے علاوہ دیگر تمام بت پرستوں سے جزیہ پر صلح کرلی۔ (عبدالرزاق فی تفسیرہ)

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ (یہاں تک کہ جزیہ دینا قبول کرلیں) یہاں تک کہ وہ اسکو قبول کرلیں۔ جزیہ کو اسلئے جزیہ کہتے ہیں۔ نمبرا۔ کہ جن پر یہ لازم کیا جاتا ہے۔ ان پر اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ نمبر۲: ذلت کے ساتھ کفر میں جو مہلت ملی یہ اس کی سزا ہے۔ عَنْ يَّدٍ (ماتحت ہوکر) یعنی ایسے ہاتھ سے جو موافقت کرنے والا ہو۔ ممانعت کرنے والا اور باز رہنے والا نہ ہو۔ کیونکہ جس نے انکار کیا اور دینے کیلئے تیار نہ ہوا۔ اس کا ہاتھ امان میں نہ دیا گیا۔ البتہ مطیع وفرمانبردار اپنی مدد کا ہاتھ دینے والا ہے۔ اسی لئے محاورہ ہے۔ اعطی بیدہ اس وقت بولتے ہیں جب مطیع ہوجائے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے نزع یدہ عن الطاعة۔ فلاں سرکش ہوا۔

نمبر۲۔ یہاں تک کہ جزیہ دست بدست دیں اُدھار نہیں۔ اور خود آ کر دیں کسی کے ہاتھ نہ بھیجیں۔ بلکہ دینے والا لینے والے کو خود دے۔ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ (اور رعایا بن کر رہیں) یہ ان سے بطور ذلت لیا جائے گا اور اس کی صورت یہ ہے کہ دینے کے لئے پیدل آئے سوار نہ ہو اور کھڑا ہونے کی حالت میں دے جبکہ وصولی والا نمائندہ اپنی نشست گاہ پر بیٹھنے والا ہو۔ اور اس کو جھنجھوڑا جائے اور گریبان سے پکڑا جائے اور اس طرح کہا جائے اے ذمی جزیہ ادا کرو۔ اور اگر وہ ادا کر رہا ہو تو اس کو پیچھے دھکیلا جائے اسلام لانے کی صورت میں جزیہ ساقط ہوجائے گا۔

## یہود ونصاریٰ پہلے کفار کی طرح ہیں:

آیت ۳۰: وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ (اور یہود نے کہا) تمام یا بعض نے عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ (کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے) یہ مبتداء اور خبر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

جیسا کہ المسیح ابن اللہ کی ترکیب ہے۔عزیر، یہ عجمی نام ہے غیر منصرف ہے علم وعجمیت کی وجہ سے ہے جنہوں نے اس کو منصرف مانا انہوں نے تنوین سے پڑھا وہ عاصم،علی ہیں۔وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ (اورنصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ ان کا قول ہے۔ان کے منہ سے کہنے کا) یہ ایسا قول ہے جس کی معاون کوئی دلیل صحیح موجود نہیں ہے۔اور نہ کسی کا بیان اس کی سند میں پیش کیا جاسکتا ہے بس یہ منہ سے نکالا جانے والا لفظ محض ہے۔جو اپنے ساتھ کوئی معنی نہیں رکھتا جیسا کہ مہمل الفاظ ہوتے ہیں۔

يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ (یہ بھی ان لوگوں جیسی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے) اس میں حذف مضاف ضروری ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے یضا هي قولهم قولهم انکا قول ان کے قول کے مشابہ ہے۔پھر مضاف کو حذف کر کے ضمیر کو اس کے قائم مقام کردیا۔اسلئے یہ مرفوع میں بدل گیا۔یعنی ان الذين كانوا في عهد رسول الله ﷺ من اليهود والنصارى يضاهي قولهم قول قد مائهم مطلب یہ ہے کہ انکا پرانا کفر ہے جو ان میں چلا آرہا ہے جدید نہیں نمبر۲۔ ضمیر نصاریٰ کی طرف راجع ہے۔یعنی یضاهي قولهم ۔نصاریٰ کا قول یہود کے قول کے مشابہ ہے نصاریٰ نے المسیح ابن اللہ کہا ہے۔جبکہ یہود نے جو ان سے پہلے ہوئے انہوں نے عزیر ابن اللہ کہا۔

قراءت:یضاهئون عاصم نے پڑھا۔اور اصل المضاہاۃ بمعنی مشابہت اکثر قراء نے ہمزہ کو چھوڑا اور ان کا قول امراۃ ضهياء سے مشتق ہے۔اس عورت کو کہتے ہیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کرے کہ اس کو حیض نہ آئے زجاج کا قول یہی ہے۔

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ (اللہ ان کو غارت کرے) یعنی وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کو یہ کہا جائے اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں) دلیل کے واضح ہو جانے کے باوجود وہ حق سے کس طرح پھر رہے ہیں۔

## انہوں نے حلال وحرام اپنے علماء وعابدوں کے حوالہ کر دیا ہے:

آیت ۳۱: اِتَّخَذُوْٓا (انہوں نے بنا رکھا ہے) اہل کتاب نے اَحْبَارَهُمْ (اپنے علماء کو) اپنے علماء وَرُهْبَانَهُمْ (اپنے عابدوں کو) اَرْبَابًا (معبود) مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اللہ کو چھوڑ کر) اس طرح کہ ان کی اطاعت اس چیز کو حلال کرنے میں جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے اور اس چیز کو حرام کرنے میں جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا۔اسی طرح کرتے جیسے ارباب کی اطاعت اوامر ونواہی میں کی جاتی ہے۔وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ (اور مسیح ابن مریم کو بھی) یہ احبار پر عطف ہے انہوں نے مسیح کو رب یعنی ابن اللہ بنایا۔ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا (اور ان کو صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ فقط ایک معبود کی عبادت کریں) اس پر وقف بھی جائز ہے۔کیونکہ اس کا مابعد مبتداء بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور واحد کی صفت بن سکتا ہے۔لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ پاک ہے ان کے شرک سے) شرک سے اس کا پاک قرار دینا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں۔ حالانکہ اللہ کو اس کے علاوہ کوئی بات منظور نہیں کہ وہ اپنے نور کو

نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ

پورا کرے۔ اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو۔ اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر

الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہو۔

## پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا:

آیت ۳۲: يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (وہ لوگ اس طرح چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ بغیر اس کے کہ اپنے نور کو پورا کمال تک پہنچا دے مانے گا نہیں اگرچہ کافر لوگوں کو یہ بات ناگوار ہو) ان کی مثال نبوت محمد ﷺ کو ناکام کرنے میں اور تکذیب میں اس طرح ہے جیسے کوئی شخص کسی عظیم روشنی کو پھونک مار رہا ہو جو روشنی آفاق میں پھیلنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ اس روشنی کو بڑھانے والے ہوں اور اس کو چمکا کر انتہاء تک پہنچانے والے ہوں۔ پھونک کا مقصد اس روشنی کو بجھانا ہو (تو جس طرح اس کی پھونک سے وہ روشنی بجھ نہیں سکتی اسی طرح نور اسلام بھی ان کی باطل تدبیروں سے ختم نہیں ہو سکتا۔ وَيَاْبَى اللّٰهُ کو لا یرید کی بجائے لایا گیا۔ اسی لئے کہ وہ یریدون کے مقابلہ میں آ رہا ہے۔ ورنہ تو یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کرهت او ابغضت الا زیدًا۔

## اللہ تعالیٰ نے دین کو بہر صورت تمام ادیان پر غلبہ دینا ہے:

آیت ۳۳: هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى (وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت دیکر بھیجا) محمد ﷺ بالھدیٰ قرآن کے ساتھ وَدِيْنِ الْحَقِّ (اور سچا دین) اسلام لِيُظْهِرَهٗ (تاکہ وہ غالب کر دے) وہ بلند و غالب کرے عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (تمام دینوں پر) تمام اہل ادیان پر نمبر۲۔ دین حق کو ہر دین پر غالب کرے۔ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (اگرچہ مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ

اے ایمان والو! بلا شبہ بہت سے علماء اور راہب ایسے ہیں جو لوگوں کے مال باطل طریقہ پر

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ

کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں' اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے

وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ

ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے جس روز

يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا

ان کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان کی پیشانیوں' کروٹوں اور پشتوں کو داغ دیا جائے گا یہ

مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

وہ ہے جس کو تم نے اپنی جانوں کے لئے جمع کیا تھا۔ سو اب اسے تم چکھ لو جسے تم جمع کرتے تھے۔

## حرام خور احبار و رہبان:

آیت ۳۴: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ (اے ایمان والو اکثر احبار اور درویش لوگوں کے مال کھاتے ہیں) لینے کو کھانے کے لفظ سے بطور استعارہ کے لائے بِالْبَاطِلِ (ناجائز طریقے سے) احکام میں رشوت کے ذریعہ وَيَصُدُّوْنَ (اور وہ روکتے ہیں) اپنے ماتحتوں کو عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اللہ کی راہ سے) اس کے دین سے۔

## جس مال سے اللہ کا حق نہ دیا جائے وہ کنز ہے اس کی یہ سزا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ (اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں) جائز ہے کہ اکثریت نمبر ۱۔ احبار و رہبان کی طرف اشارہ ہو۔ کیونکہ ان میں یہ دونوں مذموم خصلتیں جمع تھیں مثلاً رشوت خوری، جمع اموال اور انفاق سے بخل وغیرہ۔

نمبر ۲۔ اس سے وہ مسلمان جو مال جمع کرتے ہیں اور اس کو ابواب خیر میں صرف نہیں کرتے گویا اہل کتاب کے رشوت خور اور مسلمان غیر منفق مالدار ایک شمار و قطار میں رکھے گئے تا کہ مذمت میں مبالغہ ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ جس مال کی زکوٰۃ دے دی جائے وہ کنز نہیں۔ اگر چہ وہ خفیہ رکھا ہو۔ اور جو مال زکوٰۃ کی حد تک پہنچے مگر اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ کنز ہے۔ اگر چہ وہ ظاہر ہو۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط و مجمع الزوائد)

بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم جیسے عبدالرحمان بن عوف، طلحہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مال جمع کرتے اور اس میں تصرف کرتے مگر



BestUrduBooks.wordpress.com

ان کو کسی نے معیوب نہیں سمجھا۔ خاص کر ان حضرات نے کہ جو جمع کرنے سے اعراض کرنے والے تھے۔ کیونکہ جمع مال سے اعراض یہ افضل ہے جمع کرنا مباح ہے اس کی مذمت نہیں کی جا سکتی۔ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے)

ضمیر معنی کی طرف لوٹتی ہے اسی لئے مؤنث ہے کیونکہ سونا و چاندی ہر ایک دراہم و دنانیر ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسا فرمایا وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا (الحجرات: ۹) ضمیر جمع کی مرجع تثنیہ افراد کا لحاظ کر کے لائی گئی۔

نمبر۲۔ مراد کنوز و اموال ہیں۔ پس ضمیر مؤنث ہے۔

نمبر۳۔ اور وہ چاندی کو خرچ نہیں کرتے اور سونے کو جیسا کہ شاعر کا یہ قول

فانی وقیارٌ بھا لغریبٌ گویا ہر ایک کی طرف ضمیر الگ الگ لوٹ رہی ہے۔

یعنی انی لغریب بھا وقیار غریب بھا

تمام اموال میں خاص کر ذھب و فضہ کو ذکر کیا گیا کیونکہ یہ دونوں مالداری کا قانون اور اشیاء کی اثمان کا ذریعہ ہیں اور ان دونوں کے اکتناز کا ذکر دوسرے اموال کے تذکرے کی دلیل ہے۔ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (پس ان کو آپ ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیں)

## قیامت کے دن یہی مال آلۂ سزا ہوگا:

آیت ۳۵: اور اس ارشاد کا معنی یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ (جو کہ اس روز واقع ہوگی جبکہ ان کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا) آگ ان پر بھڑکائی جائے گی۔

نحو: فعل کا ذکر کر دیا کیونکہ اس کا اسناد جار مجرور کی طرف ہے۔ اس کی اصل یہ ہے: یوم تحمی النار علیھا۔ جس دن آگ اس پر بھڑکائی جائے گی۔ جب النار کا لفظ حذف کیا اور کہا: یحمٰی کیونکہ اسناد سے منتقل ہو کر علیھا کی طرف منتقل ہو گیا۔ جیسا کہا جاتا ہے رفعت القصة الی الامیر اگر قصہ کا ذکر نہ کریں اور کہہ دیں رفع الی الامیر۔ تو تب بھی درست ہے۔

فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ (پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں اور پشتوں کو داغ دیا جائے گا) ان اعضاء کو خاص کرنے کی حکمت یہ ہے کہ جب وہ فقیر کو دیکھتے تو پہلے چہرے پر بل ڈال لیتے۔ جب فقیر اور وہ ایک مجلس میں جمع ہو جاتے تو اس سے پہلوتہی اختیار کرتے اور پشت پھیر کر چلتے بنتے۔ نمبر۲۔ ان کے چاروں اطراف سے داغ دیئے جائیں گے آگے پیچھے دائیں، بائیں۔ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ (یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا) ان کو کہا جائے گا۔ یہ وہ ہے جو تم نے جمع کیا تاکہ اس سے اپنے آپ کو فائدہ پہنچاؤ۔ تمہیں معلوم نہیں تھا کہ تم اس کو جمع کر رہے ہو تا کہ اس سے تمہیں نقصان پہنچے یہ درحقیقت توبیخ ہے۔ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (پس اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو) یعنی نمبر۱۔ اس مال کا وبال جو تم جمع کرتے رہے۔ نمبر۲۔ اس بات کا وبال کہ تم جمع کرنے والے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ

بلاشبہ اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں جس دن اس نے آسمان اورزمین پیدا فرمائے مہینوں کی گنتی بارہ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ

مہینے ہے۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ یہ دین مستقیم ہے'

فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا

سو ان مہینوں میں تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تمام مشرکین سے قتال کرو جیسا کہ

يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٦﴾ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ

وہ تم سب سے قتال کرتے ہیں اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ مہینوں کی حرمت کو آگے بڑھا دینا

فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا

کفر میں ترقی کرنا ہے جس سے کافر لوگ گمراہ کیے جاتے ہیں کہ وہ اس مہینے کو کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام قرار دے دیتے ہیں تاکہ ان مہینوں کی

عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ وَاللّٰهُ

گنتی پوری کر لیں جنہیں اللہ نے حرام قرار دے دیا ہے۔ پھر اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں' ان کے برے اعمال ان کے لئے مزین کر دیئے گئے اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ﴿٣٧﴾ ع

کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

## تخلیق ارض وسماء کے وقت سے مہینے بارہ ہیں:

آیت۳۶: إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا (یقیناً مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے) بغیر اضافہ کے۔اس سے یہ وضاحت کی گئی ہے کہ احکام شرع کا دارومدار قمری مہینوں پر ہے۔جو چاند سے گنے جاتے ہیں۔شمسیہ سے نہیں۔ فِي كِتٰبِ اللّٰهِ (کتاب الٰہی میں) نمبر۱: جو اپنی حکمت سے واجب کر دیا اور اس میں قائم و ثابت کر دیا۔نمبر۲۔یا اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (جس روز اللہ نے آسمان وزمین پیدا کئے تھے ان میں چار مہینے خاص ادب کے ہیں) تین مسلسل ذوالقعدہ لڑائی سے باز رہنے کا، ذوالحجہ حج کیلئے اور محرم حرمت قتال کیلئے اور ایک اکیلا ہے اور وہ رجب ہے کیونکہ عرب اس کی تعظیم کرتے تھے ترجیب تعظیم کو کہتے ہیں۔ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ (یہی دین مستقیم ہے) یہ مضبوط



BestUrduBooks.wordpress.com

وسیدھا دین ہے وہ نہیں جو اہل جاہلیت میں رواج ہے۔ مطلب یہ کہ چار مہینوں کی حرمت یہ صراط مستقیم ہے۔ اور ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کا دین ہے۔ عربوں نے اس بات کو مضبوطی سے قائم رکھا۔ وہ ان میں قتال کو حرام قرار دیتے اور ان کی تعظیم کرتے رہے یہاں تک کہ ایک نئی رسم ایجاد ہوئی جس سے اس میں تبدیلی آ گئی۔ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ (پس تم ان مہینوں کے بارے میں نقصان مت کرنا) حرم میں یا بارہ مہینوں میں۔ اَنْفُسَكُمْ (اپنا) گناہوں کا ارتکاب کر کے وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً (اوران تمام مشرکین سے جنگ کرو)

**نحو** : کافۃً یہ فاعل یا مفعول سے حال ہے۔

كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً (جیسا کہ وہ تم سے لڑتے ہیں) اکٹھے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کے ساتھ ہے) یعنی انکا مددگار ہے۔ اس میں متقین کو تقویٰ کی ضمانت دیکر تقویٰ پر آمادہ کیا۔

## رسم نسی کی تردید:

آیت ۳۷: اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ (بے شک مؤخر کر دینا) یہ ہمزہ کے ساتھ نساٗہ کا مصدر ہے۔ مؤخر کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں نسی ء کا معنی ہے ان کے ہاں مہینہ کی حرمت کو دوسرے مہینے میں مؤخر کر دینا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوٹ مار اور لڑائی بھڑائی والے لوگ تھے۔ جب حرمت والے مہینے آجاتے اور وہ لڑائی میں مصروف ہوتے تو لڑائی کا اسی حالت میں چھوڑنا ان پر گراں گزرتا پس اس مہینے کو لڑائی کیلئے حلال کر لیتے اور دوسرا مہینہ اس کی جگہ حرام کر لیتے۔ یہاں تک کہ اشھر حرم کی حرمت کے ساتھ تخصیص کا بھی انکار کر دیتے۔ پھر وہ سال میں مطلق چار مہینوں کو حرام قرار دیکر گنتی مکمل کرتے۔

زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ (کفر میں ترقی ہے) انکا یہ فعل کفر میں ایک اور اضافہ تھا۔ يُضَلُّ (گمراہ کیے جاتے ہیں) ابوبکر کے علاوہ دوسرے کوفی قراء نے پڑھا ہے۔ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (جس سے کافر) نسی ء کے ذریعہ اور يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا (وہ اس حرام مہینے کو کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام سمجھتے ہیں) میں ضمیر نسی ء کی طرف راجع ہے یعنی جب وہ ایک مہینے کو اشھر حرام میں سے حلال کر لیتے تو اگلے سال رجوع کر کے دوبارہ اس کو حرام کر دیتے۔ لِّيُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ (تا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کیے ہیں ان کی گنتی پوری کر لیں) تا کہ وہ اس گنتی کی موافقت ثابت کریں اور وہ چار مہینے ہیں وہ اس کی مخالفت نہ کرتے تھے البتہ اس تخصیص کے مخالف تھے جو کہ واجبات میں سے ایک ہے اور لام یحلونہ ویحرمونہ سے متعلق ہے یا یحرمونہ کا فی ہے اور یہ ظاہر ہے۔

فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ (پھر اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں) یعنی فیحلوا بمواطاۃ العدۃ وحدھا من غیر تخصیص ماحرم اللہ من القتال وہ گنتی کی موافقت کیلئے بغیر تخصیص کے اس چیز کو حلال کر لیں۔ جو قتال اللہ تعالیٰ نے حرام کیا۔ نمبر۲۔ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کیں یعنی مہینہ کو معین طور پر حرام کرنا اس کو انہوں نے حلال کر لیا اور اس کی تخصیص ختم کر دی۔ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ (ان کی بداعمالیاں ان کی نظر میں مرغوب معلوم ہوتی ہیں) شیطان نے ان کے لئے یہ مزین کیا کہ برے اعمال کو انہوں نے اچھا سمجھا۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ اس سے کافروں کو ہدایت نہیں دیتے) جب تک وہ باطل پر پختگی اختیار کرنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکل کھڑے ہو تو زمین پر بوجھل

الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

بن جاتے ہو' کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا والی زندگی پر راضی ہو گئے۔ سو دنیا والی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بہت

اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ

تھوڑی سی ہے' اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہارے علاوہ دوسری قوم کو تمہارے بدلہ پیدا فرما دے گا

وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ

اور تم اس کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے ہو' اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے' اگر تم اس کے رسول کی مدد نہ کرو تو اللہ نے ان کی

اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ

مدد کی ہے جبکہ ان کو کافروں نے نکال دیا تھا۔ جبکہ وہ دو آدمیوں میں سے ایک تھے۔ جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔ جبکہ وہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا

کہ غم نہ کرو بلاشبہ اللہ ہمارے ساتھ ہے' پھر اللہ نے آپ پر اپنا سکینہ نازل فرمایا اور ایسے لشکروں کے ذریعہ آپ کی مدد فرمائی جنہیں تم نے نہیں دیکھا

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾

ا اللہ نے ان لوگوں کی ما نیچی کر ی جو کفر اختیا کئے ہوئے تھے ا اللہ کی ما انچی ہی ہے ا اللہ عز الا ہے حکمت الا ہے

## ترغیبِ جہاد:

آیت ۳۸: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا (اے ایمان والو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو) فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ (اللہ کی راہ میں تو تم لگے جاتے ہو) تم بوجھل بنتے ہو اس کی اصل تثاقلتم ہے۔ تا کو ثا کر کے اس میں ادغام کر دیا پھر ہمزۂ وصل ابتداء بالسکون کی وجہ سے بڑھا دیا۔ مطلب یہ ہے کہ تم سستی کرتے ہو۔ اِلَى الْاَرْضِ (زمین کو) اِلٰی کے ساتھ متعدی کر کے میل و اخلاد کا معنی شامل کیا۔ نمبر۱: یعنی تم دنیا اور اس کی شہوات کی طرف مائل ہو۔ اور سفر کی صعوبتیں اور تھکاوٹیں ناپسند کرتے ہو۔

نمبر۲۔ تم اپنے گھروں اور زمینوں میں رہنے کی طرف مائل ہو۔ یہ غزوۂ تبوک کا موقع تھا جب تنگدستی کے زمانہ میں سفر جہاد



BestUrduBooks.wordpress.com

کا حکم دیا گیا سفر دور دراز علاقے کا، سخت گرمی، حالت قحط، مسلح کثیر تعداد میں دشمن پس ایسے حالات میں بعض مسلمانوں پر گراں گزرا۔ آپ جس غزوہ میں نکلتے کسی دوسری طرف کا بتلایا۔ صرف غزوۂ تبوک میں صاف بتلا دیا تاکہ پوری تیاری کر سکیں۔ اَرَضِيتُم بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ (کیا تم نے آخرت کے بدلے دنیاوی زندگی کو پسند کرلیا) آخرت کے بدلے فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ (پس دنیوی زندگی کا نفع آخرت کے مقابلے میں) آخرت کے مقابلہ میں اِلَّا قَلِيلٌ (مگر بہت قلیل ہے)۔

## بوجھل پن پر اظہارِ ناراضی:

آیت ۳۹: اِلَّا تَنْفِرُوْا (اگر تم نہ نکلو گے) لڑائی کی طرف يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا (تو اللہ تم کو دردناک سزا دے گا اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کردے گا اور تم اللہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے) اس میں بوجھل پن پر ناراضی کا اظہار کیا گیا ہے ان کو دردناک عذاب کی دھمکی دی گئی اور اس کو مطلق ذکر کر کے دونوں جہانوں کے سلسلہ میں عام کردیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کردے گا اور ان کی بجائے اور لے آئے گا۔ جو ان سے بہتر اور زیادہ مطیع ہونگے اور اس کو اپنے دین کی امداد کیلئے انکی محتاجی نہیں اور انکا یہ بوجھل پن دین کو قطعاً متاثر نہ کر سکے گا۔

ایک قول یہ بھی ہے لَا تَضُرُّوْهُ کی ضمیر رسول اللہ ﷺ کیلئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا آپکی نصرت کا وعدہ بہرصورت پورا ہو کر رہے گا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ (اور اللہ رکھتا ہے ہر چیز پر) سزا دینے اور ان کی جگہ دوسرا لانے میں قَدِيْرٌ (قابو)

## نصرتِ دین کرو ورنہ اللہ تمہاری نصرت کا محتاج نہیں:

آیت ۴۰: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ (اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے) پس عنقریب اس کی وہ مدد کرے گا۔ جس نے اس کی اس وقت مدد کی جبکہ ان کے ساتھ ایک آدمی تھا۔ پس اپنے اس ارشاد فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ (تو اللہ آپ کی مدد کر چکا ہے) اس سے ظاہر کردیا کہ وہ مستقبل میں امداد کرے گا۔ جیسا اس وقت میں امداد کی۔ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اس وقت جبکہ کافروں نے آپ کو جلاوطن کردیا تھا) اس میں اخراج کی نسبت کفار کی طرف کی گئی کیونکہ کفار نے جب نکالنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نکلنے کا حکم دیا گویا کہ انہوں نے نکالا۔

## واقعۂ ہجرت:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ (جبکہ دو آدمیوں میں سے ایک آپ تھے) دو میں سے ایک جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ ثالث ثلاثة (المائدہ:۷۳) اور وہ دونوں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

نحو: حال کی وجہ سے منصوب ہے۔ اِذْ هُمَا (جس وقت کہ دونوں) یہ اذ اخرجه سے بدل ہے۔ فِي الْغَارِ (غار میں تھے) ثور کے بلند حصہ میں غار ہے مکہ سے ایک گھنٹہ کے سفر پر مکہ سے دائیں جانب ثور پہاڑ ہے۔ اسی میں تین دن قیام رہا۔ اِذْ



BestUrduBooks.wordpress.com

يَقُوْلُ (جبکہ آپ فرما رہے تھے) یہ دوسرا بدل ہے۔ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (اپنے ساتھی سے تم غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے) نصرت وحفاظت کے ساتھ۔

یہ بھی کہا گیا کہ مشرکین نے غار کے اوپر پہنچ کر جھانکا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خطرہ محسوس ہوا۔ تو عرض کی اگر آج پکڑے گئے تو اللہ تعالیٰ کا دین ختم ہو جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ ماظنك باثنین اللّٰه ثالثهما (بخاری ؤمسلم کے الفاظ اس سے کچھ مختلف ہیں۔) ایک قول یہ ہے کہ جب آپ غار میں داخل ہو چکے تو دو کبوتر اللہ تعالیٰ نے بھیجے۔ انہوں نے اس کے نچلی جانب انڈے دے دیئے اور مکڑی کو بھیج دیا۔ اس نے جالا بن دیا۔ (بزار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللّٰهم أعم ابصارهم (اس کی سند نہیں) وہ غار کے اردگرد پھرنے لگے مگر ان کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں سے آپ کی حفاظت فرمائی۔

## علماء کا قول:

جو شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کا منکر ہے۔ وہ کافر ہے کیونکہ اس سے کلام اللہ کا انکار لازم آتا ہے۔ اور بقیہ صحابہ کیلئے یہ نہیں (مگر وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بھی ظاہر ہے فافہم)

## نزولِ سکینہ:

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ (پس اللہ تعالیٰ نے اپنی تسلی نازل فرمائی) جو آپ کے قلب اطہر میں امن ڈالا گیا جس سے اس موقع پر سکون حاصل ہوا اور آپ نے جانا کہ دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتے۔ عَلَيْهِ (آپ پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کیونکہ وہی آپ کے متعلق ڈر رہے تھے۔ اور آپ تو پرسکون تھے۔ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا (اور آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا) نمبر۱۔ وہ فرشتے تھے جنہوں نے کفار کے چہروں اور آنکھوں کو آپ کی طرف دیکھنے سے پھیر دیا۔ نمبر۲۔ بدر اور احزاب میں فرشتوں سے امداد فرمائی اور اسی طرح حنین کے دن۔ وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا (اور کافروں کی بات کو کر دیا) یعنی کفر کی طرف ان کی دعوت کو السُّفْلٰى (نیچا) وَكَلِمَةُ اللّٰهِ (اور اللہ ہی کا بول) اسلام کی طرف دعوت هِيَ الْعُلْيَا (رہا اونچا) هِيَ ضمیر فاصل ہے۔ یعقوب نے کلمةَ اللّٰه نصب سے پڑھا عطف کی بناء پر اور رفع کی صورت میں جملہ مستانفہ ہے اور یہ بہتر وجہ ہے کیونکہ وہ اس وقت سے لے کر اب تک بلند ہے۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ (اور اللہ تعالیٰ زبردست) وہ اپنی مدد سے اہل حق کو عزت دیتا ہے۔ حَكِيْمٌ (حکمت والا ہے) اہل شرک کو اپنی حکمت سے ذلیل کرتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ

نکل کھڑے ہو ہلکے ہونے کی حالت میں اور بھاری ہونے کی حالت میں' اور اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا

تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ اگر قریب ہی میں سامان ملنے والا ہوتا اور سفر معمولی ہوتا تو

لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا

وہ آپ کے ساتھ ہو لیتے لیکن ان کو مسافت دور دراز نظر آئی اور وہ عنقریب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی

لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٤٢﴾ ع ١٢

تو ہم ضرور آپ کے ساتھ نکلتے۔ وہ اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں۔

## سامان (اسلحۂ اسباب) خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اللہ کی راہ میں نکلو:

آیت ۴۱: اِنْفِرُوْا خِفَافًا (اور تم نکل پڑو تھوڑے سامان سے) اس کی طرف نشاط سے جاؤ وَّثِقَالًا (زیادہ سامان سے) اس کے متعلق مشقت محسوس کرتے ہوئے۔ نمبر۲۔ خفاف جب تمہارے اہل وعیال تھوڑے ہوں اور ثقال اہل وعیال زیادہ ہوں۔ نمبر۳۔ کم مقدار میں اسلحہ ہو یا خوب اسلحہ ہو۔ نمبر۴۔ سوار اور پیدل نمبر۵۔ جوانی و بڑھاپے میں نمبر۶۔ کمزور اونٹوں پر اور موٹے تازے اونٹوں پر نمبر۷۔ صحت مندی اور مرض کی حالت میں۔

وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ (اور جہاد کرو اپنے مال اور جان سے) ان دونوں کے ساتھ جہاد ممکن ہو۔ تو دونوں کے ذریعہ۔ اور اگر ایک سے ممکن ہو تو ایک کے ساتھ جس طرح حالت وضرورت ہو۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ (اللہ کی راہ میں) جہاد خَيْرٌ لَّكُمْ (تمہارے لئے بہتر ہے) اس کے چھوڑنے سے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اگر تم یقین رکھتے ہو) اس کا بہتر ہونا تو پھر اسکی طرف سبقت کرو۔

آیت ۴۲: شَانِ نُزُوْل: جو منافقین غزوۂ تبوک میں پیچھے چھوڑ دیئے گئے ان کے متعلق اتری۔

## تذکرۂ تبوک اور بہانہ باز منافقین:

لَوْ كَانَ عَرَضًا (اگر وہ ہوتا سامان) دنیا کے جو منافع سامنے آئیں کہا جاتا ہے الدنیا عرض حاضر یا کل منه البر والفاجر۔ یعنی اگر ان کو غنیمت کی طرف دعوت دی جاتی۔ قَرِيْبًا (جلد ہاتھ لگنے والا) آسانی سے میسر ہونے والی۔ وَّ سَفَرًا قَاصِدًا (اور سفر بھی معمولی سا ہوتا) درمیانہ قریبی سفر، القاصد اور القصد معتدل کو کہتے ہیں۔ لَّا تَّبَعُوْكَ (تو یہ لوگ ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے) وہ نکلنے میں آپکی موافقت کرتے۔ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ (لیکن ان کو مسافت ہی دور دراز معلوم ہونے لگی) دور کی پُر مشقت مسافت وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ (یہ ابھی اللہ کی قسمیں کھا جائیں گے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے) یہ نبوت کے نشانات میں سے ہے کہ آئندہ پیش آنے والی بات کی خبر دی

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا

اللہ نے آپ کو معاف فرما دیا آپ نے ان کو کیوں اجازت دی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے

وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اور جب تک آپ جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے۔ آپ سے وہ لوگ اجازت نہیں مانگتے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں

اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا

کہ وہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اور اللہ متقیوں کو جانتا ہے۔ آپ سے

يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ

وہی لوگ اجازت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ

سو وہ اپنے شک میں حیران ہیں اور اگر وہ لوگ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لئے ضرور تیاری

عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

کرتے لیکن اللہ نے ان کے جانے کو پسند نہیں فرمایا سو ان کو روک دیا اور کہا گیا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

جو منافقین کی طرف سے لوٹنے کے وقت پیش آنے والی تھی۔ چنانچہ جیسا کہا اسی طرح پیش آیا۔ باللّٰہ، سَيَحْلِفُوْنَ کے متعلق ہے یا یہ بھی ان کے من جملہ کلام میں سے ہے۔ اور دونوں صورتوں میں قول مراد ہے یعنی سیحلفون المتخلفین عند رجوعك من غزوة تبوك معتذرین یقولون باللّٰہ لو استطعنا لخرجنا معكم ۔ مخلف لوگ آپ کو غزوہ تبوک سے رجوع کے وقت معذرت کرتے ہوئے قسمیں اٹھائیں گے۔ کہ اللہ کی قسم اگر ہم میں استطاعت ہوتی تو ضرور تمہارے ساتھ نکل کر جاتے۔

نمبر۲۔ سیحلفون باللّٰہ یقولون لو استطعنا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ کی قسمیں لو استطعنا کہتے ہوئے اٹھائیں گے اور لخرجنا کو جواب قسم کے قائم مقام لائے اور لو کے جواب میں بھی۔ اور استطاعت کا مطلب۔ تیاری کی استطاعت یا بدنی استطاعت گویا انہوں نے اپنے آپ کو بتکلف بیمار ظاہر کیا۔ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ (وہ لوگ اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں) یہ سیحلفون سے بدل ہے یا اس سے حال ہے۔ یعنی مهلكين انفسهم مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے نفوس کو جھوٹی قسموں سے ہلاک کرنے والے ہیں یا لخرجنا سے حال ہے یعنی ہم ضرور تمہارے ساتھ نکلتے خواہ ہماری جانیں گرمی میں جانے کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں اور ہمیں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا پڑتا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں) اس بات میں جو وہ کہتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## لطیف عتاب:

آیت ۴۳: عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ (اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا) یہ لغزش سے کنایہ ہے کیونکہ عفو اس کے بعد لائے۔ اور یہ لطیف عتاب ہے۔ خطاب میں عفو کو صدر کلام میں لائے۔ اس میں آپ ﷺ کی تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت ظاہر ہوتی ہے اس لئے کہ اور کسی پیغمبر کے لئے اس طرح مذکور نہیں۔

## آپ ان کو اجازت نہ دیتے تا کہ ان کا سچ جھوٹ سامنے آتا:

لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ (آپ نے ان کو اجازت کیوں دیدی تھی) یہ اس کا بیان ہے جس کو عفو کے ساتھ کنایۃً ذکر کیا گیا تھا۔ مطلب یہ ہے آپ کو کیا ہوا کہ آپ نے ان کو غزوہ سے بیٹھ رہنے کی اجازت دیدی جبکہ وہ آپ سے اجازت طلب کرنے آئے اور آپ کے سامنے اپنے بہانے پیش کئے۔ آپ نے اذن میں تاخیر کیوں نہ فرمائی؟ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ (جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے) آپ کے سامنے سچا معذور اور جھوٹا عذر خواہ واضح ہو جاتے۔ ایک قول یہ ہے کہ دو باتیں تھیں جنکا آپ کو حکم ابھی نہ ملا تھا مگر آپ نے ان کو کیا نمبر ا۔ منافقین کو اجازت نمبر ۲۔ فدیۂ اساریٰ بدر۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا۔

مَسْئَلَہ: انبیاء علیہم السلام کو اجتہاد جائز ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے یہ اجتہاد سے کیا۔ اور عتاب کی وجہ ترک افضل تھی۔ انبیاء علیہم السلام کو ترک افضل پر بھی عتاب کیا جاتا کیونکہ ان کے مراتب اعلیٰ ہوتے ہیں۔

## مؤمن پیچھے رہنے کی اجازت نہیں مانگتے:

آیت ۴۴: لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا (جو لوگ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپ سے اجازت نہیں مانگیں گے۔ جہاد کرنے میں) مسلمانوں کی یہ عادت نہیں کہ وہ جہاد سے اعراض کرتے ہوئے آپ سے اجازت طلب کریں۔ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ (اپنے مال اور جان کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے) ان کے لئے بہت بڑے ثواب کا وعدہ ہے۔

## طالبین اجازت منکرِ آخرت ہیں:

آیت ۴۵: اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (آپ سے وہ لوگ رخصت مانگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے) یعنی منافقین ان کی تعداد انتالیس ۳۹ تھی۔ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ (اور ان کے دِل شک میں پڑے ہوئے ہیں) ان کو اپنے دین میں اشتباہ ہے۔ اور اپنے عقیدہ میں وہ مضطرب ہیں۔ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ (پس وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں) وہ حیران ہیں کیونکہ تردد کا معنی شک وشبہ میں پڑنا۔ الثبات کا معنی دلیل سے کسی چیز کا ماننا۔

## اگر بول سچے ہیں تو کچھ تیاری کرتے:

آیت ۴۶: وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ (اگر وہ چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کا سامان درست کرتے) خروج یا جہاد کیلئے



BestUrduBooks.wordpress.com

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ

اگر وہ تم میں شامل ہو کر نکل جاتے تو زیادہ فساد کرنے کے سوا کچھ کام نہ کرتے اور تمہارے درمیان فتنہ پردازی کی فکر میں تیزی کے ساتھ

الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ

دوڑے پھرتے' اور تمہارے اندر وہ لوگ ہیں جو ان کے لئے جاسوسی کرنے والے ہیں اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے۔ وہ پہلے سے

ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ

فتنہ پردازی کی فکر میں لگے رہے ہیں اور آپ کے لئے کارروائیوں کا الٹ پھیر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آ گیا اور اللہ کا

اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ

حکم غالب ہوا حالانکہ ان کو ناگوار ہو رہا تھا اور ان میں ایسا شخص بھی ہے جو کہتا ہے کہ آپ مجھے اجازت دیجئے اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے

اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾

خبردار وہ فتنے میں پڑ چکے ہیں اور بلاشبہ جہنم کافروں کو گھیرنے والا ہے۔

عُدَّةً (کسی قدر) تیاری، کیونکہ وہ خوشحال تھے۔ لو ارادوا الخروج کیونکہ خروج اور غزوہ کیلئے تیاری کرنے کی نفی کا معنی دے رہا تھا۔ تو فرمایا: وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ (لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے جانے کو پسند نہیں کیا) انکا خروج کیلئے اٹھنا اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا۔ گویا اس طرح فرمایا ماخرجوا ولکن تشبطوا عن الخروج لکراھۃ انبعاثھم۔ وہ نہیں نکلے لیکن خروج سے باز رہے۔ کیونکہ وہ اٹھنا پسند نہیں کرتے۔ فَثَبَّطَهُمْ (اس لئے ان کو توفیق نہیں دی) پس ان کو سست کر دیا اور جانے کیلئے رغبت کمزور کر دی۔ التثبیط کسی معاملے سے بے رغبتی کرتے ہوئے رکنا۔ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا (اور یوں کہہ دیا گیا کہ تم یہاں بیٹھے رہو) انہوں نے ایک دوسرے کو کہا یا نمبر۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ناراض ہو کر کہا۔ نمبر۳۔ شیطان نے بطور وسوسہ کہا۔ مَعَ الْقٰعِدِيْنَ (اپاہج لوگوں کے ساتھ) اس میں ان کی مذمت ہے۔ اور ان کو عورتوں اور بچوں اور مزمن امراض والوں کے ساتھ شامل کیا گیا۔ جنکا کام ہی گھروں میں رہنا ہے۔

## منافقین کے نکلنے میں فتنہ پردازی کا نقصان ہے:

آیت ۴۷: لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ (اگر وہ لوگ تمہارے ساتھ شامل ہو جاتے تو نہ اضافہ کرتے) تمہارے ساتھ نکل کر اِلَّا خَبَالًا (مگر شر و فساد)

نَحْو: نمبر۱ یہ استثناء متصل ہے۔ کیونکہ معنی یہ ہے۔ وہ اور کسی چیز میں اضافہ نہ کرتے سوائے فساد کے۔ نمبر۲۔ استثناء منقطع یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے کہ مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کی جنس الگ ہو جیسا کہتے ہیں ما زادو کم خیراً الا خبالاً وہ تمہاری بھلائی میں اضافہ نہ کریں گے مگر فساد کا۔ اس کلام میں مستثنیٰ منہ مذکور نہیں ہے۔ جب مذکور نہ ہو۔ تو اس وقت استثناء کسی بھی چیز سے ہوتا ہے۔ پس استثناء متصل ہے۔ کیونکہ خبال اس کا بعض حصہ ہے۔ وَّلَا اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ (تو وہ تمہارے درمیان دوڑے دوڑے پھرتے) وہ تمہارے درمیان لڑائی جھگڑے اور چغل خوری کی کوشش کرتے اور باہمی معاملات کو بگاڑتے۔ کہا جاتا ہے وضع البعیر و ضعًا جبکہ اونٹ تیز چلے اور اوضعتہ انا مطلب یہ ہے کہ تمہارے درمیان اپنی سواریاں دوڑاتے اور اس سے مراد چغل خوری میں تیزی کرنا ہے۔ کیونکہ سوار پیدل سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔

رسم الخط: ولا اوضعوا الف زائدہ کے ساتھ۔ عربی خط سے قبل فتحہ کو الف کی صورت میں لکھا جاتا تھا اور عربی رسم الخط نزول قرآن کے قریبی زمانہ میں ایجاد ہوا۔ اور طبائع میں اس الف کا اثر باقی تھا۔ پس انہوں نے ہمزہ کو الف کی صورت میں لکھ دیا۔ اور دوسرے الف سے اس کو فتحہ دیا اور اس کی دوسری نظیر اَوْلَا اَذْبَحَنَّهٗ (النمل: پ/۲۱) ہے۔

يَبْغُوْنَكُمُ (تمہارے درمیان) یہ اوضعوا کی ضمیر سے حال ہے۔ الْفِتْنَةَ (فتنہ پردازی کی فکر میں) وہ خواہش مند ہیں کہ تمہیں فتنے میں مبتلا کریں اس طرح کہ تمہارے درمیان اختلاف ڈالیں اور غزوہ کے متعلق تمہاری نیات میں بگاڑ وفساد پیدا کر دیں۔ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ (اور تم میں ان کے کچھ جاسوس موجود ہیں) جاسوس ہیں جو تمہاری باتیں سن کر ان کو منتقل کرتے ہیں۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو خوب سمجھے گا) مراد منافقین کو۔

## منافقین کی ایک بڑی سازش:

آیت ۴۸: لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ (انہوں نے فتنہ پردازی کی فکر کی تھی) نمبر ا۔ لوگوں کو منع کر کے۔ نمبر ۲۔ تبوک سے واپسی پر گھاٹی کی رات آپ پر اچانک حملہ کرنا چاہا۔ نمبر ۳۔ احد کے دن واپس لوٹ کر۔ مِنْ قَبْلُ (اس سے پہلے) غزوۂ تبوک سے پہلے وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ (اور آپ کے لئے کارروائیوں کی الٹ پھیر کرتے ہی رہے) آپ کے متعلق مختلف حیلے بہانے کئے اور آپ کا معاملہ خراب کرنے کیلئے اپنی آراء سے دامن تزویر پھیلایا۔ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ (یہاں تک کہ سچا وعدہ آگیا) وہ آپ کی تائید و مدد ہے۔ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ (اور اللہ کا حکم غالب رہا) اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہوا اور شریعت کا جھنڈا لہرانے لگا۔ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ (اور ان کو ناگوار ہی گزرتا رہا) ان کی ناپسندیدگی کے باوجود۔

## بعض منافقین کا عذر بر تر از گناہ:

آیت ۴۹: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ (ان میں بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھ کو اجازت دے دو اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالو) تو مجھے فتنہ میں نہ ڈال۔ یعنی گناہ میں۔ اس طرح کہ تم مجھے اجازت دے دو تا کہ تیری اجازت کے بغیر پیچھے رہ جانے سے میں گناہ میں مبتلا نہ جاؤں۔ نمبر ۲۔ تم مجھے ہلاکت میں مت ڈالو کیونکہ میرے چلے جانے سے میرے مال واہل ہلاک ہو جائیں گے۔

ایک قول یہ ہے کہ جد بن قیس منافق نے یہ بات کہی۔ کہنے لگا انصار کو معلوم ہے کہ میں عورتوں کا بڑا شوق مند ہوں۔ تم



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا

اگر آپ کو اچھی حالت پیش آ جائے تو انہیں بری لگتی ہے، اور اگر آپ کو کوئی مصیبت پہنچ جائے تو یوں کہتے ہیں کہ ہم نے تو پہلے ہی

أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَهُمْ فَرِحُونَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ

اپنا کام سنبھال لیا تھا اور پشت پھیر کر خوش ہوتے ہوئے چل دیتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کے علاوہ ہمیں تکلیف نہ پہنچے گی جو اللہ نے

اللَّهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ

ہمارے لئے لکھ دی ہے وہ ہمارا کارساز ہے اور ایمان والے اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔ آپ فرما دیجئے کہ

تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۖ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمُ

تم ہمارے بارے میں یہی انتظار کرتے ہو کہ ہمیں دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی مل جائے اور ہم تمہارے بارے میں یہ انتظار کرتے ہیں کہ اللہ تم پر

اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا ۖ فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ﴿۵۲﴾

اپنے پاس سے کوئی عذاب بھیج دے یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب دے دے، سو تم انتظار کرو بلاشبہ ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہیں

رومیوں کی عورتوں میں لے جا کر مجھے فتنہ میں نہ ڈالو۔ کہیں ان کے عشق میں نہ مبتلا ہو جاؤں۔ البتہ مال سے معاونت کر سکتا ہوں۔ مجھے یہیں رہنے دیں۔ اَلَا فِی الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا (خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے) فتنہ تو اصل وہی ہے جس میں وہ مبتلا ہیں اور وہ جہاد سے تخلف ہے۔ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ (اور یقیناً دوزخ ان کافروں کو گھیرے گی) ابھی کیونکہ احاطہ کے اسباب ان میں موجود ہیں۔ نمبر۲۔ قیامت کے دن ان کو گھیرے گی۔

## منافقین بیدار مغزی کے چیمپین:

آیت ۵۰: اِنْ تُصِبْكَ (اگر آپ کو پیش آتی ہے) بعض غزوات میں حَسَنَةٌ (کوئی اچھی حالت) کامیابی اور غنیمت تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ (تو وہ ان کے لئے باعث غم ہوتی ہے۔ اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آ پڑتا ہے) تکلیف اور بعض غزوات میں سختی جیسا احد کے دن ہوا۔ يَقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا (تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کر چکے تھے) وہ احتیاط، بیدار مغزی اور محتاط عمل جس کی ہم نشاندہی کرتے تھے۔ مِنْ قَبْلُ (پہلے سے) اس واقعہ سے پہلے۔ وَيَتَوَلَّوْا (اور وہ چلے جاتے ہیں) وہ واقعہ کے مقام سے اپنے اہل کی طرف لوٹتے ہیں۔ وَّهُمْ فَرِحُوْنَ (خوش ہوتے ہوئے) وہ خوش و خرم ہیں۔

آیت ۵۱: قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا (آپ فرما دیں ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے) جو خیر و شر تقدیر میں تھا۔ هُوَ مَوْلٰىنَا (وہ ہمارا مالک ہے) جو ہمارا نگہبان ہے اور ہم اس کی راہ میں چلنے والے ہیں۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (سب مسلمانوں کو اپنے سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد کرنے چاہئیں) مومنوں کا حق یہی ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا

آپ فرما دیجئے کہ تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے ہرگز تم سے قبول نہ کیا جائے گا' بلاشبہ تم نافرمان لوگ ہو اور ان کے

مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا

صدقات قبول کئے جانے سے کوئی چیز اس کے سوا مانع نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا' اور یہ لوگ

يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

نماز نہیں پڑھتے مگر سستی کے ساتھ اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى

سو آپ کو ان کے مال اور ان کی اولاد تعجب میں نہ ڈالیں' اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں دنیا والی زندگی میں ان چیزوں کے ذریعہ

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ

عذاب دے اور یہ کہ ان کی جانیں اس حال میں نکل جائیں کہ کفر کی حالت میں ہوں۔ وہ لوگ قسم کھاتے ہیں کہ بلاشبہ وہ تم میں سے ہیں

وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا

حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں' لیکن وہ ایسے لوگ ہیں جو ڈرتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی پناہ کی جگہ یا کوئی غار مل جائے یا گھس بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ حاصل ہو جائے

لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾

تو پیٹھ پھیر کر جلدی سے اسی کی طرف دوڑتے چلے جائیں۔

کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی پر بھروسہ نہ کریں۔

## دو دو باتوں کے منتظر مؤمن مدد الٰہی و شہادت کے اور کافر عذاب اور کفر پر قتل کے:

آیت ۵۲: قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ (آپ فرما دیں تم تو ہمارے بارے میں منتظر رہتے ہو) ہمارے متعلق منتظر ہو۔ اِلَّاۤ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ (مگر دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو) وہ مدد الٰہی اور شہادت ہے۔ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ (اور ہم تمہارے بارے میں اس کے منتظر رہا کرتے ہیں) دو میں سے ایک برائی کے حاصل ہونے کے یا تو اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ (کہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا اپنی طرف سے) وہ آسمان سے اترنے والا عذاب جیسا عاد و ثمود پر اترا۔ اَوْ بِاَيْدِيْنَا (یا ہمارے ہاتھ سے) عذاب، کفر میں قتل کیا جانا۔ فَتَرَبَّصُوْۤا (پس تم انتظار کرو) تم ہمارے بارے میں منتظر رہو۔ جب ہم نے ذکر کر دیا۔ اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ (ہم تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں) کہ تمہارا انجام کیا ہوتا ہے۔

آیت ۵۳: قُلْ اَنْفِقُوْا (آپ فرما دیں تم خرچ کرو) نیکی کے راستہ میں طَوْعًا اَوْ كَرْهًا (خوشی و ناخوشی) پسند و ناپسند۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔
قراءت: حمزہ، علی نے کُرْهًا۔ کاف کی پیش سے پڑھا ہے۔ یہ امر ہے جو خبر کے معنی میں ہے۔

## تمہاری کوئی بات قابل قبول نہیں:

مطلب یہ ہے۔ لَنْ يُّتَقَبَّلَ مِنكُمْ (تم سے کسی طرح قبول نہ ہوگا) ای انفقتم طوعًا او کرھا تم پسند و ناپسند جس صورت میں بھی خرچ کرو ہرگز قابل قبول نہ ہوگا۔ اور دوسری آیت میں اسی طرح فرمایا۔ استغفر لھم او لاتستغفر لھم (التوبہ: ۸۰) ان کے حق میں استغفار کرنا نہ کرنا برابر ہے۔
اور ایک شاعر کا یہ قول

اَبینی بنا او احسنی لا ملومةً ☆ لدینا ولا مقلیّة ان تقلّت

ہم تمہیں ملامت نہ کریں گے تو ہمارے ساتھ بدسلوکی کرے یا احسان سے پیش آئے اور اس کا عکس بھی جائز ہے جیسا اس قول میں۔ رحم الله زیدًا اور اس کا معنی ان کی بات قبول نہ کرنا ہے۔ کہ آپ ﷺ ان کی بات قبول نہ کریں۔ بلکہ رد کر دیں۔ یا اللہ اس کو ثواب و بہتری نہ دے (گویا بددعا ہے) طوعًا کا مطلب اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لازم کرنے کے بغیر۔ کرھًا کا مطلب لازم کرنے والے ہیں۔ الزام کو اکراہ اسلئے کہا کیونکہ وہ منافق تھے۔ انکا الزام انفاق تھا جو اکراہ کی طرح ان پر بھاری تھا۔ اِنَّکُمْ (بلاشبہ تم) انفاق کو رد کرنے کی علت ذکر کی۔ کُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (بلاشبہ تم عدولی حکم کرنے والے لوگ ہو) سرکشی کرنے والے اور حدود کو توڑنے والے۔

## صدقہ قبول نہ کرنے کی وجہ کفر ہے:

آیت ۵۴: وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ (اور ان کے خیر خیرات قبول ہونے میں اور کوئی چیز مانع نہیں) حمزہ و علی نے يُقْبَلَ یا سے پڑھا ہے۔ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا (مگر یہ کہ انہوں نے کفر کیا) منع کا فاعل ھم ہے۔ اور ان تقبل مفعول ہے۔ مطلب یہ ہے ان کے نفقات کو قبول نہ کرنے کی وجہ انکا کفر ہے۔ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى (اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اور وہ نماز نہیں پڑھتے مگر ناگواری سے) کسالیٰ جمع کسلان اور وہ ناپسندیدگی سے خرچ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے طالب نہیں ہیں۔ نکتہ: پہلی آیت میں طوعا سے ان کی تعریف کی گئی اور یہاں اس کی نفی کر دی۔ کیونکہ طوع سے مراد یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لازم کرنے کے بغیر اس کو خرچ کرتے ہیں۔ یا اپنے رؤسا کی مرضی کے بغیر اور یہ اطاعت بھی اضطراری ہے رغبت و اختیار سے قطعاً نہیں۔ وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ (اور خرچ نہیں کرتے مگر ناپسندیدگی کے ساتھ)

## منافقین کے لئے ان کے اموال باعثِ عذاب ہیں:

آیت ۵۵: فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (پس ان کے مال اور


BestUrduBooks.wordpress.com

اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ تعالیٰ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے ان کو دنیوی زندگی میں عذاب میں گرفتار رکھے )الا عجاب بالشیء۔ کسی چیز پر رضامندی والی خوشی ہو اور اس کے حسن پر تعجب ہو۔ مطلب یہ ہے کہ۔ نمبر ا۔ ان کو جو دنیا کی زینت ملی ہے اس کو مستحسن مت قرار دو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو کچھ دیا ہے اس سے ان کو مصائب کے ساتھ سزا دینا مقصود ہے۔ نمبر ۲۔ یا خیر کے راستوں پر خرچ کروا کر جبکہ اندرونی طور پر یہ نہیں چاہتے۔ نمبر ۳۔ ان کے اموال لوٹ کر اور ان کی اولاد کو قید کر کے۔ نمبر ۴۔ مال کو جمع کر کے۔ اس سے محبت کر کے اور اس کے متعلق بخل اختیار کر کے اور اس پر خوف ڈال کر ان کو عذاب دیا۔

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (اور ان کی جانیں کفر ہی کی حالت میں نکل جائیں) ان کی روحیں نکلتے وقت، الزھوق مشقت سے نکلنا۔ نکتہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بندے کیلئے اصلح اللہ تعالیٰ پر لازم والا معتزلہ کا عقیدہ باطل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اطلاع دی ہے کہ منافقین کو مال و اولاد تعذیب اور اماتت علی الکفر کیلئے دیا ہے۔ معاصی بھی اس کے ارادہ سے ہوتے ہیں کیونکہ ارادہ عذاب خود اس چیز کا ارادہ ہے جس پر اسے سزا دی جا رہی ہے۔ اسی طرح کفر پر مارنے کا ارادہ۔

## منافقین کا دعویٰ مسلمانی ڈر کی وجہ سے:

آیت ۵۶: وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ (یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں) وہ من جملہ مسلمانوں میں سے ہیں وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ (حالانکہ وہ تم میں سے نہیں لیکن وہ ڈرپوک لوگ ہیں) وہ قتل سے ڈرتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں جو مشرکین سے کیا جانے والا ہے۔ پس تقیہ کے طور پر اسلام کو ظاہر کرتے ہیں۔

## وہ پناہ گاہ کے متلاشی ہیں:

آیت ۵۷: لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً (اگر ان لوگوں کو کوئی پناہ کی جگہ مل جاتی) بچنے کیلئے پناہ کی جگہ خواہ پہاڑ کی چوٹی ہو یا قلعہ یا جزیرہ۔ اَوْ مَغٰرٰتٍ (یا غار) غاریں اَوْ مُدَّخَلًا (یا کوئی گھس بیٹھنے کی جگہ) سرنگ جس میں گھس سکیں۔ یہ دخل باب سے مفتعل کا وزن ہے۔ لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ (تو یہ ضرور اس کی طرف تیزی سے چل دیتے) وہ ضرور اس کی طرف متوجہ ہونگے۔ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ (اس حال میں کہ منہ اٹھائے ہوئے) وہ اتنی تیزی سے اس کی طرف جائیں گے کہ کوئی چیز ان کو واپس نہ کر سکے گی یہ الفرس الجموح منہ زور گھوڑے سے لیا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ

اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں' سو اگر ان میں سے ان کو دے دیا جائے تو راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان میں سے نہ دیا جائے

اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا

تو اسی وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں' اور ان کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ اس پر راضی ہوں جو اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے انہیں دیا اور وہ یوں کہیں

ع ۷ ۱۷ ۱۳

حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع

کہ اللہ ہمیں کافی ہے۔ عنقریب اللہ ہمیں اپنے فضل سے عطا فرمائے گا اور اس کا رسول ﷺ بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي

صدقات صرف فقراء کے لئے اور مساکین کے لئے اور ان کارکنوں کے لئے ہیں جو صدقات پر متعین ہیں اور ان لوگوں کے لئے جن کی دلجوئی کرنا منظور ہو اور

الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

گردنوں کے چھڑانے میں' اور قرض داروں کے قرضہ میں اور اللہ کے راستہ میں' اور مسافروں کے لئے ہیں یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے اور اللہ علیم ہے اور حکیم ہے۔

## صدقات میں طعنہ زنی:

آیت ۵۸: وَمِنْهُمْ (اور ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں) منافقین میں سے مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ (جو صدقات کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں) صدقات کی تقسیم میں آپ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ (پس اگر ان صدقات میں سے ان کو مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان کو نہیں ملتا تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں) اِذَا، مفاجات کیلئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو نہ ملے تو اچانک ناراض ہو جاتے ہیں۔ منافقین کی یہ حالت بیان کی کہ ان کی ناراضگی یا رضامندی ذاتی ہے۔ دینی نہیں اور نہ ہی اہل اسلام کیلئے ہے۔

آپ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقعہ پر اہل مکہ کی دلجوئی کیلئے ان کو غنائم میں سے کثرت سے مال عنایت فرمایا۔ اس پر منافقین کو تنگی اور اکتاہٹ محسوس ہوئی۔

## ان کو تقسیم رسول دِل سے پسند کرنی چاہیے:

آیت ۵۹: وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ (اور اگر وہ اس پر راضی رہتے جو کچھ ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور یوں کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے اور آئندہ اللہ اپنے فضل سے ہم کو اور دیگا اور اس کے رسول دینگے ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں) لَوْ، کا جواب محذوف



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے: ولو انهم رضوا لكان خيراً لهم۔مطلب یہ ہے اگر وہ اس مال غنیمت پر راضی ہو جاتے جو اللہ کے رسول نے ان کو دیا اور دل سے پسند کرتے خواہ انکا حصہ قلیل ہی کیوں نہ ہو بلکہ وہ اس طرح کہتے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمارے لئے کفایت کرنے والا ہے۔اور اس کی مرضی ہمارے لئے کافی ہے اور جو ہمیں تقسیم کر کے دے دیا۔وہ مناسب ہے۔عنقریب اللہ تعالیٰ اور مال غنیمت ہمیں عنایت فرمادیں گے اور اس کا رسول ﷺ اس سے بڑھ کر عنایت فرمائے گا جتنا آج ہمیں ملا۔ بیشک ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں اس بات میں کہ وہ اپنے فضل سے ہمیں غنیمت عنایت فرمائے گا۔

اگلی آیت میں مال صدقات کو خرچ کرنے کے مواقع ذکر فرمادیئے۔

## مواقع صدقات کی تفصیل:

آیت ۶۰: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ (صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا) اللہ تعالیٰ نے جنس صدقات کو ان محدود اقسام پر خرچ کرنے کا حکم فرمایا کہ یہ افراد اس کے ساتھ خاص ہیں۔ان کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نہ جائیں گے گویا اس طرح فرمایا۔انما هی لهم لا لغيرهم ۔یہ انہی کے لئے ہیں نہ کہ اوروں کیلئے۔جیسا کہا جاتا ہے انما الخلافة لقريش اس سے مراد ان سے تجاوز نہ کرے گی اور نہ غیر کو ملے گی۔

البتہ یہ احتمال ہے کہ تمام اصناف میں خرچ کیا جائے یا بعض اصناف میں خرچ کر دینا کافی ہے۔جیسا کہ احناف کا قول ہے۔ حضرت حذیفہ۔ابن عباس وغیرہما صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے مروی ہے۔جس قسم میں بھی تم نے خرچ کر دیا تمہارے لئے کافی ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تمام اصناف میں صرف کرنا ضروری ہے۔اور یہ عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

فقیر وہ ہے جو سوال نہ کرے کیونکہ اس کے پاس اپنی موجودہ حالت کیلئے کافی ہے۔

مسکین وہ ہے جو سوال کرے کیونکہ اس کے پاس کچھ نہیں یہ پہلے سے حالت میں کمزور تر ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے برعکس تعریف ہے۔

وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا (اور وہ کارکن جو ان صدقات پر متعین ہیں) وہ لوگ جو صدقات کے جمع کرنے پر مامور ہوں۔ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ (اور ان لوگوں کے لئے جن کی دل جوئی منظور ہو) اشراف عرب جن کے دلوں کی تالیف کیلئے تا کہ اسلام لے آئیں یا جو اسلام لے آئے ہیں وہ اس پر پختہ ہو جائیں۔آپ ﷺ نے ان کو عنایت فرمایا۔وَفِی الرِّقَابِ (اور غلاموں کی گردنیں چھڑانے کے لئے) وہ مکاتب جن کو بدل کتابت کی ادائیگی کیلئے رقم درکار ہے تا کہ وہ آزاد ہو جائیں۔وَالْغٰرِمِيْنَ (اور قرض داروں کے قرضہ کیلئے) جو قرض میں دبے ہوئے ہیں۔وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اور اللہ کی راہ میں) فقراء غازی یا وہ حاجی جو راستہ میں لٹ پٹ جائیں۔وَابْنِ السَّبِيْلِ (اور مسافروں کیلئے) وہ مسافر جو اپنے مال سے دور پڑا ہے۔

**نکتہ**: آخری چار میں لام کی بجائے فی لایا گیا ہے۔تا کہ یہ بتلایا جائے کہ یہ لوگ پہلے لوگوں کی نسبت صدقہ کے زیادہ مستحق ہیں۔فی ظرفیت کے لئے ہے۔اس پر دینے والوں کو متنبہ کیا کہ یہ ایسے برتن ہیں جو اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان میں صدقہ ڈالا جائے اور صدقہ کا مقام ان کو قرار دیا جائے۔اور فی کو فی سبیل اللہ اور ابن سبیل میں دوبارہ لا کر اشارہ کر دیا کہ ان کو رقاب اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ

اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو نبی کو تکلیف دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بس وہ تو کان ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ وہ تمہارے لئے خیر کا کان ہیں وہ ایمان

بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۚ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

لاتے ہیں اور اللہ پر یقین کرتے ہیں مومنین کی بات کا اور وہ ان لوگوں کے لئے رحمت ہیں جو تم میں سے مومن ہیں' اور جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو

رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦١﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ

تکلیف دیتے ہیں۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ لوگ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ

وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ

اور اس کا رسول ﷺ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں راضی کریں اگر یہ لوگ مومن ہیں' کیا ان لوگوں نے اس بات کو نہیں جانا کہ جو

يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٣﴾

شخص اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے اس کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ یہ بڑی رسوائی ہے۔

غارمین کے مقابلہ میں ترجیح وفضل حاصل ہے ان کو صدقہ دو۔ منافقین کے تذکرہ کے دوران۔ اس آیت کو لا کر یہ دلالت کرنا مقصود ہے کہ مصارف صدقات یہی ہیں۔ اور نہیں، اور جب منافقین ان میں سے کسی قسم میں داخل نہیں۔ تو ان کو صدقات سے طمع ہٹا لینی چاہیے جب وہ صدقات کا مصرف نہیں تو ان کو اس مال سے کیا اور مال کو ان سے کیا تعلق۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ اس مال پر مسلط کرے ان کو اس پر اعتراض کرنے کا قطعاً کوئی حق نہیں ہے۔ مؤلفۃ القلوب کا حصہ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ابتداء میں اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ساقط مانا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت عنایت فرمائی اور اس بات سے مستغنی و بے نیاز کر دیا۔

**قاعدہ**: جب حکم کسی خاص مقصد کی وجہ سے لگا ہو تو اس مقصد کے حاصل ہونے اور ختم ہونے سے خود اٹھ جائے گا۔

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ (یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے) یہ فریضة کا لفظ مصدر مؤکد کے معنی میں ہے۔ کیونکہ انما الصدقات کا معنی فرض الله الصدقات لهم۔ اب فریضة اسی کا مصدر لایا گیا۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ (اور اللہ بڑے علم والے) مصلحت کو حَكِيْمٌ (بڑی حکمت والے ہیں) تقسیم میں حکمت والے ہیں۔

## پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہہ کر ایذا دینے والے کہ یہ ''کان'' ہے:

آیت ۶۱: وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ (اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں آپ تو ہر بات کان دے کر سن لیتے ہیں) الاذن سے مراد ایسا آدمی جو ہر سنی سنائی بات کی تصدیق کر دے۔ اور ہر ایک کی بات کو قبول کر لے اور اس ظاہری عضو کو بولتے ہیں جو سننے کا آلہ ہے۔ گویا کہ یہ آدمی صرف کان ہی کان ہے۔ دراصل اس سے



BestUrduBooks.wordpress.com

آپ کو تکلیف دینا مقصود تھا۔ اس سے وہ آپکی مذمت کرنا چاہتے تھے کہ آپ عقل وقلب کے اعتبار سے فرزانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کا وہ مطلب بیان فرمایا جس میں آپکی مدح اور ثناء تھی۔ (اور منافقین کے مقصد کی کنایۃً مذمت کردی) قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ (آپ فرمادیں وہ نبی کان لگا کر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے) یہ اسی طرح ہے جیسا محاورہ ہے رجل صدق مراد اس سے اس کی کثرت جود وصلاح ہے گویا کہ خود مجسمۂ صدق بن گیا۔ اس طرح ان کو فرمایا ہاں وہ کان ہیں لیکن وہ بہت خوب کان ہیں اور یہ مطلب بھی درست ہے وہ خیر وحق میں کان ہیں۔ اور اس میں جس کا سننا اور قبول کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ وہ کسی بات میں کان نہیں ان کو بری بات سننا گوارا ہی نہیں۔ پھر خیر کے کان ہونے کی خود تفسیر فرمائی۔

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ (کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں) وہ اللہ تعالیٰ کی بات مانتے ہیں جس پر اس کی طرف سے دلائل قائم ہیں۔

وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (اور مومنین پر اعتماد کرتے ہیں) اور مخلص مؤمن مہاجرین وانصار کی بات کو قبول کرنے والے ہیں۔

فرق: ایمان باللہ کو با کے صلہ سے ذکر کیا اور کیونکہ اس سے وہ تصدیق مراد تھی جو کفر کی ضد ہے اور مؤمنین کیلئے لام کو استعمال کیا کیونکہ اس سے مقصود ان کی باتوں کا سننا ہے۔ اور جو وہ کہیں اس کو تسلیم کرنا۔ اور جو وہ کہیں اس میں ان کو سچا جاننا کیونکہ وہ سچے ہیں۔ یہ مراد ہے دوسرے ارشاد میں ہے وما انت بمؤمن لنا (یوسف:۱۷) با سے یہ خبر کس طرح دی جاسکتی ہے۔

وَرَحْمَةٌ (اور مہربانی کرتے ہیں) اس کو اذن پر عطف کیا۔

قراءت: حمزہ نے ورحمةٍ کسرہ سے پڑھا اور خیر پر عطف کیا ہے۔ یعنی وہ خیر کا کان ہیں۔ اور رحمت کا کان ہیں ان دو کے علاوہ وہ اور کچھ نہیں سنتے اور نہ قبول کرتے ہیں۔

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (ان لوگوں کے حق میں جو تم میں سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں) یعنی وہ رحمت ہیں ان لوگوں کیلئے جو تم میں ایمان لانے والے ہیں یعنی ایمان کو ظاہر کرنے والے ہیں۔ اے منافقو! وہ تو تمہارا ظاہری ایمان قبول کرنے والے ہیں۔ تمہارے اسرار کو نہیں کھولتے اور نہ تم سے وہ سلوک کرتے ہیں جو مشرکین سے کیا جاتا ہے۔ نمبر۲۔ وہ ایمان والوں کے لیے رحمت ہیں اس طرح کہ ان کو کفر سے نکال کر ایمان کی طرف لائے۔ اور آخرت میں ان کی شفاعت اسی دنیا میں قبول کیے ہوئے ایمان کی وجہ سے ہوگی۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذائیں پہنچاتے ہیں ان کے لئے دردناک سزا ہوگی) دونوں جہانوں میں۔

## مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے قسمیں کھانا' حالانکہ اللہ اور رسول کو راضی کرنا چاہئے:

آیت ۶۲: يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ (وہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کرلیں) اس میں مسلمانوں کو خطاب فرمایا۔ منافقین طعنہ زنی کرتے یا جہاد سے تخلف اختیار کرتے پھر معذرت کیلئے آجاتے اور پکی قسمیں اٹھا کر معذرتیں پیش کرتے اور مسلمانوں کو راضی کرتے اس میں انہیں فرمایا۔

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو ان کو راضی کریں) یعنی اگر تم اپنے زعم وخیال کے مطابق مؤمن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کو اطاعت ووفاداری سے



BestUrduBooks.wordpress.com

يَحۡذَرُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ اَنۡ تُنَزَّلَ عَلَيۡهِمۡ سُوۡرَةٌ تُنَبِّئُهُمۡ بِمَا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ‌ؕ قُلِ

منافقین اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان کے بارے میں کوئی ایسی سورت نازل نہ ہو جائے جو ان باتوں کو بتادے جو ان کے دلوں میں ہیں آپ فرما دیجئے

اسۡتَهۡزِءُوۡا‌ ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخۡرِجٌ مَّا تَحۡذَرُوۡنَ ۞۶۴ وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا

کہ تم مذاق بنا لو۔ بلاشبہ اللہ اس چیز کو ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈرتے ہو' اور اگر آپ ان سے سوال کریں گے تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم تو بس

نَخُوۡضُ وَنَلۡعَبُ‌ ؕ قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۞۶۵ لَا تَعۡتَذِرُوۡا

یونہی باتوں میں مشغول تھے اور دل لگی کر رہے تھے۔ آپ فرما دیجئے کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہنسی کرتے تھے۔ عذر

قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ‌ ؕ اِنۡ نَّعۡفُ عَنۡ طَآئِفَةٍ مِّنۡكُمۡ نُـعَذِّبۡ طَآئِفَةًۢ

بیان نہ کرو۔ تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے' اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کر دیں گے تو دوسری جماعت کو ہم عذاب دیں گے

بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ۞۶۶ ع ۸ ۱۴

اس وجہ سے کہ وہ مجرم تھے۔

کرنا تمہارا فرض ہے۔ ہٗ کی ضمیر واحد لا کر بتلا دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی ایک چیز ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔ جیسا کہا جاتا ہے احسان زید واجماله نعشنی ۔ اب احسان واجمال ایک شئی ہی ہے۔

نمبر۲۔ واللّٰہ احق ان یرضوہ ورسولہ احق ان یرضوہ اللہ تعالیٰ اس بات کے حق دار ہیں کہ اس کو راضی کیا جائے اور اس کا رسول بھی اس بات کا حقدار ہے کہ اس کو راضی کیا جائے۔

## اللہ و رسول کا مخالف جہنمی ہے:

آیت ۶۳: اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّهٗ (کیا ان کو معلوم نہیں کہ شان یہ ہے) معاملہ اور شان یہ ہے مَنۡ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ (جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا) مخالفت میں جو حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ یہ حادد، مفاعلہ کے وزن پر ہے۔ یہ الحد سے بنا ہے۔ جیسا الشق سے المشاقہ فَاَنَّ لَهٗ (تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کیلئے) اس کی خبر محذوف ہے۔ یعنی فحق اَنَّ لَهٗ پس واقعہ یہ ہے کہ اسی کے لئے نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيۡهَا ذٰلِكَ الۡخِزۡىُ الۡعَظِيۡمُ (دوزخ کی آگ ہے اس میں وہ ہمیشہ رہے گا یہ بہت بڑی رسوائی ہے)

## منافقین کو اپنے متعلق سورت اُترنے کا خطرہ:

آیت ۶۴: يَحۡذَرُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ (منافق اس سے اندیشہ کرتے ہیں) یہ خبر ہے جو امر کا معنی دیتی ہے ای لیحذر المنافقون۔



BestUrduBooks.wordpress.com

منافقین کو ڈرنا چاہیئے۔ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَیْھِمْ سُوْرَۃٌ (کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت اتار دی جائے) مکی و بصری قراء نے تُنْزِلَ تخفیف سے پڑھا ہے۔ تُنَبِّئُھُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ (جوان کو منافقین کے دل کی بات پر مطلع کر دے) کفر اور منافقت۔ نمبرا۔اس میں ضمیریں منافقین کی طرف لوٹتی ہیں جب سورت ان کے متعلق نازل ہوتی ہے تو گویا ان پر اترتی ہے اس کی دلیل یہ آیت ہے قل استھزءُ وا ۔ یہ استہزاء کرنے والے منافقین ہی تھے۔ نمبر۲۔ پہلی دونوں ایمان والوں کی طرف اور تیسری منافقین کی طرف اور یہ درست ہے کیونکہ معنی اس کی طرف لے جاتا ہے۔

## امرِ تہدیدی:

قُلِ اسْتَھْزِءُ وْا (آپ فرمادیں کہ اچھا تم استہزاء کرتے رہو) یہ امر تہدید کیلئے ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ (بے شک اللہ اس چیز کو ظاہر کر کے رہے گا جس کا تم اندیشہ کرتے تھے) اس کو ظاہر کرنے والے ہیں جس سے تم ڈر رہے ہو۔ یعنی تمہیں اپنے نفاق کے ظاہر ہونے کا ڈر ہے۔ چنانچہ منافقین ہر وقت اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں استہزاء کرنے پر محسوس کرتے کہ کہیں وحی نازل ہو کر ان کی رسوائی نہ کر دے۔ یہاں تک کہ بعض کہنے لگے کہ مجھے تو یہ پسند ہے۔ کہ سامنے لاکر سو کوڑے مار لئے جائیں مگر کوئی رسوا کن چیز ہمارے بارے میں نہ اترنے پائے۔

## استہزاء پر استفسار اور خوش طبعی کا بہانہ کر دیا:

آیت ۶۵ : وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ (اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو ضرور کہہ دیں گے ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے) رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ منافقین کی ایک جماعت آپ سے آگے آگے چل رہی تھی۔ وہ آپس میں کہنے لگے اس شخص کو دیکھو شام کے قلعے اور محلات فتح کرنا چاہتا ہے یہ بعید، بہت بعید ہے کہ یہ امید پوری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ کو مطلع کر دیا آپ نے فرمایا احبسوا علی الرکب ان سوار وں کو روک کر میرے پاس لاؤ۔ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا تم نے یہ، یہ بات کی ہے۔ اس پر کہنے لگے۔ یا نبی اللہ! ہم آپ کے متعلق یا آپ کے اصحاب کے متعلق کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ ہم ایسی بات میں مصروف تھے۔ جس سے سفر کی مشقت وصعوبت کم ہو۔ یعنی اگر آپ ان سے پوچھیں تم نے یہ کیوں کر کہا۔ تو ضرور یہ جواب دیں گے ہم تو ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ آپ ان کو فرمادیں۔

## کیا منافقین کو ہنسی مذاق کے لئے اللہ ورسول ہی ملا ہے:

قُلْ اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَھْزِءُ وْنَ (آپ کہہ دیں کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے) نمبرا۔ان کی معذرت کی کوئی پرواہ نہ کی کیونکہ وہ جھوٹ بول رہے تھے۔ پس ان کو اپنے استہزاء کا گویا معترف قرار دیا گیا۔ (کہ استہزاء کا تو تمہیں اعتراف ہے اور اب موقعہ جھوٹ بول کر دوسرا بتاتے ہو؟)

نمبر۲۔ ہمزہ تقریری کو باللہ و آیاتہ الآیۃ پر داخل کر کے ظاہر کر دیا کہ ان کو اپنے استہزاء کا اعتراف تھا۔ کیونکہ یہ ہمزہ ثابت



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ

منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں سب ایک ہی طرح کے ہیں۔ بری باتوں کا حکم کرتے ہیں اور اچھی باتوں سے

عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ

روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کو بھول گئے ' سو اللہ انہیں بھول گیا ' بے شک منافقین

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

نافرمان ہی ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں سے اور منافق عورتوں سے اور تمام کافروں سے دوزخ کی آگ کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ

فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾

رہنے والے ہیں۔ ان کے لئے دوزخ کافی ہے اور اللہ نے ان کو ملعون قرار دیدیا اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

شدہ چیز پر داخل ہوتا ہے۔ گویا وہ مذاق کے معترف تھے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو توبیخ کی کہ یہ موضوع سخن تمہارا غلط ہے۔

## جھوٹے بہانے نہ بناؤ تم تو کافر ہو گئے ہو توبہ کرو:

آیت ۶۶: لَا تَعْتَذِرُوْا (تم اب بہانے مت کرو) اپنے جھوٹے اعذار میں مشغول مت رہو یہ تمہارا منافقت والا راز ظاہر ہونے کے بعد قطعاً فائدہ مند نہ ہونگے۔ قَدْ كَفَرْتُمْ (تم تو کفر کرنے لگے) تم نے تو اپنے استہزاء سے چھپا ہوا کفر ظاہر کر دیا۔ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (اپنے ایمان کے بعد) ایمان کے ظاہر کرنے کے بعد اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ (اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں) ان کی توبہ اور نفاق کے بعد مخلصانہ ایمان لانے سے نُعَذِّبْ طَآىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ (تو ہم دوسرے گروہ کو تو سزا دیں گے اس سبب سے کہ وہ مجرم تھے) نفاق پر اصرار کرنے والے اور اس سے توبہ کرنے والے نہ تھے۔

قراءت: تُعَذَّب طائفةٌ عاصم کے علاوہ دوسروں نے پڑھا ہے۔

## منافقین مرد و عورتیں کامل فاسق ہیں:

آیت ۶۷: اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ (منافق مرد اور منافق عورتیں تعلیم دیتے ہیں) منافق مردوں کی تعداد تین سو (۳۰۰) اور عورتوں کی تعداد ایک سو ستر (۱۷۰) تھی۔ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ (سب ایک طرح کے ہیں) گویا وہ ایک جان کی طرح ہیں۔ اس میں ان کے مؤمن ہونے کی نفی ہے اور ان کی تکذیب ان کے اس قول میں موجود ہے ویحلفون باللّٰہ انھم لمنکم اور یہ و ما ھم منکم کو اور پختہ کر رہی ہے۔ ان کی تعریف ایسے الفاظ سے بیان فرمائی جو مسلمانوں کی حالت کے بالکل متضاد و مخالف ہے۔ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ (وہ بری بات کی تعلیم دیتے ہیں) کفر و معصیت کا وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ (اور اچھی بات سے منع کرتے ہیں) اطاعت اور ایمان سے وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ (اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں) نیک مقام پر خرچ سے بخل برتتے ہوئے



BestUrduBooks.wordpress.com

اور صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ سے گریز کرتے ہوئے

نَسُوا اللّٰہَ (وہ اللہ کو بھول گئے) اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیا یا اس کے ذکر سے غفلت اختیار کی فَنَسِیَھُمْ (پس اللہ تعالیٰ نے ان کا خیال نہ کیا) ان کو اپنی رحمت و فضل سے محروم کر دیا۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (بلاشبہ منافق بڑے ہی سرکش ہیں) وہ کامل فاسق ہیں جس کو کفر میں سرکشی اور ہر بھلائی سے علیحدگی کا نام دینا چاہیے مؤمن کے لئے یہ ڈانٹ کافی ہے کہ اس کے عمل پر اس برے نام کا اطلاق ہو، جس کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کی انتہائی قابل مذمت صفت کہہ کر ذکر کیا۔ (سورۂ حجرات کی آیت میں بھی فرمایا (بئس الاسم الفسوق بعد الایمان)

## کفار و منافقین ہمیشہ کی جہنم کے حقدار اور ملعون ہیں:

آیت ۶۸: وَعَدَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا (اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفار سے دوزخ کی آگ کا وعدہ کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے) اس میں ان کے لئے خلود طے ہو چکا۔ ھِیَ (وہ) آگ حَسْبُھُمْ (ان کے لئے کافی ہے) اس میں ان کے عذاب کے بہت بڑے ہونے کی دلالت ہے کہ جس پر اضافے کی ضرورت نہیں۔ وَلَعَنَھُمُ اللّٰہُ (اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا) ان کی تعذیب کے ساتھ توہین کی جائیگی اور ان کو مذمت میں ملعون شیاطین کے زمرہ میں شامل کر دیا وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ (اور ان کے لئے لازوال عذاب ہوگا) جو اس جلدی ملنے والی زندگی میں ہمیشہ رہے گا اس سے کبھی الگ نہ کیا جائے گا اور وہ۔ نمبر۱۔ منافقت کی مشقت۔ نمبر۲۔ مسلمانوں کے خوف سے باطن کا ظاہر سے مخالف ہونا۔ نمبر۳۔ رسوائی کا ہر گھڑی دغدغہ۔ نمبر۴۔ اسرار پر اطلاع کی صورت میں نزول عذاب کی لٹکنے والی تلوار۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا

جو تم سے پہلے تھے وہ لوگ قوت میں تم سے زیادہ سخت اور مال و اولاد میں تم سے زیادہ تھے۔ سو انہوں نے اپنے حصہ سے

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ

فائدہ حاصل کیا جو تم سے پہلے تھے سو تم نے بھی اپنے حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصہ سے فائدہ حاصل کیا تھا

وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

اور تم بھی ایسے ہی گھستے چلے گئے جیسا کہ وہ لوگ گھسے تھے۔ ان کے اعمال دنیا و آخرت میں اکارت ہو گئے'

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۞ ۶۹ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ

اور وہ لوگ نقصان میں پڑنے والے ہیں۔ کیا ان کے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے یعنی قوم نوح' اور عاد

وَّثَمُوْدَ ۙ۬ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

اور ثمود اور قوم ابراہیم اور مدین والے لوگ ..... اور الٹی ہوئی بستیاں' ان کے پاس ان کے رسول کھلی دلیلیں

بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۞ ۷۰

لیکر آئے سو اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

## اے منافقو! تمہارا حال پہلوں جیسا ہے جو دُنیا کے مزے لوٹ کر عذاب کا شکار بنے، تم بھی بنو گے:

آیت ۶۹ : كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّ اَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ ۔ (تمہاری حالت ان لوگوں جیسی ہے جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں وہ طاقت کے اضافہ اور مال واولاد کی کثرت میں تم سے بڑھ کر تھے پس انہوں نے اپنے حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا پس تم نے بھی اپنے حصے سے خوب فائدہ حاصل کیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصے سے فائدہ حاصل کیا تھا) کاف کالذین میں محل رفع میں واقع ہے یعنی ان لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے ہوئے۔ نمبر۲۔ یہ منصوب ہے فعلتم کی وجہ سے ای فعلتم مثل فعل الذین من قبلکم تم نے وہی فعل کیا جو ان لوگوں نے کیا جو تم سے پہلے ہوئے۔ اور وہ فعل یہ ہے کہ تم نے اپنے دنیوی حصہ سے خوب فائدہ اٹھایا جیسا ان لوگوں نے اٹھایا مطلب یہ ہے دنیا کی لذتوں سے فائدہ اٹھایا۔ الخلاق، حصہ یہ خلق سے بنا ہے۔ وہ اندازے کو کہتے ہیں۔ ماخلق للانسان کا معنی ماقدر من خیر جو خیر مقدر ہو۔ وَخُضْتُمْ (اور تم بری باتوں میں گھس گئے) باطل میں



BestUrduBooks.wordpress.com

كَالَّذِىْ خَاضُوْا (جیسا وہ گھسے تھے) اس فوج کی طرح جو گھسنے والی ہو۔ نمبرا۔ اس گھسنے کی طرح جیسے وہ گھسے۔ الخوض کا معنی لہو باطل میں داخل ہونا۔

**نکتہ** : فاستمتعوا بخلاقهم کو پہلے ذکر کیا گیا حالانکہ استمتع الذين من قبلكم بخلاقهم اس کی جگہ کفایت کرنے والا ہے۔ یہ اس لئے شروع میں لائے تاکہ پہلے لوگوں کا حظوظ دنیا سے لذت اندوز ہونا اور شہوات فانیہ میں مشغول ہونا ظاہر ہو۔ وہ دنیا میں پڑ کر عاقبت کو بالکل بھول گئے اور آخرت کی قطعاً طلب نہ رہی پھر کما استمتع لا کر موجودہ لوگوں کی حالت کو ان کی حالت سے تشبیہ دی۔ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (اوران کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے) یہ اس قول کے بالمقابل لائے: وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (العنکبوت:۲۷) وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (اور وہ لوگ بڑے نقصان میں ہیں) پھر پہلے لوگوں کے حالات ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

## پہلی اقوام کی انکو خبریں ملیں مگر عبرت حاصل نہیں کی بلکہ اسی کفر و تکذیب کے سبب وہ ہلاک ہوئے:

آیت ۷۰: اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ (کیا ان لوگوں کو ان کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے ہوئے ہیں جیسے قوم نوح علیہ السلام) یہ الذین سے بدل ہے۔ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۔ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ (اور عاد اور ثمود اور ابراہیم علیہ السلام کی قوم اور اہل مدین) اہل مدین یہ شعیب علیہ السلام کی قوم تھی۔ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ (اور الٹی ہوئی بستیاں) قوم لوط کے شہر ائتفا کھن ان کی حالت خیر کو شر سے پلٹ دیا۔ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ (کہ ان کے رسول ان کے پاس صاف نشانیاں لے کر آئے پس اللہ نے تو ان پر ظلم نہیں کیا) یہ صحیح نہیں کہ اسی نے ان کو ظلم سے ہلاک کیا ہو کیونکہ وہ حکیم ہے بلا جرم سزا نہیں دیتا۔ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے) کفر اور تکذیب رسل کے ساتھ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں بعض بعض کے مددگار ہیں۔ بھلائیوں کا حکم کرتے ہیں

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ

اور برائیوں سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کی اور اس کے رسول کی

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ

فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ عزت والا ہے حکمت والا ہے۔ اللہ نے

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ

مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ فرمایا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ایسے عمدہ مکانوں کا

طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾

ع ۱۵

وعدہ فرمایا جو ہمیشگی والے باغوں میں ہوں گے اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے یہ بڑی کامیابی ہے۔

## مؤمن مردوں، عورتوں پر اللہ کی رحمتیں ہوں گی:

آیت ۷۱: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں) تناصر وتراحم میں يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (وہ نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں) اطاعت وایمان کے ذریعہ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں) شرک اور معصیات وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ (اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا) سین لائی گئی جو بہر صورت وجود رحمت کا فائدہ دے رہی ہے۔ اس سے وعدے کی تاکید کر دی جیسا کہ وعید میں یہ سین وعید کی تاکید کیلئے آئی ہے مثلاً سانتقم منك یوماً۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ (بے شک اللہ تعالیٰ قادر ہے) ہر چیز پر غالب ہے اور قادر ہے ثواب وعقاب دے سکتا ہے حَكِيْمٌ (حکمت والا ہے) ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھنے والا ہے۔

## ان سے ہمیشہ کی جنت کا وعدہ:

آیت ۷۲: وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً (اللہ تعالیٰ نے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں سے ایسے باغات کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور شاندار مکانوں کا) جن میں زندگی خوب گزرے گی۔ حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں موتیوں کے محلات، یاقوت احمر



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ

اے نبی کافروں سے اور منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۷۳ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا

اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ وہ لوگ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد

بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ

کافر ہو گئے اور انہوں نے اس چیز کا ارادہ کیا جو انہیں نہ ملی اور صرف انہوں نے اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ اللہ نے اور اس کے رسول نے

وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ

اپنے فضل سے انہیں مالدار کر دیا، سو اگر وہ توبہ کر لیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہو گا اور اگر روگردانی کریں تو اللہ انہیں

عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۷۴

دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور ان کے لئے روئے زمین میں نہ کوئی یار ہو گا اور نہ کوئی مددگار۔

اور زبرجد کے بنگلے۔ فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ (جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے) عدن یہ نام ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: جَنّٰتِ عَدْنِ ۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ (مریم:۶۱)

نکتہ: الذی اور التی کو جملہ کے شروع میں لاتے ہیں جبکہ جملہ کو معرفہ کی صفت بنائیں۔ پس عدن یہاں اسی طرح لایا گیا ہے۔ یہ جنت کا شہر ہے۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ (اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی) اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں میں سے کچھ اَكْبَرُ (سب سے بڑی چیز ہے) ان تمام سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس کی رضا ہر سعادت و کامیابی کا اصل سبب ہے۔ ذٰلِكَ (یہ) نمبرا۔ اس وعدے کی طرف اشارہ فرمایا۔ نمبر۲۔ رضوان کی طرف اشارہ ہے۔ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (بڑی کامیابی ہے) صرف یہی کامیابی ہے وہ کامیابی نہیں جس کو لوگ کامیابی قرار دیتے ہیں۔

## کفار و منافقین سے سخت رویہ اختیار کریں:

آیت ۷۳: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ (اے نبی جہاد کریں کفار سے) تلوار سے وَالْمُنٰفِقِيْنَ (اور منافقین سے) دلیل سے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (اور ان پر سختی کریں) ان دونوں جہادوں میں اور ان سے مت ڈرو۔

مَسْئَلَہ: ہر وہ شخص جس کے عقیدہ میں خرابی ہو اس کا یہی حکم ہے کہ دلیل سے اس کے ساتھ جہاد کیا جائے گا اور اس کے معاملے میں حتی الامکان سختی برتی جائے گی۔ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے) جہنم۔

آیت ۷۴: شانِ نزول: رسول اللہ ﷺ نے دو ماہ تک تبوک میں قیام فرمایا۔ آپ پر قرآن مجید اترتا رہا۔ منافقین متخلفین



BestUrduBooks.wordpress.com

کے سربستہ عقائد کو طشت از بام کرتا رہا۔ ان میں سے جو ساتھ تھے وہ ان آیات کو سنتے رہے ان میں سے ایک جلاس بن سوید تھا۔ اس نے آیات کو سن کر کہا اللہ کی قسم! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہم پیچھے رہ جانے والے سرداروں کے متعلق درست ہے تو ہم گدھوں سے بھی زیادہ برے ہیں۔ اس پر عامر بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ نے جلاس کو کہا جی ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم صادق المصدوق ہیں۔ اور تو گدھے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے جلاس کو بلایا۔ تو وہ جھوٹی قسم کھا گیا کہ اس نے یہ بات نہیں کہی۔ اس پر عامر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی **اللّٰھم انزل علی عبدك و نبیك تصدیق الصادق و تکذیب الکاذب** اسپر یہ آیت اتری۔

## منافقین کا کلمہ کفر:

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَاقَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ (وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ انہوں نے فلانی بات نہیں کہی حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہی تھی) نمبر ا۔ یہ کلمہ **ان کان ما یقول محمد حقا فنحن شر من الحمیر**۔

## جلاس کی توبہ:

نمبر ۲۔ استہزائے کلمات۔ اس پر جلاس کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم میں نے یہ کلمات کہے ہیں عامر نے سچ کہا ہے جلاس تائب ہو گیا اور آئندہ اس کی توبہ پکی رہی۔ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے) اسلام کے اظہار کے بعد کفریہ کلمات کا اظہار کیا۔

**مَسْئَلَہ**: اس میں یہ دلالت پائی جاتی ہے کہ ایمان اور اسلام ایک چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، **وکفروا بعد اسلامھم**۔ اسلام کے انکار کو کفر قرار دیا جیسا کہ ایمان کا انکار کفر ہے۔ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (اور انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی) نمبر ا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کا منصوبہ نمبر ۲۔ عامر کو قتل کا منصوبہ کیونکہ انہوں نے جلاس کا اسی لمحہ جواب دیا۔ نمبر ۳ عبداللہ بن ابی کی تاج پوشی کا منصوبہ تیار کیا اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہ کریں۔

## کیا یہ احسان کا بدلہ ہے:

وَمَا نَقَمُوْٓا (اور انہوں نے یہ صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے) انہوں نے عیب نہیں لگایا اور اوپری حرکت کا ارتکاب نہیں کیا۔ اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (کہ ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے رزق ہی سے مالدار کر دیا) یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے وقت تنگی والی زندگی گزار رہے تھے۔ نہ گھوڑوں پر سواری نہ حصول غنیمت۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد مالدار ہو گئے۔ جلاس کا غلام قتل ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت بارہ ہزار درہم دلوائی جس سے وہ مالدار ہو گیا۔

## دعوتِ توبہ:

فَاِنْ يَّتُوْبُوْا (پس اگر وہ توبہ کریں) منافقت سے يَكُ ثواب ہوگا جو خَيْرًا لَّهُمْ (ان کے لئے بہتر ہوگا) یہ آیت کا وہ حصہ ہے جس پر جلاس کا نصیب جاگ اٹھا اور وہ مخلصانہ تائب ہو گیا۔ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا (اور اگر روگردانی کریں) نفاق پر اصرار کریں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۷۵

اوران میں بعض ایسے ہیں جواللہ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے عطا فرمایا تو ہم ضرور ضرور خیرات کریں گے اور ضرور ضرور ہم نیک آدمیوں میں شمار ہو جائیں گے

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۶ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا

سو جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمادیا تو اس میں کنجوسی کرنے لگے اور وہ اعراض کرتے ہوئے روگردانی کر گئے سو اللہ نے اس دن تک جو اللہ کی ملاقات کا

فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۷۷

دن ہوگا ان کی سزا میں ان کے دلوں میں نفاق قائم کر دیا اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا اس کی خلاف ورزی کی اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۷۸

کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اللہ ان کے دلوں کے راز کو اور ان کے خفیہ مشوروں کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ غیب کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک سزا دے گا) دنیا میں قتل اور آخرت میں آگ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (اور ان کا دنیا میں نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار) جو ان کو عذاب سے نجات دلائے۔

آیت ۷۵: وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ (اوران میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں) روایت میں ہے کہ ثعلبہ بن حاطب نے کہا یا رسول اللہ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال عنایت فرما دے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ثعلبہ! قلیل مال جس کا شکر یہ ادا کیا جائے وہ اس کثیر سے بہت بہتر ہے جس کے شکریہ کی طاقت نہ ہو۔ اس نے درخواست کا اعادہ کیا اور کہا جس ذات نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ مال دے دیا تو میں ہر حق والے کو اس کا حق دونگا۔ آپ نے دعا فرمادی۔ اس نے بکریاں خریدیں وہ اس طرح بڑھیں جیسے کیڑے بڑھتے ہیں یہاں تک کہ مدینہ میں اس کی اپنی جگہ تنگ ہو گئی۔ پس اس نے وادی میں جا کر ڈیرہ لگا دیا اور جمعہ و جماعت سے منقطع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو بتلایا گیا کہ اس کا مال اسقدر بڑھ گیا ہے کہ وادی میں وہ سما نہیں سکتا۔ تو آپ نے فرمایا یا ويح ثعلبة۔ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ وصول کرنے والوں کو بھیجا۔ لوگوں نے اپنے صدقات ان کو دیے۔ ثعلبہ کو بھی انہوں نے صدقہ کیلئے کہا تو کہنے لگا یہ جزیہ ہے پھر ان کو کہا واپس جاؤ تا کہ میں اپنی رائے قائم کرلوں۔ جب وہ واپس لوٹے تو انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں قاصد کوئی بات کرتے۔ یا ويح ثعلبة! یا ويح ثعلبة پس یہ آیت اتری۔ پھر ثعلبہ صدقہ لے کر آیا۔ تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع کر دیا ہے وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات ہو گئی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس صدقہ لے کر آیا۔ آپ نے قبول نہ کیا۔ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کے زمانہ خلافت میں صدقہ لایا



BestUrduBooks.wordpress.com

انہوں نے منظور نہ کیا۔خلافت عثمانی میں وہ مر گیا۔(رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ۔مگر اس کی اسناد میں اسقدر ضعف ہے کہ قابل حجت نہیں۔ایسا واقعہ تو کثرت سے نقل ہونا چاہیئے تھا جبکہ احادیث کی کتابوں میں دور تک انکا نشان بھی نہیں ملتا۔فافہم وتدبر)

لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ (کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے عطا فرما دے) یعنی مال لَنَصَّدَّقَنَّ (تو ہم خوب خیرات کریں) ہم صدقہ ضرور نکالیں گے۔ نصدّ قن اصل میں نتصدقن ہے تاکو صاد میں ادغام کر دیا کیونکہ دونوں میں قرب مخرج پایا جاتا ہے۔وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (اور ہم خوب نیک کام کیا کریں) صدقہ نکال کر۔

## مال ملا تو بخل کرنے لگے:

آیت ۷۶: فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (پس جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دے دیا) اللہ تعالیٰ نے ان کو دے دیا اور انہوں نے اپنی تمنا پالی۔بَخِلُوْا بِهٖ (تو وہ اس میں بخل کرنے لگے) انہوں نے اللہ تعالیٰ کا حق روک لیا اور وعدہ وفائی نہ کی۔ وَتَوَلَّوْا (اور روگردانی کرنے لگے) اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (اور وہ تو روگردانی کے عادی ہیں) اعراض پر انکا اصرار قائم رہا۔

## پھر جب مال سے نفاق دل میں گھر گیا:

آیت ۷۷: فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ (پس اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا میں ان کے دلوں میں نفاق قائم کر دیا) بخل نے ان کے دلوں میں نفاق کو پختہ کر دیا کیونکہ نفاق کا وقتی سبب یہی بنا۔اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ (جو اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کے دن تک رہے گا) اپنے فعل کی سزا پائیں گے وہ دن قیامت کا ہے۔بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدہ میں خلاف ورزی کی اور اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے) اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو صدقہ، صلاح کا وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی تو جھوٹے ثابت ہوگئے۔اسی لئے وعدہ خلافی کو نفاق کا تیسرا حصہ کہا جاتا ہے۔

## اللہ تو ان کی سرکشیوں سے بھی واقف ہے:

آیت ۷۸: اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا (کیا ان کو یہ خبر نہیں) وہ منافقین اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ (کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے دل کا راز معلوم ہے) وعدہ کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں جو نفاق کا پختہ ارادہ چھپایا ہوا ہے۔وَنَجْوٰىهُمْ (اور ان کی سرگوشی بھی) دین کے متعلق جو مطاعن اپنی خفیہ مجالس میں بکتے ہیں۔اور صدقات کو جزیہ کہتے ہیں۔اور اس کو روکنے کی تدابیر اور بہانے کرتے ہیں۔وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام غیب کی باتوں کو خوب جانتے ہیں) اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ

یہ ایسے لوگ ہیں جو ان مومنین پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں جو اپنی خوشی سے صدقات دیتے ہیں اور ان لوگوں پر جن کو اپنی محنت کے علاوہ

اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۷۹

کچھ میسر نہیں آتا' سو یہ ان سے تمسخر کرتے ہیں۔ اللہ ان کے تمسخر کا بدلہ دے گا اور ان کے لئے عذاب الیم ہے۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ

آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ استغفار کریں تب بھی اللہ انہیں نہ بخشے گا۔

ع ۱۰/۸/۱۶ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۸۰

یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اللہ کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

## نفلی صدقات والوں پر طعنہ زنی:

آیت ۷۹: اَلَّذِيْنَ (یہ ایسے لوگ ہیں) نمبرا۔ یہ محل نصب میں ہے۔ نمبر۲۔ ذم کی وجہ سے محل رفع میں ہے۔ نمبر۳۔ سرھم و نجواھم کی ضمیر سے بدل ہونے کی بناء پر مجرور ہے۔ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ (جو ان نفل صدقہ دینے والوں پر طعن کرتے ہیں) جو نفلی صدقات وتبرعات کرنے والوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ (جو ایمان والوں میں سے ہیں صدقات کے سلسلہ میں) یہ یلمزون کے متعلق ہے روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ پر آمادہ کیا۔ عبدالرحمان بن عوف چار ہزار درہم لائے۔ اور عرض کی میرے پاس آٹھ ہزار تھے۔ میں نے چار ہزار اپنے رب کو قرض دے دیے۔ اور چار ہزار اپنے اہل وعیال کیلئے رکھ لیئے۔ اس پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بارك الله فيما اعطيت و فيما امسكت (رواہ البزار) اللہ تعالیٰ نے ان کو برکت عنایت فرمائی۔ یہاں تک کہ ان کی بیوی تماضر سے ان کی صلح آٹھویں حصہ کے ربع پر ہوئی جس کی مقدار اسی ہزار تھی۔ حضرت عاصم نے صدقہ میں کھجور کا ایک وسق خرچ کیا۔ وَالَّذِيْنَ (اور ان لوگوں پر) اس کا عطف المطوعین پر ہے۔ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ (جن کو میسر نہیں مگر صرف محنت ومزدوری) اپنی طاقت (کی مقدار) نافع نے جَهدھم پڑھا۔ یہ دونوں ایک ہی لفظ ہیں بعض نے کہا الجُهد طاقت اور الجَهد مشقت۔ ابوعقیل رضی اللہ عنہ ایک صاع کھجور لائے اور عرض کی میں نے تمام رات دو صاع کھجور کے بدلے اونٹ کی رسی کھینچی۔ ایک صاع اہل وعیال کیلئے چھوڑا اور ایک صاع حاضر خدمت کر دیا۔ منافقین نے ان پر طعنہ زنی کرتے ہوئے کہا عبدالرحمان اور عاصم نے تو ریاکاری کیلئے خرچ کیا ہے۔ اور ابوعقیل نے جو صاع دیا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں۔ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ (پس ان کا مذاق اُڑاتے ہیں) سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ۔ (اللہ تعالیٰ ان کی مسخری پر ان کو بدلہ دے گا) اور یہ اگرچہ صورت میں بددعا معلوم ہوتی ہے مگر یہ خبر ہے بددعا نہیں۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (اور ان کے لئے



BestUrduBooks.wordpress.com

دردناک سزا ہوگی) دردانگیز۔

آیت ۸۰: جب عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی میرا والد بیمار ہے اس کے لئے استغفار فرمادیں تو یہ آیت نازل ہوئی:

## عبداللہ بن ابی کے لئے استغفار کی ممانعت:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ (آپ خواہ ان کے لئے استغفار کریں یا ان کے لئے استغفار نہ کریں) یہ امر خبر کے معنی میں ہے گویا اس طرح فرمایا گیا لن یغفر اللّٰہ لھم استغفرت لھم ام لم تستغفر لھم۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہ بخشے گا آپ نے ان کے لئے استغفار کردیا۔ یا نہیں کیا۔ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (اگر آپ ان کے لئے استغفار کریں گے ستر مرتبہ بھی تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشے گا) السبعون کا عدد اہل عرب کے ہاں کثرت بیان کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ یہ تحدید و غایت کیلئے یہاں نہیں لایا گیا۔ اس لئے کہ اگر آپ ساری زندگی ان کے لئے استغفار کرتے تب بھی ان کے لئے معافی نہ تھی کیونکہ وہ کافر تھے اللہ تعالیٰ کافر کی بخشش نہیں فرماتے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ نے استغفار کے اندر مبالغہ کیا تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو معاف نہ فرمائیں گے۔

نکتہ: سبعین کا تذکرہ بہت سی روایات میں آیا ہے، وہ تمام روایات کثرت پر دلالت کرتی ہیں تحدید و غایت کو بیان نہیں کرتیں۔ تمام اعداد میں ستر کا عدد منتخب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عدد دو قسم کے ہیں نمبر ۱۔ قلیل۔ نمبر ۲۔ کثیر۔ قلیل تین سے کم ہوتا ہے اور کثیر تین سے اوپر تمام گویا کثیر کا سب سے چھوٹا عدد تین ہے اور بڑے کی کوئی حد نہیں۔ پھر عدد کی ایک تقسیم ہے۔ نمبر ۱۔ عدد طاق۔ نمبر ۲۔ عدد جفت۔ سب سے پہلا جفت ۲ دو ہے۔ اور سب سے پہلا طاق ۳ تین ہے۔ اور ایک عدد نہیں۔ ان دونوں قسموں کی پہلی جمع کثرت سات ہے کیونکہ اس میں ۳ ایک طاق اور تین جفت ہیں اور دس کامل حساب ہے۔

کیونکہ دس سے بڑھ کر تو احاد کی اضافت عشرہ کی طرف ہی ہے۔ جیسا کہتے ہیں۔ اثنا عشر، ثلاثہ عشر بیس تک۔ اور عشرون میں عشرہ کو دو مرتبہ لایا گیا۔ ثلاثون میں تین مرتبہ دس کو دہرایا گیا۔ اسی طرح سو تک۔ پس ستر کا عدد کثرت اور نوع کو جامع ہے۔ اور کثرت اسی سے ہے۔ اور کمال حساب اور کثرت اسی سے ہے۔

گویا کمال حساب اور کثرت دونوں کو اس نے اپنے اندر سمیٹ لیا۔ اس لئے اہل عرب سے سبعون کو کثیر عدد میں سب سے کم درجہ کا عدد ہر بات کا لحاظ کر کے شمار کرلیا۔ کثرت کی تو کوئی انتہا نہیں۔ پس سبعین کی تخصیص ممکن ہے اسی حکمت کی بناء پر ہو۔ واللہ اعلم ذٰلِكَ (یہ) یہ مغفرت سے یاس کی طرف اشارہ ہے۔ بِاَنَّهُمْ (اس وجہ سے ہے) اس سبب سے کہ وہ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (کہ انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا) کفار کیلئے مغفرت نہیں وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ ایسے سرکش لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا) وہ ایمان سے نکلنے والے ہیں جب تک کہ کفر و سرکشی کو اپنے لئے منتخب کرنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پیچھے ڈالے گئے۔ وہ اپنے بیٹھے رہ جانے پر خوش ہوئے اور انہیں یہ ناگوار ہوا کہ اپنے مالوں اور

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ

جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں' اور کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلو۔ آپ فرما دیجئے کہ دوزخ کی آگ بہت زیادہ گرم ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ

كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ⑧١ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑧٢

یہ لوگ سمجھتے۔ سو یہ لوگ تھوڑا سا ہنس لیں اور زیادہ روئیں ان اعمال کے بدلہ جو وہ کیا کرتے تھے۔

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا

سو اگر اللہ آپ کو ان کی کسی جماعت کی طرف واپس لے جائے پھر وہ آپ سے نکلنے کی اجازت مانگیں تو آپ فرما دیجئے کہ تم ہرگز کبھی

مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا

میرے ساتھ نہ نکلو گے اور ہرگز میرے ساتھ کسی دشمن سے جنگ نہ کرو گے۔ بے شک تم پہلی مرتبہ بیٹھنے پر راضی ہو گئے۔ سو تم پیچھے رہ جانے والوں کے

مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ⑧٣

ساتھ بیٹھے رہو۔

## تخلف جہاد پر منافقین کی خوشی:

آیت ٨١: فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ (یہ پیچھے رہ جانے والے خوش ہو گئے) نمبر ١۔ وہ منافقین جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی اور ان کو اجازت دے دی گئی اور غزوۂ تبوک میں ان کو مدینہ میں ہی چھوڑ دیا گیا۔ نمبر ٢۔ جو لوگ سستی سے پیچھے رہ گئے اور ان کو نفاق اور شیطان نے اس بات پر آمادہ کیا۔ بِمَقْعَدِهِمْ (اپنے بیٹھ رہنے پر) غزوہ میں نہ جانے کی بناء پر خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں یہ مفعول لہ یا حال ہے ای قعدوا لمخالفته یامخالفین لهٗ وہ مخالفت کی وجہ سے بیٹھ رہے یا اس حال میں بیٹھ رہے کہ وہ آپ کی مخالفت کرنے والے تھے۔ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اور ان کو ناگوار ہوا کہ اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کریں) انہوں نے وہ نہ کیا جو مسلمان کرتے ہیں۔ اپنی جان اور مال کا نذرانہ بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے ہیں۔ اور وہ اس کو ناپسند کیوں نہ کرتے۔ جبکہ ان میں ایمان اور یقین کے دواعی میں سے کوئی چیز موجود نہ تھی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اوران میں سے جوکوئی شخص مرجائے آپ اس پر کبھی نماز نہ پڑھیں اوراس کی قبر پر کھڑے نہ ہوں بے شک ان لوگوں نے اللہ اوراس کے رسول کے ساتھ کفر کیا

وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ

اور وہ اس حال میں مر گئے کہ نافرمان تھے اور آپ کو ان کے اموال اور اولاد تعجب میں نہ ڈالیں اللہ یہی چاہتا ہے کہ

يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

ان کو ان چیزوں کے ذریعہ دنیا میں عذاب دے اوران کی جانیں اس حالت میں نکل جائیں کہ وہ کافر ہوں۔

## استہزائی جملے:

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ (اور کہنے لگے تم گرمی میں جہاد کیلئے نہ نکلو) نمبرا۔ انہوں نے ایک دوسرے کو کہا نمبر۲۔ مسلمانوں کو بیوقوف بنانے کیلئے کہا۔ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ (آپ کہہ دیں کہ جہنم کی آگ بہت زیادہ گرم ہے کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے) اسمیں ان کی جہالت کو واضح کیا کہ ایک گھڑی کی مشقت سے جو اپنے کو بچائے اوراس کی وجہ سے ہمیشہ کی مشقت میں مبتلا ہوئے وہ تو عقل مند کیا اجہل الجاہلین میں سے ہے۔

آیت ۸۲: فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا (پس یہ ہنسیں گے تھوڑا اور روئیں گے بہت) وہ دنیا میں اپنے پیچھے رہنے پر ذرا سی خوشی منالیں آخرت میں ان کو اس کی سزا میں بہت رونا پڑے گا۔

نکتہ: یہاں خبر کو امر کے انداز سے ذکر کر کے اس کا حتمی اور لازمی ہونا بتلایا کہ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہ پیش آئے گی۔ روایت میں ہے کہ منافقین آگ میں دنیا کی عمر کی مقدار روتے رہیں گے ان کے آنسو رکنے نہ پائیں گے اور نہ ہی پلک جھپک کیلئے نیند کریں گے۔ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (ان کاموں کے بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے) نفاق سے جو کماتے تھے۔

آیت ۸۳: فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ (پس اگر اللہ تعالیٰ آپ کو واپس لائے) اللہ تعالیٰ آپ کو تبوک سے واپس لے جائینگے۔ اِلٰی طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ (انکے کسی گروہ کی طرف) یہاں طائفہ فرمایا اسلئے کہ بعض نے توبہ کرلی اور بعض طبعی موت مر گئے۔ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ (پھر یہ لوگ نکلنے کی اجازت مانگیں) غزوۂ تبوک کے بعد والے غزوہ میں فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا (تو آپ فرما دیں کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ نکلو گے) قراءت: حمزہ، علی، ابوبکر نے یا کے سکون سے یخرجوا پڑھا ہے۔ وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا (اور نہ میرے ساتھ مل کر کسی دشمن سے لڑو گے) حفص نے مَعِیَ پڑھا۔ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ (تم نے پہلی بار بیٹھ رہنے کو پسند کیا) پہلی مرتبہ جب تمہیں تبوک کی طرف بلایا گیا۔ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ (پس تم پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو) انکے ساتھ جو عذر کی وجہ سے پیچھے رہے ہیں۔

آیت ۸۴: عبداللہ نے اپنے والد عبداللہ بن ابی کے متعلق درخواست کی کہ آپ میرے باپ کے کفن کیلئے اپنی قمیص مبارک مرحمت فرمائیں اوراس پر نماز جنازہ ادا فرمائیں۔ آپؐ نے قبول فرمایا۔ حضرت عمرؓ آڑے آئے تو آپؐ نے فرمایا۔ اے عمر! یہ بات



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا

اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے مقدور والے لوگ آپ سے اجازت

الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ

مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجئے ہم بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ ہو جائیں، یہ لوگ اس بات پر راضی ہوگئے کہ گھروں میں پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ رہ جائیں

وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾

اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی سو وہ نہیں سمجھتے۔

اسکو نفع نہ دیگی۔ مگر مجھے امید ہے کہ اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی ایمان لے آئیں گے۔ (ابن جریر فی تفسیرہ) پس یہ آیت اتری۔
وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ (اور آپ ان میں سے کسی کی نماز جنازہ نہ پڑھیں) منہم سے مراد منافقین ہیں اور صلوٰۃ سے مراد نماز جنازہ ہے روایت میں ہے کہ خزرج کے ایک ہزار آدمی مخلصانہ اسلام لے آئے جب انہوں نے دیکھا کہ وہ ثوب نبوی کے ساتھ تبرک کا خواہش مند تھا۔ مَّاتَ (جو کوئی مر جائے) یہ احد کی صفت ہے اور اَبَدًا (کبھی) یہ تُصَلِّ کا ظرف ہے۔

عادتِ طیبہ: آپ ﷺ جب میت کو دفن کر لیتے تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کے لئے دعا فرماتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے اور وہ حالت کفر ہی میں مر گئے ہیں) اس لا تقم کی نہی فرمانے کی علت ذکر فرمائی گئی ہے کہ یہ دعا کے حقدار نہیں ہیں کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں۔

## ان کا مال و اولاد ان کے حق میں سوہانِ روح ہیں:

آیت ۸۵: وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (اور ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ تعالیٰ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے ان کو دنیا میں بھی عذاب میں گرفتار رکھے اور ان کا آخری سانس حالت کفر ہی میں نکلے) مبالغہ اور تاکید کیلئے دوبارہ لائے۔ تاکہ مخاطب بھولنے نہ پائے۔ اور اس کو یقین ہو جائے کہ یہ اہم ترین بات ہے اور ہر آیت میں ایک گروہ کا تذکرہ ہے جو دوسرے گروہ سے مختلف ہے۔

## جہاد کے حکم سے مالدار بھاگتے ہیں:

آیت ۸۶: وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ (جب بھی کوئی سورت اتاری جاتی ہے) اس سورت سے مکمل سورت بھی مراد لی جاسکتی ہے۔ اور سورت کا بعض حصہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے جیسا کہ قرآن اور کتاب کا لفظ تمام اور بعض ہر دو پر بولا جاتا ہے۔ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ (اور اس میں یہ نازل کیا جاتا ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ) با محذوف ہے ای بِاَنْ اٰمِنُوْا یا اَنْ مفسرہ ہے۔ یہ کہ اللہ پر ایمان لاؤ۔ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ (اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے دولت والے آپ سے رخصت مانگتے ہیں) مال و وسعت والے وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ (اور کہتے ہیں کہ ہم کو اجازت دیں کہ ہم



BestUrduBooks.wordpress.com

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ

لیکن رسول اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا اور یہ وہ لوگ ہیں

لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

جن کے لئے خوبیاں ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار فرمائے ہیں جن کے نیچے نہریں

۱۱ ع ۹ ۱۷ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾

جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ

اور دیہاتوں میں سے کچھ لوگ بہانہ کرنے والے آئے تاکہ ان کو اجازت دے دی جائے' اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے

وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا

جھوٹ بولا تھا وہ بیٹھے رہ گئے' جو لوگ ان میں سے کفر ہی پر رہیں گے انہیں دردناک عذاب پہنچے گا۔ ضعیفوں اور مریضوں

عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ

اور ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو خرچ کرنے کے لئے نہیں پاتے جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے خلوص دل سے

وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾

حاضر ہوں' محسنین پر کوئی الزام نہیں ہے اور اللہ غفور ہے رحیم ہے' اور ان

بھی یہاں ٹھہرنے والوں کے ساتھ رہ جائیں) ان لوگوں کے ساتھ جن کو نہ جانے کیلئے مرض، اپاہج پن کا عذر ہے۔

وہ خانہ نشینی کے خواہاں ہیں: آیت ۸۷: رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ (وہ لوگ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے) الخوالف سے عورتیں مراد ہیں اس کی واحد خالفہ ہے۔ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی) کفر و منافقت کو اختیار کرنے کی وجہ سے مہر کر دی گئی۔ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (پس وہ نہیں سمجھتے) جہاد میں کیا سعادت مندی اور کامرانی مخفی ہے اور پیچھے رہنے میں کیا شقاوت و ہلاکت ہے۔

## رسول اور مؤمن جہاد کرنے والے ہیں:

آیت ۸۸: لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ (لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ایمان والے انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا) اگر یہ لوگ نہیں گئے تو ان سے بہت بہتر لوگ تو غزوہ کیلئے



BestUrduBooks.wordpress.com

گئے۔وَاُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْخَیْرٰتُ (انہی کے لئے ساری بھلائیاں ہیں) خیرات کا لفظ دونوں جہان کی کامیابیوں کوشامل ہے کیونکہ لفظ مطلق ہے اور اسمیں گنجائش ہے۔نمبر۲۔حوریں مراد ہیں کیونکہ اس ارشاد میں ہے فیھن خیراتٌ حسان۔ (الرحمان: ۷۰)وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اور یہی لوگ کامیاب ہیں) ہر مطلوب ان کو ملے گا۔

## جنت کے حقدار:

آیت۸۹:اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جنکے نیچے سے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہینگے یہی بڑی کامیابی ہے)اَعَدَّ کا لفظ بتلا رہا ہے کہ جنت مخلوق ہے۔

## بہانہ باز دیہاتی:

آیت۹۰:وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِیُؤْذَنَ لَھُمْ (اور دیہاتیوں میں سے کچھ بہانہ باز لوگ آئے تاکہ ان کو اجازت مل جائے) نمبر۱۔اس حکم میں عذر کی بناء پر اجازت دی جائے۔جبکہ اس سے اسمیں کوتاہی اور سستی ہوگئی ہو۔اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کو وہم ہے کہ وہ پیچھے رہنے میں معذور ہے حالانکہ اس کو کوئی عذر نہیں۔

نمبر۲۔المعذرون اصل میں المعتذرون ہے تا کو دال میں ادغام کردیا۔اور حرکت عین کو دی۔اس سے مراد باطل معذرتیں بنانے والے۔ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد بنواسد، بنوغطفان ہیں انہوں نے کہا کہ ہمارے اہل وعیال ہیں اور ہم میں تنگدستی ہے پس ہمیں پیچھے رہنے کی اجازت دے دیں۔وَقَعَدَ الَّذِیْنَ کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (اور بیٹھ رہے وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے بالکل ہی جھوٹ بولا تھا) یہ منافق دیہاتی ہیں، جو نہ آئے اور نہ ہی معذرت پیش کی اس سے ظاہر ہوگیا کہ ایمان کے دعوی میں انہوں نے اللہ اور اسکے رسول سے جھوٹ بولا ہے۔سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (جو ان میں سے کافر رہیں گے ان کو دردناک عذاب پہنچے گا) دیہاتیوں میں سے جو کافر ہیں دنیا میں قتل کی صورت میں اور آخرت میں آگ کی شکل میں۔

## ضعفاء ومعذورین کا استثناء:

آیت۹۱:لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ (کم طاقت لوگوں پر نہیں) بوڑھے اور اپاہج وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ (اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جن کو خرچ کرنے کو میسر نہیں) یہ مزینہ، جہینہ اور بنی عذرہ کے فقراء مراد ہیں۔ حَرَجٌ (کوئی گناہ) گناہ اور تاخیر کرنے میں تنگی اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (جبکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اخلاص رکھیں) اس طرح کہ ظاہر و پوشیدہ ایمان لائیں اور اطاعت کریں جیسا کہ مخلص اپنے دوست کے ساتھ کرتا ہے۔مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ (نیکوں کاروں پر نہیں ہے) مخلص معذورین مِنْ سَبِیْلٍ (کسی قسم کا الزام) یعنی ان پر نہ تو کوئی گناہ ہے اور نہ ہی وہ کسی عتاب کے مستحق ہیں۔وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ (اور اللہ بڑی مغفرت والے) ان کی پیچھے رہنے والی خطاء معاف فرمادیں گے۔رَّحِیْمٌ (رحم والے ہیں) ان پر مہربان ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ص

لوگوں پر بھی کوئی گناہ نہیں جو آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوئے کہ آپ ان کو سواری دے دیں۔ آپ نے کہہ دیا کہ میں ایسی کوئی چیز نہیں پاتا جس پر تمہیں سوار کر دوں

تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا

وہ اس حال میں واپس ہو گئے کہ اس رنج میں ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے کہ وہ خرچ کرنے کے لئے نہیں پاتے۔ الزام تو

السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ج رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ

انہی لوگوں پر ہے جو مالدار ہوتے ہوئے آپ سے اجازت چاہتے ہیں وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ

الْخَوَالِفِ لا وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

رہ جائیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی سو وہ نہیں جانتے۔

## زادِ سفر سے معذور لوگ:

آیت ۹۲: وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ (اور نہ ان لوگوں پر کہ جس وقت وہ آپ کے پاس آئے اسلئے تا کہ آپ ان کو سواری دیں) سواری عنایت کریں قُلْتَ (آپ نے کہہ دیا) یہ اَتَوْكَ کی کاف سے حال ہے اور اس سے پہلے قد مضمر ہے ای اذا اتوك قائلاً۔ جب وہ یہ کہتے ہوئے آئے کہ ہمیں سواری دیں تو آپ نے انہیں جواب دیا۔ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا (میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر میں آپ کو سوار کر دوں تو وہ واپس چلے جاتے ہیں) یہ اذا کا جواب ہے وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ (اس حالت میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں) بہتے ہیں تفیض دمعًا بنسبت یفیض دمعها سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ اس میں آنکھ کو اس طرح قرار دیا گویا وہ چھلکتے آنسو ہیں۔ من بیانیہ ہے جب کہتے ہیں افدیك من رجل جار و مجرور بلکہ تمیز کی وجہ سے محل نصب میں واقع ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ قلت لا اجد جملہ مستانفہ ہو۔ گویا اس طرح کہا گیا اذا ما اتوك لتحملهم تولوا۔ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تا کہ تم ان کو سواری دو وہ واپس لوٹتے ہیں۔

تو سوال پیدا ہوا وہ روتے ہوئے کیوں واپس لوٹ رہے ہیں؟ تو جواب دیا۔ قلت لا اجدما احملکم علیه۔ تم نے کہا میرے پاس تمہیں دینے کیلئے سواری نہیں۔ البتہ اس جملے کو شرط و جزاء کے درمیان معترضہ جملہ کی طرح لایا گیا ہے۔ حَزَنًا (اس غم میں) یہ مفعول لہ ہے اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ (کہ ان کو خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں) اسلئے کہ وہ خرچہ کیلئے کچھ نہیں پاتے۔ یہ مفعول لہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کا ناصب حَزَنًا ہے نمبر۱ سواری طلب کرنے والے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ نمبر۲۔ رونے والے چھ انصاری ہیں۔

## مالدار پیچھے رہنے کی وجہ سے گنہگار ہیں:

آیت ۹۳: اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ (صرف الزام ان لوگوں پر ہے جو آپ سے اجازت چاہتے ہیں) پیچھے رہنے میں وَهُمْ اَغْنِيَآءُ رَضُوْا (باوجود اسکے کہ وہ مالدار ہیں وہ راضی ہو گئے) رضوا یہ جملہ مستانفہ ہے گویا اس طرح کہا گیا کیا وجہ ہے کہ انہوں نے مالدار ہونے کے باوجود اجازت طلب کی۔ تو جواب ملا وہ اس بات پر راضی اور خوش ہیں بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ (کہ وہ خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہیں) کہ وہ بھی من جملہ خوالف کی لڑی میں پرو دیئے جائیں وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں پر مہر کر دی جسے وہ جانتے ہی نہیں)

(ختم جلد نمبر ۱)



BestUrduBooks.wordpress.com

# تفسیر مدارک (اردو)

## مدارک التنزیل وحقائق التاویل

جلد دوم

مؤلف
الشیخ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
استاذ التفسیر والحدیث مولانا شمس الدین مدظلہ

ناشر
مکتبۃ العلم
۱۸- اردو بازار لاہور۔ پاکستان
فون: 37211788 , 37231788

# تفسیر مدارک النسفی اردو

## مدارک التنزیل وحقائق التأویل

جلد دوم

از پارہ 11 – تا – 20

تألیف:

ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی

(ت ۷۱۰ ھ)

حققہ وخرج احادیثہ
یوسف علی بدیوی

راجعہ وقدم لہ
محی الدین دیب مستو

مترجم
استاذ التفسیر والحدیث مولانا شمس الدین مدظلہ

فقہ حنفی کی مشہور تفسیر کا مستند اردو ترجمہ جس میں الفاظِ قرآنی کی لغوی وشرعی تشریح کی گئی ہے۔ ہر آیت کے بارے میں قراءِ کرام کے اقوال عربی ضرب الامثال کا ذکر۔ ملحدین کے اعتراضات کے جوابات اور احکامِ قرآنی کا فقہی استنباط اور متقدمین کے اقوال سے استدلال ہے۔

مکتبۃ العلم

۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان
Ph:37211788 - 37231788

BestUrduBooks.wordpress.com

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں۔
کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

نام کتاب .......... تفسیر مدارک للنسفی اردو

تالیف:.......... الشیخ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ

مترجم .......... استاذ التفسیر والحدیث مولانا شمس الدین مدظلہ

ناشر .......... خالد مقبول

مطبع .......... آر آر پرنٹرز

**ملنے کے پتے**

❖ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 37224228

❖ مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار۔ لاہور ☎ 37221395

❖ مکتبہ جویریہ ۱۸۔ اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان ☎ 37211788

**استدعا**

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔
بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

BestUrduBooks.wordpress.com

# فہرست

## پارہ : ۱۱



## سُورَۃُ یُوْنُسَ ۱۰



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

پارہ : ۱۲

سُوْرَۃُ هُوْدٍ ⑪



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ یُوْسُفَ ⑫



## پَارَہ : ⑬



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُورَۃُ الرَّعْد ⑬



## سُورَۃُ اِبْرَاھِیْم ⑭



BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ : ۱۴

## سورۃ الحجر ۱۵



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُورۃ النحل ⑯



BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ : ۱۵

## سورۃ بنی اسرائیل ۱۷



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

## سُورَةُ الْكَهْف ⑱



BestUrduBooks.wordpress.com

پارہ : ۱۶



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

سُورَۃُ طٰہٰ ⑳



پارہ : ۱۷

سُورَۃُ الْاَنْبِیَاءِ ㉑



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الْحَجّ (۲۲)



BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ : ۱۸

## سورۃ المؤمنون ۲۳



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ النور (۲۴)



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ الفرقان ۲۵



## پارہ : ۱۹



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ الشعراء ۲۶



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ النَّمْلِ ۲۷



BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ : ۲۰



## سُورَۃُ القَصَص ۲۸



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ العنکبوت ۲۹



BestUrduBooks.wordpress.com

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ

وہ لوگ جو آپ کے پاس عذر پیش کریں گے جب آپ ان کی طرف واپس ہوں گے' آپ فرما دیجئے عذر پیش نہ کرو ہم ہرگز تمہاری بات کو سچی نہ مانیں گے۔

قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ

اللہ نے تمہاری خبریں ہمیں بتا دی ہیں' اور عنقریب اللہ تمہارے عمل کو دیکھ لے گا اور اس کا رسول بھی۔ پھر تم اس ذات کی طرف لوٹائے جاؤ

اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

گے جو چھپی ہوئی اور ظاہری باتوں کا جاننے والا ہے' سو وہ تمہیں ان کاموں سے باخبر فرما دے گا جو تم کیا کرتے تھے' وہ عنقریب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں

لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ

گے جب تم ان کی طرف واپس جاؤ گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو' سو آپ ان سے اعراض کریں بے شک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ

جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا

دوزخ ہے۔ ان کو ان کاموں کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے' وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ اگر تم ان سے

عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾

راضی ہو جاؤ سو اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا

## جھوٹی معذرت والے:

آیت ۹۴: يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ (یہ لوگ آپ کے سامنے پیش کریں گے) اپنے نفوس کیلئے ایک باطنی عذر بناتے ہیں۔ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ (جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے) اس سفر سے قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا (آپ کہہ دیں کہ یہ عذر مت پیش کرو) جھوٹے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ (ہم ہرگز تم پر اعتماد نہ کریں گے) ہم ہرگز تمہاری تصدیق نہ کریں گے یہ اعتذار کی ممانعت کی علت ہے کیونکہ عذر کرنے والے کی اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس سلسلہ میں اس کی بات سچی تسلیم کر لی جائے۔ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ (اللہ تعالیٰ نے تمہاری کچھ خبریں ہمیں بتا دیں ہیں) یہ ان کی تصدیق کے قبول نہ کرنے کی علت ہے جب اللہ تعالیٰ ان کے حالات اور ضمائر کے متعلق اپنے رسول کو وحی کرتے ہیں تو مناسب نہیں کہ ان کی معذرتوں میں ان کی تصدیق کی جائے وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ (اور آئندہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمہاری کارگزاری دیکھ لیں گے) کیا تم اپنے کفر پر قائم رہتے ہو یا اس سے رجوع کرتے ہو۔ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (پھر تمہیں لوٹایا جائے گا اس ذات کی طرف جو پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے) تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے وہ ہر ظاہر و باطن کا بینا ہے۔ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ



BestUrduBooks.wordpress.com

(پھر وہ تم کو بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے) پس وہ اس کے مطابق تمہیں بدلہ دے گا۔

## وہ جان چھڑانے کے لئے قسمیں اٹھائیں لگے تم ان سے اعراض کرو:

آیت ۹۵: سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ (ہاں وہ اب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تا کہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو) تا کہ تم ان کو چھوڑ دو اور توبیخ بالکل نہ کرو۔ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ (پس تم ان سے اعراض کرو) ان کی طلب پوری کردو۔ اِنَّهُمْ رِجْسٌ (وہ لوگ بالکل گندے ہیں) یہ ترک عتاب کی علت ہے یعنی عتاب ان کے لئے کوئی فائدہ مند نہیں۔ اور ان کے مناسب نہیں کیونکہ وہ پلیدی ہے جس کی تطہیر کی کوئی صورت نہیں۔ وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ (اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے) ان کا انجام جہنم ہے ان کی توبیخ وعتاب کیلئے جہنم کافی ہے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی تکلیف نہ کرو۔ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (ان کاموں کے بدلے میں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے) ان کو ان کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔

## اگر تم راضی ہو بھی گئے مگر اللہ راضی نہ ہوگا:

آیت ۹۶: يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ (وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ) اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھانے سے ان کا مقصد صرف تمہیں راضی کرنا ہے تا کہ اس سے ان کو دنیوی فائدہ پہنچ جائے۔ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ ایسے شریر لوگوں سے راضی نہ ہوگا) فقط تمہاری رضامندی ان کے لئے کافی نہ ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہیں اور وہ جلد ملنے والی یا بدیر آنے والی سزا کی زد میں ہیں۔

مَسْئَلَہ: یہ اس لئے فرمادیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ مومنین کی رضامندی میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی نہیں۔ جب انکا عمل اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے مناسب ہو تو اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت سخت ہیں اور اس لائق ہیں کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر جو احکام نازل فرمائے ہیں ان سے

عَلٰى رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۹۷ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ

واقف نہ ہوں اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ہے اور دیہاتیوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنے خرچ کرنے کو تاوان

مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَاۗىِٕرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۹۸

سمجھتے ہیں اور تمہارے لئے مصیبتوں کے آنے کے منتظر رہتے ہیں۔ ان پر بری گردش ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ

اور دیہاتیوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ کی

عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ

نزدیکی کا اور رسول ﷺ کی دعائیں لینے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ خبردار یہ ان کے لئے نزدیکی کا سبب ہے اللہ عنقریب انہیں اپنی رحمت میں

ع ۱۲ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۹۹

داخل فرمائے گا۔ بلاشبہ اللہ غفور ہے رحیم ہے۔

## دیہاتی کفر و نفاق میں بڑھ کر ہیں:

آیت ۹۷: اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا (دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں) شہریوں کی نسبت کیونکہ ان کی طبیعت میں سختی اور درشتی ہوتی ہے وہ علماء اور علم کی محفل سے دور ہوتے ہیں۔ وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا (اور وہ اسی لائق ہیں کہ وہ نہ جانیں) وہ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ نہ جانیں حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ (ان احکام کو جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے) یعنی احکام و شرائع جو اللہ تعالیٰ نے اتارے اور دین کی حدود۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے ان الجفاء و القسوة فی الفدادین۔ سختی اور جفاء ان لوگوں میں زیادہ ہوتی ہے جو کھیتوں اور مویشیوں میں آوازیں بلند کرتے ہیں۔ الفد ید چیخنا اور آواز دینا۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے) ان کے حالات کو حَكِيْمٌ (بڑی حکمت والے ہیں) ان کو مہلت دینے میں حکمت والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## انفاق کو چٹی کہنے والا ٹولہ:

آیت ۹۸: وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ (اور بعض بدو ایسے ہیں جو قرار دیتے ہیں اس چیز کو جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں) صدقہ کرتا ہے مَغْرَمًا (جرمانا) چٹی سمجھ کر اور نقصان قرار دیکر کیونکہ وہ مسلمانوں سے تقیہ کرتے ہوئے خرچ کرتا ہے اور محض دکھانے کی خاطر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اس کو مقصود نہیں ہوتی اور نہ ہی ثواب حاصل کرنا مطلوب ہوتا ہے۔ وَّ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ (اور تمہارے متعلق گردشوں کے منتظر ہیں) وہ حوادث زمانہ اور تبدل احوال کے منتظر ہیں کہ تمہارا غلبہ ختم ہو جائے، صدقہ دینے سے ان کی جان چھوٹ جائے۔ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ (براوقت انہی پر پڑنے والا ہے) ان پر مصائب ولڑائیوں کے اثرات پہنچیں گے۔ جنکے پہنچنے کی وہ مسلمانوں کے متعلق توقع رکھے ہوئے ہیں۔

قراءت: مکی، ابوعمرو، نے السُّوْءِ پڑھا۔ اس کا معنی عذاب ہے اور حفص نے فتحہ سے پڑھا ہے اس کا معنی مطلق برائی ہے مذلت ایام جیسا کہتے ہیں رجل سوء رجل صدق کے مقابلہ میں وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ (اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں) جب صدقہ کے لیے ان کو کہا جاتا ہے۔ تو جو کچھ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں کو سننے والے ہیں۔ عَلِيْمٌ (جانتے ہیں) ان باتوں کو جو وہ چھپانے والے ہیں۔

آیت ۹۹: وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ (اور بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور قرار دیتے ہیں اس چیز کو جو وہ خرچ کرتے ہیں) جہاد و صدقات میں قُرُبٰتٍ (قرب کا ذریعہ) قربت الٰہی کے اسباب عِنْدَ اللّٰهِ (اللہ کے ہاں) یہ يَتَّخِذُ کا دوسرا مفعول ہے۔ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ (اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ) رسول اللہ ﷺ کی دعائیں لینا مقصود ہے کیونکہ آپ ﷺ ان کیلئے دعائیں فرماتے کہ اللہ تعالیٰ برکت دے۔ اور تمہارے گناہ معاف فرمائے جیسا کہ اس ارشاد میں اللّٰھم صل علی ال ابی اوفٰی (بخاری، ۱۴۹۷۔ مسلم ۱۰۷۸) اَلَآ اِنَّهَا (یاد رکھو بے شک ان کا یہ خرچ کرنا) یہ خرچ کرنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں لینا قُرْبَةٌ لَّهُمْ (ان کے لئے قرب کا ذریعہ ہے)

قراءت: نافع نے قُرُبَةٌ پڑھا۔

مَسْئَلَہ: جس نے صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں اور رسول اللہ ﷺ کی دعائیں حاصل کرنے کیلئے صدقہ کیا یہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت کی گواہی اور تصدیق ہے کہ اس کی امید بارآور ہوگی اس کو جملہ مستانفہ کے طور پر ذکر کیا اور اَلَآ، حرف تنبیہ اور حرف تحقیق ساتھ ساتھ لائے تاکہ بات کی پختگی اور اس پر پورے اختیار کا اظہار کر دیا جائے کہ ان کی یہ امیدیں ضرور بارآور ہونگی) اور اسی طرح سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ (ضرور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں داخل کریں گے) رحمت سے مراد جنت ہے سین کو مضارع پر وعدہ کی پختگی کیلئے داخل کیا۔

مَسْئَلَہ: اس کلام میں صدقہ کرنے والوں کیلئے کیا خوب انداز سے رضامندی کا اظہار کیا گیا اور جب صدقہ کرنے والے کی نیت مخلصانہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا کیا کچھ مرتبہ اور مقام ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ (اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے) خلل والوں کے عیوب کو چھپانے والے رَّحِيْمٌ (بڑی رحمت والے ہیں) قلیل محنت کرنے والے کی کوشش کو بھی قبول فرما لیتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ

اور مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ سبقت لے جانے والے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی'

رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ

فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ

رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور تمہارے گردو پیش جو دیہاتی ہیں ان میں منافق ہیں

وقف منزل

وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ

وقف مع

اور اہل مدینہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو منافقت پر اڑ گئے ہیں' آپ انہیں نہیں جانتے۔ ہم انہیں جانتے ہیں'

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ۚ

ہم انہیں دو مرتبہ عذاب دیں گے' پھر وہ عذاب عظیم کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

## سابقون الاولون کا تذکرہ:

آیت ۱۰۰: وَالسّٰبِقُوْنَ (اور سبقت کرنے والے) یہ مبتداء ہے۔ الْاَوَّلُوْنَ (پہلے) یہ مبتداء کی صفت ہے مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ (جو مہاجر) من بیانیہ ہے۔ نمبرا۔ اس سے مراد وہ لوگ جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ نمبر۲۔ جو بدر میں میں حاضر ہوئے۔ نمبر۳۔ بیعت رضوان میں جو موجود تھے۔ وَالْاَنْصَارِ (اور انصار ہیں) اس کا عطف المہاجرین پر ہے ای و من الانصار یہ بیعت عقبہ اولیٰ والے ہیں جنکی تعداد سات تھی اور بیعت عقبہ ثانیہ والے جنکی تعداد ستر ۷۰ تھی۔ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ (اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں) مہاجرین انصار میں سے نمبرا۔ اس سے تمام صحابہ کرام مراد ہیں۔ نمبر۲۔ اس سے قیامت تک آنے والے لوگ مراد ہیں جنہوں نے اطاعت وایمان کے ساتھ ان کی اتباع وپیروی کی رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (اللہ ان سب سے راضی ہو گیا) یہ خبر ہے ان کے اعمال حسنہ کی وجہ سے وَرَضُوْا عَنْهُ (اور وہ سب اس سے راضی ہو گئے) ان دنیوی اور اخروی انعامات کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطاء فرمائے وَاَعَدَّ لَهُمْ (اور ان کے لئے مہیا کر دیئے) اس کا عطف رَضِيَ پر ہے۔ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ (ایسے باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی)

قراءت: مکی نے تَحْتِهَا پڑھا ہے۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## مدینہ کے گردو پیش کے منافق:

آیت ۱۰۱: وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ (اور ان لوگوں میں سے جو تمہارے گردو پیش ہیں) یعنی مدینہ کے اردگرد مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ (یعنی بدووں میں سے کچھ منافق ہیں) وہ جہینہ، اسلم، اشجع، غفار، کے منافق لوگ ہیں۔ یہی مدینہ کے اطراف میں آباد تھے۔ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ (اور مدینہ کے رہنے والوں میں سے بھی) اس کا عطف مِمَّنْ حَوْلَكُمْ پر ہے جو مبتداء کی خبر ہے۔ جبکہ تقدیرِ عبارت یہ مانیں ومن اهل المدينة قوم مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ (وہ نفاق کی حد کمال پر پہنچے ہوئے ہیں) اسمیں ماہر ہیں یہ اس صورت میں معنی ہے جبکہ مردوا کو محذوف کی صفت مانا جائے اور پہلی صورت میں۔ نمبرا۔ یہ جملہ ابتدائیہ ہے نمبر۲۔ منافقین کی صفت ہے اوران کے مابین خبر پر عطف ڈال کر فاصلہ کر دیا اوران کی مہارت پر دلالت اس قول سے ہے۔

## آپ ان کو نہیں جانتے، ہم جانتے ہیں:

لَا تَعْلَمُهُمْ (آپ ان کو نہیں جانتے) آپ کی فطانت اور ذہانت کے باوجود وہ آپ پر مخفی ہیں۔ اور فراست کاملہ کے باوجود آپ ان کو نہیں پہچان سکتے کیونکہ وہ ایسے کاموں سے ہوشیاری کے ساتھ بہت محتاط رہتے ہیں جن کی وجہ سے آپ ان کے متعلق شک میں پڑیں۔ پھر فرمایا نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ (ہم ان کو جانتے ہیں) ان کو اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی نہیں جانتا۔ اوران کی پوشیدہ حالت پر کوئی مطلع نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اپنے دلوں کے پردوں میں کفر چھپانے والے ہیں اور تمہارے سامنے اسی طرح ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ مخلص مسلمان ظاہر ہوتے ہیں۔ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ (ہم ان کو دوبار عذاب دینگے) نمبرا۔ قتل اور عذاب قبر۔ نمبر۲۔ ذلت و رسوائی اور عذاب قبر۔ نمبر۳۔ اموال سے صدقات کی وصولی اور ابدان پر چھوڑے ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ (پھران کو بڑے عذاب کی طرف لوٹایا جائے گا) یعنی عذاب نار۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا انہوں نے ملے جلے عمل کئے جن میں نیک عمل بھی ہیں اور برے اعمال بھی۔ عنقریب اللہ

يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠٢﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ

ان کی توبہ قبول فرما لے گا۔ بلاشبہ اللہ غفور ہے رحیم ہے۔ آپ ان کے اموال سے صدقہ لے لیجئے جو انہیں

وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٣﴾

پاک کرے گا اور ان کو دعا دیجئے۔ بے شک آپ کی دعا ان کے لئے باعث تسکین ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ

کیا ان لوگوں نے نہیں جانا کہ بلاشبہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات قبول فرماتا ہے اور بلاشبہ

اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ

اللہ خوب زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے مہربان ہے اور آپ فرما دیجئے کہ عمل کرتے رہو سو عنقریب اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ لے گا اور اس کا رسول بھی

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ ج

اور اہل ایمان بھی' اور عنقریب تم اس ذات پاک کی طرف لوٹائے جاؤ گے جسے چھپی ہوئی چیزوں کا اور کھلی ہوئی چیزوں کا علم ہے پھر وہ تمہیں جتا دے گا جو عمل تم کیا کرتے تھے

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا معاملہ اللہ کا حکم آنے تک مؤخر کیا ہوا ہے وہ انہیں عذاب دے یا ان کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ علیم ہے حکیم ہے۔

## معترفِ گناہ مؤمن:

آیت ۱۰۲: وَاٰخَرُوْنَ (اور کچھ اور لوگ ہیں) ان مذکورہ لوگوں کے علاوہ اور لوگ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ (جو اپنی خطا کے معترف ہو گئے) اپنے پیچھے رہ جانے پر جھوٹے عذر پیش نہیں کئے بلکہ انہوں نے ندامت سے اس فعل کا اعتراف و اقرار کر لیا کہ انہوں نے بہت بڑی غلطی کی ہے ان کی تعداد دس تھی۔ ان میں سے سات نے ان آیات کو سنکر جو متخلفین کے متعلق اتری تھیں اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستون سے باندھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عادت مبارکہ کے مطابق سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ آپ نے جب ان کو بندھا ہوا دیکھا تو ان سے سوال کیا انہوں نے ذکر کیا کہ ہم نے قسم اٹھائی ہے کہ اپنے آپ کو نہیں کھولیں گے بلکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود کھولیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی قسم اٹھاتا ہوں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوگا تمہیں نہیں کھولوں گا پس یہ آیت اتری آپ نے ان کو آزاد فرما دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

پھر انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ ہمارے اموال ہیں جو آپ سے پیچھے رہنے کا باعث بنے۔ آپ ان کو صدقہ کر دیں اور ہمیں پاک کریں۔ آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اموال میں سے کسی چیز کے لینے کا حکم نہیں ہوا۔ اس وقت یہ آیت اتری۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (۱۰۳: التوبہ)

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا (انہوں نے ملایا بھلے عمل کو) جہاد کی طرف جانا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا (اور کچھ برے عمل کو)۔ نمبرا۔ جہاد تبوک سے پیچھے رہ جانا۔ نمبر۲۔ توبہ اور گناہ پھر یہ اس قول کی طرح ہے بعت الشاة شاة و درهمًا ای شاة بدرهم۔ میں نے بکری کو ایک درہم کے بدلے فروخت کر دیا۔ پس واؤ بمعنی باء ہے کیونکہ واؤ جمع کیلئے ہے اور باالصاق کا معنی دیتی ہے پس دونوں میں مناسبت واضح ہے۔ نمبر۳۔ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے سے مل گیا پس ہر ایک ان میں سے مخلوط اور مخلوط بہ ہے جیسا کہتے ہیں خلطت الماء و اللبن اس سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک کو دوسرے سے ملا دیا۔ البتہ اگر خلطت الماء باللبن کہا جائے تو اس میں پانی کو تم نے مخلوط اور دودھ کو مخلوط بہ قرار دے دیا اور جب واؤ سے کہا جائے گا تو پانی اور دودھ میں سے ہر ایک مخلوط اور مخلوط بہ ہوگا۔ گویا اس طرح کہا خلطت الماء باللبن و اللبن بالماء کہ میں نے پانی کو دودھ اور دودھ کو پانی سے ملا دیا۔ حاصل یہ ہوا کہ انکے اچھے برے اعمال گڈمڈ ہو گئے۔

## قبولیت توبہ:

عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اللہ سے امید ہے کہ وہ ان پر توجہ فرمائینگے بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں) اس میں انکی توبہ کا تذکرہ نہیں کیا کیونکہ اعتراف ذنوب کا تذکرہ پہلے کر دیا گیا تھا یہی بات انکی توبہ کی قبولیت کی دلیل ہے۔

## تکمیل توبہ کے لئے صدقہ و دُعا:

آیت ۱۰۳: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیں) نمبرا۔ ان کے گناہوں کا کفارہ نمبر۲ بعض کے بقول زکوٰۃ مراد ہے تُطَهِّرُهُمْ (آپ ان کو پاک کر دیں گے) گناہوں سے۔ یہ صدقہ کی صفت ہے۔ اور تا۔ نمبرا۔ خطاب کی ہے۔ نمبر۲۔ واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے وَتُزَكِّیْهِمْ (اور ان کو صاف کر دیں گے) اس میں تا یقیناً خطاب ہی کیلئے ہے۔ بِهَا (جس کے ذریعہ) صدقہ کے ذریعہ التزکیہ، نمبرا: تطہیر و پاکیزگی میں مبالغہ اور اضافہ نمبر۲۔ مال میں برکت و نمو وَصَلِّ عَلَیْهِمْ (اور ان کے لئے دعا کریں) دعا کے ساتھ ان پر مہربانی فرما کر۔ رحم کر کے۔

مَسْئَلَہ: صدقہ لینے والے کو چاہیے کہ صدقہ دینے والے کو دعا دے۔ یہی سنت ہے۔ اِنَّ صَلٰوتَكَ (بلاشبہ آپ کی دعا)

قراءت: کوفی قراء ابوبکر کے علاوہ صَلٰوتَكَ پڑھتے ہیں بعض نے کہا الصلاۃ، الصلوات سے زیادہ مناسب ہے کیونکہ جنس کا معنی دیتا ہے۔

سَكَنٌ لَّهُمْ (ان کیلئے سکون کا باعث ہے) ان کو سکون خاطر حاصل ہوتا ہے اور انکے دل مطمئن ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ کو قبول کر لیا۔ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ (اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے) نمبرا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو سننے والے نمبر۲۔ ان کی دعاؤں اور گناہوں کے اعتراف کو جاننے والے ہیں عَلِیْمٌ (جانتے ہیں) جو انکے دلوں میں غم، شرمندگی پائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں جو کہ ان سے سرزد ہوا۔

## مالک قبولیت اللہ ہی ہے:

آیت ۱۰۴: اَلَمْ یَعْلَمُوْا (کیا انکو یہ خبر نہیں) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنکی توبہ قبول کی گئی یعنی کیا انکو قبول توبہ اور قبول صدقات سے قبل معلوم نہیں۔ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (کہ اللہ تعالیٰ ہی توبہ کو قبول کرتا ہے اپنے بندوں سے) بشرطیکہ وہ صحیح



BestUrduBooks.wordpress.com

طریق سے ہو وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ (اور وہی صدقات کو قبول کرتا ہے) اور انکو قبول فرماتے ہیں جبکہ خلوص نیت سے دیئے جائیں۔
نکتہ: هُوَ، کا لفظ تخصیص کو بتلا رہا ہے کہ یہ کام رسول اللہ کے حوالے نہیں بیشک اللہ تعالیٰ ہی توبہ کو قبول کرنے والے اور مسترد کرنے والے ہیں پس توبہ میں اسی ہی کا قصد کرو اور اسی ہی کی طرف اسکی نسبت کرو۔ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ (اور بے شک اللہ ہی توبہ کو قبول کرنے والے ہیں) بہت زیادہ توبہ قبول فرمانیوالے ہیں۔ الرَّحِيْمُ (رحمت کرنے والے ہیں) اور گناہ کو معاف کر دیتے ہیں۔

## وعید برائے مستقبل:

آیت ۱۰۵: وَقُلِ (اور آپ کہہ دیں) ان توبہ کرنے والوں کو اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (عمل کیے جاؤ پس اللہ دیکھ لیگا تمہارے عمل کو اور اسکا رسول اور مؤمنین بھی)۔ نمبرا۔ تمہارا کوئی عمل مخفی نہیں خواہ خیر ہو یا شر اللہ تعالیٰ پر اور نہ اسکے بندوں پر جیسا کہ تم نے دیکھ لیا اور تمہارے سامنے ظاہر ہو گیا۔ نمبر۲۔ غیر تائبین کو توبہ کی ترغیب کیلئے یہ فرمایا۔ روایت میں وارد ہے جب انکی توبہ قبول کر لی گئی تو ان لوگوں نے کہا جنہوں نے توبہ نہ کی تھی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کل گزشتہ ہمارے ساتھ نہ کلام کرتے اور نہ بیٹھتے تھے۔ انکو کیا ہو گیا پس یہ آیت اتری اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد فسیری اللّٰہ یا انکے حق میں وعید ہے اور اصرار کے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔ اور توبہ کے متعلق غفلت برتنے سے خوف دلایا گیا۔ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ (اور ضرور تم کو اس ذات کے پاس جانا ہے جو تمام چھپی) جو لوگوں سے پوشیدہ ہے وَالشَّهَادَةِ (اور کھلی چیزوں کو جاننے والا ہے) جس کا وہ مشاہدہ کرتے ہیں فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (پس وہ تم کو تمہارا سب کیا ہوا بتلا دے گا) یہ تنبیہ و تذکیر اور اس پر مجازات کا ذکر ہے۔

## التواء والے لوگ:

آیت ۱۰۶: وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ (اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ اللہ کے حکم آنے تک ملتوی کر دیا گیا ہے) مدنی، کوفی قراء سوائے ابوبکر نے بلا ھمزہ پڑھا ہے۔ دوسرے قراء نے مُرْجُؤُوْنَ پڑھا ہے یہ ارجیته ارجأتهٗ سے ہے۔ جب کہ اس کو مؤخر کیا جائے۔ اور اسی سے المرجنه ہے۔ مطلب اس طرح ہے واخرون من المتخلفین موقوفون الی ان یظهر امر اللّٰه فیهم۔ متخلفین میں سے دوسرے روک دیئے گئے یہاں تک کہ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم ظاہر ہو۔
اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ (خواہ وہ ان کو سزا دے) اگر وہ اصرار کریں اور توبہ نہ کریں۔ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ (یا ان کی توبہ قبول کرلے) اگر وہ توبہ کرلیں ان کی تعداد تین تھی نمبرا۔ کعب بن مالک نمبر۲۔ ہلال بن امیہ نمبر۳۔ مرارہ بن الربیع۔ یہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے یہی وہ لوگ ہیں جنکا تذکرہ اس آیت میں ہے وعلی الثلاثة الذین خُلّفوا۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ (اور اللہ خوب جاننے والا) ان کے مؤخر کرنے کو حَكِيْمٌ (بڑا حکمت والا ہے) اور ان کو مؤخر کرنے میں اِمّا کا لفظ شک و تردد کے لئے آتا ہے۔ بندوں کا لحاظ کر کے اِمّا کا استعمال کیا گیا یعنی ان کو عذاب کا خطرہ ہے اور مجھے ان پر رحمت کی امید ہے روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو ان کے ساتھ سلام و کلام سے منع فرمادیا ان حضرات نے اپنے آپ کو ستونوں سے بھی نہ باندھا اور نہ ہی گھبراہٹ و غم کا اظہار کیا۔ جب انہیں بائیکاٹ کا علم ہوا تو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اور اپنی نیتوں کو خالص کرلیا۔ ان کی توبہ مخلصانہ تھی ان کو اللہ تعالیٰ نے خوش کر دیا۔ (واقعہ روایت کعب سے بخاری و مسلم میں مذکور ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا

اور جن لوگوں نے اس لئے مسجد بنائی کہ ضرر پہنچائیں اور کفر اختیار کئے رہیں اور مومنین کے درمیان پھوٹ ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا انتظام کریں جس

لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ

نے اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی' اور البتہ وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو صرف بھلائی ہی کا ارادہ کیا تھا اور اللہ

يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى

گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں۔ آپ اس مسجد میں کبھی بھی کھڑے نہ ہوں۔ البتہ جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر

مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ

رکھی گئی ہو وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ

يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ

خوب پاک ہونے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ "اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے اور اللہ کی خوشنودی پر رکھی ہو" وہ بہتر ہے

اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا

یا وہ بہتر ہے جس کی بنیاد کسی گھاٹی کے کنارے پر رکھی گئی ہو جو گرنے والی ہے پھر وہ اسے لے کر دوزخ کی آگ میں گر پڑے' اور اللہ

يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْا رِيْبَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ

ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ انہوں نے جو عمارت بنائی وہ ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی۔ الا

اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١١٠﴾ ع ۱۳/۱۱/۲

یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔

## مسجدِ ضرار کے بانی منافقین:

آیت ۱۰۷: وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا (اور بعض ایسے لوگ ہیں جنہوں نے مسجد بنائی) تقدیر عبارت اس طرح ہے و منھم الذین اتخذوا۔ مدنی اور شامی قراء نے والذین کو بغیر واؤ پڑھا ہے وہ مبتداء جس کی خبر محذوف ہے ای جازیناھم جن کو ہم نے بدلہ دیا۔ روایت میں ہے کہ بنی عمرو بن عوف نے مسجد قباء مکمل کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ تشریف لائے اور اسمیں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ (اور ہجرت کے وقت آپ نے پہلا قیام قباء میں فرمایا اور ۱۴ روز قیام فرما کر اس مسجد کی بنیاد خود



BestUrduBooks.wordpress.com

دست اقدس سے رکھی اور وہاں نمازیں ادا فرمائیں ) ان کے بھائی بند بنو غنم بن عوف کو حسد پیدا ہوا کہنے لگے ہم بھی مسجد بنائیں گے اور رسول ﷺ کو نماز کی اس میں دعوت دیں گے اور ابو عامر راہب جب شام سے آئے گا تو وہ بھی اس میں نماز پڑھا کرے گا یہ ابو عامر وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو احد کے دن کہا آپ کے مقابلہ میں جو بھی لڑے گا میں اس کا ساتھ دونگا حنین تک مختلف لڑائیوں میں شریک رہا۔ چنانچہ مسجد قباء کے قریب انہوں نے ایک مسجد بنائی۔ اور رسول ﷺ کو کہا ہم نے بیمار اور حاجت مند لوگوں کی خاطر ایک مسجد بنائی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس میں نماز پڑھیں آپ ﷺ نے فرمایا اسوقت میں سفر پر جا رہا ہوں۔ تبوک سے واپسی پر انشاء اللہ ہم اس میں نماز ادا کریں گے۔

جب تبوک سے آپ واپس لوٹ آئے انہوں نے مسجد میں آنے کا سوال کیا اس پر یہ آیات اتریں۔ آپ ﷺ نے وحشی اور معن بن عدی وغیرہ کو حکم دیا اس مسجد کی طرف جاؤ جس کے بنانے والے ظالم ہیں اور اس کو جلا دو۔ پس ایسا کر دیا گیا اس جگہ کوڑا کرکٹ مردار اور فضلات ڈالنے کا حکم فرمایا۔ ابو عامر فاسق شام میں اپنی موت مر گیا۔ ضِرَارًا ( ضرر پہنچانے ) یہ مفعول لہٗ ہے۔ اسی طرح اس کا مابعد بھی۔ تقدیر عبارت یہ ہے مضارۃ لا خوانھم اصحاب مسجد قباء مسجد قباء کے ساتھیوں کو نقصان پہنچانے کیلئے۔ وَّكُفْرًا (اور کفر کی باتیں کرنے کے لئے ) منافقت کو مضبوط کرنے کیلئے وَّتَفْرِيْقًا ۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور ایمان والوں میں تفریق ڈالنے کیلئے ) کیونکہ وہ اکٹھے مسجد قباء میں نماز ادا کرتے انہوں نے چاہا کہ ان میں انتشار پیدا ہو جائے۔ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ (اور اس شخص کے قیام کا سامان کرنے کیلئے ) اس شخص کے قیام کا سامان بنانے کیلئے حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ( جو اللہ اور اس کے رسول کا مخالف رہا ہے ) وہ ابو عامر راہب تھا جس کے نماز ادا کرنے اور رسول اللہ ﷺ پر غلبہ پانے کیلئے یہ مرکز بنایا گیا تھا۔

بعض کا قول یہ ہے کہ فخر و مباہات اور ریا کاری یا شہرت کیلئے بنائی جانے والی مسجد اسی حکم میں ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے علاوہ کسی بھی غرض کیلئے بنائی جانے والی مسجد یا ناپاک مال سے بنائی جانے والی مسجد بھی مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔ مِنْ قَبْلُ (پہلے سے ) یہ حَارَبَ کے متعلق ہے یعنی اس مسجد کی تعمیر سے پہلے خندق کے دن وَلَيَحْلِفُنَّ (اور یہ ضرور قسمیں کھائیں گے ) جھوٹے اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ( کہ ہم نے تو صرف بھلائی ہی کا ارادہ کیا تھا ) ہم اس مسجد کی تعمیر سے اچھی غرض ہی رکھتے تھے مثلاً نماز، ذکر اللہ، نمازیوں کی آسانی وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں ) اپنے اس حلف میں۔

## ایسی مسجد میں قیام کی ممانعت:

آیت ۱۰۸: لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ( آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں ) نماز کیلئے لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى ۔(البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے )

## مسجد قباء میں قیام کا حکم اور ان کے بانیوں کی تعریف:

لام ابتدائیہ ہے اُسس یہ مسجد کی صفت ہے نمبرا۔ مراد اس سے مسجد قباء ہے جس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ نے قباء کے زمانہ



BestUrduBooks.wordpress.com

قیام میں اپنے دست اقدس سے رکھی۔ نمبر۲۔ مسجد نبوی جو مدینہ میں ہے وہ مراد ہو۔ مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ (اول دن سے) اس کی تعمیر کے پہلے دن سے۔ ایک قول یہ ہے کہ تقاضہ قیاس تو یہ ہے کہ یہاں مُذْ آتا کیونکہ وہ ابتداء غایت فی الزمان کیلئے آتا ہے اور یہاں مِن لائے جو کہ ابتداء غایت فی المکان کیلئے ہے۔ الجواب مِن کا لفظ زمان و مکان دونوں کیلئے آتا ہے۔

اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ (وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں) نماز کیلئے فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ (اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے) جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی جماعت کے ساتھ قباء میں تشریف لائے اور مسجد قباء کے دروازے پر کھڑے ہو گئے انصار مسجد میں بیٹھے تھے۔ آپ نے آواز دیکر فرمایا۔ أمؤمنون انتم؟ کیا تم ایمان والے ہو؟ تمام خاموش رہے پھر آپ نے اس بات کو دھرایا اس پر حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! بلاشبہ وہ مؤمن ہیں اور میں بھی ان کے ساتھ۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم فیصلے پر راضی ہو؟ انہوں کہا ہاں! فرمایا کیا تم آزمائش پر صبر کرنے والے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! فرمایا کیا تم خوشحالی میں شکر گزار ہو۔ انہوں نے جواب دیا جی ہاں حضور! آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم تم مؤمن ہو۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا اے گروہ انصار! اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف فرمائی ہے تم بوقت وضو کیا عمل کرتے ہو اور پاخانے کے وقت تمہارا کیا عمل ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم پاخانہ سے فارغ ہو کر تین ڈھیلے استعمال کرتے ہیں پھر پتھروں کے استعمال کے بعد پانی استعمال کرتے ہیں آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی فیه رجال یحبون ان یتطهروا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ تمام نجاسات سے تطہیر کیلئے یہ آیت عام ہے۔ تیسرا قول اس تطہیر سے گناہوں کی توبہ کے ذریعہ تطہیر مراد ہے یحبون ان یتطهروا میں محبت سے مراد طہارت کو ترجیح دینا اور اس کی اس طرح حرص کرنا جیسا کہ محب کسی محبوب چیز کی حرص کرتا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہے اور ان پر احسان فرمانے والے ہیں جیسا محب محبوب کے ساتھ کرتا ہے۔

## دونوں میں تقابلی فرق:

آیت ۱۰۹: اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ (کیا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد رکھی) تعمیر کی بنیاد رکھتا ہے۔ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ (تقویٰ پر اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر وہ زیادہ بہتر ہے یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کسی کھائی کے گرنے والے کنارے پر رکھی ہو) یہ استفہام تقریری ہے اور واضح ہونے کی وجہ سے جواب ذکر نہیں کیا گیا، مطلب یہ ہے۔ جس نے اپنے دین کی بنیاد مضبوط اساس پر رکھی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور رضا مندی ہے۔ خیر ام من جس نے اپنی عمارت کی تعمیر کمزور بنیادوں پر رکھی ہو۔ وہ بنیادیں باطل اور منافقت ہے۔ جس کی مثال قلت ثبات اور استمساک میں، گرنے والے گڑھے کے گرنے والے کنارے کی ہے گرنے والا گڑھے کا کنارہ تقویٰ کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا کیونکہ گرنے والے گڑھے کے کنارے کو اس چیز سے مجاز قرار دیا جو تقویٰ کے مخالف ہے۔

الشفاء کنارہ، جرف الوادی وادی کی وہ جانب جس کو پانی نے نیچے سے کھود ڈالا ہو۔ سیلاب اس کو کھود ڈالیں جس سے



BestUrduBooks.wordpress.com

وہ کمزور ہو جائے الھار گرنے والا، پھٹنے والا جو گرا چاہتا ہو۔ اس کا وزن فَعِلٌ ہے جو فاعل سے قصر کر کے پڑھا جیسا کہ خلف کو خالف سے پڑھا ہے۔ اس کا الف فاعل کا الف نہیں بلکہ اصلی ہے یہ اصل ھَوِرٌ ماقبل فتحہ کی وجہ سے واؤ کو الف سے بدل دیا۔ یہ انتہائی بلیغ کلام ہے۔ جو باطل کی حقیقت واصلیت کو طشت ازبام کر رہا ہے۔

قراءت: شامی، نافع، نے افمن اسس بنیانہ کو اَمَنْ اُسس بنیانہ پڑھا ہے۔ شامی، حمزہ اور یحییٰ نے جُرُف کو جُرْف راء کے سکون سے پڑھا۔ ابو عمرو نے ھار کو امالہ سے پڑھا جبکہ حمزہ نے ایک روایت کے مطابق اور یحییٰ نے امالہ کیا ہے۔

فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ (پھر وہ اس کو لے کر دوزخ کی آگ میں گر پڑے) باطل اس کو لیکر جہنم میں گر پڑا۔ جب آیت میں جوف ھائر کو باطل کیلئے بطور مجاز استعمال کیا گیا تو جرف کیلئے انھار کا لفظ لائے جو اس کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ نیز یہ تصور دیا کہ باطل پرست نے اپنی تعمیر کی بنیاد جہنم کی وادی کے گرنے والے گڑھے کے کنارہ پر رکھی ہے وہ کنارہ اس کو لیکر جہنم کی گہرائی میں جا گرا ہے۔

جابر کہتے ہیں میں نے مسجد ضرار سے اس وقت دھواں نکلتا ہوا دیکھا جب وہ جہنم میں گری۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو سمجھ ہی نہیں دیتا) ان کو نفاق کی سزا کے طور پر خیر کی توفیق نہ دے گا۔

## منافقین کے خبیث مقاصد کی نشاندہی:

آیت ۱۱۰: لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ (یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے۔ ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی) اس کا گرانا ان کے نفاق و شک میں اضافہ کا باعث بنا رہے گا کیونکہ اس سے ان کو مزید غصہ آئے گا اور وہ ان پر گراں گزرے گی۔ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ (مگر یہ کہ ان کے دل ہی فنا ہو جائیں) شامی، حمزہ اور حفص نے تَقَطَّع پڑھا جو اصل میں تَتَقَطَّعَ ہے۔ دیگر قراء نے تُقَطَّع۔ پڑھا ہے جس کا معنی ان تُقَطَّع قلوبھم قطعا و تفرق اجزاءً انکے دلوں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر اجزاء الگ کر دیئے جائیں اس وقت ان کو تسلی ہوگی البتہ جب تک ان کے دل صحیح سالم اور اکٹھے ہیں ان میں شک باقی رہے گا اور مضبوطی سے جما رہے گا۔ پھر یہ درست ہے کہ شک کے زائل کرنے کی تصویر بٹھانے کیلئے کیا گیا ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ حقیقۃً کٹنا مراد ہو۔ جو کہ ان کے قتل سے ممکن ہے۔ یا قبور میں پہنچ کر یا آگ میں داخل ہو کر۔

ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے دل توبہ وندامت سے اپنی اس زیادتی پر کٹ جائیں نڈھال ہو جائیں۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے) ان کے عزائم سے حَكِيْمٌ (بڑی حکمت والے ہیں) ان کے جرائم کی سزا میں حکمت والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ

بے شک اللہ نے مومنین سے اس بات کے عوض ان کی جانوں اور مالوں کو خرید لیا کہ ان کے لئے جنت ہے۔

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ

وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کر دیئے جاتے ہیں اس پر اللہ کا وعدہ ہے جو توریت،

وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ

انجیل اور قرآن میں ہے، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے۔ سو تم لوگ اپنی اس بیع پر خوش ہو جاؤ

الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑪ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ

جس کا تم نے معاملہ کیا ہے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ یہ لوگ توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے والے ہیں، حمد کرنے والے ہیں۔

السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ

روزہ رکھنے والے ہیں، رکوع کرنے والے ہیں۔ سجدہ کرنے والے ہیں۔ نیک باتوں کی تعلیم دینے والے ہیں، اور بری باتوں سے روکنے

الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑫

والے ہیں اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور آپ مومنین کو خوشخبری سنا دیجئے۔

## نفع بخش تجارت جس میں اقالہ نہیں:

آیت ۱۱۱: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اوران کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے۔ کہ ان کو جنت ملے گی) اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی ثابت قدمی اور اس کی راہ میں مال خرچ کرنے کو جنت کے بدلے خریدنے سے تشبیہ دی اور روایت میں آیا ہے کہ ان سے تجارت کا معاملہ کیا مگر ثمن کو بہت مہنگا کر دیا۔

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمارے نفوس کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اموال عنایت کرنے والے بھی وہی ہیں۔ ایک اعرابی کا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایسی حالت میں ہوا جبکہ آپ یہ تلاوت فرما رہے تھے تو وہ سنکر کہنے لگا اللہ کی قسم بڑی نفع بخش بیع ہے ہم اس میں نہ اقالہ کرتے اور نہ اقالے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ ایک غزوہ میں نکلا اور شہید ہو گیا۔ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں) سپردگی کا محل بیان فرمایا فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ (وہ جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں) یعنی کبھی وہ دشمن سے لڑتے ہیں کبھی تو دشمن ان کو قتل کر دیتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: فَيُقْتَلُوْنَ ويَقْتُلوْن حمزہ اورعلی نے پڑھا۔وَعْدًا عَلَيْهِ (اس پر وعدہ کیا گیا ہے) یہ مصدر ہے یعنی وعدھم بذلک وعدا ان سے وعدہ کیا وعدہ کرنا۔حَقًّا (سچا) یہ وعدا کی صفت ہے اس میں اطلاع دی کہ مجاہدین سے کیا جانے والا وعدہ پختہ وعدہ ہے جس کو میں نے لکھ دیا ہے۔فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ (توریت میں اورانجیل میں اورقرآن میں)

مَسْئَلَہ: یہ دلیل ہے کہ ہرملت والوں کو قتال کا حکم دیا گیا اوراس پران سے وعدے کئے گئے پھرفرمایاوَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ (اوراللہ تعالیٰ سے زیادہ کون وعدے کو پورا کرنے والا ہے) کیونکہ وعدہ خلافی قبیح چیز ہے۔جب اس کا ارتکاب کوئی شریف آدمی نہیں کرتا تو اکرم الاکرمین کیونکر وعدہ کی خلاف ورزی فرمانے والے ہیں۔اس سے زیادہ بہتر اور بلیغ انداز میں جہاد کی ترغیب نہیں دی جاسکتی۔فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ (تم لوگ اپنی اس بیع پرجس کا معاملہ تم نے ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ) تمہیں انتہائی خوش ہونا چاہیئے کہ تم فانی دیکر باقی کا سودا کررہے ہو۔وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (اور یہ بڑی کامیابی ہے) صادق رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ تمہارے ابدان کی قیمت صرف جنت ہے۔پس ان کو صرف اسی کے بدلے میں فروخت کرو۔

آیت ۱۱۲: اَلتَّآئِبُوْنَ (وہ ایسے ہیں جوتوبہ کرنے والے ہیں) نمبر۱۔یہ مدح کی بناء پر مرفوع ہے ای هم التائبون یعنی یہ مذکورمومنین ہی تائب ہیں یا۔نمبر۲۔یہ مبتداء ہےاوراس کی خبرالعابدون ہے۔الْعٰبِدُوْنَ (عبادت کرنے والے) وہ لوگ جوفقط اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنے والے ہیں اورعبادت اسی کے لئے خالص کرنے والے ہیں اس کا مابعدخبر کے بعدخبر ہے۔یعنی التائبون من الکفر علی الحقیقة الجامعون لهذه الخصال۔ کہ حقیقۃً کفر سے توبہ کرنے والے وہ ان خصال کے جامع ہیں۔

حضرت حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے شرک سے توبہ کی۔اورنفاق سے براءت کا اظہار کیا۔الْحٰمِدُوْنَ (حمد کرنے والے) اسلام کی نعمت پر السَّآئِحُوْنَ (روزہ رکھنے والے) نمبر۱۔روزہ رکھنے والے ہیں۔ آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے۔سیاحة امتی الصیام (رواہ ابن جریر) نمبر۲۔طلباء علم مراد ہیں کیونکہ وہ زمین میں سفرکرتے ہیں اور مناہل علم سے علم حاصل کرتے ہیں نمبر۳۔عبرت کیلئے زمین میں سفرکرنے والے ہیں۔الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ (اور رکوع اور سجدہ کرنے والے) نمازوں کی حفاظت کرنیوالے ہیں۔الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ (اورنیک باتوں کی تعلیم کرنے والے) ایمان اورمعرفت واطاعت کے ذریعہ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (اور بری باتوں سے باز رکھنے والے) شرک ومعاصی سے واؤ کو درمیان میں لاکر بتلایا کہ یہ سات پوری لڑی ہے جو پروئی ہوئی ہے۔نمبر۲۔امرونہی کے مابین تضادظاہر کرنے کے لئے واؤ لایا گیا جیسا کہ اس ارشاد میں ثيبٰتٍ وابكارًا (التحریم:۵) وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ (اور اللہ تعالیٰ کی حدوں کا خیال رکھنے والے) اللہ تعالیٰ کے اوامرونواہی۔نمبر۲۔شریعت کے نشانات وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور آپ ایسے مؤمنین کو خوشخبری سنادیں) جوان صفات کے ساتھ متصف ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا

نبی کو اور دوسرے مسلمانوں کو یہ جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ اگرچہ وہ

اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ

رشتہ دار ہی ہوں۔ اس بات کے ظاہر ہو جانے کے بعد یہ لوگ دوزخی ہیں اور ابراہیم کا

اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ

اپنے باپ کے لئے استغفار کرنا صرف اس لئے تھا کہ انہوں نے اپنے باپ سے ایک وعدہ کر لیا تھا۔ پھر جب ابراہیم پر یہ بات واضح ہوگئی

اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿١١٤﴾

کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہوگئے۔ بے شک ابراہیم بڑے رحم دل برداشت کرنے والے تھے۔

## مشرکین کے لئے استغفار کی ممانعت:

آیت ۱۱۳: آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ ابو طالب کیلئے استغفار کریں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى (پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ وہ مشرکین کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں) اللہ تعالیٰ کے قانون اور حکمت کے مطابق استغفار اس کے لئے حلال نہیں مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (اس بات کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں) اس بات کے ظاہر ہو چکنے کے بعد کہ ان کی موت شرک پر واقع ہوئی۔ پھر اگلی آیت میں ابراہیم علیہ السلام کا عذر ذکر فرمایا۔

### استغفار ابراہیم علیہ السلام کا جواب:

آیت ۱۱۴: وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ (اور ابراہیم کا اپنے باپ کیلئے دعائے مغفرت مانگنا وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اسی سے وعدہ کر لیا تھا)۔ نمبر ۱۔ ان کے والد نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ اسلام لے آئیگا۔ نمبر ۲۔ ابراہیم علیہ السلام نے والد سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے لئے استغفار کرے گا۔ جیسا اس ارشاد میں ہے لاستغفرن لك (الممتحنہ: ۴) اس کی دلیل حسن رحمہ اللہ کی قراءت ہے۔ وعدها اياه۔ استغفار کا معنی مغفرت کا سوال کرنا اسلام لانے کے بعد نمبر ۲۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے اسلام لانے کی دعا کرنا جو کہ مغفرت کا سبب ہے۔ فَلَمَّا تَبَيَّنَ (پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی) وحی کے ذریعہ لَهٗٓ ابراہیم علیہ السلام کو اَنَّهٗ (کہ وہ) کہ ان کا والد عَدُوٌّ لِّلّٰهِ (اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے) کا فر مرے گا تو ان کی امید منقطع ہوگئی تَبَرَّاَ مِنْهُ (تو وہ اس سے بالکل بے تعلق ہوگئے) استغفار منقطع کر دیا۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ (بیشک ابراہیم بڑے رحیم المزاج) وہ شفقت اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہت آہیں کھینچنے والے تھے۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ شدید رحمت و رقت سے اپنے باپ کافر پر



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ

اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے جب تک کہ ان چیزوں کو واضح طور پر بیان نہ فرما دے جن سے وہ بچتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ

بیشک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے بے شک اللہ ہی کے لئے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا ' وہ زندہ کرتا ہے

وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

اور موت دیتا ہے اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی یار اور مددگار نہیں۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ

بلاشبہ اللہ نے نبی پر اور مہاجرین پر اور انصار پر مہربانی فرمائی جنہوں نے اس کے بعد تنگی کے وقت میں نبی کا

الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ

ساتھ دیا جبکہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں تزلزل ہو چلا تھا ' پھر اللہ نے ان پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ اللہ

بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ

ان پر مہربان ہے رحم فرمانے والا ہے ' اور اللہ نے ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین

عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ

اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ سے بچ کر کہیں پناہ نہیں مل سکتی سوائے اس کے کہ

۱۴ ع ۴ ۸ ۲ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ ع

اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ...... رجوع کریں بے شک اللہ خوب توبہ قبول فرمانے والا ہے' اور رحم کرنے والا ہے۔

مہربانی کرتے حَلِیْمٌ (حلیم الطبع تھے) تکالیف پر صبر کرنے والے۔ تکلیف پر درگزر کرنے والے تھے۔ وہ باپ کے لئے ہدایت و استغفار کے طالب تھے۔ اور باپ لارجمنلٹ کا پیغام سنا تا تھا۔

## گناہ کو جان بوجھ کر کرنے سے مواخذہ ہوگا:

آیت ۱۱۵: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنے کے بعد گمراہ کر دے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلا دے جن سے وہ بچتے رہیں) جس سے



BestUrduBooks.wordpress.com

بچنے اور پرہیز کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے جیسا کہ مشرکین کیلئے استغفار وغیرہ اور دیگر منہیات اور وہ چیزیں جن کا محظور ہونا واضح کر دیا۔اور اس پر وہ اپنے ان بندوں سے جن کی راہنمائی اسلام کی طرف کر دی مؤاخذہ بھی نہیں فرماتا۔اور نہ رسوا کرتا ہے مگر جبکہ اس کا اقدام جان بوجھ کر کریں اور وہ جانتے ہوں کہ اس کا ماننا ضروری ہے۔باقی وضاحت و اطلاع سے پہلے مؤاخذہ نہیں۔ دراصل اس آیت میں ان صحابہ کے عذر کا بیان ہے جن کو خدشہ ہوا کہ استغفار مشرکین کے سلسلہ میں کہیں مؤاخذہ نہ ہو جائے۔ مایتقون سے مراد وہ چیز ہے کہ ممانعت کی بناء پر جس سے بچنا ضروری ہے باقی عقل سے معلوم ہونے والی چیز کا دار و مدار اس پر نہیں ہے۔اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں)

## مالک وہی ہے اس کی کارسازی کے بغیر چارہ نہیں:

آیت ۱۱۶: اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کی سلطنت ہے۔آسمانوں اور زمین میں اور وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور تمہارا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ یار ہے اور نہ مددگار ہے)

آیت ۱۱۷: لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ (اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ پر منافقین کو پیچھے رہنے کی اجازت دینے پر رجوع فرمایا۔جیسا دوسرے ارشاد میں ہے۔ عفا الله عنك لم اذنت لهم (التوبہ:۴۳) وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ (اور مہاجرین و انصار کے حال پر بھی) اس میں مسلمانوں کو توبہ پر آمادہ کیا گیا۔ ہر مؤمن توبہ و استغفار کا محتاج ہے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار بھی۔

الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ (جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا) غزوۂ تبوک کے موقع پر۔اس کا معنی وقت العسرۃ ہے۔الساعۃ کا لفظ مطلق وقت کے لئے استعمال ہوتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سواریوں کی تنگی تھی دس دس صحابہ ایک ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔سفر کا زادِ راہ ردی قسم کی کھجور بھوسی دار جو، مہک والی چربی تھی۔بھوک اس حد تک پہنچ گئی کہ دو دو کو ایک کھجور ملنے لگی اور بعض اوقات ایک جماعت اس ایک کھجور کو چوس کر پانی پی لیتی اور پانی کی قلت کا حال یہ تھا کہ اونٹوں کو ذبح کر کے ان کی اوجریاں بعض اوقات نچوڑ کر پینی پڑیں۔ادھر موسم شدید گرمی اور تمازت والا۔اور قحط و خشک سالی اپنے جوش میں۔

مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ (اس کے بعد کہ ان میں سے ایک جماعت کے دل میں کچھ تزلزل پیدا ہو چلا تھا) نمبر۱۔ایمان پر ثابت قدمی میں۔نمبر۲۔اس غزوہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ جانے میں

**نحو**: کاد میں ضمیر شان ہے اور اس کے بعد والا جملہ منصوب ہے یہ اسی طرح ہے جیسا کہا جاتا ہے لیس خلق الله مثله ای لیس الشان خلق الله مثله اللہ تعالیٰ نے اس جیسا بنایا نہیں۔

**قراءت**: حمزہ اور حفص نے یزیغ پڑھا ہے۔

ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ (پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی) دوبارہ تاکید کیلئے لائے۔اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق و مہربان ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## تین صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی توجہ رحمت کا چھینٹا پڑا:

آیت ۱۱۸: وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ (اوران تین شخصوں کے حال پر بھی) ای وتاب علی الثلاثة۔ اس کا عطف النبی پر ہے۔ اور تینوں پر رجوع فرمایا۔ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا) غزوہ سے پیچھے رہ گئے۔ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی) مارحبت میں ما مصدر یہ ہے برحبھا۔ وسعت کے باوجود۔ دراصل یہ حیرانی کو تمثیل سے ذکر فرمایا۔ گویا وہ زمین میں کوئی جگہ ہی نہیں پار ہے تھے کہ جہاں قلق اضطراب اور گھبراہٹ سے بھاگ کر چلے جائیں۔ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ (وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے) انفس سے مراد قلوب ہیں ان کے دلوں میں انس وسرور نہ رہا گویا وہ فرط وحشت وغم سے نکل نکل گئے۔ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ (اورانہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی مگر اس کے ہاں) انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے نکلنے کا راستہ معافی واستغفار کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ (پھران کے حال پر توجہ فرمائی) پچاس ایام کے بعد لِيَتُوْبُوْا (تا کہ وہ آئندہ بھی رجوع رہا کریں) تا کہ وہ بھی توابین میں شامل ہو جائیں۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (بیشک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں) ابوبکر وراق کہتے تھے خالص توبہ یہ ہے کہ تائب کو زمین باوجود وسعت کے تنگ نظر آئے اور خود اس کا اپنا نفس بھی اس پر تنگ ہو۔ جیسا کہ یہ تین صحابہ کرام۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ

مدینے والے اور انکے آس پاس کے رہنے والے دیہات کے لوگوں کے لئے یہ زیبا نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے

رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ

پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ بات کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اپنی جانوں کو لے کر بیٹھ جائیں، یہ اس وجہ سے کہ انہیں جو بھی کوئی پیاس

ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ

یا تھکن یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور وہ کسی جگہ جو قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو جلن ہوتی ہے

وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

اور دشمن سے جو بھی کوئی چیز لے لیتے ہیں تو اس سب کی وجہ سے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بلاشبہ اللہ اچھے کام کرنیوالوں کا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ

اجر ضائع نہیں فرماتا۔ اور وہ لوگ جو بھی کوئی چھوٹا بڑا خرچہ کرتے ہیں اور جس کسی میدان کو قطع کرتے

وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

ہیں تو یہ ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کو انکے عمل کا اچھے سے اچھا بدلہ عطا فرمائے۔

## سچوں کا ساتھ دو:

آیت ۱۱۹: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو) نمبرا۔ ایمان والوں کے ساتھ نہ کہ منافقین کے ساتھ۔ نمبر۲۔ ان ایمان والوں کے ساتھ جو پیچھے نہیں رہے۔ نمبر۳۔ ان لوگوں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے دین میں اور قول ونیت وعمل میں سچ اختیار کرنے والے ہیں۔

**مَسْئَلَہ**: یہ آیت اجماع کی حجیت پر دلیل ہے کیونکہ صادقین کا ساتھ دینے کا حکم دیا گیا پس ان کا قول قبول کرنا ضروری ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اپنی جان کو عزیز سمجھ کر جہاد سے پیچھے نہ رہنا چاہئے:

آیت ۱۲۰: مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گردو پیش ہیں یہ مناسب نہیں تھا کہ وہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں) یہاں نفی بمعنی نہی ہے ان لوگوں کو خصوصاً ذکر کیا اگرچہ تمام لوگ اس معاملے میں برابر ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب رہتے تھے۔ اور آپ کا نکلنا ان کے سامنے واضح تھا۔

وَلَا يَرْغَبُوْا (اور نہ اپنی جان کو عزیز سمجھیں) اور نہ یہ چاہیئے کہ وہ بخل کریں بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ (ان کی جان کے مقابلہ میں) جو کچھ بھی پہنچتا رہے آپ کو۔ یعنی ان کو نہ چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے مقابلے میں ترجیح دیں بلکہ پریشانی اور تکلیف میں آپ کا ساتھ دیں اور ساتھ رہیں اور ہر سختی میں اپنے کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ ذٰلِكَ (یہ) پیچھے رہنے کی ممانعت بِاَنَّهُمْ (اس سبب سے) اس وجہ سے ہے لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ (ان کو جو پیاس لگتی ہے) پیاس وَّ لَا نَصَبٌ (اور جو تھکاوٹ پیش آتی ہے) تھکاوٹ وَّلَا مَخْمَصَةٌ (اور جو بھوک لگتی ہے) بھوک فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اللہ کی راہ میں) جہاد میں وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا (اور جو چلنا وہ چلے) اپنے گھوڑوں کے سموں سے کفار کی جس زمین کو وہ روندتے ہیں اور اپنے اونٹوں کے قدموں اور پاؤں سے لتاڑتے ہیں۔ يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ (جو کفار کیلئے غصہ کا باعث ہوا) ان کو ناراض کرے اور ان کے سینوں کو تنگ کرے۔ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا (اور انہوں نے دشمن کی جو کچھ خبر لی) ان کو قتل کی جو مصیبت پہنچتی ہے نمبر۲۔ قید و بند نمبر۳۔ زخم نمبر۴۔ ہڈی ٹوٹنا نمبر۵۔ شکست وغیرہ اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ (ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک عمل لکھا گیا) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہر گھبراہٹ کے بدلے ستر ہزار نیکیاں ملتی ہیں کہا جاتا ہے نال منه جب اس کو تکلیف پہنچائے اور اس کو کم کرے۔ یہ ہر ایسی چیز کے متعلق عام ہے جو پریشانی کا باعث بنے۔

مَسْئَلَہ: نمبر۱۔ جو آدمی کسی کام کا قصد کرتا ہے تو اس کے لئے اس کی نقل و حرکت، قیام و قعود، کلام، مشی، رکوب وغیرہ تمام قابل بدلہ اور صلہ ہیں۔ نمبر۲۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد مدد لشکر کے ساتھ مال غنیمت میں برابر کی شریک ہے کیونکہ کفار کے علاقوں کو روندنے سے ان کو غصہ آتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کے دونوں بیٹوں کو حصہ عنایت فرمایا۔ حالانکہ وہ دونوں لڑائی کے ختم ہونے کے بعد پہنچے تھے۔

الْمَوْطِئ نمبر۱ یہ مورد کی طرح مصدر ہے نمبر۲۔ ظرف مکان ہے۔ اگر ظرف مکان مانیں تو پھر يَغِيْظُ الْكُفَّارَ کا معنی (اس کا روندنا کفار کو غصہ دلانے والا ہے، یہ مصدری معنی ہے) روندنے کی جگہ کفار کو غصہ دلانے والی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے) یعنی بیشک وہ مخلص ہیں اللہ تعالیٰ انکا ثواب باطل نہ کریں گے۔

## اخلاص والے ہر چھوٹے بڑے عمل کا بدلہ ہے:

آیت ۱۲۱: وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً (اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا) اللہ تعالیٰ کی راہ میں صَغِيْرَةً (چھوٹا) خواہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو وَّلَا كَبِيْرَةً (بڑا) جیسا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جیش عسرہ میں دیا۔ وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا (جتنے میدان ان کو طے کرنے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ

''اور مؤمنین کو یہ نہ چاہیئے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں، کیوں نہ نکلی چھوٹی جماعت بڑی جماعت میں سے

لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ع ۱۵

تا کہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں۔ اور تا کہ یہ لوگ اپنی قوم کو ڈرائیں۔ جبکہ وہ انکے پاس واپس آ جائیں۔''

پڑے) آنے جانے میں جس زمین سے ان کا گزر ہوا۔ وادی پہاڑوں کے درمیان کھلی جگہ۔ اور ٹیلوں کے مابین وسیع جگہ۔ جس میں ٹیلوں سے اترنے والا پانی بہتا ہو۔ یہ اصل میں فاعل ہے اصل ودی جبکہ بہنے لگے اسی سے الوادی ہے اور الودی بھی اسی سے ہے اب وادی مطلق زمین کیلئے بولا جانے لگا۔ اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ (یہ سب بھی ان کے نام لکھا گیا) وہ خرچ کرنا اور وادی عبور کرنا لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ (تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو بدلہ دے) یہ كُتِبَ سے متعلق ہے یعنی ان کے نامہ عمل میں بدلے کیلئے لکھ دیا گیا۔ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا) یعنی ان کے ہر عمل پر بہترین جزاء عنایت فرمائیں گے اور احسن سے کم درجہ عمل کو بھی احسن کے ساتھ کثرت اجر کیلئے شامل کر لیا جائے گا۔

## کچھ جہاد میں جائیں تو دوسرے دین کا فہم حاصل کریں:

آیت ۱۲۲: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً (مؤمنوں کو یہ نہ چاہیئے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں) لام تاکید نفی کیلئے ہے تمام مسلمانوں کا طلب علم کیلئے اپنے وطنوں سے کوچ کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس سے بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ فَلَوْلَا نَفَرَ (کیوں نہ نکلی چھوٹی جماعت) جب تمام کا کوچ نہیں تو پھر ایک گروہ کیونکر ایسا نہیں مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ (ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت) ہر بڑی جماعت میں سے چھوٹی جماعت تا کہ ان کا کوچ کرنا کفایت کر جائے۔ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ (تا کہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں) تا کہ وہ اسمیں خوب گہرائی کو بتکلف حاصل کریں اور اس کے حصول میں مشقت اٹھائیں۔

وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ (تا کہ یہ لوگ اپنی قوم کو ڈرائیں) ان کو اپنی ہمتوں کا مقصود دعوت وارشاد دین اور انذار بنانا چاہیئے۔ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ (جبکہ وہ ان کے پاس آ دیں) اور کوئی خسیس اغراض جیسے سرداری، صدارت حاصل کرنا اور لباس اور سواریوں میں ظالموں سے مشابہت نہ ہونی چاہیئے۔ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (تا کہ وہ احتیاط رکھیں) جس سے بچنا ضروری ہے کہا گیا ہے کہ غزوۂ تبوک کے بعد جب آپ ﷺ کسی لشکر کو روانہ فرماتے جبکہ متخلفین کے بارے میں سخت عذاب کی آیات اتر چکیں تو تمام مؤمن اس لشکر میں جانے کیلئے سبقت کرتے۔ اور تفقہ فی الدین سے منقطع رہتے اس پر حکم ہوا کہ ایک گروہ کو جہاد کی طرف بھیجا جائے۔ اور باقی تمام تفقہ فی الدین میں مصروف رہیں۔ تا کہ اس جہاد اکبر سے منقطع نہ رہیں۔ اسلئے کہ قصد کرنے والوں کے ساتھ جہاد و کوشش جہاد بالنبل سے (ایک اعتبار سے) بڑھ کر ہے لیتفقھوا میں ضمیر ان باقی گروہوں کیلئے ہے جو کوچ کرنیوالوں کے بعد رہ



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ

اے ایمان والو! ان کافروں سے قتال کرو جو تمہارے آس پاس ہیں اور وہ تمہارے اندر سختی محسوس

غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ

کریں، اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے، اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے

مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھایا، سو جو لوگ اہل ایمان ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو

اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ

بڑھا دیا اور وہ خوش ہوتے ہیں اور جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے سو اس سورت نے انکی

رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ

گندگی پر گندگی بڑھا دی۔ اور وہ اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر ہیں، کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال

فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا

ایک یا دوبار کسی نہ کسی مصیبت میں ڈالے جاتے ہیں پھر وہ رجوع نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں، اور جب

مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ۭ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ

کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں کہ تمہیں کوئی شخص دیکھ تو نہیں رہا، پھر

انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

چل دیتے ہیں، اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا، اس وجہ سے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں۔

جائیں۔ اور لینذروا قومھم تاکہ وہ باقی جماعتوں اور کوچ کرنے والوں کو جب وہ لوٹ کر آئیں وہ علوم سکھائیں جوان کی غیر موجودگی میں حاصل کیے ہیں۔ اور پہلی صورت میں مدینہ کی طرف دین کی سمجھ حاصل کرنے کیلئے آنے والی جماعتیں مراد ہیں (کہ وہ لوٹ کر اپنے اپنے شہروں اور اقوام کو دین کی باتیں سکھائیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کفار کے ساتھ اقرب فالاقرب کے لحاظ سے قتال کیا جائے:

آیت ۱۲۳: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ (اے ایمان والوان سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں) تم سے جو قریب ہیں مِّنَ الْکُفَّارِ (کفار سے) قتال تمام کفار کے خلاف خواہ وہ قریب ہوں یا بعید واجب ہے لیکن وجوب اقرب فالاقرب کے لحاظ سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی قوم سے لڑائی کی پھر حجاز کے دیگر کفار سے۔ پھر شام۔ کیونکہ شام عراق کی نسبت مدینہ سے زیادہ قریب ہے اسی طرح ہر طرف میں لازم یہ ہے کہ قریب تر سے لڑیں۔ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَةً (اور ان کو تمہارے اندر سختی پانی چاہیئے) تم میں قتال سے قبل ان کے ساتھ بات میں سختی و درشتی ہونی چاہیئے۔ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ (اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے) نصرت و غلبہ کے ذریعہ۔

## منافقین کا قرآن سے استہزاء اور اس کا جواب:

آیت ۱۲۴: وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ (اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے) مَا موصولہ ہے جو تاکید کیلئے ہے فَمِنْهُمْ (تو بعض منافقین) منافقین میں سے مَّنْ یَّقُوْلُ (کہتے ہیں) ایک دوسرے کو کہتے ہیں اَیُّکُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ (اس سورت نے تم میں سے کس کے ترقی دی ہے) اس سورت نے اِیْمَانًا (ایمان میں) ایمان والوں کا استہزاء اور سورت کا انکار کرتے ہوئے اَیُّکُمْ یہ مبتداء کی وجہ سے مرفوع ہے۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ (سو جو لوگ ایماندار ہیں اس سورت نے ان کے ایمان میں ترقی دی ہے)

آیت ۱۲۵: وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (اور جن کے دلوں میں بیماری ہے) شک و نفاق۔ یہ ایسا بگاڑ ہے جو بدن کی بیماری کی طرح علاج کے لائق ہے۔ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ (تو ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھا دی) ایسا کفر جو ان کے کفر کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ وَمَاتُوْا وَهُمْ کٰفِرُوْنَ (اور وہ حالت کفر ہی میں مر گئے) اس میں ان کے کفر پر اصرار کرنے کی اطلاع دی گئی ہے۔ (جو کہ یقیناً سچی ثابت ہوئی)

## منافق سال بسال آفات میں ڈالتے جاتے تاکہ توبہ کرلیں مگر کہاں......:

آیت ۱۲۶: اَوَلَا یَرَوْنَ (کیا ان کو دکھائی نہیں دیتا) منافقین کو

قراءت: حمزہ نے تَرَوْنَ پڑھا ہے اور خطاب ایمان والوں کو ہے۔ اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ (کہ یہ آفت میں پھنستے رہتے ہیں) قحط امراض وغیرہ میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ (ہر سال میں ایک بار یا دو بار پھر بھی باز نہیں آتے) اپنی منافقت سے وَلَا هُمْ یَذَّکَّرُوْنَ (اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں) نمبرا۔ نہ عبرت حاصل کرتے ہیں۔ نمبر۲۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کے ذریعہ نہ تو وہ توبہ کرتے ہیں حالانکہ اسلام کا دبدبہ دیکھتے بھی ہیں۔ اور نہ صدمات سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ

بلاشبہ تمہارے پاس رسول آیا ہے، جو تم میں سے ہے۔ تمہیں جو تکلیف پہنچے وہ اس کے لئے نہایت گراں ہے، وہ تمہارے نفع کے لئے حریص ہے۔

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

مومنین کے ساتھ بڑی شفقت اور مہربانی کا برتاؤ کرنے والا ہے۔ سو اگر لوگ روگردانی کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی

هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

## منافقین کی نظر بازیاں:

آیت ۱۲۷: وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ (اور جب کوئی سورت اتاری جاتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں) وحی کا انکار کرتے ہوئے ایک دوسرے کو آنکھوں سے طعنے دیتے ہیں اور اسلام کا مذاق اڑانے کیلئے اور زبان سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں۔ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ (تم کو کوئی دیکھ نہیں رہا) مسلمانوں میں سے تاکہ ہم واپس لوٹ چلیں۔ ہم اس کو سن کر صبر نہیں کر سکتے اور نہ رک سکتے ہیں۔ ہمیں تو اتنی شدید ہنسی آ رہی ہے جس کی وجہ سے ان کے درمیان ہمیں ٹھہرنے کی صورت میں رسوائی کا خدشہ ہے۔

نمبر۲۔ جب کوئی سورت منافقین کے عیوب ظاہر کرنے کیلئے اترتی ہے تو وہ ایک دوسرے کو اشارے کرتے ہیں۔ اگر تم آپ کے پاس سے اٹھے ہو تو تمہیں کسی نے اٹھتے دیکھا تو نہیں ثُمَّ انْصَرَفُوْا (پھر وہ چل دیتے ہیں) پھر رسوائی کے خطرہ کے پیش نظر آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (اللہ تعالیٰ نے ان کا دل پھیر دیا ہے) قرآن کے سمجھنے سے بِاَنَّهُمْ (اس سبب سے کہ وہ) قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ (بالکل بے سمجھ لوگ ہیں) وہ تدبر ہی نہیں کرتے کہ بات کو سمجھیں۔

## عظیم الشان رسول کی رفیع الشان صفات:

آیت ۱۲۸: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ (تمہارے پاس آئے ایک عظیم الشان رسول) محمد ﷺ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (جو تمہاری جنس سے ہیں) تمہاری جنس، تمہارے نسب سے، عربی، قرشی تمہاری طرح عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ (جن کو تمہاری مشقت والی بات نہایت ہی گراں گزرتی ہے) ان پر گراں گزرتی ہے کیونکہ وہ تمہیں میں سے ایک ہیں۔ عنتکم تمہاری تکلیف اور تمہیں ناپسند بات کا پہنچنا پس وہ تمہارے عذاب میں پڑنے اور مبتلا ہونے سے ہر وقت ڈرتے ہیں۔

حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ (تمہارے فائدے کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں) تمہارے ایمان کے متعلق بِالْمُؤْمِنِيْنَ (اور ایمان والوں کے ساتھ) جو تم میں سے ہیں یا تمہارے علاوہ میں سے ہیں۔ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (بڑے شفیق مہربان ہیں) کہا گیا ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

کہ اللہ تعالیٰ نے اور کسی کیلئے اس کے ناموں میں دو نام ایک جگہ اکٹھے نہیں ذکر فرمائے صرف حضرت محمد ﷺ کیلئے رؤف رحیم دو نام جمع کر کے ذکر فرمائے۔

آیت ۱۲۹: فَإِنْ تَوَلَّوْا (پھر اگر یہ روگردانی کریں) اگر آپ پر ایمان لانے سے اعراض کریں اور علیحدگی اختیار کریں۔ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ (تو آپ کہہ دیں کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے) پس اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور اپنے امور اس کے سپرد کرو اس کی ذات ان کے تمام حملوں کی طرف سے کافی ہے وہ ذات ان کے خلاف تمہاری مدد فرمانے والی ہے۔ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ (اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا) میں نے اپنا معاملہ اس کے سپرد کیا وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ (اور وہ مالک ہے عرش کا) مخلوقات میں سب سے بڑی مخلوق عرش الٰہی ہے۔ اہل سماء کے طواف کیلئے اس کو پیدا فرمایا اور ان کے لئے دعا کا قبلہ بنا دیا۔ الْعَظِيْمِ (بڑی عظمت والا ہے) قراءت: یہ جر کے ساتھ ہے اور مرفوع ماننے کی صورت میں رب عزوجل کی صفت ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی۔

تمت ترجمة التوبة ليلة الخميس من شهر جمادى الاخرىٰ ۱۴۲۳ھ، ۲۸ اگست ۲۰۰۲ء الحمدلله اولاً وآخرا

اللّٰهم وفقنى توبة نصوحًا كما فعلت بفضلك مع اصحاب نبيك ﷺ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰيَاتٍ وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ یونس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۰۹ آیات اور ۱۱ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ

الرٰ یہ آیات ہیں کتاب حکیم کی، کیا لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے انہیں میں سے ایک شخص کی طرف وحی بھیجی

اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ

کہ لوگوں کو ڈرایئے اور ان لوگوں کو بشارت دیجئے جو ایمان لائے یہ کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس بڑا مرتبہ ہے۔ کافروں نے کہا

اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ② اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

کہ بے شک یہ کھلا جادوگر ہے، بلاشبہ تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں

اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ

پیدا فرمایا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا، وہ ہر کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش کرنے والا نہیں،

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ

وہ اللہ تمہارا رب ہے سو تم اسکی عبادت کرو، کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے، اسی کی طرف تم سب کو لوٹ جانا ہے، اس نے سچا وعدہ

حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کر رکھا ہے بلاشبہ وہی مخلوق کو ابتداءً پیدا فرماتا ہے پھر وہ اسے دوبارہ لوٹا دے گا تا کہ وہ ان لوگوں کو انصاف کیساتھ

بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا

بدلہ دے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ

يَكْفُرُوْنَ ④

کفر کرتے تھے۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ۔

## آپ کی نبوت قابل تعجب کیوں ہے؟

۲،۱: الٓرٰ اوران کی مثل امالہ ہے حمزہ، علی اورابوعمرو رحمہم اللہ کے نزدیک۔ یہ حروف تحدّی کیلئے شروع سور میں لائے گئے ہیں۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ (جو اس کتاب کی آیتیں ہیں) تلک سے اشارہ ان آیات کی طرف ہے جو سورت میں پائی جاتی ہیں الکتاب سے یہ سورۃ مراد ہے۔ الْحَكِيْمِ (جو پر حکمت ہے) نمبرا۔ حکمتوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کتاب کی صفت حکیم لائی گئی ہے۔ نمبر۲۔ کذب اور من گھڑت ہونے سے محفوظ ہے۔ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا (کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا) اس میں ہمزہ استفہام انکاری تعجبی ہے۔ لوگوں کے اس کے متعلق تعجب کرنے پر انکار و تعجب کا اظہار کیا گیا ہے۔

نحو: اَنْ اَوْحَيْنَآ (کہ ہم نے وحی بھیج دی) یہ کان کا اسم اور عجبًا اسکی خبر ہے اور للناس کا لام محذوف کے متعلق ہے جو کہ عجبًا کی صفت ہے جب وہ مقدم ہے تو حال بن گیا۔ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ (انہی میں سے ایک شخص کے پاس کہ سب آدمیوں کو ڈرائے)۔ نمبرا۔ ان سے پہلے با مقدر ہے بان انذر۔ نمبر۲۔ ان مفسرہ ہے کیونکہ ایحاء میں قول کا معنی پایا جاتا ہے۔ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ (اور ایمان والوں کو خوشخبری سنائے کہ ان کو) اَنَّ سے پہلے با محذوف ہے بانّ لھم۔ للناس میں لام کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے اس بات کو ایک عجوبہ قرار دیا جس پر وہ تعجب کرتے تھے کہ ایک انسان کی طرف وحی آئی اور وہ انسان بھی ایسا جوان کے متوسط طبقے میں سے ہے نہ کہ ان کے مالدار سرداروں میں سے۔ اسی لئے وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو رسالت کے لئے ابوطالب کے یتیم بھتیجے کے سواء اور کوئی نہ ملا۔ اور وہ آگ سے ڈراتا اور جنت کی خوشخبری سناتا ہے۔ حالانکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی تعجب انگیز نہیں ہے کیونکہ اُمم کی طرف مبعوث رسل انہی جیسے انسان ہوتے ہیں اور یتیم اور بے مایہ کا بھیجنا بھی تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ نبوت کیلئے وہ منتخب کیا جاتا ہے۔ جو اسباب نبوت کا جامع ہو اور مالداری اور دنیا میں مرتبہ و درجہ والا ہونا یہ اسباب نبوت سے قطعاً نہیں ہے اور جزاء اور سزا کیلئے دوبارہ اٹھانا یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت عظمیٰ کا تقاضہ ہے پس یہ کیونکر قابل تعجب ہوا؟ بلکہ تعجب انگیز اور قابل انکار تو صحیح عقل و فکر میں جزاء کا انکار ہے۔

## قدم صدق کی مراد:

قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ (پورا مرتبہ ملے گا ان کے رب کے ہاں) نمبرا۔ قدم کا معنی سابقیت اور فضیلت اور بلند مرتبہ و مقام ہے۔ کیونکہ تگ و دو اور سبقت قدم سے حاصل ہوتی ہے اس لئے اچھی کوشش اور اس کے مقام اور اس میں سابقیت کو قدم سے تعبیر فرمایا گیا۔ جیسا کہ نعمت کو ید، باع کہتے ہیں کیونکہ وہ مال ہاتھ سے ادا کیا جاتا ہے اور دینے والا اپنے بازو اس کے لئے دراز کرتا ہے محاورہ میں کہتے ہیں۔ لفلان قدم فی الخیر۔ قدم کی نسبت صدق کی طرف کر کے زیادت فضل کی طرف اشارہ کر دیا۔ اور یہ بتلا دیا کہ یہ عظیم انعامات سے ہے۔ نمبر۲۔ قدم کا معنی مقام صدق ہے۔ نمبر۳۔ سعادت میں سبقت کا میسر آنا مراد ہے۔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ (کافر کہنے لگے بلاشبہ یہ تو کھلا جادوگر ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: مدنی، بصری، شامی نے لَسِحْرٌ پڑھا ہے۔ جنہوں نے لَسَاحِرٌ پڑھا ہے۔ اس سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی مراد لی ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ وہ لوگ اس بات سے عاجز تھے کہ آپ کو کاذب و ساحر ثابت کرسکیں اور آپ کے سچے ہونے کے معترف تھے۔

## قضاء وقدر کا وہی مالک:

۳: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا فرمایا پھر عرش پر قائم ہوا) استوی کا معنی استیلاء و غلبہ ہے کیونکہ دیّان مکان سے پاک اور معبود حدود سے وراء الوراء ہے۔

یُدَبِّرُ (وہ تدبیر کرتا ہے) حکمت کے مطابق اندازہ کرتا اور فیصلہ فرماتا ہے۔ الْاَمْرَ (ہر کام کی) تمام مخلوقات کا معاملہ اور آسمان زمین اور عرش کا معاملہ۔ اولاً اللہ تعالیٰ کی عظمت وملکیت کا تذکرہ آسمان وزمین اور عرش کی پیدائش سے کیا۔ اور پھر یدبر الامر کا جملہ لا کر عظمت کو مزید واضح کردیا۔ اور یہ بتلا دیا کہ اسکی شان یہ ہے کہ قضاء وقدر کا کوئی امر ان کے حکم سے باہر نہیں ہے۔
اسی طرح مَامِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ ۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ (کوئی سفارش کرنے والا نہیں بغیر اس کی اجازت کے) میں اللہ تعالیٰ کی عزت و کبریائی کی دلیل مزید دے دی ذٰلِكُمُ (ایسا) اس سے اشارہ عظمتوں کے ساتھ متصف ذات کی طرف کیا جو عظمتیں مذکور ہوئیں۔ اللّٰهُ رَبُّكُمْ (اللہ تمہارا رب ہے) وہی تو مستحق عبادت ہے فَاعْبُدُوْهُ (پس تم اسی کی عبادت کرو) اس کو وحدہٗ لاشریک جانو اور اسکی مخلوقات میں سے انسان اور فرشتوں کو بھی اس کا شریک مت بناؤ۔ چہ جائیکہ وہ جمادات بت وغیرہ جو ذرہ بھر نفع و نقصان پر بھی قدرت نہیں رکھتے اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے) کیا تم تدبر نہیں کرتے کہ جس سے تم مصالح اور منافع کے پائے جانے سے نافع و مصلح کی ذات پر استدلال کرسکو۔
۴: اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا (تم تمام نے اسی ہی کی بارگاہ میں لوٹنا ہے) جمیعًا حال ہے مطلب یہ ہے کہ تم بالآخر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پس اسکی ملاقات کی تیاری کرلو۔ نمبرا۔ المرجع کا معنی رجوع کرنا۔ نمبر۲۔ رجوع کی جگہ وَعْدَ اللّٰهِ (اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے) یہ الیہ مرجعکم کیلئے مصدر بطور تاکید لایا گیا ہے۔ حَقًّا (سچا) یہ وعد اللہ کیلئے مصدر مؤکد ہے۔ اِنَّهٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ (وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا) یہ جملہ مستانفہ ہے اور اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے کی علت بیان کرنا ہے۔

## شرک نہ کرنے والے منصف ہیں:

لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ جزاء دے) یعنی تخلیق اور اعادہ کی حکمت یہ ہے کہ مکلفین کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے۔ بِالْقِسْطِ (انصاف کے ساتھ)
نحو: بالقسط یہ یجزی کے متعلق ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے لیجز یهم بقسطه۔ نمبرا۔ تاکہ اپنے انصاف سے انکو بدلہ دے اور انکو انکا پورا پورا اجر عنایت کرے یا نمبر۲۔ ان کے انصاف کا بدلہ دے۔ یعنی جو انہوں نے انصاف اور عدل کیا اور ظلم نہ کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

اللہ وہ ہے جس نے سورج کو روشنی بنایا اور چاند کو نور بنایا، اور اس کے لئے منزلیں مقرر فرما دیں تا کہ تم

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۞۵

برسوں کی گنتی جان لو اور حساب کو معلوم کرلو، یہ چیزیں اللہ نے حق ہی کے ساتھ پیدا فرمائی ہیں، وہ جاننے والوں کے لئے تفصیل کے ساتھ نشانیاں بیان فرماتا ہے

اِنَّ فِى اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

بے شک رات اور دن کے ایک دوسرے کے بعد آنے جانے میں اور جو کچھ اللہ نے آسمان اور زمین میں پیدا فرمایا ہے ان میں ان لوگوں کے لئے دلائل ہیں

يَّتَّقُوْنَ ۞۶

جو ڈرتے ہیں۔

جبکہ وہ ایمان لائے اسلئے کہ شرک بڑا ظلم ہے جیسا کہ (سورۂ لقمان ۱۳) میں فرمایا ان الشرك لظلم عظیم اور یہ وجہ سب سے بہتر ہے کیونکہ اس ارشاد کے مقابلہ میں وارد ہے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ (اور جن لوگوں نے کفر کیا انکو کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا انکے کفر کی وجہ سے) اور میرا کلام بھی ایک وجہ ہے۔

## نمونۂ قدرت:

۵: هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً (وہی ذات جس نے سورج کو تیز روشنی والا بنایا) یہ ضوء سے ضیاء بنا ہے۔ ضیاء میں یا اصل میں واؤ ہے ماقبل کسرہ کی وجہ سے یا بنی ہے۔ اور ہمزہ سے قبل یہ تبدیلی لائی گئی کیونکہ یا حرکت کیلئے زیادہ مناسب ہے۔

## دوسرا نمونہ:

وَّالْقَمَرَ نُوْرًا (اور چاند کو نورانی بنایا) ضیاء، نور کی بنسبت تیز روشنی کو کہتے ہیں۔ اسی لئے چاند کے لئے نور (دھیمی روشنی) اور سورج کیلئے ضیاء (تیز روشنی) کا لفظ لایا گیا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ (اور اس کے لئے مقرر کر دیا منازل کا اندازہ) اور چاند کا اندازہ کیا یعنی اس کے چلنے کی منازل مقرر فرمائیں۔ نمبر۲۔ ذا منازل۔ اس کو منازل والا بنایا۔ جیسا کہ سورت یٰسٓ ۳۹۔ میں فرمایا والقمر قدرناہ منازل۔

لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ (تا کہ تم سالوں کی گنتی جان لو) یعنی سالوں کی تعداد اور مہینوں کی، ذکر صرف سنین کا فرمایا کیونکہ مہینے ان میں خود شامل ہیں وَالْحِسَابَ (اور حساب کو) اور مدتوں کا حساب اور مقررہ اوقات سالوں اور مہینوں کے ساتھ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ ذلك کا مشار الیہ مذکورہ چیزیں ہیں (کہ اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ چیزوں کو نہیں بنایا) اِلَّا بِالْحَقِّ (مگر حق کے ساتھ) اس حکمت بالغہ سے یہ متصل ہیں۔ بے کار پیدا نہیں کیے گئے۔ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ (وہ نشانات کو کھول کر بیان کرتا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ

بلاشبہ جو لوگ ہمارے پاس آنے کی اُمید نہیں رکھتے اور وہ دنیا والی زندگی پر راضی ہو گئے اور اس پر مطمئن ہو گئے اور وہ لوگ

هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸ إِنَّ الَّذِيْنَ

جو ہماری آیات سے غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے ، بے شک جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ

ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کا رب انکے ایمان کی وجہ سے انہیں راہ بتا دے گا، ان کے نیچے نہریں جاری

الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۹ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ

ہوں گی ۔ نعمت کے باغوں میں ہوں گے، ان میں انکی یہ بات ہو گی کہ اے اللہ تو پاک ہے ،اور اس میں ان کا تحیہ سلام ہو گا

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰

اوران کی آخری بات الحمدللہ رب العلمین ہوگی۔

قراءت: مکی، بصری، حفص نے یا سے پڑھا جبکہ دیگر قراء نے نون سے پڑھا ہے۔لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (جاننے والے لوگوں کیلئے) پس وہ ان میں غور کر کے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

### نمونہ نمبر ۳:

۶: اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ (بیشک رات دن کے آگے پیچھے آنے میں) نمبر ۱۔ان میں سے ہر ایک کے دوسرے کے پیچھے آنے میں۔نمبر ۲۔ان کے باہمی رنگوں کے مختلف ہونے میں۔وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور ان چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کی ہیں) یعنی تمام مخلوقات میں لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ (بڑے دلائل ہیں ان لوگوں کیلئے جو ڈرتے ہیں) ڈرنے والوں کا خاص طور پر تذکرہ فرمایا کیونکہ آخرت کا کھٹکا اور ڈرانہی لوگوں کو ہے پھر یہ ڈران کو غور وفکر کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

### دنیا پر خوش اور آخرت سے غافل آگ میں:

۷: اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا (جن لوگوں کو ہمارے سامنے پیش ہونے کا ڈر کھٹکا نہیں ہے) نمبر ۱۔بالکل انکی توقع ہی نہیں رکھتے۔اور نہ ہی اس کا خیال اپنے دلوں میں لاتے ہیں کیونکہ حقائق کو سمجھنے سے وہ غفلت کا شکار ہیں۔یا نمبر ۲۔ہماری بہتر ملاقات کی امید نہیں کرتے جیسا کہ سعادت مند لوگ امید کرتے ہیں۔یا نمبر ۳۔ہمارے سامنے بری حاضری سے نہیں ڈرتے۔وہ

بری ملاقات جس سے ڈرنا ضروری ہے۔
وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (اور وہ دنیا کی زندگی سے خوش ہیں) آخرت کے مقابلہ میں اور انہوں نے قلیل فانی کو کثیر باقی پر ترجیح دی ہے۔ وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا (اسی پر مطمئن ہیں) وہ اس میں اس طرح رہ رہے ہیں جیسے اس سے زائل نہ ہونگے اسی لئے انہوں نے مضبوط تعمیرات کی ہیں اور لمبی امیدیں باندھ رکھی ہیں۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ (اور جو لوگ کہ ہمارے دلائل سے غفلت برتنے والے ہیں) ان میں سوچ و بچار نہیں کرتے۔
نحو: اس پر وقف نہیں کیونکہ اِنَّ کی خبر اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ہے۔
۸: اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ (ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ کی آگ ہے)
نحو: اُولٰٓئِكَ مبتداء اول، ماوهم مبتدا ثانی النار اسکی خبر اور دونوں مل کر اُولٰٓئِكَ کی خبر اور یہ ان کی خبر ہے۔ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (اس کمائی کے بدلے میں جو وہ کماتے تھے) بما کی با کا متعلق جوز وامحذوف کلام اس پر دلالت کر رہا ہے۔

## جنت ایمان سے ملی:

۹: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ (بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے انکا رب ان کو ان کے ایمان کی وجہ سے ان کے مقصد تک پہنچائے گا) ان کے ایمان کے سبب ان کا رب ان کو ثواب تک پہنچانے والا ہے کیونکہ انہوں نے سیدھے راستہ پر استقامت اختیار کی۔ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ (اس کے نیچے نہریں جاری ہونگی) اس کا بیان اور تفسیر ہے۔ کیونکہ سعادت کے سبب کو مضبوطی سے تھام لینا یہ سعادت تک پہنچنے کی طرح ہی ہے۔ نمبر۲۔ آخرت میں جنت کے راستہ کی طرف ان کے نور ایمان کے سبب ان کی راہنمائی کرے گا۔ اور اس حدیث میں اس بات کا ذکر ہے ان المومن اذا خرج من قبره صوّرله عمله فی صورة حسنة۔ فیقول له انا عملك فیكون له نورا و قائداً الی الجنة والكافر اذاخرج من قبره صوّرله عمله فی صورة سیئة فیقول له انا عملك فینطلق به حتی یدخله النار (ابن جریر فی الطبری) کہ مومن کا عمل اچھی شکل میں جنت کا راہنما ہوگا اور کافر کا عمل بری شکل میں جہنم کا راہنما بنے گا۔
مَسْئَلَہ: اس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ مجرد ایمان نجات کا باعث ہے اسی لئے بایمانہم فرمایا گیا۔ عمل صالح کو اس کے ساتھ نہیں ملایا۔ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ (نعمتوں والے باغات میں) یہ نمبر۱۔ تجری کے متعلق ہے نمبر۲۔ الانہار سے حال ہے۔

## جنت والوں کی دعا وسلام:

۱۰: دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ (ان باغات میں ان کی پکار ہوگی اے اللہ تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے) دعوٰی یہاں دعا کے معنی میں ہے کیونکہ اللّٰهم نداء ہے کہ اے اللہ ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں یعنی سبحانك اللّٰهم کہہ کر وہ اپنے رب کو پکاریں گے یہ ذکر الٰہی تلذذ کیلئے ہوگا عبادت کیلئے نہیں۔ وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ (اور سلام آپس میں السلام علیکم ہوگا) نمبر۱۔ سلام سے وہ ایک دوسرے کو مبارک باد دیں گے۔ نمبر۲۔ فرشتے اس طرح ان کو سلام کریں گے گویا مصدر کی اضافت مفعول کی طرف ہے۔ نمبر۳۔ اللہ تعالیٰ کا ان کو سلام ہوگا۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ (اور ان کی آخری بات) اور ان کی دعا کا اختتام تسبیح ہوگی۔ اَنِ الْحَمْدُ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ

اور اگر اللہ لوگوں پر نقصان واقع کرنے میں جلدی کرتا جیسے کہ وہ بھلائی کے لئے جلدی مچاتے ہیں تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا، سو جو لوگ

الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ

ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے ہم انکی سرکشی میں انہیں سرگرداں چھوڑ دیتے ہیں، اور جب انسان کو

الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ

کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے لیٹے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور کھڑے ہوئے، پھر جب ہم اس کی تکلیف ہٹا دیتے ہیں تو وہ اس حال میں گزر جاتا ہے کہ گویا

لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ

اس نے ہمیں کسی تکلیف کے پہنچ جانے پر پکارا ہی نہ تھا، اسی طرح حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے انکے اعمال مزین کر دیئے گئے ہیں اور ہم نے

اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا

تم سے پہلے بہت سی جماعتوں کو ہلاک کیا جبکہ انہوں نے ظلم کیا اور ان کے پاس انکے رسول کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے، اور وہ لوگ

كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي

ایمان لانے والے نہ تھے، ہم اسی طرح مجرموں کو سزا دیا کرتے ہیں، پھر ہم نے تمہیں زمین میں

الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ان کے بعد خلیفہ بنا دیا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں) وہ کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ یہ اَنْ مخففہ من المثقلہ ہے اور اصل عبارت یہ ہے انہ الحمد للہ رب العالمین ۔ یہ ہ ضمیر شان ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے کلام کی ابتداء تسبیح اور آخر تحمید سے ہوگی پس اللہ تعالیٰ کی تعظیم وتقدیس سے ابتداء کر کے شکر وثناء پر اختتام ہوگا۔ اور اس کے درمیان میں اپنے ارادے سے جو گفتگو چاہیں گے وہ کریں گے۔

## جلد عذاب نہ آنے میں حکمت:

۱۱: وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ (اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر برائی بھیجنے میں جلدی کیا کرتا جیسا لوگ بھلائی مانگنے میں جلدی کرتے ہیں) اصل اس طرح ہے اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو شر بھی اس طرح جلدی پہنچا دیتے جیسا وہ بھلائی میں جلدی



BestUrduBooks.wordpress.com

مانگتے ہیں۔ پس آیت میں استعجال بالخیر کو تعجیل خیر کی جگہ رکھ کر اس کے جلد قبول ہونے کی اطلاع دی ہے۔ **ھم** سے مراد اہل مکہ ہیں۔ استعجال سے ان کے قول **فامطر علینا حجارۃ من السمآء**۔ [الانفال:۳۲] کی طرف اشارہ ہے کہ اگر ہم ان کو شر بھی جلدی سے پہنچا دیں جیسا کہ ہم خیر ان کو جلدی دیتے اور اس سلسلہ میں ان کی دعا قبول کرتے ہیں۔ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ (تو ان کا وقت مقررہ کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا) تو وہ مر چکے اور ہلاک ہو چکے ہوتے۔

قراءت: لَقَضٰى اِلَيْهِمْ اَجَلَهُمْ شامی نے معروف پڑھا۔ اور فاعل اللہ تعالیٰ کی ذات کو بنایا ہے۔

فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ (پس ان لوگوں کو جو ہمارے پاس آنے سے ڈر نہیں رکھتے ان کے حال پر چھوڑتے ہیں وہ اپنی سرکشی میں) یعنی اپنے شرک اور گمراہی میں يَعْمَهُوْنَ (حیران ہیں) یعنی متردد ہیں۔ ماقبل سے اس کے اتصال کی وجہ یہ ہے کہ **لو یعجل اللہ** کا ارشاد تعجیل کی نفی کو اپنے اندر شامل کرنے والا ہے۔ گویا تقدیر اس طرح ہے **ولا تعجل لھم الشر ولا نقضی الیھم اجلھم فنذرھم فی طغیانھم یعنی نمھلھم و نفیض علیھم النعمۃ مع طغیانھم الزاما للحجۃ علیھم**۔ نہ ہم ان کو جلد شر پہنچاتے ہیں اور نہ ہی ان کی مدت مقررہ کو ختم کرتے ہیں بلکہ ان کی سرکشی میں مہلت دیکر اور سرکشی کے باوجود انعامات دیکر ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ تاکہ ان پر حجت تمام ہو جائے۔

## کافر کا دکھ سکھ میں حال:

۱۲: وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ (جب انسان کو پہونچتی ہے) مس کا معنی پہنچنا اور انسان سے کافر انسان مراد ہے الضُّرُّ دَعَانَا (تکلیف تو وہ ہمیں پکارتا ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تاکہ وہ اس تکلیف کا ازالہ کر دے۔ لِجَنْۢبِهٖٓ (اپنے پہلو پر) یہ حال ہے کیونکہ بعد والے حال کا یہ معطوف علیہ ہے۔ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا (بیٹھے یا کھڑے) یعنی لیٹے ہوئے بھی ہمیں پکارتا ہے۔ ان تینوں حالتوں کو ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے۔ کہ تکلیف زدہ کے بارے ظاہر کر دیا جائے کہ وہ ہمیں مسلسل پکارتا ہے۔ نہ پکارنے سے اکتاتا اور نہ منقطع کرتا ہے جب تک کہ ضرر و تکلیف اس سے دور نہیں ہو جاتی۔ وہ تمام حالتوں میں ہمیں پکارتا رہتا ہے۔ خواہ اس طرح لیٹنے کی حالت ہو کہ وہ اٹھ بھی نہ سکے یا بیٹھنے کی حالت ہو کہ قیام کی سکت نہ پاتا ہو یا قیام کی حالت ہو کہ چلنے کی مطلق قدرت نہ ہو۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ (جب ہم اسکی تکلیف کا ازالہ کر دیتے ہیں) یعنی اس تکلیف کو زائل کر دیتے ہیں جس میں وہ مبتلا ہوتا ہے۔ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ (تو وہ ایسا گزر جاتا ہے گویا اس نے کسی تکلیف کے پہنچنے میں ہمیں کبھی بلایا ہی نہیں) نمبر ۱۔ یعنی وہ اپنے تکلیف پہنچنے سے پہلے والے راستہ پر چل پڑتا ہے۔ اور مشقت و تکلیف والی حالت یکسر بھلا دیتا ہے۔ یا نمبر ۲۔ گڑگڑانے اور تضرع کے مقام سے گزر جاتا ہے اور اسکی طرف لوٹ کر نہیں آتا۔ گویا کہ وہ تضرع کے مقام سے واقف بھی نہیں۔ **کان لم یدعنا** اصل میں **کانہ لم یدعنا** تھا تخفیف کی بناء پر ضمیر شان کو حذف کر دیا۔ كَذٰلِكَ (اسی طرح) اس تزئین کی طرح زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ (خوشنما کر دیئے جاتے ہیں حد سے بڑھنے والوں کیلئے) کفر کی طرف حدود میں تجاوز کرنے والوں کیلئے شیطان اپنے وساوس سے بُرے اعمال کو مزین کرتا ہے۔ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ان کے ان اعمال کو جو وہ کرتے تھے) اعمال



BestUrduBooks.wordpress.com

سے یہاں اللہ تعالیٰ کی یاد سے اعراض اور اتباع کفر مراد ہے۔

## مکذبین کا انجام ہلاکت:

۱۳: وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (بیشک ہم نے تم سے پہلے بہت سے اہل زمانہ کو ہلاک کیا) کُم سے اہل مکہ کو مخاطب فرمایا گیا ہے لَمَّا ظَلَمُوْا (جب انہوں نے ظلم کیا) ظلم سے یہاں شرک مراد ہے یہ اهلكنا کا ظرف ہے۔ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ واؤ حالیہ ہے (حالانکہ ان کے رسول ان کے پاس) مطلب یہ ہے کہ تکذیب کر کے انہوں نے ظلم کیا حالانکہ ان کے رسول ان کے پاس بِالْبَيِّنٰتِ معجزات لائے وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا (وہ نہ تھے ایسے کہ مانتے) اگر وہ باقی رہتے اور ہلاک نہ کئے جاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں جانتے تھے کہ وہ کفر پر اصرار کرتے رہیں گے۔

نحو: اس کا عطف ظلموا پر ہے یا یہ جملہ معترضہ ہے اور اس میں لام نفی تاکید کیلئے ہے مطلب یہ ہوا کہ ان کی ہلاکت کا اصل سبب انکار رسولوں کی تکذیب کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی سے جانتے ہیں کہ ان کو مہلت دینے میں کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ نبوت کے ذریعہ ان پر اتمام حجت کر دی گئی ہے۔ كَذٰلِكَ (اسی طرح) ہلاکت جیسی سزا نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ (ہم سزا دیا کرتے ہیں مجرمین کو) اس میں اہل مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کے جرم پر ڈرایا گیا ہے (کہ باز آؤ ورنہ تمہارا انجام ان لوگوں سے مختلف نہ ہوگا)۔

## ماضی سے عبارت پکڑو نہ اکڑو:

۱۴: ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (پھر ان قوموں کے بعد ہم نے تمہیں ان کا جانشین بنایا) یہ ان لوگوں کو خطاب ہے جنکی طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست مبعوث فرمایا کہ ہلاک شدہ اقوام کے بعد ہم نے اے مخاطبین تمہیں زمین میں ان کا نائب بنایا۔ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو) یعنی تاکہ ہم دیکھیں کیا تم خیر کے اعمال بجا لاتے ہو یا شر کا ارتکاب کرتے ہو۔ پھر ہم تمہارے اعمال کے مطابق تم سے سلوک برتیں گے۔

نحو: وکیف یہ تعملون کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔ لِنَنْظُرَ کی وجہ سے نہیں کیونکہ استفہام کا معنی اس سلسلہ میں رکاوٹ ہے اس کا عامل اس سے مقدم ہے۔ مطلب اس طرح بنا۔ تم ہماری نگاہ میں ہو۔ اب غور کر لو کہ کس طرح کے اعمال تم کر رہے ہو۔ ماضی کو نگاہ عبرت سے دیکھنے والے ہو یا اس کو نظرانداز کر کے حال کے غرور میں مبتلا ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (فداہ ابی وامی) الدنیا حلوة خضرة وان الله مستخلفكم فيها فناظر كيف تعملون دنیا شیریں سرسبز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بعد وہ تمہیں دینے والے ہیں تاکہ آزمائیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ

اور جب ان پر ہماری واضح آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے یوں کہتے ہیں کہ آپ اس قرآن کے علاوہ

غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ

دوسرا قرآن لے آیئے یا اس کو بدل دیجئے، آپ فرما دیجئے کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اسے اپنے پاس سے بدل دوں، میں تو

اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

بس اسی کا اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے، بے شک میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں،

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ

آپ فرما دیجئے کہ اگر اللہ چاہتا تو میں تم لوگوں پر اسکی تلاوت نہ کرتا اور نہ تمہیں اللہ اسکی اطلاع دیتا، سو میں تمہارے درمیان اس سے پہلے عمر کے ایک بڑے حصہ تک

قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

رہ چکا ہوں، کیا تم سمجھ نہیں رکھتے، سو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ پر بہتان باندھے یا اسکی آیات

بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾

کو جھٹلائے، بے شک بات یہ ہے کہ مجرم کامیاب نہیں ہوتے۔

## اور قرآن کا مطالبہ اور اس کا جواب:

۱۵: وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ (اور جب ان کو ہماری واضح آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں) بینات، حال ہے۔ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا (وہ لوگ کہتے ہیں جن کو ہماری ملاقات کی امید نہیں) جب کہ ان کو قرآن میں بتوں کی عبادت کی مذمت اور سرکش لوگوں کے متعلق وعید پر غصہ آتا ہے۔ ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ (تو اس قرآن کے سواء اور قرآن لے آ) اس میں وہ چیزیں نہ ہوں جو ہمیں غصہ دلائیں۔ تو ہم آپ کی اتباع کریں گے۔ اَوْ بَدِّلْهُ (یا اسی کو بدل دے) اس طرح کہ آیت عذاب کی جگہ رحمت کی آیات اور ہمارے معبودوں کا تذکرہ اور ان کی عبادت کی مذمت نکال دو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ آیت عذاب کی جگہ آیت رحمت رکھ دینا اور معبودوں کی مذمت نکال دینا چونکہ انسانی قدرت کے تحت ہے۔ اس کے جواب میں اس طرح فرما دیں۔

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ (آپ کہہ دیں مجھے حق نہیں) یعنی میرے لئے حلال نہیں۔ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ (کہ میں اس قرآن میں اپنی طرف سے کوئی ردو بدل کر سکوں) تلقاء نفسی کا معنی من قبل نفسی اپنے نفس و ذات کی جانب سے۔ اِنْ



BestUrduBooks.wordpress.com

اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ (میں تو صرف اسی حکم کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے) یعنی میں بلاکم وکاست وحی الٰہی کی اتباع کرتا ہوں اس میں کوئی تبدیلی اپنی طرف سے نہیں لاتا کیونکہ میں یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے لاتا ہوں۔ اپنی طرف سے نہیں کہ تبدیلی کا مجاز ہوں۔ (جب وحی میرے اختیار میں نہیں تو تبدیلی کیسے میرے اختیار میں ہو سکتی ہے) اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ (اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے اپنے رب کے عذاب کا خطرہ ہے) اپنی طرف سے اس میں تبدیلی کرنے پر یَوْمٍ عَظِیْمٍ (بڑے دن میں) یوم عظیم سے قیامت کا دن مراد ہے۔

## عظیم فائدہ:

اور قرآن لانے پر کسی انسان کو قدرت وطاقت نہیں۔ ان کا عجز تو ظاہر ہو چکا تھا مگر ضد کی بناء پر اپنا عجز تسلیم نہ کرتے تھے بلکہ اس طرح کی ڈینگیں مارتے۔ لو نشاء لقلنا مثل هذا [الانفال:٣١] (مگر چیلنج کے باوجود نہ کرنا اس بات کو واضح کر رہا تھا کہ وہ کر ہی نہیں سکتے) ائت بقرآن غیر هذا او بدله کہ اس کے علاوہ اور قرآن لے آ، یا اس کو بدل دے، کا مقصد ان کے نزدیک ہرگز یہ نہیں تھا کہ وحی کے ذریعہ اس کو بدل دے کیونکہ اس کے متعلق تو آپ فرما چکے انی اخاف ان عصیت (الایة) مجھے تو خود نافرمانی کی صورت میں بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے۔ اب ان کی غرض ائت بقرآن سے اس کے سواء اور کوئی نہیں تھی کہ وہ آپ سے فریب کرنا چاہتے تھے اور تبدیلی قرآن والی بات میں یہ غرض بھی پنہاں تھی کہ یہ قرآن تم خود بنا کر لائے ہو۔ اور اس جیسا اور لا سکتے ہو۔ پس اس میں تبدیلی کر کے اور لے آؤ۔ یہ تبدیلی والی بات بھی آپ کی آزمائش کیلئے ایجاد کی گئی تھی کہ اگر وہ تبدیلی کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دے گا۔ پس ہمیں ان سے نجات مل جائے گی۔ اور اگر ہلاک نہ بھی ہوئے تو مسخری کا موقع مل جائے گا۔ پس یہ تبدیلی آپ کے خلاف مستقل دلیل مل جائے گی اور مفتری ہونا (نعوذ باللہ) صحیح قرار پائے گا۔

١٦: قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ (کہہ دیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو میں تم کو یہ پڑھ کر نہ سناتا) یعنی قرآن مجید کی تلاوت فقط اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے اور اس کا اظہار ایک خارجی معاملہ ہے جو عادت کے اعتبار سے عجیب ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک امی آدمی جس نے کسی سے پڑھا نہ ہو۔ اور نہ علماء کی مجلس میں بیٹھا ہو مگر وہ تمہارے سامنے ایک فصیح وبلیغ کتاب پیش کرے جو ہر فصیح کلام پر غالب ہو اور ہر نثری اور شعری کلام پر فوقیت رکھے اور اصول وفروع کے علوم سے پُر ہو۔ اخبار بالغیب بھی اس میں اس طرح دیئے گئے ہوں کہ جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ (اور نہ اللہ تعالیٰ تمہیں قرآن مجید کی خبر دیتا) اللہ تعالیٰ میری زبان سے قرآن کا علم جاری نہ کرتا۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ (بیشک اس قرآن سے پہلے بھی میں تم میں زندگی کا ایک بڑا حصہ گزار چکا ہوں) قبل سے نزول قرآن سے قبل کا زمانہ مراد ہے۔ یعنی میں تمہارے مابین چالیس برس رہا۔ اور اس عرصہ میں اس قسم کی کسی چیز کو تم میرے بارے میں نہیں جانتے اور نہ ہی یہ میری قدرت میں ہے نہ میں علم اور بیان سے موصوف رہا ہوں۔ کہ تم مجھ پر اختراع کی تہمت لگاؤ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ہو) پس تم جان لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مجھ جیسے انسانوں کی طرف سے نہیں۔ یہ اس الزام تراشی کا جواب ہے جو ائت بقرآن [یونس:١٥] کہہ کر انہوں نے کی تھی کہ تو افتراء کرنے والا ہے (نعوذ باللہ)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ

اور وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نہ نقصان دے سکیں اور نہ نفع پہنچا سکیں، اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ

شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّــــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي

اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں، آپ فرما دیجئے کیا تم اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جسے وہ نہیں جانتا آسمانوں اور

الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱۸ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً

زمینوں میں، وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک ہے، اور برتر ہے، اور لوگ پہلے ایک ہی امت

وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا

تھے پھر انہوں نے آپس میں اختلاف کر لیا، اور اگر آپ کے رب کی طرف سے پہلے سے بات طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان اس چیز میں فیصلہ ہو چکا

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۹ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ

ہوتا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کی گئی، سو آپ فرما دیجئے

اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۲۰ ع ۲ ۶

کہ غیب کا علم صرف اللہ ہی کو ہے، سو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں ۞

۱۷: فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے) نمبرا۔ افتراء سے یہاں اللہ تعالیٰ کا شریکوں والا اور اولاد والا ہونا مراد ہو۔ نمبر۲۔ آپ کی طرف افتراء کی جو نسبت انہوں نے کی اس سے بچنا مقصود ہو۔ اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ (یا اسکی آیات کی تکذیب کرے) آیات سے قرآن مراد ہے۔

مَسْئَلَه : اس میں وضاحت کر دی کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والا اور اسکی آیات کو جھٹلانیوالا دونوں کفر میں برابر ہیں۔ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ (بلاشبہ ایسے مجرموں کو کبھی فلاح میسر نہیں آتی)

۱۸: وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ (اور وہ مشرک اللہ تعالیٰ کے سوائے ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو کچھ نقصان دے سکتے ہیں) اگر وہ ان کی عبادت کو ترک کر دیں۔ وَلَا يَنْفَعُهُمْ (اور نہ ان کو نفع دے سکتے ہیں) اگر وہ ان کی عبادت کریں۔ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (اور وہ کافر اسطرح کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں) هٰؤلاء سے اصنام کی طرف اشارہ ہے عند اللہ سے دنیا اور اس کے دوران زندگی مراد ہے کیونکہ وہ بعث بعد الموت کے قائل نہ تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی پختہ قسمیں اٹھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرنے والوں کو بالکل نہ اٹھائے گا۔ [النحل: ۳۸] نمبر۲۔ قیامت کے دن سفارشی

ہونگے اگر بعث و نشور ہو۔

## اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک موجود ہی نہیں:

قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ (کہہ دیں کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی چیز سے مطلع کرنا چاہتے ہو جس کے آسمان و زمین میں موجود ہونے کا علم اللہ تعالیٰ کو نہیں) کیونکہ وہ شئی موجود ہی نہیں کیا تم اللہ تعالیٰ کو ان کے سفارشی ہونے کی اطلاع دیتے ہو حالانکہ وہ ایسی خبر ہے جو معلومات الٰہی میں نہیں۔ جب وہ معلومات الٰہی میں نہیں حالانکہ وہ تو تمام معلومات کا عالم و جاننے والا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وہ موجود ہی نہیں۔ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ یہ اس نفی کی تاکید ہے۔ کیونکہ جو چیز آسمانوں اور زمین پر نہیں پائی جاتی وہ معدوم ہے۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے) اس میں اس نے اپنی ذات کو شرک سے پاک قرار دیا ہے۔

قراءت: حمزہ و علی نے تشرکون تا سے پڑھا ہے۔ اور ما موصولہ ہے یا مصدریہ ہے یعنی ان شرکاء سے جن کو وہ شریک قرار دیتے ہیں یا ان کے شریک کرنے سے پاک ہے۔

## سب کا ایک دین:

۱۹: وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً (پہلے انسان ایک ہی جماعت تھے) سب سے کٹ کر ایک اللہ تعالیٰ کے متقی بندے ایک ملت پر قائم تھے۔ ان میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ یہ آدم علیہ السلام کے زمانہ کی بات ہے جب تک کہ ہابیل کا قتل پیش نہ آیا۔ نمبر۲۔ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد جبکہ فقط مومن باقی رہ گئے کوئی کافر نہ رہا۔ اس وقت لوگ ایک دین پر تھے۔

## دنیا امتحان گاہ ہے نہ کہ فیصلہ گاہ:

فَاخْتَلَفُوْا (پھر وہ الگ الگ ہوگئے) پس وہ مذاہب میں بٹ گئے۔ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ (اگر آپ کے رب کی طے شدہ بات پہلے سے نہ ہوتی) وہ بات حکم کو قیامت تک کیلئے مؤخر کرتا ہے۔ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ (تو ان کے مابین کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا) یعنی جلدی سے فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (جس چیز میں وہ اختلاف کرتے تھے) اس بات میں جس میں انہوں نے اختلاف کیا۔ تا کہ حق پرست اور باطل پرست میں امتیاز ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی بات اس حکمت کی بناء پر پہلے سے طے ہو چکی کہ یہ دنیا دار التکلیف ہے اور اگلا جہاں ثواب و عقاب کا مقام ہے۔

## منہ مانگی نشانی کا مطالبہ:

۲۰: وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (اور یہ اس طرح کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر اس کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں اترا) آیت سے وہ نشانی مراد ہے جس کا وہ مطالبہ کرتے تھے۔ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ (کہہ دیں کہ بیشک غیب کی خبر تو اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے) یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات علم غیب کے ساتھ خاص ہے وہی جانتا ہے کہ مطلوبہ آیات سے کونسی چیز رکاوٹ ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ فَانْتَظِرُوْا (تم بھی انتظار کرو) اس تجویز شدہ نشانی کے اترنے کا۔ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں) جو اللہ تعالیٰ تمہارے انکار آیات اور دشمنی پر کرنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِىْٓ اٰيَاتِنَا ۚ قُلِ اللّٰهُ

اور لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد جب ہم انہیں اپنی رحمت چکھادیں تو اچانک ہماری آیتوں کے بارے میں مکر کرنے لگتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ

اَسْرَعُ مَكْرًا ۚ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِىْ يُسَيِّرُكُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ

مکر کی سزا جلد ہی دینے والا ہے، بلاشبہ ہمارے فرشتے تمہارے مکر کے کاموں کو لکھ لیتے ہیں، اللہ وہ ہے جو تمہیں سمندر اور خشکی میں چلاتا ہے

حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِى الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ

یہاں تک کہ جب تم کشتی میں موجود ہو اور وہ کشتی اچھی ہوا کے ساتھ چلنے لگے اور جو لوگ اس میں سوار ہوں وہ اس پر خوش ہو جائیں تو اس کشتی پر ایک سخت ہوا

عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ

آ جائے اور ہر جگہ سے ان پر موجیں آنے لگیں اور وہ یقین کر لیں کہ انہیں گھیر لیا گیا ہے تو اللہ کو پکارنے لگتے ہیں

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ

اس کے لئے خالص اعتقاد کر کے اگر تو نے ہمیں اس سے نجات دے دی تو ہم ضرور ضرور شکر گزاروں میں سے ہوں گے، پھر جب

اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ

اللہ انہیں نجات دے دیتا ہے تو اچانک وہ زمین میں ناحق بغاوت کرنے لگتے ہیں، اے لوگو تمہاری سرکشی تمہاری ہی جانوں پر ہے

مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٣﴾

دنیاوی زندگی میں فائدہ اٹھا رہے ہو پھر ہماری طرف تم کو لوٹ کر آنا ہے، سو ہم تمہیں بتا دیں گے جو تم کرتے تھے۔

## مکہ والوں کے عداوتی منصوبے:

۲۱: وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ (جب ہم لوگوں کو چکھاتے ہیں) الناس سے اہل مکہ مراد ہیں۔ رَحْمَةً (مہربانی) خوشحالی و وسعت مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ (اس دکھ کے بعد جو ان کو پہنچا) ضراء یعنی قحط، بھوک اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِىْٓ اٰيَاتِنَا (اسی وقت وہ ہماری آیات کے متعلق تدابیر کرنے لگتے ہیں) یعنی ان آیات کے انکار اور دفع کی تدابیر کرنے لگتے ہیں روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ پر سات سال قحط کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے پھر بارش دیکر ان پر مہربانی فرمائی۔ جب مہربانی ہوئی تو اسی وقت اللہ تعالیٰ کی آیات پر طعنہ زنی شروع کر دی اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق دشمنی اور عداوت کے منصوبے گانٹھنے لگے۔

اذا پہلا شرط کا معنی دے رہا ہے اور دوسرا اسکے جواب میں ہے۔ اور وہ مفاجات کا معنی دے رہا ہے جیسا کہ اس ارشاد میں ہے۔ وان تصبهم سيئة بما قدمت ايديهم اذاهم يقنطون [الروم: ٣٦] یعنی اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو مایوس ہو جاتے ہیں اور جب ہم لوگوں کو مہربانی کا مزہ چکھاتے ہیں تو منصوبے باندھنا شروع کر دیتے ہیں۔ المکر تدبیر کو چھپا کر رکھنا



BestUrduBooks.wordpress.com

الجاریۃ المکورہ بداخلاق لونڈی کو کہتے ہیں۔ مَسَّتْهُمْ کا معنی یہ ہے کہ وہ تکلیف ان میں اسقدر رچ جاتی ہے کہ اس کا برا اثر ان میں محسوس نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا (کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر تیز ہے) مگر ان کے متعلق نہیں فرمایا کیونکہ کلمہ اذا اس بات پر دلالت کر رہا ہے گویا اس طرح فرمایا جب ہم تکلیف کے بعد ان پر مہربانی کرتے ہیں تو اچانک وہ فریب کاریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور جلدی سے انکار کا ارتکاب کرتے ہیں اس سے پہلے کہ تکلیف کے بقیہ اثرات سے اپنے کو محفوظ کریں۔ اِنَّ رُسُلَنَا (بیشک ہمارے قاصد) حفاظتی فرشتے يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ (تمہاری وہ مکاریاں لکھتے رہتے ہیں) اس میں اس بات سے خبردار کیا گیا کہ جس کو تم مخفی سمجھتے ہو وہ اللہ تعالیٰ سے چھپایا نہیں جاسکتا۔ وہ خود انکا بدلہ تم سے چکالے گا۔

قراءت: یا سے وارد ہے۔

## وقتی وصیت پر توبہ پھر سرکشی:

۲۲: هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (وہ اللہ تعالیٰ جو تمہیں خشکی اور سمندر میں چلاتا ہے) اس نے تم کو پاؤں سے چلنے اور چوپاؤں اور کشتیوں کے ذریعہ مسافت طے کرنے کی ہمت بخشی ہے یا وہ چلنے کو تم میں پیدا کرتا ہے۔

قراءت: یَنشُرکم شامی نے پڑھا ہے۔

حَتّٰۤی اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ (یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو) فُلْكٌ کشتیاں، جمع ہے۔ وَجَرَیْنَ (وہ کشتیاں چلتی ہیں)۔ بِهِمْ (ان کے ساتھ) یعنی ان کو لیکر جو ان میں ہیں مبالغہ کی خاطر خطاب سے غیب کی طرف رجوع کیا بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ (موافق ہوائیں) آہستہ مناسب چلنے والی جو آندھی نہ ہو اور نہ بہت ہلکی ہو وَّ فَرِحُوْا بِهَا (اور اس ہوا سے وہ لوگ بہت خوش ہیں) نرمی کی وجہ سے اس ہوا سے وہ خوش ہیں اور مسلسل چلنے کی وجہ سے جَآءَتْهَا (اس کشتی پر آ جاتا ہے) اس کشتی پر یا موافق ہوا پر آجاتا ہے۔

رِیْحٌ عَاصِفٌ (تیز جھونکا) تیز چلنے والی آندھی وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ (اور ان پر موجیں بلند ہوتی ہیں) الموج پانی پر جو بلند ہو اسکو موج کہتے ہیں۔ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ (ہر طرف سے) سمندر سے یا موج کے تمام امکانی مقامات سے وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ (وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہر طرف سے ان کو گھیر لیا گیا) وہ ہلاک ہو گئے گھیر میں آ جانے سے ہلاکت کو بطور تمثیل گھیرے میں آ جانے سے تعبیر کیا۔

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (اس وقت خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کر کے اس کو پکارتے ہیں) بغیر شریک ٹھہرانے کے کیونکہ اس وقت وہ اس کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے بلکہ کہتے ہیں۔ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ (اے اللہ اگر تو ہمیں اس سے بچالے گا) ہذا کا مشار الیہ اہوال ہیں یا ریح ہے لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ (تو ہم ضرور تیرے شکرگزار رہیں گے) یعنی تیری نعمتوں پر شکرگزار اور تجھ پر یقین کرنے والے اور تیری طاعت کو مضبوطی سے تھامنے والے ہونگے۔

فَائِدَہ: آیت میں اگرچہ کشتی میں سوار ہونے کو سمندر میں سفر کی غایت قرار نہیں دیا گیا۔ لیکن جملہ شرطیہ کا مضمون حتی کے مابعد تمام چیزوں کو اپنے اندر سمیٹنے والا ہے گویا اس طرح فرمایا گیا ہے وہ تمہیں چلاتا ہے یہاں تک کہ یہ حادثہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اور



BestUrduBooks.wordpress.com

اس طرح تیز ہوا کی آمد، تلاطم امواج، ہلاکت کا یقین نجات کی دعائیں پیش آتی ہیں۔اذا کا جواب جاءَ تھا ہے اور دَعَوُا یہ ظَنُّوْا کا بدل ہے کیونکہ ان کی دعائیں ہلاکت کے یقین کے لوازمات میں سے ہیں اور ان سے ملی ہوئی ہیں۔

۲۳: فَلَمَّآ اَنْجٰهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ (جب اللہ تعالیٰ ان کو اس طوفان سے نجات دے دیتا ہے تو وہ زمین میں بے جا سرکشی اختیار کرتے ہیں۔) فساد مچاتے ہیں بِغَيْرِ الْحَقِّ (ناحق) باطل یعنی باطل پرستی اختیار کرنے والے ہیں۔يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ (اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تم پر پڑنے والا ہے) یعنی تمہارا ظلم تمہاری طرف لوٹ آئے گا جیسا کہ فصلت ۴۶ میں فرمایا۔من عمل صالحًا فلنفسہ ومن اساء فعليها۔ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (تم دنیا کے ساز و سامان سے فائدہ اٹھالو) یہ حفص کی قراءت کے مطابق ہے یعنی وہ نفع اٹھاتے ہیں جو نفع دنیا کی زندگی تک ہے۔

نحو: متاع الحیٰوۃ الدنیا اور علی انفسکم یہ بغیکم کی خبر ہے

دیگر قراء نے رفع کے ساتھ پڑھا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ بغیکم کی خبر ہے اور علی انفسکم اس کا صلہ ہے جیسا کہ اس آیت میں فَبَغٰى عَلَيْهِمْ [القصص:۷۶] مطلب اس طرح ہے تمہاری سرکشی ان لوگوں پر ہے جو تمہاری طرح ہیں۔یا یہ خبر مانیں اور متاع کو دوسری خبر مانیں یا متاع مبتداء محذوف ھو کی خبر ہے۔یعنی وہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے" حدیث نبوی علی صاحبہا السلام میں ہے سب سے زیادہ جلد جس نیکی کا ثواب ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے۔اور سب سے جلد جس شر کا وبال پہنچتا ہے وہ سرکشی ہے اور دوسرے نمبر پر جھوٹی قسم ہے۔

## نو چیزیں:

روایت میں ہے کہ دو چیزیں ہیں جن کا دنیا میں جلد بدلہ ملتا ہے نمبر۱۔سرکشی نمبر۲۔والدین کی نافرمانی۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر سرکشی اختیار کرے تو باغی کو پیس ڈالا جائے۔محمد بن کعب سے مروی ہے کہ جس میں تین خصلتیں پائی جائیں اس میں بغاوت پائی جاتی ہے نمبر۱۔سرکشی نمبر۲۔نکتہ چینی وعدہ توڑنا نمبر۳ فریب کاری۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما بغیکم علیٰ انفسکم [یونس:۲۳] ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ [فاطر:۴۳] فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ [الفتح:۱۰] ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (پھر تم نے ہماری ہی طرف واپس لوٹنا ہے، ہم تمہیں ان کاموں کی حقیقت سے مطلع کریں گے جو تم کرتے تھے) پس ہم تمہیں ان کی اطلاع دیں گے اور اس پر بدلہ دیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی اتارا، پھر اس پانی کی وجہ سے زمین سے نکلنے والی ہری بھری چیزیں جنہیں انسان اور مویشی

مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ

کھاتے ہیں خوب گنجان ہو کر نکلیں، یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی رونق کا پورا حصہ لے لیا اور اسکی خوب زیبائش ہوگئی اور زمین والوں نے

اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا

خیال کر لیا کہ ہم اس پر صاحب قدرت ہو چکے ہیں تو رات کو یا دن کو ہمارا حکم آ گیا۔ سو ہم نے اسے ایسا بنا دیا جیسے کٹا ہوا ڈھیر ہو،

كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

گویا کہ کل اس کا وجود ہی نہ تھا، ہم اسی طرح آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں۔

## دُنیا کی مثال:

۲۴: اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ (دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی اتارا) بادلوں سے فَاخْتَلَطَ بِهٖ (اس پانی کے ساتھ مل گیا) نَبَاتُ الْاَرْضِ (زمین کا سبزہ) یعنی اسکی وجہ سے گنجان ہو کر نکلا جو ایک دوسرے میں گھسا ہوا ہے۔ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ (جس سے لوگ کھاتے ہیں) یعنی غلہ، پھل، سبزیات وَالْاَنْعَامُ (چوپائے) یعنی گھاس وغیرہ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا (یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی زینت لے لی) یعنی نباتات سے اس کو زینت دی جس نبات کی رنگتیں الگ الگ ہیں۔ وَازَّيَّنَتْ زمین اس سے مزین ہوئی۔ یہ اصل میں تزینت ہے تا کو زای میں زا کر کے ادغام کر دیا۔ اور یہ زیادہ فصیح ہے۔ زمین کے مزین ہونے کو تمثیل کے طور پر دلہن قرار دیا جب کہ وہ شاندار قسم کے رنگ برنگ کپڑے پہن لے اور مختلف رنگ کی زینتوں سے زینت حاصل کر لے۔ وَظَنَّ اَهْلُهَآ (اور زمین کے مالکوں نے یہ سمجھ لیا) اہل سے مراد اہل زمین ہیں۔ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ (کہ وہ اس کھیتی پر قابو پانے والے ہیں) اسکی منفعت پر پوری قدرت پانیوالے اور اس کے ثمرات کو حاصل کرنے والے ہیں۔ اور اس کا غلہ اٹھانے والے ہیں۔

اَتٰىهَآ اَمْرُنَا (اچانک ہمارا امر عذاب پہنچ گیا) امر سے عذاب مراد ہے اور یہ عذاب کھیتی میں کوئی بیماری پیدا کرنے کی صورت میں ہوتا ہے جبکہ وہ اسکی سلامتی پر یقین کر چکے ہوں۔ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا (دن یا رات کو پھر ہم نے اس پیداوار کو کر دیا) اس کھیتی کو کر دیا۔ حَصِيْدًا (کٹا ہوا) اس کے کٹنے اور تباہی کو کٹی ہوئی کھیتی سے تشبیہ دی۔ كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ (گویا وہاں کل کچھ اگا نہ تھا) گویا کھیتی اگی ہی نہ تھی قائم اور ٹھہری ہی نہ تھی اس قسم کے مواقع پر مضاف محذوف مانا جاتا ہے تا کہ معنی کلام درست ہو سکے۔ بِالْاَمْسِ (کل گزشتہ) یہ قریب وقت کو بطور تمثیل ذکر کیا۔ گویا اس طرح کہا کہ گویا کبھی اب تک قائم ہی نہیں ہوئی۔ كَذٰلِكَ



BestUrduBooks.wordpress.com

نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (اسی طرح نشانیاں ان لوگوں کیلئے تفصیل سے بیان کرتے ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں) وہ بیان امثلہ سے نفع اٹھاتے ہیں یہ تشبیہ مرکب ہے۔ دنیا کے تیزی سے زوال پذیر ہونے اور اس کے نعمتوں کے سمٹنے کو زمین کی نباتات کے خشک ہونے اور ریزہ ریزہ ہونے سے تشبیہ دی حالانکہ وہ نبات پہلے گنجان، باہم لپٹی ہوئی۔ زمین کو اپنے سبزہ سے مزین کرنے والی، پتوں سے پُر تھیں۔

حکمت: اس تشبیہ سے اس بات پر متنبہ کیا کہ دنیا کی زندگی کا صاف حصہ بھی ملاوٹ والا ہے جبکہ گدلا تو پہلے ہی ملاوٹ سے خالی نہیں۔ جیسا کہ صاف پانی پیالے کے بالائی حصہ میں ہوتا ہے۔ شاعر نے خوب کہا عمر ایک پانی کا بچا ہوا پیالہ ہے۔ پہلا حصہ صاف اور پچھلا گدلا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ مٹی کے جسم کو دنیا اور دین کی مصلحتوں سے مزین کر دیا۔ جیسا کہ مختلف رنگوں کے باوجود ملی جلی نبات۔ پس زرخیز مٹی انسانوں کے باغات کو اگاتی ہے اور ارواح کے پھول پیدا کرتی اور زھد کی کلیاں نکالتی ہے اور سخاوت کی بیلیں اور محبت الٰہی کے غلہ جات اور حقیقت کے باغیچے لہلہاتی ہے۔ جبکہ راستے کی بدبختیاں اور خباثتیں مخالفتوں کا اختلاف اور گناہوں کے پیاز، شرک کے کانٹے اور بخل کے کانٹے دار پودے اور ہلاکت کی لکڑیاں، کھیل کی ہریاول پیدا کرتے ہیں۔ پھر اسکی دشمنی پر اسی طرح اتر آتے ہیں جیسے کھیتی کہ جس کے کٹنے کا وقت قریب ہو۔ پس دھوکے کی حالت میں اسکی زندگی کو زائل کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ کھیتی پیلی پڑ جاتی ہے۔ پس اس آدمی کا وجود قبر میں اس طرح غائب ہو جاتا ہے گویا کل وہ دنیا میں آیا ہی نہ تھا۔ اور یہ اس وقت تک رہے گا کہ بعث کی بہاری اسکو اُگا دے اور پیشی کا نشانہ اپنے مقام پر لگ جائے اور بحث وکرید کی گھڑی آن پہنچے۔ دنیا کا حال پانی کی طرح ہے کہ تھوڑا تو فائدہ دیتا ہے۔ زیادہ سیلاب سے ہلاک کر دیتا ہے پس زیادہ کا چھوڑنا ضروری ہے۔ سفر میں جس طرح زادِ راہ کے سواء چارہ نہیں۔ اسی طرح تھوڑے مال کے بغیر گزارہ نہیں مال کا حصول لغزش سے اسی طرح خالی نہیں جیسا کہ پانی میں گھسنے والا تری سے بچ نہیں سکتا۔ مال کا جمع کرنا مال والے کیلئے ضیاع اور اہلاک ہے۔ نصاب سے کم مال تو پایاب پانی کی طرح ہے کہ اس میں سے بے پروائی سے گزر جاتے ہیں اور نصاب کی مقدار اس دریا کی طرح ہے جو گزرنے والے کے راستے اور مقصود کے درمیان حائل ہو۔ اور کامیابی کے مقام کی طرف گزرنا پل کے بغیر ممکن نہیں۔ اور وہ پل زکوٰۃ ہے اور پل کی تعمیر عطیات ہیں۔ جب پل خراب ہو جائے گا تو جمع شدہ خزانوں کی موجیں اس کو ڈبو دیں گی۔ اسی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الزکاۃ قنطرۃ الاسلام۔ اسی طرح مال ضعیف العقل کا معاون ہے۔ بزرگوں کا نہیں جیسا کہ پانی گڑھوں میں جمع ہوتا ہے ٹیلوں پر نہیں۔ اسی طرح مال بخل کی مشقت سے اکٹھا ہوتا ہے جبکہ پانی گزرگاہ میں بند لگانے سے جمع ہوتا ہے پھر فنا اور ہلاکت کا شکار ہوتا ہے جیسا کہ چلو میں لیا ہوا پانی چلو میں باقی نہیں رہتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٥﴾ لِلَّذِيْنَ

اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دیتا ہے جن لوگوں نے اچھائی کے کام کئے

اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

ان کے لئے خوبی ہے اور اس سے زائد بھی ہے، اور ان کے چہروں پر نہ کدورت چھائے گی اور نہ ذلت، یہ لوگ جنت

الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ ۢ بِمِثْلِهَا ۙ

والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور جن لوگوں نے برے کام کئے ان کی برائی کی سزا برائی کے برابر ملے گی

وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا

اور ان پر ذلت چھا جائے گی، انہیں اللہ سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا، گویا کہ انکے چہرے اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانک

مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾

دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ دوزخ والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

## دارالسلام:

۲۵: وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ (اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے) وہ جنت ہے، السلام جنت کا نام ہے اور اسکی اضافت نام کی طرف کر کے اسکی عظمت کو بیان کیا۔ نمبر۲۔ السلام کا معنی سلامتی ہے کیونکہ اہل جنت ہر ناپسند چیز سے محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ نمبر۳۔ ان کے مابین السلام علیکم بہت کہا جائے گا۔ اور فرشتے بھی ان کو سلام کریں گے۔ جیسا کہ الواقعہ ۲۶ میں اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ہے۔ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ (اور جس کو چاہتا ہے توفیق دیتا ہے)۔ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سیدھے راستے کی طرف)۔ نمبر۱۔ یعنی اسلام کی طرف یا نمبر۲۔ سنت کے راستہ کی طرف۔

نکتہ: راہنمائی کے ذریعہ زبان نبوت سے دعوت کو عام کر دیا۔ مگر بھیجنے والے کی مہربانی سے عنایت و توفیق کے ذریعہ ہدایت کو خاص کر دیا۔ مطلب آیت کا یہ ہوا کہ دارالسلام کی طرف اللہ تعالیٰ تمام بندوں کو دعوت دے رہے ہیں مگر اسمیں داخلہ ہدایت یافتہ لوگوں کو ملے گا۔

## زیادۃ کی تفسیر دیدار الٰہی:

۲۶: لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا احسان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا مراد ہے۔ الْحُسْنٰى خوبی ہے عمدہ ثواب اور وہ جنت ہے۔ وَزِيَادَةٌ (اور زائد) وہ دیدار الٰہی ہے حضرت ابوبکر، حذیفہ، ابن عباس، ابوموسیٰ اشعری، عبادہ بن الصامت رضی اللہ

عنہم سے اسی طرح مروی ہے۔

بعض تفاسیر میں اس بات پر مفسرین کا اتفاق نقل کیا ہے کہ زیادہ کی تفسیر اللہ تعالیٰ کا دیدار ہی ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جب جنت والے جنت میں داخل ہو چکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم ایسی چیز چاہتے ہو جو میں ان نعمتوں پر اضافہ کروں۔ وہ کہیں گے کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا اور آگ سے نجات نہیں دی؟ آپ نے فرمایا پھر حجاب اٹھایا جائے گا۔ تمام اہل جنت اللہ تعالیٰ کا دیدار پالیں گے اس سے بڑھ کر آج تک ان کو کسی نعمت میں اتنا مزانہ آیا ہوگا۔ جتنا دیدار الٰہی میں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ للذین احسنوا الحسنی و زیادہ۔

(رواہ احمد و مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

**صاحب کشاف:** کی حالت قابل تعجب ہے کہ اس نے اس روایت کو ذکر کیا مگر ان الفاظ سے نہیں جو اوپر ذکر ہوئے اور پھر تنقید کرتے ہوئے کہہ گئے کہ یہ حدیث من گھڑت ہے۔ حالانکہ یہ مرفوع روایت ہے۔ اس کو صاحب مصابیح نے صحاح میں ذکر کیا۔ دوسری تفسیر الزیادۃ کی بندوں کے دلوں میں محبت سے کی گئی، تیسری تفسیر اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رضوان سے بھی کی گئی ہے۔

**وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ** (نہ ڈھانپے گی ان کو) **قَتَرٌ** (سیاہی) ایسا غبار جس میں سیاہی ہو **وَّلَا ذِلَّةٌ** (نہ ذلت) نہ ذلت کا اثر مطلب یہ ہے کہ ان کے چہروں پر وہ چیز نہ چھائے گی جو اہل نار کے چہروں پر چھا رہی ہوگی۔ **اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ** (وہ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے)

## بروں کا انجام:

۲۷: **وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا** اسکا عطف للذین احسنوا پر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہوگی وللذین کسبوا۔ **السَّيِّاٰتِ** (رنگارنگ کے شرک) **جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا** (برائی کا بدلہ اس کے مثل سے ہے) اس میں با اسی طرح زائد ہے جیسا اس ارشاد میں جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا [الشوریٰ: ۴۰] یا تقدیر عبارت اس طرح ہو جزاء سیئۃ مقدر بمثلھا۔ برائی کا بدلہ طے شدہ ہے اس کے مثل سے **وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ** ذلت و رسوائی **مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ** (انہیں اللہ سے بچانے والا) اسکی سزا سے **مِنْ عَاصِمٍ** (کوئی نہیں ہوگا) یعنی اسکی ناراضی اور سزا سے ان کو کوئی نہ بچائے گا۔ **كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا** ان پر رات کی سیاہی کا پردہ لٹکا دیا گیا ہے یعنی ان کے چہرے سیاہ ہونگے۔ قطعًا جمع قطعۃ یہ اغشیت کا مفعول ثانی ہے۔

قراءت: مکی، علی، نے **قِطْعًا** پڑھا ہے۔ یہ اس آیت کی طرح ہے۔ **بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ** [ھود: ۸۱] اس قراءت کے مطابق مظلماً یہ قطع کی صفت ہے۔ اور پہلی قراءت کے مطابق یہ اللیل سے حال ہے اور اسمیں عامل اغشیت ہے کیونکہ من اللیل، قطعاً کی صفت ہے۔ پس اس کا موصوف تک پہنچنا صفت تک پہنچنے کی طرح ہے یا **مِنَ الَّيْلِ** میں معنی فعل عامل ہے۔ **اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ** (وہ دوزخی ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ہم ان لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے شرک کیا کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو،

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا

پھر ہم ان کے آپس میں جدائی کر دیں گے، اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ سو اللہ ہمارے تمہارے درمیان گواہ کافی ہے

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ﴿٢٩﴾ هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَّا

بے شک بات یہ ہے کہ ہم تمہاری عبادت سے غافل تھے۔ اس موقعہ پر ہر شخص اپنے ان کاموں کو جانچ لے گا جو اس نے پہلے

أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾

کئے تھے، اور وہ اپنے مالک حقیقی کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے اور جو کچھ جھوٹ تراش رکھا تھا وہ سب غائب ہو جائے گا۔

## منظر حشر:

۲۸: وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ ۔هُمْ سے کفار وغیرہ مراد ہیں۔ جَمِيعًا (تمام) یہ حال ہے۔ ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ ترجمہ: یعنی تم اپنی جگہ رک جاؤ۔ اس وقت تک یہاں سے نہ ہٹو جب تک اپنا انجام نہ دیکھ لو۔ أَنتُمْ (تم)۔ اس سے مکانکم کی ضمیر کی تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ الزموا کے قائم مقام استعمال ہوا۔ وَشُرَكَاؤُكُمْ (اور تمہارے شرکاء) ماقبل پر معطوف ہے۔ فَزَيَّلْنَا (ہم تفریق کر دیں گے)۔ بَيْنَهُمْ (ان کے درمیان) ان کے ساتھیوں کو الگ کر دیں گے۔ اور وہ تعلق کاٹ دیں گے جو دنیا میں ان کے درمیان تھا۔ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ (کہیں گے ان کے شریک) جنکی اللہ تعالیٰ کے سواء عبادت کی ہوگی اور وہ عقلاء میں سے ہونگے (جن وانس میں سے) یا بتوں کو اللہ تعالیٰ بولنے کی زبان دے گا۔

مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ (تم ہماری پوجا تو نہ کرتے تھے) تم تو شیاطین کی عبادت کرتے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے تمہیں حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے شریک بناؤ۔ پس تم نے ان کی اطاعت کی جیسا سورۂ سباء۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ويوم يحشرهم جميعا۔ الىٰ، بل كانوا يعبدون الجن میں مذکور ہے۔

۲۹: فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ کافی ہے گواہی کے لحاظ سے شهيدًا یہ تمیز ہے۔ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ إن یہ مخففہ من المثقلہ ہے لام اسکی دلیل ہے۔

## سب کی جانچ:

۳۰: هُنَالِكَ (وہاں) اس جگہ میں یا اس وقت میں۔ اس صورت میں اسم مکان زمانہ کیلئے بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ (آزمائے گا اور چکھے گا) ہر شخص مَّا أَسْلَفَتْ (جو اس نے پیچھے چھوڑا) یعنی عمل۔ پس پہچان لے گا کہ اس عمل کی کیفیت کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ

آپ فرما دیجئے وہ کون ہے جو تمہیں آسمان سے اور زمین سے رزق دیتا ہے۔ یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے اور وہ کون ہے جو

الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ

زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر فرماتا ہے، سو وہ ضرور یوں کہیں گے کہ اللہ ہی ہے

فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ

تو آپ فرما دیجئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے ہو، سو وہ اللہ تمہارا حقیقی رب ہے۔ سو پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟

فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

پھر کہاں پھرے جا رہے ہو۔

ہے اچھا یا برا نفع بخش یا نقصان دہ، مقبول یا مردود، زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں اسلفت کا معنی قدمت ہے جو اس نے آگے بھیجا۔

قراءت: حمزہ، علی نے تتلوا پڑھا ہے۔ یعنی وہ پیروی کرے گا اس عمل کی جو اس نے آگے بھیجا کیونکہ اسکا عمل ہی اس کو جنت و دوزخ کی راہ دکھائیگا۔ یا اپنے نامۂ عمل میں وہ پڑھ لے گا جو اس نے خیر و شر کا عمل آگے بھیجا ہوگا۔ یہ اخفش کا قول ہے۔ وَرُدُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ان کا سچا رب جو اپنی ربوبیت میں سچا ہے کیونکہ یہ لوگ ان کی دوستی کا دم بھرتے تھے جنکی ربوبیت کی کوئی حقیقت نہیں۔ یا نمبر۲۔ وہ جو ان کے ثواب و حساب کا متولی ہے اور ایسا عادل ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ اور ان سے وہ تمام معبود گم ہو جائیں گے جن کے متعلق ان کو دعویٰ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں۔ یا نمبر۲۔ جو جھوٹ وہ گھڑا کرتے تھے وہ بے کار ہوئے کہ ان کے شفعاء اور الٰھہ ان کی سفارش کر کے زبردستی چھڑا لیں گے۔

## دلائل قدرت:

۳۱: قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ (آپ فرما دیجئے وہ کون ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمان سے) بارش کے ذریعہ وَالْاَرْضِ (اور زمین سے) (نبات کے ذریعہ) اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ (یا کون مالک ہے کانوں اور آنکھوں کا) کون ان کو بنانے اور اس انداز سے فٹ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ جس طرح سے یہ فٹ ہیں یا۔ نمبر۲۔ کون ان کی ان آفات کثیرہ سے عرصہ دراز تک حفاظت کرتا ہے حالانکہ یہ دونوں بڑی لطیف ہیں ان کو معمولی چیز بھی نقصان پہنچاتی ہے۔

وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ یعنی حیوان، چوزے، کھیتی، مومن، عالم کو نطفہ، انڈا، دانہ، کافر، جاہل سے اور اس کا عکس وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ (اور کون معاملات کی تدبیر کرتا ہے) تمام عالم کے معاملات کا مدبر کون ہے پہلے خاص کا ذکر کیا اور اسکے بعد عام کو لائے۔ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ترجمہ وہ عنقریب آپ کے سوال کے جواب میں کہیں گے کہ ان تمام



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ

اسی طرح آپ کے رب کی یہ بات نافرمانوں کے بارے میں ثابت ہو چکی ہے کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ آپ فرما دیجئے کیا

مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پیدا فرمائے پھر اسے دوبارہ زندہ کرے؟ آپ فرما دیجئے کہ اللہ مخلوق کو ابتداءً پیدا فرماتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا فرمائے گا۔

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ

سو تم کہاں پھرے جا رہے ہو؟ آپ فرما دیجئے کہ تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا راستہ بتلاتا ہو آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی امر حق کا راستہ

لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ

بتلاتا ہے، سو جو حق کی راہ بتاتا ہو وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جو ہدایت نہیں پاتا مگر جبکہ اسے راہ بتائی جائے،

فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ

سو تمہیں کیا ہوا تم کیسی تجویزیں کرتے ہو، اور ان میں سے اکثر لوگ صرف اٹکل کے پیچھے چلتے ہیں بلاشبہ اٹکل حق کے بارے میں ذرا بھی مفید

شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

نہیں ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کاموں کو جاننے والا ہے جن کاموں کو وہ کرتے ہیں۔

پر قدرت والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (پس کہہ دیں پھر تم کیوں ڈرتے نہیں ہو۔) عبادت میں شرک سے جبکہ تم ربوبیت کا اعتراف بھی کر چکے۔

۳۲: فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ (سو وہ اللہ تعالیٰ ہے) یعنی وہ ذات جس کی یہ قدرت ہے وہی تو اللہ تعالیٰ ہے۔ رَبُّكُمُ الْحَقُّ (تمہارا سچا رب) جس کی ربوبیت ایسی ثابت ہے جس میں اس کو کوئی شک نہیں ہو سکتا جو حقیقت کی نگاہ ڈالے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ (سو پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے) یعنی حق و باطل کے درمیان کوئی واسطہ نہیں جو حق راستہ سے ہٹا وہ گمراہی میں جا پڑا۔ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ (تم کدھر پھرے جا رہے ہو) حق چھوڑ کر گمراہی کی طرف اور توحید کو ترک کر کے شرک کی طرف۔

## کفار کی ضد:

۳۳: كَذٰلِكَ (اسی طرح) اس حق کی طرح حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ (تیرے رب کی بات ثابت ہوگئی۔) قراءت: شامی، مدنی نے كَلِمٰتُ پڑھا ہے یعنی جیسا کہ حق و ثابت ہوا کہ حق کے بعد گمراہی ہے۔ نمبر۲۔ جیسا ثابت ہوا کہ وہ حق سے پھرے ہوئے ہیں پس اسی طرح تیرے رب کی بات سچی ہوگئی۔ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا (ان لوگوں کے متعلق جو فاسق ہیں) یعنی جو اپنے کفر میں سرکشی



BestUrduBooks.wordpress.com

تک پہنچنے والے اور اسکی انتہائی حد تک نکلنے والے ہیں۔اَنَّھُمْ لَایُؤْمِنُوْنَ (کہ یہ ایمان نہ لائیں گے) یہ کلمۃ سے بدل ہے یعنی ایمان کی نفی ان پر ثابت ہو چکی یا نمبر۲۔اللہ کی بات ان پر ثابت ہو چکی کہ ان کا ایمان ثابت نہ ہوگا۔نمبر۳۔کلمہ سے عذاب والا وعدہ مراد ہے اور انھم لایؤمنون اسکی تعلیل ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی لانھم لایؤمنون اسلئے کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

## معبودانِ باطلہ کی بے بسی:

۳۴: قُلْ ھَلْ مِنْ شُرَکَآئِکُمْ مَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ (آپ فرمادیجئے کہ تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا راستہ بتلاتا ہو) ثم یعیدہ کو یہاں ذکر کیا حالانکہ وہ اعادہ کے قائل نہ تھے۔کیونکہ اعادہ کے دلائل اس قدر ظاہر ہیں کہ گویا یہ مسلمہ معاملہ ہے کہ وہ اعادہ کے قائل ہیں۔نمبر۲۔انسانوں کے علاوہ اور چیزوں کا اعادہ مراد لیا جائے جیسے دن، رات، پانی اتارے، اور نبات اگائے۔قُلِ اللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ (آپ فرمادیجئے کہ اللہ مخلوق کو ابتداءً پیدا فرماتا ہے پھر اس کو دوبارہ فرمائے گا) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ جواب میں ان کی نیابت کریں۔مطلب یہ ہے کہ ان کو ان کا تکبر کلمۂ حق کہنے نہ دے گا۔ پس آپ ان کی طرف سے سچی بات کہہ دیں۔فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ پس کس طرح سیدھے راستہ سے پھرے جارہے ہو؟

## حق کی طرف راہنمائی کرنے والے اور کافر بے راہ کے پیروکار:

۳۵: قُلْ ھَلْ مِنْ شُرَکَآئِکُمْ مَّنْ یَّھْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ (آپ فرمادیجئے کہ تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا راستہ بتلاتا ہو) اسکی طرف راہنمائی کرنے قُلِ اللّٰہُ یَھْدِیْ لِلْحَقِّ اَفَمَنْ یَّھْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَھِدِّیْٓ اِلَّآ اَنْ یُّھْدٰی عربی میں ھداہ للحق، الی الحق دو آتے ہیں۔یہاں دونوں لغات کو جمع کر دیا۔اور اسی طرح ھدی بنفسہٖ بمعنی اھتدی کے آتا ہے جیسا کہ شری بمعنی اشترٰی اور اسی سے۔

قراءت: حمزہ وعلی امّن لا یھدی بمعنی یھتدی ہے۔اور لا یَھَدِّیْ مکی، شامی اور ورش کی قراءت میں ہے۔جبکہ ابو عمرو نے اس ھا کے فتحہ کو اشمام سے پڑھا اور عاصم نے یحییٰ کے علاوہ ھا کے کسرہ اور یا کے فتحہ کے ساتھ پڑھا۔اور اصل یھتدی ہے۔اور عبداللہ کی قراءت یہی ہے۔تا کو دال میں ادغام کیا اور ھا کا فتحہ وہی تا کو دے دیا یا التقاء ساکنین کی وجہ سے کسرہ دیا مگر یحییٰ نے یا اور ھا کے کسرہ اور دال کی تشدید سے پڑھا ہے مابعد کی اتباع کی وجہ سے البتہ ورش کے علاوہ مدنی قراء نے ھا کے سکون اور دال کی تشدید سے پڑھا ہے۔

مطلب یہ ہے بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی صرف حق کی طرف راہنمائی کرنے والی ہے اس طرح کہ مکلفین میں عقلیں رکھ دیں اور ان کو دلائل پر غور کی قدرت عنایت فرمائی۔اور دلائل خود اپنی طرف سے مہیا فرمائے اور نور توفیق بخش دیا اور دلوں میں بھلائی ڈال دی اور رسولوں کو بھیج کر شرائع واحکام کی اطلاع دے دی۔پس جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دے رکھا ہے ان میں کوئی ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اس راہنمائی کی طرح راہنمائی کرنے والا ہو۔

پھر فرمایا تم بتلاؤ کہ جو حق کی طرف راہنمائی کرے وہ پیروی کیے جانے کا زیادہ حقدار ہے یا وہ جو بذات خود راستہ ہی نہ پاسکتا ہو۔یا دوسرے کی راہنمائی نہ کرسکتا ہو جب تک کہ اللہ تعالیٰ اسکو ہدایت نہ دے۔دوسرا قول یہ ہے یا وہ جو کسی دوسری جگہ کی طرف راہ نہ پاسکتا ہو۔یعنی منتقل نہ ہوسکتا ہو جب تک کہ اس کو منتقل نہ کیا جائے۔یا وہ راہ نہ پائے اور نہ ہی اسکا راستہ پانا درست ہو مگر



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ

اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے جو افتراء کیا گیا ہو اللہ کی طرف سے نہ ہو۔ بلکہ وہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے

يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ

پہلے ہیں اور احکام ضروریہ کی تفصیل بیان کرنے والا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ کیا وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس کو آپ نے اپنے پاس سے بنالیا ہے۔

قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

آپ فرما دیجئے کہ تم اس جیسی سورت لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جن لوگوں کو بلا سکتے ہو انہیں بلا لو اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ

سچے ہو۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے اسے جھٹلایا جسے اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لائے اور ابھی اس کا نتیجہ ان کے سامنے نہیں آیا، ایسے ہی

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے۔ سو دیکھ لیجئے ظالموں کا کیسا انجام ہوا اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو

ع ۹ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ

اس پر ایمان لائیں گے اور بعض وہ ہیں جو اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور آپ کا رب فساد کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ فرما دیجئے

لِّیْ عَمَلِیْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے تم اس سے بری ہو جو میں کام کرتا ہوں، اور جن کاموں کو تم کرتے ہو میں ان سے بری ہوں۔

اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس حالت سے منتقل کر کے حیوان ناطق بنائے تو پھر وہ راہنمائی کر سکے۔ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ غلط فیصلہ کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک گمان کرتے ہو۔

۳۶: وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ بتوں کے متعلق اس بات میں کہ وہ معبود ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں زبردستی چھڑالیں گے۔ اکثر سے مراد تمام ہیں۔ اِلَّا ظَنًّا (مگر محض گمان) بلا دلیل وہ اپنے آباء سلف کی اتباع واقتداء ہے جو اس گمان سے کرتے تھے کہ وہ درست راستے پر تھے۔ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ وہ علم ہے۔ شَيْئًا (ذرہ بھر) یہ مصدر کی جگہ پر ہے اصل اس طرح اغناءً شیئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (اللہ تعالیٰ جاننے والے ہیں جو کچھ وہ کرتے ہیں) یعنی اتباع ظن اور ترک حق۔

## قرآن من گھڑت نہیں بلکہ بلا ریب ہے:

۳۷: وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے جو افتراء کیا گیا ہو اللہ کی طرف سے نہ ہو)



BestUrduBooks.wordpress.com

یعنی اللہ تعالیٰ کے سواء اوروں کی طرف سے گھڑنا مطلب یہ ہے کہ یہ صحیح اور درست نہیں کہ اس جیسا بلند کلام اور حد اعجاز تک پہنچا ہوا من گھڑت کلام ہو۔ وَلٰكِنْ (لیکن) یہ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ (تصدیق ہے اسکی جو اس سے پہلے ہے) جو کتابیں اس سے قبل نازل ہو چکیں۔

وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ (اور کتاب کی تفصیل ہے) جو فرائض واحکام لازم وفرض کئے گئے ان کی تشریح ہے یہ معنی اس آیت النساء ۲۴ کتاب اللّٰه علیکم ۔ کی روشنی میں ہے۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (اس کے رب العالمین کی طرف سے ہونے میں شک نہیں ہے) یہ استدراک کے مواقع میں داخل ہے گویا اس طرح کہا گیا لیکن یہ ایسی تصدیق اور تفصیل ہے جو ریب سے خالی ہے اور رب العالمین کی طرف سے آئی ہے۔

دوسری تفسیر یہ مراد لینا بھی درست ہے کہ رب العالمین کی طرف سے تصدیق شدہ ہے اور اسکی طرف سے اسکی تفصیل کی گئی ہے اس بات میں کوئی اشتباہ نہیں۔ اس صورت میں من رب العالمین تصدیق وتفصیل سے متعلق ہے اور لاریب فیه یہ جملہ معترضہ ہے جیسا تم کہو زیدٌ لاشك فیه کریمٌ۔

## کفار کو چیلنج:

۳۸: اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ (کیا وہ کہتے ہیں کہ اس کو گھڑ لیا ہے) ام یہاں بل کے معنی میں ہے کیا وہ کہتے ہیں اس کو گھڑ لیا ہے؟ قُلْ (کہہ دیں) اگر بات اسی طرح ہے جس طرح تم کہتے ہو فَاْتُوْا (تو تم لاؤ) تو تم بھی گھڑ لاؤ بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ (ایک سورت اس جیسی) یعنی جو بلاغت میں اس کے مشابہ ہو اور حسن نظم میں اس جیسی ہو تم بھی میری طرح عربیت جانتے ہو۔ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اور ان کو بلالو جن کو اللہ تعالیٰ کے سواء بلانے کی تم میں طاقت ہے) یعنی عبارت اس طرح ادعوا من دون اللّٰه۔ من استطعتم ۔ بلاؤ اللہ تعالیٰ کے سواء جن کو بلانے کی مخلوق سے تم طاقت رکھتے ہو۔ تاکہ اسکی مثل لانے میں وہ تمہاری امداد کریں۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) کہ یہ قرآن من گھڑت ہے۔

## جھٹلانا عناد کی بنیاد پر ہے:

۳۹: بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ (بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کے علم کا احاطہ انہوں نے نہیں کیا اور ابھی ان کو اسکی حقیقت معلوم نہیں ہوئی) بلکہ انہوں نے قرآن کی تکذیب میں جلدی کی ہے کہ جونہی اسکی آواز کانوں تک پہنچی بلا سوچے سمجھے اس کو جھٹلا دیا۔ قرآن مجید کی حقیقت کو نہ پہچانا اور نہ اسمیں تدبر کیا کہ اس کے معنی اور نتائج سمجھتے اور اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ جو چیز ان کے دین کے مخالف ہے اس سے دور بھاگ رہے ہیں ان کو اپنے آبائی دین کا ترک کرنا گراں گزرا ہے۔

لما یاتهم تاویله میں توقع کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے سوچنے سے پہلے ہی فی البدیہ اس کا انکار کر دیا۔ اس کا معنی نہیں سوچا اور یہ آباؤ اجداد کی تقلید میں کیا۔ اور غور وتدبر کے بعد تکذیب سرکشی اور عناد وضد کی وجہ سے اختیار کی۔ پس ان آیات میں جاننے سے قبل جلد تکذیب کرنے کی مذمت فرمائی اور لما جو کلمہ توقع ہے اس کو ذکر کیا تاکہ اعلان کر دیا جائے کہ کفار نے قرآن کے علو شان اور اعجاز اچھی طرح جان لیا کیونکہ ان کو بار بار چیلنج کیا اور انہوں نے اپنی قوتوں کو خوب آزمالیا اور اسکی مثل لانے سے



BestUrduBooks.wordpress.com

اپنا عجز اظہر من الشمس ہو گیا تو ضد وحسد سے قرآن کو جھٹلا دیا۔

کَذٰلِکَ (اسی طرح) اس تکذیب کی طرح کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (ان لوگوں نے جھٹلایا جو ان سے پہلے ہوئے) یعنی امم ماضیہ کے کفار نے رسولوں کے معجزات میں غور وفکر کرنے کے بغیر عناد اور تقلید آباء کی وجہ سے ان کو جھٹلا دیا۔ دوسری تفسیر لما یاتھم تاویلہ کی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ابھی تک ان کے سامنے اخبار بالغیب کی تعبیر ظاہر نہیں ہوئی۔ تعبیر سے انجام مراد ہے جس سے اسکا سچا، جھوٹا ہونا ظاہر ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ کتاب دو لحاظ سے معجز ہے نمبرا۔ نظم کا اعجاز، نمبر۲۔ اخبار غیوب کا اعجاز تم نے اس کے نظم پر غور سے قبل ہی تکذیب کر دی حالانکہ وہ حد اعجاز کو پہنچا ہوا ہے اور اسکی دی ہوئی اطلاعات کا صدق و کذب ظاہر ہونے سے پہلے ہی تم نے انکار کر ڈالا۔ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ (پس غور کرو کس طرح ظالموں کا انجام ہوا)

۴۰: وَمِنْهُمْ مَّنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ (اور بعض ان میں سے آپ پر ایمان لاتے ہیں) ہٗ کی ضمیر نبی اکرم ﷺ یا قرآن کی طرف راجع ہے۔ اپنے دل میں تصدیق کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آپ نبی برحق ہیں لیکن عناد کی وجہ سے تکذیب کرتے ہیں۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهٖ (اور ان میں بعض وہ ہیں جو آپ پر ایمان نہیں لاتے) آپ کی تصدیق نہیں کرتے اور آپ کے بارے میں شک کرتے ہیں۔ یا اس کا معنی استقبال والا ہو۔ کہ ان میں بعض ایسے ہونگے جو عنقریب آپ پر ایمان لے آئیں گے اور بعض ایسے ہونگے جو کفر پر اصرار کریں گے۔ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِیْنَ (اور آپ کا رب فساد کرنیوالوں کو خوب جاننے والا ہے) مفسدین سے معاند یا اصرار کرنے والے مراد ہیں۔

۴۱: وَاِنْ کَذَّبُوْکَ (اور اگر وہ آپ کو جھٹلا دیں) اگر وہ آپ کی تکذیب پر اتر آئیں اور تم ان کی قبولیت سے مایوس ہو جاؤ۔ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ (پس کہہ دیں کہ میرے لئے میرا عمل) مراد جزاء عمل ہے۔ وَلَکُمْ عَمَلُکُمْ (اور تمہارے لئے تمہارا عمل) تمہارے اعمال کا بدلہ۔ اَنْتُمْ بَرِیْٓــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (تم اس سے بری جو میں کرتا ہوں اور میں اس سے بیزار جو کچھ تم کرتے ہو) پس ہر ایک سے اس کے عمل کا مواخذہ ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَمِنْهُمْ

اور ان میں بعض وہ ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں، کیا آپ بہروں کو سنا دیں گے اگرچہ وہ سمجھ بھی نہ رکھتے ہوں، اور ان میں سے

مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ

بعض وہ ہیں جو آپ کی طرف دیکھتے ہیں، کیا آپ اندھوں کو راہ بتا دیں گے اگرچہ وہ دیکھتے بھی نہ ہوں، بلاشبہ اللہ لوگوں پر

النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا

ذرا سا بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، اور جس دن اللہ انہیں جمع فرمائے گا گویا کہ وہ دن کے حصہ میں سے

اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا

صرف ایک گھڑی ٹھہرے ہیں، وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے، بے شک وہ لوگ خسارہ میں پڑ گئے جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا اور وہ

كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

ہدایت پانے والے نہ تھے اور اگر ہم اس میں سے کچھ حصہ آپ کو دکھا دیں جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں تو ہماری طرف ان سب کو لوٹنا ہے

ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِىَ

پھر اللہ اس پر گواہ ہے جو کام وہ لوگ کرتے ہیں، اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہے سو جب ان کے پاس ان کا رسول آ جاتا ہے تو ان کے درمیان

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ

سچے ہو، آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی جان کے لئے کسی بھی ضرر یا نفع کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے۔ ہر امت کے لئے ایک وقت

اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٤٩﴾

مقرر ہے جب ان کا وقت مقرر آ جاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں

## کفار اندھے بہرے ہیں:

۴۲: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ (اور ان میں بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگا لگا بیٹھتے ہیں) بعض لوگ ان میں آپ کی قراءت پر کان دھرتے ہیں اور احکام شرائع کے وقت بھی متوجہ ہوتے ہیں۔ لیکن وہ ان باتوں کو یاد نہیں رکھتے اور نہ قبول



BestUrduBooks.wordpress.com

کرتے ہیں اسلئے وہ بہروں کی طرح ہیں اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ کَانُوْا لَا یَعْقِلُوْنَ (کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں گو ان کو سمجھ بھی نہ ہو) کیا تم یہ طمع رکھتے ہو کہ بہرے کو سنانے پر تمہیں قدرت ہے جبکہ بہرہ بے عقل بھی ہو؟ کیونکہ عقلمند بہرہ تو فراست سے یا کان میں گونج کے پڑ جانے سے استدلال کر کے بات سمجھ سکتا ہے مگر کیا کیجئے جب سلب عقل اور فتور سمع دونوں جمع ہوں تو سارا کھاتہ ہی گل ہے۔

۴۳: وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْظُرُ اِلَیْكَ (ان میں بعض لوگ آپ کی طرف دیکھتے ہیں) اور سچائی کے دلائل کھلے بندوں معائنہ کرتے اور نبوت کے نشانات ظاہر پاتے ہیں لیکن وہ تصدیق نہیں کرتے۔ اَفَاَنْتَ تَهْدِی الْعُمْیَ وَلَوْ کَانُوْا لَا یُبْصِرُوْنَ (پھر کیا آپ اندھوں کو رستہ دکھلانا چاہتے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہ ہو) کیا تمہارا خیال ہے کہ آپ اندھوں کو راہ دکھلائیں گے جب بصارت کے ساتھ وہ بصیرت سے بھی محروم ہو۔ کیونکہ وہ اندھا جس کے دل میں بصیرت ہو وہ کبھی عقل سے جانچ لیتا ہے۔ باقی احمق اندھا تو نری مصیبت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قبول کرنے اور تصدیق سے ناامیدی کے مقام تک پہنچے ہوئے ہیں جیسا کہ وہ بہرے اور اندھے جن میں عقل و بصیرت نہ ہو۔

۴۴: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ (یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا۔ لیکن لوگ خود ہی اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں)

قراءت: حمزہ و علی نے ولکن الناسُ پڑھا ہے۔ یعنی استدلال کے آلات کو سلب کر کے اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے استدلال کو ترک کر کے اپنے اوپر خود ظلم کیا۔ خود زندہ ہو کر جمادات کو معبود بنالیا۔

## حشر میں کفار کا حال:

۴۵: وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ (اور اس دن کو یاد رکھو جب وہ ان کو جمع کرے گا)

قراءت: حفص نے یا سے پڑھا۔ جبکہ ابن عامر و ابن کثیر نے نون سے پڑھا ہے۔ کَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ (گویا وہ نہیں ٹھہرے مگر ایک گھڑی دن کی) دنیا میں قرار کی مدت کو انہوں نے بہت چھوٹا قرار دیا یا قبور میں ٹھہرنے کی مدت کو اہوال آخرت کی وجہ سے قلیل قرار دیں گے۔ یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَهُمْ (آپس میں پہچانیں گے) ایک دوسرے کو جانتے ہونگے گویا کہ وہ بہت تھوڑا وقت آپس میں جدا رہے اور یہ قبور سے نکلنے کے وقت ہوگا۔ پھر قیامت کے اہوال کی شدت سے تعارف منقطع ہو جائے گا۔

نحو: کان لم یلبثوا یہ ھُمْ سے حال ہے یعنی ہم ان کو اس حالت میں اٹھائیں گے کہ ان کی حالت ان لوگوں کے مشابہ ہوگی جو ایک گھڑی ٹھہرے ہوں۔ کان یہ کَاَنَّ ہے اور اس کا اسم محذوف اور لم یلبثوا خبر ہے یتعارفون بینھم یہ دوسرا حال ہے۔ یا جملہ مستانفہ ہے اور ھُمْ مبتداء محذوف کی خبر ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ (تحقیق خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا) یہ یتعارفون کی ضمیر فاعلی کا مقولہ قرار دیا جائے کہ اپنے مابین تعارف یہ کہتے ہوئے کرائیں گے قد خسر الذین (الآیۃ) یا یہ اللہ



BestUrduBooks.wordpress.com

تعالیٰ کا مقولہ ہے جو ان کے خسران پر شہادت ہے۔ مطلب یہ کہ انہوں نے اپنی تجارت وبیع میں ایمان کو کفر کے بدلہ میں رکھ دیا۔ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (وہ ہدایت یافتہ نہ تھے) جانتے ہوئے بھی وہ تجارت میں راہ پانے والے نہیں۔ یہ جملہ متانفہ ہے۔ اس میں تعجب کا معنی ہے گویا اس طرح فرمایا وہ کس قدر خسارہ میں ہیں؟

## آپ کی زندگی میں ان پر عذاب لازم نہیں:

۴۶: وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ (اور جس کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں) یعنی عذاب اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ (یا آپ کو وفات دے دیں) ان کے عذاب دینے سے پہلے فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ (پس انہوں نے ہمارے پاس لوٹنا ہے) یہ نتوفینك کا جواب ہے اور نرینك کا جواب محذوف ہے یعنی واما نرینك بعض الذی نعدھم فی الدنیا فذاك اونتو فینك قبل ان نریکه فنحن نریکه فی الآخرة اور اگر دکھا دیں بعض حصہ اس عذاب کا جس کا ہم ان سے دنیا میں وعدہ کرتے تو یہ مطلوب ہے یا اگر ہم آپ کو وفات دے دیں آپ کو انکا عذاب دکھانے سے پہلے تو ہم آپ کو آخرت میں دکھلائیں گے۔ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ (پھر اللہ تعالیٰ گواہ ہے ان کاموں پر جو وہ کرتے ہیں) یہاں ذکر تو شہادت کا ہے مگر مراد اسکا مقتضیٰ ہے اور وہ عذاب ہے گویا اس طرح فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے کرتوتوں پر ان کو سزا دینے والے ہیں۔ بعض نے کہا ثم یہاں واؤ کے معنی میں ہے۔

## میں رسول ہوں عذاب کا اختیار نہیں رکھتا:

۴۷: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ (ہر امت کیلئے ایک رسول ہے) جس کو ان کی طرف اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتے ہیں تا کہ وہ ان کو توحید کے بارے میں خبردار کرے اور دین حق کی طرف ان کو دعوت دے۔ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ (جب ان کا رسول آ چکتا ہے) دلائل لیکر اور وہ اس کا انکار کر دیتے ہیں اور اسکی اتباع نہیں کرتے۔ قُضِيَ بَيْنَهُمْ (ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا ہے) نبی اور اس کے جھٹلانیوالوں کے درمیان بِالْقِسْطِ (انصاف کے ساتھ) پس رسول کو نجات دی جاتی ہے اور مکذب کو عذاب دیا جاتا ہے۔

دوسری تفسیر۔ قیامت کے دن ہر امت کیلئے رسول ہوگا جس کی طرف اس امت کی نسبت کی جائے گی اور اسی کے نام سے ان کو پکارا جائے گا۔ جب رسول موقف پر ان کے متعلق کفر وایمان کی گواہی دینے کیلئے حاضر ہو جائیں گے تو ان کے مابین انصاف سے فیصلہ کر دیا جائیگا۔ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (اور ان پر ظلم نہ ہوگا) بغیر گناہ کے کسی کو سزا نہ دی جائے گی۔

۴۸: تو فرمایا اگر ہم آپ کو بعض حصہ اس عذاب کا دکھا دیں جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں جب کفار نے عذاب مانگنے میں جلدی کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ (وہ کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ) یعنی وعدۂ عذاب اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) کہ عذاب اترنے والا ہے۔ یہ منہم کا خطاب نبی اکرم ﷺ اور مؤمنین تمام سے ہے۔

۴۹: قُلْ (کہہ دیں اے محمد ﷺ) لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا (میں مالک نہیں ہوں اپنے نفس کیلئے ذرہ بھر نقصان) جیسے مرض یا فقر وَّلَا نَفْعًا (اور نہ نفع کا) یعنی صحت یا مالداری اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (مگر جو چاہے اللہ تعالیٰ) یہ مستثنیٰ منقطع ہے یعنی مگر جس کے



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

آپ فرما دیجئے کہ تم بتاؤ اگر اللہ کا عذاب رات کے وقت آ جائے یا دن کے وقت آ جائے تو اس میں وہ کون سی چیز ہے جس کی مجرمین جلدی مچا رہے ہیں،

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

کیا پھر جب وہ واقع ہو ہی جائے تو اس پر ایمان لاؤ گے۔ اب ایمان لاتے ہو حالانکہ تم اس کے جلدی آنے کا تقاضا کرتے تھے،

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ

پھر ان لوگوں سے کہا جائے گا جنہوں نے ظلم کیا کہ ہمیشگی کا عذاب چکھ لو، تمہیں انہیں اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جن کی تم کمائی کرتے تھے۔

تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِىْ وَرَبِّىْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾

اور وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کیا یہ حق ہے؟ آپ فرما دیجئے ہاں میرے رب کی قسم بلاشبہ وہ حق ہے اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو۔

بارے میں اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ ہو۔ پس کس طرح میں تمہارے لئے نقصان اور عذاب کھینچ کر لا سکتا ہوں۔ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (ہر امت کا ایک وقت مقرر ہے جب انکا وقت مقررہ آ جاتا ہے تو ایک گھڑی کیلئے وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتے اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں) ہر امت کیلئے عذاب کا ایک وقت معلوم مقرر ہے اور وہ لوح محفوظ میں لکھا جا چکا جب ان کے عذاب کا وقت آ جاتا ہے۔ تو ایک گھڑی کیلئے آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں پس تم جلدی نہ مانگو۔

## عذاب تو ذرا سا بھی برا ہے:

۵۰: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ (آپ فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب آ پڑے) جس کو تم جلد مانگتے ہو۔ بَيَاتًا (رات کو) یہ ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہے یعنی سونے کے وقت میں اور وہ رات ہے۔ اس حال میں کہ تم غافل بے پرواہ سوئے ہوتے ہو۔ اَوْ نَهَارًا (یا دن کو) اس حال میں کہ طلب معاش میں تم مشغول ہو۔ اور کام کر رہے ہو۔ مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ (کیا جلدی کریں گے اس سے مجرم) اس عذاب سے مطلب یہ ہے کہ عذاب تمام کا تمام برا ہے اور نفرت و بھاگنے کے قابل ہے۔ پس تم اس میں سے کونسی چیز جلد مانگتے ہو۔ اس میں تو کوئی چیز بھی جلد مانگنی ضروری نہیں۔ ماذا کا استفہام اَرَءَيْتُمْ سے متعلق ہے۔ کیونکہ مطلب یہ ہے کہ مجھے تم بتلاؤ اس سے مجرم کونسی چیز جلدی مانگتے ہیں۔ شرط کا جواب محذوف ہے اور وہ یہ ہے تندموا علی الاستعجال یاتعرفوا الخطأ فیه۔ اس وقت تم جلد مانگنے پر شرمندہ ہو گے یا اسمیں اپنی غلطی محسوس کرو گے (مگر بے وقت بے فائدہ)

نکتہ: ماذا یستعجلون منه نہیں فرمایا کیونکہ ماذا یستعجل کہہ کر اس بات پر دلالت کی جا رہی ہے کہ ترک استعجال لازم



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے اور وہ اجرام ہے۔ یا ماذا یستعجل کو جواب شرط قرار دیا جائے جیسے ان اتیتک ماذا تطعمنی؟ پھر یہ سارا جملہ اَرَءَیْتُمْ سے متعلق ہے یا الم اذا ما وقع جواب شرط ہے اور ماذا یستعجل جملہ معترضہ ہے۔

## عذاب کے وقت حال:

۵۱: اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ (کیا پھر جب وہ واقع ہو جائیگا) یعنی عذاب اٰمَنْتُمْ بِہٖ (کیا تم اس وقت ایمان لاؤ گے) یہ جواب شرط ہے اور ماذا یستعجل منہ المجرمون جملہ معترضہ ہے۔ مطلب یہ ہوگا اگر تمہارے پاس اسکا عذاب آ جائے تو تم اسپر ایمان لاؤ گے اس عذاب کے واقع ہونے کے بعد جبکہ ایسے وقت کا ایمان مفید نہ ہوگا۔

نَحو: حرف استفہام کو ثم پر لانا اسی طرح ہے جیسا کہ اس کو واو اور فا پر داخل کیا جائے۔ جیسا (اعراف: ۹۷) میں افامن اھل القری، ۹۸ میں اوامن اھل القری۔ آٰلْئٰنَ (کیا اب ایمان لاتے ہو) اس کو قول کا مقولہ مان کر گویا ان کو کہا جائے گا جبکہ وہ عذاب آ جانے کے بعد ایمان لائیں گے کیا اب تم ایمان لاتے ہو۔ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ (حالانکہ تم تو اس کو جلدی مانگا کرتے تھے) یعنی عذاب کو تکذیب اور استہزاء کے طور پر۔ آلان میں لام کے بعد والے ہمزہ کو حذف کر دیا اور اسکی حرکت لام کو دیدی۔ نافع کے نزدیک اسی طرح ہے۔

۵۲: ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (پھر ان کو کہا جائے گا جنہوں نے ظلم کیا) اس کا عطف اس قِيْلَ پر ہے جو آٰلْئٰنَ سے پہلے محذوف مانا گیا ہے۔ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ (تم ہمیشہ کا عذاب چکھو) ہَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ (نہیں تمہیں جزاء دی جائے گی مگر وہ جو تم کماتے تھے) یعنی شرک، تکذیب

## اب تو استہزاء کرتے ہیں مگر وہاں ڈر سے مُنہ چھپائیں گے:

۵۳: وَيَسْتَنْۢبِئُوْنَكَ (اور وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں) آپ سے خبر پوچھتے ہوئے کہتے ہیں۔ اَحَقٌّ هُوَ (کیا وہ برحق ہے) یہ استفہام انکاری ہے بطور استہزاء کے وہ کہتے تھے ھو ضمیر کا مرجع موعودہ عذاب ہے۔ قُلْ (کہہ دیں) اے محمد ﷺ اِيْ وَرَبِّيْٓ (ہاں اور مجھے اپنے رب کی قسم ہے) اِنَّهٗ لَحَقٌّ (بلاشبہ وہ حق ہے) بیشک عذاب ہر صورت ہونے والا ہے۔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ (اور تم عاجز کرنیوالے نہیں ہو) عذاب سے نکلنے والے نہیں ہو وہ ہر صورت میں تمہیں آ لے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ

ہر وہ شخص جس نے ظلم کیا اگر اس کے لئے وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے تو وہ اپنی جان کو عذاب سے چھڑانے کیلئے اس سب کو خرچ کر ڈالے گا۔ اور جب وہ عذاب دیکھیں گے تو پشیمانی کو

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

پوشیدہ رکھیں گے، اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ خبردار بے شک اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے

اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ

خبردار بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے ، وہی زندہ فرماتا ہے وہی موت دیتا ہے اور اُسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

لوٹائے جاؤ گے۔

۵۴: وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ (اور اگر ہر مشرک شخص کے پاس اتنا ہو کہ) اگر ظلم کا معنی کفر و شرک ہے تو یہ نفس کی صفت ہے یعنی اگر ہر ظالم نفس کو میسر آئے مَا فِي الْاَرْضِ (جو کچھ زمین میں ہے) دنیا میں آج جو اس کے خزائن و اموال موجود ہیں۔ لَافْتَدَتْ بِهٖ (تو وہ ضرور فدیہ میں دے ڈالے) وہ اپنے نفس کا اس کو فدیہ بنالے۔ محاورہ عرب ہے فداہ فانتدی اور کہا جاتا ہے افتداہ یعنی فداہ آتا ہے۔ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ (اور وہ شرمندگی کو چھپائیں گے جب وہ عذاب کو دیکھیں گے) اور وہ شرمندگی کو ظاہر کریں گے، عرب کہتے ہیں اسر الشئی اذا اظہر الشیء۔ جب وہ چیز کو ظاہر کرے نمبر۲۔ دوسری تفسیر: وہ چھپائیں گے شرمندگی کو کیونکہ وہ شدت ہول کی وجہ سے بولنے سے عاجز ہونگے۔ اسر کا لفظ اضداد میں سے ہے۔ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (ان کے مابین انصاف سے فیصلہ کر دیا جائیگا) ظالموں اور مظلوموں کے مابین۔ اس پر ظلم کے لفظ کا تذکرہ دلالت کرتا ہے۔ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (اور ان پر ظلم نہ ہوگا)

۵۵: پھر اس خبردار کرنے کے بعد اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی ملکیت تامہ کا ذکر کیا۔ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (خبردار بیشک اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے وہ سب کچھ جو آسمانوں اور زمین میں ہے) پس وہ کیوں کر فدیہ قبول کریگا جبکہ وہ سزا دینے میں برحق ہے اور اس نے جو عذاب و ثواب کا وعدہ فرمایا وہ برحق ہے اس فرمان کی وجہ سے اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ (خبردار بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ) ثواب وعذاب کا حَقٌّ (برحق ہے) ثابت ہونے والا ہے۔ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (لیکن انکی اکثریت نہیں جانتی)

۵۶: هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (وہ زندہ کرتا اور موت دیتا ہے) زندگی بخشنے اور موت دینے پر اسے قدرت ہے اس کے علاوہ کسی کو بھی اس پر قدرت نہیں۔ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے) اسی کے حساب و جزاء کی طرف لوٹنا ہے پس اس کا خوف اور امید دونوں باندھنی چاہئیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے اور ایسی چیز آئی ہے جس میں سینوں کے لئے شفا ہے اور ہدایت ہے

وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ

اور رحمت ہے مومنین کے لئے۔ آپ فرما دیجئے اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت سے خوش ہو جاؤ۔ سو وہ اس پر خوش ہوں، یہ اس سے بہتر ہے جو

مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾

وہ جمع کرتے ہیں۔

## قرآن عظمت وشفاء ورحمت ہے:

۵۷: يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اے لوگو! تمہارے پاس ایک نصیحت تمہارے رب کی طرف سے آچکی) یعنی تمہارے پاس ایسی کتاب آچکی جو نصائح کے فوائد سے مالا مال ہے۔ اس میں توحید پر متنبہ کیا گیا۔

الموعظة اس چیز کو کہتے ہیں جس میں ہر مرغوب کی دعوت اور ہر مرھوب سے ڈراوا موجود ہو۔ اسلئے کہ امر مامور بہ کے حسن کا تقاضا کرتا ہے پس وہ مرغوب ہونا چاہیئے اور جس کا حکم نہ ہو وہ ممنوع ہونا چاہئے اور نہی مامور بہ کے قبح کو چاہتی ہے۔ اور نہی میں بھی اسی طرح حکم ہے۔ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ (اور شفاء ہے اس چیز کیلئے جو سینوں میں ہے) یعنی جو تمہاری سینوں میں عقائد فاسدہ ہیں وَهُدًى (اور ہدایت ہے) گمراہی سے وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (ورمومنوں کیلئے رحمت ہے) جو تم میں سے اس پر یقین کرنے والے ہونگے۔

۵۸: قُلْ (کہہ دیں) اے محمد ﷺ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی رحمت کے ساتھ پس اس کے ساتھ ان کو خوش ہونا چاہیے) اصل کلام اس طرح ہے بفضل اللّٰه و برحمته فليفرحوا بذٰلك اگر اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے ساتھ چاہیے کہ وہ خوش ہوں اس پر، تکریر کا مقصد تاکید اور پختگی ہے اور اس بات کو خاص کرنا ثابت کرنا ہے کہ فضل ورحمت ہی فرح کے لائق ہیں ان کے علاوہ فوائد دنیا لائق فرح نہیں۔ ایک فعل کو دلالت کی وجہ سے حذف کر دیا۔ اور فا کو اس لئے داخل کیا کیونکہ شرط کا مفہوم پایا جاتا ہے گویا اس طرح فرمایا۔ اگر وہ کسی چیز پر خوش ہوں تو ان کو اپنی فرح ان دو چیزوں سے مخصوص کر لینی چاہیے۔ یا ان کو اللہ کے فضل اور اسکی رحمت کی طرف توجہ دینی چاہئے اور چاہیئے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کریں اور یہ فضل ورحمت کتاب اللہ اور اسلام ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طرف ہدایت دے دی پھر قرآن کا علم دے دیا۔ پھر اس نے فاقہ کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ فقر کو اس کے ماتھے پر ملاقات کے دن تک لکھ دیتے ہیں (درمنثور) اور آپ نے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (وہ اس سے بہت بہتر ہے جس کو وہ جمع کرتے ہیں) شامی نے یا سے پڑھا ہے یعقوب نے فلتفرحوا پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ

آپ فرما دیجئے کہ تم بتاؤ جو رزق اللہ نے تمہارے لئے نازل فرمایا تم نے اس میں سے خود ہی بعض کو حرام اور بعض کو حلال تجویز کر لیا۔ آپ فرما دیجئے کیا اللہ نے

لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو، اور قیامت کے دن کے بارے میں ان لوگوں کا کیا گمان ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع

بلاشبہ اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے اور لیکن ان میں سے بہت لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

## حلال وحرام تمہارا کام نہیں:

۵۹: قُلْ اَرَءَيْتُمْ (آپ کہیے یہ تو بتلاؤ) مجھے خبر دو مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ (کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا) یہ اَنْزَلَ کے ساتھ منصوب ہے یا اَرَاَيْتُمْ کے ساتھ یعنی تم مجھے اسکی خبر دو۔ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا (پس تم نے اس میں سے حرام وحلال بنالیا) پس تم نے اس کے حصے کر کے کہا کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے جیسا کہ سورۂ انعام: ۱۳۹ آیت میں ہے مافی بطون هذه الانعام خالصة لذكورنا و محرم علي ازواجنا ہاں زمین سے تمام ارزاق نکلتے ہیں لیکن جب اس رزق کے اسباب کو آسمان سے جوڑ دیا۔ جیسا کہ بارش جس سے نبات اگتی ہے اور سورج جس سے فصل پکتی ہے اور پھل تیار ہوتے ہیں تو اس کے اتارنے کی نسبت اسی لئے آسمان کی طرف کر دی گئی۔ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ (کہہ دیں کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسکی اجازت دی) یہ اَرَاَيْتُمْ سے متعلق ہے۔ قُلْ یہ تاکید کیلئے دوبارہ لائے۔ مطلب یہ ہے کہ تم مجھے بتلاؤ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی کہ تحلیل وتحریم کرو۔ پس تم اسکی اجازت سے کر رہے ہو۔ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ (یا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو) یا تم اسکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر کے جھوٹ بول رہے ہو۔ یا ہمزہ انکار کیلئے اور ام منقطعہ بمعنی بل ہے۔ اور اتفترون علی اللہ یہ افتراء کی پختگی کو ظاہر کرنے کیلئے لایا گیا۔

فَائِدَہ: اس آیت میں زجر ہے ان احکام کے متعلق جو کسی سے پوچھے جائیں۔ جب تک کسی چیز کے متعلق یقین نہ ہو جائے اس وقت تک اس کے جائز و ناجائز کا حکم نہ لگا دینا چاہیے۔ اور یہ آیت احتیاط کے وجوب کو ظاہر کر رہی ہے۔ اگر بتانے والا اس کا خیال نہ کرے گا تو وہ دین پر افتراء باندھنے والا شمار ہوگا۔

۶۰: وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ (اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ افتراء باندھتے ہیں) کذب کی نسبت اس کی طرف کرتے ہیں يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (قیامت کے دن) یہ ظن کی وجہ سے منصوب ہے اور وہ گمان اس دن میں واقع ہونے والا ہوگا۔ یعنی مفتری لوگ اس دن کے متعلق کیا گمان کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ حالانکہ وہ تو احسان و برائی پر بدلے کا دن ہے۔ اس آیت میں معاملے کو مبہم رکھ کر سخت وعید کی گئی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ (بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ

اور آپ جس کسی حال میں بھی ہوں اور قرآن مجید کا جو بھی کوئی حصہ تلاوت کر رہے ہوں اور تم لوگ جو بھی کوئی عمل کرتے ہو ہم ضرور اس سے باخبر

شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا

ہوتے ہیں جبکہ تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو اور زمین اور آسمان میں ذرہ کے برابر کوئی چیز ایسی نہیں جو تیرے رب کے

فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾

علم میں نہ ہو۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس سے چھوٹی ہو یا بڑی ہو جو کتاب مبین میں نہ ہو۔

کرنے والے ہیں) اس طرح کہ ان پر عقل کا انعام کیا اور وحی کی رحمت عنایت کی اور حلال وحرام کی تعلیم دے کر مہربانی فرمائی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ (اور لیکن اکثریت ان کی شکر گزار نہیں) اس نعمت کا شکر اور نہ ہی وہ اس چیز کی اتباع کرتے ہیں جس کی طرف ان کی راہنمائی کی گئی۔

## ہم تمہارے ہر حال سے واقف ہیں:

٦١: وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ (نہیں ہوتے آپ کسی حالت میں) مَا نافیہ ہے اور تکون کا خطاب نبی اکرم ﷺ کو ہے۔ الشان معاملہ اور حالت وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ (اور نہیں پڑھتے آپ اس میں سے) ہٗ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف ہے گویا اسطرح کہا گیا ماتتلوا من التنزیل، مِنْ قُرْاٰنٍ (قرآن میں سے) کیونکہ قرآن کا ہر جزء قرآن ہے۔ ذکر سے قبل ضمیر عظمت شان کیلئے لائی گئی ہے یا ہٗ کی ضمیر کا مرجع اللہ عزوجل کی ذات ہے۔

وَّلَا تَعْمَلُوْنَ (اور تم نہیں کرتے) تم تمام مِنْ عَمَلٍ (کوئی عمل) جو عمل بھی ہو اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا (مگر کہ تم پر ہم حاضر و ناظر ہوتے ہیں) مشاہدہ کر رہے اور نگرانی کر رہے ہوتے ہیں اور ایک ایک چیز شمار کرتے ہیں۔ اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ (جبکہ تم اس میں مصروف ہوتے ہو) مشغول ہوتے ہو۔ یہ افاض فی الامر سے ہے۔ جبکہ اس میں ہمہ تن مصروف ہو۔ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ (نہیں غائب تیرے رب سے) دور نہیں، غائب نہیں۔

قراءت: علی نے اس کو ہر جگہ زاء کے کسرہ سے يَعْزِبُ پڑھا ہے۔ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ (ایک ذرہ کی مقدار) ذرہ چھوٹی چیونٹی کے وزن کے برابر فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ (زمین میں اور نہ آسمان میں نہ کوئی چھوٹی چیز اور نہ اس سے بڑی چیز) قراءت: حمزہ نے اصغر اور اکبر پر ضمہ ابتداء کی وجہ سے پڑھا اور الا فی کتاب مبین کو خبر قرار دیا ہے۔ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (مگر کہ وہ لوح محفوظ میں ہے) کتاب مبین سے لوح محفوظ ہی مراد ہے۔ دیگر قراء نے اَصْغَرَ اور اَكْبَرَ کو نصب کے ساتھ پڑھا اور لا کو نفی جنس کا قرار دیا ہے۔

فائدہ: یہاں زمین کو آسمان سے مقدم ذکر کیا۔ جبکہ سورۂ سباء میں آسمان کو پہلے لائے۔ کیونکہ عطف واؤ کے ساتھ ہے اور اس



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

خبردار بلاشبہ جو اولیاء اللہ ہیں ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے جو ایمان لائے اور

كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ

تقویٰ اختیار کرتے تھے، ان کے لئے بشارت ہے دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں۔ اللہ کے کلمات میں کوئی

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾

تبدیلی نہیں، یہ بڑی کامیابی ہے۔

عطف کا حکم تثنیہ جیسا ہے۔

## ولی اور اس کی پہچان اور نشانی:

۶۲: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ (خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ کے دوست) نمبر۱۔ وہ وہی لوگ ہیں جو طاعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کرم نوازی سے ان کے ساتھ مہربانی فرمانے والے ہیں۔ نمبر۲۔ وہ وہ لوگ ہیں کہ اپنی خاص دلیل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنے والے اور اسکی مخلوق پر رحمت کرنیوالے ہیں۔ نمبر۳۔ وہ لوگ جنکی محض اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت ہے۔ حالانکہ ان کی آپس میں کوئی رشتہ داری نہیں۔ اور نہ ہی اموال کا لین دین ہے۔ نمبر۴۔ وہ متقی مومن ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں الذین اٰمنوا و کانوا یتقون۔

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ (ان پر خوف نہ ہوگا) جبکہ لوگ خوف زدہ ہونگے وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (اور نہ وہ غمگین ہونگے) جبکہ لوگ محزون ہونگے۔

۶۳: الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (وہ لوگ جو ایمان لائے) یہ فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے وہ اَعْنِيْ ہے۔ نمبر۲۔ اولیاء کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے گویا اِنَّ کا اسم ہے۔ نمبر۳۔ هُمْ مبتداء محذوف کی خبر ہونے کی بناء پر مرفوع ہے عبارت اس طرح ہوگی۔ ھم الذین اٰمنوا، وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (وہ تھے بچنے والے) شرک و معاصی سے

۶۴: لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (انہی کیلئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں) نمبر۱۔ ان چیزوں کی جنکی خوشخبری اللہ تعالیٰ نے مومن متقی لوگوں کو قرآن مجید میں کئی مقامات پر دی ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ وہ نیک خواب ہیں جو مسلمان دیکھتا ہے یا اسکو دکھائے جاتے ہیں۔ (الترمذی) نبوت ختم ہوگئی اور اچھے خواب اس میں سے باقی رہ گئے۔ [ابن ماجہ] نیک خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ [الترمذی]

نکتہ: اس آخری روایت میں نکتہ یہ ہے کہ مدت وحی ۲۳ سال اور پہلے چھ ماہ میں نیند و خواب میں آپ کو انذار کے متعلق ہدایات دی جاتی تھیں۔ اور چھ مہینے تیئس سال کا چھیالیسواں حصہ بنتا ہے (یہ توجیہ تو بہت خوب ہے) نمبر۲۔ بشریٰ سے مراد لوگوں میں



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ وقف لازم

اور آپ کو ان کی بات رنجیدہ نہ کرے، بلاشبہ ساری عزت اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے۔ خبردار اس میں شک نہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہیں

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، اور جو لوگ اللہ کے سوا دوسرے شرکاء کو پکار رہے ہیں وہ کس چیز کا اتباع

اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ

کر رہے ہیں۔ یہ لوگ صرف گمان کے پیچھے چل رہے ہیں اور صرف انکل پچو گمان کرتے ہیں۔ اللہ وہی ہے

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

جس نے تمہارے لئے رات کو پیدا فرمایا تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو دیکھنے کا ذریعہ بنایا۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے

لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ الْغَنِيُّ ۭ لَهٗ مَا

نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے وہ اس سے پاک ہے وہ غنی ہے، اسی کے لئے ہے جو

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا ۭ اَتَقُوْلُوْنَ

کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے، کیا تم اللہ کے

عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ

ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم علم نہیں رکھتے۔ آپ فرما دیجئے بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں

لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ

وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔ دنیا میں تھوڑا سا فائدہ اٹھانا ہے پھر ہماری ہی طرف ان کو لوٹنا ہے پھر ہم انہیں ان کے کفر کی وجہ سے

الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع ۷ ۱۲

سخت عذاب چکھائیں گے۔

اچھا تذکرہ اور محبت نمبر۳۔ وقت نزع میں ان کو مقام جنت دکھا کر خوشخبری سنائی جاتی ہے وَفِي الْاٰخِرَةِ (اور آخرت میں) یہ آخرت کی بشریٰ تو جنت ہے۔ نمبر۱۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی باتوں میں تبدیلی نہیں) اس کے اقوال میں تبدیلی نہیں اور اس کے وعدوں میں خلاف ورزی نہیں۔ ذٰلِكَ (یہ) اس کا مشار الیہ ان کا دارین میں مبشر بالجنۃ ہونا ہے۔ نمبر۲۔ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (وہ بڑی کامیابی ہے) یہ دونوں جملے معترضہ ہیں اور اس کے بعد کلام کا ہونا ضروری نہیں جیسے تم کہو فلان ینطق



BestUrduBooks.wordpress.com

بالحق و الحق ابلج اور یہ کہہ کر خاموش ہو جائے ۔اسی طرح یہاں بھی۔

## تسلی رسول ﷺ:

۶۵: وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ (آپ کو ان کی بات غم میں نہ ڈالے) یعنی تکذیب اور تہدید اور آپ کو ہلاک کرنے کی تدابیر اختیار کرنا اور آپ کی نبوت والے معاملے کو فیل کرنے کی کوششیں۔اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (بیشک عزتیں تمام کی تمام اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں) یہ جملہ مستانفہ ہے جو تعلیل بیان کرنے کیلئے لایا گیا ہے گویا اسطرح کہا گیا ہے میں کیوں غم زدہ نہ ہوں؟ تو جواب دیا اسلئے کہ عزت یعنی غلبہ اور اقتدار حقیقی تمام مملوکہ چیزوں میں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔کسی کو اس میں سے ذرہ بھر حاصل ومیسر نہیں۔نہ ان کفار مکہ کو اور نہ کسی دوسرے کو پس وہ اللہ تعالیٰ آپ کو غالب اور ان کو مغلوب کرے گا اور ان کے خلاف آپ کی مدد فرمائے گا۔جیسا کہ سورۃ المجادلہ:۲۱ میں ہے۔ کتب اللّٰه لاغلبن انا ورسلی۔سورۃ غافر:۵۱ میں انا لننصر رسلنا فرمایا گیا ہے۔

نمبر۲۔ہر عزت والا اسی سے عزت حاصل کرتا ہے وہ آپ کو اور آپ کے دین کو اور ماننے والوں کو غلبہ دے گا۔

قراءت ونحو: قولهم پر وقف لازم ہے۔تا کہ ان العزۃ کفار کا مقولہ نہ بن جائے۔جَمِيْعًا یہ ماقبل سے حال ہے هُوَ السَّمِيْعُ (وہی سننے والا ہے) ان کے اقوال الْعَلِيْمُ (جاننے والا ہے) جو عزائم رکھتے اور تدابیر وہ اختیار کرتے ہیں وہ ان سے خود نپٹ لے گا۔

۶۶: اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ (خبردار بیشک اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو آسمان اور جو زمین میں ہے) مَنْ سے مراد عقلاء اور وہ فرشتے اور جن وانس ہیں۔

نکتہ: عقلاء کو خاص اس لئے کیا کہ جب یہ اسکی ملک ہیں اور اس کے مملوک ہیں اور ان میں سے کوئی ربوبیت کے لائق نہیں اور نہ ہی اس کا شریک بن سکتا ہے۔تو اس کے بعد جو غیر عقلاء ہیں وہ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شریک اور ساجھی نہ ہوں۔

## کفار گمان کے پیروکار ہیں:

وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ (نہیں پیروی کرتے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سواء اوروں کو پکارتے ہیں شرکاء کی) اسمیں ما۔نافیہ ہے۔مطلب یہ ہے کہ وہ حقیقت میں شرکاء کی اتباع نہیں کرتے۔اگر چہ ظاہراً ان کا نام شرکاء رکھتے ہیں۔کیونکہ حقیقت میں تو ربوبیت باری تعالیٰ میں شرکت محال ہے۔اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ (وہ نہیں اتباع کرتے مگر صرف گمان کی) مگر صرف ان کا اپنا خیال ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں۔وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (وہ نہیں ہیں مگر محض اٹکل کے تیر چلاتے) نمبرا۔وہ اندازہ کرتے اور ان کے شرکاء ہونے کا غلط اندازہ کرتے ہیں۔نمبر۲۔یا ما۔استفہامیہ ہے کہ وہ کس چیز کی اتباع کرتے ہیں شُرَكَآءَ اس صورت میں یدعون کی وجہ سے منصوب ہوگا۔اور پہلی صورت میں یتبع کی وجہ سے۔اور حقیقت میں یہ اس طرح ہے وما یتبع الذین یدعون من دون اللّٰه شرکاء شرکاء اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سواء اوروں کو پکارتے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں وہ شرکاء شرکاء کی اتباع نہیں کرتے۔ایک کو حذف کر دیا کیونکہ اس پر دلالت موجود ہے اور محذوف یدعون کا مفعول ہے۔
نمبر۳۔ ما۔ موصولہ ہے اور اس کا عطف مَن پر ہے۔گویا اس طرح فرمایا وللّٰہ مایتبعہ الذین یدعون من دون اللّٰہ شرکاء ای ولہ شرکاؤھم اور اللہ کی قسم کونسی وہ چیز ہے جس کی اتباع کرتے ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سواء اور شرکاء کو پکارتے ہیں یعنی اس کے لئے انہوں نے شرکاء بنا رکھے ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور تمام بندوں پر اسکی نعمت عامہ کو ذکر کر کے متنبہ کیا اس ارشاد سے وھو الذی جعل لکم الیل (الایۃ)

## قوتِ باری تعالیٰ:

۶۷: ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ (وہ ذات جس نے تمہارے لئے رات کو بنایا تا کہ تم اس میں سکون لے سکو) اس نے تمہارے لئے رات کو اندھیر بنایا تا کہ اس میں دن کے ادھر اُدھر آنے جانے اور کام کاج کی تھکاوٹ سے آرام پا سکو۔ وَالنَّھَارَ مُبْصِرًا (دن کو روشن بنایا) تا کہ اس میں رزق کے حصول کے مقامات کو دیکھ سکو۔اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ (بیشک اس میں سننے والے لوگوں کیلئے البتہ نشانیاں ہیں) سننے سے مراد ایسا سننا جو قبولیت و عبرت کا باعث ہو۔

## اللہ مالک ہے اسے بیٹوں کی محتاجی نہیں:

۶۸: قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ (انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنا لیا ہے وہ سبحان ہے) بیٹا بنانے سے اس کا پاک ہونا بیان کرنا مقصود ہے۔اور ان کے اس احمقانہ کلمہ پر تعجب کا اظہار کیا گیا۔ھُوَ الْغَنِیُّ (وہ غنی ہے) یہ نفی ولد کی علت ہے لیکن لڑکے کا وہ طالب ہوتا ہے جو ضعیف ہوتا کہ لڑکے کے ذریعہ قوت حاصل کر لے یا محتاج ہوتا کہ اس سے مدد حاصل کرے یا وہ ذلیل ہوتا کہ اس سے اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لے۔اور یہ تمام حاجت کی علامات ہیں پس جو غنی ہو وہ محتاج نہیں ہوتا۔پس لڑکا اس کے لئے ثابت نہ ہوا اور اس لئے کہ لڑکا، والد کا بعض حصہ ہوتا ہے۔پس اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ مرکب ہو اور مرکب ممکن ہے اور ہر ممکن غیر کا محتاج ہوتا ہے۔پس اس کا حدوث ظاہر ہوا۔پس قدیم کیلئے لڑکے کا ہونا محال ہوا۔لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (اسی ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے) بطور ملک کے اور بنوت اور ملکیت دونوں جمع نہیں ہو سکتیں۔اِنْ عِنْدَکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِھٰذَا (نہیں ہے تمہارے پاس اسکی کوئی دلیل) تمہارے پاس اس بات کی کوئی (معقول) دلیل نہیں ہے۔با کا حق یہ ہے کہ وہ ان عندکم سے متعلق ہو۔وہ اس طرح کہ قول کو سلطانا کا ظرف مکان مانا جائے جیسے کہتے ہیں۔ماعندکم بارضکم موز (تمارے ہاں کوئی کیلا نہیں) گویا یہاں اس طرح کہا گیا ہے جو کچھ تم کہتے ہو اسکی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ جب ان سے دلیل کی نفی کی تو ان کو بے علم قرار دیا پس فرمایا۔اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (کیا تم اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ بات کہتے ہو جو جانتے نہیں)

۶۹: قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ (کہہ دیں بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں) اسکی طرف بیٹے کی نسبت کر کے لَا یُفْلِحُوْنَ (وہ کامیاب نہ ہونگے) وہ آگ سے کبھی نجات نہ پائیں گے اور نہ جنت کی کامیابی سے ہمکنار ہونگے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ

اور آپ ان کو نوح کا قصہ پڑھ کر سنایئے، جبکہ نوح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اگر میرا قیام کرنا اور اللہ کی آیات کی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ

یاد دہانی کرنا تم پر بھاری ہے تو میں نے صرف اللہ پر بھروسہ کیا سو تم سب مل کر اپنے شرکاء کے ساتھ اپنی تدبیر کرلو، پھر وہ تمہاری تدبیر ڈھکی

غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝۷۱ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ

چھپی نہ رہے، پھر تم میرے بارے میں جو چاہو فیصلہ کرلو اور مجھے مہلت نہ دو۔ سو اگر تم روگردانی کرو تو میں نے تم سے کسی معاوضہ کا سوال تو کیا نہیں ہے۔ میرا اجر

اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۷۲ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

تو صرف اللہ پر ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے رہوں۔ سو انہوں نے ان کو جھٹلایا پھر ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں تھے

فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

نجات دے دی، اور ہم نے انہیں پہلے لوگوں کے بعد زمین کا آباد کرنے والا بنا دیا، اور ہم نے ان لوگوں کو غرق کردیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، سو اے مخاطب دیکھ لے

عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝۷۳

جن کو ڈرایا گیا تھا ان کا کیسا انجام ہوا۔

۷۰: مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا (دنیا میں فائدہ اٹھانا ہے) یعنی ان کا یہ افتراء دنیا کا معمولی سا نفع ہے کہ اس سے وہ کفر میں اپنی سربراہی جمائے ہوئے ہیں اور اسکی پشت پناہی کر کے حضور علیہ السلام کو تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ (پھر انہوں نے ہمارے ہاں لوٹ کر آنا ہے پھر ہم ان کو سخت عذاب چکھائیں گے) ہمیشہ رہنے والا بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ (اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے) ان کے کفر کے سبب۔

### واقعہ نوح علیہ السلام:

۷۱: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ (ان کو پڑھ کر سنائیں) نَبَاَ نُوْحٍ (نوح علیہ السلام کا واقعہ) وہ واقعہ جو قوم کے ساتھ ان کو پیش آیا۔ اس پر وقف لازم ہے۔ اگر ایسا نہ کریں تو اذ، اُتْلُ کا ظرف بن جائے گا۔ حالانکہ تقدیر عبارت یہ ہے۔ اذکر اذ قال اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ جب انہوں نے اپنی قوم کو کہا اے میری قوم اگر تمہیں گراں گزرا ہے) بھاری و گراں معلوم ہوا جیسا کہ البقرہ۔۴۵ وانها لكبيرة الا على الخاشعين۔ مَّقَامِيْ (میرا کھڑا ہونا) نمبرا۔ میرا مرتبہ یعنی میری ذات جیسا کہ اس آیت ۴۶ سورت الرحمان میں ولمن خاف مقام ربه جنتان یعنی وہ اپنے رب کی ذات سے ڈرا۔ یا نمبر۲۔ میرا ٹھہرنا اور



BestUrduBooks.wordpress.com

تمہارے درمیان قیام کرنا ساڑھے نوسو سال یا۔نمبر۳۔کھڑا ہونا وعظ ونصیحت کیلئے۔
وَتَذْكِيرِیْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (اور میرا اللہ تعالیٰ کی آیات کے ذریعہ ڈرانا) کیونکہ وہ جب ایک جماعت کو وعظ کرتے تو وہ کھڑے ہوکران کو نصیحت کرتے تاکہ ان کے کھڑے ہونے کی جگہ ان کے سامنے آجائے اوران تک بات پہنچ جائے۔فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ (پس اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر میں نے بھروسہ کیا) یعنی میں نے اپنا معاملہ اس کے سپرد کیا۔فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ (تم اپنے معاملے کو جمع کرو) اجمع الامر کام کا عزم اور پختہ نیت کرنا۔وَشُرَكَآءَكُمْ (اور اپنے شرکاء کو) اس میں واؤ مع کے معنی میں ہے۔یعنی اپنے شرکاء کے ساتھ مل کر بات طے کرلو۔قرارداد پاس کرلو۔
ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً (پھر تمہارا معاملہ تم پر مخفی بھی نہ رہے) یعنی تم پر غم ورنج کا باعث نہ ہو۔الغم اور الغمہ دونوں کا معنی کرب وکربہ کی طرح ایک ہی ہے یا خفاء میں التباس ہو۔الغمہ سُترہ کو کہتے ہیں یہ غمه اذا ستره سے ہے اور یہی معنی اس روایت میں ہیں۔فرائض میں اخفاء نہیں (لاغمة فى فرائض الله) کوئی اخفاء نہیں بلکہ انکو ظاہر کیا جائیگا۔مطلب آیت کا یہ ہے۔میرے ہلاک کرنے کا قصد وارادہ تم پر مخفی نہ رہے لیکن اس کو کھلے طور پر تم مجھے بتلانے والے ہو۔ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ (پھر تم میرے بارے میں فیصلہ کرو۔) وہ بات جس کا تم ارادہ رکھتے ہو یعنی میری ہلاکت کے بارے میں جو تمہارے ہاں برحق ہے کر ڈالو۔یہ اسی طرح ہے جیسے آدمی اپنے غریم کا حق ادا کردے۔نمبر۲۔جو تم سے بن پڑے وہ میرے متعلق کرلو۔وَلَا تُنْظِرُوْنِ (اور تم مجھے مہلت نہ دو)
۷۲: فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ (پس اگر تم منہ موڑو) اگر تم میری نصیحت سے اعراض کرو۔اور میری خیرخواہانہ باتوں سے رخ موڑو۔فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ (پس میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا) نمبرا۔کہ جس سے لازماً منہ موڑا جائے۔یا نمبر۲۔میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا کہ تمہارے منہ موڑنے سے وہ رہ جائے گی اور میں اس سے محروم رہ جاؤنگا۔اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ (میرا اجر اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے) اور وہ میرا اجر وثواب آخرت ہے جو مجھے آخرت میں مل جائے گا۔یعنی میں نے تمہیں یہ نصیحت فقط اللہ تعالیٰ کی خاطر کی کسی دنیاوی غرض کی بناء پر نہیں کی۔
نکتہ: اس میں دلالت ہے کہ تعلیم قرآن اور علم دین پر اجر لینا منع ہے۔وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں) یعنی جو اس کے حکموں کی پابندی کرتے ہیں خواہ وہ مشروعات سے ہو یا ممنوعات سے۔
قراءت: اِنْ اَجْرِیَ فتحہ کے ساتھ حفص، ابوعمرو، مدنی وشامی نے پڑھا ہے۔

## نتیجۂ تکذیب:

۷۳: فَكَذَّبُوْهُ (پس انہوں نے جھٹلا دیا) انہوں نے ان کی تکذیب پر مداومت اختیار کی فَنَجَّيْنٰهُ (پس ہم نے اس کو بچالیا) ڈوبنے سے وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ (اوران کو جو کشتی میں ان کے ساتھ تھے، نائب بنایا) غرق سے ہلاک ہونے والوں کے یہ نائب بنے۔وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ (اور ڈبو دیا ان لوگوں کو جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا پس غور کرو کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جن کو ڈرایا گیا) اسمیں کفار پر گزرنے والے معاملے کو بڑا بنا



BestUrduBooks.wordpress.com

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا

پھر ہم نے نوح کے بعد کتنے ہی پیغمبر بھیجے جو اپنی اپنی قوموں کی طرف مبعوث ہوئے۔ سو وہ ان کے پاس کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے سو وہ ایسے نہ تھے کہ

بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ

جس چیز کو پہلے جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان لے آئیں۔ ہم اسی طرح حد سے نکل جانے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے

بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ بِاٰیٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا

موسیٰ اور ہارون کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کی طرف بھیجا، سو ان لوگوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم

مُّجْرِمِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ

لوگ تھے۔ سو جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آ گیا تو کہنے لگے کہ بلاشبہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ موسیٰ نے

مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْۤا

کہا کہ جب تمہارے پاس حق آ گیا تو کیا تم اس کے بارے میں ایسی بات کہتے ہو؟ کیا یہ جادو ہے؟ اور جادوگر نے والے کامیاب نہیں ہوتے۔ وہ کہنے لگے

اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ فِی الْاَرْضِ ؕ وَ مَا

کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ جس چیز پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے تو ہمیں اس سے ہٹا دے۔ اور زمین میں تم دونوں کو سرداری مل جائے اور ہم

نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۸﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ

تم دونوں پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اور فرعون نے کہا کہ میرے پاس ہر جادوگر کو لے آؤ جو خوب جاننے والا ہو۔ سو جب جادوگر آئے

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ

تو موسیٰ نے ان سے کہا ڈال دو تم جو کچھ ڈالنے والے ہو۔ سو جب انہوں نے ڈالا تو موسیٰ نے کہا تم جو کچھ لائے ہو

السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ یُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ

یہ جادو ہے بلاشبہ عنقریب اللہ اسے باطل کر دے گا بے شک اللہ فساد کرنے والوں کا کام نہیں بننے دیتا، اور اللہ اپنے وعدوں کے موافق حق کو ثابت

ع ٨ ١٢ ١٣ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

فرماتا ہے اگرچہ مجرمین برا مانیں۔

کر پیش کیا گیا ہے اور کفار مکہ جو رسول اللہ ﷺ کے مخاطب تھے ان کو ڈرایا گیا اور آنحضرت ﷺ کو تسلی دی گئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۷۴: ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ ۢ بَعْدِهٖ (پھر ہم نے ان کے بعد بھیجا) یعنی نوح علیہ السلام کے بعد رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ (انبیاء علیہم السلام کو ان کی قوموں کی طرف) یعنی ہود، صالح، ابراہیم، لوط، شعیب علیہم الصلوٰت والسلام فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (وہ ان کے پاس دلائل لائے) ایسی واضح دلیلیں جو ان کے دعویٰ کو ثابت کررہی تھیں۔ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا (مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لے آتے اس پر) پس انہوں نے کفر پر اصرار کیا ان انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کے باوجود بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ (جس کو انہوں نے پہلے جھٹلایا) ان کی آمد سے قبل مقصد یہ ہے کہ رسول کی آمد سے قبل اہل جاہلیت تھے حق کی تکذیب ان کا شیوہ تھا۔ مگر بعثت کے بعد ان کی حالت میں تبدیلی نہ آئی اور وہ ایسی تکذیب پر قائم رہے گویا ان کی طرف کوئی پیغمبر مبعوث ہی نہیں ہوا۔ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ (اسی طرح ہم مہر لگاتے) اس مہر کی طرح ہم مہر لگاتے ہیں عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ (حد سے تجاوز کرنے والوں کے دلوں پر) یعنی تکذیب میں جو حدود کو پھاند جاتے ہیں۔

## واقعہ موسیٰ علیہ السلام و فرعون:

۷۵: ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ (پھر ہم نے ان کے بعد بھیجا) ان رسولوں کے بعد مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا (موسیٰ و ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف اپنی آیات دیکر) آیات سے وہ نو آیات مراد ہیں۔ فَاسْتَكْبَرُوْا (پس انہوں نے تکبر کیا) ان آیات کو تسلیم کرنے سے اور سب سے بڑا تکبر یہ ہے کہ بندے اپنے رب کے قاصد کو ماننے میں سستی کریں جبکہ رسالت کو واضح بھی کر دیا گیا اور اس کو قبول کرنے سے بڑائی اختیار کریں۔ وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ (اور وہ مجرم لوگ تھے) بڑے جرائم پیشہ کفار تھے اسی لئے انہوں نے اس کو قبول کرنے سے تکبر کیا اور اس کو مسترد کرنے کی جرأت کی۔

۷۶: فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا (پس جب ان کے پاس حق آچکا ہماری طرف سے) جب انہوں نے پہچان لیا کہ وہ حق ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ قَالُوْا (تو انہوں نے کہا) شہوت پرستی کی وجہ سے اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ (بیشک یہ کھلا ہوا جادو ہے) حالانکہ وہ جانتے تھے کہ جادو سے سب سے زیادہ دور چیز جو ہے وہ حق ہی ہے۔

۷۷: قَالَ مُوْسٰى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم حق کو کہتے ہو جبکہ وہ تمہارے پاس آچکا ہے) یہ استفہام انکاری ہے اور ان کا مقولہ محذوف ہے یعنی ہذا سحر کیا یہ جادو ہے پھر انکار کو دوسری مرتبہ لوٹایا اور کہا اَسِحْرٌ هٰذَا (کیا یہ جادو ہے) یہ خبر اور مبتداء ہے۔ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ (اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتے) یعنی وہ کامیاب نہ ہونگے۔

۷۸: قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا (وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس آئے ہو تا کہ تم ہٹا دو) ہمیں پھیر دو۔ عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا (اس سے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا) یعنی بتوں کی عبادت یا فرعون کی عبادت وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ (اور ہو جائے تم دونوں کیلئے بڑائی) یعنی بادشاہت کیونکہ بادشاہوں ہی کی صفات بڑائی عظمت، بلندی ہوتی ہیں فِي الْاَرْضِ (زمین میں) یعنی سرزمین مصر میں۔ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ (ہم تم دونوں پر ایمان لانے والے نہیں ہیں) اس میں تصدیق کرنے والے جو کچھ تم لے کر آئے ہو۔

قراءت: حماد و یحییٰ نے یکون پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۷۹: وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِکُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ (اورفرعون نے کہاتم میرے پاس ہر پڑھے لکھے جادوگر کولاؤ)
قراءت: حمزہ،علی نے سحّار پڑھا ہے۔
۸۰: فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَۃُ قَالَ لَھُمْ مُّوْسٰی اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ (جب جادوگر آگئے تو انہیں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم ڈالو! جوتم نے ڈالنا ہے)
۸۱: فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ (جب انہوں نے ڈال دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ تم لائے ہو وہ جادو ہے)
نحو: ما موصولہ ہے اور مبتداء ہے جئتم بہ اس کا صلہ ہے اور السحر خبر ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے الذین جئتم بہ ھو السحر جوتم لائے ہو وہ جادو ہے۔نہ کہ وہ جس کو فرعون اور اسکی قوم نے جادو قرار دیا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں۔
قراءت: السحر پروقف ہے ابوعمرو نے اسی طرح پڑھا ہے۔استفہام کی صورت میں۔اس قراءت کے مطابق ما استفہامیہ ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ای شیء جئتم بہ۔تم کونسی چیز لائے ہو کیا وہ جادو ہے؟ اِنَّ اللّٰہَ سَیُبْطِلُہٗ (بیشک اللہ تعالیٰ عنقریب اس کو باطل کردیں گے) اس کا باطل ہونا کھول دیں گے۔اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ نہیں درستی کرتے مفسدوں کے عمل کی) اس کو قائم نہیں رہنے دیتے بلکہ تہس نہس کردیتے ہیں۔
۸۲: وَیُحِقُّ اللّٰہُ الْحَقَّ (اور اللہ تعالیٰ حق کو ثابت کردیں گے) اور اس کو قائم و مضبوط کردیں گے بِکَلِمٰتِہٖ (اپنے کلمات کے ذریعہ) اپنے اوامر و قضایا کے ساتھ یا اسلام کو اپنی نصرت سے غلبہ دیں گے۔وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ (اگرچہ مجرموں کو ناپسند ہو یہ بات۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ

سو موسیٰ پر ان کی قوم میں سے تھوڑے سے لوگ ایمان لائے وہ بھی فرعون اور اس کے سرداروں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ انہیں فتنے میں نہ ڈالے،

وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۸۳ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ

اور بلاشبہ فرعون اس زمین میں بلندی والا تھا، اور اس میں شک نہیں کہ وہ حد سے آگے بڑھ جانے والوں میں سے تھا، اور موسیٰ نے کہا کہ اے میری قوم

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝۸۴ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ

اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہوئے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم فرمانبردار ہو، انہوں نے کہا کہ ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۵ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۸۶

اے ہمارے رب تو ہمیں ظالم قوم کے لئے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر قوم سے نجات دے،

وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ تم اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر برقرار رکھو اور اپنے گھروں کو

بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۸۷

نماز پڑھنے کی جگہ بنالو، اور نماز قائم کرو اور مومنین کو خوشخبری دو۔

## قومہ کی ضمیر کا مرجع:

۸۳: فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى (پس ایمان نہ لائے موسیٰ پر) ان کے ابتداء بعثت میں اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ (مگر ان کی قوم میں سے بعض اولاد، فرعون کے خطرے کے باوجود) مگر ایک جماعت جنکا تعلق اولاد بنی اسرائیل سے تھا۔ گویا تقدیر کلام یہ ہے الا اولاد من اولاد قومہ مگر کچھ اولاد ان کی قوم کی اولاد میں سے۔ اور اس کا واقعہ یہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے بڑوں کو بلایا تو انہوں نے فرعون کے خوف کی وجہ سے کوئی جواب نہ دیا۔ مگر نوجوانوں کی ایک جماعت نے فرعونی خوف کے باوجود آپ کی دعوت پر لبیک کہی (اس قومہ کا مرجع موسیٰ علیہ السلام) نمبر۲۔ قومہ کی ضمیر فرعون کی طرف لوٹائیں تو ذریۃ سے ذریت فرعون مراد ہونگے اس صورت میں مومن آل فرعون۔ آسیہ امرأۃ فرعون۔ خازن فرعون، خازن کی بیوی، فرعون کے گھر کی مشاطہ (بال سنوارنے والی)۔

وَمَلَا۟ىِٕهِمْ (اور اس کے سرداروں کے) هُمْ، کی ضمیر فرعون کی طرف آل فرعون کے معنی کے لحاظ سے لوٹتی ہے جیسا کہتے ہیں ربیعہ ومضر۔ نمبر۲۔ اس طور پر کہ وہ دوست واصحاب والا تھا۔ جو اس کا حکم چلاتے تھے۔ اس لئے ان کا لحاظ کر کے ضمیر لوٹا دی۔

نمبر۳۔ھُمْ کا مرجع ذریت ہوتو معنی یہ ہوگا۔فرعون کے خوف کے باوجوداور بنی اسرائیل کے سرداروں کے خوف کے باوجود کیونکہ وہ سرداران بنی اسرائیل اپنے اس انجام سے ڈرتے تھے۔جوفرعون کی طرف سے متوقع تھا۔اپنے متعلق اوران نوجوانوں کے متعلق۔اسکی دلیل اَنْ يَّفْتِنَهُمْ کالفظ ہے جوآگے آتا ہے(کہ کہیں وہ ان کو فتنہ میں مبتلا نہ کردے)مراداس سے فرعون کا سزا دینا ہے۔ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ (اور بیشک فرعون زمین میں غالب تھا) غالب اور زبردست تھا وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ (اور بیشک وہ البتہ حد سے نکلنے والوں میں سے تھا)ظلم وفساداور تکبر و بڑائی سے کیونکہ وہ اپنے متعلق خدائی کا دعویدار تھا۔

## بنی اسرائیل کا دلاسہ:

۸۴: وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ (اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو)اگر تم نے سچے دل سے تصدیق کی اوراسکی آیات پر یقین کیا۔فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا (تو اس پر ہی بھروسہ کرو)فرعون سے حفاظت کیلئے اپنے معاملے کواسی ہی کے سپرد کرو۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ (اگر تم فرمانبردار ہو)اسلام میں توکل کی شرط ہےاوراسلام اس بات کا نام ہے کہ وہ اپنے آپ کواللہ تعالیٰ کے سپرد کریں۔یعنی اپنے نفوس کوسالم وخالص اللہ تعالیٰ ہی کیلئے کردیں کہ اس میں نفس و شیطان کا قطعاً حصہ نہ ہو۔کیونکہ توکل ملاوٹ کے ہوتے ہوئے ممکن نہیں۔

۸۵: فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا (پس انہوں نے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا)انہوں نے یہ کہا کیونکہ وہ لوگ اس میں مخلص تھے یقیناً باری تعالیٰ نے ان کے اس توکل کومنظور فرمایا۔اوران کی دعا کوقبول کیااوران کونجات عنایت فرمائی اوران کو ہلاک کردیا جوفرعون سے ڈرتے تھےاوران کامیاب لوگوں کواپنی زمین میں نائب بنایا۔

نکتہ: جوشخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل میں درست وخالص ہواس کو چاہیے کہ وہ ملاوٹ چھوڑ دےاورایک اللہ تعالیٰ ہی کا ہو جائے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (اے ہمارے رب ہمیں ظالمین قوم کا تختۂ مشق نہ بنا) فتنہ سے پہلے مضاف محذوف ہےیعنی فتنہ کی جگہ یعنی عذاب کی جگہ نہ بنا کہ وہ ہمیں عذاب دیتے رہیں یا ہمارے دین کے متعلق وہ ہمیں فتنے میں مبتلا کر دیں یعنی گمراہی میں مبتلا کردیں۔ الفاتن،حق سے گمراہی میں مبتلا کرنے والا۔

۸۶: وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (اور تو اپنی رحمت کے ساتھ کافر قوم سے نجات دے)یعنی اسکی غلامی اور ماتحتی سے۔

## بنی اسرائیل کو ہدایات:

۸۷: وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا (اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اوران کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کیلئے مصر میں گھر بناؤ)۔تبوّء المکان کا معنی مکان کو رہائش کیلئے مقرر کرنا جیسے کہتے ہیں۔توطنہ کا معنی وطن بنانا۔مطلب آیت کا یہ ہے کہ مصر میں ایسے مکان بناؤ جوخصوصی تمہاری قوم کی رہائش کیلئے ہوں۔اورایسے مکان بناؤ جو



BestUrduBooks.wordpress.com

عبادت کیلئے لوٹنے اور نماز ادا کرنے کیلئے ہوں۔

وَّ اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً (اور بناؤ اپنے گھروں کو قبلہ رخ) یعنی مساجد جنکا رخ قبلہ یعنی کعبہ کی طرف ہو۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ والے کعبہ کی طرف نماز ادا کرتے تھے۔ پہلے پہل گھروں میں کفار سے خفیہ طور پر عبادت کا حکم تھا۔ تا کہ وہ ان پر غلبہ کر کے ان کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ اور دین کے متعلق فتنہ میں مبتلا نہ کریں۔ جیسا کہ ابتداء اسلام میں مسلمان مکہ میں نماز ادا کرتے تھے۔ وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (اور نماز قائم کرو) اپنے گھروں میں نماز ادا کرلو تا کہ کفار سے مامون رہو۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور ایمان والوں کو خوشخبری سنادیں) اے موسیٰ

نکتہ: اولاً خطاب تثنیہ پھر جمع اور آخر میں واحد کے صیغہ سے فرمایا کیونکہ عبادت کے مقامات کا انتخاب موسیٰ و ہارون علیہم السلام کو تفویض کیا گیا تھا۔ پھر جمع لائے کیونکہ مساجد کی تعمیر اور ان کی آبادی جمہور امت کا فریضہ تھا۔ پھر آخر میں موسیٰ علیہ السلام کو خطاب فرمایا۔ یہ موقعہ بشارت تھا تا کہ ان کی عظمت سب پر ظاہر ہو جائے۔ اور جنکے حق میں بشارت دی گئی ان کا مرتبہ معلوم ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ

اور موسیٰ نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب! بے شک آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو دنیا والی زندگی میں زینت اور اموال

الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى

دیے ہیں اے ہمارے رب! یہ اس لئے ہیں کہ وہ آپ کے راستے سے ہٹایا کریں، اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو

قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا

سخت کر دیجئے۔ سو وہ ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ درد ناک عذاب کو دیکھ لیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی

فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

سو تم دونوں ثابت قدم رہو اور ان لوگوں کے راستہ کا ہرگز اتباع نہ کرو جو نہیں جانتے، اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے

الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ

گزار دیا پھر بغاوت اور زیادتی کرتے ہوئے فرعون اور اس کا لشکر ان کے پیچھے ہو لیا، یہاں تک کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو کہنے لگا

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾

کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں،

آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ

کیا اب ایمان لاتا ہے؟ حالانکہ اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور تو فساد کرنے والوں میں سے ہے۔ سو آج ہم تیری لاش کو نجات دینگے

لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع

ربع ۱۴

تا کہ تو ان کیلئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد موجود ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں

۸۸: وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً (اور موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار! بیشک آپ نے فرعون اور اس کے سرداروں کو زینت دی ہے) زینت ہر ایسی چیز کو کہتے ہیں جس سے انسان اپنے آپ کو مزین کرتا ہے جیسے لباس زیورات، قالین، اثاث البیت وغیرہ وَّاَمْوَالًا (اور مال) یعنی نقدی، نعمتیں، زمینیں فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ (دنیا کی زندگی میں اے ہمارے پروردگار جس کا نتیجہ یہ کہ وہ لوگوں کو تیرے راستہ سے ہٹا رہے ہیں) تا کہ وہ لوگوں کو آپ کی اطاعت سے برگشتہ کریں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: کوفی کے نزدیک الدنیا پر وقف نہیں کیونکہ لیضلوا، اتیت کے متعلق ہے۔ ربنا کو دوسری مرتبہ تضرع میں الحاح و اصرار کیلئے لائے۔

**شیخ ابو منصور رحمہ اللہ:**

فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے جانا کہ وہ لوگوں کو گمراہ کریں گے تو ان کو وہ سب کچھ دیا تا کہ وہ گمراہی میں زور لگالیں اور یہ اسی طرح ہے جیسے آل عمران ۱۷۸ میں فرمایا انما نملی لھم لیزدادوا اثما۔ پس یہ آیت معتزلہ کے خلاف قوی حجت ہے۔

**دعائے موسیٰ علیہ السلام:**

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِھِمْ (اے ہمارے پروردگار ان کے اموال کو مٹادے) یعنی اموال کو ہلاک وتباہ کردے اور اس کے آثار کو زائل کردے۔ کیونکہ یہ تیری نعمتوں سے تیری معصیت پر معاونت حاصل کر رہے ہیں۔ الطمس کا معنی مٹانا اور ہلاک کرنا ہے۔ ایک قول یہ ہے نمبرا۔ ان کے دراہم ودنانیر پر نقش نگار تو وہی تھا مگر وہ پتھروں میں بدل گئے۔ نمبر۲۔ دوسرا قول تمام اموال اسی طرح بن گئے۔ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ (اور ان کے قلوب کو سخت کردے) ان کے دلوں پر مہر لگادے اور ان کو سخت کردے۔ فَلَا یُؤْمِنُوْا (پس وہ ایمان نہ لائیں) یہ اشدد کا جواب ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا وہ ایمان نہ لائیں گے حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ (یہاں تک کہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں) یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں گے اور یہ اسی طرح ہوا چنانچہ فرعونی ڈوبنے تک ایمان نہیں لائے۔ اور ایسے وقت اگر وہ ایمان لاتے بھی تو قابل قبول نہ تھا کیونکہ یہ ایمان یاس تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے متعلق یہ بددعا اس وقت فرمائی جب ان کے ایمان سے مایوس ہوگئے اور وحی سے ان کو معلوم ہوگیا کہ یہ ایمان نہ لائیں گے وحی سے علم کے بغیر تو ان کو یہ دعا کرنے کا حق نہیں کہ وہ ایمان نہ لائیں گے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی طرف دعوت ایمان دیکر ہی تو مبعوث کیا گیا تھا۔

نکتہ: یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ کسی کیلئے کفر پر موت کی بددعا کفر نہیں ہے۔

۸۹: قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی) کہا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دعا فرما رہے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہنے والے تھے۔ نکتہ: اس سے یہ ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے پس اس کا مخفی کہنا اولیٰ ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ تمہاری دعا مستجاب ہے۔ اور جو تم نے طلب کیا وہ ہو کر رہے گا۔ لیکن اس کا ایک وقت ہے۔ فَاسْتَقِیْمَا پس تم دونوں استقامت اختیار کرو) تم دونوں دعوت وتبلیغ کے فریضہ پر مستقیم رہو۔ وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (تم دونوں بے علموں کے راستہ پر مت چلو) جاہلوں کے راستہ کی اتباع نہ کرو جو قبولیت دعا کی سچائی اور حکمت امہال سے واقف نہیں ہیں۔ دعا اور قبولیت میں چالیس سال کا فاصلہ تھا۔

نحو وقراءت: لا تتبعان۔ نون کی تخفیف اور کسرہ کے ساتھ کیونکہ نون تثنیہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے التقاء ساکنین ہوا۔ یہ شامی کا قول ہے۔ دیگر قراء نے ان کو غلطی پر قرار دیا کیونکہ نون خفیفہ کا سکون خود واجب ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ نہی نہیں بلکہ مضارع منفی ہے۔ یا حال ہے اور تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ فاستقیما غیر متبعین۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## بنی اسرائیل کی آزادی اور فرعون کا غرق:

۹۰: وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ (ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار گزار دیا) نکتہ: یہ اہل سنت کی دلیل ہے کہ افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ (پس ان کا پیچھا فرعون اور اس کے لشکر نے کیا) پس ان کو جالیا۔ کہا جاتا ہے تبعته، حتی اتبعته۔ میں نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ میں اس کو جاملا۔ بَغْیًا (سرکشی کے طور پر) وَّعَدْوًا (دشمنی کے طور پر) ظلم کے طور پر

نحو: یہ دونوں حال ہونے کی بناء پر منصوب ہیں۔ یا مفعول لہٗ ہیں۔ حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ (یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا) اس پر وقف نہیں کیونکہ قَالَ اٰمَنْتُ، اِذَا کا جواب ہے قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ (اس نے کہا میں ایمان لایا تحقیق شان یہ ہے)۔ یہ اذا کا جواب ہے۔

قراءت: حمزہ وعلی نے اِنَّهٗ پڑھا اور اس کو جملہ مستانفہ قرار دیا۔ اور اٰمَنْتُ کا بدل بنایا ہے۔ دوسرے قراء نے اَنَّهٗ پڑھا ہے۔ اور ایمان کے صلہ با کو حذف مانا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی کہ جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں)

نکتہ: اس میں دلیل ہے کہ ایمان اور اسلام دونوں ایک چیز ہیں اسلئے کہ اس نے کہا امنت پھر کہا وانا من المسلمین۔ فرعون نے ایک معنی کو تین مرتبہ تین عبارتوں میں دھرایا۔ تاکہ قبولیت ہو جائے۔ پھر بھی قبولیت نہیں ہوئی کیونکہ اس کا وقت گزر چکا تھا۔ ورنہ حالت اختیاری میں تو ایک مرتبہ بھی کافی تھا۔

۹۱: آٰلْئٰنَ (کیا اب) تو اضطرار کی گھڑی میں ایمان لاتا ہے۔ جبکہ تو غرق ہو رہا ہے۔ اور اپنے بچنے کی امید ٹوٹ چکی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جب پانی نے اس کو ڈبونے کی لگام چڑھائی تو یہ کہہ اٹھا۔ نحو: آٰلْئٰنَ کا عامل اَتُؤْمِنُ محذوف ہے۔ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ (حالانکہ تو نے اس سے قبل نافرمانی کی اور تو مفسدین میں سے تھا) ان گمراہوں میں سے تھا جو ایمان سے برگشتہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اس سے ایک استفتاء طلب کیا۔ ماقول الا میر فی عبدلرجل نشأ فی ماله و نعمته فکفر نعمته و جحد حقه و ادعی السیادة دونه۔ امیر کیا کہتے ہیں ایسے غلام کے متعلق جو ایسے آدمی کا ہو جس کے مال و نعمت میں اس نے پرورش پائی ہو مگر وہ غلام اپنے آقا کی نعمتوں کی ناشکری کرے اور اس کے حقوق کا منکر ہو جائے اور خود آقا کی جگہ سرداری کا دعوے دار بن بیٹھے۔

پس اس نے اس سوال کا جواب یہ لکھا: یقول ابوالعباس الولید بن مصعب۔ جزاء العبد الخارج علی سیده، الکافر نعماء ه ان یغرق فی البحر۔ ابوالعباس الولید بن مصعب کہتا ہے کہ ایسے غلام کی سزا کہ جو اپنے آقا کے خلاف خروج کرنے والا اور اسکی نعمتوں کی ناشکری کرنے والا ہو۔ اس کو سمندر میں ڈبو دیا جائے۔ چنانچہ جب وہ ڈوبنے لگا تو جبرئیل علیہ السلام نے اسکی اپنی تحریر اس کے ہاتھ میں تھمادی اس نے پہچان لی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## جیسی توبہ ایسی نجات:

۹۲: فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ ( آج ہم تمہیں نجات دیتے ہیں ) تمہیں اونچی زمین پر ڈالتے ہیں اس کو پانی نے اسطرح ساحل پر پھینکا جیسا کہ وہ بیل ہے۔ بِبَدَنِكَ (تمہارے بدن کو) یہ حال ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوگی فی الحال التی لا روح فیك وانماانت بدن۔ ایسی حالت میں کہ تجھ میں روح نہ ہوگی۔ بیشک تو فقط ایک بدن ہوگا۔ یا نمبر۲۔ اپنے بدن کے ساتھ کامل درست ہوگا اس میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ اور نہ متغیر ہوگا۔ نمبر۳۔ ننگا بلالباس ایک بدن ہوگا۔ نمبر۴۔ اپنی درع سمیت ہوگا اسکی سونے کی بنی ہوئی ایک زرہ تھی۔ جس سے وہ پہچانا جاتا تھا۔

قراءت: ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے باَبْدَانِكَ پڑھا ہے اور یہ اس طرح جیسا کہ عرب کہتے ہیں باجرامہ مطلب یہ ہوا اپنے تمام بدن کے ساتھ اسمیں کسی جزو کی کمی نہ ہوگی۔ یا اپنی زرہوں کے ساتھ کیونکہ وہ ان کے ذریعہ ظاہر ہونے والا تھا۔ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ( تاکہ تو بعد والوں کیلئے ایک نشانی بن جائے ) پیچھے آنے والے لوگوں کیلئے علامت ہو۔ مَنْ سے مراد بنی اسرائیل تھے۔ ان کے دلوں میں یہ بات تھی کہ فرعون اس سے بڑھ کر حالت والا تھا کہ سمندر میں ڈوبے ایک قول یہ ہے کہ ان کو موسیٰ علیہ السلام نے اسکی ہلاکت کی اطلاع دی مگر انہوں نے تصدیق نہ کی اللہ تعالیٰ نے اس کا بدن ساحل پر ڈال دیا۔ جس کو انہوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ایک قول یہ بھی ہے من خلفک سے مراد جو تیرے بعد اہل زمانہ ہونگے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے اسکی غلامی ظاہر ہو جائے اور اس کا ناحق دعوٰی خدائی وہ محالات سے ہے۔ عظیم سلطنت کے باوجود نافرمانی کی وجہ سے اس کا انجام کیا ہوگا۔ اور اس کا دعوٰی ربوبیت ناممکنات میں سے ہے۔ اور اسکی اتنی بڑی سلطنت کے باوجود نافرمانی کی وجہ سے اس کا انجام وہ ہوا جو تم نے دیکھا پس اور کسی کے متعلق کیا خیال ہے؟ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (بیشک بہت لوگ ہماری آیات سے البتہ غفلت برتنے والے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ بَوَّانَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا

اور ہم نے بنی اسرائیل کو رہنے کا اچھا ٹھکانا دیا اور انہیں پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں، سوانہوں نے اختلاف نہیں کیا

حَتّٰی جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ

یہاں تک کہ ان کے پاس علم پہنچ گیا۔ بلاشبہ آپ کا رب قیامت کے دن ان چیزوں میں ان کے درمیان فیصلے فرمائے گا جن میں وہ

یَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ فَسْئَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ

اختلاف کرتے تھے۔ سواگر آپ کو اس میں شک ہے جو ہم نے آپ کی طرف اتارا تو آپ ان لوگوں سے دریافت کر لیجئے جو آپ سے

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿٩٤﴾

پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔ بلاشبہ آپ کے رب کے پاس سے آپ کے پاس حق آ گیا ہے۔ سو آپ ہرگز شک کرنیوالوں میں سے نہ ہوں،

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿٩٥﴾ اِنَّ

اور ان لوگوں میں سے ہرگز نہ ہو جایئے جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا ورنہ آپ تباہ کاروں میں سے ہو جائیں گے، بے شک

الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ

جن لوگوں پر آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اگرچہ انکے پاس تمام دلیلیں آ جائیں۔

حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿٩٧﴾

جب تک کہ وہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں۔

## بنی اسرائیل کو عمدہ ٹھکانہ دیا:

٩٣: وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ (تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانہ دیا) عمدہ پسندیدہ رہنے کی جگہ اور وہ مصر اور شام تھی۔ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ فَمَا اخْتَلَفُوْا (ہم نے ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا پس انہوں نے اختلاف نہ کیا) اپنے دین میں حَتّٰی جَآءَهُمُ الْعِلْمُ (یہاں تک کہ ان کے پاس علم آچکا) یعنی تورات اور انہوں نے اسکی تعبیر میں اختلاف کیا۔ جس طرح امت محمد ﷺ نے قرآن مجید کی آیات کی تعبیر میں اختلاف کیا۔ یا نمبر٢۔ مراد حضرت محمد ﷺ کے متعلق علم ہے اور اختلاف بنی اسرائیل حالانکہ وہ اہل کتاب تھے۔ آپ کی صفات میں اختلاف کیا کہ آیا آپ وہی نبی آخر الزمان ہیں یا نہیں ہیں۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس علم آچکا کہ آپ وہی نبی آخر الزمان ہیں۔ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا



BestUrduBooks.wordpress.com

فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ (بیشک آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے دن ان چیزوں میں فیصلہ کرے گا جسمیں وہ اختلاف کرتے تھے) اور سچے اور جھوٹے کو الگ کرے گا اور ہر ایک کو اس کا بدلہ دیگا۔

## آیات میں شک کرنے والے:

۹۴: فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ (اگر تمہیں شک ہے اس چیز میں جو ہم نے آپ کی طرف اتاری تو ان لوگوں سے پوچھ لو جو کتاب آپ سے پہلے پڑھتے ہیں) جب بنی اسرائیل کا پہلے تذکرہ ہوا۔ اور وہ کتاب کو پڑھنے والے تھے۔ بنی اسرائیل کے متعلق بتلایا کہ علم ان کے پاس آچکا کیونکہ رسول ﷺ کا معاملہ تورات وانجیل میں لکھا ہوا ہے اور وہ آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں۔ جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ تو ان کے علم کی تاکید صحت قرآن اور صحت نبوت ﷺ سے کر دی اور اس میں مبالغہ کیا اور فرمایا اگر بالفرض والتقدیر آپ کو شک واقع ہو۔ اور جس کو کوئی شبہ گزرے تو اس کے حل کا طریق کار یہی ہے۔ کہ اس کے حل کی طرف جلدی کی جائے اور اصول دین کی طرف رجوع کیا جائے۔ اور اس کے دلائل سے راہنمائی لی جائے۔ یا علماء سے بات چیت کی جائے۔ پس آپ علماء اہل کتاب سے پوچھیں وہ قرآن مجید کی صحت کو پوری طرح جاننے والے ہیں۔ اس طور پر کہ اور تو اور رہے آپ جیسی شخصیت بھی ان کیطرف اس سلسلہ میں مراجعت کر سکتی ہے۔

پس اس سے مقصود قرآن مجید کی صحت کے متعلق احبار کے رسوخ علم کا بیان ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید کے متعلق کوئی شک ہے۔ پھر فرمایا لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ (تحقیق تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آچکا) یعنی واضح آیات سے تیرے ہاں ثابت ہو چکا اور چمکدار براہین سے روشن ہو گیا۔ کہ آپ کو جو ملا ہے وہ برحق ہے جس میں شک کی کوئی مجال نہیں۔ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ (پس تم ہرگز نہ بنو شک کرنے والوں میں سے) ممترین کا معنی شک کرنے والے۔ اور اسپر وقف نہیں کیونکہ و لا تکونن کا اسپر عطف ہے۔

## آیات کی تکذیب مت کرو:

۹۵: وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (اور ہرگز نہ ہو ان لوگوں میں سے جنہوں نے آیات اللہ کو جھٹلایا پس ہو جاؤ گے نقصان کرنے والوں میں سے) پس ثابت قدم رہ اور اپنے سے شک کی نفی میں مداومت کر و اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کی نفی میں ہمیشگی اختیار کرو۔ یا نمبر ۲۔ اس انداز سے آپ کو جوش دلانا اور بھڑکانا مقصود ہو جیسا کہ سورۃ القصص کی آیت ۸۶ فلا تکونن ظهیرًا للکافرین اور القصص آیت ۸۷ و لا یصدنك عن آیات الله بعد اذ انزلت الیك۔ اور ثابت قدمی اور عصمت میں اضافہ کیلئے فرمایا گیا اسی لئے آپ علیہ السلام نے اس آیت کے نزول کے وقت فرمایا۔ لا اشك و لا اسأل، بل اشهد انه الحق۔ (ابن جریر فی تفسیرہ) میں نہ شک کرتا ہوں اور نہ ہی کسی سے پوچھتا ہوں۔ بلکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ برحق ہے۔ یا نمبر ۳۔ خطاب آنحضرت ﷺ کو فرمایا مگر مراد آپ کی امت ہے تقدیر اس طرح ہوگی ان کنتم فی شك مما انزلنا الیکم (اگر تمہیں شک ہے اس میں جو ہم نے تمہاری طرف اتارا ہے) یہ سورت النساء ۱۷۴ کی طرح ہے و انزلنا الیکم نورًا مبینًا نمبر ۴۔ خطاب ہر سامع کو ہے اور اس کے متعلق شک جائز و درست ہے جیسے عرب کہتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۗ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ

سو کوئی بستی ایمان نہ لائی جس کا ایمان لانا اسے نفع دیتا مگر یونس کی قوم کہ جب وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے رسوائی والا عذاب

عَذَابَ الْخِزْيِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾

دنیا والی زندگی میں ان سے ہٹا دیا۔ اور انہیں ہم نے ایک وقت تک فائدہ پہنچایا۔

اذا اخوك فهن۔

نمبر۵۔ ان نافیہ ہے یعنی آپ شک میں نہیں کہ سوال کریں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کو سوال کا اسلئے حکم نہیں دے رہے کہ آپ شک کرنے والے ہیں۔ لیکن سوال کا حکم اسلئے ہے تا کہ آپ کے یقین میں اضافہ ہو جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو احیاء موتی کا معائنہ کر کے اطمینان ہوا۔

**سوال**: ان نافیہ تو اس مقام پر آتا ہے جہاں اس کے بعد اِلَّا ہو جیسا کہ سورت الملک آیت ۲۰ میں ان الکافرون الافی غرور

**جواب**: یہ لازم نہیں قرآن مجید سورۃ فاطر آیت ۴۱ میں ہے ان امسكهما من احد من بعده یہاں ان نافیہ ہے اور اس کے بعد اِلَّا نہیں ہے۔

۹۶: اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ (بیشک وہ لوگ جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہو چکی) ان پر وہ بات ثابت ہو چکی جو لوح محفوظ میں ہے اور اسکی خبر ملائکہ کو دے دی گئی کہ ان کی موت کفر پر ہوگی یا نمبر۲۔ کلمة ربك سے سورۃ اعراف ۱۸ لاملئن جهنم مراد ہے۔ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ (وہ ایمان نہیں لانے کے) اس پر وقف نہیں ہے کیونکہ ان کا ماقبل سے تعلق ہے۔

۹۷: وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (اور اگر ہر نشانی ان کے پاس آ جائے یہاں تک کہ عذاب دردناک کو نہ دیکھ لیں) یعنی ناامیدی کے وقت پس وہ ایمان لائیں اور ان کو وہ ایمان نفع نہ دے گا۔ نمبر۲۔ قیامت میں اس وقت کسی کا ایمان قابل قبول نہ ہوگا۔

## قوم یونس علیہ السلام کا واقعہ اور ان کی قابل رشک حالت:

۹۸: فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ (کیوں نہ کوئی ایسی بستی ہوئی جو ایمان لاتی) کیونکہ ان بستیوں میں سے جو کفر پر قائم رہیں اور ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ کوئی بستی ایسی نہ ہوئی جو معاینہ سے قبل مخلصانہ ایمان لاتی اور اس کو اس طرح مؤخر نہ کیا جاتا جیسا کہ فرعون کو گلا گھونٹنے تک مؤخر کیا گیا۔

فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ (پس ان کو ان کا ایمان فائدہ دیتا) اس طرح کہ وقت اختیار میں ایمان لانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کو قبول کر لیا۔ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ (مگر قوم یونس علیہ السلام) نمبرا۔ یہ مستثنیٰ منقطع ہے۔ یعنی لیکن قوم یونس (ایمان لائی اور اس کو اس کے ایمان نے فائدہ دیا) یا نمبر۲۔ مستثنیٰ متصل ہے۔ اور جملہ نفی کے معنی میں ہے گویا کلام اس طرح تھا۔ ماامنت قرية



BestUrduBooks.wordpress.com

من القری الهالکة الاقوم یونس۔ ہلاک شدہ بستیوں میں سے کسی بستی والوں سے سوائے قوم یونس علیہ السلام کے ایمان کو قبول نہیں کیا۔ یہ مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ (جب وہ ایمان لائے تو ہم نے ان سے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب کھول دیا اوران کوایک وقت تک فائدہ دیا) ان کی مقررہ مدت تک۔ روایت میں ہے کہ یونس علیہ السلام کونینوی کی طرف مبعوث فرمایا گیا جوسرزمین موصل میں واقع ہے انہوں نے جھٹلا دیا پس ناراض ہوکر آپ ان کے ہاں سے چل دیے۔ جب آپ کو نہ پایا تو انہیں عذاب کے اترنے کا خطرہ ہوا۔ ان تمام نے ٹاٹ کا لباس پہنا اور چالیس راتیں اپنی آوازوں کو بلند کیا تمام ایک میدان میں جمع ہوئے بچے، عورتیں جانور بھی ساتھ تھے۔ اور ماؤں نے اپنے بچوں کو اپنے سے الگ کر دیا اور چوپایوں کی اولاد کو ان سے جدا کر دیا۔ وہ ایک دوسرے کی طرف شوق مند ہوئے اور مخلصانہ ایمان اور توبہ کا اظہار کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اوران سے عذاب کو دور کر دیا۔ یہ جمعہ اور دس محرم کا دن تھا۔ انہوں نے ایک دوسرے کے حقوق تک لوٹا دیے یہاں تک کہ اگر کسی کی ایک اینٹ اپنی بنیاد میں لگائی تھی تو وہ بھی اکھاڑ کر واپس کر دی۔ یہ کہا گیا کہ جب ان پر عذاب اترنے لگا تو وہ اپنے علماء میں ایک شیخ کے پاس گئے جو زندہ تھے۔ شیخ نے فرمایا تم اس طرح کہو: یا حی حین لا حی و یاحی محیی الموتی ویاحی لا الہ الا انت۔ جب انہوں نے کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو کھول دیا۔ حضرت فضیل رحمہ اللہ نے فرمایا انہوں نے اسطرح کہا اللّٰھم ان ذنوبنا قد عظمت و جلّت ، وانت اعظم منها و اجلّ ، افعل بنا ماانت اهله ولا تفعل بنا مانحن اهله۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰی

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سارے کے سارے ایمان لے آتے، کیا آپ لوگوں پر زبردستی کریں گے تا کہ

یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ

وہ مومن ہو جائیں، اور کسی شخص سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لے آئے، اور اللہ ان لوگوں پر گندگی واقع

عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِی

فرماتا ہے جو سمجھ نہیں رکھتے۔ آپ فرما دیجئے دیکھ لو آسمانوں میں اور زمین میں کیا چیزیں ہیں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے انہیں

الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَیَّامِ الَّذِیْنَ

دلائل اور ڈرانے والی چیزیں نفع نہیں دیتیں، سو کیا وہ یہ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس انہیں لوگوں کے واقعات آ جائیں جو ان سے پہلے

خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا

گزر چکے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ تم انتظار کر لو میں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں، پھر ہم اپنے رسولوں کو نجات دیتے ہیں

ع ۱۱ / ۱۵ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾

اور اسی طرح ان لوگوں کو جو ایمان لائے، ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو نجات دیں گے۔

## کمال قدرت ونفوذ مشیت:

۹۹: وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ (اور اگر آپ کا رب چاہتا تو ضرور ایمان لے آتے اہل زمین) جس میں سے کوئی شخص وفرد باہر نہ رہتا۔ جَمِیْعًا (تمام) یہ حال ہے اس حال میں کہ وہ اجتماع کرنے والے ہوتے ایمان پر اور اس پر اکٹھے ہوتے اختلاف نہ کرتے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور نفوذ مشیت کی خبر دی۔ کہ اگر وہ چاہتا تو تمام اہل زمین ایمان لاتے۔ مگر اس نے چاہا کہ لوگ اختیاری ایمان لائیں اور اس کیلئے کفر کو چاہا جس کے متعلق اپنے علم سے جانا کہ وہ ایمان نہ لائیں گے بلکہ کفر کا چناؤ کریں گے۔

معتزلہ کہتے ہیں کہ مشیت سے مراد قہر والجاء کی مشیت ہے یعنی اگر ان میں جبراً ایمان پیدا کرتا تو وہ ایمان لاتے۔ لیکن اسنے چاہا کہ وہ اختیاری ایمان لائیں۔ مگر وہ ایمان نہ لائے اسکی دلیل میں یہ آیت پیش کی افانت تکرہ الناس حتّٰی یکونوا مؤمنین۔ یعنی آپ کو ایمان میں جبر واکراہ کی مشیت حاصل نہیں یہ میرے پاس ہے۔

**جواب**: یہ خیال فاسد ہے کیونکہ ایمان بندے کا فعل ہے اور بندے کا فعل وہی ہو سکتا ہے جو اسکی اپنی قدرت وطاقت سے حاصل



BestUrduBooks.wordpress.com

ہو۔اور یہ بلا اختیار ثابت ہی نہیں ہوسکتا۔ باقی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں ہیں۔ اگر اپنی مہربانی ان کو دے دیتا تو وہ اپنے اختیار سے ایمان لے آتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جانا کہ وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان کو توفیق نہ دی۔ اَفَاَنْتَ میں استفہام نفی کے معنی میں ہے مطلب اس طرح ہے کہ اے محمد ﷺ آپ مالک نہیں کہ ان کو ایمان پر مجبور کریں کیونکہ ایمان تصدیق و اقرار سے ہوتا ہے اور تصدیق پر اکراہ ممکن نہیں۔ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (سو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ ایمان ہی لے آویں)

۱۰۰: وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (کسی نفس کیلئے مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر وہ ایمان لائے) اذن سے یہاں۔ نمبرا۔ مشیت مراد ہے یا نمبر۲۔ قضاء وقدر مراد ہے۔ یا نمبر۳ توفیق و تسہیل مراد ہے۔ یا نمبر۴۔ علم مراد ہے۔ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ (اور عذاب کو مقرر کرے) یعنی عذاب یا ناراضی یا شیطان یعنی شیطان کو مسلط کر دے۔ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ (ان لوگوں پر جو بے عقل ہیں) اپنی عقلوں سے فائدہ حاصل نہیں کرتے۔

قراءت: حماد و یحییٰ نے نَجْعَلُ پڑھا ہے۔

۱۰۱: قُلِ انْظُرُوْا (کہہ دیں تم دیکھو) استدلالی نگاہ سے اور عبرت کی نظر سے مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (کہ آسمان و زمین میں کیا ہے) آیات اور عبر جو دن رات کے اختلاف سے ظاہر ہوتی ہیں اور کھیتوں اور پھلوں کے ظہور سے سامنے آتی ہیں۔ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ (اور آیات فائدہ نہیں دیتیں) مَا نافیہ ہے۔ وَالنُّذُرُ (اور ڈرانے والے) انبیاء جو ڈراتے رہے۔ یا ڈراوے عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (ایمان نہ لانے والی قوم کو) جنکے ایمان کی توقع نہیں۔ وہی تو بے عقل ہیں۔

۱۰۲: فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ (پس وہ انتظار نہیں کر رہے مگر ان لوگوں کے دنوں جیسے جو ان سے پہلے ہوئے) یعنی جن میں بڑے بڑے واقعات پیش آئے جیسا کہا جاتا ہے۔ ایام العرب لوقائعها۔ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ (کہہ دو پس تم انتظار کرو بیشک میں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں)

## آخر میں نجات ایمان والوں کی:

۱۰۳: ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا (پھر ہم نجات دیتے ہیں اپنے رسولوں کو) اسکا عطف کلام محذوف پر ہے۔ جس پر الا مثل ایام الذین خلوا من قبلهم دلالت کر رہا ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا نهلك الامم، ثم ننجي رسلنا ہم امتوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ پھر اپنے رسولوں کو نجات دیتے ہیں۔ احوال ماضیہ کی حکایت کے طور پر یہ فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (ان لوگوں کو جو ایمان لائے) اور جو ان انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے۔ كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ (اسی طرح ہم پر ایمان والوں کی نجات لازم ہے) یعنی اس نجات دینے کی طرح ہم تم میں سے جو ایمان والے ہیں ان کو نجات دیں گے اور مشرکین کو ہلاک کریں گے۔ اور حقا علینا یہ جملہ معترضہ ہے یہ لازم ہے ہم پر لازم ہونا۔

قراءت: علی وحفص نے نُنْجِيْ تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِیْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ

آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو سو میں ان لوگوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ

اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو لیکن میں اسکی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں موت دیتا ہے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان والوں میں سے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠٤ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٠٥

ہوجاؤں، اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ اپنی ذات کو اس دین کی طرف اس طرح سے متوجہ رکھوں کہ دوسرے سب طریقوں سے علیحدہ ہوں اور یہ کہ ہرگز مشرکوں میں سے مت ہوجانا،

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا

اور تو اللہ کے سوا کسی کو مت پکار جو تجھے نفع نہ دے سکے اور نہ ضرر دے سکے، سو اگر تو نے ایسا کیا تو بلاشبہ تو ظالموں

مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠٦ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ

میں سے ہو جائیگا، اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچا دے تو اللہ کے سوا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر

يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝١٠٧

وہ تیرے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اس کے فضل کو کوئی بھی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنے فضل سے نواز دے۔ اور وہ غفور ہے رحیم ہے۔

## دین کی تعریف بزبانِ رسول:

١٠٤: قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ (کہہ دو اے لوگو) یعنی اے اہل مکہ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِیْ (اگر تمہیں میرے دین میں شک ہے) میرے دین کے صحیح اور درست ہونے کے متعلق۔ پس یہ میرا دین ہے جس کی تعریف تم سن لو۔ اب آگے دین کی تعریف بیان فرمائی۔ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (میں ان کی عبادت نہیں کرتا جنکی تم اللہ تعالیٰ کے سواء عبادت کرتے ہو) یعنی اصنام وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ يَتَوَفّٰىكُمْ (اور لیکن میں تو اس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں جس کے قبضہ میں تمہاری موت ہے) وہ تمہیں موت دے گا۔ موت کو توفی سے تعبیر کیا تا کہ ان کو بتلا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ڈرنے اور تقویٰ کے لائق ہے۔ اور عبادت کی حقدار ہے نہ وہ جو کہ کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں مومنین میں سے ہو جاؤں) ان اکون سے پہلے با محذوف ہے مطلب اس طرح ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا حکم دیا بسبب اس کے کہ اس نے مجھ میں عقل رکھ دی اور اس سبب سے کہ اس نے اپنی کتاب میں میری طرف وحی فرمائی۔

١٠٥: وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ (اور یہ کہ تو سیدھا کر اپنا چہرہ دین کیلئے) یعنی مجھے یہ بھی وحی کی کہ تو سیدھا کر اپنا چہرہ (الآیۃ)



BestUrduBooks.wordpress.com

امورت کے ہم شکل کرنے کیلئے ان اقم فرمایا نمبرا۔ مطلب یہ ہے تو پورے طور پر اس پر متوجہ ہو کر جو اللہ تعالیٰ نے تجھے حکم دیا تو استقامت اختیار کر۔ نمبر۲۔ اسکی طرف سیدھا رخ کر دائیں بائیں مت رخ پھیر۔ حَنِیْفًا ( یکسو ہو کر )۔ یہ للدین سے حال ہے یا الوجہ سے حال ہے۔ وَلَاتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (اور ہرگز تم مشرکین میں سے مت بنو)

۱۰۶: وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا یَنْفَعُكَ (اور نہ تم پکارو اللہ تعالیٰ کے سواء ان کو جو تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتے) اگر تم ان کو پکارو۔ وَلَا یَضُرُّكَ (اور نہ نقصان دے سکتے ہیں) اگر تم ان کو چھوڑو۔ فَاِنْ فَعَلْتَ (اگر تم نے ایسا کیا) یعنی اگر تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کے سواء پکارا جو تمہیں نہ نفع دے سکتے اور نہ نقصان دے سکتے ہیں۔ پکارنے کو بطور اختصار فعل سے تعبیر کیا۔ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ (پس بیشک اس وقت ہو جاؤ گے ظالموں میں سے) اذا یہ جزاء ہے شرط اسکی محذوف ہے۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ گویا کہ سائل کہہ رہا ہے کہ بتوں کی عبادت کا انجام کیا ہے اور اس کو ظالمین میں سے قرار دیا کیونکہ شرک سے بڑا کوئی ظلم نہیں۔

۱۰۷: وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ (اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے) پہنچائیں مرض وغیرہ۔ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ (اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں) یعنی اس تکلیف کا اِلَّا هُوَ (مگر وہی) یعنی اللہ تعالیٰ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ (اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہنچانا چاہے) خیر سے عافیت مراد ہے فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ (اس کے فضل کو کوئی رد کرنے والا نہیں) اسکی مراد کو کوئی رد نہیں کر سکتا یُصِیْبُ بِهٖ (وہ پہنچاتا ہے اس کو) یعنی خیر کو مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (جن کو وہ چاہے گا اپنے بندوں میں سے) اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہوا کہ طریق رغبت ورھبت اسی ہی کی طرف ہے اور اعتماد بھی اسی ہی پر ہے۔ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے) مصیبت سے گناہ مٹانے والا اور عطاء سے معافی دینے والا۔

نکتہ: عبادت اوثان کا ذکر کرنے کے بعد نہی لائے اور ان بتوں کے متعلق ذکر کیا کہ وہ نہ نقصان دے سکتے ہیں اور نہ نفع اور اللہ تعالیٰ ہی نافع وضار ہیں۔ وہ ایسی ذات ہے کہ اگر وہ تمہیں تکلیف دے تو اس کے ازالہ پر سوائے اس کے کسی کو قدرت نہیں ہے۔ تو سوچو! بے شعور جماد کو کیونکر قدرت ہو سکتی ہے۔ اور اسی طرح اگر وہ خیر کا ارادہ فرمائیں۔ خواہ ساری کائنات نہ چاہتی ہو وہ ضرور فضل واحسان پہنچا کر رہتے ہیں۔ جب دوسرے سارے انسان اس خیر کو روک نہیں سکتے تو بت کیا روکیں گے۔ پس وہی اس بات کے لائق ہے کہ عبادت میں اس کو کعبہ توجہ بنایا جائے۔ یہ طرز اس آیت سے زیادہ بلیغ ہے جو سورۃ الزمر ۳۸ میں ہے اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ اس آیت میں ارادہ کا ذکر ایک میں اور مس کا دوسرے میں گویا یوں معلوم ہوتا ہے کہ دو امور کے ذکر کرنے کا ارادہ ہے۔ نمبرا۔ ارادہ نمبر۲۔ خیر وشر میں سے ہر ایک میں پہنچنا اور یہ کہ ان میں سے جس کا وہ ارادہ کرے اسکو کوئی واپس نہیں کر سکتا۔ اور جو وہ پہنچائے اس کو زائل کرنے کی کسی میں طاقت نہیں پس مختصر کرتے ہوئے مس کا ذکر کیا اور دونوں میں سے کسی ایک کے پہنچنے کو کہتے ہیں۔ اور دوسرے میں ارادہ کا ذکر کیا تاکہ مذکور سے محذوف پر دلالت ہو سکے۔ اس کے باوجود کہ اصابہ کو خیر سے موصوف کر کے یصیب به من یشاء من عبادہٖ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ

آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق آ گیا ہے سو جو شخص ہدایت پائے وہ اپنی ہی جان کے لئے

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى

ہدایت پاتا ہے اور جو شخص گمراہی میں رہے تو اس کی گمراہی اسی کے نفس پر پڑنے والی ہے۔ اور میں تم پر مسلط نہیں کیا گیا، اور آپ اس کا اتباع کیجئے،

اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

جس کی آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے، اور صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

## تم مانو نہ مانو میں نے تو وحی کی اتباع کر دی:

۱۰۸: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ (کہہ دیں اے لوگو) اے اہل مکہ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ (تحقیق تمہارے پاس حق آ چکا) یعنی قرآن یا رسول مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى (تمہارے رب کی طرف سے پس جس نے ہدایت کو اختیار کیا) ہدایت کو چنا اور حق کی اتباع کی فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ (بیشک اس نے ہدایت کو اپنے فائدے کیلئے اختیار کیا) اس چناؤ سے اس نے اپنے نفس کو فائدہ پہنچایا۔ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا (اور جو شخص گمراہ ہوا پس اسکی گمراہی کا وبال اس پر ہے) گمراہی کے آثار سے نقصان اسی کی ذات کو ہوگا اس میں علیٰ، ضرر اور لام انتفاع کا معنی دے رہے ہیں۔ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ (اور میں تم پر کوئی داروغہ نہیں ہوں) حفاظتی کہ جس کے سپرد تمہارا معاملہ ہو بلکہ میں فقط بشیر ونذیر ہوں۔

۱۰۹: وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ (تم اتباع کرو اسکی جو تمہاری طرف وحی کی جاتی ہے اور صبر کرو) ان کی تکذیب اور ایذاء پر حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ (یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے) تمہارے حق میں ان کے خلاف مدد و غلبہ کا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (اور وہ سب سے بہتر حاکم ہے) کیونکہ وہ سرائر سے بھی خبردار ہے۔ اس کو کسی دلیل وگواہ کی حاجت نہیں۔

بحمدالله تمت ترجمة سورة يونس ليلة الجمعة ١٥ رجب، ١٤٢٣ھ



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ہود مکہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۲۳ آیات اور ۱۰ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ① اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا

الٓرٰ یہ کتاب ہے جس کی آیات محکم کی گئیں پھر واضح طور پر بیان کی گئی ہیں حکمت والے باخبر کی طرف سے ہے، یہ کہ

اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ② وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ

تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو بیشک میں تمہیں اللہ کی طرف سے ڈرانے والا ہوں اور بشارت دینے والا ہوں، اور یہ بات کہ تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے

مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ

حضور میں توبہ کرو، وہ تمہیں مقرر کردہ اجل تک خوش عیش زندگی دے گا اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو اس کا ثواب عنایت فرمائے گا اور اگر تم اعراض کرو تو میں

اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ③ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ④

تم پر بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں، تم کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے،

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ

خبردار وہ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تاکہ وہ اس سے چھپا لیں خبردار جب وہ اپنے کپڑوں کو اوڑھ لیتے ہیں وہ اس وقت سب باتیں

مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑤

جانتا ہے جو پوشیدہ طور پر کرتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں، بلاشبہ وہ سینوں کے اندر کی چیزوں کو جانتا ہے۔

## قرآن محکم ومفصل:

۱: الٓرٰ كِتٰبٌ (یعنی یہ کتاب ہے) کتاب خبر ہے اور مبتداء ہذا محذوف ہے۔ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ (اسکی آیات محکم ہیں) یہ کتاب کی صفت ہے۔ یعنی مضبوط و محکم لڑی میں پرو دیا گیا اس میں کوئی کمی و خلل واقع نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ مضبوط عمارت ثُمَّ فُصِّلَتْ (پھر اسکی تفصیل کر دی گئی) جیسا یکتا روزگار موتیوں سے ہار جدا کئے جاتے ہیں۔ یعنی دلائل توحید اور احکام، مواعظ، قصص سبھی پر



BestUrduBooks.wordpress.com

مشتمل ہے۔

یا نمبر۲: ایک ایک سورت سے اسکی فصلیں بنا دیں اور ایک ایک آیت الگ کر دی یا نمبر۳۔ اکٹھا نہیں اتارا تھوڑا تھوڑا متفرق طور پر اتارا یا نمبر۴۔ جن چیزوں کی بندوں کو ضرورت پڑتی ہے وہ اس میں تفصیل سے بیان کر دیا اور ان کا نچوڑ نکال دیا۔ ثم کا لفظ تراخی فی الوقت کیلئے نہیں ہے بلکہ تراخی فی الحال کیلئے ہے۔ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ (حکمت والی خبردار ذات کی طرف سے ہے) نمبر۱۔ یہ کتاب کی صفت دوم ہے یا نمبر۲۔ دوسری خبر ہے یا نمبر۳۔ احکمت اور فصلت کا صلہ ہے مطلب اسطرح ہے کہ اسی ہی کی طرف سے اس کے احکام اور تفصیل ہے۔

## توحید و استغفار کا حکم:

۲: اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ (یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کی عبادت نہ کرو) نمبر۱۔ یہ مفعول لہٗ ہے یعنی لئلا تعبدوا تا کہ تم عبادت نہ کرو۔ نمبر۲۔ ان مفسرہ ہے کیونکہ تفصیل آیات میں قول کا معنی پایا جاتا ہے گویا کلام اس طرح ہے قال لا تعبدوا الا اللہ اس نے فرمایا کہ نہ عبادت کرو مگر اللہ تعالیٰ ہی کی۔ نمبر۳۔ امر کم الا تعبدوا الا اللہ اس نے تمہیں حکم دیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سواء کسی کی عبادت نہ کرو۔ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ (بیشک میں تمہارے لئے اسکی طرف سے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

۳: وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ (اور یہ کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو) یعنی اس نے تمہیں توحید و استغفار کا حکم دیا۔ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ (پھر اسی ہی کی طرف رجوع کرو) یعنی شرک سے استغفار کرو اور پھر طاعت سے اس کی طرف رجوع کرو یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا (وہ تمہیں اچھا نفع دے گا) دنیا میں عمدہ پسندیدہ منافع سے تمہارے نفع کو طویل کر دے گا۔ اور مسلسل نعمتیں عنایت کرے گا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (ایک مقررہ مدت تک) یہاں تک کہ تمہیں وفات دے وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ (اور ہر فضل والے کو اس کا زائد عنایت فرمائے گا) آخرت میں ہر ایسے انسان کو جو عمل میں بڑھنے والا ہو گا اس کے اضافہ عمل کا ثواب عنایت فرمائے گا اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے گا۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا (اور اگر تم منہ موڑلو) اور اگر تم بے رخی اختیار کرو۔ فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ (مجھے تمہارے متعلق بڑے دن کے عذاب کا خدشہ ہے) بڑے دن سے قیامت کا دن مراد ہے۔

۴: اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ (اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم نے لوٹنا ہے) مرجع بمعنی لوٹنا (مصدر میمی) وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (وہ ہر چیز پر قدرت والے ہیں) اس کو تمہارے دوبارہ لوٹانے پر بھی قدرت ہے۔

## نفاق و انحراف کو اللہ جانتے ہیں:

۵: اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ (خبردار وہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں) حق سے مڑتے اور منحرف ہوتے ہیں۔ کیونکہ جو آدمی کسی شئی کی طرف متوجہ ہو تو وہ سینے سے اس چیز کا سامنا کرتا ہے اور جو کسی چیز سے مڑتا ہے تو اپنے سینے کو اس چیز کی طرف کرنے سے پھیر لیتا ہے اور اعراض کرتا ہے۔ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ (تا کہ وہ اس سے چھپ سکیں) تا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے چھپ جائیں اللہ کے رسول اور مومنوں کو اسکی اطلاع نہ ہو کہ وہ منحرف ہو گئے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو اور وہ ہر ایک کے ٹھکانہ کو جانتا ہے وہ ٹھکانہ زیادہ عرصہ رہنے کا ہو یا چند دن رہنے کا ہو،

كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

سب کچھ کتاب مبین میں ہے ۔ اور وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ ۶ دن میں پیدا فرمایا

وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ

اور اس کا عرش پانی پر تھا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے اور اگر آپ ان سے کہیں کہ بیشک تم موت کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا

اٹھائے جاؤ گے تو کافر لوگ ضرور یوں کہیں گے کہ بس یہ تو کھلا ہوا جادو ہے، اور اگر ہم تھوڑی سی مدت تک

عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ

ان سے عذاب کو مؤخر کر دیں تو وہ ضرور یوں کہیں گے کہ عذاب کو کون سی چیز روک رہی ہے، خبردار جس دن انکے پاس

مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸﴾ ع ۱ ع ۸

عذاب آجائے گا تو وہ ان سے ہٹایا نہ جائے گا اور جس کا وہ مذاق بنایا کرتے تھے وہ ان کو گھیر لے گا۔

اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ (خبردار! جبکہ وہ اپنے کپڑوں کو اپنے اوپر لپیٹتے ہیں) ان کپڑوں سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کلام سننے سے نفرت کرتے ہوئے اپنے اوپر کپڑے ڈال لیتے ہیں کہ کہیں وہ کلام ان کے کان میں پڑ نہ جائے جیسا کہ نوح علیہ السلام کا ارشاد سورۂ نوح: ۷ جعلوا اصابعهم في اٰذانهم واستغشوا ثيابهم۔ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ (وہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں) یعنی اس کے علم میں ان کے اسرار و اعلان کا کوئی فرق نہیں ان کو ان چیزوں کا سہارا لینے سے کیا فرق پڑتا ہے جن سے اپنے آپ کو وہ چھپانا چاہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ان کے سینوں کے دھرا کرنے اور کپڑوں میں لپٹنے کو جانتا ہے ان کا نفاق اس کے ہاں کوئی فائدہ مند نہیں۔ نمبر۲۔ کہا گیا ہے کہ یہ منافقین کے متعلق اتری اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (بیشک وہ سینے کی باتوں سے واقف ہے) جو کچھ ان کے سینوں میں ہے۔

۶: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (کوئی جاندار زمین میں ایسا نہیں مگر کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کا رزق ہے) محض فضل کے طور پر نہ کہ وجوب کے طور پر وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا (وہ اس کا مستقر جانتے ہیں) زمین میں اس کے ٹھہرنے کا مقام اور مسکن وَمُسْتَوْدَعَهَا (اور اسکی امانت کی جگہ) جہاں وہ بطور امانت رکھا گیا تھا اس سے قبل کہ صلب میں قرار پکڑتا یا نمبر۲۔ رحم



BestUrduBooks.wordpress.com

مادر نمبر۳۔ بیضہ، پدر کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (ہر چیز واضح کتاب میں ہے) ہر جاندار اور اس کا رزق، اس کا مستقر اور مستودع لوح محفوظ میں واضح طور پر مندرج ہے۔

۷: وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (وہی ذات جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا) اور جو کچھ ان کے مابین ہے فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ (چھ دنوں میں) اتوار سے جمعہ تک مخلوق کو معاملات میں ترتیب سکھانے کیلئے وَّکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ (اور اس کا عرش پانی پر تھا یعنی پانی کے اوپر) آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے عرش کے نیچے کوئی مخلوق نہ تھی سوائے پانی کے۔

فائدہ: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عرش و پانی دونوں کی پیدائش آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے اس کو سبز یاقوت بنایا پھر ہیبت کی تجلی اس پر ڈالی تو وہ پانی بن گیا۔ پھر ہوا کو پیدا کیا پانی کو اسکی پشت پر ٹھہرا دیا۔ پھر اپنے عرش کو پانی پر قائم فرمایا۔ عرش کے پانی پر ٹھہراؤ میں اہل فکر کے لئے عبرت کا بہت بڑا سامان ہے۔ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے) یعنی تاکہ وہ تمہارے ساتھ وہ سلوک کرے جو تمہیں تمہارے حالات میں مبتلا کرتا ہے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّکُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ (اور اگر تم کہو بیشک تمہیں اٹھایا جائیگا۔ موت کے بعد۔ کافر ضرور کہہ اٹھیں گے۔ یہ تو کھلا جادو ہے) اس میں انہوں نے قرآن کی طرف اشارہ کیا کیونکہ قرآن ہی بعث بعد الموت کی بات کہنے والا ہے۔ جب اس کو سحر کہا تو جس میں بعث کا ذکر ہوا اسکا انکار خود اسمیں آ گیا۔

قراءت: حمزہ، علی نے ساحر پڑھا ہے۔ مراد اس سے ان کی رسول اللہ ﷺ ہیں اور الساحر باطل پرست جھوٹے کو بھی کہتے ہیں۔

## عذاب آ جائے گا تو نہ ٹلے گا:

۸: وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْھُمُ الْعَذَابَ (اور اگر ہم ان سے عذاب کو مؤخر کر لیں) عذاب سے آخرت کا عذاب مراد ہے یا یوم بدر کا عذاب اِلٰٓی اُمَّۃٍ (ایک وقت) اوقات میں سے ایک مجموعہ وقت تک مَّعْدُوْدَۃٍ (مقررہ تک) معلوم یا قلیل مطلب یہ ہے معلوم گھڑی تک لَّیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُہٗ (ضرور وہ کہیں گے کونسی چیز اس کو روکے ہوئے ہے) اَلَا یَوْمَ یَاْتِیْھِمْ (خبردار جس دن وہ ان پر آن پہنچے گا) یعنی عذاب لَیْسَ مَصْرُوْفًا عَنْھُمْ (وہ ان سے پھیرا نہ جائے گا) عذاب ان سے موڑا نہ جائے گا۔

نحو : یوم، مصروفًا کی وجہ سے منصوب ہے، تقدیر عبارت یہ ہے لیس العذاب مصروفا عنھم یوم یاتیھم جس دن ان پر عذاب اتر پڑے گا تو ٹالے سے بھی نہ ٹلے گا۔ وَحَاقَ بِھِمْ (اور ان کو گھیر لے گا) مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْنَ (جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے) وہ عذاب جس کو وہ جلد مانگتے تھے۔

نکتہ: یہاں یستھزء ون کو یستعجلون کی جگہ لایا گیا کیونکہ وہ جلدی آمد کا مطالبہ بطور استہزاء ہی کرتے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ⑨ وَلَئِنْ

اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت چکھا دیں، پھر ہم اسے اس سے چھین لیں تو وہ ناامید ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر

اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ

کسی تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی ہم اسے نعمت چکھا دیں تو وہ کہتا ہے کہ میری ساری بدحالیاں دفع ہو گئیں بے شک وہ اترانے لگتا ہے

فَخُوْرٌ ⑩ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑪

شیخی بگھارتا ہے، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے صبر کو اختیار کیا اور نیک کام کرتے رہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے۔

## عام انسانی مزاج ناشکرا اور نخریلا:

۹: وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ (اور اگر ہم انسان کو چکھائیں) انسان سے جنس انسان مراد ہے۔مِنَّا رَحْمَةً (اپنی طرف سے رحمت) نعمت جو صحت وامن و مال کی قسم سے ہو۔لئن میں لام تمہید قسم کیلئے ہے۔ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ (پھر وہ اس سے کھینچ لیں) پھر وہ نعمت سلب کرلیں اور انَّهٗ لَيَئُوْسٌ جواب قسم ہے۔اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ (بیشک وہ ناامید) وہ اس سے سخت مایوس ہو جاتا ہے کہ اس سلب کی ہوئی نعمت کی طرح نعمت اسکو ملے۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور وسعت رحمت سے اپنی امیدیں توڑنے والا بنکر بے صبرا ہو جاتا ہے اور قضاء کو تسلیم نہیں کرتا۔كَفُوْرٌ (بہت ناشکرا ہے) گزشتہ وقت میں اللہ تعالیٰ کی جس نعمت سے نفع اٹھاتا رہا اسکی سخت ناشکری کرنے والا اور اس کو بالکل بھلانے والا ہے۔

۱۰: وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ (اگر ہم اسے نعمتیں چکھائیں اس تکلیف کے بعد جس نے اس کو چھولیا) فقر موجود کے بعد نعمت میں وسعت کردیں۔لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ (تو ضرور کہنے لگے گا مجھ سے برائیاں دور ہو گئیں) سیئات سے وہ مصائب مراد ہیں جنہوں نے میری حالت کو بگاڑ دیا تھا۔اِنَّهٗ لَفَرِحٌ (بیشک وہ اترانے لگتا ہے) تکبر و شیخی فَخُوْرٌ (فخر کرنے والا) ان نعمتوں پر جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دی ہیں مگر اس کو فرح اور فخر شکر کرنے سے باز رکھتا ہے۔

۱۱: اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا (مگر وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا) مشقت و مصیبت میں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (اور نیک عمل کرتے رہے) نعمتوں اور خوشحالی میں شکریہ ادا کیا۔اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ (ان لوگوں کے لئے مغفرت ہے) ان کے گناہوں سے وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ (اور بڑا اجر ہے) یعنی جنت



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ

سو کہیں ایسا ہونے والا تو نہیں ہے کہ آپ ان احکام میں سے بعض احکام کو چھوڑ دیں جو آپ کے پاس وحی کے ذریعہ بھیجے جاتے ہیں اور اس بات سے آپ کا دل تنگ ہو رہا ہے کہ وہ

اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

یوں کہتے ہیں کہ ان پر کوئی خزانہ کیوں نازل نہیں کیا گیا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا، آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا اختیار

شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا

رکھنے والا ہے، کیا وہ یوں کہتے ہیں کہ اس نے خود سے بنالیا ہے، آپ فرما دیجئے کہ تم اس جیسی دس سورتیں لے آؤ جو بنائی ہوئی ہوں اور اللہ کے سوا

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا

جس کو بھی بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو، سو اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو یقین کر لو

اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

کہ یہ اللہ کے علم کے مطابق اتارا گیا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تو کیا تم اسلام قبول کرنے والے ہو۔

۱۲: کفار آپ سے آیات کا سوال کرتے مگر ہدایت کیلئے نہیں بلکہ ضد کی وجہ سے کیونکہ اگر وہ رشد و ہدایت کے طالب ہوتے تو لائی جانے والی آیات میں سے ایک بھی راہنمائی کے لئے کافی تھی۔ ان کے بے جا مطالبات میں سے ایک یہ تھا کہ اس کے پاس خزانہ کیوں نہیں یا اسکے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں وہ قرآن مجید کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ اس کے متعلق بتکلف سستی کا اظہار کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک اس بات سے تنگی محسوس کرتا آپ پر وہ چیز ڈالی جارہی ہے۔ جس کو وہ قبول نہیں کرتے بلکہ اس سے ہنستے ہیں اس آیت میں آپ کو فریضہ رسالت کی ادائیگی پر آمادہ کیا گیا اور ان کے قرآن مجید کو مسترد کرنے کی بالکل پرواہ نہ کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ ان کے مطالبات جدیدہ اور استہزاء کو خاطر میں نہ لایئے۔

## ان کے تکبر و حماقت کو نہ دیکھیں، وحی پہنچائیں:

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ (شاید کہ آپ چھوڑ بیٹھنے والے ہیں ان بعض چیزوں کو جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہیں) یعنی شاید کہ آپ چھوڑ بیٹھیں ان کی طرف ڈالنا اور پہنچانا ان آیات کا جو آپ پر اتاری جاتی ہیں اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ تردید کریں اور اس کے قبول کرنے میں سستی کر رہے ہیں۔ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ (اور آپ کے سینے میں اس سے تنگی ہوتی ہے) کہ وہ آیات ان کو پڑھ کر سنائیں۔

نکتہ: اللہ تعالیٰ نے لعل فرمایا اور ضیق نہیں فرمایا بلکہ ضائق فرمایا۔ تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ تنگی ایک عارضہ ہے جو قائم رہنے والا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سینہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ وسیع تھے مگر یہ چھوڑنے جیسا معاملہ تھا اس لئے مشاکلت کیلئے تارک کا لفظ



BestUrduBooks.wordpress.com

بول دیا گیا۔ اَنْ یَّقُوْلُوْا (کہیں وہ یہ نہ کہیں) اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ کہنے لگیں۔ لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ کَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ (کہ وہ یوں کہہ رہے ہیں کہ ان پر کوئی خزانہ کیوں نازل نہیں کیا گیا) اس پر خزانہ کیوں نہ اترا جس کا ہم نے مطالبہ کیا تا کہ ہم خرچ کریں اور فرشتے ساتھ کیوں نہیں جو اسکی تصدیق کریں اس پر وہ قرآن کیوں اُتارا جارہا ہے جس کو ہم چاہتے نہیں اور نہ ہی ہم مطالبہ کرتے ہیں۔

اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِیْرٌ (بیشک آپ تو نذیر ہیں) یعنی آپ کے ذمہ کوئی الزام نہیں اگر وہ قرآن مجید کو رد کر دیں یا اس کے ماننے میں سستی دکھائیں۔ آپ کے ذمہ صرف ہماری وحی کو پہنچانا ہے۔ اور اس پیغام کو دینا ہے جس کے دینے کا آپ کو حکم دیا گیا۔ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ (اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے) وہ ان کے اقوال کو محفوظ کرنے والا ہے اور اس کے مناسب ان سے سلوک کرے گا۔ آپ اسی پر بھروسہ کریں اور اپنا معاملہ اس کے حوالہ کر دیں۔ آپ کی ذمہ داری کھلے دل سے وسیع سینے کے ساتھ وحی کو پہنچانا ہے ان کے تکبر کی طرف قطعاً متوجہ نہ ہوں اور نہ حماقت و استہزاء کی پرواہ کریں۔

## دس سورتوں سے چیلنج:

۱۳: اَمْ یَقُوْلُوْنَ (کیا وہ یہ کہتے ہیں) اَم منقطعہ ہے۔ افْتَرٰىهُ (اس کو بنالیا ہے) ہٗ کی ضمیر وحی کی طرف جارہی ہے۔ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ (ان کو کہہ دو تم دس سورتیں لے آؤ) پہلے دس سورتوں سے ان کو چیلنج دیا پھر ایک سورت سے جیسا خط میں مقابلہ کرنے والا اپنے مقابل کو کہے دس سطر اس طرح کی لکھو جیسی میں نے لکھی ہیں۔ جب اس کا عجز معلوم ہو جاتا ہے تو پھر اسکو کہتا ہے میں تیرے متعلق ایک سطر پر اکتفاء کرتا ہوں کہ وہ تو لکھ کر دکھادے۔ دس نہ سہی۔

مِّثْلِهٖ (جو اسکی مثل ہو) حسن و خوبی میں اور مثلہ کا معنی امثالہ ہے ان میں سے ہر ایک مماثلت کی طرف بہت زیادہ جانے والی ہو۔ یعنی بہت مماثل ہو مُفْتَرَیٰتٍ (بنائی ہوئی) یہ عشر سور کی صفت ہے جب کفار نے یہ الزام لگایا کہ تم نے قرآن خود بنایا ہے اور اپنے ہاں سے گھڑ لیا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی لگام ڈھیلی کر دی اور فرمایا فرض کرلو کہ میں نے اس کو اپنی طرف سے گھڑا ہے تو تم بھی اس جیسا کلام اپنی طرف سے گھڑ کر لے آؤ۔ تم بھی تو میرے جیسے فصیح عرب ہو۔ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اور ان کو بلاؤ اللہ تعالیٰ کے سواء جن کو بلانے کی طاقت رکھتے ہو) تا کہ وہ معارضہ میں تمہاری معاونت کر سکیں۔ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (اگر تم سچے ہو) کہ وہ من گھڑت ہے۔

۱۴: فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اگر وہ آپ کا چیلنج قبول نہ کریں تو یقین کرلو بیشک آپ پر اللہ تعالیٰ کے علم سے اتاری جارہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں۔) یعنی وہ ایسی چیزوں کے ساتھ اتارا گیا جنکا علم سوائے باری تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں جیسے مخلوق کو عاجز کرنے والے الفاظ، غیب کی اطلاعات جنکی طرف معلومات کا بندوں کے پاس کوئی راستہ نہیں۔ اس وقت جان لو کہ اس کے سواء کوئی معبود حقیقی نہیں اور اس کو وحدہٗ لاشریک ماننا ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانا ظلم عظیم ہے۔

نکتہ: اولاً خطاب انفرادی کیا اور پھر جمع لائے۔ وہ لکم، اعلموا اور شروع میں قل، درحقیقت جمع کے صیغہ عظمت رسول اللہ ﷺ



BestUrduBooks.wordpress.com

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا

جو شخص دنیا کو اور اسکی زینت کو چاہتا ہے ہم اس کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں پورا پورا دے دیں گے۔ اور اس میں

لَا يُبْخَسُوْنَ ⑮ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا

ان پر ظلم نہ ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آگ کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور دنیا میں انہوں نے جو کچھ کیا ہے

صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑯ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ

وہ سب برباد ہوگیا۔ اور جو کچھ کرتے تھے وہ سب باطل ہوگیا۔ جو شخص قرآن پر قائم ہے جو اس کے رب کے پاس سے آیا ہے اور اس کے ساتھ

شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ

اسی میں سے گواہ بھی ہے اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی، کیا منکر آدمی اس کے برابر ہوسکتا ہے۔ یہ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، اور

يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ

جماعتوں میں سے جو شخص اس کا منکر ہو سو دوزخ اسکی جگہ ہے جس میں اس کے بھیجنے کا وعدہ ہے۔ سوائے مخاطب تو اس کے بارے میں شک میں نہ پڑ، بے شک وہ

مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑰

تیرے رب کی طرف سے حق ہے، اور لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

کو ظاہر کرنے کیلئے یا رسول اللہ ﷺ اور ایمان والے ان کو بیان کرتے ہیں یا خطاب مشرکین کو ہے۔ ضمیر لم یستجیبوا اور استطعتم جمع ہیں تو ان کی مناسبت سے دوسری ضمائر جمع لائی گئی ہیں۔ مطلب اس کا اس طرح ہوا کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سواء مدد کیلئے اور اپنی پشت پناہی کیلئے پکارتے ہو وہ اس مقابلہ میں مدد کیلئے تمہاری دعوت قبول نہ کریں کیونکہ ان کو اپنا عجز بخوبی معلوم ہے تو تم بھی جان لو کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے علم سے اتارا گیا ہے۔ اور علم سے یہاں اِذن یا امر مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم و اذن سے اتارا گیا ہے۔

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (پھر تم کیوں مسلمان نہیں ہوتے ہو) اس قطعی دلیل کے بعد اسلام کی اتباع کیوں نہیں کرتے۔ جنہوں نے اس کا مخاطب مسلمانوں کو بنایا۔ تو ان کے ہاں معنی یہ ہوگا اے مسلمانو! تم اس علم پر قائم رہو۔ جس پر تم ہو اور اپنے یقین میں مزید اضافہ کرلو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ اور توحید پر اور یقین پختہ کرو۔ اور فھل انتم مسلمون کا معنی یہ ہوگا کہ تم اخلاص کیوں اختیار نہیں کرتے یعنی پورا اخلاص اختیار کرو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## طالب دنیا کو آخرت میں کچھ نہ ملے گا:

۱۵: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ (جس شخص نے دنیا کی زندگی اور اسکی زینت کا ارادہ رکھا ہو ہم ان کو ان کے اعمال اس دنیا میں پورے دے دیں گے اور ان کے حق میں کمی نہ کی جائے گی) ہم ان کو ان کے اعمال کا اجر کامل و مکمل بلا کم وکاست دنیا میں دے دیں گے۔ یہ بدلہ صحت، رزق کی شکل میں ہے اور یہ کفار یا منافقین ہیں (جن کا بدلہ دنیا میں ہی چکا دیا جاتا ہے)

۱۶: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا (یہ وہ لوگ ہیں جنکے لئے آخرت میں آگ ہی ہے اور جو انہوں نے دنیا میں کیا وہ ضائع ہو گیا) جو انہوں نے کیا وہ آخرت میں ضائع ہو گیا یا ان کا عمل ضائع ہو گیا۔ یعنی ان کے عمل کا ثواب نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے آخرت کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ بلاشبہ انہوں نے دنیا ہی کا ارادہ کیا اور وہ ان کو پورا پورا دے دیا گیا۔ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (اور باطل ہوا وہ جو وہ کرتے رہے) یعنی ان کا عمل ذات کے لحاظ سے ہی باطل تھا کیونکہ اسکی غرض صحیح نہ تھی اور باطل عمل کا کوئی ثواب نہیں۔

۱۷: اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (کیا آیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہو) کیا وہ جو دنیا کا ارادہ رکھتا ہو پھر وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہو۔ یہ دونوں مرتبہ میں برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتے۔ یعنی ان دونوں کے درمیان واضح فرق ہے۔ اَفَمَنْ سے وہ لوگ مراد ہیں جو یہود میں سے اسلام لائے۔ جیسا عبداللہ بن سلام وغیرہ وہ اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہے اس میں وضاحت ہے کہ دین اسلام برحق ہے اور رب کی طرف سے ہے اور یہ عقلی دلیل ہے۔ وَيَتْلُوْهُ (اور اس برہان کی اتباع کرتا اور پیچھے آتا ہے۔ شَاهِدٌ (ایک گواہ) جو اسکی صحت کا گواہ ہے اور یہ شاہد قرآن ہے۔ مِّنْهُ (اسکی طرف سے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا قرآن کی طرف سے (جس کو اوپر ذکر کیا) وَمِنْ قَبْلِهٖ (اور اس سے قبل) یعنی قرآن سے پہلے كِتٰبُ مُوْسٰٓى (موسیٰ علیہ السلام کی کتاب) ہے۔ وہ تورات ہے اور اس برہان کے پیچھے ہے قرآن مجید سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب اِمَامًا (مقتداء) جو دین میں قابل اقتداء اور نمونہ ہے۔ وَّرَحْمَةً (اور رحمت ہے) جنکی طرف اتارا گیا ان کے لئے عظیم نعمت ہے۔

نحو: یہ دونوں حال ہیں۔ اُولٰٓئِكَ (وہ) یعنی وہ جو بینہ و دلیل پر ہوں۔ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (وہ اسپر ایمان لانے والے ہیں) یعنی قرآن مجید پر۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ (اور جو آدمی انکار کرے اس کا) یعنی قرآن کا۔ مِنَ الْاَحْزَابِ (ان گروہوں میں سے) یعنی اہل مکہ اور جو ان کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کے خلاف محاذ بنانے والے ہیں۔ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ (پس آگ اس کے وعدہ کی جگہ ہے) انجام، گھاٹ ہے۔ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ (پس تم مت پڑو شک میں) مریۃ شک کو کہتے ہیں۔ مِّنْهُ (اس کے متعلق) اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ (بے شک وہ برحق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں کرتے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا، یہ لوگ اپنے رب پر پیش کیے جائیں گے اور گواہی

الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۱۸

دینے والے کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی طرف نسبت کرکے جھوٹ بولا، خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

جو اللہ کی راہ سے روکتے رہے اور اس میں کجی تلاش کرتے رہے اور یہ لوگ آخرت کے

كٰفِرُوْنَ ۱۹ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ

منکر ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو زمین میں عاجز کرنیوالے نہ تھے اور اللہ کے سوا ان کا

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا

کوئی مددگار نہیں ہے۔ ان کو دوہرا عذاب کر دیا جائے گا، یہ لوگ سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور نہ

كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۲۰ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

دیکھتے تھے، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں کو برباد کر بیٹھے اور جو کچھ انہوں نے جھوٹ بنایا تھا وہ سب

يَفْتَرُوْنَ ۲۱ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۲۲ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

غائب ہو گیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ میں ہوں گے، بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل

الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۲۳ مَثَلُ

کیے اور اپنے رب کی طرف جھکے یہ لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ دونوں فریق کی

ع ۲ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۲۴ ع

مثال ایسی ہے جیسا اندھا ہو اور بہرا ہو، اور دیکھنے والا ہو اور سننے والا ہو، کیا دونوں حالت کے اعتبار سے برابر ہوں گے؟ کیا تم نہیں سمجھتے!

## مفتری آخرت میں دوگنا عذاب کا شکار ہوگا اور خسارہ پائے گا:

۱۸: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ (اور کون بڑا ظالم ہے اس سے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ان لوگوں کو اپنے رب کے ہاں پیش کیا جائے گا) موقف میں ان کو روک لیا جائے گا اور ان کے اعمال



BestUrduBooks.wordpress.com

پیش کیے جائیں گے۔ وَیَقُوْلُ الْاَشْھَادُ ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ (گواہ کہیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا) ان پر گواہ ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام گواہی دیں گے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والے ہیں کہ اس کے متعلق کہتے رہے کہ اس نے بیٹا اور شریک بنالیا ہے۔ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (خبردار اللہ تعالیٰ کی ظالموں پر لعنت ہو) جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والے ہیں۔ الاشھاد جمع شاہد ہے جیسے اصحاب جمع صاحب یا شہید واشھاد شریف واشراف۔

۱۹: اَلَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے رہے) لوگوں کو اس کے دین سے پھیرتے رہے۔ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا (اور اس میں ٹیڑھ تلاش کرتے رہے) نمبرا۔ اس کو ٹیڑھا بتلاتے رہے حالانکہ وہ سیدھا راستہ ہے یا۔ نمبر۲۔ اس راستے پر چلنے والوں کے متعلق ارتداد کی کوشش کرتے رہے۔ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ (اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے تھے) دوسرا ھم تاکید کیلئے لائے تاکہ ان کا آخرت کے متعلق انکار اور خاص طور پر اس عقیدے کا انکار خوب ثابت ہو جائے۔

۲۰: اُولٰٓئِکَ لَمْ یَکُوْنُوْا (یہ لوگ نہیں ہیں) یعنی نہیں تھے۔ مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ (زمین میں عاجز کرنے والے نہ تھے) دنیا میں اللہ کو عاجز کرنے والے نہ تھے کہ اگر وہ ان کو سزا دینا چاہے تو سزا دے (اور یہ اس سے بھاگ جائیں) وَمَا کَانَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ اَوْلِیَآءَ (اور نہیں تھا ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی کارساز) جو ان کی دوستی اختیار کر کے اللہ تعالیٰ سے ان کا بدلہ لے۔ اور اسکی پکڑ سے ان کو محفوظ کرلے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو مہلت دینا چاہی اور اس دن تک عذاب کو مؤخر کر دیا۔ یہ گواہوں کا کلام ہے۔ یُضٰعَفُ لَھُمُ الْعَذَابُ (ان کو دوگنا عذاب دیا جائے گا) کیونکہ انہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین سے گمراہ کیا۔

قراءت: مکی وشامی نے یُضَعَّفُ پڑھا ہے۔ مَا کَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ (وہ سننے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔) یعنی حق بات سننے کی وَمَا کَانُوْا یُبْصِرُوْنَ (اور نہ وہ دیکھتے تھے) حق کو۔

۲۱: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ (ان لوگوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا) اس طرح کہ غیر اللہ کی عبادت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مقابلہ میں خرید لیا۔ وَضَلَّ عَنْھُمْ (اور ان سے گم ہو گئے) باطل ہو گئے اور ضائع ہو گیا وہ جس کو انہوں نے خریدا اور وہ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (وہ چیز ہے جس کو وہ باندھا کرتے تھے) یعنی معبود اور ان کی شفاعت

۲۲: لَا جَرَمَ اَنَّھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ (یقیناً وہ آخرت میں وہی نقصان اٹھانے والے ہیں) روکنے اور رکنے کی وجہ سے۔ لاجرم میں کئی اقوال ہیں نمبرا۔ لَا سابقہ کلام کی تردید کیلئے ہے۔ مطلب یہ ہے لیس الامر کما زعموا۔ معاملہ اس طرح نہیں جیسا انہوں نے گمان کیا اور جرم کا معنی کسب ہے (کمایا) اس کا فاعل ضمیر ہے اور انھم یہ محل نصب میں ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے ان کے قول کی کمائی آخرت کا خسارہ ہے۔ نمبر۲۔ لاجرم یہ مرکب ہے۔ اس کا معنی حقًا ہے۔ انھم میں اَنّ محل رفع میں حق کا فاعل ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ حق خسر انھم۔ ان کا خسارہ ثابت ہے۔ نمبر۳۔ لاجرم کا معنی بہر صورت اور بہر طور ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲۵ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا انہوں نے کہا کہ میں تمہیں واضح طور پر ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو،

اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝۲۶ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

بلاشبہ میں تمہارے بارے میں ایک بڑے تکلیف دینے والے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں، اس پر سرداروں نے کہا جو کافر تھے

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِىَ

کہ ہم تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھ رہے ہیں اور جو لوگ تمہارا اتباع کرنے والے ہیں ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ ہم میں رذیل ترین لوگ ہیں جو سرسری رائے میں

الرَّاْىِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝۲۷

تمہارے ساتھ ہوئے ہیں۔ اور ہم اپنے اوپر تمہاری کوئی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں،

## مؤمنوں کو جنت ملے گی:

۲۳: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ (بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے اور رجوع کیا اپنے رب کی طرف) اخبتوا کا معنی اسکی طرف مطمئن ہوا اور اسکی عبادت خشوع و تواضع کے ساتھ یکسوئی سے کی۔ یہ الخبت سے لیا گیا اور وہ نرم پست زمین کو کہتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (وہ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں)

## مؤمن و کافر کی مثال:

۲۴: مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ (دونوں گروہوں کی مثال اندھے اور بہرے اور دیکھنے اور سننے والے جیسی ہے) کافروں کو اعمٰی اور اصم سے تشبیہ دی۔ جبکہ ایمان والے فریق کو سمیع اور بصیر سے۔ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ (کیا یہ دونوں برابر ہیں) یہ فریقین مَثَلًا (مثال و حالت میں) مشابہت میں۔

نحو: یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے) کہ مثال بیان کرنے سے فائدہ اٹھاتے۔

## دعوت نوح علیہ السلام:

۲۵: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (تحقیق ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (انہوں نے قوم کو خطاب کر کے فرمایا) بیشک میں تمہارے لئے کھلا ڈرانے والا ہوں) اِنِّیْ اصل میں بِاَنِّیْ ہے اسلئے کہ مطلب اس



BestUrduBooks.wordpress.com

طرح ہوا۔ہم نے ان کو بھیجا کہ وہ کہہ رہے تھے۔ انی لکم نذیر مبین۔اِنِّیْ یہ کسرہ کے ساتھ ہے۔جب حرف جار اس کے ساتھ مل گیا تو کانّ کی طرح انّ کو مفتوح پڑھیں گے اَنِّیْ۔

قراءت: شامی، نافع اور عاصم، حمزہ وعلی نے کسرہ کے ساتھ پڑھا۔قال کا قول قرار دیکر۔

۲۶: اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ (تم نہ عبادت کرو مگر اللہ تعالیٰ ہی کی) اَن مفسرہ ہے۔اور نمبرا۔ارسلنا کے متعلق ہے۔نمبر۲۔نذیر کے متعلق ہے۔اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ (مجھے ڈر ہے تمہارے متعلق دردناک دن کے عذاب کا) یوم کی صفت الیم لائی گئی اس میں اسناد مجازی ہے۔کیونکہ دکھ اس دن میں واقع ہوا۔

۲۷: فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ (پس ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا) ملاء سے مراد سرداران قوم ہیں کیونکہ ان کی ہیبت سے دل بھر جاتے اور مجالس پر ہو جاتیں۔نمبر۲۔ان کو ملاء۔اس لئے کہا کیونکہ وہ خیالات سے بھرے ہوتے تھے۔ درست آراء سے مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا (ہم تمہیں اپنے جیسا انسان خیال کرتے ہیں) انکا مقصد یہ تھا کہ پیغمبر کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ فرشتہ ہو یا بادشاہ ہو۔وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا (اور ہم نہیں دیکھتے تجھے مگر کہ تیری اتباع ان لوگوں نے کی ہے جو ہم سے رذیل ہیں) کم درجہ حقیر جمع ارذل۔

## دُنیا پرستوں کی رائے میں مسلمان تدبر سے خالی ہیں:

بَادِیَ الرَّاْیِ (ظاہر رائے والے) بادی کو ابو عمرو نے ہمزہ سے پڑھا الرای کو بلا ہمزہ پڑھا۔مطلب یہ ہے نمبرا۔تیری اتباع ظاہر رائے والوں نے کی۔نمبر۲۔ابتدائی رائے والوں نے کی یہ بادی بدا، یبدو، اذا ظهر سے لیا جائے۔یا بدء یبدء جب کہ کسی چیز کو ابتداء سے کیا جائے۔

نَحْوُ: یہ ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہے۔اسکی اصل یہ ہے وقت حدوث ظاہر رایھم۔ان کی ظاہری رائے کے سامنے آنے کے وقت یا ان کی پہلی رائے۔پس مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام رکھ دیا۔مقصد اس بات کا یہ تھا کہ تیری اتباع انہوں نے بلا سوچ سمجھے اور غور و تدبر کئے سرسری طور پر کر لی ہے۔اگر وہ سوچتے تو تیری اتباع نہ کرتے۔درحقیقت انہوں نے ایمان والوں کو اسلئے رذیل قرار دیا کیونکہ وہ غریب اور اسباب دنیویہ میں ان سے کم تھے۔کفار اپنی جہالت کی وجہ سے دنیا کو اپنا قبلہ مقصود سمجھتے تھے۔ان کے نزدیک معزز وہ تھا جس کے پاس مال ہو، جیسا کہ اس دور میں اسلام میں اشتباہ رکھنے والے لوگ خیال کرتے ہیں حالانکہ ان کو غلطی لگی کیونکہ دنیا میں ترقی کسی کو اللہ تعالیٰ کے قریب نہیں کر سکتی۔بلکہ دور کرتی ہے۔بلند نہیں کرتی بلکہ گراتی ہے۔

وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ (ہم نہیں دیکھتے تم میں اپنے اوپر کوئی بزرگی) مال میں اور رائے میں کُمْ سے نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین مراد ہیں۔بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ (بلکہ ہم تمہیں جھوٹا گمان کرتے ہیں) یعنی نوح علیہ السلام کو دعوت میں۔ اور ان کے متبعین کو تصدیق میں۔یعنی تم نے دعوت و اجابت میں ایک دوسرے کی موافقت حکومت حاصل کرنے کیلئے کی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَاٰتٰىنِىْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ

انہوں نے جواب میں کہا کہ اے میری قوم بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائی ہو پھر وہ تم کو دکھائی

عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ

نہ دیتی ہو تو کیا ہم اسے تم پر چپکا دیں گے حالانکہ تم اس سے نفرت کرنے والے ہو حالانکہ تم اسے برا جان رہے ہو۔ اور اے میری قوم میں تم سے اس پر کوئی مال طلب نہیں کرتا

اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّىْۤ

میرا اجر صرف اللہ ہی پر ہے اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں میں انکو ہٹانے والا نہیں ہوں۔ بیشک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں، لیکن میں

اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِىْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا

تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم جہالت کر رہے ہو اور اے میری قوم اگر میں ان کو ہٹادوں تو مجھے اللہ کے مؤاخذہ سے کون بچائے گا۔ کیا تم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّىْ

نہیں سمجھتے ہو؟ اور میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب کو نہیں جانتا میں یہ نہیں کہتا کہ میں

مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِىْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ

فرشتہ ہوں اور جن لوگوں کو تمہاری آنکھیں حقارت کے ساتھ دیکھ رہی ہیں میں ان کے بارے میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ ہرگز انہیں خیر عطا نہ فرمائے گا جو کچھ ان کے دلوں میں

بِمَا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ ۖۚ اِنِّىْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

ہے۔ اللہ خوب جاننے والا ہے اگر میں ایسا کروں تو میں بیشک ظالموں میں سے ہو جاؤں گا۔

۲۸: قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ (کہا اے میری قوم تم مجھے بتلاؤ) خبر دو اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ (اگر میں ہوں دلیل پر) مِّنْ رَّبِّىْ (اپنے رب کی طرف سے) اور اسکی طرف سے ایک گواہ بھی اسکی شہادت دیتا ہے کہ میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں۔ وَاٰتٰىنِىْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ (اور اس نے مجھے اپنی طرف سے رحمت دی ہے۔) اور رحمت سے مراد نبوت ہے۔ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ (پس وہ تم پر مخفی کردی گئی) یعنی مخفی رہے تم پر۔

قراءت: حمزہ، علی وحفص کی قراءت یہ ہے اور عَمِيَتْ، نافع، ابن کثیر ابن عامر کی قراءت میں ہے۔

مطلب یہ ہے تم پر دلیل مخفی ہوگئی اور اس دلیل نے تمہاری راہنمائی نہیں کی۔ جیسا کہ اگر قوم کا راہنما چھپ جائے تو وہ جنگل میں بغیر ہادی کے پڑے رہتے ہیں۔ اسکی حقیقت یہ ہے کہ دلیل جسطرح دیکھی جانیوالی اور سامنے کی چیز ہے۔ اسی طرح اندھی اور پوشیدہ بھی ہے۔ کیونکہ اندھا راہ پا نہیں سکتا اور نہ غیر کی راہنمائی کرسکتا ہے۔ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ (کیا وہ تمہارے



BestUrduBooks.wordpress.com

سرتھوپ دیں اس حال میں کہ تم اس کو ناپسند کرتے ہو) ھا سے مراد رحمت ہے۔ کارھون کا معنی تم چاہتے نہیں ہو۔ اس میں واؤ میم کی تکمیل کیلئے لائی گئی ہے۔

قراءت: ابوعمرو نے سکون میم سے پڑھا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حرکت اختلاس و تخفیف کے طور پر ہوتی ہے۔ مگر راوی نے اس کو سکون خیال کیا۔ حالانکہ سکون کی صورت میں یہ لحن بن جاتی ہے۔ کیونکہ حرکت اعرابیہ ضرورت شعری میں ڈالی جاتی ہے۔

۲۹: وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ (اور اے میری قوم میں تم سے اس پر نہیں مانگتا) تبلیغ رسالت پر۔ کیونکہ انی لکم نذیر کا مدلول یہی ہے۔ مَالًا (مال) یعنی بدلہ جس کی ادائیگی تم پر گراں ہو رہی ہو۔ اگر تم ادا کر دیا مجھ پر اگر تم انکار کرو۔ اِنْ اَجْرِیَ (نہیں ہے میری مزدوری)

قراءت: مدنی، شامی، ابوعمرو، حفص نے نصب یا سے پڑھا ہے۔

اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (مگر اللہ تعالیٰ پر اور میں ان لوگوں کو ہٹانے والا نہیں ہوں جو ایمان لائے ہیں) یہ کفار کے اس مطالبے کا جواب ہے کہ ان غرباء کے ساتھ ہم نہیں بیٹھ سکتے ان کو نکال دو تو تب تمہارے پاس بیٹھیں گے تو ان کے جواب میں فرمایا مَآ اَنَا (الایۃ) وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ (لیکن میں تمہیں جاہل قوم خیال کرتا ہوں) تم مسلمانوں پر بیوقوفی کا الزام دھرتے اور ان کو رذیل کہہ کر پکارتے ہو یا تم اپنے رب کی ملاقات سے جاہل و بےخبر ہو۔ یا اس سے تم جاہل ہو کہ وہ تم سے بہت بہتر ہیں۔

۳۰: وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ (اے میری قوم کون میری مدد کرے گا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کیلئے) یعنی اس کے انتقام سے کون بچائے گا۔ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (اگر میں نے ان کو اپنے ہاں سے نکال دیا کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے ہو) تذکرہ کا معنی وعظ و نصیحت حاصل کرنا۔

۳۱: وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ (اور نہ میں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں) کہ مالداری کی وجہ سے تم پر مالداری کا دعویٰ کروں یہاں تک کہ تم یہ کہہ کر میری فضیلت کا انکار کرو۔ مانری لکم علینا من فضل (ہود۔۲۷) (ہم تم میں اپنے سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دیکھتے) وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ (اور نہ میں غیب جانتا ہوں) یہاں تک کہ مجھے اطلاع ہو جائے دلوں کے اندر اور نفوس میں جو میری اتباع ہے۔ (تمہارے ظاہر کرنے سے معلوم ہوگی) اس کا عطف عندی خزائن اللہ پر ہے۔ ای لا اقول عندی خزائن اللہ ولا اقول انا اعلم الغیب، وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ (نہ میں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں) یہاں تک کہ تمہیں کہنا پڑے کہ تو تو ہمارے جیسا انسان ہے ماانت الا بشر مثلنا [الشعراء:۱۵۴] وَلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِیْٓ اَعْيُنُكُمْ (اور نہ میں کہتا ہوں ان لوگوں کو جن کو تمہاری آنکھیں حقیر قرار دیتی ہیں) میں حکم نہیں لگاتا ان ایمان والوں پر جن کو تم فقر کی وجہ سے حقیر قرار دیتے ہو لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا (کہ ہرگز اللہ تعالیٰ ان کو کوئی بھلائی نہ دے گا) دنیا اور آخرت میں اس کے ہاں ذلیل ہونے کی وجہ سے اور تمہاری معاونت اور تمہاری خواہشات کی مطابقت کرتے ہوئے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ (اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو ان کے دلوں میں ہے) سچا اعتقاد، بیشک میرے ذمہ تو ظاہری اقرار کو قبول کرنا ہے کیونکہ میں

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

وہ کہنے لگے کہ اے نوح تم ہم سے جھگڑے اور تم نے ہم سے زیادہ جھگڑا کر لیا۔ لہٰذا ہمارے پاس وہ لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اگر تم سچے ہو۔

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ

نوح نے جواب دیا کہ اس چیز کو تمہارے پاس اللہ ہی لائے گا اگر وہ چاہے، اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو، اور میری خیر خواہی تمہیں فائدہ نہیں دے سکتی

اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَيْهِ

اگر میں تمہاری خیر خواہی کا ارادہ کروں اگر اللہ کا یہ ارادہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کرے، وہ تمہارا رب ہے اور تم اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ؕ

لوٹائے جاؤ گے۔

ان کے مخفی اسرار کی اطلاع نہیں پا سکتا۔ اِنِّیْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ (بیشک میں اس وقت ہو جاؤں گا ظالموں میں سے) اگر میں ان میں سے کوئی چیز اپنے متعلق کہوں۔ الازدراء یہ زری علیہ سے باب افتعال ہے اس کے معنی عیب لگانا ہے اور اس کا اصل تزتری ہے تا کو دال سے بدل دیا گیا ہے۔

۳۲: قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا (انہوں نے کہا اے نوح تو نے ہم سے مجادلہ کیا) ہم سے مخاصمت کی فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ (تو نے ہم سے بہت جھگڑا کیا پس تو لے آ جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے) یعنی عذاب اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (اگر تو سچا ہے) اپنے وعدے میں۔

۳۳: قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ (کہا بیشک وہ اللہ تعالیٰ تم پر لائیں گے اگر وہ چاہیں گے) عذاب لانا میرے اختیار میں نہیں۔ وہ اس کے اختیار میں ہے جس کا تم انکار کرتے ہو۔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ (اور تم اسکو عاجز کرنے والے نہیں ہو) یعنی تم اس سے کہیں بھاگ نہیں سکتے۔

۳۴: وَ لَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ (اور تمہیں میری نصیحت فائدہ نہ دے گی) اس میں گمراہی کے مقام کی نشاندہی کی گئی تا کہ اس سے بچا جائے اور رشد کی راہنمائی کی گئی تا کہ اسکی پیروی کی جائے

قراءت: ابو عمرو اور مدنی نے ولکنّیَ ، اِنِّیَ نُصْحِیَ پڑھا ہے۔

اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ۔ (اگر چہ میں تمہاری خیر خواہی کا ارادہ کروں اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے گمراہ کرنے کا ہو) یغویکم کا معنی گمراہ کرنا ہے۔

یہ شرط شرط پر داخل ہے۔ پس دوسری شرط حکم میں مقدم ہوگی جیسا کہ معروف و معلوم ہے تقدیر عبارت یہ ہے ان کان یرید



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع۱۱ ۳

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے قرآن کو اپنے پاس سے بنالیا۔ آپ فرما دیجئے اگر میں نے اس کو اپنے پاس سے بنالیا ہے تو مجھ ہی پر اسکا جرم ہے اور میں اس سے بری ہوں جو جرم تم کرتے ہو۔

ان یغویکم لاینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں گمراہ کرنا چاہیں تو میری نصیحت تمہارے کچھ کام نہیں آسکتی خواہ میں تمہاری خیر خواہی کا ارادہ کروں (کیونکہ و اللہ غالب علی امرہ ،لا معقب لحکمہٖ)

نکتہ: ارادہ معاصی کے متعلق یہ ہماری واضح دلیل ہے۔

هُوَ رَبُّكُمْ (وہ تمہارا رب ہے) پس وہ تم میں اپنے ارادہ کے فیصلہ کے مطابق تصرف کرتے ہیں وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا) پس وہ تمہارے اعمال پر تمہیں بدلہ دے گا۔

۳۵: اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ (کیا وہ کہتے ہیں اس کو گھڑ لیا ہے) اَمْ ،هَلْ کے معنی میں ہے ہمزہ استفہام کا محذوف ہے، بلکہ کیا وہ کہتے ہیں اس کو گھڑ لیا ہے۔ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ (کہہ دیں اگر میں نے اس کو گھڑا ہے تو مجھ پر میرا جرم) یعنی اگر صحیح ہے کہ میں نے افتراء کیا ہے تو مجھ پر میرے جرم کی سزا ہے یعنی افتراء کی۔ کہا جاتا ہے: اجرم الرجل، اذا اذنب۔ جب وہ گناہ کرے۔ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ (اور میں بری ہوں) یعنی یہ بات ثابت نہیں اور میں اس سے بریٔ الذمہ ہوں مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ تمہارے اس جرم سے کہ میری طرف افتراء کی نسبت کرتے ہو۔ پس تمہاری دشمنی اور اعراض کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا

اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ بلاشبہ تمہاری قوم میں سے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ اور کوئی شخص ہرگز ایمان نہ لائے گا سو یہ لوگ جو کام کرتے تھے آپ انکی

كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ

وجہ سے رنجیدہ نہ ہوں، اور ہمارے حکم سے کشتی بنا لیجئے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے خطاب

ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا

نہ کرنا، بلاشبہ یہ لوگ غرق کیے جانے والے ہیں۔ اور وہ کشتی بنا رہے تھے اور جب انکی قوم کے سردار ان پر گزرتے تھے تو ان سے ہنسی کرتے

مِنْهُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

تھے، وہ جواب دیتے تھے کہ اگر تم ہم پر ہنس رہے ہو تو بلاشبہ ہم تم پر ہنسیں گے جیسا کہ تم ہنسی کر رہے ہو، سو عنقریب تم جان لو گے

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾

کہ کس کے پاس عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور اس پر دائمی عذاب نازل ہوگا۔

## ان کے ایمان کی توقع نہ کریں:

۳۶: وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ (اور نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی کہ ہرگز تمہاری قوم میں سے کوئی ایمان نہیں لائے گا) ان کے ایمان سے ناامیدی کا اظہار کیا گیا اور اس بات کا بھی کہ ان کے ایمان کی توقع چھوڑ دیں۔

نکتہ: اس میں دلیل ہے کہ ایمان کیلئے تجدد کا حکم ہے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ بیشک جو ایمان لایا ہے وہ ایمان لاتا ہے نئے وقت میں اور ایمان بالقرآن میں جس اضافہ کا ذکر ہے اسکا مطلب بھی تجدید ایمان اور پختگی ایمان لیا جائے گا۔ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (پس تو رنجیدہ نہ ہو جو کچھ وہ کر رہے ہیں) تو غمزدہ پریشان کی طرح غمزدہ نہ ہو۔ الا بتیاس یہ البؤس سے افتعال ہے۔ اس کا معنی غم و فقر ہے۔ اب آیت کا یہ مطلب ہوا۔ انہوں نے تیری جو تکذیب کی ہے اس پر غمزدہ نہ ہو اور جو تمہیں تکلیف پہنچائی اس پر رنجیدہ نہ ہو، تیرے دشمنوں سے انتقام لے گا۔

## کشتی بناؤ:

۳۷: وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا (تو ہماری نگرانی میں کشتی بنا) یہ موضع حال میں ہے۔ یعنی اس کو بنا اس حال میں کہ وہ محفوظ ہو۔ اور حقیقۃً یہ ملتبسا باعیننا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے ساتھ نگران مقرر تھے جو اس بات کی نگرانی کرتے تھے کہ اس



BestUrduBooks.wordpress.com

کی بناوٹ میں کوئی خرابی پیدا نہ ہونے پائے۔ وَوَحْيِنَا (اور ہماری وحی سے) پس ہم تیری طرف وحی کو الہام کرتے ہیں کہ تم نے کس طرح اس کام کو انجام دینا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انہیں کشتی کی صنعت معلوم نہ تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ پرندے کے سینے کی طرح۔

وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (اور مت مجھے خطاب کرنا ان لوگوں کے متعلق جو ظالم ہیں) اپنی قوم کی حالت کے متعلق تم مجھے نہ پکارنا اور نہ عذاب کے دور کرنے کی شفاعت کرنا۔ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (بیشک ان کو ہم ڈبوئیں گے) ان پر غرق کا حکم لگ چکا اور فیصلہ ہو چکا۔ قلم خشک ہو چکے اب اس کے رکنے کا کوئی راستہ نہیں۔

۳۸: وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ (وہ کشتی بنا رہے تھے) ماضی کی حالت کو بیان کیا گیا ہے۔ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ (جب بھی ان کے پاس سے ان کی قوم کے سردار گزرتے تو ان سے وہ تمسخر کرتے) کشتی بنانے پر وہ پانی سے دور جنگل میں بنا رہے تھے۔ پس وہ ان پر ہنستے اور کہتے اے نوح! تو پیغمبر بننے کے بعد بڑھئی بن گیا ہے۔ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ (نوح علیہ السلام کہتے ہیں اگر تم ہم سے مذاق کرتے ہو تو ہم بھی تم سے مذاق کریں گے) جب تمہاری ہلاکت کو دیکھیں گے كَمَا تَسْخَرُوْنَ (جیسا تم مذاق اڑاتے ہو) ہمارا کشتی بنانا دیکھ کر۔

## کشتی نوح، عرض و طول:

روایت میں ہے کہ نوح علیہ السلام نے ساج کی لکڑی سے دو سال میں کشتی تیار کی۔ اسکی لمبائی تین سو ہاتھ تھی یا ۱۲۰۰ ہاتھ اسکی چوڑائی ۵۰ ہاتھ یا ۶۰۰ ہاتھ۔ بلندی ۳۰ ہاتھ، اس کے تین طبقات بنائے۔ سب سے نچلے حصے میں وحشی جانور، درندے، حشرات الارض۔ درمیانے طبقے میں چوپائے، پالتو جانور، تیسری بالائی منزل میں نوح علیہ السلام بمع ایمان والوں کے اور زادِ راہ سمیت سوار ہوئے اور آدم علیہ السلام کا جسد بھی ساتھ لیا اور اس کو مردوں اور عورتوں کے درمیان روک بنا دیا۔

۳۹: فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ (اور عنقریب تم جان لوگے کہ جس کے پاس عذاب آئیگا) تعلمون کی وجہ سے من یاتیہ محل نصب میں ہے۔ ای فسوف تعلمون الذی یا تیہ۔ عنقریب تم جان لوگے اس کو جس پر عذاب آئے گا۔ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ عذاب اس کو رسواء کردے گا۔ یعنی ان کو عذاب غرق سے دنیا میں رسوا کردے گا۔ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ (اور اس پر اتر پڑے گا) نازل ہوگا۔ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (قائم رہنے والا عذاب) اور وہ عذاب آخرت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور سے پانی ابلنے لگا تو ہم نے کہا اس کشتی میں ایک ایک نر ایک ایک مادہ (یعنی ہر جنس سے دو عدد) سوار کر دو اور اپنے گھر والوں کو بھی سوار کر دو

اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ۞٤٠ وَقَالَ ارْكَبُوْا

سوائے اس کے جس کے بارے پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے، اور ان لوگوں کو بھی سوار کر لو جو ایمان لائے ہیں اور انکے ساتھ کم آدمی ایمان لائے، اور نوح نے کہا کہ آ ئیں

فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞٤١ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ

سوار ہو جاؤ۔ اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا، بلاشبہ میرا رب بالیقین بخشنے والا ہے۔ مہربان ہے۔ اور وہ کشتی ان کو لے کر پہاڑوں جیسی

فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا

موجوں میں چلنے لگی اور نوح نے اپنے بیٹے کو آواز دی اور وہ انسے ہٹا ہوا تھا کہ اے میرے چھوٹے سے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ

وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۞٤٢ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا

اور کافروں کے ساتھ مت ہو، وہ کہنے لگا کہ میں عنقریب کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھے پانی سے بچا لے گا، نوح نے جواب دیا کہ آج

عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۞٤٣

اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں مگر وہی جس پر وہی رحم فرمائے اور ان دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی۔ سو وہ غرق کیے جانے والوں میں سے ہو گیا۔

۴۰: حَتّٰى (یہاں تک کہ) نحو: یہ ابتداء کلام میں آتا ہے۔ یہ شرط و جزاء والے جملے پر داخل ہوتا ہے۔ یصنع الفلك کی غایت ہے یعنی وہ کشتی بناتے رہے یہاں تک کہ وہ وعدہ کا وقت آ گیا۔ درمیان والا کلام یصنع سے حال ہے یعنی یصنعها والحال انه كلما مر عليه ملاء من قومه سخروا منه آپ کشتی بنا رہے تھے حالت یہ تھی کہ جب بھی آپ کی قوم کے سردار آپ کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ سے مذاق کرتے۔ اور کلما کا جواب سخروا ہے اور قال یہ جملہ مستانفہ ہے اس کو سوال مقدر کے جواب میں لایا گیا ہے۔ یا قال سخروا کے جواب میں ہے۔ اور سخروا یہ مَرَّ کا بدل ہے یا ملاء کی صفت ہے۔

## عذاب آن پہنچا:

اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا (جب ہمارا حکم آ گیا) امر سے عذاب مراد ہے۔ وَفَارَ التَّنُّوْرُ (اور تنور نے جوش مارا) یہ معاملے کی سختی اور صعوبت سے کنایہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ روٹی کے تنور سے پانی نے جوش مارا۔ یہ پتھروں کا تنور تھا جس کو حواء نے بنایا تھا۔ اس زمانہ سے نوح علیہ السلام تک پہنچا تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ تنور، سطح زمین کو کہتے ہیں۔ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا (ہم نے کہا اس میں سوار کرو) یعنی کشتی میں مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ (ہر جوڑے میں سے دو دو) اسکی تفسیر سورۃ المومنون میں ہے۔

وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ (اور اپنے اہل کو مگر وہ جنکے بارے میں بات پہلے کہی جا چکی) اس کا عطف اثنین پر ہے اور اسی طرح و من امن کا بھی وَمَنْ اٰمَنَ (اور وہ جو ایمان لائے)۔یعنی سوار کرو تم اپنے اہل کو اور غیر میں سے ایمان والوں کو اہل سے من سبق علیہ القول کو مستثنیٰ کر دیا۔اس لئے کہ وہ اہل نار میں سے ہے اور اس کے متعلق بات پہلے اس لئے کہہ دی کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق جانتے ہیں کہ وہ کفر کو اپنے ارادہ و تقدیر سے اختیار کریں گے اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند و بالا ہے۔کہ کائنات میں اس کے ارادہ کے خلاف کوئی چیز وقوع پذیر ہو۔

وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ (اور ان پر ایمان نہ لائے مگر بہت قلیل) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کی تعداد آٹھ تھی۔نوح اور ان کے گھر والے، ان کے تین بیٹے اور ان کی بیویاں (یہ روایت مرفوعاً ثابت نہیں ہے۔ابن حجر) ایک قول یہ ہے وہ دس تھے پانچ مرد اور پانچ عورتیں۔نمبر۳۔ایک قول بہتر مرد اور عورتیں اور اولاد نوح علیہ السلام سام حام، یافث اور ان کی بیویاں اس طرح کل تعداد ۷۸ ہوگئی آدھے مرد اور آدھی عورتیں۔

## کشتی میں سواری کی دعا:

۴۱: وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا (کہا تم اس پر سوار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے نام سے اس کا چلنا اور رکنا ہے) بسم اللہ، ارکبوا سے متصل ہے۔واؤ سے حال ہے۔یعنی تم اس میں سوار ہو جاؤ اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کا نام لینے والے ہو۔یا اس حال میں کہ اس کے چلانے اور ٹھہرانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینے والے ہو۔اس وجہ سے کہ المجری، المرسی اسماء ظروف ہیں اور وقت کا معنی دیتے ہیں یا اس لئے کہ یہ دونوں مصدر میمی ہیں جیسا اجراء و ارساء اور ان کا مضاف وقت کا لفظ حذف کر دیا جیسا کہتے ہیں: خفوق النجم ای وقت خفوق النجم۔

یہ بھی درست ہے کہ بسم اللّٰہ مجرھا و مرسٰھا بذات خود جملہ ہو ماقبل سے متعلق نہ ہو بلکہ مبتداء خبر ہو۔مطلب یہ ہے کہ نوح علیہ السلام نے ان کو سوار ہونے کا حکم دیا پھر ان کو بتلایا کہ ان کا چلنا اور رکنا اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے ہے۔ای بسم الله اجراء ھا و ارساؤ ھا چنانچہ جب کشتی چلاتے تو کہتے باسم اللہ کشتی چل پڑتی اور کھڑا کرنا چاہتے تو باسم اللہ کہتے کشتی لنگر انداز ہو جاتی۔

قراءت: مجرٖھا میم مفتوح اور راء مکسور ہے یہ جری سے ہے یا مصدر ہے یا وقت محذوف ہے یہ حمزہ، علی، حفص نے پڑھا ہے۔

اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے) ان کے لئے جو مخلصانہ ایمان لانے والے ہیں۔

۴۲: وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ (وہ کشتی ان کو لیکر چل رہی تھی) یہ فعل محذوف سے متصل ہے۔اس پر ارکبوا فیھا باسم اللّٰہ دلالت کر رہا ہے۔گویا عبارت اس طرح ہے۔فرکبوا فیھا یقولون بسم اللّٰہ وھی تجری بھم ای السفینۃ وھم فیھا۔پس وہ اس میں بسم اللہ کہتے ہوئے سوار ہو گئے وہ کشتی ان کو لیکر چل پڑی اس حال میں کہ وہ کشتی میں تھے۔

فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ (ایسی موجوں میں جو پہاڑوں جیسی تھیں) اس سے مراد طوفان کی موجیں ہیں۔موج جمع موجہ ہے جیسا تمر جمع تمرۃ۔موج اس پانی کو کہتے ہیں جو تیز ہواؤں کے پانی کے اندر داخل ہونے سے اضطراب کے وقت بلند ہو۔بلندی اور



BestUrduBooks.wordpress.com

تہ بہ تہ مل جانے کی وجہ سے ہر موج کو پہاڑ سے تشبیہ دی ہے۔

## بیٹے سے گفتگو:

وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ (اور نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو آواز دی) کنعان بعض نے کہا یام۔ جمہور کے ہاں یہ آپ کا صلبی بیٹا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کی بیوی کا سابقہ خاوند سے بیٹا تھا۔ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ (وہ الگ تھلگ مقام میں تھا) اپنے والد اور کشتی سے۔ معزل یہ مفعل کا وزن ہے۔ یہ عزلہ عنہ سے جبکہ دور کر دیا جائے اور ہٹا دیا جائے یا اپنے والد کے دین سے الگ تھلگ تھا۔ يٰبُنَيَّ (اے میرے بیٹے)

قراءت: ی کے فتحہ سے عاصم نے پڑھا ہے۔ یا اضافت سے الف مبدلہ پر اکتفاء کرتے ہوئے جیسے یابنیاً دیگر قراء نے کسرہ یا سے یا، ی اضافت سے اس پر اکتفاء کرتے ہوئے ارْكَبْ مَّعَنَا (تو ہمارے ساتھ سوار ہو جا) کشتی میں یعنی اسلام لا اور کشتی میں بیٹھ وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ (اور تو کافروں کے ساتھ مت ہو)

۴۳: قَالَ سَاٰوِيْٓ (کہا اس نے میں پناہ لونگا) اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ (پہاڑ پر جو مجھے پانی سے بچائے گا) ڈوبنے سے محفوظ کر دے گا۔ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ (کہا آج کوئی پناہ دینے والا نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مگر جس پر وہ رحم کرے) مگر رحم کرنے والا بچا سکتا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ ہے یا آج کوئی طوفان سے بچنے والا نہیں۔ مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے اور وہ مومنین ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب اس نے پہاڑ کو طوفان سے بچانے والا بتایا تو آپ نے اس کو فرمایا آج تمہیں کوئی بچنے کی جگہ بچا نہ سکے گی خواہ پہاڑ وغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔ سوائے ایک بچنے کی جگہ کے اور وہ جگہ ان لوگوں کا مقام ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور ان پر رحم فرمایا وہ مقام کشتی ہے یا یہ استثناء منقطع ہے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ لکن من رحم اللّٰہ فھو المعصوم۔ لیکن وہ کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا وہ بچا ہوا ہے یہ اس طرح ہے جیسے فرمایا: مالھم بہ من علم الا اتباع الظن۔ [النساء:۱۵۷]

## ابن نوح کی ہلاکت:

وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ (اور حائل ہوگئی ان کے درمیان موج) بیٹے اور پہاڑ کے درمیان یا نوح علیہ السلام اور بیٹے کے درمیان فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ (پس وہ ہوگیا ڈوبے ہوؤں میں سے) کان یہاں صار کے معنی میں ہے یا کان اپنے معنی میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ڈوبنے والوں میں سے تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ

اور حکم ہوا کہ اے زمین اپنے پانی کو نگل لے اور اے آسمان تھم جا،اور پانی کم ہو گیا اور فیصلہ کر دیا گیا

وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۴۴ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ

اور کشتی جودی پر ٹھہر گئی،اور کہہ دیا گیا کہ کافروں کے لئے دوری ہے، اور (نوح علیہ السلام) نے اپنے رب کو پکارا

فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۴۵

اور عرض کیا اے میرے رب بے شک میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو احکم الحاکمین ہے،

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوح بلاشبہ وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ بیشک اس کا عمل درست نہیں سو تو مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کر جس کا تجھے

لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۴۶ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ

علم نہیں، میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ نادانوں میں شامل نہ ہونا، نوح نے عرض کیا کہ اے میرے رب بیشک میں اس بات کی آپ سے پناہ چاہتا ہوں

اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۴۷

کہ میں آپ سے وہ سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر آپ نے میری بخشش نہ فرمائی تو میں خسارہ والوں میں سے ہو جاؤں گا،

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓي اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ

حکم ہوا کہ اے نوح تم اتر جاؤ سلامتی کے ساتھ جو ہماری طرف سے ہے اور برکتوں کے ساتھ جو تم پر اور ان جماعتوں پر ہیں جو تمہارے ساتھ ہیں اور بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جنہیں

ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۴۸

ہم نفع پہنچائیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

۴۴: وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ (اور کہا گیا اے زمین تو نگل اپنے پانی کو) تو پھٹ جا اور پانی پی جا۔ البلع کا معنی چوسنا اور جذب کرنا۔ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ (اور اے آسمان تھم جا) پانی برسانا روک لے۔ وَغِيْضَ الْمَآءُ (اور پانی کم کردیا گیا) غیض کا معنی کم ہونا اور کرنا۔ یہ غاض بمعنی نقص سے ہے۔ یہاں متعدی آیا ہے۔ وَقُضِيَ الْاَمْرُ (اور کام تمام کردیا گیا) اور اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے ساتھ قوم کی ہلاکت کا جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا کردیا۔ وَاسْتَوَتْ (اور کشتی ٹھہری) چھ ماہ تمام زمین کا چکر کاٹنے کے بعد کشتی ٹھہر گئی۔ عَلَى الْجُوْدِيِّ (جودی پہاڑ پر) یہ موصل کا ایک پہاڑ ہے۔ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (اور کہا گیا کہ ظالم قوم کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے) دور ہو قوم نوح جن کو ڈبویا گیا کہا جاتا ہے کہ بعد بُعْدَ و بَعْدًا جبکہ انتہائی دور

کرنے کا ارادہ ہو جیسے ہلاکت وموت اسی لئے یہ لفظ بددعا کیلئے خاص ہے۔

فائدہ جلیلہ: اس آیت کو چار اطراف سے دیکھو کہ علم بیان کا کتنا شاندار مرقع ہے اس میں مجاز، استعارہ اور کنایہ اور اس کے متعلقات ہم عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ اس مطلب کو بیان کیا جائے۔ ہم نے زمین سے پھوٹے ہوئے پانی کو لوٹانے کا ارادہ کیا کہ جو نکلا ہے وہ واپس تہہ زمین میں چلا جائے۔ اور آسمان سے طوفان کو منقطع کرنا چاہا وہ منقطع ہوگیا۔ اترنے والے پانی کو سوکھانا چاہا تو وہ جذب ہو کر خشک ہوگیا۔ اور نوح علیہ السلام کے معاملے کا فیصلہ کردیں اور وہ قوم کے غرق والے فیصلہ کو نافذ کرنا تھا۔ وہ بھی کردیا گیا کشتی کو روکنا چاہا وہ جودی پر رک گئی ظالموں کو غرق کردیا۔

تو کلام کی بنیاد اس پر رکھی کہ مراد کو ایسے امور سے تشبیہ دی جس سے نافرمانی ہو ہی نہیں سکتی (کیونکہ اللہ تعالیٰ ہیبت ورعب میں کامل ہے) اور تکوین مراد کو ایسے امر قطعی سے تشبیہ دی جو مقصود کے بننے میں بطور تصویر کے نافذ العمل ہے کیونکہ وہ ذات عظیم اقتدار والی ہے۔ اور آسمان زمین میں جو چاہے کرے وہ اس کی تکوین کے مطیع ہیں۔ اس کے ارادے کو کسی تغیر وتبدل سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ گویا کہ وہ عقلاء ہیں اور امتیاز کرنے والے ہیں اسکی پہچان کا جو حق ہے اسی طرح اس کو پہچانتے ہیں اور اس کے حکم کی اطاعت میں جو چیز ان پر لازم ہے اس کو بخوبی جاننے والے ہیں اور اس کے حکموں پر یقین کرنے والے ہیں۔ اور اسکی مراد کے حصول میں اپنی پوری ہمت صرف کرنے والے ہیں۔ پھر نظم کلام کی بنیاد اسی تشبیہ پر رکھی چنانچہ فرمایا وقیل ارادہ سے بطور مجاز استعمال کیا کیونکہ قائل کا قول اسی سے واقع ہوتا ہے۔ مجاز کیلئے قرینہ جماد کو خطاب یا ارض اور یا سماء کو بنایا۔ پھر ان کو خطاب کر کے یا ارض اور یا سماء کہہ کر اس تشبیہ سے استعارہ کردیا۔

پھر زمین میں پانی کی گہرائی کیلئے بطور استعارہ ابلعی کا استعمال فرمایا بلع کھائی ہوئی چیز سے پانی کا چوسنا۔ تو پانی بھی مخفی ٹھکانے میں پہنچ گیا۔ تو اس مناسبت سے بلع کو ذکر کردیا۔ پھر الماء کو استعارۃً غذا کیلئے استعمال کیا کیونکہ دونوں کے مابین قوت کی مشابہت پائی جاتی ہے زمین بھی پانی سے طاقت پاتی ہے۔ جیسا کھانے والا طعام سے قوت پاتا ہے۔ پھر فرمایا۔

مَآءَكِ پانی کی نسبت زمین کی طرف فرمائی بطور مجاز کیونکہ پانی زمین سے متصل ہوتا ہے جیسے ملک مالک سے متصل ہوتی ہے۔ پھر احتباس بارش کیلئے اقلاع کا لفظ اختیار کیا۔ اقلاع ترک فعل کو کہتے ہیں کیونکہ عدم تاخیر کی مشابہت دونوں میں پائی جاتی ہے۔ پھر فرمایا وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعداً اس میں تصریح نہیں فرمائی کہ کس نے پانی کو خشک کیا اور نہ اس کا جس نے حکم کو نافذ کیا اور کشتی کو ٹھہرایا آخر میں فرمایا بُعْدًا دور کرنے والے کی تصریح نہیں کی جب کہ یا ارض، یا سماء میں قائل کی تصریح نہیں کی۔ ان میں کنایہ کا راستہ اپنایا کہ یہ تمام امور عظیمہ کسی فاعل قادر، مکون قاہر کی تکوین سے ہی ممکن ہیں اور ان کا کرنے والا اکیلا ہے اس کے حکم میں کسی دوسرے کی شرکت نہیں ہے۔

وہم وخیال کا کوئی گوشہ یہ نہیں کہتا کہ کوئی دوسرا یہ آرڈر دے سکتا ہو یارض ابلعی ماء ك و یاسماء اقلعی ۔ اور نہ یہ خیال میں آسکتا ہے کہ غائض القاضی، المسوی اس کے سواء کوئی اور ہو۔ پھر کلام کو تعریض سے ختم کیا تا کہ ان مکذبین کو خبردار کردیا جائے جو انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنے والے ہیں وہ اپنے آپ پر ظلم کررہے ہیں اور یہ سخت عذاب ان کے اپنے ظلم ہی کا نتیجہ تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۲۔علم معانی کے اعتبار سے۔ ہر کلمہ کا فائدہ اور تقدیم و تاخیر جملوں پر غور کریں۔نمبرا۔یا حروف نداء میں سے لایا گیا کیونکہ وہ کثیر الاستعمال ہے اور منادی کے بُعد پر بھی دلالت کر رہا ہے۔اور یہاں اس سے اظہار عظمت اور ملکوت ابداء عزت و جبروت کا مقصد حاصل کیا گیا اور وہ منادی کے دور ہونے سے ہی حاصل ہوسکتا ہے جس کے معمولی ہونے کو ظاہر کیا گیا اور یا اَرْضِیْ نہیں کہا کیونکہ اس میں تہاون بڑھتا ہے کیونکہ اضافت قرب کو چاہتی ہے۔یاایتھا الارض نہیں کہا تا کہ اختصار ہو۔اور لفظ ارض اور سماء کے استعمال لئے کیونکہ خفیف اور عام مستعمل ہیں۔ابلعی کو اختیار کیا ابتلعی نہیں کہا تا کہ اختصار ہو۔دوسرا اقلعی اور اس کے درمیان صفت تجانس ہے۔اور اقلعی کہا عن المطر ساتھ نہیں کہا۔اسی طرح یاارض ابلعی ماءک فبلعت اور یا سماء اقلعی فاقلعت نہیں کہا بطور اختصار نتائج ذکر نہیں فرمائے۔غیض الماء کو غیض کی بجائے لائے اور الماء کہا ماء الطوفان نہیں کہا۔الامر کہا اور امر نوح وقومہ نہیں کہا۔یہ بطور اختصار فرمایا اور الف لام عہدی نے ضرورت پوری کر دی۔

اسی طرح سویت علی الجودی نہیں فرمایا جیسا کہ پہلے قیل،غیض مجہول کے صیغے تھے هی تجری معروف کی رعایت سے استوت فرمایا گیا۔تا کہ مطابقت ہو جائے پھر بعدًا فرمایا بعدًا للقوم یا یبعد القوم نہیں فرمایا تا کہ اختصار و تاکید دونوں مقصود حاصل ہوں۔نمبر۳۔جملوں کا تسلسل: یہ تو کلمات کی ترکیب کو دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔اگر جملوں کی ترتیب پر غور کریں نمبرا۔امر سے نداء کو مقدم کیا یاارض ابلعی و یا سماء اقلعی۔اسی طرح ابلعی یاارض، اقلعی یا سماء نہیں فرمایا۔تا کہ جن کو اصل خطاب کیا ہے وہ مقدم ہوں تا کہ امر وارد منادی کے نفس میں خوب جاگزین ہو جائے۔

نمبر۲: پھر زمین کو آسمان سے پہلے لائے۔کیونکہ طوفان زمین سے شروع ہوا۔پھر پیچھے وغیض الماء کو لائے۔تا کہ قصہ ماء سے یہ متصل ہو اور اپنے مقام پر پہنچ جائے۔نمبر۳۔واقعہ کا مقصد آخر میں لائے۔جو قضی الامر ہے کہ نوح علیہ السلام سے ہلاکت کفار کا جو وعدہ تھا وہ پورا کر دیا گیا اور وہ ہلاکت کفار اور نجات نوح علیہ السلام اور مومنین تھی پس اس سے عبرت حاصل کرو۔

نمبر۴: فصاحت لفظیہ پر غور کرو تمام الفاظ فصیح،سہل الاستعمال تنافر سے دور، بشاعت سے دور، انتہائی لذیذ و شیریں، عمدہ چلاؤ پانی جیسا بہاؤ، شہد جیسی حلاوت، نسیم سحری جیسی رقت۔

اعجاز قرآنی: اسی لئے تو معاندین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اس جیسی آیات لانے سے طاقت بشر قاصر ہے۔قرآن مجید کی کیا عجیب شان ہے۔جب کوئی عالم اس کی کسی آیت میں غور کرے گا تو وہ ایسے بے شمار لطائف پائے گا۔جن کو شمار میں نہیں لایا جاسکتا۔ جو کچھ ہم نے لکھا وہ تو اس سے بہت کم ہے جو اس آیت میں لطائف ہیں یہ بحر ذخار ہے جس کی تہہ نہیں كلام الملوك، ملوك الكلام۔

## بیٹے کے متعلق سوال:

۴۵: وَ نَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ (نوح علیہ السلام نے پکارا اپنے رب کو اور کہا اے میرے رب) اس میں نوح علیہ السلام کی دعا و نداء کا ذکر فرمایا جو ان الفاظ سے تھی۔رب اے میرے رب اپنے اہل کے متعلق وعدہ پورا کرنے کا تقاضا ہے کہ آپ میرے اہل کو نجات دیں گے۔اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ (بیشک میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے) یعنی اہل میں سے کیونکہ وہ آپ کا



BestUrduBooks.wordpress.com

صلبی بیٹا یا ربیب تھا۔ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ (اور آپ کا وعدہ بلاشبہ سچا ہے) آپ جو وعدہ فرماتے ہیں وہ برحق وثابت ہے جس کے پورا ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور پورا کرنے میں اور آپ نے میرے اہل کو نجات دینے کا وعدہ فرمایا پس میرے بیٹے کا کیا معاملہ ہے؟ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ (حالانکہ آپ تو سب سے بڑے حاکم ہیں) آپ تمام حکام سے زیادہ علم والے اور زیادہ عدل والے ہیں۔ کیونکہ حاکم کو دوسرے حاکم پر علم وعدل ہی کی وجہ سے فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ آج کے زمانہ میں بہت سے حکام اعلیٰ حکام کہلانے والے جہل وظلم کا مجسمہ ہیں اور احکم الحاکمین کا یہی معنی ہے۔ پس تم کو اس حال سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور آنسو بہانے چاہئیں۔

۴۶: قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ (فرمایا اے نوح وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے) پھر اہل میں نہ ہونے کی تعلیل بیان فرمائی۔ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (اس کے عمل درست نہیں ہیں)

مَسْئَلَة: اس میں اعلان کر دیا کہ قرابت دینی قرابت نسبی کو ڈھانپنے والی ہے۔ تیرا اہم نسب وہ جو تیرے دین میں متفق ہے۔ اگرچہ وہ حبشی اور تو قریشی اور جو تیرے دین پر نہ ہو۔ اگرچہ وہ تیرا اقربی رحم کا رشتہ دار ہو۔ وہ تجھ سے بہت ہی دور ہے۔ نمبر ا۔ اس آیت میں خود اس لڑکے کا عمل غیر صالح قرار دیا تاکہ مذمت میں مبالغہ ہو جائے۔ جیسا شاعر کا قول ہے۔

ع فانما هي اقبال و ادبار

کہ زمانہ تو دوران کا نام ہے۔

نمبر ۲: تقدیر عبارت یہ ہو۔ ذو عمل۔ اس میں اشارہ کر دیا کہ تیرے اہل میں سے جن کو نجات دی گئی وہ ان کی صلاح وبھلائی کی وجہ سے دی گئی اس بناء پر نہیں کہ وہ تیرے رشتہ دار ہیں۔ اور اس وجہ سے جب اس میں صلاح نہیں پائی جاتی تو ابوت اس کے لئے چنداں نفع رساں نہیں۔

قراءت: عَمِلَ غَيْرُ صَالِحٍ علی نے پڑھا ہے

شیخ ابو منصور رحمہ اللہ نے فرمایا، نوح علیہ السلام کے ہاں یہ بات تھی کہ وہ آپ کے دین پر ہے۔ کیونکہ وہ منافقت کرنے والا تھا۔ ورنہ نوح علیہ السلام سے سوال نجات کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ سوال کی ممانعت تو پہلے کی جا چکی تھی۔

منافقت کی وجہ سے اس کو اہل میں شمار کر کے نجات کا سوال کر دیا پس اس قسم کی ممانعت ولا تخاطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون [ھود: ۳۷] کے بعد آپ کا سوال اس کے اس ظاہر کے لحاظ سے تھا۔ جو آپ کو اس کے متعلق معلوم تھا۔ جیسا کہ بہت سے منافقین نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ظاہری موافقت کا اظہار کرتے رہے اور باطنی طور پر مخالفت کرتے رہے۔ اور آپ کو ان کے متعلق معلوم نہ ہوا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع کر دیا۔ اور ارشاد الٰہی لیس من اہلک کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے جنکے متعلق نجات کا وعدہ کیا تھا اور وہ وہی لوگ ہیں جو ظاہر و باطن میں مؤمن ہیں۔

فَلَا تَسْئَلْنِ (پس تو مجھ سے سوال نہ کر) قراءت: کوفی نے فلاتَسْئَلْنِ یا کی بجائے کسرہ، بصری نے تسالَنِي پڑھا جبکہ مدنی نے تسالَنِيَ پڑھا۔ اور شامی نے تَسَاءَ لَنَّ حذف یاء ونون تاکید کے ساتھ پڑھا مکی نے تَسْأَ لَنَّ پڑھا ہے۔ مَا



BestUrduBooks.wordpress.com

لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (اس بات کا جس کا تجھے علم نہیں) اس کے متعلق سوال کے جواز کا۔ اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ (بیشک میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ نادانوں میں سے مت ہو جاؤ) یہ اسی طرح ہے جیسا کہ ہمارے رسول ﷺ کو اس قول میں فرمایا فلا تکونن من الجاھلین [الانعام:۳۵]

## استغفارِ نوح علیہ السلام:

۴۷: قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ (کہا اے میرے رب بیشک میں وہ چیز جس کا مجھے علم نہ ہو اس کے متعلق سوال کرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں) یعنی کہ مستقبل میں میں وہ چیز طلب کروں جس کے صحیح ہونے کا مجھے علم نہیں تیرے ادب کا پاس کرتے ہوئے اور تیری نصیحت کو قبول کرتے ہوئے وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ (اور اگر تو نے مجھے نہ بخشا) جو سبقت مجھ سے ہوگئی وَتَرْحَمْنِیْٓ (اور مجھ پر رحم نہ فرمایا) اس جیسی بات کی طرف لوٹنے سے بچا کر اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ (تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا)

۴۸: قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا (اے نوح کشتی سے اترو ہماری طرف سے سلامتی لیکر) ہمارے تحفوں اور سلاموں کے ساتھ غرق سے سلامت رہنے کے سبب وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ (اور برکات لیکر جو تم پر اتریں گی) برکات ان بھلائیوں کو کہا جاتا ہے جو بڑھنے والی ہوں ان کے حق میں وہ کثرت اولاد اور کثرت متبعین۔ اللہ تعالیٰ نے اکثر انبیاء علیہم السلام کو ان کی نسل سے پیدا فرمایا اور دین کی تکمیل ان کی باقی نسل میں فرمائی۔ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ (اور ان امتوں پر جو تمہارے ساتھ ہیں) من بیانیہ ہے امم سے وہ مراد ہیں جو ان کے ساتھ کشتی میں تھیں کیونکہ وہ جماعتیں تھیں۔ نمبر۲۔ ان کو امم اس لئے کہا گیا کیونکہ ساری امتیں ان سے پھوٹیں۔ نمبر۳۔ من ابتداء غایت کیلئے ہے یعنی ان امتوں پر جو ان لوگوں سے پیدا ہونگی جو تیرے ساتھ ہیں یہ آخری زمانہ تک امتیں ہیں اور یہ سب سے بہتر قول ہے۔ وَاُمَمٌ یہ مبتداء کی وجہ سے مرفوع ہے۔ سَنُمَتِّعُهُمْ (اور کچھ جماعتوں کو ہم دنیا میں فائدہ دیں گے) دنیا میں وسعت رزق اور زندگی کی سہولیات۔

نحو: یہ صفت ہے خبر محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے وممن معك امم سنمتعهم حذف اسلئے کیا کیونکہ ممن معك اس پر دلالت کرتا ہے۔ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ (پھر ان کو ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا) یعنی آخرت میں مطلب یہ ہے کہ سلام ہماری طرف اور برکات تجھ پر اور ان مومنوں پر جو ان کی نسل سے ہونگے جو تمہارے ساتھ ہیں ان کی نسل میں کچھ جماعتیں دنیا میں نفع اٹھائیں گی پھر آگ کی طرف منتقل کر دی جائیں گی۔

حضرت نوح علیہ السلام ابوالانبیاء ہیں اور طوفان کے بعد والی ساری مخلوق ان کی نسل سے ہے۔ اور ان کی نسل سے ہے جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے۔ محمد بن کعب کہتے ہیں۔ اس سلام میں قیامت تک آنے والا ہر مومن و مومنہ داخل ہے اور جو اس کے بعد تمتع دنیا اور عذاب آخرت ہے اس میں قیامت تک آنے والے کافر شامل و داخل ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا

یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے۔ آپ کی طرف وحی بھیجتے ہیں۔ اس سے پہلے آپ ان کو نہیں جانتے تھے اور نہ

قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِلٰى عَادٍ

آپ کی قوم مانتی تھی، سو آپ صبر کیجئے، بلاشبہ انجام کار متقیوں ہی کے لئے ہے۔ اور قوم عاد کی طرف

اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ

ہم نے انکے بھائی ہود کو بھیجا انھوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں تم صرف

اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ

جھوٹ بولتے ہو، اے میری قوم میں تم سے اس پر کوئی مزدوری طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر صرف اللہ پر ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ

کیا تم سمجھ نہیں رکھتے، اور اے میری قوم تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو اور اس کے حضور میں توبہ کرو وہ تم پر خوب بارشیں

مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ

بھیج دے گا اور تمہیں جو قوت حاصل ہے اس سے زیادہ قوت عطا فرمائے گا اور تم مجرم بن کر روگردانی کرنے والے نہ بنو، وہ کہنے لگے کہ اے ہود

مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ

تم ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں لائے اور ہم تمہارے کہنے کی وجہ سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور ہم تم پر ایمان

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْۗءٍ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ

لانے والے نہیں، ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تمہیں کوئی خرابی پہنچا دی ہے۔ ہود نے کہا کہ بیشک میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں

وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾

اور تم گواہ ہو جاؤ کہ بیشک میں ان چیزوں سے بری ہوں جنہیں تم اللہ کے علاوہ شریک قرار دیتے ہو، سو تم سب مل کر میرے بارے میں تدبیریں کر لو پھر مجھے مہلت نہ دو

## قصہ نوح علیہ السلام من جملہ اخبارِ غیب سے ہے:

۴۹: تِلْكَ (یہ) قصہ نوح علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے۔ یہ ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہے اور وہ جملے جو اس کے بعد ہیں۔ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ (غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کر رہے ہیں آپ کی طرف۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نہ آپ ان کو جانتے تھے اور نہ ہی آپ کی قوم ) خبریں یعنی یہ قصہ غیب کے خبروں میں سے کچھ ہے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا۔ تمہیں معلوم نہ تھا اور نہ ہی تیری قوم کو۔ مِنْ قَبْلِ هٰذَا (اس سے پہلے) اس وقت سے پہلے یا میرے وحی بھیجنے سے پہلے اور اسکی اطلاع دینے سے پہلے فَاصْبِرْ (پس تم صبر کرو) تبلیغ رسالت کے سلسلہ میں ان ایذاؤں پر جو آپ کو آپ کی قوم کی طرف سے آتی ہیں۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام نے صبر کیا۔ اور مکذبین کے متعلق اسی طرح کے انجام کی توقع رکھو جو قوم نوح کے ساتھ پیش آیا۔ اور اپنے متعلق اسی طرح کے نتیجہ کی جو نوح علیہ السلام کے سامنے آیا۔ اِنَّ الْعَاقِبَةَ (بیشک انجام) کامیابی و نصرت و غلبہ میں۔ لِلْمُتَّقِيْنَ (متقین کیلئے ہے) جو شرک سے بچنے والے ہیں۔

## قوم عاد اور ہود علیہ السلام:

۵۰: وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا) اخاھم سے مراد ان کی قوم میں سے ایک۔

نحو: اخاھم کا نصب ارسلنا نوحًا پر عطف کی وجہ سے ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے وارسلنا الی عاد اخاھم ھودًا یہ عطف بیان ہے اخاھم کا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ (کہا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو) اس کو اکیلا مانو۔ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (تمہارے لئے اس کے سواء کوئی معبود نہیں)

قراءت: نافع نے مرفوع پڑھا جار و مجرور کے محل پر عطف قرار دیکر۔ مگر علی نے لفظ کے لحاظ سے مکسور غَيْرِهٖ پڑھا۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ (تم تو افتراء کرنے والے ہو) تم اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہو اس طرح کہ تم نے اوثان کو اس کا شریک بنالیا۔

۵۱: يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ (اے میری قوم میں اس پر تم سے اجر نہیں مانگتا میری مزدوری تو اس اللہ پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا) جتنے بھی انبیاء علیہم السلام گزرے تمام کو ان کی قوموں نے اسی قسم کی بات کہی۔ کیونکہ وہ نصیحت کرنے آئے تھے۔ نصیحت مخلصانہ وہی کر سکتا ہے جو مطامع کو مٹانیوالا ہو۔ اور جب تک ان میں سے کسی چیز کی طمع رکھتا ہے کامیابی نہیں ہوتی۔ اور نہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا تم سمجھتے نہیں ہو) جبکہ تم اس شخص کی نصیحت مسترد کر رہے ہو جو اس پر تم سے کسی بدلے کا طالب نہیں وہ تو صرف خدائے ذوالجلال سے بدلہ چاہنے والا ہے۔ اور وہ بدلہ ثواب آخرت ہی ہے۔ اور تہمت کو دور کرنے کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔

## برکاتِ استغفار:

۵۲: وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ (اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو) اس پر ایمان لاؤ۔ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ (پھر اسکی بارگاہ میں توبہ کرو) غیر اللہ کی عبادت سے يُرْسِلِ السَّمَآءَ (وہ آسمان کو مقرر کر دے گا) بارش کیلئے عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا (تم پر مسلسل) یہ مدرارًا حال ہے اس حال میں کہ وہ کثرت سے کوٹنے والی ہو۔ وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ (وہ تمہاری قوت میں مزید ترقی دے گا) انہوں نے کثرت امطار سے ان کو ایمان کی طرف مائل کرنا چاہا۔ اور اس طرح اضافی قوت سے بھی کیونکہ ان لوگوں کو اپنے کھیتوں اور باغات کیلئے پانی کی سخت ضرورت تھی۔ ان کو اپنی قوت و زور پر ناز تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قوت سے مال مراد ہے۔ یا نکاح کی قوت نمبر۳۔ ان سے بارش تین سال سے رکی ہوئی تھی اور عورتیں بانجھ پن کا شکار ہوچکی تھیں پس ہود علیہ السلام نے ان سے بارش اور اولاد کا وعدہ استغفار کی شرط پر فرمایا۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے جب وہ وہاں سے نکلے تو ان کو بعض حاجیوں نے کہا کہ میں مالدار ہوں مگر اولاد نہیں، مجھے کوئی چیز بتلادیں شاید اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا دے دیں۔ اس پر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استغفار کو لازم پکڑو۔ چنانچہ وہ کثرت سے استغفار کرنے لگا۔ یہاں تک کہ ایک دن میں سات سات سو مرتبہ وہ استغفار کرڈالتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو دس بیٹے عنایت فرمائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے کہا تو نے ان سے دریافت کیوں نہ کرلیا۔ جنہوں نے یہ بتلایا؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوسری مرتبہ تشریف لائے تو اس آدمی نے سوال کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کیا تم نے ہود علیہ السلام کا قول نہیں سنا ویزدکم قوۃ الی قوتکم اور نوح علیہ السلام کا قول و یمددکم باموال و بنین [ نوح:۱۲] وَلَا تَتَوَلَّوْا (اور تم منہ نہ موڑو) اعراض نہ کرو اس سے جس کی طرف میں بلاتا ہوں مُجْرِمِیْنَ (مجرم بنکر) اپنے جرائم اور گناہوں پر اصرار کرنیوالے نہ بنو۔

۵۳: قَالُوْا یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ (انہوں نے کہا اے ہود تو ہمارے لئے کوئی دلیل لیکر نہیں آیا) یہ کذب و جحود کی وجہ سے انہوں نے کہا جیسا کہ قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو کہا اور لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ [الرعد:۷] ان آیات کو فوت کرنے کی وجہ سے (جو ہم مطالبہ کرتے ہیں) وَّمَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ اٰلِھَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ (ہم تیری بات سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں) یہ تارکی الھتنا کی ضمیر سے حال ہے۔ گویا تقدیر عبارت یہ ہے وما نترک الھتنا صادرین عن قولک۔ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اس حال میں کہ تیری بات سے واپس لوٹنے والے ہیں۔ وَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ (اور نہ ہی ہم تجھ پر ایمان لانے والے ہیں) ہمارے لئے یہ درست نہیں کہ تیرے جیسے آدمی کی تصدیق کریں اس بات میں جس کی طرف وہ دعوت دیتا ہے۔ اس سے مقصود آپ کو ایمان سے ناامید کرنا ہے۔

۵۴: اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰکَ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ (ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تمہیں ہمارے بعض معبودوں کی مار پڑی ہے) اِنْ حرف نفی ہے ایک بات کے سواء ہر بات کی نفی کی اور وہ اعترٰک پہنچ جانا بعض الھتنا بسوء سوء سے جنون و بدحواسی مراد ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ مانقول قولا الا ھذہ المقالۃ۔ ہم تو صرف یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں نے تمہیں برائی سے چھولیا ہے۔ قَالَ اِنِّیْٓ اُشْھِدُ اللّٰہَ وَاشْھَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ (کہا بیشک میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ ہوجاؤ کہ میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو)

۵۵: مِنْ دُوْنِہٖ (اس کے سواء) تمہارے اس کے ساتھ الٰہ کو شریک ٹھہرانے سے۔ مطلب یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں تمہارے معبودوں سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو بری ہوں اور تم گواہ ہو جاؤ کہ میں اس سے بری ہوں اور شہادت کو لفظ امر سے ذکر کیا جس طرح وہ آدمی کہتا ہے جنکے درمیان ناراضگی ہو جائے۔ مجھے تم سے محبت نہیں اسکی تذلیل اور شرمندہ کرنے کیلئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ

بیشک میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی پیشانی اسکی گرفت میں نہ ہو، بیشک میرا رب

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِہٖٓ اِلَیْکُمْ ؕ وَیَسْتَخْلِفُ

صراط مستقیم پر ہے، سو اگر تم روگردانی کرو تو میں سب کچھ پہنچا چکا ہوں جو پیغام دے کر مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے اور میرا رب تمہارے سوا

رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَہٗ شَیْئًا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا

کسی دوسری قوم کو تمہارے قائم مقام کر دے گا، اور تم اسے کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکو گے، بیشک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے اور جب ہمارا حکم آ پہنچا

نَجَّیْنَا ھُوْدًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ بِرَحْمَۃٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّیْنٰھُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْکَ

تو ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو اور ان لوگوں کو نجات دے دی جو ایمان لا کر ان کے ساتھ تھے اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے نجات دے دی اور یہ تھے

عَادٌ ڰ جَحَدُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ وَعَصَوْا رُسُلَہٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ

قوم عاد کے لوگ جنھوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش ضدی کی بات کا اتباع کیا اس دنیا میں ان کے

ھٰذِہِ الدُّنْیَا لَعْنَۃً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا کَفَرُوْا رَبَّھُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ ھُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع ۵

پیچھے لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی، خبردار بلاشبہ قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خبردار عاد کے لئے دوری ہے جو ہود کی قوم ہے۔

## قوم کو چیلنج:

فَکِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا (پس تم تمام میرے خلاف تدبیر کرلو) تم اور تمہارے معبود ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ (پھر تم مجھے مہلت بھی نہ دو) نہ مہلت دو۔ مجھے تمہاری اور تمہاری تدبیر کی کوئی پرواہ نہیں اور نہ ہی تمہارے چڑھ دوڑنے کا خطرہ ہے خواہ تم میرے خلاف ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ تمہارے معبود مجھے کیسے نقصان دے سکتے ہیں۔ جبکہ وہ جماد ہیں نہ نقصان دے سکتے ہیں نہ نفع اور کس طرح وہ مجھ سے انتقام لے سکتے ہیں جبکہ میں ان کے متعلق یہ باتیں مخالفت میں کہہ رہا ہوں اور ان کی عبادت سے ہٹا اور رکا ہوا ہوں کہ وہ مجھے انتقاما پاگل کر دیں۔ یا عقل دور کر دیں۔

۵۶: اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا (بیشک میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے کوئی جاندار ایسا نہیں مگر وہ اسکی پیشانی کے بالوں سے پکڑنے والا ہے) اس کا مالک ہے جب ہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ پر اپنے توکل اور اسکی حفاظت پر یقین اور ان کے مکر سے حفاظت کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ کی ایسی صفات کا ذکر لائے جو اسکی



BestUrduBooks.wordpress.com

ذات پر توکل کو لازم کرتا ہے جیسے اسکی ربوبیت جو اس پر اور ان کو شامل ہے اور ہر جاندار پر اسکا قبضہ اور ملک اور اسکی قوت قاہرہ اور سلطانی کے سامنے ہر ایک کی مغلوبیت الاخذ بالناصیۃ یہ درحقیقت ایک تمثیل ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے) میرا رب حق پر ہے اس سے عدول نہیں کرتا۔ یا میرا رب صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

۵۷: فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ (اگر تم منہ پھیرو تو وہ پیغام پہنچا چکا جو میں تمہاری طرف دیکر بھیجا گیا ہوں) وہ اس حیثیت میں ہے کہ جس سے تم پر حجت قائم ہوگئی وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ (اور میرا رب تمہارے علاوہ دوسری قوم کو تمہارا نائب بنائے گا) یہ جملہ مستانفہ ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کر دے گا اور دوسری قوم کو لے آئے گا جو تمہارے شہروں میں تمہاری جگہ ہونگے اور تمہارے اموال میں بھی۔ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ (تم اس کو نقصان نہ پہنچا سکو گے) تمہارے اعراض کر دینے کی وجہ سے شَيْئًا (ذرہ بھر) بالکل ذرا سا نقصان اس لئے کہ مضار اس کو پہنچایا جا ہی نہیں سکتا۔ بلکہ تم اپنے آپ کو نقصان پہنچاؤ گے۔

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِيْظٌ (بیشک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے) رقیب و نگہبان ہے۔ تمہارے اعمال اس سے مخفی نہیں رہ سکتے اور وہ تمہارے مؤاخذہ سے بے خبر نہیں۔ یا جو ذات تمام چیزوں پر نگران ہو وہ ان کا محافظ ہوتا ہے اور تمام چیزیں نقصان سے بچنے کیلئے اسکی حفاظت کی محتاج ہوتی ہیں تم جیسے ایسی ذات کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

## عذاب کی آمد اور ایمان والوں کی نجات:

۵۸: وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (جب ہمارا عذاب والا حکم آ گیا تو ہم نے ہود (علیہ السلام) اور وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے تھے نجات دی) ان کی تعداد چار ہزار تھی۔ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا (اپنی مہربانی سے) نہ کہ ان کے علم کے سبب یا نمبر۲۔ ایمان کے ذریعہ ہم نے ان پر انعام کیا وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ (ہم نے ان کو سخت عذاب سے نجات دی) نجینا کو دوبارہ تاکید کیلئے لائے۔ نمبر۲۔ آخرت کے عذاب سے اور آخرت کے عذاب سے زیادہ کوئی عذاب سخت نہیں۔

۵۹: وَتِلْكَ عَادٌ (یہ قوم عاد) ان کی قبور و آثار کی طرف اشارہ فرمایا گویا کہنے والا کہہ رہا ہے تم زمین میں چلو اور ان کی طرف عبرت کی نگاہ سے دیکھو۔ پھر ان کے حالات کے بیان کو دہرایا اور فرمایا جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی) کیونکہ جب انہوں نے اپنی طرف مبعوث رسول کی نافرمانی کی تو گویا تمام رسل اللہ کی نافرمانی کر دی۔ ارشاد الٰہی ہے لا نفرق بین احد من رسلہ [البقرۃ:۲۸۵] وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (ہر ظالم ہر سرکش کے حکم کی اتباع کی) مراد اس سے رؤساء اور تکذیب رسل کی طرف بلانے والے داعی ہیں کیونکہ یہی لوگ تو لوگوں کو مختلف کاموں پر ظلم سے مجبور کرتے اور اپنے رب سے عناد رکھتے ہیں۔ اتباع امر سے ان کی اطاعت مراد ہے۔

۶۰: وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اور ان کے پیچھے اس دنیا کی زندگی میں لعنت اور قیامت کے دن لعنت لگا دی گئی) جب وہ رسولوں کے علاوہ دوسروں کی اطاعت کرنے والے تھے تو لعنت کو دونوں جہانوں میں ان کا تابع بنا دیا۔ اَلَآ



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ (خبردار عاد نے اپنے رب کا انکار کیا خبردار دوری ہو قوم عاد کیلئے) اَلَا کو دو مرتبہ لائے تاکہ ان کے معاملے کی خوفناکی ظاہر ہو نیز ان کے کفر کا اعلان اور ان کے متعلق بددعا۔ ان سے عبرت حاصل کرنے پر آمادہ کیا گیا اور ان کی حالت سے بچنے پر آمادہ کیا گیا۔ ہلاکت کے بعد ان کی دوری کی بددعا کی گئی حالانکہ یہ تو دعائے ہلاکت ہے۔ اس پر دلالت یہ ہے کہ وہ اس کے مستحق واہل تھے۔

قَوْمِ هُوْدٍ (ہود کی قوم) یہ عاد کا عطف بیان ہے۔ اس میں ایک اور فائدہ پیش نظر ہے کیونکہ قوم عاد دو ہیں۔ عاد اولی۔ قدیم عاد یہ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم ہے۔ اور یہ انہی کا واقعہ ہے۔ نمبر۲ عاد ارم اس کو عاد ثانیہ کہتے ہیں۔ آئندہ آیات انہی کے واقعہ سے متعلق ہیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ

اور ہم نے قوم ثمود کی طرف انکے بھائی صالح کو بھیجا، انھوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں، اس نے

اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ

تمہیں زمین سے پیدا فرمایا اور تمہیں اس میں آباد فرمایا سو تم اس سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے حضور میں توبہ کرو۔ بیشک میرا رب

قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ

قریب ہے قبول کرنے والا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اے صالح اس سے پہلے تو ہمیں تم سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں کیا تم ہمیں ان چیزوں کی عبادت کرنے سے روکتے ہو جن کی عبادت

اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى

ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے اور بلاشبہ ہم اس بات کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو جو شک تردد میں ڈالنے والا ہے صالح نے کہا کہ اے میری قوم بتاؤ

بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا

اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے رحمت عطا فرمائی ہے، پھر وہ کون ہے جو مجھے اللہ سے بچالے گا اگر میں اسکی نافرمانی کروں؟ سو تم

تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿٦٣﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ

میرے لئے نقصان ہی کو بڑھا رہے ہو اور اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی ہے یہ بطور نشانی کے ہے سو تم اسے چھوڑے رکھو اللہ کی زمین میں کھاتی

اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ

پھرے اور اسے برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگانا پھر تمہیں جلد آنے والا عذاب پکڑ لے گا۔ سو انھوں نے اس کو مار ڈالا، اس پر صالح نے کہا کہ تم تین دن اپنے

دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ

گھروں میں بسر کرلو یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا ہونے والا نہیں ہے پھر جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے صالح کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ اہل ایمان تھے

اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَاَخَذَ

اپنی رحمت سے نجات دے دی اور اس دن کی رسوائی سے نجات دی، بیشک تیرا رب قوت والا ہے اور زبردست ہے اور جن لوگوں نے

الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ

ظلم کیا انہیں چیخ نے پکڑ لیا۔ سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے ہوئے رہ گئے جیسا کہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے، خبردار

ع ٨ / ٦ ثَمُوْدَا۠ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾

قوم ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خبردار دوری ہے ثمود کے لئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قوم ثمود اور صالح علیہ السلام:

۶۱: وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا) نہیں پیدا کیا اس زمین سے مگر اسی نے اَنْشَاَ سے مراد آدم علیہ السلام کی مٹی سے تخلیق کی طرف اشارہ ہے۔ پھر آدم علیہ السلام کی نسل سے ان کو پیدا کیا۔ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا (اور تمہیں زمین میں آباد کیا) یعنی زمین کو آباد کرنے والا بنایا۔ اور تمہارے ذریعہ اس کو آباد کروایا۔ یا نمبر۲۔ استعمر یہ عمر سے لیا گیا تمہیں طویل عمریں عنایت کیں۔ ان کی عمر تین سو سے ایک ہزار سال تک ہوتی تھی وہ فارس کے بادشاہ تھے انہوں نے بہت نہریں نکالیں درخت بوئے اور طویل عمریں گزاریں مگر اس کے ساتھ ساتھ ان میں ظلم پایا جاتا تھا۔ ان کے زمانہ کے ایک پیغمبر (علیہ السلام) نے ان کی تعمیر کی وجہ دریافت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ انہوں نے میرے ملکوں کو آباد کیا پس میرے بندے اسمیں زندگی گزار رہے ہیں۔ فَاسْتَغْفِرُوْہُ (پس اسی ہی سے معافی طلب کرو) ایمان لا کر اسکی بخشش طلب کرو ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْہِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ (پھر اسکی طرف رجوع کرو بیشک میرا رب قریب ہے) قریب رحمت والا ہے۔ مُّجِیْبٌ (جواب دینے والا ہے) جو اس کو پکارے۔

۶۲: قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا (کہنے لگے اے صالح تو ہم میں ہونہار معلوم ہوتا تھا) ہمارے درمیان مَرْجُوًّا قَبْلَ ھٰذَآ (تم پر امیدیں تھیں) نمبرا۔ سرداری اور معاملات میں مشورہ کی یا نمبر۲۔ ہم امید کرتے تھے کہ تو ہمارے دین میں داخل ہو جائے گا اور اس میں ہماری موافقت کرے گا۔

اَتَنْھٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَایَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا (کیا تم منع کرتے ہو ان معبودوں کی پوجا سے جنکی پوجا ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے) یہ ماضی کی حکایت حال ہے۔ وَاِنَّنَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ (اور ہمیں قطعی طور پر شک ہے اسمیں جس کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو) یعنی توحید باری تعالیٰ مُرِیْبٍ (تردد میں ڈالنے والا) اشتباہ میں ڈالنے والا یہ ارابہ سے لیا گیا جس کا معنی شک میں مبتلا کرنا ہے۔ ریب اضطراب نفس کو کہتے ہیں جس میں طمانیت اٹھ جائے۔

۶۳: قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَ یْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰنِیْ مِنْہُ رَحْمَۃً (آپ نے فرمایا اے میری قوم اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلائل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی خاص رحمت سے نوازا ہے) رحمت سے یہاں نبوت مراد ہے۔ اِن جو شک کا لفظ ہے اس سے ذکر کیا حالانکہ یقینی طور پر وہ دلیل پر تھے۔

**جواب**: آپ شدید منکرین کو خطاب فرماتے ہیں گویا اس طرح فرمایا فرض کرو کہ میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں اور واقعتاً میں نبی برحق ہوں تو غور کرو اگر اس صورت میں میں تمہاری اتباع کروں اور اپنے رب کے حکموں کی نافرمانی کروں تو فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰہِ (تو کون میری مدد کرے گا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) پھر مجھے کون بچائے گا اِنْ عَصَیْتُہٗ (اگر میں اسکی نافرمانی کروں) تبلیغ رسالت کے سلسلہ میں اور بتوں کی عبادت سے تمہیں منع کرنے میں) فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ (پس تم نہیں بڑھاؤ گے) اپنی اس بات سے کہ اتنھانا ان نعبدما یعبد اٰباؤنا۔ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ (سوائے نقصان کے اور کوئی چیز) کہ میری



BestUrduBooks.wordpress.com

نسبت خسارے کی طرف کر رہے ہو، یا میں تمہاری نسبت خسارے کی طرف کروں۔

## اونٹنی کا معجزہ:

۶۴: وَیٰقَوْمِ ھٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً (اے میری قوم یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک معجزہ ہے)

نحو: اٰیَةً یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اسمیں معنی فعل عامل ہے اسم اشارہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ لکم یہ آیۃً حال مقدم کے متعلق ہے اگر اسکو مؤخر کر دیتے تو صفت بن جاتا جب مقدم کیا تو حال کی وجہ سے منصوب ہو گیا۔ فَذَرُوْھَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ (اس کو چھوڑ دو (گھومتی پھرتی) اللہ تعالیٰ کی زمین میں چرتی پھرے) تمہارے ذمہ اس کے لئے چارہ نہیں۔ اس کے باوجود کہ تمہارا اس میں فائدہ ہے۔ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ (اسکو برائی سے ہاتھ مت لگاؤ) ذبح کرنا یا کونچیں کاٹنا فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ (تمہیں قریبی عذاب آئے گا) قریب کا معنی جلد ملنے والا۔

۶۵: فَعَقَرُوْھَا (پس انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں) بدھ کے دن فَقَالَ (پس صالح علیہ السلام نے کہا) تَمَتَّعُوْا (زندگی سے نفع اٹھاؤ) فِیْ دَارِكُمْ (اپنے گھروں میں) شہروں میں بلاد کو دیار فرمایا کیونکہ اسی میں گھوما آیا جایا جاتا ہے یعنی اپنی مرضی سے تصرف کیا جاتا ہے۔ یا دنیا کے گھروں میں ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ (تین دن) پھر تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا پس وہ ہفتے والے دن ہلاک ہوئے۔ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ (یہ ایسا وعدہ ہے جسمیں جھوٹ نہیں) اسمیں جھوٹ نہیں حرف کو حذف کر کے ظرف میں وسعت پیدا کر دی اور مفعول بہ کے قائم مقام لائے یا وعدہ جھوٹ بولنا نہیں اس طرح کہ مکذوب مصدر ہے جیسا معقول۔

۶۶: فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا (جب ہمارا حکم آیا) عذاب والا یا ہمارا عذاب آیا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا (ہم نے بچایا صالح (علیہ السلام) اور ان لوگوں کو جو ان پر ایمان لائے اپنی مہربانی سے) شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ جن کو نجات ملی وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ملی نہ کہ اپنے عمل سے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا یدخل احد الجنۃ الا برحمۃ اللّٰہ۔ کوئی آدمی جنت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر داخل نہ ہوگا۔ وَمِنْ خِزْیِ یَوْمِئِذٍ (اور اس دن کی رسوائی سے) اس رسوائی کی نسبت یوم کی طرف کی اور یوم اضافت سے مجرور ہے)

قراءت: مدنی و علی نے یوم کو فتحہ سے پڑھا ہے۔ کیونکہ یہ اذ کی طرف مضاف ہے اور وہ مبنی ہے ظرف زمان کی اضافت جب اسمائے مبہمہ کی طرف اور افعال ماضیہ کی طرف کر دی جائے تو مبنی بن جاتے ہیں اور مضاف الیہ سے بناء حاصل کر لیتے ہیں۔ جیسا نابغہ کا شعر، علی حین عاتبت المشیب علی الصبا واؤ عاطفہ ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے ونجیناہ من خزی یومئذ یعنی ذلت و رسوائی سے بچا لیا اور اس سے بڑی رسوائی اور کیا ہوگی کہ غضب الٰہی کا شکار بن جائے اور انتقام خداوندی کا نشانہ بنے۔ یَوْمِئِذٍ سے قیامت کا دن بھی مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ عذاب غلیظ کی تفسیر عذاب آخرت سے کی گئی اِنَّ رَبَّكَ ھُوَ الْقَوِیُّ (بیشک آپ کا رب ہی طاقت ور ہے) اپنے اولیاء کو نجات دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ الْعَزِیْزُ (زبردست ہے) اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنے میں غلبہ پانے والا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قوم ثمود کی چیخ سے ہلاکت:

۶۷: وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَۃُ (اور ظالموں کو چیخ نے آلیا) جبرئیل علیہ السلام کی چیخ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِھِمْ (وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں) اپنے منازل میں ہی جٰثِمِیْنَ (اوندھے منہ) مردہ ہوگئے مرے کے مرے رہ گئے۔

۶۸: كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا (گویا گھروں میں رہتے ہی نہ تھے) ان میں اقامت ہی اختیار نہ کی۔ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ (خبردار! قوم ثمود نے اپنے رب کی نافرمانی اختیار کی)

قراءت: حمزہ حفص نے ثمود بغیر الف پڑھا ہے۔ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ (خوب سن لو قوم ثمود کیلئے دوری ہے)۔

قراءت: علی نے لثمودٍ پڑھا ہے۔ ثمود کو منصرف قبیلہ کی طرف نسبت کرنے یا بڑے جد کی طرف نسبت سے پڑھا گیا ہے اور غیر منصرف خاندان کی نسبت ماننے کی وجہ سے ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ

اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے، انھوں نے سلام کے الفاظ بولے، ابراہیم نے سلام کا جواب دیا پھر دیر نہ لگائی کہ ایک

بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا

تلا ہوا بچھڑا لے آئے۔ سو جب ابراہیم نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اسکی طرف نہیں پہنچ رہے ہیں تو ان کی طرف سے خوفزدہ ہو گئے انھوں نے کہا

لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ

آپ ڈریں نہیں بیشک ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اور انکی بیوی کھڑی ہوئی تھی سو وہ ہنس پڑی سو ہم نے اسے اسحاق کی

وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ

اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی وہ کہنے لگی ہائے خاک پڑے، میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں، اور یہ میرے شوہر

شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ

بڑے میاں ہیں، بیشک یہ تو ایک عجیب چیز ہے۔ وہ کہنے لگے کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت ہو

وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ

اور اسکی برکتیں ہوں، بلاشبہ اللہ مستحق حمد ہے بڑائی والا ہے، پھر جب ابراہیم کا خوف جاتا رہا

وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

اور اس کے پاس خوشخبری آ گئی تو ہم سے قوم لوط کے بارے میں جدال شروع کر دیا بیشک ابراہیم بردبار رحمدل، رجوع کرنے والے تھے،

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾

اے ابراہیم اس بات سے اعراض کرو، بیشک تمہارے رب کا حکم آ چکا ہے اور بیشک ان پر عذاب آنے والا ہے جو واپس نہ ہوگا۔

## ابراہیم علیہ السلام اور بشارت والے فرشتے:

۶۹: وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ (تحقیق ہمارے قاصد آئے) جبرئیل، میکائیل، اسرافیل علیہ السلام یا نمبر۲۔ جبرئیل گیارہ فرشتوں کے ساتھ (علیہم السلام) اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى (ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لیکر) لڑکے کی بشارت یا قوم لوط کی ہلاکت کی بشارت مگر اول قول راجح ہے۔ قَالُوْا سَلٰمًا (فرشتوں نے کہا ہم آپ کو سلام کرتے ہیں) ہم آپ کو سلام کرتے ہیں، سلام کرنا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ سَلٰمٌ (آپ نے کہا تم پرسلام ہو) تمہارا کام سلامتی ہے۔
قراءت: حمزہ وعلی نے سِلْمٌ پڑھا معنی اس کا بھی سلام ہے۔ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ (وہ زیادہ دیر نہ ٹھہرے کہ ان کے پاس بچھڑا لائے) لانے میں دیر نہ کی بلکہ جلدی کی یا ان کی آمد نہ رکی۔ اَلْعِجْلُ بچھڑا، ابراہیم علیہ السلام کا مال گائیں تھیں۔ حَنِيْذٍ (بھنا ہوا)۔ گرم پتھروں کے ذریعہ بھنا ہوا۔
۷۰: فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ (جب دیکھا ان کے ہاتھوں کو کہ وہ نہیں پہنچ رہے کھانے کو تو اوپرا محسوس کیا ان کو) نکر وانکر کا معنی ناگوار ہونا۔ ان کی عادت یہ تھی کہ جب کوئی مہمان ان کا کھانا چھولیتا تو اس سے مطمئن ہو جاتے ورنہ خطرہ محسوس کرتے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے محسوس کیا کہ وہ ملائکہ ہیں اور اوپرا اس لئے محسوس کیا کیونکہ ان کو خطرہ ہوا کہ ان کا نزول کسی ایسے معاملے کی وجہ سے ہوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا ہے۔ یا میری قوم کو عذاب دینے کیلئے اسکی دلیل ان کا یہ قول ہے وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ان کے متعلق خوف دل میں چھپایا۔ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ (انہوں نے کہا ڈرو نہیں بیشک ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں) عذاب دینے کیلئے اور یہ ان کو کہا جاتا ہے جن کو پہچان تو لیا جائے مگر ان کے آنے کا مقصد معلوم نہ ہو۔ فرشتوں نے لاتخف کہا کیونکہ خوف کے آثار اور تغیر ان کے چہرے پر محسوس کیا۔
۷۱: وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ (ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کھڑی ہوئی تھی) پردے کے پیچھے جوان کی گفتگو کو سن رہی تھی یا ان کے سروں پر کھڑی خدمت کر رہی تھی۔ فَضَحِكَتْ (پس وہ ہنس دی) زوال خوف پر خوش ہو کر یا اہل خبائث کی ہلاکت پر یا قرب عذاب کے باوجود قوم لوط کی غفلت پر یا ان کو اسی وقت حیض آ گیا (جیسا ضحکت الارنب۔ خرگوش کو حیض آیا)

## بشارت اسحٰق ویعقوب:

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ (ہم نے ان کو اسحاق کی خوشخبری دی) سارہ کو بشارت کے ساتھ خاص اس لئے کیا کیونکہ عورتیں لڑکے کی بشارت پر بہت خوش ہوتی ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ اس کے ہاں لڑکا نہ تھا۔ ابراہیم علیہ السلام کا دوسرا لڑکا اسماعیل دوسری بیوی سے تھا۔ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ (اور اسحاق کے بعد یعقوب کی)
قراءت: یعقوب منصوب، شامی، حمزہ، حفص نے فعل مضمر کی وجہ سے پڑھا۔ جس پر دلالت موجود ہے۔ فبشرنٰہا باسحاق ای فبشرنا ھا باسحاق ووھبنا لھا یعقوب من وراء اسحاق ہم نے اس کو اسحاق کی خوشخبری دی اور یعقوب عنایت کیا اسحاق کے بعد۔ دوسرے قراء نے ابتداء کی وجہ سے مرفوع پڑھا ہے۔ اور ظرف من ورآء جو اس سے پہلے ہے اس کو خبر مانا ہے۔ جیسا کہتے ہیں فی الدار زیدٌ۔
۷۲: قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى (اس نے کہا کیا خوب بھلا) الف یا اضافت سے تبدیل ہو کر بنی ہے۔
قراءت: حسن نے يٰوَيْلَتِىْ اصل پر یا کو پڑھا ہے۔ ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ (کیا میں بڑھیا بچے جنوں گی) ان کی عمر نوے سال تھی۔ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا (اور یہ میرے خاوند بوڑھے ہیں) ان کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔
نَحْوٌ: ھذا مبتداء اور بعلی اسکی خبر ہے۔ شیخًا حال ہے۔ اس میں عامل معنی اشارہ ہے۔ جس پر ذا دلالت کر رہا ہے۔ یا تنبیہ کا معنی



BestUrduBooks.wordpress.com

عامل ہے۔جس پر ھٰذا دلالت کرتا ہے۔اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ (بیشک یہ عجیب بات ہے) کہ دو بوڑھوں سے اولاد ہو۔ یہ عادت کے لحاظ سے استبعاد کا اظہار ہے

## تعجب کا جواب:

۷۳: قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (انہوں نے کہا کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ تعالیٰ کے حکم سے) امر سے حکمت وقدرت مراد ہے فرشتوں نے سارہ کے تعجب کو عجیب خیال کیا۔کیونکہ وہ ایسے گھر میں تھیں جس میں آیات قدرت اور معجزات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ فارق عادت امور کا وہ مہبط تھا۔پس ان کو مناسب تھا کہ وہ توقیر کرتیں اور اس میں دیگر عورتوں کی طرح اظہار تعجب نہ کرتیں جو کہ بیت نبوت میں نہیں رہتیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتیں بجائے اس کے تعجب کرنے لگیں۔اسی طرف فرشتوں نے یہ کہہ کر اشارہ کیا۔رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَکٰتُهٗ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ (اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں تم پر اے گھر والو!) ان کا مقصد یہ تھا کہ یہ اور اسکی نوازشات ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں معزز فرماتے رہتے ہیں۔اور اس کا انعام کرنے میں اے اہل بیت نبوت تمہیں خاص کرتے ہیں پس یہ تعجب کا مقام نہیں۔ یہ جملہ مستانفہ جو انکار تعجب کا سبب بیان کر رہا ہے۔گویا اس طرح کہا گیا ایاک والتعجب فانّ امثال ھذہ الرحمة والبرکة متکاثرة من اللّٰه علیکم تو اپنے آپ کو تعجب سے محفوظ کرو۔اس رحمت و برکت کی مثالیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت زیادہ ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ رحمت سے نبوت اور البرکات سے اسباط بنی اسرائیل مراد ہیں۔کیونکہ انبیاء علیہم السلام ان میں سے ہوئے اور تمام اولاد ابراہیم علیہ السلام سے تھے اور اھل البیت نداء کی وجہ سے منصوب ہے یا فعل تخصیص مقدر کی وجہ سے منصوب ہے۔اِنَّهٗ حَمِیْدٌ (بیشک وہ تعریفوں والا ہے) تعریف کیا ہوا شان والا جلد انعامات کی وجہ سے مَّجِیْدٌ (مستحق ستائش ہے) ظاہری کرم والا ہے جلد انتقام کے سبب۔

۷۴: فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ الرَّوْعُ (جب ابراہیم علیہ السلام کے دل سے خوف جاتا رہا اور گھبراہٹ دور ہوگئی) الروع وہ گھبراہٹ جو اس خوف کی وجہ سے پیدا ہوئی جب مہمانوں کو اوپرا خیال کیا۔وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰی (اور خوشخبری ان کے پاس آگئی) لڑکے کی یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ (وہ قوم لوط کے متعلق ہم سے جھگڑنے لگے) جب انکا دل مطمئن ہوگیا اور خوف رفع ہوگیا۔اور بشارت کی وجہ سے دل خوشی سے لبریز ہوگیا تو مجادلہ کیلئے فارغ ہوئے۔

نحو: لَمَّا کا جواب محذوف ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے اقبل یجادلنا۔لگے ہم سے جھگڑنے یا خود یجادلنا، لما کا جواب ہے۔ حکایت حال کیلئے مضارع لایا گیا ہے۔مطلب یہ ہوگا وہ ہمارے قاصدوں سے جھگڑنے لگے۔ان کا مجادلہ ان سے اس بات میں تھا کہ انہوں نے کہا انا مھلکوا اھل ھذہ القریة ہم ان بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا خیال ہے تمہارا اگر اس میں پچاس ایمان والے ہوں تو تب بھی ہلاک کرو گے انہوں نے جواب میں کہا۔نہیں ابراہیم نے کہا چالیس۔انہوں نے کہا نہیں ابراہیم نے کہا تیس۔انہوں نے نفی میں جواب دیا۔یہاں تک کہ دس تک پہنچے تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔اس وقت ابراہیم کہنے لگے۔قال ان فیھا لوطا قالوا نحن اعلم بمن فیھا لننجینه واھله [العنکبوت:۳۲]

۷۵: اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ (بیشک ابراہیم بڑے حلیم الطبع) جو سوء ادب سے پیش آتا اس کے ساتھ جلد بازی کرنے والے نہ تھے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ﴿۷۷﴾

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے پاس آئے تو وہ انکی وجہ سے رنجیدہ ہوئے۔اور ان کی وجہ سے تنگ دل ہوئے۔اور کہنے لگے آج کا دن مصیبت کا دن ہے

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ قَالَ یٰقَوْمِ

اور انکی قوم کے لوگ ان کے پاس جلدی جلدی دوڑتے ہوئے آگئے،اور وہ اس سے پہلے برے کام کیا کرتے تھے،لوط نے کہا اے میری قوم

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ؕ اَلَیْسَ مِنْكُمْ

یہ میری بیٹیاں ہیں وہ تمہارے لئے پاکیزہ ہیں سو تم اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوانہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی

رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ

بھلا مانس نہیں ہے، کہنے لگے کہ تمہیں تو معلوم ہے کہ ہمیں تمہاری بیٹیوں سے کوئی سروکار نہیں ہے اور تم تو جانتے ہو

مَا نُرِیْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ﴿۸۰﴾

ہمارا کیا مطلب ہے لوط نے کہا کاش میرا تم پر زور چلتا ہوتا یا میں کسی مضبوط پائے کی پناہ لے لیتا۔

یا ایذاء کو بہت برداشت کرنے والے تھے۔نافرمانوں کو بہت معاف کرنے والے تھے۔اَوَّاہٌ (رحیم المزاج) اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہت آہ بھرنے والے تھے۔مُّنِیْبٌ (رجوع کرنے والے) توبہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے یہ تمام صفات رقت قلبی پر دلالت کرتی ہیں۔اور رافت ورحمت کا منبع ہیں۔

**حاصل:** اس سے یہ واضح ہوا کہ یہ وہ صفات تھیں جنہوں نے ان کو مجادلہ پر آمادہ کیا اس امید سے کہ ان سے عذاب کو اٹھا لیا جائے۔اور ان کو مہلت مل جائے کہ شاید وہ تائب ہو جائیں۔جیسا کہ اسی چیز نے ان کو باپ کیلئے استغفار پر آمادہ کیا۔فرشتوں نے یہ سن کر کہا۔

**۷۶:** یٰٓاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا (اے ابراہیم اس بات کو چھوڑیے) یعنی یہ جھگڑا، اگرچہ مہربانی آپ کی عادت وطبیعت ہے۔ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ (بیشک تیرے رب کا فیصلہ آچکا) اس کا فیصلہ اور حکم وَاِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ (بیشک ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو لوٹایا نہیں جاسکتا) جھگڑے سے لوٹایا نہ جائے گا۔عذابٌ یہ اسم فاعل کی وجہ سے مرفوع ہے۔اور وہ اتیهم ہے تقدیر عبارت یہ ہے وانهم یا تیهم بیشک وہ عذاب ان پر آئے گا۔

## لوط علیہ السلام اور فرشتے:

**۷۷:** پھر وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے نکل کر قوم لوط کی طرف متوجہ ہوئے، ابراہیم علیہ السلام اور قوم لوط کے مابین چار فرسخ



BestUrduBooks.wordpress.com

کا فاصلہ تھا۔ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا (اور جب ہمارے قاصد لوط علیہ السلام کے پاس آئے) ان کے پاس آئے اور آپ نے ان کی ہیئت اور خوبصورتی کو دیکھا۔ سِيْٓءَ بِهِمْ (تو ان کو ناگوار ہوا) ان کو غمزدہ کر دیا، کیونکہ انہوں نے گمان کیا کہ وہ انسان ہیں۔ پس ان کے متعلق اپنی قوم کی خباثت کا خطرہ محسوس کیا اور اس وجہ سے بھی کہ وہ ان کی مدافعت اور قوم کے مقابلے سے عاجز تھے۔ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا (ان کا دل تنگ ہوا) ذرعاً یہ تمیز ہے۔ یعنی ان کی آمد سے آپ کا دل تنگ ہوا۔ قَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ (اور کہنے لگے یہ دن بڑا سخت ہے)۔ روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو ہلاک نہ کرو جب تک لوط چار مرتبہ گواہی نہ دیں۔ چنانچہ ان کو گھر لیکر چلے تو انہیں فرمایا کیا تمہیں اس شہر والوں کا رویہ معلوم نہیں۔ انہوں نے کہا ان کا معاملہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ سطح زمین پر عمل کے لحاظ سے یہ بدترین بستی ہے۔ آپ نے یہ بات چار مرتبہ دہرائی۔ فرشتوں کے ساتھ مکان میں داخل ہوئے اور کسی کو کان و کان خبر تک نہ ہوئی۔ لوط علیہ السلام کی بیوی نکلی اور اپنی قوم کو ان کی اطلاع دی۔

## قوم کا کردار اور لوط علیہ السلام کا طرزِ عمل:

۷۸: وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ (اور لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم تیز تیز آئی) تیزی کرتے ہوئے گویا ان کو کوئی پیچھے سے دھکیل کر لا رہا ہے۔ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ (اس سے پہلے وہ برے کام کرتے تھے) اسوقت سے پہلے وہ بے حیائی کے کام کرتے تھے۔ یہاں تک وہ اس کے عادی ہو چکے اور اسکی برائی ان کے ہاں سے اڑ چکی۔ اسی لئے سرعام دوڑتے ہوئے آئے ان کو حیاء مانع نہ ہوا۔ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ (کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں) پس تم ان سے نکاح کر لو انہوں نے اپنے مہمانوں کو اپنی بیٹیوں کے ذریعہ بچانا چاہا اور یہ انتہائی مہربانی کی بات ہے۔ مسلمان عورتوں کا نکاح اس وقت کفار کے ساتھ جائز تھا۔ جس طرح کہ ابتدائے اسلام میں اس امت میں بھی جائز تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دونوں بیٹیوں کا نکاح عتبہ بن ابی لہب اور ابو العاص سے کر دیا تھا حالانکہ وہ دونوں کافر تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ ان کے دو بڑے سردار تھے آپ نے چاہا کہ اپنی دونوں بیٹیوں کا نکاح ان سے کروالیں۔ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ (وہ زیادہ پاک ہیں تمہارے لیئے) میں حلال کر دیتا ہوں۔

نحو: هٰٓؤُلَآءِ مبتداء اور بَنَاتِيْ اس کا عطف بیان۔ هن ضمیر فصل اور اطهر خبر ہے۔ یا نمبر۲۔ بناتی خبر ہے۔ اور هن مبتداء اور اطهر اسکی خبر۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ (تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو) ان کے نکاح کو ان پر ترجیح دیکر وَلَا تُخْزُوْنِ (اور تم مجھے رسوا نہ کرو) میری توہین نہ کرو اور نہ رسوا کرو۔ یہ الخزی سے بنا ہے۔ نمبر۲۔ مجھے شرمندہ نہ کرو۔ یہ الخزایة سے ہے جس کا معنی الحیاء ہے۔

قراءت: ابو عمرو نے وصل میں یا سے پڑھا۔ فِيْ ضَيْفِيْ (میرے مہمانوں کے حق میں) کیونکہ جب کسی کا مہمان رسوا ہو جائے یا اس کا پڑوسی تو وہ رسوا ہو جاتا ہے اور یہ شرفاء کا طرز عمل ہے۔ اور اصل جواں مردی ہے۔ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ (کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں) یعنی کوئی ایک ایسا آدمی جو سیدھا راستہ بتائے اور اچھے کام سکھائے اور برائی سے روکے۔

۷۹: قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ (انہوں نے کہا تو جانتا ہے کہ ہمیں تمہاری بیٹیوں میں کوئی حق نہیں) حق کا معنی حاجت ہے کیونکہ عورتوں سے نکاح کرنا یہ ہمارے مذہب سے خارج ہے۔ ہمارا مذہب تو مذکروں سے بدفعلی ہے۔ وَاِنَّكَ



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ

فرشتوں نے کہا اے لوط بیشک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ سو تم رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جاؤ

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ

اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے پھر کر نہ دیکھے مگر اپنی بیوی کو ساتھ نہ لے جانا بیشک اسے وہی عذاب پہنچنے والا ہے جو قوم کے سب لوگوں کو پہنچے گا، بیشک

مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا

صبح کا وقت ان کے عذاب کے لئے مقرر ہے کیا صبح قریب نہیں ہے۔ سو جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے زمین کے اوپر کے تختے کو

سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ

نیچے کر دیا اور ہم نے اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسا دیئے جو لگاتار گر رہے تھے جن پر آپ کے رب کے پاس سے نشان لگائے

رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾

ہوئے تھے اور یہ بستیاں ان ظالموں سے دور نہیں۔

لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ (اور تم ہمارا ارادہ جانتے ہو) مراد انہوں نے مذکروں سے بدفعلی لی۔ حالانکہ ان کیلئے اس میں کوئی شہوت نہ تھی۔

۸۰: قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ (کہا اگر میرے اندر تمہیں دفع کرنے کی قوت ہوتی (تو تمہیں دفع کر دیتا) یا میں مضبوط رکن کی طرف سہارا لیتا) لَوْ کا جواب محذوف ہے۔ یعنی تو میں ایسا کر گزرتا اور ضرور کرتا۔ مطلب یہ ہے اگر میں ذاتی طور پر تمہارے خلاف طاقت پاتا یا ایسے مضبوط کی پناہ لیتا جس سے میں اپنی پشت کو سہارا دیتا اور اس کے ذریعہ تمہیں روکتا۔ وہ اپنے دست و بازو کے ساتھ تم سے حفاظت کرتا طاقتور زبردست کو پہاڑ کے ستون سے مضبوطی میں تشبیہ دی اور حفاظت میں مشابہت دی۔

۸۱: روایت میں ہے کہ جب وہ مہمان آئے تو آپ نے دروازہ بند کر لیا اور کفار کو لوٹانے کی کوشش کرنے لگے۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ان سے جھگڑ رہے تھے کہ وہ دیوار پھاند کر اندر آ گئے۔ جب ملائکہ نے لوط علیہ السلام کی تکلیف دیکھی تو انہوں نے کہا قَالُوْا يٰلُوْطُ (کہا اے لوط) بیشک تمہارا ستون تو بڑا مضبوط ہے۔ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ (بیشک ہم تیرے رب کے قاصد ہیں) پس دروازہ کھول دیں۔ اور ان سے ہم نپٹ لیں گے۔ آپ نے دروازہ کھولا جوں ہی وہ داخل ہوئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ان کی سزا کی اجازت چاہی اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی۔ آپ نے اپنا پر ان کے مونہوں پر مارا جس سے ان کی آنکھوں کا نشان مٹ گیا۔ اور وہ اندھے ہو گئے جیسا فرمایا فطمسنا اعینهم [القمر:۳۷] اب ان کو بھاگنے کا راستہ نظر ہی نہ آتا تھا۔ یہ ہجوم یہ کہتے ہوئے نکلا کہ بچاؤ بچاؤ! لوط کے گھر میں جادوگر رہتے ہیں۔ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ (وہ ہرگز آپ تک پہنچ نہیں سکتے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نَحْو : یہ جملہ موضحہ ہے جو ماقبل کی وضاحت کررہا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے قاصد ہیں اس لئے یہ ہرگز آپ تک پہنچ نہیں سکتے۔اور نہ آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

## ہدایات برائے عذاب:

فَاَسْرِ (پس تم رات کو لے چلو)

قراءت: حجازی نے وصل کے ساتھ پڑھا ہے۔یہ سرٰی سے ہے۔بِاَھْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ (اپنے اہل کے ساتھ رات کے حصے میں) کچھ رات گزرنے پر یا نصف رات ہونے پر وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ (اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے) پیچھے کی طرف پلٹ کر۔یا نمبر۲۔وہ اس چیز کی طرف نہ دیکھے جو اس کے پیچھے ہے۔نمبر۳۔تم میں سے کوئی پیچھے نہ رہے۔اِلَّا امْرَاَتَکَ (مگر تمہاری بیوی) یہ فاسر باھلك سے مستثنٰی ہے۔

قراءت: مکی، ابو عمرو نے احد کا بدل قرار دے کر مرفوع پڑھا ہے۔

بیوی کے آپ کے اہل کے ساتھ نکالنے کی دو روایتیں ہیں۔نمبر۱۔اپنے ساتھ اس کو نکالا اور حکم دیا کہ کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر وہ۔جب اس نے اس عذاب کا سنا تو مڑ کر پیچھے دیکھا اور کہہ اٹھی ہائے۔میری قوم! ایک پتھر اس کے آ لگا جس سے وہ ہلاک ہوگئی۔نمبر۲۔اس کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ پیچھے رہے۔ان کی محبت اس کے دل میں تھی اس کو رات ساتھ لیکر نہ چلے۔قراءتوں کا اختلاف دونوں روایتوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔اِنَّہٗ مُصِیْبُھَا مَآ اَصَابَھُمْ (اس عورت پر وہ عذاب آئے گا جو ان پر آئے گا) یعنی بیشک معاملہ یہ ہے روایت میں ہے کہ حضرت لوط علیہ اسلام نے ان کو کہا متی موعد ھلاکھم۔ان کی ہلاکت کا وعدہ کب ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔اِنَّ مَوْعِدَھُمُ الصُّبْحُ (بیشک ان کے وعدہ کا وقت صبح ہے) حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے جلد چاہتا ہوں۔تو فرشتوں نے کہا اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ (کیا صبح قریب نہیں)

## انجام قوم:

۸۲: فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَھَا سَافِلَھَا (جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے ان کے اوپر کو نیچے کردیا) جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پر کو اس کے نیچے رکھا پھر آسمان کی طرف اٹھا کر بلند کیا یہاں تک کہ آسمان والوں نے کتوں کے بھونکنے اور مرغوں کی بانگ کو سنا۔پھر اس کو الٹ دیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش کی اور اس کا تذکرہ اس ارشاد میں ہے۔وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھَا حِجَارَۃً مِّنْ سِجِّیْلٍ (ہم نے ان پر کھنگر کے پتھر برسائے) سجیل کا لفظ معرب ہے (سنگ گل) سے دوسرے مقام میں اس طرح فرمایا حجارۃ من طین [الذاریات:۳۳] مَّنْضُوْدٍ (مسلسل) یہ سجیل کی صفت ہے نمبر۱۔پے در پے نمبر۲۔جمع شدہ جو عذاب کیلئے تیار کئے گئے تھے۔

۸۳: مُّسَوَّمَۃً (نشان زدہ) یہ حجارۃ کی صفت ہے یعنی عذاب کیلئے ان پر نشان کیا گیا تھا۔ایک قول یہ ہے کہ ہر ایک پر اس ظالم کا نام لکھا تھا۔عِنْدَ رَبِّکَ (تمہارے رب کی طرف سے) نمبر۱۔اس کے خزانوں سے نمبر۲۔اس کے حکم سے وَمَا ھِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ (اور وہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں) نمبر۱۔کوئی بعید چیز نہیں۔اسمیں اہل مکہ کو وعید ہے۔جبرئیل علیہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو بیشک میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ آسودہ حال ہو بیشک میں تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا اندیشہ

عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا

کرتا ہوں جو گھیر لینے والا ہوگا، اور اے میری قوم انصاف کے ساتھ ناپ تول کو پورا کرو اور لوگوں کو

تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ

چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد مچانے والے نہ بنو۔ اللہ کا دیا ہوا جو کچھ بچ جائے وہ تمہارے لئے بہتر ہے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ڬ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ

اگر تم مومن ہو اور میں تم پر پہرہ دینے والا نہیں ہوں۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ بتاتی ہے

اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ

کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں یا یہ کہ ہم اپنے مالوں میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنا چھوڑ دیں، بیشک تم تو

الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

بڑے بردبار ہو نیک چلن ہو۔

السلام نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا آپ کی امت کے ظالم ان میں کوئی ظالم ایسا نہیں جو پتھر کے نشانے پر نہ ہو۔ اور وہ کسی بھی گھڑی اس پر گر سکتا ہے۔ نمبر۲۔ ضمیر کا مرجع بستیوں والوں کی طرف ہے۔ کہ یہ بستیاں مکہ کے ظالموں سے کچھ دور نہیں اپنے سفروں میں ان کا آتے جاتے ان پر گزر رہتا ہے۔

## قوم شعیب علیہ السلام:

۸۴: وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا) مدین ان کے شہر کا نام ہے یا ان کے جد امجد مدین بن ابراہیم کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے ہم نے شعیب علیہ السلام کو ساکنین مدین کی طرف بھیجا یا مدین کی اولاد کی طرف بھیجا۔ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ (کہا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی



BestUrduBooks.wordpress.com

عبادت کرو۔تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ماپ تول میں کمی نہ کرو) مکیلی چیز مکیال کے ساتھ موزونی چیز میزان کے ساتھ اِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ (میں تمہیں مالدار پاتا ہوں) دولت و وسعت والا جو ماپ تول میں کمی سے تمہیں بے نیاز کرنے والی ہے یا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نعمتوں سے نوازا ہے۔ان کا حق یہ ہے کہ تم وہ کام نہ کرو۔جو تم کر رہے ہو۔وَّاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ (مجھے تمہارے متعلق گھیراؤ کرنے والے عذاب کا خطرہ ہے) محیط کا معنی مہلک جیسا دوسری آیات میں ہے واحیط بثمرہٖ [الکہف:۴۲] اور اصل میں یہ احاطة العدو سے بنا ہے مراد اس سے ایسا عذاب ہے جو دنیا میں تہس نہس کر دے یا آخرت کا عذاب۔

## ایک معاشرتی مرض:

۸۵: وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ (اے میری قوم تم ماپ تول اور وزن کو پورا کرو) پورا کر کے دو بِالْقِسْطِ (انصاف سے) عدل کے ساتھ

نکتہ: پہلے انہیں اس قباحت سے بچنے کا حکم دیا جس میں وہ مبتلا تھے۔ماپ تول میں ڈنڈی مارنا پھر اس کو جو عقل میں بھی خوب ہے پورا کرنے کا حکم دیا۔تاکہ اسکی طرف ان کی رغبت بڑھے اسی لئے بالقسط کے لفظ کا اضافہ کیا کہ تمہیں انصاف کے ساتھ برابر تول، ماپ کر دینا چاہیئے کہ نہ کمی رہے نہ زیادتی ہو۔

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ (لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو) البخس۔کمی کو کہتے ہیں۔وہ جو چیزیں خریدتے ان کی چیزوں میں کمی کرتے۔پس اس سے ان کو روک دیا گیا۔وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (اور زمین میں فساد مچاتے مت پھرو) العثی اور العیث سخت قسم کے فساد کو کہتے ہیں، مثلاً سرقہ، لوٹ مار ڈاکہ زنی وغیرہ اور یہ بھی درست ہے کہ البخس و تطفیف کو العثی (شدید فساد) ان کے حق میں قرار دیا ہو۔

۸۶: بَقِیَّتُ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا جو بچ جائے) جو حلال مال حرام سے پرہیز کے بعد بچ جائے۔خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (وہ تمہارے لیئے بہت بہتر ہے۔اگر تم مومن ہو) اس شرط پر کہ تم ایمان لاؤ۔اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا بہت بہتر ہے کفار کیلئے بھی کیونکہ وہ اسکی وجہ اسلام لا کر بخس و تطفیف کی مصیبت سے چھوٹ جائیں گے۔البتہ ایمان کے ساتھ تو اس کا فائدہ حصول ثواب، عقاب سے نجات کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ایمان کے بغیر یہ فائدہ ظاہر نہ ہوگا۔کیونکہ وہ مالدار اس صورت میں کفر کے گہرے پانی میں ڈبکیاں کھا رہا ہے۔اس میں ایمان کی عظمت ذکر کر دی اور اللہ تعالیٰ کی جلالت شان کے متعلق خبردار کر دیا۔یا نمبر۲۔مطلب یہ ہے اگر تم میری باتوں میں میری تصدیق کرو اس حال میں کہ میں مخلصانہ نصیحتیں تمہیں کر رہا ہوں۔وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ (میں تم پر پہرہ دار نہیں ہوں) اسکی ان نعمتوں کے سلسلہ میں جو اس نے تم پر کر رکھی ہیں پس تم خود ان کی حفاظت ماپ تول کی کمی کو ترک کر کے کرو۔

۸۷: قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ (کہنے لگے اے شعیب کیا تمہاری نماز) تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا (تمہیں حکم دیتی ہے کہ چھوڑ دیں ان معبودوں کو جنکی پوجا ہمارے آباء و اجداد کرتے تھے۔یا ہم اپنے اموال میں



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَرَزَقَنِىْ مِنْهُ رِزْقًا

شعیب نے کہا کہ اے میری قوم تم بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے ایک بڑی دولت عطا فرمادی ہے تو میں تمہیں حق کی دعوت دینا

حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

کیسے چھوڑ دوں اور میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اسطرح تمہاری مخالفت کروں کہ جن کاموں سے روکتا ہوں انہیں خود کرنے لگوں میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں

مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾

جہاں تک مجھ سے ہو سکے، اور جو کچھ مجھے توفیق ہے وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور میں اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِىْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ

اور اے میری قوم تمہیں میری مخالفت اس پر آمادہ نہ کر دے کہ تمہیں اس طرح کا عذاب پہنچ جائے جو قوم نوحؑ یا قوم

هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا

ہودؑ یا قوم صالحؑ کو پہنچا، اور قوم لوط تم سے دور نہیں ہے اور تم اپنے رب سے استغفار کرو پھر اسکے حضور میں

اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّىْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾

توبہ کرو بیشک میرا رب رحم فرمانے والا ہے بڑی محبت فرمانے والا ہے۔

جو ہم کرتے ہیں وہ چھوڑ دیں) حضرت شعیب علیہ السلام بہت زیادہ نفلی نماز پڑھتے تھے۔ ان کی قوم ان کو کہتی اس نماز کا کیا فائدہ آپ جواب میں فرماتے نماز محاسن وخوبیوں کا حکم دیتی ہے اور قبائح سے باز رکھتی ہے۔ اس پر بطور تمسخر کہنے لگے۔ اصلوٰتك تامرك کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ تو ہمیں ان کی عبادت کے ترک کا حکم دیتا ہے۔ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ (جن کی پوجا ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے یا ہم کرنا چھوڑ دیں) ہم وسعت و پھیلاؤ کرنا۔ فی اموالنا مانشؤا (اپنے اموال میں اپنی مرضی استعمال کرنا) پورا دینا اور کم کرنا یہ بھی درست ہے کہ نمازوں کو مجازاً امر بنایا جائے جیسا اللہ تعالیٰ نے مجازاً ان کو نا ہی قرار دیا ہے۔ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ (بیشک تو حوصلے والا سمجھدار بنا پھرتا ہے) یعنی تو بیوقوف و گمراہ ہے۔ یہ استہزاء الٹ نام انہوں نے استعمال کیا۔ نمبر۲۔ تو ہمارے نزدیک حوصلہ مند سمجھدار ہے۔ مگر تو ہمارے ساتھ وہ سلوک نہیں کر رہا جو تیرے حال کے مناسب ہے۔

## جوابِ شعیب علیہ السلام:

۸۸: قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَرَزَقَنِىْ مِنْهُ (کہا اے میری قوم! دیکھو تو! اگر میں اپنے رب کی



BestUrduBooks.wordpress.com

طرف سے دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے اچھا رزق عنایت فرمایا ہے۔ رِزْقًا حَسَنًا (اچھا رزق) یعنی نبوت و رسالت یا حلال مال بغیر بخس وتطفیف کے اَرَءَیْتُمْ کا جواب محذوف ہے۔ یعنی تم مجھے بتلاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے واضح دلیل پر ہوں۔ اور حقیقت میں اسکا سچا پیغمبر ہوں۔ کیا میرے لئے یہ صحیح نہیں کہ بتوں کی عبادت کے چھوڑنے اور گناہوں سے رکنے کا تمہیں حکم دوں۔ جبکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہی اسی مقصد کیلئے ہوتی ہے۔ محاورہ میں کہا جاتا ہے خالفنی فلان الی کذا جب وہ قصد کرے اور تم اس سے منہ موڑنے والے ہو۔ اور خالفنی عنہ کہتے ہیں وہ منہ موڑنے والا اور تم اس چیز کا قصد کرنے والے ہو۔

مثلاً تمہیں کوئی آدمی پانی کے گھاٹ سے لوٹتے ہوئے ملے اور تم اس سے اس کے دوست کے متعلق دریافت کرو کہ وہ کہاں ہے وہ جواب میں کہے خالفنی الی الماء تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پانی کی طرف جاتے ہوئے تو میرے ساتھ تھا۔ اور اب میں گھاٹ سے لوٹ کر جا رہا ہوں (اسکو وہیں چھوڑ کر) حضرت شعیب علیہ السلام کا قول اسی قسم میں سے ہے۔ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰی مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ (یعنی میرا یہ ہرگز مقصود نہیں کہ تمہاری خواہشات و شہوات کی طرف تم سے سبقت کروں جن شہوات سے میں تمہیں منع کرتا ہوں۔) تا کہ تمہاری بجائے میں خود ان پر قبضہ جمالوں اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ (بلکہ میرا مقصود فقط اصلاح ہے) میں اپنے وعظ و نصیحت سے تمہاری اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ میرے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی مقصود یہی ہے۔ مَا اسْتَطَعْتُ (جتنی میں طاقت رکھتا ہوں) یہ ظرف ہے اصلاح کیلئے میری طاقت و امکان کی مدت تک یعنی جب تک میری استطاعت ہے اصلاح کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اور اس کے لئے کوشش میں کوئی کمی نہ کرونگا۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ (اور عمل صالح کی توفیق مجھے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملی ہے۔ جو کچھ میں کرتا اور چھوڑتا ہوں وہ اسکی اعانت و تائید سے ہے۔ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ (اسی ہی پر میں نے توکل کیا) اعتماد کیا وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ (اسی ہی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں) میں خوشحالی اور تنگدستی میں اسی ہی کیطرف رجوع کرتا ہوں۔

۸۹: وَیٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْٓ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ (اے میری قوم میری مخالفت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے۔ کہ کہیں تمہیں پہنچ جائے) میری مخالفت اس نتیجہ پر نہ پہنچا دے کہ تم عذاب تک پہنچ جاؤ۔ جرم کا لفظ یہ کسب کی طرح ایک اور دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ (جو عذاب پہنچا قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح کو) غرق، آندھی اور زلزلے کے عذاب بالترتیب ان اقوام پر آئے۔ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِیْدٍ (اور قوم لوط تم سے دور نہیں) ان کا زمانہ قریب ہے۔ نمبر ۱۔ وہ ہلاک شدہ لوگوں میں زمانہ کے لحاظ سے قریب تر ہیں۔ نمبر ۲۔ یا جگہ کے لحاظ سے نزدیک ہیں ان کے تباہ شدہ مکانات تمہارے قریب ہیں۔ نمبر ۳۔ جن اعمال سے وہ ہلاکت کے مستحق ہوئے۔ کفر، گناہ۔ ان میں تمہارے اور ان کے درمیان کوئی خاص فرق نہیں۔

نَحو: قریب اور بعید اسی طرح قلیل و کثیر میں مذکر و مؤنث کا فرق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسے مصادر کے اوزان پر ہیں جن میں تذکیر و تانیث میں برابری ہے مثلاً الصهیل النهیق وغیرہ۔

۹۰: وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ (تم اپنے رب سے شرک و معاصی کی معافی مانگو پھر اسکی طرف رجوع



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا

وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیب تم جو کچھ کہتے ہو اس میں سے بہت سی باتیں ہم نہیں سمجھتے، اور بلاشبہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم ہمارے درمیان کمزور ہو اور اگر

رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿٩١﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ

تمہارا خاندان نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے، اور ہمارے نزدیک تم کچھ عزت والے نہیں ہو، شعیب نے کہا کہ اے میری قوم کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک عزت میں

مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٩٢﴾ وَيٰقَوْمِ

بڑھ کر اللہ سے زیادہ ہے اور تم نے اسے پس پشت ڈال دیا، بلاشبہ میرا رب ان کاموں کا احاطہ کئے ہوئے ہے جنہیں تم کرتے ہو، اور اے میری قوم

اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ

تم اپنی جگہ پر کام کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں، تم عنقریب جان لو گے کہ کس کے پاس عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے گا،

وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا

اور یہ بھی جان لو گے وہ کون شخص ہے جو جھوٹا ہے۔ انتظار کرو بیشک میں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں، اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیب کو

وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ

اور ان لوگوں کو نجات دیدی جو انکے ساتھ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ظلم کیا انہیں سخت آواز نے پکڑ لیا سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے

دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ ۙ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿٩٥﴾ ع ٨

گرے ہوئے رہ گئے گویا کہ وہ ان میں رہے ہی نہ تھے خبردار مدین کے لئے دوری ہے جیسا کہ ثمود دور ہوئے

کرو بیشک میرا رب مہربان ہے) رحیم ہے کہ اہل جفاء کو ایمان والوں میں سے بخش دیتا ہے وَّدُوْدٌ (محبت کرنے والا ہے) اہل وفاء صالحین سے محبت کرتا ہے۔

## قوم کا آخری جواب:

٩١: قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ (کہنے لگے اے شعیب ہماری سمجھ میں تیری بہت باتیں نہیں آتیں) ہم تیرے اقوال کی صحت کو نہیں سمجھتے ذرا غور تو کرو کس طرح وہ ان کے کلام کو نہ سمجھتے ہونگے حالانکہ وہ تو خطیب الانبیاء تھے؟ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا (اور بیشک ہم تمہیں اپنے میں کمزور پاتے ہیں) ہمارے درمیان نہ تمہاری عزت ہے اور نہ قوت اور اگر ہم تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو تو اس کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ (اگر تیرا گروہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے)



BestUrduBooks.wordpress.com

اگر تیرا خاندان نہ ہوتو ہم سنگساری سے تمہیں ہلاک کر دیتے اور یہ بدترین قسم کا قتل ہے۔آپ کے خاندان والے ان کے ہم مذہب تھے اسی لئے انہوں نے ان کی طرف میلان ظاہر کیا اوران کا اکرام کیا۔وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ (تو ہمارے ہاں معزز نہیں ہے) تو ہم پر زبردست نہیں اور نہ ہی قابل اکرام ہے کہ قتل سے تمہیں بچا سکے اور نہ ہی بلند ہو کہ ہم سنگباری سے بالاتر خیال کریں البتہ تیرا خاندان ہماری نگاہ میں معزز ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے دین والے ہیں۔حرف نفی کو ضمیر پر داخل کر کے بتلایا کہ کلام فاعل میں واقع ہو رہا ہے فعل میں نہیں گویا اسطرح کہا گیا۔وما انت علینا بعزیز بل رھطك ھم الاعزة علینا اسی لئے ان کے جواب میں آپ نے فرمایا۔

۹۲: قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ (اے میری قوم کیا میرا خاندان وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارے ہاں زیادہ عزت والا ہے) اگر ماعززت علینا کہا جاتا تو یہ جواب صحیح نہ بنتا۔ بلکہ اس طرح فرمایا ارھطی اعز علیکم من الله اور کلام ان کے اور خاندان کے متعلق کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ خاندان ان کے ہاں معزز ہے نہ کہ شعیب،ان کا شعیب علیہ السلام کی توہین کرنا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔درحقیقت اللہ تعالیٰ کی توہین تھی اور جب ان کے ہاں ان کا خاندان زیادہ عزت والا تھا نہ کہ شعیب تو گویا انکا گروہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے زیادہ عزت والا تھا۔اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر نظر ڈالیں تو یہ بات بخوبی ذہن نشین ہو جائے گی من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ [النساء:۸۰] وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا (تم نے اس کو پس پشت ڈال دیا) اور اس کو بھلا دیا اور تم نے اس کو پشت پیچھے ڈالی ہوئی چیز کی طرح نسیا منسیا کر دیا کہ اسکی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتے۔

نحو: الظھری یہ الظھر سے اسم منسوب ہے اور کسرہ اسم منسوب کی وجہ سے ہے۔جیسا کہ امس سے امسی اسم منسوب میں تغیرات بہت ہیں۔اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ (بے شک میرا رب تمہارے اعمال کا احاطہ کرنے والا ہے) وہ علم کے اعتبار سے تمہارے اعمال کا احاطہ کرنے والا ہے اس پر کائنات کی کوئی چیز مخفی نہیں۔

۹۳: وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ (اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کرو)

نحو: یہ مکانة بمعنی مکان ہے۔کہا جاتا ہے۔مکان و مکانة و مقام و مقامة ۔یا نمبر۲۔مکن کا مصدر ہے فھو مکین جب کسی چیز پر قابو پالے۔مطلب یہ ہوگا تم کام کرو۔اس حال میں کہ تم اپنی جانب سے ٹھہرنے اور جمنے والے ہو اس جانب جو کہ شرک اور میری دشمنی والی ہے۔نمبر۳۔اپنی طاقت بھر میری عداوت و دشمنی کر لو۔

اِنِّيْ عَامِلٌ (بیشک میں کام کرنے والا ہوں) اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ مجھے نصرت و تائید عنایت فرماتے ہیں اور مجھے ٹھکانہ دینے والے ہیں۔سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ (جلدی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون ہے۔جس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا ہے)۔

نحو: من استفہامیہ ہے اور فعل علم سے معلق ہے۔

گویا اس طرح کہا گیا سوف تعلمون اینا یاتیه عذاب یخزیه (رسوا کرتا ہے) و اینا ھو کاذب ۔تم عنقریب جان لو گے کہ ہم میں سے کون ہے۔جس پر عذاب اتر کر اس کو رسوا کرتا ہے۔اور ہم میں سے کون جھوٹا ہے میں یا تم۔یا ء موصولہ ہے گویا



BestUrduBooks.wordpress.com

اسطرح کلام ہے۔سوف تعلمون الشقی الذی یأتیہ عذاب یخزیہ والذی ھو کاذب فی زعمکم ودعواکم ۔تم عنقریب اس بدبخت کو جان لوگے جس پر وہ عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کردے گا۔اور وہ جو کہ تمہارے خیال اور دعوے میں جھوٹا ہے۔فا کو سوف پر داخل کیا تاکہ ایسے حرف سے وصل ظاہر ہو جو وصل کیلئے بنایا گیا ہے اور فا کو ہٹانے کی صورت میں وصل تقدیری ہے اور جملہ مستانفہ ہے اور سوال مقدر کا جواب ہے گویا اس طرح کہا گیا پھر کیا ہوگا اگر ہم اسی کیفیت سے کام کرتے رہیں اور تم اپنا کام کرتے رہے؟ تو جواب دیا۔سوف تعلمون، تفنن فی البلاغۃ کیلئے تو دونوں صورتیں درست ہیں مگر جملہ مستانفہ زیادہ بلیغ ہے۔وَارْتَقِبُوْٓا (تم انتظار کرو) تم انجام کا انتظار کرو۔اور میں نہیں کہتا اِنِّیْ مَعَكُمْ رَقِیْبٌ (بیشک میں تمہارے ساتھ منتظر ہوں) الرقیب الراقب کے معنی میں ہے (نگران) یہ رقبہ سے نکلا ہے جیسے ضریب بمعنی الضارب۔نمبر۲۔رقیب بمعنی مراقب (ایک دوسرے کا نگران) جیسا عشیر بمعنی معاشر نمبر۳۔رقیب بمعنی مرتقب جیسے رفیع بمعنی مرتفع (منتظر)

## نفاذِ عذاب:

۹۴: وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ (جب ہمارا عذاب والا حکم آیا تو ہم نے بچالیا شعیب کو اور ان کے ساتھ والے مومنوں کو اپنی رحمت سے اور ظالموں کو پکڑ لیا ایک چیخ نے۔) جبرئیل علیہ السلام نے چیخ ماری تو وہ تمام ہلاک ہوگئے۔یہ عاد اور مدین کے واقعہ کے آخر میں مذکور ہوا ہے۔

نکتہ: ثمود و لوط کے واقعہ کے آخر میں لما جاء فرمایا جبکہ آیت ۶۶ میں فلما جاء فرمایا گیا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں واقعات اس موعد کے بعد ذکر ہوئے جو ان موعد ھم الصبح [ہود:۸۱] ذلك وعد غیر مکذوب [ہود:۶۵] پس فالائے جو سببیت کو ظاہر کرتی ہے جیسا تم کہو وعدتہ فلما جاء المیعاد کان کیت و کیت اور دوسرے دونوں واقعات ابتدائی طور پر لائے گئے۔اس لئے ان کا حق یہ تھا کہ واؤ جمع لاکر ماقبل پر عطف کیا جاتا جیسا ایک قصہ دوسرے پر عطف کیا جاتا ہے۔فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ (وہ اپنے گھروں میں مرے کے مرے رہ گئے) الجاثم اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی جگہ کو لازم پکڑے اور ادھر ادھر نہ سرکے۔جبرئیل علیہ السلام نے زور سے چیخ ماری۔اس اچانک چیخ سے تمام کی روحیں قبض ہوگئیں اور وہ اپنی جگہوں پر مر گئے

(اعاذنا اللہ من عاقبتھم)

۹۵: كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا (گویا وہ گھروں میں بستے ہی نہ تھے) گویا زندگی میں انہوں نے ان گھروں میں رہائش اختیار ہی نہیں کی نہ تو پورے اختیار سے اور نہ آتے جاتے۔اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ (خبردار مدین والوں کیلئے دوری ہو) البُعد۔البَعَد کے معنی میں ہے۔اور اس کا معنی ہلاکت ہے۔جیسے الرُشد بمعنی الرَشَد ہے کیا قرآن مجید کی اس آیت کی طرف نہیں دیکھتے۔كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (جیسے قوم ثمود دور ہوئی)۔

نحو، قراءت: بَعِدَت کو بَعُدَتْ پڑھا گیا ہے معنی ہر دو صورت میں ایک ہے۔یہ قرب کی ضد ہے۔مگر انہوں نے بُعْد بمعنی ہلاکت) کے درمیان اور دوسرے کے درمیان فرق کیا پس بناء کو بدل دیا جیسا کہ خیر و شر کے زمانوں میں تفریق کرتے ہوئے کہتے ہیں وعد و اَوْعَد پہلا وعدہ کرنا اور دوسرا ڈرانا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۹۶ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ

اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو اپنی آیات اور روشن دلیل کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا سو ان لوگوں نے فرعون کی بات کا

فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝۹۷ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ

اتباع کیا اور فرعون کی بات صحیح نہ تھی، قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا پھر وہ ان کو دوزخ میں اتار دے گا

وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝۹۸ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝۹۹

اور وہ بری جگہ ہے جس میں ان لوگوں کا اترنا ہوگا اور ان کے پیچھے اس دنیا میں لعنت لگادی گئی اور قیامت کے دن بھی ان پر لعنت ہوگی۔ برا انعام ہے جو انہیں دیا گیا۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝۱۰۰ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ

یہ بستیوں کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں ان میں سے بعض بستیاں قائم ہیں اور بعض بالکل ختم ہوگئیں۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، ان کے معبودوں نے جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے کچھ بھی فائدہ

شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝۱۰۱

نہ دیا۔ جب آپ کے رب کا حکم آگیا اور انھوں نے ہلاکت کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہیں کیا

### موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ:

۹۶: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات دے کر اور واضح دلائل کے ساتھ بھیجا) مراد سلطان مبین سے عصا ہے کیونکہ یہ تمام سے زیادہ واضح ترین نشانی تھی۔

۹۷: اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا (فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف پس انہوں نے اتباع کی) سرداروں نے اتباع کی اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ (فرعون کے حکم کی اور فرعون کا حکم صحیح نہ تھا) اس میں متبعین فرعون کی جہالت ظاہر کی گئی ہے کہ انہوں نے فرعون کا کھلا گمراہ کن عمل قبول کرلیا اور وہ یہ تھا کہ اس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا حالانکہ وہ ان جیسا انسان تھا۔ اور سرعام ظلم و شرارت پھیلانے والا تھا جو کہ شیطان ہی کا کارنامہ ہوسکتا ہے۔ چہ جائیکہ اس کو الوہیت کے منصب پر بٹھا دیا جائے۔ (نعوذ باللہ من الحمقاء و الحماقة) اور اس میں یہ بتلایا کہ قبطیوں نے ان آیات کا معائنہ کیا اور سلطان مبین بھی دیکھی اور ان کو یقین ہوگیا کہ موسیٰ علیہ السلام ہدایت وحق پر ہیں۔ پھر بھی ان کی اتباع سے اعراض کر کے اسکی اتباع کی جس کی اتباع میں رشد و ہدایت کا نشان تک نہ تھا۔ نمبر۲۔ یا مراد یہ ہے کہ اس کا کام نیک نہ تھا۔ اچھے انجام والا نہ تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۹۸: يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا) وہ مقتداء ہوگا اور وہ اس کے پیچھے ہونگے۔ یہ ماقبل کی تفسیر وایضاح ہے۔ کہ اس کا کام رشد و ہدایت والا کس طرح ہوسکتا ہے۔ جس کا انجام یہ ہو؟ الرشد کا لفظ ہر اس چیز میں استعمال ہوتا ہے جو پسندیدہ اور قابل تعریف ہو جیسا کہ الغی کا لفظ ہر قابل مذمت چیز پر بولا جاتا ہے۔ اور قدمہ بمعنی تقدمہ کے ہے آگے آگے ہونا۔ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ پس ان کو آگ میں داخل کرے گا۔ یہ لفظ ماضی لایا گیا کیونکہ ماضی امر موجود پر دلالت کرتا ہے اور قطعیت ظاہر کرتا ہے گویا اس طرح کہا گیا یقدمھم فیوردھم النار لا محالۃ وہ ان سے آگے ہوگا اور ان کو بہر صورت آگ میں داخل کرے گا۔ یعنی جس طرح وہ گمراہی میں نمونہ تھا۔ اس طرح آگ کی طرف بھی ان کے آگے جائیگا اور وہ اس کے پیچھے ہوں گے۔ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ (بہت برا ہے وہ گھاٹ جس پر وہ وارد ہوئے) الورد بمعنی مورد ہے۔ المورود جس پر وہ وارد ہوئے۔ اس میں اس کو فارط (سابق) سے تشبیہ دی جو کہ وارد سے پہلے گھاٹ پر پہنچتا ہے اور اس کے متبعین کو واردہ سے تشبیہ دی پھر فرمایا یہ بدترین گھاٹ ہے۔ جس پر وہ اترے ہیں یعنی جہنم کی آگ کیونکہ گھاٹ پر پیاس کی تسکین کیلئے جاتے ہیں اور وہ آگ میں اترے ہیں جو پانی کی ضد ہے۔

## فرعونیوں کا انجام:

۹۹: وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ (ان کے پیچھے لگادی گئی اس دنیا کی زندگی میں) ھٰذِهٖ سے دنیا مراد ہے۔ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ (لعنت کو اور قیامت کے دن) ان پر دنیا میں بھی لعنت کی جائے گی اور آخرت میں بھی ملعون ہونگے۔ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ (بہت برا انعام ہے جو ان کو دیا گیا) یعنی بدترین مدد اور بدترین وہ جن کو یہ امداد ملی۔ نمبر۲۔ جس کو یہ عطاء ملی بدترین عطاء ملی۔

۱۰۰: ذٰلِكَ (یہ) یہ مبتداء۔ ہے مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى (بستیوں والے کے واقعات وخبریں ہیں) یہ خبر ہے۔ نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ (جو ہم تمہیں بیان کررہے ہیں) یہ دوسری خبر ہے یعنی یہ خبران بعض اخبار میں سے ہے۔ جو ہلاک شدہ شہروں کی ہم نے بیان کیں۔ مِنْهَا (ان میں سے) ان بستیوں میں سے قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ (بعض کھڑی اور بعض کٹ کرفنا کے گھاٹ اتر چکیں) یعنی بعض کے آثار باقی ہیں۔ اور بعض کے نشانات بھی مٹ چکے جیسا کہ وہ کھیتی جو اپنی پوری پر کھڑی ہو اور وہ کھیتی جو کٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے۔

نحو: یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔

## عذاب کے وقت کسی معبود نے کام نہ دیا:

۱۰۱: وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ (اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا) ان کو ہلاک کر کے وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ (لیکن انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا) ان چیزوں کا ارتکاب کر کے جنکی وجہ سے ہلاک کئے گئے۔ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ (ان کو کچھ فائدہ نہ دیا ان کے معبودوں نے) اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو ان سے ہٹا نہ سکے۔ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ (وہ معبود جن کو وہ پکارتے تھے) ان کی عبادت کرتے تھے گزشتہ حالت کی حکایت ہے۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ (اللہ تعالیٰ کے سواء جبکہ تیرے رب کا عذاب والا حکم آیا) امر سے عذاب مراد ہے۔

نحو: لَمّا یہ ما اغنت کی وجہ سے منصوب ہے۔ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ (اور نہ اضافہ کیا سوائے بربادی کے اور کسی چیز کا)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾

اور آپ کے رب کا پکڑنا اسی طرح ہے جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جبکہ وہ ظالم ہوں، بیشک اسکا پکڑنا دردناک ہے سخت ہے۔

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ

بلاشبہ اس میں اس شخص کے لئے عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو۔ یہ ایسا دن ہوگا جس میں تمام آدمی جمع کئے جائیں گے

وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ ۭ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ

اور یہ وہ دن ہوگا جو سب کی حاضری کا دن ہے اور ہم اسے مؤخر نہیں کر رہے ہیں مگر تھوڑی سی مدت کے لئے جس وقت وہ دن آئے گا کوئی شخص اللہ کی اجازت کے

نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِىٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا

بغیر بات نہ کر سکے گا سو ان میں شقی ہوں گے اور سعید ہوں گے، سو جو لوگ شقی ہوں گے وہ دوزخ میں ہوں گے اس میں انکی

زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ

چیخ و پکار ہوگی وہ اس میں ہمیشہ ٹھہرے رہیں گے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم رہیں اِلّا یہ کہ آپ کے رب کی مشیت ہو

اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ

بے شک آپ کا رب جو کچھ چاہے پورے طور سے کر سکتا ہے اور لیکن وہ لوگ جو سعید ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں

فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ عَطَاۗءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

گے جبتک آسمان و زمین قائم رہیں اِلّا یہ کہ آپ کے رب کی مشیت ہو، یہ بخشش بھی منقطع نہ ہوگی،

فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَاۗءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُهُمْ

سو اے مخاطب جس چیز کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں تو اس کے بارے میں شک میں نہ پڑنا یہ لوگ اسی طرح عبادت کر رہے ہیں جیسا کہ پہلے انکے باپ

مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع

دادا عبادت کرتے تھے۔ اور ہم ان کو ان کا پورا پورا حصہ دے دیں گے جس میں کچھ بھی کمی نہ ہوگی۔

نقصان کہا جاتا ہے تبّ جبکہ وہ نقصان میں پڑے۔ اور تببہ غیرہ جبکہ کسی دوسرے کو نقصان میں ڈالے یعنی غیر اللہ کی عبادت نے ان کو کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ ان کو ہلاک کیا۔

۱۰۲: وَكَذٰلِكَ (اور اسی طرح) کاف محلاً مرفوع ہے ای مثل ذلك الاخذ اس جیسا پکڑنا۔ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى

(تیرے رب کا پکڑنا ہے جبکہ اس نے بستیوں والوں کو پکڑا) القریٰ سے اہل القریٰ مراد ہیں ۔وَهِيَ ظَالِمَةٌ (جبکہ وہ ظالم تھے) یہ القریٰ سے حال ہے۔اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ (بیشک اسکی پکڑ بڑی سخت دردناک ہوتی ہے) الیم مولم کے معنی میں ہے دردناک اور شدید۔پکڑے ہوئے پر سخت ہوتی ہے۔ یہ ہر ظالم بستی کیلئے ڈراوا ہے خواہ مکہ والے ہوں یا کوئی اور۔ظالم کو چاہئے کہ وہ جلد توبہ کرے اور مہلت کے دھوکے میں مبتلا نہ ہو۔

## تذکرۂ آخرت اوراستدراج مجرم:

۱۰۳: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ (بیشک اس میں) جو کچھ کہ ہلاک ہونے والی امتوں کے متعلق بیان کیا لَاٰيَةً (البتہ عبرت ہے) لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ (اس کے لئے جو ڈرا آخرت کے عذاب سے) یعنی اس عذاب کے وجود اور صحیح ہونے کا اعتقاد رکھا۔ ذٰلِكَ (یہ) کا مشارالیہ یوم القیامۃ ہے کیونکہ عذاب آخرت اس پر دلالت کر رہا ہے۔يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ (جس دن میں لوگ جمع کئے جائیں گے) الناس یہ مرفوع ہے مجموع کی وجہ سے جیسا کہ اس کا فعل رفع دیتا ہے یہاں فعل کے بجائے اسم مفعول کو اس لئے ترجیح دی گئی تا کہ جمع کا معنی اس دن کیلئے اچھی طرح ثابت ہو جائے اور جمع کی نسبت لوگوں کی طرف کر کے اس بات کو مزید پختہ کر دیا کہ لوگ اس سے جدا نہ ہونگے بلکہ حساب و کتاب کیلئے اکٹھے ہونگے اور ثواب وعقاب کو پائیں گے۔

وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ (اور یہ ایسا دن ہے کہ جس دن شہادت دینے والے شہادت دیں گے) یعنی اس دن میں حاضر ہونگے۔مفعول بہٖ کی جمع ظرف لائے تا کہ وسعت پیدا ہو۔مطلب اس طرح ہوا کہ تمام مخلوق موقف حساب میں حاضر ہوگی ان میں سے کوئی غائب نہ ہوگا۔

۱۰۴: وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ (اور ہم نہیں اس کو مؤخر کر رہے) یعنی مذکورہ دن کو، الاجل، تمام مہلت کی مدت پر بولا جاتا ہے اور اسکی انتہاء کو بھی کہتے ہیں اور گننا اور شمار کرنا تو اسکی مدت کو بیان کرنے کیلئے غایت ومنتہا کیلئے نہیں۔پس اس ارشاد کا معنی اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ (مگر ایک مقررہ مدت کیلئے) نمبرا۔مگر اس لئے کہ گنی ہوئی مدت پوری ہو جائے۔ مضاف مدۃ حذف کر دیا یا نمبر۲۔ہم اس دن کو مؤخر نہیں کر رہے مگر اسلئے تا کہ وہ مدت ختم ہو جائے جو ہم نے بقائے دنیا کیلئے مقرر کی ہے۔

۱۰۵: يَوْمَ يَاْتِ (جس دن آئے گا) قراءت: مکی نے یا سے پڑھا اور ابو عمرو، نافع، علی نے وصل میں اسکی موافقت کی ہے۔اور اصل یا کا اثبات ہے کیونکہ حذف کی کوئی وجہ نہیں یا کا حذف اور کسرہ پر اکتفاء لغت ہذیل میں کثرت سے ملتا ہے اور اسکی مثال ماکنا نبغ [الکہف:۶۴] اور یات کا فاعل ضمیر ہے جو اس قول کی طرف لوٹ رہی ہے۔یوم مجموع له الناس [ھود:۱۰۳] اس یوم کی طرف جو یات سے پہلے آ رہا ہے یوم یہ اذکر کی وجہ سے منصوب ہے۔یا لَا تَكَلَّمُ کی وجہ سے یہ لاتتکلم ہے (نہ کلام کرے گا)۔نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (کوئی نفس مگر اس کے حکم سے) یعنی کسی کی کوئی سفارش نہ کر سکے گا مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے جیسا فرمایا من ذا الذی یشفع عندهٗ الا باذنه [البقرہ:۲۵۵]

## دو قسمیں، شقی وخوش نصیب اورانجام:

فَمِنْهُمْ (پس ان میں سے) ہم کی ضمیر اہل موقف کی طرف راجع ہے کیونکہ لا تکلم نفس اس پر دلالت کر رہا ہے اور لوگوں کا



BestUrduBooks.wordpress.com

تذکرہ مجموع له الناس میں گزرا ہے[ھود:۱۰۳] شَقِیٌّ (بدبخت) معذب وَّسَعِیْدٌ (خوش نصیب) اوران میں خوش نصیب ہونگے نعمتوں والے۔

۱۰۶: فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ شَهِیْقٌ (پس پھر وہ لوگ جو بدبخت ہوئے وہ آگ میں جائیں گے ان کے لئے اس میں چیخیں اور پکاریں ہونگی)۔زفیر گدھے کی آواز کی ابتدائی کیفیت اورشہیق۔گدھے کی آواز کی انتہاء نمبر۲۔سانس کا نکالنا اور لوٹانا۔یہ جملہ حال ہے اوراسمیں عامل استقرار ہے جونار میں ہے۔

۱۰۷: خٰلِدِیْنَ فِیْهَا (وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے) یہ حال مقدرہ ہے۔مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ جب تک رہیں آسمان اور زمین) یہ موضع نصب میں ہے یعنی مدة دوام السموت والارض۔آسمانوں وزمین کے دوام کی مدت اورآسمان و زمین سے آخرت کے آسمان وزمین مراد ہیں۔وہ دوامی ہونگے اورابد کیلئے بنائے جائیں گے۔اورآخرت میں آسمان وزمین کے وجود کیلئے یہ آیت دلیل ہے۔یوم تبدل الارض غیر الارض والسمٰوٰت [ابراہیم:۴۸] نمبر۲۔جب تک فوق وتحت باقی ہے کیونکہ آخرت والوں کیلئے ایسی چیز ہوگی جوان کو اٹھائے اوران پر سایہ کرے گی خواہ سایہ کرنے والا آسمان ہو یا عرش اور ہر چیز جوسایہ کرے وہ سماء ہے۔نمبر۳۔یہ ہمیشگی کی تعبیر ہے اورانقطاع کی نفی ہے جیسے کہتے ہیں مالاح کو کب وغیرہ تابید کے کلمات بولے جاتے ہیں۔اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ (مگر جو چاہے تیرارب) نمبر۱۔یہ خلود فی النار سے استثناء ہے۔اوراسکی وجہ یہ ہے کہ اہل نارعذاب نار میں اکیلے ہمیشہ نہ رہیں گے بلکہ ان کوزمہریر (شدید سردی) اورکئی اقسام کے عذابوں سے جوآگ کے علاوہ ہونگے سزادی جائے گی۔نمبر۲۔ماشاء کا معنی من شاء ہے اوراس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردیا جائے گا ان کو الجھنمیین کہا جائیگا۔یہ اہل جنت سے الگ بیان کئے کیونکہ عرصہ دراز تک اہل جنت سے جدار ہے۔اور یہ بدبخت کامل طور پرنہیں کیونکہ (تابید فی النار) آگ میں ہمیشگی سے بچالئے گئے اورابتداءً سعادت مند نہ بنے کہ بغیرآگ کے چھونے کے جنت میں پہنچ جاتے۔(انتہاءً سعادت مند بن گئے کیونکہ آگ سے نکل گئے) یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما اورضحاک وقتادہ رحمہما اللہ سے مروی ہے۔اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (بیشک آپ کارب کرگزرنے والا ہے جووہ ارادہ کرتا ہے) شقی اورسعید کے متعلق۔

۱۰۸: وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا (اورپھر جولوگ خوش نصیب ہونگے) قراءت:حمزہ،علی،حفص نے سُعِدُوْا پڑھا ہے۔سَعِدَ لازم ہے۔اور سَعَدَ یَسْعَدُ متعدی ہے۔فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ (پس وہ جنت میں جائیں گے اسمیں ہمیشہ رہنے والے ہونگے جب تک رہیں آسمان وزمین مگر جو چاہے تمہارارب) نمبر۱۔یہ خلود فی الجنة سے استثناء ہے اوراسکی وجہ یہ ہے کہ جنت کے علاوہ ان کو جنت سے بڑی چیزیں بھی دی جائیں گی۔اور وہ رؤیت باری تعالیٰ اوراسکی رضامندی ہے۔نمبر۲۔اسکا معنی یہ ہے کہ ما بمعنی من ہو کہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے کہ اس کو جنت میں داخلے سے پہلے عذاب دے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ استثناء دونوں آیات میں اہل جنت کیلئے ہے۔(رواہ ابن مردویہ الدرالمنثور) اس کا معنی وہی ہے جو ہم نے ذکر کردیا کہ گناہ گار مومن کیلئے خلود فی النار نہیں ہے کیونکہ اس کو بالآخر نکال لیا جائے گا اوراس کا جنت میں خلود نہ ہوا کیونکہ وہ ابتداء میں جنت میں داخل نہ ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## معتزلہ کی عبرتناک حرکت:

جب انہوں نے دیکھا کہ اس آیت سے گناہ گاروں کے خلود فی النار والا مسئلہ باطل ہوتا ہے تو ان تمام احادیث کا انکار کر دیا جو اس سلسلہ میں وارد ہیں۔اور یہ بدترین گناہ ہے۔

عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ (ایسا عطیہ جو منقطع نہ ہوگا) غیر منقطع مگر ایسے زمانہ تک جائیگا جس کی انتہاء نہیں جیسا کہ فرمایا لھم اجر غیر ممنون [فصلت:۸] یہ عَطَآءً یہ اعطو المحذوف کا مفعول ہونے کی بناء پر منصوب ہے ای اعطوا عطاءً۔

نکتہ: فرقہ جہمیہ نے چار آیات کا انکار کیا۔نمبر۱۔ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ۔ھود نمبر۲۔اکلھا دائمٌ [الرعد:۳۵] نمبر۳۔وما عند اللّٰہ باق [النحل:۹۶] نمبر۴۔لا مقطوعة ولا ممنوعة [الواقعہ:۳۳]

## مشرکوں کو ضرور سزا ملے گی:

۱۰۹: جب اللہ تعالیٰ نے بتوں کے پجاریوں کے واقعات کو بیان کیا اور ان پر اترنے والے عذاب کو ذکر فرما دیا تو جو عذاب تیار شدہ ہے اس کا ذکر فرمایا۔فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ (پس تم اے مخاطب! جس چیز کی یہ عبادت کرتے ہیں اس کے متعلق شک میں نہ پڑو) یعنی تم ہرگز شک نہ کرو اس کے بعد کہ تمہاری طرف یہ واقعات اتار دیئے کہ غیر اللہ کی عبادت کا برا انجام ہوگا جیسا کہ ان کے ہم مثلوں کو ان سے پہلے پہنچا۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور کفار سے انتقام کا وعدہ فرمایا۔اور کفار کو خبردار کیا۔پھر فرمایا مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ (یہ عبادت نہیں کرتے مگر کہ جس طرح ان کے آباؤ اجداد اس سے پہلے ان بتوں کی عبادت کرتے تھے) مقصد یہ ہے کہ شرک میں ان کی حالت اپنے آباؤ اجداد سے مختلف نہیں ہے۔اور آپ کو بتلا دیا کہ ان کے آباء کا حشر کیا ہوا پس ان پر بھی اسی طرح کا عذاب اترے گا۔

نحو: یہ جملہ مستانفہ ہے اس کا مقصد شک کے متعلق نہی کی علت بیان کرنا ہے۔ان کی عبادت ویسی مشرکانہ ہے جیسی ان کی تھی مِمَّا میں مَا اور كَمَا میں ما مصدر یہ ہے۔یہ ان کی پوجا کرتے ہیں جن کے ان کے اسلاف کرتے تھے۔نمبر۲۔موصولہ ہے۔اس صورت میں من عبادتھم کعبادتھم جن کی عبادت ان کی عبادت کی طرح معنی ہوگا۔نمبر۳۔جن بتوں کی وہ عبادت کرتے اور اسی کی مثل جنکی وہ عبادت ان میں سے کرتے تھے۔وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ (ہم ان کو ان کا حصہ پورا پورا دیں گے) عذاب کا حصہ جیسا کہ ان کے آباء کو ہم نے پورا پورا دیا۔غَيْرَ مَنْقُوْصٍ (بغیر کمی کے) یہ نصیبھم سے حال ہے یعنی پورا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی سو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر اللہ کی طرف سے ایک بات طے شدہ نہ ہوتی

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ

تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا، اور بلاشبہ وہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں جو تردد میں ڈالنے والا ہے۔ اور بیشک جتنے لوگ ہیں آپ کا رب انہیں

رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ

ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیدیگا بے شک وہ انکے اعمال سے باخبر ہے، سو آپ استقامت پر رہئے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور جو لوگ توبہ کر کے آپ

مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

کے ساتھی ہیں وہ بھی استقامت پر رہیں، اور حد سے آگے نہ بڑھو بیشک وہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے اور ان لوگوں کی طرف مت جھکو جنہوں نے ظلم کیا

فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

ایسا کرو گے تو تمہیں آگ پکڑ لے گی اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں، پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی،

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ

اور دن کے دونوں طرفوں میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجئے بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں،

ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے اور آپ صبر کیجئے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ اللہ اچھے کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

۱۱۰: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ (اور تحقیق ہم نے دی موسیٰ علیہ السلام کو کتاب) یعنی تورات فَاخْتُلِفَ فِيْهِ (پھر اس میں اختلاف ڈالا گیا) بعض لوگ ایمان لائے اور ایک قوم نے انکار کر دیا۔ جیسا کہ قرآن میں اختلاف کر رہے ہیں اس میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی۔ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ (اگر ایک بات آپ کے رب کی طرف سے نہ ہو چکی ہوتی) کہ وہ ان کو جلدی سزا نہ دے گا۔ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ (تو ان کا قطعی فیصلہ ہو چکا ہوتا) نمبر۱۔ قوم موسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان نمبر۲۔ آپ کا اور آپ کی قوم کا ایسے عذاب سے جو ان کو جڑ سے اکھاڑ دیتا۔ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ (اور بلاشبہ وہ اس کے متعلق شک میں مبتلا ہیں) نمبر۱۔ قرآن کے متعلق۔ نمبر۲۔ عذاب کے متعلق مُرِيْبٍ (جو ان کو متردد کرنے والا ہے) یہ اراب الرجل سے ہے جبکہ وہ شک والا ہو۔ یہ اسناد مجازی ہے۔

۱۱۱: وَاِنَّ كُلًّا (اور بالیقین تمام کے تمام) كُلًّا کی تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے۔ یعنی اِنَّ كُلَّهُمْ یعنی بیشک تمام اختلاف



BestUrduBooks.wordpress.com

کرنے والے ہیں اس میں۔

لَمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ۔ (آپ کا رب انہیں ان کے اعمال کا بدلہ پورا پورا دے گا)

قراءت: اِنَّ مشددہ اور لَمَا تخفیف کے ساتھ بصری علی نے پڑھا۔ اور ما زائدہ ہے اِنَّ اور لَيُوَفِّيَنَّهُمْ کی لام میں فاصلہ کیلئے لایا گیا ہے۔ لَيُوَفِّيَنَّهُمْ یہ قسم محذوف کا جواب ہے۔ لَمَا میں لام قسم کی تمہید کیلئے لائی گئی ہے۔ مطلب اس طرح ہے۔ وان جمیعھم واللّٰہ لیوفینھم ربلک اعمالھم بیشک تمام کو اللہ تعالیٰ کی قسم ضرور تیرا رب ان کے اعمال کا بدلہ دے گا یعنی ان کے اعمال خواہ ایمان ہو یا انکار و کفر حسن ہو یا قبح۔

قراءت: ابوبکر نے پہلے کے برعکس اِنْ کو مخففہ پڑھا ہے اور مکی و نافع نے مخففہ ماننے کے باوجود ثقیلہ والا عمل اصل کا لحاظ کر کے دیا کیونکہ اصل تثقیل ہے۔ کیونکہ اِنَّ ثقیلہ فعل کے مشابہ ہے۔ اور فعل حذف سے پہلے اور بعد یکساں عمل کرتا ہے۔ جیسے لم یکن اور لم یلك بالکل اسی طرح مشبہ بہ بھی۔ باقی قراء نے دونوں کو مشدد پڑھا ہے مگر یہ مشکل ہے اس میں سب سے بہتر قول یہ ہے کہ لممت الشیٔ سے لیا جائے ای جمعتہٗ لمّا پھر وقف کیا تو لمّا بن گیا۔ پھر وقف کی بجائے اس پر وصل کو لائے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ الدعوٰی اور الشروٰی کی طرح ہو اور جن مصادر میں الف تانیث ہو۔

## قول زہری رحمۃ اللہ علیہ:

وانّ کُلًّا لَمًّا تنوین کے ساتھ پڑھا ہے جیسا کہ اس آیت میں اَکْلًا لَّمًّا [الفجر:۱۹] اور یہ اس کی تائید کرتا ہے جو ہم نے کہا ہے مطلب یہ ہوگا۔ ان کلًّا ملمومین ای مجموعین گویا اسطرح فرمایا اِنَّ کلًّا جمیعًا۔ (بیشک تمام نے جمع ہونا ہے) جیسا کہ اس ارشاد میں فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون [الحجر:۳۰]

## صاحب ایجاز کا قول:

لَمَّا میں ظرفیت کا معنی ہے اور کلام میں اختصار ہے۔ گویا اس طرح فرمایا وان کلا لما بعثوا لیوفینھم رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ۔ جب ہر شخص کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے اعمال کا ضرور بدلہ دے گا۔

## کسائی کا قول:

لَمَّا کی تشدید میرے علم میں نہیں ہے۔

اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (بیشک وہ جو عمل کرتے ہیں ان سے خبردار ہے)

## استقامت کا حکم:

۱۱۲: فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ (پس جو حکم آپ کو دیا گیا ہے اس پر قائم رہو) تم اس طرح قائم رہو۔ جس طرح استقامت کا آپ کو حکم ہوا۔ اس سے عدول کرنے والے نہ ہو۔ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ (اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں) اسکا عطف مستتر پر ہے۔ جو استقم میں ہے اور فصل کیلئے ایسا جائز ہے۔ تقدیر اس طرح ہے۔ فاستقم انت ولیستقم من تاب



BestUrduBooks.wordpress.com

عن الکفر ورجع الی اللّٰہ مخلصًا پس تم استقامت اختیار کرو اور وہ بھی استقامت اختیار کریں جو آپ کے ساتھ ایمان لائے اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کیا۔ وَلَا تَطْغَوْا (اور تجاوز نہ کرو (حدود شرع سے) یعنی اللہ تعالیٰ کی حدود سے نہ نکلو اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (وہ تمہارے تمام کاموں کے دیکھنے والے ہیں) وہ تمہیں بدلہ دے گا پس اس سے ڈرو۔ کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے زیادہ اشق آیت کوئی نازل نہیں ہوئی اسی لئے آپ نے فرمایا۔ شَیَّبَتْنِیْ ھُوْدٌ (ترمذی) مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا۔

## ظالموں کی طرف جھکنے کی سزا آگ:

۱۱۳: وَلَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا (اور ظالموں کی طرف مت جھکو) نہ مائل ہو۔ بقول شیخ رحمہ اللہ! یہ کافر سرداروں کے متعلق خطاب ہے کہ کفار قائدین اور سرداروں کی طرف ان کے ظلم میں ذرا بھر بھی جھکاؤ مت اختیار کریں۔ اور ان باتوں میں جن میں وہ تمہیں اپنی طرف بلاتے ہیں۔ فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ (پس تمہیں عذاب چھولے گا) ایک قول یہ ہے کہ الرکون الیھم سے مراد ان کے کفر پر رضا ہے۔ قتادہ نے کہا مشرکین سے مت ملو۔

نکتہ: موفق کہتے ہیں کہ میں نے امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب اس نے یہ آیت پڑھی تو اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو ان سے پوچھا، کیا ہوا تو اس نے کہا یہ تو ان لوگوں کے بارے میں ہے جو ظالموں کی طرف جھکنے والے ہیں۔ ظالم کا کیا حال ہوگا؟

### اقوالِ علماء رحمہم اللہ علیہم:

حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دین کو دو۔ لا میں بند کر دیا۔ نمبر۱۔ لاتطغوا۔ نمبر۲۔ لاترکنوا (خوب نکتہ بینی ہے) حضرت سفیان رحمہ اللہ نے کہا جہنم میں ایک وادی ہے جس میں وہ قراء جو بادشاہوں کی زیارت کیلئے جانے والے ہیں وہ رکھے جائیں گے۔ قول حضرت اوزاعی رحمہ اللہ! اللہ تعالیٰ کو سب سے ناپسند یہ بات ہے کہ کوئی عالم کسی عامل (وزیر، امیر) کے پاس جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ظالم کے متعلق دعا کی کہ وہ باقی رہے تو اس نے گویا پسند کیا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اسکی زمین میں ہوتی رہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان) سفیان رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ اگر ظالم جنگل میں قریب المرگ ہو۔ کیا اسکو پانی کا گھونٹ دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا نہیں آپ سے سوال کیا گیا وہ مر جائیگا۔ تو فرمایا۔ اس کو موت کے حوالہ کر دو۔

وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ اَوْلِیَآءَ (اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی دوست نہ ہوگا) یہ فتمسکم النار سے حال ہے تقدیر عبارت یہ ہے فتمسکم النار وانتم علی ھذہ الحالۃ۔ پس تمہیں آگ چھولے گی اس حال میں کہ تم اس حالت میں ہوگے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارا کوئی کارساز نہ ہوگا جو اس کے عذاب سے بچا سکے اور نہ ہی اس کے سوا کوئی تم سے اس کے عذاب کو روک سکے گا۔ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (پھر تمہاری امداد نہ کی جائیگی) پھر وہ اللہ تعالیٰ تو تمہاری امداد نہ کرے گا کیونکہ تمہیں سزا کا خود اس نے حکم دیا۔ ثم استبعاد کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے آدمی کی مدد بہت ہی بعید ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

(یعنی بالکل نہ ہوگی)

## نماز کے قیام اور نیکی کرتے رہنے کا حکم:

۱۱۴: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ (آپ نماز کو قائم کریں دن کے دو اطراف میں) صبح وشام وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ (اور رات کے کچھ حصوں میں) رات کے اوقات میں۔ زلفا یہ جمع زُلفۃٌ ہے یہ دن کے آخر میں رات کی قریبی گھڑیاں یہ ازلفه ای اذا قربه سے بنا ہے۔قریب کرنا۔صلاۃ الغدوۃ نماز فجر اور صلاۃ العشی۔ظہر،عصر ہے کیونکہ زوال کے بعد والا وقت العشی ہے۔اور صلاۃ الزلف یہ مغرب وعشاء ہے۔

نحو: طرفی النهار کا نصب ظرفیت کی وجہ سے ہے۔کیونکہ دونوں کی اضافت وقت کی طرف ہے۔جیسا کہتے ہیں اقمت عنده جميع النهار واتيته نصف النهار واولهٗ آخره یہ تمام منصوب ہیں کیونکہ مضاف کو مضاف الیہ کا حکم دیا ہے۔اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (بیشک نیکیاں دور کرنے والی ہیں برائیوں کو) پانچوں نمازیں گناہوں کو مٹاتی ہیں۔حدیث میں فرمایا۔ان الصلٰوة الخمس تكفرما بينها من الذنوب بیشک پانچوں نمازیں اپنے درمیان کے گناہوں کو مٹاتی ہیں۔ نمبر۲۔طاعات مٹاتی ہیں سیئات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔غلطی کے بعد نیکی کرلو، وہ نیکی اس برائی کو مٹا دے گی۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر یہ برائیوں کو مٹاتے ہیں۔ذٰلِكَ (یہ) نمبر۱۔اس کا مشار الیہ فاستقم اور اس کا مابعد کلام ہے۔نمبر۲۔قرآن مشار الیہ ہے۔

ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (یہ نصیحت ہے۔نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے) یہ آیت عمرو بن غزیہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔جو کھجور فروش تھے۔ایک عورت ان کے ہاں سودا لینے آئی تو انہوں نے عورت کو کہا گھر میں اس سے بہتر کھجور ہے۔وہ عورت داخل ہوئی تو انہوں نے اس کا بوسہ لے لیا۔پھر شرمندہ ہوئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے اپنا حال بیان کرتے ہوئے حاضر ہوئے۔یہ آیت اتری آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:هل شهدت معنا العصر کیا تم عصر میں ہمارے ساتھ تھے۔اس نے کہا جی ہاں۔آپ نے فرمایا تیرے لئے وہ اس گناہ کا کفارہ ہے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیا یہ ان کے ساتھ مخصوص حکم ہے تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تمام لوگوں کیلئے عام ہے (ترمذی)

۱۱۵: وَاصْبِرْ (اور جمے رہو) اسکو پورا کرنے میں جس کا آپ کو حکم دیا گیا اور اس سے رکے رہو جس کی ممانعت کی گئی ہے۔جو چیز ان میں سے اسی وقت کامل ہوگی جب صبر ہوگا۔فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (پس اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے) جس نے ان تمام اوامر ونواہی کو جو فاستقم سے واصبر تک بیان فرمائے گئے جمع کر دیا وہ محسن ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ

سو جو امتیں تم سے پہلے گزری ہیں ان میں ایسے سمجھدار لوگ کیوں نہ ہوئے جو زمین میں فساد کرنے سے روکتے

اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا

بجز چند آدمیوں کے جن کو ہم نے عذاب سے بچالیا، اور جن لوگوں نے ظلم کی راہ اختیار کی وہ اسی عیش و عشرت کے پیچھے پڑے رہے جس میں وہ تھے اور یہ لوگ

مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

مجرم تھے اور آپ کا رب ایسا نہیں ہے، جو بستیوں کو بطور ظلم کے ہلاک فرما دے حالانکہ ان کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا اور وہ برابر اختلاف میں رہیں گے مگر جس پر

رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ

آپ کا رب رحم فرمائے اور اللہ نے انہیں اسی لئے پیدا فرمایا اور آپ کے رب کی بات پوری ہوگی کہ میں جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

دونوں جماعتوں سے بھر دوں گا۔

## اصلاح والے لوگ ضروری ہیں تاکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ادا ہو

۱۱۶: فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ (کیوں نہ ہوئے ان امتوں میں جو تم سے پہلے گزریں) لولا۔ هلاَّ کان کے معنی میں ہے۔ یہ تخصیص کیلئے ہے اور فعل کو خاص کر دیتا ہے۔ اُولُوْا بَقِيَّةٍ (سمجھدار) فضیلت والے اور بھلائی والے۔ آیت میں فضل وجودت کو بقیہ کے لفظ سے ذکر کیا۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ فلان من بقية القوم کہ فلاں قوم کے افضل لوگوں میں سے ہے۔ اور عرب کا قول اسی کے متعلق ہے۔ فی الزوایا خبایا۔ وفی الرجال بقایا۔ کونوں میں چھپی چیزیں اور آدمیوں میں اعلیٰ آدمی ہوتے ہیں۔

يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ (جو زمین میں فساد سے لوگوں کو روکتے) اس میں محمد ﷺ اور آپ کی امت کے سامنے اس بات کو تعجب کے طور پر ذکر کیا کہ اس سورت میں جن امتوں کی ہلاکت کا ذکر کیا ان میں ایک جماعت بھی ایسی عقل منداور دیندار موجود نہ تھی جو دوسروں کو کفر و معاصی سے روکتی۔ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ (مگر تھوڑے جن کو ہم نے ان میں سے بچالیا) یہ مستثنیٰ منقطع ہے۔ مطلب یہ ہے لیکن تھوڑے ایسے تھے جن کو ہم نے ان اہل زمانہ میں سے بچالیا جنہوں نے فساد سے منع کیا بقیہ تمام نہی عن المنکر کو ترک کرنیوالے تھے۔ ممن انجينا میں من بیانیہ ہے تبعیض کیلئے نہیں ہے کیونکہ نجات صرف برائی



BestUrduBooks.wordpress.com

سے روکنے والوں کو ملی جیسا دوسری آیت میں ہے۔انجینا الذین ینھون عن السوء واخذنا الذین ظلموا [الاعراف:١۶۵]
وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (اور ظالموں نے اتباع کی اور پیچھے پڑے رہے) یعنی وہ نہی عن المنکر کو چھوڑنیوالے تھے۔
اسکا عطف مضمر پر ہے۔ای الا قلیلاً مِمَّن انجینا منھم نھوا عن الفساد واتبع الذین ظلموا شھواتھم۔مگر تھوڑے
لوگ جن کو ان میں سے بچایا انہوں نے فساد سے دوسروں کو منع کیا۔اور ظالموں نے اپنی شہوات کی اتباع کی۔اس کا عطف نھوا
پر ہے۔مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ (جس ناز و نعمت میں وہ پڑے تھے) انہوں نے ان چیزوں کی اتباع کی جس میں عیش پسندی اور خوشحالی
دیکھی۔الترفۃ سرداری اور دولت کو پسند کرنا اور خوشحالی کے اسباب کو تلاش کرنا۔انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ
دیا۔اور اس کو پس پشت ڈال دیا۔وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ (اور وہ مجرمین تھے) یہ جملہ معترضہ ہے۔ان کے بارے میں فیصلہ کر دیا کہ
وہ مجرم لوگ ہیں۔

١١٧: وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى (اور آپ کا رب ہلاک کرنے والا نہیں اہل بستی کو)۔ نحو: لِيُهْلِكَ کی لام تاکید
نفی کیلئے لائی گئی ہے۔بِظُلْمٍ (ظلم کے سبب) یہ فاعل سے حال ہے یعنی یہ درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی بستی کو ظلم کے طور پر ہلاک
کر دے۔وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ (جبکہ بستی والے اصلاح کرنے والے ہوں) اس میں اللہ تعالیٰ کا ظلم سے منزہ اور پاک ہونا ذکر
کیا۔ایک قول یہ ہے کہ ظلم سے شرک مراد ہے۔مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی بستی کو شرک کی وجہ سے ہلاک کرنے والے نہیں۔جبکہ
وہ لوگ اپنے باہمی معاملات میں درستگی کرنے والے ہوں۔وہ اپنے شرک کے ساتھ کوئی دوسرا فساد نہ ملائیں۔

١١٨: وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً (اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کو ایک گروہ بنا دیتا) سب کو ایمان و
طاعات پر اپنے اختیار سے متفق کر دیتا۔لیکن اس نے ایسا نہ چاہا۔

قول معتزلہ: اس مشیت سے زبردستی کی چاہت مراد ہے۔اور اس سے ابتلاء کا کوئی معنی نہیں رہتا۔پس یہ جائز نہیں۔مگر: آیت تو
بتلا رہی ہے کہ مشیت الگ چیز ہے اور حکم جدا چیز ہے۔پس معتزلہ کی غلطی دونوں میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے ہے فافہم) وَلَا
يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ (وہ لوگ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے) کفر و ایمان میں اختلاف کرتے رہیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے
چاہا کہ وہ مختلف ہوں جب ان سے اختیار کو جانا۔

١١٩: اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ (سوائے ان کے جن پر آپ کا رب رحم کرے) مگر وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اختلاف سے بچایا۔
پس وہ دین حق پر متفق ہو گئے۔اس میں اختلاف کرنے والے نہ تھے۔وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ (اور اسی کیلئے ان کو پیدا کیا) جس
اختلاف پر وہ ہیں۔پس ہمارے نزدیک تقدیر یہ ہے خلقھم للذی علم انھم سیصیرون الیه من اختلاف ان کو پیدا
کیا اس اختلاف کیلئے جس کے متعلق اس نے جانا کہ وہ عنقریب پہنچ جائیں گے۔(یہ حسن وعطاء کا قول ہے) نمبر۲۔اتفاق کیلئے
پیدا کیا اور ان کو اس کے علاوہ کسی چیز کیلئے پیدا نہیں کیا کہ جس کے بارے میں اس نے جانا کہ وہ اس تک پہنچیں گے۔

(کذا فی شرح التاویلات)

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ (اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی) کلمہ سے مراد وہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمائی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَقُّ

اور رسولوں کے قصوں میں سے یہ قصے ہم ایسے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں اور ان قصوں میں آپ کے پاس حق آ گیا ہے

وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ⑫ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ

اور اہل ایمان کے لئے نصیحت ہے اور آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے جو ایمان نہیں لاتے کہ تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو

اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ

ہم بھی عمل کرنے والے ہیں۔ اور تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں، اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمان کی اور زمین کی غیب کی چیزوں کا علم، اور اسی کی طرف

يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع ۱۰ | ۱۴ | ۱۰

تمام امور رجع ہوں گے، سو آپ اسکی عبادت کریں اور اس پر توکل کریں اور آپ کا رب ان کاموں سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔

لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات ہے کہ اکثریت باطل کو اختیار کرے گی۔
لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (کہ میں جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے دونوں جماعتوں سے بھر دونگا)

۱۲۰: وَكُلًّا (ہر ایک) نحو: اس میں تنوین مضاف الیہ کے عوض میں ہے۔ گویا عبارت اسطرح ہے کل نبأ۔ كُلًّا پر نصب نَقُصُّ عَلَيْكَ سے ہے اور مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ یہ کل کا بیان ہے۔ اور مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ یہ كُلًّا سے بدل ہے۔

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ (ہر ایک واقعہ جو ہم نے پیغمبروں کے واقعات میں سے بیان کیا وہ ایسا ہے کہ جس سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں۔) وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَقُّ (اور آپ کے پاس اس سلسلہ میں حق آ گیا) اس سورت میں یا ان بیان کردہ واقعات میں وہ آ گیا جو سچا ہے۔ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (وہ چیز آ گئی جو نصیحت اور یادداشت ہے ایمان والوں کیلئے) تثبیت فؤاد کا معنی اضافہ یقین ہے کیونکہ دلائل کی کثرت دل کو مضبوط کر دیتی ہے۔

## تم مانتے نہیں اب عذاب کا انتظار کرو:

۱۲۱: وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (اور کہہ دیں ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے) یعنی اہل مکہ وغیرہ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ (تم اپنی جگہ کام کرو)۔ اپنی حالت اور جانب جس پر تم قائم ہو۔ اِنَّا عٰمِلُوْنَ (بیشک ہم کام کرنے والے ہیں) اپنی جگہ۔

۱۲۲: وَانْتَظِرُوْا (اور تم انتظار کرو) ہمارے متعلق حوادث کا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ (ہم تمہارے بارے میں انتظار کرنے والے ہیں)۔ کہ تم پر اسی طرح کا عذاب اترے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں بیان فرمایا جو تم جیسے تھے۔

۱۲۳: وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے تمام پوشیدہ باتیں ہیں آسمانوں اور زمین کی) ان میں کوئی چیز



BestUrduBooks.wordpress.com

ایسی نہیں جو اس پر چھپی ہو۔ پس تمہارے اعمال اس سے چھپے ہوئے نہیں۔ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ (اور اسی ہی کی طرف تمام کاموں کا لوٹنا ہے) پس ضروری ہے کہ ان کا معاملہ بھی اسی ہی کی طرف لوٹے اور آپ کا معاملہ بھی پس وہ خود آپ کی طرف سے ان سے انتقام لے گا۔

قراءت: نافع وحفص نے یُرجع پڑھا ہے۔ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ (پس اسی ہی کی عبادت کرو اور اس پر ہی بھروسہ کرو) وہ آپ کے لئے کافی ہے اور آپ کا کفیل ہے وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (اور آپ کا رب بے خبر نہیں ان کاموں سے جن کو وہ کرتے ہیں)۔

قراءت: مدنی، شامی، حفص نے تا کے ساتھ پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہوگا آپ اور وہ۔ تو تعملون میں مخاطب کو غلبہ دے کر ذکر کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ تورات کا اختتام اسی آیت سے فرمایا گیا۔ حدیث میں فرمایا گیا من احب ان یکون اقوی الناس فلیتوکل علی اللّٰہ تعالٰی۔ جو آدمی یہ پسند کرے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ قوی بن جائے وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔ (حاکم)

**تمت ترجمة سورة هود يوم الاربعاء ۲۴/رجب المرجب ۱۴۲۳ من الهجرة والحمدللّٰه**



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَۃُ یُوْسُفَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّاِحْدٰی عَشْرَۃَ اٰیَۃً وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

سورۂ یوسف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو گیارہ آیات اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

الٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۞۱ قف اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞۲

الٓرٰ قف یہ کتاب مبین کی آیات ہیں بیشک ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی تاکہ تم سمجھو،

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ ق وَاِنْ

ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے اس کے ذریعہ سے ہم آپ سے سب سے اچھا قصہ بیان کرتے ہیں، اور اس سے

کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۞۳ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْہِ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ

پہلے آپ محض بے خبر تھے، جبکہ یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ اے میرے ابا میں نے دیکھا کہ

اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۞۴

گیارہ ستارے اور چاند اور سورج مجھے سجدہ کئے ہوئے ہیں

## عظمتِ قرآن:

۱: الٓرٰ۔ اللہ اعلم بمرادہ۔ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ (یہ واضح کتاب کی آیات ہیں) تلک سے اس سورت کی آیات کی طرف اشارہ ہے۔ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ سے سورت مراد ہے۔ یعنی یہ آیات وہ ہیں جو آپ کی طرف اس سورت میں اتاری گئیں۔ سورت کی آیات کا معاملہ اعجاز کے لحاظ سے غالب ہے۔ نمبر۲۔ یہ آیات اس پر اعجاز کو ظاہر کرتی ہیں جو ان میں غور و تدبر کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ انسانوں کی طرف سے نہیں نمبر۳۔ یہ ایسی واضح آیات ہیں کہ جنکے معانی اہل عرب پر مشتبہ نہیں کیونکہ یہ انہی کی زبان میں ہے۔ نمبر۴۔ ان آیات میں یہود کے اس سوال کو کھولا گیا جو انہوں نے یوسف علیہ السلام کے سلسلہ میں کیا۔ روایت میں ہے کہ علمائے یہود نے مشرکین سے کہا کہ محمد سے سوال کرو۔ آل یعقوب شام سے مصر میں کیوں منتقل ہوئی۔ اور یوسف علیہ السلام کا کیا واقعہ ہے۔

۲: اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا (ہم نے اسکو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا) یعنی اس کتاب کو جس میں یوسف علیہ السلام کا واقعہ ہے اس حال میں اتارا ہے کہ یہ قرآن عربی ہے قرآن کے بعض حصہ کو قرآن کہا کیونکہ قرآن اسم جنس ہے۔ یہ سارے قرآن پر بھی بولا



BestUrduBooks.wordpress.com

جاتا ہے اور بعض حصہ پر بھی لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ (تا کہ تم سمجھو) تا کہ تم اس کے معانی سمجھو۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا
وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيَاتُهٗ [فصلت:۴۴]
۳: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ (ہم تمہیں بہترین قصہ بیان کرتے ہیں) ہم آپ کو بہترین بیان سے وضاحت کرتے ہیں۔ القاص۔ جو واقعہ کو صحیح طور پر بیان کرے یہ زجاج کا قول ہے ایک قول یہ ہے۔ القصص مصدر ہے اور اقتصاص کے معنی میں ہے۔ جیسے تم کہو قص الحديث يقصه قصصا اس نے بات کو بیان کیا۔ یہ فعل بمعنی مفعول ہے جیسا نفض اور الحسب بمعنی منقوص اور محسوب۔ اول صورت میں معنی نحن نقص عليك احسن اقتصاص ہم بیان کرتے ہیں تم پر بہترین بیان۔ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ (اس سبب سے کہ ہم نے قرآن کو بذریعہ وحی آپ کی طرف بھیجا) یعنی اس سبب سے کہ ہم نے تیری طرف وحی کی ہے یہ سورۃ۔ اس طرح احسن مصدر کی وجہ سے منصوب ہے اور مصدر اس کا مضاف الیہ ہے۔ اور مقصوص محذوف ہے کیونکہ بما اوحينا اليك هذا القر ان نے اس سے مستغنی کر دیا۔ اور احسن الاقتصاص سے مراد اس کا انوکھے انداز سے اور عجیب اسلوب سے بیان کرنا ہے۔ پہلی کتابوں میں اس قسم کا انداز بیان تو کیا اس کے قریب بھی نہیں پایا جاتا اور اگر قصص سے مقصوص مراد ہو تو معنی یہ ہوگا۔ ہم تمہیں ان باتوں میں جو بیان کی جاتی ہیں بہترین واقعہ بیان کرتے ہیں۔

## احسن کی وجہ:

نمبر۱۔ عبرتوں پر مشتمل ہے۔ نمبر۲۔ حکمتوں کا مرقع نمبر۳۔ اس میں وہ عجائبات ہیں جو اوروں میں نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ اس باب میں جتنے واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ یہ ان میں احسن ہے جیسا کہتے ہیں فلان اعلم الناس یعنی اپنے فن میں اور القصص کا لفظ یہ قص اثرہٗ سے مشتق ہے جبکہ اسکی اتباع کرلے کیونکہ جو بات کو بیان کرتا ہے وہ اپنی یادداشت کی آہستہ آہستہ اتباع کرتا ہے۔ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ (اگرچہ آپ اس سے پہلے) اس میں ضمیر ما اوحينا کی طرف لوٹتی ہے۔ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ (البتہ ناواقفوں میں سے تھے) اس کے متعلق۔ ان یہ مخففہ من المثقلہ ہے۔ اور لام دونوں کو ظاہر کر رہی ہے۔ نافیہ کے بعد لام نہیں آتا۔ بیشک شان اور بات یہ ہے کہ تم ہمارے وحی کرنے سے پہلے اس سے ناواقف تھے۔

## قصہ یوسف علیہ السلام اور اس کا خواب:

۴: اِذْ قَالَ (جب کہا) یہ احسن القصص سے بدل الاشتمال ہے۔ کیونکہ وقت واقعات کو اپنے اندر شامل کرنے والا ہے۔ اس لئے کہ واقعات ان اوقات میں وقوع پذیر ہوئے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اذکر اذ قال۔ يُوْسُفُ (یوسف نے) یوسف یہ عبرانی لفظ ہے عربی نہیں۔ اگر عربی ہوتو منصرف ہوتا کیونکہ منع صرف اسباب میں صرف تعریف رہ جاتی۔ لِاَبِيْهِ (اپنے والد کو) یعنی یعقوب علیہ السلام يٰٓاَبَتِ (اے میرے ابا)

قراءت: شامی نے ابت پڑھا۔ یہ تاء تانیث ہے جو کہ یاء اضافت کے عوض میں آئی ہے۔ کیونکہ دونوں میں مناسبت پائی جاتی ہے ان میں سے ہر ایک اسم کے آخر میں بڑھائی جاتی ہیں۔ اسی لئے تو ھا میں تبدیل ہو جاتی ہیں جبکہ وقف ہو۔ تاء تانیث کو مذکر



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

ان کے والد نے کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے تم اپنا خواب اپنے بھائیوں کو مت بتانا ورنہ وہ تمہارے لئے کوئی تدبیر کریں گے' بلاشبہ شیطان انسان کا

لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

کھلا دشمن ہے، اور تمہارا رب اسی طرح تمہیں منتخب فرما لے گا، اور تمہیں خوابوں کی تعبیر کا علم دے گا اور وہ تم پر

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ

اور یعقوب کی آل پر اپنی نعمت پوری فرما دے گا، جیسا کہ اس نے اپنی نعمت اس سے پہلے تمہارے دونوں دادوں ابراہیم اور اسحاق پر

وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝⑥ ع

پوری فرما دی، بے شک آپکا رب جاننے والا ہے حکمت والا ہے

کے آخر میں لانا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں رجل ربعۃ تا کا کسرہ اس لئے ہے تا کہ باء محذوف پر دلالت کرے اور جنہوں نے تاء کو فتحہ دیا انہوں نے الف کو یا ابتا سے حذف کر کے فتحہ کو باقی رکھا ہے۔ جیسا کہ یا غلام میں حذف یا کے بعد کسرہ کو باقی رکھتے ہیں۔ اِنِّیْ رَاَیْتُ (بیشک میں نے دیکھا) یہ الرؤیا سے ہے۔ الرؤیۃ سے نہیں ہے۔ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا (گیارہ ستارے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے ان کے نام یہ ہیں جریان، الذیال، الطارق، قابس، عمودان، الفلیق، المصبح، الضروح، الفرع، وثاب، ذوالکتفین (البزاز) وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ (اور سورج اور چاند کو) نمبر۱۔ اس سے مراد باپ اور ماں نمبر۲۔ والد اور خالہ اور کواکب سے ان کے بھائی مراد ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ واؤ مع کے معنی میں ہے۔ ای رایت الکواکب مع الشمس و القمر اور ان کو عقلاء کے قائم مقام شمار کیا گیا ہے۔ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ (میں نے ان کو اپنے سامنے سجدہ ریز دیکھا) کیونکہ انہوں نے ان کا وصف ایسا بیان کیا جو عقلاء کا کام ہے۔ مثلاً سجدہ۔ خواب کو دوبارہ ذکر کیا کیونکہ پہلا الرؤیا، ذات سے متعلق ہے۔ اور دوسرا الرؤیا حالت وصف سے متعلق ہے۔ یا نمبر۲۔ دوسرا کام مستانف ہے۔ سوال کو مقدر مانکر یہ جواب لایا گیا ہے۔ گویا کہ ان کے والد نے ان کو کہا کیف رأیتها؟ تم نے ستاروں کو کس طرح دیکھا تو انہوں نے جواب میں کہا رأیتهم لی ساجدین یعنی تواضع کی حالت میں پایا۔ اس وقت ان کی عمر بارہ سال تھی۔ اور خواب یوسفی اور بھائیوں کے اس انجام تک چالیس سال کا عرصہ ہے یا اسی سال کا۔

۵: قَالَ یٰبُنَیَّ (کہا اے میرے بیٹے) قراءت: حفص نے بُنَیَّ کو ہر جگہ فتحہ سے ہی پڑھا ہے۔ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ (تو بیان نہ کر اپنا خواب) یہ الرؤیۃ کے معنی میں ہے مگر الرؤیا کا لفظ منام کیلئے خاص ہے بیداری کیلئے استعمال نہیں ہوتا اور صاحب بحر المحیط نے دونوں میں تا تانیث سے فرق کیا ہے جیسا کہ القربۃ اور القربٰی میں عَلٰٓی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا



BestUrduBooks.wordpress.com

(اپنے بھائیوں کے سامنے پس وہ تدبیر کریں گے تمہارے متعلق خفیہ تدبیر) یہ نہی کا جواب ہے تقدیر اس طرح ہے ان قصصتھا علیھم کادوك۔ اگر تم نے بیان کر دیا تو وہ تیرے خلاف تدبیر کریں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہچان لیا کہ اللہ تعالیٰ اس کو شرف نبوت سے نوازنے والے ہیں۔ اور دارین میں ان پر احسان فرمائیں گے۔ اسی لئے بھائیوں کے حسد کا خطرہ محسوس کیا۔ البتہ فیکیدوك نہیں کہا جیسا کہ فکیدونی ۔ھود: ۵۵ میں ہے لام سے متعدی کر کے فعل کے معنی کو ضمن میں ذکر کر دیا تاکہ تخویف بلیغ انداز میں ہو جائے اور اسکی مثال فیحتالوا لك ہے۔ اسی لئے تو مزید تاکید کیلئے کَیْدًا لائے ہیں۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے) ظاہر دشمنی کرنے والا پس وہ ان کو حسد پر آمادہ کرے گا۔ اور خفیہ تدابیر سکھائے گا۔

۶: وَكَذٰلِكَ (اور اسی طرح) اس چناؤ کی طرح جس پر تیرا خواب دلالت کر رہا ہے۔ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ (تیرا رب تجھے چنے گا) تیرا انتخاب کرے گا۔ اجتباء، چناؤ، کے معنی میں آتا ہے۔ اس کا اصل جبیت الشیء جبکہ اس چیز کو اپنے لئے حاصل کرے۔ اور جبیت الماء فی الحوض کا معنی میں نے پانی حوض میں جمع کیا۔ وَیُعَلِّمُكَ (اور وہ تمہیں سکھائے گا) یہ ابتدائی جملہ ہے تشبیہ میں داخل نہیں۔ گویا اس طرح کہا گیا ھو یعلمك ۔مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ (خواب کی تعبیر) نمبرا۔ خواب کی تفسیر و وضاحت۔ حضرت یوسف علیہ السلام خواب کی سب سے زیادہ تعبیر کرنے والے تھے۔ یا نمبر۲۔ انبیاء علیہم السلام کی باتوں اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی تعبیر کرنے والے۔ الاحادیث جمع حدیث ہے یہ احدوثۃ کی جمع نہیں ہے۔ وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَعَلٰۤی اٰلِ یَعْقُوْبَ (وہ اپنی نعمت کو تم پر اور آل یعقوب پر پورا کرے گا) اس طرح کہ ان کو دنیا کی نعمت آخرت کی نعمت کے ساتھ ملا کر دے گا۔ یعنی ان کو دنیا میں نبوت، بادشاہت اور دنیا سے آخرت کے بلند درجات میں منتقل کرے گا۔ آل یعقوب سے نسل، اولاد مراد ہے۔ آل کا اصل اَھْلٌ ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر اُھَیْل آتی ہے۔ یہ ان کے بارے میں بولا جاتا ہے۔ جن میں عظمت پائی جاتی ہو۔ مثلاً آل النبی، آل الملک یہ نہیں کہا جاتا آل حجام۔ البتہ اہل حجام کہا جاتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جان لیا کہ یوسف علیہ السلام نبی ہونگے اور ان کے بھائی انبیاء ہونگے ستارے کی روشنی سے استدلال کرتے ہوئے (مگر یعقوب علیہ السلام کا یہ سمجھنا کسی بھی صحیح روایت سے ثابت نہیں کہ ان کو انبیاء سمجھ کر بھی ان کی کوتاہیوں کی تاویلات کی جائیں۔ معلوم نہیں کہ شیخ نے یہ کہاں سے لے کر تحریر فرمایا ہے ثبوت نبوت کیلئے قطعی روایت کی ضرورت ہے جیسا کہ نبوت یوسفی کیلئے نص موجود ہے فافہم) وَعَلٰۤی اٰلِ یَعْقُوْبَ اسی لئے فرمایا كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤی اَبَوَیْكَ مِنْ قَبْلُ (جیسا اس نے انعام کو تیرے آباء پر پورا کیا اس سے پہلے) مراد جد اور ابوالجد ہے۔ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ ابویك کا عطف بیان ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ عَلِیْمٌ (بیشک آپ کا رب علم والا) وہ جانتا ہے کہ کون اجتباء کا حقدار ہے۔ حَكِیْمٌ (حکمت والا ہے) اشیاء کو ان کے مواقع پر رکھتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ⑦ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ

بلاشبہ یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں سوال کرنے والوں کے لئے دلائل ہیں، جبکہ ان کے بھائیوں نے یوں کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی

اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۣ ⑧ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ

ہمارے باپ کو زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم سب مل کر پوری ایک جماعت ہیں، بلاشبہ ہمارے والد کھلی غلطی پر ہیں، یوسف کو قتل کر دو

اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ⑨

یا اسے کسی زمین میں ڈال دو، ایسا کرنے سے تمہارے والد کا رخ تمہاری طرف ہو جائے گا اور اس کے بعد تم صلاح والے بن جاؤ گے،

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ

ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے کسی اندھیرے کنویں میں ڈال دو تاکہ اس کو قافلہ والوں میں سے کوئی مسافر اٹھا لے،

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ⑩

اگر تم کو کرنا ہی ہے۔

۷: لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ (یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں میں ) ان کے واقعہ میں اور باتوں میں اٰیٰتٌ (نشانات ) علامات اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل ہیں۔ اور حکمت باری کے ہر چیز میں ہونے کا ثبوت ہے۔ قراءت: مکی نے واحد آیۃٌ پڑھا ہے۔ لِّلسَّآئِلِيْنَ (سوال کرنے والوں کیلئے ) نمبر۱۔ جو ان کے واقعات کے متعلق دریافت کرے۔ اور ان کو پہچانے نمبر۲۔ حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے دلائل ہیں۔ ان لوگوں کیلئے جنہوں نے یہود سے یا ان کے کہنے پر خود سوال کیا اور آپ نے کسی سے واقعہ سننے کے بغیر بتلایا اور کسی کتاب سے پڑھنے کے بغیر بیان کر دیا۔ بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ نمبر۱۔ یہودا، نمبر۲۔ روبین نمبر۳۔ شمعون نمبر۴۔ لاوی، نمبر۵۔ زبولون نمبر۶۔ یشجر، ان کی والدہ کا نام لیا بنت لیان ہے۔ نمبر۷۔ دان۔ نمبر۸۔ نفتالی نمبر۹۔ جاد، نمبر۱۰۔ آشر، یہ دونوں لونڈیوں زلفہ اور بلہہ کے بطن سے ہیں۔ جب لیا کا انتقال ہو گیا تو آپ نے اسکی بہن راحیل سے نکاح کر لیا۔ ان کے بطن سے دو بیٹے۔ نمبر۱۔ یوسف۔ نمبر۲۔ بنیامین پیدا ہوئے۔

## بھائیوں کا حسد:

۸: اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا (جب انہوں نے کہا یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ محبوب ہے ) لَیُوسف کی لام ابتدائیہ ہے۔ اس میں تاکید اور تحقیق جملہ کا معنی پایا جاتا ہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ان سے زیادہ محبت والی بات ثابت شدہ حقیقت ہے۔ جس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ واخوہ انہوں نے کہا حالانکہ وہ بھی تو بھائی تھے اسکی وجہ یہ تھی ان دونوں کی والدہ ایک تھی اور ان کی اور، اَحَبُّ کا لفظ تثنیہ کیلئے بھی لاتے ہیں کیونکہ افعل التفضیل کے واحد و تثنیہ یا جمع میں کوئی



BestUrduBooks.wordpress.com

فرق نہیں ہے۔ اسی طرح مذکر و مؤنث کا بھی فرق نہیں، اسی لئے لام تعریف لگا کر فرق کرنا ضروری ہوا جب اضافت کی تو دونوں مقصد حاصل ہوگئے۔ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ (اور ہم حالانکہ جماعت ہیں) واؤ حالیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ان دونوں کو محبت میں ہم پر فضیلت دیتا ہے حالانکہ وہ دونوں بچے ہیں جو اپنا آپ سنبھال نہیں سکتے اور ہم دس آدمی ہیں جوان کی معاونت میں کفایت کر سکتے ہیں پس اضافہ محبت میں ان کی بہ نسبت ہمارا حق زیادہ ہے کیونکہ ہماری تعداد و قوت زیادہ ہے اور فائدہ بھی زیادہ ہے۔ اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (بیشک ہمارے والد کھلی گمراہی میں ہیں) دنیاوی تدابیر میں غلطی کرنے والا ہے۔ اگر وہ ضلالت فی الدین مراد لیتے تو یہ کافر ہو جاتے۔ العصبہ دس یا اس سے زیادہ پر بولا جاتا ہے۔

## فیصلہ قتل:

۹: اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ (تم یوسف کو قتل کردو) یہ بھی منجملہ ان باتوں میں سے ہے جو اذْ قَالُوْا کے بعد بیان کی گئیں گویا وہ اس بات کا متفقہ فیصلہ کر چکے تھے۔ سوائے اس کے جس نے لا تقتلوا یوسف کہا تھا ایک قول یہ ہے کہ قتل کی رائے دینے والا شمعون تھا۔ اور باقی اتفاق رائے کرنے والے تھے۔ اس لئے تمام کو قتل کا حکم دینے والے کہا گیا۔ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا (یا اس کو پھینک دو کسی زمین میں) ناواقف اور بیابان جگہ میں جو آبادی سے دور ہو۔ اسی لئے ارضًا کو نکرہ لائے اور صفت کے بغیر ذکر کیا اسی وجہ سے اس کا اعراب ظرف مبہم والا نصب دیا گیا۔

یَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ (خالص ہو جائے گی تمہارے لئے باپ کی توجہ) وہ تمہاری طرف پوری طرح متوجہ ہو جائے گا۔ اور دوسرے کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔ اور مقصد اس سے یہ ہے ان کی محبت شراکت سے پاک ہو جائے گی۔ وَجْه کا لفظ توجہ کی تصویر کشی کیلئے لائے۔ کیونکہ آدمی جب کسی شئی کی طرف پورا متوجہ ہوتا ہے تو چہرہ اسکی طرف کرتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ وجہ بول کر ذات مراد لیں۔ جیسا کہ اس آیت میں ویبقٰی وجہ ربك [الرحمان:۲۷] وَتَكُوْنُوْا (اور تم ہو جانا) یہ یخل لکم پر عطف کی وجہ سے مجزوم ہے۔ مِنْ بَعْدِهٖ (اس کے بعد) یوسف کے بعد یعنی نمبر ا۔ اس کے قتل سے فراغت کے بعد نمبر ۲۔ جلا وطن کرنے کے بعد نمبر ۳۔ اس کے قتل کے بعد نمبر ۴۔ پھینکنے کے بعد۔ ضمیر اقتلوا کے مصدر کی طرف لوٹتی ہے یا اطرحوا کے مصدر کی طرف قَوْمًا صٰلِحِیْنَ (نیک لوگ) نمبر ا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس حرکت سے توبہ کرنے والے یا نمبر ۲۔ تمہاری حالت والد کے ہاں درست ہو جائے گی۔

۱۰: قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ (ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا) وہ یہودا تھا۔ یہ سب سے زیادہ عمدہ رائے والا تھا۔ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ (تم یوسف کو قتل مت کرو) قتل بہت بڑا گناہ ہے وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ (اسکو گہرے کنوئیں کے گڑھے میں ڈال دو) کنوئیں کی گہرائی میں۔ غیابۃ کنوئیں کا حصہ جو دیکھنے والے کی آنکھ سے اوجھل ہو

قراءت: مدنی نے غیابات اور اسی طرح اس کا مابعد پڑھا ہے۔ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ (اس کو لے جائے کوئی مسافر) راستے پر چلنے والا کوئی آدمی اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ (اگر تم عمل کرنے والے ہو) اس پر کچھ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا

کہنے لگے کہ اے ہمارے ابا کیا بات ہے آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اطمینان نہیں کرتے حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں، آپ اس کو کل ہمارے ساتھ بھیج دیجئے،

یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ

تاکہ وہ ہمارے ساتھ کھائے اور کھیلے اور ہم اس کی پوری حفاظت کرنے والے ہیں، یعقوب نے کہا کہ بیشک مجھے یہ بات رنجیدہ کرتی ہے کہ تم اسے لے جاؤ اور میں اندیشہ کرتا ہوں

اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ

کہ تم اس سے غافل ہو جاؤ اور اس کو بھیڑیا کھا جائے، کہنے لگے کہ اگر اس کو بھیڑیا کھا جائے

وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور ہماری پوری جماعت ہے تو ہم بالکل ہی خسارہ میں پڑنے والے ہو جائیں گے

## والد سے بات چیت:

۱۱: قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ (وہ کہنے لگے اے ہمارے والد آپ ہم پر یوسف کے معاملے میں کیوں اعتماد نہیں کرتے اور بیشک ہم اس کے خیر خواہ ہیں) یعنی آپ ہم سے اس کے متعلق خائف کیوں ہیں۔ ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔ اور اس پر شفقت کرنے والے ہیں۔ اس سے وہ یعقوب علیہ السلام کو ان کی رائے سے پھیرنا چاہتے تھے۔ اور حفاظت کے سلسلہ میں ان کی عادت کو بدلنا چاہتے تھے جبکہ یوسف کے متعلق فیصلہ کن کارروائی کا پختہ ارداہ ان کے باطن میں تھا۔

مَسْئَلَہ: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے ان کی طرف سے ایسی بات کو محسوس کر لیا تھا جس سے لازم آتا تھا کہ یوسف کے سلسلہ میں وہ ان پر اعتماد نہ کریں۔

۱۲: اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ (اس کو ہمارے ساتھ کل صبح بھیج دیں تاکہ وہ جنگل میں کھائے پیئے)

قراءت: ابوعمرو اور ابن کثیر نے نلعب اور نرتع پڑھا ہے۔ تاکہ ہم اس کو خوب پھل فروٹ کھلائیں الرَّتعۃ وسعت و کثرت کو کہتے ہیں۔

وَیَلْعَبْ (ہم کھیلیں) شکار، تیراندازی، گھوڑ دوڑ وغیرہ جو مباح ہیں ان سے تفریح کریں۔

قراءت: مدنی، کوفی نے یا کے ساتھ پڑھا جبکہ مکی، شامی اور ابوعمرو نے نون سے پڑھا ہے۔ حجازی نے عین کے کسرہ سے پڑھا۔ ارتعی یرتعی یہ الرعی سے افتعال ہے۔ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (اور بیشک ہم اسکی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں) اس سے کہ اس کو کوئی نامناسب چیز پہنچے۔

۱۳۔ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ (کہا بیشک مجھے غم میں ڈالے گا تمہارا اسکو اپنے ساتھ لے جانا) مجھے غمزدہ کرے گا تمہارا



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ

پھر جب یوسف کو لے گئے اور اس پر متفق ہو گئے کہ اسے اندھیرے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے اس کے پاس وحی بھیج دی

لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ ط

کہ تم ضرور انہیں یہ بات جتلاؤ گے اور وہ نہیں جانیں گے، اور وہ لوگ شام کے وقت روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے،

قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ

کہنے لگے اباجی بلاشبہ بات یہ ہے کہ ہم سب آپس میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے دوڑ لگانے میں مشغول ہوگئے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا سواسے

وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ

بھیڑیا کھا گیا، اور آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے اگرچہ ہم سچے ہوں، اور وہ اس کے کرتہ پر جھوٹا خون لے آئے، یعقوب نے کہا بلکہ بات یہ ہے کہ

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

تمہارے نفسوں نے تمہیں ایک بات بنا کر دی ہے سو میں صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا، اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس کے بارے میں اللہ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔

اس کو ساتھ لے جانا۔ لَيَحْزُنُنِیْ میں لام ابتدائیہ ہے۔ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ (اور مجھے ڈر ہے کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے گا اور تم اس سے غافل ہو جاؤ گے) ان کے سامنے عذر کیا کہ اس کا ساتھ لیجانا ہی مجھے غمزدہ کر دے گا کیونکہ وہ اس سے ایک لحہ صبر نہ کر سکتے تھے۔ یعقوب علیہ السلام کو بھیڑیئے کے حملے کا خطرہ تھا جبکہ وہ اپنے چرانے اور کھیل کود میں مصروف ہوں۔

۱۴: قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ (انہوں نے کہا اگر اس کو بھیڑیا کھالے) لام قسم کی تمہید کیلئے ہے اور قسم محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے واللہ لئن اکلہ الذئب۔ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ (جبکہ ہم جماعت ہیں) جتھا اور جماعت جو دفاع کی پوری قدرت رکھے عصبہ کہلاتی ہے۔ یہ واؤ حالیہ ہے۔ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ (بیشک ہم اس وقت گئے گزرے ہوئے) یہ جواب قسم ہے یہ جزائے شرط کے قائم مقام ہے یعنی اگر ہم ایک دوسرے کی حفاظت کی قدرت نہیں رکھتے تو پھر ہمارے مویشی ہلاک ہو جاتے اور ہم ان کے سلسلہ میں نقصان میں مبتلا ہو جاتے۔

لطیفہ: انہوں نے اپنے دوسرے عذر کا تو جواب دیا۔ اول کا جواب نہیں دیا کیونکہ یہ بات ان کو غصہ دلانے والی تھی۔

۱۵: فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ (پس جب وہ (یوسف) کو لے گئے اور انہوں نے اس کو کنوئیں کے گہرے گڑھے میں ڈالنے کا فیصلہ کرلیا) کنوئیں میں ڈالنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ یہ کنواں یعقوب علیہ السلام کے مکان سے تین فرسخ دور تھا۔ لَمّا کا جواب محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے: فعلوہ بہ مافعلوا من الاذی۔ انہوں نے اس کو جو ایذاء



BestUrduBooks.wordpress.com

دینی تھی وہ دی۔ روایت میں ہے کہ انہوں نے جنگل میں جا کر عداوت و دشمنی کا اظہار کیا ان کو مارا اور ہلاکت کے قریب کر دیا۔ یہودا نے ان کو اس بات سے روکا جب انہوں نے ڈالنے کا ارادہ کیا تو یوسف ان کے کپڑوں سے چمٹ گئے انہوں نے ہاتھوں سے کپڑا چھڑوالیا۔ پھر وہ کنوئیں کی دیوار سے چمٹ گئے۔ انہوں نے اس کے ہاتھ باندھ دیے اور قمیص اتاری تاکہ خون سے اس کو رنگین کر سکیں اور والد کے سامنے حیلہ بازی کر سکیں۔ انہوں نے ان کو کنوئیں میں لٹکایا۔ اس میں پانی تھا جس میں آپ جا گرے۔ پھر ایک چٹان پر چڑھے۔ اور کھڑے ہو کر رونے لگے۔ یہودا ان کے لئے کھانا لاتا رہا۔ تفسیری روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو ان کے کپڑے اتار لئے گئے۔ جبرئیل علیہ السلام ان کے لئے حریر جنت کا ایک قمیص لائے اور ان کو پہنایا۔ یہ قمیص ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کو دیا تھا۔ یعقوب علیہ السلام نے اس کو ایک تعویذ میں جو یوسف علیہ السلام کی گردن میں لٹکایا ہوا تھی اس کو بند کر دیا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اس کو نکال کر یوسف کو وہ قمیص پہنادی۔ (یہ روایت اسرائیلیات کے کسی تعویذ گنڈے والے گروہ کی ایجاد کردہ معلوم ہوتی ہے فافهم و انتبه

### تسلی یوسف:

وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ (اور ہم نے ان کی طرف وحی کی) ایک قول یہ ہے کہ بچپن میں ان پر وحی کی اور نبوت ملی جیسا یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو ملی نمبر۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ قریب البلوغ تھے جب یہ وحی ہوئی۔ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا (تم ان کو اس حرکت پر آگاہ کرو گے) تم ضرور اپنے بھائیوں کو بیان کرو گے جو کچھ انہوں نے تمہارے ساتھ کیا۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (اور وہ جانتے بھی نہ ہونگے) کہ تو یوسف ہے کیونکہ تیری شان بلند ہوگی سلطنت عظیم ہوگی۔ اور یہ اس وقت پیش آیا جب وہ غلہ کی خاطر ان کے پاس داخل ہوئے تو یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا اور وہ ان کو نہ جانتے تھے آپ نے ایک برتن منگوایا اور اس کو اپنے ہاتھ پر رکھا پھر اس کو ٹھوکر لگائی تو اس سے آواز نکلی۔ تو آپ نے کہا یہ برتن مجھے بتلا رہا ہے کہ تمہارا ایک باپ سے بھائی تھا جس کو یوسف کہتے تھے۔ تم نے اس کو گہرے کنوئیں میں ڈال کر باپ کو کہہ دیا کہ اس کو بھیڑیئے نے کھا لیا ہے۔ تم نے اس کو چند ٹکے میں فروخت کر دیا۔ (مگر یہ اسرائیلی قصہ انك لانت یوسف کے خلاف نظر آتا ہے (فتدبر) نمبر۲۔ هم لا يشعرون کا تعلق اوحينا سے ہے کہ ہم نے وحی کے ذریعہ ان کو مانوس کیا اور ان کے دل سے وحشت کو زائل کیا اور ان کو ہمارے اس وحی کرنے کی خبر بھی نہ تھی۔

### جھوٹا رونا:

۱۶: وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً (وہ شام کے اندھیرے میں اپنے باپ کے پاس آئے) تاکہ جھوٹ بولنے کے عذر پر جرأت کر سکیں اور معاملہ چھپا رہے۔ يَّبْكُوْنَ (روتے ہوئے) یہ حال ہے۔

نکتہ: حضرت اعمش کہتے تھے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے اس رونے کے بعد ہر رونے والے کو سچا نہیں کہا جا سکتا ہے۔

۱۷: جب یعقوب علیہ السلام نے ان کی آواز سنی تو گھبرائے اور فرمایا میرے بیٹو! کیا ہوا۔ کیا تمہاری بکریوں پر کوئی آفت آگئی۔ انہوں نے کہا نہیں۔ پھر تمہیں کیا ہوا۔ اور یوسف کہاں ہے؟

قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ (کہنے لگے اے ہمارے والد! ہم آپس میں دوڑ لگاتے آگے نکل گئے) نستبق کا معنی



BestUrduBooks.wordpress.com

تسابق ہے۔ ایک دوسرے کے مقابلہ میں دوڑنا۔ نمبر۲۔ تیراندازی میں مقابلہ کرتے آگے نکل گئے۔

صرف: باب افتعال اور تفاعل دونوں شراکت فعل کو ظاہر کرتے ہیں جیسے ارتماء اور الترامی وغیرہ ہے۔ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ۔ (ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑا پس اس کو بھیڑیئے نے کھالیا۔ آپ کو ہماری بات کا یقین نہیں آئے گا خواہ ہم سچ کہہ رہے ہوں) مومن لنا کا معنی تصدیق کرنا ہے۔ لو کنا صادقین کا مطلب یہ ہے اگرچہ ہم تمہارے ہاں سچے اور ثقہ ہوں۔ کیونکہ یوسف سے تمہیں شدید محبت ہے اور ہمارے متعلق بدگمان بھی ہیں تو پھر ہماری بات پر کیسے یقین آسکتا ہے خواہ ہم کتنے سچے ہوں۔

۱۸: وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ (وہ اسکی قمیص پر جھوٹا خون لگا لائے) نمبرا۔ جھوٹ والا نمبر۲۔ مبالغۃً مصدر کو بطور صفت لائے۔ گویا کہ وہ مجسمہ کذب ہے۔ جیسا کہ کذاب کو کہتے ہیں ھو الكذاب بعينه و الزور بذاته کہ وہ تو نرا جھوٹ کا پلندا ہے۔

روایت تفسیر میں ہے کہ انہوں نے ایک بھیڑ کا بچہ ذبح کیا قمیص کو اس میں لت پت کر دیا۔ اور پھاڑنا بھول گئے۔ روایت تفسیر میں ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے جب یوسف علیہ السلام کے متعلق سنا تو زور سے آواز دی قمیص کہاں ہے۔ اس کو لیکر اپنے چہرے پر ڈالا اور روئے یہاں تک کہ ان کا چہرہ قمیص کے خون سے خون آلودہ ہوگیا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ کی قسم؟! میں نے آج کے دن جیسا حوصلہ مند بھیڑیا نہیں دیکھا کہ جس نے میرا بیٹا تو کھالیا اور اس کا قمیص تک نہیں پھاڑا! (انبیاء علیہم السلام کیلئے رونا تو درست ہے مگر ایسا بے صبری کا رونا ان کے شایان شان نہیں۔ (اللّٰہم احفظنا من الاسرائیلیات) کہا گیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے قمیص میں تین نشانات ظاہر ہوئے۔ نمبرا۔ یعقوب علیہ السلام کے لئے ان کے کذب پر دلیل بن گیا۔ نمبر۲۔ قمیص یوسفی کو آپ کے چہرے پر ڈالا گیا تو نظر واپس لوٹ آئی۔ نمبر۳۔ قمیص کا پیچھے سے پھٹ جانا صداقت یوسفی کی دلیل بن گئی۔

نحو: عَلٰى قميصه ظرفیت کی وجہ سے محل نصب میں ہے تقدیر عبارت یہ ہے وَجَآءُوْ فوق قميصه بدم

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ (یعقوب علیہ السلام نے) (فرمایا بلکہ مزین کیا) آسان کیا یا مزین کیا لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا (تمہارے نفسوں نے ایک امر) عظیم کو آسان کر دیا اور حقیر کر کے دکھایا کہ اسکا تم نے ارتکاب کر ڈالا (یعنی گم شدگی یوسف اور قتل کو اتنا معمولی سمجھ کر غلط عذر تراش لیا) فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ (پس اچھا صبر کروں گا)

نحو: نمبرا۔ یہ خبر ہے یا مبتداء کیونکہ موصوف ہے تقدیر عبارت امری صبر جميل یا صبر جميل امثل۔ صبر جمیل میرے لئے مناسب ہے۔ وہ ایسا صبر ہے کہ جس میں مخلوق کے ہاں شکوہ نہ ہو۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ (اور اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہیں) یعنی اسی سے ہی میں مدد طلب کرونگا عَلٰى (ان مصائب کے برداشت کیلئے جو تم بیان کرتے ہو) ہلاکت یوسف اور اس سے پہنچنے والے دکھ پر صبر مَا تَصِفُوْنَ (جو تم بیان کرتے ہو۔)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَآءَتْ سَیَّارَۃٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَھُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَہٗ ؕ قَالَ یٰبُشْرٰی ھٰذَا غُلٰمٌ ؕ

اور ایک قافلہ آ گیا انہوں نے اپنا آدمی پانی لانے والے کو بھیجا اس نے اپنا ڈول ڈالا وہ کہنے لگا کیا ہی خوشی کی بات ہے کہ یہ ایک لڑکا ہے،

وَاَسَرُّوْہُ بِضَاعَۃً ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْہُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاھِمَ

اور انہوں نے اسے سامان تجارت بنا کر چھپا لیا اور اللہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اور انہوں نے اسے معمولی سی قیمت پر بیچ دیا جو گنتی کے چند

مَعْدُوْدَۃٍ ۚ وَکَانُوْا فِیْہِ مِنَ الزّٰھِدِیْنَ ﴿۲۰﴾

درہم تھے اور یہ لوگ اس سے بے رغبت تھے۔

## یوسف علیہ السلام اور قافلہ:

۱۹: وَجَآءَتْ سَیَّارَۃٌ (ایک قافلہ ادھر آ گزرا) یہ قافلہ مدین سے مصر جا رہا تھا۔ یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالے ہوئے تین دن بیت چکے تھے۔ قافلے والے راستہ بھول گئے اور کنوئیں کے قریب اتر پڑے یہ آبادی سے دور بیابان کنواں تھا (مگر یلتقطہ بعض السیارۃ کا قرینہ اس کے خلاف راستہ کے کنوئیں کی نشاندہی کرتا ہے فافہم) اس کنوئیں کا پانی نمکین تھا۔ یوسف علیہ السلام کے ڈالنے سے میٹھا ہو گیا۔ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَھُمْ (انہوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا) وارد وہ شخص جو قوم کا سقا ہو، اس کا نام مالک بن ذعر الخزاعی تھا۔ فَاَدْلٰی دَلْوَہٗ (اس نے اپنا ڈول لٹکایا) کنوئیں میں ڈول بھرنے کیلئے چھوڑا یوسف علیہ السلام ڈول کے ساتھ لٹک گئے اس نے کھینچا تو پکار اٹھا۔ قَالَ یٰبُشْرٰی (اے بشارت)

قراءت: کوفی نے کہا نادی البشری پڑھا ہے گویا اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں۔ یابشری ھذا اوانک۔ اے بشارت یہ تمہارا زمانہ ہے۔ دیگر قراء نے بشرای (اپنی ذات کی طرف اضافت کے ساتھ) اے میری خوشخبری نمبر۲ یہ بشری مالک کے غلام کا نام ہے پس اس کو آواز دی اپنی ذات کی طرف نسبت کر کے۔ اس صورت میں یہ علم ہے ایک قول یہ ہے کہ وہ آپ کو لیکر گیا جب قافلہ کے قریب پہنچا تو ان کو اسکی خوشخبری دیتے ہوئے آواز دی۔ ھٰذَا غُلٰمٌ (کہ یہ ایک لڑکا ہے) وَاَسَرُّوْہُ (انہوں نے چھپا لیا اسکو) اسمیں ضمیر وارد اور اس کے قافلہ والوں کی طرف ہے۔ کہ انہوں نے بقیہ قافلے سے اس کو چھپایا نمبر۲۔ ضمیر یوسف کے بھائیوں کی طرف لوٹتی ہے۔ انہوں نے قافلہ والوں سے کہا یہ ہمارا غلام بھگوڑا ہو گیا ہے اس کو ہم سے خرید لو۔ یوسف علیہ السلام خوف قتل سے خاموش رہے۔ بِضَاعَۃً (مال تجارت سمجھ کر) یہ حال ہے یعنی انہوں نے سامان تجارت سمجھ کر اس کو چھپا لیا۔ البضاعۃ جس کو مال سے تجارت کی خاطر الگ کر لیا جائے۔ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ جاننے والے تھے جو کچھ وہ کر رہے تھے) یوسف کے بھائی جو اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ یہ قبیح قسم کا سلوک کر رہے تھے۔

۲۰: وَشَرَوْہُ (اور بیچ دیا انہوں نے) فروخت کر دیا بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ (حقیر قیمت) کھوٹے ناقص قیمت ظاہر نقصان والے نمبر۲۔ کم قیمت دَرَاھِمَ مَعْدُوْدَۃٍ (چند گنتی کے دراہم کے بدلے) دراہم ثمن کا بدل ہے معدودہ قلیل جو شمار ہو سکتے تھے۔ ان کا وزن



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ یَّنْفَعَنَآ

اور اہل مصر میں سے جس شخص نے یوسف علیہ السلام کو خرید ا تھا اس نے اپنی عورت سے کہا اسے عزت کے ساتھ رکھنا، ممکن ہے ہمارے کام آ جائے

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ؗ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ

یا ہم اسے بیٹا بنا لیں، اور اسی طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو اس سرزمین میں قوت دے دی اور تا کہ اسے خوابوں کی تعبیر دینا

الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا

بتلا دیں اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ اور جب

بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾

وہ اپنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا اور ہم اسی طرح اچھے کام کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ

اور وہ جس عورت کے گھر میں تھے اس نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے ان کو پھسلایا اور دروازے بند کردیئے اور کہنے لگی آجاؤ میں تم ہی سے کہہ رہی ہوں،

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

انہوں نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں بے شک تیرا شوہر میرا مربی ہے اس نے میرا اچھا ٹھکانہ بنایا ہے بیشک بات یہ ہے کہ ظلم کرنے والے کامیاب نہیں ہوتے۔

نہ کیا گیا انکے ہاں رواج یہ تھا کہ چالیس سے کم دراہم کو گنتے اور چالیس یا اس سے اوپر دراہم کا وزن کرتے اور یہ بیس دراہم تھے۔ وَكَانُوْا فِیْهِ مِنَ الزّٰهِدِیْنَ (اور اس میں بے رغبت تھے) زاہد اس شخص کو کہتے ہیں جو ہاتھ میں جو موجود ہو اس کو معمولی قیمت کے بدلے دے ڈالے۔ نمبر۲۔ شَرَوْهُ کا معنی خرید لیا اسکو قافلہ والوں نے بھائیوں سے اور وہ اسکے متعلق بے رغبت تھے کیونکہ انہوں نے اس کو بھاگا ہوا غلام سمجھا اور تفسیری روایت میں یہ بھی ہے کہ یوسف کے بھائیوں نے ان کا پیچھا کیا اور کہا اس کو اس سے پختہ اعتماد لے لو کہ یہ بھاگے گا نہیں۔ اور فِیْهِ یہ الزاھدین کا صلہ نہیں یعنی رغبت نہ رکھنے والے کیونکہ صلہ موصول سے مقدم نہیں ہوتا بلکہ فِیْهِ یہ بیان ہے گویا اس طرح کہا گیا کس چیز میں انہوں نے بے رغبتی کی تو جواب دیا انہوں نے یوسف میں بے رغبتی کی۔

### مصر پہنچنا:

۲۱: وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ اور کہا اس شخص نے جس نے مصر میں یوسف کو خریدا۔ اس کا نام قطفیر تھا اور یہی عزیز ہے جو کہ خزائن مصر پر نگران تھا۔ اور بادشاہ ان دنوں ریان بن ولید تھا۔ یہ یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لایا اور آپ کی زندگی میں فوت ہو گیا۔ عزیز نے آپ کو آپ کے ہم وزن چاندی اور ریشم اور کستوری کے بدلے میں خریدا۔ آپ کی اس وقت سترہ سال



BestUrduBooks.wordpress.com

عمر تھی۔ آپ اس کے گھر میں تیرہ سال رہے۔ ریان بن ولید نے ۳۰ سال کی عمر میں وزیر بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکمت وعلم دیا۔ جبکہ آپ کی عمر ۳۳ سال ہوئی اور آپ کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی جب وفات پائی۔

لِامْرَاَتِہٖٓ (اپنی بیوی کو) راعیل یا زلیخا لام یہ قال سے متعلق ہے اشتراہ سے متعلق نہیں۔ اَکْرِمِیْ مَثْوٰہُ (اس کو خاطر سے رکھنا) اس کے مرتبہ اور مقام کو ہمارے ہاں معزز بناؤ یعنی اچھا پسندیدہ اسکی دلیل دوسری آیت میں ہے اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ [یوسف:۲۳] ضحاک کہتے ہیں مثوی کا معنی اچھا معاش عمدہ کپڑے، شاندار بستر۔ عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ (امید ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے) شاید کہ یہ جب سیکھ جائے اور معاملات کو سمجھ جائے اور کاموں کے مقام ومحل کو جان لے گا تو ہم اس سے اپنے کاموں میں معاونت لیں گے۔ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (یا اس کو بیٹا بنالیں گے) یا اس کو متبنّٰی لڑکے کے قائم مقام رکھیں گے۔ قطفیر کے ہاں بچہ، بچی کچھ بھی نہ تھا۔ اسلئے نجابت کے آثار دیکھ کر یہ بات کہی۔ وَکَذٰلِكَ (اور اسی طرح) ذٰلک سے اشارہ قتل سے نجات پانے اور عزیز کو مہربان بنانے کی طرف ہے اور کاف منصوب ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ مثل ذلك الانجاء والعطف مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ (ہم نے یوسف کو جمادیا) یعنی جس طرح اس کو نجات دی اور عزیز کا دل اسپر موڑ دیا اسی طرح ہم نے اس کو ٹھکانہ دیا۔ فِی الْاَرْضِ (زمین میں) یعنی ارض مصر میں اس کو بادشاہ بنادیا جس پر وہ اپنا حکم چلاتا ہے۔ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ (اور تاکہ ہم اس کو باتوں کی تعبیر کرنا سکھائیں) وہ نجات قتل اور اقتدار اس مقصد کی خاطر تھا۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِهٖ (اللہ تعالیٰ غالب ہیں اپنے حکم پر) نمبر ۱: ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہو تو مطلب جو وہ چاہتا ہے اس سے کوئی اسکو روک نہیں سکتا۔ نمبر ۲۔ یا یوسف مرجع ہو تو یوسف کے معاملے میں ان کے بھائی کچھ اور چاہتے تھے اور اللہ تعالیٰ اور چاہتے تھے ہوا وہی جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے) اس بات کو کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

۲۲: وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ (جب وہ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے) اپنی استعدادی قوت کی انتہاء کو اور وہ اٹھارہ سال ہے یا ۲۱ سال ہے۔ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا (ہم نے ان کو حکم وعلم عنایت فرمایا) نمبر ۱۔ حکم سے حکمت مراد ہے اور علم بمع عمل اور جہالت والی باتوں سے اجتناب۔ نمبر ۲۔ لوگوں کے درمیان فیصلہ اور سمجھ بوجھ وَکَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو) اس میں متنبہ کیا کہ وہ اپنے اعمال میں مخلص تھے اور عنفوان حکومت میں متقی وپرہیزگار تھے۔

## مرجیہ کا غلط طرزِ عمل:

۲۳: وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ (اور یوسف جس عورت کے گھر میں تھے اس عورت نے اپنا مطلب حاصل کرنے کیلئے ان کو پھسلایا) یعنی یوسف سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سے قربت کرے۔ المراودۃ یہ باب مفاعلہ ہے راد، یرود جبکہ وہ آئے اور جائے گویا مطلب اس طرح ہے۔ کہ یوسف کو دھوکا دینا چاہا ان کے نفس کے سلسلہ میں یعنی اس نے ایسی حرکت کی جو دھوکا باز اپنے ساتھی سے کوئی چیز حاصل کرنے کیلئے کرتا ہے۔ اور وہ ساتھی اس چیز کو اپنے ہاتھ سے دینا نہیں چاہتا پس یہ اس سے لینے کیلئے حیلہ بازی کرتا ہے۔ یہ اس تحمل اور آہستگی کی تعبیر ہے جو اس نے یوسف سے اپنا مطلب پورا کرنے کیلئے اختیار کی۔ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ (اور اس نے دروازے بند کردیے) اور وہ دروازے سات تھے۔ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ (اور کہا آجاؤ تمہیں سے کہتی ہوں) ہیت یہ اسم ہے جو تعال اور اقبل کے معنی میں آتا ہے۔ یہ مبنی علی الفتح ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ

اور اس عورت نے ان کے ساتھ اپنا کام نکالنے کا مضبوط ارادہ کر لیا تھا اور وہ بھی ارادہ کر لیتے اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے اسی طرح تاکہ ہم ان سے برائی کو اور بے حیائی کو

وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ

دور رکھیں، بے شک وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے اور وہ دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے اور اس عورت نے پیچھے سے ان کا

مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا

کرتہ چیر دیا اور دونوں نے اس عورت کے سردار کو دروازہ کے پاس پالیا، وہ کہنے لگی جو شخص تیرے گھر والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اس کی سزا

اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ اسے جیل میں ڈال دیا جائے یا دردناک سزا دی جائے یوسف نے کہا اسی نے مجھے اپنی مطلب براری کے لئے پھسلایا اور اس کے خاندان میں سے ایک

مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ

گواہی دینے والے نے گواہی دی کہ اگر اس کا کرتہ سامنے سے پھاڑا گیا ہے تو عورت نے سچ کہا اور یہ شخص جھوٹے لوگوں میں سے ہے اور اگر

كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ

اس کا کرتہ پیچھے سے پھاڑا گیا تو اس عورت نے جھوٹ کہا اور یہ سچوں میں سے ہے، پھر جب اس کے کرتے کو دیکھا گیا

قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ

کہ پیچھے سے پھاڑا گیا ہے تو کہنے لگا کہ بے شک یہ تم عورتوں کی فریب کاری میں سے ہے بے شک تمہارا فریب بڑا ہے، یوسف اس بات کو

عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ ع ۹ ۱۴

جانے دو، اور اے عورت تو اپنے گناہ کے لئے استغفار کر، بلاشبہ تو ہی گنا ہگاروں میں سے ہے۔

**قراءت:** مکی نے ھیتُ پڑھا ہے۔ اور اس کو مبنی علی الضم مانا ہے۔ مگر مدنی اور شامی نے ہیتَ پڑھا ہے۔ اور لام بیان کیلئے ہے گویا تقدیر عبارت یہ ہے لک اقول ہذا جیسا کہ تم کہو: ھلمّ لک قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ (اس نے کہا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں) اعوذ باللہ معاذا میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں پناہ چاہنا۔ اِنَّهٗ (تحقیق شان یہ ہے) شان اور بات یہ ہے۔ رَبِّيْٓ (وہ میرا آقا اور مالک ہے) مراد اس سے قطفیر تھا۔ اَحْسَنَ مَثْوَايَ (اس نے میرا اچھا ٹھکانہ بنایا ہے) اس نے جب تمہیں کہا اکرمی مثواہ کہ اس کو اچھا ٹھکانہ دو پس کیا سزا ہے اگر میں اس کے اہل کے سلسلہ میں خیانت کروں۔ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (تحقیق شان یہ ہے کہ وہ ظالموں کو کامیابی نہیں دیتا) ظالم سے خائن مراد ہے یا زانی یا اِنَّهٗ رَبِّيْٓ سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔ کیونکہ وہ مسبب الاسباب ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۴: وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ (تحقیق وہ عورت ان کا ارادہ کر چکی تھی) هَمّ پختہ ارادہ وَهَمَّ بِهَا اور ان کو طبعی میلان ہوا مگر عزم سے اس کو دور کیا۔ یہ حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے۔ شیخ ابو منصور رحمہ اللہ نے کہا هَمّ خیال کے معنی میں ہے اور دل میں آنے والے خیالات پر بندے کو اختیار نہیں اور نہ ہی ان پر مؤاخذہ ہے جب تک کہ اس کو پختہ نہ کرے۔ اگر یوسف علیہ السلام کا هَمّ بھی عورت کے هَمّ کی طرح ہوتا تو اللہ تعالیٰ عبادنا المخلصین کہہ کر ان کی تعریف نہ فرماتے۔

ایک قول یہ ہے کہ ارادہ کی طرف جھکاؤ اختیار کرنے والے تھے۔ عرب کہتے ہیں ھم بالامر۔ جب قصد کرے اور اس کا پختہ ارادہ کرے۔ اور لولا ان رّابرھان ربہ کا جواب محذوف ہے۔ ای لکان ما کان تو ہوتا جو ہوتا۔ ایک قول یہ کہ وھمّ بھا اس کا جواب ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ لولا کا جواب اس سے مقدم نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ حکم شرط میں ہے اور یہ شروع کلام میں آتا ہے۔ البرھان کا معنی حجت ہے اور جائز ہے کہ وھم بھا حکم اور ولقد ھمت بہ کی قسم میں داخل ہو اور یہ بھی درست ہے کہ خارج ہو۔ قاری کا حق یہ ہے جب حکم قسم سے اس کو خارج قرار دے اور اس کو مستقل کلام بنائے تو بہ پر وقف کرے اور ھم بھا سے نیا کلام شروع کرے۔ اس صورت میں دونوں ھَمّ کے درمیان فرق بھی ظاہر ہوتا ہے۔

## باطل تفسیر:

اور یوسف کی یہ تفسیر کہ انہوں نے ازار بند کو کھول لیا اور بیٹھ گئے جیسے مرد بوقت حاجت بیٹھتا اور البرھان کی یہ تفسیر کہ انہوں نے ایک آواز سنی ایاك و ایاھا دو مرتبہ۔ پھر تیسری مرتبہ اعرض عنھا۔ مگر انہوں نے توجہ نہ دی یہاں تک کہ یعقوب اپنے پورے کاٹتے ہوئے سامنے آئے۔

## تردید:

یہ تفسیر محض باطل ہے۔ سیاق کلام الٰہی، مرتبہ نبوت اور واضح آیات کے خلاف (فلیحذر منه اعاذنا اللّٰہ من ھذہ الخرافة) نسفی رحمہ اللہ نے تردید کیلئے یہ نقل کی ہے۔ نقل کفر کفر نباشد) جن آیات کے یہ خلاف ہے وہ یہ ہیں نمبر۱۔ ھی راودتنی عن نفسی۔ اگر ان کی طرف سے یہ اقدام ہوا ہوتا تو اپنے نفس کو بانگ دھل اس طرح بری قرار نہ دے سکتے تھے (وہ عورت تردید کر دیتی) مگر وہ عورت کہہ اٹھی۔ (و لقد راودته عن نفسه فاستعصم) نمبر۲۔ کذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء۔ اگر ایسا معاملہ ہوتا تو پھر برائی کا ان سے پھرنے کا معنی ہی نہیں رہ جاتا۔ نمبر۳۔ ذلك لیعلم انی لم اخنه بالغیب۔ اگر یہ معاملہ ہوا ہوتا تو یہ پوشیدہ خیانت تو ہوگئی تردید کا کیا معنی تھا۔ نمبر۴۔ ماعلمنا علیه من سوء اور الآن حصحص الحق انا راودته عن نفسه وانه لمن الصادقین۔

## آخری بات:

اگر یہ بات پیش آئی ہوتی تو ان کی توبہ سے استغفار کا ذکر ہوتا۔ یہ تو بہت بڑی بات ہے۔ اس کے مقابلے میں معمولی ترین مرتبہ کے نامناسب باتوں پر دوسرے انبیاء علیہم السلام کا استغفار موجود ہے۔ جیسے سورۂ ہود میں نوح علیہ السلام اور یونس و داؤد علیہما



BestUrduBooks.wordpress.com

السلام۔ اللہ تعالیٰ تو ان کو مخلصا خالص چنے ہوئے فرما رہے ہیں۔ پس قطعی طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ اس مقام پر ثابت قدم رہے اور اولوالعزم والا مجاہدہ کیا ان کے سامنے نبوت کی برہان سے تحرم کے دلائل روشن تھے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثناء کے حقدار بنے۔ لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ (اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھے ہوتے (هم به کولو لا کا قائم مقام جواب بنایا جائے اور جواب شرط کو محذوف مانا جائے تو کلام بغیر اشکال بہت خوب بن جاتا ہے اور محاورۂ عرب کے عین مطابق ہے۔ فتدبر) كَذٰلِكَ نحو: نمبرا۔ کاف منصوب ہے ای مثل ذلک التثبیت ثبتناہ۔ ایسی ثابت قدمی سے ہم نے ان کو ثابت قدم رکھا۔ نمبر۲۔ مرفوع ہے ای الامر مثل ذلك۔ معاملہ یونہی ہے۔ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ (تاکہ ہم برائی کو اس سے پھیر دیں) آقا کی خیانت وَالْفَحْشَآءَ (بے حیائی) زنا کو اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (بیشک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے)

قراءت: مدنی کوفی نے ہر جگہ مخلَصین، لام کے فتحہ سے پڑھا ہے۔ مخلَص وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کیلئے خاص کر لیا ہو۔ دیگر قراء نے مخلِص پڑھا۔ لام کا کسرہ۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کیلئے خالص کر لیا۔ من عبادنا کا معنی من تبعیضیہ بعض بندے وہ خاص الخاص بندے کیونکہ وہ مخلصوں میں سے مخلص ہیں۔

## برائی سے فرار اور اس میں کامیابی:

۲۵: وَاسْتَبَقَا الْبَابَ (اور دونوں نے دروازہ کی طرف سبقت کی) دونوں دروازے کی طرف دوڑے۔ عورت طلب مقصد کیلئے اور یوسف حفاظت کیلئے۔ جار کے محذوف اور ایصال فعل کے ساتھ ہے۔ جیسا دوسری آیات میں واختار موسیٰ قومہ [الاعراف ۱۵۵] نمبر۲۔ استبقا میں تضمین مانیں اور ابتداء معنی لیں۔ یوسف نے جلدی کی اور اس سے بھاگے اور دروازے کی طرف نکلنے کیلئے جلدی کی اور عورت نے جلدی کی تاکہ نکلنے سے ان کو روکے۔ الباب کو یہاں واحد لائے۔ دوسرے مقام پر غلقت الا بواب فرمایا کیونکہ اس الباب سے باہر والا آخری دروازہ ہے۔ جو گھر سے نکلنے کا راستہ تھا۔ جب آپ بھاگے تو تالے کے پرزے بکھرنے اور تالے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ تمام دروازوں سے نکل گئے۔

وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ (اور چیر پھاڑ دی اس عورت نے یوسف علیہ السلام کا قمیص پیچھے سے) اس نے پیچھے سے کھینچا۔ پس وہ پھٹ گئی جبکہ وہ دروازے کی طرف بھاگے۔ وہ عورت روکنے کیلئے ان کے پیچھے بھاگی۔ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ (دونوں نے پایا عورت کے خاوند کو دروازے کے پاس) اس نے اپنے خاوند قطفیر کو سامنے سے آتا ہوا پایا جو کہ گھر میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ جب اس عورت نے خاوند کو دیکھ لیا تو اپنے میلان کو شک سے صاف کرنے کیلئے اس نے کہا اور یوسف کو دھمکانے کیلئے تاکہ وہ الزام سے بچنے کیلئے اسکی مقصد براری کر دے اور فریب کاری کے طور پر یہ کہا قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (اس نے کہا نہیں ہے سزا اسکی جو تیرے اہل سے برائی کا ارادہ کرے۔ مگر یہ کہ اسکو قید کیا جائے۔ اور دردناک سزا دی جائے) ما نافیہ ہے اسکی سزا صرف قید ہے۔ یا عذاب الیم، دردناک سزا یعنی کوڑے۔

نکتہ: اس نے یوسف علیہ السلام کا صراحۃً ذکر نہیں کیا کہ اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا ہے۔ کیونکہ اس عورت کا مقصد عموم تھا۔ کہ ہر وہ آدمی جو تیرے اہل سے برائی کا ارادہ کرے۔ وہ قید یا عذاب کا مستحق ہے۔ یوسف علیہ السلام کو ڈرانے کیلئے یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

انداز زیادہ بلیغ ہے۔

۲۶: جب عورت نے قید اور سزا کی تعریض کی تو یوسف علیہ السلام نے اپنی طرف سے دفاع کو ضروری سمجھا۔ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِيْ (یوسف علیہ السلام نے کہا اس نے مجھے پھسلایا تھا) اگر چالبازی نہ ہوتی تو اس کے معاملے کو چھپاتے اور اس کو اس کے خاوند کے سامنے رسوا نہ کرتے۔

## گھر کا گواہ اور اس کی درست بیانی:

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا (اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک نے گواہی دی) وہ عورت کا چچا زاد بھائی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی زبان پر گواہی کو جاری کیا۔ جو کہ اس عورت کے خاندان کا آدمی تھا۔ تا کہ اس عورت پر پختہ دلیل بنے اور براءت یوسف کیلئے مضبوط دلیل ثابت ہو۔ نمبر۲۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ چھوٹا بچہ اور اس عورت کا ابن خال تھا۔

نکتہ: اسکی بات کو شہادت کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ اس نے اپنی بات یوسف علیہ السلام کی تائید اور آپ کی بات کے ثبوت میں گواہی کے مقام پر ہی پیش کی تھی۔ اور اس کو عورت کی بات کا بطلان مقصود تھا۔ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (اگر اس کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے)

۲۷: وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اگر کرتہ اس کا پھٹا ہے پیچھے سے تو اس عورت نے جھوٹ کہا اور یوسف سچوں میں سے ہے) تقدیر عبارت اس طرح ہے وشھد شاھد فقال ان کان قمیصه الاٰیة آگے سے قمیص کا پھٹنا دلالت کرتا ہے کہ وہ سچی ہے کیونکہ وہ جلدی سے اس عورت کو پانے کیلئے پیچھا کرے گا۔ پس وہ قمیص کے دامن میں الجھ کر گرے اور گریبان پھٹ جائے گا۔ اور اس لئے بھی کہ وہ اسکی طرف متوجہ ہوگا اور وہ دفاع نفس میں اس کا گریبان تھامے گی۔ پس قمیص سامنے سے پھٹے گی۔ قُبل اور دبر میں تنوین و تنکیر کا معنی یہ ہے کہ ایسی جہت سے جس کو قُبُل کہا جاتا ہے اور ایسی جہت جس کو دُبُر کہا جاتا ہے۔ آیت میں اِنْ جو کہ مستقبل کیلئے آتا ہے۔ اس کو اور کان جو ماضی کیلئے آتا ہے جمع کر دیا تا کہ یہ معنی ہو کہ اچھی طرح جان لو کہ قمیص یوسف ہی کی پھٹی تھی۔

۲۸: فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ (جب اس نے یوسف کا کرتہ پیچھے سے پھٹا دیکھا) یہ دیکھنے والا قطفیر تھا۔ اس کو براءت یوسفی کا علم ہو گیا۔ اور ان کی سچائی واضح ہو گئی۔ جبکہ عورت کا کذب سامنے آ گیا۔ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ (اس نے کہا بیشک وہ (قول) تمہاری مکاری کی وجہ سے ہے) نمبر۱۔ ہٗ کی ضمیر کا مرجع اس کا قول ماجزاء من اراد باھلك سوءًا ہے۔ نمبر۲۔ یا یہ معاملہ کہ مردوں کو قابو کرنے کا حیلہ۔ کید کن سے اسی کو خطاب ہے اور اسکی لونڈیوں کو اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ (یقیناً تم عورتوں کا مکر بڑا ہے) لیکن ان کا مکر لطیف اور بڑے حیل پر مشتمل ہوتا ہے اسی لئے وہ مردوں پر غالب آ جاتی ہیں ان میں سے جو محلات میں رہنے والی عورتیں ہیں ان کے پاس ایسے ہلاک کن حیلے ہوتے ہیں جو دوسری عورتوں کے پاس نہیں ہوتے۔

نکتہ: بعض علماء کا مقولہ ہے کہ مجھے عورتوں سے شیطان کی نسبت زیادہ خطرہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان کید کن عظیم جبکہ شیطان کے متعلق فرمایا ان کید الشیطان کا ن ضعیفا [النساء:۷۶]



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ج قَدْ

اور چند عورتوں نے کہا جو شہر میں رہتی تھیں کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو مطلب حاصل کرنے کے لئے پھسلاتی ہے، اس غلام کے

شَغَفَهَا حُبًّا ط اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ

عشق نے اس کے دل میں پوری طرح جگہ پکڑ لی ہے، بے شک ہم تو اس عورت کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہے ہیں پھر جب اس نے ان عورتوں کی مکر کی باتیں سنیں تو انہیں

اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ

بلوا بھیجا اور ان کے لئے ایک مجلس تیار کی جس میں تکیہ لگا کر بیٹھیں اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری دے دی اور یوسف سے کہا کہ ان کے سامنے

عَلَيْهِنَّ ج فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ط

نکل آ، سو جب ان عورتوں نے انہیں دیکھا تو حیران رہ گئیں، اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں حاشا للہ یہ شخص بشر نہیں ہے

اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ط وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ

یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے وہ عورت کہنے لگی سو یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں تم نے مجھے ملامت کی اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے

نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ط وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

کی خواہش کی سو وہ بچ گیا اگر اس نے وہ بات نہ مانی جس کا میں اسے حکم دے رہی ہوں تو ضرور اس کو جیل میں بھیج دیا جائے گا اور یہ ضرور بے عزت ہوگا۔

۲۹: یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا (اے یوسف اس قصہ سے درگزر کر) حرف ندا کو حذف کر دیا۔ کیونکہ قریب کو پکارا۔ بات کو آئی گئی کرنے کیلئے اس نے کہا اس معاملے کو سرے سے چھوڑ دو۔ اور چھپاؤ اور کسی کے سامنے ظاہر نہ کرنا۔ (گھریلو معاملہ ہے رسوائی نہ ہو) پھر راعیل کو مخاطب ہو کر کہا وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ (اور تو اپنے گناہ کی معافی مانگ یقیناً تو ہی قصوروار لوگوں میں سے ہے) یعنی اس گروہ سے جو جان بوجھ کر گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں۔ خطئ اذا أذنب متعمدًا جب جان بوجھ کر گناہ کرے۔ الخاطئین مذکر لائے مذکر کو مؤنث پر تغلیب دیکر یہ صیغہ بول دیا۔ عزیز مصر حوصلہ مند آدمی تھا غیرت کی کمی تھی۔ اس لئے سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ پر اکتفاء کی۔

## شہری عورتوں کا پروپیگنڈا:

۳۰: وَقَالَ نِسْوَةٌ (عورتوں نے کہا) عورتوں کی جماعت جنکی تعداد پانچ تھی۔ ساقی کی بیوی، خباز کی بیوی، جانوروں کے نگران کی بیوی، قید خانہ کے نگران اعلیٰ کی بیوی۔ دربان شاہی کی بیوی۔ النسوۃ یہ اسم مفرد ہے اور امرأۃ کی جمع ہے۔ اس میں تانیث حقیقی نہیں اسی لئے قالت نہیں کہا۔ بلکہ قال کہا گیا اس میں دو لغتیں ہیں نون کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ فِي الْمَدِيْنَةِ (شہر میں) مصر



BestUrduBooks.wordpress.com

میں امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ (عزیز کی بیوی) عزیز سے قطفیر مراد ہے۔عرب کے لوگ العزیز بادشاہ کیلئے بولتے ہیں۔ تُرَاوِدُ فَتٰھَا (اپنے غلام کو پھسلاتی ہے) کہا جاتا ہے فتای وفتاتی یعنی میرا غلام اور میری لونڈی عَنْ نَّفْسِهٖ (اس کے نفس کی طرف سے) تا کہ اس سے اپنی خواہش کو پورا کرے قَدْ شَغَفَھَا حُبًّا (اسکی محبت اس کے دل میں گھر کر چکی ہے۔) حبا یہ تمیز ہے یعنی اسکی محبت نے اس کے دل کے شغاف تک رسائی پائی ہے۔مطلب یہ ہے کہ اس کی محبت نے اس کے دل کے پردے کو پھاڑ کر دل میں رسائی حاصل کر لی ہے۔الشغاف دل کا پردہ یا باریک کھال جس کو لسان القلب کہا جاتا ہے۔ اِنَّا لَنَرٰھَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (ہم اس کو کھلی گمراہی میں دیکھتی ہیں) صحیح راستے سے دور خطاء میں مبتلا پاتے ہیں۔

## پروپیگنڈے کا جواب:

۳۱: فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِھِنَّ (جب زلیخا نے ان کے فریب کو سنا) مکر سے ان کا غیر موجودگی میں یہ کہنا: امراۃ العزیز عشقت عبدھا الکنعانی اور اس کو غصہ آیا اور غیبت کو مکر خفیہ ہونے کی بناء پر کہا جیسا کہ مکار اپنا مکر خفیہ کرتا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ اس نے اپنا راز ان کو چھپانے کیلئے دیا مگر انہوں نے ظاہر کر دیا۔ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ (اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا) ان کو دعوت دی۔ایک قول کے مطابق دعوت تو چالیس عورتوں کو دی جن میں پانچوں مذکورہ بھی تھیں۔ وَاَعْتَدَتْ (اور اس نے تیار کیا) مہیا کرنا یہ عتاد سے باب افتعال ہے۔ لَھُنَّ مُتَّكَاً (اور ان کیلئے تکیے لگا دیے) جن پر وہ تکیہ لگا سکیں۔جیسے گاؤ تکیہ اس ہیئت کا مقصد کہ وہ ٹیک لگا کر بیٹھیں اس حال میں کہ چاقو ان کے ہاتھ میں ہوں۔تا کہ وہ دیدار یوسفی سے مدہوش ہوں اور اپنا آپ کھو بیٹھیں گی جس سے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں پر پڑیں گے تو ہاتھ کٹ جائیں گے۔کیونکہ ٹیک لگانے والا جب کسی چیز کی وجہ سے مدہوش ہوتا ہے تو اس کا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر بلا قصد آ گرتا ہے۔ وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْھُنَّ سِكِّيْنًا (اور ان میں سے ہر عورت کو ایک چھری کاٹنے کو دے دی) اس زمانہ میں مصری لوگ چاقو سے کھاتے تھے جیسے عجمی کرتے ہیں۔ وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ (اور کہا تم ان عورتوں کے سامنے سے نکلو)

قراءت: بصری، عاصم اور حمزہ نے قالت میں کسرہ پڑھا۔اور باقیوں نے ضمہ پڑھا۔

فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ (جب انہوں نے (یوسف) کو دیکھا تو مبہوت ہو گئیں) اس کو بہت بڑا خیال کیا۔اور اس خوشگوار حسن و رعنائی سے اور بدیع الجمال چہرے سے ڈر گئیں۔حسن میں یوسف علیہ السلام کو اسی طرح لوگوں پر فوقیت حاصل تھی۔جیسا چاند کو بدر کی رات بقیہ ستاروں پر حاصل ہوتی ہے جب وہ مصر کی گلی کوچوں میں چلتے تو ان کے چہرے کی چمک دیواروں پر نظر آتی۔وہ آدم علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے جس دن کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا۔دوسرا قول یہ ہے کہ حسن اپنی دادی سارہ سے وراثت میں پایا تھا۔

اَكْبَرْنَ کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا کہ ان کو حیض آ گیا۔اور ھا سکتہ کی ہے۔اس لئے کہ اس طرح بولا نہیں جاتا النساء قد حضنه کیونکہ یہ مفعول کی طرف متعدی نہیں ہوتا۔عرب کہتے ہیں۔اکبرت المراۃ اذا حاضت۔جب اسے حیض آئے اور اکبرن کی حقیقت یہ ہے۔کبر میں داخل ہونا۔کیونکہ جب اسے حیض آتا ہے۔تو وہ حد صغر سے نکل جاتی ہے۔گویا متنبی نے اسی تفسیر

سے یہ شعر بنایا ہے۔ خف اللہ واستر ذا الجمال ببرقع ☆ فان لُحت حاضت فی الخدور العوائق
''اللہ تعالیٰ سے ڈر اور خوبصورت کو برقع سے ڈھانپ اگر تو نے ظاہر کیا تو پردوں میں پاکباز عورتوں کا حیض چھوٹ جائیگا۔''
وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ (اور انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے) ہاتھوں کو زخمی کر لیا۔ جیسے کہتے ہیں کنت اقطع اللحم فقطعت یدی۔ میں گوشت کاٹ رہا تھا میرا ہاتھ زخمی ہو گیا۔ اب مطلب یہ ہوا انہوں نے اس کھانے کی چیز کو کاٹنے کا ارادہ کیا جوان کے ہاتھوں میں تھی۔ وہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ایسی مدہوش ہو گئیں کہ اپنے ہاتھوں کو زخمی کر لیا۔ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ (اور انہوں نے کہا پناہ بخدا) حاشا۔ یہ استثناء کے باب میں تنزیہ کا فائدہ دینے والا کلمہ ہے۔ تم کہو گے اساء القوم حاشا زید۔ قوم نے زیادتی کی سوائے زید کے۔ یہ حروف جارہ میں سے بھی ہے۔ یہاں تنزیہ و براءت کیلئے ہے۔ اب معنی اس طرح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پاک، بری ہے۔ (ضعف و کمزوری سے) اور ابوعمرو کی قراءت حاشا للہ ہے۔ جیسے کہیں سقیا لک گویا پہلے کہا براءۃ پھر کہا۔ اللہ تا کہ واضح ہو کہ کون بری اور منزہ ہے۔ اور قراءت حفص میں حاش للہ دوسرے الف کے حذف کے ساتھ ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی حاصل ہے۔ عاجزی والی صفات سے اور اسکی قدرت پر تعجب ہے کہ اس نے اس جیسا حسین پیدا کیا۔ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (یہ بشر نہیں یہ تو بس معزز فرشتہ ہے) ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام سے بشریت کی نفی ان کے عجیب و غریب حسن کی وجہ سے کی اور طباع میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ فرشتے سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے۔ اور اتنی پاکدامنی فرشتوں میں ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ طباع میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ شیطان سے زیادہ کوئی بدصورت نہیں۔

## فریب کاری کا نیا جال:

۳۲: قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ (اس نے کہا یہی وہ شخص ہے کہ جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں) اس نے کہا یہ وہی کنعانی غلام ہے۔ جس کی ایک صورت تم نے اپنے ذہنوں میں بنا رکھی تھی۔ اور پھر تم مجھے اس پر ملامت کرتی تھیں۔ تمہارے ذہن میں اس کا حقیقی تصور آیا ہی نہ تھا۔ ورنہ اسکی وجہ سے میرے فتنہ میں مبتلا ہونے پر تم مجھے معذور قرار دیتیں۔ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ (واقعہ میں میں نے ہی اس کو اپنی طرف میلان کیلئے پھسلایا تھا مگر وہ بچا رہا) استعصام مبالغہ کا وزن ہے۔ اور انتہائی بلیغ انداز میں باز رہنے پر دلالت کرتا ہے اور انتہائی تحفظ کو ظاہر کرتا ہے گویا کہ وہ عصمت میں پہلے ہی ہے اور اب اس میں مزید اضافے کیلئے کوشاں ہے۔ یہ کھلی ہوئی وضاحت ہے کہ یوسف علیہ السلام اس سے بالکل بری ہیں جو کہ بعض مفسرین نے (عیسائیت کے عقائد سے متاثر ہو کر تفسیر کر دی کیونکہ ان کے نزدیک عصمت خاصہ نبوت نہیں) الھم اور البرھان کی تفسیر کر ماری۔

ان عورتوں نے اس موقعہ پر سفارش کی کہ تم اپنی مالکہ کی اطاعت کرو اس پر راعیل نے یہ دھمکی دی۔ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ (اور اگر اسنے نہ کیا وہ جو میں اس کو کہتی ہوں) نمبرا۔ ضمیرہ کی ما موصولہ کی طرف راجع ہے مطلب یہ ہے ماامر بہٖ جار کو حذف کر دیا جیسا اس مقولہ میں امرتک الخیر ای بالخیر نمبر۲۔ ما مصدر یہ ہے اور مرجع یوسف علیہ السلام ہیں۔ اب تقدیر اسطرح ہے ولئن لم یفعل امری ایاہ ای موجب امری ومقتضاہ اگر اس نے میرے حکم کا مقصود پورا نہ کیا۔ لَيُسْجَنَنَّ (تو ضرور قید کیا جائے گا)



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ

یوسف نے کہا کہ اے میرے رب یہ عورتیں مجھے جس کام کی دعوت دے رہی ہیں اس کے مقابلہ میں مجھے جیل جانا محبوب ہے اور اگر آپ مجھ سے ان کی چال بازی کو دفع نہ کریں گے

اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝۳۳ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ

تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا، سو ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی سو عورتوں کی چال بازی کو یوسف سے ہٹا دیا، بلاشبہ وہ

ع ۱۴ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝۳۴ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ۝۳۵

سننے والا ہے جاننے والا ہے پھر نشانیاں دیکھنے کے بعد ان لوگوں کی سمجھ میں یہ آیا کہ ایک وقت تک یوسف کو جیل میں رکھیں۔

ضرور محبوس کیا جائے گا) وَلَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ (اور یہ ضرور ذلیل وخوار ہوگا) لیکونًا میں نون خفیفہ کو وقفی حالت میں مشابہت کی وجہ سے الف سے لکھ دیا ہے۔ جیسے لنسفعًا بالناصیۃ میں۔ صاغرین ذلیل چور، قاتل بھگوڑے وغیرہ۔ جیسا کہ اس نے میرا دل چرایا۔ مجھ سے بھگوڑا ہوا اور جدائی سے میرا خون بہایا۔ وہاں اس کو کھانا پینا اور اچھی نیند میسر نہ ہوگی۔ جیسی اس نے میری نیند اور کھانا حرام کر رکھا ہے۔ اور جس کو تخت کی ریشم پری پسند نہیں اس کو خاک نشینی کی پستی کے سواء کچھ حاصل نہ ہوگا۔

۳۳۔ جب یوسف علیہ السلام نے اسکی یہ دھمکی سنی تو بارگاہِ الٰہی میں درخواست پیش کر دی۔

## دعائے مستجاب:

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ (اے میرے رب مجھے قید اسکی بنسبت محبوب ہے جس کی طرف یہ دعوت دیتی ہیں) دعوت کا اسناد تمام کی طرف اس لئے کیا کیونکہ وہ راعیل کی سفارشی بنی تھیں ماعلیك لو اجبت مولا تك یا ہر ایک نے فدا ہو کر خفیہ یوسف کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔ پس انہوں نے بارگاہ الٰہی میں التجاء کی اے باری تعالیٰ قید و بند مجھے معصیت کے ارتکاب سے زیادہ پسند ہے۔ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ (اگر آپ نے ان کے فریب کو میری طرف سے نہ ہٹایا) ان سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا رہے ہیں۔ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ (میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا) الصبوۃ خواہش کی طرف میلان اسی سے الصبا ہے انسانی نفوس صباء کی طرف اسی لئے مائل ہوتے ہیں کہ اسکی خوشبو عمدہ ہے اور وہ راحت بیز ہے۔ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ (اور نادانوں میں سے ہو جاؤں گا) ان لوگوں میں سے جو علم پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ جو شخص علم پر چلتا نہیں وہ اور بے علم برابر ہیں۔ نمبرا۔ جاہلین کا معنی ہے بے وقوف (اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض مفسرین کی وہ تفسیر ھم محض باطل ہے)

۳۴: فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ جب یوسف علیہ السلام کی دعا میں طلب صرف کی دعا تھی تو بارگاہِ الٰہی سے جواب ملا۔ اس کے رب نے اسکی دعا کو قبول کر لیا۔ استجاب اجاب کے معنی میں ہے۔ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (پس پھیر دیا اسنے ان کے فریب کو بیشک وہی ہر بات کو سننے والا جاننے والا ہے) پناہ مانگنے والوں کی التجاؤں کو سننے والا اور یوسف علیہ السلام اور ان

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ

اور یوسف کے ساتھ دو جوان جیل میں داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں خواب میں اپنے کو دیکھ رہا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں

اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

خواب میں اپنے کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں آپ ہمیں اس کی تعبیر بتا دیجئے بلاشبہ ہم آپ کو

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾

نیک آدمیوں میں سے سمجھ رہے ہیں۔

عورتوں کے حال کو جاننے والا ہے۔

## بے گناہ کی جیل کا فیصلہ:

۳۵: ثُمَّ بَدَا لَهُمْ (پھر عزیز اور اس کے ساتھیوں کی رائے ہوئی) اس کا فاعل مضمر ہے کیونکہ لیسجننہ سے اسکی تفسیر اس پر دلالت کر رہی ہے۔ مطلب یہ ہے پھر ان کی یہ رائے بنی۔ ھم کی ضمیر عزیز اور اس کے عزیز۔ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ (اس کے بعد کہ انہوں نے مختلف نشانیاں دیکھیں) آیات سے مراد وہ گواہیاں تھیں جو آپ کی براءت کے سلسلہ میں سامنے آئیں۔ نمبرا۔ قدقمیص نمبر۲۔ قطع الایدی نمبر۳۔ شھادۃ الصبی وغیرہ۔ لَيَسْجُنُنَّهٗ (ضرور اس کو قید میں ڈالا جائے) نکتہ چینی پر پردہ ڈالنے۔ موجودہ حالت کا عذر پیش کرنے کیلئے اور یہ صرف عورت کے حکم کی پیروی کی وجہ سے تھا۔ کیونکہ وہ زن مرید بے غیرت تھا۔ عورت کے ہاتھ میں اسکی نکیل تھی۔ اور نمبرا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ قید ان کو ذلیل کر کے اس کا مطیع بنا دے گی۔ نمبر۲۔ بدنظری اور بدگمانی کے ڈر اور شرمندگی نے اس کو قید کرانے پر مجبور کیا۔ اور بدنامی کا دھبہ بھی لگ رہا تھا۔ جب اس نے دیدار اور وصال سے محرومی پائی تو پھر سماع احوال پر قناعت اختیار کرنی پڑی۔ حَتّٰى حِيْنٍ (ایک زمانہ تک) ایک وقت تک گویا اس نے اپنے ہاں فرض کر لیا کہ اس کو ایک وقت تک قید کر کے اس کے رویہ کا اندازہ کریں۔

## جیل کے دونو جوانوں کے خواب:

۳۶: وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ (اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانہ میں دونو جوان داخل ہوئے) یہ بادشاہ کے غلام تھے۔ ایک اس کا خباز اور دوسرا ساقی۔ ان پر بادشاہ کو زہر دینے کا الزام تھا۔ وہ بھی قید خانہ میں اسی گھڑی لائے گئے جب یوسف علیہ السلام کو داخل کیا گیا کیونکہ مع کا کلمہ صحبت کو ظاہر کرتا ہے جیسا کہو خرجت مع الامیر اس سے مقصد امیر کے ساتھ مل کر جانا ہے۔ پس ان کا قید میں داخلہ آپ کے متصل ہونا ضروری ہے۔ قَالَ اَحَدُهُمَآ (ان میں سے ایک نے کہا) ساقی نے کہا اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ (بیشک میں نے اپنے بارے میں دیکھا) اَعْصِرُ خَمْرًا (کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں) یعنی انگور۔ انگور کو شراب کہا کیونکہ عموماً اس



BestUrduBooks.wordpress.com

سے وہ شراب بناتے تھے۔نمبر۲۔اہل عمان انگور کوالخمر کہتے ہیں۔وَقَالَ الْاٰخَرُ (دوسرے نے کہا) خباز نے اِنِّیْٓ اَرٰنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ (بیشک میں نے اپنے بارے میں دیکھا کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں جس سے پرندے کھا رہے ہیں تو ہمیں اسکی تعبیر بتلا) یعنی خواب کی تعبیر اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ (بیشک ہم تمہیں نیکی کرنے والا پاتے ہیں) ان لوگوں میں سے جو خواب کی اچھی تعبیر کر سکتے ہیں نمبر۲۔قید خانہ والوں کے ساتھ احسان سے پیش آنے والوں میں سے ہیں۔آپ مریض کا علاج، غمگین کی غم خواری۔فقیر محتاج پر وسعت کرتے ہیں۔پس ہمارے خواب کی تعبیر کر کے ہم پر احسان کر دو۔

ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے یہ امتحان کیلئے بتکلف خواب بنایا تھا۔نمبر۱۔ساقی نے کہا میں نے دیکھا گویا میں باغ میں ہوں میں نے اچانک دیکھا کہ انگور کی جڑ پر تین گچھے انگور کے ظاہر ہوئے پس میں نے ان کو توڑ کر بادشاہ کے پیالے میں نچوڑ دیا۔اور اس کو پلا دیا۔نمبر۲۔خباز نے کہا۔میں نے دیکھا گویا میرے سر پر تین ٹوکرے ہیں جن پر قسما قسم کے کھانے سجے ہیں اچانک میں نے دیکھا کہ مردار خور پرندے ان میں سے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا

یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں دیاجاتا ہے اس کے آنے سے پہلے میں تمہیں خواب کی تعبیر بتا دوں گا یہ

مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ

اس علم میں ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا ہے، بلاشبہ میں نے ان لوگوں کے دین کو چھوڑ رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کے

كَافِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا

منکر ہیں اور میں نے اپنے باپ دادوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے دین کا اتباع کیا ہے، یہ ہمارے لئے کسی طرح بھی درست نہیں

أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ

کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں، یہ ہم پر اور دوسرے لوگوں پر اللہ کا فضل ہے اور لیکن

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٨﴾ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ

بہت سے لوگ شکر ادا نہیں کرتے، اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو کیا بہت سے معبود جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ بہتر ہے

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَ

جو تنہا ہے زبردست ہے، تم لوگ اللہ کے سوا جن لوگوں کی عبادت کرتے ہو وہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے تجویز

آبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا

کر لئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی سند نازل نہیں فرمائی، حکم بس اللہ ہی کا ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت

إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٠﴾

نہ کرو یہ سیدھا راستہ ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

۳۷: قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ (کہا جو کھانا تمہارے کھانے کے لئے آتا ہے اس کے آنے سے پہلے اسکی حقیقت بتلا دیتا ہوں) اسکی ماہیت وکیفیت کیونکہ اس مشکل کی تفسیر کے مشابہ قبل ان یا تیکما ہے۔ جب انہوں نے آپ سے تعبیر پوچھی اور آپ کی تعریف احسان سے کی تو آپ کی بصیرت نے اس کو بھانپ لیا۔ اور اس سے اپنے ایسے وصف تک پہنچ گئے جو علماء کے علم سے بہت بلند ہے اور وہ غیب کی اطلاع ہے اور آپ نے ان کو متنبہ کیا کہ ان کی طرف لایا جانے والا کھانا ہر روز ان کو بتلایا جاتا ہے کہ آج یہ کھانا اس طرح سے آئے گا۔ اور وہ اسی طرح ہی نکلتا ہے اور اس بات کو آپ نے



BestUrduBooks.wordpress.com

تذکرہ توحید اور ایمان سے پہلے بطور راستہ کے اختیار کیا۔ پھر خوبصورت انداز میں ایمان وتوحید کے محاسن اور شرک وکفر کے قبائح بیان کیے۔

مَسْئَلَہ: اس سے یہ ظاہر ہوا کہ جب لوگ کسی عالم کے مرتبہ سے ناواقف ہوں تو وہ ان کو اس دوران میں اپنی ذات کے متعلق وہ بات کہے جو اسکی طرف مائل کرنے والی ہو۔ اور اس کا مقصد یہ ہو کہ لوگ اس سے استفادہ کریں۔ تو یہ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ کے حکم میں شامل نہیں۔

## وعظ وتوحید:

ذٰلِكُمَا (تمہارے یہ دونوں خواب) ان کی تعبیر کی طرف اشارہ کیا۔ یہ تعبیر اخبار بالغیب کا حصہ ہے۔ مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ (اس میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے علم دیا) اور میری طرف وحی کی ہے میں نے کہانت اور نجوم سے نہیں کہا۔

اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (بیشک میں نے ایسی قوم کا مذہب چھوڑ دیا جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور خاص طور پر وہ آخرت کا انکار کرتے ہیں) یہ ابتدائی کلام بھی ہوسکتا ہے۔ اور ماقبل کی تعلیل بھی بن سکتا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ علّمنی ذلك واوحی به الیّ لانّی رفضت ملّة اولٰئك ۔ میرے رب نے مجھے علم دیا اور میری طرف اسلئے وحی کی کیونکہ میں نے اہل مصر اور جو ان کے دین پر مفتون ہیں ان کے طریقہ کا انکار کیا۔

۳۸: وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ (اور میں نے اتباع کی اپنے باپ دادا ابراہیم و اسحاق و یعقوب کے مذہب کی) وہ ملت حنیفیہ ہے۔ ہم کا لفظ تاکید مزید کیلئے لایا گیا ہے۔ اور آباء کا تذکرہ اس لئے کیا تا کہ ان کے سامنے ظاہر کریں کہ میں خانوادۂ نبوت سے تعلق رکھتا ہوں۔ تا کہ وہ دونوں پہچان لیں کہ آپ نبی مرسل ہیں اور اخبار غیب آپ کو وحی سے معلوم ہوتے ہیں تا کہ اسطرح سے ان کو اور زیادہ رغبت ہو اور آپ کی اتباع کرنا آسان ہو جائے۔ اوپر والی آیت میں ترکت کا مطلب ابتدائی ترک یعنی اختیار ہی نہ کرنا مراد ہے یہ مراد نہیں کہ پہلے کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔ مَا كَانَ لَنَآ (ہمارے لئے مناسب نہ تھا) ہم گروہ انبیاء علیہم السلام کے مناسب ہی نہ تھا۔

اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ (کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں) جو چیز بھی خواہ صنم ہو یا غیر صنم ذٰلِكَ (یہ) یہ توحید۔ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ (یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر اور لوگوں پر فضل ہے۔ لیکن لوگوں کی اکثریت شکر گزار نہیں) وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا شکر یہ ادا نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے اور باز نہیں آتے۔

۳۹: یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ (اے میرے جیل کے ساتھیو) اے سکان جیل جیسا کہتے ہیں اصحاب النار [البقرہ:۸۱] دوزخی واصحاب الجنۃ [البقرہ:۸۲] جنت والے۔ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (کیا متفرق رب زیادہ بہتر ہیں یا اللہ اکیلا زبردست) تفرق سے مراد تعداد میں اختلاف و کثرت ہے یعنی کیا متفرق ارباب کا ہونا کہ ایک تم میں سے ایک خدا کو پوجے اور دوسرا دوسرے کو یہ زیادہ بہتر ہے یا ایک ہی رب جو اکیلا زبردست ہو اور وہ کسی سے مغلوب نہ ہوتا ہو اور ربوبیت میں بھی اس کے



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ

اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلائے گا اور دوسرے کو سولی پر چڑھایا جائے گا

فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝۴۱

اور اس کے سر میں سے پرندے کھائیں گے جس بات کے بارے میں تم معلوم کر رہے تھے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے

وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ

اور جن دو جوانوں نے خواب کی تعبیر دریافت کی تھی ان میں سے جس شخص کے بارے میں یوسف نے گمان کیا کہ وہ رہا ہونے والا ہے اس سے کہا کہ تو اپنے آقا کے سامنے میرا تذکرہ کر دینا پھر

ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝۴۲ ع ۵ ۱۵

اس شخص کو شیطان نے اپنے آقا سے تذکرہ کرنا بھلا دیا سو یوسف جیل میں چند سال رہے۔

ساتھ کوئی سہیم وشریک نہ ہو۔ یہ مثال ہے جو آپ نے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبادت اور بتوں کی عبادت کی بیان فرمائی۔

۴۰: مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ (نہیں تم اللہ تعالیٰ کے سواء عبادت کرتے) تعبدون سے ان دونوں اور جو مصری ان کے اہل دین تھے سب کو خطاب کیا ہے ہٖ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ (مگر محض نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤ واجداد نے تجویز کر لیے ہیں) تم نے ان کو الٰھۃ کہا جو الوھیت کے حقدار نہیں۔ پھر ستم بر ستم یہ کہ تم نے ان کی پوجا شروع کر دی گویا کہ تم محض ان ناموں کو پوجتے ہو جنکے مسمیات نہیں ہیں۔ سمیتموھا کا مطلب سمیتم بھا ہے۔ جیسے کہتے ہیں سمیتہ زیدًا وسمیتہ بزید۔ دونوں کا معنی میں نے اس کا نام زید رکھا ہے۔ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا (اللہ تعالیٰ نے نہیں اتاری ان کے متعلق) ان کے نام رکھنے کے متعلق مِنْ سُلْطٰنٍ (کوئی دلیل) حجت اِنِ الْحُكْمُ (نہیں ہے حکم) عبادت اور دین کے معاملہ میں اِلَّا لِلّٰهِ (مگر اللہ تعالیٰ ہی کیلئے) پھر اللہ تعالیٰ کا وہ حکم بیان فرمایا۔ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (اس نے حکم دیا کہ نہ تم عبادت کرو مگر اسی ہی کی یہی مضبوط دین ہے) القیم کا معنی پختہ جس پر دلائل شاہد ہیں۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے)۔

مَسْئَلَہ: اس سے یہ معلوم ہوا کہ سزا بندے پر لازم ہو جاتی ہے خواہ وہ اس بات سے ناواقف ہو جبکہ اس بات کا جاننا کسی طریقہ سے اس کے لئے ممکن ہو۔

## تعبیر خواب:

۴۱: يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا (اے میرے جیل کے ساتھیو! تم میں سے ایک) یہاں سے خواب کی تعبیر شروع فرمائی احدکما سے ساقی مراد ہے۔ فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا (وہ اپنے آقا کو شراب پلائیگا) یعنی اپنے عہدے پر واپس لوٹ جائے گا۔ وَاَمَّا



BestUrduBooks.wordpress.com

الْاٰخَرُ (اور پھر دوسرا) یعنی نانبائی فَیُصْلَبُ فَتَاْ کُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِہٖ (پس اس کو سولی دی جائے گی اور پرندے اس کو سر کی طرف سے کھائیں گے) روایت تفسیر میں ہے کہ آپ نے پہلے کو کہا تم نے جو انگور کی بیل اور اسکی خوبصورتی دیکھی ہے۔ اس سے مراد بادشاہ ہے اور اس کے ہاں تیری اچھی حالت ہے۔ باقی تین شاخیں اس سے مراد تین دن ہیں جو تمہیں جیل میں گزارنے پڑیں گے۔ پھر تو نکل جائے گا۔ اور اپنی ذمہ داری کو دوبارہ جا کر سنبھال لے گا۔ اور دوسرے کو فرمایا تین ٹوکری یہ تین دن ہیں۔ پھر تمہیں نکال کر سولی دی جائے گی۔ جب خباز نے تعبیر سنی تو کہنے لگا میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا (امتحاناً بات بنائی تھی) تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْہِ تَسْتَفْتِیٰنِ (مقرر ہو چکا وہ معاملہ جس کے متعلق تم دونوں پوچھتے تھے) قطعی فیصلہ کر دیا گیا اور تکمیل پذیر ہوا وہ معاملہ جس کے متعلق تم سوال کرر ہے تھے۔ یعنی ایک کی ہلاکت اور دوسرے کی نجات۔

۴۲: وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْھُمَا (اور کہا اس کو جس کے بارے میں گمان کیا کہ چھوٹنے والا ہے) گمان کرنے والے یوسف علیہ السلام تھے۔ اگر اسکی تعبیر بطریق اجتہاد ہو۔ اور اگر بطریق وحی ہو تو گمان کرنے والا ساقی ہے۔ نمبر۲۔ ظن کا معنی یقین ہے۔

اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ (تو میرا تذکرہ اپنے آقا کے پاس کرنا) بادشاہ کے ہاں میری صفات کا تذکرہ کرنا اور اس کے سامنے میرا واقعہ سنانا شاید اس کو رحم آئے اور اس پریشانی سے مجھے نکالے۔ فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ (پس اس کو شیطان نے بھلا دیا) ساقی بھول گیا ذِکْرَ رَبِّہٖ (اپنے آقا کے پاس ان کا تذکرہ کرنا) تقدیر عبارت ان یذکر لربہ ہے یا عند ربہ۔ اپنے آقا کے لئے یا پاس یا یوسف علیہ السلام سے بھول ہوئی جبکہ انہوں نے اپنا معاملہ غیر کے سپرد کیا۔ حدیث میں ہے جس کو ابن حاتم اور ابن مردویہ) نے ذکر کیا رحم اللّٰہ اخی یوسف لو لم یقل اذکرنی عند ربك لما لبث في السجن سبعًا۔ اللہ تعالیٰ میرے بھائی یوسف پر رحم فرمائے اگر وہ اذکرنی عند ربک نہ کہتے تو سات سال قید میں نہ رہتے۔ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ (پس وہ قید میں سات سال ٹھہرے) جمہور کے نزدیک سات سال۔ بضع کا لفظ تین سے نو تک بولا جاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ

اور بادشاہ نے کہا کہ بے شک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ سات گائیں موٹی ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں، اورسات

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ

بالیں ہری ہیں اور ان کے علاوہ خشک بالیں ہیں اے دربار والو مجھے میری خواب کے بارے میں جواب دو اگر تم

لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

خواب کی تعبیر دیتے ہو، وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ تو یوں ہی خیالی خواب ہیں، اور ہم خوابوں کی تعبیر دینا جانتے نہیں ہیں

وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ

اور وہ شخص بول اٹھا جو دو قیدیوں میں رہا ہوا تھا اور اسے ایک مدت کے بعد یاد آ گیا کہ میں تمہیں اس کی تعبیر سے باخبر کردونگا لہٰذا تم لوگ مجھے بھیج دو اے یوسف

اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ

اے سچے ہمیں ایسی سات موٹی گایوں کے بارے میں جواب دیجئے جنہیں سات دبلی گائیں کھائے جا رہی ہیں اورسات

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ

ہری بالوں اور ان کے علاوہ خشک بالوں کے بارے میں بتایئے۔ تاکہ میں ان لوگوں کی طرف واپس ہو جاؤں امید ہے کہ وہ بھی جان لیں گے یوسف نے کہا

تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا

کہ سات سال لگاتار متواتر کھیتی کرو گے پھر جو تم کھیتی کاٹ لو تو اسے اس کی بالوں میں چھوڑے رکھنا مگر تھوڑا سا جس میں سے

تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا

تم کھاتے رہو، پھر اس کے بعد سخت سات سال آئیں گے جو اس سب کو کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لئے پہلے بچا کر رکھا ہوگا بجز

مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع ۷/۱۶

اس کے جو تم چھوڑو گے، پھر اس کے بعد ایک ایسا سال آئے گا جس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہوگی اور اس میں رس نچوڑیں گے۔

## بادشاہ کا خواب:

۴۳: وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ (اور بادشاہ نے کہا بیشک میں نے سات موٹی گائیں دیکھیں جن کو سات دبلی گائیں کھا گئیں۔ اور سات بالیں سبز اور دوسری خشک)



BestUrduBooks.wordpress.com

جب یوسف علیہ السلام کے نکلنے اور رہائی پانے کا زمانہ قریب آیا تو مصر کے بادشاہ ریان بن ولید نے ایک خوفناک عجیب خواب دیکھا۔اس نے سات موٹی گائیں خشک دریا سے نکلتے ہوئے دیکھیں اور سات دبلی گائیں بھی۔ یہ دبلی گائیں ان موٹی کو نگل گئیں اور بادشاہ نے سات سبز بالیں دیکھیں جن پر دانے لگ چکے ہیں۔اور سات دوسری خشک بالیں جو کٹنے کے قریب ہیں۔ وہ خشک بالیں سبز پر لپٹ گئیں۔اوران پر غالب آکران کو خشک کر ڈالا۔بادشاہ نے اسکی تعبیر چاہی مگر اسکی قوم میں کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اسکی صحیح تعبیر کر سکے۔

بعض علماء کا قول یہ ہے کہ ابتلاء کی ابتداء بھی خواب اور ابتلاء کی انتہاء بھی خواب سمان جمع سمین وسمینہ موٹی۔العجاف۔دبلی۔ عجف ایسے دبلے پن کو کہتے ہیں کہ جس کے بعد موٹاپا کا وجود نہ ہو۔عجاف یہ عجفاء کی جمع ہے۔اور افعل اور فعلاء کی جمع فعال کے وزن پر نہیں آتی۔اب اسکی نقیض سمان پر اس کو محمول کرنا پڑے گا۔کیونکہ اہل عرب کی عادت یہ ہے کہ نظیر کو نظیر پر محمول کرتے رہتے ہیں۔ اور اسی طرح نقیض کو نقیض پر۔آیت میں اس بات پر دلالت ہے کہ خشک بالیں بھی سات ہیں جیسا کہ سبز کی تعداد سات تھی۔کیونکہ سیاق کلام بقرات سمان اور عجاف کے سلسلہ میں اور سنابل خضر و یابس کے متعلق ایک جیسا ہے۔پس لازم ہے کہ آخر کا معنی سبعًا لیا جائے۔اور اُخر یابسات کا معنی سبعا آخر لیا جائے۔

یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ (اے سردارو!) گویا اس نے اعیان سلطنت مراد لیے جو علماء وحکماء میں سے تھے۔اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ (تم مجھے میرے خواب کے سلسلہ میں بتلاؤ اگر تم خواب کی تعبیر کرنا جانتے ہو) نمبر۱۔للرؤیا میں لام بیانیہ ہے۔جیسا کہتے ہیں اس قول باری تعالیٰ میں و کانوا فیہ من الزاھدین میں من بیانیہ ہے۔نمبر۲۔مفعول یہ کو جب فعل سے مقدم کردیں تو فعل اس پر عمل کرنے میں اتنی قوت میں نہیں رہتا جتنا کہ بعد میں لانے سے۔پس مفعول کو لام کے ذریعہ تقویت دی جیسا تم کہو عبرت الرؤیا۔ وللرؤیا عبرت نمبر۳۔للرؤیا کان کی خبر ہے۔جیسا کہتے ہیں۔کان فلان لھذا الامر۔جبکہ وہ اس کام پر پورا قابو رکھتا ہو اور اس میں مستقل ہو اور تعبرون خبر دوم یا حال ہے۔اور عبرت الرؤیا کی حقیقت خواب کے انجام کا ذکر کرنا اور اس کے آخر کا تذکرہ جیسا کہتے ہیں عبرت النھر جب تم اس کو طے کرو۔یہاں تک کہ دوسرے کنارے پر پہنچ جائے۔ھو عبرہ اس نے اسکی تعبیر کی اور اسی طرح اوّلت الرؤیا جب کہ تم اس کا انجام ذکر کرو۔وہ اس کا انجام ذکر کرنے والا ہے۔میرے نزدیک عبرت الرؤیا تخفیف کے ساتھ زیادہ قابل اعتماد ہے۔میں نے بعض لوگوں کو عبرت الرؤیا۔تشدید کے ساتھ انکار کرتے پایا حالانکہ التعبیر والمعبر دونوں ہی استعمال ہوتے ہیں۔

۴۴: قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ (انہوں نے کہا یہ پریشان خیالات ہیں) یعنی نمبر۱: وہ خواب، رلے ملے جھوٹے خواب اور جن میں نفس کی بات ملی ہو نمبر۲۔وسوسہ شیطانی۔اضغاث کا اصل گھاس کا مٹھہ قسم قسم کی گھاس کا گڈا۔اس کا واحد ضغث ہے۔یہاں جھوٹے خوابوں کیلئے بطور استعارہ لایا گیا ہے اور اضافت یہاں مِن کے معنی میں ہے۔اے اضغاث من احلام۔اس کو جمع لایا گیا حالانکہ وہ ایک ہی خواب ہے بطلان کی صورت میں حلم میں اضافہ کیلئے۔اور ممکن ہے کہ اس نے اس خواب کے ساتھ اور خواب بھی ذکر کیے ہوں۔

وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ (اور ہم خواب کی تعبیر سے واقف نہیں ہیں) احلام سے مراد باطل خوابیں تھیں۔اسلئے



BestUrduBooks.wordpress.com

انہوں نے کہہ دیا ہمارے پاس اسکی کوئی تعبیر نہیں کیونکہ تعبیر تو ڈھنگ کے خوابوں کی ہوا کرتی ہے۔ نمبر۲۔ انہوں نے اپنی علمی غلطیوں کا اعتراف کرلیا۔ اور انہیں خوابوں کی تعبیر کا علم نہ تھا۔

## ساقی کا بیان:

۴۵: وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا (کہا اس شخص نے جس نے نجات پائی) قتل سے مِنْهُمَا (ان دونوں میں سے) جیل والوں میں سے وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ (اور اس کو ایک وقت کے بعد یاد آیا) یہ دال کے ساتھ زیادہ فصیح ہے۔ اصل میں اذتکر ہے ذال کو دال اور تا کو دال سے بدل کر دونوں کو باہمی ادغام کردیا۔ کیونکہ ہم جنس ہیں۔ حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ واذّکر اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے تا کو ذال کرکے ذال میں ادغام کیا ہے۔ یوسف کا تذکرہ اور جوان سے مشاہدہ کیا تھا۔ بعدامۃ طویل مدت کے بعد اور وہ اسطرح کہ جب بادشاہ نے خواب کی تعبیر پوچھی اور اسکی تعبیر مشکل بن گئی تو بچنے والے کو یوسف یاد آئے۔ اور اپنا خواب اور اسکی تعبیر یاد پڑی۔ اور اسی طرح اپنے ساتھی کا خواب اور اسکی تعبیر، تو بادشاہ نے اس کو طلب کیا کہ وہ اس خواب کا تذکرہ بادشاہ کے پاس کرے۔ اَنَا اُنَبِّئُکُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ (میں اسکی تعبیر تمہیں بتاتا ہوں) میں اس سے پوچھ کر اسکی تعبیر بتلاتا ہوں جس کو اسکی تعبیر کا علم ہے۔ فَاَرْسِلُوْنِ (پس تم مجھے بھیجو)

**قراءت:** یعقوب نے یا کے ساتھ پڑھا ہے ای فابعثونی الیہ لاسالہٗ مجھے اس کے پاس بھیجو تاکہ میں اس سے پوچھ آؤں۔ انہوں نے یوسف علیہ السلام کی طرف اس کو بھیجا وہ آیا اور آ کر کہا۔

## تعبیر یوسف علیہ السلام:

۴۶: یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ (اے سچے یوسف) یہ مجسمہ صدق اس نے یہ بات اس لیے کہی کیونکہ وہ ان کے حالات جان چکا تھا۔ اور اپنے خواب کی تعبیر میں ان کی سچائی خوب پہچان چکا تھا۔ اور اپنے ساتھی کے خواب کے متعلق بھی اسی طرح واقع ہوا جیسا انہوں نے تعبیر کی تھی۔ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ (آپ ہمیں سات موٹی گائیں جن کو سات دبلی کھا جاتی ہیں اور سات سبز بالیں اور دوسری خشک کے متعلق تعبیر دیں شاید کہ میں لوگوں کے پاس جاؤں شاید وہ جان لیں) الناس سے بادشاہ اور اس کے پیرو مراد ہیں۔ یعلمون سے آپ کی فضیلت و مرتبہ جان کر طلب کریں اور اس مشقت سے آپ کو رہائی دلائیں۔

۴۷: قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا (فرمایا تم زراعت کرو گے سات سال متواتر) یہ خبر ہے مگر معنی امر کا ہے جیسا اس آیت میں تؤمنون باللّٰہ ورسولہ وتجاھدون [الصف:۱۱] تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جہاد کرو) اسکی دلیل یہ قول ہے فذروہ فی سنبلہ ہے۔

**نکتہ:** امر کو صورت خبر میں اسلئے ذکر کیا جاتا ہے تاکہ مامور بہ کے وجود میں مبالغہ ہو گویا اس کو موجود سمجھ کر اس کے متعلق خبر دی جاری ہے۔ دَاَبًا (مسلسل)

**قراءت:** یہ سکون ہمزہ کے ساتھ ہے اور حفص اس کو فتحہ سے پڑھتے ہیں۔ اور یہ دونوں داب فی العمل کے مصدر ہیں۔ یہ دایا



BestUrduBooks.wordpress.com

المأمورین سے حال ہے اسی دائبین ۔ ہمیشگی کرنے والے فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْبُلِهٖ (جوتم کاٹو اس کو اس کے بالوں میں چھوڑ دو) تا کہ اس کے گھن نہ لگے۔ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ (مگر تھوڑا جو تم کھاؤ) یعنی جو تم نے ان سالوں میں استعمال کرنا ہو۔

۴۸: ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ (پھر اس کے بعد سات بہت سخت سال آئیں گے جو کھا جائیں گے) یہاں یَاْكُلْنَ میں کھانے کی نسبت مجازاً سالوں کی طرف کر دی۔ مَاقَدَّمْتُمْ لَهُنَّ (جو تم نے ان کے لئے پہلے سے جمع کر رکھا ہوگا) یعنی سرسبزی والے سالوں میں اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ (مگر تھوڑا جو تم بچا کر رکھو گے) مگر تھوڑا جو تم جمع کرو گے اور چھپا کر رکھو گے۔

۴۹: ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ (پھر اس کے بعد ایک سال ہوگا) یعنی چودہ سال بعد فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ (اسمیں لوگوں پر بارش برسائی جائے گی) یہ الغوث سے ہے۔ نمبر۱۔ ان کے فریادیوں کی ضرورت پوری ہوگی نمبر۲۔ الغیث سے ہے یعنی بارش کی جائے گی جیسے کہتے ہیں غیث البلاد جبکہ بارش ہو وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ (اور اس میں لوگ نچوڑیں گے) یعنی انگور زیتون تل، اور ان سے مشروبات بنائیں گے اور تری کیلئے بطور تیل استعمال کریں گے۔

قراءت: حمزہ وعلی نے تعصرون پڑھا ہے۔ آپ نے بقرات سمان اور السنبلات الخضر کی تعبیر خوشحالی کے سال اور العجاف اور الیابسات کی تعبیر قحط والے سالوں سے کی اور پھر ان کو بشارت دی کہ خواب کی تعبیر تو اتنی ہے مگر مزید بات یہ ہے کہ آٹھواں سال برکت والا آئے گا۔ اس میں کثرت سے غلہ اور بے شمار نعمتیں میسر ہونگی۔ اور یہ تمام باتیں وحی سے بتلائیں اور اسی ہی سے ممکن ہیں۔


BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ

اور بادشاہ نے کہا کہ اس شخص کو میرے پاس لے آؤ سو جب قاصد یوسف کے پاس آیا تو یوسف نے کہا کہ تو اپنے آقا کے پاس واپس جا پھر اس سے دریافت کر کہ ان عورتوں کا

النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ

کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے، بے شک میرا رب ان کے فریب کو خوب جاننے والا ہے، اس نے کہا کہ اے عورتو! تمہارا کیا واقعہ ہے جبکہ تم نے

اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ

یوسف سے اپنی مطلب براری کی خواہش کی، انہوں نے جواب میں کہا حاشا للہ ہم اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ہمارے علم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ ہم یوسف کی طرف کوئی برائی

امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾

منسوب کر سکیں، عزیز کی بیوی نے کہا اس وقت حق ظاہر ہو گیا میں نے اسے اپنے مطلب براری کے لئے اسے پھسلایا اور بے شک وہ سچے لوگوں میں سے ہے

ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۲﴾

یہ اس لئے کہ وہ جان لے کہ میں نے اس کے پیچھے اس کی خیانت نہیں کی اور بلاشبہ اللہ خیانت کرنے والوں کے فریب کو نہیں چلنے دیتا،

## بادشاہ کی طرف سے رہائی کا پروانہ اور آپ کا انکار:

۵۰: وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ (اور کہا بادشاہ نے اس کو میرے پاس لے آؤ۔ جب بادشاہ کا قاصد آیا) تاکہ وہ قید سے رہائی دے قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ (اس نے کہا تو لوٹ جا اپنے آقا کی طرف) ربک سے یہاں بادشاہ مراد ہے۔ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ (اور اس سے پوچھو کیا حال ہے ان عورتوں کا) بال بمعنی عورتوں کی حالت ہے۔ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ (جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے) یوسف علیہ السلام ثابت قدم رہے اور بادشاہ کے جواب میں حوصلہ مندی سے کام لیا اور عورتوں کے متعلق سوال کو مقدم کیا تاکہ ان کی براءت بر سر میدان ظاہر ہو جائے اور جو بہتان ان پر لگایا اور انہیں قید کیا گیا وہ کھل جائے۔ تاکہ حاسدوں کو آپ کی شان گھٹانے کی جرأت نہ ہو۔ اور تاکہ لوگوں کے منہ اس بات سے بند ہو جائیں کہ کسی بڑے جرم کی وجہ سے ان کو سات سال جیل میں ڈالا گیا۔

مَسْئَلَة: تہمت کی نفی کیلئے کوشش لازم ہے اور ایسے مواقع سے بچنا ضروری ہے جو تہمت کا پیش خیمہ ہوں۔ آپ ﷺ نے یوسف علیہ السلام کی اس عظمت کو اس طرح سراہا۔ یوسف علیہ السلام کا صبر و سخاوت کتنی عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے۔ جب ان سے موٹی اور دبلی گائیں کے متعلق سوال کیا گیا (تو آپ نے تعبیر کے ساتھ تدبیر حسن بتلائی) اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو تعبیر بتلانے



BestUrduBooks.wordpress.com

کی یہ شرط لگا دیتا کہ وہ مجھے جیل سے رہا کریں۔اور ان کی یہ حالت بھی بڑی عجیب ہے کہ جب ان کے پاس قاصد آیا تو اسے کہا: ارجع الی ربلٹ۔اگر میں اسکی جگہ ہوتا اور قید میں اتنا عرصہ گزار چکا ہوتا جتنا انہوں نے گزارا تو میں ضرور داعی کی بات پر لبیک کہتا اور نکلنے کی طرف جلدی کرتا۔عذر تلاش نہ کرتا، وہ بڑے ہی حوصلے مند اور بردبار تھے۔(درالمنثور)

سخاوت وحسن ادب یوسفی کا ایک ورق ملاحظہ ہو کہ آپ نے عزیز کی بیوی کا ذکر نہیں کیا۔حالانکہ اس نے آپ کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا اور قید و بند کا سبب بنی اور فقط ان عورتوں کا تذکرہ فرمایا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ (بیشک میرا رب ان کے فریب کو جانتا ہے) ان کا فریب بلاشبہ بڑا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور وہ اس پر بدلہ لینے والے ہیں۔

## شاہی تفتیش:

۵۱: جب بادشاہ کا قاصد واپس لوٹ کر آیا تو بادشاہ نے ان ہاتھ کاٹنے والی عورتوں کو بلایا۔اور عزیز کی عورت کو بھی بلایا اور کہا قَالَ مَاخَطْبُکُنَّ (تمہارا کیا معاملہ ہے)

اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِہٖ (جب کہ تم نے یوسف کو پھسلایا) کیا تم نے اسکی طرف سے اپنے لئے ذرہ بھر میلان پایا۔قُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ (تو انہوں نے کہا پناہ بخدا) اسکی قدرت جس نے ایسا پاکباز بنایا ہے۔مَاعَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ سُوْٓءٍ (ہم نے ان کے متعلق ذرہ بھی برائی نہیں پائی) سوء سے گناہ مراد ہے۔قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ (عزیز کی بیوی کہنے لگی اب حق واضح ہوگیا) ظاہر اور پختہ ہوگیا۔اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ وَاِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ (میں نے اس کو اپنے مطلب کیلئے پھسلایا تھا اور بیشک وہ سچوں میں سے ہے) اس نے یہ بالکل صحیح کہا ھی راودتنی عن نفسی ان دو گواہیوں پر کسی اضافہ کی ضرورت نہیں۔یہ گواہیاں آپ کی براءت و نزاہت کو خوب ثابت کر رہی ہیں۔عورتوں نے یہ برملا اعتراف کیا کہ یوسف علیہ السلام پر جو الزام لگایا گیا اس سے ان کا کوئی سروکار نہیں ہے۔

## براءت یوسف علیہ السلام:

۵۲: پھر قاصد یوسف علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا اور عورتوں کی گفتگو کے متعلق اطلاع دی اور عزیز مصر کی بیوی کے اعتراف و اقرار کا بھی ذکر کیا۔اس پر یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ ذٰلِکَ (یہ) نکلنے سے انکار اور اظہار براءت پر اصرار میں نے اسلئے کیا لِیَعْلَمَ (تاکہ عزیز مصر کو معلوم ہو) اَنِّیْ لَمْ اَخُنْہُ بِالْغَیْبِ (کہ میں نے اسکی غیر موجودگی میں اسکی خیانت نہیں کی) اسکی عزت کے سلسلہ میں اس کی عدم حاضری میں۔

نحو: بالغیب یہ فاعل سے حال ہے یا مفعول سے حال ہے۔معنی اس طرح ہوگا نمبر۱۔میں اس سے غائب ہوں۔نمبر۲۔وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

میرے پاس موجود نہ ہو۔ نمبر۲۔ لیعلم کی ضمیر بادشاہ کی طرف لوٹائیں تا کہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے عزیز مصر کی خیانت نہیں کی۔ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآىِٕنِیْنَ (اور بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتے) ان کو سیدھا راستہ نہیں دکھاتے۔ گویا اس میں امرأۃ عزیز کے متعلق تعریض ہے کہ اس نے اپنے خاوند کی امانت میں خیانت کی۔ اور اپنی امانت کو پوری شوکت وقوت سے ظاہر فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ

اور میں اپنے نفس کو بری نہیں بتاتا بلاشبہ نفس برائی کرنے کا خوب زیادہ حکم دیتا ہے۔ بجز اس کے جس پر میرا رب رحم فرمائے بیشک میرا رب

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾

غفور ہے رحیم ہے۔

۵۳: وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ (اور میں اپنے نفس کو بری نہیں بتاتا) پھر آپ نے بارگاہ الٰہی میں تواضع کرتے ہوئے اور اپنے نفس کو مٹاتے ہوئے تاکہ اپنے منہ مُرّٹی بننے کا وہم نہ ہو۔ اور یہ بھی واضح ہو جائے کہ مجھ میں جو امانت ودیانت پائی جاتی ہے۔ یہ محض توفیق الٰہی اور اسکی عصمت سے ہے۔ چنانچہ فرمایا میں بذات خود اپنے نفس کو پاک قرار نہیں دیتا کہ وہ لغزشوں سے بچ جائے اور نہ میں بالکلیہ اسکی براءت کی گواہی دیتا ہوں۔ اور نہ عمومی افعال میں اس کو (لغزش سے) پاک قرار دیتا ہوں۔ نمبر۲۔ اس حادثہ میں جیسا کہ ھَمّ کو خطرۂ بشریہ کے معنی میں جب لیا جائے اور قصد وارادہ کا اسمیں مطلقاً دخل نہ ہو۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ (بیشک نفس تو ضرور برائی کی طرف جھک جانے والا ہے) النفس سے جنس نفس مراد ہے۔ جنس نفس تو برائی کی طرف لے جانے والی ہے اور اس پر آمادہ کرتی ہے کیونکہ اسمیں شہوات پائی جاتی ہیں۔ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ (مگر جس پر میرا رب رحم کرے) نمبر۱۔ مگر وہ چیدہ لوگ جن پر میرے رب کی رحمت ہو اور عصمت سے ان کو نوازا گیا ہو۔ نمبر۲۔ یہ بھی جائز ہے کہ مَا رَحِمَ کو زمانہ کے معنی میں لیا جائے مگر میرے رب کی رحمت کے وقت۔ مطلب اس طرح ہوگا۔ نفس تو ہر وقت برائی کی طرف مائل کرنے والا ہے مگر وقت عصمت میں وہ مائل نہیں کر سکتا۔

نمبر۳۔ یہ استثناء منقطع ہے۔ یعنی میرے رب کی رحمت اس نفس کو بدی کے راستہ سے پھیر دیتی ہے۔ اس صورت میں اِلَّا کو لٰکِنَّ کے معنی میں لیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ عزیز مصر کی بیوی کا مقولہ ہے کہ یہ بات جو میں نے کہی ہے یہ اس لئے ہے تاکہ یوسف کو علم ہو جائے کہ میں نے اس کے ساتھ خیانت نہیں کی اور اس کے متعلق اسکی غیر موجودگی میں جھوٹ نہیں بولا بلکہ جو سوال کیا گیا اس کے متعلق میں نے سچی بات کہی ہے مگر اس کے باوجود بھی میں اپنے آپ کو خیانت سے بری الذمہ قرار نہیں دیتی۔ میں نے اسکی خیانت کی ہے جبکہ میں نے اس پر یہ کہہ کر بہتان تراشا مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَھْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ یُّسْجَنَ اور قید کی دھمکی دی۔ وہ اپنے قصور کا اعتراف کر رہی ہے کہ ہر نفس برائی کی طرف جھکاؤ اختیار کرنے والا ہے۔ اس سے تو یوسف (علیہ السلام) جیسا معصوم انسان پر وہ رحمت کی برکت سے بچ سکتا ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (بیشک میرا رب بخشنے والا رحم کرنے والا ہے) اس نے اپنے رب سے معافی طلب کی اور اسکی رحمت مانگی ان غلطیوں سے جنکا وہ ارتکاب کر چکی تھی۔ اس کو کلام یوسف علیہ السلام قرار دیا گیا۔ مگر ظاہر میں اسکی کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ معنی تو اسکی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ قرآن مجید کی تقدیم وتاخیر والی قسم میں سے ہے کہ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ کا اتصال وتعلق فسئله مابال



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا

اور بادشاہ نے کہا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ میں اسے خالص اپنے لئے رکھوں گا پھر جب ان سے بات کی تو کہا بے شک آج تم ہمارے پاس

مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿٥٤﴾ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٥﴾ وَكَذٰلِكَ

با عزت ہو معتبر آدمی ہو یوسف نے کہا کہ مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دو میں ان کی حفاظت کرنے والا ہوں جاننے والا ہوں، اور ہم نے

مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ

اسی طرح یوسف کو زمین میں بااختیار بنا دیا اس میں جہاں چاہے رہے ہم جسے چاہیں اپنی رحمت پہنچا دیں

وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ ع

اور ہم اچھے کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے، اور البتہ آخرت کا ثواب ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے تھے۔

النسوۃ الّٰتی قطعن ایدیھن سے ہے۔

## شاہی حکم نامہ:

۵۴: وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ (بادشاہ نے کہا اس کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اس کو خاص کر لونگا اپنی ذات کیلئے) میں اس کو مقرر کرونگا اپنی ذات کیلئے فَلَمَّا كَلَّمَهٗ (جب ان سے بادشاہ نے کلام کیا) اور اس چیز کا مشاہدہ کیا جو اس کے گمان میں بھی نہ تھی۔ تو قَالَ (کہا) بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ (تم آج سے ہمارے نزدیک معتبر و معزز ہو) تو مرتبے اور مقام والا ہے۔ اور ہر بات میں قابل اعتماد ہے۔ روایت تفسیر میں ہے کہ جب قاصد آیا تو اس کے ساتھ ۷۰ ستر دربان اور ستر سواریاں تھیں اور شاہی جوڑا بھی ساتھ تھا اور کہا بادشاہ بلا رہا ہے۔ پس آپ قید سے نکلے اور بادشاہ اور اس کے اہل و عیال کو دعائیں دیں۔ اللّٰھم عطف علیھم قلوب الاخیار ولاتعم علیھم الاخبار فھم اعلم الناس بالاخبار فی الواقعات اور قید خانہ کے دروازہ پر لکھوایا ھذہٖ منازل البلواء و قبور الاحیاء و شماتۃ الاعداء و تجربۃ الاصدقاء کہ مصائب کے مقامات زندوں کے قبرستان، دشمنوں کی خوشی اور دوستوں کی آزمائش ہیں پھر غسل فرمایا جیل خانہ کی میل کچیل اتاری۔ نیا لباس زیب تن کیا جب بادشاہ کے ہاں داخل ہوئے تو کہا اللّٰھم انی اسألك بخیرك من خیرہ و اعوذ بعزّتك و قدرتك من شرّہ اے اللہ تیری خیر کے ذریعہ اسکی خیر کا طالب ہوں اور تیری عزت و قدرت کی پناہ کا طالب ہوں اس کے شر سے۔ پھر سلام کر کے عبرانی زبان میں اس کے لئے دعا کی تو بادشاہ نے کہا یہ کیا زبان ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میرے آباؤ اجداد کی زبان ہے۔ بادشاہ ستر زبانوں کو جانتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان سب زبانوں میں گفتگو کی آپ نے انہیں سب زبانوں میں جوابات دیے۔ بادشاہ کو تعجب ہوا اور کہنے لگا اے مجسمہ صدق! میں اپنا خواب تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں تو آپ



BestUrduBooks.wordpress.com

نے فرمایا تم نے گائیں دیکھیں۔ پھر ان کے رنگ اور حالات اور ان کے نکلنے کی جگہ بتلائی اور بالوں کی جو کیفیت بادشاہ نے دیکھی وہ بیان کی۔ بادشاہ کو کہا کہ تم سردیوں میں غلہ جمع کرو۔ مخلوق اطراف سے تیرے پاس آئے گی۔ اور غلہ حاصل کرے گی اور تیرے پاس اتنے خزانے جمع ہو نگے جو آج تک کسی کے پاس جمع نہیں ہوئے۔ بادشاہ نے کہا کون ان باتوں میں میرا ذمہ دار ہے؟ اور کون اس کو جمع کرے گا؟ اور کون سرانجام دے گا۔

## مطالبۂ یوسف علیہ السلام:

۵۵: قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ (یوسف علیہ السلام نے فرمایا تم مجھے زمین کے خزائن پر مقرر کرو) تم سرزمین کے خزائن کا مجھے ذمہ دار بنا دو۔ اِنِّیْ حَفِیْظٌ (میں امانتدار محافظ ہوں) اور اس چیز کی حفاظت کروں گا۔ جس کی حفاظت مجھ سے چاہو گے۔ عَلِیْمٌ (جاننے والا) تصرف و خرچ کے مقامات کو جاننے والا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی امانت و کارگزاری کو خود بیان فرمایا بادشاہوں کے ہاں جن کو عہدہ دیا جاتا ہے۔ ان میں یہی چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ آپ نے خود عہدہ اس لئے طلب کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو ملک و دنیا ہرگز مقصود نہ تھی آپ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ ہوں۔ حق قائم ہو، عدل پھیلے، اور بندوں کو راحت میسر ہو۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت اسی لیے ہوتی ہے۔ آپ جانتے تھے کہ کوئی اور یہ کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ اس لئے خود طلب کیا۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی یوسف پر رحم کرے اگر وہ اجعلنی علی خزائن الارض نہ کہتے تو بادشاہ ان کو فوراً حاکم بنا دیتا۔ (مگر اس کہنے کی وجہ سے) اس نے ایک سال تک مؤخر کیا۔ بقول حافظ ابن حجر یہ روایت سنداً ساقط الاعتبار ہے)

**مَسْئَلَۃٌ**: اس میں علماء نے یہ مسئلہ نکالا کہ کافر و ظالم کی طرف سے کسی عہدے کو سنبھالنا جائز ہے۔ جب کہ عالم یا پیغمبر کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو نافذ اسی طرح کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں اور مظلوم کی دادرسی بھی کافر و فاسق کی طرف سے عہدہ حاصل کرنے پر ہو سکتی ہو۔ تو ایسے عہدے کا ضرور سہارا لینا چاہئے۔ بہت سے اسلاف نے ظالم بادشاہوں کی طرف سے اسی غرض کی خاطر عہدے قبول کئے۔ بادشاہ آپ کی رائے سے ہٹ کر کوئی رائے نہ دیتا اور آپ کی رائے میں دخل اندازی نہ کرتا گویا احکام کے نفاذ میں بادشاہ آپ کا تابع فرمان تھا۔

## انتقالِ اقتدار اور عدل و مساوات یوسف علیہ السلام:

۵۶: وَكَذٰلِكَ (اور اسی طرح) اس ظاہر اقتدار و غلبہ کی طرح مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ (ہم نے یوسف علیہ السلام کو زمین میں اقتدار بخشا) ارض سے ارض مصر مراد ہے۔ یہ ۴۰×۴۰ فرسخ تھی (یہ اندازہ درست معلوم نہیں ہوتا) التمکین قدرت اور اختیار دینا۔ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ (آپ جس جگہ چاہیں رہیں) جس مقام کو منزل بنائیں غلبہ کی وجہ سے ان کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھی اور وہ سارا علاقہ آپ کی حکومت میں داخل تھا۔

قراءت: مکی نے نشاء نون سے پڑھا ہے۔ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا (ہم اپنی رحمت پہنچاتے ہیں) دنیا میں بادشاہی والا عطیہ اپنی طرف سے دیتے اور غناء میسر کر دیتے ہیں اور دیگر نعمتیں بھی۔ مَنْ نَّشَآءُ (جن کو ہم چاہتے ہیں) جنکے لئے ہماری حکمت تقاضا



BestUrduBooks.wordpress.com

کرتی ہے۔وَلَا نُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ (ہم مخلصوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ) دنیا میں
۵۷: وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (البتہ آخرت کا ثواب بہت بہتر ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے ) اس سے مراد یوسف علیہ السلام اور قیامت تک آنے والے اہل ایمان ہیں۔ وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (اور نافرمانی سے بچتے رہے ) شرک وفواحش سے بچتے رہے۔سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں۔مومن کو اسکی حسنات پر دنیا و آخرت میں ثواب ملتا ہے۔اور فاجر کو دنیا میں بھلائی دے دی جاتی ہے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی۔روایت تفسیر میں ہے کہ بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو تاج پہنایا اور اپنی مہر ان کے حوالے کردی اور تلوار ان کو عطا کی اور ان کے لئے سونے کا تخت بچھایا جس پر موتیوں اور یاقوت کا تاج لگا ہوا تھا۔آپ نے فرمایا تخت سے تیرا ملک زیادہ مضبوط ہے۔اور انگوٹھی سے تو اپنے ملک کی تدبیر و تنظیم کرو۔اور تاج یہ میرا اور میرے آباء کا لباس نہیں۔ پھر آپ تخت پر تشریف فرما ہوئے سرداروں نے آپ کی اطاعت قبول کی۔ بادشاہ نے اقتدار آپ کے حوالے کیا۔اور قطفیر کو معزول کر دیا۔اس کے بعد وہ مرگیا۔بادشاہ نے اسکی بیوی سے ان کا نکاح کر دیا جب یوسف اس کے پاس گئے تو کہا۔کیا یہ اس سے بہتر نہیں جو تم نے طلب کیا تھا اس کو کنواری پایا۔ان سے دولڑ کے افراثیم اور میشا (یہ اسرائیلی قصہ گوئی کا حصہ ہے جن کو بلا چھان بین کے نقل کر دیا گیا۔فتدبر)

آپ نے عدل کو قائم کیا اور مصر کے مرد و عورتوں نے آپ سے محبت کی آپ کے ہاتھ پر بہت سے مصری مسلمان ہوئے ۔ آپ نے اہل مصر سے قحط کے سالوں میں غلہ دراہم ودنانیر سے خرید لیا۔ یہاں تک کہ ان کے پاس کچھ نہ رہا۔ پھر دوسرے سال زیور و جواہرات کے بدلے خرید فرمایا۔تیسرے سال چوپایوں کے بدلے چوتھے سال غلاموں اور لونڈیوں کے بدلے۔ پانچویں سال زمین اور مکانات کے بدلے، چھٹے سال اولادوں کے بدلے ساتویں سال ان کی گردنوں کے بدلے جب سب غلام بن گئے تو ان کو آزاد کر دیا اور ان کے تمام اموال واملاک ان کو واپس کر دیئے۔غلہ لینے کیلئے جو لوگ آتے فی کس آپ ایک اونٹ کا بوجھ دیتے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ

اور یوسف کے بھائی آئے سو وہ ان کے پاس اندر چلے گئے سو یوسف نے انہیں پہچان لیا اور وہ انہیں نہیں پہچان رہے تھے اور جب یوسف نے انہیں سامان

بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا

تیار کر دیا تو فرمایا کہ تمہارا جو ایک باپ شریک بھائی ہے اسے میرے پاس لے آنا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے

خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا

زیادہ مہمان نوازی کرنے والا ہوں سو اگر تم اس بھائی کو میرے پاس نہ لائے تو تمہارے لئے میرے پاس کوئی غلہ نہیں ہے جو میں تمہیں ناپ کر دوں اور میرے پاس مت آنا، بھائیوں

سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ

نے کہا کہ ہم اس کے باپ سے اس کے بارے میں درخواست کریں گے اور ہمیں یہ کام ضرور کرنا ہے۔ اور یوسف نے اپنے خدمت گذاروں سے کہا کہ ان کی پونجی ان کے کجاووں میں رکھ دو

لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى

تاکہ جب یہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ جائیں تو اسے پہچان لیں شاید وہ پھر واپس آ جائیں پھر جب وہ اپنے باپ کے پاس

اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ

آئے تو کہنے لگے کہ اے اباجان ہمیں غلہ دینے کی ممانعت کر دی گئی ہے سو آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ ہم غلہ لا سکیں اور بلاشبہ ہم اس کی

لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ

حفاظت کرنے والے ہیں ان کے والد نے کہا کیا میں اس پر تمہارا اعتبار کروں مگر جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی پر تمہارا اعتبار کر چکا ہوں، سو اللہ

خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

## پہلی بار بھائیوں کی مصر آمد:

۵۸: مصر کی طرح سرزمین کنعان میں قحط پہنچا۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو غلہ لینے کیلئے بھیجا جس کا ذکر اس ارشاد میں ہے۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (اور یوسف علیہ السلام کے بھائی آئے۔ وہ ان کے ہاں



BestUrduBooks.wordpress.com

داخل ہوئے تو یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا۔ اور وہ ان کو نہ پہچان سکے ) بغیر پہچان کروانے کے ان کو آپ نے پہچان لیا اور وہ یوسف علیہ السلام کو تبدیلی لباس کی وجہ سے نہ پہچان سکے اور اسلئے بھی کہ وہ پردوں کے پیچھے تھے۔ اور اسلئے کہ چالیس سال کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔

۵۹: وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ (اور جب ان کا سامان درست کرا دیا تو ان سے کہا ) روایت میں ہے کہ جب بھائیوں کو دیکھا تو ان سے عبرانی زبان میں بات کی اور فرمایا تم بتلاؤ کون ہو؟ اور کیا کام کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم شامی ہیں۔ بکریاں چرانا ہمارا پیشہ ہے۔ ہم قحط کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ آپ کے ہاں غلہ لینے آئے ہیں آپ نے فرمایا شاید یہاں کے حالات کی جاسوسی کیلئے آئے ہو۔ انہوں نے کہا خدا کی پناہ ہم ایک بیٹے کی گمشدگی سے غم زدہ پیغمبر باپ کی اولاد ہیں۔ اس کا وہ بیٹا اسے زیادہ محبوب تھا۔ اور ہمارے ایک ماں جائے بھائی کو اس نے انس کیلئے پاس رکھ لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو اس کو بھی ساتھ لاؤ۔ جب ان کا غلہ تیار کرا دیا اور ہر ایک کو ایک بوجھ اونٹ غلہ دے دیا۔

قراءت: جِهَاز کو کسرہ جیم کے ساتھ پڑھنا شاذ ہے۔

ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ (تم میرے پاس اپنے باپ سے حقیقی بھائی کو لاؤ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا ماپ دیتا ہوں ) اُوفی پورا۔ مکمل۔ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ (اور میں بہترین میزبان ہوں ) آپ نے ان کی خوب میزبانی کی اور یہ بات کہہ کر واپسی کی ترغیب دی۔

۶۰: فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي (پس اگر تم اس کو میرے پاس نہ لائے تو تمہارے لئے میرے پاس کوئی غلہ نہیں ) میں غلہ تمہارے ہاتھ فروخت نہ کرونگا۔ وَلَا تَقْرَبُونِ (اور تم میرے پاس بھی نہ آنا ) اگر تم اس کو نہ لائے تو اپنے غلہ سے محروم اور تم قریب مت آنا۔

نحو: یہ حکم جزاء میں مجزوم کے تحت داخل ہے اور فلا کیل لکم کے محل پر عطف ہے نمبر۲۔ یا یہ نہی کے معنی میں ہے۔

۶۱: قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ (انہوں نے کہا ہم اس کے لئے باپ کو پھسلانے کی تدبیر کریں گے ) اس کے متعلق ضرور چال چلیں گے اور کوئی حیلہ کریں گے تا کہ ان کے ہاتھوں سے ہم لا سکیں۔ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ (اور ہم نے ضرور یہ کرنا ہے ) یہ بہر صورت ہوگا۔ اس میں کوئی کمی اور سستی نہ کریں گے یوسف علیہ السلام نے کہا ایک کو بطور رہن چھوڑ دو۔ انہوں نے شمعون کو ان کے پاس چھوڑ دیا۔ جو یوسف علیہ السلام کے متعلق سب سے بہتر رائے والا تھا۔

۶۲: وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ (آپ نے اپنے خدام سے کہا )

قراءت: کوفی نے سوائے ابوبکر کے لفتیانہ پڑھا اور دوسروں نے لفتیتہ پڑھا ہے۔ اور یہ دونوں جمع ہیں۔ جیسے اخوۃ۔ اخوان، اخ کی جمع ہے۔ فعلۃ کا وزن قلت اور فعلان کثرت کیلئے استعمال ہوتا ہے یعنی اپنے غلہ ناپنے والے خدام اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ (ان کا سامان ان کے کجاووں میں رکھ دو ) نمبر۱۔ ان کے برتنوں میں اور وہ موزے تھے یا نمبر۲۔ کھالیں یا چاندی اور یہ کجاووں میں چھپانے کیلئے زیادہ مناسب ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا (شاید وہ اس کو پہچانیں ) اسکی واپسی کا حق پہچانیں اور دونوں



BestUrduBooks.wordpress.com

بدلوں کے ذریعہ اکرام کا حق پہچانیں۔ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓی اَهْلِهِمْ (جب وہ اپنے گھر لوٹیں) اور اپنے برتنوں کو خالی کریں۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (شاید کہ وہ لوٹ آئیں) نمبر۱۔ اس حق کا پہچاننا ان کو ہماری طرف لوٹائے گا۔ نمبر۲۔ شاید کہ وہ سامان پائیں اور اس کو واپسی کیلئے لیکر لوٹیں۔ نمبر۳۔ ان کی دیانت ان کو امانت واپس کرنے کیلئے لوٹا ئیگی نمبر۴۔ انہوں نے مہربانی کی وجہ سے خیال کیا کہ اپنے بھائیوں سے قیمت لینا مناسب نہیں۔

۶۳: فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ (جب وہ اپنے والد کی طرف لوٹ کر گئے) غلہ لیکر اور ان کو بادشاہ کے فعل کی اطلاع دی۔ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ (کہنے لگے! اے ہمارے ابا ہم سے غلہ روک لیا گیا) ان کی مراد منع سے یوسف علیہ السلام کا یہ ارشاد تھا فان لم تاتونی به فلا کیل لکم عندی۔ کیونکہ جب ان کو غلہ روکنے کی دھمکی مل گئی تو گویا غلہ روک لیا گیا۔ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ (آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیں تا کہ ہمیں غلہ مل جائے) تا کہ غلہ ملنے میں رکاوٹ کا ازالہ کریں اور ہم جتنا غلہ ضروری ہے لے آئیں۔

قراءت: حمزہ اور علی نے یکتل پڑھا ای يَكْتَلْ اَخُوْنا پس اس کا غلہ ہمارے غلہ کے ساتھ مل جائیگا۔ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (اور بیشک ہم اس کے محافظ ہیں) اس بات سے کہ اس کو کوئی تکلیف پہنچے۔

۶۴: قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ (کیا میں اس کے بارے میں اسی طرح تم پر اعتبار کروں جیسا اس کے بھائی کے بارے میں نے اس سے پہلے کیا تھا) تم نے یوسف کے متعلق یہ کہا تھا۔ ارسله معنا غدًا يرتع و يلعب وانا له لحافظون اور آج اس کے متعلق یہی کہہ رہے ہو۔ پھر تم نے اپنی ضمانت میں خیانت برتی۔ پس اس قسم کی بات مجھے اعتماد نہیں دلا سکتی۔ پھر فرمایا فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا (اللہ تعالیٰ کی حفاظت سب سے بڑھ کر ہے)

قراءت: ابوبکر کے علاوہ کوفی قراء کی یہ قراءت ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے ان کے سپرد کر دیا۔

نحو: حافظاً یہ حال یا تمیز ہے۔ جنہوں نے حفظاً پڑھا ہے۔ وہ فقط تمیز ہے حال نہیں بن سکتا۔ وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے) پس میں امیدوار ہوں کہ وہ مجھ پر احسان فرما کر اسکی حفاظت فرمائے گا۔ اور مجھ پر دو مصیبتیں جمع نہ کرے گا۔ کعب کہتے ہیں کہ جب فاللہ خیر حافظا کہا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا۔ وعزتی و جلالی! لا ردن علیك كليهما مجھے میری عزت وجلال کی قسم میں دونوں کو تم پر لوٹا دونگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمَّا فَتَحُوۡا مَتَاعَهُمۡ وَجَدُوۡا بِضَاعَتَهُمۡ رُدَّتۡ اِلَيۡهِمۡ‌ؕ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَا مَا نَبۡغِىۡ‌ؕ

اور جب انہوں نے سامان کو کھولا تو انہوں نے اپنی پونجی کو پایا کہ ان کی طرف واپس کر دی گئی ہے کہنے لگے کہ ابا جی اور ہمیں کیا چاہیے

هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتۡ اِلَيۡنَا‌ۚ وَنَمِيۡرُ اَهۡلَنَا وَنَحۡفَظُ اَخَانَا وَنَزۡدَادُ كَيۡلَ بَعِيۡرٍ‌ؕ

یہ ہماری پونجی ہے ہماری طرف لوٹا دی گئی ہے اور ہم اپنے گھر والوں کے لئے غلہ لائیں گے اور ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لے آئیں گے،

ذٰ لِكَ كَيۡلٌ يَّسِيۡرٌ‏ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنۡ اُرۡسِلَهٗ مَعَكُمۡ حَتّٰى تُؤۡتُوۡنِ مَوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَـتَاۡتُنَّنِىۡ

یہ غلہ تھوڑا سا ہے، انہوں نے کہا کہ میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا یہاں تک کہ تم مجھے اللہ کی طرف سے مضبوط عہد نہ دیدو کہ تم اسے ضرور لیکر آؤ

بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ يُّحَاطَ بِكُمۡ‌ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوۡهُ مَوۡثِقَهُمۡ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوۡلُ وَكِيۡلٌ‏ ﴿۶۶﴾

گے مگر یہ کہ تم کو گھیر لیا جائے سو جب انہوں نے اپنے والد کو اپنا عہد دے دیا تو والد نے کہا کہ ہم جو بات کہہ رہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے۔

۶۵: وَلَمَّا فَتَحُوۡا مَتَاعَهُمۡ وَجَدُوۡا بِضَاعَتَهُمۡ رُدَّتۡ اِلَيۡهِمۡ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَا مَا نَبۡغِىۡ (جب انہوں نے سامان کھولا تو اپنا سرمایہ پایا جوان کو واپس کر دیا گیا تھا کہنے لگے ابا لیجئے ہم کو کیا چاہیے) مانفی کیلئے ہے۔ نمبر۱۔ مطلب یہ ہے ہم بات میں تجاوز و بغاوت نہیں کر رہے۔ نمبر۲۔ مانبغی شیئا وراء مافعل بنا من الاحسان۔ ہم کوئی چیز نہیں چاہتے اس سے اور پر احسان جو اس نے ہمارے ساتھ کیا نمبر۳۔ ہم آپ سے اور سرمایہ نہیں چاہتے۔ نمبر۴۔ ما استفهامیہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہم چاہتے ہیں؟ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتۡ اِلَيۡنَا (یہ ہمارا سرمایہ ہے جو ہمیں واپس کر دیا گیا)۔ یہ جملہ مستانفہ ہے جو مانبغی کو واضح کرنے والا ہے۔ اور اس کے بعد والے جملے اس پر معطوف ہیں اس طرح ان بضاعتنا ردت الینا فنستظهربها وَنَمِيۡرُ اَهۡلَنَا فی رجوعنا الی الملك یہ ہمارا سرمایہ ہمیں واپس کر دیا گیا پس اس سے ہم اپنی پشت کو مضبوط کریں گے اور اپنے اہل کو غلہ مہیا کریں گے جبکہ بادشاہ کی طرف سے ہم لوٹیں گے یعنی ہم غلہ لائیں گے۔ میرۃ اس غلے کو کہتے ہیں جو دوسرے علاقہ سے لایا جائے۔ وَنَحۡفَظُ اَخَانَا (اور ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے) آنے جانے میں اور اس کو ہماری طرف سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی جس کا آپ کو ڈر ہے۔ وَنَزۡدَادُ كَيۡلَ بَعِيۡرٍ (اور ہم ایک اونٹ کا بوجھ غلہ مزید حاصل کریں گے) اپنے بھائی کے حصہ کا ایک اونٹ کا بوجھ غلہ ساتھ ملا لیں گے۔ ذٰ لِكَ كَيۡلٌ يَّسِيۡرٌ (یہ غلہ آسان ہے) اضافی غلہ آسان اور اس کے حصول میں کوئی دشواری بھی نہیں۔

۶۶: قَالَ لَنۡ اُرۡسِلَهٗ مَعَكُمۡ حَتّٰى تُؤۡتُوۡنِ (یعقوب علیہ السلام نے کہا میں اس کو ہرگز تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا یہاں تک کہ تم نہ دو گے)

قراءت: مکی نے یُؤتُوۡنِی پڑھا ہے۔ مَوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر وعدہ) مطلب یہ ہے کہ تم مجھے ایسا وعدہ دو جس کو



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ

اور یعقوب نے کہا کہ اے میرے بیٹو، تم سب ایک ہی دروازے سے داخل مت ہونا، اور مختلف دروازوں سے داخل ہو،

وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ

اور میں اللہ کے حکم کو تم سے ذرا بھی ٹال نہیں سکتا، حکم صرف اللہ ہی کا ہے، میں نے اسی پر بھروسہ کیا

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ

اور چاہئے کہ بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کریں اور جب وہ اسی طرح داخل ہوئے جیسے ان کے والد نے انہیں حکم دیا تھا

مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ

تو اللہ کے حکم سے ذرا بھی انہیں کوئی چیز بچانے والی نہ تھی مگر یعقوب کے جی میں ایک حاجت تھی جسے اس نے پورا کر لیا

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع ۸ / ۱۱ / ۲

اور بلاشبہ وہ علم والے تھے اس وجہ سے کہ ہم نے انہیں سکھایا تھا اور لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر پختہ کیا گیا ہو۔ حلف کو اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم سے اسلئے پختہ کیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم سے عہد پختہ کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی اجازت دی ہے اور اسکی طرف سے حکم ہے۔ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ (کہ تم اسکو ضرور میرے پاس لاؤ گے) یہ قسم کا جواب ہے کیونکہ مطلب اس طرح بنے گا۔ حتی تحلفوا لتأتننی به یہاں تک کہ تم قسم اٹھاؤ کہ ضرور تم اسکو لاؤ گے۔ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ (مگر یہ کہ تم مغلوب ہو جاؤ) مگر یہ کہ تم مغلوب ہو کر اسکو نہ لاسکو۔ مفعول لۂ ہے اور لتا تننی بہٖ اگرچہ کلام مثبت ہے مگر تاویل نفی میں ہے تقدیر عبارت اسطرح ہوگی لا تمتنعوا من الاتیان بہٖ الا للا حاطة بكم مطلب یہ ہوا تم کسی بھی سبب سے اس سے باز نہ رہو مگر ایک سبب سے اور وہ یہ ہے کہ تمہارا احاطہ کر لیا جائے۔ یہ عام سے استثناء ہے۔ جو مفعول لۂ کی صورت میں ہے۔

قاعدہ: عام سے استثناء نفی ہی میں ہوتا ہے اس لئے اسکی تاویل نفی سے ضروری ہوئی۔ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ (جب انہوں نے ان کو مضبوط عہد دے دیا) ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے حلف اسطرح دیا۔ باللہ رب محمد ﷺ قَالَ (کہا اس نے) بعض علماء نے کہا اس پر سکتہ کرے کیونکہ معنی یہ ہے۔ قال: (یعقوب علیہ السلام نے کہا) اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ (اللہ تعالیٰ اس پر جو ہم کہتے ہیں) یعنی پختہ وعدہ کا مطالبہ اور پھر اس کا دینا وَكِيْلٌ (نگہبان و مطلع ہے) البتہ سکتہ کرنے سے قول اور مقولے میں فاصلہ ہو جائے گا اور یہ جائز نہیں پس بہتر یہی ہے کہ صرف آواز سے ان کے مابین فرق بیان کیا جائے پھر قوت نغمہ سے اللہ تعالیٰ کے نام کا قصد کیا جائے۔

## دوسری مرتبہ سفر مصر کیلئے روانگی:

۶۷: وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ (اور کہا اے میرے بیٹو تم ایک دروازے



BestUrduBooks.wordpress.com

سے مت داخل ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا ) جمہور اس بات پر ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کو ان کے متعلق نظر لگ جانے کا خطرہ ہوا کیونکہ وہ حسین وجمیل تھے۔ پہلی مرتبہ ان کو الگ داخلے کا حکم نہیں دیا کیونکہ ان کو کوئی جانتا ہی نہ تھا۔

نظر کا اثر ہمارے نزدیک برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز کی طرف دیکھنے اور اس میں تعجب کرنے سے نقص وخلل پیدا کر دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات سے تعوذ فرمایا کرتے تھے۔ اُعِیذ کما بکلمات اللّٰہ التامۃ من کل ھامۃ ومن کل عین لا مۃ [بخاری، احمد، ابوداؤد، ترمذی] جبائی معتزلی نے انکار کیا ہے۔ مگر اس کے انکار کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ احادیث صحیحہ صریحہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے پسند کیا کہ ان کے دشمن ان کو نہ پہچان سکیں اور پہچان کر ہلاکت کی تدابیر اختیار کرنے لگیں۔

وَمَآ اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ (اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائی ہوئی کسی بات کو بھی اس کے مقابلہ میں کچھ بھی دفع نہیں کر سکتا) یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے متعلق تکلیف دینے کا ہو تو میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا اور تم سے اس اثر کو دور نہیں کر سکتا وہ بہر صورت تمہیں پہنچ کر رہے گا۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَعَلَیْہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ (پس حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اس پر بھروسہ کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں) التوکل معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اس پر اعتماد کرنا۔

۶۸: وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ اَمَرَھُمْ اَبُوْھُمْ (جب وہ داخل ہوئے جس طرح ان کو ان کے والد نے داخلے کا حکم دیا تھا) الگ الگ ہو کر۔ مَا کَانَ یُغْنِیْ عَنْھُمْ (تو ان کو اس (داخلے) نے فائدہ نہ دیا) یعنی متفرق دروازوں سے مِّنَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش آنے والی چیز کے مقابلہ میں کچھ بھی) بالکل ذرہ بھر اسطرح کہ الگ داخلے کے باوجود، چوری کی نسبت ان کی طرف ہوگئی۔ اور اس سے انتہائی شرمندہ ہوئے اور بھائی کو پیالہ کے کجاوہ میں مل جانے کی وجہ سے پکڑ لیا گیا۔ اور باپ پر مصیبت دوگنا ہوگئی۔ اِلَّا حَاجَۃً (مگر ایک خواہش تھی) یہ استثناء منقطع ہے لٰکِنْ کے معنی میں ہے۔ فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰھَا (یعقوب علیہ السلام کے دل میں جس کو انہوں نے پورا کیا) اور شفقت تھی جو ان کے دل میں تھی۔ وَاِنَّہٗ لَذُوْ عِلْمٍ (اور بیشک وہ علم والے تھے) اسی لئے کہا وما اغنی عنکم من اللّٰہ من شیء کہ تقدیر کے آگے تدبیر کی نہیں چلتی۔ لِّمَا عَلَّمْنٰہُ (ہمارے تعلیم دینے کی وجہ سے) ہم نے اس کو وحی سے سکھایا۔ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے) اس بات کو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰٓی اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا

سو جب وہ یوسف پر داخل ہوئے تو انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے پاس ٹھکانہ دیا اس سے کہا کہ میں بے شک تیرا بھائی ہوں لہٰذا تو اس کا رنج مت کر جو کچھ

كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ

یہ لوگ کرتے رہے ہیں پھر جب انہیں سامان دیکر تیار کر دیا تو ایک پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے کجاوہ میں رکھ دیا

ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّاذَا

پھر ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا کہ اے قافلہ والو بلاشبہ تم چور ہو، وہ لوگ کہنے لگے اور ان کی طرف آگے بڑھے کہ تم کس چیز کو

تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّاَنَا

گم پا رہے ہو انہوں نے کہا کہ ہمیں بادشاہ کا پیمانہ نہیں مل رہا ہے، اور جو شخص اسے لیکر آئے اس کے لئے ایک اونٹ کا بوجھ ہے اور میں

بِهٖ زَعِیْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا

اس کا ذمہ دار ہوں، وہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ہم لوگ اس لئے نہیں آئے کہ زمین میں فساد کریں اور نہ ہم

سٰرِقِیْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ

چور ہیں، وہ کہنے لگے کہ پھر اس کی کیا سزا ہے اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے؟ کہنے لگے کہ اس کی سزا یہی ہے کہ جس کے کجاوہ میں یہ پیمانہ

رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۵﴾

پایا جائے سو خود اس کی ذات ہی اس کا بدلہ ہے ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

## بنیامین کی امید برآئی:

۶۹: وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰٓی اِلَیْهِ اَخَاهُ (جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ٹھہرایا) ملایا اپنے ساتھ بنیامین کو روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا یہ ہمارا بھائی ہے اس کو ہم لے آئے ہیں۔ تو یوسف علیہ السلام نے کہا تم نے خوب کیا۔ پس ان کو مہمان ٹھہرایا اور اکرام کیا۔ پھر ان کو ملایا اور ہر دو دو کو اپنے دستر خوان پر بٹھایا۔ بنیامین اکیلے رہ گئے پس وہ رونے لگے۔ اور کہا اگر میرا بھائی یوسف زندہ ہوتا تو میں اس کے ساتھ بیٹھ جاتا۔ یوسف علیہ السلام نے کہا تمہارا بھائی اکیلا رہ گیا ہے۔ تو اس کو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھایا اور اس کو کھلاتے رہے اور اس کو کہا کیا تمہیں پسند ہے۔ کہ میں تیرا بھائی بن جاؤں تیرے ہلاک ہونے والے بھائی کی جگہ۔ بنیامین نے کہا تجھ جیسا بھائی کس کو ملے گا؟ لیکن تو یعقوب کا بیٹا نہیں اور نہ راحیل کی کوکھ



BestUrduBooks.wordpress.com

سے پیدا ہوا۔ یوسف رو پڑے اور اس سے معانقہ کیا پھر کہا: قَالَ اِنِّیْٓ اَنَا اَخُوْكَ (کہا بیشک میں تیرا بھائی) یوسف ہوں فَلَا تَبْتَئِسْ (تو پریشان نہ ہو) غم زدہ نہ ہو۔ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ان حرکات سے جو یہ کرتے رہے) ہمارے ساتھ گزشتہ زمانہ میں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا ہے۔ اور خیر پر جمع کر دیا ہے۔ لیکن ان کو مت بتلاؤ جو تمہیں بتلا دیا گیا ہے۔ روایت میں ہے کہ بنیامین نے کہا میں آپ سے جدا نہ ہونگا۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا تم میری وجہ سے والد کی غم زدگی جانتے ہو اگر میں نے تمہیں روک لیا۔ تو غم اور بڑھ جائے گا اور اس کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ میں تمہیں ناپسند بات کی طرف منسوب کروں۔ اس نے کہا مجھے اس بات کی پرواہ نہیں۔ تم جو چاہو کرو یوسف علیہ السلام نے کہا میں اپنا صاع تیرے کجاوہ میں چھپا دونگا پھر تمہارے متعلق آواز دلاؤنگا کہ تم نے اس کو چرایا ہے تاکہ تمہارے رخصت ہونے کے بعد تمہارا لوٹنا ممکن ہوسکے۔ بنیامین نے کہا ایسا کر ڈالیں۔

## قافلہ کی واپسی:

۷۰: فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ (جب ان کا سامان سفر تیار کر دیا) یعنی ان کے لئے اسباب مہیا کر دیے۔ اور ناپ پورا کر دیا۔ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ (تو پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا) السقایہ پانی پلانے کا برتن اس کو صواع کہا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے بادشاہ کو پانی پلاتے تھے پھر کھانے کی عزت و شان کی وجہ سے اس کو صاع بنا دیا گیا۔ وہ سونے یا چاندی کے تاس کے مشابہ تھا۔ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ (پھر ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا) ایک منادی نے نداء دی۔ اذنہٗ کا معنی، اعلم اور اذّن۔ زور سے اعلان کرنا اسی وجہ سے مؤذن کو کثرت اعلان کی وجہ سے مؤذن کہتے ہیں۔

تفسیری روایت میں ہے کہ وہ روانہ ہو گئے۔ ان کو کچھ مہلت دی گئی پھر ان کو واپس لانے اور روکنے کا حکم دیا۔ پھر کہا گیا۔ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ (اے قافلہ والو!) العیر وہ اونٹ جن پر سامان لادا جاتا ہے کیونکہ وہ آتے جاتے ہیں اور مراد اونٹوں کے مالک اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (بلاشبہ تم چور ہو) یہ کنایہ ہے کہ انہوں نے یوسف کو اپنے باپ سے چرایا تھا۔

۷۱: قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ (انہوں نے کہا اور وہ متوجہ ہو کر کہنے لگے تم کیا چیز گم پاتے ہو)۔

۷۲: قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ (انہوں نے کہا ہم گم پاتے ہیں بادشاہ کا پیالہ) صواع سے مراد صاع ہے۔ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ (اور جو شخص اس کو لاکر حاضر کرے گا۔ اس کو ایک بار شتر غلہ ملے گا اور میں اس کا ذمہ دار ہوں) یہ اعلان کرنے والے کا مقولہ ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ میں اونٹ کے بوجھ کا ذمہ دار ہوں۔ میں خود اس کو ادا کرونگا جو اس کو لائے گا اور یہ ایک کا بوجھ سامان بطور انعام اس کو دیا جائے گا جو ڈھونڈ کر دے گا۔

۷۳: قَالُوْا تَاللّٰهِ (انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم) اس میں قسم ہے جسمیں تعجب کا اظہار کیا گیا اس بات میں جوان کی طرف منسوب کی گئی لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ (تحقیق تم جانتے ہو کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہیں آئے) انہوں نے اپنے علم کے مطابق وہ بات کہی جو ان کے دین و دیانت کے مطابق تھی۔ جب مصر میں آئے تو ان کی سواریوں کے منہ بندھے ہوئے تھے تاکہ کسی کی کھیتی کو نہ چریں اور بازار میں کسی کے طعام کو منہ نہ ماریں۔ بلکہ انہوں نے گھر میں پہنچا ہوا سامان بھی واپس کر دیا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ

پھر یوسف نے اپنے بھائی کے تھیلے کی تلاشی لینے سے پہلے دوسرے بھائیوں کے تھیلوں کی تلاشی لینے سے ابتداء کی، پھر اس پیمانہ کو اپنے بھائی کے تھیلے سے برآمد کرلیا ہم نے

كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

یوسف کو اسی طرح تدبیر بتادی، بادشاہ کے قانون میں اپنے بھائی کو لے نہیں سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ چاہے،

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۶﴾

ہم جسے چاہیں درجات کے اعتبار سے بلند کرتے ہیں اور ہر جاننے والے سے اوپر زیادہ جاننے والا ہے۔

وَمَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ (اور ہم چور بھی نہیں) کبھی بھی ہمیں چور کہہ کر نہیں پکارا گیا۔

۷۴: قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ (انہوں نے کہا اسکی کیا سزا ہے) ضمیر کا مرجع صواع ہے ای فما جزاء سرقة الصواع ۔ پیالہ چرانے کی سزا کیا ہے؟ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ (اگر تم جھوٹے ہو) اپنے اس انکار و اصرار میں اور براءت کے دعویٰ میں۔

۷۵: قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ (انہوں نے کہا اسکی سزا وہ خود ہے جس کے کجاوے میں وہ مل جائے) آلِ یعقوب میں چور کی سزا یہ تھی کہ ایک سال تک اپنا غلام بنا کر رکھے اسی لئے ان سے سوال کیا گیا فَهُوَ جَزَآؤُهٗ (پس وہ خود اس کا بدلہ ہے) یہ حکم کی وضاحت ہے کہ وہ چور بذات خود اس سلسلہ میں ماخوذ ہوگا۔ دوسرا نہیں نمبر۲۔ جَزَآؤُهٗ مبتداء ہے اور جملہ شرطیہ اسکی خبر ہے۔ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ (ہم ظالموں کو اسی طرح کی سزا دیا کرتے ہیں) ظالم سے یہاں چور مراد ہے اور سزا سے غلام بنانا۔

۷۶: فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ (پس اس نے شروع کی تلاشی ان کے تھیلوں سے اپنے بھائی کے تھیلہ سے پہلے) پس اس نے تلاشی ان کے تھیلوں سے شروع کی بنیامین کے تھیلے سے پہلے تاکہ الزام نہ آئے۔ جب اس کے تھیلے تک پہنچے تو ایک نے کہا میرا خیال تو نہیں کہ اس نے کچھ لیا ہو۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم اس کو تلاشی سے مستثنیٰ نہیں رہنے دیں گے اس میں آپ کے اور ہمارے لئے تسلی ہے۔ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا (پھر پیمانہ برآمد کرلیا) ھا کی ضمیر صاع کی طرف راجع ہے مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ (اپنے بھائی کے سامان والے تھیلے سے) بار بار صاع کی طرف ضمائر لائے پھر مؤنث ضمیر لائے تاکہ تانیث سقایہ پر دلالت کرے۔ نمبر۲۔ خود صواع کا لفظ تذکیر و تانیث ہر دو کیلئے مستعمل ہے۔ كَذٰلِكَ (اسی طرح) کذلک کا کاف محل نصب میں ہے اس بڑی تدبیر کی طرح كِدْنَا لِیُوْسُفَ (ہم نے یوسف کیلئے تدبیر کی) یعنی ہم نے اس کو یہ بات سکھائی مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ (وہ بادشاہ کے قانون کے مطابق بھائی کو نہ لے سکتے تھے اور یہ کید کی تفسیر اور اس کا بیان ہے کیونکہ بادشاہی قانون میں چور کا حکم یہ تھا کہ اس کو نقصان سرقہ کے مطابق چٹی دینی پڑتی تھی۔ اس کو غلام نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ (مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ) یعنی وہ مشیت الٰہی کے بغیر اور اس کے ارادے کے خلاف نہ پکڑ سکتے تھے۔ نَرْفَعُ



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَمْ

برادران یوسف کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو اس کا بھائی بھی اس سے پہلے چوری کر چکا ہے سو یوسف نے اس بات کو اپنے جی میں چھپالیا اور اس

یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا یٰٓاَیُّهَا الْعَزِیْزُ

کو ظاہر نہیں کیا، کہا کہ تم زیادہ برے ہو اور اللہ ہی خوب جانتا ہے جو تم بیان کر رہے ہو، وہ کہنے لگے کہ اے عزیز

اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۷۸﴾

اس کے والد ہیں جو زیادہ بوڑھے ہیں سو آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیجئے بلاشبہ ہم آپ کو اچھا برتاؤ کرنے والوں میں سے دیکھ رہے ہیں،

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع

یوسف نے کہا کہ اللہ ہمیں اس سے پناہ دے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہو اس کے سوا کسی دوسرے کو پکڑ لیں، اگر ایسا کریں تو بلاشبہ ہم ظلم کرنے والے ہو جائیں گے۔

دَرَجٰتٍ (ہم درجات بلند کرتے ہیں) قراءت: کوفی نے تنوین سے پڑھا ہے۔ مَّنْ نَّشَآءُ (جن کو ہم چاہتے ہیں) یعنی اپنے علم کے مطابق جیسا کہ ہم نے یوسف علیہ السلام کا درجہ اس میں بلند کیا۔ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ (اور ہر علم والے سے بڑھ کر علم والا ہے) نمبرا۔ جو علم میں اس سے اعلیٰ مرتبہ والا ہو۔ نمبر۲ تمام علماء سے زیادہ علم والا ہو اور ان کا علم اس سے کم ہو۔ اور سب سے زیادہ جاننے والی ذات باری تعالیٰ کی ہے۔

## بھائیوں کی غصہ میں بیجا بات:

۷۷: قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ (انہوں نے کہا اگر اس نے چوری کی تو اس کے بھائی نے اس سے پہلے چوری کی) مراد اس سے یوسف علیہ السلام ہیں۔ نمبرا۔ وہ ایک گرجے میں داخل ہوئے اور سونے کی ایک مورتی اٹھائی جس کی وہ گرجے والے عبادت کرتے تھے پھر اس کو دفن کر دیا۔ نمبر۲۔ گھر میں ایک مرغی تھی جو آپ نے سائل کو دے دی نمبر۳۔ ایک پٹکا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چلا آ رہا تھا۔ جو حضرت اسحاق سے ان کی بیٹی کو ملا۔ وہ اسحاق کی اولاد میں سے سب سے بڑی تھی۔ اس نے یوسف علیہ السلام کو گود میں لیا اور والدہ کی وفات کے بعد انہی کے ہاں رہنے لگے۔ وہ آپ کے بغیر نہ رہ سکتی تھیں۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو یعقوب علیہ السلام نے ان سے واپسی کا مطالبہ کیا تو اس نے وہ پٹکا کپڑوں کے نیچے کمربند سے باندھ کر لپیٹ دیا۔ پھر آ کر کہنے لگی اسحاق والا پٹکا گم ہوا۔ ذرا تلاش کرو۔ کسی نے تمہارے گھر تو نہیں لے لیا۔ انہوں نے تلاشی پر یوسف کے بندھا پایا۔ اس پر وہ کہنے لگیں یہ تو میرے سپرد ہے میں جو چاہوں کروں۔ یعقوب علیہ السلام نے موت تک یوسف کو ان کے ہاں چھوڑ دیا۔

روایت تفسیر میں ہے کہ جب صاع بنیامین کے کجاوہ سے نکالی گئی تو تمام بھائیوں نے شرمندگی سے سر جھکا لیے پھر متوجہ ہو کر



BestUrduBooks.wordpress.com

کہنے لگے تو نے ہمیں رسوا کر دیا۔اور ہمارے چہروں کو سیاہ کر دیا۔اور راحیل کی اولاد! تمہاری طرف سے ہم پر یہ مصیبت آتی رہے گی تم نے کب یہ پیالہ لیا۔اس نے کہا بنو راحیل وہ ہیں جن پر تمہاری اب تک مصیبت اتری؟ تم میرے بھائی کو لے گئے اور اس کو مار ڈالا اور یہ پیالہ میرے کجاوے میں اس نے رکھا جس نے تمہارے تھیلوں میں سامان رکھا فَاَسَرَّهَا (پس یوسف نے اس بات کو چھپایا) یعنی ان کی یہ بات کہ اس نے چوری کی گویا کہ آپ نے یہ بات سنی ہی نہیں۔ يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا (اپنے دل میں اور نہ ظاہر کیا ان کے سامنے۔کہا نہیں تم مقام کے اعتبار سے اور زیادہ برے ہو) مکانا یہ تمیز ہے مطلب یہ ہے کہ تم بڑے چور ہو کیونکہ تم نے اپنے باپ سے یوسف کو چرایا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ (اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ تم بیان کرتے ہو) جھوٹ بولتے یا کہتے ہو۔

## منت وسماجت پر اُتر آئے:

۷۸: قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا (انہوں نے کہا اے عزیز! بیشک اس کا باپ بہت بوڑھا ہے) عمر میں اور مرتبہ میں فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ (تم ہم میں سے ایک کو اسکی جگہ لے لو) نمبرا۔ بطور رہن کے اس کے بدلہ میں لے لو۔نمبر۲۔غلام بنانے کیلئے کیونکہ اس کا باپ اس کے مفقود بھائی کی بجائے اس سے تسلی پاتا ہے اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ (بیشک ہم تمہیں نیکی کرنے والوں میں سے پاتے ہیں) اپنے ساتھ پس تم یہ احسان پورا کر دو نمبر۲۔تمہاری عادت احسان کرنا ہے پس اپنی عادت پر قائم رہو اس میں تبدیلی نہ لاؤ۔

۷۹: قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ (اس نے کہا پناہ بخدا (اس ناانصافی سے) کہ ہم نے جس کے پاس اپنا سامان پایا اسکی جگہ کسی اور کو پکڑیں) ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں پناہ مانگنا کہ ہم پکڑیں کسی اور کو۔مصدر کی اضافت مفعول بہ کی طرف کی۔اور مَنْ کو حذف کر دیا۔ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ (ہم اس وقت ظلم کرنے والے ہونگے) اذًا یہ اس کا جواب جزاء ہے کیونکہ مطلب اس طرح ہے کہ اگر ہم اس کا بدلہ لے لیں تو ہم ظالم ہونگے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ تمہارے فیصلہ پر اس نے پکڑا ہے کہ جس کے ہاں سامان ملے۔اس کو غلام بنا لیا جائے۔اگر ہم دوسرے کو پکڑیں تو یہ تمہارے مذہب کے لحاظ سے ظلم ہوگا۔پس جس چیز کا ظلم ہونا تمہیں مُسَلَّم ہے۔اس کا مطالبہ کیوں کرتے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ

پھر جب یوسف سے ناامید ہوگئے تو وہاں سے علیحدہ ہوکر آپس میں مشورہ کرنے لگے ان میں جو سب سے بڑا تھا اس نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمھارے والد نے

عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى

تم سے اللہ کی قسم لیکر پکا وعدہ لیا تھا اور اس سے پہلے تم یوسف کے بارے میں قصور کر چکے ہو سو اب میں اس سرزمین سے نہیں ٹلونگا جب تک

يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا

میرا باپ مجھے اجازت نہ دے یا اللہ میرے لئے فیصلہ نہ فرمادے اور وہ فیصلہ دینے والوں میں سب سے اچھا فیصلہ دینے والا ہے، تم لوگ اپنے والد کے پاس چلے جاؤ اور ان سے کہو

يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾

کہ اے ابا جان بیشک آپ کے بیٹے نے چوری کر لی اور ہم اس بات کی گواہی دے رہے ہیں جس کا ہمیں علم ہے اور ہم غیب کی باتوں کے حافظ نہیں تھے،

وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور آپ اس بستی سے پوچھ لیجئے جس میں ہم تھے اور اس قافلے سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہوکر آئے ہیں اور بلاشبہ ہم سچ کہہ رہے ہیں

۸۰: فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا (جب وہ مایوس ہو چکے) اس میں تا اور سین کو مبالغہ کیلئے بڑھایا ہے۔ جیسا کہ استعصم میں بیان ہوا مِنْهُ (اس سے) یوسف علیہ السلام سے اور آپ نے ان کو جواب دے دیا۔ خَلَصُوْا (تو وہ الگ ہوئے) وہ لوگوں سے الگ ہوئے اس طرح کہ اور کوئی ان کے ساتھ نہ تھا۔ نَجِيًّا (علیحدگی والا) گروہ علیحدہ یعنی ایسا مناجی جو دوسروں کے ساتھ سرگوشی کرنے والا ہو انہوں نے سرگوشی خالص کی کیونکہ وہ اسی لئے جمع ہوئے تھے۔ اور اس میں انہوں نے محنت واہتمام کیا۔ کیونکہ صورۃ یہ باہمی مناجات ہے۔ اور حقیقت میں النجی بمعنی مناجی ہے۔ جیسا سمیر بمعنی مسامر اور تناجی مصدر کے معنی میں ہے۔ وہ اپنے معاملے میں مشورہ کر رہے تھے کہ کیا صورت اختیار کریں اور اپنے والد کو اپنے بھائی کے سلسلہ میں کیا کہیں۔ قَالَ كَبِيْرُهُمْ (ان میں سے بڑے نے کہا) عمر میں بڑا۔ اس کا نام روبیل تھا۔ نمبر۲۔ عقل ورائے میں بڑا اور وہ یہودا تھا۔ نمبر۳۔ ان کا لیڈر۔ وہ شمعون تھا۔ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ (کیا تم ناواقف ہو کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر مضبوط عہد کیا تھا۔ اور یوسف کے معاملہ میں اس سے پہلے جو تم قصور کر چکے ہو) ما موصولہ ہے۔ یعنی اس سے پہلے تم نے یوسف کے معاملہ میں کوتاہی کی اور اپنے والد سے کیے ہوئے وعدہ سے وفا نہ کی۔ نمبر۲۔ ما مصدر یہ ہے اور مصدر محل رفع میں مبتداء ہے اور اسکی خبر من قبل ہے اس کا معنی وقع من قبل تفریطکم فی یوسف اس سے پہلے تمہاری کوتاہی یوسف کے سلسلہ میں ہو چکی فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ (پس میں اس سرزمین کو ہرگز نہ چھوڑونگا) مصر کی سرزمین سے جدا نہ ہونگا۔ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ (یہاں تک کہ میرا والد مجھے اجازت دے) اپنی طرف آنے کی اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ (یا اللہ تعالیٰ میرے لئے حکم



BestUrduBooks.wordpress.com

دے دے) نمبر۱۔مصر سے نکلنے کا نمبر۲۔موت دے دے نمبر۳۔ان سے لڑنے کی اجازت دے دے۔وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ (وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں) کیونکہ اس کا ہر فیصلہ عدل ہی ہوتا ہے۔

### واپسی کا مشورہ:

۸۱: اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْکُمْ فَقُوْلُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَکَ سَرَقَ (تم اپنے والد کی طرف لوٹ جاؤ اور اس کو کہو اے ہمارے ابا بیشک تیرے بیٹے نے چوری کی ہے)

قراءت: سُرِّقَ پڑھا گیا جس کا معنی چوری کی طرف نسبت کرنا ہے۔وَمَا شَہِدْنَآ (اور ہم نے گواہی نہیں دی) اس کے متعلق چوری کی اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا (مگر وہی جو ہم نے جانا) یعنی اس کا سرقہ اور یہ یقین کہ صاع اس کے تھیلے سے نکالا گیا۔وَمَا کُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ (اور ہم غیب کی باتوں کے حافظ نہ تھے) اور ہمیں تو معلوم نہ تھا کہ وہ عنقریب چوری کرے گا جب ہم نے آپ سے قسم دیکر وعدہ کیا۔

۸۲: وَسْئَلِ الْقَرْیَۃَ الَّتِیْ کُنَّا فِیْھَا (اور اس بستی سے جہاں ہم تھے۔آپ دریافت کر لیں) یعنی مصر میں آدمی بھیج کر واقعہ کی اصلیت معلوم کر لیں۔وَالْعِیْرَ الَّتِیْٓ اَقْبَلْنَا فِیْھَا (اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے ہیں) قافلہ والوں سے۔یہ لوگ یعقوب علیہ السلام کے پڑوسی کنعانی لوگ تھے۔وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (اور بیشک ہم سچے ہیں) اپنی اس بات میں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۗ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۗ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ

یعقوب نے کہا بلکہ تمہارے نفسوں نے تمہیں ایک بات سجھا دی ہے سو میں صبر جمیل کو ہی اختیار کروں گا امید ہے کہ اللہ ان سب کو

بِهِمْ جَمِيْعًا ۗ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى

میرے پاس لے آئے گا بلاشبہ وہ علم والا ہے حکمت والا ہے، اور ان کی طرف سے رخ پھیر لیا اور کہا کہ یوسف پر

يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ

افسوس ہے، اور غم کی وجہ سے ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں سو وہ گھٹتے رہتے تھے، بیٹے کہنے لگے اللہ کی قسم آپ تو برابر یوسف کو یاد کرتے

يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ

رہیں گے یہاں تک کہ گھل جائیں یا ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جائیں، یعقوب نے کہا کہ میں اپنے رنج اور غم کی اللہ ہی سے

وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ

شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے مجھے وہ علم عطا ہوا ہے جو تم نہیں جانتے، اے میرے بیٹو تم جاؤ اور یوسف کو اور اس کے بھائی کو

يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَاْيْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۗ اِنَّهٗ لَا يَاْيْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ

تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بلاشبہ اللہ کی رحمت سے

اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں

۸۳: چنانچہ وہ والد کے پاس لوٹ کر گئے اور اپنے بھائی والی طے شدہ بات ان کو بتلائی قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا (بلکہ تم نے خود اپنے دل سے اپنے لئے ایک بات بنالی ہے) تم نے اس کا ارادہ کیا ورنہ بادشاہ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ جو شخص چور ہو اسکی سزا غلام بنانا ہے۔ اگر تمہارا فتویٰ اور بتلانا نہ ہوتا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا (پس صبر جمیل ہی میرے لئے ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو میرے پاس لے آئے گا) یوسف اور اس کے بھائی بنیامین بڑے سمیت اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ (بیشک وہی جاننے والا ہے) میرے غم کی حالت اور افسوس کی کیفیت کو الْحَكِيْمُ (حکمت والا ہے) اس نے کسی حکمت سے اس ابتلاء میں ڈالا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## والد کو اطلاع پر غم کی تازگی:

۸۴: وَتَوَلّٰی عَنْهُمْ (اوران کی طرف سے منہ پھیرا) جوخبر لائے تھے اس کو ناپسند کرتے ہوئے ان سے اعراض کیا۔ وَقَالَ یٰۤاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ (اور کہا اے میرے افسوس یوسف پر ) الاسف کو مضاف کیا اپنی ذات کی طرف ۔اسف شدید غم وحزن و حسرت کو کہتے ہیں۔اس میں الف یاء اضافت سے بدل ہے۔اور اسف اور یوسف کے الفاظ میں بلا تکلف صفت تجانس پیدا ہوگئی ہے جیسا کہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم [التوبہ:۳۸] اور وهم ینهون عنه وینئون عنه [انعام:۲۶] اسی طرح وهم یحسبون انهم یحسنون صنعًا [الکہف:۱۰۴] اسی طرح مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ [النمل:۲۲] ان تمام مقامات پر یہ صفت تجانس پائی جاتی ہے۔

مَسْئَلَہ: یوسف پر افسوس کیا مگر بنیامین اور بڑے پر نہیں کیونکہ ان کے معاملے کو عرصہ گزر چکا تھا۔اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ طویل عرصہ گزرنے پر بھی دکھ ان کے ہاں تازہ تھا۔ وَابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ (اوران کی آنکھیں سفید ہوگئیں ) اسی لئے کہ ان سے بہت آنسو بہائے اور آنسوؤں نے آنکھوں کی سیاہی مٹا دی اور مکدر سفیدی رہنے دی نمبر۲۔ان کی نگاہ بالکل جاتی رہی۔نمبر۳۔ان کو معمولی جان پہچان تھی۔

مِنَ الْحُزْنِ (غم کے باعث ) کیونکہ غم رونے کا ذریعہ ہے۔جس رونے سے سفیدی آئی تھی گویا دوسرے لفظوں میں غم سے ہی سفیدی آ گئی نمبر۲۔فراق یوسف سے لیکر ملاقات کے وقت تک آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے کبھی خشک نہ ہوئیں تھیں یہ اسی ۸۰ سال کا طویل عرصہ تھا۔اور یعقوب علیہ السلام سے بڑھ کر اس وقت کوئی اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ نہ تھا۔اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہوسکتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کو یہ گھبراہٹ اس مقام تک پہنچا دے۔کیونکہ انسان جبلی طور پر غم میں بے اختیار ہو جاتا ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر کی تعریف کی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم پر روئے اور فرمایا۔دل غم کرتا آنکھ آنسو بہاتی ہے۔ مگر ہم وہ بات نہیں کہتے جو ہمارے رب کو ناراض کرے۔اور ہمیں اے ابراہیم تیری جدائی کا صدمہ پہنچا ہے [بخاری، مسلم] قابل مذمت، چیخنا چلانا، نوحہ کرنا، چہرے پر تھپڑ مارنا۔سینہ کوبی کرنا، کپڑے پھاڑنا ہے۔(اور اس سے انبیاء علیہم السلام کا رونا پاک ہے ) فَهُوَ کَظِیْمٌ اور وہ جی ہی میں گھٹا کرتے ) اولاد پر غصے سے بھرے تھے اور اپنی اس ناگواری کو ظاہر نہ کرتے۔کظیم فعیل بمعنی مفعول ہے جیسا کہ دوسری جگہ میں فرمایا اذ نادٰی وهو مکظوم [القلم:۴۸] یہ کظم السقاء سے بنا ہے۔جب اس کو بھر کر باندھ دیں۔

## بیٹوں کی ملامت:

۸۵: قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا (بیٹے کہنے لگے آپ تو ہمیشہ ہی ) یہ لا تفتأ تھا حرف نفی کو حذف کر دیا کیونکہ وہ ملتبس نہیں ہوتا اگر یہ اثبات ہوتا تو لام ونون کے بغیر چارہ کار نہ تھا۔ لا تفتا کا معنی لا تزال والا ہے۔ تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا (یاد کرتا رہے گا یوسف کو یہاں تک کہ تو گھل گھل کر جان بلب ہو جائے ) مرض کی وجہ سے ہلاکت کے کنارے پر ہونا۔ اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْهٰلِکِیْنَ (یا تو ہو جائے ہلاک ہونیوالا )

۸۶: قَالَ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْۤ اِلَی اللّٰهِ (کہا بیشک میں شکوہ کرتا ہوں اپنے رنج اور غم کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ) البتہ وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

شدید غم جس پر صبر نہ ہو سکے پھر وہ اس کا اظہار دوسرے کے پاس کرے۔مطلب یہ ہوا میں کسی کے ہاں شکوہ نہیں کرتا نہ تمہارے ہاں اور نہ غیر کے ہاں میں تو بارگاہِ الٰہی میں شکوہ کرتا ہوں۔اور اس سے دعا و التجاء کرنے والا ہوں۔تم میری شکایت کے درمیان حائل نہ ہو۔

تفسیری روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں تم پر اس لئے ناراض ہوا۔کیونکہ تم نے ایک بکری ذبح کی۔تمہارے دروازہ پر ایک مسکین آیا تم نے اس کو کھانا نہ دیا۔مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب انبیاء علیہم السلام ہیں۔پھر مساکین۔پس تم کھانا تیار کراؤ اور اس پر مساکین کو بلاؤ۔نمبر۲۔انہوں نے ایک لونڈی کو جس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا خرید کیا۔لڑکے کو بیچ دیا۔وہ لونڈی بیٹے پر رو رو کر اندھی ہوگئی۔وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) اور میں اس کی رحمت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ صبر کرنے سے ملے گی۔روایت میں ہے کہ انہوں نے موت کے فرشتہ کو خواب میں دیکھا۔اس سے پوچھا کیا تم نے یوسف کی روح قبض کی؟ اس نے کہا نہیں، اللہ کی قسم! وہ زندہ ہے اس کو تلاش کرو۔اور پھر فرشتے نے ان کو یہ دعا سکھائی یاذاالمعروف الدائم الذی لاینقطع ابدًا ولا یحصیه غیرك فرّج عنی۔

## تیسری بار مصر کی روانگی کی ہدایات:

۸۷: یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ (اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو) ان دونوں کے متعلق معلومات حاصل کرو اور ان کی خبر تلاش کرو۔ فتحسسوا یہ الاحساس سے تفعل ہے اور اس کا معنی معرفت و پہچان حاصل کرنا ہے۔وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (اور تم ناامید نہ ہو۔اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) رحمت الٰہی اور وسعت باری تعالیٰ سے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔اِنَّهٗ (بیشک شان و معاملہ یہ ہے۔) لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے مگر کافر لوگ) کیونکہ جو ایمان لاتا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں میں رہ رہا ہے اور کافر وہ رحمت الٰہی کو جانتا ہی نہیں اور نہ اس کا آنا جانا اسکی نعمتوں میں ہے۔اس لئے وہ اسکی رحمت سے مایوس رہتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ

سو جب یہ لوگ یوسف پر داخل ہوئے تو کہنے لگے کہ اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو تکلیف پہنچی ہے اور ہم یہ ایسی پونجی لائے ہیں

مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۸۸

جو رد کیے جانے کی مستحق ہے سو آپ ہمیں پورا غلہ دے دیجئے اور ہم پر صدقہ کر دیجئے بے شک اللہ صدقہ کرنے والوں کو اس کی جزاء دیتا ہے،

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ۸۹ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ

یوسف نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا جبکہ تم جاہل تھے، کہنے لگے واقعی کیا

لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ

آپ یوسف ہیں؟ یوسف نے کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان فرمایا بلاشبہ بات یہ ہے جو شخص تقویٰ اختیار کرے

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۹۰ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا

اور صبر کرے تو اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا، کہنے لگے اللہ کی قسم اللہ نے تجھے ہم پر فضیلت دے دی اور بلاشبہ ہم خطا

لَخٰطِـــِٕيْنَ ۹۱ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۹۲

کرنے والوں میں سے تھے، یوسف نے کہا آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

۸۸: پھر وہ اپنے والد کے ہاں سے نکل کر مصر کی طرف روانہ ہوئے فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ (جب وہ اس کے پاس داخل ہوئے) یعنی یوسف علیہ السلام قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ (اے عزیز مصر ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو قحط سے سخت تکلیف پہنچی ہے) شدت تکلیف اور بھوک سے کمزوری پیش آ گئی۔ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ (اور ہم کھوٹے دراہم لائے ہیں) ردی دراہم جن کو ہر تاجر بے رغبتی سے پیچھے ہٹاتا ہے اور ان سے حقارت کا اظہار کرتا ہے یہ مُزْجٰىةٍ اَزْجَيْتُهٗ سے ہے جس کا معنی دفع کرنا اور پھینکنا ہے۔ نمبر۲۔ دوسرا قول یہ ہے ان کے دراہم زیوف کم قیمت تھے جن کو منت سے ساجت سے لیا جاتا نمبر۳۔ اون اور گھی تھا۔ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ (تم پورا غلہ دو) جو ہمارا حق بنتا ہے وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا (اور ہم پر صدقہ کر دیجئے) اور درگزر سے ہمیں زائد دیں اور سامان کے ردی ہونے سے چشم پوشی فرمائیں۔ نمبر۲۔ ہمارے حق سے اضافہ فرمائیں۔ نمبر۳۔ ہمارا بھائی مہربانی سے ہمیں دے دیں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو جزاء دینے والا ہے)

۸۹: جب انہوں نے کہا مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ اور گڑگڑائے اور اس سے صدقہ طلب کیا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو کی جھڑی لگ گئی اور بے تابانہ یہ کہہ کر ان سے اپنا تعارف کرایا۔ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ (کہا کیا تم جانتے ہو جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا اس حرکت کی قباحت و برائی سے واقف ہو جو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ



BestUrduBooks.wordpress.com

کی۔ وَاَخِیْہِ اِذْ اَنْتُمْ جٰھِلُوْنَ (اور اس کے بھائی کے ساتھ جبکہ تم ناواقف تھے) اسکی قباحت سے واقف نہ تھے نمبر۲۔ جب تم بیوقوفی اور غصہ کی تیزی میں تھے۔ فعلتم باخیہ سے اس غم پر تعریض کی جو بھائی کو بھائی سے جدا کر کے دکھ پہنچایا اور اس کے علاوہ قسما قسم کی ایذائیں دیں۔

## افشائے راز:

۹۰: قَالُوْٓا ءَاِنَّکَ (انہوں نے کہا کیا آپ) قراءت: کوفی وشامی دونوں نے دو ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ لَاَنْتَ یُوْسُفُ (سچ مچ یوسف ہو)۔

نحو: انت مبتداء اور لام ابتدائی ہے۔ اور یوسف خبر ہے اور جملہ ان کی خبر ہے۔ قَالَ اَنَا یُوْسُفُ وَھٰذَآ اَخِیْ (کہا میں یوسف اور یہ میرا بھائی ہے) آپ نے اپنے بھائی کا تذکرہ کیا حالانکہ انہوں نے تو فقط آپ کے متعلق سوال کیا کیونکہ بھائی کے تذکرہ میں اس چیز کی وضاحت ہے جس کا انہوں نے سوال کیا۔ قَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا (تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا) فرقت وجدائی کے بعد ملا دیا۔ اور سلامتی اور عظمت عنایت فرمائی اور ملامت سے ابتداء نہیں فرمائی۔

اِنَّہٗ مَنْ یَّتَّقِ (شان یہ ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرتا ہے) بے حیائی سے بچتا ہے۔ وَیَصْبِرْ (اور صبر کرتا ہے) گناہوں اور اطاعت پر صبر کرتا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (پس بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے) ان کا اجر۔ ضمیر کی جگہ محسنین کا لفظ لائے کیونکہ یہ صابرین اور متقین دونوں کو شامل ہے۔ کہا جاتا ہے جو اپنے سے ڈرتا ہے وہ اسکی آزمائش پر صبر کرتا ہے وہ اس کا بدلہ دنیا وآخرت میں ضائع نہیں کرتے۔

## طلبِ معافی:

۹۱: قَالُوْا تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا (انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہم پر ترجیح دی) تمہیں چنا اور علم وحلم کے ذریعہ ہم پر فضیلت دی۔ اور تقویٰ اور صبر حسن عنایت فرمایا۔ وَاِنْ کُنَّا لَخٰطِئِیْنَ (یقیناً ہم غلطی کرنے والے تھے) اور بیشک ہماری شان وحالت یہ ہے کہ بلاشبہ ہم جان بوجھ کر گناہ کرنے والے ہیں۔ نہ ہم گناہوں سے بچے اور نہ صبر کیا یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو بادشاہت سے عزت دی اور ہمیں مسکین بنا کر تیری خدمت میں پیش کر دیا۔

## اعلانِ معافی:

۹۲: قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ (یوسف علیہ السلام نے فرمایا آج تم پر کوئی الزام نہیں) روایت میں ہے کہ ابوسفیان اسلام لانے کیلئے آئے تو حضرت عباسؓ نے ان کو کہا جب تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ تو یہ کہنا قال لا تثریب علیکم الیوم۔ اس نے کہہ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور اس کو جس نے یہ تمہیں سکھایا [نسائی، بیہقی]

روایت میں ہے کہ جب بھائیوں نے پہچان لیا تو آپ کی طرف پیغام بھیجا۔ تو ہمیں اپنے دسترخوان پر صبح وشام بلاتا ہے۔ اور ہمیں اپنی زیادتیوں کی وجہ سے حیاء آتی ہے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اہل مصر نے اگرچہ بادشاہ تو مجھے مان لیا۔ مگر وہ میری



BestUrduBooks.wordpress.com

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ

میرا یہ کرتہ لے جاؤ سو اسے میرے والد کے چہرہ پر ڈال دو وہ بینا ہو جائیں گے۔ اور میرے پاس اپنے سارے گھر والوں کو

اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَا

لے آؤ، اور جب قافلہ روانہ ہو گیا تو ان کے والد نے کہا کہ اگر تم یہ نہ کہو کہ میں بہکی ہوئی باتیں کرنے والا ہوں تو میں یوسف کی

اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ

خوشبو پا رہا ہوں، وہ لوگ کہنے لگے اللہ کی قسم آپ اپنی پرانی غلطی میں ہیں، پھر جب خوشخبری لانے والا

الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ

آ پہنچا تو اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر ڈال دیا لہٰذا وہ پھر سے آنکھوں والے ہو گئے اور بیٹوں سے فرمایا کیوں میں نے تم سے نہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو

مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾

جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ان کے بیٹے کہنے لگے کہ اے اباجی ہمارے گناہوں کی مغفرت کے لئے دعا کیجئے بلاشبہ ہم خطا کرنے والے ہیں،

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

انہوں نے جواب دیا کہ میں عنقریب اپنے رب سے تمہارے لئے مغفرت کی دعا کروں گا بلاشبہ وہ غفور ہے رحیم ہے

طرف پہلی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں وہ عظیم ذات ہے۔ جس نے ایک غلام کو اس بلندی پر پہنچا دیا۔ اب تمہاری وجہ سے مجھے یہ شرف ملا اور لوگوں کو علم ہوا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کا پوتا ہوں۔ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (اللہ تمہاری مغفرت فرمائے) وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے) جب میں فقیر اور محتاج کی رحمت کا یہ حال تو غنی غفور کی رحمت بے پایاں کتنی بڑی ہوگی۔

## اظہارِ معجزہ:

۹۳: پھر ان سے والد کے حالات دریافت کیے تو انہوں نے کہا زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی آنکھیں جاتی رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا: اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا (تم میری یہ قمیص لے جاؤ) ایک قول یہ ہے کہ وہ متوارث قمیص تھی جو تعویذ کی صورت میں یوسف علیہ السلام کے پاس تھی یہ جنت سے آئی تھی۔ جبرئیل علیہ السلام نے اسی کے بھیجنے کا حکم دیا تھا کیونکہ اس میں جنت کی خوشبو تھی وہ جب کسی مبتلاءِ مصیبت پر ڈالی جاتی تو وہ صحیح ہو جاتا۔ فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا (پس اس کو میرے والد کے چہرہ پر ڈال دو ان کی بصارت واپس آ جائے گی) بصر بصیراً تم کہو گے جاء البناء محکما۔ یہ بنیاد مضبوط ہوگئی۔ نمبر۲۔ وہ میری طرف آئیں گے اس حال میں کہ وہ آنکھوں والے ہونگے۔ یہودا نے کہا یہ قمیص شفاء میں اٹھاؤں گا جیسا ظلم کی قمیص میں اٹھا کر لے گیا۔ نمبر۳۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ایک قول یہ ہے کہ ننگے پاؤں اور ننگے سرمصر سے کنعان اس قمیص کو لے گیا۔ ان کے درمیان اسی فرسخ کا فاصلہ تھا۔ وَاْتُوْنِیْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ (اورتم اپنے تمام اہل کو میرے پاس لے آؤ) تا کہ وہ میری بادشاہی سے فائدہ پائیں جیسا میری ہلاکت کی اطلاعات سے غمزدہ ہوئے۔

۹۴: وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ (جب قافلہ جدا ہوا) عریش مصر سے نکلا عرب کے محاورہ میں کہتے ہیں۔ فصل من البلاد فصولا، وہ شہر سے جدا ہوا جدا ہونا جبکہ اس سے علیحدہ ہو جائے اور اسکی آبادی سے نکل جائے۔ قَالَ اَبُوْهُمْ (ان کے والد نے (اپنے پوتے کو) کہا) اور جوان کے اردگرد لوگ تھے۔ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ (مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے) اللہ تعالیٰ نے قمیص کی خوشبو کا ادراک کرا دیا۔ جبکہ آٹھ روز کے فاصلہ سے روانہ ہوئی۔ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ (اگرتم مجھے بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو) التفنید فند کی طرف نسبت کرنا اور وہ بڑھاپے کی وجہ سے عقل میں نقصان آنا ہے۔ مطلب یہ ہے اگرتم مجھے سٹھایا ہوا نہ سمجھتے تو تم میری تصدیق کرتے۔

۹۵: قَالُوْا (انہوں نے کہا) پوتوں نے تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ (اللہ کی قسم بیشک تو اپنی پرانی گمراہی میں ہے) عرصہ سے یوسف کی محبت میں افراط کی وجہ سے درست راستہ سے ہٹ چکا ہے۔ نمبر۲۔ یوسف کی محبت والی پرانی غلطی میں مبتلا ہے۔ ان کے ہاں وہ مرچکے تھے۔

## بصارتِ یعقوب کی واپسی:

۹۶: فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ (جب خوشخبری دینے والا آیا) یعنی یہودا اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ (اس کوان کے چہرہ پرڈال دیا) خوشخبری والے نے قمیص کو یعقوب کے چہرے پرڈال دیا نمبر۲۔ یعقوب علیہ السلام نے خود ڈال لیا۔ فَارْتَدَّ (پس لوٹ آئے) بَصِيْرًا (بینا ہوکر) جیسا کہا جاتا ہے ردّہ فارتدّ اس کولوٹایا وہ لوٹ گیا اور ارتدہ اذا ارتجعه جب لوٹایا جائے۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ (کہا کیا میں نے تمہیں کہا نہیں) یہ بات مراد ہے انی لاجد ريح يوسف یا یہ قول ولا تاينسوا من روح الله اور یہ قول اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (بیشک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جوتم نہیں جانتے) یہ ابتدائیہ جملہ ہے۔ اور قال کا مقولہ نہیں ہے۔ نمبر۲۔ مقولہ ہے اور مراد اس سے انما اشكو بثی و حزنی الی الله و اعلم من الله مالا تعلمون ہے۔ تفسیری روایت میں ہے کہ آپ نے خوشخبری والے سے سوال کیا۔ یوسف کا کیا حال ہے اس نے کہا وہ مصر کا بادشاہ ہے اس نے کہا میں نے سلطنت کو کیا کرنا ہے۔ کس دین پر ہے؟ اس نے جواب دیا۔ دین اسلام پر۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اب نعمت مکمل ہوئی۔

## بیٹوں کا معافی طلب کرنا:

۹۷: قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ (انہوں نے کہا اے ابا جی! آپ ہمارے گناہوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار فرما دیں۔ بیشک ہم خطا کار ہیں) یعنی ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں ان غلطیوں سے جو ہم نے



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

پھر جب یہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس ٹھکانہ دیا اور کہا کہ مصر میں انشاء اللہ امن و امان کے ساتھ

اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰاَبَتِ هٰذَا

داخل ہو جائیے، اور یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت پر اوپر بٹھایا اور وہ لوگ اس کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور یوسف نے کہا کہ اے ابا جان یہ

تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ

میرے خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے رب نے اس کو سچا کر دیا اور میرے ساتھ احسان فرمایا جبکہ مجھے جیل سے

مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ

نکالا اور آپ لوگوں کو دیہاتی علاقہ سے لے آیا اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال

اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ

دیا تھا، بے شک میرا رب جو چاہتا ہے اس کی لطیف تدبیر فرماتا ہے بے شک وہ جاننے والا ہے حکمت والا ہے، اے میرے رب آپ نے مجھے سلطنت کا

مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ

حصہ عطا فرمایا اور مجھے خوابوں کی تعبیر سکھائی، اے آسمانوں اور زمین کے پیدا فرمانے والے آپ ہی

وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

دنیا اور آخرت میں میرے کارساز ہیں مجھے اس حالت میں موت دیتا کہ میں فرماں بردار ہوں اور مجھے نیک بندوں میں شامل فرمائیے۔

تمہارے حق میں کی ہیں اور آپ کے بیٹے کے متعلق ہم توبہ کرتے ہیں ہمیں اپنی غلطیوں کا اعتراف ہے۔

۹۸: قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (اس نے کہا میں عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے استغفار کرونگا بیشک وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے) انہوں نے استغفار کو سحر تک مؤخر کیا نمبر۲۔ لیلہ جمعہ تک نمبر۳۔ توبہ کی سچائی میں ان کی حالت معلوم ہونے تک۔ نمبر۴۔ یوسف علیہ السلام سے دریافت تک کہ آیا انہوں نے معاف کر دیا۔

۹۹: پھر یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کی طرف سامان اور دو سواریاں بھیجیں تا کہ ان پر سوار ہو کر ان کے ہاں آ جائیں۔ جب مصر کے قریب پہنچے تو یوسف علیہ السلام اور بادشاہ چار ہزار فوج اور سرداران ملک اور بہت سے اہل مصر کے ساتھ یعقوب علیہ السلام کے استقبال کرنے کیلئے نکلے۔ یعقوب علیہ السلام سے اس حال میں ملاقات ہوئی کہ یہودا پر ٹیک لگا کر آپ چل رہے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تعبیر خواب کی تکمیل :

فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰی یُوۡسُفَ اٰوٰۤی اِلَیۡہِ (جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے تو انہوں نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی) اپنے جسم سے ملایا اَبَوَیۡہِ (اپنے والدین کو) اور ان سے معانقہ کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کی والدہ زندہ تھیں۔ نمبر۲۔ ان کی والدہ فوت ہو چکی تھی اور ان کے والد نے ان کی خالہ سے نکاح کیا تھا۔ اور خالہ ماں ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ چچا کو باپ کہا گیا ہے اور یہی معنی اس قول میں ہے واللہ اباء ك ابراهيم واسماعيل واسحاق [البقرہ:۱۳۳] دخولهم عليه کا معنی مصر میں داخلہ سے پہلے جبکہ ان کا استقبال کیا تو خیمہ میں ان کو اتارا۔ نمبر۲۔ اس جگہ کے کسی محل میں اتارا وہ ان کے پاس داخل ہوئے۔ تو انہوں نے والدین سے معانقہ کیا۔ وَقَالَ (اور ان کو کہا) اور اس کے بعد ان کو کہا اُدۡخُلُوۡا مِصۡرَ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیۡنَ (تم مصر میں چلو اور امن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو رہو) امن سے رہو ان کے بادشاہوں سے پہلے وہ پناہ لیکر داخل ہوتے۔ نمبر۲۔ قحط سے امن میں ہو۔ روایت میں ہے کہ ملاقات کے وقت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ السلام عليك يا مذهب الاحزان۔ یوسف علیہ السلام نے جواباً کہا: بکیتَ عَلَیَّ حَتّٰی ذَهَبَ بَصَرُكَ کیا آپ کو علم نہ تھا کہ قیامت ہمیں جمع کر دے گی؟ یعقوب علیہ السلام نے کہا ہاں۔ لیکن مجھے تمہارے دین کے سلب کا خطرہ ہوا پھر میرے اور تیرے درمیان فاصلہ کر دیا جائے۔

نمبر۳۔ ایک قول یہ ہے یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد مصر میں جب داخل ہوئے مرد عورتیں ۷۲ افراد تھے اور جب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکلے تو لڑنے والوں کی تعداد چھ لاکھ پانچ سو بہتر تھی۔ بچے اور بوڑھے اس کے علاوہ تھے۔ چھوٹے بچے ایک لاکھ بیس ہزار تھے۔

۱۰۰: وَرَفَعَ اَبَوَیۡہِ عَلَی الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا لَہٗ سُجَّدًا (اور انہوں نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ تمام ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے) ایک قول یہ ہے کہ مصر میں داخلہ کے وقت جب یوسف اپنی مجلس میں درست ہو بیٹھے تو آپ نے اپنے والدین کو بطور آرام تخت پر بٹھایا۔ اور وہ گر پڑے اس کے لئے سجدہ میں گیارہ بھائی اور والدین سُجَّدًا سجدہ ان کے ہاں بطور سلام و تکریم کے جائز تھا۔ جیسا کہ قیام و مصافحہ اور ہاتھوں کا بوسہ۔ زجاج کہتے ہیں۔ تعظیم کا طریقہ اس وقت عظمت والے کو سجدہ کرنا تھا۔ نمبر۲۔ یہ پھر جھکنا تھا پیشانی کو زمین پر رکھنا مراد نہ تھا مگر خروا له سجدًا اس معنی کا انکار کر رہا ہے۔ نمبر۳۔ وہ یوسف کی خاطر اللہ کی بارگاہ میں سجدہ شکر میں پڑ گئے اس صورت میں لام اجلیہ ہے۔

وَقَالَ یٰۤاَبَتِ ہٰذَا تَاۡوِیۡلُ رُءۡیَایَ مِنۡ قَبۡلُ (اور کہا اے اباجی! یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جو پہلے آیا) ھا سے الرؤیا مراد ہے۔ قَدۡ جَعَلَہَا رَبِّیۡ حَقًّا (میرے رب نے اس کو سچا کر دیا) خواب اور تعبیر کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا۔ نمبر۲۔ ۸۰ اسی سال کا فاصلہ نمبر۳۔ ۸۶ سال کا نمبر۴۔ ۳۶ سال کا نمبر۵۔ ۲۲ سال کا۔ وَقَدۡ اَحۡسَنَ بِیۡۤ (اور اس نے مجھ پر احسان فرمایا) کہا جاتا ہے احسن الیہ، احسن بہ (احسان کرنا) اسی طرح اساء الیہ، بہ مستعمل ہے۔ اِذۡ اَخۡرَجَنِیۡ مِنَ السِّجۡنِ (جب اس نے مجھے قید سے نکالا) یوسف علیہ السلام نے کنوئیں کا ذکر نہیں کیا۔ اس قول کے باعث لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ، وَجَآءَ بِکُمۡ مِّنَ الۡبَدۡوِ



BestUrduBooks.wordpress.com

(اور تمہیں دیہات سے لایا) دیہات سے کیونکہ ان کے ہاں مویشی تھے ایک پانی سے دوسرے پانی پر منتقل ہوتے اور چراگاہوں کو بدلتے۔ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ (اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان چوک لگائی) ہمارے درمیان فساد ڈلوایا اور برانگیختہ کیا۔ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ (بیشک میرا رب عمدہ تدبیر کرتا ہے جو چاہتا ہے) لطیف تدبیر والا۔ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (بیشک وہی علم والے حکمت والے ہیں) نمبر۱۔ کہ امیدوں کو مقررہ اوقات تک مؤخر کرتا ہے۔ نمبر۲۔ اختلاف کے بعد الفت پیدا فرمادی۔

## دعائے مستجاب:

۱۰۱: رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ (اے میرے رب آپ نے مجھے سلطنت کا ایک حصہ عنایت فرمایا) ملک سے ملک مصر مراد ہے۔ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ (اور آپ نے مجھے خوابوں کی تعبیر سکھائی) نمبر۱۔ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کی تفسیر نمبر۲۔ خوابوں کی تعبیر۔

نحو: مِنْ تبعیضیہ ہے اس لئے کہ ان کو مصر کی بادشاہت ملی نہ کہ پوری دنیا کی اور تاویل بھی بعض باتوں کی نہ کہ تمام کی فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے)

نحو: منادیٰ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (آپ دنیا و آخرت میں میرے کارساز ہیں) آپ ہی دارین میں نعمتوں سے نوازنے والے ہیں۔ اور ملک فنا کے ساتھ ملک بقاء کو ملا کر عنایت کرنے والے ہیں۔ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا (پوری فرمانبرداری میں مجھے وفات دے) اسلام کی حالت والی موت طلب کی جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے موت سے قبل عہد لیا تھا **ولا تموتن الا وانتم مسلمون!** [آل عمران:۱۰۲] بقول ضحاک مسلم کا معنی مخلصاً ہے۔ اور تستری کہتے ہیں میں اپنا معاملہ آپ کے سپرد کرنے والا ہوں۔

مسئلہ: باوجود معصوم ہونے کے یوسف علیہ السلام نے یہ دعا کی تاکہ وہ لوگ ان کی اقتداء کریں۔ جو مامون اور محفوظ نہیں بلکہ گناہگار ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے اعمال کو امتوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ امتیں ان کو دیکھ لیں۔ وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (اور تو مجھے ملا دے نیکوں کے ساتھ) نمبر۱۔ میرے آباؤ واجداد کے ساتھ نمبر۲۔ عام جو نیک صالح لوگ ہیں۔

روایت تفسیر میں ہے کہ یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑا اور اپنے خزانوں کا چکر لگوایا۔ جو کہ سونے، چاندی، کپڑے، اسلحہ ڈپو، کاغذ سٹور پر مشتمل تھے۔ یعقوب علیہ السلام نے کاغذوں کو دیکھ کر فرمایا میرے بیٹے تیرے پاس اتنے کاغذ تھے مگر آٹھ مرحلہ فاصلہ پر تو نے ایک کاغذ بھی نہ لکھا۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے جبرئیل علیہ السلام نے حکم دیا تھا۔ یعقوبؑ نے فرمایا کیا آپ اس سے پوچھ سکتے ہیں؟ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ آپ کو ان سے زیادہ بے تکلفی ہے ان سے پوچھ لو تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا حکم دیا تھا۔ آپ کے اس قول کی وجہ سے **فاخاف ان یاکلہ الذئب** مجھے ڈر ہے کہ اس کو بھیڑیا کھا جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مجھ سے کیوں نہ ڈرا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ کی طرف وحی کے ذریعے بھیجتے ہیں، اور آپ اس وقت ان کے پاس موجود نہیں تھے جب انہوں نے اپنے کام کا پختہ ارادہ کر لیا تھا

وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ

اور وہ تدبیر کر رہے تھے، اور اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں اگرچہ آپ حرص کریں، اور آپ اس پر ان سے کسی عوض کا

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع

سوال نہیں کرتے یہ تو جہاں والوں کے لئے نصیحت ہے

ایک روایت میں ہے کہ یعقوب علیہ السلام ۲۴ سال زندہ رہے پھر وفات پا گئے اور اسحاق علیہ السلام کے پہلو میں سرزمین شام لیجا کر دفن کا حکم دیا۔ پھر جان جہاں آفریں کے حوالہ کر دی۔ ان کو اسی جگہ دفن کر دیا گیا پھر آپ مصر واپس لوٹے اور اپنے والد کے بعد تینتیس ۳۳ سال زندہ رہے جب ان کی موت کا وقت آیا تو اپنے لئے ہمیشہ کی بادشاہت چاہی اور نیکوں جیسی موت کی تمنا کی۔ نمبرا۔ ایک قول یہ ہے ان سے پہلے یہ تمنا کسی نے نہیں کی اور نہ ان کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پاکیزگی کے ساتھ وفات دی۔ اہل مصر نے آپس میں ان کے دفن پر شدید اختلاف کیا یہاں تک کہ لڑائی تک نوبت آ گئی ہر ایک اپنے محلے میں دفن کرنا چاہتا تھا۔ پھر مرمر کا صندوق بنوا کر اس میں ان کے جسد خاکی کو رکھا اور نیل میں ایسے مقام پر دفن کیا جو نیل کا راستہ اور گزرگاہ تھی۔ تاکہ سارے اہل مصر فیضیاب ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے چار سو سال بعد ان کے تابوت کو بیت المقدس منتقل کیا۔ ان کے ہاں دو اولادیں افرائیم اور میشا تھے۔ افرائیم کا ایک بیٹا نون تھا نون کے بیٹے یوشع ہیں جن کو فتٰی موسیٰ کہہ کر قرآن مجید نے ذکر کیا۔ عمالیق کے فراعنہ آپ کے بعد وراثۃً حکمران رہے اور بنو اسرائیل ان کے ماتحت دین یوسفی (ابراہیمی) پر قائم رہے۔

۱۰۲: ذٰلِكَ (یہ) یوسف علیہ السلام کے سابقہ واقعہ کی طرف اس سے اشارہ فرمایا یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا یہ مبتداء ہے۔ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ (غیب کی بعض خبریں ہیں)۔ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (جو وحی کر رہے ہیں ہم آپ کی طرف)

نحو: یہ دونوں ذٰلک کی خبریں ہیں۔ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ (اور آپ ان کے پاس نہ تھے) اولاد یعقوب کے پاس اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ (جبکہ انہوں نے اپنے معاملہ میں اتفاق کیا) یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے کا پختہ ارادہ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ (اس حال میں کہ وہ تدبیر کر رہے تھے) یوسف علیہ السلام کے متعلق اور ان کو دھوکہ سے قتل کرنا چاہتے تھے۔ یہ غیب کی خبریں آپ کو بذریعہ وحی حاصل ہوتی ہیں۔ کیونکہ آپ اولاد یعقوب کے پاس موجود نہ تھے جبکہ وہ اپنے بھائی کو کنوئیں میں ڈال رہے تھے۔

۱۰۳: وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ (اور لوگوں کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں خواہ آپ کو کتنی خواہش ہو) عام لوگ مراد ہیں۔ نمبر۲۔ اہل مکہ یعنی اہل مکہ ایمان لانے والے نہیں خواہ ان کے ایمان کیلئے آپ پوری کوشش صرف کر دیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝۱۰۵

اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں جن پر یہ لوگ گذرتے ہیں اور وہ ان سے اعراض کئے ہوئے ہیں،

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝۱۰۶ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ

اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر اس حال میں کہ شرک کرنے والے ہیں، کیا یہ لوگ اس بات سے مطمئن ہیں کہ ان پر اللہ کی طرف سے عذاب کی کوئی

عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۰۷

ایسی آفت آپڑے جو ان کو گھیر لے یا ان پر اچانک قیامت آپڑے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔

۱۰۴: وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ (اور تم ان سے اس پر نہیں مانگتے) ہٗ سے مراد تبلیغ نمبر۲۔ قرآن پر مِنْ اَجْرٍ (کوئی مزدوری) بدلہ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ (یہ خالص ذکر ہے) یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیحت ہے۔ لِّلْعٰلَمِيْنَ (جہان والوں کیلئے) اس میں اپنے ایک رسول کی زبان پر سے نجات کو طلب کرنے پر آمادہ کیا۔

## نشانہائے عبرت تو بہت ہیں مگر عبرت حاصل کرنے والے کم ہیں:

۱۰۵: وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ (کتنی ہی نشانیاں ہیں) علامتیں ہیں جو خالق کی خالقیت اور صفات وتوحید پر دلالت کرنے والی ہیں۔ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا (آسمانوں اور زمین میں جن پر ان کا گزر ہوتا ہے) ان نشانات پر نمبر۲۔ زمین پر (جنکے پاس ان کا گزر ہوتا ہے۔ وہ ان کا آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ وَهُمْ عَنْهَا (اور وہ ان آیات سے) مُعْرِضُوْنَ (اعراض کرنے والے ہیں) ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اس سے مراد ہلاک ہونے والی امتوں کے آثار اور عبرتناک مقامات جن کو وہ آتے جاتے دیکھتے تھے۔

۱۰۶: وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (اور ان کی اکثریت اللہ پر ایمان نہیں لاتی مگر کہ وہ شرک بھی کرتے ہیں) یعنی ان کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے متعلق اقراری ایمان تو لاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور آسمان وزمین کو پیدا کیا۔ مگر بتوں کی عبادت کر کے شرک کرنے والے ہیں جمہور کہتے ہیں یہ مشرکین کے متعلق اتری کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رازق وخالق مانتے تھے اور جب ان کو کوئی سخت معاملہ پیش آتا تو اللہ تعالیٰ کو مخلصانہ پکارتے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے۔ شرک کی باتوں میں سے قدریہ کی یہ بات بھی ہے کہ بندے کیلئے قدرت تخلیق مانتے ہیں۔ اور خالص توحید وہی ہے جو اہل سنت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں۔

۱۰۷: اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ (کیا وہ اس سے بے خوف ہوگئے کہ ان پر آن پہنچے کوئی ڈھانپنے والی) ایسی سزا جو ان کو ڈھانپ لے اور گھیر لے مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ (اللہ تعالیٰ کے عذاب میں سے یا قیامت آجائے ان کے پاس) ساعت سے قیامت مراد ہے۔ بَغْتَةً (اچانک) یہ حال ہے وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (اس حال میں کہ ان کو شعور بھی نہ ہو) اسکی آمد کا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ

آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں بصیرت پر ہوں اور وہ لوگ بھی جنہوں نے میرا اتباع کیا، اور اللہ پاک ہے اور میں

اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۱۰۸ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ

مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے سب آدمی ہی تھے جو مختلف بستیوں کے رہنے والوں میں سے تھے۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

ہم ان کی طرف وحی بھیجتے تھے کیا یہ لوگ زمین میں نہیں چلے پھر سو وہ دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ان سے پہلے گذرے

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۱۰۹

اور البتہ آخرت کا گھر بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا کیا تم سمجھ نہیں رکھتے۔

## عقیدۂ توحید کا اعلان:

۱۰۸: قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ (کہہ دیں کہ یہ میرا راستہ ہے) یہ وہی راستہ ہے جس میں ایمان و توحید کی دعوت ہے۔ یہی میرا راستہ ہے۔ نحو: السبیل اور الطریق یہ دونوں لفظ مذکر و مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔ پھر سبیل کی تفسیر اس طرح فرمائی۔ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰي بَصِيْرَةٍ (میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں بصیرت کے ساتھ) واضح دلیل کے ساتھ میں اس کے دین کی طرف دعوت دیتا ہوں اندھے پن کے ساتھ نہیں۔

اَنَا (میں) یہ ادعوا کی ضمیر مستتر کی تاکید ہے۔ وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (اور جس نے میری پیروی کی) اس کا عطف انا پر ہے) تقدیر عبارت یہ ہے ادعوا الی سبیل اللّٰہ انا وید عوا الیہ من اتبعنی کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور میرے پیروکار اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں نمبر۲۔ انا مبتداء علٰی بصیرۃ مقدم خبر ہے۔ اور من اتبعنی کا انا پر عطف ہے۔ آپ ابتداءً یہ بتلا رہے ہیں کہ میں اور میرے پیروکار حجت و دلیل پر ہیں خواہش پر نہیں وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ (اور اللہ تعالیٰ پاک ہے) میں اس کو شرکاء سے پاک قرار دیتا ہوں۔ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں) جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے والے ہیں۔

۱۰۹: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا (اور ہم نے آپ سے پہلے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا) نہ کہ فرشتوں کو کیونکہ کفار یہ کہا کرتے تھے۔ ولو شاء اللّٰہ لانزل ملائکۃ (اگر اللہ تعالیٰ رسول بھیجنا چاہتا تو ضرور فرشتے اتارتا۔ نمبر۲۔ ان میں کوئی عورت نہ تھی (تمام مرد تھے) نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى (جنکی طرف ہم وحی کرتے رہے شہروں کے رہنے والوں میں سے)



BestUrduBooks.wordpress.com

حَتّٰۤی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ

یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہوگئے اور انہیں یہ گمان ہوگیا کہ ہماری فہم نے غلطی کی تو ہماری مدد ان کے پاس آ گئی پھر ہم نے

مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِیْ

جس کو چاہا اسے نجات دیدی گئی اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ہٹایا جاتا، البتہ ان کے قصوں

قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰكِنْ

میں عقل والوں کے لئے عبرت ہے یہ قرآن ایسی کوئی بات نہیں ہے جو تراشی ہوئی ہو بلکہ

تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲ / ۷

اس سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئی ہیں یہ کتاب ان کی تصدیق کرنے والی ہے اور ہر چیز کی تفصیل کرنے والی ہے اور ہدایت ہے اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

قراءت: حفص نے نون سے پڑھا ہے اہل قری اس لئے کہا کیونکہ وہ علم وحلم والے ہوتے ہیں اور جنگلی لوگوں میں جہل و جفا کثرت سے ہوتی ہے۔ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ (کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ وہ دیکھتے کس طرح ان لوگوں کا انجام ہوا جوان سے پہلے ہوئے البتہ آخرت کا گھر) آخری گھڑی والا گھر خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا (وہ بہت بہتر ہے۔ ان لوگوں کیلئے جو متقی ہیں) شرک سے بچنے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانیوالے ہیں۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا تمہیں سمجھ نہیں)

قراءت: مکی، ابوعمرو اور حمزہ وعلی نے یعقلون یا سے پڑھا ہے۔

۱۱۰: حَتّٰۤی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ (یہاں تک کہ جب پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہوگئے) قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہوگئے وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا (اورانہوں نے یقین کرلیا کہ ان کی تکذیب کردی گئی) رسولوں کو یقین ہوگیا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلادیا ہے۔

قراءت: کوفی نے تخفیف کے ساتھ پڑھا۔ قوموں نے یقین کیا کہ رسل نے واقعی جھوٹ بولا یعنی وعدہ خلافی کی ہے۔ یا نمبر۲۔ قوموں نے گمان کیا کہ رسولوں کی طرف سے ان کے ساتھ جھوٹ بولا گیا۔ یعنی رسولوں نے انہیں یہ جھوٹ کہا کہ وہ ان پر غالب آجائیں گے اور اسمیں وہ سچے نہ نکلے۔ جَآءَهُمْ نَصْرُنَا (ان کے پاس ہماری مدد آئی) انبیاء علیہم السلام اور مومنین پر ہماری مدد اچانک بغیر شمار کے آن پہنچی۔ فَنُجِّیَ (پس جس کو چاہا ہم نے بچالیا)

قراءت: جیم مشدد، ایک نون یا مفتوح کے ساتھ شامی وعاصم نے پڑھا ہے ماضی مجہول اور مَن کو قائم مقام فاعل قرار دیا ہے۔ باقی قراء نے فَنُنْجِیْ دونون، دوسرا ساکن خفیفہ اور یا ساکن سے پڑھا ہے۔ مَنْ نَّشَآءُ (جن کو ہم نے چاہا) نبی اور ان کے



BestUrduBooks.wordpress.com

ساتھ ایمان والے وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا (اور ہماری پکڑ لوٹائی نہیں جا سکتی) بأس سے عذاب مراد ہے عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ (مجرم قوم سے) کافر مراد ہیں۔

۱۱۱: لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ نمبرا (ان کے واقعات میں) ان انبیاء علیہم السلام اور قوموں کے واقعات میں نمبر۲۔ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ (عقل والوں کیلئے عبرت ہے) نمبرا۔ اس طرح کہ گہری محبت سے گہرے کنوئیں میں ڈال دیے گئے۔ نمبر۲۔ چٹائی جیل سے تخت پر منتقل ہوئے نمبر۳۔ صبر کے نتیجہ میں سلامتی، کرامت و عزت ملی نمبر۴۔ فریب کاری میں ندامت و شرمندگی سامنے آئی۔ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى (یہ کوئی من گھڑت بات نہ تھی) یہ قرآن کفار کے خیال کے مطابق مفتری نہیں ہے۔ وَلَٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ (لیکن یہ تصدیق ہے اس وحی کی جو اس کے سامنے ہے) پہلی کتابوں کی یہ تصدیق ہے۔ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ (اور اسمیں ہر چیز کی تفصیل ہے) جس کی دین میں ضرورت ہے کیونکہ یہ وہ قانون ہے سنت کو جس کا سہارا ہے اور اجماع و قیاس کو بھی وَهُدًى (اور راہنمائی ہے) گمراہی سے وَرَحْمَةً (اور رحمت ہے) عذاب سے لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (ان لوگوں کیلئے جو ایمان لانے والے ہیں) اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر پر۔

نحو: لکن کے بعد والا جملہ کان کی خبر پر عطف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

## فضائل:

رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ اپنے غلاموں کو سورۂ یوسف سکھاؤ۔ جو بندہ اس کو پڑھے اور اپنے اہل کو سکھائے اور غلام لونڈی کو سکھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر سکرات کی موت کو آسان کر دیں گے۔ اور اس کو طاقت دیں گے کہ کوئی مسلمان اس سے حسد نہ کرے گا۔ (کشاف زمخشری)

شیخ ابو منصور رحمہ اللہ نے کہا کہ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کو ایذاء قریش پر صبر کی تلقین کی گئی گویا اس طرح فرمایا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے موافقت فی الدین کے باوجود اور حقیقی بھائی ہو کر یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا کچھ مکر و فریب نہیں کیے۔ اور یوسف علیہ السلام نے صبر کیا۔ آپ تو دین میں بھی ان کے مخالف ہیں پھر یہ اگر مخالفت کر رہے ہیں تو ان کی ایذاء پر صبر کریں۔ قول وہب رحمہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی کتاب پہلے اتاری اس میں کامل سورۂ یوسف اتاری جیسا کہ قرآن عظیم میں ہے (واللہ اعلم)

**تمت ترجمة تفسير سورة يوسف يوم الاربعاء التاسعة من شهر اكتوبر ۲۰۰۲ والحمد لله على ذلك**



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ رعد مدینہ میں نازل ہوئی اس میں تینتالیس آیتیں اور چھ رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

الٓمّٓرٰ یہ کتاب کی آیتیں ہیں، اور آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ آپ کی طرف اتارا گیا حق ہے، لیکن بہت سے

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى

لوگ ایمان نہیں لاتے، اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند فرما دیا تم ان آسمانوں کو دیکھ رہے ہو پھر وہ عرش پر

عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ

مستوی ہوا، اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر فرما دیا ہر ایک مدت مقررہ کے مطابق چلتا ہے وہ کاموں کی تدبیر فرماتا ہے،

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ② وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ

نشانیوں کو واضح طور پر بیان فرماتا ہے، تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو، اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا اور اس میں

فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي

پہاڑ اور نہریں پیدا فرما دیں اور ہر قسم کے پھلوں سے دو دو قسمیں پیدا فرمائیں وہ رات کو دن پر

الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ③ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ

ڈھانپ دیتا ہے، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر کرتے ہیں اور زمین میں ٹکڑے ہیں

مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى

جو آپس میں پڑوسی ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن میں بعض کی جڑ بعض سے ملی ہوئی ہے اور بعض ملی ہوئی نہیں ہیں انہیں ایک ہی

بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۚ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ سے

يَّعْقِلُوْنَ ④

کام لیتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱: الٓمّٓرٰ اللہ تعالیٰ ہی اسکی مراد کو جانتا اور دیکھتا ہے تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ ۔ترجمہ یہ معنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے تلک سے آیات سورت کی طرف اشارہ ہے الکتاب سے سورۃ مراد ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے تلک الأیات ایات السورۃ الکاملۃ العجیبۃ فی بابھا ۔ یہ آیات اس سورت کی آیات ہیں جو کہ اپنے باب میں کامل وعجیب ہے۔ وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (اور وہ جو تیری طرف تیرے رب کی جانب سے اتارا گیا) یعنی تمام قرآن الْحَقُّ (سچا ہے) یہ خبر ہے اور الذی الایۃ یہ مبتداء ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ (لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے) وہ یہ کہتے ہیں کہ محمد اسکو بنالائے ہیں۔پھر ان چیزوں کا ذکر کیا جن پر ایمان واجب ہے پس فرمایا۔

## قدرت الٰہی کے نمونے:

۲: اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ (اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا) اللہ مبتداء ہے اور الذی رفع السمٰوت اس کی خبر ہے۔بِغَیْرِ عَمَدٍ (بغیر ستون کے) یہ عماد یا عمود کی جمع ہے یہ حال ہے تَرَوْنَھَا (جو تم کو نظر آرہے ہیں) ھا ضمیر آسمانوں کی طرف لوٹتی ہے یعنی تم انکو اسی طرح دیکھتے ہو بیان کی ضرورت نہیں نمبر۲۔ضمیر عمد کی طرف ہے اس صورت میں یہ موضع جر میں ہے اس لئے کہ عمد کی صفت ہے یعنی بغیر عمد مرئیہ نظر آنے والے ستونوں کے بغیر ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (پھر عرش پر مستوی ہوا) اقتدار ونفوذ سلطنت سے استیلاء کیا وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ (اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا) بندوں کے فوائد اور علاقوں کی مصلحت میں کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی (ہر ایک ان میں سے ایک وقت مقررہ کیلئے چل رہا ہے) وہ اجل دنیا کا ختم ہونا ہے۔یُدَبِّرُ الْاَمْرَ (وہ معاملات کی تدبیر کرتا ہے) اپنی ملکوت اور ربوبیت کے معاملے کی۔یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ (وہ آیات کو کھول کر (اپنی نازل شدہ کتابوں میں) بیان کرتا ہے) لَعَلَّکُمْ بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوْقِنُوْنَ (تا کہ تمہیں اپنی رب کی ملاقات پر یقین ہو) تا کہ تمہیں یقین آجائے کہ ایسے مدبر اور مفصل کی طرف لوٹنا ضروری ہے۔

۳: وَھُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ (وہی ذات ہے جس نے زمین کو بچھایا) وَجَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ (اور زمین میں پہاڑ بنائے) زمین پر جم جانے والے پہاڑ وَاَنْھٰرًا (اور نہریں) جاری وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْھَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ (اور زمین میں ہر طرح کے پھلوں کی دو قسمیں پیدا کیں) یعنی سیاہ،سفید، میٹھے، کھٹے، چھوٹے، بڑے اور جو اسکے مشابہ ہیں۔یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ (ڈھانپ دیتا ہے دن کو رات سے) روشنی سفیدی کو رات پہنا دیتا ہے جس سے وہ سیاہ اندھیر بن جاتی ہے

قراءت: حمزہ، علی، ابوبکر نے یُغَشِّی پڑھا ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (بیشک اسمیں البتہ نشانیاں ہیں سوچ و بچار کرنے والے لوگوں کیلئے) پس وہ جانتے ہیں کہ انکا ایک بنانے والا ہے جو قادر مطلق علم وحکمت والا ہے۔

۴: وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ (اور زمین میں پاس پاس ملے ہوئے زمین کے ٹکڑے ہیں) زمین کے قطعات مختلف ہیں حالانکہ وہ بالکل قریب قریب ملے ہوئے ہیں۔کوئی عمدہ پیداوار والے اور شور ملے کوئی عمدہ اور کوئی کم پانی والے کوئی سخت اور کوئی نرم۔یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اسکی تدبیر کرنے والا قدرت وارادہ والا ہے۔وہ افعال کو اپنی مرضی سے ایک سے دوسرے انداز



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ اُولٰٓئِكَ

اور اگر آپ کو تعجب ہو تو ان کا یہ قول لائق تعجب ہے کہ جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا نئے سرے سے پیدا ہوں گے، یہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہونگے اور یہ لوگ دوزخ والے ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ

اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ لوگ عافیت سے پہلے آپ سے مصیبت کے جلدی آنے کا تقاضا کرتے ہیں اور حالانکہ ان سے پہلے

قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ

عذاب کے واقعات گزر چکے ہیں اور بلاشبہ آپ کا رب لوگوں کے ظلم کے باوجود انہیں بخش دینے والا ہے، اور یہ بات یقینی ہے کہ آپ کا رب

لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۶ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ

سخت عذاب والا ہے، اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہتے ہیں، ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں کی گئی۔ آپ صرف

ع ۱ ۷ ۷ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ ع

ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ہدایت دینے والے ہوتے چلے آئے ہیں۔

میں ڈھال دینے والا ہے اور وَجَنّٰتٌ (اور باغات) جَنّٰتٌ کا عطف قِطَعٌ پر ہے۔ یعنی زمین میں باغات ہیں الایۃ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ (انگوروں کے اور کھیتیاں اور کھجوریں دو شاخ والی اور ایک تنے والی)

قراءت: مکی، بصری، حفص نے قطع کا معطوف قرار دیکر مرفوع پڑھا ہے۔ اور دوسروں نے خبر کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور اعناب پر عطف کیا ہے اور الصنوان جمع صنو ہے۔ وہ کھجور جو ایک تنے سے دو شاخہ بن جائے۔ حفص نے صنوان کو ضمہ صاد سے پڑھا ہے۔ یہ دونوں لغتیں ہیں۔ يُسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ (انکو ایک پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔) قراءت: عاصم و شامی نے یا سے پڑھا ہے اور تا والی قراءت ابن کثیر، نافع کی ہے۔

وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰي بَعْضٍ (ہم ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتے ہیں)۔ قراءت: حمزہ اور علی نے یا سے پڑھا ہے۔ فِي الْاُكُلِ (پھل میں) مقدار، مزہ رنگ، بو قراءت: نافع اور مکی نے کاف کے سکون سے پڑھا ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (بیشک اس میں عقل والے لوگوں کیلئے نشانات ہیں) حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں دل آثار و انوار اور اسرار میں اسی طرح مختلف ہیں جس طرح زمین کے مختلف حصے انہار و ازہار، پھل میں مختلف ہیں۔

## اگر ان سب کا خالق ہے تو اعادۂ انسان کیوں ناممکن:

۵: وَاِنْ تَعْجَبْ (اگر تمہیں تعجب ہو) اے محمد ﷺ اگر آپ انکے انکار بعث والے قول پر تعجب کرتے ہیں۔ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ (تو



BestUrduBooks.wordpress.com

انکا یہ قول تعجب کے قابل ہے ) یہ خبر اور مبتداء ہے یعنی انکا قول اس قابل ہے کہ اس پر تعجب کیا جائے کیونکہ یہ تمام چیزیں پیدا کر سکتا ہے تو اسکو انکا دوبارہ لوٹانا تو آسان تر ہے۔ اور سہل ترین ہے پس ان منکرین کا انکار تو عجوبہ کائنات ہے۔ ءَ اِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَ اِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ۔ (جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا نئے سرے سے پیدا ہوں گے ) قراءت: عاصم، حمزہ نے ہر ایک کو دو ہمزہ سے پڑھا ہے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ (یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا) وہ کافر اپنے کفر میں ضد اختیار کرنے والے ہیں۔ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ (یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکی گردنوں میں طوق ہونگے ) اس میں وعید ہے۔ نمبر۲۔ انکے اصرار کو اس طرح ذکر کیا ( گویا گمراہی کے طوق انکے گلے میں لٹکے ہیں) وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (وہ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ) اور اُولٰٓئِكَ کو دو مرتبہ ذکر کر کے معاملے کی ہولناکی کو بتلانا مقصود ہے۔

## مطالبہ عذاب کا جواب:

۶: وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ (یہ لوگ آپ سے مصیبت جلد مانگتے ہیں بھلائی سے پہلے) عافیت کا وقت ختم ہونے سے پہلے عذاب کو مانگتے ہیں اور اسکا معاملہ اس طرح پیش آیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم پر عذاب لے آؤ۔ اور یہ بات آپکے انذار کا مذاق اڑاتے ہوئے کہی وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ (حالانکہ ان سے پہلے واقعات عقوبت گزر چکے ) سزائیں جوان جیسے مکذبین کو پیش آئیں۔ انکو کیا ہوا کہ یہ عبرت نہیں پکڑتے ورنہ یہ استہزاء نہ کرتے۔ المثلہ۔ سزا۔ اسکو المثلہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جرم اور مجرم میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ جیسا اس آیت میں جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔[الشوری: ۴۰] وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ (اور بیشک آپکا رب یقیناً لوگوں کی خطائیں باوجود انکی بے جا حرکتوں کے معاف کر دیتا ہے ) عَلٰی، مَعَ کے معنی میں یعنی گناہ کے ذریعہ اپنے نفسوں پر ظلم کے باوجود۔ یہ محلاً حال ہے۔ ای ظالمین لانفسھم اس حالت میں کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں سُدی کہتے ہیں مومنین پر۔ یہ کتاب اللہ کی سب سے زیادہ امید بخش آیت ہے۔ اس حیثیت سے کہ ظلم کے باوجود مغفرت کو ذکر فرمایا۔ جبکہ وہ بغیر توبہ ہو۔ توبہ گناہ کو اٹھا دیتی اور زائل کر دیتی ہے۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ (بیشک آپکا رب البتہ سخت بدلہ لینے والا ہے ) نمبرا۔ کافروں سے نمبر۲۔ یہ دونوں مومنین سے متعلق ہوں تو مشیت سے متعلق ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء۔

## من پسند نشانی کیوں نہیں لائے؟

۷: وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (اور کافر کہتے ہیں کیونکر اس پر اتاری نہیں جاتی کوئی نشانی اسکے رب کی طرف سے ) رسول اللہ ﷺ پر اتاری جانے والی آیات کو کافر در خور اعتناء ہی نہ سمجھتے۔ عناد سے انکار کرتے خود پسند معجزات موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام جیسے عصا کا سانپ بن جانا مُردوں کا زندہ ہونا۔ وغیرہ کے طلب گار تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو کہا گیا۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ (بیشک آپ ڈرانے والے ہیں) بیشک آپکو منذر بنا کر بھیجا گیا۔ برے انجام سے آپ انکو ڈرانے والے اور دوسرے رسولوں کی طرح خیر خواہی کرنے والے ہیں اور آپکے ذمہ صرف وہ بات ہے کہ جس سے آپکا رسول منذر ہونا ثابت ہو اور یہ کسی ایک نشانی سے بھی ہو سکتا ہے۔ دعویٰ رسالت کے صحیح ثبوت کیلئے تمام نشانات برابر ہیں۔ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (اور ہر قوم



BestUrduBooks.wordpress.com

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَىْءٍ عِنْدَهٗ

اللہ جانتا ہے جو کوئی کسی عورت کو حمل ہوتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی اور بیشی ہوتی ہے، اور ہر چیز اللہ کے نزدیک ایک خاص مقدار کے

بِمِقْدَارٍ ⑧ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ⑨ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ

ساتھ ہے، وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے بڑا ہے برتر ہے، تم میں سے جو کوئی شخص کوئی بات آہستہ سے کہے

وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ⑩ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ

اور جو شخص پکار کر کہے اور جو شخص رات میں چھپا ہوا ہو اور جو شخص دن میں چلتا پھرتا ہو یہ سب برابر ہیں، ہر ایک کے لئے آگے پیچھے آنے جانے

بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ

والے فرشتے ہیں جو آگے سے اور پشت کے پیچھے سے آتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، بلاشبہ اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا

حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ

جب تک کہ وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے، اور جب اللہ کسی قوم کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ فرمائے تو اسے کوئی واپس کرنے والا نہیں، اور ان لوگوں کے لئے

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ⑪

اس کے سوا کوئی مددگار نہیں

کیلئے ایک ہادی ہوا) انبیاء علیہم السلام میں سے جو انکو دین قویم کی طرف راہ دکھلاتا رہا۔ اور اپنی مخصوص ملنے والی آیات سے انکو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا رہا مطلوبہ فرمائشی معجزات کسی نے بھی پیش نہیں کیے۔

### علم الٰہی بے پایاں ہے:

۸: اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ (اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ کسی مادہ کو حمل رہتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے) ان تین مقامات میں ما موصولہ ہے تو مطلب یہ ہوگا جس چیز کو مادہ اپنے پیٹ میں اٹھائے ہوئے ہوتی ہے نر یا مادہ ایک یا متعدد۔ سالم الاعضاء بچہ یا ناقص، خوبصورت، بدصورت، لمبا، چھوٹا وغیرہ لک اور جسکو رحم گھٹاتے ہیں یعنی وہ جانتا ہے جسکو وہ کم کرتا ہے۔ تغیض کا معنی کم کرنا کہتے ہیں غاض الماء و غضته انا۔ پانی گھٹ گیا اور میں نے اسکو کم کیا ماتزداد جو وہ بڑھتے ہیں یا بڑھاتے ہیں مراد نمبرا۔ اس سے لڑکے کی تعداد کہ ایک، دو، تین، چار یا نمبر۲ لڑکے کا جسم تام ہے یا ناقص یا نمبر۳۔ مدت ولادت نو ماہ سے کم اور دو سال تک زیادہ سے زیادہ عندنا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک چار سال، امام مالک کے ہاں ۵ سال تک۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ما مصدر یہ ہوتو معنی یہ ہے ہر مؤنث کے حاملہ ہونے کی اور رحموں کے گھٹنے اور انکے بڑھنے کو جانتا ہے۔وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ (اور ہر چیز اسکے ہاں مقدار کے ساتھ ہے) ایک اندازے اور حد تک ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتی اور نہ کم ہوتی ہے جیسا اس ارشاد میں انا کل شیء خلقنٰہ بقدر [ القمر:۴۹]

۹: عٰلِمُ الْغَيْبِ (وہ غیب کا جاننے والا ہے) غیب سے مراد جو مخلوق سے پوشیدہ ہے وَالشَّهَادَةِ (اور سامنے والی چیز کو) جسکا وہ مشاہدہ کرتے ہیں۔الْكَبِيْرُ (عظمت والی) بڑی شان والی جس سے ہر چیز کم ہے۔الْمُتَعَالِ (عالی شان ذات ہے) ہر شئی سے اپنی قدرت کے ساتھ بلند و بالا۔نمبر۲۔مخلوقات کی تعریف سے بلند و بالا اور عالی شان ہے۔دونوں حالتوں میں مکی یا سے پڑھتے ہیں یعنی وصل و وقف کی حالت۔

۱۰: سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ (جو شخص تم میں سے کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے یہ سب برابر ہیں) اللہ تعالیٰ کے علم میں وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ (اور جو شخص رات کو چھپنے والا ہو) مستخف کا معنی چھپنے والا وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ (اور جو دن میں چلے) اپنے راستہ پر چلنے والا ہو اور سامنے جانے والا ہو۔کہا جاتا ہے سرب فی الارض سروبا اور سارب کا عطف من هو مُسْتَخْفٍ پر ہے صرف مُسْتَخْفٍ پر نہیں ہے نمبر۲۔مُسْتَخْفٍ پر ہو تو مَن دو کے معنی میں ہے۔

۱۱: لَهٗ (اسکے لئے ہے) ہٗ کی ضمیر مَن کی طرف لوٹتی ہے گویا اس طرح فرمایا لمن اسرّ و من جهر و من استخفٰی و من سرب مُعَقِّبٰتٌ (حفاظتی فرشتے) فرشتوں کی وہ جماعتیں جو حفاظت میں باری باری آتی ہیں۔اصل معتقبات تھا تا کو قاف میں ادغام کر دیا۔نمبر۲۔یہ عقبہ سے مفعلات کا وزن ہے جبکہ وہ اسکے پیچھے آئے کیونکہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔نمبر۳۔کیونکہ وہ کلام کرنے کے بعد آ کر اس بات کو لکھ لیتے ہیں۔مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ (سامنے اور پیچھے سے) یعنی اسکے آگے اور پیچھے يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ (وہ اسکی حفاظت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے) یہ دونوں اکٹھی مل کر صفتیں ہیں۔من امر الله یہ یحفظون کا صلہ نہیں۔گویا تقدیر عبارت اس طرح ہے له معقبات من امر الله۔نمبر۲۔یحفظونه من اجل امر الله ای من اجل ان الله تعالٰی امر هم بحفظه۔اس خاطر کہ اللہ تعالیٰ نے انکو اسکی حفاظت کا حکم فرمایا ہے۔نمبر۳۔یحفظون من باس الله و نقمته اذا اذنب بدعائهم له۔وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور عذاب سے اسکی حفاظت کرتے ہیں اسکو پکارنے کے سبب سے جبکہ وہ گناہ کر لیتا ہے۔اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ (بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی (اچھی) حالت کو (بری) حالت سے نہیں بدلتا) ما سے مراد عافیت و نعمت ہے حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یہاں تک وہ اپنی (اچھی) حالت کو نہیں بدلتے) اچھی حالت میں کثرت معاصی کے ذریعہ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا (جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کر لیتا ہے) سوء سے عذاب مراد ہے۔فَلَا مَرَدَّ لَهٗ (تو اسکے بچنے کی کوئی صورت نہیں) اسکو کوئی چیز دور نہیں کر سکتی وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ (اور اللہ تعالیٰ کے سوا انکا کوئی مددگار نہیں رہتا) اللہ تعالیٰ کے سوا جو انکے معاملے کا ذمہ دار بنے اور ان سے عذاب کو ہٹائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هُوَالَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنْشِیُٔ السَّحَابَ الثِّقَالَ (۱۲) وَیُسَبِّحُ

اللہ وہی ہے جو تمہیں بجلی دکھاتا ہے جس سے تمہیں ڈر لگتا ہے اور امید بندھتی ہے اور وہ بھاری بادلوں کو پیدا فرماتا ہے، اور رعد اس کی

الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ ۚ وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ

تسبیح کے ساتھ اس کی تعریف بیان کرتا ہے، اور فرشتے بھی اس کے خوف سے، اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جسے چاہے

یَّشَآءُ وَهُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ (۱۳)

پہنچا دیتا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور وہ سخت قوت والا ہے۔

## قدرتِ باری تعالیٰ کا نمونہ:

۱۲: ھُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا (وہی ذات ہے جو تم کو ڈرانے اور امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا ہے) خوفًا و طمعًا یہ دونوں البرق سے حال ہیں۔ گویا کہ وہ ذاتی اعتبار سے نرا خوف اور طمع ہے۔ نمبر۲۔ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی: ذا خوف حذف مضاف کے ساتھ۔ خوف والے اور طمع والے ہوتے ہو۔ یعنی مخاطبین خوف والے اور طمع والے ہوتے ہیں مطلب یہ ہے کہ وہ بجلی کے چمکنے سے بجلی کے گرنے کا خطرہ اور بارش کی طمع رکھتے ہیں۔ ابوالطیب نے کہا وہ ایسا نوجوان ہے جو سیاہ بادل کی طرح ہے کہ جس کو طوفان کا خطرہ اور بارش کی امید ہے۔ اسکے عطیہ کی امید اور گرجوں کا ڈر ہے۔ اور بارش سے وہ ڈرتا ہے جس کا اسمیں نقصان ہو جیسے مسافر اور جسکا گھر ٹپکتا ہو۔ اور وہ شہری لوگ کہ بارش سے نفع نہیں اٹھاتے اور بارش کی طمع وہ رکھتے ہیں جنکو اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ وَّ یُنْشِیُٔ السَّحَابَ (وہ بادلوں کو اٹھاتا ہے) السحاب یہ اسم جنس ہے اور اسکا واحد سحابۃ ہے۔ الثِّقَالَ (جو بھاری ہوتے ہیں) پانی کے ساتھ۔ الثقال جمع ثقیلہ ہے جیسا کہ تم کہو سحابۃ ثقیلۃ وسحاب ثقال۔

۱۳: وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ (اور رعد فرشتہ اسکی پاکیزگی اسکی تعریف کے ساتھ بیان کرتا ہے) گرج کو سننے والے بارش کے امیدوار بندے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں۔ یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ کے کلمات بولتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ بادل پر مقرر فرشتہ رعد ہے۔ اور اسکے پاس آگ کے کوڑے ہیں جن سے وہ بادلوں کو ہنکاتا ہے اور یہ سنائی دینے والی آواز بادلوں کو دی جانے والی جھڑکی ہے جو اس وقت دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ منزل مامور پر پہنچ جائیں۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ (اور فرشتے اسکے خوف سے) تقدیر عبارت اس طرح ہے ویسبح الملائکۃ من ھیبتہ واجلالہ ملائکہ اسکے خوف واجلال کی وجہ سے تسبیح کرتے ہیں۔ وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ یَّشَآءُ (اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے پس جس پر چاہتا ہے انکو گراتا ہے) الصاعقۃ وہ آگ جو آسمان سے گرے۔ جب علم الٰہی کا تذکرہ ہوا جو کہ ہر چیز میں نافذ ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں ظاہر و خفی برابر ہیں۔ اور اس بات کا تذکرہ فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی ظاہر قدرت اور وحدانیت پر دلالت کرنے والی ہے تو فرمایا وَهُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ (وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑنے والے ہیں) یعنی رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے والے اللہ تعالیٰ کے متعلق



BestUrduBooks.wordpress.com

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا

سچا پکارنا اسی کے لئے خاص ہے اور جو لوگ اس کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں وہ ذرا بھی ان کی درخواست کو منظور نہیں کرتے مگر

كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَی الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا

جیسے کوئی شخص پانی کی طرف اپنی ہتھیلیاں پھیلائے ہوئے ہوتا کہ پانی اس تک پہنچ جائے حالانکہ وہ اس تک پہنچنے والا نہیں اور کافروں کی پکار

فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ

بس ضائع ہے، اور اللہ ہی کے لئے سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے اور ان کے سائے بھی صبح اور شام کے

وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدة قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ

اوقات میں، آپ سوال کیجئے کہ آسمانوں کا اور زمینوں کا رب کون ہے؟ آپ جواب دیجئے کہ اللہ ہے، آپ سوال کیجئے کیا تم لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے

دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی

مددگار تجویز کر رکھے ہیں جو اپنی جانوں کے لئے نفع اور ضرر کے مالک نہیں ہیں؟ آپ سوال کیجئے کیا نابینا اور بینا برابر

وَالْبَصِیْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا

ہو سکتے ہیں؟ کیا اندھیریاں اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں کیا یہ بات ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کے لئے شریک تجویز کیے ہیں جنہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہو

كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَیْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

جیسے کہ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے جس کی وجہ سے ان پر مخلوق میں اشتباہ پیدا ہو گیا ہو، آپ فرما دیجئے اللہ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اور وہ تنہا ہے غالب ہے۔

جھگڑتے ہیں کہ اللہ کا رسول تو بعث و اعادہ خلق کو بیان کرتا ہے اور یہ اسکا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں من یحیی العظام وھی رمیم [یٰسٓ:۷۸] اور بہت سے معبود مان کر وحدانیت کا انکار کرتے ہیں۔ اور الملائکۃ بنات اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کو منجملہ اجسام میں سے قرار دیتے ہیں۔ نمبر۲۔ واؤ حالیہ ہے۔ وہ بجلی اللہ تعالیٰ جس پر چاہتے ہیں حالت جدال میں گراتے ہیں۔ اس کا واقعہ اس طرح ہے۔ لبید بن ربیعہ عامری کا بھائی ارید، عامر بن طفیل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ارادۂ قتل لیکر آئے۔ عامر کو اونٹ جیسی گلٹی نکلی اور وہ ایک سلولی عورت کے گھر میں مر گیا۔ اور ارید پر بجلی گری جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ ارید نے یہ گستاخانہ کلمہ کہا تھا اخبرنی عن ربنا امن نحاس ھو ام من حدید [ابویعلی فی مسندہ] وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ (حالانکہ وہ بڑی سخت قوت والا ہے) المحال بمعنی المماحلہ ہے اور وہ سخت تدبیر و مقابلہ کو کہتے ہیں اسی سے تمحل لکذا جبکہ وہ حیلہ کے استعمال میں تکلف کرے۔ اور خوب محنت کرے۔ محل فلان کہتے ہیں اذا کا دہٗ جب خفیہ تدبیر کرے اور بادشاہ کے ہاں اسکی چغلی کرے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنے کی خفیہ مضبوط تدابیر کرنے والا ہے۔ جہاں سے انکو گمان بھی نہیں ہوتا۔

## سچی پکار اللہ تعالیٰ کی:

۱۴: لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ (سچا پکارنا اسی کیلئے خاص ہے) دعوت کی اضافت حق کی طرف کی گئی جو کہ باطل کی ضد ہے تاکہ دعوت کا حق کے ساتھ ملا ہوا ہونا اور باطل سے الگ ہونا معلوم ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا ہے تو وہ پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا اور اسکا مطلوب اسے عنایت فرماتا ہے یہ پکار حق کے ساتھ اس لئے ملی ہوئی تھی کیونکہ اسکی ذات اسکے لائق ہے کہ دعا کو اسکی طرف متوجہ کیا جائے کیونکہ اسکی پکار میں فائدہ اور نفع ہے بخلاف انکی پکار کے جنکی پکار سے کوئی فائدہ نہیں۔

شدید المحال اور له دعوة الحق کا ماقبل سے تعلق واقعہ اربد کے سلسلہ میں تو ظاہر ہے۔ کیونکہ اس پر بجلی کا پڑنا اللہ تعالیٰ کی قوت اور خفیہ تدبیر پر دلالت کر رہا ہے کہ اسکو خبر بھی نہ ملی اور وہ ہلاک ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسکے اور اسکے ساتھی کے متعلق یہ بددعا فرمائی۔ اللّٰهم اخسفهما بما شئت یہ سچی بددعا ان دونوں کے حق میں منظور ہوئی۔ اس میں کفار مکہ کے لئے شدید وعید ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے انکے حق میں بددعا کردی تو وہ قبول ہو جائے گی۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ (اور جن کو یہ کفار) اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں) لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ (وہ انکے لئے انکی درخواست کو ذرہ بھر قبول نہیں کر سکتے) انکی مطلوبہ اشیاء میں سے اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ (مگر اس شخص کی طرح جو اپنی ہتھیلیوں کو پانی کی طرف پھیلانے والا ہوتا ہے کہ وہ اسکے منہ کو پہنچ جائے) یہ لا یستجیبون کے مصدر استجابۃ سے استثناء ہے۔ کیونکہ فعل اپنے حروف سے مصدر اور اپنے صیغہ سے زمانہ اور اپنی ضرورت سے مکان اور حال پر دلالت کرتا ہے اسی لئے تمام کا فعل سے استثناء جائز ہے۔ پس تقدیر عبارت یہ ہے۔ لا یستجیبون استجابة الا استجابة کا ستجابة باسط کفیه الی الماء ای کاستجابة الماء لمن بسط کفیه الیه یطلب منه ان یبلغ فاه والماء جماد لا یشعر ببسط کفیه ولا بعطشه وحاجته الیه ولا یقدر ان یجیب دعاء ہ و یبلغ فاہ وکذلك مایدعونه جماد لا یحسّ بدعائهم ولا یستطیع اجابتهم ولا یقدر علی نفعهم وہ کوئی استجابت نہیں کر سکتے مگر ایسی استجابت جو اس شخص جیسی ہو جو پانی کی طرف دونوں ہتھیلیاں پھیلانے والا ہو۔ یعنی اسکی استجابت پانی کی استجابت کے مشابہ ہے اس شخص کیلئے جو اپنی ہتھیلیاں پانی کی طرف پھیلا کر مطالبہ کر رہا ہو کہ وہ پانی اسکے منہ کو پہنچ جائے جبکہ پانی تو جماد ہے۔ اسکے ہاتھ پھیلانے اور اسکی پیاس اور ضرورت کو نہیں جانتا اور نہ اسکی پکار کا جواب دینے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ ہی اسکے منہ تک خود پہنچنے کی اسمیں طاقت ہے اسی طرح جن کو وہ پکارتے ہیں جماد ہے انکی پکار کو محسوس نہیں کرتا اور نہ ہی اس میں قبولیت کی استطاعت اور نفع کی قدرت ہے لیبلغ کی لام بباسط کفیه کے متعلق ہے۔ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ (اور وہ اسکو پہنچنے والا نہیں) پانی اسکے منہ کو پہنچنے والا نہیں۔ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (اور کافروں کا پکارنا محض بے کار ہے) ضائع ہے اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کو پکاریں تو وہ (انکے کفر کی وجہ سے) قبول نہیں کرتا اور اگر وہ بتوں کو پکاریں تو وہ قبولیت کی صلاحیت نہیں رکھتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سب اللہ کے مطیع:

۱۵: وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرنے والے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں) عبادت واطاعت کا سجدہ طَوْعًا (خوشی سے) یہ حال ہے مَن سے ملائکہ اور مومنین مراد ہیں۔ وَّكَرْهًا (مجبوری سے) منافق و کفار سختی وتنگی کی حالت میں وَّظِلٰلُهُمْ (اور انکے سائے) اسکا عطف مَن پر ہے۔ ظلال جمع ظل ہے (سایہ) بِالْغُدُوِّ (صبح کے وقت) یہ غداۃ کی جمع جیسے قُنِیٌّ وقناۃ وَالْاٰصَالِ (اور شام کے وقت) یہ جمع اُصُل جمع اصیل ہے ایک قول یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اللہ تعالیٰ کو صبح وشام سجدہ کرتا ہے اور کافر کا سایہ مجبوراً سجدہ کرتا ہے کیونکہ کافر کو یہ ناپسند ہے۔ اور مومن کا سایہ خوشی سے سجدہ کرتا ہے کیونکہ مومن اطاعت کرنے والا ہے۔

۱۶: قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ (اس میں انکے اعتراف کو بیان کیا کیونکہ جب انہیں من رب السمٰوٰت والارض کہہ کر سوال کریں تو مجبوراً انکو جواب میں اللہ کہنا پڑتا ہے۔ اسکی دلیل ابن مسعود اور اُبی کی قراءت قالوا اللہ ہے۔ نمبر۲۔ یہ تلقین ہے یعنی اگر وہ جواب نہ دیں تو تلقین کرو اللہ رب السمٰوٰت والارض۔ اس لئے کہ اسکا جواب اسکے سوا اور کچھ نہیں۔ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ (کہہ دیں کیا تم نے پھر بھی اسکے سوا اور کارساز بنالئے) کیا اس بات کو جاننے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا رب ہے تم نے اسکے سوا کارساز بنالیے ہیں۔ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا (جنکا اپنا نفع ونقصان بھی اپنے اختیار میں نہیں) وہ طاقت نہیں رکھتے اپنے نفسوں کے متعلق کہ انکو نفع پہنچائیں یا اپنے نفوس سے ضرر کو دور کرسکیں پھر دوسروں کو نفع ونقصان کی طاقت کس طرح ان میں ہوسکتی ہے۔ حالانکہ تم نے تو انکو خالق، رازق، المثیب، العاقب ذات پر ترجیح دے رکھی ہے۔ تم کس قدر کھلی گمراہی میں مبتلا ہو۔

## مشرک ومومن برابر نہیں:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ (کہہ دیں کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں) یعنی کافر ومومن نمبر۲۔ جو کچھ نہ دیکھتا ہو اور جس ذات پر کوئی چیز مخفی نہ ہو۔ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ (یا تاریکیاں اور روشنی برابر ہے) یعنی کفر اور ایمان۔ قراءت: حفص کے علاوہ کوفی قراء نے یستوی پڑھا ہے۔ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ (یا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنالئے) اَمْ، بَلْ کے معنی میں ہے بلکہ کیا انہوں نے بنالئے شریک؟ ہمزہ انکار کیلئے ہے۔ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ (انہوں نے کسی چیز کو پیدا کیا ہو جیسا خدا نے پیدا کیا) اسکے پیدا کرنے کی طرح پیدا کیا ہو یہ شرکاء کی صفت ہے یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں بنایا ایسے شرکاء کو جو پیدا کرنے والے ہوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کیا ہو۔ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ (کہ دونوں کی مخلوق میں تشابہ پیدا ہوگیا ہو) کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق، شرکاء کی مخلوق سے رل مل گئی کہ جس سے انکو یہ کہنا پڑا۔ ہمارے شرکاء پیدا کرنے پر اسی طرح قدرت رکھتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ اس لئے یہ عبادت کے حقدار بن گئے اور ہم نے انکو اسکا شریک قرار دیکر انکی اسی طرح عبادت شروع کردی جیسا اسکی عبادت کی جاتی ہے لیکن انہوں نے تو عاجزوں کو شریک بنایا جو اس کی قدرت بھی نہیں رکھتے جو مخلوق کو قدرت حاصل ہے۔ چہ جائے کہ انکو وہ قدرت حاصل ہو جو خالق کو ہے۔ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (کہہ دیں کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا

اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر نالے اپنی مقدار کے موافق بہنے لگے پھر بہتے ہوئے پانی نے اپنے اوپر جھاگ کو اٹھایا جو پانی پر

رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ

بلند ہے اور جن چیزوں کو آگ میں ڈال کر اوپر سے جلاتے ہیں تا کہ زیور یا کوئی دوسری نفع کی چیز حاصل کریں اس میں بھی اسی طرح کی جھاگ ہیں

كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۖ وَأَمَّا مَا

اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے، سو جو جھاگ ہے وہ تو بے فائدہ ہو کر چلا جاتا ہے اور جو

يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿١٧﴾ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا

لوگوں کو نفع دیتا ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے ہی مثالیں بیان فرماتا ہے جن لوگوں نے

لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ

اپنے رب کی اطاعت کی ان کے لئے جنت ہے اور جن لوگوں نے اللہ کی فرماں برداری نہ کی اگر ان کے لئے وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اس کے ساتھ

مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾

اس جیسا اور بھی ہو تو وہ اس سب کو اپنی جان کے بدلہ دے دیں گے یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے برا حساب ہے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ رہنے کی بری جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے) یعنی اجسام و اعراض کا خالق ہے۔ غیر اللہ خالق نہیں ہیں۔ تخلوق میں اسکا شریک بننا درست بھی نہیں۔ پس عبادت میں اسکا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کے افعال کا خالق نہیں۔ بلکہ بندے خود ان افعال کے خالق ہیں تو انکے اس قول کے مطابق مخلوق کے مشابہ مخلوق ہوگئی۔ وَهُوَ الْوَاحِدُ (اور وہی یکتا ہے) ربوبیت میں یگانہ ہے۔ الْقَهَّارُ وہ مغلوب نہیں ہوتا۔ اسکے علاوہ تمام مربوب اور مقہور ہیں۔

## حق و باطل کی مثال:

١٧: أَنْزَلَ (اس نے اتارا)۔ واحد قہار اور وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہے مِنَ السَّمَآءِ (آسمان سے) یعنی بادلوں سے مَآءً (پانی) بارش فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا (بس بہہ پڑیں وادیاں اپنی مقدار کے مطابق) اس مقدار کے مطابق جسکے متعلق اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کس قدر نفع بخش ہے نقصان دینے والی نہیں۔ فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ (سیلاب نے اٹھایا) یعنی بلند کیا۔ زَبَدًا (جھاگ) مطلب یہ ہے اس پر جھاگ بلند ہوئی۔ رَّابِيًا (پانی کے اوپر بلند ہونے والا) پھولنے والا۔ سیلاب کی سطح پر بلند ہونے والا۔ وَمِمَّا

یُوْقِدُوْنَ عَلَیْہِ (جن چیزوں کو آگ میں تپاتے ہیں)
قراءت: ابوبکر کے علاوہ کوفی قراء نے یوقدون پڑھا اور ابن کثیر، ابن عامر، عاصم وغیرہ نے توقدون پڑھا۔ مِنْ نمبر۱۔ ابتدائیہ ہے۔ مطلب یہ ہے اس سے بھی جھاگ پیدا ہوتی ہے جو پانی کی جھاگ جیسی ہوتی ہے۔ نمبر۲۔ تبعیضیہ ہے اور اسکا بعض حصہ جھاگ ہے۔ فِی النَّارِ یہ علیہ کی ضمیرہ سے حال ہے۔ تقدیر اسطرح ہے ومما یوقدون علیہ ثابتًا فی النار۔ جس پر آگ جلاتے ہیں اس حال میں کہ وہ آگ میں قائم رہنے والی ہے۔ ابْتِغَآءَ حِلْیَۃٍ (زیور بنانے کیلئے) زیور بنانے کی خاطر۔ نحو: یہ مصدر ہے جو کہ توقدون کی ضمیر سے حال واقع ہو رہا ہے۔ اَوْ مَتَاعٍ (یا سامان) لوہے، تانبے پیتل وغیرہ جن سے برتن بنتے ہیں اور وہ چیز جن سے سفر و حضر میں فائدہ اٹھایا جاتا ہے وہ بنتی ہیں۔ اسکا عطف حِلْیَۃٍ پر ہے۔ زینت کی چیزیں سونے اور چاندی سے زَبَدٌ (جھاگ) مِّثْلُہٗ (اسکی مثل)
نحو: زبدٌ مبتداء موصوف مثلہ اسکی صفت، مما یوقدون اسکی خبر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دھاتوں پر بھی پگھلاتے وقت پانی جیسی جھاگ آتی ہے۔ کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ (اسی طرح اللہ تعالیٰ حق و باطل کی مثال بیان کرتے ہیں) یعنی حق و باطل کی مثال فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْھَبُ جُفَآءً (پھر جھاگ خشک ہو کر ختم ہو جاتا ہے) جُفاءً یہ حال ہے۔ اس حال میں کہ وہ بکھرنے والی ہے۔ یہ وہ جھاگ ہے جسکو جوش کے وقت ہنڈیا پھینکتی ہے۔ اور سمندر طغیانی کے وقت اوپر لاتا ہے۔ الجفء، کا معنی خشک ہونا، پھینکنا، جیسا کہتے ہیں۔ جفات الرجل ای صرعتہ وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ (اور پھر وہ لوگوں کے لئے فائدہ مند ہے) یعنی پانی، زیور، برتن فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (پس وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے) پانی چشموں، کنوؤں، غلہ جات، فروٹ میں برابر برقرار رہتا ہے۔ اسی طرح جواہر زمین میں طویل مدت باقی پڑے رہتے ہیں۔ کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ (اسی طرح اللہ تعالیٰ مثالیں بیان کرتے ہیں) اسی طرح اللہ تعالیٰ حق و باطل کی مثالیں بیان کرتے ہیں تاکہ حق باطل سے ظاہر و جدا ہو جائے۔
کہا جاتا ہے کہ یہ مثال اللہ تعالیٰ نے حق اور اہل حق اور باطل اور باطل پرستوں کی بیان فرمائی ہے۔
حق کی مثال: حق اور اہل حق کی مثال اس پانی سے دی جو آسمان سے اترتا ہے۔ پھر وہ لوگوں کی وادیوں میں بہتا ہے اس سے لوگ زمین کو زندہ کرتے اور قسما قسم کے منافع حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح دھات سے تشبیہ دی۔ جس سے لوگ زیور، برتن، مختلف آلات، مشینریاں بناتے ہیں۔ یہ دھاتیں زمین میں ظاہراً مختلف صورت میں باقی رہنے والی ہیں پانی تو منافع کی صورت میں اور جواہر طویل و دراز زمانوں تک باقی رہتے ہیں باطل کو جلدی مضمحل ہونے اور جلد زائل ہونے میں جھاگ سے تشبیہ دی جس کو پھینک دیا جاتا ہے اور دھاتوں کی جھاگ سے جو پگھلاتے وقت ابھر کر بیکار ہو جاتا ہے۔
بقول جمہور: یہ مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن اور قلوب کی اور حق و باطل کی بیان فرمائی۔ الماء قرآن مجید ہے جو باغات کیلئے زندگی ہے جیسا کہ پانی ابدان کیلئے اور قلوب کو اَوْدِیَۃ سے اب بِقَدَرِھَا کا مطلب دل کی وسعت و تنگی کے مطابق اور الزبد دل میں آنے والے خیالات اور شیطان کے وساوس۔ حق کی مثال صاف نفع بخش پانی کی طرح ہے۔ جس طرح میل دور ہو جاتی ہے باطل اسی طرح ہے اور صاف پانی باقی رہتا ہے اسی طرح نفسانی خیالات اور وساوس شیطانی ختم ہو جاتے ہیں اور اصل حق باقی رہتا ہے۔
باقی سونے، چاندی کے زیور یہ عمدہ احوال۔ پاکیزہ اخلاق باقی لوہا، تانبا، پیتل یہ ان اعمال کی مثال ہے جو اخلاص کے ساتھ


BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا

جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے کیا یہ شخص اس شخص کی طرح سے ہو سکتا ہے جو اندھا ہو نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو

الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ

عقل والے ہیں جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور عہد کو نہیں توڑتے، اور جو اس چیز کو جوڑے رکھتے ہیں

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ ؕ

جس کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا، اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں، اور برے حساب کا اندیشہ رکھتے ہیں،

اخلاص کیلئے بنائے گئے۔ اعمال ثواب کو کھینچنے والے اور عقاب کو دور کرنے والے ہیں۔ جس طرح کہ ان میں سے بعض جواہر کمائی کرنے کا ذریعہ ہیں اور بعض لڑائی میں دفاع کا آلہ ہیں۔ الزبد یہ ریا کاری، نقصان، اکتاہٹ، سستی ہے۔

## ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کا انجام:

۱۸: لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا (اور وہ لوگ جنہوں نے مان لیا) اسکی لام یضرب سے متعلق ہے استجابوا یہ اجابوا کے معنی میں ہے مطلب یہ ہے کذلک یضرب اللّٰہ الا مثال للمؤمنین الذین استجابوا اسی طرح اللہ تعالیٰ ان مومنین کیلئے مثالیں بیان کرتے ہیں جنہوں نے قبول کیا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى (اپنے رب کی بات انکے لئے اچھا بدلہ ہے) استجابوا کے مصدر کی صفت ہے ای استجابوا الاستجابۃ الحسنٰی۔ انہوں نے قبول کیا اچھی طرح قبول کرنا۔ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ (اور وہ لوگ جنہوں نے قبول نہیں کیا اسکو) یعنی ان کافروں کیلئے جنہوں نے نہیں مانا۔ یہ دونوں گروہوں کی مثال ہے۔ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ (اگر انکے پاس دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور اسکے ساتھ اتنی اور بھی ہوں تو وہ سب اپنی رہائی کیلئے دے ڈالیں گے) مگر انکی رہائی نہ ہوگی یہ ابتدائی کلام ہے۔ جسمیں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو قبول نہ کرنیوالے ہیں یعنی اگر وہ تمام دنیا کے اموال کے مالک بنا دیے جائیں اور اتنا کچھ اور بھی انکی ملک میں آجائے۔ انکو کہا جائے کہ عذاب سے بچنے کیلئے یہ تمام مال دے دو تو عذاب کو دور کرنے کیلئے وہ تمام مال بھی خرچ کر ڈالیں گے اور درست ترین بات یہ ہے کہ کلام امثال پر پورا ہو گیا۔ اور بعد والا کلام جملہ مستانفہ ہے۔ الحسنٰی مبتدا ءللذین استجابوا اسکی خبر ہے۔

نحو: مطلب یہ ہے انکو اچھا بدلہ ملے گا۔ اور وہ جنت ہے۔ والذین لم یستجیبوا مبتداء ہے لو ان لھم الخ اسکی خبر ہے۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ (ان لوگوں کا سخت حساب ہوگا) حساب میں مناقشہ کیا جائے گا۔ حدیث میں ہے من نوقش فی الحساب عُذِّب [بخاری] جس سے حساب پوچھ لیا گیا وہ عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ (اور انکا ٹھکانہ جہنم ہے) محاسبہ کے بعد انکا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے)۔ مخصوص بالذم محذوف ہے۔ یعنی جہنم۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۹: اَفَمَنْ یَّعْلَمُ (جو شخص یہ جانتا ہے) ہمزہ انکار کیلئے ہے اور اسکو فا پر اس لئے داخل کیا گیا تا کہ مثال بیان کرنے کے بعد اس شبہ میں مبتلا ہونے سے بچایا جائے۔ کہ اس علم والے کا حال جو یہ جانتا ہے اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ (کہ تیری طرف تیرے رب کی طرف سے حق اترا ہے۔) اور اس نے اس حق کو قبول کرلیا ہے۔ وہ جاہل کے حال سے مختلف ہے جو کچھ بھی بصیرت نہیں رکھتا پھر وہ بات مانتا ہے۔ اور یہی مطلب اس آیت کا ہے۔ کَمَنْ هُوَ اَعْمٰی (اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو کہ اندھا ہو) انکے مابین پانی اور جھاگ والا فرق اور میل کچیل اور خالص دھات کے مابین والا فرق ہے۔ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں) یعنی وہ لوگ جو اپنی عقول کے فیصلوں پر عمل کرتے اور غور و فکر کرتے ہیں۔

## اولوالالباب کی صفات:

۲۰: اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ (وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو پورا کرتے ہیں)

نحو: یہ مبتداء ہے اور اولٰئك لھم عقبی الدار اسکی خبر ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت والذین ینقضون عھد اللّٰہ۔ مبتداء اور اولٰئك لھم اللعنة خبر ہے [الرعد: ۲۵] بعض نے کہا یہ اولی الالباب کی صفت ہے مگر پہلی صورت زیادہ وقیع ہے۔ عہد اللہ سے مراد شہادت ربوبیت والا معاہدہ ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں واشھدھم علٰی انفسھم الست بربکم قالوا بلٰی [الاعراف: ۱۷۲] وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ (اور وہ پختہ عہد کو نہیں توڑتے) وہ پختہ عہد جو انہوں نے اپنے نفسوں سے لیا۔ اور قبول کیا یعنی ایمان باللہ اور بندوں کے درمیان کئے جانے والے معاہدے۔ اولاً خاص ذکر کیا پھر عام مواثیق کا ذکر کیا۔

۲۱: وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ (اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں اس چیز کو جسکے ملانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا) یعنی ارحام و قرابتیں اس میں قرابت رسول ﷺ اور قرابت مومنین جو ایمان کی وجہ سے ثابت ہوتی ہے وہ شامل ہے جیسا اس آیت میں ہے۔ انما المومنون اخوة [الحجرات: ۱۰] وصل کا مطلب طاقت کے مطابق انکے ساتھ احسان کرنا اور انکی معاونت کرنا، ان سے ظلم کو دفع کرنا اور ان پر شفقت کرنا اور ان کو کھل کر سلام کہنا انکے بیمار کی تیمارداری کرنا اور انہی میں سے ایک حق دوستوں کے حق کی رعایت، خدام کا خیال، پڑوسیوں کا لحاظ، رفقائے سفر کے ساتھ سلوک بھی شامل ہے۔ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ (اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں) اسکی تمام وعیدوں سے وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ (اور وہ برے حساب سے ڈرتے ہیں) خاص طور پر وہ اپنے نفوس کا محاسبہ، محاسبہ سے پہلے کرتے رہتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

والذین صبروا ابتغاء وجه ربهم واقاموا الصلوة وانفقوا مما رزقنهم سرا وعلانیة

اور جنہوں نے اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لئے صبر کیا اور نمازوں کو قائم کیا اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے پوشیدہ طور پر اور ظاہری طریقے پر خرچ کیا

ویدرءون بالحسنة السیئة اولٰئک لهم عقبی الدار ﴿۲۲﴾ جنت عدن یدخلونها

اور حسن سلوک کے ذریعہ بدسلوکی کو دفع کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت کا اچھا انجام ہے ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے،

ومن صلح من اٰبائهم وازواجهم وذریٰتهم والملٰئکة یدخلون علیهم

اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں جو لائق ہوں گے وہ بھی ان میں داخل ہوں گے، اور ان پر ہر دروازہ سے فرشتے

من کل باب ﴿۲۳﴾ سلٰم علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ﴿۲۴﴾ والذین ینقضون

داخل ہوں گے جو یوں کہیں گے کہ تم نے جو صبر کیا اس کے بدلہ تم پر سلام ہو، سو اس جہاں میں اچھا انجام ہے۔ اور جو لوگ مضبوط کرنے کے بعد اللہ کے

عهد الله من بعد میثاقه ویقطعون ما امر الله به ان یوصل ویفسدون فی

عہد کو توڑتے ہیں اور اللہ نے جس چیز کو جوڑنے کا حکم دیا اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے

الارض اولٰئک لهم اللعنة ولهم سوء الدار ﴿۲۵﴾ الله یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر

ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے لعنت ہے اور آخرت میں بدحالی ہے، اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ فرما دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے،

وفرحوا بالحیٰوة الدنیا وما الحیٰوة الدنیا فی الاٰخرة الا متاع ﴿۲۶﴾

اور وہ لوگ دنیاوی زندگی پر اترا رہے ہیں حالانکہ دنیا والی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بس ایک ذرا سی کام آنے والی چیز ہے۔

۲۲: وَالَّذِیْنَ صَبَرُوْا (اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا) یہ ان تمام مصائب پر حاوی ہے جو نفوس اور اموال پر دکھ برداشت کرنے کی صورت میں آتے ہیں۔ ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ (اپنے رب کی رضامندی چاہنے کیلئے) نہ اس لئے کہ کہا جائے کہ یہ کتنا بڑا صابر ہے۔ اور کتنا مصائب کو اٹھانے والا اور مذلۃ الاقدام مواقع پر ثابت قدم رہنے والا ہے اور نہ ہی اس لئے کہ گھبراہٹ میں عیب نہ لگایا جائے۔ (بلکہ اس لئے تاکہ اللہ راضی ہو جائے) وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ (اور نماز کو قائم کیا) اسکی اقامت پر مداومت اختیار کی۔ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ (اور اس میں سے خرچ کیا جو ہم نے انکو رزق دیا) یعنی حلال اگرچہ حرام بھی ہمارے نزدیک رزق ہے سِرًّا وَّعَلَانِیَةً (پوشیدہ اور ظاہر) اس میں نوافل بھی شامل ہیں کیونکہ وہ پوشیدہ افضل ہیں۔ اور فرائض سرعام افضل ہیں تاکہ اس پر یہ شبہ نہ ہو کہ یہ فرائض کا تارک ہے۔ وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ (اور وہ دور کرتے ہیں نیکی سے بدی کو) جو غلط بات انکو کہی جاتی ہے اسکا جواب اچھائی سے دیتے ہیں۔ نمبر۲۔ جب انکو محروم کیا جائے تو دیتے ہیں اور جب ان پر ظلم ہو تو وہ معاف کرتے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں۔ جب ان سے قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ اور جب گناہ کرتے ہیں تو توبہ کر لیتے ہیں اور وہ اطاعت سے بھاگ پڑیں تو واپس لوٹ آتے ہیں۔ جب کوئی برائی دیکھتے ہیں تو اسکی تبدیلی کا حکم دیتے ہیں۔ یہ وہ آٹھ اعمال ہیں جو جنت کے آٹھ دروازوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ (ان لوگوں کیلئے نیک انجام ہے) دنیا کا انجام اور وہ جنت ہے کیونکہ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ دنیا کا انجام بنے اور دنیا والوں کے لوٹنے کا ٹھکانہ ہو۔

۲۳: جَنّٰتُ عَدْنٍ (ہمیشہ کے باغات) یہ عقبی الدار سے بدل ہے۔ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ (وہ ان میں داخل ہونگے اور وہ جو لائق ہونگے) یعنی ایمان لائیں گے مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ (انکے آباؤ اجداد اور انکی بیویوں اور انکی اولاد میں سے) قراءت: صَلُح بھی پڑھا گیا مگر فتحہ لام زیادہ فصیح ہے۔ اور من، یدخلونها کی ضمیر پر عطف ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے۔ کیونکہ ضمیر مفعول فاصل بن گیا ہے۔ زجاج نے اسکے مفعول معہ ہونے کو جائز قرار دیا۔ اور صلاح کی صفت کے ساتھ اسکو ذکر کیا۔ تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ نسب فقط فائدہ مند نہیں اور مراد ہر ایک کے ماں، باپ ہیں۔ اگر چہ ذکر تغلیباً آباء کا ہی کیا گیا۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ (اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر داخل ہونگے) ہر دن ورات کی مقدار میں تین مرتبہ ہدایا پیش کریں گے اور رضائے الٰہی کی بشارتیں لائیں گے۔

۲۴: سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (تم پر سلام ہو) یہ موضع حال میں ہے اس لئے کہ معنی یہ ہے قائلین سلام علیکم یا مسلمین۔ اس حال میں کہ کہہ رہے ہونگے تم پر سلام ہو یا اس حال میں کہ سلام کرنے والے ہونگے۔ بِمَا صَبَرْتُمْ (تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے) یہ ثواب تمہیں اس لئے ملا کہ تم نے خواہشات سے صبر کیا نمبر ۲۔ یا اللہ تعالیٰ کے حکم پر جمے رہنے کی وجہ سے یا نمبر ۳۔ تم پر ہم سلام کرتے اور تمہارا اکرام تمہارے صبر کی وجہ سے کر رہے ہیں راجح ان میں سب سے بہتر پہلا قول ہے۔ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (پس اس جہاں میں تمہارا یہ انجام بہت اچھا ہے) یعنی جنات کے باغات۔

## وعدہ توڑنے والوں کا انجام:

۲۵: وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ (اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں) اس کے بعد کہ انہوں نے اس وعدہ کو اعتراف و قبولیت سے مضبوط کیا ہے۔ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ (اور وہ قطع کرتے ہیں اس کو کہ جسکے ملانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور وہ زمین میں فساد کرتے ہیں) کفر اور ظلم کر کے اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ (ان لوگوں پر لعنت ہے) رحمت سے دوری وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (اور انکے لئے برا گھر ہے) یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں دنیا کے برے انجام کا ذکر ہو۔ کیونکہ یہ عقبی الدار کے مقابلہ میں ہے اور دار سے جہنم بھی مراد ہو سکتی ہے اور سوء سے اسکا عذاب مراد ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ

اور جن لوگوں نے کفر کیا، وہ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے کیوں نازل نہیں کی گئی، آپ فرما دیجئے بلاشبہ اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے

وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ

اور جو اس کی طرف رجوع ہو اسے اپنی طرف راہ دکھاتا ہے جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے مطمئن ہوتے ہیں، خبردار اللہ کے

اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ﴿٢٩﴾

ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے، جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے خوشحالی ہے اور اچھا ٹھکانہ ہے،

كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا

اسی طرح ہم نے آپ کو ایسی امت میں بھیجا جس سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں تاکہ آپ انہیں وہ چیز پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی

إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ

کی ہے، اور وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں، آپ فرما دیجئے وہ میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اس پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف

مَتَابِ ﴿٣٠﴾

میرا رجوع ہونا ہے

۲۶: اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ (اللہ تعالیٰ ہی روزی کو کھولتے ہیں جسکے لئے چاہتے اور تنگ کرتے ہیں) یعنی اور تنگ کرتے ہیں جسکے لئے چاہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ اکیلے ہی رزق کو کھولنے اور تنگ کرنے والے ہیں اور کوئی نہیں وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (اور وہ دنیا کی زندگی پر اتراتے ہیں) اس وجہ سے کہ اللہ نے انکو دنیا کی وسعت دے رکھی ہے یہاں فرح سے تکبر و غرور مراد ہے۔ فرح و سرور مراد نہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ لوگ شکر یہ سے اسکا سامنا نہیں کرتے۔ تاکہ آخرت میں نعمتوں سے اجر پاسکیں۔ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ (اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں صرف سامان ہے) ان کے سامنے یہ بات مخفی ہے کہ دنیا کی نعمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں معمولی چیز ہیں اور ان سے نفع اندوزی مسافر کی اس چند کھجوروں جیسی ہے جو تیزی میں چلتے چلتے لے لیتا ہے یا ستو کا گھونٹ ہے۔

## کفار کا اعتراض:

۲۷: وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (اور کہتے ہیں کافر کیوں نہیں اتاری جاتی اس پر کوئی نشانی اسکے رب کی طرف سے) وہ نشانی جو ہم مانگتے ہیں۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ (کہہ دیں بیشک اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

معجزات کے ظہور کے بعد منہ مانگی نشانیوں کا مطالبہ کر کے۔ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ (اور وہ راہنمائی کرتا ہے اسکی طرف اسکو جو متوجہ ہوتا ہے) اور اپنے دین کی طرف اسکی راہنمائی کرتا ہے جو دل سے اسکی طرف رجوع کرے۔

۲۸: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (وہ لوگ جو ایمان لائے) ھم مبتداء محذوف اور یہ خبر یامن کا بدل ہو کر محلاً منصوب ہے وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ (ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں) تسکین حاصل کرتے ہیں۔ بِذِكْرِ اللّٰهِ (اللہ کے ذکر کے ساتھ) ہمیشہ یا نمبر۲۔ قرآن کے ساتھ نمبر۳۔ اسکے وعدوں کے ساتھ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سبب دل مطمئن ہوتے ہیں) اسکی یاد کی وجہ سے مسلمانوں کے دل مطمئن ہوتے ہیں۔

۲۹: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے) یہ مبتداء ہے اور طوبٰی لھم اسکی خبر ہے۔ طُوْبٰى لَهُمْ (انکے لئے خوشی ہے) یہ طاب سے مصدر ہے جیسے بشریٰ مطلب یہ ہے طوبٰی لک تیرے لئے اچھائی ہے۔ اصبت خیراً و طیباً میں نے بھلائی و پاکیزگی کو پالیا۔

نحو: اسکا مقام نصب یا رفع ہے جیسے کہیں طیباً لک۔ طیب لک۔ سلاماً لک و سلام لک۔ لھم کا لام بیان کیلئے ہے۔ اسکی مثال سقیا لک۔ طوبٰی میں واؤ اصل میں یا ہے جو ماقبل ضمیر کی وجہ سے واؤ بن گئی ہے جیسا موقن اصل میں مُيْقِنٌ ہے۔ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (اچھی لوٹنے کی جگہ) ماٰب لوٹنے کی جگہ رفع و نصب اسکی محلیت پر دلالت کرتا ہے۔

۳۰: كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ (اسی طرح ہم نے بھیجا) اس بھیجنے کی طرح ارسلناک (ہم نے آپ کو بھیجا) اس طرح بھیجنا کہ جسکو تمام ارسالات پر فوقیت حاصل ہے۔ پھر اسکی تفصیل اسطرح فرمائی۔ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ (ایسی امت میں کہ گزر چکیں اس سے پہلے امتیں) آپ کو ایسی امت میں بھیجا کہ جس امت سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکیں۔ یہ آخری امت ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (تاکہ آپ ان پر وہ پڑھیں جو ہم نے آپکی طرف وحی کی) تاکہ آپ انکے سامنے وہ عظیم الشان کتاب پڑھیں جو ہم نے آپکی طرف وحی کی۔ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ (حالانکہ وہ انکاری ہیں) انکا حال یہ ہے کہ یہ رحمان کے منکر ہیں بِالرَّحْمٰنِ (رحمان کے) بلیغ رحمت والا جسکی رحمت ہر چیز پر چھانے والی ہو۔ قُلْ هُوَ رَبِّيْ (کہہ دیں کہ وہ میرا رب ہے) اور ہر چیز کا رب ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اسکے سوا کوئی معبود نہیں) وہ اکیلا میرا رب ہے۔ اور شرکاء سے بلند و بالا ہے۔ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ (اسی ہی پر میں نے بھروسہ کیا) تمہارے خلاف اپنی مدد میں وَاِلَيْهِ مَتَابِ (اور اسی ہی کی طرف لوٹنا ہے) میرا لوٹنا۔ تمہاری طرف سے پہنچنے والی تکالیف پر مجھے ثواب دے گا۔

قراءت: یعقوب۔ وقف و وصل کی دونوں حالتوں میں متابی، عقابی، مآبی پڑھتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ

اور اگر قرآن ایسا ہوتا جس کی وجہ سے پہاڑ چلادیئے جاتے یا اس کے ذریعہ زمین کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جاتے یا اس کے ذریعہ مُردوں سے بات کرادی جاتی تب بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں، بلکہ

الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا

تمام امور اللہ ہی کے لئے ہیں، کیا اہل ایمان ناامید نہیں ہوئے حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا، اور جن لوگوں نے

يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ

کفر کیا ان کے اعمال بد کی وجہ سے انہیں برابر کوئی نہ کوئی مصیبت پہنچتی رہے گی یا ان کے مکانوں کے قریب مصیبت نازل ہوجائے گی یہاں تک کہ اللہ کا

وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۳۱ ع

وعدہ آجائے بلاشبہ اللہ وعدہ خلاف نہیں فرماتا

## قرآن سے ناممکن کام کردیئے جائیں تب بھی نہ مانیں گے:

۳۱: وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ (اگر قرآن کے ذریعہ سے پہاڑوں کو چلا دیا جائے) جگہ سے ہٹا کر پھیلا دیا جائے۔ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ (یا زمین بھی طے کی جاسکتی ہو) یہاں تک کہ زمین پھٹ جائے اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زائل ہوجائے۔ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى (یا اس سے مردوں سے بات کی جائے) وہ سنتے اور جواب دیتے تو یہ قرآن ہوتا کیونکہ یہ تذکیر میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہے تخویف وانذار میں آخری درجہ کو پہنچا ہے۔ لَوْ۔ کا جواب محذوف ہے۔ یا نمبر۲۔ ولو ان قرآناً وقع به تسيير الجبال وتقطيع الارض و تكليم الموتى و تنبيههم لما آمنوا به ولما تنبهوا عليه۔ اگر قرآن سے پہاڑوں کا چلانا، زمین کا طے کرنا، مُردوں کا بات کرنا اور انکا خبردار کرنا واقع ہوجائے تب بھی ایمان نہ لائیں گے اور نہ متنبہ ہونگے جیسا کہ فرمایا ولو اننا نزلنا اليهم الملائكة [الانعام:۱۱۱] بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا (بلکہ تمام اختیار اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے) بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے اور اسکو ان نشانات کے پیدا کرنے کی قدرت ہے جو تم اپنے منہ مانگ رہے ہو۔

## اہل ایمان کو تسلی:

اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (کیا ناامید نہیں ہوتے ایمان والے) (ان کفار کے ایمان لانے سے)۔ افلم يايئس یہ افلم یعلم کے معنی میں ہے اور یہ نخع قبیلہ کی لغت میں ہے ایک قول یہ ہے کہ یایئس علم کے معنی میں اس لئے استعمال ہوتا ہے کیونکہ اس میں علم کا معنی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ یائس عن الشی کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ چیز نہ ہوگی جیسا کہ نسیان ترک کے معنی میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ اس میں ترک کا معنی پایا جاتا ہے۔ اور اسکی دلیل قراءت علی رضی اللہ عنہ افلم یتبیّن ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کاتب نے یہ لکھ دیا جبکہ وہ اونگھ رہے تھے پورا اونگھنا۔ مگر اسکے افتراء و بہتان ہونے میں شک نہیں اَنْ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ

اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں بالشبہ ان کا مذاق بنایا گیا پھر میں نے ان لوگوں کو مہلت دی جنہوں نے کفر کیا، پھر میں نے ان کو پکڑ لیا سو میرا عذاب دینا

عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ

کیسا تھا؟ سو جو ذات ہر شخص کے اعمال پر مطلع ہو کیا اس کے برابر ہو سکتا ہے جس کی یہ صفت نہ ہو۔ اور لوگوں نے اللہ کے لئے شریک تجویز کر لئے آپ فرما دیجئے کہ تم ان کے نام لو

اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کیا تم اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ زمین میں نہیں جانتا یا محض ظاہری لفظ کے اعتبار سے، بلکہ کافروں کے لئے ان کا مکر مزین

مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ

کر دیا گیا اور وہ لوگ راستے سے روک دیئے گئے، اور اللہ جسے گمراہ کرے سوا اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، ان کے لئے دنیا والی زندگی میں

فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

عذاب ہے اور البتہ آخرت کا عذاب بہت زیادہ سخت ہے، اور انہیں کوئی اللہ سے بچانے والا نہیں،

لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا (اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تمام لوگوں کو ہدایت دیتے۔ اور ان کافروں کو تو ہمیشہ یہ حالت پیش آتی ہے۔ کہ انکے کردار کی وجہ سے کوئی نہ کوئی حادثہ پڑا رہتا ہے) انکے کفر کی وجہ سے اور بداعمالیوں کی وجہ سے قَارِعَةٌ (آفت) ایسی مصیبت جو انکو کھٹکھٹاتی ہے اس چیز کے ذریعہ جس سے ہر وقت ان پر مختلف قسم کے مصائب اور دکھ اترتے ہیں اور انکی اولاد و اموال ان مصائب کا شکار بنتے ہیں۔ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ (یا وہ عذاب انکی بستی کے قریب اترتا رہتا ہے) یا وہ مصیبت انکے قریب اترتی ہے جس سے وہ گھبراہٹ میں مبتلا ہوتے ہیں اور اسکے شرارے اڑ کر ان پر گرتے ہیں۔ اور اسکا شر ان تک آ پہنچتا ہے۔ حَتّٰى يَاْتِىَ وَعْدُ اللّٰهِ (یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا قیامت والا وعدہ آ جائے) انکی موت آئے یا قیامت برپا ہو نمبر ۳۔ کفار مکہ کو اس تکذیب اور سلوک کی بناء پر جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا۔ کھٹکھٹا دینے والی مصیبت ان پر اترتی رہے گی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر مکہ کے اردگرد حملہ آور ہو کر بعض کفار کو اچکتا رہتا ہے۔ یا آپ اے محمد ﷺ اپنا لشکر لیکر انکے گھروں کے قریب ڈیرہ زن ہونگے۔ جیسا حدیبیہ میں ہوا۔ حتّٰی یاتی وعد اللّٰہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا قیامت والا وعدہ آئے۔ وعد اللہ سے مراد فتح مکہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (بیشک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں فرماتے) یعنی اسکے وعدہ میں خلاف ورزی ناممکن ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تسلی رسول ﷺ :

۳۲: وَلَقَدِ اسۡتُهۡزِئَ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَاَمۡلَيۡتُ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا (تحقیق آپ سے پہلے رسولوں کے ساتھ استہزاء کیا گیا پھر میں نے کافروں کو ڈھیل دی) الاملاء۔ مہلت دینا ایک مدت کیلئے امن وامان میں چھوڑ دینا۔ ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ فَكَيۡفَ كَانَ عِقَابِ (پھر میں نے انکو پکڑا پس میری سزا کیسی رہی) یہ کفار مکہ کو وعید ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے بطور استہزاء آئے روز جونشانات مانگتے تھے اسکا جواب اور آپ ﷺ کو تسلی دی۔

## اللہ کی مثال کوئی نہیں :

۳۳: اَفَمَنۡ هُوَ قَآئِمٌ (کیا پس وہ ذات جو ہر شخص کے تمام اعمال کا نگران ہے) انکے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے کے خلاف حجت پیش کی گئی ہے۔ کیا پس وہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو نگران ہے عَلٰى كُلِّ نَفۡسٍ (ہر ہر نفس پر) خواہ وہ صالح ہو یا بدکار بِمَا كَسَبَتۡ (جو کچھ کہ وہ کررہا ہے) وہ اسکے شر اور خیر کو جانتا ہے اور ہر ایک کا بدلہ دیتا ہے کیا وہ اسکی طرح ہوسکتا ہے جو اس طرح کا نہ ہو۔ پھر جملہ مستانفہ لائے اور فرمایا۔ وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ (اور بنا رکھے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک) یعنی اصنام قُلۡ سَمُّوۡهُمۡ (آپ ان سے کہیں انکے اوصاف تو بتلاؤ) تم اسکے سامنے انکے نام لو کہ وہ کون ہیں اور ان ناموں کی تفصیل اسکے سامنے ذکر کرو۔ پھر فرمایا۔ اَمۡ تُنَبِّئُوۡنَهٗ بِمَا لَا يَعۡلَمُ فِي الۡاَرۡضِ (یا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات بتلا رہے ہو جس سے وہ ساری زمین میں واقف نہیں) ام منقطعہ بمعنی بل ہے۔ بلکہ تم اسکو بتلا رہے ہو اسکے شرکاء جن کو وہ زمین میں نہیں جانتا حالانکہ وہ تو آسمان وزمین کے ہر ذرہ سے واقف ہے۔ جب اللہ تعالیٰ انکو نہیں جانتا تو اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ کوئی چیز نہیں یعنی انکی کچھ اصلیت نہیں مقصد اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہے ہی نہیں۔ اَمۡ بِظَاهِرٍ مِّنَ الۡقَوۡلِ (یا تم انکو اللہ تعالیٰ کا شریک ظاہری وسرسری طور پر کہتے ہو) بلکہ کیا تم نے انکا نام سرسری طور پر رکھا ہوا ہے۔ بغیر اس بات کے کہ اسکے پیچھے کوئی حقیقت ہو۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا ذلك قولهم بافواههم [التوبہ:۳۰] ماتعبدون من دونه الا اسمآء سميتموها (یوسف:۴۰) بَلۡ زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مَكۡرُهُمۡ (بلکہ کافروں کیلئے انکی تدبیر کو مزین کردیا گیا) مکر سے انکا اسلام کیلئے فریب کاری کرنا مراد ہے جو شرک کی وجہ سے کرتے رہتے تھے۔ وَصُدُّوۡا عَنِ السَّبِيۡلِ (اور انکو صحیح راہ سے روک دیا گیا) اللہ تعالیٰ کی راہ سے قراءت صُدُّ وا کو صاد کے ضمہ سے کوفی نے پڑھا اور دیگر قراء نے فتحہ کے ساتھ اور اسکا معنی پھر یہ ہوگا۔ صدوا المسلمين عن سبيل الله انہوں نے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا۔ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ (جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اسکو کوئی راہ پر ڈالنے والا نہیں) کوئی نہیں جسکو انکی ہدایت پر قدرت ہو۔

۳۴: لَهُمۡ عَذَابٌ فِي الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا (دنیوی زندگی میں ان پر عذاب مسلط ہے) جو قتل، قید، مختلف مشقتوں کی صورت میں ہوگا۔ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَشَقُّ (اور آخرت کا عذاب تو بہت سخت ہے) اس لئے سخت ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ وَمَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّاقٍ (اور انکو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں) جو اسکے عذاب سے انکی حفاظت کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ

متقیوں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا اس کا حال یہ ہے کہ اس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان کے پھل اور ان کا سایہ دائمی ہوگا

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

یہ انجام ہے لوگوں کا جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، اور کافروں کا انجام دوزخ ہے، اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب

الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ

دی وہ اس کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا، اور گروہوں میں بعض ایسے ہیں جو اس کے بعض حصے کا انکار کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے مجھے تو

اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ

بس یہ حکم ہوا ہے کہ اللہ کی عبادت کروں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں، میں اس کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے، اور اسی طرح

اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

ہم نے اس کو اس طور پر نازل کیا کہ عربی زبان میں خاص حکم ہے، اور اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آگیا اگر آپ نے ان کی خواہش کا اتباع کیا

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع ۵ ۱۱

تو کوئی ایسا نہیں جو اللہ کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرنے والا اور بچانے والا ہو

## جنت کا حال:

۳۵: مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ (اس جنت کی حالت جسکا متقین سے وعدہ کیا گیا) اسکی وہ حالت تو مثال میں عجیب و غریب ہے۔ نحو: مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور خبر محذوف ہے۔ ای مثل الجنة مبتداء، فیما یتلی علیکم خبر محذوف ہے۔ یا نمبر۲۔ خبر موجود تجری من تحتها الانهار ہے۔ جیسا کہتے ہیں صفت زید اسمر تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (وہ ایسی جنت ہے جسکے (درختوں کے) نیچے نہریں جاری ہیں) اُكُلُهَا دَآئِمٌ (اسکے پھل ہمیشہ ہمیشہ ہوں گے) اسکے پھل ہمیشہ پائے جانے والے ہیں منقطع نہ ہونگے۔ وَّظِلُّهَا (اور اسکے سائے) ہمیشہ کے ہیں ختم نہیں ہوں گے۔ جیسا سورج کی وجہ سے معدوم ہو جاتے ہیں۔ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا (وہ انجام ان لوگوں کا ہے جو متقی ہیں) یعنی ان صفات والی جنت انکے تقویٰ کا نتیجہ ہے یعنی اسکا انجام ہے۔ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ (اور کافروں کا انجام آگ ہے)

۳۶: وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ (اور وہ لوگ جنکو ہم نے کتاب دی) اس سے مراد عبداللہ بن سلام اور انکے ساتھی ہیں جنکو اہل کتاب میں اسلام نصیب ہوا۔ اور اس طرح وہ حبشہ کے لوگ جو نصاریٰ میں سے اسلام لائے۔ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنَ الْاَحْزَابِ (وہ اس قرآن سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر اتارا گیا اور ان گروہوں میں سے) اور انکے گروہوں میں سے اور اس سے مراد وہ کفار ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف عداوت میں جتھہ بندی کی جیسے کعب بن اشرف یہودی اور اسکی پارٹی اور اسید، عاقب اور انکے ساتھ والے لوگ جو عیسائی تھے۔ مَنْ یُّنْکِرُ بَعْضَهٗ (وہ لوگ ہیں جو قرآن کے کچھ حصہ کا انکار کرتے ہیں) کیونکہ یہ لوگ قصص و واقعات اور بعض احکام دین اور معانی و مفاہیم کا انکار نہ کرتے تھے جو کہ انکی کتابوں میں بھی پائے جاتے تھے۔ بلکہ فقط نبوت محمد ﷺ اور اپنی کتاب میں تحریف کردہ باتوں میں قرآن کی مخالفت کرتے تھے (توحید باری تعالیٰ، بعض صفات باری تعالیٰ کا انکار کرتے)۔

## نبوتِ محمدی کا انکار اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ (مجھے تو حکم ملا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں) پس تمہارا نبوت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے انکار یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و توحید کا انکار ہے۔ پس دیکھ لو تم کس بات کا انکار کررہے ہو۔ حالانکہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لازم ہونے کے دعوے دار ہو۔ اور اسکے بھی دعوے دار ہو کہ اسکا کوئی شریک نہیں۔ اِلَیْهِ اَدْعُوْا (میں اسی ہی کی طرف دعوت دیتا ہوں) خاص طور پر، میں اسکے علاوہ اور کسی کی طرف دعوت نہیں دیتا۔ وَاِلَیْهِ مَاٰبِ (اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے) والیہ کا لفظ لا کر بتلا دیا کہ اسی ہی کی طرف دعوت دیتا ہوں نہ کہ غیر کی طرف مَاٰب لوٹنے کی جگہ۔ اے یہود و نصاریٰ تم بھی اسی طرح کہتے ہو۔ پھر میری نبوت کا انکار چہ معنی دارد۔

۳۷: وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ (اور اسی طرح ہم نے اس کو اتارا) جس طرح ہم نے گزشتہ کتابیں اتاریں جن میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا گیا۔ اور اسکی وحدانیت کا سبق پڑھایا گیا اور اسکی طرف بلانے کا امر ہوا۔ اور اسکے دین کی طرف اور دار الجزاء سے ڈرنے کا کہا گیا۔ حُكْمًا عَرَبِيًّا (عربی زبان میں فیصلہ والا) یہ حکمت ہے جسکی ترجمانی عربی زبان سے کی گئی۔

نحو: یہ منصوب ہیں حال کی وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کو ان امور کی طرف دعوت دیتے جو دین اسلام اور انکے ایک جیسے تھے تو اس سلسلہ میں آپکو ہدایت فرمائی۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ (اگر آپ نے انکی خواہشات کی اتباع کی اسکے بعد کہ آپ کے پاس (وحی سے) علم آچکا) قطعی دلائل کے ذریعہ علم کے ثبوت اور روشن براھین کے بعد۔ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ (آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی دوست نہ ہوگا) یعنی کوئی مددگار آپکی مدد نہ کر سکے گا اور کوئی بچانے والا بچا نہ سکے گا۔ یہ طرز عمل درحقیقت سامعین و مخاطبین کو دین پر ثابت قدم رکھنے کیلئے ہے تاکہ کسی شبہ میں پڑ کر کوئی آدمی پھسل نہ جائے۔ ورنہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی تو مضبوطی سے اپنے موقف پر جمنے والی تھی۔ ان میں ڈگمگانے کا سوال ہی نہ تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ

اور یقینا ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں دیں اور ذریت بھی، اور کسی

لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ

رسول کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ کوئی آیت لے آئے الا یہ کہ اللہ کا حکم ہو، ہر زمانہ کے لئے لکھے ہوئے احکام ہیں، اللہ مٹاتا ہے جو چاہتا ہے

وَيُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿٣٩﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ

اور ثابت رکھتا ہے جو چاہتا ہے، اور اس کے پاس اصل کتاب ہے، اور اگر ہم آپ کو بعض وہ وعدے دکھا دیں جو وعدے ہم ان سے کر رہے ہیں

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿٤٠﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي

یا ہم آپ کو اٹھالیں تو بس آپ کے ذمہ پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمہ حساب لینا ہے، کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اس کے

الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ

اطراف سے کم کرتے چلے آ رہے ہیں اور اللہ حکم فرماتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں، اور وہ جلد حساب لینے

الْحِسَابِ ﴿٤١﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ

والا ہے، اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے مکر کیا سو اللہ ہی کے لئے ہے اصل تدبیر جو بھی کوئی شخص عمل کرتا ہے

كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ

وہ اسے جانتا ہے، اور کافر عنقریب جان لیں گے کہ بعد میں آنے والے گھر کا اچھا انجام کس کے لئے ہے، اور جنہوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ تم

مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿٤٣﴾ ع ٦ ١٢

پیغمبر نہیں ہو، آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہونے کے لئے اللہ کافی ہے اور وہ لوگ کافی ہیں جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔

## انبیاء علیہم السلام کی اولاد وازواج تھیں:

٣٨: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً (تحقیق ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجے اور انکے لئے بیویاں اور اولاد بنائی) کفار مکہ آپکو عیب لگاتے کہ اسکی بیوی ہے اولاد ہے یہ کیسا پیغمبر ہے۔ من مانی آیات کا مطالبہ کرتے۔ اور نسخ کا انکار کرتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتار کر جواب دیا۔ کہ رسالت کا سلسلہ اسی طرح چلا آ رہا ہے۔ انکی بیویاں اور اولاد تھی۔ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (کسی پیغمبر کو یہ مناسب نہیں کہ وہ کوئی نشانی بغیر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے



BestUrduBooks.wordpress.com

پیش کرے ) اسکی حدود وسعت میں نہیں کہ قوم کی من مانگی نشانیاں لے آئے ۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ واختیار میں ہے ۔ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ (ہر کتاب کیلئے ایک وقت مقررہ ہے ) ہر کتاب کا ایک حکم ہے جو بندوں پر ایک وقت پر فرض کیا جاتا ہے جو اس وقت حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔

۳۹: يَمْحُوا اللّٰهُ مَايَشَآءُ (اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے ) جس چیز کا منسوخ کرنا منظور ہوتا ہے اسکو منسوخ کرتا ہے ۔ وَيُثْبِتُ (اور قائم رکھتا ہے ) اسکے بدلے میں جو چاہتا ہے ۔ نمبر۲۔ غیر منسوخ چھوڑ دیتا ہے اور نافذ العمل رہتا ہے ۔ نمبر۳۔ حفاظتی فرشتوں کے دفتروں سے جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور دوسرے کو قائم رکھتا ہے ۔ نمبر۳۔ تائبین کے کفر کو مٹاتا اور انکے ایمان کو اس جگہ لکھ دیتا قائم کر دیتا ہے ۔ نمبر۴۔ وفات دیتا ہے جسکا وقت مقرر آجاتا ہے اور قائم و زندہ چھوڑتا ہے جسکا وقت باقی ہوتا ہے ۔ قراءت وَيُثْبِتُ مدنی ، شامی ، حمزہ اور علی نے پڑھا ہے ۔ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ (اور اصل کتاب اسی ہی کے پاس ہے ) یعنی ہر کتاب کی اصل اسی ہی کے پاس ہے اور وہ لوح محفوظ ہے کیونکہ کائنات میں ہر وقوع پذیر ہونے والی چیز اس میں درج ہے ۔

۴۰: وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْنَتَوَ فَّيَنَّكَ (اگر آپ کو وفات سے پہلے ) اس بات کا کچھ حصہ دکھا دیں جسکا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں یا آپکو وفات دے دیں (اور آپکی زندگی میں انکو شکست نہ ہو ) جس طرح حالات کا تقاضا ہو ۔ ہم انکا پچھڑنا دکھا دیں اور ان سے جو عذاب اتارنے کا وعدہ کیا ہے وہ عذاب ان پر اتار دیں ۔ یا اس سے قبل آپکو وفات دے دیں ۔ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ (پس بیشک آپکے ذمہ پہنچا دینا ہے ) پس آپکے ذمہ اتنا ضروری ہے کہ پیغام رسالت پہنچا دیں ۔ یہ کافی ہے ۔ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ (اور ہمارے ذمہ حساب لینا ہے ) ہمارے ذمہ ان سے حساب لینا اور بدلہ دینا ہے ۔ جو انکے اعمال کے مناسب ہوگا ۔ آپکے ذمہ نہیں ۔ آپ انکے اعراض کو کچھ اہمیت نہ دیں اور نہ انکے لئے جلد عذاب مانگیں ۔

۴۱: اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّانَاْتِى الْاَرْضَ (کیا انہوں نے ( مکہ کے کافروں نے ) نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو ہر چہار جہت سے کم کرتے چلے آرہے ہیں ) مراد ارض کفر ہے ۔ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا (اسکو ہم اطراف سے کم کرتے جارہے ہیں ) انکا علاقہ مسلمان فتح پر فتح کرتے جارہے ہیں ۔ دار الحرب کو گھٹا رہے ہیں ۔ اور دار الاسلام کو پھیلا رہے ہیں یہ غلبہ اور نصرت کی علامت ہے ۔ مطلب یہ ہے آپ کے ذمہ اس چیز کا پہنچانا ہے جو ذمہ داری آپ پر ڈال دی گئی ہے ۔ اسکے نتیجہ کا آپ اہتمام نہ فرمائیں ہم جانیں ہمارا کام ۔ ہم نے جو نصرت و کامیابی کا وعدہ کیا وہ پورا کر کے رہیں گے ۔

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَامُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ (اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمانے والے ہیں اسکے فیصلوں کو کوئی موڑ نہیں سکتا ) اسکے فیصلوں کو کوئی واپس نہیں کرسکتا ۔ المعقب جو کسی چیز پر بار بار حملہ آور ہو کر اسکو باطل و ہلاک کردے ۔ اور اسکی حقیقت وہ شخص جو کسی چیز کو لوٹانے اور اسکو باطل کرنے کیلئے اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے ۔ اسی لئے حق والے کو معقب کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے مقروض کا پیچھا پورے تقاضے اور طلب سے کرتا ہے اب مطلب یہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے غلبہ کا فیصلہ کیا ہوا ہے ۔ اور اسکو اقبال مند کر ناطے ہو چکا ہے ۔ اور کفر پر زوال مقرر ہو چکا اور اس کا پیچھے ہٹنا قطعی ہے ۔

نحو: لا معقب لحكمه حال کی وجہ سے محل نصب میں ہے ۔ گویا اس طرح فرمایا ۔ واللّٰہ یحکم نافذاً حکمه اللّٰہ فیصلہ



BestUrduBooks.wordpress.com

کرنے والے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے حکم کو نافذ کریں گے جیسا تم کہو۔ جاء نی زید لا عمامة علی راسہ ولا قلنسوۃ له۔ مقصد صرف اسکا ننگے سر اور ننگے پاؤں بیان کرنا ہے۔ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (اور وہ جلد حساب لینے والے ہیں) دنیا کے عذاب کے بعد آخرت میں ان سے معمولی مدت میں حساب لے لیں گے۔

۴۲: وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ (تحقیق ان لوگوں نے تدابیر کیں جو ان سے پہلے ہوئے) گزشتہ امتوں کے کفار نے اپنے انبیاء کے ساتھ المکر ارادۃ المکروہ فی خفیۃ۔ خفیہ بری تدبیر کرنا۔ پھر انکے مکر کو پوری خفیہ، تدبیر قرار دیا۔ اپنی تدبیر کے تقابل میں ذکر فرما کر۔ فرمایا فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا (تمام تدابیر تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں)۔ پھر اسکی اس طرح وضاحت فرمائی يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ، وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ (وہ جانتا ہے جو ہر نفس کرتا ہے اور عنقریب کفار جان لیں گے کہ آخرت کا انجام کس کا ہے) یعنی اچھا انجام کس کا ہے۔ کیونکہ جو ذات ہر نفس کی ہر بات کو جانتی ہے اور اسکا بدلہ تیار کر رکھا ہے۔ یہی تمام اسکی تدبیر ہے۔ کیونکہ اسکی تدبیر ایسی طرف سے آتی ہے جہاں سے ان کو علم بھی نہیں ہوتا۔ اس حال میں کہ وہ اپنے انجام سے بے خبر ہوتے ہیں۔ قراءت الکافر سے مراد کافر ہیں۔ جبکہ الف لام جنس کا ہو۔ حجازی اور ابو عمرو نے اسی طرح پڑھا ہے۔

## آپ کی رسالت کا اللہ گواہ کافی ہے:

۴۳: وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا (کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں) اس سے مراد خاص کافر کعب بن اشرف اور رؤساء یہود مراد ہیں۔ وہ کہتے تھے لست مرسلا۔ اسی لئے عطاء رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ سورت مکیہ ہے سوائے اس آیت کے۔ قُلْ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ (کہہ دیں اللہ تعالیٰ کی گواہی میرے اور تمہارے درمیان کافی ہے) اس وجہ سے کہ میری رسالت پر دلائل واضح کر دیئے گئے با فاعل پر داخل ہوئی ہے۔ اور شہیدا یہ تمیز ہے۔ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتٰبِ (اور وہ جنکے پاس کتاب کا علم ہے) نمبر ا۔ ہٗ کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات اور الکتاب سے لوح محفوظ اسکی دلیل وہ قراءت ہے جو بعض قراء نے ومن عندہ علم الکتاب پڑھا ہے۔ یعنی اور اسی ہی کی طرف سے کتاب کا علم ہے۔ کیونکہ جن کو اس سے علم دیا انکا علم اللہ تعالیٰ کے فضل و مہربانی سے ہے۔ نمبر ۲۔ مَن سے مراد علمائے اہل کتاب جو اسلام لائے کیونکہ وہ قرآن و رسول ﷺ کی صفت اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں یہ آیت میرے بارے میں اتری۔ نمبر ۳۔ مَن سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

نحو: مَنْ نمبر ا۔ یہ موضع جر میں ہے اسکا لفظ اللہ پر عطف ہے۔ نمبر ۲۔ موضع رفع میں ہے جار و مجرور کے محل پر اسکا عطف ہے کیونکہ تقدیر عبارت یہ ہے کفی اللّٰہ وعلم الکتاب۔ ظرف میں مقدر کی وجہ سے رفع دیا جاتا ہے۔ پس وہ فاعل ہوگا کیونکہ ظرف مَن کا صلہ ہے۔ اور من یہاں الذی کے معنی میں ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ من ثبت عندہٗ علم الکتاب اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جب ظرف صلہ بن جائے تو فعل جیسا عمل کرتا ہے۔ جیسے مررت بالذی فی الدار اخوہ پس یہاں اخوہ فاعل ہے۔ جیسا کہ تم کہو الذی استقر فی الدار اخوہ اگر قراءت کسرہ میم والی لی جائے تو پھر یہ ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

الحمد للہ سورۃ الرعد کا تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی جو باون آیات اور سات رکوع پر مشتمل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ

الٓرٰ ۞ یہ کتاب ہے جو ہم نے آپکی طرف نازل کی تا کہ آپ لوگوں کو انکے پروردگار کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں

رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝١ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

زبردست اور خوبیوں والے وہ اللہ ہے جس کے لئے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے،

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝٢ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ

اور کافروں کے لئے ہلاکت یعنی سخت عذاب ہے جو دنیاوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں پسند کرتے ہیں

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝٣

اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں، یہ لوگ دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں

۱: الٓرٰ کِتٰبٌ (یہ کتاب ہے)۔

نحو: یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے اور مبتدا ''ھذا'' ہے اور کتاب سے مراد سورت ہے اور اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ (جس کو ہم نے اتارا) یہ جملہ موضع رفع میں ہے اور کِتٰبٌ نکرہ کی صفت ہے۔ لِتُخْرِجَ النَّاسَ (تا کہ تم لوگوں کو نکالو) ان کو دعوت دیکر مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (اندھیروں سے روشنی کی طرف) گمراہی سے ہدایت کی طرف۔ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ (ان کے رب کے حکم سے) یعنی اس کے آسانی اور سہولت کر دینے کے سبب۔ یہ ایسے اذن کیلئے بطور استعارہ استعمال ہوا جس کا مقصد حجاب کا آسان کر دینا ہے اور یہی توفیق دینا ہے۔ اِلٰى صِرَاطِ (راستہ کی طرف) عامل کو دوبارہ لایا گیا ہے یہ نور سے بدل ہے الْعَزِيْزِ (زبردست) انتقام کی قدرت رکھتا ہے۔ الْحَمِيْدِ (مستحق ستائش) انعام پر قابل تعریف۔

۲: اللّٰهِ قراءت: مدنی، شامی، علی نے رفع سے پڑھا۔ تقدیر یہ ہے ھو اللہ۔ دیگر قراء نے جر سے پڑھا ہے اس طرح کہ العزیز الحمید سے عطف بیان ہے۔ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (وہ ذات جس کیلئے ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے) مخلوق و مملوک ہونے کی وجہ سے۔ جب ظلمات کفر سے نور ایمان کی طرف نکلنے والوں کا ذکر کیا۔ تو کافروں کو ویل و ہلاکت



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ

اور ہم نے جتنے بھی پیغمبر بھیجے وہ اپنی ہی قوم کی زبان بولنے والے تھے تاکہ وہ اپنی قوم کے لیے بیان کریں، پھر اللہ جسے چاہے گمراہ کرے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

اور جسے چاہے ہدایت دے، اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

سے ڈرایا۔ یہ ویل لفظ الوأل کی نقیض ہے۔ اور وہ نجات کو کہا جاتا ہے۔ اور یہ معنوی اعتبار سے اسم ہے جیسے الھلاک وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ (اور ہلاکت ہے سخت عذاب سے کافروں کیلئے) نحو: یہ مبتدا اور خبر اور صفت ہے۔

۳: اَلَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ (وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں) ترجیح دیتے اور چناؤ کرتے ہیں الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ (دنیا کی زندگی کو آخرت پر) وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں) اللہ تعالیٰ کے دین سے وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا (اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کجی ڈھونڈتے ہیں) اللہ تعالیٰ کے راستہ کیلئے ٹیڑھ اور کجی تلاش کرتے ہیں۔ و یبغونھا کی اصل یبغون لھا ہے۔ جار کو حذف کر دیا اور ضمیر کو فعل کے ساتھ ملا دیا۔ نحو: یہ مبتدا ہے الذین سے اور خبر اولئك في ضلال بعيد ہے۔ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ (وہ لوگ دور کی گمراہی میں ہیں) حق سے۔ آیت میں ضلال کی صفت بعید کے ساتھ بطور اسناد مجازی کے لائے ہیں۔ اصل تو بُعد گمراہ ہونے والے کی صفت ہے۔ کیونکہ وہ حق کے راستہ سے دور ہٹتا ہے پس فعل کی صفت اس سے کر دی جیسا کہ کہتے ہیں۔ جدّ جدّہ نمبر۲۔ کافرین کی صفت بن کر مجرور ہے۔ نمبر۳۔ منصوب علی الذم ہے۔ نمبر۴۔ اعنی کی وجہ سے منصوب ہے ای اعنی الذین نمبر۵۔ ھم کی وجہ سے مرفوع ہے۔ ای ھم الذین۔

## ہر رسول اپنی قومی زبان میں اللہ کا پیغام لایا:

۴: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ (ہم نے ہر پیغمبر کو اسکی قوم کی زبان میں پیغمبر بنایا) وہ انہی کی لغت میں گفتگو کرنے والا ہوتا ہے۔ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (تاکہ وہ ان کے سامنے کھول کر بیان کرے) اس کو جس کو دیکر بھیجا گیا ہو اور جنکے لئے بھیجا گیا ہو، تاکہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی حجت نہ رہے اور نہ پیغمبر کو کہہ سکیں کہ جس وحی سے ہمیں مخاطب کیا گیا وہ تو ہمیں سمجھ نہیں آتی۔

**سوال**: ہمارے رسول ﷺ تو تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ جیسا کہ اس ارشاد میں ہے قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا [الاعراف:۱۵۸] بلکہ جن وانس کی طرف حالانکہ ان کی زبانیں تو مختلف ہیں۔ پس اگر عرب کیلئے حجت ہیں تو غیر کے لئے حجت کس طرح؟

**جواب**: قرآن تمام زبانوں میں نازل ہوگا یا ایک زبان میں۔ تمام زبانوں میں نازل ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ کی اپنی قوم کی زبان میں اترنا چاہئے کیونکہ وہ آپ کے پہلے مخاطب ہیں۔ اور ایک زبان میں اترنا تبدیلی و تحریف سے بھی محفوظ کرنے کیلئے زیادہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ

اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاؤ اور انہیں ایام الہیہ

بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝٥ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ

یاد دلاؤ بے شک اس میں ہر ایسے شخص کے لیے نشانیاں ہیں جو خوب صبر کرنے والا ہے خوب شکر کرنے والا ہے اور جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا

اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ

کہ تم پر جو اللہ کی نعمتیں ہیں ان کو یاد کرو جبکہ اس نے تمہیں آلِ فرعون سے نجات دی وہ تمہیں بری طرح تکلیف پہنچاتے

الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ

تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے لیے

رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝٦ ع

بڑا امتحان تھا۔

مناسب ہے۔ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ (پس اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے) جو اسباب ضلالت کو ترجیح دے۔ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے) جو ہدایت کے اسباب کو ترجیح دیتا ہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ (وہی زبردست ہے) اسکی مشیت پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ الْحَكِيْمُ (حکمت والا ہے) وہ رسوا نہیں کرتا مگر ذلیل لوگوں کو ہی۔

## موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ:

۵: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ (اور تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات کے ساتھ بھیجا) آیت سے وہ نو نشانیاں مراد ہیں۔ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ (تم اپنی قوم کو نکالو) اَنْ اَخْرِجْ میں اَنْ دراصل بِاَنْ ہے یعنی تم نکالو کیونکہ ارسال میں قول کا معنی موجود ہے گویا اس طرح فرمایا ارسلناه وقلنا له اخرج قومك (ہم نے ان کو بھیجا اور ان کو کہا کہ اپنی قوم کو نکالو) مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ (اندھیروں سے روشنی کی طرف اور ان کو ایام اللہ کے ذریعہ نصیحت کرو) ان کو پہلی اقوام کے واقعات سے ڈراؤ جیسے قوم نوح، عاد، ثمود وغیرہ اور اسی سے ایام العرب کا لفظ لڑائی کے دنوں کیلئے بھی بولا جاتا ہے۔ نمبر۲۔ انعامات کے دن جیسے بادلوں کا سایہ، من وسلویٰ کا نزول۔ فلق البحر وغیرہ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ (بیشک اس میں البتہ ہر صبر کرنے والے کیلئے نشانیاں ہیں) جو مصیبتوں پر صبر کرنیوالے ہیں۔ شَكُوْرٍ (شکر ادا کرنے والے ہیں) انعامات پر۔ گویا اس طرح فرمایا الکل مؤمن کیونکہ ایمان کے دو حصے ہیں۔ نمبر۱۔ نصف صبر ہے۔ نمبر۲۔ نصف شکر ہے۔

۶: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ (اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۷

اور وہ وقت یاد کرو جب تمہارے رب نے تم کو مطلع فرما دیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو تم کو اور زیادہ دونگا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب سخت ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۸

اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تم اور وہ سب لوگ جو زمین میں ہیں اللہ کی ناشکری کرو تو بلاشبہ اللہ بے نیاز ہے ستودہ صفات ہے۔

جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیے جب اس نے تم کو آل فرعون سے نجات دی۔ وہ تمہیں سخت عذاب دیتا تھا) اذ ظرف ہے نعمت کیلئے جو کہ بمعنی انعام ہے۔ یعنی اس کا انعام تم پر اس وقت میں ہوا۔ نمبر۲۔ نعمۃ اللہ سے بدل الاشتمال ہے ای اذکروا وقت انجائکم (اپنے نجات دیئے جانے کے وقت کو یاد کرو) وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ (اور وہ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو)

نکتہ: البقرۃ الآیۃ :۴۹ میں یذبحون اور اعراف الآیۃ :۱۴۱ میں یقتلون بغیر واؤ لائے جبکہ یہاں واؤ کے ساتھ ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ ذبح ابناء کو جب عذاب کی تفسیر اور بیان بنایا تو واؤ کو ذکر نہیں کیا۔ اور جہاں واؤ کو ذکر کیا تو وہاں جنس عذاب میں ایک اضافہ ذبح ابناء کا کیا گویا یہ عذاب کی الگ قسم ہے۔ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ (وہ زندہ چھوڑتے تمہاری عورتوں کو اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی) اس میں عذاب کی طرف اشارہ ہے۔ اور البلاء سے مشقت مراد ہے۔ نمبر۲۔ نجات کی طرف اشارہ ہو تو بلاء سے نعمت مراد ہے۔ جیسا اس آیت میں و نبلوکم بالشر و الخیر فتنۃ۔ [الانبیاء: ۳۵]

۷: وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ (جب تمہارے رب نے اطلاع دے دی) اعلان کر دیا تاذن اور اذن توعّد واوعد کی طرح ہے۔ تفعل میں جو معنی میں اضافہ ہے وہ افعل میں نہیں ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا واذاذن ربکم ایذانا بلیغًا تنتفی عندہ الشکوک والشبہ جب تمہارے رب نے کامل اعلان کیا جس سے شکوک و شبہات رفو ہو گئے اور وہ انہی میں سے ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ارشادات فرمائے۔

نحو: نعمۃ اللہ علیکم پر عطف کی وجہ سے یہ منصوب ہے گویا اسطرح فرمایا واذ قال موسیٰ لقومہ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم واذکروا حین تاذن ربکم مطلب یہ ہے جب تمہارے رب نے اطلاع دیتے ہوئے فرمایا لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ (اگر تم شکر کرو گے) اے بنی اسرائیل جو ہم نے تمہیں نجات کی نعمت دی ہے۔ لَاَزِیْدَنَّكُمْ (نعمت میں تمہارے لئے ضرور اضافہ کریں گے) نعمت پر نعمت دیں گے۔ شکر موجود کو قابو رکھنا اور مفقود کی تلاش میں رہنا۔ کہا جاتا ہے جب تم نعمت میں شکر کا نغمہ سنو تو اور نعمت کی تیاری کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا لئن شکرتم بالجدّ فی الطاعۃ لازیدنکم بالجدّ فی المثوبۃ۔ اگر تم اطاعت کی صورت میں شکر ادا کرو گے تو میں ثواب کی صورت میں مزید اضافہ کروں گا۔ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ (اور اگر تم



BestUrduBooks.wordpress.com

نے ناشکری کی) اس نعمت کی جو میں نے تم پر کی اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ (بیشک میرا عذاب بڑا سخت ہے) اس کیلئے جو میری نعمت کی ناشکری کرے۔ دنیا میں تو سلب نعمت کا عذاب اور آخرت میں مسلسل ناراضگی اور سزا۔

**ارشادِ موسیٰ علیہ السلام:**

۸: وَقَالَ مُوْسٰٓی اِنْ تَکْفُرُوْٓا اَنْتُمْ (اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر تم ناشکری کرو گے) اے بنی اسرائیل وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (اور وہ جو تمام زمین میں ہیں) تمام لوگ فَاِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ (پس بیشک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں) تمہارے شکریے سے حَمِیْدٌ (تعریفوں والے ہیں) خواہ تعریف کرنے والے اسکی تعریف نہ کریں تم نے اپنے نفوس کو خیر سے محروم کر کے نقصان پہنچایا ہے۔ جو اسکی طرف سے بہر صورت پہنچتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ع أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِن

کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جو تم سے پہلے تھے یعنی نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ان لوگوں کی خبر جو ان کے بعد

بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا

تھے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ان کے پاس انکے رسول واضح دلائل لیکر آئے سو ان لوگوں نے اپنے ہاتھ

أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا

انکے منہ میں دیدیئے اور کہا کہ بے شک تم جو چیز لیکر بھیجے گئے ہو ہم اسے نہیں مانتے اور بلاشبہ جس چیز کی طرف تم لوگ ہمیں بلاتے

تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٩﴾ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ

ہو ہم اس کی طرف سے شک میں ہیں جو تردد میں ڈالنے والا ہے، انکے رسولوں نے کہا کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا پیدا فرمانے

وَالْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ

والا ہے وہ تمہیں بلاتا ہے تا کہ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے۔ اور مقررہ مدت تک تمہیں ڈھیل

مُّسَمًّى ۚ قَالُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ

دیدے، ان لوگوں نے جواب دیا کہ تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی ہو ہمارے باپ دادا جسکی عبادت کرتے تھے تم ہمیں

يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ

اس سے روکتے ہو۔ سو تم ہمارے پاس کوئی کھلی ہوئی دلیل لے آؤ، انکے رسولوں نے ان سے کہا کہ ہم تمہارے ہی جیسے

مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَمَا كَانَ لَنَا أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَانٍ إِلَّا

آدمی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اور ہمارے بس کی یہ بات نہیں کہ ہم تمہارے سامنے کوئی معجزہ اللہ کے حکم کے بغیر لا سکیں

بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ

اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ

هَدَانَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿١٢﴾ ع ۲ ۱۴

اس نے ہمیں ہماری راہیں دکھائی ہیں اور ہم تمہاری ایذاؤں پر ضرور ضرور صبر کریں گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے بھروسہ کرنے والوں کو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۹: اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّ ثَمُوْدَ (کیا تمہارے پاس خبرنہیں آئی ان کی جو تم سے پہلے قومیں ہوئیں جیسے قوم نوح، عاد وثمود) نمبرا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے۔ جو اپنی قوم سے کیا۔ نمبر۲۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ والے لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے۔ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ لَایَعْلَمُھُمْ اِلَّا اللّٰہُ (اور وہ لوگ جو ان کے بعد ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں) یہ جملہ ابتدائیہ ہے اور خبر جملہ معترضہ ہے یا الذین من بعدھم کا عطف قوم نوح پر ہے اور لا یعلمھم الا اللّٰہ یہ جملہ معترضہ ہے۔ مطلب اس طرح ہے وہ کثرتِ تعداد میں اتنے ہیں کہ ان کی حقیقی گنتی اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عدنان اور اسماعیل کے درمیان تیس جد ہیں جو معلوم ہی نہیں۔ آنحضرت ﷺ سے مروی ہے۔ کہ آپ نے اس آیت کے نزول کے بعد فرمایا کذب النسابون [ابن سعد فی الطبقات] جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ (ان کے رسول ان کے پاس دلائل لائے) بینات سے معجزات مراد ہیں۔ فَرَدُّوْٓا اَیْدِیَھُمْ فِیْٓ اَفْوَاھِھِمْ (انہوں نے ان کے ہاتھ ان کے منہ کی طرف لوٹا دیے) نمبرا۔ دونوں ضمیریں کفار کی طرف راجع ہیں یعنی کفار نے اپنے ہاتھوں کے پورو ے منہ میں تعجب کے طور پر رکھ لیے۔ نمبر۲۔ غصہ سے اپنے پوروے کاٹنے لگے۔ نمبر۳۔ دوسری ضمیر انبیاء علیہم السلام کی طرف کہ قوم نے اپنے ہاتھ انبیاء علیہم السلام کے منہ میں دے دیئے تاکہ وہ بات نہ کر سکیں۔ پیغام رسالت نہ دے سکیں۔ وَقَالُوْٓا اِنَّا کَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ وَاِنَّا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَیْہِ (اور کہنے لگے ہم تمہارے دعویٰ رسالت کے منکر ہیں اور جس بات کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو ہم اس میں شک کرنے والے ہیں) یعنی ایمان باللہ اور توحید مُرِیْبٍ (جو ہمیں تردد میں ڈالنے والا ہے) شک میں مبتلا کرنے والا ہے۔

۱۰: قَالَتْ رُسُلُھُمْ اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ (ان کے پیغمبروں نے کہا کیا تم کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ہے) ہمزہ انکاری کو ظرف پر داخل کیا۔ کیونکہ کلام شک میں نہیں بلکہ مشکوک فیہ میں ہے اللہ تعالیٰ کے متعلق اشتباہ ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ جبکہ اس کے وجود وظہور کے دلائل واضح ہیں۔ یہ ان کے قول انا لفی شک کا جواب ہے۔ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَدْعُوْکُمْ (وہ آسمان وزمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہ تمہیں دعوت دیتا ہے) ایمان کی طرف لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ (تاکہ تمہارے گناہوں کو بخش دے) جبکہ تم ایمان لاؤ۔

نکتہ: کفار کے خطابات میں من ذنوبکم لایا گیا جیسا اس ارشاد میں: واتقوہ واطیعون یغفرلکم من ذنوبکم [نوح:۳۔۴] یقومنا اجیبوا داعی اللّٰہ واٰمنوا بہٖ یغفرلکم من ذنوبکم [الاحقاف:۳۱] ایمان والوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ھل ادلکم علی تجارۃ الی ان قال یغفرلکم ذنوبکم [الصف:۱۲] قرآن مجید کی آیات میں تتبع اور تلاش سے یہ بات سامنے آسکتی ہے۔ یہ دونوں خطابات میں فرق کیلئے فرمایا تاکہ فریقین کے وعدہ میں برابری نہ سمجھ لی جائے۔ وَیُؤَخِّرَکُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی (اور تمہیں مہلت دے ایک وقت مقررہ تک) ایک وقت تک جس کو مقرر کر دیا اور اسکی مقدار کو واضح کر دیا۔ قَالُوْٓا (انہوں نے کہا) قوم کفار نے کہا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (تم تو ہم ہی جیسے انسان ہو) ہم میں اور تم میں فضیلت کا کوئی فرق نہیں اور تمہیں نبوت والی فضیلت حاصل نہیں تو پھر تم اپنے کو نبوت سے کیسے خاص کرتے ہو؟ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ



BestUrduBooks.wordpress.com

اٰبَآؤُنَا (تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان معبودوں سے روک دو جنکی پوجا ہمارے آباء کرتے تھے) یعنی بت فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ (تو تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لاؤ) واضح حجت۔ حالانکہ رسول علیہم السلام تو واضح دلائل لائے تھے۔ مگر کفار کی سلطان مبین سے مراد ضد و اصرار کی وجہ سے منہ مانگی نشانی تھی۔

## انبیائے علیہم السلام کا ارشاد:

۱۱: قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (ان کو ان کے رسولوں نے کہا ہم تو تم جیسے انسان ہیں) ان کی اس بات کو تسلیم کیا کہ ہم تم جیسے انسان ہیں اور کوئی جنس و قسم نہیں۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن کو چاہتا ہے ان پر (نبوت والا) احسان کرتا ہے) ایمان اور نبوت والا احسان جیسا کہ اس نے ہم پر کیا۔ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (اور ہمارے لئے ممکن نہیں کہ تمہارے پاس کوئی نشان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر لے آئیں) یہ کفار کے قول فاتونا بسلطان مبین کا جواب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہاری منہ سے مانگی ہوئی نشانی لانا ہمارے قبضۂ قدرت میں نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے متعلق ہے۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے) اس میں تمام ایمان والوں کو توکل کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اپنی ذات کو اولین حیثیت سے مخاطب کیا گیا گویا انہوں نے اس طرح فرمایا ہے ومن حقنا ان نتوكل على الله فى الصبر على معاندتكم و معاداتكم و ايذائكم ہمارا حق یہ بنتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کریں تمہاری ضد، دشمنی، ایذاء پر صبر کرنے میں۔ اگلی آیت اس مفہوم کی تائید کر رہی ہے۔

۱۲: وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ (اور ہم اللہ تعالیٰ پر آخر بھروسہ کیوں نہ کریں) اللہ تعالیٰ پر توکل نہ کرنے میں ہمارے پاس کیا عذر ہے۔ اس نے تو ہمارے ساتھ وہ سلوک کر رکھا ہے جو ہم پر توکل کو لازم کرتا ہے۔ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا (جبکہ اسی نے ہمیں اپنے راستوں کی راہ سجھا دی ہے) اس نے اپنے راستہ کیطرف راہنمائی کی توفیق عنایت فرمائی وہ راستہ جس پر اس کے دین میں چلنا لازم ہے۔ ابوتراب نے کہا توکل کی حقیقت بدن کو عبودیت میں ڈالنا اور دل کا تعلق ربوبیت سے قائم کرنا اور عطاء کے وقت شکر یہ اور بلاء کے وقت صبر کرنا ہے۔ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا (اور ہم ضرور ان ایذاؤں پر صبر کریں گے جو تم ہمیں دے رہے ہو) وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنے والوں کو توکل کرنا چاہیے) توکل کرنے والوں کو اپنے توکل پر قائم رہنا چاہیے۔ یہ مفہوم اس لئے ذکر کیا تاکہ تکرار نہ ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى

اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ضرور ضرور ہم تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا یہ بات ہو کہ تم ہمارے دین میں واپس ہو جاؤ، سو انکے رب نے

اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۳ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ

انکی طرف وحی بھیجی کہ ہم ضرور بالضرور ظالموں کو ہلاک کر دیں گے ۔ اور انکے بعد تمہیں اس زمین میں آباد رکھیں گے یہ اس شخص کے لیے ہے جو

خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝۱۴ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝۱۵ مِّنْ وَّرَاۗىِٕهٖ جَهَنَّمُ

میرے حضور کھڑا ہونے سے خائف ہوا اور میری وعید سے ڈرا، اور کافروں نے فیصلہ چاہا اور ہر سرکش ضدی نامراد ہوا، اس کے آگے دوزخ ہے

وَيُسْقٰى مِنْ مَّاۗءٍ صَدِيْدٍ ۝۱۶ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ

اور اسے ایسا پانی پلایا جائے گا جو پیپ ہوگا ۔ وہ اسے گھونٹ گھونٹ پئے گا اور گلے سے بہ آسانی نہ اتارے گا اور ہر جگہ سے اس پر موت کی آمد

مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝۱۷

ہوگی اور وہ نہیں مریگا ۔ اور اسکے سامنے سخت عذاب ہوگا۔

## کفار کی دھمکی:

۱۳: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ (کافروں نے اپنے رسولوں کو کہا)

قراءت: ابو عمرو نے اوپر والی آیت میں سُبُلَنَا کو سُبْلَنَا اور لرُسُلهم کو لرُسْلهم پڑھا ہے۔ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ (ضرور ہم تمہیں نکال دیں گے اپنی سرزمین سے) اپنے علاقہ سے اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا (یا تم ضرور لوٹ جاؤ گے ہمارے مذہب میں) یعنی دو میں سے ایک بات ضرور کرنا پڑے گی نمبر ۱۔ تمہارا نکالنا نمبر ۲۔ تمہارا مذہب میں واپس لوٹنا۔ کفار نے اس پر حلف اٹھایا۔ العود کا معنی ہونا ہے اور یہ کلام عرب میں بہت ہے۔ نمبر ۲۔ اس سے ہر رسول کو خطاب کیا اور ان کے اوپر ایمان لانے والوں کو اس خطاب میں شامل کر کے خطاب میں جماعت کو ایک غلبہ دیکر ذکر کیا (کیونکہ ایمان لانے والے تو پہلے کافر ہوتے ہیں پھر کافروں سے نکل کر ایمان لاتے ہیں)

## اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب:

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ (پس ان کی طرف ان کے رب نے وحی کی کہ ہم ضرور ظالموں کو ہلاک کر دیں گے) نمبر ۱۔ یہاں قال مضمر ہے۔ نمبر ۲۔ اَوْحٰى کو قول کے قائم مقام لائے۔ کیونکہ وہ بھی اسکی ایک قسم ہے۔

۱۴: وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (اور ضرور ہم تمہیں آباد کریں گے اس زمین میں ان کے بعد) ظالموں کی سرزمین اور



BestUrduBooks.wordpress.com

ملک میں۔حدیث میں فرمایا:من اذی جارہ ورثہ اللہ جارہٗ جس نے اپنے پڑوسی کو دکھ دیا اللہ اس کے گھر کا اسکو وارث بنا دیتے ہیں (یہ مقولہ ہے حدیث نہیں ہے) ذٰلِكَ (یہ) ہلاک کرنا اور ٹھہرانا یہ بات برحق ہے۔لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ (اس کے لئے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا) میرے موقف سے اور وہ موقف حساب ہے۔نمبر۲۔مقام کا لفظ زائد ہے یعنی جو شخص مجھ سے ڈرا نمبر۳۔اس سے ڈرا کہ اللہ تعالیٰ میری نگہداشت کرنے والے ہیں۔جیسا اس قول میں افمن ھو قائم علٰی کل نفس بما کسبت [الرعد:۳۳] مطلب یہ کہ یہ متقین کا حق ہے۔وَخَافَ وَعِيْدِ (اور میری وعید سے ڈرا) وعید سے عذاب مراد ہے۔

قراءت: یعقوب نے وعیدی پڑھا ہے۔

## فیصلہ مانگے تو فیصلہ نافذ کر دیا جائے گا:

۱۵: وَاسْتَفْتَحُوْا (اور انہوں نے دشمن پر فتح کی دعا کی) اللہ تعالیٰ سے اپنے دشمنوں کے خلاف مدد مانگی۔اس کا عطف اوحی الیھم پر ہے۔وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (اور نا کام ہوا ہر ظالم سرکش) ہر متکبر و مغرور نامراد ہوا۔عنید حق سے پہلوتہی اختیار کرنے والا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی مدد کی گئی اور وہ کامیاب ہوئے اور انہوں نے کامرانی حاصل کی اور ہر سرکش و مغرور رسوا ہوا اور وہ ان کے قوم والے لوگ تھے۔نمبر۲۔ایک قول یہ ہے کہ ضمیر کفار کی طرف راجع ہے۔اب مطلب اس طرح ہے کہ کفار نے رسل کے خلاف فیصلہ طلب کیا یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ (کفار) حق پر اور (نعوذ باللہ) انبیاء علیہم السلام باطل پر ہیں۔چنانچہ ہر سرکش ان میں سے رسوا ہوا اور خود فیصلہ طلب کرنے سے کامیاب نہ ہوا۔(اللّٰھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء (الأیة)

## ہمیشہ کا عذاب:

۱۶: مِّنْ وَّرَآئِهٖ (اس کے پیچھے) یعنی سامنے جَهَنَّمُ (جہنم ہے) نمبر۱۔یہ اسکی حالت دنیا میں ہے کہ وہ جہنم کا منتظر ہے گویا کہ جہنم اس کے سامنے ہے اور یہ کافر اس کے گڑھے کے کنارے کھڑا ہے۔نمبر۲۔اسکی حالت کی یہ کیفیت آخرت میں ہوگی جب کہ وہ اٹھایا جائے گا اور موقف میں کھڑا کیا جائے گا۔وَيُسْقٰى (اور اس کو پلایا جائے گا) اسکا عطف محذوف پر ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے۔من ورائہ جھنم یلقی فیھا مایلقی اس کے پیچھے جہنم ہے اس میں وہ پائے گا جو وہ پائے گا مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ (اس کو کچ لہو پلایا جائے گا) صدید اہل نار کے چمڑوں سے بہنے والا خون و پیپ۔صدید یہ ماء کا عطف بیان ہے۔کیونکہ وہ مبہم ہے۔پس صدید سے اسکی وضاحت کر دی۔

۱۷: يَّتَجَرَّعُهٗ (وہ گھونٹ گھونٹ پیے گا) وہ تکلف کے ساتھ گھونٹ گھونٹ پیے گا۔وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ (وہ اس کو نگل نہ سکے گا) اور نہ نگلنے کے قریب ہوگا۔پھر نگلنا کیسے۔جیسا اس ارشاد میں لم یکد یراھا [النور:۴۰] یعنی وہ رؤیت کے قریب بھی نہیں ہو سکتا دیکھنا تو در کنار وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ (اور اس کو ہر طرف سے موت آئے گی) یعنی اسباب موت ہر طرف سے ظاہر ہونگے نمبر۲۔اس کے جسم کے ہر لوں لوں پر۔اس میں اس کو پہنچنے والے دکھوں کی شدت کو ذکر کیا گیا۔یعنی کہ اگر کوئی سختی ہے تو وہ ہر سختی ایک مستقل ہلاکت گاہ ہوگی۔وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ (اور وہ مردہ نہ ہوگا) کیونکہ اگر مر جائے تو آرام مل جائے۔وَمِنْ وَّرَآئِهٖ (اور

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا

جن لوگوں نے اپنے رب کیساتھ کفر کیا انکے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے راکھ ہو اسے تیز آندھی کے دن میں تیز ہوا اڑا کر لیجائے جو

يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑱ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ

کچھ انہوں نے کمایا اسمیں سے ذرا سے حصہ پر بھی وہ قادر نہیں ہونگے یہ ہے دور کی گمراہی، اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بلاشبہ اللہ نے آسمانوں کو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑲ وَّمَا ذٰلِكَ

اور زمین کو حق کیساتھ پیدا فرمایا اگر وہ چاہے تو تمہیں ختم کر دے اور نئی مخلوق پیدا فرما دے اور یہ اللہ کے لیے

عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ⑳ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

کچھ بھی مشکل نہیں، اور وہ سب اللہ کے حضور میں پیش ہونگے سو ضعیف لوگ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہ

اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا

بلاشبہ ہم تمہارے تابع تھے سو کیا تم ہم سے اللہ کا عذاب کچھ بھی ہٹا سکتے ہو؟ وہ کہیں گے

لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ㉑ ع

۳۶ ۹ ۱۵

کہ اگر اللہ ہمیں راہ بتاتا تو ہم تمہیں بھی راہ بتا دیتے، ہم سب کے حق میں برابر ہے کہ ہم بے چینی کا اظہار کریں یا صبر کریں ہمارے لیے چھٹکارہ کی کوئی صورت نہیں۔

اس کے پیچھے) اوراس کے سامنے عَذَابٌ غَلِيْظٌ (سخت عذاب ہوگا) یعنی ہر وقت پہلے سے شدید تر عذاب کا سامنا ہوگا اور غلیظ ترین عذاب سہنا پڑے گا۔ فضیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ شدید عذاب سانس کا روکنا اور اس کو اجساد میں بند کرنا ہے۔

## کفار کے اعمال کی مثال:

۱۸: مَثَلُ الَّذِيْنَ (حالت ان لوگوں کی) یہ مبتدا ہے اور اسکی خبر محذوف ہے یعنی اس وحی میں جو تم پر پڑھی جارہی ہے۔ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ (جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کیساتھ) مثل کا لفظ استعارۃً اس حالت کیلئے استعمال ہوا جس میں غرابت ہو۔ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ (ان کے اعمال راکھ کی طرح ہونگے)۔

نحو: یہ جملہ مستانفہ ہے گویا سوال مقدر کا جواب ہے کہ ان کی حالت کیسی ہوگی؟ تو جواب دیا۔ ان کے اعمال راکھ کے ڈھیر کی طرح ہونگے۔ اِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ (جس پر تیز ہوا چلی ہو) قراءت: مدنی نے الریاح پڑھا ہے۔ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ (آندھی کے دن میں) عصف کو دن کے ساتھ خاص کیا۔ کیونکہ وہ دن میں ہوتی ہے اور وہ ہوا ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں یوم ماطر بارش کا دن۔ اعمال کفار سے مراد وہ مکارم اخلاق ہیں جو بطور صلہ رحمی انجام دیے اسی طرح گردنوں کی آزادی، قیدیوں کا فدیہ، مہمانوں



BestUrduBooks.wordpress.com

کیلئے اونٹ ذبح کرنا وغیرہ۔ان کے ضائع ہونے میں راکھ سے تشبیہ دی جس کو آندھی نے اڑا دیا ہو۔کیونکہ ان کی بنیاد ایمان باللہ سے خالی ہے۔ لَا يَقْدِرُوْنَ (وہ اس کے کسی حصہ پر قادر نہ ہونگے) قیامت کے دن مِمَّا كَسَبُوْا (جو کچھ کہ انہوں نے کمایا) یعنی اعمال عَلٰى شَيْءٍ (کسی چیز پر) ثواب کا کوئی نشان بھی نہ پائیں گے جس طرح تیز آندھی میں اڑائے ہوئے راکھ کا کوئی حصہ قابو میں نہیں آتا۔ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ (یہی تو دور کی گمراہی ہے) اس میں حق کی راہ سے ان کے بہت زیادہ دور گمراہی میں پڑنے کا ذکر فرمایا۔نمبر۲:ثواب سے دور ہونا مراد ہے۔

## قدرتِ الٰہی:

۱۹: اَلَمْ تَرَ (کیا تم نہیں جانتے) اس میں ہر ایک کو خطاب ہے۔ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔قراءت: خالق کو مضاف پڑھا حمزہ، علی رحمہما اللہ نے بِالْحَقِّ (حق کیساتھ) حکمت کے ساتھ اور بڑے مقصد کیلئے اور اس کو بے کار نہیں بنایا اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ (اگر وہ چاہتا تو تم کو معدوم کر دے اور نئی مخلوق پیدا کر دے) یعنی اس کو لوگوں کے معدوم کرنے کی قدرت ہے اور ان کی جگہ انہی جیسی نئی مخلوق پیدا کرنے کی طاقت ہے یا ان کی شکل کے خلاف دوسری شکل میں تا کہ یہ چیز موجود کو معدوم اور معدوم کو ایجاد کی قدرت پر دلیل بین ہو جائے۔

۲۰: وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (اور یہ اللہ تعالیٰ پر مشکل نہیں ہے) ناممکن نہیں۔

۲۱: وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا (وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام باہر نکل آئیں گے) قیامت کے دن ظاہر ہونگے۔ ماضی کے لفظ سے اس لئے لائے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو اس نے خبر دی ہے وہ اسی طرح ہے جیسا کہ وہ ہو چکی اور اسکی مثال، و نادٰی اصحاب الجنة [الاعراف:۴۴] و نادٰی اصحاب النار [الاعراف:۵۰] وغیر ذلک۔

## بروز کا مطلب:

اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی نہیں کہ اس کے سامنے ظاہر ہو۔اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ارتکاب فواحش کے وقت آنکھوں سے یہ گمان کر کے چھپتے تھے کہ یہ حالت اللہ تعالیٰ سے چھپنے والی ہے۔(حالانکہ واقعہ میں ایسا نہیں تھا) جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ اپنے نفوس کے نزدیک بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے ہونگے۔اور ان کو اس وقت یقین آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں۔یا جب قبور سے نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کیلئے سب ظاہر ہونگے اور اس کے حکم پر ظاہر ہونگے۔

## ضعفاء اور متکبرین کی گفتگو:

فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا (پس کمزور لوگ کہیں گے) رائے میں کمزور اور وہ کم عقل لوگ مراد ہیں اور اسی طرح پیروکار۔الضعفاء کے لفظ کو واؤ قبل الھمزہ کے ساتھ وہ لکھتے ہیں جو ھمزہ سے پہلے الف کو تفخیم دیتے ہیں اور واؤ کی طرف امالہ کرتے ہیں۔ لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا (ان لوگوں سے جو بڑے بن بیٹھے تھے) اس سے وہ سادات ورؤساء مراد ہیں جنہوں نے ان کو آباد کیا اور انبیاء اور مؤمنین سے فائدہ حاصل کرنے سے انہوں نے لوگوں کو روکا اور محروم کیا۔ اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا (بیشک ہم تو تمہارے پیرو تھے) تابع



BestUrduBooks.wordpress.com

فرمان تبعا یہ تابع کی جمع ہے جیسا کہ خادم کی جمع خدم اور غائب کی جمع غیب نمبر۲۔ ذی تبع، اور تبع کا معنی اتباع ہے۔ کہا جاتا ہے۔ تبعه تبعا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ (پس کیا تم ہم سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کچھ حصہ بھی دفع کر دو گے) کیا تم کسی چیز کو دور کرنے کی کچھ قدرت رکھتے ہو اس مصیبت میں سے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ پہلا من تبیین کیلئے ہے اور دوسرا من تبعیض کیلئے ہے۔ گویا اس طرح کہا فهل انتم مغنون عنا بعض الشیء الذی هو عذاب الله۔ کیا تم ہم سے ہٹانے والے ہو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ۔ نمبر۲۔ دونوں تبعیض کیلئے ہوں۔ یعنی هل انتم مغنون عنا بعض الشیء هو بعض عذاب الله۔ کیا تم ہمارے کچھ کام آسکتے ہو۔ وہ بعض حصہ ہے اللہ تعالیٰ کے بعض عذاب میں سے ضعفاء کا قول ان کے لئے توبیخ اور ان کے اغواء ہونے پر عتاب ہے۔ کیونکہ ان کو یقین ہو گیا کہ وہ ان کے کچھ کام نہیں آسکتے۔ تو قَالُوْا (وہ کہیں گے) معذرت خواہانہ انداز سے وہ جواب دیں گے لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ (اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دیتے تو ہم ضرور تمہیں ہدایت دیتے) اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی طرف ہدایت دیتے تو ہم تمہاری بھی راہنمائی اسکی طرف کرتے یا نمبر۲۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب سے نجات کا راستہ سجھا دیتا تو ہم تمہاری راہنمائی کرتے یعنی تم سے بے نیاز ہو جاتے اور تمہیں نجات کے راستہ پر چلاتے جیسا کہ ہم نے تمہیں ہلاکت کے راستہ پر چلایا۔ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا (ہم صبر کریں یا بے قراری اختیار کریں ہمارے لئے دونوں باتیں برابر ہیں) صبر و جزع فزع دونوں ہمارے حق میں برابر ہیں۔ همزه اور اَم تسویہ کو بیان کرنے کیلئے ہیں۔ روایت میں ہے کہ وہ آگ میں کہیں گے۔ آؤ جزع فزع کریں۔ وہ پانچسو سال ماتم کرتے رہیں گے مگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ پس وہ کہیں گے آؤ۔ ہم صبر کریں پانچسو سال صبر کرتے رہیں گے مگر صبر بھی فائدہ نہ دیگا۔ پھر وہ کہیں گے ہمارے لئے صبر و جزع دونوں برابر ہیں۔

ماقبل سے اس کا تعلق یہ ہے ان کا عتاب کرنا ان کو یہ اس پریشانی میں گھبراہٹ کا اظہار ہی ہے جس پریشانی میں وہ خود مبتلا ہیں۔ پس وہ ان کو کہیں گے سواء علینا اجزعنا ام صبرنا۔ اس سے وہ ان کو اور اپنے آپ کو مراد لے رہے ہونگے۔ کیونکہ گمراہی کی سزا میں وہ اکٹھے ہیں۔ اسی لئے وہ کہہ اٹھیں گے جزع اور ڈانٹ کیسی ہے۔ نہ جزع میں فائدہ نہ صبر میں آرام۔ مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ (ہمیں چھٹکارا نہیں مل سکتا) محیص کا معنی نجات دہندہ اور چھٹکارہ ہے۔ ہم جزع فزع کریں یا صبر کریں اور یہ بھی درست ہے کہ ضعفاء اور متکبرین دونوں ہی کا کلام ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ

اور جب فیصلے ہو چکیں گے تو شیطان کہے گا کہ بلاشبہ اللہ نے تم سے سچے وعدے کیے اور میں نے تم سے وعدے کیے سو وعدے میں نے تم سے خلاف کیے تھے

وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ

اور میرا تم پر اس سے زیادہ کچھ زور نہ تھا کہ میں نے تم کو دعوت دی سو تم نے میری بات مانی لہٰذا تم مجھے ملامت نہ کرو

وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ

اور اپنی جانوں کو ملامت کرو نہ میں تمہارا مددگار ہوں نہ تم میرے مددگار ہو میں تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ اس سے پہلے تم نے مجھے شریک

مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

بنایا بلاشبہ جو ظالمین ہیں انکے لیے دردناک عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ لوگ ایسے باغوں میں داخل کیے جائیں

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ

گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ ان میں رہیں گے ان کا تحیہ ملاقات کے وقت

فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

سلام ہوگا۔

## شیطان کا خطاب:

۲۲: وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ (جب معاملے کا فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا) جب جنت کا اہل جنت کیلئے اور دوزخ کا اہل دوزخ کیلئے فیصلہ ہو چکے گا اور وہ حساب و کتاب سے فارغ ہو جائیں گے اور جنت والے جنت اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ روایت تفسیر میں ہے کہ شیطان اس وقت آگ کے منبر پر خطبہ دے گا۔ اہل نار کو خطاب کرتے ہوئے کہے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ (بیشک اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے تم سے وعدہ کیا پس میں نے اس کے خلاف کیا) وعد الحق سے بعث و جزاء علی الاعمال کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے مطابق پورا کر دیا۔ وعدتکم سے مراد کہ نہ بعث ہے نہ جزاء اور نہ ہی حساب اخلفتکم کا معنی جھوٹ بولنا ہے۔ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ (مجھے تم پر کوئی غلبہ حاصل نہ تھا) اقتدار و تسلط اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ (مگر یہ کہ میں نے تمہیں دعوت دی) لیکن میں نے تمہیں اپنے وسوسہ سے گمراہی کی طرف بلایا اور تزیین سے گمراہی پر لگایا۔ یہ استثناء منقطع ہے۔ کیونکہ دعاء سلطان کی جنس سے نہیں۔ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ (پس تم نے میری دعوت کو قبول کیا) جلدی سے مان لیا۔ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ (پس تم مجھے ملامت نہ کرو) کیونکہ جو



BestUrduBooks.wordpress.com

عداوت کی ٹھاننے والا ہو وہ قابل ملامت نہیں جبکہ وہ امر کسی امر قبیح کی طرف بلائے۔اس کے باوجود کہ رحمان نے کہہ رکھا ہے لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنة[الاعراف:۲۸ ] وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (تم اپنے آپ کو ملامت کرو) اس لئے کہ تم نے بلا دلیل میری اتباع شروع کر دی۔

## قولِ معتزلہ:

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خود شقاوت یا سعادت کو اختیار کرتا ہے اور اس کو اپنے نفس کیلئے حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف اس پر پختہ کرنا اور شیطان کی طرف سے فقط تزیین ہوتی ہے۔

**جواب**: یہ باطل استدلال ہے۔کیونکہ آیت سے یہ مضمون ثابت ہی نہیں ہوسکتا صرف اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ بندہ کی قدرت کو عمل میں کچھ دخل ہے۔اسی کو اشاعرہ کسب کہتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لو هدانا الله ای الی الایمان لهدینا کم جیسا کہ گزرا۔ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ (میں تمہاری فریاد رسی نہیں کرسکتا اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو) ہم ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا نہیں سکتے اور نہ اس کو مدد کیلئے پکار سکتے ہیں۔الاصراخ فریاد رسی کرنا

قراءت: لمصرخیِّ۔حمزہ نے خاء کی اتباع میں یاء کا کسرہ پڑھا پس پہلی یاء تو یائے جمع ہے اور دوسری یائے متکلم ہے۔اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ (میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے خدا کا شریک بناتے تھے) قراءت بصری قراء نے یاء سے پڑھا ہے اور ما مصدریہ ہے۔مِنْ قَبْلُ (اس سے پہلے) یہ اشرکتمونی سے متعلق ہے یعنی میں انکار کرتا ہوں اس بات کا کہ تم نے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا آج سے قبل دنیا کی زندگی میں جیسا دوسری آیت میں ہے۔ویوم القیامة یکفرون بشرککم [فاطر:۱۴] شیطان کے کفر بالاشراک کا مطلب اس کا اس نسبت سے انکار اور بیزاری ہے جیسا اس آیت میں اِنَّا بُرَءٰٓؤُا منکم و مما تعبدون من دون الله کفرنا بکم [الممتحنہ:۴] نمبر۲۔من قبل یہ کفرت کے متعلق ہے۔اور ما موصولہ ہے یعنی کفرت من قبل حین ابیت السجود لآدم بالذی اشرکتمونیه وهو الله عزوجل جیسا کہتے ہیں اشرکنی فلان ای جعلنی له شریکا مجھے اس کا شریک بنایا اور اشرکهم الشیطان بالله کا معنی ان کا شیطان کی اطاعت ان باتوں میں اختیار کرنا جن کو شیطان بتوں کی عبادت کروانے کے لئے مزین کرتا تھا۔یہ شیطان کا آخری قول ہے۔

اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (بیشک شیطان کیلئے دردناک عذاب ہے) نمبر۱۔شیطان کے کلام کا تتمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے ذکر کیا تاکہ سامعین کیلئے لطف کا باعث ہو کہ گمراہوں کا مہالیڈر بھی یہ کہہ اٹھے گا۔نمبر۲۔یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے (کہ شیطان اور اس کے حواری ظالم ہیں ان کا انجام عذاب ہے)

## نیکوں کا انجام:

۲۳: وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (اور ایمان والوں اور اعمال صالحہ کرنے والوں کو ایسے باغات میں داخل کیا جائے گا جنکے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے) یہ برزوا پر عطف ہے۔بِاِذْنِ رَبِّهِمْ (اپنے رب کے اذن سے) یہ ادخل کے متعلق ہے یعنی ان کو فرشتے جنت میں لے جائیں گے اللہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی وہ مثال کلمہ طیبہ کی ہے جو شجرہ طیبہ کی طرح سے ہے اسکی جڑ مضبوط ہے اور اسکی شاخیں بلندی

فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

میں ہیں وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ١جْتُثَّتْ

ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں اور کلمہ خبیثہ کی مثال ایسی ہے جیسے خبیث درخت ہو جسے

مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

زمین کے اوپر سے اکھاڑ دیا گیا ہو اس کے لیے ثبات نہیں ہے، جو لوگ ایمان لائے اللہ انہیں دنیا والی زندگی میں اور

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ؕۙ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ ع

آخرت میں پختہ بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے اور اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

تعالیٰ کے امر اور اذن سے تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ (اور اس کا سلام اسمیں سلام کے لفظ سے ہوگا) وہ جنت میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے نمبر ۲۔ فرشتے ان کو سلام کریں گے۔

## کلمہ طیبہ کی مثال:

۲۴: اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا (کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان کی) ضرب کا معنی اسکی تعریف کی اور وضاحت کی كَلِمَةً طَيِّبَةً (ایک پاکیزہ کلمہ کی) یہ فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے ای جعل کلمة طیبة : اس نے پاکیزہ کلمہ بنایا۔ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (جیسے پاکیزہ درخت) یہ ضرب اللہ مثلاً کی تفسیر ہے جیسا کہ کہتے ہیں شرّف الامیر زیدا، کساہ حلة وحمله علی فرس نمبر ۲۔ مثلاً اور کلمۃ یہ دونوں ضرب سے متعلق ہیں ای ضرب کلمة طیبة مثلا اس نے کلمہ طیبہ کی مثال بیان کی پھر فرمایا کشجرة طیبة یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای ھی کشجرة طیبة وہ پاکیزہ درخت کی طرح ہے۔

اَصْلُهَا ثَابِتٌ (اسکی جڑ زمین میں قائم رہنے والی ہے) یعنی فی الارض۔ قائم ہونے والی ہے زمین میں اور اپنی جڑیں اس میں لگانے اور گاڑنے والی ہے۔ وَّ فَرْعُهَا (اور اسکی شاخیں) اسکی چوٹی اور بلندی فِي السَّمَآءِ (آسمان میں ہے) کلمہ طیبہ سے کلمہ توحید مراد ہے اور اصل سے مراد دل سے اسکی تصدیق اور فرع سے اقرار باللسان اور اکل سے عمل بالارکان مراد ہے۔ جیسا کہ درخت درخت ہی ہے اگرچہ اس پر پھل نہ ہو اسی طرح مؤمن مؤمن ہے خواہ عامل نہ ہو۔ مگر درختوں سے مقصود پھل ہوا کرتے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں۔ آگ کی خوراک بھی تو درخت سے میسر ہے جب کہ حفاظت پھلوں کے زمانہ میں کی جاتی ہے۔

الشجرۃ سے ہر پھلدار عمدہ پھل والا درخت مراد ہے مثلاً کھجور، انجیر وغیرہ۔ جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ اس سے کھجور مراد ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمن کی مثال ایک درخت سے دی ہے تم بتلاؤ وہ کونسا درخت ہے؟ لوگ جنگل کے مختلف درخت بتلانے لگے میں کم عمر تھا میرے دل میں آیا کہ وہ درخت کھجور ہے مگر رسول ﷺ کے رعب کی وجہ سے میں خاموش رہا۔ میں موجود لوگوں میں سب سے صغیر السن تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو وہ کھجور کا درخت ہے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بیٹے اگر تم نے بتلا دیا ہوتا تو یہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھا۔

[بخاری و مسلم]

۲۵: تُؤْتِیْٓ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍۭ (وہ اپنا پھل ہر اس گھڑی دیتا ہے) وہ اپنا پھل ہر اس وقت میں لاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرمایا بِاِذْنِ رَبِّهَا (اپنے رب کے حکم سے) اپنے خالق کے میسر فرمانے اور اسکی تکوین سے وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ (اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتے ہیں تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں) کیونکہ مثالیں بیان کرنے سے بات ذہنوں میں اچھی طرح بیٹھ جاتی ہے اور خوب نصیحت اثر پذیر ہوتی ہے اور معانی عملی صورت میں سامنے آجاتے ہیں۔

## خبیث کلمے کی مثال:

۲۶: وَمَثَلُ کَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ (اور خبیث کلمہ کی مثال) وہ کلمہ کفر ہے کَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ (خبیث درخت جیسی ہے) اس سے ہر وہ درخت مراد ہے جس کا پھل اچھا نہ ہو۔ حدیث میں فرمایا وہ اندرائن (کوڑ تمبے) کا پودا ہے۔ اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ (جس کو اکھاڑ لیا جائے زمین کے اوپر ہی سے) اس کے وجود کا استیصال کر دیا جائے الاجتثاث کی حقیقت تمام جثہ کو لے لینا۔ یہ لفظ اصلها ثابت کے بالمقابل ہے۔ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ (اس کے لئے ٹھہراؤ نہیں) یعنی استقرار و پختگی نہیں جیسا کہا جاتا ہے قر الشیٔ قرارًا جیسے ثبت ثبوتًا خوب مضبوطی سے جمنا۔ اس سے ایسی بات کو مشابہت دی جس کی کوئی دلیل نہ ہو وہ مٹنے والی اور قائم نہ رہنے والی ہو۔

۲۷: یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اللہ تعالیٰ مضبوط کرتے ہیں ایمان والوں کو) یعنی اس پر ان کو ہمیشگی دیتے ہیں بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ (قائم رہنے والی بات سے) وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار بالقلب والقالب ہے فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (دنیا کی زندگی میں) جب ان کو دین کے سلسلہ میں آزمایا جاتا ہے تو پھر بھی وہ زائل نہیں ہوتے جیسا کہ اصحاب اخدود ثابت قدم رہے وغیرہ وَفِی الْاٰخِرَةِ (اور آخرت میں) جمہور کہتے ہیں کہ اس سے مراد قبر میں تلقین جواب منکر نکیر ہے اور درست بات پر ثابت قدمی ہے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مؤمن کی روح کے قبض ہونے کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا اسکی روح کو اس کے جسم میں لوٹایا جاتا ہے پس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں من ربك؟ و ما دینك و من نبیك؟ وہ اس طرح جواب دیتا ہے ربی اللہ دینی الاسلام نبیی محمد ﷺ، اس وقت آسمانوں سے ایک فرشتہ نداء دیتا ہے میرے بندے نے سچ کہا پس یہ بات اس قول میں فرمائی یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت پھر دونوں فرشتے کہتے ہیں تو سعید زندہ رہا اور قابل مدح ہو کر تیری موت آئی تم دلہن کی طرح سو جاؤ (احمد و ابوداؤد) وَیُضِلُّ اللّٰهُ



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ

کیا آپ نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں اتار دیا

يَصْلَوْنَهَا ۚ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ

وہ اس میں داخل ہونگے اور وہ رہنے کی بری جگہ ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے لیے مقابل قرار دیئے تا کہ وہ انہیں اللہ کی راہ سے گمراہ کردیں آپ فرما دیجئے

تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

کہ تم مزے کی زندگی گزار لو پھر بلاشبہ تمہیں دوزخ کی طرف لوٹ کر چلا جانا ہے، آپ میرے بندوں سے فرما دیجئے جو ایمان لائے کہ نماز قائم کریں

وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ

اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ طریقے پر اور ظاہری طریقے پر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی

وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

اور نہ کوئی دوستی ہوگی اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا فرمایا اور آسمان سے پانی اتارا پھر اسکے ذریعہ پھلوں سے

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ

تمہارے لیے رزق نکالا اور تمہارے لیے کشتی کو مسخر فرما دیا تا کہ وہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے اور اس نے تمہارے لئے نہروں کو

الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ ۚ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ

مسخر کردیا ۔ اور تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر فرمادیا وہ برابر حرکت میں ہیں اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو مسخر فرمادیا، اور تم نے اس سے جو کچھ مانگا

كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۗ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع

تم کو اس سب میں سے عطا فرمادیا ۔ اور اگر تم اللہ کی نعمت کو شمار کرو تو شمار نہیں کرسکتے بلاشبہ انسان بڑا بے انصاف ہے بڑا ہی ناشکرا ہے ۔

ع ۵ ۷ ۱۷

الظّٰلِمِيْنَ (اور وہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے) آزمائش کے مواقع میں ان کو قول ثابت پر جمے رہنا نصیب نہیں ہوتا پہلے مرحلہ میں ان کے قدم پھسل جاتے ہیں اور آخرت میں اور زیادہ گمراہ اور پھسلنے والے ہونگے۔ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے) پس مومن کو ثابت قدم رکھنے اور اضلال ظالم میں اللہ تعالیٰ پر کسی کو اعتراض کا حق نہیں۔

## کفارِ مکہ کو تنبیہ:

۲۸: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ (کیا تمہیں معلوم نہیں ہے ان لوگوں کی حالت جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بدل



BestUrduBooks.wordpress.com

دیا) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکریہ کو كُفْرًا (کفر میں) کیونکہ شکر واجب تھا اسکی بجائے ناشکری کرنے لگے گویا انہوں نے شکر ہی کو کفر میں بدل ڈالا اور اس کو بالکل بدل ڈالا۔ اس سے مراد اہل مکہ ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی حالانکہ ان کو شکر کرنا چاہیے تھا (نبوتِ محمد ﷺ کو مان کر) وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ (اور انہوں نے اپنی قوم کو اتارا) وہ لوگ جنہوں نے ان کی کفر میں اتباع کی۔ دَارَ الْبَوَارِ (ہلاکت کے گھر میں)

۲۹: جَهَنَّمَ (وہ جہنم ہے) یہ عطف بیان ہے يَصْلَوْنَهَا (وہ اس میں داخل ہونگے) وَبِئْسَ الْقَرَارُ (وہ ٹھہرنے کی بری جگہ ہے) جہنم بری قرار گاہ ہے۔

۳۰: وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا (انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے) عبادت میں مثیل بنا لئے۔ نمبر۲۔ نام میں مثیل بنا لیے۔ لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ (تاکہ وہ گمراہ کریں اس کے راستہ سے)

قراءت: یہ یاء کے فتحہ کے ساتھ ہے مکی وابوعمرو نے اسی طرح پڑھا ہے۔ قُلْ تَمَتَّعُوْا (کہہ دو تھوڑا عیش کرلو) دنیا میں مراد اس سے رسوائی و ذلت ہے ذوالنون رحمہ اللہ کہتے ہیں التمتع یہ ہے کہ بندہ اپنی طاقت بھر خواہش پوری کرے۔ فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ (پس بیشک تمہارا ٹھکانہ آگ ہے) اسکی طرف لوٹنا۔

## ایمان والوں کا شرف:

۳۱: قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (کہہ دیں میرے ان بندوں کو جو ایمان لائے) اپنی طرف اضافت کر کے ان کو شرف بخشا۔

قراءت: شامی، حمزہ، علی، الاعشیٰ نے سکون یاء سے پڑھا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ (وہ نماز کو قائم کریں اور جو ہم نے رزق دیا اس میں سے خرچ کریں) یہاں مقولہ محذوف ہے کیونکہ قل کا لفظ مقولے کا تقاضا کرتا ہے اور وہ اقیموا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے ان کو کہہ دو کہ نماز قائم کریں اور خرچ کریں) اقیموا الصلٰوۃ وانفقوا یقیموا الصلٰوۃ وینفقوا نمبر۲۔ وہ امر ہے اور وہ خود مقولہ ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ لیقیموا ولینفقوا لام کو قل کی دلالت کی وجہ سے حذف کر دیا۔

**سوال**: یقیموا الصلٰوۃ وینفقوا ابتدائی جملہ ہے حذف لام جائز نہیں۔

**جواب**: شرط محذوف کی جزاء ہے حذف لام درست ہے۔

سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً (پوشیدہ اور ظاہری طور پر) یہ دونوں حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں پوشیدگی والے اور علانیہ والے یعنی مسرّین و معلنین۔ نمبر۲۔ ظرف ہونے کی وجہ سے ای وقتی سرٍّ و علانیۃ نمبر۳۔ مصدر ہونے کی وجہ سے ای انفاق سر و انفاق علانیۃ۔ پوشیدہ خرچ کرنا اور علانیہ خرچ کرنا۔ مطلب یہ ہے نفلی کو اخفاء کر کے اور فرضی کو ظاہر کر کے تاکہ دوسرے کو ترغیب ہو۔ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ (اس سے پہلے کہ ایسا دن آئے کہ جسمیں نہ بیع ہوگی اور نہ دوستی) یعنی اس میں خرید و فروخت سے فائدہ نہ ہوگا۔ اور نہ دوستی سے۔ الخلال المخالۃ دوستی کرنا۔ بیع میں فائدہ انفاق لوجہ اللہ سے ہوتا ہے۔

قراءت: مکی، بصری نے بیعَ اور خِلَلَ کو فتحہ سے پڑھا ہے باقی تمام نے رفع اور تنوین سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## انعاماتِ باری تعالیٰ بے شمار ہیں:

۳۲: اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور آسمان سے پانی اتارا) اللہ مبتدا ہے اور الذی خلق خبر ہے۔ انزل من السماء سے بادلوں سے بارش اتارنا مراد ہے۔ فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (پس اس نے اس پانی کے ذریعہ پھلوں میں سے تمہارے لئے رزق نکالا) من الثمرات یہ رزق کا بیان ہے۔ ای اخرج به رزقًا هو الثمرات۔ گویا من بیانیہ ہے نمبر۲۔ من الثمرات۔ اخرج کا مفعول ہے اور رزقًا اس مفعول کا حال ہے۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ (اور اس نے تابع کیا تمہارے لئے کشتیوں کو تاکہ وہ کشتی اس کے حکم سے چلے اور اس نے تمہارے تابع کیا دریاؤں کو)۔

۳۳: وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ (اور اس نے سورج اور چاند کو تمہارے کام کیلئے سرگرم عمل کر دیا) دائبین یہ الشمس والقمر سے حال ہے۔ ای یدأبان فی سیرهما وہ اپنی رفتار میں اور روشنی اندھیرے کو اجالا کرنے اور زمین کی جس درستی کا تعلق ان سے ہے اس کو انجام دینے اور ابدان ونباتات کی اصلاح کرنے میں سرگرم عمل ہیں۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ (اور اس نے دن اور رات کو تمہارے کام میں لگا دیا) تمہارے گزر اوقات اور نوم و یقظہ کیلئے پے در پے آجا رہے ہیں۔

۳۴: وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَاسَاَلْتُمُوْهُ (اور تمہیں وہ دیا جو تم نے اس سے مانگا) من تبعیض کیلئے ہے یعنی اس میں سے بعض عنایت کیا جو تم نے مانگا۔ نمبر۲۔ اور اس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا اور جو نہ مانگا۔ اس میں ما موصولہ ہے اور جملہ اسکی صفت ہے۔ اور دوسرا جملہ محذوف ہے کیونکہ بقیہ حصہ محذوف پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ فرمایا سرابیل تقیکم الحر [النحل:۸۱] میں گرمی سے بچانا ذکر کر دیا دوسرا خود سمجھا گیا۔

قراءت: ابوعمرو نے مِنْ كُلٍّ پڑھا اور ماسألتموہ کو نفی قرار دیا۔ یہ حال ہونے کی وجہ سے محلا منصوب ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اتاکم من جمیع ذالك غیر سائلیه۔ تمہیں وہ تمام دیا جس کے متعلق تم نے سوال بھی نہیں کیا۔ نمبر۲۔ ما موصولہ ہے واتاکم من کل ذلك ما احتجتم الیه فکانکم سألتموہ اور تمکو ہر ضرورت کی چیز دی گویا کہ تم نے مانگ کر لی۔ نمبر۳۔ تم نے زبان حال سے گویا مانگی ہے۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو تم شمار نہیں کر سکتے) تم ان کو گننے کی طاقت نہیں رکھتے اور ان کی انتہائے شمار تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ اجمالی طور پر ان کو شمار کریں۔ باقی تفصیل کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ (بیشک انسان البتہ ظالم ہے) شکریے سے غفلت کر کے نعمت پر ظلم کرتا ہے۔ كَفَّارٌ (کافر ہے) بہت شدت سے ان کا انکار کرنیوالا ہے۔ نمبر۲۔ شدت وسختی میں ظالم ہے شکوہ اور جزع فزع کرتا ہے، (کَفَّار) اور نعمت میں ناشکری کرتا ہے۔ مال جمع کرتا اور صدقہ سے باز رہتا ہے۔ الانسان یہاں اسم جنس ہے اور اس میں ایسے انسان کے متعلق اطلاع دی گئی ہے جسمیں یہ ظلم و کفران دونوں پائے جائیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ

اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے رب اس شہر کو امن و امان والا بنا دیجئے اور مجھے اور میرے فرزندوں کو اس سے دور رکھیے کہ ہم بتوں کو

الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ

پوجیں، اے میرے رب بلاشبہ ان بتوں نے لوگوں میں سے بہت سوں کو گمراہ کردیا، سو جو شخص میری پیروی کرے بلاشبہ وہ

مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ

مجھ سے ہے اور جو شخص میری نافرمانی کرے تو بلاشبہ آپ بخشنے والے ہیں مہربان ہیں، اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد کو آپ کے محترم

بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ

گھر کے نزدیک ایسی وادی میں ٹھہرایا ہے جو کھیتی والی نہیں ہے اے ہمارے رب تاکہ وہ نماز قائم کریں، سو آپ لوگوں کے

اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

دل انکی طرف مائل کردیجئے اور انہیں پھلوں میں سے روزی عطا فرمایئے تاکہ شکر ادا کریں۔

## ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں:

۳۵: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ (اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا) اذکر اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ (اے میرے رب تو بنادے اس شہر کو) البلد سے بلد حرام مراد ہے اٰمِنًا (امن والا)

فَائِدَہ: اس آیت اور سورۂ بقرہ میں جو آیت گزری اس کا فرق یہ ہے اس میں یہ سوال ہے کہ اس کو ان شہروں میں سے کردے کہ جنکے رہنے والے مامون ہوتے ہیں۔ اور اس آیت میں یہ ہے کہ اس کو خوف والی حالت سے نکال کر امن والی حالت میں بدل دے گویا اس طرح فرمایا۔ هو بلد مخوف فاجعله امنا۔ کہ وہ خوف والا شہر ہے اس کو امن والا بنادے۔ وَّاجْنُبْنِيْ (اور مجھے بچا) مجھے دور کر یعنی مجھے ثابت قدم فرما۔ اور ان کی عبادت سے ہمیشہ بچا جیسا کہ فرمایا واجعلنا مسلمین لك [البقرۃ: ۱۲۸] یعنی ہمیں اسلام پر ثابت قدم رکھ۔ وَبَنِيَّ (اور میری اولاد کو) مراد اس سے صلبی اولاد ہے۔ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (بتوں کی عبادت سے) اس سے کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔

۳۶: رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ (اے میرے رب انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا) بطور تسبب کے ان کو مضلات فرمایا کیونکہ لوگ بتوں کی وجہ سے گمراہ ہوئے گویا خود ان بتوں نے گمراہ کیا۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ (پس جس نے میری بات مانی) میری ملت پر چلا اور وہ میری طرح حنیف و مسلم بنا۔ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ (پس وہ مجھ سے ہے) وہ میرا بعض حصہ ہے کیونکہ وہ بہت زیادہ میرے ساتھ خصوصیت رکھنے والا ہے۔ وَمَنْ عَصَانِيْ (اور جس نے میری نافرمانی کی) ان باتوں میں جو شرک کے علاوہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں (کبائر وصغائر) فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پس بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے) نمبر۲۔جس نے میری نافرمانی کر کے شرک کیا پس بیشک تو اس کو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اگر وہ شرک سے توبہ کر کے ایمان لے آئے۔

۳۷: رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ (اے ہمارے رب بیشک میں نے اپنی اولاد کو ٹھہرادیا) مِنْ، تبعیضیہ ہے بعض اولاد مراد ہے اور وہ اسماعیل علیہ السلام ہیں جو آپ کے بڑے بیٹے تھے بِوَادٍ (وادی میں) اس سے وادیٔ مکہ مراد ہے۔غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ (ایسی وادی میں جسمیں زراعت نہیں) اس میں کھیتی کی قسم میں سے کوئی چیز بالکل نہیں ہوتی ۔عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ (تیرے عظمت والے گھر کے پاس) وہ بیت اللہ الحرام ہے۔اس کو المحرم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر تعرض کرنا حرام کیا ہے۔ نمبر۲۔تذلیل کرنا حرام کیا اور اس کے ماحول کو اس کے مرتبہ کی وجہ سے حرمت والا بنایا نمبر۳۔وہ ہمیشہ سے محفوظ رہا ہر ظالم و جبار اس سے ڈرتا رہا۔نمبر۴۔کیونکہ وہ محترم اور بڑی حرمت والا ہے۔اس حرمت کا توڑنا حلال نہیں نمبر۵۔اس لئے کہ اس کو طوفان پر حرام کردیا گیا یعنی بچالیا گیا جیسا کہ عتیق نام رکھا گیا کیونکہ وہ اس طوفان سے بچالیا گیا۔

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (اے ہمارے رب تا کہ وہ نماز کو قائم کریں) لام متعلق ہے اسکنت کے یعنی ما اسکنتھم بھٰذا الوادی البلقع الا لیقیموا الصلٰوۃ عند بیتك المحرم و یعمروہ بذکرك و عبادتك میں نے ان کو اس چٹیل وادی میں اس لئے ٹھہرایا تا کہ وہ محترم گھر کے پاس نماز کو قائم کریں اور تیری یاد اور عبادت سے اس کو آباد کریں۔فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ (تو لوگوں کے دلوں کو کردے) لوگوں کے دلوں میں کچھ دل مِن تبعیضیہ ہے۔حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے۔اگر وہ دعا میں افئدۃ الناس کہہ دیتے تو فارس و روم، ترکی وھندی سب اس پر ہجوم کر کے جھک پڑتے۔نمبر۲۔مِن ابتدائیہ ہے۔ جیسا کہتے ہیں: القلب منی سقیم، مراد اس سے میرا دل سقیم ہے گویا اس طرح فرمایا: افئدۃ ناس لوگوں کے دل۔مضاف الیہ کو اس تمثیل میں نکرہ لائے کیونکہ افئدۃ نکرہ ہے۔تا کہ بعض دلوں کو شامل ہو کیونکہ وہ آیت نکرہ ہے۔تَهْوِیْٓ اِلَيْهِمْ (جھک جائیں اسکی طرف) دور شہروں سے اسکی طرف جلدی کریں اور شوق سے اسکی طرف اڑ کر جائیں وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ (اور ان کو پھلوں سے رزق عنایت فرما) اس کے باوجود کہ ہم نے ان کو ایک ایسی وادی میں ٹھہرادیا جس میں ان میں سے کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔اس طرح کے رزق دے کہ دور دراز علاقوں سے یہ چیزیں کھنچی آئیں۔لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (تا کہ وہ شکر یہ ادا کریں) اس نعمت کا کہ بے شمار اقسام کے پھل ایسی وادی میں ان کو میسر ہیں جن میں نہ درخت ہیں نہ پانی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي

اے ہمارے رب بلاشبہ آپ وہ سب کچھ جانتے ہیں جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور زمین میں اور آسمان میں اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ

الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ

نہیں ہے، سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا فرمایا،

اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا

بلاشبہ میرا رب دعا کا سننے والا ہے، اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا رکھیے اور میری اولاد میں سے بھی، اے ہمارے رب

وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع ۶ ۱۸

اور میری دعا قبول فرمائیے، اے ہمارے رب میری مغفرت فرمائیے اور میرے والدین کی اور مومنین کی جس دن حساب قائم ہوگا۔

۳۸: رَبَّنَآ (اے ہمارے رب) بار بار ربنا سے نداء گڑگڑانے اور تضرع کی دلیل ہے۔ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ (بیشک تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں) آپ سر وعلانیہ کو جاننے والے ہیں۔ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ (اور اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز مخفی نہیں) یہ کلام الٰہی ہے۔ اس میں ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کی گئی یا کلام ابراہیم علیہ السلام ہے۔ مِن یہ استغراق کیلئے ہے گویا اس طرح فرمایا اللہ تعالیٰ پر جو چیز بھی ہو مخفی نہیں۔

۳۹: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ (تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے عطاء کیا) علیٰ مع کے معنی میں ہے اور یہ موضع حال میں ہے یعنی اس نے مجھے عطاء کیا اس حال میں کہ میں بوڑھا تھا اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ (اسماعیل اور اسحاق) روایت میں ہے کہ جب اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۹۹ ننانوے سال تھی۔ اور اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت ۱۱۲ سال تھی روایت تفسیر میں ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ۶۴ سال کی عمر میں اور اسحاق علیہ السلام کی پیدائش ۹۰ سال کی عمر میں تھی۔ کبر بڑھاپے کا ذکر اس لئے کیا کیونکہ اس حالت میں لڑکا عطاء کیا جانے کا احسان اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ ولادت سے مایوسی کی عمر یہی ہے اور مایوسی کے بعد اگر کامیابی میسر ہو جائے تو یہ بڑی عظیم الشان نعمت ہے۔ اور اس عمر میں ولادت ابراہیم علیہ السلام کیلئے ایک نشان نبوت تھا۔ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ (بیشک میرا رب ضرور دعاؤں کو سننے والا ہے) دعاؤں کو قبول کرنے والا۔ جیسے کہ کہتے ہیں: سمع الملك كلام فلان۔ جب وہ اسکی بات کو قبول کرے اور اسی سے سمع الله لمن حمده ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے بیٹا مانگا جیسا کہ اس آیت میں ہے: رب هب لي من الصالحين [الصافات: ۱۰۰] پس انہوں نے بطور شکر یہ نعمت کے یہ الفاظ کہے۔ سمیع کی اضافت دعا کی طرف اضافت صفت الی المفعول کی قسم میں سے ہے اور اسکی اصل لسميع الدعاء ہے۔ سیبویہ رحمہ اللہ نے فعیلاً کا وزن من جملہ ان بناؤں میں درج

کیا ہے جو مبالغہ کیلئے آتے اور فعل جیسا عمل کرتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے: ھذا رحیم اباہ۔اس کا باپ بہت مہربان ہے۔

۴۰: رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ (اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا بنادے اور میری اولاد میں سے بھی) مِنْ تبعیضیہ ہے۔بعض اولاد مراد ہے۔اجعلنی کے منصوب پر عطف ہے اور بعض اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے انہیں معلوم ہوگیا کہ ان کی اولاد میں کفار ہونگے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں قیامت تک لوگ فطرت پر قائم رہیں گے رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ (اے ہمارے رب تو دعا کو قبول فرما)

قراءت: مکی نے وصل، وقف میں یاء کے ساتھ پڑھا ابوعمرو نے انکی موافقت کی۔اور حمزہ نے وصل میں اسی طرح کہا باقی قراء نے بغیر یاء کے پڑھا ہے ای استجب دعائی او عبادتی۔واعتزلکم وما تدعون من دون اللّٰہ [مریم:۴۸]

۴۱: رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ (اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے) آدم وحواء مراد ہیں۔نمبر۲۔اپنے والد کے ایمان سے مایوس اور دعا کی ممانعت سے قبل یہ دعا کی جیسا دوسری آیت میں ہے۔ماکان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ (الأیۃ) وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (اور ایمان والوں کو بخش دے قیامت کے دن) یعنی جس دن حساب ثابت ہوگا نمبر۲۔حساب کی طرف قیام کی نسبت اسناد مجازی ہے جیسے وسئل القریۃ [یوسف:۸۲] میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۥ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ

اللہ کو ان کاموں سے بے خبر مت سمجھے جو ظالم لوگ کرتے ہیں بات یہی ہے کہ وہ انہیں ایسے دن کے لیے مہلت دیتا ہے

تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ

جسمیں آنکھیں اوپر کو اٹھی رہ جائیں گی یہ لوگ دوڑتے ہونگے سروں کو اوپر کو اٹھائے ہوئے ہونگے، انکی نظر انکی طرف

طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ

واپس نہ لوٹے گی اور انکے دل ہوا ہونگے، اور آپ لوگوں کو اسدن سے ڈرائیے جسدن انکے پاس عذاب آئیگا، سو جن لوگوں نے

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ

ظلم کیا وہ یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب تھوڑی سی مدت کے لیے ہمیں مہلت دیجئے ہم آپکے بلاوے کو قبول کریں گے اور رسولوں کا اتباع کریں گے کیا

تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ

تم نے اس سے پہلے قسم نہ کھائی کہ ہمیں کہیں جانا ہی نہیں حالانکہ تم ان لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں رہتے تھے

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا

جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور یہ بات تم پر ظاہر ہوگئی کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا معاملہ کیا اور ہم نے تمہارے لیے مثالیں بیان کیں اور ان لوگوں نے

مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ

اپنا مکر کیا اور اللہ کے سامنے ان کا مکر ہے اور واقعی ان کا مکر ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ سوائے مخاطب تو اللہ کے بارے میں یہ

اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٤٧﴾

خیال نہ کر کہ وہ وعدہ خلافی کرنے والا ہے بلاشبہ اللہ غلبہ والا بدلہ لینے والا ہے

## آپ انہیں ڈرائیں اللہ تعالیٰ ان کی حالت سے واقف ہے وہ انہیں سمجھ لے گا:

۴۲: وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ (تو ہرگز اللہ تعالیٰ کو بے خبر نہ سمجھ ان کاموں سے جو ظالم کرتے ہیں) اس میں مظلوم کو تسلی دی اور ظالم کو ڈرایا۔ اس میں خطاب دوسروں کو کیا گیا۔ اگر رسول مراد ہوں تو مراد اس سے آپ کو ثابت قدم کرنا ہے۔ اس بات پر کہ جس پر آپ قائم تھے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے۔ جیسا کہ اس ارشاد میں ہے ولا تکونن من المشرکین [الانعام:۱۴] فلا تدع مع اللّٰہ الٰھا اٰخر [الشعراء:۲۱۳] جیسا کہ امر کی صورت میں اس آیت میں فرمایا۔ یایھا



BestUrduBooks.wordpress.com

الذین اٰمنوا اٰمنوا باللّٰہ ورسولہٖ [النساء:۱۳۶]اس سے مراد یہ اعلان کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کی کرتوتوں سے واقف ہے۔ اوران کی کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔ وہ ان کے قلیل وکثیر پر سزا دیگا۔ یہ گویا بطور وعید وتہدید فرمایا جیسا کہ اس آیت میں ہے واللہ بما تعملون علیم [البقرہ:۲۸۳] اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ (بیشک وہ ان کو مؤخر کر رہا ہے) ان کی سزا کو مؤخر کر رہا ہے۔ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ (ایسے دن میں جس میں آنکھیں پتھرا جائیں گی) یعنی آنکھیں ہولناک منظر کی وجہ سے ایک جگہ قرار نہ پکڑ سکیں گی۔

۴۳: مُهْطِعِیْنَ (وہ جلدی کرنیوالے ہونگے) داعی کی آواز کی طرف تیزی سے جانے والے ہونگے۔ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ (وہ اپنے سروں کو اوپر اٹھانے والے ہونگے) اوپر اٹھانے والے ہونگے لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ (ان کی نگاہ ان کی طرف واپس نہ لوٹے گی) ان کی نگاہ ان کی طرف نہ لوٹے گی کہ وہ اپنے آپ کو دیکھ سکیں۔ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ (ان کے دل بالکل بدحواس ہونگے) خیر سے خالی ہونگے کوئی چیز خوف کی وجہ سے یاد نہ ہوگی۔ الھواء وہ خلاء جس کو اجرام مشغول نہ کر سکیں پس دلوں کی صفت اس کے ساتھ کی جیسا کہا جاتا ہے قلب فلان ھواء جبکہ وہ بزدل ہو۔ اوراس کے دل میں قوت وجرأت نہ ہو۔ نمبر۳۔ ان کے دل کھوکھلے ہونگے ان میں عقلیں نہ ہونگی۔

۴۴: وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ (اور تم لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جس دن ان پر عذاب آئے گا) قیامت کا دن مراد ہے فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا (پس ظالم کہیں گے) ظالم سے کفار مراد ہیں۔ رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ (اے ہمارے رب تو ہمیں قریب مدت تک مؤخر کردے ہم تیری دعوت کو قبول کریں گے۔ اور تیرے رسولوں کی اتباع کریں گے) یعنی ہمیں دنیا کی طرف واپس کردے۔ ہمیں ایک مدت کی مہلت دے اور ایک زمانہ کی ایک قریبی حد تک تاکہ جو زیادتیاں ہم کر چکے اس کا تدارک کرلیں۔ اور تیری دعوت کو قبول کر کے رسولوں کی اتباع کرلیں اس پر جواب دیا جائے گا۔ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ (کیا تم قسمیں نہیں اٹھاتے تھے کہ تم نے زائل نہیں ہونا) تم دنیا میں قسم اٹھاتے تھے کہ جب تم مرجاؤ گے تو اس حالت سے تم زائل نہ ہوگے اور دوسرے گھر کی طرف منتقل نہ ہوگے یعنی تم نے بعث کا انکار کیا جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ واقسموا باللّٰہ جھد ایمانھم لا یبعث اللّٰہ من یموت [النحل:۳۸] اور مالکم یہ جواب قسم ہے یہاں خطاب کا لفظ اقسمتم لایا گیا اگر دونوں مقسموں کا لفظ حکایۃً لایا جاتا تو اس طرح کہتے مالنا من زوال نمبر۲۔ یوم سے ان کا دنیا میں ہلاکت والا دن مراد ہے۔ نمبر۳۔ شدتِ سکرات کے ساتھ عذاب کی حالت میں ان کی موت کا دن مراد ہے۔ اور ملائکہ کی ملاقات بغیر خوشخبری کے مراد ہے۔ کیونکہ اس دن وہ سوال کریں گے کہ ان کو اللہ تعالیٰ قریب وقت تک مہلت دے دے۔

۴۵: وَّسَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ (اور تم نے رہائش اختیار کی ان لوگوں کے مساکن میں جنہوں نے (کفر) کر کے اپنے اوپر ظلم کیا) کہا جاتا ہے سکن الدار، سکن فیھا اور یہی معنی یہاں ہیں۔ ظلموا انفسھم سے کفر کرنا مراد ہے کیونکہ السکنٰی سکون سے ہے اور وہ ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔ اور اصل اس کو فی کے ساتھ متعدی بنایا گیا جیسا قرفی الدار واقام فیھا لیکن جب اس سے خاص سکون مراد لیا تو اس میں تصرف کردیا پس کہتے ہیں سکن الدار جیسا کہا جاتا ہے تبوّاھا۔ ٹھکانہ بنایا سکونت اختیار کی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۲۔ یہ بھی درست ہے کہ سکنوا سکون سے ہو۔ انہوں نے قرار لیا اوران میں مطمئن ہو گئے خوش دلی کے ساتھ حالانکہ وہ ان لوگوں کے راستہ پر چل دیے تھے جوان سے قبل ظلم وفساد کرنے والے تھے۔ وہ ان دنوں کو یاد بھی نہ کرتے تھے جو گزشتہ اقوام کو عذاب کے دنوں میں پیش آیا۔ تاکہ وہ عبرت حاصل کرتے اور ڈر جاتے کہ ان کے ظلم کا انجام کتنا خطرناک نکلا۔

وَتَبَیَّنَ لَکُمْ (اور ہم نے تمہارے سامنے واضح بیان کر دیا) اطلاعات سے نمبر۲۔ مشاہدات سے۔ تبیّن کا فاعل مضمر ہے۔ اس پر کلام خود دلالت کر رہا ہے یعنی ان کا حال تمہارے سامنے خوب واضح ہوا۔ کَیْفَ (کس طرح) یہ فاعل نہیں ہے۔ کیونکہ استفہام میں اس کا ماقبل عمل نہیں کرتا۔ البتہ کیف محلاً منصوب ہے فَعَلْنَا بِهِمْ (ہم نے ان سے کیا کیا) کی وجہ سے ای اهلکناهم وانتقمنا منهم۔ وَضَرَبْنَا لَکُمُ الْاَمْثَالَ (اور ہم نے تمہارے سامنے مثالیں بیان کیں) یعنی وہ حالات جوان پر پیش آئے اور جس وجہ سے پیش آئے اور یہ حالات عجیب ہونے میں ہر ظالم کیلئے بیان کی جانیوالی امثلہ کی طرح ہے۔

## کفار کے بڑے منصوبے:

۴۶: وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَهُمْ (اور انہوں نے اپنی سازشیں کیں) یعنی ایسی بڑی سازشیں جس میں انہوں نے اپنی امکانی قوت صرف کر دی۔ اور اس سے مراد کفر کی بقاء کے تمام منصوبہ جات ہیں۔ اور اسلام کو باطل کرنے کے ذرائع ہیں۔ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَکْرُهُمْ (اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا فریب درج ہے) یہ فاعل اول کی طرف مضاف ہے مطلب یہ ہے ان کا مکر اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھا ہوا ہے۔ وہ ان کو اس کا بدلہ دیں گے جو اس سے بہت بڑا ہوگا۔ نمبر۲۔ یا مفعول کی طرف ای عند اللّٰه مکرهم الذی یمکرهم به اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے وہ تدبیر جوان کے متعلق اختیار کریگا۔ اور اس تدبیر سے وہ عذاب مراد ہے جوان کی نادانستگی میں آن پہنچے گا۔ وَاِنْ کَانَ مَکْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ (اور واقعی ان کی تدبیر اتنی بڑی تھی کہ اس سے پہاڑ بھی ٹل جاتے) اول لام مکسور اور دوسری لام منصوب تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ وان وقع مکرهم لزوال امرا لنبی ﷺ اگر چہ ان کا مکر اسلام کو زائل کرنے کیلئے تھا۔ نبی اکرم ﷺ کو عظمت شان کی وجہ سے جبال سے تعبیر کیا۔ کان تامہ ہے اور ان نافیہ ہے اور لام اسکی تاکید کیلئے لائے۔ جیسے اس ارشاد میں وما کان اللّٰه لیعذبهم [الانفال:۳۳] مطلب یہ ہے یہ بات ناممکن ہے کہ ان کے مکر سے پہاڑ زائل ہو جائیں۔ جبال تمثیل ہے اللہ تعالیٰ کی آیات اور شرائع سے کیونکہ شرائع بمنزلہ مضبوط پہاڑوں کے ہیں۔ جمی ہوئی اور ثابت ہیں۔ قراءت: اسکی دلیل ابن مسعود کی قراءت ہے۔ وما کان مکرهم۔ لام اول مفتوح اور دوسرا لام مرفوع ہے علی رحمہ اللہ نے یہی پڑھا ہے۔ ای وان کان مکرهم۔ اگر چہ ان کا مکر مضبوطی میں اس درجہ تھا کہ اس کے سامنے پہاڑ زائل ہو جائیں۔ اور اپنی جگہ سے اکھڑ جائیں اِنْ مخففہ من المثقلہ ہے اور لام اسکی تائید کر رہی ہے۔

## اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا:

۴۷: فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ (تم ہرگز نہ گمان کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے کیا جانے والا وعدہ پورا نہ کریں گے) اس سے مراد یہ قول انا لننصر رسلنا [غافر:۵۱] کتب اللّٰه لاغلبن انا ورسلی [المجادلہ:۲۱] مُخْلِفَ یہ لتحسبنّ کا دوسرا مفعول ہے مخلف کی اضافت وعدہ کی طرف کی اور یہ اس کا دوسرا مفعول ہے اور پہلا مفعول رسله ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى

جس روز زمین دوسری زمین سے بدل جائے گی اور آسمان بھی بدل جائیں گے اور سب لوگ اللہ کے لیے ظاہر ہو جائیں گے جو واحد قہار ہے اور اے مخاطب

الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى

تو اس دن مجرموں کو اس حال میں دیکھے گا کہ وہ باہم آپس میں بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے اور ان کے کرتے قطران کے ہوں گے اور انکے چہروں کو

وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾

آگ نے ڈھانک رکھا ہوگا تاکہ اللہ ہر جان کو اسکے کئے ہوئے اعمال کی سزا دے بلاشبہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے،

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ۷/۱۱/۱۹

یہ پہنچا دینا ہے لوگوں کو اور تاکہ وہ اس کے ذریعہ ڈرائے جائیں اور تاکہ وہ جان لیں کہ وہ ہی ایک معبود برحق ہے اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔

مخلف رسله وعده یہاں مفعول ثانی کو اول پر مقدم کیا تاکہ یہ بتلا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ وعدے کی بالکل خلاف ورزی نہیں فرماتے جیسا کہ اس ارشاد میں ان اللہ لا یخلف المیعاد [آل عمران:۹] پھر فرمایا رُسُلَهٗ تاکہ ظاہر کر دیا جائے کہ جب وہ کسی کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ تو رسولوں کے ساتھ کیے جانے والے وعدہ کی خلاف ورزی کیسے متصور ہوسکتی ہے جو کہ اسکی مخلوق میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں اور چنے ہوئے ہیں اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ (بیشک اللہ تعالیٰ زبردست) ایسا غالب کہ اس کے خلاف تدبیر کام نہیں دے سکتی ذُو انْتِقَامٍ (انتقام والے ہیں) اپنے اولیاء کیلئے ان کے دشمنوں سے۔

## احوالِ قیامت:

۴۸: يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ (جس دن زمین کو زمین سے اور آسمانوں کو تبدیل کر دیا جائے گا) نمبرا۔ انتقام کا ظرف ہونے کی وجہ سے یوم منصوب ہے نمبر۲۔ اذکر کو مضمر مان کر منصوب ہے مطلب یہ ہے کہ جس دن یہ زمین جس کو تم پہچانتے ہو کسی اور زمین سے تبدیل کر دی جائے گی غیر هذه المعروفة اس معروفہ زمین کے علاوہ سے اور آسمانوں کو اور آسمانوں سے بدل دیا جائے گا۔ ماقبل کی دلالت کی وجہ سے غیر السموات کو حذف کر دیا گیا التبدیل کا معنی تغیر۔ یہ تبدل ذوات میں ہوتا ہے جیسا کہتے ہیں بدلت الدراهم دنانیر میں نے دراہم کو دنانیر میں بدل لیا۔ نمبر۲۔ اوصاف میں تبدیلی جیسا کہتے ہیں بدلت الحلقة خاتما میں نے حلقہ کی انگوٹھی بنالی جبکہ پگھلا کر انگوٹھی بنالیں۔ گویا ایک شکل سے دوسری شکل بنائی۔

اختلاف: آسمانوں اور زمین کی تبدیلی میں اختلاف ہے۔ نمبرا۔ اس کے اوصاف بدل دیئے جائیں گے زمین سے اس کے پہاڑوں کو ہٹا دیا جائے گا۔ اور اس کے سمندروں کو پھاڑ کر زمین کو پھیلا کر ختم کر دیا جائے گا۔ زمین کو اس طرح برابر کیا جائے گا کہ اس میں ذرا بھر ٹیڑھ اور ٹیلہ نہ ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہی زمین ہوگی البتہ آسمان کو متغیر و



BestUrduBooks.wordpress.com

متبدل کردیا جائے گا۔اس کے ستارے بکھر بکھر جائیں گے اوراس کا سورج روشنی کھو بیٹھے گا اور چاند بے نور ہو جائیگا۔اور آسمان پھٹ جائیگا اوراسمیں دروازے دروازے ہو جائیں گے۔

نمبر۲۔اس کے بدلے دوسرا آسمان اور زمین پیدا کی جائیگی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کا حشر ایسی زمین پر ہوگا جس پر ایک بھی گناہ نہ ہوا ہوگا اور وہ زمین رنگت میں سفید ہوگی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے زمین چاندی کی بنائی جائیگی اور آسمان سونے کے۔وَبَرَزُوْا (اور وہ سامنے آئیں گے) وہ اپنی قبور سے نکلیں گے لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ (ایک اللہ تعالیٰ کیلئے جو کہ اکیلے زبردست ہیں) وہ اس طرح ہے جیسا فرمایا لمن الملك اليوم لله الواحد القهار [غافر:۱۶] کیونکہ جب مملکت ایک ہی کی ہوگی جو کہ زبردست غلبہ والا ہے جس کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا۔پس اس کے سواء اور کوئی مستغاث نہ ہوگا۔اور معاملہ بہت سخت ہوگا۔

۴۹: وَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ (تم اے مخاطب مجرموں کو دیکھو گے) مجرمین سے کفار مراد ہیں۔ یَوْمَئِذٍ (اس دن) قیامت کے دن مُقَرَّنِیْنَ (اس حال میں کہ وہ جکڑے ہوئے ہونگے) ایک دوسرے کے ساتھ باندھ کر ملائے جائیں گے نمبر۲۔شیاطین کے ساتھ باندھے جائیں گے۔نمبر۳۔ان کے ہاتھوں کو ٹانگوں کے ساتھ زنجیروں سے باندھ دیا جائے گا۔فِی الْاَصْفَادِ (زنجیروں میں) یہ مقرنین کے متعلق ہے ان کو زنجیروں میں باندھا جائے گا۔نمبر۲۔اس سے متعلق نہیں۔مطلب اس طرح ہوگا ان کو زنجیروں میں باندھ کر ملایا جائے گا الاصفاد۔نمبر۱۔بیڑیاں نمبر۲۔طوق۔

۵۰: سَرَابِیْلُھُمْ (ان کے کرتے) ان کے قمیص مِّنْ قَطِرَانٍ (گندھک سے) ابہل کے درخت کا نچوڑا ہوا دودھ جس کو پکا کر خارشی اونٹوں کے جسم پر مالش کی جاتی ہے۔یہ اتنا تیز ہوتا ہے کہ خارش پر لگائیں تو اس کو اپنی تیزی اور حرارت کی وجہ سے جلا دیتا ہے اسمیں آگ جلد اثر کرتی ہے۔اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔بدبو تیز۔اس سے جہنم والوں کی کھالوں پر مالش کی جائے گی۔ یہاں تک یہ مالش قمیص کی طرح ہو جائے گی۔تاکہ ان کے جسم پر گندھک کا چمٹنا اور جلن جمع ہو جائے اور ان کے چمڑوں کو جلد آگ لگے اور ان کا رنگ وحشت ناک اور جسم بدبودار ہو جائے۔دونوں گندھکوں میں آسمان وزمین کا فرق ہے اور ہر وہ جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر رکھا ہے۔یا آخرت میں جس سے ڈرایا ہے۔پس اللہ تعالیٰ نے اسی جنس کی چیز سے وضاحت فرمائی جو ہمارے مشاہدہ میں ہے۔اور ایسی چیز واضح کی جس کی حیثیت کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔گویا ہمارے ہاں تو فقط نام ہیں۔مسمیات تو اس جگہ ہیں نعوذ باللہ من سخطه وعذابه۔

قراءت: مِنْ قَطِرٍ اٰنٍ زید نے یعقوب سے اسی طرح روایت کیا اور کہا کہ وہ پگھلا تانبا جس کی حرارت ہر تن تک پہنچنے والی ہوگی۔مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰی وُجُوْھَھُمُ النَّارُ (اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپ رہی ہوگی) اپنے شعلوں کے ساتھ بلند ہوگی وجہ کو خاص کیا کیونکہ ظاہری بدن میں یہ معزز ترین حصہ ہے جیسا کہ دل باطن میں اس لئے فرمایا تطلع على الافئدة [الھمزہ:۷]

## قیامت جزائے اعمال کیلئے ہے:

۵۱: لِیَجْزِیَ اللّٰہُ کُلَّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ (تاکہ اللہ تعالیٰ ہر نفس کو وہ بدلہ دے جو اس نے کمایا) تاکہ مجرمین سے وہ سلوک کیا



BestUrduBooks.wordpress.com

جائے جوانہوں نے کیا اور ہر نفس کو وہ عزت ملے جو اس نے کمائی۔ نمبر۲۔ ہر نفس کو اللہ تعالیٰ بدلہ دے خواہ وہ نفس مجرم ہو یا مطیع کیونکہ جب وہ مجرمین کو ان کے جرائم کی سزا دے گا۔ تو اس سے خود معلوم ہو گیا کہ وہ مومنین کو ان کی طاعات پر ضرور صلہ دیگا۔ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں) تمام بندوں کا حساب پلک جھپک سے پہلے لے لے گا۔

۵۲: هٰذَا (یہ) جس کا بیان ولا تحسبن سے سریع الحساب تک ہوا۔ بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ (پوری بات ہے لوگوں کیلئے) وعظ ونصیحت کیلئے کافی ہے۔ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ (اور تا کہ اس کے ذریعہ ڈرایا جائے) اس پوری بات کے ذریعہ۔

نحو: اس کا عطف محذوف پر ہے ای لینصحوا ولینذروا۔ وَلِيَعْلَمُوْا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (تا کہ وہ جان لیں کہ بیشک وہی ایک معبود ہے) کیونکہ جب وہ ڈریں گے اس چیز سے جس سے ان کو انذار کیا گیا ہے تو خوف ان کو غور وفکر کی طرف لے جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ توحید تک پہنچ جائیں گے کیونکہ خشیت تمام بھلائیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (اور تا کہ عقل والے نصیحت حاصل کریں) عقلوں والے۔

سورۂ ابراہیم کا تفسیری ترجمہ بروز بدھ ۱۴۲۳ھ شعبان مکمل ہوا الحمد للہ اولاً و آخراً



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حجر مکہ میں نازل ہوئی جو ننانوے آیات اور چھ رکوع پر مشتمل ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ① رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

الٓر یہ آیات ہیں کتاب کی اور قرآن مبین کی، جن لوگوں نے کفر کیا وہ بہت ہی مرتبہ یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ

لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ② ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ

مسلمان ہوتے، آپ انہیں چھوڑیئے وہ کھا لیں اور نفع اٹھا لیں اور امید انہیں غفلت میں ڈالے رکھے، سو وہ عنقریب

يَعْلَمُوْنَ ③ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ④ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ

جان لیں گے، اور ہم نے جتنی بھی بستیوں کو ہلاک کیا ان کے لئے ایک وقت معین لکھا ہوا تھا، کوئی امت اپنی مقررہ اجل سے نہ آگے

اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ⑤

بڑھ سکتی ہے اور نہ وہ لوگ پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔

## عظمت قرآن:

۱: الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ الٓر (یہ آیات ہیں کامل کتاب اور واضح قرآن کی)۔ تلک سے ان آیات کی طرف اشارہ ہے جو اس سورت میں ہیں۔ الکتاب اور قرآن مبین سے سورت مراد ہے۔ قرآن کو نکرہ بطور تفخیم شان کے ذکر کیا ہے۔ معنی یہ ہے یہ اس کتاب کی آیات ہیں جو کتاب ہونے میں کامل ہے اور قرآن مبین کی آیات ہیں۔ گویا اسطرح فرمایا۔ الکتاب الجامع للکمال و للغرابة فی البیان۔ ایسی کتاب جو کمال اور غرابت فی البیان کو جمع کرنے والی ہے۔

## قیامت کے دن کفار کی حسرت:

۲: رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے)۔ قراءت: مدنی و عاصم نے تخفیف سے پڑھا۔ باقی نے تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔ ما یہ کافہ ہے کیونکہ رب حرف جر ہے اور مابعد کو مجرور کرتا ہے یہ اسم نکرہ کے ساتھ خاص ہے۔ جب عمل سے روک دیا گیا تو اس کے بعد فعل ماضی اور اسم آ سکتا ہے۔ اور جائز ہے۔ یود الذین کفروا کیونکہ انتظار کرنے والے اللہ تعالیٰ کے



BestUrduBooks.wordpress.com

اطلاع دینے سے ماضی کی طرح قطعیت اور تحقیق رکھتے ہیں۔ گویا اس طرح کہہ دیا گیا۔ ربما ودّ اور ان کا یہ چاہنا موت کے وقت ہوگا۔ نمبر۲۔ قیامت کے دن ہوگا جب کہ اپنی حالت اور مسلمانوں کی حالت کا مشاہدہ کریں گے۔ نمبر۳۔ جب وہ مسلمانوں کو آگ سے نکلتا دیکھیں گے تو وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے (تو آج آگ سے نکل جاتے) اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ (کاش کہ وہ (دنیا) میں مسلمان ہوتے) یہ ان کے چاہنے کی حکایت ہے کہ اس طرح چاہت کریں گے غائب کے صیغہ سے ذکر کیا گیا کیونکہ ان کے متعلق اطلاع دی گئی جیسا کہتے ہیں حلف باللہ لیفعلن اس نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائی کہ وہ ضرور ایسا کرے گا۔ اگر اس طرح کہتے ہیں حلف باللہ لافعلن ۔ ولو کنا مسلمین تو اچھا ہوتا۔ رُبَّ کے لفظ سے تقلیل پیدا کی کیونکہ قیامت کے خوف ناک مناظر تو بہت ہیں۔ اور وہ ان کو تمنا سے مشغول و بے پرواہ کردیں گے۔ جب وہ سکرات عذاب سے افاقہ پائیں گے تو اس وقت مسلمان ہونے کی تمنا کریں گے۔

## ایک وضاحت:

جنہوں نے یہ کہا کہ رب کثرت کیلئے آتا ہے۔ ان سے بھول ہوگئی ہے کیونکہ کثرت والی بات اس بات کے الٹ ہے۔ جو اہل لغت کے ہاں پائی جاتی ہے کیونکہ رب کی وضع ہی تقلیل کیلئے ہے۔

## معاند سے ایمان کی طمع مت کریں:

۳: ذَرْهُمْ (آپ ان کو رہنے دیں) یہ امر توہین کیلئے ہے کہ آپ ان کے ایمان لانے کی طمع چھوڑ دیں۔ اور جس کام میں وہ مبتلا ہیں ان سے روکنا چھوڑ دیں اور نصیحت و تذکیر ان کے لئے فائدہ مند نہ ہوگی ان کے حال پر رہنے دیں۔ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا (کہ وہ کھائیں پئیں اور مزے اڑائیں) اپنی دنیا میں وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ (اور ان کی تمنائیں اور اُمیدیں ان کو ایمان سے غافل کئے رکھیں) فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (عنقریب ان کو علم ہوجائے گا) اپنی بدکرداری کا۔

نکتہ: اس میں خبردار کیا گیا ہے کہ تلذذ و تنعم اور جو چیزیں لمبی امیدیں پیدا کرنے والی ہوں ان کو ترجیح دینا ایمان والے بندوں کی عادات واخلاق سے نہیں ہے۔

## ہر ایک کی ہلاکت کا وقت ہے:

۴: وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ (اور ہم نے جتنی بستیاں ہلاک کی ہیں ان کے لئے ایک معین وقت تحریر تھا)

**سوال**: وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ یہ جملہ قریہ کی صفت ہے اور قیاس کا تقاضا ہے کہ ان کے درمیان واؤ نہ لائی جائے۔ جیسا کہ اس آیت میں وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ [الشعراء:۲۰۸]

**جواب**: یہ واؤ درمیان میں اسلئے لائی جاتی ہے تا کہ موصوف صفت کا الصاق پختہ ہو جائے۔ کیونکہ صفت تو موصوف کے ساتھ بغیر واؤ کے ملی ہوئی ہوتی ہے واؤ لا کر اس الصاق کی تاکید کردی گئی۔

نمبر۲۔ بہتر وجہ یہ ہے کہ یہ جملہ قریۃ سے حال ہے کیونکہ وہ موصوف کے قائم مقام ہے۔ گویا تقدیری عبارت اس طرح ہے وما



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ

اور ان لوگوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے بے شک تو دیوانہ ہے تو فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتا

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ﴿۸﴾

اگر تو سچوں میں سے ہے، فرشتوں کو ہم فیصلہ کے ساتھ ہی نازل کیا کرتے ہیں اور اس وقت لوگوں کو مہلت بھی نہیں دی جاتی،

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾

بلاشبہ ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں

اهلكنا قرية من القرىٰ یہ صفت نہیں ہے۔ کتاب معلوم جانی اور معلوم شدہ لکھت وتحریر۔ اور اس سے مراد وہ وقت مقررہ ہے جو لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے اور اس کو واضح کر دیا جیسا کہ اگلی آیت میں۔

## وقت سے آگے پیچھے نہ ہوگا:

۵: مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا (کوئی قوم اپنے وقت مقررہ سے سبقت نہیں کرتی) اپنی کتاب کی جگہ میں وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ (اور نہ وہ اس سے پیچھے ہٹتے ہیں) ای عنه کو حذف کر دیا گیا کیونکہ وہ معلوم ہے۔

نکتہ: پہلی مرتبہ امت کو مؤنث لائے پھر دوسری مرتبہ مذکر ذکر کیا تا کہ لفظ و معنی دونوں کا لحاظ ہو جائے۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنہ جنون:

۶: وَقَالُوْا (اور انہوں نے کہا) یعنی کفار نے يٰٓاَيُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ (اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا) ذکر سے قرآن مراد ہے اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ (بیشک تو مجنون ہے) مراد اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات لیتے تھے۔ اور یہ کہنا ان کی طرف سے بطور استہزاء تھا۔ جیسا کہ فرعون نے کہا اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ [الشعراء:۲۷] وہ نزول قرآن کے کیسے قائل ہو سکتے ہیں جبکہ وہ آپ کو مجنون کہہ رہے ہیں۔ ان کے کلام میں یہ عکس استہزاء کو ظاہر کرتا ہے۔ اور تہکم امنڈ رہا ہے۔ یہ اس طرح جیسا فرمایا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ [آل عمران:۲۱] اور دوسری آیت میں اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ [ھود:۸۷] مطلب یہ ہے کہ تو مجنونوں والی باتیں کہتا ہے جبکہ تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تم پر قرآن اترتا ہے۔

## گواہی والے فرشتے ساتھ ساتھ:

۷: لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (تو کیوں نہیں لاتا ہمارے پاس فرشتوں کو اگر تو سچا ہے) جب لو ما اور لا کے ساتھ لائیں تو۔ نمبرا۔ دوسرے کے وجود سے ایک کی نفی کیلئے آتا ہے (مثلاً لو لا زید لهلك عمرو تو ہلاکتِ عمرو کی نفی وجودِ زید کی وجہ سے ہے) نمبر۲۔ تحضیض کیلئے آتا ہے۔ اور جب هل کو لا کے ساتھ ملا کر لایا جائے تو تحضیض کا فائدہ دیتا ہے اب معنی یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہوگا۔ ھلا تاتینا بالملائکۃ یشھدون بصدقك۔تو کیوں ہمارے پاس فرشتوں کونہیں لاتا تاکہ وہ تمہاری صداقت کی گواہی دیں۔نمبر۳۔تو ملائکہ عذاب ہماری تکذیب کرنے پر کیوں نہیں لاتا اگر تم سچے ہو۔

## نزولِ ملائکہ پر مہلت ختم ہو جاتی ہے:

۸:مَانُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ (ہم فرشتوں کونہیں اتارتے)

قراءت:ابوبکر کے علاوہ قراء نے مانُنزل پڑھا ابوبکر تنزل تُنزل کا معنی تتنزل غیرھم ان کے غیر پر اترتے ہیں۔اِلَّا بِالْحَقِّ (مگرحق کے ساتھ)مگر وہ اترنا جوحق وحکمت کے ساتھ ملا ہوا ہو وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ (اور اس وقت ان کو مہلت نہیں دی جاتی)اِذًا یہ ان کا جواب ہے اور شرط کی جزاء مقدر ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے لو نزلنا الملائکۃ اگر ہم فرشتوں کو اتاریں ما کانوا منظرین تو ان کو پھر مہلت نہ دی جاتی اس وقت اور نہ ان سے عذاب مؤخر کیا جاتا۔

## قرآن کے ہم محافظ:

۹:اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ (بیشک ہم نے ہی ذکر کو اتارا)ذکر سے مراد قرآن مجید ہے۔وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)اس میں ان کے انکار اور استہزاء کا رد ہے۔جیسا کہ اس ارشاد میں يٰٓاَيُّهَا الَّذِىْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ [الحجر:٦] اسی لئے تو فرمایا:انا نحن۔تاکیدات سے یہ پختہ کر دیا کہ وہی قطعی طور پر اتارنے والے ہیں اور اسی نے ہی اس کو شیاطین سے محفوظ اتارا ہے۔اور ہر وقت وہی اسکی کسی قسم کے اضافے ونقصان سے حفاظت کرنے والے ہیں۔اور تحریف وتبدیل سے بچانے والے ہیں۔بخلاف پہلی کتابوں کے کہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی گئی۔ان کی حفاظت کی ذمہ داری احبار ربانیین پر ڈالی گئی۔انہوں نے ضد کی وجہ سے باہمی اختلاف ڈالا۔پس تحریف کا دروازہ کھل گیا۔مگر قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری کسی اور پر نہیں ڈالی گئی۔اور اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ کو اس بات پر بطور دلیل لائے کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور آیت ونشانی کے اتارا گیا ہے۔اگر یہ کسی انسان کا قول ہوتا یا آیت نہ ہوتا تو اس پر اضافہ ونقصان امنڈ آتا جیسا کہ ہر کلام جو اس کے علاوہ ہے اس پر وارد ہوتا ہے نمبر۲۔یا ضمیر لَهٗ میں اشارہ رسول ﷺ کی طرف ہے۔جیسا کہ اس آیت میں وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ [المائدہ:٦٧] میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ⑩ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ

اور بلاشبہ ہم نے آپ سے پہلے گزشتہ لوگوں کے گروہوں میں پیغمبر بھیجے اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا

اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑪ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ⑫ لَا يُؤْمِنُوْنَ

جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو، ہم اس طرح اس استہزا کو مجرمین کے دلوں میں چلاتے ہیں، یہ لوگ اس پر ایمان نہیں

بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ⑬ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ

لاتے اور پہلے لوگوں کا طریقہ گزر چکا ہے، اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں پھر یہ لوگ دن کے وقت اس میں

يَعْرُجُوْنَ ⑭ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ⑮

چڑھ جائیں تب بھی یوں کہیں گے کہ بس بات یہ ہے کہ ہماری آنکھوں کی نظر بندی کردی گئی ہے، بلکہ ہم ایسے لوگ ہیں جن پر جادو کردیا گیا ہے۔

## نبوت کا سلسلہ پہلے سے چلا آتا ہے:

۱۰: وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ (ہم نے آپ سے پہلے بھی پچھلی امتوں میں پیغمبر بھیجے) یعنی ہم نے آپ سے پہلے بھی مختلف گروہوں میں انبیاء علیہم السلام بھیجے۔ الشیعۃ وہ گروہ جو کسی مذہب وطریقہ پر متفق ہوں۔

۱۱: وَمَا يَاْتِيْهِمْ (اور نہیں آتا رہا ان کے پاس) یہ ماضی کی حکایت ہے کیونکہ مَا مضارع پر نہیں آسکتا مگر وہ معنی حال میں ہے لا ماضی پر داخل ہو تو وہ بھی معناً حال کے قریب ہو جاتا ہے۔ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (کوئی رسول مگر کہ وہ اس کا مذاق اڑاتے رہے ہیں) اس جملے میں آنحضرت ﷺ کو پیامِ تسلی ہے۔

## مجرموں میں تکذیب چلی آرہی ہے:

۱۲: كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ (اسی طرح (استہزاء) ڈال دیتے ہیں مجرمین کے دلوں میں) جیسا کفر کو چلایا ان کے دلوں میں نمبر۲۔ استہزاء کو پہلے گروہوں میں نسلکہ ہم اس کفر یا استہزاء کو ڈال دیں گے مجرموں کے دلوں میں جو اس کو پسند کریں گے آپ کی امت میں سے۔ کہا جاتا ہے سلکت الخیط فی الابرۃ واسلکتہ میں نے دھاگہ سوئی میں ڈال دیا۔ یہ آیت معتزلہ کے عقیدہ اصلح اور خلق افعال کے خلاف اہل سنت کی واضح حجت ہے۔

## مکہ والوں کی تکذیب پر وعید:

۱۳: لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے) نمبر۱۔ یا اللہ تعالیٰ پر یہ حال ہے وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ (گزشتہ لوگوں کا طریقہ بھی گزرا) یہ ان کے اس راستہ پر چلے جو ہلاکت کے لئے مقرر کیا گیا تھا جب کہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ یہ دراصل



BestUrduBooks.wordpress.com

اہل مکہ کیلئے ان کی تکذیب پر وعید ہے۔

## واضح ترین نشانی دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں گے :

۱۴: وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ (اور اگر ہم کھول دیں ان پر آسمان سے کوئی دروازہ) اگر چہ ہم ان کے سامنے واضح ترین نشانی پیش کر دیں جو کہ آسمان سے دروازہ کھلنے کی صورت میں ہو۔ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ (وہ اس میں چڑھنے لگیں) چڑھنے لگیں۔

۱۵: لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا (تو ضرور کہیں گے بیشک ہماری آنکھوں کو جادو کر دیا گیا) حیرت میں ڈال دیا گیا یا روک دیا گیا جبکہ یہ السکر سے ہو یا نمبر ۲۔ السَّکر ہے بند کرنا۔

قراءت: مکی نے سُكِرَتْ پڑھا۔ ان کو روک دیا گیا جیسا کہ نہر کو چلنے سے روکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مشرکین عناد میں اس قدر غلو کرنے والے ہیں کہ اگر ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیے جائیں اور ان کو سیڑھی میسر آ جائے جس کے ذریعہ آسمان کی طرف چڑھ سکیں اور آنکھوں سے وہ سب کچھ دیکھیں تو تب بھی یہ کہہ دیں گے یہ خیالی چیز ہے جس میں ہم مبتلا کر دیئے گئے اس میں کوئی حقیقت نہیں اور یہ ضرور کہہ اٹھیں۔ بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ (بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا) نمبر ۱۔ محمد ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ نمبر ۲۔ ضمیر ملائکہ کی طرف جاتی ہے یعنی اگر ہم ان کو فرشتے آسمان میں چڑھتے ہوئے آنکھوں سے دکھا دیں تو پھر بھی کہیں گے مرغ کی ایک ٹانگ۔ ظَلَّ کا لفظ لا کر بتلایا کہ ان کا یہ آسمان میں چڑھنا سفید دن اور سپیدہ صبح میں ہوتا کہ خوب واضح دیکھ پائیں۔ انما کا کلمہ کہا تا کہ اس سے یہ دلالت کر دی جائے کہ وہ رات کو یہ بات بناتے ہیں یہ ساری بات آنکھوں پر جادو کے اثر کی وجہ سے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ

اور بے شک ہم نے آسمان میں ستارے پیدا کئے اور اسے دیکھنے والوں کے لئے زینت والا بنایا اور ہر شیطان مردود سے ہم نے اسے

شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ

محفوظ کر دیا سوائے اس کے جو چوری سے سن لے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہو لیتا ہے، اور ہم نے زمین کو

مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾

پھیلا دیا اور ہم نے اس میں بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے اور ہم نے اس میں ایک معین مقدار سے ہر قسم کی چیز اگائی

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا

اور ہم نے تمہارے لئے اس میں زندگی کے سامان پیدا کر دیئے، اور جنہیں تم رزق دینے والے نہیں ہو انہیں بھی ہم نے رزق دیا اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے

خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ

ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم اس کو صرف مقدار معلوم ہی کے بقدر نازل کرتے ہیں، اور ہم نے ہواؤں کو بھیج دیا جو بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں پھر ہم نے

السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ

آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے تمہیں وہ پانی پلایا تم اتنا پانی جمع کرنے والے نہیں ہو اور بلاشبہ ہم زندہ کرتے ہیں اور موت دیتے ہیں

وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

اور ہم ہی وارث ہیں، اور بلاشبہ ہمیں معلوم ہیں جو تم میں سے پہلے تھے اور بلاشبہ ہمیں وہ لوگ معلوم ہیں جو تمہارے بعد آنے والے ہیں،

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع

ع ۲ / ۱۰

اور بلاشبہ آپ کا رب ان سب کو جمع فرمائے گا، بے شک وہ حکیم ہے علیم ہے۔

## آسمانی برج بنا کر شیاطین سے حفاظت کر دی:

۱۶: وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ (واقعۃً ہم نے آسمان میں بنائے) اس میں پیدا کئے بُرُوْجًا (برج) ستارے نمبر۲۔ ایسے محلات جن میں پہریدار ہیں نمبر۳۔ ستاروں کی منازل وَّ زَيَّنّٰهَا (اور اس کو زینت دی) آسمان کو لِلنّٰظِرِيْنَ (دیکھنے والوں کیلئے)

۱۷: وَحَفِظْنٰهَا (اور ہم نے اسکی حفاظت کی) آسمان کی مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ (ہر شیطان مردود سے) ملعون نمبر۲۔ ستاروں سے جس کو سنگسار کیا جاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۸: اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ (مگر جس نے چرایا بات کو) جو سنی ہوئی چیز ہے۔ من یہ استثناء کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ پس اس کا پیچھا کرتا ہے شہاب) وہ ستارہ پھر وہ لوٹ جاتا ہے۔ مُّبِیْنٌ (ظاہر) دیکھنے والوں کیلئے۔ ایک قول یہ ہے کہ شیاطین کو آسمان کی طرف سے نہ روکا جاتا تھا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیئے گئے۔ جب محمد ﷺ پیدا ہوئے تو تمام آسمانوں سے روک دیے گئے۔

## زمین بچھا کر اس میں پہاڑ گاڑ دیئے:

۱۹: وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا (اور ہم نے زمین کو بچھایا) کعبہ کے نیچے سے اس کو پھیلایا۔ جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ پانی پر اس کو کھینچ کر دراز کر دیا۔ وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ (اور ہم نے اس میں پہاڑ ڈال دیے) یعنی زمین میں۔ قائم رہنے والے پہاڑ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ (اور اس میں پیدا کی ہر چیز مناسب) میزان حکمت سے وزن کر کے اور ایسی مقدار سے اندازہ کیا جو اس کا تقاضا تھا جس میں زیادتی و کمی نہ پائی جاتی تھی۔ نمبر۲۔ موزون کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کا وزن اور مقدار مقرر ہے جو منفعت و نعمت کے سلسلہ میں طے شدہ ہے۔ نمبر۳۔ جنکا وزن کیا جاتا ہے مثلاً زعفران، سونا، چاندی، تانبہ، لوہا وغیرہ۔

**سوال**: وزن کو کیوں خاص کیا؟

**جواب**: وزن کو اس لئے خاص کیا کیونکہ کیل کی انتہاء وزن پر ہوتی ہے۔

## انسانی رزق زمین میں رکھے:

۲۰: وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا (اور بنا دیے اس میں) یعنی زمین میں مَعَایِشَ (اسباب زندگی) جمع معیشۃ کھانے پینے کی چیزیں۔ یہ یائے صریحہ کے ساتھ ہے بخلاف خبائث وغیرہ کے۔ اس میں صراحۃً یاء پڑھنا غلطی ہے۔ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ (اور ان کو بھی پیدا کیا جن کو تم رزق دینے والے نہیں ہو) منؔ یہ معایش پر عطف ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے یا لکم کے محل کی وجہ سے گویا عبارت اس طرح تھی وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ اور زمین میں ہم نے پیدا کیا تمہارے لئے اسباب معیشت اور پیدا کیا ان جانوروں کو جن کو تم رزق دینے والے نہیں۔

نمبر۲۔ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ اور ہم نے پیدا کیے زمین میں اسباب معیشت اور ان کے لئے بھی جن کو تم رزق دینے والے نہیں یعنی اہل و عیال، غلام و خدام جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو رزق دے رہے ہیں وہ غلطی میں مبتلا ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی رازق ہیں وہی اُن کو اور ان کو رزق دیتے ہیں۔ اسمیں چوپائے بھی شامل ہیں وغیرہ ذلک۔ مگر یہ درست نہیں کہ منؔ کو محل جر میں مان لیں۔ اس طرح کہ لکم کی کمؔ ضمیر پر عطف ہو کیونکہ ضمیر مجرور پر عطف جائز نہیں صرف ایک صورت ہے کہ جار کو دوبارہ لایا جائے۔

## ہمارے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے:

۲۱: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (کوئی چیز ایسی نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں



BestUrduBooks.wordpress.com

اور ہم اس کو ایک معلوم مقدار کے مطابق اتارتے ہیں) خزائن کا ذکر بطور تمثیل ہے۔ مطلب یہ ہے جو چیز بندوں کے فائدہ کی ہے اس کو ہم تکوین وایجاد کی قدرت رکھتے ہیں۔ اور اس کا انعام کر سکتے۔ ہم ایک معلوم مقدار کے مطابق اس کو عطا کرتے ہیں خزائن کو بطور مثال کے بیان کرنے کا مقصد ہر مقدور پر اقتدار الٰہی کا ثابت کرنا ہے۔

## رس بھری ہواؤں سے بارش اُتاری:

۲۲: وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ (اور ہم ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو پانی سے بھری ہوتی ہیں) لواقح جمع لاقحة یعنی ہم نے ہوائیں بھیجیں جو بادل اٹھانے والی ہیں کیونکہ وہ ہوائیں بادلوں کو اپنے پیٹ وجوف میں رکھتی ہیں گویا کہ وہ بادلوں کو حاملہ کرنے والیاں ہیں یہ لقحت الناقة اونٹنی حاملہ ہوئی۔ لاقحہ کی ضد عقیم ہے۔

قراءت: حمزہ نے الرِّیْحَ پڑھا ہے۔

فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰکُمُوْهُ (پھر ہم نے بادل سے پانی اتارا اور اس سے تم کو سیراب کیا) پس اس کو تمہارے لئے سیرابی بنایا۔ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ (تم اس کو جمع کرنے والے نہیں ہو) انسانوں سے اس چیز کی نفی کی جس کو اپنی ذات کیلئے اس آیت میں ثابت کیا۔ وان من شئی الاعندنا خزائنه گویا اس طرح فرمایا۔ نحن الخازنون للماء۔ عَلٰی معنًی ہم اس کو آسمان میں پیدا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور ہم آسمان سے اس کو اتارنے کی قدرت رکھتے ہیں تم اس بات پر قدرت نہیں رکھتے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور انسانوں کی عاجزی پر دلیل ہے۔

## ہم اگلے پچھلے سب کو جانتے ہیں:

۲۳: وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ (اور بلاشبہ ہم ہی زندہ کرتے اور موت دیتے ہیں) نمبرا۔ وجود دے کر زندہ کرتے اور فناء کے گھاٹ پر اتار کر موت دیتے ہیں۔ نمبر۲۔ وقت مقررہ کے پورے ہونے پر موت دیتے ہیں۔ اور جزائے اعمال کے لئے زندہ کریں گے۔ اس صورت میں تقدیم وتاخیر مانی جائے گی اس لئے کہ واؤ مطلق جمع کیلئے ہے۔ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ (اور ہم ہی باقی رہنے والے ہیں) تمام مخلوق کی ہلاکت کے بعد باقی رہنے والے ہیں۔ اور باقی کو وارث کہا جاتا ہے وارث یہ وارث المیت سے بطور استعارہ استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس کے بعد باقی رہنے والا ہوتا ہے۔

۲۴: وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْکُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ (ہم تمہارے پہلوں کو بھی جانتے ہیں اور پچھلوں کو بھی ہم ہی جانتے ہیں) جو موت اور ولادت کے لحاظ سے متقدم ومتاخر ہیں۔ نمبر۲۔ جو اپنے آباء کی اصلاب سے پیدا ہو چکے اور جو ابھی تک نہیں نکلے نمبر۴۔ اسلام میں مقدم یا طاعت میں آگے بڑھنے والے۔ نمبر۵۔ صف جماعت میں آگے بڑھنے والے۔ نمبر۶۔ صف کارزار میں آگے بڑھنے والے اور پیچھے ہٹنے والے۔

## تمام کو میدانِ حشر میں جمع کریں گے:

۲۵: وَاِنَّ رَبَّکَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ (اور بیشک آپ کا رب وہی انکو جمع کرے گا) وہ اکیلا ان کے حشر پر قدرت رکھتا ہے اور ان کے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٦﴾ وَالْجَآنَّ

اور بلاشبہ ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا جو سیاہ رنگ کے سڑے ہوئے گارے سے بنی تھی، اور ہم نے جن کو

خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ

اس سے پہلے آگ سے پیدا کیا جو ایک گرم ہوا سے تھی، اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ بلاشبہ میں بشر کو

بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٨﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ

بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں جو سیاہ رنگ کے سڑے ہوئے گارے سے ہوگی، سو جب میں اسے پوری طرح بنا دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں

فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ

تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا سو تمام فرشتوں نے اکٹھے ہو کر سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں کیا، اس نے اس بات سے انکار کیا کہ

يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ لَمْ

وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس تجھے اس بات پر کس نے آمادہ کیا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا، ابلیس نے کہا میں

اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٣٣﴾ قَالَ فَاخْرُجْ

ایسے بشر کو سجدہ کرنے والا نہیں ہوں جسے آپ نے بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا جو سیاہ رنگ کے سڑے ہوئے گارے سے بنی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو تو اس سے

مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿٣٤﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٣٥﴾

نکل جا کیونکہ تو مردود ہے اور قیامت کے دن تک تجھ پر لعنت رہے گی،

اعداد کا احاطہ کرنے والا ہے۔ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ (بیشک وہ حکمت والا علم والا ہے) غالب حکمت وسیع علم والا ہے۔

## تخلیق آدم علیہ السلام:

٢٦: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ (تحقیق ہم نے انسان کو پیدا کیا) یعنی آدم علیہ السلام مِنْ صَلْصَالٍ (بجنے والی مٹی سے) خشک مٹی جس کو آگ نہ پہنچی ہو مِّنْ حَمَإٍ (سیاہ گارے سے) یہ صلصال کی صفت ہے ای خلقه من صلصال کائن من حمأ ای طین اسود متغیر اس کو پیدا کیا گارے سے جو بننے والی تھی سیاہ رنگ متغیر مٹی سے مَّسْنُوْنٍ (پتلا جس میں نقوش بنا دیے جائیں) جسمیں تصویر بنا دی جائے۔ شروع میں تراب تھی جب اس کو پانی سے گوندھ دیا گیا تو طین بن گئی تو پھر پڑی رہی تو سیاہ کیچڑ بن کر حماء کہلائی جب اس کا نچوڑ نکالا تو سلالہ ہوگئی اس میں صورت بنائی تو مسنون کہلائی جب سخت ہوئی تو صلصال کہلائی پس



BestUrduBooks.wordpress.com

مختلف مقامات پر ایجاز و تفصیل میں ان میں سے جو تعبیر لائی جائے ان میں تناقض نہیں۔

## جنات کے باپ کی پیدائش:

۲۷: وَالْجَآنَّ (اور ابوالجن کو) جنات کے باپ کو جیسا کہ انسانوں کیلئے ان کے باپ آدم کو نمبر ۲۔ ابلیس مراد ہے۔ یہ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ کے فعل سے منصوب ہے۔ من قبل سے من قبل آدم آدم علیہ السلام سے پہلے مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (گرم ہوا سے) مسام میں گھس جانے والی سخت گرم ہوا۔ کہا گیا ہے کہ یہ گرم لو نار کی سترھویں جزء میں سے ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے جنات کے باپ کو پیدا کیا۔

## فرشتوں کو حکم سجدہ:

۲۸: وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ (اور جب کہا تیرے رب نے) اس وقت کو یاد کرو جب یہ بات کہی گئی لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (فرشتوں کو بیشک میں ایک بشر بنانے والا ہوں بجتی ہوئی مٹی کے سیاہ گارے سے۔

۲۹: فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ (پس جب میں اس کو پورا بنا دوں) اسکی خلقت کو پورا کر دوں اور ہیئت کو صحیح کر دوں تا کہ اس میں روح پھونکی جائے۔ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (اور اس میں اپنی طرف سے روح ڈال دوں) اس میں روح ڈال کر زندہ کر دوں۔ اس جگہ نفخ نہیں بلکہ تمثیل ہے اور اضافت اضافتِ تخصیص ہے۔ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ (تم اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا) یہ وقع یقع سے امر ہے ای اسقطوا علی الارض یعنی اسجدوا لہ اس کو سجدہ کرو اور فاء کو جواب اذا ہونے کی وجہ سے داخل کیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امر کا فعل کے وقت سے پہلے ہونا جائز ہے۔

## ملائکہ کا سجود:

۳۰: فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ (پس تمام کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا) ملائکہ جمع عام ہے اس میں تخصیص کا احتمال ہے تخصیص کو کلھم سے ختم کر دیا اور کل کا لفظ تفرق کی تاویل کا احتمال رکھتا ہے۔ اس کو اجمعون سے ختم کر دیا۔

## انکارِ ابلیس:

۳۱: اِلَّآ اِبْلِیْسَ (مگر ابلیس) استثناء کا ظاہر تو دلالت کرتا ہے کہ وہ ملائکہ میں سے تھا۔ کیونکہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہوتا ہے۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ استثناء منقطع ہے۔ وہ ملائکہ میں سے نہ تھا۔

**جواب**: غیر مامور ترکِ امر سے ملعون نہیں ہو سکتا۔ صاحب کشاف نے کہا وہ فرشتوں کے مابین مامور بالسجود تھا۔ ملائکہ کا لفظ اس پر تغلیباً بول دیا۔ پھر تغلیب کے بعد استثناء کر دیا۔ جس طرح کہتے ہیں: رأیتھم الا ھندا۔

اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ (اس نے سجدہ کرنے والوں میں شامل ہونے سے انکار کر دیا) حرف جر اَن کے ساتھ محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے مالك فی الا تكون مع الساجدین یعنی کیا مقصد ہے تیرا سجدہ کے انکار سے؟



BestUrduBooks.wordpress.com

## ابلیس سے سوال:

۳۲: قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَالَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ۔

## ابلیس کا شکار پر اصرار:

۳۳: قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ (اس نے کہا میں سجدہ نہیں کرسکتا) لام تاکید نفی کیلئے ہے یعنی میرا سجدہ کرنا درست نہیں لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ (ایک ایسے انسان کو جس کو تو نے کھنکھناتی ہوئی سڑی کیچڑ سے بنایا ہے)

۳۴: قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نکل جا اس سے) نمبرا۔ آسمان سے نمبر۲۔ جنت سے نمبر۳۔ ملائکہ کے گروہ سے۔ فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ (تو مردود ہے) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دھتکارا ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے تو ملعون ہے کیونکہ لعنت کا معنی رحمت سے دور ہٹانا ہے اور دور کرنا ہے۔

## سزائے انکار:

۳۵: وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (اور روز جزاء تک تم پر لعنت یقینی ہے) یوم الدین کو لعنت کی حد کے طور پر بیان کیا کیونکہ کلام میں سب سے بعید ترین غایت لوگ یہی بیان کرتے ہیں مراد اس سے یہ ہے کہ تو قابل مذمت ہے۔ آسمانوں اور زمین میں قیامت تک ملعون پکارا جائے گا بغیر اس کے کہ تمہیں سزا دی جائے۔ جب وہ دن آ جائے گا تو تمہیں ایسی سزا دی جائے گی جس سے لعنت کو بھول جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰی یَوْمِ

ابلیس نے کہا کہ اے رب سو آپ مجھے اس دن تک کی مہلت دے دیجئے جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو بلاشبہ تجھ کو معین وقت کی تاریخ تک

الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ

مہلت دی گئی، شیطان نے کہا کہ اے رب اس سبب سے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا میں ان کے لئے زمین میں ضرور ضرور مزین کروں گا

وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ

اور ضرور ضرور ان سب کو گمراہ کروں گا سوائے آپ کے ان بندوں کے جو منتخب کر لئے گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سیدھا راستہ ہے

عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ

جو مجھ تک پہنچانے والا ہے بلاشبہ میرے بندوں پر تیرا بس نہ چلے گا سوائے گمراہوں کے

مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ

جو تیرا اتباع کریں گے اور بلاشبہ سب سے جہنم کا وعدہ ہے، اس کے سات دروازے ہیں

لِکُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ ع ۳ ۹ ۲

ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک ایک حصہ تقسیم کر دیا گیا ہے۔

## طالبِ مہلت کو مہلت تا قیامت:

۳۶: قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ (اس نے کہا اے میرے رب تو مجھے مہلت دے) مجھے مؤخر کر دے اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (دوبارہ اٹھنے کے دن تک)۔

۳۷: قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ (اس نے کہا تو مہلت یافتہ گروہ میں سے ہے)

۳۸: اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (ایک معلوم وقت کے دن تک) مراد یوم الدین ہے اصل یوم الدین اور یوم یبعثون اور یوم الوقت المعلوم ایک ہی معنی میں ہیں لیکن بلاغت کے طرز پر مختلف عبارات لائی گئیں۔ ایک قول یہ ہے اس نے اس دن تک مہلت مانگی جسمیں مخلوق کو اٹھایا جائے گا تا کہ اس پر موت نہ آئے کیونکہ بعث کے دن کسی پر موت نہ آئے گی مگر اس کی یہ بات قبول نہ کی گئی اور ایام تکلیف کے آخری دن تک اس کو مہلت دی گئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اغرائے انسانی پر قسم:

۳۹:قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ (اس نے کہا اے میرے رب چونکہ تو نے مجھے گمراہ کر ہی دیا ہے) باء قسم کیلئے ہے اور ما مصدر یہ ہے اور جواب قسم لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ ہے۔ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ (میں ضرور بضرور ان کے لئے آراستہ کرونگا) مطلب یہ ہے مجھے اغواء کرنے کی قسم میں ضرور بضرور ان کے لئے گناہوں کو مزین کروں گا۔ دوسرے مقام پر اس کے قول کا یہ مطلب ہے بما اغویتنی لازینن لھم اور فبعزتك لاغوینھم [ص:۸۲] اس میں تو دونوں برابر ہیں کہ دونوں قسمیں ہیں مگر فرق یہ ہے کہ ایک قسم صفت ذات کے ساتھ ہے اور دوسری صفت فعل کے ساتھ ہے۔ اور فقہاء نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔

علمائے عراق کہتے ہیں صفت ذات کا حلف جیسے قدرت، عظمت، عزت وغیرہ تو قسم ہے۔ اور صفت فعل کے ساتھ حلف جیسے رحمت، ناراضی وغیرہ یہ قسم نہیں۔ الاصح بات یہ ہے کہ قسم کا دارومدار عرف پر ہے جس کو لوگ بطور قسم جانتے ہوں وہ قسم شمار ہوگی اور جس کو لوگ ایسا نہ جانیں وہ قسم نہ ہوگی۔ ردمعتزلہ: یہ آیت خلق افعال میں معتزلہ کے خلاف حجت ہے۔ جبکہ وہ اسکی تاویل تسبب سے کرتے ہیں اور کلام کو ظاہر سے پھیرتے ہیں۔ فِى الْاَرْضِ (زمین میں) اس دنیا میں جو کہ دار الغرور ہے۔ نمبر۲۔ میں تو آدم کے ساتھ حیلہ بازی پر طاقت رکھتا ہوں اور درخت کو کھانے والا عمل میری تزیین سے ہوا۔ جبکہ وہ ابھی آسمان میں تھے۔ تو زمین پر اسکی اولاد کے سلسلہ میں تزیین کی زیادہ قدرت رکھتا ہوں۔ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (میں ضرور ان تمام کو گمراہ کرڈالوں گا)

۴۰:اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (مگر ان میں سے تیرے چنے ہوئے بندے)

قراءت: بصری و مکی وشامی نے مُخْلِصِيْنَ پڑھا۔ لام کے کسرہ کے ساتھ۔ شیطان نے خاص بندوں کو مستثنیٰ کیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسکا فریب ان پر کارگر نہ ہوگا اور نہ وہ قبول کریں گے۔

## شیطانی پیروکاروں کی سزا جہنم:

۴۱،۴۲:قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ۔ اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ مجھ تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے میرے ان بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا مگر جو گمراہ لوگوں میں سے تیرے راستہ پر چلنے لگے) یعنی اس راستہ کے متعلق میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ میں اسکی نگرانی کروں اور وہ یہ ہے کہ میرے بندوں پر تمہیں دسترس نہ ہو البتہ جو گمراہی کی وجہ سے تیری اتباع کو اختیار کرلے۔ نمبر۲۔ عَلَيَّ کا معنی اِلَيَّ ہے

قراءت: یعقوب نے عَلِيٌّ پڑھا ہے۔ اس صورت میں یہ فضیلت اور مرتبہ کی بلندی سے ہوگا۔ یعنی یہ راستہ بلندی والا سیدھا ہے۔

۴۳:وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ (اور بیشک جہنم کا ان سب سے وعدہ ہے) اسمیں ضمیر ھم غاوین کی طرف راجع ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا

بلاشبہ تقویٰ اختیار کرنے والے باغوں میں اور چشموں میں ہوں گے، تم اس میں داخل ہو جاؤ سلامتی کے ساتھ، اس حالت میں کہ امن سے رہنے والے ہو، اور ہم وہ

مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۷﴾ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا

کینہ نکال دیں گے جو ان کے سینوں میں تھا، بھائی بھائی بن کر رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے، انہیں وہاں کوئی تکلیف

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾

نہ پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے، آپ میرے بندوں کو خبر دے دیجئے کہ بلاشبہ میں غفور ہوں رحیم ہوں

وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾

اور بلاشبہ میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے

## ذرا تفصیل جہنم:

۴۴: لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ (اس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کیلئے ان میں سے) ھُم سے ابلیس کے پیروکار مراد ہیں۔ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ (ایک جزء تقسیم کیا ہوا ہے) حصہ مقررہ بانٹا ہوا۔ دوسرا قول آگ کے دروازے اس کے طبقات اور درکات ہیں۔ اس کا بالائی حصہ تو ان موحدین کیلئے ہے جو گناہوں کی وجہ سے بقدر گناہ عذاب دیے جائیں گے پھر ان کو نکال لیا جائے گا۔ اور دوسرا یہود کیلئے ہے تیسرا نصاریٰ کیلئے۔ چوتھا صابئین اور پانچواں مجوس اور چھٹا مشرکین اور ساتواں منافقین کیلئے ہوگا۔

## جنت اور اس کے انعامات کا تذکرہ:

۴۵: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ (بیشک متقی لوگ باغات اور چشموں میں ہونگے) قراءت مدنی، حفص وبصری نے عیون میں عین کا ضمہ پڑھا ہے ابن کثیر، حمزہ وکسائی نے عِیُوْن عین کے کسرہ سے پڑھا ہے۔

المتقیؔ سے یہاں مطلق مراد ہے۔ یعنی جو منہیات سے بچتا ہے۔ کتاب الشرح میں ہے اگر اہل کبائر کو [لها سبعة ابواب لكل باب منهم جزء مقسوم] میں شامل مان لیں پھر متقین سے مراد وہ لوگ ہونگے جو کبائر سے بچتے ہیں۔ ورنہ متقین سے مراد شرک سے بچنے والے ہونگے۔

۴۶: اُدْخُلُوْهَا (تم اس میں داخل ہو جاؤ) یعنی ان کو کہا جائے گا تم داخل ہو جاؤ بِسَلٰمٍ (سلامتی کیساتھ) یہ حال ہے یعنی اس حال میں کہ وہ سالم ہونگے نمبر۲۔ اس حال میں کہ تم کو سلام کیا جائے گا فرشتے تمہیں سلام کریں گے۔ اٰمِنِیْنَ (تم محفوظ ہوگے) ان دونوں سے نکلنے سے محفوظ ہوگے اور اس میں آفات سے بچے رہوگے یہ دوسرا حال ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سینے کی کینے سے صفائی:

۴۷: وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (اور ہم کھینچ لیں گے جو کچھ کہ ان کے سینوں میں کینہ ہوگا) الغل اس کینے کو کہتے ہیں جو دل میں چھپا ہوا گران میں سے کسی کے سینے میں دوسرے کے متعلق رہا ہوگا تو اللہ تعالیٰ جنت میں ان کے دلوں سے وہ کھینچ لیں گے اوران کے نفوس کو پاک کردیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں، عثمان، طلحہ اور زبیر انہی لوگوں میں سے ہونگے بعض نے کہا اس کا معنی ہے ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ اس سے پاک کردیں گے کہ درجاتِ جنت کے متعلق دوسروں پر حسد کریں۔ اور ہر کینہ ان سے کھینچ لے گا اور اسکی بجائے مودت ومحبت ڈال دے گا۔

اِخْوَانًا (وہ بھائی بھائی ہونگے) یہ حال ہے۔ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (مسہریوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہونگے) یہ بھی اسی طرح حال ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ تخت ادھر پھر جائیں گے جہاں اور جدھر وہ پھریں گے پس وہ تمام حالات میں آمنے سامنے رہیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔

۴۸: لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ (نہیں چھوئے گی ان کو تھکاوٹ) یعنی جنت میں نصب کا معنی تھکاوٹ ہے وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ (اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے) تکمیل نعمت ہمیشہ رہنے سے ہوگی۔

## اعلانِ بخشش:

۴۹، ۵۰: جب وعدے اور وعید کا مکمل ذکر کردیا تو فرمایا نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (میرے بندوں کو اطلاع دے دو کہ بیشک میں ہی بہت بڑا بخشنے والا ہوں۔) وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ (اور میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہے) جو ذکر کیا گیا اسکی پختگی دلوں میں اور بٹھانے کیلئے یہ لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لو يعلم العبد قدر عفو الله لما توزع عن حرام ولو يعلم قدر عذابه لبخع نفسه في العبادة ولما اقدم علي ذنب۔ اگر بندہ اللہ تعالیٰ کی معافی کی مقدار جان لے تو حرام سے بالکل نہ بچے اور بندہ اس کے عذاب کی مقدار جان لے تو اپنے کو عبادت سے ہلاک کرڈالے اور کسی ادنیٰ گناہ کا بھی ارتکاب نہ کرے۔ (ابن جریر)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ

اور ان کو ابراہیم کے مہمانوں کی بھی اطلاع دے دیجئے جب وہ ان پر داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا، ابراہیم نے کہا کہ بلاشبہ ہم تو تم سے ڈر رہے

وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى

ہیں انہوں نے کہا ڈرومت بے شک ہم تمہیں ایک ایسے لڑکے کی بشارت دے رہے ہیں جو صاحب علم ہوگا، ابراہیم نے کہا کیا تم مجھے اس حالت میں بشارت دے رہے ہو

اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ

جبکہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا ہے سو تم کس چیز کی بشارت دیتے ہو، انہوں نے کہا کہ ہم نے تمہیں امر واقعی کی بشارت دی ہے سو تم ناامیدوں میں سے

الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾

مت ہو جاؤ، ابراہیم نے کہا اور اپنے رب کی رحمت سے ان لوگوں کے سوا کون ناامید ہوگا جو گمراہ ہیں

## ابراہیم علیہ السلام اور ان کے مہمانانِ گرامی:

۵۱: وَنَبِّئْهُمْ (اور ان کو اطلاع دو) اپنی امت کو خبر دو۔ اس کا عطف نبیء عبادی پر ہے تاکہ قوم پر جو عذاب آیا اس سے عبرت حاصل کریں مجرمین اللہ تعالیٰ کے انتقام اور ناراضگی سے عبرت پکڑیں اور ان کو یقین ہو جائے اس کا عذاب انتہائی دردناک ہے۔ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ (ابراہیم کے مہمانوں کے متعلق) مہمان فرشتے جبرئیل علیہ السلام اور گیارہ فرشتے ان کے ساتھ تھے۔ ضیف کا لفظ واحد و جمع آتا ہے۔ کیونکہ یہ ضافه کا مصدر ہے۔

۵۲: اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا (جب کہ وہ ان کے پاس داخل ہوئے اور انہوں نے سلام کہا) یعنی ہم آپ کو سلام کہتے ہیں۔ نمبر۲۔ ہم سلام کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ (بلاشبہ ہم تم سے ڈرتے ہیں) خوف زدہ ہیں کھانا نہ کھانے کی وجہ سے نمبر۲۔ کیونکہ وہ بلا اذن اور بے وقت داخل ہوئے۔

۵۳: قَالُوْا لَا تَوْجَلْ (انہوں نے کہا تم مت ڈرو) خوف نہ کرو۔ اِنَّا نُبَشِّرُكَ (بیشک ہم تمہیں بشارت دیتے ہیں) یہ اس معنی میں جملہ مستانفہ ہے کہ خوف کی نہی کی علت بیان کی گئی ہے۔ یعنی تو امن والا بشارت والا ہے۔ پس ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

قراءت: حمزہ نے نون کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ (ایک علم والا لڑکا) اس سے مراد اسحاق علیہ السلام ہیں کیونکہ سورۂ ہود میں فرمایا فبشرنٰها باسحاق [سورۃ ھود: ۷۱]

## بڑھاپے میں بیٹے کی بشارت:

۵۴: قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ (کیا تم مجھے بشارت دیتے ہو باوجودیکہ مجھے بڑھاپا آگیا) یعنی بڑھاپے کے باوجود مجھے خوشخبری دیتے ہو کہ میرے ہاں بچہ ہوگا؟ مطلب یہ ہے کہ بڑھاپے میں اولاد عادۃً ایک عجیب بات ہے فَبِمَ



BestUrduBooks.wordpress.com

تُبَشِّرُوْنَ (تم کس سبب سے بشارت دے رہے ہو) ما استفہامیہ ہے جس میں تعجب کا معنی پیدا ہو گیا۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ فبای اعجوبۃ تبشرون۔ پس کونسی عجیب بات کی تم بشارت دیتے ہو؟

قراءت: نون کے کسرہ اور تشدید کے ساتھ مکی نے پڑھا ہے اور اصل تبشرو ننی نون جمع کو نون وقایہ میں ادغام کر دیا پھر یاء کو حذف کر کے کسرہ کو بطور دلیل باقی رہنے دیا گیا۔ نافع نے تبشرون کو تخفیف کے ساتھ پڑھا اور اصل اتبشرو ننی ہے یاء کو کسرہ کے بدلہ حذف کر دیا اور نون جمع کو اجتماع نونین کی وجہ سے حذف کر دیا۔ باقی تمام قراء نے فتحۂ نون اور حذف یائے مفعول کے ساتھ اور نون تو نون جمع ہے۔

٥٥: قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ (انہوں نے کہا ہم تمہیں سچی بات کی خوشخبری دیتے ہیں) ایسے یقین کی جسمیں التباس نہیں۔ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ (پس تم امید توڑنے والوں میں سے نہ بنو) اس سے مایوس ہونے والے مراد ہیں۔

## رحمت ربّ سے کافر مایوس ہیں:

٥٦: قَالَ (کہا) ابراہیم علیہ السلام نے۔ وَمَنْ يَّقْنَطُ (اور نہیں نا امید ہوتا) قراءت بصری اور علی نے نون کے کسرہ سے پڑھا۔ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (اپنے رب کی رحمت سے مگر گمراہ) مگر سیدھے راستہ سے ہٹے ہوئے لوگ نمبر ٢۔ کافر۔ جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا۔ انه لا يايئس من روح الله الا القوم الكافرون [یوسف:٨٧] یعنی میں اس کو رحمت الٰہی سے مایوسی کی بناء پر اوپر انہیں سمجھ رہا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ کے اعتبار سے بعید سمجھتا ہوں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝٥٧ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝٥٨

ابراہیم نے کہا کہ اے بھیجے ہوئے فرشتو تمہارا آنا کس اہم کام کے لئے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بلاشبہ ہم مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں

اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝٥٩ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝٦٠

مگر آل لوط کا خاندان، بلاشبہ ہم ان سب کو بچا لینے والے ہیں سوائے ان کی بیوی کے ہم نے اس کے بارے میں تجویز کر رکھا ہے کہ بلاشبہ وہ مجرمین میں رہ جانے والی ہے

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلُوْنَ ۝٦١ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝٦٢ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ

سو جب وہ بھیجے ہوئے فرشتے خاندان لوط کے پاس آئے تو کہنے لگے بے شک تم تو اجنبی آدمی ہو، انہوں نے کہا کہ نہیں! بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر

بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝٦٣ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝٦٤ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ

آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس یقینی ہونے والی چیز لے کر آئے ہیں اور ہم سچے ہیں، سو آپ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو

بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝٦٥

لے کر نکل جائیے اور آپ ان کے پیچھے ہو لیجئے اور تم میں سے کوئی بھی پیچھے پھر کے نہ دیکھے اور تمہیں جس جگہ جانے کا حکم ہوا ہے اسی طرف

وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝٦٦

چلے جانا، اور ہم نے لوط کے پاس اپنا حکم بھیج دیا کہ صبح ہوتے ہی ان لوگوں کی جڑ کٹ جائے گی۔

۵۷: قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ (ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے فرشتو! تمہارا کیا معاملہ ہے) کیا مقصد ہے اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ (اے قاصدو!)۔

## قوم لوط کے عذاب کا واقعہ:

۵۸: قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ (انہوں نے کہا بیشک ہمیں مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے) یعنی قوم لوط۔

۵۹: اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ (مگر آل لوط) مراد اس سے آپ کے اہل میں سے جو مومن تھے۔ یہ استثناء منقطع ہے کیونکہ یہ قوم جرائم پیشہ تھی اور مستثنیٰ اسطرح نہیں۔ نمبر۲۔ مستثنیٰ متصل ہے۔ پھر یہ مجرمین کی ضمیر سے مستثنیٰ ہے۔ گویا اسطرح کہا الی قوم قد اجر موا کلھم الا آل لوط وحدھم ایسی قوم کی طرف جن تمام نے جرم کیا ہے مگر صرف آل لوط۔

مطلب دونوں استثناء کی صورت میں الگ لگ ہوگا۔ کیونکہ منقطع کی صورت میں آل لوط کو حکم ارسال سے نکالا جائے گا۔ تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ انھم ارسلوا الی القوم المجرمین خاصة ولم یرسلوا الی آل لوط اصلاً اور معنی یہ ہوگا۔ ان کا بھیجنا قوم مجرمین کی طرف ہوگا جیسا کہ تیر کو نشانہ کی طرف پھینکا جاتا ہے اسطرح کہ وہ تعذیب واہلاک کے معنی میں ہوگا۔ گویا



BestUrduBooks.wordpress.com

عبارت اس طرح ہے۔انا اهلکنا قوماً مجرمین ولکن آل لوط انجیناهم ۔بیشک ہم نے مجرم قوم کو ہلاک کر دیا۔لیکن آل لوط کو ہم نے بچالیا۔

استثنائے متصل وہ ارسال کے حکم میں داخل ہونگے ۔یعنی ملائکہ کو ان تمام کی طرف بھیجا گیا تا کہ وہ ان کو ہلاک کریں اور دوسرے نجات پائیں۔ جب استثناء منقطع ہوگا تو انا لمنجوهم اجمعین خبر کے قائم مقام ہوگا۔اور استثناء متصل میں آل لوط سے متعلق ہوگا۔ کیونکہ مطلب یہ ہے لیکن آل لوط نجات پانیوالی ہے۔استثناء متصل کی سورت میں جملہ مستانفہ ہے گویا ابراہیم علیہ السلام نے انہیں کہا آل لوط کا کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے کہا اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

۶۰: اِلَّا امْرَاَتَهٗ (مگر ان کی بیوی) لَمُنَجُّوْهُمْ کی ضمیر مجرور سے یہ مستثنٰی ہے یہ استثناء سے استثناء نہیں اور یہ اسمیں ہوتا ہے جب اس کا حکم اختیار کرلے جیسے کہتے ہیں اهلکنا هم الا آل لوط الا امراتهٗ ۔مگر یہاں دونوں حکم مختلف ہیں کیونکہ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ یہ اَرْسَلْنَا کے متعلق ہے یا مجرمین سے متعلق ہے اور الا امراتهٗ یہ منجوهم کے متعلق ہے۔ پھر استثناء سے استثناء کس طرح ہوگا۔

قراءت: لمنجوهم حمزہ،علی نے تخفیف سے پڑھا ہے۔قَدَّرْنَآ (ہم نے طے کر دیا)۔قراءت: ابوبکر نے تخفیف سے پڑھا اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ (بیشک وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہوگی) عذاب میں باقی رہنے والوں میں سے۔ایک قول یہ ہے اگر اسکی خبر میں لام نہ ہوتو پھر ان کا فتحہ واجب ہے۔ کیونکہ پھر یہ اپنے اسم و خبر سمیت قدرنا کا مفعول ہے لیکن یہ اس ارشاد کی طرح ہے۔

ولقد علمت الجنة انهم لمحضرون [الصافات: ۱۵۸]

نکتہ: ملائکہ نے فعلِ تقدیر کی نسبت اپنی طرف کی۔اور اس طرح نہیں کہا قدر الله نمبرا۔قرب کی وجہ سے۔جیسا خاصان ملک کہتے ہیں امرنا بکذا حالانکہ آمر تو بادشاہ ہوتا ہے۔

## لوط علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی آمد:

۶۱،۶۲: فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ۔قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (جب آل لوط کے پاس قاصد آئے تو (لوط علیہ السلام نے) کہا بیشک تم اجنبی آدمی معلوم ہوتے ہو) یعنی میں تمہیں نہیں پہچانتا۔اس لئے کہ نہ تم مقیمی ہو اور نہ لباسِ سفر میں ہو کہ مسافر سمجھوں۔ مجھے خطرہ ہے کہ تمہارے سے مجھے دکھ نہ پہنچ جائے۔

۶۳: قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ (انہوں نے کہا بلکہ ہم تمہارے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں وہ شک کرتے ہیں) ہم وہ چیز نہیں لائے جس کے سبب سے ہمیں اوپرا خیال کرتے ہو بلکہ وہ چیز لائے ہیں جسمیں تمہاری خوشی ہے اور اس سے تمہیں تمہارے دشمنوں کی طرف سے شفاء نصیب ہوگی اور وہ عذاب ہے جس کے اترنے سے تم ان کو ڈراتے تھے اور وہ اس کے نزول میں شک کرنے والے تھے۔اور تمہاری تکذیب کرتے تھے۔

۶۴: وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ (ہم آپ کے پاس سچی بات لائے ہیں) ان کے عذاب کی یقینی اطلاع۔وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (اور بیشک ہم سچے ہیں) ان پر اس عذاب کے اترنے کی اطلاع دینے میں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## رات کو یہاں سے نکل چلو:

۶۵: فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ (آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے اہل کے ساتھ یہاں سے چلے جاؤ) رات کے آخری حصہ میں۔ نمبر۲۔ رات کا جب کافی حصہ گزر جائے۔ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ (اورتم ان کے پیچھے پیچھے چلو) ان کے پیچھے چلو۔ تا کہ تمہیں ان کی اوران کے احوال کی اطلاع ہو۔ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ (اورتم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے) تا کہ ان کی قوم پر جو عذاب اترے اس کو وہ نہ دیکھیں اوران کے متعلق ان کے دلوں میں نرمی پیدا ہو۔ نمبر۲۔ نہی عن الالتفات یہ مسلسل چلنے سے کنایہ ہے اور سستی کی ممانعت ہے اور ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ جو متوجہ ہوتا ہے وہ کچھ نہ کچھ تو ٹھہر جاتا ہے۔ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ (اور وہاں چلے جاؤ جہاں تمہیں جانے کا حکم ہے) جہاں اللہ تعالیٰ نے تمہیں جانے کا حکم دیا ہے۔ اور وہ سرزمین شام تھی یا مصر۔

۶۶: وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ (اور ہم نے یہ حکم ان کے پاس بھیجا) قَضَيْنَآ کو الٰی سے متعدی کیا گیا کیونکہ وہ اَوْحَيْنَا کے معنی کو متضمن ہے گویا اس طرح فرمایا۔ واوحینا الیه مقضیا مبتوتا اور ہم نے وحی کی ان کی طرف رات کے فیصلہ شدہ حکم کی۔ الامر کی تفسیر اَنَّ دَابِرَ هٰؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ سے کی۔ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ (بیشک ان کی جڑ کٹ جائے گی)۔ اس کے ابہام و تفسیر میں امر کی تفخیم شان ہے۔ اور دابرھم کا معنی ان کا آخری یعنی ان کا استیصال کر دیا جائے گا اور یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہے گا۔ مُّصْبِحِيْنَ (صبح سویرے) صبح کے وقت میں داخل ہوتے ہی۔

نحو: یہ ھؤلاء سے حال ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾

اور شہر کے لوگ خوش ہوتے ہوئے آپہنچے، لوط نے کہا بے شک یہ میرے مہمان ہیں سو تم مجھے رسوانہ کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ

اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوانہ کرو، ان لوگوں نے جواب میں کہا کیا ہم نے آپ کو دنیا جہان کے لوگوں سے منع نہیں کیا؟ لوط نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

اگر تمہیں کرنا ہی ہے، آپ کی جان کی قسم بے شک وہ اپنی مستی میں اندھے بن رہے تھے، سو سورج نکلتے وقت انہیں سخت آواز نے

مُشْرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ

پکڑ لیا سو ہم نے اس کے اوپر کے حصہ کو نیچے والا حصہ کر دیا اور ہم نے ان پر کنکر کے پتھر برسا دیئے، بلاشبہ

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾

اس میں بصیرت رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور بلاشبہ ان کی یہ بستیاں ایک شاہراہ عام پر پڑتی ہیں، بلاشبہ اس میں اہل ایمان کے لئے نشانی ہے۔

## قوم لوط کا طرزِ عمل:

۶۷: وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ (اور آ گئے شہر والے) شہر سے سدوم مراد ہے جس کے قاضی کی ظلم میں مثالیں دی جاتی ہیں۔ يَسْتَبْشِرُوْنَ (خوشخبریاں سناتے ہوئے) ملائکہ کے بارے میں اس طمع میں کہ ان کا مقصد فاحشہ پورا ہو جائے گا۔

## لوط علیہ السلام کی امکانی حفاظت:

۶۸: قَالَ (کہا) لوط علیہ السلام نے اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ (بیشک یہ میرے مہمان ہیں تم ان کے متعلق مجھے رسوانہ کرو) میرے مہمانوں کی بے عزتی کر کے کیونکہ جو میرے مہمانوں کے ساتھ زیادتی کرے گا اس نے میرے ساتھ زیادتی کی۔

۶۹: وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ (اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور مجھے رسوانہ کرو) یعنی میرے مہمانوں کو ذلیل کر کے مجھے ذلیل نہ کرو۔ الخزی ذلت کو کہتے ہیں۔ قراءت: یعقوب نے دونوں میں یاء پڑھی ہے۔

۷۰: قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (انہوں نے کہا کیا ہم نے تمہیں جہان والوں سے نہیں روکا) اس بات سے کہ تم ان میں سے کسی کو پناہ دو۔ نمبر۲۔ ان کی طرف سے دفاع کرو۔ وہ ہر ایک کا راہ روکتے اور حضرت لوط علیہ السلام نہی عن المنکر کرتے اور ان کے درمیان حائل ہوتے وہ ان کو دھمکاتے اور کہتے لئن لم تنته یلوط لتکونن من المخرجین اگر تم باز نہ آئے اے لوط! تو ضرور تمہیں نکال باہر کیا جائے گا [الشعراء: ۱۶۷] نمبر۳۔ غرباء مسافرین کی مہمانی سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۷۱: قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِیْٓ (انہوں نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں) ان سے نکاح کرلو۔ اس وقت مومنات کا نکاح کفار سے جائز تھا۔ اور میرے ان مہمانوں کی طرف ہاتھ مت بڑھاؤ۔ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (اگر تم کرنے والے ہو) اگر تم قضائے شہوت حلال مقام پر چاہتے ہو، نہ کہ حرام اس پر فرشتوں نے لوط علیہ السلام کو کہا۔

## گمراہی کے نشہ میں صحیح غلط کا امتیاز ہی نہیں رہتا:

۷۲: لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ (تیری عمر کی قسم! بیشک وہ اپنے نشے میں مست تھے) اپنی اس گمراہی میں جس نے ان کی عقل وتمیز میں خطأ وصواب کا فرق ختم کر دیا تھا۔ اس میں لڑکیوں کو چھوڑ کر لڑکوں کو اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ يَعْمَهُوْنَ (وہ سرمست ہیں) وہ حیران ہیں کہ کس طرح تیری بات کو قبول کریں۔ اور تیری نصیحت کی طرف کان لگائیں۔ نمبر۲۔ اسمیں خطاب رسول اللہ ﷺ کو۔ فرمایا اس میں آپ کی زندگی کی قسم اٹھائی اللہ تعالیٰ نے اور کسی پیغمبر کی زندگی کی قسم نہیں اٹھائی۔ اس سے آپ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ العَمر اور العُمر دونوں ہم معنی ہیں۔ یعنی بقاء کو کہتے ہیں۔ البتہ قسم کیلئے ع کے فتحہ کو خفیف ہونے کی وجہ سے ترجیح دی ہے کیونکہ زبان پر قسم بہت لائی جاتی ہے اسی وجہ سے تو انہوں نے خبر کو حذف کر دیا۔ تقدیر عبارت یہ ہے لعمرك قسمی۔

## نفاذِ عذاب:

۷۳: فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ (ان کو چیخ نے آلیا) جبرئیل علیہ السلام کی چیخ مراد ہے۔ مُشْرِقِيْنَ (سورج طلوع ہوتے ہی) کہ وہ طلوع میں داخل ہو رہے اور وہ سورج چمکنے کو کہتے ہیں۔

۷۴: فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا (پس ہم نے اس کے اوپر کو نیچے کر دیا) جبرئیل علیہ السلام نے ان کو اٹھایا اور آسمان کی طرف بلند کیا۔ پھر پلٹ دیا۔

نحو: ضمیر کا مرجع قوم لوط کی بستیاں ہیں۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ (اور ہم نے ان پر کنکر کے پتھر برسائے)

## آثار دیدہ عبرت ہیں:

۷۵: اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ (اس واقعہ میں کئی نشانیاں ہیں دیکھنے والوں کیلئے) ظاہری علامات سے اندرونی نتائج معلوم کرنے غور کرنے والوں کیلئے۔ گویا کہ وہ ظاہر علامت سے ان چیزوں کے باطن کو پہچان لیتے ہیں۔

۷۶: وَاِنَّهَا (اور بیشک وہ) وہ بستیاں یعنی ان کے آثار لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ (آباد راستہ پر ہیں) قائم ہے جس پر لوگ چلتے ہیں اور ابھی تک مٹا نہیں اور وہ ان آثار کو دیکھتے ہیں۔ اس میں قریش کو متنبہ کیا۔ جیسا کہ اس ارشاد میں و انکم لتمرون علیھم مصبحین و باللّیل افلا تعقلون [الصافات: ۱۳۷، ۱۳۸]

۷۷: اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (بیشک اس میں البتہ نشانی ہے ایمان والوں کیلئے) کیونکہ وہی اس سے فائدہ (عبرت) حاصل کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ ع

اور بلاشبہ ایکہ والے ظلم کرنے والوں میں سے تھے سو ہم نے ان سے انتقام لے لیا اور بلاشبہ یہ دونوں بڑی شاہراہ پر پڑتی ہیں۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾

اور بلاشبہ حجر والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں نشانیاں دیں سو وہ ان سے روگردانی کرنے والے ہوگئے

وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر گھر بنا لیتے تھے امن کے ساتھ رہتے تھے، سو ان کو صبح چیخ نے

مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقْنَا

پکڑ لیا، سو ان کو اس چیز نے کچھ کام نہ دیا جسے وہ کسب کرتے تھے۔ اور ہم نے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ

کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا نہیں کیا مگر حق کے ساتھ، اور بلاشبہ قیامت

لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾

ضرور آنے والی ہے۔ سو آپ خوبی کے ساتھ درگزر کیجئے، بلاشبہ آپ کا رب بڑا خالق ہے اور بڑا عالم ہے

## تذکرہ قوم شعیب علیہ السلام اور ان کی ہلاکت :

۷۸: وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ (بلاشبہ اصحاب الایکہ) بلاشبہ معاملہ اور حالت شان یہ ہے۔ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ یعنی جھاڑی والے لَظٰلِمِيْنَ (البتہ ظالم تھے) وہ قوم شعیب علیہ السلام ہے۔

۷۹: فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ (ہم نے ان سے انتقام لیا) جب انہوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ وَاِنَّهُمَا (اور بیشک یہ دونوں) اقوام یعنی قوم لوط، اصحاب الایکہ لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ (واضح راستے میں) صاف سڑک پر ہیں۔ الامام اس شخص کو کہتے ہیں جس کی اقتداء کی جائے راستہ کو امام کہا گیا ہے۔ اور معمار کی کنیے کی ڈور جس سے تعمیر کو ناپا جاتا ہے۔ اور راستہ پر بھی لوگ چلتے ہیں راہ سب کا راہ نما ہے۔ گویا یہ ڈور اور راستہ دونوں راہنمائی کرنے والے ہیں۔

## قوم صالح کا تذکرہ:

۸۰: وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ (اور حجر والوں نے جھٹلایا) وہ قوم ثمود ہے [الحجر] اس وادی کا نام ہے۔ جو مدینہ اور شام



BestUrduBooks.wordpress.com

کے درمیان ہے۔ الْمُرْسَلِيْنَ (رسولوں کو) صالح علیہ السلام کی تکذیب کرنے کی وجہ سے کیونکہ ہر رسول تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان کی دعوت دیتا ہے پس جس نے ان میں سے کسی ایک کو جھٹلایا تو گویا اس نے تمام کو جھٹلایا۔ نمبر۲۔ صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھ والے مؤمنین مراد ہیں۔ جیسا کہا جاتا ہے۔ الخبیبیون سے مراد ابن الزبیر اور ان کے ساتھی۔

۸۱: وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ (اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں پس وہ ان سے اعراض کرنے والے تھے) یعنی انہوں نے ان نشانات سے اعراض کیا اور ان پر ایمان نہ لائے۔

## دنیاوی حالت:

۸۲: وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا (وہ لوگ پہاڑ تراش کر مکان بناتے تھے) وہ پہاڑوں کو کھود کر گھر بناتے یا پتھروں سے بناتے۔ اٰمِنِيْنَ (تاکہ امن میں رہیں) کیونکہ پتھروں کے گھر مضبوط اور گرنے کے اندیشے سے خالی اور دشمنوں کے گرانے اور چوروں کی نقب لگانے سے محفوظ ہوتے ہیں۔ نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مامون ومحفوظ۔ ان کا خیال یہ تھا کہ پہاڑ عذاب الٰہی سے ان کی حفاظت کریں گے۔

## عذاب سے ہلاکت:

۸۳: فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ (ان کو چیخ نے پکڑ لیا) یعنی عذاب نے۔ مُصْبِحِيْنَ (صبح سویرے) چوتھے دن صبح کے وقت۔

۸۴: فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (نہ ان کو کام دیا ان کے کسی ہنر نے) مضبوط مکانوں کی تعمیر اور نفیس اموال کو جمع کرنے نے۔

## تخلیق کائنات فضول نہیں:

۸۵: وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ) مگر ہم نے ان کو حق سے ملا ہوا پیدا کیا۔ بے کار اور فضول نہیں بنایا۔ نمبر۲۔ بدلے کے دن اعمال پر عدل وانصاف کے ساتھ جزاء دینے کیلئے۔ وَاِنَّ السَّاعَةَ (اور بیشک قیامت) یعنی قیامت جس کی آمد کی توقع ہر گھڑی ہے لَاٰتِيَةٌ (ضرور آنے والی ہے) اور بیشک اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں سے اس دن انتقام لے گا۔ اور آپ کو آپ کی نیکیوں پر بدلہ اور ان کو ان کی سیئات پر سزا دے گا۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو اسی بدلے کیلئے پیدا فرمایا۔

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ (تم اچھا درگزر کرو) ان سے اچھی طرح اعراض کرو حلم وچشم پوشی اختیار کر کے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت آیتِ جہاد سے منسوخ ہے اور اگر اس سے مراد مخالفت لی جائے تو پھر منسوخ نہیں۔

۸۶: اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ (بیشک آپ کا رب بہت بڑا خالق ہے) جس نے آپ کو اور ان کو پیدا کیا۔ الْعَلِيْمُ (وہ ہر بات کو جاننے والا ہے) آپ اور ان کی حالت سے باخبر ہے۔ اس پر تمہارے مابین ہونے والے احوال مخفی نہیں۔ وہی تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ

اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دی ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا، آپ اپنی آنکھیں ان چیزوں کی طرف نہ بڑھایئے

اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ

جو ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو فائدہ حاصل کرنے کے لئے دی ہیں، اور آپ ان پر غم نہ کیجئے اور ایمان والوں کے لئے اپنے بازوؤں کو

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٩﴾

جھکائے رہیے اور آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ میں واضح طور پر ڈرانے والا ہوں

## سورۂ فاتحہ کی عظمت:

۸۷: وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا (بلاشبہ ہم نے آپ کو سات دیں) یعنی سات آیات وہ سورۂ فاتحہ ہے۔ نمبر۲۔ سات بڑی سورتیں سبع طوال۔ ساتویں میں اختلاف ہے نمبرا۔ انفال و براءت۔ کیونکہ انکا حکم ایک سورت والا ہے اس لئے کہ بسم اللہ درمیان میں نہیں۔ نمبر۲۔ سورۂ یونس نمبر۳۔ قرآن کے سات حصے مِّنَ الْمَثَانِيْ (مثانی میں سے) یہ تثنیہ سے ہے اور معنی بار بار دھرانا ہے۔ کیونکہ فاتحہ نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے۔ نمبر۲۔ الثناء سے ہے کیونکہ فاتحہ اللہ تعالیٰ کی ثناء پر مشتمل ہے۔ اس کا واحد مثناۃ ہے یا مثنیہ ہے۔ یہ آیت کی صفت ہے باقی سور یا سات اجزاء قرآن تو ان میں قصص و مواعظ، وعدہ، وعید بار بار لائے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کی ثناء ہے۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتی ہیں۔ جب السبع کو مثانی قرار دو تو مِن تبیین کیلئے ہوگا اور جب قرآن کو مثانی بناؤ۔ تو مِن تبعیض کے لئے ہوگا۔ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ (اور قرآن عظیم) یہ عطف الشی علی نفسہ کی قسم سے نہیں۔ کیونکہ اگر السبع سے فاتحہ مراد لیں۔ یا طوال کو تو جو ان کے علاوہ ہے اس پر قرآن کا لفظ بولا جائیگا۔ کیونکہ یہ قرآن ایسا لفظ ہے کہ بعض پر اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ کل پر ہوتا ہے۔ اسکی دلیل یہ آیت ہے۔ بما اوحینا الیک ھذا القرآن [یوسف:۳] یعنی سورۂ یوسف۔

اور جب سات اجزائے قرآن مراد لیں تو پھر معنی یہ ہوگا ہم نے آپ کو وہ دیا جس کو السبع المثانی کہا جاتا ہے اور القرآن العظیم بھی کہلاتا ہے۔ وہ ان دونوں صفات کا جامع ہے۔ اور وہ دھرایا جانے والا ہے۔ نمبر۲۔ یا وہ ثناء و عظمت والا ہے۔ پھر اپنے رسول کو فرمایا۔

## قرآن کی نعمت دنیا کی نعمت سے بے نیاز کرنے والی ہے:

۸۸: لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (آپ اس چیز کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں) اپنی نگاہ کو رغبت کرنے والے کی طرح نہ ڈالو۔ کہ آپ کے دل میں اسکی تمنا ہو۔ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ (جو ہم نے ان میں سے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے کیلئے دیا ہے) کفار کی مختلف اصناف جیسے یہود، نصاریٰ، مجوس وغیرہ تمہیں عظیم ترین نعمت ملی جو سب سے بڑی نعمت ہے۔ دوسری نعمتیں خواہ بڑی بھی



BestUrduBooks.wordpress.com

كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۹۰ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۹۱ فَوَرَبِّكَ

جیسا کہ ہم نے ان لوگوں پر نازل کیا جنہوں نے قرآن کے مختلف اجزاء بنا لئے تھے، سو آپ کے رب کی قسم ہے

لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۹۲ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۹۳ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ

ہم ان سب سے ان کے اعمال کی ضرور باز پرس کریں گے، جس چیز کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے اسے خوب صاف طریقے پر بیان کر دیجئے، اور

عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۹۴ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۹۵ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

مشرکین سے اعراض کیجئے بلاشبہ جو لوگ ہنسی کرنے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود تجویز کرتے ہیں ان کی طرف سے

اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۹۶

ہم آپ کے لئے کافی ہیں سو وہ عنقریب جان لیں گے۔

ہوں وہ اس کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔ اور وہ عظیم نعمت قرآن عظیم ہے۔ پس تم پر لازم ہے کہ اس پر استغناء اختیار کرو۔ اور سامانِ دنیا کی طرف آنکھیں بطور طمع نہ اٹھاؤ۔ حدیث میں فرمایا لیس منا من لم یتغن بالقرآن (وہ ہم میں سے نہیں جس نے قرآن پاک سے بے نیازی نہ اختیار کی) اور حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ میں ہے۔ جس کو قرآن دیا گیا پھر اس نے خیال کیا کہ کسی کو دنیا میں کوئی چیز اس سے افضل دی گئی تو اس نے بڑی چیز کو حقیر قرار دیا اور حقیر کو عظیم قرار دیا۔ (یہ روایت ثابت نہیں) وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ (اور آپ ان پر غم نہ کریں) ان کے اموال کی تمنا نہ کریں اور ان کے متعلق غم نہ کریں۔ وہ ایمان نہ لائیں گے کہ ان کے مرتبہ سے اسلام اور مسلمانوں کو تقویت ملے۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (اپنے بازو کو ایمان والوں کیلئے جھکائیں) اور آپ کے پاس جو فقراء مومن ہیں ان کے ساتھ تو اضع برتیں اور اغنیاء کے ایمان سے اپنے نفس کو پاک و صاف کر دیں۔

۸۹: وَقُلْ (اور کہہ دیں) انہیں۔ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ (بیشک میں ہی کھلا ڈرانے والا ہوں) میں تمہیں برہان و بیان سے ڈراتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تم پر اترنے والا ہے۔

۹۰: كَمَآ اَنْزَلْنَا (جیسا کہ ہم نے اتارا) یہ لقد اتیناك کے متعلق ہے۔ ای انزلنا علیك مثل ما انزلنا۔ ہم نے تم پر اتارا اسی طرح جیسا ہم نے اتارا۔ عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ (حصے بانٹنے والوں پر) وہ اہل کتاب ہیں۔

۹۱: الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ (وہ جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا) عضین جمع عضة بمعنی جزء۔ اصل میں یہ عضوة بروزن فعلة ہے۔ یہ عضی الشاة سے لیا جبکہ اس کے اعضاء الگ الگ کر دیئے جائیں جبکہ انہوں نے اپنے عناد کی وجہ سے کہا کہ قرآن کا بعض حصہ تورات و انجیل کے موافق ہے اور بعض حصہ اس کے مخالف اور باطل ہے۔ انہوں نے حق و باطل کی طرف اسکی تقسیم کر دی۔ اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۳۔مشرکین قرآن کا مذاق اڑاتے اور آپس میں کہتے تھے سورۂ بقرہ تو میرے لئے دوسرا کہتا سورۂ آل عمران میرے لئے
نمبر۳۔قرآن سے مراد وہ لیا جائے جو وہ اپنی کتابوں میں پڑھتے تھے۔اور اس کو بھی انہوں نے تقسیم کر رکھا تھا۔یہود بعض تورات کا اقرار کرتے اور بعض کا انکار کرتے۔اور نصاریٰ بعض انجیل کو مانتے اور کچھ کا انکار کرتے اور یہ بھی درست ہے کہ الذین جعلوا القرآن عضین نذیر کی وجہ سے منصوب ہو۔یعنی انذر المعضنین الذین یجزؤن القرآن الٰی سحر و شعر و اساطیر۔ان ٹکڑے کرنے والوں کو ڈراؤ جو قرآن کے حصے بناتے ہیں سحر،شعر،اساطیر کی طرف جیسا کہ ہم نے ان بانٹنے والوں پر اتارا جنکی تعداد بارہ تھی جنہوں نے مکہ کے اندر ایام حج میں مختلف راستوں کو تقسیم کر لیا۔اور ہر راستہ پر بیٹھ گئے تاکہ لوگوں کو ایمان سے نفرت دلائیں۔اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق متنفر کریں۔

نمبرا۔بعض کہتے۔ہم میں سے نکلنے والے ایک جادوگر کے دھوکا میں نہ پڑنا۔نمبر۲۔دوسرا کہتا کذاب ہے تیسرا کہتا شاعر ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو ہلاک کر دیا۔

نحو : لاتمدن پہلی صورت میں جملہ معترضہ ہے کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی تکذیب وعداوت کے سلسلہ میں تسلی دی تو بطور جملہ معترضہ اس چیز کا ذکر کر دیا۔جس پر تسلی کے مفہوم کا دارومدار ہے۔کہ ان کی دنیا کی طرف ذرہ بھر التفات نہ فرمائیں اور ان کے کفر پر افسوس نہ کریں اور اپنی کامل توجہ ایمان والوں پر مرکوز فرمائیں۔

## تمام سے سوال ہوگا:

۹۲،۹۳: فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (تیرے رب کی قسم ہم ضرور ان تمام سے پوچھ گچھ کریں گے) عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ان تمام باتوں کے متعلق جو وہ کرتے رہے) اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور ربوبیت کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ قیامت کے دن ان میں میں ایک ایک سے سوال کرونگا جو انہوں نے رسول ﷺ کو کہا یا جو قرآن کے بارے میں کہا۔یا جو اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے بارے میں کہا۔

## حق کھول کر بتائیں کفار سے ہم نپٹ لیں گے:

۹۴: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (اس کو علی الاعلان بیان کریں جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے) اس کو کھل کر کہو!اور ظاہر کرو۔کہا جاتا ہے صدع بالحجۃ جبکہ وہ سرعام اس سے بات کرے۔یہ الصدیع سے ہے اور وہ فجر کو کہتے ہیں۔نمبر۲۔فاصدع حق و باطل کو جدا کرو۔یہ الصدع فی الزجاجۃ سے ہے اور اس کا معنی اظہار کرنا الگ کرنا۔بما تؤمر جو آپ کو حکم دیا گیا۔مطلب یہ ہے جس شریعت کی بات کا آپ کو حکم ملا۔حرف جار کو حذف کر دیا گیا جیسا کہ اس قول میں امرتك الخیر فافعل ما امرت بہ۔ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (اور مشرکین سے اعراض کرو۔) مشرکین کی استہانت کیلئے یہ امر لایا گیا۔

۹۵: اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ (بیشک ہم تیری طرف سے ان مستہزئین کیلئے کافی ہیں) قول جمہور: یہ پانچ آدمیوں کے متعلق اتری۔جو رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچانے میں مبالغہ کرتے اور آپ کا مذاق اڑاتے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔نمبرا۔ولید بن المغیرہ اس کا گزر تیر بنانے والے کے پاس سے ہوا۔ایک تیر اسکی لمبی دراز چادر سے اٹک گیا۔اور وہ تیر اسکی ایڑھی کی رگ میں جا لگا۔جس سے وہ رگ کٹ گئی اور وہ موت کے گھاٹ اتر گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ

اور بلاشبہ ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اس سے آپ تنگدل ہوتے ہیں ۔ سو آپ اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے جس کے ساتھ تحمید بھی ہو، اور آپ ساجدین میں سے

السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ ع

ہو جایئے ۔ اور اپنے رب کی عبادت کیجئے یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین (یعنی موت) آ جائے

ع ۶

نمبر۲۔ عاص بن وائل اس کے پاؤں کی تلی میں ایک کانٹا چبھ گیا اس کا پاؤں سوج گیا۔ جس سے وہ مر گیا نمبر۳۔ اسود بن عبدالمطلب ۔ یہ اندھا ہو گیا۔ نمبر۴۔ اسود بن عبدیغوث یہ اپنے سر کو درخت سے مارتا رہا اور اپنے چہرے کو کانٹے سے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ نمبر۵۔ حارث بن قیس اسکی پیپ بہنے لگی جس سے مر گیا۔

۹۶: اَلَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود بناتے ہیں پس عنقریب وہ جان لیں گے) اپنے امر کا انجام قیامت کے دن۔

## تسلی رسول:

۹۷: وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ (تحقیق ہم جانتے ہیں کہ آپ کا سینہ ان کی باتوں سے تنگ ہوتا ہے) تمہارے متعلق ۔ نمبر۲۔ قرآن کے متعلق ۔ نمبر۳۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق۔

## ازالہ غم بھی عبادت ہے:

۹۸: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (پس تم تسبیح بیان کرو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ) جو معاملہ تمہیں پیش آئے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو الفزع الی اللّٰہ کا مطلب ہمیشہ اس کو یاد کرنا ہے اور کثرت سے سجدہ کرنا وہ تمہاری کفایت کرے گا اور تیرے غموں کا ازالہ کر دے گا۔

۹۹: وَاعْبُدْ رَبَّكَ (اور تو عبادت کر اپنے رب کی) اپنے رب کی عبادت پر ہمیشگی اختیار کرو۔ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (یہاں تک کہ تمہیں موت آئے) یقین کا معنی موت ہے جب تک تو زندہ ہے عبادت میں مشغول رہ۔ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی معاملہ پیش آتا تو نماز کی طرف جلدی فرماتے۔ [رواہ احمد]

بحمد اللہ ترجمہ سورۃ الحجر رات ۱۰ بجے ۱۴۲۳ھ ۱۳ شعبان مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۃ النحل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی، اس میں ایک سو اٹھائیس آیات اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ① يُنَزِّلُ

آ پہنچا اللہ کا حکم سوتم اس میں جلدی نہ کرو وہ پاک ہے اور اس سے برتر ہے جو وہ شریک تجویز کرتے ہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ

فرشتوں کو وحی یعنی اپنا حکم دے کر نازل فرماتا ہے کہ اس بات سے باخبر کر دو کہ بلاشبہ میرے سوا کوئی معبود

اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③

نہیں سو تم مجھ سے ڈرو، اس نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا وہ اس سے برتر ہے جو لوگ شریک بناتے ہیں

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④

اس نے انسان کو نطفہ سے پیدا فرمایا سو وہ یکایک واضح طور پر جھگڑا کرنے والا ہو گیا۔

## آنے والے کو آیا سمجھو:

۱: اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (آ پہنچا اللہ کا حکم سو تم اس میں جلدی نہ کرو وہ پاک ہے اور اس سے برتر ہے جو وہ شریک تجویز کرتے ہیں وہ اپنے بندوں میں سے) قیامت کے قائم ہونے کا جو وعدہ کفار سے کیا گیا وہ اس کو جلد مانگتے تھے۔ اسی طرح نزول عذاب کے سلسلہ میں استہزاء و تکذیب کے طور پر جلدی کے طالب تھے۔ بدر کے دن وہ عذاب اترا۔ اس پر ان کو کہا گیا۔ اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کا حکم آ پہنچا) یعنی وہ اسی طرح سمجھو کہ آ کر واقع ہونے والا ہے (اگرچہ اس کا انتظار ہے) کیونکہ اس کا وقوع قریب ہے۔ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (پس اس کے جلد آنے کی تمنا نہ کرو۔ وہ سبحان اور بلند و بالا ہے ان شریکوں سے جن کو وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں) اللہ جل مجدہ شریکوں سے پاک ہے اور ان کے شریک بنانے سے مبرا ہے۔ نمبرا۔ ما موصولہ ہے۔ نمبر۲۔ ما مصدریہ ہے۔ استعجال کے ساتھ اس کا اتصال اس طرح ہے کہ وہ استہزاء و تکذیب سے عذاب کو جلد طلب کرتے تھے یہ شرک ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## وحی نبوت اللہ کا عطیہ ہے:

۲: يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ (وہ فرشتوں کو اتارتا ہے) قراءت: مکی اور ابو عمرو نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ بِالرُّوْحِ (روح کے ساتھ) یعنی وحی کے ساتھ نمبر۲۔ قرآن کے ساتھ۔ کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک دین میں اس طرح ہے جیسے جسم میں روح۔ نمبر۲۔ وہ جہالت سے مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا (اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے کہ تم خبردار کردو!) ان مفسرہ ہے کیونکہ فرشتوں کا وحی کے ساتھ اتارنا اس میں قول کا معنی پایا جاتا ہے اور انذروا اللہ لا الہ الا انا کا معنی یہ ہے: اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا (کہ میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں)۔ انذروا۔ یہ نذرت بکذا سے لیا گیا جبکہ تم اس کو جان لو۔ پس مطلب اس طرح ہوا۔ اعلموا الناس قولی لا الہ الا انا تم لوگوں کو میری بات لا الہ الا انا بتلادو۔ فَاتَّقُوْنِ (پس وہ مجھ ہی سے ڈریں) قراءت: یعقوب نے یاء سے پڑھا ہے۔

۳: پھر وحدانیت اور معبود حقیقی ہونے پر ایسی چیزوں سے استدلال کیا جن پر اور کسی کو کچھ بھی قدرت نہیں یعنی آسمان و زمین کی تخلیق و پیدائش چنانچہ فرمایا۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (اس نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا وہ بلند و برتر ہے ان کے شرک سے)

قراءت: حمزہ اور علی نے دونوں مقام پر تاء سے پڑھا ہے۔ اور انسان کی خلقت اور جو انفعال اس سے پیش آتے ہیں ان کا ذکر اس ارشاد میں فرمایا۔

## انسانی ناشکری:

۴: خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ (اس نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پھر وہ ایک دم کھلم کھلا جھگڑنے لگا) یعنی اچانک وہ تیز زبان اور اپنے نفس کی طرف سے جھگڑنے والا اور اپنے جھگڑے میں اصرار کرنے والا اور اپنی دلیل کو خوب ظاہر کرنے والا ہوگیا۔ بعد ازیں کہ یہ ایک ایسا پانی کا قطرہ تھا جس میں حس تک نہ تھی۔ اور نہ ہی کوئی حرکت تھی۔ نمبر۲۔ اچانک یہ اپنے رب سے جھگڑنے والا نکلا۔ اپنے خالق کا انکاری ہے اور یہ کہتا ہے مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ [یٰسین: ۷۸] اس میں انسان کی بے حیائی اور ناشکری نعمت میں اصرار کا ذکر کیا۔ اور مزید انعامات ذکر فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے چوپائے پیدا کئے جن میں سے بعض اس کی خوراک اور کچھ سواری، بار برداری اور دیگر بیسیوں قسم کی ضروریات میں کام دیتے ہیں چنانچہ فرمایا



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ⑤ وَلَكُمْ

اور اس نے چوپایوں کو پیدا فرمایا ان میں تمہارے لئے سردی سے بچنے کا سامان ہے اور دیگر فائدے ہیں اور ان میں سے تم کھاتے ہو، اور تمہارے لئے

فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ⑥ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى

ان میں رونق ہے جب تم شام کو لاتے ہو اور صبح کو چھوڑتے ہو، اور وہ تمہارے بوجھوں کو ایسے شہروں کی طرف اٹھا کر لے

بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑦

جاتے ہیں جہاں تم اپنی جانوں کی مشقت کے بغیر پہنچ نہیں سکتے تھے، بلاشبہ تمہارا رب رؤف ہے رحیم ہے،

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ⑧

اور اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا فرمائے تا کہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے طور پر، اور وہ پیدا فرماتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

## بے شمار انعامات میں چوپاؤں کا تذکرہ:

۵: وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ (اور چوپائے کہ ان کو اس نے تمہارے لئے پیدا کیا) انعام سے وہ آٹھ اقسام مراد ہیں اور اکثر اس کا اطلاق اونٹ پر ہوتا ہے۔ نحو : فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے۔ ظاہر کلام اس کی وضاحت کر رہا ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں والقمر قدرنٰہ منازل [یٰسین:۳۹] نمبر۲۔ الانسان پر عطف کی وجہ سے منصوب ہے ای خلق الانسان والا نعام پھر فرمایا: خلقھا لکم کہ اے جنس انسان! ہم نے تمہارے لئے چوپائے بنائے۔ فِيْهَا دِفْءٌ (ان میں تمہارے لئے سردی روکنے کا سامان ہے) دفء اس چیز کو کہتے ہیں جس سے سردی دور کی جائے خواہ وہ لباس اون، بال، پشم سے بنا ہو۔ وَّمَنَافِعُ (اور اس میں فوائد ہیں) اس میں ان کی نسل کشی اور دودھ وغیرہ حاصل کرنا ہے۔ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (اور ان میں سے بعض کا گوشت تم کھاتے ہو)۔

نحو : ظرف کو مقدم کر کے خصوصیت کو ظاہر کرنا مقصود ہے۔ اور بعض اوقات دوسرے بھی کھائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان میں گوشت وہ چیز ہے جس پر لوگوں کی معیشت کا دارومدار ہے۔ ان کے علاوہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے مثلاً مرغی، بطخ، جنگل اور دریا کا شکار وہ قلیل ہونے کی وجہ سے کسی شمار و قطار میں نہیں بلکہ فروٹ کے درجہ میں ہے۔

۶: وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ (اور تمہارے لئے ان میں خوبصورتی ہے جبکہ تم شام کو انہیں لوٹاتے ہو) ان کو چراگاہوں سے باڑوں کی طرف شام کو لوٹاتے ہو۔ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ (اور جبکہ تم ان کو چرنے چھوڑتے ہو) صبح کو چراگاہوں کی طرف چرنے کیلئے چھوڑتے ہو۔ اس میں ایک جمال و بہار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بطور نعمت ذکر فرمایا جیسا کہ ان کے منافع کو بطور انعام ذکر فرمایا۔ کیونکہ مویشی رکھنے والوں کی اغراض میں سے یہ بھی ایک غرض ہے کیونکہ چرواہا جب شام کو انہیں واپس لاتے اور صبح کو



BestUrduBooks.wordpress.com

چرانے لے جاتے ہیں تو صحن خانہ ان کے آنے جانے سے پُر رونق ہو جاتے ہیں جس سے مویشیوں والے خوش ہوتے ہیں اور لوگوں کے ہاں ان کو ٹھاٹھ اور شان، مرتبہ میسر آتا ہے۔

نکتہ: لوٹانے کو لے جانے پر مقدم اس لئے کیا کہ اراحۃ میں خوبصورتی ظاہر و نمایاں ہے جبکہ وہ پیٹ بھرے، تھنوں میں جمع کئے پرسکون انداز میں ترتیب کے ساتھ لوٹ رہے ہوتے ہیں۔

۷: وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ (وہ تمہارے بوجھ اٹھاتے ہیں) اثقال کا معنی بوجھ ہے۔اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ (ایسے شہر کی طرف کہ جس میں تم بغیر تکلیف اٹھائے نہ پہنچ سکتے تھے)۔قراءت: شِقّ کی شین پر ابو جعفر نے فتحہ شَق پڑھا ہے یہ دونوں لغات ہیں ہر دو کا معنی مشقت ہے بعض کہتے ہیں کہ شَق مصدر ہے۔شق الامر علیه شقا اور اس کی حقیقت بھی الشق کی طرف لوٹنے والی ہے جس کا معنی پھٹنا اور الگ ہونا ہے۔باقی الشق کا معنی نصف آتا ہے۔گویا مشقت کی وجہ سے اس کی نصف طاقت ختم ہوگئی۔اب آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر اونٹوں کو پیدا نہ کیا جاتا تو تم اپنے آپ انتہائی تکلیف و مشقت کے ساتھ دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکتے۔بوجھ اٹھانا تو دور کی بات ہے کہ اس کو اپنی پشتوں پر لادتے۔نمبر۲۔لم تکونوا بالغیه بها الا بشق الانفس تم جانی مشقت سے ان بوجھوں کو وہاں پہنچا سکتے۔

ایک قول یہ ہے کہ اثقال سے ابدان مراد ہیں۔اسی سے جن وانس کو الثقلان کہا جاتا ہے۔اور اس آیت میں بھی یہی معنی ہے۔واخرجت الارض اثقالها [الزلزال:۲] یعنی اولادِ آدم کو۔اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (بیشک تمہارا رب بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے) کہ اس نے ان بوجھ اٹھانے والے جانوروں کو پیدا کر کے تم پر رحم فرمایا اور یہ مصالح آسان کر دیئے۔

## گھوڑے، خچر کا تذکرہ:

۸: وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً (اور گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو تمہاری سواری اور زینت کیلئے پیدا کیا)

نحو: الانعام پر عطف ہے۔ای خلق هذه الرکوب و الزینة اور اس نے ان سواریوں کو اور زینت کو پیدا کیا۔

## استدلال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

امام صاحبؒ نے اس آیت سے گھوڑے کے گوشت کی حرمت پر استدلال کیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کی خلقت کی علت رکوب و زینت قرار دی اور کھانے کا ذکر نہیں کیا جیسا کہ انعام میں فرمایا گیا ہے۔حالانکہ گوشت کا فائدہ تو سواری اس سے بڑھ کر ہے اور آیت کا سیاق ہی بیانِ نعمت کے لئے ہے اور حکیم کی حکمت اس بات کو گوارہ نہیں کرتی کہ احسان کے موقع پر ادنیٰ نعمت کو ذکر کیا جائے اور بڑی نعمت کو چھوڑ دیا جائے۔

نحو: زینة کا نصب مفعول ہونے کی وجہ سے ہے۔یہ لترکبوھا کے محل پر معطوف ہے۔اب مخلوقات کی وہ اصناف جو ابھی علم میں نہیں آئیں ان کا ذکر فرمایا۔وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (اور وہ ایسی چیزیں پیدا فرمائیں گے جن کو تم نہیں جانتے ہو) اور جس ذات کی یہ صفات ہوں وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ع ۹ / ۷

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ۗ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹

اور سیدھا راستہ اللہ تک پہنچتا ہے، اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اس سے ہٹے ہوئے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ

اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا اس میں پینے کا پانی ہے اور اس کے ذریعے درخت پیدا ہوتے ہیں جن میں تم

تُسِيْمُوْنَ ۝۱۰ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَ

چراتے ہو وہ تمہارے لئے اس کے ذریعہ کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۱ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ

اگاتا ہے، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو غور کرتے ہیں، اور اس نے تمہارے لئے رات کو

وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور دن کو اور چاند کو اور سورج کو مسخر فرمایا اور ستارے اس کے حکم سے مسخر ہیں، بلاشبہ اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۱۲ۙ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ

ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں، اور جو چیزیں زمین میں پھیلا دیں جن کے رنگ مختلف ہیں

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝۱۳ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ

بلاشبہ اس میں نشانی ہے ان کے لئے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں، اور اللہ وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر فرما دیا

لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى

تا کہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو، اور اے مخاطب تو کشتیوں کو دیکھتا

الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۴

ہے کہ وہ اس میں پھاڑنے والی ہیں تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو، اور تا کہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۵

اور اللہ نے زمین میں بھاری پہاڑ ڈال دیئے تا کہ زمین تمہیں لے کر ہلنے نہ لگے، اور اس نے نہریں بنائیں اور راستے بنائے تا کہ تم ہدایت پاؤ

وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۱۶

اور نشانیاں بنائیں، اور وہ ستاروں کے ذریعے راہ پاتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سیدھا راستہ اللہ تک پہنچتا ہے:

۹: وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ (اور سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے) السبیل سے جنس مراد ہے اسی لئے فرمایا وَمِنْهَا جَآئِرٌ (اور ان میں بعض راستے ٹیڑھے ہیں) القصد یہ مصدر ہے جو فاعل کے معنی میں ہے۔ ای القاصد جیسے کہتے ہیں سبیل قصد و قاصد یعنی سیدھا۔ گویا کہ وہ اسی جانب کا قصد کرتا ہے جس کا چلنے والا ارادہ کرتا ہے اور اس سے ہٹتا نہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے اپنے اوپر اس راستہ کی راہنمائی لازم کر لی جو حق تک پہنچانے والا ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى (اللیل۔۱۲) یہ وجوب کیلئے نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں لیکن اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے یہ کرتے ہیں۔ نمبر۲۔ اس کا معنی یہ بھی بیان کیا گیا کہ علی الی کے معنی میں ہے۔ زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا معنی علی اللّٰه تبین الطریق الواضح المستقیم والدعاء الیه بالحجج ہے یعنی اللہ کے ذمہ واضح سیدھے راستے کو کھل کر بیان کرنا اور دلائل سے اس کی طرف بلانا ہے۔ و منها جائر کا مطلب کہ بعض راستے استقامت سے ہٹے ہوئے ہیں۔ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ (اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تمام کو ہدایت دے دیتے) اگر وہ ارادہ کرتے مہربانی والا۔ ہدایت تو توفیق سے دستیاب ہوتی ہے اور انعام ہدایتِ عام کے بعد میسر آتا ہے۔

## پانی اور اس کے فوائد کی طرف اشارہ:

۱۰: هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ (وہ ایسی ذات ہے جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی اتارا جسے تم پیتے ہو)۔

نَحْو: لکم یہ انزل کے متعلق ہے۔ نمبر۲۔ شراب کی خبر ہے شراب بمعنی مشروب ہے۔

وَّمِنْهُ شَجَرٌ (اور اسی سے درخت ہیں) اسی پانی سے وہ درخت پیدا ہوتے ہیں جس کو مویشی چرتے ہیں۔ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ (جن میں تم اپنے مویشی چراتے ہو) یہ سَامَتِ الْمَاشِيَة سے بنا ہے جب مویشی چریں۔ جانور کو سائمہ واسامها صاحبها اور اس کے مالک نے چرایا۔ یہ السومة مصدر سے ہو تو معنی علامت ہے زمین میں چرانے سے نشانات پڑ جاتے ہیں۔

۱۱: يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ (اللہ تعالیٰ تمہارے اس پانی سے کھیتی، زیتون اور کھجور و انگور اور ہر طرح کے پھل اگاتا ہے)

نکتہ: آیت میں مِن لائے صرف کل الثمرات نہیں کہا کیونکہ تمام پھل تو جنت میں میسر ہونگے۔ دنیا میں یادداشت کیلئے بعض پھل اُگا دیے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (بیشک اس میں البتہ نشانی ہے سوچ و بچار کرنے والی قوم کیلئے) پس وہ اس نشانی کے ذریعہ اس پر اور اس کی قدرت و حکمت پر استدلال کرنے والے ہیں۔ الآیة سے دلالت واضحہ مراد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## دن رات اور ستاروں کی نعمت:

۱۲: وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ (اور اس نے مسخر کیا تمہارے لئے رات اور دن کو اور سورج و چاند کو اور ستارے بھی اسی کے حکم سے مسخر ہیں۔) قراءت: تمام کا نصب ہے اس طرح وَجَعَلَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ۔ یہ حمزہ، ابوعمرو، ابن کثیر کی قراءت ہے اور النجومُ مسخراتٌ حفص کی قراءت ہے۔ والشمسُ و النجومُ مسخراتٌ یہ شامی کی قراءت ہے اس طور پر کہ یہ مبتدا اور خبر ہیں۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں عقل والی قوم کیلئے) آیات جمع آیۃ کی ہے۔ عقل کا ذکر کیا کیونکہ آثار علویہ قدرت پر ظاہراً دلالت کرنے والے ہیں۔ اور کبریائی اور عظمت پر واضح شہادت ہیں۔

۱۳: وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ (اور ان چیزوں کو تمہارے لئے زمین میں پیدا کیا)

نحو: اس کا عطف اللیل والنھار پر ہے۔ ای مَاخَلَقَ فِيْهَا مِنْ حَيْوَانٍ وَ شَجَرٍ وَثَمَرٍ وَغَيْرِهٖ ذٰلِكَ (اور جو اس نے زمین میں حیوان، درخت، پھل وغیرہ پیدا فرمائے) مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ (اس حال میں کہ ان کے رنگ مختلف ہیں) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ (اس میں بلاشبہ نشانی ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے) جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

## سمندر اور اس کے فوائد:

۱۴: وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا (اور وہ ایسی ذات ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا تا کہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ)۔ لحمًا طریًا سے مچھلی مراد ہے۔ اس کو طَرِیٌّ اس لئے فرمایا کیونکہ بہت جلد یہ خراب ہوتی ہے پس بگاڑ کے خطرے سے جلدی سے تازہ کھالی جاتی ہے۔

نکتہ: اگر کسی آدمی نے قسم اٹھائی کہ وہ گوشت نہیں کھائیگا۔ تو مچھلی کھانے سے اس کی قسم نہ ٹوٹے گی۔ کیونکہ قسم کا مدار عرف پر ہوتا ہے۔ اور عرف میں اس کو گوشت نہیں کہتے۔ جس نے اپنے غلام کو کہا اشتر بھذہ الدراھم لحمًا وہ مچھلی خرید لایا تو وہ اس لائق ہے کہ آقا اس کا انکار کردے۔ بقیہ ائمہ قسم ٹوٹنے کے قائل ہیں۔

وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا (تا کہ تم اس سے زیور نکالو۔ جس کو تم پہنتے ہو) حلیہ سے مراد یہاں مونگے اور موتی ہیں۔ تَلْبَسُوْنَ کا مطلب تمہاری عورتیں پہنیں۔ لیکن مخاطب مردوں کو فرمایا کیونکہ ان کی زینت مردوں کیلئے ہوتی ہے گویا وہ مردوں کی زینت اور انکا لباس ہی ہے۔ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ (اور تم کشتیوں کو دیکھو گے اس میں پانی کو چیرتی ہوئی جارہی ہیں) کشتیاں چلتی ہیں اور پانی کو چلتے وقت چیرتی ہیں۔ المخر پانی کو سینہ کے زور سے چیرنا۔ فِيْهِ کا مطلب سمندر میں۔ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو) اس کا محذوف پر عطف ہے یعنی تا کہ تم عبرت حاصل کرو اور تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ ابتغائے فضل سے تجارت مراد ہے۔ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (اور تا کہ تم شکر یہ ادا کرو) اللہ تعالیٰ کا اس انعام پر جو اس نے تم پر کیا۔

۱۵: وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ (اور اس نے زمین میں پہاڑ ڈال دیئے) قائم رہنے والے پہاڑ۔ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ (تا کہ وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ

سو کیا جو پیدا کرتا ہو وہ اس کی طرح ہوگا جو پیدا نہیں کرتا، کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے، اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو شمار نہیں کر سکتے،

اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

بلاشبہ اللہ غفور ہے رحیم ہے، اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو، اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا

غیروں کو پکارتے ہیں وہ کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ پیدا کئے جاتے ہیں، بے جان ہیں زندہ نہیں ہیں، اور انہیں

۲ ع ۱۲ ۸

يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾

خبر نہیں ہے کہ کب اٹھائے جائیں گے

تمہیں لے کر جھک نہ جائے) اس ڈر سے کہ وہ تمہیں لیکر مائل ہو۔اور حرکت کرے۔ نمبر۲۔ تاکہ وہ تمہیں لیکر جھک نہ جائے۔لیکن حذفِ مضاف زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا وہ حرکت کرنے لگی ملائکہ نے کہا اس کی پشت پر تو کوئی ٹھہر نہ سکے گا۔ پس صبح ہوئی اس حال میں کہ پہاڑ گاڑ دیئے گئے۔فرشتوں کو معلوم بھی نہ ہو سکا کہ پہاڑ کس چیز سے بنائے گئے۔ وَاَنْهٰرًا (اور نہریں) یہ جعل کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ القٰی میں جعل کا معنی پایا جاتا ہے۔ وَّسُبُلًا (راستے) لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (تاکہ تم راہ پاؤ) اپنے مقاصد کی طرف۔ نمبر۲۔ اپنے رب کی توحید کی طرف۔

## ستاروں کی خاص راہنمائی:

۱۶: وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ (اور نشانیاں بنائیں اور ستاروں سے وہ راہنمائی حاصل کرتے ہیں) اور وہ راستوں کی نشانیاں ہیں۔ ہر وہ چیز جس سے راستہ پر چلنے والا راستہ پائے پہاڑ وغیرہ۔ النجم سے مراد جنس ہے۔ نمبر۲۔ ثریا اور فرقد، بنات النعش اور جدی وغیرہ مراد ہیں۔ بالنجم میں نجم کو مقدم کیا اور خطاب کی بجائے غائب کا صیغہ لائے اور ھم ضمیر درمیان میں داخل کر دی۔ گویا تقدیر عبارت یہ ہے بالنجم خصوصًا ھؤلاء خصوصًا یھتدون ستاروں سے خصوصًا اور خاص یہ لوگ راہ معلوم کرتے ہیں۔

**سوال**: ھم سے مراد کون ہیں؟

**جواب**: اس سے گویا قریش مراد ہیں وہ اپنے راستوں کو معلوم کرنے کیلئے ستاروں کو استعمال کرتے اور ان کے متعلق ان کو معلومات بھی تھیں جو دوسروں کو میسر نہ تھیں۔ گویا اس عظیم نعمت پر شکر یہ لازم کیا گیا۔ اور عبرت کو ان کے لئے ضروری قرار دیا گویا وہ اس کے ساتھ خاص کر دیئے گئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## یہ خالق کے نمونہ ہائے قدرت اوروں کو تم دکھاؤ:

۱۷: اَفَمَنْ يَّخْلُقُ (کیا وہ جو پیدا کرتا ہے) یعنی اللہ تعالیٰ۔ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ (اس کی طرح ہو جائے گا جو پیدا نہیں کرتا) یعنی اصنام، یہاں مَن لائے جو ذوی العقول کیلئے ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے خیال کے مطابق ان کو حاجت روا بنا کر عبادت شروع کر رکھی تھی (معبود کی تمام صفات ان میں مانتے تھے) گویا اولو العلم کے قائم مقام قرار دیا۔

نمبر۲۔ مطلب یہ ہے کہ جو پیدا کرتا ہے ان کی طرح نہیں ہوسکتا۔ جو اولوالعلم ہیں پیدا نہیں کر سکتے پھر جس کے پاس بالکل علم ہی نہ ہو وہ کیسے برابر ہوسکتا ہے؟ اس طرح نہیں فرمایا افمن لا يخلق كمن لا يخلق حالانکہ مقام کا تقاضا یہی ہے کیونکہ اس میں ان لوگوں کو الزام دیا گیا ہے جو بت پرست ہیں اور انہوں نے ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشابہت دے کر حاجت روا قرار دے رکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انہوں نے غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نام اور عبادت میں مثل قرار دیا تو گویا اللہ تعالیٰ کو مخلوقات کی جنس اور اس کے مشابہ مان لیا۔ اس ارشاد میں اسی بات کی تردید کی افمن يخلق كمن لايخلق (کہ تمہارا مثل قرار دینا درست نہیں) یہ آیت خلق افعال میں معتزلہ کے خلاف دلیل ہے۔ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے) جبکہ اس بات کا غلط ہونا تم پر واضح کر دیا گیا۔

## اَن گنت انعامات:

۱۸: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننے لگو تو گن نہ سکو) ان کی گنتی کو بھی ضبط نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس تک تمہاری طاقت پہنچ سکتی ہے۔ چہ جائیکہ ان نعمتوں کے شکریہ کا پورا حق ادا کرو۔ اس کے بعد نعمتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد یہ آیت لائے تاکہ متنبہ کر دیا جائے کہ اس کے پیچھے غیر محصور نعمتیں چھپی ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں) وہ نعمت کے شکریہ کی ادائیگی میں تمہاری کوتاہی سے تجاوز فرمائیں گے تمہاری کمی کی وجہ سے نعمت کو منقطع نہ کریں گے۔

۱۹: وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو تم چھپاتے اور جو تم ظاہر کرتے ہو) یعنی تمہارے اقوال و افعال کو۔ یہ وعید ہے۔

## جن کو لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے وہ مخلوق ہیں اپنی زندگی کے بھی مالک نہیں:

۲۰: وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اور وہ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ پکارتے ہیں) وہ معبود جن کو کفار پکارتے ہیں۔

قراءت: عاصم کے علاوہ دوسروں نے تاء سے پڑھا ہے۔ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ (وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں)

۲۱: اَمْوَاتٌ (وہ بے جان ہیں) مبتدا محذوف کی خبر غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (وہ زندہ نہیں اور ان کو شعور نہیں کہ کب ان کو اٹھایا جائے گا) اس میں ان سے الوہیت کے خصائص کی نفی ہے اس طرح کہ وہ خالق نہیں ہیں اور وہ ایسی زندگی نہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

اِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ

تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، سو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہو رہے ہیں اور وہ

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ

تکبر کرنے والے ہیں، یہ بات یقینی ہے کہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں، بلاشبہ وہ تکبر کرنے والوں کو

الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾

پسند نہیں فرماتا، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ پہلے لوگوں کی لکھی ہوئی باتیں ہیں

لِیَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَهُمْ

تا کہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے پورے اٹھالیں اور ان لوگوں کے بوجھ بھی اٹھالیں جنہیں بغیر علم کے گمراہ

بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع ۳

کرتے ہیں، خبردار برا ہے وہ بوجھ جسے وہ اپنے اوپر لادر ہے ہیں

رکھتے کہ جس پر موت وارد نہ ہو۔ اسی طرح وقت بعث کا ان کو علم نہیں۔ اور ان کے لئے مخلوق کی صفات ثابت کیں کہ۔ نمبرا۔ وہ مرنے والی مخلوق ہیں۔ نمبر۲۔ بعثت سے ناواقف ہیں۔ اور امواتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ فی الحقیقت معبود ہوتے تو وہ ہمیشہ زندہ رہتے موت کا شکار نہ ہوتے۔ یعنی موت کی آمد ان پر ہو ہی نہ سکتی۔ حالانکہ انکا معاملہ اس کے الٹ ہے۔

یبعثون کی ضمیر داعین کی طرف لوٹتی ہے یعنی ان کو شعور نہیں کہ ان کے پجاری کب اٹھائے جائیں گے۔ اس میں مشرکین کو شرمندہ کیا گیا۔ کہ تمہارے معبودوں کو وقت بعث کا بھی علم نہیں پھر وہ اپنی عبادت پر عابدین کو کیا بدلہ دے سکیں گے۔ اس میں یہ بھی ثابت کر دیا کہ بعث بعد الموت بہر صورت ہے۔

## معبودِ حقیقی ان کی مخفی حالت سے واقف ہے وہ کفار و متکبرین کو پسند نہیں کرتا:

۲۲: اِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ (تمہارا معبود ایک ہی ہے) گذشتہ آیات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ الوہیت غیر اللہ کے لائق و مناسب ہی نہیں اور تمہارا معبود حقیقی ایک ہی ہے۔ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ (پس وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل انکاری ہیں) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے۔ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (وہ تکبر کرتے ہیں) عبادت سے اور اس کی وحدانیت کے اقرار سے۔

۲۳: لَا جَرَمَ (ضروری بات ہے) یقیناً۔ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو وہ چھپاتے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں) ان کی پوشیدہ اور ظاہری حالت کو۔ پس اسی کے مطابق ان کو بدلہ دیگا۔ یہ وعید ہے۔ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ



BestUrduBooks.wordpress.com

الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (اس کو تکبر کرنے والے پسند نہیں) توحید سے تکبر کرنے والے یعنی مشرکین۔

۲۴: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ (جب ان سے کہا گیا) ان کفار کو۔ مَّا ذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (تمہارے رب نے کیا اتارا وہ کہتے ہیں پہلے لوگوں کی کہانیاں)۔

نحو: نمبرا۔ ماذا یہ انزل کی وجہ سے منصوب ہے یعنی ای شئی انزل ربکم تمہارے رب نے کونسی چیز اتاری؟ نمبر۲۔ ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہے۔ ای شئی انزله ربکم وہ کونسی چیز ہے جس کو تمہارے رب نے اتارا ہے؟ اساطیر یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ ان لوگوں کا مقولہ ہے جو مکہ کے راستوں پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے متعلق نفرت پھیلاتے جب حجاج کا کوئی وفد ان سے پوچھتا کہ رسول ﷺ پر کیا چیز اتاری گئی تو وہ کہتے ہیں اساطیر الاولین یعنی پہلے لوگوں کی کہانیاں اور ان کے باطل اقوال۔ اس کا واحد اسطورہ ہے۔ جب حجاج کی ملاقات مسلمانوں سے ہوتی تو وہ ان کو رسول ﷺ کی صداقت کی اطلاع دیتے اور بتلاتے کہ وہ نبی مبعوث ہیں یہی وہ لوگ تھے جو بھلی بات کہنے والے تھے۔

## قرآن کو کہانیاں کہنے والے کل اپنے گناہ کا بوجھ اٹھائیں گے:

۲۵: لِيَحْمِلُوْا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ (نتیجہ اس کہنے کا یہ ہوگا کہ قیامت کے دن وہ اپنے گناہوں کا بھی پورا بوجھ اٹھائیں گے۔ اور ان لوگوں کا بار بھی جن کو گمراہ کرتے تھے) یہ بات انہوں نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے کہی۔ پس اپنی گمراہی کا پورا بوجھ انہوں نے اٹھایا۔ اور کچھ ان کا بوجھ بھی جو ان کے گمراہ کرنے سے گمراہ ہوئے۔ اور یہ بوجھ اضلال کا ہے کیونکہ ضال و مضل دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

نحو: لیحملوا کا لام تعلیلیہ ہے۔

بِغَيْرِ عِلْمٍ (بغیر علم کے) نحو: یہ مفعول سے حال ہے یعنی یضلون من لا یعلم انهم ضلال وہ ایسے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں جن کو یہ معلوم نہیں کہ یہ گمراہ ہیں۔ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ (خبردار وہ بہت برا بوجھ اٹھانے والے ہیں)۔ نحو: ما محلِ رفع میں واقع ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ

بلاشبہ جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے مکر کیا سو اللہ نے ان کا بنایا ہوا گھر بنیادوں سے ڈھا دیا، پھر اوپر سے

السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۲۶ ثُمَّ يَوْمَ

ان پر چھت آ پڑی، اور ان پر اس طرح عذاب آ گیا کہ انہیں خیال بھی نہ تھا، پھر وہ انہیں

الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ

قیامت کے دن رسوا کرے گا، اور فرمان ہوگا کہ کہاں ہیں میرے شرکاء جن کے بارے میں تم جھگڑا کرتے تھے؟ جن کو علم دیا گیا

اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۲۷ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

وہ کہیں گے کہ بلاشبہ آج رسوائی اور بدحالی ہے کافروں پر، جن کی جانیں فرشتوں نے اس حال میں قبض کی تھیں

ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا

کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے، سو وہ لوگ صلح کا پیغام ڈالیں گے کہ ہم کوئی برا کام نہ کرتے تھے، ہاں! بلاشبہ اللہ جاننے والا ہے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۲۸ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۲۹

جو تم کیا کرتے تھے، سو جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس میں ہمیشہ رہو گے، سو تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانہ ہے۔

## پہلوں کی تدابیران پر اُلٹ دی گئیں:

۲۶: قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ (ان سے پہلے لوگوں نے تدابیر کیں پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بنیادوں کو جڑ سے گرا دیا) یعنی جڑوں کی جانب سے اور وہ ستون ہیں۔ درحقیقت یہ تمثیل ہے کہ انہوں نے منصوبہ بندی کی تا کہ رسولوں کے خلاف محاذ آرائی کریں اللہ تعالیٰ نے انہی کے اپنے منصوبوں سے ان کو ہلاک کر دیا۔ جیسا کہ وہ لوگ جو عمارت بنائیں اور ستون بنا کر مضبوط کریں۔ مگر بلکر ستونوں سے عمارت اکھڑ جائے اور چھت ان کے اوپر آ رہے۔ وہ اس کے نیچے دب کر ہلاک ہو جائیں۔

## قول جمہور:

یہ ہے کہ اس سے مراد نمرود بن کنعان تھا جبکہ اس نے بابل میں ایک محل تعمیر کروایا۔ جس کی لمبائی پانچ ہزار گز تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ دو فرسخ تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ہوا چلا کر اس عمارت کو اس پر اور اس کی قوم پر گرا دیا جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ فاتی اللہ کا مطلب



BestUrduBooks.wordpress.com

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے استیصال کا ارادہ کیا ہے۔ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (پس ان پر چھت اوپر سے گر پڑی اور ان پر عذاب ایسی جگہ سے آ پہنچا کہ ان کو شعور بھی نہ تھا) ایسی طرف سے کہ ان کو وہم و گمان بھی نہ تھا اور نہ توقع تھی۔

## قیامت کو خمیازہ بھگتیں گے:

۲۷: ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ (پھر وہ قیامت کے دن ان کو رسوا کرے گا) رسوائی کے عذاب سے ان کو ذلیل کرے گا جو اس کے علاوہ ہوگا جو دنیا میں ان کو عذاب ملا۔ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِىَ (اور کہیں گے کہاں ہیں میرے شریک) اپنی طرف اضافت کر کے ان کی اضافت و نسبت کو بیان کیا تا کہ استہزاءً ان کو توبیخ کر دی جائے۔ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ (وہ جن کی وجہ سے تم رسول خدا اور مسلمانوں کی مخالفت کرتے تھے) دشمنی کرتے اور مسلمانوں سے ان کے معاملات کے سلسلہ میں جھگڑتے تھے۔

قراءت: تشاقون نافع نے پڑھا یعنی تشاقوننی فیھم۔ کیونکہ مؤمنوں کی مخالفت گویا اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے۔ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (کہا ان لوگوں نے جن کو علم دیا گیا) انبیاء علیہم السلام اور امتوں میں سے علماء جو ایمان کی طرف بلاتے اور نصیحت کرتے تھے مگر یہ لوگ اس نصیحت پر کان نہ دھرتے بلکہ ان کی مخالفت پر آمادہ ہو جاتے۔ یہ بات ان کی شماتت کے طور پر کہیں گے۔

نمبر۲۔ یہ کہنے والے فرشتے ہونگے۔ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ (بیشک آج کی رسوائی) الخزی ذلت و رسوائی وَالسُّوْٓءَ (اور برائی) یعنی عذاب عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (کافروں پر ہوگا)

## قبض روح کے وقت کفار کی اطاعت:

۲۸: الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (وہ لوگ جن کی جان ملائکہ نے قبض کی) قراءت: حمزہ نے یاء کے ساتھ پڑھا اور اسی طرح اس کا مابعد بھی ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ (اس حال میں کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے) کفر باللہ کے ذریعہ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ (پس وہ صلح کا پیغام ڈالیں گے) صلح اور فرمانبرداری یعنی رجوع کریں گے اور جو ضد دنیا میں کی اس کے برعکس کریں گے اور کہیں گے مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ (ہم کوئی برا کام نہ کرتے تھے) جو کفر و انکار اور دشمنی ان کی طرف سے دنیا میں پائی گئی اس کا شدت سے انکار کر دیں گے وہ علم والے اس کی تردید کرتے ہوئے کہیں گے۔ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (کیوں نہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والے ہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے) پس وہ اس کا تمہیں بدلہ عنایت فرمائیں گے اور یہ بات بھی بطور شماتت کہی جائے گی اور اسی طرح اگلی آیت۔

۲۹: فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ پس متکبرین کا ٹھکانہ بہت برا ہے) یعنی جہنم۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ

اور جولوگ کفروشرک سے بچتے ہیں ان سے کہا گیا کہ تمہارے رب نے کیا نازل فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ بڑی خیر نازل فرمائی، جن لوگوں نے اس دنیا میں

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٠﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

اچھے کام کئے ان کے لئے بھلائی ہے اور بلاشبہ دار آخرت بہتر ہے، اور البتہ متقیوں کا گھر اچھا ہے، ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں

يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ

ان میں وہ داخل ہوں گے، ان باغوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان کے لئے اس میں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے، اسی طرح اللہ ان کو بدلہ دیتا ہے

الْمُتَّقِيْنَ ﴿٣١﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا

جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں جن کی روحیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم پر سلام ہو تم اپنے اعمال کے سبب

الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٢﴾

جنت میں داخل ہو جاؤ۔

## متقین کا درست اقرار اور آخرت میں اچھا گھر:

٣٠: وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا (اور کہا جائے گا ان لوگوں کو جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا) اِتَّقَوْا سے یہاں شرک سے بچنا مراد ہے۔ مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْا خَيْرًا (تمہارے رب نے کیا اتارا وہ کہتے ہیں بڑی بہتر چیز نازل فرمائی) خَیْرًا کو منصوب لائے۔ اور پیچھے اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ میں اس کو مرفوع قرار دیا گیا۔ کیونکہ تقدیر عبارت یہاں اَنْزَلَ خیرًا ہے۔ پس وہ جواب کو سوال کے مطابق لائے۔ اور وہاں تقدیر عبارت یہ ہے هُوَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ پس جواب ذکر کر کے سوال سے اعراض کیا۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا (اور ان لوگوں کیلئے جنہوں نے نیکی کی اس دنیا میں) یعنی ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرتے رہے۔ نمبر٢۔ انہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ حَسَنَةٌ (اچھائی ہے) مرفوع ہونے کی صورت میں یہ خیرًا سے بدل ہے۔ یعنی ثواب اور امن اور غنیمت۔ یہ متقین کے قول کی حکایت ہے یعنی وہ کہیں گے خیرًا۔ پہلے اس کا نام خیر رکھا پھر حسنۃ سے اس کی حکایت کی۔ نمبر٢۔ یا یہ جملہ مستانفہ ہے جو کہنے والوں کیلئے بطور وعدہ ذکر کیا۔ اور ان کے قول کو من جملہ احسانات میں سے ذکر کیا۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ (اور البتہ آخرت والا گھر بہت بہتر ہے) ان کو آخرت میں وہ ملے گا جو اس سے بہت بہتر ہوگا جیسا دوسرے مقام پر فرمایا فاتاھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الآخرۃ [ آل عمران:١٤٨ ] وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ (البتہ متقین کا گھر بہت خوب ہے) دار متقین سے دار آخرت مراد ہے۔ مخصوص بالمدح کو اسلئے حذف کیا کیونکہ پہلے اس کا تذکرہ ہو چکا۔

٣١: جَنّٰتُ عَدْنٍ (وہ ہمیشہ کے باغات ہیں) یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ نمبر٢۔ یا مخصوص بالمدح ہے۔ يَدْخُلُوْنَهَا (وہ اس میں



BestUrduBooks.wordpress.com

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ

یہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آ جائیں یا آپ کے رب کا حکم آ جائے، اسی طرح ان لوگوں نے کیا

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۳۳ فَاَصَابَهُمْ

جو ان سے پہلے تھے، اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، سوانہوں نے جو برے کام

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۳۴ ع

کیے ان کی سزائیں انہیں مل گئیں اور جس چیز کا وہ مذاق بناتے تھے اس نے انہیں آ کر گھیر لیا

داخل ہونگے) یہ حال ہے۔ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ (اس کے نیچے نہریں جاری ہونگی ان کے لئے اس میں وہ ہے جو وہ چاہیں گے اسی طرح اللہ تعالیٰ متقین کو بدلہ دیں گے)۔

## ان کے قبض روح کا حال:

۳۲: اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ (وہ لوگ جن کی ارواح کو فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ پاک ہوتے ہیں) وہ اپنے نفس کفر کے ظلم سے پاک کرنے والے ہیں۔ (یہ معنی اس لئے لیا گیا) کیونکہ یہ ظالمی انفسهم [النحل:۲۸] کے مقابلہ میں ہے (اور وہاں ظلم سے کامل ظلم یعنی شرک مراد لیا ہے) یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ (وہ کہیں گے تم پر سلام ہو)۔ کہا جاتا ہے کہ جب مؤمن بندہ موت کو جھانکتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آ کر کہتا ہے۔ السلام علیك یا ولی اللّٰه ! اللّٰه یقرأ علیك السلام۔ اور اس کو جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ ان کو آخرت میں کہا جائے گا اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (تم اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل ہو جاؤ) تمہارے عمل کے سبب۔

## کفار روزِ قیامت کے منتظر نظر آتے ہیں:

۳۳: هَلْ یَنْظُرُوْنَ (نہیں وہ انتظار کر رہے) یہ کفار انتظار نہیں کر رہے۔ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے) ان کی ارواح کو قبض کرنے کیلئے۔ قراءت: علی اور حمزہ نے یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔ اَوْ یَاْتِیَ اَمْرُ رَبِّكَ (یا تیرے رب کا حکم آئے) امر سے استیصال والا عذاب یا قیامت مراد ہے۔ كَذٰلِكَ (اسی طرح) شرک و تکذیب جیسا فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ (ان لوگوں نے کیا جو ان سے پہلے ہوئے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا) انکو تہس نہس کر کے وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ (لیکن وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے) انہوں نے وہ کام کئے جس سے تباہی کے حقدار ہوئے۔

## بُرے اعمال کا انجام:

۳۴: فَاَصَابَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا (پس ان کو ان کے برے عملوں کی سزائیں ملیں) ان کے برے اعمال کی سزائیں۔ وَحَاقَ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَاۤ

اور جن لوگوں نے شرک کیا انہوں نے کہا کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرتے نہ ہم نہ

اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

ہمارے باپ دادے، اور نہ ہم اس کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے، ان لوگوں نے ایسا ہی کیا جو ان سے پہلے تھے،

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ

سو رسولوں کے ذمہ صرف واضح طور پر پہنچا دینا ہے، اور بلاشبہ ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ

اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچتے رہو، سو ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور ان میں سے بعض ایسے تھے جن پر گمراہی

عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾

ثابت ہو گئی، سو تم زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

اگر آپ ان کی ہدایت پر حرص کریں سو بلاشبہ اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرتا ہے اور ان کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا

بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (اور گھیر لیا ان کو اس عذاب نے جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے) ان کے استہزاء کی سزا نے ان کو آن گھیرا۔

## کفار کا مقدمہ یہ شرک اللہ کو پسند ہے:

۳۵: وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا (اور مشرک کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرتے نہ ہم اور نہ ہی ہمارے آباء و اجداد) یہ کفار نے بطور استہزاء کہا۔ اگر وہ اس کو اعتقاداً کہتے تو بہت بہتر ہوتا۔ وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ (اور نہ حرام کرتے اس کی مشیت کے بغیر کوئی چیز) یعنی بحیرہ سائبہ اور ان کی طرح جو دوسری تحریمات کر رکھی ہیں (گویا ان کے ہاں رضا اور مشیت میں کوئی فرق نہیں تھا) كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (اسی طرح ان لوگوں نے کیا جو ان سے پہلے ہوئے) یعنی انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ اور حلال کو حرام قرار دیا اور انہی جیسی باتیں بطور استہزاء کہیں فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (نہیں ہے رسولوں کے ذمہ مگر کھلے طور پر پہنچانا) مگر یہ کہ وہ حق کو پہنچ جائیں اور شرک' باطل اور قبیح ہونے کی ان کو اطلاع ہو جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

اوران لوگوں نے خوب زوردار طریقے پر اللہ کی قسم کھائی کہ جو شخص مرجاتا ہے اللہ اسے نہ اٹھائے گا ہاں اللہ ضرور اٹھائے گا یہ پکا وعدہ ہے جسے اللہ نے اپنے ذمہ لازم کرلیا ہے،

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تاکہ اللہ ان لوگوں کے لئے ان باتوں کو بیان فرما دے جن کے بارے میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں'

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَىْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ

اور تاکہ کافر لوگ جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے ہم جس کسی چیز کو پیدا کرنا چاہیں اس کے بارے میں

نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع ۱۱

ہمارا یہ کہہ دینا ہوتا ہے کہ ہو جا لہٰذا وہ وجود میں آجاتی ہے۔

## ہر اُمت کے طاغوت کی عبادت سے روکا گیا:

۳۶: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِىْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ (اور تحقیق ہم نے ہر امت میں رسول کو بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو) کہ اس کو وحدہٗ لاشریک مانو وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (اور شیطان سے بچتے رہو) شیطان کی اطاعت سے پرہیز کرو۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ (ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی) اس لئے کہ انہوں نے ہدایت کو اختیار کیا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ (اوران میں سے بعض کیلئے گمراہی ثابت ہوگئی) گمراہی ان کے لئے لازم ہوگئی کیونکہ انہوں نے گمراہی کو اختیار کیا فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (پس تم چل پھر کر زمین میں دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا) کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کیا اوران کے علاقوں کو ان سے خالی کرالیا۔ اس کے بعد قریش کے عناد کا تذکرہ فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے ایمان کے سلسلہ میں حرص کو ذکر کر کے بتلایا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر گمراہی ثابت ہو چکی پس فرمایا۔

## اللہ کا گمراہ کردہ ہدایت نہیں پا سکتا:

۳۷: اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ يُّضِلُّ (تم ان کے راہ راست پر آنے کی کتنی ہی حرص اور تمنا کرو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت یاب نہیں کرتا جن کو گمراہ کرنا مقصود ہوتا ہے) قراءت: یاء مفتوح اور دال مکسور يَهْدِى کوفی نے پڑھا۔ باقی قراء یائے مضموم اور دال مفتوح پڑھتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مَنْ يُّضِلُّ مبتدا اور لا يُهْدٰى اس کی خبر ہے۔ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (اور ان کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا) جو اللہ تعالیٰ کا حکم ان پر لاگو ہے اس سے ان کو بچا سکے اور اس کے اس عذاب کو ان سے دور کر سکے جو ان کے لئے تیار کیا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ

اور جن لوگوں نے مظلوم ہونے کے بعد اللہ کے بارے میں ہجرت کی ہم انہیں دنیا میں ضرور بالضرور اچھا ٹھکانہ دیں گے،

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

اور یہ بات یقینی ہے کہ آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے، کاش یہ لوگ جان لیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

## کفار مانتے نہیں بلکہ باطل پر قسمیں کھاتے ہیں:

۳۸: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پختہ قسمیں کھا کر کہا) اس کا عطف وقال الذین اشرکوا پر ہے۔ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى (اللہ تعالیٰ اس کو نہیں اٹھائے گا جو مر جائے۔ کیوں نہیں) یہ نفی کے بعد اثبات ہے یعنی کیوں نہیں وہ ان کو اٹھائے گا وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا (اس نے پختہ وعدہ کر لیا ہے) یہ مصدر مؤکد ہے جس پر بلٰی دلالت کر رہا ہے کیونکہ بعث بعد الموت اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے اور اس وعدے کا ایفاء برحق ہے۔ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے) کہ اس کا وعدہ سچا ہے یا کہ ان کو اٹھایا جائیگا۔

۳۹: لِيُبَيِّنَ لَهُمُ (تا کہ ان کے سامنے واضح کر دے) یہ بھی اس کے متعلق ہے جس پر بلٰی دلالت کر رہا ہے ای یبعثهم لیبین لهم۔

نحو: اور مَن کی ضمیر من یموت کی طرف لوٹ رہی ہے جس میں مؤمن و کافر دونوں شامل ہیں۔ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ (اس کو جس کے متعلق وہ اختلاف کرتے تھے) کہ وہ برحق ہے وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ (اور تا کہ کافر جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے) اپنے اس قول لا یبعث اللّٰہ من یموت میں کہ بعث بعد الموت نہیں ہے۔

## قدرتِ عامہ:

۴۰: اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (ہم جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس سے ہمارا اتنا کہنا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا پس وہ فوراً ہو جاتی ہے) یعنی وہ ہو جاتی ہے ای فهو یکون قراءت: شامی اور علی نے نصب سے پڑھا۔ اس طور پر کہ یہ کُن کا جواب ہے قولنا مبتدا اور ان نقول اس کی خبر ہے۔ اور کن فیکون میں کان تامہ ہے جو کہ وجود اور حدوث کے معنی میں ہے۔ یعنی جب ہم کسی چیز کو وجود دینا چاہتے ہیں تو ہم اس کو اتنا کہتے ہیں کہ وجود میں آ۔ تو وہ بلا توقف وجود میں آ جاتی ہے۔ یہ درحقیقت سرعت ایجاد کی تعبیر ہے اور وضاحت ہے کہ کوئی مراد اس پر ممتنع نہیں اور اس مراد کا وجود بلا توقف ہوتا ہے جبکہ وہ اسکا ارادہ فرمالے۔ جس طرح آمر جب فرمانبردار مامور کو کسی بات کا حکم دے تو وہ فوراً حکم بجالاتا ہے (اور یہ بھی بات سمجھانے کیلئے ہے) ورنہ اس جگہ کوئی نہیں (بس جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرما لیتے ہیں تو وہ اسی لمحہ وجود میں آ جاتی ہے) اب مطلب یہ ہے کہ ہر مقدور کی ایجاد اللہ تعالیٰ کیلئے جب اسقدر آسان ہے تو وہ بعث اس کیلئے کس طرح مشکل ہے جو من جملہ مقدورات میں سے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ فَسْــَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ

اور آپ سے پہلے ہم نے صرف مردوں کو رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے، سوتم اہل علم سے پوچھ لو اگر تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٣﴾ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ

نہیں جانتے، ان رسولوں کو دلائل اور کتب کے ساتھ بھیجا، اور ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لئے بیان کریں جو آپ کی طرف اتارا

اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٤﴾

گیا اور تاکہ وہ لوگ فکر کریں۔

النصف

## مہاجرین کے ساتھ وعدہ:

۴۱: وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ (اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر ہجرت کی) اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں اور اس کی رضامندیوں کی خاطر۔ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا (اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا) وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب ہیں جن پر اہل مکہ نے ظلم کیا۔ وہ اپنا دین لیکر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے۔ ان میں سے بعض نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر مدینہ منورہ کی طرف اور بعض ان میں سے انہوں نے دونوں ہجرتیں اپنے لئے جمع کر لیں۔ اور بعض نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً (ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے) حسنۃ یہ مصدر کی صفت ہے تبوئۃ حسنۃ ٹھکانہ دینا اچھا۔ نمبر۲۔ لنبوئنھم مباءۃ حسنۃ۔ ٹھکانہ اچھا۔ اور وہ مدینہ منورہ ہے جہاں کے رہنے والوں نے ان کو ٹھکانہ دیا۔ اور ان کی امداد کی۔ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ (اور البتہ آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے) اس پر وقف ضروری ہے کیونکہ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ جواب محذوف ہے اور ضمیر کفار کی طرف راجع ہے یعنی اگر کفار اس بات کو جان لیتے تو دین کی طرف ضرور رغبت کرتے۔ نمبر۲۔ یا مہاجرین کی طرف راجع ہے اگر وہ اس ثواب و بدلے کو جان لیتے تو صبر و اجتہاد میں مزید اضافہ کرتے۔

۴۲: اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا (وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا) یعنی ھم الذین صبروا وہی لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا۔ نمبر۲۔ میری مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا۔ اور دونوں ہی قابل تعریف چیزیں ہیں۔ یعنی انہوں نے وطن کی جدائی پر صبر کیا وہ وطن عزیز جو اللہ تعالیٰ کا حرم اور ہر مؤمن کا دھڑکتا دل ہے۔ ان تارکین وطن کا کیا حال ہوگا۔ جن کے سروں کو اس کی خاطر اڑایا جا رہا ہو۔ دوسرا مجاہد: پر انہوں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ارواح کو خرچ کر ڈالا۔ وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ (اور اپنے رب ہی پر وہ بھروسہ رکھتے ہیں) وہ اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین میں جو ان کو تکلیف پہنچے اس کو رضاء وخوشی برداشت کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰہُ بِہِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَہُمُ الْعَذَابُ

جولوگ بری بری تدبیریں کرتے ہیں کیا اس بات سے بے خوف ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا ان کے پاس ایسی جگہ سے عذاب آ جائے

مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ یَاْخُذَہُمْ فِیْ تَقَلُّبِہِمْ فَمَا ہُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ یَاْخُذَہُمْ

جہاں سے ان کو گمان بھی نہ ہو یا اللہ ان کو چلتے پھرتے پکڑ لے سو یہ لوگ عاجز کرنے والے نہیں ہیں یا ان کو کم کرتے کرتے

عَلٰی تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۴۷﴾

پکڑ لے سو بلاشبہ تمہارا رب بڑا مہربان ہے بڑا رحیم ہے

## شانِ نزول:

۴۳: جب قریش نے کہا اللہ تعالیٰ اس سے عظیم تر شان والے ہیں کہ کسی بشر کو وہ رسول بنا کر بھیجیں تو یہ آیت اتری وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْہِمْ (اور آپ سے پہلے بھی ہم نے مرد ہی پیغمبر بنا کر بھیجے ہم ان کی طرف وحی بھیجتے رہے) فرشتوں کے ذریعہ۔

قراءت: نوحی حفص نے پڑھا۔ فَسْئَلُوْٓا اَہْلَ الذِّکْرِ (تم اہل علم سے پوچھ لو) یعنی اہل کتاب تا کہ وہ تمہیں بتلا دیں کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ امتوں کی طرف انسانوں کو ہی بھیجا ہے۔ یہاں کتاب کو ذکر فرمایا کیونکہ کتاب ہی نصیحت اور غافلین کیلئے تنبیہ کا ذریعہ ہے۔ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (اگر تم نہیں جانتے)

## تمام انبیاء علیہم السلام انسان تھے:

۴۴: بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ (دلائل اور کتابوں کے ساتھ) واضح معجزات اور کتابوں کے ساتھ۔ نحو: باء یہ رجالاً سے متعلق ہے اور اس کی صفت ہے۔ ای رجالا ملتبسین بالبینات ایسے مرد جو دلائل واضحہ کے ساتھ ملتبس تھے۔ نمبر۲۔ نوحی سے متعلق ہے نوحی الیھم بالبینات ہم ان کی طرف واضح دلائل کے ساتھ وحی کرتے رہے۔ نمبر۳۔ لا تعلمون سے متعلق ہے۔ اگر تم دلائل و کتابوں کو نہیں جانتے۔ اور فاسالوا اھل الذکر یہ تمام صورتوں میں جملہ معترضہ ہے۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ (اور ہم نے آپ کی طرف نصیحت اُتاری) الذکر سے قرآن مراد ہے۔ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْہِمْ (تا کہ تم ان کے سامنے کھول کر بیان کرو۔ اس کو جو ان کی طرف اتارا گیا) یعنی الذکر میں جو اوامر و نواہی، وعدے اور وعیدیں ہیں ان کو کھول کر بیان کرو۔ وَلَعَلَّہُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (اور تا کہ وہ سوچ و بچار کریں) اس کی تنبیہات میں تا کہ وہ متنبہ ہوں۔

## استحقاقِ عذاب والی حرکات تو ہیں مگر تفاخر رحمت سے نہیں پکڑتے:

۴۵: اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ (جو لوگ بری بری تدابیر کرتے ہیں۔ کیا وہ بے خوف ہو گئے ہیں) یعنی بری بری تدابیر۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ

کیا ان لوگوں نے ان چیزوں کو نہیں دیکھا جو اللہ نے پیدا فرمائی ہیں ان کے سائے دائیں طرف اور بائیں طرف کو اس طرح جھکتے

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ

ہیں کہ وہ اللہ کے فرمانبردار ہیں اور عاجز ہیں، اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے حیوانات اور فرشتے یہ سب اللہ کے حکم کے

دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا

فرمانبردار ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے، وہ اپنے رب کی شان قاہریت سے ڈرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں

يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ السجدۃ

حکم دیا جاتا ہے

الَّذِيْنَ سے مراد اہل مکہ ہیں۔ جو تدابیر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ میں اختیار کیں۔ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ ( کہ اللہ تعالیٰ ان کو زیر زمین دھنسا دے ) جیسا کہ پہلے لوگوں کے ساتھ کیا۔ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (یا ان پر عذاب ایسی طرف سے آجائے کہ ان کو گمان بھی نہ ہو) یعنی اچانک۔

۴۶: اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ (یا ان کو آتے جاتے پکڑتے) سفر میں آتے جاتے۔ تجارت کے مقامات میں آتے جاتے۔ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ (پس وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ہرگز ہرا نہیں سکتے)

۴۷: اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ (یا ان کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑلے) ڈرانے کی حالت میں اور وہ اس طرح ہے کہ ان سے پہلے ایک جماعت کو ہلاک کر دیا جائے پس وہ خوف زدہ ہو جائیں پھر اچانک ان کو عذاب آ پکڑے اس حالت میں کہ ڈرائے ہوئے اور امید لگائے بیٹھے ہوں۔ یہ من حیث لا یشعرون کے برخلاف دوسری حالت ہے۔ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (بیشک تمہارا رب نرمی والا مہربان ہے) اس طرح کہ وہ تمہارے متعلق بردباری اختیار فرماتے ہیں۔ اور تمہارے توھین آمیز رویے کے باوجود وہ جلدی سزا نہیں دیتے۔ مطلب یہ ہے کہ جب وہ تمہاری استحقاق عذاب والی حرکات کے باوجود نہیں پکڑتا تو اس کی نرمی ہی تمہیں بچاتی اور اس کی رحمت ہی تمہاری حفاظت کرتی ہے۔

## ہر چیز خالق کائنات کے سامنے عاجز ہے:

۴۸: اَوَلَمْ يَرَوْا ( کیا انہوں نے نہیں دیکھا) قراءت: حمزہ، علی، ابوبکر نے تاء سے پڑھا ہے۔ اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ (ان چیزوں کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں) ما موصولہ ہے اور یہ مبہم ہے اس کی وضاحت من شیء سے فرمائی۔ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ (جن کے سائے جھکتے ہیں) یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: بصری نے یتفیئو اکو تاء سے پڑھا ہے۔ عَنِ الْیَمِیْنِ (دائیں سے) دائیں طرف سے۔ وَالشَّمَآئِلِ (بائیں سے) شمائل جمع شمال کی ہے سُجَّدًا لِلّٰهِ (اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے)۔ یہ ظلال سے حال ہے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں جب سورج زوال پذیر ہوتا ہے تو ہر چیز اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہے۔ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ (اس حال میں کہ وہ عاجزی کرنے والے ہیں) یعنی عاجز و بے بس یہ ظلالہ کی ضمیر سے حال ہے کیونکہ وہ جمع کے معنی میں ہے۔ اور اس سے ہر وہ چیز جس کو پیدا کیا اور اس کا سایہ ہے وہ مراد ہے جمع واؤ نون سے آ رہی ہے کیونکہ دخور یہ عقلاء کی صفات میں سے ہے۔ نمبر۲۔ ان میں شامل تو تمام ہیں مگر عقلاء کو غلبہ دیا۔ معنی اس طرح ہوگا کیا وہ اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کو نہیں دیکھتے جن کے ایسے اجسام ہیں جو سایہ رکھتے ہیں اور وہ سایہ دائیں سے بائیں ڈھلتا رہتا ہے۔ یعنی سایہ دائیں سے بائیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی حالت میں لوٹتا ہے۔ جس خاطر اس کو بنایا اس سے رکتا اور باز نہیں رہتا یعنی سایہ دینا اور اجرام بھی ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنیوالے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے افعال جو ان میں پیدا کیے ان میں اطاعت کرنے والے ہیں۔

## آسمان و زمین کی مخلوقات اطاعت سے سر نہیں اٹھاتیں:

۴۹: وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ (اور اللہ تعالیٰ ہی کی مطیع ہیں جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں چلنے والی ہیں زمین میں) من دابۃ یہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض تمام کا بیان ہے۔ کہ آسمانوں میں بھی ایسی مخلوق ہے۔ جو اس میں چلتی ہے۔ جیسا کہ زمین میں انسان چلتے ہیں۔ نمبر۲۔ یا ما فی الارض کا صرف بیان ہے۔ اور ما فی السمٰوات سے آسمانوں کے ملائکہ مراد ہیں اور وَّالْمَلٰٓئِكَةُ (اور فرشتے) ملائکہ سے حفظہ مراد ہیں۔ نمبر۲۔ سجود مکلفین سے مراد ان کی اطاعت و عبادت مراد ہے اور دوسروں کے سجدہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی اطاعت ہے۔ اور الانقیاد کا لفظ دونوں کو شامل ہے۔ اسی لئے دونوں کیلئے ایک ہی تعبیر لائی گئی۔ مالایا گیا جو کہ عقلاء وغیرہ سب کو شامل ہے اگر مَن لاتے تو صرف عقلاء ہی شمار ہوتے۔ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ (اور وہ تکبر نہیں کرتے)۔

۵۰: یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ (وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں)۔ یہ لایستکبرون کی ضمیر سے حال ہے یعنی وہ تکبر نہیں کرتے اس حال میں کہ وہ ڈر رہے ہوتے ہیں۔ مِّنْ فَوْقِهِمْ (اپنے اوپر سے) نمبر۱۔ اگر اس کو یخافون کے متعلق کرو تو اس کا معنی یہ ہوگا۔ وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ان پر اوپر سے عذاب نہ اتار دے۔ نمبر۲۔ اور اگر بو بھم سے حال ہو تو اس کا معنی وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اس حال میں کہ وہ ان پر غالب و زبردست ہے۔ جیسا کہ اس ارشاد وھوا لقاھر فوق عبادہٖ [الانعام:۱۸] میں ہے وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (اور وہ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ملتا ہے)

نکتہ: اس میں واضح دلیل ہے کہ ملائکہ مکلف ہیں اور امر و نہی کے ذمہ دار اور خوف و رجاء کے درمیان ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ

اور اللہ نے فرمایا کہ دو معبود مت بناؤ، وہ صرف ایک ہی معبود ہے،سو تم مجھ ہی سے ڈرو، اور اسی کے لئے ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ

جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے، اور فرماں برداری کرنا صرف اسی کا حق ہے، کیا تم اللہ کے سوا کسی سے ڈرتے ہو؟ اور تمہارے پاس جو بھی

مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔــرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ

کوئی نعمت ہے سو وہ اللہ کی طرف سے ہے، پھر جب تمہیں تکلیف پہنچ جاتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو، پھر جب وہ تم سے اس تکلیف کو

عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۪

ہٹا دیتا ہے تو تم میں سے ایک جماعت اسی وقت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے تاکہ وہ ہماری اس نعمت کے منکر ہو جائیں، سو تم نفع حاصل کرلو،

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

پھر عنقریب جان لوگے۔

۵۱ : وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہ بناؤ دو معبود۔ فقط اللہ تعالیٰ ہی ایک معبود ہے)

**سوال**: دو اور ایک سے زائد میں عدد و معدود کو جمع کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں عندی رجال ثلاثۃ کیونکہ معدود خاص عدد پر دلالت سے عاری ہوتا ہے۔ ایک اور دو میں تو معدود کی خود عدد پر دلالت ہوتی ہے۔ پس رجل واحد اور رجلان اثنان کہنے کی ضرورت نہیں۔

**جواب**: واحد و تثنیہ کا معنی جس اسم میں ہوتا ہے۔ اس کی دلالت دو چیزوں پر ہوتی ہے۔ نمبر ۱۔ جنسیت نمبر ۲۔ خاص عدد۔ جب یہ دلالت مراد لیں کہ دونوں کا معنی عدد ہے تو اس کو دوبارہ لا کر تاکید کرتے ہیں اور اس سے مقصود الیہ پر دلالت اور اس پر خاص طور پر متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اگر تم اس طرح کہو: اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ اور اس کی تاکید واحد سے نہ لاؤ تو کلام میں تحسین نہ ہوگی۔ تو اس سے خیال گزرے گا کہ تم نے الوہیت کو ثابت کیا ہے وحدانیت کو نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اس جگہ وحدانیت کو ثابت کرنا مقصود ہے الوہیت کا اثبات مقصود نہیں۔ الوہیت کے لوازم میں سے وحدانیت ہے۔ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ (پس مجھ ہی سے ڈرو) کلام غائب سے متکلم کی طرف منتقل کر دیا گیا اور یہ التفات کا طریقہ ہے جو کہ ترغیب سے زیادہ بلیغ ہے جیسا کہ کہیں فایاہ فارھبوا۔

قراءت: فَارْهَبُوْنِي یعقوب نے پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سب نعمتیں اسی سے جس کو دن میں پکارتے ہیں تو عبادت کا بھی وہی حقدار ہے:

۵۲: وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا (اور اسی ہی کیلئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور اس کی اطاعت ہمیشہ اور لازمی ہے) الدین یہاں طاعت کے معنی میں ہے واصبا ثابت وواجب کے معنی میں ہے کیونکہ ہر نعمت اسی ہی کی طرف سے ہے۔ اس کی اطاعت ہر انعام یافتہ پر لازم ہے۔

نحو: واصبًا یہ حال ہے اس میں ظرف نے عمل کیا ہے۔ نمبر۲۔ ولہ الجزاء دائمًا ۔ الجزاء سے ثواب وعقاب مراد ہیں۔
اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ (کیا پس اللہ تعالیٰ کے سوا اور سے تم ڈرتے ہو)

۵۳: وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ (اور تمکو جو نعمت بھی حاصل ہے) یعنی جو چیز بھی تمہارے ساتھ نعمت وعافیت کی صورت میں متصل ہے۔ اسی طرح غناء وخوشحالی ہے۔ فَمِنَ اللّٰهِ (پس وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے) ای فھو من اللّٰہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ (پھر جب تمہیں کوئی تکلیف آلیتی ہے) الضُّر سے مرض، فقر، قحط مراد ہے۔ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ (پس اسی ہی کی طرف تم رجوع کرتے ہو) تو اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو۔ الجؤار کے معنی دعا و استغاثہ میں آواز بلند کرنا ہیں۔

۵۴: ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ (پھر جب وہ مصیبت کو تم سے دور کرتا ہے تو ایک فریق تم میں سے اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتا ہے) مآ بکم میں خطاب اگر عام ہو تو اس سے کافر فریق مراد ہے۔ اگر خطاب مشرکین کو ہو تو منکم میں من بیانیہ ہوگا تبعیضیہ نہ ہوگا۔ گویا اس طرح فرمایا: فَاِذَا فَرِيْقٌ كَافِرٌ وھم انتم کہ اسی وقت ایک کافر گروہ اور وہ تم ہو' اور یہ بھی جائز ہے کہ ان میں عبرت حاصل کرنے والے لوگ بھی ہوں۔ جیسا کہ اس آیت میں فرمایا فلما نجاھم الی البر فمنھم مقتصد [لقمان:۳۲]

۵۵: لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ (جس کا حاصل یہ ہے کہ جو نعمتیں ہم نے ان کو دی ہیں ان کی ناشکری کرتے ہیں) ان سے عذاب ہٹا لینے والی نعمت کی۔ گویا کہ انہوں نے شرک کا مقصد کفرانِ نعمت بنا رکھا ہے۔ پھر ان کو ڈرایا اور فرمایا فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (پس تم فائدہ اٹھالو۔ عنقریب تم جان لوگے) یہاں بھی غیبت سے خطاب کی طرف رجوع کیا تا کہ ان کو دھمکایا جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لئے حصہ مقرر کرتے ہیں جنہیں کچھ بھی علم نہیں، اللہ کی قسم تم سے اس بارے میں ضرور بالضرور پوچھ ہوگی جو تم افتراپردازی کرتے ہو،

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى

اوراللہ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں اور اپنے لئے اپنی چاہت کی چیز، اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جاتی ہے

ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ

تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے، اسے جو بشارت دی گئی اس کی وجہ سے وہ لوگوں سے چھپا ہوا رہتا ہے

اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا

آیا اسے ذلت پر روکے رہے یا اسے مٹی میں گاڑ دے، خبردار ان کے فیصلے برے ہیں، جو لوگ آخرت پر یقین

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ ع

نہیں رکھتے ان کی بری حالت ہے، اوراللہ کے لئے بلند صفات ہیں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے

۷ ع ۱۴

۵۶: وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ (اور یہ لوگ ہماری دی ہوئی چیزوں میں (اپنے معبودوں کا) حصہ لگاتے ہیں جن کے متعلق ان کو کچھ علم نہیں) ما سے مراد ان کے 'الہہ ہیں۔ لا یعلمون کا مطلب یہ ہے کہ جن کو یہ الہہ کہتے ہیں۔ اور ان کے متعلق اعتقاد یہ ہے کہ وہ نقصان ونفع کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں زبردستی سفارش سے چھڑا لیں گے۔ حالانکہ اس طرح نہیں کیونکہ یہ بت وجماد محض ہیں جو نہ نقصان دیتے ہیں اور نہ نفع۔

نمبر۲۔ لا یعلمون کی ضمیر الہہ کی طرف لوٹتی ہے۔ ان چیزوں کیلئے جو علم سے موصوف نہیں اور نہ شعور رکھتے ہیں۔ کیا انہوں نے انکا حصہ اپنے چوپایوں اور کھیتوں میں مقرر کر رکھا ہے یا نہیں؟ اور وہ یہ حصہ انکا ان کے تقرب کیلئے مقرر کرتے تھے۔ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ (اللہ تعالیٰ کی قسم تم سے ضرور سوال ہوگا) یہ وعید ہے۔ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ (ان کاموں کے متعلق جن کو تم بطور افتراء کرتے تھے) کہ یہ معبود ہیں ان کو ان کا قرب حاصل ہے۔

## اللہ کے لئے ایسی اولاد تجویز کرتے ہیں جو خود کو ناگوار ہے:

۵۷: وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ (وہ اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں) بنوخزاعہ اور کنانہ کہا کرتے تھے کہ الملائکۃ بنات اللہ کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ سُبْحٰنَهٗ (وہ پاک ہے) اس میں بیٹیوں کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کا منزہ ہونا ذکر فرمایا۔ نمبر۲۔ ان کی بات پر تعجب کا اظہار ہے۔ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ (اور ان کے لئے ہے وہ جو وہ پسند کرتے ہیں) یعنی بیٹے۔ اور یہ بھی درست



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے کہ ما کو ابتداء کی وجہ سے مرفوع مانا جائے۔اور لھم کو خبر قرار دیں۔اور اگر منصوب مانیں تو البنات پر عطف ہوگا اور سبحانہ جملہ معترضہ ہوگا۔جو معطوف اور معطوف علیہ کے مابین واقع ہے ای و جعلوا لا نفسھم ما یشتھون من الذکور اور انہوں نے اپنے نفوس کیلئے وہ چیز تجویز کی جوان کو پسند ہے۔یعنی بیٹے۔

۵۸: وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا (اور ان میں کسی کو اگر بیٹی ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو سارا دن اس کا چہرہ بدرونق رہتا ہے) صار ، ظل، امسٰی، اصبح ،بات یہ صیرورت کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں کیونکہ اکثر وضع حمل کا اتفاق رات کو ہوتا ہے۔پس وہ دن غم کے مارے گزارتا ہے۔کہ اس کے چہرے پر اکتاہٹ کی سیاہی چھائی ہوتی ہے اور لوگوں سے حیاء کرتے دن گزارتا ہے۔وَّهُوَ كَظِيْمٌ (وہ دل ہی دل میں گھٹتا ہے) عورت پر بغض وغصہ سے پُر ہوتا ہے۔

۵۹: يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ (وہ چھپا پھرتا ہے۔اس چیز سے جس کی اس کو اطلاع دی جاتی ہے) بری بشارت سے وہ لوگوں میں چھپتا پھرتا ہے۔ان کے عار دلانے کی وجہ سے۔وہ اپنے نفس میں کہتا اور دیکھتا ہے۔اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ (اس کو ذلت کی حالت میں روکے رکھے) ذلت ورسوائی کے ساتھ اس کو روک لے جس کی اسے بشارت دی گئی ہے۔اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ (یا اس کو گاڑ دے مٹی میں) یا اس کو زندہ درگور کردے۔اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (خبردار وہ بہت بری تجویز کرتے ہیں) جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کیلئے ایسی اولاد تجویز کرتے ہیں جس کا مرتبہ ان کے ہاں یہ ہے اور اپنے لئے وہ اولاد تجویز کرتے ہیں جو اس کے برعکس ہے۔

## کافروں کا برا حال' اللہ اعلیٰ شان والے زبردست ہیں:

۶۰: لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ (جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کی بری حالت ہے) مذکر اولاد کی ضرورت' بنات سے نفرت اور بھوک کے خطرہ سے زندہ درگور کرنا۔یہ سب مثل السوء کی صفت ہے۔وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى (اور اللہ تعالیٰ کی شان سب سے بلند ہے) اور وہ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے۔اور مخلوق والی خصوصیات وصفات سے پاک ہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ (اور وہ زبردست ہے) اپنے ارادوں کو نافذ کرنے میں غالب ہے۔الْحَكِيْمُ (وہ حکمت والا ہے) بندوں کو مہلت دینے میں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى

اور اگر اللہ لوگوں کے ظلم کی وجہ سے ان کا مؤاخذہ فرمائے تو زمین پر کسی بھی چلنے والے کو نہ چھوڑے، لیکن وہ انہیں ایک مقررہ مدت تک

اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ

مہلت دیتا ہے سو جب ان کا وقت معین آ جائے گا تو ایک گھڑی نہ مؤخر ہوں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے اور

يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ

اللہ کے لئے وہ چیز تجویز کرتے ہیں جسے مکروہ جانتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹا دعوٰی کرتی ہیں کہ ان کے لئے بھلائی ہے، یہ لازمی بات ہے

اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ

کہ ان کے لئے دوزخ ہے اور وہ سب سے پہلے بھیجے جائیں گے، اللہ کی قسم ہم نے امتوں کی طرف آپ سے پہلے رسول بھیجے

فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا

سو شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال اچھے کر کے دکھلائے سو وہ آج ان کا رفیق ہے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، اور ہم نے آپ پر کتاب

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً

اسی لئے نازل کی کہ آپ ان کے لئے وہ بات بیان فرما دیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں، اور یہ کتاب ان لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ

ہے جو ایمان لاتے ہیں، اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا سو اس کے ذریعہ زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ فرما دیا، بلاشبہ

فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع ۸ ۵ ۱۴

اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو سنتے ہیں

## گناہ پر فوری پکڑ نہیں بلکہ مقررہ وقت تک مہلت ہے:

۶۱: وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ (اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی بے جا حرکتوں کے سبب ان پر گرفت کرتا) ان کے کفر اور ان کے گناہوں کی وجہ سے۔ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا (تو زمین پر نہ چھوڑتا) مِنْ دَآبَّةٍ (کسی حرکت کرنے والے کو) بالکل تمام کو ظالموں کے ظلم کی نحوست سے ہلاک کر ڈالتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حباری پرندہ اپنے گھونسلے میں ظالم کے ظلم کی وجہ سے مرتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن آدم کے گناہوں کی وجہ سے اپنے سوراخ میں مکوڑے ہلاک ہوتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دابہ سے مراد مشرک ہے جو چلتا ہے زمین پر۔ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (لیکن ان کو ایک وقت مقررہ تک مہلت دے رہا ہے) یعنی ہر ایک کا وقت مقرر ہے۔ نمبر۲۔ ایک ایسے وقت تک جس کا حکمت تقاضا کرتی ہے۔ نمبر۳۔ قیامت تک۔ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (جب انکا وقت معین پہنچے گا اس وقت وہ منٹ بھر نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے)

۶۲: وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ (اور وہ اللہ تعالیٰ کیلئے تجویز کرتے ہیں وہ باتیں جو اپنے لئے وہ ناپسند کرتے ہیں) وہ بیٹیاں جن کو وہ اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں اور اپنی ریاست میں شراکت کو ناپسند کرتے ہیں اور رسولوں کی توہین اور اللہ تعالیٰ کیلئے حقیر اموال اور اپنے اصنام کیلئے اعلیٰ قسم کے اموال کو پسند کرتے ہیں۔ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ (اور ان کی زبانیں جھوٹے وعدے کرتی ہیں) اس کے ساتھ یعنی وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى (کہ ان کے لئے ہر قسم کی بھلائی ہے) اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ اور وہ جنت ہے اگر بعث بعد الموت برحق ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے۔ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی [فصلت:۵۰]

نحو: ان لھم الحسنی یہ الکذب سے بدل ہے۔ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ (یقیناً ان کے لئے آگ ہے اور بیشک وہ اس میں سب سے پہلے داخل ہونے والے ہیں)

قراءت: نافع نے مفرِطون اور ابوجعفر مُفرطون پڑھا۔ اگر فتحہ راء سے ہو تو معنی یہ ہے کہ ان کو آگ کی طرف آگے بڑھایا جائے گا اور جلد بھیجا جائے گا۔ یہ افرطت فلانا و فرطتہ فی طلب الماء سے لیا گیا ہے جبکہ اس کو آگے بھیجا جائے۔ نمبر۲۔ ان کو چھوڑ دیا اور بھلا دیا جائے گا۔ یہ افرطت فلانا خلفی سے لیا گیا ہے۔ جب پیچھے چھوڑا اور بھلا دیا جائے۔ نمبر۳: اور جب مکسور ہو تو مخفف ہے۔ الا فْرَاط فی المَعَاصِیْ سے لیا جائیگا۔ اور مشدد ہونے کی صورت میں تفریط فی الطاعات سے لیا جائے گا یعنی بمعنی کمی کرنا۔

## امتوں کی طرف رسول آئے مگر لوگ شیطان کے پیچھے چلے:

۶۳: تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ (اللہ کی قسم ہم نے آپ سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے) یعنی ہم نے آپ سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ (شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو مزین کیا) اعمال سے مراد کفر اور تکذیب رسل ہے۔ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ (وہی آج انکا دوست ہے) دنیا میں انکا ساتھی اور دھوکے کے ساتھ ان کے گمراہ کرنے کا ذمہ دار ہے۔ نمبر۲۔ ضمیر کا مرجع مشرکین قریش ہیں یعنی ان کفار کیلئے جو ان سے پہلے ہوئے شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو مزین کیا وہی شیطان آج انکا دوست بنا ہوا ہے۔ نمبر۳۔ مضاف محذوف ہے۔ ای فھو ولی امثالھم الیوم پس وہی ان جیسوں کا آج دوست ہے۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے) قیامت کے دن۔

## قرآن کو رحمت بنا کر ہم نے اتارا:

۶۴: وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ (اور ہم نے یہ کتاب آپ پر اس لئے اتاری ہے) الکتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ اِلَّا لِتُبَيِّنَ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا

اور بلاشبہ تمہارے لئے چوپایوں میں عبرت ہے، ہم تمہیں اس چیز میں سے پلاتے ہیں جو ان کے پیٹوں میں ہے، گوبر اور خون کے درمیان سے ایسا دودھ جو خالص ہے

سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ

پینے والوں کے حلق میں آسانی سے اترنے والا ہے۔ اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے ہم تمہیں رزق دیتے ہیں ان سے تم نشہ کی اور کھانے کی

رِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ

عمدہ چیز بناتے ہو، بلاشبہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں، اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی کہ پہاڑوں میں

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ

اور درختوں میں اور ان عمارتوں میں جو لوگ اونچے گھر بناتے ہیں، ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا پھر تو اپنے رب کے راستوں میں

سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

چل جو آسان کر دیئے گئے ہیں، اس کے پیٹوں سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے،

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۛ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ

بلاشبہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو فکر کرتے ہیں، اور اللہ نے تمہیں پیدا فرمایا پھر وہ تمہیں موت دیتا ہے، اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو نکمی

اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَىْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ ع ۹ ۱۵

عمر تک پہنچا دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ علم کے بعد کچھ بھی نہ جانیں، بلاشبہ اللہ جاننے والا ہے قدرت والا ہے۔

لَهُمُ (اسلئے کہ آپ انکے سامنے ظاہر کر دیں) ھم سے لوگ مراد ہیں۔ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (جن امور پر لوگ اختلاف کر رہے ہیں) وہ اختلاف دوبارہ اٹھنے پر ہے۔ کیونکہ ان میں کچھ لوگ وہ تھے جو اس پر یعنی دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاتے تھے۔ وَهُدًى وَّرَحْمَةً (اور ہدایت و رحمت ہے)۔

نحو: یہ دونوں لتبین کے محل پر معطوف ہیں مگر ان دونوں کا نصب مفعولیت کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ دونوں اس ذات کے فعل ہیں جس نے کتاب کو نازل کیا اور تبین کا لام اسلئے لایا گیا کیونکہ یہ مخاطب کا فعل ہے۔ منزل کا فعل نہیں۔ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (ایمان والوں کیلئے)۔

۶۵: وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا پس اس کے ذریعہ زمین کو اس کے بنجر ہونے کے بعد زندہ کیا۔ بیشک اس میں سننے والے لوگوں کیلئے نشانی ہے) سننے سے مراد انصاف سے سننا ہے۔ اور غور و تدبر والا سماع ہے۔ کیونکہ جو دل کی توجہ سے نہیں سنتا گویا وہ سنتا ہی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قریشیوں میں نمونہ عبرت:

۶۶: وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ (اور تمہارے لیے مویشیوں میں عبرت ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز سے جو ان کے پیٹ میں ہے) قراءت: نافع، شامی اور ابوبکر نے نون کے فتحہ کے ساتھ نَسقیکم پڑھا ہے۔ زجاج نے کہا سقیته و اسقیته کا معنی ایک ہے۔ سیبویہ نے کہا انعام اسمائے مفردہ میں سے ہے۔ جو وزن افعال پر وارد ہوتے ہیں۔ اسی لئے ضمیر ان کی طرف مفرد لائی گئی۔ گویا یہ اسم جمع ہے۔ اور فی بطونها جو سورۃ المؤمنون: ۲۱ میں ہے۔ ضمیر کی تانیث اس لئے ہے کہ اس میں معنی جمع کا ہے اور یہ جملہ مستانفہ ہے گویا اس طرح کہا عبرت کس طرح حاصل ہو؟ تو جواب دیا۔

## دودھ کی خصوصی نعمت:

مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا (گوبر اور خون کے درمیان میں سے صاف دودھ) یعنی اللہ تعالیٰ دودھ کو گوبر اور خون کے درمیان سے پیدا کرتا ہے۔ ان کے درمیان ایک ایسا پردہ ڈال رکھا ہے کہ رنگت، ذائقہ، بو ایک دوسرے کے ساتھ نہیں ملتی۔ بلکہ وہ ان تمام سے بچا ہوا ہوتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جب جانور کھاتا ہے تو وہ اس کی اوجری میں داخل ہوتا ہے وہ اس کو پکاتی ہے تو نچلا حصہ گوبر، درمیان والا دودھ اور بالائی حصہ خون اور کبد وجگر کا کام ان تینوں اقسام کو الگ الگ کرنا ہے۔ خون رگوں میں چلا جاتا ہے اور دودھ تھنوں کی طرف بہہ آتا ہے۔ اور گوبر اوجری میں برقرار رہتا ہے۔ اس میں عبرت والوں کیلئے نشانہائے عبرت ہیں۔ شقیق بلخی رحمہ اللہ سے کسی نے اخلاص کا معنی دریافت کیا تو فرمایا عمل کو عیوب سے الگ رکھنا اسی طرح ہے جیسا دودھ گوبر وخون سے ممتاز رہتا ہے۔ سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ (خوشگوار ہے پینے والوں کیلئے) حلق سے جلد گزر جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ دودھ سے کسی کو اچھو نہیں آیا۔

نحو: پہلا من تبعیضیہ ہے کیونکہ جو ان کے پیٹ میں ہے۔ دودھ اس کا بعض حصہ ہے اور دوسرا من ابتدائے غایت کیلئے ہے۔

## احسان وعتاب کو جمع کیا:

۶۷: وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ (اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے) یہ محذوف کے متعلق ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے ونسقیکم من ثمرات النخیل والاعناب یعنی من عصیر ھا کو نسقیکم جو اس سے قبل موجود ہے اس کی دلالت کی وجہ سے حذف کر دیا۔ مطلب یہ ہے (کھجور اور انگور کے عصیر سے ہم تمہیں پلاتے ہیں) تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا (تم اس سے نشہ کی چیز بناتے ہو) اس میں پلانے کی حقیقت بیان کی۔ نمبر۲۔ تَتَّخِذُوْنَ اور منه میں تکریر ظرف تاکید کیلئے کیا گیا اور منہ کی ضمیر مضاف محذوف کی طرف راجع ہے اور وہ مضاف عصیر ہے۔ السکر شراب کے معنی میں ہے۔ یہاں مصدر بول کر نام مرادلیا ہے۔ کہتے ہیں سکر وسکرا جیسے رشد ورشدا پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔ نمبر۱۔ کہ یہ آیت تحریم خمر سے پہلے کی ہے۔ اس صورت میں یہ منسوخ ہے۔

نمبر۲۔ اس آیت میں احسان وعتاب دونوں کو جمع کیا گیا اور یہ کہا گیا ہے کہ السکر نبیذ ہے۔ نبیذ کی تعریف یہ ہے کہ انگور، کشمش، فروٹ کو پکایا جائے تیسرا حصہ پانی رہ جائے پھر گاڑھا ہونے تک چھوڑ دیا جائے۔ یہ امام ابوحنیفہ وابویوسف رحمہما اللہ کے



BestUrduBooks.wordpress.com

نزدیک نشہ کی حد سے پہلے تک حلال ہے۔اوران کی دلیل یہی آیت ہےاوردوسری دلیل الخمر حرام لعینھا و السکر من شراب اوراسی طرح کی کثیرروایات ان کی مستدل ہیں۔وَّرِزْقًا حَسَنًا (اورعمدہ کھانے کی چیزیں) وہ سرکہ،رُب،کھجور،کشمش وغیرہ ہیں۔اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (بیشک اس میں البتہ نشانی ہے عقل والے لوگوں کیلئے)

## شہد کی مکھی قدرت کا عظیم نمونہ:

۶۸: وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ (اورتیرے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں بات ڈالی) الہام کیا۔اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا (کہ تو بعض پہاڑوں میں گھر بنا) ان مفسرہ ہے کیونکہ الایحاء میں قول کا معنی پایا جاتا ہے۔زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں النحل کا واحد النحلۃ ہے۔جیسے النخل والنخلۃ اور تانیث میں اسی کا لحاظ ہے۔مِنْ مِنَ الْجِبَالِ اورمِنَ الشَّجَرِ میں تبعیضیہ ہے۔کیونکہ ہر پہاڑ پر وہ گھر نہیں بناتی اور نہ ہی ہر درخت پر بناتی ہے۔اور نہ ہی ہر چھپر میں بناتی ہے۔وَّمِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ (اوربعض درختوں اور بعض چھپروں میں جن کو لوگ بناتے ہیں) یَعْرِشُوْن سے مراد گھروں کی چھتیں جو چھپروں کی صورت میں بلند کی جائیں۔نمبر۲۔پہاڑوں میں پالتو مکھیوں کیلئے جو چھتے بنائے جائیں۔اسی طرح درخت،گھر،پہاڑ ان مقامات میں سے ہیں جن پر شہد عموماً بنتا ہے۔

قراءت: یَعْرُشُوْنَ اس میں راء پر شامی، ابوبکر وغیرہ نے ضمہ پڑھا ہے۔

۶۹: ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ (پھر تو ہر قسم (جو مناسب وضروری) پھلوں میں سے کھا) یعنی تو گھر بنا۔پھر جو پھل تمہیں پسند ہو وہ کھا جب کھا چکے تو فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ (پھر اپنے رب کے راستوں پر چل جو آسان ہیں) تو ان راستوں میں داخل ہو جن کا تجھے الہام کیا گیا ہے۔اور شہد بنانے میں جن کی سمجھ تجھے دی گئی ہے۔نمبر۲۔جب تو اپنے چھتوں سے دور مقامات میں پھلوں کو کھائے۔تو اپنے رب کے بتلائے ہوئے آسان راستوں پر چل کر اپنے گھروں کی طرف لوٹ تو ان راستوں پر چلنے سے راستہ سے نہ بھٹکنے پائے گی۔ذُلُلًا جمع ذلول کی ہے۔ نحو: یہ سُبُلَ سے حال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان راستوں کو مطیع اور آسان کیا ہے۔نمبر۲۔فَاسْلُكِیْ کی ضمیر سے حال ہے یعنی تو مطیع وفرمانبردار ہے اس حکم کی جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس سے سرتابی کرنے والی نہیں ہے۔یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا (ان کے پیٹ سے نکلتا ہے ایک مشروب) شراب سے مراد یہاں شہد ہے۔کیونکہ وہ مشروبات میں سے ہے۔جس کو وہ اپنے منہ سے ڈالتی ہے۔مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ (جس کے رنگ مختلف ہیں) سفید،زرد،سرخ جو جواں سال مکھیوں سے بنے۔اسی طرح ادھیڑ عمر اور بوڑھی مکھیوں نے تیار کیا ہو۔نمبر۲۔جیسی ان کی غذائیں ویسی ہی رنگتیں۔فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے) کیونکہ وہ من جملہ ان ادویہ میں سے ہے جو نفع بخش ہیں اور کوئی ایسی معجون نہیں جس میں شہد نہ پڑتا ہو۔یہ مقصد نہیں کہ ہر مریض کیلئے شفاء ہے۔جیسا کہ ہر دواء کا حال اسی طرح کا ہے۔البتہ اس میں شفاء کی تنوین اس کی شفاء کو عظیم بتلا رہی ہے۔

نمبر۲۔اس لئے کہ اس میں بعض شفاء ہے۔اور نکرہ جب مثبت ہو تو خاص ہو جاتا ہے۔سرور دو عالم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے اپنے بھائی کے پیچش کا ذکر کیا تو فرمایا اس کو شہد پلاؤ وہ پھر آیا اور کہا اس کی بیماری بڑھ گئی۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ



BestUrduBooks.wordpress.com

فرمایا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔اس کو اور پلاؤ۔ پھراس نے دوبارہ پلایا تو وہ صحیح ہو گیا۔[بخاری] حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہد ہر بیماری کی شفاء اور قرآن سینوں کی تمام بیماریوں کیلئے نسخۂ شفاء ہے۔ پس تم دونوں شفاؤں کو لازم پکڑو۔ نمبرا۔ قرآن کو نمبر۲۔شہد کو۔ بدعت رفض علیھم ماعلیھم نحل سے علی اور ان کی قوم مراد ہے۔

نکتہ: اور بعض نے کہا ایک شخص نے مہدی عباسی کے سامنے کہا انما النحل بنو ھاشم یخرج من بطونھم العلم تو دوسرے آدمی نے اس کو جواباً کہا پھر تو اللہ تعالیٰ نے تمہارا طعام وشراب اس میں مقرر کر دیا جو ان کے پیٹوں سے برآمد ہوتا ہے۔اس پر مہدی ہنس پڑا۔اور منصور کو یہ بات بیان کی تو انہوں نے اس کو ایک دلچسپ چیستان کے طور پر بیان کرنا شروع کر دیا۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (بیشک اس میں البتہ نشانی ہے سوچ و بچار کرنے والے لوگوں کیلئے) جو اس کے عجیب پہلو میں غور کرتے ہیں۔ پس ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے مکھی کو علم وفطانت سے نوازا ہے جیسا کہ اہل عقل کو عقل سے۔

## عمر کا رذیل حصہ:

۷۰: وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰکُمْ (اور اللہ تعالیٰ ہی نے تمہیں پیدا کیا پھر وہ تمہیں وفات دیں گے) تمہاری ارواح کو ابدان سے قبض کرنے کے بعد وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ (اور بعض تم میں سے لوٹائے جاتے ہیں رذیل ترین عمر کی طرف) خسیس اور حقیر ترین عمر کی طرف اور وہ پچھتر سال کی ہے۔نمبر۲۔اسی سال کی ہے۔نمبر۳۔نوے سال کی ہے۔لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا (جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک چیز سے باخبر ہونے کے بعد بے خبر ہو جاتا ہے) جس کا نتیجہ علم کا بھولنا ہوتا ہے۔نمبر۲۔ تاکہ اپنے علم سے زیادہ علم کو وہ نہ جانے۔اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ (بیشک اللہ علم والے ہیں) وہ اکمل کو ارذل میں تبدیل کا فیصلہ فرماتے ہیں۔نمبر۲۔احیاء سے افناء کی طرف فیصلہ فرماتے ہیں۔قَدِیْرٌ (وہ قدرت والے ہیں) وہ اشیاء کو جس طرح جن اشیاء سے بدلنا چاہتے ہیں بدل ڈالتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى

اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی، سو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی وہ اپنا رزق اپنے غلاموں کو اس طرح دینے والے

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

نہیں ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں، کیا پھر بھی اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں، اور اللہ نے تم میں سے تمہارے لئے

لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ

بیویاں بنا دیں، اور تمہاری ان بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا فرما دیئے، اور تمہیں عمدہ چیزیں کھانے کے لئے

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَيَعْبُدُوْنَ

عطا فرمائیں، کیا پھر بھی وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں، اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں، اور وہ لوگ اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـــًٔا وَّلَا

ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں میں سے اور زمین میں سے انہیں رزق دینے کا ذرا بھی اختیار نہیں رکھتیں اور نہ

يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٧٣﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا

انہیں قدرت ہے، سو تم اللہ کے لئے امثال تجویز نہ کرو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں

تَعْلَمُوْنَ ﴿٧٤﴾

جانتے۔

## غلام وآقا میں برابری نہیں تو مخلوق کو خالق کے کیسے برابر کرلیا:

اے: وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ (اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عنایت فرمائی) یعنی رزق میں تمہارے مختلف درجات بنائے۔ تمہیں تمہارے غلاموں سے افضل رزق دیا حالانکہ وہ بھی تمہارے جیسے انسان ہیں۔ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا (پس وہ لوگ جن کو فضیلت دی) رزق میں یعنی مالک۔ بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ (وہ اپنے غلاموں کو اپنے مال کا حصہ لوٹانے والے نہیں ہیں) رآدی کا معنی دینے والے۔ مناسب تو یہ تھا کہ اپنے سے بچا ہوا رزق و مال غلاموں کو دیتے تاکہ وہ مطعم وملبس میں تمہارے برابر ہو جاتے۔ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ (پس وہ اس میں (تمہارے) برابر ہو جاتے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : یہ جملہ اسمیہ ہے۔ جو جملہ فعلیہ کی جگہ موضع نصب میں آیا ہے۔ کیونکہ یہ فاء کے ساتھ نفی کا جواب ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے فما الذین فضلوا برآدِی رزقھم علی ملکت ایمانھم فیستووا مع عبیدھم فی الرزق ۔ درحقیقت یہ ایک مثال ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے بیان کیا جنہوں نے شریک بنائے۔ پس فرمایا تم اپنے اور اپنے غلاموں کے درمیان ان چیزوں میں برابری کرنے کیلئے تیار نہیں ہو جو میں نے تمہیں عنایت کی ہیں۔ تم نہ ان کو ان میں حصہ دار بناتے ہو۔ اور نہ یہ بات اپنے نفوس کیلئے گوارا کرتے ہو۔ پھر تم نے میرے لئے میرے بندوں کو کیسے شریک بنا کر کھڑا کر دیا؟ (یاللاسف علیکم) اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ (کیا وہ انعام الٰہیہ کا انکار کرتے ہیں)

قراءت: ابوبکر نے تجحدون پڑھا۔ اس کو من جملہ جحو دِنعمت سے قرار دیا ہے۔

## ازواج اور عظیم نعمت:

۷۲: وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہارے نفوس میں سے تمہاری بیویاں بنائیں) انفسکم سے مراد جنس ہے۔ وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً (اور اس نے بنایا تمہارے لئے تمہاری بیویوں میں سے بیٹے اور پوتے) حفدہ جمع حافد کی ہے۔ اس کو کہا جاتا ہے جو اطاعت میں جلدی کرے اور خدمت میں چابکدستی اختیار کرے۔ اسی سے یہ قول قنوت والا ہے۔ والیك نسعی و نحفد۔ یعنی ہم دوڑتے اور اطاعت میں جلدی کرتے ہیں۔ پھر اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا یہ بیٹوں کی اولاد کو کہتے ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ اولاد کی اولاد۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے حفدہ بنائے یعنی خادم بنائے جو تمہاری مصلحتوں میں تمہارے معاون اور مددگار ہیں۔ وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ (اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا) یعنی ان میں سے بعض سے۔ کیونکہ تمام طیبات تو جنت میں ہونگے۔ اور دنیا کے طیبات تو اس کا فقط نمونہ ہیں۔ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ (کیا وہ بے بنیاد بات کو مانتے رہیں گے) اس باطل بات سے مراد بتوں کا نافع اور شفیع قرار دینا ہے۔ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ (اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا) نعمت سے یہاں اسلام مراد ہے۔ هُمْ يَكْفُرُوْنَ (وہ انکار و ناشکری کرتے ہیں) نمبر۱۔ الباطل سے شیطان مراد ہے۔ اور نعمت سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ نمبر۲۔ الباطل سے مراد شیطان کی تعلیم کردہ بحیرہ، سائبہ وغیرہ والی تحریمات اور نعمت اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء ہیں۔

۷۳: وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا (اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی جو ان کو نہ آسمانوں سے اور نہ زمین میں سے ذرہ بھر رزق پہنچانے کی طاقت و اختیار رکھتے ہیں) یعنی بت وہ جماد ہیں۔ وہ ذرہ بھر رزق کے مالک نہیں۔ الرزق مصدری معنی اور ما یرزق (جو چیز دی جائے) میں استعمال ہوتا ہے۔

نحو : اگر مصدری معنی ہو تو شیئاً منصوب ہے۔ ای لا یملك ان یرزق شیئاً وہ مالک نہیں کہ وہ رزق دیں ذرہ بھر۔ نمبر۲۔ اور اگر مرزوق مراد ہو تو شیئاً بدل ہے۔ ای ورزقا قلیلا کہ وہ معمولی سا رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ نمبر۱۔ من السمٰوت والارض یہ رزق کا صلہ ہے جبکہ وہ مصدر ہو۔ تقدیر عبارت یہ ہے لا یرزق مِنَ السَّمٰوٰتِ مَطَرًا وَّلَا مِنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا۔ وہ آسمان سے نہ بارش دے سکتے ہیں اور نہ زمین سے نبات اگا سکتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا

اللہ نے ایک مثال بیان فرمائی، ایک غلام مملوک ہے جو کسی چیز پر قادر نہیں اور ایک وہ شخص ہے جسے ہم نے اپنے پاس سے اچھا رزق

حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

عطا کیا، سو وہ اس میں سے پوشیدہ طور پر اور لوگوں کے سامنے خرچ کرتا ہے کیا یہ برابر ہو سکتے ہیں؟ سب تعریف اللہ کے لئے ہے، بلکہ بات یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ

نہیں جانتے، اور اللہ نے ایک مثال بیان فرمائی، یہ مثال دو آدمیوں کے بارے میں ہے ان میں سے ایک گونگا ہے وہ کسی چیز پر قادر نہیں

وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ

اور اپنے ولی پر مصیبت بنا ہوا ہے وہ اسے جہاں بھی بھیجتا ہے کوئی خیر لے کر نہیں آتا کیا یہ شخص اور ایسا شخص آپس میں برابر ہو سکتے ہیں جو

يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع ۱۰ ۱۲

اچھی باتوں کا حکم دیتا ہو اور وہ سیدھے راستہ پر ہو

نمبر۲۔ اور اگر مرزوق کا اسم ہو تو پھر یہ صفت ہے۔

وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ (اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں) اس کی ضمیر ما کی طرف لوٹتی ہے کیونکہ وہ ماالھہ کے معنی میں ہے بلحاظ لفظ کے اس لئے کہ اس سے پہلے لایملك فرمایا۔ اور معنی یہ بنے گا وہ رزق کے مالک نہیں اور نہ ان کے لئے مالک بننے کا امکان ہے اور نہ یہ بات ان سے ہو سکتی ہے۔

## اللہ بے مثل ہے:

۷۴: فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ (پس تم نہ بیان کرو اللہ تعالیٰ کیلئے مثالیں) نہ بناؤ اللہ تعالیٰ کیلئے مثال اس لئے کہ اس کا کوئی مثل نہیں۔ یعنی اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ (بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے) مخلوق میں اس کا کوئی مثل نہیں۔ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (اور تم نہیں جانتے) اس بات کو۔ نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ مثال بیان کرنا جانتے ہیں اور تم اس کو نہیں جانتے۔ مگر تفسیر اول اولیٰ ہے پھر مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

## مخلوق کو اللہ کا شریک بنانے کی پہلی مثال:

۷۵: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا ۔ (اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی کہ ایک شخص کا ایک غلام ہے)۔

نحو: عبدًا یہ مثلاً سے بدل ہے۔ مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ (ایک



BestUrduBooks.wordpress.com

مملوک جو کسی چیز پر قدرت نہ رکھتا ہو اور وہ جس کو ہم نے اچھا رزق دے رکھا ہو۔ اور وہ اس میں سے اعلانیہ و پوشیدہ خرچ کرتا ہو) سِرًّا وَّ جَهْرًا یہ دونوں مصدر ہیں جو موضع حال میں واقع ہیں۔ یعنی تمہارے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو شریک کرنے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی عبد مملوک جو تصرف سے بھی عاجز ہو اور شریف سردار، با اختیار مالدار مالک جو اپنے مال میں اپنی مرضی سے تصرف کرتا ہو اور اس میں سے جتنا چاہے خرچ کرتا ہو ان کو برابر قرار دینے کی طرح ہے۔

نکتہ: عبداً کو مملوک سے مقید کر دیا تا کہ حُرّ سے ممتاز ہو جائے کیونکہ عبد کا لفظ تمام پر بولا جاتا ہے۔ اس لئے کہ دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ لایقدر علی شیء کی قید بھی لگائی تا کہ مکاتب و ماذون سے الگ کر دیا جائے یہ دونوں قسم کے غلام تصرف کی قدرت رکھتے ہیں۔ مَنْ موصوفہ ہے یعنی اور آزاد جس کو ہم نے رزق دیا تا کہ عبد کے مطابق تقابل ہو جائے۔ نمبر ۲۔ موصولہ ہے۔ هَلْ يَسْتَوٗنَ (کیا یہ برابر ہیں) ضمیر جمع ارادۂ جمع کی وجہ سے لائے۔ یعنی یہ دونوں قسمیں برابر نہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں بلکہ اکثر ان میں جانتے ہی نہیں) کہ حمد و عبادت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ پھر مزید وضاحت فرمائی۔

## دوسری مثال' اللہ نعمتوں کے فیضان والا اور دوسروں کے پاس کچھ بھی نہیں:

۷۶: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ (اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال بیان کی۔ دو آدمی ہیں ایک ان میں سے گونگا کوئی کام نہیں کر سکتا) الا بکم وہ شخص جو پیدائشی گونگا ہو اور سمجھ نہ رکھتا ہو۔ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ (وہ اپنے آقا پر بوجھ ہو) وہ بوجھ ہے اور اپنے آقا کی عیال داری میں رہتا ہے۔ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ (اس کو وہ جہاں بھی بھیجتا ہے کوئی کام ٹھیک کر کے نہیں لاتا) جس جگہ اس کو بھیجتا ہے اور کسی ضرورت کی خاطر روانہ کرتا ہے یا کسی اہم کام کو پورا کرنے کی غرض سے بھیجتا ہے تو نہ فائدہ دیتا ہے اور نہ کامیابی پا کر لوٹتا ہے۔

هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ (کیا یہ شخص اور ایسا شخص باہم برابر ہو سکتے ہیں جو اچھی باتوں کا حکم دے) یعنی جو سلیم الحواس، نفع مند، کفایت والا، رشد و دیانت سے مزین ہو پھر لوگوں کو عدل و خیر کی تعلیم بھی دیتا ہو۔ وَهُوَ (اور وہ) ذاتی طور پر عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سیدھی راہ پر ہو) نیک سیرت ہو۔ مضبوط دین پر قائم ہو۔ یہ دوسری مثال ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کیلئے بیان فرمایا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت کے آثار اور نعمتوں کے فیضان کرتا ہے۔ اور اصنام محض مردہ و بے جان نہ نفع کے مالک ہوتے ہیں اور نہ نقصان کی طاقت رکھتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ

اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ باتیں، اور قیامت کا معاملہ بس ایسا ہی ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا یا اس سے بھی زیادہ قریب،

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾

بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

## اللہ قیامت کے علم والا اور ایک لمحہ میں لانے کی قدرت والا:

۷۷: وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے پوشیدہ باتیں آسمانوں اور زمین کی) نمبر۱۔ بندوں سے جن چیزوں کا علم آسمانوں اور زمین میں پوشیدہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ خاص ہے اور بندوں سے اس کا علم بھی مخفی ہے۔ نمبر۲۔ غیب السمٰوٰت والارض سے قیامت مراد ہے۔ اس طرح کہ اس کا علم اھل السمٰوٰت والارض سے مخفی ہے اور اس کی اطلاع کسی مخلوق کو نہیں ہے۔ جو آسمان و زمین میں بسنے والی ہے۔ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ (اور قیامت کا علم نہیں) قریب ہونے میں اور سرعت قیام و وقوع میں اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ (مگر ایک پلک جھپک کی طرح) جیسے نگاہ کا لوٹنا۔ اس کو بطور مثال ذکر کیا کیونکہ اس سے زیادہ قلیل زمانہ لوگوں میں پہچانا نہیں جاتا اَوْ هُوَ اَقْرَبُ (یا اس سے بھی قریب تر) اَوْ یہاں شک مخاطب کیلئے نہیں ہے۔ نمبر۲۔ اَوْ بَلْ کے معنی میں ہے بَلْ هُوَ اَقْرَبُ بلکہ وہ اس سے بھی قریب تر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے) وہ قیامت کو قائم کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور مخلوق کو اٹھانے کی بھی۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بعض مقدورات میں سے ہے۔ پھر دلالت علی القدرت کیلئے فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

اور اللہ نے تمہیں ماؤں کے پیٹوں سے نکالا تم کچھ بھی نہ جانتے تھے، اور اس نے تمہارے لئے کان اور آنکھ اور دل

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ

پیدا فرمائے، تاکہ تم شکر کرو کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی فضا میں مسخر

السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ

ہیں، اللہ کے سوا انہیں کوئی نہیں روکتا، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں، جو ایمان لاتے ہیں اور اللہ نے

جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا

تمہارے لئے تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی، اور تمہارے لئے جانوروں کی کھالوں کے گھر بنائے جن کو تم سفر کرنے کے لئے اور مقام کرنے کے

يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا

دن ہلکا پاتے ہو، اور اون اور اونٹوں کے بالوں اور دوسرے بالوں سے گھر کا سامان اور دوسری چیزیں بنائیں

وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ

جو ایک مدت تک کام دیتی ہیں، اور اللہ نے جو کچھ پیدا فرمایا ہے ان میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو سایہ والی ہیں اور اس نے تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے

الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ

کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے کرتے بنائے جو لڑائی سے تمہاری حفاظت کرتے ہیں،

كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا

اللہ تم پر ایسے ہی اپنی نعمت پوری فرماتا ہے تاکہ تم فرماں بردار بنو، سو اگر یہ لوگ اعراض کریں تو آپ کے ذمہ صرف

عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ

واضح طور پر پہنچا دینا ہے، یہ لوگ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس کے منکر ہوتے ہیں ان میں سے اکثر

۱۱ ع ۷ ۱۷ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

ناشکرے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نمونہ ہائے قدرت آیت نمبر ۸۱ تک:

۷۸: وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ (اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا)

نحو : قراءت: علی نے اِمَّهَاتِكُمْ پڑھا۔ الف کا کسرہ نون کی اتباع میں اور میم کا فتحہ۔ اور حمزہ نے دونوں میں کسرہ پڑھا اِمہات میں ھاء کو تاکید کیلئے بڑھایا گیا۔ جیسا کہ اِرَاق میں اِهْرَاق کہتے ہیں البتہ واحد میں ھاء کا اضافہ خلاف قاعدہ ہے۔ لَاتَعْلَمُوْنَ شَيْئًا (تم کچھ نہ جانتے تھے)

نحو : یہ حال ہے یعنی تم اس منعم کا حکم کچھ بھی جاننے والے نہ تھے جس نے تمہیں ماؤں کے پیٹ میں پیدا کیا۔ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (اور تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر گزار بنو۔) یعنی ان چیزوں کو تمہارے جسم میں اس لئے جوڑا ہے تاکہ جہالت کے ازالہ کا ذریعہ بن جائے۔ جس جہالت کے ساتھ تم پیدا ہوئے۔ اور ان آلات سے علم اور عمل جو منعم کا شکریہ اور اس کی عبادت اور اس کے حقوق کی ادائیگی کر سکو۔

**الافئدۃ فؤاد** ، کی جمع ہے جیسے اغربہ غراب کی جمع ہے یہ جمع قلت ہے جو کہ جمع کثرت کے قائم مقام استعمال ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ میں یہ اہل لغت سے سننے میں نہیں آئی۔

۷۹: اَلَمْ يَرَوْا (کیا وہ نہیں دیکھتے) قراءت: شامی اور حمزہ نے تاء سے پڑھا ہے۔ اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ (پرندوں کو جو فضاء میں مسخر ہو رہے ہیں) اڑنے کیلئے زیر فرمان ان پروں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پیدا فرما دیے اور ان موافق اسباب سے جو اس کے لئے ان کو میسر فرما دیئے ہیں۔ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ (آسمان کی فضاء میں) فضاء اس ہوا کو کہتے ہیں جو بلند آسمان کی سمت میں زمین سے دور ہے۔ مَا يُمْسِكُهُنَّ (نہیں ان کو تھامتا) پروں کو سمیٹنے اور پھیلانے اور فضاء میں ٹھہرانے میں اِلَّا اللّٰهُ (مگر اللہ تعالیٰ) اپنی قدرت کے ساتھ۔ ازالہ: اس میں اس وہم کا ازالہ ہے جو قوائے طبعیہ کی خاصیت اس کو قرار دینے لگے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (بیشک اس میں البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو یقین رکھتے ہیں) کہ مخلوق کو خالق سے کبھی بھی استغناء نہیں ہو سکتا۔

۸۰: وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا (اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمہارے لئے گھروں میں رہائش کی جگہ بنائی) سَكَنًا مصدر ہے یہ سکن بمعنی مسکون جہاں رہائش اختیار کی جائے۔ اور اس کی طرف علیحدگی اختیار کی جائے جیسے گھر یا انس کی جگہ۔ وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا (اور تمہارے لئے چوپایوں کی کھال کے گھر بنائے) اس سے چرمی خیمے مراد ہیں۔ تَسْتَخِفُّوْنَهَا (جن کو ہلکا پھلکا پاتے ہو) لگانے کیلئے اٹھانے میں ان کو ہلکا پھلکا پاتے ہو اور اسی طرح اکھاڑنے اور منتقل کرنے کیلئے ہلکا پاتے ہو۔ يَوْمَ ظَعْنِكُمْ (تمہارے کوچ کے دن)

قراءت: کوفی شامی نے عین کے سکون سے پڑھا۔ دوسروں نے عین کا فتحہ پڑھا ہے۔ الظعن عین مفتوح اور ساکن کی صورت میں اس کا معنی ارتحال و کوچ ہے۔ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ (اور تمہارے اقامت کے دن) جب تم اپنے گھروں میں ٹھہرتے ہو۔ مطلب یہ ہے وہ اوقات حضر و سفر میں تمہارے لئے ہلکے پھلکے ہیں۔ اس طرح کہ یوم کا معنی وقت کا لیا جائے۔ وَمِنْ اَصْوَافِهَا (اور ان کی



BestUrduBooks.wordpress.com

اون سے ) یعنی بھیڑوں کی سے۔اون وَاَوْبَارِ ھَا (اوراونٹوں کی اون سے ) اونٹ کی اون کو وبر کہتے ہیں وَاَشْعَارِ ھَآ (اوران کے بالوں سے ) بکری کے بال مراد ہیں۔اَثَاثًا ( گھر کا سامان )وَّ مَتَاعًا (اور نفع بخش اشیاء )وہ چیز جس سے فائدہ اٹھائیں اس کومتاع کہتے ہیں۔اِلٰی حِیْنٍ (ایک وقت تک ) زمانہ کی ایک مدت۔

۸۱: وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا (اللہ تعالیٰ نے بنا دیئے تمہارے لئے اس میں سے بعض چیزوں کے سائے ) مثلاً درخت، چھتیں وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا (اوراس نے بنائے پہاڑوں میں تمہارے لیے پناہ گاہیں) اکنان جمع کِنٌّ کی ہے جو چیز تمہیں چھپائے جیسے غار، کھوہ،وَّ جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ (اور بنائے تمہارے لئے کُرتے) سرابیل کُرتوں کو کہتے ہیں اور اون کے کپڑوں پر بولا جاتا ہے اسی طرح کتان اور کپاس کے بنے ہوئے کپڑوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔تَقِيْكُمُ الْحَرَّ (جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں )وہ سردی سے بھی بچاتے ہیں۔مگر دونوں ضدوں میں سے ایک کے تذکرے پر اکتفاء کیا۔کیونکہ گرمی سے بچنا ان کے ہاں زیادہ اہم تھا۔اور سردی معمولی اور قابل برداشت تھی۔

وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ (اور ایسے کُرتے جو لڑائی سے تمہیں بچاتے ہیں ) لوہے کی زرہیں جو لڑائی میں دشمنوں کے ہتھیاروں کو لوٹاتی اور بچاتی ہیں۔باس لڑائی کی سختی کو کہتے ہیں۔السربال کا لفظ عام ہے لوہے یا غیر لوہے ہر قسم کے کُرتے پر بولا جاتا ہے۔كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ (اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کو تم پر مکمل کرتے ہیں تاکہ تم فرمانبرداری اختیار کرو) یعنی اس کی ان نعمتوں پر نگاہ ڈالو۔جن کا فیضان تم پر جاری وطاری ہے۔پس اس کی ذات پر ایمان لاکر اس کی اطاعت اختیار کرو۔

## ان انعامات کو دیکھ کر تو منعم حقیقی کو پہچاننا چاہئے :

۸۲: فَاِنْ تَوَلَّوْا (پس اگر وہ منہ پھیر لیں ) یعنی اسلام لانے سے اعراض کریں۔فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (تو بیشک تم پر تو صاف صاف پہنچا دینا ہے ) اس کا تم پر مؤاخذہ و وبال نہ ہوگا۔کیونکہ تمہارے ذمہ ظاہر تبلیغ ہے اور وہ آپ نے کر دی۔(ماننا نہ ماننا انکا کام ہے )

۸۳: يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ (وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں ) وہ نعمتیں جن کو ہم نے اپنے اقوال سے گن کر بیان کر دیا۔پھر یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا (پھر انکا انکار کرتے ہیں ) یعنی اپنے افعال وکردار سے کہ غیر منعم کی عبادت کرتے ہیں نمبر۲۔سختیوں میں اقرار پھر خوشحالی میں انکار کرتے ہیں۔وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ (اوران کی اکثریت انکاری ہے ) شدت سے انکاری ہیں کہ اعتراف بھی نہیں کرتے۔نمبر۲۔اللہ تعالیٰ کی نعمت یعنی نبوت محمد ﷺ کو پہچانتے ہیں۔پھر عناد سے انکار کرتے ہیں۔اوران کی اکثریت سخت انکاری اور دلوں سے انکاری ہیں ثُمَّ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ پہچان مکمل ہونے کے بعد انکا انکار بہت ہی بعید ہے کیونکہ جو نعمت کو پہچان لے اس پر اعتراف وتشکر لازم ہے نہ کہ انکار و عناد۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ

اور جس دن ہم ہر امت سے ایک گواہ قائم کریں گے پھر ان لوگوں کو اجازت نہ دی جائے گی جنہوں نے کفر کیا، اور نہ ان سے اس بات کی فرمائش کی جائے

يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ

گی کہ اللہ کو راضی کر لیں، اور جن لوگوں نے ظلم کیا جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ مہلت انہیں دی

يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا

جائے گی، اور جن لوگوں نے شرک کیا جب اپنے شرکاء کو دیکھیں گے تو یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب یہ ہمارے وہ شرکاء ہیں

الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ

آپ کو چھوڑ کر ہم جن کی عبادت کرتے تھے، سو وہ ان کی طرف بات ڈالتے ہوئے کہیں گے کہ بلاشبہ تم

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ ۚ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۣالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

جھوٹے ہو، اور اس دن اللہ کے حضور میں فرماں برداری کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ افتراء پردازی کرتے تھے وہ سب

يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ

گم ہو جائے گی، جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا ہم عذاب پر ان کا عذاب بڑھا دیں

الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ

گے اس سبب سے کہ وہ فساد کرتے تھے، اور جس دن ہم ہر امت میں ایک گواہ قائم کریں گے

مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

جو انہیں میں سے ہوگا وہ ان کے خلاف گواہی دے گا، اور ہم آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے، اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع ۱۲ ۱۸

جو ہر چیز کو بیان کرنے والی ہے اور فرماں برداروں کے لئے ہدایت ہے اور رحمت ہے اور خوشخبری ہے

## قیامت کے مناظر:

۸۴: وَيَوْمَ (اور جس دن) یہ اذکر محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ نَبْعَثُ (ہم اٹھائیں گے) ہم جمع کریں گے مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا (ہر امت میں سے ایک گواہ) وہ پیغمبر ہونگے جو ان کے حق اور مخالفت میں تصدیق کی گواہی دیں گے۔ اور تکذیب کی اور



BestUrduBooks.wordpress.com

ایمان وکفر کی۔ ثُمَّ لَا یُؤْذَنُ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا (پھر کافروں کیلئے اجازت نہ دی جائے گی) کہ وہ معذرت کرلیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اذن کے ترک سے یہ ثابت ہوگیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور نہ ہی عذر وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ (اور نہ ان سے راضی کرنے کی فرمائش کی جائے گی) نہ ان سے رضا طلب کی جائے گی ان سے یہ نہ کہا جائے گا کہ تم اپنے رب کو راضی کرلو۔ کیونکہ آخرت دارالعمل نہیں۔ ثم کو یہاں لانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو انبیاء علیہم السلام کی شہادت کے بعد آزمایا جائے گا۔ جو اس سے زیادہ زبردست اور غالب ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کو کلام سے روک دیا جائے گا۔ اور معذرت کرنے اور حجت پیش کرنے کا موقعہ نہ دیا جائے گا۔

۸۵: وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا (اور ظالم لوگ دیکھیں گے) ظَلَمُوْا سے مراد کافر ہیں۔ الْعَذَابَ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ (وہ عذاب ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا) وہ عذاب جو داخل ہونے کے بعد ہوگا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ (اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی) نہ اس سے پہلے مہلت دی جائے گی)

۸۶: وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَ هُمْ (اور جب مشرک اپنے شرکاء کو دیکھیں گے) ان اوثان کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا (وہ کہیں گے اے ہمارے رب یہ ہمارے شرکاء ہیں) یعنی وہ معبود جن کو ہم نے تیرا شریک بنایا۔ الَّذِیْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ (وہ جن کو ہم تیرے سوا پکارتے تھے) نَدْعُوْا کا معنی عبادت کرنا۔ فَاَلْقَوْا اِلَیْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ (وہ ان کی طرف بات ڈالیں گے۔ بیشک تم جھوٹ بولتے ہو) وہ تکذیب کرتے ہوئے جواب دیں گے کیونکہ وہ جماد تھے وہ عابدین کو جانتے ہی نہ تھے کہ کون ان کی پوجا کررہا ہے۔ نمبر۲۔ احتمال یہ ہے کہ وہ ان کی اس بارے میں تکذیب کریں گے کہ تم نے ہمیں شرکاء اور الٰہ کا نام دیا حالانکہ یہ جھوٹ ہے۔ یہ اس لئے کہیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ کا شرک سے منزہ اور پاک ہونا ثابت وظاہر ہوجائے۔

۸۷: وَاَلْقَوْا یعنی وہ ظالم وکافر اِلَى اللّٰهِ یَوْمَئِذِ نِ السَّلَمَ (وہ مشرک لوگ اس روز اللہ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے) القاء السلم سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو سامنے مکمل فرمانبرداری اس کے بعد کہ دنیا میں انکار اور استکبار سے کام لیا۔ وَضَلَّ عَنْهُمْ (اور ان سے گم ہوجائیں گے) اور باطل ہوجائیں گے مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ (جو وہ افتراء کیا کرتے تھے) کہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں اور وہ ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کریں گے جبکہ وہ ان کی تکذیب کریں گے ایک اور ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔

## دوعذابوں کا حقدار:

۸۸: اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا (وہ لوگ جو کافر ہوئے) ذاتی طور پر وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (اور انہوں نے دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا) اور دوسروں کو کفر پر آمادہ کیا۔ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ (ہم ان کے عذاب پر عذاب میں اضافہ کریں گے) ایک ان کے خود کفر کا عذاب اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کا عذاب بِمَا كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ (اس سبب سے کہ وہ فساد انگیزی کرتے تھے) اس وجہ سے کہ وہ روکنے کی وجہ سے لوگوں کو فساد میں مبتلا کرنے والے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## چوتھا منظر:

۸۹: وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ ان کے مقابلہ میں قائم کردیں گے) یعنی انکا پیغمبر کیونکہ انبیاء علیہم السلام انہی میں سے انہی کی طرف مبعوث ہوتے ہیں۔ وَجِئْنَا بِكَ (اور ہم آپ کو لائیں گے) اے محمد ﷺ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ (ان پر گواہ بنا کر) هٰۤؤُلَآءِ سے آپ کی امت مراد ہے۔

## قرآن تبیان ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا (اور ہم نے تم پر کتاب کو اتارا جو تمام ضروریاتِ دین کو بیان کرنے والی ہے) یعنی فصیح و بلیغ ہے لِّكُلِّ شَيْءٍ امور دین احکام منصوص میں تو قرآن ظاہر ہے اسی طرح جو سنت سے ثابت ہیں۔ نمبر۲۔ یا اجماع سے ثابت ہو یا قول صحابہؓ سے ثابت ہو یا قیاس سے کیونکہ تمام کا مرجع کتاب اللہ ہے اسی قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتباع رسول اللہ ﷺ کا حکم دیا ہے۔ فرمایا: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ [التغابن:۱۲] اور اجماع پر اس آیت میں آمادہ فرمایا: وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ [النساء:۱۱۵] اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کیلئے اتباع صحابہ کو اپنے اس ارشاد سے پسند کیا۔ اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم۔ [بخاری ۵۶۸۴، مسلم ۲۲۱۷]

اور صحابہ کرامؓ نے اجتہاد کیا اور قیاس کیا اور اجتہاد و قیاس کے راستوں کو ہموار کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی اس کا حکم دیا گیا: فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ [الحشر:۲] پس سنت، اجماع اور قول صحابی اور قیاس ان تمام کا سہارا تبیان پر ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ قرآن تبیانا لکل شیء ہے۔ وَّهُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (اور ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کیلئے) حق کی راہنمائی اور ان کے لئے رحمت اور جنت کی بشارت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

بلاشبہ اللہ عدل کا اور احسان کا اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور فحش کاموں سے اور برائیوں سے

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾ وَأَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ

اور ظلم کرنے سے منع کرتا ہے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو

إِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ

جبکہ تم عہد کر لو، اور اپنی قسموں کو مؤکد کرنے کے بعد مت توڑو، حالانکہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ

جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ

بنا چکے ہو، بلاشبہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ

نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ

جس نے اپنے کاتے ہوئے کو محنت کرنے کے بعد ذرا ذرا کر کے توڑ ڈالا، تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعے بناتے ہو

تَكُوْنَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبٰى مِنْ أُمَّةٍ ۭ إِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ

اس وجہ سے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھی ہوئی ہو، بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے ذریعے آزماتا ہے، اور یہ بات ضروری ہے کہ قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً

اللہ ان چیزوں کو بیان فرما دے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے، اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا

وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾

لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور تم جو اعمال کرتے تھے ان کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس ہوگی،

## جامع ترین آیت:

۹۰: إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ (بیشک اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتے ہیں) اپنے مابین تمام حقوق میں برابری اور ترکِ ظلم، ہر صاحب حق کو اس کا حق دینا، اس کا نام عدل ہے۔ وَالْإِحْسَانِ (اور احسان و خوبی کا) اس کے ساتھ جو تمہارے ساتھ زیادتی برتے۔ نمبر۲۔ فرض و نفل۔ کیونکہ فرض میں تفریط لازماً ہو جائیگی ان کے نقصان کو رفع کرنے کیلئے ندب و نفل ہے۔ وَإِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (قرابتداروں کو دینے کا) قرابت والوں کو دینا یہی صلہ رحمی ہے۔ وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ (اور منع کرتا ہے بے حیائی سے



BestUrduBooks.wordpress.com

الفحشاء یعنی انتہائی قبیح گناہ وَالْمُنْكَرِ (اور منکر سے) منکر سے مراد وہ کام جن کو عقلیں اوپرا قرار دیتی ہیں۔ وَالْبَغْيِ (اور سرکشی) ظلم و کبر کے ذریعہ دوسرے پر زبردستی کرنا۔ يَعِظُكُمْ (وہ تم کو نصیحت کرتا ہے)۔

نحو: یہ حال ہے یا جملہ متانفہ ہے لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (تا کہ تم نصیحت حاصل کرو) اللہ تعالیٰ کے مواعظ سے نصیحت حاصل کرو۔ یہ آیت حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے اسلام کا سبب بنی۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے حیاء کی وجہ سے اسلام لایا۔ کیونکہ آپ میرے سامنے کثرت سے اسلام پیش فرماتے رہے۔ مگر ایمان میرے دل میں پختہ نہ ہوا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ میں آپ کی خدمت میں موجود تھا۔ پس میرے دل میں ایمان مضبوط ہو گیا۔ آپ نے یہ آیت ولید بن المغیرہ کے سامنے پڑھی تو وہ کہہ اٹھا کہ اس میں حلاوت و شیرینی ہے۔ اور اس کے اوپر حسن و رونق ہے اور اس کا بالائی حصہ بار آور ہے۔ اور اس کا نچلا حصہ جو پانی والا ہے۔ اور وہ انسان کا کلام نہیں۔ ابو جہل نے کہا اس کا معبود اسے مکارم اخلاق کا حکم دیتا ہے۔ یہ قرآن مجید میں جامع ترین آیت ہے۔ اس میں خیر و شر جمع ہے۔ اسی لئے اس کو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے خطبات میں پڑھا جا رہا ہے۔ تا کہ ہر مامور و منہی سامنے آ جائے۔

## عہد پورا کرو:

۹۱: وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ (اور تم اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو پورا کرو جب تم عہد کرو) اس سے رسول ﷺ کی بیعت مراد ہے جیسا کہ دوسرا مقام پر فرمایا ان الذین یبا یعونك انما یبایعون اللّٰه [الفتح:۱۰] بیشک وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ بیشک وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنے والے ہیں۔ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ (اور تم قسموں کو مت توڑو) بیعت والی قسم مراد ہے۔ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا (اس کے پختہ کرنے کے بعد) اس کے بعد کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے نام سے مضبوط کیا۔ اور اکّد اور وکّد یہ دو فصیح لغات ہیں۔ نحو: اور اصل واؤ ہے۔ اور ہمزہ اس کے بدلے میں آتی ہے۔ وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا (حالانکہ تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنا کفیل مقرر کر لیا ہے) کفیل۔ شاہد اور نگہبان کو کہتے ہیں۔ کیونکہ کفیل مکفول بہ کے حال کی خبر گیری کرنے والا ہوتا ہے۔ اور اس پر نگہبان ہوتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے) قسم کو پورا کرنا اور اس کو توڑنا پس وہ اس کے مطابق بدلہ دیں گے۔

## عہد کو کچے دھاگے کی طرح مت خیال کرو:

۹۲: وَلَا تَكُوْنُوْا (اور مت بنو) قسم توڑنے میں كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۔ اس عورت کی طرح جس نے اپنے دھاگے کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیا) اس عورت کی طرح جس نے کاٹ دیا اپنے دھاگے کو مضبوط اور پختہ کرنے کے بعد اور اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اَنْكَاثًا جمع نکث۔ جس کے بٹ کو اتار دیا جائے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام ریطہ تھا اور یہ احمق عورت تھی وہ اور اس کی لونڈیاں صبح سے ظہر تک سوت کاتتیں پھر وہ ان کو جتنا کاتا ہوتا ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا حکم دیتی۔ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا (تم بھی اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ بنانے لگو) یہ انکاثا کی طرح حال ہے۔ دخلاً یہ تتخذون کا دو میں سے ایک مفعول ہے۔ یعنی ولا تنقضوا ایمانکم متخذ یھا دخلاً تم اپنی قسموں کو نہ توڑو اس حال میں کہ ان



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا

اور اپنی قسموں کو اپنے درمیان فساد ڈالنے کا ذریعہ نہ بناؤ کہ جمنے کے بعد قدم پھسل جائے اور تم اللہ کی

السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا

راہ سے روکنے کا عذاب چکھو، اور تمہارے لئے بڑا عذاب ہے اور اللہ کے عہد کے عوض تھوڑی

بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾

قیمت حاصل نہ کرو بلاشبہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

کو تم فساد کا ذریعہ بنانے والے ہو۔ بَيْنَكُمْ (اپنے درمیان) بگاڑ اور خیانت کا ذریعہ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ (کہ ایک گروہ) ایک جماعت ہو جائے (جماعت سے مراد گروہ قریش ہے) هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ (زیادہ بڑھا ہوا دوسرے گروہ سے) وہ تعداد میں زیادہ ہو اور مال میں بڑھ کر ہو مسلمانوں کی جامعیت سے۔ هِيَ اَرْبٰى میں یہ جملہ اسمیہ اُمَّةٌ کی صفت ہے اور اُمَّةٌ تکون کا فاعل ہے اور یہ تکون تامہ ہے۔ اور ھی فاصل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ دو نکروں کے درمیان واقع ہے۔ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے ذریعے آزماتے ہیں۔ اس میں ضمیر مصدر کیلئے ہے۔ تقدیر اس طرح ہے انما یختبرکم بکونھم اربی لینظر اتتمسّکون بحبل الوفاء بعھد اللّٰہ وما وکد تم من ایمان البیعۃ لرسول اللّٰہ ﷺ ام تغترون بکثرۃ قریش و ثروتھم وقلۃ المؤمنین وفقرھم۔ اللہ تعالیٰ اس طور پر تمہارا امتحان لے رہے ہیں کہ وہ زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ تاکہ وہ دیکھے کہ آیا تم وفاداری کی رسّی کو مضبوطی سے تھامنے والے ہو اور اس پر پختہ ہو جو تم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر کے قسم دے رکھی ہے یا پھر تم قریش کی کثرت اور ثروت اور مؤمنوں کی قلت اور فقر کو دیکھ کر دھوکے میں مبتلا ہو جاتے ہو۔ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (اور تاکہ وہ تمہارے سامنے قیامت کے دن خوب ظاہر کر دے۔ وہ باتیں جن میں تم اختلاف کرتے تھے) جب کہ وہ تمہیں تمہارے اعمال پر ثواب و عقاب سے بدلہ دیگا۔ اس میں ملت اسلام کی مخالفت کرنے سے کفار کو ڈرایا گیا ہے۔

۹۳: وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تمہیں ایک جماعت بنا دیتے) یعنی حنیفہ مسلمہ وَّ لٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ (لیکن وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے) اسکے بارے میں ضلالت کو اختیار و پسند کرنے کا اسے علم ہے۔ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (اور جس کو چاہتا ہے وہ ہدایت دیتا ہے) جس کے متعلق ہدایت کا اختیار و پسند کرنا جانتا ہے۔ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (اور تم سے ضرور سوال کیا جائے گا۔ ان باتوں کے متعلق جو تم کرتے تھے) قیامت کے دن۔ پھر تمہیں بدلہ دیا جائیگا۔

### قسم کو فساد کا ذریعہ مت بناؤ:

۹۴: وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا ۢ بَيْنَكُمْ (اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو فساد کا ذریعہ اپنے درمیان) دوبارہ قسم کو باہمی فساد کا ذریعہ



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ

تمہارے پاس جو کچھ ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے، اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم انہیں ضرور ضرور ان کے اچھے

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

کاموں کا عوض دیدینگے، جس کسی مرد یا عورت نے نیک عمل کیا اس حال میں کہ وہ مومن ہے

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾

تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی دیں گے، اور ان کے اچھے کام کے عوض ہم انہیں ان کا اجر ضرور دیں گے۔

بنانے کی ممانعت بطور تاکید لائی گئی۔ اور قسم کی عظمت بھی اس سے ظاہر کردی۔ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا (پس پھسل جائے قدم جمنے کے بعد) پس اس سے تمہارے اقدام اسلام کے راستہ سے مضبوط ہونے کے بعد پھسل جائیں گے۔ قدم کو واحد لائے اور نکرہ لائے۔ تاکہ ظاہر کردیا جائے کہ ایک قدم کا جمنے کے بعد طریق حق سے پھسلنا بھی بہت بڑی بات ہے۔ اس کو معمولی مت سمجھو۔ اس بات کا خود اندازہ کرلو جبکہ بہت سے اقدام پھسلنے والے ہوں تو کیا حال ہوگا؟ وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ (اور پھر تم کو اس کی سزا چکھنی پڑے) دنیا میں۔ بِمَا صَدَدْتُّمْ (اس وجہ سے کہ تم نے روکا ہے) تمہارے روکنے کے سبب۔ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی راہ سے) اور تم دین سے نکل گئے ہو۔ نمبر۲۔ تم اس وجہ سے کہ تم نے دوسروں کو دین سے روکا ہے۔ کیونکہ اگر وہ بیعت توڑ کر ارتداد اختیار کر لیتے تو پھر دوسروں کیلئے بھی بیعت کو توڑنے کی راہ نکل آتی جس پر وہ چل کر مرتد ہو جاتے۔ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (اور تمہارے لئے بہت بڑا عذاب ہے) آخرت کے دن میں۔

## دنیا کے بدلے قسم فروخت نہ کرو:

۹۵: وَلَا تَشْتَرُوْا (اور نہ خریدو) نہ بدلے میں لو۔ بِعَهْدِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے عہد کے بدلے) اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کے بدلے ثَمَنًا قَلِيْلًا (تھوڑی قیمت) معمولی سامان دنیا۔ بعض لوگ مکہ میں اسلام لائے شیطان نے ان کو ورغلانے کیلئے یہ چال چلی کہ ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈال دی کہ قریش کو غلبہ حاصل ہے اور مسلمان کمزور ہیں۔ (حق والے ہوں تو مغلوب کیوں ہوں؟) قریش نے ان کو ترغیب دلائی کہ اگر وہ دین جدید سے واپس لوٹ جائیں اور رسول ﷺ کی بیعت توڑ دیں تو ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ثابت قدمی نصیب فرمائی۔ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (بیشک جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ بہت ہی بہتر ہے اگر تم جان لو) عند اللہ سے ثواب آخرت مراد ہے۔

۹۶: مَا عِنْدَكُمْ (جو تمہارے پاس ہے) دنیا کا سامان يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ (وہ ختم ہونے والا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے) اس کی رحمت کے خزائن۔ بَاقٍ (وہ باقی رہنے والا ہے۔) فنا و ختم نہ ہوگا۔ وَلَنَجْزِيَنَّ (اور ضرور ہم بدلہ دیں گے)۔

قراءت: نون سے مکی و عاصم کی قراءت ہے۔ نافع بن عامر حمزہ وغیرہ کی قراءت میں یاء ہے۔ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا (وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

لوگ جنہوں نے صبر کیا) مشرکین کی ایذاؤں پر اور اسلام پر ثابت قدمی میں مشقتیں اٹھائیں۔ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (انکا بدلہ بہتر اس سے جو وہ کرتے تھے)۔

۹۷: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى (جس نے کوئی نیک عمل کیا خواہ وہ مرد ہے یا عورت) من مبہم ہے دونوں نوع مذکر و مونث کو شامل ہے۔ البتہ ظاہر مذکر کیلئے ہے۔ اس ابہام کو مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى سے رفع کیا تا کہ وعدہ دونوں کیلئے عام ہو جائے۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (اس حال میں کہ وہ مؤمن ہو) ایمان کی شرط لگائی کیونکہ کفار کے اعمال کسی شمار و قطار میں نہیں۔

## حیاتِ طیبہ کیا ہے؟

نکتہ: یہ آیت بتلا رہی ہے کہ عمل ایمان کا حصہ نہیں۔ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (ہم ضرور اس کو پاکیزہ زندگی دیں گے) یعنی دنیا میں اور اس لئے فرمایا۔ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (اور ضرور ہم ان کو ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے) اللہ تعالیٰ نے اس سے دنیا و آخرت کے ثواب کا وعدہ فرمایا۔ جیسا کہ اس ارشاد میں فآ تا هم اللّٰه ثواب الدنيا وحسن ثواب الاخرة [آل عمران: ۱۴۸] اور یہ اس طرح ہے کہ مؤمن کی اعمال صالحہ کے ساتھ زندگی خواہ خوشحالی سے ہو یا تنگدستی سے یقیناً عمدہ زندگی ہوتی ہے اگر خوشحال ہو تب تو ظاہر ہے۔ اور اگر تنگدست ہو تو اس کی زندگی کو عمدہ بنانے کیلئے اس کو قناعت اور تقسیم الٰہی پر رضا ہر دو میسر ہوتی ہیں۔ رہا فاجر آدمی تو اس کا معاملہ برعکس ہے۔ اگر تنگدست ہو تو ظاہر ہے۔ اور اگر خوشحال ہو تو حرص کی طوالت اس کو زندگی کا سکون نہیں لینے دیتی۔ ایک قول یہ ہے کہ حیات طیبہ قناعت ہے۔ ایک قول ہے کہ حیات طیبہ عبادت و طاعت کی مٹھاس کو کہتے ہیں۔ ایک اور قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملے کی سچائی اور امور الٰہیہ پر سچائی سے قائم رہنا اور ما سوی اللہ سے اعراض کرنا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ

سو جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں بلاشبہ بات یہ ہے کہ شیطان کا زور

سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ

ان لوگوں پر نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس کا زور انہیں پر ہے

عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع وَاِذَا بَدَّلْنَآ

۱۳ ع ۱۱ ۱۹

جو اس سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ کے ساتھ شریک تجویز کرتے ہیں۔ اور جب ہم کسی آیت کو

اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ

دوسری آیت کی جگہ بدلتے ہیں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ نازل فرماتا ہے تو مخاطبین کہتے ہیں کہ تو تو افتراء ہی کرنے والا ہے

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ

بلکہ ان ہی میں اکثر لوگ جاہل ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کو روح القدس نے آپ کے رب کی طرف سے حق کیساتھ نازل کیا ہے تا کہ ان لوگوں کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ

مضبوط کرے جو ایمان لائے اور یہ کلام ہدایت ہے اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لئے، اور بلاشبہ ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں

اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ

کہ ان کو ایک آدمی سکھاتا ہے یہ لوگ جس کی طرف نسبت کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ واضح طور پر صاف عربی

مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

زبان ہے بلاشبہ جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں ہدایت نہیں دیگا، اور ان کے لئے دردناک عذاب

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

ہے، وہی لوگ جھوٹ کا افتراء کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ واقعی جھوٹے ہیں۔

## قراءت سے قبل تعوذ:

۹۸: فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ (جب تم قرآن مجید کی قراءت کرو) جب قراءت قرآن کا ارادہ کرو۔ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (تو تم اللہ تعالیٰ

کی پناہ طلب کرو) ارادۂ فعل کو فعل سے تعبیر کیا۔ کیونکہ وہ اس کا سبب ہے۔ فاء تعقیب کیلئے ہے۔ اس لئے کہ وہ قراءت جو استعاذہ کے ساتھ ہوگی وہ مذکورہ عمل صالح میں سے بنے گی۔ مِنَ الشَّیْطٰنِ (شیطان سے) یعنی ابلیس الرَّجِیْمِ (مردود و مطرود یا ملعون)۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول ﷺ کے سامنے اعوذ باللّٰہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھا تو فرمایا۔ اس طرح کہو اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم مجھے جبرئیلؑ نے اسی طرح پڑھایا ہے۔

۹۹: اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ (بیشک اس کو قابو نہیں) ابلیس کو تسلط و ولایت نہیں عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ (ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر توکل رکھتے ہیں) مؤمن متوکل اس کے وساوس کو قبول نہیں کرتے۔

۱۰۰: اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَهٗ (بیشک اس کا غلبہ ان لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی اختیار کرنے والے ہیں) اس کو دوست بناتے ہیں اور اس کے وساوس کی اتباع کرتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ (اور ان لوگوں پر جو اللہ تعالیٰ کا اس کو شریک کرنے والے ہیں)۔ ربّ کی طرف ضمیر لوٹتی ہے۔ نمبر ۲: شیطان کی طرف لوٹتی ہے اور باء سببیہ ہے وہ اس کے سبب سے شرک کرنے والے ہیں۔

## نسخ ہماری حکمت سے ہے:

۱۰۱: وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ (جب ہم ایک آیت دوسری آیت کی جگہ رکھ دیتے ہیں) تبدیل آیت کو دوسری آیت سے بدلنے کو نسخ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شرائع و احکام کو حکمت کی وجہ سے منسوخ فرماتے ہیں اور اس آیت کا یہی معنی ہے۔ وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ (اللہ تعالیٰ جو حکم بھیجتا ہے اس کو جانتا ہے)

قراءت: مکی اور ابو عمرو نے تخفیف سے یُنْزِلُ پڑھا ہے۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ (وہ کہتے ہیں تم خود تراشتے اور گھڑتے ہو) یہ اذا کا جواب ہے۔ اور و اللّٰہ اعلم بما ینزل جملہ معترضہ ہے کفار کہا کرتے تھے کہ محمد ﷺ اپنے صحابہ سے تمسخر کرتے ہیں آج ان کو کسی بات کا حکم دیتے ہیں اور کل اس سے روک دیتے ہیں اور ایسا حکم ان کو بتلاتے ہیں جو اس سے آسان ہوتا ہے۔ انہوں نے آپ پر یہ افتراء و بہتان لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مشکل کو آسان سے اور آسان کو مشکل سے منسوخ فرماتے تھے۔ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (بلکہ ان کی اکثریت نہیں جانتی) کہ اس کی حکمت کیا ہے؟

## قرآن لانے والے جبرئیل علیہ السلام ہیں:

۱۰۲: قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ (آپ کہہ دیں اس کو روح القدس نے اتارا ہے) یعنی جبرئیل علیہ السلام نے۔ جبرئیل کی نسبت القدس کی طرف کی گئی ہے۔ القدس پاکیزگی جیسا کہ کہتے ہیں۔ حاتم الجود۔ سخی حاتم۔ مراد مقدس روح۔ المقدس کا معنی گناہوں سے پاک مِنْ رَّبِّكَ (تیرے رب کی طرف سے) اس کے ہاں سے اور اس کے حکم سے بِالْحَقِّ (حق کے ساتھ) یہ حال ہے۔ یعنی اس کو حکمت کے ساتھ ملبس اتارا ہے۔ لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (تاکہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے) تاکہ منسوخ کر کے ان کی آزمائش کرے تاکہ وہ اس کے متعلق کہیں کہ وہ ہماری طرف سے برحق اور حکمت پر مبنی ہے۔ کیونکہ وہ اسی کام کو کرتا اور حکم دیتا ہے جو عین ثواب و حکمت ہوتا ہے اور ایمان والوں کیلئے ثابت قدمی، صحت، یقین اور طمانیت قلوب کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ وَهُدًى وَّ



BestUrduBooks.wordpress.com

بُشْرٰی (اور ہدایت اور بشارت ہے)۔ یہ مفعول لہ ہیں اور دونوں کا عطف یثبت کے محل پر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے تثبیتًا لھم وارشادًا وبشارۃً ان کو ثابت قدم رکھنے اور راہنمائی کرنے اور خوشخبری سنانے کیلئے لِلْمُسْلِمِیْنَ (مسلمانوں کیلئے) اس میں اس بات پر تعریض کی جارہی ہیں کہ اس کے مخالف صفات تو غیر مسلموں میں ہوتی ہیں۔

## کفار کا الزام اور اس کا جواب:

۱۰۳: وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ (اور ہم کو معلوم ہے کہ وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو یہ کلام آدمی سکھاتا ہے) اس سے ان کی مراد حویطب کا ایک غلام تھا جو مسلمان ہوا۔ اور ثابت قدم رہا اس کا نام "عائش" تھا یا "یعیش" اور وہ کتابیں رکھتا تھا۔ نمبر۲۔ اس سے عامر بن حضرمی کا غلام جبر رومی مراد ہے۔ نمبر۳۔ جبر اور یسار مراد ہیں یہ دونوں غلام تورات و انجیل پڑھتے تھے۔ اور جو پڑھتے کبھی کبھی اس کو سنتے۔ نمبر۴۔ سلمان فارسی مراد ہے۔ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ (وہ زبان جس کی طرف نسبت کرتے ہیں عجمی ہے)۔

قراءت: یَلْحَدون یہ یاء اور حاء کے فتحہ کے ساتھ حمزہ و علی نے پڑھا ہے۔ یعنی وہ حق کے راستے سے اعراض کر کے جس آدمی کی طرف اپنے قول کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان غیر فصیح ہے۔ اور غیر واضح ہے۔ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ (اور یہ واضح عربی زبان ہے) ھٰذا کا مشار الیہ قرآن ہے۔ مُبِین کا معنی بیان و فصاحت والی ہے۔ اس میں ان کے قول کی تردید اور ان کے طعنوں کو باطل قرار دیا گیا۔ یہ جملہ لِسَانُ الَّذِيْ الایۃ اس کا محل اعراب نہیں کیونکہ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ یہ ان کے قول کا جواب ہے۔ لسان کا معنی لغت ہے۔ کہا جاتا ہے الحد القبر ولحدہ وھو محلدٌ وملحود جب کہ گڑھے کو ٹیڑھا بنایا جائے اور اس کے ایک جانب کھدائی کی جائے۔ پھر اس کو عام کر کے ہر میلان عن الاستقامت کیلئے بطور استعارہ استعمال کرنے لگے۔ اور کہتے ہیں الحدفلان فی قولہ والحد فی دینہٖ وہ اپنے دین میں استقامت سے ہٹ گیا۔ وہ ملحد ہے کیونکہ اس نے اپنے مذہب کو تمام ادیان سے پھیر لیا۔

۱۰۴: اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے) آیات اللہ سے قرآن مراد ہے۔ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی نہیں کرتے) جب تک کہ وہ کفر کو پسند کرتے رہتے ہیں۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے) جو آخرت میں ان کے کفر پر ان کو دیا جائے گا۔

## دوسرا جواب:

۱۰۵: اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ (بیشک اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھنے والے وہ لوگ ہیں) الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے) یعنی افتراء تو ان لوگوں کا طرز و طریق ہے۔ جن میں ایمان نہیں۔ کیونکہ وہ اس پر سزا کے قائل نہیں۔ اس میں اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ کی تردید ہے۔ وَاُولٰٓئِكَ (وہ) سے لَا يُؤْمِنُوْنَ کی طرف اشارہ ہے۔ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (وہی جھوٹے ہیں) فی الحقیقت اور کذب میں کمال درجہ حاصل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب عظیم ترین جھوٹ ہے۔ نمبر۲۔ وہ الماانت مفتر کہنے میں جھوٹے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ

جس شخص نے ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کیا مگر جس شخص پر زبردستی کی گئی اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے لیکن

مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

جس نے دل کھول کر کفر اختیار کر لیا سو ان پر اللہ کا غصہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے دنیا والی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں محبوب رکھا اور بلاشبہ اللہ کافروں کو ہدایت

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ

نہیں دیتا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی،

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور یہ لوگ واقعی غافل ہیں، لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ تباہ کاروں میں سے ہوں گے۔

۱۰۶: مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ (جس نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا اس کے بعد کہ وہ ایمان لایا)

## چار تراکیب:

یہ جائز ہے کہ مبتدا کو شرط مان کر جواب محذوف مانیں۔ کیونکہ من شرح جواب پر دلالت کر رہا ہے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ من کفر باللّٰہ فعلیہم غضبٌ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کریں پس وہ غضب کے مستحق ہیں۔

## صورتِ اکراہ:

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (مگر جو مجبور کیا گیا اس حالت میں کہ اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو) ایمان پر پُر سکون ہو۔ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا (مگر جس کا سینہ کفر کیلئے کھلا ہو) کفر کو دل سے پسند کیا اور اس کو عقیدہ کے طور پر جمالیا۔ فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (ان پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے)۔ نمبرا۔ یہ بھی درست ہے کہ یہ الذین لایؤمنون بالاٰخرۃ الایۃ سے بدل ہو۔ اور اولئک ھم الکاذبون جملہ معترضہ ہو۔ جو بدل و مبدل منہ کے درمیان آیا ہو۔ اب مطلب یہ ہوگا۔ جھوٹ وہ باندھتے ہیں۔ جو ایمان کے بعد کفر کرنے والے ہیں۔ ان میں سے مکرہ کو مستثنیٰ کیا اور افتراء کے حکم کے ماتحت داخل نہیں کیا۔ پھر فرمایا۔ ولکن من شرح بالکفر صدرًا الایۃ نمبر۲۔ یہ مبتدأ سے بدل ہو اور وہ مبتدا اولئک ہے اب اس طرح معنی ہے و من کفر باللّٰہ من بعد ایمانہ ھم الکاذبون۔ جو ایمان کے بعد کفر کرنے



BestUrduBooks.wordpress.com

والا ہے۔ وہی جھوٹا ہے۔

**واقعہ عمار و یاسر رضی اللہ عنہما:**

نمبر۳۔ الکاذبون خبر سے بدل ہے۔ ای و اولئک هم من کفر باللّٰہ من بعد ایمانه وہ وہی ہیں جنہوں نے ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ کا انکار کیا۔ نمبر۵۔ اس کو ذم کی صورت میں منصوب مانا جائے۔

روایت میں ہے کہ بعض اہل مکہ آزمائش میں پڑے تو ارتداد اختیار کیا۔ ان میں بعض وہ تھے جن کو مجبور کر کے کلمہ کفر کہلوا دیا گیا حالانکہ دل میں ایمان پختہ تھا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ انہی میں سے تھے۔ باقی ان کے والد اور والدہ دونوں کو اقرار نہ کرنے کی پاداش میں قتل کر دیا گیا۔ یہ اسلام میں پہلے مقتول تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ عمار نے کفر اختیار کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا عمار سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخن تک ایمان سے پُر ہے۔ اور ایمان تو اس کے خون و گوشت میں رچا بسا ہوا ہے۔ [ابونعیم] پھر عمار رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کو اپنے دست اقدس سے پونچھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا (انہوں نے واقعہ ذکر کیا) تو فرمایا اگر وہ دوبارہ یہ اقرار کروائیں تو تم دوبارہ کہہ لینا [ابن عساکر] حضرت یاسر نے جو کیا وہ افضل ہے۔ کیونکہ قتل پر صبر کرنے میں اسلام کی عظمت زیادہ ہے۔

۱۰۷: ذٰلِكَ (یہ) اس میں وعید کی طرف اشارہ ہے اور غضب الٰہی کے اترنے اور عذاب عظیم کے نازل ہونے کی اس میں وعید سنائی گئی ہے۔ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ (اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو پسند کیا آخرت پر) انہوں نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی۔ باء سببیہ ہے دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کے سبب۔ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (اور بیشک اللہ تعالیٰ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتے) جب تک کہ وہ کفر کو پسند کرتے رہیں گے۔

۱۰۸: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ (یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی) پس وہ نہ تو غور وفکر کرتے ہیں۔ اور نہ ہی مواعظ کی طرف کان دھرتے ہیں اور نہ ہدایت کے راستہ کو دیکھتے ہیں۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (اور وہ ہی غافل ہیں) غفلت میں کمال کو پہنچے ہوئے ہیں کیونکہ جب انجام پر غور کرنے سے غفلت برتی جائے تو یہ غفلت کا آخری درجہ ہے اور اس کی غایت ہے۔

**کافر یقیناً نقصان میں ہیں:**

۱۰۹: لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہ ہی لوگ گھاٹے میں رہیں گے)



BestUrduBooks.wordpress.com

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا

پھر بے شک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے فتنہ میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور ثابت قدم رہے

إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٠﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ

تو بلاشبہ آپ کا رب ان چیزوں کے بعد بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے، جس دن ہر شخص اپنے نفس کی طرف سے جدال

۱۴ع نَفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١١١﴾

کرے گا اور ہر نفس کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

## ایمان والوں کی سرخروئی:

۱۱۰: ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ (پھر آپکا رب) ثُمّ کو اس لئے لائے کہ ان کا حال اُن کے حال سے بہت ہی دور ہے۔لِلَّذِينَ هَاجَرُوا (ان لوگوں کیلئے جنہوں نے ہجرت کی) مکہ مکرمہ سے یعنی ان کو اس میں فائدہ ہے نقصان نہیں کہ اللہ تعالیٰ انکا کارساز و مددگار ہے۔ان کو رسوا کرنے والا اور انکا دشمن نہیں۔جیسا کہ بادشاہ آدمی کیلئے محافظ و مفید ہوتا ہے۔نقصان پہنچانے والا نہیں ہوتا۔مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا (اس کے بعد کہ ان کو آزمایا گیا) عذاب اور اکراہ علی الکفر کے ذریعہ۔قراءت: فَتَنُوا شامی نے پڑھا ہے۔اس کے بعد کہ انہوں نے مسلمانوں کو تکالیف پہنچائیں پھر وہ اسلام لے آئے۔ثُمَّ جٰهَدُوا (پھر انہوں نے جہاد کیا) مشرکین کے ساتھ ہجرت مدینہ کے بعد وَصَبَرُوا (اور انہوں نے صبر کیا) جہاد میں آنے والے مصائب پر إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا (بیشک آپکا رب اس کے بعد) ان افعال کے بعد اور وہ افعال ہجرت جہاد و صبر ہیں۔لَغَفُورٌ (البتہ بخشنے والے ہیں) ان کی ان باتوں کو جو ان کے منہ سے بطور بچاوے کے نکلیں۔(مجبوراً کفریہ کلمات منہ سے نکالنے پڑے) رَّحِيمٌ (مہربان ہے) اکراہ کی حالت میں نکلنے والی باتوں پر عذاب نہ دے گا۔

## قیامت میں ہر ایک اپنی طرفداری کرے گا:

۱۱۱: يَوْمَ تَأْتِي (جس دن آئے گا)۔ نحو: یہ رحیم کی وجہ سے منصوب ہے نمبر۲۔اذکر محذوف کی وجہ سے كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا (ہر شخص وہ اپنی طرفداری میں بات کرے گا) یہاں نفس کی اضافت نفس کی طرف کی گئی ہے کیونکہ عین شئی کو ذات و نفسہ کہہ دیتے ہیں۔اور کہتے ہیں فی نفیضہ وغیرہ بولتے ہیں۔والنفس وہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے پورا اور کامل ہے۔پس پہلا نفس وہ بھی کامل اور دوسرا اس کا عین اور ذات۔گویا اس طرح فرمایا۔یوم تاتی کل انسان یجادل عن ذاتہ لایھمہ شان غیرہ کل یقول نفسی نفسی ہر انسان اپنے نفس کی طرفداری کریگا۔دوسرے کی حالت کو کوئی اہمیت نہ دیگا اور ہر ایک یہ کہہ رہا ہوگا۔مجھے بچالے مجھے بچالے۔المجادلۃ عنہا کا مطلب نفس کی طرف سے معذرت خواہی ہے۔جیسا کہ کہتے ہیں ربنا



BestUrduBooks.wordpress.com

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا

اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان فرمائی۔ یہ بستی امن والی تھی اطمینان والی تھی اس کا رزق ہر جگہ سے بڑی

رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ

فراغت کے ساتھ اس کے پاس آتا تھا پس اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور ان کے کرتوتوں کی وجہ سے اللہ نے ان کو بھوک

وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

اور خوف کا مزہ چکھادیا اور البتہ ان کے پاس انہیں میں سے رسول آیا۔ سو اس کو انہوں نے جھٹلایا۔

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١١٣﴾

لہٰذا انہیں عذاب نے پکڑ لیا اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والے تھے۔

هٰؤُلَاءِ اَضَلُّوْنَا [الاعراف:٣٨] دوسری آیت میں رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا [الاحزاب:٦٧] ایک اور مقام پر فرمایا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ [الانعام:٢٣] وغیرہ آیات۔

وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (اور ہر نفس کو پورا پورا دیدیا جائے گا۔ جو اس نے عمل کیا اور ان پر ظلم نہ ہوگا) توفّٰی کا معنی ہے کہ اس کے عمل کی پوری پوری جزاء دی جائے گی۔ اور اس سلسلہ میں ان کے حق میں کمی نہ کی جائے گی۔

## نعمتیں اور اہل مکہ کی ناشکری:

١١٢: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً (اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال بیان کی) اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو ان تمام لوگوں کیلئے مثال بنادیا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہو۔ اور نعمتوں نے ان کو مغرور کردیا جس سے وہ کفر میں مبتلا ہوگئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے منہ پھیرلیا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب نازل کردیا۔ نمبر٢۔ یہ بھی درست ہے کہ اس صفت و حالت والی کوئی بستی و شہر مراد لیا جائے۔ نمبر٣۔ پہلے زمانہ کی کوئی بستی ہو جس کا یہ حال ہو۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کیلئے بطور مثال بیان کردیا ہوتا کہ یہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ كَانَتْ اٰمِنَةً (وہ امن والی تھی) قتل اور قیدی بننے سے مُّطْمَئِنَّةً (اطمینان والی) کوئی خوف اس کو پریشان کرنے والا نہ تھا۔ کیونکہ اطمینان امن سے ہوتا ہے اور خوف سے بے چینی اور بے اطمینانی ہوتی ہے۔ يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا (اس کا رزق بافراغت ان کے ہاں پہنچتا ہو) رغدا بمعنی وسعت کے ساتھ مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ (ہر طرف سے) ہر شہر سے فَكَفَرَتْ (پس اس نے کفر کیا) وہاں کے رہنے والوں نے بِاَنْعُمِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ساتھ) انعم جمع ہے نمبر١۔ نعمۃ کی۔ جبکہ تاء کو جمع میں چھوڑ دیا جائے۔ مثلاً درع و أدرع نمبر٢۔ نُعم کی جیسے بؤس و ابؤس۔

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بھوک اور خوف کا لباس پہنادیا



BestUrduBooks.wordpress.com

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

سو اس میں سے کھاؤ جو اللہ نے تمہیں رزق حلال پاک عطا فرمایا اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی

اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ

عبادت کرتے ہو، تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور حرام کیا گیا جس پر ذبح کے وقت

لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، سو جو شخص مجبوری میں ڈال دیا جائے اس حال میں کہ باغی نہ ہو اور حد سے بڑھ جانے والا نہ ہو سو بلاشبہ اللہ غفور ہے، رحیم ہے۔

ان کی حرکات کے سبب) الاذاقة واللباس یہ دونوں استعارے ہیں اذاقہ مستعارہ کو لباس مستعار کیلئے استعمال کیا۔ اور اس کے صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے اذاقہ ان کے ہاں حقیقت کے قائم مقام ہے کیونکہ بلاء اور مصائب میں یہ شائع و ذائع ہے۔ اور لوگوں کو پیش آتی رہتی ہے۔ جس پر لوگ کہتے ہیں ذاق فلان البؤس والضر واذاقه العذاب۔ اس میں ضرر والم جس کا ادراک ہو سکتا ہے کڑوے، کسیلے سے جس کا ادراک ہو سکتا ہے تشبیہ دی ہے۔

لباس سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ لباس پہننے والے کو ڈھانپ لیتا ہے۔ جس طرح کہ انسان پر غشی آئے تو وہ اس کے حواس کو ڈھانپ لیتی ہے اور بعض حوادث اس پر اس طرح سوار ہو جاتے ہیں جیسے لباس جسم پر۔ باقی رہی یہ بات کہ جوع وخوف کے لباس پر اذاقہ کا واقع کرنا اس لئے ہے جب وہ خوف وجوع میں سے جو چیز ڈھانپ لے جب اس کا اطلاق اس پر آتا ہے تو چکھنے کا اطلاق بھی اس پر درست ہے۔

گویا اس طرح کہا گیا: فَاَذَا قَهُمْ مَاغَشِيَهُمْ مِّنَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ (پس ان کو چکھائی وہ بھوک اور خوف جس نے ان کو آ کر ڈھانپ لیا تھا) دنیا میں جس طرح موجود نعمتیں جنت کے مقابلہ میں چکھنے کی چیزیں ہیں۔ بالکل اسی طرح جہنم کے مقابلہ میں دنیا کی سزائیں بھی چکھنے کے مترادف ہیں اصل سزا تو بہت بڑی ہے۔ (مترجم)

۱۱۳: وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ (تحقیق ان کے پاس انہی میں سے ایک عظیم الشان رسول آئے) اس رسول سے یہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (پس انہوں نے اس کو جھٹلایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب میں پکڑ لیا۔ اس حال میں کہ وہ ظالم تھے) اس حالت میں کہ وہ اپنے کو ظلم سے ملوث کرنے والے تھے۔ مفسرین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن قتل بالسیف سے جو عذاب دیا گیا وہ مراد ہے۔

## حلال وطیب کھاؤ:

۱۱۴: روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کی طرف قحط کے سالوں میں غلہ بھیجا جوان میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ (پس تم کھاؤ اس کو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا ہے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا

اور جن چیزوں کے بارے میں تمہاری زبانیں جھوٹا دعویٰ کرتی ہیں ان کے بارے میں یوں نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تا کہ تم اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ﴿۱۱۶﴾

جھوٹا افتراء کرو، بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے،

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا

تھوڑا سا نفع ہے اور ان کے لئے درد ناک عذاب ہے، اور ہم نے یہودیوں پر وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جن کا بیان ہم پہلے

عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

آپ سے کر چکے ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْۤا ۙ

پھر بلاشبہ آپ کا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے جہالت سے برے کام کئے پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور اعمال درست کر لئے

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع ١٥ / ٩ / ٢١

بلاشبہ اس کے بعد ضرور مغفرت فرمانے والا ہے رحم فرمانے والا ہے۔

حَلٰلًا طَيِّبًا (حلال و پاکیزہ) اس کے بدلے جو تم حرام وخبیث کھاتے تھے۔ مثلاً لوٹ کے اموال غصب کی آمدنیاں، برے ذرائع سے حاصل شدہ محاصل وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ ادا کرو اگر تم اسی ہی کی عبادت کرنے والے ہو) یہاں تعبدون تطیعون کے معنی میں ہے۔ نمبر۲۔ اگر تمہارا گمان صحیح ہے۔ کہ الٰہ کی عبادت، اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور وہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے سفارش کر کے بچالیں گے۔

## محرمات سے بچو جو یہ ہیں:

۱۱۵: اس کے بعد ان پر محرمات کو بیان کر کے اپنی طرف سے تحلیل وتحریم کی ممانعت کی پس فرمایا۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (تم پر صرف مردار کو حرام کیا اور خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کیلئے نامزد کر دی گئی ہو۔ پس جو شخص بہت ہی مجبور ہو بشرطیکہ طالب لذت نہ ہو اور نہ حد (ضرورت) سے آگے بڑھے۔ (اور اس نے کھا لیا) تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا مہربان ہے) انما کلمہ حصر ہے۔ یعنی حرام یہ ہیں نہ کہ بحیرہ، سائبہ وغیرہ بقیہ آیت کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## خود تحریمات مت ایجاد کرو:

۱۱۶: وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَا تَصِفُ اَلۡسِنَتُکُمُ الۡکَذِبَ (اور نہ کہو ان چیزوں کو جن کے متعلق تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے) الکذب یہ لَاتَقُوۡلُوۡا کی وجہ سے منصوب ہے یعنی ولا تقولوا الکذب لما تصفه السنتکم من البھائم بالحل و الحرمة فی قولکم مت وہ جھوٹ بولو جو تمہاری زبانوں سے چوپایوں کی حلت وحرمت کے متعلق نکلتا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ مافی بطون ھذہ الانعام خالصة لذکورنا و محرم علی ازواجنا [الانعام:۱۳۹] یہ بات بغیر وحی کے حوالہ کے وہ کرتے تھے۔ یا بغیر کسی صحیح قیاس کے حوالہ کے جس کی بنیاد قرآن وسنت سے استنباط پر ہو۔

اور لما میں لام اسی طرح ہے جیسا اس قول میں ''لاتقولوا لما احل اللّٰه ھو حرام ''ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ (کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے) یہ الکذب سے بدل ہے۔

نحو: الکذب پر نصب تَصِفُ کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔ اور نمبر ۲۔ مامصدر یہ مانکر ھذا حلال و ھذا حرام کو لا تقولوا سے متعلق کرو۔ تقدیر عبارت یہ ہوگی ولا تقولوا ھذا حلال وھذا حرام۔ وھذا لوصف السنتکم الکذب یعنی ولا تحرموا ولا تحللوا لاجل قول تنطق بہ السنتکم ویحول فی افواھکم لا لاجل حجة وبینة ولکن قول ساذج ودعوی بلابرھان۔ تم اپنے زبانی قول سے حلال وحرام مت کرو۔ اور جو تمہارے منہ میں آئے بغیر دلیل وحجت کے حلال وحرام مت کہہ ڈالو۔ مگر قول یہ محض بے پر کی بات اور دعویٰ ہے جس کی بنیاد میں دلیل نہیں ہے۔

## فصیح ترین جملہ:

تصف السنتکم الکذب یہ فصیح ترین جملہ ہے۔ اس میں ان کے قول کو بعینہٖ کذب قرار دیا۔ جب انہوں نے زبانوں سے کہہ دیا تو یہ کذب کے قائم مقام ہوگیا۔ اور اس کی شکل اختیار کرلی۔ جیسا کہتے ہیں وجھھا یصف الجمال و عینھا تصف السحر۔ اس کا چہرہ آئینہ حسن اور اس کی آنکھ سحر بے زبان ہے۔ لِتَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰهِ الۡکَذِبَ (نتیجتاً تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت باندھو گے) لِتَفۡتَرُوۡا کی لام تعلیلیہ ہے جس میں غرض کا معنی متضمن نہیں ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰهِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ (بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہ ہونگے)

۱۱۷: مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ وَّلَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (تھوڑا نفع اٹھانا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے) یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ یعنی انکا افعال جاہلیت میں فائدہ معمولی ہے۔ اور ان کی سزا بہت بڑی ہے۔ (اعاذنا اللّٰه منھا)

## یہود پر تحریم سزا کے طور پر تھی:

۱۱۸: وَعَلَی الَّذِیۡنَ ھَادُوۡا حَرَّمۡنَا مَاقَصَصۡنَا عَلَیۡکَ مِنۡ قَبۡلُ (اور یہود پر ہم نے حرام کیا جو ہم نے تمہیں اس سے قبل بیان کردیا)۔ سورۂ انعام میں جو اس آیت میں ہے وعلی الذین ھادوا حر منا کل ذی ظفر الا یة:۱۴۶: وَمَا ظَلَمۡنٰھُمۡ (اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا) ان کو حرام قرار دیکر وَلٰکِنۡ کَانُوۡٓا اَنۡفُسَھُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ (لیکن وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے) ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش کے طور پر یہ چیزیں ان پر حرام کیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا ۗ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا

بلاشبہ ابراہیم ایک "بڑے مقتدیٰ" تھے اللہ کے فرمانبردار تھے سب کو چھوڑ کر ایک ہی طرف ہو رہے تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے، اللہ کی

لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٢١﴾ وَآتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ

نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے تھے، اللہ نے انہیں چن لیا اور انہیں سیدھے راستے کی ہدایت دی، اور ہم نے انہیں دنیا میں خوبیاں دیں،

وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ۖ

اور بلاشبہ وہ آخرت میں صالحین میں سے ہوں گے، پھر ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ ابراہیم کی ملت کا اتباع کیجئے جو سب کو چھوڑ کر ایک طرف ہو رہے تھے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَإِنَّ

اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے ہفتہ کے دن کی تعظیم انہیں لوگوں پر لازم کی گئی تھی جنہوں نے اس میں اختلاف کیا،

رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾

اور بلاشبہ آپ کا رب قیامت کے دن ان کے درمیان ان چیزوں کے بارے میں ضرور فیصلہ فرما دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

## نادانی اور کفارہ بشرطِ اصلاح معاف ہے:

۱۱۹: ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ (پھر آپکا رب ایسے لوگوں کیلئے جنہوں نے نادانی کے سبب گناہ کرلیا)
نحو: یہ حال ہے ای عَمِلُوا السُّوْءَ جَاهِلِينَ۔ انہوں نے برا کام کیا اس حال میں کہ جہالت اختیار کرنے والے تھے۔ انجام کو سوچنے والے نہ تھے۔ اور وہ گناہ غلبہ شہوت سے کیا۔ انکا مقصود خواہش کی لذت تھی مولیٰ کی نافرمانی مقصود نہ تھی۔ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوْا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا (پھر انہوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور اصلاح و درستی کرلی۔ بیشک آپکا رب اس کے بعد) یعنی توبہ کے بعد لَغَفُوْرٌ (البتہ بخشنے والا ہے) ان گناہوں کو جو انہوں نے کثرت سے کیے ہیں۔ رَّحِيْمٌ (مہربان ہے) پختہ ارادہ سے جو انہوں نے مضبوط عزم کیے ہیں ان کو پورا کرتا ہے۔

## ابراہیم علیہ السلام عظیم مقتدا تھے وہ مشرک نہ تھے:

۱۲۰: إِنَّ إِبْرٰهِيْمَ كَانَ أُمَّةً (بیشک ابراہیم ایک بڑے مقتدا تھے)۔ ابراہیم علیہ السلام اکیلے ہی ایک امت تھے کیونکہ خیر کی صفات میں وہ کمال رکھتے تھے۔ جیسا ابونواس کا یہ شعر لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ أَنْ يجمع العالَم فِيْ وَاحِدٍ۔ اللہ تعالیٰ کیلئے یہ مشکل نہیں کہ وہ تمام جہاں کو ایک میں جمع کردے۔ یعنی تمام خصوصیات لاکر ایک کو جامع بنا دے) حضرت مجاہد کہتے ہیں وہ اکیلے مؤمن تھے جبکہ تمام لوگ کافر تھے۔ نمبر۲۔ اُمۃ بمعنی ماموم مقتدا تاکہ لوگ ان سے بھلائی حاصل کریں۔ قَانِتًا لِّلّٰهِ (وہ اللہ تعالیٰ کیلئے



BestUrduBooks.wordpress.com

عاجزی کرنے والے تھے)۔ قانت اس کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اوامر پر قائم ہو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معاذ اُمت تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی کرنے والے تھے۔ ان سے کہا گیا یہ تو ابراہیم علیہ السلام کی صفات ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ امۃ اس کو کہا جاتا ہے جو لوگوں کو خیر سکھائے۔ القانت اور اس کے رسول کا مطیع اور معاذ رضی اللہ عنہ اسی طرح تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر معاذ زندہ ہوتے تو میں ان کو خلیفہ بناتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ ابو عبیدۃ امین ھذہ الامۃ ۔ ومعاذ امۃ اللّٰہ قانت للّٰہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین قیامت کے دن صرف (قرب مرتبہ میں) رسول ہونگے [ابونعیم] حَنِيْفًا (ادیان سے ہٹ کر ملت اسلام کی طرف جھکنے والے)۔ اَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (وہ مشرکین میں سے نہ تھے) کفار قریش کی تکذیب کیلئے ان سے شرک کی نفی کی۔ کیونکہ قریش کا گمان یہ تھا کہ وہ ملت ابراہیم پر قائم ہیں۔

نحو: يَكُنْ کی نون کو حرف لین کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے حذف کر دیا۔

۱۲۱: شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ (وہ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے والے تھے) روایت میں ہے کہ وہ مہمان کے ساتھ صبح کا کھانا تناول کرتے۔ ایک دن ان کو مہمان نہ ملا تو اچانک انہوں نے ملائکہ کو صورت انسانی میں دیکھا۔ آپ نے ان کو کھانے کی دعوت دی۔ انہوں نے یہ بات باور کرائی کہ انہیں جذام ہے۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہارے لئے کھانا کھانا ضروری ہے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کا اس بات پر میں شکریہ ادا کروں کہ اس نے مجھے بچایا اور تمہیں ابتلاء میں ڈالا۔ اِجْتَبٰهُ (ان کو چن لیا) خاص کیا اور نبوت کیلئے چنا۔ وَ هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (اور ان کو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کر دی) صراط مستقیم سے ملت اسلام مراد ہے۔

۱۲۲: وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً (اور ہم نے اس کو دنیا میں اچھائی عنایت فرمائی) حَسَنَة سے نبوت مراد ہے۔ اور اولاد، اموال عنایت فرمائے۔ نمبر۲۔ انکا تذکرہ پھیلانے کیلئے ہر اہل دین ان کو دوست رکھتا ہے۔ نمبر۳۔ ہماری امت میں سے ہر نمازی کا قول کما صلیت علی ابراھیم۔ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (بیشک وہ آخرت میں نیکوں میں سے ہونگے) اہل جنت میں سے۔

۱۲۳: ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی تم ملت ابراہیم کی اتباع کرو۔ جو سب سے یکسو ہونے والے تھے۔ اور مشرکین میں سے نہ تھے) ثُمَّ لا کر ہمارے پیغمبر ﷺ کا مرتبہ اور مقام اور مرتبے کا احترام بتلایا۔ اور یہ بتلا دیا کہ خلیل اللہ کو اشرف ترین عظمت جو عنایت فرمائی وہ یہ ہے کہ ہمارے رسول کو ان کی اتباع کا حکم دیا۔

## سبت ملتِ ابراہیمی میں نہیں:

۱۲۴: اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (ہفتہ کے دن (کا پاس و حرمت) ان لوگوں پر فرض کیا گیا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا) یعنی ہفتے کے دن کی تعظیم ان پر فرض کی اور اس دن مچھلیاں پکڑنے کی ممانعت کی۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (بیشک آپکا رب ان کے درمیان ان باتوں میں قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ جن میں



BestUrduBooks.wordpress.com

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ

اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ بلایئے، اوران سے ایسے طریقے پر بحث کیجئے جو اچھا

اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿١٢٥﴾

طریقہ ہو، بلاشبہ آپ کا رب ان کو خوب جاننے والا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گئے اور وہ ان کو خوب جانتا ہے جو ہدایت کی راہ پر چلنے والے ہیں۔

وہ اختلاف کرتے تھے) روایت تفسیر میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو حکم دیا کہ وہ ہر سات دن میں ایک دن عبادت کا مقرر کر لیں۔اور وہ جمعہ کا دن ہو۔مگر انہوں نے انکار کر دیا۔اور کہنے لگے۔ہم وہ دن چاہتے ہیں جس دن آسمانوں وزمین کی پیدائش سے اللہ تعالیٰ فارغ ہوئے۔اور وہ ہفتہ کا دن ہے۔ان میں تھوڑی جماعت جمعہ پر رضا مند ہوئی۔یہی انکا اختلاف ہے۔جو ہفتہ کے سلسلہ میں انہوں نے اختیار کیا۔کیونکہ بعض نے اس کو پسند کیا اور بعض نے اس کے مقابلہ میں جمعہ کے دن کو پسند کیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کو ہفتہ کے دن عبادت کی اجازت دی اور شکار کی حرمت میں مبتلا کر دیا اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت ان لوگوں نے فقط کی جنہوں نے جمعہ کو پسند کیا تھا۔وہ اس دن شکار نہ کرتے تھے۔اور بقیہ لوگ شکار سے صبر نہ کر سکے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا۔صرف مطیع بچے۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان میں فیصلہ فرمائیں گے۔اور دونوں فریق کو ان کے عمل کے مناسب بدلہ دیں گے۔

## طریقِ دعوت:

۱۲۵: اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ (تم اپنے رب کے راستہ کی طرف دعوت دو) سبیل سے اسلام مراد ہے۔بِالْحِكْمَةِ (حکمت کے ساتھ)۔مضبوط اور صحیح بات کے ساتھ۔اور وہ حق کو واضح کرنے والی اور شبہ کو دور کرنے والی دلیل ہے۔وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (اور اچھی نصیحت کے ساتھ) اور وہ وہی ہے۔جس میں مخاطب کو بھی معلوم ہو جائے کہ تم ان کی خیر خواہی چاہتے ہو۔اور ان کے نفع کے طالب ہو۔نمبر۲۔موعظہ حسنہ سے مراد قرآن مجید ہے۔یعنی ان کو اس کتاب سے نصیحت کرو جو کہ اچھی نصیحت اور حکمت ہے۔ نمبر۳۔الحکمت افعال کے مراتب کو پہچاننا۔الموعظۃ الحسنہ۔کہ جب رغبت خوف سے جا ملے اور انذار بشارت سے مل جائے۔

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (اور ان سے اس انداز سے مجادلہ کرو جو کہ بہت خوب ہو) اس طرز سے جو کہ مباحثہ کے شاندار طریقوں میں سے ہو۔جس میں نرمی، رفق ہو، دشمنی نہ ہو۔نمبر۲۔ایسی بات جو دلوں کو جگا دے اور نفوس کو اس سے نصیحت ملے۔اور عقلوں کو روشنی میسر ہو۔

نکتہ: اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو مناظرہ کے دین میں انکاری ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے۔ان کو جو اس کے راستے سے گمراہ ہونے والے ہوں۔اور وہ ہدایت یافتہ کو بھی اچھی طرح جانتا ہے) یعنی وہ ان کو خوب جانتا ہے جن میں بھلائی ہو



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۚ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ

اور اگر تم بدلہ لینے لگو تو اسی جیسا بدلہ لو جیسا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا، اور اگر تم صبر کرلو تو البتہ وہ صبر کرنے والوں کے لئے

لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ

بہتر ہے، اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا بس اللہ ہی کی توفیق سے ہے، اور ان پر غم نہ کیجئے اور یہ لوگ جو کچھ تدبیر کرتے ہیں اس کے بارے میں

ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع ۱۶ ۹ ۲۲

تنگ دل نہ ہو جائیے، بلاشبہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور جو خوبی کا طریقہ کرنے والے ہوں

ان کو تھوڑا وعظ کافی ہے اور جس میں خیر نہ ہو اس کیلئے تمام حیلے عاجز آ جاتے ہیں۔

## برابر کا بدلہ جائز ہے:

۱۲۶: وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ (اگر بدلہ لو تو اتنا بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا) پہلے فعل کو عقوبت کہا حالانکہ عقوبت تو دوسرا فعل ہے لفظی مناسبت کی وجہ سے۔ جیسا کہ فرمایا۔ (وجزاء سيئة سيئة مثلها) [الشوریٰ:۴۰] اس آیت میں دوسری سیئہ نہیں۔ بلکہ سیئہ کا بدلہ ہے۔ مطلب یہ ہے اگر تمہارے ساتھ کوئی زیادتی قتل وغیرہ جیسی کی جائے تو اس کے مثل سے اس کا مقابلہ کرو اور اس پر اضافہ نہ کرو۔ روایت میں ہے کہ مشرکین نے بعض مسلمانوں کا احد کے دن مثلہ کیا اور ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ اور ان کے آلات تناسل کو کاٹا۔ نبی اکرم ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو پھٹے ہوئے پیٹ کے ساتھ دیکھا تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اے حمزہ میں تیری جگہ ستر کفار کا مثلہ کروں گا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی آپ نے اپنی قسم کا کفارہ ادا فرمایا اور جو ارادہ فرمایا اس سے باز رہے۔ [ابن حجر۔ لم اجدہ] اس میں اختلاف نہیں کہ مثلہ حرام ہے کیونکہ اس کی ممانعت میں روایات وارد ہیں جن میں کاٹنے والے کتے کے مثلہ سے بھی منع فرمایا۔

وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (اور اگر تم صبر کرو تو ضرور وہ صبر کرنے والوں کیلئے بہت بہتر ہے) ھو میں ضمیر صَبَرْتُمْ کے مصدر کی طرف لوٹتی ہے۔ اور صابرین سے مراد مخاطب ہیں۔ یعنی اگر تم صبر کرو تو تمہارا صبر تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ گویا الصابرین اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہ لائے۔ اس سے مخاطبین کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے شاندار تعریف فرمائی۔ کیونکہ وہ سختیوں پر صبر کرنے والے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو فرمایا۔

## تلقین صبر:

۱۲۷: وَاصْبِرْ (اور آپ صبر کریں) آپ صبر کریں اس میں صبر پر آمادہ کیا۔ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ (اور آپکا صبر کرنا خاص اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے) اور اس کی توفیق اور تثبت سے ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ (اور ان پر غم نہ کھائیں)۔ یعنی کفار پر اگر وہ ایمان نہ



BestUrduBooks.wordpress.com

لائیں۔ اور ایمان والوں پر اور جو سلوک کفار ان کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ مسلمان اپنے مقصود تک پہنچ گئے۔ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ (اور اس سے تنگ نہ پڑیں جو تدابیر یہ کرتے ہیں)

قراءت: مکی نے ضاد کے کسرہ سے ضِيق پڑھا۔ اور ضِيق یہ الضيّق کی تخفیف ہی ہے۔ یعنی تنگی والی بات میں اور یہ بھی درست ہے کہ دونوں مصدر ہوں۔ جیسا کہ قیل اور قول۔ مطلب یہ ہے ان کی تدابیر سے تمہارا سینہ تنگ نہ ہو۔ وہ آپ تک اثر انداز نہ ہوں گی۔

## متقی اللہ کی معیت میں:

۱۲۸: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (اللہ تعالیٰ بیشک ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو گناہوں سے بچتے اور جو نیک کردار ہوتے ہیں) یعنی وہ انکا دوست ہے جو برائیوں سے پرہیز کرنے والے ہیں۔ اور ان لوگوں کا جو طاعات پر عمل پیرا ہوں۔ کہا گیا۔ من اتقى في افعاله، احسن في اعماله كان الله معه في احواله جو شخص اعمال میں حسن، افعال میں تقویٰ پیدا کرلے اللہ تعالیٰ کی بے کیف معیت اس کے ساتھ ہے۔

**معیت کا مطلب:** مامورات میں اس کی نصرت اور محظورات میں اس کی عصمت۔

**وفقنا الله بعونه العصمة من المحظورات والنصرة في المامورات و المعية في جميع الحالات آمين**

تمت ترجمه سورة النحل يوم الجمعه بعد العصر في شعبان ۱۴۲۳ھ العبد المذنب شمس الدين۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّاَحَدَ عَشَرَةَ اٰیَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

سورۃ الاسراء مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو گیارہ آیات اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔



سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کرایا،

الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①

جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اسے اپنی آیات دکھائیں، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

واقعہ اسراء: سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (وہ اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہے۔ جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔ وہ مسجد اقصیٰ جس کے گرداگرد ہم نے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں۔ بیشک وہ اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے)

۱: سُبْحٰنَ (پاک ہے عیوب سے) تمام عیوب سے اس کی پاکیزگی بیان فرمائی۔ یہ لفظ تسبیح کا علم ہے جیسے عثمان کا لفظ آدمی کیلئے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس کا فعل ہمیشہ مضمر ہوتا ہے ظاہر نہیں کیا جاتا اور اسی وجہ سے یہ منصوب ہے تقدیر عبارت یہ ہے: اسبح الله سبحان میں اللہ سبحان کی تسبیح کرتا ہوں۔ یہ حذف فعل کے بعد اس کے قائم مقام استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ انتہائی پاکیزگی پر دلالت کرتا ہے۔ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔ عبدہ سے محمد ﷺ مراد ہیں اور سری اور اسری یہ دو لغات ہیں۔ لَیْلًا (رات کو) ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

وجہ: اسراء تو رات ہی کو ہوتا ہے پھر اس کو لیلًا سے مقید کرنے کی وجہ تاکید ہے۔ نمبر۲۔ لیلًا کی تنوین تنکیر کیلئے ہوتا کہ اسراء کی مدت میں تقلیل کو ظاہر کیا جائے۔ اور آپ کو رات کے بعض معمولی حصہ میں مکہ مکرمہ سے شام تک چالیس راتوں کے سفر کو طے کرایا۔

مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (مسجد حرام سے) آپ کو ام ھانی بنت ابی طالب کے گھر سے رات کو لے جایا گیا۔ مسجد حرام سے یہاں حرم مراد ہے۔ کیونکہ وہ مسجد کو چاروں اطراف سے محیط ہے۔ اور وہ حرم اس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ الحرم كله مسجد حرم سارا مسجد کے حکم میں ہے۔ نمبر۲۔ مسجد حرام بعینہ مراد ہے۔ اور ظاہر قول یہی ہے کیونکہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا بینا انا فی المسجد الحرام فی الحجر عندا لبیت بین النائم والیقظان [الحدیث رواہ البخاری، مسلم، احمد] دریں اثناء کہ میں بیت اللہ کے پاس مقام حجر میں سونے اور جاگنے کے درمیان حالت میں تھا۔ جبکہ



BestUrduBooks.wordpress.com

جبرئیل علیہ السلام میرے پاس براق لائے اور اس رات میں مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا۔ اور یہ عروج سماء بیت المقدس سے شروع ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر سے واپسی پر قریش کے قافلے اور اس کے اونٹوں کی تعداد اور ان کے احوال بتلائے۔ اور آپ نے آسمانوں پر جو عجائبات دیکھے ان کو بیان فرمایا۔ آپ کی انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ بیت المعمور اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک سال قبل پیش آیا۔ اور یہ معراج حالت بیداری میں ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فقد جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن آپ کی روح کو معراج ہوئی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے (مگر اسنادی اعتبار سے یہ روایات انتہائی کمزور ہیں مترجم)

## قول جمہور:

معراج جسد مع الروح کے ساتھ ہوئی۔ کیونکہ خواب دیکھنا کوئی فضیلت نہیں اور نہ سونے والے کو کوئی درجہ حاصل ہے۔

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی (مسجد اقصیٰ کی طرف) یہی بیت المقدس ہے کیونکہ ان دنوں وہاں مسجد نہ تھی۔ الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ (جس کے اطراف میں ہم نے برکت رکھی ہے) اس سے دین و دنیا کی برکات مراد ہیں کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام کی عبادت کی جگہ اور وحی کا مہبط ہے وہاں بے شمار جاری چشمے اور پھل دار درختوں کی کثرت ہے۔ لِنُرِیَهٗ (تاکہ ہم اس کو دکھائیں) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مِنْ اٰیٰتِنَا (اپنی قدرت کے نشانات) جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں اور ان کے اندر جو کچھ نشانات ہیں۔ اس کا دیکھنا یہ آپ کی نبوت کی علامت ہے۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ (بیشک وہی تمام باتوں کو سننے والا) یعنی اقوال کو الْبَصِیْرُ (دیکھنے والا ہے) احوال کا۔

نکتہ: بلاغت کا طریقہ التفات یہاں لایا گیا ہے کہ کلام غائب و متکلم اَسْرٰی پھر بٰرَکْنَا اور پھر اِنَّهٗ هُوَ کی طرف پھیر دیا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَجَعَلۡنٰهُ هُدًى لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِىۡ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنا دیا کہ تم لوگ میرے علاوہ کسی کو کار ساز

وَكِيۡلًا ؕ ۲ ذُرِّيَّةَ مَنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبۡدًا شَكُوۡرًا ۳ وَقَضَيۡنَاۤ

نہ بناؤ اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا، بے شک وہ شکر گزار بندہ تھے، اور ہم نے بنی اسرائیل کو

اِلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ فِى الۡكِتٰبِ لَـتُفۡسِدُنَّ فِى الۡاَرۡضِ مَرَّتَيۡنِ وَلَتَعۡلُنَّ عُلُوًّا كَبِيۡرًا ۴

کتاب میں یہ بتا دیا تھا کہ تم دو مرتبہ زمین میں ضرور فساد کرو گے اور بڑی بلندی تک پہنچ جاؤ گے

فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ اُوۡلٰٮهُمَا بَعَثۡنَا عَلَيۡكُمۡ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِىۡ بَاۡسٍ شَدِيۡدٍ فَجَاسُوۡا

سو جب ان دونوں میں پہلی مرتبہ کی میعاد کا وقت آئے گا تو ہم تم پر اپنے ایسے بندے بھیج دیں گے جو سخت لڑائی لڑنے والے ہونگے پھر وہ گھروں کے

خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا ۵ ثُمَّ رَدَدۡنَا لَـكُمُ الۡكَرَّةَ عَلَيۡهِمۡ وَ

اندر گھس پڑیں گے، اور یہ وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا، پھر ہم ان پر تمہارا غلبہ واپس کر دیں گے اور

اَمۡدَدۡنٰكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ وَجَعَلۡنٰكُمۡ اَكۡثَرَ نَفِيۡرًا ۶ اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ

مالوں سے اور بیٹوں کے ذریعے تمہاری امداد کریں گے، اور جماعت کے اعتبار سے تمہیں خوب زیادہ بڑھا دیں گے، اگر تم اچھے کام کرو گے تو اپنی جانوں کے لئے

وقف لازم

لِاَنۡفُسِكُمۡ وَاِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ لِيَسُوۡۤءٗا وُجُوۡهَكُمۡ

اچھا کرو گے، اور اگر برے کام کرو گے تو وہ تمہاری جانوں کے لئے ہونگے، پھر جب دوسری مرتبہ کی میعاد کا وقت آئے گا تا کہ وہ تمہارے مونہوں کو بگاڑ دیں

وَلِيَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ كَمَا دَخَلُوۡهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا تَتۡبِيۡرًا ۷ عَسٰى

اور تا کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائیں جیسا کہ وہ اس میں پہلی بار داخل ہوئے تھے اور تا کہ وہ ان سب کو ہلاک کر ڈالیں جو ان کے قابو میں آ جائیں، قریب ہے

رَبُّكُمۡ اَنۡ يَّرۡحَمَكُمۡ ۚ وَاِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا ۘ وَجَعَلۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ حَصِيۡرًا ۸

کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھر وہی کام کرو گے تو ہم بھی وہی معاملہ کریں گے جو پہلے تمہارے ساتھ کیا، اور ہم نے جہنم کو کافروں کا جیل خانہ بنا دیا ہے۔

## موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا تذکرہ:

۲: وَاٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَجَعَلۡنٰهُ (اور موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اس کو بنایا) ہٗ کی ضمیر کتاب کی طرف راجع ہے اور



BestUrduBooks.wordpress.com

کتاب سے مراد تورات ہے۔ هُدًى لِّبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ (بنی اسرائیل کیلئے موجب ہدایت) اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِىْ وَكِيْلًا (اوران سے کہہ دیا کہ تم میرے سوا کسی کو کارساز نہ بنانا) ای لا تتخذوا۔

قراءت: ابو عمرو نے یاء سے پڑھا ہے۔ ای لئلا یتخذوا تا کہ وہ نہ بنائیں میرے سوا کارساز۔ وکیل کا معنی ایسا رب کہ جس کے حوالے اپنے امور کو کرو۔

۳: ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ (اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا) نمبرا۔ یہ اختصاص کی وجہ سے منصوب ہے نمبر۲۔ نداء کی وجہ سے منصوب ہے یہ ان کے نزدیک ہے جنہوں نے تاء کے ساتھ پڑھا اور اس کو نہی قرار دیا۔ یعنی ہم نے انہیں کہہ دیا میرے سوا کسی کو وکیل نہ بناؤ اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا۔

اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (بیشک وہ نوح بڑا شکر گزار بندہ تھا) ہٗ کی ضمیر نوح علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔ مشکور او ہ شکر گزار تھا تنگدستی وخوشحالی ہر دو حالتوں میں۔ الشکر کہتے ہیں نعمت کے مقابلہ میں منعم کی تعریف کرنا۔ روایت میں ہے کہ وہ جب کھاتے، پیتے، پہنتے تو الحمد للہ کہتے۔ اے لوگو! تم ان کی اولاد ہو جو ان پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ کشتی میں سوار کیے گئے۔ پس ان کی ذات کو نمونہ بناؤ۔ جس طرح تمہارے آباؤ اجداد نے بنایا۔ اولاد کے صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے آباء کے طرز عمل کو صحیح طور پر اپنائیں۔ اور آباء کا حال تمہیں معلوم ہو چکا۔ پس اے بیٹو! تم بھی اس طرح بنو۔

## سرکشی بنی اسرائیل:

۴: وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ (اور ہم نے بنی اسرائیل کو صاف بتلا دیا تھا کہ تم ضرور زمین میں فساد کرو گے) ہم نے ان کی طرف فیصلہ کن وحی اتاری یعنی قطعی طے شدہ بات ہے کہ وہ زمین میں فساد کریں گے۔ الکتاب سے تورات مراد ہے۔ لَتُفْسِدُنَّ یہ قسم محذوف کا جواب ہے نمبر۲۔ قطعی فیصلہ قسم کے قائم مقام ہے اور لَتُفْسِدُنَّ اس کا جواب ہے گویا اس طرح فرمایا اقسمنا لتفسدن فی الارض ۔ مَرَّتَيْنِ (دو مرتبہ) پہلی مرتبہ جب زکریا علیہ السلام کو قتل کیا اور ارمیاء علیہ السلام کو قید میں ڈالا گیا۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ان کو ڈرایا۔ اور دوسری مرتبہ جب یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو قتل کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا (اور تم بڑی سخت سرکشی کرو گے) اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے تکبر اختیار کرو گے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا دوسری آیت میں علو کا معنی ہے: اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ [القصص:۴] اس سے مراد ظلم، سرکشی اور مفسدین کا اصلاح کرنے والوں پر غلبہ پانا ہے۔

## سرکشی اوّل سزا:

۵: فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا (جب ان دو بار میں سے پہلی بار کا وقت آیا) وعد سے پہلی مرتبہ کا عذاب ہے۔ بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ (ہم نے تم پر بھیجے) مسلط کر دیئے عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ (اپنے وہ بندے جو بڑے جنگجو تھے) لڑائی میں بہت سخت تھے۔ نمبر۲۔ نینوی کے سخاریب اور اس کی فوج۔ نمبر۳۔ بخت نصر بابلی۔ نمبر۴۔ جالوت۔ انہوں نے علماء کو قتل کیا۔ تورات کو جلا ڈالا۔ مسجد



BestUrduBooks.wordpress.com

کو اجاڑ دیا۔اور ستر ہزار افراد کو قید و بند میں ڈال دیا۔فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ (وہ تمہارے شہروں میں پھیل گئے) وہ گھروں میں لوٹ مار کیلئے پھرنے لگے۔زجاج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔الجوس کسی چیز کو انتہائی کوشش سے ڈھونڈنا۔وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا (اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا) وعدۂ سزا بہر صورت نافذ ہونا تھا۔

## دوبارہ درستگی:

۶: ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّۃَ (پھر ہم نے تمہیں ان دشمنوں پر دوبارہ غلبہ دیا) سلطنت و غلبہ عَلَیْھِمْ جو تم پر مسلط کئے تھے۔جب تم توبہ کر کے فساد سے باز آ گئے اور تکبر چھوڑ دیا۔نمبرا۔ایک قول یہ ہے کہ بخت نصر کا قتل مراد ہے۔اور اس کے ہاتھوں سے قیدیوں کی رہائی و آزادی۔اموال کی واپسی سلطنت کو دوبارہ میسر ہو جانا۔نمبر۲۔طالوت کو بادشاہی دیکر ہم نے سلطنت میسر کر دی۔داود علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا۔وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ جَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا اور ہم نے تمہاری اموال اور اولاد سے مدد کی اور تمہیں لشکر کے لحاظ سے زیادہ کر دیا)۔اس سے جتنی تعداد میں پہلے تھے۔نفیرا یہ تمیز ہے یہ نفر کی جمع ہے وہ آدمی جو اپنی قوم کے ساتھ کوچ کرے۔

۷: اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَھَا (اگر تم اچھے عمل کرو گے تو اس کا فائدہ تمہارے ہی لئے ہوگا۔اور اگر تم برے کام کرو گے تو بھی اپنے ہی لئے کرو گے) ایک قول نمبرا۔یہ ہے کہ لام علٰی کے معنی میں ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے: وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ [البقرہ:۲۸۶] صحیح قول یہ ہے کہ وہ اپنے معنی میں ہے۔کیونکہ اختصاص کیلئے ہے عامل اپنے عمل کے بدلے کے ساتھ خاص ہے خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔یعنی احسان، برائی دونوں تمہارے نفوس کے ساتھ خاص ہیں۔انکا نفع و نقصان غیر کی طرف متعدی نہیں ہو سکتا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے کہ نہ احسان میں نے کسی کے ساتھ کیا اور نہ زیادتی (مگر وہ اپنے نفس کے ساتھ کی) پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ان احسنتم الایۃ۔

## دوسرا موقعہ سزا:

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ (جب دوسرے وعدے کا وقت آیا) دوسرا وعدہ آیا۔ہم نے ان کو مقرر کر دیا۔لِیَسُوْٓءٗ یعنی یہ لوگ وُجُوْھَکُمْ (تا کہ وہ تمہارے چہروں کو بگاڑیں) اور بعثنا کو حذف کر دیا کیونکہ اوّلاً اس کے تذکرہ کی وجہ سے اس پر دلالت موجود ہے۔یعنی لیجعلوھا بادیۃ الاثار المساء ہ الکابۃ فیھا تا کہ ان کو ایسا بنا دیں کہ جس میں برائی اور اکتاہٹ کے آثار ظاہر و نمایاں ہوں جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: سیئت وجوہ الذین کفروا۔[الملک:۲۷]

قراءت: لیسوء شامی، حمزہ ابوبکر نے پڑھا ہے۔اس میں ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوگی نمبر۲۔وعدے کی طرف نمبر۳۔بعث کی طرف۔علی نے لنسوء پڑھا ہے۔وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ (تا کہ وہ مسجد میں گھس جائیں) اَلْمَسْجِدَ سے بیت المقدس مراد ہے۔کَمَا دَخَلُوْہُ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ لِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا (جس طرح پہلی مرتبہ گھس گئے اور اس لئے کہ جس چیز پر وہ غلبہ پالیں اس کو برباد کر ڈالیں) مَا عَلَوْا یہ لِیُتَبِّرُوْا کا مفعول ہے تا کہ وہ ہلاک کر ڈالیں ہر اس چیز کو جس پر غالب آئیں اور مسلط ہوں۔نمبر۲۔غلبہ کا زمانہ اور مدت مراد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ

بے شک یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت دیتا ہے جو بالکل سیدھا ہے، اور ایمان والوں کو بشارت دیتا ہے جو نیک عمل

الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ⑨ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا

کرتے ہیں کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے اور یہ بات بھی بتاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے لئے ہم نے

لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ⑩ وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ⑪ ع

دردناک عذاب تیار کیا ہے اور انسان برائی کے لئے ایسی دعا مانگتا ہے جیسے خیر کے لئے مانگتا ہے اور انسان جلد باز ہے۔

## گنجائش توبہ:

۸: عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ (عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے) دوسری مرتبہ کے بعد۔ اگر تم دوسری مرتبہ توبہ کرلو اور معاصی سے باز آ گئے۔ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا (اگر تم نے پھر وہی کیا تو ہم بھی پھر وہی کریں گے) تیسری مرتبہ تمہاری سزا کی طرف لوٹیں گے انہوں نے معاصی کی طرف جھکاؤ اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اکاسرہ کو ان پر مسلط کر دیا۔ اور ان پر خراج مقرر کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت تک مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا۔ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا (اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قید خانہ بنایا) حَصِيْرًا کا معنی قید خانہ۔ اس کے مُحْصِر، حَصِيْر دونوں نام بولتے ہیں۔

## قرآنی دوست وراہنما:

۹: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (بیشک یہ قرآن اس راستہ کی راہنمائی کرتا ہے۔ جو بالکل سیدھا ہے) اس حالت کیلئے جو حالات میں سب سے زیادہ درست وصحیح ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کے رسولوں پر ایمان اس کی طاعات پر عمل ہے۔ نمبر۲۔ ملت کیلئے۔ نمبر۳۔ راستہ کیلئے۔ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ (اور ان ایمان والوں کو خوشخبری دیتا ہے جو نیک عمل کیا کرتے ہیں)۔

قراءت: حمزہ، علی نے يَبْشُرُ پڑھا ہے۔ اَنَّ لَهُمْ ای بِاَنَّ لَهُمْ کہ ان کے لئے اَجْرًا كَبِيْرًا (بہت بڑا اجر ہے) وہ جنت ہے۔
۱۰: وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ ای بان الذین ۔ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا (کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے تیار کر رکھا ہے) لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (ان کے لئے دردناک عذاب) آگ۔

## ردِ اعتزال:

معتزلہ کے اس قول کی تردید ہے گناہ گار نہ مؤمن رہتا ہے اور نہ کافر ہوتا ہے یہاں ایمان والوں اور ان کے بدلہ کا ذکر کیا اور کفار اور ان کی سزا کا تذکرہ کیا۔ درمیان والوں کا ذکر نہیں کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا

اور ہم نے رات کو اور دن کو دو نشانیاں بنا دیا، سو ہم نے رات کی نشانی کو محو کر دیا اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا،

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾

تا کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو، اور برسوں کی گنتی کو اور حساب کو جان لو، اور ہم نے ہر چیز کو خوب تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

اور ہم ہر انسان کی گردن میں اس کا اعمال نامہ ڈال دیں گے، اور ہم اس کے لئے کھلی ہوئی کتاب نکال دیں گے وہ اس کتاب کو کھلی ہوئی دیکھ لے گا،

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ

تو اپنی کتاب کو پڑھ لے آج تو اپنا حساب کرنے کے لئے کافی ہے جس نے ہدایت پالی تو وہ اپنے ہی نفع کے لئے ہدایت اختیار کرتا ہے

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى

اور جو شخص گمراہ ہوتا ہے اپنی ہی جان کو نقصان پہنچانے کے لئے گمراہ ہوتا ہے، اور کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ اٹھانے والی نہیں، اور جب تک ہم کوئی رسول نہ بھیج

نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾

دیں اس وقت تک عذاب نہیں بھیجتے۔

## انسان بددعا میں جلد باز ہے:

۱۱: وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ (انسان جس طرح (جلدی) سے بھلائی مانگتا ہے اسی طرح برائی مانگتا ہے) تکلیف کے موقعہ پر ناراض ہو کر اپنے نفس اور اہل وعیال اور مال واولاد کیلئے بدعاء کرتا ہے جیسا کہ ان کیلئے خیر کی دعا کرتا ہے۔ نمبر۲۔ جلد ملنے والے نفع کا طالب ہے۔ اگر چہ وہ نفع قلیل مقدار میں ہو۔ اس نقصان کے بدلے میں جو بدیر آنے والا ہو اگر چہ وہ کتنا ہی بڑا ہو۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا (اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے ہر وہ چیز جو اس کے دل میں آتی ہے اس کو جلد طلب کرتا ہے صابر کی طرح اس میں انتظار نہیں کرتا۔ نمبر۲۔ انسان سے کافر مراد ہے کیونکہ وہ عذاب کو بطور استہزاء مانگتا ہے اور جلد طلب کرتا ہے جیسا کہ جب تکلیف پہنچے تو جلدی سے رفاہیت کا طالب ہے اور انسان کے جلد باز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عذاب بہر صورت آنے والا ہے۔ پھر اس جلدی مچانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس سے نضر بن حارث مراد ہے۔ اسی نے یہ کہا اللھم ان کان ھذا ھو الحق فامطر علینا الآیۃ [انفال:۳۲] پس اس کا جواب اس طرح ملا کہ پکڑ کر اس کی گردن ماری گئی۔ یدع میں واؤ کا خط سے ساقط ہونا مناسبت لفظی کی بناء پر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قدرت کی دو نشانیاں:

۱۲: وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً (اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن) یعنی دن اور رات قدرت کی دو نشانیاں ہیں۔ آیت کی اضافت لیل و نہار کی تبیین و وضاحت کیلئے ہوگی جیسا کہ عدد کی اضافت معدود کی طرف کر دی جائے۔ مطلب یہ ہے پس ہم نے مٹا دیا یعنی دھندلا بنا دیا اس نشانی کو جو کہ رات ہے اور دن والی نشانی کو دیکھنے والا بنا دیا۔

نمبر۲۔ رات و دن کے نیر کو دو نشانیاں بنایا۔ اس سے مراد سورج و چاند ہیں۔ اور محونا اٰیة اللّیل سے چاند مراد ہے اس کو دھیمی روشنی والا بنایا۔ جس میں شعاع نہیں۔ سورج کی شعاعیں ہیں اس کی روشنی میں اشیاء واضح اور صاف نظر آتی ہیں۔ لِتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (تا کہ تم اپنے رب کا فضل (روزی) تلاش کرو) تا کہ دن کی سفیدی میں تم اپنے کام کاج میں ادھر ادھر جا سکو۔ وَلِتَعْلَمُوْا (تا کہ تم جان لو) تا کہ تم ان دونئی چیزوں سے عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ (برسوں کی گنتی اور حساب) عدد کا حساب، اعمال کے کرنے کے مواقع، اگر یہ دونوں ایک جیسے ہوتے تو دن رات کی پہچان نہ ہو سکتی اور حریص کمانے والے اور تجار آرام نہ پا سکتے۔ وَكُلَّ شَيْءٍ (اور ہر چیز کی) جن چیزوں کے تم دین و دنیا میں ضرورت مند ہو۔ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا (ہم نے (بخوبی) تفصیل کر دی ہے) ایسی وضاحت جس میں التباس نہیں۔ اسباب بھی تمہارے سامنے واضح کر دیئے تمہارے لئے انکار کی کوئی حجت باقی رہنے نہیں دی جو ہمارے خلاف پیش کر سکو۔

## ہر انسان اپنا عمل ساتھ لیے پھرتا ہے جو قیامت کو ظاہر ہوگا:

۱۳: وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ (اور ہم نے ہر انسان کے اعمال) طائر سے عمل مراد ہے۔ فِيْ عُنُقِهٖ (اس کے گلے میں لٹکا دیے ہیں) یعنی اس کا عمل اس کو اس طرح لازم پکڑنے والا ہے جیسے ہار گلے کیلئے نمبر۲۔ گردن کا طوق بنا دیں گے جو اس سے جدا نہ ہوگا۔ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا (اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا)

نحو: یلقاہ یہ کتاب کی صفت ہے۔

قراءت: شامی نے یُلَقّٰہُ منشورًا یہ یلقاہ سے حال ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ لپٹا ہوا نہ ہوگا کہ اس کو آسانی سے پڑھا جا سکے۔ نمبر۲۔ یہ دونوں کتاب کی صفتیں ہیں۔ اور ہم اسے کہیں گے۔

۱۴: اِقْرَاْ كِتٰبَكَ (تو اپنا نامہ عمل پڑھ لے) تو اپنا نامہ عمل پڑھ۔ ہر ایک کو اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ وہ پڑھا ہوا ہوگا۔ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے) بنفسک کی باء زائدہ ہے تقدیر عبارت یہ ہے کہ کفی نفسک حَسِيْبًا یہ تمیز ہے۔ نمبر۲۔ اور حَاسِبٌ کے معنی میں ہے علٰی اس کے متعلق ہے جیسا کہتے ہیں حَسِبَ عَلَيْهِ كَذَا۔ نمبر۳۔ کافی کے معنی میں ہے۔ اس کو شہید کی جگہ رکھ کر علٰی سے متعدی کیا۔ کیونکہ گواہ مدعی کے اہم معاملہ کیلئے کفایت کرتا ہے۔ حَسِيْبًا کو ذکر کر دیا کیونکہ وہ شَهِيْد کے قائم مقام ہے۔ اسی طرح قاضی امیر کے بھی قائم مقام ہے۔ کیونکہ غلبہ والے کو چاہیے کہ وہ ان امور کا ذمہ دار مردوں کو بنائے۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ نمبر۱۔ کفی نفسک رجلا حسیبا نمبر۲۔ نفس کی تاویل شخص و



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ اس میں نافرمانی کرتے ہیں سو اس بستی پر ہماری بات ثابت ہو جاتی ہے،

فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝۱۶ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

پھر ہم اس بستی کو پوری طرح ہلاک کر دیتے ہیں، اور نوح کے بعد کتنی ہی قرنیں تھیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا، اور آپ کا رب بندوں کے

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ۝۱۷

گناہوں کے جاننے دیکھنے کیلئے کافی ہے۔

ذات سے کی جائے۔

## ہدایت کے اپنے فائدے:

۱۵: مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا (جو شخص راہ پر چلتا ہے۔ وہ اپنے نفع کیلئے راہ پر چلتا ہے۔ اور جو شخص بے راہی کرتا ہے۔ پس وہ بھی اپنے ہی نقصان کے لئے بے راہ ہوتا ہے) اس کو ہدایت کا ثواب اور ضلال کا وبال پہنچے گا۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (اور کوئی شخص کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا) ہر نفس خود اپنا بوجھ اٹھائے گا۔ کسی دوسرے نفس کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (اور ہم سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے) ہم کسی قوم کو دنیا میں استیصال کا عذاب اس وقت تک نہیں دیتے جب تک رسول بھیج کر ان پر حجت تمام نہیں کر دیتے۔

## ہلاکت تکمیل حجت کے بعد ہے:

۱۶: وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا (اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں) قریہ سے اہل قریہ مراد ہیں۔ مُتْرَفِيْن سے مالدار اور زبردست لوگ مراد ہیں۔ اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا ان کو طاعت کا حکم دیتے ہیں۔ یہ ابو عمرو اور زجاج کی قراءت میں ہے۔ فَفَسَقُوْا فِيْهَا (پھر وہ لوگ وہاں شرارت کرتے ہیں) وہ حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ جیسا کہ کہتے ہیں۔ امر ته فعصٰی ۔ نمبر۲۔ کثرت و اضافہ کرنا۔ اس کی دلیل۔ قراءت: یعقوب آمرنا ہے اور اسی معنی میں یہ روایت ہے خیر المال سکة مابورة او مهرة مامورة [احمد، طبرانی] کثرت نسل والا گھوڑا ہے۔ فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ (پھر ان پر حجت پوری ہو جاتی ہے) اس پر وعید لازم ہو جاتی ہے۔ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا (پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں) ہم اس کو پورے طور پر ہلاک کر دیتے ہیں۔

## پہلوں سے عبرت پکڑو:

۱۷: وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ (اور ہم نے بہت سی امتوں کو نوحؑ کے بعد ہلاک کیا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا

جو شخص دنیاوی منافع کا ارادہ کرتا ہے ہم جس کے لئے چاہیں جتنا چاہیں اسی دنیا میں اسے دے دیتے ہیں پھر ہم اس کے لئے دوزخ تجویز کر دیں گے وہ اس میں بدحال ہو کر

مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ

راندۂ درگاہ ہونے کی حالت میں داخل ہوگا اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرے اور اس کے لئے کوشش کرے جیسی کوشش ہونی چاہئے اور وہ مومن ہو سو یہ وہ لوگ ہیں

سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ

جن کی کوشش کی قدر دانی ہوگی، ہم آپ کے رب کی بخشش سے ہر ایک کو دیتے ہیں اُن کو بھی اور ان کو بھی، اور آپ کے رب کی بخشش روکی ہوئی

مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ

نہیں ہے، آپ دیکھ لیجئے ہم نے بعض کو بعض پر کیسی فضیلت دی، اور بلاشبہ آخرت درجات کے اعتبار سے بڑی چیز ہے اور فضیلت کے

تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع ۲

اعتبار سے بھی، اے مخاطب تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بنانا، ورنہ تو مذمت کیا جانے والا، بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا۔

نحو: کم مفعول ہے۔ من القرون یہ کم کا بیان ہے۔ بَعْدَ نُوْحٍ سے عاد و ثمود وغیرہ مراد ہیں۔ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۢ بَصِيْرًا (اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کا جاننے والا دیکھنے والا کافی ہے) اگرچہ وہ اس کو اپنے سینوں میں مخفی رکھنے کی کوشش کریں۔ بصیرا یعنی خواہ وہ اس کو بیسیوں پردوں کے اندر کریں۔

## دنیا چاہنے والے کو دینا:

۱۸: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ (جو شخص دنیا کا خواہش مند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں) نہ وہ جو چاہتا ہے۔ لِمَنْ نُّرِيْدُ یہ لہ کا بدل ہے حرف جار کو دوبارہ لایا گیا ہے۔ یہ بدل البعض ہے۔ ضمیر کا مرجع مَنْ ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے من كانت العاجلة همه ولم يرد غيرها كالكفرة تفضلنا عليه من منافعها بما نشاء لمن نريد جس کا مقصد جلدی ملنے والی چیز (دنیا) ہو اور اس کے علاوہ وہ کسی چیز کا طالب نہ ہو جیسا کہ کفار تو ہم دنیا کی منفعتیں جتنی چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں اس کو دے دیتے ہیں۔ آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اپنی مشیت سے مقید فرمایا۔ اور معجّل لہ کو اس کے ارادہ سے۔ اور واقعہ میں حالت اسی طرح ہے بہت سے دنیا پرستوں کو دیکھتے ہو بے شمار تمنائیں دل میں لئے بیٹھے ہیں۔ مگر ان کو ملتی اس میں سے چند ہیں اور بہت لوگ تھوڑی تمنائیں کرتے ہیں۔ مگر اس سے بھی محروم رہتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت کا فقر جمع کر دیا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف متقی مؤمن وہ آخرت کی غناء کا طالب ہوتا ہے دنیا بقدر حصہ مل



BestUrduBooks.wordpress.com

جاتی ہے۔ بسا اوقات فقر تو اس کے لئے اور زیادہ بہتر رہتا ہے۔ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا (پھر ہم اس کے لئے جہنم تجویز کریں گے وہ اس میں بدحال راندہ ہو کر داخل ہوگا) آخرت میں وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اس حالت میں مذموماً مغضوب مَدْحُوْرًا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دھتکارا ہوا۔

## آخرت کے لئے مؤمن کی محنت قابل قدر ہے:

۱۹: وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا (اور جو شخص آخرت کی نیت کرے گا اور اس کے لئے جیسی کوشش کرنی چاہئے ویسی ہی کوشش کرے گا) سعیہا یہ سعیٰ کا مفعول بہ ہے۔ ایسی کوشش جس کوشش کرنے کا اس کو حق ہے۔ اور کفایت والے اعمال صالحہ۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (بشرطیکہ وہ شخص مؤمن بھی ہو) وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور وعیدوں کی تصدیق کرنے والا بھی ہو۔ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (پس ایسے لوگوں کی یہ کوشش مقبول ہوگی) ان کی کوشش اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اور قابلِ ثواب ہے۔

## قول بعض سلف:

جس کو تین چیزیں میسر نہ ہوں اس کا عمل نفع بخش نہیں نمبر۱۔ پختہ ایمان نمبر۲۔ نیت صادقہ نمبر۳۔ درست عمل اور پھر یہ آیت تلاوت کی اس میں تین شرائط ہی مذکور ہیں۔ نمبر۱۔ کوشش قابل قدر وہی ہے جو آخرت کی غرض سے ہو۔ نمبر۲۔ اور کوشش اسی قدر جس کا وہ مکلف بنایا گیا نمبر۳۔ مضبوط ایمان۔

## عطیہ رزق ہر ایک کو:

۲۰: كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا (اور آپ کے رب کی عطا میں سے تو ہم ان کی بھی امداد کرتے ہیں اور ان کی بھی اور آپ کے رب کی عطا بند نہیں) كُلًّا فریقین میں سے ہر ایک۔ تنوین مضاف الیہ کے عوض میں ہے۔ یہ نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ کی وجہ سے منصوب ہے هٰٓؤُلَآءِ یہ كُلًّا کا بدل ہے۔ ای نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ پہلے هٰٓؤُلَآءِ سے دنیا پرست اور دوسرے هٰٓؤُلَآءِ سے طالبینِ آخرت مراد ہیں۔ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ تیرے رب کا عطیہ جو اس نے عنایت کر رکھا ہے۔ مِنْ کا تعلق نُمِدُّ سے ہے۔ اَلْعَطَاءُ دی جانے والی چیز کا نام ہے۔ یعنی ہم ان کے لئے اپنے عطیات بڑھا دیتے ہیں اور گزشتہ کیلئے پیوستہ کو مدد بنا دیتے ہیں۔ اور منقطع نہیں کرتے۔ نافرمان و فرمانبردار کو محض اپنے فضل سے رزق دیتے اور تیرے رب کا یہ رزق والا عطیہ باوجود نافرمانی روکا نہیں جاتا۔

## دنیا میں درجے ہم نے دیئے:

۲۱: اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (آپ دیکھ لیجئے کہ ہم نے ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی) انظر تم عبرت کی نگاہ سے دیکھو کیف فَضَّلْنَا الایۃ کس طرح ہم نے مال و جاہ کشادگی و کمال میں ایک دوسرے پر فضلیت دے رکھی ہے۔

## آخرت پھر آخرت ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا (اور البتہ آخرت درجوں کے اعتبار سے بھی بہت بڑی اور فضیلت کے اعتبار سے بھی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ

اور آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ عبادت نہ کرو مگر اسی کی، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اے مخاطب اگر تیرے پاس ان دونوں میں سے ایک یا دونوں

اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ

بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف بھی نہ کہنا اور ان کو مت جھڑکنا اور ان سے اچھے طریقے سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے

لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴿۲۴﴾ؕ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا

انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں عرض کرنا کہ اے رب ان پر رحم فرمایئے جیسا کہ انہوں نے مجھے چھوٹا سا پالا ہے۔ تمہارا رب ان چیزوں کو خوب جاننے والا ہے جو

فِیْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾

تمہارے دلوں میں ہیں، بلاشبہ وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

بہت بڑی ہے) روایت میں وارد ہے کہ کچھ اشراف اپنے متعلق لوگوں کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جمع ہوئے۔ بلال و صہیب رضی اللہ عنہما کو اجازت مل گئی ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اس بات سے گرانی ہوئی تو سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں ہمارا اپنا قصور ہے۔ انہیں اور ہمیں سب کو اسلام کی طرف دعوت دی گئی انہوں نے جلدی کی ہم نے تاخیر کی۔ اور یہ تو عمرؓ کا دروازہ ہے۔ آخرت کے دروازہ میں کتنا بڑا فرق ہوگا؟ اگر تم عمر کے دروازہ میں پہلے جانے پر ان سے حسد کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے جنت ان کے لئے جو تیار کر رکھی ہے وہ تو بہت بڑی اور زیادہ ہے۔

## اللہ کے ساتھ اور معبود مت بناؤ یہ اللہ کا فیصلہ ہے

۲۲: لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کرو) اس میں اگرچہ خطاب نبی اکرم ﷺ کو ہے مگر مراد اس سے آپ کی امت ہے۔ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا (ورنہ تو بدحال اور بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا) اے مخاطب تو اپنے نفس کیلئے ذلت و رسوائی دونوں کو جمع کرنے والا ہوگا۔ نمبر۲۔ ذلت آمیز سلوک کیا ہوا اور معاونت سے محروم ہوگا کیونکہ اَلْخُذْ لَانَ یہ نصرت و معاونت کی ضد ہے اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے۔ ان ینصر کم اللّٰہ فلا غالب لکم و ان یخذلکم فمن ذاالذی ینصر کم من بعدہٖ [آل عمران: ۱۶۰] اس آیت میں خُذْلَان کے مقابلہ میں نصرت کو ذکر کیا گیا ہے۔

## والدین کے ساتھ حسن سلوک:

۲۳: وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ (اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے کسی کی عبادت مت کرو) قضٰی کا معنی ہے قطعی حکم دینا۔ الا تعبدو آ میں اَنْ مفسرہ ہے لاتعبدوا نہی ہے۔ نمبر۲۔ یہاں باء محذوف ہے۔ بِاَلَّا تَعْبُدُوْا تیرے رب نے اپنی ہی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (اور تم ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو) نمبر۱۔ احسانًا یہ فعل



BestUrduBooks.wordpress.com

محذوف اَحْسِنُوْا کا مفعول ہے۔ای بالوالدین احسانا نمبر۲۔ باء کے ماتحت ای بان تحسنوا بالوالدین احسانا اور والدین کے ساتھ تم احسان کرنا۔

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ (اگر تیرے پاس پہنچ جائے ان میں سے) نحو : اَمَّا نمبرا۔میں اِنْ شرطیہ اور مَا تاکید کیلئے ملایا گیا۔اسی لئے نون مؤکدہ فعل پر داخل کیا گیا۔اگر فقط اِنْ لاتے تو درست نہ ہوتا کیونکہ اس طرح کہنا درست نہیں۔اِنْ تکرمنّ زیدًا یکرمك ۔البتہ یہ درست ہے اما تکرمنه ۔اَحَدُ هُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا (ایک یا دونوں کو بڑھاپا) اَحَدُ هُمَا یہ یَبْلُغَنَّ کا فاعل ہے۔حمزہ اور علی کی قراءت میں یبلغانّ ہے۔اس میں الف اس ضمیر کے بدلہ میں ہے جو والدین کی طرف راجع ہے۔کلاھما کا عطف احدھما پر ہے۔یہ فاعل و بدل ہے۔فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ (تو ان کو کبھی ہوں بھی مت کہنا)

قراءت: مدنی ،حفص نے اُفٍّ پڑھا۔جبکہ مکی و شامی نے اُفَّ پڑھا اور دوسروں نے اُفِّ پڑھا ہے۔یہ اسم صوت ہے جو اکتاہٹ پر دلالت کرتا ہے،کسرہ کی وجہ تو یہ ہے کہ ساکن کو کسرہ دیا جاتا ہے۔اور فتحہ بطور تخفیف ہے اور تنوین تنکیر پر دلالت کیلئے ہے۔مطلب اس طرح ہوا کیا تم ان سے اکتاتے ہوا کتانا؟ اور تنوین جب نہ پڑھیں تو اس کا مقصد معرفہ قرار دینا ہے۔ای اتضجّر التضجّر المعلوم کیا تو جانی پہچانی اکتاہٹ محسوس کرتا ہے؟

وَّلَا تَنْهَرْهُمَا (اور نہ ان کو جھڑکنا) تو ان کو اس بات میں مت جھڑک جو وہ کریں اور تمہیں پسند نہ ہو۔ممانعت اور النہر (ڈانٹ) ایک چیز ہیں۔وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (اور ان سے خوف ادب سے بات کرنا) اف اور ڈانٹ کے بدلے خوبصورت نرمی والی بات کہو جیسا کہ حسن ادب کا تقاضا ہے۔نمبر۲۔اس طرح کہے ابا جی۔اماں جی۔انکا نام لیکر نہ بلائے کیونکہ یہ بھی بدخلقی ہے۔اور ان کی غیر موجودگی میں نام لینے میں حرج نہیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نحلنی ابو بکر کذا۔

## عندک کا فائدہ:

یہ ہے کہ جب دونوں کا ضعف کی وجہ سے بیٹے پر دارومدار رہ جائے اور گھر میں انکا کوئی کفیل و نگہبان نہ ہو۔تو یہ مزید مشکل وقت ہے۔پس ایسے موقع پر اس کو حکم دیا گیا کہ ان دونوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آئے۔اور اگر ان کی بات و فعل سے اکتا جائے تو تب بھی ایسی بات نہ کہے جو ان کے تکدرِ طبع کا باعث ہو۔مثلاً اُف۔چہ جائیکہ اس سے بڑی اور سخت بات۔اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق وصیت میں مبالغہ فرمایا وہ اس طرح کہ والدین کے احسان کو اپنی توحید کے ساتھ ملا کر ذکر کیا۔پھر ان کی رعایت میں دائرے کو اور زیادہ تنگ کیا اور ایسے کسی کلمہ کے کہنے کی اجازت بھی نہیں دی جو تنگ آئے ہوئے انسان کو نقل کرنے درست ہیں باوجود یکہ اکتاہٹ کے ایسے حالات موجود ہوں جن میں اپنے آپ کو روکنا انتہائی مشکل ہو۔

۲۴: وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ (اور ان کے سامنے انکساری کے ساتھ) ان کے لئے تو اپنے بازو کو جھکا دے جیسا دوسرے مقام پر فرمایا واخفض جناحك للمؤمنین [الحجر:۸۸]

نکتہ: جناح کی اضافت الذُّل کی طرف اسی طرح ہے جیسا کہ حاتم کی اضافت جود کی طرف کی جاتی ہے۔مطلب یہ ہے تو ان کے لئے اپنے عاجز بازو کو جھکا۔مِنَ الرَّحْمَةِ (مہربانی سے جھکے رہنا) ان پر بہت شفقت کرتے ہوئے اور بڑھاپے کی وجہ سے ان



BestUrduBooks.wordpress.com

کے ساتھ مہربانی برتتے ہوئے اور اس وجہ سے کہ آج وہ اس کے محتاج بنے بیٹھے ہیں جو کل مخلوقات میں سب سے زیادہ انکا محتاج تھا۔

قول زجاج: آیت کا معنی یہ ہے کہ تو ان سے نرم پہلو برت اس حال میں کہ انتہائی مہربانی سے ان کے سامنے جھکنے والا ہو۔

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرما جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا) اے انسان! تو فقط ان پر مہربانی کرنے پر اکتفاء نہ کر کیونکہ یہ تو عارضی چیز ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کر کہ اے اللہ تو ان پر اپنی باقی رہنے والی رحمت فرما۔ اور اس دعا کو اپنے بچپن کی شفقت کا بدلہ سمجھ اور اپنی تربیت کی جزاء قرار دے۔ اس میں خطاب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مراد ہے۔ اور یہ دعا اس وقت جائز ہے جبکہ ماں، باپ مسلمان ہوں۔ نمبر۲۔ اگر کافر ہوں تو ایمان لانے کی شرط کے ساتھ ان کے لئے رحمت کی دعا کرے اور ان کے حق میں ہدایت کی دعا کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے رضا اللّٰه في رضا الوالدين و سخطه في سخطهما [ترمذی] دوسری روایت میں ہے کہ یفعل البار ماشاء ان یفعل فلن یدخل النار و یفعل العاق ماشاء ان یفعل فلن یدخل الجنة۔ (الثعلبی)

ایک اور روایت میں جس کو مجمع الزوائد میں نقل کیا گیا ہے۔ اِيَّاكُمْ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ تم اپنے آپ کو والدین کی نافرمانی سے بچاؤ۔ جنت کی خوشبو ایک ہزار میل کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے والدین کے نافرمان کو جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوگی۔ اسی طرح قطع رحمی کرنے والا اور زانی بوڑھا نہ تکبر سے چادر لٹکانے والا۔ بڑائی اللہ رب العالمین کے لائق ہے۔

۲۵: رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا۔ (تمہارا رب تمہارے باطن کو خوب جانتا ہے) جو تمہارے دلوں میں والدین کے ساتھ نیکی کا ارادہ اور ان کی خدمت میں خوشی اور عظمت چھپی ہوتی ہے۔

اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ : (اگر تم سعادت مند ہو) یعنی درستی اور احسان کا قصد کرنے والے ہو۔ پھر غصہ کی حالت میں تم سے کوئی زیادتی ہو جائے اور سینے کی تنگی کے وقت تنگ دلی صادر ہو جو ان کی ایذاء کا باعث بن جائے پھر تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لو اور استغفار کر لو فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا (تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے) الْاَوَّابُ: وہ شخص ہوتا ہے جو گناہ کے بعد توبہ کی طرف جلد رجوع کرے یہ بھی درست ہے کہ یہ عام ہو اور ایسے آدمی کو شامل ہو جس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے۔ پھر وہ اس سے توبہ کرے۔ آپ اس کے ماتحت والدین کے حق میں گناہ کا مرتکب بھی ہو جائے گا۔ جو گناہ کے بعد جلد توبہ کر لے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ

اور رشتہ دار کو اور مسکین کو دو اور مسافر کو اس کا حق دے دو اور مال کو بے جا مت اڑاؤ، بلاشبہ مالوں کو بے جا اڑانے والے

كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ

شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے، اور اگر تو اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جسکی تو امید رکھتا ہے، ان لوگوں کی

رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ

طرف سے پہلو تہی کرے تو ان سے نرم بات کہہ دینا، اور تو اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کی طرف باندھا ہوا مت رکھ،

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے ورنہ تو ملامت کیا ہوا خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ رہے گا، بلاشبہ تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق میں فراخی دیدیتا ہے

وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾

اور وہ رزق میں تنگی بھی فرما دیتا ہے، بلاشبہ وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے، دیکھنے والا ہے۔

## قرابت دار کا حق:

۲۶: وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى (اور دو اپنے قرابت والے کو) جو تیرا قریبی ہو حَقَّهٗ (اس کا حق) اس وقت خرچ کرنا جبکہ محرم مساکین ہوں۔ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ (مساکین اور مسافر) یعنی ان کو زکوۃ میں سے انکا حق دو۔ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا (اور تم فضول خرچی نہ کرو) اسراف نہ کرو۔ نمبر۲۔ ایک قول یہ ہے کہ تبذیر مال کو ایسے مقام پر خرچ کرنا جو حلال نہ ہو اور نہ خرچ کا مقام ہو۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر کسی نے ایک مُدّ غلط مقام پر خرچ کیا تو وہ بھی تبذیر میں شامل ہے۔ کسی آدمی نے خیر میں بہت مال خرچ کیا تو اس کے دوست نے کہا اسراف میں خیر نہیں تو اس نے برجستہ جواب دیا خیر میں اسراف نہیں۔

## تبذیر کی ممانعت:

۲۷: اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ (بیشک فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں) جو شرارت میں ان کی مثل ہیں۔ یہ انتہائی مذمت کا کلمہ ہے کیونکہ شیطان سے بڑھ کر کوئی شریر نہیں۔ نمبر۲۔ وہ ان کے بھائی اور دوست ہیں کیونکہ وہ اسراف وغیرہ کے کام جن کا وہ حکم دیتے ہیں ان میں ان کی پیروی کرتے ہیں۔

وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے) ان باتوں میں اطاعت کرنا مناسب ہے۔ شیطان اس کام کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جو اس کے اپنے فعل کی طرح ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۸: وَاِمَّا تُعۡرِضَنَّ عَنۡهُمُ (اور اگر تمہیں ان سے رخ پھیرنا پڑے) اگر تم قرابت والوں اور مساکین، ابن سبیل سے واپس لوٹانے سے حیا کرتے ہوئے اعراض کرو۔ ابۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ تَرۡجُوۡهَا فَقُلۡ لَّهُمۡ قَوۡلًا مَّيۡسُوۡرًا (اس رزق کی امید میں جس کے تم اپنے رب کی طرف سے امیدوار ہو تو ان کو نرمی والی بات کہو) یعنی اگر تم اس رزق کے نہ ہونے کی وجہ سے اعراض کرتے ہو جس کے ملنے کی تمہیں امید ہے تو ان کو اچھی بات کہہ کر لوٹاؤ۔ آیت میں رزق کو رحمت سے تعبیر فرمایا۔ اور فقد کی بجائے اِبۡتِغاء کا لفظ لایا گیا۔ یہ اس کا لازم ہے کیونکہ رزق کو گم پانے والا اُسکا متلاشی ہوتا ہے گویا فقد سبب ابتغاء ہے اور ابتغاء مسبب عنہ ہے۔ پس مسبب کو سبب کی جگہ لایا گیا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے یُسر الامرو عُسر جیسے سُعِد الرجل و نُحس۔ یہ مفعول ہے۔

نمبر۲۔ کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ انہیں اس طرح کہہ دو۔ رَزَقنا اللّٰہ و ایاکم من فضلہ اس صورت میں یہ ان کے حق میں وسعت رزق کی دعا ہے۔ گویا اس کا معنی اس طرح ہے قولاً ذامیسور وھو الیُسر یعنی ایسی دعا جس میں وسعت ہو۔ ابتغاء نمبر۱۔ یہ مفعول لہ ہے۔ نمبر۲۔ مصدر ہے جو موضع حال میں لایا گیا ہے اور ترجوھا یہ حال ہے۔

## بخل و اسراف کی ممانعت:

۲۹: وَلَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ مَغۡلُوۡلَةً اِلٰى عُنُقِكَ (اور تم اپنے ہاتھ کو گردن سے بندھا ہوا نہ کردو) وَلَا تَبۡسُطۡهَا كُلَّ الۡبَسۡطِ اور نہ بالکل کھول دو) یہ مصدر کی طرف اضافت کی وجہ سے منصوب ہے۔ یہ صرف کے عطاء کرنے اور بخیل کے ہاتھ روک لینے کی تمثیل ہے۔ اس میں اسراف و بخل کو چھوڑ کر میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے۔ فَتَقۡعُدَ مَلُوۡمًا (ورنہ بیٹھ جاؤ گے ملامت کیے ہوئے) پس تم ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ کے ہاں ملامت کیے ہوئے کیونکہ مسرف اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اور لوگوں میں بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ فقیر کہے گا۔ اس نے فلاں کو دیا اور مجھے محروم کر دیا۔ اور غنی کہے گا: یہ شخص معیشت کے معاملات کو درست طور پر نہیں جانتا۔ اور دل میں ملامت محسوس کرتے ہوئے کہو گے اُوہو! میں محتاج ہو گیا پس اس طرح شرمندگی ظاہر کرو گے۔

مَّحۡسُوۡرًا (خالی ہاتھ) سب سے منقطع ہو کر کہ تیرے پاس کوئی چیز نہ رہی ہو یہ حسرہ السفر سے ہے جب کہ سفر کا اس پر واضح اثر ہو۔ نمبر۲۔ ننگا یہ اس وقت ہے جب کہ حسر راسہ سے لیا جائے یعنی اس کا سر ننگا ہوا۔ ایک مسلمان عورت سے اس کی سوکن یہودیہ کا اس بات میں مقابلہ ہوا کہ محمد ﷺ حضرت موسیٰ سے زیادہ سخی ہیں۔ چنانچہ اس عورت نے اپنی بیٹی کو حضور ﷺ کے پاس بھیجا اور آپ ﷺ سے وہ قمیص مانگی جو آپ ﷺ نے پہن رکھی تھی اور گھر میں بغیر قمیص کے تشریف فرما رہے۔ ادھر نماز کا وقت آ گیا آپ ﷺ نماز کیلئے تشریف نہ لائے پس یہ آیت اُتری: (اسباب النزول للواحدی: صفحہ نمبر۱۹۴)

## رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے:

۳۰: پھر اللہ تعالیٰ نے جو آپ ﷺ کو تنگی وغیرہ پیش آتی اس کے متعلق تسلی دی کہ یہ آپ ﷺ کی تذلیل کیلئے نہیں اور نہ آپ ﷺ کے متعلق کسی بخل کی بناء پر ہے بلکہ قدرت الٰہی کا اظہار ہے کہ رزق کا کھول دینا اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس لئے فرمایا: اِنَّ رَبَّكَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ (بے شک آپ کا رب جس کیلئے چاہتا ہے رزق کو فراخ کر دیتا ہے) پس رزق کا کھول دینا آپ کے اختیار میں نہیں۔ وَيَقۡدِرُ (اور تنگ کر دیتا ہے) یعنی وہی تنگ کرتا ہے پس آپ پر کوئی ملامت نہیں اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرًا (بے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ

اور تم اپنی اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، انہیں ہم رزق دیں گے، اور تمہیں بھی، بلاشبہ ان کا قتل کرنا

خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا

کبیرہ گناہ ہے، اور زنا کے پاس نہ جاؤ بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی اور بری راہ ہے، اور اس جان کو قتل

النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ

نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام قرار دیا مگر یہ کہ حق کے ساتھ ہو، اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں قتل کیا گیا تو ہم نے اس کے ولی کے لئے تسلط

سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا

رکھا ہے سو وہ قتل میں حد سے آگے نہ بڑھے بلاشبہ اس کی مدد کی جائے گی اور تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر

بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾

اس طریقہ پر جو بہتر ہے یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے، اور عہد کو پورا کرو، بلاشبہ عہد کی پوچھ گچھ ہوگی

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾

اور جب تم ناپو تو پورا ناپو، اور صحیح ترازو سے تولو، یہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے اچھی چیز ہے۔

شک وہ اپنے بندوں کے بارے میں خبردار ہے) یعنی ان کی مصلحتوں کا لحاظ کر کے حکم کو جاری فرمانے والا ہے۔ بَصِيْرًا (اور ان کو دیکھنے والا ہے) یعنی ان کی حاجات کو۔ اسلئے ان کے مطابق فیصلے فرماتا ہے۔

## قتل اولاد کی ممانعت:

۳۱: وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ (اور تم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو)۔ انہوں نے اپنی اولاد کو قتل اور بیٹیوں کو زندہ درگور کیا۔ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ (بھوک کے ڈر سے) اِمْلَاق کا معنی فقر آتا ہے۔ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ (ہم ہی ان کو رزق دینے والے ہیں اور تمہیں بھی) ان کو اس قتل سے منع کیا اور ان کے رزق کی ضمانت دی۔ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (انکا قتل کرنا یقیناً بڑا جرم ہے۔) بڑا گناہ۔ کہا جاتا ہے خَطِئَ خطأً جیسے اَثِمَ اِثْمًا۔

قراءت: شامی نے خَطَأً پڑھا ہے۔ یہ صَوَاب کی ضد ہے۔ اور اَخْطَأَ سے یہ اسم ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ خطا اور خطأ یہ الحذر الحذ کی طرح ہیں۔

قراءت: مکی نے خِطَاء (کو مد وکسر) دونوں کے ساتھ پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## زنا کے قریب مت جاؤ:

۳۲: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اس میں قصر اکثر استعمال ہوتا ہے اور مد سے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور کبھی اس کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ اور اس صورت میں دواعی وطی سے منع کرنے کو کہا جاتا ہے۔ مثلاً چھونا، بوسہ دینا وغیرہ۔ اگر نفس زنا سے روکا جاتا تو لاتزنوا کہتے۔ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً (بیشک وہ بے حیائی ہے) وہ ایسی معصیت ہے جو حد شرع اور حدود عقل سے تجاوز کرنے والی ہے۔ وَسَآءَ سَبِيْلًا (اور برا راستہ ہے) یعنی اس کا راستہ بدترین راستہ ہے۔

## قتل مت کرو:

۳۳: وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ (اور جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو مت قتل کرو۔ ہاں مگر حق کے ساتھ) یعنی اگر وہ کسی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جس سے اس کا خون مباح ہو جائے۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا (جو قتل کیا گیا ناحق) یعنی وہ کسی ایسی چیز کا ارتکاب کرنے والا نہیں تھا۔ جس سے اس کا خون مباح ہوتا۔ فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا (پس ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا) یعنی قصاص لینے میں قاتل پر تسلط و غلبہ عنایت کیا ہے۔ فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ (وہ قتل میں اسراف نہ کرے) اس میں ضمیر ولی کی طرف لوٹ رہی ہے کہ وہ غیر قاتل کو قتل نہ کرے۔ اور نہ دو کو قتل کرے جبکہ قتل کرنے والا ایک ہی ہو۔ جس طرح زمانہ جاہلیت میں یہ رواج چل رہا تھا۔ نمبر۲۔ اسراف سے مراد مثلہ ہے۔ نمبر۳۔ یا ضمیر قاتل اول کی طرف راجع ہے۔

قراءت: حمزہ اور علی نے مخاطب کا صیغہ فَلَا تُسْرِفْ پڑھا ہے۔ اور ضمیر خطاب ولی کی طرف لوٹائی ہے۔ نمبر۴۔ یا قاتل مظلوم کی طرف راجع ہے (ولی کو قصاص کا اختیار ہے اسراف کا نہیں) اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا (بے شک وہ طرف داری کے قابل ہے) اس میں ضمیر ولی کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس کے لئے کافی یہ ہے کہ اللہ نے اس کی مدد کی ہے اور قصاص کا حق رکھ دیا۔ پس وہ اس سے زیادہ کا طالب نہ ہو۔ نمبر۲۔ یہ ضمیر مظلوم کی طرف راجع ہے کہ اللہ اس کا مددگار ہے اسی لیے اس کے بندے میں قصاص لازم کیا اور آخرت میں اس کی مدد یہ ہے کہ اس کو ثواب عنایت فرمائے گا۔ نمبر۳۔ یا ضمیر اس شخص کی طرف لوٹتی ہے جس کو ولی ناحق قتل کرے اور اس کے قتل میں حد سے تجاوز کیا ہے۔ اسی لیے اللہ کی طرف سے اس کی مدد کی گئی کہ مسرف اس پر قصاص لازم کر دیا گیا۔

## قصاص میں برابری:

آیت کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قصاص آزاد اور غلام اور مسلم اور ذمی کے درمیان جاری ہوگا۔ کیونکہ نفس ہونے کے اعتبار سے اہل ذمہ اور غلام بھی اس میں داخل ہیں اور ان کے نفوس بھی نفوس محرمہ ہیں۔

## یتیم کا مال مت کھاؤ:

۳۴: وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ۔ مگر اس طریقے سے جو کہ بہت بہترین ہو) یعنی اس طریقے اور انداز سے جو کہ بہت خوب ہو۔ اور یہ وہی طریقہ ہے۔ جس سے اس کی حفاظت ہو اور اس میں اضافہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ

اور تو اس کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہ ہو، بلاشبہ کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں

مَسْئُوْلًا ﴿۳۶﴾ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ

سوال ہوگا، اور تو زمین میں اتراتا ہوا مت چل، بے شک تو ہرگز زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور ہرگز پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ نہیں

طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾

سکتا، یہ سب برے کام تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔

ہو۔ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ (یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے) یعنی اس کی عمر اٹھارہ سال کی ہو جائے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ (اور تم وعدے کو پورا کرو) اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کو انجام دے کر۔ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بیشک وعدے کی باز پرس ہونے والی ہے) مسئول یہاں مغلوب کے معنی میں ہے۔ اس لئے کہ معاہد سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس کو ضائع نہ کرے اور اس کو پورا کرے نمبر۲۔ یا ہر صاحب عہد سے باز پرس کی جائے گی۔

## ماپ تول پورا کرو:

۳۵: وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ (اور تم ناپ کرتے وقت ناپ کا پیمانہ پورا کر دیا کرو۔ اور وزن صحیح ترازو سے کرو)

قراءت: القسطاس قؔ کے کسرہ سے حمزہ علی اور حفص کی قراءت ہے جبکہ نافع ابن کثیر نے قؔ پر ضمہ پڑھا ہے قسطاس کا معنی ہر چھوٹا بڑا میزان خواہ دراھم وغیرہ کے لیے استعمال ہو۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد بھاری اشیاء تولنے کا ترازو اور کانٹا مراد ہے۔ المستقیم معتدل کو کہتے ہیں۔

ذٰلِكَ خَيْرٌ (یہ بہت بہتر ہے) وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (اور بہت خوب ہے نتیجے کے لحاظ سے) تاویل یہ تفصیل کے وزن پر ہے۔ آل یاؤل کا معنی لوٹنا۔ تاویل جس کی طرف لوٹا جائے۔

## جھوٹی گواہی مت دو:

۳۶: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (اور جس چیز کا تم کو علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ چلو) یعنی اس کی اتباع نہ کرو جس کو تم جانتے ہی نہیں۔ یعنی اس طرح نہ کہو رَاَيْتُ وَ سَمِعْتُ حالانکہ تم نے نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے۔ ابن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہیکہ جھوٹ کی گواہی نہ دو۔ اور ابن عباسؓ فرماتے ہیں کسی کے متعلق ایسی بات مت کہو جو تم اس کے متعلق نہیں جانتے۔

نکتہ: جن لوگوں نے اس سے اجتہاد کے باطل ہونے پر استدلال کیا ہے وہ درست نہیں۔ کیونکہ اجتہاد علم کی ایک قسم ہے اور یہاں



BestUrduBooks.wordpress.com

جس کی تردید ہے اس کے لئے مالیس لك به علم کے الفاظ موجود ہیں۔

سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۱۰ میں فرمایا فان علمتموھن مؤمنٰت کہ اگر تم ان عورتوں کو اپنے اجتہاد سے مؤمنہ سمجھو اور دوسری بات یہ ہے کہ شارع نے غالب ظن کو علم کے قائم مقام قرار دیا ہے اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ شہادات میں یہ بات واضح ہے اور اس سے تو ہمارے لیے خبر واحد پر عمل کرنے کا ثبوت میسر ہو رہا ہے جیسا کہ ہم نے عرض کیا۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا بلاشبہ کان آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کے متعلق باز پرس ہوگی) اولئك کا اسم اشارہ سمع بصر اور فواد کی طرف ہے اولئک سے عاقل اور غیر عاقل ہر دو کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں جیسا کہ جریر کے اس شعر میں

ذم المنازل بعد منزلةِ اللوٰی ☆ و العیش بعد اولئكَ الایّام

یہاں اولئك میں زندگی کے گزرے ہوئے دنوں کی طرف اشارہ ہے۔

نحو : عنہ یہ فاعلیت کی وجہ سے موضع رفع میں ہے یعنی ان میں سے ہر ایک مسئول ہے مسئول کا اسناد جار مجرور کی طرف ہے جیسا کہ المغضوب کا اس آیت میں غیر المغضوب علیہم فاتحہ آیت نمبر ۷۔ اس وقت انسان کو کہا جائے گا اے انسان! وہ بات تو نے کیوں سنی جس کا سننا تیرے لیے حلال نہیں تھا۔ اور کیوں وہ چیز دیکھی جس کا تیرے لیے دیکھنا حلال نہ تھا۔ اور کیوں تو نے ایسی چیز کا ارادہ کیا جس کا تیرے لیے ارادہ کرنا صحیح نہ تھا۔ [ کذا فی الکشاف ] مگر بعض علماء نے اس کو تسلیم نہیں کیا کیونکہ جار مجرور اس وقت فاعل کے قائم مقام ہوتے ہیں جبکہ وہ فعل سے مؤخر ہوں۔ جب مقدم ہو تو پھر فاعل کا قائم مقام نہیں بن سکتے۔

## اکڑ کر مت چل :

۳۷ : وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا (تو زمین پر اکڑ کے نہ چل) مَرَحًا یہ حال ہے اور معنی اس کا اکڑ والی مستی والی۔ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ (تو ہرگز زمین کو پھاڑ نہ سکے گا) یعنی اپنے روندنے سے اس کے اندر تو دراڑ نہیں ڈال سکتا اور نہ سخت دبانے سے چیر سکتا ہے۔ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا (تو ہرگز پہاڑوں کی اونچائی کو نہیں پہنچ سکے گا) یعنی اپنے اٹھ اٹھ کر چلنے سے اس میں مغرورانہ چال والے کی حماقت کا ذکر کیا گیا ہے۔ نمبر ۲۔ دوسرا معنی کہ تو طاقت میں پہاڑوں کے برابر نہیں ہو سکتا اس صورت میں یہ طولا فاعل سے حال ہے یا مفعول سے حال ہے۔

## شرک سے اکڑ تک تمام ناپسندیدہ کام ہیں :

۳۸ : كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ (یہ سارے برے کام ناپسندیدہ ہیں)۔ قراءت کوفی و شامی نے سیئ کی اضافت کل کی ضمیر کی طرف کی ہے اور دوسروں نے سیئة پڑھا ہے۔ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا (تیرے رب کے ہاں) یہاں مکروھا کو مذکر لائے۔ کیونکہ سیئة اسماء کے حکم میں الذّنب اور الاثم کی طرح ہو کر صفت کے حکم سے خارج ہو گیا۔ پس اس کی تانیث کا اعتبار نہ رہا۔ جیسا کہ تم کہتے ہو الزِّنٰی سیئة او السرقة سیئة۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى

یہ باتیں اس حکمت میں سے ہیں جو آپ کے رب نے آپ کی طرف وحی کے ذریعہ بھیجی ہیں، اور اے مخاطب اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود تجویز نہ کر ورنہ تو

فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ

ملامت کیا ہوا راندہ کیا ہوا دوزخ میں ڈالا جائے گا، کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹوں کے ساتھ مخصوص کر دیا اور فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنا لیا

اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع ۴

بلاشبہ تم بڑی بات کہتے ہو۔

## اعتراض:

خصال مذکورہ میں بعض برے اور بعض اچھے ہیں اسی لئے سیئہ کو اضافت سے بعض قراء نے پڑھا۔ یعنی جو ان مذکورہ میں سے سیّئۃ ہیں۔ وہ تیرے رب کے ہاں ناپسند ہیں۔ لیکن سیّئۃ پڑھنے کی کیا وجہ ہے؟

**جواب**: کل ذٰلِكَ کا لفظ تمام ممنوعات کو خاص کر محیط ہے۔ شمار کی ہوئی تمام خصلتیں اس سے مراد نہیں۔

## شرک کی بار بار مذمت:

۳۹: ذٰلِكَ اس سے لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا کی طرف اشارہ کیا۔ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ (یہ ان میں سے ہیں جو تیرے رب نے تیری طرف حکمت کی باتیں وحی کی ہیں) جن کی صحت پر عقل صحیح شاہد ہے۔ اور نفس کو ان کی پیروی مناسب و لائق ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا (اے انسان! تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود نہ قرار دے ورنہ ملامت کیا ہوا دھتکارا ہوا جہنم میں ڈال دیا جائے گا) مَدْحُوْرًا رحمت سے دھکے مار کر ہٹایا ہوا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

یہ اٹھارہ آیتیں الواح موسیٰ علیہ السلام میں تھیں (یعنی لا تجعل مع اللہ سے لیکر مدحورًا تک) ان آیات کی ابتداء اور اختتام میں شرک سے روکا گیا کیونکہ توحید ہر حکمت کی چوٹی اور اس کا نچوڑ ہے اور اگر توحید نہ ہو تو حکمت بے فائدہ ہے۔ اگرچہ حکماء اس میں اپنی پوری قوت صرف کر دیں اور وہ ان میں آسمان کی بلندی سے ٹکرانے لگیں دیکھو فلاسفہ کو حکمتوں کے دفاتر نے کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ وہ اللہ کے دین کی نگاہ میں چوپایوں سے بدتر گمراہ ہیں۔

## کفارِ مکہ کو خطاب:

۴۰: پھر ان لوگوں کو خطاب کیا گیا جن کا قول یہ تھا الملٰئکۃ بنات اللہ چنانچہ ارشاد فرمایا اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ (کیا تمہارے رب نے تمہارے لئے لڑکوں کو مخصوص کر دیا) اس میں ہمزہ انکار کے لئے ہے کہ کیا تمہارے رب نے مخلصانہ طور پر اولاد



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ

بلاشبہ ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا ہے تا کہ لوگ سمجھیں اور یہ ان کی نفرت ہی میں اضافہ کرتا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اگر اس کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے

كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا

جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو انہوں نے عرش والے کی طرف راستہ تلاش کر لیا ہوتا، وہ پاک ہے اور اس سے برتر ہے جو یہ لوگ

كَبِيْرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ

کہتے ہیں، ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان

بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤٤﴾

نہیں کرتی لیکن تم ان کی حمد کو نہیں سمجھتے، بلاشبہ وہ حلیم ہے غفور ہے۔

میں سے افضل ترین یعنی لڑکوں کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔

وَّاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اور اپنے لئے لڑکیاں اختیار کر لی ہیں یعنی ان سے کم درجہ اولاد جو کہ لڑکیاں ہیں ان کو اپنے لئے منتخب کیا ہے حالانکہ یہ خلافِ حکمت ہے اور عقل بھی اس کی تصدیق نہیں کرتی۔ غلام یہ پسند نہیں کرتے کہ وہ اپنے لئے عمدہ اور منتخب چیزیں چن لیں اور ردی اور حقیر ترین اپنے آقاؤں کیلئے۔ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا (بے شک تم بہت بڑی بات کہتے ہو) جبکہ تم نے اس کی طرف اولاد کی نسبت کی ہے حالانکہ اولاد جسم کے خواص میں سے ہے پھر ستم ظریفی یہ کہ تم نے اپنے آپ کو اس پر فضیلت دی اس طرح کہ اس کے لئے وہ اولاد مقرر کی جس کو خود تم نے اپنے لئے ناپسند قرار دیا۔

## نصیحت کے باوجود نفرت میں اضافہ:

۴۱: وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ (بلاشبہ ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا ہے) قرآن سے یہاں جو اس وقت تک اتارا گیا۔ مطلب یہ ہے، ہم نے اس کو بار بار بیان کیا یعنی اس معنی کو قرآن کے کئی مقام پر لائے اور ضمیر کو چھوڑ دیا کیونکہ وہ جانا پہچانا مضمون ہے۔ لِيَذَّكَّرُوْا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

قراءت: حمزہ اور علی نے اس کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی ہم نے اس کو بار بار دھرایا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا (مگر ان کی نفرت ہی بڑھتی چلی گئی) یعنی حق سے۔ حضرت سفیان ثوری جب اس آیت کو پڑھتے تو کہتے اے اللہ! میرے خشوع وخضوع میں اس چیز نے اضافہ کر دیا جس نے تیرے دشمن کی نفرت کو بڑھا دیا۔

## اور معبود ہوتے تو کبھی مل کر غلبے کی کوشش کرتے:

۴۲: قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗ (آپ کہہ دیں اگر اس کے ساتھ اور بھی معبود ہوتے) ہٗ کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اٰلِهَةٌ كَمَا



BestUrduBooks.wordpress.com

یَقُوْلُوْنَ (جیسا یہ لوگ کہتے ہیں) کی وحفص نے یاء سے یقولوں پڑھا جبکہ حمزہ وکسائی وغیرہ نے تاء سے پڑھا ہے۔اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا (اس وقت انہوں نے عرش والے کی طرف راستہ ڈھونڈ لیا ہوتا) غلبہ پانے کیلئے اس کی طرف ضرور راستہ تلاش کرتے اس کی طرف جس کی بادشاہت وربوبیت ہے جیسا کہ بادشاہ دوسرے بادشاہوں کیلئے کرتے ہیں نمبر۲۔ضرور اس کا قرب تلاش کرتے جیسا کہ اس آیت میں ہے: اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ [الاسراء:۵۷] اذا دلالت کررہا ہے کہ لابتغوا مشرکین کی بات کا جواب ہے اور لَوْ کی جزاء ہے۔

## معلوم ہوا وہ ایک ہی سبحان ہے:

۴۳: سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ اللہ تعالیٰ ان عیوب سے پاک ہے جو باتیں یہ لوگ کہتے ہیں۔

قراءت: حمزہ،علی نے تقولون تاء سے پڑھا ہے۔

عُلُوًّا (برتر ہے) بلند ہے اس سے مراد براءت نزاہت ہے۔ كَبِیْرًا (بہت ہی) کبیر کے لفظ سے علو کی صفت بیان کی ہے تاکہ براءت میں مبالغہ ہو جائے اور جو کچھ لوگ بیان کرتے ہیں اس سے خوب بعد ودوری ثابت ہو جائے۔

۴۴: تُسَبِّحُ عراقی نے سوائے ابوبکر کے تاء سے پڑھا۔نافع،ابن کثیر نے یاء سے لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (تمام ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے ان میں ہیں وہ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو) یعنی سبحان اللہ و بحمدہٖ کہتی ہے سدی کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا جو مچھلی سمندر میں شکار بنتی ہے اور اسی طرح جو اڑنے والا پرندہ شکار ہوتا ہے۔اس کا سبب ذکر الٰہی سے غفلت ہے۔[کنز العمال:۱۹۱۹]

وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (لیکن تم اس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے) کیونکہ اس کی بولی الگ ہے۔نمبر۲۔اس کا ادراک تمہارے لیے گراں ہے۔نمبر۳۔اس کی طرف دیکھنے والے کی تسبیح کے سبب سے طور مشہور ہے بھلائی کی طرف راہنمائی کرنے والا اس کے کرنے والے کی طرح ہے۔پہلی وجہ زیادہ درست ہے۔اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا (بیشک وہ حلم والا ہے) بندوں کی جہالت کے باوجود غَفُوْرًا (ایمان والوں کے گناہوں کو بخشنے والا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ﴿۴۵﴾

اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِىْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى

اوران کے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں، اور ہم ان کے کانوں میں ڈاٹ دے دیتے ہیں، اور جب آپ قرآن میں صرف اپنے رب کا ذکر

الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ

کرتے ہیں تو وہ پشت پھیر کر نفرت کرتے ہوئے چل دیتے ہیں جس وقت وہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ کس غرض سے کان لگائے ہوئے

اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ

ہیں جس وقت یہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں ہمیں اس کا بھی خوب علم ہے، جبکہ ظالم لوگ یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ بس ایک ایسے شخص کا اتباع کر رہے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے، دیکھ لیجئے

كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾

آپ کے لئے کیسے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں سو یہ لوگ گمراہ ہو گئے سو راہ یاب نہیں ہو سکتے۔

## قرآن اور منکروں کے درمیان پردے پڑے ہیں:

۴۵: وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ (جب آپ قرآن مجید پڑھتے ہیں تو ہم نے آپ کے اوران ) الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پردہ تنا ہوا حائل کر دیتے ہیں) مستور کا معنی ستر والا نمبر ۲۔ ایسا پردہ جو چھپنے کی وجہ سے نظر نہیں آتا۔

## ان کے دلوں پر بھی پردے ہیں:

۴۶: وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً (اوران کے دلوں پر پردے ڈال دیتے ہیں) اکنۃ جمع کنان ہے۔ ایسا پردہ جو کسی چیز کو ڈھانپ لے۔ اَنْ يَّفْقَهُوْهُ (اس سے کہ ان کو قرآن فہمی حاصل ہو) اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ وہ اس کو سمجھیں۔ وَ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا (اوران کے کانوں میں ڈاٹ لگا دیتے ہیں) وقرا ایسا بوجھ جو سننے سے رکاوٹ ہو۔ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ (جب آپ قرآن میں اکیلے اپنے ہی رب کا ذکر کرتے ہیں) محاورہ میں کہا جاتا ہے وحد یحد وحدًا وحدۃ جیسے وعد یعد عدۃ یہ مصدر ہے جو حال کے قائم مقام آیا ہے اصل میں یحد وحدہٗ بمعنٰی واحدًا کے ہے۔

وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ (تو وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے پشت پھیرتے ہیں) یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتے ہیں۔ نُفُوْرًا (نفرت کرتے ہوئے) یہ پیٹھ پھیرنے کے معنی میں ہے نمبر ۲۔ جمع نافر ہے جیسا قاعد اور قعود یعنی وہ پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝۴۹ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً

اور انہوں نے کہا کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو نئی پیدائش کی صورت میں اٹھائے جائیں گے آپ فرما دیجئے کہ تم پتھر ہو جاؤ

اَوْ حَدِيْدًا ۝۵۰ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ

یا لوہا یا کوئی دوسری مخلوق اس مخلوق میں سے بنجاؤ جو تمہارے سینوں میں بڑی معلوم ہو رہی ہو، اس پر وہ کہیں گے کہ وہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ زندہ کریگا۔ آپ فرما دیجئے

الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى

وہی دوبارہ پیدا فرمائے گا جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا، اس پر وہ آپ کی طرف اپنے سروں کو ہلائیں گے اور کہیں گے کہ یہ کب

هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝۵۱ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ

ہوگا؟ آپ فرما دیجئے کہ وہ عنقریب ہو جانے ہی والا ہے جس دن تمہیں بلائے گا سو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل کر لو گے۔ اور یوں خیال کرو گے

ع ۵ ۱۲ ۵ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۵۲ ع

کہ تم بہت ہی کم ٹھہرے۔

ساتھ اور معبودوں کا تذکرہ بھی ہو کیونکہ وہ مشرک ہیں جب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو سنتے ہیں تو نفرت کرتے ہیں۔

## قرآن استہزاء و دیگر اغراض کے لئے سنتے ہیں پھر قرآن کو سحر کہتے ہیں:

۴۷: نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖ (ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے یہ کان لگاتے ہیں) یعنی ہم اس حالت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ نمبر۲۔ اس طریقہ کو اچھی طرح جانتے ہیں جس سے یہ قرآن کو سنتے ہیں۔ ہٗ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف لوٹتی ہے اور سنی جانے والی چیز۔ قرآن مجید محذوف ہے۔ اور بہٖ یہ ما کا حال یا بیان ہے۔ تقدیری عبارت یہ ہے وہ قرآن مجید کو بطور استہزاء سنتے ہیں صحیح غرض سے نہیں سنتے۔ حالانکہ ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس کو خالص نیت سے سنتے۔

اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ (جبکہ یہ لوگ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں)۔ یہ اعلم کی وجہ سے منصوب ہے ای اعلم وقت استماعھم بمابہٖ یستمعون ان کے سننے کے وقت کو جان لو کہ جس غرض کو سامنے رکھ کر وہ سنتے ہیں۔ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى (جبکہ یہ لوگ سرگوشیاں کرتے ہیں) جو کچھ یہ لوگ سرگوشیاں کرتے ہیں جبکہ یہ مجلس میں ہوتے ہیں۔ اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ (جب ظالم لوگ کہتے ہیں) یہ اِذْ اِذْ هُمْ سے بدل ہے۔ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (کہ تم لوگ محض ایسے شخص کا ساتھ دیتے ہو جو جادو زدہ ہے) اس کو سحر کیا گیا پس اس کو جنون ہو گیا۔

۴۸: اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ (غور کرو انہوں نے آپ کے متعلق کیسے کیسے لقب تجویز کئے ہیں) کسی نے شاعر کسی نے ساحر کسی نے مجنون سے مثال دی۔ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا (پس یہ لوگ گمراہ ہو گئے اب یہ راستہ ہی نہیں پا سکتے)



BestUrduBooks.wordpress.com

یعنی یہ ان سب باتوں میں اس شخص کی طرح گم گشتہ راہ ہیں جیسا کوئی شخص جنگل میں راستے کا متلاشی ہو اور راستہ اس کو نہ ملے وہ حیرانی میں ہو کہ کیا کرے۔ کہاں جائے۔

## استبعاد قیامت کے لئے کفار کا قول:

۴۹: وَقَالُوٓا (اور انہوں نے کہا) یعنی منکرین بعث نے کہا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا (جب ہم ہڈیاں اور بوسیدہ ریزے ہو گئے تو ہمیں پھر بھی از سر نو پیدا کر کے اٹھایا جائے گا) جَدِیْد کا معنی از سر نو۔ وخلقا یہ حال ہے۔ پیدا کر کے۔

## کفار کا جواب:

۵۰،۵۱: قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ (آپ کہہ دیں تم لوگ پتھر یا لوہا یا کوئی ایسی مخلوق ہو کر دیکھ لو جو تمہارے ذہن میں بہت ہی بعید ہو) یعنی آسمان و زمین جو تمہارے خیال میں قبول حیات سے بہت ہی دور ہیں۔ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا (وہ کہیں گے ہمیں دوبارہ کون لوٹائے گا) قُلِ (کہہ دیں) تمہیں وہ ذات لوٹائے گی۔ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (جس ذات نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا) مطلب یہ ہے کہ تم اس بات کو انتہائی بعید خیال کرتے ہو کہ وہ تمہیں دوبارہ پیدا فرمائیں اور خشک ہڈیاں بن جانے کے بعد دوبارہ ان میں زندگی لوٹائیں حالانکہ ہڈیاں بھی تو زندوں کے جسم کا حصہ ہیں۔ بلکہ یہ ہڈیاں تو جسم کی وہ بنیاد ہے جس پر سارے جسم کی تعمیر ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی قدرت کیلئے کوئی بعید نہیں کہ وہ ان ہڈیوں کو اپنی قدرت سے ان کی پہلی حالت کی طرف پھیر دے۔ بلکہ وہ تو اس بات پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ اگر تم زندگی سے کوئی بعید ترین چیز پتھر، لوہا وغیرہ بھی بن جاؤ تب بھی وہ تمہیں دوبارہ لوٹائے گا۔

فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ (وہ تمہارے سامنے سر مٹکائیں گے) یعنی تعجب اور استہزاء سے وہ اپنے سروں کو تمہاری طرف ہلائیں گے۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى (اور کہیں گے وہ کب ہوگا) هُوَ سے مراد بعث ہے۔ بعث کو بعید سمجھ کر اور اس کی نفی کرتے ہوئے۔ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا (کہہ دیں ہو سکتا ہے کہ وہ بالکل قریب ہو) یعنی وہ قریب ہی ہے عسٰی یہاں وجوب کو ظاہر کرتا ہے۔

## قیامت اپنا وجود خود منوائے گی:

۵۲: يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ (جس دن اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا) محاسبہ کیلئے اور وہ دن قیامت کا ہے۔ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ (پس تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل کرو گے) یا حال کیلئے ہے تم تعمیل حکم کرو گے اس حال میں کہ تم تعریف کرنے والے ہو گے۔ سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ تم اس حالت میں حکم مانو گے کہ اپنے سروں سے مٹی کو جھاڑ رہے ہو گے۔ اور زبان پر سبحانك اللّٰهم وبحمدك کا ترانہ ہوگا۔ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا (اور تم خیال کرو گے کہ تم (دنیا یا قبروں) میں بہت ہی کم رہے ہو) قلیلًا سے پہلے اسکا موصوف لبثًا محذوف ہے یعنی بالکل تھوڑا ٹھہرنا۔ نمبر۲۔ زمانا قلیلا تھوڑا زمانہ دنیا میں نمبر۳۔ تھوڑا عرصہ قبر میں



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ

اور آپ میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ وہ ایسی بات کہیں جو بہتر ہو، بلاشبہ شیطان ان کے درمیان فساد ڈلوا دیتا ہے، واقعی شیطان

کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ ؕ

انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے، اگر وہ چاہے تو تم پر رحم فرمائے یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے،

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ وَکِیْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا

اور ہم نے آپ کو ان پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا، اور آپ کا رب انہیں خوب جانتا ہے جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور ہم نے بعض نبیوں کو

بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾

بعض پر فضیلت دی، اور ہم نے داؤد کو زبور عنایت کی۔

## اچھی بات کہے جاؤ:

۵۳: وَقُلْ لِّعِبَادِیْ (آپ کہہ دیں میرے بندوں کو) ایمان والے بندے مراد ہیں یَقُوْلُوْا (وہ کہیں) مشرکین کو ایسی بات الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (جو بات کہ سب سے اچھی ہو) بہت نرمی والی ہو۔ ان سے خشونت کا معاملہ نہ کریں۔ بلکہ اس طرح کہیں اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ (بیشک شیطان ان کے مابین فساد ڈلواتا ہے) ایک دوسرے کے خلاف برانگیختہ کرتا ہے تاکہ ان میں مخالفت اور شر پیدا ہو اور فساد برپا ہو۔ باہمی حقوق تلف ہوں۔

قراءت: طلحہ نے یَنْزِغُ زاء کے کسرہ سے پڑھا اور یہ دونوں لغات ہیں۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا (بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے)۔

## جس کی قسمت میں ایمان مل جائے گا:

۵۴: یا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کی تفسیر اس ارشاد سے فرمائی۔ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ (تمہارا رب تعالیٰ تمہارے احوال سے خوب واقف ہے اگر چاہے گا تو تم پر رحم فرمائے گا) ہدایت اور ایمان کی توفیق دیکر اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ (یا اگر وہ چاہے گا تم کو عذاب دے گا) رسوائی کے ساتھ۔ مطلب یہ ہے مسلمان ان کو یہ اور اس قسم کے کلمات کہیں اور اس طرح نہ کہیں کہ تم جہنمی ہو اور تمکو عذاب دیا جائے گا وغیرہ جن سے وہ شر پر بھڑک اٹھیں اور ناراض ہوں۔

نحو: ان الشیطان ینزغ بینھم یہ جملہ معترضہ ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ وَکِیْلًا (اور ہم نے آپ کو ان پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا) کہ آپ انکے اعمال کے محافظ ہوں اور انکا معاملہ آپکے سپرد ہو۔ بلکہ آپ کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ پس ان سے مدارات برتیں اور اپنے اصحاب کو بھی مدارات کی تعلیم دیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝٥٦ اُولٰٓئِكَ

آپ فرما دیجئے کہ تم انہیں بلا لو جنہیں تم معبود خیال کرتے ہو سو وہ تمہاری تکلیف کو دور کرنے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ اس کے بدلنے کا، یہ

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ

لوگ جنہیں مشرکین پکار رہے ہیں اپنے رب کی طرف ذریعہ تلاش کر رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے

عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝٥٧ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ

ڈرتے ہیں، بلاشبہ آپ کے رب کا عذاب ایسا ہے کہ اس سے ڈرا جائے، اور کوئی بستی ایسی نہیں ہے جسے ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝٥٨

کر دیں یا اسے سخت عذاب نہ دیں یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

## اللہ تمام کائنات کی اہلیت سے واقف ہے' نمونۂ اہلیت:

۵۵: وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور آپکا رب تعالیٰ جو آسمانوں اور زمین میں ہے ان کے احوال سے اچھی طرح واقف ہے) کہ جس کی اس میں اہلیت ہے اور ان کے جو احوال ہیں۔ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ (اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر فضیلت دی) اس میں رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (داود کو ہم نے زبور دی) اس میں آپ کی فضیلت کی وجہ کو ذکر کیا کہ آپ کو خاتم الانبیاء بنایا اور آپ کی امت کو خیر الامم بنایا کیونکہ یہ بات داود علیہ السلام کی کتاب زبور میں لکھی جا چکی ہے جیسا کہ دوسری آیت ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون۔ [الانبیاء: ۱۰۵] (اس آیت سے زبور کے متعلق اس خیال کی بھی تردید ہوتی ہے کہ وہ محض دعائیں تھیں' مترجم) عبادی الصالحون سے مراد حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت ہے۔ اس آیت میں زبور کو معرفہ نہیں لائے۔ اور سورۂ انبیاء والی آیت میں معرفہ لائے۔ کیونکہ یہ لفظ عباس، فضل کی طرح ہے جو کبھی الف لام کے ساتھ اور کبھی اس کے بغیر استعمال ہوتے ہیں۔

۵۶: قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ (کہہ دیں کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا گمان کرتے ہو ان کو پکارو!) کہ وہ تمہارے معبود ہیں مِّنْ دُوْنِهٖ (اس کے سوا) من دون اللہ سے یہاں ۱: ملائکہ یا ۲: عیسیٰ و عزیر ۳: یا جنات کا وہ گروہ جن کی مشرکین عرب پوجا کرتے تھے۔ پھر وہ جنات تو مسلمان ہو گئے مگر مشرکین کو پھر بھی شعور نہ ہوا۔ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا (وہ تمہارے دکھ دور کرنے اور منتقل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے) ان کو پکار کر دیکھو! وہ تم سے مرض وغیرہ کی تکلیف کا ازالہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اسی طرح فقر و عذاب کو ہٹا نہیں سکتے۔ اور نہ ان میں یہ طاقت ہے کہ اس کو کسی اور کی طرف منتقل کر دیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## جن کو تم پکارتے ہو وہ خود اللہ کا قرب ڈھونڈتے ہیں:

۵۷: اُولٰٓئِكَ (یہ) یہ مبتدا ہے۔ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ (یہ لوگ جنہیں مشرکین پکار رہے ہیں) یہ صفت ہے یعنی جن کو وہ الٰہ مانتے ہیں۔ نمبر۲۔ جن کی عبادت کرتے ہیں۔ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ (وہ اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔) یعنی ان کے معبود اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈتے ہیں۔ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ یہ يبتغون کی واؤ سے بدل ہے۔ اور ای اسم موصول ہے۔ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ کہ کون ان میں زیادہ قریب ہے۔ یعنی وہ متلاشی ہیں کہ کون ان میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے۔ تو قرب نہ رکھنے والوں کو کون پوچھتا ہے؟

نمبر۲۔ يبتغون کے ضمن میں وسیلہ کا معنی ہے اب یہ يحرصون کے معنی میں ہوگا۔ یعنی وہ اس بات کے حریص ہیں کہ کون ان میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے اور یہ قرب اطاعت اور خیر میں اضافہ کر کے وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ (وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں) جیسا کہ دوسرے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ جو عذاب سے خائف اور رحمت کے امیدوار ہیں۔ پس پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اپنے متعلق معبود ہونے کا گمان کریں۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا (بیشک تیرے رب کا عذاب ایسی چیز ہے جس سے ڈرنا چاہیے) وہ عذاب ایسی چیز ہے کہ جس سے ملائکہ مقرب اور نبی مرسل کو ڈرنا چاہیے دوسروں کا تو وہاں ذکر ہی کیا ہے۔

## قیامت بستیوں کو فنا کر دے گی:

۵۸: وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا (اور کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے قبل ہلاک نہ کریں یا اس کو (قیامت کے دن) سخت عذاب نہ دیں)۔ کہا گیا ہے کہ ہلاکت صالحین کیلئے اور عذاب مجرموں کیلئے كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ (اور یہ بات کتاب میں) کتاب سے لوح محفوظ مراد ہے مَسْطُوْرًا (لکھی ہے) مقاتل کہتے ہیں کہ میں نے ضحاک کی کتابوں میں اس کی تفسیر اس طرح پائی۔ رہا مکہ اس کو اہل حبشہ تباہ کریں گے اور اہل مدینہ بھوک کی وجہ سے ہلاک ہونگے۔ اور بصرہ غرق سے اور کوفہ ترک سے اور پہاڑ گرجوں اور زلزلوں سے پھر خراسان کا عذاب کئی اقسام پر مشتمل ہوگا۔ اہل بلخ کو آواز پہنچے گی جس سے وہ ہلاک ہو جائیں گے اور اہل بدخشان کو دوسری اقوام تباہ کریں گے۔ اہل ترمذ طاعون سے موت کے گھاٹ اتر جائیں گے صغانی اشجر (تک جھاڑوں کی طرح قتل کر دیئے جائیں گے۔ اور اہل سمرقند پر بنوقنطورا غلبہ پالیں گے اور وہاں کے رہنے والوں کو جھاڑ پھونک کی طرح ہلاک کر دیں گے اسی طرح اہل فرغانہ، شاس، اسبیجاب اور خوارزم بخارا جو کہ جابر حکمرانوں کی جگہ ہے ان کو بھوک وقحط سے مار دیا جائے گا۔ اہل مرو پر ریت کا طوفان آئے گا جس سے عباد و علماء کی موت واقع ہوگی اور اہل ہرات پر سانپوں کی بارش ہوگی جو وہاں کے رہنے والوں کو کاٹ کھائیں گے۔ اور نیشاپور کے لوگ کڑک کا شکار بنیں گے اور برق وظلمت ان پر چھائے گی۔ جس سے ان کی اکثریت لقمہ اجل بنے گی۔ اہل رے پر طبریہ والے غالب ہونگے اور ان کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے آرمینیہ اور آزربیجان اور دیلمی ان کو گھوڑوں کے سم اور لشکر اور کڑکیں اور زلازل ہلاک کریں گے۔ اور ہمزان میں دیلمی داخل ہو کر اس کو اجاڑ دیں گے اور حلوان پر ہلکی ہوا چلائی جائے گی جس سے ان کی شکلوں کو بندروں اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً

اور آیات بھیجنے سے ہمیں صرف یہی بات مانع ہے کہ پہلے لوگ اس کی تکذیب کر چکے ہیں اور ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی جو بصیرت کا ذریعہ تھی

فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝۵۹

سوانہوں نے اس کے ساتھ ظلم کا معاملہ کیا اور ہم آیات کو صرف ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں۔

سوروں میں بدل دیا جائے گا۔ پھر ایک جہنمی آدمی مصر پر حملہ آور ہوگا۔ اہل مصر اور اہل دمشق کے تباہی و تباہی ہے اہل افریقہ کیلئے بربادی ہے اہل رملہ کیلئے بھی تباہی ہے۔

البتہ بیت المقدس میں وہ داخل نہ ہو سکے گا۔ اہل بجستان کو تیز آندھی گھیر لے گی پھر ایک تیز آواز آئے گی جس سے علماء مر جائیں گے۔ کرمان، اصبہان، فارس پر دشمن غالب آجائے گا۔ اور ان پر ایک آواز آئے گی جس سے دل اپنی جگہ سے اکھڑ جائیں گے اور بدن موت کی نیند سو جائیں گے۔ (یہ مقاتل کی روایت ہے جو متہم بالکذب ہے)

## مطلوبہ نشانی کیوں نہیں؟ کا جواب:

۵۹: وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ (اور ہمیں مطلوبہ نشانیاں بھیجنے سے صرف اس چیز نے روکا۔ پہلے لوگوں نے ان آیات کی تکذیب کی) مطلوبہ معجزات کے نہ بھیجنے کو منع کے لفظ سے ذکر فرمایا۔ پہلا اَنْ اپنے صلہ سمیت موضع نصب میں ہے کیونکہ وہ مَنَعَنَا کا دوسرا مفعول ہے۔ اور اَنْ دوم موضع رفع میں ہے کیونکہ وہ اپنے صلہ کے ساتھ ملکر منعنا کا فاعل ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ و مامنعنا ارسال الآیات الاتکذیب الاولین۔ ہمیں مطلوبہ نشانیاں بھیجنے سے صرف پہلے لوگوں کی تکذیب نے روکا۔ آیات سے مراد یہاں وہ ہیں جن کو قریش مکہ مانگتے تھے مثلاً صفا کا سونا بن جانا، مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ چلا آ رہا ہے کہ جس نے ان میں سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا اور اس کی وہ بات مان لی گئی پھر بھی وہ ایمان نہ لایا تو اس کو دنیا کے جلد عذاب نے آگھیرا اور اس کو تباہ کر دیا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ ہمیں مطلوبہ نشانات دینے سے یہی چیز مانع ہے کہ ان جیسے لوگوں نے جن کے دلوں پر مہریں لگ چکی تھیں۔ ایسے نشانات کے باوجود انکار کر دیا جیسا کہ قوم عاد، ثمود وغیرہ اگر ان کو بھی یہ نشانات دے دیں تو یہ ان کی طرح جھٹلا دیں گے۔ اور استیصال والے عذاب کا شکار بن جائیں گے۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ جن کی طرف مبعوث ہیں۔ ان کے معاملہ کو قیامت تک مؤخر کر دیں۔ پھر ان آیات کا ذکر کیا جن کو پہلے اقوام نے طلب کیا پھر ان کو وہ دے دی گئیں اور ان کے جھٹلانے پر ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ پہلی ان میں سے ناقۂ صالح علیہ السلام ہے۔ انکا تذکرہ اولاً اس لیے کیا کیونکہ ان کے آثار ہلاکت خود جزیرہ عرب میں موجود تھے جن کو آنے جانے والے صبح و شام دیکھتے پس فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

اور جب ہم نے آپ سے کہا بلاشبہ آپ کا رب سب لوگوں کو محیط ہے اور ہم نے جو دکھلاوا آپ کو دکھلایا اور وہ درخت جسے قرآن میں ملعون بتایا یہ دونوں

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝۶۰

چیزیں صرف اس لئے تھیں کہ لوگوں کو آزمائش میں ڈالا جائے اور ہم انہیں ڈراتے ہیں یہ ڈرانا ان کی سرکشی میں اضافہ ہی کرتا ہے

وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ (ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی) ان کے مطالبہ پر مُبْصِرَةً (جو کھلی نشانی تھی) واضح نشانی تھی۔ فَظَلَمُوْا بِهَا (پس انہوں نے اس پر ظلم کیا) یعنی انکا انکار کر دیا وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ (اور ہم نہیں بھیجتے آیات کو) اگر آیات سے منہ مانگی نشانیاں مراد ہوں تو مطلب یہ ہوگا ہم منہ مانگی نشانی نہیں دیتے اِلَّا تَخْوِيْفًا (مگر ڈرانے کیلئے) مگر اس جلدی اترنے والے عذاب کے مقدمہ کے طور پر۔ اگر وہ پھر بھی نہیں ڈرتے تو وہ عذاب ان کو آچمٹتا ہے۔

نمبر۲۔ اور اگر آیات سے عام مراد ہو تو مطلب یہ ہے کہ جو آیات بھی ہم بھیجتے ہیں جیسے آیاتِ قرآن تو ان سے مقصود آخرت کے عذاب سے ڈرانا اور خبردار کرنا ہے۔ تخویفًا یہ مفعول لہ ہے۔

## الرؤیا سے مراد:

۶۰: وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپکا رب تمام لوگوں کا احاطہ کرنے والا ہے۔ اور وہ دکھاوا جو ہم نے آپ کو دکھایا تھا۔ اس کو ہم نے لوگوں کیلئے موجب فتنہ بنا دیا) اذ سے پہلے اذکر محذوف ہے۔ یعنی یاد کیجئے اس بات کو کہ جب ہم نے آپ کی طرف وحی کی کیا آپ کا رب اپنے علم و قدرت سے قریش کا احاطہ کرنے والا ہے۔ وہ تمام اس کی مٹھی میں ہیں آپ ہرگز ان کی پرواہ نہ کریں اور اپنا کام کرتے رہیں اور پیغام کو پہنچاتے رہیں۔

(۲) ہم نے آپ کو جو واقعۂ بدر کے متعلق خوشخبری دی اور ان پر غلبہ کی اطلاع دی اس کا تذکرہ دوسری آیت میں اس طرح ہے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ [القمر:۴۵] اور دوسری آیت میں فرمایا: قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ [آل عمران:۱۲] اس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا گویا کہ یہ واقعہ زمانہ ماضی میں ہو چکا اور پایا جا چکا اسی لئے لفظ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ماضی کے الفاظ سے بیان فرمایا جیسا کہ اس کے ہاں خبروں کو بیان کرنے کا طریقہ ہے اور شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں ان کی قتل گاہیں بھی دکھا دی ہوں اسلئے کہ آپ جب بدر کے پانی پر پہنچے تو مسلم شریف کی روایت کے مطابق آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔ وَاللّٰہ لکانی انظر الی مصارع القوم اور آپ ان جگہوں کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے ھذا مصرع فلان جب قریش کے کانوں تک بدر کے سلسلہ میں ہونے والی یہ وحی پہنچی اور آپ کو خواب میں ان کی جو قتل گاہیں دکھائی گئی تھیں ان کی اطلاع قریش نے سنی تو اس سے ہنسے اور تمسخر کرنے لگے اور استہزاء کے طور پر



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کر لیا مگر ابلیس نے نہیں کیا، وہ کہنے لگا کہ میں اسے سجدہ کروں جسے آپ نے کیچڑ سے

طِيْنًا ۚ ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

بنایا ہے، اس نے کہا کہ آپ ہی بتائیے یہ جسے آپ نے مجھ پر فوقیت دی ہے اگر آپ نے مجھے قیامت کے دن تک مہلت دیدی

لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ

تو میں تھوڑے سے افراد کے علاوہ اس کی پوری ذریت کو اپنے قابو میں کر لونگا، فرمایا جا ان میں سے جو کوئی شخص تیرے پیچھے چلے گا تو تم سب کی جزاء جہنم ہے

جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ

جو پوری سزا ہوگی، اور ان میں سے جس جس پر تیرا قابو چلے اپنی پکار سے ان کے قدم اکھاڑ دینا اور ان پر اپنے سوار

عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ

اور پیادے چڑھا لانا اور ان کے اموال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر لینا اور ان سے وعدے کرنا، اور شیطان ان سے جو وعدے کرتا

الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾

ہے وہ صرف دھوکہ ہی ہوتے ہیں، بلاشبہ میرے بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا اور آپ کا رب کارساز ہونے کے لئے کافی ہے۔

کہنے لگے ایسا معاملہ جلدی لاؤ۔

### شجرۂ ملعونہ زقوم کا درخت:

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ (اور وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی) یعنی ہم نے اس ملعون درخت کو لوگوں کیلئے آزمائش بنا دیا جونہی انہوں نے اللہ کے اس ارشاد کو سنا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ (الدخان: ۴۳،۴۴) تو وہ اس کا مذاق اڑانے لگے اور کہنے لگے محمد کا خیال یہ ہے کہ جہنم پتھروں کو تو جلا ڈالتی ہے اور پھر وہ یہ کہتا ہے کہ اس میں درخت بھی اُگتے ہیں حالانکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسے عظمت کا حق تھا وہ عظمت نہیں سمجھی ورنہ وہ یہ بات نہ کہتے اس لئے کہ اس کیلئے کوئی چیز رکاوٹ نہیں کہ وہ ایسا درخت بنا دے جن کو آگ نہ جلا سکے چنانچہ مشاہدہ میں ہے سمندل یہ ترکیہ میں پایا جانیوالا ایک چھوٹا سا جانور ہے اس کی اون سے بُنے ہوئے رومال جب میلے ہو جائیں تو آگ میں ڈال دینے سے ان کی میل اتر جاتی ہے اور آگ ان کے لیے غسل کا کام دیتی ہے۔ اسی طرح شتر مرغ آگ کے کوئلوں کو نگل جاتا ہے اور وہ اس کو نقصان نہیں دیتی اور ہر درخت میں اللہ نے آگ پیدا کر رکھی ہے جو اس کو جلاتی نہیں۔ پس اس طرح یہ بھی درست ہے کہ وہ آگ میں ایسا درخت پیدا کر دے جس کو آگ نہ



BestUrduBooks.wordpress.com

جلائے مطلب یہ ہوا کہ آیات بندوں کو ڈرانے کیلئے بھیجی جاتی ہیں اور ان لوگوں کو دنیا کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور وہ عذاب یوم بدر کے دن قتل ہونا ہے اور ان کو عذاب آخرت سے بھی ڈرایا گیا ہے اور زقوم کے درخت سے بھی لیکن اس بات کا ان میں کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر فرمایا وَنُخَوِّفُهُمْ (ہم ان کو ڈرا رہے ہیں) یعنی دنیا اور آخرت کی خوف ناک چیزوں سے۔ فَمَا يَزِيدُهُمْ (لیکن وہ نہیں بڑھا رہا) یعنی تخویف اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا (مگر بڑھی ہوئی سرکشی کو) کس طرح وہ قوم ڈرے گی جن کی یہ حالت ہو اگر ان کی مطلوبہ آیات مہیا بھی کر دی جائیں۔

(۳) یہ بھی کہا گیا ہے کہ رؤیا سے مراد یہاں معراج ہے اور فتنہ سے مراد ان لوگوں کا ارتداد میں مبتلا ہونا ہے۔ ایسے لوگوں کا جنہوں نے اس کو بہت بڑا قرار دیا اور اسی کے متعلق ہے ان لوگوں کا قول جنہوں نے یہ کہا کہ اسراء نیند میں تھی اور بعض نے کہا کہ بیداری میں تھی انہوں نے رؤیا کی تفسیر رؤیت سے کی ہے اب رہی یہ بات کہ اس کو رؤیا کیوں کہا تو اس کو رؤیا اس لئے کہتے ہیں کہ مکذبین نے کہا تھا شاید آپ نے خواب دیکھا ہوگا اور اس کی وجہ یہ بھی کہ انہوں نے اسراء کو بعید سمجھا اور قرآن مجید میں اس طرح کا استعمال موجود ہے کہ کفار کے ہاں جو اس کا نام تھا اسی نام سے تعبیر کر دیا جیسا کہ اس ارشاد میں فراغ الی آلھتھم [الصافات:۹۱] دوسری آیت میں فرمایا: اَيْنَ شُرَكَآءِيَ [النحل:۲۷] الٰہہ بھی بقول ان کے اور شرکاء بھی بقول ان کے کہا گیا۔

(۴) یا رؤیا سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ مکہ میں عنقریب داخل ہونگے اور فتنہ سے مراد حدیبیہ میں کفار کا روکنا ہے۔

**سوال**: قرآن میں زقوم کے درخت کے ملعون ہونے کا تذکرہ کیوں ہے؟

**جواب**: اَلشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ سے مراد یہ ہے کہ اس کے کھانیوالا ملعون ہے اور وہ کھانے والے کفار ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ثم انکم ایھا الضآلون المکذبون لاٰ کلون من شجر من زقوم فمالئون منھا البطون (الواقعہ ۵۱ تا ۵۳) اسی لئے آیت میں اس کے کھانے والوں کے ملعون ہونے کیوجہ سے مجازاً اس کو شجرہ ملعونہ کہہ دیا اور دوسری بات یہ ہے کہ اہل عرب اپنے محاورہ میں نقصان دہ اور ناپسند کھانے کو ملعون کہتے ہیں اور تیسری بات یہ بھی ہے کہ لعن کی حقیقت رحمت سے دور ہونا ہے اور یہ درخت جہنم کی جڑ میں ہے جو کہ رحمت سے بعید ترین مقام ہے اسلئے اس کو شجرہ ملعونہ سے تعبیر کر دیا۔

## واقعۂ آدم علیہ السلام وابلیس:

۶۱: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا (اور یاد کرو جب ہم نے ملائکہ سے کہا آدم کو سجدہ کرو وہ فوراً سوائے ابلیس کے سجدہ میں پڑ گئے ابلیس بولا کیا میں اس شخص کو سجدہ کروں جس کو تو نے گارے سے بنایا ہے)

طِيْنًا یہ تمیز ہے نمبر ۲۔ موصول سے حال ہے اور اس کا عامل اَاَسْجُدُ ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی: ء اسجد لهٗ وَهُوَ طِيْنٌ یعنی اَصْلُهٗ طین کیا میں اس کو سجدہ کروں اس حال میں کہ وہ مٹی ہے یعنی اس کی اصل مٹی ہے۔

۶۲: قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ (ابلیس نے کہا تو بتلا! یہ وہی ہے جس کو تو) کَ اس کا کوئی موضع اعراب نہیں کیونکہ یہ تاکید خطاب کیلئے ذکر کیا گیا ہے۔ اور ھذا یہ مفعول بہ ہے۔ معنی یہ ہے تو مجھے اس کے متعلق بتلا جس کو كَرَّمْتَ عَلَيَّ (تو نے مجھ پر



BestUrduBooks.wordpress.com

برتری دی ہے) اس کو تو نے فضیلت دی تو کیوں اُسکو مجھ پر فضیلت دی ہے۔ حالانکہ انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین [ص:۷۶] ماقبل کی دلالت اس کے متعلق موجود ہونے کی وجہ سے اختصار کے طور پر اس کو حذف کر دیا پھر ابتدا کرتے ہوئے فرمایا۔ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ (اگر تم نے مجھے مہلت دے دی)۔

قراءت: ابن کثیر و یعقوب وغیرہ نے یاء سے پڑھا۔ جبکہ کوفی، شامی قراء نے یاء کے بغیر پڑھا ہے۔ لَئِنْ کی لام قسم محذوف کی تمہید کے لئے لائے۔ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗ (اگر یوم قیامت تک تو نے مجھے مہلت دی تو میں اس کی ساری اولاد کو اپنے قابو میں لے لونگا) انکا اغواء کے ذریعہ استیصال کروں گا۔ اِلَّا قَلِیْلًا (مگر ان میں سے قلیل تعداد) اور وہ مخلصین ہیں۔ نمبر۲۔ ہر ہزار میں سے ایک۔ اس ملعون کو یہ اطلاع اللہ تعالیٰ کے اطلاع دینے سے ہوئی۔ نمبر۳۔ کیونکہ اس نے خیال کیا کہ یہ انسان فطرۃً شہوانی مزاج کا پیدا کیا گیا ہے (جس کی وجہ سے انکا بھٹکنا بہت آسان ہے مترجم)۔

۶۳: قَالَ اذْهَبْ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو جا) یہاں اِذْهَبْ اس ذِهَاب سے نہیں جو المجیئ (آمد) کی ضد ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ بطور ذلت و رسوائی فرمایا جا جو تیرا دل چاہے کر (تو خود مختار ہے) پھر اس کے بعد اس کے غلط چناؤ کا جزو ذکر کیا پس فرمایا۔ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ (پس جو شخص ان میں سے تیری اتباع کریگا تو جہنم تم سب کی سزا ہوگی) تقدیر عبارت یہ ہے فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُ هُمْ وَجَزَاؤُكَ پھر مخاطب کو غائب پر ترجیح دیتے ہوئے فرمایا جَزَاؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا (کامل سزا) یہ تجازون محذوف کا مفعول ہونے کی بنا پر منصوب ہے۔

## استفزاز کا مطلب:

۶۴: وَاسْتَفْزِزْ (اور تو قدم اکھاڑ) نیچے اتار۔ نمبر۲۔ بیوقوف بنانا، پھسلانا۔ الفزّ۔ خفیف کو کہتے ہیں۔ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ (ان میں سے جن پر تیرا قابو چلے اپنی چیخ و پکار سے) وسوسہ ڈال کر نمبر۲۔ گانے بجانے سے نمبر۳۔ باجے گاجے سے۔ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ (اور چڑھالا یا جمع کر اور بھڑکا انکے خلاف) یہ اَلْجَلَبَة سے ہے جس کا معنی چیخ اور شور ہے۔ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ (اپنے سوار اور پیادے) یعنی سوار اور پیدل سے۔ الخیل: الخیالۃ۔ گھوڑ سوار۔ الرَّجل اسم جمع ہے راجل کی بمعنی پیدل جیسے الرکب اور الصحب۔

قراءت: رَجْلِكَ نافع نے سکون جیم سے پڑھا جبکہ حفص نے رَجِلِكَ پڑھا کہ فَعِل بمعنی فَاعِل ہے جیسا تَعِب بمعنی تَاعِب اور اسکا معنی پیدل کو جمع کرنا ہے۔ کیونکہ کسی کام کی طلب میں انسانی استطاعت یہ ہے کہ وہ سوار اور پیدل گروہ استعمال کرے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ابلیس کے اپنے گھوڑے اور پیدل دستے ہوں۔

## شراکتِ اموال:

وَشَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (اور تو ان کے مال اور اولاد میں شراکت کر لے) زجاج علیہ الرحمۃ کہتے ہیں ہر گناہ جو مال و اولاد کے سلسلہ میں ہوتا ہے ابلیس کی اس میں شرکت ہوتی ہے۔ مثلاً سود، حرام ذرائع آمدنی، بحیرہ، سائبہ، انفاق فی الفسوق، فضول خرچیاں، زکاۃ کا نہ دینا، حرام اسباب سے اولاد حاصل کرنا، عبدالعزی، عبدالشمس وغیرہ شرکیہ نام رکھنا۔ وَعِدْهُمْ (اور ان سے وعدے کر) جھوٹے وعدے کہ الٰہ شفاعت کریں گے اور بڑے انساب سے اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت ملنا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ

تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے لئے دریا میں کشتیوں کو چلاتا ہے۔ تا کہ تم اسکا فضل تلاش کرو۔ بلاشبہ وہ تم پر

رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا

مہربان ہے۔ اور جب تمہیں سمندر میں کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو اس کے علاوہ جن کو تم پکارتے ہو وہ سب غائب ہو جاتے ہیں، پھر وہ جب

نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ

تمہیں خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو روگردانی کرتے ہو۔ اور انسان بڑا ناشکرا ہے۔ کیا تم اس بات سے بے فکر ہو کہ وہ تمہیں خشکی کی جانب میں لا کر

جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ

زمین میں دھنسا دے۔ یا تم پر کوئی سخت آندھی بھیج دے جو کنکر برسانے والی ہو پھر تم اپنے لئے کسی کو کارساز نہ پاؤ گے۔ یا تم اس سے بے فکر ہو

أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ

کہ وہ تمہیں دوبارہ سمندر میں لوٹا دے۔ پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے پھر تمہیں تمہارے کفر کی وجہ سے

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ

غرق کر دے۔ پھر تمہیں کوئی ایسا نہ ملے جو ہمارا پیچھا کرنے والا ہو۔ اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی میں اور سمندر میں

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾ ع

سوار کیا۔ اور انہیں عمدہ چیزیں عطا فرمائیں اور ہم نے انہیں اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔

جلد ملنے والی دنیا کو دیر سے آنیوالی آخرت پر ترجیح دینا، وغیرہ اسی طرح کے افعال۔

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُوْرًا (اور شیطان ان سے وعدہ نہیں کرتا مگر محض جھوٹا) جھوٹا وعدہ یہی ہے کہ خطا کو اس طرح مزین کیا جائے کہ اس میں صواب کا وہم ہو چلے۔

## اعلانِ باری تعالیٰ:

۶۵: إِنَّ عِبَادِيْ (بیشک میرے بندے) صالحین پر لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (تجھے ان پر قدرت نہ ہوگی) یعنی ان کے ایمان کو تبدیل کرنے کی طاقت نہ ہوگی البتہ گناہوں کی تسویل کی طاقت تو باقی ہے۔ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا (اور تیرا رب ذمہ دار ہونے کیلئے کافی ہے) ان کے لئے۔ وہ تجھ سے بچنے کیلئے اسی پر بھروسہ کریں گے۔ نمبر۲۔ تجھ سے بچانے کیلئے انکا نگہبان ہے ان میں سے ہر حکم تہدیدی ہے جس پر سزا ہوگی نمبر۲۔ امر اہانت کیلئے ہے یعنی اس سے میری مملکت میں کچھ بھی نقصان نہ ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سمندروں میں جہاز چلانے والا وہی تو ہے پھر اس کی پکڑ سے کیسے بچ سکتے ہو:

۶۶: رَبُّکُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ (تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے لئے چلاتا ہے) چلاتا اور جاری کرتا ہے۔ لَکُمُ الْفُلْکَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (کشتیاں سمندر میں تا کہ تم اس کے فضل کو تلاش کرو) فضل سے یہاں تجارتی نفع مراد ہے۔ اِنَّهٗ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا (بیشک وہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہے)۔

۶۷: وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ (جب تمہیں دریا میں کوئی تکلیف چھو لیتی ہے) الضُّر سے یہاں ڈوبنے کا خوف مراد ہے۔ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاهُ (تو غائب ہو جاتے ہیں جن کو تم پکارتے تھے سوائے اس کی ذات باری تعالیٰ کے) ایک اللہ تعالیٰ وحدہ کے علاوہ تمہارے اوہام سے وہ تمام گم ہو جاتے ہیں جن کی تم عبادت کرتے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا تذکرہ بھی نہیں کرتے۔ نمبر۲۔ غائب ہو گئے جن کو تم الٰہ میں سے فریاد رسی کیلئے پکارتے ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ اکیلا کہ جس کے تم امیدوار ہو۔ اس صورت میں مستثنیٰ منقطع ہے۔

فَلَمَّا نَجّٰکُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ (پھر جب اللہ تعالیٰ تمہیں بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تو تم کترا جاتے ہو) چھوٹنے کے بعد اخلاص سے اعراض کرتے ہو۔ وَکَانَ الْاِنْسَانُ (اور انسان) یعنی کافر انسان کَفُوْرًا (ناشکرا ہے) انعامات پر

۶۸: اَفَاَمِنْتُمْ (پس کیا تم اس بات سے بےفکر بیٹھے ہو)۔ اس میں ہمزہ انکار کا ہے اور فاء عاطفہ ہے جس کا عطف محذوف پر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے انجوتم فامنتم فحملکم ذلك علی الاعراض کیا تم نے نجات پالی پس تم امن میں ہو گے اور اس نے تمہیں اعراض پر آمادہ کیا۔ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمْ جَانِبَ الْبَرِّ (کہ وہ تم کو خشکی کے ایک طرف میں لا کر زمین میں دھنسا دے)

نحو: جَانِبَ یَخْسِفَ کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ جیسا کہ الارض خسفنا کی وجہ سے اس آیت میں فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ [القصص:۸۱] بِکُمْ یہ حال ہے۔ مطلب یہ ہے وہ دھنسا دے خشکی کی جانب میں یعنی اس کو الٹ دے اس حال میں کہ تم اس میں موجود ہو۔ حاصل یہ ہے تمام جوانب ارض پر اللہ تعالیٰ کو یکساں قدرت حاصل ہے۔ اور وہ ہر جانب کا مالک ہے خواہ خشکی ہو یا سمندر یہ تو ہلاکت کے اسباب ہیں خشکی والی جانب اس کے لئے مخصوص نہیں بلکہ اگر سمندر میں غرق ہے تو خشکی میں دھنسنا ہے۔ جو مٹی کے نیچے غائب ہونے کو کہتے ہیں اور غرق پانی کے نیچے غائب ہونے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عقل مند کو تو چاہیے کہ وہ تمام جوانب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور جہاں کہیں ہو اس کا خوف اس پر طاری رہے۔

اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا (یا تم پر کوئی کنکر والی آندھی بھیج دے) حاصبا ایسی ہوا جو کنکر پھینکے الحصباء کنکریاں نمبر۲۔ اگر ہلاکت نیچے کی طرف سے دھنسانے سے نہ آئے تو اوپر سے کنکریوں والی آندھی بھیج کر وہ ہلاک کر سکتا ہے۔ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَکُمْ وَکِیْلًا (پھر تم کسی کو اپنا کارساز نہ پاؤ) جو اس کو تم سے ہٹا سکے۔

۶۹: اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَکُمْ فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰی فَیُرْسِلَ عَلَیْکُمْ (کیا تم اس بات سے بےفکر ہو گئے کہ خدا تعالیٰ تم کو دوبارہ دریا ہی میں لے جائے پھر وہ تم پر بھیج دے) یعنی یا تم بےخوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہاری ضروریات کو بڑھا دے اور دواعی کو پختہ کر کے دوبارہ تم سمندر کے سفر کی طرف لوٹ جاؤ جس سے اس نے تمہیں نجات دی پھر وہ تم سے اس طرح انتقام لے کہ تم پر قَاصِفًا مِّنَ



BestUrduBooks.wordpress.com

الرِّیْحِ (ہوا کا سخت طوفان) قَاصِف اس ہوا کو کہتے ہیں جس میں سخت آواز ہو۔ نمبر۲۔ ایسی ہوا جو کشتی کو توڑ پھوڑ کر دینے والی ہو۔ فَیُغْرِقَکُمْ بِمَا کَفَرْتُمْ (پس وہ تمہارے کفر کے باعث تمہیں ڈبو دے) اس وجہ سے کہ تم نے نعمت کی ناشکری کی اور وہ ناشکری یہ ہے کہ جب اس نے تمہیں بچالیا تو تم نے اس سے منہ موڑ لیا۔

ثُمَّ لَاتَجِدُوْا لَکُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعًا (پھر تم اپنے لئے ہمارا پیچھا کرنے والا نہ پاؤ) یعنی ہم سے مطالبہ کرنے والا۔ تبیع کا معنی اس آیت سے لیا گیا فاتِّبَاعٌ بالمعروف [البقرہ:۱۷۸] (پس مطالبہ ہے دستور کے ساتھ) حاصل مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے ساتھ جو چاہیں کریں تمہیں کوئی ایسا نہ مل سکے گا جو ہم سے بدلے کا مطالبہ کر سکے اور ہم سے بدلہ لے سکے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا اس ارشاد میں لا یخاف عُقْبٰھا [الشمس:۱۵]

قراءت: اِنْ نَخْسِفْ اَوْ نُرْسِلَ اَنْ نُعِیْدَکُمْ فَنُرْسِلَ فَنُغْرِقَکُمْ کو مکی اور ابوعمرو نے نون سے پڑھا ہے۔

## بنی آدم کو عزت دی:

۷۰: وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی) عقل و نطق، خط، خوبصورت شکل، مناسب قد، تدبیرِ امورِ معاش اور معاد، تمام پر غلبہ، تسخیرِ اشیاء، تناولِ طعام بالایدی وغیرہ سے۔

نکتہ: ہارون رشید نے کھانا منگوایا اور اس نے چمچیاں بھی منگوائیں۔ اس کے پاس اس وقت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ تمہارے دادا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں یہ وارد ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم کہ ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ان کو ہاتھ دیئے جن میں انگلیوں سے وہ کھانا کھاتے ہیں۔ ہارون نے تمام چمچیوں کو واپس کر دیا اور انگلیوں سے کھانا تناول کیا۔

وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ (اور ہم نے ان کو خشکی میں سوار کیا) جو پایوں پر وَالْبَحْرِ (سمندر میں) کشتیوں پر وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ (اور ہم نے ان کو پاکیزہ چیزیں کھانے کیلئے عنایت کیں) لذیذ اشیاء۔ نمبر۲۔ ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی۔ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا (اور ہم نے اس کو فضیلت دی بہت کثیر مخلوق پر) کثیر کا معنی ہے کہ تمام پر۔ جیسا کہ اس ارشاد میں اکثر کا لفظ تمام کا معنی دیتا ہے۔ واکثرھم کاذبون [الشعراء:۲۲۳] حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں: ای کلھم اور اس آیت میں وَمَا یَتَّبِعُ اَکْثَرُھُمْ اِلَّا ظَنًّا [یونس:۳۶] اکثر کا معنی کل ہے۔ کشاف میں ہے کہ اکثر سے مراد تمام ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ [رواہ ابن ماجہ:۳۹۴۷] اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی فطرت میں طاعت ہے اور ان میں عقل بلا شہوت ہے اور بہائم میں شہوت بلا عقل ہے۔ اور آدمی میں دونوں ہی ہیں۔ پس جس کی عقل شہوت پر غالب آگئی وہ انسان فرشتوں سے افضل ہے اور جس کی شہوت اس کی عقل پر سوار ہوگئی وہ بہائم سے زیادہ ذلیل ہے۔ دوسری دلیل ہے کہ تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے بنایا اور انسان کو اپنی ذات کیلئے بنایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ

جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے سو جس کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا گیا سو یہ

يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي

لوگ اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے۔ اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ کیا جائے گا، جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ

الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾

آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا۔

## قیامت کا ایک منظر:

۷۱: يَوْمَ نَدْعُوا (جس دن ہم بلائیں گے) یہ اذکر محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ (ان کے مقتدا کے ساتھ طلب کریں) باء حال کیلئے ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے: مختلطین بامامھم اس حال میں کہ وہ اپنے امام سے ملے جلے ہونگے امام سے ہر وہ مراد ہے جس کی انہوں نے اقتداء کی ہوگی خواہ وہ پیغمبر ہوں نمبر۲۔ دین میں مقدم ہو نمبر۳۔ کتاب نمبر۴۔ دین؛ محاورہ میں اس طرح نسبت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ يَا أَتْبَاعَ فُلَانٍ يَا أَهْلَ دِينِ كَذَا كتاب كذا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے نامہ عمل مراد ہے۔ جیسے کہتے ہیں یا اصحاب کتاب الخیر۔ یا اصحاب کتاب الشر۔

فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ (جن کو انکا نامہ عمل اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ پس وہ اپنی کتاب کو پڑھتے ہونگے) فمن سے مراد یہی مدعوین ہیں۔ ان کو اُولٰئِك سے اس لئے تعبیر کیا کیونکہ مَن معنیٰ جمع ہے۔ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا (ان پر دھاگے کے برابر ظلم نہ ہوگا۔) ان کے ثواب میں سے ادنیٰ چیز بھی کم نہ کی جائیگی۔ یہاں کفار کا ذکر نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کے بائیں ہاتھ میں کتاب ملنے کو ذکر کیا بلکہ اس قول پر اکتفاء کیا گیا۔

## دنیا میں کفر آخرت کا اندھاپن:

۷۲: وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ (اور جو شخص اس دنیا کی زندگی میں) أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ (اندھا ہے۔ وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔) اسی طرح وَأَضَلُّ سَبِيلًا (اور زیادہ راستہ سے بھٹکا ہوگا) یعنی اندھے سے بھی زیادہ گمراہ ہوگا۔ اعمیٰ کے لفظ کو استعارۃً اس کے لئے استعمال فرمایا جو مبصرات کو بھی نہ دیکھے۔ کیونکہ اس کے حواس میں خرابی ہے اس شخص کی طرح کہ نجات کے راستے کی طرف راہ نہ پائے۔ دنیا میں تو اس لئے کہ غور وفکر نہیں پائی جاتی اور آخرت میں اس لئے کہ اب رہنمائی فائدہ نہیں دے سکتی۔ علماء نے یہ بھی جائز قرار دیا کہ دوسرا اعمیٰ کا لفظ تفصیل کے معنی میں لیا جائے اس کی دلیل یہ ہے کہ اَضَلّ کو اس پر عطف کے طور پر ذکر کیا گیا۔ جو کہ تفصیل کا صیغہ ہے اسی لئے ابو عمرو نے اپنی قراءت میں پہلے کو امالہ کے ساتھ اور دوسرے کو تفخیم کے ساتھ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ

اور یہ لوگ آپ کو اس چیز سے ہٹانے ہی لگے تھے جس کی ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی۔ تا کہ آپ ہماری طرف اس کے علاوہ دوسری بات کی نسبت کر دیں۔ اور اس صورت میں

خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْــًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ

وہ آپ کو اپنا دوست بنا لیتے۔ اور اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف تھوڑے سے مائل ہو جاتے۔ اس وقت ہم آپ کو آپ کی زندگی

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝

میں اور موت کے بعد دوہرا عذاب چکھاتے، پھر آپ ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار نہ پاتے۔

پڑھا ہے۔ کیونکہ اسم تفضیل تمام کا تمام من کے ساتھ آتا ہے۔ اور اس کے الف کا حکم وسط کلمہ کا ہے اس لئے وہ امالے کو قبول نہیں کرتا رہا اول اس کے ساتھ کوئی چیز بھی متعلق نہیں۔ پس اس کا الف ایک طرف میں واقعہ ہے اس لئے اس نے امالے کو قبول کر لیا۔ حمزہ اور علی نے دونوں کو امالے کے ساتھ پڑھا ہے جبکہ بقیہ قراء نے تفخیم کے ساتھ پڑھا ہے۔

## قریش کی چابکدستی اور عصمت نبوت کا ہاتھ:

۷۳: جب قریش نے کہا رحمت کی آیت کو عذاب والی آیت بنا دو اور عذاب والی آیت کو رحمت والی تب ہم تم پر ایمان لائیں گے پس یہ آیت اتری۔ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ (اور یہ لوگ قریب تھا کہ آپ کو پھسلا دیتے) اِنْ یہ مخففہ من المثقلہ ہے اور اس کے جواب میں آنے والی لام وہ اس کو اور اِنْ نافیہ کو جدا کرتی ہے اب معنی یہ ہے کہ بیشک حال یہ ہے کہ وہ آپ کو دھوکے میں مبتلا کر دیتے اور فتنہ میں ڈال دیتے۔ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (اس وحی کے بارے میں جو ہم نے آپ کی طرف کی ہے) یعنی اوامر کی قسم میں سے اور نواہی میں سے اور اسی طرح وعدے اور وعید کی صورت میں۔ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ (تا کہ اس کے سوا اور بات ہماری طرف آپ نسبت کریں) تا کہ آپ ہمارے متعلق وہ بات کہیں جو ہم نے نہیں کہی اور وہ وہی ہے جس کا انہوں نے مطالبہ کیا کہ وعدے کو وعید اور وعید کو وعدے سے بدل دے۔ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا (ایسی حالت میں آپ کو گہرا دوست بنا لیتے) یعنی اگر آپ ان کی مراد کی اتباع کرتے تو ضرور تمہیں گہرا دوست بنا لیتے اور آپ ان کی ولایت اختیار کر کے ہماری ولایت سے نکل جاتے۔

۷۴: وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ (اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنا دیا ہوتا) یعنی اگر ہمارا ثابت قدم رکھنا اور ہماری عصمت نہ ہوتی لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ (تحقیق قریب تھا کہ آپ جھک جاتے ان کی طرف) یعنی البتہ قریب تھا کہ آپ ان کے مکر کی طرف مائل ہو جاتے۔ شَيْــًٔا قَلِيْلًا (بہت ہی معمولی سا) یعنی تھوڑا سا جھکنا اس میں آپ کو تسلی دی گئی اور آپ کی فضیلت اور ثابت قدمی کا ذکر کیا گیا ہے۔

۷۵: اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ (اور اگر ایسا ہوتا تو ہم آپ کو حالتِ حیات میں بھی اور موت کے بعد



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا

اور یہ لوگ اس سرزمین سے آپ کے قدم ہی اکھاڑنے لگے تھے تا کہ آپ کو اس سے نکال دیں اور ایسا ہو جاتا تو آپ کے بعد یہ بھی بہت کم ٹھہرنے

قَلِيْلًا ﴿٧٦﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿٧٧﴾ ع ٨

پاتے۔ جیسا کہ ان لوگوں کے بارے میں ہمارا طریقہ رہا ہے جن کو آپ سے پہلے ہم نے رسول بنا کر بھیجا تھا اور آپ ہمارے طریقہ میں تغیر نہ پائیں گے

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات اندھیرا ہونے تک نمازیں قائم کیجئے اور فجر کی نماز بھی، بلاشبہ فجر کی نماز حاضر ہونے کا

مَشْهُوْدًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿٧٩﴾

وقت ہے، اور رات کے حصہ میں نماز تہجد پڑھا کیجئے جو آپ کے لئے زائد چیز ہے عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا

دگنا عذاب چکھاتے )۔ اِذًا یہاں لَوْ کے معنی میں ہے یعنی اگر آپ ان کی طرف ادنیٰ سے جھکاؤ کے بھی قریب ہو جاتے اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ سے مراد عذاب قبر اور عذاب آخرت ہے کہ وہ دگنا کر کے دیئے جاتے اس لئے کہ آپ کے مرتبہ اور نبوت کے شرف کیوجہ سے گناہ بہت بڑا ہوتا یہ اسی طرح ہے جیسے دوسرے مقام پر فرمایا: ینساء النبی من یات منکن بفاحشۃ [الاحزاب:٣٠] اصل کلام اس طرح ہے۔ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ عَذَابَ الْحَيٰوةِ وَعَذَابَ الْمَمَاتِ کہ اس وقت ہم آپ کی زندگی میں اور موت کے بعد عذاب چکھاتے کیونکہ عذاب دو ہی ہیں نمبر١۔ وہ عذاب جو موت کے بعد ہو اور یہی عذاب قبر ہے نمبر٢۔ آخرت کی زندگی میں ہونیوالا عذاب اور یہی عذاب نار ہے آیت میں عذاب کی صفت الضعف سے کی گئی جیسا کہ دوسری آیت میں آیا: فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ [الاعراف:٣٨] یہاں ضعف بمعنی مضاعف کے ہے گویا اصل کلام اس طرح بنے گا اذا لاذقنک عذابا ضعفا فی الحیاۃ و عذابا ضعفا فی الممات پھر اس عبارت میں سے موصوف کو حذف کر کے صفت کو اس کے قائم مقام لائے اور وہ ضعف ہے پھر صفت کی اضافت موصوف کی طرف کر دی اور یوں فرمادیا۔ ضعف الحیاۃ و ضعف الممات ۔

(٢) دوسری تفسیر یہ بھی درست ہے کہ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ سے دنیا کا عذاب مراد لیا جائے اور ضِعْفَ الْمَمَاتِ سے موت کے بعد آنے والا عذاب قبر اور عذاب نار مراد لیا جائے۔

نکتہ: آیت میں کاد اور پھر تقلیل ذکر فرمائی اور اس کے بعد دارین میں دوگنے عذاب کی سخت وعید لائی گئی۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بری چیز کی قباحت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جبکہ اس کا کرنے والا بڑی شان والا ہو جب یہ آیت اتری تو حضور علیہ السلام یہ دعا فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ یہ روایت مرسل ہے اس کو ثعالبی نے ذکر کیا۔ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا (پھر آپ کو ہمارے مقابلہ میں اپنا کوئی مددگار نہ ملتا) یعنی ایسا مددگار جو ہمارے عذاب سے آپ کو بچا سکتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مکہ سے قدم اکھاڑنے کی کوشش:

۷۶: وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ (اور قریب تھا کہ وہ لوگ اس سرزمین سے آپ کے قدم اکھاڑ دیتے) کا دوا کی ضمیر اہل مکہ کی طرف لوٹ رہی ہے یَسْتَفِزُّوْنَ کا معنی عداوت کے ذریعے آپ کو تنگ کرنا اور اپنے فریب سے پریشان کرنا اور ارض سے مراد سرزمین مکہ ہے۔ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ (تا کہ آپ کو وہاں سے نکال باہر کریں ایسی صورت میں آپ کے پیچھے تھوڑی مدت سے زیادہ نہ ٹھہر سکیں گے) لَا يَلْبَثُوْنَ کا معنی باقی نہ رہنا اور خلاف کا معنی بعد ہے یعنی آپ کے نکال دینے کے بعد قراءت: ابوبکر کے علاوہ کوفی قراء نے خلافک پڑھا اور شامی نے بھی اسی کا ہم معنی پڑھا ہے البتہ نافع اور ابوعمرو نے خلفک پڑھا ہے۔ اِلَّا قَلِيْلًا (مگر بہت تھوڑا۔) یعنی تھوڑا سا زمانہ پس اللہ تعالیٰ ان کو عنقریب ہلاک کرنے والے ہیں چنانچہ اسی طرح واقعہ ہوا آپ کے مکہ سے نکالے جانے کے تھوڑا عرصہ بعد ان کو بدر میں ہلاک کر دیا گیا۔

(۲) اس کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر یہ آپ کو نکال دیتے تو تمام کا استیصال کر دیا جاتا انہوں نے آپ کو نکالا نہیں بلکہ آپ نے خود اللہ کے حکم سے ہجرت کی ایک قول یہ بھی ہے کہ ارض سے ارض عرب مراد ہے یا ارض مدینہ مراد ہے۔

## اگر مکہ سے زبردستی نکالتے تو تمام ہلاک کر دیئے جاتے:

۷۷: سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا (یہی ہمارا قاعدہ ان لوگوں کے ساتھ رہا ہے جن کو ہم نے آپ سے پہلے پیغمبر بنایا) کہ ہر قوم نے اپنے رسول کو اپنے درمیان سے نکال دیا۔ پس اس نکالنے پر اللہ تعالیٰ کا طریق اس کو ہلاک کر دینے کا ہے۔

نحو: سُنَّةَ یہ مصدر مؤکد کی طرح منصوب ہے۔ ای سَنَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ سُنَّةً وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا (اور آپ ہمارے قاعدہ میں تبدیلی نہ پائیں گے)۔

## تشکر الٰہی:

۷۸: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ (آپ سورج کے زوال پر نماز قائم کریں) دلوک زوال کو کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ آیت تمام نمازوں کو جامع ہے۔ نمبر ۲۔ دلوک کا معنی غروب ہو۔ اس صورت میں ظہر و عصر نکل جائے گی۔ (اصل دلک کا معنی ملنا ہے) اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ (رات کے چھا جانے تک) اندھیرے کو غسق کہا جاتا ہے اور یہ عشاء کا وقت ہے۔

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ (اور فجر کا قرآن) فجر کی نماز کو قرآن یعنی قراءت کہا۔ کیونکہ قراءت ایک رکن صلوۃ ہے جیسا کہ رکوع وسجود سے نام رکھتے ہیں (اس کی طوالت کی وجہ سے) اس آیت میں اصم کے خلاف دلیل پائی جاتی ہے کیونکہ اس کا خیال یہ ہے کہ قراءت رکن صلوۃ نہیں ہے۔ نمبر ۲۔ قرآن اس لئے کہا گیا کیونکہ اس میں قراءت طویل ہوتی ہے۔ اور اس کا عطف الصلاۃ پر ہے۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بیشک فجر کا قرآن فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے) رات اور دن کے فرشتے اس میں شریک ہوتے ہیں۔ دن والے اترتے ہیں اور رات والے آسمانوں کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ پس یہ رات کے آخری حصہ میں ہے اور دن کی ابتداء میں واقع ہے (اس لئے اس کو مشہود کہا)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ

اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھے ایسی جگہ میں داخل کیجئے جو خوبی کی جگہ ہو۔ اور مجھے خوبی کے ساتھ نکالئے اور میرے لئے اپنے پاس سے ایسا غلبہ عطا

سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

فرمائیے جس کے ساتھ مدد ہو۔ اور آپ یوں کہہ دیجئے کہ حق آ گیا اور باطل چلا گیا بلاشبہ باطل جانے ہی والا ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ

اور ہم ایسی چیز یعنی قرآن نازل کرتے ہیں جو شفاء ہے اور رحمت ہے مومنین کے لئے اور وہ ظالموں کے نقصان ہی میں

اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ

اضافہ کرتا ہے۔ اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں وہ اعراض کر لیتا ہے۔ اور رخ بدل کر دور ہو جاتا ہے۔ اور جب اسے تکلیف پہنچ جائے تو

یَئُوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِیْلًا ﴿۸۴﴾ ع ۹

ناامید ہو جاتا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقے پر کام میں لگا ہوا ہے سو تمہارا رب خوب جانتا ہے جو زیادہ ٹھیک راستہ پر ہے۔

نمبر۲۔ عادۃً اس میں زیادہ نمازی حاضری دیتے ہیں۔

۷۹: وَمِنَ الَّیْلِ (اور رات کو) تم پر رات کا بعض حصہ جاگنا لازم ہے۔ فَتَهَجَّدْ (تم تہجد پڑھو) التہجد نماز کیلئے نیند کو چھوڑنا۔ نیند کے بارے میں کہا جاتا ہے تہجد وہ نیند سے بیدار ہوا۔ بِہٖ (قرآن مجید کے ساتھ) نَافِلَةً لَّكَ (یہ زائد ہے تیرے لئے) یہ پانچوں نمازوں سے زائد عبادت تم پر لازم کی ہے گویا تہجد اور نافلہ کو ایک ہی معنی جمع کرنے والا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تہجد کی نماز پانچوں نمازوں سے زائد آپ پر بطور غنیمت کے بڑھائی گئی ہے۔ نمبر۲۔ یہ آپ پر فرض ہے اور کسی پر فرض نہیں ہے کیونکہ وہ امت کیلئے نفل ہے۔ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (امید ہے کہ آپکا رب آپ کو مقام محمود پر جگہ دے گا) مقامًا محمودًا۔ ظرفیت کی وجہ سے منصوب ہے تقدیر عبارت یہ ہے عسٰی ان یبعثك یوم القیامة فیقیمك مقامًا محمودًا یقیم فعل کا مفعول ہوا۔ نمبر۲۔ یَبْعَثَكَ میں معنی یقیمك کا ضمنًا پایا جاتا ہے۔ اور یہ یبعثك کا مفعول ہے۔

## مسلکِ جمہور:

نمبر۱۔ مقام محمود شفاعت کبریٰ کا مقام ہے۔ روایت اس پر دلالت کرتی ہیں۔ نمبر۲۔ یہ وہ مقام ہے جس میں آپ کو لواء الحمد عنایت کیا جائے گا۔

۸۰: وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ (اور کہہ دیں اے میرے رب مجھے خوبی کے ساتھ پہنچانا اور خوبی کے ساتھ لے جانا) مدخل یہ مصدر ہے تقدیر عبارت یہ ہے ادخلنی القبر ادخالا مرضیا علی طھارة من الزلات۔ مجھے قبر میں لغزشوں سے



BestUrduBooks.wordpress.com

طہارت کے ساتھ پسندیدہ حالت میں داخل کرنا۔ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ (اور مجھے اچھی طرح نکالنا) نمبرا۔ اس قبر سے مجھے پسندیدہ حالت میں نکالنا کہ عزت والی ملاقات ہو۔ ملامت سے محفوظ ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ بعث کا تذکرہ کرنے کے بعد اس آیت کو لایا گیا ہے۔ نمبر۲۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ہجرت کا جب حکم ہوا تو اس وقت یہ آیت اتری پھر داخلہ سے مراد مدینہ منورہ میں داخلہ اور اخراج سے مکہ سے نکلنا مراد ہے۔ نمبر۳۔ یہ آیت عام ہے جب بھی جہاں کہیں آپ داخل ہوں اور جس کام میں آپ ہاتھ ڈالیں۔ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (اور اپنے پاس سے مجھے غلبہ دینا جس میں نصرت شامل ہو) ایسی حجت عنایت فرما جو مخالفین پر غالب کرنے والی ہو۔ نمبر۲۔ ایسی مملکت وشوکت وقوت عنایت کر جو کفر کے خلاف اسلام کی مددگار اور کفر پر غلبہ دینے والی ہو۔

## استجابتِ حق:

۸۱: وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ (اور کہہ دو حق آیا) حق سے اسلام مراد ہے۔ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (اور باطل گیا) ہلاک و برباد ہوا۔ باطل سے شرک مراد ہے۔ نمبر۲۔ قرآن آیا اور شیطان ہلاک ہوا۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بیشک باطل برباد ہونے والا ہے) ہر زمانہ میں باطل اسی لائق ہے کہ وہ برباد ہو جائے۔

## قرآن ہی شفاء ہے:

۸۲: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ (اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو شفاء اور رحمت ہیں)

قراءت: ابو عمرو نے نُنْزِلُ تخفیف سے پڑھا ہے۔ من القرآن میں مِن تبعیضیہ ہے۔ شفاء سے امراض قلوب کی شفاء مراد ہے اور رحمت دکھوں کا علاج اور عیوب کی تطہیر اور گناہوں کی تکفیر مراد ہے لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (ایمان والوں کیلئے)۔ حدیث میں وارد ہے من لم یستشف بالقرآن فلا شفاء اللہ (الثعلبی کنز العمال) جو قرآن سے شفاء حاصل نہ کرے خدا کرے اس کو شفاء نہ ہو۔ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ (اور نہیں اضافہ کرتا ہے ظالموں کیلئے) ظالم سے کافر مراد ہیں۔ اِلَّا خَسَارًا (مگر نقصان میں) اس کی تکذیب وکفر کی وجہ سے گمراہی بڑھے گی۔

## انسان کا عمومی حال:

۸۳: وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ (اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں) صحت اور خوشحالی کا اَعْرَضَ (وہ اعراض کرتا ہے) اللہ تعالیٰ کی یاد سے نمبر۲۔ قرآن دیگر انعام کرتے ہیں تو وہ اس سے منہ موڑتا ہے۔ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ (اور پہلو پھیر لیتا ہے) یہ اعراض کی تاکید ہے۔ کیونکہ کسی شئی سے اعراض کا مطلب یہ ہے کہ اپنے چہرے کے عرض کو اس سے پھیرے۔ اور النأی بالجانب کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کندھے کو اس سے پھیر لے اور اس کی طرف پیٹھ کرے۔ نمبر۲۔ مراد اس سے تکبر ہے کیونکہ یہ متکبرین کی عادات میں سے ہے۔

قراءت: نای حمزہ نے امالہ کے ساتھ اور علی نے کسرہ سے پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۸۵

اور لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بس تھوڑا سا علم دیا گیا ہے

وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۸۶

اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر ہم نے آپ پر وحی بھیجی ہے اسے سلب کر لیں پھر آپ ہمارے مقابلے میں اپنے لئے اس بارے میں کوئی حمایتی نہ پائیں

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۸۷ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ

مگر یہ کہ رب کی طرف سے رحمت ہو جائے۔ بلاشبہ آپ پر اس کا بڑا فضل ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جن

وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ

سب اس کے لئے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا کر لائیں تو اس جیسا نہیں لا سکیں گے۔ اگرچہ آپس میں ایک دوسرے کے مددگار

لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۸۸ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ

بن جائیں۔ اور البتہ ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کے اچھے مضامین طرح طرح سے بیان فرمائے ہیں۔ پھر اکثر لوگوں نے اس کے

النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۸۹

ماننے سے انکار ہی کیا۔

وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ (جب اس کو برائی آلیتی ہے) شرّ سے فقر و مرض مراد ہے نمبر۲۔ کوئی مصیبت شاقہ مراد ہے كَانَ يَئُوْسًا (وہ نا امید ہو جاتا ہے) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت مایوس ہو جاتا ہے۔

۸۴: قُلْ كُلٌّ (کہہ دیں تمام) یعنی ہر ایک يَّعْمَلُ عَلٰي شَاكِلَتِهٖ (اپنے طریقے پر کام کر رہا ہے) اپنے راستے اور اس طریقے پر جو ہدایت و گمراہی میں اس نے اختیار کر رکھا ہے۔ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا (تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ صحیح راستہ پر ہے) راستہ اور طریقہ کے لحاظ سے۔

## روح کا سوال:

۸۵: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ (اور آپ سے روح کے متعلق وہ سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیں) الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ (روح میرے رب کا حکم ہے) یعنی ایسے معاملات میں سے ہے جس کو میرا رب جانتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## جمہور کا قول:

حیوان میں جو روح پائی جاتی ہے اس کے متعلق انہوں نے سوال کیا تھا کہ اس کی حقیقت کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اطلاع دی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے یعنی ان چیزوں میں سے جس کا حقیقی علم اس ہی کے پاس ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور روح کے متعلق نہ جانتے تھے۔ (واحدی فی الوسیط) پہلے لوگ اس کی حقیقت کو دریافت کرنے سے عاجز و درماندہ ہوئے باوجودیکہ انہوں نے اپنی طویل عمریں اس کی تفتیش و دریافت میں صرف کر دیں۔

اور حکمت اس میں یہ ہے کہ مخلوق تو اپنے سے قریب ترین مخلوق کی حقیقت کو دریافت کرنے سے عاجز ہے۔ پس وہ اللہ کی ذات کا ادراک کرنے سے بدرجہ اولیٰ عاجز تر ہے۔ اسی وجہ سے اس کی تعریف میں جو کچھ کہا گیا وہ قابل رد ہے۔ نمبرا۔ کہ وہ ایک لطیف ہوائی جسم ہے جو حیوان کے ہر جزء میں پایا جاتا ہے۔ نمبر۲۔ وہ فرشتے سے بڑی روحانی مخلوق ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ روح سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں۔ جیسا دوسری آیت میں فرمایا: نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ [الشعراء:۱۹۳] حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس سے قرآن مراد ہے اس کی دلیل اس آیت میں ہے کہ: وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط [الشوریٰ:۵۲] اور دوسری دلیل ہے کہ قرآن سے دلوں کو زندگی میسر آتی ہے۔ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ یعنی اس کی وحی سے اللہ تعالیٰ کا کلام انسانوں جیسا کلام نہیں۔

روایت میں ہے کہ یہود نے ایک وفد قریش کی طرف بھیجا۔ کہ اپنے پیغمبر سے تم تین سوال کرو۔ نمبرا۔ اصحاب کہف کون تھے۔ نمبر۲۔ ذوالقرنین بادشاہ کی مہم جوئی۔ نمبر۳۔ روح کی حقیقت کیا ہے اگر وہ تمام کا جواب نہ دیں تو وہ پیغمبر نہیں اور اگر بعض کا جواب دیں اور بعض سے خاموش رہیں تو وہ پیغمبر ہیں۔

پس آپ نے دونوں واقعات کو ان کے سامنے واضح طور پر بیان کر دیا۔ اور روح والے جواب کو مبہم رکھا۔ یہ تورات میں بھی مبہم ہے۔ پس قریش کو اپنے سوالات پر خفت ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ سوال روح کی تخلیق کے متعلق تھا۔ یعنی وہ مخلوق ہے یا غیر۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان من امر ربی۔ یہ روح کے مخلوق ہونے کی دلیل ہے پس یہ ان کے سوال کا جواب ہوا۔

## انسانی علم قلیل ہے:

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا) اس میں خطاب عام ہے۔ روایت میں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو یہ پڑھ کر سنایا تو وہ کہنے لگے یہ خطاب ہمیں خاص کر کیا گیا یا آپ اس خطاب میں ہمارے ساتھ ہیں۔ آپ نے فرمایا بلکہ ہم اور تم دونوں کو تھوڑا ہی علم دیا گیا۔ [رواہ الثعلبی]

نمبر۲۔ یہ خصوصاً یہود کو خطاب ہے کیونکہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو کہا ہمیں تورات کا علم دیا گیا جس میں حکمت ہے۔ اور تم نے خود تلاوت کی ہے وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرۃ:۲۶۹) کہ جس کو حکمت مل جائے وہ خیر کثیر پالیتا ہے۔ اس کے جواب میں انہیں کہا گیا تورات کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں قلیل ہے۔ پس قلت و کثرت تو اضافی چیزیں ہیں۔ اس لئے بندے کو جو خیر کثیر میسر آئی ذاتی اعتبار میں وہ اگرچہ کثیر ہے مگر اس کا تقابل جب علم الٰہی سے ہوگا تو اس وقت وہ قلیل



BestUrduBooks.wordpress.com

در قلیل واقع ہوگی۔

## وحی محض رحمت ہے مجادلین کے مقابلے میں صبر کریں:

۸۶: پھر نعمتِ وحی پر متنبہ کیا اور آپ کو صبر کی تلقین کی ایسے لوگوں کی ایذاء پر جو سوال میں مجادلہ اختیار کرنے والے تھے فرمایا۔ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر وحی آپ کی طرف کی ہے۔ سب کو سلب کر لیں) جو اب قسم محذوف ہے اس کے ساتھ یہ جزاء شرط کے قائم مقام ہے۔ اور ان پر لام کو قسم کی تمہید کیلئے داخل کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے اگر ہم چاہیں تو قرآن کو لے جائیں اور مصاحف وصدور سے اس کو مٹادیں اور اس کا کوئی نشان بھی نہ باقی رہنے دیں۔ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا (پھر تم ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی نہ پاؤ گے) یعنی پھر اس کے لے جانے کے بعد کوئی ایسا شخص جس پر واپس لوٹانے میں بھروسہ کر سکیں اور محفوظ ومسطور واپس کر وسکیں۔

۸۷: اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا (مگر یہ آپ کے رب کی رحمت ہے۔ بیشک اس کا فضل آپ پر بہت ہے) یعنی مگر آپ کا رب آپ رحمت کر کے آپ پر لوٹا دے۔ (وہ ایسا کر سکتا ہے) اس کی رحمت ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر آپ اس کے واپس کرنے میں بھروسہ کر سکتے ہیں۔ نمبر۲۔ مستثنیٰ منقطع ہے۔ تو معنی یہ ہے لیکن یہ تیرے رب کی مہربانی ہے اس لئے اس کو بغیر لے جانے کے چھوڑ دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید کے محفوظ باقی رہنے کا احسان ہے۔ اس کے بعد کہ اس نے اس کو اتارا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی۔

## کفار کا جواب:

۸۸: یہ آیت نضر بن حارث کے قول کے جواب میں اتری۔ اس نے کہا لو نشاء لقلنا مثل هذا [الانفال:۳۱] قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ (آپ کہہ دیں اگر انسان اور جنات متفق ہو کر ایسا قرآن) يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ (لانے کیلئے جمع ہو جائیں۔ تو اس جیسا قرآن نہیں لا سکیں گے) وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں) ظہیر کا معنی معین ومددگار۔ لا یاتون یہ قسم محذوف کا جواب ہے۔ اگر تمہیدی لام نہ ہوتی تو جائز تھا کہ یہ جواب شرط بن جاتا۔ جیسا کہ اس قول میں ہے۔

یقول لاغائب مالي ولا حرم

آیت میں شرط ماضی واقع ہوئی ہے یعنی اگر وہ ایک دوسرے کی پشت پناہی کریں اس غرض کیلئے کہ وہ اس قرآن کی مثال بلاغت اور حسن نظم اور تالیف میں لائیں تو وہ ضرور اس کی مثل سے عاجز رہیں گے۔

## قرآن نے ہر قسم کی مثالیں بیان کیں مگر انہوں نے کفر کی ٹھانی ہے:

۸۹: وَلَقَدْ صَرَّفْنَا (تحقیق ہم نے طرح طرح سے بیان کیں) بار بار لوٹائیں دوبارہ سہ بارہ لائے۔ لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ (لوگوں کیلئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں) ہر معنی کے لحاظ سے قرآن غرابت وحسن کی ایک مثال ہے۔ فَاَبٰٓى



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ

اور ان لوگوں نے کہا کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ کر دیں۔ یا خاص کر آپ کے لئے

مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ

کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو، پھر آپ اس باغ کے درمیان بہت سی نہریں جاری کر دیں یا آپ ہمارے اوپر آسمان کو ٹکڑوں کی صورت میں گرا دیں جیسا کہ

عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ

آپ کا بیان ہے یا آپ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے لے آئیں یا آپ کا گھر ہو جو خوب زینت والا ہو

اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ۗ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۗ قُلْ

یا آپ آسمان میں چڑھ جائیں، اور ہم آپ کے چڑھنے پر ہرگز یقین نہ کریں گے یہاں تک کہ آپ ہمارے اوپر ایک لکھی ہوئی کتاب نازل کر دیں جسے ہم پڑھ لیں۔ آپ فرما دیجئے

سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ع ۱۰

کہ میرا رب پاک ہے میں تو صرف ایک بشر ہوں پیغمبر ہوں

اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا (پس اکثر لوگ بغیر انکار کے نہ رہے) یہ جائز نہیں ضربت الا زیدًا کیونکہ آبی میں تاویلاً نفی ہے۔ گویا اس طرح کہا: فَلَمْ يَرْضَوْا اِلَّا كُفُوْرًا کہ وہ کفر کے علاوہ اور کسی چیز پر راضی نہ ہوئے۔

۹۰: جب قرآن کا اعجاز واضح کر دیا تو دیگر معجزات اس کے ساتھ ملائے۔ اور ان پر دلیل کو لازم کر دیا۔ انہوں نے مغلوب ہو کر منہ مانگی نشانیاں مانگنی شروع کر دیں جس طرح مبہوت اور دلیل میں شکست خوردہ اور حیران شخص کیا کرتا ہے۔ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا (اور وہ کہنے لگے ہم ہرگز آپ پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لئے بہائے)

قراءت: کوفی نے تفجُر کو تخفیف سے پڑھا ہے۔

## اعجاز قرآنی سے درماندہ ہو کر منہ مانگی نشانی پر زور:

مِنَ الْاَرْضِ (زمین سے) سرزمین مکہ سے يَنْبُوْعًا (چشمہ) کثیر پانی والا چشمہ جس کا حال یہ ہو کہ پانی اس سے ابلتا جائے منقطع نہ ہو۔ یہ نبع الماء سے یفعول کا وزن ہے۔

۹۱: اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ (یا آپ کے لیے کوئی کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو پھر اس باغ میں آپ جاری کر دیں)

قراءت: تُفَجِّرَ تشدید کے ساتھ یہاں تمام قراء کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا (بہت سی نہریں اس کے درمیان میں) تَفْجِيْرًا (بہانا، جاری کرنا)



BestUrduBooks.wordpress.com

۹۲: اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا (یا جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں آسمان کے ٹکڑے ہم پر نہ گرا دیں)
قراءت: مدنی اور عاصم نے کسفا کو سین کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور اس کا معنی ٹکڑے ہے جیسے کہا جاتا ہے اعطنی کسفة من هذه الثوب ۔دیگر قراء نے سکون سین کے ساتھ پڑھا جو کہ کِسْفَةٌ کی جمع ہے جیسے سِدْرَةٌ وَسِدْرٌ ۔وہ اس سے وہی مراد لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے: اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ [سورۃ سبا:۹]

اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا (یا آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کر نہ کھڑا کر دیں) قبیل کا معنی کفیل ہے کہ جو کچھ تم کہتے ہو اس کی صحت کے تم خود شاہد ہو اس لیے اللہ تعالیٰ کو اور اس کے فرشتوں کو سامنے پیش کرو۔ جو تمہاری بات کی شہادت دیں یہ اسی طرح ہے جیسا کہ شاعر کے اس قول میں کنت منه و والدی برینا ..........

نمبر۲۔قبیل بمعنی مقابل ہے جیسے عشیر بمعنی معاشر۔اس کی مثال اس آیت میں ہے لولا انزل علینا الملٰئكة او نری ربنا۔ نمبر۳۔قبیلاً بمعنی جماعت ہے اس وقت یہ الملائکہ سے حال ہوگا۔یعنی ملائکہ کو جماعت کی شکل میں سامنے لائے۔

۹۳: اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ (یا تمہارے لیے سونے کا مکان ہو) اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ (یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ) زخرف کا معنی سونا اور ترقی کا معنی چڑھنا ہے۔وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ (اور ہم تمہارے صرف چڑھنے پر بھی یقین نہیں کریں گے) یعنی چڑھ جانے کی وجہ سے یقین نہیں کریں گے۔حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ (جب تک کہ تم ایسی کتاب نہ لے کر اترو جس کو ہم پڑھیں)۔
قراءت: ابوعمرو نے تُنْزِل پڑھا ہے اور کتاب سے مراد ایسی کتاب جس میں آپ کی تصدیق ہو۔نَقْرَؤُهٗ فعل یہ کتاب کی صفت ہے۔

## مطالباتِ کفار کا جواب:

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (کہہ دیں میرا رب پاک ہے میں تو صرف ایک بشر اور پیغمبر ہوں)
قراءت: مکی اور شامی نے قل کو قال پڑھا۔ای قال الرسول رسول نے کہا سبحن ربی سے ان کے مطالبات پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے۔اور هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا کہہ کر یہ بتلایا کہ میں دوسرے رسولوں کی طرح رسول اور بشر ہوں۔انبیاء علیہم السلام اپنی قوموں کے پاس وہی نشانات ظاہر کرتے ہیں جو اللہ ان کو دیتے ہیں پس معجزات کو ظاہر کرنا میرے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے پھر تمہیں کیا ہے کہ تم بار بار مجھ پر فرمائشیں ڈال رہے ہو۔


BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا

اور لوگوں کو ایمان قبول کرنے سے صرف اس بات نے روکا کہ جب ان کے پاس ہدایت آئی تو صرف یہی بات کہنے لگے کہ کیا اللہ نے بشر کو رسول

رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ

بنایا ہے آپ فرما دیجئے اگر زمین میں فرشتے ہوتے جو اطمینان سے چلتے پھرتے تو ضروری بات ہوتی کہ ہم ان پر فرشتہ کو

السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ

رسول بنا کر اتار دیتے، آپ فرما دیجئے کہ میرے تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں سے

خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾

باخبر ہے دیکھنے والا ہے۔

## لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پکا ہو گیا کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا:

۹۴: وَمَا مَنَعَ النَّاسَ (اور نہیں لوگوں کو روکا) یہاں الناس سے اہل مکہ مراد ہیں۔ اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا (یہ کہ وہ ایمان لائیں) یہ منع کا مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى (جب کہ ان کے پاس ہدایت آ چکی) ھدی سے مراد یہاں پیغمبر اور قرآن ہے۔ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا (مگر کہ انہوں نے یہ کہا) یہ منع کا فاعل ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے۔

**وما منعهم الايمان بالقرآن و بنبوة محمد ﷺ الا قولهم ابعث الله بشرا رسولا** یعنی یہ شبہ ان کے دلوں میں پختہ ہو گیا کہ بشر کو اللہ تعالیٰ نبی نہیں بنا سکتے اسی شبہ نے ان کو ایمان لانے سے روکا۔

اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا (کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا) اس میں ہمزہ انکار کے لیے ہے اور جس چیز کا انہوں نے انکار کیا پس اس کے خلاف اللہ کے ہاں قابل انکار تھا۔ کیونکہ اس کی حکمت کا تقاضا بھی یہ تھا کہ وہ وحی والا فرشتہ اپنے جیسوں کی طرف بھیجے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے اگلے ارشاد میں ان کی تردید اس طرح فرمائی۔

## اس کا اصولی جواب:

۹۵: قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ (آپ کہہ دیں کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان کے ساتھ چلتے پھرتے) یمشون سے مراد پیدل چلنا ہے۔ جس طرح کہ انسان چلتے ہیں اور وہ اپنے پروں سے نہ اڑتے کہ آسمان والوں کی باتیں سنتے اور ان چیزوں کا علم حاصل کرتے جن کا جاننا ضروری تھا۔ مطمئنین یہ حال ہے یعنی زمین میں بڑے قرینے سے رہتے لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (تو ہم ضرور ان کے لیے آسمان سے کسی فرشتہ کو رسول بنا کر اتار دیتے) جو ان کو بھلائی کی تعلیم دیتا اور بھلائی کے مقامات کی طرف ان کی راہنمائی کرتا۔ رہے انسان تو فرشتے کو ان میں سے اسی کی طرف بھیجا جاتا ہے جس



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِہٖ ؕ

اور اللہ جسے ہدایت دے سو وہی ہدایت پانے والا ہے، اور وہ جسے گمراہ کرے سو آپ اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔

وَنَحْشُرُھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ عُمْیًا وَّبُکْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ؕ کُلَّمَا

اور ہم انہیں قیامت کے دن چہروں کے بل اس حال میں چلائیں گے کہ وہ اندھے اور گونگے اور بہرے ہونگے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب بھی

خَبَتْ زِدْنٰھُمْ سَعِیْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِکَ جَزَآؤُھُمْ بِاَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا کُنَّا

بجھنے لگے گی ہم ان کے لئے اس کو اور زیادہ بھڑکا دیں گے یہ ان کی سزا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور یوں کہا کہ جب ہم

عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ

ہڈیاں اور بالکل ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم از سرنو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے کیا انہیں معلوم نہیں کہ جس اللہ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ وَجَعَلَ لَھُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْہِ ؕ

آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا وہ اس پر قادر ہے کہ ان جیسے پیدا فرما دے اور اس نے ان کے لئے ایک اجل مقرر کر رکھی ہے جس میں کوئی شک نہیں،

فَاَبَی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا کُفُوْرًا ﴿۹۹﴾

سو ظالموں نے بس انکار ہی کیا۔

النصف

کو نبوت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔ پس وہ چنا ہوا ان کو دعوت دیتا اور ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

نحو: بشرا اور ملکا یہ دونوں رسول سے حال ہیں۔

## آپ کی سنت پر اللہ کی گواہی کافی ہے:

۹۶: قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا ۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ (آپ کہہ دیں میرے اور تمہارے درمیان شہادت کے لیے اللہ ہی کافی ہے) اس بات پر کہ میں نے تمہاری طرف وہ پیغام پہنچا دیا جو مجھے دیکر بھیجا گیا اور تم نے اس کو جھٹلا دیا اور عناد اختیار کیا۔

نحو: شہیدا یہ تمیز ہے یا حال ہے۔ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا ۢ بَصِیْرًا (کیونکہ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے) خواہ وہ ڈرانے والے پیغمبر ہوں یا وہ لوگ ہوں جن کو ڈرایا گیا۔ خبیر کا معنی ان کے حالات سے باخبر ہے اور بصیر کا معنی ان کے افعال کو دیکھنا ہے پس اسی لیے وہ ان کو بدلہ دیگا۔ اس جملہ میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی اور کفار کو وعید سنائی گئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ہدایت طلب والے کو ملے گی:

۹۷: وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ (جس کو اللہ تعالیٰ راہ راست پر لگائے وہی ہدایت پانے والا ہے)
قراءت: یعقوب اور سہل نے المہتدی پڑھا ہے۔ ابو عمرو اور مدنی نے وصل میں ان کی موافقت کی ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت قبول کرنے کی توفیق دے دیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہدایت پانے والا ہے۔ وَمَنْ يُّضْلِلْ (اور جس کو گمراہ چھوڑ دے) یعنی اس کو رسوا اور ذلیل کرے اور اس کی شیطانی وساوس قبول کرنے سے حفاظت نہ کرے۔ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ (تو ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی حمایتی نہ پاؤ گے) جو ان کو راستے پر ڈال سکے۔ یہاں اولیاء انصار و معاونین کے معانی میں ہے۔ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ (اور ہم ان کو اٹھائیں گے قیامت کے دن چہروں کے بل) یعنی چہروں کے بل ان کو کھینچا جائے گا جیسا کہ دوسرے ارشاد میں ہے۔ یوم یسحبون فی النار علی وجوههم [القمر:۴۸] آنحضرت ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ وہ چہروں کے بل کیسے چلیں گے۔ تو آپ نے فرمایا جو ذات قدموں سے ان کو چلانیوالی ہے وہ چہروں کے بل بھی چلانے کی قدرت رکھتی ہے [ترمذی۔ احمد]
عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّصُمًّا (اندھے بہرے اور گونگے) جس طرح کہ وہ دنیا میں نہ بصیرت رکھتے تھے اور نہ سچی بات بولتے تھے اور اس کے سننے سے بھی بہرے تھے وہ آخرت میں بھی اسی طرح ہونگے ایسی چیز نہ دیکھنے پائیں گے جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور نہ ہی ایسا نغمہ سنیں گے جس سے ان کے کان لذت پائیں اور نہ ہی وہ ایسی بات بولیں گے جو ان کی طرف سے منظور کی جائے۔ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا (ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جب وہ آگ دھیمی ہونے لگے گی تو ہم اس کی بھڑک میں اضافہ کر دیں گے) خبتْ کا معنی لپٹ کا کم ہونا اور سعیر کا معنی بھڑکنا۔

## عذاب کے دو سبب کفر اور انکارِ قیامت:

۹۸: ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا (یہ سزا ان کو اس لئے دی جائے گی کہ انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے) ذٰلک کا مشار الیہ وہ عذاب ہے جو ان کو اس سبب سے دیا گیا کہ انہوں نے بعث بعد الموت کا انکار کیا پس اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان کے سارے اجزاء پر مسلط کر دیا جو ان کو کھا رہی ہے۔ اور پھر مٹا رہی ہے اور وہ اسی حالت میں ہمیشہ رہیں گے تا کہ بعث بعد الموت کی تکذیب پر ان کی حسرت بڑھتی ہی رہے۔
۹۹: اَوَلَمْ يَرَوْا (کیا وہ نہیں جانتے) اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ (کہ جس اللہ نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا وہ اس بات پر قادر ہے کہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کرے) مثلھم سے مراد ان جیسے انسان وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ (اور ان کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا گیا ہے جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں) وہ موت ہے یا پھر قیامت فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا (پھر بھی ظالم لوگ بغیر انکار کے نہ رہے) باوجود اس کے کہ دلائل واضح ہو چکے انکار کی کوئی گنجائش نہ تھی یہ انکار بے جا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو اس صورت میں خرچ ہو جانے کے ڈر سے ہاتھ روک لیتے

وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْۤ

اور انسان خرچ کرنے میں بڑا تنگ دل ہے اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کھلی ہوئی نو نشانیاں عطا کیں سو آپ بنی اسرائیل

اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ

سے پوچھ لیجئے جب موسیٰ ان کے پاس آئے تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ بلاشبہ میں تیرے بارے میں یہ گمان کرتا ہوں کہ کسی نے تجھ پر جادو کر دیا ہے،

مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآىِٕرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ

موسیٰ نے جواب میں کہا کہ تو ضرور جانتا ہے کہ یہ چیزیں آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہی نے نازل فرمائی ہیں جو بصیرت کا ذریعہ ہیں اور اے فرعون میں تیرے بارے

مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ ۙ

میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تو ہلاک ہو جانے والا ہے پھر اس نے چاہا کہ انہیں زمین سے اکھاڑ دے سو ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو سب کو غرق کر دیا

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾ ؕ

اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ زمین میں رہو سہو اور پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تمہیں جمع کر کے حاضر کر دیں گے

## اگر تم خزانوں کے مالک ہوتے تو یہ نبوت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملتی:

۱۰۰: قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ (کہدیں اگر تم مالک ہوتے) تقدیر عبارت یہ ہے لو تملکون انتم۔

نحو: کیونکہ لَوْ افعال پر داخل ہوتا ہے اسماء پر نہیں۔ پس فعل کا لانا اس کے بعد ضروری ہے۔ پس تملک کو مضمر مان لیا گیا کیونکہ اس کی تفسیر آرہی ہے اور ضمیر منفصل کی بجائے ضمیر متصل لائے اور وہ انتم ہے کیونکہ جس سے واؤ متصل تھی وہ لفظوں میں ساقط ہو گیا پس انتم فعل مضمر کا فاعل ہے اور تملکون اس کی تفسیر ہے۔ علم نحو کا یہی تقاضہ ہے۔

اہل علم بیان کہتے ہیں کہ انتم تملکون میں اختصاص کی دلالت پائی جاتی ہے اور لوگ ہی انتہائی بخل کے ساتھ خاص ہیں۔ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْ (میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے) رزق اور تمام انعامات جو اس نے اپنی مخلوقات پر کر رکھے ہیں۔ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ (تو اس صورت میں تم ضرور خرچ کرنے سے ہاتھ روک لیتے) تم ضرور بخل کرتے اس ڈر سے کہ کہیں انفاق ان کو ختم نہ کر ڈالے۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا (انسان بڑا تنگدل ہے) قتور کا معنی بخیل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نو معجزاتِ موسوی:

۱۰۱: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ (بلاشبہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کھلے ہوئے نو معجزات دیے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عصا، ید بیضاء، ٹکڑی، جوئیں، مینڈک، خون، پتھر بن جانا، سمندر اور طور ہیں۔ جس کو بنی اسرائیل پر لٹکایا۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں وہ طوفان، قحط سالی، نقص ثمرات، اشیاء کا پتھر بننا، سمندر، طور ہیں۔

فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (پھر ہم نے کہا تم بنی اسرائیل کو (فرعون سے) مانگ لو) یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا بنی اسرائیل کو فرعون سے مانگ اور اس طرح کہہ فارسل معی بنی اسرائیل [الاعراف:۱۰۵] اِذْ جَآءَهُمْ (جب کہ وہ ان کے پاس آئے) یہ قول محذوف کے متعلق ہے۔ ای قلنا له سلهم حین جاء هم۔ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا (ان کو فرعون نے کہا میرا تو قطعی خیال ہے کہ تیرے اوپر اے موسیٰ جادو کر دیا گیا ہے) تمہیں جادو کیا گیا جس سے تمہاری عقل بگڑ چکی۔

## موسیٰ علیہ السلام کی تقریر:

۱۰۲: قَالَ (کہا) موسیٰ علیہ اسلام نے لَقَدْ عَلِمْتَ (تحقیق تو جانتا ہے) اے فرعون مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (نہیں اتاری یہ آیات مگر آسمانوں اور زمین کے رب نے) هؤلاء کا مشار الیہ آیات ہیں۔ رب کا معنی انکا خالق بَصَآئِرَ (بصیرت حاصل کرنے کیلئے) یہ حال ہے بمعنی واضح، کھلی، البتہ تو معاند ہے۔ اور دوسری آیت میں فرمایا: وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلمًا وعلوا [النمل:۱۴]

قراءت: علی نے عَلِمْتُ ضمہ سے پڑھا۔ مطلب اس طرح ہوگا۔ میں مسحور نہیں ہوں جیسا کہ تم نے میرے متعلق بیان کیا بلکہ میں معاملے کی صحت کو جاننے والا ہوں اور ان آیات کا اتارنے والا آسمان و زمین کا رب ہے پھر آپ نے اپنے گمان کو اس کے گمان کے ساتھ اس طرح مقابلہ کیا۔

وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا (بیشک میں تمہیں اے فرعون ہلاک ہونے والا گمان کرتا ہوں) گویا کہ آپ نے اس طرح فرمایا کہ اگر تو مجھے مسحور قرار دیتا ہے تو میرے خیال میں تو ہلاک ہونے والا ہے۔ اور میرا گمان تیرے گمان سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس کی علامات ظاہر ہیں اور وہ تیرا انکار ہے۔ جس کا صحیح ہونا تو پہچان چکا ہے اور اس کی آیات کے واضح ہونے کے بعد تو ڈھٹائی سے انکا مقابلہ کر رہا ہے اور رہا تیرا گمان تو وہ محض جھوٹ ہے کیونکہ تو نے میرے معاملے کو جاننے کے باوجود یہ کہہ دیا ہے اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ مسحورًا یہ جھوٹا قول ہے۔ فراء کہتے ہیں کہ مثبورا کا معنی بھلائی سے پھرا ہوا جیسے عرب کا قول ہے۔ مَاثَبَرَكَ عَنْ هٰذا یعنی اس بات سے تمہیں کس بات نے پھیر دیا اور روک دیا۔

۱۰۳: فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ (اس نے ارادہ کیا کہ وہ ان کے قدم اکھاڑ دے) یعنی موسیٰ علیہ اسلام اور ان کی قوم کو نکال دے۔ مِّنَ الْاَرْضِ (زمین سے) یعنی ارض مصر سے یا سطح زمین سے ان کو قتل و استیصال سے جلا وطن کرے۔ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا (پس ہم نے اس کو اور اس کے تمام ساتھ والوں کو غرق کر دیا) پس اس کی تدابیر اسی پر طاری ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو



BestUrduBooks.wordpress.com

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۱۰۵ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ

اور ہم نے اسے حق کے ساتھ اتارا، اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا، اور ہم نے آپ کو صرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور ہم نے قرآن میں جا بجا فصل رکھا ہے

لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰي مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝۱۰۶ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ

تا کہ آپ لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے آپ فرما دیجئے کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ بلاشبہ

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝۱۰۷ وَّيَقُوْلُوْنَ

جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ان کے سامنے رحمٰن کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں

سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝۱۰۸ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ

کہ ہمارا رب پاک ہے بلاشبہ ہمارے رب کا وعدہ ضرور ہی پورا ہونے والا ہے اور وہ روتے ہوئے کی حالت میں ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور یہ قرآن ان کا

خُشُوْعًا ۝۱۰۹ السجدۃ

خشوع بڑھا دیتا ہے۔

قبطیوں سمیت مصر سے اکھاڑ دیا۔

## بنی اسرائیل کو ٹھکانہ دیا:

۱۰۴: وَقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ (اور ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل کو کہا تم اس سرزمین میں رہو) بعدہ سے مراد فرعون کے بعد۔ الارض سے وہ سرزمین مراد ہے جس سے فرعون نے اس کو نکالنے کا ارادہ کیا۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ (پس جب آخرت والا وعدہ آ جائے گا۔) آخرت سے مراد یہاں قیامت ہے۔ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا (تو ہم سب کو جمع کر کے حاضر کر دیں گے۔) لفیفا کا معنی جمع کر کے باہم ملا کر۔ اس حال میں کہ تم اور وہ سب ملے ہوئے ہوں گے پھر ہم تمہارے درمیان فیصلہ کریں گے اور سعادت مند اور بدبختوں کے درمیان امتیاز کر دیں گے اللّفیف کا معنی جماعتوں کی صورت میں جو مختلف قبائل پر مشتمل ہونگی۔

۱۰۵: وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ (اور حق ہی کے ساتھ ہم نے قرآن کو اتارا ہے اور حق ہی کے ساتھ وہ نازل ہوا) ہم نے اس قرآن کو حکمت کے ساتھ اتارا اور یہ اس حالت میں اتارا کہ حق اور حکمت اس کے ساتھ ملی ہوئی ہے کیونکہ یہ ہر خیر کی طرف ہدایت پر مشتمل ہے۔

(۲) ہم نے اس کو آسمان سے حق کے ساتھ اتارا ہے اور فرشتوں کی نگرانی سے اس کو محفوظ رکھا اور یہ رسول پر اس حال میں اترا ہے کہ شیاطین کی ملاوٹ سے بالکل محفوظ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نکتہ: راوی کہتا ہے کہ محمد بن سماک بیمار ہو گئے ہم نے انکا پانی لیا اور اس کو ایک نصرانی طبیب کے پاس لے گئے ہم نے دیکھا کہ ہمارے سامنے ایک انتہائی حسین چہرے والا عمدہ خوشبو والا صاف ستھرے کپڑوں والا آدمی سامنے آیا کہنے لگا کہاں جا رہے ہو ہم نے کہاں فلاں طبیب کی طرف تا کہ ابن سماک کا پانی اس کو دکھائیں اس نے کہا سبحان اللہ ایک ولی اللہ کی بیماری کے سلسلے میں اللہ کے دشمن سے مدد لے رہے ہو اس پانی کو زمین میں پھینک دو اور ابن سماک کی طرف لوٹ جاؤ اور اس کو کہو کہ درد کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھ کر یہ کہے: (وبالحق انزلنه وبالحق نزل) پھر وہ آدمی ہمارے سامنے سے غائب ہو گیا ہمیں نظر نہ آیا۔

ہم ابن سماک کے پاس لوٹے اور اس بات کی اطلاع دی ابن سماک نے اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھا اور آیت کے الفاظ دھرائے اسی وقت ان کو آرام آ گیا راوی کہتے ہیں کہ وہ آدمی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا (اور اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو صرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے) یعنی جنت کی خوشخبری دینے والے اور جہنم سے ڈرانے والے۔

## تھوڑا تھوڑا اُتارنے میں حکمت:

۱۰۶: وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ (اور قرآن مجید میں ہم نے فصل رکھا ہے) قرآنًا کا لفظ فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے جس کی تفسیر فَرَقْنٰهُ کر رہا ہے تقدیر عبارت یہ ہے فَصَّلْنٰهُ نمبر ۲۔ فرقنا فیه الحق والباطل ہم نے اس میں حق سے باطل کو الگ کر دیا۔ یعنی حق و باطل میں امتیاز کر دیا۔ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ (تا کہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھیں) یعنی آہستگی سے اور ثابت قدمی سے۔ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا (اور ہم نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا) حوادث کے مطابق۔

## تم مانو یا نہ مانو اس کے مصدق موجود ہیں:

۱۰۷: قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا (کہہ دیجئے کہ تم اس کو سچا مانو یا نہ مانو)۔ یعنی اپنے نفوس کیلئے ہمیشہ کی نعمتیں چن لو یا دردناک عذاب پھر اس ارشاد سے اس کا سبب بتلایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ (بیشک وہ لوگ جن کو اس سے پہلے علم ملا) اور علم سے مراد یہاں قرآن مجید سے پہلے اترنے والی کتاب تورات مراد ہے۔ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ (جب ان پر پڑھا جاتا ہے۔) یعنی قرآن يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا (وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں) سجداً حال ہے۔

## مصدقین کے اقوال:

۱۰۸: وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا (اور وہ کہتے ہیں پاک ہے ہمارا رب بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوا چاہتا ہے) اسلئے کہ دوسرے مقام پر فرمایا امنوا به اولا تؤمنوا یعنی ان سے تم منہ موڑ لو۔ بیشک اگر وہ ایمان نہ لائیں اور قرآن کی تصدیق نہ کریں پس بیشک ان میں سے بہتر وہ علماء ہیں جنہوں نے کتاب کو پڑھا اور اس پر ایمان لائے۔ اور اس کی تصدیق کی جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اللہ کے حکم کی تعظیم کیلئے اسکی تسبیح کرتے ہیں اور اس وعدے کے پورا ہونے پر جو پچھلی کتابوں میں بعثت محمد ﷺ کے متعلق کیا گیا اور قرآن کے ان پر اتارے جانے کی وجہ سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ

آپ فرما دیجئے کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو سو اس کے لئے اچھے اچھے نام ہیں، اور نماز میں

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾

نہ تو زور کی آواز سے پڑھئے اور نہ چپکے چپکے پڑھئے اور دونوں کے درمیان اختیار کر لیجئے

مذکورہ وعدہ سے یہی مراد ہے ان یہاں انّہٗ کے معنی میں ہے۔ اور یہ فعل کی اسی طرح تاکید کرتا ہے۔ جس طرح اِنّ اسم کی تاکید کرتا ہے۔ اور جس طرح انّ کو فانھم لمحضرون ۔[الصافات:۱۲۷] میں لام سے مؤکد کیا گیا اسی طرح اِنْ کو لام کے ساتھ لمفعولاً میں مؤکد کیا گیا ہے۔

۱۰۹: وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ (وہ ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہوئے روتے ہیں) الخرور للذقن کا معنی چہرے کے بل گرنا ہے۔ ٹھوڑی کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ میں زمین کی طرف سب سے زیادہ قریب چہرے کا حصہ ٹھوڑی ہے۔ کہا جاتا ہے خر علی وجھہ وعلی ذقنہ و خرّ لوجھہ ولذقنہ ۔علی کا معنی تو ظاہر ہے۔ رہا لام کا معنی تو گویا اس نے اپنی ٹھوڑی اور چہرے کو خرور کیلئے مقرر کر دیا اور خاص کر دیا کیونکہ تخصیص کو ظاہر کرتی ہے۔

یخرون لِلْاَذْقَانِ کو دوبارہ لائے۔ کیونکہ دونوں حالتیں مختلف ہیں۔ اور وہ دونوں حالتیں یہ ہیں انکا گرنا اس حالت میں کہ وہ سجدہ ریز ہیں۔ نمبر۲۔ انکا گرنا اس حالت میں کہ وہ رونے والے ہیں۔

وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا (اور وہ انکا خشوع بڑھاتا ہے۔) یعنی قرآن۔ خُشُوْع دل کی نرمی اور آنکھ کی رطوبت کو کہتے ہیں۔

## اللہ کو اس کے اچھے نام سے پکارو:

۱۱۰: قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (آپ کہہ دیں کہ تم اللہ تعالیٰ کو پکارو یا رحمان کو پکارو) نمبر۱۔ جب ابوجہل نے اس کو سنا تو کہنے لگا محمد کہتا ہے یا اللہ، یا رحمان اور ہمیں دو الٰہ کی عبادت سے روکتا ہے۔ اور خود دو کو پکارتا ہے۔ اس پر یہ آیت اتری:

۲: اہل کتاب نے کہا تو رحمٰن کا ذکر کم کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں کثرت سے اس اسم کو نازل فرمایا ہے۔ پس یہ آیت ان کے جواب میں اتاری۔

الدعاء نام رکھنے کے معنی میں ہے نداء کے معنی میں نہیں اور اَوْ کا لفظ تخییر کیلئے ہے کہ خواہ یہ نام رکھ یا یہ نمبر۲۔ اس نام سے اس کا ذکر کرو یا اس نام سے۔

اَيًّا مَّا تَدْعُوْا (جس نام سے پکارو) تنوین مضاف الیہ کے عوض میں ہے۔ اور ما تاکید کیلئے بڑھایا گیا ہے۔ اور ایًّا کا نصب تدعوا کی وجہ سے ہے۔ اور وہ ایّ کی وجہ سے مجزوم ہے۔ یعنی ان دونوں ناموں میں سے جس نام کا تم ذکر کرو اور جو نام رکھو۔ فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى اس کے اچھے نام ہیں۔ فلہ میں ضمیر اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف لوٹتی ہے۔ اور فاء اس لئے لائے کیونکہ وہ جواب شرط ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ ایًّا مّا تدعوا فھو حسن۔ پس اس کی جگہ فلہ الاسماء الحسنٰی فرمادیا۔ کیونکہ جب



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ

اور آپ یوں کہیے کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے، جس نے اپنے لئے کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ اس کے لئے ملک میں کوئی شریک ہے، اور نہ ایسی بات ہے

۱۲ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲ (۱۱)

کہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی ولی ہو، اور خوب اچھی طرح سے اس کی بڑائی بیان کیجئے

اس کے تمام اسماء خوب وحسن ہیں۔ یہ دونوں نام بھی انہی میں سے ہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ یہ احسن الاسماء ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمجید و تقدیس و تعظیم کے معانی میں مستعمل ہیں۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ (اور تو نہ پکار کر پڑھ اپنی نماز کو) یعنی اپنی نماز کی قراءت میں۔ اس میں مضاف محذوف ہے۔ کیونکہ اس میں التباس نہیں اس لئے کہ جہر و مخافت دو صفات ہیں۔ جو آواز پر باری باری وارد ہوتی ہیں۔ نہ کہ کسی اور پر۔ اور صلوٰۃ افعال واذکار ہیں۔

آپ ﷺ اپنی قراءت میں آواز کو بلند فرماتے جب مشرکین نے سنا تو شور مچایا اور گالیاں بکیں۔ پس آپ کو حکم ہوا کہ آواز ہلکی کرلیں۔ اب مطلب یہ ہوا وَلَا تَجْهَرْ حتی تسمع المشرکین و لا تخافت حتی لا یسمع من خلفك نہ اتنی زور سے قراءت کریں کہ مشرکین سنیں اور نہ اتنا آہستہ کریں یہاں تک کہ تمہارے پیچھے والے بھی نہ سن سکیں۔

وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا۔ اور نہ اسکو بالکل آہستہ کریں۔ وابتغ بین ذلك (اور تلاش کرا سکے درمیان) جہر و مخافت کے درمیان۔ سبیلاً: (راستہ) درمیانہ نمبر۲: اس کا معنی یہ ہے تو اپنی تمام نماز نہ تو جہراً پڑھ اور نہ تمام کو آہستہ بلکہ اسکے درمیان راستہ اختیار کر کہ رات کو نماز جہر سے ادا کر اور دن کی نماز آہستہ قراءت سے ادا کر۔ نمبر۳: صلاتك کا معنی دعا ہے اپنی دعا ضرور سے مت کر۔

## اور نہ اس کو بالکل آہستہ کریں:

۱۱۱: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا (اور کہہ دو: تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جس نے بیٹا نہیں بنایا) جیسا کہ یہود و نصاریٰ بنو ملیح کا خیال ہے۔ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ (اور نہ ہی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے) جیسا مشرکین نے خیال کیا۔ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے کمزوری کی وجہ سے (کیونکہ وہ کمزوریوں سے پاک ہے) یعنی اس پر کمزوری آ ہی نہیں سکتی کہ کسی مددگار کی ضرورت پڑے نمبر۲۔ وہ کسی سے دوستی کمزوری کی وجہ سے نہیں کرتا تاکہ وہ اس کی طرف سے مدافعت کرے۔ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا (اور تم اس کی خوب بڑائیاں بیان کرو) اس کی تعظیم کرو اور اس کی صفات بیان کرو کہ اس سے برتر ذات ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو یا اس کا کوئی شریک ہو۔

## آیت العز:

آپ نے اس کو آیت العز قرار دیا۔ جب کوئی بچہ بنی عبدالمطلب میں بولنے لگ جاتا تو اسکو یہ آیت یاد کرادی جاتی۔ (اخرجہ ابن ابی شیبہ)

الحمد لله اوّلا واخرًا ظاهرًا وباطنًا بفضله تمت ترجمة تفسير سورة الاسراء بثالث يوم من رمضان ۱۴۲۳ من الهجرة



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَۃُ الْکَھْفِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّعَشْرُ اٰیَاتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

سورۂ کہف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۱۰ آیات اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۞ۜ ① قَيِّمًا

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی، اس کتاب کو استقامت والا بنایا

لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

تا کہ وہ اللہ کی طرف سے سخت عذاب سے ڈرائے اور مؤمنین کو بشارت دے جو نیک عمل کرتے ہیں

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ② مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ③ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

کہ ان کے لیے اچھا اجر ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور تا کہ ان لوگوں کو ڈرائے جنہوں نے کہا کہ اللہ اولاد

وَلَدًا ④ۙ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ

رکھتا ہے، انہیں اس کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے اور نہ ان کے باپ دادوں کو، بڑا بول ہے جو انکے مونہوں سے نکل رہا ہے

اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ⑤

یہ لوگ بس جھوٹ ہی بول رہے ہیں۔

## قرآن وصاحب قرآن کی عظمت:

۱: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ (تمام تعریف اس اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے اپنے بندے پر کتاب کو اتارا)۔ عبدہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ الکتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود تلقین فرمائی اور خود بتلایا کہ وہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں اور کیسے اس کی کثیر وجزیل نعمت پر شکریہ ادا کریں۔ وہ سب سے بڑی نعمت اسلام ہے اور وہ کتاب ہے جو اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری جو کہ ان کے لئے سبب نجات ہے۔ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا (اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی) ذرہ بھر بھی کجی نہیں۔ عوج کا لفظ معانی میں وہی مفہوم ادا کرتا ہے۔ جو عَوَج کا لفظ اعیان میں۔ جیسے کہتے ہیں فی رَاْیِہٖ عِوَجٌ و فی عصا عَوج لاٹھی میں ٹیڑھا پن ہے۔ یہاں مقصود معنی میں اختلاف وتناقض کی نفی ہے۔ اور اس سے جو چیز بھی نکلتی ہے وہ پُر حکمت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قرآن قیم ہے:

۲: قَیِّمًا (استقامت کے ساتھ) یہ فعل مضمر جَعَلَہٗ سے منصوب ہے۔ای جعلہ قیمًا کیونکہ جب کجی کی اس سے نفی کردی تو گویا استقامت اس کے لئے خود ثابت ہوگئی عِوَج کی نفی اور اثبات استقامت دونوں کو اسلئے جمع کردیا۔ باوجودیکہ ایک دوسرے سے مستغنی ہے۔ تاکہ تاکید ہوجائے بہت سے سیدھے لوگ جن کی استقامت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جانچ پڑتال کے وقت تھوڑی بہت ٹیڑھ سے خالی نہیں ہوتے۔(اس لئے دونوں صفات لاکر ادنی کی بھی نفی کردی) نمبر۲۔ تمام کتابوں کا قرآن قیم ہے۔ان کی تصدیق کرنے والا اور ان کی صحت کا گواہ ہے۔

لِّیُنْذِرَ (تاکہ وہ ڈرائے) ان لوگوں کو جو کفر کرنیوالے ہیں۔ بَاْسًا شَدِیْدًا (سخت پکڑ) یعنی سخت عذاب سے۔ لِیُنْذِرَ دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے اِنَّآ اَنْذَرْنٰکُمْ عذابا قریبًا [النساء:۴۰] یہاں ایک پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ اصل اس طرح ہے لینذر الذین کفروا باسًا شدیدًا بأس عذاب کو کہتے ہیں۔ یہاں اکتفاء علی المفعول کی وجہ یہ ہے۔ منذر بہٖ وہی ہے جس کی طرف چلایا جارہا ہے پس اس پر اکتفاء کیا گیا۔

مِّنْ لَّدُنْهُ (جو اس کی طرف ہوگا) اس کی طرف سے صادر ہونے والا ہے۔ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ (اور وہ خوشخبری دے ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرنے والے ہیں کہ ان کے لئے) اس وجہ سے کہ ان کے لئے اَجْرًا حَسَنًا (اچھا اجر ہے) یعنی جنت ہے۔

قراءت: یَبْشُرَ سکونِ باء کے ساتھ حمزہ وعلی نے پڑھا ہے۔

۳: مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا (وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے) یہ ماکثین حال ہے لَھُمْ کے ساتھ ھُم ضمیر سے۔ فیہ سے مراد اس کا اجر وبدلہ یعنی جنت ہے اَبَدًا ہمیشہ کے معنی میں آتا ہے۔

۴: وَّ یُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (اور وہ ڈرائے ان لوگوں کو جنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے) یہاں ان لوگوں کو ذکر کردیا جن کو ڈرایا گیا ہے منذر بہٖ کا ذکر نہیں کیا۔ پہلے مقام میں اس کا عکس ہے۔ اس لئے کہ پہلے تذکرہ ہو چکا اب دوبارہ ضرورت نہیں۔

## کفار کی بات سفید جھوٹ ہے:

۵: مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ (ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں) بیٹے بنا لینے کی نمبر۲۔ بیٹا ہونے کا یہ مطلب یہ ہے کہ ان کی یہ بات کسی علمی دلیل پر مبنی نہیں۔ بلکہ جہل مرکب کا نتیجہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنانا ہی ناممکن ومحال ہے تو پھر انہوں نے یہ کیونکر کہہ دیا مالھم بہ من علم؟ اس کا مطلب یہ ہے ان کو اس کا کچھ بھی علم نہیں کیونکہ وہ ایسی بات ہی نہیں جو علم میں آئے کیونکہ وہ محال ہے۔ اور کسی چیز کے متعلق علم کی نفی یا تو اس لئے ہوتی ہے کہ اس تک پہنچنے والا راستہ معلوم نہیں یا اس لئے کہ وہ اپنی ذات کے لحاظ سے محال وناممکن ہوتی ہے۔ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ (اور نہ ان کے آباء کے پاس) جن کی یہ تقلید کرنے والے ہیں۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ (بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے) کلمۃً یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔ اور اس میں تعجب کا



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ⑥

سو ایسا تو نہیں کہ آپ ان کے پیچھے اپنی جان کو غم کی وجہ سے ہلاک کر دینے والے ہیں اگر یہ لوگ اس مضمون پر ایمان نہ لائیں،

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ⑦ وَاِنَّا

بلاشبہ زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اس کے لیے زینت بنایا ہے تاکہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون زیادہ اچھا عمل کرنے والا ہے اور زمین پر

لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ⑧

جو کچھ ہے بلاشبہ ہم اسے بالکل صاف میدان بنا دینے والے ہیں۔

معنی پایا جاتا ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ ان کی بات بات ہونے کے اعتبار سے کتنی بڑی ہے۔ کبر میں ضمیر اتخذ اللّٰہ ولدًا کی طرف لوٹتی ہے۔ اور اس کو کلمہ جیسا کہ قصیدہ نام رکھتے ہیں۔ تخرج من افواھھم یہ کلمہ کی صفت ہے۔ جو اس کلمہ کی بڑائی کو ظاہر کررہی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس کو بولنے کی جرأت کی تھی۔ اور اپنے مونہوں سے بک دیا تھا۔ بلاشبہ شیطان بہت سے وساوس منکرہ لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی سے ڈالتا رہتا ہے۔ جن کو زبان پر لانے کی جرأت نہیں کرسکتے۔ بلکہ اس کو پی جاتے پھر اس منکر ترین بات کا حال خود سمجھ لو۔

اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (وہ جھوٹ ہی کہتے ہیں) وہ یہ بات نہیں کہتے اِلَّا كَذِبًا یہ مصدر محذوف کی صفت ہے یعنی قولاً کذبًا جھوٹی بات۔

## اعراض پر غم نہ کرو:

۶: فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (شاید کہ آپ اپنی جان کو ہلاک کردیں گے) اپنی جان کو قتل کرنے والے ہیں۔ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ (ان کے پیچھے) کفار کے پیچھے۔ آیت میں آپ کو اور کفار کے منہ موڑنے، ایمان نہ لانے کو اور ان کے اعراض پر جو آپ پر غم طاری ہوتا ہے ایک ایسے آدمی سے تشبیہ دی جس کے دوست اس سے جدا ہوں اور وہ ان کے نشانہائے قدم پر حسرت وافسوس سے اپنے آپ کو گرا رہا ہو۔ اور ان پر غم کی شدت اور جدائی پر افسوس میں ہلاکت کے قریب کردے۔

اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ (اگر وہ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے) حدیث سے قرآن مجید مراد ہے۔ اَسَفًا (افسوس کے طور پر) یہ مفعول لہ ہے۔ یعنی شدت غم وافسوس سے۔ اور اسف غم وغضب میں مبالغہ کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

## دُنیا آزمائش گڑھ ہے:

۷: اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا (بیشک ہم نے بنادیا جو کچھ زمین پر ہے اس کو زمین کیلئے زینت بنایا ہے) یعنی ایسی چیزیں ہیں جو زمین اور اہل زمین کیلئے باعث زینت بن سکتی ہیں۔ جیسے زخارف ارض اور جوان میں سے عمدہ ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۹ اِذْ

کیا آپ نے یہ خیال کیا ہے کہ کہف اور رقیم والے ہماری نشانیوں میں سے عجیب چیز تھے، جب

اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ

جوانوں نے غار میں ٹھکانہ پکڑا تو انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا فرما، اور ہمارے لیے ہمارے

لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۱۰ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۙ ۱۱

کام میں اچھی صورت حال مہیا کر دیجئے سو ہم نے ان کے کانوں پر سالہا سال تک پردہ ڈال دیا

ع ۱ ۱۲ ۱۳ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۱۲ ع

پھر ہم نے انہیں اٹھایا تا کہ ہم جان لیں کہ دونوں گروہ میں سے کونسا گروہ ان کے ٹھہرنے کی مدت کو ٹھیک طرح شمار کرنے والا ہے۔

لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (تا کہ ہم ان کو آزمائیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے کون اچھا ہے) حسن عمل یہ ہے کہ دنیا سے زہد بے رغبتی اختیار کرے اور اس کی وجہ سے غرور میں مبتلا نہ ہو۔

## تمام زمینیں چٹیل میدان بن جائے گی:

۸: پھر اس کی طرف میلان میں بے رغبتی دلانے کیلئے فرمایا وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا (بیشک ہم زمین کی تمام چیزوں کو بنانے والے ہیں) ما سے مراد دنیا کی زینت۔ صَعِيْدًا (چٹیل زمین) جُرُزًا (خشک) جس میں نباتات باقی نہ رہے اس کے بعد کہ سرسبز اور گھاس والی تھی۔ حاصل یہ ہے کہ ہم حیوانات کو موت دیکر اس کی آبادی کو ختم کر کے ویرانے میں بدل دیں گے اس کے تمام درخت و نبات وغیرہ کو خشک کر دیں گے۔

## مختصر واقعہ اصحابِ کہف:

۹: جب کلی آیات کا تذکرہ تزئینِ ارض اور اس کے اوپر جو قسم قسم کے اشیاء بے حساب پیدا کیں۔ اور پھر ان تمام کے ازالہ کہ گویا انکا وجود ہی نہ تھا سے کیا جا چکا تو فرمایا۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ (کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ کہف و رقیم والے) یہ آیات اصحاب کہف کے واقعہ اور مدت دراز تک ان کی زندگی کے بقاء سے زیادہ عجیب تر ہیں۔ الکہف پہاڑ میں وسیع غار کو کہتے ہیں۔ الرقیم نمبر۱۔ ان کے کتے کا نام ہے۔ نمبر۲۔ ان کی بستی کا نام ہے نمبر۳۔ اس کتاب اور تختی کا نام ہے جوان کے حالات کے سلسلہ میں لکھی گئی ہے۔ نمبر۴۔ اس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار واقع تھا۔

كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا (وہ ہماری عجیب نشانیوں میں سے تھے) یعنی وہ عجیب نشانی تھے ہماری نشانیوں میں سے۔ مصدر کو بطور صفت لایا گیا۔ نمبر۲۔ مضاف کو محذوف مانیں یعنی اے ذات عجب۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## غار میں آنا:

۱۰: اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً (وہ وقت قابلِ ذکر ہے۔ جب ان نوجوانوں نے اس غار میں جا کر پناہ لی تھی۔ انہوں نے کہا۔اے ہمارے رب ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا فرما) اذ سے پہلے اذکر محذوف ہے۔ رحمۃ سے مراد اپنی رحمت کے خزائن میں سے خصوصی رحمت اور وہ مغفرت، رزق، دشمنوں سے حفاظت ہے۔ وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا (اور ہمارے لئے اس کام میں درستی کا سامان مہیا فرما) امرنا سے مراد کفار سے جدائی والا معاملہ رَشَدًا (درستی) تا کہ اس کے سبب سے ہم راشدین ومہتدین میں سے ہو جائیں۔نمبر۲۔ ہمارے سارے معاملے کو درستی والا بنادے۔یہ اسی طرح ہے جیسے کہتے ہیں۔رایت مِنْكَ اسدًا۔نمبر۳۔اپنی رضامندی کا طریق ہمارے لئے آسان کردے۔

## سونا:

۱۱: فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ (ہم نے ان کے کانوں پر نیند کا پردہ ڈال دیا) یعنی نیند کا پردہ لٹکا دیا۔ یعنی گہری نیند ان کو سلا دیا۔جس میں ان کو آوازیں نہ جگا سکیں۔ یہاں ضربنا کا مفعول حجاب حذف کر دیا۔ سِنِيْنَ عَدَدًا (سالہا سال تک) گنتی والے۔عدد اصل میں سنین کی صفت ہے۔زجاج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ تعدعددا لکثر تھا ہے کہ ان کو کثرت کی وجہ سے گنتی سے شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ قلیل کو گننے کی ضرورت نہیں ہوتی۔جب زیادہ ہو جائیں تو تب شمار کیے جاتے ہیں۔البتہ دراھم معدودۃ [یوسف:۲۰] قلیل ہی مراد ہیں۔کیونکہ اہل مصر قلیل کو گنتے اور کثیر کا وزن کرتے ہیں (اسلئے عدد وہاں وزن کے تقابل میں ہے)

## نیند سے بیداری:

۱۲: ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ (پھر ہم نے ان کو اٹھایا) نیند سے بیدار کیا لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ (تا کہ ہم معلوم کرلیں کہ ان دونوں گروہوں میں کون گروہ) جو دو گروہ ان کے قیام کی مدت میں اختلاف کر رہے تھے۔ کیونکہ جب وہ بیدار ہوئے تو خود بھی انہوں نے اختلاف کیا اور اس کا تذکرہ اس ارشاد: قال قائل منهم كم لبثتم قالوا لبثنا يومًا او بعض يوم قالوا ربكم اعلم بما لبثتم اور وہ لوگ جنہوں نے ربکم اعلم بما لبثتم کہا تھا یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے اندازہ کیا کہ وہ زیادہ دیر رہے ہیں۔

نمبر۲۔ الحزبین سے وہ دوسرے لوگ مراد ہیں جو ان کے متعلق اختلاف کرنے والے تھے۔ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا (ان کے رہنے کی مدت کو زیادہ شمار کرنے والے ہیں) امد غایت کو کہتے ہیں۔

نحو: احصٰی فعل ماضی اور امدًا اس کا ظرف ہے یا مفعول لہ ہے۔اور فعل ماضی ای مبتدا کی خبر ہے۔اور خبر ومبتدا مل کر نعلم کے دو مفعول کے قائم مقام ہیں۔مطلب اس طرح ہوگا۔ایھم ضبط امد الا وقات لبثھم و احاط علما بامد لبثھم۔ ان میں سے کس نے ان کی اقامت کے اوقات کو ضبط کیا اس مدتِ قیام کو پورے طور پر جانا۔

نمبر۲۔ احصٰی یہ احصاء سے افعل کا وزن ہے۔اور احصاء کا معنی شمار کرنا ہے۔تو ان کا قول غلط ہے۔ کیونکہ غیر ثلاثی مجرد سے اس کا وزن قیاسی نہیں آتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۗ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝۱۳

ہم آپ سے ان کا واقعہ بالکل ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں، بلاشبہ یہ چند جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دیدی،

وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟

اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا جب وہ کھڑے ہوئے سوانہوں نے کہا کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے، ہم اس کے علاوہ کسی کو

مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝۱۴ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ

معبود نہیں بنائیں گے اس صورت میں تو ہم یقینی طور پر بڑی زیادتی کی بات کرنے والے ہو جائیں گے۔ یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنالیے

لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۱۵ۭ

کیوں نہیں لے آتے اس پر کھلی ہوئی دلیل، سو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹی تہمت لگائے،

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ

اور جب تم ان لوگوں سے اور انکے معبودوں سے جدا ہوگئے جو اللہ کے سوا ہیں تو غار کی طرف پناہ لے لو، تمہارا رب تم پر اپنی رحمت

رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝۱۶

پھیلا دے گا اور تمہارے مقصد میں آسانی مہیا فرمائے گا۔

**سوال**: اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے مگر یہاں لِنَعْلَمَ کا صیغہ کیوں لایا گیا؟

**جواب**: نمبرا۔ یہاں علم سے مراد ظہور ہے۔ تاکہ عبرت اور ایمان میں اضافہ ہو اور اس زمانہ کے ایمان والوں کے لئے کفار کے خلاف ایک واضح نشانی بن جائے۔ نمبر۲۔ تاکہ ہم انکا اختلاف موجود کے اعتبار سے جان لیں۔ جیسا کہ ہم اس کو وجود سے قبل اپنے علم کے اعتبار سے جانتے ہیں۔

## تفصیلی واقعہ:

۱۳: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ (ہم آپ سے انکا واقعہ ٹھیک بیان کرتے ہیں) سچائی کے ساتھ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ (بیشک وہ نوجوان تھے) فِتْيَةٌ جمع فتیٰ ہے۔ الفتوت سخاوت کرنا، ایذاء سے اپنے کو روکنا، شکوی کو ترک کرنا، محارم سے اجتناب، مکارم کا استعمال کرنے کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ الفتی اس کو کہا جاتا ہے جو فعل کے کرنے سے قبل اس کا دعویٰ نہ کرے اور کرنے کے بعد اپنے آپ کو پاک قرار نہ دے۔ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى (وہ اپنے رب پر ایمان لائے تھے۔ ہم نے ان کی ہدایت میں اور ترقی دے دی) یقین بڑھا دیا۔ یہ دقیانوس بادشاہ کے خاص لوگوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں



BestUrduBooks.wordpress.com

میں ایمان کوڈال دیا۔اوران کوخطرہ محسوس ہوا۔اور آپس میں کہنے لگے ہم میں سے دو، دوخلوت میں جا کرایک دوسرے کو اپنی خفیہ بات بتلادیں۔انہوں نے ایسا کیا تو وہ سب ایمان پر متفق نکلے۔

## دلوں کوایمان پر مضبوط کرنا:

۱۴: وَّرَبَطۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ (اور ہم نے ان کے دل مضبوط کر دیے) ہم نے ان کو وطن چھوڑنے پر مضبوطی سے جمادیا۔اوردین میں پختگی عنایت کی اور کسی غار میں پناہ گزینی پر پختہ کردیا۔کلمۂ حق پر قائم رہنے کی جرأت دی اور اسلام کے ظاہر کرنے کی جسارت بخشی۔اِذۡ قَامُوۡا (جبکہ وہ کھڑے ہوئے) اس ظالم دقیانوس کے سامنے سے کھڑے ہوئے۔اور عبادت اصنام کے ترک پر اس کے عتاب کی کوئی پرواہ نہ کی۔فَقَالُوۡا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (پھر کہنے لگے ہمارا رب تو وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے) یہ بات انہوں نے بطور فخر کہی۔لَنۡ نَّدۡعُوَا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلٰهًا (ہم اس کے سوا اور کسی معبود کی ہر گز عبادت نہ کریں گے۔) اگر چہ ہم نے انکا الٰہ ہی نام بولا ہے۔لَقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا (اگر ہم ایسا کریں گے تو اس وقت ہم حد سے بڑھی ہوئی بات کریں گے) ایسی بات کہیں گے جو زیادتی والی ہے۔الشطط ظلم میں افراط اور زیادتی کرنا۔یہ شَطَّ یَشُطُّ اور یَشِطُّ سے لیا گیا جب کہ دور جائے۔

## قومی مذہب:

۱۵: هٰۤؤُلَاۤءِ قَوۡمُنَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً (ہماری اس قوم نے اس کے سوا دوسروں کو معبود بنا رکھا ہے)

نحو: ھؤلاء مبتدا ہے اور قَوۡمُنَا اس کا عطف بیان ہے۔اِتَّخَذُوۡا اس کی ایک خبر ہے۔یہ جملہ خبریہ ہے۔جو انکار کے معنی میں ہے۔

لَوۡلَا یَاۡتُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ بِسُلۡطٰنٍۭ بَیِّنٍ (وہ اس پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے) یہاں لولا یہ ھَلَّا کے معنی میں ہے۔ یَاۡتُوۡنَ سے مراد ان بتوں کی عبادت کرنے پر۔مضاف کو حذف کردیا۔سُلۡطٰنٍ بَیِّنٍ سے حجت ظاہرہ مراد ہے۔درحقیقت اس میں ان کو رُلانا مقصود ہے۔کیونکہ بتوں کی عبادت پر صحیح دلیل کا ملنا محال ہے۔فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا (پس اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا) کہ اللہ تعالیٰ کی طرف شریک کی نسبت کی۔

## باہمی فیصلہ:

۱۶: وَاِذِ اعۡتَزَلۡتُمُوۡهُمۡ (جب تم ان سے الگ ہوجاؤ) اس میں انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو مخاطب کیا جبکہ اپنے دین کو بچانے کیلئے بھاگنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔وَمَا یَعۡبُدُوۡنَ (اور جن کی یہ عبادت کرتے ہیں) ھم ضمیر پر عطف کی وجہ سے منصوب ہے تقدیر عبارت یہ ہوگی و اذا اعتزلتموھم و اعتزلتم معبودتھم۔

اِلَّا اللّٰهَ (اللہ تعالیٰ کے سوا) یہ مستثنیٰ متصل ہے۔کیونکہ وہ خالق کا اقرار کرتے تھے۔اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے تھے۔جیسا کہ اہل مکہ نمبر۲۔مستثنیٰ منقطع ہے ای اذا اعتزلتم الکفار والاصنام التی یعبدونھا من دون اللّٰہ۔ جب تم



BestUrduBooks.wordpress.com

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَتْ

اور اے مخاطب تو دیکھے گا کہ جب سورج نکلتا ہے تو وہ ان کے غار سے داہنی طرف کو بچ کر گزر جاتا ہے اور جب وہ چھپتا ہے

تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

تو ان کی بائیں طرف سے کتراتا ہوا چلا جاتا ہے اور وہ غار کے ایک فراخ حصہ میں تھے، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، جسے اللہ ہدایت دے

ع ۵ ۱۴ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝۱۷ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا

سو وہی ہدایت پانے والا ہے، اور جس کو وہ گمراہ کرے تو اے مخاطب تو اس کے لیے کوئی مددگار راہ بتانے والا نہ پائیگا، اور اے مخاطب تو ان کو دیکھتا تو خیال کرتا کہ وہ جاگ رہے ہیں

وَّهُمْ رُقُوْدٌ ڰ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ڰ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ

حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے اور ہم انہیں داہنی کروٹ پر اور بائیں کروٹ پر بدل دیتے تھے اور ان کا کتا دلہیز پر اپنے ہاتھ

ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۭ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝۱۸

بچھائے ہوئے تھا، اگر تو انہیں جھانک کر دیکھ لیتا تو ان کی طرف سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا اور ان کی وجہ سے تیرے اندر رعب بھر جاتا

---

کفار اور ان اصنام سے الگ ہو جاؤ جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہیں۔ نمبر۳۔ یہ جملہ معترضہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے نوجوانوں کے متعلق خبر دی ہے۔ کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والے نہ تھے۔ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ (تو تم غار میں ٹھکانہ بنالو) لو غار کی طرف منتقل ہو جاؤ۔ نمبر۲۔ اس کو اپنا مسکن بنالو۔

يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ (تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت کو فراخی عنایت کرے گا) رحمت سے یہاں رزق مراد ہے۔ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا (اور تمہارے تمام امور میں فائدے کا سامان فراہم کرے گا) مرفقا اس چیز کو کہتے ہیں جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اور یہ بات انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل پر کامل یقین کی بناء پر اور اس سے قوی امید اور اس پر کامل توکل اور انتہائی خالص یقین کی بناء پر کہی۔ نمبر۲۔ اس بات کی اطلاع ان کو اس زمانہ کے پیغمبر کی زبانی کی گئی۔

قراءت: مدنی وشامی نے مَرْفِقًا پڑھا ہے۔

## کیفیتِ غار:

۱۷: وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ (اے مخاطب تم دیکھو گے کہ دھوپ جب نکلتی ہے تو ان کے غار سے دائیں جانب کو بچھی جاتی ہے) قراءت: کوفی نے تَزٰوَرُ پڑھا ہے۔ اور شامی نے تزّاور اور دیگر نے تزاور۔ اس کی اصل تتزاور ہے۔ تخفیف کردی تاء کو زاء میں ادغام کر کے یا پھر اس کو حذف کر دیا۔ یہ تمام الزور سے ہے اور وہ میلان کو کہا جاتا ہے اور اسی سے زارہ کہتے ہیں جبکہ وہ اس کی طرف مائل ہو۔ الزور (جھوٹ) سچ سے میلان اختیار کرنا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

عَنْ كَهْفِهِمْ (ان کے غار سے) اس سے مائل ہو جاتا اور اس کی شعاعیں ان پر نہ پڑتیں۔ذَاتَ الْيَمِيْنِ (دائیں جانب) اور حقیقت میں اس سے مراد وہ جہت ہے جس کا نام یمین رکھا جاتا ہے۔وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ (اور جب غروب ہوتی تو ہٹی رہتی) تقرضهم کا معنی ہے کہ کاٹتا ان کو یعنی ان کو چھوڑتا اور ان سے پھر جاتا۔ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ (بائیں طرف سے اس حال میں کہ وہ غار کے وسیع مقام میں تھے) غار کے وسیع حصہ میں مطلب یہ ہے کہ وہ سائے میں تھے۔ تمام دن طلوع سے غروب تک سورج کی دھوپ ان کو نہ پہنچتی تھی۔اس کے باوجود کہ وہ غار کے کھلے وسیع مقام میں تھے۔ جو دھوپ کے پہنچ جانے کی جگہ تھی اگر اللہ تعالیٰ سورج کی دھوپ کو نہ روکتے۔نمبر۲۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ غار کی ایسی کشادہ جگہ میں تھے۔ جہاں ہوا کے جھونکے اور نسیم کی ٹھنڈک ان کو پہنچتی جس سے غار کی گھٹن ان کو محسوس نہ ہوتی تھی۔

ذٰلِكَ (یہ) جو اللہ تعالیٰ نے ان کے سلسلہ میں سورج کے میلان کا معاملہ کیا۔اور طلوع وغروب میں ان سے پھر کر گزرنا یہ ایک نشانی تھی مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے) یعنی جو اس جانب میں تھا۔اس جانب کو دھوپ پہنچتی مگر خود ان کو کرامت کے طور پر دھوپ نہ پہنچتی تھی۔نمبر۲۔دوسرا قول یہ بھی ہے غار کا دروازہ شمالی جانب بنات نعش کے سامنے تھا۔پس وہ ایسے مقام میں تھے۔جہاں سورج کی شعاعیں کبھی نہیں پڑتیں۔اس صورت میں آیات اللہ کا مطلب یہ ہے کہ ان کی حالت اور بات یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔

## جو اللہ کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا:

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ (جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہ ہدایت پانے والا ہے)۔جیسا کہ سبحان الذی اسریٰ میں گزرا۔یہ درحقیقت ان کی تعریف ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کیا۔اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کیا۔پس اللہ تعالیٰ نے اس بلند کرامت کو پانے کیلئے ان کی راہنمائی کر دی۔

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (جس کو وہ گمراہ کر دے پس ہرگز تم اس کے لئے کوئی مددگار وراہنما نہ پاؤ گے) جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے پس اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

## سونے کی کیفیت:

۱۸: وَتَحْسَبُهُمْ (اور تم ان کو گمان کرو گے)

قراءت: شامی وحمزہ عاصم نے اعشیٰ کے علاوہ فتحہ سین سے پڑھا ہے۔اس میں ہر ایک کو خطاب ہے۔اَيْقَاظًا (بیدار)۔یہ جمع یقظ کی ہے۔وَّهُمْ رُقُوْدٌ (حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں) رقود کا معنی سوئے ہوئے۔نمبر۲۔دوسرا قول یہ ہے کہ ان کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ سوئے ہوئے تھے۔اسلئے دیکھنے والا ان کو بیدار خیال کرتا۔

وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ (اور ہم انکو دائیں اور بائیں پلٹ رہے تھے) بعض نے کہا سال میں وہ دو پلٹیاں لیتے ایک اور قول یہ ہے کہ عاشوراء کے دن ایک ہی پلٹی ان کو دی جاتی۔(مگر نقلب کا لفظ اس تخصیص کی بجائے سونے والے کی طرح کثرت سے طبعی طور پر پلٹنے کا متقاضی ہے اور قدرت الٰہی کے اظہار کیلئے بھی یہ مناسب ہے۔واللہ اعلم۔مترجم)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا

اور اسی طرح ہم نے انہیں اٹھایا تا کہ وہ آپس میں سوال کریں، ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم لوگ کتنی مدت ٹھہرے ہو گے؟ وہ کہنے لگے

لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ

کہ ایک دن یا ایک دن سے کم! بعضوں نے کہا کہ تمہارا رب ہی زیادہ جانتا ہے کہ تم کتنی مدت ٹھہرے سو تم اپنے میں سے کسی کو

بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ

یہ چاندی دے کر شہر کی طرف بھیجو، سو وہ دیکھے کہ اس شہر کے کھانوں میں کونسا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے، سو وہ تمہارے پاس اس میں سے

بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝۱۹ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا

کھانا لے آئے، اور کام کرنے میں خوش تدبیری سے کام لے اور تمہارے بارے میں کسی کو ہرگز خبر نہ دے، بے شک بات یہ ہے کہ اگر انہیں تمہارا پتہ

عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝۲۰

چل جائے تو تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دینگے یا اپنے دین میں لوٹا لینگے اور تم ہرگز کامیاب نہ ہو گے۔

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ (اور انکا کتا اپنے دونوں اگلے ہاتھ پھیلانے والا تھا) یہ ماضی کی حالت کا تذکرہ ہے کیونکہ ماضی کے معنی میں لینے سے اسم فاعل عمل نہیں کرتا۔ بِالْوَصِيْدِ (چوکھٹ پر) صحن میں نمبر۲۔ چوکھٹ پر۔ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ (اے مخاطب! اگر تم ان کو جھانک کر دیکھ پاؤ) لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ (تو تو ان سے منہ موڑ لے گا اور بھاگ کھڑا ہوگا) فِرَارًا (بھاگنا) مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ معنی وَلَّيْتَ مِنْهُمْ کا ہے کہ تو ان سے بھاگ جائے گا۔

وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا (اور تو ضرور بھر جائے گا ان کے رعب سے) مبالغہ ہے حجازی نے مُلِّئت کی لام پر تشدید پڑھی ہے۔ رُعبًا تمیز ہے۔ علی اور شامی نے ضم راء کے ساتھ پڑھا۔ رُعب اس خوف کو کہا جاتا ہے جس سے سینہ مرعوب ہو جائے یعنی بھر جائے۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب کا لباس پہنا دیا تھا۔ یا نمبر۲۔ ان کے ناخنوں اور بالوں کی لمبائی اور ان کے اجسام کے بڑے ہونے کی وجہ سے (مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ جب وہ اٹھے تو کسی چیز میں تغیر نہ پا کر انہوں نے لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ورنہ بالوں وغیرہ کا بڑھنا تو کھلی علامت طویل ٹھہرنے کی تھی۔ جو کسی معمولی عقل سے بھی مخفی نہیں چہ جائیکہ ان عقل مندترین لوگوں سے فافہم و تدبر)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آیا ہے کہ انہوں نے غزوۂ روم میں اس کہف سے گزر کیا۔ پس انہوں نے کہا میں غار میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس کو جو تم سے بہت بہتر تھے یہ کہا گیا لو ولّیت منهم فرارًا پھر ان کے حکم سے ایک جماعت غار میں داخل ہوئی ان کو ہوا نے جلا دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۹: وَ كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ (اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھایا) جس طرح ہم نے اس نیند سے ان کو سلایا۔ اسی طرح ہم نے ان کو سلانے اور اٹھانے پر قدرت کے اظہار کے لئے ان کو بیدار کیا۔ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ (تا کہ وہ آپس میں سوال و جواب کریں) اور ایک دوسرے کی حالت کو پہچانیں اور اپنے ساتھ اللہ کے سلوک کو معلوم کر کے مزید عبرت حاصل کریں اور اس کی عظیم قدرت پر اس سے استدلال کریں جس سے ان کے یقین میں مزید اضافہ ہو اور اللہ نے جوان پر انعام فرمایا اس کا شکریہ ادا کریں۔ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ (ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا) یعنی ان کے سربراہ نے کہا كَمْ لَبِثْتُمْ (تم کتنا ٹھہرے ہو۔) یعنی تمہارے ٹھہرنے کی مدت کتنی ہے۔ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ (انہوں نے کہا ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے ہیں) انکا یہ جواب غالب ظن کی بنا پر تھا۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اجتہاد جائز ہے اور اس بات کی بھی دلیل ہے کہ ظن غالب سے بات کہی جاسکتی ہے۔ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ (وہ کہنے لگے تمہارے رب کو بخوبی علم ہے کہ تم لوگ کتنی دیر رہے ہو) یعنی تمہارے ٹھہرنے کی مدت کتنی ہے۔ یہ بعض کی طرف سے پہلوں کی بات کا انکار ہے گویا کہ انہوں نے دلائل سے معلوم کر لیا یا ابہام سے ان کو معلوم ہوا کہ مدت طویل ہے جس کی مقدار اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ تفسیری روایت میں ہے کہ وہ غار میں چاشت کے وقت داخل ہوئے اور زوال کے بعد بیدار ہوئے پس انہوں نے گمان کیا کہ وہ اسی دن میں ہیں جب انہوں نے اپنے ناخنوں اور بالوں کی لمبائی کو دیکھا تو یہ کہا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی آیت سے یہ استدلال کیا کہ ان کی صحیح تعداد سات ہے کیونکہ آیت میں یہ بات فرمائی گئی قال قائل تو یہ قائل ایک ہوا قالوا اس کے جواب میں انہوں نے لبثنا یوما اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ کہا اور قالوا کم سے کم تین کیلئے بولا جاتا ہے کیونکہ وہ جمع ہے۔ پھر کہا ربکم اعلم تو کم بھی جمع جو کم سے کم تین کے لئے ہیں اس لحاظ سے وہ سات ہو گئے۔

## باہمی مکالمہ:

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ (پس تم اپنے میں سے ایک کو بھیجو) گویا کہ انہوں نے کہا تمہارا رب اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے اس مدت کو صحیح جاننے کا راستہ تمہارے پاس نہیں ہے۔ پس دوسری اہم چیز کو تم اختیار کرو کہ اپنے میں کسی ایک یعنی یملیخا کو بھیجو۔ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ (اپنا یہ روپیہ دے کر) یہ چاندی کے روپے تھے یا فقط چاندی تھی جس پر مہر نہ تھی۔ قراءت: ابوبکر، حمزہ اور ابوعمرو نے ورق کو راء کے سکون کے ساتھ پڑھا ہے۔ اِلَى الْمَدِيْنَةِ (شہر کی طرف) اس شہر کا نام ترسوس تھا۔ وہ اپنے ساتھ گھر سے نکلتے وقت چاندی لائے تھے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خرچہ اپنے ساتھ لے جانا اور وہ چیزیں جو مسافر کیلئے کام آسکتی ہوں۔ یہ اللہ پر توکل کرنے والوں کی شان ہے۔ یہ ان لوگوں کا وطیرہ نہیں جو اتفاق پر بھروسہ کیا کرتے ہیں اور لوگوں کے برتنوں میں پائے جانے والے نفقات پر جن کی نگاہ ہوتی ہے بعض علماء کے بارے میں وارد ہے کہ ان کو بیت اللہ کا بہت شوق تھا۔ اور وہ فرمایا کرتے تھے اس سفر کیلئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ شد الهميان والتوكل على الرحمان نمبرا۔ همیانی پاس ہو۔ نمبر۲۔ رحمان پر بھروسہ ہو۔ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ (پس وہ دیکھ لے کون سا ان میں سے) یعنی اس شہر کے رہنے والوں میں سے۔ یہاں مضاف کو حذف کر دیا جس طرح کہ اس آیت میں ہے: واسئل القرية [یوسف: ۸۲] ایٌّ مبتدا ہے۔ اور اس کی خبر ازکی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا

اور اسی طرح ہم نے ان پر مطلع کر دیا تا کہ وہ اس بات کو جان لیں کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے، اور یہ کہ قیامت آنیوالی ہے

رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ

اس میں کوئی شک نہیں، جب کہ وہ لوگ اپنے درمیان ان کے بارے میں جھگڑ رہے تھے سو انہوں نے کہا کہ ان کے اوپر عمارت بنا دو ان کا رب

اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾

ان کو خوب جانتا ہے جو لوگ ان کے معاملہ میں غالب ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم ضرور ضرور ان پر مسجد بنائیں گے۔

اَزْكٰى کا معنی زیادہ پاکیزہ یعنی حلال اور پاکیزہ یا مقدار میں زیادہ اور سستا طَعَامًا (کھانا) یہ تمیز ہے۔ فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ (پس وہ اس میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آئے اور خوش تدبیری سے کام لے) یعنی خرید و فروخت کے معاملے میں بتکلف نرمی اختیار کرے تا کہ غبن واقع نہ ہو یا معاملے کو پوشیدہ رکھنے کی صورت میں خوش تدبیری سے کام لے تا کہ کسی کو پتہ نہ چل سکے۔ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا (اور کسی کو تمہاری سن گن نہ ہونے پائے) یعنی کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے نادانستگی میں تمہارے متعلق پتہ چل جائے۔ اس نادانستہ حرکت کا نام اشعار رکھا کیونکہ یہ سبب اشعار ہے۔ (یعنی سبب اطلاع ہے)۔

۲۰: اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ کیونکہ اگر ان لوگوں نے تمہاری اطلاع پائی۔ انھم کی ضمیر اہل کی طرف جا رہی ہے جو کہ اہلھا میں مقدر ہے اور ان یظھر کا مطلب مطلع ہونا اور قابو پالینا ہے۔ يَرْجُمُوْكُمْ وہ تم کو سنگسار کر دیں گے۔ یعنی بدترین انداز سے تمہیں قتل کر دیں گے۔ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ (یا وہ تم کو اپنے مذہب میں لوٹا لیں گے زبردستی۔ یہاں عود کا معنی صیر ورت ہو جانا اور یہ کلام عرب میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ (صیر ورت کا معنی داخل کرنا) وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا (اور اس وقت کبھی بھی تم فلاح نہیں پاؤ گے) اذا یہاں شرط پر دلالت کر رہا ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوگی ولن تفلحوا ان دخلتم فی دینهم ابدًا۔ یعنی تم ہرگز کامیاب نہ ہو گے اگر تم ان کے دین میں کبھی بھی داخل ہو گئے۔

۲۱: وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ (اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان کے متعلق مطلع کر دیا) اور جیسا کہ ہم نے سلایا اور ان کو نیند سے جگایا اسی طرح ان کے بارے میں لوگوں کو حکمت کی بناء پر مطلع کر دیا۔ لِيَعْلَمُوْٓا (تا کہ وہ لوگ اس بات کا یقین کر لیں) یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے ان کے حالات کے متعلق مطلع کیا۔ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے) وعدہ سے بعث بعد الموت والا وعدہ مراد ہے۔ حق کا مطلب یہ ہے کہ یقیناً ہو کر رہے گا۔ کیونکہ ان کی نیند والی حالت اور اس کے بعد اس سے بیداری والی کیفیت اس آدمی جیسی ہے جو فوت ہو پھر اس کو اٹھایا جائے۔ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا (اور بیشک قیامت میں کوئی شبہ نہیں) وہ ان کے معاملے سے بعث کے صحیح ہونے پر استدلال کریں گے۔ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ (جب کہ وہ ان کے متعلق باہمی جھگڑ رہے تھے) یہ اَعْثَرْنَا کے متعلق ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے: اعثرنا هم علیهم حین یتنازع اهل ذلك الزمان۔ ہم نے ان کے متعلق اس



BestUrduBooks.wordpress.com

وقت لوگوں کومطلع کیا جبکہ اس زمانہ کے لوگ باہم جھگڑ رہے تھے۔ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ (اپنے درمیان ان کے معاملہ میں) یعنی اپنے دین کے معاملہ میں اور حقیقت بعث کے متعلق اختلاف کر رہے تھے (ان میں سے بعض کہتے تھے کہ فقط ارواح کو اٹھایا جائے گا اجساد کونہیں اور دوسروں کا کہنا یہ تھا کہ روح مع الجسد اٹھائی جائے گی) تاکہ اختلاف رفع ہو جائے اور معاملہ کھل جائے کہ اجسام کو حس کے ساتھ زندہ کر کے ارواح کے موت سے پہلے والے تعلق کو بحال کر دیا جائیگا۔

فَقَالُوا (انہوں نے کہا) جب اصحاب کہف مرگئے۔ ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا (ان کے پاس کوئی عمارت بنادو) ان کی غار کے دروازے پر عمارت بنادو تاکہ لوگ غار کے اندر نہ گھس سکیں ان کی قبور کی حفاظت کیلئے جیسا کہ قبر رسول ﷺ کو چار دیواری سے محفوظ کر دیا گیا (مگر یہ قیاس درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ آپ کی قبر مبارک تو پہلے ہی خصوصیت نبوت کی بناء پر مکان کے اندر بنائی گئی نہ کہ بعد میں چار دیواری کی گئی) رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ (انکا رب ان کو خوب جانتا تھا) یہ آپس میں تنازع کرنے والوں کا کلام ہے گویا انہوں نے باہمی مذاکرہ کیا اور ان کے انساب و احوال کی طرف کلام کو منتقل کیا اور ان کی مدتِ قیام میں بھی گفتگو کی جب ان تمام معاملات میں حقیقت کی طرف راستہ نہ ملا تو اس وقت کہنے لگے ربهم اعلم بهم کہ رب تعالیٰ کو ان کے متعلق حقیقت حال کا علم ہے۔

نمبر۲۔ یا یہ ادخال الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسی فضول بحثوں میں پڑنے والوں کو فرمایا میں انکا رب ان کی حقیقت کی صحیح خبر رکھتا ہوں۔ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ (ان لوگوں نے کہا جو اپنے کام پر غالب تھے) یعنی مسلمان اور حکام اور وہ ان کے قریبی عزیز بھی تھے اور ان کے قریب تعمیر کے زیادہ حقدار تھے۔ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ (ہم ضرور ان کے پاس بنائیں گے) غار کے دروازے پر مَّسْجِدًا (ایک مسجد) جس میں مسلمان نماز ادا کریں گے اور ان کے مقام سے برکت پائیں گے۔ روایت تفسیر یہ میں ہے کہ اہل انجیل نے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب شروع کر دیا اور ان کے بادشاہوں نے سرکشی اختیار کر کے بتوں کی عبادت شروع کر دی اور لوگوں کو ان کی عبادت پر مجبور کیا۔ ان تخت پسندوں میں دقیانوس تھا۔ اس نے اپنے قوم کے نوجوانوں کو شرک میں مبتلا کرنے کا ارادہ کیا اور ان کو شرک اختیار نہ کرنے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ مگر انہوں نے ایمان پر ثابت قدمی دکھائی اور اس میں پختگی اختیار کی۔ پھر انہوں نے غار کی طرف فرار اختیار کیا۔ انکا گزر ایک کتے کے پاس سے ہوا وہ بھی ان کے پیچھے چل دیا۔ انہوں نے اس کو بہت بھگایا مگر وہ انکا پیچھا کرنے سے باز نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بولنے کی زبان دی۔ اس نے کہا تم میرے متعلق کیا چاہتے ہو؟ مجھے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں سے محبت ہے تم جب آرام کرو گے۔ تو میں تمہاری حفاظت کرونگا۔

## تفسیری روایات سے تفصیل:

دوسرا قول یہ ہے کہ انکا گزر ایک چرواہے کے پاس سے ہوا جس کے ساتھ کتا تھا۔ چرواہا ایمان لے آیا اور وہ تمام غار میں جا بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں کو تھپکی دے کر سلا دیا۔ اور ان کے اٹھانے سے پہلے وہاں کی حکمرانی ایک نیک صالح مؤمن آدمی کو دے دی۔ اس کے زمانہ حکومت میں لوگوں کے مابین بعث میں اختلاف ہوا۔ ہر دو فریق ضد پر تھے۔ بادشاہ اپنے گھر میں



BestUrduBooks.wordpress.com

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا

کچھ لوگ یوں کہیں گے کہ یہ تین آدمی ہیں چوتھا انکا کتا ہے اور کچھ لوگ کہیں گے کہ یہ پانچ آدمی ہیں چھٹا ان کا کتا ہے انکل پچو غیب پر

بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا

حکم لگا رہے ہیں اور کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے آپ فرما دیجئے میرا رب ان کی تعداد کو خوب جاننے والا ہے،

يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۟ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ

ان کو نہیں جانتے مگر تھوڑے سے لوگ سو آپ ان کے بارے میں سرسری بحث کے علاوہ زیادہ بحث نہ کیجئے اور ان کے بارے میں کسی سے بھی

ع ۲ / ۱۵

مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾

سوال نہ کیجئے۔

داخل ہوا۔ اور اپنا دروازہ بند کر کے ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔ اور زمین پر بیٹھ کر بارگاہ الٰہی میں اس مسئلے کا حل طلب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ایک چرواہے کے دل میں بات ڈال دی جس نے اس رکاوٹ کو جوان کی غار کے منہ پر تھی گرا دیا تاکہ اس کو بکریوں کا باڑہ بنائے۔ جب وہ کھانا خریدنے کیلئے شہر میں داخل ہوا اور اس نے سکہ نکالا تو وہ دقیانوس کا مہر شدہ تھا۔ لوگوں نے اس کو اس تہمت میں گرفتار کر لیا کہ اس نے خزانہ پالیا ہے۔ وہ اس کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اس نے اپنا واقعہ ان کو من وعن بیان کر دیا۔ بادشاہ شہر والوں سمیت ان کی ملاقات کیلئے آیا اور ان کو آنکھوں سے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی کہ اس نے بعث بعد الموت کی دلیل مہیا کر دی۔ پھر ان نوجوانوں نے بادشاہ کو کہا ہم تمہیں الوداع کہتے ہیں اور جن وانس کے شر سے تیرے لئے پناہ کی دعا کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنی خوابگاہوں کی طرف واپس لوٹ آئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو قبض کر لیا۔ بادشاہ نے ان پر اپنا کپڑا بطور کفن ڈال دیا۔ اور ہر ایک کیلئے سونے کا تابوت بنایا۔ مگر خواب میں اس نے دیکھا کہ وہ سونے کو ناپسند کرتے ہیں تو اس نے ساگوان کی لکڑی سے تابوت تیار کر کے اس میں دفن کر دیا۔ اور غار کے منہ پر ایک مسجد تعمیر کرا دی۔

**تعداد میں تنازعہ:**

۲۲: سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا ۢ بِالْغَيْبِ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ (بعض لوگ تو کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا انکا کتا اور بعض کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا انکا کتا اور یہ لوگ بلاتحقیق اندھیرے میں تیر چلا رہے ہیں اور بعض لوگ کہیں گے، سات ہیں آٹھواں انکا کتا) سیقولون کی ضمیر ان لوگوں کی طرف راجع ہے جو آپ ﷺ کے زمانہ اقدس میں اہل کتاب اور مؤمنین میں سے جو اس قصہ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو جواب کو ان کے سلسلہ میں وحی تک مؤخر کیا گیا۔ پس یہ آیت ان کے مابین اختلاف کی حقیقت بتلانے کیلئے اتاری گئی



BestUrduBooks.wordpress.com

کہ ان میں جو گروہ ان کی تعداد سات اور آٹھواں کتا بتلاتا ہے وہ صحیح ہے۔

اور ایک تفسیری روایت یہ بھی ہے کہ سید اور عاقب اور ان کے ساتھ آنے والے نجرانی افراد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تھے۔ اصحاب کہف کا تذکرہ چھڑ گیا۔ تو سید نے کہا یہ یعقوبی تھا۔ کہ وہ تین تھے اور چوتھا انکا کتا تھا۔ عاقب نے طرح دی اور یہ نسطوری تھا۔ کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا انکا کتا تھا۔ مسلمانوں نے کہا وہ سات تھے۔ اور آٹھواں انکا کتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی بات کی تصدیق فرمادی۔ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے اطلاع دینے سے یہ بات کہی جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے۔

## اسمائے اصحابِ کہف:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ سات تھے ان کے نام یہ تھے۔ نمبرا۔ یملیخا نمبر۲۔ مکثلینا نمبر۳۔ مثلینا یہ بادشاہ کے دائیں جانب کے مقرب تھے اور اس کے بائیں جانب والے نمبر۴۔ مرنوش نمبر۵۔ دبرنوش نمبر۶۔ شاذنوش بادشاہ ان چھ سے مشاورت کرتا تھا۔ ساتواں وہ چرواہا کفشطیونس جو ایمان لاکر ان کے ساتھ دقیانوس کی حکومت سے بھاگا۔ ان کے شہر کا نام افسوس اور ان کے کتے کا نام قطمیر تھا۔ [الطبرانی الاوسط]

نحو: سیقولون میں سین استقبال کیلئے ہے۔ اگرچہ پہلے فعل پر داخل ہے۔ بقیہ دونوں افعال بوجہ عطف اس کے حکم میں داخل ہیں۔ جیسا کہ قد اکرم و انعم اس جملہ میں دونوں فعلوں میں توقع کا معنی مراد لیا گیا ہے۔ یا یفعل سے استقبال کا معنی مراد لیا جائے جو کہ اس کے مناسب ہے۔ ثلاثۃ یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای ھم ثلاثۃ اسی طرح خمسۃ، سبعۃ۔ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ یہ جملہ اسمیہ ثلاثۃ کی صفت ہے۔ اسی طرح سادسھم کلبھم اور ثامنھم کلبھم جملے ان کی صفت ہیں۔

رجما بالغیب (یہ بے تحقیق اندھیرے میں تیر چلا رہے ہیں) یہ مخفی خبر و اطلاع سے اٹکل لگا رہے ہیں۔ اور اسی کو لا رہے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا ویقذفون بالغیب [سبا: ۵۳] یعنی وہ پوشیدہ بات اٹکل سے کرتے ہیں۔ یا نمبر۲۔ الرجم کو الظن کی جگہ رکھا گویا اس طرح کہا ظنًا بالغیب غیب کے متعلق گمان لڑاتے ہیں کیونکہ اہل عرب اکثر کہتے ہیں: رجم بالظن بجائے اس کے کہ ظن فلان کہتے۔ یہاں تک کہ ان کے ہاں دونوں تعبیروں میں کوئی فرق نہیں رہا۔

واؤ جو تیسرے جملہ پر داخل ہوئی ہے۔ یہ وہ واؤ ہے جو اس جملہ پر لائی جاتی ہے جو نکرہ کی صفت بنے جیسا کہ اس جملہ پر جو معرفہ سے حال بنے اس پر واؤ آتی ہے مثلاً جاء نی رجل ومعہ آخر و مررت بزید و فی یدہ سیف۔ واؤ کا فائدہ نمبرا۔ یہ ہے کہ صفت موصوف کے ساتھ تاکیداً متصل ہے۔ نمبر۲۔ موصوف کا اس صفت سے متصف ہونا ایک ثابت شدہ بات ہے۔ نمبر۳۔ یہی وہ واؤ ہے جس نے یہ اعلان کیا کہ جنہوں نے کہا سبعۃ و ثامنھم کلبھم انہوں نے حقیقت ثابتہ بتلائی۔ انہوں نے اٹکل کا تیر نہیں چلایا۔ جیسا کہ دوسروں نے کیا۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے دونوں اقوال کے بعد رجمًا بالغیب فرمایا اور تیسرے اس قول کے بعد یہ ارشاد لائے۔ قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ (یعنی کہہ دیں کہ میرا رب ان کی صحیح تعداد کو جانتا ہے) اور اس نے تمہیں اس کی خبر سبعۃ و ثامنھم کلبھم کہہ کر دے دی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ز وَاذْكُرْ رَّبَّكَ

اور کسی چیز کے بارے میں آپ ہرگز یوں نہ کہیں کہ میں اسے کل کرونگا مگر یہ کہ اس کے ساتھ اللہ کی مشیت کا ذکر بھی کر دیں، اور جب آپ بھول جائیں تو

اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾

اپنے رب کو یاد کریں اور آپ یوں کہہ دیجئے کہ امید ہے میرا رب مجھے وہ بات بتا دے گا جو ہدایت کے اعتبار سے اس سے قریب تر ہے۔

مَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ (اور نہیں ان کو جانتے مگر تھوڑے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں ان قلیل میں سے ہوں دوسرا قول یہ ہے کہ الا قلیل سے مراد اہل کتاب میں سے قلیل یعنی عنقریب ان کے متعلق اہل کتاب طرح طرح کی باتیں کہیں گے مگر ان کو اس کا کچھ بھی علم نہیں سوائے قلیل لوگوں کے ان کی اکثریت گمان وتخمین کی پیرو ہے۔

فَلَا تُمَارِ فِیْهِمْ (پس ان کے متعلق بحث نہ کریں) یعنی اصحاب کہف کے متعلق اہل کتاب سے مجادلہ ومباحثہ نہ کریں اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا (مگر سرسری بحث) مگر سرسری بات چیت۔ کرید کی ضرورت نہیں اور وہ اس طرح ہے کہ آپ ان کے سامنے وہ واقعہ بیان فرما دیں جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اتارا پس یہی کافی ہے۔ اس میں کسی قسم کا اضافہ نہ فرمائیں ان کی تجہیل کیلئے۔ نمبر۲۔ لوگوں کے سامنے واقعہ بتلا دیں تاکہ آپ کی صداقت ظاہر ہو جائے۔

وَّلَا تَسْتَفْتِ فِیْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا (اور آپ ان کے متعلق ان میں سے کسی سے استفتاء نہ کریں) کسی سے ان کے قصہ کے متعلق سوال نہ کریں۔ ایسا سوال جو متعنت لوگ کرتے ہیں۔ تاکہ اسے کسی بات کے کہنے کا موقع ملے اور پھر آپ اس کی تردید فرمائیں۔ اور پھر وہ بکے جو اس کے پاس ہو۔ اور نہ ہی راہنمائی حاصل کرنے کیلئے کسی سے سوال کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ کو ان کے قصہ کی صحیح راہنمائی فرما دی (کہ جس پر نہ اضافہ ہو سکتا ہے اور نہ حاجت ہے)۔

## کل کا وعدہ ان شاء اللہ سے کرو:

۲۳: وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ (اور آپ کسی کام کی نسبت یوں نہ کہا کریں کہ میں اس کو کل کر دونگا) کسی چیز کے متعلق تو پختہ ارادہ کرے اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ (کہ بیشک میں اس کو کرنے والا ہوں) اس چیز کو غَدًا (کل زمانہ مستقبل میں) خاص کل کا دن مراد نہیں۔ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ (مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ) نمبر۱۔ آپ اس وقت کہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی اجازت دے دیں۔ نمبر۲۔ تم ہرگز اس کو نہ کہو مگر یہ کہ چاہے اللہ یعنی اس کی مشیت سے۔ یہ حال واقع ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی الا متلبسًا بِمَشِیَّۃِ اللّٰہ قائلا ان شاء اللّٰہ مگر اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ملا ہوا ہو تم کہنے والے ہو، انشاء اللہ

## زجاج کا قول:

اس کا معنی یہ ہے تم ہرگز نہ کہو کہ میں اس کو کروں گا مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے۔ کیوں کہ جب کہا جائے انا افعل ذٰلک ان شاء اللّٰہ تو اس کا مطلب ہے کہ میں اس کو نہیں کرونگا مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے۔ یہ نہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تادیب کیلئے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

جبکہ یہود نے قریش کو کہا تم اس سے روح، اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوال کرو۔ انہوں نے سوال کیا آپ نے فرمایا تم کل میرے پاس آجاؤ میں تمہیں بتلا دوں گا۔ اور آپ نے استثناء نہ کیا۔ پس وحی میں دیر ہوگئی یہاں تک کہ آپ پر گراں گزرا۔

## ذکر کا حکم:

۲۴: وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (اور جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کا ذکر کریں) جب مشیت رب سے متعلق کرنا۔ فرط نسان سے بھول جائیں تو کہیں انشاء اللہ۔ اذا نسیت کا معنی کلمہ استثناء کا بھولنا ہے۔ پھر آپ اس پر متنبہ ہو کر انشاء اللہ کہہ کر تدارک کریں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ مجلس ذکر میں جب تک ہو اس وقت تک بعد میں انشاء اللہ کہنے سے تدارک ہو سکتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک سال کے بعد یاد آئے تب بھی انشاء اللہ سے تدارک ہو جائے گا۔ یہ ارشاد اس انشاء اللہ کا ہے۔ جو بطور تبرک کے کہا جائے۔ البتہ وہ استثناء جو حکم کو بدلنے والا ہے وہ متصل ہی درست ہے۔

نکتہ: حکایت ہے کہ منصور عباسی خلیفہ کو اطلاع ملی کہ ابو حنیفہ نے استثناء منفصل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مخالفت کی ہے۔ منصور نے آپ کو دربار میں بلایا تا کہ آپ کی تنکیر کرے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ اعتراض آپ پر وارد ہوتا ہے۔ آپ خلافت کی بیعت قسم کے ساتھ لوگوں سے لیتے ہیں۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں۔ کہ وہ جب آپ کے پاس سے باہر نکل کر جائیں تو وہ استثناء کر دیں اور آپ کی بیعت سے نکل جائیں۔ منصور کو امام صاحب کی یہ بات بہت پسند آئی اور جس نے اس کے ہاں امام صاحب کی چغلی کھائی تھی اس کو نکال دینے کا حکم جاری کیا۔

نمبر ۲۔ اس کا معنی یہ ہے تم اپنے رب کو یاد کرو تسبیح و استغفار کے ساتھ جبکہ استثناء کا کلمہ رہ جائے تا کہ شدت سے اس کا اہتمام ہو جائے۔ اور بھول چوک سے بچت رہے۔ نمبر ۳۔ نماز جب بھول کر رہ جائے تو جب یاد آئے اس کو ادا کر لیا کریں۔ نمبر ۴۔ جب تم وہ کہنا بھول جاؤ تو اس کو یاد کر لو تا کہ وہ بھولا ہوا ہو یاد دلائے۔

وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا (اور کہہ دیں کہ مجھے امید ہے کہ میرا رب اس سے بھی زیادہ بہتری کو قریب الوصول بنا دے گا) یعنی جب کوئی چیز تو بھول جائے تو اپنے رب کو یاد کر اور بھولنے کے وقت رب کا ذکر اس طرح ہے کہ تم کہو عسی ربی ان یھدین یعنی لِشیءٍ اٰخرَ بدل ھذا المنسی اقرب منه رشدا وادنٰی خیرًا و منفعة یعنی امید ہے کہ میرا رب میری راہنمائی کرے گا کسی اور چیز کی طرف جو اس بھولی ہوئی چیز کے بدلے میں ہوگی اور راہنمائی کیلئے اس سے زیادہ قریب اور فائدے اور بھلائی میں اس سے نزدیک تر ہوگی۔

قراءت: ان یھدین، ان ترن، ان یوتین، ان تعلمن مکی نے دونوں حالتوں میں اسی طرح پڑھا اور ابو عمرو نے اس کی موافقت کی اور مدنی نے صرف وصل میں پڑھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ

اور وہ لوگ اپنے غار میں تین سو سال رہے اور نو برس مزید اوپر گزر گئے۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی خوب جاننے والا ہے

بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ

کہ وہ کتنی مدت رہے اسی کو آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم ہے وہ کیا ہی دیکھنے والا ہے اور کیا ہی سننے والا ہے، ان لوگوں کا اس کے سوا

دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۫ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿٢٦﴾

کوئی مددگار نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں فرماتا۔

## غار میں تین سو نو سال قیام:

۲۵: وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ (اور وہ ٹھہرے رہے اپنے غار میں تین سو سال) مراد اس سے زندگی کی حالت میں انکا اس میں ٹھہرنا ہے۔ جبکہ اس مدت میں ان کے کانوں پر نیند کی تھپکی دیدی گئی تھی یہ فضربنا علی اذانھم الی آخرہ میں جس کو مجمل رکھا گیا تھا اس کا بیان ہے اور سنین کا لفظ یہ ثلث مائۃ کا عطف بیان ہے۔

قراءت: حمزہ اور علی نے ثلاثۃ مائۃ سنین اضافت کے ساتھ پڑھا اس طرح کہ تمیز میں جمع کو واحد کی جگہ رکھ دیا گیا جیسا کہ دوسری آیت میں بھی موجود ہے بالاکثرین اعمالا [الکہف:۱۰۳] وَازْدَادُوْا تِسْعًا (اور نو برس زیادہ رہے)۔

نحو: یہاں تِسْعًا کے بعد بھی اس کی تمیز تسعًا ہے کیونکہ ماقبل میں بھی دلالت موجود ہے اور تسعاً مفعول بہ ہے کیونکہ زَادَ دو مفعولوں کو چاہتا ہے اور ازْدَادَ ایک ہی مفعول کو چاہتا ہے۔

## حقیقی مدت کا علم اللہ کے پاس ہے:

۲۶: قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا (آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کتنا زمانہ تک وہ رہے) یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانتے ہیں جنہوں نے ان کی مدت قیام میں اختلاف کیا اور حق وہی ہے جس کی اس نے تمہیں خبر دے دی۔ نمبر۲۔ اہل کتاب کے کلام کی حکایت ہے۔ اور قل اللہ اعلم سے ان کی تردید فرمائی۔ جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے غار میں مدتِ قیام کی خبر دی گئی ہے کہ وہ اپنی غار میں اتنی مدت ٹھہرے۔

لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اس کے لئے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں ہیں) اسی کی ملکیت وتصرف میں ہیں۔ اس آیت میں آسمان وزمین کی پوشیدہ چیزوں کے علم کا خصوصاً تذکرہ فرمایا اور ان کے اندر رہنے والوں کے مخفی احوال کی خبر اسے ہی ہے۔ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ وہ عجیب طرح کا سننے اور دیکھنے والا ہے۔ اَسْمِعْ کے بعد بھی بہ مقدر ہے۔ مطلب یہ ہے وہ ہر موجود کو کیا خوب دیکھنے اور ہر مسموع کو کیا خوب سننے والا ہے۔ مَا لَهُمْ (اور ان کے لئے نہیں ہے) اہل سمٰوت وارض کیلئے مِّنْ دُوْنِهٖ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِهٖ ۚ قف وَلَنْ تَجِدَ مِنْ

اور آپ کے رب کی کتاب جو آپکی طرف وحی کی گئی اسکی تلاوت کیجئے اسکے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں اور ہرگز آپ اسکے

دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ

سوا کوئی پناہ کی جگہ نہ پائینگے اور جو لوگ صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں انکے ساتھ اپنے کو مقید رکھئے

یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ

یہ لوگ اسکی رضا کے طالب ہیں اور آپ ایسا نہ کریں کہ دنیا والی زندگی کی زینت کے ارادہ سے ان سے آپ کی نظریں ہٹ جائیں

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

اور ایسے شخص کی بات نہ مانئے جسکے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور جو اپنی خواہش کے پیچھے لگ گیا، اور اسکا حال حد سے آگے بڑھ گیا،

مِنْ وَّلِیٍّ (اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی کارساز) جو ان کے امور کا متولی و ذمہ دار ہو۔ وَّ لَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِهٖٓ اَحَدًا (اور نہ وہ اپنے حکم میں ان میں سے کسی کو شریک کرتا ہے) حکمہ سے مراد فیصلہ۔ احداً سے مراد ان میں سے کسی ایک کو۔

قراءت: شامی نے اس کو نہی قرار دیکر لاتشرك پڑھا ہے۔

۲۷: کفار اکثر کہا کرتے ائت بقرآن غیر هذا او بدله [یونس:۱۵] اس کے جواب میں فرمایا۔

## کفار کا جواب:

وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ (آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے جو کتاب بذریعہ وحی بھیجی گئی آپ وہ پڑھا کریں) کتاب سے قرآن مجید مراد ہے اور آپ ان کے اس ہذیان کو مت سنیں۔ کہ اس میں تبدیلی کر دیں اس لئے کہ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِهٖ (اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں) یعنی کسی کو ان کے اندر تبدیلی کی قدرت نہیں اور نہ ہی رد و بدل کا اختیار ہے اس پر قدرت اسی وحدہ لاشریک کو ہے۔

وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا (اور تم ہرگز اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں پاؤ گے) ملتحداً کا معنی جائے پناہ جس کی طرف تم مائل ہو سکو اگر تم اس کا قصد کرو۔

## غیر مسلموں کا مقام:

۲۸: شانِ نزول: جب کفار کے رؤساء نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ان غریب مسلمانوں اور غلاموں کو جیسے صہیب، عمار، خباب وغیرہ اپنے پاس سے ہٹاؤ تو پھر ہم آپ کے پاس بیٹھیں گے تو یہ آیت اتری۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (اپنے آپ کو قائم رکھو اور جمائے رکھو ان لوگوں کے ساتھ جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں) ان کے ساتھ روک کر رکھو



BestUrduBooks.wordpress.com

اور اپنے آپ کو مضبوط کر کے رکھو بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ (صبح اور شام میں) جو ہر وقت میں اللہ کو پکارنے کے عادی ہیں نمبر۲۔ صبح کو اللہ سے توفیق اور آسانی مانگتے ہیں اور شام کو اپنی تقصیرات کی معافی مانگتے ہیں نمبر۳۔ غداۃ سے مراد فجر کی نماز اور عَشِيّ سے عصر کی نماز مراد ہے۔

قراءت: شامی نے غُدوۃ پڑھا۔ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (وہ صرف اپنے رب کی خوشنودی کو حاصل کرنا چاہتے ہیں) وجہ بول کر رضائے الٰہی مراد ہے۔ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (نہ ہٹنے پائیں آپ کی آنکھیں ان سے) یعنی تجاوز نہ کریں۔ عداہ اس وقت بولتے ہیں جب تجاوز کر جائیں یہاں اس کو عن سے متعدی کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں نبأ کے معنی پائے جاتے ہیں جیسا اس قول میں نَبَتْ عَنْهُ عینہٗ

فَائِدَہ: تضمین کا فائدہ یہ ہے کہ دونوں معنوں کا مجموعہ اس میں آ گیا اور یہ الگ معنی دینے سے زیادہ قوی ہے۔ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (اس حال میں کہ آپ دنیوی زندگی کی رونق کا خیال کرتے ہوں۔) یہ جملہ حال ہے۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (اور جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔ اس کے کہنے پر آپ نہ چلیں) یعنی اس کے دل کو ذکر سے غافل کر دیا۔

نکتہ: اس میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے جیسا کہ جمہور اہلسنت کا مسلک ہے۔

وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (اور وہ اپنی خواہش پر چلتا ہے۔ اور اس کا حال حد سے گزرا ہوا ہے۔) یعنی وہ حق سے تجاوز کرنے والا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا

اور آپ فرما دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، سو جس کا جی چاہے مومن ہو جائے اور جس کا جی چاہے کافر رہے، بلاشبہ ہم نے ظالموں کے لیے

لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ

آگ تیار کر رکھی ہے انہیں اسکی دیواریں گھیرے ہوئے ہونگی، اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائیگی

كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾

جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، وہ مونہوں کو بھون ڈالے گا، وہ پینے کی بری چیز ہے، اور دوزخ آرام کی بری جگہ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے یہ بات واقعی ہے کہ ہم اسکا عمل ضائع نہیں کریں گے جو اچھے کام کرے،

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ

ان لوگوں کے لیے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی، انہیں سونے کے کنگنوں کا زیور

اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا

پہنایا جائیگا، اور یہ لوگ سندس اور استبرق کے کپڑے پہنیں گے، جنت میں مسہریوں پر تکیے لگائے ہوئے

عَلَى الْاَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ ع ۱۶

ہونگے وہ بہت اچھا بدلہ ہے اور آرام کی اچھی جگہ ہے

## قبولِ حق میں اختیار البتہ کافر کا انجام برا اور مؤمن کا بہت خوب ہے:

۲۹: وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ (اور کہہ دیں کہ حق وہی ہے جو تمہارے رب کی طرف سے ہے) حق سے مراد اسلام یا قرآن ہے۔

نحو: الحق کا لفظ ھو مبتدا محذوف کی خبر ہے۔

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (اب جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کافر رہے) یعنی حق آ گیا اور رکاوٹیں دور ہو گئیں اب صرف تمہارے نفسوں کا اختیار باقی ہے نجات کا راستہ تم اختیار کرنا چاہتے ہو یا ہلاکت کے راستے پر چلتے ہو یہاں لفظ امر کا لایا گیا جو کہ یہاں تخییل کے لئے ہے کیونکہ جب اس نے انسان کو یہ قدرت دے دی کہ ان میں سے جس کو چاہے اختیار کر لے تو گویا بندہ مختار ہوا اور اس بات پر مامور ہوا کہ دونوں راستوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے پھر اختیار کرنے



BestUrduBooks.wordpress.com

والے کی جزاء کو بھی ذکر کر دیا فرمایا۔

اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ (بیشک ہم نے ظالموں کیلئے تیار کر رکھا ہے) اعتداء سے مراد تیار کرنا اور ظالم سے کافر مراد ہیں پس سیاق سے اس بات کو مقید کیا (جس طرح کہ حقیقت امر اور تخییر کو سیاق کیوجہ سے چھوڑ دیا) اور وہ یہ آیت ہے انا اعتدنا للظالمین نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا (ایسی آگ کہ جس کی قناتیں ان کو گھیر لیں گی) اس آیت میں ان کو گھیرنے والی آگ کو سرادق سے تشبیہ دی سرادق اس حجرے کو کہا جاتا ہے۔ جو خیمے کے اردگرد ہوتا ہے۔ نمبر۲۔ یا سرادق سے مراد وہ دھواں ہے۔ جو کفار کے آگ میں داخل ہونے سے قبل ان کو گھیرے گا۔ نمبر۳۔ یا آگ کی وہ دیوار جو ان کے چاروں طرف چھا جائے گی۔

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا (اور اگر وہ پانی مانگیں گے) شدت پیاس کی وجہ سے يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ (تو ان کو ایسا پانی دیا جائے گا جو مہل کی طرح ہوگا) المہل زیتون کے تیل کی میل کو کہتے ہیں نمبر۲۔ زمین کے جواہرات کو پگھلانے سے جو میل نکلتی ہے اس میں ان کا مذاق اڑایا گیا۔ يَشْوِی الْوُجُوْهَ (جو چہروں کو بھون ڈالے گا) جب ان کے سامنے پینے کے لئے پیش کیا جائے گا تو اس کی حرارت سے چہرے بھن جائیں گے۔ بِئْسَ الشَّرَابُ (وہ بدترین مشروب ہے) وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا (اور وہ آگ بری آرام گاہ ہے) مرتفق کا معنی ٹھکانہ یہ المرفق سے بنا ہے یہ اس قول کے ہمشکل ہے وَحَسُنَتْ مرتفقا [الکہف:۳۱] باقی جہنم والوں کیلئے آرام گاہ ہے ہی نہیں۔

۳۰، ۳۱: اب ان لوگوں کے بدلہ کا تذکرہ فرمایا جنہوں نے ایمان کو چنا پس فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ (بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے تو ہم انکا اجر ضائع نہ کریں گے۔ جنہوں نے اچھی طرح کام کیے ایسے لوگوں کیلئے ہمیشہ رہنے کے باغات ہونگے) یہ جملہ مستانفہ ہے اس میں اجر مبہم کو بیان فرمایا۔

نحو: انا لا نُضِيْعُ اور اُولٰٓئِكَ دونوں کو اکٹھی خبریں بنایا جائے۔ مطلب یہ ہے جو ان میں سے اچھے عمل والے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں السمن منوان بدرهم۔ نمبر۲۔ کیونکہ من احسن عملاً اور الذين امنوا و عملوا الصالحات دونوں کو ایک معنی اپنے اندر پرونے والا ہے۔ اس لئے من احسنَ کی بجائے ضمیر لائے۔

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ (جن کے درختوں کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہاں اہل جنت کو سونے کے کنگنوں کا زیور پہنایا جائے گا)

نحو: من ابتدائیہ ہے اور اَسَاوِرَ کو جو جمع اَسْوِرَةٌ کی ہے۔ اور وہ سوار کی جمع ہے کو نکرہ لائے کیونکہ اَحْسَنَ میں انکا معاملہ مبہم ہے مِنْ ذَهَبٍ میں مِن تبیین کیلئے ہے۔

وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ (وہ سبز رنگ، باریک ریشم کے کپڑے) سندس بمعنی باریک ریشم وَّاِسْتَبْرَقٍ (اور موٹا ریشم) دونوں اقسام کو جمع کرنے والے ہونگے مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ (اور مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے) اتکاء کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کیونکہ یہ خوش حال لوگوں اور بادشاہوں کی ہیئت ہے کہ وہ اونچے تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۔ نِعْمَ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا

اور آپ ان سے دو شخصوں کا حال بیان کیجئے، ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دیئے اور انکو ہم نے کھجور کے درختوں سے

بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا

گھیر دیا اور ان دونوں کے درمیان ہم نے کھیتی بھی اگا دی تھی، دونوں باغ اپنا پورا پورا پھل دیتے تھے اور پھلوں میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی

وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ

اور ہم نے ان دونوں کے درمیان نہر جاری کر دی تھی اور اس کے لیے اور بھی پھل تھے، سو اس نے باتیں کرتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مال

مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ

والا ہوں اور میرے افراد بھی غلبہ والے ہیں، اور وہ اس حال میں اپنے باغ میں داخل ہوا کہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا اس نے کہا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا

اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ

کہ یہ باغ کبھی ہلاک ہوگا، اور نہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ قیامت قائم ہوگی، اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹا دیا گیا

لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ

تو اس سے بہتر لوٹنے کی جگہ ضرور ضرور پالونگا، اسکے ساتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا کیا تو نے اس ذات کے ساتھ کفر

بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾

کیا جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھے صحیح سالم آدمی بنا دیا

الثَّوَابُ (کیا خوب صلہ ہوگا) یعنی جنت وَحَسُنَتْ (اور بہت خوب ہے) جنت اور مسہریاں مُرْتَفَقًا (آرام گاہ ہونے کے لحاظ سے) تکیہ گاہ ہونے کے اعتبار سے۔

### اچھے برے انجام کی مثال کیلئے دو بھائیوں کا واقعہ:

۳۲: وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ (اور آپ ان کے سامنے ان دو آدمیوں کا حال بیان کریں) کفار اور مؤمنین کے حال کی مثال بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کی ہے جو بھائی تھے ایک ان میں کافر جس کا نام قطروس تھا۔ اور دوسرا مسلمان جس کا نام یہودا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ وہ دو آدمی ہیں جن کا تذکرہ سورۃ الصافات کی اس آیت میں ہے۔ قال قائل منهم انى كان لى قرين [الصافات:۵۱]



BestUrduBooks.wordpress.com

ان دونوں کو باپ کی وراثت میں آٹھ ہزار دینار ملے۔ انہوں نے اس کے دو حصے کیے۔ کافر نے ایک ہزار کی زمین خریدی مؤمن نے کہا اے اللہ میرے بھائی نے ایک ہزار دینار کی زمین دنیا میں لی ہے۔ میں ایک ہزار دینار کی زمین جنت سے خریدتا ہوں۔ اس نے وہ صدقہ کردیے پھر اس کے بھائی نے ایک ہزار میں کوٹھی تعمیر کی تو دوسرے نے کہا اے اللہ میں ایک ہزار دینار کے بدلہ جنت کا مکان خریدتا ہوں۔ وہ بھی صدقہ کردیئے۔ اس کے کافر بھائی نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے شادی کی۔ تو مسلمان نے کہا اے اللہ میں ایک ہزار کو جنت کی حور کا مہر بناتا ہوں (اس کو صدقہ کردیا) پھر اس کے کافر بھائی نے ایک ہزار دینار میں گھر کا سامان واثاثہ اور خدام خریدے۔ تو اس مسلمان نے کہا اے اللہ میں نے جنت کے دو ولدان تجھ سے خرید لیے۔ اور ان کو بھی صدقہ کردیا۔ پھر اس مسلمان کو کوئی ضرورت پیش آئی تو بھائی کے راستہ میں بیٹھ گیا وہ اپنے نوکروں چاکروں کے ساتھ گزرا۔ وہ اس کے سامنے آیا اس نے دور بھگا دیا اس کو مال صدقہ کردینے پر ڈانٹ ڈپٹ کی۔

جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ (ان دو شخصوں میں سے ایک کیلئے ہم نے انگور کے دو باغ دیئے) انگوروں کی بیلوں کے دو باغ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ (اور ہم نے ان دونوں باغوں کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا) ان دونوں باغوں کے اردگرد کھجور کے درخت تھے۔ انگوروں کی بیلوں والے اس بات کو زیادہ پسند کرتے ہیں کہ پھل دار درخت باڑ کے طور پر لگے ہوں کہا جاتا ہے حفوہ جبکہ وہ اس کے گرداگرد لگائیں اور حففتهٗ بهم ای جعلتهم حافین حوله میں نے ان کو اس کے گرد گھیرا لگانے والا کردیا۔ یہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ اور با اس میں دوسرے مفعول کا اضافہ کردیتی ہے۔

وَّ جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا (اور ان دونوں کے درمیان کھیتی پیدا کردی) درمیان والی زمین کو ہم نے فروٹ وخوراک کا جامع بنا دیا۔ تعمیر کی تعریف اس طرح فرمائی کہ وہ آپس میں جال کی طرح ملی ہوئی متصل ہے۔ کوئی چیز ایسی درمیان میں نہیں جو اس کو منقطع کرے اور اس پر اضافہ یہ کہ شکل بھی خوبصورت اور ترتیب بھی عمدہ۔

۳۳: كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ (یہ دونوں باغ دیتے تھے) دیتے۔ اٰتَتْ لفظ پر محمول کیا کیونکہ كِلْتَا لفظ مفرد ہے۔ اگر آتتا معنی کا لحاظ کر کے کہا جاتا تو جائز ہوتا۔ اُكُلَهَا (اس کا پھل) وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ (کسی کی پیداوار میں ذرا بھی کمی نہ تھی) اور اس کے پھل میں کمی نہ ہوتی تھی۔ شَيْئًا وَّ فَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا (کچھ بھی اور ہم نے چلادی ان دونوں باغوں کے اندر ایک نہر) ان دونوں باغوں کی تعریف پورا پھل دینے اور تمام پھل بغیر کسی کمی کے آتا۔ پھر غلہ کی اصل اور بنیاد جس سے وہ سیراب ہوتا اس کا ذکر کیا۔ اور نہر جاری کو افضل ترین ذریعہ سیرابی کا قرار دیا۔

۳۴: وَّكَانَ لَهٗ (اور اس کیلئے) یعنی باغ والے کیلئے ثَمَرٌ (مالداری کا ذریعہ) انواع واقسام کا مال یہ ثمر ماله کہا جاتا ہے جبکہ اس کو بڑھائے۔ مطلب یہ ہے کہ ان دونوں باغوں کے مالک کے پاس بہت سا مال سونا، چاندی وغیرہ کی قسم میں سے تھا۔

قراءت: له ثمر وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ عاصم نے فتحہ ثاومیم سے پڑھا۔ اور ابوعمرو نے ثا کے ضمہ اور سکون میم کے ساتھ۔ اور دیگر قراء نے ثاومیم ہر دو کے ضمہ کے ساتھ پڑھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## امیر کا قول:

فَقَالَ لِصَاحِبِہٖ وَھُوَ یُحَاوِرُہٗٓ (اس نے اپنے ساتھی کو کہا اس حال میں کہ وہ اس سے گفتگو کر رہا تھا) یُحَاوِرُ کا معنی بات کو لوٹانا۔ یہ حَارَ یَحُوْرُ سے ہے۔ جبکہ وہ لوٹے۔ قطروس نے اپنے مسلمان بھائی کا ہاتھ پکڑا اور دونوں باغوں میں اس کو پھرانے لگا۔ تاکہ وہ باغ اس کو دکھائے۔ اور اس کی بجائے مال سے جس چیز کا وہ مالک ہوا ہے اس پر فخر کا اظہار کرے۔

اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا (مال اور حشم و خدم اور معاونین کے اعتبار سے) یا نمبر ۲۔ مذکر اولاد کے اعتبار سے زیادہ ہوں کیونکہ ان کے ساتھ جتھا بنتا ہے۔ نہ کہ عورتوں کے ساتھ۔

۳۵: وَدَخَلَ جَنَّتَہٗ (وہ اپنے باغ میں پہنچا) دونوں میں سے ایک باغ میں نمبر ۲۔ دونوں کو ایک کہا کیونکہ دونوں کی بیرونی دیوار ایک تھی۔ اور دوا س لئے کہا کیونکہ ان کے مابین نہر جاری تھی۔ وَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ (اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والا تھا) اپنے نفس کو کفر کا نقصان پہنچانے والا تھا۔ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِیْدَ ھٰذِہٖٓ اَبَدًا (میں خیال نہیں کرتا کہ یہ کبھی تباہ ہوگا) کہ یہ باغ برباد ہو۔ اس کو اپنے باغ کی بربادی میں شک اس لئے پیدا ہوا کیونکہ اس کی امید لمبی اور غفلت طویل و دراز تھی اور مہلت کی وجہ سے وہ دھوکے میں پڑا ہوا تھا۔ آج کے زمانہ کے اکثر مسلمان مالداروں کو بھی تم دیکھو گے کہ اس قسم کی گفتگو ان کی زبانوں پر ہوتی ہے۔ (اللّٰھم احفظ السنتنا من ھذہ الخرافات)

## انکارِ قیامت:

۳۶: وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً (اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت برپا ہونے والی ہے) یعنی واقع ہونے والی ہے۔ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰی رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْھَا مُنْقَلَبًا (اور اگر بالفرض مجھے لوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا ہی پڑا تو اس سے بہتر نتیجہ وہاں ضرور ضرور ملے گا) اس میں اس نے قسم اٹھائی ہے کہ اگر بالفرض والتقدیر اپنے رب کی طرف میں لوٹایا گیا جیسا کہ میرا بھائی گمان کرتا ہے تو وہ آخرت میں دنیا کے باغ سے بھی بہتر باغ وہاں پائے گا۔ اس آیت میں اپنے دوسرے بھائی پر عزت افزائی کا دعوٰی اور اونچے مرتبے کا ذکر ہے۔ مُنْقَلَبًا یہ تمیز ہے اس کا معنی انجام اور لوٹنے کی جگہ۔

## دوسرے کا جواب:

۳۷: قَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ وَھُوَ یُحَاوِرُہٗٓ اَکَفَرْتَ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ مِنْ تُرَابٍ (اس کے ساتھی نے اس کو کہا جبکہ وہ اس سے گفتگو کر رہا تھے۔ کیا تو اس ذات کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے بنایا) تیرے اصل کو مٹی سے بنایا۔ کیونکہ اس کے اصل کا پیدا کرنا یہ اس کے پیدا ہونے کا سبب ہے اور اس سبب کا بنانا خود اسی کا بنانا ہوا۔

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ (پھر نطفہ سے) تمہیں نطفہ سے بنایا۔ ثُمَّ سَوّٰکَ رَجُلًا (پھر تمہیں ٹھیک مرد بنا دیا) برابر کیا اور تمہیں مکمل انسان، مذکر، جوانی کو پہنچنے والا بنایا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والا اس لئے شمار کیا کیونکہ اس نے بعث کا انکار کر دیا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ

لیکن میری بات تو یہ ہے کہ وہ اللہ میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو تو نے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کیوں نہ

لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا

کہا، اگر تو مجھے اس حال میں دیکھ رہا ہے۔ کہ میں تجھ سے مال اور اولاد کے اعتبار سے کم ہوں تو وہ وقت نزدیک ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے

مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ

بہتر عطا فرما دے اور تیرے باغ پر آسمان سے کوئی آفت بھیج دے جسکی وجہ سے تیرا باغ ایک صاف میدان ہو کر رہ جائے یا اسکا پانی

مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى

زمین میں اتر جائے پھر تو اسے طلب کرنے کی کوشش نہ کر سکے، اور اسکے پھلوں کو آفت سے گھیر دیا گیا سو وہ اس حال میں ہو گیا کہ جو کچھ اسمیں خرچ کیا تھا

مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ

اس پر کف افسوس ملنے لگا اور حال یہ تھا کہ اسکا باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ ہائے کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ

اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ ؕ

ٹھہراتا، اور اس کے لیے اللہ کے سوا ایسا کوئی گروہ نہ تھا جو اسکی مدد کرتا اور نہ وہ خود بدلہ لینے والا تھا،

ع ۵ ۱۷ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ ع

ایسے موقعہ پر اللہ ہی کی مدد ہوتی ہے جو حق ہے وہ بہتر ہے ثواب کے اعتبار سے اور بہتر ہے انجام کے اعتبار سے۔

۳۸: لٰكِنَّا۔ (لیکن میری بات تو یہ ہے) قراءت: وصل میں الف کے ساتھ شامی نے پڑھا۔ باقی قراء نے بلا الف پڑھا۔ اور الف کے ساتھ وقف کی حالت میں تمام قراء کا اتفاق ہے۔ اس کی اصل لٰكِنْ اَنَا ہے۔ ہمزہ کو حذف کیا اس کی حرکت لٰكِنْ کے نون پر ڈال دی گئی۔ دونون ملے پہلی کو دوسری میں ساکن کرنے کے بعد ادغام کر دیا۔

هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ (وہی اللہ میرا رب ہے) هو ضمیر شان ہے تقدیر عبارت یہ ہے الشان اَللّٰه رَبِّيْ اور پورا جملہ اَنَا کی خبر ہے۔ اور یاء ضمیر اس کی طرف لوٹنے والی ہے۔ اکفرت کا استدراک ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے قال لا خیه انت کافر باللّٰه لکنی مؤمن موحّد اس نے اپنے بھائی کو کہا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والا ہے۔ لیکن میں مؤمن موحد ہوں۔ جیسا کہتے ہیں زید غائب لکن عمروًا حاضر اس میں حذف ہے ای اقول هو اللّٰه اور اس کی دلیل ولا اشرك بربی احدًا کا عطف ہے۔ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا (اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا)

۳۹: وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَآ ءَ اللّٰهُ (جب تم باغ میں داخل ہوئے تھے تو تم نے کیوں ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ نہیں کہا)

نحو: لو لا ھلاَّ کے معنی میں ہے۔ ماشاء کا ما موصولہ ہے اور مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اَلْاَمْرُ مَاشَاءَ۔ نمبر۲۔ ما شرطیہ ہے اور موقع کی وجہ سے منصوب ہے۔ اور جزاء محذوف ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے ای شیء شاء اللّٰہ کان۔ جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں ہو جاتی ہے۔

اب مطلب یہ ہوا تم نے باغ میں داخلے کے وقت اور جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا اس کو دیکھ کر ماشاء اللہ والی بات کیوں نہ کہی جس سے یہ اعتراف ہوتا کہ یہ باغ اور جو کچھ اس میں ہے وہ تمام اللہ تعالیٰ کی مشیت سے میسر ہوا ہے اور اس کا معاملہ اب بھی اس کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ اگر چاہے اس کو آباد رہنے دے اور اگر چاہے اس کو برباد کر دے۔

لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (نہیں ہے قوت مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ) یہ اقرار کرتے ہوئے کہ اس کی تعمیر و آبادی اور تمام تر تدابیر اس کی اعانت سے میسر ہوئی ہے۔ اور اس کی تائید میں شامل حال ہے۔

اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا (اگر تو دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے مال و اولاد میں کم ہوں)

## قراءت و نحو:

جنہوں نے اقلّ کو منصوب پڑھا انہوں نے انَا کو فاصل قرار دیا۔ اور جنہوں نے (کسائی وغیرہ نے) رفع دیا انہوں نے انَا کو مبتدا اور اقلّ کو خبر بنایا۔ اور جملہ ترنی کا مفعول دوم ہے۔ وَّوَلَدًا اس میں ان مفسرین کی بات کو پختگی ملتی ہے جنہوں نے نفر کی تفسیر اس آیت میں اولاد سے کی ہے۔ واعز نفرا [الکہف: ۳۴]

## مجھے باغِ جنت ملے گا:

۴۰: فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ (پس امید ہے کہ عنقریب میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر اور بڑھیا چیز عنایت فرمائیگا) دنیا میں یا آخرت میں وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا (اور تیرے باغ پر تقدیری آفت بھیج دے گا) حسبانًا سے عذاب مراد ہے۔ مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا (آسمان سے پھر وہ چٹیل چکنا میدان بن جائے گا) صعیدًا زلقاً سفید زمین جس کی ملائمت کی وجہ سے اس پر لوگ پھسلیں۔

## تیرا باغ تباہ ہوگا:

۴۱: اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا (یا اس کا پانی زمین میں اتنی گہرائی میں چلا جائے) غورا کا معنی غائر یعنی زمین کی گہرائی میں جانے والا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا (کہ تو اس کو تلاش بھی نہ کر سکے) اس کی طلب و تلاش تیرے لئے ممکن نہ ہو۔ پالینا تو در کنار رہا۔ مطلب یہ ہے اگر تو مجھے فاقہ مست دیکھ رہا ہے۔ میں قدرت الٰہی سے اس بات کی توقع رکھتا ہوں کہ وہ مجھے تیرے باغ سے بہتر باغ دے دے گا اور تیرے کفرانِ نعمت کے باعث ہر چیز تجھ سے چھین لے گا اور تیرے باغ کو برباد کر دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نتیجہ کفروشرک میں تباہی:

۴۲: وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ (اوراحاطہ کرلیا گیا اس کے پھلوں کا) ہلاکت کی تعبیر ہے۔ اصل میں یہ احاطه به العدو سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ دشمن جب گھیر لے تو وہ اس کا مالک اور اس پر مسلط ہو جاتا ہے پھر یہ ہر ہلاکت کیلئے استعمال ہونے لگا۔ فَاَصْبَحَ (پس اس کافر نے صبح کی) يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ (وہ کفِ افسوس مل رہا تھا) ایک ہاتھ کو دوسرے پر افسوس وشرمندگی سے مار رہا تھا۔ دو ہاتھوں کا پلٹنا یہ ندامت وحسرت سے کنایہ ہے کیونکہ شرمندہ اپنی ہتھیلیوں کو الٹتا ہے جیسا کہ اس سے بعض ہتھیلی اور سقوط فی الید کنایۃً مراد لی جاتی ہے۔ اوراس لئے بھی کہ یہ ندامت کے معنی میں ہے۔ اس کو علی سے متعدی لائے گویا اس طرح کہا۔ فاصبح یندم۔

عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا (اس پر جو کچھ اس نے خرچ کیا تھا) اس کی آبادی وتعمیر میں وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا (وہ باغ اپنی چھتریوں سمیت زمین پر گرا پڑا تھا) اس کی بیلیں جن چھتریوں پر چڑھی ہوئی تھیں وہ چھتریاں زمین بوس ہو کر بیلوں کو تباہ کر چکی تھیں۔ چھتریوں کے ملبہ پر بیلیں ڈھیر ہو چکی تھیں۔

وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا (اور وہ کہنے لگا کیا اچھا ہوتا اگر میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا) اس کو اپنے بھائی کی نصیحت یاد آگئی جس سے اس کو معلوم ہو گیا کہ یہ وبال اس کے کفر اور سرکشی کی وجہ سے آیا ہے۔ پس اس کے دل میں تمنا پیدا ہوئی کاش کہ وہ شرک نہ کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا باغ تباہ نہ کرتا مگر یہ بے وقت کی تمنا تھی۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ اس کا مطلب شرک سے توبہ ہو اور گزشتہ حرکت پر شرمندگی اور ایمان میں داخل ہونا مراد ہو۔

۴۳: وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ (اور اس کے پاس کوئی ایسا مجمع نہ تھا جو اس کی مدد کرتا) جو اس کی مدد کرنے پر قدرت رکھتا۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے سوا) یعنی وہ اکیلا ہی اس کی نصرت پر قادر تھا۔ اس کے سوا کوئی ایک بھی اس کی مدد نہ کر سکتا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کی وجہ سے اس کی مدد نہ کی۔ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا (نہ وہ خود ہم سے بدلہ لے سکا) یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے انتقام کو قوت سے روک نہ سکا۔

## اصل مدد کا اختیار اللہ کو:

۴۴: هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ (وہاں مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہوگا)

قراءت: حمزہ اور علی نے پچھلی آیت میں تکن کو یکن اور الولایۃ کو کسرۂ واؤ سے پڑھا ہے۔ الولایۃ نصرت، دوستی اور کسرہ کے ساتھ غلبہ اور بادشاہی کے معنی میں ہے۔ ھنالك کا مطلب اس مقام میں وہ حال خالص اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت کا ہوگا۔ اس کے سوا کسی کو اختیار نہ ہوگا۔ اور نہ کسی کو طاقت ہوگی۔ یہ لم تکن لهٗ فئة ینصرونه من دون اللّٰہ کی تقریر ہے۔

نمبر۲۔ وہاں سلطنت اور بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جو مغلوب نہیں ہو سکتا۔ نمبر۳۔ اس سخت حالت میں اللہ تعالیٰ ہی ذمہ دار ہونگے اور ہر مجبور اس پر ایمان لے آئے گا۔ یعنی اس کا قول يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ احدًا مجبوری کا کلمہ ہے۔ جس پر وہ مجبور ہوا جبکہ اس نے کفر کی نحوست سامنے دیکھی اگر وہ مصیبت نہ دیکھتا تو ایسا نہ کہتا۔

نمبر۴۔ وہاں ولایت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ وہ اپنے مؤمنین بندوں کی کفار کے خلاف مدد کرتا ہے اور ان کے لئے کفار سے



BestUrduBooks.wordpress.com

انتقام لیتا ہے۔مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندے کی کافر کے خلاف مدد کی اس کی بات کو سچا کر دیا۔فعسٰی ربی ان یوتین خیرًا من جنتك ویرسل علیھا حسبانا من السماء اوراس کی تائید آیت کے اگلے حصہ سے بھی ہوتی ہے۔ ھُوَ خَیْرٌ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ عُقْبًا (اسی کا ثواب سب سے بہتر ہے اوراسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے) یعنی اپنے اطاعت گزاروں کو سب یعنی سے بہتر بدلہ دیتا ہے۔نمبر۵۔ھنالك سے آخرت کی طرف اشارہ ہے۔یعنی اس جہان میں ولایت اللہ ہی کیلئے ہے جیسا کہ اس ارشاد میں لمن الملك الیوم [غافر:۱۶]

قراءت: ابوعمرو اور علی نے الحق کو مرفوع پڑھا اوراس کو الولایۃ کی صفت قرار دیا۔نمبر۲۔یا مبتدا محذوف ھِیَ کی خبر ہے یا ھُوَ کی۔ دیگر قراء نے کسرہ سے پڑھا اس صورت میں اللہ کی صفت ہے۔عُقْبًا کو عاصم،حمزہ نے سکونِ قاف سے پڑھا جبکہ دیگر نے ضمہ کے ساتھ۔اور شاذ قراءت میں عُقْبٰی کو فُعْلٰی کے وزن پر پڑھا گیا۔تمام کا معنی عاقبت ونتیجہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ

اور آپ ان لوگوں سے دنیاوی زندگی کی حالت بیان کیجئے، جیسے کہ پانی ہو جو ہم نے آسمان سے اتارا، پھر اس کے ذریعہ زمین سے اگنے والی

بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

چیزیں خوب گنجان ہوگئیں، پھر وہ چورا چورا ہو کر رہ گیا، جسے ہوائیں اڑا رہی ہیں، اور اللہ ہر چیز پر

مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ

قادر ہے، مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہیں، اور باقی رہنے والے اعمال صالحہ آپ کے رب کے

عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ

نزدیک ثواب کے اعتبار سے بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی، اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلا دیں گے اور اے مخاطب تو زمین کو دیکھے گا کہ وہ کھلا میدان ہے

وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا

اور ہم ان سب کو جمع کریں گے سو ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے، اور وہ آپ کے رب پر صفیں بنائے ہوئے پیش کیے جائیں گے، بلاشبہ آج تم ہمارے پاس اسی حالت میں آئے ہو جیسا

خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى

کہ ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، بلکہ بات یہ ہے کہ تم نے یوں سمجھا کہ ہم تمہارے لیے کوئی وقت موعود مقرر نہ کریں گے، اور اعمال نامے رکھ دیئے جائیں گے تو آپ

الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ

مجرمین کو دیکھیں گے کہ ان میں جو کچھ ہے اس سے ڈر رہے ہیں اور وہ کہتے ہوں گے کہ ہائے ہماری بربادی! یہ کیسی کتاب ہے کہ اس نے کسی چھوٹے یا بڑے کو

ع ۶ ۵ ۱۸ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾

نہیں چھوڑا جسے لکھ نہ لیا ہو، اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب موجود پائیں گے۔ اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔

## بے ثباتیٔ دنیا کی مثال:

۴۵: وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ (آپ ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی حالت بیان کیجئے کہ وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا) وہ دنیا کی زندگی میں پانی جیسی ہے جس کو آسمان سے اتارا۔

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ (پھر اس کے ذریعہ زمین کی نباتات خوب گنجان ہوگئی)۔ نمبر ۱۔ اس کے سبب سے گھنی ہوگئی



BestUrduBooks.wordpress.com

اور آپس میں لپٹ گئی ایک دوسرے میں گھس گئی۔ نمبر۲۔ پانی نبات میں اثر انداز ہو کر اس سے مل جل گیا یہاں تک کہ وہ نبات سیراب ہوگئی۔

فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا (پھر وہ ریزہ ریزہ ہوگئی) خشک اور ٹکڑے ٹکڑے هشیما کا واحد هشیمة ہے خشک ریزہ ریزہ۔ تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ (کہ ہوائیں اس کو اڑائے پھرتی ہیں) یعنی منتشر کرتی اور اڑائے پھرتی ہیں۔

قراءت: حمزہ اور علی نے الرِّیْحُ پڑھا ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر) پیدا کرنے اور فناء کرنے کی مُّقْتَدِرًا (قدرت رکھتے ہیں) آیت میں دنیا کی تروتازگی رونق و بہار کو اور جو اس کے بعد ہلاکت وفناء اس پر طاری ہوتی ہے اُس کو نباتات سے تشبیہ دی جو پہلے سرسبز پھر خشک ہو کر اس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں گویا موجود ہی نہ تھی۔

## مال واولاد قبر کا زادِ راہ نہیں بلکہ نیک عمل ہیں:

۴۶: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (مال واولاد دنیا کی زندگی کی ایک رونق ہیں) قبر کا زادِراہ نہیں اور نہ آخرت کا سامان ہے۔ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ (اور باقی رہنے والے نیک اعمال) وہ اعمال خیر جن کا پھل انسان کیلئے باقی رہتا ہے۔ نمبر۲۔ پانچوں نمازیں نمبر۳۔ سبحان اللّٰه، الحمد للّٰه ، لا اله الاّ اللّٰه واللّٰه اکبر۔

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا (بدرجہا بہتر ہیں آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے) بدلہ کے اعتبار سے وَّ خَيْرٌ اَمَلًا (اور امید کے لحاظ سے بھی افضل ہیں) کیونکہ وہ سچا وعدہ ہے اور اکثر امیدیں تو جھوٹی ہوتی ہیں یعنی ان باقیات صالحات کو کرنے والا دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ثواب کا امیدوار ہے اور آخرت میں وہ اس ثواب کو پالے گا۔

## قیامت کا منظر:

۴۷: وَيَوْمَ (اور اس دن کو یاد کرو) نُسَيِّرُ الْجِبَالَ (جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے)

قراءت: مکی، شامی اور ابو عمرو نے تُسَيَّرُ الجبال پڑھا ہے۔ اس کا معنی وہ فضاء میں تیریں گے اور چلائے جائیں گے۔ نمبر۲۔ ان کو ختم کر کے بکھرے ہوئے باریک ذرات بنا دیا جائے گا۔ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً (اور تم زمین کو کھلا ہوا دیکھو گے) اس پر کوئی ایسی چیز نہ ہوگی جو اس کو ڈھانپے جیسے کہ پہاڑ، درخت وغیرہ۔

وَّحَشَرْنٰهُمْ (اور ہم ان سب کو اٹھا کھڑا کریں گے) یعنی مُردوں کو فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا (پس ہم ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے) ہم نہ چھوڑیں گے۔ غادر کا معنی ترک ہے اور اسی سے الغَدَر ہے وفاداری کو چھوڑنا ہے الغدیر: وہ پانی جس کو سیلاب چھوڑ جائے۔

## پیشی بارگاہِ الٰہی:

۴۸: وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا (اور تمام کو تیرے رب کے روبرو برابر کھڑا کر کے پیش کیا جائیگا) اس حال میں کہ صف



BestUrduBooks.wordpress.com

باندھنے والے روبرو آنے والے ہونگے۔ان کی جماعت بھی اسی طرح سامنے نظر آئے گی جیسے ایک سامنے آتا ہے۔ایک دوسرے کے سامنے رکاوٹ نہ ہوگا۔لوگوں کی پیشی کو ایسے لشکر سے تشبیہ دی جو بادشاہ کے سامنے پیش ہونے والا ہو۔

لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا (تحقیق تم ہمارے پاس آئے ہو) یعنی ہم ان کو کہیں گے واقعی تم ہمارے سامنے آگئے ہو یہ جئتمونا مضمر یوم نُسَيِّرُ کے نصب میں عامل ہے۔ كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا) ہم نے تمہیں اسی طرح اٹھادیا جیسا ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا۔نمبر۲۔تم ہمارے پاس ننگے آؤ گے تمہارے پاس کوئی چیز نہ ہوگی۔جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا۔اور وَحَشَرْنٰهُمْ کو ماضی کے صیغہ اور نُسَيِّرُ اور تری کو مضارع لائے۔کیونکہ ان کے حشر کے لئے تیسیر اور بروز سے قبل دلالت موجود ہے۔تاکہ وہ ان احوال کو ملاحظہ کر سکیں۔گویا اس طرح فرمایا۔وَحَشَرْنٰهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ (مگر یہ بات سمجھ نہیں آرہی کیونکہ پہاڑوں کا اڑانا اور زمین کا چٹیل بننا پہلے وہلۂ قیامت میں ہوگا۔جبکہ حشر نفخۂ ثانیہ کے ساتھ ہوگا۔اس وقت پہاڑوں کا وجود نہیں ہوگا۔زمین چٹیل میدان ہوگی۔مترجم)

بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا (بلکہ تم یہ سمجھتے رہے کہ ہم تمہارے لیے کوئی وقت موعود نہ لائیں گے) ایسا وقت جس میں وہ وعدہ پورا ہو جو انبیاء علیہم السلام کی زبانی کیا گیا کہ دوبارہ اٹھایا جائے گا اور تمام مخلوق کو جمع کیا جائے گا۔نمبر۲۔محاسبہ کے مکان کا وعدہ۔

## نامۂ عمل کا کھلنا:

۴۹: وَوُضِعَ الْكِتٰبُ (اور اعمال نامے رکھے جائیں گے) الکتاب سے صحائف اعمال مراد ہیں۔ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ (پس آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ ڈرتے ہونگے) مشفقین کا معنی خائفین ہے۔مِمَّا فِيْهِ (اس سے جو کچھ اس میں ہوگا) یعنی گناہ۔

وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً (اور وہ کہیں گے ہائے ہماری کم بختی اس نامہ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑتا ہے اور نہ بڑا) یعنی کسی معمولی گناہ کو بھی نہیں چھوڑتا۔اِلَّا اَحْصٰهَا (بغیر لکھے اور شمار کیے) ان کو ضبط کرنے اور قلم بند کرنے والا ہے۔وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا (اور جو کچھ انہوں نے عمل کیا اس کو وہ موجود پائیں گے) نامۂ اعمال میں۔خواہ وہ سرکشی تھی یا بدلہ کسی چیز کا جو انہوں نے عمل کیا۔وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا) کہ وہ اس کے ذمہ وہ لکھ دے جو اس نے عمل نہیں کیا۔نمبر۲۔یا اس کی سزا زیادہ دے دے۔نمبر۳۔بلا جرم سزا دے دے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کر لیا مگر ابلیس نے نہ کیا وہ جنات میں سے تھا

فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ

سو وہ اپنے رب کی فرمانبرداری سے نکل گیا، کیا تم پھر بھی مجھے چھوڑ کر اسے اور اسکی ذریت کو دوست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں،

بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ

یہ ظالموں کے لیے بہت برا بدل ہے، میں نے انہیں آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے کے وقت نہیں بلایا اور نہ ان کے پیدا کرنے کے

اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝۵۱ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ

وقت اور میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بنانے والا نہیں ہوں۔ اور اس دن کو یاد کرو جس دن اللہ فرمائے گا کہ تم انہیں بلاؤ جنہیں تم

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝۵۲ وَرَاَ

میرا شریک سمجھتے تھے۔ پس وہ ان کو پکاریں گے سو وہ انہیں جواب ہی نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ایک آڑ بنا دیں گے۔ اور

الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝۵۳ ع ۷ ۱۹

مجرم لوگ دوزخ کو دیکھیں گے پھر یقین کر لیں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں۔ اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔

## سجدۂ ملائکہ اور سرکشی شیطان:

۵۰: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (اور جب ہم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں) یہ سجدۂ تحیہ تھا۔ نمبر۲۔ سجدہ اطاعت وانقیاد تھا۔ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ (پس انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا وہ جنات میں سے تھا) یہ جملہ مستانفہ ہے گویا کوئی کہتا ہے اس نے سجدہ کیوں نہ کیا تو جواب دیا کہ وہ جنات میں سے تھا۔ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ (پس اس نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل نہ کی) وہ اس سے نکل گیا جو اس کے رب نے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا۔

نکتہ: یہ دلیل ہے کہ اس کو بھی ملائکہ کے ساتھ سجدہ کا حکم ملا تھا۔

## سب کو دوست مت بناؤ:

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ (کیا پھر بھی تم اس کو اور اس کی اولاد کو بناتے ہو) اس میں ہمزہ انکار اور تعجب کیلئے ہے۔ گویا تقدیر عبارت یہ ہے کیا ایسی بات کے پائے جانے کے بعد بھی تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا کارساز بناتے ہو۔ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ (میرے سوا رفیق و دوست) اور ان کو میرے بدلے میں اختیار کرتے ہو۔ شیطان کی ذریت سے مراد نمبر۱۔ لاقیس یہ نماز



BestUrduBooks.wordpress.com

میں وسوسے ڈالتا ہے۔نمبر۲۔الاعور یہ زنا کی طرف راغب کرتا ہے۔نمبر۳۔بتر یہ مصائب میں مبتلا کرتا ہے۔نمبر۴۔مطوس افواہیں پھیلاتا ہے۔نمبر۵۔داسم یہ جہاں اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے ان کے ساتھ ملکر کھاتا ہے۔وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ (وہ تمہارے دشمن ہیں) عدو کا لفظ مفرد ہے مگر معنی جمع کا ہے۔بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا (ظالموں کا بدلہ بہت برا ہے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ابلیس جس کو بدلے میں ملے یہ بدترین بدلہ ہے۔اس لئے کہ اس نے ابلیس کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بدلے اختیار کر لیا۔

۵۱: مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ (میں نے ان کو نہیں بلایا) ابلیس اور اس کی اولاد کو خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں) تم نے ان کو عبادت میں میرا شریک بنا ڈالا۔یہ عبادت میں شریک تب بنتے۔جبکہ الوھیت میں شریک ہوتے۔پس الوھیت میں شراکت کی نفی ما اشھد تھم خلق السمٰوٰت و الارض سے کر دی کہ ان کی پیدائش میں ان سے مدد لیتا۔نمبر۲۔ان سے کم از کم مشورہ کرتا۔مطلب یہ ہے کہ جب ان اشیاء کی تخلیق میں میں یکتا ہوں تو تم اے انسانو! عبادت میں مجھے یکتا مانو! وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ (اور نہ ان کو پیدا کرنے کے وقت) ان ہی میں سے بعض کی پیدائش کے وقت دوسروں کو میں نے نہیں بلایا۔یہ اس طرح ہے جیسا اس ارشاد میں و لا تقتلوا انفسکم [النساء:۲۹] وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا (اور میں گمراہوں کو معاون بنانے والا نہ تھا) یعنی میں ان کو مددگار بنانے والا نہ تھا۔یہاں ضمیر کی بجائے المضلین ظاہر استعمال فرمایا تاکہ اضلال پر ان کی مذمت زیادہ ہو جائے۔پس جب وہ تخلیق میں میرے معاون نہ تھے تو تم ان کو عبادت میں میرا شریک کیوں بناتے ہو؟

۵۲: وَيَوْمَ يَقُوْلُ (اور اس دن کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) اللہ تعالیٰ کفار کو فرمائیں گے۔

قراءت: حمزہ نے نَقُوْلُ پڑھا ہے۔

نَادُوْا (تم پکارو) بلند آواز سے پکارو۔شُرَكَآءِ یَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ (میرے ان مفروضہ شریکوں کو جن کو تم میرا شریک گمان کرتے تھے) کہ وہ میرے شریک ہیں اور میرے عذاب سے وہ تمہیں بچائیں گے۔مراد یہاں جن لئے اور شرکاء کا لفظ بطور توبیخ کے ان کے گمان کے پیش نظر بڑھایا گیا۔فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا (پھر وہ ان کو پکاریں گے مگر وہ ان کو جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ایک آڑ حائل کر دیں گے) موبقًا ہلاکت گاہ یہ وبق یبق و بوقًا سے لیا گیا جس کا معنی ہلاک ہونا۔نمبر۲۔موعد کی طرح یہ مصدر میمی ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم ان کے درمیان ایک جہنم کی وادی حائل کر دیں گے۔اور وہ وادی ہلاکت کی جگہ ہوگی اور سخت عذاب کا مقام ہوگا اور اس میں وہ اکٹھے ہلاک ہونگے۔

نمبر۲۔ملائکہ، عزیر، عیسٰی علیہم السلام مراد ہیں۔اور الموبق سے مراد آڑ اور دور والا پردہ ہے۔مطلب یہ ہوا کہ ہم ان نیک لوگوں اور ان کے مابین بہت فاصلہ کر دیں گے کیونکہ یہ کفار تو جہنم کی گہرائی میں ہونگے اور وہ صالحین اعلیٰ جنتوں میں ہونگے۔

## مجرم کو آگ کا یقین ہو جائے گا:

۵۳: وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا (اور مجرمین آگ کو دیکھ کر یقین کر لیں گے) ان کو پختہ یقین ہو جائے گا۔اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا (کہ وہ اس میں پڑنے والے ہیں) اس میں جلنے والے اور پڑنے والے ہیں۔وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا (اور وہ اس آگ سے نہ پائیں گے) ھا کا مرجع نار ہے۔مَصْرِفًا (بچنے کی راہ) لوٹنے کا راستہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ

اور لوگوں کے لیے ہم نے اس قرآن میں طرح طرح کے عمدہ مضامین بیان کیے۔ اور انسان جھگڑنے میں بہت زیادہ بڑھ کر

جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ

ہے۔ اور ہدایت آ جانے کے بعد لوگوں کو ایمان لانے اور اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے سے صرف اس بات نے روکا ہے

إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ

کہ ان کے ساتھ اگلے لوگوں جیسا معاملہ ہو جائے یا ان کے آمنے سامنے عذاب آ جائے۔ اور ہم پیغمبروں کو

الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا

صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہی بنا کر بھیجتے رہے ہیں۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا وہ باطل کے ذریعہ جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ

بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ

حق کو ہٹا دیں اور ان لوگوں نے میری آیات کو اور جس چیز سے ان کو ڈرایا گیا مذاق کی چیز بنا رکھا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے اس کے رب کی

رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن

آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی گئی سو اس نے ان سے روگردانی کی اور جو کچھ اس نے آگے بھیجا ہے اسے بھول گیا بلاشبہ ہم نے ان کے دلوں پر اس کے سمجھنے سے پردے ڈال

يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوا

دیئے ہیں۔ اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے، اگر آپ ان کو ہدایت کی طرف بلائیں تو ایسی حالت میں ہرگز ہدایت پر

إِذًا أَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ

نہ آئیں گے، اور آپ کا رب بہت مغفرت کرنے والا ہے رحمت والا ہے، اگر وہ لوگوں کی ان کے اعمال کی وجہ سے گرفت فرماتا تو ان کے لیے جلدی ہی عذاب

الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ

بھیج دیتا، بلکہ ان کے لیے ایک وقت مقرر ہے، اس وقت وہ اس سے ورے کوئی پناہ کی جگہ ہرگز نہ پائیں گے۔ اور ان بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا

لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾

جب کہ انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کے لیے وقت مقرر کر رکھا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قرآن کے مضامین عمدہ ہیں:

۵۴: وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ (اورہم نے اس قرآن میں لوگوں کی ہدایت کے واسطے ہرقسم کے عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان کردیئے) کُلِّ مَثَلٍ سے مراد جن کی ان کو ضرورت پڑسکتی ہے۔ وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا (مگر انسان جھگڑا کرنے میں سب سے بڑھ کر ہے) جَدَلًا یہ تمیز ہے۔ ان تمام چیزوں سے جن کی طرف سے جھگڑا ہوتا انسان سب سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔ اگر تم ان کو الگ الگ کر کے جھگڑے کیلئے اور باطل جھگڑنے کیلئے جدا کرو۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کا جھگڑا ہر چیز کے جھگڑے سے بڑھ کر ہے۔

## مگر ایمان سے رکاوٹ یہ ہے کہ وہ پہلے لوگوں کی طرح منتظر عذاب ہیں:

۵۵: وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَھُمُ الْھُدٰی (اور لوگوں کو ہدایت آنے کے بعد ایمان سے نہیں روکا) الھُدٰی سے مراد سبب ہدایت اور وہ کتاب اور رسول ہیں۔ وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّھُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَھُمْ سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْیَاْتِیَھُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا (اور اپنے پروردگار سے معافی مانگنے سے اور کوئی مانع نہیں رہا مگر یہ بات کہ ان کے ساتھ گزرے ہوئے لوگوں کا سا معاملہ ہو یا اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کے سامنے آکھڑا ہو) پہلا اَنْ نصب اور دوسرا مرفوع ہے۔ اور اس سے قبل مضاف محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے وما منع الناس الایمان والاستغفار الا انتظار ان تاتیهم سنة الاولین وھی الاھلاك او انتظار ان یاتیهم العذاب ای عذاب الآخرۃ۔ اور لوگوں کو ایمان لانے اور استغفار سے اس بات نے روک دیا کہ ان کے پاس پہلے لوگوں کا طریقہ یعنی ہلاکت آجائے۔ یا اس انتظار نے کہ آخرت کا عذاب ان کے سامنے آکھڑا ہو۔

قراءت: قُبُلًا کوفی نے ضمتین سے پڑھا ہے قبیل کی جمع ہے اور معنی اقسام ہوگا۔ باقی قراء نے قِبَلًا پڑھا جس کا معنی ہے سامنے ظاہر۔

## رسول تو صرف مبشر و منذر ہیں:

۵۶: وَمَانُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ (اور ہم رسولوں کو بشارت دینے اور ڈرانے کیلئے بھیجتے ہیں)

قراءت: اس پر وقف کیا جائے گا۔ اور جملہ وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ مستانفہ ہے (اور کافر ناحق باتیں پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہیں) باطل سے مراد انکا وہ مشہور مقولہ ہے جو انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو کہا: ما انتم الا بشر مثلنا ولو شاء اللّٰه لانزل ملائکة وغیر ذٰلك۔

## کافر حق کو مٹانے کے لئے ان سے ناحق جھگڑتے ہیں:

لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ (تا کہ اس کے ذریعہ وہ حق بات کو پھسلا دیں) حق سے نبوت مراد ہے تا کہ وہ جھگڑا ڈال کر نبوت کے اثرات کو زائل اور باطل کر دیں۔ وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ (اور انہوں نے بنایا میری آیات کو) یعنی قرآن کو وَمَآ اُنْذِرُوْا (اور جس سے ان کو ڈرایا گیا) ما موصولہ ہے۔ اور صلہ کی طرف راجع ضمیر محذوف ہے۔ یعنی جس عذاب سے ان کو ڈرایا گیا نمبر۲۔ ما مصدریہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے اور انکا ڈرانا۔ هُزُوًا (اس کا مذاق بنایا) استہزاء کی جگہ بنالیا۔
قراءت: حمزہ نے زاء کے سکون اور ہمزہ سے پڑھا۔ حفص نے ہمزہ کو واؤ سے بدل کر اور دیگر قراء نے راء کے ضمہ اور ہمزہ سے پڑھا ہے۔

## قرآن سے نصیحت کی جاتی ہے مگر یہ مُنہ موڑنے والے ہیں:

۵۷: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ (اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔ جس کو اس کے رب کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی گئی) آیات سے قرآن مراد ہے۔ اسی لئے ضمیر اَنْ یفقھوہُ میں مذکر لائی گئی ہے۔ فَاَعْرَضَ عَنْهَا (پھر اسنے ان آیات سے اعراض کیا) نصیحت کے وقت نصیحت کو قبول نہ کیا۔ اور نہ تدبر سے کام لیا۔ وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ (اور جو کچھ وہ کر چکا اس کو بھول گیا) یعنی اس کے انجام کو بھول گیا جو اس کے ہاتھوں نے کر کے آگے بھیج دیا ہے۔ جیسے کفر، معاصی بلا کسی سوچ و بچار اور بغیر اس بات کو پیش نظر رکھنے کے کہ گناہ گار اور نیکو کار کو بدلہ ملے گا۔ پھر ان کے نسیان اور اعراض کی تعلیل یہ بیان کی کہ ان کے دلوں پر مہر کی جا چکی اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً (ہم نے ان کے دلوں پر حق سے پردے ڈال دیئے ہیں) اکنّہ کا معنی پردے یہ کنان کی جمع ہے وہ ڈھکنے کو کہتے ہیں۔ اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا (کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ رکھ دیئے) وقر حق کے سننے سے بوجھ کو کہتے ہیں اور مفرد کے بعد پھر جمع لفظ من کے لحاظ سے لائی گئی ہے اور اس کا معنی یہ ہے۔ اے محمد ﷺ اگر تم ان کو۔

وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْۤا (ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ ہرگز راہ راست پر نہ آئیں گے) الھدیٰ سے ایمان مراد ہے۔ لن یھتدوا کہہ کر بتلایا کہ وہ بالکل ہدایت کو قبول نہ کریں گے۔ اِذًا (اس وقت) یہ جزاء اور جواب شرط ہے یہ دلالت کر رہی ہے کہ انہوں نے دعوت رسول سے ہدایت کو قبول نہیں کیا۔ اس طرح کہ جو چیز ان کی ہدایت کا سبب بننا چاہیے تھی اس کو انہوں نے ہدایت سے رکنے کا ذریعہ بنالیا۔ اور اس طور پر کہ یہ رسول کو جواب ہے جبکہ تقدیر عبارت اس طرح ہو۔ مَالِيَ لَا اَدْعُوْهُمْ حِرْصًا عَلٰى اِسْلَامِهِمْ؟ میں ان کے اسلام کی حرص کے باوجود ان کو دعوت کیوں نہیں دے رہا؟ تو جواب دیا کہ اگر آپ ان کو ہدایت کی طرف دعوت دیں بھی پھر بھی اسوقت ہرگز ہدایت کو قبول نہ کریں گے۔
اَبَدًا (کبھی بھی) مکلّف بنائے جانے کے پورے زمانہ میں۔

## وقت موعود تک رحمت سے بچے ہوتے ہیں:

۵۸: وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ (اور آپکا رب بخشنے والا ہے) انتہائی بخشش کرنے والا۔ ذُو الرَّحْمَةِ رحمت والا ہے۔ رحمت کی صفت سے متصف ہے۔ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ (اگر ان سے ان کے اعمال پر دارو گیر کرتا تو ان پر فوراً ہی عذاب واقع کر دیتا) یعنی اہل مکہ سے جلد مواخذہ نہ کرنا۔ یہ محض اسکی رحمت ہے حالانکہ اہل مکہ کو رسول ﷺ سے شدید دشمنی ہے۔ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ (بلکہ ان کیلئے ایک وعدہ کا وقت ہے) اور وہ یوم بدر ہے لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا (وہ اس سے ورے کوئی پناہ کی جگہ نہیں پاسکتے) مَوئِلًا کا معنی پناہ گاہ، نجات کی جگہ کہا جاتا ہے آل فلان جب کہ وہ نجات پا جائے آل الیہ جب کہ وہ پناہ لے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا ۶۰

اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان سے کہا کہ میں برابر چلتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میں مجمع البحرین کو پہنچ جاؤں یا یوں ہی زمانہ دراز تک چلتا رہوں،

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا ۶۱ فَلَمَّا

سو جب وہ دونوں مجمع البحرین پر پہنچ گئے تو اپنی مچھلی کو بھول گئے سو وہ مچھلی سمندر میں راستہ بنا کر چلی گئی، سو جب

جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ؗ لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۶۲ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ

وہ آگے بڑھ گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا صبح کا کھانا لاؤ اس میں شک نہیں کہ اس سفر کی وجہ سے ہم کو بڑی تکلیف پہنچ گئی، جوان نے کہا کیا آپ کو خبر نہیں جب ہم نے

اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ؗ وَمَاۤ اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ

پتھر کے پاس ٹھکانہ لیا تھا تو بے شک میں مچھلی کو بھول گیا اور مچھلی کو یاد رکھنا مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا، اور اس مچھلی نے سمندر میں

سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۶۳ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۶۴

عجیب طور پر اپنا راستہ بنا لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہی وہ موقعہ ہے جسکی ہمیں تلاش تھی۔ سو وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے۔

۵۹: وَتِلْكَ الْقُرٰۤی اَهْلَكْنٰهُمْ (یہ بستیاں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا)

نحو: تلك مبتدا ہے القری یہ صفت ہے کیونکہ اسمائے اشارہ کی صفت اسم جنس سے لائی جاتی ہے۔ اھلکنا ھُمْ یہ خبر ہے۔
نمبر۲۔ تلك القُرٰی یہ اَهْلَكْنَا فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے اور دوسرا اَهْلَكْنَا اس کی تفسیر ہے۔ مطلب یہ ہے یہ بستیوں والے جن کو ہم نے ہلاک کر دیا مراد ان سے قوم نوح، عاد، ثمود ہیں۔ لَمَّا ظَلَمُوْا (جب انہوں نے ظلم کیا) جیسا کہ اہل مکہ کر رہے ہیں۔ وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا (اور ہم نے ان کی ہلاکت کا ایک وقت مقرر کیا) اور ہم نے ان کی ہلاکت کیلئے ایک معلوم و مقرر وقت طے کر دیا۔ جس سے یہ پیچھے نہ ہٹائے گئے۔ جیسا کہ اہل مکہ کیلئے یوم بدر المھلک ہلاک کرنا اور اس کا وقت

قراءت: حفص نے اس کو میم کے فتحہ اور لام کے کسرہ سے پڑھا ہے اور ابو بکر نے دونوں کے فتحہ سے پڑھا ہے۔ اسے لِوَقْتِ هَلَاكِهِمْ یا لِهَلَاكِهِمْ اور الموعد وقت کے معنی میں ہے یا مصدر ہے بمعنی وعدہ کرنا۔

## موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ:

۶۰: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ (اور اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو کہا) اِذْ سے پہلے اُذْکر محذوف ہے۔ فتاہ سے یوشع بن نون مراد ہیں۔

نکتہ: یہاں فتاہ فرمایا کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کرتے تھے اور ان کے ساتھ رہتے اور ان سے علم حاصل کرتے تھے۔ لَآ اَبْرَحُ (میں برابر چلا جاؤں گا) نہ ہٹوں گا۔ دلالتِ کلام اور حال کی وجہ سے خبر کو حذف کر دیا۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ حالتِ سفر تھی



BestUrduBooks.wordpress.com

اس لئے خبر کو ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دوسرا اس لئے کہ انکا قول حَتّٰٓی اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ ایک غایت مقرر تھی جو مقصد کو خود متعین کر رہی تھی۔ اب اس لحاظ سے معنی یہ ہوگا میں چلتا جاؤں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے جمع ہونے کی جگہ پہنچ جاؤں اور یہ وہی مقام تھا جہاں موسیٰ علیہ السلام سے خضر علیہ السلام کی ملاقات کا وعدہ تھا۔ یہ بحر فارس اور روم کے ملنے کی جگہ ہے۔ خضر کو خضر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جہاں پہنچتے انکا ارد گرد سبز ہو جاتا ہے۔ اَوۡ اَمۡضِیَ حُقُبًا (یا اسی طرح زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا) زمانہ طویل تک چلتا رہوں گا ایک قول یہ ہے کہ اسّی سال تک۔

روایات تفسیر یہ میں یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام مصر پر بنی اسرائیل کے ساتھ غالب آ گئے۔ اور قبطیوں کی ہلاکت کے بعد وہاں قرار اختیار کیا تو انہوں نے اپنے رب سے سوال کیا۔ آپ کو اپنے بندوں میں کونسا بندہ پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو مجھے یاد کرتا ہے اور کبھی نہیں بھولتا۔ دوسرا سوال یہ کیا کہ تیرے بندوں میں سے سب سے بہتر فیصلے والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو حق کا فیصلہ کرتا ہے اور خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا۔ تیسرا سوال یہ کیا کہ کونسا بندہ زیادہ علم والا ہے۔ جواب آیا جو لوگوں کا علم اپنے علم کے ساتھ ملاتا ہے کہ ہوسکتا ہے کوئی ایسا کلمہ مل جائے جس سے راہنمائی میسر آئے یا ہلاکت سے اس کو بچا لے۔

پھر عرض کیا اگر تیرے بندوں میں کوئی مجھ سے زیادہ علم والا ہے۔ تو مجھے اس کی راہنمائی فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ سے زیادہ علم والا خضر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ میں کہاں اس کو تلاش کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا چٹان کے پاس ساحل کے کنارے۔ پھر عرض کیا اے میرے رب میں کیسے اس سے مل سکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم ایک مچھلی توشہ دان میں لو۔ جہاں وہ گم ہو جائے وہاں تم اس کو پالو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے خادم کو کہا جب مچھلی غائب ہو جائے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ دونوں پیدل سفر پر روانہ ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام چٹان کے پاس سو گئے۔ مچھلی تڑپ کر سمندر میں جا پڑی جب صبح کے کھانے کا وقت آیا تو موسیٰ علیہ اسلام نے مچھلی طلب کی۔ خادم نے اطلاع دی کہ وہ سمندر میں چلی گئی چنانچہ دونوں واپس چٹان کے پاس آئے تو وہاں کپڑوں میں لپٹا ہوا ایک شخص ملا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا۔ اس نے کہا ہمارے علاقے میں سلام کہاں؟ (یہاں تو سلام کا رواج نہیں) موسیٰ علیہ السلام نے اپنا تعارف کروایا۔ تو خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! میں ایک ایسے علم پر ہوں جو میرے رب نے مجھے دیا ہے اور آپ اس کو نہیں جانتے اور تم ایک ایسا علم رکھتے ہو جس کو میں نہیں جانتا۔

## مجمع البحرین میں پہنچنا:

۶۱: فَلَمَّا بَلَغَا مَجۡمَعَ بَیۡنِهِمَا (جب وہ دونوں مجمع البحرین پر پہنچے) نَسِیَا حُوۡتَهُمَا (وہ دونوں اپنی مچھلی بھول گئے) یعنی یوشع بن نون مچھلی کو بھول گئے کیونکہ کھانے کے ذمہ دار وہی تھے اور اس کی دلیل یہ آیت ہے فَاِنِّیۡ نَسِیۡتُ الۡحُوۡتَ اور یہ تثنیہ اسی طرح لایا گیا جیسا کہ محاورہ میں کہتے ہیں نَسُوۡا زَادَهُمۡ وہ تمام زادِ راہ بھول گئے حالانکہ زادِ راہ کا ذمہ دار اس کو بھولنے والا ہوتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ مچھلی نمک لگی ہوئی تھی وہ دونوں ایک رات حیات کے چشمہ پر اترے۔ موسیٰ علیہ السلام سو گئے جب مچھلی تک اس ماءِ حیات کی خوشبو پہنچی اور ٹھنڈک میسر آئی تو وہ زندہ ہو گئی اور پانی میں چلی گئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مچھلی غائب:

فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ (اس نے سمندر میں اپنا راستہ بنالیا) اپنا راستہ خشکی سے سمندر کی طرف جانے کا اختیار کرلیا۔ سَرَبًا (سرنگ کی صورت میں)۔ نحو: یہ مصدر ہونے کی بنا پر منصوب ہے ای سرب فیه سربًا یعنی وہ داخل ہو کر سمندر میں چھپ گئے۔

۶۲: فَلَمَّا جَاوَزَا (جب وہ دونوں آگے گزر گئے) مجمع البحرین سے اور پھر اترے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ انہوں نے کتنا راستہ طے کیا۔ قَالَ (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا (اپنے جوان کو کہا ہمارے لئے کھانا لاؤ۔ اس سفر میں ہم بہت تھک گئے) نصب تھکاوٹ اس سے قبل نہ بھوک لگی نہ تھکاوٹ محسوس کی۔

## مقام کی علامت سے نشاندہی:

۶۳: قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ (کہا دیکھئے تو جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے) وہی وعدہ کی جگہ تھی۔ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ (تو میں مچھلی بھول گیا) پھر معذرت کرتے ہوئے اگلا جملہ کہا: وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ (اور مچھلی کو یاد رکھنا مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا)

قراءت: انسانیهُ کی ہٗ کو ضمہ کے ساتھ حفص نے پڑھا۔ اَنْ اَذْكُرَهٗ (کہ میں اس کو یاد رکھتا) ہٗ ضمیر یہاں انسانیه کی ہٗ ضمیر کا بدل ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے وما انسانی ذکرهٗ الا الشّیطان شیطان نے ہی مجھے اس کی یاد بھلائی ہے۔)

وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا (اور اس نے سمندر میں عجیب انداز سے اپنا راستہ بنایا) اور وہ اس طرح ہوا کہ اس کا نشان پڑتا گیا جہاں سے وہ گزرتی گئی (حالانکہ پانی پر نقش قائم نہیں رہتا)

## ہماری تلاش:

۶۴: قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ (اس نے کہا یہی تو ہم تلاش کرتے تھے) ہم تلاش کرتے ہیں۔

قراءت: مکی نے یاء سے نَبْغِيْ پڑھا۔ ابو عمرو اور علی نے اس کی موافقت کی اور مدنی نے وصل میں موافقت کی۔ اور یاء کے بغیر وصل و فصل میں دیگر قراء نے اختیار کیا۔ خط مصحف کا لحاظ کرتے ہوئے ذٰلك کا لفظ راستہ بنانے کی طرف اشارہ ہے تقدیر کلام اس طرح ہے ذٰلك الَّذِيْ كُنَّا نطلب کیونکہ مچھلی کا غائب ہونا خضر علیہ السلام سے ملاقات کی علامت تھی۔ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا (پس وہ دونوں اپنے نشان ہائے قدم پر واپس لوٹے) وہ اسی راستے پر واپس لوٹے جس پر گئے تھے۔ قَصَصًا (نشان کی پیروی کرتے ہوئے) اس حال میں کہ وہ نشانات پر چل رہے تھے۔ ای یتبعان آثار هما اتباعًا وہ اپنے قدموں کے نشانات کی پیروی کر رہے تھے اچھی طرح پیروی کرنا۔

قول زجاج رحمۃ اللہ علیہ (القصص) کا معنی ہے نشان قدم کی اتباع کرنا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ

سو انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی تھی اور ہم نے اسے اپنے پاس سے خاص علم سکھایا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے

لَهٗ مُوسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ

اس بندہ سے کہا کیا میں اس شرط پر تمہارے ساتھ ہو جاؤں کہ آپ کو جو کچھ علم مفید سکھایا گیا ہے وہ آپ مجھے سکھا دیں۔ اس بندہ نے کہا بلاشبہ تم میرے ساتھ رہتے ہوئے

مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

صبر نہیں کر سکتے اور اس چیز پر تم کیسے صبر کرو گے جو چیز تمہارے علمی احاطہ میں نہیں ہے؟ موسیٰ نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں

صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِي لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْـَٔلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى

گے اور میں کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہیں کرونگا۔ اس بندہ نے کہا سو اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو کسی چیز کے بارے میں اس وقت تک مجھ سے کوئی بات مت پوچھنا جب تک

اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ ع ۱۱ / ۲۱

میں خود ہی اس کے بارے کسی طرح کا ذکر نہ کروں۔ اس کے بعد دونوں چل دیئے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہو گئے تو اس بندۂ خدا نے کشتی میں شگاف کر دیا موسیٰ نے کہا

اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ

کیا تم نے اسی لیے شگاف کیا ہے کہ کشتی والوں کو غرق کر دو۔ تم نے تو بڑا بھاری کام کر دیا اس بندہ نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرے ساتھ

تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ اَمْرِي

رہتے ہوئے تم صبر نہیں کر سکتے موسیٰ نے کہا کہ میرے بھول جانے کی وجہ سے میرا مؤاخذہ نہ کیجئے اور میرے معاملہ میں مجھ پر تنگی نہ

عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً

ڈالیے۔ پھر دونوں چل دیئے یہاں تک کہ ایک لڑکے سے ملاقات ہوگئی سو اس بندۂ خدا نے اسے قتل کر دیا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تم نے ایک بے گناہ جان کو کسی جان کے بدلہ

بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُكْرًا ﴿۷۴﴾

بغیر قتل کر دیا، تم نے تو بہت ہی بے جا کام کیا۔

۶۵: فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا (پس ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا) عبد سے مراد خضر ہیں نمبر۱۔ جو ایک کپڑے کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ نمبر۲۔ سمندر میں بیٹھے تھے۔ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا (جس کو ہم نے اپنے پاس سے



BestUrduBooks.wordpress.com

رحمت عطاء کی تھی ) رحمت سے مراد وحی، نبوت نمبر۲۔ علم نمبر۳۔ طول حیات وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (اور اس کو ہم نے اپنی طرف سے علم دیا تھا) اخبارِ غیوب کا علم نمبر۲۔ علم لدنی جو بطور الہام کے بندے کو ملتا ہے۔

۶۶: قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ میں آپ کے ساتھ اس شرط پر رہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مفید علم آپ کو سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ آپ مجھے بھی سکھائیں ) رُشْدًا سے ایسا علم جو رُشد والا ہو جس سے میں اپنے دین میں راہنمائی حاصل کروں۔

قراءت: ابوعمرو نے رَشدًا پڑھا ہے۔ اور یہ دونوں لغات ہیں البُخل البَخل۔

نکتہ: اس میں دلیل ہے کہ کسی کو طلب علم چھوڑنا نہ چاہئے اگرچہ وہ علم کی انتہاء کو پہنچ جائے اور اس آدمی کے سامنے تواضع کرے جو اس سے زیادہ علم والا ہو۔

۶۷: قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا (اس نے کہا تم ہرگز میرے ساتھ رُک کے رہنے کی طاقت نہیں رکھتے )

قراءت: حفص نے معی کو یاء کے فتحہ سے پڑھا اسی طرح اس سورت میں جو بعد میں بھی آ رہا ہے۔ صبر کا مطلب انکار اور سوال سے رکنا ہے۔

## جس چیز کا علم نہ ہو اس پر جماؤ نہیں:

۶۸: وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا (اور کس طرح آپ صبر کر سکتے ہیں اس بات پر جس کا آپ کو پورا علم نہ ہو )۔ خبرًا تمیز ہے اور صبر کی استطاعت کی نفی کو مؤکد کر رہی ہے۔ اور اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ وہ بعض ایسے کاموں کے ذمہ دار ہیں جو بظاہر ممنوع اور بُرے ہیں اور نیک آدمی ان ممنوعہ کاموں کو دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ ایک پیغمبران کو دیکھ کر خاموش رہے۔

## اقرارِ موسوی:

۶۹: قَالَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا (موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ انشاء اللہ مجھے صابر پائیں گے ) صابر کا معنی انکار اور اعتراض سے اپنے آپ کو روکنے والا۔ وَّلَاۤ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا (اور میں آپ کے کسی حکم کے خلاف نہیں کروں گا)۔

نحو: یہ جملہ محل نصب میں صابرا پر عطف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہوگی سَتَجِدُنِيْۤ اِلٰى آخرہٖ صابرًا وغیر عاص۔ کہ عنقریب آپ مجھے صبر کرنے والا اور نافرمانی نہ کرنے والا پائیں گے۔ نمبر۲۔ یا اس کا عطف سَتَجِدُنِي پر ہے اور اس صورت میں اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔

## شرطِ خضری:

۷۰: قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا (خضر علیہ السلام نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کے متعلق اس وقت تک نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کے متعلق ابتداءً ذکر نہ کروں )



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: فَلَا تَسْئَلْنِیْ اس میں مدنی اور شامی نے لام کا فتحہ اور نون مشدد پڑھا ہے۔ اور دیگر قراء نے لام کا سکون اور نون کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے اور یا نسب کے نزدیک قائم رہے گی عن شیء کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے میرے ساتھ چلنے کی شرط یہ ہے کہ جب تم میری طرف سے کوئی انوکھی چیز دیکھو اور تم جانتے ہو کہ وہ صحیح ہے البتہ اس کے صحیح ہونے کی وجہ مخفی ہے۔ اور تم نے اس چیز کو اپنے دل میں اوپرا خیال کیا ہے۔ تو تم اس چیز کے متعلق سوال میں مجھ سے ابتدا نہ کرو اور نہ اس کے بارے میں میری طرف رجوع کرو جب تک کہ میں اس کو تمہارے سامنے نہ کھول دوں یہ درحقیقت عالم کے سامنے متعلم کا ادب ہے اور متبوع کیلئے تابع کا لحاظ ہے۔

## سفر پر روانگی:

۷۱: فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا (پس دونوں چل دیئے یہاں تک کہ وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے کشتی کو پھاڑ دیا) یعنی سمندر کے ساحل پر کشتی تلاش کرتے ہوئے چلے جب دونوں سوار ہو گئے تو کشتی والوں نے کہا یہ دونوں چور ہیں کشتی کے مالک نے کہا مجھے تو یہ پیغمبروں کے چہرے لگتے ہیں پس انہوں نے بغیر کرائے کے بٹھا لیا جب وہ بھنور میں پہنچے تو خضر نے ہتھوڑا لیکر کشتی کو پھاڑ دیا وہ اس طرح کہ پانی کے قریب والے دو تختے اکھاڑ دیئے۔ موسیٰ علیہ السلام اس پھٹے ہوئے مقام کو اپنے کپڑے سے بند کرنے لگے اور پھر فرمانے لگے۔

## موسیٰ علیہ السلام کا سوال:

قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا (موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تو نے کشتی والوں کو ڈبونے کیلئے کشتی کو پھاڑ دیا)

قراءت: حمزہ اور علی نے لِیَغْرَقَ اهلها پڑھا ہے یہ غرق سے ہے۔

لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا اِمْرًا (آپ نے بہت بڑی حرکت کی ہے) یعنی آپ نے بڑی سخت حرکت کی ہے۔ امرًا یہ اَمِرَ الْاَمْرُ سے لیا گیا ہے۔ یہ اس وقت کہتے ہیں جب معاملہ بہت بڑا ہو جائے۔

## خضر علیہ السلام کی یاددہانی:

۷۲: قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا اس نے (یعنی خضر علیہ السلام نے کہا) کیا آپ سے میں نے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔

## یہ بھول ہوئی اس پر مؤاخذہ نہ ہوگا:

۷۳: قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ (کہا آپ اس پر مجھ سے مواخذہ نہ کریں جو میں بھول گیا تھا) جب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ پھٹی ہوئی جگہ سے پانی داخل نہیں ہو رہا ہے تو کشتی سے باہر نہیں نکل بھاگے۔ مانسیت کا معنی الذی نسیتهٗ وہ جس کو میں بھول گیا یا وہ چیز جس کو میں بھول گیا یا میرے نسیان کے سبب۔ ان کی مراد اس سے وصیت کا بھولنا تھا اور بھولنے والے پر مؤاخذہ نہیں ہے یا پھر نسیان سے ترک مراد ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ آپ کی نصیحت کو پہلی مرتبہ چھوڑنے پر مجھ سے آپ



BestUrduBooks.wordpress.com

مؤاخذہ نہ کریں۔ وَ لَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا (اور میرے اس معاملہ میں تنگی مت پیدا کریں) رھقہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی چیز کو ڈھانپے یعنی میرے معاملے میں مجھے تنگی سے مت ڈھانپیں اور یہی ان کی اتباع ہے اور اپنی پیروی کو مجھ پر مشکل نہ کیجئے اور چشم پوشی کر کے اور مناقشہ (اعتراض) چھوڑ کر آسانی پیدا کیجئے۔

۷۴: فَانْطَلَقَا حَتّٰىٓ اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ (دونوں چل دیئے کہ یہاں تک کہ جب دونوں ایک لڑکے کو ملے تو خضر نے اس کو قتل کر دیا) ایک قول یہ ہے کہ اس کے سر کو دیوار پر مارا اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کو لٹا کر چاقو سے ذبح کر دیا۔ نکتہ: آیت میں قتلہ سے پہلے فاء لائی گئی ہے مگر خرقا سے پہلے فاء نہیں کیونکہ خرقا کو تو شرط کی جزاء بنایا گیا اور قتلہ کو جملہ شرطیہ بنایا گیا جس پر عطف ہو رہا ہے اور جزاء قال اَقَتَلْتَ نَفْسًا ہے۔ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا (اس نے کہا کیا تم نے ایک جان کو قتل کر دیا) ان دونوں کے درمیان خرق اس لئے لایا گیا کیونکہ کشتی کا پھٹنا سوار ہونے کے فوراً بعد نہیں تھا البتہ لڑکے کا قتل اس کی ملاقات کے فوراً بعد تھا اس لئے ایک پر فاء لائی گئی دوسرے پر نہیں۔

زَكِيَّةً (پاکیزہ) جو گناہوں سے پاک ہو خواہ اس بنا پر کہ اس کے ہاں وہ پاک تھا کیونکہ اس کو گناہ کرتے اس نے نہ دیکھا تھا یا اس لئے کہ وہ چھوٹی عمر والا تھا۔ اپنی بلوغت کو ہی نہ پہنچا تھا۔

قراءت: حجازی اور ابو عمرو نے زاکیہ پڑھا ہے۔

بِغَيْرِ نَفْسٍ (بغیر کسی نفس کے) یعنی اس نے کسی جان کو قتل نہیں کیا کہ اس سے قصاص لیا جائے۔

نکتہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میری طرف نجدہ حروری خارجی نے لکھا کہ اس کا قتل کیسے جائز تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے بچوں کے قتل کی ممانعت فرمائی ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے ان کی طرف لکھا کہ اگر تمہیں بھی بچوں کے حالات کا اسی طرح علم ہو جائے جو موسیٰ علیہ السلام کے حاکم کو تھا تو تیرے لئے بھی قتل جائز ہے۔

## موسیٰ علیہ السلام تو نے انوکھا کام کر دیا:

لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا (اور تم نے بلاشبہ ناجائز کام کیا ہے) نکر منکر کام کو کہا جاتا ہے بعض نے کہا کہ یہ نکرا امرًا سے کم ہوتا ہے کیونکہ ایک جان کو قتل کرنا پوری کشتی کو ڈبونے سے کم ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے ایک ایسا کام کیا ہے جو پہلے سے زیادہ عجیب ہے کیونکہ پھٹی ہوئی چیز کا تدارک بند لگا کر ممکن ہے لیکن قتل کا تدارک ممکن نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَىْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِىْ

اس بندہ نے کہا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہتے ہوئے صبر نہیں کرسکتے موسیٰ نے فرمایا کہ اگر اس مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق کچھ پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھئے

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ

بیشک آپ میری طرف سے عذر کو پہنچ چکے ہیں، پھر دونوں چل دیے، یہاں تک کہ ایک گاؤں کے رہنے والوں پر گذرے، دونوں نے ان لوگوں سے کھانا طلب کیا سو انہوں نے ان کی مہمانی

يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ

کرنے سے انکار کردیا اس کے بعد اس بستی میں ان دونوں نے ایک دیوار کو پایا جو گرنے ہی کو ہو رہی تھی، اس بندۂ خدا نے اسے سیدھا کردیا موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو مزدوری ے

عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾

طور پر اس عمل پر کچھ لے لیتے، اس بندۂ خدا نے کہا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی کا وقت ہے۔ میں تمہیں ان چیزوں کی حقیقت ابھی بتلادوں گا جن پر تم صبر نہ کرسکے۔

### خضر کی یاددہانی:

۷۵: قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا (اس نے کہا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ رکنے کی طاقت نہیں رکھتا) اس دفعہ خضر نے اپنے کلام میں لَكَ کا اضافہ کیا ہے تاکہ خطاب کے ذریعے معاہدہ کے چھوڑنے پر عتاب کا زیادہ اظہار ہو۔

### موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر اب اعتراض کروں تو مجھے ساتھ نہ رکھنا:

۷۶: قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَىْءٍۢ بَعْدَهَا (موسیٰ نے کہا اگر میں آپ سے اس کے بعد سوال کروں) ھا ضمیر سے مراد یہاں اس مرتبہ کے بعد یا اس مسئلہ کے بعد۔ فَلَا تُصٰحِبْنِىْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ عُذْرًا (تم مجھے ساتھ نہ رکھنا بیشک تم میری طرف سے عذر کی انتہاء کو پہنچ چکے ہو) یعنی تم میرے اور اپنے درمیان جدائی میں معذور رہو۔

قراءت: مدنی اور ابوبکر نے لَدُنِّی کی نون کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

### تیسرا سفر:

۷۷: فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ (پھر دونوں پیدل چل دیے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے) بقول ابن عباس وہ انطاکیہ تھی بقول ابن سیرین وہ ایلہ تھی وہ آسمان سے اللہ کی زمین پر سب سے زیادہ دور تھی۔

### ان سے کھانا طلب کیا:

اِسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا (تو دونوں نے وہاں کے لوگوں سے کھانا طلب کیا مگر انہوں نے میزبانی کرنے سے



BestUrduBooks.wordpress.com

انکار کر دیا (ضیف کا معنی مہمان بنانا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ بستی والے کمینے لوگ تھے اس روایت کو نسائی نے کبریٰ میں نقل کیا۔ایک قول یہ ہے کہ وہ بدترین بستی تھی جنھوں نے مہمانی پر بھی بخل کیا۔ فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا (ان دونوں نے اس بستی میں دیوار پائی) اس کی لمبائی سو ہاتھ تھی۔ يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ (وہ گرنا چاہتی تھی) استعارۃً ارادے کا لفظ گرنے کے قریب ہونے اور جھکنے کیلئے استعمال کیا گیا۔ جس طرح کہ الهم اور عزم کا لفظ بھی اس کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

فَاَقَامَهٗ (پس اس کو سیدھا کر دیا) یعنی اپنے ہاتھ سے یا اس کو اپنے ہاتھ سے چھوا تو وہ سیدھی ہوگئی یا اس کو توڑ کر نئے سرے سے بنایا یہ حالت اضطرار اور کھانے کی چیزوں کی محتاجی کی تھی۔ اور ضرورت نے ان کو آدمی کی اس آخری کمائی کی طرف محتاج کر دیا تھا یعنی سوال لیکن انہوں نے کوئی بھی ہمدرد نہ پایا جو غمخواری کرتا اس کے باوجود جب خضر نے دیوار کو سیدھا کر دیا تو موسیٰ اپنے اختیار میں نہ رہے کہ ایک طرف شدید ضرورت اور دوسری طرف محرومی اسلئے فرمایا۔

## موسیٰ علیہ السلام کا فرمانا کہ اس پر مزدوری لیتے:

قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا (موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر تم چاہتے تو اس پر مزدوری لے لیتے) یعنی اپنے اس عمل پر انعام کا مطالبہ کرتے تا کہ اس سے ضرورت پوری ہوسکتی۔

قراءت: بصری نے لتخذت میں تاء کی تخفیف اور خاء کا کسرہ اور ذال کا ادغام پڑھا ہے اور مکی نے ذال کا اظہار اور حفص نے تاء کی تشدید اور خاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا اور دیگر قراء نے تاء کی تشدید اور خاء کے فتحہ اور ذال کے تاء میں ادغام کے ساتھ پڑھا ہے۔ تَاتَخِذَ میں اصل ہے جیسا کہ تبع میں ہے اور اتخذ یہ افتعل کے وزن پر ہے جیسا اتبع تبع سے اس کا اخذ سے ذرا بھی تعلق نہیں۔

## خضر تیری میری جدائی ہے:

۷۸: قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ (اس نے کہا یہ میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے) هذا کا مشارالیہ تیسرا سوال ہے یعنی یہ اعتراض جدائی کا سبب ہے۔ اور اصل اسطرح ہے هذا الفراقُ بيني و بينك اور اس کو پڑھا گیا پس مصدر کو ظرف کی طرف مضاف کر دیا جیسا کہ مفعول بہٖ کی طرف مضاف کر دیا جاتا ہے۔ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا (میں عنقریب تمہیں ان چیزوں کی اندرونی تشریح بتلاتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ

کشتی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چند مسکینوں کی تھی جو سمندر میں کام کرتے تھے، سو میں نے کہا کہ اسے عیب والی کردوں، اور ان

وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ

لوگوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو چھین لیا کرتا تھا، اور رہا لڑکے کا معاملہ سو بات یہ ہے کہ اس کے ماں باپ مومن تھے تو ہمیں اندیشہ ہوا

اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ

کہ وہ ان دونوں کو سرکشی میں اور کفر میں نہ ڈال دے، سو ہم نے چاہا کہ ان کا رب انہیں اس لڑکے کے بدلہ ایسی اولاد عطا فرمادے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور

اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ

رحم کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو۔ اور رہی دیوار تو اس کی صورتحال یہ ہے کہ وہ اس شہر میں دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے

كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

ان دونوں کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا، سو تیرے رب نے ارادہ فرمایا کہ یہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنے خزانے کو

كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۚ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ع ١٠

نکال لیں یہ تیرے رب کی مہربانی کی وجہ سے ہے۔ اور یہ کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیے، یہ ہے ان باتوں کی حقیقت جن پر تم صبر نہ کر سکے۔

## تینوں معاملات کی حقیقت کا انکشاف:

٧٩: اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ (اور کشتی تو چند غریبوں کی تھی جو دریا میں کمائی کرتے تھے) نمبرا۔ وہ دس بھائی تھے جن میں پانچ اپاہج تھے اور پانچ دریا میں کام کرتے تھے۔ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا (میں نے اس کو عیب دار کرنا چاہا) تاکہ عیب والی بنا دوں۔ وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ (ان سے آگے ایک بادشاہ تھا) نمبرا۔ وراء کا معنی امام ہے نمبر٢۔ پیچھے۔ ان کی واپسی کے راستہ پر وہ بادشاہ تھا اور ان کو اس کی اطلاع نہ تھی اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کو بتلا دیا۔ اور اس بادشاہ کا نام جلندی تھا۔

يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا (وہ ہر کشتی کو چھین لیتا تھا) ہر اچھی کشتی کو جس میں عیب نہ ہو وہ چھین لیتا۔ اگر وہ عیب دار ہوتی تو اس کو چھوڑ دیتا۔ غَصْبًا مصدر ہے نمبر٢۔ مفعول لہٗ ہے۔

نکتہ: فاردت ان اعیبھا یہ غصب کے خطرہ کا سبب ہے مناسب یہ تھا کہ سبب کے بعد آتا۔ جواب یہ ہے کہ اس سے مراد تاخیر ہے صرف غایت کو مقدم کیا۔

٨٠: وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا (اور رہا وہ لڑکا تو اس کے ماں باپ ایمان دار



BestUrduBooks.wordpress.com

تھے ہم کو اندیشہ ہوا کہ یہ ان پر سرکشی اور کفر کا اثر ڈال دے ) ہمیں خطرہ ہوا کہ وہ مؤمن والدین کو سرکشی سے ڈھانپ لے اور ان کی نافرمانی کر کے ان کے انعامات کا منکر ہو جائے۔ اور ان سے بدسلوکی کرے جس سے ان کو شر اور مصیبت پہنچے۔ نمبر۲۔ اپنی بیماری ان تک منتقل کر دے۔ نمبر۳۔ اپنی گمراہی سے ان کو گمراہی میں ڈال دے جس سے وہ مرتد ہو جائیں۔ یہ خضر علیہ السلام کا کلام ہے خضر کو اس بچے کی طرف سے یہ خطرہ محسوس ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ان کو علم دیا اور اس کے پوشیدہ معاملے کی اطلاع دی اور اگر اس کو قول باری تعالیٰ قرار دیا جائے تو خشینا علمنا کے معنی میں ہے ہم نے جانا کہ اگر یہ زندہ رہا تو اپنے والدین کے کفر کا سبب بن جائے گا۔

۸۱: فَاَرَدْنَآ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا (پس ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے عوض عنایت فرما دے)

قراءت: مدنی اور ابو عمرو۔ نے یبدلهما پڑھا ہے۔

خَیْرًا مِّنْهُ زَکٰوۃً (جو پاکیزگی میں اس سے زیادہ بہتر ہو) طہارت اور گناہوں سے پاکیزگی میں وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا (اور مہربانی اور رحم کرنے کے لحاظ سے بڑا اقرب رکھنے والا ہو) رحم کا معنی رحمت و شفقت ہے۔

نحو: زکاۃ اور رُحمًا ہر دو تمیز ہیں۔

تفسیری روایت ہے ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کی شادی ایک پیغمبر سے ہوئی جس سے ایک پیغمبر کی ولادت ہوئی نمبر۲۔ ستر پیغمبروں کی پیدائش ہوئی۔ نمبر۳۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بدلے میں مؤمن بیٹا عنایت فرمایا جو انہی جیسا نیک مؤمن تھا۔

قراءت: شامی نے رُحُمًا پڑھا ہے اور یہ دونوں لغات ہیں۔

۸۲: وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ (اور پھر دیوار وہ تو دو بچوں کی تھی) اصرم، اصریم کی تھی۔

یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ (جو یتیم شہر میں رہتے تھے) یہاں بستی کو المدینہ سے تعبیر کیا۔ وَکَانَ تَحْتَهٗ کَنْزٌ لَّهُمَا (اور دیوار کے نیچے ان کا خزانہ تھا) یعنی ایک سونے کی تختی تھی جس پر یہ لکھا تھا مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے پھر غمگین ہوتا ہے نمبر۲۔ اس آدمی پر تعجب ہے جو حساب پر ایمان رکھتے ہوئے غافل ہے۔ نمبر۳۔ اس انسان پر تعجب ہے جو رزق پر ایمان رکھتا ہے پھر کس طرح تھکتا اور مشقت اٹھاتا ہے۔ نمبر۴۔ اس انسان پر تعجب ہے جو موت پر یقین رکھنے کے باوجود خوشیاں کر رہا ہے۔ نمبر۵۔ اس انسان پر تعجب ہے جو دنیا کو جانتا ہے اور دنیا والوں کو دنیا کا پلٹنا بھی جانتا ہے مگر پھر بھی دنیا پر مطمئن ہے۔ (لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه) نمبر۲۔ سونا چاندی مدفون تھا۔ نمبر۳۔ صحائف مدفون تھے جن میں علم تھا۔ ان میں سے پہلا قول زیادہ ظاہر ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ پہلے لوگوں کیلئے کنز حلال تھا مگر ہمارے لئے حرام ہے پہلے لوگوں پر غنیمت حرام تھی وہ ہمارے لئے حلال کر دی گئی۔

وَکَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا (اور ان دونوں کا والد نیک تھا)۔ ایک قول یہ ہے کہ انکا ساتواں دادا نیک تھا۔ صالح یعنی ان میں سے ہوگا جو میرا ساتھی بنے گا۔

نکتہ: حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک گفتگو میں خارجی کو کہا۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں لڑکوں کی حفاظت



BestUrduBooks.wordpress.com

کس وجہ سے فرمائی اس نے جواب دیا ان کے والد کی بھلائی و نیکی کی وجہ سے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر میرے والد اور نانا تو اس سے بہت بہتر تھے۔

## یہ میں نے اپنے اختیار سے نہیں کئے' کرائے گئے ہیں:

فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّ هُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهٗ (پس تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی بھرپور جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنا دفینہ نکال لیں اور میں نے یہ سارے کام تیرے رب کی مہربانی سے کئے) اَشُد کا معنی جوانی۔ رحمۃً یہ مفعول لہ ہے نمبر۲۔ ارادربك کا مفعول کیونکہ رحمھما کے معنی میں ہے۔ اور مافعلتہ اور میں نے یہ کام جو تم نے دیکھے۔ عَنْ اَمْرِیْ اپنے اختیار سے نہیں کیے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیے۔ ھا کی ضمیر تمام کی طرف راجع ہے۔ نمبر۲۔ یا دیوار کی طرف۔ ذٰلِكَ کا مشارالیہ تینوں جواب ہیں۔ تَاْوِيْلُ مَالَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا (یہ تعبیر ان کی ہے جن پر آپ صبر نہ کر سکے) تاء کو تخفیف کے طور پر حذف کیا۔

فَائِدَہ: بعض لوگوں کے قدم اس مسئلہ میں گمراہی کی وجہ سے پھسل گئے کہ انہوں نے ولی کو نبی سے افضل قرار دے دیا حالانکہ یہ کھلا کفر ہے۔ انہوں نے اپنے استدلال کو اس طرح پیش کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو خضر سے علم حاصل کرنے کا حکم دیا حالانکہ وہ ولی ہیں۔

جواب: اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ خضر نبی ہیں۔ اگر چہ وہ اس طرح نہیں جیسا کہ بعض کو گمان ہوا یہ درحقیقت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ابتلاء تھا کہ بقول اہل کتاب کے یہ موسیٰ وہ موسیٰ بن عمران نہیں ہیں۔ بلکہ وہ موسیٰ بن مانان ہیں۔

ولی کیلئے تو ولی بننا بھی ناممکن ہے جب تک وہ نبی پر ایمان نہ لائے پھر یہ کیونکر درست ہوا کہ نبی ولی سے کم ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے طلب علم میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں کیونکہ علم میں اضافہ خود مطلوب ہے۔ اولاً ذکر کیا گیا فاردت کیونکہ وہ ظاہر میں اس چیز کو بگاڑنا ہے اور وہ خضر ہی کا فعل ہے اور تیسری مرتبہ کہا فارادربک کیونکہ یہ محض انعام خداوندی تھا۔ اور بشر کی قدرت و طاقت میں نہیں تھا اور دوسری مرتبہ فرمایا فاردنا کیونکہ وہ فعل کے اعتبار سے بگاڑنا اور تبدیلی کے اعتبار سے انعام ہے اس لئے جمع متکلم بولدیا۔

قول زجاج رحمۃ اللہ علیہ فاردنا کا معنی فاراد اللّٰہ عزوجل اور اس کی امثلہ قرآن میں بہت ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۸۳ۭ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ

اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ میں ابھی تمہارے سامنے اس کا ذکر کرتا ہوں، بلاشبہ ہم نے ذوالقرنین کو زمین میں

فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۸۴ۙ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۸۵ حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ

حکومت دی تھی اور اسے ہر چیز کا سامان دیا تھا۔ پھر وہ ایک راہ پر روانہ ہوگیا یہاں تک کہ جب سورج کے چھپنے کی

الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ڛ قُلْنَا يٰذَا

جگہ پر پہنچا تو سورج کو ایک سیاہ چشمہ میں ڈوبتا ہوا پایا اور اس موقعہ پر اس نے ایک قوم دیکھی، ہم نے کہا اے

الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۸۶ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ

ذوالقرنین آپ ان کو سزا دو اور یا ان میں خوبی کا معاملہ اختیار کرو، اس نے کہا جس نے ظلم کیا سو ہم عنقریب

نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۸۷ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

اسے سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا سو وہ اسے برا عذاب دے گا۔ اور جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے

فَلَهٗ جَزَاۗءَۨ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۸۸ۭ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۸۹ حَتّٰٓي اِذَا

اس کے لیے بدلے میں بھلائی ہے۔ اور ہم اس کے بارے میں اپنے کام میں آسانی کی بات کہیں گے۔ پھر وہ ایک راہ پر روانہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ جب

بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰي قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۹۰ۙ

وہ ایسی جگہ پر پہنچا جو آفتاب طلوع ہونے کی جگہ تھی تو اس نے دیکھا کہ سورج ایسے لوگوں پر طلوع ہو رہا ہے جن کے لیے ہم نے آفتاب سے ورے کوئی پردہ نہیں رکھا۔

## ذوالقرنین کا واقعہ:

۸۳: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ (اور وہ آپ سے سوال کرتے ہیں) یعنی یہودی بطور امتحان سوال کرتے ہیں۔ نمبر۲۔ ابوجہل اور اس کے معاونین عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ (ذوالقرنین کے متعلق) یہ وہ سکندر ہے جس نے دنیا پر حکومت کی۔

دوسرا قول یہ ہے دنیا پر حکومت چار بادشاہوں نے کی دو مسلمان اور دو کافر۔ مسلمان سلیمان نمبر۲۔ اور ذوالقرنین اور دو کافر ہیں۔ نمبر۱۔ نمرود نمبر۲ بخت نصر اور یہ سکندر نمرود کے بعد ہوا ہے ایک قول کے مطابق یہ ایک نیک بندہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر حکمرانی دی اور علم و حکمت سے نوازا اور اندھیرا اور روشنی اس کے مطیع کی۔ جب وہ چلتا تو روشنی اس کے آگے راہنما ہوتی اور اندھیرا پیچھے چھایا رہتا۔ نمبر۲۔ ایک قول کے مطابق یہ پیغمبر ہے۔ نمبر۳۔ ایک اور قول میں اس کو فرشتہ قرار دیا گیا۔


BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۴۔ قول علی رضی اللہ عنہ: یہ نہ فرشتہ تھا اور نہ نبی مقرب بلکہ ایک صالح بندہ تھا اس کے سر کے دائیں حصہ میں اللہ تعالیٰ کی طاعت کی خاطر ضرب لگائی گئی جس سے وہ مرگیا۔ پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے اٹھایا۔ پھر دوسری مرتبہ اس کے سر کے بائیں جانب ضرب لگائی گئی جس سے اس پر موت واقع ہوگئی اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس کو اٹھایا اسی وجہ سے اس کا لقب ذوالقرنین پڑ گیا اور تم میں اس کی مثل موجود ہے اور وہ میں ہوں۔

نمبر۵۔ وہ لوگوں کو توحید کی طرف بلاتا۔ پس لوگ اس کو قتل کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ دوبارہ اس کو زندہ کر دیتا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اس کو ذوالقرنین اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کے دونوں جانب پھرا یعنی مشرق و مغرب۔ نمبر۶۔ اس کے سر پر دو مینڈیاں تھیں۔ دو زلفیں تھیں۔ نمبر۷۔ اس کے زمانہ میں لوگوں کے دو قرن گزرے۔ نمبر۸۔ وہ دو بڑی سلطنتوں روم، فارس کا حکمران بنا۔ نمبر۹۔ ترک و روم پر حکمرانی کی۔ نمبر۱۰۔ اس کے تاج پر دو سینگ بنے ہوئے تھے۔ نمبر۱۱۔ اس کے سر کے دونوں کناروں پر سینگ کی طرح دو ابھار تھے۔ نمبر۱۲۔ وہ نجیب الطرفین تھا اور یہ رومی تھا۔ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا (کہہ دیں میں عنقریب اس کا تذکرہ تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں) منہ کی ضمیر ذوالقرنین کی طرف راجع ہے۔

۸۴: اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ (بیشک ہم نے اس کو زمین میں ٹھکانہ دیا) اور اس کو اس میں غلبہ اور مرتبہ عنایت فرمایا۔ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (اور ہم نے اس کو ہر چیز کے اسباب مہیا فرمائے) کل شیء سے ملک میں جو کچھ تھا اس کے اغراض و مقاصد مراد ہیں۔ سبباً ذریعہ اور راستہ جس سے وہ اپنے مقاصد تک پہنچ سکے۔

## پہلا سفر مغربی جانب اور اس کے احوال:

۸۵: فَاَتْبَعَ سَبَبًا (وہ ایک راہ پر ہولیا) السبب اس چیز کو کہتے ہیں جس سے مقصود کو پہنچ سکیں خواہ وہ علم ہو یا قدرت اس نے مغرب کی جانب پہنچنے کا ارادہ کیا پس وہ ایک راستہ پر ہولیا۔ جو اس کو مغرب تک پہنچائے یہاں تک کہ وہاں پہنچ گیا اسی طرح اس نے مشرق کا ارادہ کیا اور اس کے اسباب کے پیچھے ہولیا۔ اور اس نے سدین میں پہنچنے کے لیے اسباب تیار کیے۔

قراءت: کوفی نے ثم اتبع اور شامی نے بھی اسی طرح باقی قراء نے الف کو ملا کر تاء کی تشدید کے ساتھ اصمعی نے اتبع بمعنی ملنا اتبع پیچھے پڑنا اگرچہ نہ ملے۔

۸۶: حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ (یہاں تک کہ وہ آفتاب کے غروب ہونے کے مقام پر پہنچا) مغرب کی جانب آبادی کے اختتامی مقام تک۔ اسی طرح طلوع میں آبادی کے آخری کنارے تک۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا اس کے معاملے کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ اس نے کتاب میں لکھا پایا کہ سام کی اولاد میں سے ایک عین حیات کا پانی پی کر ہمیشہ رہے گا۔ پس وہ اس چشمے کی تلاش میں چل دیا۔ خضر اس کے وزیر اور خالہ زاد تھے وہ پانے میں کامیاب ہوئے اور انہوں نے پانی پی لیا۔ مگر ذوالقرنین کو کامیابی نہ ہوئی۔ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ (اس کو سیاہ چشمے میں غروب ہوتا محسوس کیا) حمئة سے مراد ذات حماۃ یہ حمئت البئر سے ہے یعنی جب کہ اس میں گار بن جائے۔

قراءت: شامی، کوفی، حفص کے علاوہ نے حَامِيَةٍ پڑھا یہ گرم کے معنی میں آتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

روایت ابوذر رضی اللہ عنہ: کہ میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے اونٹ پر سوار تھا۔ آپ نے سورج کو غروب ہوتے دیکھا تو فرمایا۔ اے ابوذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے میں نے عرض کیا اللّٰہ و رسولہ اعلم آپ نے فرمایا وہ گرم چشمے میں غروب ہوتا ہے۔ (الدرالمنثور)

واقعہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما معاویہؓ کے پاس تھے معاویہؓ نے حامیہ پڑھا تو ابن عباس نے حمئۃ پڑھا اس پر معاویہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو کہا تم کس طرح پڑھتے ہو۔ انہوں نے کہا جیسا امیر المؤمنین پڑھتے ہیں۔ پھر کعب احبار کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم سورج کو کس طرح غروب ہوتا پاتے ہو۔ اس نے کہا پانی اور مٹی میں۔ اسی طرح ہم اس کو تورات میں پاتے ہیں۔ تو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موافقت کی۔ کیونکہ حمئۃ کا معنی کیچڑ ہے۔

محاکمہ: مگران دونوں میں کوئی منافات نہیں کیونکہ یہ درست ہے کہ چشمہ دونوں اوصاف کو جامع ہو۔

وَّ وَجَدَ عِنْدَ هَا (اور اس کے پاس پایا) اس چشمے کے پاس قَوْمًا (ایک قوم کو) ننگے۔ انکا لباس شکار کی کھالیں۔ اور انکا کھانا سمندر کی باہر پھینکی ہوئی مچھلی تھا اور وہ کافر تھے۔ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا (ہم نے کہا اے ذوالقرنین تو چاہے تو ان کو سزا دے اور چاہے تو ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کر) اگر وہ پیغمبر تھا تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی اور اگر نبی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے پیغمبر کو وحی کی جس نے اس کو حکم دیا۔ نمبر۲۔ الہام کیا گیا جس میں ان کو قتل کی سزا دینے کی اجازت دی گئی اگر وہ کفر پر اصرار کریں اور ان سے نرم سلوک کریں اور انکا اکرام کریں اور شریعت کے احکام سکھائیں اگر وہ ایمان لے آئیں نمبر۳۔ تعذیب سے مراد قتل اور اتخاذ حسن سے مراد قید کرنا ہے۔ کیونکہ بمقابلہ قتل یہ احسان ہے۔

۸۷: قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا (ذوالقرنین نے کہا جو ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ کر جائے گا وہ اس کو سخت عذاب دیگا) عذاب سے قتل مراد ہے۔ یرد سے مراد قیامت کی حاضری ہے۔ مطلب یہ ہے وہ شخص جس کو اسلام کی میں دعوت دوں اور وہ ظلم عظیم پر برقرار رہے یعنی شرک پر قائم رہے یہ شخص دونوں جہانوں میں عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

۸۸: وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰی (اور جو ایمان لے آئے گا اور اچھے کام کرے گا۔ اس کے لئے نیکی کا اچھا بدلہ ملے گا) عمل صالح سے وہ اعمال مراد ہیں جو تقاضائے ایمان کے مطابق ہیں۔ جزاء الحسنٰی سے مراد اچھے عمل کا بدلہ ہے جو کہ کلمہ شہادت ہے۔

قراءت: کوفی نے سوائے ابوبکر کے جزاءِ الحسنی پڑھا ہے۔ یعنی اس کے لئے اچھا عمل بدلہ میں ہے۔

وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا (اور ہم اپنے برتاؤ میں اس کے لئے آسان بات کہیں گے) یعنی ذا یسر آسانی والی۔ مطلب یہ ہے ہم اس کو کسی مشکل اور گراں کام کا حکم نہ دیں گے۔ بلکہ آسان حکم جیسے زکوۃ، خراج وغیرہ۔

## دوسرا سفر مشرقی جانب اور اس کے احوال:

۸۹، ۹۰: ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا (پھر وہ


BestUrduBooks.wordpress.com

اسباب کے پیچھے لگا۔ یہاں تک کہ وہ مشرقی جانب سورج کے طلوع ہونے کے مقام تک پہنچا تو وہاں اس نے سورج کو ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا کہ ہم نے ان کے لئے سورج سے ورے کوئی روک نہ بنائی تھی) قوم سے حبشی مراد ہیں۔ دُوْنِھَا سے سورج سے ورے مراد ہے۔ سِتْرًا سے مراد تعمیرات ہیں کعب کہتے ہیں: ان کی سرزمین میں دیواریں قائم نہ ہوسکتیں تھیں۔ وہاں سرنگیں موجود تھیں۔ جب سورج طلوع ہوتا تو ان سرنگوں میں داخل ہو جاتے۔ اور جب دن بلند ہو جاتا تو اپنے کام کاج میں نکل جاتے۔ نمبر۲۔ سِتْر سے لباس مراد ہے۔ مجاہد کہتے ہیں۔ یہ سیاہ فام لوگ کپڑے نہ پہنتے تھے۔ مطلع شمس کے پاس ان کی تعداد تمام لوگوں سے زیادہ ہے۔

۹۱: كَذٰلِكَ (ذوالقرنین کا معاملہ اسی طرح رہا) جیسا ہم نے اس کے معاملے کو بڑا کر کے بیان کیا ہے۔ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا (اس طرح ہم ذوالقرنین کے پاس جو سامان تھا اس کی پوری خبر رکھتے تھے) مَالَدَيْهِ سے لشکر کے آلات حرب وضرب، اسباب مملکت مراد ہیں۔

نحو: خُبْرًا پر نصب مصدر ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ اَحَطْنَا کا معنی خَبَرْنَا ہے ای خَبَرْنَا خُبْرًا۔ نمبر۲۔ طلوع شمس تک پہنچنا اسی طرح ہے جیسا مغرب میں پہنچنا۔ نمبر۳۔ وہ سورج ایک قوم پر اسی طرح طلوع ہوتا تھا جیسا کہ وہ قوم جن پر غروب ہوتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ بھی کافر تھے۔ اور ان کا حکم بھی تعذیب و بقاء میں پہلے کفار والا تھا۔ اور ایمان والوں کے ساتھ احسان بھی اسی طرح تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝۹۱ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝۹۲ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ

یہ بات یوں ہی ہے اور ہم کو ان سب چیزوں کی خبر ہے جو اس کے پاس تھیں وہ پھر ایک راہ پر چلا یہاں تک کہ ایسی جگہ پر پہنچ گیا جو دو پہاڑوں کے

السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝۹۳ قَالُوْا يٰذَا

درمیان تھی۔ ان پہاڑوں سے ورے اس نے ایسی قوم کو پایا جو بات سمجھنے کے قریب بھی نہ تھے، وہ کہنے لگے کہ اے

الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا

ذوالقرنین بلاشبہ یاجوج ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ سو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کے لیے اس شرط پر کچھ مال جمع کر دیں

عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝۹۴ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ

کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک آڑ بنا دیں۔ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ میرے رب نے جو کچھ اختیار واقتدار عطا فرمایا ہے وہ بہتر ہے، سو تم قوت کے ساتھ

بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝۹۵ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ

میری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک موٹی دیوار بنا دونگا۔ میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لے آؤ یہاں تک کہ جب دونوں سروں کے درمیان کو

الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝۹۶ ؕ

برابر کر دیا تو حکم دیا کہ اس کو دھونکو، یہاں تک کہ جب اسکو آگ بنا دیا تو ان سے کہا کہ میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ تا کہ میں اس پر ڈال دوں۔

## تیسرا سفر بجانب شمال اور اس کے احوال:

۹۲، ۹۳: ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ (پھر وہ اسباب کے پیچھے لگا یہاں تک کہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا) سَدَّيْن سے دو پہاڑ مراد ہیں۔ یہ وہ دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان سَدِّ ذوالقرنین ہے۔

قراءت: مکی، ابوعمرو اور حفص نے السَّدَّيْن سَدًّا پڑھا ہے۔ جبکہ حمزہ، علی نے السدين سُدًّا پڑھا ہے۔ دیگر قراء نے دونوں ضموں کے ساتھ پڑھا ہے۔ بعض نے کہا جو خلقۃً مسدود ہو وہ مضموم ہوتا ہے۔ اور جس کو بندے بند کر دیں وہ مفتوح ہوتا ہے۔

نحو: بَيْنَ بلغ کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ جیسا کہ یہ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَ بَيْنِكَ میں اضافت کی وجہ سے مجرور ہے اور لقد تقطع بينكم [الانعام:۹۴] میں مرفوع ہے۔ کیونکہ یہ ان ظروف میں سے ہے جو اسماء اور ظروف دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں۔ سدین والی جگہ مشرقی جانب جہاں ترکوں کا علاقہ ختم ہوتا ہے۔ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا (اور اس کو ایک ایسی قوم ملی) سدین کے پیچھے قَوْمًا (یہ ترکی لوگ ہیں) لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا (جو تقریباً کوئی بات بھی نہ سمجھتی تھی) یعنی بات کو بڑی جہد و مشقت سے سمجھتے تھے جیسے اشارہ کنایہ سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: حمزہ وعلی نے یُفْقِھُوْنَ پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہے وہ سامع کو اپنا کلام نہ سمجھا سکتے اور نہ وضاحت کر سکتے کیونکہ ان کی لغت وبولی نامانوس ومجہول تھی۔

## تذکرہ یاجوج ماجوج:

٩٤: قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ (کہنے لگے اے ذوالقرنین بیشک یاجوج اور ماجوج)

نحو وقراءت: یہ دو عجمی نام ہیں۔ کیونکہ غیر منصرف استعمال ہوتے ہیں۔ فقط عاصم نے ان کو ہمزہ سے پڑھا ہے۔ نمبر١۔ یہ دونوں اولاد یافث سے ہیں۔ نمبر٢۔ یاجوج ترکوں سے ہیں اور ماجوج، جیل اور دیلم سے ہیں۔ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ (وہ زمین میں فساد پیدا کرنے والے ہیں۔) ایک قول یہ ہے کہ انسانوں کو کھاتے تھے۔ دوسرا قول یہ موسم ربیع میں نکلتے کوئی سبزہ پاتے اس کو کھا جاتے اور خشک کو اٹھا کر لے جاتے اور انکا کوئی آدمی اسوقت تک نہ مرتا جب تک اپنی پشت میں سے ایک ہزار مذکر نسل نہ دیکھتا۔ تمام مسلح رہتے تھے۔

تیسرا قول یہ ہے ان کی دو قسمیں ہیں۔ جو لمبے ہیں وہ انتہائی لمبے ہیں اور نمبر٢۔ جو چھوٹے ہیں وہ انتہائی چھوٹے ہیں۔ فَھَلْ نَجْعَلُ لَکَ خَرْجًا (کیا ہم تمہارے لئے خراج مقرر کر دیں)

قراءت: حمزہ، علی نے خرجًا کو خراجًا پڑھا ہے۔ یعنی انعام وعطیہ جس کو ہم اپنے اموال میں مقرر کر لیں۔ اس کی نظیر النول اور النوال دونوں طرح مستعمل ہے۔ عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ سَدًّا (اس شرط پر کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان دیوار قائم کر دے)

٩٥: قَالَ مَامَکَّنِّیْ (اس نے کہا جس مال میں مجھے اختیار دیا)

قراءت: یہ ادغام کے ساتھ ہے۔ مکی نے فکِ ادغام سے پڑھا ہے۔ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ (میرے رب نے وہ بہت بہتر ہے) جس مال میں مجھے ذمہ دار بنایا ہے۔ اور جو وسعت مالی اس نے دے رکھی ہے وہ اس سے بہت بہتر ہے جو تم مجھے بطور خراج دو گے مجھے اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ (تم افراد قوت سے میری اعانت کرو) عمل اور کاریگروں سے جو اچھی تعمیر کر سکتے ہوں۔ اور کام اور آلات۔ اَجْعَلْ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَھُمْ رَدْمًا (میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک دیوار قائم کر دیتا ہوں)۔ ردم دیوار نمبر٢۔ ایسی روک جو پختہ اور مضبوط ہو۔ الردم یہ سدّ سے بڑی دیوار کو کہتے ہیں۔

٩٦: اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ (تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ) الزبرۃ لوہے کا بڑا ٹکڑا۔ نمبر١۔ ایک قول یہ ہے کہ اس نے کھدائی کی یہاں تک کہ پانی تک پہنچ گیا۔ اور بنیاد میں چٹانیں ڈالیں۔ اور پگھلا ہوا تانبا اور لوہے کے ٹکڑوں کی دیوار کے درمیان لکڑی اور کوئلہ رکھا۔ یہاں تک کہ جب دونوں پہاڑوں کے درمیانی درے کو بھر کر ان پہاڑوں سے بلند کر دیا۔ پھر پھونکنے والے آلات لگائے اور آگ نے لکڑی اور کوئلے کی مدد سے لوہے کو آگ کی طرح گرم کر دیا۔ تو گرم لوہے پر پگھلا ہوا تانبا ڈال دیا گیا جو سوراخوں اور رخنوں میں پیوست ہوتا چلا گیا۔ اور وہ لوہے کے ٹکڑے ایک دوسرے سے پیوست ہو گئے یہ مضبوط پہاڑ کی طرح بن گیا دوسرا قول یہ ہے کہ سدین کے درمیانی فاصلہ کی مقدار سو فرسخ ہے۔ واللہ اعلم۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ

سو وہ لوگ نہ چڑھ سکے　اور نہ اس میں سوراخ کر سکے۔　ذوالقرنین نے کہا کہ یہ میرے رب کی طرف سے ایک رحمت ہے

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ

سو جب میرے رب کا وعدہ آ جائے گا تو اس کو چورا چورا کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ حق ہے۔　پھر ہم اس دن ان کو چھوڑ دیں گے بعض

يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ

بعض میں گھستے رہیں گے اور صور پھونکا جائے گا سو ہم سب ہی کو جمع کر لیں گے۔　اور اس دن ہم کافروں کے

يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا

سامنے دوزخ پیش کر دیں گے۔　جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا　اور وہ

ع ۱۱ / ۱۹ / ۲

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾

سن بھی نہ سکتے تھے۔

حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ (یہاں تک کہ جب درے ملاتے ملاتے دونوں سروں کو برابر کر دیا) صَدَفَین کو دونوں فتحوں سے پڑھا گیا ہے۔ مراد اس سے پہاڑوں کی جانبین ہیں۔ کیونکہ وہ پہاڑ آپس میں متقابل تھے۔

قراءت: مکی و بصری و شامی نے الصُّدُفَین پڑھا۔ اور ابوبکر نے الصُّدْفَین۔ قَالَ انْفُخُوْا (اس نے کہا دھونکنا شروع کرو) یعنی ذوالقرنین نے عملہ کو کہا لوہے پر پھونک لگاؤ۔

حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا (یہاں تک کہ جب اس کو آگ کی طرح کر دیا) لوہے کو آگ کی طرح سرخ کر دیا۔ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ (اس نے کہا تم میرے پاس لاؤ) تم مجھے دو۔ اُفْرِغْ (میں اس پر انڈیل دوں) عَلَيْهِ قِطْرًا (پگھلا ہوا تانبا) کیونکہ وہ قطرات کی صورت میں گرتا ہے۔ قطرًا یہ افرغ کی وجہ سے منصوب ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اٰتُوْنِي قطرًا اُفْرِغ عليه قطرًا اول کو حذف کر دیا کیونکہ ثانی اس پر دلالت کر رہا تھا۔

قراءت: حمزہ نے قال ائتونی کو وصل سے پڑھا جب اس سے ابتداء کریں تو الف مکسور ہوگا۔ اس کا معنی لانا ہے۔

۹۷: فَمَا اسْطَاعُوْٓا (پس نہ ان کو طاقت رہی) تاء کو تخفیف کیلئے حذف کر دیا کیونکہ تاء اور طاء کا مخرج قریب ہے۔ اَنْ يَّظْهَرُوْهُ (کہ وہ اس پر چڑھ سکیں) وہ دیوار کی بلندی پر چڑھ سکیں۔ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا (اور نہ اس میں نقب لگا سکیں) اس پر چڑھنے کیلئے ان کے پاس کوئی چارہ نہیں۔ اور نہ اس میں سوراخ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ انتہائی مضبوط ہے۔

۹۸: قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ (اس نے کہا یہ میرے رب کی مہربانی ہے) یہ دیوار میرے اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور اس کے


BestUrduBooks.wordpress.com

بندوں پر رحمت ہے۔ نمبر۲۔ یہ برابر دیوار بنانے کی قدرت وطاقت یہ میرے رب کی مہربانی ہے۔ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ (جب میرے رب کا وعدہ آئے گا) جب قیامت کا دن آئے گا اور آنے کے قریب ہوگا۔ جَعَلَهٗ (وہ اس کو کر دے گا) اس دیوار کو دَكًّا (گرنے والا) زمین بوس، کوٹ کر زمین پر پھیلا ہوا۔ ہر وہ چیز جو بلندی کے بعد پھیل جائے اس کو عرب اندك سے تعبیر کرتے ہیں۔

قراءت: دکاء کوفی نے پڑھا یعنی برابر زمین۔

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا (اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے) یہ سکندر کی آخری بات ہے۔

## مرحلۂ قیامت کی ابتداء:

۹۹: وَتَرَكْنَا (اور ہم نے کر دیا) بَعْضَهُمْ (بعض مخلوق کو) يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ (کہ وہ گڈمڈ ہو جائیں گے) فِیْ بَعْضٍ (ایک دوسرے میں) یعنی وہ مضطرب ہونگے اور انسان اور جنات حیرانی سے گڈمڈ ہو جائیں گے۔ نمبر۲۔ یہ بھی جائز ہے کہ ضمیر یاجوج ماجوج کی طرف ہو کہ وہ اس وقت موجیں مارنے والے ہونگے۔ جب دیوار کے پیچھے سے نکلیں گے شہروں میں ہجوم کر دیں گے۔

روایت تفسیر میں ہے کہ وہ سمندر پر آئیں گے تو اس کے پانی کو پی جائیں گے اور اس کے جانداروں کو کھا جائیں گے پھر درختوں کو اور جو انسان ان کے ہاتھ آئے۔ مگر وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ اور اسی طرح بیت المقدس میں۔ پھر اللہ تعالیٰ اونٹ و بکریوں کے ناک میں پایا جانے والا کیڑا ان کی گردنوں میں پیدا کر دیں گے۔ وہ ان کے کانوں میں گھس جائے گا جس سے سب مر جائیں گے۔ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ (اور صور میں پھونک مار دی جائے گی) قیامت کیلئے اٹھنے کی خاطر۔ فَجَمَعْنٰهُمْ (پس ہم ان کو اکٹھا کریں گے) یعنی مخلوق کو ثواب و عقاب کیلئے جمع کیا جائیگا۔ جَمْعًا جمع کرنا یہ ماقبل کی تاکید ہے۔

## جہنم سامنے:

۱۰۰: وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا (اور اس دن جہنم کو کافروں کے بالکل سامنے کر دیا جائے گا) ان کے سامنے ظاہر کر دیں گے وہ اس کو دیکھیں گے اور اس کا مشاہدہ کریں گے۔

۱۰۱: الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِیْ (وہ لوگ جن کی آنکھوں پر میری یاد کی طرف سے پردہ پڑا ہوا تھا) نمبر۱۔ میری وہ آیات جن کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کے لئے ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا تھا۔ نمبر۲۔ قرآن کہ اس کا تذکرہ تعظیم سے کرتے نمبر۳۔ قرآن کے متعلق کہ وہ اس کے معانی پر غور کرتے۔ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا (وہ سننے کی طاقت نہ رکھتے تھے) یعنی وہ بہرے تھے۔ یہ الفاظ اصمّ کی بجائے زیادہ بلیغ ہیں کیونکہ بہرے کو زور سے آواز دیں تو وہ سن پاتا ہے۔ اور یہ لوگ تو اس طرح تھے کہ گویا ان کے کان بہرے کر دیئے گئے ان میں سرے سے سننے کی قوت مفقود ہو چکی۔


BestUrduBooks.wordpress.com

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا

سو کیا پھر بھی کافروں کو یہ خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو کار ساز بنا لیں بلاشبہ ہم نے کافروں کے لیے دوزخ کو

جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ

مہمانی کے طور پر تیار کر رکھا ہے، آپ فرما دیجئے کیا ہم تمہیں ایسے لوگ بتا دیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش

سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

دنیاوی زندگی میں ضائع ہوگئی اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں

كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا سو ان کے اعمال حبط ہو گئے سو ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی وزن قائم نہ

وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ

کریں گے، یہ ان کی سزا ہو گی یعنی دوزخ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں کا اور میرے رسولوں کا مذاق بنا لیا بلاشبہ

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان کی مہمانی فردوس کے باغ ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں

فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾

گے وہاں سے وہ کہیں جانا نہ چاہیں گے۔

## بندوں کو کارساز بنانے والے کافر ہیں:

۱۰۲: أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ (کیا پھر بھی ان کافروں کا خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں) یعنی کفار نے میرے بندوں کو گمان کرلیا۔ یعنی عبادی سے عیسیٰ علیہ السلام اور کفار مراد ہیں۔ کارساز بنانا جو ان کو فائدہ دیگا؟ یہ بدترین گمان ہے جو انہوں نے کیا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے اَنْ اپنے صلہ کے ساتھ مل کر افحسب کے دو مفعولوں کے قائم مقام ہے۔ اور عِبَادِیْ اَوْلِیَاءَ یہ دونوں اَنْ یَتَّخِذُوْا کے مفعول ہیں۔ اور یہ وجہ بہت اعلیٰ ہے مطلب یہ ہے وہ بندے ان کے کارساز نہیں ہیں۔ میرے بندوں کو کارساز بنانے والا گمان کفار کا گمان ہے وہ کارساز نہیں ہیں اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا (بے شک ہم نے جہنم کو کافروں کی مہمانی


BestUrduBooks.wordpress.com

کیلئے تیار کیا ہے۔ نُزُل اس چیز کو کہا جاتا ہے جو مہمان کیلئے بنائی جائے۔ اور اس کی مثال دوسری آیت میں ہے۔ فبشرهم بعذاب الیم [آل عمران:۲۱]

## سب سے زیادہ گھاٹے والے کافر ہیں:

۱۰۳: قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا (کہہ دیں کیا ہم بتلائیں کہ اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ گھاٹے میں کون ہے) اعمالاً یہ تمیز ہے اور اس کو جمع لائے حالانکہ قیاس کا تقاضہ مفرد تھا کیونکہ لوگوں کی خواہشات متنوع اور قسم قسم کی ہیں۔ نمبر۱۔ اس سے مراد اہل کتاب ہیں نمبر۲۔ رمضان ہے۔

۱۰۴: اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ (وہ لوگ جن کی کی ہوئی تمام کوششیں اکارت گئیں) ضائع اور باطل ہوگئیں وہ محل رفع میں ہے۔ ای هم الذین۔ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (دنیا کی زندگی میں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ ان کو کارکردگی کا بہترین بدلہ ملے گا)

۱۰۵: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا (یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا انکار کیا پس اس لئے ان کے تمام اعمال ضائع ہوگئے قیامت کے دن ہم ان کے نیک اعمال کا ذرا بھی وزن قائم نہیں کریں گے) یعنی ہمارے ہاں انکا کوئی وزن یا قدر نہ ہوگی۔

۱۰۶: ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ (ان کی یہ سزا یعنی دوزخ ہوگی) جهنم یہ جَزَآءُ هم کا عطف بیان ہے۔ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِىْ وَرُسُلِىْ هُزُوًا (اس سبب سے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا) یعنی ان کی جہنم والی سزا ان کے کفر کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے رسولوں کے ساتھ استہزاء کے نتیجے میں ہے۔

## مؤمن اور فردوس کی ضیافت:

۱۰۷، ۱۰۸: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا (بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کی مہمانی کیلئے فردوس کے باغ ہونگے وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان سے ہٹنا نہ چاہیں گے) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا یہ حال ہے اور حِوَلًا کا معنی کسی دوسرے کی طرف منتقل ہونا یعنی اس عطیے پر وہ خوش ہو کر ایسا نہ چاہیں گے۔ عرب کے ہاں محاورہ ہے حَالَ مِنْ مَّكَانِهٖ حِوَلًا یعنی اس پر کوئی اضافہ نہیں یہاں تک کہ ان کے نفسوں نے ان سے تنازع کیا کہ وہ اپنی اغراض اور تمناؤں کو جمع کرلیں۔ یہ انتہائی تعریف ہے کیونکہ انسان دنیا میں جس نعمت میں بھی ہو وہ اس سے بہتر کا طالب اور خواہش مند ہوتا ہے۔ یا مراد اس سے پھرنے کی نفی اور خلود کی تاکید ہے۔


BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ

آپ فرما دیجئے کہ اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے روشنائی ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے۔ اگرچہ ہم

جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ

اس سمندر میں بڑھانے کے لیے اسی جیسا دوسرا سمندر لے آئیں۔ آپ فرما دیجئے کہ میں تو بشر ہی ہوں تمہارے جیسا میری طرف یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ سو

كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع

جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی آرزو رکھتا ہو سو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

## علم الٰہی کی انتہاء نہیں:

۱۰۹: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ (آپ کہہ دیجئے اگر سمندر) یعنی سمندروں کا پانی مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ (میرے رب کے کلمات کیلئے سیاہی بن جائے) ابو عبیدہ کہتے ہیں مداد ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے لکھا جائے یعنی اگر علم الٰہی کے کلمات اور اس کی حکمتیں لکھی جائیں اور لکھنے کیلئے سمندر سیاہی ہوں۔ یہاں البحر سے مراد جنس بحر ہے۔ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (تو سمندر ختم ہو جائیں گے میرے رب کے کلمات ختم ہونے سے پہلے خواہ ہم اس موجودہ سمندر کی طرح اتنے ہی زیادہ کر دیں)۔ مثلہ کی ضمیر بحر کی طرف ہے۔ کیونکہ سیاہی بھی ختم ہونے والی ہے مگر کلمات لامتناہی ہیں۔ مَدَدًا یہ تمیز ہے جیسے یہ کہتے ہیں۔ لی مثلہ رجلاً اور مِدَد یہ مداد کی طرح ہے ہر وہ چیز جس سے دوسری چیز کو معاونت پہنچائی جائے۔

قراءت: حمزہ اور علی نے تنفد کو ینفد پڑھا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ حیی بن اخطب یہودی نے یہ اعتراض کیا کہ تمہاری کتاب میں آیا ہے من یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً [البقرہ:۲۶۹] پھر یہ آیت بھی تم پڑھتے ہو وما اوتیتم من العلم الا قلیلا [الاسراء:۸۵] تو یہ اختلاف کیسا تو اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ یہ یقیناً خیر کثیر ہے مگر یہ اللہ کے کلمات کے سمندر میں سے ایک قطرہ کی مانند ہے۔

## میں بشر رسول ہوں میرا معبود اللہ ہے جو اللہ کی بارگاہ میں حاضری چاہے وہ شرک نہ کرے:

۱۱۰: قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ (پس آپ کہہ دیجئے میں تمہاری طرح انسان ہی ہوں۔ میرے پاس وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود اکیلا معبود ہے پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو) یعنی جو اپنے رب کی اچھی ملاقات کا امیدوار ہو کہ اس کو رضامندی اور قبولیت والی ملاقات میسر ہو جائے نمبر۲۔ یا جو اس بات سے ڈرتا ہو کہ وہ اپنے رب کے ساتھ بری ملاقات کرے۔ یہاں ملاقات سے مراد اس کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ رؤیت مراد ہے جیسا کہ لقاء کے لفظ کی حقیقت کا تقاضا ہے اور اس کی حقیقت پر قائم رکھنے کی امید ہے۔


BestUrduBooks.wordpress.com

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا (پس اس کو چاہیے کہ وہ نیک کام کرے) یعنی خالص اعمال کرے جس سے اپنے رب کی ذات ہی کو وہ چاہتا ہو۔ اور غیر کی اس میں ملاوٹ نہ کرنے والا ہو۔ یحییٰ بن معاذ کہتے ہیں کہ عمل صالح وہ ہے جس کے کرنے میں آدمی شرم محسوس نہ کرے۔ (یعنی بلا تامل کر گزرے)

وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (اور وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک کرنے والا نہ ہو) یہ شرک سے ممانعت کی گئی یعنی وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ نمبر۲۔ یا ریا کاری کی ممانعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اتق الشرك الاصغر۔ (ابن مردویہ) تم چھوٹے شرک سے بچو صحابہ نے عرض کیا چھوٹا شرک کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ریا کاری۔

فَائِدَة: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سورۂ کہف کو پڑھا وہ آٹھ دن تک ہر قسم کے فتنے سے بچا لیا گیا اگر ان آٹھ دنوں میں دجال نکل آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے فتنے سے بھی اس کو محفوظ فرمائیں گے (اسی کے ہم معنی مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت نقل کی)

نمبر۲۔ جس نے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سے آخر تک اپنے بستر پر لیٹ کر پڑھا تو اس کے لئے سونے کی پوری حالت میں اس کی خواب گاہ سے لیکر مکہ تک ایک نور ہوگا۔ جو کہ جگمگائے گا اور اس نور کے اندر فرشتے ہی فرشتے ہوں گے جو اٹھنے کے وقت تک اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہیں گے اور اگر اس کی خوابگاہ مکہ میں ہوگی تو پھر خوابگاہ سے بیت المعمور تک جگمگاتا ہوا نور میسر ہوگا۔ جس میں فرشتے ہی بھرے ہونگے جو اس کے بیدار ہونے تک اس کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرتے رہیں گے۔

(اخرجہ ابن مردویہ والبزار واحمد فی المسند)

تمت ترجمة سورة الكهف بتمامه احدى عشر من رمضان ۱۴۲۳ھ قبل صلاة الظهر والحمدلله على ذلك



BestUrduBooks.wordpress.com

سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَتِسْعُونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

سورۂ مریم مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھانویں آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ

کھیعص یہ آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر فرمائی جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پوشیدہ طریقہ پر پکارا عرض کیا

رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾

کہ اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور میرے سر میں بڑھاپے کی وجہ سے سفیدی پھیل گئی اور میں آپ سے دعا مانگنے میں کبھی ناکام نہیں رہا

وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾

اور بلاشبہ مجھے اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے اندیشہ ہے اور میری بیوی بانجھ ہے سو آپ مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما دیجئے

۱: كٓهٰيٰعٓصٓ سدی نے کہا! یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سورۃ کا نام ہے۔

قراءت: علی و یحییٰ نے ھا اور یا کے کسرہ سے پڑھا ہے نافع نے فتحہ اور کسرہ کے درمیان اور فتحہ کے زیادہ قریب کر کے۔ ابوعمرو نے کسرہ ھا اور فتحہ یا کے ساتھ اور حمزہ نے اس کا عکس اور دیگر قراء نے دونوں کا فتحہ پڑھا ہے۔

۲: ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ (یہ تذکرہ ہے تیرے رب کی مہربانی کا)

نحو: یہ ھذا مبتدا محذوف کی خبر ہے۔

عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا (جو اسنے اپنے بندے زکریا پر کی) عَبْدَهٗ یہ رحمت کا مفعول ہے اور زَكَرِيَّا یہ عبدہ کا بدل ہے۔

قراءت: زکریا کو قصر کے ساتھ حمزہ علی اور حفص نے پڑھا ہے۔

## حضرت زکریا علیہ السلام کی بڑھاپے میں دُعا:

۳: اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا (جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پوشیدہ طور پر پکارا) اذ یہ رحمت کا ظرف ہے۔ خَفِيًّا کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے پوشیدہ طور پر اللہ کو پکارا جیسا کہ حکم ہے یہ دعا ریاکاری سے دور اور اخلاص کے قریب تر ہے۔

نمبر۲۔ یا اس کو اس لئے پوشیدہ رکھا تا کہ بڑھاپے کے زمانے میں لڑکے کی طلب پر ان کو ملامت نہ کی جائے کیونکہ اس وقت ان کی عمر ۷۵ یا ۸۰ سال تھی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ہڈیوں کے تذکرہ کی وجہ:

۴: قَالَ رَبِّ (عرض کیا اے میرے رب) یہ دعا کی تفسیر ہے رب اصل میں یا رَبِّ ہے حرف ندا اور مضاف الیہ کو اختصار کیلئے حذف کر دیا گیا۔ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ بیشک میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں) یعنی میں ضعیف ہوگیا یہاں عَظْم کو خصوصیت سے اس لئے ذکر کیا کیونکہ وہ سارے بدن کیلئے بمنزلہ ستون کے ہے اور اسی سے بدن کا قوام ہے جب ہڈیاں ہی کمزور ہو جائیں تو ساری قوت ختم ہو جاتی ہے اور کمزور پڑ جاتی ہے کیونکہ ہڈیاں جسم میں سب سے زیادہ مضبوط اور سخت ہوتی ہیں جب یہ کمزور پڑ جائیں تو اس کے علاوہ بقیہ اجزاء اس کی نسبت کمزور تر ہوتے ہیں۔ العظم کو واحد لائے کیونکہ یہ جنسیت پر دلالت کرتا ہے مقصد یہ ہے کہ یہ جنس جو کہ جسم کا ستون اور قوام ہے اور جسم کے ترکیبی اجزاء میں مضبوط تر ہے اس کو کمزوری پہنچ چکی۔

وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا (اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی ہے) شیبا یہ تمیز ہے مطلب یہ ہے کہ میرے سر کے بالوں میں سفیدی ایسی پھیل گئی کہ گویا آگ بھڑک اٹھی اشتعال نار اس وقت کہا جاتا ہے جس وقت اپنی لپٹوں میں متفرق ہو کہ شعلہ زن ہو جائے یہاں بڑھاپے کو سفیدی میں آگ کے شعلے سے تشبیہ دی ہے اور بالوں میں سفیدی کے پھیلنے کو اور چھا جانے کو اشتعال نار سے تعبیر کیا ہے اور یہ جملہ فصاحت کا ایک شاندار نمونہ ہے۔ نمبر۲۔ ذرا توجہ کرو تو کلام اتنا تھا یا رب قد شخت کیونکہ بڑھاپا ضعف بدن اور بالوں کی سفیدی جوان دونوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور اس سے زیادہ بہتر جملہ ضعف بدنی وشاب راسی ہے اس میں اور زیادہ تفصیل ہے جبکہ اس سے بھی قوی تر جملہ وَ هَنت عِظَام بَدَنِيْ ہے کیونکہ اس میں تصریح سے کنایہ کی طرف عدول ہے اور کنایہ تصریح سے افضل ہے اور اس سے بھی زیادہ بہتر جملہ اَنَا وَهَنت عِظَام بَدَنِيْ اور زیادہ بہتر اِنِّیْ وَهَنت عِظَام بَدَنِيْ ہے۔ اور اس سے مزید بہتر اِنِّیْ وهنت العِظَام مِنْ بَدَنِيْ کیونکہ اس میں اجمال اور تفصیل دونوں طریقوں کو آزمایا گیا ہے اور اس سے زیادہ مضبوط مفہوم والا جملہ انی وهنت العظام مِنِّیْ اس میں بدن کا واسطہ چھوڑ دیا گیا۔ اور اس سے بہتر انی وهن العظم منی ہے کیونکہ اس میں وھن ہڈیوں کے ہر ہر فرد کو شامل کر رہا ہے اس وجہ سے کہ جمع کی بجائے مفرد کو استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ مجموعی کمزوری بعض سے بھی حاصل ہو جاتی ہے بجائے ہر ہر فرد کے۔ اور اسی لئے حقیقی معنی کو شاب راسی میں ترک کر کے اس سے زیادہ بلیغ استعارے کی زبان استعمال کی گئی جس کے نتیجے میں یہ جملہ حاصل ہوا اِشْتَعَلَ شَيْبُ رَاسِيْ مگر اس سے زیادہ بلیغ اشتعل راسی شیبا ہے۔ کیونکہ اس میں اشتعال کی نسبت بالوں کے مکان اور اگنے کی جگہ کی طرف ہے جو کہ سر ہے تاکہ اشتعال سارے سر کو شامل کرنے کا فائدہ دے۔

کیونکہ اشتعل شیب راسی اور اشتعل راسی شیبا دونوں ہم وزن ہیں جیسا کہ اشتعل النار فی بیتی اور اشتعل بیتی نارًا ہم وزن ہیں مگر ان دونوں میں فرق واضح ہے کیونکہ اس میں اجمال اور تفصیل ہے جیسا کہ تمیز کے طریقے میں معلوم ہو چکا مگر اس سے زیادہ بلیغ واشتعل الراس منی شیبا ہے وجہ گزر چکی مگر اس سے بلیغ تر یہ جملہ ہے واشتعل الراس شیبا کیونکہ اس میں مخاطب کے علم پر اکتفا کیا گیا کہ وہ زکریا علیہ السلام کا ہی سر ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا عطف وهن العظم منی پر ہو رہا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## میں کبھی نامراد نہ ہوا:

وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا (اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی بھی نامراد نہیں رہا) دعائك میں مصدر کی اضافت مفعول کی طرف ہے تقدیر عبارت یہ ہے ای بدعاء ی ایاك شقیا کا مطلب یہ ہے کہ میں آج کے دن سے پہلے مستجاب الدعوات تھا اور اس کے ساتھ خوش نصیب تھا نامراد و بدبخت نہ تھا۔ عربی کا محاورہ ہے سعد فلاناً بحاجته جبکہ وہ اس ضرورت کو پالے اور شقی فلان بحاجته جبکہ اس میں ناکام ہو جائے اور اس کو نہ پاسکے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ ایک محتاج نے آپ سے سوال کیا اور کہا میں وہ شخص ہوں کہ جس پر تم نے فلاں وقت میں احسان کیا تو آپ نے فرمایا تمہیں خوش آمدید ہو کہ تم نے ہماری ہی ذات کو ہمارے سامنے وسیلہ بنایا اور اس کی ضرورت پوری کردی۔

۵: وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ (اور میں اپنے رشتہ داروں سے اندیشہ رکھتا ہوں) الموالی سے ان کے عصبات یعنی بھائی، چچا کے بیٹے مراد ہیں۔ اور یہ بنی اسرائیل کے شریر لوگ تھے۔ پس ان کو خطرہ ہوا کہ وہ دین کو نہ بدل ڈالیں اور آپ کی امت پر وہ اچھی نائبیت انجام نہ دیں اس لئے انہوں نے اپنی صلبی اولاد میں صالح فرزند کی درخواست کی تاکہ دین کو زندہ کرنے میں ان کی اقتداء کی جا سکے۔

مِنْ وَّرَآءِىْ (اپنے بعد) اپنی موت کے بعد۔ قراءت: قصر اور فتحہ یا کے ساتھ هُدای کی طرح کسی نے پڑھا ہے۔

نحو: اس ظرف کا خفت سے تعلق نہیں کیونکہ موت کے بعد وجود خوف کا کوئی تصور نہیں۔ لیکن محذوف سے متعلق ہے۔ نمبر۲: یا الموالی میں الولایہ کا معنی ہے یعنی مجھے موالی کے فعل سے خدشہ ہے اور وہ فعل ان کا تبدیل کرنا اور میرے بعد بری قائم مقامی ہے۔ نمبر۳۔ مجھے ان لوگوں سے خطرہ و اندیشہ ہے جو میرے بعد معاملے کے ذمہ دار ہونگے۔

وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا (اور میری بیوی بانجھ ہے) بچہ جننے کے قابل نہیں رہی۔ فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ (پس تو مجھے اپنی طرف سے عنایت کردے) بلا سبب جو محض تیرے فضل کا عطیہ ہو۔ کیونکہ میں اور میری بیوی اولاد جننے کے قابل نہیں وَلِيًّا (ایک وارث) ایک ایسا بیٹا جو تیرے معاملے کا میرے بعد ذمہ دار ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖۗ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣ

جو میرا وارث بنے اور یعقوب کی اولاد کا بھی' اور اے رب آپ اسے پسندیدہ بنا دیجئے ۔ اے زکریا بے شک ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں

اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ

اس کا نام یحییٰ ہے۔ ہم نے اس سے پہلے اس کا کوئی ہم نام نہیں بنایا ۔ عرض کیا اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا اور حال یہ ہے کہ

امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ

میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ چکا ہوں ۔ فرمایا یوں ہی ہوگا' تمہارے رب کا فرمان ہے کہ وہ مجھ پر آسان

هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ

ہے اور میں نے تمہیں اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے ۔ عرض کیا اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دیجئے

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ

فرمایا تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین رات بات نہ کر سکو گے۔ حالانکہ تم تندرست رہو گے سو وہ محراب سے اپنی قوم پر نکلے

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ

اور ان کو اشارہ سے فرمایا کہ صبح شام اللہ کی تسبیح میں مشغول رہو۔ اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی کے ساتھ لے لو اور ہم نے ان کو

الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ ۙ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ ۙ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ

بچپن میں حکم دے دیا ۔ اور ان کو اپنے پاس سے رقت قلبی کی صفت اور پاکیزگی عطا فرمائی اور وہ پرہیزگار تھے ۔ اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے تھے اور وہ

يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ ع ۱۵

سرکشی کرنے والے نافرمانی کرنے والے نہ تھے اور ان پر اللہ کا سلام ہو جس دن پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے۔

## وارثِ علم کی طلب:

٦: يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ (جو میرا وارث ہو سو وارث ہو) دونوں رفع کے ساتھ ولیًا کی صفت ہیں۔ یعنی مجھے ایسا بیٹا عنایت فرما۔ جو میرے علم اور آل یعقوب کی نبوت کا وارث ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## وراثتِ نبوت:

کا معنی یہ کہ وہ وحی کی صلاحیت رکھتا ہو نفس نبوت میں وراثت مراد نہیں۔
قراءت: ابوعمرو اور علی نے دونوں کو جزم سے پڑھا۔ اس طرح کہ یہ دعا کا جواب ہے کہا جاتا ہے ورثته وورثت منه۔
مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ (آل یعقوب بن اسحاق) وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا (اے میرے رب اس کو اپنا پسندیدہ بنا) ایسا پسندیدہ جس کو آپ چاہتے ہوں یا جو آپ سے راضی اور آپ کے حکموں پر خوش ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کیا اور فرمایا۔

## ایک بے مثال لڑکا:

۷: يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِۨسْمُهٗ يَحْيٰى (اے زکریا ہم آپ کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا) اللہ تعالیٰ نے بطور تشریف کے نام خود تجویز فرمایا۔
قراءت: نَبشُرك کو حمزہ نے تخفیف سے پڑھا ہے۔
لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا (ہم نے اس سے پہلے اس کا کوئی ہم نام نہیں بنایا) اس سے پہلے یحییٰ کسی کا نام نہ تھا۔ اور یہ دلیل ہے کہ یہ موضع حال میں ترجیح کے قابل ہے۔ نمبر۲۔ مثال اور تشبیہ مراد ہے اور ان کی مثال اس لئے نہ تھی کیونکہ انہوں نے کبھی نہ کوئی نافرمانی کی اور نہ ہی اس کا ارادہ کیا اور وہ بوڑھے باپ اور بوڑھی ماں کے اکلوتے تھے۔ اور یہ عورت سے بے رغبت تھے۔
۸: جب فرشتوں نے ان کو بشارت دے دی۔ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ (کہا اے میرے رب میرے لئے لڑکا کیسے ہوگا) اَنّٰى كَيْفَ کے معنی میں ہے۔ یہ استبعاد نہیں بلکہ اس بات کو ظاہر کرانے کیلئے ہے کہ وہ کس طریقہ سے ہوگا۔ کیا وہ دونوں اسی حالت میں رہیں گے اور وہ ان کو عنایت کیا جائے گا۔ یا نمبر۲۔ جوانی میں لوٹ کر جائیں گے۔
وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا (اور میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے میں انتہائی عمر کو پہنچ چکا ہوں) ای بَلَغْتُ عِتِيًّا۔ عتیاً خشکی کو کہتے ہیں۔ جوڑوں اور ہڈیوں میں لاغری جیسا خشک ٹہنی جو بڑھاپے کی وجہ سے ہو۔ اور انتہائی عمر کو پہنچنا
قراءت: عِتِيًّا، صِلِيًّا، [مریم: ۷۰]، جِثِيًّا [مریم: ۶۸] بُكِيًّا [مریم: ۵۸] تمام کے شروع میں حمزہ وعلی، حفص نے کسرہ پڑھا۔ مگر بکیا میں حفص نے با پر ضمہ پڑھا ہے۔
۹: قَالَ كَذٰلِكَ (کہا اسی طرح)۔ کاف مرفوع ہے تقدیر یہ ہے الامر كذلك۔ اس میں ان کی تصدیق کی ابتداء کرتے ہوئے کہا۔ قَالَ رَبُّكَ تمہارے رب نے کہا۔ نمبر۲۔ یہ قال کی وجہ سے منصوب ہے۔ اور ذٰلك سے اس مبہم کی طرف اشارہ کیا جس کی تفسیر هو عَلَيَّ هَيِّنٌ کر رہا ہے۔ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وہ مجھ پر آسان ہے) یعنی یحییٰ کا دو بوڑھوں سے پیدا کر دینا آسان ہے۔ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ اس سے پہلے ہم نے تجھے پیدا کیا) یحییٰ سے پہلے تمہیں وجود دیا۔
قراءت: حمزہ، علی نے خلقناك پڑھا ہے۔ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا (اور تو کچھ نہ تھا) کیونکہ معدوم کوئی چیز نہیں ہوتا۔
۱۰: قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً (کہا اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما) ایسی علامت جس سے میں اپنی عورت کا



BestUrduBooks.wordpress.com

حاملہ ہونا پہچان سکوں۔ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا (کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین راتیں صحیح سالم ہونے کے باوجود کلام نہ کر سکے گا) سَوِیًّا یہ تکلم کی ضمیر سے حال ہے تقدیر کلام اس طرح ہے۔ حال کونك سوی الاعضاء واللسان۔ مطلب ہوا کہ تیری علامت یہ ہے کہ تو کلام سے رک جائے گا اس کی طاقت نہ ہوگی حالانکہ تیرے اعضاء صحیح سالم ہونگے گونگے پن کا نام نہ ہوگا۔

فَائِدَہ: یہاں لیالی کا ذکر کیا جبکہ آل عمران میں ایام کا۔ اس لئے کہ اس سے یہ بتلایا کہ کلام سے یہ رکنا مسلسل تین دن رات رہے گا۔ ایام کا ذکر کرنے سے اس کے ساتھ والی راتیں خود شامل ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح عرف عام میں بھی راتیں بول کر جوان سے متصل دن ہے وہ مراد لیا جاتا ہے۔

۱۱: فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ (وہ اپنی قوم کے پاس مسجد سے نکل کر گئے) محراب سے نماز کی جگہ مراد ہے۔ وہ ان کے انتظار میں تھے۔ آپ کو کلام پر قدرت نہ رہی۔ فَاَوْحٰٓى اِلَیْهِمْ (پس آپ نے ان کی طرف اشارہ کیا) انگلی سے اشارہ مراد ہے۔ اَنْ سَبِّحُوْا (تم تسبیح کرو) یعنی نماز پڑھو۔ یہ اَن مفسرہ ہے۔ بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا (صبح، شام) فجر و عصر کی نماز مراد ہے۔

## یحیٰی علیہ السلام کی صفات:

۱۲: یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ اے یحیٰی تو کتاب کو پکڑ) مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو یحیٰی عطا کیا اور ہم نے یحیٰی کو ولادت کے بعد یا خطاب کے زمانے میں کہا اے یحیٰی کتاب سے تورات مراد ہے۔ بِقُوَّةٍ (مضبوطی کے ساتھ) یہ حال ہے مطلب یہ ہے کہ خوب کوشش کے ساتھ اور اللہ کی تائید و توفیق کی پشت پناہی کے ساتھ۔ وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ہم نے بچپن میں ہی ان کو حکم دیا) حکم سے مراد یہاں توراۃ کی سمجھ اور دین کی فہم ہے۔ صَبِیًّا یہ حال ہے ایک قول یہ ہے کہ بچے حضرت یحیٰی کو کھیلنے کیلئے بلاتے تو آپ فرماتے ہم کھیل کیلئے پیدا نہیں کئے گئے۔

۱۳: وَّ حَنَانًا (اور شفقت) شفقت اور رحمت اپنے والدین اور دوسروں کے حق میں) نَحْو: کو اس کا عطف الحکم پر ہے مِّنْ لَّدُنَّا (اپنی طرف سے) وَزَكٰوةً (اور پاکیزگی) یعنی طہارت و بھلائی کہ انہوں نے کوئی گناہ نہ کیا وَّكَانَ تَقِیًّا (اور وہ متقی تھے) یعنی فرمانبردار اور اطاعت شعار۔

۱۴: وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَیْهِ (والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے) یعنی ان کے ساتھ بھلائی کرنے والے تھے ان کی نافرمانی نہ کرتے تھے۔ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا (اور وہ متکبر اور نافرمان نہ تھے) عصیًا کا معنی اپنے رب کا نافرمان۔

## پروانہ سلامتی:

۱۵: وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ (اور ان کے لئے سلامتی ہے) یعنی اللہ کی طرف سے ہر دکھ اور اذیت سے امان ہے۔ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ (جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ مریں گے) یعنی ولادت کے وقت شیطان کے اثرات سے اور موت کے وقت فتنہ قبر سے وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا (اور جب وہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے) یعنی بڑی گھبراہٹ سے محفوظ کر دیئے جائیں گے۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں یہی تین موقعے سب سے زیادہ وحشت ناک ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ

اور کتاب میں مریم کو یاد کیجئے جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہو کر ایک ایسی جگہ چلی گئی جو مشرق کی جانب تھا پھر اس نے ان لوگوں سے ورے

دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ

ایک پردہ ڈال لیا سو ہم نے اس کی طرف اپنا فرشتہ بھیج دیا جو اس کے سامنے صحیح سالم آدمی بن کر ظاہر ہو گیا مریم نے کہا کہ میں

اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ

تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو اللہ سے ڈرنے والا ہے' فرشتے نے کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک

غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾

پاکیزہ لڑکا دے دوں' مریم نے کہا کہ میرے لڑکا کیسے ہو گا حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا بھی نہیں اور نہ میں بدکار ہوں

## حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ:

۱۶: وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ (اور یاد کیجئے یا تذکرہ کیجئے کتاب میں مریم کا) کتاب سے قرآن مراد ہے مطلب یہ ہے کہ ان کو مریم کا واقعہ پڑھ کر سنائیں تاکہ اس کی ان کو اطلاع ہو اور جو کچھ ان پر گزرا اس کا ان کو علم ہو جائے۔

نحو: اِذْ یہ مریم کا بدل الاشتمال ہے کیونکہ اوقات اس سب پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جو ان سب میں پایا جاتا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ مریم کے تذکرے میں مقصود اس وقت کا ذکر کرنا ہے۔ جس میں یہ عجیب واقعہ پیش آیا۔ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا (الگ ہوگئی اپنے اہل سے) یعنی دور ہوگئی مَكَانًا شَرْقِيًّا (مشرقی جانب والے مکان میں) یعنی ایسے مکان میں عبادت کیلئے علیحدگی اختیار کی جو بیت المقدس کے مشرقی جانب تھا۔ یا گھر میں لوگوں سے الگ تھلگ ہوگئیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اپنے گھر کے مشرقی کونے میں غسل حیض کیلئے بیٹھیں۔

۱۷: فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا (انہوں نے گھر والوں سے پردہ ڈال لیا) یعنی انہوں نے اپنے اور گھر والوں کے درمیان اسلئے پردہ لٹکایا تاکہ اس پردے کے پیچھے غسل کر سکیں۔ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا (پس ہم نے بھیجا ان کے پاس جبرئیل امین کو) روحنا کی اضافت تشریف کیلئے ہے اور ان کو روح اسلئے کہا جاتا ہے کیونکہ دین ان سے زندہ ہے وہ اس کی وحی لاتے رہے ہیں۔ فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (پس ان کے سامنے پورا آدمی بن کر نمودار ہوئے) یعنی جبرئیل ایک نوجوان آدمی کی صورت میں ان کے سامنے آئے جن کا چہرہ چمک رہا تھا۔ بال گھنگریالے اور منہ پر ڈاڑھی نہ تھی۔ سَوِيًّا کا معنی اعضاء بدن ان کے بالکل درست تھے۔ جبرئیل صورت انسانی میں ان کے سامنے اسلئے آئے تاکہ ان کی کلام سے وہ مانوس ہوں اور متنفر نہ ہوں اگر وہ ان کے سامنے صورت ملکیہ میں آتے تو وہ نفرت کرتیں اور انکا کلام سننے کی قدرت نہ پاتیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۸: قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا (کہنے لگی میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو متقی ہے) یعنی اگر تجھ سے تقویٰ کی امید ہے تو تب بھی میں تجھ سے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں یا اس شرط کی جزاء محذوف ہے کہ اگر تو تقوے والا ہے تو تقویٰ کا تقاضا بدکاری کی طرف اقدام نہ کرنا ہے۔

## حضرت جبرئیل علیہ السلام کی گفتگو:

۱۹: قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ (جبرئیل نے کہا بیشک میں تیرے رب کا قاصد ہوں) اس کو اس سلسلے میں مطمئن کیا جس سے وہ ڈر رہی تھی اور اس کو اطلاع دی کہ وہ انسان نہیں بلکہ وہ اسی رحمان کا قاصد ہے جس کی وہ پناہ طلب کر رہی ہیں۔ لِاَهَبَ لَكِ تاکہ میں تجھے عطا کروں)۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یا لڑکا عطا کرنے کا میں گریبان میں پھونک مار کر سبب بن جاؤں۔

قراءت: نافع اور ابو عمرو نے لِيَهَبَ لك پڑھا ہے۔ یعنی ليهب الله لك ۔ غُلٰمًا زَكِيًّا (پاکیزہ لڑکا) یعنی گناہوں سے پاک یا خیر و برکت پر نشو ونما پانے والا۔

۲۰: قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ (کہا میرے لڑکا کیسے ہوگا) انّٰی یہاں کیف کے معنی میں اور غلام ابن کے معنی میں ہے۔ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ (اور مجھے کسی انسان نے نہیں چھوا) یعنی نکاح سے کوئی میرا خاوند نہیں وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا (اور میں نے برا کام بھی نہیں کیا) یعنی فاجرہ عورت۔ جو مردوں کو تلاش کرتی پھرے یعنی کسی بھی آدمی سے اپنی شہوت کو پورا کرے اور عادت یہ ہے کہ لڑکا ان دو صورتوں سے ہی ہوتا ہے۔ مبرد کہتے ہیں کہ بغی فعول کے وزن پر ہے اصل بغوی ہے واؤ کو یا کر کے اس میں ادغام کر دیا اور اتباعاً غین کو کسرہ دیا اسی وجہ سے اس میں تائے تانیث نہیں جس طرح کہ امرئة صبور و شكور میں دیگر علماء نحو نے یہ کہا کہ یہ فعیل کے وزن پر ہے اور اس کے آخر میں ہ نہیں آتی کیونکہ یہ مفعولہ کے معنی میں ہے۔ اور اگر فاعلہ کے معنی میں ہو تو کبھی اس میں مشابہت ہو جاتی ہے جیسے ان رحمت الله قريبٌ [الاعراف: ۵۶]



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ

فرشتہ نے کہا یوں ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور تا کہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشانی بنادیں اور اپنی طرف سے رحمت بنادیں' اور یہ

اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى

ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ سو اس لڑکے سے وہ حاملہ ہو گئی لہٰذا وہ اس حمل کو لئے ہوئے علیحدہ ہو کر دور چلی گئی سو دردِ زہ اسے کھجور کے تنے کے

جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ

پاس لے آیا' وہ کہنے لگی ہائے کاش میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بالکل بھولی بسری ہو جاتی' سو اسے اس کے نیچے سے آواز

تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّيْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ

دی کہ تو غمگین مت ہو تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر پیدا فرما دی ہے اور تو کھجور کے تنے کو اپنی جانب

النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا

حرکت دے جس سے تجھ پر پکی تیار کھجوریں گریں گی سو تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر' سو اگر

تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْۤ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾

تو کسی انسان کو دیکھے تو کہہ دینا کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزہ رکھنے کی منت مان لی ہے لہٰذا آج میں کسی بھی انسان سے بات نہیں کروں گی

۲۱: قَالَ كَذٰلِكِ (جبرئیل نے کہا اسی طرح) یعنی معاملہ اسی طرح ہے جس طرح تم نے کہا کہ تمہیں کسی مرد نے نکاح سے یا زنا سے نہیں چھوا۔ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ (تمہارے رب نے کہا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے) یعنی بغیر باپ کے لڑکا دینا میرے لئے آسان ہے۔ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ (اور تا کہ ہم اس کو لوگوں کیلئے نشانی بنا دیں) یہ جملہ تعلیلیہ ہے اس کا معلل محذوف ہے تقدیر کلام اس طرح ہے ولنجعله آية للناس فعلنا ذالك یا تعلیل مضمر پر اس کا عطف ہے تقدیر کلام اس طرح ہوگی لنبین به قدرتنا ولنجعله آية للناس یعنی ہماری قدرت پر دلیل اور عبرت ہوگا۔ وَرَحْمَةً مِّنَّا اور رحمت ہماری طرف سے) اس کے لئے جوان پر ایمان لائے گا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی خلقت طے شدہ کام ہے) مَقْضِيًّا کا معنی مقدر اور لوح کے اندر لکھا ہوا۔

## حمل مریم کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول:

۲۲: جب وہ ان کی بات سے مطمئن ہو گئیں تو ان کے قریب ہوئیں جبرئیل نے ان کے گریبان میں پھونک ماری وہ پھونک ان کے پیٹ تک پہنچی۔ فَحَمَلَتْهُ (پس وہ اس بچے سے حاملہ ہو گئیں) یعنی جو بچہ ان کو عطا کرنا تھا۔ مریم کی اس وقت عمر تیرہ سال یا دس یا



BestUrduBooks.wordpress.com

بیس سال تھی۔ فَانْتَبَذَتْ بِہٖ (پس اس حمل کو لیکر ایک جگہ میں چلی گئیں) یعنی وہ دور چلی گئیں اس حال میں کہ حمل ان کے پیٹ میں تھا۔

نحو: یہ جار اور مجرور موضع حال میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کی مدت حمل ایک لحہ تھی جونہی وہ حاملہ ہوئیں اسی وقت وہ الگ ہوگئیں ایک کمزور قول یہ ہے کہ چھ مہینے مدت تھی دوسرا قول سات مہینے تیسرا قول آٹھ مہینے۔ آٹھ مہینے کا کوئی بچہ بھی سوائے عیسیٰ کے زندہ نہیں رہا ایک قول یہ ہے کہ ایک ساعت میں حاملہ ہوئی دوسری ساعت میں ان کی تصویر بنی اور تیسری ساعت میں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوگئے۔ مَکَانًا قَصِیًّا (دور جگہ میں) جو گھر والوں سے دور پہاڑ کے پیچھے تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جب انہوں نے حمل کو محسوس کیا تو ملامت کے خوف سے وہ اپنی قوم سے دور بھاگ گئی۔

۲۳: فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ (پس دردزہ ان کو لے آیا) لے آیا یا ان کو مجبور کیا۔ یہ جاء سے منقول ہو کر آیا البتہ اس کا استعمال اِلْجَاء کے معنی کی طرف منتقل ہونے سے بدل گیا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس طرح نہیں کہتے۔ جئت المکان ، اجاء فیه زیدٌ المخاص دردزہ۔ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ (کھجور کے تنے کی طرف) کھجور کی جڑ کی طرف اور یہ درخت خشک تھا۔ اور یہ موسم سردی کا تھا۔ النخلۃ کو معرفہ لا کر ظاہر کیا۔ کہ یہ کھجور کا معروف درخت تھا۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ تعریف جنس کو ظاہر کرنے کیلئے ہو۔ یعنی جذع هذه الشَّجَرَةِ اس درخت کے تنے کی طرف گویا کہ اللہ تعالیٰ نے کھجور کی طرف اس کی راہنمائی کی تا کہ وہ اس سے تر کھجور کھائے۔ کیونکہ نفاس والی عورتوں کی یہ مخصوص خوراک ہے۔ پھر تکلیف کی شدت کی وجہ سے قالت بول اٹھی۔ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (اے کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی) ھٰذا کا مشار الیہ الیوم ہے۔

قراءت: مدنی، کوفی نے سوائے ابوبکر کے مِتُّ کسرہ سے اور دیگر قراء نے مُتُّ پڑھا ہے۔ کہا جاتا ہے مات یموت و یمات وَ كُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا (اور ہو جاتی بھولی بسری) ایسی متروکہ چیز جو نہ معروف ہو اور نہ قابل تذکرہ ہو۔

قراءت: حمزہ، حفص نے نسیًا کو فتحہ نون سے اور دیگر قراء نے کسرہ سے۔ مگر دونوں کا معنی یکساں ہے۔ ایسی چیز کو کہتے ہیں۔ جو پھینکے جانے اور حقارت کی وجہ سے بھلا جانے کے قابل ہو۔

## تسلی جبرئیل علیہ السلام:

۲۴: فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ (اس کو آواز دی اس کے پائیں مکان سے) یعنی اس شخص نے جو اس کے بائیں جانب تھا۔ نادیٰ کا فاعل جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ وہ اس سے گہرے مقام میں تھے۔ نمبر۲۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو خطاب کیا ان کے اپنے دامن کے نیچے سے۔

قراءت: مدنی، کوفی نے سوائے ابوبکر کے من تَحتها اس کا فاعل مضمر ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

نمبر۳۔ جبرئیل علیہ السلام اور تحتها کی ضمیر نخلہ کی طرف راجع ہے۔ کیونکہ ان کو شدید تکلیف کا سامنا تھا اس لئے ان الفاظ سے تسلی دی۔ اَلَّا تَحْزَنِیْ (تو مغموم مت ہو) اکیلے پن کا غم نہ کر اور طعام و شراب کی فکر تجھے دامن گیر نہ ہو اور لوگوں کی باتوں کے سلسلہ میں دلگیر نہ ہو۔ ان یہ ای کے معنی میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ندی کا جاری ہونا:

قَدۡ جَعَلَ رَبُّكِ تَحۡتَكِ سَرِيًّا (تیرے رب نے تیرے پائیں سے ایک نہر پیدا کر دی) تحت سے قرب مراد ہے۔ نمبر۲۔ تیرے حکم کے ماتحت کر دی اگر تو حکم دے گی چلے گی اور تو اس کو ٹھہرائے گی تو ٹھہر جائے گی۔ السری، چھوٹی نہر، عند الجمہور۔ آنحضرت ﷺ سے سری کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا ھو الجدول [رواہ الطبرانی فی الصغیر] حضرت حسن کہتے ہیں السری سخی سردار مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ روایت میں ہے کہ خالد بن صفوان نے ان کو کہا عرب تو جدول کو سری کہتے ہیں تو حسن نے کہا تو نے سچ کہا اور خالد کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔

۲۵: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یا جبرئیل علیہ السلام نے اپنی ایڑی زمین پر ماری جس سے میٹھے پانی کا چشمہ ابلنے لگا خشک نہر جاری ہوگئی اس سے کھجور سرسبز ہوگئی۔ اور پھل آ گیا اور پھل پک کر تیار ہوگیا۔ اس پر مریم کو کہا گیا۔ وَهُزِّيۡٓ (تو حرکت دے) اِلَيۡكِ (اپنی طرف) بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ کھجور کے تنے کو (ابو علی کا قول با زائدہ ہے ای ھزی جذع النخلة۔ تُسٰقِطۡ عَلَيۡكِ (وہ تیرے اوپر تر و تازہ کھجوریں گرائے گا)۔

قراءت: اول تا کو دوسری میں ادغام کر دیا مکی، شامی، مدنی، ابو عمرو، علی، ابو بکر کے ہاں اسی طرح ہے۔ یہ اصل میں تتسا قط ہے۔ تَسَاقَطُ تا، قاف کے فتحہ کے ساتھ، دوسری تا کو گرا دیا سین میں تخفیف سے حمزہ نے پڑھا۔ اور یسٰاقط یا کا فتحہ، قاف کا فتحہ، سین مشدد۔ یہ یعقوب، سھل، حماد، نصیر نے پڑھا۔ تُساقط مفاعلہ سے حفص نے پڑھا۔ اور تُسقط، یُسقِط وَتَسقُط وَیَسقُط تا النخلة کی وجہ سے اور یا الجذع کیلئے یہ کل نو قراءتیں ہیں۔

رُطَبًا یہ تمیز ہے نمبر۲۔ مفعول یہ ہے قراءت کے مطابق جَنِیًّا تازہ۔ لوگوں نے کہا زمانہ قدیم میں نفاس والی عورتوں کو کھجور دیتے تھے۔ دوسرا قول یہ ہے نفساء کیلئے کھجور سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اور مریض کیلئے شہد سے بہتر کوئی شی نہیں۔

## ہدایات:

۲۶: فَكُلِيۡ (پس تو کھا) اس چنی ہوئی کھجوروں میں سے۔ وَاشۡرَبِيۡ (اور نہر کا پانی پی)۔ وَقَرِّيۡ عَيۡنًا (اور تو اپنی آنکھیں دودھ پیتے بچے سے ٹھنڈی کر) عینا یہ تمیز ہے۔ تو عیسیٰ سے اپنے نفس کو خوش کر اور غم والی چیز اپنے سے دور رکھ۔ فَاِمَّا اس کی اصل اِنۡ ما ہے اِنۡ شرطیہ کو مَا سے ملا کر اس میں ادغام کر دیا۔ تَرَيِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا فَقُوۡلِيۡۤ اِنِّيۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا (پس اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو اس سے کہہ دینا کہ میں نے آج اللہ کیلئے خاموش رہنے کی نذر مانی ہے) یعنی اگر تو کسی آدمی کو دیکھ پائے اور وہ تم سے تمہارا حال دریافت کرے تو تو خاموش رہ اور کلام سے اپنے کو روک کر رکھ جیسا کہ کھانے پینے کا روزہ رکھتے ہیں۔ نمبر۲۔ یہ حقیقتاً روزہ تھا۔ ان کے روزے میں خاموشی تھی اور خاموشی کا التزام روزے کا التزام تھا۔

آپ ﷺ نے خاموشی کے روزے سے منع فرمایا پس یہ ہماری شرع میں منسوخ ٹھہرا۔ حضرت مریم کو خاموشی کی نذر ماننے کا حکم تھا۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو ان کی براءت کیلئے کافی تھی۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ احمق لوگ جدال پر نہ اتر آئیں۔

مَسْئَلَۃ: اس میں یہ بتلایا کہ بیوقوف کی بات سے خاموشی لازم ہے اور اعراض وغیرہ سے روکا جائے اور اس کی زبان کی لگام کو



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾ یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا

سو وہ اس بچہ کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس لے کر آئی' ان لوگوں نے کہا کہ اے مریم یہ تو نے بڑے غضب کا کام کیا اے ہارون کی بہن

كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ

نہ تو تمہارا باپ برا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی سو مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم اس سے کیسے بات کریں

مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾

جو گہوارہ میں ابھی بچہ ہی ہے۔ وہ بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب عطا فرمائی اور اس نے مجھے نبی بنایا

وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾

اور مجھے برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں' اور اس نے مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا جب تک کہ میں زندہ رہوں

وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ

اور مجھے اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا بنایا' اور مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن

اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾

مجھے موت آئے گی اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

بالکل آزاد نہ چھوڑے۔ حضرت مریم نے ان کو نذر کی اطلاع اشارہ سے دی اور اشارہ کو کلام وقول سے تعبیر کیا۔ جیسا شاعر نے قبور کی تعریف میں کہا۔ و تکلمت عن اَوْجه تبلی۔ تو تکلم کی نسبت قبور کی طرف کی۔ ایک قول یہ ہے کہ خاموشی اس کلمہ کے کہنے کے بعد لازم تھی۔ یا اتنی مقدار ان کے لئے نطق سے بنائی گئی۔

فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا (میں ہرگز آج کسی انسان سے کلام نہ کرونگی) اِنْسِیًّا سے آدمی مراد ہے۔

۲۷: فَاَتَتْ بِهٖ (پس پھر اس کو لے کر آئیں) عیسیٰ علیہ السلام کو قَوْمَهَا (اپنی قوم کے پاس) نفاس سے پاکیزگی کے بعد تَحْمِلُهٗ (اٹھائے ہوئے) ھا ضمیر سے حال ہے۔ مطلب یہ ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوئی۔ جب انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اس کے ساتھ دیکھا تو۔ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا (کہنے لگے اے مریم تو نے بہت برا کام کیا) فریًّا او پری عجیب، اصل الفری کا معنی کاٹنا ہے گویا وہ عادت کو کاٹنا ہے۔

۲۸: یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ (اے ہارون کی بہن) یہ مریم کا باپ کی طرف سے حقیقی بھائی تھا۔ اس زمانہ کے بنی اسرائیل کے افضل ترین لوگوں میں سے شمار ہوتا تھا۔ نمبر۲۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی کا نام ہے اور یہ ان کے اجداد میں سے تھے اور ان کے مابین ایک



BestUrduBooks.wordpress.com

ہزار برس کا فاصلہ ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہتے ہیں یا اخا عمران یعنی ان میں سے ایک یا نمبر۳۔ کوئی نیک آدمی یا نمبر۴۔ ان کے زمانے میں بدترین آدمی اس کے ساتھ مریم کو تشبیہ بھلائی میں دی۔ نمبر۵۔ یہ کہہ کر وہ مریم کو گالی بک رہے تھے۔

مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ (اور تمہارا باپ برا آدمی نہ تھا) ابوك سے عمران مراد ہیں۔ امراء سواء کا مطلب زنا کار۔

وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا (اور نہ تیری ماں زنا کار تھی) بغیا زانیہ کو کہتے ہیں۔

## اشارہ مریم:

۲۹: فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ (پس مریم نے اس کی طرف اشارہ کیا) عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ وہ ان کو جواب دیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کو کہا لَا تَحْزَنِيْ واحیلی بِالْجَوَابِ عَلَي۔ غم نہ کرنا اور انکا جواب دینا میرے حوالہ کرنا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے ان کو یہ حکم دیا۔ جب اشارہ کیا تو وہ سب ناراض ہوگئے اور متعجب ہوئے اور قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ (کہنے لگے، ہم اس سے کیسے بات کریں جو ہے) گود کا بچہ اور موجود ہے۔ فِي الْمَهْدِ پنگھوڑے میں صَبِيًّا اس حال میں کہ وہ بچہ ہے) صَبِيًّا یہ حال ہے۔

## معجزانہ خطاب عیسیٰ علیہ السلام:

۳۰: قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ (کہا بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں) جب مریم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی بولنے والی زبان کو روک لیا تو اللہ تعالیٰ نے خاموش زبان کو اس کے لئے قوت گویائی سے نواز دیا۔ جس نے سب سے قبل اپنی عبودیت کا اعتراف کیا اس وقت ان کی عمر چالیس راتوں کی تھی۔ دوسرا قول ایک دن کی عمر تھی۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کیا اور بلند آواز سے کہا بیشک میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ اس میں نصاریٰ کے قول (ابن اللہ) کی تردید ہے۔

اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ (اور وہ مجھے کتاب دے گا)۔ کتاب سے انجیل مراد ہے۔ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا (اور اس نے مجھے نبوت سے نوازا۔ حسن بصری سے روایت ہے کہ وہ پنگھوڑے میں نبی تھے۔ اور ان کا کلام معجزہ نبوت تھی۔ نمبر۲۔ اس کا معنی یہ ہے کہ یہ دونوں باتیں تقدیر الٰہی میں طے شدہ ہیں نمبر۳۔ مستقبل کے واقعہ کو لامحالہ ہونے کی بنا پر اس طرح ذکر کیا گویا کہ وہ موجود ہے۔

۳۱: وَّ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ (اور مجھے بابرکت بنایا۔ جہاں بھی ہوں) مُبٰرَكًا فائدہ پہنچانے والا جہاں بھی ہوں۔ نمبر۲۔ خیر کا معلم وَاَوْصٰنِيْ (اور مجھے حکم دیا) بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ (نماز اور زکوۃ کا) اگر میں مال کا مالک ہوا۔ نمبر۲۔ زکوۃ سے صدقۃ الفطر مراد ہے۔ نمبر۳۔ تطہیر بدن مراد ہے۔

ایک احتمال یہ ہے اَوْصَانِيْ بان امركم بالصلاة والزكوة کہ مجھے اس نے تمہیں نماز و زکوۃ کی وصیت کرنے کا حکم دیا۔ مَا دُمْتُ حَيًّا زندگی بھر۔

نحو: حَيًّا ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای مدة حیاتی ساری زندگی۔

۳۲: وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا فرمانبردار بنایا)

نحو: اس کا عطف مبارکاً پر ہے کہ اس کے ساتھ نیکی کرنے والا اس کی تکریم و تعظیم کرنے والا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ

یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم ' ہم نے سچی بات کہی ہے جس میں وہ لوگ شک کر رہے ہیں ' یہ اللہ کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنی اولاد

مِنْ وَلَدٍ ۙ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۳۵﴾ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي

بنائے وہ اس سے پاک ہے ' جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو صرف یوں فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے ' اور بلاشبہ اللہ میرا رب ہے

وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ

اور تمہارا رب ہے پس اسی کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے ' پھر جماعتوں نے آپس میں اختلاف کر لیا۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۳۷﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا ۖ

سو بڑے دن کی حاضری کے موقعہ پر ان لوگوں کی بڑی خرابی ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا ' وہ کیا ہی سننے والے اور کیا ہی دیکھنے والے ہوں گے جس دن ہمارے پاس آئیں گے '

لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۳۸﴾ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ

لیکن ظالم لوگ آج صریح گمراہی میں ہیں اور آپ انہیں حسرت کے دن سے ڈرایئے جبکہ فیصلہ کر دیا جائے گا

وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۹﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَ

اور وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے بلاشبہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے ہم اس کے وارث ہوں گے اور

إِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿۴۰﴾ ع

سب ہماری طرف لوٹائے جائیں گے۔

وقف لازم

وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا (اور اس نے مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا) جبار کا معنی متکبر شَقِيًّا (بدبخت) یعنی عاق و نافرمان۔

۳۳: وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ (اور مجھ پر سلام جس روز میں پیدا ہوا)

نحو: یوم ظرف ہے اور عامل اس میں عَلَيَّ خبر ہے۔

وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا (اور جس روز میں مرجاؤں گا اور جس روز زندہ کر کے اٹھایا جاؤنگا) یہ سلامتی کے مواقع جو یحییٰ کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں۔ وہ مجھے بھی میسر آنے والے ہیں۔ نحو: یہ مطلب اس صورت میں ہے جبکہ الف، لام عہد کے ہوں۔ نمبر۲: اور اگر الف لام جنس کا ہو تو اس وقت مطلب یہ ہے کہ جنس سلام مجھ پر ہو۔

فائدہ: اس میں مریم اور اسکے بیٹے کے دشمنوں کیلئے لعنت کی تعریض ہے کیونکہ جب اس نے کہا کہ سلامتی کی جنس میرے لئے ہے تو یہ تعریض کر دی اسکی ضد اور عکس تمہارے لیے ہوگا۔ کیونکہ یہ موقع انکار و عناد کا ہے۔ اسلئے اس قسم کی تعریض اس سے نکلے گی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۳۴:ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ (یہ عیسیٰ ابن مریم ہے)۔
نحو: ذلك مبتدا عیسیٰ خبراور ابن مریم خبر کی صفت ہے۔ یا نمبر۲۔ دوسری خبر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے ذلك الذی قال انی عبدالله وكذا و كذا عيسى بن مريم لا كما قالت النصارى انهٗ الهٌ او ابن الله۔ یہی جس نے اِنی عبدالله الخ کہا عیسیٰ ابن مریم ہے۔ وہ نہیں جو نصاریٰ نے کہا وہ معبود یا ابن اللہ ہے۔
قَوْلَ الْحَقِّ (سچی بات) اللہ تعالیٰ کا کلمہ۔ القول کلمہ کو کہتے ہیں اور الحق اللہ تعالیٰ کی ذات نمبر۲۔ ان کو کلمۃ اللہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کن سے بلا واسطہ باپ کے پیدا ہوا۔
نحو: یہ مرفوع اس لئے ہے کہ دوسری خبر ہے۔ نمبر۲۔ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ نمبر۳۔ بدل ہے۔ نصب کو شامی و عاصم نے بطور مدح کے اختیار کیا ہے۔
الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ (جس کے متعلق لوگ شک میں پڑے ہیں) المریہ سے یمترون بنا ہے جس کا معنی شک آتا ہے۔ نمبر۲۔ المراء سے لیں تو اختلاف کرنا معنی ہوگا۔ یہود نے تو ساحر کذاب کہا اور نصاریٰ نے ابن اللہ اور ثالث ثلاثہ کہا۔
۳۵:مَاكَانَ لِلّٰهِ اللہ تعالیٰ کیلئے یہ زیبا نہیں) مناسب نہیں اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ کہ وہ بیٹا بنائے۔
نحو: یہاں مِنْ تاکید نفی کیلئے لایا گیا ہے۔
سُبْحٰنَهٗ وہ پاک ہے) بیٹا بنا لینے سے اس کی ذات کو منزہ قرار دیا گیا۔ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ جب وہ کسی کام کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کو کہتا ہے ہو جا۔ پس وہ ہو جاتا ہے)
قراءت: شامی نے نصب سے پڑھا۔ یعنی كما قال لِعيسٰى كن فكان من غير اَبٍ جونہی عیسیٰ کو کن کہا وہ بلا باپ بن گیا اور جو اس صفت سے متصف ہو وہ اس بات سے منزہ ہے کہ وہ حیوان والد کے مشابہ ہو۔
۳۶:وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اور بیشک اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا رب ہے پس تم اسی کی عبادت کرو۔
قراءت: شامی اور کوفی نے ابتداء کی وجہ سے مکسور پڑھا اس صورت میں یہ عیسیٰ علیہ السلام کے کلام میں سے ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے كما انا عبدهٗ فانتم عبيده وعلىّ وعليكم ان نعبده جس طرح میں اس کا بندہ ہوں تم بھی اس کے بندے ہو اور مجھ پر اور تم پر اس کی عبادت لازم ہے۔ نمبر۲۔ جنہوں نے فتحہ دیا انہوں نے الصّلاۃ پر عطف کیا تقدیر عبارت یہ ہے اوصانی بالصلاۃ وبالزکاۃ و بان الله ربی و ربکم فاعبدوه۔ اس نے نماز و زکوۃ کی وصیت فرمائی اور اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا رب ہے اس کی عبادت کرو۔ هٰذَا یہ) جس کا میں نے تذکرہ کیا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (سیدھا راستہ) پس اسی کی تم عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

## احزاب کا مراد:

۳۷: فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ (پس پھر بھی مختلف گروہوں نے باہم اختلاف ڈالا) الحزب وہ فرقہ جو دوسروں سے راستے میں منفرد ہو یہ تین فرقے ہیں نمبر۱۔ نسطوریہ نمبر۲۔ یعقوبیہ نمبر۳۔ ملکانیہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مِنْ ۢ بَیْنِهِمْ (اپنے مابین) عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کے مابین نمبر۲۔ اپنی قوم کے درمیان نمبر۳۔ لوگوں کے درمیان۔ اور وہ اس طرح ہے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق رفع کے وقت اختلاف کیا پھر انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ وہ تین کے قول کی طرف رجوع کریں یہ ان کے زمانہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ ان کے نام یعقوب' نسطور، ملکاء تھے۔

نمبر۱۔ یعقوب کا قول وہ بعینہٖ اللہ تعالیٰ ہے جو زمین پر اتر آیا۔ پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا نمبر۲۔ نسطور نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے جسطرح چاہا اس کو ظاہر کر دیا پھر اس کو اٹھایا۔ نمبر۳۔ ملکاء نے کہا ان دونوں نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ مخلوق بندے نبی تھے اب ان میں سے ہر ایک کی اتباع ایک گروہ نے کی۔

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا (پس کافروں کیلئے بڑی خرابی ہے) کافروں سے یہ گروہ مراد ہیں کیونکہ ان میں سے ایک حق پر تھا۔ مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (ایک بڑے دن کی حاضری سے) یوم عظیم سے قیامت کا دن مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن حساب وجزاء کے لئے حاضر ہونگے۔ نمبر۲۔ وہ دن ان پر شہادت دے گا۔ انبیاء اور ملائکہ اور خود ان کے جوارح ان کے متعلق کفر کی گواہی دیں گے۔ نمبر۳۔ مکان شہادت سے ان کے لئے خرابی ہے۔ نمبر۴۔ وقت شہادت مراد ہے۔ نمبر۵۔ مشورہ کیلئے ان کے اجتماع کا دن مراد ہے۔ اس کو یوم عظیم قرار دیا اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو کچھ وہ ملاحظہ کریں گے اس سے وہ گھبرا جائیں گے۔

۳۸: اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا (کس قدر زیادہ سننے اور دیکھنے والے ہونگے جبکہ یہ ہمارے پاس آئیں گے)

## جمہور کی رائے:

کہ اَسْمِعْ وَ اَبْصِرْ صیغہ ہائے امر ہیں مگر معنی تعجب دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ تعجب سے پاک ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک مراد یہ ہے کہ انکا سننا اور دیکھنا اس لائق ہے کہ اس پر تعجب کیا جائے اس کے بعد کہ یہ دنیا میں اندھے بہرے تھے۔

## قول قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

جبکہ وہ دنیا میں حق سے اندھے اور بہرے رہے پس ایسے دن ان کے سننے اور ہدایت کے راستہ کو دیکھنے کا کیا فائدہ جبکہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔

بھم یہ فاعلیت کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے جیسے اکرم بزید اس کا معنی کرم زیدٌ جدا۔

لٰکِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ (لیکن ظالم آج کے دن) یہاں ظاہر کو ضمیر کی بجائے لایا گیا۔ ای لکنھم الیوم فی الدنیا بظلمھم انفسھم حیث ترکوا الا ستماع والنظر حین یجدی علیھم ووضعوا العبادۃ فی غیر موضعھا۔ لیکن وہ آج کے دن انہوں نے اپنے نفوس پر اس طرح ظلم کیا کہ حق کو سننا چھوڑ دیا اور حق کے راستے کی طرف دیکھنا چھوڑ دیا۔ جبکہ ان کو حق کا فائدہ تھا اور انہوں نے عبادت کو اس کے غیر مقام پر رکھا۔

فِیْ ضَلٰلٍ (یہ حق سے گمراہی میں ہیں)۔ مُّبِیْنٍ (ظاہر)۔ کھلی اور وہ انکا یہ عقیدہ کہ عیسیٰ الٰہ و معبود ہے حالانکہ اس میں حدوث کے آثار ظاہر ہیں۔ اس سے بڑا ظلم اور کوئی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## یوم حسرت:

۳۹: وَاَنْذِرْهُمْ (اوران کوڈرائیں) یَوْمَ الْحَسْرَةِ (حسرت کے دن سے) اس سے قیامت کا دن مراد ہے کیونکہ اس سے گزشتہ پر شرمندگی ہوگی۔ حدیث میں وارد ہے یہ حسرت اس وقت ہوگی جب وہ اپنے مقامات جنت میں دیکھیں گے اگر وہ ایمان لے آتے۔ اِذْ یہ یَوْمَ الْحَسْرَةِ سے بدل ہے۔ نمبر۲۔ حسرت کا ظرف ہے اور وہ مصدر ہے)۔ قُضِیَ الْاَمْرُ جبکہ معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے گا)۔ جب حساب سے فارغ ہو جائیں گے اور اہل جنت جنت اور اہل جہنم جہنم کی طرف لوٹ جائیں گے۔

وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ (اور وہ لوگ غفلت میں پڑے ہیں) یہاں دنیا میں غافل ہیں اسی لئے وہ اس مقام کیلئے اہتمام نہیں کرتے۔ وَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (اور وہ ایمان نہیں لاتے) وہ تصدیق نہیں کرتے (خبر رسول کی)

نحو: پہلا ھُم اور دوسرا ھُم یہ دونوں حال ہیں۔ یعنی آپ ان کو ڈرائیں اس حالت میں کہ وہ غافل ہیں اور ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

۴۰: اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَیْهَا (بیشک ہم ہی زمین اور جو کچھ اس پر ہے اس کے وارث ہونگے) ملک و بقاء میں ہم منفرد ہونگے جبکہ ہر چیز پر ہلاکت وفناء عام ہوگی۔ مَنْ کو عقلاء کی تغلیب کیلئے ذکر کیا وَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ (اور ہماری طرف ان کو لوٹایا جائے گا)

قراءت: یُرجعون یاء کے ضمہ اور جیم کے فتحہ کے ساتھ البتہ یاء کے فتحہ سے یعقوب نے پڑھا ہے۔ یعنی وہ لوٹیں گے اور پورا پورا ان کو بدلہ دیا جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ

اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کیجئے۔ بے شک وہ صدیق تھے نبی تھے جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تم ایسی چیز کی

تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ

عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم آیا

الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ

ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا' سو تم میرا اتباع کرو میں تمہیں سیدھا راستہ بتاؤں گا' اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش نہ کرو' بلاشبہ

الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ

شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے' اے میرے باپ بلاشبہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تمہیں رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب پکڑ لے۔

فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ

پھر تم شیطان کے دوست ہو جاؤ' ان کے باپ نے جواب دیا کہ اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے ہٹنے والا ہے۔ اگر تو باز نہ آیا

لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿٤٧﴾

تو میں ضرور ضرور تجھے سنگسار کردوں گا اور تو مجھے ہمیشہ کے لئے چھوڑ دے۔ ابراہیم نے کہا کہ میرا سلام لے لو میں تمہارے لئے عنقریب اپنے رب سے استغفار کروں گا' بلاشبہ وہ مجھ پر بہت مہربان ہے

ابراہیم علیہ السلام کی والد کے ساتھ گفتگو:

۴۱: وَاذْكُرْ (اور تم تذکرہ کرواپنی قوم کو) فِي الْكِتٰبِ (قرآن مجید میں) اِبْرٰهِيْمَ (یعنی ابراہیم کا واقعہ جوان کے والد کے ساتھ پیش آیا۔ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (بے شک وہ صدیق نبی تھے)۔

قراءت: نَبِيًّا بغیر ہمزہ کے البتہ نافع نے اس کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ صادق اس کو کہتے ہیں جو افعال میں مستقیم ہو اور صدیق وہ ہے جو احوال میں مستقیم ہو۔ پس صدیق یہ مبالغہ کا وزن ہے اس کی مثال الضِّحِّيْكُ ہے۔ مراد اس سے بہت زیادہ اس کا سچا ہونا اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کی غیبی صفات اور آیات اور کتابیں اور رسول جن کا بیان اللہ نے کیا ان کی تصدیق کرنے والا یعنی کہ وہ تمام انبیاء اور ان کی کتابوں کی تصدیق کرنے والے تھے اور خود بھی پیغمبر تھے یہ درحقیقت جملہ معترضہ ہے جو ابراہیم اور جو اس کا بدل ہے اس کے مابین واقع ہے۔

۴۲: اِذْ قَالَ (جب اس نے کہا)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : اذ کو کان کے متعلق کریں جائز ہے یا صدیقًا نبیًّا کے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ خطابات ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے والد کو کہے تو اس وقت وہ صدیقین اور انبیاء کی خصوصیات کو اپنے اندر جمع کرنے والے تھے۔ آنحضرت ﷺ کو ان کے تذکرہ کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا جو واقعہ قرآن مجید میں آیا ہے وہ ذکر کریں اور لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اور ان کو پہنچائیں جیسا کہ دوسرے قول میں موجود ہے۔ واتل علیھم نبأ ابراھیم [شعراء:۶۹] ورنہ تو اللہ تعالیٰ اس کا خود تذکرہ فرمانے والے ہیں اور قرآن میں اتارنے والے ہیں۔

لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ (اپنے والد کو کہ اے میرے باپ) قراءت اَبَتِ کی تاء کو فتحہ اور کسرہ سے ابن عامر نے پڑھا۔ تاء یائے اضافت کے عوض ہے اس طرح نہیں کہتے کہ یَاأَبَتِ تا کہ عوض اور معوض دونوں جمع نہ ہو جائیں۔ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ (تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ سنتے اور نہ دیکھتے ہیں۔)

نحو: ان دونوں میں مفعول نیت میں نہیں بلکہ نسیامنسیا ہے البتہ مقدر ماننا جائز ہے ای لا یسمع شیئاً و لا یبصر شیئا وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا (اور نہ آپ کے کچھ کام آسکتی ہے)۔

نحو: شیئا کے متعلق یہ احتمال ہے کہ مصدر کی جگہ ہو ای شیئا من الغنی دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ مفعول بہ ہو پھر اس محاورے میں ہو اَغنِ عنِّی وجھك ای بعد یعنی چہرے کو مجھ سے دور کر دے۔

۴۳: یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ (اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم آچکا) علم سے یہاں وحی یا معرفتِ رب مراد ہے۔ مَا لَمْ یَاْتِكَ (جو آپ کے پاس نہیں آیا۔) اس میں "ما" ما لا یسمع کی طرح موصولہ یا موصوفہ ہو سکتا ہے۔ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ ( آپ میرا کہنا مانیے میں آپ کو راہ دکھاؤں گا) یعنی ہدایت کی طرف تمہاری راہنمائی کروں گا۔ صِرَاطًا سَوِیًّا (سیدھے راستے کی طرف) یہاں سَوِیًّا مُسْتَقِیْم کے معنی میں ہے۔

۴۴: یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ (اے میرے باپ تو شیطان کی عبادت نہ کر) یعنی اس بات میں اس کی اطاعت نہ کر جو اس نے تیرے لیے بتوں کی عبادت کو مزین کر رکھا ہے۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا (بیشک شیطان رحمان کا نافرمان ہے)۔ عَصِیًّا : عاصی کے معنی میں ہے نافرمانی کرنے والا۔

۴۵: یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا (اے میرے باپ مجھے ڈر ہے رحمان کی طرف سے کوئی عذاب آپ پر نہ آجائے۔ پھر آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں) ایک قول کے مطابق یہاں اَخَافُ اَعْلَمُ کے معنی میں ہے۔ وَلِیًّا کا معنی آگ میں ساتھی بنے گا۔ تو اس کے ساتھ ہو گا اور وہ تیرے ساتھ ہو گا۔

فائدہ: اس میں غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نصیحت کرنے میں انہوں نے اپنے والد کے ساتھ کس طرح نرمی حسن اخلاق اور ادب کا لحاظ رکھا۔ جیسا کہ حکم دیا گیا ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تو میرا خلیل ہے پس تمہارے اخلاق عمدہ ہونے چاہئیں خواہ کفار کے ساتھ ہو ایسا کرنے سے تم ابرار کے مقامات میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ذکرہ الھیثمی فی مجمع الزوائد) نمبرا۔ اسی لئے آپ نے اپنے خطاب میں سبب کا مطالبہ کیا جیسا کہ اصرار کرنے



BestUrduBooks.wordpress.com

والے کو اس کے اصرار پر متنبہ کیا جاتا ہے اور اس کے افراط اور انتہاء پسندی کے متعلق اس کو خبردار کیا جاتا ہے کیونکہ جو شخص مخلوق میں سب سے زیادہ درجہ والے یعنی انبیاءؑ کی عبادت میں لگے۔اس پر کھلی گمراہی کا حکم لگایا جائے گا۔تو وہ کیونکر گمراہ نہ ہوگا۔ جو درخت، پتھر کی پوجا کرتا ہو۔ جو کہ اپنے عابد کے نہ ذکر کو سنتے ہیں اور نہ ہی اس کی کیفیتِ عبادت سے واقف ہیں۔اور نہ اس سے بلاء و مصیبت کو دور کرنے کی ان میں طاقت ہے اور نہ اس کی وہ حاجت روائی کر سکتے ہیں۔

نمبر۲۔ پھر دوسرے مرحلہ میں نرمی کے ساتھ اس کو حق کی طرف دعوت دی اور خوش خلقی کا مظاہرہ کیا اس لئے والد کو جہل مفرط میں مبتلا اور نہ اپنے آپ کو علم فائق والا قرار دیا۔البتہ یہ کہا کہ میرے ساتھ ایسا علم ہے جو تیرے ساتھ نہیں اور علم والا درست راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ پس اس طرح خیال کرو کہ میں اور تم دونوں ایک راہ پر ہیں اور میرے پاس ہدایت کی معرفت موجود ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے۔پس تم میرے ساتھ چلے آؤ! میں تمہیں راستہ بھولنے اور تحیر و حیرانی میں مبتلا ہونے سے بچالونگا۔

تیسرے مرحلہ میں ان کو اس بات سے روکا۔جس میں وہ مبتلا تھا۔کہ وہ شیطان جو رحمان کا سب سے بڑا نافرمان ہے اس نے تمہیں بتوں کی عبادت میں مبتلا کر رکھا ہے اور اس کو مزین کر کے تمہارے سامنے پیش کیا ہے۔حقیقت میں تو شیطان کی عبادت کر رہا ہے۔حالانکہ رحمان نے تمام تر نعمتیں تجھے بخشی ہیں۔

نمبر۴۔ پھر چوتھے مرحلہ میں برے انجام سے اس کو ڈرایا۔کہ جس کی وہ جرأت کر رہا ہے اس میں کیا وبال و نقصان ہے۔مگر ان تمام مراحل میں ادب کی رعایت کرتے ہوئے یہ تصریح نہیں کی کہ عقاب اس کو پہنچنے والا ہے۔اور عذاب اس کو چمٹنے والا ہے۔ بلکہ کہا اخاف ان یمسك عذاب ۔ عذاب کو نکرہ لائے جو تقلیل کو ظاہر کرتا ہے گویا اس طرح کہا انی اخاف ان یمسك قلیل من عذاب الرحمان ۔ مجھے خطرہ ہے کہ تمہیں رحمان کا تھوڑا سا عذاب چھولے گا۔اور شیطان کی دوستی اور اس کے حمایتیوں اور معاونین میں داخلے کو عذاب سے بڑا قرار دیا جس طرح کہ اللہ کی رضامندی ثواب میں سب سے بڑھ کر ہے اور ہر نصیحت کو یَآبَتِ کے قول سے شروع کیا جس سے ان کے ساتھ اپنے تعلق اور مہربانی اور والد کے احترام کے لازم ہونے کو ظاہر کرنا مقصود ہے اگرچہ وہ باپ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

۴۶: قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ بطور توبیخ کے (آزر نے کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے نفرت کرتا ہے) یعنی کیا تو ان کی عبادت سے اعراض کرتا ہے والد نے انکا نام لیکر کہا یَآبَتِ کے مقابلے میں یا بنی نہیں کہا اور خبر کو مبتدا سے پہلے ذکر کیا کیونکہ وہ اس کے ہاں زیادہ اہم چیز تھی۔

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ (اگر تو باز نہ آیا) یعنی بتوں کو گالیاں دینے سے لَاَرْجُمَنَّكَ (میں تجھے پتھر ماروں گا) میں تمہیں پتھروں سے ختم کر دوں گا یا پتھروں سے میں تجھے مارتا رہوں گا یہاں تک کہ تو مجھ سے دور ہٹ جائے یا میں تمہیں ضرور گالی دونگا۔وَاهْجُرْنِیْ (اور تو مجھے چھوڑ دے) اس کا محذوف پر عطف ہے جس پر لَاَرْجُمَنَّكَ دلالت کر رہا ہے تقدیر عبارت یہ ہے فاحذرنی واهجرنی (تو مجھ سے بچ اور مجھے چھوڑ دے) مَلِیًّا (ایک زمانہ) یہ ظرف ہے یہ ملاوۃ سے ہے اس کا معنی طویل زمانہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَعۡتَزِلُكُمۡ وَمَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَاَدۡعُوۡا رَبِّيۡ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ

اور میں تم لوگوں سے اوران چیزوں سے کنارہ کرتا ہوں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور میں اپنے رب کو پکارتا ہوں امید ہے کہ میں اپنے رب کے

اَكُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّيۡ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعۡتَزَلَهُمۡ وَمَا يَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبۡنَا

پکارنے سے محروم نہ رہوں گا۔ پھر جب ان لوگوں سے اوران چیزوں سے علیحدگی اختیار کرلی جن کی وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے تو ہم نے انہیں اسحٰق اور

لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلۡنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبۡنَا لَهُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِنَا وَجَعَلۡنَا

یعقوب عطا فرما دیئے اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنا دیا اور ہم نے ان کو اپنی رحمت کا حصہ دے دیا اور ہم نے ان کے لئے

لَهُمۡ لِسَانَ صِدۡقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ ع

سچائی کی زبان کو بلند کر دیا۔

## ابراہیم علیہ السلام کا ملاطفت سے پُر جواب

۴۷: قَالَ سَلٰمٌ عَلَيۡكَ (کہا تم پر سلام ہو) یہ الوداعی سلام ہے اور سلام متارکت یا تقریب اور ملاطفت کیلئے کہا اور اسی لئے استغفار کا اس قول کے ساتھ وعدہ کیا۔ (سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّيۡ) کہ عنقریب اللہ تعالیٰ سے میں تمہارے لئے معافی طلب کروں گا یعنی اپنے رب سے یہ سوال کروں گا کہ وہ تمہیں اہل مغفرت میں سے بنا دے اور اسلام کیلئے تمہاری راہنمائی فرما دے۔ اِنَّهٗ كَانَ بِيۡ حَفِيًّا (بیشک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے) عمومی نعمتیں دیکر نرمی کرنے والا ہے یا رحم کرنے والا ہے۔ یا عزت دینے والا ہے۔ الحفاوۃ نرمی اور عظمت کو کہا جاتا ہے۔

۴۸: وَاَعۡتَزِلُكُمۡ (اور میں تم لوگوں سے الگ ہو جاؤں گا) علیحدگی کے ارادے سے مراد وہ ہجرت ہے۔ جو انہوں نے بابل سے شام کی طرف کی۔ وَمَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ (اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو) یعنی جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو۔ وَاَدۡعُوۡا رَبِّيۡ (اور میں اپنے رب کو پکاروں گا) یعنی اپنے رب کی عبادت کرونگا پھر آپ نے بطور تواضع اور کسر نفسی کے کہا اور ان کے بتوں کو پکارنے کی وجہ سے بدبختی سے اعراض کرتے ہوئے کہا۔

عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّيۡ شَقِيًّا (مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کی پکار سے بدنصیب نہ ہونگا) یعنی جس طرح تم بتوں کی عبادت کر کے بدنصیب ہوگئے۔

## انعاماتِ الٰہیہ:

۴۹: فَلَمَّا اعۡتَزَلَهُمۡ وَمَا يَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ (جب علیحدگی اختیار کرلی ان سے اور جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے) یعنی کفار اور ان کے معبودوں سے علیحدگی اختیار کرلی۔ وَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ (تو ہم نے ان کو اسحاق اور یعقوب عطا



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۚ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥١﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ

اور کتاب میں موسٰی کو یاد کیجئے بلاشبہ وہ خاص کئے ہوئے تھے اور وہ رسول تھے اور نبی تھے' اور ہم نے انہیں طور کی

جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ

داہنی جانب سے پکارا اور انہیں سرگوشی کرنے والا اپنا مقرب بنایا' اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے ان کا بھائی ہارون نبی بنا کر

نَبِيًّا ﴿٥٣﴾ وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ ۚ

عطا کیا' اور کتاب میں اسمٰعیل کا ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدہ کے سچے تھے اور رسول تھے نبی تھے'

وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ

اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے' اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے اور کتاب میں ادریس کو

اِدْرِيْسَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ ۙ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾

یاد کیجئے بلاشبہ وہ صدیق تھے نبی تھے اور ہم نے ان کو بلند مرتبہ پر اٹھالیا۔

کیے ) اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا۔ اپنی طرف سے زائد تا کہ وہ ان دونوں سے مانوس ہوں۔ وَكُلًّا (اور ہر ایک ) یعنی ہر ایک ان دونوں میں سے جَعَلْنَا نَبِيًّا (اس کو ہم نے پیغمبر بنایا ) یعنی جب انہوں نے کفار اور فجار کو چھوڑ دیا اور وہ چھوڑنا فقط اللہ کی رضا مندی کی خاطر تھا اس کے بدلے میں مؤمن اور انبیاء ان کی اولاد میں پیدا کر دیے۔

۵۰: وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا (اور ہم نے ان کو اپنی مہربانی سے دیا ) یعنی مال اور اولاد وَ جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ (اور ہم نے ان کو سچی زبان دی ) لِسَانَ صِدْقٍ سے مراد اچھی تعریف ہے اور اس سے مراد ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم کیلئے نمازوں میں دعا کرنا ہے اور اس دعا کو لسان سے ہی تعبیر کیا کیونکہ یہ زبان سے ہی ادا ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہاتھ سے ہونے والے کاموں کو ید سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ عطیہ ہے۔ عَلِيًّا (بلند اور مشہور ) ۔

## تذکرہ موسیٰ علیہ السلام:

۵۱: وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا (اور کتاب میں موسیٰ کا تذکرہ کرو۔ بیشک وہ خالص کئے ہوئے تھے )

قراءت: کوفی قراء نے مفضل کے علاوہ مُخلَصًا پڑھا ہے یعنی اللہ نے ان کو خالص کیا اور چن لیا اور دیگر قراء نے مُخلِصًا پڑھا ہے یعنی انہوں نے خود اپنے آپ کو اللہ کی عبادت کیلئے خالص کر دیا اور اصل فطرت میں جو سعادت ہوتی ہے وہ اس میں خالص تھے اور جو ان کے ذمے عبادت تھی پوری ہمت کے ساتھ اس میں بھی خالص تھے۔

وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (اور یہ رسول نبی تھے ) رسول وہ ہے جس کو کوئی کتاب دی جائے اور نبی وہ ہے جو اللہ کی طرف سے خبر



BestUrduBooks.wordpress.com

دے اگر چہ اس کے ساتھ کتاب نہ ہو جیسے یوشع بن نون۔

۵۲: وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ (اور ہم نے اس کو طور کے ایک جانب سے آواز دی) یعنی اس کو دعوت دی اور جمعہ کی رات ہم نے اس سے کلام کی۔ الطور یہ مدین اور مصر کے مابین پہاڑ ہے۔ الایمن: دائیں یہ یمین سے ہے یعنی اس کی دائیں جانب سے۔

جمہور کے نزدیک اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام کی دائیں جانب ہے کیونکہ پہاڑ کا دایاں بایاں ہوتا نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب وہ مدین سے مصر کی طرف آرہے تھے تو درخت سے آواز دی گئی اور وہ درخت سے پہاڑ کے ایک جانب میں جو موسیٰ علیہ السلام کی دائیں طرف تھی۔ وَقَرَّبْنٰهُ (اور ہم نے ان کو قریب کیا) مرتبہ کے اعتبار سے قریب مراد ہے جگہ و مکان کے اعتبار سے نہیں۔ نَجِيًّا مناجات کیلئے۔

نحو: نجیًّا یہ حال ہے اس حال میں کہ وہ مناجات کرنے والے تھے۔ اس کی دوسری نظیر ندیم بمعنی منادم ہے۔

۵۳: وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ (اور ہم نے ان کو اپنی رحمت سے عطاء کیا) مِنْ اجلیہ ہے اپنی رحمت کے سبب سے اور اس پر اپنی مہربانیوں کی وجہ سے اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا (اس کے بھائی ہارون کو نبوت)

نحو: اخاہ مفعول اور ھارون اس کا بدل اور نبیًّا حال ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے و وھبنا له نبوۃ اخیه ہم نے اس کو ان کے بھائی ہارون کی نبوت ھبہ کر دی ورنہ ہارون تو ان سے عمر میں بڑے تھے۔ ان کے ھبہ کا کوئی معنی نہیں۔

## اسماعیل علیہ السلام کی صفات کا تذکرہ:

۵۴: وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ (اور کتاب میں تذکرہ کریں اسماعیل کا) صحیح قول کے مطابق یہ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ (بیشک وہ وعدے کے سچے تھے) انہوں نے ایک آدمی سے وعدہ کیا کہ وہ اسی جگہ اس کے آنے تک کھڑے ہوں۔ ایک سال تک اسی جگہ اس کا انتظار کیا یہاں تک کہ وہ واپس لوٹا۔ یہ روایت صحت کے لحاظ سے و اللہ اعلم کیسی ہے۔ وعدہ وفائی کیا یہ کافی نہیں کہ انہوں نے ذبح پر صبر کا قول دیا تھا جو پورا کر دیا۔ (ستجدنی انشاء اللّٰہ من الصابرین)۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے رب سے جو وعدہ کیا وہ پورا کر دیا۔ صدقِ وعدہ کو ان کی خصوصی صفت بطور تشریف کے ذکر کیا ورنہ تو تمام انبیاء علیہم السلام ہی سچے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ اس صفت سے معروف و مشہور تھے۔ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (وہ رسول نبی تھے) بنو جرھم کی طرف رسول تھے۔ نبیًّا یعنی منذر و مخبر صادق تھے۔

۵۵: وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ (وہ اپنے اہل کو نماز اور زکوۃ کا حکم کیا کرتے تھے) اھلہ سے ان کی امت مراد ہے۔ کیونکہ پیغمبر امت کا باپ ہوتا ہے اور امت والے اس کے اہل بیت ہوتے ہیں۔ اس میں دلیل ہے کہ وہ دوسروں کے متعلق مداہنت کرنے والے نہ تھے۔ صلوۃ، زکوۃ کا خاص طور پر اسلئے ذکر کیا کیونکہ یہ دونوں عبادتیں تمام عبادات بدنیہ اور مالیہ کی بنیاد ہیں۔ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا (وہ اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا)

قراءت: مَرْضِيًّا کو مَرْضُوًّا اصل کی بنیاد پر پڑھا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۵۶: وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ (اور کتاب میں ادریس کا تذکرہ کرو) انہیں کا نام اخنوخ تھا یہ آدم علیہ السلام کے بعد پہلے رسول ہیں اور پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم سے لکھا اور لباس کو سیا۔ یہ علم نجوم اور حساب میں گہری نظر رکھتے تھے آپ نے سب سے پہلے ترازو اور ماپ کے آلات اور اسلحہ ایجاد کیا اور قابیل کی اولاد سے قتال کیا۔

**ایک تحقیق:**

بعض لوگوں نے ان کے متعلق یہ بات کہی ہے کہ ان کو ادریس اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب اللہ کے بہت زیادہ پڑھنے والے تھے یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ افعیل کے وزن پر درس کے لفظ سے لیا جائے تو اس میں ایک ہی سبب بنتا ہے۔ اور وہ علمیت ہے اور یہ منصرف بنے گا حالانکہ اس کا غیر منصرف ہونا معروف ہے اور عجمہ ہونے کی دلیل ہے پس الدرس سے مشتق ہونے کا کوئی معنی ہی نہیں۔ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (بیشک وہ صدیق نبی تھے) ان پر اللہ تعالیٰ نے تمیں صحیفے اتارے۔

**مرادِ رفع:**

۵۷: وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (اور ان کو ہم نے بلند کیا اونچے مکان پر) مکان سے مراد یہاں شرف نبوت اور اللہ کے ہاں مرتبہ ہے بعض نے کہا کہ رفع مکان سے مراد چوتھے آسمان کی طرف اٹھانا ہے اور فرشتے ان کو اٹھا کر لے گئے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات ان کو دیکھا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ رفع سے مراد جنت کی طرف اٹھانا ہے کیونکہ کوئی چیز جنت سے اعلیٰ نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کثرتِ عبادت کی وجہ سے وہ ملائکہ کے محبوب بن گئے انہوں نے موت کے فرشتے کو کہا کہ مجھے موت چکھاؤ تا کہ وہ مجھ پر آسان ہو جائے اس نے ایسا کیا پھر اللہ کے حکم سے وہ دوبارہ زندہ کئے گئے پھر اس کو کہا کہ مجھے آگ میں داخل کرو تا کہ اللہ کا ڈر زیادہ ہو جائے اس نے ایسا کر دیا پھر کہا مجھے جنت میں داخل کرو تا کہ اس کی رغبت بڑھ جائے اس نے اس طرح کر دیا پھر اس نے کہا تم جنت سے نکلو ادریس کہنے لگے میں نے موت کو چکھا اور میں آگ میں وارد ہوا اب میں جنت سے نہیں نکلوں گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس نے میرے حکم سے ایسا کیا اور میرے اذن سے وہ داخل ہوا پس اس کو چھوڑ دو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ ق وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی ان میں انبیاء کرام ہیں جو آدم کی نسل سے ہیں اور ان لوگوں کی نسل سے ہیں جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ

نُوْحٍ ز وَّمِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرٰہِیْمَ وَاِسْرَآءِیْلَ ز وَمِمَّنْ ہَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا ط اِذَا تُتْلٰی

سوار کیا اور ابراہیم اور اسرائیل کی نسل سے ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت دی اور جنہیں ہم نے چن لیا جب ان پر رحمٰن کی آیات

عَلَیْہِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا ۞۵۸ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِہِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا

تلاوت کی جاتی ہیں تو سجدہ کرتے اور روتے ہوئے گر جاتے تھے پھر ان کے بعد ایسے ناخلف آ گئے جنہوں نے نماز کو

الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّہَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ۞۵۹ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ

ضائع کر دیا اور خواہشوں کے پیچھے لگ گئے سو یہ لوگ عنقریب خرابی دیکھیں گے سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور

عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ شَیْئًا ۞۶۰ جَنّٰتِ عَدْنِ

نیک عمل کیے سو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا سا بھی ظلم نہ کیا جائے گا' یہ جنت ہمیشہ رہنے کے باغوں کو شامل ہوئی

الَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَہٗ بِالْغَیْبِ ط اِنَّہٗ کَانَ وَعْدُہٗ مَاْتِیًّا ۞۶۱ لَا یَسْمَعُوْنَ

جس کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے بلاشبہ اس وعدہ کا وقت ضرور آنے والا ہے وہ اس میں سلام کے علاوہ کوئی

فِیْہَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ط وَلَہُمْ رِزْقُہُمْ فِیْہَا بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا ۞۶۲ تِلْکَ الْجَنَّۃُ

لغو بات نہیں سنیں گے اور ان کا رزق جنت میں صبح و شام ملے گا' یہ جنت ہے

الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ کَانَ تَقِیًّا ۞۶۳

جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اسے وارث بنائیں گے جو ڈرنے والا ہو۔

**اعلیٰ جماعت کا ذکر:**

۵۸: اُولٰٓئِکَ (یہ) اُولٰٓئِکَ اسم اشارہ سے حضرت زکریا سے لیکر ادریس علیہ السلام تک جو مذکورہ ہیں ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ (وہ لوگ جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء علیہم السلام میں سے) یہ مِنْ بیانیہ ہے کیونکہ تمام انبیاء انعام یافتہ ہیں۔ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ (آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے) یہ من تبعیض کیلئے ہے ادریس علیہ السلام



BestUrduBooks.wordpress.com

آدم علیہ السلام کے قرب کیوجہ سے ان کی اولاد میں سے تھے یہ نوح علیہ السلام کے والد کے دادا لگتے تھے۔

وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ (اوران میں سے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ سوار کیا) ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اس اولاد میں سے ہیں جن کو نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا گیا کیونکہ وہ سام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ وَّ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ (اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے) اس سے اسماعیلؑ اسحاقؑ اور یعقوب مراد ہیں۔ وَاِسْرَآئِيْلَ یعنی (اسرائیل کی اولاد میں سے) مراد اس سے یعقوب علیہ السلام، موسیٰؑ، ہارون، زکریا اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں کیونکہ مریم ان کی اولاد میں سے تھیں۔ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا (اوران میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی) اس کا عطف پہلے مِنْ پر ہے اور دوسرا مَنْ پر ہے۔ هَدَيْنَا سے مراد ہم نے ان کی راہنمائی اسلام کے محاسن کی طرف کر دی۔

وَاجْتَبَيْنَا (اور ہم نے ان کو چنا) یعنی لوگوں میں سے یا شریعت کی وضاحت اور حقیقت کو کھولنے کیلئے۔ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ (جب ان کے سامنے رحمان کی آیات پڑھی جاتی تھیں) آیات الرحمان سے مراد اللہ کی ان زمانوں میں اتاری جانے والی کتابیں۔

نحو: اگر الذین کو اولٰئک کی خبر بنایا جائے تو یہ جملہ مستانفہ ہے اور اگر اس کو تم اولٰئک کی صفت بناؤ تو پھر یہ خبر ہے۔

قراءت: قتیبہ نے یُتلی پڑھا ہے کیونکہ فاصل موجود ہے اس کے باوجود کہ تانیث غیر حقیقی ہے۔ خَرُّوْا سُجَّدًا (وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں) یعنی وہ رغبت کے ساتھ چہروں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔

وَّ بُكِيًّا (روتے ہوئے) جمع بَاكٍ کی ہے جیسے سجود اور قعود جمع ساجد اور قاعد کی ہے۔ بُکِیًّا کا معنی دور سے روتے ہوئے۔ حدیث میں ہے تم قرآن کی تلاوت کرو اور رو‌ؤ اگر تمہیں رونا نہ آئے تو بتکلف رونے والی کیفیت بناؤ۔ (رواہ احمد ابوداود) صالح مری کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اکرم ﷺ کے سامنے قرآن مجید پڑھا آپ نے مجھے فرمایا اے صالح یہ تو قراءت ہوئی بکاء کہاں ہے۔

مسئلہ: سجدۂ تلاوت میں سبحان ربی الاعلی تین مرتبہ کہنا چاہیے۔

## نالائق لوگ:

۵۹: فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ (پھر آئے ان کے بعد کچھ ایسے نالائق) ان فضیلت والے لوگوں کے بعد بری اولاد آئی۔ خَلْفَ یہ لام کے فتح کے ساتھ لائق اولاد کیلئے آتا ہے۔ اور جزم کے ساتھ نالائق کیلئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد یہود ہیں۔ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ (جنہوں نے نماز کو برباد کیا) یعنی فرضی نماز کو چھوڑ دیا۔ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ (اور انہوں نے نفسانی خواہشات کی پیروی کی) شہوات سے مراد نفوس کی لذتیں ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد وہ آدمی ہے جس نے مضبوط مکانات بنائے اور جس چیز کو دیکھا اسی کے پیچھے پڑ گیا اور جس نے شہرت والا لباس پہنا۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس امت کے لوگ مراد ہیں۔

فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (پس یہ لوگ عنقریب خرابی پائیں گے) یعنی گمراہی کی سزا پائیں گے اہل عرب کے ہاں ہر شر غَیّ



BestUrduBooks.wordpress.com

جیسا کہ ہر خیر رَشَاد کہلاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں غی جہنم کی ایک وادی ہے جو پانچ قسم کے گناہوں پر اصرار کرنے والے کیلئے تیار کی گئی ہے۔ (۱) زنا پر اصرار کرنے والا۔ (۲) شراب کا عادی (۳) سود خوری سے باز نہ آنے والا۔ (۴) ماں باپ کی نافرمانی پر جما رہنے والا (۵) جھوٹی گواہی پر اصرار کرنے والا۔ [رواہ ابن مردویہ]

## تائبین کیلئے خصوصی انعام:

۶۰: اِلَّا مَنْ تَابَ (مگر وہ شخص جس نے توبہ کر لی) یعنی کفر سے لوٹ آیا۔ وَاٰمَنَ (اور ایمان لے آیا) اس کی شرائط کے ساتھ وَعَمِلَ صَالِحًا (اور اس نے نیک عمل کیے) اپنے ایمان لانے کے بعد فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ (پس ایسے لوگ جنت میں جائیں گے)

قراءت: مکی، بصری اور ابوبکر نے یَدخلون کو یاء کے ضمہ اور خاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی یُدْخَلُوْنَ پڑھا ہے۔

وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا (اور ان کی ذرا بھر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی) یعنی ان کے اعمال کی جزاء میں ذرا بھر بھی چیز کم نہ کی جائے گی اور نہ اس سے روکے جائیں گے بلکہ ان کیلئے بدلے کو بڑھا دیا جائے گا۔ (۲) ان کے ظلم میں سے کوئی چیز بھی کم نہ کی جائے گی۔

۶۱: جَنّٰتِ عَدْنِ ۣالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ (ہمیشہ رہنے کے وہ باغات جن کا رحمان نے اپنے بندوں سے وعدہ فرمایا ہے)

نحو: جنّٰت یہ الجنۃ سے بدل ہے کیونکہ جنت جنّٰتِ عدن پر مشتمل ہے اور جنت جنس ہے۔ (۲) یا یہ مدح کی بناء پر منصوب ہے اور عدن یہ معرفہ ہے کیونکہ معرفہ ہونے کی وجہ سے العدن کے معنی میں ہے جس کا معنی اقامت ہے۔ (۳) یا یہ جنت کی زمین کا نام ہے کیونکہ وہ اقامت کی جگہ ہے عبادہ سے مراد رجوع کرنے والے مؤمنین ہیں جو کہ اعمال صالحہ کرتے رہیں جیسا کہ ان کا تذکرہ بھی گزرا اور اس لئے بھی کہ ان کی اضافت اپنی طرف فرمائی جو کہ اختصاص کی دلیل ہے پس یہ خاص لوگ ہوئے۔

بِالْغَيْبِ (غائبانہ طور پر) یعنی جنت کا ان سے ایسے حال میں وعدہ کیا کہ وہ ان سے غائب تھی ان کے سامنے موجود نہ تھی یہ جنت سے غائب ہیں۔ اور اس کا مشاہدہ نہیں کر رہے (لیکن اس کے باوجود اس پر ایمان لانے والے ہیں) اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا (بے شک اللہ تعالیٰ کی وعدہ کی ہوئی چیز کو وہ ضرور پہنچیں گے) ہ ضمیر شان ہے۔ یا ضمیر کا مرجع الرحمان ہے۔ وعدہ سے مراد موعودہ جس کا وعدہ کیا گیا یعنی جنت۔ ماتیًّا یہ اسم ظرف ہے یا اسم مفعول جو بمعنی فاعل ہے یعنی جنت میں وہ ضرور جائیں گے۔

۶۲: لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا (وہ لوگ اس میں نہیں سنیں گے) یعنی جنت میں لَغْوًا (کوئی فضول بات) یعنی فحش یا جھوٹ یا فضول کلام لغو اس کو کہا جاتا ہے جس کو کلام میں سے نکال دیا جائے۔

فائدہ: اس میں متنبہ کر دیا کہ لغو سے پرہیز کرنا اور بچنا لازم ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو لغو سے پاک قرار دیا جس میں کوئی تکلیف نہیں۔

اِلَّا سَلٰمًا (مگر سلام) یعنی وہ ملائکہ سے سلام سنیں گے (۲) ایک دوسرے سے سلام سنیں گے (۳) وہ اس میں کوئی ایسی بات نہ سنیں گے مگر وہ بات کہ جو عیب اور نقص سے پاک ہو جمہور علماء کے نزدیک یہ مستثنیٰ منقطع ہے۔ اور ایک اور قول کے مطابق



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ

اور ہم نہیں نازل ہوتے مگر آپ کے رب کے حکم سے۔ اسی کے لئے ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو ان کے درمیان ہے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ

اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے۔ وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ سو آپ اس کی عبادت کیجئے اور اس کی عبادت پر

لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾ ع ۱۵ ۷

ثابت قدم رہیے کیا آپ اس کا کوئی ہم نام جانتے ہیں؟

سلام کا معنی سلامتی کی دعا ہے جبکہ دار السلام کے رہنے والے سلامتی کی دعا سے مستغنی ہوں تو ظاہر کے اعتبار سے یہ بھی لغویات میں شامل ہے اور فضول بات کا حصہ ہے اگر اس میں اکرام کا فائدہ نہ مانا جائے۔

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا (اور اس میں ان کیلئے صبح و شام رزق ہوگا) یعنی ان کو ان کا رزق دنیا کے دن کی دونوں اطراف کی مقدار سے عطا کئے جائیں گے کیونکہ وہاں نہ رات ہے نہ دن وہ ہر وقت نور کے اندر رہیں گے دن کی مقدار وہ پردوں کے اٹھانے اور رات کی مقدار پردوں کے لٹکانے سے معلوم کریں گے صبح اور شام کا رزق اہل عرب کے ہاں افضل ترین زندگی کا حصہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کی اس سے تعریف فرمائی دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد رزق کا دوام ہے جیسے محاورہ میں کہتے ہیں انا عند فلانٍ بكرة وعشيا کہ میں فلاں کے پاس صبح شام ہوتا ہوں مراد اس سے دوام ہوتا ہے۔

## اعمال کی میراث:

۶۳: تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا (یہ جنت ایسی ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو بنائیں گے) یعنی ان کے اعمال کی میراث اس کو قرار دیں گے میراث سے مراد پھل اور انجام ہے دوسرا قول یہ ہے وہ ایسی اقامت گاہوں کے وارث ہونگے جو اہل نار کی ہونگی۔ اگر وہ ایمان لاتے کیونکہ کفر حکما موت ہے۔ مَنْ كَانَ تَقِيًّا (جو خدا سے ڈرنے والے ہوں) تقیًا سے یہاں مراد شرک سے بچنے والے ہیں۔

۶۴: شانِ نُزُول: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرئیل تمہیں ہماری زیادہ ملاقات سے کون سی چیز روکنے والی ہے جتنی کہ اب تم ملاقات کرتے ہو تو اس پر یہ آیت اتری۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ (اور ہم نہیں اترتے مگر آپ کے رب کے حکم سے) [رواہ البخاری] التنزل کے دو معنے ہیں۔ (۱) تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد اترنا (۲) مطلقاً اترنا۔ یہاں پہلا معنی زیادہ مناسب ہے یعنی ہمارا اترنا وقتاً فوقتاً اللہ کے حکم ہی سے ہوتا ہے۔ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (اور اسی کی ملک ہیں ہمارے سامنے کی سب چیزیں اور ہمارے پیچھے کی سب چیزیں ہیں اور ان کے درمیان کی سب چیزیں ہیں اور آپکا رب بھولنے والا نہیں)۔ بین ایدی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ

اور انسان کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا تو کیا یہ ضروری بات ہے کہ میں عنقریب زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ کیا انسان اس بات کو نہیں سوچتا کہ ہم نے اسے اس سے پہلے

مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ

پیدا کیا اور وہ کچھ بھی نہ تھا تیرے رب کی قسم ہے ہم ان لوگوں کو ضرور ضرور جمع کریں گے اور شیاطین کو بھی پھر ہم ان کو دوزخ کے قریب اس حال میں حاضر کر دیں گے کہ گھٹنوں کے

جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ

[illegible] پھر ہم ہر جماعت میں سے ان کو علیحدہ کر دیں گے (جنہوں نے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کی) جو رحمٰن کے مقابلہ میں بہت سخت سرکشی اختیار کیے ہوئے تھے [illegible]

لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾

ہم ہی ان لوگوں کو خوب جاننے والے ہیں جو دوزخ میں داخل ہونے کے زیادہ مستحق ہیں۔

سے مراد جو ہمارے سامنے ہے۔ اور خلف جو ہمارے پیچھے چیزیں ہیں اور بین ذلک سے مراد جن میں ہم ہیں۔ ہم ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت سے ہی منتقل ہوتے ہیں اصل میں وہ خود ہی ہر حرکت و سکون کو جاننے والا اور حفاظت کرنے والا ہے اور جو حالات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں اس کے متعلق غفلت و نسیان کا تصور بھی جائز نہیں۔ پس ہمارے لئے اس کی بادشاہی میں کیسے ممکن ہے کہ ہم ادھر ادھر جائیں سوائے اس کے کہ وہ ہمیں اجازت مرحمت فرمائے۔

۶۵: رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (وہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کا رب ہے)

نحو: رب السمٰوٰت (۱) یہ رَبُّکَ سے بدل ہے۔ (۲) یہ مبتدا محذوف ھُوَ کی خبر ہے۔

پھر اپنے رسول ﷺ کو فرمایا کہ جب آپ نے جان لیا کہ وہ ان صفات سے متصف ہے تو فَاعْبُدْهُ (پس تم اسی ہی کی عبادت کرو) یعنی اس کی عبادت پر قائم رہو۔ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ (اور اس کی عبادت پر مضبوطی سے جمے رہو) یعنی معبود کی عبادت پر حاسدوں کی تکالیف پر صبر کیجئے اور خالق کائنات کی عبادت کیلئے مشقتوں کو برداشت کیجئے تاکہ اس عبادت پر آپ کو جماؤ حاصل ہو اس صورت میں لام اجلیہ ہے۔ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا (کیا تم کسی کو اس کا ہم صفت جانتے ہو) سَمِیًّا کا معنی شبہا و مثلاً یعنی مشابہ اور مماثل (۲) کیا کسی اور کا نام اس کے سوا اللہ ہے کیونکہ یہ نام تو معبود حقیقی کیلئے خاص ہے یعنی جب یہ بات صحیح ثابت ہوگئی کہ کوئی ایسا معبود نہیں جس کی طرف بندے عبادت میں متوجہ ہو سکیں سوائے اس اکیلی ذات کے تو اب اس کی عبادت کے بغیر بھی کوئی چارہ کار نہیں۔ اور اس کی عبادت کی مشقتیں اٹھانے کے بغیر بھی گزارہ نہیں۔

۶۶: شانِ نزول: ابی بن خلف جمحی نے ایک بوسیدہ ہڈی کو ہاتھ سے چورا کرتے ہوئے کہا کیا ہم اس طرح ہو جانے کے بعد



BestUrduBooks.wordpress.com

دوبارہ اٹھائے جائیں گے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَ اِذَا مَامِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا (کیا انسان یوں کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا)

نحو: اذامیں عامل دلالتِ کلام کے مطابق البعث ہے تقدیر کلام یہ ہے: اِذَامَامِتُّ اُبعثُ اس کو اُخرجُ کی وجہ سے منصوب قرار دینا درست نہیں کیونکہ لام ابتدائیہ کا مابعد ماقبل میں عمل نہیں کرتا اس طرح نہیں کہا جاسکتا الیوم لزید قائم۔ مضارع پر جولام ابتدائی داخل ہوتی ہے وہ حال کا معنی دیتی ہے اور مضمونِ جملہ کی تاکید کرتی ہے۔ اب جب حرف استقبال آگیا تو خالص تاکید کا فائدہ اس سے حاصل ہوا اور حال کا معنی معدوم ہو گیا۔

مَا۔ اذاما میں تاکید ہی کیلئے ہے گویا اس طرح کہا گیا احقًا اَنَّا سَنُخْرِجُ مِنَ الْقُبُوْرِ اَحْيَاءً حِيْنَ يتمكن فِيْنَا الموت و الهلاك۔ کیا یہ برحق ہے کہ ہم عنقریب قبور سے زندہ کر کے نکالے جائیں گے جبکہ موت و ہلاکت ہم پر اپنے پنجے مکمل طور پر گاڑ لے گی۔ اور یہ بطور استنکار و استبعاد ہے۔ ظرف کو مقدم کرنا اور پھر حرف انکار کے قریب لانا اسی قبیل سے ہے کہ موت کے بعد والے وقت میں زندگی کا ہونا انوکھی چیز ہے اور اسی سے ان کو انکار تھا۔

## منکرینِ بعثت کو جواب:

۶۷: اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ (کیا یہ شخص اس بات کو نہیں سمجھتا کہ)

قراءت: شامی، نافع و عاصم نے الذکر سے قرار دے کر تخفیف سے پڑھا ہے۔ اور باقی قراء نے ذال اور کاف کی تشدید سے پڑھا ہے اور اس کی اصل یتذکر ہے جیسا کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے تاء کا ذال میں ادغام کر دیا۔ اس کا معنی اَوَلَا يَتَدَبَّرُ؟ (کیا وہ تدبر نہیں کرتے) واؤ عاطفہ ہے اور یقول پر اس کا عطف ہے۔ اور ہمزۂ انکار معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان لائے ہیں۔ مطلب یہ ہے ایقول ذلك ولا يتذكر حال النشأة الاولى حتى لا ينكر النشأة الاخرى؟ کیا وہ یہ بات کہتے ہوئے پہلی پیدائش کا حال یاد نہیں کرتا تاکہ وہ دوسری کا انکار نہ کرتا؟ اول حالت خالق کی قدرت پر زیادہ دلالت کرنے والی ہے۔ اس طرح کہ اس نے جواہر و اعراض کو عدم سے وجود بخشا۔ اور دوسری حالت تو صرف اجزائے موجودہ کو جوڑ دینا اور تفریق کے بعد مجموعہ کی شکل دینا ہے۔ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ (بیشک ہم نے اس کو اس سے قبل پیدا کیا) اس حالت سے پہلے جس میں وہ ہے اور وہ حالتِ بقاء ہے۔ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا (وہ کچھ بھی نہ تھا) اور وہ دلیل ہے کہ معدوم کوئی چیز نہیں۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ البتہ معتزلہ کا اس میں اختلاف ہے۔

۶۸: فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ (پس قسم ہے آپ کے رب کی ہم ضرور ان کو جمع کریں گے) بعث کے انکار کرنے والے کفار کو وَالشَّيٰطِيْنَ (اور شیاطین کو) واؤ بمعنی مع زیادہ وقیع ہے تقدیر عبارت یہ ہے یحشرون مع قرنائهم من الشياطين الذين اغووهم۔ ان کو ان کے قرین شیاطین کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ وہ شیاطین جنہوں نے ان کو اغواء کیا ہر کافر کو شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں جکڑ دیا جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نکتہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف اپنی نسبت کر کے قسم اٹھائی ہے اس میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت شان کی طرف اشارہ ہے۔

ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا (پھر ہم ان سب کو جہنم کے اردگرد گھٹنوں کے بل حاضر کردیں گے)۔

نحو: جثیا یہ حال ہے اور جاثٍ کی جمع ہے۔ زانو کے بل بیٹھنا اس کا وزن فعول ہے کیونکہ یہ اصل میں جثو و ہے جیسے سجود و ساجد ہے کفار کو محشر سے جہنم کے کنارے کی طرف ان کی اسی حالت پر کھینچ کر لایا جائے گا۔ جس حالت میں وہ میدان حشر میں گھٹنوں کے بل تھے۔ قدموں پر نہ چلایا جائے گا۔

## بڑے سرکش:

۶۹: ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ (پھر ہم ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو علیحدہ کریں گے) شیعہ پیروگروپ کو کہتے ہیں جس نے گمراہوں میں سے کسی گمراہ کی پیروی کی ہو۔ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا (جو ان میں سے سب سے زیادہ رحمان کی سرکشی کرتا تھا) جو زیادہ تھا جرأت میں یا فجور وفسق میں۔ مطلب یہ ہے گمراہوں کے گروہوں میں سے پہلے سب سے زیادہ سرکش (سرغنے) گروہ کو ہم نکالیں گے اور پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ۔ جب وہ جمع ہو جائیں گے تو ہم ان کو بالترتیب آگ میں ڈال دیں گے عذاب کے اولین حقداروں کو اولاً ان کے بعد والوں کو بعد میں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اشدھم عتیاً سے مراد ان کے سربراہ کیونکہ ان کے جرائم دوگنا ہیں کیونکہ وہ خود نمبرا۔ گمراہ ہیں۔ نمبر۲۔ گمراہ کرنے والے ہیں۔

نحو: سیبویہ کا قول ایھم مبنی علی الضم ہے کیونکہ صدر جملہ جو کہ اس کا صلہ تھا وہ ساقط ہو گیا اور وہ ھو من اشد ہے اگر اس کو لایا جاتا تو اس کا اعراب نصب والا ہوتا۔ ایک قول یہ ہے یہ اصل میں ایھم ھُوَ اَشَدُّ ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے صلہ موصول کی وضاحت وتبیین کرتا ہے جیسا کہ مضاف الیہ مضاف کی وضاحت کرتا ہے اور اس کی تخصیص کا فائدہ دیتا ہے پس جس طرح حذفِ مضاف الیہ من قبل میں مضاف کو لازماً مبنی بنا دیتا ہے۔ اسی طرح حذفِ صلہ سے بھی موصول مبنی بنانا چاہیے۔ یا کم از کم ایسی چیز بنے جس کو بناء لازم آئے۔ اور ننزع کی وجہ سے یہ محلاً منصوب ہے۔

## خلیل رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ایھم معرب ہے اور مبتدا ہے اور اشد اس کی خبر ہے اس کو رفع حکایۃ دیا گیا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے لننزعن الذین یقال فیھم ایھم اشد علی الرحمان عتیاً۔ اور یہ بھی درست ہے کہ ننزع من کل شیعۃ پر واقع ہونے والا ہو۔ جیسا کہ اس ارشاد میں ووھبنا لھم من رحمتنا۔ [مریم:۵۰] اس صورت میں کلام اس طرح ہے لننزعن بعض کل شیعۃ (ہم ہر بڑے گروپ کے بعض کو کھینچیں گے) گویا کہ کوئی کہنے والا اس طرح کہہ رہا ہے۔ من ھم؟ وہ کون ہیں! تو جواب دیا ایھم اشد عتیا جو ان میں سے سرکشی میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اور علی یہ افعل کے متعلق ہے۔ کلام اس طرح ہے عتو ھم اشد علی الرحمان۔ ان کی سرکشی رحمان پر بہت ہی زیادہ ہے۔

۷۰: ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا (پھر ہم ضرور اچھی طرح جانتے ہیں ان لوگوں کو جو دوزخ میں داخلے کے سب سے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو اس پر وارد نہ ہو۔ آپ کے رب کا یہ حکم لازمی ہے جس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے پھر ہم ان لوگوں کو نجات دے دیں گے جو ڈرتے تھے

وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾

اور ظالموں کو اس میں ایسی حالت میں چھوڑ دیں گے کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔

زیادہ مستحق ہونگے ) بِهَا کی ضمیر نار کی طرف ہے یعنی آگ کے زیادہ حقدار صلیاً تمیز ہے اور اس کا معنی داخلہ ہے بآء یہ اولی کے متعلق ہے (ثُمّ یہاں تراخی زمان کیلئے نہیں بلکہ تراخی مرتبہ کیلئے ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ثم کان من الذین امنوا )۔

## جہنم پر ورود:

۷۱: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس نے دوزخ پر وارد ہونا ہے ) وارد کا معنی یہاں داخل ہے اور ھا سے مراد نار ہے۔ جمہور اہلسنّت کے نزدیک ورود کا معنی یہاں دخول ہے جیسا کہ یہ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس لئے کہ دوسرے ارشاد میں فرمایا فاور دھم النار [سورۃ ہود:۹۸] اور ایک اور ارشاد میں ہے۔ لو کان ھٰؤلاء الھۃ ما وردوھا [الانبیاء:۹۹] اور ایک اور ارشاد میں اس طرح فرمایا ثم نُنَجِّی الذی اتقوا [مریم:۷۲] کیونکہ نجات کا تصور داخلے کے بعد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی جس کو امام احمد نے روایت کیا الورود کا معنی دخول ہے۔ لا یبقی بر و لا فاجر الا دَخَلَهَا فتکون علی المؤمنین بردًا و سلاما کما کان تلی ابراھیم [رواہ احمد] دوسری روایت میں ہے کہ آگ مؤمن کو کہے گی جز یا مؤمن فان نورك اطفاك لَهَبِی [رواہ طبرانی] دوسرا قول یہ ہے کہ ورود دخول ہی کے معنی میں ہے لیکن یہ کفار کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ قراءتِ ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے وان منھم پس قراءت مشہورہ کو التفات پر محمول کیا جائے گا۔ اور ایک قول کے مطابق جو حضرت عبداللہؓ سے منقول ہے کہ ورود کا معنی حضور ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَمَّا ورد ماء مدین [القصص:۲۳] اور دوسرے ارشاد میں فرمایا: اولٰٓئك عنھا مُبعَدون [الانبیاء:۱۰۱] تو عنھا میں ھا سے مراد جہنم ہے۔ مگر اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ھا سے مراد اس کا عذاب ہے۔

## حضرت حسن رحمہ اللہ وقتادہ رحمہ اللہ کا قول:

کہ ورود یہاں مرور علی الصراط کے معنی میں ہے کیونکہ صراط جہنم کے اوپر بنا ہوا ہے پس اہل جنت اس سے بچے رہیں گے اور اہل نار اس میں گرتے جائیں گے۔

## مجاہد کا قول:

یہ ہے کہ مؤمن کا آگ میں وارد ہونا اس پر ہوگا جس طرح دُنیا میں بخار اس کے جسم میں چڑھ جاتا ہے اس لئے آپ علیہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ

اور جب ان پر ہماری کھلی کھلی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو کافر لوگ ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریق میں سے

خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾

مقام کے اعتبار سے کون بہتر ہے اور مجلس کے اعتبار سے کون اچھا ہے؟ اور ان سے پہلے ہم نے کتنی جماعتیں ہلاک کردیں جو ساز و سامان اور نظروں میں بھانے کے اعتبار سے اچھے تھے

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ

آپ فرما دیجئے کہ جو شخص گمراہی میں ہوگا تو رحمٰن اسے مہلت دے گا یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَ

تو یا عذاب ہوگا یا قیامت ہوگی۔ سو عنقریب جان لیں گے کہ وہ کون ہے جو بری جگہ والا ہے اور لشکر کے اعتبار سے کمزور تر ہے' اور

يَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾

جن لوگوں نے ہدایت پائی اللہ ان کی ہدایت کو اور بڑھا دے گا اور باقی رہنے والی نیکیاں آپ کے رب کے پاس ثواب کے اعتبار سے بہتر ہیں اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں۔

السلام نے ارشاد فرمایا کہ بخار آگ میں سے ہر مؤمن کا حصہ ہے۔ (رواۃ البزاز)

ایک صحابیؓ نے دوسرے کو کہا کہ کیا تمہیں ورود نار کا یقین ہے؟ اس نے کہا ہاں اس نے کہا کہ کیا تمہیں واپس لوٹنے کا یقین ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس نے کہا پھر ہنستے کیوں ہو اور بوجھل کیوں بنتے ہو۔ (رواہ احمد فی الزہد)

كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا (یہ تیرے رب کے ذمے لازم ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا) یعنی ان کا ورود لازم ہے۔ جس جس کا فیصلہ ہو چکا۔ الحتم یہ مصدر ہے حتم الامر کا۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ اس کام کو اپنے اوپر لازم کر لے اور پس اس اس کا نام موجب رکھا جاتا ہے جیسے ان کا قول ہے ضرب الامیر۔

۷۲: ثُمَّ نُنَجِّي (پھر ہم نجات دیں گے)

قراءت: علی نے اسکو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا (وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا) اتَّقَوْا سے مراد شرک سے بچنا ہے۔ اور مراد اس سے مؤمن ہیں۔ وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا (اور ہم چھوڑ دیں گے ظالموں کو اس میں زانوں کے بل بیٹھا ہوا)۔

نکتہ: اس آیت میں دلیل ہے کہ تمام داخل ہونگے اس لئے آگے ونذر فرمایا اور ندخل منہیں فرمایا اہل السنت کا مسلک یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ممکن ہے اپنے گناہوں کی مقدار کے مطابق سزا پا کر پھر بچا لیا جائے اور یہ نجات پانا اس کا یقینی ہے۔

مرجیہ کا قول ہے کہ اس کو سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ اسلام کے ساتھ معصیت ان کے ہاں نقصان دہ نہیں ہے۔ معتزلہ کا قول یہ ہیکہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مشرکین کا فقرائے صحابہ رضی اللہ عنہم کو استہزاء:

۷۳: وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِمْ اٰیٰتُنَا (جب ان پر ہماری آیات پڑھی جاتیں) آیات سے مراد یہاں قرآن ہے۔بَیِّنٰتٍ واضح یعنی جن کا معجزہ ہونا ظاہر ہے۔یا بینات کا معنی دلائل و براہین۔

نحو: یہ حال موکدہ ہے جیسا کہ اس آیت میں وَھُوَ الْحَقُّ مصدقًا [البقرہ:۹۱] اس لئے کہ آیات اللہ تو واضح ہی ہوتی ہیں اور دلیل ہی ہوتیں ہیں۔قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (تو کافر کہتے ہیں) یعنی کافروں سے یہاں مشرکین قریش مراد ہیں جو کہ مالدار اور اپنے بالوں کو کنگھی کرنے والے اور زینت میں تکلف کرنے والے تھے۔لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (ان لوگوں کو جو ایمان لائے یعنی فقرائے صحابہ کو جن کے سروں کے بال پراگندہ اور کپڑے کھردرے اور موٹے تھے) اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ (دونوں جماعتوں میں سے کون سی جماعت ہم یا تم) خَیْرٌ مَّقَامًا (مرتبے کے اعتبار سے زیادہ اچھی ہے)۔

نحو: مقامًا میم کے فتحہ کے ساتھ موضعِ قیام کو کہتے ہیں مراد اس سے جائے سکونت اور مکان ہے اور ضمہ کے ساتھ جیسا کہ مکی نے پڑھا موضعِ اقامت اور منزل مراد ہے۔

وَّ اَحْسَنُ نَدِیًّا (زیادہ اعلیٰ ہے مجلس کے لحاظ سے۔) ندیا ایسی مجلس جس میں مشورے کیلئے لوگ جمع ہوتے ہیں۔آیت کا مطلب یہ ہے اللہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے ایسی نشانی اتاردی جس میں دلائل و براہین تھے تو انہوں نے اس میں تدبیر سے اعراض کر کے مال و دولت اور حالت و مکان کی خوبصورتی پر فخر کی طرف رخ کر لیا۔پس اسی لئے ارشاد فرمایا۔

۷۴: وَکَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنْ قَرْنٍ (ہم نے ان سے پہلے بہت سے قرن والوں کو تباہ کر دیا)

نحو: کَمْ اھلکنا کا مفعول ہے اور مِنْ ابہام کی وضاحت کیلئے ہے مطلب یہ ہے بہت سے اہل زمانہ کو ہم نے ہلاک کیا اور ہر زمانے والے بعد والوں کیلئے اہل قرن ہیں۔ھُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا (جو کہ ان سے زیادہ اچھے تھے دنیوی سامان کے اعتبار سے)

نحو: یہ محل نصب میں کَمْ کی صفت ہے ذرا توجہ فرمائیں اگر تم ھُمْ کو چھوڑ دو تو اَحْسَن صفت کی وجہ سے منصوب ہوگا۔اثاثا گھر کے سامان کو کہتے ہیں یا جو گھر کا بستر وغیرہ میں سے جو عمدہ ہو۔وَّ رِءْیًا (اور ظاہری دکھاوت میں) یعنی منظر و ہیئت میں۔

نحو: فعیل کا وزن ہے جو مفعول کے معنی میں ہے اور یہ رأیتُ سے لیا گیا ہے۔

قراءت: اور وریًّا بغیر ہمزہ کے تشدید کے ساتھ نافع اور ابن عامر نے پڑھا۔کیونکہ ہمزہ ساکن تھی ماقبل کسرہ تھا اس لئے یاء میں بدل کر مدغم ہوگئی۔(۲) الرِّیُّ وہ سیرابی جو نعمت سے ہو۔

## استدراج اور اس کا طریقہ:

۷۵: قُلْ مَنْ کَانَ فِی الضَّلٰلَۃِ (آپ کہہ دیں کہ جو لوگ گمراہی میں ہیں) ضلالت سے یہاں کفر مراد ہے۔فَلْیَمْدُدْ لَہُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا (تو رحمٰن اس کو ڈھیل دیتا جا رہا ہے)

نحو: یہ مَنْ شرطیہ کا جواب ہے اور یہ امر خبر کے معنی میں ہے یعنی من کفر مَدّلہ الرحمن یعنی اس کو مہلت دیتا ہے اور عمر بڑھا دیتا ہے تاکہ سرکشی اور گمراہی بڑھ جائے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔اِنما نُملِی لھم لیزدادوا اثما البتہ امر کا صیغہ یہاں لایا



BestUrduBooks.wordpress.com

گیا تاکہ اس کے لازم ہونے کو واضح کر دیا جائے اور اس بات کو واضح کرنے کیلئے کہ یہ ہر صورت میں ہو کر رہے گا۔ جس طرح کہ مامور بہ انجام پذیر ہوتا ہے۔ تاکہ اس سے گمراہوں کی معذرتیں منقطع کی جاسکیں۔

حَتّٰٓی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ (یہاں تک کہ جب وہ دیکھ لیں گے اس چیز کو جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے) یہ جملہ خیرٌ مقامًا واحسن نَدِیًّا کے ساتھ متصل ہے اور ان کے درمیان جملہ معترضہ ہے مطلب یہ ہوا وہ یہ بات کہتے رہیں گے یہاں تک کہ وعدہ کئے ہوئے عذاب کو آنکھوں سے نہ دیکھ لیں گے۔ اِمَّا الْعَذَابَ (خواہ عذاب کو) یعنی دنیا میں اور یہ مسلمانوں کو عذاب دینا ہے قتل اور قید کے ساتھ۔ وَاِمَّا السَّاعَةَ (یا قیامت) اور جو وہاں ان کو عذاب اور رسوائی ہوگی۔ یہ دونوں الساعة اور العذاب ما یوعدون سے بدل ہیں۔ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا (پس عنقریب وہ جان لیں گے مکان کے اعتبار سے برا کون ہے اور لشکر کے اعتبار سے کمزور کون ہے) جُنْد سے مراد یہاں معاونین و مددگار ہیں اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے جس کا انہوں نے اندازہ لگایا تھا اور جگہ ان ہی کی بدترین ہے اور معاونین انہی کے کمزور تر ہیں نہ مکان میں کوئی خیر ہے۔ نہ مجلس میں حسن ہے۔ اور بلاشبہ ایمان والے ان کے کہنے کے برخلاف حالت میں ہیں۔

(۲) یہ بھی جائز ہے کہ یہ قریب کے ساتھ متصل ہو اس صورت میں معنی یہ ہوگا بیشک جو لوگ گمراہی میں ہیں وہ گمراہی کے اندر دراز کر دیے گئے ہیں۔ وہ اپنی گمراہی سے اسوقت تک باز نہ آئیں گے جب تک کہ اپنی آنکھوں سے ایمان والوں کیلئے اللہ کی نصرت کو نہ دیکھ لیں یا قیامت کا مشاہدہ نہ کرلیں اور حتی کے بعد جملوں کو بطور حکایت لایا جاتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جملہ شرطیہ اس کے بعد آرہا ہے۔ اذا راوا ما یوعدون فسیعلمون (پس عنقریب وہ جان لیں گے)۔

۷۶: وَیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا هُدًی (اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیلئے ہدایت کو بڑھا دیتا ہے جنہوں نے ہدایت پائی)

نحو: اس جملے کا عطف فلیمدد پر ہے کیونکہ یہ خبر کی جگہ واقع ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے من کان فی الضلالة مدًّا او یَمُدّلَهُ الرحمٰن ویزید فی ضلال الضُّلّال بخذلانه و یزید المهتدی ای المؤمنین هدًا۔ (جو آدمی گمراہی میں ہو اس کی گمراہی میں دراز کر دیا جاتا ہے یا رحمٰن اس کی گمراہی کو دراز کرتے اور بڑھاتے ہیں اور گمراہ کی گمراہی میں اضافہ اس کو رسوا کرنے کے ذریعے ہوتا ہے اور ہدایت والوں یعنی مؤمنین کی ہدایت میں اضافہ کر دیتے ہیں) هدی مصدر سے مراد ہدایت پر ثابت قدمی یا یقین یا توفیق الٰہی سے بصیرت کا بڑھ جانا ہے والباقیات الصالحات (اور باقی رہنے والے نیک اعمال) اس سے تمام آخرت کے اعمال مراد ہیں۔ (۲) پانچوں نمازیں (۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا (تیرے رب کے ہاں بہت بہتر ہے ثواب میں) ان کاموں کے مقابلے میں جن پر کفار کو فخر ہے۔

وَّ خَیْرٌ مَّرَدًّا (اور بہت بہتر ہیں انجام کے اعتبار سے) مردًّا معنی مرجوع اور انجام ہے اس فضیلت میں کفار سے تحکم اور استہزاء کیا گیا کیونکہ وہ دنیا میں ایمان والوں کو فخر سے کہا کرتے تھے ای الفریقین خیر مقامًا و اَحْسَنُ نَدِیًّا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہنے لگا کہ مجھے ضرور ضرور مال اور اولاد دیئے جائیں گے کیا اسے غیب کا پتہ چل گیا یا اس نے رحمٰن سے

عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ کَلَّا سَنَکْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ

کوئی عہد لیا ہے ہرگز نہیں ہم عنقریب اس کی بات لکھ لیں گے اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے رہیں گے اور اس کی کہی ہوئی چیزوں

مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾

کے ہم مالک رہ جائیں گے اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا۔

## کافروں کے بڑے بول کا جواب:

۷۷: اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا (کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا مجھے ضرور مال اور اولاد دیا جائے گا) وَلَدَ کا لفظ واؤ کے ضمہ اور لام کے سکون کے ساتھ چار مقام پر حمزہ اور علی نے پڑھا ہے (۱) اس آیت میں (۲) سورۂ زخرف میں (۳) سورۂ نوح میں اس سورت میں یہ ولد کی جمع ہے جیسے اُسد اَسد میں یا بمعنی ولد کے ہے جیسے عُرب اور عرب۔

فَائِدَہ: اشیاء کو آنکھوں سے دیکھنا علم کا راستہ ہے اور اس سے صحیح اطلاع حاصل ہوتی ہے اس لئے اہل عرب نے ارئیت کو اخبر کے معنی میں استعمال کیا ہے اور فاء جو ہے تعقیب کا فائدہ دے رہی ہے گویا اس طرح فرمایا اَخبر ایضًا بقصة هذا الکافر واذکر حدیثهٗ عقیب حدیث اولئك اس کافر کے واقعہ کی تم اطلاع دو اور ان لوگوں کی بات کے بعد اس کی بات ذکر کرو۔ لاوتینّ یہ مضمر قسم کا جواب ہے۔

۷۸: اَطَّلَعَ الْغَیْبَ (کیا اس کو غیب کا علم ہو گیا) یہ عربوں کے محاورہ اطّلع الجبل (وہ پہاڑ کی چوٹی کی طرف چڑھا) اس سے لیا گیا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہے کہ کیا وہ غیب کی طرف چڑھا ہے یہ معنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا ہے یہ ہمزہ استفہام کا ہے اور ہمزہ وصل کا محذوف ہے مطلب یہ ہوا کہ اس نے لوح محفوظ کو دیکھا کہ جس میں اس نے اپنی تمنا کو دیکھ لیا۔

اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (یا اس نے رحمٰن کے ہاں کوئی عہد لے لیا ہے) یعنی پکا وعدہ کہ وہ اس کو ضرور دیں گے۔ یا عہد شہادت و گواہی والی بات کو کہتے ہیں۔ حضرت حسن کا قول کہ یہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں اتری مشہور یہ ہے کہ عاص بن وائل کے بارے میں اتری شیخین نے روایت نقل کی کہ خباب بن ارت نے عاص بن وائل کے لئے چاندی پگھلائی پھر خباب بن ارت نے عاص بن وائل سے اس کی مزدوری مانگی اور عاص کہنے لگا کہ تمہارا خیال یہ ہے کہ تم دوبارہ اٹھائے جاؤ گے اور جنت میں سونا اور چاندی بھی ہے میں تیرا قرضہ وہاں ادا کروں گا۔ مجھے وہاں مال اور اولاد ملے گی۔

۷۹: کَلَّا سَنَکْتُبُ مَا یَقُوْلُ (ہرگز نہیں ہم اس کا کہنا لکھتے ہیں) کلّا یہاں ردعیہ ہے اور غلطی پر تنبیہ کیلئے آیا ہے۔ یعنی جو



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ

اور ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنا لیے۔ تا کہ وہ ان کے لئے عزت کی چیز بن جائے۔ خبردار ایسا ہرگز نہیں ہے؛ وہ عنقریب ان کی عبادت کا انکار کریں گے

وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ تَـؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾ ۵ ع ۱۷ ۸

اور ان کے مخالف بن جائیں گے' اے مخاطب! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیاطین کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے جو انہیں خوب ابھارتے ہیں

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾

سو آپ ان کے بارے میں جلدی نہ کیجئے ہم ان کی باتوں کو خوب شمار کر رہے ہیں۔

صورت وہ اپنے نفس کیلئے تجویز کر رہا ہے۔ اس میں وہ خطاکار ہے اس کو اس میں باز رہنا چاہئے۔

سنکتب مایقول یعنی (اس نے جو بات کہی ہے وہ ہم نے لکھ لی ہے) مقصد یہ ہے کہ اس کے سامنے عنقریب ہم ظاہر کریں گے اور اس کو بتلا دیں گے کہ اس کی بات ہم نے لکھ لی ہے کیونکہ جیسے ہی اس نے کہی بغیر تاخیر کے لکھ لی گئی۔ جیسا کہ دوسری آیت میں خود فرمایا: ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید [سورۃ ق:۱۸] اور یہ اسی طرح ہے جیسے کسی نے کہا: اذ ما انتسبنالم تلدنی لئیمة (یعنی یہ جان لیا جائے گا اور نسبوں کے ذریعے یہ واضح ہو جائے گا کہ میں کمینی عورت کی اولاد نہیں)

وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا (اور ہم اس کیلئے عذاب اسی طرح بڑھائیں گے بڑھانا) جیسا کہ افتراء اور جرأت کرنے میں بڑھتا ہے یہ نمد المدد سے ہے کہا جاتا ہے مَدَّهٗ وَ اَمَدَّهٗ دونوں کا ایک ہی معنی ہے اور مدًّا یہ مصدر ہے جس کے ذریعے تاکید لائی گئی تاکہ غضب الٰہی کا خوب اظہار ہو جائے۔

۸۰: وَّ نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ (اور ہم مالک رہ جائیں گے ان چیزوں کے جو وہ کہتا ہے ہم اس سے دور کر دیں گے اس چیز کو جن کے پا لینے کا آخرت میں یہ خیال کرتا ہے۔ اور مراد وہ چیز ہے جو یہ کہتا ہے یعنی مال اور اولاد۔

وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا (یہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا)

نحو: یہ حال ہے یعنی بغیر مال اولاد کے آئے گا جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا ولقد جئتمونا فرادی [الانعام:۹۴] پس اس کا تمنا کرنا اور قسمیں اٹھانا کچھ کام نہ آئے گا۔

۸۱: وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً (اور انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود تجویز کر رکھے ہیں) یعنی ان مشرکین نے بت بنائے ہوئے ہیں جن کی یہ پوجا کرتے ہیں۔ لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا (تاکہ ان کو عزت حاصل ہو) یعنی وہ اپنے الٰہوں کے ذریعے عزت حاصل کریں۔ اور وہ معبود ان کیلئے سفارشی اور معاون بن جائیں اور وہ ان کو عذاب سے چھڑا لیں۔

## معبودین کی بیزاری:

۸۲: كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ (ہرگز ایسا نہیں عنقریب وہ ان کی عبادت کا انکار کریں گے) کلا یہاں ردعیہ ہے اور ان کے



BestUrduBooks.wordpress.com

ایمان کی تردید کیلئے آیا ہے ھم کی ضمیر آلھۃ کی طرف جا رہی ہے کہ عنقریب وہ ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور اس سے ناواقفیت ظاہر کرتے ہوئے کہیں گے اللہ کی قسم تم نے ہماری عبادت نہیں کی تم جھوٹے ہو (۲) یہ ضمیر مشرکین کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی وہ اس بات سے انکار کردیں گے کہ انہوں نے ان بتوں کی عبادت کی ہے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا اور کہیں گے اللہ کی قسم تم نے ہماری عبادت نہیں کی تم جھوٹے ہو یا مشرکین کو کہیں گے یعنی وہ اس بات کا انکار کریں گے کہ انہوں نے بتوں کی عبادت کی ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے واللّٰہ ربنا ما کنا مشرکین [الانعام:۲۳]

وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا (اور وہ ہونگے ان کے مخالف) یعنی وہ بت مشرکین کے خلاف جھگڑیں گے اللہ ان کو قوت گویائی دیں گے۔ ضدًا (مخالف) کیونکہ اللہ ان کو بولنے کی طاقت دیں گے پس وہ کہیں گے اے ہمارے رب ان لوگوں کو عذاب دے جنہوں نے ہماری عبادت کی۔ ضِدّ کا لفظ جمع اور واحد دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ لھم عِزًّا کے مقابلے میں آیا ہے اور مراد عزت کی ضد یعنی ذلت و رسوائی ہے یعنی وہ ان کے مخالف ہونگے جس کا انہوں نے قصد کیا یعنی ان کے لئے ذلت کا باعث ہونگے عزت کا باعث نہ بنیں گے اگر سَيَكْفُرُونَ اور يَكُونُونَ کی ضمیر مشرکین کی طرف لوٹائیں تو مطلب یہ ہوگا وہ مشرکین ان کے خلاف ہوجائیں گے یعنی انکا انکار کردیں گے۔ باوجود اس کے کہ وہ ان کی عبادت کرتے رہے۔

۸۳: پھر اپنے اس ارشاد سے اپنے پیغمبر کو تعجب دلایا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیطان کو کفار پر چھوڑ رکھا ہے یعنی ہم نے شیاطین اور ان کے درمیان دوستی بنا دی۔ یہ درحقیقت ارسلتُ البَعِيْرَ کے محاورہ سے لیا گیا ہے جس کا معنی اونٹ کو کھول دینا آزاد چھوڑ دینا ہے۔ (۲) اغوا کے ذریعے ان پر تسلط جمانا مراد ہے۔

تَؤُزُّهُمْ اَزًّا (وہ ان کو خوب ابھارتے ہیں) یعنی اغوا کے ذریعے گناہوں پر آمادہ کرتے ہیں الاَزّ اور الھزّ یہ دونوں ایک ہی قسم کے لفظ ہیں دونوں کا معنی بھڑکانا اور بہکا کر پیچھے لگانا آتا ہے۔

۸۴: فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا (آپ ان کے بارے میں جلدی نہ کریں ہم یقیناً ان کے لئے گنتی رکھتے ہیں مکمل طور پر) جلدی نہ کرنے کا مطلب عذاب اور عذاب کے لانے میں جلدی ہے۔ اور نَعُدُّ لَهُمْ کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے اعمال بدلے کیلئے شمار کررہے ہیں۔ یا فناء کیلئے ان کے سانس گن رہے ہیں۔

نکتہ: ابن سماک نے یہ آیت مامون الرشید کے سامنے پڑھی تو اس نے کہا کہ جب سانس بھی گنتی کے ہیں اور اس کیلئے کوئی مدد بھی نہیں ہے یعنی اضافہ بھی نہیں ہے تو کتنی جلدی وہ ختم ہو رہے ہیں اور ختم ہونے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾

وقف لازم

ہم متقیوں کو رحمٰن کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف اس حال میں چلائیں گے کہ وہ پیاسے ہوں گے

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾

وقف لازم

کوئی شخص سفارش کا اختیار نہ رکھے گا مگر جس نے رحمٰن کے پاس سے اجازت لی۔

## متقین کا اعزاز اور مجرمین کی ذلت:

۸۶،۸۵: يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (اس دن کو یاد کرو جس روز ہم متقین کو رحمٰن کی بارگاہ میں مہمان بنا کر جمع کریں گے) اس حالت میں کہ وہ عمدہ قسم کی اونٹنیوں پر سوار ہونگے۔ جن کے کجاوے سونے کے اور ان کی مہاریں یاقوت وزبرجد کی ہونگی۔ وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا (اور مجرمین کو ہم دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے) مجرمین سے کافر مراد ہیں۔ سوق سے مراد ہے چوپائیوں کی طرح ہانک کرلے جانا کیونکہ وہ دنیا میں چوپائیوں سے بھی زیادہ گمراہ تھے اور وردًا کا معنی پیاسے کیونکہ جو آدمی گھاٹ پر وارد ہوتا ہے اس کو پیاس ہی گھاٹ پر لاتی ہے ورد کی حقیقت یہ ہے پانی کی طرف چلنا اس لئے جانے والوں کو وارد کہا جاتا ہے اور وفد جمع وافد کی ہے جیسے رکب جمع راکب کی ہے اور ورد جمع وارد کی ہے۔

نحو: یوم فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے وہ یوم نحشر ہے اور نَسُوْقُ کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں گروہوں کے ساتھ وہ سلوک کریں گے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرا معنی اذکر یوم نحشرھم (تم اس دن کو یاد کرو جب ہم ان کو جمع کریں گے) یہاں متقین کا تذکرہ اس طرح کیا کہ ان کو اپنے اس رب کی بارگاہ میں اکٹھا کیا جائیگا۔ جو اپنی رحمت سے ان کو ڈھانپ لے گا۔ جس طرح کہ بادشاہ کے پاس خیر سگالی وفد آتے ہیں اور کافروں سے اس طرح سلوک کیا جائے گا کہ ان کو آگ کی طرف لے جایا جائے گا گویا کہ وہ پیاسے اونٹ ہیں جن کو بطور تذلیل کے پانی کی طرف چلایا جائے۔

۸۷: لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ (وہ شفاعت کا اختیار نہ رکھیں گے)

نحو: یہ حال ہے واؤ کو اگر ضمیر قرار دیں تو عباد کی طرف لوٹے گی جس پر متقین مجرمین کا تذکرہ دلالت کر رہا ہے کیونکہ بندے انہی دونوں قسموں پر مشتمل ہیں۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ جمع کی علامت ہو جیسا کہ اس مثال میں اکلونی البراغیث اور فاعل من اتخذ ہے کیونکہ وہ معناً جمع ہے۔ اور من اتخذ محلا مرفوع ہے کیونکہ یہ واؤ سے بدل ہے جو یملکون میں ہے۔ نمبر۳۔ فاعلیت کیوجہ سے مرفوع ہے۔ نمبر۴۔ حذف مضاف کی تقدیر پر منصوب ہے ای الا شفاعةُ من اتخذ اور مقصود یہ ہے وہ اس بات کا اختیار نہ رکھیں گے کہ ان کے لئے سفارش کی جائے۔

اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (مگر جس نے رحمان کے پاس اجازت لے لی ہے) اس طرح کہ وہ ایمان لایا۔ حدیث میں وارد ہے کہ من قال لا الٰہ الا اللّٰہ کان لہ عند اللّٰہ عھد [طبرانی فی الکبیر] جس نے لا الٰہ کہا اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ

اوران لوگوں نے کہا کہ رحمٰن نے اولاد اختیار کرلی ہے۔ البتہ تم نے بہت ہی سخت بات کہی قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں

وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ

اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں اس بات سے کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے اولاد تجویز کی اور رحمٰن کی شان کے لائق نہیں

اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ

کہ وہ کسی کو اپنی اولاد بنائے۔ جو بھی آسمان اور زمین میں ہیں وہ سب رحمٰن کے پاس بندگی اختیار کئے ہوئے حاضر ہوں گے اللہ نے

اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾

ان سب کو خوب اچھی طرح شمار کیا ہے اوران سب کو اچھی طرح گن رکھا ہے اوران میں سے ہر ایک قیامت کے دن اس کے پاس تنہا آئے گا۔

ہاں عہد ہے۔

## ایک روایت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے ایک دن اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ کیا عاجز ہے تم میں سے ہر ایک کہ وہ ہر صبح اور ہر شام اللہ تعالیٰ کے ہاں عہد لے! صحابہ نے عرض کیا۔ یہ کس طرح ممکن ہے تو آپ نے فرمایا ہر صبح وشام وہ اس طرح کہے۔ اللّٰھم فاطر السمٰوٰت والارض عالم الغیب والشھادۃ انی اعھد الیك بانی اشھد ان لا الٰہ الا انت وحدك لا شریك لك وان محمدًا عبدك ورسولك وانك ان تکلنی الی نفسی تقربنی من الشر وتباعدنی من الخیر وانی لا اثق الا برحمتك فاجعل لی عھدا توفینیه یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد۔ جب اس نے یہ کہہ لیا تو اس پر مہر لگا دی جاتی ہے (اخرجه الثعلبی) اوراس کو عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا ایک منادی عرش کے نیچے سے ندا دیگا۔ وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے رحمان سے عہد لیا ہے پس انکو جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔

نمبر۲۔ یہ اس محاورہ کے مطابق ہے عَھِدَ الا میر الی فلان بکذا جبکہ وہ کسی بات کا حکم دے دے۔ اب مطلب آیت کا یہ ہے اس کے ہاں کوئی شفاعت نہ کرے گا۔ مگر وہی جس کو شفاعت کا حکم اوراذن ملا۔ یہ مضمون تو لا یشفع عندہ الا باذنه کے مناسب ہے۔

## اللہ تعالیٰ کا بیٹا ماننا بدترین حرکت ہے:

۸۸: وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا (اورانہوں نے کہا کہ رحمان نے بیٹا بنالیا ہے) کہنے والے یہود ونصاری ہیں اوراسی طرح مشرکینِ عرب جنہوں نے ملائکہ کواللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۸۹: لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا (تم نے نہایت سخت حرکت کی ہے) یہاں غائب سے خطاب کی طرف التفات کیا گیا ہے اور اپنے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ انہیں یہ کہیں۔ اَلْاِدُّ عجیب یا بڑا حادثہ اَلْاِدَّةُ سختی اور کہتے ہیں ادنی الامر کہ مجھے کام نے بوجھل کر دیا اور مجھ پر بہت گراں گزرا۔

۹۰: تَكَادُ السَّمٰوٰتُ (قریب ہے کہ آسمان)۔

قراءت: نافع وعلی نے یاء سے پڑھا ہے۔ تَكَادُ قریب ہونے کے معنی میں ہے۔

يَتَفَطَّرْنَ (وہ پھٹ جائیں) قراءت: بصری، شامی، حمزہ، خلف، ابوبکر نے نون سے پڑھا۔ انفطار یہ فطرۂ سے ہے جبکہ اس کو پھاڑا جائے۔ التفطر یہ فطرۂ سے ہے جبکہ شققۂ اس کو پھاڑا جائے۔ مِنْهُ (اس سے) اس بات کی بڑھائی کی وجہ سے وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ (اور زمین پھٹ جائے) دھنس جائے اور اس کے اجزاء ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ (اور گر پڑیں پہاڑ) هَدًّا (ٹوٹ کر) ٹکڑے ہو کر، ریزہ ریزہ ہو کر۔ الهدة: (آسمان سے بجلی کی آواز)۔

نحو: یہ مصدر ہے ای تهدهدًا وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں ان کی بات سن کر۔ نمبر۲۔ مفعول لہ ہے نمبر۳۔ حال ہے۔ اس حال میں کہ ریزہ ریزہ ہوں۔

۹۱: اَنْ دَعَوْا (اس بات سے کہ انہوں نے نسبت کی) اس لئے کہ انہوں نے انکا نام رکھا ہے۔

نحو: یہ منه کی ھا سے بدل ہونے کی بنا پر محلِ جر میں ہے۔ نمبر۲۔ منصوب ہے مفعول لہ ہونے کی وجہ سے گویا خرور کی علت هدًّا سے بیان کی۔ اور ریزہ ریزہ ہونا رحمان کیلئے اولاد تجویز کرنے کی بنا پر ہے۔

نمبر۲۔ هدًّا کا فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے هدها دعاؤهم للرحمان ولدًا ان کو ریزہ ریزہ کیا ان کے رحمان کی طرف بیٹے کی نسبت نے۔

۹۲: وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا (اور رحمان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اولاد اپنے لئے تجویز کرے) انبغی یہ بغی کا مطاوع بن کر آتا ہے۔ اس کا معنی طلب کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ طلب شئی کے بعد اس شئی کے ہو جانے کی باری آتی ہے۔ اب اگر بالفرض اللہ تعالیٰ اپنے لئے اولاد کا طالب بھی ہو۔ تب بھی اولاد اس کیلئے ممکن نہیں۔ اس کی اولاد ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکا بنانا حاجت وجنسیت کو چاہتا ہے اور اس کی ذات ان دونوں باتوں سے پاک ہے۔ کیونکہ یہ دونوں نقص وعیب ہیں۔

نکتہ: رحمان کے لفظ کو بار بار دھرایا گیا تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ رحمان اکیلا ہی اس صفت کا حقدار ہے اور کوئی اس کا مستحق نہیں کیونکہ تمام نعمتوں کا سرچشمہ وہی ہے اے انسان اپنی آنکھوں سے پردہ ہٹا اور پھر دیکھ جو کچھ بھی تیرے پاس ہے سب اس کا عطیہ ہے پس جنہوں نے اس کی طرف اولاد کی نسبت کی انہوں نے اس کو مخلوق کا حصہ قرار دیا اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمان کا انکار کیا حالانکہ اس کا وہی اکیلا مستحق ہے۔

## سب رحمٰن کے عاجز بندے:

۹۳: اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (کیونکہ جتنے بھی کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے رحمٰن ان کے لئے محبت پیدا فرما دے گا سو ہم نے قرآن کو آپ کی زبان پر آسان

بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

کر دیا تاکہ آپ اس کے ذریعہ متقین لوگوں کو بشارت دیں اور جھگڑالو قوم کو ڈرائیں' اور ہم نے اس سے پہلے کتنے ہی گروہوں کو ہلاک

مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾ ع

کر دیا' کیا آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا ان میں سے کسی کی کوئی آہٹ سنتے ہیں۔

نحو: مَنْ نکرہ موصوفہ ہے اس کی صفت فی السمٰوٰت والارض ہے اور کل کی خبر ہے۔

اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ (مگر وہ رحمان کے روبرو آنے والا ہے) نحو: آتی و آتیہ واحد لائے گئے کیونکہ کُل کا لفظ واحد ہے۔ یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے از اتی یاتی اور اس کا معنی مستقبل والا ہے۔ ای یاتیہ وہ آئے گا۔

عَبْدًا (غلام ہو کر) یہ حال ہے عاجز، ذلیل، مطیع ہو کر مطلب یہ ہے جو بھی آسمانوں و زمین میں ہیں خواہ ملائکہ ہوں اور لوگ ہوں مگر وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا اقراری بن کر آئیں گا۔ اور عبودیت اور بیٹا ہونا دونوں ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر باپ اپنے بیٹے کا خریداری سے مالک بن جائے تو خریدتے ہی وہ آزاد ہو جائے گا۔ تمام مخلوق کی نسبت اللہ تعالیٰ سے غلام و آقا والی ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ بعض تو بیٹے بن جائیں اور بعض غلام رہیں۔

قراءت: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آت الرحمان اصل کے مطابق پڑھا جیسا اضافت سے پہلے تھا۔

۹۴: لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا (اللہ تعالیٰ نے ان کو شمار کر رکھا ہے گن کر اور اس کا احاطہ کر رکھا ہے) اپنے علم سے ان کو محصور و محیط کر رکھا ہے کہ کوئی شئی اس کے دائرۂ علم سے باہر نہیں۔

۹۵: وَكُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا (اور قیامت کے دن ہر ایک اس کے پاس تنہا آئے گا) یعنی ان میں سے ہر ایک اکیلا آئے گا جب کہ اس کے پاس مال و اولاد اور معین و مددگار نہ ہو گا۔

## رحمٰن کی محبت:

۹۶: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ (جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے لئے) لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (محبت پیدا کر دے گا) اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دیگا۔ ربیع کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں گے اور ان کو لوگوں کے ہاں محبوب بنا دیں گے۔

حدیث میں وارد ہے کہ مؤمن کی محبت ابرار کے دلوں میں ڈالتا ہے اور فجار کے دلوں میں انکا رعب طاری کر دیتا ہے۔ قتادہ اور ھرم کہتے ہیں جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندوں کے دل اس کی طرف متوجہ کر دیتے ہیں۔ کعب



BestUrduBooks.wordpress.com

کہتے ہیں بندے کی تعریف زمین میں اس وقت قائم رہتی ہے جب آسمان میں اس کی تعریف قائم و پختہ ہو جاتی ہے۔

۹۷: فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ (پس ہم نے اس قرآن کو آسان کیا ہے) ہٗ کی ضمیر کا مرجع قرآن ہے کہ ہم نے اس قرآن کو آسان کر دیا۔ بِلِسَانِكَ (آپ کی زبان میں) آپ کی لغت میں۔

نحو: یہ حال ہے لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ (تاکہ آپ اس سے متقین کو خوشخبری سنائیں) متقین سے مؤمن مراد ہیں۔ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا (اور آپ ڈرائیں جھگڑالو قوم کو) جو باطل جھگڑے میں بڑے سخت ہیں جو کہ ہر جھگڑے اور اختلاف میں پڑے ہیں جدال ہو یا دکھلاوا۔ لُدًّا یہ اَلَدّ کی جمع ہے۔ مراد اس سے اہل مکہ ہیں۔

## تخویفِ کفار:

۹۸: وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ (اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کیا) اس میں اہل مکہ کیلئے تخویف و انذار ہے (کہ ان کو ان سے عبرت حاصل کرنا چاہئے) هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ (کیا تم ان میں سے کسی کو دیکھتے ہو) یعنی کیا تم پاتے ہو۔ نمبر۲۔ دیکھتے ہو نمبر۳۔ جانتے ہو۔ الاحساس حاسہ سے کسی چیز کو جاننا۔ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا یا (ان کی آہٹ سنتے ہو)۔

رکزاً ہلکی آواز، الرکاز اسی سے ہے۔ یعنی جب ہمارا عذاب آیا تو کوئی ایسا شخص باقی نہ رہا جو نظر آ سکے۔ اور کوئی آواز باقی نہ تھی جو سنائی دے۔ مطلب یہ ہے تمام ہلاکت کے گھاٹ اتر گئے۔ پس انکا حشر بھی ایسا ہونے والا ہے اگر انہوں نے قرآن میں تدبر سے اعراض قائم رکھا۔ پھر انکا انجام ہلاکت ہی ہے۔ پس انکا معاملہ آپ پر گراں نہ گزرنا چاہیے۔

تمت ترجمة سورة مريم ثمانية عشر من رمضان ۱۴۲۳ھ من الهجرة يوم الاحد قبل الظهر والحمدلله على ذلك



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَۃُ طٰہٰ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّثَمٰنُ رُکُوْعَاتٍ

سورۂ طٰہٰ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی جس میں ایک سو پینتیس آیات اور آٹھ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰہٰ ① مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ② اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی ③ تَنْزِیْلًا

طٰہٰ ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لئے جو ڈرتا ہو یہ اس ذات کی طرف سے نازل

مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ④ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ⑤ لَہٗ

کیا گیا جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا فرمایا' وہ بڑی رحمت والا ہے عرش پر مستوی ہوا' اسی کے لئے ہے

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ⑥ وَاِنْ تَجْھَرْ بِالْقَوْلِ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور جو تحت الثریٰ ہے اور اگر آپ زور سے بات کریں

فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ⑦ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ⑧

تو بلاشبہ وہ چپکے سے کہی ہوئی بات کو جانتا ہے اور اس بات کو بھی جو اس سے زیادہ خفی ہو' اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے لئے اسمائے حسنیٰ ہیں۔

۱: طٰہٰ قراءت: طاء کو استعلاء کی وجہ سے تفخیم سے اور ھاء کو امالہ سے ابوعمرو نے پڑھا ہے۔ حمزہ، علی، خلف وابوبکر نے دونوں میں امالہ کیا دیگر قراء نے دونوں میں تفخیم کی ہے۔

حسن ومجاہد ضحاک وعطاء کا جو قول مروی ہے کہ اس کا معنی یا رجل ہے۔ اگر یہ قول صحیح ہے تو ظاہر ہے۔ ورنہ حق بات وہی ہے جو ہم سورۂ بقرہ کی ابتداء میں رقم کر چکے فلیر اجع الیہ۔

### قرآن مشقت کے لئے نہیں اتارا:

۲: مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ (ہم نے نہیں اتارا تم پر قرآن کو کہ) اگر طٰہٰ کو اسمائے حروف میں سے شمار کریں تو یہ ابتدائے کلام ہے۔ اور اگر تم اس کو سورت کا نام قرار دو تو پھر اس کے متعلق خبر ہونے کا احتمال ہے اور وہ مبتدا کی جگہ میں ہے اور اس کا جواب بن جائے اور وہ قسم ہو۔ القرآن کو ضمیر کی جگہ ظاہر لائے کیونکہ وہ قرآن ہے۔

لِتَشْقٰٓی (آپ تھک جائیں) ان پر بہت زیادہ افسوس کرتے ہوئے اور ان کے کفر پر افسوس کرتے ہوئے تھک جائیں۔ نمبر۲۔ ان کے ایمان نہ لانے پر افسوس کرتے ہوئے تنگی محسوس کریں۔ نمبر۳۔ قیام لیل کی وجہ سے اپنے آپ کو تھکان پہنچائیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے رات کو نماز ادا کی یہاں تک کہ قدم مبارک سوج گئے اس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا اپنا کچھ خیال کریں۔ نفس کا بھی آپ پر حق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو اسلئے نہیں اتارا کہ آپ ﷺ اپنے نفس کو عبادت سے سخت سزا دیں۔ آپ کو میانہ روی والی حقیقت کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔

۳: اِلَّا تَذْكِرَةً (مگر ایسے شخص کی نصیحت کیلئے)

نحو: استثناء منقطع ہے ای لکن اَنْزَلْنٰهُ تَذْكِرَةً (لیکن اس کو نصیحت کیلئے اتارا)۔ نمبر۲۔ یہ حال ہے۔ لِّمَنْ يَّخْشٰى (جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے) اس کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ نمبر۲۔ اس کیلئے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ خشیت اختیار کرلے گا۔

۴: تَنْزِيْلًا (یہ اتارا ہوا ہے)۔

نحو: یہ تذکرۃ سے بدل ہے۔ جبکہ اس کو حال قرار دیا جائے۔ نمبر۲۔ نزل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۳۔ مدح کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۴۔ یخشی کی وجہ سے اس کا مفعول بنکر منصوب ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے انزله الله تذکرة لمن یخشی تنزیل الله۔ (اللہ تعالیٰ نے ان کو اس شخص کیلئے نصیحت بنایا جو اللہ تعالیٰ کی تنزیل سے ڈرنے والا ہے)۔

مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ (اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا کیا زمین اور آسمان کو)

نحو: یہ تنزیلاً کے متعلق ہے جو اس کا صلہ ہے۔

الْعُلٰى (بلند) یہ العلیا کی جمع ہے۔ اور اعلیٰ کی تانیث ہے۔ آسمانوں کی صفت العلیٰ لاکر اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت پر اس کو دلیل کے طور پر پیش کیا۔

۵: اَلرَّحْمٰنُ (وہ بڑا مہربان ہے) یہ مدح کی وجہ سے مرفوع ہے ای هو الرحمان۔ عَلَى الْعَرْشِ (عرش پر) یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ اسْتَوٰى (مستوی ہے) استیلاء کے معنی میں ہے جو زجاج سے مروی ہیں۔ عرش کا ذکر کرکے اس بات پر متنبہ کیا گیا کہ اس کا استیلاء دوسروں پر ہے۔ اس لئے کہ عرش اس کی مخلوقات میں سب سے بڑا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے جب عرش پر استواء بادشاہی کے مترادف ہے تو اس کو ملک سے کنایہ قرار دیا اس لئے عرب کے لوگ کہتے ہیں استوی علی العرش ای ملك اگرچہ وہ چارپائی یا تخت پر بالکل نہ بیٹھا ہو اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہتے ہیں۔ یدُ فلانٍ مبسوطۃٌ یعنی وہ سخی ہے اگرچہ سرے سے اس کا ہاتھ ہو ہی نہ۔

## استواء کے متعلق قول علی رضی اللہ عنہ:

اہل السنّت کا مسلک وہی ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ الاستواء غیر مجهول والکیفیة غیر معقول والایمان به واجب والسوال عنه بدعةٌ استواء مجہول نہیں کیفیت معقول نہیں اور اس پر ایمان واجب ہے اور اس کے متعلق سوال بدعت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تھا جبکہ کوئی مکان نہیں تھا پس وہ اسی طرح ہے جیسا کہ مکان کی پیدائش سے پہلے تھا جس طرح تھا اس سے تبدیل نہیں ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۶: لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی ہی کا ہے)

نحو: یہ خبر اور مبتدا ہے اور وما بینھما کا عطف مبتدا پر ہے۔

وَ مَا بَیْنَهُمَا (اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے) یعنی سارے کا سارا اس کی ملک ہے۔ وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی (اور جو کچھ ثریٰ کے نیچے ہے) یعنی جو سات زمینوں کے نیچے ہے۔ نمبر۲۔ ثریٰ سے مراد وہ چٹان ہے جو ساتویں زمین کے نیچے ہے۔

۷: وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ (اور اگر تم پکار کر بات کہو یعنی تم اپنی آواز کو بلند کرو) فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ (پس بے شک وہ چپکے سے کہی ہوئی بات کو جانتا ہے) یعنی وہ بات جو تم بطور راز کے دوسرے سے کہو۔ وَ اَخْفٰی (اور اس سے زیادہ مخفی بات کو بھی) اس سے مراد وہ باتیں ہیں جو تیرے دل میں بطور خیالات کے آتی ہیں۔ یا وہ باتیں جن کو تم اپنے دل میں چھپاتے ہو یا جن میں تم رازداری کرو گے۔

## کفار کے تقویٰ کی تردید:

۸: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے سارے اچھے نام ہیں) یعنی وہ اپنی ذات کے لحاظ سے اکیلا ہے۔ اگرچہ اس کی صفات کی تعبیرات جدا جدا ہیں۔ اس آیت میں کفار کے اس مقولے کی تردید ہے کہ تم تو ہمیں کئی معبودوں کی طرف دعوت دیتے ہو۔ یہ بات انہوں نے اسوقت کہی جبکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بہت سے نام سنے۔ الحسنیٰ یہ احسن کی تانیث ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿٩﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ

اور کیا آپ کے پاس موسیٰ کی خبر آئی ہے جب انہوں نے آگ کو دیکھا تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی

نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿١٠﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ

ہے ہوسکتا ہے کہ اس میں سے تمہارے لئے ایک شعلہ لے آؤں یا آگ پر راستہ بتانے والا کوئی شخص مل جائے' سو جب اس کے پاس آئے تو انہیں ندا دی گئی

يٰمُوْسٰى ﴿١١﴾ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿١٢﴾

کہ اے موسیٰ بے شک میں تمہارا رب ہوں سو اپنی جوتیاں اتار دو بے شک تم ایک پاک میدان یعنی طویٰ میں ہو'

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿١٣﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ

اور میں نے تمہیں منتخب کرلیا ہے سو جو کچھ تمہاری طرف وحی کی جارہی ہے اسے سن لو۔ بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو تم میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے

الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿١٤﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿١٥﴾

نماز قائم کرو' بلاشبہ قیامت آنے والی ہے میں اس کو پوشیدہ رکھوں گا تاکہ ہر جان کو اس کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ دے دیا جائے۔

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿١٦﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ

سو جو شخص اس پر ایمان نہ لائے اور اپنی خواہشوں کا اتباع کرے وہ تمہیں اس سے نہ روک دے ورنہ تم تباہ ہوجاؤ گے' اور اے موسیٰ وہ تمہارے داہنے ہاتھ میں

يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ

کیا ہے عرض کیا وہ میری لاٹھی ہے۔ میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور بھی کام

اُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا

ہیں۔ فرمایا اے موسیٰ اس کو ڈال دو سو انہوں نے اس کو ڈال دیا۔ سو وہ اچانک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔ فرمایا اس کو پکڑ لو اور ڈرو

تَخَفْ ۫ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ

مت۔ ہم اسے پہلی حالت پر لوٹا دیں گے اور اپنے ہاتھ کو اپنی بغل میں لے لو وہ بغیر کسی عیب کے روشن ہو کر

غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿٢٢﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٢٤﴾ ع

نکلے گا۔ یہ دوسری نشانی ہے۔ تاکہ ہم تم کو بڑی نشانیوں میں بعض نشانیاں دکھلائیں۔ تم فرعون کی طرف چلے جاؤ' بلاشبہ وہ سرکشی اختیار کئے ہوئے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ:

۹: وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى (کیا آپ کو موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی خبر پہنچی) ھَلْ یہاں قَد کے معنی میں ہے اور حدیث کا معنی خبر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ یہاں آپ کو خطاب کرنے کے بعد اس لئے سنایا تا کہ نبوت کی مشقتیں اور صعوبتیں برداشت کرنی اور ناپسندیدہ باتوں کے پیش آنے کی صورت میں صبر کرنے میں آپ ان کے طرز عمل کو سامنے رکھیں تا کہ آپ اسی طرح بلند مرتبہ پائیں جیسے موسیٰ علیہ السلام نے پایا۔

## واقعہ طور اور نبوت کا ملنا:

۱۰: اِذْ رَاٰ نَارًا (جبکہ انہوں نے آگ دیکھی) اذ مضمر کا ظرف ہے ای حین رای نارًا کان کیت و کیت جب انہوں نے آگ دیکھی تو معاملہ ایسا ایسا تھا۔ (۲) اذکر محذوف کا مفعول بہ ہے۔ روایت تفصیلیہ میں ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شعیب علیہ السلام سے والدہ کی خدمت میں جانے کی اجازت طلب کی اور اپنے گھر والوں کو لے کر چل دیے راستہ میں ان کے ہاں بیٹے کی ولادت ایک ایسی رات میں ہوئی جو اندھیری اور برفانی تھی اور آپ راستہ میں بھی بھول گئے اور جانور بھی آپ کے منتشر ہو گئے۔ آپ کے پاس پانی بھی نہیں تھا۔ آپ نے چقماق جلایا مگر اس کی ضرب بے فائدہ گئی۔ اسی دوران آپ نے یہ آگ دیکھی جو ان کے اپنے خیال میں تو اس وقت آگ تھی اور حقیقت میں وہ نور تھا۔

فَقَالَ لِاَهْلِهِ (پس اپنی بیوی سے آپ نے کہا) امْكُثُوْا (تم ٹھہرو) یعنی اپنی اسی جگہ میں اقامت اختیار کرو۔ اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا (میں نے آگ دیکھی ہے) ایناس اصل میں کسی چیز کو اس طرح دیکھنا کہ جس سے آدمی مانوس ہو جائے۔ لَّعَلِّیْ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا (شاید میں اس میں سے تمہارے پاس کچھ لے آؤں) آپ نے معاملے کی بنیاد یہاں رجاء اور امید پر رکھی۔ تا کہ کہیں ایسے وعدے کی نوبت نہ آجائے کہ جس میں وفا کا یقین نہ ہو۔ بِقَبَسٍ (ایک شعلہ) لکڑی کے سر پر آگ کا تھوڑا سا شعلہ یا ڈیوٹ انگارہ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى (یا آگ کے پاس راستہ کا پتہ مجھے مل جائے)

نحو: ھدی سے یہاں ذوی ھدی مراد ہے۔ یعنی ایسے لوگ مل جائیں جو راستے کی طرف میری راہنمائی کر دیں اور علی النار میں استعلاء کا معنی ظاہر کرتا ہے کہ آگ والوں کا اس سے قریبی مکان پر غلبہ ہوگا۔

۱۱: فَلَمَّا اَتٰىهَا (جب آگ کے پاس آپ پہنچے) ھا کی ضمیر آگ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ آپ نے آگ کو سفید پایا جو ایک سبز رنگ کے درخت سے نیچے سے لے کر اوپر تک بھڑک رہی تھی۔ اور وہ درخت عناب کا تھا یا عوسج کا درخت تھا۔ عوسج ایک کانٹے دار جھاڑی ہے۔ آپ نے اس کے پاس کسی شخص کو نہ پایا۔ روایت میں ہے کہ جب اس آگ کی طلب میں آگے بڑھتے تو وہ آگ ان سے دور ہوتی اور جب چھوڑ دیتے تو وہ ان کے قریب ہوتی پس اس جگہ۔ نُوْدِیَ (موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی گئی)۔ یٰمُوْسٰى (اے موسیٰ)۔

۱۲: اِنِّیْ اَنَا رَبُّكَ (میں تمہارا رب ہوں) اِنِّی ہمزہ مقصورہ کے ساتھ یعنی آواز دے کر یہ کہا گیا یموسیٰ انی اور اس لئے بھی کہ ندا قول ہی کی قسم میں سے ہے اس لئے قول والا معاملہ کیا گیا کیونکہ قال کے بعد انّ آتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: مکی اور ابو عمرو نے اَنِّیْ پڑھا ہے۔اس صورت میں تقدیر کلام یہ ہے نُوْدِیَ بِاَنِّی اَنَا رَبُّکَ یعنی آواز دی گئی اس لئے کہ میں تمہارا رب ہوں اَنَا مبتدا ہے یا تاکید ہے۔ یا ضمیر فصل ہے۔اور ضمیر کو دوبارہ معرفہ کی تحقیق اور ازالۂ شبہ کیلئے لایا گیا ہے۔ روایت میں ہے کہ جب آواز دی گئی یا موسیٰ تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی من المتکلم؟ اس پر اللہ نے فرمایا انا ربك پس اس سے انہوں نے پہچانا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔اس لئے کہ انہوں نے اس کو اپنی شش جہات سے سنا اور اپنے تمام اعضاء سے سنا۔

فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ (تم اپنے دونوں جوتے اتاردو) ان جوتوں کو اتار دو تاکہ تمہارے دونوں قدموں کو مقدس وادی کی برکت پہنچے۔ یہ مجاہد کا قول ہے۔(۲) اس لئے کہ وہ دونوں جوتے گدھے کی غیر مدبوغ کھال کے بنے ہوئے تھے۔(۳) ننگے پاؤں ہونا اللہ کی بارگاہ میں تواضع کی علامت تھی۔اور اسی لئے ہی سلف صالحین بیت اللہ کا طواف ننگے پاؤں کرتے ہیں اور قرآن کی دلالت بھی اسی بات پر ہے۔کہ یہ جوتوں کا اتارنا اس مقام کے احترام اور تعظیم کیلئے تھا۔پس آپ نے جوتے اتار کر وادی کے پیچھے پھینک دیئے۔

اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی (بیشک تم طوی کی مقدس وادی میں ہو) مقدس کا معنی مطہر یا مبارک۔طوی جہاں تنوین سے آئے تو یہ وادی کا نام ہے۔اور یہ وادی مقدس سے بدل ہے۔شامی اور کوفی نے تنوین سے پڑھا۔دیگر قراء نے بغیر تنوین کے پڑھا۔اور انہوں نے بقعہ کی تاویل کی اور ابو زید نے طاء کے کسرہ اور تنوین کے بغیر پڑھا۔

۱۳: وَاَنَا اخْتَرْتُکَ (اور میں نے تم کو پسند کر لیا ہے) یعنی نبوت کیلئے چن لیا ہے۔

قراءت: حمزہ نے اِنَّا اخْتَرْنَاکَ پڑھا ہے۔

فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی (جو کچھ تمہاری طرف وحی کیا جارہا ہے اس کو غور سے سن لو) یوحی ای الیك۔فاستمع للذی یوحی پس تم کان لگاؤ اس کو جو وحی کی گئی یا فاستمع للوحی وحی کو غور سے سنو۔لما کا لام استمع کے متعلق ہے یا اخترتك کے متعلق ہے۔

۱۴: اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ (میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کرو) یعنی مجھے اکیلا جان کر میری طاعت کرو۔وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (اور میری ہی یاد کیلئے نماز پڑھا کرو) تاکہ تم مجھے نماز میں یاد کرو کیونکہ نماز اذکار پر مشتمل ہے۔(۲) نماز کو قائم کرو اس لئے کہ میں نے اس کا تذکرہ نماز میں کر دیا اور اس کا حکم دیا (۳) تاکہ میں تمہارا تذکرہ مدح اور ثناء کے ساتھ کروں (۴) یہ خاص میری یاد کیلئے کہ اس میں غیر کے ذکر کی ملاوٹ نہ ہو۔(۵) تاکہ تو مجھے یاد کرنے والا بن جائے نہ کہ بھولنے والا۔(۶) میری یاد کے اوقات میں نماز کو قائم کرو اور اوقات سے مراد وہ نمازوں کے اوقات ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا [النساء:۱۰۳]

مَسْئَلَۃٌ: اس آیت کو نماز کے بھول جانے کے بعد یاد آنے پر بھی محمول کیا گیا مگر یہ مفہوم اس وقت درست ہو سکتا ہے جبکہ مضاف کو حذف مانا جائے۔تقدیر اس طرح ہوگی ای لِذِکْرِ الصَّلٰوۃ اس سے ایک بات یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ توحید کے بعد سب



BestUrduBooks.wordpress.com

سے بڑا فریضہ نماز ہے۔

۱۵: اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ (بیشک قیامت آنے والی ہے) بہرصورت۔ اَكَادُ اُخْفِيْهَا (میں اس کے وقت مقررہ کو پوشیدہ رکھوں گا) اکاد کا معنی اُرِیْدُ ہے (میں چاہتا ہوں) یہ اخفش سے مروی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ صلہ ہے ایک قول یہ ہے کہ اخفیھا اضداد میں سے ہے اس کا معنی جبکہ خفی یخفی (ض) سے ہو تو تو اظھرھا ہے یعنی میں اس کو ظاہر کرنے والا ہوں۔ یا چھپانے والا ہوں۔ پس میں نہیں کہوں گا کہ وہ آنے والی ہے کیونکہ میرا ارادہ اس کو چھپانے کا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا جو اس کے آنے کے متعلق اطلاعات میں موجود رہے اس کے ساتھ ساتھ کہ اس کے وقت میں حکمت کی وجہ سے عموم ہی اختیار کیا گیا ہے۔ عموم یہ کہ وہ نہیں جانتے کہ کب وہ قائم ہوگی پھر اس صورت میں وہ میری خبر کی بنا پر خوف زدہ رہیں گے۔

لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى (تاکہ ہر نفس کو بدلہ دیا جائے جو اس نے کوشش کی) اس کی کوشش خواہ وہ خیر سے ہو یا شر سے یہ جملہ حکم عبادت کی علت یا جملہ مستانفہ یا معترضہ ہے۔ (مترجم)

۱۶: فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا (پس تم کو نہ پھیر دے قیامت سے) نمبر۱۔ قیامت کیلئے اعمال کرنے سے تمہیں نہ روک دے۔ نمبر۲۔ نماز قائم کرنے سے نہ روک دے۔ نمبر۳۔ قیامت پر ایمان سے نہ روک دے۔ اس میں خطاب موسیٰ علیہ السلام کو ہے۔ اور مراد اس سے ان کی امت ہے۔ مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا (وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتا) جو اس کی تصدیق نہیں کرتا۔ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ (اور اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا ہے) اس کے حکم کی مخالفت میں فَتَرْدٰى (پس تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے)۔

۱۷: وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (اے موسیٰ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے)۔

نحو: ما مبتدا اور تلک اس کی خبر ہے۔ اور تلک اگرچہ اشارہ بعید ہے مگر یہاں ھذہ کے معنی میں ہے۔ بیمینک یہ حال ہے۔ اس میں اشارہ کا معنی عامل ہے۔ ای قارۃ یا ماخوذۃ بیمینک نمبر۲۔ تلک موصول ہے۔ اس کا صلہ بیمینک ہے۔ اور سوال اس لئے کیا تاکہ متنبہ ہوں اور معجزے کا اظہار اس کے متعلق خوب پختگی کے بعد ہو کہ میں اندھیرے میں کہیں اکڑا ہوا سانپ تو نہیں اٹھا لایا۔ نمبر۲۔ عادی بنانے کیلئے تاکہ اس کے بدلنے سے وہ نہ گھبرائیں نمبر۳۔ مانوس کرنے کیلئے اور مکالمہ کی مصیبت کو زائل کرنے کیلئے۔

۱۸: قَالَ هِىَ عَصَاىَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا (کہا یہ میری لاٹھی ہے اس سے ٹیک لگاتا ہوں) یعنی جب میں تھک جاتا ہوں تو اس سے سہارا لیتا ہوں۔ یا جب میں گلے کے کنارے پر کھڑا ہوتا ہوں تو اس سے سہارا لیتا ہوں اور جب اترتا ہوں تب بھی اس سے سہارا لیتا ہوں۔ وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىْ (اور اس کے ذریعے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑتا ہوں) درختوں کے پتے اپنی بکریوں کیلئے جھاڑتا ہوں تاکہ وہ اس کو کھائیں۔

وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى (اور میری اس سے اور ضرورتیں بھی وابستہ ہیں)

قراءت: حفص نے وَلِیَ فیھا پڑھا ہے۔ مآرب جمع مأربة تینوں حرکات کے ساتھ اس کا معنی ضرورت۔ اخرٰی میں قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اُخر ہو۔ اخری جماعت کا لحاظ کر کے کہا ہے یا آیت کے چلاؤ کی وجہ سے جیسے الکبرٰی۔ جب موسیٰ علیہ السلام



BestUrduBooks.wordpress.com

نے بعض کو بطور شکریہ کے ذکر کر دیا تو حیا ءطوالت سے بچتے ہوئے باقی نعمتوں کو مجمل کر دیا۔ یا اس لئے تا کہ اللہ ان سے پوچھیں تو اس میں عظمت اور بڑھ جائے۔ دوسرے کام مندرجہ ذیل تھے۔ آپ اس سے جانوروں کو چلاتے اور دشمنوں اور درندوں سے اس کے ذریعے مقابلہ کرتے۔ اور وہ رسی باندھ لینے سے رسی کنویں کی لمبائی کے مطابق لمبی ہو جاتی۔ اور اس کے دونوں کناروں پر ڈول لٹکائے جا سکتے اور رات کو اس کے دونوں کنارے دو شمعیں بن جاتے اور وہ آپ کے زادِ راہ کو کندھے پر رکھنے کا ذریعہ بنتا۔ اور جب اس کو گاڑ دیتے تو پسندیدہ پھل والا درخت بن جاتا اور جب اس کو گاڑ دیتے تو پانی کا چشمہ اس سے پھوٹ پڑتا جب اکھاڑ لیتے کو خشک ہو جاتا۔ اور کیڑوں مکوڑوں سے وہ ان کی حفاظت کرتا۔ اور آپ سے باتیں کرتا جواب میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اضافہ نعمت پر شکریہ کو شمار کرنے کے لئے تھا۔ یا اس بنا پر کہ وہ ایک سوال کا جواب تھا کیونکہ جب انہوں نے کہا وہ میری لاٹھی ہے تو ان کو کہا گیا تم اس سے کیا کرتے ہو تو وہ اس کے منافع شمار کرنے لگے۔

۱۹: قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موسیٰ اس کو پھینک دو) تم اپنی لاٹھی پھینک دو کہ اس سے تم فارغ ہو جاؤ جس پر تم سہارا لیتے ہو۔ اب تمہیں سکون ہماری ہی ذات سے ہوگا اور تم اس کے حقیقی فائدے دیکھو گے۔ پس مقاصد میں پھر تمہیں ہم پر اعتماد ہوگا۔

۲۰: فَاَلْقٰهَا (تو انہوں نے اس کو پھینک دیا) فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی (دیکھتے کہ وہ لاٹھی ایک سانپ ہے جو دوڑ رہا ہے) یعنی تیزی سے چل رہا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ بڑا سانپ بن گیا۔ جو چٹانوں اور درختوں کو نگلتا جا رہا تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ہر چیز نگلتے دیکھا تو خوف زدہ ہوئے یہاں اس کو حیة سے اور دوسرے مقام پر ثعبان سے جبکہ وہ اژدہا کو کہتے ہیں اور تیسرے مقام پر جان سے تعبیر کیا جو باریک سانپ کو کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حیة اسم جنس ہے اس کا اطلاق مذکر مونث چھوٹے بڑے سب پر آتا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ پہلے اس نے باریک سانپ کی شکل اختیار کی ہو پھر اس کا جسم بڑھتے بڑھتے اژدہا بن گیا۔ پس جان بول کر پہلی حالت مراد لی گئی اور ثعبان بول کر آخری حالت مراد لی گئی یا ایک قول یہ ہے کہ وہ جسامت میں اژدہا تھا اور تیزی میں جان تھا۔ ایک قول یہ ہے اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ تھا۔

۲۱: قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ (کہا اس کو پکڑو اور کچھ اندیشہ نہ کرو) جب اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ پکڑو اور ڈرو نہیں ان کا خوف اس طرح دور ہو گیا کہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دیا اور اس کے دونوں جبڑوں سے پکڑ لیا سَنُعِیْدُهَا (عنقریب ہم اس کو لوٹا دیں گے) سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی (اس کی پہلی حالت میں) الاولی اول کی مؤنث ہے اور سیرت اس حالت کو کہتے ہیں جس پر انسان ہو خواہ کسبی ہو خواہ طبعی ہو یہ اصل میں سیر سے فعلۃ کا وزن ہے۔ جیسے رکبة رکوب سے ہے پھر حالت اور طریقہ کے معنی میں استعمال ہونے لگا ظرفیت کی بنا پر یہ منصوب ہے ای سنعیدھا فی طریقتھا فالاولی یہاں طریقہ بمعنی اس حال کے ہے۔ جس پر وہ لاٹھی تھی اور مطلب یہ ہے ہم اس کو عصا کی صورت میں لوٹا دیں گے جیسا کہ پہلے تھی موسیٰ علیہ السلام کو مخاطبت کے وقت یہ دکھائی گئی تا کہ اس سے وہ گھبرائیں نہیں۔ جبکہ وہ فرعون کے پاس سانپ بن جائے۔

۲۲: وَاضْمُمْ یَدَكَ اِلٰی جَنَاحِكَ (اور ملاؤ تم اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بازو کے ساتھ) پھر دوسری آیت کے بارے میں متنبہ



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝۲۵ وَیَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ ۝۲۶ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝۲۷

موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرا سینہ کھول دیجئے اور میرے لئے کام کو آسان فرمائیے اور میری زبان کی گرہ کھول دیجئے

یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝۲۸ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝۲۹ هٰرُوْنَ اَخِی ۝۳۰ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ ۝۳۱

تاکہ وہ لوگ میری بات کو سمجھیں اور میرے لئے میرے خاندان میں سے ایک وزیر بنا دیجئے یعنی میرے بھائی ہارون کو ان کے ذریعہ میری قوت کو مضبوط کر دیجئے

وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ۝۳۲ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ۝۳۳ وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ۝۳۴ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ۝۳۵

اور انہیں میرے کام میں شریک کر دیجئے تاکہ ہم کثرت سے آپ کی پاکی بیان کریں اور کثرت سے آپ کا ذکر کریں۔ بلاشبہ آپ ہمیں دیکھنے والے ہیں۔

قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی ۝۳۶

فرمایا اے موسیٰ تمہاری درخواست منظور کر لی گئی۔

کرتے ہوئے فرمایا۔ واضمم یدك الی جناحك ملاؤ تم اپنے ہاتھ کو اپنے پہلو کے ساتھ یعنی اپنے پہلو کی طرف بازو کے نیچے۔ انسان کے دونوں بازو دونوں طرفین ہیں۔ اور اصل جو ہے مستعار منہ پرندے کے دو بازو ہیں۔ ان کو جناح کہا گیا کیونکہ اڑنے کے وقت وہ ان کو ہلاتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اس کو اپنے بازو کے نیچے داخل کرو۔

تَخْرُجْ بَیْضَآءَ (وہ سفید ہو کر نکلے گا) مطلب یہ ہے کہ اس کی شعائیں سورج کی شعاؤں کی طرح آنکھوں کو ڈھانپ لیں گی۔ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ (برص وغیرہ کی بیماری کے بغیر) اٰیَةً اُخْرٰی (یہ ایک اور نشانی ہے) آپ کی نبوت کی صداقت پر۔

نحو: بیضاء اور آیۃ یہ دونوں اکٹھے حال ہیں۔ مِن بیضاء کا صلہ ہے جیسے کہتے ہیں ابیضت من غیر سوءٍ اور یہ بھی درست ہے کہ آیت کا نصب فعل محذوف کی وجہ سے ہو۔ لام جس کے متعلق ہو۔

۲۳: لِنُرِیَكَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْكُبْرٰی (تاکہ ہم آپ کو اپنی بڑی نشانیاں دکھائیں) یعنی یہ نشانی بھی لو اس کے بعد کہ لاٹھی کو سانپ بنایا گیا۔ تاکہ ہم ان آیات کے ساتھ اور بعض بڑی آیات دکھائیں۔ نمبر۲۔ تاکہ آپ کو ان دونوں کے ذریعہ ہماری آیات میں سے بڑی آیات دکھائیں۔ نمبر۳۔ یا معنی یہ ہے ہم نے یہ کیا تاکہ تمہیں اپنی بڑی آیات دکھائیں۔

۲۴: اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی (تو فرعون کے پاس جا بیشک وہ سرکش ہو گیا) عبودیت کی حد سے تجاوز کر کے ربوبیت کے دعویٰ کی طرف بڑھ گیا۔

۲۵: جب اللہ تعالیٰ نے ان کو سرکش فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا اور ان سے انہوں نے سمجھ لیا کہ ان پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ جس کے لئے وسیع سینہ کی ضرورت ہے جس میں خوب قوت برداشت ہو۔ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (کہا اے میرے رب تو میرے لئے میرے سینے کو کھول دے) اس کو وسیع کر دے تاکہ وحی دیگر مشقتوں کو برداشت کرے۔ اور فرعون

اوراس کے لشکر کی بدسلوکی کو سہہ سکے۔

۲۶: وَ یَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ (اور میرے لئے میرے معاملے کو آسان کردے) رسالت کا پیغام جس کے فرعون تک پہنچانے کا مجھے حکم ملا ہے اس کو مجھ پر آسان کردے۔

نکتہ: اور اشرح لی صدری میں اشرح صدری کی نسبت زیادہ تاکید ہے کیونکہ اس میں ایک ہی معنی کا تکرار اجمال وتفصیل دونوں طریقوں سے لایا گیا ہے۔ کیونکہ اشرح لی ویسرلی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں کوئی ایسی چیز ہے جو مشروح ومیسر ہے پھر ابہام کو صدر اور امر کا ذکر کر کے رفع کردیا۔

۲۷: وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ (اور میری زبان کی گرہ کھول دے) احلل کا معنی کھولنا آتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں گرہ تھی اس انگارے کی وجہ سے جس کو اپنی زبان پر بچپن میں رکھ لیا تھا۔ اور اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی ڈاڑھی کو پکڑ کر اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ یہ بچپن کا زمانہ تھا۔ فرعون نے قتل کروانے کا ارادہ کیا اس پر آسیہ نے کہا یہ بچہ بے سمجھ ہے اے بادشاہ! اگر چاہیں تو تجربہ کرلیں۔ دو تھال منگوائے گئے ایک میں آگ کے انگارے اور دوسرے میں یاقوت سرخ۔ وہ دونوں موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے گئے۔ آپ نے یواقیت کا قصد کیا فرشتے نے آپکا ہاتھ آگ کی طرف پھیر دیا۔ آپ نے ایک کوئلہ اٹھا کر زبان پر رکھ لیا۔ جس سے زبان جل گئی اور اس میں لکنت پیدا ہوگئی ایک روایت میں یہ ہے کہ موسیٰ کا ہاتھ جل گیا فرعون نے اس کے علاج کی بہت تگ ودو کی مگر درست نہ ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کو دعوت دی تو فرعون نے کہا تو مجھے کس رب کی طرف دعوت دیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اس رب کی طرف جس نے میرا ہاتھ درست کیا جس کے علاج سے تو عاجز رہا۔

نَحْو: من لسانی یہ عقدۃ کی صفت ہے۔ گویا اس طرح کہا: عقدۃ من عقد لسانی۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زبان میں لکنت باقی رہی اس کا کچھ حصہ زائل ہوا۔ مگر اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ وہ گرہ مکمل طور پر ختم ہوگئی۔

۲۸: یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ (تاکہ وہ میری بات سمجھ لیں) تیری رسالت کا پیغام پہنچانے کے وقت۔

۲۹: واجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا (اور میرے لے مددگار مقرر فرما) ایسا پشت پناہ جس پر میں اعتماد کرسکوں۔

اللغۃ وزیرا یہ الوزر سے ماخوذ ہے جس کا معنی بوجھ ہے وزیر کو اسلئے وزیر کہتے ہیں کیونکہ وہ بادشاہ سے بوجھ اور مشقتیں اٹھاتا ہے۔ نمبر۲۔ الوَزَر سے ہے جس کا معنی پناہ گاہ ہے کیونکہ بادشاہ اس کی رائے سے مضبوطی حاصل کرتا ہے اور اپنے معاملات میں اس کی پناہ حاصل کرتا اور اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ نمبر۳۔ مددگار۔ اس صورت میں یہ المواز رۃ سے لیا گیا۔ یہ باب مفاعلہ ہے جس کا معنی باہم مدد کرنا۔

نَحْو: اجعل کا مفعول اول وزیر ہے اور دوسرا مفعول من اھلی ہے۔ نمبر۲: لِیْ وزیرًا یہ دونوں مفعول ہیں۔ مِنْ اَهْلِیْ (میرے اہل ہیں)۔

۳۰: هٰرُوْنَ یہ وزیر کا عطف بیان ہے۔ اور اَخِی یہ بدل یا عطف بیان ثانی ہے۔ نمبر۳۔ وزیرًا اور ھارون یہ دونوں مفعول ہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

دوسرے کواول پر مقدم اس لئے کیا تا کہ وزارت کے معاملہ کی اہمیت معلوم ہو۔

۳۱: اُشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ (اس سے تو مضبوط کر میری کمر کو) میری پشت کو اس سے مضبوط کر دے۔ نمبر۲۔ الازر قوت کو کہا جاتا ہے یعنی میری قوت مضبوط کر دے۔

۳۲: وَاَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ (اور اس کو میرے اس کام میں شریک کر دے) اس کو میری نبوت ورسالت میں شریک بنا۔

قراءت: شامی نے اَشْدُدْ و اُشْرِكْهُ کو نفس حکایت کے طور پر جواب قرار دیکر پڑھا۔ جبکہ دیگر قراء نے دعا اور سوال کے طور پڑھا۔

۳۳: كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا (تا کہ ہم تیری کثرت سے تسبیح بیان کریں) تیرے لئے نماز پڑھیں اور تسبیح کرتے ہوئے تیری پاکیزگی بیان کریں۔

۳۴: وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا (اور تیری بہت یاد کریں) نمازوں میں اور نمازوں سے باہر۔

۳۵: اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا (بیشک تو ہمیں دیکھنے والا ہے) ہمارے حالات سے بخوبی واقف ہے۔

## اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر ان کا جواب مرحمت فرمایا:

۳۶: قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی (کہا اے موسیٰ تمہارا سوال تمہیں دیدیا گیا) جو تم نے مانگا وہ عنایت کر دیا گیا۔

اللغۃ: السُّول طلب کو کہا جاتا ہے اس کا وزن فعل ہے اور بمعنی مفعول ہے جیسا کہ خبز بمعنی مخبوز آتا ہے۔ (اکل بمعنی ماکول)

قراءت: ابوعمرو نے سولك کو بلا ہمزہ پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰٓ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰٓ ﴿٣٨﴾ أَنِ اقْذِفِيهِ

اور اے موسیٰ ہم نے تم پر ایک مرتبہ اور بھی احسان کیا' جبکہ ہم نے تمہاری والدہ کے دل میں وہ بات ڈالی جو انہیں بتائی جارہی تھی۔ وہ یہ کہ تم اسے ایک صندوق میں

فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي

رکھ دو' پھر اس صندوق کو سمندر میں ڈال دو' پھر سمندر اسے کنارے پر ڈال دے گا۔ اس وقت اسے وہ شخص پکڑ لے گا جو میرا بھی دشمن ہے

وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِيٓ ﴿٣٩﴾ إِذْ تَمْشِيٓ أُخْتُكَ

اور اس کا بھی' اور میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی اور تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ۔ جب تمہاری بہن چلتی ہوئی آئی

فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰٓ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ

پھر وہ کہنے لگی کیا میں تمہیں ایسا خاندان نہ بتادوں جو اس کی پرورش کا ذمہ دار ہو جائے' پھر ہم نے تمہیں تمہاری والدہ کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غمگین نہ ہو

وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِيٓ أَهْلِ

اور تم نے ایک جان کو قتل کر دیا تھا پھر ہم نے تمہیں غم سے نجات دی اور ہم نے تمہیں محنتوں میں ڈالا پھر تم اہل مدین میں کئی سال

مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾

رہے پھر تم اے موسیٰ ایک خاص وقت پر چلے آئے۔

۳۷: وَلَقَدْ مَنَنَّا (اور ہم احسان کر چکے) انعام کر چکے عَلَيْكَ مَرَّةً (تم پر ایک مرتبہ) ایک بار اُخْرٰی (دوسری) اس سے پہلے۔ اس کی وضاحت فرمائی۔

## ولادت کے وقت احسانات کا تذکرہ:

۳۸: اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى (جبکہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات بتلائی جو الہام سے بتانے کی تھی) وحی کا معنی یہاں الہام ہے۔ نمبر۲۔ خواب۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ فرعون تیرے ہم مثلوں کو قتل کر رہا تھا۔ اذ یہ مننا کا ظرف ہے۔ پھر ما یوحیٰ کی تفسیر اس ارشاد سے فرمائی۔

۳۹: اَنِ اقْذِفِيْهِ (اس کو تو رکھ) ڈال دو فِى التَّابُوْتِ (صندوق میں) ان مفسرہ ہے کیونکہ وحی یہاں قول کے معنی میں ہے۔ فَاقْذِفِيْهِ فِى الْيَمِّ (پھر اس کو ڈال دو دریا میں) یعنی دریائے نیل میں۔ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ (پس موسیٰ کو دریا کنارے پر لے آئے گا)۔

اللغۃ: الساحل۔ جانب کو کہتے ہیں اس کو ساحل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ پانی اس کو چھیلتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نکتہ: امر کا صیغہ ماقبل کی مناسبت سے لایا گیا مگر وہ خبر کے معنی میں ہے۔یعنی یلقیه الیم بالساحل ۔دریا اس کو ساحل پر لا ڈالے گا۔یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ (اس کو ایسا شخص لے لے گا۔جو میرا بھی دشمن ہے اور اس کا بھی دشمن ہے) مراد اس سے فرعون ہے اور تمام ضمائر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہیں۔بعض ضمائر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہیں۔بعض ضمائر کو موسیٰ علیہ السلام اور بعض کو تابوت کی طرف لوٹانے سے نظم میں تنافر پیدا ہوتا ہے۔اگرچہ مقذوف فی البحر اور الملقی الی الساحل تابوت ہی ہے۔لیکن تابوت کے اندر تو موسیٰ علیہ السلام ہیں (اور اصل مقصود وہی ہیں)

روایت میں ہے کہ تابوت میں دھنکی ہوئی روئی رکھ کر موسیٰ علیہ السلام کو اس میں رکھا گیا تھا اور صندوقچہ کو تار کول لگائی گئی تھی پھر اس کو دریا کے حوالہ کیا گیا تھا۔دریائے نیل کی ایک بڑی نہر فرعون کے باغ کی طرف جاتی تھی۔فرعون اپنے باغ میں ایک تالاب کے کنارے آسیہ ملکہ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ اچانک صندوقچہ پر نظر پڑی۔فرعون نے اس کو نکالنے کا حکم دیا۔اس کو نکال کر کھولا گیا ایک خوبصورت بچہ پایا۔جس کا چہرہ جمال وصباحت سے مزین تھا۔فرعون کو دیکھتے ہی اس بچہ سے شدید محبت پیدا ہوگئی اس بات کو اس ارشاد میں ذکر کیا گیا۔

وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ (میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈالی) مِنّی یہ اَلْقَیْتُ کے متعلق ہے۔مطلب یہ ہوا میں نے تمہیں محبوب بنالیا۔اور جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں دل بھی اسی کو چاہتے ہیں۔پس ان کو جو کوئی دیکھتا وہ ان سے محبت کرنے لگتا۔قتادہؒ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی اس قدر ملاحت تھی کہ جو بھی ان کو دیکھتا ان سے محبت کرنے لگتا۔

وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ (تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ) وَلِتُصْنَعَ کا عطف محذوف پر ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے والقیت علیك محبة لتحب ولتصنع میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی تاکہ تجھے محبوب بنایا جائے اور تیری پرورش کی جائے۔علی عینی ہماری نگرانی میں تمہاری تربیت ہو۔اور یہ اصل میں صنع الفرس سے لیا گیا۔اچھی دیکھ بھال کی اور حسن سلوک سے پیش آیا۔مطلب یہ ہے کہ ہم تمہاری نگرانی اور نگہبانی کرنے والے ہیں جس طرح کوئی آدمی اس چیز کی نگرانی کرتا ہے جس کی طرف خاص متوجہ ہو۔ولتصنعَ لام کے سکون اور جزم سے مراد یہ ہے کہ یہ امر ہے۔

۴۰: اِذْ تَمْشِیْٓ (جب چلتی ہوئی آئی) یہ اِذْ او حینا سے بدل ہے کیونکہ بہن کا چل کر آنا یہ بھی موسیٰ علیہ السلام پر احسان تھا۔ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَنْ یَّكْفُلُهٗ (تمہاری بہن۔پس وہ کہہ رہی تھی کیا میں تم کو ایسی عورت کا پتہ بتادوں جو اس کو پالے) روایت میں ہے کہ ان کی بہن مریم ان کی اطلاع معلوم کرنے کیلئے آئیں تو اس کا سامنا ایسے لوگوں سے ہوگیا جو ایسی دودھ پلانے والی عورت ڈھونڈ رہے تھے۔جس کے دودھ کو وہ بچہ قبول کرلے۔اب تک موسیٰ علیہ السلام نے کسی عورت کا دودھ قبول نہ کیا تھا۔موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کہا کہ تمہیں ایسے لوگ نہ بتلادوں جو اپنے ہاں رکھ کر اس کی تربیت کریں اور اس سے ان کی مراد دودھ پلانے والی عورت تھی۔

وجہ: فعل کو مذکر لانا مَنْ کی رعایت کرتے ہوئے ہے۔انہوں نے مریم کی بات سن کر ہاں میں جواب دیا۔اور اس کو مرضع کے بلوا لانے کا حکم دیا۔وہ اپنی والدہ کو لے آئیں۔موسیٰ علیہ السلام نے دودھ کو قبول کرلیا۔اسی بات کا ذکر اس ارشاد میں فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَرَجَعْنٰكَ پس ہم نے تمہیں لوٹا دیا۔اِلٰٓی اُمِّكَ (تمہاری ماں کی طرف۔) جیسا کہ ہم نے اس کا وعدہ اپنے اس قول سے کیا۔انارادوہ الیك۔ [القصص:۷] كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا (تا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو) تمہارے اس کے ہاں قیام کی وجہ سے۔وَلَا تَحْزَنَ (اور وہ غمگین نہ ہو) تمہاری جدائی پر۔

## قبطی کا قتل اور پھر مدین جانا:

وَقَتَلْتَ نَفْسًا (اور تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا) ایک قبطی کافر کو۔فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ (پس ہم نے تمہیں غم سے نجات دی) یعنی قصاص سے۔دوسرا قول یہ ہے الغم کا لفظ لغت قریش میں قتل کے معنی میں آتا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے آپ کو قتل پر اللہ تعالیٰ کی سزا کے خوف کا غم طاری تھا۔اور فرعون کے قصاص لینے کا بھی غم تھا۔اللہ تعالیٰ نے تو ان کے استغفار کی وجہ سے بخش دیا۔استغفار اس طرح تھا قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی اور فرعون سے بچا کر مدین میں پہنچا دیا۔وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا (اور تمہیں آزمایا آزمانا) ہم نے تمہاری اس طرح آزمائش کی کہ تمہیں مشقتوں میں ڈالا اور پھر ان سے نکالا۔

اللغۃ: الفتون یہ القعود کی طرح مصدر ہے نمبر۲۔یہ فتنۃ کی جمع ہے۔ای فتناك ضروبًا من الفتن اور الفتنۃ مشقت کو کہتے ہیں۔ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائے وہ فتنہ ہے۔جیسا کہ اس آیت میں ہے ونبلونكم بالشروا لخیر فتنۃ [الانبیاء:۳۵]

فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْٓ اَهْلِ مَدْیَنَ (پس تم ٹھہرے کئی سال اہل مدین میں) یہ مدین شعیب علیہ السلام کا شہر ہے۔یہ مصر سے آٹھ مراحل پر واقع ہے۔بقول وہب کے شعیب علیہ السلام کے پاس ۲۸ سال ٹھہرے۔دس سال تو اپنی بیوی صفوراء کا مہر تھا۔اور ۱۸ سال اس کے بعد ان کے ہاں قیام کیا یہاں تک کہ ان کے ہاں اولاد ہوگئی۔ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی (پھر تم ایک خاص وقت پر آئے) وعدہ کا وقت اور وہ مقدار جو رسالت کیلئے مقدر تھی۔وہ چالیس سال کی عمر تھی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿٤١﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَآ

اور میں نے تمہیں اپنے لئے منتخب کر لیا تم اور تمہارا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ اور دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا تم دونوں فرعون کی طرف

اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَآ

چلے جاؤ بے شک وہ سرکشی اختیار کیے ہوئے ہے پھر تم دونوں اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا ہو سکتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب

اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ

بلاشبہ ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا سرکشی کرنے پر اتر آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں مت ڈرو بلاشبہ میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں

وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ

اور دیکھتا ہوں سو تم اس کے پاس پہنچ جاؤ اور اس سے کہو کہ بلاشبہ ہم تیرے رب کے فرستادے ہیں سو تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور تو انہیں تکلیفیں نہ دے۔

قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ

ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلام ہو اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے بلاشبہ ہماری طرف وحی کی گئی ہے

اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾

کہ اس پر عذاب ہے جو جھٹلائے اور روگردانی کرے۔

۴۱: وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ (اور میں نے تمہیں اپنے لئے منتخب کر لیا) چن لیا۔ اور اپنی وحی اور رسالت کیلئے تمہارا انتخاب کر لیا تاکہ تم میرے ارادہ اور محبت کے مطابق کام کرو۔

زجاج کہتے ہیں میں نے تمہیں اپنے کام کیلئے چنا۔ اور تمہیں اپنی محبت کو قائم کرنے والا بنایا۔ اور اپنے اور مخلوق کے درمیان واسطہ بنایا تاکہ میرا خطاب سن کر مخلوق کو پہنچاؤ۔ گویا میں نے تمہارے ذریعہ ان پر حجت قائم کر دی اور ان کو براہِ راست مخاطب کیا۔

۴۲: اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ (تم اور تمہارا بھائی میرے معجزات لے کر جاؤ) آیات سے یہاں معجزات مراد ہیں۔ وَلَا تَنِيَا (اور تم دونوں سستی نہ کرنا) تھکنا، سستی کرنا۔ یہ الونی سے ہے جس کا معنی کمی اور تھکاوٹ ہے۔

فِيْ ذِكْرِيْ : (میری یاد میں) تم دونوں میری یاد کو اپنے دو پروں بناؤ جس سے تم نے پرواز کرنا ہے۔ ۲: الذکر سے مراد تبلیغ رسالت ہے۔ ذکر کے لفظ کا اطلاق تمام عبادات پر ہوتا ہے اور تبلیغ رسالت تو عظیم ترین عبادات میں سے ہے۔

۴۳: اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ (تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ) یہ دوبارہ لائے کیونکہ اول مطلق ہے۔ اور ثانی مقید ہے۔ اِنَّهٗ طَغٰى (بیشک وہ سرکش ہو گیا) ربوبیت کا دعویٰ کر کے حد سے تجاوز کیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۴۴: فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا) تم دونوں اس سے مطابقت سے بات کرنا۔ اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام پر اس کا حق تربیت تھا۔ نمبر۲۔ اس کو کنیت سے بلانا۔ اس کی تین کنیتیں تھیں۔

نمبر۱۔ ابوالعباس نمبر۲۔ ابوالولید۔ نمبر۳۔ ابو مرّۃ۔

نمبر۳۔ اس کو ایسی جوانی کا وعدہ کرنا جس کے بعد بڑھاپا نہیں اور ایسی بادشاہی جو اس سے موت کے علاوہ چھینی نہ جائے گی۔ نمبر۴۔ یا اس سے وہ ارشاد مراد ہے جو دوسرے مقام پر ہے۔ هل لك الى ان تزكى و اَهْدِيَكَ الى ربك فَتخشٰى کلام کا ظاہر استفہام اور مشورہ ہے۔

لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ (شاید کہ وہ نصیحت پذیر ہو جائے) نصیحت قبول کر لے اور غور و فکر کرے پھر حق کا یقین کر لے۔ اَوْ يَخْشٰى (یا وہ ڈر جائے) یعنی وہ اس بات سے ڈرے کہ معاملہ اسی طرح ہے جیسا کہ تم دونوں بیان کر رہے ہو۔ اس صورت میں اس کا انکار ہلاکت کے مترادف ہے۔

نکتہ: یہاں لعله یتذکر فرمایا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ وہ نصیحت قبول نہ کرے گا۔ کیونکہ ترجی علم و رجاء دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ مطلب یہ اس طرح ہوگا۔ اذهبا على رجائكما و طمعكما تم اپنی امید اور توقع کے ساتھ جاؤ۔ اور تم حکم کو اس انداز سے انجام دو کہ جس طرح وہ شخص ادا کرتا ہے۔ جس کو توقع ہے کہ اس کا علم فائدہ دے گا۔ اور رہی یہ بات کہ جب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ ہرگز ایمان نہ لائے گا تو ارسال رسل کا فائدہ کیا ہے تو جواب یہ ہے کہ اتمام حجت اور قطع معذرت بطریق اسباب مقصود ہے (باقی حکمتوں سے واقف ہے جس کی یہ کائنات ہے کہ یہ مزید کی مجال نہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ لعله یتذکر کا معنی یہ ہے کہ لعله يتذكر متذكر او يخشى خاش کہ شاید کوئی نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت پائے اور ڈرنے والا ڈر جائے۔ چنانچہ اس طرح بہت سے لوگوں کے سلسلہ میں واقع ہوا جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ اور ایک قول ہے کہ لعل اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے جب آئے تو وجوب کو ظاہر کرتا ہے۔ اور یقیناً اس کو نصیحت تو آگئی لیکن اسوقت اس کو نصیحت نے فائدہ نہ دیا۔ (کیونکہ قبول نہ کیا)۔ قول آخر یہ ہے فرعون نے نصیحت حاصل کی اور ڈر گیا اور موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس کو ھامان نے روک دیا۔ اور فرعون اپنے کسی معاملہ کا فیصلہ اس کے بغیر نہ کرتا تھا۔

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو وہ زار و قطار رونے لگے اور عرض کیا اے اللہ یہ تیری نرمی تو اس شخص کے ساتھ ہے جو اپنے بارے میں کہتا ہے انا الله (کہ میں معبود ہوں) اس کے ساتھ تیری نرمی کا معاملہ کیا ہوگا۔ جو کہتا: انت الا لٰہ (کہ تو میرا معبود ہے) اور یہ تیری نرمی اس کے ساتھ ہے جو کہتا ہے۔ انا ربكم الاعلى اس کے ساتھ کتنی مہربانی ہوگی جو کہتا ہے سبحان ربی الا علی۔

۴۵: قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ (موسیٰ و ھارون نے کہا اے میرے رب ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ کہیں ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے) سزا میں جلد بازی کرے یفرط سے الفارط ہے کہا جاتا ہے فرط عليه۔ اى عجل جلدی کی اَوْ اَنْ يَّطْغٰى (یا وہ سرکشی نہ کرنے لگے) ہمارے ساتھ بدسلوکی میں حد سے تجاوز نہ کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۴۶: قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں اندیشہ نہ کرو میں تم دونوں کے ساتھ یقیناً ہوں) یعنی تمہارا محافظ و مددگار ہوں۔ اَسْمَعُ (میں سنوں گا) تمہارے اقوال کو وَاَرٰى (اور میں دیکھتا ہوں) تمہارے افعال کو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اسمع میں سننے والا ہوں تمہاری دعاؤں کو ان کو قبول کروں گا۔ واری (میں دیکھنے والا ہوں) جو تمہارے خلاف ارادہ کیا جائے پس میں رکاوٹ ڈالنے والا ہوں میں تمہارے احوال سے بے خبر نہیں تم پرواہ نہ کرو۔

## دو بنیادی مطالبات اور ان کے پیش کرنے کا طریقہ:

۴۷: فَاْتِيٰهُ (پس تم دونوں جاؤ) فرعون کے پاس فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ (پس تم دونوں کہو ہم تیرے رب کے قاصد ہیں) تیری طرف فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (پس تو بھیج ہمارے ہمراہ بنی اسرائیل کو) ان کو غلامی سے آزاد کرو۔ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ (اور ان کو تکلیفیں مت پہنچا) دشوار ترین مشقت کے کام لے کر۔ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ (ہم تیرے پاس معجزہ لے کر آئے ہیں) آیت یہاں دلیل نبوت یعنی معجزے کیلئے استعمال ہوا۔ مِّنْ رَّبِّكَ (تیرے رب کی طرف سے) اس کی سچائی پر جو ہم نے دعویٰ کیا۔ یہ جملہ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ کیلئے بمنزلہ بیان اور تفسیر کے ہے۔ کیونکہ دعوائے رسالت دلیل سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ اور آیت سے یہی دلیل نبوت کا لانا ہی مقصود ہے۔ فرعون نے یہ سنکر کہا وہ دلیل کیا ہے پس آپ نے اپنا دست اقدس بغل سے نکالا تو اس سے شعاع آفتاب کی طرح شعاعیں نکل رہی تھیں۔ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (اور جو سیدھی راہ پر چلے اس کے لئے سلامتی ہے) یعنی عذاب سے وہ سلامتی پا سکتا ہے جو اسلام لے آئے۔ یہ سلام تحیہ نہیں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان ملائکہ کا سلام ہے جو ہدایت پانے والوں پر جنت میں خازن ہیں۔

۴۸: اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ (ہمارے پاس یہ وحی کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب) دنیا اور آخرت میں عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى (اس شخص پر ہوگا جس نے تکذیب کی اور منہ پھیرا) رسولوں کو جھٹلایا اور ایمان سے اعراض اختیار کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾

فرعون نے کہا تو تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰ! موسیٰ نے کہا کہ ہمارا رب وہی ہے جس نے ہر چیز کو اس کی پیدائش عطا فرمائی پھر راہ بتائی۔

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا

فرعون نے کہا تو پرانی جماعتوں کا کیا حال ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا ان کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے۔ میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور

يَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ

نہ بھولتا ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنا دیا اور اس میں تمہارے لئے راستے بنا دیئے اور اس نے آسمان سے

السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ

پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ مختلف قسم کے نباتات پیدا کئے۔ کھاؤ اور مویشیوں کو چراؤ بلاشبہ اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ ع ۱۱

عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں' اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اس میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے تمہیں دوسری بار نکالیں گے۔

## قرآن میں ارجیٰ آیت:

یہ قرآن میں ارجیٰ آیت قرار دی گئی کیونکہ جنس سلام کو مؤمن کیلئے مخصوص کیا اور جنس عذاب کو مکذب کیلئے مخصوص کیا اور جنس کے بعد کونسی چیز رہ جاتی ہے۔ تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور فریضۂ رسالت ادا کرو۔ چنانچہ دونوں نے وہ کہا جس کا حکم ملا تھا۔

## فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کا آغاز:

۴۹: قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى (فرعون نے کہا اے موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے؟) اس نے دونوں کو اولاً مخاطب کیا پھر ایک کا نام لے کر آواز دی کیونکہ موسیٰ نبوت میں اصل تھے اور ھارون علیہ السلام ان کے تابع تھے۔

## دلائلِ توحید:

۵۰: قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ (موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شئی کو اس کے مناسب بناوٹ عنایت فرمائی۔) خلقہ یہ اعطی کے دو میں سے پہلا مفعول ہے یعنی اعطی خلیقته کل شیء یحتاجون الیه ویرتفقون به اس نے بناوٹ دی ہر چیز کو ایسی جس کے وہ ضرورت مند اور جس سے وہ فائدہ اٹھانے والے ہیں نمبر۲۔ دو میں سے دوسرا مفعول ہے۔ ہر شئی کو اس کی وہ شکل وصورت دی جو اس کے منفعت ومقصد کے مطابق ہے جیسا کہ آنکھ کو وہ ہیئت دی جو بصارت کے مطابق ہے اور کان کو وہ شکل دی جو سننے کے مناسب تھی اور اسی طرح ناک' پاؤں' ہاتھ ہر ایک ان میں سے مقررہ



BestUrduBooks.wordpress.com

منفعت کے عین مطابق ہے۔
قراءت: نصیر نے خَلَقَهٗ پڑھا ہے انہوں نے مضاف کی صفت قرار دیا یا مضاف الیہ کی۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ مَخْلُوْقٍ عطاء۔ ثُمَّ هَدٰی (پھر اس کی راہنمائی کی) بتلا دیا کہ جو کچھ دنیا کی معیشت کیلئے ہے کس طرح اس سے فائدہ اٹھائے اور عقبیٰ کی سعادت کیونکر حاصل کرے۔

۵۱: قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی (فرعون نے کہا پھر اقوام سابقہ کا کیا حال ہوا) گزری ہوئی اقوام کا کیا حال ہے؟ اور اقوام پارینہ کا کیا معاملہ ہے۔ فرعون نے قرون متقدمہ کی حالت پوچھی کہ کون ان میں بدبخت ہے اور کون خوش نصیب۔

۵۲: قَالَ (موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا۔) عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ کِتٰبٍ (انکا علم میرے رب کے پاس دفتر میں محفوظ ہے) کتاب سے لوح محفوظ مراد ہے۔

نحو: عِلْمُهَا مبتدا اور عند ربی خبر ہے اور فی کتاب دوسری خبر ہے۔ آپ کے جواب کا مطلب یہ تھا کہ یہ غیب کے متعلق سوال ہے جو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ میں تو اس کا ایک بندہ ہوں۔ مجھے تو اتنا ہی علم ہے جتنا علام الغیوب نے اطلاع دی ہے اور اہل زمانہ سابقہ کے حالات کا علم لوح محفوظ میں درج ہے۔ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ (میرا رب نہ غلطی کرتا ہے) کوئی چیز اسے فراموش نہیں ہوسکتی۔ کہا جاتا ہے ضللت الشیء جبکہ اس کی جگہ بھول جائے اور اس جگہ کی طرف راہ نہ ملے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کی سعادت وشقاوت میں خطاء نہیں کرتا۔ کہ جس کو سعید بنانا ہو اس کو شقی اور شقی کو سعید بنا دے۔ وَلَا یَنْسٰی (اور نہ بھولتا ہے) ان کے ثواب وعقاب کو نہیں بھولتا۔ نمبر۲۔ جو وہ جانتا ہے اس کو وہ نہیں بھولتا کہ کتاب سے اس کو دیکھنا پڑے۔ کتاب تو اس لئے ہے تاکہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ مخلوق کا معمول اس کے معلوم کے موافق ہے۔

۵۳: الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا (وہ ذات جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش کی طرح بنایا)

نحو: رَبِّی کی صفت ہونے کی وجہ سے الَّذِیْ مرفوع ہے۔ نمبر۲۔ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ نمبر۳۔ مدح کی وجہ سے منصوب ہے۔

قراءت: کوفی وغیرہ نے مهدًا کو مهادًا پڑھا ہے۔ یہ دونوں لغات ہیں۔ بچھونے اور بچھانے کی چیز کیلئے بولتے ہیں۔ وَّ سَلَکَ (اور اس نے چلائے) یعنی بنائے۔ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا (تمہارے لئے راستے) وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (اور اس نے آسمان سے بارش اتاری) فَاَخْرَجْنَا بِهٖ (پس اس پانی سے ہم نے نکالا) ہٗ کی ضمیر پانی کی طرف لوٹتی ہے۔ کلام میں تفنن پیدا کرنے کیلئے غیبت سے کلام کا رخ متکلم کی طرف موڑ دیا۔

ایک قول یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا کلام پورا ہو چکا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق فَاَخْرَجْنَا بِهٖ سے اطلاع دی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے۔ یعنی ہم کھیتی کر کے اور اس کو پانی دے کر نکالتے ہیں۔ اَزْوَاجًا (اقسام) مِّنْ نَّبَاتٍ (نباتات کی)

نحو: نبات مصدر ہے اور اُگنے والی چیز کا نام اس سے رکھ دیا اس میں مصدر کی وجہ سے واحد وجمع برابر ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

شَتّٰی مختلف نمبر۱۔ یہ ازواج کی صفت ہے۔ نمبر۲۔ نبات کی صفت ہے یہ شتمت کی جمع ہے جیسے مریض، مرضی، مطلب یہ ہوگا کہ نبات نفع، ذائقہ، رنگت، خوشبو، شکل میں مختلف ہیں۔ بعض لوگوں کے استعمال کیلئے جبکہ دوسری حیوانات کے کام آتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ایک اور انعام ملاحظہ کریں کہ ہمارے ارزاق چوپایوں کے کام سے حاصل ہوتے ہیں اور انکا چارہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو بنایا ہے جو ہماری حاجات سے فاضل اور بچی ہوئی ہیں۔ جن کو کھانے کی قدرت قائلین میں بھی نہیں ہے۔

۵۴: كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ (تم کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو کھلاؤ)

نحو: یہ اخرجنا کی ضمیر سے حال ہے۔ مطلب یہ ہے ہم نے مختلف اقسام کی نبات نکالیں اس حال میں کہ ان سے انتفاع کی اجازت دی۔ بعض کا خود کھانا مباح کیا اور دیگر کا اپنے جانوروں کو کھلانا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ (بیشک اس میں) جس کا میں نے تذکرہ کیا لَاٰیٰتٍ (البتہ نشانات) ہیں یعنی دلالتیں ہیں۔ لِّاُولِی النُّهٰی (عقل مندوں کیلئے) النھی جمع ہے اور اس کا واحد نُھْیَۃ ہے نمبر۱۔ اس کو اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ ممنوعات سے روکتی ہے نمبر۲۔ معاملات میں اسی کی طرف انتہاء ہوتی ہے۔

## سہولیاتِ انسانی اور زمین:

۵۵: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ (اور ہم نے تم کو زمین سے پیدا کیا) یعنی تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو دوسرا قول ہر نطفہ کو دفن والی جگہ کی تھوڑی سی مٹی میں گوندھا جاتا ہے پھر مٹی اور نطفے کو ملا کر اس کے جسم کی تخلیق کی جاتی ہے۔ تیسرا قول نطفہ غذاؤں کا نچوڑ ہے اور وہ غذائیں زمین ہی سے نکلی ہیں۔ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ (اور اسی میں ہم تم کو لوٹائیں گے) جبکہ تم مر کر دفن ہوگے وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ (اور اسی سے تم کو نکالیں گے) بعث کے وقت تَارَةً اُخْرٰی (دوسری مرتبہ) نکالنے سے مراد یہ ہے کہ انسانوں کے متفرق اجزاء جو مٹی میں مل چکے تھے ان کو از سر نو جمع کر کے جوڑ دیا جائے گا اور سابقہ صورت زندہ کر کے پہنا دی جائیگی اور محشر کی طرف ان کو نکالا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی جو سہولیات زمین سے متعلق ہیں ان کو شمار فرمایا۔ نمبر۱۔ کہ اس کو فرش اور بچھونے کی طرح بنایا کہ جس پر آتے جاتے ہیں۔ نمبر۲۔ ان کے لئے راستوں کو درست کر دیا جن میں اپنی مرضی سے چلتے ہیں۔ نمبر۳۔ اس میں مختلف قسم کی وہ نباتات اگا دیں جن میں انسانوں کی خورک اور ان کے چوپائیوں کا چارہ اگا دیا۔ زمین ہی ان کی وہ اصل ہے جس سے انہوں نے پرورش پائی اور ان کی وہ ماں ہے جس سے ان کو پیدا کیا گیا۔ نمبر۴۔ اور زمین ہی وہ ہے جو موت کے بعد ان کو سمیٹتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿٥٦﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ

اور البتہ ہم نے فرعون کو اپنی تمام نشانیاں دکھائیں سو اس نے جھٹلایا اور انکار کیا وہ کہنے لگا کہ اے موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہمیں اپنے جادو کے ذریعہ ہماری سرزمین سے

يٰمُوْسٰى ﴿٥٧﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ

نکال دے سو ہم بھی تیرے مقابلہ میں اسی جیسا جادو لے آئیں گے سو تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کر دے نہ ہم اس کی خلاف ورزی کریں گے اور نہ تو اس غرض

اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلّٰى

کے لئے ایک ہموار میدان مقرر کر دے موسیٰ نے کہا کہ تم سے زینت کے دن وعدہ ہے اور یہ بات بھی ہے کہ لوگ ایسے وقت میں جمع ہوں جب دن چڑھ جائے اس کے بعد فرعون واپس ہوا

فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

پھر اس نے اپنے مکر کا سامان جمع کیا پھر وہ آ گیا موسیٰ نے ان سے کہا ہلاکت ہے تمہارے لئے اللہ پر جھوٹ افتراء مت کرو

فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا

ورنہ وہ تمہیں ایسا عذاب دے گا کہ تمہیں بالکل ہی ختم کر دے گا اور جو جھوٹ باندھتا ہے وہ ناکام ہی رہتا ہے پھر انہوں نے اپنی اپنی رائے میں اختلاف کیا اور چپکے چپکے مشورہ

النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا

کرتے رہے کہنے لگے کہ بلا شبہ یہ دونوں جادوگر ہیں۔ دونوں چاہتے ہیں کہ اپنے جادو کے ذریعہ تم لوگوں کو تمہاری سرزمین سے نکال دیں

وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ

اور تمہارے عمدہ طریقے کو ختم کر دیں۔ لہٰذا اب تم سب اپنی تدبیر کا انتظام کرو پھر صف بنا کر آ جاؤ اور جو غالب ہو آج

الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾

وہی کامیاب ہوگا۔

## نشانات:

٥٦: وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا (ہم نے اس کو اپنی ساری نشانیاں دکھائیں) اَرَيْنٰهُ کی ضمیر فرعون کی طرف جاری ہے۔ آیات سے یہ نو آیات مراد ہیں نمبر ١۔ عصا نمبر ٢۔ ید بیضاء نمبر ٣۔ سمندر کا پھٹنا۔ نمبر ٤۔ پتھر کا پھٹنا۔ نمبر ٥۔ مکڑی یعنی ٹڈی دل۔ نمبر ٦۔ جوئیں۔ نمبر ٧۔ مینڈک نمبر ٨۔ خون۔ نمبر ٩۔ پہاڑ کا اکھڑ کر لٹکنا۔ فَكَذَّبَ (پس اس نے جھٹلایا) ان آیات کو وَاَبٰى (اور حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا) یعنی ایمان و اطاعت سے انکار کر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## فرعون کا خوف اور جادوگروں کے مقابلہ کی تیاری:

۵۷: قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى (کہنے لگا اے موسیٰ کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا ہے تاکہ تو اپنے سحر سے ہم کو ہماری سرزمین سے نکال دے) قال کا قائل فرعون اور ارضنا سے مراد سرزمین مصر ہے۔

نکتہ: یہ آیت بتلا رہی ہے کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام سے بہت ڈر گیا اور بِسِحْرِكَ کہہ کر بہانہ لگایا ورنہ کون سا ایسا جادوگر ہے جو بادشاہ کو اس کی حکومت سے نکال باہر کرے۔

۵۸: فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ (پس اب ہم بھی تیرے مقابلے میں ایسا ہی جادو لائیں گے) یعنی تیرا مقابلہ ایسے جادو سے کریں گے جو تیرے جادو جیسا ہوگا۔ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا (پس تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ مقرر کر لے) موعد یہ مصدر ہے جو الوعد کے معنی میں ہے ظرف زمان و مکان نہیں البتہ مضاف مقدر مانا جائے گا۔ ای مکان موعد اور لَّا نُخْلِفُهٗ (جس کے خلاف نہ ہم کریں) اس وعدے کی۔

قراءت: لا نُخْلِفْهُ کو جزم کے ساتھ یزید نے امر کا جواب ہونے کی وجہ سے پڑھا یا اور دیگر قراء نے موعد کا وصف ہونے کی وجہ سے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا (ہم اور نہ تم کسی ہموار میدان میں) یہ مکان محذوف کا بدل ہے اور یہ بھی درست ہے کہ مضاف مقدر نہ ہو۔ اور معنی اس طرح کر لیا جائے تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ مقرر کر جس کی ہم خلاف ورزی نہ کریں۔ اور مکانا مصدر ہونے کی بنا پر منصوب ہوگا۔ نمبر۲۔ یا اس فعل کی بنا پر منصوب ہوگا۔ جس پر مصدر دلالت کرتا ہے۔

سُوًى (ہموار)

قراءت: حجازی، ابوعمرو، علی رحمہم اللہ نے کسرہ سے پڑھا ہے۔ جبکہ دیگر قراء نے ضمہ سے۔

نحو: یہ مکان کی صفت ہے۔ نمبر۲۔ یہ استواء سے لیا جائے تو پھر اس کا معنی نصف ہوگا۔ ایسا مکان جو ہمارے اور تمہارے لیے آدھے راستہ پر واقع ہو تاکہ فاصلہ درمیان سے طرفین تک برابر ہو۔

## یوم زینت سے مراد:

۵۹: قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ (کہا تمہارے مقابلہ کے وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں تمہارے تہوار کا دن ہے)

نحو: موعدکم مبتدا یوم الزِّیْنَۃ خبر ہے۔ یہ ان کے ہاں خوشی کا دن تھا۔ نمبر۲۔ نیروز کا دن نمبر۳۔ یوم عاشور۔ زمان کے ساتھ جواب اس صورت میں درست ہوتا ہے (اگرچہ مکان کے متعلق سوال تاویل اول کی صورت میں ہے) کیونکہ انکا اجتماع زینت کے دن آخر کسی مکان میں وقوع پذیر ہوگا۔ پس زمان کو بطور علم مکان کے ذکر دیا۔ اور دوسری تفسیر کے مطابق تقدیر عبارت یہ ہوگی وعدکم و عد یوم الزینۃ تمہارا وعدہ یوم الزینت کا وعدہ ہے۔

وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ (اور جس میں لوگ جمع ہو جاتے ہیں) یعنی جمع کئے جاتے ہیں۔

نحو: نمبر۱۔ یہ موضع رفع میں ہے۔ نمبر۲۔ یوم پر عطف کی وجہ سے موضع جر میں ہے۔ نمبر۳۔ الزینۃ پر عطف کی وجہ سے موضع جر میں ہے۔ ضُحًى (چاشت کے وقت) خوب دھوپ کے وقت تاکہ شک وشبہ سے بالاتر ہو۔ اور حق کے سامنے آنے کیلئے ظاہر تر



BestUrduBooks.wordpress.com

ہو۔اور تمام شہری ودیہاتی اس کو ملاحظہ کریں اور ان میں وہ پھیل جائے۔

۶۰: فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ (پس فرعون دربار سے لوٹ گیا) موسیٰ علیہ السلام نے اعراض کرتے ہوئے پشت پھیری۔ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ (پھر اپنا مکر جمع کرنا شروع کیا) اپنی تدابیر اور جادوگران کی تعداد ۷۲ تھی۔ نمبر۲۔ چار صد تھی نمبر۳۔ ستر ہزار تھی۔

ثُمَّ اَتٰى (پھر پہنچ گیا) مقررہ وعدۂ مقام پر۔

۶۱: قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى (ان کو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) جادوگروں کو وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (تم پر افسوس! اللہ تعالیٰ پر جھوٹ مت تراشو) اس کی آیات اور اس کے معجزات کو جادو کا نام مت دو۔ فَيُسْحِتَكُمْ (پس وہ تمہیں نیست و نابود کردیگا)

قراءت: کوفی نے سوائے ابوبکر کے پڑھا ہے۔ یعنی وہ تمہیں ہلاک کردے گا۔ دیگر قراء نے فَيَسْحَتَكم یاء کے فتحہ اور حاء کے فتحہ سے پڑھا ہے۔ السحت اور الاسحات۔ ملیامیٹ کرنے کا معنی دیتے ہیں۔

نحو: یہ جواب نہی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ بِعَذَابٍ (بڑے عذاب کے ذریعہ) وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى (اور جو جھوٹ باندھتا ہے وہ ناکام و نامراد رہتا ہے) جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے۔

## جادوگروں کا اختلاف اور مشورہ:

۶۲: فَتَنَازَعُوْٓا (پس وہ اپنے باہمی رائے میں اختلاف کرنے لگے)۔ انہوں نے اختلاف کیا بعض جادوگروں نے کہا کہ یہ ہمارے جیسا جادوگر ہے۔ دوسروں نے کہا یہ بات جادوگر نہیں کہہ سکتا لا تفترو ا علی اللّٰہ کذباً الآیۃ

اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى (اپنے معاملے میں اور انہوں نے خفیہ مشورہ کیا) پوشیدہ باہمی مشورہ کیا اور کہنے لگے اگر وہ جادوگر ہے تو ہم عنقریب اس پر غلبہ پالیں گے۔ اور اگر یہ آسمان سے ہے پھر حکم اسی کا ہے۔ النجوٰی۔ یہ مصدر بھی ہوسکتا ہے اور اسم بھی پھر انہوں نے اس بات کو باطل سے مزین کر کے کہا۔

۶۳: قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ (کہنے لگے بلاشبہ یہ دونوں جادوگر ہیں) یعنی موسیٰ و ہارون۔

قراءت: ابوعمرو نے اِنَّ هذين لساحران پڑھا اور ظاہر کا تقاضا یہی ہے۔ مگر یہ مصحف امام کے مخالف ہے اور اسی طرح ابن کثیر، حفص، خلیل نے بھی اس سے اختلاف کر کے هذان ہی پڑھا ہے۔ اور یہ نحو و لغت کے ائمہ ہیں۔ اِنْ مخففہ ہے جیسے کہ اس قول میں ان زيد لمنطلق اور لام ان نافیہ اور مخففہ کو آپس میں الگ کر رہی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اِنْ مَا کے معنی میں ہے اور لام بمعنی اِلاَّ ہے تقدیر اس طرح ہے ما هذان اِلاَّ ساحران اور اس کی دلیل قراءت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہے۔ ان هذان الا ساحران اور دیگر نے اِنّ هذان لساحران پڑھا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ بلحارث بن کعب، خثعم، مراد، کنانہ کی لغت ہے۔ ان کے ہاں تثنیہ ہمیشہ الف کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ نصب و جر کسی بھی حالت میں یاء کو قبول نہیں کرتے مثلاً عصا، سعدی۔ جیسا شاعر کہتا ہے جس کا نام روبہ ہے۔ ان اباها و ابا اباها قد بلغا فی المجد غایتاها۔ نمبر۱۔ محل استشہاد ہے۔

زجاج کا قول اِنَّ نعم کے معنی میں ہے جیسا شاعر نے کہا یہ شاعر عبید اللہ بن قیس الرقیات ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا

کہنے لگے کہ اے موسیٰ یا تم پہلے ڈالو اور یا ہم پہلے ڈالنے والے بنیں۔ موسیٰ نے کہا بلکہ تم پہلے ڈالو پس

حِبَالُهُمْ وَعِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً

یکایک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کے خیال میں ایسی معلوم ہو رہی تھیں جیسا کہ وہ دوڑ رہی ہیں سو موسیٰ نے اپنے دل میں تھوڑا سا خوف

مُّوْسٰی ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ

محسوس کیا ہم نے کہا کہ تم مت ڈرو بلاشبہ تم ہی بلند رہو گے اور ڈال دو جو تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے وہ اس سب کو چٹ کر دے گا جو کچھ انہوں نے بنایا ہے

اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا

انہوں نے صرف جادوگروں والا مکر کیا ہے اور جادوگر جہاں کہیں بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا سو جادوگر سجدہ میں گرا دیئے گئے کہنے لگے

اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی ﴿۷۰﴾

کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔

ویقلن شیب قد علا ك وقد کبرت فقلت اِنّه انعم کے معنی ای نعم اور ھاء وقفی ہے۔ ھٰذ ان مبتدا ہے ساحران خبر ہے۔ مبتدا محذوف کی۔ اور لام اصل میں مبتدا محذوف پر داخل ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ ھٰذ ان لھما ساحران۔ پس اس کا داخل ہونا اپنے مقررہ مقام یعنی ابتداء میں ہے۔ یا لام کبھی خبر میں داخل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مبتدا اس قول میں خالی لأنت ومن جریر خالہٗ کہتے ہیں اس بات کو مبرد پر پیش کیا گیا پس اس نے پسند کیا مگر ابو علی نے اس کو فضول قرار دیا۔

یُرِیْدٰنِ اَنْ یُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا (یہ دونوں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری سرزمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال باہر کریں۔ وَیَذْهَبَا بِطَرِیْقَتِكُمُ الْمُثْلٰی (نکال باہر کریں اور تمہارے اعلیٰ طریقے کو ختم کر دیں) ارض سے سرزمین مصر۔ اور طریقہ سے قبطی مذہب و دین۔ المثلیٰ افضل کو کہتے ہیں۔ یہ اَمثل کی مونث ہے۔

۶۴: فَاَجْمِعُوْا (پس تم مل ملک کر انتظام کرو) پس تم فیصلہ کرو یعنی اس کو اجتماعی فیصلہ قرار دو باہمی اختلاف نہ کرو۔

قراءت: ابو عمرو نے فَاجْمَعُوْا پڑھا ہے اور اس کی تائید فَجَمَعَ كَیْدَهٗ۔ [طٰہٰ:۶۰] سے ہوتی ہے۔

كَیْدَكُمْ (اپنی تدبیر کو) جو تدبیر کرنی ممکن ہے۔ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا (پھر صف بندی کر کے مقابلہ میں آؤ)

نحو: صفًا یہ حال ہے کہ مصففین۔ انہوں نے صف بندی اس لئے کی کیونکہ یہ دیکھنے والوں کے دلوں میں زیادہ رعب ڈالنے والی چیز ہے۔

وَقَدْ اَفْلَحَ الْیَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰی (اور آج جو غالب آئیگا۔ وہی کامیاب ہوگا) جو غالب آیا وہ کامیاب۔ نحو: یہ جملہ معترضہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۶۵: قَالُوْا انہوں نے کہا یعنی جادوگروں نے یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ (اے موسیٰ یا تو تم اپنا عصا پہلے ڈالو) وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى (یا ہم پہلے ڈالنے والے بنیں) جو کچھ ہمارے پاس ہے۔

نحو: انْ اپنے مابعد سمیت دونوں مقام پر فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۲۔ مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی بنا پر مرفوع ہے۔ اس کا معنی اس طرح ہوگا اختر احد الامرین دو میں سے ایک بات کا چناؤ کرو۔ نمبر۳۔ الا مر اِلْقَاءُ كَ اَوْ اِلْقَاؤُنَا۔ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ یہ اختیار چناؤ ان کی طرف سے آپ کے ساتھ حسن ادب کو ظاہر کر رہا ہے گویا اللہ تعالیٰ نے یہ بات ان کے دل میں ڈالی۔ اور آپ کی ان تک پہنچائی اور موسیٰ علیہ السلام کو ان کے پہلے ڈالنے کا علم عنایت فرمایا اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

۶۶: قَالَ بَلْ اَلْقُوْا (موسیٰ علیہ السلام نے کہا بلکہ تم ڈالو) تا کہ ان کے پاس جو جادو کے فریب تھے وہ خوب ظاہر کریں اور اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کا غلبہ خوب واضح کر دیں اور حق کو باطل پر مار کر اس کا بھیجا نکال دیا جائے۔ اور معجزے کو جادو پر مسلط کر کے اس کو مٹا دیا جائے۔ تا کہ دیکھنے والوں کے سامنے نبوت وقدرت کا روشن نشان ہو۔ اور عبرت حاصل کرنے والے اس سے عبرت لے سکیں وہ جو کچھ پھینکنا چاہتے تھے پھینکا۔ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ (پس یکا یک ان کی لاٹھیاں اور رسیاں)

نحو: یہ اذا کہا جاتا ہے مفاجات کیلئے ہے۔

تحقیقی قول یہ ہے کہ اذا یہاں وقت کے معنی میں ہے جو اپنے لیے نصب کو چاہتا ہے اور جملہ اس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ خاص کر بعض مقامات پر اس کا ناصب فعل مخصوص ہوتا ہے اور وہ فعل مفاجات ہے اور یہ جملہ ابتدائیہ ہے اور کوئی نہیں بن سکتا۔ تقدیر عبارت یہ ہے: ففاجأ موسٰی وقت تخییل سعی حبالھم و عصیھم مطلب اس طرح ہے علی مفا جاتہ حبا لھم و عصیھم مخیّلۃ الیہ السعیّ اچانک موسیٰ کو ایسا خیال ہونے لگا کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں۔ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ (خیال ہونے لگا)

قراءت: ابن ذکوان نے تاء سے پڑھا ہے۔

نحو: ضمیر موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (ان کے جادو کی بنا پر کہ وہ دوڑ رہی ہیں) تخیل کی ضمیر سے بدل الاشتمال ہے ای تخیل الملقی۔ ڈالی ہوئی چیزوں کے متعلق تخیل پیدا ہوا۔ اور روایت تفسیر میں یہ ہے کہ انہوں نے لاٹھیوں کو پارے میں ڈبو رکھا تھا۔ جب دھوپ ان پر پڑی تو وہ حرکت کرنے لگیں۔ اور لہرانے لگیں جس سے یہ تخیل پیدا ہوا۔

۶۷: فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى (پس موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں کچھ خوف محسوس کیا۔) دل میں خوف لائے۔ یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ انکار رخ کر رہی ہیں۔ اور نمبر۱۔ فطرت بشریہ کے کہ تقاضا سے ایسا ہوا۔ نمبر۲۔ ان کو خطرہ ہوا کہ لوگ خلجان میں مبتلا ہو کر شک سے ان کی اتباع نہ کریں گے۔ اور دھوکے میں مبتلا ہو جائیں گے۔

۶۸: قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى (ہم نے کہا تم کچھ خوف نہ کرو بلاشبہ تم ہی سب پر غالب رہو گے) غالب و زبردست ہو گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

تا کید ' میں مبالغہ واضحہ ہے نمبرا۔ان نمبر۲۔انت۔نمبر۳۔حرف تعریف نمبر۴۔لفظ اعلیٰ اور وہ غلبہ ظاہر ہے۔

## ان کے سوانگ کو نگل جائے گا:

۶۹ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ (اور تم جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو ڈال دو۔) ان لوگوں نے جو کچھ جھوٹ بنایا۔اس کو یہ نگل لے گی۔

قراءت: تَلْقَفْ لام اور فاء کے سکون اور قاف کی تخفیف کے ساتھ حفص نے پڑھا ہے۔ابن ذکوان نے تَلَقَّفُ پڑھا ہے۔باقی قراء نے تَلَقَّفْ پڑھا ہے۔

مَا صَنَعُوْا (جو انہوں نے بنایا ہے) جو کچھ جھوٹ بنایا اور کیا۔مطلب یہ ہے تم اپنی لاٹھی پھینک دو وہ ان کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل جائے گی۔یہاں عصاک نہیں فرمایا کیونکہ وہ عصا باعظمت تھا۔گویا اس طرح فرمایا گیا کہ تم ان کے سوانگ کی طرف بالکل توجہ نہ دو۔اور اس کی پرواہ نہ کرو جو آپ کے سوانگ ہاتھ میں ہے یہ ان سے بہت بڑھ کر ہے۔نمبر۲۔تحقیر کے طور پر فرمایا کہ تم ان کی رسیوں اور لاٹھیوں کی کثرت کی طرف توجہ نہ کرو اس اکیلی چھوٹی سی چھڑی کو جو تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے ڈال دو وہ تیرے رب کی قدرت سے اکیلی ہونے اور ان کی کثرت کے باوجود ان سب کو نگل جائے گی۔

اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ (انہوں نے جو کارروائی کی ہے وہ جادو کا فریب ہے۔)

قراءت: کوفی نے سحر پڑھا ہے۔مگر عاصم ان میں شامل نہیں۔اس کا معنی ذی سحر ہوگا۔جادو والا۔نمبر۲۔وہ جادو میں دن رات مشغول و مستغرق ہونے کی وجہ سے مجسمہ سحر تھے۔

کید کا لفظ ہر دو قراءت کے لحاظ سے مرفوع پڑھا گیا ہے۔اور مَا موصولہ ہے یا مصدریہ ہے البتہ ساحر کو واحد لایا گیا ہے جمع ذکر نہیں کیا کیونکہ کلام میں مقصود جنسیت کا معنی ہے عددی معنی مقصود نہیں۔اگر جمع لایا جاتا تو عدد کو مقصود سمجھ لیا جاتا جیسا اس قول میں ہے۔وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ (اور جادوگر کہیں کامیاب نہیں ہوتا) یہاں جنس ساحر مراد ہے۔حَيْثُ اَتٰى (جہاں کہیں ہو)۔

۷۰: پس موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی ڈال دی۔اس نے ان کے سارے سوانگ کو نگل لیا۔اس عظیم نشانی کو دیکھ کر وہ سجدہ میں گر گئے۔اسی کو اس آیت میں ذکر فرمایا۔فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا (جادوگر سجدہ میں گر گئے)

## اخفش کا قول:

انہوں نے چونکہ بہت جلد سجدہ کیا اس لئے فرمایا گویا وہ گرا دیے گئے۔پس ان کا معاملہ کتنا عجیب ہے کہ وہ حمایتِ کفر و مخالفت میں رسیاں اور لاٹھیاں ڈال رہے تھے۔پھر ایک گھڑی کے بعد ان کے سر شکریہ کے ساتھ سجدہ میں پڑے ہوئے تھے پس دونوں القاؤں میں کتنا فرق ہے! روایت تفسیر یہ میں ہے کہ انہوں نے جنت اور اس کی منازل کو حالت سجدہ میں ملاحظہ کیا پھر سر اٹھا کر پکار اٹھے۔قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى (کہنے لگے ہم تو ہارون موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے۔) یہاں ھارون کو مقدم ذکر کیا گیا جبکہ سورۂ شعراء میں مؤخر کیا گیا فاصلہ کا لحاظ کیا گیا اور دوسری بات یہ ہے کہ واؤ ترتیب کو چاہتی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ

فرعون نے کہا اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم موسیٰ پر ایمان لے آئے بلا شبہ وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے' سو میں ضرور بالضرور اس طرح سے

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ

تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا کہ ایک طرف کا ہاتھ ہوگا اور دوسری طرف کا پاؤں ہوگا اور ضرور بالضرور میں تمہیں کھجور کی ٹہنیوں میں لٹکا دوں گا۔ جیسے صلیب پر لٹکا دیا جاتا ہے اور تم ضرور

اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ۝۷۱ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ

جان لوگے کہ ہم میں کون سب سے زیادہ سخت عذاب والا ہے اور کس کا عذاب زیادہ دیرپا ہے۔ جادوگر کہنے لگے کہ ہمارے پاس جو کھلے ہوئے دلائل آئے ہیں ان کے مقابلہ میں اور اس ذات کے

فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۷۲ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا

مقابلہ میں جس نے ہمیں پیدا فرمایا ہے ہم تجھے ہرگز ترجیح نہیں دیں گے سو تو جو کچھ فیصلہ کرنے والا ہے وہ کر ڈال تو صرف اسی دنیا والی زندگی میں فیصلہ کرے گا بلا شبہ ہم اپنے رب پر ایمان لائے

لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝۷۳ اِنَّهٗ

تاکہ وہ ہماری خطاؤں کو بخش دے اور تو نے جو ہم سے زبردستی جادو کرایا اس کو بھی معاف فرمادے' اور اللہ بہتر ہے اور ہمیشہ ہی باقی ہے۔ بلا شبہ بات یہ ہے

مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝۷۴ وَمَنْ يَّاْتِهٖ

کہ جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم بن کر آئے گا سو اس کے لئے جہنم ہے نہ اس میں مرے گا اور نہ جئے گا اور اس کے پاس جو شخص مومن ہو کر

مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝۷۵ جَنّٰتُ عَدْنٍ

آئے گا جس نے نیک عمل کئے ہوں گے سو ان لوگوں کے لئے بلند درجات ہیں ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝۷۶ۧ

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ اس کی جزاء ہے جو پاک ہوا۔

## ساحروں کے ایمان پر فرعونی تقریر:

۷۱: قَالَ اٰمَنْتُمْ (فرعون نے کہا تم موسیٰ پر ایمان لے آئے)

قراءت: امنتم حفص نے بلا مد پڑھا ہے۔ اور بصری اور شامی، حجازی قراء نے ہمزۂ ممدودہ کے ساتھ پڑھا۔ دیگر قراء نے دو ہمزہ کے ساتھ۔ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ (اس پر اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دیتا) ہٗ کی ضمیر موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ محاورہ میں امن به اور امن له دونوں استعمال ہوتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ (واقعہ وہ تم سے بڑا ہے جس نے تم کو سحر سکھایا ہے) کبیر کا معنی بڑا ہونے یا تمہارا استاذ ہونے کی وجہ سے ہے۔اہل مکہ معلم کو کبیر کہتے ہیں اَمَرَنِیْ کَبِیْرِیْ میرے استاذ نے مجھے حکم دیا۔

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ (پس اب میں تم سب کے ہاتھ پاؤں ایک دوسرے کے برخلاف کٹواتا ہوں) قطع میں خلاف کا مطلب یہ ہے دایاں ہاتھ بائیں ٹانگ کیونکہ ہرعضو دوسرے کا مخالف ہے اس طرح کہ یہ ہاتھ اور وہ پاؤں یہ دایاں اور دوسرا بایاں۔

مِنْ یہ ابتدائیہ ہے کیونکہ قطع کی ابتداء کی جائے گی اور ایک سے دوسرے عضو کی مخالفت سے پیدا ہوگا۔اور جار مجرور محلاً منصوب ہیں۔مطلب یہ ہے لا قطعنھا مختلفات میں ان کو مختلف طور پر کاٹوں گا۔کیونکہ جب وہ ایک دوسرے کے خلاف ہونگے تو اسی لئے اختلاف کے لفظ سے ان کی صفت بیان کر دی۔

نکتہ: آیت میں علی جزوع کی جگہ فی جزوع کہنے سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔کہ میں تمہیں کھجور کے تنوں سے اس طرح پیوست کر دونگا۔جس طرح مظروف ظرف کے ساتھ پیوست ہوتا ہے۔اسی لئے وَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ کہا اور کھجور کا ذکر خاص طور پر اس لئے کیا کیونکہ کھجور کا تنا لمبا ہوتا ہے اور اس کے اوپر ٹہنیاں نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ لٹکائی چیز نمایاں نظر آتی ہے۔

وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا (اور تمہیں یقیناً یہ بھی معلوم ہوا چاہتا ہے کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت ہے) جو میں تمہیں اس پر ایمان لانے کی بنا پر دوں گا۔یا موسیٰ کا رب ایمان کو چھوڑنے پر دے گا۔

دوسرا قول اس سے اس نے اپنی ذات اور موسیٰ علیہ السلام کی ذات مراد لی۔اس کی دلیل یہ آیت ہے آمنتم له اور ایمان کے لفظ کے ساتھ لام کا صلہ قرآن مجید میں غیر اللہ کیلئے استعمال ہوتا ہے۔جیسا اس ارشاد میں ہے۔یومن باللّٰہ ویومن للمؤمنین [التوبہ:۶۱]

وَّ اَبْقٰى (اور دیرپا ہمیشگی والا ہے)

## ساحروں کا جواب:

۷۲: قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ (جادوگروں نے کہا ہم تجھ کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے) تمہیں ہرگز پسند نہ کریں گے۔عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ (ان دلائل کے مقابلہ میں جو ہم کو میسر آ چکے) وہ قطعی دلائل جو موسیٰ علیہ السلام کی سچائی پر دلالت کرتے ہیں۔وَالَّذِيْ فَطَرَنَا اور اس ذات کے مقابلہ میں جس نے ہم کو پیدا کیا۔

نحو: اس کا عطف ما جاء نا پر ہے ای لن تختا رك علی الذی جاء نا و لا علی الذی خلقنا۔ہم ہرگز تمہارا چناؤ نہ کریں گے اس ذات کے مقابلہ میں جس نے ہمیں پیدا کیا اور نہ ان دلائل کے مقابلہ میں جو ہمارے پاس آ چکے۔نمبر۲۔یہ قسم ہے اور اس کا جواب لن نوثرك قسم سے مقدم آ رہا ہے۔

فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ (پس تجھے جو فیصلہ کرنا ہے کر ڈال) تو جو بھی قطع ید وارجل اور صلیب کرنا چاہتا ہے کر ڈال۔اقض کا



BestUrduBooks.wordpress.com

معنی اصنع ہے جیسا کہ شاعر ابوذوتب نے کہا و علیھما مسرودتان قضاھما ای صنعھما ان دونوں کو کر دیا۔ نمبر۲۔ فیصلہ کے معنی میں ہے احکم ماانت حاکم تو فیصلہ کر جو تو کرنے والا ہے۔

اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا (تو سوائے اس کے کہ اس دنیوی زندگی میں کچھ کرے) اور کر ہی کیا سکتا ہے۔ یعنی اس دنیوی زندگی میں

نحو: الحیاۃ الدنیا کو ظرفیت کیوجہ سے نصب دیا گیا۔ ای انما تحکم فینا مدۃ حیاتنا۔ تو ہمارے متعلق فیصلہ اس دنیا کی زندگی کی مدت میں کر سکتا ہے۔

۷۳: اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَآ (بلاشبہ ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری خطائیں) اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ (اور جادو کو جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا وہ معاف فرمادے)

نحو: ما موصولہ ہے اور خطایانا پر عطف کی وجہ سے منصوب ہے۔ من السحر یہ حال ہے ما کا۔ روایت تفسیریہ میں ہے کہ انہوں نے فرعون کو کہا ہمیں موسیٰ دکھاؤ جبکہ وہ سویا ہوا ہو۔ فرعون نے ایسا کر دیا انہوں نے دیکھا کہ آپ کی لاٹھی آپ کی حفاظت کر رہی ہے۔ وہ اسی وقت کہنے لگے یہ جادو نہیں۔ جادوگر جب سو جاتا ہے اس کا جادو ختم ہو جاتا ہے۔ رسوائی کے خوف سے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے سے گریز کیا۔ مگر فرعون نے ان کو جادو دکھانے پر اور کرنے پر مجبور کیا۔

## شریعت سے ناواقفی بدبختی ہے:

غور کرو! ان کو ان کے علم سحر نے کیا فائدہ پہنچایا اور فرعون کو سحر کے متعلق جہالت نے کتنا نقصان پہنچایا۔ پس شریعت کا علم جب کسی کو میسر ہو تو وہ کتنا فائدہ دے گا اور اس سے محرومی کتنی بڑی بدبختی کو سمیٹ لائے گی۔ وَاللّٰهُ خَیْرٌ (اللہ تعالیٰ بہت ہی اچھے ہیں) اس کو ثواب دیتے ہیں جو اس کی اطاعت اختیار کرے۔

وَّ اَبْقٰی (اور بقاء والے ہیں) عذاب و سزا میں جو اس کی نافرمانی اختیار کرے۔ اس میں فرعون کی بات کی تردید ہے جو اس نے کہی ولتعلمن اینا اشد عذابا و ابقٰی [طٰہٰ:۷۱]

۷۴: اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا (جو شخص بغاوت کا مجرم بن کر اپنے رب کے سامنے جائے گا) یعنی کفر کی حالت میں فَاِنَّ لَهٗ (پس بیشک اس کے لئے) یعنی مجرم کیلئے جَهَنَّمَ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا (جہنم ہے کہ اس میں وہ نہ مرے گا) کہ اس کو موت سے استراحت میسر ہو وَلَا یَحْیٰی (نہ جیئے گا) ڈھب والی زندگی نہ ہوگی کہ آرام میسر ہو۔

۷۵: وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا (اور جو شخص اپنے رب کے ہاں مؤمن ہو کر حاضر ہوگا) یعنی ایمان پر اس کی موت آئے گی۔ قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ (جس نے نیک کام بھی کئے ہوں) ایمان لانے کے بعد فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی (پس ان لوگوں کیلئے بڑے بڑے بلند درجات ہیں)۔

نحو: العُلٰی یہ العلیا کی جمع ہے۔

۷۶: جَنّٰتُ عَدْنٍ (ہمیشہ رہنے کے باغات)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ

اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر چلے جاؤ پھر ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ

يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ

بنادینا نہ کسی کے تعاقب کا اندیشہ کروگے اور نہ تمہیں کسی قسم کا خوف ہوگا' سو فرعون نے ان کے پیچھے اپنے لشکروں کو چلا دیا پھر دریا سے انہیں اس چیز نے

الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾

ڈھانپ دیا جس چیز نے بھی ڈھانپا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت کی راہ نہ بتائی۔

تَجْزِیْ: یہ درجات سے بدل ہے۔

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (اس کے نیچے نہریں جاری ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے) خالدین کا معنی ہمیشہ ہے۔ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى (یہ اس کا بدلہ ہے جس نے اپنے کو پاک کرلیا) شرک سے اپنے آپ کو لا الہ الا اللہ کے ذریعہ پاک کرلیا۔

ایک قول یہ تینوں آیات ان کے قول کی حکایت ہے۔ قول آخر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی گئی ہے۔ حکایت نہیں اور یہ قول سب سے زیادہ بہتر ہے۔

## موسیٰ علیہ السلام کو رات کو نکلنے کا حکم:

۷۷: وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ (اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے ان بندوں کو راتوں رات لے جاؤ) جب اللہ نے فرعون اور اس کی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان کو مصر سے راتوں رات نکالو اور ان کو سمندر کے راستہ پر لے جاؤ۔

فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ (پھر ان کے لئے سمندر میں راستہ بنادیا) مقرر کرانے کے لئے۔ یہ عرب کے قول ضرب له فی ماله سهمًا سے لیا گیا ہے کہ اس نے اپنے مال میں اس کا حصہ تجویز و مقرر کردیا۔ يَبَسًا خشک: یہ مصدر ہے جو بطور صفت استعمال ہوا۔ کہا جاتا ہے یبس يَبَسًا و يُبسا (خشک ہوا خشک ہونا)۔ لَّا تَخٰفُ (تمہیں خطرہ نہ ہوگا۔) یہ اضرب کی ضمیر سے حال ہے ای اضرب لهم طريقًا غير خائف ان کے لئے سمندر میں ایک راستہ بنادو جو بے خطر ہو۔

قراءت: حمزہ نے جواب قرار دیکر لاتَخَفْ پڑھا ہے۔ دَرَكًا (تعاقب کا) یہ ادراک سے اسم ہے۔ ای لا یدرکك فرعون و جنوده ولا يلحقونك (فرعون اور اس کا لشکر نہ تمہیں پاسکے گا اور نہ آکر پیچھے سے مل سکے گا)۔ وَّلَا تَخْشٰى (اور تمہیں نہ خوف ہوگا۔) ڈوبنے کا۔

قراءت: قرات حمزہ کے مطابق لاتخشی ہے جملہ مستانفہ ہے ای وانت لاتخشی نمبر۲۔ یا الف زائد ہے۔ جیسا کہ اس آیت



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ

اے بنی اسرائیل ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے ہم نے کوہ طور کی داہنی جانب کا وعدہ کیا

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۞٨٠ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا

اور ہم نے تم پر من اور سلویٰ نازل کیا' جو کچھ ہم نے تمہیں دیا اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ

فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۞٨١ وَاِنِّيْ

بڑھو ورنہ تم پر میرا غصہ نازل ہو گا' اور جس پر میرا غصہ نازل ہوا سو وہ گر گیا' اور بلاشبہ میں

لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۞٨٢

اسے بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے پھر ہدایت پر قائم رہا۔

میں وتظنون باللّٰہ الظنونا [الاحزاب:١٠]

موسیٰ ان کو لیکر رات کے اول حصے میں چل دیئے۔ انکی تعداد ستر ہزار تھی۔ دیگر مفسرین نے چھ لاکھ لکھی ہے مترجم انہوں نے فرعونیوں سے زیوارت مانگ کر لئے تھے۔ فرعون نے اطلاع پا کر ٦ لاکھ قبطی فوج لیکر انکا پیچھا کیا۔ اور انکے نشانِ راہ پر چل دیئے۔ اسی کو فرمایا:

## غرق فرعون:

٧٨: فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ (فرعون نے انکا پیچھا اپنے لشکروں کے ساتھ کیا۔)

نحو: یہ حال ہے یعنی وہ ان کے پیچھے نکلا اس حال میں کہ اس کا لشکر ساتھ تھا۔

فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ (پس سمندر نے ان کو ڈھانپ لیا) ان کو سمندر سے وہ ملا مَا غَشِيَهُمْ (جو ان کو ملنا تھا) یہ کلمات ان جوامع الکلم میں سے ہیں۔ جو کہ الفاظ قلیل ہونے کے باوجود کثیر معانی پر مشتمل ہیں۔ ای غشیھم ما لا یعلم کنھه الا اللّٰہ عزوجل ان کو سمندر میں اس چیز نے ڈھانپ لیا جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

٧٩: وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ (فرعون نے اپنی قوم کو بری راہ پر لگایا) سیدھی راہ سے ہٹا کر وَمَا هَدٰى (اور نیک راہ نہ بتائی) حق اور درست راستے کی طرف ان کی راہنمائی نہ کی۔ یہ فرعون کی اس بات کی تردید ہے جو اس نے بطور ادّعاء کہی تھی۔ وما اھدیکم الا سبیل الرشاد [غافر:٢٩]

٨٠: سمندر پار ہونے کے بعد بنی اسرائیل پر کیے جانے والے احسانات کا تذکرہ فرمایا۔ اور فرعون اور اس کے لشکروں کی ہلاکت کے بعد والے انعامات ذکر کیے۔ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (اے بنی اسرائیل!) یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو راتوں رات نکال لے جاؤ اور ہم نے کہا اے بنی اسرائیل گویا اس کا تعلق اَسْرِ بِعِبَادِيْ سے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ہلاکتِ فرعون کے بعد والے انعامات:

قَدْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ عَدُوِّکُمْ (ہم نے تمہارے دشمن سے نجات دی)۔ عدو سے فرعون مراد ہے۔ وَوٰعَدْنٰکُمْ (اور ہم نے تم سے وعدہ لیا) کتاب دینے کا۔ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ (طور کے دائیں جانب) اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ طور پر آئیں۔ اور قوم کے ستر سربرآوردہ افراد بھی ساتھ لائیں تاکہ تورات عنایت کی جائے۔ ان کی طرف وعدے کی نسبت اس لئے کی گئی کیونکہ وہ وعدے ان کے پیغمبر اور نقباء سے لئے گئے۔ اور شریعت پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہونے والی منفعتیں انہی کو پہنچنے والی تھیں اور دینی فائدے انہی کو ملنے والے تھے۔

نحو: الا یمن منصوب ہے کیونکہ یہ جانب کی صفت ہے اور ایک قراءت میں جوار کی وجہ سے مجرور بھی پڑھا گیا۔

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی (اور ہم نے تم پر من وسلویٰ اتارا) میدان تیہ میں اور ہم نے تمہیں حکم دیا۔

۸۱: کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ ( تم نفیس چیزیں کھاؤ) حلال۔ مَارَزَقْنٰکُمْ (جو ہم نے تمہیں دی ہیں)

قراءت: انجیتکم وواعدتکم و رزقتکم کوفی نے عاصم کے علاوہ پڑھا ہے۔

وَلَا تَطْغَوْا فِیْہِ (اور اس میں حد شرعی سے مت گزرو) اس میں اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز مت کرو۔ کہ نعمتوں کی ناشکری کرنے لگو اور نعمتوں کو معاصی میں صرف کرنے لگو۔ نمبر ۲۔ تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔

فَیَحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبِیْ (ورنہ میرا غصہ تم پر اتر پڑے گا) غضب سے میری سزا مراد ہے۔ وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْہِ غَضَبِیْ فَقَدْ ھَوٰی (اور جس شخص پر میرا غصہ واقع ہوتا ہے وہ بالکل گیا گزرا ہوا) ہلاک ہو گیا نمبر ۲۔ ایسا گرا جس کے بعد اٹھ نہیں سکتا۔ الھوی اس کی اصل یہ ہے پہاڑ سے گر کر ہلاک ہوا۔ اور حقیقی معنی یہ ہے کہ ایمان کی بلندی سے جہنم کے گڑھے میں جا گرا۔

قراءت: علی نے فیحل و یحلل پڑھا اور باقی قراء نے کسرہ سے۔ کسرہ کی صورت میں حل یحل جبکہ اس کا ادا کرنا لازم ہو جائے سے ہوگا اور اس کے ضمن میں نزول کا معنی پایا جاتا ہے۔

۸۲: وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ ( اور میں ایسے لوگوں کو بڑا بخشنے والا ہوں جو توبہ کر لیں) توبہ سے مراد شرک سے توبہ کرنا ہے۔ وَاٰمَنَ (اور ایمان لے آئیں) اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانا اور جو اتارا گیا اس میں اس کی تصدیق کی وَعَمِلَ صَالِحًا (اور نیک عمل کریں) فرائض کو ادا کیا ثُمَّ اھْتَدٰی (پھر اسی راہ پر قائم رہیں) پھر استقامت اختیار کی اور مذکورہ ہدایت پر ثابت قدمی دکھائی اور اس کا حاصل تین چیزیں ہیں توبہ، ایمان، عمل صالح۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ

اور اے موسیٰ آپ کو کس چیز نے جلدی میں ڈالا کہ آپ اپنی قوم سے آگے بڑھ گئے' انہوں نے عرض کیا وہ لوگ میرے پیچھے ہی ہیں اور اے رب میں آپ کی طرف

اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ

جلدی آ گیا تاکہ آپ راضی ہوں' فرمایا سو بلاشبہ ہم نے تمہارے بعد تمہاری قوم کو فتنہ میں ڈال دیا اور انہیں سامری نے گمراہ

السَّامِرِىُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ

کر دیا۔ پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے رنجیدہ حالت میں واپس ہوئے انہوں نے کہا کہ اے میری قوم کیا تمہارے رب نے تم سے

رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ

اچھا وعدہ نہیں فرمایا؟ کیا تم پر زیادہ زمانہ گزر گیا یا تم نے یہ چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا غصہ نازل

مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ

ہو جائے' سو تم نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی' وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی اپنے اختیار سے نہیں کی' لیکن بات یہ ہے کہ ہم پر

اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِىُّ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا

قوم کے زیوروں کے بوجھ لدے ہوئے تھے سو ہم نے ان کو ڈال دیا۔ پھر سامری نے اسی طرح ڈال دیا پھر اس نے لوگوں کے لئے ایک بچھڑا نکالا

جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۙ فَنَسِىَ ﴿٨٨﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ

جو ایک جسم تھا اس میں سے گائے کی آواز آ رہی تھی۔ سو وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے سو وہ بھول گئے' کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ان کی کسی بات کا

اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ ع ١٣

جواب نہیں دیتا اور وہ ان کے لئے کسی ضرر اور نفع کی قدرت نہیں رکھتا' اور بلاشبہ اس سے پہلے ہارون نے ان سے کہہ دیا تھا

يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِىْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِىْ ﴿٩٠﴾

کہ اے میری قوم اس کی وجہ سے تم فتنہ ہی میں ڈالے گئے ہو' بلاشبہ تمہارا رب رحمان ہے سو تم میرا اتباع کرو اور میرے حکم کو مانو'

ستر افراد کے ساتھ طور:

٨٣: وَمَآ اَعْجَلَكَ (اور کیا سبب ہے اے موسیٰ تمہارے جلدی آنے کا) کونسی چیز تمہیں جلدی لے آئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى (اپنی قوم کو چھوڑ کر) ان ستر افراد کو جنہیں منتخب کیا گیا تھا اور اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ وعدہ مقررہ پر موسیٰ علیہ السلام ان کو ساتھ لے کر کوہِ طور کی طرف تشریف لا رہے تھے۔ پھر کلام باری تعالیٰ کے شوق میں آپ ان سے آگے بڑھ کر پہلے طور پر پہنچ گئے۔ اور انہیں پیچھے چلے آنے کا حکم دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وما اعجلك یعنی کس چیز نے جلد آنے کو تم پر لازم کر دیا۔ نحو: یہ استفہام انکاری ہے اور ما مبتدا اور اعجلك اس کی خبر ہے۔

## آزمائشِ بنی اسرائیل:

۸۴: قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ (موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا وہ لوگ بھی تو میرے پیچھے پیچھے چلے آرہے ہیں) وہ میرے پیچھے ابھی مل رہے ہیں، میرے اور ان کے مابین کوئی زیادہ فاصلہ نہیں۔ پھر آگے جلدی آنے کا سبب ذکر کیا۔

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ (اور میں آپ کے پاس جلدی اس لئے آیا) اس مقررہ وعدہ کے مطابق جو آپ نے فرمایا۔ لِتَرْضٰى (تا کہ آپ راضی ہوں) تا کہ آپ مجھ سے زیادہ خوش ہو جائیں۔

نکتہ: اس میں دلیل ہے کہ اجتہاد جائز ہے۔

۸۵: قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے تمہاری قوم کو ایک آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے) ہم نے ان کو ابتلاء میں ڈالا ہے۔ مِنْۢ بَعْدِكَ (تمہارے بعد) تمہارے پہاڑ کی طرف روانہ ہونے اور ان سے نکلنے کے بعد۔ قوم سے یہاں وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت ہارون کے ساتھ پیچھے تھے۔ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ (اور ان کو سامری نے گمراہ کیا) ان کو بچھڑے کی عبادت کی طرف دعوت دیکر اور ان کے اس کو قبول کر لینے کی بنا پر۔

وجہ: السامرۃ بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اسی کی طرف یہ نسبت تھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ کرمان کا ایک جاٹ تھا۔ اس نے بچھڑا بنایا۔ اس کا نام موسیٰ بن ظفر تھا اور یہ منافق شخص تھا۔

## موسیٰ علیہ السلام کی واپسی اور ان کی فہمائش:

۸۶: فَرَجَعَ مُوْسٰى (پس موسیٰ علیہ السلام لوٹے) اپنے رب سے مناجات کے بعد اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا (اپنی قوم کی طرف رنج سے بھرے ہوئے) انتہائی غصے میں نمبر ۲۔ انتہائی غم زدہ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا (کہا اے میری قوم کیا تمہارے ساتھ تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہیں کیا) اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ ان کو تورات دی جائے گی جس میں ہدایت و نور ہے۔ اس میں ایک ہزار سورتیں تھیں۔ ہر سورت میں ایک سو آیات تھیں۔ اس کی کتابوں کو ستر اونٹ اٹھاتے تھے۔ اور اس سے زیادہ بہترین کوئی وعدہ نہیں (یہ اسرائیلی روایت عجیب ہے کہ تورات کی تختیاں تو ایک صندوق میں آ گئیں اور جب کاغذوں پر لکھی گئی تو ستر اونٹ کا بوجھ بن گیا۔ فافہم و تدبر)

اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ (کیا تم پر وعدہ کا زمانہ زیادہ گزر گیا تھا) تم سے میری جدائی کا زمانہ۔ العہد اس زمانے کو کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے طال عهدی بك ای طال زمانی بسبب مفارقتك تمہاری جدائی کے سبب لمبا زمانہ گزرا۔

اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (یا تم نے ارادہ کیا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب واقع ہو) تم نے ارادۃً



BestUrduBooks.wordpress.com

ایسا فعل کیا جس سے اللہ تعالیٰ کا غضب تم پر لوٹے۔ فَاَخۡلَفۡتُمۡ مَّوۡعِدِیۡ (پس تم نے میرے وعدے کی خلاف ورزی کی) انہوں نے جاتے وقت وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ اور جس ایمان پر انہوں نے چھوڑا ہے وہ اس پر قائم رہیں گے۔ مگر انہوں نے بچھڑا بنا کر اس کے حکم کی خلاف ورزی کی۔

۸۷: قَالُوۡا مَاۤ اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَكَ بِمَلۡكِنَا (انہوں نے کہا ہم نے آپ کے وعدہ کی خلاف ورزی اپنے اختیار سے نہیں کی)۔

قراءت: بِمَلکنا میم کے فتحہ سے مدنی اور عاصم نے پڑھا جبکہ حمزہ، علی نے ضمہ سے بمُلکنا اور باقی قراء نے کسرہ سے پڑھا یعنی ہم نے آپ کے وعدہ کی خلاف ورزی اس طرح نہیں کی کہ ہمیں اپنے معاملے میں اختیار حاصل تھا۔ یعنی اگر ہم اپنے معاملے کے مالک ہوتے۔ اور آزاد ہوتے اور سوجھ رکھتے تو ہم خلاف ورزی نہ کرتے۔ لیکن ہم سامری کی جانب سے مغلوب ہوگئے اور اس کے مکروفریب سے مسحور ہوگئے (اور اپنے نفس پر قابو نہ رہا اور باوجود بااختیار ہونے کے بے اختیار ہوگئے مترجم)

وَلٰكِنَّا حُمِّلۡنَاۤ (ہم پر لدا ہوا تھا) قراءت: یہ لفظ ضمہ اور تشدید کے ساتھ آیا ہے۔ حجازی، شامی، حفص نے پڑھا ہے۔ دیگر قراء نے حاء کے فتحہ اور تخفیف میم کے ساتھ پڑھا۔

اَوۡزَارًا مِّنۡ زِيۡنَةِ الۡقَوۡمِ (بوجھ قوم کے زیور کا) اَوۡزَار قبطیوں کے زیور کا بوجھ۔ نمبر۲۔ گناہ و جرائم تھے کیونکہ وہ زیورات انہوں نے مصر سے نکلنے کی رات استعارۃ لئے تھے کہ کل عید ہے سامری نے کہا موسیٰ علیہ السلام اس کے حرام ہونے کی نحوست سے دس دن روک لئے گئے کیونکہ وہ ان کے لئے مستامنین کی طرح تھے جو دارالحرب میں ہو۔ اور مستأ من کو حربی کافر کا مال لینے کی اجازت نہیں اور اس طور پر بھی کہ غنائم کا مال بنی اسرائیل کے لئے حلال نہ تھا۔ پس اس کو جلانے کیلئے انہوں نے آگ میں ڈال دیا۔ اس نے آگ کے گڑھے میں بچھڑے کا قالب رکھ دیا۔ پس وہ کھوکھلا بچھڑے کا جسم پگھل کر بن گیا۔ اس کے سوراخوں میں جو رگوں کی طرح تھے ہوا داخل ہو کر ڈھکارنے کی آواز پیدا ہو جاتی ہے۔

دوسرا قول فرعون اور اس کے لشکر کے ڈوبنے کے وقت اس نے جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں کی مٹی لے لی۔ اور وہ اس میں ڈال دی۔ وہ زندگی کا گھوڑا تھا۔ پس بچھڑے میں زندگی کا اتنا اثر آگیا کہ وہ ڈھکارنے لگا۔ بنی اسرائیل کی طبائع اس سونے کی طرف مائل ہوئیں پس اس کی عبادت کرنے لگے۔

## سامری کی شرارت:

فَقَذَفۡنٰهَا (پس ہم نے زیور پھینک دیا) سامری کے اس گڑھے والی آگ میں جس میں اس نے پھینکنے کا حکم دیا تھا۔ فَكَذٰلِكَ اَلۡقَى السَّامِرِيُّ (پس اسی طرح سامری نے بھی گڑھے میں اپنا زیور ڈال دیا) جو اس کے پاس تھا۔ نمبر۲۔ اس کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑوں کے قدموں کی خاک اس میں ڈال دی۔ (شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے لطیفہ لکھا کہ سونا کافروں کا حرام مال تھا۔ برکت والی مٹی پڑنے سے ایک عجوبہ بن گیا۔ ایسی چیزوں سے بچنا چاہئے یہ دین کو خراب کرتی ہیں۔)

۸۸: فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ (پھر اس نے ظاہر کیا) سامری نے اس حفرہ نار میں سے عِجۡلًا (بچھڑا)۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس پگھلے ہوئے زیور سے ان کی آزمائش کیلئے پیدا کر دیا تھا۔ جَسَدًا (ایک قالب) لَّهٗ خُوَارٌ (جس میں ڈھکارنے کی آواز تھی۔) وہ بچھڑوں کی



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝۹۱ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ

وہ کہنے لگے کہ ہم ضرور ضرور اسی پر جمے رہیں گے جب تک ہمارے پاس موسیٰ واپس نہ آئے۔ موسیٰ نے کہا کہ اے ہارون جب تم نے انہیں دیکھا

ضَلُّوْٓا ۝۹۲ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝۹۳ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ

کہ گمراہ ہو گئے تو کس چیز نے تمہیں اس بات سے روکا کہ تم میرے پاس چلے آتے۔ سو کیا تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا۔ ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے تم میری داڑھی اور میرا سر نہ پکڑو

اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝۹۴

بلاشبہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ آپ یوں کہیں گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفریق ڈال دی اور میری بات کا انتظار نہ کیا۔

طرح ڈھکارتا تھا۔ فَقَالُوْا (سامری اور اس کے پیرو کہنے لگے۔) هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى (یہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے۔) عام لوگوں نے اس کی بات مان لی مگر بارہ ہزار صرف صحیح بات پر قائم رہے۔

فَنَسِيَ (پس وہ بھول گیا یعنی موسیٰ اپنے رب کو یہاں بھول کر چھوڑ گیا۔) اور اس کی طلب میں طور پر چلا گیا۔ نمبر۲: اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ابتدائے کلام ہے کہ سامری اپنے رب کو بھول گیا اور اس پر ظاہری ایمان کو چھوڑ دیا۔ نمبر۳۔ سامری اس استدلال کو بھول گیا کہ بچھڑا معبود نہیں بن سکتا اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے افلا یرون الا یرجع الیھم قولا۔

۸۹: اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ (کیا وہ اتنا نہیں دیکھتے کہ وہ جواب نہیں دے سکتا) ای انہ لا یرجع

نحو: ان مخففہ من المثقلہ ہے اور ضمیر شان محذوف ہے۔ یہ اَنْ ناصبہ مصدر یہ نہیں اِلَيْهِمْ قَوْلًا (ان کی کسی بات کا) ان کو جواب نہیں دیتا۔

وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (اور نہ ہی ان کو کسی نفع ونقصان کی قدرت رکھتا تھا) یعنی وہ خطاب، نقصان، نفع سے عاجز ہے۔ پس انہوں نے اس کو معبود کا درجہ کیسے دے لیا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس نے ڈھکارا بھی صرف ایک ہی مرتبہ۔

۹۰: وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ (اور ان سے کہہ چکے تھے) بچھڑے کے پوجاریوں سے هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ (ہارون علیہ السلام اس سے پہلے) موسیٰ علیہ السلام کی واپسی سے پہلے۔ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ (اے میری قوم کے لوگو! تم اس بچھڑے کی وجہ سے فتنے میں ڈالے گئے ہو) بچھڑے کی وجہ سے تمہاری آزمائش کی گئی ہے پس اس کی عبادت مت کرو۔ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ (بیشک تمہارا رب رحمان ہی ہے) نہ کہ یہ بچھڑا فَاتَّبِعُوْنِيْ (پس تم میری راہ پر چلو) تم میرے اس دین کو اختیار کرو جو کہ برحق ہے۔ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ (اور میرا کہا مانو) بچھڑے کی پوجا ترک کردو۔

۹۱: قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ (انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو اس کی پوجا پر برابر جمے بیٹھے رہیں گے) ہم بچھڑے کی پوجا پاٹ پر برابر قائم وثابت رہیں گے۔ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى (یہاں تک کہ ہماری طرف موسیٰ لوٹ کر آئیں)۔ پس ہم



BestUrduBooks.wordpress.com

دیکھیں گے کہ آیا وہ اس کی پوجا کرتے ہیں جیسا ہم کررہے ہیں اور آیا سامری نے سچ کہا یا جھوٹ بولا ہے۔؟

## ہارون علیہ السلام سے باز پرس:

۹۲: جب موسیٰ علیہ السلام واپس لوٹ آئے۔ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا (موسیٰ نے کہا اے ہارون جب تم نے دیکھا تھا کہ یہ بالکل گمراہ ہوگئے۔ تم کو کس بات نے روکا) جب ان کو بچھڑے کی پوجا کرتے گمراہ ہوتے دیکھا۔

۹۳: اَلَّا تَتَّبِعَنِ (میرے پیچھے چلے آنے سے)

قراءت: مکی نے وقف وصل میں یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔ الاتتبعنی اور وقف و وصل میں ابو عمرو اور نافع نے ان کی موافقت کی اور دیگر قراء نے بغیر یاء کے پڑھا ہے۔

مطلب یہ ہے تمہیں کونسی بات مانع بنی میرے پیچھے آنے سے جبکہ مانع اور داعی میں گہرا تعلق ہے جو کسی چیز سے مانع ہوتا ہے۔ اور وہ اس چیز کو ترک کرنے کا داعی ہوتا ہے۔ اسی لئے بعض لوگوں نے منع کا مجازی معنی دعٰی کیا کہ کس چیز نے تم کو میری اتباع نہ کرنے پر آمادہ کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ لا زائدہ ہے مطلب یہ ہے کہ کونسی چیز مانع بنی میری اتباع سے جبکہ انہوں نے تیری بات کو قبول نہ کیا۔ کہ تو مجھے آملتا اور اطلاع دیتا۔ یا اللہ تعالیٰ کی خاطر ناراض ہونے میں میری اتباع کرنے سے تمہیں کونسی چیز مانع بنی؟ اور ایمان والوں کو ساتھ لیکر منکرین کے ساتھ قتال کیوں نہ کیا اور تم نے معاملے کا فوری تدارک کیوں نہ کیا جیسا کہ میں اس کو دیکھ کر فوری تدارک کر رہا ہوں۔ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِىْ (کیا تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا) وہ جو میں نے تمہیں ان کی مصلحتوں کا خیال رکھنے کا حکم دیا تھا۔

۹۴: پھر اپنے دائیں ہاتھ سے ان کے سر کے بال اور بائیں سے ڈاڑھی پکڑی۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر غیرت اور غصہ کی وجہ سے اور ان پر انکار کرتے ہوئے۔ قَالَ يَبْنَؤُمَّ (کہا اے میرے ماں جائے)

قراءت: شامی اور کوفی نے سوائے حفص کے میم کے کسرہ سے پڑھا ہے۔

## ہارون علیہ السلام حقیقی بھائی تھے:

حضرت ہارون علیہ السلام جمہور علماء کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے۔ مگر ماں کا تذکرہ دل میں رقت وشفقت پیدا کرنے کیلئے کیا۔ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِىْ وَلَا بِرَاْسِىْ (تم میرے ڈاڑھی اور سر کے بال مت پکڑو) پھر اپنا عذر پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ اِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ (مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو) جبکہ میں ان سے قتال کرتا اور کچھ میرے ساتھ دیتے کچھ مخالفت کرتے۔ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ (تونے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق کردی) یا میں ڈرا کہ تم کہو گے کہ تم نے ان کے دو فرقے بنا دیے۔ ایک گروہ میرے ساتھ مل جاتا اور دوسرا سامری کی اتباع کرتا اس طرح مستقل گروہ بندی ہو جاتی۔ وَلَمْ تَرْقُبْ (اور تو نے انتظار نہیں کیا) تم نے لحاظ نہیں رکھا۔ قَوْلِىْ (میری بات کا) وہ بات یہ تھی اخلفنی فی قومی واصلح

[الاعراف:۱۴۲]



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

موسیٰ نے کہا اے سامری تیرا کیا حال ہے اس نے کہا کہ میں نے وہ چیز دیکھی جو ان لوگوں نے نہیں دیکھی' سو میں نے فرستادہ کے نقش سے ایک

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ

مٹھی اٹھالی میں نے اس مٹھی کو ڈال دیا اور میرے نفس نے مجھے یہی بات اچھی کر کے دکھائی' موسیٰ نے کہا بس تو چلا جا سو تیرے لئے

فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ

زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو یوں کہتا پھرے گا کہ مجھے کوئی نہ چھوئے' اور بلاشبہ تیرے لئے ایک وعدہ ہے جو ٹلنے والا نہیں ہے اور تو اپنے معبود کو دیکھ لے

الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ

جس پر تو جما ہوا تھا ہم ضرور ضرور اسے جلا دیں گے پھر اسے دریا میں اچھی طرح بکھیر دیں گے۔ تمہارا معبود اللہ ہی ہے

الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

جس کے علاوہ کوئی ایسا نہیں جس کی عبادت کی جائے۔ وہ اپنے علم سے تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

مَسْئَلَہ: اس آیت میں دلیل ہے کہ اجتہاد جائز ہے۔

## سامری سے باز پرس:

۹۵: موسیٰ علیہ السلام کی طرف اس کی حرکت کا انکار کرتے ہوئے فرمانے لگے۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ (کس چیز نے تجھے اس حرکت پر آمادہ کیا)۔ يٰسَامِرِيُّ اے سامری؟

۹۶: قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ (اس نے کہا مجھے ایسی چیز نظر آئی تھی جو دوسروں کو نظر نہ آئی تھی)

قراءت: حمزہ وعلی نے تبصروا تاء سے پڑھا ہے۔

قول زجاج بصر کا معنی عَلِمَ اور اَبْصَرَ کا معنی نظر آتا ہے۔ یعنی مجھے اس چیز کا علم تھا جس کا بنی اسرائیل کو علم نہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا بات تھی؟ اس نے کہا میں نے جبرئیل علیہ السلام کو زندگی کے گھوڑے پر سوار دیکھا میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں اس کے نشان راہ سے مٹھی بھر خاک لے لوں۔ جس چیز میں میں وہ مٹی ڈالوں گا اس میں روح، گوشت، خون پیدا ہو جائے گا۔

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً (پھر میں نے ایک مٹھی بھر اٹھالی تھی) القبضۃ ایک مرتبہ مٹھی بھرنا۔ اس کا اطلاق ہاتھ میں آنے والی مقدار پر ہوتا ہے مفعول کو مصدر کا نام دے دیا گیا جیسے ضَرْبُ الامیر اے مضروب۔

قراءت: قبصْت قبصَۃ صاد سے پڑھا گیا۔ فرق یہ ہے کہ ضاد سے تمام ہتھیلی وانگلیاں سمیت بھرنا اور صاد سے انگلیوں کی



BestUrduBooks.wordpress.com

اطراف سے اٹھانا۔ مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ (فرستادۂ خداوندی کے نقش پا سے) یعنی مِنْ اَثَرِ فَرَسِ الرَّسُوْلِ ۔قاصد کے گھوڑے کے نشانہائے قدم سے۔ فَنَبَذْتُهَا (پس میں نے وہ خاک بچھڑے میں ڈال دی) بچھڑے کے پیٹ میں ڈال دی۔ وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ (اوراسی طرح پسند آئی) میرے نفس نے میرے لئے یہ بات مزین کی۔ لِيْ نَفْسِيْ (میرے جی نے میرے لئے) کہ میں اس کو کروں پس میں نے اپنی خواہش پر چلتے ہوئے کرڈالی۔اس میں غلطی کا اعتراف اور معذرت ہے۔

۹۷: قَالَ (اس کو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا): فَاذْهَبْ (تو بس چلا جا) ہمارے درمیان دھتکارا ہوا۔ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ (تیرے لئے اس دنیا کی زندگی میں جب تک تو زندہ رہے گا)۔ اَنْ تَقُوْلَ (کہ تو کہتا پھرے گا) جو تجھ سے ملنا چاہے گا۔اور اسے تیرے متعلق علم نہ ہوگا۔ لَا مِسَاسَ (چھونا نہیں) مجھے کوئی ہاتھ نہ لگائے اور نہ میں اس کو ہاتھ لگاؤں گا۔موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اس کے ساتھ میل جول سے مکمل طور پر منع فرما دیا اور اس پر ان سے ملنا حرام کر دیا اور گفتگو بند کر دی۔خرید و فروخت ناجائز قرار دی۔جب کسی کے ساتھ اتفاقاً ہاتھ لگ جاتا تو چھونے والے اور سامری دونوں کو بخار چڑھ جاتا۔ چنانچہ وہ جنگل میں چیختا پھرتا۔ لامساس لامساس لامساس۔

بعض کہتے ہیں اس کی اولاد میں یہ اب تک موجود ہے۔

ایک قول یہ ہے موسیٰ علیہ السلام نے اس کے قتل کا ارادہ فرمایا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی سخاوت کی وجہ سے اس سے منع فرما دیا۔

وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ (اور تیرے لئے ایک اور مقررہ وعدہ ہے جو تجھ سے ہرگز نہ ٹلے گا) اللہ تعالیٰ تیرے متعلق کئے گئے وعدہ کی خلاف ورزی ہرگز نہ فرمائیں گے جو اس نے شرک اور فساد فی الارض کے سلسلہ میں کر رکھا ہے۔وہ آخرت میں تیرے حق میں پورا کرے گا اور یہ دنیا کی سزا اس سے زائد ہے۔

قراءت: مکی اور ابو عمرو نے لن تخلِفه پڑھا ہے۔اور یہ اخلفت الموعد سے لیا گیا ہے۔جب کہ تم اس کے خلاف پاؤ۔

## سامری کے معبود کا حشر:

وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ (اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس کی عبادت پر تو جما بیٹھا تھا) ظَلْتَ اصل میں ظَلِلْتَ ہے پہلی لام کو تخفیف کی وجہ سے حذف کر دیا۔ عَاكِفًا (ٹھہرنے والا) لَّنُحَرِّقَنَّهٗ (ہم ضرور اس کو آگ سے جلا کر راکھ کر دیں گے۔) ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ (پھر اس کی راکھ کو بکھیر دیں گے) فِي الْيَمِّ نَسْفًا (دریا میں بکھیرنا)۔موسیٰ علیہ السلام نے اس کو جلوا دیا اور سمندر میں اس کی راکھ بکھیر دی گئی۔بعض نے سمندر کا پانی جا پیا کیونکہ بچھڑے کی محبت ان کے دل میں رچی بسی تھی۔مگر ان کے ہونٹوں پر بطور علامت سونے کی زردی ظاہر ہوگئی۔

۹۸: اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (حقیقت میں تمہارا معبود صرف وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا علم ہر چیز پر وسیع ہے) علمًا یہ تمیز ہے یعنی اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۚۖ ﴿٩٩﴾ مَنْ

اسی طرح ہم آپ سے گزشتہ واقعات کی خبریں بیان کرتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے جس شخص نے

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اس سے اعراض کیا سو بلاشبہ وہ قیامت کے دن بھاری بوجھ لادے گا۔ ایسے لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے دن ان لوگوں کے لئے

حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۚۖ ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ

برا ہوگا جس روز صور پھونکا جائے گا اور اس دن ہم مجرمین کو اس حالت میں جمع کریں گے ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی وہ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں گے

اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ

کہ تم لوگ صرف دس دن رہے ہو، ہم خوب جانتے ہیں جس چیز کے بارے میں وہ بات کریں گے جبکہ ان میں سب سے زیادہ صحیح رائے رکھنے والا یوں کہے گا کہ

لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ ع

تم تو بس ایک ہی دن ٹھہرے ہو۔

۹۹: كَذٰلِكَ کاف محلاً منصوب ہے ای مثل ما اقتصصنا علیک قصة موسٰی وھارون جیسے ہم نے تمہیں موسیٰ و ہارون کا واقعہ بیان کیا۔ اسی طرح نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ (ہم تم سے واقعات گزشتہ کی کچھ خبریں بیان کرتے ہیں۔) گزشتہ امتوں کے واقعات و حالات تاکہ وضاحت اور زیادہ ہو جائے اور آپ کے معجزات بھی زیادہ ہو جائیں۔ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ (اور ہم نے ہی آپ کو دیا ہے۔) مِنْ لَّدُنَّا (اپنے پاس سے) ذِكْرًا (ایک نصیحت نامہ) ذکر سے قرآن مجید مراد ہے۔ یہ سب سے عظیم تر ذکر ہے اور قرآن کریم ایسا ہے۔ جو اس کی طرف متوجہ ہو اس کے لئے اس میں نجات ہے یہ واقعات، حالات پر مشتمل ہے جن میں حقیقی فکر و سوچ اور عبرت پائی جاتی ہے۔

## قرآن سے منہ موڑنے والے کا حکم:

۱۰۰: مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ (جو لوگ اس سے منہ موڑیں گے) اس قرآن سے جو کہ ذکر ہے اور اس پر ایمان نہ لائیں گے۔ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا (وہ قیامت کے دن بھاری بوجھ اٹھائیں گے) سخت عذاب۔ اس کو بوجھ کا نام دیا کیونکہ انکا انجام بھی بوجھ کے مشابہ ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں جو صعوبات پیش آئیں گی وہ بھاری بوجھ کی طرح ہیں جو کہ کمر کو توڑنے والا ہوگی۔ اور اس کا گناہ بھی اس کی پیٹھ پر ڈالا جائے گا۔ نمبر۲۔ اس وجہ سے کہ گناہ کا بدلہ ہے۔

۱۰۱: خٰلِدِيْنَ (وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے) یہ يَحْمِلُ کی ضمیر سے حال ہے۔ معنی کا لحاظ کر کے جمع لائے اور فَاِنَّهٗ میں لفظ مَنْ کا لحاظ کر کے واحد لائے۔ فِيْهِ (اس میں بوجھ میں) بوجھ کی جزاء یعنی عذاب میں وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا (اور



BestUrduBooks.wordpress.com

قیامت کے دن یہ بوجھ ان کے لئے بہت برا ہوگا) سآءَ یہ بئس کے حکم میں ہے۔اور اس میں ضمیر مبہم ہے جس کی تفسیر حملاً بطور تمیز کر رہا ہے۔لھم میں لام بیانیہ ہے جیسا کہ ھیت لك [یوسف:۲۳] میں ہے۔ساء کا مخصوص بالذم محذوف ہے۔کیونکہ پہلے آنے والا الوزر اس پر دلالت کررہا ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے ساء الحمل حملاً وزرھم۔

## قیامت کا ایک منظر:

۱۰۲: یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ (جس روز صور میں پھونک ماردی جائے گی)

نحو: یوم ینفخ یہ یوم القیامۃ سے بدل ہے۔

قراءت: ابوعمرو نے ننفخ پڑھا ہے۔

الصور نمبرا۔قرن سینگ کو کہتے ہیں۔نمبر۲۔جمع صورۃ ہے۔صورتوں میں ارواح پھونک دیں گے۔اس کی دلیل قتادہ کی قراءت ہے۔فی الصُّوَر میں واو کا فتحہ جمع صورۃ ہے۔وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ زُرْقًا (اور ہم مجرمین کو اس دن اٹھائیں گے اس حال میں کہ ان کی آنکھیں نیلی ہونگی) زُرقا یہ حال ہے یعنی اندھی آنکھوں والا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا و نحشرھم یوم القیامۃ علی وجوھھم عمیا [الاسراء:۹۷] اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کی آنکھ سے روشنی جاتی رہے اس کی آنکھ کی سیاہی ختم ہو کر نیلی ہو جاتی ہے۔

۱۰۳: یَّتَخَافَتُوْنَ (وہ چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں گے) بَیْنَھُمْ (آپس میں) اس دن کے ہول و ڈر کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے چپکے باتیں کریں گے۔اِنْ لَّبِثْتُمْ (تم دنیا میں نہیں ٹھہرے۔)

اِلَّا عَشْرًا (مگر دس راتیں) قبور میں قیام کی مدت کو قلیل قرار دیں گے۔نمبر۲۔دنیا میں قیام کے زمانہ کو تھوڑا کر کے بتلائیں گے۔کیونکہ وہ وہاں ایسی سختیاں دیکھیں گے جو انہیں نعمتوں اور سرور کے ایام یاد دلائیں گی۔وہ ان ایام پر افسوس کریں گے اور ان کو بہت قلیل بتلائیں گے اس لئے کہ خوشی کے دن ہوتے ہی تھوڑے ہیں نمبر۳۔کیونکہ وہ دن ان سے کھو چکے ہونگے اور گزری چیز خواہ طویل المدت ہو۔مگر ختم ہونے کی وجہ سے قصیر ہوتی ہے۔نمبر۴۔آخرت کو جھانک لینے کی وجہ سے کیونکہ وہ ابدی ہے۔اس کے مقابلہ میں دنیا کی عمر کو حقیر و چھوٹا قرار دیں گے۔اور دنیا میں رہنے والوں کی مدت آخرت کے قیام کے مقابلہ میں قلیل قرار دی جائے گی۔اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اس کے قول کو راجح قرار دیا ہے جو ان میں سب سے قلیل قرار دیتا ہے فرمایا:

۱۰۴: نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ (ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں جبکہ ان میں سے) اَمْثَلُھُمْ طَرِیْقَۃً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا (صاحب الرائے اس طرح کہتا ہوگا۔تم تو ایک ہی روز رہے) امثل کا معنی معتدل و درست رائے والا۔طریقۃ بمعنی قول ہے۔جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: قالوا لبثنا یوماً او بعض یوم فسئل العادین [المؤمنون:۱۱۳]



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى

اور وہ لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں' سو آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو بالکل اڑا دے گا' پھر زمین کو ایک ہموار میدان بنا دے گا۔ اے مخاطب تو

فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ

اس میں کوئی ناہمواری اور کوئی بلندی نہیں دیکھے گا' جس روز بلانے والے کا اتباع کریں گے اس کے سامنے کوئی میڑھا پن نہیں ہوگا اور رحمٰن کے لئے آوازیں پست

لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

ہو جائیں گی سوائے مخاطب تو پاؤں کی آہٹ کے سوا کچھ نہ سنے گا' جس دن شفاعت نفع نہ دے گی مگر اسی کو جس کے لئے رحمٰن نے اجازت دی

وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ

اور جس کے لئے بولنا پسند فرمایا۔ وہ جانتا ہے جو ان کے پہلے احوال تھے' اور ان لوگوں کا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا' اور تمام چہرے

الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ

حی و قیوم کے لئے جھک جائیں گے اور جو شخص ظلم اٹھا کر لے گیا ہو وہ ناکام ہوگا' اور جس شخص نے مومن ہونے کی حالت میں اچھے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾

عمل کیے سوائے کسی طرح کے ظلم کا اور کسی کمی کا اندیشہ نہ ہوگا۔

## پہاڑوں کے متعلق سوال وجواب:

۱۰۵: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ (آپ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں) کفار نے نبی اکرمؐ سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن پہاڑوں کا کیا بنے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کسی نے سوال نہیں کیا بر تقدیر سوال جواب کی تعلیم کی گئی ہے کہ اگر وہ آپ سے سوال کریں تو کہہ دیں اسلئے فاء سے فرق کیا گیا بخلاف دیگر سوالات کے وہاں فاء نہیں لائی گئی جیسا اس قول میں ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذی (البقرہ:۲۲۲) ویسئلونک عن الیتامٰی قل اصلاح لھم خیر [البقرہ:۲۲۰] ویسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر [البقرہ:۲۱۹] یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسھا قل انما علمھا عند ربی [الاعراف:۱۸۷] ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی [الاسراء:۸۵] ویسئلونک عن ذی القرنین قل سأتلوا [الکہف:۸۳] غرضیکہ ان تمام مقامات میں سب سے پہلے سوالات کیے گئے پھر جوابات وارد ہوا۔ ان میں شرط کا معنی نہ تھا اسلئے فاء نہیں لائی گئی۔

يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا (میرا رب ان کو اڑا دے گا اڑانا) ان کو ریت کی طرح کر دے گا۔ پھر ہوائیں بھیج کر ان کو متفرق کر دے گا۔ جیسا کہ غلہ کو متفرق کیا جاتا ہے۔ قول خلیلؒ یہ ہے کہ ان کو جڑ سے اکھاڑ دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۰۶: فَیَذَرُھَا (پھران کے مقامات کو تبدیل کر دے گا۔) نمبر۲۔ ھاء کی ضمیر کا مرجع الارض کو معلوم ہونے کی بنا پر بنایا جائے۔ جیسا اس آیت میں ماترك علی ظھر ھا [فاطر:۴۵] قَاعًا صَفْصَفًا (ہموار زمین چٹیل میدان۔)

۱۰۷: لَّا تَرٰی فِیْھَا عِوَجًا (تمہیں اس میں ناہمواری دکھائی نہ دے گی) عوجا: جھکاؤ۔ ٹیڑھ۔ وَّ لَآ اَمْتًا (نہ ٹیلہ) بلندی العوج کالفظ کسرہ سے معانی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ مفتوح کالفظ اعیان میں ہی آتا ہے اور زمین تو اعیان میں سے ہے۔ مگر اس کے لئے لفظ معانی والا استعمال ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب زمین اس قدر برابر کر دی جائے کہ اس میں ذرا بھر ٹیڑھ نہ رہے خواہ کتنے آلات سے جائزہ لیا جائے تو پھر یہ معانی کے قائم مقام بن گئی۔

۱۰۸: یَوْمَئِذٍ (اس دن)۔ اس میں یوم کی اضافت پہاڑوں کے اڑانے کی طرف کی۔ ای یوم اذنسفت الجبال نمبر۲۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ یوم القیامہ کا بدل ثانی ہے۔ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَہٗ (وہ داعی کے کہنے پر چلیں گے ادھر ادھر نہ مڑیں گے) جو محشر کی طرف بلائے گا۔ یعنی داعی سے مراد اسرافیل ہیں۔ اتباع داعی سے اتباع صوتِ داعی مراد ہے اسرافیل علیہ السلام صخرہ بیت المقدس پر آواز دیں گے ایتھا العظام البالیۃ والجلود المتخرقۃ و اللحوم المتفرقۃ ھلمّی الی عرض الرحمان [الرحمان:۱۷] اے بوسیدہ ہڈیوا پارہ پارہ کھالو۔ متفرق گوشت کے گالو۔ رحمان کی بارگاہ میں پیش ہونے کو چلو۔ ہر طرف سے وہ اس کی آواز پر متوجہ ہونگے ادھر ادھر نہ مڑیں گے۔ وَخَشَعَتِ (اور پست ہو جائیں گی۔)

الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ (آواز میں رحمان کی ہیئت ورعب سے) فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا ھَمْسًا (پس تو نہ سن پائے گا سوائے خفیف آواز کے) ہونٹ ہلانے سے خفیف آواز سنی جائے گی دوسرا قول یہ ہے کہ ھمس الابل سے ہے اونٹوں کے چلنے کے وقت ان کے پاؤں کی آواز مطلب یہ ہے کہ تم قدموں کی آہٹ سنو گے اور محشر کی طرف انکا منتقل ہونا۔

۱۰۹: یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ (اس دن شفاعت فائدہ نہ دے گی مگر ایسے شخص کیلئے جس کے لئے رحمان نے اجازت دے دی ہو۔)

نحو: مَنْ شفاعت کا بدل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ مضاف محذوف ہے۔ ای لا تنفع الشفاعۃ الا شفاعۃ من اذن لہ الرحمان یعنی وہ شفاعت کرنے والے کو شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائے گا۔ وَرَضِیَ لَہٗ قَوْلًا (اور اس کے لئے بولنا پسند کرلیا ہو) اور اپنے لئے اس کی بات کو پسند کر لیا ہو کہ جس کے حق میں شفاعت کی جارہی ہے وہ محفوظ ہوگا۔ نمبر۲۔ یہ منصوب ہے اس طرح کہ تنفع کا مفعول ہے۔

۱۱۰: یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ (وہ جانتا ہے ان کے تمام اگلے پچھلے احوال کو) ان کے گزشتہ احوال اور مستقبل کی کیفیات سے واقف ہے۔ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ عِلْمًا (وہ اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے) یعنی ان چیزوں کو جن کا احاطہ علم الٰہی کرنے والا ہے۔

نحو: اس صورت میں ضمیر ما کی طرف راجع ہے۔ نمبر۲: ضمیر کا مرجع ذاتِ باری تعالیٰ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا احاطہ ممکن ہی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ

اور اسی طرح ہم نے اسے عربی قرآن بنا کر نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح سے وعید بیان کی ہے تا کہ وہ لوگ ڈر جائیں یا یہ قرآن ان کے لئے کسی قدر

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ

سمجھ پیدا کر دے۔ سو اللہ برتر ہے' بادشاہ ہے' حق ہے' اور آپ قرآن میں اس سے پہلے جلدی نہ کیجئے کہ اس کی

يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾

وحی پوری کر دی جائے' اور آپ دعا کیجئے کہ اے میرے رب میرا علم اور بڑھا دے۔

۱۱۱: وَعَنَتِ (جھک جائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے) اور اسی سے ہے کہ اسیر و قیدی کو عانٍ (عاجز) کہتے ہیں عنا یعنو الْوُجُوْهُ (چہرے) مراد چہروں والے۔ لِلْحَيِّ (اس ذات کیلئے جو کبھی نہیں مرے گی) ہمیشہ زندہ رہے گی اس پر موت نہ آئے گی۔ ہر زندگی جس کے پیچھے موت ہو وہ زندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ الْقَيُّوْمِ (ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی) ہر شخص جو کچھ کرتا ہے اس کے تمام اعمال کو تھامے ہوئے ہے۔ نمبر۲۔ تمام مخلوق کے انتظام کو تھامے ہوئے ہے۔ وَقَدْ خَابَ (اور ایسا شخص ناکام رہے گا) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوگا۔ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا (جو ظلم لے کر آیا ہوگا) جو موقف قیامت میں شرک اٹھا کر لایا۔ کیونکہ ظلم و ضع الشئ فی غیر موضعہ کو کہا جاتا ہے اور اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا جس نے مخلوق کو خالق کا شریک بنا دیا۔

۱۱۲: وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ (اور جس نے نیک کام کئے) صالحات سے طاعات مراد ہیں۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (اس حالت میں کہ وہ ایماندار تھا) وہ محمد ﷺ جو لے کر آئے اس کی تصدیق کرنے والا تھا۔

نکتہ: معلوم ہوا کہ ایمان والا لقب ایسے شخص کا ہوسکتا ہے جو بغیر اعمال صالحہ کے ہو۔ ایمان اعمال صالحہ کی قبولیت کی شرط ہے۔

فَلَا يَخٰفُ (وہ نہ اندیشہ کرے گا۔) قراءت: مکی نے نہی فَلَا يَخَفْ پڑھا ہے۔

ظُلْمًا (زیادتی کا) کہ اس کی سیأات بڑھا دی جائیں وَّ لَا هَضْمًا (اور نہ کمی کا) کہ اس کی حسنات میں کمی کر دی جائے هضم کی اصل نقص اور کسر ہے (کم کرنا، توڑنا)۔

۱۱۳: وَكَذٰلِكَ (اور اسی طرح)

نحو: اس کا عطف كذلك نَقُصُّ پر ہے۔ یعنی اس اتارنے کی مثل اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (ہم نے اس کو قرآن عربی اتارا) عربی زبان میں اتارا۔ وَّ صَرَّفْنَا (اور بار بار بیان کئے)۔ فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (اس میں وعیدیں شاید کہ وہ پرہیز کریں) شرک سے بچے رہیں۔ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ (یا وہ پیدا کر دے گا ان کے لئے) وعید یا قرآن ذِكْرًا (نصیحت) یا ایمان لاکر اس سے مشرف باد ہو جائیں اور بلند ہو جائیں۔ ایک قول یہ ہے کہ أو واو کے معنی میں ہے۔

۱۱۴: فَتَعٰلَى اللّٰهُ (پس اللہ تعالیٰ بڑا عالی شان ہے) وہ تمام گمانوں سے بلند و بالا ہے تمام فہموں کے وہموں سے اعلیٰ ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

اجسام کی مشابہت اور مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔ الْمَلِكُ (وہ بادشاہ) ایسا کہ تمام بادشاہ اس کے محتاج الْحَقُّ (سچا) الوہیت کا سچا حقدار فناء و بگاڑ اور زوال کا اس کے اقتدار حکومت میں احتمال و وہم بھی نہیں۔ جب قرآن اور اس کے نزول کا تذکرہ ہوا۔ تو بطور استطراد فرمایا جب جبرئیل قرآن کی وحی لیکر آئیں تو جب تک وہ پوری وحی پہنچا نہ چکیں قرآن پڑھنے میں عجلت نہ کریں۔ آپ اتنی دیر کریں کہ اس کو سنا دیں اور سمجھا دیں۔ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ (اور آپ قرآن پڑھنے میں عجلت نہ کریں)۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ( اس سے قبل کہ اس کی وحی مکمل ہو) اس سے پہلے کہ جبرئیل علیہ السلام پہنچا کر فارغ ہوں۔ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (اور کہہ دیں اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما) قرآن اور اس کے معانی کا علم دوسرا قول یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز میں اضافہ کی طلب کرنے کا حکم نہیں دیا سوائے علم کے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اور اس سے پہلے ہم نے آدم کو حکم دیا سو وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں پختگی نہ پائی اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ

کہ آدم کے لئے سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا اس نے انکار کر دیا۔ سو ہم نے کہا اے آدم بلاشبہ یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے

فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ

سو یہ ہرگز تم دونوں کو جنت سے نہ نکال دے سو تم مصیبت میں پڑ جاؤ گے بلاشبہ تمہارے لئے یہاں یہ بات ہے کہ تم اس میں نہ بھوکے رہو گے اور نہ ننگے رہو گے اور نہ یہاں

لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى

تم پیاسے ہو گے اور نہ تمہیں دھوپ لگے گی شیطان نے ان کی طرف وسوسہ ڈالا وہ کہنے لگا کہ اے آدم کیا میں تمہیں ہمیشگی والا درخت

شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا

اور ایسی بادشاہی نہ بتادوں جس میں کبھی ضعف نہ آئے' سو ان دونوں نے اس میں سے کھالیا سو ان کی شرم کی جگہیں ایک دوسرے کے سامنے کھل گئیں اور وہ دونوں

يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ

اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے' اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی سو وہ غلطی میں پڑ گئے۔ پھر ان کے رب نے انہیں چن لیا

فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ

سو ان کی توبہ قبول فرمائی اور انہیں ہدایت پر قائم رکھا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ تم میں بعض بعض کے دشمن ہوں گے سو اگر تمہارے پاس میری طرف سے

مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾

کوئی ہدایت آئے تو سو جس نے میری ہدایت کا اتباع کیا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ شقی ہوگا۔

## قصہ آدم علیہ السلام و ملائکہ و ابلیس:

۱۱۵: وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ (اور تحقیق ہم آدم علیہ السلام کو ایک حکم دے چکے تھے) یعنی ہم نے ان کی طرف وحی کی کہ وہ درخت میں سے نہ کھائیں بادشاہوں کے اوامر و وصایا میں کہا جاتا ہے تقدم الملك الی فلان واوعزالیه و عزم علیه وعهد الیه۔ ان تمام میں حکم و نصیحت کا معنی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : قصۂ آدم کا عطف و صرّفنا فیہ من الوعید پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں قسم سے کہتا ہوں کہ ہم نے تمہارے باپ آدم کو حکم دیا اور ان کو وصیت کی کہ وہ درخت کے قریب نہ جائیں۔

مِنْ قَبْلُ (ان کے وجود سے قبل) پس انہوں نے وہ کر لیا جس سے روکا گیا تھا۔ جیسا کہ یہ مخالفت کر رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ بنی آدم کے معاملے کی بنیاد ہی اس بات پر ہے۔ اور اس کا اثر ان میں پختہ ہے۔ فَنَسِیَ (پس وہ عہد کو بھول گئے) ممانعت والا عہد اور انبیاء علیہم السلام سے اس نسیان پر مواخذہ ہوتا ہے۔ جس کے متعلق اگر وہ تکلف کرتے تو وہ اس سے بچ سکتے تھے۔ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (اور ہم نے ان کے اندر پختگی نہ پائی) یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کیلئے پختہ ارادہ وقصد نہ پایا۔ نمبر ۲۔ آدم اولی العزم میں سے نہ تھے۔ یہاں وجود علم کے معنی میں ہے اور لہ عزمًا دونوں اس کے مفعول ہیں۔ نمبر ۳۔ عزم یہ عدم کی نقیض ہے یعنی ان میں پختگی معدوم تھی۔ اور لہ اس صورت میں نجد کے متعلق ہے۔

۱۱۶: وَاِذْ قُلْنَا (اور جب ہم نے کہا۔) نحو : یہ اذکر محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (فرشتوں کو کہ تم آدم کو سجدہ کرو) قول اول یہ لغوی سجدہ ہے جو کہ تذلل، خضوع کو کہا جاتا ہے۔ دوسرا قول آدم کی عظمت ظاہر کرنے کیلئے آدم کو قبلہ کی طرف قرار دیکر سجدہ کا حکم ہوا۔ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ (پس انہوں نے سوائے ابلیس کے سجدہ کیا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابلیس فرشتہ تھا مستثنیٰ منہ کی جنس سے تھا۔

حضرت حسن کا قول یہ ہے ملائکہ ارواح کی مخلوق کا نچوڑ ہیں۔ ان میں توالد وتناسل نہیں اور ابلیس گرم لو کے مادہ سے ہے (جو جنات کی اصل ہے) ان سے استثناء انکا اس لئے صحیح ہے۔ کہ یہ ان کے ساتھ رہتا اور ان کی معیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ اَبٰی (اس نے انکار کیا۔)

نحو : یہ جملہ مستانفہ ہے۔ گویا یہ قائل کے اس قول کا جواب ہے جو کہ یہ کہے کہ اس نے پھر سجدہ کیوں نہ کیا؟ اور درست وجہ یہ ہے کہ اس کا مفعول مقدر نہ مانا جائے اور وہ سجدہ ہے اور اس پر فَسَجَدُوْٓا دلالت کرتا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے انکار کو ظاہر کیا۔ اور اس پر توقف کیا۔

۱۱۷: فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ (اور ہم نے کہا اے آدم بیشک یہ تیرا دشمن اور تیری بیوی کا دشمن ہے) اس طرح کہ اس نے تمہیں سجدہ نہیں کیا اور تیری عظمت کا قائل نہیں۔ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ (کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تم دونوں کو جنت سے نکال باہر کرے) یعنی تمہارے جنت سے نکلوانے کا سبب نہ بن جائے۔ فَتَشْقٰى (پھر تم مشقت و مصیبت میں پڑ جاؤ) خوراک کی تلاش میں تھکنا پڑے۔

یہاں فتشقیا نہیں فرمایا آیات کے آواخر کا لحاظ رکھا گیا۔ نمبر ۲۔ حواء تو بحیثیت تابع داخل ہی ہے۔ نمبر ۳۔ مرد عورت کے خرچہ کا ذمہ دار ہے۔ روایت تفسیر یہ میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے پاس ایک سرخ بیل بھیجا گیا جس سے ھل چلاتے اور اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھتے تھے۔

۱۱۸: اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا (اور تیرے لئے اس میں یہ ہے کہ نہ بھوک لگے گی) یعنی جنت میں وَ لَا تَعْرٰى (اور نہ تو ننگا ہوگا)



BestUrduBooks.wordpress.com

کپڑوں سے کیونکہ یہ کپڑے ہمیشہ کیلئے تیار کردہ ہیں۔

۱۱۹: وَاَنَّكَ (اور بیشک تم) قراءت: نافع، ابوبکر نے اِنَّكَ پڑھا۔ پہلے اِنَّ پر عطف کیا اور دیگر قراء نے فتحہ سے پڑھا اور اس کا عطف اَلَّا تَجُوعَ پر کیا ہے۔ اور محلاً منصوب مانا ہے اور فصل کی صورت میں بھی جائز ہے۔ جیسا کہ تم کہو ان فی علمی انّك جالسٌ۔ لَاتَظْمَؤُا فِيْهَا (نہ اس میں پیاس لگے گی) اس میں پیاسا نہ ہوگا کیونکہ وہاں مشروبات ہی مشروبات ہیں۔ وَلَا تَضْحٰى (نہ دھوپ لگے) سورج کی گرمی تجھے نہ پہنچے گی۔ کیونکہ جنت میں سورج کا وجود نہیں۔ اہل جنت ظلِّ ممدود میں قیام پذیر ہیں۔

۱۲۰: فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ (پس شیطان نے ان کو بہکایا) اس نے وسوسہ ڈالا۔ اَنهي اليه الوسوسة سر اليه کی طرح ہے پوشیدہ وسوسہ ڈالا۔ قَالَ يٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ (کہا اے آدم کیا میں تمہیں ہمیشگی کا درخت بتلادوں) یہاں شجرہ کی نسبت خلد کی طرف کی خلد، خلود کو کہتے ہیں۔ کیونکہ جس نے اس سے کھالیا۔ اس کے خیال کے مطابق وہ ہمیشہ رہا۔ اور اس پر موت نہ آئے گی۔ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (اور ایسی بادشاہی جو پرانی نہ ہو) یعنی زوال وفناء نہ آئے گا۔

۱۲۱: فَاَكَلَا (پس ان دونوں نے اس درخت سے کھالیا) دونوں سے آدم وحواء مراد ہیں۔ مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا (فوراً دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے) سواۃ، ستر وعورت۔ وَطَفِقَا (اور لگے) طَفِقَ اور جَعَلَ دونوں کادَ کی طرح ہیں خبر مضارع آتی ہے البتہ یہ دونوں شروع استمرار کا معنی پیدا کرنے کیلئے آتے ہیں اور کادَ قرب کو ظاہر کرتا ہے۔

## عصیان کا معنی:

يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ (چپکائے اپنے اور جنت کے پتے) ستر کیلئے دونوں جنت کے درختوں کے پتوں کو چپکانے لگے اور درخت سے یہاں انجیر مراد لیا گیا ہے۔ وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہوگیا وہ غلطی میں پڑ گئے) رائے سے بھٹک گئے۔ ابن عیسیٰ کہتے ہیں ناکام ہوگئے۔ حاصل یہ ہے کہ العصیان امر ونہی کے خلاف کام کا واقعہ ہونے کو کہا جاتا ہے۔ یہ دو قسم پر ہے۔ نمبر۱۔ جان بوجھ کر ہوتا ہے اس سورت میں ذنب کہلاتا ہے۔ نمبر۲۔ جان بوجھ کر نہیں ہوتا تو لغزش کہلاتا ہے۔ جب آپ کے فعل کو عصیان سے تعبیر کیا تو رشد سے وہ فعل نکل گیا اور غیّ میں شامل ہوا کیونکہ نام ہی خلاف رُشد کا ہے۔

البتہ عصی آدم رَبَّهٗ فَغَوٰى کی تصریح میں جو زلّ آدم کو چھوڑ کر اختیار کی گئی ہے اس میں انتہائی بلیغ انداز میں زجر اور تمام مکلفین کیلئے نصیحت ہے۔ گویا اس طرح فرمایا غور کرو اور عبرت حاصل کرو۔ کہ کس طرح معصوم اور اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر کی لغزش کی اطلاع اس سخت انداز سے دی گئی پس تم صغائر کے سلسلہ میں بے خبر مت بنو چہ جائیکہ کبائر کا ارتکاب کرنے لگو۔

۱۲۲: ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ (پھر ان کے رب نے ان کو چن لیا) اپنا مقرب بنایا۔ نمبر۲۔ منتخب کیا چن لیا۔ اجتبی کا اصل معنی جمع کرنا ہے جیسے جبی الخراج۔ اس نے خراج جمع کیا۔ جبی الیّ میرے پاس جمع کیا گیا۔ فاجتبیتہٗ میں اس کو اپنے پاس جمع کرلیا۔ اپنے قرب میں لے آیا۔ فَتَابَ عَلَيْهِ (پس ان پر توجہ فرمائی) توبہ سے قبول وَهَدٰى (اور راہ راست پر قائم رکھا) معذرت واستغفار کی طرف ان کی راہنمائی کر کے راہ راست پر قائم رکھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا وَّنَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ

اور جس شخص نے میری نصیحت سے اعراض کیا سو اس کے لئے تنگی کا جینا ہو گا اور ہم اسے قیامت کے دن اس حالت میں اٹھائیں گے

اَعۡمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِىۡۤ اَعۡمٰى وَقَدۡ كُنۡتُ بَصِيۡرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتۡكَ

کہ وہ اندھا ہوگا وہ کہے گا کہ اے میرے رب مجھے آپ نے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو دیکھنے والا تھا' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات پہنچی

اٰيٰتُنَا فَنَسِيۡتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الۡيَوۡمَ تُنۡسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجۡزِىۡ مَنۡ اَسۡرَفَ وَلَمۡ يُؤۡمِنۡ

تھیں سو تو انہیں بھول گیا اور آج تو بھلا دیا جائے گا' اور ہم اسی طرح اسے سزا دیں گے جو حد سے گزر جائے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان

بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبۡقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمۡ يَهۡدِ لَهُمۡ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ

نہ لائے' اور یہ واقعی بات ہے کہ آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے اور بڑا دیرپا ہے' کیا انہیں اس چیز نے ہدایت نہیں دی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی جماعتوں کو

مِّنَ الۡقُرُوۡنِ يَمۡشُوۡنَ فِىۡ مَسٰكِنِهِمۡ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ ع

ہلاک کر دیا یہ لوگ ان کے رہنے کی جگہوں میں چلتے پھرتے ہیں بلاشبہ اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

۱۲۳: قَالَ اهۡبِطَا مِنۡهَا جَمِيۡعًا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں ساتھ ساتھ اس حالت میں جنت سے اترو) یعنی آدم وحواء۔ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ (تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے) باہمی حسد کی وجہ سے تمہاری اولاد۔ نمبر۲۔ دین میں اختلاف کی وجہ سے فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى (پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے) ہدایت سے کتاب وشریعت مراد ہے۔ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ (پس جس شخص نے میری ہدایت کی اتباع کی وہ نہ گمراہ ہوگا) دنیا میں وَلَا يَشۡقٰى (اور نہ نامراد ہوگا) آخرت میں۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس شخص کو جو قرآن کی اتباع کرے دنیا میں گمراہ نہ ہونے اور آخرت میں نامراد ناکام نہ ہونے کی ضمانت عنایت فرمائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں دین کے راستہ سے گمراہ ہو گیا اس کی سزا آخرت کی بدبختی ہے پس جو کتاب اللہ تعالیٰ کے راستہ کو اختیار کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کا پابند ہے۔ وہ جس طرح گمراہی سے نجات پانے والا ہے اسی طرح اس کی سزا سے بھی رہائی پانے والا ہے۔

## تنگی کا جینا:

۱۲۴: وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ (اور جس نے میری نصیحت سے اعراض کیا) ذکر سے یہاں قرآن مراد ہے۔ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا (اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا) ضنکًا کا معنی تنگی ہے۔ یہ مصدر ہے۔ اس کو جب وصف کے طور پر استعمال کریں تو اس میں تذکیر وتانیث برابر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ابن جبیرؒ کا قول:

معیشت میں تنگی سے مراد قناعت کا چھین لینا ہے یہاں تک کہ وہ سیر ہی نہیں ہوتا۔ دین میں تو تسلیم قناعت اور توکل ہے پس دین والے کی زندگی پاکیزگی ہوگی اور دین سے اعراض کی صورت میں حرص، بخل کی وجہ سے اس کی زندگی تنگ ہوگی اور اس کی حالت اندھیر ہوگی۔ جیسا کہ بعض متصوفہ نے کہا کہ جس نے اپنے رب کی یاد سے اعراض کیا اس نے اپنے وقت کو اندھیر کر دیا اور اپنے رزق کو تشویشناک کر دیا۔ وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے) حجت و دلیل سے اندھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول وہ آنکھوں سے اندھا ہوگا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا و نحشر هم يوم القيامة على وجوههم عمياً [الاسراء۹۷] اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

## دین سے اندھا پن آخرت کا اندھا پن:

۱۲۵: قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا (کہے گا اے میرے رب آپ نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا) دنیا میں۔

۱۲۶: قَالَ كَذٰلِكَ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا اسی طرح) یعنی اس فعل کی طرح جو تو نے کیا پھر اس کی وضاحت فرمائی اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (تیرے پاس ہمارے احکام آئے تھے پھر تو نے انکا خیال نہ کیا اور ویسا ہی آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جائے گا) تیرے پاس ہماری واضح آیات پہنچیں تو نے ان کی طرف عبرت کی نگاہ سے نہ دیکھا اور ان کو چھوڑ دیا بے پروائی اختیار کی۔ ان سے اندھا بنا رہا۔ پس اسی طرح آج ہم تیرے اندھے پن میں تجھے چھوڑ رہے ہیں۔ اور اندھے پن کا پردہ تیری آنکھوں سے زائل نہ کریں گے۔

۱۲۷: وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ (اور اسی طرح ہم ہر اس شخص کو جو حد سے گزر جائے اور اپنے) بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى (رب کی آیات پر ایمان نہ لائے، سزا دیں گے۔ البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور بہت دیرپا ہے) جب ذکر و یاد سے اعراض کرنے والے کو دو سزاؤں سے ڈرایا۔ نمبر۲۔ دنیا میں تنگ گزر۔ نمبر۳۔ آخرت میں اندھا اٹھایا جانا تو اس کے بعد آیات کا اختتام وعید کے الفاظ و لعذاب الاخرة اشد و ابقٰى سے فرمایا۔ یعنی اندھا اٹھایا جانا جو کہ کبھی زائل نہ ہوگا۔ وہ ختم ہونے والی زندگی سے جس میں تنگی تھی، بہت ہی سخت ہے۔

۱۲۸: اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ (کیا ان لوگوں کو اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اس کی دلیل زید کی قراءت جو یعقوب کی روایت سے ہے نون کے ساتھ۔ نهد لهم۔

كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ (ہم ان سے پہلے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر چکے یہ لوگ چلتے ہیں) يمشون یہ لھم کی ضمیر مجرور سے حال ہے۔ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ (ان کے رہنے کے مقامات میں) مراد یہ ہے کہ قریشِ مکہ عاد، ثمود، قوم لوط کے مقامات و مساکن میں آتے جاتے گزرتے ہیں اور ان کی بربادی کے آثار کو آنکھوں سے ملاحظہ کرتے ہیں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى (اس میں عقل والوں کیلئے کھلی دلیلیں موجود ہیں) اُولی النهى عقل والے۔ اگروہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

اور اگر آپ کے رب کی طرف سے پہلے سے ایک بات فرمائی ہوئی نہ ہوتی ۔ اور اجل مقرر نہ ہوتی تو لازمی طور پر عذاب آ جاتا۔ سو آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ

اور سورج کے نکلنے اور سورج چھپنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح میں مشغول رہئے اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح پڑھئے

وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

اور دن کے اطراف میں بھی تاکہ آپ خوش ہو جائیں۔ اور آپ ہرگز ان چیزوں کی طرف اپنی آنکھیں نہ بڑھائیں جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا ہے جو ان کی بیویاں ہیں

زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ

اور دنیاوی زندگی کی رونق ہے' اور آپ کے رب کا رزق بہتر ہے اور بہت دیرپا ہے' اور آپ اپنے گھر والوں کو

بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾

نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کی پابندی کیجئے ہم آپ سے رزق نہیں چاہتے ہم آپ کو رزق دیں گے اور بہتر انجام پرہیزگاری کا ہے۔

سوچیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کو کفر کی وجہ سے تہس نہس کر دیا گیا۔ پس انہیں ان جیسی حرکات نہ کرنی چاہئیں۔

۱۲۹: وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ (اگر آپ کے رب کی طرف ایک بات پہلے طے شدہ نہ ہوتی) کہ امت محمدیہ ﷺ سے عذاب کو موخر کرنے کا حکم دیا گیا۔ لَكَانَ لِزَامًا (تو عذاب لازمی ہوتا) لِزَامًا۔ لازمًا کے معنی میں ہے۔ لزام یہ لازم کا مصدر ہے۔ جس کو بطور صفت لائے۔ وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى (اور میعاد معین نہ ہوتی) اور وہ قیامت ہے تو دنیا میں ہی عذاب ان کو آ چمٹتا۔ جیسا کہ گزشتہ کفار کو لازم ہوا۔

## صبر و نماز کی تلقین:

۱۳۰: فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ (آپ ان کی باتوں پر صبر کریں) جو آپ کے متعلق کرتے ہیں۔ وَسَبِّحْ (اور تسبیح کرو) یعنی نماز ادا کرو۔ بِحَمْدِ رَبِّكَ (اپنے رب کی حمد کے ساتھ) یہ موضع حال میں ہے معنی یہ ہے وانت حامد لربك علی ان وفقك للتسبيح واعانك عليه اس حال میں کہ آپ اپنے رب کی اس بات پر تعریف کرنے والے ہیں۔ کہ اس نے آپ کو تسبیح کی توفیق دی اور اسپر اعانت خاص فرمائی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ (سورج کے طلوع سے قبل) اس سے صلاۃ فجر مراد ہے۔ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا (اور اس کے غروب سے پہلے) اس سے ظہر و عصر مراد ہیں کیونکہ یہ دونوں نمازیں دن کے آخری نصف میں پائی جاتی ہیں جو زوال اور غروب کے مابین ہے۔ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ (اور اوقات شب میں پس اس کی پاکی بیان کرو اور دن کے اطراف میں) اور رات کی ساعات کی پابندی کرو۔ اور دن کے اطراف کو خاص کر اپنی نماز کیلئے اور رات کے



BestUrduBooks.wordpress.com

اوقات میں صلاۃِ عشاء تسبیح کو شامل ہے۔ اور اطراف نہار میں صلاۃِ مغرب اور نمازِ فجر آتی ہیں۔ تکرار سے ذکر کرنے کا مقصد ان کی خصوصیت کو ظاہر کرنا مقصود ہے جیسا کہ اس ارشاد میں موجود ہے۔ والصلوٰۃ الوسطی [البقرہ:۲۳۸] بعض کے نزدیک اطراف النہار کو جمع لایا گیا۔ حالانکہ یہ تو دو طرفین ہیں۔ تا کہ التباس سے امن رہے۔ اس کا عطف قبل پر ہے۔

لَعَلَّكَ تَرْضٰى (تاکہ تم راضی ہو جاؤ) لعلّ مخاطبت کیلئے ہے۔ ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اس امید سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ثواب پالو جس سے آپکا نفس خوش ہو جائے اور دل راضی ہو۔

قراءت: علی وابوبکر نے تُرضی پڑھا۔ تا کہ تمہارا رب تمہیں خوش کر دے۔

## ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھنے کی ممانعت:

۱۳۱: وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ اپنی آنکھیں اٹھا کر نہ دیکھیں) اپنی نگاہوں کی نظر اور درازی نظر سے اس کا لمبا کرنا مراد ہے۔ کہ دیکھی جانے والی چیز کی پسندیدگی وخوبصورتی کی بنا پر نگاہ اس سے نہ ہٹائی جائے۔

مَسْئَلَہ: جو نظر طویل نہ ہو وہ معاف ہے اور وہ اس طرح ہے کہ نظر اچانک پڑے پھر نگاہ کو نیچا کر لے۔ متقی لوگوں نے ظالموں کے مکانات پر نگاہ ڈالنے اور فساق کے ٹھاٹ والے لباسوں اور ان کی سواریوں پر نگاہ سے بھی روکا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ فساق کے گھوڑوں کی جھنکار کی طرف بھی نگاہ نہ کرو۔ بلکہ یہ دیکھو کس طرح ان کے سواروں پر گناہ کی ذلت چھائی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ چیزیں دیکھنے والوں کیلئے ہی سجائی ہیں۔ پس ان کو دیکھنے والا گویا ان کی غرض پوری کر رہا ہے۔ اور ان کے اختیار کرنے پر ابھارنے والا ہے۔ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ (جو ہم نے ان میں سے مختلف گروہوں کو دیا ہے) ازواجًا کا معنی یہاں اقسام ہے۔ مختلف قسم کے کفار کو۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ ہاء ضمیر سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہو۔ اور فعل منھم پر واقع ہونے والا ہو۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ اس چیز کی طرف جس سے ہم نے ان کو فائدہ پہنچایا ہے۔ اور مختلف ہیں۔ بعض دوسرے اور کچھ ان میں سے۔ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (دنیا کی رونق و بہار کی خاطر۔)

نَحْو: یہ منصوب علی الذم ہے یا یہ بہ کے محل کا بدل ہے۔ یا ازواجًا کا بدل ہے جس کی تقدیر عبارت یہ ہے ذوی زهرة۔

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ (تا کہ ہم ان کی اس میں آزمائش کریں) تا کہ ہم ان کو آزمائیں اور ان کے کفر کی وجہ سے عذاب ان پر لازم ہو جائے۔ یا اس کے سبب ان کو آخرت میں عذاب دیں۔ وَرِزْقُ رَبِّكَ (اور تیرے رب کا دیا ہوا) ثواب اور وہ جنت ہے یا رزق حلال۔ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (وہ بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے) اس حرام سے جو ان کے پاس ہے۔

## ماتحتوں کو نماز کا حکم:

۱۳۲: وَاْمُرْ اَهْلَكَ (اور تم اپنے متعلقین کو نماز کا حکم دیتے رہو) اپنی امت کو یا تمہارے گھر والے۔ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ (نماز کا اور خود اس کے پابند رہو) تم اس پر ہمیشگی اختیار کرو۔ عَلَيْهَا لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا (اس پر ہم آپ سے رزق کے طالب نہیں) ہم آپ سے نہیں کہتے کہ آپ اپنے آپ کو رزق دیں اور نہ اپنے اہل کو۔ نَحْنُ نَرْزُقُكَ (ہم ہی آپ کو رزق دینے والے ہیں) اور انہیں بھی پس رزق کے معاملے میں شدت سے اہتمام مت کریں۔ بلکہ اپنے دل کو آخرت کے معاملات کیلئے فارغ کر دیں اس لئے کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ

اور ان لوگوں نے کہا کہ یہ شخص ہمارے پاس اپنے رب کی نشانی کیوں نہیں لاتا' کیا ان کے پاس پرانی کتابوں کا مضمون نہیں پہنچا' اور اگر

اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا

ہم اس سے پہلے انہیں عذاب کے ذریعہ ہلاک کر دیتے تو وہ کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ

جس کا ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے اتباع کر لیتے' آپ فرما دیجئے سب انتظار کرنے والے ہیں سو تم بھی انتظار کرو۔

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع ۸ ۱۷

سو عنقریب جان لو گے سیدھے راستے والا اور ہدایت یافتہ کون ہے۔

جس کا طرزِ عمل یہ ہو کہ وہ اپنے کو اللہ تعالیٰ کے کام میں مصروف کر دے۔ اللہ تعالیٰ اس کا کام پورا فرما دیتے ہیں۔

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مروی ہے کہ جب وہ بادشاہوں کے ہاں مختلف اشیاء دیکھتے تو یہ آیت پڑھتے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ...... پھر آواز دیتے الصلاۃ، الصلاۃ، رحمکم اللّٰہ۔ بکر بن عبداللہ المزنی رحمۃ اللہ کے گھر میں جب فاقہ آ جاتا تو فرماتے نماز کیلئے اٹھو! اسی بات کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حکم فرمایا۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح کے اقوال منقول ہیں۔ بعض تفاسیر میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کوئی جسمانی پریشانی ہوتی تو آپ گھر والوں کو نماز کا حکم فرماتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (اور اچھا انجام تقویٰ والوں کا ہے۔) یعنی اچھا انجام اہل تقویٰ ہی کا ہے۔ نحو: مضاف محذوف ہے۔ ای اهل التقوٰی۔

۱۳۳: وَقَالُوْا اور انہوں نے کہا۔ کفار نے کہا لَوْ لَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (کہ یہ ہمارے پاس اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے۔) لَوْلَا یہ ھلاّ کے معنی میں ہے یَاْتِیْنَا وہ محمد کیوں نہیں لاتے۔ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے جو آپ کی صحت نبوت پر دلالت کرنے والی ہو۔

قراءت: اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ۔ مدنی، بصری اور حفص نے اسی طرح پڑھا (کیا ان کے پاس نہیں آئی) بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى (واضح دلیل جو پہلے صحیفوں میں ہے) یعنی پہلی کتابیں مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی سابقہ عادت کے مطابق ضد کی بنا پر نبوت کی نشانی مانگی۔ ان کے جواب میں فرمایا گیا کیا تمہارے پاس سب سے بڑی نشانی جو اعجاز میں بے مثل ہے وہ نہیں آئی؟ یعنی قرآن۔

من قبل (اس سے پہلے) یعنی قرآن دلیل ہے ان تمام مضامین کیلئے جو پہلے صحائف میں آچکا اور ان کے صحیح ہونے کی



BestUrduBooks.wordpress.com

دلیل ہے کیونکہ یہ معجزہ ہے اور وہ معجزات نہیں بلکہ ان میں جو کچھ موجود ہے وہ اپنی صحت و تندرستی میں مستقل شہادت کا محتاج ہے۔

۱۳۴: وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ (اور اگر ہم ان کو اس قرآن سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے) رسول سے قبل نمبر ۲۔ قرآن سے قبل لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ (تو یہ ضرور کہتے اے ہمارے رب کیوں نہ)۔ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ (آپ نے ہماری طرف کوئی رسول بھیجا تا کہ ہم تیرے احکام پر چلتے۔)

نحو: نتبع منصوب ہے کیونکہ یہ استفہام کا جواب ہے فاء کے ساتھ۔ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ (آپ کی آیات پر اس سے پہلے کہ ہم ذلیل ورسوا ہوتے) نزول عذاب کے سبب۔ وَنَخْزٰى (اور رسوا ہوتے) آخرت میں۔

۱۳۵: قُلْ كُلٌّ (کہہ دیں) ہر ایک ہر ایک ہم میں سے ہم بھی اور تم بھی مُّتَرَبِّصٌ (انتظار کرتے ہیں) انجام کے منتظر ہیں۔ کہ ہمارا اور تمہارا معاملہ کس انجام تک پہنچتا ہے۔ فَتَرَبَّصُوْا (پس تم بھی انتظار کرو۔) فَسَتَعْلَمُوْنَ (پس عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔) جب قیامت آن پہنچے گی۔ من اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ (کہ کون درست راستے والے ہیں)۔ السَّوِيِّ کا معنی مستقیم ہے۔

نحو: من مبتدا اصحاب خبر ہے۔ اور محلاً منصوب ہے۔

وَمَنِ اهْتَدٰى (اور کون منزل مقصود کی راہ پانے والا ہے) یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتیں۔

فضیلت: رسول علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اہل جنت سورۃ طٰہٰ اور یٰس پڑھیں گے۔ رواہ ابن مردویہ عن ابی امامۃؓ ایضا عن ابی بن کعبؓ۔

ترجمہ سورۃ طٰہٰ بحمد اللہ تعالیٰ آج بروز جمعہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ بعد العصر اختتام پذیر ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَاءِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَۃَ اٰیَۃً وَّسَبْعُ رُکُوْعَاتٍ

سورۃ الانبیاء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو بارہ آیات اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ مُّعْرِضُوْنَ ۱ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ

لوگوں کا حساب قریب آ گیا اور وہ غفلت میں اعراض کیے ہوئے ہیں ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے

ذِکْرٍ مِّنْ رَّبِّھِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْہُ وَھُمْ یَلْعَبُوْنَ ۲ لَاھِیَۃً قُلُوْبُھُمْ وَاَسَرُّوا

جو کوئی نئی نصیحت آتی ہے تو وہ اسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل غفلت میں ہیں اور جن لوگوں

النَّجْوَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ھَلْ ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ

نے ظلم کیا انہوں نے چپکے چپکے سرگوشی کی کہ یہ شخص اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہارے جیسا انسان ہے۔ کیا تم دیکھتے ہوئے جادو کو

تُبْصِرُوْنَ ۳ قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۴

مانتے ہو۔ اس نے کہا میرا رب بات کو جانتا ہے آسمان میں اور زمین میں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

### قربِ قیامت اور لوگوں کی غفلت:

۱: اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ مُّعْرِضُوْنَ (لوگوں کا حساب قریب آگیا اور وہ غفلت میں پڑے ہوئے منہ موڑے ہوئے ہیں۔) اِقْتَرَبَ قریب ہوا۔ لِلنَّاسِ (لوگوں کیلئے)۔

نحو: لام اقترب کا صلہ ہے۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: اس سے مشرک مراد ہیں۔ کیونکہ بعد والی صفات کا مصداق مشرک ہی ہیں۔ حِسَابُھُمْ (ان کا حساب) اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے محاسبہ کا وقت۔ اور ان کے اعمال پر سزا اور بدلہ کا دن یعنی یوم القیامۃ۔

وجہ: نمبر۱۔ اس لئے کہا کیونکہ گزشتہ کی نسبت باقی رہنے والا وقت تھوڑا ہے۔ نمبر۲۔ ہر آئندہ کو قریب کہا جاتا ہے۔ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ (اور وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں) یعنی اپنے حساب کے متعلق اور اس جگہ جو معاملہ انہیں پیش آنے والا ہے۔ مُّعْرِضُوْنَ (وہ اعراض کرنے والے ہیں) اس دن کی تیاری سے پس قریب آنا یہاں عام ہے۔ اور غفلت و اعراض مختلف لوگوں کے حساب سے مختلف ہوتے ہیں نمبر۱۔ بعض حساب سے غافل اس بناء پر ہوتے ہیں کہ وہ اپنی دنیا میں مستغرق ہوتے ہیں اور اپنے



BestUrduBooks.wordpress.com

آقا سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔
نمبر۲۔بعض اپنے حساب سے اس لئے غافل ہیں کہ انہوں نے اپنے مولیٰ کیلئے اپنے آپ کو ہلاک کرلیا اور دنیا سے منہ موڑ لیا۔ایسے لوگوں کو تو اس غفلت سے افاقہ دیدار مولیٰ سے ہوگا۔البتہ پہلی قسم موت کی یلغار کے وقت بیدار ہوتے ہیں۔پس تم پر ضروری ہے کہ محاسبہ سے پہلے اپنے آپ کا محاسبہ کرو۔خبردار کئے جانے سے پہلے خود خبردار ہو اور غافلین سے کنی کتراؤ اور خالق و مالک کی یاد میں مگن ہو جاؤ تاکہ رب العالمین کی ملاقات نصیب ہو۔
۲:مَايَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ (ان کے پاس جو نصیحت آتی ہے) ذکر سے قرآن مجید کا منزل حصہ مراد ہے۔مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ (ان کے رب کی طرف سے تازہ) اتار کر اس کی تلاوت شروع کرا دی ہو اور ان کے کانوں پر پڑنے کا زمانہ تھوڑا ہو۔مراد اس سے حروف منظومہ ہیں اور ان کے حدوث میں اختلاف نہیں (باقی حدوث فی النزول مراد ہے)۔اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ (مگر یہ اس کو ایسے طور سے سنتے ہیں) نبی اکرم ﷺ سے یا کسی تلاوت کرنے والے سے وَ هُمْ يَلْعَبُوْنَ (وہ اس سے ہنسی کرنے والے ہیں) مذاق اڑانے والے ہیں۔
۳:لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ (قرآن میں غور کرنے اور انجام کو سوچنے سے ان کے دل غافل ہیں)۔
نحو:یلعبون کی ضمیر سے لا هیةً حال ہے۔نمبر۲۔یہ اسمعوہ کی ضمیر سے۔هم یلعبون اور لاهیة دونوں حال ہیں۔نمبر۳۔بعض نے لا هیة کو مرفوع پڑھا ہے اس صورت میں یہ دوسری خبر ہے هم مبتدا یلعبون خبر اول ہے اور قلوبهم کا رفع لاهیة کی وجہ سے ہے۔
اللغة:لا هیةً کالفظ لَهَا يَلْهُو عنه سے لیا گیا ہے جبکہ اس سے غافل ہو مطلب یہ ہے کہ ان کے دل مقصود سے غافل ہیں۔
ابوبکر وراق کا قول غافل دل وہ ہے جو دنیا اور اس کی رونق میں مشغول ہو۔اور آخرت اور اس کی ہولناکیوں سے کنارہ کش ہو۔
وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (اور انہوں نے چھپا کر سرگوشیاں کیں اور جنہوں نے ظلم کیا) اَسَرَّ کا معنی اخفاء میں مبالغہ کیا۔النجوٰی تناجی کا اسم ہے پھر اسرّ وا کی واؤ سے الذین ظلموا بدل ہے۔
پھر اسرّوا کو اس لئے لائے تاکہ بتلا دیا جائے کہ جس بات میں انہوں نے راز داری کی اس میں ظلم سے موسوم یہی لوگ ہیں۔اس طرح یہ اس محاورہ کے مطابق ہے اکلونی البراغیث۔
نمبر۲۔الناس کی صفت ہونے کی وجہ سے محلاً مجرور ہے یا بدل ہے۔
نمبر۳۔ذم کی وجہ سے منصوب المحل ہے۔
نمبر۴۔یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر مقدم اسرّوا النجوٰی ہے ای والذین ظلموا اسروا النجوٰی
نمبر۵۔اسرّوا سے پہلے هؤلاء مبتدا محذوف اور الذین ظلموا سے بھی پہلے هم مبتدا محذوف ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## معجزے کو جادو کہا:

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ (یہ تو تم ہی جیسا انسان ہے کیا تم پھر بھی دیدہ ودانستہ جادو کی بات سننے جاؤ گے)

نحو: نمبرا۔ یہ سارا کلام النجوٰی سے بدل ہونے کی بناء پر محلاً منصوب ہے۔ای اسرّوا هذا الحدیث۔ نمبر۲۔ قالوا کومضمر مان کر اسے متعلق کرنا بھی جائز ہے۔

مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اعتقاد رکھا کہ رسول تو فرشتہ ہو سکتا ہے اور جو انسان نبوت کا مدعی ہو اور معجزہ پیش کرے وہ جادوگر ہے اور اس کا معجزہ سحر ہے۔اسی لئے انہوں نے انکار کے انداز میں کہا کہ تم آنکھوں سے جادو کو دیکھتے ہوئے بھی اندھا دھند جادو کو قبول کرلو گے؟

۴: قٰلَ رَبِّیْ (پیغمبر نے کہا میرے رب) قراءت: حمزہ، علی وحفص نے اس طرح پڑھا ہے۔قآل کا قائل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔اور دیگر قراء نے قل رَبِّی پڑھا ہے۔اے قل یا محمد لِلَّذِیْنَ اَسَرّوا النجوٰی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرگوشیاں کرنے والوں کو کہہ دیں)۔یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (ہر بات کو خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں جانتا ہے) وہ ہر قائل کا قول جانتے ہیں خواہ وہ قائل آسمان کے کسی کنارے میں ہو یا زمین کی کسی تہہ میں اور پوشیدہ طور پر کہے یا بانگ دہل کہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ

بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ یہ تو خوابوں کی گٹھڑیاں ہیں۔ بلکہ یوں کہا کہ اس شخص نے جھوٹ بنالیا ہے بلکہ وہ شاعر ہے سو چاہئے کہ ہمارے پاس نشانی لے کر آئے جیسا کہ اس سے پہلے

الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَمَآ اَرْسَلْنَا

لوگ نشانیاں دیکر بھیجے گئے۔ ان سے پہلے کوئی بستی والے ایمان نہیں لائے جسے ہم نے ہلاک کیا سو کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے' اور ہم نے آپ سے پہلے

قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷

جن کو رسول بنا کر بھیجا وہ مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ سو تم اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے ہو'

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝۸ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ

پھر ہم نے ان کو کوئی ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانا نہ کھاتے ہوں' اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے پھر ہم نے ان سے جو وعدہ کیا تھا اسے

الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا

سچ کر دکھایا سو ہم نے انہیں اور جس جس کو چاہا نجات دے دی اور ہم نے حد سے نکلنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی ہے

ع ۱ فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰ ع

جس میں تمہاری نصیحت ہے کیا تم نہیں سمجھتے۔

وَهُوَ السَّمِيْعُ (وہی سننے والا ہے) ان کے اقوال کو الْعَلِيْمُ (وہ جاننے والا ہے) ان کے دلوں میں جو چھپا ہوا ہے۔

## قرآن کو پریشان خیال کہنا:

۵: بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ (بلکہ یوں بھی کہا کہ یہ قرآن پریشان خیالات ہیں بلکہ اس شخص نے خود تراش لیا ہے۔ بلکہ یہ شخص شاعر ہے) اس میں انہوں نے اپنی پہلی بات سحر سے اعراض کرتے ہوئے قرآن کو پریشان خواب کی باتیں قرار دیا جو اس مدعی نے خواب میں دیکھی ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی وحی خیال کر لیا۔ پھر اس سے اعراض کر کے کہنے لگے کہ یہ کلام اس نے اپنے پاس سے گھڑ لیا ہے۔ پھر اس سے آگے بڑھ کر کہا کہ یہ شاعرانہ بات ہے۔ اور یہ خود شاعر ہیں۔ اسی طرح باطل متردد اور غیر واضح ہوتا ہے۔ اور باطل پرستوں کا ایک بات پر ثبات و استقلال نہیں پھر کہنے لگے۔ اگر یہ اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہیں۔ حالانکہ بات اس طرح نہیں جیسا کہ انکا گمان ہے۔ پس ان کو کوئی نشانی پیش کرنا چاہیے۔ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ (تو ہمارے سامنے کھلی نشانی لائیں) آیت سے یہاں معجزہ مراد ہے۔ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ (جیسا کہ پہلے انبیاء کی طرف بھیجی گئیں) جیسے



BestUrduBooks.wordpress.com

ید بیضاء، عصا، مادرزاد اندھوں کا درست ہونا۔ مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ۔

تشبیہ: کما ارسل الاولون میں اس حیثیت سے ہے کہ یہ کما اتی الاوّلون بالآیات کے معنی میں ہے کیونکہ ارسال رسل معجزات وآیات لانے کو متضمن ہے اہل عرب کے ہاں ان دو اقوال میں کوئی فرق نہیں۔ نمبر۱۔ ارسل محمد نمبر۲۔ اتی محمد بالمعجزۃ۔

## مطلوبہ معجزات کے اظہار کے باوجود ایمان نہ لائے گے:

۶: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اقوال کی تردید فرمائی۔ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ (ان سے پہلے بھی بستیوں والے ایمان نہ لائے) قریۃ سے پہلے مضاف محذوف ہے یعنی اہل قریۃ۔ اَهْلَكْنٰهَا (جن کو ہم نے ہلاک کیا) یہ قریۃ کی صفت ہے جبکہ ان کے پاس مطلوبہ معجزات آ بھی چکے۔ کیونکہ انہوں نے وہ معجزات بطور ضد کے طلب کئے تھے۔

اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ (تو کیا یہ لوگ ایمان لائیں گے) یعنی وہ معجزات آجانے کے باوجود ایمان نہ لائے کیا وہ مطالبہ کرنے والے ایمان لائیں گے اگر ہم ان کے مطلوبہ معجزات پورے کر دیں۔ حالانکہ یہ تو سرکشی میں ان سے دو ہاتھ آگے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ہلاک ہونے والی بستیوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام سے معجزات کا مطالبہ کیا اور ایمان لانے کا وعدہ بھی کر لیا۔ مگر جب وہ معجزات ظاہر کر دیئے گے تو انہوں نے وعدہ توڑ دیا اور مخالفت پر ڈٹ گئے۔ پس ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔ اگر ان کو بھی مطلوبہ معجزات مہیا کر دیے جائیں تو یہ بھی اپنے وعدے سے مکر جائیں گے۔

## اعتراض بشریت کی تردید:

۷: وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا ( ہم نے آپ سے پہلے بھی صرف مردوں کو ہی پیغمبر بنا کر بھیجا) یہ ان کے اس قول کا جواب ہے۔ ھل ھذا الا بشر مثلکم[الانبیاء:۳] نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ (جن کے پاس ہم وحی بھیجتے تھے) قراءت: حفص نے اسی طرح پڑھا ہے اور ابن کثیر و ابن عامر و نافع و حمزہ وغیرہ نے یوحی پڑھا ہے۔ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ (پس تم اہل ذکر سے پوچھ لو) اہل ذکر سے علمائے کتابیین مراد ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جن رسولوں کی طرف وحی بھیجی جاتی رہی وہ انسان تھے۔ ملائکہ نہ تھے۔ اہل مکہ کو اہل کتاب پر اعتماد تھا۔

اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (اگر تم کو اس کا علم نہیں ہے) پھر وضاحت فرمائی کہ آپ پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرح ہیں۔ فرمایا

۸: وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا (اور ہم نے ان کو ایسا جسم نہیں بنایا) جسد (رنگ دار جسم) اس کو واحد لائے کیونکہ اسم جنس ہے جس کا اطلاق واحد و جمع سب پر ہوتا ہے۔ لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ (جو کھانا نہ کھاتے ہوں) یہ جَسَدًا کی صفت ہے یعنی ہم نے آپ سے پہلے والے انبیاء علیہم السلام کو کھانا نہ کھانے والے جسم نہیں بنایا۔

وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ (اور وہ ہمیشہ رہنے والے بھی نہ تھے) گویا کہ کفار نے اس طرح کہا وہ فرشتہ کیوں نہیں کہ نہ کھائے اور ہمیشہ رہے چونکہ ان کے اعتقاد میں فرشتوں پر موت نہ آئے گی۔ نمبر۲۔ طویل بقاء اور لمبی زندگی کو خلود کا نام دے دیا گیا۔

۹: ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ (پھر ہم نے ان سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچا کر دکھایا) ان کو نجات دے کر۔ الوعد اصل فی الوعد ہے جیسا اختار موسٰی قومہ[الاعراف:۱۵۵] میں قوم من قومہ ہے۔ فَاَنْجَيْنٰهُمْ (پس ہم نے ان کو نجات دی) اس عذاب سے جو ان کی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ

اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو توڑ دیا جو ظلم کرنے والی تھیں ' اور ہم نے ان کے بعد دوسرے لوگوں کو پیدا فرما دیا ' سو جب

اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ

انہوں نے ہمارا عذاب آتا دیکھا تو اس بستی سے بھاگنے لگے ' مت بھاگو اور ان چیزوں کی طرف جن میں تم عیش میں پڑے ہوئے تھے اور

فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْــَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ

اپنے گھروں کی طرف واپس آ جاؤ تاکہ تم سے سوال کیا جائے ' وہ کہنے لگے ہائے ہماری خرابی بے شک ہم ظلم کرنے والے تھے ۔ سو برابر

تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

ان کا یہی کہنا رہا یہاں تک کہ ہم نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بجھی ہوئی حالت میں کر دیا۔

قوم پر اترا۔ وَمَنْ نَّشَآءُ (اور جن کو ہم نے چاہا) وہ مؤمن ہیں۔

وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ (اور ہم نے اسراف کرنے والوں کو ہلاک کر دیا) مسرف جو کفر کی حد سے آگے بڑھنے والے تھے۔ مسرفین کے متعلق ہلاک کرنے کی اخبارات سے پتہ چلتا ہے کہ من نشاء ان کے علاوہ اور ان سے جدا ہیں۔

## قرآن میں قریش کیلئے عظمت:

۱۰: لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ (یقیناً ہم نے تمہاری طرف اتاری) اے گروہ قریش ۔ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ (ایسی کتاب جس میں تمہارا تذکرہ ہے) تمہاری عظمت ہے اگر تم اس کو جانو۔ نمبر۲۔ تمہارا ذکر اس بناء پر کہ وہ تمہاری زبان میں ہے۔ نمبر۳۔ اس میں تمہارے دین کا تذکرہ ہے اور دنیا کا بھی۔

نحو: جملہ فيه ذكركم یہ کتابا کی صفت ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا تم نہیں سمجھتے) اس کو جو میں نے تمہیں دوسروں پر فضیلت دی تاکہ تم ایمان لاؤ۔

۱۱: وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ (اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر دیا) قصم کا معنی ہلاک کرنا، توڑنا، من قرية سے اہل قریہ مراد ہیں کیونکہ اگلے ارشاد میں فرمایا۔ كَانَتْ ظَالِمَةً وہ کافر تھیں (کیونکہ بستی کفر نہیں کرتی وہاں کے رہنے والے کفر کرتے ہیں)۔

کم یہ قَصَمْنَا کی وجہ سے منصوب ہے۔ القصم کا لفظ غضب شدید کو ظاہر کر رہا ہے اس لئے کہ قصم اس طرح توڑنے کو کہتے ہیں جس میں اجزاء کے جوڑ الگ الگ کر دیئے جائیں۔ البتہ الفصم ایسے توڑنے کو کہتے ہیں جس میں اجزاء ظاہر نہ ہوں۔ وَّاَنْشَاْنَا (اور ہم نے پیدا کیا) بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ (ان کے بعد دوسرے لوگوں کو) جو ان کے مکانات میں رہائش پذیر ہوئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مشاہدہ عذاب کے وقت حالت :

۱۲: فَلَمَّآ اَحَسُّوْا (جب انہوں نے دیکھ لیا) یعنی ہلاک کیے جانے والوں نے بَاْسَنَآ (ہمارے عذاب کو) یعنی حس اور مشاہدہ سے جان لیا۔اِذَا ھُمْ مِّنْھَا (تو یک دم وہ وہاں سے) یعنی بستی سے۔اذا مفاجات کیلئے آتا ہے اور ھم مبتدا اور یَرْکُضُوْنَ خبر ہے۔

یَرْکُضُوْنَ (وہ تیزی سے بھاگنے لگے) الرکض ایڑ لگانا یہ بھی درست ہے کہ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنی بستی سے بھاگنے لگے جب ان پر عذاب کا ابتدائی مرحلہ آیا۔نمبر۲۔ان کے تیزی کے ساتھ پیدل بھاگنے کو ان سواروں سے تشبیہ دی جو اپنے گھوڑوں پر سوار تیزی سے پابہ رکاب ہوں۔پس ان کو کہا گیا۔

۱۳،۱۴: لَاتَرْکُضُوْا (مت بھاگو) بعض ملائکہ نے یہ بات کہی وَارْجِعُوْٓا اِلٰی مَآ اُتْرِفْتُمْ فِیْہِ (اپنے سامانِ عیش کی طرف لوٹ آؤ) جس دنیا کی نعمتوں اور خوشحالی سے تم فائدہ اٹھا رہے تھے۔قول خلیلؒ المترف خوشحال اور فارغ البال ہو کوئی فکر نہ ہو۔

وَمَسٰکِنِکُمْ لَعَلَّکُمْ تُسْئَلُوْنَ (اور اپنے مکانات کی طرف شاید تم سے کوئی پوچھے پاچھے) یہ بات انہیں بطور استہزاء کہی جائے گی کہ تم اپنی نعمتوں کی طرف لوٹ چلو اور اپنے مکانات کی طرف جاؤ تا کہ کل تمہارا ماجرہ تم سے پوچھا جائے اور جو تمہارے اموال پر گزری تا کہ تم سائل کو اپنے علم ومشاہدہ سے جواب دو۔

نمبر۲۔لوٹ جاؤ اور اپنی مجالس میں اپنی سابقہ ہیئت کے مطابق بیٹھو۔تا کہ تمہارے خدام تم سے پوچھیں اور وہ لوگ جو تمہارے معاملات کے ذمہ دار تھے۔اور تمہیں کہیں جناب کا کیا آرڈر ہے؟ اور ہم کس کام کو انجام دیں اور کس کو ترک کر دیں؟ جیسا کہ خوشحال، خدم وحشم والے لوگوں کا حال ہوتا ہے۔

نمبر۳۔لوگ تم سے تمہاری مجالس میں مختلف مصائب وحوادث پر معاونتوں کا سوال کریں۔

نمبر۴۔تم سے تمہارے پاس آنے والے اور طمع باز سوال کریں۔اور تمہارے ہاتھوں کی موسلا دھار بارش مانگیں۔

نمبر۵۔وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے لا ترکضوا وارجعوا الی منازلکم و اموالکم لعلکم تسألون۔شاید تم سے اموال وخراج لے لیا جائے اور قتل وہلاکت سے بچا لئے جاؤ۔پس آسمان سے نداء دی گئی۔انبیاء کا انتقام۔تلواروں نے انکا خاتمہ کر دیا۔پس اس وقت قَالُوْا یٰوَیْلَنَآ اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ (کہنے لگے ہائے ہماری تباہی ہم بلاشبہ ظالم ہیں) ان لوگوں نے ایسے وقت اعتراف کیا جب اعتراف بے فائدہ ہے۔

۱۵: فَمَا زَالَتْ تِّلْکَ دَعْوٰھُمْ حَتّٰی جَعَلْنٰھُمْ حَصِیْدًا (ان کی یہی پکار رہی آخر ہم نے ان کو کر دیا کٹی ہوئی کھیتی کی طرح) تلک سے یا وَیْلَنَا کی طرف اشارہ ہے۔دعوھم کا معنی پکار، چیخ۔

نحو: تلک زالت کا اسم ہونے کی بنا پر مرفوع ہے اور دعواھم اس کی خبر ہے۔اور اس کا عکس بھی جائز ہے۔جعلنا ھم حصیدا کا معنی مثل الحصید کٹی کھیتی کی طرح اور اس کو جمع نہیں لایا گیا جیسا کہ مقدر جمع نہیں آتا۔

خٰمِدِیْنَ (مردہ بجھی ہوئی آگ کی طرح) حصیدًا خامدین یہ جعل کا مفعول ثانی ہے۔اے جعلنا ھم جامعین



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ⑯ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا

اور ہم نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہوں اگر ہم چاہتے کہ کوئی کھلونا بناتے

لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ⑰ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ

تو ہم اپنے پاس سے بنالیتے اگر ہم کرنے والے ہوتے' بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں

فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ⑱ وَلَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ

سو وہ اس کا سر پھوڑ دیتا ہے' پھر وہ چلا جاتا ہے' اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس کی وجہ سے تمہارے لئے خرابی ہے' اور اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ⑲ يُسَبِّحُوْنَ

اور زمین میں ہے' اور جو بندے اللہ کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے عار نہیں کرتے' اور نہ وہ تھکتے ہیں' رات دن اللہ کی

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ⑳

تسبیح میں مشغول رہتے ہیں' ان میں سستی نہیں آتی۔

لمماثلۃ الحصید و الخمود ان میں دونوں مماثلتیں پائی جاتی تھیں جیسا کہتے ہیں جعلتہ حلوًا حامضًا یعنی دونوں ذائقوں کا جامع کھٹا میٹھا بنایا۔

۱۶: وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ (اور ہم نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان کے مابین ہے اس کو اس طور پر پیدا نہیں کیا کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہوں) اللعبَ ایسا فعل جس کا اول حصہ مناسب ہو مگر وہ فعل قائم رہنے والا نہ ہو۔

نحو: لا عبینَ یہ خلقنا کے فاعل سے حال ہے مطلب یہ ہے کہ ہم نے یہ بلند و بالا چھت اور نرم وسیع بستر ایسے ہی نہیں بنا دیئے کہ ان کا کوئی مقصد نہ ہو ان کا مقصد ان کے مدبر و خالق کی قدرت پر استدلال کرنا ہے۔ تا کہ نیک کو اس کی نیکی اور برے کو اس کی برائی کی سزا اپنی حکمت کے مطابق عنایت کریں۔

۱۷: پھر اپنی ذات کو حدث کی صفات سے پاک قرار دیا۔ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا (اگر ہم کو مشغلہ ہی بنانا ہوتا) لھوًا سے یہاں بیٹا مراد ہے نمبر۲۔ عورت مراد ہے۔ گویا اس میں اہل کتاب کے اس عقیدہ کی تردید ہے کہ عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور مریم خدا کی بیوی ہے۔

لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ (تو ہم اپنے ہی پاس کی چیز کو مشغلہ بناتے) ولدان یا حوران بہشتی سے بناتے۔ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ (اگر ہم کو یہ کرنا پڑتا) یعنی اگر ہم ان میں سے ہوتے جو یہ کرتے ہیں اور ہم ان میں سے نہیں ہیں کیونکہ یہ چیز ہمارے حق میں محال ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ نفی ہے جیسا کہ اس آیت میں و ان ادری [الانبیاء:۱۰۹] ای ما کنا فاعلین ہم ایسا کرنے والے نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۸: بَلْ (بلکہ) اتخاذ لہو سے اعراض اور اس کی ذات کے اس سے منزہ ہونے کو بیان کیا گویا اس طرح فرمایا سبحاننا ان نتخذ اللھو (کھیل بنانے سے تو ہم پاک ہیں۔) بلکہ ہمارا طریقہ یہ چلا آرہا ہے کہ نَقْذِفُ (ہم پھینکتے ہیں) اور مسلط کرتے ہیں۔ بِالْحَقِّ (حق کو) قرآن کو عَلَى الْبَاطِلِ (باطل پر) شیطان پر نمبر۲۔ اسلام کو شرک پر نمبر۳۔ حقیقت کو کھیل پر فَيَدْمَغُهٗ (پس وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے) وہ اس کو توڑ دیتا۔ حق باطل کو کچل دیتا ہے۔

## استعارہ لطیفہ:

الدمغ اور القذف کا استعمال اصل میں اجسام کیلئے ہوتا ہے پھر استعارۃً قذف کو حق کے باطل پر وار کرنے کے لئے لائے۔ اور الدمغ کو باطل کے دور اور ختم کرنے کے لیے استعمال کیا۔ پس مستعار منہ حسی ہے اور مستعار لہ عقلی ہے۔ گویا اس طرح فرمایا بلکہ ہم حق کو جو طاقتور جسم کے مشابہ ہے باطل پر وارد کرتے ہیں وہ باطل جو ایک کمزور وضعیف جسم کی مانند ہے پس حق باطل کو اسی طرح بیکار کر دیتا ہے جیسا طاقتور جسم کمزور کو۔

فَاِذَا هُوَ (پس یکدم وہ) ھو کی ضمیر باطل کی طرف راجع ہے۔ زَاهِقٌ (ہلاک وتباہ ہونے والا ہے) وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ (اور تمہاری اس بات سے بڑی خرابی ہوگی جو تم بیان کرتے ہو) اللہ تعالیٰ کے متعلق کہ اس نے بیٹا وغیرہ بنالیا ہے۔

## اللہ مالک اور کائنات اس کی مملوک ہے:

۱۹: وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کے ہیں) وَمَنْ عِنْدَهٗ (اور جو بندے اللہ کے نزدیک ہیں) خلقت وملک کے اعتبار سے پس پھر ان میں سے کونسی چیز اس کا بیٹا بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جبکہ مملوکیت ونبوت میں باہمی منافات ہے والد وولد میں جنسیت ضروری ہے اور وہ جنسیت سے پاک ہے۔ والد وولد میں مماثلت ہوتی ہے اور وہ مثلیت سے پاک پھر بیوی بیٹا کیسے بن گئے۔

الارض پر وقف ہے کیونکہ من عندہ جو اس کے ہاں ہیں مرتبہ ومقام کے اعتبار سے ہے نہ کہ منزل ومکان کے اعتبار سے۔ مراد اس سے ملائکہ ہیں۔

نحو: یہ مبتدا ہے اور لا یستکبرون خبر ہے۔

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (وہ بڑے نہیں بنتے) عار نہیں کرتے۔ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ (اس کی بندگی سے اور نہ تھکتے ہیں) استحسار کے معنی تھکنا، ہارنا۔

۲۰: يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ (دن رات اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے اور (اظہارِ تعظیم میں) سست نہیں پڑتے) لا یفترون یہ یسبحون کے فاعل سے حال ہے۔ یعنی ان کی تسبیح مسلسل ودائم ہے۔ تمام اوقات میں جاری وساری ہے۔ فراغت کے ذریعہ تھکاوٹ ان کے تسلسل میں مخل نہیں ہوتی۔ نمبر۲۔ کسی دوسرے کام کی مصروفیت ان کی تسبیح کے تسلسل کو منقطع نہیں کرتی بلکہ ہمارے سانس کی طرح ان کی تسبیح جاری رہتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ

کیا ان لوگوں نے زمین کی چیزوں میں سے معبود بنا لئے ہیں جو زندہ کرتے ہیں؟ اگر آسمان میں اور زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے

لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ

تو ان دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا' سو اللہ جو عرش والا ہے اس چیز سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے سوال نہیں کیا جاتا

وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ

اور ان لوگوں سے باز پرس ہوتی ہے کیا ان لوگوں نے اس کے سوا معبود بنا لئے ہیں آپ فرما دیجئے اپنی دلیل لاؤ'

هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِىَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِىْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ

یہ ذکر ہے ان لوگوں کا جو میرے ساتھ ہیں اور جو مجھ سے پہلے تھے' بلکہ ان میں سے اکثر لوگ حق کو نہیں جانتے

فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِىْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ

سو وہ اس سے اعراض کئے ہوئے ہیں' اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ ہم نے اس کی طرف یہ وحی بھیجی کہ میرے سوا

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ

کوئی معبود نہیں سو تم میری عبادت کرو' اور ان لوگوں نے کہا کہ رحمٰن نے بیٹا بنا لیا ہے وہ پاک ہے بلکہ وہ اس کے معزز

مُّكْرَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

بندے ہیں وہ اس سے آگے بڑھ کر بات نہیں کر سکتے اور وہ اسی کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو ان کے

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ

اگلے پچھلے احوال ہیں اور وہ کسی کے لئے سفارش نہیں کریں گے بجز ایسے شخص کے جس کی سفارش کرنے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے

مُشْفِقُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ

ڈرتے ہیں اور ان میں سے جو شخص یوں کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں سو ہم اسے دوزخ کی سزا دیں گے۔

كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾

ہم اسی طرح ظالموں کو جزاء دیا کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## توبیخِ مشرکین:

۲۱: پھر مشرکین کی بات کا انکار کرتے ہوئے اور توبیخ کرتے ہوئے ان سے اعراض کیا اس لئے اَمْ بمعنی بل اور ہمزہ انکار توبیخ کیلئے لائے۔ اور فرمایا اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ یُنْشِرُوْنَ (کیا ان لوگوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں۔ زمین کی چیزوں میں سے وہ معبود مردوں کو زندہ کر کے اٹھائیں گے) ینشرون کا معنی وہ مردوں کو زندہ کریں گے۔

نَحو: من الارض یہ الھة کی صفت ہے کیونکہ ان کے آلھہ زمین کے جواہر سونا، چاندی، پتھر سے بنے ہوتے تھے۔ اور زمین پر ان کی پوجا کی جاتی تھی۔ اس لئے زمین کی طرف ان کی نسبت کردی کہ یہ تو زمینی معبود ہیں' جیسا کہتے ہیں۔ فلان من المدینة ای مدنی۔ وہ مدینہ کا رہنے والا ہے۔ من الارض سے تخصیص نہیں بلکہ تحقیر مقصود ہے۔ نمبر۲۔ من الارض یہ اتخذوا کے متعلق ہے اور اس میں غایت مقصود اتخاد کی ابتداء کا بیان ہے۔

ھم ینشرون میں مشرکین کی انتہائی جہالت بیان کر کے استہزائی انداز سے توبیخ و ڈانٹ پلائی۔ اگرچہ انکا دعویٰ نہیں تھا کہ ان کے اصنام مردوں کو زندہ کریں گے اور وہ دعویٰ بھی کیسے کر سکتے تھے۔ یہ تو بہت اوپری چیز ہے کہ بعض مردے دوسرے مردوں کو اٹھا کر کھڑا کریں البتہ اصنام کیلئے دعوی الوہیت سے دوبارہ اٹھائے جانے کا دعویٰ خود لازم آتا ہے۔ کیونکہ جو مردوں کو زندہ کرنے سے عاجز ہو وہ اِلٰہ نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ یہ کام اس قادر مطلق کا ہے جس کی قدرت ہر مقدور پر ہو۔ اور دوبارہ اٹھانا یہ بھی مقدورات میں سے ہے۔ پس جو اس کی قدرت نہیں رکھتا وہ عاجز بعض مقدرات ہونے کی وجہ سے قادر مطلق نہ رہا پس معبود نہ بن سکا۔

قراءت: حسن نے یَنشُرون یاء کے فتحہ سے پڑھا۔ اور یہ دونوں لغات ہیں۔ جیسے انشر اللّٰہ الموتٰی و نشرھا اور دونوں کا معنی زندہ کرنا آتا ہے۔

## دلیلِ تمانع:

۲۲: لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ ( اگر ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود ہوتے ) اِلَّا یہاں غیر کے معنی میں ہے۔

نَحو: الھة کی صفت اِلَّا کے ساتھ لائی گئی جیسا کہ بغیر لَو کہا جاتا ہے الھة غیر اللّٰہ۔ بدل کی وجہ سے اس کا رفع جائز نہیں کیونکہ لَو بمنزلہ اِنَّ کے ہے۔ اس کے ساتھ کلام موجب ہوتی ہے۔ اور بدل تو کلام غیر موجب میں آتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا یلتفت منکم احد الا امراتك [ھود:۸۱]

نمبر۲۔ استثناء کی وجہ سے نصب بھی درست نہیں کیونکہ جمع جب نکرہ آئے تو اس سے استثناء جائز نہیں۔ محققین کا یہ قول ہے کیونکہ اس میں عموم نہیں۔ اس طرح کہ اگر استثناء نہ ہوتا تو مستثنٰی اس میں داخل ہوتا۔ مطلب یہ ہے اگر مختلف الٰہ اس اکیلے پیدا کرنے والے کے سوا آسمان و زمین کے معاملے کی تدبیر کرتے ہوتے تو یہ تباہ ہو جاتے۔

لَفَسَدَتَا (تو اختلاف مراد و مقصد کی وجہ سے برباد ہو جاتے ہیں۔) مطلب یہ ہے کہ دونوں وجود میں ہی نہ آسکتے۔ جیسا کہ اصول کلام میں بار بار آچکا۔ پھر اپنی ذات کو منزہ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ (پس عرش کا مالک ان امور سے پاک ہے۔ جو یہ لوگ اس کے متعلق بیان کرتے ہیں) شرکاء اور اولاد کی نسبت وغیرہ۔

۲۳: لَا یُسۡـَٔلُ عَمَّا یَفۡعَلُ (اس سے اس کے فعل کی باز پرس نہیں کی جائے گی) کیونکہ وہ مالک حقیقی خود ہے۔ اگر بادشاہ پر اس کا کوئی غلام اعتراض کرے تو بات انتہائی قبیح شمار ہوتی ہے۔ اور اس کو حماقت گنا جاتا ہے۔ حالانکہ دونوں ہم جنس بھی ہیں۔ اور بادشاہ کا خطاء پر ہونا بالکل ممکن ہے اور بادشاہ اس کا حقیقی مالک بھی نہیں۔ تو پھر تم خود اندازہ کرلو کہ شہنشاہ مطلق اور رب الارباب پر کس کو اعتراض کا حق و جواز ہے۔ اس کے تمام افعال درست و صواب اور عین حکمت ہیں اور احتمالِ خطاء محال ہے۔

وَهُمۡ یُسۡـَٔلُوۡنَ (اور ان سے باز پرس ہوگی۔) کیونکہ وہ سب مملوک اور خطا کار ہیں۔ ان کو ہر فعل میں یہ کہنے کا حق ہے کہ یہ تم نے کیونکر کیا ہے؟ مملوک کی پیدائش اسی لئے ہے۔ نمبر۲۔ ھم یسألون کا مرجع مسیح وملائکہ ہیں کہ ان سے باز پرس ہوگی پھر یہ معبود کیسے بن گئے جبکہ الوھیت جنسیت و مسؤولیت کے منافی ہے۔

## ام کو مزید افادہ کے لئے لائے:

۲۴: اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً (کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں) دوبارہ لائے تاکہ مزید افادہ حاصل ہو۔ پہلی مرتبہ ذکر کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ کافروں کے پاس اپنے ان باطل معبودوں کو الٰہ قرار دینے کی کوئی صحیح عقلی دلیل موجود نہیں ہے۔ کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اگر نہیں تو ان کے معبود ہونے کیلئے کوئی عقلی استحقاق نہیں یہاں دوبارہ لائے کہ گزشتہ آسمانی کتابیں بھی اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دینے کی اجازت نہیں دیتیں۔ پس شرک کی کوئی نقلی دلیل بھی نہیں۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ (آپ کہہ دیں کہ تم اپنے دعویٰ کی دلیل پیش کرو) خواہ عقلی ہو یا نقلی عقلی بھی ممکن نہیں اور نہ ہی نقلی۔ جو آسمانی کتاب ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید و تنزیہ پائی جاتی ہے۔

هٰذَا ذِكۡرُ مَنۡ مَّعِیَ (یہ قرآن ان لوگوں کیلئے نصیحت ہے جو میرے ساتھ ہیں) یعنی میری امت۔ وَذِكۡرُ مَنۡ قَبۡلِیۡ (اور ان لوگوں کیلئے بھی نصیحت ہے جو مجھ سے قبل امتیں ہوئیں) مَنۡ قبلی سے سابقہ انبیاء علیہم السلام کی امتیں مراد ہیں۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی توحید اور شرکاء کی نفی کر رہا ہے (اگرچہ کفار عناد و ضد سے نہ مانیں)

قراءت: مَعِیَ حفص نے پڑھا۔

جب کفار اپنے کفر سے باز نہ آئے تو قرآن نے ان سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا۔ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ الۡحَقَّ (بلکہ ان کی اکثریت حق کو نہیں جانتی) الحق سے قرآن مراد ہے۔

نحو: الحق کا نصب یعلمون کی وجہ سے ہے۔ ایک قراءت میں الحقُّ ضمہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ اس صورت میں مبتدا محذوف ھو کی خبر ہے ای ھو الحق۔ فَهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ (پس وہ اس وجہ سے اعراض کر رہے ہیں) ھم وہ اسی وجہ سے مُعۡرِضُوۡن ان آیات پر غور کرنے سے اعراض کرنے والے ہیں۔ جن پر غور سے حق سمجھ آسکتا ہے۔

۲۵: وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِ (اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس یہ وحی



BestUrduBooks.wordpress.com

ہم نے نہ بھیجی ہو) نوحی الیہ ابوبکر و حماد کے علاوہ باقی کوفی قراء نے اسی طرح پڑھا ہے۔

اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو) فاعبدونِ سے مراد مجھے وحدہٗ لاشریک مانو۔ اس آیت کو بار بار لائے۔ کیونکہ اس سے پہلے آیات توحید آئی ہیں۔ (پس دعویٰ کا تکرار بغرض تاکید کر دیا گیا)

۲۶: وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ (اور انہوں نے کہا کہ رحمان نے بیٹا بنا لیا ہے وہ پاک ہے) یہ آیت بنوخزاعہ کے سلسلہ میں اتری جو ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس سے منزہ قرار دیا اور ان کے متعلق خبر دی کہ جن کو تم نے معبود بنایا وہ تو عباد ہیں۔

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (بلکہ وہ اس کے معزز بندے ہیں) یعنی بلکہ وہ اس کے معزز بندے ہیں۔ جن کو قرب کا شرف بخشا اور قرب عنایت کیا گیا۔ وہ اولاد نہیں کیونکہ عبودیت ولادت کے منافی ہے۔

۲۷: لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ (وہ اس سے آگے بڑھ کر بات نہیں کر سکتے) القولِ میں الف لام اضافت کے قائم مقام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے قول کے پیرو ہیں۔ اور ان کا قول اس کے حکم سے سبقت کرنے والا نہیں۔ اور نہ اپنے قول سے اس کے قول کو مقدم کر سکتے ہیں۔

وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ (وہ اسی کے حکم پر عمل کرنے والے ہیں) یعنی جس طرح اُن کا قول اس کے حکم کے تابع ہے اسی طرح ان کا فعل بھی اس کے حکم کے مطابق ہے۔ وہ کوئی ایسا عمل نہیں کرتے جس کا اس نے حکم نہ دیا ہو۔

۲۸: يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ (اللہ تعالیٰ ان کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے) یعنی جو اعمال انہوں نے پہلے اور بعد کیے ہیں۔ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى (اور وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتے مگر اس کی جس کیلئے شفاعت کرنے کی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو) یعنی جس کے لئے وہ پسند کرے۔ نمبر۲۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا ہو۔ وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ (وہ اس کے ڈر سے ہیبت زدہ ہیں) خائف ہیں۔

۲۹: وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اور (بالفرض اگر) ان میں سے کوئی کہے ملائکہ میں سے اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ (کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا معبود ہوں) اللہ تعالیٰ کے سوا۔

قراءت: اِنِّیَ مدنی اور ابوعمرو نے پڑھا ہے۔

فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ (تو ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے۔)

نحو: ذٰلک مبتدا ہے نَجْزِیْہِ جھنم اس کی خبر ہے۔ ذٰلک کا مشار الیہ قائل ہے۔ اور یہ دونوں جواب شرط ہیں۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ (ہم ظالموں کو اسی قسم کی سزا دیتے ہیں) ظالم سے کافر مراد ہیں۔ جنہوں نے الوہیت کو غیر مقام پر رکھ دیا۔ یہ کلام بر سبیل فرض اور تمثیل ہے کیونکہ فرشتوں کا معصوم ہونا قطعی ہے۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما و قتادہؒ، وضحاکؒ ابلیس کے متعلق وعید یقینی و قطعی ہے اس نے اپنے لئے الوہیت کا دعویٰ کیا۔ اپنی طاعت و عبادت کیلئے مخلوق کو بلایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا

کیا کافروں کو یہ معلوم نہیں کہ آسمان اور زمین بند تھے پھر ہم نے ان دونوں کو کھول دیا' اور ہم نے پانی سے

مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ

ہر جاندار چیز کو بنایا کیا وہ پھر بھی ایمان نہیں لاتے ' اور ہم نے زمین میں جمنے والی چیزیں بنا دیں تاکہ

تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا

وہ ان کو لے کر نہ ہلے اور ہم نے اس میں کشادہ راستے بنا دیئے تاکہ وہ راہ پالیں' اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت

مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

بنا دیا اور وہ ہماری نشانیوں سے اعراض کئے ہوئے ہیں ' اور وہ ایسا ہے جس نے رات کو اور دن کو

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور چاند کو اور سورج کو بنایا سب ایک دائرہ میں تیر رہے ہیں۔

۳۰: اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا (کیا ان کافروں کو معلوم نہیں ہوا)

**قراءت:** مکی نے الم یر پڑھا ہے۔

## رتق کا معنی اور مطلب:

اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا (کہ آسمان و زمین بند تھے) مجموعۂ سماوات اور مجموعۂ ارض مراد ہے اسی لئے کن نہیں فرمایا۔ رَتْقًا (بند) یہ مصدر ہے جو مفعول کے معنی میں ہے ای کانتا مرتوقتین ہے مصدریت کی وجہ سے جمع کی جگہ لائے ہیں۔ فَفَتَقْنٰهُمَا (پس ہم نے ان دونوں کو چیر دیا) الفتق دو چیزوں میں جدائی کرنا اور پھاڑنا اور الرتق اس کی ضد ہے باہم ملانا، بند کرنا۔

**سوال:** کہ اولم یر کہہ کر کفار کو آسمان و زمین کا رتق ہونا بتایا جا رہا ہے انہوں نے دیکھا ہی کب ہے کہ اس کو اس انداز سے بیان کر کے ان کے ذہنوں میں پختہ کیا جائے؟

**جواب:** قرآن میں یہ بات وارد ہے جو کہ معجزہ ہے پس مشاہد و مرئی کے قائم مقام ہوگئی۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ روایت بمعنی علم ہے اور کثرت سے مستعمل ہے۔ باقی عقلاً بھی یہ بالکل ممکن ہے کہ آسمان و زمین اولاً ملے ہوئے ہوں پھر ان کو جدا کر دیا جائے۔ یہاں خاص طور پر الگ الگ کرنے کی خصوصیت کو بیان کرنا مقصود ہے۔ تلاصق کو نہیں پس اس کے لئے کوئی مخصص ہونا ضروری ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو قدیم و ازلی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قول اول:

آسمان و زمین ملے ہوئے تھے ان کے درمیان فضاء نہ تھی تو ان دونوں کو جدا کر دیا۔ ان کے درمیان فضاء بنا دی (یہ ابن عباسؓ کا قول ہے)

## دوسرا قول:

آسمان ایک ہی طبقہ تھے۔ پس ان کو جدا کر کے سات آسمان بنا دیے۔ اسی طرح زمین کے تمام طبقات ملے تھے۔ اس کے طبقات کو الگ تھلگ کر دیا۔ اور سات زمینیں بنا دیں (یہ کعب احبار کا قول ہے)

## تیسرا قول:

آسمان بند تھا کہ اس سے بارش نہ ہوتی تھی اور زمین بند تھی کہ سبزہ نہ اگاتی تھی۔ آسمان سے بارش برسا کر اس کا منہ کھول دیا اور زمین سے سبزہ اگا کر اس کو پھاڑ دیا۔ (یہ عطیہ عکرمہ کا قول ہے جو تمام اقوال میں اکثر علماء کے ہاں احسن ہے)

## ہر جاندار پانی سے:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز بنائی) یعنی پانی سے ہر حیوان کو بنا دیا جیسا کہ دوسرے ارشاد میں فرمایا۔ واللّٰہ خلق کل دابۃ من ماء [النور:۴۵] نمبر۲۔ گویا ہم نے اس کو پانی سے پیدا کیا جیسا کہ پانی کی انسان کو بہت ضرورت و محبت ہے اور اس سے صبر نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ خلق الانسان من عجل [الانبیاء:۳۷] کہ گویا انسان جلد بازی سے بنا ہے۔ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ (کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لاتے) یعنی مشاہدات کی تصدیق نہیں کرتے۔

۳۱: وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ (اور زمین میں ہم نے بوجھ بنا دیئے) قائم رہنے والے پہاڑ۔ یہ رسا یرسو سے ہے جس کا معنی قائم و ثابت رہنا ہے۔ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ (کہ زمین ان کو لے کر ہلنے نہ لگے) ان کو لیکر مضطرب و بے قرار نہ ہو جائے۔ یہاں لا محذوف ہے اور لام بھی۔ لا کا یہ حذف جائز ہے کیونکہ التباس نہیں جیسا کہ اس ارشاد میں مراد ہے۔ لئلا یعلم اہل الکتاب۔ [الحدید:۲۹]

## راستوں کی کیفیت:

وَجَعَلْنَا فِيْهَا سُبُلًا فِجَاجًا (اور ہم نے اس زمین میں کشادہ راستے بنائے) فجاجًا: وسیع راستے۔ یہ فجّ کی جمع ہے۔

نحو: یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ سُبُلًا ذوالحال مقدم ہے۔

اعتراض: اس ارشاد اور دوسری آیت تسلکوا منہا سُبلا فجاجًا [نوح:۲۰] میں کیا فرق ہے۔ کہ وہاں سبل کو مقدم کیا یہاں مؤخر؟

جواب: پہلی آیت میں یہ بتلایا کہ اس نے زمین میں وسیع راستے بنا دیے اور دوسری میں یہ بیان فرمایا کہ جب ان راستوں کو بنایا تھا



BestUrduBooks.wordpress.com

تواس کیفیت وانداز سے بنایا تھا تو گویا اس جگہ پہلے مبہم ذکر کیا پھر وضاحت کی۔

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ (تا کہ وہ منزل مقصود کو پہنچ جائیں) تا کہ ان راستوں سے بلا د مقصود تک پہنچ سکیں۔

۳۲: وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا (اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا) کہ وہ گرنے سے بچی ہوئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا و یمسك السماء ان تقع علی الارض الا باذنه [الحج:۶۵] نمبر۲۔ محفوظ کا مطلب شہابوں کے ذریعہ شیاطین سے ان کی حفاظت کر دی جیسا کہ فرمایا و حفظنٰها من کل شیطان رجیم [الحجر:۱۷]

وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا (وہ کافر اس کی نشانیوں سے) ھم سے مراد کفار ہیں آیات سے مراد سورج، چاند، ستارے۔ مُعْرِضُوْنَ (اعراض کرنے والے ہیں) ان میں غور و فکر نہیں کرتے کہ ایمان لائیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝۳۴ كُلُّ

اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا' اگر آپ کی وفات ہو جائے تو یہ لوگ کیا ہمیشہ رہیں گے' ہر

نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۳۵

جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے' اور ہم تمہیں بری اور بھلی حالتوں کے ذریعہ اچھی طرح آزماتے ہیں' اور تم ہماری ہی طرف واپس کر دیئے جاؤ گے'

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَھٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ

اور جب کافر لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ کو ہنسی کا ذریعہ بنا لیتے ہیں کیا یہی ہے وہ جو تمہارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے'

وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۳۶ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ

اور وہ رحمٰن کے ذکر کا انکار کرتے ہیں' انسان جلدی سے پیدا کیا گیا ہے میں عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں

اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝۳۷ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۸

دکھا دوں گا' سو تم مجھ سے جلدی مت مچاؤ' اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہو گا اگر تم سچے ہو'

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ

اگر کافر لوگ اس وقت کو جان لیتے جب اپنے چہروں سے آگ کو نہ روک سکیں گے اور نہ اپنی

ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۳۹ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

پشتوں سے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی' بلکہ وہ آگ اچانک ان کے پاس آ جائے گی' سو وہ انہیں بدحواس کر دے گی' سو وہ اسے نہ ہٹا سکیں

رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۴۰ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی' اور یہ واقعی بات ہے کہ آپ سے پہلے رسولوں کے ساتھ تمسخر کیا گیا سو جن لوگوں نے

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۴۱ ع ۳ ۱۲

ان کا تمسخر کیا انہیں وہ چیز پہنچ گئی جس کا وہ استہزاء کیا کرتے تھے۔

۳۳: وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ (اور وہ ایسا ہے کہ اس نے رات کو بنایا) تاکہ تم سکون حاصل کرو اور وَالنَّهَارَ (اور دن بنائے) تاکہ تم اس میں کام کاج کر سکو۔ وَالشَّمْسَ (اور سورج کو) تاکہ دن کو روشنی کا کام دے۔ وَالْقَمَرَ (اور چاند کو) تاکہ رات کو چاند کرے۔ كُلٌّ (تمام) یعنی ہر ایک ان میں سے۔ اس میں تنوین مضاف کے بدلے میں ہے۔ ای کلھم ضمیر شمس وقمر کی



BestUrduBooks.wordpress.com

طرف راجع ہے۔ اور مراد اس سے تمام نیرات کی جنس ہے اور یہاں جمع عقلاء والی لائی گئی ہے ان کے فعل سباحت کو بیان کرنے کیلئے ہے۔

فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ( ہر ایک اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں ) قول ابن عباس رضی اللہ عنہما الفلک آسمان کو کہتے ہیں۔ قول جمہور یہ ہے کہ فلک آسمان کے نیچے موج بستہ ہے جس میں سورج، چاند، ستارے چل رہے ہیں۔

نحو: کل مبتدا اور یسبحون اس کی خبر ہے۔

یَسْبَحُوْنَ وہ چل رہے ہیں۔ نمبر۲۔ گھوم رہے ہیں۔

نحو: یہ جملہ محل نصب میں الشمس والقمر سے حال ہے۔

۳۴: وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ (ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کیلئے ہمیشہ رہنا نہیں بنایا) خلد کا معنی بقاء و دوام ہے۔ اَفَاۡىِٕنْ مِّتَّ (پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے)۔

قراءت: مِتَّ کی میم کو کسرہ مدنی اور ابوبکر کے علاوہ کوفی قراء نے پڑھا ہے۔

فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ (تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے)۔

نحو: اول فاء عطف جملہ علی الجملہ کیلئے ہے اور دوسری جزائے شرط کیلئے ہے۔ کفار کا اندازہ یہ تھا کہ یہ عنقریب مر جائیں گے تو انکا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی شماتت کی نفی کی ہے کہ فیصلہ الٰہی یہ ہے کہ دنیا میں کوئی انسان ہمیشہ نہ رہے گا اگر آپ فوت ہو نگے تو انہوں نے ہمیشہ رہنا ہے؟

۳۵: كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوْكُمْ (اور ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور ہم تمہیں آزماتے ہیں) ابلاء کا معنی امتحان لینا ہے اس کو ابتلاء کا نام دیا۔ اگرچہ وہ عالمین کے اعمال کو جو آئندہ ہونے والے ہیں ان کے وجود سے قبل ہی جانتے ہیں کیونکہ وہ صورت اختبار میں سے ہے۔

بِالشَّرِّ (برائی سے) فقر و جسمانی تکلیف وَالْخَیْرِ (اور بھلائی سے) مالداری، نفع سے فِتْنَةً (آزمانا)

نحو: یہ نبلوکم کیلئے مصدر موکد ہے۔ اگرچہ غیر لفظ سے ہے۔

وَاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ (اور ہماری بارگاہ کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا) پس تمہیں بدلہ تمہاری طرف سے پائے جانے والے صبر، شکر کی مقدار سے ہوگا۔

قراءت: ابن ذکوان نے تَرجعون پڑھا ہے۔

۳۶: وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا (اور جب کافر لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو پس آپ کی ہنسی اڑاتے ہیں) اِلَّا هُزُوًا ان نافیہ ہے اور ھزوًا یہ یتخذونک کا مفعول ثانی ہے۔

شان نزول: آیت ۳۶: یہ آیت ابوجہل کے متعلق اتری۔ اس کا گزر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا تو ہنسنے لگا۔ اور کہنے لگا یہ نبی ہے بنی عبد المناف کا اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ (کیا یہ ہے جو تمہارے معبودوں کا تذکرہ برائی سے کرتا ہے) یذکر کا یہاں معنی عیب



BestUrduBooks.wordpress.com

لگانا ہے۔

اٰلِهَتَكُمْ (تمہارے معبودوں کا) الذکر خیر و شر دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اور ذاکر سچا ہو تو ثناء و مدح بنے گی اور اگر وہ دشمن ہو تو پھر ذکر، مذمت کے معنی میں ہوگا۔ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ (اور وہ رحمان کے ذکر سے) اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور جس طرح اس کا ذکر وحدانیت کے لئے ضروری ہے اس سے هُمْ كٰفِرُوْنَ (یہ منکر ہیں) بالکل اس کو مانتے ہی نہیں۔ وہ اس بات کے زیادہ مناسب ہے کہ انکا مذاق اڑایا جائے۔ آپ تو حق پرست ہیں اور وہ باطل پرست ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے ذکر رحمان سے آپ پر اتارا جانے والا قرآن مراد ہے۔ اور هم کافرون سے انکا قرآن سے ضد کی بنا پر انکار مراد ہے۔ اور یہ جملہ موضع حال میں ہے۔ یعنی وہ آپکا مذاق اڑاتے ہیں حالانکہ ان کی حالت قابلِ استہزاء و تمسخر ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے انکار والی حالت ہے۔

نحو: ھم کو تاکید کیلئے دوبارہ لائے۔ نمبر۲۔ مبتدا و خبر کے درمیان صلہ حائل ہو گیا اس لئے مبتدا کا اعادہ کر دیا گیا۔

## خمیر میں جلد بازی:

۳۷: خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (انسان جلدی ہی کے خمیر کا بنا ہے) الانسان کی تفسیر جنس سے کی گئی۔

دوسرا قول: یہ نضر بن حارث کے متعلق اتری وہ عذاب کا جلدی مطالبہ کرتا تھا۔ العجل العجلة یہ دونوں مصدر ہیں اور اس کا معنی وقت سے کسی چیز کا مقدم ہونا۔ اور ظاہر یہی ہے کہ مراد جنس انسان ہے انسان میں عجلت رکھی گئی ہے۔ اور بے صبری اور جلدی کا ایسا مظاہرہ کرتا ہے گویا کہ اس کی پیدائش ہی مادۂ جلدی سے ہوئی ہے۔ محاورہ عرب میں جو کثرت سے سخاوت کرنے والا ہو اس کے متعلق کہتے ہیں: خلق من الکرم۔ کہ یہ تو سخاوت سے بنا ہے۔ عجلت میں افراط پر اولاً انسان کی مذمت کی اور بتلایا کہ اس کی طبع میں پڑی ہے۔ پھر انسان کو منع کیا اور اس پر ڈانٹ پلائی گویا اس طرح فرمایا کہ انسان سے جلدی کرنا نئی بات نہیں وہ اس کی جبلت ہے اور طبیعت ثانیہ اور عادت مالوفہ ہے اور ان کے اجزاء میں رکھ کر جوڑی گئی ہے۔

دوسرا قول العجل حمیری زبان میں مٹی کو کہتے ہیں جیسا کہ انکا شاعر کہتا ہے۔

والنبع فی الصخرة الصَّمَّاء مَنْبِتُه والنَّخلُ تنبتُ بین الماء و العَجَلِ

نبع درخت کے اگنے کا مقام تو سخت پتھر ہیں اور کھجور پانی اور مٹی میں اگتی ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے جلد بازی سے منع کیا حالانکہ یہ انسان کی فطرتی چیز ہے۔ جیسا کہ شھوت کو مٹانے کا حکم دیا جبکہ وہ اس کے ترکیبی اجزاء میں پائی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قمعِ شہوت اور ترکِ عجلت کی طاقت عنایت فرمائی ہے اس کا بے محل استعمال منع ہے۔

نحو: من عجل یہ حال ہے۔ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ (میں اپنی آیات دکھاؤں گا) آیات سے قہر و غضب والی نشانیاں فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ (پس تم مجھ سے وہ جلدی مت مانگو) ان کے لانے کیلئے۔

قراءت: یعقوب اور سہل نے یاء سے یستعجلون پڑھا۔ وصل میں عیاش نے اسی طرح پڑھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۳۸: وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ (اور وہ کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ) عذاب کی آمد والا۔ نمبر۲۔ قیامت اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) کہا گیا کہ یہ ان کے عذاب کو جلدی مانگنے کی وجوہ میں سے ایک وجہ ہے۔

۳۹: لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ (اگر کافر جان لیتے اس وقت کو جب کہ وہ آگ کو نہ اپنے چہروں کی طرف سے) النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (روک سکیں گے اور نہ ہی پشت کی جانب سے اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی) لَوْ کا جواب محذوف ہے اور حین یہ یعلم کا مفعول بہ ہے۔ ای لو یعلمون الوقت الذی یستعجلو نہ بقولھم متی ھذا الوعد الخ یعنی اگر ان کو اس وقت کا علم ہو جائے جس کو اپنے قول متی ھذا الوعد سے جلد طلب کر رہے ہیں تو وہ ایسا وقت ہے کہ آگ ان کو ہر طرف آگے پیچھے سے گھیر لے گی اور اس کو روکنے کی ان کو طاقت نہ ہوگی اور اپنے نفسوں سے اس کو ہٹا سکیں گے اور کوئی مددگار نہ پائیں گے جو ان کی مدد کرے اس لئے کہ ان میں اس درجہ کا کفر، استہزاء اور استعجال پایا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت کے ان احوال کی جہالت نے ان کے لئے کفر و استہزاء کو معمولی بنا دیا ہے۔

۴۰: بَلْ تَاْتِيْهِمْ (بلکہ ان پر آپڑے گی) قیامت بَغْتَةً (اچانک) فَتَبْهَتُهُمْ (پس ان کو حیران کر دے گی۔) اس کو روک نہ سکیں گے بلکہ اچانک آکر ان پر غلبہ پالے گی۔ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا (وہ اس کو واپس لوٹانے کی طاقت نہ رکھیں گے) اس کے دفع کرنے کی ان میں طاقت نہ ہوگی۔ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔)

۴۱: وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ (تحقیق آپ سے پہلے پیغمبروں سے استہزاء کیا جا چکا) فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ (پس اسی عذاب نے ان کو آن گھیرا) یعنی اس کا بدلہ مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔)

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے استہزاء کے سلسلہ میں انبیاء علیہم السلام کا اسوہ پیش کر کے تسلی دی اور یہ بتلایا جو کچھ وہ آج کر رہے ہیں یہ ان کو آگھیرے گا۔ جیسا کہ انبیاء علیہ السلام کا مذاق اڑانے والوں کے ساتھ ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ

آپ فرما دیجئے وہ کون ہے جو رات میں اور دن میں رحمٰن سے تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ بلکہ وہ لوگ اپنے رب کی توحید سے

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ

اعراض کئے ہوئے ہیں۔ کیا ہمارے سوا ان کے لئے ایسے معبود ہیں جو ان کی حفاظت کرتے ہوں؟ وہ اپنی جانوں کی حفاظت نہیں

اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ

کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی شخص ان کا ساتھ دے سکتا ہے! بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو خوب سامان دیا یہاں تک کہ ان پر ایک

عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ

عرصہ دراز گزر گیا۔ کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹا رہے ہیں کیا وہ

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾

غالب آنے والے ہیں؟ آپ فرما دیجئے بات یہی ہے کہ میں تمہیں وحی کے ذریعہ ڈراتا ہوں اور گونگے لوگ پکار کو نہیں سنتے جبکہ وہ ڈرائے جاتے ہیں'

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور اگر آپ کے رب کی طرف سے انہیں عذاب کا ایک جھونکا لگ جائے تو ضرور یوں کہیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی واقعی ہم ظالم تھے۔

## دلائلِ قدرت:

۴۲: قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ (کہہ دیں کہ کون تمہاری کون حفاظت کرے گا) یکلؤ کا معنی حفاظت کرنا۔ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ (رات اور دن کو رحمان سے) یعنی رحمان کے عذاب سے بچانے کیلئے اگر وہ عذاب تمہارے پاس رات یا دن کو آن پہنچے۔ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ (بلکہ وہ اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرنے والے ہیں) یعنی وہ اس کی یاد سے منہ موڑنے والے ہیں اور اپنے دل میں اس کا خیال بھی نہیں کرتے چہ جائیکہ وہ اس کی پکڑ سے بچتے۔ یہاں تک کہ جب ان کو اس کی طرف سے حفاظت مل جائے گی تو وہ پہچانیں گے کہ محافظ کون ہے۔ تب وہ اس قابل ہونگے کہ ان سے اس کے متعلق سوال کیا جائے۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ ان سے سوال کریں کہ محافظ کون؟ پھر وضاحت فرمائی کہ وہ جواب کی صلاحیت نہیں رکھتے کیونکہ وہ اس کی یاد سے ہی غافل اور معرض ہیں جو ان کی حفاظت کرنے والا ہے۔ پھر اگلی آیت میں اس بات سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## جو اپنی مدد کی قدرت نہیں رکھتا وہ تمہاری مدد کیا کرے گا:

۴۳: اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا (کیاان کے پاس ہمارے سوا ایسے معبود ہیں جو عذاب سے ان کی حفاظت کر لیتے ہوں) ام یہاں بل کے معنی میں ہے۔اس لئے فرمایا کہ ان کے ایسے معبود ہیں جو ان کو عذاب سے بچا سکیں ہماری حفاظت و رکاوٹ سے آگے گزر کر؟ پھر درمیان میں یہ جملہ مستانفہ لائے۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ (وہ تو اپنی حفاظت کی بھی قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہمارے مقابلے میں کوئی اور انکا ساتھ دے سکتا ہے) اس میں واضح فرمادیا جو اپنے نفس کی مدد وحفاظت پر قدرت نہیں رکھتا اور اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اس کے ساتھ ویسے ہی نہیں تو وہ دوسرے کو کیسے روک سکتا اور اس کی مدد کو کیسے پہنچ سکتا ہے؟ پھر فرمایا:

## طویل مہلت:

۴۴: بَلْ مَتَّعْنَا هٰۗؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ (بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو خوب سامان دیا۔ یہاں تک ان پر اسی حالت میں عرصہ دراز گزر گیا) جس حفاظت ونگہبانی میں وہ رہ رہے ہیں وہ ہماری ہی طرف سے ہے۔ ورنہ ان کو ہلاک کرنے میں ہمارے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں جو ہلاکت سے ان کو بچا سکے۔ ہم نے انہیں اور ان کے گزشتہ آباء کو عذاب سے اس لئے بچائے رکھا تا کہ دنیا کا وہ نفع اٹھالیں اور مہلت پوری کرلیں۔ جیسا کہ دیگر کفار کو ہم نے دنیا کا نفع دیا اور مہلت دی اور یہ زمانہ طویل ہونے سے ان کے دلوں میں سختی پیدا ہوگئی پس وہ سمجھ بیٹھے کہ وہ اس مہلت پر ہمیشہ چھوٹے رہیں گے حالانکہ یہ جھوٹی امید ہے۔

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا (کیا وہ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کفر کی زمین کناروں کی طرف سے گھٹا رہے ہیں) ہم کفر کی زمین کو کم کر رہے ہیں۔ اور اس کے اطراف کو مسلمانوں کے تسلط سے مٹا رہے ہیں۔ اور اس زمین والوں پر اسلام والوں کو غالب کرتے جارہے ہیں۔ اور دارالاسلام میں بدل رہے ہیں۔

ناتی کا لفظ لا کر اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ہاتھوں اس کو جاری رکھیں گے۔ اور اسلامی لشکر مشرکین کی سرزمین میں غزوات کر کے غالب واپس لوٹے جس سے مشرکین پر حدود زمین تنگ ہوتی جارہی تھی۔ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ (کیا وہ پھر بھی غالب آجائیں گے) کیا کفار مکہ کو غلبہ حاصل ہوگا؟ اس کے بعد کہ ہم نے ان کی سرزمین کفر کو اطراف سے کم کر دیا ہے؟ یعنی کبھی نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اور ان کے اصحاب ہماری مدد سے غالب آئیں گے۔

۴۵: قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ (کہہ دیں میں تم کو وحی کے ذریعہ ڈرا رہا ہوں) میں قرآن کے ذریعہ تمہیں عذاب سے ڈرا رہا ہوں۔ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۗءَ (اور بہرے پکار کو نہیں سنتے)۔

قراءت: یاء مفتوح اور میم بھی مفتوح اور الصُّم مرفوع پڑھا گیا۔ اور شامی اور علی نے لا تُسمع الصُّمَّ پڑھا ہے۔ اس میں خطاب آپ ﷺ کو ہے۔

اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ (جبکہ ان کو ڈرایا جاتا ہے) خوف دلایا جاتا ہے۔ الصّم کی الف لام عہد خارجی کا ہے۔ اس سے موجودین



BestUrduBooks.wordpress.com

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ

اور قیامت کے دن ہم عدل والی میزان قائم کر دیں گے۔ سو کسی پر ذرا سا ظلم بھی نہ ہو گا اور اگر کوئی

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾

عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے حاضر کر دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔

مراد تھے۔ جن کو براہ رست ڈرایا گیا اور اصل اس طرح کلام ہے ولا یسمعون اذا ماینذرون پس ظاہر کو مضمر کی جگہ لائے کیونکہ ان کے بہرے پن اور کانوں کے بند کر لینے پر دلالت موجود ہے جب بھی ان کو ڈرایا جاتا ہے تو یہ اس سے کوئی تاثر ہی نہیں لیتے۔

۴۶: وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ (اگر ان کو ذرا سی لپٹ چھو جائے) یعنی معمولی دھکا اور مار مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ (تیرے رب کے عذاب کی)

نحو: یہ نفحۃ کی صفت ہے۔ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (وہ ضرور کہیں گے ہائے ہماری خرابی ہم ہی ظالم تھے) یعنی اگر ان کو اس عذاب کا ادنیٰ حصہ بھی آ کر کے چھولے جس عذاب سے ان کو ڈرایا جا رہا ہے۔ تو ذلت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے نفسوں کے خلاف وہ ہلاکت وتباہی کو پکارنے لگیں گے اور اقرار کر لیں گے کہ انہوں نے ہی اپنے اوپر ظلم کیا جب بہرا پن اختیار کیا اور اعراض کیا۔

## فائدہ عجیبہ:

اس آیت میں انتہائی مبالغہ فرمایا گیا اس کی رمز اس طرح ہے کہ المسّ اور النفحة کا ذکر کیا۔ کیونکہ النفحة ادنیٰ لپٹ اور ذرا سی ضرب کو کہتے ہیں جو کہ قلت کی علامت ہے۔ اور تاء بھی وحدت کی لائی گئی۔ کہا جاتا ہے نفحۃ بعطیۃ اس کا چھینٹا۔ اور ایک مزید بات یہ بھی ہے کہ یہ وزن ایک بار پر دلالت کرتا ہے ایک یہ بھی ہے کہ تنوین تنکیر کی ہے۔

## میزانِ عدل رکھنا:

۴۷: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ (اور ہم میزان عدل قائم کریں گے) الموازین جمع میزان ہے۔ ہر وہ آلہ جس سے کسی چیز کا وزن کیا جائے اور اس چیز کی کیت ومقدار معلوم کی جائے۔ بقول حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ وہ ایسا میزان ہے جس کے دو پلڑے ہیں۔ اور ایک لسان ہے اور جمع عظمتِ شان کی وجہ سے لائے جیسا کہ اس قول میں یاایھا الرسل میں ہے [المؤمنون:۵۱] ایک قول کے مطابق وزن صحائف اعمال کا کیا جائے گا۔ الْقِسْطَ (انصاف) موازین کی صفت قسط سے کی گئی اور وہ عدل کو کہا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ بات مبالغہ کو ظاہر کرنے کیلئے ہے گویا وہ تراز وخود مجسمہ انصاف ہے۔ نمبر۲۔ مضاف محذوف ہے۔ ای ذوات القسط انصاف والے ترازو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ والی چیز اور روشنی اور نصیحت کی چیز عطاء کی جو متقیوں کے لئے نصیحت تھی جو

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ

اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت سے خوفزدہ ہیں ' اور یہ ایک نصیحت ہے

مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

مبارک ہے جو ہم نے نازل کی ہے سو کیا تم پھر بھی اس کے منکر ہو۔

لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ (قیامت کے دن کی وجہ سے) اہل قیامت کیلئے یعنی لام اجلیہ ہے۔ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا (کسی نفس پر ذرا بھر ظلم نہ ہوگا) ذرا سا ظلم بھی نہ ہوگا۔ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ (اور اگر اس کا عمل رائی کے دانے کے برابر ہوگا) یعنی وہ چیز مقدار میں رائی کے دانہ کے برابر چھوٹی ہو۔

قراءت: مدنی نے مثقال کو رفع سے پڑھا ہے اور سورت لقمان میں بھی اس طرح پڑھا اور کان کو تامہ قرار دیا۔

نحو: من خردل (رائی کا) یہ حبة کی صفت ہے۔ اَتَيْنَا بِهَا (ہم اس کو لے آئیں گے) حاضر کر دیں گے۔ یہاں ھا ضمیر مثقال کی طرف راجع ہے جو کہ مذکر ہے مگر ضمیر مونث ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے اس کا مضاف الیہ حبۃ مونث ہے۔ جیسا کہ عرب کا قول ہے۔ ذهبت بعض اصابعهم۔ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ (اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں) علم رکھنے والے اور حفاظت کرنے والے ہیں (کوئی شئی ہمارے علم وحفاظت سے نکل نہیں سکتی)

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: کیونکہ جو آدمی کسی چیز کا حساب کرتا ہے اور وہ اس کا علم بھی رکھتا ہوتا ہے اور اس کے حفاظت میں بھی وہ چیز محفوظ ہوتی ہے۔

## صفاتِ تورات:

۴۸: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا (اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ اور ہارون کو بھی ایک فیصلہ اور روشنی دی اور نصیحت)

## ایک قول :

یہ ہے یہ تینوں صفات تورات ہی کی ہیں وہی حق و باطل کے مابین فرق کرنے والی اور روشنی کا مینار ہے جس سے روشنی لی جاتی ہے اور اس روشنی میں نجات کے راستہ تک پہنچا جاتا ہے۔ اور نصیحت یعنی شرف یا نصیحت و تنبیہ ہے۔ نمبر۲۔ اس میں ان تمام احکام کا تذکرہ ہے جس کی لوگوں کو ضرورت و احتیاج ہے تاکہ وہ اپنے دونوں جہاں کی درستگی اس سے کر سکیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ

اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے ابراہیمؑ کو اس سے پہلے صحیح راہ عطا کی اور ہم ان کو جانتے تھے' جبکہ انہوں نے اپنے باپ

وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیاں کیا ہیں جن پر تم جمے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے دادوں کو ان کی

لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾

عبادت کرتے ہوئے پایا ہے ابراہیم نے کہا کہ بلا شبہ تم اور تمہارے باپ دادے کھلی گمراہی میں ہیں!

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ

وہ لوگ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس کوئی حق بات لے کر آئے ہو یا دل لگی کرنے والوں میں سے ہو۔ ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾

آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا! اور میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں

واؤ کو صفات کے مابین اس طرح داخل کیا گیا جیسا اس ارشاد میں و سیدًا و حصورًا و نبیا [آل عمران:۳۹] (یہ واؤ کے مطلق جمع ہونے کی دلیل بھی ہے: مترجم عرب کہتے ہیں مررت بزید ن الکریم والعالم والصالح۔ اور متقین کو کتاب سے خصوصی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے خصوصیت سے انکا تذکرہ فرمادیا۔ لِّلْمُتَّقِيْنَ (متقین کیلئے)

۴۹: اَلَّذِيْنَ (وہ لوگ)

نحو: وصف ہونے کی وجہ سے الذین محل جر میں ہے۔ نمبر۲۔ مدح کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۳۔ مرفوع ہے۔ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ (وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں) بِالْغَيْبِ (بن دیکھے) یہ حال ہے علیحدگی میں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ (اور وہ قیامت کے اور اس کے احوال سے) مُشْفِقُوْنَ (خوف کھاتے ہیں)

## قرآن خیر کثیر کا جامع:

۵۰: وَهٰذَا (اور یہ) یعنی قرآن ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ (مبارک تذکرہ ہے) کثیر بھلائیوں اور بھرپور نفع بخش اَنْزَلْنٰهُ (اس کو ہم نے محمد ﷺ پر اتارا ہے) اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (کیا پھر بھی تم اس کا انکار کرنے والے ہو) یہ استفہام توبیخی ہے۔ یعنی جب یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ خیر کثیر کا جامع ہے۔ تو تم پھر کیوں انکار کرتے ہو؟



BestUrduBooks.wordpress.com

## ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم:

۵۱: وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ (ہم نے ابراہیم کوراستی فہم عطاء کی تھی) رشد وراہنمائی وہدایت مِنْ قَبْلُ (ان سے پہلے) موسیٰ وہارون سے نمبر۲۔ محمد ﷺ سے پہلے وَكُنَّا بِهٖ (اور ہم ان سے) ابراہیم یا اس کی رشد سے عٰلِمِیْنَ (خوب جاننے والے تھے) یعنی ہم نے جو کچھ دیا یہ جان کر دیا کہ وہ اس کے اہل ہیں۔

۵۲: اِذْ (جب) اذ کو آتینا سے متعلق کرنا درست ہے نمبر۲۔ رشدہ سے متعلق ہے۔

قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ (انہوں نے اپنے والد اور قوم کو کہا یہ کیا مورتیاں ہیں؟) تماثیل یہ بت تھے جن کو مختلف درندوں کی شکل دی گئی تھی۔ اسی طرح پرندوں اور انسانوں کی۔ ان کے معبودوں کی تحقیر ظاہر کرنے کیلئے آپ نے کلام تجاہل عارفانہ انداز سے اختیار کیا حالانکہ آپ کو معلوم تھا کہ وہ مورتیوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (وہ جن کی عبادت پر تم جمے ہوئے ہو) لھا کالام اجلیہ ہے۔ تعدیہ کا نہیں ہے۔ ان کی عبادت کی خاطر اقامت اختیار کرنے والے ہو۔

۵۳: جب وہ اس پر دلیل دینے سے عاجز ہو گئے۔ تو قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ (تو کہنے لگے ہم نے تو اپنے آباء و اجداد کو ان کی پوجا کرتے پایا) پس ہم نے ان کی تقلید کی ہے۔

۵۴: قَالَ (کہا) ابراہیم علیہ السلام نے لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (یقیناً تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں پڑے ہو) آپ کا مقصد یہ تھا کہ تم پیروی کرنے والے اور جن کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہو ہر دو گمراہی کی لڑی میں دونوں پروئے ہوئے ہو۔ وہ ایسی گمراہی ہے جو کسی عاقل سے مخفی نہیں رہ سکتی۔ اور اس کی مزید تاکید کیلئے۔ انتم لائے تا کہ عطف صحیح ہو سکے۔ کیونکہ کسی ضمیر پر جب عطف کیا جائے تو وہ اس ممتنع فعل کا بعض حصہ ہی بن جاتا ہے۔

## یہ حقیقت یا تفریح:

۵۵: قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ (انہوں نے کہا کیا تم کوئی واقعی ہم سے بات کہہ رہے ہو) حق یہاں ہزل کے بالمقابل استعمال ہوا جس کا معنی واقعی ثبوت والی بات۔ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ (یا تم دل لگی کر رہے ہو) اپنی بات کہنے میں تم حقیقت پسند ہو یا تفریحِ طبع کیلئے کہتے ہو۔ انہوں نے آپ کے انکار کو بہت اوپرا قرار دیا۔ اور اس کے ضلال و گمراہی قرار دینے کو بہت ہی بعید قرار دیا۔ پس اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے اعراض کیا اور ان کو بتلایا کہ میں نے واقعی بات کہی ہے اس میں تفریحِ طبع کا دخل نہیں۔ اپنے ارشاد سے شہنشاہ مطلق کی ربوبیت اور بتوں کی بے بسی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا۔

۵۶: قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ (ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان کو نیست سے وجود بخشا ہے) یعنی تماثیل۔ پس خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی عبادت کیسے کی جا سکتی ہے مفسر علامؒ نے ھن کا مرجع تماثیل کو بنایا ہے جبکہ اقرب مرجع السمٰوٰت والارض موجود ہے۔ دیگر مفسرین نے یہی اختیار کیا ہے۔ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ (اور میں اس پر) مذکورہ توحید پر ایک شاہد ہوں۔ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ (منجملہ شہداء میں سے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا

اور اللہ کی قسم میں اس کے بعد ضرور ضرور تمہارے بتوں کے بارے میں کوئی تدبیر کروں گا جب تم پشت پھیر کر چلے جاؤ گے ' سو انہوں نے ان بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا

اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ

سوائے ان کے ایک بڑے بت کے ' شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں ' وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ بے شک ایسا

لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٩﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿٦٠﴾

کرنے والا ظالموں میں سے ہے ' کہنے لگے کہ ہم نے ایک نوجوان کو سنا تھا جو ان کا ذکر کر رہا تھا اس جوان کو ابراہیم کہا جاتا ہے '

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ

کہنے لگے اس جوان کو لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ گواہ ہو جائیں کہنے لگے اے ابراہیم کیا تم نے ہمارے معبودوں کے

هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿٦٢﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا

ساتھ ایسا کیا ہے؟ ابراہیمؑ نے کہا بلکہ یہ حرکت ان کے اس بڑے نے کی ہے سو تم ان سے پوچھ لو اگر وہ

يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا

بولتے ہیں پھر انہوں نے اپنے نفسوں کی طرف رجوع کیا پھر کہنے لگے کہ بلاشبہ تم ہی ظلم کرنے والے ہو پھر انہوں نے اپنے سروں کو

عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ

جھکایا بے شک اے ابراہیم تم کو معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں ہیں ' ابراہیم نے کہا کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اس

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ

چیز کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں نہ کچھ نفع دے سکے نہ نقصان پہنچا سکے ' تف ہے تم پر اور ان پر جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

پوجتے ہو۔ کیا تم سمجھ نہیں رکھتے ہو؟ کہنے لگے اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تمہیں

فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا

کچھ کرنا ہے ' ہم نے حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا ' اور ان لوگوں نے ابراہیم کے ساتھ برا برتاؤ کرنا چاہا

فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾

سو ہم نے انہیں ان میں سے کر دیا جو بہت ہی زیادہ ناکام ہوتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۵۷: وَتَاللّٰہِ اور اللہ کی قسم! یہ اصل میں واللہ ہے۔ اور تاء میں تعجب کا معنی ہے گویا انہوں نے اپنے ہاتھ سے اس تدبیر کی کامیابی پر تعجب کیا کیونکہ بتوں کو توڑنا آسان کام نہ تھا بلکہ ایک مشکل کام تھا کیونکہ بت پرستوں کو نمرود و ساری قوم کی حمایت حاصل تھی۔ نمرود خود بہت طاقتور بادشاہ تھا۔

لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ (میں تمہارے بتوں کی گت بناؤں گا) ضرور ان کو توڑ ڈالوں گا۔ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ (جب کہ تم ان سے منہ پھیر کر چلے جاؤ گے) اس کے بعد کہ تم ان کو چھوڑ کر اپنے تہوار اور میلے پر چلے جاؤ گے۔ یہ بات آپ نے قوم سے خفیہ کہی اس کو ایک آدمی نے سنا۔ پس آپ نے تعریض کرتے ہوئے اِنِّیْ سقیم [الصافات:۸۹] فرمایا کہ (عنقریب میں بیمار ہونے والا ہوں) یہ تعریض پیچھے رہنے کی غرض سے کی تھی۔ پھر آپ بیت الاصنام کی طرف لوٹے۔

## بتوں کا حشر:

۵۸: فَجَعَلَھُمْ جُذٰذًا (پس ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا) ٹکڑے ٹکڑے یہ الجذ سے ہے وہ کاٹنے کو کہتے ہیں۔ جمع جذاذۃ جیسے زجاجۃ اور زجاج۔

قراءت: علی نے میم کے کسرہ سے پڑھا۔ یہ جمع جذیذ کی ہے جو کہ مجذوذ کے معنی میں ہے۔ جیسے خفیف اور خفاف۔

اِلَّا کَبِیْرًا لَّھُمْ (مگر بڑے بت کو) ان بتوں کیلئے نمبر۲ کفار کیلئے (ھم ضمیر جمع مذکر لائے اس لئے کہ بت پرستوں کے خیال میں وہ ذی علم تھے) یعنی تمام کو کلہاڑے سے توڑ ڈالا مگر ان بتوں کے بڑے کو چھوڑ دیا اور کلہاڑا اس کی گردن میں لٹکا دیا۔ لَعَلَّھُمْ اِلَیْہِ (شاید کہ وہ اس کی طرف) یعنی بڑے کی طرف یَرْجِعُوْنَ (رجوع کریں) پھر ان کے توڑنے والے کے متعلق پوچھ گچھ کریں۔ جس سے ان کے سامنے اس کا عجز ظاہر ہو جائے۔ نمبر۲۔ ہٗ کا مرجع ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ وہ ابراہیم کی طرف رجوع کریں تاکہ وہ ان کے سامنے حجت پیش کریں۔ نمبر۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے کہ وہ اپنے آلھۃ کا عجز دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف رجوع کر سکیں۔

۵۹: قَالُوْا (انہوں نے کہا) یعنی کفار نے جبکہ وہ اپنی عید سے لوٹے اور یہ منظر دیکھا۔

مَنْ فَعَلَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَآ اِنَّہٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ (کس نے یہ حرکت ہمارے معبودوں کے ساتھ کی ہے۔ بلاشبہ وہ ظالموں میں سے ہے) یعنی جس نے یہ توڑنے کی حرکت کی ہے اس نے سخت ظلم کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ جو معبودان کے ہاں حقیقۃً توقیر و تعظیم کے لائق ہیں۔ اس نے ان کی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔

۶۰: قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْکُرُھُمْ یُقَالُ لَہٗٓ اِبْرٰھِیْمُ (انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو ان بتوں کا برائی سے تذکرہ کرتے سنا تھا۔ اس نوجوان کو ابراہیم کہا جاتا ہے) یہ دونوں جملے فتی کی صفت ہیں۔ البتہ پہلا جملہ یذکرھم ہے جس کا معنی عیب جوئی کرنا ہے۔ اس کا سمع سے تعلق ضروری ہے کیونکہ تم اس طرح نہیں کہتے سمعت زیدًا اور پھر خاموش ہو جائیں جب تک کوئی ایسی چیز کا ذکر نہ ہو جو مسموع ہو۔ بخلاف دوسرے جملے کے اس کے لئے یہ لازم نہیں۔ ابراہیم یقال کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ مراد اسم ہے مسمی نہیں یعنی وہ شخص جس کا یہ نام بولا جاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۶۱: قَالُوْا (انہوں نے کہا) یعنی نمرود اور اس کی قوم کے دیگر سرداروں نے کہا فَاْتُوْا بِهٖ (پس تم اس کو لاؤ) ابراہیم کو حاضر کرو۔ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ (لوگوں کے سامنے) یہ محلا حال ہے بمعنی معاینا ومشاھدا لوگوں کے سامنے اور منظر عام عوام پر۔ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ (تاکہ وہ شہادت دیں) اس بات کی جو اس کے متعلق سنا جارہا ہے۔ نمبر۲۔ جو اس نے کہا گویا انہوں نے بلا دلیل ان کو سزا دینا ناپسند کیا۔ نمبر۲۔ ہماری طرف سے ملنے والی سزا پر قوم کے لوگ حاضر ہوں۔

۶۲: جب انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو لا حاضر کیا تو قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ (انہوں نے کہا اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے۔)

۶۳: قَالَ (ابراہیم علیہ السلام نے کہا) بَلْ فَعَلَهٗ (بلکہ اس کو کیا ہے)

قراءت: کسائی اس پر وقف کرتے ہیں ای فعله من فعله۔

نحو: اس میں فاعل محذوف ہے اور وہ جائز نہیں اور یہ جائز ہے کہ فعل کی اسناد اس فتٰی کی طرف کی جائے جو اس آیت میں ہے سمعنا فتًى يذكرهم نمبر۲۔ ابراہیم علیہ السلام کی طرف نسبت کی جائے جن کا تذکرہ اس آیت میں ہے۔ یا ابراھیم پھر کہا كَبِيْرُهُمْ هٰذَا (بڑا انکا یہ ہے) یہ مبتدا اور خبر ہے۔

اکثر کا قول: فعلهٗ پر وقف نہیں اور کبیرھم اس کا فاعل ہے اور ھذا اس کی صفت ہے یا بدل ہے اور فعل کی نسبت کبیرہُم کی طرف کی گئی اور مقصود اپنی ذات کیلئے اس کو پختہ کرنا ہے۔ اور ثابت کرنا ہے۔ جیسا کہ تعریض میں یہ طریقہ ہے۔ اس سے مشرکین کو شرمندہ کرنا اور ان پر اتمام حجت کرنا ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس بات میں غور کر لیں گے تو بڑے کی عاجزی ان کے سامنے کھل جائے گی اور یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ وہ معبود نہیں اور نہ اس میں معبود بننے کی صلاحیت ہے اور یہ اسی طرح ہے جس طرح تمہیں تمہارا دوست کہے (وقد كتبت كتابا بخط رشيق) حالانکہ تم نے اس کو واضح الفاظ میں خط لکھا ہو۔ أأنت كتبت هذا؟ کیا تم نے یہ خط لکھا ہے؟ اور تمہارا دوست بالکل جاہل اور ان پڑھ ہو تو تم اس کے جواب میں کہو گے۔ بل كتبتهٗ انت! جناب یہ تو آپ نے ہی لکھا ہے۔ اس بات سے آپکا مقصد۔ اس خط کو اپنے لئے ثابت کرنا اور اس کے ساتھ استہزاء و مذاق دونوں ہی حاصل ہیں یہ خط کی اپنے سے نفی ہے۔ اور نہ اس امی کیلئے اس کا ثبوت ہے۔ بلکہ تم دونوں میں سے عاجز کیلئے اس کا اثبات ہو رہا ہے۔ اور معاملہ تم دونوں کے درمیان دائر ہے اس کے ساتھ بطور استہزاء کے اور دراصل خط پر قدرت رکھنے والے کیلئے اس کا اثبات بطور حقیقت گویا بت شکنی پر تعریض اقرار نما کی استہزاء کے طرز پر خود بت توڑنے کا اپنے لئے اقرار کیا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کہا جائے جب آپ نے بتوں کو قطار در قطار دیکھا تو آپ کو بہت غصہ آیا اور بڑے پر غصہ بہت زیادہ تھا کیونکہ اس کی تعظیم وہ سب سے زیادہ کرتے تھے۔ اس لئے فعل کی نسبت بھی کبیر کی طرف کر دی گئی۔ کیونکہ جس طرح نسبتِ فعل خود فعل کرنے والے کی طرف ہوتی ہے۔ اسی طرح فعل کا اسناد اس کی طرف بھی کیا جاتا ہے جس پر فعل کا اثر ہو۔

اور یہ بھی درست ہے کہ اس بات کی حکایت ہو کہ جس کی طرف ان کے مذہب کا جواز لے جاتا تھا۔ اور جو انکا اعتقاد تھا گویا ان کو کہا ممکن ہے بڑے نے یہ کر دیا ہو کہ اس کی موجودگی میں ان کی پوجا ہوتی ہے اس نے غضبناک ہو کر سب کو توڑ ڈالا تا کہ اس کی



BestUrduBooks.wordpress.com

الوہیت میں شراکت نہ رہے۔ روایت میں وارد ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بڑے کو اس بات پر غصہ آیا ہے کہ اس کے ساتھ ان چھوٹوں کی بھی عبادت ہو جبکہ وہ بڑا موجود ہو پس اس نے ان کو توڑ دیا۔

نمبر۲۔ یہ ایسی شرط سے متعلق ہے جو نہ ہونے والی ہے اور وہ بتوں کا بولنا ہے پس اس صورت میں یہ مخبر بہ کی نفی ہے ای بل فعلہ کبیرھم ۔ ان کانوا ینطقون (بلکہ اس کو ان کے بڑے نے کیا ہے اگر یہ بولتے ہیں) اور فسئلوھم یہ جملہ معترضہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کبیر کہہ کر اپنی ذات کی تعریض کی ہے اور اپنی ذات کی اضافت اس لئے کی کیونکہ آپ وہاں موجود تھے۔

فَسْئَلُوْهُمْ (پس ان سے دریافت کرو) ان کی حالت کے متعلق اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ (اگر وہ بولتے ہیں) اور تم ان کے عجز سے واقف ہو۔

۶۴: فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ (اس پر وہ اپنے دل میں سوچنے لگے) عقلوں کی طرف رجوع کیا اور دلوں میں سوچ و بچار کرنے لگے جبکہ آپ نے ان کی مخالفت شروع کی۔ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ (پھر آپس میں کہنے لگے حقیقت میں تم ہی لوگ ناحق پر ہو) حقیقت میں اس لئے کہ تم ان کی عبادت کرتے ہو جو بولتے بھی نہیں۔ وہ ظلم نہیں جس کو تم یہ کہہ کر ظالم قرار دے چکے۔ من فعل ھذا بالھتنا انہ لمن الظالمین [الانبیاء:۵۹] اس لئے کہ جو اپنے سر سے کلہاڑے کو نہیں ہٹا سکے وہ اپنے عابد کی تکالیف کا کیسے ازالہ کر سکتے؟

۶۵: ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ (پھر انہوں نے (شرمندگی سے) سر جھکا لیے۔)

علمائے مفسرین کا بیان: پہلے قول میں اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان پر حق کو جاری کر دیا۔ مگر پھر بدبختی ان پر طاری ہوگئی۔ یعنی اپنے بارے میں ظلم و ناحق ہونے کا اعتراف کر کے پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔ محاورہ میں کہا جاتا ہے۔

نکتہ: نکستہ، قلبتہ فجعلت اسفلہ اعلاہ یعنی اسے پلٹ دیا اوندھا کر دیا۔ اس کو سر کے بل کر دیا۔ یعنی جب اپنے نفوس میں غور و فکر کی تو درست سوچ نے ان کی راہنمائی کی اور ضمیر کی اصل آواز بلند ہوئی مگر پھر اس حالت سے پلٹ کرنا جائز جھگڑے اور ضد بازی پر اتر آئے اور کہنے لگے۔ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ (تو جانتا ہے کہ یہ بولتے نہیں) پھر تم ان کے متعلق سوال کا حکم کیسے دیتے ہو؟ یہ جملہ علمت کے دو مفعولوں کے قائم مقام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بولنے سے ان کی عاجزی جب تمہیں معلوم ہو چکی تو پھر ہم ان سے کس طرح پوچھیں؟

۶۶: قَالَ (ابراہیم علیہ السلام نے ان کو حجت پیش کرتے ہوئے کہا) اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا (تو کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر تم ایسی چیز کی پوجا کرتے ہو جو تمہیں کچھ نہ نفع پہنچاتی ہیں) شیئًا یہ مصدر کی جگہ استعمال ہوا ہے ای نفعاً ما ذرا بھر نفع پہنچانا۔ وَّلَا يَضُرُّكُمْ (اور نہ نقصان دے سکتی ہیں) اگر تم ان کی عبادت نہ کرو۔

۶۷: اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (تف ہے تم پر اور ان پر جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو) اف کا کلمہ یہ کسی چیز سے ضجر و اکتاہٹ کو ظاہر کرنے کیلئے بولا جاتا ہے۔ آپ نے ان سے اکتاہٹ اس لئے ظاہر کی کیونکہ حق واضح ہو کر انکا عذر منقطع ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود وہ باطل پر اڑے ہوئے تھے۔ پس آپ نے ان کو اُف کہا لکم میں لام متأفف بہ کو بیان کرنے کیلئے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔ ای لکم ولالھتکم ھذا التافف کہ یہ تافیف تمہارے اور تمہارے معبودوں کیلئے ہے۔
قراءت: اُفٍ مدنی وحفص نے پڑھا۔مکی وشامی نے اُفَّ بالفتحہ پڑھا اور دیگر قراء نے اُفِ بالکسر پڑھا ہے۔
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے) کہ جس میں یہ صفت پائی جائے وہ معبود نہیں ہوسکتا۔ جب حجت ان پر تمام ہو چکی اور وہ لاجواب ہو چکے تو کہنے لگے۔

## قومی فیصلہ:

۶۸: قَالُوْا حَرِّقُوْهُ (کہنے لگے اس کو آگ سے جلا دو) کیونکہ سزا دی جانے والی اشیاء میں سے یہ زیادہ ہولناک اور رسواکن ہے۔ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ (اور تم اپنے معبودوں کی مدد کرو) اس سے انتقام لیکر اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (اگر تم کرنے والے ہو) تو کرو یعنی اگر تم اپنے معبودوں کی پوری مدد کرنا چاہتے ہو تو اس کے لئے سب سے زیادہ خوفناک سزا کا انتخاب کرو اور وہ جلا کر خاکستر کر دینا ہے۔
ورنہ تم ان کی امداد میں کوتاہی کرنے والے شمار ہو گے۔ نمبرا۔ جس نے جلانے کا مشورہ دیا وہ نمرود تھا یا ایران کا ایک کردی جلانے کا مشورہ دینے والا تھا۔

## ایک قول:

یہ ہے کہ جب انہوں نے جلانے کا ارادہ کیا تو ابراہیم علیہ السلام کو گرفتار کر کے بند کر دیا اور کوتی شہر میں ایک وسیع احاطہ تعمیر کیا اور ایک ماہ تک مختلف قسم کی لکڑیاں جمع کیں پھر اس میں آگ بڑھکائی اس کی لپٹ سے فضا میں گزرنے والا پرندہ جل اٹھتا تھا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں جکڑ کر رکھا اور آگ میں پھینک دیا ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل کے کلمات تھے۔
جبرئیل امین نے حاضر ہو کر کہا کیا کوئی ضرورت ہے تو حاضر ہوں آپ نے فرمایا ضرورت تو ہے مگر تیرے پاس نہیں انہوں نے کہا اپنے رب تعالیٰ سے مانگ لو۔ تو جواب میں آپ نے فرمایا۔ حسبی من سؤالی علمه بحالی میری حالت کا اس کو علم ہے وہ سوال کی طرف سے کفایت کرنے والا ہے۔ آگ کی وجہ سے وہ تمام بندھن جل گئے مگر آپ کے جسم اطہر کو ذرا بھر تپش کا نام بھی نہ پہنچا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہیکہ انہوں نے حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل سے نجات پائی۔

## آگ کو حکم:

۶۹: قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا (اور ہم نے کہا اے آگ تو ٹھنڈی اور سلامتی بخش ہو جا) ای ذات برد و سلام ٹھنڈک وسلامتی والی۔ پس اس میں مبالغہ کیا گیا گویا کہ آگ کی ذات ہی ٹھنڈک اور سلامتی تھی۔ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (ابراہیم علیہ السلام پر) مراد یہ تھی تو ٹھنڈی ہو جا پس ابراہیم تجھ سے سلامت رہیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ط

اور ہم نے ابراہیم کو اور لوط کو اس سرزمین کی طرف نجات دے دی جس میں ہم نے دنیا جہان والوں کے لئے برکت رکھ دی ہے' اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق

وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ط وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ

اور یعقوب پوتا عطا کیا' اور ہم نے ان سب کو صالحین بنا دیا اور ہم نے انہیں پیشوا بنا دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے اور

اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

ہم نے ان کی طرف نیک کاموں کے کرنے اور نماز کی پابندی کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے۔

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ط

اور ہم نے لوط کو حکم اور علم عطا کیا اور ہم نے انہیں اس بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے برے کام کیا کرتے تھے'

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ط اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع ۵

بلاشبہ وہ لوگ بد ذات تھے' بدکار تھے اور ہم نے لوط کو اپنی رحمت میں داخل کر دیا بلاشبہ وہ صالحین میں سے تھے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

اگر یہ نہ کہا جاتا تو وہ اپنی ٹھنڈک سے ان کو ہلاک کر دیتی۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ سے اس کی طبیعت احراقی اور حرارت سلب کر لی اور اس کی روشنی باقی رکھی اور چمک باقی رہی جیسا کہ پہلے تھی اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔

## قوم کی ناکامی اور ابراہیم علیہ السلام کی کامیاب ہجرت:

۷۰: وَ اَرَادُوْا بِهٖ (اورانہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بری تدبیر کی) جلانے کی كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ (پس ہم نے ان کو ناکام کر دیا) اللہ تعالیٰ نے نمرود اور اس کی قوم پر مچھر بھیج دیئے جنہوں نے ان کے گوشت کھا لئے اور ان کے خون پیے اور مچھر نمرود کے دماغ میں داخل ہو گیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

۷۱: وَنَجَّيْنٰهُ (اور ہم نے اس کو نجات دی) یعنی ابراہیم علیہ السلام کو وَلُوْطًا (اور لوط کو) یہ ان کے بھائی ہاران کے بیٹے تھے ہاران بھی عراق میں رہتے تھے۔ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ (اور ان کو اس سرزمین کی طرف لے گئے جس میں ہم نے دنیا جہاں والوں کیلئے خیر و برکت رکھی تھی) اس سے مراد سرزمین شام اور اس سرزمین کی برکات نمبرا۔ انبیاء علیہم السلام کی کثرت جن کے دینی آثار دنیا میں پھیلے سرسبز اور زرخیز سرزمین ہے۔ جس میں غنی و فقیر کا گزر اوقات خوب ہے۔ دوسرا قول زمین میں جو بھی میٹھا پانی ہے۔ اس کی اصل صخرہ بیت المقدس سے پھوٹتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

روایت تفسیر یہ میں ہے کہ آپ تو فلسطین میں اترے اور لوط علاقہ سدوم وغیرہ میں رہے اور ان کے مابین ایک دن رات کا فاصلہ تھا۔ قول حضور علیہ السلام: عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی۔ پس میرے ہاں پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو ابراہیم علیہ السلام کے مقام ہجرت کی طرف ہجرت کرنے والے ہیں۔ [ابوداؤد]

۷۲: وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً (ہم نے اس کو عطاء کیا اسحاق اور مزید یعقوب) بعض نے کہا نافلۃ مصدر ہے۔ جیسا کہ العافیۃ۔ اگرچہ فعل لفظوں میں موجود نہیں۔ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی وو هبناله هبة ہم نے دیا دینا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ پوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بیٹا مانگا اللہ تعالیٰ نے بیٹا اور یعقوب زائد عنایت فرمایا۔ جو محض فضل تھا۔

نحو: نافلۃ یہ یعقوب سے حال ہے۔ وَكُلًّا (تمام) یعنی ابراہیم، اسحاق، یعقوب۔

نحو: یہ جَعَلْنَا کا مفعول اول ہے اور دوسرا مفعول صالحین ہے۔ صٰلِحِيْنَ (نیک تھے) دین اور نبوت میں۔

۷۳: وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً (اور ہم نے ان کو دین میں مقتدی بنایا۔) يَّهْدُوْنَ (وہ راہنمائی کرتے ہیں) لوگوں کی بِاَمْرِنَا (ہمارے حکم سے) ہماری وحی کرنے سے وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ (اور ہم نے ان کے پاس حکم بھیجا نیک کام کرنے کا) اور خیرات تمام اعمال صالحہ ہیں جو انعال خیر میں شامل ہیں اور بھلائی کے کام بار بار کیے جائیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ (اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا) اور اصل میں یہ عبارت اقامة الصلوة ہے البتہ مضاف الیہ کو ھا کا بدل قرار دیا۔ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ (اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے) نہ کہ بتوں کی۔ پس تم اے گروہ عرب ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہو اس سلسلہ میں بھی ان کی اتباع کرو۔

۷۴: وَلُوْطًا (اور لوط علیہ السلام کو) یہ اس فعل کی وجہ سے منصوب ہے جس کی تفسیر اتیناه حکمًا کر رہا ہے۔ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا (ہم نے ان کو حکمت وعلم عنایت فرمایا) حکم سے مراد حکمت ہے اور وہ ایسے فعل کو کہتے ہیں جس میں عمل ضروری ہو۔ نمبرا۔ جھگڑے کا فیصلہ۔ نمبر۲۔ نبوت۔

عِلْمًا (اور علم) یعنی سمجھ وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ (اور ہم نے ان کو ایسی بستی سے نجات دی) القریۃ سے اہل قریہ مراد ہیں۔ اور مراد اس سے سدوم ہے۔ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ (جو کہ گندی حرکات کرتی تھی) لواطت، گندی ہوا زور سے چھوڑنا، گزرنے والوں کو کنکریاں مارنا وغیرہ۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ (بیشک وہ بڑے بدکار نافرمان لوگ تھے) یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکلنے والے تھے۔

۷۵: وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا (اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا) اہل رحمت میں نمبر۲۔ اہل جنت میں اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (بیشک وہ نیکوں میں سے تھے) ان کی بھلائی پر بدلہ عنایت فرمایا۔ جیسا کہ ان کی قوم کو ان کے بگاڑ کی سزا میں ہلاک کر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾

اور نوح کو یاد کیجئے جب اس نے اس سے پہلے پکارا' سو ہم نے ان کی دعا قبول کی' پھر ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو بڑی بے چینی سے نجات دی

وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ان سے نجات دینے کے لئے ہم نے نوح کی مدد کی' بلاشبہ وہ برے لوگ تھے سو ہم نے

اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ

ان سب کو ڈبو دیا۔ اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو جبکہ وہ کھیتی کے بارے میں فیصلہ دے رہے تھے جبکہ اس کو قوم کی بکریاں روند گئی تھیں'

وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّ

اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے۔ سو ہم نے یہ فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا' اور

سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَعَلَّمْنٰهُ

ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا اور پرندوں کو جو تسبیح میں مشغول رہتے تھے اور ہم کرنے والے تھے' اور ہم نے داؤد کو

صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

زرہ بنانے کی صنعت سکھائی' تاکہ وہ تمہیں جنگ میں محفوظ رکھے۔ سو کیا تم شکر کرنے والے ہو

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ

اور سلیمان کے لئے تیزی سے چلنے والی ہوا مسخر کر دی جو ان کے حکم سے اس زمین کی طرف لے جاتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی ہے

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ

اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں' اور بعض شیاطین ایسے تھے جو ان کے لئے غوطہ لگاتے تھے اور اس کے علاوہ

عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ۙ

دوسرے کام بھی کرتے تھے۔ اور ہم حفاظت کرنے والے تھے۔

**واقعۂ نوح علیہ السلام:**

۷۶: وَنُوْحًا (اور نوح کو) یہ اذکر فعل محذوف کا مفعول ہے۔ اِذْ نَادٰى (جب کہ اس نے پکارا) اپنی قوم کے متعلق ہلاکت کی



BestUrduBooks.wordpress.com

بددعا کی۔ مِنْ قَبْلُ (ان مذکورہ لوگوں سے پہلے) فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ (ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا) فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ (پس ہم نے اس کو اور اس کے اہل کو نجات دی) ان کی اولاد میں سے جو ایمان والے تھے۔

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ (سخت غم سے) یعنی طوفان سے اور سرکش لوگوں کی تکذیب کی کڑھن سے۔

## بُری قوم کی ہلاکت:

۷۷: وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا (اور ہم نے اس کی مدد اس قوم کے خلاف کی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا) نصرنا منه کا معنی ہم نے ان کی ایذاء سے اس کی حفاظت کی یعنی بچایا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ (پس ہم نے ان تمام کو ڈبو دیا بیشک وہ بری قوم تھی) یعنی ان کے بڑے چھوٹے، مرد وعورتیں تمام کو۔

## تذکرۂ سلیمان اور داؤد کی ایک کھیتی کا فیصلہ:

۷۸: وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ (اور داؤد وسلیمان کا) انکا تذکرہ کرو۔ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ (جب کہ دونوں ایک کھیت کے متعلق مشورہ کرنے لگے) الحرث کھیتی کو کہتے ہیں یا انگور کی بیلیں۔

نحو: اذ یہ داؤد وسلیمان سے بدل ہے۔ اور يَحْكُمٰنِ کا ظرف ہے۔ نَفَشَتْ (چیر لینا) داخل ہونا۔ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ (اس میں قوم کی بکریاں) رات کو داخل ہوئیں اور کھیت کو اجاڑ دیا۔ النفش بغیر چرواہے کے بکریوں کا رات کو چرنا۔ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ (اور ہم ان کے فیصلے سے) ضمیر ھم جمع ان دونوں اور فیصلہ کرانے والوں کو شامل فرما کر لائی گئی۔ شٰهِدِيْنَ (واقف تھے) وہ معاملہ ہمارے علم میں تھا۔ اور ہمارے سامنے تھا۔

۷۹: فَفَهَّمْنٰهَا (پس ہم نے سمجھا دیا) وہ فیصلہ یا فتویٰ سُلَيْمٰنَ (سلمان علیہ السلام کو)

دلیل: اس میں دلیل ہے کہ اس میں مصیب سلیمان علیہ السلام تھے۔

واقعہ: بکریوں نے ایک شخص کے کھیت کو رات کے وقت چرواہے کی عدم موجودگی میں چر کر برباد کر دیا۔ فریقین حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں فیصلہ لائے۔ آپ نے حکم دیا کہ بکریاں کھیت والوں کو دیدیں جائیں اس لئے کہ نقصان ان بکریوں کی قیمت کے برابر تھا۔

سلیمان علیہ السلام نے کہا جبکہ ان کی عمر صرف گیارہ برس تھی۔ اس کے علاوہ دوسری بات فریقین کیلئے زیادہ مناسب ہے۔ پس ان کو تاکید کی گئی کہ وہ ضروری فیصلہ کریں۔ تو انہوں نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ بکریاں سردست کھیتی والوں کے سپرد ہوں وہ ان کے دودھ سے نفع اٹھائیں اور ان کے بچوں اور اون کو اپنے استعمال میں لائیں اور کھیتی بکریوں کے مالکوں کے حوالہ کی جائے وہ اس کی حفاظت اور آبیاری کرتے رہیں تا آنکہ کھیتی اپنے جوبن کو پہنچ جائے۔ پھر دونوں ایک دوسرے کی طرف اپنی اپنی چیز لوٹا دیں۔ اس پر داؤد علیہ السلام نے فرمایا فیصلہ وہ اصوب ہے جو تم نے کیا اور اس کو نافذ فرما دیا۔ اور یہ ہر دو ہستیوں کا اجتہاد تھا۔ اور یہ اس شریعت میں درست تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## شریعتِ محمدیہ:

ہماری شرع میں امام ابو حنیفہؒ اور ان کے حامی علماء کے ہاں جانوروں کا اس قسم کا نقصان خواہ رات کو ہو یا دن کو اس پر ضمان نہیں ہے جبکہ چرواہا ساتھ نہ ہو۔

جب سائق و چرواہا ساتھ ہو قائد لے جا رہا ہو تو ایسی صورت میں ضمان آئے گا۔ یہ عمداً نقصان کرنے میں شمار ہوگا۔

امام شافعیؒ کے نزدیک رات کو اس قسم میں ضمان لازم ہے۔ قول جصاص: انہوں نے ضمان کو لازم اس لئے قرار دیا کیونکہ انہوں نے ان کو کھلا چھوڑا تھا باڑہ میں بند نہ کیا تھا اب ضمان آپ ﷺ کے اس فرمان سے منسوخ ہے۔ العجماء جُبَارٌ۔ (احمد، بخاری، مسلم)

## قول مجاہد رحمۃ اللہ علیہ:

یہ فیصلہ صلح کی صورت میں تھا۔ اور داؤد علیہ السلام کا فعل وہ حکومتی فیصلہ تھا۔ اور صلح تو بہر حال بہتر ہے۔

وَكُلًّا (اور ہر ایک) داؤد و سلیمان میں سے اٰتَيْنَا حُكْمًا (اور ہر ایک کو ہم نے نبوت عنایت فرمائی) وَّ عِلْمًا (اور علم) حکم کے مناسب معرفت و پہچان وَّ سَخَّرْنَا (اور ہم نے تابع کر دیا) مطیع کر دیا۔ مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ (داؤد کے ساتھ پہاڑوں کو وہ تسبیح کرتے تھے)۔

## پہاڑوں اور پرند کی تسبیح:

نحو: یُسبحن یہ حال ہے اور مسبحات کے معنی میں ہے۔ نمبر۲۔ جملہ مستانفہ ہے گویا کہنے والا اس طرح کہہ رہا ہے کس طرح پہاڑوں کو ان کے تابع کیا؟ اور جواب فرمایا یسبحن۔ وَالطَّيْرَ (اور پرندوں کو) اس کا عطف الجبال پر ہے۔ نمبر۲۔ مفعول معہ ہے۔

**سوال**: پہاڑوں کو پرندوں پر مقدم کیونکر کیا گیا؟

**جواب**: کیونکہ ان کی تسبیح و تسخیر دونوں عجیب تر ہیں اور غریب تر ہے۔ اور معجزہ میں داخل ہے کیونکہ وہ جماد محض ہیں۔ روایت ہے جب داؤد علیہ السلام پہاڑوں کے پاس سے تسبیح کرتے ہوئے گزرتے تو پہاڑ تسبیح سے انکا جواب دیتے۔ دوسرا قول پہاڑ ان کے ساتھ چلتے جہاں جاتے وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ (اور یہ ہم ہی کرنے والے تھے) انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اس طرح کے معاملات اگرچہ یہ تمہارے ہاں عجیب ہیں۔

٨٠: وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ (اور ہم نے ان کو زرہ بنانے کی صنعت سکھائی جس میں تمہارا فائدہ تھا) یعنی لباس اور زرہیں بنانا۔ لبوس، لباس کو ہی کہتے ہیں مراد یہاں زرہیں ہیں۔ لِتُحْصِنَكُمْ (تاکہ وہ تمہیں ایک دوسرے کی زد سے محفوظ رکھے)

قراءت: شامی، حفص نے پڑھا ہے۔ بمعنی وہ صنعت تم کو محفوظ رکھے ابو بکر اور حماد نے نون سے پڑھا ہے تاکہ ہم تم کو محفوظ کریں یعنی اللہ تعالیٰ لنحصنکم دیگر قراء نے یاء سے پڑھا ہے وہ لباس یا اللہ عزوجل تمہیں محفوظ کریں۔ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ (تمہاری لڑائی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾

اور ایوب کو یاد کیجئے جب کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے آپ ارحم الراحمین ہیں

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ

سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کی جو تکلیف تھی وہ دور کردی ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطا فرما دیا اور ان کے ساتھ ان کے برابر

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور بھی دیا اپنی رحمت خاصہ کی وجہ سے اور عبادت کرنے والوں کے لئے یادگار رہنے کے سبب سے۔

سے) دشمن کی لڑائی سے فَهَلْ اَنْتُمْ شَاكِرُوْنَ (کیا تم شکر ادا کرنے والے ہو) یہ استفہام بمعنی امر ہے یعنی اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو۔

## تسخیر ریح اور تسخیر شیاطین:

۸۱: وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ (اور سلیمان علیہ السلام کیلئے ریح کو) یعنی ہم نے ان کے لئے ریح کو مسخر کیا۔ عَاصِفَةً (تیز)۔

نحو: یہ حال ہے بہت تیز چلنا۔ دوسرے مقام پر اس کی صفت الرخاء سے کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ ہوا آپ کے اختیار سے چلتی تھی۔ کسی وقت تیز اور دوسرے وقت نرم۔ آندھی کی طرح نہ ہوتی تھی بلکہ نرم وخوشگوار۔

تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ (وہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے چلتی) ہٗ کی ضمیر سلیمان علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا (اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت دی ہے) برکت نہروں کی کثرت، درختوں اور پھلوں کی کثرت سے۔ اس سے مراد شام کی سرزمین ہے اور آپ کی رہائش شام کی سرزمین میں تھی دیگر اطراف سلطنت سے ہوا آپ کے تخت کو اٹھا کر وہاں پہنچاتی تھی۔

وَكُنَّا بِكُلِّ شَىْءٍ عٰلِمِيْنَ (اور ہم ہر چیز سے واقف تھے) ہر چیز کو ہمارا علم محیط ہے۔ اشیائے مختلفہ ہمارے تقاضائے علمی کے مطابق ہی چلتی ہیں۔

۸۲: وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ (اور کچھ شیاطین ایسے تھے) اور ہم نے بعض سرکش شیاطین کو آپ کے تابع کر دیا۔ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ (جو آپ کے لئے غوطہ لگاتے) سمندروں میں تاکہ ان میں سے آپ کے حکم کے مطابق موتی نکالیں اور دیگر جواشیاء سمندر کی تہہ میں ہوتی ہیں ان کو نکال لائیں۔ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ (اور اس کے علاوہ دیگر کام بھی کرتے تھے) غوطہ خوری کے علاوہ جن کا تذکرہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ مثلاً قلعے، بے جان مورتیاں، محلات، بڑی بڑی دیگیں، اور لگن وغیرہ۔

وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ (اور ہم ہی ان کو سنبھالنے والے تھے) کہ وہ ان کے حکم سے ٹیڑھا پن اختیار کریں۔ نمبر۲۔ اس حکم کو تبدیل کریں نمبر۲۔ جس کام کیلئے ان کو مسخر کیا گیا اس میں ان کی طرف سے بگاڑ پایا جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## واقعۂ ایوب علیہ السلام:

۸۳: وَاَیُّوْبَ (اور تم ایوب کا تذکرہ کرو) یہ اذ کو فعل محذوف کا مفعول ہے۔ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗٓ اَنِّیْ (جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے) انہوں نے دعا کی کہ مجھے مَسَّنِیَ الضُّرُّ ۔ (تکلیف نے چھولیا ہے۔) الضر: جان میں مرض کے اثرات الضرّ: چیز میں تکلیف کے اثرات (نقصان مال واولاد، بیماری وغیرہ) یاالضُر بمعنی کمزوری۔ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (اور آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔) سوال میں نرمی کا ایسا انداز اختیار کیا جس سے رحمت الٰہی کو جوش آئے اور رب تعالیٰ کی صفت غایت رحمت سے یاد کیا اور اپنا مطلوب الفاظ میں ذکر نہ کیا۔ گویا اس طرح فرمایا آپ اس لائق ہیں کہ رحمت فرمائیں اور ایوب اس بات کا مستحق ہے کہ اس پر رحمت کا باب کھولدیا جائے پس آپ رحمت فرما دیجئے اور اس سے اس تکلیف کا ازالہ فرمادیں جس نے اس کو چھولیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول: آپ نے اپنے ضعف کی اس وقت خبر دی جب نماز کیلئے اٹھنے سے عاجز ہوئے۔ مگر شکوہ نہیں کیا وہ کیونکر شکوہ کرسکتا ہے جس کے متعلق اعلان الٰہی تھا۔ اِنَّ وجدنا ہ صابراً نعم العبد [ص:۴۴]

دوسرا قول انہوں نے شکوہ سرگوشی میں تلذذ کے طور پر کیا۔ اس کی طرف سے تضرر کے اظہار کیلئے نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت تو انتہائی قرب کی علامت ہے جیسا کہ اس کے متعلق شکوہ اور کسی اور سے شکایت انتہائی دوری کی علامت ہے۔

## قبولیتِ دُعا:

۸۴: فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ (پس ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا) ہم نے ان کی نداء کا جواب دیا۔ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ (پس ہم نے جو کچھ رکھا تھا اس کو دور کردیا) یعنی اس پر انعام کرتے ہوئے ان کی تکلیف کو کھول دیا۔ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ (اور ہم نے ان کو ان کے بیوی بچے اور اتنے ہی اور بھی عطاء کردیئے)

روایت تفسیر یہ میں ہے کہ ایوب علیہ السلام رومی تھے۔ آپ اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے سات بیٹے اور سات بیٹیاں اور تین ہزار اونٹ، سات ہزار بکریاں، پانچ سو بیلوں کی جوڑیاں جن کے پیچھے پانچ غلام ہر غلام کی بیوی بیٹے اور کھجور کے باغات تھے۔

اللہ تعالیٰ نے انکا امتحان لیا۔ ان کے بیٹے اور مال مرگئے اور اور بدن پر اٹھارہ سال بیماری کا حملہ رہا یا تیرہ سال یا تین سال ایک دن ان کو ان کی بیوی نے کہا اگر تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تو اچھا ہوتا؟ آپ نے فرمایا خوشحالی کا زمانہ کتنا تھا اس نے کہا اسّی سال۔ آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے۔ کہ میں اس تکلیف کے متعلق اس سے دعا کروں جبکہ ابھی میری آزمائش خوشحالی کی مدت کے برابر بھی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے تکلیف کو دور فرمایا تو ان کے بیٹوں کو بعینہٖ زندہ کردیا اور اتنے بیٹے اور عنایت فرمادیئے۔

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا (اپنی رحمت کی وجہ سے) رحمۃً یہ مفعول لہ ہے۔ وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ (اور عبادت گزاروں کو نصیحت کرنے کیلئے) یعنی ایوب پر رحمت کی خاطر اور دوسرے عابدین کی نصیحت کرنے کیلئے تاکہ وہ ان کی طرح صبر کریں اور انہی کی طرح



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ

اور اسماعیل کو اورادریس اور ذوالکفل کو یاد کرو' یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے' اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں

رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾

داخل کرلیا بلاشبہ وہ صالحین میں سے تھے۔

ثواب پائیں۔

**تذکرہ اسماعیل علیہ السلام وادریس علیہ السلام:**

۸۵: وَاِسْمٰعِيْلَ (اوراسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام) وَاِدْرِيْسَ (اورادریس بن شیث بن آدم علیہم السلام) وَذَا الْكِفْلِ (اور ذوالکفل) یہ تمام اُذکر کے مفعول ہیں کہ انکان ذکرکرو۔ ذوالکفل یہ الیاس علیہ السلام ہیں۔ نمبر۲۔ زکریا۔ نمبر۳۔ یوشع بن نون۔ اوران کا نام یہ اسلئے رکھا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب والے تھے۔ الکفل حصے اورنصیب کو کہتے ہیں كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ (تمام صبر کرنے والوں میں سے تھے) یہ جن کا تذکرہ ہوا یہ تمام صفتِ صبر سے متصف تھے۔

۸۶: وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا (اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا) رحمت سے نبوت مراد ہے یا آخرت کی نعمت اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (بیشک وہ نیکوں میں سے تھے) یعنی یہ وہ لوگ تھے جن کی صلاح وفلاح میں فساد کی ملاوٹ نہ تھی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى

اور مچھلی والے کو یاد کرو جبکہ وہ غصہ ہو کر چل دیئے سو انہوں نے گمان کیا کہ ہم ان کے ساتھ تنگی والا معاملہ نہ کریں گے' سو انہوں نے اندھیروں میں

الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

یوں پکارا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں غم سے نجات دے دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں۔

## مچھلی والا پیغمبر:

۸۷: وَذَا النُّوْنِ ( اور تم تذکرہ کرو مچھلی والے پیغمبر کا ) النون مچھلی کو کہتے ہیں۔ مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ اس لئے اسی کی طرف نسبت کردی۔ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا ( جبکہ وہ انتہائی غصہ میں چلدیئے )

نحو : یہ حال ہے یعنی اپنی قوم کیلئے ناراض ہو کر۔ مطلب یہ کہ آپ نے ان سے جدا ہو کر ان کو ناراض کیا کیونکہ اس صورت میں ان پر عذاب اترنے کا خطرہ تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ آپ اپنی قوم سے تنگ آگئے کیونکہ آپ نے ان کو عرصہ دراز نصیحت کی مگر انہوں نے نصیحت پر کان نہ دھرا۔ بلکہ کفر پر قائم رہے۔ اس پر آپ غضبناک ہو گئے اور یہ خیال کیا کہ یہ جائز ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ناراض ہو کر کیا ہے اور کفر اور کفار سے بغض کی بناء پر کیا ہے۔ ان پر لازم تھا کہ صبر کرتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کے اذن کا انتظار کرتے۔ اس پر وہ مچھلی کے پیٹ میں پہنچا کر ابتلاء میں ڈال دیئے گئے۔ فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ (پس انہوں نے گمان کیا کہ ہم ان پر تنگی نہ کریں گے )

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ایک دن وہ حضرت معاویہ رضی اللہ کے پاس گئے۔ اور کہا لقد ضربتنی امواج القرآن البارحة فغرقت فيها۔ گزشتہ رات مجھ تک قرآن کی امواج پہنچیں تو میں ان میں ڈوب گیا میں نے ان میں سے نکلنے کا راستہ تیرے علاوہ کوئی نہ پایا آپ نے کہا اے معاویہ وہ کیا ہے۔ چنانچہ معاویہ نے یہ آیت تلاوت کی اور کہا کیا اللہ تعالیٰ کا پیغمبر یہ گمان کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت نہیں ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تقدیر الٰہی ہے قدرت بندہ نہیں ہے۔

فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ (پس انہوں نے اندھیروں میں آواز دی) یعنی مچھلی کے پیٹ کی شدید ظلمت جیسا کہ فرمایا ذهب الله بنو رهم و تر كهم فى ظلمٰت [البقرہ:۱۷]



BestUrduBooks.wordpress.com

وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾

اور زکریا کا تذکرہ کیجئے جب کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے تنہا نہ چھوڑیئے اور آپ سب وارثوں سے بہتر وارث ہیں'

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ

سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں یحییٰ عطا کر دیا اور ان کی بیوی کو اولاد کے قابل بنا دیا بلاشبہ یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی

فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِىْٓ

کرتے تھے اور ہمیں رغبت کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے خشوع سے رہتے تھے اور اس عورت کو یاد کیجئے

اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾

جس نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا سو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اسے اور اس کے بیٹے کو جہان والوں کے لئے نشانی بنا دیا۔

## وقتِ مصیبت کی دعا:

نمبر۲۔ رات کا اندھیرا اور سمندر کا اندھیرا اور مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا۔ (اَنْ ای بانهٗ اَنْ اصل میں اَنَّ ہے اور ۂ ضمیر محذوف ہے) لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ (یہ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں مگر تو) الا یہ ای کے معنی میں ہو سکتا ای سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہوں کہ آپ کی اجازت سے پہلے اپنی قوم سے نکل آیا۔) حدیث میں ہے کہ جو مصیبت زدہ اس دعا کو پڑھے گا اس کی دعا قبول ہوگی۔ (ترمذی، نسائی) قول حسن رحمۃ اللہ علیہ ان کو اس لئے نجات ملی کہ انہوں نے اپنے متعلق زیادتی کا اقرار کر لیا۔

۸۸: فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ (پھر ہم نے ان کی دعا کو قبولیت عنایت فرمائی اور ان کو غم سے نجات دی) لغزش وحشت اور وحدت کا غم۔ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِى الْمُؤْمِنِيْنَ (اور ہم مؤمنین کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں) جب وہ دعا کرتے ہیں اور ہم سے فریاد کرتے ہیں۔

قراءت: شامی اور ابوبکر نے جیم اور نون کے ادغام سے پڑھا ہے اور یہ بعض قراء کا مسلک ہے کیونکہ نون کا جیم میں ادغام نہیں ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ نُجّی النجاءُ من المؤمنین یاء کو تخفیف کیلئے ساکن کر دیا۔ اور فعل کا اسناد مصدر کی طرف کر دیا اور مؤمنین کو النجاء مصدر کی وجہ سے نصب دیا۔ لیکن اس میں مصدر کو فاعل کے قائم مقام لایا گیا ہے جبکہ مفعول موجود ہے اور یہ جائز نہیں اور یاء کا سکون پایا گیا ہے۔ مگر یہ ضرورت کا تقاضا ہے اسلئے جائز ہو گیا۔

## ایک اور قول یہ ہے:

اس کی اصل ننجی' تنجیه میں سے ہے۔ دو نون کے اجتماع سے دوسری نون کو حذف کر دیا جیسا کہ ایک تاء کو اس آیت



BestUrduBooks.wordpress.com

میں حذف کیا گیا ہے۔تنزل الملائکة ۔ [القدر : ٤]

## زکریا علیہ السلام کا تذکرہ:

۸۹: وَزَكَرِيَّآ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا (اور زکریا کو یاد کرو جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ) انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ ان کو بیٹا عنایت فرمائے جو انکا وارث ہو۔اور بغیر وارث کے ان کو اکیلا نہ چھوڑیں۔پھر اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالہ کرتے ہوئے کہا۔وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ (سب وارثوں سے بہتر وارث آپ ہی ہیں) یعنی اگر آپ وارث نہ عنایت فرمائیں گے تو تب بھی کوئی پرواہ نہیں اس لئے کہ آپ سب سے بہتر وارث ہیں۔اور ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں۔

۹۰: فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى (پھر ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا اور ان کو یحییٰ بیٹا عنایت فرمایا) وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ (اور ہم نے ان کی بیوی کو درست کر دیا) بانجھ پن کے بعد ولادت کے قابل بنا دیا نمبر۲۔خوبصورت بنا دیا وہ بدصورت تھیں۔اِنَّهُمْ (بیشک وہ) یہ انبیائے مذکورین۔

كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ (وہ بھلائی کے کاموں میں جلدی کرنے والے تھے) ان کی دعائیں اس لئے جلد قبول ہوئیں کیونکہ وہ ابوابِ خیر کی طرف جلدی کرنیوالے تھے اور خیر کے حصول میں مسارعت کرنے والے تھے۔وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا (اور امید وخوف سے وہ ہمیں پکارتے تھے) رحمت کی طمع اور سزا کا خوف جیسا کہ اس ارشاد میں ہے۔یحذر الاخرة و یرجوا رحمة ربه[الزمر:۹]

نحو: رغبا و رهبا یہ دونوں مصدر ہیں اور موضع حال میں ہیں۔نمبر۲۔دونوں مفعول لہ ہیں۔مطلب یہ ہے ہماری رغبت کیلئے اور ہمارے ڈر سے۔وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ (اور وہ ہمیں سے ڈرنے والے تھے) تواضع کرنے والے اور ہماری عظمت سے ڈرنے والے۔

## تذکرۂ مریم علیہا السلام:

۹۱: وَالَّتِىْٓ (اور یاد کرو اس عورت کو) عبارت اس طرح ہے اذکر التی اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی) حلال وحرام ہر دو سے فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا (پھر ہم نے پھونکا اس کے اندر اپنی روح کو) ہم نے اس میں روح مسیح کو جاری کر دیا۔نمبر۲۔ہم نے جبرئیل کو حکم دیا انہوں نے مریم کے گریبان میں پھونک ماری۔پھر اس پھونک سے عیسیٰ کو مریم کے بطن میں پیدا کر دیا۔اضافت روح کی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف کیلئے فرمائی ہے۔

وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (اور ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو جہان والوں کیلئے نشانی بنا دیا) ایۃ یہ مفعول ثانی ہے۔ یہاں جہان والوں کیلئے نشانی فرمایا یہ دونوں نشانیاں نہیں فرمایا۔جیسا کہ اس آیت میں ہے۔و جعلنا اللیل و النهار آیتین [الاسراء:۱۲] کیونکہ انکا مجموعی وجود قدرت کی ایک نشانی ہے اور وہ بغیر باپ ان کی پیدائش ہے۔

نمبر۲۔تقدیر عبارت اس طرح تھی: و جعلناها آیة و ابنها كذلك کہ ہم نے مریم کو بھی نشانی بنایا اور اسی طرح ان کے بیٹے کو بھی پس آیۃً مفعول معطوف علیہ ہے۔اور اس کے لئے دلیل وہ قراءت ہے جس میں آیتین اس کو پڑھا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوٓا۟ أَمْرَهُم

بلاشبہ یہ تمہارا دین ہے جو ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو تم میری عبادت کرو اور اپنے دین میں اختلاف کر کے لوگ ٹکڑے ٹکڑے

بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَٰجِعُونَ ﴿٩٣﴾ ع ۶

ہو گئے سب کو ہماری طرف لوٹنا ہے۔

۹۲: اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ (بیشک یہ تمہاری ملت ہے) الامۃ ملت کے معنی میں ہے۔ ھذہٖ کا مشارالیہ ملتِ اسلام ہے اور یہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ہے۔ اُمَّةً وَّاحِدَةً (ایک ہی ملت ہے) یہ حال ہے یعنی ایک ہی ملت ہے جس میں دوسروں کا اشتراک نہیں۔ اور اس میں عامل وہ ہے جس پر اسم اشارہ دلالت کر رہا ہے۔ یعنی ملت اسلام ہی تمہاری وہ ملت ہے جس پر قائم رہنا تمہارے لئے ضروری ہے اور تم اس سے قطعاً انحراف اختیار نہ کرو اس بات کی طرف ایک ملت ہونا اور مختلف نہ ہونا اشارہ کر رہا ہے۔

وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (اور میں تمہارا رب ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو) میں نے اپنے اختیار سے تمہاری تربیت کی پس شکریہ اور افتخار کے طور پر تم میری ہی عبادت کرو اور اس میں خطاب تمام لوگوں کیلئے ہے۔

۹۳: وَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ (اور انہوں نے آپس میں اپنا کام ٹکڑے ٹکڑے کر دیا) اصل کلام اس طرح ہے تقطعتم تم نے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ البتہ کلام کا رخ مخاطب سے غائب کی طرف پھیرا گیا جیسا کہ التفات کا طریقہ ہے مطلب یہ ہے انہوں نے اپنے دین کے معاملے کو اپنے مابین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ اور جماعتیں بن گئیں پھر ان کو ڈرایا کہ یہ فرقے مختلف ہیں۔

كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ (تمام ہماری طرف لوٹنے والے ہیں) پس ہم ان کو ان کے اعمال پر بدلہ دیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوۡنَ ﴿۹۴﴾

اور جو شخص نیک عمل کرے اس حال میں کہ وہ مومن ہو سو اس کی محنت کی راہ کی ناقدری نہیں اور بلاشبہ ہم اسے لکھ لیتے ہیں۔

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَاۤ اَنَّهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۹۵﴾

اور یہ بات ضروری ہے کہ ہم نے جس بستی کو ہلاک کیا وہ رجوع نہیں کریں گے

۹۴: فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ (جو شخص بھی نیکیاں کرے) ذرا بھر وَهُوَ مُؤۡمِنٌ (اس حال میں کہ وہ مومن ہو) جس پر ایمان لانا ضروری ہو۔ فَلَا كُفۡرَانَ لِسَعۡيِهٖ (اس کی کوشش کی ناقدری نہ کی جائے گی) یعنی اس کی کوشش مقبول و منظور ہے۔ کفران یہ محرومی ثواب میں ایک مثال ہے۔ جیسا کہ شکر عطاء میں ایک حالت ہے بلاغت میں اضافہ کیلئے جنس کی نفی کی گئی ہے۔ وَاِنَّا لَهٗ (اور بیشک ہم اس کے لئے) اس کوشش یعنی ہمارے حکم کی حفاظت و نگہبانی کو كٰتِبُوۡنَ (لکھنے والے ہیں) اس کے صحیفہ عمل میں پس اس پر اس کو ثواب دیں گے۔

## واپس لوٹنا ناممکن:

۹۵: وَحَرٰمٌ (اور ناممکن ہے)

قراءت: خلف اور حفص کے علاوہ کوفی قراء نے اس کو حِرۡمٌ پڑھا ہے۔ اور یہ دونوں لغات ہیں جیسے وَحَلَالٌ اور یہ معنی کے لحاظ سے اس کی ضد میں۔ حرام سے یہاں مراد وہ جس کا وجود ممتنع ہو۔

عَلٰى قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَاۤ اَنَّهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ (ان بستیوں کیلئے ان کو ہم نے فنا کر دیا کہ وہ دنیا میں لوٹ کر آئیں) مطلب یہ ہے یہ بات ہلاک کئے ہوئے کیلئے ناممکن ہے کہ وہ بعث کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف نہ لوٹے۔ نمبر ۲۔ ناممکن ہے اس بستی کیلئے جس کو ہم نے تباہ کر دیا یعنی ہلاک کرنا مقرر کر دیا یا ہلاکت کا حکم کر دیا کہ وہ ان اعمال کی طرف لوٹ آئیں جن کا پہلی آیت میں عمل صالح اور مقبول کوشش کی صورت میں ذکر ہوا۔ وہ کفر سے اسلام کی طرف نہ لوٹیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ

یہاں تک کہ جب یا جوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر اونچی جگہ سے جلدی جلدی چلے آئیں گے ' اور سچا وعدہ

الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا ھِیَ شَاخِصَۃٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ط یٰوَیْلَنَا قَدْ کُنَّا

قریب آ جائے گا تو جن لوگوں نے کفر کیا ان کی آنکھیں اوپر کو اٹھی ہوئی رہ جائیں گی اور وہ کہیں گے ہائے ہماری کم بختی ہم اس کی طرف سے

فِیْ غَفْلَۃٍ مِّنْ ھٰذَا بَلْ کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ

بے خبر تھے بلکہ ہم ظلم کرنے والے تھے ' بلاشبہ تم اور جن کی اللہ کے سوا تم عبادت کرتے

دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَھَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ کَانَ ھٰٓؤُلَآءِ اٰلِھَۃً مَّا

تھے سب دوزخ کا ایندھن ہو تم اس میں داخل ہوگے اگر یہ واقعی معبود ہوتے تو اس میں

وَرَدُوْھَا ط وَکُلٌّ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَھُمْ فِیْھَا زَفِیْرٌ وَّھُمْ فِیْھَا لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

کیوں داخل ہوتے اور سب کو اس میں ہمیشہ رہنا ہوگا دوزخ میں ان کی چیخ و پکار ہوگی اور وہ اس میں نہ سنیں گے۔

## تذکرہ یاجوج ماجوج:

۹۶: حَتّٰٓی (یہاں تک کہ) حتی کے بعد کلام بطور حکایت لایا جاتا ہے۔ اور کلام محکی ہے اور جملہ شرط و جزاء بنے گا۔ میری مراد اس سے اِذَا اور جو اس کے مابعد آ رہا ہے وہ ہے۔ فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ (جب یا جوج و ماجوج کو کھول دیا جائے گا۔) یعنی ان کے سامنے والی دیوار کو کھول دیا جائے گا۔ مضاف کو حذف کر دیا جیسا کہ مضاف کو قریہ میں حذف کیا جاتا ہے۔

قراءت: شامی نے فُتّحت پڑھا ہے۔

یاجوج و ماجوج یہ جنس انسانی کے دو قبیلے ہیں کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے کل دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے یا جوج ماجوج ہیں۔ وَھُمْ (اور وہ) یہ ضمیر ان لوگوں کی طرف راجع ہے جو محشر کی طرف چلائے جائیں گے۔ دوسرا قول یہ یا جوج و ماجوج کی طرف راجع ہے جبکہ سد کے کھل جانے پر وہ نکلیں گے۔ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ (بلند زمین میں) اونچی زمین یَّنْسِلُوْنَ (کھسکنے والے ہونگے) تیزی سے جانے والے ہونگے۔

## قیامت اور اس کا منظر:

۹۷: وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ (اور سچا وعدہ قریب ہو جائے گا) الوعد سے قیامت مراد ہے۔

نحو: اور اذا کا جواب۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِذَا هِیَ ہے یہ اذا مفاجات کیلئے ہے اور جزاء پر فاء کی جگہ آتا رہتا ہے جیسا کہ اس ارشاد میں اذا هم یقنطون [الروم:۳۶] جب فاء بھی آ گیا تو جزاء کے شرط کے ساتھ متصل ہونے میں دونوں نے تعاون کیا پس مزید تاکید ہوگئی اگر اس طرح کہا جاتا: فهی شاخصة یا اذا هی شاخصة تو تب بھی درست ہوتا۔ ھی یہ ضمیر مبہم ہے اس کی وضاحت الابصار کر رہا ہے۔

اور اس کی تفسیر شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ہے۔ کہ کافروں کی آنکھیں اوپر کو اٹھی ہونگی۔ یعنی پلکیں اونچی ہونگی اور جس مصیبت میں گرفتار ہونگے ان کی وجہ سے پلک جھپک نہ سکیں گے۔ یٰوَیْلَنَا (وہ کہیں گے ہائے کاش) یہ محذوف سے متعلق ہے تقدیر عبارت یہ ہے یقولون یاویلنا وہ کہیں گے ہائے ہماری خرابی۔

نحو: یقولون یہ الذین کفروا سے حال ہے۔

قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا (کہ ہم تو اس سے غفلت میں پڑے تھے) هذا سے مراد یوم ہے۔ بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ (بلکہ ہم ہی ظالم تھے) کیونکہ ہم نے عبادت کو اس کے مقام سے ہٹا کر دوسرے مقام پر رکھ دیا۔

۹۸: اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (بلاشبہ تم اور جس چیز کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو) یعنی اصنام اور ابلیس اور اس کے معاونین کیونکہ وہ ان کی طاعت میں بتوں کو پوجنے لگے اور ان کے پیچھے چل کر ان کی عبادت شروع کی۔ حَصَبُ (ایندھن)

قراءت: یہ حطب بھی پڑھا گیا ہے۔

جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ (ہیں جہنم کا اور تم اس میں اترنے والے ہو)۔ اس میں داخل ہوگے۔

۹۹: لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً (اگر یہ معبود ہوتے) جیسا کہ تمہارا خیال ہے۔ مَّا وَرَدُوْهَا (تو وہ جہنم میں نہ اترتے) داخل نہ ہوتے۔ وَ كُلٌّ (اور تمام) یعنی عابد و معبود فِیْهَا (اس آگ میں) خٰلِدُوْنَ (ہمیشہ رہنے والے ہیں)۔

۱۰۰: لَهُمْ (ان کے لئے) یعنی کفار کیلئے فِیْهَا زَفِیْرٌ (اس میں کراہٹ ہوگی) رونا۔ شور مچانا۔ چیخنا۔ وَّهُمْ فِیْهَا لَا یَسْمَعُوْنَ (اور اس میں کوئی بات نہ سنیں گے) کوئی بات کیونکہ وہ بہرے ہو جائیں گے اور بات سننے میں انسیت کی ایک قسم ہے جو ان کو میسر نہ کی جائے گی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾ لَا

بلاشبہ جن کے لئے پہلے ہی ہماری طرف سے بھلائی کا فیصلہ مقرر ہو چکا ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے وہ

يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ

اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے ان کو بڑی گھبراہٹ

الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾

رنجیدہ نہ کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا

وہ دن یاد رکھنے کے قابل ہے جس روز ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمونوں کا کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے ہم نے جس طرح پہلی بار مخلوق کی پیدائش کی ابتداء کی تھی

عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ

اسی طرح ہم اسے لوٹا دیں گے ہمارے ذمہ وعدہ ہے بلاشبہ ہم کرنے والے ہیں اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ بلاشبہ زمین کے وارث

يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾

میرے نیک بندے ہوں گے بلاشبہ اس میں عبادت گزاروں کے لئے کافی مضمون ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر

## اطاعت والے جہنم سے محفوظ:

۱۰۱: إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ (جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہو گی) الحسنیٰ جن میں مرتبہ والی خصلت وعادت۔ یہ احسن کی مؤنث ہے اور نمبر ۱۔ سعادت کو کہتے ہیں نمبر ۲۔ ثواب کی بشارت نمبر ۳۔ اطاعت کی توفیق۔

شانِ نزول: یہ آیت ابن الزبعری کے اس قول کے جواب میں اتری جو اس نے آنحضرت ﷺ کی تلاوت جو صنادید قریش کے سامنے کی گئی اس کو سنکر کہا انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم الى قوله خالدون ۔تو وہ کہنے لگا کیا یہود نے عزیر اور نصاریٰ نے مسیح اور بنو ملیح نے ملائکہ کی عبادت نہیں کی۔ اور ما تعبدون میں ما غیر ذوی العقول کیلئے آتا ہے۔ اس میں یہ عاقل شامل ہی نہیں مگر وہ معاندین تھے اس لئے ما کو عموم پر قرار دیکر اس میں شامل کر لیا۔ أُولَٰئِكَ (وہ یعنی عزیر و مسیح اور ملائکہ) عَنْهَا



BestUrduBooks.wordpress.com

(اس سے) یعنی جہنم سے مُبْعَدُوْنَ (دور رکھے جائیں گے)۔ کیونکہ انہوں نے نہ عبادت کا حکم دیا اور نہ اس کو پسند کرتے تھے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ان الذین سبقت لھم منا الحسنی سے مراد تمام مؤمن ہیں۔ اس لئے کہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ اور فرمایا میں ان لوگوں میں سے ہوں اور ابو بکر، عمر، عثمان طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمان، ان میں سے ہیں۔

قول جنید رحمۃ اللہ علیہ: شروع میں ہماری عنایت ان پر ہو چکی انتہاء میں ہماری ولایت ان پر ظاہر ہو جائے گی۔

۱۰۲: لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا (وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے) حسیس سے وہ آواز مراد ہے جو حس سے معلوم ہو اور جہنم کی بھڑک کی حرکت۔ یہ درحقیقت جہنم سے ان کو دور ہونے میں مبالغہ ظاہر کرنے کیلئے فرمایا یعنی وہ اس کے قریب بھی نہ ہونگے اس کی آواز ان کو سنائی دے اور اس کی لپٹوں کی آواز سنائی دے۔

وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ (اور وہ اپنی من پسند نعمتوں میں) خٰلِدُوْنَ (ہمیشہ رہیں گے) ہمیشہ ان کی اقامت ان نعمتوں میں ہوگی۔

۱۰۳: لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (ان کو بڑی گھبراہٹ غمگین نہ بنائے گی) مراد نفخہ اخیرہ ہے۔ وَتَتَلَقّٰهُمُ (اور ان کو ملیں گے) انکا استقبال کریں گے۔ الْمَلٰٓئِكَةُ (فرشتے) جو جنت کے دروازوں پر ان کو مبارک بادیاں دیں گے اور کہیں گے۔ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ لیا گیا) یہ تمہارے اس ثواب کا وقت ہے جس کا تمہارے ساتھ تمہارے رب نے دنیا میں وعدہ فرمایا۔

## آسمان کا لپٹنا:

۱۰۴: يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ (وہ دن بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس دن ہم آسمان کو لپیٹ لیں گے)

نحو: اس میں عامل لا یحزنھم ہے۔ نمبر۲۔ اس میں عامل و تتلقاھم ہے۔

قراءت: تُطْوَى السَّمَآءُ یزید نے پڑھا ہے۔ طی السماء سے مراد اس کے ستاروں کا مٹنا اور بے نور ہونا۔ نمبر۲۔ یہ نشر کی ضد ہے جس کا معنی پھیلانا ہے یعنی اس کے ستاروں کو جمع کر دیں گے اور لپیٹ لیں گے۔ یہ ساری بساط لپیٹ لی جائے گی۔ كَطَيِّ السِّجِلِّ (جیسے صحیفہ کو لپیٹتے ہیں) لِلْكُتُبِ (لکھنے کیلئے) حمزہ، علی، حفص نے اسی طرح پڑھا ہے۔ ای للمکتوبات (یعنی اس میں معانی کثیرہ وغیرہ لکھے جائیں)۔ یعنی معنی یہ ہے مکتوبات کیلئے جیسے کاغذ لپیٹا جاتا ہے۔ نمبر۲۔ للکتاب۔ ای کما یطوی الطو مار الکتابۃ (جس طرح کاغذوں کو لکھنے کیلئے لپیٹتے ہیں)۔ نمبر۳۔ للکتب اس کے لئے جو اس میں لکھا جائے۔ کیونکہ کتاب کا اصل مصدر ہے۔ جیسا کہ البناء پھر اس کا اطلاق مکتوب پر آنے لگا۔

## دوسرا قول :

السجل یہ ایک فرشتہ ہے جو بنی آدم کے صحیفے لپیٹتا ہے جبکہ وہ اس کی طرف اٹھا کر لائے جائیں اس کے حوالہ کئے جائیں۔
تیسرا قول یہ رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا۔ اس صورت میں الکتاب وہ کاغذ جس میں لکھا جائے الطی کی اضافت فاعل کی طرف کی گئی



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔اور پہلی صورتوں میں اضافت مفعول کی طرف ہے۔ كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ (جیسا ہم نے شروع میں ابتداء تخلیق کی تھی) اسی طرح آسانی سے ہم اس کو دوبارہ پیدا کریں گے۔

نحو: کما کا کاف فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے۔جس کی تفسیر نعیدہ کررہا ہے۔اور ما موصولہ ہے۔ای نعید مثل الذی بدأ ناہ نعیدہ اور اوّل یہ بدانا کا ظرف ہے ای اول ماخلق اول جو پیدا کیا۔نمبر۲۔اس ضمیر موصول سے حال ہے جو لفظوں میں ساقط ہے۔اور معنی میں ثابت ہے۔

اول خلق سے اس کی ایجاد مراد ہے۔ای کما اوجدہ اوّلا یعیدہ ثانیا۔ کہ جس طرح اول مرتبہ اس کو وجود دیا دوسری مرتبہ اسی طرح اعادہ کرے گا۔اس میں اعادہ کو ابداء سے تشبیہ دے کر سمجھایا کہ دونوں پر قدرت تو یکساں ہے پھر ایک کا اقرار دوسرے کا انکار چہ معنی دارد۔

خلق میں تنکیر اسی طرح ہے جیسا کہتے ہیں ھو اول رجل جاءَ نِیْ اس سے مراد اول الرجال ہوتی ہے لیکن واحد اور نکرہ لاکر ایک ایک آدمی کی تفصیل کا تم نے ارادہ کیا ہے پس اسی طرح یہاں معنی ہوگا۔اول خلق بمعنی اول الخلق یعنی اول الخلائق تخلیق میں سب سے پہلا۔خلق مصدر ہے۔اس کی جمع نہیں آتی۔

وعدا : یہ مصدر موکد ہے کیونکہ نعیدہ میں اعادہ کا وعدہ ہے۔ عَلَيْنَا (ہمارے ذمہ ہے) یعنی ایسا وعدہ جو بہر صورت میں ہوکر رہے گا۔اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ (بیشک ہم ہی کرنے والے ہیں) یہ سب یعنی اس وعدے کو سچ کردکھائیں گے تم اس کی تیاری کرو اور صالح اعمال کو آگے بھیجو تاکہ ان خوفناک مقامات سے اپنے کو چھوڑ وا سکو۔

## جنت ایمان والوں کو:

۱۰۵: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ (تحقیق ہم نے زبور میں لکھ دیا)۔زبور داؤد علیہ السلام کی کتاب کا نام ہے۔مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ (ذکر کے بعد۔) ذکر سے یہاں تورات مراد ہے۔اَنَّ الْاَرْضَ (کہ زمین) اس سے مراد سرزمین شام ہے۔يَرِثُهَا عِبَادِيَ (اس کے وارث میرے بندے ہونگے۔)

قراءت: یاء کے سکون سے حمزہ نے پڑھا۔دیگر قراء نے یاء کے فتحہ سے پڑھا ہے۔الصّٰلِحُوْنَ (نیک) مراد امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام۔دوسرا قول الزبور کا معنی مزبور یعنی مکتوب لکھا ہوا۔انبیاء ﷺ پر اتاری جانے والی تمام کتب مراد ہیں۔الذکر سے ام الکتاب یعنی لوح محفوظ مراد ہے۔کیونکہ تمام کتب اسی سے لی گئی ہیں۔اس کی دلیل حمزہ،خلف کی قراءت الزُّبور زاء کے ضمہ سے ہے۔اس صورت میں الزبور کی جمع بمعنی مزبور ہے۔الارض سے ارضِ جنت مراد ہے۔

۱۰۶: اِنَّ فِيْ هٰذَا (بیشک اس میں) قرآن میں نمبر۲۔اس سورت میں جو اخبار،وعدے اور وعیدیں اور مواعظ مذکور ہوئیں ان تمام میں۔لَبَلٰغًا (البتہ پوری بات ہے) کفایت ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ بلاغ وہ ہے جس سے حاجت وضرورت پوری ہو جائے۔لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ (عبادت گزار قوم کیلئے) توحید پرست اور وہ امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾ فَاِنْ

آپ فرما دیجئے کہ میری طرف یہی وحی کی گئی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سو کیا تم بات ماننے والے ہو' سو اگر

تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾

وہ روگردانی کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں تمہیں خوب صاف طریقہ پر اطلاع دے چکا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ جس کا تم سے وعدہ ہوا ہے وہ قریب ہے یا دور ہے'

اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ

بلاشبہ بات ہے کہ اللہ زور کی کہی ہوئی بات کو جانتا ہے' اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اسے بھی جانتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ شاید وہ تمہارے لئے امتحان ہو

لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١١١﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ

اور ایک وقت تک فائدہ پہنچانا ہو' رسول نے کہا کہ اے میرے رب حق کے ساتھ فیصلہ فرما دیجئے اور ہمارا رب رحمٰن ہے جس سے ان باتوں کے مقابلہ میں مدد مانگی جاتی

عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾

ہے جو تم بیان کرتے ہو۔

## رسولِ رحمت:

١٠٧: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً (اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر) قول علیہ السلام انما انا رحمة مهداة (ابن سعد۔ کنز العمال) میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرستادہ رحمت ہوں۔ لِّلْعٰلَمِيْنَ (جہان والوں کیلئے) کیونکہ آپ اس چیز کو لیکر آئے ہیں اگر وہ اسکی اتباع کرلیں تو وہ سعادت مند ہو جائیں اور جس نے نہ مانا اس نے گویا اپنے آپ کو ضائع کر دیا اور اپنا رحمت والا حصہ رکھ دیا۔ دوسرا قول یہ ہے آپ ایمان والوں کیلئے دونوں جہان میں رحمت ہیں۔ اور کافروں کیلئے دنیا میں رحمت ہیں۔ کیونکہ آپ کی وجہ سے عذاب استیصال مؤخر ہے۔ اسی طرح مسخ اور خسف سے بچے ہوئے ہیں۔ ورحمة یہ مفعول لہ ہے یا حال ہے ای ذا رحمة۔

١٠٨: قُلْ اِنَّمَا (کہہ دیں بیشک) انما حکم کو ایک چیز میں بند کرنے کیلئے آتا ہے۔ نمبر٢۔ کسی چیز کو ایک میں بند کرنے کیلئے آتا ہے۔ جیسے انما زید قائم اور انما یقول زیدٌ۔ يُوْحٰۤى اِلَيَّ (میری طرف وحی کی جاتی ہے) یوحیٰ کا فاعل اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ہے اور تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ یوحیٰ الی وحدانیة الٰھی میرے معبود کی وحدانیت میری طرف وحی کی گئی ہے اور یہ بھی درست ہے کہ معنی اس طرح ہو۔ ان الذین یوحی الی۔ بیشک وہ جو میری طرف وحی کی گئی۔ اس صورت میں ما موصولہ ہے۔

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (پس کیا تم اطاعت کرنے والے ہو) یہ استفہام بمعنی امر ہے۔ ای اسلموا تم مسلمان ہو جاؤ۔

١٠٩: فَاِنْ تَوَلَّوْا (اگر وہ منہ موڑ لیں) اسلام سے فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ (پس کہہ دیں کہ میں تمہیں صاف کہہ چکا) میں نے تمہیں جس بات کا حکم دیا وہ اچھی طرح بتلا دی۔ عَلٰى سَوَآءٍ (برابر اور ٹھیک طور پر) یہ حال ہے یعنی تم سب اعلان و اعلام میں برابر ہو ایک کی

دوسرے سے تخصیص نہیں ہے اور نہ ہی میں نے کی۔
دلیل: اس میں دلیل ہے کہ باطنیہ کا مذہب باطل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص ساتھیوں کو احکام شرع پوشیدہ سکھاتے اور دیواروں کو بھی کان ہوتے ہیں یا یہ کہ ہم اور تم اسی معاملہ میں برابر ہیں جو کچھ مجھے علم ملا اس سے واقف کر دیا کچھ چھپا کر نہیں رکھا۔
وَاِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ (اور مجھے معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا دور) یعنی مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کب آئے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر مطلع نہیں کیا۔لیکن میں جانتا ہوں کہ بہر صورت قیامت واقع ہوگی نمبر۲۔ مجھے معلوم نہیں کہ تم پر عذاب کب اترے گا۔اگر تم ایمان نہ لائے۔
۱۱۰: اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ کو تمہاری پکار کر کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو بات تم دل میں چھپا کر رکھتے ہو۔اس کا بھی علم ہے) یعنی وہ ذات ہر چیز کا علم رکھنے والی ہے وہ اس کو بھی جانتا ہے۔جو تم ظاہر کر کے اسلام پر طعنہ زنی کرتے ہو اور جس کو تم کینہ کی صورت میں اپنے دلوں میں چھپاتے ہو۔وہ اس پر خود تم سے بدلہ لینے والا ہے۔
۱۱۱: وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ (اور میں نہیں جانتا کہ شاید وہ تاخیرِ عذاب تمہارے حق میں امتحان و آزمائش ہو) اور مجھے معلوم نہیں کہ شاید تم سے دنیا میں عذاب کی تاخیر میں تمہارے لئے امتحان ہوتا کہ وہ تمہارے اعمال کو دیکھے۔
وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (اور تمہارے لئے ایک وقت تک فائدہ اٹھانا ہو) اور مدت تک فائدہ حاصل کرنا ہو۔تاکہ وہ تمہارے خلاف حجت و دلیل بن جائے۔

## طلبِ فیصلہ:

۱۱۲: قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ (کہا رسول نے اے میرے رب تو حق کا فیصلہ فرما دے) ہمارے اور اہل مکہ کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ فرما دے۔نمبر۲۔جس کے وہ حقدار ہیں اس عذاب کو اتار کر فیصلہ فرما دے ان سے نرمی نہ فرما، ان پر سختی فرما۔جیسا کہ آپ نے دعا میں فرمایا۔اللهم اشدد وطأتك على مضر۔(رواہ البخاری،مسلم) اے اللہ قریش پر اپنے بندھن کو سخت کر دے۔
قراءت: حفص نے قال رب پڑھا۔قول رسول ﷺ کی حکایت کے طور پر اور یزید نے رب احکم پڑھا ہے۔اور زید نے یعقوب سے ربی اَحْكُمُ پڑھا ہے۔
وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ (اور ہمارا رب رحمان ہے۔) وہ اپنی مخلوق پر مہربانی فرمانے والا ہے۔الْمُسْتَعَانُ (وہ مددگار ہے) اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (اس پر جو تم بیان کرتے ہو) یعنی تمہاری جھوٹے غلط بیان کے برخلاف کہ کافروں کو فتح ہوگی۔
قراءت: ابن ذکوان نے یاء سے پڑھا ہے۔وہ حالات کو اس کے برخلاف بیان کرتے جس پر وہ چل رہے تھے۔ان کی طمع و تمنا یہ تھی کہ شوکت و غلبہ ان کو حاصل ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے ان کے گمانوں کی تردید فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تمام امیدوں پر پانی پھیر دیں گے اور اپنے رسول ﷺ کی مدد فرمائیں گے اور ایمان والوں کی نصرت و امداد کی جائے گی اور کافر ذلیل و رسوا ہونگے اور وہ اس کے خلاف مدد دینے پر قدرت رکھتا ہے جو کفار بیان کرتے ہیں۔

الحمد للہ ۲۹ انتیسویں شب رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ جمعرات اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے سورۂ انبیاء کا ترجمہ مکمل کرنے کی توفیق دی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَعَشْرُ رُكُوعَات

سورۂ حج مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھتر ۷۸ آیات اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھو گے

تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا

ہر دودھ پلانے والی اسے بھول جائے گی جسے دودھ پلایا اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی'

وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② وَ

اور اے مخاطب تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ نشہ کی حالت میں ہیں حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے' لیکن اللہ کا عذاب سخت چیز ہے'

مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو بغیر علم کے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کا اتباع کرتے ہیں

كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ④

جس کے بارے میں یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ جو بھی کوئی شخص اس سے دوستی کرے گا تو وہ اسے گمراہ کردے گا اور اسے دہکتی ہوئی آگ کے راستہ پر ڈال دے گا۔

۱: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (اے لوگو اپنے رب سے ڈرو! بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی ہولناک چیز ہے)۔

## قیامت کی ہولناکی:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ (اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو!) اس میں اولادِ آدم کو تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر قیامت کا تذکرہ کر کے اس کے لازم ہونے کا سبب بیان کیا۔ اور ہولناک انداز سے اس کا تعارف کرایا پھر فرمایا اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ تا کہ وہ اس حالت کا معائنہ کریں اور اپنی عقلوں سے اس کو تصور میں لائیں تا کہ اپنی بقاء ودوام کے پیش نظر ان نفوس پر رحم کھائیں اور تقویٰ کا لباس پہن کر اس دن کی سختی سے بچ جائیں کیونکہ تقویٰ ہی ایسی چیز ہے جو اس دن کی سختی سے ان کو بچا سکتی



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔

الزلزلة زور سے ہلنا اور جھنجوڑنا۔ زلزلہ کو الساعۃ کی طرف مضاف کیا۔ یہ اضافة المصدر الی الفاعل کی قسم ہے گویا قیامت ہی نے زمین کو ہلایا ہے۔ اس کو مجاز حکمی کہا جاتا ہے۔ نمبر۲۔ یہ اضافۃ المصدر الی الظرف کی قسم ہے کیونکہ وہ زلزلۃ قیامت میں پیش آئے گا جیسا کہ اس ارشاد میں ہے۔ بل مکر اللیل والنھار [سبا:۳۳] اور اس کا وقت قیامت کے دن ہوگا۔ نمبر۲۔ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس آیت میں معتزلہ کیلئے کوئی دلیل نہیں کہ معدوم چیز کو شئی کہہ دیا یہ اس کا نام ہے جس کا وجود خالی ہے۔

۲: يَوْمَ تَرَوْنَهَا (جس روز تم اس کو دیکھو گے) ھا کی ضمیر زلزلہ کی طرف راجع ہے۔ نمبر۲۔ قیامت کی طرف راجع ہے۔ یوم ترونھا یہ تذھل کی وجہ سے منصوب ہے۔ تَذْهَلُ غافل ہونا۔ الذھول غفلت کو کہتے ہیں۔ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ (اور ہر دودھ پلانے والی عورت اس بچے سے غافل ہو جائے گی جس کو دودھ پلا رہی ہوگی) اس کے دودھ پلانے سے نمبر۲۔ اس بچے سے جس کو وہ دودھ پلاتی ہے۔

## ایک قول:

یہ ہے یہاں مرضعہ اس لئے کہا تا کہ یہ دلالت ہو کہ جب یہ خوف طاری ہوگا اور اس وقت بچے نے پستان منہ میں بھی ڈالا ہوا ہو تب بھی وہ پستان اس کے منہ سے کھینچ لے گی۔ اس دہشت کی وجہ سے جو اس پر طاری ہوئی کیونکہ مرضعہ وہی کہلاتی ہے جس کا پستان بچہ منہ میں ڈالنے والا ہو۔ المرضعؔ وہ عورت جو دودھ پلانے کے لائق ہو۔ اگرچہ اسوقت وہ دودھ نہ پلانے والی ہو۔

وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا (اور ہر حاملہ اپنا حمل ساقط کر دے گی۔) ذات حمل اس سے مراد حاملہ ہے۔ حملھا تکمیل سے پہلے لڑکا۔

قول حسن رحمہ اللہ دودھ پلانے والی اپنے بیٹے سے بلا دودھ چھڑائے غافل ہو جائے گی۔ وَتَرَى النَّاسَ (اور تم لوگوں کو دیکھو گے) اے دیکھنے والے سُكٰرٰى (نشہ میں) بطور مشابہت فرمایا جبکہ وہ تجلیات عظمت وسلطنت جبروت اور کبریائی کے نظارے دیکھیں گے یہاں تک کہ ہر نبی نفسی نفسی پکاریں گے۔

وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى (حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہونگے) حقیقت میں وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ (لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔) پس اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف نے ہی ان کی عقلوں کو اڑا دیا ہے۔ اور ان کو ایسے شخص کی حالت کی طرف لوٹا دیا ہے جس کی عقل نشہ سے جاتی رہی ہو۔

قول حسن رحمۃ اللہ علیہ اور تم لوگوں کو خوف کی وجہ سے نشہ میں دیکھو گے حالانکہ ان کا یہ نشہ شراب سے نہ ہوگا۔ قراءت: حمزہ و علی نے دونوں میں سکرٰی۔ امالہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ یہ عطشٰی کی طرح ہے عطشان میں۔

شانِ نزول: روایت میں ہے کہ یہ دو روایات غزوۂ مصطلق بنو مصطلق کی رات کو اتریں۔ آپ ﷺ نے ان کو پڑھ کر سنایا اس رات سے بڑھ کر لوگوں کو روتا ہوا نہیں پایا۔ (الثعلبی کذا قال الحافظ)



BestUrduBooks.wordpress.com

## بنو مصطلق :

۳: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ (اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جھگڑتے ہیں) فی اللہ کا مطلب اللہ تعالیٰ کے دین میں جھگڑنا ہے۔ بِغَيْرِ عِلْمٍ (بغیر علم کے)

نحو : یہ حال ہے۔

یہ نضر بن حارث کے متعلق اتری۔ وہ بڑا جھگڑالو تھا۔ وہ کہتا ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور قرآن مجید پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بوسیدہ ہڈیاں زندہ کرنے کی قدرت نہیں۔ نمبر۲۔ یہ آیت عام ہے ہر خواہش پرست جو دین کا مخالف ہو وہ مراد ہے۔ وَّيَتَّبِعُ (اور وہ پیروی کرتا ہے) كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ (ہر سرکش شیطان کی) عاد ہر ایسا سرکش جو شر میں دوام و استمرار اختیار کرنے والا ہو۔ مَرِيْد پر وقف نہیں پڑھا جا سکتا کیونکہ مابعد اس کی صفت ہے۔

## شیطان کے متعلق فیصلہ:

۴: كُتِبَ عَلَيْهِ (اللہ تعالیٰ نے شیطان کے متعلق لکھ دیا ہے) یعنی شیطان کے متعلق فیصلہ ہو چکا۔ اَنَّهٗ (معاملہ و شان یہ ہے۔) یہ كُتِبَ کا نائب فاعل ہے۔ مَنْ تَوَلَّاهُ (کہ جس نے اس سے دوستی اختیار کی) شیطان کی پیروی کی فَاَنَّهٗ (پس وہ اس کو) بیشک شیطان يُضِلُّهٗ (ضرور بھٹکا دے گا) سیدھے راستہ سے وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ (اور اس کی راہنمائی دوزخ کے عذاب کی طرف کرے گا) عذاب سعیر یعنی آگ۔ قول زجاج فَاَنَّهٗ کی فاء عاطفہ ہے اور اَنَّ کو تاکید کیلئے دوبارہ لایا گیا ہے۔ مگر ابوعلی نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا اگر مَنْ شرط کیلئے ہے تو فاء اس کی جزاء کیلئے آئی ہے اور اگر مَنْ کو الّذی کے معنی میں مانا جائے تو پھر فاء مبتدا کی خبر پر داخل ہوئی ہے اور تقدیر عبارت اس طرح ہے فَالْاَمْرُ اَنَّهٗ يُضِلُّهٗ اور عطف اور تاکید پہلے کی تکمیل کے بعد آتے ہیں۔ مطلب یہ ہے شیطان کے متعلق لکھ دیا ہے اسی آدمی کا گمراہ کرنا جو اس سے دوستی اختیار کرے اور آگ کی طرف اس کی راہنمائی کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

اے لوگو! اگر تم اٹھائے جانے کی طرف سے شک میں ہو تو بلاشبہ ہم نے مٹی سے پھر

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ

نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی بنی ہوئی صورت سے اور جو صورت ابھی نہ بنی ہو اس سے تمہیں پیدا کیا تاکہ ہم تمہیں

لَكُمْ ۗ وَنُقِرُّ فِى الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ

بتائیں' اور ہم اپنی مشیت کے موافق مقررہ مدت تک رحموں میں ٹھہراتے ہیں پھر تمہیں اس حال میں نکالتے ہیں کہ تم بچہ کی صورت میں ہوتے ہو' پھر

لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

تاکہ تم اپنی قوتوں کو پہنچ جاؤ' اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو اٹھا لئے جاتے ہیں اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو نکمی عمر کو پہنچ جاتے ہیں

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا

تاکہ علم کے بعد کچھ بھی نہ جانیں' اور اے مخاطب تو زمین کو بھی سوکھی پڑی ہوئی دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی

عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝5 ذٰلِكَ

اتارتے ہیں تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور وہ بڑھ جاتی ہے اور ہر طرح کے خوشنما جوڑے اگا دیتی ہے یہ

بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝6 وَّاَنَّ

اس وجہ سے کہ اللہ حق ہے اور وہ مردوں کو زندہ فرماتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ

السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ۝7

قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں' اور بلا شبہ اللہ ان کو اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔

## منکرین بعث کے خلاف دلیل:

۵: پھر منکرین بعث پر حجت لازم کرتے ہوئے فرمایا۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ (اے لوگو! اگر تم کو دوبارہ اٹھائے جانے کا شک ہے) یعنی اگر بعث بعد الموت کے متعلق تمہیں شک ہے تو تمہارے شک کا ازالہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ تم اپنی ابتدائی خلقت پر نگاہ ڈالو۔ کہ ابتداء میں تم مٹی اور پانی تھے اور تمہارے بعث کے انکار کا سبب بھی یہی انسانی وجود کا مٹی اور پانی



BestUrduBooks.wordpress.com

بن جاتا ہے۔ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ (پس بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا) یعنی تمہارے آباء و اجداد کو مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ (مٹی سے پھر) پیدا کیے گئے مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ (ایک بوند سے پھر خون کے جمے ہوئے لوتھڑے سے) جمے ہوئے خون کے ٹکڑے سے۔ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ (پھر بوٹی سے) چھوٹے گوشت کے ٹکڑے سے جو ایک دفعہ چبایا جا سکے۔ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ (مکمل و نامکمل) المخلوقة درست و ملائم جو نقص و عیب سے پاک ہو۔ گویا اللہ تعالیٰ مضغہ مختلف پیدا فرماتے ہیں۔ بعض مضغات ان میں کامل الخلقت اور عیوب سے مبرا ہوتے ہیں اور بعض ان میں سے اس کے برعکس ہوتے ہیں یہ فرق ہی انسانوں کی خلقت و بناوٹ، شکل و صورت، طول و قصر، تکمیل و نقص کا باعث ہے۔ بلاشبہ ہم نے تمہیں ایک حالت سے دوسری حالت اور ایک خلقت سے دوسری میں منتقل کیا۔ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ (تاکہ ہم تمہارے سامنے واضح کر دیں) اس تدریج میں ہماری کمالِ قدرت اور کاملِ حکمت ہے۔ بیشک وہ ہستی جو انسانوں کو مٹی سے ابتدائی مرحلے میں پھر نطفہ سے دوسرے مرحلہ میں بناتی ہے حالانکہ پانی اور مٹی اور انسان میں کوئی مناسبت نہیں وہ اس بات پر قادر ہے کہ نطفہ کو علقہ اور علقہ کو مضغہ اور مضغہ کو ہڈیاں بنا دے۔ وہ اس بات پر قادر ہے کہ جس طرح پہلی مرتبہ بنایا اسی طرح اعادہ کر دے۔ وَنُقِرُّ (اور ہم ٹھہراتے ہیں)

قرات، نحو: مفضل کے علاوہ تمام نے رفع سے پڑھا ہے۔ یہ وقف کے بعد جملہ مستانفہ ہے ای نحن نثبت فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ (ارحام میں جس طرح ہم چاہتے ہیں) اس کا ثبوت اور ٹھہراؤ کرتے ہیں اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (ایک وقت مقررہ تک) ولادت کے وقت تک اور جس کو ٹھہرانا نہیں چاہتے اس کو رحم سے گرا دیتے ہیں۔ ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ (پھر تمہیں نکالتے ہیں) ارحام سے طِفْلًا (بچہ بنا کر)

نحو: یہ حال ہے اور اس سے مراد جنس ہے اسی لئے یہ جمع نہیں لایا گیا۔ نمبر۲۔ اس سے مراد یہ بھی لی جائے کہ ہم تم میں سے ہر ایک کو نکالتے ہیں طفل کی حالت میں۔ ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا (پھر تاکہ تم پہنچ جاؤ) پھر ہم تمہاری تربیت کرتے ہیں تاکہ تم پہنچ جاؤ۔ اَشُدَّكُمْ (اپنی جوانی کو) کمالِ عقل اور کمالِ قوت کو۔ قول مفسر: یہ جمع کے ان الفاظ میں سے ہے جن کا واحد مستعمل نہیں ہے۔

قول دیگر اشد، جمع شدت کی ہے جس طرح انعم جمع نعمت ہے فافہم وتدبر مترجم۔ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى (اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو وفات پا جاتے ہیں) بھرپور جوانی کے وقت یا اس سے قبل ہی یا اس کے بعد وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ (اور بعض تم میں سے بالکل ناکارہ عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں) ارذل کا معنی اخس ہے یعنی انتہائی پیری اور سن خرافت لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا (تاکہ وہ جان چکنے کے بعد پھر بالکل نادان ہو جاتا ہے) یعنی وہ نادان ہو جائے اس کے بعد کہ وہ اس کو جانتا تھا یا تاکہ وہ علمی استفادہ نہ کر سکے اور جو پہلے جانتا تھا اس کو بھی بھول جائے پھر بعث کی ایک اور دلیل پیش کی اور فرمایا وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً (اور تو دیکھتا ہے زمین خشک پڑی ہے) مردہ، خشک۔ فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ (پھر ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ اُبھرتی اور پھولتی ہے) اِهْتَزَّتْ کا معنی نبات سے حرکت میں آتی ہے۔ وَرَبَتْ (اور بڑھتی ہے) پھولتی ہے۔

قراءت: یزید نے پورے قرآن میں ربت کو ربات پڑھا ہے اور اس کا معنی بلند ہونا۔

وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ (اور وہ اگاتی ہے ہر قسم کی نباتات) زوج صنف کے معنی میں ہے۔ بَهِيْجٍ (خوشنما) خوبصورت



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۸

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کسی ایسی کتاب کے جو روشنی دکھانے والی ہو اللہ کی ذات کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں'

ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ

یہ ایسا شخص ہے جو گردن کو موڑ کر چلا جاتا ہے تاکہ اللہ کے راستہ سے ہٹا کر لوگوں کو گمراہ کرے' اس کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور ہم اسے قیامت کے دن جلنے کا

الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۹ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۱۰ ع ۸

عذاب چکھائیں گے' یہ اس وجہ سے ہے جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا' اور بلاشبہ بات یہ ہے کہ اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

جس کو دیکھ کر دیکھنے والا خوش ہو۔

۶: ذٰلِكَ بِحَقٍّ : یہ مبتدا ہے اس کی خبر بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ ہے (یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے) یہ تخلیق بنی آدم کا جو تذکرہ ہوا اور اسی طرح زمین کی آبادی اور اس سے حاصل ہونے والی قسما قسم کی حکمتیں ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہیں یعنی انہی کا وجود حقیقی اور قائم رہنے والا ہے۔ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى (اور وہی مردوں کو زندہ کریں گے) جیسا کہ بنجر زمین کو آباد کر دیا۔ وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اور وہی ہر چیز پر قادر ہے) قدرت والا ہے۔

۷: وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (اور یقیناً قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں (گونا گوں تغیرات قیامت کا پیش خیمہ ہیں) اور یہ بات قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو زندہ کر کے اٹھائے گا) یعنی وہ حکمت والا ہے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ اس نے قیامت و بعث کا وعدہ کیا ہے پس ضروری ہے کہ جو وعدہ اس نے کیا اس کو پورا کرے۔

## بعض مجادلین:

۸: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ (اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جھگڑا کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق ایسی صفات اس کی طرف منسوب کرتے ہیں جو اس کے مناسب نہیں۔ یہ ابو جہل کے متعلق اتری۔

۸۔ بِغَيْرِ عِلْمٍ (بغیر علم کے) علم سے بدیہی جو معرفت الٰہی تک پہنچائے۔ وَّلَا هُدًى (بغیر ہدایت وراہنمائی) اس سے استدلالی علم مراد ہے کیونکہ یہ معرفت کی طرف لے جانے والا ہے۔ وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ (اور بغیر روشن کتاب کے) اس سے مراد وحی ہے انسانی علوم انہی تین طریقوں پر حاصل ہوتا ہے۔

۹: ثَانِيَ عِطْفِهٖ (وہ اپنے پہلو کو موڑنے والا ہے) یہ حال ہے یعنی وہ اپنی گردن کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے تکبر و بڑھائی کی وجہ سے موڑنے والا ہے۔

قراءت: حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ثانی عطفہ عین کے فتح سے پڑھا جائے گا۔ ای مانع تعطفه إلى غيره یعنی جو اس کو غیر کی طرف موڑنے والا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۟اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی عبادت اس طرح کرتے ہیں جیسے کوئی شخص کنارہ پر ہو پھر اگر اس کو کوئی بھلائی پہنچ گئی تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو گیا

وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ۫ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

اور اگر کچھ آزمائش آ گئی تو اپنے چہرہ کے بل پلٹ گیا وہ دنیا اور آخرت کے اعتبار سے تباہ ہو گیا۔ یہ

الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ ۱۱ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ

کھلی ہوئی تباہی ہے یہ شخص اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتا ہے جو اسے نہ ضرر دے اور نہ نفع دے۔

ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ ۱۲ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ

یہ دور والی گمراہی ہے وہ اسے پکارتا ہے جس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے واقعی

الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ ۱۳

وہ برا دوست ہے اور برا رفیق ہے۔

لِيُضِلَّ (تا کہ وہ گمراہ کرے) یہ مجادلہ کی علت ہے۔

قراءت: مکی اور ابو عمرو نے لِیَضِلَّ پڑھا ہے۔

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی راہ سے) اس کے دین سے لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ (ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے) یوم بدر میں قتل ہونا۔ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ (اور ہم اس کو قیامت کے دن جلنے کا عذاب چکھائیں گے) ان کے لئے دونوں جہانوں یعنی دنیا و آخرت کا عذاب جمع کر دیں گے۔

۱۰: ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ (یہ تیرے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے) دونوں جہان میں عذاب کا باعث وہی کفر و تکذیب ہے جس کو وہ آگے کما کر روانہ کر چکا اور الید سے اس کی تعبیر اس لئے فرمائی کیونکہ ہاتھ ہی آلہ الکسب ہے۔ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (اور بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بالکل ظلم کرنے والے نہیں) بغیر گناہ کسی کو نہ پکڑیں گے اور کسی کے گناہ کے بدلے دوسرے کو نہ پکڑیں گے۔ اس کا عطف بما پر ہے۔ ای وبانّ اللّٰہ۔

الظلامؔ مبالغہ کا صیغہ لایا گیا کیونکہ اس کے ساتھ ملکر جمع کا لفظ عبید آ رہا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کی طرف سے قلیل ظلم بھی گناہ کی قباحت اور استغناء کے حاصل ہونے کے باوجود ہماری طرف کے ہونے والے ظلم کے مقابلے میں کثیر ہے۔

## دین میں مضطرب لوگ:

۱۱: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ (اور بعض آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرتے ہیں جیسے وہ کنارے پر



BestUrduBooks.wordpress.com

کھڑے ہیں) دین کے ایک کنارے پر نہ اس کے درمیان اور مرکز میں۔ یہ درحقیقت ایک مثال ہے کہ وہ اپنے دین کے متعلق قلق واضطراب کا شکار ہیں۔سکون واطمینان میسر نہیں۔

نحو : یہ حال ہے ای مضطربًا۔ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ (اگر ان کو کوئی بھلائی پہنچ گئی) جسمانی صحت اور معیشت میں وسعت اِطْمَاَنَّ (تواس نے قرار پالیا) قرار پکڑا اور پرسکون ہوا۔بِهٖ (اس پر) اس بھلائی پر جو اس کو میسر ہوئی یا اس دین پر پس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا۔وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ (اور اگر اس کو کوئی آزمائش مصیبت آگئی) برائی اور جسمانی تکلیف، بدحالی اِنْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ (تو منہ اٹھا کر کفر کی طرف چل دیتا ہے) اس کی جانب یعنی مرتد ہو کر کفر کی طرف لوٹ جاتا ہے جس طرح وہ شخص جو لشکر کے ایک جانب پڑا ہوا گر لشکر کامیابی وغنیمت حاصل کرے تو مطمئن اور ثابت قدم رہتا ہے ورنہ فرار اختیار کر کے اپنی راہ لیتا ہے۔

قول مفسرین رحمہم اللہ یہ بعض بدوؤں کے متعلق اتری جو مدینہ میں مہاجر بن کر آئے۔ان میں سے ایک کا جب بدن صحیح ہوتا اور اس کی گھوڑی شاندار بچھیرا جنتی اور اپنے گھر میں بھی بیٹا پیدا ہوتا اور مال وحیوانات میں اضافہ ہوتا تو کہتا میں نے تو اس دین میں برکت ہی برکت پائی ہے اور مطمئن ہوتا اور اگر معاملہ اس کے الٹ ہوتا تو دین سے منہ پھیر لیتا۔خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ (وہ دنیا وآخرت کھو بیٹھا) یہ حال ہے اور قد مقدرہ ہے اس کی دلیل روح اور زید کی قراءت ہے۔

خاسر الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ خسرٓ ان فی الدنیا سے قتل وغیرہ مراد ہے۔اور آخرت کا خسارہ خلود فی النار ہے۔ذٰلِكَ (یہ) دونوں جہان کا خسارہ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ (وہ کھلا ہوا خسارہ ہے) ایسا ظاہر جو کسی پر مخفی نہ رہے گا۔

۱۲:یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے کی عبادت کرتا ہے) مراد بت۔وہ ارتداد کے بعد اس طرح کرتا ہے۔مَالَا یَضُرُّهٗ (جو اس کو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے) اگر وہ اس کی عبادت نہ کرے۔وَمَالَا یَنْفَعُهٗ (اور جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے) اگر اس کی عبادت بھی کرے۔ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ (یہ پرلے درجے کی گمراہی ہے) جو درستگی سے دور ہے۔

## کافر جماد کا عابد:

۱۳:یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ (وہ پکارتا ہے اس کو جس کی عبادت کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ قریب الوقوع ہے)

اشکال: اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں اصنام سے نفع وضرر کی نفی فرمائی اور اس آیت میں دونوں چیزیں ثابت کیں؟

حل: اگر معنی صحیح طور پر سمجھ لیا جائے تو یہ وہم خود دور ہو جاتا ہے۔وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کی حماقت یہ بیان کی کہ وہ ایک جماد کی عبادت کرتا ہے جو ذرا بھر نفع ونقصان کا مالک نہیں۔حالانکہ کافر کا اعتقاد اس کے متعلق یہ ہے کہ وہ اس کا سفارشی بنے گا۔پھر فرمایا قیامت کے دن یہ کافر بڑے زوردار انداز سے کہہ اٹھے گا جبکہ وہ بتوں کا نقصان ملاحظہ کرے گا۔مگر شفاعت کا ذرا بھر اثر نہ دیکھے گا۔جس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے کہ یہ بہت برا مددگار ساتھی ہے۔لَبِئْسَ الْمَوْلٰی (ایسا کارساز بھی بہت برا) مددگار وَلَبِئْسَ الْعَشِیْرُ (اور بہت برا رفیق ہے۔)

یدعوٓ کا لفظ بار بار لایا گیا ہے گویا اسطرح فرمایا یدعو، یدعو من دون الله ما لا یضره وما لا ینفعه پھر فرمایا لمن



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اللہ انہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں

الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ⑭ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي

گی بلاشبہ اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے' جو شخص یہ خیال کرتا ہو کہ اللہ دنیا میں اور آخرت میں اپنے رسول ﷺ کی مدد

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ

نہ کرے گا تو اسے چاہئے کہ آسمان تک ایک رسی تان لے پھر کاٹ دے پھر دیکھ لے آیا اس کی تدبیر اس کے

كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ⑮ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ⑯

غیظ کی چیز کو ختم کر سکتی ہے اور ہم نے اسی طرح کھلی ہوئی آیات نازل کیں اور بلاشبہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

ضرہ اس کے معبود ہونے سے نفع کی نسبت قریب تر ہے۔ جب کہ وہ سفارشی ہو۔

۱۴: اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے جنت کے ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ بیشک اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے) یہ وعدہ ان لوگوں کیلئے ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہر حال میں کرنے والے ہوں ان کی طرح نہ ہوں جو ایک کنارے پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں۔

### کفار کا غصہ بے فائدہ ہے:

۱۵: مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (جو شخص یہ گمان کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کی مدد دنیا و آخرت میں ہرگز نہ کریں گے) مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے رسول کا مددگار ہے آپ کے دشمنوں میں سے جو اس کے خلاف گمان رکھتا ہے۔ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ (پس اس کو چاہئے کہ وہ ایک رسّی تان لے) سبب کا معنی رسّی۔ اِلَى السَّمَاۗءِ (آسمان تک) گھر کی بلندی۔ ثُمَّ لْيَقْطَعْ (پھر وہ وحی کا سلسلہ کاٹ دے) پھر وہ چاہئے کہ گلا گھونٹ لے۔ یہاں گلا گھونٹنے کو قطعاً فرمایا ہے کیونکہ گلا گھونٹنے والا اپنی سانس کے راستوں کو روک کر سانس کو کاٹ دیتا ہے۔

قراءت: بصری و شامی نے لام کے کسرہ سے پڑھا ہے۔

فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ (پھر غور کرے کہ کیا اس کی تدبیر اس کی ناگواری کی چیز کو) ما الذی کے معنی میں ہے ای الذی یغیظہٗ جو اس کے غصہ دلاتی ہے یا مصدریہ ہے اب مایغیظ سے غصہ کرنا مراد اس طرح ہوگا کہ اس کو یہ تصور دل میں لانا چاہئے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو کیا اس سے اللہ تعالیٰ کی نصرت ہٹ جائے گی جو اس کو غصہ دلا رہی ہے۔ ہرگز نہیں پھر



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہیں اور جو فرقہ صابئین ہے اور نصاریٰ ہیں اور جو مجوس ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے شرک

اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑰

کیا یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ فرما دے گا بلاشبہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے'

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں میں ہیں اورجو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند

وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ

اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے انسان اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جن پر

الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ⑱ السجدۃ

عذاب کا استحقاق ہو چکا ہے' اور اللہ جسے ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں' بلاشبہ اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

اس غصے کا کیا فائدہ؟ اس کے فعل کو بطور استہزاء کیداً کہا کیونکہ اس نے یہ کید محسود کے ساتھ نہیں کیا بلکہ اپنی ذات سے کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے غصہ دلانے والی چیز کا وہ ازالہ کر سکے۔

۱۶: وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اور اسی طرح ہم نے اس کو اتارا ہے اس اتارنے کی طرح ہم نے سارا قرآن مجید اتارا ہے۔ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ (واضح آیات) وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ (اور بیشک اللہ اس کی راہنمائی کرتے ہیں جس کے متعلق ارادہ کرتے ہیں) یعنی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ان لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں جن کے متعلق وہ جانتے ہیں کہ یہ ایمان لائیں گے یا ایمان والوں کو ایمان پر ثابت قدم فرماتے ہیں۔ اوران کی ہدایت میں اضافہ فرماتے ہیں اسی طرح ہم نے اس کو واضح اتارا ہے۔

## حقیقی فیصلہ قیامت کو:

۱۷: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا (بیشک اللہ تعالیٰ مسلمانوں یہودی اور صابی اور عیسائی، مجوسی اور مشرکین) ایک قول یہ ہے کہ ادیان پانچ ہیں۔ چار شیطان کیلئے اور ایک رحمان کیلئے۔ الصابئون یہ نصاریٰ کی ایک قسم ہے۔ پس چھ نہ بنے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (بیشک اللہ تعالیٰ ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمائیں گے) احوال واماکن کے اعتبار سے ایک ہی سزا نہ دیں گے۔ اور نہ ان کو ایک جگہ جمع کریں گے۔

نحو: ان الذین امنوا کی خبر ان اللہ یفصل بینھم ہے جیسا کہتے ہیں ان زیداً ان اباہ قائم۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے) اس کو جاننے والا اور اس کی نگہبانی کرنے والا ہے۔ پس ہر شخص کو اپنے عقیدہ، قول، فعل پر غور کرنا چاہیے۔ یہ انتہائی بلیغ انداز میں وعید ہے۔

۱۸: اَلَمْ تَرَ (کیا آپ نہیں جانتے) کیا تم نہیں جانتے اے محمد ﷺ ایسا علم جو آنکھوں دیکھنے کی طرح ہے۔ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ (کہ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں)۔

## ایک قول:

تمام اس کو سجدہ کرتے ہیں مگر ہمیں اس کی اطلاع نہیں جیسا کہ ان کی تسبیح کی اطلاع نہیں۔ ارشاد الٰہی ہے۔ وان من شئی الا یسبح بحمده ولکن لاتفقهون تسبیحهم [الاسراء:۴۴]

## دوسرا قول:

غیر مکلّف میں انفعال کے اعتبار سے جو تبدیلیاں وارد ہوتی ہے اور اس کے حکموں کیلئے وہ مسخر ہیں جو کام ان کے ذمہ لگا دیا اسی کو سجود سے تعبیر کیا۔ مکلّف کے سجدہ کے ذریعہ اطاعت کرنے سے تشبیہ دیتے ہوئے کیونکہ مکلّف کیلئے سب سے بڑی عاجزی یہی ہے۔ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ (اور بہت سے لوگ) یعنی بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو طاعت وعبادت کا سجدہ کرتے ہیں۔

نحو: یہ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اور من الناس اس کی صفت ہے اور اس کی خبر محذوف ہے اور وہ مثاب ہے اس پر كَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ دلالت کرتا ہے۔

وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ (اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو گیا) یعنی ان میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ جن پر کفر کی وجہ سے عذاب ثابت ہو چکا اور سجدہ سے انکار کی وجہ سے عذاب لازم ہو چکا۔ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ (اور جس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے) بدبختی کے ساتھ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (پس اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں) خوش بختی کے ساتھ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ (بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں) اکرام واہانت وغیر ذٰلک۔

## ردِ معتزلہ:

کہ اللہ تعالیٰ نے چیزوں کو چاہا مگر کیا نہیں۔ ان دونوں آیات کا ظاہر دلالت کر رہا ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ز فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ

یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا سو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے

مِّنْ نَّارٍ ط یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ⑲ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ

جائیں گے، ان کے سروں پر گرم پانی ڈالا جائے گا جس کی وجہ سے وہ سب گل جائے گا جو ان کے پیٹوں میں ہوگا

وَالْجُلُوْدُ ط ⑳ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ㉑ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ

اور کھالیں بھی گل جائیں گی ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے جب بھی گھٹن کی وجہ سے دوزخ سے نکلنے کا ارادہ کریں

غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا ق وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ع ㉒ ۲ ۱۲ ۹

گے وہ اس میں واپس کر دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جلنے کا عذاب چکھو۔

## کفار کا حال:

۱۹: هٰذٰنِ خَصْمٰنِ (یہ دونوں فریق ہیں) آپس میں جھگڑنے والے فریق ہیں۔ یہاں فریق کو خصم سے جو کہ صفت ہے تعبیر کر دیا۔ اخْتَصَمُوْا (انہوں نے اختلاف کیا) معنی کا لحاظ کر کے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ اور ھذان لفظ کا لحاظ کر کے تثنیہ لایا گیا۔ مراد اس سے مؤمن اور کافر دو فریق ہیں۔

## قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

یہ ضمیر مذکورہ پانچوں اہل ادیان اور مؤمنوں کی طرف لوٹتی ہے مؤمن ایک فریق ہیں اور باقی پانچوں ایک فریق ہیں فِیْ رَبِّهِمْ (اپنے رب کے متعلق) اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی صفات کے متعلق پھر ہر ایک کی جزاء ذکر کی۔ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا (پس وہ لوگ جو کافر ہیں) اللہ تعالیٰ نے ان اللہ یفصل بینھم یوم القیامة [الحج: ۱۷] میں جس فیصلے کا ذکر فرمایا اس کی تفصیل اسی آیت میں آ رہی ہے۔ وہ یہ ہے قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ (ان کے لیے آگ کے کرتے کاٹے جائیں گے) گویا اللہ تعالیٰ ان کے اجسام کی مقدار سے آگ ان کے لئے مقرر کر دیں گے۔ جو ان پر چھانے والی ہوگی جیسا کہ لباس کے کپڑوں کو جسم پر پورا فٹ ماپا جاتا اور کاٹا جاتا ہے۔ یہاں ماضی کا لفظ استعمال کیا گیا کیونکہ یہ بہر صورت ہو کر رہے گا۔ پس یہ ثابت شدہ حقیقت کی طرح ہے۔ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ (ان کے سروں پر انڈیلا جائے گا۔)

قراءت: بصری نے رؤسِھِم کو ھا اور میم کے کسرہ سے پڑھا ہے۔ حمزہ، علی اور خلف نے ھا اور میم کو ضمہ سے روسُھُم پڑھا ہے۔ دیگر قراء نے ھا کے کسرہ اور ضمہ میم سے پڑھا ہے۔ اَلْحَمِیْمُ (گرم پانی) قول ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے کہ اگر اس میں سے نقطہ کے برابر پانی زمین کے پہاڑوں پر گر جائے تو وہ پگھل جائیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۰: یُصْهَرُ (اس سے پگھل جائے گا) پگھلا دیا جائیگا۔ بِهٖ (اس گرم پانی کے ساتھ) مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ (جو کچھ کہ ان کے پیٹوں اور چمڑوں میں ہوگا) یعنی وہ پانی ان کی انتڑیاں اور دیگر اندرونی اجزاء کو پگھلا ڈالے گا۔ جیسا کہ ان کے چمڑے پگھل جائیں گے۔ پس وہ پانی ظاہر اور اندرون موثر ہوگا۔

۲۱: وَلَهُمْ مَّقَامِعُ (اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہتھوڑے ہونگے) خاص قسم کے کوڑے مِنْ حَدِيْدٍ (لوہے کے) جس سے ان کو ماریں گے۔

۲۲: كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا (جب بھی وہ دوزخ سے نکلنے کا ارادہ کریں گے) ھا کی ضمیر نار کی طرف ہے۔ مِنْ غَمٍّ (غم کی بناء پر) یہ منھا سے بدل الاشتمال ہے حرف جار کا اعادہ کیا گیا ہے۔ نمبر۲۔ پہلا مِن ابتدائے غایت کیلئے ہے اور دوسرا مِن اجلیہ ہے مطلب یہ ہے جب بھی وہ آگ سے نکلنے کا ارادہ غم کی وجہ سے کریں گے جو غم کہ ان پر طاری ہوگا۔ تو بھی نکلنے نہ پائے ہونگے کہ اُعِيْدُوْا فِيْهَا (ان کو اس میں لوٹا دیا جائے گا) گرز مار کر۔

قول حسن رحمۃ اللہ علیہ کہ جہنم سے ان کے خروج کا مطلب یہ ہے کہ آگ کی لپٹیں اٹھا کر انہیں اوپر کی طرف پھینکیں گی۔ جب وہ اس کی بلندی میں پہنچیں گے تو ان کو گرز رسید کئے جائیں گے جن سے ستر خریف وہ جہنم میں نیچے جا گریں گے۔ اور بڑی آگ کی طرف لوٹانا مراد ہے نہ کہ آگ سے مکمل طور انکا جدا ہونا اور پھر لوٹنا۔

وَذُوْقُوْا (اور تم چکھو) یعنی ان کو کہا جائے گا تم جلنے کا عذاب چکھو۔ عَذَابَ الْحَرِيْقِ (جلنے کا عذاب) پھیلی ہوئی آگ کا سخت عذاب جو شدید ہلاک کن ہے۔ پھر دوسرے فریق کا بدلہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ اللّٰهَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے انہیں اللہ ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری

الۡاَنۡهٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمۡ فِیۡهَا

ہوں گی، انہیں اس میں ایسے کنگنوں کا زیور پہنایا جائے گا جو سونے اور موتیوں کے ہوں گے اور اس میں ان کا لباس ریشم کا

حَرِیۡرٌ ﴿۲۳﴾ وَ هُدُوۡۤا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ ۚۖ وَ هُدُوۡۤا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ ﴿۲۴﴾

ہوگا اور ان کو کلمہ طیبہ کی ہدایت دی گئی اور ان کو اس ذات کے راستے کی ہدایت دی گئی جو لائق حمد ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ الَّذِیۡ

بلاشبہ جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے راستہ سے اور مسجد حرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے سب

جَعَلۡنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الۡعَاكِفُ فِیۡهِ وَ الۡبَادِ ؕ وَ مَنۡ یُّرِدۡ فِیۡهِ بِاِلۡحَادٍۭ بِظُلۡمٍ

لوگوں کے لئے مقرر کیا ہے، اس میں رہنے والا اور باہر سے آنے والا سب برابر ہیں اور جو کوئی شخص اس میں ظلم کے ساتھ کوئی بے دینی کا کام کرنے کا ارادہ کرے گا

نُّذِقۡهُ مِنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۲۵﴾ ع

تو ہم اسے دردناک عذاب چکھادیں گے۔

## ایمان والوں کا حال:

۲۳: اِنَّ اللّٰهَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ (جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے یقیناً اللہ تعالیٰ ان کو جنتوں میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور اس میں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے) اساوۃ یہ اُسورۃ کی جمع ہے اور اُسورۃ یہ سوارٌ کی جمع ہے مِنۡ ذَهَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا (سونے اور موتیوں کے)

قراءت: مدنی عاصم نے ویو تون لؤلؤا اصل مان کر نصب پڑھا ہے۔ اور دیگر قراء نے من ذھب پر عطف کی بناء پر مجرور پڑھا ہے۔ جبکہ ابوبکر وحماد نے پورے قرآن مجید میں ہمزۂ اول کو ترک کر کے پڑھا ہے۔ وَ لِبَاسُهُمۡ فِیۡهَا حَرِیۡرٌ (اور انکا لباس اس میں ریشم کا ہوگا)

۲۴: وَ هُدُوۡۤا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الۡقَوۡلِ وَ هُدُوۡۤا اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ (اور ان کی راہنمائی پاکیزہ بات کی طرف کی گئی اور مستحق حمد ذات کے راستہ پر چلنے کی ان کو توفیق مل گئی) ان لوگوں کی راہنمائی کلمہ توحید کی طرف کر دی گئی اور صراط الحمید یعنی اسلام کی



BestUrduBooks.wordpress.com

طرف کردی گئی یا آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی راہنمائی کی اوران کی زبان پر الحمدلله الذی صد قنا وعده جاری فرمادیا اور جنت کا راستہ ان کو دکھایا۔

الحمید اللہ تعالیٰ کی ذات جن کی تعریف ہر زبان پر ہے۔

۲۵: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (بیشک جو کافر ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے (مسلمانوں کو) روکتے ہیں) اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔

نحو: کفروا کی ضمیر فاعلی سے ویصدون حال ہے جیسا کہا جاتا ہے فلان یحسن الی الفقراء اس سے مراد اس کی طرف سے فقراء کے ساتھ حسن سلوک کا حال واستقبال میں پایا جانا ہے۔

وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (اور مسجد حرام سے) وہ مسجد حرام اوراس میں داخلہ سے روکتے ہیں۔ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ (جس کو ہم نے تمام آدمیوں کیلئے مقرر کیا) اس میں شہری اور دیہاتی کے امتیاز کے بغیر داخلہ کی کھلی اجازت دی ہے۔

## مراد مسجد حرام:

نمبرا۔ مکہ مکرمہ مراد ہے۔ اس صورت میں اس آیت میں ان حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ مکہ کے مکانات کو فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ نمبر۲۔ اس سے مراد بیت اللہ ہے تو پھر مطلب یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کیلئے قبلہ ہے۔

سَوَآءَ (برابر ہے) قراءت: حفص نے نصب سے پڑھا ہے اور یہ جعلنا کا مفعول ثانی ہے۔ ای جعلناه مستويا ہم نے اس کو برابر بنایا۔ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ (اس میں رہنے والا ہو اور باہر سے آنے والا ہو) البادِ غیر مقیم کو کہتے ہیں۔

نحو: مکی نے البادی پڑھا ابوعمرو نے وصل میں اس کی موافقت کی اور دیگر قراء نے رفع میں ان کی موافقت کی اوراس کو خبر قرار دیا اور اس کا مبتدا موخر ہے ای العاكف فيه والبادی سواء۔ اور جملہ مفعول دوم ہے جعلنا کا اور للناس حال ہے۔

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ (اور جو کوئی اس میں ارادہ کرے) یعنی مسجد حرام میں بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ (خلاف دین کام کا ظلم کے ساتھ) یہ دونوں احوال مترادفہ ہیں اور یرد کا مفعول قصداً متروک ہے تاکہ ہر چیز کو شامل ہو جائے گویا تقدیر کلام اس طرح ہے من یرد فیه مراداً ماعادلاً من القصد ظالما۔ جو شخص اس میں کوئی بھی مقصد لیکر میانہ روی سے ہٹے گا وہ ظالم ہوگا۔ الالحاد میانہ روی سے پھر جانا۔ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (ہم اس کو دردناک عذاب چکھائیں گے) آخرت میں۔

نحو: اِنَّ کی خبر محذوف ہے کیونکہ جواب شرط اس پر دلالت کر رہا ہے تقدیر کلام یہ ہے ان الذين كفروا ويصدون عن المسجد الحرام نذيقهم من عذاب اليم وكل من ارتكب فيه ذنبا فهو كذلك۔ بیشک وہ لوگ جو کافر ہوئے اور وہ جو مسجد حرام سے لوگوں کو روکتے ہیں ہم ان کو دردناک عذاب چکھائیں گے اور ہر ایسے شخص کو بھی جو اس میں کسی گناہ کا مرتکب ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ

اور جب ہم نے ابراہیم کو بیت کی جگہ بتا دی کہ تم میرے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بناؤ اور میرے گھر کو

لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ

طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھنا' اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو' وہ تمہارے پاس

رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ

پیدل چل کر اور دبلی اونٹنیوں پر آئیں گے' یہ اونٹنیاں دور دراز راستوں سے آئیں گی تاکہ لوگ اپنے منافع کے لئے حاضر

لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ

ہوں' اور ایام مقررہ میں ان چوپایوں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اللہ نے انہیں عطا

بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا

فرمائے ہوں' تم ان میں سے کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ پھر اپنے میل کچیل کو

تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾

دور کریں اور اپنی نذروں کو پوری کریں اور البیت العتیق کا طواف کریں۔

## تذکرہ ابراہیم علیہ السلام اور شعائر اللہ کا تذکرہ:

۲۶: وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ (اور جب ہم نے ابراہیم کیلئے بیت اللہ کی جگہ متعین کر دی) اس وقت کو یاد کروائے محمد ﷺ جبکہ ہم نے مقرر کر دیا۔ لا براھیم مکان البیت (ابراہیم کیلئے بیت اللہ کی جگہ) لوٹنے کی جگہ جس طرف وہ تعمیر و عبادت کیلئے رجوع کر سکیں۔ بیت اللہ کو ایام طوفان میں آسمانوں کی طرف اٹھالیا گیا۔ وہ سرخ یاقوت کا بنا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کیلئے اس جگہ کی نشان دہی ایک ہوا بھیج کر کی جس نے گھر والی جگہ کو صاف کر دیا جیسے جھاڑو دیکر صاف کرتے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے قدیم بنیادوں پر دیواروں کو اٹھایا۔

اَنْ یہ قول مقدر کی تفسیر کیلئے آیا ہے ای قائلین لہ۔ یہ کہتے ہوئے کہ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ (کہ تم میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا اور میرے گھر کو پاک کرو) ظاہری گندگیوں اور باطنی گندگیوں بتوں وغیرہ سے۔

قراءت: بَيْتِيَ مدنی حفص نے فتحہ یاء سے پڑھا، حمزہ کسائی، ابو عمرو، ابن عامر نے سکونِ یاء سے پڑھا ہے۔

لِلطَّآئِفِيْنَ (طواف کرنے والوں کیلئے) وَ الْقَآئِمِيْنَ (اور ان کے لئے جو قیام کرنے والے ہیں) ور جو مکہ میں اقامت



BestUrduBooks.wordpress.com

اختیار کرنے والے ہیں۔ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (اور رکوع سجدہ کرنے والوں کیلئے) جمع راکع اور ساجد کی ہے مراد نماز ادا کرنے والے۔

۲۷: وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (اور تم لوگوں میں حج کا اعلان کردو) ان میں آواز لگاؤ۔ اَلْحج خاص مقصد کیلئے خاص قصد کرنا۔
روایت میں ہے آپ جبل ابوقبیس پر چڑھے اور اس طرح اعلان فرمایا اے لوگو! اپنے رب کے گھر کا حج کرو۔ تو جن کی قسمت میں حج مقدر تھا انہوں نے اصلاب وارحام سے لبیك اللھم لبیك کہہ کر جواب دیا۔
قول حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ خطاب آنحضرت ﷺ کو ہے کہ آپ حجۃ الوداع میں یہ اعلان فرما دیں مگر پہلا قول زیادہ ظاہر ہے اور جواب امر یہ آیت ہے۔ يَاْتُوْكَ رِجَالًا (تیرے پاس لوگ پیدل آئیں گے) رجال جمع راجل۔ پیدل۔ جیسا کہ قائم وقیام ہے۔ وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ (اور ہر کمزور ولاغر اونٹیوں پر) اس کا عطف رجالا پر ہے گویا اس طرح کہا رجالاً اور کبانا۔
الضامر لاغر دبلا اونٹ

**مَسْئَلَۃٌ**: رجال کو رکبان پر مقدم کر کے پیدل کی فضیلت ظاہر فرمائی جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔
يَّاْتِيْنَ (وہ آئیں گے) ضامر کی صفت ہے کیونکہ وہ معنی کے لحاظ سے جمع ہے۔
قراءت: عبداللہ نے یاتون پڑھا اور اس کو الرجال اور الرکبان کی صفت قرار دیا۔ مِنْ كُلِّ فَجٍّ (ہر وادی سے) راستے سے عَمِيْقٍ (گہرے) دور۔ محمد بن یاسین کا قول: طواف میں مجھے ایک شیخ نے کہا۔ تم کہاں سے ہو؟ میں نے کہا خراسان سے اس نے سوال کیا تمہارے اور بیت اللہ کے مابین کتنا فاصلہ ہے میں نے کہا دو ماہ کا فاصلہ یا تین ماہ کا اس نے کہا تم تو پھر بیت اللہ کے پڑوسی ہو۔ میں نے کہا تم کہاں سے تشریف لائے ہو؟ اس نے کہا پانچ سال کی مسافت سے میں جب نکلا تو جوان تھا۔ اب ادھیڑ عمر ہو گیا تو پہنچا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم یہ خوب بندگی ہے اور سچی محبت کا نشان ہے اس پر وہ ہنس کر کہنے لگا۔

زرمن هویت وان شطتُ بك الدار وحال من دونه حُجب واستار
محبوب کی ملاقات کرو خواہ اس کا گھر دور ہو۔ اور اس کے راستہ میں رکاوٹیں اور پردے حائل ہوں۔

لایمنعنك بعدٌ عن زیارته ان المحب لمن یهواه زوّار
دوری تمہیں اس کی ملاقات سے رکاوٹ نہیں بننی چاہئے بیشک عاشق اپنے محبوب کی ملاقات کیا کرتا ہے۔

۲۸: لِّيَشْهَدُوْا (تا کہ وہ حاضر ہوں)
**نحو**: لام یا تو اذّن کے متعلق ہے یا یأتوك کے مَنَافِعَ لَهُمْ (اپنے منافع کیلئے۔)
**نحو**: منافع کو نکرہ لایا گیا کیونکہ مراد اس سے وہ منافع ہیں جو اس عبادت سے متعلق ہیں خواہ دینی ہوں یا دنیوی۔

## منافع حج:

وہ صرف اسی میں پائے جاتے ہیں دیگر کسی عبادت میں موجود نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت ابتلائے نفس کیلئے مشروع ہے۔ مثلاً نماز، روزہ اور ابتلائے مال کیلئے مثلاً زکوۃ۔ اور حج ان ہر دو کو شامل ہے۔ نمبر۲۔ اس کے ساتھ دیگر مشاق اور اھوال کو



BestUrduBooks.wordpress.com

برداشت کرنا، اسباب سے یکسو ہونا۔ دوست واحباب سے منقطع شہروں اور وطنوں سے دوری، اولاد سے الگ تھلگ، دوستوں سے انفصال، نمبر۳۔ اور اس میں اس کی روزمرہ زندگی کے سلسلہ میں تنبیہ ہے کہ جب انسان دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف سدھارے گا۔ تو یہ کیفیت ہوگی۔

نمبر۴۔ پس حاجی جب جنگل میں داخل ہوتا ہے تو اس کو اپنے زادِ راہ پر ہی اکتفاء کرنا ہوتا ہے اور اس میں سے کھانے کیلئے استعمال کرتا ہے۔ نمبر۵۔ بالکل ٹھیک اسی طرح جب آدمی زندگی کے کنارے سے نکلے گا۔ اور بحر وفات میں اس کی کشتی داخل ہوگی اس خلوت میں اس کے وہی چیز فائدہ دے گی جو اس نے معاد کے گزر اوقات کیلئے تیار کی ہوگی۔ اور اس کو انس وہ اوراد ہی مہیا کریں گے جن سے وہ دل لگاتا تھا۔

نمبر۶۔ محرم کا غسل اور اس کی تیاری اور ان سلے کپڑے اور خوشبو میں بسنا۔ یہ آئینہ ہے کہ عنقریب اسے چارپائی پر رکھا جائیگا اور غسل تجہیز و تکفین کی جائے گی اور حنوط سے اس کو خوشبودار کیا جائے گا اور ان سلے کپڑے اس کو پہنا دیے جائیں گے۔ نمبر۷۔ پھر محرم تو آگے چل کر پراگندہ بال اور پراگندہ حال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حشر کی گھڑی قبر سے حیران نکلے گا۔ نمبر۸۔ یہ عرفات میں حُجاج کا وقوف رغبت وخوف سے آس لگانا اور خوف وطمع سے سوال کرنا جبکہ یہاں مقبول ومخذول دو قسم ہوتے ہیں۔ یہ عرصات حشر کی حاضری کی طرح ہی تو ہے۔ جبکہ لا تکلم نفس الا باذنه فمنهم شقي وسعيد [هود:۱۰۵] شقی وسعید کا مخلط اجتماع اور ہر ایک منہ پر گویا مہر لگی ہے۔

## افاضہ عرفات:

نمبر۹۔ ادھر افاضہ عرفات جانب مزدلفہ پر نگاہ کرو۔ جبکہ سورج غروب ہو چکا ہے یہ قضاء کے فیصلہ کی خاطر چلنے کی طرح ہے۔ نمبر۱۰۔ اور منی کا موقف یہ گناہ گاروں کیلئے تمنائے شفاعت للشافعین کی طرح ہے۔ نمبر۱۱۔ اور سر منڈوانا اور صاف ستھرا ہو جانا۔ رحمت وتخفیف کے ساتھ گناہوں کے بوجھ سے نکلنے والے کی طرح ہے۔ نمبر۱۲۔ اور بیت الحرام جس کے اندر داخل ہونے والے کیلئے فرمایا من دخله كان امنا [آل عمران:۹۷] وہ داخل ہونے والا دنیاوی ایذاؤں، قتال سے بچنے والا، دارالسلام جنت میں داخل ہونے والے کا نمونہ ہے۔ کہ اس میں داخل ہونے والا فناء وزوال سے ہمیشہ کیلئے بچ گیا۔ البتہ جنت نفس کی ناپسند چیزوں سے ڈھانپی گئی ہے۔ جس طرح کہ کعبۃ اللہ کو راستوں کے مالوف جنگلوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ وہ آدمی بہت خوب ہے جو جنگلوں کے خوفناک اور مہلک مقامات سے گزر کر ہانک پکار کے دن کی ملاقات کے شوق میں آگے بڑھ گیا۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ (اور وہ اللہ تعالیٰ کا نام لیں) ذبح کے وقت فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ (مقررہ ایام میں) عشرہ ذی الحجہ عند الامام الاعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آخری دن یوم نحر ہے اور یہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور اکثر مفسرین بھی اسی طرف گئے ہیں۔ صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک ایام نحر مراد ہیں یہ قول عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (وہ چوپائے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عنایت فرمائے ہیں) ان کو ذبح کرتے وقت یہ صاحبین رحمہم اللہ کے قول کی تاکید ہے۔ البهيمة جنگل و خشکی کے جانوروں میں چار پاؤں والا اس کی وضاحت انعام کے لفظ سے کر دی گئی کہ وہ اونٹ،



BestUrduBooks.wordpress.com

گائے، بھیڑ، بکری ہے۔ فَکُلُوْا مِنْھَا (پس تم ان میں سے کھاؤ) ان کے گوشت سے۔

**مَسْئَلَہ**: یہاں امر اباحت کیلئے ہے نفلی ہدی میں سے کھانا درست ہے۔ اسی طرح متعہ اور قران کی ہدی میں سے بھی کیونکہ یہ فعلِ حج کا دم ہے۔ اس لئے قربانی کے مشابہہ ہے۔ باقی ہدایا جو دم جبر وغیرہ ہیں ان میں سے دم دینے والے کو کھانا جائز نہیں فقراء کو درست ہے۔ وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ (اور تم کھلاؤ تنگ دست کو) وہ شخص جس کو بدحالی پہنچے یعنی تنگدستی۔ الْفَقِیْرَ (محتاج) جس کو تنگی نے کمزور کر دیا ہو۔

۲۹: ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَھُمْ (پھر وہ اپنی میل کچیل کو دور کریں) نمبر ا۔ اپنے اجسام سے میل کو دور کریں نفطویہ نحوی نے اسی طرح کہا دوسرا قول قضاء تفث، موچھیں کاٹنے، ناخن اتارنے، بغل کے بال لینے، زیر ناف صاف کرنے کو کہتے ہیں۔ التفث تو میل کو کہا جاتا ہے۔ اور یہاں مراد میل کے ازالہ کو پورا کرنا۔ ابن عمر، ابن عباس رضی اللہ عنہم کا قول یہ ہے کہ قضاء وتفث تمام مناسک حج کی ادائیگی کو کہتے ہیں۔

وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَھُمْ (اور وہ اپنی نذر کو پورا کریں) یعنی حج کے واجبات۔ اور اہل عرب ہر اس شخص کو جو اپنے فریضہ سے فارغ ہو کہتے ہیں وفی بنذرہ خواہ اس نے کوئی نذر نہ مانی ہو۔ نمبر ۲۔ یا نیکی کے وہ اعمال جن کی اعمال حج کے سلسلہ میں وہ نذر مان لیتے ہیں۔

قراءت: ابوبکر نے ولْیوفوا لام کے سکون اور تشدیدِ فاء کے ساتھ پڑھا۔ وَلْیَطَّوَّفُوْا (اور وہ طواف کریں) طواف سے طواف زیارت مراد ہے جو کہ حج کا رکن ہے اور اس کی ادائیگی سے تکمیل تحلل من الاحرام ہو جاتی ہے۔ لیقضوا، لیوفوا، لیطوفوا میں قراءت یہ ہے کہ ابن عامر اور ابوعمرو، ابن کثیر، نافع وغیرہ نے تینوں لامات مکسور پڑھی ہیں البتہ دیگر قراء نے تینوں ساکنہ پڑھی ہیں۔

## بیت اللہ العتیق:

بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ (پرانے گھر کا) عتیق قدیم کے معنی میں آتا ہے۔ کیونکہ فرمایا گیا ان اول بیت وضع للناس [آل عمران: ۹۶] آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر کی پھر تجدید تعمیر ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں کرائی گئی۔ نمبر ۲۔ عتیق کا معنی معزز۔ اسی سے عتاق الخیل جوان گھوڑوں کو بولتے ہیں جو شاندار عمدہ ہوں اور عتاق الرقیق ان غلاموں کو کہتے ہیں جو غلامی سے نکل کر حریت کی عزت پالیں۔ نمبر ۳۔ یہ غرق سے بچا رہا کیونکہ زمانہ طوفان میں اس کو اٹھالیا گیا۔ نمبر ۴۔ ظالموں کے ہاتھوں سے آزاد کیا ہوا ہے۔ کتنے ہی ظالم اس کو گرانے کیلئے چلے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت فرمائی۔ نمبر ۵۔ حکمرانوں کے ہاتھوں سے آزاد ہے۔ کوئی اس کا مالک نہیں ہوا۔ یہ زمین والوں کیلئے طواف گاہ ہے جیسا کہ عرش اہل سماء کیلئے مطاف کی جگہ ہے۔

طالب صادق کو جب خوشی ابھارتی اور طلب کی کششیں اپنی طرف کھینچتی ہیں تو وہ زمینی مسافتوں کو مرحلوں میں طے کرتا اور خطرناک راستوں کو عبور کرتا ہوا چلا آتا ہے۔ جونہی وہ بیت اللہ کو آنکھوں کے سامنے پاتا ہے اس کا شوق ہدی خوان بن جاتا ہے اور استلام حجر سے بھی اس کے دل کو تسلی نہیں ملتی بلکہ وہ چاہتا ہے۔

چوں برسی کوئے دلبر ☆ بسپار جان مضطر



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ

یہ بات ہو چکی اور جو شخص اللہ کی حرمات کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے رب کے نزدیک اس کے لئے بہتر ہے اور تمہارے لئے چوپائے حلال

الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا

کئے گئے سوائے ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنا دیئے گئے ہیں' سو تم گندگی سے یعنی بتوں سے بچو' اور جھوٹی

قَوْلَ الزُّوْرِ ۝۳۰ حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا

بات سے بچو' اس طرح سے کہ اللہ کی طرف جھکے ہوئے ہو اس کے ساتھ شرک کرنے والے نہ ہو اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرے اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ

خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝۳۱ ذٰلِكَ ۤ

آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اس کی بوٹیاں نوچ لیں یا اسے ہوا نے اڑا کر کسی دور جگہ جا کر پٹک دیا۔ یہ بات ہو چکی'

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝۳۲ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى

اور جو شخص اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے سو یہ دلوں کے تقویٰ کی بات ہے۔ تمہارے لئے ان میں ایک مقررہ وقت تک

اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝۳۳ ع ۸ | ۱۱

منافع ہیں پھر ان کا پہنچنا ہے بیت عتیق تک۔

کہ مبادا بار دیگر ☆ حاصل نہ شود ایں تمنا

جان کو قابو میں نہ پا کر دیوانہ وار وہ اس کے گرد چکر لگاتا ہے۔ جیسا پیاسا پرندہ منڈلاتا ہے۔

طواف زیارت حج کے تین فرائض میں سے آخری فریضہ ہے۔

## اوّل احرام:

یہ حقیقت میں معاہدۂ التزام ہے۔ اور اسلام کے کڑے کو مضبوطی سے تھامنے کا نام ہے۔ تاکہ حج کے ممنوعات کا ارتکاب کر کے اس کا انکار نہ کر بیٹھے اور اس کا عقد مفسدات و منافی کے ساتھ محض نام کا عقد نہ رہ جائے۔ جیسا کہ معاہدۂ اسلام کثرت گناہ سے ٹوٹتا نہیں۔ اور ایک توبہ سے ایک ہزار گناہ اُٹھ جاتے ہیں۔

## دوسرا وقوف عرفات:

یہ در حقیقت گڑگڑانے اور رونے دھونے کا پہلا بہانہ ہے اور اپنے اعمال کے مراتب اور احوال کے مشاہدات پر بھروسہ سے سچی علیحدگی اور دست برداری اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہی پر بھروسہ کا نام ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تعظیم حرمات:

۳۰: ذٰلِكَ نحو: یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ای الامر ذلك یا تقدیر عبارت یہ ہے لیفعلوا ذلك۔
وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ (جو شخص اللہ تعالیٰ کے محترم احکام کی وقعت کرے گا) الحرمۃ جس کی بے عزتی کسی طور پر حلال نہ ہو۔ وہ تمام احکام حج وغیرہ جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دے رکھا وہ تمام اسی درجہ میں ہیں۔اور یہ بھی احتمال ہے کہ تمام احکام تکلیفیہ مراد لئے جائیں۔اور یہ بھی احتمال ہے کہ فقط احکام حج مراد ہوں۔ایک قول یہ ہے حرمات اللہ سے بیت اللہ شریف، مزدلفہ، مشعر حرام، مکہ مکرمہ اور مسجد حرام مراد ہے۔
فَهُوَ (پس وہ) تعظیم خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ (بہت بہتر ہے اس کے رب کے ہاں) اور تعظیم کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہو کہ ان کی رعایت لازم ہے۔اور ان کی حفاظت اور نگہبانی کرنا ضروری ہے۔ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ (تمہارے لئے چوپائے حلال کئے گے) یعنی انکا کھانا اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ (مگر وہ جو تم پر پڑھا جائے گا) یہ آیت تحریم مراد ہے حرمت علیکم المیتة [المائدہ :۳]
مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمام چوپاؤں کو حلال کیا سوائے ان کے جن کے متعلق اس نے اپنی کتاب میں وضاحت کر دی۔پس تم اس کے حدود کا لحاظ کرو۔اور اس کی حلال کردہ اشیاء میں سے کسی چیز کو حرام مت کرو۔جیسا کہ بعض لوگوں نے بحیرہ، سائبہ وغیرہ حرام رکھے تھے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے ان کو حلال مت کرو جیسا کہ بعض مردار اور موقوذہ وغیرہ کھا لیتے تھے۔جب اپنی حرمات کی تعظیم پر آمادہ کیا تو اس کے مابعد بتوں کی گندگی سے پرہیز کرنے اور جھوٹ سے بچنے کی تعلیم دی۔چنانچہ فرمایا: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (تم بتوں کی گندگی سے پرہیز کرو اور جھوٹی بات سے پرہیز کرو) کیونکہ یہ عظیم ترین حرمات میں سے ہے اور ان میں سب سے بڑھ کر ہے۔
نحو: من الاوثان یہ الرجس کا بیان ہے کیونکہ الرجس مبہم ہے اور اشیاء کو بھی شامل ہے گویا اس طرح فرمایا فاجتنبو الذی ھو الاو ثان۔تم اس گندگی سے بچو جو کہ خود بت ہیں۔اوثان کو رِجس بطور تشبیہ کے کہا یعنی تمہارے طبائع میں پلیدی سے نفرت تو پائی جاتی ہے پس تم پر لازم ہے کہ تم ان سے بھی نفرت کرو (کیونکہ وہ باطنی پلیدی ہے جو ظاہری پلیدی سے بڑھ کر ہے)
فائدہ: یہاں شرک اور جھوٹ کو ایک صف میں رکھ کر پیش کیا۔اس سے کذب و بہتان مراد ہے یا جھوٹی گواہی۔اور یہ الزور کا لفظ زار یزور زورًا سے لیا گیا ہے جس کا معنی انحراف آتا ہے کیونکہ شرک بھی باب زور سے ہے کیونکہ مشرک کا خیال ہے کہ بت اس کی عبادت کا مستحق ہے اور یہ حق سے انحراف ہے۔
۳۱: حُنَفَآءَ لِلّٰهِ (اللہ تعالیٰ کیلئے دین کو خالص رکھنے والے) مسلمان بن کر غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے نہ بنو)
نحو: یہ حنفاء کی طرح حال ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## شرک ومشرک کی تشبیہ:

وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ (جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرلیا گویا وہ گر پڑا) خرّ کا معنی سقط آتا ہے مِنَ السَّمَآءِ (آسمان سے) زمین کی طرف فَتَخۡطَفُهُ الطَّيۡرُ (پھر پرندے اس کی بوٹیاں نوچ لیتے ہیں) خطف جھپٹ لینے کو کہتے ہیں جلدی سے چھیننا۔

قراءت: مدنی نے تتخطفه پڑھا ہے۔

اَوۡ تَهۡوِىۡ بِهِ الرِّيۡحُ (یا ہوا اس کو پھینک دے) گرادے الھوِیّ السقوط گرنا۔ فِىۡ مَكَانٍ سَحِيۡقٍ (دور جگہ میں) سحیق بعید کے معنی میں آتا ہے۔ ایک قول یہ بھی درست ہے کہ یہ تشبیہ مرکب ہو اور یہ بھی درست ہے کہ تشبیہ متفرق ہو اگر تشبیہ مرکب مانیں تو تقدیر کلام اس طرح بنے گی۔ من اشرك بالله فقد اهلك نفسه اهلاكا ليس بعدهٗ بان صوّر حاله بصورة حال من خر من السماء فاختطفته الطير فتفرق قطعاً في حواصلها او عصفت به الريح حتٰى هوت به في بعض المهالك البعيد ة جس نے شرک کیا اس نے تو اپنے آپ کو بالکل ہلاک ہی کر ڈالا۔ کہ جس کے بعد اب ساری صورت حال کو ایسے آدمی کی حالت سے تشبیہ دی جا سکتی ہے کہ جو آسمان سے گرا اسی گھڑی اس کو پرندوں نے اچک لیا پس وہ ان کے حواصل میں ٹکڑے ہو کر پہنچ گیا۔

## تشبیہ مفرق:

مانیں تو ایمان کو بلندی میں آسمان سے تشبیہ دی اور شرک کرنے والے کو آسمان سے گرنے والے سے تشبیہ دی۔ ردی خواہشات کو مردار خور پرندوں سے۔ شیطان کو جو اس کو گمراہی میں ڈالتا ہے اس ہوا سے تشبیہ دی جو تیز چل کر ہر سامنے آنے والی چیز کو اٹھا کر ہلاک کن گہرے کھڈوں میں ڈال دے۔

۳۲: ذٰلِكَ ای الامر ذٰلك (معاملہ یہی ہے) وَمَنۡ يُّعَظِّمۡ شَعَآٮِٕرَ اللّٰهِ (کہ جو آدمی دین خداوندی کی ان یادگاروں کا پورا لحاظ کرتا ہے) تعظیم شعائر سے حج کے نشانات جیسے ہدایا وغیرہ مراد ہیں۔ ان کے متعلق کو خوب موٹا تازہ، بیش قیمت، خوبصورت خریدنے کا حکم دیا۔ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ (پس یہ دلوں کے تقویٰ سے) یعنی شعائر کی تعظیم ان آدمیوں کے افعال میں سے ہے جو دلوں میں تقویٰ رکھتے ہیں تقدیر عبارت یہ ہے: فان تعظيمها من افعال ذوی تقویٰ القلوب یہ تمام مضاف حذف کر کے فقط دلوں کا ذکر کر دیا کیونکہ وہ تقویٰ کے مراکز ہیں۔

۳۳: لَـكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ (اور تمہارے لیے ان میں منافع ہیں) مثلاً ضرورت کے وقت سواری، ضرورت کے وقت دودھ کا استعمال اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (ایک مقررہ وقت تک) ذبح ہونے تک ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ (پھر ان کا مقام ذبح) پھر ان کی قربانی کے واجب ہونے کا وقت ختم ہونے والا ہے۔ اِلَى الۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ (قدیم گھر کی طرف) اس سے مراد اس کا ذبح کرنا حدود حرم میں ہے جس کا حکم بیت اللہ والا ہے کیونکہ حرم تو بیت اللہ کے حریم ہی کو کہا جاتا ہے جیسا کہ محاورہ میں کہتے ہیں بلغت البلد حالانکہ تم تو اس کی حدود میں پہنچے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ

اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کرنا مقرر کر دیا تا کہ وہ ان جانوروں پر جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے ہیں اللہ کا نام ذکر

الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ

کریں' سو تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے سو اسی کے فرمانبردار بنو' اور جو لوگ عاجزی کرنے والے ہیں ان کو خوشخبری سنا دو جن کا یہ حال ہے

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِى

کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور وہ مصیبتوں پر صبر کرنے والے ہیں اور نمازیں قائم

الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

کرنے والے ہیں اور ہم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

دوسرا قول الشعائر سے تمام مناسک حج مراد ہیں۔ اور ان کی تعظیم سے مراد ان کی تکمیل ہے۔ مگر مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اس مفہوم کا انکار کرتا ہے۔

## ہم نے منسک بنایا:

۳۴: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ (اور ہر ایک امت کیلئے ایک جماعت مؤمنہ ہے جو تم سے پہلے ہوئے۔ جَعَلْنَا مَنْسَكًا (ہم نے ایک منسک بنایا)۔ قراءت: مَنسِكا جہاں بھی آئے وہاں سین کے کسرہ کے ساتھ آئے گا۔ معنی موضع ہوگا۔ علی وحمزہ نے اسی طرح پڑھا ہے۔ یعنی قربانی کی جگہ اور دیگر نے مصدر کیوجہ سے مفتوح پڑھا مَنْسَكًا خون بہانا۔ قربانی کو ذبح کرنا۔ لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ (تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام لیں) اور کسی کا نہ لیں۔ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (جو چوپائے اللہ تعالیٰ نے ان کو عنایت فرمائے ہیں) ذبح اور نحر کرنے کے وقت فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (پس تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے) ذبح کے وقت فقط اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیا کرو۔ اس لئے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔

مَسْئَلَہ: اس میں دلیل ہے کہ ذبیحہ پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لینا شرط ذبح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر امت کیلئے یہ مقرر فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کیلئے قربانی کریں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے تقریب کیلئے ذبح کریں اور اس میں علتِ ذبح قربانی کی اس کے نام لینے کو قرار دیا اللہ تعالیٰ کے نام کتنے مقدس ہیں۔ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا (اور اسی کی فرمانبرداری اختیار کرو) اس کا خاص ذکر کرو اور اس ذکر کو ملاوٹ سے بچا کر رکھو۔ شراکت کی ملاوٹ اس میں نہ ملاؤ۔

## مخبت کون؟

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (اور تم خشوع و خضوع برتنے والوں کو خوشخبری دے دو) اَلْمُخْبِتِيْنَ اللہ تعالیٰ کی یاد سے مطمئن نمبر۲۔ تواضع اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا

اور قربانی کے اونٹ اور گائیں جن کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کے شعائر میں سے بنایا ہے تمہارے لئے ان میں خیر ہے سو تم ان پر

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ

اللہ کا نام لو جب قطار میں کھڑے ہوں' سو وہ جب اپنی کروٹوں پر گر پڑیں تو ان میں سے کھاؤ اور جو صبر کیے ہوئے ہوا سے اور جو سوالی بن کر آ جائے

وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ

اس کو کھلاؤ' اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ اللہ کو ہرگز نہیں پہنچتے

لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

ان کے گوشت اور ان کے خون' لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے' اسی طرح اس نے ان کو تمہارے لئے مسخر کیا

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ

تاکہ تم اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور اچھے کام کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ ع

بلاشبہ اللہ ایمان والوں سے رفع فرما دے گا بلاشبہ اللہ کسی بھی خیانت کرنے والے ناشکرے کو پسند نہیں فرماتا۔

خشوع کرنے والے یہ الخبت سے نکلا ہے اچھی زرخیز زمین۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: وہ جو ظلم نہیں کرتے جب ان پر ظلم کیا جائے تو بدلہ نہیں لیتے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی تفسیر بعد والی آیت میں ہے۔

۳۵: اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (وہ لوگ کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان کے دل نرم پڑ جاتے ہیں) ہیبت کی وجہ سے دل خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ (اور وہ صبر کرنے والے ہیں ان تکالیف پر جو ان کو پہنچتی ہیں) مصائب و مشقتیں وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ (اور وہ نمازوں کو قائم کرنے والے ہیں) ان کے اوقات پر وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (اور جو رزق ہم نے دیا اس میں وہ خرچ کرتے ہیں) صدقہ کرتے ہیں۔

۳۶: وَالْبُدْنَ (اور قربانی کے جانور) یہ جمع بدنة کی ہے اس کو بڑی جسامت کی وجہ سے بدنہ کہتے ہیں شرع میں اونٹ اور گائے ہر دو کو شامل ہے۔

قراءت: رفع کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ اور وہ اس ارشاد کی طرح ہے والقمر قدرنٰه [یٰسٓ:۳۹]



BestUrduBooks.wordpress.com

جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (ہم نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے دین کے خاص نشانات میں سے بنایا ہے) اللہ تعالیٰ کی شریعت کے نشانات میں سے۔

نَحْو : اسم اللہ کی طرف اضافت اس کی تعظیم وتکریم کیلئے ہے اور یہ جعلنا کا مفعول ثانی ہے۔ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ (تمہارے لئے اس میں خیر ہے) دنیا میں فائدہ اور آخرت میں اجر فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا (پس تم ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لو) ذبح ونحر کے وقت صَوَآفَّ (جبکہ وہ صف بستہ ہوں) ھا ضمیر سے حال ہے ای قائمات قد صففن ایدیھن و ارجلھن اس حال میں کہ کھڑے کر کے صف میں ان کے اگلے اور پچھلے پاؤں باندھ دیئے گئے ہوں۔ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا (جب ان کے پہلو زمین پر گر پڑیں) وجوب الجنوب زمین پر گرنے کو کہتے ہیں۔ یہ وجب الحائط وجبۃ سے لیا گیا ہے جبکہ وہ گر جائے۔ جبکہ نحر کے بعد ان کے پہلو زمین پر آ رہیں اور حرکت ختم ہو جائے۔ فَكُلُوْا مِنْهَا (پس تم ان میں سے کھاؤ) اگر تم چاہو۔ وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ (اور قناعت کرنے والے سائل کو کھلاؤ) مراد سائل ہے یہ قنعت الیہ جب کہ عاجزی کی جائے اور سوال کیا جائے۔ قنوعا سوال کرنا۔ وَالْمُعْتَرَّ (اور سوال کرنے والے کو) جو اپنا آپ تمہارے سامنے ظاہر کرے اور سامنے تو آئے مگر سوال نہ کرے۔ ایک قول جو کچھ اس کے پاس ہو اس پر راضی وخوش ہو۔ اور جو بلا سوال مل جائے اس پر اکتفاء کرے یہ قَنِعت قَنْعًا وقناعۃً سے ماخوذ ہے اور المعتر جو سوال کیلئے دست درازی کرے۔

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَعَلَّكُمْ (اسی طرح ہم نے ان کو تمہارے قابو میں دے دیا) جیسا کہ ہم نے ان کے ذبح کا حکم دیا اسی طرح ان کو تمہارے قابو میں دیا۔ نمبر۲۔ یہ ذٰلك من یعظم [الحج:۳۰] کی طرح ہے پھر جملہ مستانفہ لائے اور فرمایا سَخَّرْنَا هَا لَكُمْ یعنی ان کے عظیم الجثہ اور طاقتور ہونے کے باوجود ان کو تمہارے تابع کر دیا ہے۔ تاکہ تمہیں ان کے ذبح پر قدرت حاصل ہو۔ لعلکم تَشْكُرُوْنَ (تاکہ تم شکریہ ادا کرو) تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے انعامات جو تم پر کیئے گئے ہیں شکریہ ادا کرو۔

## فلسفۂ قربانی:

۳۷: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (ہرگز اللہ تعالیٰ کو قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا لیکن تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے) نمبر۱۔ اللہ تعالیٰ گوشت وخون کو قبول نہیں کرتے بلکہ تقویٰ قبول کرتے ہیں۔ نمبر۲۔ صدقہ کے گوشت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو نہیں پہنچتے۔ اور نہ ہی ذبح کے ذریعہ بہائے ہوئے خون۔ مراد یہ ہے کہ گوشت وخون والے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو گوشت وخون سے راضی نہیں کر سکتے جب تک وہ نیت کی نگہبانی اور اخلاص اور تقویٰ کی دیگر شروط کا لحاظ نہ کریں۔

ایک قول یہ ہے جب اہل جاہلیت اونٹوں کو ذبح کرتے تو خون بیت اللہ کے گرد انڈیلتے اور خون اس کی دیواروں پر لگاتے۔ جب مسلمانوں نے حج کیا تو اس کا ارادہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ (اسی طرح ہم نے ان کو تمہارے قابو میں دے دیا) یعنی قربانی کے اونٹوں کو لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ (تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑھائی بیان کرو) ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ نمبر۲۔ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرو۔ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ (جیسا اس نے تمہیں توفیق دی) اس کی طرح کشاں کشاں چلا دیا۔ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ (اور مخلصوں کو خوشخبری دے دو) ثواب کے ساتھ



BestUrduBooks.wordpress.com

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۙ﴿۳۹﴾ الَّذِیْنَ

ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا' اور بلاشبہ اللہ ان کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے' یہ لوگ

اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ

اپنے گھروں سے ناحق صرف یہ کہنے کی وجہ سے نکالے گئے کہ ہمارا رب اللہ ہے' اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بعض لوگوں کو

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا

بعض کے ذریعہ دفع فرماتا ہے تو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں کثرت سے

اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا ؕ وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِیْنَ اِنْ

اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے گرادیئے جاتے' اور یہ بات ضروری ہے کہ اللہ اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کرے' بلاشبہ اللہ قوی ہے غلبہ والا ہے' یہ ایسے لوگ ہیں کہ

مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ

اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ ادا کریں' اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے

الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾

روکیں' اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

اس کے احکام کی تعمیل کرنے والے۔

## مدافعت کا وعدہ:

۳۸: اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہٹائے گا۔)

قراءت: مکی وبصری نے یَدْفَعُ پڑھا اور دیگر نے یدافع پڑھا۔ جس کا معنی مدافعت میں مبالغہ کرے گا۔

عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (ایمان والوں سے) یعنی مسلمانوں سے کفار کی دغابازی کو اور اس کی مثل دوسری آیت ہے انا لننصر رسلنا والذین امنوا [ غافر:۵۱] پھر اس ارشاد میں اس کی تعلیل بیان فرمائی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ (بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتے ہر خائن سے) جو اللہ تعالیٰ کی امانت میں خیانت کرنے والا ہو۔ كَفُوْرٍ (ناشکر گزار) اللہ تعالیٰ کے انعامات کا کیونکہ وہ ان کے مخالف کو پسند نہیں کرتا اور وہ خائن کفار ہیں اور اللہ اور رسول کے ساتھ خیانت برتنے والے اور اپنی امانات میں خیانت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے منکر اور ناقدری کرنے والے ہیں۔

۳۹: اُذِنَ (ان لوگوں کو اجازت دے دی گئی)



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: مدنی، بصری، عاصم کی قراءت میں اسی طرح پڑھا گیا ہے۔
لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ (ان لوگوں کو جس سے لڑائی کی جاتی ہے)۔

## اجازتِ قتال اور اس کے اسباب:

قراءت: تاء کے فتحہ کے ساتھ مدنی، شامی، حفص نے پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہے ان کو لڑائی کی اجازت دے دی گئی۔ جس کی اجازت دی اس کو حذف کر دیا کیونکہ یقاتلون اس پر دلالت کر رہا ہے۔

بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا (اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا) ان کے مظلوم ہونے کی وجہ سے اور اس سے مراد اصحاب رسول ﷺ ہیں۔ مشرکین ان کو بڑی ایذائیں دیتے تھے۔ وہ رسول ﷺ کی خدمت میں مضروب، زخمی سر، مظلومیت کی فریاد کرتے ہوئے آتے۔ آپ ﷺ ان کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے صبر کرو۔

ابھی تک مجھے قتال کی اجازت نہیں ملی۔ یہاں تک کہ ہجرت کا حکم ہوا۔ پھر یہ آیت اتری۔ یہ سب سے پہلی آیت ہے جس میں قتال کی اجازت مرحمت فرمائی گئی اس سے قبل ستر سے زائد آیات میں ممانعت کی گئی تھی۔ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ (اور بے شک اللہ تعالیٰ کو ان کی مدد پر قدرت حاصل ہے) ایمان والوں کی مدد پر لَقَدِيْرُ (البتہ قدرت والے ہیں) قادر مطلق ہیں۔ اس میں ایمان والوں کی نصرت و مدد کی بشارت دی گئی ہے اور یہ اس ارشاد کی طرح ہے۔ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا [الحج:۳۸]

۴۰: اَلَّذِيْنَ (وہ لوگ)

نحو: یہ محل جر میں للذین سے بدل ہے۔ نمبر۲۔ اعنی کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۳۔ ھم مضمر کی وجہ سے مرفوع ہے۔

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ (جن کو ان کے گھروں سے نکالا گیا) مکہ سے بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ (ناحق سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے) یعنی اور کوئی وجہ نہیں سوائے توحید کے جو کہ اس لائق ہے کہ ان کو ٹھکانہ دیا جائے نہ کہ ان کو نکال باہر کیا جائے۔ اور دوسری آیت اسی کی مثل ہے۔ ھل تنقمون منا الا ان امنا باللہ [المائدہ:۵۹]

نحو: ان یقولوا محلاً مجرور ہے کیونکہ حق سے بدل ہے مطلب یہ ہے ان کو ان کی بات کی وجہ سے گھروں سے نکالا گیا ہے۔
وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ (اگر اللہ تعالیٰ بعض کو دفع نہ کرتا)
قراءت: مدنی و یعقوب نے دفاع پڑھا ہے۔
النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ (بعض سے تو گرا دیئے جاتے)
قراءت: حجازی قراء نے هُدِمَتْ کو تخفیفِ دال سے پڑھا ہے۔

صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ (درویشوں کی خانقاہیں اور گرجے اور یہود کے عبادت خانے اور مساجد) یعنی اگر تسلیطِ مسلمین کفار پر جہاد کے ذریعہ نہ کیا جاتا تو مشرکین مختلف ادیان والے اپنے اپنے زمانہ میں عبادت گاہوں پر غلبہ پا کر ان کو گرا دیتے اور نہ کسی نصرانی کا گرجا بچتا اور نہ ان کے درویشوں کے گنبد باقی رہتے اور نہ ہی یہود کے تکیہ خانے اور کنائس چھوڑے جاتے بلکہ سب کو زمین بوس کر کے مٹا دیا جاتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

الکنیسۃ کو صلاۃ کہا کیونکہ اس میں نماز پڑھی جاتی ہے۔اور نہ مسلمانوں کی مساجد قائم رہ سکتیں۔نمبر۲۔امت محمد ﷺ میں مشرکین کو مسلمانوں پر غلبہ ملے گا اور ان اہل کتاب پر بھی جو ان کی ذمہ داری میں ہیں۔اور فریقین کے عبادت خانے گرائے جائیں گے۔(یہ گویا پیشینگوئی ہے) غیر مساجد کو مساجد سے مقدم اس لئے کیا گیا کیونکہ انکا زمانہ مقدم تھا نمبر۲۔انکا گرایا جانے کا زمانہ قریب تھا۔

یُذْکَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ کَثِیْرًا (ان میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے) مساجد میں نمبر۲۔تمام میں اپنے اپنے زمانہ میں جبکہ صحیح تعلیمات ان کے ہاں تھیں (ورنہ اب تو اللہ تعالیٰ کے ذکر و نام کی کوئی چیز وہاں نہیں) وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ (ضرور اللہ تعالیٰ ان کی امداد کریں گے جو اس کی مدد کرتے ہیں) جو اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے فرمانبرداروں کی مدد کرنے والے ہیں۔اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ (بیشک اللہ تعالیٰ طاقت ور ہیں) اپنے اولیاء کی مدد پر عَزِیْزٌ (زبردست ہیں) اپنے دشمنوں سے انتقام کے سلسلہ میں۔

## مہاجرین کو اقتصادی خوشخبری:

۴۱: اَلَّذِیْنَ نحو: یہ من یَّنْصُرُهٗ سے بدل ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔نمبر۲۔للذین اُخْرِجُوْا کا تابع ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ (وہ کہ جب ہم ان کو زمین میں اقتدار عطاء کریں گے تو نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور بھلائی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے) اس آیت میں سیرتِ مہاجرین کے متعلق خبر دی کہ عنقریب ہم ان کو اقتدار دیں گے تو ان سے یہ امور وقوع پذیر ہونگے۔اور ان کے لئے دنیا کے خزانے کھول دیئے جائیں گے اور وہ دین کے امور کو کس کیفیت سے انجام دیں گے۔

خلفائے راشدین کی خلافت کی حقانیت کی یہ دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمکین فی الارض عنایت فرمائی اور انہوں نے دین کو سیرت عادلہ کے ساتھ نافذ کیا۔قول حسن رحمۃ اللہ علیہ: اس سے مراد امت محمد ﷺ (پھر بھی صحابہ کرام جو مقدمۂ امت ہیں وہ اس کے اولین مصداق ہیں: مترجم) وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (اور تمام امور کا نتیجہ اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے) اس کے حکم کی طرف لوٹتا ہے اور اس کی تقدیر پر اختتام پذیر ہوتا ہے اولیاء کو غلبہ دینے اور ان کی بات کے بلند کرنے کی تاکید مزید ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ

اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو ان سے پہلے نوح کی قوم، اور عاد، اور ثمود، اور ابراہیم کی قوم،

وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ

اور لوط کی قوم، اور مدین والے جھٹلا چکے ہیں، اور موسیٰ کو جھٹلایا گیا سو میں نے کافروں کو مہلت دی پھر میں نے انہیں پکڑ لیا۔

فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى

سو کیسا تھا میرا عذاب، سو کتنی ہی بستیاں تھیں جن کو ہم نے ہلاک کیا جو ظلم کرنے والی تھیں سو وہ اپنی چھتوں پر گری

عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ

پڑی ہیں اور کتنے ہی کنویں ہیں جو بیکار ہیں، اور کتنے ہی محل ہیں جو مضبوط بنائے ہوئے تھے، کیا یہ لوگ زمین میں نہیں چلے پھرے تاکہ ان کے

قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ

ایسے دل ہوتے جن کے ذریعہ سمجھتے اور ایسے کان ہوتے جن کے ذریعہ سنتے سو بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں لیکن

تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ

دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں، اور وہ آپ سے جلد عذاب لانے کا تقاضا کرتے ہیں اور اللہ ہرگز اپنے

اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ

وعدہ کے خلاف نہ فرمائے گا، اور بلاشبہ آپ کے رب کے نزدیک ایک ایسا دن ہے جو تم لوگوں کے شمار کے مطابق ایک سال کے برابر ہوگا، اور کتنی ہی

ع ۶ / ۱۳

قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾

بستیاں تھیں جن کو میں نے مہلت دی اس حال میں کہ ظلم کرنے والے تھے پھر میں نے انہیں پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

۴۲: وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ (اور اگر وہ آپ کو جھٹلا دیں) اس میں آنحضرت ﷺ کو قریش مکہ کی مسلسل تکذیب پر تسلی دی یعنی آپ تکذیب میں اکیلے نہیں ہیں۔ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ (پس جھٹلایا ان سے قبل) قریش مکہ سے قبل قَوْمُ نُوْحٍ (قوم نوح نے) نوح علیہ السلام کو وَّعَادٌ (قوم عاد نے) ہود علیہ السلام کو وَّ ثَمُوْدُ (اور قوم ثمود نے) صالح علیہ السلام کو۔

## سابقہ اقوام کے حالات سے عبرت پکڑو:

۴۳: وَ قَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ (اور قوم ابراہیم علیہ السلام نے) ابراہیم علیہ السلام کو وَ قَوْمُ لُوْطٍ (اور قوم لوط نے) لوط علیہ السلام کو



BestUrduBooks.wordpress.com

۴۴: وَّ اَصۡحٰبُ مَدۡيَنَ (اور اصحاب مدین نے) شعیب علیہ السلام کو وَ كُذِّبَ مُوۡسٰى (اور موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا گیا) ان کو فرعون اور قبطیوں نے جھٹلایا۔

سوال: یہاں قوم موسیٰ نہیں کہا؟

جواب: کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم بنی اسرائیل نے نہیں جھٹلایا قوم کے علاوہ دیگر قوم نے جھٹلایا۔ نمبر۲۔ گویا ہر قوم کی طرف سے تکذیب رسل کا ذکر کر کے فرمایا و کذب موسیٰ ایضًا مع وضوح ایاته واضح آیات کے باوجود موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا گیا۔ اور ان کے معجزات ظاہر ہو چکے مگر وہ جھٹلانے سے باز نہ رہے۔ پس اور کے متعلق کیا کہو گے؟ خود سوچ لو۔ فَاَمۡلَيۡتُ لِلۡكٰفِرِيۡنَ (پس میں نے کفار کو مہلت دی) ان کی سزا کو مؤخر کیا اور ان کو مہلت دی۔ ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ (پھر میں نے ان کو پکڑا) ان کے کفر پر ان کو سزا دی فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ (پس میرا انکار کیا رہا۔) یعنی میرا انکار اور میری تبدیلی جبکہ میں نے انعامات کی جگہ عذاب اتارے اور دنیا کی زندگی میں ہلاکت دے دی اور آبادی کی جگہ بربادی بدل دی۔

قراءت: یعقوب نے وصل و وقف میں یاء کے ساتھ نکیری پڑھا ہے۔

۴۵: فَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا (بہت سی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا)

قراءت: بصری نے اهلكتُها پڑھا ہے۔

وَهِىَ ظَالِمَةٌ (کیونکہ وہ ظالم تھیں)

نحو: یہ حال ہے یعنی ان بستیوں والے مشرک تھے۔ فَهِىَ خَاوِيَةٌ (پس وہ گرنے والی ہیں) یہ خوی النجم سے بنا ہے جبکہ ستارہ گرے۔ عَلٰى عُرُوۡشِهَا (اپنے چھتوں پر) یہ خاویۃ کے متعلق ہے مطلب یہ ہے وہ اپنی چھتوں پر گرنے والی ہیں۔ یعنی ان کی چھتیں زمین بوس ہوئیں پھر دیواریں گریں اور وہ چھتوں پر جا پڑیں۔

نحو: فهی خاویة اس کا کوئی محل اعراب نہیں کیونکہ اس کا عطف اهلکنا ها پر ہے اور یہ ایسا فعل ہے جس کا کوئی محل اعراب نہیں ہوتا۔ یہ ترکیب اس وقت ہے جبکہ كَاَيِّنۡ کو محلًا منصوب مانیں اور تقدیر عبارت یہ ہو۔ کثیرًا من القریٰ اهلکنا ها۔ بہت سی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔

وَبِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ (اور بیکار کنوئیں) ڈول ورسّی نہ ڈالنے کی وجہ سے متروک ہو چکے اور ان کی مرمت وغیرہ ترک کر دی گئی۔ نمبر۲۔ ان میں پانی موجود اور آلات سقایہ بھی موجود ہیں مگر وہ معطل ہو چکے ان کو اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ ان کے آباد کار ہلاک ہو چکے۔ وَّقَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ (اور مضبوط محلات) چونا گچ الشید چونے کو کہتے ہیں۔ نمبر۲۔ ان کی عمارات بلند ہوں۔ اس صورت میں یہ شاد البناءَ ای رفعه اس نے عمارت کو بلند کیا سے لیا جائے گا۔ مطلب یہ ہے ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا اور کتنے کنوئیں بےکار کر دیے گئے اور کتنے مضبوط محلات ہیں جن کو ان کے باسیوں سے ہم نے خالی کروا لیا۔ یعنی ہم نے ہلاکت میں شہری و دیہاتی کسی کو نہ چھوڑا۔ محلات اپنے سکان سے خالی اور کنوئیں اپنے گھاٹ پر اترنے والوں سے فارغ۔

قول فیصل یہاں قصر وبئر سے عام مراد لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ کسی تخصیص کی چنداں حاجت نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۴۶: اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ (کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں) اس میں سفر پر آمادہ کیا گیا تا کہ ان لوگوں کے بچھڑنے کے مقامات ملاحظہ ہوں جن کو کفر باللہ کی پاداش میں ہلاک کر دیا گیا اور یہ لوگ ان آثار کا مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کریں۔ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا (پس ان کے دل ایسے ہوتے جن سے وہ ان امور کو سمجھتے یا ان کے کان ہوتے جن سے وہ سنتے) یعنی ان باتوں کو سمجھتے جن کو توحید وغیرہ میں سے سمجھنا ضروری ہے اور ان باتوں کو سنتے جن کا وحی میں سے سننا لازم ہے۔ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (وہ آنکھوں کے اندھے نہیں بلکہ وہ دل کے نابینا ہیں جو ان کے سینوں میں ہیں)

نحو: فانھا میں ھا ضمیر قصہ ہے یا یہ ضمیر مبہم ہے جس کی تفسیر الابصار ہے۔ یعنی ماعمیت ابصارھم عن الابصار بل قلوبھم عن الاعتبار۔ ان کی صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں بلکہ ان کے دل عبادت سے خالی ہیں۔ ہر انسان کی چار آنکھیں ہیں۔ نمبرا۔ دو آنکھیں اس کے سر میں اور دو آنکھیں اس کے دل میں۔ جب وہ دل کی آنکھ سے دیکھتا اور سر والی آنکھ سے نہیں دیکھتا تو اس کو نقصان نہیں پہنچتا۔ اور اگر سر والی آنکھ سے دیکھتا اور دل والی آنکھ سے نہیں دیکھتا تو اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

صدور کا ذکر اس بات کی وضاحت کیلئے ہے کہ علم کا محل قلب ہے اور تا کہ یہ نہ کہا جائے کہ اس دل سے مراد اور کوئی عضو ہے جیسا کہتے ہیں القلب لبٌّ لکل شئی۔

۴۷: وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ (وہ آپ سے اس عذاب کا نزول جلد مانگتے ہیں) استہزاء کے طور پر مؤخر عذاب کو جلدی طلب کرتے ہیں۔ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ (حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہ فرمائیں گے) گویا اس طرح فرمایا: لِمَ یستعجلونك بہ ؟ وہ آپ سے کیونکر جلد آنے کا مطالبہ کرتے ہیں؟ گویا وہ اس عذاب کے فوت ہونے کے قائل نہیں اور یہ بات تو اس کے متعلق جائز ہو سکتی تھی جو میعاد کی خلاف ورزی کرنے والا ہو حالانکہ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ (حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی ہرگز خلاف ورزی نہ فرمائیں گے) اور وہ عذاب جس کا اس نے ان سے وعدہ فرمالیا وہ ضرور ان کو پہنچے گا خواہ کچھ وقت کے بعد ہی آ جائے۔

وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (اور بیشک ایک دن تیرے رب کے ہاں ایک ہزار سال کی طرح ہے تمہاری گنتی کے مطابق)

قراءت: مکی، کوفی سوائے عاصم کے یعدّون پڑھتے ہیں۔ یعنی وہ عذاب کس طرح جلد طلب کرتے ہیں۔ جس ذات کے ہاں دن ایام عذاب میں سے تمہارے سالوں کی گنتی کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے کیونکہ تکالیف کے ایام طویل ہوا کرتے ہیں۔

۴۸: وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ (اور بہت سی بستیوں والوں کو میں نے مہلت دی اور وہ بے جا حرکات کرنے والے تھے) یعنی بہت سے بستیوں والے ایسے گزرے ہیں جو تمہاری طرح ظلم کرنے والے تھے میں نے ان کو ایک وقت تک مہلت دی۔ ثُمَّ اَخَذْتُهَا (پھر میں نے ان کو عذاب کے ساتھ پکڑا) وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ (اور میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے) یعنی لوٹنا



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٤٩ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تمہارے لئے واضح طور پر ڈرانے والا ہوں ' سو جن لوگوں نے نیک عمل

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝٥٠ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

کئے ان کے لئے مغفرت ہے اور عزت والا رزق ہے' اور جن لوگوں نے عاجز کرنے کے لئے ہماری آیات کے بارے میں کوشش کی

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝٥١

یہ لوگ دوزخ والے ہیں۔

میری طرف ہی ہے مجھ سے کوئی چیز فوت نہ ہوگی۔

**سوال**: اس صورت میں وَكَاَيِّنْ واؤ کے ساتھ ذکر کیا جبکہ پہلی صورت میں فَكَاَيِّنْ فاء کے ساتھ ذکر کیا؟

**جواب**: کیونکہ پہلا کاین فکیف کان نکیر [الحج:٤٤] کا بدل تھا۔ اور یہ دوسرا پہلے دو جملوں کا حکم رکھتا ہے جن کا عطف واؤ سے کیا گیا ہے وہ جملے یہ ہیں ولن یخلف اللہ وعدہ اور ان یوماً عند ربک [الحج:٤٧] ہے۔

٤٩: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (کہہ دیں! اے لوگو! بیشک میں تمہارے لیے کھلا ڈرانے والا ہوں) یہاں بشیر ونذیر نہیں فرمایا کیونکہ فریقین کا تذکرہ بعد میں آرہا ہے کیونکہ سیاق کلام مشرکین کی طرف ہے اور یایھا الناس کہہ کر انہی سے تخاطب ہے اور انہی کے متعلق کہا گیا افلم یسیروا اور استعجال کے ساتھ ان کے حالات بیان کیے۔ اور ایمان والوں کے تذکرے اور ان کے ثواب کو درمیان میں گھسا دیا تا کہ وہ برانگیختہ ہوں۔ نمبر٢۔ تقدیر عبارت اس طرح مان لیں۔ نذیر مبین و بشیر۔ پھر خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا۔

٥٠: فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ (پس وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے ان کے لئے بخشش ہے) گناہوں کی وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (اور عمدہ روزی) اچھی شاندار۔ پھر ڈرایا فرمایا۔

## طعن کے لئے دوڑ دھوپ:

٥١: وَالَّذِيْنَ سَعَوْا (اور وہ لوگ جو کوشش کرتے رہتے ہیں) سعی فی امر فلان: کسی معاملے میں دوڑ دھوپ کرنا تا کہ وہ اس معاملے کو بگاڑ دے جب کہ وہ اس کی کوشش سے بگڑتا ہو۔ فِيْٓ اٰيٰتِنَا (ہماری آیات کے متعلق) یعنی قرآن مجید کے متعلق مُعٰجِزِيْنَ (تا کہ وہ عاجز کردیں ہرادیں)۔

**نحو**: یہ حال ہے

قراءت: مکی، ابو عمرو نے معجزین پڑھا ہے۔ اور عاجزہ سے سبقت کرنا مراد ہے۔ گویا کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو ساتھ ملنے سے عاجز کرنے کا طلبگار ہے۔ جب ایک ان میں سے آگے بڑھ جاتا ہے تو کہتے ہیں اعجزہ، عجزہ، مطلب یہ ہے کہ وہ اسے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ

اور آپ سے پہلے ہم نے کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو جب اس نے پڑھا تو شیطان نے اس کے پڑھنے میں شبہ ڈال

اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

دیا پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ختم کر دیتا ہے پھر اپنی آیات کو محکم کر دیتا ہے' اور اللہ علیم ہے

حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

حکیم ہے' تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ان لوگوں کے لئے آزمائش بنا دے جن کے دلوں میں مرض ہے

وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

اور جن کے دل سخت ہیں' اور بلاشبہ ظلم کرنے والے دور کی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں' اور تاکہ وہ لوگ زیادہ یقین کرلیں

اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ

جنہیں علم دیا گیا ہے کہ بے شک وہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے' پھر ایمان پر زیادہ قائم ہو جائیں پھر ان کے دل اس کی طرف اور بھی جھک جائیں'

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ

اور بلاشبہ اللہ ایمان والوں کو صراط مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ

مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾

برابر اس کی طرف سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ ان کے پاس اچانک قیامت آجائے یا ان کے پاس کسی ایسے دن کا عذاب آجائے جس میں کوئی خیر نہ ہو'

اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ

اس روز بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہوگی وہ ان کے درمیان فیصلے فرمائے گا سو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ نعمت کے

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ ع ۹ ۱۴ ۷

باغوں میں ہوں گے' اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا سو ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

معانی میں طعن و تشنیع کی خاطر بگھاڑنے کیلئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں کہ کبھی تو سحر کہتے ہیں اور کبھی شعر اور بار دیگر اساطیر کا نام دھرتے ہیں اور اپنے خیال میں اس اندازہ کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ان کی توقعات یہ ہیں کہ اسلام کے سلسلہ میں ان کی تدابیر کامیاب ہونگی۔ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (یہ لوگ جہنمی ہیں) بھڑکتی آگ والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

تمنی قراءت کے معنی میں ہے:

۵۲: وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ (اے محمد ﷺ ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا) مِن ابتدائے غایت کیلئے ہے۔ مِن رسول میں مِنۡ زائدہ ہے۔ جو تاکید نفی کیلئے بڑھادیا گیا ہے۔ وَّلَا نَبِیٍّ (اور نہ کوئی نبی)

مَسْئَلَہ: یہ آیت رسول اور نبی کے معنی میں تغایر کی دلیل ہے۔ بخلاف ان حضرات کے جوان کو ایک کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے انبیاء علیہم السلام کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مائۃ الف و اربعۃ عشرون الفاً پھر سوال کیا گیا ان میں رسل کی تعداد کتنی ہے۔ آپ نے فرمایا ثلاث مائۃ و ثلاثۃ عشر [رواہ ابن حبان: ۳۶۱ ـ ابونعیم فی الحلیہ ۱/۱۶۶]

دونوں میں فرق یہ ہے کہ رسول وہ ہے جس نے معجزہ اور کتاب منزل کو جمع کر لیا ہو۔ نبی وہ ہے جس پر کتاب نہ اترے۔ اس کو پہلی شریعت کی طرف دعوت دینے کا حکم ہو۔ ایک اور قول یہ ہے رسول شرع کا واضع ہوتا ہے اور نبی دوسری شریعت کا حافظ و نگران ہوتا ہے۔

اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰۤی (مگر جب اس نے پڑھا) تمنّٰی کا معنی قراءت حضرت حسان بن ثابت کے اس شعر میں ہے۔

تمنّٰی کتاب اللہ اول لیلۃ ☆ تمنی داود الزبور علی رِسْلٍ

وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو شروع رات میں اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہے جیسے داؤد زبور کی تلاوت کرتے تھے۔

اَلۡقَی الشَّیۡطٰنُ فِیۡۤ اُمۡنِیَّتِہٖ (تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں مداخلت کی) امنیتہ سے تلاوت مراد ہے مفسرین کرام نے کہا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو آواز دی تا کہ سورۃ النجم کی تلاوت ان کو سنائیں۔ جب آپ ومناۃ الثالثۃ الاخری پر پہنچے تو زبان پر جاری ہوا۔ تلک الغرانیق العلی۔ وان شفاعتھن لترتجی [1] مگر آپ کو معلوم نہ ہوا یہاں تک کہ عصمت نے آلیا اور اس پر متنبہ کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو متنبہ کیا آپ کو اطلاع دی کہ یہ شیطان کی شرارت تھی۔ مگر یہ قول درست نہیں ہے اس لئے کہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو آپ نے جان بوجھ کر یہ کلام کیا ہو اور یہ ممکن نہیں کیونکہ یہ کفر ہے اور آپ کی بعثت بتوں کی مذمت کیلئے کی گئی نہ کہ ان کی تعریف کرنے والا بنا کر بھیجا۔ نمبر۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ شیطان نے نبی اکرم ﷺ کی زبان پر جبراً جاری کر دیا ہو کہ آپ اس کو نہ روک سکے ہوں اور یہ بھی ناممکن ہے شیطان جبراً کسی بات کو دوسرے کی زبان پر بھی جاری نہیں کر سکتا۔ ارشاد الٰہی ہے۔ ان عبادی لیس لک علیھم سلطان [الاسراء: ۶۵] تو آپ ﷺ کے حق میں بدرجہ اولیٰ ممنوع ہے۔

نمبر۳۔ تیسری صورت آپ کی زبان پر بھول و غفلت سے جاری ہوگئی ہو مگر یہ بھی مردود ہے کیونکہ اس قسم کی غفلت و بھول تبلیغ وحی کے موقع پر آپ کے متعلق جائز نہیں ہے اگر اس کو جائز قرار دے دیا جائے تو آپ کی بات پر اعتماد باطل ہو جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق خود فرمایا لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ [فصلت: ۴۲] اور فرمایا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون [الحجر: ۹]



BestUrduBooks.wordpress.com

جب یہ تمام وجوہ باطل ٹھہریں تو اب ایک صورت صرف باقی رہ گئی وہ یہ کہ آپ ﷺ نے مناۃ الثالثۃ الاخری کہہ کر خاموش ہو گئے تو شیطان نے یہ کلمات نبی اکرم ﷺ کی قراءت سے متصلاً آواز ملا کر کہہ دیئے تو بعض کے خیال میں آیا کہ نبی اکرم ﷺ نے (نعوذ باللہ) یہ کلمات کہے ہیں۔ پس یہ القاء فی قراءۃ النبی ﷺ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں شیطان کلام کرتا تھا اور اس کا کلام لوگ سنتے تھے روایت میں وارد ہے کہ شیطان نے احد کے دن آواز دی۔ الا ان محمدا قد قتل ۔ اور اسی طرح بدر کے دن مشرکین کو سراقہ کی شکل میں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ لا غالب لکم الیوم من الناس و انی جارٌ لکم [الانفال:۴۸]

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ (اللہ تعالیٰ شیطان کے شبہات کو نابود کر دیتا ہے) ختم کر دیتا اور بے کار کر دیتا ہے اور اطلاع دے دیتا ہے یہ شیطان کی شرارت اور وسوسہ ہے۔ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ (پھر آیات کو قائم رکھتا ہے) اور شیطان کی طرف سے اس میں اضافہ ہونے سے محفوظ رکھتا ہے۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ علم والے) جو ان سے اپنے پیغمبر ﷺ پر وحی اتاری ہوتی ہے اور جو شیطان کا مقصود ہے۔ حَكِيْمٌ (حکمت والے ہیں) اس حقیقت کو منکشف کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اور زائل کر کے ارادۂ شیطانی کو ناکام بنا دیتا ہے۔ پھر ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی آزمائش و امتحان ہے فرمایا۔

۵۳: لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً (تاکہ شیطان کے شبہات کو اللہ تعالیٰ آزمائش بنا دے) آزمائش و مصیبت لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (ان لوگوں کیلئے جن کے دلوں میں بیماری ہے) یعنی شک و نفاق ہے۔ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ (اور جن کے دل سخت ہیں) یعنی مشرک اور مکذب لوگ مراد ہیں۔ اس سے انکا شک اور ظلمت بڑھ جاتا ہے وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ (اور بلاشبہ ظالم) منافق و مشرک لوگ۔

نکتہ: یہ اصل میں انّھم تھا مگر ضمیر کی جگہ اسم ظاہر الظالمین لائے تاکہ ان کی ناحق کوشی کی صراحت ہو جائے اور ظالم ہونا پختہ ہو جائے لَفِيْ شِقَاقٍ (البتہ ضد میں ہیں) مخالفت بَعِيْدٍ (دور کی) جو حق سے بہت دور ہے۔

۵۴: وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (اور تاکہ علم والے جان لیں) جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے دین اور آیات کا علم ملا ہے۔ اَنَّهُ (کہ یہ) قرآن الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ (برحق ہے تیرے پروردگار کی طرف سے پس وہ اس قرآن پر یقین کریں) فَتُخْبِتَ (پس عاجزی کریں) مطمئن ہو جائیں۔ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (اس کے لئے ان کے دل اور بیشک اللہ ایمان والوں کی راہنمائی کرنے والے ہیں سیدھے راستے کی طرف) پس وہ دین میں متشابہ آیات کی تاویلات صحیحہ کرتے ہیں اور جو ان پر اشکال پیدا کرے۔ اس کا صحیح محل تلاش کرتے ہیں۔ جس کا تقاضہ محکمات کے اصول کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کو کوئی حیرت بھی نہیں آئی اور نہ ان کو کوئی اشتباہ پیش آیا ہے۔

## کفار کی ضد بازی:

۵۵: وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ (اور کافر ہمیشہ شک میں پڑے رہیں گے) مِّنْهُ (اس کے متعلق) قرآن مجید کے متعلق یا صراط مستقیم کے متعلق حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً (یہاں تک کہ قیامت ان کے پاس اچانک آن پہنچے۔) اور اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ یا ان پر کسی بے برکت دن کا عذاب اتر پڑے) یعنی بدر کے دن ، وہ عقیم اس لحاظ سے کہ کافروں کو اس میں کوئی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ قتل کئے گئے یا طبعی موت سے وفات پا گئے اللہ انہیں ضرور ضرور اچھا رزق عطا

حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ

فرمائے گا اور یہ بات یقینی ہے کہ اللہ خیر الرازقین ہے' وہ انہیں ضرور ضرور ایسی جگہ میں داخل فرمائے گا جس سے وہ خوش ہوں گے

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ

اور بلاشبہ اللہ خوب جاننے والا ہے' بہت حلم والا ہے' یہ بات یوں ہی ہوگی اور جو شخص اس قدر بدلہ لے' جس قدر اسے تکلیف پہنچائی گئی

ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾

پھر اس پر زیادتی کی جائے اللہ تعالیٰ ضرور ضرور اس کی مدد فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔

کشادگی میسر نہیں ہوئی یا راحت نہیں پہنچی جیسا کہ الریح العقیم سے کوئی خیر فصلوں اور انسان کو نہیں ملتی۔ نمبر۳۔ عقیم کا معنی سخت دن تھا۔ اس میں رحمت نہ تھی۔ نمبر۴۔ معاملے کی شدت کی وجہ سے وہ دن بے مثل تھا۔ چونکہ ملائکہ بھی قتال میں شریک تھے۔ قول ضحاک رحمۃ اللہ علیہ: اس سے قیامت کا دن مراد ہے اور السَّاعة سے اس صورت میں مقدمات قیامت مراد لیے جائیں گے۔

۵۶: اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ (بادشاہی اس دن) یعنی یوم سے قیامت کا دن مراد ہے اور تنوین اس کی جملہ کے عوض ہے ای یوم یومنون یایوم تزول مریتھم اس دن یہ ایمان لائیں گے یا اس دن انکا شک دور ہوگا۔ لِّلّٰهِ (اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہوگا۔) اس میں کوئی بھی منازعت کرنے والا نہ ہوگا۔ (ظاہر بادشاہتیں بھی نہ ہونگی) يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ (وہ ان کے مابین فیصلے کرے گا) پھر ان میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اس ارشاد میں ذکر فرمایا فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (پس وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کیے وہ نعمتوں والی جنتوں میں ہونگے)

۵۷: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا ان کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے۔)

ربط: پھر اللہ تعالیٰ نے فریق اول میں سے ایک فریق کو اپنے فضل سے خاص کیا اور فرمایا۔

## بلامثال پیدا کرنے والا بلا ملال دے گا:

۵۸: وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی) وہ اپنے اوطان سے جہاد کرنے کیلئے نکلے ہیں۔ ثُمَّ قُتِلُوْا (پھر وہ قتل کر دیے گئے) جہاد میں۔

قراءت: شامی نے قُتِّلُوْا پڑھا ہے۔ اَوْ مَاتُوْا (یا طبعی موت آ گئی) لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا (اللہ تعالیٰ ضرور ان کو رزق



BestUrduBooks.wordpress.com

حسن سے نوازیں گے ) ایک قول یہ ہے رزق حسن وہ ہے جو کبھی بھی منقطع نہ ہو۔

وَاِنَّ اللّٰہَ لَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ (اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی بہترین رزق عنایت فرمانے والے ہیں ) کیونکہ وہ بلا مثال مخلوق کو ایجاد کرنے والے ہیں۔اور تمام کے رزق کی بلا ملال کفالت کرنے والے ہیں۔

۵۹: لَیُدْخِلَنَّھُمْ مُّدْخَلًا (ضرور وہ ان کو ایسے مقام میں داخل فرمائے گا)

قراءت: مدنی نے مَدْخلاً پڑھا ہے اس سے مراد جنت ہے۔ یَّرْضَوْنَہٗ (جس کو وہ پسند کرتے ہیں ) کیونکہ اس میں وہ چیزیں ہیں جو نفس کو پسند ہیں اور جن سے آنکھیں لذت اندوز ہوتی ہے۔ وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَلِیْمٌ (اور بیشک اللہ تعالیٰ ضرور جاننے والے ہیں ) ان کے حالات کو جنہوں نے جہاد میں اپنا وقت پورا کیا اور وہ فوت ہونے والے جو آس لگائے بیٹھے تھے مگر زندگی نے وفاء نہ کی۔ حَلِیْمٌ (حوصلہ والے ہیں ) اس کو بھی مہلت دیتے ہیں جو ان سے عناد کے ساتھ قتال کرتا ہے۔

شانِ نُزول: روایت میں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے بعض اصحاب نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ! یہ لوگ جو شہید ہو گئے ان کے متعلق تو ہم جانتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا خیر ملے گی۔ اور ہم آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے ہیں جیسے وہ شریک ہوتے تھے۔ اگر ہم مر جائیں تو ہمیں کیا ملے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیات اتار دیں۔

۶۰: ذٰلِکَ ای الامر ذٰلک (معاملہ یہی ہے۔) اس کے بعد والا جملہ مستانفہ ہے۔ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِہٖ (جو شخص دشمن کو اسی قدر تکلیف پہنچائے جتنی اس کو دی گئی ) ابتدائے جزاء کو عقوبت سے تعبیر کیا کیونکہ وہ عقوبت سے سبب کی نسبت سے ملی ہوئی ہے اور یہ اس کے نتیجے میں ہوا۔ ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْہِ لَیَنْصُرَنَّہُ اللّٰہُ (پھر اس شخص پر زیادتی کی جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ضرور مدد دے گا ) جس نے اتنی سزا دی جتنی زیادتی اس سے ہوئی۔ پھر اس کے بعد اس پر ظلم کیا گیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ حق بن گیا کہ اس کی مدد کرے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ (بے شک اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے ہیں ) وہ گناہوں کے آثار کو بھی مٹا دیتے ہیں۔ غَفُوْرٌ (بخشنے والے ہیں ) کہ متنوع اقسام کے گناہ و عیوب چھپاتے ہیں۔

آیت کے سیاق کے مطابق دو آیات میں تقریب اس طرح ہو سکتی ہے کہ معاقب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو پر مقرر کیا گیا ہے اور اسی طرح عقوبت اس ارشاد کے ساتھ فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ [الشوریٰ:۴۰]

وان تعفوا اقرب للتقوٰی [البقرہ:۲۳۷] پس ان باتوں نے اس میں کوئی اثر نہ کیا اور اس نے بدلہ لیا تو وہ افضلیت کا تارک ہوگا۔ وہ دوسری مرتبہ میں اپنی نصرت کا ضامن ہے۔ جبکہ اس نے عفو کو ترک کیا اور باغی سے انتقام لیا اور اس کے باوجود اس پر جو بہتر ہے اس کو یہ دونوں صفات ذکر کر کے تعریض کی جائے گی۔ نمبر۲۔ عفو و مغفرت کا تذکرہ دلالت کر رہا ہے کہ اس کو سزا پر قدرت ہے عفو کی صفت اسی کیلئے ثابت اور بیان کی جا سکتی ہے جو اس کے عکس پر قدرت رکھتا ہو۔ جیسا محاورہ ہے: العفو عند [القدرۃ]



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَاَنَّ

یہ اس وجہ سے ہے کہ بلاشبہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل فرماتا ہے اور بلاشبہ اللہ

اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

دیکھنے والا اور سننے والا ہے' یہ اس وجہ سے ہے کہ بے شک اللہ حق ہے اور اس کے علاوہ جو دوسروں کو پکارتے ہیں وہ

هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ

باطل ہیں' اور اللہ برتر ہے بڑا ہے' اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۶۳﴾

پانی اتارا پھر زمین ہری بھری ہو گئی' بلاشبہ اللہ بہت مہربان ہے خبر رکھنے والا ہے'

## نمونہ ہائے قدرت:

۶۱: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ (اور یہ اللہ تعالیٰ کی مدد اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات کو سننے اور دیکھنے والے ہیں) یعنی یہ مظلوم کی مدد اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں اور اس کی آیاتِ قدرت میں سے یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے یعنی اس میں اس کا اضافہ کر دیتا ہے۔ اور اس کا اس میں اضافہ نمبر۲۔ اس وجہ سے کہ وہ دن رات کا خالق ہے اور ان میں تصرف وہی کرنے والا ہے۔ آسمان و زمین کے مابین بندوں کے ہاتھوں سے جو خیر و شر انجام پاتا ہے وہ بھی اس سے مخفی نہیں اسی طرح انصاف و سرکشی بھی۔ اور بیشک وہ سمیع (سننے والا) ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کو کسی بات کا سننا دوسرے کی بات سے مشغول نہیں کر سکتا خواہ ان میں آوازیں اور فنون واقسام السنہ بھی مختلف کیوں نہ ہو۔ بصیر (وہ دیکھنے والے ہیں) ان تمام افعال کو جو وہ کرتے ہیں۔ راتوں میں کی جانے والی کوئی چیز اس سے چھپ نہیں سکتی۔ خواہ یہ در پردہ اندھیر کیوں نہ ہو۔

۶۲: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ (اور یہ نصرت اس سبب سے یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہیں اور جن چیزوں کی) مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ (اللہ تعالیٰ کے سوا یہ عبادت کرتے ہیں وہ بالکل باطل و بے حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ ہی عالیشان اور سب سے بڑا ہے۔)

قراءت: ابوبکر کے علاوہ عراقی قراء نے مایدعون پڑھا ہے۔ ذلک الوصف یہ وصف اس وجہ سے یقینی ہے کیونکہ اس نے رات دن کو پیدا کیا اور جو کچھ ان میں ہو رہا ہے اس کا وہ احاطہ کرنے والا ہے اور ان کے مابین مخلوق کے افعال واقوال کا اسے ادراک ہے کیونکہ



BestUrduBooks.wordpress.com

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝۶۴ ع ۸ ۷ ۱۵

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب اس کا ہے اور بلاشبہ اللہ غنی ہے تعریف کا مستحق ہے '

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ

اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے وہ سب کچھ مسخر فرمادیا جو زمین میں ہے' اور کشتی کو مسخر فرمادیا وہ سمندر میں اس کے حکم سے چلتی ہے

وَیُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ

اور وہ آسمان کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے' مگر یہ کہ اسی کا حکم ہو جائے۔ بلاشبہ اللہ لوگوں پر بہت مہربان ہے

رَّحِیْمٌ ۝۶۵ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَحْیَاكُمْ ؗ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۝۶۶

نہایت رحم فرمانے والا ہے' اور اللہ وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ فرمائے گا' بلاشبہ انسان بڑا ناشکرا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی الوہیت ثابت وحقیقی ہے اور جن کو لوگ آلھہ کے نام سے ذکر کرتے ہیں وہ تمام باطل ہیں اور شان کے اعتبار سے کوئی چیز اس سے اعلیٰ نہیں اور غلبہ کے اعتبار سے اس سے کوئی بڑا نہیں۔

۶۳: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ پانی اوپر سے اتارتا ہے) یعنی بارش کی صورت میں فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً (جس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے) نباتات کے ذریعہ اس کے بعد کہ وہ سیاہ خشک تھی۔

لطیفہ نحویہ: تصبح صیغہ مضارع ہے۔ ماضی نہیں لایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ بارش کا اثر زمانہ درزمانہ باقی رہتا ہے جیسا کہتے ہیں۔ انعم علی فلانٌ فاروحُ واغدو شاکرًا لهٗ میں صبح وشام اس کا شکر گزار رہونگا۔ اگر تم یوں کہتے فرحت، وغدوت، یہ مفہوم ہرگز پیدا نہ ہوتا۔ البتہ تصبح کا لفظ مرفوع لایا گیا۔ استفہام کے جواب میں منصوب آنا چاہیے تھا وہ نہیں آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر منصوب لاتے تو مقصد باطل ہو جاتا ہے۔

وہ اس طرح کہ اس کا مطلب اخضرار کو ثابت کرنا ہے۔ اگر نصب لاتے تو اخضرار کی نفی ہو جاتی ہے جیسا تم اپنے دوست کو کہو۔ الم ترانی انعمت علیك فتشکرُ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے تم پر احسان کیا پس شکریہ ادا کرتے رہو۔ اور اگر تم تشکر نصب سے پڑھو تو تم نے اس کے شکریے کی نفی کی اور شکریہ نہ کرنے کی کوتاہی پر تم اس کا شکوہ کر رہے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے تم پر احسان کیا پس تم شکریہ کیوں ادا نہیں کرتے؟

اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ (بیشک اللہ تعالیٰ لطف والے ہیں) اس کا عمل یا فضل ہر چیز تک پہنچنے والا ہے۔ خَبِیْرٌ (مطلع ہیں) اپنی مخلوقات کے مصالح اور منافع سے۔ نمبر۲۔ اللطیف کا معنی دقیق تدابیر کے ساتھ خاص ہیں۔ اور الخبیر ہر قلیل وکثیر کا احاطہ کرنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۶۴: لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے) ملکیت اور حاکمیت کے لحاظ سے۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِیُّ (اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی اپنی ذات سے بے نیاز ہے) آسمانوں اور زمین کے مابین سب کچھ فناء ہو جانے کے بعد اپنی کمالِ قدرت کے ساتھ وہ بے نیاز ہے۔ الْحَمِیْدُ وہ (مستحق ستائش ہے) آسمانوں اور زمین میں جو موجود ہیں ان سے قبل وہ اپنے انعامات کے سبب ذاتی طور پر محمود ہے۔ خواہ کوئی حمد کرنے والا ہو یا نہ ہو۔

## قدرت کے مزید نمونے:

۶۵: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ (کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام میں لگا دیا جو کچھ کہ زمین میں ہے) خشکی میں چوپائے تمہاری سواریوں کیلئے مطیع کر دیے گئے۔ وَالْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ (اور سمندر میں کشتیاں اور جہاز اسی کے حکم سے چلتے ہیں) یعنی بعض سواریاں سمندر میں چلنے والی ہیں۔

نحو: الفلك کو منصوب پڑھا گیا ہے۔ اس کا عطف ما پر ہے اور تجری اس کا حال ہے تقدیر کلام یہ ہے سخرلکم الفلك فی حال جریها اور اس نے کشتیوں کو چلنے کی حالت میں مطیع کر دیا۔ وَیُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ (اور وہ آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے) یعنی اس کی حفاظت فرمانے والے ہیں اس سے کہ وہ زمین پر گرے۔ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (مگر اس کے اذن سے) اس کے حکم سے یا اس کی مشیت سے اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ (بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر مہربان ہیں) کہ زمین کی تمام اشیاء اس کے کام میں لگا دیں۔ رَّحِیْمٌ (مہربان ہیں) آسمان کو روکنے میں تاکہ وہ زمین پر نہ گر پڑے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انعامات کو نام بنام شمار کیا تاکہ انسان انکا شکریہ ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کو مختلف صفات سے یاد کریں۔

## قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

اسم اعظم ان آٹھ آیات میں ہے جو ان کو پڑھے گا اس کی دعا یقیناً قبول ہو گی۔

۶۶: وَهُوَ الَّذِیْۤ اَحْیَاكُمْ (اور وہی تو ہے جس نے تمہیں زندگی عطا کی) تمہاری ماؤں کے رحموں میں ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ (پھر وہ تمہیں موت دے گا) جب تمہاری اجل مقررہ ختم ہو جائے گی۔ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ (پھر وہ تمہیں زندہ کریں گے) تاکہ تمہارا بدلہ دے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ (بیشک انسان البتہ ناشکرا ہے) اس لئے کہ بے شمار قسم کی نعمتوں کا جو اس پر کی گئی ہیں شدت سے انکار کرنے والا ہے۔ اور بے شمار اقسام کے عذاب اس سے ہٹا لئے وہ پھر مرغ کی ایک ٹانگ ہانک رہا ہے۔

نمبر۲۔ یہ نعمت پیدائش کو نہیں پہچان رہا جو کہ اس کا ابتدائی وجود ہے اور نہ یہ فناء کو جان رہا ہے جو کہ وعدہ مقررہ سے اس کو قریب کرنے والا ہے اور نہ یہ دوبارہ زندگی کو پہچان رہا جو مقصود تک پہنچانے والی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى

ہم نے ہر امت کے لئے عبادت کے طریقے مقرر کیے ہیں جن کے مطابق وہ عبادت کرتے تھے' سو اس امر میں وہ آپ سے جھگڑا نہ کریں' اور آپ ان کو اپنے رب کی

رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٦٧﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

طرف بلاتے رہیں بلاشبہ آپ ہدایت پر ہیں جو سیدھا راستہ ہے اور اگر یہ لوگ آپ سے جھگڑا کریں تو آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو

تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٦٩﴾

خوب جانتا ہے' اللہ قیامت کے دن تمہارے درمیان ان چیزوں میں فیصلے فرما دے گا جن میں اختلافات کیا کرتے تھے'

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ

اے مخاطب کیا تجھے معلوم نہیں جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے بلاشبہ اللہ اس سب کو جانتا ہے سب کچھ کتاب میں لکھا ہے' بلاشبہ

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿٧٠﴾

یہ اللہ پر آسان ہے۔

## ہر امت کی ایک شریعت:

۶۷: لِكُلِّ اُمَّةٍ (اور ہر امت کیلئے) اہل دین کیلئے جَعَلْنَا مَنْسَكًا (ہم نے عبادت کا ایک طریق مقرر فرمایا) اس کی وضاحت اسی سورت میں گزری ہے یہاں دوبارہ اس کو ان لوگوں کی تردید کرنے کیلئے لایا گیا ہے جو کہتے ہیں کہ ذبح کرنا اللہ تعالیٰ نے شروع نہیں فرمایا حالانکہ یہ تو ہر اُمت کی شریعت میں ہے۔ هُمْ نَاسِكُوْهُ (جس کو وہ اختیار کرنے والے تھے) عمل کرنے والے تھے۔ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ (پس ہرگز وہ تم سے مجادلہ نہ کریں) مطلب یہ ہے۔ ان کی بات کی طرف مت دھیان دیں اور نہ ان کو موقعہ دیں کہ آپ سے مجادلہ کریں۔ فِي الْاَمْرِ (اس معاملے میں) ذبائح کا معاملہ مراد ہے یا دین کا معاملہ۔

شانِ نزول: یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے مسلمانوں پر یہ کہہ کر طعنہ زنی کی کہ تم تو اپنا مارا کھاتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا مارا نہیں کھاتے؟ یعنی مردار۔ وَادْعُ (اور تم دعوت دو) لوگوں کو اِلٰى رَبِّكَ (اپنے رب کی طرف) اپنے رب کی عبادت کی طرف اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ (بیشک آپ ہی ہدایت کے سیدھے راستہ پر ہیں) مضبوط راستے پر۔

نکتہ: یہاں لکل امة کے ساتھ واؤ نہیں لائے جبکہ پہلے ولکل امة واؤ لائی گئی ہے کیونکہ وہ ان آیات کے ساتھ آئی ہے جہاں احکام حج کا تذکرہ ہے اس لئے ان پر عطف مناسب ہے اور یہ آیت ایسے مقام پر واقع ہے جو عبادات کے احکام سے متعلق نہیں۔ اس لئے عطف کی جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واؤ نہ لائی گئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۶۸: وَاِنْ جٰدَلُوْكَ (اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں) ضد و تعنت کی بناء پر آپ سے جھگڑا کریں۔ جیسا کہ حمقاء کیا کرتے تھے۔ اس کے باوجود کہ آپ ان سے کبھی تنازع کی صورت نہ پیدا فرماتے تو حکم دیا۔ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کا بخوبی علم ہے) ان سے جھگڑا میں نہ پڑیں بلکہ یہ بات کہہ کر مدافعت کریں۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی بخوبی خبر ہے اور جو بدلہ اس پر تمہیں ملنے والا ہے اس سے بھی واقف ہیں پس وہ خود تمہیں بدلہ دیں گے یہ درحقیقت وعید اور انذار ہے لیکن نرم ورقیق انداز میں۔

مَسْئَلَه: اس میں یہ ادب سکھایا کہ ضدی آدمی سے کس طرح نپٹنا چاہئے۔ سبحان من ادب نبيّه باحسن الآداب۔

۶۹: اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (اللہ تعالیٰ تمہارے مابین ان باتوں میں قیامت کے دن فیصلہ فرمائیں گے جن میں تم اختلاف کرتے تھے) اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مؤمنین اور کفار کو خطاب کیا کہ ثواب وعقاب کا فیصلہ حقیقی قیامت کے دن ہوگا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کو ان تکالیف پر تسلی دی گئی جو کفار کی طرف سے روز پیش آتی تھیں۔

۷۰: اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو جو آسمان اور زمین میں ہے جانتے ہیں) یعنی کس طرح تمہارے اعمال اس سے مخفی رہ سکتے ہیں۔ علماء کے ہاں یہ بات معروف ہے کہ آسمان وزمین میں جو چیز پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو پہلے ہی جانتے ہیں۔ اِنَّ ذٰلِكَ (بیشک وہ) جو ان دونوں میں موجود ہے۔ فِيْ كِتٰبٍ (لوح محفوظ میں) مندرج ہے۔ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (بیشک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے) یعنی ان تمام کا جاننا اس پر گراں نہیں بلکہ آسان ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ

اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے بارے میں اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی' اور نہ ان کے پاس ان کی کوئی

عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ

دلیل ہے' اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں' اور جب ان پر ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں جو خوب واضح ہیں تو اے مخاطب تو کافروں کے

فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ

چہروں میں ناگواری کو پہچان لے گا' قریب ہے کہ ان لوگوں پر حملہ کر بیٹھیں جو ان کے سامنے ہماری آیات پڑھتے

اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ

ہیں' آپ فرما دیجئے کیا میں اس سے زیادہ ناگوار چیز نہ بتا دوں؟ وہ دوزخ ہے! جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ

ع ۹ ۸ ۱۶

كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ ع

فرمایا ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

۷۱: یہاں سے کفار کی اس جہالت کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ان کی عبادت کرتے ہیں جو عبادت کے حقدار ہی نہیں ہیں۔ فرمایا: وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا (اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جن کی معبودیت کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری)۔

قراءت: يُنْزِلْ مکی و بصری نے پڑھا ہے۔ سلطانا حجت و برہان کو کہتے ہیں۔

وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ (اور نہ ان کے پاس ان کی عبادت کے متعلق علم ہے) (یعنی عقلی دلیل نہیں ہے) یعنی عبادت میں نہ تو کسی آسمانی وحی کی دلیل سے استدلال کرنے والے ہیں اور نہ وہ کسی عقلی دلیل کو پیش کر سکتے ہیں۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ (اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں) اور نہ ہی ایسے ظلم کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کا کوئی مددگار ہے جو ان کے مذہب کی تصویب و توثیق کرے۔

## تلاوت پر کفار کا غصہ:

۷۲: وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ (اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں) یعنی قرآن مجید تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ (تو تم کفار کے چہروں پر انکار کو پہچانو گے) انکار جو ترش روئی اور کراہت سے پہچانا جاتا ہے۔ المنکر مصدر میمی ہے انکار کرنا۔ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ (قریب ہے کہ وہ حملہ آور ہو جائیں) یسطون پکڑ لیں۔ السطو: (کودنا اور پکڑنا)۔ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا (ان لوگوں پر جو ان کے سامنے ہماری آیات پڑھتے ہیں) یتلون کی ضمیر سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اے لوگو! ایک مثل بیان کی گئی ہے سو تم اسے دھیان سے سن لو' بلاشبہ جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت

اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا

کرتے ہیں وہ ہرگز مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ اس کے لئے وہ سب اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے

لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

تو اسے چھڑا نہیں سکتے' طالب بھی کمزور اور مطلوب بھی کمزور' لوگوں نے اللہ کی ایسی تعظیم نہیں کی جیسا کہ اس کی تعظیم کا

قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾

حق ہے بلاشبہ اللہ بڑی قوت والا ہے زبردست ہے۔

اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ (کہہ دیں کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ ناگوار بتلا دوں) تمہارے اس غصہ سے جو تمہیں تلاوت کرنے والوں پر آتا ہے۔ اور ان پر حملہ آور ہونے سے یا جو تمہیں کراہت پہنچی ہے اور ضجر و اکتاہٹ اس تلاوت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اَلنَّارُ (وہ آگ ہے) یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے گویا کہ کوئی اس طرح کہہ رہا ہے کہ وہ ناگوار ترین چیز کیا ہے؟ تو جواب آیا آگ یعنی وہ آگ ہے۔ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ فرمایا ہے) یہ جملہ مستانفہ ہے۔ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے) یعنی آگ۔

## معبودانِ باطلہ کی تحقیر:

۷۳: جب انکا دعویٰ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے شرکاء تو عجیب و غریب اور مشہور ہونے میں ضرب الامثال کی طرح مشہور ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ (اے لوگو! بیان کی جاتی ہے) واضح کی جاتی ہے۔ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ (ایک مثال تم اس کو غور سے سنو!) ہم یہ مثال بیان کرتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ (بیشک وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو۔)

قراءت: یعقوب اور سہل نے یَدعون پڑھا ہے۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے سوا) بطور معبود لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا (وہ ہرگز مکھی پیدا نہ کر سکیں گے)

نحو، صرف: نفی و تاکید مستقبل کیلئے لن استعمال ہوتا ہے اور اس کی مزید تاکید اس طرح بھی ہے کہ تخلیقِ ذباب ان سے ناممکن ہے۔ گویا کلام اس طرح ہے محال ان یخلقوا انکا مکھی پیدا کرنا ناممکن ہے۔

سوال: یہاں مکھی کی تخصیص کیوں کی گئی؟



BestUrduBooks.wordpress.com

جواب: ان کی توہین، تذلیل اور ضعف وکمزوری اور انتہائی گندگی ظاہر کرنے کیلئے لائے۔ جو ایسی حقیر ذلیل چیز پر قدرت نہیں رکھتے وہ بڑی اعلیٰ چیز کیا بنا سکیں گے پس وہ معبود بننے کے حقدار نہیں ذباب کو ذباب کہنے کی وجہ جب اس کی گندگی کی وجہ سے اس کو بھگایا جائے تو استکبار کرتے ہوئے یہ واپس لوٹ آتی ہے۔ وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ (اگرچہ وہ تمام اس کے لئے جمع ہو جائیں) مکھی کو پیدا کرنے کیلئے۔ یہ جملہ محل نصب میں ہے کیونکہ حال ہے گویا تقدیر کلام یہ ہے مستحیل منهم ان یخلقوا الذباب مشروطًا علیهم اجتماعهم جمیعًا لخلقه و تعاونهم علیه ان سے یہ بات ناممکن ہے کہ وہ مکھی کو پیدا کریں ان کے ذمہ شرط یہ ہے کہ وہ اس کی پیدائش کیلئے تمام جمع ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں تب بھی تعاون کے باوجود وہ پیدا نہیں کر سکتے۔ یہ آیت قریش کی تجھیل کیلئے انتہائی بلیغ ہے جب انہوں نے الوہیت کو تصاویر و تماثیل کے ساتھ موصوف کیا جن کو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے قلیل ترین پر بھی قدرت نہیں اگرچہ وہ تمام جمع ہوں۔ (حالانکہ الوہیت کا تقاضہ یہ ہے کہ تمام مقدورات پر اقتدار وقبضہ اور ان کے متعلق تمام معلومات کا احاطہ ضروری ہے) اسی لئے فرمایا وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا (اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے جائے)

نحو: شیًا یہ یسلبهم کا دوسرا مفعول ہے۔

لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ (وہ اس سے چھڑوا نہیں سکتے) یعنی یہ چھوٹی اور حقیر مخلوق اگر ان سے کوئی چیز اچک کر لے جائے اور وہ تمام اس کے لئے جمع ہوں تاکہ اس سے وہ چیز واپس چھڑوائیں تو اس پر ان کو قدرت نہ حاصل ہوگی۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: وہ اپنے بتوں پر زعفران ملتے اور ان کے سروں پر شہد جب مکھی اس سے لے جاتی تو وہ اس کے لینے سے تمام مل کر بھی عاجز تھے۔ ضَعُفَ الطَّالِبُ (کمزور ہے چاہنے والا) یعنی بت کیونکہ اس سے وہ مانگا جاتا ہے جو اس سے چھین لیا گیا۔ وَالْمَطْلُوْبُ (اور مطلوب) مکھی اس چیز کو طلب کرتی ہے جو اس نے چھینا ہے۔ یہ اس طرح فرمایا گویا کہ کمزوری میں وہ اور مکھی برابر ہیں۔ اور اگر تحقیق کی نگاہ ڈالی جائے تو طالب بہت ہی زیادہ کمزور ہے بلکہ کمزور ترین ہے۔ اس لئے کہ مکھی تو حیوان ہے۔ اور وہ جماد اور وہ مغلوب مکھی غالب ہے۔

## عاجز وعزیز کا مقابل کیسے؟

۷۴: مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مرتبہ کا اندازہ ویسا نہیں کیا جیسا کرنا چاہیے) انہوں نے اس کو اس طرح نہیں پہچانا جیسا پہچاننا چاہیے تھا۔ وہ اس طرح کہ اس کمزور بت کو اس طرح شریک بنا ڈالا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (بیشک اللہ تعالیٰ البتہ زبردست قوت والے ہیں) یعنی اللہ تعالیٰ غالب اور قادر مطلق ہیں پھر کس طرح عاجز و مغلوب کو اس کے مشابہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ نمبر۲۔ وہ اپنے اولیاء کی نصرت کی طاقت رکھتے ہیں۔ عزیز یعنی وہ زبردست ہیں ان کے دشمنوں سے انتقام لے سکتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۚ ﴿۷۵﴾

اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو چن لیتا ہے اور آدمیوں میں سے بھی' بلاشبہ اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ؕ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ

وہ جانتا ہے کہ جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے' اور اللہ ہی کی طرف تمام امور لوٹتے ہیں۔ اے

اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ ﴿۷۷﴾

ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور خیر کے کام کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ'

## اصطفائے الٰہی:

۷۵: اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ (اللہ تعالیٰ منتخب کر لیتا ہے) چناؤ کر لیتا ہے۔ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا (ملائکہ میں سے رسولوں کا) جیسے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل علیہم السلام۔ وَّ مِنَ النَّاسِ (اور انسانوں میں سے) رسول جیسے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم الصلاۃ والسلام۔ یہ درحقیقت اس بات کی تردید ہے جس کا انہوں نے انکار کیا تھا کہ رسول انسانوں میں سے نہیں ہو سکتا۔ اور اس میں یہ بھی بیان فرمایا کہ رسولوں کی دو قسمیں ہیں۔ نمبرا۔ فرشتے۔ نمبر۲۔ انسان

دوسرا قول یہ ہے کہ اسوقت نازل ہوئی جب کفار نے کہاء نزل علیہ الذکر من بیننا [ص:۸] اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ (بیشک اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو سننے والے ہیں۔) بَصِیْرٌ (دیکھنے والے ہیں) اس کو جس کو اس نے اپنے پیغامات کے لیے منتخب کرنا ہے۔ یا رسولوں کے اقوال کو سننے والے ہیں۔ جس کو عقلیں قبول کرتی ہیں۔ بصیر وہ دیکھنے والے ہیں امتوں کے حالات کو قبولیت وردّ کے سلسلہ میں۔

۷۶: یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ (وہ جانتے ہیں اس کو جو ان کے سامنے ہے) یعنی گزر چکا وَمَا خَلْفَھُمْ (اور جو ان کے پیچھے ہے) جو ابھی نہیں آیا۔ یا نمبر۲۔ جو اعمال وہ حال میں کر رہے ہیں۔ اور جو مستقبل میں کریں گے۔ نمبر۳۔ ان کی دنیا کے معاملے کو اور انکی آخرت کے متعلق وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (اور تمام معاملات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں) یعنی اس کی طرف تمام امور کا لوٹنا ہے اور وہ ذات جس میں یہ صفات پائی جائیں لا یسئل عما یفعل [الانبیاء:۲۳] اس سے اس بات کا سوال نہیں کیا جا سکتا جو وہ کرے۔ اس کے فیصلوں میں کسی کو اعتراض کا حق حاصل نہیں اور اس کی تدابیر اور اختیار رسل پر کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں۔

قراءت: شامی، حمزہ، علی نے تَرْجِعُ پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَاجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ

اور اللہ کے بارے میں جہاد کروجیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے' اس نے تمہیں چن لیا اور اس نے دین میں

فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬

تنگی نہیں رکھی ' اپنے باپ ابراہیم کی ملت کا اتباع کرو' اس نے تمہارا نام مسلمین رکھا

مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى

اس سے پہلے اور اس قرآن میں' تاکہ رسول تمہارے بارے میں گواہ بن جائے اور تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ

النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ

بن جاؤ' سو نماز قائم کرو اورزکوٰۃ ادا کرو ' اور اللہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو وہ تمہارا مولیٰ ہے

فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾ ع

سو وہ خوب مولیٰ ہے اور خوب مددگار ہے۔

ع ۱۰ — ۱۷

## اصولِ کامیابی:

۷۷: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا (اے ایمان والو! تم رکوع کرو اور سجدہ کرو) اپنی نمازوں میں جب پہلے پہلے اسلام لائے تو وہ بلا رکوع وسجود کے نماز پڑھتے تھے۔ پھر ان کو حکم ہوا کہ رکوع وسجود کیا کریں۔

مَسْئَلَة: اس میں دلیل ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ نہیں ہیں۔ اور یہ سجدہ نماز کا ہے۔ سجدۂ تلاوت نہیں ہے۔

وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ (اور تم اپنے رب کی عبادت کرو) تم اپنے رکوع وسجود سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا قصد کرو۔ نہ کہ بتوں کا وَافْعَلُوا الْخَيْرَ (اور بھلائی کے کام کرو) ایک قول یہ ہے جبکہ ذکر کو دیگر طاعات پر مقام ومرتبہ حاصل ہے تو اولاً ایمان والوں کو نماز کی طرف بلایا کہ نماز خالص ذکر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واقم الصلوة لذكرى [طٰہٰ:۱۴] پھر نماز کے علاوہ عبادت کی طرف بلایا۔ مثلاً روزہ، حج وغیرہ۔ پھر تمام دیگر طاعات کی طرف دعوت دی۔ دوسرا قول یہ ہے اس سے مراد صلہ رحمی اور مکارم اخلاق ہیں۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو) نمبرا۔ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ نمبر۲۔ تم یہ تمام اعمال کرو اس حالت میں کہ تم فلاح کی امید رکھنے والے ہو۔ یقین کر کے نہ بیٹھ جانے والے ہو۔ اور نہ تم اپنے اعمال پر بھروسہ کر کے بیٹھنے والے ہو۔

۷۸: وَجَاهِدُوْا (اور تم جہاد کرو) اس میں غزوہ کا حکم دیا۔ نمبر۲۔ نفس وخواہشات سے جہاد کرو اور یہ جہاد اکبر ہے۔ نمبر۳۔ سچی بات ظالم حکمران کے سامنے کرنا۔ فِي اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی خاطر) اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر اور اسی کے سبب سے۔ حَقَّ جِهَادِهٖ جیسا جہاد کا حق ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرا جائے محاورہ میں کہا جاتا



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے ھو حق عالم و جدّ عالم ای عالم حقًا و جدًا (وہ زبردست عالم ہے) حق جھادہٖ اسی سے ہے قیاس کا تقاضا یہ تھا حق الجھاد فیہ یاحق جھاد کم فیہ۔ حقیقی جہاد تمہارا اس میں ہے۔ لیکن اضافت ادنیٰ ملاست کی وجہ سے کر دی جاتی ہے۔ اور اختصاص کی وجہ سے کر دی جاتی ہے۔ جبکہ جہاد اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کیلئے کیا جانا خاص تھا اور اس کی وجہ سے تھا تو اس کی اضافت اس کی طرف درست ہوئی اور ظروف کے اندر وسعت ہے جیسا کہتے ہیں ویوم شھدناہ سُلیمًا و عامرًا۔ جس دن کہ ہم اس میں سلیم و عامر کے ساتھ حاضر ہوئے۔

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ (اسی نے تمہیں چنا ہے) تمہیں اپنے دین اور اس کی مدد و نصرت کیلئے چنا ہے۔ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (اور اس نے تمہارے اوپر دین میں کوئی تنگی نہیں مقرر کی) حرجٌ کا معنی تنگی۔ بلکہ اس نے تمام مکلفہ امور میں سہولیات فراہم کی ہیں۔ جیسے کہ طہارت، نماز، روزہ، حج، تیمم، ایماء، قصر، افطار جو سفر و مرض سے ہو۔ اور سواری نہ ہونے کی حالتوں وغیرہ میں آسانیاں ہیں۔

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ (یہ تمہارے باپ ابراہیم کی ملت ہے) تم اس کی اتباع کرو اپنے باپ کی ملت کی۔ نمبر ۲۔ اختصاص کی وجہ سے منصوب ہے تقدیر کلام یہ ہے اعنی بالدین ملة ابیکم۔ میرے دین سے مراد تمہارے باپ ابراہیم کی ملت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو باپ کہا اگرچہ وہ تمام امت کے باپ نہیں ہیں کیونکہ وہ رسول ﷺ کے جد امجد ہیں۔ اور آپ امت کے بمنزلہ باپ ہیں۔ کیونکہ امت رسول اولاد کے حکم میں ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انما انا لکم مثل الوالد (احمد، نسائی، ابن ماجہ) میں تمہارے لئے بمنزلہ والد ہوں۔

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا) یعنی اللہ تعالیٰ نے۔ اس کی دلیل ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے: اللہ سماکم۔ مِنْ قَبْلُ (اس سے پہلے) پہلی کتب میں وَفِيْ هٰذَا (اور اس میں) قرآن میں یعنی تمہیں تمام امتوں پر فضیلت دی اور تمہارا یہ معزز نام رکھا۔

لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ (تاکہ رسول تم پر گواہ ہوں) کہ انہوں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (اور تم لوگوں پر گواہ بنو) رسولوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو اپنی امتوں تک پہنچا دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ عظمت تمہارے ساتھ مخصوص کی ہے۔ اور تمہیں سب پر ترجیح دی ہے۔ تو فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (تو تم نماز کو اس کے فرائض کے ساتھ ادا کرو)۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (اور زکوۃ کو اس کی شرائط کے ساتھ ادا کرو۔) وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ (اور مضبوطی سے اللہ تعالیٰ کو تھام لو) یعنی اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور توکل کرو۔ نہ کہ نماز و زکوۃ پر۔ هُوَ مَوْلٰىكُمْ (وہی تمہارا کارساز ہے) تمہارا مالک ہے اور مددگار اور تمہارے معاملات کا والی ہے۔ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى (وہ خوب کارساز ہے) تمہارے گناہوں کے باوجود رزق کو بند نہیں کیا۔

فاء سلبیہ ہے جب اس کا کارساز ہونا ثابت ہوا تو بس وہی سب سے اعلیٰ کارساز ہے۔ وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (اور خوب مددگار ہے) یعنی مددگار وہی ہے کہ تمہاری اطاعت پر وہ اعانت فرمائے گا۔ اور وہ آدمی یقیناً کامیاب ہے جس کا وہ مولیٰ اور ناصر ہو۔

الحمدللہ آج بروز جمعۃ المبارک ۸ شوال ۱۴۲۳ھ بوقت نماز مغرب ترجمہ سورت حج تکمیل پذیر ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانَ عَشَرَةَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مومنون مکہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو اٹھارہ آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ② وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ

تحقیق ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور جو لغو باتوں سے

اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ④ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

اعراض کرنے والے ہیں اور جو ادائیگی زکوٰۃ کا کام کرنے والے ہیں' اور جو اپنی شرم کی جگہوں کی حفاظت

حٰفِظُوْنَ ⑤ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥

کرنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے یا ان باندیوں کے جن کے وہ مالک ہوں۔ سو بلاشبہ وہ ان میں اپنی شرم کی جگہوں کو استعمال کرنے پر ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں۔

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

سو جس نے اس کے علاوہ کچھ تلاش کیا تو وہ لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں' اور جو لوگ اپنی امانتوں اور عہدوں کی

رٰعُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ⑨ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ⑩ الَّذِيْنَ

رعایت کرنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو میراث پانے والے ہیں۔ جو

يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑪

فردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وقف لازم

١: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (تحقیق ایمان والے کامیاب ہو گئے)

٢: اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (تحقیق فلاح پائی ان مومنون نے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں)

### ایمان والوں کی متوقع بشارت:

قَدْ اَفْلَحَ میں قد لمّا کی نقیض ہے۔ یہ متوقع کو ثابت کرتا ہے جبکہ لمّا اس کی نفی کرتا ہے مومن اس قسم کی بشارات کی توقع



BestUrduBooks.wordpress.com

رکھتے تھے۔اس میں ان کے لئے کامیابی کے ثابت ہونے کی خبر دی گئی ہے۔اس لئے جس بات کی وہ توقع رکھتے تھے اسی کے ثبوت پر دلالت کے انداز سے خطاب کیا گیا۔الفلاح مطلوب کو پالینا اور خطرات سے بچ جانا۔یعنی انہوں نے اپنے مطالبے کو پالیا اور جن چیزوں سے وہ خائف تھے ان سے نجات پالی۔الایمان لغت میں تصدیق کو کہتے ہیں اور المؤمن تصدیق کرنے والا۔

## شرع میں ایمان:

ہر وہ شخص جو شہادتین کا زبان سے اس حالت میں اقرار کرلے کہ اس کا دل اس کی زبان سے موافقت کرنے والا ہو۔وہ مؤمن کہلاتا ہے۔

قول رسول اللہ ﷺ: اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کر کے فرمایا بات کرو تو جنت نے کہا قد افلح المؤمنون تین مرتبہ کہا مجھے ہر بخیل دکھلاوے والے پر حرام کر دیا گیا ہے [ابونعیم: ۱۷] کیونکہ اس نے عبادات بدنیہ کو ریا کاری سے باطل کر دیا اور عبادت مالیہ تو پہلے ہی اس کی موجود نہیں ہے۔

۲: الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ خاشعون کا معنی دل سے ڈرنے والے ہیں اور ان کے جوارح پرسکون ہیں۔دوسرا قول خشوع فی الصلاۃ اور وہ یہ ہے کہ اپنی توجہ کو اس کے لئے جمع کرنا اور اس کے ماسوا سے اعراض کرنا اور نگاہ کا جائے نماز سے آگے نہ بڑھنا دائیں بائیں متوجہ نہ ہونا۔نہ کپڑوں سے کھیلنا نہ کپڑا لٹکانا۔نہ انگلیاں مٹکانا۔اور نہ کنکریوں کو الٹنا پلٹنا وغیر ذلک۔قول ابو الدرداء رضی اللہ عنہ: زبان کے اخلاص، مقام کی تعظیم اور کامل یقین اور مکمل یکسوئی کو خشوع کہا جاتا ہے۔خشوع نگاہ و آواز میں تواضع اور خضوع اعضائے بدن میں سکون۔

## اضافتِ صلاۃ:

نماز کی اضافت نمازیوں کی طرف کی گئی مصلی لہ کی طرف نہیں کی گئی۔کیونکہ نمازی کو صرف اس سے فائدہ پہنچتا ہے اور وہ اس کا ذخیرہ اور زادِ سفر ہے باقی ذات باری تعالیٰ جس کے لیے نماز پڑھی جارہی ہے۔وہ اس سے غنی و بے نیاز ہے۔

۳: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (اور وہ لوگ جو لغو سے اعراض کرنے والے ہیں)

اللَّغْوِ ہر گری ہوئی بات جو بے کار ہونے کی مستحق ہو مثلاً جھوٹ، گالی، بکواس، مطلب یہ ہے ان کو ایسا وقار حاصل ہے جو ہزل سے ان کو مصروف کرنے والا ہے۔پچھلی آیت میں ان کی صفت خشوع فی الصلاۃ کی ذکر کی تو اس آیت میں ان کی دوسری صفت لغویات سے اعراض کی ذکر کر دی۔تاکہ نفوس پر گراں گزرنے والی دو باتیں ان میں جمع ہو جائیں۔نمبرا۔فعل خشوع اور ترک لغو اور یہی دونوں چیزیں تکلیف کی عمارت کے بنیادی پتھر ہیں۔

۴: وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ (اور وہ لوگ جو زکوٰۃ کو ادا کرنیوالے ہیں) فاعلون کا معنی ادا کرنے والے ہیں۔فاعلون کے استعمال سے ان کی مداومت کو ثابت کیا۔مؤدون کا لفظ یہ مداومت نہیں رکھتا۔

ایک قول الزکوٰۃ کا لفظ مشترک ہے اس کا اطلاق اعیان پر ہوتا ہے تو اس سے وہ مالی مقدار مراد لی جائے گی جسے زکوٰۃ دینے



BestUrduBooks.wordpress.com

والانصاب میں سے فقیر کے سپرد کرتا ہے اور اگر اس کا اطلاق معنی پر ہو تو پھر مراد اس سے تزکیہ کا فعل جو پاکیزگی والا انجام دیتا ہے۔

## مفسر کی رائے:

یہاں یہی مراد ہے تزکیہ کرنے والوں کو فاعلین کہا کیونکہ فعل کا لفظ تمام افعال کو عام ہے جیسے الضرب ، القتل وغیرہ۔تم کہو گے فعل الضرب و القتل و التزکیة۔

البتہ یہ بھی جائز ہے یہاں زکوٰۃ سے زکوٰۃ مال مراد لی جائے۔اس صورت میں مضاف کو مقدر مانا جائے گا۔اور وہ اداء کا لفظ ہوگا۔

نحو: لام کو مفعول کے مقدم ہونے کی وجہ سے اور اسم فاعل کے عمل کے ضعیف ہونے کی بناء پر لایا گیا ہے جیسے تم کہو گے ھذا ضارب لزیدٍ مگر اس طرح نہیں کہتے۔ضَرَبَ لزید۔

۵: وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں)

الفرج یہ مرد و عورت دونوں کے مستورہ اعضاء کو شامل ہے۔

۶: اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ (مگر اپنی بیویوں پر)

نحو: یہ موضع حال میں ہے ای الا والین علی ازواجھم اس حال میں کہ وہ ولایت رکھنے والے ہیں اپنی ازواج پر نمبر ۲۔ ان پر نگہبان ہیں (قوامین کے معنی میں ہے) اس صورت میں یہ اس قول سے ماخوذ ہوگا۔کانہ زیاد عمل البصرۃ ۔ ای والیا علیھا اس پر والی تھا۔

مطلب یہ ہے کہ وہ تمام احوال میں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔مگر تزوج کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے یا باندی بنانے کی صورت۔نمبر ۳۔علی کا تعلق محذوف سے ہے۔جس پر غیر ملومین دلالت کر رہا ہے۔گویا اس طرح فرمایا۔یلامون الا علی ازواجھم یعنی یلامون علی کل مباشرۃ الا ما اطلق لھم فانھم غیر ملومین علیہ ۔وہ ہر مباشرہ پر ملامت کے قابل ہیں۔مگر وہ جس میں ان کو آزاد چھوڑا گیا وہ قابلِ ملامت نہیں۔

فرّاء کا قول علیٰ مِنْ کے معنی میں ہے یعنی وہ حفاظت کرنیوالے ہیں اپنی شرمگاہوں کی مگر اپنی بیویوں سے یا اپنی باندیوں سے اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ (یا جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں) یعنی باندیاں۔یہاں مَن کی بجائے ما استعمال کیا گیا۔ حالانکہ وہ غیر ذوالعقول کیلئے ہے۔کیونکہ مملوک غیر عاقل کے قائم مقام ہے۔اسی لئے ان کو بہائم کی طرح فروخت کیا جاتا ہے۔ نیز عورتوں کو کم عقلی کی وجہ سے ما کے عموم میں داخل کیا گیا۔

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ (وہ ان کے متعلق قابلِ ملامت نہیں ہونگے) یعنی اگر وہ اپنی شرمگاہوں کو اپنی بیویوں اور باندیوں سے محفوظ کر کے نہ رکھیں تو وہ قابلِ ملامت نہ ہونگے۔

۷: فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ (پھر جس نے تلاش کیا اس کے علاوہ اور راستہ) قضائے شہوت کیلئے ان دو کے علاوہ اور راستہ ڈھونڈا۔فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (پس وہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں) عادون۔سرکشی میں کامل۔

مسئلہ: اس میں متعہ اور استمناء بالکف کی حرمت ثابت ہو رہی ہے کیونکہ یہ دونوں بارادۂ قضائے شہوت کیلئے کئے جاتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۸: وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ (اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا)
قراءت: مکی اور سہل نے لا مانتهم پڑھا ہے۔
آیت میں مؤتمن علیہ شیٔ اور معاہد علیہ کو امانت سے تعبیر کیا جیسا دوسرے ارشاد میں فرمایا ان الله یامر کم ان تو دوا الامانات الی اهلها [النساء:۵۸] ادائیگی تو عیون کی ہوتی ہے معانی کی نہیں ہوتی۔ پس مراد اس سے وہ تمام امانتیں اور وعدے ہیں جو اللہ تعالیٰ یا مخلوق کی طرف سے کیے جائیں۔ رٰعُوْنَ (وہ حفاظت کرنے والے ہیں۔) الراعی وہ شخص جو کسی چیز کی حفاظت واصلاح کا ذمہ دار ہو۔ جیسا کہ چرواہا بکریوں کیلئے ہوتا ہے۔
۹: وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ (اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی محافظت کرنے والے ہیں) صَلَاتِهِمْ ابوبکر کے علاوہ کوفیین نے واحد پڑھا ہے۔ یُحَافِظُوْنَ (ان کے اوقات میں مداومت کرنے والے ہیں۔)

## وجہ اعادۂ صلاۃ:

اہمیت کی وجہ سے نماز کو دوبارہ لایا گیا اور اول آیت میں خشوع صلاۃ کا ذکر تھا اور اس میں محافظت کا تذکرہ فرمایا۔ پہلی آیت میں صلاۃ کو واحد لائے تا کہ جنس صلاۃ میں خشوع کا لازم ہونا ظاہر ہو اور پچھلی آیت میں صلوات جمع لائے تا کہ انواع صلاۃ فرائض واجبات، سنن ونوافل تمام کی محافظت ثابت ہونے کا فائدہ حاصل ہو۔
۱۰: اُولٰٓئِكَ (وہ جو ان صفات کے جامع ہیں۔) هُمُ الْوٰرِثُوْنَ (وہی وارث ہیں) اس بات کے حقدار ہیں کہ ان کو وارث کہا جائے اور کوئی اس کا حقدار نہیں۔ پھر وارثین کی اس ارشاد سے ترجمانی فرمائی۔
۱۱: الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ (وہ لوگ جو کہ وارث ہونگے) کفار کی متروکات سے۔ حدیث میں ہے تم میں سے ہر ایک کے دو مکان ہیں ایک آگ میں مکان اور ایک جنت میں مکان۔ اگر مر کر جنت میں گیا تو اہل نار کو اس کا دوزخی مکان مل جائے گا۔ اور اگر مر کر دوزخ میں گیا تو اہل جنت اس کے مکان کے وارث ہونگے [رواہ ابن ماجہ، ابن مردویہ، بیہقی فی البعث] الْفِرْدَوْسَ (فردوس کے) وہ وسیع باغ ہے جس میں پھلوں کی تمام اقسام ہیں۔

## قطرب کا قول یہ ہے:

یہ جنتوں میں سے اعلیٰ جنت ہے۔ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے) الفردوس کے لفظ کی طرف ھا کی ضمیر تاویل جنت کی بناء پر لوٹائی گئی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا پھر ہم نے اسے ٹھہرنے کی جگہ میں نطفہ کی صورت میں رکھا

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا

پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے اس لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا، پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان ہڈیوں کو

الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ

گوشت پہنا دیا، پھر ہم نے اسکو دوسری طرح کی مخلوق بنا دیا،سو بابرکت ہے اللہ کی ذات جو سب صناعوں سے بہتر ہے، پھر بلاشبہ تم

بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾

اسکے بعد ضرور ہی مرجانے والے ہو، پھر بلاشبہ تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

## تخلیق آدم علیہ السلام:

۱۲: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ (تحقیق ہم نے جنس انسان کو پیدا کیا) یعنی آدم علیہ السلام کو۔ مِنْ سُلٰلَةٍ (خلاصہ سے)

نحو: مِن ابتدائیہ ہے۔ السلالۃ ۔ خلاصہ نچوڑ، کیونکہ اس کو گدلے پن میں سے نکالا جاتا ہے۔ ایک قول جس مٹی سے آدم علیہ السلام کو بنایا اسی کو سلالہ فرمایا کیونکہ وہ ہر مٹی کا جوہر تھا۔ مِّنْ طِيْنٍ (مٹی سے) من بیانیہ ہے۔ جیسا اس آیت میں من الاوثان [الحج:۳۰]

## نسل کے مراحلِ تخلیق:

۱۳: ثُمَّ جَعَلْنٰهُ (پھر اس کو بنایا) یعنی اس کی نسل کو۔

نحو: مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام بنا دیا کیونکہ آدم علیہ السلام کو نطفہ سے نہیں بنایا گیا۔ وہ اسی طرح ہے جیسے فرمایا وبدأ خلق الانسان من طين ثم جعل نسله من سلالة من ماءٍ مهين [السجدہ:۷،۸]

ایک قول الانسان سے بنوآدم مراد ہیں اور السلالہ سے نطفہ اہل عرب نطفہ کو سلالۃ کہتے ہیں۔ ای ولقد خلقنا الانسان میں من سلالۃ یعنی ایسے نطفہ سے جو مٹی سے نکلا اور بنا ہوا ہے اور وہ آدم علیہ السلام ہیں۔

نُطْفَةً (معمولی پانی) فِیْ قَرَارٍ (ایک قرارگاہ میں) یعنی رحم مَّكِيْنٍ (مضبوط۔)

۱۴: ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ (پھر ہم نے نطفہ کو بنایا۔)

نحو: یہاں خلق کو صیّر کے معنی میں لیا کیونکہ وہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہے۔ اور اصل میں خلق ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ عَلَقَةً (خون کا لوتھڑا)۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے سفید نطفہ کو سرخ لوتھڑا بنایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً (پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں) فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا (پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی)

فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا (پھر ہم نے ہڈیوں کو گوشت پہنایا) ہڈیوں پر گوشت اُگا دیا۔ وہ ہڈیوں کا لباس سا بن گیا۔

قراءت: شامی اور ابوبکر نے العظم پڑھا ہے۔ زید نے یعقوب سے العظام اور ابوزید سے العظم واحد کو جمع کی جگہ لائے کیونکہ التباس کا خدشہ نہیں اور انسان بہت سی ہڈیوں والا ہے۔

ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ (پھر اس کو بنایا) اس میں ضمیر انسان کی طرف لوٹتی ہے۔ نمبر۲۔ المذکور کی طرف لوٹتی ہے۔ خَلْقًا اٰخَرَ (دوسری مخلوق) یعنی ایسی تخلیق جو پہلی کے خلاف تھی۔ اولاً جماد تھا پھر حیوان بنا دیا۔ اور حیوان ناطق سمیع وبصیر بنایا۔ حالانکہ پہلے وہ اس کے برعکس تھا۔

## قولِ احناف:

اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں اگر کسی نے ایک انڈا غصب کیا وہ بارآور تھا اس سے چوزا نکل آیا۔ اس پر انڈے کی ضمان لازم ہے۔ چوزا واپس نہ کرے گا۔ کیونکہ وہ (خلق آخر) دوسری تخلیق ہے جو انڈے سے مختلف اور الگ ہے۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ (پس اللہ تعالیٰ بڑی شان والے ہیں) علم وقدرت میں اس کی شان بلند ہے۔

اَحْسَنُ ﷻ: یہ خبر مبتدأ محذوف کی ہے۔ یا بدل ہے مگر صفت نہیں کیونکہ یہ نکرہ ہے خواہ مضاف ہے کیونکہ یہاں مضاف الیہ مَن کے عوض آیا ہے۔ الْخٰلِقِيْنَ (سب سے بہتر پیدا کرنے والے ہیں) خالقین۔ مقدرین کے معنی میں ہے یعنی وہ اندازہ کرنے والوں میں سب سے بہتر اندازہ کرنے والے ہیں۔ تو ممیز کا ذکر الخالقین کی دلالت کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

## ایک قول:

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ اس نے یہ جملہ آپ کے لکھوانے سے پہلے بولا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ اس پر عبداللہ کہنے لگا۔ اگر محمد نبی ہیں تو میں بھی نبی ہوں اور مجھ پر بھی وحی آتی ہے پھر وہ مرتد ہو کر مکہ چلا گیا پھر فتح مکہ کے روز مسلمان ہوا۔

## دوسرا قول:

یہ حکایت جس کو سبیل الرشاد اور ثعلبی نے کلبی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ صحیح نہیں کیونکہ ارتداد کا واقعہ مدینہ کا ہے اور یہ سورۃ مکمل مکی ہے دوسرا کلبی مشہور دروغ گو راوی ہے۔ (فلیحذر) اور قول یہ ہے کہ یہ جملہ فاروق اعظم کی زبان سے نکلا (موافقات وحی میں سے ہے) یا معاذ رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلا ہے۔

۱۵: ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ (پھر تم اس کے بعد) اس کے بعد جو ہم نے تمہارا معاملہ ذکر کیا۔ لَمَيِّتُوْنَ (البتہ مرنے والے ہو) اپنی مدت عمر ختم ہونے پر۔

۱۶: ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ (پھر بیشک تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے) جزاء کیلئے زندہ کیے جاؤ گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے تمہارے اوپر سات طرائق پیدا کیے ہیں اور ہم مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں۔ اور ہم نے آسمان سے

السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

خاص مقدار کے مطابق پانی اتارا پھر ہم نے اسے زمین میں ٹھہرایا اور ہم اس کے معدوم کرنے پر قادر ہیں

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا

پھر ہم نے اس کے ذریعہ تمہارے لیے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کیے ان میں تمہارے لیے بکثرت میوے ہیں اور ان میں سے

تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾

تم کھاتے ہو، اور ہم نے ایک درخت پیدا کیا جو طور سیناء سے تیل لیے ہوئے اگتا ہے اور کھانے والوں کے لیے سالن لے کر اگتا ہے۔

وقف لازم

## آسمانی مہد کے تخلیقی نمونے:

۱۷: وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ (یقیناً ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنا دیئے) طرائق جمع طریقۃ کی ہے اور مراد اس سے آسمان ہیں کیونکہ وہ ملائکہ کے راستے ہیں اور ان کے آنے جانے کی جگہیں ہیں۔ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ (اور ہم مخلوق سے بے خبر نہ تھے) خلق سے السمٰوت مراد ہیں۔ گویا اس طرح فرمایا: خلقنا ھا فوقھم۔ ہم نے ان کو اوپر بنایا اور ہم ان سے بے خبر اور ان کی حفاظت سے غافل نہیں۔

نمبر۲۔ الخلق سے لوگ مراد ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان آسمانوں کو انسانوں کے اوپر اس لئے بنایا ہے تاکہ ان پر ارزاق و برکات کھول دیے جائیں اور اللہ تعالیٰ نہ ان سے بے خبر ہیں اور نہ ان کی مصالح سے غافل ہیں۔

۱۸: وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا) یعنی بارش بِقَدَرٍ (ایک مقدار سے) ایک اندازے سے تاکہ اس کے ساتھ مضرت سے محفوظ رہیں۔ اور منفعت کو پالیں یا اتنی مقدار سے جتنی ان کی ضروریات کے مطابق ہم نے جانی۔ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ (پس اس کو ہم نے زمین میں ٹھہرا دیا) جیسا دوسرے ارشاد میں فرمایا: فسلكه ينابيع في الارض [الزمر:۲۱] ایک اور قول یہ ہے ہم نے اس کو زمین میں قائم رکھا زمین کا تمام پانی بارش ہی کا ہے۔ پھر ان سے شکریہ کا اس انداز سے مطالبہ کیا۔ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ (اور بیشک ہم اس کو معدوم کرنے پر قدرت رکھتے ہیں) یعنی جس طرح ہم اتارنے پر قادر ہیں اسی طرح لے جانے پر بھی قدرت رکھتے ہیں پس اس نعمت کو شکریے سے محفوظ کرو۔

۱۹: فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ (پس ہم نے تمہارے لئے اس سے پیدا کر دیا) یعنی پانی سے جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا (کھجور اور انگور کے باغات تمہارے فائدہ کے لئے ان میں) یعنی باغات میں فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ (بہت سے میوہ جات) کھجور انگور کے علاوہ



BestUrduBooks.wordpress.com

بھی ہیں۔ وَّ مِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ (اور انہی میں سے تم کھاتے ہو) ان باغات یعنی ان کے پھلوں سے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ یہ اس قول سے ماخوذ ہو فلان یاکل من حرفة یحترفها ومن صنعة یغتلّها یعنی اس کا وہ رزق ہے اور وہ ذریعہ ہے جس سے رزق کماتا ہے گویا اس طرح فرمایا کہ یہ باغات تمہارے ارزاق و معیشت کے اسباب و ذرائع ہیں انہی سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور انہی سے تم گزر اوقات کرتے ہو۔

۲۰: وَشَجَرَةً (اور ہم نے ایک درخت پیدا کیا) اس کا عطف جنٰتٍ پر ہے اور وہ زیتون کا درخت ہے۔ تَخۡرُجُ مِنۡ طُوۡرِ سَيۡنَآءَ (جو طور سیناء میں پیدا ہوتا ہے)

نحو: طور سیناء اور طور سینین میں یا تو طور کی اضافت بقعہ کی طرف ہو جس کا نام سیناء اور سینون ہو یا نمبر ۲۔ پہاڑ کا نام جو مضاف، مضاف الیہ سے مرکب ہو جیسے امرئ القیس۔ یہ فلسطین کا ایک پہاڑ ہے۔ اور سیناء ہر حال میں غیر منصرف ہے اس کا سین مکسور ہے۔ جیسا حجازی اور ابو عمرو نے سیناء پڑھا ہے اور دو وجہ تعریف اور عجمہ پائی جاتی ہیں۔ یا یہ سَيۡنَآءَ جیسا دیگر قراء کی قراءت ہے کیونکہ الف تانیث ہے جیسے صَحۡراء یہ دو سبب کے قائم مقام ہے۔

تَنۡۢبُتُ بِالدُّهۡنِ (جو اگتا ہے تیل لیے ہوئے) زجاج کا قول: باء حال کیلئے لائے ای تنبت و معها الدهن گویا باء مع کے معنی میں ہے۔ وہ اس حال میں اگتا ہے کہ اس کے ساتھ تیل ہوتا ہے۔

قراءت: تُنۡبِتُ مکی اور ابو عمرو نے پڑھا خواہ اس وجہ سے کہ اَنۡبَتَ بمعنی نَبَتَ آیا ہے۔ جیسا کہتے ہیں حتی اذا انبت البقل ای نبت البقل: سبزہ اُگا۔ یا اس کا مفعول محذوف ہے ای تنبت زیتونها و فیه الدهن۔ وہ اپنے زیتون کو اُگاتا ہے جس میں تیل ہوتا ہے۔

وَصِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ (اور کھانے والوں کیلئے سالن) یعنی وہ اس میں روٹی ڈبو کر یا چرب کر کے کھاتے ہیں۔

## قول مقاتل:

اللہ تعالیٰ نے اس میں سالن اور تیل رکھ دیا۔ الادام الزیتون کا اچار الدُّهن تیل۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ زمین پر پہلا درخت تھا جو طوفان کے بعد اُگا۔

## وجہ تخصیص:

ان تین اقسام کو خاص اس لئے کیا کیونکہ یہ معزز اور افضل اور کثیر المنافع درخت ہے۔

## چوپاؤں کا تذکرہ:

۲۱: وَاِنَّ لَـكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ (اور بیشک تمہارے لئے چوپایوں میں) انعام جمع نعم کی ہے اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ لَعِبۡرَةً ‌ؕ نُسۡقِيۡكُمۡ (البتہ عبرت ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں۔)

قراءت: شامی، نافع، ابوبکر نے نَسۡقِيۡكُم پڑھا ہے۔ اور یہ سقی و اسقی کی طرح دو لغات ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ

اور بلاشبہ تمہارے لیے چوپایوں میں عبرت ہے، ہم تمہیں ان میں سے پلاتے ہیں جو ان کے پیٹوں میں ہے، اور تمہارے لیے ان میں بہت منافع ہیں

وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور ان میں سے تم کھاتے ہو، اور ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر اٹھائے جاتے ہو۔

مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا (اس سے جو ان کے پیٹوں میں ہے) یعنی ہم ان کے پیٹوں سے تمہارے لئے خالص مزیدار دودھ نکالتے ہیں۔ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ (اور تمہارے لئے ان میں اور بہت فوائد ہیں) جو دودھ کے علاوہ ہیں۔ مثلاً اون، بال پشم، جن سے مختلف انسانی لباس بنتے ہیں۔ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو) یعنی ان کا گوشت۔

۲۲: وَعَلَيْهَا (اور ان پر) چوپایوں پر خشکی میں وَعَلَى الْفُلْكِ (اور کشتیوں پر) سمندروں میں تُحْمَلُوْنَ (لدے پھرتے ہو اپنے سفروں میں) اور اس میں اشارہ ہے کہ انعام سے مراد اونٹ ہے کیونکہ عادۃً انہی پر بوجھ لادا جاتا ہے اسی وجہ سے فلک کے ساتھ ملا کر ذکر کیا۔ کیونکہ اونٹوں کو بھی سفائن البر یعنی خشکی کے جہاز نام دیا جاتا ہے جیسا ذوالرمہ شاعر کا قول ہے۔ سفینة برّ تحت خدّی زمامُها۔ خشکی کی کشتی کہ جس کی نکیل میری رخسار کے نیچے ہے۔ سفینہ سے یہاں اپنی اونٹنی مراد لے رہا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سو انہوں نے کہا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم

تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یُرِیْدُ اَنْ

ڈرتے نہیں ہو، سو ان کی قوم کے سرداروں نے کہا جنہوں نے کفر اختیار کیا کہ یہ شخص تمہارے ہی جیسا آدمی ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تم پر

یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾

فضیلت والا بن کر رہے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتوں کو نازل فرما دیتا ہم نے تو یہ بات اپنے باپ دادوں میں نہیں سنی جو ہم سے پہلے تھے،

## حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ:

۲۳: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ ( اور تحقیق ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو ) یعنی اس کو وحدہٗ لاشریک مانو۔ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ ( تمہارے لئے اور کوئی معبود ) الٰہ معبود کے معنی میں ہے۔ غَیْرُهٗ اس کے سوا۔

نحو: یہ محلاً مرفوع ہے اور لفظوں کے لحاظ سے مجرور ہے۔ اور جملہ مستانفہ ہے امر عبارت کی تعلیل کے طور پر لایا گیا ہے۔ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ( پس کیا تم اس سے ڈرتے نہیں ہو ) یعنی کیا تمہیں اس کے عذاب کا ڈر نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ جو کہ تمہارا رب ہے اور تمہارا خالق ہے جبکہ تم دوسروں کی عبادت کرتے ہو جو عبادت کا ذرا بھر استحقاق نہیں رکھتا۔

## قوم کے بڑے:

۲۴: فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ ( پس ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا ) یعنی شرفاء و سرداروں نے عوام الناس کو کہا۔ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ( یہ تم جیسا انسان ہے ) جو کھاتا پیتا ہے۔ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ ( تم پر برتری چاہتا ہے ) یعنی تم پر بزرگی اور سرداری کرنا چاہتا ہے۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ ( اگر اللہ تعالیٰ چاہتے ) کہ وہ اپنا رسول بھیجیں۔ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ( تو وہ ضرور فرشتے اُتارتا ) مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا ( ہم نے یہ بات نہیں سنی ) بشر کو رسول بنا کر بھیجنے والی بات یا وہ بات جس کا یہ ہمیں حکم دیتا ہے جیسے توحید، سب معبودان باطلہ وغیرہ۔

نکتہ: مزاج انسانی ملاحظہ ہو۔ پتھر کو اٹھا کر الوہیت کا مرتبہ دے دیا۔ مگر بشر کے لئے نبوت کے قائل نہ ہوئے۔ فِیْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ( اپنے پہلے آباء و اجداد میں۔ )



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا

اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے کہ اس کو جنون ہو گیا ہے سو تم کچھ وقت تک اس کا انتظار کرلو۔ نوح نے عرض کیا کہ اے میرے رب اس سبب سے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا

كَذَّبُونِ ﴿٢٦﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا

میری مدد فرمایئے سو ہم نے نوح کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے سامنے اور ہماری وحی سے کشتی بنا لو پھر جب ہمارا حکم پہنچے

وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ فَاسْلُكْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ

اور تنور سے پانی پھوٹ نکلے تو ہر جوڑے سے دو عدد یعنی ایک ایک نر ایک ایک مادہ کشتی میں داخل کر دینا اور اپنے گھر والوں کو بھی سوائے اسکے جس پر

عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٢٧﴾ فَإِذَا

ان میں سے پہلے بات طے ہو چکی ہے۔ اور ان لوگوں کے بارے میں مجھ سے خطاب نہ کرنا جنہوں نے ظلم کیا، بلاشبہ وہ غرق کیے جانے والے ہیں، سو جب

اسْتَوَيْتَ أَنتَ وَمَن مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ

تم اور وہ لوگ جو تمہارے ساتھ ہیں ٹھیک طرح کشتی میں بیٹھ جائیں تو یوں کہنا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں ظالم قوم سے

الظَّالِمِينَ ﴿٢٨﴾ وَقُل رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ﴿٢٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

نجات دی، اور تم یوں دعا کرو کہ اے میرے رب مجھے برکت کا اتارنا اتاریو اور آپ اتارنے والوں میں سب سے بہتر ہیں، بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں

وَإِن كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾

اور بلاشبہ ہم ضرور آزمانے والے ہیں۔

۲۵: إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ (یہ صرف ایک ایسا آدمی ہے جس کو جنون ہو گیا ہے) جِنَّةٌ کا معنی جنون ہے فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ (پس اس کو برداشت کرو اور ایک وقت کا انتظار کرو) پس تم انتظار کرو اس کے متعلق ایک زمانہ تک صبر کرو یہاں تک کہ اس کا معاملہ کھل کر سامنے آجائے۔ پھر اگر تو جنون سے افاقہ ہوا فبہا ورنہ اس کو قتل کر دینا۔

۲۶: قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ (کہا نوح علیہ السلام نے اے میرے رب چونکہ انہوں نے میری تکذیب کی ہے اس لئے تو ان سے میرا بدلہ لے) جب نوح علیہ السلام ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے انتقام کی دعا کی۔ مطلب یہ ہے میری تکذیب کرنے کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دے۔ کیونکہ نوح علیہ السلام کی نصرت ان کے ہلاک کرنے سے ہی ہو سکتی تھی۔ یا نمبر۲۔ اُنصرنی یہ ما کذبون کا بدل ہے جیسے تم کہو۔ ھذا بذاك ای بدل ذاك۔ اس طرح معنی یہ ہوگا اے میرے رب ان کی تکذیب کے غم کو ان پر غلبہ کی تسلی سے بدل دے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کشتی سامنے بنانے کا مطلب:

۲۷: فَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ (پس ہم نے ان کی طرف وحی کی) یعنی ان کی دعا کو قبولیت بخشی اور ان کی طرف یہ وحی بھیجی۔ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا (تم ہمارے سامنے کشتی تیار کرو) تم اس کو اس حالت میں بناؤ کہ تمہیں اپنے متعلق اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا یقین ہو اور یہ بھی یقین ہو کہ تم اس کی نگاہ میں ہو یا ہماری حفاظت و نگرانی کا یقین اسقدر ہو گویا کہ تمہارے ساتھ ہمارے حفاظت کرنے والے ہیں جو اپنی آنکھوں سے تمہاری نگہبانی کر رہے ہیں تا کہ کوئی تمہارے معاملے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالے اور نہ کوئی مفسد تمہارے کام کو برباد کر سکے اہل عرب کا محاورہ ہے علیه من الله عین کالئة اس پر اللہ تعالیٰ کی نگرانی ہے۔ وَوَحْیِنَا (اور ہماری وحی سے) ہمارے حکم اور ہماری اس تعلیم سے جو اس کے بنانے کے سلسلے میں ہم نے دی ہے۔ روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ وہ کشتی پرندے کے سینے کی مثال سامنے رکھ کر بنائیں۔

فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا (پس جب ہمارا حکم آجائے) عذاب والا حکم وَفَارَ التَّنُّوْرُ (اور تنور نے جوش مارا) یعنی پانی روٹی کے تنور سے جوش مارنے لگے۔

کرشمہ قدرت: دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کا چشمہ آگ جلنے کے مقام سے نکال دیا۔ تا کہ عبرت و انذار کے لیے زیادہ فائدہ دے۔

تفسیری روایت میں ہے نوح علیہ السلام سے کہا گیا کہ جب تم تنور میں سے پانی نکلتا دیکھو تو ایمان والوں کو لے کر کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ جب تنور سے پانی اُبلا تو ان کی بیوی نے ہی آ کر اطلاع دی یہ تنور آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آ رہا تھا۔ یہ پتھروں کا بنا ہوا تھا۔ البتہ اس کے متعلق یہ اختلاف ہے کہ وہ کہاں واقع تھا ایک قول یہ ہے کہ مسجد کوفہ والی جگہ پر واقع تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ شام میں تیسرا قول یہ ہے کہ ہند میں۔

فَاسْلُكْ فِیْهَا (پس اس میں داخل کر لینا) یعنی کشتی میں مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ (ہر قسم کے جانوروں کا ایک جوڑا) یعنی ایک نر ایک مادہ، مثلاً ایک اونٹ، ایک ناقہ، ایک گھوڑا ایک گھوڑی، اثْنَیْنِ (دو دو احد مل کر) ایک اونٹ، اونٹنی، گھوڑی، گھوڑا۔ تفسیری روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے ساتھ بچہ جننے اور انڈے دینے والے جانور لئے۔

قراءت: من کلٍّ کسرہ کے ساتھ ابن عامر، حمزہ، نافع وغیرہ کی قراءت ہے۔ جبکہ حفص نے من کلٍّ پڑھا ہے۔ یعنی ہر جماعت سے زوجین اثنین ایک جوڑا۔ اثنین یہ تاکید اور زیادہ وضاحت کے لئے لایا گیا ہے۔ وَاَهْلَكَ (اور اپنے اہل کو) عورتوں اور بچوں کو۔

اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ۔ (مگر وہ جن کے متعلق پہلے ہی حکم نافذ ہو چکا ہے) اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی ہلاکت کے متعلق اور وہ ان کا بیٹا اور ایک بیوی تھی۔

یہاں علیٰ کا لفظ لایا گیا اس کے باوجود کہ نقصان دہ چیز کا پہلے ذکر ہو چکا۔ جیسا کہ لام کو لایا گیا باوجودیکہ نافع کا تذکرہ ہو چکا اس ارشاد میں ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین [ الصافات: ۱۷۱] اور اسی طرح لها ما کسبت و علیها ما اکتسبت



BestUrduBooks.wordpress.com

[البقرہ:۲۸۲]وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (اور ظالموں کے متعلق ہم سے کلام نہ کرنا۔ بلاشبہ وہ غرق کئے جائیں گے ) کافروں کے بچانے کا مجھ سے سوال نہ کرنا اس لئے کہ میں نے ان کو ڈبونا ہے۔

۲۸: فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَی الْفُلْكِ (جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ چکیں) جب تم اچھی طرح مطمئن ہو کر سوار ہو جاؤ۔ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (تو اس طرح کہو تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ظالم قوم سے ہمیں نجات دی) اللہ تعالیٰ نے ان کی ہلاکت اور ان سے نجات پر حمد و ثناء کا حکم دیا۔ یہاں قولوا نہیں کہا گیا اگرچہ فاذا استویت انت ومن معك معنی کے لحاظ سے اذا ستویتم کے معنی جمع دے رہا ہے کیونکہ وہ ان کے پیغمبر و مقتدی ہیں۔ اور آپ کا قول انہی کا قول ہے اور مقتدی کا کہنا مقتدیوں کا کہنا ہے۔

مَّنْبِیْنَکْلَه: اس میں نبوت کی فضیلت کی طرف نشاندہی کی گئی ہے۔

## کشتی:

۲۹: وَقُلْ ( اور کہو) جب تم کشتی پر سوار ہو یا جب اس سے نکلو۔ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا (اے میرے رب تو مجھے اتارنا برکت کے ساتھ ) مُنْزَلًا مصدر مانیں تو انزالًا کے معنی میں۔ نمبر۲۔ اترنے کی جگہ۔

وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ (اور آپ سب سے بہتر اتارنے والے ہیں) کشتی کی برکت کا مطلب اس میں بیٹھ کر طوفان سے نجات پانا۔ نکلنے میں برکت کا مطلب نسل کا بڑھنا اور پے در پے مال و دولت کا حاصل ہونا ہے۔

۳۰: اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ (بے شک اس میں) جو نوح علیہ السلام اور قوم نوح کے ساتھ کیا گیا۔ لَاٰیٰتٍ (البتہ نشانیاں ہیں) البتہ عبرتیں اور نصائح ہیں۔ وَّ اِنْ (اور بیشک) یہ مخففہ من المثقلہ ہے اور لام اس کو اور نافیہ کو جدا کرنے والا ہے۔ مطلب یہ ہے اِنّ الشان والقصة شان اور قصہ یہ ہے۔ کُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ (ہم ضرور آزمانے والے تھے) قوم نوح کو سخت سزا اور بڑا عذاب دینے والے ہیں یا ان آیات سے اپنے بندوں کو آزمانے والے ہیں تاکہ ہم دیکھیں کہ کون عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا ولقد ترکنھا اٰیۃً فھل من مُّدکر [القمر:۱۵]



BestUrduBooks.wordpress.com

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۚ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا

پھر ہم نے ان کے بعد دوسرا گروہ پیدا کیا پھر ہم نے ان میں سے رسول بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

کرو اسکے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے کیا تم نہیں ڈرتے ہو۔ اس رسول کی قوم کے چودھری جنہوں نے کفر اختیار کیا

وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ

اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا میں عیش کی زندگی دی تھی انہوں نے کہا یہ تو تمہارے جیسا ہی آدمی ہے اسی میں سے یہ

مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ۙ وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ

کھاتا ہے جس سے تم کھاتے ہو اور اسی میں سے پیتا ہے جس سے تم پیتے ہو، اور اگر تم نے اپنے جیسے آدمی کی بات مان لی تو بلاشبہ تم

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ۙ اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ۙ

ضرور ہی نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے، کیا یہ شخص تمہیں یہ بتاتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تم نکالے جاؤ گے

## قوم عاد کو دعوت کا تذکرہ:

۳۱: ثُمَّ اَنْشَاْنَا (پھر ہم نے پیدا کیے) مِنْۢ بَعْدِهِمْ (ان کے بعد) قوم نوح کے بعد قَرْنًا اٰخَرِیْنَ (ایک اور قوم کو) وہ عاد ہے جو کہ ہود علیہ السلام کی قوم تھی جس کے لئے ہود علیہ السلام کا قول گواہی دیتا ہے واذکروا اذجعلکم خلفاء من بعد قوم نوح [الاعراف:۶۹] اور قصہ نوح کے بعد اعراف میں ہود کا قصہ لایا گیا اور اسی طرح سورت ہود اور شعراء میں۔

۳۲: فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ (پس انہیں بھیجے) ارسال کا لفظ الٰی کے ساتھ متعدی ہوتا ہے فی کے ساتھ متعدی نہیں ہوتا۔ مگر یہاں اور اس قول میں کذلک ارسلناک فی امة [الرعد:۳۰] اور وما ارسلنا فی قریة [الاعراف:۹۴] فی کے ساتھ متعدی کیا گیا ہے لیکن امۃ اور قریہ کو ارسال کی جگہ اور ظرف قرار دیا جیسا رؤبہ کا قول ہے۔

ارسلت فیها مُصعبًا ذا اء قحام

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کلام عرب میں اس کا استعمال پہلے پایا جاتا ہے۔ باقی قرآن مجید کو دیکھ کر تمام نحو وصرف ایجاد ہوئی ہے۔ رَسُوْلًا (ایک رسول) ہود علیہ السلام مِّنْهُمْ (انہی میں سے) ان کی قوم میں سے اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں۔ پس کیا تم اس کے عذاب سے نہیں ڈرتے) اَنْ یہ ارسلنا کی تفسیر کر رہا ہے ای قلنا لهم علی لسان الرسول اعبدوا الله ہم نے ان کو پیغمبر کی زبان سے کہا تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

۳۳: وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖ (ان کی قوم کے سرداروں نے کہا)



BestUrduBooks.wordpress.com

## واؤ کو مقدم کرنے کی وجہ:

اعراف وہود میں قوم ہود کی بات بغیر واؤ ذکر کیا۔ کیونکہ وہ وہاں سائل کے سوال کو مقدر مان کر جواب میں لایا گیا قال فما قال قومہ؟ ان کی قوم نے کیا جواب دیا تو جواب دیا گیا انہوں نے یہ کہا۔ اور یہاں واؤ کے ساتھ لائے کیونکہ اس کا عطف اس پر ہے جو انہوں نے اسوقت کہا جب ان کو رسول نے کہا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ اس حق اور باطل کے حصول میں جمع ہو گئے۔ اور نبی ﷺ کا جواب ان کے کلام سے متصل نہیں اور فاء سے بھی نہیں لائے۔ البتہ فاء کے ساتھ قصہ نوح علیہ السلام میں لائے۔ کیونکہ یہ ان کے اس قول کا جواب ہے جو اس کے متصل آرہا ہے۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (وہ لوگ جو کافر ہوئے) یہ الملأ کی صفت ہے یا لقومہ کی صفت ہے۔ وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ (اور انہوں نے آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا) یعنی اس میں پیش آنے والے حساب اور ثواب اور عقاب وغیرہ کا انکار کیا۔

## نبی بھی تمہاری مثل بشر ہیں:

وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (اور ہم نے ان کو نعمتیں دیں دنیا کی زندگی میں) کثرت اموال واولاد مَاهٰذَآ (نہیں ہے یہ) نبی اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ (مگر یہ تم جیسا انسان ہے وہ کھاتا ہے وہی جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیتے ہو) ای تشربون منہ۔ منہ کو ماقبل کی دلالت سے حذف کر دیا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ کہاں سے نبوت کا دعویدار بن بیٹھا جبکہ وہ تم جیسا ہے؟

۳۴: وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ (اگر تم نے اپنے جیسے انسان کی اطاعت کی) ان باتوں میں جن کا وہ تمہیں حکم دیتا ہے اور جن سے تمہیں روکتا ہے۔ اِنَّكُمْ اِذًا (بیشک تم اس وقت) ان یہ جزاء شرط کے موقعہ میں ہے اور ان کا جواب جنہوں نے قوم میں سے یہ بات کہی تھی لخاسرون ہے۔ لَّخٰسِرُوْنَ (ضرور نقصان میں پڑنے والے ہو)۔ اس لئے کہ تم نے اپنے جیسے انسان کی اطاعت اختیار کر لی۔

## کفار کی حمایت:

اپنے جیسے انسان کی اتباع کا انکار کیا اور اپنے سے عاجز تر چیزوں کی عبادت کرنے لگے۔

۳۵: اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ (کیا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے)

قراءت: نافع، حمزہ، علی، حفص نے میم کے کسرہ سے اور دیگر قراء نے متم ضمہ میم سے پڑھا ہے۔ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ (اور تم خاک اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو دوبارہ زندہ کر کے زمین سے نکالے جاؤ گے) سوال کیلئے اٹھائے جاؤ گے اور حساب، کتاب اور ثواب وعذاب ہوگا۔

نحو: انکم کو دو مرتبہ تاکید کیلئے لائے اور ظرف کے ساتھ دونوں کا فاصلہ بہت خوب ہے اور مخرجون اول کی خبر ہے۔ اور تقدیر کلام اس طرح ہے۔ ایعدکم انکم مخرجون اذامتم و کنتم ترابا و عظامًا۔ ایعد کا استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں چاہیے یا سوال تقریری ہے یہ ضرور ایسا کہہ رہا ہے۔ یا مقولہ سابقہ کی علت ہے تم گھاٹا اسلئے پاؤ گے کہ یہ قیامت کا قائل ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ۝۳۶ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا

دور ہے دور ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے یہ تو بس دنیا والی ہی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں

وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝۳۷ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ

اور ہم اٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔ یہ کچھ نہیں بس یہ صرف ایسا شخص ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے اور ہم اس پر ایمان لانے والے

بِمُؤْمِنِينَ ۝۳۸ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝۳۹ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ۝۴۰

نہیں ہیں۔ اس پیغمبر نے عرض کیا کہ اے میرے رب آپ سبب سے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا میری مدد فرمائیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عنقریب یہ لوگ پشیمان ہونگے

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۴۱

سوان لوگوں کو سچے وعدہ کے موافق سخت چیخ نے پکڑ لیا، پھر ہم نے انہیں خس و خاشاک کر دیا۔ سو دوری ہے ظالم قوم کے لیے۔

دنیا کے عیش میں خلل ڈالنا چاہتا ہے۔

## کفار کا استبعادِ قیامت:

۳۶: هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ (بہت ہی بعید ہے اور بہت بعید جو بات تم سے کہی جا رہی ہے)

قراءت: یزید نے هیهات تاء کے کسرہ اور تنوین سے پڑھا ہے اور کسائی نے ہاء پر وقف کیا جبکہ دیگر نے تاء پر وقف کیا۔

نحو: هیهات یہ اسم فعل ہے بعد کا معنی دیتا ہے اس کی فاعل مضمر ہے۔ ای بَعُدَ التصدیق یا بَعُدَ الوقوع۔ قیامت کی تصدیق بہت بعید ہے یا وقوع بہت بعید ہے۔ ماتوعدون سے عذاب مراد ہے۔ یا اس کا فاعل ماتوعدون ہے اور لما کی لام زائدہ ہے ای بعد ماتوعدون من البعث بہت دور ہے وہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے یعنی بعث۔

۳۷: اِنْ هِيَ (نہیں ہے وہ)

نحو: هِيَ یہ ایک ایسی ضمیر ہے جس کا مقصد اس کے بعد آنے والی وضاحت کے بغیر معلوم نہیں ہوتا۔ اصل اس طرح کلام ہے ان الحیاۃ الاحیاتنا الدنیا۔ نہیں زندگی مگر فقط ہماری دنیا ہی زندگی۔ پھر ھی ضمیر کو الحیاۃ کی جگہ لائے کیونکہ خبر اس پر دلالت کر رہی ہے اور اس کی وضاحت کر رہی ہے۔ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا (مگر ہماری دنیا ہی کی زندگی) اب معنی اس طرح ہے لا حیاۃ الاھذہ الحیاۃ التی نحن فیھا و دنت منّا کوئی زندگی نہیں مگر یہی زندگی جس کو ہم گزار رہے ہیں اور جو ہمارے قریب ہے۔

### وجہ عجیبہ:

اس کی یہ ہے اِنْ نافیہ کو ھی پر داخل کیا اور وہ ھی الحیاۃ کے معنی میں ہے جو کہ جنس پر دلالت کر رہی ہے پس اس کی نفی کی اور لا کے وزن میں بن گیا جو نفی جنس کیلئے استعمال ہوتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نَمُوْتُ وَنَحْيَا (ہم مرتے اور زندہ ہوتے ہیں) یعنی بعض پر موت آتی ہے اور بعض پیدا ہوتے ہیں ایک زمانہ والے سمٹ جاتے ہیں تو دوسرے اہل زمانہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یا اس میں تقدیم وتاخیر ہے ای نحیا و نموت اور یہ ابی رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (اور اٹھائے نہ جائیں گے) موت کے بعد۔

## پیغمبر پر دروغ گوئی کا الزام:

٣٨: اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ نِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (وہ ایک جھوٹا شخص ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر دروغ بندی کی ہے) یہ اپنے بارے میں نبوت کا جو دعویٰ کرتا ہے اس میں یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنے والا ہے اور جو ہم سے بعث کا وعدہ کرتا ہے اس میں بھی جھوٹا ہے۔ وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ (اور ہم تو اس کی بات کا یقین کرنے والے نہیں) مؤمنین بمعنی مصدقین ہے تصدیق کرنے والے۔

٣٩: قَالَ رَبِّ انْصُرْنِىْ بِمَا كَذَّبُوْنِ (پیغمبر نے کہا اے میرے رب کافروں نے میری تکذیب کی ہے تو میری مدد فرما) اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول کیا اور فرمایا۔

٤٠: قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کچھ ہی وقت کے بعد)

نَحْو: ما زائدہ ہے یا ما شئی کے معنی میں ہے یا ما زمنٌ کے معنی میں ہے اور قلیل یہ ما کا بدل ہے اور قسم کا جواب محذوف ہے۔ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ (یہ لوگ ضرور پشیمان ہوں گے) جب یہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے جو عذاب ان پر اترے گا۔

## چیخ سے ہلاکت:

٤١: فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ (ان کو چیخ نے آ پکڑا) یعنی جبرئیل علیہ السلام نے چیخ ماری جس نے تمام کو تہس نہس کر دیا۔ بِالْحَقِّ (حق کے موافق) اللہ تعالیٰ کے عدل کے مطابق۔ محاورہ میں کہتے ہیں: فلان یقضی بالحق ای بالعدل فلاں عدل سے فیصلے کرتا ہے۔ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً (پس ہم نے ان کو خس و خاشاک کر دیا) ان کی ہلاکت وتباہی کو غثاء سے تعبیر فرمایا۔ الغثاء اس کوڑا کرکٹ کو کہا جاتا ہے جو سیلاب کی رو بہا کر لاتی ہے اور وہ پرانے پتے اور بوسیدہ ٹہنیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ فَبُعْدًا (پس دوری ہے) ہلاکت ہے محاورہ میں کہا۔ نَحْو: بَعِدَ وَبَعَدَ و بُعدًا ای ھلك یہ ایسے مصادر ہیں جو اپنے افعال سے منصوب ہوتے ہیں جن افعال کو ظاہر کرنا درست نہیں۔ لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (ظالم قوم کیلئے) یہ ان لوگوں کا بیان ہے جن کے متعلق بددعا کی گئی۔ جیسا اس آیت میں هیت لك۔ [یوسف: ٢٣]

نَحْو: بُعدًا مصدر قائم مقام اور للقوم الظالمین یہ قائم مقام فاعل ہے اور لام زائد ہے یا تاکید مصدر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا

پھر ہم نے ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کیا کوئی امت اپنی اجل سے نہ آگے بڑھ سکتی تھی اور نہ وہ

يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا

لوگ پیچھے ہٹ سکتے تھے، پھر ہم نے یکے بعد دیگرے پیغمبروں کو بھیجا جب بھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا سو ہم بعض کو بعض کے

بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا

پیچھے وجود میں لاتے رہے اور ہم نے انہیں کہانیاں بنا دیا، سو اس قوم کے لیے دوری ہے جو ایمان نہیں لاتے، پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی

مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٥﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

ہارون کو اپنی آیات اور کھلی ہوئی دلیل کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس بھیجا

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا

سو ان لوگوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ اونچے تھے، سو ان لوگوں نے کہا کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لائیں اور حال یہ ہے کہ ان کی قوم ہمارے زیر حکم

عٰبِدُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

ہے، سو ان دونوں کو انہوں نے جھٹلایا لہٰذا وہ ہلاک کیے جانے والے لوگوں میں شامل کر دیئے گئے۔ اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ

تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں، اور ہم نے ابن مریم اور انکی والدہ کو ایک نشانی بنا دیا اور ہم نے ان دونوں کو ایک ایسے ٹیلہ پر ٹھکانہ دیا جو ٹھہرنے کی

قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾ ع

اور پانی جاری ہونے کی جگہ تھی۔

## دیگر اقوام اور رسولوں کی آمد:

۴۲: ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ (پھر ہم نے اٹھایا ان کے بعد دوسرے زمانہ والوں کو) قوم صالح، قوم لوط، قوم شعیب وغیرہم۔

۴۳: مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ (نہیں سبقت کرتی کوئی امت)



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو: من صلہ ہے ای ماتسبق امۃٌ۔
اَجَلَهَا (اپنے وقت مقررہ سے) وہ وقت جو اس کی ہلاکت کا مقرر ہے اور لکھا جاچکا ہے۔ وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ (اور نہ مقررہ میعاد سے پیچھے رہ سکتی ہے) اس سے وہ موخر نہیں ہو سکتی۔

۴۴: ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا (پھر ہم نے اپنے رسولوں کو مسلسل بھیجا) تَتْرَا یہ فعلیٰ کا وزن ہے۔ الف تانیث کی ہے جیسے سَكْرٰى کیونکہ رسل جماعت ہے اس لئے اس پر تنوین نہیں ہے کیونکہ غیر منصرف ہے۔

قرات: مکی اور ابوعمرو اور یزید نے تتریً تنوین سے پڑھا ہے۔ اس بناء پر کہ الف الحاقی ہے جیسے ارطیٰ میں ہے۔

نحو: دونوں قراءتوں میں نصب حال ہونے کی وجہ سے ہے۔ ای متتابعًا واحدًا بعد واحدٍ اس میں کہ وہ پے در پے یکے بعد دیگرے آنے والے تھے۔ اس میں (تترا) تاء واؤ کے بدلہ میں آئی ہے یہ اصل میں وتری ہے جو وتر سے لیا گیا ہے جو فرد کو کہتے ہیں شفع کا بالمقابل ہے واؤ کو تاء سے بدل دیا جیسا کہ تراث میں ورث ہے۔ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ (جب بھی کسی امت کے پاس کوئی رسول آیا تو انہوں نے اس کو جھٹلا دیا)

## وجہ اضافت:

رسول کا تعلق اور ملابست مرسل اور مرسل الیہ دونوں کے ساتھ ہوتی ہے اس لئے دونوں کی طرف اضافت کی جاسکتی ہے اور یہ اضافت ملابست کی وجہ سے ہے۔

قاعدہ: رسول کے ساتھ ارسال کا ذکر ہو تو بھیجنے والے کی طرف نسبت ہوتی ہے۔ مثلاً ارسلنا رسلنا ۔ اللہ کا رسول اور اگر رسول کے ساتھ آنے اور پہنچنے کا ذکر ہو جن کی طرف رسول بھیجا تو لوگوں کی طرف نسبت ہوگئی جیسے جاء امۃ رسولُهَا قوم ثمود کا رسول۔

## ہلاکت میں نمبر لگا دیا:

فَاَتْبَعْنَا (پس ہم نے بھی ہلاکت میں نمبر لگا دیا) احمقوں اور اہل زمانہ کا۔ بَعْضَهُمْ بَعْضًا (ایک کے بعد ایک کا) ہلاکت میں وَّ جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ (اور ہم نے ان کو کہانیاں بنا دیا) رات کو لوگ ان کے قصے سناتے ہیں اور ان سے تعجب کرتے ہیں۔

نحو: الاحادیث یہ حدیث کا اسم جمع ہے۔ اور اسی سے یہ استعمال ہے احادیث النبی ﷺ، احادیث الرسول ﷺ اور یہ احدوثۃ کی جمع بھی آتی ہے اور احدوثہ اس بات کو کہتے ہیں جس کو لوگ بطور دل تبہلانے کے بیان کریں اور تعجبًا ذکر کریں۔ اور یہاں یہی مراد ہے۔ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (پس ایمان نہ لانے والی قوم پر خدا کی مار)۔

نحو: یہ جملہ انشائیہ ہے یا خبریہ ہے لام زائدہ ہے۔

## بعثت موسیٰ و ہارون علیہما السلام:

۴۵: ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ (پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو بھیجا)۔

نحو: ہارون یہ اخاہ سے بدل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

بِاٰيٰتِنَا (اپنی آیات دے کر) نو آیات معجزات مراد ہیں۔ وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (اور وہ دلائل) غالب آنے والے دلائل یا عصا۔

۴۶: اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا (فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف پس انہوں نے تکبر کیا) بڑائی کی وجہ سے ایمان کو قبول کرنے سے باز رہے۔ وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ (اور وہ لوگ تھے ہی متکبر و مغرور)۔

۴۷: فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا (یہ کہنے لگے کیا ہم اپنے جیسے انسانوں پر ایمان لائیں)۔

نحو: البشر کا لفظ واحد اور جمع دونوں آتا ہے۔ اور مثل اور غیر کا لفظ تثنیہ اور جمع اور مذکر و مؤنث دونوں کی صفت بن سکتے ہیں۔

وَقَوْمُهُمَا (اور ان کی قوم) مراد بنی اسرائیل لَنَا عٰبِدُوْنَ (ہمارے خدمت گار ہیں) مطیع اور حکم بردار ہیں۔

اطلاق عرب: اہل عرب کے ہاں ہر وہ شخص جو کسی بادشاہ کا خدمت گزار و مطیع ہو اس کو عابد کہتے ہیں۔

۴۸: فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ (پس انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا نتیجتاً وہ ہلاک ہونے والے لوگوں میں سے ہو گئے) غرق سے ان کو ہلاک کر دیا گیا۔

۴۹: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى (تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو دی) یعنی قوم موسیٰ علیہ السلام کو الْكِتٰبَ (کتاب) تورات لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ (تاکہ وہ ہدایت پائیں) اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں اور اس کے مواعظ سے نصیحت پکڑیں۔

## مریم اور ابن مریم علیہما السلام کا تذکرہ اور ان کا ٹھکانہ:

۵۰: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً (اور ہم نے ابن مریم اور ان کی ماں کو نشانی بنایا) جو ہماری قدرت تامہ پر دلالت کرنے والی ہے کہ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں کیونکہ وہ بلا نطفہ پیدا کیے گئے۔ اٰيَةً کا لفظ واحد لایا گیا کیونکہ اعجوبہ دونوں میں ایک ہی ہے۔ یا مراد یہ ہے وجعلنا ابن مریم ایۃً وامہ ایۃً اول کو حذف کر دیا کیونکہ ثانیہ کی دلالت اس پر موجود ہے۔ وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ (اور ہم نے ان کو پناہ دی) ان کو ٹھکانہ دیا اِلٰى رَبْوَةٍ (ایک بلند زمین پر)۔

قراءت: شامی و عاصم نے رَبوۃ پڑھا ہے۔ اور دیگر قراء نے رُبوۃ پڑھا۔

ربوۃ بلند زمین نمبر ۱۔ وہ بیت المقدس ہے نمبر ۲ دمشق نمبر ۳۔ رملہ یا نمبر ۴۔ مصر۔

ذَاتِ قَرَارٍ (قرار والی) ہموار زمین جس پر بسنے والے ٹھہر سکیں۔ نمبر ۲۔ پانی اور پھلوں والی یعنی پھلوں کی وجہ سے لوگ وہاں ٹھہرتے ہیں۔ وَّمَعِيْنٍ (اور جاری چشمے) ایسا پانی جو سطح زمین پر چلنے والا ہو۔

صرف: یہ مفعول کا صیغہ ہے۔ یعنی جس کے جاری ہونے کا آنکھ ادراک کرے ظاہر ہونے کی وجہ سے۔ یہ عانہ سے لیا گیا جبکہ آنکھ سے اس کا معائنہ کرے۔ نمبر ۲۔ یہ فعیل کا وزن ہے کیونکہ یہ اپنے چلنے کی وجہ اور ظاہر ہونے کی بناء پر فائدہ پہنچانے والا ہے۔ اس لئے یہ الماعون سے ماخوذ ہوگا اور وہ منفعت کو کہتے ہیں۔ یا مَعَنَ سے ہے جس کا معنی جاری ہونا ہے اس صورت میں میم اصلیہ ہے اور یہ صحیح ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝۵۱

اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو بلاشبہ میں ان کاموں کو جانتا ہوں جنہیں تم کرتے ہو،

وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝۵۲ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

اور بلاشبہ یہ تمہارا طریقہ ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو تم مجھ سے ڈرو سو ان لوگوں نے الگ الگ طریقہ اختیار کر کے آپس میں ٹکڑے ٹکڑے

زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝۵۳ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝۵۴ اَيَحْسَبُوْنَ

ہو گئے ہر جماعت کے لوگ اس سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے سو آپ انہیں ایک وقت تک ان کی جہالت میں چھوڑ دیں کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں

اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۵۵ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۶

کہ ہم جو ان کو مال اور بیٹے دیئے جاتے ہیں ان کو فائدہ پہنچانے میں جلدی کر رہے ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ وہ شعور نہیں رکھتے

## ہر رسول کو خطاب:

۵۱: يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ (اے رسولو حلال چیزیں کھاؤ) یہ نداء اور خطاب دونوں اپنے ظاہر پر نہیں ہیں کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانہائے نبوت مختلف ہیں۔ معنی اس کا یہ ہے کہ ہر رسول کو اس کے زمانہ میں یہ بات کہی گئی اور اس کی اس نے وصیت و نصیحت فرمائی تاکہ سامع معتقد ہو کہ یہ ایسا حکم ہے جس کی تمام انبیاء کو اطلاع دی گئی اور انہوں نے اس کی وصیت کی پس ایسی بات قبولیت کے خاص طور پر لائق و مناسب ہے اور اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

نمبر۲۔ یا یہ حضرت محمد ﷺ کو خطاب ہے کیونکہ آپ اپنے زمانہ میں تمام کے قائم مقام ہیں اور قیامت تک نبوت آپ کی ہی ہے۔ اور آپ ہی غنائم کو استعمال میں لانے والے ہیں۔ جو پاکیزہ ترین مال ہے۔ یا نمبر۳۔ یا متصل آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ وہی مراد ہیں اور وہ والدہ کے سوت کاتنے کی کمائی پر گزارہ کرتے اور کسب ید یہ پاکیزہ روزی ہے۔ اور طیبات سے مراد ہے جو حلال ہو۔ اور امر تکلیف کیلئے ہے یعنی مکلّف ہونے کو ثابت کرتا ہے کہ حلال جو میسر ہو کھاؤ۔ نمبر۴۔ عمدہ اور لذیذ چیزوں کو طیبات سے مراد لیا جائے تو امر اباحت اور سہولت کیلئے ہے کہ رہبانیت میں مزید چیزیں استعمال کی جاسکتی ہیں۔ بقدر ہمت مگر انہی میں مشغولی نہ ہو۔

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (اور تم نیک اعمال کرو) جو شریعت کے موافق ہوں۔ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (بیشک میں تمہارے اعمال کو جانتا ہوں) پس تمہارے اعمال پر بدلہ دونگا۔

۵۲: وَاِنَّ هٰذِهٖۤ (بیشک یہ)۔

قراءت: کوفی قراء نے استیناف کی بناء پر اِنَّ پڑھا اور حجازی نے اَنَّ اور بصری ان کو بمعنی وَلِاَنَّ کے تسلیم کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یعنی فاتقون لان هذه یا ماقبل پر معطوف ہے ای بما تعملون علیمٌ و بأنَّ هذه یا تقدیر اس طرح مانیں واعلموا ان هذہٖ اُمَّتُکُمْ (تمہارا طریقہ) یعنی تمہاری ملت وشریعت جس پر تم قائم ہو۔ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً (ایک طریقہ ہے) وہ شریعت اسلام ہے۔ امۃً منصوب حال ہونے کی وجہ سے ہے مطلب یہ ہے کہ دین ایک ہے اور وہ اسلام ہے اور اس کی مثل دوسری آیت ہے ان الدین عند الله الاسلام [آل عمران:۱۹] وَّ اَنَا رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ (اور میں تمہارا رب ہوں پس تم مجھ سے ڈرو) مجھ اکیلے سے۔ میرے حکم کی مخالفت میں میرے عذاب سے ڈرو۔

## لوگوں کا کتابوں سے سلوک:

۵۳: فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ (پس لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف پیدا کرلیا) تقطع بمعنی قطع ہے اپنے دین کے معاملے کو قطع کیا۔ زُبُرًا (ٹکڑے ٹکڑے) یہ زبور کی جمع ہے۔ مختلف کتابیں یعنی انہوں نے اپنے دین کو کئی دین بنا دیا۔ ایک قول وہ اپنے دین میں کئی فرقوں میں بٹ گئے ہر فرقہ ایک کتاب کو اٹھائے ہوئے ہے۔ قول حسن رحمۃ اللہ علیہ: اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مختلف ٹکڑوں میں کاٹ دیا اور اس کی تحریف کرڈالی۔

قراءت: زُبَرا جمع زُبْرۃ پڑھا جاتا ہے ٹکڑا۔ کُلُّ حِزْبٍ (ہر گروہ) دین کو کاٹ کر جدا کرنے والوں میں سے ہر گروہ۔ بِمَا لَدَیْهِمْ (جو کچھ ان کے پاس ہے) یعنی کتاب اور دین یا خواہش ورائے۔ فَرِحُوْنَ (وہ اس پر خوش ہے) وہ خوش ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں۔

۵۴: فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ (ان کو آپ اسی جہالت میں چھوڑ دیں) غمرۃ جہالت وغفلت کو کہتے ہیں حَتّٰی حِیْنٍ (ایک وقت تک) یہاں تک کہ وہ قتل کئے جائیں یا موت ان کو دبوچ لے۔

۵۶،۵۵: اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ (کیا ان کا خیال یہ ہے کہ ہم ان کو جو مال واولاد دیتے جاتے ہیں) ما الذی کے معنی میں ہے اَنَّ کی خبر نسارع لهم فی الخیرات ہے۔ اور خبر سے اسم کی طرف لوٹنے والی ضمیر محذوف ہے ای نسارِعُ لهم بہٖ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ مطلب یہ ہے کہ یہ امداد باوجود معاصی کے صرف استدراج ہے اور ان کا خیال یہ ہے کہ ان کو جلد از جلد امداد مل رہی ہے اور ان کی عمدہ کارکردگی پر ہم ان کو ثواب کا پیشگی بدلہ دے رہے ہیں۔

## استدلالِ آیت:

معتزلہ کے عقیدہ کی تردید ہے کہ اصلح فی الدین الله پر لازم ہے اس آیت میں خبر دی کہ یہ بات ان کے لئے دینی اعتبار سے خیر نہیں اور نہ ہی اصلح۔ بلکہ اضر ہے۔ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ (بلکہ ان کو شعور نہیں) بل یہ ایحسبون سے استدراک کر رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ حیوانات کی طرح ہیں ان میں شعور نہیں جب تک کہ اس بات پر غور نہ کریں کہ یہ استدراج ہے یا بھلائی میں مسارعت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝٥٧ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

بلاشبہ جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان

يُؤْمِنُوْنَ ۝٥٨ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝٥٩ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ

رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے اور جولوگ کچھ دیتے ہیں تواس حال میں دیتے ہیں

قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝٦٠ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا

کہ ان کے دل اس بات سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس لوٹنے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں

سٰبِقُوْنَ ۝٦١ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝٦٢

اوران کی طرف دوڑ رہے ہیں ہم کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتے اور ہمارے پاس کتاب ہے جو حق کے ساتھ بیان کر دے گی اوران پر ظلم نہیں ہوگا۔

## اولیاء کی صفات کا دوبارہ تذکرہ:

۵۷: پھر اپنے اولیاء کا وضاحت سے تذکرہ فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ (بیشک وہ لوگ جو اپنے رب کے ڈر سے ہیبت زدہ ہیں) خائف ہیں۔

۵۸: وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ (اور وہ لوگ جو اپنے رب کی آیات پر ایمان لانے والے ہیں) یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں پر۔ وہ ان کتابوں میں ایمان کے لحاظ سے تفریق کرنے والے نہیں ان لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور وہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں۔

۵۹: وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ (اور وہ لوگ جو اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے نہیں) جیسا کہ مشرکینِ عرب کرتے تھے۔

۶۰: وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا (اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ دیتے ہیں جو دیتے ہیں) یعنی جو دینے والی چیزیں زکوٰۃ و صدقات وغیرہ دیتے ہیں۔

قراءت: یأتون ما اتوا قصر کے ساتھ پڑھا گیا اس صورت میں معنی یہ ہوگا۔ یفعلون مافعلوا وہ جو کرنا ہوتا ہے کرتے ہیں۔ وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (اس حال میں کہ ان کے دل خوف زدہ ہوتے ہیں) اس بات سے خائف ہوتے ہیں کہ ان کی کوتاہیوں کی وجہ سے کہیں یہ نامقبول نہ ہو۔ اَنَّهُمْ لَهَا اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ (بیشک وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں) جمہور کے نزدیک اس کی تقدیر عبارت یہ ہے لانهم الى ربهم راجعون اوران الذين کی خبر اولئك يسارعون فى الخيرات ہے۔

۶۱: اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ (وہی لوگ بھلائی کے کاموں میں جلدی کرنیوالے ہیں) وہ طاعات کی رغبت رکھتے ہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿٦٣﴾

بلکہ ان کے دل اس دین کی طرف سے جہالت میں ہیں اور اسکے علاوہ اور بھی ان کے اعمال ہیں جنہیں وہ کرتے ہیں

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ

یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوش حال لوگوں کو عذاب کے ساتھ پکڑ لیں گے تو وہ چلائیں گے، آج مت چلاؤ، بلاشبہ آج ہماری طرف سے

مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾

تمہاری مدد نہیں کی جائے گی، تم پر میری آیات تلاوت کی جاتی تھیں سو تم تکبر کرتے ہوئے قرآن کو مشغلہ بناتے ہوئے بے ہودہ

اور ان کو جلد انجام دیتے ہیں۔ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ (اور وہ ان کی طرف تیزی سے جانے والے ہیں) یعنی نیک کاموں کی وجہ سے جنتوں کی طرف تیزی سے رواں دواں ہیں۔ یا ان بھلائیوں کی وجہ سے وہ لوگ نیکی میں آگے بڑھ گئے۔

۶۲: وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (اور کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ کام کا حکم نہیں دیتے) وسعت کا معنی طاقت، مقدور، صالحین کی جو صفات مذکور ہوئیں یہ طاقت سے زائد نہیں۔ اسی طرح ہر وہ کام جس کا بندے کو مکلّف بنایا گیا وہ بھی بندوں کی طاقت کے دائرے میں ہیں۔ اس میں تردید اس گروہ کی ہے جو انسانی تکالیف کو تکلیف مالا یطاق قرار دیتے ہیں۔ وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ (ہمارے پاس ایک کتاب ہے) کتاب سے لوح محفوظ مراد ہے یا اعمال نامہ مراد ہے۔

يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (جو ٹھیک بتادے گا اور کسی پر ذرا بھر ظلم نہ ہوگا) اس سے وہی پڑھیں گے جو صدق وعدل ہوگا۔ اس میں نہ کمی اور نہ اضافہ اور نہ ہی کسی کو زیادہ سزا دیکر ظلم کیا جائے گا۔ یا ثواب کا نقصان نہ ہوگا۔ یا ایسی تکلیف جس کی اس میں طاقت نہ ہو۔

## کفار شکارِ غفلت:

۶۳: بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا (بلکہ ان کے دل اس دین کے متعلق شک میں پڑے ہیں) بلکہ کفار کے قلوب ایسی غفلت کا شکار ہیں جو ان کو اس چیز سے ڈھانپنے والی ہے جس پر یہ ایمان والے قائم ہیں۔ وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ (اور ان کے اس کے علاوہ بھی اعمال ہیں) ان کے مخفی اعمال تو اس بات سے تجاوز کرنے والے ہیں جس سے مؤمن موصوف ہیں۔ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ (اور وہ ان کو کئے جارہے ہیں) اور اس پر قائم رہنے والے ہیں اور ان کو اسوقت تک چھوڑنے کیلئے تیار نہیں یہاں تک کہ ان کو عذاب آپکڑے۔

۶۴: حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ (یہاں تک کہ جب ہم ان کے مالداروں کو پکڑیں گے) خوشحال لوگوں کو بِالْعَذَابِ (دنیا کے عذاب میں) اور وہ سات سال کا قحط ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی بددعا سے مسلط فرمایا یا بدر کے دن قتل ہونا۔ حتّی ابتدائیہ اور جملہ شرطیہ ہے اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ (اسی وقت چیخنے لگیں گے) فریاد کرتے ہوئے چیخیں گے۔ الجؤار مدد کیلئے پکارنا۔ اس کے



BestUrduBooks.wordpress.com

مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝۶۷ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ

باتیں کرتے ہوئے لغو بکتے ہوئے بھاگ جاتے تھے۔ کیا ان لوگوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا یا ان کے پاس ایسی چیز آئی ہے جو ان سے پہلے ان کے بڑوں کے

اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۶۸ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝۶۹ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ

پاس نہیں آئی یا انہوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانا سو وہ اس کے منکر ہو رہے ہیں یا وہ یوں کہتے ہیں کہ اس کو دیوانگی ہے،

بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝۷۰

بلکہ یہ رسول ان کے پاس حق لیکر آیا ہے اور ان میں اکثر وہ ہیں جو حق کو مکروہ جانتے ہیں۔

جواب میں ان کو کہا جائے گا۔

۶۵: لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ (مت چیخو) چیخنا تمہارے لئے فائدہ مند نہیں۔ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ (بیشک ہماری طرف سے تمہاری مدد نہ کی جائیگی) ہماری جانب سے تمہیں کوئی نصرت یا اعانت نہ ملے گی۔

۶۶: قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ (میری آیات تم پر پڑھی جاتی تھیں) یعنی قرآن فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ (تم اپنی ایڑیوں کے بل مڑتے تھے) تم الٹے قدموں لوٹتے النکوص: الٹے پاؤں مڑنا۔ یہ سب سے بدترین چال ہے کیونکہ وہ اپنے پیچھے دیکھتا نہیں۔

۶۷: مُسْتَكْبِرِيْنَ (تکبر کرتے ہوئے) مسلمان پر بڑھائی ظاہر کرتے ہوئے۔

نحو: یہ تنکصون سے حال ہے۔

بِهٖ (بیت اللہ پر یا حرم پر۔) کفار یہ کہا کرتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں۔ اس لئے ہم پر کوئی غالب نہ آئے گا۔ یہ مفہوم اس قول کے مطابق ہے۔ جنہوں نے ضمیر کا مرجع بیت کو قرار دیکر استکبار بالبیت مراد لیا۔ نمبر۲۔ ہ کا مرجع آیات قرار دیا۔ انہوں نے آیات کو کتاب کے معنی میں لیا اور استکبار بالقرآن کا مطلب تکذیب ہے۔

نحو: مستکبرین میں ضمنا مکذبین کا معنی پایا جاتا ہے اسی لئے اس کے متعدی بنانے کیلئے کذب فعل والاحرف تعدیہ استعمال کر لیا گیا ہے۔

نمبر۳۔ یا سامرًا سے متعلق ہے ای تسمرون بذکر القرآن و بالطعن فیه سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ (مشغلہ بناتے ہوئے) وہ بیت اللہ کے گرد رات قصہ گوئی کرتے اور ان کی عمومی قصہ گوئی قرآن کے متعلق ہوتی وہ کبھی قصہ کہانی کہتے اور کبھی سحر و شعر کا نام دیتے۔ سامر کا لفظ حاضر کی طرح واحد و جمع پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

قراءت: اس کو سمارا بھی پڑھا گیا ہے۔

نمبر۴۔ یا تھجرون سے متعلق ہے اور یہ الهُجر سے مشتق ہے جس کا معنی ہذیان آتا ہے۔ (ہجر کا معنی کٹ جانا، کترا جانا،



BestUrduBooks.wordpress.com

بیہودہ بکواس کرتا آتا ہے)

قراءت: نافع نے تھجِرون پڑھا ہے اس صورت میں یہ اھجر فی منطقہ ای افحش اس نے اپنی گفتگو میں فحش طریق اختیار کیا۔

## کفار کا انکار چہ معنی دارد وہ ذاتی غیرت کی وجہ سے نہیں مانتے:

۶۸: اَفَلَمْ یَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ (کیا انہوں نے کلام الٰہی میں غور نہیں کیا) کیا انہوں نے قرآن مجید میں غور نہیں کیا تا کہ ان کو علم ہوتا کہ وہ کھلا ہوا حق ہے پس وہ اس کی تصدیق کرتے اور اس کو سچا جانتے جو وہ لے کر آئے ہیں۔ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ یَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِیْنَ (یا ان کے پاس کوئی ایسی چیز آئی ہے جو ان کے بڑوں کے پاس نہیں آئی) اَم بل کے معنی میں ہے اور استفہام انکاری ہے مطلب اس طرح ہے بلکہ ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو ان کے اولین آباء کے پاس نہ آئی ہوئی ہو بلکہ وہی چیز آئی ہے پھر ان کا انکار اور اس کو اوپرا اقرار دینا چہ معنی دارد۔

۶۹: اَمْ لَمْ یَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ (یہ لوگ اپنے رسول کو نہیں پہچانتے) محمد الصادق الامین کو اور یہ ان کے وفورِ عقل اور صحتِ نسب اور حسنِ اخلاق سے واقف نہیں۔ یعنی وہ ان صفات سے ان کو پہچانتے ہیں۔ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (پھر انہی کے منکر ہیں) کیا وجہ ہے سوائے ضد اور حسد کے اور تو کچھ نہیں۔

۷۰: اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ (یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول کو جنون ہے) جِنَّة کا معنی جنون ہے حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آپ اس میں عقلی اعتبار سے سب سے بڑھ کر پختہ اور ذہنی لحاظ سے سب سے روشن ذہن والے ہیں۔ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ (بلکہ یہ رسول ان کے پاس حق بات لے کر آئے ہیں) واضح حق، صراط مستقیم اور وہ چیز جو ان کی شہوات، خواہشات کے خلاف ہے اور وہ توحید اور اسلام ہے اب انہوں نے اس کا کوئی جواب اور دفاع موجود نہ پا کر اس کو مجنون کہنا شروع کر دیا۔

وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ (اور ان کی اکثریت حق سے نفرت کرنے والی ہے) مَسْئَلَہ: اس میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ان میں سے قلیل تعداد حق کو ناپسند نہیں کرتی تھی بلکہ ایمان کو ذاتی غیرت اور اپنی قوم کی ناپسندیگی اور حقارت کی خاطر چھوڑنے والی تھی کہ قوم کے لوگ ان کو صابی کہہ کر طعن زنی کریں گے اور آباء و اجداد کے دین کو چھوڑنے کے طعنے ماریں گے جیسے خواجہ ابو طالب وغیرہ کہ ان کو دین سے عناد نہ تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ

اور اگر حق ان کی خواہشوں کے تابع ہو جائے تو آسمان اور زمین اور جو ان کے اندر ہیں سب تباہ ہو جائے بلکہ ہم نے ان کے پاس ان کی

الربع بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ

نصیحت بھیجی ہے سو وہ اپنی نصیحت سے روگردانی کر رہے ہیں، کیا آپ ان سے کچھ آمدنی کا سوال کرتے ہیں سو آپ کے رب کی آمدنی بہتر ہے اور وہ

خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

سب دینے والوں سے بہتر ہے، اور بلاشبہ آپ انہیں صراط مستقیم کی طرف بلاتے ہیں اور بلاشبہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں

بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا

لاتے، وہ راستے سے ہٹے ہوئے ہیں اور اگر ہم ان پر مہربانی کریں اور وہ جس تکلیف میں ہیں اسے دور کر دیں تو وہ اپنی سرکشی میں بھٹکے

فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا

ہوئے اصرار کرتے رہیں گے۔ اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے انہیں عذاب میں گرفتار کیا سو وہ اپنے رب کے سامنے نہ

يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ ع ۴ / ۲۷

جھکے اور نہ عاجزی اختیار کی یہاں تک کہ جب ہم ان پر سخت عذاب والا دروازہ کھول دیں گے، تو اچانک وہ اس میں حیرت زدہ ہو کر رہ جائیں گے۔

۷۱: وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ (اور اگر بالفرض دین ان کے خیالات کے تابع ہو جاتا) ابن جریج وغیرہ نے الحق سے یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات مراد لی ہے۔ اَهْوَآءَهُمْ سے مراد کئی الٰہ کا اعتقاد رکھنا ہے۔ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (تو آسمان و زمین تباہ ہو جاتے) جیسا کہ فرمایا: لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا [الانبیاء: ۲۲] وَمَنْ فِيْهِنَّ (اور جو کچھ ان میں ہے) عقلاء کو مَنْ کے ساتھ خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ غیر عقلاء ان کے تابع ہیں۔

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ (بلکہ ہم نے تو ان کے پاس ان کی نصیحت کی بات بھیجی) یعنی اس کتاب کو بھیجا ہے جو ان کے لئے نصیحت یا ان کے لئے باعثِ شرف ہے کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہی میں سے ہیں اور قرآن انہی کی لغت میں سے ہے۔ یا وہی ذکر ہے جس کی یہ تمنا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے لو انّ عندنا ذكرًا من الاولين [الصافات: ۱۶۸]

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ (پس وہ لوگ اپنی نصیحت کی بات سے روگردانی کرنے والے ہیں) اپنے برے اختیار اور چناؤ کی وجہ سے۔

۷۲: اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ (یا تم ان سے کسی آمدنی کے خواستگار ہو تو آپ کے رب کی عطاء کردہ سب سے



BestUrduBooks.wordpress.com

بہتر ہے)۔
قراءت: حجازی، بصری، عاصم نے فَخراجُ پڑھا ہے۔شامی نے خرجًا ....فَخَرْجُ پڑھا۔علی، حمزہ نے خَراجا......
فَخَراج پڑھا۔
خراج زمین کی زکوٰۃ جو امام کو دی جاتی ہے اور ہر عامل کو اس کی جو اجرت اور انعام دیا جاتا ہے الخرج کا لفظ الخراج سے خاص ہے۔
جیسا کہتے ہیں خراج القریۃ ۔خرج الکُردۃِ لفظ کا اضافہ معنی میں اضافہ کو ظاہر کرتا ہے اسی لئے پہلی قراءت سب سے اولیٰ
ہے۔یعنی ام تسأ لھم علی ھدایتك لھم قلیلاًمن عطاء الخلق فالکثیر من الخالق خیرٌ۔کیا آپ ان سے ہدایت پر
مخلوق سے قلیل عطیہ مانگتے ہیں۔خالق کی طرف سے ملنے والا کثیر اجر سب سے بہتر ہے۔(یہ استفہام بھی انکاری ہے کہ آپ ان
سے کسی چیز کے خواستگار نہیں)وَّ ھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ (اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والے ہیں۔)
۷۳:وَ اِنَّكَ لَتَدْعُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (اور بیشک آپ تو ان کو سیدھے راستے کی طرف دعوت دینے والے ہیں)اور
وہ دین اسلام ہے پس زیادہ مناسب ہے کہ وہ آپ کی بات کو مان لیں۔
۷۴:وَاِنَّ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰکِبُوْنَ (اور بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ راستہ
سے ہٹنے والے ہیں)وہ اس مذکورہ راستہ سے عدول کرنے والے ہیں۔اور حالانکہ وہ صراط مستقیم ہے۔

## کفار کی ضد کا حال:

۷۵:وَلَوْ رَحِمْنٰھُمْ وَکَشَفْنَا مَا بِھِمْ مِّنْ ضُرٍّ (اگر ہم ان پر مہربانی کر دیتے اور ان کی تکلیف کو دور کر دیتے)جب اللہ تعالیٰ
نے کفار کو قحط کے ساتھ پکڑا تو خون اور اون سے تیار شدہ کھانا ان کو کھانا پڑا ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا
کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم اور رحم کا واسطہ دیتا ہوں۔کیا تمہارا خیال نہیں کہ تم جہان والوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہو آپ نے
فرمایا کیوں نہیں اس نے کہا۔تم نے آباء کو تلوار سے قتل کیا اور اولاد کو بھوک سے؟پس یہ آیت اتری( ذکرہ الواحدی فی اسباب
النزول) مطلب یہ ہے اگر اللہ تعالیٰ یہ تکلیف ان سے دور کر دے الضُر سے وہ قحط مراد ہے جس نے ان کو آلیا تھا اور وہ آپ کی
رحمت سے ان کو پہنچا تھا اور وہ خوشحالی پالیں۔لَّلَجُّوْا (تو ضرور جمے رہیں۔)فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ (اپنی سرکشی میں سرگرداں
پھرتے رہیں گے)متردد رہیں گے۔یعنی تو دوبارہ یہ تکبر، عداوتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و عداوتِ مؤمنین کرنے لگیں گے اور یہ چاپلوسی وقتی
ختم ہو جائے گی۔
۷۶:وَلَقَدْ اَخَذْنٰھُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَکَانُوْا لِرَبِّھِمْ (اور ہم نے ان کو گرفتارِ عذاب بھی کیا تب بھی انہوں نے اپنے رب
کے سامنے نہ عاجزی اختیار کی نہ گڑگڑائے)اس سے اس بات پہ استشہاد پیش کیا کہ ہم نے اولاً ان کو تلواروں سے پکڑا۔اور بدر
کے دن جو ان کے صنادید کے ساتھ قتل وقید کی صورت میں پیش آیا۔مگر اس سب کے باوجود ان کی طرف سے رجوع اور توبہ نہیں
پائی گئی۔وَمَا یَتَضَرَّعُوْنَ (اور نہ وہ گڑگڑائے)یہ ان کی دوامی حالت کی تعبیر ہے کہ وہ تو ابھی تک سابقہ روش پر ہیں۔اسی لیے
ماتضرعوا نہیں کہا بلکہ مضارع استعمال فرمایا گیا۔استکان یہ استفعل کے وزن پر کون مصدر سے بنایا گیا ہے۔ای انتقل من



BestUrduBooks.wordpress.com

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۷۸ وَهُوَ

اور اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم کم شکر ادا کرتے ہو، اور وہی ہے

الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۷۹ وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ

جس نے تمہیں زمین میں پھیلا رکھا ہے اور تم اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے،

وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۸۰ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۸۱

اور اسی کے اختیار میں ہے رات دن کا یکے بعد دیگرے آنا جانا، سو کیا تم سمجھ نہیں رکھتے۔ بلکہ انہوں نے وہ بات کہی جو ان سے پہلے لوگوں نے کہی۔

کون الی کون۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہوا جیسا کہ کہا جاتا ہے استحال اذا نتقل من حال الی حال وہ ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہوا۔

۷۷: حَتّٰٓی اِذَا فَتَحْنَا (یہاں تک کہ جب ہم نے سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا)۔

قراءت: یزید نے فَتَّحْنَا پڑھا ہے۔

## قحط سے پکڑ:

عَلَیْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِیْدٍ عذاب شدید سے بھوک مراد ہے جو کہ قید وقتل سے سخت تر ہے۔ اِذَا هُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ (تو اسی وقت وہ حیران مایوس ہوگئے) متحیر اور ہر خیر سے مایوس ہونے لگے اور ان میں سے سب سے سرکش اور متمرد شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوا اور رحم کی اپیل کی یا ہم نے ان کا امتحان ہر قسم کے امتحان قتل و بھوک سے لیا مگر ان میں نرمی اور زاری پیدا نہیں ہوئی اور وہ اس طرح رہیں گے یہاں تک کہ جب جہنم کی آگ سے ان کو عذاب دیا جائے گا تو تب مایوس ہونگے جیسا دوسرے مقام پر فرمایا یوم تقوم الساعة یبلس المجرمون [الروم:۱۲]

## انعامات سے یاددہانی:

۷۸: وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ (اور اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل پیدا کئے) تین حواس کا خصوصاً اس لئے ذکر کیا کہ عموماً انہی سے دینی اور دنیوی فوائد زیادہ تر متعلق ہیں دیگر حواس سے اتنے نہیں۔ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو) تم تھوڑا شکریہ ادا کرتے ہو۔ ما تاکید کیلئے زائد کیا گیا ہے اور حقا کے معنی میں ہے مطلب اس طرح ہوا تم نے ان انعامات کی عظمت نہیں پہچانی اور تم نے ان کو بے محل استعمال کیا۔ تم نے آنکھوں اور کانوں سے اللہ تعالیٰ کی آیات اور افعال کے سلسلہ میں کام نہیں لیا۔ اور نہ اپنے دلوں سے استدلال کیا۔ کہ تم منعم کو پہچان کر کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا

انہوں نے کہا کیا ہم جب مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو کر رہ جائیں گے کیا ہم زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، اس بات کا ہم سے اور ہم سے پہلے

هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ

ہمارے باپ دادوں سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے یہ بات پرانے لوگوں سے نقل ہوتی آئی ہے، آپ فرما دیجئے کس کے لئے ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

اگر تم جانتے ہو اس کے جواب میں وہ کہیں گے کہ اللہ ہی کے لئے، آپ فرمائیے پھر کیوں غور نہیں کرتے، آپ فرما دیجئے کہ ساتوں آسمانوں کا

السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ

اور عرش عظیم کا رب کون ہے، وہ جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ کے لئے ہے آپ فرما دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔ آپ فرمائیے کہ وہ کون ہے

بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾

جس کے قبضے میں ہر چیز کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اگر تم جانتے ہو؟

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾

وہ جواب دیں گے کہ یہ صفات اللہ ہی کی ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ پھر تم کہاں جادو کئے ہوئے؟ بلکہ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس حق بھیجا ہے اور بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں۔

۷۹: وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ (اور وہ وہی ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا) اور تناسل و توالد کے ذریعہ زمین میں پھیلا دیا۔ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (اور اسی کی بارگاہ میں تمہیں جمع کیا جائے گا) تم قیامت کے دن پراگندہ ہونے کے بعد تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

۸۰: وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (اور وہی ذات ہے جو زندگی اور موت دیتی ہے) وہ اجسام کو پیدا کر کے زندہ کرتا اور فناء کر کے موت دیتا ہے۔ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ (اور اسی کیلئے رات اور دن کا مختلف ہونا ہے) کہ ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا ہے۔ اور روشنی اور اندھیرے کے لحاظ سے ان کا مختلف ہونا۔ یا بڑھنے اور کم ہونے کے لحاظ سے ان کا مختلف ہونا اور یہ خاص اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے ان میں تصرف کا کسی اور کو اختیار نہیں اور نہ قدرت ہے۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو) کہ تم اٹھائے جانے پر ہماری قدرت کو پہچانو۔ یا صنعت سے صانع پر استدلال کر سکو اور پھر ایمان لے آؤ۔

پرانی اَڑ پر قائم:

۸۱: بَلْ قَالُوْا (بلکہ انہوں نے کہا یعنی اہل مکہ نے) مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ (اس کی مثل کہتے ہیں جو اگلے کافروں نے کہی) الاولون سے مراد وہ کفار ہیں جو ان سے پہلے ہوئے۔ پھر وضاحت کی جو انہوں نے کہا فرمایا



BestUrduBooks.wordpress.com

۸۲: قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ (وہ کہتے ہیں کہ جب ہم مرجائیں گے اور خاک اور ہڈیاں بن کر رہ جائیں گے تو کیا زندہ کر کے ہم اٹھائے جائیں گے)

قراءت: مِتْنَا نافع، حمزہ، علی، حفص نے پڑھا ہے۔

۸۳: لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا (اس کا ہم سے اور ہمارے آباء واجداد سے وعدہ ہوا) ھٰذا کا مشار الیہ البعث ہے مِنْ قَبْلُ (اس سے قبل) محمد ﷺ کی آمد سے قبل اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (یہ پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں)۔

نحو: اساطیر جمع اسطار، اسطار جمع سطر، وہ کہانی جس کی کوئی حقیقت نہ ہو۔ اور اسطورۃ کی جمع قرار دینا زیادہ مناسب ہے پھر اپنے پیغمبر ﷺ کو حکم دیا کہ مشرکین پر اتمام حجت کریں چنانچہ فرمایا۔

## اعتراض و دلائل:

۸۴، ۸۵: قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (آپ ان سے کہہ دیں کہ زمین اور جو بھی زمین میں ہے یہ کس کے ہیں۔ اگر تم جانتے ہو) یہ لوگ عنقریب کہیں گے۔ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ (عنقریب یہ کہیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے) کیونکہ ان کو اس بات کا تو اقرار ہے کہ وہ خالق ہے۔ جب وہ اعتراف خالقیت کرلیں تو آپ فرمائیں۔

قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں غور نہیں کرتے) پھر تمہیں یہ جان لینا ہوگا کہ جس نے زمین کو پیدا کیا اور اس میں تمام اشیاء بنائیں وہ مخلوق کو دوبارہ لوٹانے کی قدرت رکھتا ہے اور وہ اس بات کے لائق ہے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور اس کی مخلوق کو اس کی ربوبیت میں شریک نہ کیا جائے۔

قراءت: افلاتذکرون تخفیف کے ساتھ حمزہ، علی اور حفص نے پڑھا جبکہ دیگر قراء نے تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔

۸۶، ۸۷: قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ (آپ ان سے یہ کہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا رب کون ہے۔ وہ عنقریب کہیں گے اللہ تعالیٰ آپ فرمادیں پھر تم اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں ڈرتے) پھر تم اس سے کیوں نہیں ڈرتے کیونکر دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔ یا تم اس کی قدرت دوبارہ اٹھائے جانے کے سلسلہ میں کیوں نہیں مانتے حالانکہ تم ان تمام اشیاء کی تخلیق کے قائل ہو۔

۸۸: قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ (کہہ دیں کہ کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے) ملکوت، الملک ایک معنی میں ہیں۔ واؤ اور تاء مبالغہ کیلئے ہیں جو اس کی بادشاہت کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اور وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کسی کو پناہ نہیں دی جاسکتی۔ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ) عرب کا محاورہ ہے اجرت فلا نًا علی فلان جب اس سے بچانے کیلئے تم اس کی فریاد رسی کرو اور اس کا دفاع کرو۔ مطلب یہ ہے وہ جس کی چاہتا ہے فریاد رسی کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حفاظت کرتا ہے اور کوئی اس کے ضرر سے بچانے کیلئے اس کے خلاف پناہ نہیں دے سکتا۔

۸۹: سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ (وہ عنقریب کہیں گے اللہ ہی کی ہے کہہ دیں پھر تم کو کیسا خبط ہو رہا ہے) تُسحرون کا



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ

اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا قرار نہیں دیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے، اگر ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی اپنی مخلوق کو جدا کر لیتا

وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اور ہر ایک دوسرے پر چڑھائی کر لیتا، اللہ ان چیزوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں پوشیدہ اور آشکارا ہر چیز کا جاننے والا ہے

فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع

سو وہ ان لوگوں کے شرک سے بالاتر ہے۔

معنی تخدعون ہے۔ نمبر۱۔ تخدعون عن الحق کا مطلب یہ ہے کہ کس فریب میں پڑ کر حق وہدایت سے روگرداں ہو رہے ہو۔ نمبر۲۔ تم پھر حق کو باطل کس طرح خیال کرتے ہو۔ نمبر۳۔ تم اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی اطاعت کے متعلق کیوں دھوکہ میں مبتلا ہو۔ دھوکہ باز شیطان اور خواہشات ہیں۔ من اوّل کا جواب تو للہ سے درست ہے کیونکہ مَن کے ساتھ بھی لام آیا ہے۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے مَن کا جواب اہل بصرہ کے علاوہ دیگر علماء کے ہاں درست ہے کیونکہ اس کا معنی جب تم کہو من رب ھذا؟ تو مطلب یہ ہے لمن ھذا؟ تو جواب میں لفلان کہا جائے گا۔ جیسا شاعر کا قول

اذا قیل من رب المزالف بالقریٰ ورب الجیاد الجرد ؟ قیل لخالد۔

مطلب یہ ہے کہ مزالف کس کے ہیں؟ تو جواب ملا خالد کے ہیں۔

## دوسرا قول:

جنہوں نے حذف سے پڑھا تو انہوں نے ظاہر پر رکھا۔ کیونکہ جب اس طرح کہیں گے من رب ھذا؟ تو اس کے جواب میں کہتے ہیں فلان۔

۹۰: بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ (بلکہ ہم نے ان کو سچی بات پہنچائی ہے) کیونکہ اس کی طرف بیٹے کی نسبت ناممکن ہے اور شرک باطل ہے وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (اور بیشک وہ جھوٹے ہیں) اس بات میں کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنا لیا اور شریک تجویز کر لئے پھر ان کا جھوٹ اور کھول دیا فرمایا۔

## اللہ اولاد سے پاک ہے:

۹۱: مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ (اللہ تعالیٰ نے کوئی بیٹا نہیں بنایا) کیونکہ وہ نوع وجنسیت سے پاک ہے اور آدمی کا بیٹا اس کی جنس سے ہوا کرتا ہے۔ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ (اور اس کے ساتھ کوئی شریک بھی نہیں) جو الوہیت میں اس کا ساجھی ہو۔ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ (ہر الٰہ اپنی مخلوق کو جدا کر لیتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتا) ہر معبود اپنی مخلوق لے کر منفرد ہو جاتا اور اپنی مخلوق



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّىْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِىْ فِى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾

آپ یوں دعا کیجئے کہ اے میرے رب جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر وہ آپ مجھے دکھا دیں تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں میں شامل نہ فرمائیے

وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ

اور بلاشبہ ان سے ہم جو وعدہ کر رہے ہیں ہمیں اس پر قدرت ہے کہ اسے آپ کو دکھا دیں، آپ اس طریقے پر ان کی بدمعاملگی کو دفع کیجئے جو بہت ہی اچھا طریقہ ہے،

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ ﴿۹۷﴾

ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ لوگ بیان کرتے ہیں، اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے میرے رب میں شیطان کے وسوسوں سے آپ کی پناہ لیتا ہوں

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

اور اس بات سے آپ کی پناہ لیتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔

میں تصرف کرنے سے دوسرے کو روک کر خود مختار ہو جاتا ہے۔ تا کہ ہر ایک کی بادشاہی دوسرے سے ممتاز ہو۔

وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (اور وہ ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتے) اور بعض دوسروں پر غالب آ جاتے۔ جیسا کہ تم دنیا کے حکمرانوں کو دیکھ رہے ہو کہ ہر ایک ملک دوسرے سے ممتاز اور الگ ہے اور وہ ایک دوسرے پر غلبہ کیلئے کوشاں ہیں۔ جب یہاں کوئی معمولی سا اثر بھی ممالک کے باہمی امتیاز اور ایک دوسرے پر غلبہ کیلئے دوڑ دھوپ کا آج تک پایا نہیں گیا تو یقین کر لو کہ وہ ایک ہی معبود ہے جس کے قبضہ میں ہر چیز کی ملکیت ہے۔

اور یہ سوال نہیں کیا جا سکتا کہ اذا تو اس کلام میں داخل ہوتا ہے جس میں جزاء اور جواب پایا جائے حالانکہ یہاں لذھب جزاء اور جواب ہے مگر اس سے قبل شرط موجود نہیں اور نہ ہی کسی سائل کا سوال موجود ہے۔ کیونکہ شرط محذوف ہے تقدیر کلام یہ ہے کہ ولو کان معہ الٰهة اس پر ما کان معہ من الٰہٍ دلالت کر رہا ہے۔ اور یہ درحقیقت حجت باز مشرکین کا جواب ہے۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (اللہ تعالیٰ پاک ہے ان سب باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں) مثلاً شریک اور اولاد وغیرہ۔

۹۲: عٰلِمِ (وہ جاننے والا ہے)

نَحْو: مجرور ہو تو یہ اللہ کی صفت ہے اور رفع کی صورت میں یہ ھو مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔

قراءت: جر حفص کی قراءت ہے اور مدنی اور کوفی قراء علاوہ حفص کے رفع پڑھتے ہیں۔

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (پوشیدہ اور ظاہر کا) مخفی اور اعلانیہ کا فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (وہ بلند و برتر ہے ان تمام سے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں) بت وغیرہ۔

## الموں کو عذاب دیتے وقت اپنے میں رکھنا:

۹۳: قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّىْ مَا يُوْعَدُوْنَ (کہہ دیں اے میرے رب اگر وہ عذاب تو مجھے دکھا دے جس کا ان کافروں سے وعدہ کیا



BestUrduBooks.wordpress.com

جاتا ہے۔) ما اور نون دونوں تاکید کیلئے ہیں۔ یعنی اگر ضروری ہے کہ تو ان سے وعدہ کیا جانے والا عذاب دنیا میں مجھے دکھائے یا آخرت میں۔

۹۴: رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں کے ساتھ شامل نہ کرنا) یعنی مجھے ان کا ہمراہی نہ بنانا اور ان کو دیئے جانے والا عذاب مجھے نہ دینا۔ قول حسن ؒ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی ہے کہ آپ کی امت پر ناراضی کی سزا واقع ہوگی مگر یہ اطلاع نہیں دی کہ کب وہ عذاب اترے گا۔ پس اپنے پیغمبر ﷺ کو یہ دعا کرنے کا حکم فرمایا۔ نمبر۲۔ یہ بھی درست ہے کہ نبی معصوم ﷺ نے اپنے رب سے سوال کیا جس کے متعلق آپ کو معلوم ہوا کہ عنقریب وہ کرنے والے ہیں اور اس سے پناہ طلب کر رہے ہوں جس کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے یہ بطور اظہار عبودیت کے ہو۔ اور بطور تواضع ہو چنانچہ آپ ﷺ کا استغفار ایک ایک مجلس میں ستر ستر مرتبہ وہ اسی بناء پر تھا۔

نحو: فاء یہ جواب شرط میں لائی گئی ہے۔ اور رب والا جملہ معترضہ ہے جو جزاء و شرط کے درمیان آیا ہے۔

۹۵: وَاِنَّا عَلٰٓی اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ (اور بیشک ہم اس بات پر قادر ہیں کہ جس عذاب کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں وہ آپ کو دکھادیں) کفار مکہ عذاب کا انکار کرتے اور اس کا مضحکہ اڑاتے تھے اس پر انہیں کہا گیا اللہ تعالیٰ اس وعدے کو پورا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اگر تم غور کرو۔ اس انکار کی کوئی وجہ نہیں؟ (کیونکہ دلائل قدرت تو شاہد ہیں)

## درگزر و احسان سے کام لیں:

۹۶: اِدْفَعْ بِالَّتِیْ (آپ ان کی برائی کا دفعیہ ایسی خصلت سے کر دیا کریں) هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ (جو کہ بہت ہی خوب ہو) یہ انداز بالحسنة السیئة کہنے کی بنسبت زیادہ بلیغ اور اوقع فی القلب ہے اس لئے کہ اس میں اسم تفضیل ہے۔ گویا اس طرح فرمایا ادفع بالحسنی السیئة مگر اس انسانی عبارت کی اس کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی زیادتیوں کے مقابلہ میں درگزر اور احسان سے حتی الامکان کام لیا جائے۔ قول ابن عباس ؓ کہ احسن لا الہ الا اللہ ہے اور السیئہ شرک ہے یا سلام میں فحش انداز یا موعظہ کو غلط انداز سے کرنا۔ نمبر۲۔ یہ آیت قتال سے منسوخ ہے۔ نمبر۳۔ محکم آیت ہے۔ مدارات کا تو اس وقت تک حکم ہے جب تک اس سے دین میں نقصان نہ ہوتا ہو۔ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ (ہم بخوبی ان باتوں سے واقف ہیں جو وہ بیان کرتے ہیں) شرکیات وغیرہ یا آپ کے متعلق طعن و تشنیع پس ہم ان کو خود سزا دیں گے۔

۹۷: وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ (اور کہہ دیں اے میرے رب میں شیاطین کے وساوس سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں) یعنی ان کے وساوس اور طعنہ زنیوں سے۔

الھمز چھونا، الھمزات یہ جمع ہے جو مرۃ اور ایک بار کا معنی دیتی ہے اور اس سے مھماز الرائض۔ سدھارنے والے کا کیلا۔ مطلب یہ ہے شیاطین لوگوں کو گناہ پر ابھارتے ہیں جس طرح سدھارنے والے جانوروں کو چال پر چلانے کیلئے ابھارتے ہیں۔

۹۸: وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ (اور اے میرے رب میں شیطان کے اپنے پاس حاضر ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں) نمبر۱۔ شیاطین کے چوکوں سے دعائیہ انداز میں پناہ مانگنے کا حکم دیا پہلے تو وساوس سے پناہ مانگی اور دوسری مرتبہ بالکل ان کے پاس بھٹکنے سے پناہ کا حکم دیا۔ (کیونکہ جب وہ پاس آئیں گے تو ضرور وسوسہ ڈالیں گے)۔ نمبر۲۔ یہ فقط تلاوت قرآن کے وقت حکم دیا



BestUrduBooks.wordpress.com

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝۹۹ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا

یہاں تک کہ جب اس کے پاس موت آپہنچے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس کیجئے تا کہ میں جس کو چھوڑ کر آیا ہوں اس میں

تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝۱۰۰

نیک عمل کروں، ہرگز نہیں! بلاشبہ یہ بات ہے جس کا وہ کہنے والا ہے اور ان کے آگے اٹھائے جانے کے دن تک برزخ ہے،

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱۰۱ فَمَنْ ثَقُلَتْ

سو جب صور پھونکا جائے گا تو اس روز ان میں باہمی رشتے نہ رہیں گے اور نہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو پوچھیں گے، سو جس کے وزن بھاری

مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰۲ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا

ہونگے تو یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے اور جس کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی جانوں کا نقصان

اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝۱۰۳ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ۝۱۰۴

کر لیا، ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، ان کے چہروں کو آگ جھلستی ہوگی اور اس میں ان کے منہ بگڑے ہوئے ہوں گے،

گیا ہے جیسا دوسری آیات اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ) نمبر۳۔فزع کے وقت۔

## قیامت کے وقت حسرت وندامت کا کلمہ:

۹۹: حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ (یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سر پر موت آ کھڑی ہوتی ہے) نمبرا۔ یہ یصفون سے متعلق ہے ای لا یزالون یشرکون الی وقت مجئی الموت کہ وہ شرک پر جمے رہیں یہاں تک کہ ان پر موت آئے۔ نمبر۲۔ وہ اس میں برے تذکرہ پر اس وقت تک قائم رہیں گے درمیان میں جملہ معترضہ ہے اور ان سے چشم پوشی کی تاکید کیلئے لایا گیا ہے اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ سے شیطان کے خلاف مدد مانگتا رہے تا کہ وہ کہیں ان کو خوابوں میں نہ اتار دے اور ان سے بدلہ لینے پر نہ ابھارے۔

قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ (کہتا ہے اے میرے رب تو مجھے دنیا میں واپس کر دے) یعنی واپس لوٹا دو مجھے دنیا کی طرف۔ ارجعوا جمع کا صیغہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے بطور تعظیم لایا گیا ہے جیسا کہ بادشاہوں سے تعظیمی الفاظ سے خطاب ہوتا ہے۔

۱۰۰: لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ (شاید کہ میں اعمال صالحہ کروں اس دنیا میں جس کو میں چھوڑ آیا ہوں) اس جگہ میں جس کو میں چھوڑ آیا ہوں اور وہ دنیا ہے کیونکہ اس نے دنیا کو چھوڑا اور آخرت میں پہنچ گیا۔

## قول قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

اس نے اہل وعیال اور خاندان کی طرف لوٹنے کی تمنا نہیں کی بلکہ یہ تمنا کی جو دنیا میں برے کام ہوئے ان کا تدارک کرنے



BestUrduBooks.wordpress.com

کیلئے اسے لوٹا دیا جائے۔ لَعَلِّی (شاید کہ میں) قراءت: لَعَلِّیْ یائے ساکنہ کے ساتھ کوفی ،سھل ،یعقوب نے پڑھا ہے۔ یاء کے فتحہ کے ساتھ نافع ابن کثیر، ابوعمرو نے پڑھا ہے یعنی لَعَلِّیَ۔ کَلَّا (ہرگز نہیں) رجوع کے مطالبہ کو مسترد کیا اور اس سے انکار کیا اور اس سے استبعاد کا اظہار کیا ہے کہ ایسا ہونا بہت بعید تر ہے۔

نَحْو: یہ کلمۂ وعید ہے کبھی بمعنی حقا بھی آ جاتا ہے۔

اِنَّهَا كَلِمَةٌ (اس کی یہ بات ہی بات ہے) کلمہ سے مراد کلام کا ایک ایسا مجموعہ جو ایک دوسرے سے مربوط ہو اور وہ اس کا مقولہ ہے (رب ارجعون لعلی اعمل صالحًا فیما ترکت) هُوَ قَآئِلُهَا (جو وہ کہے جا رہا ہے) اور کہتا جائے گا اس کو نہ چھوڑے گا اور نہ اس سے خاموشی اختیار کرے گا۔ کیونکہ حسرت وندامت کا اس پر غلبہ ہوگا۔ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ (اوران کے آگے) ھم کی ضمیر جماعت کی طرف ہے۔ بَرْزَخٌ (پردہ ہے) جو ان کے اور دنیا کی طرف واپس لوٹنے کے درمیان حائل کر دیا گیا ہے۔ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (اس دن تک جب کہ ان کو اٹھایا جائے گا) یہ مراد نہیں کہ وہ بعث سے واپس لوٹیں گے بلکہ یہ کلی طور پر نا امید ہے اس لئے کہ یہ بات پختہ طور پر ثابت ہے کہ بعث کے بعد تو آخرت ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

## نفخ صور اور قیامت کا منظر:

۱۰۱: فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ (جب صور میں پھونک ماری جائے گی) ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد نفخہ ثانیہ یعنی نفخہ بعث ہے یہی صحیح ہے فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ (پس ان کے درمیان باہمی رشتہ داریاں اس دن نہ رہیں گی)

قراءت: یومئذ یہ ادغام کے ساتھ ابوبکر نے پڑھا ہے۔ کیونکہ اجتماع مثلین ہے۔ اگرچہ یہ دو کلمے ہیں۔ مطلب یہ ہے ان کے درمیان انقطاع اسی وقت ہی واقع ہو جائے گا جبکہ ان کی دو جماعتیں نمبرا۔ ثواب والے نمبر۲۔ سزا والے ہو جائیں گی اور ان کے درمیان صرف نسبی تعلق سے ملاپ کی صورت رہ جائے گی جبکہ وہ یوم یفر المرءُ من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه [عبس: ۳۶،۳۴] وہ صرف اعمال کی بنیادی پر رہ جائے گی۔

وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ (وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال نہ کریں گے) یعنی رشتہ داری اور خاندان کا سوال نہ کریں گے جیسا کہ وہ دنیا میں سوال کرتے تھے کیونکہ ہر ایک اپنی حالت میں اس قدر مگن ہوگا کہ ساتھی کے متعلق پوچھنے سے بے نیاز ہوگا۔

## ایک حل:

اس آیت میں لا یتساء لون آرہا ہے۔ اور دوسری آیت واقبل بعضهم علی بعض یتساء لون [الصافات: ۲۷] میں سوال کا تذکرہ موجود ہے۔ حقیقت میں ان کے مابین کوئی تناقض نہیں کیونکہ قیامت کے طویل دن میں بہت سے مواقع پیش آئیں گے۔ بعض مقامات پر خوف شدید ہونے کی وجہ سے باہمی سوال نہ کرسکیں گے۔ اور بعض مواقع میں افاقہ پا کر ایک دوسرے سے پوچھ لیں گے۔

۱۰۲: وَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ (پس جس کے میزان بھاری ہونگے) موازین جمع موزون کی ہے۔ اور یہ تولے جانے والے اعمال صالحہ ہونگے جن کی قدر ومنزلت اللہ تعالیٰ کے ہاں پائی جاتی ہے اور کافروں کے متعلق تو فرمایا فلا نقیم لهم یوم القیامة



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

کیا تمہارے پاس میری آیتیں نہیں آئی جو تمہارے اوپر تلاوت کی جاتی تھیں پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے، وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہماری بدبختی ہم پر

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

غالب آ گئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اور اے ہمارے رب ہمیں اس سے نکال دیجئے پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو بلاشبہ ہم ظالم ہوں گے،

قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ تم اسی میں راندے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو، بلاشبہ بات یہ ہے کہ میرے بندوں میں سے ایک جماعت تھی، جو یوں دعا کرتے تھے

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا

کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے سو آپ ہمیں بخش دیجئے اور ہم پر رحم فرمائیے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھکر رحم فرمانے والے ہیں، سو تم نے ان کو مذاق بنالیا

حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا

یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھلا دی اور تم ان سے ہنستے تھے بلاشبہ آج میں نے انہیں ان کے صبر کرنے کی وجہ سے یہ بدلہ دیا

اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

کہ وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

وزنا [الکہف:۱۰۵] فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پس وہی کامیاب ہونے والے ہیں)

## خسارے والوں کا ذکر اور انکار اعتراف:

۱۰۳: فَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ (اور جن کے میزان ہلکے ہونگے) گناہوں کی وجہ سے۔ اس سے مراد کفار ہیں۔ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ (پس یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کو نقصان میں ڈالا) گھاٹے میں مبتلا کیا۔ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔)

نحو: یہ خسروا انفسھم سے بدل ہے اور بدل اور مبدل منہ کا کوئی محلِ اعراب نہیں ہے کیونکہ صلہ کا کوئی محل نہیں ہوتا ہے۔ نمبر۲۔ دوسری خبر ہے اولئک کیلئے۔ نمبر۳۔ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔

۱۰۴: تَلْفَحُ (جھلسا دے گی) جلا دے گی۔ وَجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ (ان کے چہروں کو آگ اور وہ اس آگ میں بدشکل ہونگے) ترش رو ہونگے۔ پس انہیں کہا جائے گا۔

۱۰۵: اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ (کیا تم کو میری آیات پڑھ کر نہیں سنائی گئیں یعنی قرآن) دنیا میں فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ



BestUrduBooks.wordpress.com

(پھر تم ان کو جھوٹا قرار دیتے تھے) اور یہ گمان کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔
۱۰۶: قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا (وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر غالب آ گئی) ہمیں گھیر لیا شِقْوَتُنَا (ہماری بدبختی نے)
قراءت: حمزہ وعلی نے شقاوتنا پڑھا ہے اور یہ دونوں مصدر ہیں۔ مطلب یہ ہے ہم اپنے برے اعمال سے بدبخت ہو گئے جو ہم نے کیے۔

## اہلِ تاویل کا قول:

ہم پر غالب آ گئی وہ بدبختی جو ہمارے لیے لکھی تھی۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ وہ لکھا جاتا ہے جو کہ بندہ کرتا اور جس کے متعلق وہ جانتا ہے کہ وہ اسی کا چناؤ کرے گا اور نہیں لکھا جاتا اس کے علاوہ کہ جس کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ اس کے اختیار کرے گا۔
پس بندہ مغلوب ومضطر فعل میں نہ ہوا۔

اہل جہنم یہ بات بطور معذرت کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہونگے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بڑی کوتاہی کی ہے پس اس موقعہ پر یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے قصور کے سلسلے میں اپنے نفوس کیلئے معافی طلب کریں اور اسی لئے بطور اعتراف کہیں گے۔
وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ (اور ہم راستہ کو گم کرنے والے لوگ تھے) حق وصواب سے گم گشتہ تھے۔
۱۰۷: رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا (اے ہمارے رب! تو ہمیں اس سے نکال دے) ھا کی ضمیر آگ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ فَاِنْ عُدْنَا (پس اگر ہم دوبارہ ایسا کریں) یعنی کفر کی طرف لوٹیں اور تکذیب اختیار کریں۔ فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (پس بیشک ہم ظالم وقصور وار ہونگے) ہم اپنے نفوس پر ظلم کرنے والے ہونگے۔

## آخری کلام:

۱۰۸: قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس میں راندے ہوئے پڑے رہو) ذلت ورسوائی کے ساتھ بالکل خاموشی اختیار کرو۔ وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (اور مجھ سے بات نہ کرو) اپنے سے عذاب کو دور کرنے کے سلسلہ میں اس لئے کہ عذاب نہ ہٹایا جائے گا اور نہ اس میں تخفیف ہوگی۔

ایک قول یہ ہے یہ آخری کلام ہوگی جو جہنمی کر پائیں گے پھر کلام نہ ہوگا ہینگنے کی زوردار اور ہلکی آوازیں فقط نکلیں گی۔ (لھم فیھا زفیر و شھیق)
قراءت: ان یحضرونی اور ارجعونی ولا تکلمونی وصل ووقف دونوں حالتوں میں یاء سے پڑھے گئے ہیں۔ البتہ یعقوب وغیرہ نے بغیر یاء کے پڑھا ہے۔

## نیکوں سے تمسخر کا نتیجہ:

۱۰۹، ۱۱۰: اِنَّهٗ (بیشک معاملہ اور شان یہ ہے) یہ ضمیر شان ہے۔ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا (کہ میرے بندوں کی ایک جماعت تھی جو کہا کرتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے



BestUrduBooks.wordpress.com

پس تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے پس تم نے انکا مذاق اڑایا)

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِى الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

اللہ تعالیٰ کا سوال ہوگا کہ تم برسوں کی گنتی کے اعتبار سے زمین میں کتنے دن رہے وہ کہیں گے کہ ایک یا ایک دن سے بھی کم رہے

فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

سو آپ گننے والوں سے سوال فرمالیجئے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کہ تم تھوڑی ہی مدت رہے اگر تم جانتے ہو،

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ

کہ کیا تم نے یہ خیال کیا کہ ہم نے تمہیں بطور عبث پیدا کیا اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہ جاؤ گے۔ سو برتر ہے اللہ جو بادشاہ ہے

الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ

حق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش کریم کا رب ہے، اور جو کوئی شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے

لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ

جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے سو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، بلاشبہ بات یہ ہے کہ کافر لوگ کامیاب نہیں ہونگے، اور آپ یوں دعا کیجئے

رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

کہ اے میرے رب بخش دیجئے اور رحم فرمائیے بلاشبہ آپ رحم کرنے والوں میں سے سب سے بہتر رحم فرمانے والے ہیں۔

نحو: سِخْرِيًّا یہ مفعول ثانی ہے (باتوں میں مذاق اڑانا، استہزاء کرنا جب سین کے کسرہ سے ہو کذا قال الفراء)

قراءت: سُخْرِيًّا مدنی، حمزہ، علی نے پڑھا (کسی کو غلام بنانا اور تحقیر کرنا) دراصل یہ دونوں مصدر ہیں السخر اور السُخر۔ البتہ یائے نسبت لگ جانے سے معنی میں مبالغہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ ایک قول یہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ دوسرا قول خصوصاً اصحاب صفہ مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے تم نے ان کا مذاق اڑایا اور ان کے ساتھ تمسخر نے تمہیں ہر چیز سے بے خبر کر دیا۔ حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ (یہاں تک کہ اس بات نے تمہیں میری یاد بھلا دی) ایمان والوں کو ہنسی کے مشغلہ نے ذِكْرِىْ (میری یاد کو تم نے چھوڑ دیا۔)

مطلب یہ ہے کہ ان میں مشغولیت میری یاد کے بھلانے کا سبب بنی۔ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ (تم ان سے ہنسی کیا کرتے تھے)

۱۱۱: اِنِّىْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا (میں نے آج ان کو ان کے صبر کے باعث بدلہ دیا) ان کے صبر کے سبب۔ اَنَّهُمْ اس لئے کہ وہ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (وہی ہیں کامیاب)

نحو: جائز ہے کہ یہ مفعول ثانی ہو۔ تقدیر کلام اس طرح ہوگی جزیتھم الیوم فوزھم میں نے ان کو کامیابی کا بدلہ دیا۔ کیونکہ



BestUrduBooks.wordpress.com

جزاء کا لفظ دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسا دوسرے مقام پر فرمایا و جزٰهم بما صبروا جنة [الانسان:۱۲]
قراءت: اِنّہم کسرہ کے ساتھ حمزہ، علی نے پڑھا اور جملہ مستانفہ قرار دیا ہے ای انهم هم الفائزون الا انتم بیشک وہ وہی کامیاب ہیں نہ کہ تم۔
۱۱۲: قٰلَ (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) یا جو فرشتہ ان کے سوال و جواب پر مقرر کیا گیا ہوگا۔
قراءت: قُل مکی، حمزہ، علی نے پڑھا ہے مالک فرشتہ کو حکم ہوگا کہ ان سے سوال کرے۔ كَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ (تم زمین یعنی دنیا میں کتنا عرصہ ٹھہرے) عَدَدَ سِنِيْنَ (گنتی کے سال) یعنی تمہارے ٹھہرنے کے سالوں کی گنتی کتنی ہے۔
نَحو: کم یہ لبثتم کی وجہ سے منصوب ہے اور عدد یہ تمیز ہے۔

## دنیا کی قلیل مدت:

۱۱۳: قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ (انہوں نے کہا ہم ایک دن یا دن کا بعض حصہ ٹھہرے ہیں) انہوں نے دنیا کی اس مدت کو خلود کے مقابلہ میں قلیل قرار دیا اور اس لئے بھی کہ وہ عذاب میں مبتلا ہیں اور عذاب میں پڑا ہوا تکلیف کے دنوں کو طویل قرار دیتا ہے اور خوش بختی کے ایام کو قلیل قرار دیتا ہے۔ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ (تم گنتی کرنے والوں سے دریافت کرو) عادین حساب کرنے والے یا وہ ملائکہ جو انسانوں کی عمروں اور اعمال کی گنتی پر مقرر ہیں۔
قراءت: مکی و علی نے فَسَلْ بلا ہمزہ پڑھا ہے۔
۱۱۴: قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا (ارشاد ہوگا تم دنیا میں نہیں ٹھہرے مگر تھوڑا تھوڑا۔ لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (لیکن کیا خوب ہوتا ہے کہ تم سمجھتے ہوتے) دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کے قلیل ہونے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق فرمائی اور ان کی غفلت پر ان کو متنبہ کیا۔
قراءت: حمزہ و علی نے قُلْ اِنْ پڑھا ہے۔

## اپنے کو بیکار سمجھنا:

۱۱۵: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا (پس کیا تم نے یہ خیال کر لیا تھا کہ ہم نے تم کو محض بیکار پیدا کیا ہے)
نَحو: عبثا یہ حال ہے اس حال میں کہ تم بیکار قرار دینے والے تھے۔ نمبر۲۔ مفعول لہ یعنی للعبث ہم نے تم کو بیکاری کیلئے پیدا کیا ہے۔ وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (اور تم ہمارے پاس لوٹا کر نہیں لائے جاؤ گے)
قرات: حمزہ و علی و یعقوب نے تاء کے فتحہ اور جیم کے کسرہ سے پڑھا ہے اور اس صورت میں اس کا عطف انما خلقنا کم پر ہے یا عبثًا پر ہے۔ یعنی بیکاری کیلئے اور اس لئے تا کہ ہم تمہیں بغیر لوٹائے چھوڑ دیں گے؟ بلکہ ہم نے تمہیں مکلف بنایا تا کہ پھر تکلیف کے مقام سے دارالجزاء کی طرف لوٹا کر محسن کو ثواب اور گناہ گار کو سزا دیں۔

## وہ جس کی مملکت کو زوال نہیں:

۱۱۶: فَتَعٰلَى اللّٰهُ (پس بہت عالی شان ہے) اس سے کہ بے کار پیدا کرے۔ الْمَلِكُ الْحَقُّ (سچا بادشاہ) وہ ذات جس کو بادشاہی لائق ہے کیونکہ ہر چیز اسی نے بنائی اور اسی کی طرف لوٹ کر جائے گی۔ نمبر۳۔ وہ قائم رہنے والی ذات ہے کہ جس پر زوال



BestUrduBooks.wordpress.com

نہیں اور نہ اس کی مملکت کو زوال ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی بزرگی والے عرش کا مالک ہے) عرش کی صفت کرم سے فرمائی گئی ہے کیونکہ رحمت الٰہی اسی سے زمین پر اترتی ہے۔ نمبر۲۔ کیونکہ اس عرش کی نسبت اس ذات کی طرف ہے جو اکرم الاکرمین ہے۔

قراءت: شاذہ میں الکریم کو ضمہ سے پڑھا گیا ہے اور رب کی صفت بنائی ہے۔

## باطل کی سرے سے دلیل ہی نہیں:

۱۱۷: وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ۔ (و اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت کرتا ہے کہ جس کے معبود ہونے پر کوئی دلیل بھی اس کے پاس نہیں)

برھان کا معنی حجت ہے لَهٗ بِهٖ یہ جملہ معترضہ ہے جو شرط و جزاء کے درمیان واقع ہے جیسا کہتے ہیں من احسن الی زید۔ لااحق بالا حسان منه فان الله مثیبه۔ جو زید پر احسان کرے پس اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ دینے والے ہیں کیونکہ زید سے بڑھ کر احسان کا کوئی حقدار نہیں۔ نمبر۲۔ یہ صفت لازمہ ہے جس کو تاکید کیلئے لایا گیا ہے مثلاً فرمایا گیا یطیر بجنا حیه [الانعام:۳۸] پرندے نے تو اڑنا ہی پروں سے ہے جناحین کا ذکر تاکید کیلئے فرمایا گیا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ الٰھہ میں کوئی ایسا ہے جس کے لئے کوئی دلیلِ الوہیت ہو سکتی ہے (بلکہ دوسروں کی عبادت جب باطل ہے تو باطل کی سرے سے دلیل ہوتی ہی نہیں) فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ (پس بیشک اس کا حساب) یعنی اس کی جزاء اور یہ شرط کی جزاء ہے۔ عِنْدَ رَبِّهٖ (اپنے رب کے ہاں) یعنی پس وہ اس کو بہرصورت سزا دیگا۔ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (بیشک کافروں کو کبھی کامیابی نہ ہوگی)

## آغاز وانتہائے سورت:

سورت کے آغاز کو ایمان والوں کی فلاح سے شروع کیا قد افلح المؤمنون اور اس کا اختتام ایمان کی ضد کفر کو اختیار کرنے والوں کے انجام پر فرمایا۔ ابتداء وانتہاء میں کتنا فاصلہ ہے کہ ناکام ایمان نہ لانے والے ہیں پھر ہمیں مغفرت ورحمت کا سوال آخر میں سکھایا تاکہ انجام کفر سے بچیں اور بچا سکیں۔

## انجام بد سے بچانے کے لئے رحمت ومغفرت کا سوال:

۱۱۸: وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (کہہ دیں اے میرے رب تو بخشش فرما اور رحم فرما اور تو ہی سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے) بخشش ورحمت طلب کرنے کے بعد پھر فرمایا آپ تو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ہیں کیونکہ اس کی رحمت جب بندے کو پالے تو کسی دوسرے کی رحمت کی ضرورت نہیں رہتی اور دوسروں کی رحمت ومہربانی اس کی رحمت سے مستغنی نہیں کر سکتی۔ اللهم اغننی برحمتك یا ارحم الرحمین

الحمد لله حمدًا لاغناء عن رحمته سورۃ المؤمنون کا تفسیری ترجمہ آج نماز عشاء کے بعد بروز منگل ۱۴۲۳ھ ۱۳ شوال مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ نور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں چونسٹھ آیات اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۞ اَلزَّانِيَةُ

یہ ایک سورت ہے جو ہم نے نازل کی ہے اور ہم نے اس کی ادائیگی کا ذمہ دار بنایا ہے اور ہم نے اس میں واضح آیات نازل کی ہیں تا کہ تم سمجھو۔ زنا کرنے والی

وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ

عورت اور زنا کرنے والا مرد ان میں سے ہر ایک کو سو درے مارو اور اللہ کے دین میں ان دونوں کے بارے میں تمہیں

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا

رحمت نہ پکڑے اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور ان کی سزا کے وقت مومنین کی

طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞

ایک جماعت حاضر رہے۔

۱: سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ (یہ ایسی سورۃ ہے کہ جو ہم نے نازل کی ہے اور اس کو فرض کیا اور اس کے اندر کھلی آیات نازل کی ہیں تا کہ تم نصیحت قبول کرو)۔

سُوْرَةٌ نحو: یہ مبتدا محذوف ھذہ کی خبر ہے۔

اَنْزَلْنٰهَا (ہم نے اس کو اتارا ہے) یہ سورۃ کی صفت ہے۔

قراءت: طلحہ کی قراءت میں سورۃ پڑھا گیا ہے اس صورت میں ترکیب زیدا ضربتہٗ کے انداز سے ہوگی ای انزل سورۃ انزلنھا نمبر۲۔ اتل سورۃ۔ فعل محذوف کا مفعول بنے گی۔ السورۃ ایسا مجموعہ کلام جو کئی جملوں پر مشتمل ہو جس کی ابتداء بھی ہو اور اختتام بھی۔ یہ سور المدینۃ کے محاورہ سے اخذ کی گئی ہے۔ وَفَرَضْنٰهَا (اور اس کو فرض کر دیا) یعنی اس کے ان احکامات کو جن پر وہ سورۃ مشتمل ہے ہم نے فرض کر دیا۔ الفرض کا اصل معنی کاٹنا ہے اور ہم نے اس سورت کو احکام میں الگ الگ بیان کیا ہوا کر دیا۔

قراءت: مکی اور ابو عمرو نے فرّضنٰھا تشدید کے ساتھ پڑھا۔ ایجاب و تاکید میں اس سے اضافہ ہو جاتا ہے نمبر۲۔ کیونکہ اس میں



BestUrduBooks.wordpress.com

مختلف فرائض ہیں۔نمبر۳۔سلف اوران کے بعد جولوگ گزرے ہیں کیونکہ ان کی ذمہ داریاں زیادہ تھیں۔

وَاَنْزَلْنَا فِیْھَآ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ (اور ہم نے اس کے اندر کھلی آیات نازل کی ہیں) یعنی واضح دلائل لَّعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (تا کہ تم نصیحت قبول کرو) تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔

قراءت: حمزہ، علی وخلف وحفص نے تذکرون ذال کی تخفیف سے پڑھا ہے۔پھر اس کے احکامات کی تفصیل کرتے ہوئے فرمایا:

## زانی کی سزا:

۲: اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ (زانی مرد، زانی عورت) ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہیں اور خبر محذوف ہے۔یعنی زانیہ اور زانی کے سلسلہ میں تم پر فرض ہے یعنی ان دونوں کو کوڑے لگانا۔نمبر۲۔خبر فاجلدوا ہے الف لام الذی کے معنی میں ہے جس میں شرط کا معنی متضمن ہے اس وجہ سے خبر پر فاء داخل کی گئی ہے تقدیر کلام یہ ہے وہ عورت جو زنا کرے اور وہ مرد جو زنا کا مرتکب ہو پس ان دونوں کو کوڑے لگاؤ اس کی مثال دوسرے ارشاد میں ہے والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم [النور:۴]

قراءت: عیسیٰ بن عمر نے نصب سے پڑھا ہے۔اس فعل کو مضمر مانا ہے۔جس کی ظاہر تفسیر کر رہا ہے اور یہ سورۃ انزلناھا سے زیادہ بہتر ہے۔کیونکہ امر ہے۔

فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ (تم ان میں سے ہر ایک کو کوڑے مارو) الجلد بدن پر مارنا۔

مَسْئَلَہ: اس میں اشارہ ہے کہ کوڑا مارنے میں اتنا مبالغہ نہ کیا جائے گا۔کہ تکلیف گوشت تک پہنچے اور خطاب حکام کو کیا گیا ہے کیونکہ حد کی اقامت دین میں سے ہے اور اس کی ذمہ داری تمام لوگوں پر ہے اور تمام کا اجتماع ممکن نہیں پس امام ان کے قائم مقام ہوا اور یہ اس آزاد کا حکم ہے جو شادی شدہ نہ ہو کیونکہ شادی شدہ کی سزا تو سنگ ساری ہے۔

## شرائطِ احصان:

رجم کیلئے یہ ہیں۔نمبر۱۔آزادی، نمبر۲۔عقل نمبر۳۔بلوغ نمبر۴۔اسلام۔نمبر۵۔صحیح نکاح سے شادی نمبر۶۔قربت۔

مَسْئَلَہ: یہ دلیل ہے کہ تغریب حد شرعی میں داخل نہیں اس لئے کہ فاء شرط کی جزاء پر داخل ہوتی ہے اور جزاء اس چیز کو کہتے ہیں جو کفایت کرنے والی ہو۔جس روایات میں تغریب کا تذکرہ ہے وہ آیت سے منسوخ ہے جیسا کہ حبس اور ایذاء اس قول میں منسوخ ہے فامسکوھن فی البیوت [النساء:۱۵] اور فاذوھما [النساء:۱۶] اس آیت کے ذریعہ وَّ لَا تَاْخُذْکُمْ بِھِمَا رَاْفَۃٌ (اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنا چاہیے) رأفۃ بمعنی رحمت ہے۔

قراءت: مکی کی قراءت میں رافۃ، راء کے فتحہ کے ساتھ ہے۔

ایک قول: ناپسند کو دفع کرنا رأفت کہلاتا ہے پسندیدہ چیز کا پہنچانا رحمت کہلاتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو پورا کرنے میں مسلمانوں کو پختگی سے کام لینا چاہیے اور اس کی حدود کے پورا کرنے میں نرمی ہرگز نہ برتنی چاہیے کہ جس سے حدود



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۚ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ

زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز زانیہ یا مشرکہ کے اور زانیہ کے ساتھ بھی اور کوئی نکاح نہیں کرتا بجز زانی یا

اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ③

مشرک کے اور یہ مسلمانوں پر حرام کیا گیا ہے۔

معطل ہوں یا ضرب میں تخفیف کریں فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے دین میں) اللہ تعالیٰ کی اطاعت یا اس کے حکم میں اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (اگر تمہیں اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے) اس میں ابھارا گیا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی خاطر غیرت کو برانگیختہ کیا گیا ہے۔

نحو: یہ شرط ہے اور اس کا جواب مضمر ہے۔ فاجلدوا و لاتعطّلوا الحسد ،

## سزا کے وقت لوگوں کی موجودگی:

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا (اور ان کی سزا کے وقت میں حاضر ہو) ان کو حد لگنے کے مقام پر موجود ہو۔ عذاب سے حد کو تعبیر کر کے بتلا دیا کہ وہ سزا ہے۔ طائفة (ایک گروہ، جماعت) ممکن ہے کہ وہ حلقہ بنالیں تا کہ وہ عبرت پکڑیں اور اس کو ڈانٹ پڑے۔ ان کی کم سے کم تعداد تین یا چار ہے۔ یہ طائفہ صفت غالبہ ہے گویا ایسی جماعت ہو جو کسی چیز کے گرد گھیرنے والی ہو۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: چار سے چالیس آدمی ہوں۔ من المؤمنین (اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرنے والوں میں سے۔)

## شناعت میں اضافہ کے لئے قرین مشرک بنانا:

۳: اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّ الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ (زنا کرنے والا نکاح نہیں کرتا مگر زنا کرنے والی سے یا شرک کرنیوالی سے اور زانیہ سے نکاح نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک) یعنی وہ خبیث شخص جس کا کام زنا والا ہے وہ صالحہ عورتوں سے نکاح کی رغبت نہیں رکھتا وہ تو اپنے جیسی خبیثہ کی طرف ہی رغبت رکھتا ہے۔ یا مشرکہ کی طرف راغب ہے۔

الخبیثة یعنی زانیہ وغیرہ اسی طرح اپنے نکاح کیلئے نیک لوگوں کی طرف رغبت نہیں رکھتی وہ نکاح کی رغبت فساق و فجار اور مشرکین سے رکھتی ہے جو اسی طرز و طریق والے ہوتے ہیں۔

حاصل آیت یہ ہے زانیہ عورتوں کے ساتھ نکاح سے زہد اختیار کیا جائے۔ اس لئے کہ زنا قباحت و شناعت میں شرک کا معادل ہے اور ایمان اور پاکدامنی چولی دامن کا ساتھ رکھتے ہیں اس کی نظیر دوسرے ارشاد میں ہے۔ الخبیثات للخبیثین [النور:۲۶] ایک قول یہ ہے زانیہ عورت سے نکاح ابتدائے اسلام میں حرام تھا۔ پھر اس آیت سے منسوخ ہوا وانکحوا الایامٰی منکم [النور:۳۲] (یہ سعید بن مسیب کا قول ہے گویا اس آیت سے بے شوہر عورتوں سے بلا تخصیص نکاح کی اجازت ہوگئی)

قول دیگر یہ ہے نکاح سے وطی مراد ہے کیونکہ غیر زانی، زانیہ عورت کو گندا سمجھتا ہے اور اس کی خواہش نہیں رکھتا یہ بات تو صحیح



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

اور جو لوگ پاک دامن عورتوں کو تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی درے

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

مارو، اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، اور یہ لوگ فاسق ہیں مگر جو لوگ

تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾

اس کے بعد توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو بلاشبہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ہے مگر یہ اس قول کی طرف پہنچانے والی ہے الزاني لا يزني الا بزانية والزانية لا يزني بها الا زان کہ زانی تو زانیہ سے ہی زنا کرتا ہے اور زانیہ زانی کے ساتھ ہی زنا کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے کسی عورت سے زنا کیا ہو۔ پھر اس سے شادی کرلے تو فرمایا اس کی ابتداء تو زنا ہے اور انتہاء نکاح ہے۔ (کنز العمال) اول جملہ کا مطلب یہ ہے کہ زانی کی حالت یہ ہے کہ وہ پاکدامن عورتوں کی طرف رغبت نہیں رکھتا۔ لیکن زانیہ عورتوں کی طرف راغب ہے۔ دوسرے جملہ کا مطلب یہ ہے کہ زانیہ عورت کی حالت تو یہ ہے کہ وہ پاکدامن مردوں کی طرف رغبت تو نہیں رکھتی لیکن زانیوں کی طرف رغبت رکھتی ہے۔ یہ دو معانی مختلف ہیں۔

نکتہ: الزانیہ کو الزانی سے پہلے لایا گیا۔ کیونکہ یہ آیت دونوں کی حرکت پر حد کیلئے اتری اور عورت ہی تو مادۂ جنابت ہے کیونکہ اگر وہ مرد کو طمع نہ دلاتی اور نہ بھڑکاتی اور اس کو اپنے اوپر قابو نہ دیتی تو وہ اس کی طمع نہ کرسکتا تھا اور نہ ہی اس پر قابو پاسکتا تھا۔ جب وہ اس میں اصل اور بنیاد ٹھہری تو تشنیع کیلئے اولاً اس کا تذکرہ کردیا گیا۔ اور دوسری آیت تذکرۂ نکاح کیلئے لائی گئی ہے اور اس میں مرد اصل ہے۔ کیونکہ پیغام نکاح دینے والا وہی ہے۔ اور طلب کی ابتداء اسی کی طرف سے ہوئی۔

قراءت: لا ينكح نہی قرار دیکر جزم سے پڑھا گیا اور مرفوع پڑھنے میں بھی معنی نہی کا پایا جاتا ہے اور یہ زیادہ بلیغ وموکد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ خبر محض بھی ہوسکتی ہے اس کا معنی یہ ہوگا ان کی عادت اسی طریقہ سے چلی آرہی ہے پس مومن کیلئے مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو اس عادت کے تحت داخل کرے اور وہ اس سے اپنے کو بچا کر رکھے۔

## تحریم کا معنی:

وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (اور حرام کی گئی یہ ایمان والوں پر) یعنی زنا یا زانیہ سے ان کی کمائی کھانے کی غرض سے نکاح کرنا یا اس میں فساق سے مشابہت اور مواقع تہمت میں اپنے آپ کو پیش کرنا ہے اور اپنے متعلق بری بات کا سبب پیدا کرنا اور غیبت میں مبتلا کرنا، غلط مجالس کا اختیار کرنا بلکہ ارتکاب گناہ کے کتنے ہی مواقع مہیا کرنا ہے؟ پھر زانیہ اور قحبہ خانے کی عورتوں سے نکاح تو مرکز گناہ کیونکر نہ ہو؟



BestUrduBooks.wordpress.com

## تہمت لگانے والوں کا حکم:

۴: وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ (اور وہ لوگ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں)

قراءت: علی نے مُحصِنَات پڑھا ہے۔

مطلب یہ ہے وہ زنا کی تہمت، آزاد، پاکدامن مسلمہ مکلفہ پر لگاتے ہیں۔ القذف تہمتِ زنا اور دیگر تہمتوں کیلئے بھی آتا ہے یہاں مراد زنا کی تہمت ہے کہ اس طرح کہے یازانیۃ۔ نمبر۱۔ کیونکہ زانیہ عورتوں کے بعد پاکدامنہ عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ نمبر۲۔ اس لئے بھی کہ چار گواہ اس کے لیے شرط نہیں اس ارشاد کی بناء پر ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُھَدَآءَ (پھر وہ چار گواہ نہ لائے) وہ چار گواہ نہیں لائے جو زنا کی گواہی دیں کیونکہ قذف بغیر زنا یہ ہے کہ کہے یافاسق یا آکل الربا۔ اس میں دو گواہ کافی ہیں اور اس پر تعزیر ہوگی۔

## شروط احصان القذف:

نمبر۱۔ حریت نمبر۲۔ عقل۔ نمبر۳۔ بلوغ نمبر۴۔ اسلام، نمبر۵۔ زنا سے پاک ہونا۔ محصن اور محصنہ وجوب حد قذف میں برابر ہیں۔

فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً (ان کو اسّی کوڑے مارو) اگر (قاذف) تہمت لگانے والا آزاد ہو۔

نحو: ثمانین اسی طرح منصوب ہے جیسے مصدر منصوب ہوتے ہیں جیسا کہ مائۃ جلدۃ منصوب ہے اور جلدۃ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔

وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ شَھَادَةً اَبَدًا (اور تم ہرگز ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو) شہادت کا لفظ نکرہ تحت النفی ہے جو کہ ہر شہادت کو عام ہے۔ احناف کے نزدیک حد کی شہادت رد کر دی جائے گی اور اس کا تعلق استیفائے حد یا بعض حد سے ہے جیسا کہ معروف ہے۔

عندالشافعی رحمہ اللہ اس کی شہادت کا مسترد کرنا نفس قذف سے ہے۔ عندنا رمی کی سزا کوڑے ہیں اور شہادت کا رد کرنا مدت حیات تک ہوگا۔ وَ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (اور یہ لوگ فاسق ہیں۔) یہ جملہ مستانفہ ہے۔ شرط کی جزاء کی حدود میں داخل نہیں ہے جملہ شرطیہ کے اختتام پر گویا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تہمت لگانے والوں کی حکایت حال ذکر کی گئی اور اس کا فرمانا:

۵: اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ (مگر وہ لوگ جنہوں نے اس کے بعد توبہ کر لی) تہمت سے وَ اَصْلَحُوْا (اور درستگی کر لی) اپنے حالات کی۔

نحو: یہ الفاسقون سے استثناء ہے اور اس پر یہ ارشاد دلالت کر رہا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (پس بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں) وہ گناہوں کو بخش دے گا اور ان پر رحم فرمائے گا۔ عندنا مستثنیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ منصوب ہو کیونکہ وہ کلام موجب سے استثناء ہے۔ دوسرا قول جنہوں نے استثناء کو جملہ ثانیہ سے متعلق قرار دیا ان کے ہاں مجرور ہے اور ھُم میں ھُم سے بدل ہے۔ ربط: پہلے اجنبی عورتوں کے قذف کا ذکر تھا۔ اب ازواج کے قذف کا ذکر فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ

اور جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور ان کے پاس ان کی اپنی جانوں کے علاوہ گواہ نہ ہوں تو یہ تہمت لگانے والا

اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ

اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ یوں کہے کہ بلاشبہ وہ سچوں میں سے ہے، اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت

عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۷﴾ وَیَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ

ہو اگر میں جھوٹا ہوں، اور عورت کی سزا اس طرح ٹل جائے گی کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یوں

بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۙ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ

کہے کہ بلاشبہ یہ جھوٹوں میں سے ہے، اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ سچوں میں

الصّٰدِقِیْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۰﴾ ع

سے ہو، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ بلاشبہ اللہ بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے حکمت والا ہے تو تم بڑی مضرتوں میں پڑ جاتے۔

## بیوی پر تہمت کا حکم لعان:

۶: وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ (اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں) یعنی اپنی بیویوں پر تہمت زنا لگاتے ہیں۔ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ (اور ان کے پاس گواہ بھی نہیں) اور ان کے پاس ان کی بات کی تصدیق کرنے والا کوئی نہیں جو گواہی دے۔ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ (مگر صرف اپنی ذات) یہ شہداء سے بدل ہونے کی بناء پر مرفوع ہے۔ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ (تو ان میں سے ایک کی شہادت یہی ہے کہ وہ چار بار)۔

قراءت: ابوبکر کے علاوہ کوفی قراء نے رفع پڑھا ہے۔ اس بناء پر کہ یہ شهادة احدهم مبتدأ کی خبر ہے۔ دیگر قراء نے نصب پڑھا ہے کیونکہ یہ اس مصدر کے حکم میں ہے جو مصدر کی طرف مضاف ہو۔ تقدیر کلام اس طرح ہوگی فواجب شهادة احدهم اربع۔ چار مرتبہ اس کا شہادت دینا ضروری ہے۔ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ (اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قسم کھا کر کہے کہ بلاشبہ میں سچا ہوں) اس زنا کی تہمت میں جو میں نے لگائی ہے۔

۷: وَالْخَامِسَةُ (اور پانچویں مرتبہ اس طرح کہے) الخامسۃ کے مرفوع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ تقدیر کلام اس طرح ہے والشهادة الخامسة۔ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ (کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو)

نحو: یہ مبتدأ اور خبر ہے

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ (اگر وہ جھوٹا ہو) اس الزام میں جو اس نے اس عورت پر لگایا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۸: وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ (اور اس سے سزا کو روک دے گا) جس کو اس سے روک دے گا۔ یدرأ کا فاعل ان تشهد الاية ہے۔ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ (وہ عورت گواہی دے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر کہ) اس کا خاوند لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ (پرلے درجہ کا جھوٹا ہے) اس الزام میں جو زنا کا اس نے میرے ذمہ لگایا ہے۔

۹: وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ (اور پانچویں مرتبہ وہ اس طرح کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو اگر ہو اس کا) خاوند۔ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (سچوں میں سے) اس بات میں جو اس نے زنا کی تہمت مجھ پر لگائی ہے۔

قراءت: الخامسة کو حفص نے اربع پر عطف کرتے ہوئے پڑھا اور اس کو منصوب قرار دیا جبکہ دیگر قراء نے ابتداء کی وجہ سے رفع دیا ہے اور اَنَّ غَضَبَ اللّٰه اس کی خبر ہے اور نافع نے اَنْ لَعْنَةُ اللّٰهِ اور اَنْ غَضِبَ اللّٰه کے اَنْ کو تخفیف کے ساتھ اور غَضِب کی ضاد کو کسرہ سے پڑھا اور یہ دونوں اَنْ مثقلہ کے حکم میں ہیں۔ اور اَنْ غَضَبُ اللّٰه سھل اور یعقوب نے پڑھا ہے۔

## وجہِ تخصیص:

عورت والی جانب خاص طور پر غضب اللہ کا لفظ استعمال فرمایا حالانکہ قضیہ تو طرفین کا ایک ہی قسم سے ہے کیونکہ عورتیں اپنی کلام میں لعنت کثرت سے استعمال کرتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے بسا اوقات ہوسکتا ہے کہ زبان پر کثرت سے جاری ہونے کی وجہ سے اس موقعہ پر بے پرواہ ہو کر لعنت کا لفظ زبان پر کہہ گزریں اور معاملہ کی اہمیت ان کے سامنے نہ رہے بلکہ گر جائے تو عورتوں کی جانب غضب کا لفظ استعمال کر دیا تاکہ وہ قسم سے باز رہیں اور کسی شدید مجبوری پر ہی اٹھائیں۔

## الاصل:

اصل بات یہ ہے کہ لعان ہمارے نزدیک گواہیاں ہیں جو قسم کے ساتھ مؤکد ہیں اور لعنت ان کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور مرد کے حق میں حد قذف کے قائم مقام ہیں اور عورت کے حق میں حد زنا کے قائم مقام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کہا ہے۔

جب خاوند نے اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی اور وہ دونوں اہل شہادت میں سے ہوں۔ تو لعان ان کے درمیان صحیح ہے اور جب دونوں نے لعان کر لی جیسا کہ ''النہر'' کتاب میں بیان کیا گیا تو اس وقت تک فرقت واقع نہ ہوگی جب تک قاضی ان کے مابین تفریق نہ کرے۔ عند زفر لعان سے ہی فُرقت واقع ہو جائے گی۔ یہ فُرقت طلاق بائنہ ہے۔ عند ابی یوسف، زفر، والشافعیؒ ابدی حرمت ہے۔

شانِ نزول: آیت لعان ہلال یا عویمر عجلانی کے متعلق اتری جبکہ اس نے کہا میں نے اپنی بیوی کے پیٹ پر جس کا نام خولہ ہے شریک بن سحماء کو پایا عورت نے اس کی تکذیب کر دی آپ ﷺ نے ان پر لعان کو جاری فرمایا۔ (ابوداؤد)

۱۰: وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ (اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا) عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ (تم پر اور اس کی رحمت) نعمتیں وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ (اور بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والے حکمت والے ہیں) لو لا کا جواب محذوف ہے ای لفضحکم ضرور تمہیں رسوا کر دیتا۔ نمبر۲۔ سزا جلد دیتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۚ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

بلاشبہ جو لوگ تہمت لے کر آئے یہ تم میں سے ایک جماعت ہے، تم اسے اپنے لئے شر نہ سمجھو، بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے،

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ

ان میں سے ہر شخص کے لئے گناہ کا وہ حصہ ہے جو اس نے کمایا، اور ان میں سے جس شخص نے بڑا حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب

عَظِيْمٌ ﴿١١﴾ لَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا

ہے، جب تم نے اس کو سنا تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپس والوں کے ساتھ اچھا گمان کیوں نہ کیا اور یوں کیوں نہ کہا

هٰذَآ إِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٢﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَأُولٰٓئِكَ

کہ یہ صریح تہمت ہے، وہ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے، سو جب وہ گواہ نہ لائے تو وہ

عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ

اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں، اور اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات میں تم لگے رہے اس کی

فِيْ مَآ أَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِأَفْوَاهِكُمْ

وجہ سے تم پر بڑا عذاب واقع ہو جاتا، جب تم اس بات کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے مونہوں سے

مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَآ إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

ایسی بات کہہ رہے تھے جس کا تمہیں علم نہیں ہے، اور تم اسے ہلکی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے، اور جب تم نے اس کو سنا

قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ أَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ

تو یوں کیوں نہ کہا کہ یہ بات اس لائق نہیں ہے کہ ہم اسے اپنے منہ سے نکالیں سبحان اللہ یہ بڑا بہتان ہے، اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے

أَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

کہ پھر کبھی بھی تم ایسی حرکت نہ کرنا اگر تم مومن ہو، اور اللہ تمہارے لئے احکام بیان فرماتا ہے اور اللہ جاننے والا

حَكِيْمٌ ﴿١٨﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ

حکمت والا ہے۔ بلاشبہ جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی کی بات کا چرچا ہو ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک

أَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

عذاب ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَأَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾ ع

ہوتی اور یہ بات کہ اللہ بڑا مہربان ہے بڑی رحمت والا ہے تو تم بھی نہ بچتے۔

النصف

## واقعہ افک:

۱۱: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ (بیشک جو لوگ طوفان لائے وہ تمہاری ہی ایک جماعت ہے) افک انتہائی درجہ کا جھوٹ وافتراء۔ افک کی اصل الٹ دینا، موڑ دینا ہے کیونکہ یہ بات اپنی اصل سے پلٹی ہوئی ہے۔ اور یہاں اس سے وہ بہتان مراد ہے جو حضرت عائشہؓ پر باندھا گیا حضرت عائشہؓ کی زبان سے سنیں۔ میں نے غزوہ بنو مصطلق سے واپسی پر ایک ہار گم پایا۔ پس میں لشکر سے پیچھے رہ گئی اور جسامت کے ہلکا ہونے کی بناء پر ہودج باندھنے، اٹھانے والوں کو معلوم نہ ہو سکا۔ جب وہ کوچ کر چکے تو صفوان بن معطل نے میرے لئے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور لے کر چل دیئے یہاں تک کہ قافلے کے اترنے کے بعد قافلے کے ساتھ ملا دیا۔ پس میرے متعلق ہلاک ہوئے جو ہلاک ہوئے۔ میں تو ایک ماہ بیمار پڑ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے تیرا کیا حال ہے؟ مجھے آپ کی طرف سے شفقت کا وہ انداز نظر نہ آیا جو پہلے تھا۔ یہاں تک کہ میرے والد کی خالہ ام مسطح کا پاؤں ایک دن کسی چیز سے اٹک کر لڑکھڑا گیا۔ تو ان کی زبان سے نکلا تعس مسطح میں نے ان کی اس بات کو غلط قرار دیا تو اس نے مجھے بہتان کی اطلاع دی۔ جب میں نے سنا تو میری بیماری میں اضافہ ہو گیا اور اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت لے لی۔ میرے آنسو تھمتے نہ تھے۔ آنکھوں میں نیند نہ آتی تھی۔ میرے ماں باپ کا خیال تھا کہ یہ آنسو میرے جگر کو پھاڑ ڈالیں گے۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا البشری یا حمیراء اے حمیرا خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری براءت اتار دی۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے نہ کہ آپ کی مہربانی سے۔ (رواہ احمد، البخاری، مسلم)

عُصْبَةٌ (ایک جماعت) جس کی تعداد دس سے چالیس تک ہو۔ اعصوصبوا کا معنی جمع ہونا آتا ہے وہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اور زید بن رفاعہ حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش اور ان کے معاونین تھے۔ مِّنْكُمْ (تم میں سے) مسلمانوں کی جماعت میں سے ہیں۔ حالانکہ خاندانِ صدیق کا خیال یہ تھا کہ افک کفار کی طرف سے پیش آیا ہے ایمان والوں کا اس میں فعل نہیں۔ لَا تَحْسَبُوْهُ (تم نہ گمان کرو) اس افک کو شَرًّا لَّكُمْ (کہ وہ تمہارے لئے برا ہے) اللہ تعالیٰ کے ہاں بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ بلکہ وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں اس پر ثواب ملے گا۔ اور اس بہتان سے براءت کیلئے اٹھارہ آیات اتاری ہیں۔ اس خطاب میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور صفوان بن معطل اور وہ ایمان والے جن کو تکلیف پہنچی تھی۔ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ (ان میں سے ہر شخص کیلئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا) یعنی جماعت میں سے ہر شخص کی سزا اتنی ہی ہے جتنا اس نے گناہ میں حصہ لیا ہے۔ بعض صرف سن کر ہنس دیے اور بعض نے خاموشی اختیار کی اور بعض نے اس کے متعلق گفتگو بھی کی۔ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ (اور وہ شخص جس نے اس طوفان میں بڑا حصہ لیا) کبرہ معنی بڑا حصہ۔ مراد عبداللہ بن ابی ہے۔ مِنْهُمْ (اس گروہ میں سے) لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (اس کے لئے بڑا عذاب ہے) اس سے مراد جہنم ہے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ صفوان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج لے کر گزرے جبکہ عبداللہ بن ابی اپنی قوم کے گروہ میں بیٹھا تھا۔ تو اس نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا عائشہ ہیں اس نے کہا اللہ کی قسم نہ یہ اس سے بچی اور نہ وہ اس سے بچا۔

## مقولہ عمر رضی اللہ عنہ:

۱۲: پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ لینے والوں کو توبیخ کی۔ فرمایا لَوْلَآ (کیوں نہ ایسا ہوا) اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ (جب تم لوگوں نے یہ بات سنی تھی) یعنی افک و بہتان ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ (تو مومن مردوں اور مومنہ عورتوں نے اپنے متعلق



BestUrduBooks.wordpress.com

نیک گمان کیوں نہیں کیا) یعنی ان لوگوں کے متعلق جو انہی میں سے تھے پس مسلمان ایک جان کی طرح ہیں اور یہ اس ارشادالٰہی کی طرح ہے ولا تلمزوا انفسکم [الحجرات:۱۱] خَيْرًا (یعنی پاکدامنی اور بھلائی) اور یہ اسی طرح ہے جو روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ سے عرض کیا میں قطعی طور پر اس کو منافقین کا کذب قرار دیتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مکھی سے آپ کی ظاہر جلد کو جب محفوظ رکھا ہوا ہے کیونکہ مکھی بخارات پر بیٹھ کر اس سے لت پت ہو جاتی ہے جب اللہ تعالیٰ نے اس ظاہر گندگی سے آپ کو بچایا ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی عورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھیں جو اس قسم کے فحش کام میں لت پت ہو۔

بقول حضرت عثمانؓ، اللہ تعالیٰ نے آپکا سایہ زمین پر نہیں ڈالا تا کہ اس پر کوئی انسان قدم رکھے جب آپ کے سایہ پر قدم رکھنا ممکن نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کی عزت کو کوئی پامال کرے۔ حضرت علیؓ جبرئیل نے آپ کو اطلاع دی کہ آپ کے نعلین میں گندگی اور جوتا اپنے پاؤں سے اتارنے کا حکم دیا۔ اس گندگی کی بناء پر جو اس سے چمٹ گئی تھی پھر وہ اس کو نکالنے کا کیوں حکم نہ دے گا۔ بالفرض والتقدیر اگر اس نے فواحش سے اپنے آپ کو ملوث کیا ہے؟ ابوایوب انصاریؓ نے اپنی بیوی کو کہا کیا تم دیکھ رہی ہو جو کچھ کہا جارہا ہے تو انکی بیوی نے کہا اگر تو صفوان کی جگہ ہوتا تو حرم رسولؐ کے متعلق بدگمانی کرسکتا تھا؟ ابوایوب نے کہا نہیں۔ اس پر ام ایوب کہنے لگیں اگر میں عائشہ کی جگہ ہوتی تو میں بھی رسول اللہؐ کی خیانت نہ کرتی۔ عائشہ تو مجھ سے بہت بہتر ہے اور صفوان تجھ سے بہتر ہے۔

## حسن ادب:

صیغہ خطاب سے غائب کی طرف پھیرا گیا۔ اور ضمیر کی بجائے ظاہر لائے اور اس طرح نہیں کہا ظننتم بانفسکم خیرًا وقلتم تا کہ بطریق التفات توبیخ میں مبالغہ ہو اور لفظ ایمان کی تصریح دلالت کرے کہ ایمان میں اشتراک اس بات کا متقاضی ہے کہ کوئی مؤمن ومؤمنہ دوسرے مؤمن ومؤمنہ کے متعلق کسی غائب اور طعنہ زن کی بات کا اعتبار نہ کرے۔ اور یہ بہترین تادیب ہے جس کا بہت کم لوگ لحاظ کرنے والے ورکم لوگ اس کی نگہبانی کرنے والے ہیں کاش تم بھی ایسا شخص پالیتے جو بات سنے اور خاموش رہے اور دوسروں میں اس کو پھیلائے۔ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ (اور وہ اس طرح کہیے یہ کھلا ہوا افتراء ہے) یہ کھلا جھوٹ ہے اور ان دونوں کے مناسب نہیں۔

۱۳: لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ (اور وہ کیوں نہ لائے اس پر چار گواہ) اس تہمت پر اگر وہ سچے تھے۔ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ (پس جب وہ گواہ نہیں لائے) چار فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ (پس وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں) اس کی شریعت وحکم میں هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (وہ وہی جھوٹے ہیں) یعنی تہمت لگانے والے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سچے اور جھوٹے الزام میں چار گواہوں کی گواہی کو سچ وجھوٹ کے مابین فیصلہ کرنے والی قرار دیا۔ اور اس کے انتفاء کو الزام کی نفی قرار دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کے پاس اپنی بات کی کوئی دلیل نہ تھی پس وہ جھوٹے تھے۔

۱۴: وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (اگر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کا فضل ورحمت تم پر نہ ہوتی تو جس حرکت میں تم پڑ گئے تھے اس میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا) لولا یہ شئی کے



BestUrduBooks.wordpress.com

امتناع کیلئے ہے دوسری چیز کے وجود کے سبب۔ بخلاف اس کے جو پہلے گزرا ہے مطلب یہ ہوا کہ اگر میں نے تم پر دنیا میں قسم قسم کی نعمتوں کو عنایت کرنے کا فیصلہ نہ کیا ہوتا۔ جس میں سے ایک یہ ہے کہ ہم مجرمین کو مہلت دیتے ہیں تا کہ توبہ کی طرف لوٹ آئیں اور آخرت میں ہم عفو و مغفرت کر دیں۔ تو جس افک والی بات میں تم مبتلا ہو گئے تھے اس پر جلد عذاب تم پر نازل ہوتا۔ محاورہ عرب ہے افاض فی الحدیث وفاض واندفع کسی بات میں گھس جانا۔

۱۵: اِذْ (یہ) مَسَّکُمْ کا ظرف ہے یا افضتم کا ظرف ہے تَلَقَّوْنَهٗ (نقل در نقل کرنا) ایک دوسرے سے لے کر نقل کرتے تھے کہا جاتا ہے تلقی القول وتلقنه وتلقفهٗ بات کو اچک کر نقل کرنا۔ بِاَلْسِنَتِكُمْ (اپنی زبانوں سے) یعنی تم ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے۔ کیا تمہیں عائشہ کی بات پہنچی ہے؟ یہاں تک کہ یہ بات پھیل گئی اور منتشر ہو گئی کوئی گھر اور مجلس ایسی نہ رہی جس میں یہ بات نہ اڑی ہو۔

وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ (اور تم اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہہ رہے تھے جس کا تمہیں علم نہ تھا) اس کو افواہ سے مقید فرمایا حالانکہ بات تو ہوتی ہی منہ سے ہے کیونکہ معلوم چیز کا علم دل میں ہوتا ہے پھر زبان اس کی ترجمانی کرتی ہے اور یہ افک محض بات ہی ہے جو تمہارے مونہوں میں گھوم رہی ہے دل میں اس کا علم نہیں کہ جس کی ترجمانی زبانیں کر رہی ہوں۔

جیسا کہ دوسرے ارشاد میں فرمایا یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم [آل عمران: ۱۶۷]

وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ (اور تم اس کو گمان کر رہے تھے) یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بات کے نقل کرنے کو تم گمان کر رہے تھے کہ هَيِّنًا (آسان ہے) چھوٹی بات ہے وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ (حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی بات ہے) بڑی ہے بعض لوگوں نے موت کے وقت گھبراہٹ ظاہر کی تو ان کو اس سلسلہ میں کہا گیا مجھے اس گناہ کا خطرہ ہے کہ جس کی مجھے پرواہ نہ تھی مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا ہے۔

۱۶: وَلَوْلَآ (اور کیوں نہ ایسا ہوا) اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا (جب تم نے یہ بہتان سنا تھا تو تم نے کہہ دیا ہوتا کہ ہمارے لئے یہ بات کہنی جائز نہیں)

نحو: لولا اور قلتم کے درمیان ظرف سے فاصلہ ہے کیونکہ ظروف کا معاملہ الگ ہی ہے کہ اشیاء کیلئے ان کی ذات کے قائم مقام آتے ہیں کیوں اشیاء انہی کے اندر پائی جاتی ہیں۔ اور یہ اشیاء سے الگ نہیں ہوتے اس لئے ظروف میں جو وسعت ہے وہ دوسروں میں نہیں۔

## فائدہ تقدیم ظرف :

ان پر لازم تھا کہ جونہی انہوں نے افک کو سنا تھا اس کے متعلق گفتگو نہ کرنے کا فائدہ اٹھاتے۔ جب وقت کو ذکر کر دیا تو مزید اہمیت والی بات ہو گئی مطلب یہ ہوا جب تم نے افک کو سنا تو اس طرح کیوں نہ کہا کہ ہمارے لئے درست نہیں کہ ہم اس کے متعلق کلام بھی کریں۔ سُبْحٰنَكَ (پاک ہیں آپ) معاملے کی بڑھائی پر تعجب کیلئے لایا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تعجب فی التسبیح کا مطلب:

کہ اصل تو یہ ہے کہ کسی عجیب صنعت کو دیکھ کر اس پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرے۔ پھر اس کا استعمال کثرت سے ہونے لگا یہاں تک کہ ہر عجیب کیلئے استعمال کرنے لگے۔ یا سبحانک اس لئے لایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کے نبی کی بیوی فاجرہ ہو۔ البتہ یہ درست ہے کہ نبی کی بیوی کافرہ ہو جیسے نوح ولوط علیہما السلام کی بیوی تھی۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ فاحشہ ہو کیونکہ پیغمبر کی بعثت ان کو دعوت الی الایمان کیلئے ہے پس اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایسی بات نہ ہو جو ان کو متنفر کرے۔ اور کفر نفرت دلانے والا نہیں۔ دیوثی و بے غیرتی ضرور متنفر کرنے والی ہے۔

هٰذَا بُهْتَانٌ (یہ بہتان ہے) یہ ایسا جھوٹ ہے جو سننے والے کو متحیر کر دیتا ہے۔ عَظِيْمٌ (بہت بڑا) جیسا کہ پہلے فرمایا ھذا افك مبين [النور:۱۲] یہ بھی درست ہے کہ ان دونوں کا مسلمانوں کو اس لئے حکم دیا ہوتا کہ براءت عائشہ میں مبالغہ ہو۔

۱۷: يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا (اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ ایسی حرکت دوبارہ پھر کبھی نہ کرنا) یہ فی ان تعودوا کے معنی میں ہے۔ لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اس جیسی تہمت والی بات یا اس جیسی بات کو سننا جب تک تمہاری زندگی ہو اور تم مکلف رہو۔ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (اگر تم مؤمن ہو) اس نصیحت حاصل کرنے پر برانگیختہ کیا گیا ہے اور یہ یاد دلایا گیا کہ اس کا اعادہ نہ کرنا ضروری ہے۔ اور وہ سچا ایمان ہے جو کہ ہر برائی سے بچانے والا ہے۔

وعظ: خوف دلانے والی بازداشت نمبر۲۔ خیر کو رقت کے ساتھ یاد دلانا۔ (خلیل رحمہ اللہ)

۱۸: وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ (اور اللہ تعالیٰ آیات کو تمہارے لئے کھول کر بیان کرتے ہیں) واضح دلالتیں شرائع کے احکامات اور عمدہ آداب وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہارے اعمال کو جاننے والے ہیں) یا ان کی پاکیزگی کی صداقت کا علم ہے اور براءت کی حکمت وہ جانتے ہیں۔

## برائی کی اشاعت کرنے والوں کی سزا:

۱۹: اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (بیشک وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی ایمان والوں میں پھیل جائے) فاحشہ انتہائی قبیح کو کہا جاتا ہے۔ (زنا وغیرہ) مطلب یہ ہے کہ جو لوگ برائی کی اشاعت اور برائی کی محبت کی وجہ سے برائی کو پھیلاتے ہیں۔

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِى الدُّنْيَا (ان کے لئے دنیا میں دردناک عذاب ہے) دنیا میں ان پر حد جاری ہوگی۔ ابن ابی اور حسان اور مسطح کو حد لگائی گئی۔ وَالْاٰخِرَةِ (آخرت میں) آگ کے ساتھ۔ اس کا وعدہ کیا اگر توبہ کے بغیر مر گئے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ (اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں) تمہارے معاملات کے اندرون اور تمہارے دلوں کی مخفی باتیں۔ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (اور تم نہیں جانتے) یعنی وہ جانتے ہیں کہ برائی کو پھیلانے کے ساتھ کس قدر ان کی محبت ہے اس کے مطابق وہ ان کو سزا دیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۰: وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ (اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے) تو وہ تمہیں جلد سزا دیتے اس نے جلد عذاب نہ دیکر بار دیگر احسان فرمایا ہے۔ اور جواب کو اس لئے حذف کر دیا تا کہ احسان میں مبالغہ ظاہر ہو اور توبیخ کا فائدہ بھی حاصل ہو۔ وَاَنَّ اللّٰہَ رَءُوْفٌ (اور اللہ تعالیٰ بڑا شفیق ہے) کہ جس پر تہمت لگی اس کی براءت واضح فرمائی اور ان کو اجر سے نوازا۔ رَّحِیْمٌ (رحم کرنیوالے ہیں) تہمت لگانے والا اگر توبہ کرے تو اس کی جنایت و گناہ کو بخشنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّبِعُوا۟ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ ۚ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ

اے ایمان والو شیطان کے قدموں کا اتباع نہ کرو، اور جو شخص شیطان کے قدموں کے پیچھے چلتا ہے

فَإِنَّهُۥ يَأْمُرُ بِٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ مَا زَكَىٰ مِنكُم

سو وہ بے حیائی کے کاموں کا اور برائیوں کا حکم دیتا ہے، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کبھی بھی

مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يُزَكِّى مَن يَشَآءُ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢١﴾ وَلَا يَأْتَلِ

کوئی شخص پاک نہ ہوتا، لیکن اللہ پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے، اور جو لوگ تم میں سے

أُو۟لُوا۟ ٱلْفَضْلِ مِنكُمْ وَٱلسَّعَةِ أَن يُؤْتُوٓا۟ أُو۟لِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينَ وَٱلْمُهَٰجِرِينَ

بڑے درجے والے اور وسعت والے ہیں وہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو

فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا۟ وَلْيَصْفَحُوٓا۟ ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ ٱللَّهُ لَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ

مال نہ دینے کی قسم نہ کھالیں اور معاف کریں اور درگذر کریں، کیا تم یہ پسند نہیں کرتے اللہ تمہیں بخش دے، اور اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَرْمُونَ ٱلْمُحْصَنَٰتِ ٱلْغَٰفِلَٰتِ ٱلْمُؤْمِنَٰتِ لُعِنُوا۟ فِى

بخشنے والا مہربان ہے، بلاشبہ جو لوگ بے خبر مومن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں دنیا اور آخرت میں ان پر

ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ

لعنت کر دی گئی اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے، جس روز ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے

وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ ٱللَّهُ دِينَهُمُ ٱلْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ ٱللَّهَ

پاؤں ان کاموں کی گواہی دیں گے جو یہ لوگ کیا کرتے تھے، اس دن اللہ ان کو پوری سزا دے دے گا جو ان کی واقعی سزا ہوگی اور وہ لوگ جان لیں گے کہ بلاشبہ اللہ

هُوَ ٱلْحَقُّ ٱلْمُبِينُ ﴿٢٥﴾ ٱلْخَبِيثَٰتُ لِلْخَبِيثِينَ وَٱلْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَٰتِ ۖ وَٱلطَّيِّبَٰتُ لِلطَّيِّبِينَ

حق ہے اور ظاہر فرمانے والا ہے۔ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لائق ہیں

۳ ع ۹ وَٱلطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَٰتِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾

اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لائق ہیں، یہ لوگ اس سے بری ہیں جو تہمت لگانے والے کہتے ہیں ان کے لئے مغفرت ہے اور عزت والا رزق ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۱: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ (اے ایمان والو شیطان کے قدم بقدم نہ چلو) خطوات سے قدموں کے نشانات اور وساوس شیطانی مراد ہیں ان کی اتباع یہ ہے کہ افک کی طرف کان لگائے اور زبان سے گفتگو کرے۔ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ (اور جو شخص شیطان کے قدم بہ قدم چلے گا وہ تو ہمیشہ) ہٗ کا مرجع شیطان ہے یعنی شیطان یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ (وہ فحشاء کا حکم دیتا ہے) فحشاء اس کو کہتے ہیں جو انتہائی قبیح ہو۔ وَالْمُنْكَرِ (اور منکر کا) جس کو نفوس ناپسند کریں اور اس سے نفرت کریں اور نا معقول قرار دیں۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا (اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو اس گناہ سے تم میں سے کبھی کوئی پاک نہ ہوتا) اگر خالص توبہ کا احسان نہ فرمایا ہوتا تو افک کے گناہ سے ابد الآباد تک کیلئے تم میں سے کوئی پاک نہ ہو سکتا۔ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ (لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے) وہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کر کے ان کو پاک کرتا ہے جبکہ وہ مخلصانہ طور پر توبہ کریں۔ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ (اور اللہ تعالیٰ سننے والے ہیں) ان کی بات کو عَلِیْمٌ (جاننے والے ہیں) ان کے ضمائر و سرائر اور ان کے اخلاص کو۔

## فضل کے مستحقین پر احسان میں کمی نہ کریں:

۲۲: وَلَا یَاْتَلِ (اور نہ قسم کھائیں) نمبر۱۔ ائتلی اذ حلف یہ الألیّۃ سے باب افتعال ہے قسم کھانے کے معنی میں آتا ہے۔ نمبر۲۔ الالو سے لیا جائے تو کمی نہ کریں معنی ہوگا۔ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ (تم میں سے دینی فضیلت والے) وَالسَّعَةِ (وسعت والے) مال میں اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (کہ نہ دیں گے قرابت والوں کو مساکین اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو) مطلب یہ ہے کہ وہ قسم نہ اٹھائیں کہ وہ مستحقین پر احسان نہ کریں گے۔

نمبر۲۔ ان پر احسان کرنے میں وہ کمی نہ کریں خواہ ان کے مابین رنجش ہو کسی ایسے جرم کی وجہ سے جو مساکین نے کیا ہو۔

**مَسْئَلَۃ**: معلوم ہوا کہ مسکین بحیثیت مسکین قابل رحم ہے اگرچہ گناہ گار ہو۔

وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا (اور ان کو معاف کر دیں اور ان سے درگزر کریں) عفو (پردہ پوشی) صفح (اعراض کرنا) مطلب یہ ہوا کہ جفاء سے تجاوز کریں اور عقوبت سے اعراض کریں اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ (کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے) پس تم وہی سلوک ان سے کرو اگرچہ ان کی غلطیاں زیادہ ہیں جو سلوک تم اپنے متعلق اپنے رب کی بارگاہ سے چاہتے ہو۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں) اللہ تعالیٰ کے آداب سے ادب حاصل کرو۔ بخشش کرو اور رحم کرو۔

**شانِ نزول**: یہ آیت صدیق اکبرؓ کے متعلق اتری جب انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح پر کچھ بھی خرچ نہ کریں گے کیونکہ مسطح نے اس طوفان میں براہ راست حصہ لیا تھا۔ یہ مسطح ان کے بھانجے لگتے تھے مسکین تھے مہاجر بھی تھے اور غزوۂ بدر میں شرکت کر چکے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی تو وہ فوراً پکار اٹھے کیوں نہیں۔ میں پسند کرتا ہوں



BestUrduBooks.wordpress.com

کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ اور مسطح کا خرچہ جاری کر دیا۔ بلکہ بعض روایت میں دوگنا کر دیا۔

## پاکدامن پر تہمت لگانے والے ملعون ہیں:

۲۳: اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ (بیشک جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں) محصنات سے پاکدامن مراد ہیں۔ الْغٰفِلٰتِ (بے خبر)۔ صحیح سالم سینہ والیاں۔ پاکیزہ دل ایسی کہ ان میں چالبازی اور فریب کا نام نہیں کیونکہ ان کو کسی بات کا تجربہ نہیں الْمُؤْمِنٰتِ (مؤمنہ) جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قول ابن عباسؓ: اس سے مراد آپ کی ازواج مطہراتؓ ہیں۔ ایک قول: اس سے مراد تمام مؤمنہ عورتیں ہیں۔

فائدہ: کیونکہ عموم الفاظ کا اعتبار ہے۔ سبب خاص کا لحاظ نہیں۔

ایک قول اس سے مراد اکیلی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ صیغہ جمع کا لایا گیا تو اس کا حل یہ ہے کہ جو شخص ازواج مطہراتؓ میں سے کسی ایک پر بھی تہمت زنی کرتا ہے وہ تمام پر تہمت لگاتا ہے۔ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (ان پر دنیا میں لعنت کی گئی اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے)۔ تہمت لگانے والوں کو ملعون قرار دیا اس دنیا میں اور آخرت دونوں جہانوں میں اور ان کو آخرت کے بہت بڑے عذاب سے ڈرایا اگر ان کی موت اسی حالت پر آگئی۔

۲۴: يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ (جس روز کہ ان پر گواہی دیں گی) یوم کا عامل یعذبون ہے۔

قراءت: حمزہ اور علی نے یاء سے پڑھا ہے۔

اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے رہے) یعنی جو طوفان انہوں نے اٹھایا یا جو بہتان باندھا۔

۲۵: يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ (اس دن اللہ تعالیٰ ان کو ان کے عمل کا پورا پورا بدلہ دے گا) یومئذ نصب کی صورت میں دین کی صفت ہے۔ اور دین کا معنی جزاء یعنی عوض ہے اور الحق وہ واجب و لازم جس کے وہ مستحق ہیں۔

قراءت: مجاہد نے رفع کے ساتھ پڑھا اور لفظ اللہ کی صفت قرار دیا۔ جیسا کہ قراءت میں یہ بھی جائز ہے کہ الحق کو اللہ کی صفت بنائیں اور مدح کی بناء پر منصوب پڑھیں۔ وَيَعْلَمُوْنَ (اور وہ جان لیں گے) اس وقت اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ (کہ اللہ تعالیٰ ہی بات کو ٹھیک کھول دینے والے اور ٹھیک فیصلہ کرنے والے ہیں) شکوک کے ازالہ اور علم ضروری کے حصول کیلئے۔

## معاملۂ افک:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کسی معصیت کے سلسلہ میں اتنی تغلیظ و شدت نہیں فرمائی جتنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ میں فرمائی کبھی اختصار، کبھی اشباع، کبھی تفصیل اور کبھی اجمال اور کبھی تاکید اور پھر بار بار بیان کی اور یہ بات اس معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر اختیار کی گئی۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: جس نے کوئی گناہ کیا پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول کر لی گئی مگر وہ کہ جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا



BestUrduBooks.wordpress.com

کے معاملہ میں حصہ لیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاملۂ افک کی عظمت میں اور مبالغہ کے پیش نظر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے چار کو چار گواہوں سے بریٔ کیا نمبر ا۔ یوسف علیہ السلام کو عورت کے خاندان کے ایک گواہ سے بریٔ الذمہ قرار دیا۔ نمبر ۲۔ موسیٰ علیہ السلام کو یہود کے الزام سے اس پتھر کے ذریعہ بریٔ کیا جو آپ کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہو۔ نمبر ۳۔ مریم صدیقہ علیہا السلام کو عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں گویا کر کے بریٔ الذمہ ٹھہرایا۔

## براءتِ عائشہ رضی اللہ عنہا قرآن سے:

نمبر ۴۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اپنی کتاب معجزنما کی ان آیات کو اتار کر بریٔ الذمہ قرار دیا۔ یہ آیت اپنے مبالغانہ انداز سے رہتی دنیا تک پڑھی جاتی رہیں گی۔ ذرا توجہ تو کرو! کس قدر واضح کیا اور ان کی براءت کو کس شان سے بیان کیا؟ اور یہ تمام باتیں اپنے رسول کے مرتبہ عالی کو ظاہر کرنے اور آپ کے اور آپ کے گھر والوں کے مقام کی نزاکت پر متنبہ کرنے کیلئے ہیں۔

۲۶: اَلْخَبِيْثٰتُ (خبیث باتیں) لِلْخَبِيْثِيْنَ (وہ خبیث مردوں اور عورتوں کیلئے ہیں) وَالْخَبِيْثُوْنَ (اور ان میں سے جو گندے ہیں وہ میلان رکھتے ہیں) لِلْخَبِيْثٰتِ (خبیث باتوں کی طرف) اور اسی طرح وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ (اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ انسانوں کے لئے اور پاکیزہ انسان پاکیزہ باتوں کیلئے ہیں وہ لوگ بریٔ الذمہ ہیں ان تمام باتوں سے جو وہ کہتے ہیں) ان کے متعلق اولئک کا مشار الیہ الطیبین ہے۔ اور وہ ان خبیث کلمات سے بریٔ الذمہ ہیں جو یہ خبیث لوگ کہتے ہیں اور یہ کلام بطور تمثیل کے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے بیان فرمائی ہے کہ جو الزام بازی ان کے متعلق کی گئی ہے وہ ان کی نزاہت و پاکیزگی والی حالت کے مناسب نہیں ہے۔

نمبر ۲۔ یہ بھی درست ہے کہ اشارہ اہل بیت کی طرف ہو کہ وہ افک والوں کے اقوال سے بریٔ الذمہ ہیں۔ اور الخبیثات اور الطیبات سے وہ عورتیں مراد ہوں کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں سے شادی کرتی ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں سے شادی کرتے ہیں۔ اس طرح پاکیزگی والی عورتیں پاکیزہ مردوں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں سے شادی کرتے ہیں۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ (ان کے لئے بخشش ہے) نمبر ا۔ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ نمبر ۲۔ یہ خبر کے بعد دوسری خبر ہے۔ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (اور شاندار رزق ہے) جنت میں۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مرض الموت میں داخل ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی سے ڈر رہی تھیں۔ تو ابن عباس کہنے لگے مت گھبراؤ تم نے تو مغفرت اور رزق پر ہی پہنچنا ہے اور یہ آیت تلاوت کی اس پر خوشی سے یہ تلاوت سن کر بیہوش ہو گئیں۔

## عائشہ رضی اللہ عنہا کی نو فضیلتیں:

صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول: مجھے نو ایسی فضیلتیں میسر آئیں جو کسی زوجہ کو میسر نہ آئیں۔ نمبر ا۔ جبرئیل امین میری تصویر لائے جب



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى

اے ایمان والو اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ انسیت حاصل نہ کر لو اور ان گھروں کے رہنے والوں کو سلام

اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا

نہ کر لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کر لو۔ سو اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اس وقت تک ان میں داخل نہ ہو

حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے سو اگر تم سے کہا جائے کہ واپس ہو جاؤ تو لوٹ جاؤ یہ تمہارے لئے خوب زیادہ پاکیزگی کی چیز ہے، جو کچھ تم کرتے ہو

تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ

اسے اللہ جاننے والا ہے۔ اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جن میں کوئی رہتا نہیں ان میں تمہارے استعمال کرنے کی کوئی چیز ہو۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

آپ کو میرے ساتھ نکاح کا حکم ہوا۔ نمبر ۲۔ میرے علاوہ اور کسی کنواری عورت سے آپ نے شادی نہ کی۔ نمبر ۳۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کا سر میری گود میں تھا۔ نمبر ۴۔ آپ کا مدفن میرا حجرہ بنا۔ نمبر ۵۔ آپ ﷺ پر وحی کا نزول اس حالت میں بھی ہو جاتا کہ میں آپ کے ساتھ ایک لحاف میں ہوتی۔ نمبر ۶۔ میری پاک دامنی کی صراحت آسمانوں سے نازل ہوگئی۔ نمبر ۷۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کی صاحبزادی ہیں اور آپ کے دوست کی صاحبزادی ہیں۔ نمبر ۸۔ میں طیب کے ہاں طیبہ پیدا ہوئی۔ نمبر ۹۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا۔

قول حسان رضی اللہ عنہ جو ان کے حق میں معذرت ظاہر کر رہا ہے۔

نمبر ۱۔ وہ بڑی پاک دامن اور بڑی باوقار ہیں کسی شبہ کی بات سے متہم نہیں کی جا سکتیں ان کا پیٹ بے خبر بھولی عورتوں کے گوشت سے خالی رہتا ہے۔ (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں) نمبر ۲۔ وہ ان کی زوجہ محترمہ ہیں جو لوگوں میں دین و منصب کے اعتبار سے سب سے بہتر ہیں۔ وہ ہدایت وعظمت اور فضیلتوں والے پیغمبر ہیں۔ نمبر ۳۔ وہ لوی بن غالب کے قبیلہ کی چنی ہوئی عقل مند عورت ہیں جو سخی خاندان ہے۔ ان کی بزرگی زائل ہونیوالی نہیں۔ نمبر ۴۔ وہ تہذیب والی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی طبیعت و عادات کو پاکیزہ بنایا ہے اور ان کو ہر عیب اور بری بات سے پاک رکھا ہے۔

## گھروں میں داخلے کے احکامات:

۲۷: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ (اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے کے گھر میں داخل



BestUrduBooks.wordpress.com

نہ ہو) یعنی ان گھروں میں جن کے تم مالک نہیں ہو۔اور نہ ان میں تمہاری رہائش ہو۔ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا (یہاں تک کہ تم ان سے اجازت نہ حاصل کرلو) ان سے اجازت طلب کرلو۔ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو اسی طرح پڑھا۔الاستیناس اصل میں اطلاع طلب کرنا،ظہور طلب کرنا۔ یہ آنس سے باب استفعال ہے۔ آنس الشی اس وقت کہتے ہیں جب کسی چیز کو ظاہر اً کھلا ہوا دیکھے یہاں تک کہ تم معلوم کرلو کہ آیا تمہیں داخلہ کی اجازت ہے یا نہیں اور اس کا طریقہ زور سے سبحان اللہ کہنا یا اللہ اکبر کہنا یا الحمد للہ کہنا یا کھنکھارنا۔

وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَهْلِهَا (اور تم گھر والوں کو سلام نہ کرلو) سلام یہ ہے کہ اس طرح کہے السلام علیکم ۔ أادخل کیا میں آجاؤں تین مرتبہ کہے (جیسا کہ ابوداؤد، ترمذی کی روایت میں ہے) اگر اجازت مل گئی فبہا ورنہ واپس لوٹ جائے۔ایک قول یہ ہے اگر دونوں ملیں تو سلام پہلے کیا جائے ورنہ اجازت طلب کی جائے۔ ذٰلِكُمْ (وہ اجازت وسلام تمہارے لئے) خَیْرٌ لَّكُمْ (تمہارے لئے بہت بہتر ہے) جاہلیت کے سلام یا بلا اجازت داخلہ سے۔زمانہ جاہلیت میں اگر کوئی کسی کے گھر میں داخل ہو جاتا تو کہتا حییتم صباحًا وحییتم مساء پھر داخل ہو جاتا۔بعض اوقات وہ اس آدمی کو اپنی عورت کے ساتھ ایک لحاف میں پالیتا۔ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (تاکہ تم نصیحت قبول کرو) یعنی تمہیں اس لئے کہا گیا تاکہ یاد رکھو اور نصیحت حاصل کرو۔اور استیذ ان کے سلسلہ میں جو تمہیں حکم ملا ہے اس پر عمل پیرا ہو۔

۲۸: فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَآ (اگر تم ان میں نہ پاؤ) یعنی گھروں میں اَحَدًا (کسی کو) اجازت دینے والوں میں سے فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَكُمْ (تو ان میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں اجازت دی جائے) یہاں تک کہ تم اجازت دینے والے کو پالو۔یا نمبر۲۔اگر تم وہاں کسی کو نہ پاؤ اور تمہیں داخل ہونے کی ضرورت ہے تو اس میں داخل نہ ہو۔جب تک گھر والوں کی طرف سے اجازت نہ مل جائے کیونکہ غیر کی ملک پر تصرف بلا اجازت درست نہیں ہے۔

وَاِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا (اور اگر تمہیں لوٹنے کو کہا جائے) یعنی جب وہاں کچھ لوگ موجود ہوں اور وہ کہیں کہ واپس لوٹ جاؤ تو تم واپس آجاؤ۔اور اذن عام کیلئے اصرار نہ کرو۔اور پردے کی آسانی کیلئے بہانہ مت تلاش کرو اور دروازوں پر مت کھڑے ہو کیونکہ اس سے ناپسندیدگی جنم لیتی ہے جب اس بات سے منع کر دیا جو ناپسندیدگی پیدا کرتی ہو تو ہر ایسی بات سے باز رہنا ضروری ہو گیا جو اس کی طرف لے جانے والی ہو۔مثلاً زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانا اور گھر والے کو چیخ کر آواز دینا وغیرہ۔ابو عبید کہتے ہیں کہ میں نے کسی عالم کا دروازہ آج تک کبھی نہیں کھٹکھٹایا۔ فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰی لَكُمْ (اور تم لوٹ آؤ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے) یعنی لوٹ جانا زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہے کیونکہ اس میں سینہ کی صفائی اور اشتباہ سے دوری ہے۔نمبر۲۔زیادہ نفع بخش اور بھلائی کو بڑھانے والا ہے۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ (اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کا علم ہے) اس میں مخاطبین کیلئے وعید ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال معلوم ہیں وہ ان پر پورا پورا بدلہ دینے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## غیر رہائشی مکانات کا حکم:

۲۹: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا (تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم داخل ہو) تمہارے داخل ہونے میں بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ (ایسے گھروں میں جہاں کسی کی سکونت نہ ہو) اجازت داخلہ سے ان گھروں کو مستثنیٰ کر دیا گیا جن میں رہائش نہ ہو مثلاً ہوٹل، سرائیں، منڈیاں۔ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ (ان میں تمہارے لئے سامان نفع ہو)۔ اس میں فائدہ ہو مثلاً گرمی، سردی سے بچنے کا سامان، کجاوے اور ہتھیاروں اور ان کی خرید و فروخت کے مقامات۔ ایک قول ویران جنگل جو قضائے حاجت کیلئے استعمال ہوتے ہیں المتاع سے مراد بول و براز کیلئے جانا۔ یہ قول عطاء ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو تم ظاہر کرتے اور جو تم چھپاتے ہو) اس میں ان مشکوک لوگوں کیلئے وعید ہے جو ویرانوں اور گھروں میں فساد کی غرض سے داخل ہوتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

آپ مومنین سے فرما دیجئے کہ اپنی آنکھوں کو پست رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں، یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے، بلاشبہ اللہ

خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

ان کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو، اور مومن عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی آنکھوں کو پست رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا

اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہو جائے، اور اپنے دو پٹوں کو اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں، اور اپنی

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ

زینت کو ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپوں پر، یا اپنے شوہروں کے باپوں پر، یا اپنے بیٹوں پر، یا اپنے شوہروں کے

بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَاۗىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

بیٹوں پر، یا اپنے بھائیوں پر، یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر، یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر، یا اپنی عورتوں پر یا اپنی مملوکہ

اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا

باندیوں پر، یا ایسے مردوں پر جو طفیلی بن کر رہ رہے ہیں جنہیں کوئی حاجت نہیں، یا ایسے لڑکوں پر جو ابھی عورتوں کی پردہ کی باتوں سے

عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَاۗءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا

واقف نہیں ہوئے، اور مومن عورتیں زور سے اپنے پاؤں نہ ماریں تا کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، اور اے مومنو!

اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱

تم سب اللہ کے حضور میں توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ

## غضِ بصر کا حکم:

۳۰: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (ایمان والوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں)۔

نحو: مِن یہاں تبعضیہ ہے یہاں مراد نامحرم سے نگاہ کا نیچا رکھنا ہے اور اس پر اکتفائے نظر کرنا جن کو دیکھنا حلال ہے۔

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ (اور وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں)۔ زنا سے۔

نکتہ: یہاں مِن نہیں لایا گیا۔ کیونکہ زنا کی کسی طور پر بھی رخصت نہیں۔ البتہ بعض حالات مخصوصہ میں اجنبیہ کے چہرے پر نظر



BestUrduBooks.wordpress.com

درست ہے اسی طرح اس کے ہاتھوں اور قدمین کا بھی حکم ہے۔ ایک روایت اور محارم کے سر، سینہ، پنڈلیاں اور عضوین پر ضرورت کے وقت نظر درست ہے۔ ذٰلِکَ ( یہ ) یعنی نگاہ کا نیچا کرنا اور شرمگاہ کی حفاظت اَزْکٰی لَھُمْ (ان کے لئے زیادہ ستھرائی کی بات ہے ) یعنی گناہ کی میل سے زیادہ صفائی و پاکیزگی کی بات ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ ان کاموں کی خبر رکھتے ہیں جو وہ کرتے ہیں ) اس میں ترغیب و ترہیب دونوں پہلو پائے جاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے احوال و افعال کی اطلاع ہے اور ان کی نگاہوں کی خیانت سے بھی واقف ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ یعلم خائنة الاعین وما تخفی الصدور [ غافر:۱۹ ] پس ان کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ اس بات کو پہچانتے ہیں ہر حرکت و سکون میں محتاط رہیں اور تقویٰ کو سامنے رکھیں۔

## غض بصر کا حکم عورتوں کو:

۳۱: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ (اور ایمان والی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں )۔ عورتوں کو غضِ بصر کا حکم دیا گیا ہے عورت کو جائز نہیں کہ اجنبی مرد کے ناف سے لے کر گھٹنوں کے نچلے حصہ پر نگاہ ڈالے اور اگر دل کے اندر خواہش پیدا ہو تو سرے سے عورت اپنی نگاہ کو بند کر لے۔ اور عورت اجنبی مرد کے اس جسمانی حصہ پر نگاہ ڈال سکتی ہے۔ جتنے حصہ پر اجنبی مرد دوسرے مرد کے جسم پر ڈال سکتا ہے۔ اجنبیوں سے نگاہ کا نیچا کر لینا ہی اولیٰ ہے۔ تاکہ فتنہ میں مبتلا نہ ہو۔ آیت میں غضِ ابصار کو حفاظتِ فروج پر مقدم کیا کیونکہ نگاہ تو زنا کا قاصد ہے اور برائی کا مقدمۃ الجیش ہے۔ محبت کا بیج بدنظری ہے۔

## اظہارِ زینت کی ممانعت:

وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ (اور وہ عورتیں اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں ) الزینۃ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو عورت تزین کیلئے استعمال کرتی ہے۔ مثلاً زیورات، یا سرمہ یا خضاب وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ زینت کے مقامات کو عورتیں ظاہر نہ کریں اس لئے کہ بعینہٖ زینت کا اظہار اور وہ زیورات وغیرہ ہیں تو جائز ہے پس مراد اس سے مقامات زینت ہی ہیں۔ نمبر۲۔ ان زیورات کا اظہار جبکہ وہ اپنے مقامات پر سجے ہوں تاکہ وہ مقامات ظاہر ہوں نہ یہ کہ بعینہٖ زیورات ظاہر ہوں۔ مقاماتِ زینت سر، کان، گردن، سینہ، بازو، کلائیں، پنڈلیاں اور ان کے زیورات تاج، بالی، ہار، بازوبند، جڑاؤ پیٹ، کنگن، پازیب اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا (مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو ) مگر وہ حصہ جس کے متعلق عادت و طبیعت ظاہر کرنے کی ہو۔ اور وہ چہرہ، ہتھیلیاں، دونوں قدم۔ ان کو چھپانے میں واضح تنگی ہے۔ عورت کیلئے اس سے کوئی چارہ کار نہیں کہ اپنے ہاتھ سے کام کاج کرتی ہے اور چہرے کو کھولنا خصوصاً فیصلوں اور گواہیوں اور نکاح میں مجبوری ہے اور راستوں پر آنے جانے کیلئے قدموں کا ظاہر ہونا ضروری ہے خاص طور پر وہ عورتیں جو ان میں سے فقیر و محتاج ہیں۔ وَلْیَضْرِبْنَ (اور وہ ڈال لیں ) اور وہ رکھ لیں اہل عرب کہتے ہیں ضربت بیدی علی الحائط۔ جبکہ ہاتھ کو دیوار پر رکھا جائے۔ بِخُمُرِھِنَّ (اپنی اوڑھنیاں ) خمر جمع خمار کی ہے۔ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ (اپنے گریبانوں پر ) قراءت: مدنی، بصری، عاصم نے خمر جیم سے پڑھا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں اہل عرب کے رواج میں ان کے گریبان کھلے ہوتے تھے جس سے سینہ اور اس کے اردگرد کا حصہ نظر



BestUrduBooks.wordpress.com

آتا تھا۔ اور عورتیں اوڑھنیاں پچھلی جانب کو لٹکا دیتی تھیں جس سے سینہ کھلا رہ جاتا اسلام نے آکر ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اگلی جانب لٹکائیں تا کہ سینہ ڈھانپ جائے۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ (وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں)۔ یعنی مقاماتِ زینت جو کہ چھپے ہوئے ہوں۔ مثلاً سینہ پنڈلی، سر وغیرہ۔ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ (مگر اپنے خاندوں کیلئے) بعول جمع بعل کی ہے۔ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ (یا اپنے باپوں کیلئے) اس میں اجداد بھی داخل ہیں۔ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ (یا اپنے خاندوں کے باپ) اس لئے کہ وہ محارم بن چکے۔ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ (یا اپنے بیٹوں کیلئے) اس میں پوتے اور نواسے سب شامل ہیں۔

اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ (یا اپنے خاوندوں کے بیٹے) اس لئے کہ وہ بھی محارم بن چکے۔ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ (یا اپنے بھائیوں کیلئے یا اپنے بھتیجوں کیلئے یا اپنے بھانجوں کیلئے) اس میں ان کی اولا در اولا د اور تمام محارم مثلاً چچا، ماموں وغیرہ دلالت النص سے شامل ہیں۔ اَوْ نِسَآئِهِنَّ (یا اپنی عورتوں کیلئے) یعنی آزاد عورتیں نساء کا لفظ مطلقاً حرائر پر بولا جاتا ہے۔ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ (یا جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہوں) یعنی باندیاں لیکن عورت کے غلام کیلئے جائز نہیں وہ اپنی مالکہ کے ان مواضع پر نظر ڈالے۔ خواہ وہ غلام خصی ہو یا عنین یا فحل۔

قول سعید بن میسب سورۂ نور کی آیت سے دھوکا میں نہ پڑ جانا وہ لونڈیوں کے متعلق ہے غلاموں کے متعلق نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے غلام کیلئے اپنی آقا کے ان مقامات پر نظر ڈالنا درست قرار دیا ہے۔ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ (یا ان مردوں پر جو طفیلی کے طور پر رہتے ہوں اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو)

قراءت: شامی اور یزید اور ابوبکر نے استثناء کی وجہ سے نصب پڑھا ہے یا حال کی بناء پر منصوب قرار دیا اور دیگر قراء نے بدل کی وجہ سے جر پڑھا ہے یا صفیت کی وجہ سے مجرور قرار دیا ہے۔ اولی الاربہ سے مراد جن کو عورتوں کی طرف حاجت نہ ہو۔

## ایک قول :

یہ ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو گھروں میں اس لئے رہتے ہیں تا کہ بچا کھچا کھانا کھائیں اور ان کو عورتوں کی طرف میلان نہیں رہا ہے۔ خواہ کم عقل ہونے کی وجہ سے عورتوں کے کسی معاملے کو نہیں جانتے یا نیک صالح بوڑھے ہیں یا نامرد یا خصی یا ہجڑے ہیں۔ ایک اثر یہ ہے کہ اس سے مراد مقطوع الذکر ہیں۔ مگر قول اول ہی درست ہے۔

نحو: من الرجال یہ حال ہے۔

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ (یا وہ بچے) الطفل جنس ہے بہتر یہ ہے کہ اس سے مراد جمع لی جائے۔ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ (جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ناواقف ہوں) ان کو شہوت نہ ہونے کی وجہ سے عورتوں کے بھید کی اطلاع نہ ہو۔ ظھر علی الشئی سے لیا گیا جبکہ وہ مطلع ہو۔ یا ابھی تک وطی پر قدرت کا زمانہ نہ آیا ہو۔ اس صورت میں یہ ظھر علی فلان سے ہوگا جبکہ اس پر قوت حاصل ہو جائے۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ (اور اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں کہ ان کا چھپا ہوا زیور معلوم ہو



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ

اور تم میں سے جو بے نکاح ہو اور تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نیک ہو ان کا نکاح کر دیا کرو، اگر وہ تنگدست ہوں

يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾

تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی فرما دے گا، اور اللہ وسعت والا ہے جاننے والا ہے۔

جائے) عورت چلتے ہوئے زمین پر پاؤں مارتی تا کہ اس کے پازیب کی آواز سنائی دے۔ اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ پازیب پہننے والی ہے۔ چنانچہ عورتوں کو اس بات سے روک دیا گیا کیونکہ زینت والی چیز کی آواز کا سننا خود اس کے ظاہر کرنے کی طرح ہے۔ اسی لئے زیورات کی آواز کو وسواس کہتے ہیں۔ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ (اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو)

قراءت: شامی نے یاء کی اتباع میں ہٗ کو بھی ضمہ سے پڑھا اور الف کو التقائے ساکنین کی وجہ سے گرایا ہے دیگر قراء نے فتحہ پڑھا ہے کیونکہ اس کے بعد اصل کے لحاظ سے الف ہے۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی تعمیل میں کوئی بندہ سہو وتقصیر سے پاک نہیں خواہ اس کے لئے وہ کتنی ہی کوشش کرے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو توبہ کا حکم فرمایا اور جب توبہ کرلیں تو کامیابی کی امید لگائیں کہا گیا ہے کہ سب سے زیادہ توبہ کی اس کو ضرورت ہے جس کے وہم میں یہ بات ہے کہ اس کو توبہ کی ضرورت نہیں۔

مَسْئَلَہ: آیت کے ظاہر سے معلوم ہو رہا ہے کہ گناہ ایمان کے منافی نہیں۔

## رانڈوں کے نکاح کا حکم:

۳۲: وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ (اور تم نکاح کروا دو اپنے میں سے رانڈوں کا) الایامی جمع ایم کی ہے۔ جس کی بیوی نہ ہو یا جس عورت کا خاوند نہ ہو۔ خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ یہ اصل میں ایایم تھا قلب سے ایامیٰ ہو گیا۔ وَالصّٰلِحِيْنَ (نیک وصالح) پسندیدہ یا مومن مطلب یہ ہے جو آزاد رانڈ ہو جائے یا جو عورت بیوہ ہو جائے اور اس میں بھلائی ہو۔ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے) یعنی تمہارے غلاموں میں سے اور تمہاری باندیوں میں سے۔ امر ندب واستحباب کیلئے ہے کیونکہ نکاح مستحب ہے۔

اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ (اگر وہ تنگدست ہوں گے) مالی لحاظ سے يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے مستغنی کر دے گا) کفایت وقناعت سے یا دو رزق جمع ہو جانے سے۔ حدیث میں ہے: ((التمسوا الرزق بالنکاح))۔ (دیلمی)

اسی طرح حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ وسعت والے ہیں) غنی ہیں، وسعت والے ہیں مخلوق کا غناء اس کو عیب دار نہیں کر سکتا۔ عَلِيْمٌ (علم والے ہیں) يبسط الرزق لمن يشاء ويقدر [الرعد: ۲۶]۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَالَّذِيْنَ

اور جو لوگ نکاح کی قدرت نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ وہ اپنے جذبات پر قابو رکھیں یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے مال دار کردے اور

يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ

تمہاری ملکیت میں جو لوگ ہیں ان میں سے جو مکاتب ہونے کی خواہش رکھتے ہوں انہیں مکاتب بنا دو اگر تم ان میں بہتری پاؤ۔ اور تم انہیں اللہ کے

مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۗ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ

مال میں سے دے دو جو اس نے تمہیں دیا ہے، اور اپنی باندیوں کو زنا کرنے پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہیں تاکہ تم کو دنیاوی زندگی کا

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۗ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ

کوئی مال مل جائے۔ اور جو شخص ان پر زبردستی کرے تو اللہ انہیں مجبور کرنے کے بعد بخشنے والا ہے مہربان ہے۔ اور ہم نے تمہاری طرف

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ ع ۸

کھلے کھلے احکام نازل کیے ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے تھے ان کی بعض حکایات اور متقیوں کے لئے نصیحت نازل کی ہیں۔

**سوال** : آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں و رانڈوں کی شادی اولیاء کے ذمہ ہے۔ جیسا کہ غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح موالی کے ذمہ ہے؟

## نکاح کی توفیق نہ ہو تو پاکدامنی کو تھامے رکھیں:

**جواب** : آدمی کو رانڈ پر ولایت اس کے اذن سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی طرح عورت پر ولایت بھی اس کے اذن سے ہوگی کیونکہ ایم کا لفظ اس کو بھی شامل ہے۔ بالاتفاق بالغ مردوں کو اپنے نکاح کا اختیار ہے پس استدلال درست نہ رہا۔

۳۳: وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ (چاہیے کہ پاکدامنی اختیار کریں وہ لوگ) پاکدامنی کی خوب کوشش کریں گویا کہ مستعف خود عفاف و پاکدامنی کا طالب ہے۔ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا (جو نکاح نہیں پاتے) مہر کے ساتھ شادی کی وسعت نہیں رکھتے اور خرچہ کی طاقت نہیں رکھتے حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے بے نیاز کر دے گا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو مہر و نفقہ کی قدرت عنایت فرمائیں گے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء۔ [بخاری، مسلم، احمد] اے نوجوانو! جو تم میں سے وسعت رکھتا ہو وہ شادی کرے کیونکہ نکاح نگاہ و شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اور جو طاقت نہیں رکھتا وہ روزہ رکھے۔ روزہ اس کے لئے شہوت شکن ہو جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اوامر کی عجیب ترتیب:

ان ارشادات پر نگاہ ڈالو۔ کس طرح اوامر کو مرتب فرمایا گیا نمبرا۔ اولاً ایسی چیز کا حکم دیا جو فتنے سے بچائے اور معصیت کے مواقع سے دور رکھے اور وہ نگاہ کا نیچا رکھنا ہے۔ پھر ۲۔ پاکدامنی والا نکاح جو دین کیلئے ہو جو حرام سے بے نیاز کرنے والا ہے۔ نمبر ۳۔ عزت نفس کے ذریعہ وہ نفس جو برائیوں کی طرف جھک پڑنے والا ہے تاکہ نفس شہوات کی طرف جھکاؤ نہ اختیار کرے جب تک کہ نکاح سے عاجز ہو یہاں تک کہ اس میں نکاح کی قدرت پیدا ہو جائے۔ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (تمہارے وہ مملوک اور باندیاں جو مکاتب بنائے جانے کی درخواست کریں) یعنی ایسے غلام جو تم سے مکاتبت کا مطالبہ کریں۔

نَحو: الذین ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہے یا ایسے فعل کی وجہ سے منصوب ہے جس فعل کی تفسیر فکاتبو ھم کر رہا ہے۔ فَكَاتِبُوْهُمْ (تم ان کو مکاتب بنا لو) اس میں امر ندب کیلئے ہے۔ اور فاء اس لئے لائے کیونکہ امر میں شرط کا معنی متضمن ہے۔ الکتاب المکاتبۃ یہ عتاب اور معاتبہ کی طرح ہیں۔ مکاتبت یہ ہے کہ اپنے غلام کو کہے کاتبتك علی الف درھم اب اگر غلام نے ایک ہزار درہم ادا کر دیئے تو وہ آزاد ہے مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہارے لیے اپنے نفس پر یہ چیز لکھ لی ہے کہ تمہیں آزاد کر دیا جائے اگر تم مال کو ادا کر دو اور تم نے اپنے اوپر یہ لکھ لیا ہے کہ تو مال کی ادائیگی میں پورا اترے گا۔

یا میں نے تم پر مال کو دینا لازم کیا اور تم نے مجھ پر آزادی کو لازم کیا۔ مال کی ادائیگی اسی وقت بھی درست ہے اور ایک مدت مقررہ کے بعد بھی اور قسط وار اور یک مشقت مہر کی طرح کیوں کہ امر مطلق ہے۔ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا (اور اگر تم ان کے متعلق کوئی بھلائی جانو) خیر سے یہاں قدرت علی الکسب مراد ہے۔ یا امانت و دیانت اور امر کی ندبیت اس شرط سے متعلق ہے۔ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ (اور تم ان کو اس مال سے دو۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھا ہے) اس میں عامۃ المسلمین کو حکم دیا کہ وہ مکاتبین کی اعانت کریں اور ان کو زکوٰۃ کا حصہ دیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے وفی الرقاب [البقرۃ:۱۷۷] قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ: آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بدل کتابت میں سے چوتھائی ختم کر دو اور یہ ہمارے نزدیک تو بطور ندب ہے۔ مگر صبیح نے اپنے آقا سے مکاتبت کا مطالبہ کیا تو ان کے آقا حویطب نے انکار کیا اس پر یہ آیت اتری۔

## غلاموں کی اقسام:

غلاموں کی چار اقسام ہیں نمبرا۔ غلام خدمت نمبر ۲۔ غلام ماذون فی التجارۃ۔ نمبر ۳۔ مکاتب، نمبر ۴۔ بھاگنے والے غلام۔

## اوّل کی مثال:

وہ ولی عزلت نشین ہے جس کو عزلت اس لئے ملی ہے۔ کہ اس نے خلوت کو ترجیح دی اور میل جول کو ترک کر دیا۔ دوسرا ولی العشرۃ ہے اس کو حضرت میں سرگوشی میسر ہے لوگوں سے اس کا میل ملاپ امتحان و تجربہ کیلئے ہے لوگوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا اور ان کو غیرت کے ساتھ حکم دیتا ہے یہ اللہ کے رسول ﷺ کا خلیفہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے حق وصول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں ڈالی ہوئی بات سمجھتا ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

اور خدا لگتی بات کہتا ہے۔ یہ دنیا تو اس کیلئے تجارت آخرت کا بازار ہے اور عقل اس کا حقیقی سامان ہے۔ غصہ میں دامن عدل کو وہ تھامنے والا ہے اور رضا مندی الٰہی اس کا میزان ہے۔ فقر و غناء میں میانہ روی اس کا طرۂ امتیاز ہے اور علم اس کی پناہ گاہ اور نجات کا مقام ہے۔ اور قرآن مجید اس کے آقا کا خط ہے جو اس کے لئے اجازت نامہ ہے۔ اگرچہ اپنے ظواہر سے لوگوں میں ملا جلا ہے۔ مگر اپنے سرائر کے اعتبار سے ان سے جدا ہے۔ اس نیک لوگوں کو اپنے حقوق اللہ تعالیٰ کے ساتھ باطن میں تعلق کی وجہ سے چھوڑ دیا پھر اللہ تعالیٰ کی خاطر جو لوگوں کے ظاہراً حقوق اس کے ذمہ بنتے تھے۔ ان کی ادائیگی کیلئے لوگوں سے میل جول اختیار کیا۔ بقول شاعر اس کا حال یہ ہے۔

وَمَا هُوَ مِنْهُمْ بِالْعَيْشِ فِيْهِمْ ☆ ولكن معدن الذّهب الرّغام

ظاہری زندگی گزرانے میں تو وہ ان میں سے رہ رہا ہے مگر حقیقت میں وہ ان میں سے نہیں۔ بلکہ وہ مٹی میں سونے کی کان کی طرح ہے۔ وہ اگرچہ وہی کھاتا ہے جو وہ کھاتے اور وہی پیتا ہے جو وہ پیتے ہیں اور انہیں کیا معلوم کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے وہ خیال کرتا ہے گویا آسمان وزمین اس کے حکم سے قائم رہنے والے ہیں گویا اس کے متعلق کہا گیا ہے۔ اگر تو لوگوں کی موافقت کرے اس حال میں کہ تو ان میں ہے۔ تو یہ اسی طرح ہے مشک بھی تو ہرن کے خون کا ایک حصہ ہی ہے۔ ولی عزلت کا حال تو زیادہ صفائی والا اور زیادہ شاندار ہے۔ مگر ولی عشرت کا حال تو زیادہ اعلیٰ واوفی ہے رحمان کی بارگاہ احدیت میں اول کا مرتبہ دوسرے کے مقابلے میں ایسا ہے جیسا کہ بادشاہ کے درباری وزیر کا ہم نشین۔ رہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ دونوں طرفوں کے اعتبار سے معزز ہیں۔ موتیوں اور سونے کے ٹکڑوں کا معدن ہیں۔ دونوں حالتوں کے جامع ہیں۔ دونوں میٹھے چشموں کا منبع ہیں۔ آپ کے احوال کا باطن ولی عزلت کیلئے ہدایت کا مینار ہے اور آپ کے ظاہر اعمال ولی عشرت کیلئے سنگ میل ہیں۔

اور نمبر ۳۔ تیسرا مجاہد، محاسبہ کرنے والا، عمل کرنے والا دن اور رات میں پانچ قسطوں سے اپنے مقاصد پورے کرنے والا ہے جیسا کہ مکاتب اپنی اقساط پوری کرتا ہے۔ دوسو میں پانچ کی قسط (زکاۃ مراد ہے) اور سال میں ایک مہینہ کی قسط (روزے) اور عمر میں ایک ملاقات، یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو اپنے رب کے ہاتھ ان اقساط مرتبہ پر بیچ ڈالا ہے۔ وہ اپنی گردن کو آزاد کرانے کی کوشش کرتا ہے غلامی کا پٹہ اس کی گردن سے نکل جائے اور وہ آزادی کے میدان اور وسعت کی طمع رکھتا ہے۔ تاکہ جنت کے باغ میں وہ چر سکے۔ اور اپنی تمنا کو وہ پاس کے اور اپنی مرضی اور خواہش کو پورا کرے۔ نمبر ۴۔ بھاگنے والا غلام۔ یہ تو بہت زیادہ ہیں ان میں سے ایک ظالم قاضی اور عالم بے عمل وکھلاوے کی خاطر قراءت کرنے والا۔ اور قول وفعل میں تضاد والا واعظ اور اس کے اکثر اقوال فضولیات ہوتے ہیں اور ہر ایسے آدمی پر جن کو تیروں کے پیکان بھی فائدہ نہیں دیتے چہ جائیکہ چور، زانی، غاصب کو اس سے فائدہ ہو۔ انہی کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ اس دن کی مدد ایسے لوگوں کے ساتھ بھی فرما دے گا جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ (رواہ احمد، طبرانی، مجمع الزوائد)

## وقتی سبب بتا کر ڈانٹ پلائی:

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ (اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو زنا پر) ابن ابی کی چھ لونڈیاں۔ معاذہ، مسیلہ،



BestUrduBooks.wordpress.com

امیمہ، عمرہ، اروی، قتیلہ بے حیائی کو ناپسند کرتی تھیں اس نے ان پر ٹیکس لگا رکھا تھا دو نے رسول ﷺ کی خدمت میں شکایت کی تو یہ آیت اتری۔ الفتی اور الفتاۃ کا لفظ غلام ولونڈی دونوں کے متعلق بولا جاتا ہے البغاء کا لفظ عورتوں کیلئے زنا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یہ البغی کا مصدر ہے۔

اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا (اگر وہ پاکدامنی کا ارادہ کریں) زنا سے بچنے کا یہ شرط اس لئے لگائی گئی کیونکہ اکراہ ہوتا ہی تب ہے جبکہ انکا اپنا ارادہ پاکدامنی اختیار کرنے کا ہو۔ زنا پر اپنی مرضی سے آمادہ کو مکرہ نہیں کہا جاتا ہے اور نہ ہی اس کو حکم دینا اکراہ کہلاتا ہے۔ نمبر۲۔ یہ آیت ایک سبب کے پیش نظر اتری۔ پس نہی بھی اسی سبب کو پیش نظر رکھ کر وارد ہوئی۔ اس میں حقیقۃً ان آقاؤں کو توبیخ کی گئی ہے یعنی وہ ضعیف العقل ہو کر پاکدامنی اختیار کرنا چاہتی ہیں تم تو مکمل عقل والے ہو کر پاک دامنی اختیار کرنے کروانے کے زیادہ حقدار ہو۔

لِتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (تاکہ تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہو) یعنی ان کو زنا پر مجبور کر کے تم ان کی کمائی حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اور ان سے اولاد بھی چاہتے ہو۔ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اور جس نے ان کو مجبور کیا پس اللہ تعالیٰ ان کو مجبور کرنے کے بعد بخشنے والے مہربان ہیں۔) اکراھھن ای اکراہ لھن اور مصحف ابن مسعود میں اسی طرح ہے۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے لھن ہے اللہ کی قسم۔ شاید کہ اکراہ اس کے علاوہ صورت میں ہو جس کو شریعت نے اکراہ کہا ہے اور وہ اکراہ تو وہی ہے جس سے ہلاکت کا خدشہ ہو پس وہ گناہ گار ٹھہری۔ پس ہم ان کو بخشنے والے ہیں جبکہ وہ توبہ کریں۔

۳۴: وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ (تحقیق ہم نے تمہاری طرف واضح آیات اتاریں)۔

قراءت: حجازی اور بصری اور ابوبکر اور حماد نے مبیَّنات پڑھا ہے۔ یاء کے فتحہ کے ساتھ۔ آیات سے مراد وہ آیات ہیں جو اس سورۃ میں واضح کر دی گئی۔ احکام وحدود کے معانی میں ان کو کھول دیا گیا۔

نَحو: یہ بھی درست ہے کہ مبیَّنًا ہو اور ظرف میں وسعت ہے۔

دیگر قراء نے کسرہ سے پڑھا ہے۔ یعنی احکام وحدود ہی وضاحت شدہ ہیں اور فعل کو اس کا مجاز قرار دیا۔ بین بمعنی تبین ہے۔ مثال مشہور ہے قدبین الصبح لذی عینین وَّ مَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ (اور مثال ان لوگوں کی جو تم سے پہلے ہو گزرے) تمہارے ہم مثل۔ یعنی عجیب واقعہ جیسا کہ یوسف و مریم علیہما السلام کا واقعہ یعنی قصہ عائشہ رضی اللہ عنہا وَمَوْعِظَةً (نصیحت) وہ امثال و آیات جن سے نصیحت کی گئی ہے جیسا کہ اس ارشاد میں ولا تاخذ کم بھما رافۃ فی دین اللہ [النور:۲] لولا اذ سمعتموہ [النور:۱۲] ولولا اذ سمعتموہ [النور:۱۶] یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدًا [النور:۱۷] لِّلْمُتَّقِيْنَ (متقین کیلئے) کیونکہ وہی اس سے فائدہ حاصل کرنیوالے ہیں اگرچہ نصیحت تو تمام کیلئے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ

اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اس میں ایک چراغ ہے وہ چراغ ایک

زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا

شیشہ کے قندیل میں ہے وہ قندیل ایسا ہے جیسے ایک چمکدار ستارہ ہو وہ چراغ بابرکت درخت سے روشن کیا جاتا ہو جو زیتون ہے یہ درخت

شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ

نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف، قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے اگرچہ اس کو آگ نہ چھوئے نور علی نور ہے،

یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۙ﴿۳۵﴾

اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی ہدایت دیتا ہے، اور لوگوں کے لئے اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

## نورِ ایمان یا نورِ وجود:

۳۵: اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ( اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے ) الله نور الاية کی نظیر بمع اس کے ارشاد مثل نورہ ویھدی اللہ لنورہٖ ۔تمہارا یہ قول ہے زید کرم وجود۔ پھر تم کہو ینعش الناس بکرمہ وجودہ زید تو نری سخاوت ہے لوگ اس کی سخاوت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔

مطلب یہ ہے ذو نور السمٰوت نمبر ا۔ آسمانوں کے نور والا ہے۔ اور آسمان وزمین کا نور حق ہے جس کو ظہور و بیان میں نور سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور [البقرۃ:۲۵۷] یعنی باطل سے حق کی طرف نکال لاتے ہیں۔ آسمان وزمین کی طرف نور کی اضافت وسعت چمک اور روشنی کے پھیلنے کی وجہ سے ہے۔ یہاں تک کہ اس سے آسمان وزمین روشن ہیں۔ نمبر۲۔ اور یہ جائز ہے کہ اس سے مراد اھل السمٰوت والارض مراد لئے جائیں کیونکہ وہ اس روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ (اور اس کے نور کی مثال) جو اپنی روشنی میں عجیب طرح کا ہے۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: مثل نورہ اس کے نور کی مثال یعنی وہ نور جس سے مسلمان کو ہدایت بخشی ہے۔

قراءت: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مثل نورہ فی قلب المؤمن کمشکاۃ اور ابی رضی اللہ عنہ کی قراءت میں مثل نورہ المؤمن ہے۔

كَمِشْكٰوةٍ (ایک طاقچہ کی طرح ہے) طاقچہ جیسی حالت ہے اور وہ دیوار میں ایسا روشندان جو باہر کو نہ کھلے۔ فِیْهَا مِصْبَاحٌ (اس میں دیا ہو) بہت بڑا دیا چمکدار دیا۔ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ (دیا شیشے میں ہو) یعنی فی قندیل من زجاج۔ شیشے کے چراغ دان میں ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: شامی نے زاء کے کسرہ سے پڑھا ہے۔
اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ (شیشے کا فانوس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک موتی جیسا تارا ہے) دری بمعنی روشن۔ یاء کی تشدید اور دال کی ضم سے پڑھا گیا اور در کی طرف نسبت کی گئی ہے اس کی روشنی کی صفائی اور زیادتی کی وجہ سے۔
قراءت: ابوبکر اور علی نے کسرہ اور ہمزہ سے پڑھا ہے۔ گویا کہ وہ اپنی روشنی سے اندھیرے کو بھگاتا ہے۔ اور ضمہ اور ہمزہ کے ساتھ ابوبکر و حمزہ نے پڑھا۔ انہوں نے آب و تاب میں روشن ستاروں میں سے ایک سے تشبیہ دی ہے مثلاً مشتری، زہرہ، وغیرہ۔
یُّوْقَدُ (روشن ہوتا ہے)
قراءت: تُوْقَدُ تخفیف کے ساتھ حمزہ، علی، ابوبکر نے پڑھا ہے۔ یعنی وہ چراغ (الزجاجۃ) اور یوقد تخفیف کے ساتھ شامی اور نافع، حفص نے پڑھا ہے۔ تَوَقَّدَ مکی اور بصری نے پڑھا ہے یعنی یہ دیا (المصباح) مِنْ شَجَرَۃٍ (درخت سے) یعنی اس کے جلنے کی ابتداء زیتون کے درخت سے ہے یعنی اس کی بتی کو زیتون کے تیل سے سیراب کیا جاتا ہے۔ مُّبٰرَکَۃٍ (مبارک سے) جو بہت زیادہ منفعت بخش یا اس لئے کہ وہ ایسی زمین میں اگتا ہے جس میں جہان والوں کیلئے برکت دی ہے۔ ایک قول یہ ہے اس میں برکت اس طرح دی کہ ستر پیغمبر معبوث فرمائے جن میں ایک ابراہیم علیہ السلام ہیں۔
زَیْتُوْنَۃٍ (یعنی زیتون کا) یہ شجرۃ سے بدل ہے اس کی صفت لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ہے (نہ مشرقی ہے اور نہ مغربی) اس کے اُگنے کا مقام شام ہے۔ یعنی نہ وہ مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں بلکہ دونوں کے وسط میں ہے اور ملک شام ہے اور بہترین و عمدہ زیتون شام کا ہے۔
ایک قول یہ ہے وہ ایسے مقام پر زیتون واقع ہے کہ طلوع آفتاب کے وقت ہی اس پر شعاعیں نہیں پڑتی اور نہ ہی غروب کے وقت بلکہ صبح شام کے تمام اوقات میں اس پر شعاعیں پڑتی ہیں پس وہ درخت مشرقی بھی ہے اور مغربی بھی۔ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ (قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے) یعنی اس کا تیل وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ (اگرچہ اس کو آگ نہ چھوئے) اس میں تیل کی تعریف صفائی اور سفیدی میں فرمائی کہ وہ اپنی چمک کی وجہ سے بغیر آگ کے روشن ہوا چاہتا ہے۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ (وہ نور بالائے نور ہے) یعنی یہ نور جس کے ساتھ حق کو تشبیہ دی ہے یہ کئی گنا بڑھنے والا نور ہے۔ اور اس اضافہ میں طاقچہ، فانوس اور دیا اور زیتون کا تیل ایک دوسرے کے معاون بنے ہیں یہاں تک کہ ذرہ بھر کسر اس نور کے قوی ہونے میں باقی نہیں رہی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دیا جب ایک طاقچہ کی طرح تنگ مقام میں ہو تو اس کی روشنی مجتمع ہو جاتی ہے اور کھلے مقام پر دیا پڑا ہو تو روشنی پھیل کر مدہم پڑ جاتی ہے اور روشنی کے اضافہ میں سب سے بڑھ کر معاون چیز فانوس ہے اسی طرح زیتون کا صاف و شفاف تیل بھی روشنی میں معاون ہے۔

## ایک محسوس مثال:

مثال ایک محسوس، جانی پہچانی، جسم دار چیز کی پیش کی گئی نہ کسی بلند اور مشاہدہ اور معاینہ میں نہ آنے والی چیز کی ابوتمام صاحب الحماسہ نے جب مامون الرشید کی مدح میں کہا۔ عمرو کا اقدام اور حاتم کی سخاوت، احنف کا حلم اور ایاس کی ذکاوت جناب میں جمع ہے۔ اس کو لوگوں نے کہا جن لوگوں سے تو نے خلیفہ کو تشبیہ دی ہے خلیفہ تو ان سے بڑھ کر ہیں تو اس نے فی البدیہ یہ کہا۔ کم



BestUrduBooks.wordpress.com

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۟ۙ ۳۶

ایسے گھروں میں جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے ایسے لوگ صبح شام اللہ کی پاکی بیان کرتے

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۪ۙ یَخَافُوْنَ

ہیں جنہیں اللہ کی یاد سے، اور نماز پڑھنے سے، اور زکوۃ دینے سے، سوداگری اور خرید و فروخت کرنا غفلت میں نہیں ڈالتا، وہ اس دن سے

یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۟ۙ ۳۷ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَیَزِیْدَهُمْ

ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی، تاکہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا اچھے سے اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے انہیں

مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۳۸

اور بھی زیادہ دے اور اللہ جسے چاہتا ہے بلا حساب رزق دیتا ہے۔

مرتبہ لوگوں کے ساتھ خلیفہ کی مثال دینے پر تعجب مت کرو۔ سخاوت اور شجاعت کی منتشر مثالیں جو میں نے دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال ایک اقل چیز طاقچہ اور بتی سے دی ہے۔

یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ (اللہ تعالیٰ اپنے نور کے ذریعہ جس کو چاہتا ہے ہدایت یاب کر دیتا ہے) اس چمکدار نور کی طرف مَنْ یَّشَآءُ (جس کی وہ چاہتا ہے) اپنے بندوں میں سے یعنی اللہ تعالیٰ حق کو پا لینے کیلئے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے الہام فرماتا ہے۔ یا دلیل میں غور کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ (اور اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے) بات کو ان کے فہموں کے قریب تر کرنے کیلئے تاکہ وہ عبرت حاصل کر کے ایمان لائیں۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے ہیں) وہ ہر چیز کو کھول کر بیان کرتے ہیں جس چیز کا انسانوں کے علم میں آنا ممکن ہو۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: مثل نوری نور الله الذی هدی به المؤمن میرے نور کی مثال اللہ تعالیٰ کا وہ نور جس سے مؤمن کی راہنمائی فرمائی۔

قراءت: ابن مسعود رضی اللہ عنہ مثل نور ہ فیقلب المؤمن کمشکاۃ۔ وقرأ اُبَیّ مثل نور المؤمن۔

## فی بیوت کا تعلق مشکاۃ سے ہے:

۳۶: فِیْ بُیُوْتٍ (ایسے گھروں میں) یہ مشکوۃ سے متعلق ہے یعنی جیسا کہ طاقچہ جو کسی مسجد میں ہو۔ گویا اس طرح فرمایا مثل نورہٖ کماتری فی المسجد نور المشکاۃ التی من صفتها کیت و کیت اس کے نور کی مثال اس طرح ہے جیسا کہ تم مسجد میں اس طاقچے کی روشنی دیکھتے ہو جو طاقچہ ان ان صفات سے متصف ہے۔ یا نمبر۲۔ توقد سے متعلق ہے ای توقد فی بیوت وہ دیا گھروں میں جلایا جاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۳۔یسبح سے متعلق ہے ای یسبح له رجال فی بیوت اس کی تسبیح کچھ لوگ کرتے ہیں ایسے گھروں میں اور نمبر۱۔فیھا کالفظ باردیگر لایا گیا ہے اس سے تاکید مقصود ہے۔مثلاً زید فی الدار جالس فیھا۔ نمبر۲۔محذوف سے متعلق ہے ای سَبِّحُوْا فی بیوت تم ایسے گھروں میں تسبیح کرو۔اَذِنَ اللّٰہُ (اللہ تعالیٰ نے حکم دیا) اَنْ تُرْفَعَ (کہ ان کو بنایا جائے۔) جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: واذیرفع ابراھیم القواعد [البقرہ:۱۲۷] نمبر۲۔تعظیم کرنے کا حکم دیا اس صورت میں یہ الرفعۃ سے لیا جائے گا۔

قول حسن رحمۃ اللہ علیہ: اللہ تعالیٰ نے تعمیر میں بلندی کا حکم نہیں دیا بلکہ تعظیم میں بلندی کا حکم دیا۔وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ (ان میں ذکر کیا جائے اس کے نام) اس میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔نمبر۲۔ہر ذکر کیلئے یہ عام ہے۔

## صالحین کی صفات کا تذکرہ:

یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (صبح و شام ان مساجد میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں) یعنی اس کے لئے اس میں صبح کے وقت نماز فجر اور شام کو ظہر، عصر اور مغرب وعشاء پڑھتے ہیں۔

نکتہ: غدوٌ کا لفظ واحد لایا گیا کیونکہ اسوقت میں پڑھی جانے والی نماز ایک ہے اور اصال میں کئی نمازیں ہیں اور اصال جمع اُصُل کی ہے اور اُصُل جمع اصیل کی ہے اور پچھلے پہر کو کہا جاتا ہے۔

۳۷: رِجَالٌ (ایسے مرد) یہ یسبح کا فاعل ہے۔

قراءت: شامی، ابوبکر نے یُسَبَّحُ پڑھا ہے، اور اس کا اسناد تینوں ظروف میں سے کسی ایک کی طرف کیا جاتا ہے میری مراد لہ، فیھا بالغدو ہے اور رجال مرفوع ہے۔اس بناء پر جس پر یسبح دلالت کرتا ہے ای یسبح له۔لَّا تُلْھِیْھِمْ (ان کو غافل نہیں کرتی) تِجَارَۃٌ (کوئی تجارت) حالت سفر میں وَّ لَا بَیْعٌ (اور خرید وفروخت) گھر موجودگی میں۔ایک قول التجارۃ اسم جنس ہے مطلقاً خریدنا مراد ہے خواہ کسی نوع کا ہو۔ایک اور قول بیع کو تجارت کے بعد خاص طور پر ذکر کیا حالانکہ تجارت میں یہ شامل ہے کیونکہ بیع شراء کی نسبت غفلت میں زیادہ مبتلا کرنیوالی ہے۔اس لئے کہ نفع بخش بیع میں نفع یقینی ہے اور شراء تو گمان نفع کا ہے۔

عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کی یاد سے) خواہ دل کے ساتھ ہو خواہ زبان سے وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ (اور نماز کے قائم کرنے سے) نماز کی اقامت سے۔اقامۃ میں تاء اس الف کے عوض میں ہے جو تعلیل کی وجہ سے ساقط ہوئی ہے یہ اصل میں اقواما تھا۔جب واؤ کو الف سے بدلا تو دو الف جمع ہوئے ایک التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا پس اقاما باقی رہا محذوف کے بدلے تاء کو لائے۔جب مضاف کیا تو اضافت کو قائم مقام تاء کے لائے اور تاء کو ساقط کر دیا۔

وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ (زکوٰۃ کی ادائیگی سے) ای عن ایتاء الزکاۃ مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی تجارت نہیں کہ جو ان کو غافل کر دے جیسا اولیائے عزلت۔نمبر۲۔خرید وفروخت کے دوران بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہیں اور جب نماز کا وقت آجائے تو بوجھ محسوس کرنے کے بغیر فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں جیسا کہ اولیائے عشرت ہیں۔

یَخَافُوْنَ یَوْمًا (وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں) یعنی قیامت کا دن۔

نحو: یہ تلھیھم کی ضمیر سے حال ہے یا نمبر۲۔رجال کی صفت ثانی ہے۔تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ (جس میں بہت سے دل اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَآءَهٗ

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت ہو جسے پیاسا آدمی پانی سمجھ رہا ہو، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا

لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ

تو اس کو کچھ بھی نہ پایا۔ اور اس نے وہاں اللہ کی قضاء کو پا لیا سو اللہ نے اس کا حساب پورا کر دیا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے یا

كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا

جیسے کسی گہرے سمندر کے اندرونی حصہ میں اندھیریاں ہوں جسے موج نے ڈھانک رکھا ہو اس کے اوپر ایک موج ہو اس کے اوپر بادل ہو، اندھیریاں ہیں ان میں سے بعض

فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾

بعض کے اوپر ہیں۔ جب اپنے ہاتھ کو نکالے تو اسے نہ دیکھ پائے۔ اور جس کے لئے اللہ نور مقرر نہ فرمائے سو اس کے لئے کوئی نور نہیں۔

آنکھیں پلٹ جائیں گی) اس وجہ سے کہ دل حلق کو پہنچ جائیں گے۔ وَالْاَبْصَارُ (اور آنکھیں) پتھرانے کی وجہ سے یا نیلگوں کی کے سبب نمبر۲۔ دل ایمان کی طرف پلٹ آئیں گے حالانکہ وہ پہلے کفر کرتے تھے۔ اور آنکھیں کھلے طور پر معائنہ کریں گی اس کے باوجود کہ وہ پہلے سرکشی کی وجہ سے انکاری ہونگی جیسا کہ دوسرے ارشاد میں ہے فکشفنا عنك غطائك فبصرك اليوم حديد [ق:۲۲]

۳۸: لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (تا کہ اللہ تعالیٰ ان کا بہترین بدلہ عنایت کرے اور اپنے فضل سے اس سے زائد بھی عنایت فرمائے) یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے اور ڈرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا بہترین بدلہ عنایت فرمائے یعنی تا کہ ان کو دوگنا ثواب سے بدلہ دے۔ ویزیدھم (اور اس میں اضافہ فرمائے) عمل پر مقررہ ثواب پر بطور فضل اضافہ فرمائے۔ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب رزق دیتے ہیں) یعنی جس کو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں ایسا ثواب دیتے ہیں جو دیگر مخلوق کے حساب میں داخل نہیں ہوتا یہ تو اللہ تعالیٰ کے نور سے ہدایت یافتہ کی صفات ہیں۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے گمراہی کو وطیرہ بنالیا انکا تذکرہ اگلی آیت میں فرمایا ہے۔

## کفار کے اعمال کی دو مثالیں:

۳۹: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ (اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے اعمال سراب کی طرح ہیں) سراب دوپہر کے وقت چلچلاتی دھوپ میں چمکتی ہوئی ریت جو پانی کا سیلاب معلوم ہوتا ہے۔ بِقِيْعَةٍ یہ قاع یا بقاع کی جمع ہے ہموار میدان جیسا کہ جیرۃ و جار۔ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ (گمان کرتا ہے اس کو پیاسا) مَآءً حَتّٰٓي اِذَا جَآءَهٗ (پانی یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے) یعنی وہ اس کی طرف آیا جس کو اس نے پانی خیال کیا۔ لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا (اس نے کچھ بھی نہ پایا) جیسا اس نے گمان کیا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ (اور اس نے اللہ تعالیٰ کو پایا) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے بدلے کو پایا جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا یجد الله



BestUrduBooks.wordpress.com

غفورًا رحیمًا [النساء:۱۱۰] یعنی وہ اس کی مغفرت اور رحمت کو پائے گا۔ عِنْدَهٗ (اپنے پاس) ہٗ کا مرجع کافر ہے (کافر کے پاس) فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ (پس اس نے پورا پورا دے دیا اس کا حساب) اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دے دیا۔

سوال: والذین کفروا میں جمع لائے اور یہاں ضمائر واحد ذکر کیں؟

جواب: ہر ہر کافر کا لحاظ کر کے ضمیر واحد لائے۔

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (اور اللہ جلد حساب لینے والے ہیں) کیونکہ اس کو شمار وحساب کی محتاجی نہیں اور ایک حساب اس کو دوسرے کے حساب سے مشغول نہیں کر سکتا۔ نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ کا حساب قریب ہے کیونکہ ہر آنے والا قریب ہے۔

## حاصلِ آیت:

اس آیت میں اس شخص کے اعمال کو جو ایمان نہ رکھتا ہو اور نہ اعمال صالحہ میں طریق حق کی پیروی کرتا ہو مگر ان اعمال صالح پہ خوش گمانی رکھتا ہو کہ وہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کام دیں گے اور اس کے عذاب سے نجات کا باعث ہونگے پھر آخرت میں اس کی امید بھر نہ آئے بلکہ اس کے اندازے کے خلاف واقع ہو۔ سراب سے تشبیہ دی جس کو کافر میدانِ حشر میں دیکھے گا۔ اور قیامت کے دن کی پیاس اس پر چھا چکی ہوگی وہ اس کو پانی سمجھ کر اس کی طرف جائے گا۔ تو وہاں اپنی امید کو بار آور نہ پائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کو وہاں پائے گا۔ جو اسے پکڑ کر جہنم کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے۔ اور گرم پانی اور غساق پلائیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا گیا۔ عاملة ناصبة [الغاشیۃ:۳] دوسری آیت میں وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا [الکھف:۱۰۴]

ایک قول: یہ آیت عتبہ بن ربیعہ بن امیہ کے متعلق اتری۔ اس نے زمانۂ جاہلیت میں دین حق کی تلاش میں رہبانیت اختیار کر لی تھی جب اسلام آیا تو اس نے انکار کر دیا۔

۴۰: اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ (یا ان کے اعمال اندھیروں کی طرح ہیں جو سمندر میں ہوں) یہاں آو کا لفظ اسی طرح ہے جیسا کہ: او کصیب [البقرہ:۱۹] میں ہے۔ لُّجِّيٍّ (جو گہرا ہو) بہت زیادہ پانی والا گہرا۔ یہ اللُّج سے اسم منسوب ہے۔ لُجّ پانی کا وہ حصہ جہاں پانی زیادہ ہو۔ يَّغْشٰهُ (ڈھانپے اس کو) یعنی سمندر کو ڈھانپے یا اس شخص کو ڈھانپے اور اس پر غالب آجائے اور اس پر چھا جائے۔ مَوْجٌ (موج) پانی کی اٹھنے والی لہر مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ (اس موج کے اوپر موج ہو) مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ (اور اس کے اوپر پانی ہو) اوپر والی موج پر بادل ہو ظُلُمٰتٌ (اندھیرے) یعنی یہ اندھیرے ہیں۔ نمبر۱۔ بادل کا اندھیرا نمبر۲۔ موج کا اندھیرا نمبر۳۔ سمندر کا اندھیرا۔ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ (جو ایک دوسرے کے اوپر ہیں) لہر کا اندھیرا سمندر کے اندھیرے پر اور لہر کا اندھیرا دوسری لہر پر اور پھر بادل کا اندھیرا موج پر چھایا ہوا ہے۔

اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ (جب وہ اپنا ہاتھ نکالتا ہے) وہ شخص جو سمندر میں گرنے والا ہے۔ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا (وہ اپنے ہاتھ کو دیکھنے کے قریب بھی نہیں) یہ نہ دیکھنے میں مبالغہ ظاہر کرنے کیلئے فرمایا مطلب یہ ہے کہ وہ دیکھنا تو درکنار دیکھنے کے قریب بھی نہیں۔

فَائِدَہ: ان کے اعمال کو اولاً نفع کے حاصل نہ ہونے بلکہ نقصان دہ ہونے کو سراب سے تشبیہ دی۔ اس کو وہ شخص قطعاً کام نہ آئے گا جس نے اس کو دور سے دھوکا دیا اور نہ ہی وہ اس کی رسوائی و ناکامی کیلئے کافی ہوگا۔ اگرچہ دوسرے کو جس طرح سراب سے کوئی



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالطَّيۡرُ صٰٓفّٰتٍ ‌ؕ كُلٌّ قَدۡ

اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ سب اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور پرندے جو پر پھیلائے ہوئے ہیں ہر ایک نے

عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسۡبِيۡحَهٗ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ ۚ

اپنی نماز اور تسبیح کو جان لیا ہے۔ اور جن کاموں کو لوگ کرتے ہیں اللہ انہیں جانتا ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے ملک ہے آسمانوں کا اور زمین کا

وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزۡجِىۡ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيۡنَهٗ ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى

اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادل کو چلاتا ہے۔ پھر بادلوں کو باہم ملا دیتا ہے پھر اس کو تہ بہ تہ بنا دیتا ہے۔ پھر اے مخاطب

الۡوَدۡقَ يَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ‌ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ جِبَالٍ فِيۡهَا مِنۡۢ بَرَدٍ فَيُصِيۡبُ

تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان سے نکل رہی ہے۔ اور بادل سے یعنی بادل کے بڑے بڑے ٹکڑوں میں سے جو پہاڑ کی طرح ہیں اولے برساتا ہے پھر ان کو جس پر

بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَصۡرِفُهٗ عَنۡ مَّنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرۡقِهٖ يَذۡهَبُ بِالۡاَبۡصَارِ ﴿۴۳﴾

چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ان کو ہٹا دیتا ہے، قریب ہے کہ اس کی بجلی کی روشنی آنکھوں کو ختم کر دے۔

فائدہ نہ ہوا اس کو بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اس نے زبانیہ کو وہاں پالیا جو اس کو کھینچ کر آگ کی طرف لے جائیں گے۔ دوسری مرتبہ اس کے اعمال کو اندھیرے اور سیاہی میں تشبیہ دی۔ کیونکہ وہ اعمال باطل ہیں۔ اور نور حق سے خالی ہونے کو ظلمات سے تشبیہ دی۔ ایسے اندھیرے جو تہ بہ تہ ہوں جیسے موج بحر کا اندھیرا۔ امواج وسحاب کے اندھیرے۔ وَمَنۡ لَّمۡ يَجۡعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ (اور جس کو اللہ تعالیٰ نے روشنی عنایت نہ فرمائی ہو اس کو روشنی نہیں مل سکتی) جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دیں وہ ہدایت نہیں پا سکتا۔

## قولِ زجاج رحمۃ اللہ علیہ:

حدیث میں ہے کہ: خلق الله الخلق فى ظلمة ثم رش عليهم من نوره فمن اصابه من ذلك النور اهتدى ومن اخطاه ضل۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا۔ پھر اپنا کچھ نور اس پر ڈال دیا پس جس پر اس نور کا کوئی چھینٹا پڑ گیا وہ ہدایت یاب ہو گیا۔ اور جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔

۴۱: اَلَمۡ تَرَ (کیا آپ نے نہیں دیکھا) کیا تمہیں معلوم نہیں اے محمد ﷺ ایسا علم جو معائنہ کی طرح یقینی ہو۔ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالطَّيۡرُ صٰٓفّٰتٍ (کہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے بھی اس حال میں کہ وہ اپنے پر پھیلائے ہوتے ہوں)

نحو: الطیرُ کا عطف مَن پر ہے۔ اور صافات یہ الطیر سے حال ہے یعنی اس حال میں کہ وہ ہوا میں اپنے پر پھیلائے ہوں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ (ان میں سے ہرایک اپنی دعا اور تسبیح سے واقف ہے) علم میں ضمیر کل کی طرف راجع ہے۔ یا اللہ کی طرف راجع ہے۔ اسی طرح صلاتہ اور تسبیحہ کی ضمیروں کے دونوں مرجع بن سکتے ہیں۔

الصلاۃ بمعنی دعا۔ اس میں کوئی بعید بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ پرندوں کو ان کی دعا و تسبیح الہام کرتا ہو جیسا کہ ان کو دیگر دقیق علوم الہام کرتا ہے جن کو عقلاء کی عقل بھی دریافت نہیں کرسکتی۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کو جاننے والے ہیں) اس کے علم سے کوئی چیز مخفی نہیں۔

۴۲: وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے آسمان و زمین) کیونکہ وہ ان کا خالق ہے اور کسی چیز پر تملیک یہ مالکیت ہی کا اثر ہے۔ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ (اور اللہ تعالیٰ کی طرف تمام نے لوٹنا ہے۔)

۴۳: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا (کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کو ہنکاتا ہے) وہ چلا کر بھیجتا ہے جہاں وہ ارادہ فرماتا ہے۔

نحو: سحابًا یہ جمع سحابۃ کی ہے اس کی دلیل ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ (پھر ان کو جوڑتا ہے) ثم یولف بینہٗ میں ہٗ کی ضمیر کو لفظ کا لحاظ کر کے مذکر لایا گیا ہے یعنی ان کو ایک دوسرے سے ملا کر یکجا کرتا ہے۔ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا (پھر اس کو تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے) تہہ بہ تہہ ایک دوسرے کے اوپر فَتَرَى الْوَدْقَ (پھر تم بارش کو دیکھتے ہو) يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ (اس کے شگافوں سے نکلتی ہے) اس کے پھٹے ہوئے اور نکلنے کے مقامات سے۔ یہ خلل کی جمع ہے جیسے جبال جمع جبل کی ہے وَيُنَزِّلُ (اور وہ اتارتا ہے)۔

قراءت: يُنْزِلُ مکی و بصری نے پڑھا ہے۔

مِنَ السَّمَآءِ (آسمان سے)

نحو: من ابتدائے غایت کیلئے ہے۔ کیونکہ اتارنے کی ابتداء آسمان سے ہوتی ہے۔ مِنْ جِبَالٍ (پہاڑوں سے)

نحو: من تبعیضیہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو آسمان کے بعض پہاڑوں سے اتارتے ہیں۔

فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ (ان میں جو اولے ہیں) یہ من بیانیہ ہے۔ نمبر۲۔ اول دونوں من ابتدائیہ اور یہ من تبعیض کیلئے اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔ بیشک وہ اللہ تعالیٰ اولے اتارتا ہے آسمان سے پہاڑوں سے جو اس آسمان میں سے ہیں۔ اول صورت میں يُنَزِّلُ کا مفعول من جبال ہے۔ یعنی بعض پہاڑ اور معنی یہ ہوگا بعض پہاڑ جن میں اولے ہیں آسمان میں اولوں کے پہاڑ قدرت کیلئے بعید و مشکل نہیں جیسے کہ زمین میں پتھر کے پہاڑ۔

نمبر۳۔ پہاڑوں کے تذکرہ سے کثرت مراد ہے جیسا کہا جاتا ہے فلان یملك جبالاً من ذهب کہ فلاں کثیر دولت کا مالک ہے۔ یعنی آسمان سے کثرت سے اولے برساتا ہے۔ فَيُصِيْبُ بِهٖ (پس وہ اولے پہنچا دیتا ہے) یعنی وہ اولے مَنْ يَّشَآءُ (جس کو وہ چاہتا ہے) جس انسان اور اس کی کھیتی پر گرانا چاہتا ہے۔ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ (اور جس سے چاہتا ہے پھیر لیتا ہے) پس وہ اس پر نہیں گراتا۔ نمبر۲ جس کو چاہتا ہے وہ سزا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اس سے اسکو سزا نہیں دیتا۔ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ (قریب ہے کہ اسکی بجلی کی چمک) سنا روشنی کو کہتے ہیں۔ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ (آنکھوں کو جھپٹ لے) اچک لے اسکے ذریعہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ

اور اللہ رات اور دن کو بدلتا ہے اس میں ضرور عبرت ہے آنکھ والوں کے لئے۔ اور اللہ نے ہر چلنے والے جاندار کو

دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ

پانی سے پیدا فرمایا پھر ان میں بعض وہ ہیں جو پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾

اور بعض وہ ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

قراءت: یزید نے یاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ بہٖ یُذْھِب۔

۴۴: يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ (اللہ تعالیٰ دن اور رات کو الٹ پلٹ کرتا ہے) لمبائی اور چھوٹائی کے مختلف ہونے کے ساتھ پھیرتا ہے ایک دوسرے کے پیچھے آنا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ (بیشک اس میں) بادلوں کے اس ملنے اور بارش اور سردی کے اتارنے، دن اور رات کے آنے جانے میں نشانیاں ہیں۔

لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ (البتہ عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے) عقل مندوں کیلئے۔

## آیات کا ربط:

ربوبیتِ باری تعالیٰ پر دلائل ذکر فرمائے۔ نمبر۱۔ آسمان و زمین میں ان کی تسبیح کا ذکر کیا۔ نمبر۲۔ جو ان کے مابین اڑنے والے ہیں ان کا تسبیح کرنا اور اس سے دعا کرنا مذکور ہوا۔ نمبر۳۔ بادلوں کو مسخر کرنا الی آخرہٖ یہ وجود باری تعالیٰ پر واضح دلائل ہیں اور غور و تدبیر کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ کی صفات کو واضح کرنے والے نشانات ہیں۔ پھر ایک اور دلیل اس انداز سے ذکر فرمائی۔

۴۵: وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ (اور اللہ ہی نے ہر چیز کو پیدا کیا)

قراءت: حمزہ و علی نے خالق کل پڑھا ہے۔

## دابہ کی مراد:

دَآبَّةٍ (ہر حیوان کو جو زمین پر رینگتا ہے) مِّنْ مَّآءٍ (پانی سے) نمبر۱۔ ایک خاص نوع کے پانی سے جو اس دابہ کے ساتھ خاص تھا۔ نمبر۲۔ ماء مخصوص یعنی نطفہ ہے۔ پھر نطفہ سے تخلیقات میں بعض کو کیڑے مکوڑے اور بعض کو چوپائے اور بعض کو انسان بنا دیا۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا یسقیٰ بماءٍ واحدٍ ونفضل بعضھا علی بعض فی الاکل [الرعد:۴]

## طریقِ استدلال:

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا کوئی خالق و مدبر ہے ورنہ ایک اصل سے یہ مختلف کیسے بن گئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وجہ فرق: اس آیت میں ماء کونکرہ لائے جبکہ دوسری آیت وجعلنا من الماء کل شیئ حیّ [الانبیاء:۳۰] میں الماء معرفہ لایا گیا ہے؟

جواب : کیونکہ اس جگہ مقصود یہ تھا کہ حیوانات کی تمام اجناس کو جنس ماء سے پیدا فرمایا گیا ہے اور وہی ان کی اصل ہے اگر چہ ان کے درمیان بہت سے وسائط ہیں۔

## قول بعض علماء:

نمبر ا۔ اولاً اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا فرمایا پھر اس سے آگ پیدا فرمائی اور ہوا اور مٹی۔ پھر نار سے جنات کو پیدا فرمایا۔ اور ریح سے ملائکہ اور مٹی سے آدم اور دیگر دوائب الارض کو پیدا فرمایا۔ جب دابہ کا لفظ ممیز اور غیر ممیز تمام کو شامل ہے پھر تمیز والوں کو غلبہ دیکر بقیہ پر وہی حکم لگا دیا۔ گویا تمام دواب تمیز والے ہیں اسی لئے فرمایا۔

## پیٹ پر چلنے والے جاندار:

فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ (پس ان میں سے بعض وہ ہیں جو پیٹ کے بل چلتے ہیں) جیسے سانپ، مچھلی، نمبرا۔ اس میں پیٹ کے بل رینگنے کو استعارۃً مشی سے تعبیر فرمایا جیسا کہ امر مستمر میں کہا جاتا ہے قدمشی هذاالامر ۔ نمبر۲۔ بطریق مشاکلت فرمایا کیونکہ زاحف کو ماشی کے ساتھ ذکر کیا گیا تھا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ (اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو دو ٹانگوں پر چلتے ہیں) مثلاً انسان، پرندے وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعٍ (اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو چار ٹانگوں پر چلتے ہیں۔) مثلاً بہائم ۔

## ترتیب عجیب:

اولاً ان کو لائے جو قدرت میں زیادہ فائق ہیں۔ اور وہ وہی ہیں جو آلہ مشی کے بغیر چلتے ہیں مثلاً ٹانگیں وغیرہ پھر دوسرے نمبر پر دو ٹانگوں پر چلنے والے پھر چار ٹانگوں پر چلنے والے۔ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں) جس طرح چاہتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے) کوئی چیز اس پر مشکل نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴۶﴾ وَیَقُوْلُوْنَ

واقعی بات یہ ہے کہ ہم نے ایسی آیات نازل کی ہیں جو بیان کرنے والی ہیں، اور اللہ جسے چاہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے، اور وہ لوگ کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ

کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرماں بردار ہیں پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فریق روگردانی کر لیتا ہے، اور یہ لوگ

اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ

مؤمن نہیں ہے، اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرما دے تو ان میں کا ایک فریق

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ ؕ اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ

اسی وقت پہلو تہی کرلیتا ہے، اور اگر ان کا کوئی حق ہو تو اس کی طرف فرمانبردار بنے ہوئے چلے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں مرض ہے یا

ارْتَابُوْٓا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

انہیں شک ہے یا انہیں اس بات کا خوف ہے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کریں گے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ یہی لوگ ظالم ہیں۔

۴۶: لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (تحقیق ہم نے واضح آیات نازل کی ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کی چاہتے ہیں راہنمائی فرماتے ہیں) اپنی مہربانی اور مشیت سے اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (سیدھے راستہ کی طرف) دین اسلام کی طرف جو کہ جنت کی طرف پہنچانے والا ہے۔ پس یہ آیات تو اس کی حجت ودلیل کو لازم کرنے کیلئے ہیں۔

## تین گروہ:

۴۷: جب آیات کے اتارنے کا ذکر ہو چکا اب اس کے بعد لوگوں کے تین گروہوں میں بٹ جانے کا ذکر کیا۔ نمبر۱۔ ایک جماعت نے ظاہراً ان آیات کی تصدیق اور باطناً تکذیب کی یہ منافق کہلائے دوسری جماعت نے ظاہر و باطن سے تصدیق کی یہ مخلصین کی جماعت ہے نمبر۳۔ تیسرا گروہ اس نے ظاہر و باطن میں تکذیب کی یہ کافر ہیں۔ اسی ترتیب سے تذکرہ آرہا ہے ارشاد فرمایا۔ وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ (وہ اپنی زبانوں سے آمنا باللہ وبالرسول کہتے ہیں۔) وَاَطَعْنَا (اور ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی) ثُمَّ یَتَوَلّٰی (پھر ایک جماعت اللہ تعالیٰ اس کے رسول کے حکم کو ماننے سے گریزاں ہے۔) فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ (اس اقرار کے بعد) امنا باللہ و بالرسول و اطعنا۔ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ (حالانکہ وہ مؤمن نہیں ہیں) یعنی مخلص نہیں اس کہنے والوں کے قول امنا اطعنا کی طرف اشارہ ہے فقط اس فریق کی طرف اشارہ نہیں جو معرض ہے اس میں اس بات کی اطلاع دی گئی ہے کہ ان تمام کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ جس کا سبب ان کا غلط اعتقاد اور اعراض ہے۔ اگرچہ اعراض والی حرکت بعض سے سرزد ہوتی ہے مگر اعراض پر پورا طبقہ راضی اور خوش ہوتا ہے (اور رضاء بالکفر بھی کفر ہے۔)



BestUrduBooks.wordpress.com

۴۸: وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ( اور جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی جاتی ہے ) رسول اللہ ﷺ کی طرف۔ یہ اس طرح ہے جیسا کہتے ہیں۔ اعجبنی زیدٌ و کرمہ مراد اس سے کرم زید ہے مجھے زید کی سخاوت پسند ہے۔ لِیَحْكُمَ ( تا کہ وہ فیصلہ کریں۔ ) رسول ﷺ بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (ان کے مابین تو اسی وقت ان کی ایک جماعت منہ موڑنے والی ہے ) اچانک ایک گروہ اعراض کر جاتا ہے۔

شانِ نزول: یہ بشر منافق اور اس کے مخالف یہودی کے متعلق نازل ہوئی جبکہ دونوں کا ایک قطعۂ زمین پر جھگڑا ہوا۔ یہودی اس کو رسول ﷺ کی خدمت میں لے جانے کی کوشش کر رہا تھا اور منافق کعب بن اشرف یہودی کے پاس لے جانا چاہتا تھا۔ اور کہتا محمد (ﷺ) ہم پر ظلم کریں گے (نعوذ باللہ)

۴۹: وَاِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ ( اور اگر واقعی ان کا حق ہوتا ) جب ان کا حق دوسرے پر لازم ہوتا۔ یَاْتُوْٓا اِلَیْهِ (تو رسول (ﷺ) کی طرف آتے۔ ) مُذْعِنِیْنَ ( دوڑتے ہوئے )۔

نحو: یہ حال ہے۔ اور اطاعت میں جلدی کرتے ہوئے تا کہ اپنا حق طلب کریں اس لئے نہیں کہ آپ کے فیصلہ پر راضی ہوں۔

قول زجاج: الاذعان تیزی جس میں طاعت ہو۔ مطلب یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ آپ تو خالص حق اور ترا عدل قائم فرمائیں گے۔ اس لئے آپ سے فیصلہ کرانے سے اعراض کرتے ہیں کیونکہ انہیں حق قبول کرنا پڑے گا۔ اور آپ ان کے مخالف کا حق ان سے چھین کر حقدار کے حوالے کریں گے۔ اور جب ان کا اپنا حق بنتا ہو اور مخالف ناحق پر ہو تو جلدی سے آپ کی طرف آتے ہیں۔ اور آپ کے فیصلہ میں سے ان کو اتنی بات پسند ہے کہ ان کا حق آپ ان کے مخالف سے لے کر انہیں دلائیں بس۔

## اعراض کی تین وجوہ:

۵۰: اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ یَخَافُوْنَ ( کیا ان کے دلوں میں کوئی بیماری ہے یا وہ شک میں پڑ گئے ہیں ) یا وہ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ( یہ اندیشہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان کی حق تلفی کرے گا ) آپ کے فیصلہ سے اعراض کے معاملہ کو تقسیم کیا اور تین وجوہ بیان فرمائے۔ نمبر ۱۔ جبکہ فیصلہ ان کے خلاف جاتا ہو۔ کہ اولاً تو ان کے دل بیمار ہیں۔ ان میں منافقت بھری ہے۔ نمبر ۲۔ یا آپ کے معاملۂ نبوت میں شک کرنے والے ہیں۔ نمبر ۳۔ یا پھر آپ کی طرف سے حق تلفی کا خدشہ ہے۔ پھر اس تیسری صورت کو باطل قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ( بلکہ یہی لوگ ظالم ہیں ) یعنی ان کو یہ خطرہ نہیں کہ ان کی حق تلفی ہوگی کیونکہ وہ آپ کی حالت سے واقف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ظالم ہیں اور صاحب حق کا حق مار کر ظلم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کی مجلس میں یہ کرایا نہیں جاسکتا اسی وجہ سے آپ کے ہاں فیصلہ لے جانے سے کتراتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا

جب مومنین کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے تو ان کا کہنا یہی ہوتا ہے

سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ

کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا۔اور یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں، اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے

وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾

اوراس کی نافرمانی سے بچے ،سو یہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

۵۱: إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ ( مسلمانوں کا قول ) قول حسن رحمۃ اللہ: نحو: قولُ کا لفظ رفع سے پڑھا جائے گا۔ مگر نصب زیادہ قوی ہے کیونکہ دونوں اسموں میں سے پہلا تعریف میں دوسرے کی نسبت زیادہ مشغول ہونا چاہیے یہاں ان یقولوا جو کہ دوسرا اسم ہے وہ زیادہ مشغول ہے۔قول المؤمنین کی بجائے۔ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ ( جبکہ ان کو اللہ اوراس کے رسول کی طرف کسی فیصلہ کے لئے بلایا جاتا ہے ) تا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں۔

قراءت: یزید نے لِیُحکم پڑھا ہے تا کہ ان کا فیصلہ کیا جائے۔ بَيْنَهُمْ (ان کے مابین) اس فیصلہ کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے ان پر اتارا ہے۔ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا (بس یہ ہوتا ہے کہ وہ کہہ دیتے ہیں) ہم نے آپ کا ارشاد سنا۔ وَأَطَعْنَا (اور آپ کا حکم مانا) وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (وہ وہی کامیاب ہیں)۔مفلح کا معنی فائز ہے۔

۵۲: وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ ( جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے ) اپنے فرائض میں وَرَسُولَهُ (اور اس کے رسول کی) ان کے طرق میں وَيَخْشَ اللَّهَ (اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے) اپنے گزشتہ گناہوں کے سلسلہ میں وَيَتَّقْهِ (اور وہ تقویٰ اختیار کرے) زمان مستقبل میں۔ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ (وہی کامیاب ہونے والے ہیں)

نکتہ: کسی بادشاہ نے پوچھا کہ قرآن مجید میں کافیہ آیت کونسی ہے تو جواباً ان کو یہ آیت پڑھ کر سنائی گئی۔ واقع میں یہ آیت کامیابی کے تمام اسباب کو جمع کرنے والی ہے۔

قراءت: وَيَتَّقْهُ ہاء کے سکون سے پڑھنا ابو عمرو، ابوبکر نے بنسبت وقف درست قرار دیا ہے اور حفص نے قاف کے سکون، کسرہ ہاء سے اور قاف اور ہاء کے کسرہ سے دوسروں نے پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ

اور انہوں نے خوب مضبوطی کے ساتھ قسم کھائی کہ اگر آپ انہیں حکم دیں گے تو وہ ضرور نکل جائیں گے، آپ فرما دیجئے کہ قسم نہ کھاؤ فرماں برداری

مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۵۳ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ

پہچانی ہوئی ہے۔ بلاشبہ اللہ ان کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ

سو اگر تم روگردانی کرو گے تو رسول کے ذمہ وہ ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا تم پر بار رکھا گیا اور اگر تم نے ان کی فرماں برداری کی تو ہدایت پانے والے بن

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۵۴

جاؤ گے۔ اور رسول کے ذمہ صرف واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔

## منافقین کا طرزِ عمل:

۵۳: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی پختہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں) منافقین نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پکی قسمیں اٹھائیں ان کو جھد اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے اپنی پوری کوشش ان میں صَرف کر دی۔ جھد یمینہ کو جھد نفسہ کیلئے بطور استعارہ استعمال کیا گیا۔ جبکہ وہ اس میں اپنی پوری وسعت و کوشش صرف کر دے اور یہ اسی وقت ہے جب وہ قسم میں مبالغہ کرے اور اس کی پختگی و تاکید میں انتہاء کر دے۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: جس شخص نے اپنی قسم کے ساتھ باللہ کہا اس نے اپنی قسم کو انتہائی مضبوط کر دیا۔ اور اصل کلام اس طرح ہے اقسم جھد الیمین ای اقسم یجھد الیمین جھداً فعل کو حذف کر کے مصدر کو مقدم کر دیا اور اس کی جگہ رکھ کر مفعول کی طرف مضاف کر دیا۔ جیسا اس ارشاد میں ہے فضرب الرقاب [محمد:۴] اس منصوب کا حکم حال والا ہے گویا اس طرح کہا گیا جاھدین ایمانھم اس حال میں کہ وہ اپنی قسموں میں کوشش کرنے والے ہیں۔

لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ (اگر آپ ہمیں حکم دیں گے تو ہم ضرور نکل کھڑے ہونگے) یعنی اگر ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کی طرف نکلنے کا حکم دیں گے تو ہم ضرور جائیں گے یا اگر ہمیں ہمارے گھروں سے نکلنے کا حکم دیں گے تو ہم ضرور نکل جائیں گے۔ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا (آپ ان سے کہہ دیں تم قسمیں مت اٹھاؤ) جھوٹی قسمیں نہ اٹھاؤ کیونکہ وہ گناہ کبیرہ ہیں۔ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ (تمہاری فرمانبرداری معلوم ہے) اس جھوٹے ایمان سے کھلی خالص اطاعت زیادہ اولیٰ اور بہتر ہے۔

نَحو: یہ مبتدأ ہے اس کی خبر محذوف ہے نمبر ۲۔ یہ خبر ہے اور اس کا مبتدأ محذوف ہے یعنی جو تم سے مطلوب ہے وہ معروف طاعت ہے جس میں کوئی اشتباہ نہ ہو اور نہ شک کیا جا سکے جیسا کہ مخلص مسلمانوں کی طاعت ہے وہ ایمان معتبر نہیں جس کی تم اپنے منہ سے



BestUrduBooks.wordpress.com

قسمیں اٹھاتے ہو۔حالانکہ تمہارے دل اس کے مخالف ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے) جو تمہارے ضمائر میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں۔ اور تمہارے مخفی راز اس کے سامنے ہیں وہ تمہیں رسوا کرے گا۔اور تمہارے نفاق پر بدلہ دے گا۔

## انکی طاعت سے اعراض پر آپ کا کچھ نقصان نہ ہوگا:

۵۴: قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (کہہ دیجئے! تم اللہ اور رسول کی طاعت کرو) التفات کی خاطر خطاب سے غائب کی طرف کلام کو موڑ دیا یہ ان کے روندنے کیلئے بلیغ انداز ہے۔فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ (اگر تم منہ موڑلو تو رسول پر وہ لازم ہے جس کا بوجھ تم پر ڈالا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا بوجھ تم پر ڈالا گیا ) مراد یہ ہے کہ اگر تم طاعت سے اعراض کرو گے تو ان کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا بلکہ تمہارا اپنا نقصان ہوگا۔رسول کی ذمہ داری اتنی ہے جتنی اس پر ڈالی گئی اور ادائے رسالت کا ان کو مکلف بنایا گیا۔جب انہوں نے پیغام کو پہنچا دیا تو وہ اپنی ذمہ داری سے نکل گیا۔باقی تم پر ذمہ داری اس کی بات کو قبول کرنے اور یقین کرنے کی رہ گئی اگر تم نے وہ ادا نہ کی اور منہ موڑ لیا تو تم نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غضب کے حوالے کر دیا اور اس کے عذاب پر اپنے آپ کو پیش کر دیا۔وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (اگر تم اس کی طاعت کرو گے تو راہ پا جاؤ گے) یعنی اگر تم نے اطاعت کی ان تمام باتوں کی جن کا وہ تمہیں حکم دیتے اور منع کرتے ہیں تو ہدایت کا حصہ تم نے پالیا۔نفع و نقصان بہر صورت ہماری طرف لوٹنے والے ہیں۔

## آپ کی ذمہ داری پہنچا دینا ہے:

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (اور رسول کے ذمہ تو فقط ان احکامات کا کھول کر پہنچا دینا ہے) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تو ان احکام کا پہنچا دینا ہے تمہارے قبول کر لینے میں ان کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی تمہارے اعراض سے ان کو کوئی نقصان پہنچے گا۔البلاغ کا معنی تبلیغ ہے۔جیسا کہ الاداء بمعنی التادیہ آتا ہے۔المبین ظاہر۔یہ اس لئے کہا کیونکہ وہ احکام آیات و معجزات کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔

ربط: پھر مخلصین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا

اور تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں ضرور ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ

اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ

ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور اس نے ان کے لئے جس دین کو پسند فرمایا ہے اسے ان کے لئے قوت دے گا اور ان کے خوف کے بعد

مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ

ضرور ضرور امن سے بدل دے گا وہ میری عبادت کرتے ہیں میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتے اور جو شخص اس کے بعد ناشکری

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا

کرے گا تو یہی لوگ نافرمان ہیں۔ اور نماز کو قائم کرو۔اور زکوٰۃ ادا کرو۔اور رسول کی فرماں برداری

الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ

کرو، تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے مخاطب ان کے بارے میں یہ ہرگز خیال نہ کر کہ روئے زمین میں عاجز کرنے والے ہیں،

وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ ع

اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے، اور البتہ وہ بری جگہ ہے۔

ع ۷ / ۱۳

## آیت تمکین فی الارض:

۵۵: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے وعدہ فرمایا) اس میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور آپ کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے۔ منکم یہ بیان وضاحت کیلئے ایک قول یہ ہے اس سے مراد مہاجرین ہیں اور مِنْ تبعیض کیلئے ہے۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ (ضرور بضرور ان کو زمین میں خلافت عنایت فرمائیں گے) ارض سے ارضِ کفار مراد ہے ایک قول ارضِ مدینہ مراد ہے۔

**صحیح قول:** یہ ہے کہ یہ عام ہے اس لئے کہ علیہ السلام کا ارشاد ہے لیدخلن هذا الدين على مادخل عليه الليل۔ اس دین کو اللہ تعالیٰ وہاں تک داخل کرے گا۔ جہاں تک رات چھائی ہے۔ كَمَا اسْتَخْلَفَ جیسے اس نے خلیفہ بنایا۔

**قراءت:** ابوبکر نے اُسْتُخْلِف پڑھا ہے۔

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ (ان لوگوں کو جو ان سے پہلے ہوئے اور ضرور بضرور تمکین عنایت فرمائے گا اس دین کو جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ اور ضرور بضرور بدل دے گا)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: لَیُبَدِّ لَنَّھم کوتخفیف سے مکی اور ابوبکر نے پڑھا ہے۔

مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (ان کے خوف کو امن سے) اس میں نمبر ۱۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو کفر پر غلبہ کا وعدہ فرمایا ہے اور ان کو زمین پر وارث اور خلفاء بنائے گا۔ وعدہ کیا ہے جس طرح کہ بنی اسرائیل کے ساتھ کیا جبکہ ان کو مصر وشام عنایت فرمائے اور وہاں پر قابض جبابرہ کو ہلاک کر دیا۔ نمبر ۲۔ اور یہ بھی وعدہ فرمایا کہ پسندیدہ دین کو تمکین عنایت فرمائے گا اور یہ دینِ اسلام ہی ہے۔ تمکین سے مضبوطی و پختگی مراد ہے۔ نمبر ۳۔ ان کا قبیلہ ایمان لے آئے گا۔ اور موجودہ خوف کی حالت زائل ہو جائے گی۔ اور یہ اسی طرح ہوا کہ رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم دس سال تک مکہ میں خوف کی حالت میں اقامت پذیر رہے جب ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو صبح وشام ہتھیار بند رہتے یہاں تک کہ ان میں سے ایک کی زبان سے نکلا کیا ہم پر کوئی دن ایسا آئے گا کہ ہم ہتھیار رکھیں گے تو یہ آیت اتری اس پر علیہ السلام نے فرمایا تم پر زیادہ زمانہ نہ گزرے گا یہاں تک کہ تم میں ہر آدمی بڑے گروہوں میں احتباء کے ساتھ بیٹھے گا اور اس وقت اس کے ساتھ ذرا سا ہتھیار بھی نہ ہوگا۔ (ابن جریر فی تفسیرہ) اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جزیرۂ عرب پر غلبہ دیا اور اور انہوں نے مشرق و مغرب کے دور علاقے بھی فتح کر لیے قیصر وکسری کے ممالک کو چیر کر پارہ پارہ کر دیا اور ان کے خزانوں کے مالک بنے اور دنیا میں غالب رہے۔

لیستخلفنھم میں قسم جو لام اور نون سے متصل تھی اس کو حذف کر دیا تقدیر کلام اس طرح ہے۔ وعدھم اللہ واقسم اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا اور قسم اٹھائی یستخلِفنّھم۔ نمبر ۲۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو وقوع کے لحاظ سے قسم کی جگہ لایا گیا اور لوازمات قسم کو ذکر کر دیا گویا کہ اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھا کر فرمایا لیستخلفنّھم۔

يَعْبُدُوْنَنِيْ (وہ میری عبادت کرتے ہونگے) اگر تم اس کو جملہ مستانفہ بنالو تو پھر اس کا کوئی محل اعراب نہیں گویا کلام اس طرح ہے مالھم یستخلفون ویؤمنون؟ پھر فرمایا یعبدوننی اگر اس کو تم وعدہ اللہ سے حال بناؤ یعنی وعدھم اللہ فی حال عبادتھم کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ وعدہ اس حالت میں فرمایا کہ وہ اس کی عبادت کرتے ہونگے اس صورت میں یہ محل نصب میں ہے۔ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا (وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہونگے)۔

نحو: یہ یعبدون کے فاعل سے حال ہے یعنی یعبدوننی موحدین وہ میری عبادت ایسی حالت میں کریں گے کہ توحید پرست ہونگے۔ نمبر ۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ یہ حال پہلے حال سے بدل ہو۔

## منکرینِ نعمتِ خلافت کو فاسق کہا:

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ (اور اس کے بعد جو لوگ کفر کریں گے) یعنی اس وعدہ کے بعد۔ یہاں مراد کفر سے کفرانِ نعمت ہے۔

جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا فکفرت بانعم اللہ [النحل: ۱۱۲]

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پس وہی لوگ فاسق ہیں) یعنی فسق میں کمال کو پہنچنے والے ہیں اس لئے کہ وہ اس عظیم الشان نعمت کے منکر ہیں اور اس نعمت کو حقیر قرار دینے کی جسارت کی۔ علماء کہتے ہیں کہ اس نعمت کی سب سے اول ناشکری کرنے والے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے اس کے بعد کہ وہ آپس میں بھائی بھائی تھے اور امت کے امن کو خوف سے بدلا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## واضح استدلال:

یہ آیت واضح دلیل ہے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت برحق تھی کیونکہ جن ایمان والوں اور اعمال صالحہ والوں کے متعلق قسم اٹھائی گئی ہے وہ وہی ہیں۔

۵۶: وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (اور تم نماز کو قائم کرو۔)

نحو: اس کا عطف اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول پر ہے۔ اور فاصلہ خواہ زیادہ ہو اس سے عطف میں فرق نہیں پڑتا۔

وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (اور تم زکوٰۃ ادا کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو) جس کی طرف وہ بلاتے ہیں اطاعت رسول کو واجب ہونے کی بناء پر دوبارہ لایا گیا تا کہ مزید تاکید ہو جائے۔ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (تا کہ تم پر رحم ہو) تا کہ تم پر رحم کیا جائے اس لئے کہ یہ اعمال رحمت کو کھینچ کر لانے والے ہیں۔

ربط: اب ان کے بالمقابل کفار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

۵۷: لَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ (ہرگز کافر لوگ گمان نہ کریں کہ وہ زمین میں ہمیں تھکا دیں گے) وہ اللہ تعالیٰ کو عاجز کرنے والے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان پر قابو نہ ہو۔

نحو: اس میں تاء خطاب کیلئے ہے جو نبی اکرم ﷺ کو کیا جا رہا ہے اور وہی فاعل ہے اور دو مفعول نمبر ۱۔ الذین کفروا اور نمبر ۲۔ معجزین ہیں۔

قراءت: شامی اور حمزہ نے یاء سے پڑھا ہے۔ فاعل نبی اکرم ﷺ ہی ہیں کیونکہ پہلے آپ کا تذکرہ ہوا اور الذین کفروا مفعول اول ہے جبکہ معجزین مفعول دوم ہے۔

وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ (اور ان کا ٹھکانہ آگ ہے)

نحو: اس کا عطف لا تحسبن الذین کفروا معجزین پر ہے۔ گویا کلام اس طرح ہے۔ الذین کفروا لا یفوتون اللہ وما واھم النار۔ کافر لوگ اللہ تعالیٰ سے بھاگ نہ سکیں گے اور ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔ وَلَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔) المصیر کا معنی مرجع ہے اور وہ آگ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

اے ایمان والو جو تمہارے مملوک ہیں اور تم میں سے وہ لڑکے جو بلوغ کو نہیں پہنچے تین وقتوں میں

مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ

اجازت لیا کریں، نماز فجر سے پہلے، اور جس وقت تم دوپہر میں اپنے کپڑے اتار کر رکھتے ہو،

وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۚ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ

اور نماز عشاء کے بعد، یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں۔ ان اوقات کے علاوہ تم پر اور ان پر کوئی گناہ

جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

نہیں ہے۔ وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے ہیں، کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس، اللہ اسی طرح تمہارے لئے احکام بیان

الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۸ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا

فرماتا ہے اور اللہ علیم ہے حکیم ہے، اور تمہارے لڑکے جب حد بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اجازت لیں جیسے

اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۵۹

ان لوگوں نے اجازت لی جو ان سے پہلے ہیں، اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات بیان فرماتا ہے اور اللہ علیم ہے حکیم ہے۔

## تین آیات کے درجات:

۵۸: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (اے ایمان والو! چاہیے کہ اجازت طلب کریں وہ لوگ جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ غلام یا غلام اور لونڈیاں اجازت لے کر گھر میں داخل ہوں۔ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ (اور تمہارے وہ لڑکے جو ابھی جوانی کو نہیں پہنچے) آزاد لڑکوں میں سے جو بچے ابھی بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچے۔

قراءت: حُلْمَ اس کو سکون لام کے ساتھ تخفیف کے طور پر پڑھا گیا ہے۔

ثَلٰثَ مَرّٰتٍ (تین مرتبہ) دن اور رات میں اور وہ اوقات یہ ہیں۔ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ (فجر کی نماز سے قبل) کیونکہ یہ خوابگاہوں سے بیداری کا وقت ہوتا ہے۔ اس میں نیند کے کپڑے اتارے اور بیداری کا لباس پہنا جاتا ہے۔ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ (اور جبکہ تم دوپہر کے وقت اپنے کپڑے اتارتے ہو) اور وہ دوپہر کا وقت ہے موسم گرما میں یہ بھی قیلولہ کیلئے زائد کپڑے اتارنے کا وقت ہے۔ اور نیند کے کپڑے زیب تن کئے جاتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ (عشاء کی نماز کے بعد) کیونکہ یہ وقت بھی بیداری کے کپڑے اتارنے اور خواب کے کپڑے پہننے کا ہوتا ہے۔ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ (یہ تین اوقات تمہارے لئے پردے کے ہیں) یعنی یہ اوقات ثلاثہ پردے کے ہیں۔

نحو: مبتدا اور مضاف کو حذف کر دیا ہے تقدیر کلام یہ ہے ھی ثلاث عورات ۔نصب کی صورت میں کوفی قراء نے پڑھا۔ مگر حفص نے مرفوع ہی پڑھا ہے۔کوفی قراء نے ثلاث مرات سے بدل قرار دیا ہے ای اوقات ثلاث عورات ۔

ان اوقات میں سے ہر وقت کو عورۃ کے لفظ سے تعبیر فرمایا کیونکہ ان اوقات میں آدمی اپنے تستر کو کم کرتا اور اس میں رخنہ اور شگاف ڈالتا ہے۔اور العورۃ کا معنی شگاف ہے اور اسی سے الاعور ہے جس کی آنکھ میں خلل ہو دوسرے مقام پر فرمایا ان بیوتنا عورۃ ۔

شانِ نزول: ایک انصاری غلام مدلج بن عمرو دوپہر کے وقت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا جبکہ وہ سوئے ہوئے تھے اور آپ کا کپڑا ہٹا ہوا تھا۔اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت میں بلا اذن داخل ہونے سے منع فرما دیں۔وہ غلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ربط :اگلی آیات میں ان تین اوقات کے علاوہ اوقات میں استیذان کی اجازت موقوف کی گئی۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ (ان تین اوقات کے علاوہ اوقات میں بغیر اجازت کے آنے میں تمہیں اور انہیں کوئی گناہ نہیں) یعنی نہ تو تم پر گناہ ہے اور نہ ہی ان مذکورین پر کوئی گناہ ہے کہ ان کے علاوہ اوقات میں اگر وہ بلا استیذان داخل ہو جایا کریں۔

## عدم استیذان کی علت:

ربط :اب عدم استیذان کی علت واضح کی طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ (وہ تمہارے ہاں بار بار آنے والے ہیں) وہ گھریلو ضروریات میں بار بار آنے جانے والے ہیں۔بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (ایک دوسرے پر) یہ مبتدأ خبر ہیں۔تقدیر عبارت یہ ہے بعضکم طائف علی بعض ۔طائف کو حذف کر دیا کیونکہ طوافون اس پر دلالت کر رہا ہے۔

نمبر۲۔اور یہ بھی درست ہے کہ پورا جملہ ماقبل کا بدل ہو۔نمبر۳۔ جملہ مبینہ مؤکدہ بھی بن سکتا ہے تقدیر کلام اس طرح ہوگی ان بکم و بھم حاجة الی المخالطة والمداخلة یطوفون علیکم للخدمة وتطوفون علیھم للا ستخدام تمہیں اور انہیں میل جول اور آنے جانے کی بار بار ضرورت ہوگی۔خدمت کیلئے اور تم ان سے خدمت لینے کیلئے بار بار آؤ جاؤ گے۔پس اگر استیذان کو ہر وقت لازم کر دیا جائے تو اس سے تنگی پیدا ہوگی اور وہ نص کی وجہ سے شرعاً اٹھالی گئی ہے۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ (اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر آیات کو کھول کر بیان فرماتے ہیں) جیسا کہ استیذان کا حکم کھول کر بیان کیا اسی طرح دیگر آیات کو وضاحت سے بیان فرماتے ہیں۔جن میں تمہیں بیان کی ضرورت ہے۔وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ جاننے والے ہیں) اپنے بندوں کی مصلحتوں کو حَكِيْمٌ (حکمت والے ہیں) اس کی مراد کو بیان کرنے میں۔

## حکم بلوغت:

۵۹:وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ (اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں) مراد احرار ہیں غلام مراد نہیں۔الْحُلُمَ (بلوغت)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ

اور جو عورتیں بیٹھ چکی ہیں جنہیں نکاح کرنے کی امید نہیں ہے سو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے کپڑے اتار کر

ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾

رکھ دیں بشرطیکہ زینت کا اظہار کرنے والی نہ ہوں، اور یہ بات کہ پرہیز کریں ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

حلم بمعنی احتلام ہے یعنی بلوغت کو پالینا اور وہ بچے گھر میں داخل ہونا چاہیں۔ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا (پس چاہئے کہ وہ اجازت طلب کریں) تمام اوقات میں كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (جیسے ان لوگوں نے اجازت طلب کی جوان سے قبل ہوئے) یعنی وہ لوگ جوان سے قبل بالغ ہوئے اور وہ مرد ہیں نمبر۲۔ وہ لوگ مراد ہیں جن کا تذکرہ ہوا پہلے اس ارشاد میں ہے: یایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستأنسوا وتسلموا علی اهلها [النور:۲۷]

## تین اوقات کے علاوہ بچوں کا بلا اجازت داخلہ:

مطلب یہ ہے کہ بچوں کو بلا اجازت داخلے کی اجازت ہے سوائے ان تین اوقات کے ان میں ان کو بھی اجازت لے کر آنا ہوگا۔ جب وہ اس کے عادی ہو جائیں گے۔ پھر وہ بلوغت کی عمر کو پہنچیں گے یا احتلام کی علامت سے بالغ ہونگے۔ تو پھر ان سے بلا اذن داخل ہونے کی عادت چھوڑوانی ہوگی اور ان کو اس بات کا ذمہ دار بنایا جائے گا۔ کہ وہ بھی بڑوں کی طرح اجازت لے کر آیا کریں۔ حالانکہ لوگ اس بات سے غافل ہیں۔

قول ابن عباسؓ: تین آیات ہیں جن کا لوگوں نے زور سے انکار کر دیا ہے نمبر۱۔ تمام کا اجازت لینا نمبر۲۔ ان اکرمکم عند الله اتقاکم [الحجرات:۱۳] نمبر۳۔ اذا حضر القسمة [النساء:۸] سعید بن جبیر کا قول ہے کہ لوگ کہتے ہیں یہ منسوخ ہے اللہ کی قسم! یہ آیت منسوخ نہیں۔

كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ (اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ جانتے ہیں) لوگوں کی مصلحتیں حَكِیْمٌ (حکمت والے ہیں)۔ (ان احکامات میں جن کو کھول کر بیان کیا)

۶۰: وَالْقَوَاعِدُ (اور بڑی بوڑھی عورتیں) یہ قاعد کی جمع ہے۔ یہ عورت کی مخصوص صفات میں سے ہے جیسے طالق اور خالص۔ مراد یہ ہے وہ عورتیں جو اولاد اور حیض سے زیادتی عمر کی وجہ سے بیٹھ جائیں۔ مِنَ النِّسَآءِ (عورتوں میں سے)

نحو: یہ حال ہے۔

الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا (وہ عورتیں جو نکاح کی طمع نہ رکھتی ہوں)

نحو: یہ محل رفع میں القواعد مبتدأ کی صفت ہے اور خبر فلیس علیهن جناح ہے۔

فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ (پس ان پر کوئی گناہ نہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى

نہ تو نابینا آدمی کے لئے کوئی مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے آدمی کے لئے کوئی مضائقہ ہے اور نہ مریض کے لئے کوئی مضائقہ ہے اور نہ خود تمہارے لئے

اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ

کوئی مضائقہ ہے کہ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپوں کے گھروں سے، یا اپنی ماؤں کے گھروں سے، یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے،

اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

یا اپنی بہنوں کے گھروں سے، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے، یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے، یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے، یا اپنی خالاؤں کے

خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا

گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی چابیوں کے تم مالک ہو، یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھاؤ، تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ سب مل کر

جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ

کھاؤ یا الگ الگ، سو جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو جو اللہ کی طرف سے مقرر ہے

عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع ۸ / ۱۴

دعاء مانگنے کے طور پر، جو مبارک ہے پاکیزہ ہے، اللہ اسی طرح تمہیں اپنے احکام بتاتا ہے تا کہ تم سمجھ لو۔

نحو: الف لام کی وجہ سے مبتدأ میں شرط کا معنی پایا جاتا تھا اس لئے شرط پر فاء لائی گئی۔

اَنْ يَّضَعْنَ کہ وہ (اپنے زائد کپڑے) اتار دیں اس بات میں کہ وہ اپنے زائد کپڑے اتار دیں۔ ثِيَابَهُنَّ (اپنے کپڑے) یعنی ظاہری کپڑے جیسے اوپر اوڑھنے والا کپڑا۔ دوپٹے کے اوپر منہ پر ڈالنے والا جلباب۔ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ (وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کرنے والی ہوں) وہ زینت کو (غیر مردوں) کے سامنے ظاہر کرنے والی نہ ہو۔ الزینۃ سے مراد خفیہ چیزیں مثلاً بال، سینہ، پنڈلی، وغیرہ ان کے اتارنے سے تبرج مقصود نہ ہو۔ بلکہ کپڑوں کو ہلکا کرنا ہو۔

## تبرج کی حقیقت:

جس کا چھپانا واجب ہو اس کے اظہار میں تکلف سے کام لینا۔ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ (اور اگر وہ اس سے اجتناب کریں) اگر وہ کپڑے اتارنے سے اجتناب کریں اور کپڑے پہنے رکھیں تو بہت بہتر ہے۔

نحو: وہ مبتداء ہے اور اس کی خبر خیرٌ لھن ہے۔

خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (تو ان کے لئے بہت بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات کو سننے والے ہیں) جو وہ ظاہراً کہیں اور علیم یعنی (جاننے والے ہیں) ان کے مقصود کو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۶۱: لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ( اندھے پر کوئی تنگی نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ مریض پر کوئی تنگی ہے )۔

## معذورین کا حکم:

قول سعید بن مسیب رحمہ اللہ ہے کہ مسلمان جب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوات میں نکلتے تو اپنی چابیاں نابیناؤں، مریضوں اور لنگڑوں اور اپنے اقارب کو دے جاتے اور ان کو اپنے گھروں سے کھانے پینے کی اجازت دے جاتے۔ مگر یہ لوگ اس بات میں تنگدلی محسوس کرتے کہ شاید انہوں نے دل سے اجازت نہ دی ہو۔ پس یہ آیت اتری اور ان کی رخصت کا ذکر فرمایا۔

## بلا تکلف کھانے کے مقامات:

وَّلَا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ (اور نہ تمہارے اپنے نفسوں پر کوئی حرج ہے)۔ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ (کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ)۔ یعنی اپنے اولاد کے گھروں سے کیونکہ آدمی کی اولاد اس کا بعض حصہ ہوتا ہے اور اس کا حکم اپنی ذات کا حکم رکھتا ہے اسی لئے اولاد کا ذکر آیت میں نہیں کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((انت و مالك لا بيك)) (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ) یا اپنی ازواج کے گھروں سے کیونکہ زوجین ایک نفس کی طرح ہیں پس عورت کا گھر مرد کا اپنا گھر ہے۔

اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ (یا اپنے باپوں کے گھروں سے یا ماؤں کے گھروں سے یا بھائیوں کے گھروں سے یا بہنوں کے گھروں سے یا چچاؤں کے گھروں سے یا پھوپھیوں کے گھروں سے یا ماموں کے گھروں سے یا خالاؤں کے گھروں سے۔) کیونکہ ان کی طرف سے دلالۃً اجازت ثابت ہوتی ہے۔ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ (یا جن کی کنجیوں کے تم مالک ہو۔) مفاتح جمع مفتح کی ہے جس سے کسی بند چیز کو کھولا جائے۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: آدمی کا وکیل اور زمین کا نگران، چوپایوں کا نگران مراد ہے وہ اس کی حفاظت اور اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ایک قول: اس سے غلام کا گھر مراد ہے کیونکہ غلام کے پاس جو کچھ ہے وہ تمام آقا کا ہے۔

اَوْ صَدِيْقِكُمْ (یا دوستوں کے گھروں سے) بیوت اصدقائکم (اپنے دوستوں کے گھروں سے۔)

صدیق: ایک بھی ہو سکتا ہے اور کئی بھی ہو سکتے ہیں۔ صدیق وہ ہے جو تیری محبت میں سچا ہو اور تو اس کے ساتھ دوستی میں مخلص ہو۔ گزشتہ زمانہ میں لوگ اپنے دوستوں کے گھروں میں داخل ہو کر اس کی غیر موجودگی میں اس کی لونڈی سے روپوں کی تھیلی مانگتے اور اپنی ضرورت کے مطابق اس میں سے لے لیتے۔ جب وہ واپس لوٹتا تو خوشی سے لونڈی کو آزاد کر دیتا۔ مگر آج کل طبائع میں بخل کا غلبہ ہو چکا اس لئے بغیر اجازت کھانا جائز نہیں ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا (تم پر کوئی گناہ نہیں مل کر کھانے میں) اکٹھا اَوْ اَشْتَاتًا (یا متفرق)۔ اشتات جمع شتٌّ کی ہے۔

شانِ نزول: یہ بنی لیث بن عمرو کے متعلق نازل ہوئی وہ الگ کھانے کو گناہ قرار دیتے۔ بعض اوقات انتظار میں صبح سے شام ہو جاتی۔ اگر کوئی بھی نہ ملتا تو اتنا کھا لیتے جو ضرورت کو پورا کرتا۔ یا بعض انصار کے متعلق اتری۔ کہ جب ان کے ہاں کوئی مہمان آتا تو



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ

ایمان والے وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور جب وہ رسولؐ کے ساتھ کسی ایسے کام کیلئے جمع ہوتے ہیں جس کے لئے جمع کیا گیا

لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

تو اس وقت تک نہیں جاتے جب تک ان سے اجازت نہ لیں، بلاشبہ جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان

وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ

رکھتے ہیں، سو جب وہ آپ سے اپنے کسی کام کے لئے اجازت طلب کریں تو ان میں سے آپ جسے چاہیں اجازت دیدیں

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ

اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کیجئے بلاشبہ اللہ غفور ہے رحیم ہے، تم اپنے درمیان رسول اللہ کے بلانے کو ایسا مت سمجھو

كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ

جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو بے شک اللہ ان کو جانتا ہے جو تم میں سے آڑ میں ہو کر کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ رسولؐ کے

الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾

حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس بات سے ڈریں کہ ان پر کوئی مصیبت آپڑے یا انہیں کوئی درد ناک عذاب پہنچ جائے

وہ اپنے مہمان کے ساتھ مل کر کھاتے۔ یا کھانے پر اجتماع کو گناہ خیال کرتے تھے کیونکہ لوگوں کے طبائع کھانے میں مختلف ہیں۔ بعض کچھ لوگ زیادہ کھاتے ہیں دوسرے کم فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا (جب تم گھروں میں داخل ہو) یعنی ان مذکورہ گھروں میں کھانے کیلئے داخل ہو۔ فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ (تو اپنوں کو سلام کرو) تم گھر والوں کو سلام کرنے میں پہل کرو۔ جو دین و قرابت کے لحاظ سے تمہیں میں سے ہیں۔ بیوتا سے خالی گھر مراد ہیں یا مساجد۔ تو تم اس طرح کہو السلام علینا و علی عباد اللّٰہ الصالحین۔

تَحِيَّةً (بطور دعا) یہ سلموا کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ یہ تسلیمًا کے معنی میں ہے جیسے قعدت جلوسًا۔ مِّنْ عِندِ اللَّهِ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) جو کہ اس کے حکم سے ثابت ہے اور اس کی طرف سے مقرر ہوا ہے۔ یا سلام اور دعا طلب سلامتی کا نام ہے اور جس کو سلام کیا گیا اس کے لئے زندگی کا پیغام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے۔ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً (مبارک پاکیزہ) اس کی تعریف برکت اور طیب کے الفاظ سے کی۔ کیونکہ یہ تو ایک مؤمن کی دوسرے مؤمن کے حق میں دعا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے وہ اضافہ کا امیدوار ہے اور پاکیزہ رزق کا خواہش مند ہے۔

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (اسی طرح اللہ تعالیٰ کھول کھول کر تمہارے لئے احکامات کو بیان کرتے ہیں تاکہ تم سمجھو) تاکہ تم سمجھو اور عقل کرو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۶۲: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ (مؤمن حقیقت میں صرف وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی اجتماعی کام میں ہوتے ہیں) جامع سے ایسا کام جس کے لئے لوگوں کو مجتمع کیا گیا مثلاً جہاد، لڑائی کی تجاویز و مشورہ، جمعہ وعیدین بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جانے والا ہر اجتماع۔ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْهُ (وہ اس وقت تک وہاں سے نہیں جاتے جب تک اجازت نہیں لیتے) وہ اپنے لئے اجازت لیتے ہیں۔

## عظیم جنایت:

مجلس رسول ﷺ سے بلا اذن چلے جانے کا سخت گناہ ہونا اس طرح بیان فرمایا کہ اولاً ایمان باللہ اور پھر ایمان بالرسول پھر تیسرے نمبر پر بلا اجازت نہ جانے کو ذکر کر کے پہلی دونوں باتوں کو اس کے لئے تشبیب قرار دیا۔ اور ان کے تذکرہ کو پھیلایا۔ اور اس کے ساتھ جملہ کو انما کلمۂ حصر کے ساتھ لائے اور المؤمنون کو مبتدأ لائے اور اسم موصول سے اس کی خبر ذکر کی جس کا صلہ ان دونوں قسموں کا احاطہ کرنے والا ہے۔ پھر تاکید و تشدید میں اضافہ کیلئے دوسرے اسلوب سے اسی کا اعادہ فرمایا۔

## مجلس کے استیذان کے ساتھ جانا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اور اس کے ضمن میں ایک اور چیز کا اضافہ فرمایا۔ استیذان کو دونوں ایمانوں کیلئے مصداق کے طور پر ذکر کیا۔ اور منافقین کے حال پر تعریض فرمائی اور ان کا مخفی طور پر کھسک جانا ذکر کیا۔ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ (جب وہ آپ سے اجازت طلب کریں) واپس لوٹنے کی لبعض شانهم (اپنے کسی کام کی غرض سے) فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ (تو تم جس کو چاہو اجازت دو ان میں سے) اس میں آنحضرت ﷺ کی عظیم شان کو ذکر فرمایا گیا ہے۔ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اور ان کیلئے استغفار کرو اللہ تعالیٰ سے بیشک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہیں) اجازت طلب کرنے والوں کے ساتھ استغفار کا تذکرہ بتلا رہا ہے کہ افضل تو یہی ہے کہ وہ اجازت نہ لیں۔

قول علماء یہ ہے کہ لوگوں کو چاہیے کہ اپنے علماء اور دین و علم میں مقدم لوگوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک رکھیں ان کے ساتھ معاونت کریں اور ان کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہ جائیں۔ ایک قول یہ ہے یہ آیت خندق کے دن اتری۔ منافقین اپنے گھروں کو بلا اجازت لوٹ آتے تھے۔

۶۳: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (رسول اللہ ﷺ کے بلانے کو ایسا قرار نہ دو جیسا تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو) جب رسول اللہ ﷺ کو کسی اجتماعی معاملے کیلئے تمہاری ضرورت ہو اور وہ تمہیں بلائیں تو ان کے بلانے کو ایک دوسرے کے بعض امور کیلئے بلانے پر قیاس نہ کرو۔ اور بلا اذن مجمع سے لوٹنے کو اپنے مجمع کی طرح مت خیال کرو۔

## آپ کا نام عظمۃً لو:

یا نمبر ۲۔ آپ ﷺ کا نام لے کر حضور علیہ السلام کو مت بلاؤ جیسا کہ تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ اس کا وہ نام لیتے ہو جو اس کے والدین نے رکھا ہو تم یا محمد (ﷺ) کہہ کر مت آواز دو۔ بلکہ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ جیسے توقیر و عظمت کے الفاظ ہلکی با ادب



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ یَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ ؕ وَیَوْمَ یُرْجَعُوْنَ

خبردار بلاشبہ اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے، بلاشبہ وہ جانتا ہے کہ تم کس حال پر ہو، اور جس دن وہ اس کی طرف

اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۶۴

لوٹائے جائیں گے وہ اس دن کو بھی جانتا ہے۔ پھر وہ انہیں بتلا دے گا جو عمل انہوں نے کئے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

ع ۹ / ۱۵

آواز سے استعمال کرو۔ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ (اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانتے ہیں جو تھوڑے تھوڑے کر کے کھسک جاتے ہیں) تھوڑے تھوڑے کر کے نکل جاتے ہیں۔ مِنْكُمْ لِوَاذًا (تم میں سے مخفی طور پر)

نحو: یہ حال ہے ای ملاوذین اور اللوا ذو الملاوذة وہ اس کی پناہ لے اور یہ اس کی پناہ لے یعنی وہ جماعت سے خفیہ طور پر ایک دوسرے کی اوٹ میں کھسک جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے پیچھے چھپ کر نو دو گیارہ ہوتے ہیں۔

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ (پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہیے) یعنی وہ لوگ جو آپ کے حکم سے کتراتے ہیں مؤمنوں کو چھوڑ کر وہ منافق ہیں۔ محاورہ عرب یہ ہے خالفه الی الامر جب اس کی طرف جائے دوسروں سے کترا کر اور ان کو چھوڑ کر۔ اس ارشاد میں یہی معنی ہے۔ وما ارید ان اخالفکم الی ما انھا کم عنه۔ [ہود:۸۸]

خالفه عن الامر اس وقت بولتے ہیں جبکہ اس سے رک جائے دوسروں سے کترا کر۔

نحو: امرہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ یا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے۔ مطلب یہ ہے اس کی اطاعت سے اور اس کے دین سے۔ اور یحذر کا مفعول ان تصیبھم فتنة ہے۔ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ (کہ ان پر کوئی آفت نہ آن پڑے) فتنہ کا معنی دنیا میں عذاب یا قتل یا زلزلہ اور خوف یا ظالم حکمران کا تسلط یا دل کی سختی جو معرفتِ رب سے رکاوٹ بن جائے۔ یا بطور استدراج وسعت دنیا۔ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (یا ان کو دردناک عذاب) (آخرت میں) پہنچے گا۔

دلالت آیت: امر وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

## مالک عالم الغیب وہی ہے اس سے کسی کی جہالت کیسے چھپ سکتی ہے:

۶۴: اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (خبردار بیشک اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے) الا یہ حرف تنبیہ ہے اس لئے لایا گیا تاکہ وہ اس ذات کے حکم کی مخالفت نہ کریں۔ جو آسمان و زمین کا مالک ہے۔ قَدْ یَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ (تم جس حالت پر ہو وہی اس کو جانتا ہے) یہاں قد کو لائے تاکہ تاکید کر دی جائے کہ جس منافقت اور دین کی مخالفت پر وہ چل رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں قطعی طور پر ہے۔ جب علم میں ہے تو انہیں پھر اس کی پکڑ سے ڈرنا چاہیے۔

مطلب یہ ہے آسمان و زمین کی ہر چیز تخلیق میں اس کی ذات کے ساتھ خاص ہے اور مالک بھی وہی ہے اور ان کو جاننا بھی وہی ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

پس منافقین کی حالت اس سے چھپی ہوئی کس طرح رہ سکتی ہے خواہ وہ چھپنے کی کتنی کوشش کریں۔ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ (اور جس روز لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا کر لائے جائیں گے )

قراءت: يَرْجِعُوْن یعقوب نے یاء کے فتحہ اور جیم کے کسرہ سے پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہوگا وہ اس دن کو بھی جانتا ہے جس دن وہ اس کی بارگاہ میں جزاء کیلئے لوٹیں گے وہ قیامت ہی کا دن ہے۔

## خطاب وغیبت:

قد يعلم ما انتم عليه و يوم يرجعون اليه میں خطاب وغیبت کے صیغے یہ بھی جائز ہے کہ تمام منافقین کیلئے ہوں بطور التفات۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ ما انتم علیہ عام ہو اور یرجعون منافقین کیلئے ہو۔ فَيُنَبِّئُهُمْ (پس وہ ان کو مطلع فرمائیں گے ) قیامت کے دن بِمَا عَمِلُوْا (اس پر جو انہوں نے عمل کئے ) جو بداعمالیاں انہوں نے چھپائیں وہ ان کو ان پر واقعی سزا دیں گے۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے )۔ اس پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۃ النور منبر پر حج کے ایام میں پڑھی۔ اور اس کی ایسے انداز سے تفسیر فرمائی کہ اگر اہل روم اس کو سن لیتے تو وہ ضرور مسلمان ہو جاتے۔

الحمد لله حمدًا كما امر و الصلوة و السلام على رسوله افضل الخلق و البشر امابعد سورۃ النور کی تفسیر کا ترجمہ آج لیلۃ

الجمعہ ۲۲ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ اختتام پذیر ہوا۔ الموافق ۲۷ دسمبر ۲۰۰۲



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ فرقان مکہ میں نازل ہوئی اس میں ستتر آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝١ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ

وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنی والی کتاب نازل فرمائی تاکہ وہ جہانوں کا ڈرانے والا ہو جائے۔ اللہ کی وہ ذات ہے جس کے لئے ملک ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ

آسمانوں کے اور زمین کے اور اس نے کسی کو اپنی اولاد قرار نہیں دیا، اور حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور اس نے ہر چیز کو پیدا

شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝٢ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ

کیا، پھر اس کا ٹھیک اندازہ مقرر فرمایا، اور لوگوں نے اس کے علاوہ معبود بنا لئے جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور حال یہ ہے کہ وہ پیدا کئے جاتے ہیں، اور وہ

يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً

اپنی جانوں کے لئے کسی ضرر اور کسی نفع کے مالک نہیں ہیں، اور نہ وہ کسی کی موت کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ حیات کا،

وَّلَا نُشُوْرًا ۝٣ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ

اور نہ کسی کو زندہ کر کے اٹھانے کا، اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے صرف ایک جھوٹ ہے جسے اپنے پاس سے بنا لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس

قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۛ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝٤ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا

بارے میں اس کی مدد کی ہے، سو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کو لیکر آئے، اور ان لوگوں نے کہا کہ یہ پرانے لوگوں کی باتیں ہیں جو منقول ہوتی چلی آئی ہیں جن کو اس نے لکھوا لیا ہے

فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝٥ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ

سو وہی صبح شام اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اس کو اس ذات نے نازل فرمایا ہے جو چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے آسمانوں میں ہوں

وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٦ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ

یا زمین میں، بلاشبہ وہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔ اور ان لوگوں نے کہا اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے

وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝٧ اَوْ يُلْقٰٓى

اور بازاروں میں چلتا ہے اس پر کیوں نہیں نازل ہوا ایک فرشتہ جو اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا، یا اس کی طرف کوئی

اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

خزانہ ڈال دیا جاتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس میں سے کھاتا، اور ظالموں نے کہا کہ تم ایسے ہی آدمی کا اتباع کرتے ہو جس پر

مَّسْحُوْرًا ۝٨ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝٩

جادو کیا گیا ہے۔ آپ دیکھ لیجئے انہوں نے آپ کے لئے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کی ہیں سو وہ گمراہ ہو گئے پھر وہ کوئی راہ نہیں پائیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تبارک اور فرقان کا معنی:

۱: تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ ( بڑی خیر والا ہے وہ جس نے قرآن کو اپنے بندے پر تھوڑا تھوڑا) عَلٰی عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (اتارا تا کہ وہ سارے جہانوں کیلئے ڈرانے والا ہو)۔ تبارك یہ البرکۃ سے تفاعل کے وزن پر ہے۔ اور البرکت خیر کثیر اور اس کے اضافہ کو کہتے ہیں۔ تبارک اللہ کا معنی اس کی بھلائی بڑھنے والی ہے اور کثیر ہونے والی ہے۔ نمبر۲۔ ہر چیز سے بڑھنے والی ہے اور ہر چیز سے اپنی صفات وافعال میں بلند ہے۔ یہ تعظیمی کلمہ ہے جو اللہ وحدہ لاشریک کیلئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس کی مجرد حَسِبَ باب سے آتی ہے (البتہ مزید کی گردان نہیں آتی کیونکہ یہ صفت باری کیلئے خاص ہے)

الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ (وہ جس نے قرآن مجید کو اتارا) الفرقان مصدر ہے جو دو چیزوں کے مابین جدائی کیلئے آتا ہے قرآن کو فرقان کہنے کی وجہ یہ ہے کیونکہ قرآن حق و باطل میں جدائی ڈالتا ہے حلال وحرام کو الگ کرتا ہے نمبر۲۔ اسلئے کہ اکٹھا نازل نہیں ہوا۔ بلکہ اترنے میں جدا جدا اور تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ جیسا اس آیت میں مذکور ہے۔ وقرء انا فرقناہ لتقرأ علی الناس علی مکث ونزلنٰہ تنزیلا [الاسراء:١٠٦]

عَلٰی عَبْدِهٖ (اپنے بندے پر) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لِيَكُوْنَ (تا کہ ہو وہ) بندہ یا فرقان لِلْعٰلَمِيْنَ (جہان والوں کیلئے) جنات و انس کیلئے۔ رسالت کا عام ہونا آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ نَذِيْرًا (ڈرانے والا) نذیر منذر کے معنی میں ہے یا نذیر بمعنی انذار ہے جیسا نکیر بمعنی انکار ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں یہی معنی ہے فکیف کان عذابی و نذرِ [القمر:١٦]

۲: الَّذِيْ (وہ اللہ تعالیٰ)

نحو: نمبر۱۔ یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہونے کی بناء پر مرفوع ہے۔ نمبر۲۔ یہ الذی نزل کا بدل ہے۔ اور بدل مبدل منہ میں لیکون کا فاصلہ جائز ہے کیونکہ مبدل منہ کا صلہ نزل ہے اور لیکون اس کی علت ہے گویا مبدل منہ اسی سے مکمل ہوا۔ نمبر۳۔ یہ منصوب علی المدح ہے۔

## ہر چیز کا ایک موجد:

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اسی کا اقتدار آسمانوں اور زمین میں ہے) خالص وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (اور اس نے بیٹا نہیں بنایا) جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے عزیر اور مسیح علیہ السلام کے بارے میں خیال کیا۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ (اور نہ ہی حکومت میں اس کا کوئی حصہ دار ہے) جس طرح کہ ثنویہ اور مجوسیوں کا خیال ہے۔ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ (اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا) یعنی ہر چیز کو اس اکیلے نے ہی ایجاد کیا اس طرح نہیں جیسا کہ مجوسی اور ثنویہ کہتے ہیں کہ نور سے یزداں کو اور ظلمت سے اہرن کو پیدا کیا۔ اس آدمی کے لیے اس شبہ میں کوئی گنجائش نہیں جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شئی ہے اور نہ اس آدمی کیلئے جو یہ کہتا ہے قرآن مخلوق ہے کیونکہ فاعل اپنی تمام صفات کے ساتھ مفعول نہیں بن سکتا البتہ لفظ شئی کا بیان اس چیز کے لیے خاص ہے کہ جس کے لئے مخلوق ہونا صحیح ہے اور اس معنی کے لیے قرینہ خود آیت میں موجود ہے۔ وخلق یہ ہماری واضح دلیل ہے جس کو ہم معتزلہ کی تردید کے لیے پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے۔ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (پھر اس نے ہر چیز کا الگ الگ اندازہ رکھا)



BestUrduBooks.wordpress.com

اس کو ایسی چیزیں مہیا فرمائیں جو بغیر کسی رکاوٹ کے اس کے لیے مناسب اور درست تھیں۔ جس طرح کہ اس نے انسان کو اس شکل میں بنایا جس کو اس کے لیے اتارا۔ پھر اس کے لیے دین و دنیا کی وہ مصلحتیں اور ذمہ داریاں ایک اندازہ کے مطابق مقرر فرمائیں۔ نمبر۲۔ ایک مقررہ قلیل مدت کے لئے اس کے باقی رہنے کا اندازہ کیا۔

## عاجز بندوں کو اس کی ذات پر ترجیح دی:

۳: وَاتَّخَذُوْا (اور انہوں نے بنالئے ہیں) اس میں ضمیر کفار کی طرف لوٹ رہی ہے کیونکہ عالمین کے تحت وہ بھی شامل ہیں۔ نمبر۲۔ دلالت کی وجہ سے کیونکہ نذیر کا لفظ فرمایا گیا۔ پس منذر وہی ہیں یعنی ڈرائے ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ ضمیر کفار کی طرف لوٹ رہی ہے۔ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً (اس کے سوا اور معبود) یعنی اصنام لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ (وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود مخلوق ہیں) یعنی ان لوگوں نے اس ذات کی عبادت پر جو اپنی الوہیت، بادشاہی اور تخلیق میں منفرد ہے اور تقدیر میں اس کا کوئی ساجھی نہیں ایسے عاجز بندوں کو ترجیح دی جو کسی چیز کو پیدا کرنے کی قدرت تو کیا رکھتے وہ خود مخلوق ہیں۔ وَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا (وہ خود نہ اپنے ضرر پر قابو رکھتے ہیں اور نہ نفع پر) یعنی اپنے نفسوں سے ضرر کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ اپنے نفسوں کو نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں۔ وَّ لَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا (وہ موت پر قابو نہیں رکھتے) یعنی کسی پر موت مسلط کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وَّ لَا حَيٰوةً (اور نہ زندگی پر) یعنی نہ ابتداءً زندگی دینے پر وَّ لَا نُشُوْرًا (اور نہ اٹھانے پر) یعنی موت کے بعد اٹھانے پر اور یہاں بتوں کو عقلاء شمار کیا گیا کیونکہ ان کی عبادت کرنے والے ان کے متعلق یہی خیال کرتے تھے۔

## کفار نے قرآن کو مفتری کہا:

۴: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ (اور کافروں نے کہا نہیں ہے یہ) یعنی قرآن اِلَّآ اِفْكُ (مگر جھوٹ) افْتَرٰىهُ (جو اس نے گھڑ لیا ہے) یعنی اس کو محمد ﷺ نے خود اپنی طرف سے گھڑ لیا اور تراش لیا ہے۔ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ (اور اس کام میں کچھ دوسرے لوگوں نے اس کی مدد کی ہے) یعنی ہود نے یا عداس نے یا یسار نے یا ابوفکیہ رومی نے یہ بات نضر بن حارث نے کہی فَقَدْ جَآءُوْا ظُلْمًا وَّزُوْرًا (پس بلاشبہ انہوں نے بے جا بات کی اور جھوٹ کہا) یہ کفار کی تردید کے لئے اللہ کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے۔ جاءُوا کی ضمیر کا مرجع کفار ہے اور جاء فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اسی صیغے سے متعدی ہوتا ہے۔ نمبر۲۔ جار کو حذف کیا اور فعل کو ملا دیا یعنی جاء بظلم و جور ان کا ظلم یہ تھا کہ ایک عربی کے متعلق یہ کہنے لگے کہ وہ ایک عجمی رومی سے عربی کلام حاصل کرتا ہے جس کلام کی فصاحت نے تمام فصحائے عرب کو عاجز کر دیا اور زور سے اس لحاظ سے کہا کہ یہ محض آپ پر بہتان تھا حالانکہ آپ تو اس سے بالکل بری الذمہ تھے۔

## بے سند باتیں قرار دیا:

۵: وَ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (اور وہ کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی بے سند باتیں ہیں) یعنی پہلے لوگوں کی منقول شدہ باتیں یا



BestUrduBooks.wordpress.com

مکتوب شدہ باتیں ہیں۔ جیسے رستم اسفندیار وغیرہ (اساطیر) جمع اسطار یا اسطور جیسے احدوثہ۔ اکْتَتَبَهَا (جن کو اس نے اپنے لیے لکھ لیا ہے) فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا (اور وہ اس پر اس لکھی ہوئی کتاب میں سے صبح وشام پڑھی جاتی ہے۔) بکرۃ دن کے پہلے حصہ کو کہتے ہیں اور اصیل دن کے آخری حصہ کو۔ یہ محمد ﷺ ان پڑھے جانے والے واقعات کو یاد کر کے ہمیں سنا دیتے ہیں۔

## اس کو کائنات کے راز دان نے اُتارا:

۶: قُلْ (کہہ دیں محمد ﷺ) اَنْزَلَهُ (اس کو اتارا ہے) یعنی قرآن کو الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اس ذات نے جو آسمان وزمین کی پوشیدہ باتیں جانتے ہیں) یعنی ہر وہ پوشیدہ سے پوشیدہ تر چیز جو آسمان وزمین میں پائی جاتی ہے یعنی قرآن مجید جب ایسی غیب کی اطلاعات پر مشتمل ہے جن کا عادۃً جان لینا بغیر تعلیم کے محمد ﷺ کے لیے محال ہے تو یہ اس بات کی خود دلیل بن گئی کہ قرآن علام الغیوب کی طرف سے ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (بلاشبہ وہ بڑا معاف کرنے والا نہایت مہربان ہے) اسی لیے ان کو مہلت دے رہا ہے اور جلدی سزا نہیں دیتا۔ حالانکہ وہ انکارِ حق کی وجہ سے عذاب کے حقدار ہو چکے ہیں۔

## رسالت پر اعتراض:

۷،۸: وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ (اور انہوں نے کہا یہ کیسا رسول ہے) قرآن مجید میں ہاء کو لام سے الگ لکھا گیا ہے۔ قرآن مجید کا یہ رسم الخط سنت ہے اس کو تبدیل نہ کیا جائے گا کفار نے الرسول کا لفظ آپ ﷺ کے لئے بطور مذاق کے استعمال کیا گویا ان کی بات کا مطلب یہ تھا کہ اس اپنے آپ کو رسول کہنے والے کو کیا ہوا۔ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ (وہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا ہے)

نحو: یہ حال ہے اور اس کا عامل ھذا ہے۔ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا (کیوں نہیں اس کے ساتھ فرشتہ بھیجا گیا کہ جو اس کے ساتھ رہ کر ڈراتا)

اَوْ يُلْقٰى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا (یا اس کی طرف کوئی خزانہ ڈال دیا جاتا یا اس کا باغ ہوتا جس پر اپنا گزر اوقات کرتا) یعنی اگر اس کا رسول اللہ ہونا درست ہے تو پھر یہ ہماری طرح کھانا کیوں کھاتا ہے اور طلبِ معاش میں ہماری طرح بازاروں میں کیونکر آتا جاتا ہے۔ مقصد ان کا یہ تھا کہ پیغمبر فرشتہ ہونا چاہئے جو کھانے پینے اور معاش سے بے نیاز ہو۔ پھر انہوں نے اپنے اس موقف سے نیچے اتر کر کہا کہ چلو ہم نے مان لیا کہ وہ انسان ہو۔ مگر اس کے دعوائے نبوت کو ماننے کی شکل یہ ہے کہ ایک فرشتہ اس کی معیت میں ہو جو تخویف و انداز میں اس کا دست و بازو بنے۔ پھر اس سے نیچے اتر کر کہنے لگے چلو یہ نہیں تو کم از کم آسمان سے اس پر خزانہ اتارا جاتا جس کے ذریعہ اپنی پشت کو مضبوط کر کے کسب ومعاش سے تو مستغنی ہو جاتا ہے اگر یہ بھی نہیں تو پھر کم سے کم ایک باغ کا مالک ہوتا جس سے خوشحال لوگوں کی طرح اپنا گزر اوقات کر لیتا یا ہم اس سے کھاتے اور فائدہ اٹھاتے۔

قراءت: حمزہ وعلی نے ناکل پڑھا ہے۔

نحو: مضارع یلقی اور تکون کا انزل پر عطف بہت خوب ہے اگرچہ وہ ماضی ہے اور درمیان میں فیکونَ مضارع ہے اور اس پر فاء اس لئے کہ وہ لولا کے جواب میں آئی ہے اور یہ قراءۃ مشہورہ کے مطابق منصوب ہے لولا ھلا کے معنی میں ہے اور حکم استفہام



BestUrduBooks.wordpress.com

والا ہے۔

وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ (اورظالموں نے کہا) ظالموں سے مراد خاص معینہ لوگ ہیں البتہ ضمیر کی جگہ ظاہر اسم لائے تا کہ ان کی بات کا ظالمانہ ہونا تحریر سے ثابت ہو جائے یہ لوگ کفار قریش ہی تھے۔اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (تم نہیں اتباع کرتے مگر ایک سحر کیے ہوئے آدمی کی) اس کو سحر کیا گیا جس سے جنون ہو گیا۔نمبر۲۔یہ سحر والا ہے اور وہ جنات کے اثر کو کہا جاتا ہے ان کی مراد یہ تھی کہ یہ انسان ہیں فرشتے نہیں۔

## اجمالِ جواب:

۹: اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا (غور تو کرو کس طرح یہ بیان کرتے ہیں) ضرب کا معنی یہاں بیان کرنا ہے۔لَكَ الْاَمْثَالَ (تمہارے متعلق مثالیں) یعنی تمہارے متعلق یہ باتیں کہتے ہیں اور یہ بات تیرے بارے میں تجویز کی ہے یہ مفتری مسحور اور دوسروں سے لکھوالیتا ہے۔فَضَلُّوْا (پس وہ گمراہ ہوئے) حق کے راستہ سے فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا (پس وہ راستے کی طاقت نہیں رکھتے) پس وہ حق کی راہ ہی نہیں پاتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

بابرکت ہے وہ ذات جو اگر چاہے تو آپ کے لئے اس سے بہتر نعمتیں عطا فرما دے یعنی ایسے باغ جن کے نیچے نہریں جاری

الْاَنْهٰرُ وَیَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ

ہوں اور آپ کے لئے محل بنا دے، بلکہ ان لوگوں نے قیامت کو جھٹلایا اور جو شخص قیامت کو جھٹلائے ہم نے اس کے لئے

بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًا ﴿۱۱﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذَآ

دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے، جب وہ انہیں دور سے دیکھے گی تو وہ اس کی غضبناک اور جوش وخروش والی آواز سنیں گے، اور جب

اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ

وہ اس میں ایسی حالت میں ڈالے جائیں گے کہ ان کے ہاتھ پاؤں جکڑے ہوئے ہوں گے تو وہاں ہلاکت کو پکاریں گے، آج ایک

ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَیْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِیْ

ہلاکت کو مت پکارو اور بہت سی ہلاکتوں کو پکارو، آپ فرما دیجئے کہ یہ بہتر ہے یا ہمیشہ کی رہنے والی جنت بہتر ہے جس کا

وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِیْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ خٰلِدِیْنَ كَانَ

متقیوں سے وعدہ کیا گیا جنت ان کے لئے بطور بدلہ عطا کی جائے گی اور ان کا ٹھکانہ ہوگی اور ان کے لئے اس میں وہ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ

عَلٰی رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴿۱۶﴾

آپ کے رب کا وعدہ جس کا پورا کرنا اس نے اپنے ذمہ لے لیا ہے جس کی درخواست کرنی چاہیے۔

## مال والے اعتراض کا جواب:

۱۰: تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَیَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا (بڑی برکت والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کہ اگر چاہے تو آپ کیلئے اس سے بہتر دنیا ہی میں نعمتیں عنایت فرما دے ایسے باغ جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں اور آپ کیلئے محلات تیار کر دے) مال کی وہ کثرت جس کو اللہ تعالیٰ اگر دنیا میں آپ کو دینا چاہے تو اس سے کہیں بہتر دے سکتا ہے جو انہوں نے کہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ کو عنایت فرمائے اسی طرح کے باغات ومحلات جن کا وعدہ اس نے آپ سے فرمایا ہے۔

نحو: جنات یہ خیرا سے بدل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: یجعلُ رفع کے ساتھ مکی، شامی اور ابوبکر نے پڑھا ہے کیونکہ شرط جب ماضی ہو تو جزاء میں مضارع پر جزم و رفع دونوں جائز ہیں۔

## اصل قیامت کو جھٹلا دیا ہے:

۱۱: بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ (بلکہ انہوں نے قیامت کو جھٹلایا) ان سے جو کچھ بیان کیا گیا یہ اس پر عطف ہے فرماتے ہیں بلکہ انہوں نے ان سب سے عجیب تر بات کہی ہے اور وہ قیامت کو جھٹلانے والی بات ہے۔

نمبر۲۔ یہ قریب سے متصل و منسلک ہو۔ گویا انہوں نے اس طرح کہا بلکہ انہوں نے قیامت کو جھٹلایا اس لئے وہ اس جواب کی طرف کیسے توجہ دے سکتے ہیں؟ اور کس طرح وہ ان چیزوں کا جلد ملنا مان سکتے ہیں جن جیسی چیزوں کا وعدہ آخرت میں آپ سے کیا گیا جبکہ ان کو آخرت پر ایمان ہی نہیں۔ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا (اور ہم نے اس شخص کیلئے جس نے قیامت کو جھٹلایا بڑھکتی آگ کا وعدہ کر رکھا ہے) ہم نے قیامت کے منکروں کیلئے دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

## مناظر قیامت:

۱۲: اِذَا رَاَتْهُمْ (جب وہ آگ ان کو دیکھے گی) یعنی ان کے سامنے ہوگی مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ (دور مقام سے) یعنی جب آگ ان سے اتنی دور رہ جائے گی جتنی دیکھنے والوں کو آنکھوں سے نظر آسکتی ہے۔ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا (تو وہ اس آگ کے غضبناک ہونے کی آواز اور غرغراہٹ سنیں گے) وہ اس کے جوش مارنے کو سنیں گے اور اس کو غضبناک اور غرانے والے کی آواز سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نمبر۲۔ جب آگ کے نگران ان کو دیکھیں گے غضبناک ہونگے اور کفار پر غصہ سے غرائیں گے۔

۱۳: وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا (اور جب ان کو ڈالا جائے گا) آگ میں مَكَانًا ضَيِّقًا (تنگ مقام میں)

قراءت: مکی نے ضیقًا پڑھا ہے۔

الضیق دکھ، تنگی سمیت جیسا کہ الروح آرام بمعہ وسعت کو کہتے ہیں۔

نکتہ: اسی وجہ سے جنت کی تعریف اس طرح فرمائی کہ اس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: ان پر اس طرح تنگی ہوگی جیسے پوری نیزے میں مُّقَرَّنِيْنَ (گردن سے ہاتھ باندھ کر) وہ اس تنگی کے ساتھ ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہونگے۔ اور ان کے ہاتھوں کو زنجیروں کے ذریعہ ان کی گردنوں سے باندھ دیا جائے گا۔ نمبر۲۔ ہر کافر کے ساتھ اس کے شیطان کو ملا کر باندھ دیا جائے گا۔ اور ان کی ٹانگوں میں بیڑیاں ہونگی۔ دَعَوْا هُنَالِكَ (اس وقت ہلاکت کو پکاریں گے) ثُبُوْرًا ہلاکت یعنی اس طرح کہیں گے ہائے! ہلاکت اے ہلاکت آجا یہ تیرے آنے کی گھڑی ہے۔ ان کو جواب میں کہا جائے گا۔

۱۴: لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا (تم ایک ہلاکت کو مت پکارو بلکہ یہ تو مجموعۂ ہلاکت ہے۔)

۱۵: قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ (کہہ دیں کہ کیا یہ بہت بہتر ہے) یعنی آگ کی صفت جو مذکور ہوئی یہ بہتر ہے۔ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ (یا ہمیشگی کی وہ جنت جس کا وعدہ متقین سے کیا گیا۔)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ

اور یاد کرو جس دن اللہ تعالیٰ انہیں جمع فرمائے گا اور ان کو بھی جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا سوال ہوگا کیا تم نے میرے ان بندوں کو

عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ

گمراہ کیا یا وہ خود ہی گمراہ ہو گئے؟ وہ کہیں گے کہ آپ کی ذات پاک ہے ہمارے لئے یہ درست نہیں

لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى

ہے کہ ہم آپ کے علاوہ دوسروں کو اولیاء بنا لیں لیکن بات یہ ہے کہ آپ نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو نعمتیں دیدیں یہاں تک کہ

نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًا ۢ بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ

وہ ذکر کو بھول گئے، اور وہ لوگ ہلاک ہونے والے تھے، سو انہوں نے تمہاری بات کو جھٹلا دیا سو تم کسی بھی طرح عذاب

صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾

دفع نہیں کر سکتے اور نہ کسی طرح کی مدد پا سکتے ہو اور تم میں سے جو شخص ظلم کرے گا ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے۔

**نحو** : یہاں موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر محذوف ہے ای وعدھا۔

## اندازِ توبیخ:

اذلك خير کہا گیا حالانکہ آگ میں خیریت کا ہے کی۔ درحقیقت یہ کفار کو توبیخ ہے۔

كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً (یہ ان کے لئے جزاء) ثواب وَّ مَصِيْرًا اور لوٹنے کی جگہ ہوگی۔

نکتہ: یہاں کانت کہا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے اسی طرح ہیں گویا ہو چکے اس لئے کان ماضی کا صیغہ استعمال فرمایا نمبر۲۔ ان کی پیدائش سے پہلے یہ لوح محفوظ میں لکھا گیا تھا۔

۱۶: لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ (جو کچھ وہ چاہیں گے ان کو وہ ملے گا) یعنی ما یشاء ونہ مراد ہے جس چیز کی ان کو خواہش ہوگی خٰلِدِيْنَ (وہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے)۔

**نحو** : یہ یشاؤون کی ضمیر سے حال ہے۔ اور کَانَ ضمیر میں مایشاؤون کی طرف لوٹ رہی ہے۔

عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا (اور یہ ایک وعدہ ہے جو اے پیغمبر آپ کے رب کے ذمہ ہے اور قابل درخواست ہے) وعداً یہ موعود کے معنی میں اور مسئولاً کا معنی مطلوب نمبر۲۔ یا اس بات کا اہل و مستحق ہے کہ اسکی درخواست کی جائے۔ نمبر۳۔ یا اس وعدے کا سوال مسلمانوں اور ملائکہ نے اپنی دعاؤں میں کیا ہے۔ جیسا اس آیت میں ربنا و آتنا ماوعدتنا علی رسلك [آل عمران:۱۹۴] ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة [البقرہ:۲۰۱] ربنا وادخلهم جنّات عدن التی وعدتهم [غافر:۸]



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۷: وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ (اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا) دوبارہ حشر کیلئے۔
قراءت: یاء کے ساتھ مکی، یزید، یعقوب، حفص نے پڑھا۔ نَحْشُرُهُمْ یہ قراءت جمہور قراء کی ہے ابن عامر، حمزہ، کسائی، نافع، عاصم، طلحہ، الحسن، شعبہ، خلف وغیرہم وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اوران کو جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے تھے) اس سے وہ معبود مراد ہیں جو کہ ملائکہ، مسیح، عزیر کی قسم سے ہونگے۔ بقول کلبی، بت مراد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ قوت گویائی دیں گے۔
ایک اور قول: یہ عام ہے مَا عقلاء اور غیر عقلاء تمام کو شامل ہے کیونکہ اس سے وصف مراد ہے گویا اس طرح فرمایا وَمَا يَعْبُدُوْنَ اے معبودیھم ان کے معبود۔ فَيَقُوْلُ (پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے)

## یہ سوال تذلیل کیلئے ہوگا:

قراءت: شامی نے نقول پڑھا ہے ءَ اَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ (کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا)
نحو: ھولاء یہ عبادی سے بدل ہے مراد اس سے مشرکین ہیں۔ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ (یا وہ خود راستہ بھول گئے)۔
نحو: قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ کہا جاتا ضل عن السبیل مگر یہاں جار کو اسی طرح چھوڑ دیا گیا۔ جس طرح اس محاورہ میں، ھداہ الطریق حالانکہ اس کی اصل ھداہ الی الطریق ہے یا ھداہ للطریق۔ ضَلّ یہ اَضَلّ کا مطاوع بن کر آتا ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ تم نے ان کو گمراہی میں ڈالا۔ حق راستہ سے شبہات ڈال کر دور کر دیا۔ یا وہ خود گمراہ ہو گئے۔
یہاں أضللتم عبادی ھو لاءِ ام ضلوا السبیل نہیں فرمایا بلکہ اس کی بجائے انتم اور ھم دو ضمائر کا اضافہ فرمایا کیونکہ اصل سوال فعل اور وجود فعل کا نہیں کیونکہ فعل نہ ہوا ہوتا تو عتاب ہی متوجہ نہ ہوتا بلا شبہ یہ سوال تو اس سے ہو رہا ہے۔ جو اس سے منہ موڑ رہا ہے پس ضروری ہو گیا کہ اس کا تذکرہ ہو اور ساتھ ہی حرف استفہام لائے تاکہ اس کو معلوم ہو کہ اسی سے دریافت کیا جا رہا ہے رہا یہ کہ اس سوال کا کیا فائدہ ہے جبکہ مسؤل عنہ کو بخوبی اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تاکہ وہی جواب دیں جو جواب انہوں نے دیا اس سے ان کی پوجا کرنے والوں کی تذلیل ہو اور ان کی حسرت میں اضافہ ہو۔
۱۸: قَالُوْا سُبْحٰنَكَ (وہ کہیں گے تو پاک ہے) ان کی طرف سے اس بات پر اظہار تعجب ہے کہ جو کچھ ان کے متعلق کہا گیا۔ نمبر۲۔ اس سے مقصود ان کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے منزہ اور پاک قرار دیں اور اس سے کہ کوئی پیغمبر یا فرشتہ اور کوئی مخلوق اس کی شریک بنے۔ پھر وہ کہنے لگے۔ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ (ہمارے لئے مناسب نہ تھا کہ ہم تیرے سواء دوسروں کا کارساز بنائیں) یعنی ہمارے لئے درست نہ تھا اور نہ ٹھیک بیٹھتا تھا کہ ہم تیرے سوا اور کو کارساز بنائیں پھر یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ ہم دوسروں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ ہمیں تیرے سوا کارساز ماننے لگ جائیں؟
نُتَّخَذَ یزید نے پڑھا۔ اتخذ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ مثلاً اتخذ ولیا اور دونوں مفعول کی طرف جیسے اتخذ فلانا ولیًا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ام اتخذوا الھۃ من الارض [الانبیاء: ۲۱] دوسرے مقام پر فرمایا: اتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلاً [النساء: ۱۲۵] پس پہلی قراءت میں یہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہے اور وہ من اولیاء ہے اصل یہ ہے ان نتخذ اولیاء مِنْ کا اضافہ نفی کے معنی کی تاکید کیلئے ہے۔ اور قراءت ثانیہ متعدی الی المفعولین کے لئے ہے۔ پہلا مفعول تو وہی ہے۔ جس کے لئے



BestUrduBooks.wordpress.com

فعل بنایا گیا۔اور مفعول ثانی من اولیاء ہے اور مِن تبعیضیہ ہے۔تقدیر عبارت اس طرح ہے ای لا نتخذ بعض اولیاء کیونکہ مِن مفعول ثانی میں نہیں آسکتا بلکہ اول میں آتا ہے جیسا کہ تم کہو گے ما اتخذت من احد ولیًا مگر اس طرح نہیں کہہ سکتے مااتخذت احداً من ولیٍ۔

وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ (لیکن تو نے ان کو اوران کے بڑوں کو خوشحالی دی) اموال واولاد اور طوالتِ عمر اور عذاب سے حفاظت کے ذریعہ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ (یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھلا بیٹھے) یعنی! اللہ تعالیٰ کی یاد اوراس پر ایمان اور قرآن و شرائع۔وَكَانُوْا اوروہ تھے) اللہ تعالیٰ کے ہاں۔قَوْمًۢا بُوْرًا (وہ لوگ خود ہی برباد ہوئے) یہ جمع بائر کی ہے۔جیسا کہ عائذ کی جمع عُوْذٌ ہے۔

## غیبت سے تخاطب:

۱۹: پھر کفار سے مخاطب کر کے اور غیبت سے اعراض کرتے ہوئے کہا جائے گا۔فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ (انہوں نے تمہاری بات کو جھٹلادیا) یہ مفاجاتی انداز کلام احتجاج والزام کیلئے بہت مناسب ہے اور خاصکر جبکہ التفات کو اس کے ساتھ ملا دیا اور قول کو حذف کر دیا اس کی نظیر اس آیت میں موجود ہے یااھل الکتاب قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل الی قولہ فقد جاء کم بشیر و نذیر [المائدہ:۱۹] اور شاعر کا یہ قول ہے

قالو اخرسان اقصیٰ ما یراد بنا ○ ثم القفول فقد جئنا خراسانا

''انہوں نے کہا ہمارا انتہائی مقصود تو خراسان ہے وہ دور ہے پھر واپس لوٹنا ہے۔لیجئے خراسان تو آ گیا''۔

بِمَا تَقُوْلُوْنَ (جو کچھ تم کہتے تھے) تمہاری بات جو ان کے متعلق تم کرتے تھے کہ وہ معبود ہیں۔اس صورت میں باء اسی طرح ہے جیسا اس ارشاد میں :بل کذبوا بالحق [ق:۵] اور جار، مجرور، ضمیر کا بدل ہیں گویا کہ اس طرح فرمایا گیا ہے۔فقد کذبوا بما تقولون یعنی تمہاری یہ بات جو تم کہتے تھے کہ یہ ہمارے معبود ہیں یا ہمیں گمراہ کرنے والے ہیں۔خود انہوں نے تکذیب کردی۔

قراءت:قنبل نے یاء سے پڑھا اور اس کا معنی انہوں نے تمہاری تکذیب خود اپنے قول سے کردی جو کہ سبحانك ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونك من اولیاء [الفرقان:۱۸] اور باء اس صورت میں استعانت کیلئے جیسے کتبت بالقلم میں ہو۔

فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا (تم نہ عذاب لوٹانے کی طاقت رکھتے ہو نہ مدد کی) تمہارے معبود طاقت نہیں رکھتے کہ وہ تم سے عذاب کو پھیر دیں اور ہٹادیں۔نمبر۲۔تمہاری مدد کریں۔

قراءت:حفص نے تاء سے پڑھا ہے۔مطلب یہ ہے اے کفار تم اپنے سے عذاب کو پھیرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی تم اپنی مدد کر سکتے ہو۔پھر علی العموم مکلفین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ (جو شخص تم میں سے ظلم کرے گا) یظلم، یشرك کے معنی میں ہے۔کیونکہ ظلم وضع الشئی فی غیر موضعہ کو کہتے ہیں اور جس نے مخلوق کو اس کے خالق کا شریک بناڈالا تو اس نے یقیناً ظلم کیا۔اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے ان الشرك لظلم عظیم [لقمان:۱۳]

نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا (ہم اس کو بڑا عذاب چکھائیں گے) اس کی تفسیر خلود فی النار سے کی گئی جو مشرک کے لائق ہے فاسق کے نہیں البتہ معتزلہ اور خوارج فاسق کے خلود فی النار کے قائل ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِى

اور بات یہی ہے کہ آپ سے پہلے جو پیغمبر ہم نے بھیجے وہ کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں

الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۷

چلتے تھے اور ہم نے تم میں بعض کو بعض کے لئے امتحان بنایا ہے کیا تم صبر کرتے ہو؟ اور آپ کا رب دیکھنے والا ہے

## رسالت پر اعتراض کا جواب:

۲۰: وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِى الْاَسْوَاقِ (اور ہم نے آپ سے پہلے پیغمبر نہیں بھیجے مگر ایسے ہی کہ جو کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے)

نحو: ان اخیر میں لام کی وجہ سے اِنَّ مکسور ہے اور اِلَّا کے بعد والا جملہ موصوف محذوف کی صفت ہے مطلب یہ ہے وما ارسلنا قبلك احدًا من المرسلين آكلين و ماشين اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کسی کو رسولوں میں سے مگر کہ وہ کھانا کھانے والے پیدل چلنے والے تھے۔ اس کو حذف جار مجرور پر اکتفاء کی وجہ سے کیا ہے؟ یعنی من المرسلین اس کی مثال دوسرے مقام پر اس طرح ہے وما منا الا له مقام معلوم [الصافات: ۱۶۴] یعنی وما منا احدٌ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کا ایک مقام معلوم ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان لوگوں کے خلاف احتجاج ہے کہ جو کہتے ہیں ماهذا الرسول ياكل الطعام و يمشى فى الاسواق اور اس میں پیغمبر ﷺ کیلئے تسلی کا پہلو بھی ہے۔

## دلاسۂ رسول:

وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً (اور ہم نے تمہیں ایک دوسرے کیلئے آزمائش بنایا) ابتلاء، آزمائش بنایا ہے۔ اس میں حضور ﷺ کو دلاسہ دیا اس لئے کہ کفار آپ کو فقر کا طعنہ دیتے اور بازار میں چلنے کی طعنہ زنی کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مالداروں کو فقراء کیلئے آزمائش بنایا ہے جس کو وہ چاہتا ہے غنی بناتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے فقر دیتا ہے۔ اَتَصْبِرُوْنَ (کیا تم صبر کرو گے) اس آزمائش پر تاکہ اجر پاؤ۔ یا پھر صبر نہ کرو گے تو غم میں اضافہ ہوگا۔

حکایت: بعض صالحین اپنے تنگی گزران سے پریشان ہو کر اکتائے اور باہر نکلے۔ انہوں نے ایک غلام کو سواریوں اور پالکیوں میں دیکھا تو ان کے دل میں ایک خیال گزرا۔ اسی وقت انہوں نے کسی کو یہ آیت پڑھتے سنا تو کہنے لگے بلى نصبر ربنا۔ اے رب ہم ضرور صبر کریں گے۔

نمبر۲۔ ہم نے آپ کو ان کیلئے آزمائش بنایا ہے کیونکہ اگر آپ مالدار، باغات والے، خزانوں کے مالک ہوتے تو لوگ آپ کی اطاعت دنیا کی خاطر کرتے یا کم از کم دنیا سے ملاوٹ شدہ کرتے۔ ہم نے آپ کو تنگدست بھیجا تاکہ آپ کی اطاعت خالص ہماری رضامندیوں کیلئے ہو۔ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا (اور آپ کا رب سب کو خوب دیکھتا ہے) اس چیز کا صواب وہی جانتا ہے جس میں کسی کا ابتلاء ہے۔ نمبر۲۔ اس کا صواب جانتے ہیں جو صبر کرنے والا اور گھبراہٹ کا اظہار کرنے والا ہے۔ ترجمہ محل نظر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ

اور ان لوگوں نے کہا جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے کہ ہمارے اوپر فرشتے کیوں نہ نازل کئے گئے یا یہ کیوں نہ ہوا کہ ہم رب کو دیکھ لیتے، بلاشبہ

اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ

انہوں نے اپنے نفسوں کو بڑا سمجھا اور انہوں نے بڑی سرکشی اختیار کی، جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن مجرمین کے لئے کوئی بشارت کی چیز

لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ

نہیں ہوگی، اور وہ کہیں گے ہٹاؤ اور بچاؤ، اور انہوں نے جو بھی عمل کئے تھے ہم ان کی طرف متوجہ ہو کر فضاء میں نظر آنے والے مٹی کے باریک

هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾

ذرات بنا دیں گے، اس دن جنت والے بہتر ہوں گے ٹھہرنے کی جگہ کے اعتبار سے اور آرام کرنے کی جگہ کے اعتبار سے

## ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے:

۲۱: وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا (اور کہتے ہیں وہ لوگ جو ہم سے ملاقات کی امید نہیں رکھتے) لا یرجون کا معنی امید نہ رکھنا۔ لقاءنا ہماری ملاقات خیر کے ساتھ کیونکہ وہ کافر ہیں بعث پر ان کا ایمان نہیں ہے۔ نمبر۲۔ وہ ہمارے عذاب سے نہیں ڈرتے خواہ اس وجہ سے کہ جو شخص امیدوار ہو وہ اپنی امید کے متعلق خوف زدہ کی طرح مضطرب ہوتا ہے۔ نمبر۳۔ رجاء اہل تہامہ کی لغت میں خوف کے معنی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

لَوْلَا یہ هَلَّا کے معنی میں ہے۔ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ (کیوں نہیں اتارے جاتے ہم پر فرشتے) بطور رسول انسانوں کی بجائے نمبر۲۔ نبوت کی صداقت پر گواہ اور دعویٰ رسالت پر شاہد بنا کر اَوْ نَرٰى رَبَّنَا (یا کیوں نہیں ہم دیکھتے اپنے رب کو) سامنے تا کہ وہ ہمیں خود ان کی رسالت کی اطلاع دے اور اس کی اتباع کا حکم دے لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ (یہ لوگ اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں) حق کے متعلق ان کے ضمائر میں تکبر بھرا ہوا ہے اور وہ کفر و عناد ہے جو ان کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ وَعَتَوْا (وہ حد سے آگے نکل گئے) ظلم میں وہ حد سے تجاوز کر گزرے۔ عُتُوًّا كَبِيْرًا (بہت بڑا آگے نکلنا) العتو کی صفت کبیر کے لفظ سے فرما کر افراط میں ان کے مبالغہ کو ثابت کیا مطلب یہ ہے انہوں نے صرف اس بڑی بات پر جسارت ہی نہیں کی بلکہ وہ تو تکبر کی انتہاء اور سرکشی کی آخری حد کو پھاند چکے۔ لام قسم محذوف کے جواب میں آئی ہے۔

## جب فرشتے سامنے آئیں گے تو وہ ان کے غم کا دن ہوگا:

۲۲: يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ (جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے) یعنی موت کے دن یا بعث کے دن۔

نحو: یوم اس فعل کی وجہ سے منصوب ہے جس پر لَا بُشْرٰى دلالت کرتا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے یوم یرون الملائکۃ



BestUrduBooks.wordpress.com

یمنعون البشرٰی۔ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے وہ بشارت سے روک دیئے جائیں گے۔ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ (اس دن کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی۔)

نحو: یہ یوم یرون کی تاکید ہے نمبر۲۔ اذکر مضمر ہے ای اذکر یوم یرون الملائکۃ پھر خبر دی لابشرٰی بالجنہ یومئذ (اس دن ان کو جنت کی خوشخبری نہ ہوگی) یہ یرون کی وجہ سے منصوب نہیں کیونکہ مضاف الیہ مضاف میں عمل نہیں کرتا اور نہ یہ بشرٰی کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ وہ مصدر ہے۔ اور مصدر اپنے ماقبل پر عامل نہیں ہوتا اور دوسری وجہ یہ بھی ہے لا سے جس کی نفی آتی ہے وہ لا کے ماقبل میں عمل نہیں کرتا۔

لِّلْمُجْرِمِیْنَ (مجرمین کیلئے) ضمیر کی جگہ اسم ظاہر کو لائے نمبر۲۔ یہ عام ہے اپنے عموم کو شامل ہے۔ اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو گناہوں کو کمانے والے ہیں مراد اس سے کافر ہیں کیونکہ مطلق اسماء سے مکمل افراد مراد ہوتے ہیں۔ وَیَقُوْلُوْنَ (اور وہ کہتے ہیں) یعنی ملائکہ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا (پناہ ہے پناہ ہے) تم پر خوشخبری مکمل حرام ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے حق میں حرام کر دیا بلاشبہ بشارت ایمان والوں کیلئے ہوگی۔

نحو: الحِجر یہ مصدر ہے اس میں کسرہ وفتحہ دونوں لغات ہیں۔ یہ حجرہٗ سے لیا گیا ہے جس کا معنی منع کرنا ہے۔ یہ ان مصادر میں سے ہے جو ایسے افعال کی وجہ سے منصوب ہیں جن افعال کا اظہار متروک ہے۔ مجوراً یہ حجر کے معنی کی تاکید کیلئے مصدر منصوب لایا گیا ہے۔ جیسا کہتے ہیں موت مائت۔

## بادشاہ کی مخالفت کی تمثیل:

۲۳: وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (اور ہم ان کے ان اعمال کی طرف جو وہ پہلے کر چکے تھے۔ متوجہ ہونگے پس ان کو بکھرا ہوا غبار بنا دیں گے) یہ آیت ھبآء کی صفت ہے۔ یہاں قدوم کا کوئی مطلب نہیں لیکن ان لوگوں کے احوال اور اعمال کو جو وہ کفر کی حالت میں بھی انجام دیتے رہے مثلاً صلہ رحمی، مظلوم کی اعانت، میزبانی وغیرہ کو اس آدمی کی حالت کے ساتھ بطور تمثیل وتشبیہ بیان کیا جس نے اپنے بادشاہ کی مخالفت کی اور اس کا نافرمان ہوگیا۔ پس بادشاہ نے اس کے حمایتوں اور اس کے ہاتھوں میں جتنا کچھ تھا سب کا قصد کر کے سب کچھ کو تہس نہس کر دیا اور ان میں سے کسی چیز کا نشان تک باقی نہ چھوڑا ہو۔

الھباء۔ سورج کی روشنی کے ساتھ روشندان میں اڑتے ذرات جو نظر آتے ہیں بکھرے غبار سے تشبیہ یہ استعارہ ہے کہ ان کے اعمال اس طرح ہوگئے کہ نہ وہ اجتماع کو قبول کرتے ہیں اور نہ انتفاع کو اگلی آیت میں اہل جنت کو اہل نار پر حاصل ہونے والی فضیلت کا ذکر فرمایا۔

۲۴: اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا (جنتی اس دن قرارگاہ کے اعتبار سے بہت بہتر ہونگے) مستقراً یہ تمیز ہے المستقر سے مراد وہ مکان ہے جس میں وہ اکثر اوقات بیٹھیں اور باتیں کریں گے۔ وَّ اَحْسَنُ مَقِیْلًا (ٹھکانہ کے اعتبار سے بہت اچھے ہونگے)۔ مقیلاً سے وہ ٹھکانہ جس کی طرف آرام لینے اور بیویوں سے تمتع کرنے کیلئے رجوع کرتا ہو۔ جنت میں نیند نہیں ہے۔ لیکن حوروں کے ساتھ آرام کے مقام کو بطور تشبیہ مقیل فرمایا روایات میں ہے کہ حساب سے آدھے دن میں فراغت پالیں گے اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ

اس وقت کو یاد کرو جب آسمان بادلوں سے پھٹ جائے گا اور بکثرت فرشتے نازل کئے جائیں گے، آج بادشاہت رحمٰن ہی کے لئے ہے،

وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ

اور یہ دن کافروں پر سخت ہوگا اور اس دن کو یاد کرو جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو اپنے دانتوں سے کاٹے گا اور یوں کہے گا

يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾

کاش میں رسول کے ساتھ راستہ بنا لیتا، ہائے میری بربادی کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا،

لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ

البتہ اس نے مجھے اس کے بعد ذکر سے ہٹا دیا جبکہ میرے پاس ذکر آ گیا تھا اور شیطان انسان کو بے یار و مددگار چھوڑنے والا ہے، اور رسول کا

الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ

کہنا ہوگا کہ اے رب میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا، اور اسی طرح ہم نے مجرم لوگوں میں

نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾

ہر نبی کے لئے دشمن بنائے ہیں اور ہدایت دینے اور مدد کرنے کو آپ کا رب کافی ہے۔

اہل جنت جنت میں جا کر قیلولہ کریں گے اور اہل نار نار میں۔ احسن کا لفظ لا کر تہکم مقصود ہے۔

## قیامت کا ایک منظر:

۲۵: وَیَوم اس سے پہلے اذکر فعل محذوف ہے تَشَقَّقُ السَّمَاءُ (جس دن آسمان پھٹ جائے گا) تشقق اصل میں تتشقق ہے ایک تاء کو حذف کر دیا۔ کوفی اور ابو عمرو اور دیگر قراء نے اس کو شین میں ادغام کیا ہے۔ بِالْغَمَامِ (بادلوں کے ساتھ) جب آسمان کا پھٹنا بادلوں کے ظاہر ہونے کے ساتھ ہوگا تو بادلوں کو اس طرح قرار دیا گیا گویا کہ اس سے آسمان پھٹ جائے گا۔ جب تم کہو شق السنام بالشفرۃ و انشق بھا۔ اس نے کوہان کو تلوار سے چیر دیا وہ تلوار سے پھٹ گئی۔ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا (اور فرشتے اتار ے جائیں گے اتارنا)۔

قراءت: نُنزل مکی نے پڑھا ہے۔ اس صورت میں تنزیلاً مصدر غیر لفظ فعل مانا جائے گا۔ مطلب یہ ہوگا کہ آسمان سے سفید بادل ظاہر ہوگا۔ جس سے آسمان پھٹ جائے گا۔ اور بادلوں میں سے فرشتے اتریں گے جن کے ہاتھوں میں انسانوں کے صحائف اعمال ہونگے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۶: اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۣ الْحَقُّ ( بادشاہی اس دن رحمان ہی کی ہوگی) الملك مبتدا اور یومئذ اس کا ظرف اور الحق اس کی صفت ہے۔ الحق ثابت کو کہتے ہیں۔ کیونکہ تمام عارضی بادشاہتیں اس دن باقی نہ رہیں گی۔ فقط اس کی بادشاہی ہوگی۔ لِلرَّحْمٰنِ (رحمان کی) یہ اس کی خبر ہے وَكَانَ (ہوگا) وہ دن يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ( کافروں پر دشوار ) عسیر کا معنی شدید ہے جیسے کہتے ہیں عَسُر علیہ فھو عسیر وعَسِر (اس پر دشوار ہوا) اسی سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مؤمنوں کیلئے آسان ہوگا۔ حدیث میں فرمایا قیامت کا دن مؤمن کیلئے فرضی نماز سے بھی زیادہ خفیف اور ہلکا ہوگا۔ (رواہ، احمد وابویعلیٰ)

## کفار کی حسرت وغیظ:

۲۷: وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ ( اور جس روز ظالم اپنے دانتوں سے اپنے ہاتھ کاٹے گا) عض الیدین یہ حسرت وغیظ سے کنایہ ہے کیونکہ ہاتھ کاٹنا اس کا ردیف ہے پس بعد میں آنے والے کا ذکر کر کے اصل پر دلالت کر دی۔ اس سے کلام کا مرتبۂ فصاحت بھی انتہائی بلند ہو گیا اس کو سن کر سامع پر ایسا رعب طاری ہوتا ہے جو اصل کو سن کر نہیں ہوتا۔ الظالم نمبر ۱۔ میں الف لام عہدِ خارجی کا ہے اس سے ظاہر مراد عقبہ بن ابی معیط ہے۔ نمبر ۲۔ الف لام جنس کا ہے اس صورت میں عقبہ اور اس جیسے دیگر کفار کو بھی شامل ہوگا۔

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ ( کہے گا کاش میں پکڑ لیتا) دنیا میں مَعَ الرَّسُوْلِ (رسول کے ساتھ) حضرت محمد ﷺ الرسول سے مراد ہیں۔ سَبِيْلًا (راستہ) نجات کی راہ اور جنت کی راہ اور وہ ایمان ہے۔

۲۸: يٰوَيْلَتٰى (ہائے افسوس)۔

## ظالم کا افسوس:

قراءت: یہ یاویلتی یاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ اور وہ اصل ہے کیونکہ آدمی اپنی ہلاکت کو بلاتا ہے اور اس کو کہتا ہے اے میری ہلاکت آجا یہ تیرا زمانہ ہے البتہ یاء کو الف سے اسی طرح بدلا جیسا صحاری اور مداری میں۔ لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ( کاش میں فلاں کو دوست نہ بناتا) فلان کا لفظ علم سے کنایہ ہے اگر ظالم سے عقبہ بن ابی معیط مراد ہو جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ اس نے ایک دن ضیافت کا انتظام کیا اور رسول ﷺ کو بھی اس میں دعوت دی آپ نے اس کا کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا جب تک شہادتین کا اقرار نہ کرے گا میں تیرا کھانا نہ کھاؤں گا اس نے اسی طرح کر دیا اس کے دوست ابی بن خلف نے کہا میں تیرا چہرہ نہ دیکھوں گا۔ اور تو میرا چہرہ نہ دیکھ پائیگا۔ صرف ایک صورت ہے کہ کفر کی طرف لوٹ آ اور اسلام سے ارتداد اختیار کر لے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ وہ قیامت کو کہے گا کاش میں ابی بن خلف کو دوست نہ بناتا اس کے نام سے فلاں کہہ کر کنایہ کیا گیا اگرچہ مراد جنس ہے ہر وہ آدمی جو گمراہوں میں سے کسی کو دوست بنائے تو وہ اپنے خلیل کیلئے بہر صورت اسم علم ہوگا۔ پس اس سے کنایہ بن جائے گا۔

ایک قول: یہ شیطان سے کنایہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## شیطان کی گمراہی:

۲۹: لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّکْرِ (اس نے مجھے اللہ تعالیٰ کی یاد سے گمراہ کیا) الذکر سے ذکر اللہ مراد ہے۔ نمبر۲۔ قرآن مراد ہے۔ نمبر۳۔ ایمان مراد ہے۔

بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ (اس کے بعد کہ وہ میرے ہاں آچکا) اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَکَانَ الشَّیْطٰنُ (اور شیطان ہے) اس کا خلیل۔ اس کو شیطان اس لئے کہا کیونکہ اس نے اس کو اسی طرح گمراہ کیا جیسا شیطان گمراہ کرتا ہے۔ نمبر۲۔ ابلیس لعین مراد ہے کیونکہ اسی نے گمراہ کی دوستی پر اسے برانگیختہ کیا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت پر ابھارا۔ لِلْاِنْسَانِ (انسان کیلئے) جو اس کا مطیع بن جاتا ہے۔ خَذُوْلًا (یہ رسوا کرنے والا) یہ خذلان سے مبالغہ ہے۔ اس کی عادت یہ ہے کہ جو اس سے دوستی اختیار کرتا بالآخر گمراہ کر کے اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ نمبر۱۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی حکایت ہے۔ نمبر۲۔ ظالم کے کلام کی حکایت ہے۔

## شکایتِ رسول:

۳۰: وَقَالَ الرَّسُوْلُ (اور کہیں گے رسول) صلی اللہ علیہ وسلم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی (اے میرے رب میری قوم) قریش نے اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا (اس قرآن کو متروک کر رکھا تھا) مہجور کا معنی متروک ہے اس کو چھوڑ دیا اور اس پر ایمان نہ لائے یہ ہجران سے لیا گیا ہے یہ اتخذوا کا دوسرا مفعول ہے اس میں شکایت کو بہت بڑا کر کے ظاہر کیا گیا اور قریش کو ڈرایا گیا کیونکہ انبیاء علیہم السلام جب اقوام کا بارگاہ میں شکوہ کرتے ہیں تو ان کی مہلت تمام ہو کر عذاب ٹوٹ پڑتا ہے۔

۳۱: وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ ھَادِیًا وَّنَصِیْرًا (اسی طرح ہم نے مشرکوں میں ہر پیغمبر کے دشمن بنا دیئے تھے۔ اور آپ کا رب آپ کو راستہ بتانے والا اور آپ کی مدد کرنے والا کافی ہے) یعنی اس طرح ہر پیغمبر کو اپنی قوم کو عدوات سے سابقہ پڑا اور آپ کے لئے آپ کا رب کافی ہے جو مغلوبیت کے راستہ کی طرف ان کو لے جا رہا ہے اور ان سے بدلہ لے گا اور آپ کی ان کے خلاف مدد فرمائے گا۔

نحو: عدو کا لفظ واحد و جمع دونوں ہو سکتا ہے۔ باء زائدہ ہے اے کفی ربك ھا دیا ۔ ھادیًا یہ تمیز ہے۔
ھَادِیًا وَّنَصِیْرًا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۛ كَذٰلِكَ ۛ مع

اور کافروں نے کہا کہ ان پر قرآن ایک ہی مرتبہ کیوں نازل نہ کر دیا گیا، ہم نے اسی طرح نازل کیا ہے،

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ

تاکہ اس کے ذریعہ ہم آپ کے دل کو قوی رکھیں اور ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر اتارا ہے، اور یہ لوگ آپ کے سامنے کیسا ہی عجیب سوال کریں ہم ضرور اس کا ٹھیک جواب خوب

وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

وضاحت میں بڑھا ہوا آپ کو عطا کر دیں گے جو لوگ اپنے چہروں کے بل جہنم کی طرف جمع کیے جائیں گے یہ لوگ جگہ کے اعتبار سے بھی بدترین ہیں

ع ۳ ۱۴ ۱ وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾ ع

اور طریقہ میں بھی بہت گمراہ ہیں۔

## قرآن اکٹھا کیوں نہ اُترا:

۳۲: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اور کافروں نے کہا) کافر سے یہاں قریش مکہ یا نمبر۲۔ یہود مراد ہیں۔ لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً (کیوں اس پر قرآن مجید اکٹھا ایک مرتبہ نہیں اتارا گیا) جملة واحدة بمعنی اکٹھا اور یہ حال ہے مطلب یہ ہے اس پر قرآن ایک مرتبہ ایک ہی وقت میں کیوں نہیں اتارا گیا جیسا کہ تورات، انجیل وزبور اتاری گئی اس کو متفرق کیوں اتارا جارہا ہے۔ یہ فضول سوال ہے اور بے جا شک ہے کیونکہ اعجاز قرآنی اور دلائل قرآنی ایک مرتبہ اتارے جانے یا تھوڑا تھوڑا اتارے جانے سے اعجاز نمائی اور حجیت میں چنداں مختلف نہیں ہیں۔ نزل یہاں انزل کے معنی میں ہے ورنہ یہ جملہ واحدہ کے خلاف پڑے گا۔

کفار کا یہ اعتراض بالکل بے حقیقت تھا کیونکہ ان کو ایک سورت لانے کا چیلنج دیا گیا تھا خواہ وہ قرآن کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی سورت ہو انہوں نے اس سے اپنے عجز کا اظہار کیا اور مخالفت اور لڑائی پر اتر آئے اور جوش کو صرف کیا حجت و دلیل کی طرف نہیں آئے۔

كَذٰلِكَ (اسی طرح) اس میں ان کو جواب دیا گیا یعنی قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا کر کے بیس سال میں اتارا۔ یا تیئس سال اور کذلک میں لولا انزل علیہ القرآن جملة کے مدلول کی طرف اشارہ کیا گیا کیونکہ اس کا معنی یہ ہے تم پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں اتارا گیا؟ تو جواب دیا اسی طرح پس اس کے فوائد کو تم بھی جان لو نمبر۱۔ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ (تاکہ اس سے تیرے دل کو مضبوط کر دیں۔ اس کے متفرق اتارنے سے آپ کے دل کو مضبوط کر دیں۔ نمبر۱۔ یہاں تک کہ تو اس کو یاد کرے اور محفوظ کرے کیونکہ جس کو تلقین کی جائے اس کا دل علم کی کسی چیز کو یاد کرنے کیلئے آہستہ آہستہ قوی و مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے اور ایک جزو کے بعد دوسرا جزو اپنانے کیلئے۔ اگر ایک مرتبہ ہی اس پر ڈالا جاتا ہے تو وہ اس کے یاد کر لینے سے عاجز آ جاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۲۔ آپ کے دل کو اکتاہٹ سے بچانے کیلئے متواتر قرآن کو پہنچایا اور جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا کیونکہ محب کا دل محبوب کے خطوط و پیغامات مسلسل آنے سے پُرسکون ہوتا ہے۔ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا (اور ہم نے اس کو پڑھا الگ الگ) اس کا عطف اس فعل پر ہے جس کے متعلق کذلک ہے گویا اس طرح فرمایا کذلك فرقناه ورتلناه یعنی ہم نے ایک آیت کے بعد دوسری آیت سے اندازہ کیا۔ وقفہ کے بعد وقفہ سے۔ نمبر۲۔ ہم نے اس کی قراءت میں ترتیل کا حکم دیا اور اس معنی کو دوسری آیت میں اس طرح بیان فرمایا ورتل القرآن ترتیلا۔ [المزمل:۴] (یعنی اس کو ترتیل سے پڑھا اور ٹھہر ٹھہر کر) نمبر۳۔ ہم نے اس کو خوب کھول کر بیان کیا اور الترتیل الگ الگ، صاف صاف ٹھہر کر پڑھنا۔

۳۳: وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ (وہ نہیں لاتے آپ کے پاس کوئی عجیب سوال) مثل سے یہاں عجیب سوال مراد جو وہ باطل سوالات کرتے رہتے تھے۔ گویا باطل ہونے میں ایک مثال ہے۔ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ (مگر ہم آپ کو اس کا صحیح جواب عطاء کر دیتے ہیں) مگر ہم آپ کے پاس صحیح تردید جس سے بھاگنے کا راستہ نہ ہو لے آتے ہیں۔ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا (اور بہترین تشریح کے ساتھ) اور اس چیز کے ساتھ جو معنی میں زیادہ خوب ہو اور اس کے سوال کا جواب بھی ہو۔ یہاں مفضّل کا لفظ حذف کر دیا گیا کیونکہ خود کلام میں اس حذف کی دلیل ہے جیسا کہ تم کہو: رأیت زیدًا وعمروا وکان عمرو احسن وجهًا اس میں دلیل ہے کہ تمہارا مقصود احسن وجهًا من زید ہے۔ جب تفسیر خود کلام کی دلالت کو کھولنے والی ہے تو اس کو اس کے معنی کی جگہ رکھ دیا گیا۔ چنانچہ کہتے ہیں تفسیر هذاالکلام کیت و کیت ۔ جیسا کہا گیا ہے اس کا معنی کذا و کذا اولا یا تونك بحال و صفة عجیبة کیا وہ نہیں لاتے کسی حالت میں کوئی عجیب بات یہ کہتے ہوئے کیونکر قرآن اس پر اکٹھا نہیں اتارا گیا مگر ہم آپ کو ایسے حالات لاتے ہیں جن احوال کے آپ ہماری حکمت کے مطابق مستحق ہیں اور وہ حالات زیادہ واضح کرنے والے ہیں اس چیز کو جو آپ دیکر بھیجے گئے ہیں اور نبوت کی درستگی پر دلالت کرنے والے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ قرآن کا تھوڑا اترنا اور ان کو یہ چیلنج دینا کہ بعض حصہ قرآن کا مقابلہ میں قرآن بنا کر لائیں مگر ایسا کرنے سے وہ عاجز ہیں تو پورے قرآن کے مقابلہ سے خود عاجز ہو گئے کیونکہ قرآن سارا معجزہ ہے۔

۳۴: اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ (وہ لوگ جن کو منہ کے بل جہنم کی طرف ہنکا کر لے جایا جائے گا وہ بدتر ہوں گے)

نحو: الذین مبتدأ اور اولٰئك مبتدأ ثانی اور شرٌّ خبر ہے اور اولئك بمع شرٌّ الذین کی خبر ہے۔

مَّكَانًا (مقام کے اعتبار سے) مقام و مرتبہ یا رہائش و ٹھکانہ وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا (اور طریقہ میں بھی بہت گمراہ ہوں گے) یعنی راستہ کے لحاظ سے خطاء کرنے والے ہونگے یہ اسناد مجازی ہے مطلب یہ ہے کہ تمہیں ان سوالات پر یہ چیز آمادہ کرتی ہے کہ تم اسکے راستہ کو گمراہی قرار دیتے ہو اور اسکے مقام و مرتبہ کو حقیر قرار دیتے ہو۔ اگر تم انصاف کی آنکھ سے دیکھتے اس حال میں کہ تمہیں جہنم پر منہ کے بل گھسیٹا جا رہا ہو۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارا مقام انکے مقام سے بہت برا اور تمہارا راستہ گمراہی میں بہت بڑھا ہوا ہے۔

قرآن مجید میں اسی کا ذکر فرمایا۔ قل هل انبئكم بشر من ذلك مثوبة عند الله من لعنه الله وغضب علیه۔ [المائدہ:۶۰]



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى

اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے ساتھ ان کے بھائی کو وزیر بنا دیا، پھر ہم نے دونوں کو حکم دیا کہ اس قوم کی طرف

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ

چلے جاؤ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، پھر ہم نے اس قوم کو بالکل ہی ہلاک کر دیا، اور ہم نے قوم نوح کو ہلاک کیا جبکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا،

اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟

ہم نے انہیں غرق کر دیا اور ان کو لوگوں کے لئے عبرت بنا دیا، اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے، اور ہم نے عاد اور ثمود کو

وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ؗ وَكُلًّا تَبَّرْنَا

اور اصحاب الرس کو اور ان کے درمیان بہت سی قوموں کو ہلاک کیا اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے امثال بیان کیں، اور ہر ایک کو ہم نے پوری طرح

تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا

ہلاک کر دیا، بلاشبہ یہ لوگ اس بستی پر گزرے ہیں جس پر بری بارش برسائی گئی کیا یہ اسے نہیں دیکھتے

يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ

رہے، بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ موت کے بعد اٹھنے کی امید ہی نہیں رکھتے، اور جب وہ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ کا مذاق ہی اڑاتے ہیں

اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا

کیا یہی شخص ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے، اس نے تو ہمیں ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر جمے ہوئے

عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ

نہ رہتے، اور جس وقت یہ لوگ عذاب کو دیکھیں گے اس بات کو جان لیں گے کہ کون شخص راہ سے ہٹا ہوا تھا، کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے

اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ ۙ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ

اپنا معبود اپنی خواہش کو بنا لیا، سو کیا آپ اس کے وکیل ہیں، آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر

ع ۱۰ ۴ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ ع

سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں، یہ لوگ محض چوپایوں کی طرح سے ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حشر کی تین قسمیں:

حضرت نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے قیامت کے دن لوگوں کا حشر تین قسم پر ہوگا۔ نمبرا۔ جانوروں پر سوار۔ نمبر٢۔ پیدل ٣۔ چہروں کے بل، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ چہروں کے بل کیسے چلیں گے تو ارشاد فرمایا جس نے ان کو پاؤں سے چلایا وہی ان کو چہروں کے بل چلائے گا۔ [احمد، ترمذی]

## موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی فرعون کی طرف بعثت:

٣٥: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ ( تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی ) تورات جیسا کہ آپ کو قرآن دیا۔ وَ جَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ( اور ہم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو مددگار بنا دیا )۔

نحو: ہارون یہ اخاہ کا بدل ہے یا عطف بیان ہے۔ وَزِيْرًا مددگار۔ لغت میں اس کو کہتے ہیں جس کی رائے کی طرف رجوع کیا جاتا ہو اور جس کی رائے باعث تحصین ہو یہ الوزر سے لیا گیا ہے جس کا معنی پناہ گاہ ہے اور وزارت نبوت کے منافی نہیں۔ ایک زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کو بھیجا جاتا اور ان کو ایک دوسرے کی مدد کا حکم دیا جاتا۔

٣٦: فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ( اور ہم نے کہہ دیا کہ تم دونوں اس قوم کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا ہے ) مراد فرعون اور اس کی قوم ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ فذھبا الیھم و انذر افکذ بوھما۔ وہ ان کے پاس دونوں گئے اور ان کو ڈرایا مگر انہوں نے جھٹلا دیا۔

## تکذیب کی وجہ سے فرعونیوں کو ہلاک کر دیا:

فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ( پس ہم نے ان کو ملیا میٹ کر دیا ) التدمیر کسی عجیب انداز سے ہلاک کرنا۔ قصہ کو مختصر فرمایا اس کا اول و آخر ذکر کر دیا۔ کیونکہ مقصودِ قصہ یہی ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ بعثِ رسل کے ذریعہ حجت تمام کر دی جائے اور تکذیب کی وجہ سے استحقاق عذاب ظاہر کر دیا جائے۔

## قوم نوح اور دیگر ہلاک شدہ اقوام کی طرف اشارہ:

٣٧: وَقَوْمَ نُوْحٍ ( اور قوم نوح کو ) یعنی ہم نے قوم نوح کو ہلاک کر دیا۔ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ ( جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا ) یعنی نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کو یا ایک کی تکذیب تمام کی تکذیب ہے۔ اَغْرَقْنٰهُمْ ( ہم نے ان کو ڈبو دیا ) طوفان کے ذریعہ وَ جَعَلْنٰهُمْ ( اور ہم نے بنا دیا ان کو ) یعنی ان کے غرق یا واقعہ کو لِلنَّاسِ اٰيَةً ( لوگوں کیلئے نشانی ) عبرت جس سے وہ عبرت حاصل کرتے ہیں۔ وَاَعْتَدْنَا ( ہم نے تیار کر رکھا ہے ) لِلظّٰلِمِيْنَ ( ظالموں کیلئے ) قوم نوح کیلئے اور اصل عبارت اس طرح ہے واعتدنا لھم مگر ان کا ظلم بیان کرنے کیلئے ظالمین کی بجائے ضمیر لائے۔ نمبر٢۔ یہ ہر اس آدمی کیلئے عام ہے جو شرک والا ظلم ڈھانے والا ہو اور اپنے عموم کی وجہ سے ان کو بھی شامل ہوگی۔ عَذَابًا اَلِيْمًا ( دردناک عذاب ) مراد آگ۔

٣٨: وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا ( اور عاد و ثمود کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ )



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: حمزہ، حفص نے قبیلہ کی تاویل سے بلاتنوین پڑھا۔ اور دیگر قراء نے ثمود تنوین سے پڑھا خاندان کی تاویل نمبر۳۔ یہ بڑے باپ کا نام ہے۔

وَّاَصْحٰبَ الرَّسِّ (کنوئیں والے) یہ قوم شعیب علیہ السلام ہے۔ وہ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ انہوں نے شعیب کو جھٹلایا ایک دن وہ کنوئیں کے گرد تھے۔ کنوئیں کی دیواریں گریں اوران کو زمین میں گھروں سمیت دھنسا دیا۔

ایک قول یہ ہے کہ الرس ایک بستی کا نام ہے انہوں نے اپنے پیغمبر کو قتل کر دیا جس کے نتیجہ میں سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ اور ایک قول یہ ہے یہی اصحاب اخدود ہیں۔ الرس خندقوں کو کہا جاتا ہے۔ وَقُرُوْنًا (اور زمانہ والوں کو ہم نے ہلاک کیا)۔ بَیْنَ ذٰلِكَ (ان کے مابین) كَثِیْرًا (بہت) جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے رسولوں کو بھیجا۔ انہوں نے جھٹلایا تو ان کو ہلاک کر دیا گیا۔

۳۹: وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ (تمام کیلئے ہم نے مثالیں بیان کیں) یعنی پہلے لوگوں کے عجیب عجیب واقعات بیان کیے۔ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا (ہم نے تمام کو برباد کر دیا) ان کو بالکل ہلاک کر دیا۔

نحو: پہلا کلاً انذرنا کی وجہ سے محذوف یا حذرنا کی وجہ سے اور دوسرا کلاً تبرنا کی وجہ سے محذوف ہے وہ اس کے لئے فارغ ہے۔

۴۰: وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْیَةِ (اور تحقیق ان کا گزر اس بستی کی طرف سے ہوتا ہے۔)

نحو: اتوا کا فاعل اہل مکہ ہیں۔

القریہ سے مراد سدوم وغیرہ ہیں۔ یہ قوم لوط کا سب سے بڑا مرکزی شہر تھا۔ کل پانچ شہر تھے چار کو اللہ تعالیٰ نے اہل سمیت ہلاک کر دیا۔ اور ایک ان میں سے باقی رہ گیا۔

الَّتِیْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ (جن پر بری بارش کی گئی) یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھر برسائے۔ قریش مکہ کا اکثر قافلوں میں گزر ان بستیوں کے پاس سے ہوتا تھا یہ شام کی شارع پر واقع ہوتے تھے۔ ان بستیوں کو پتھروں کی آسمانی بارش سے ہلاک کر دیا گیا۔

نحو: مطر السوء یہ مفعول ثانی ہے۔ اور اصل عبارت اس طرح ہے امطرت القریۃ مطرًا نمبر۲۔ مصدر محذوف الزوائد ہے یعنی امطار السوء۔

اَفَلَمْ یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَا (کیا یہ اس بستی کو دیکھا نہیں کرتے) کیا انہوں نے شام کی طرف سفر میں آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ پھر ان کو سوچ کر ایمان لانا چاہیے تھا۔ بَلْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا (بلکہ وہ دوبارہ اٹھنے کی امید نہیں رکھتے) بلکہ یہ لوگ تو بعث کے انکاری ہیں۔ یہ بعث سے نہ ڈرتے اور نہ ہی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ نمبر۲۔ ان کو اٹھنے کی امید نہیں جیسا کہ مؤمن امید کرتے ہیں کیونکہ مسلمانوں کو اپنے اعمال کے ثواب کی طمع ہے۔

۴۱: وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ (اور جب آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ کا مذاق بنا لیتے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو: ان نافیہ ہے۔

## استہزائے کفار:

اِلَّا هُزُوًا اتخذ هزوًا کا معنی استهزا بہ ہے اور اصل اتخذہ موضع هزؤ یامهزوء ابہ آپ کو استہزاء کی جگہ بنا لیتے ہیں یا مسخرہ بنالیتے ہیں۔ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا (کیا یہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنایا ہے) قول کو مضمر قرار دیکر هذا کو بطور استہزاء تحقیر لائے۔ ای قائلین اهذا۔ وہ یہ کہتے ہیں کیا یہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنایا ہے اور محذوف حال ہے اور الذی کی طرف لوٹنے والی ضمیر محذوف ہے۔ ای بعثهٗ۔

۴۲: اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ( قریب تھا کہ ہم کو ہمارے معبودوں کی طرف سے بہکا لیتا۔ اگر ہم ان معبودوں پر جمے نہ رہتے)۔

نحو: ان مخففة من المثقلة ہے اور لام اس کی دلیل ہے۔ قریش کو دعوت دینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کس قدر مشکلات تھیں اور ان کے سامنے معجزات کے پیش کرنے میں کتنا بڑا مجاہدہ تھا۔ کہ وہ اپنے خیال کے مطابق اپنا دین چھوڑنے کے قریب پہنچ گئے تھے۔ اگر وہ اس پر اصرار نہ کرتے اور اپنے معبودوں کی عبادت کو تھامے نہ رکھتے۔

وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ (وہ عنقریب جان لیں گے جب کہ وہ عذاب کو ملاحظہ کریں گے) اس میں کفار مکہ کیلئے وعید ہے اور یہ بھی دلالت ہے کہ اس کو ترک کرنے پر تیار نہیں خواہ مدتِ مہلت کتنی طویل کر دی جائے۔ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (کہ راستہ کے اعتبار سے کون گمراہ ہے۔) یہ ان کا لیضلنا کے جواب کی طرح جملہ لایا گیا ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انہوں نے ضلال کی نسبت کی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ دوسرے کو گمراہ وہ کرتا ہے جو خود گمراہ ہو۔

## یہ خواہشات کے پجاری ہیں:

۴۳: اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ (اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے اس شخص کی حالت دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے) یعنی جس نے کئی چیز کو چھوڑنے اور کرنے کیلئے خواہش کی اطاعت کی تو وہ اپنی خواہش کا پیرو ہے اور اس کو معبود بنانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرما رہے ہیں۔ اس شخص کو اپنی خواہش ہی معبود نظر آتی ہے آپ اس کو ہدایت کی طرف کس طرح دعوت دے سکتے ہیں۔ روایت میں ہے ایک آدمی اہل جاہلیت میں سے پتھر کو پوجتا تھا جب وہ کوئی خوبصورت پتھر دیکھتا تو پہلا چھوڑ کر دوسرا اٹھا لیتا اور اس کی پوجا شروع کر دیتا۔

قول حسن رحمہ اللہ علیہ: اس سے مراد ہر خواہش پرست ہے۔

اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا (تو کیا آپ اس کے ذمہ دار ہونگے) یعنی ایسے محافظ جو اتباعِ خواہشات سے اس کو بچا سکیں اور اپنی من پسند کی عبادت سے اس کو روک لیں۔ نمبر۲۔ کیا آپ کو اس بات پر مقرر کر دیا گیا کہ خواہشات سے موڑ کر اس کو ہدایت پر لگا دیں اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ آپ کے ذمہ فقط تبلیغ ہے۔

۴۴: اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (کیا آپ یہ خیال کرتے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں کہ ان کی اکثریت (کلام اللہ) کو سنتے یا سمجھتے ہیں وہ نہیں ہیں مگر چوپایوں کی طرح بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ گمراہ۔

نحو : یہ ام منقطعہ ہے اور اس کا معنی بل ہے بلکہ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں گویا پہلے جو مذمت گزری یہ اس سے زیادہ سخت ہے یہاں تک کہ اس سے اضراب کر کے اس کی طرف رجوع کرنا پڑا۔

## تفصیلِ اعراض:

وہ یہ ہے کہ ان کی عقلیں اور قوتِ سمع چھن چکی ہے۔ کیونکہ وہ حق کو سننے کی طرف ذرا کان نہیں دھرتے۔ اور نہ اس میں تدبر کیلئے عقل کو استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو ڈھوروں اور ڈنگروں کے مشابہ ہیں جو غفلت و ضلالت میں مثال ہیں ان پر شیطان ان کو ذلیل کرنے کیلئے سوار ہے جس وجہ سے انہوں نے استدلال کو بالکل ترک کر دیا۔ پھر یہ حیوانات سے گمراہی میں بڑھ کر ہیں کیونکہ چوپائے تو اپنے رب کے تسبیح خواں اور سجدہ کناں ہیں اور جوان کو چارہ ڈالے اس کی بات مانتے ہیں اور محسن و مسئی کی پہچان رکھتے ہیں اور اپنے نفع کے طالب اور دینے والی چیز سے گریزاں ہیں اپنے گھاٹوں اور چراگاہوں کی طرف راستہ پانے والے ہیں۔

یہ اپنے پروردگار کی اطاعت نہیں کرتے۔ نہ اس کے احسانات کو شیطان کی برائیوں سے جدا کر پاتے حالانکہ شیطان تو ان کا دشمن ہے اور یہ ثواب کو جو سب سے بڑا نفع ہے چھوڑنے والے ہیں۔ یہ اس انجام سے لرزاں و ترساں نہیں جو سب سے سخت نقصان اور ہلاکت کی جگہ ہے۔ اور حق کی طرف راہ نہیں پاتے حالانکہ وہ میٹھا اور خوشگوار چشمہ ہے۔

قول علماء: ملائکہ میں روح و عقل اور بہائم میں نفس و خواہش۔ اور آدمی میں تمام بطور ابتلاء و آزمائش اکٹھی کر دیں اگر انسان پر نفس و خواہش نے غلبہ پالیا تو چوپائے اس سے بڑھ گئے اور اس پر روح و عقل کا غلبہ ہو گیا۔ تو یہ معزز ملائکہ سے سبقت لے گیا۔ یہاں الاکثر کا لفظ استعمال فرمایا کیونکہ ان میں بعض وہ تھے جن کو صرف سرداری ہی اسلام کے راستہ سے رکاوٹ تھی اور یہ لا علاج مرض ہے اور اسلئے کہ ان میں وہ بھی تھے جو ایمان لے آئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ

اے مخاطب کیا تو نے اپنے رب کی طرف نظر نہیں کی کہ اس نے سایہ کو کیسے پھیلایا ہے، اور اگر وہ چاہتا تو اس کو ٹھہرا ہوا رکھتا، پھر ہم نے آفتاب کو اس پر

عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۙ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا

علامت مقرر کیا، پھر ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا، اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس

وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ

اور نیند کو آرام کی چیز بنایا، اور دن کو پھیل جانے کا وقت بنایا، اور وہ ایسا ہے جس نے اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں

يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۙ﴿٤٨﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ

بھیج دیں، اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا تاکہ ہم اس کے ذریعے مردہ زمین میں جان ڈال دیں، اور تاکہ یہ پانی ہم اپنی

مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿٤٩﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى

مخلوق میں سے چوپایوں کو اور بہت سے انسانوں کو پلا دیں، اور ہم اسے ان کے درمیان تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، لیکن

اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۖ﴿٥١﴾ فَلَا تُطِعِ

اکثر لوگ ناشکری کے بغیر نہیں رہتے، اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے، سو کافروں کی

الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿٥٢﴾

بات نہ مانیے اور اس کے ذریعہ ان سے خوب بڑا مقابلہ کیجئے۔

## سورج سے سایہ کی پہچان:

۴۵: اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ (کیا تم نے اپنے رب کی صنعت وقدرت کو نہیں دیکھا)۔ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ (کہ کس طرح اس نے سایے کو دراز کیا) اسکو پھیلا کر زمین پر عام کر دیا اور یہ طلوع فجر سے طلوع شمس کے وقت تک ہے جمہور کا قول یہی ہے۔ کیونکہ یہ ایسا دراز سایہ ہے جس کے ساتھ سورج کی شعاعیں بالکل نہیں۔ اور نہ ہی اندھیرا ہے اور یہ اس طرح ہے جیسا جنت کے سایہ کے بارے میں فرمایا و ظل ممدودٍ اور نہ اندھیرا ہوگا۔ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا (اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سایہ کو ٹھہرنے والا بنا دیتا) یعنی دائمی بنا دیتے جو کبھی زائل نہ ہوتا اور نہ اس کو سورج ختم کر سکتا۔ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا (پھر ہم نے سورج کو اس سایہ کی دلیل بنا دیا) دلیل کا مطلب یہ ہے کہ سورج سے سایہ کی پہچان ہوتی ہے اگر سورج نہ ہوتو سایہ کی پہچان نہ ہو اشیاء کی پہچان اضداد سے ہوتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۴۶: ثُمَّ قَبَضۡنٰهُ ( پھر ہم نے اس کو سمیٹ لیا) یعنی اس دراز سایے کو سمیٹ لیا۔اِلَیۡنَا (اپنی طرف سے) مراد جہاں ہم نے چاہا اس طرف قَبۡضًا یَّسِیۡرًا (تھوڑا تھوڑا کر کے) آسانی کے ساتھ اس میں تکلیف قطعاً نہ تھی۔نمبر۲۔آہستہ آہستہ یعنی ایک ایک جزو کر کے اس سورج کے ذریعہ جو اس پر آتی ہے۔

فَائِدَۃ : یہاں ثُمَّ امور کے مابین تفاضل کیلئے استعمال ہوا ہے گویا دوسرا پہلے سے بہت بڑا ہے اور تیسرا دوسرے سے بھی اعظم تر ہے فضیلت کے مراتب میں فرق کو وقت میں پیش آئندہ حوادث سے تشبیہ دی۔

## نیند و بیداری موت و حیات کے مشابہ ہے:

۴۷: وَهُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَكُمُ الَّیۡلَ لِبَاسًا (اور وہی رب تو ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس بنایا) ڈھانپنے والے اندھیرے کو لباس کی مانند قرار دیا۔وَّ النَّوۡمَ سُبَاتًا (اور نیند کو آرام) تمہارے ابدان کی راحت اور اعمال کو منقطع کرنے والی۔ السبت کا معنی کاٹنا ہے اور سونے والا قطع کیا ہوا ہے۔کیونکہ اس کا عمل و حرکت منقطع ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ السبات: موت کو کہتے ہیں اور منقطع کیا ہوا مردہ ہے کیونکہ اس کی زندگی منقطع کر دی گئی جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا: وهو الذی یتوفکم باللیل [الانعام:۶۰] اور اس معنی کی تائید اس کے مقابلہ میں نشور کے تذکرہ سے بھی ہوتی ہے۔ وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوۡرًا (اور دن کو اٹھنے کا وقت بنایا) النشور نیند سے بیدار جیسا کہ میت کو حشر کے دن اٹھایا جائے گا۔

ایک قول یہ ہے کہ مخلوق دن میں معاش کیلئے اٹھتی ہے۔آیت میں جہاں قدرتِ باری تعالیٰ پر دلالت موجود ہے اس میں مخلوق پر اظہارِ نعمت بھی ہے کیونکہ رات کے پردہ میں چھپ جانے پر دینی و دنیوی فوائد ہیں اور نیند و بیداری یہ موت و حیات کے ساتھ مشابہت رکھتی ہیں اور عبرت والے کیلئے باعثِ عبرت ہیں حضرت لقمان رحمہ اللہ نے بیٹے کو فرمایا کما تنام فتوقظ کذلک تموت فتنشر جیسے نیند سے جاگنا اسی طرح موت سے اٹھنا۔

۴۸: وَهُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ (اور وہ رب وہی تو ہے جو اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے)

قراءت: مکی نے الریح مفرد پڑھا مراد جنس لی ہے۔

## ماءِ طہور کا ذکر:

بُشۡرًا (خوشخبری دینے والیاں) تخفیف کے ساتھ بشر جمع بشور بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِهٖ (اس کی رحمت سے پہلے) بارش سے پہلے کیونکہ وہ ریح ہے پھر بادل پھر بارش۔یہ انتہائی عمدہ استعارہ ہے۔وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا) ماء سے بارش مراد ہے۔طَهُوۡرًا (بالکل پاک) یہ طہارت کا مبالغہ ہے اور صیغۂ صفت ہے جیسا کہتے ہیں ماءً طهورًا یعنی طاہر اور یہ اسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے جس سے طہارت حاصل کی جاتی ہے ان تمام کو طہور کہتے ہیں مثلاً وضوء اور ایندھن کیونکہ اس سے وضوء کیا جاتا ہے اور ان سے آگ جلائی جاتی ہے اور طہور مصدر بمعنی تطہر ہے جیسے کہتے ہیں تطهرت طهورًا حسنا میں نے خوب طہارت حاصل کی اور یہی معنی اس ارشاد نبوی ﷺ کا ہے: لا صلوة الا بطهور (ترمذی) ای لا تقبل صلاة بغیر طهارة۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قول ثعلبؒ ہے کہ طہور وہ ہے جو بذات خود طاہر ہو اور دوسرے کو پاک کرے امام شافعی رحمۃ اللہ کا یہی مسلک ہے۔ اگر یہ طہارت میں مزید اضافے کو ظاہر کرنے کیلئے ہے تو یہ قول خوب ہے اس کی تائید اس ارشاد باری تعالیٰ میں ملتی ہے و ینزل علیکم من السماء ماء لیطھر کم بہٖ [الانفال:۱۱] ورنہ فعول کا تفعیل سے کوئی سروکار نہیں۔ باقی افعال متعدیہ کے مشتقات جو فعول کے وزن پر آتے ہیں۔ مثلاً قطوع اور منوع پر قیاس درست نہیں ہے کیونکہ فعول پر آنے کا مقصد تو مبالغہ ہے پس اگر فعل متعدی ہو تو مفعول متعدی ہوتا ہے اور اگر لازم ہو تو لازم۔

۴۹: لِّنُحۡیِۦَ بِهٖ ( تاکہ ہم بارش سے زندہ کریں ) بَلۡدَةً مَّیۡتًا ( مردہ شہر ) میت کو مذکر اس لئے لائے بلد کا ارادہ کریں یا مکان مراد لیں۔ وَّ نُسۡقِیَهٗ مِمَّا خَلَقۡنَاۤ اَنۡعَامًا وَّ اَنَاسِیَّ کَثِیۡرًا ( اور ہم وہ پانی اپنی مخلوق کو پہنچائیں چوپایوں اور بہت سے انسان کو ) یعنی ہم انسانوں اور چوپایوں کو پانی پلائیں۔

نحو: مما خلقنا یہ انعامًا و اناسی سے حال ہے اور ای انعامًا و اناسی مما خلقنا اور سقیٰ و اسقی دونوں لغات ہیں۔

قراءت: مفضل اور برجمی نے ونسقیۂ پڑھا ہے: الاناسی جمع إنسیّ علی القیاس جیسے کرسی و کراسی یا انسان کی جمع ہے اور یہ اصل میں اناسین ہے جیسا کہ سرحان اور سراحین نون کو یاء سے بدل دیا اور ادغام کر دیا۔

## تقدیمِ ارض کی وجہ:

نکتہ: زمین کے احیاء کو انسانوں اور چوپایوں کو پانی پلانے سے مقدم کیا کیونکہ زمین کی زندگی ان کی زندگی کا سبب ہے پس جو ان دونوں کی حیات کا سبب تھا اس کو مقدم کیا اور پانی پلانے کا بعد میں ذکر فرمایا پھر پانی پینے والے حیوانات میں چوپایوں کو خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ انسانی منافع عام طور پر چوپایوں سے متعلق ہیں گویا کہ چوپایوں کو پانی پلانے کا انعام ان کے پانی پینے کے سبب حاصل ہونے والے انعام کی طرح ہے اور انعام، اناسی کو نکرہ لا کر پھر کثرت کو ان کی صفت کے طور پر ذکر کیا۔ کیونکہ اکثر لوگ وادیوں اور نہروں کے قریب رہائش پذیر ہیں بارش کی سیرابی سے ایک گونہ مستغنی نہیں اور ان کے علاوہ لوگوں کی کثرت اس پانی پر زندگی گزارتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ بارش سے نازل فرماتے ہیں بلدۃ کا لفظ بھی نکرہ لایا گیا ہے کیونکہ اس سے مراد ان کے وہ بعض علاقے ہیں جو پانی کے مقامات سے دور واقع تھے۔ جب انسانوں کا پانی پینا من جملہ ان چیزوں میں سے تھا۔ جس کے لئے پانی کو اتارا گیا۔ اور انسانوں کے اکرام کیلئے پانی کی صفت طہور ذکر فرمائی۔

اشارہ: اور طہور کہہ کر یہ واضح کر دیا کہ انسانوں پر لازم ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی طہارت کو ترجیح دیں کیونکہ طہوریت زندوں کیلئے شرط ہے۔

## بارش کو پھیرنے کا معنیٰ:

۵۰: وَلَقَدۡ صَرَّفۡنٰهُ بَیۡنَهُمۡ لِیَذَّکَّرُوۡا ( اور ہم نے پانی کو انسانوں میں گھمایا اور پھرایا تاکہ لوگ غور کریں )

قراءت: لِیَذۡکُرُوۡا حمزہ و علی نے پڑھا ان کی مراد یہ ہے کہ ہم نے یہ بات لوگوں کے درمیان قرآن اور تمام کتب منزلہ علی الرسل



BestUrduBooks.wordpress.com

میں پھیر پھیر کر بیان کی۔اور وہ بادل کا بننا اور بارش کا اترنا۔تا کہ لوگ سوچ و بچار کریں اور عبرت حاصل کریں اور اس پانی میں اللہ تعالیٰ کے انعام کا حق پہچان کر شکر یہ ادا کر لیں۔ فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا (مگر لوگوں کی اکثریت ناشکری کے بغیر نہ رہی) اکثریت نے کفرانِ نعمت کے علاوہ ہر بات سے انکار کر دیا۔اور نعمت کو جھٹلا دیا۔اور کثرت میں قلت کر دی۔

نمبر۲۔تصریف کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے بارش کو مختلف شہروں میں مختلف اوقات میں بانٹ دیا اور مختلف نوعیت کی بارش کی کہیں موسلا دھار اور کہیں ہلکی پھلکی بڑی بوندوں والی، چھوٹی بوندوں والی۔ مسلسل برسنے والی مگر لوگ ناشکری کر کے رہے اور یہ کہنے لگے فلاں ستارے کی وجہ سے بارش برسی۔اللہ تعالیٰ کی صنعت و رحمت کو بالکل یاد نہیں کرتے۔

قول ابن عباسؓ: کوئی سال دوسرے سال سے کم بارش والا نہیں ہوتا۔لیکن اللہ تعالیٰ اس کو جہاں چاہتے ہیں پھیر دیتے ہیں اور پھر یہ آیت پڑھی۔ایک روایت تفسیر یہ یہ ہے کہ فرشتے ہر سال کی مقدار مطر اور عدد مطر جانتے ہیں کیونکہ وہ پہلے سے مختلف نہیں لیکن علاقے مختلف ہو جاتے ہیں کسی سال کسی علاقہ میں اگلے سال دوسرے علاقہ میں یہاں سے بلدۃ کے نکرہ لانے کا جواب اور اسی طرح انعام واناسی کے نکرہ ذکر کرنے کا جواب نکلتا ہے۔

مَسْئَلَہ: جس شخص نے بارش کی نسبت ستارے کی طرف کی اور بارش اور ستارے کے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایسا ہونے سے انکار کیا وہ کافر ہوا اگر اس کا خیال یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ بارش کا خالق ہے اور ستارے کی طرف نسبت صرف بارش کی علامت اور بارش کی دلالت کے طور پر کی ہے تو پھر کافر نہ قرار دیا جائے گا۔

## ہر بستی کی بجائے ساری کائنات میں ایک ہی منذر بھیج دیا:

۵۱، ۵۲: وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا۔ فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ (اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے۔ پس آپ کافروں کی خوشی کا کام نہ کریں) اگر ہم چاہتے تو تمام بستیوں کو ڈر سنانے کی ذمہ داری آپ سے کم کر کے ہر بستی میں ایک پیغمبر بھیج دیتے۔لیکن ہم نے چاہا کہ آپ کیلئے تمام رسولوں کے فضائل جمع کریں کافۃ للناس کی طرف آپ کو رسول بنائیں۔ہم نے آپ کو بھیجنے پر اکتفاء کیا اور آپ کو عظمت سے نوازا۔پس آپ اکیلے ان تمام کی طرح ہیں اسی وجہ سے خطاب میں صیغہ جمع کا لائے یاایھا الرسل [المؤمنون:۵۱] پھر شکر اور پختگی اور ثابت قدمی سے اس کا تقابل کیا آپ کافروں کی بات ہرگز نہ مانیں جس کی طرف وہ آپ کو بلاتے ہیں کہ آپ ان کی موافقت اختیار کریں اور مداہنت اختیار کریں۔جس طرح میں نے تمام انبیاءؑ پر ترجیح دی پس میری رضامندی کو تمام خواہشات پر ترجیح دو اس سے آپ کو اور ایمان والوں کو برانگیختہ کرنا مقصود ہے۔

## جامع مجاہدہ اور جامع رسول:

وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ (اور اس سے ان کا زور سے مقابلہ کرو) نمبر۱۔ۂ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور مراد اس کی مدد و توفیق کے ساتھ۔نمبر۲۔ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے یعنی قرآن کے دلائل سے ان کا مقابلہ کرو اور ان کے مقابلہ سے عاجزی پر ان کو جھنجھوڑو! جِهَادًا کَبِیْرًا (بڑا جہاد) اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بڑا مرتبہ ہے اس لئے کہ اس میں تکالیف شاقہ کا سامنا ہوگا۔ نمبر۳۔بہٖ کی ضمیر کا مرجع وہ ہو جس پر یہ آیت دلالت کرتی ہے ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا [الفرقان:۵۱] اس لئے کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ

اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو ملایا جن میں یہ میٹھا ہے پیاس بجھانے والا ہے، اور یہ شور ہے کڑوا ہے، ان کے درمیان میں

بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝۵۳ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا

ایک حجاب بنا دیا۔ اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا فرمایا پھر اس کو خاندان والا اور

وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝۵۴

سسرال والا بنا دیا اور تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

آپ تمام شہروں کے نذیر ہیں اگر ہر بستی کی طرف الگ نذیر مبعوث ہوتا تو ہر نذیر کے ذمہ اپنی بستی والوں کے ساتھ مجاہدہ کی ضرورت تھی اب رسول ﷺ پر تمام مجاہدات جمع ہو گئے کیونکہ آپ کا جہاد و مجاہدہ سب سے بڑھ کر اور سب سے عظیم تر ہے۔ اسی لئے فرمایا: جاهدهم ان سے جہاد کرو کیونکہ تم ساری دنیا کے نذیر ہو اور ایسا جہاد کرو جو تمام مجاہدات کا جامع ہو۔

## قدرت کا عجیب نظارہ:

۵۳: وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ ( اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملایا) مرج کا معنی ملا ہوا اور پاس پاس چھوڑ دیا۔ یہ مرجت الدابة سے لیا گیا جبکہ اس کو چرنے کیلئے چھوڑا جائے بحرین کثیر مقدار اور وسیع مقدار میں پانی کو کہتے ہیں۔ هٰذَا (یہ) ایک ان میں سے عَذْبٌ فُرَاتٌ (میٹھا پیاس بجھانے والا۔)

نحو: فرات یہ عذب کی صفت ہے۔ بہت ہی میٹھا یہاں تک کہ حلاوت کے قریب پہنچ جائے۔

وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ (اور یہ نمکین کھاری ہے) اُجاج یہ ملح کی صفت ہے یعنی انتہائی نمکین۔ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا (اور ان کے درمیان پردہ بنا دیا) ان کے مابین حائل بنایا جو ان کو جدا کرتا ہے اور ملنے سے مانع ہے وہ ظاہر میں ملے ہیں مگر حقیقت میں جدا ہیں۔ وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا (ایک مضبوط بندش کر دی) ایک ایسا پردہ ہے جو آنکھوں سے تو مخفی ہے مگر ان کو ایک دوسرے سے روکے ہوئے ہے جیسا دوسرے مقام پر فرمایا: حجابًا مستورًا ۔ [الاسراء:۴۵]

## انسانوں کی دو قسمیں:

۵۴: وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ (اور اللہ وہی ہے جس نے پانی سے پیدا کیا) الماء سے یہاں نطفہ مراد ہے۔ بَشَرًا (انسان) فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا (پس اس کو نسب و دامادی والا بنایا) مراد یہ ہے کہ انسانوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ نمبر ۱۔ نسب والے یعنی مذکر جن کی طرف نسبت کر کے کہا جاتا ہے فلان بن فلان اور فلانہ بنت فلان نمبر ۲۔ دامادی والے یعنی مؤنث ان کی وجہ سے مصاہرت کی جاتی ہے جیسا کہ دوسرے مقام میں فرمایا فجعل منه الزوجين الذكر والانثى [القیامہ:۳۹]



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى

اور اللہ کو چھوڑ کر یہ لوگ ان کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ کچھ نفع پہنچا سکیں اور نہ انہیں کچھ ضرر دے سکیں، اور کافر اپنے رب کا

رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ۝۵۵ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۵۶ قُلْ مَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

مخالف ہے، اور ہم نے آپ کو صرف خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، آپ فرما دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا

اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝۵۷ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

ہاں جو شخص یہ چاہے کہ اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کر لے، اور آپ اس ذات پر بھروسہ کیجئے جو زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی،

وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۝۵۸ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور اس کی تسبیح و تحمید میں لگے رہئے اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار ہونے کے لئے کافی ہے، جس نے آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ

اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا فرمایا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا، وہ بڑا مہربان ہے سو اس کی شان کسی جاننے والے سے

خَبِيْرًا ۝۵۹ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ق اَنَسْجُدُ لِمَا

دریافت کر لو، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہے کیا ہم اس کو سجدہ کریں جس کو

تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۝۶۰ السجدة تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا

سجدہ کرنے کا تو ہمیں حکم دیتا ہے، اور ان کو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے، وہ ذات عالی شان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور ان میں ایک چراغ بنایا

وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝۶۱ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝۶۲

اور روشن کرنے والا چاند بنایا، اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنے جانے والا بنایا اس شخص کے لئے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔

وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا (اور آپ کا رب بڑی قدرت والا ہے۔) کہ اس نے ایک ہی نطفہ سے دو قسم کے انسان بنا دیے۔ مذکر و مؤنث۔ ایک قول یہ ہے کہ نسبا کا معنی قرابت اور صہر بمعنی دامادی یعنی نکاح کا ذریعہ انساب بنا کر احسان فرمایا کیونکہ مواصلت اسی سے ہوتی ہے اور مصاہرت کا احسان کیا کیونکہ توالد و تناسل اسی سے ہوتا ہے۔

۵۵: وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ (وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کو پوجتے ہیں۔ جو ان کو فائدہ نہیں پہنچاتی) خواہ اس کی عبادت کریں۔ وَلَا يَضُرُّهُمْ (اور ان کو نقصان نہیں پہنچاتی ہیں) اگر ان کو چھوڑ دیں وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ (اور کافر



BestUrduBooks.wordpress.com

اپنے رب کے خلاف) اپنے رب کی معصیت و نافرمانی کر کے ظَهِيْرًا (مددگار ہے) ومظاہرہ کرنے والے اور یہ فعیل بمعنی مفاعل ہے نہ کہ عزیز کی طرح۔ الظہیر اور المظاهر یہ عوین اور معاون کی طرح ہے اور المظاہرۃ معاونت کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کافر بت کی عبادت کر کے شیطان کی اتباع کرتا ہے اور رحمان کی نافرمانی میں اس کا معاون بنتا ہے۔

۵۶: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا (اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر مبشر بنا کر) ایمان والوں کیلئے وَّ نَذِيْرًا (اور ڈرانے والا) کفار کیلئے۔

## تبلیغ پر اجرت نہیں مانگتا:

۵۷: قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ (کہ دین میں تم سے اس پر نہیں مانگتا) تبلیغ رسالت پر مِنْ اَجْرٍ (کوئی اجرت) انعام اس کی مثل اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (مگر جو شخص چاہیے اپنے رب کی طرف پہنچنے کا راستہ بنالے) مطلب یہ ہے مگر اس کا عمل جس نے چاہا۔

## اجر کے استثناء کی مثال:

اجر کا استثناء اسی طرح ہے جیسا کہ کوئی تمہارا بڑا محسن ہو اور تمہارے لئے اس نے حصول میں تگ و دو بھی کی ہو۔ وہ کہے۔ ماطلب منك ثوابا علی ماسعیت الا ان تحفظ هذا المال و لا تضعہ میں تم سے اپنی معاونت پر ثواب نہیں چاہتا مگر اتنی بات ضرور چاہتا ہوں کہ تو اس مال کی حفاظت کر اور اس کو ضائع مت کر۔ یہاں تمہارا حفاظتِ مال کا مطالبہ تمہارے اپنے نفس کیلئے ثواب کی قسم سے نہیں لیکن اس کو ثواب کی شکل میں پیش کیا ہے گویا وہ کہنا چاہتا ہے کہ تیرا اپنے مال کی حفاظت کرنا یہ میرے لئے بمنزلہ ثواب ہے اور میری اس پر رضامندی اس شخص کی طرح ہے جو ثواب پر راضی ہو۔ اور میری عمر کی قسم کہ آنحضرت ﷺ اپنے امت کے ساتھ اس مقام پر تھے۔ اتخاذهم الی اللہ سبیلا کا معنی ایمان وطاعت سے تقرب حاصل کرنا۔ نمبر۲۔ صدقہ ونفقہ سے قرب حاصل کرنا۔ ایک قول یہ ہے کہ مراد یہ ہے لیکن جو یہ چاہے کہ وہ مال خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کا راستہ اختیار کرے اس کو ایسا ضرور کرنا چاہیے۔ ایک اور قول یہ ہے کہ تقدیر کلام اس طرح ہے لا اسالکم علی ماادعو کم الیه اجرًا الا اتخاذ المدعو سبیلاً الی ربه بطاعته۔ فذلك اجری لان الله یا جرنی علیه میں تمہیں جس چیز کی طرف دعوت دیتا ہوں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ جس کو دعوت دی گئی ہو وہ اطاعت سے اپنے رب کی طرف سے راستہ بنائے پس یہی میرا اجر ہے اسی پر میرا رب مجھے اجر دے گا۔

۵۸: وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ (اور اس ذات پر بھروسہ کرو جو زندہ ہے کبھی نہ مرے گا) جس پر موت نہیں اس کو کارساز بناؤ۔ وہ ان کے سپرد تمہیں نہیں کرے گا۔ جو ذلت کی موت مرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے اس پر اعتماد کرو اور ان کے شرور سے بچاؤ کیلئے اپنا معاملہ اس کے سپرد کرے اور ایسے زندہ پر بھروسہ نہ کرے جس پر موت آئے گی۔

نکتہ: بعض صالحین نے جب یہ آیت تلاوت کی تو کہنے لگے عقل مند کو مناسب نہیں کہ اس کے بعد بھی مخلوق پر اعتماد کرے التوکل ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَسَبِّحْ (اوراس کی تسبیح بیان کر) اللہ تعالیٰ کو اس بات سے پاک قرار دے کہ اس پر توکل کرنے والا کسی غیر پر بھروسہ کرے گا۔ بِحَمْدِهٖ (اس کی حمد کے ساتھ) اس کی ایسی توفیق سے جو حمد کو لازم کرتی ہے۔ نمبر۲۔ کہو سبحان اللہ وبحمدہ نمبر۳۔ اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک قرار دو۔ ایسی تعریف سے جو تم اس کی بیان کرو۔ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا (اور وہ بندوں کے گناہوں سے پورے طور پر باخبر ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے گناہوں کی اطلاع ہونا کافی ہے۔ مطلب یہ ہے وہ ان کے حالات سے واقف ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ دینے کیلئے کافی ہے۔

## رحمٰن کی صفت کا تذکرہ:

۵۹: اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ (وہ اللہ تعالیٰ جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے مابین جو کچھ ہے چھ دن میں پیدا کر دیا) اتنی مدت کی مقدار کے مطابق کیونکہ یہ دن رات تو اس وقت نہ تھے۔

قول مجاہد رحمۃ اللہ علیہ: پہلا دن ہفتہ اور آخری یوم جمعہ تھا۔ اور ان کو چھ دن میں بنایا۔ حالانکہ وہ تو ان کو ایک لحظہ میں پیدا کر سکتا ہے صرف مخلوق کو معاملات میں پختگی اور آہستگی کی تعلیم دینے کیلئے ایسا کیا گیا۔ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اَلرَّحْمٰنُ (پھر عرش پر جا ٹھہرا) یعنی وہ رحمان ہے۔

نحو: الرحمٰن یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ نمبر۲۔ ضمیر سے بدل ہے جو استوی میں پائی جاتی ہے۔ نمبر۳۔ الذی خلق مبتدأ اور الرحمان اس کی خبر۔ فَسْئَلْ (تم پوچھو)

قراءت: بلا ہمزہ مکی وعلی نے پڑھا۔

بِهٖ نحو: یہ اسئل کا صلہ ہے جیسا کہ اس ارشاد میں سال سائل بعذاب واقع [المعارج:۱] جیسا کہ اس کا صلہ عن سے آتا ہے ارشاد الٰہی ہے ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم [التکاثر:۸] سأل بہ اسی طرح ہے جیسا تم کہو اھتم بہ و اشتغل بہ اور سال منہ اس طرح ہے جیسا کہیں بحث عنہ و فتّش عنہ۔

نمبر۲۔ یہ خبیرا کا صلہ ہے اور خبیرا اِسئل کا مفعول ہے تقدیر کلام یہ ہے اَسأل عنہ رجلاً عارفا یخبرك برحمتہٖ اس کے متعلق کسی ایسے شخص سے دریافت کرو وہ تمہیں اس کی رحمت کی اطلاع دے گا۔ نمبر۲۔ فا سال رجلًا خبیرًا بہٖ و برحمتہٖ۔ پس تم اس کے بارے میں اور اس کی رحمت کے بارے میں خبر رکھنے والے سے پوچھو۔

نمبر۳۔ الرحمان کا وصف جو صفات باری تعالیٰ میں سے ہے۔ یہ کتب متقدمہ میں مذکور نہ تھا۔ اور وہ اس کو جانتے بھی نہ تھے۔ اس لئے ان کو کہا گیا تم اس اسم کے متعلق اس سے دریافت کرو جو اہل کتاب میں سے ہو اور تمہیں اس کی خبر دے تا کہ ان کو معلوم ہو جو ان کو عجیب خیال کرتے ہیں۔ اسی لئے کفار مکہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہم تو رحمان یمامہ (مسیلمہ الکذاب نے اپنا لقب رکھا تھا) کو جانتے ہیں اور کسی رحمان کو نہیں جانتے۔ خَبِيْرًا (خبر رکھنے والا)۔

۶۰: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ (اور جب ان سے کہا جاتا ہے) جب محمد ﷺ مشرکین کو کہتے ہیں۔ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ (کہ تم رحمان کو سجدہ کرو) اللہ تعالیٰ کیلئے نماز پڑھو اور خضوع اختیار کرو۔ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ (وہ کہتے ہیں رحمان کون ہے؟) ہم تو رحمان کو نہیں جانتے



BestUrduBooks.wordpress.com

کہ اس کو سجدہ کریں یہ سوال مسمّی یہ کے متعلق ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو اس نام سے نہ جانتے تھے۔ اسی لئے مجہول کے متعلق سوال ما سے کیا نمبر۲۔ رحمان کا معنی ہم نہیں جانتے کیونکہ ان کے کلام میں یہ مستعمل نہ تھا۔ جیسا کہ الرحیم، الراحم، الرحوم وغیرہ استعمال ہوتے تھے۔ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا (کیا ہم اس کو سجدہ کریں جس کو تو ہمیں حکم دیتا ہے) اس ذات کو جس کو سجدہ کرنے کا ہمیں حکم دیتا ہے۔ نمبر۲۔ اس لئے کہ تو ہمیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے علم کے بغیر سجدہ کا حکم دیتا ہے۔

قراءت: علی وحمزہ نے یا مرنا پڑھا ہے۔

گویا کہ بعض نے بعض کو کہا انسجد لما یامرنا محمد یا ہمیں مسمّیٰ رحمان کا حکم دیتے ہیں۔ اور ہم تو پہنچانتے نہیں کہ وہ کیا ہے؟ وہ عناد پر اتر آئے کیونکہ اس کا مطلب اہل لغت کے ہاں ایسا رحمت والا کہ جس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں کیونکہ فعلان مبالغہ کے اوزان میں سے ہے تم کہتے ہو رجل عطشان جبکہ وہ انتہائی پیاسا ہو۔

وَ زَادَهُمْ (اوران کی نفرت بڑھ جاتی ہے) رحمان کو سجدہ کرنے کے حکم سے نُفُوْرًا (ایمان سے دُوری)۔

## آسمان میں برج بنائے:

۶۱: تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا (بڑی خیر والا ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے آسمان میں برج بنائے) برج سے سبعہ سیارات کی منازل مراد ہیں۔ ہر ستارے کے دو ٹھکانے ہیں جن میں اس کی حالت مضبوط ہوتی ہے۔ اور سورج کا ایک گھر اور چاند کا ایک گھر اور حمل وعقرب مریخ کا مکان ہے۔ اور ثور و میزان یہ زہرہ کے گھر ہیں۔ جوزاء اور سنبلہ یہ دونوں عطارد کا گھر ہیں۔ اور سرطان چاند کا گھر ہے۔ اور اسد سورج کا گھر ہیں۔ اور قوس وحوت یہ دونوں مشتری کے گھر ہیں اور جدی اور دلو یہ دونوں زحل کے گھر ہیں۔ ان بروج کی طبع کے لحاظ سے چار قسمیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک تین بروج کو پاتا ہے پس حمل، اسد، قوس تینوں ناری مثلث ہیں اور سرطان وعقرب، حوت مثلث مائیہ ہیں۔

## بروج کی وجہ تسمیہ:

برج بلند محل کو کہا جاتا ہے ان کو بروج اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ان ستاروں کے لئے اسی طرح ہیں جیسا کہ ساکنین کیلئے مکان ہوتے ہیں۔ یہ لفظ البرج سے نکلا ہے جس کا معنی ظہور ہے۔ قول حسن، قتادہ ومجاہدؒ: البروج بڑے ستارے کو اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ زیادہ واضح وظاہر ہیں۔

وَّ جَعَلَ فِیْهَا (اور بنایا اس میں) یعنی آسمان میں۔ سِرٰجًا (دیا) یعنی سورج۔ اس کو سراج زیادہ روشنی کی وجہ سے کہا۔

قراءت: حمزہ وعلی نے سُرُجًا پڑھا یعنی ستارے۔ وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا (روشن چاند) رات کو روشنی دینے والا۔

## رات دن کا انعام:

۶۲: وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً (اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا) خلفۃ یہ فِعلۃ کا وزن ہے خلف سے لیا گیا جیسا رکبۃ، رکب سے۔ خِلفۃ اس حالت کو کہا جاتا ہے جس پر دن اور رات ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔ مطلب یہ ہے جعلھما ذَوَیْ خلفۃ ایک دوسرے کے پیچھے اسکے چلے جانے پڑا تا ہے۔ نمبر۲۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا

اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو عاجزی کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے بات کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں

سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ

کہ ہمارا سلام ہے۔ اور وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے لئے اس طرح رات گزارتے ہیں کہ سجدوں میں اور قیام میں مشغول رہتے ہیں۔ اور وہ لوگ ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب

عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا

ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھئے بلاشبہ اس کا عذاب بالکل ہی تباہ کرنے والا ہے۔ بے شک وہ برا ٹھکانہ ہے

وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ

اور برا مقام ہے، اور جب وہ لوگ خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس کے درمیان اعتدال

قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ

والا ہوتا ہے، اور وہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ

اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ، اور وہ زنا نہیں کرتے، اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو وہ بڑی سزا سے ملاقات کرے گا اس کے لئے

لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا

قیامت کے دن عذاب بڑھتا چلا جائے گا اس میں اور وہ ذلیل ہو کر ہمیشہ رہے گا' سوائے اس کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل

صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾

کیے سو یہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا، اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے

ایک دوسرے کا قائم مقام ہوجاتا ہے کہ اگر کوئی عمل دن کا فوت ہو رات میں قضاء کرلیا اور رات کا فوت ہو تو دن میں قضاء کرلیا۔

لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا (جو سمجھنا یا شکر کرنا چاہتا ہو) ان کی تسخیر میں سوچے اور ان کے اختلاف میں غور کر کے ان کے مدبر کو پہچانے۔

قراءت: حمزہ، خلف نے یذکر پڑھا ہے یذکر اللہ یا بھولنے والا قضاء کرے۔

اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا (یا شکر گزاری کا ارادہ کرے) ان دونوں کے سلسلہ میں جو اس پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا اس پر شکریہ ادا کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## رحمٰن کے بندوں کی صفات:

۶۳: وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ ( اور رحمان کے خاص بندے )

نحو : یہ مبتدا ہے اور الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ (وہ جو چلتے ہیں) یہ اس کی خبر ہے۔ نمبر۲۔ اولٰئک یجزون اور الذین یمشون اور اس کا مابعد یہ صفت ہے۔ رحمان کی طرف اضافت تخصیص اور تفصیل کو ظاہر کرتی ہے۔ پہلے اپنے اعداء کا حال بیان کیا اور پھر اپنے اولیاء کا عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (زمین پر آہستگی سے) یہ حال یا مشی کی صفت ہے ای ھیّنین یا ھیناً۔ الھون نرمی و رفق کو کہتے ہیں یعنی سکون و وقار سے چلتے ہیں۔ وہ اپنے جوتے تکبر و بڑھائی کی وجہ سے نہیں چٹخاتے اسی لئے بعض علماء نے بازار میں سواری کو ممنوع قرار دیا ہے اور اس ارشاد کی وجہ سے بھی ویمشون فی الاسواق [الفرقان:۲۰]

## عدم مشارکت:

وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ (اور جب ان سے جاہل لوگ مخاطب ہوتے ہیں) بیوقوف لوگ جو چیز ان میں ناپسند کرتے ہیں۔ قَالُوْا سَلٰمًا (وہ سلام کہتے ہیں) درست بات کہتے ہیں جس میں ایذاء و گناہ سے محفوظ رہ سکیں۔ نمبر۲۔ ہم تم سے بچتے ہوئے تمہیں چھوڑتے ہیں اور تم سے جہالت کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ یہاں سلام کو تسلیم کی جگہ لایا گیا۔ ایک قول آیت قتال سے یہ منسوخ ہے اور اس کی ضرورت نہیں بیوقوفوں سے چشم پوشی مستحسن اور مشروع ہے اور مروت کے طور پر جائز ہے۔ یہ تو ان کے دن کا حال ہے پھر ان کی رات کا ذکر کیا۔

۶۴: وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا (اور وہ لوگ رات کو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام کرتے ہیں) سُجَّدًا جمع ساجد کی ہے اور قیامًا جمع قائم کی ہے۔ البیتوتة سائے کے خلاف کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ رات کو وہ پالے خواہ سوئے یا نہ سوئے۔ قول علماءؒ: جس نے نماز میں تھوڑا سا قرآن رات کو پڑھا گویا اس نے ساری رات سجدہ و قیام میں گزار دی۔ ایک قول یہ مغرب کے بعد والی دو رکعتیں ہیں۔ اور عشاء کے بعد والی دو رکعتیں۔ مگر ظاہر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت احیائے لیل یا اکثر لیل کو بیان فرمایا۔

۶۵: وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا (اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہماری طرف سے عذاب جہنم (کا رخ) پھیر دے بلاشبہ جہنم کا عذاب بڑا سخت ہے)۔ غرامًا وہ ہلاکت جو لازم ہو جانے والی ہو۔ اسی سے الغریم کا لفظ ہے کیونکہ وہ اس کو لازم پکڑتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی احیائے لیل کی تعریف فرمائی کہ وہ سجدہ و قیام کی حالت میں رات گزار دیتے ہیں پھر ان کی دعا کا ذکر کیا گیا تا کہ وہ باوجود اتنی محنت و کوشش جو عبادت کے سلسلہ میں انجام دیتے ہیں پھر بھی خوف زدہ اور دعا میں خوب گڑگڑانے والے ہیں کہ اے اللہ ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے۔

## جہنم بدترین قرارگاہ:

۶۶: اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا (وہ دوزخ بری قرارگاہ اور جائے قیام ہے۔)



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو: ساءت کا حکم بئست ہے۔ اس میں ضمیر مبہم ہے جس کی تفسیر مستقرا کر رہا ہے اور مخصوص بالذم محذوف ہے۔ مطلب یہ ہے ساء ت مستقرا و مقاما ہی ہے (وہ جہنم بہت بری قرارگاہ اور قیام گاہ ہے) اور یہی وہ ضمیر ہے جس نے جملہ کو انَّ کے اسم سے جوڑ دیا ہے اور اس کی خبر بنا دیا ہے۔ نمبر۲۔ ساءت بمعنی احزنت ہے اور اس میں ضمیر ہے جو انَّ کا اسم ہے اور مستقرا یہ حال یا تمیز ہے۔

قول آخر: اور یہ بھی صحیح ہے کہ دونوں تعلیلیں ایک دوسری میں داخل یا مترادف ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہو اور ان کے قول کی حکایت ہو۔

۶۷: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا ( اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہوئے اسراف سے کام نہیں لیتے ) خرچ میں حدود سے تجاوز نہیں کرتے۔ نمبر۲۔ وہ خوش عیشی کیلئے نہیں کھاتے اور ڈھینگ مارنے کیلئے نہیں پہنتے ہیں۔ قول ابن عباسؓ: وہ گناہوں پر خرچ نہیں کرتے

## اسراف کی تعریف:

اسراف: حکم کے حدود سے تجاوز کو کہتے ہیں اور مقدار کے اندر تجاوز نہیں۔ ایک آدمی نے ایک دوسرے آدمی کو یہ کہتے سنا اسراف میں کوئی خیر نہیں تو اس نے کہا لا اسراف فی الخیر۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جس نے کسی حق والے کا حق روکا اس نے بخل کیا اور جس نے کسی غیر مستحق کو دیا اس نے اسراف کیا۔

وَلَمْ يَقْتُرُوْا (اور وہ کنجوسی نہیں کرتے)

قراءت: کوفی نے ضمہ تاء کے ساتھ پڑھا یہ مدنی و شامی نے ضمہ یاء اور کسرۂ تاء سے اور مکی و بصری نے فتحہ یاء اور کسرہ تاء سے پڑھا ہے۔ القتر الاقتار اور تقتیر یہ تضییق کو کہا جاتا ہے جو کہ اسراف کی نقیض ہے۔ وَكَانَ (اور ہے) ان کا انفاق بَيْنَ ذٰلِكَ (ان کے درمیان) یعنی اسراف و اقتار کے مابین۔ قَوَامًا (اعتدال) ان کے دونوں کے درمیان معتدل۔ القوام۔ چیزوں کا درمیان۔ اور بین ذلك اور قواما یہ دونوں خبریں ہیں۔ ان کی تعریف اس میانہ روی سے کی جو غلو و تقصیر کے مابین ہے اسی طرح کا حکم رسول اللہ ﷺ کو فرمایا گیا و لا تجعل یدك مغلولة الی عنقك [الاسراء:۲۹]

## قوام جو عفو و قصیر کے مابین ہو:

نکتہ: عبدالملک بن مروان نے عمر بن عبدالعزیزؒ سے خرچہ پوچھا جبکہ اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کیا تو انہوں نے کہا الحسنۃ بین السیئتین تو عبدالملک سمجھ گیا جو عمر بن عبدالعزیز کا اس آیت کے اشارے سے مقصود تھا۔ ایک قول یہ ہے وہ اصحاب محمد ﷺ تھے وہ کھانا خوش عیشی کیلئے نہ کھاتے اور نہ ہی لذت اندوزی کیلئے اور اپنے کپڑے خوبصورتی اور زینت کے لئے نہ پہنتے بلکہ بھوک دور کرنے اور ستر عورت کی غرض ہوتی اور گرمی و سردی کا دفاع مقصود ہوتا۔ قول عمر رضی اللہ عنہ: یہ اسراف ہے کہ من چاہی چیز ہر وقت کھائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حق سے قتل یا پانچ قسم:

۶۸: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود کو نہیں پکارتے) یعنی شرک نہیں کرتے۔ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ (اور اس جان کو قتل نہیں کرتے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے) اس کے قتل کو حرام کیا ہے۔ اِلَّا بِالْحَقِّ (مگر حق کے ساتھ) قصاص یا رجم یا نمبر۳۔ ارتداد یا نمبر۴۔ شرک یا نمبر۵۔ زمین میں فساد برپا کرنے کے باعث

نَحْو: یہ قتل محذوف سے متعلق ہے یا لا یقتلون سے وَلَا يَزْنُوْنَ (وہ زنا نہیں کرتے) اللہ تعالیٰ نے ان کبار کی اپنے صالح بندوں سے نفی کی اس میں قریش پر تعریض ہے جن میں یہ رذائل پائے جاتے تھے۔ گویا اس طرح فرمایا وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں سے پاک کر دیا جن میں تم مبتلا ہو۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ (جو یہ مذکورہ کام کرتا ہے) يَلْقَ اَثَامًا (وہ گناہ کو ملے گا) یعنی گناہوں کی سزا پائے گا۔

۶۹: يُّضٰعَفْ (دوگنا کیا جائے گا) یہ یلق سے بدل ہے کیونکہ دونوں کا ایک معنی ہے۔ کیونکہ مضاعفۃ العذاب وہی گناہوں کا ملنا ہے۔ جیسا کہ اس شعر میں ہے

متی تأتنا تلمم بنا فی دیارنا ☆ تجد حطبا جزلاً و نارًا تأججًا

یہاں تُلْمِمْ مجزوم ہے کیونکہ یہ تاتنا کے معنی میں ہے۔ کیونکہ آنا وہی اترنا اور تشریف رکھنا ہے۔

قراءت: مکی و یزید، یعقوب نے يُضَعَّفْ پڑھا ہے۔ اور شامی نے يَضَعَّفُ۔ اور ابوبکر نے یضاعفُ پڑھا اور جملہ کو مستانفہ قرار دیا یا حال کی وجہ سے اس صورت میں يُضٰعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سے مراد ان کو آخرت میں مرور ایام پر عذاب پر عذاب دیا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے جب مشرک شرک کے ساتھ اور معاصی بھی کرتا ہو تو اس کو شرک پر عذاب ہوگا اور معاصی پر بھی اور عذاب کا تضاعف گناہوں کے بڑھنے کی وجہ سے ہے۔ وَيَخْلُدْ فِيْهِ (اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا)

قراءت: جن قراء نے یضاعف کا جزم پڑھا انہی نے اس کا جزم پڑھا اور جنہوں نے رفع پڑھا انہوں نے اس کا بھی رفع پڑھا ہے کیونکہ وہ معطوف علیہ ہے فِیْهٖ (اس عذاب میں)، قراءت: مکی حفص نے فیھی اشباع سے پڑھا۔ البتہ حفص نے اشباع کو اسی کلمہ سے خاص کیا تا کہ مبالغہ فی الوعید ہو اہل عرب مبالغہ کے لئے مد کرتے ہیں اس کے باوجود کہ ہاء کنایہ میں اصل اشباع ہے۔

مُهَانًا (ذلیل کیا ہوا)۔

نَحْو: یہ حال ہے۔

## تائبین کی صفات:

۷۰: اِلَّا مَنْ تَابَ (مگر وہ شخص جس نے توبہ کی) یہاں شرک سے توبہ مراد ہے یہ جنس سے استثناء ہے اور مقام نسب میں واقع ہے۔ وَاٰمَنَ (جو ایمان لایا) محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا (اور اس نے نیک عمل کیا) اپنے توبہ کرنے کے بعد فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (ان لوگوں کی سیئات کو اللہ تعالیٰ صفات سے بدل دیں گے) قبائح کے بعد محاسن کی توفیق دیں گے۔ نمبر۱۔ توبہ سے گناہوں کو مٹا دے گا۔ اور اس کی جگہ نیکیاں لکھ دے گا۔ الحسنات سے ایمان باللہ مراد ہے اس سے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ

اور جو شخص توبہ کرے اور نیک کام کرے سو وہ اللہ کی طرف خاص طور پر رجوع ہوتا ہے، اور وہ لوگ ہیں جو جھوٹ کے کاموں میں حاضر نہیں ہوتے

وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا

اور جب بیہودہ کاموں کے پاس کو گزرتے ہیں تو شرافت کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ ہیں جب انہیں ان کے رب کی آیات کے ذریعہ سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اور

وَعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ

اندھے ہو کر نہیں گرتے، اور وہ لوگ ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمائیے،

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴿٧٤﴾ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً

اور ہم کو متقیوں کا امام بنا دیجئے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ثابت قدم رہنے کی وجہ سے بالا خانے ملیں گے اور اس میں ان کو بقاء کی دعا اور سلام

وَسَلَامًا ﴿٧٥﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي

ملے گا۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، وہ ٹھہرنے کی اچھی جگہ ہے اور اچھا مقام ہے، آپ فرما دیجئے کہ میرا رب پرواہ نہ کرتا

لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

اگر تمہارا پکارنا نہ ہوتا، سو تم نے جھٹلایا سو عنقریب وبال ہو کر رہے گا۔

یہ مراد نہیں کہ برائی بعینہٖ حسنہ بن جاتی ہے بلکہ گناہوں کو مٹا کر نیکیاں لکھنا ہے۔

قراءت: یُبْدِلُ تخفیف سے برجمی نے پڑھا۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا (اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں) وہ سیئات کو مٹائیں گے۔ رَّحِيْمًا (وہ رحم کرنے والے ہیں۔) ان کو حسنات سے بدل دیں گے۔

۷۱: وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا (اور جس نے توبہ کی اور نیک عمل کیے پس بیشک وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہے رجوع کرنا) یعنی جس نے توبہ کی اور پھر توبہ پر مضبوطی سے عمل صالح کے ذریعہ قائم رہا پس وہ اس ثابت قدمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والا ہے۔ ایسا رجوع کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ غلطیوں کو مٹانے والا اور ثواب کو مہیا کرنے والا ہے۔

۷۲: وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (اور وہ لوگ جو جھوٹ کی مجلسوں میں حاضر نہیں ہوتے) الزور سے جھوٹ مراد ہے کذابوں کی مجالس سے ان کو نفرت ہے اور گناہوں میں ملوث لوگوں کی مجالس سے وہ ایک طرف رہتے ہیں ان کے قریب تک نہیں جاتے تا کہ شر اور شریروں سے بچیں اور باطل کا مشاہدہ بھی شرک کے مترادف ہے اس کا ارتکاب نہ ہو۔

مسئلہ: کسی ایسی چیز کو دیکھنا جس کی شریعت نے اجازت نہ دی ہو گناہ کرنے والوں کے ساتھ شرکت کی طرح ہے۔ کیونکہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وہاں حاضری اور نظارہ یہ رضا مندی کی دلیل ہے۔ اور اس برائی میں اضافہ کا باعث ہے۔ موعظہ عیسیٰ خطا کاروں کی مجالس سے بچو! نمبر۲۔ لا یشھدون الزور کا معنی جھوٹی شہادت نہیں دیتے گویا مضاف محذوف ہے۔

قول قتادہؒ ہے کہ اس سے مراد باطل مجالس ہیں۔

قول ابن حنفیہؒ ہے کہ لہو وغناء میں وہ حاضر نہیں ہوتے وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ (اور جب وہ اچانک لغو مجالس کے پاس سے گزریں) لغو سے فحش مراد ہے اور ہر ایسی چیز جو مناسب نہ ہو اور پھینکنے کے لائق ہو۔ مطلب یہ ہے جب ان کا گزر لغو والوں کے پاس سے ہوتا ہے اور لغو میں مشغول ہوتے ہیں تو مَرُّوْا كِرَامًا (تو وہ معززانہ گزر جاتے ہیں) ان سے اعراض کرتے ہیں اور اس میں اپنے نفوس کو ملوث کرنے سے بچاتے ہیں جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ [القصص:۵۵]

قول باقرؒ: جب وہ فروج کا ذکر کرتے ہیں تو کنایات سے کرتے ہیں۔

۷۳: وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ (اور وہ ایسے ہیں کہ جب ان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے) یعنی ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے نمبر۲۔ قرآن کے مواعظ بیان کیے جاتے ہیں۔ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا (تو ان احکام پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گر پڑتے) اس میں خرور کی نفی نہیں بلکہ اس کا اثبات ہے اور بہرے اور اندھے پن کی نفی ہے گویا نفی فعل مراد نہیں بلکہ مرد کی حالت کی نفی مقصود ہے جیسے کہتے ہیں لا یلقانی زیدٌ مسلما اس میں ملاقات کی نفی نہیں بلکہ سلام کی نفی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جب ان کو نصیحت کی جائے تو اندھوں بہروں جیسی ان کی حالت نہیں ہوتی بلکہ وہ سجدہ میں روتے ہوئے گر پڑتے ہیں اور یاد رکھنے والے کانوں سے سنتے اور نگران آنکھوں سے اوامر و نواہی پر نگاہ رکھتے ہیں نہ کہ منافقین اور ان جیسوں کی طرح اور اسکی دلیل اللہ کا قول ہے: ومن ھدینا واجتبینا اذا تتلی علیھم آیات الرحمان خروا سُجدا وبکیا [مریم:۵۸]

## آنکھوں کی ٹھنڈک اولاد:

۷۴: وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا (اور وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں تو ہماری اولاد اور ازواج میں سے) من بیانیہ ہے گو اس طرح فرمایا ھب لنا قرۃ اعین ۔ پھر (قرۃ) کو واضح کر کے اس کی تفسیر کر دی گئی۔ مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا اس کا مطلب یہ ہے ان کو اللہ تعالیٰ ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔ قُرَّةَ اَعْيُنٍ (آنکھوں کی ٹھنڈک) یہ اسی طرح ہے جیسے محاورہ عرب میں کہتے ہیں۔ رایت منك اسدً  الیعنی انت اسد تو شیر ہے۔

نمبر۲۔ ابتداء کیلئے ہے اس صورت میں معنی یہ ہے ہم کو ان کی طرف سے اس میں وہ بات عنایت فرما جو ہماری آنکھوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بھلائی کی وجہ سے ٹھنڈا کر دے۔

قراءت: ذُرِّيَّتِنَا ابو عمرو اور حفص کے علاوہ کوفیوں نے پڑھا ہے۔ اور مراد جنس لی گئی اور دیگر قراء نے ذریاتنا قرۃ اعین۔ اعین کو نکرہ اس لئے لائے کیونکہ قرۃ نکرہ ہے کیونکہ مضاف کو نکرہ لانے کی ایک ہی شکل ہے مضاف الیہ کو نکرہ بنا دیا جائے گویا اس طرح فرمایا: ھب لنا منھم سرورًا ہمیں ان سے سرور عنایت فرما۔

یہاں عین جمع قلت کا وزن لائے عیون نہیں لائے کیونکہ اس سے صرف متقین کی اعین مراد ہیں اور یہ آنکھیں دوسروں کی



BestUrduBooks.wordpress.com

نسبت قلیل ہیں۔ارشادخداوندی ہے۔وقلیل من عبادی الشکور [سبا:۱۳]
نمبر۲۔اور یہ بھی درست ہے کہ اعین کو نکرہ لانے میں بھی یہی وجہ بیان کی جاسکتی ہے کہ اس سے مخصوص آنکھیں مراد ہیں۔
اور وہ متقین کی آنکھیں ہیں۔مطلب یہ ہے انہوں نے بارگاہ الٰہی میں یہ سوال کیا کہ وہ ان کو بیویاں اور ایسے پیروکار جواللہ تعالیٰ کی خاطر عمل کرنے والے ہوں اور اپنے مرتبے اور تقرب سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والے ہوں۔

## دین میں مقتدا:

ایک قول یہ ہے مؤمن کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی چیز آنکھوں کو ٹھنڈا نہیں کرسکتی جبکہ وہ اپنی اولاد و ازواج کو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار دیکھتا ہے۔قول ابن عباسؓ:اس سے مراد بیٹا ہے جب اس کو دیکھے دین کی سمجھ کی باتیں لکھ رہا ہو۔وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (اور ہمیں متقین کا مقتدا بنا) مقتدا بنا کہ دین میں لوگ ہماری پیروی کریں۔امامًا کا لفظ واحد لائے اور مراد جنس لی گئی کیونکہ مراد میں کوئی خطرہ التباس نہیں۔نمبر۲۔تقدیر کلام اس طرح ہے واجعل کل واحدٍ منا امامًا ہم میں سے ہر ایک کو مقتدا بنا۔
ایک قول یہ ہے آیت دلالت کرتی ہے کہ یہ ریاست وعہدہ دینی طلب سے لینا ضروری ہے اور اس کی طرف رغبت رکھنا بھی ضروری ہے۔

## صلہ آخرت:

۷۵:اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ ( ان لوگوں کو بدلے میں بالا خانے دیئے جائیں گے ) غرفہ سے مراد غرفات ہے جنت کے بلند مقامات۔واحد لاکر جنس کی طرف اشارہ کر دیا اس کی دلیل یہ قول ہے وھم فی الغرفات اٰمنون [سبا:۳۷] بِمَا صَبَرُوْا ( صبر کے باعث وسبب ) طاعات پر جمے رہنے اور شہوات سے باز رہنے اور کفار کی ایذاؤں اور تکلیفوں اور فقر وغیرہ پر صبر کرنے کی وجہ سے۔وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا (اوران کو ملے گا اس جنت میں)
قراءت:یَلْقَون حفص کے علاوہ کوفی قراء نے پڑھا۔
تَحِيَّةً (بقاء کی دعا) آبادی کی دعاوَّسَلٰمًا (اور سلام) سلامتی کی دعا یعنی فرشتے ان کو دعا دیں گے اور تحفہ سلام پیش کریں گے۔نمبر۲۔جنتی ایک دوسرے کو سلام کریں گے اور بقاء کی دعا دیں گے۔
۷۶:خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے) یہ حال ہے حَسُنَتْ (وہ بہت خوب ہے) وہ بالا خانہ بہت خوبصورت ہے۔مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا (قرارگاہ اقامت کی جگہ ہے) یہ ساءت مستقرًا ومقامًا کے مقابلہ میں ہے [الفرقان:۶۶]۔

## اگر تمہیں اسلام کی طرف دعوت دینا نہ ہوتا:

۷۷:قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ (آپ کہہ دیں میرے رب کو تمہاری ذرہ بھر پرواہ نہیں اگر تم عبادت نہ کرو گے) اس میں استفہام کا معنی خود پایا گیا۔اور یہ محل نصب میں ہے مطلب یہ ہے: ما یصنع لکم ربی میرے رب نے تمہیں کیا کرنا ہے اگر تمہارا اسلام کی دعوت دینا طے نہ ہو چکا ہوتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۲۔ اگر تم اس کی عبادت نہ کرتے ہوتے یعنی اس نے اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا جیسا کہ فرمایا و ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون [الذاریات:۵۶] تمہارا اعتبار تمہارے رب کے ہاں تمہاری عبادت ہی کی وجہ سے ہے۔
نمبر۳۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عذاب دیکر کیا کرنا ہے۔ اگر تم اس کے ساتھ دوسروں کو پکارنے والے نہ ہوتے یہ اس ارشاد کی طرح ہے۔ مایفعل اللہ بعذ ابکم ان شکرتم [النساء:۱۴۷] فَقَدْ كَذَّبْتُمْ (پس تم نے اے اہل مکہ میری رسالت کو جھٹلا دیا)۔
فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا (عنقریب لازم پکڑنے والا عذاب ہوگا)۔ نمبر۲۔ چمٹنے والا۔ اے ذا لزام یا ملازماً لازم کے مصدر کو اسم فاعل کی جگہ لائے۔

## قولِ ضحاک:

اس کو تمہارے بخش دینے کی کیا پرواہ ہے (اس کے خزانوں میں اس سے کچھ کمی نہیں آجاتی) اگر تم اس کے ساتھ دوسروں کو نہ پکارو۔

**تمت ترجمة سورة الفرقان لیلة یوم الاثنین ۴ جنوری ۲۰۰۳ء الموافق ۳۰ شوال ۱۴۲۳ھ**



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ الشُّعَرَآءِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَتَانِ وَسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّاَحَدَ عَشَرَ رُکُوْعًا

سورۂ شعراء مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

### بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ① تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ② لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا

طٰسٓمّٓ یہ کتاب مبین کی آیات ہیں، کیا ایسا ہونے کو ہے کہ آپ اپنی جان کو اس وجہ سے ہلاک کر دیں کہ یہ لوگ ایمان

مُؤْمِنِیْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ

نہیں لاتے۔ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کر دیں، پھر ان کی گردنیں اس

لَھَا خٰضِعِیْنَ ④ وَمَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا کَانُوْا عَنْہُ

نشانی کی وجہ سے جھک جائیں، اور ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے جو بھی کوئی نصیحت آجاتی ہے تو اس سے اعراض کرنے والے

مُعْرِضِیْنَ ⑤ فَقَدْ کَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْھِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ⑥

بن جاتے ہیں، سو انہوں نے جھٹلا دیا سو آجائیں گی ان کے پاس اس چیز کی خبریں جس کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے،

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ کَمْ اَنْۢبَتْنَا فِیْھَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ ⑦ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ

کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا اس میں ہم نے کتنی قسم کی اچھی اچھی بوٹیاں اگائی ہیں بلاشبہ اس میں بڑی نشانی ہے،

وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ⑧ وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ⑨ ع

اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں اور بلاشبہ آپ کا رب زبردست ہے رحمت والا ہے۔

طٰسٓمّٓ۔ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ۔ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ لَھَا خٰضِعِیْنَ وَمَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا کَانُوْا عَنْہُ مُعْرِضِیْنَ۔

طسم: یہ کھلی کتاب کی آیات ہیں آپ اپنی جان کھودیں گے۔ اس وجہ سے کہ یہ ایمان نہیں لاتے۔ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی نشانی اتار دیں جس سے ان کی گردنیں جھک جائیں اور کوئی جدید نصیحت ان کے پاس رحمان کی طرف سے نہیں اترتی مگر وہ اس سے روگردانی کرنے والے ہیں۔

۲،۱: طٰسٓمّٓ قراءت: طس، یس، حم امالہ سے پڑھیں گے کوفیوں کے ہاں مگر اعشیٰ، حفص، برجمی امالہ نہیں کرتے میم کے وقت نون کو



BestUrduBooks.wordpress.com

ظاہر کرتے ہیں یزید، حمزہ، اور ان کے علاوہ ادغام کرتے ہیں۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ (یہ واضح کتاب کی آیات ہیں) جس کا اعجاز ظاہر ہے اور اس کا من عند اللہ ہونا صحیح ہے کتاب سے مراد سورۃ ہے۔ یا نمبر ۲۔ قرآن مجید۔ مطلب یہ ہے کہ اس مجموعہ کی آیات کتاب مبین کی آیات کے حروف مبسوطہ میں سے ہیں۔

## ان کے ایمان لانے پر اپنے کو نہ کوسیں:

۳: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ (شاید آپ اپنی جان کھو دیں گے) بخع کا معنی ہلاک کرنا ہے اور لعل شفقت کیلئے لایا گیا۔ نَّفْسَكَ (اپنی جان غم کی وجہ سے) یعنی آپ اپنے اوپر رحم کریں اس سے کہ اپنے کو اپنی قوم کے اسلام نہ لانے کی وجہ سے غم و حسرت میں ڈال کر ہلاک کریں۔ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (اس بناء پر کہ وہ ایمان نہیں لاتے) نمبر ۲۔ ان کے ایمان سے باز رہنے کی وجہ سے۔ نمبر ۳۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

۴: اِنْ نَّشَاْ (اگر ہم ان کا ایمان چاہیں) نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً (ہم ان پر آسمان سے کوئی ایسی نشانی اتار دیں) واضح دلالت فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ (پھر ان کی گردنیں ہو جائیں گی)۔

نحو: یہاں ظلت ماضی، بمعنی مضارع تظل ہے کیونکہ شرط جزاء میں اگر ماضی آبھی جائے وہ بھی مستقبل کے معنی میں ہے۔ جیسے کہتے ہیں ان زرتنی اکرمتك ای اکرمك كذا قاله الزجاج۔

اعناقهم سے ان کے رؤساء اور پیش پیش لوگ مراد ہیں۔ نمبر ۲۔ ان کی جماعتیں جیسا کہ کہتے ہیں جاء عنق من الناس یعنی ان میں سے ایک جماعت آئی۔ لَهَا خٰضِعِيْنَ (جھکنے والی) مطیع۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: یہ ہمارے اور بنوامیہ کے متعلق اتری۔ عنقریب ہم کو ان پر برتری حاصل ہوگی۔ اور ان کی گردنیں کچھ صعوبت کے بعد ذلیل ہو جائیں گی اور ان کو عزت کے بعد ذلت میسر ہوگی۔

## ان کا اعراض بڑھ گیا عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا:

۵: وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ (اللہ تعالیٰ ان کی طرف جو وحی وعظ و تذکیر کیلئے اتارتے ہیں اس سے ان کا اعراض و کفر بھی نیا ہو جاتا ہے)۔

۶: فَقَدْ كَذَّبُوْا (پس یقیناً انہوں نے تکذیب کی) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ان باتوں میں جو آپ ان کے پاس لے کر آئے۔ فَسَيَاْتِيْهِمْ (پس عنقریب ان کے پاس آجائیں گی) عنقریب وہ جان لیں گے۔ اَنْبٰٓؤُا (خبریں) مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (اس کی جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے) ما سے مراد قرآن ہے۔ اس میں ان کے لئے وعید اور انداز ہے۔ عنقریب ان کو علم ہوگا جب ان کو اللہ تعالیٰ کا عذاب چھوئے گا۔ بدر کے دن اور قیامت کے دن کہ وہ کس چیز کا انکار کرتے تھے اور عنقریب ان کے سامنے وہ خبریں اور حالات آجائیں گے جو ان پر مخفی تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ نَادٰی رَبُّکَ مُوْسٰٓی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۰ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا یَتَّقُوْنَ ۝۱۱

اور جب آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس چلے جاؤ کیا یہ لوگ ڈرتے نہیں ہیں،

قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ ۝۱۲ وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ

موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیں، اور میرا سینہ تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی لہٰذا

اِلٰی هٰرُوْنَ ۝۱۳ وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۝۱۴ قَالَ کَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَآ

ہارون کو بھی پیغمبر بنا دیجئے اور مجھ پر ان لوگوں کا جرم ہے لہٰذا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کر ڈالیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہرگز ایسا نہیں ہوگا سو تم دونوں ہماری آیات لے کر جاؤ،

اِنَّا مَعَکُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝۱۵ فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۶ اَنْ اَرْسِلْ

بیشک ہم تمہارے ساتھ ہیں سننے والے ہیں، سو تم فرعون کے پاس جاؤ اور یوں کہو کہ بلاشبہ ہم رب العالمین کے پیغمبر ہیں یہ کہ تو ہمارے ساتھ

مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۝۱۷ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّکَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِکَ سِنِیْنَ ۝۱۸

بنی اسرائیل کو بھیج دے فرعون نے کہا کہ کیا ہم نے تجھے اپنے پاس رکھ کر اس وقت نہیں پالا جب تو نومولود تھا، اور تو ہمارے اندر اپنی عمر کے برسہا برس رہا ہے

## کمالِ قدرت:

۷: اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ کَمْ اَنْۢبَتْنَا (کیا انہوں نے زمین کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا کہ ہم نے کس قدر اگایا)

نحو: کم یہ انبتنا کی وجہ سے منصوب ہے۔

فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ (اس میں ہر طرح کا سبزہ) زوج کا معنی اقسام نبات کَرِیْمٍ (شاندار)، کثیر الفوائد جس سے انسان و حیوان ہر دو مستفید ہوتے ہیں جیسا کہ کریم شخص کا نفع ہر ایک کیلئے عام ہوتا ہے۔

فائدہ: کثرت و احاطہ کے دونوں کلمات کو جمع کر دیا۔ کل کا کلمہ نبات کے افراد پر تفصیل سے بطور احاطہ دلالت کرتا ہے اور کم کثرتِ اصناف کو محیط ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کمالِ قدرت پر متنبہ کیا ہے۔

۸، ۹: اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (بلاشبہ اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے) یعنی ان اوصاف کے ثابت کرنے میں قدرت الٰہی کی نشانی ہے کہ ان کا اگانے والا مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ ان میں سے اکثریت کے دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں۔ ان سے ایمان کی کوئی امید نہیں ہے۔ وَاِنَّ رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ (اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کا رب غالب ہے۔) کفار سے اپنے انتقام میں الرَّحِیْمُ (مہربان ہے) ان کے لئے جو ان میں سے ایمان لائیں۔ لآیۃ کا لفظ واحد لایا گیا حالانکہ ان کی کثرت کی خبر دی۔ کیونکہ ذلک سے انبتنا مصدر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ جنس پر دلالت کرتا ہے۔ نمبر ۲۔ ان میں سے ہر نبات کے جوڑے میں کیا خوب نشانی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۰، ۱۱: وَاِذْ نَادٰى (اور اس وقت کو یاد کرو جب پکارا)

نحو: اذ یہ اذکر فعل محذوف کا مفعول ہے ای واذکر اذ نادٰی (پکارنا' بتلانا)۔ رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ (تیرے رب نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کہ تم جاؤ)۔

نحو: یہاں ان ای کے معنی میں ہے۔ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (ظالم قوم کے پاس) اپنے نفوس پر کفر کے سبب ظلم کرنے والے اور بنی اسرائیل پر غلام بنانے کی وجہ سے ظلم کرنے والے اور اسی طرح ان کے بچوں کو ظلم کے طور پر قتل کر کے ان پر ظلم کی دستاویز لکھ دی۔ قَوْمَ فِرْعَوْنَ القوم الظالمین کا عطف بیان ہے گویا قوم ظالمین کا معنی اور ترجمہ ہی قوم فرعون ہے اور گویا دو عبارتیں یکے بعد دیگرے ایک ہی بات کو ادا کر رہی ہیں۔ اَلَا يَتَّقُوْنَ (کیا وہ ہمارے غضب سے نہیں ڈرتے) یعنی ان کے ہاں زاجر بن کر جائیں۔ ان کے ڈرنے کا وقت قریب آ چکا۔

نحو: الا کا کلمہ یہ برانگیختہ کرنے کیلئے آتا ہے نمبر۲۔ یہ الظالمین کی ضمیر سے حال ہو یعنی وہ ظلم کرتے ہیں مگر اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کی سزا سے ذرا نہیں ڈرتے ہمزہ انکار کو حال پر داخل کر دیا گیا۔

## خطرۂ تکذیب:

۱۲، ۱۳: قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَخَافُ (موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب مجھے اندیشہ ہے) خوف مستقبل میں پیش آنے والے معاملے پر غم۔ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ (کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے) وَيَضِيْقُ صَدْرِىْ (اور میرا سینہ تنگ ہوگا) ان کے مجھے جھٹلانے کی وجہ سے۔ یہ جملہ مستانفہ ہے نمبر۲۔ یا اخاف پر عطف ہے۔ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِىْ (اور میری زبان نہیں چلے گی) اس پر کہ ان کے غلط کام دیکھ کر غیرت مجھ پر غالب آئے گی۔ اور میں ان کا جھگڑا سنوں گا تو میری زبان نہ چلے گی۔ نمبر۲۔ ان دونوں کو یعقوب نے نصب سے پڑھا اور اس کا عطف یکذبون پر ڈالا اس صورت میں خوف ان تینوں سے متعلق ہے۔ نمبر۳۔ اور اگر رفع مانیں تو اس صورت میں خوف تکذیب سے متعلق ہے۔ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ (پس ہارون کے پاس (وحی) بھیج دے) یعنی جبرئیل علیہ السلام کو ان کی طرف بھیج کر ان کو پیغمبر بنا۔ تاکہ پیغام رسالت میں وہ میری اعانت کریں۔ حضرت ہارون اس وقت مصر میں تھے جب موسیٰ علیہ السلام کو شام میں نبوت عنایت کی گئی۔ یہ التماس موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تعمیل حکم میں ٹال مٹول نہ تھی۔ بلکہ اپنے ساتھ ملانے اور تبلیغ رسالت میں معاونت کی غرض سے التماس کی۔ معاملے کو چلانے کیلئے معین کا مطالبہ عذر سے شروع کیا اور معاون کی طلب قبولیت کی تو کھلی دلیل نہ کہ ٹال مٹول کی۔

## دعویٰ گناہ کو گناہ کہا:

۱۴: وَلَهُمْ عَلَىَّ ذَنْۢبٌ (اور ان کا میرے اوپر ارتکابِ گناہ کا دعویٰ ہے) قبطی کے مکہ سے قتل ہو جانے کا۔ یہاں مضاف حذف کر دیا گیا۔ ای تبعة ذنب۔ نمبر۲۔ دعوی گناہ کو ذنب کہا جیسا کہ جزاء سیہ کو سیہ کہتے ہیں۔ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ (پس مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں) کہ وہ مجھے قصاصاً قتل کر دیں۔ یہ بھی بہانہ بازی نہیں بلکہ ایک متوقع مصیبت کو دفع کا مطالبہ ہے جس میں ابتلاء کا قوی اندیشہ ہے اور تبلیغ رسالت کے فریضہ کی ادائیگی سے قبل ہی قتل کر دیں یہ اس اندیشے کا اظہار ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے



BestUrduBooks.wordpress.com

حفاظت کا وعدہ فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام کو کلا جو کلمہ ردع ہے اس کے ذریعہ جواب دیکر دو قبولیتیں ایک جگہ جمع فرما دیں۔ فرمایا

## تسلی باری تعالیٰ:

۱۵: قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا (فرمایا ہرگز نہیں تم دونوں جاؤ) کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کی طرف سے پہنچنے والی مصیبت کا دفاع طلب کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب اس طرح دیا کہ خوف کو ان سے ہٹا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے بھائی کیلئے رسالت طلب کی تو جواب ملا اذھبا یعنی میں نے اس کو تیرے ساتھ ہی رسول بنا دیا پس تم دونوں ادائیگی فریضہ کیلئے جاؤ۔ فاذھبا کا عطف اس فعل پر ہے جس پر کلا دلالت کرتا ہے گویا اس طرح فرمایا اے موسیٰ تو اس قسم کے گمان سے باز رہو اور تم اور ہارون مل کر جاؤ۔ بِاٰيٰتِنَآ (ہماری آیات کے ساتھ) اور وہ ید بیضاء اور عصا وغیرہ ہیں۔ اِنَّا مَعَكُمْ (ہم معاونت و مدد سے تمہارے ساتھ ہیں)۔ اور جن کی طرف تم بھیجے گئے ہو علم و قدرت سے وہاں بھی موجود ہیں۔ مُّسْتَمِعُوْنَ نحو: یہ اِنَّ کی خبر ہے اور معکم لغو ہے۔ (ہم تمہاری باتیں سننے والے ہیں) نمبر۲۔ یہ دونوں انَّ کی خبریں ہیں۔ یعنی سننے والے ہیں۔

## استعمالِ استماع:

اس مقام کے علاوہ دوسری جگہ استماع تو صرف کان لگانے کیلئے آتا ہے کہا جاتا ہے استمع الی حدیثہ ای اصغیٰ الیہ۔ مگر یہاں اس پر محمول کرنا درست نہیں۔ پس یہاں اس کا معنی سماع، سننا کیا جائے گا۔

## گویا دونوں ایک رسول تھے:

۱۶: فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پس تم دونوں فرعون کے پاس جا کر کہو ہم رب العالمین کے قاصد ہیں)

نکتہ: اس مقام پر رسول کا لفظ تثنیہ نہیں لائے جیسا کہ دوسرے مقام پر انا رسولا ربک ہے۔ کیونکہ الرسول بمعنی المرسل ہوتا ہے اور الرسالۃ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اس آیت میں تثنیہ لانے کے بغیر چارہ کار نہ تھا کیونکہ الرسول بمعنی المرسل تھا۔ اور موجودہ آیت میں بمعنی الرسالۃ ہے پس اس کی صفت واحد، تثنیہ، جمع تینوں طرح درست ہے۔ نمبر۲۔ کیونکہ یہ دونوں ایک شریعت پر متحد و متفق تھے گویا دونوں ایک رسول تھے۔ نمبر۳۔ مراد یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک ہماری طرف سے ہے۔

۱۷: اَنْ اَرْسِلْ (کہ بھیج دو) یہ معنی ارسل ہے۔ کیونکہ رسول کے لفظ میں ارسال کا معنی پہلے پایا جاتا ہے اور اس میں قول کا معنی ہے۔ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو) مراد یہ ہے کہ ان کو فلسطین جانے کیلئے آزاد چھوڑ دو۔ اور یہ فلسطین ان کا مسکن تھا۔ پس دونوں اس کے دروازہ پر گئے مگر ایک سال تک ان کو اندر آنے کی اجازت نہ ملی یہاں تک کہ ایک دربان نے کہا یہاں ایک انسان ایسا ہے کہ جو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ رب العالمین کا رسول ہے اس پر فرعون نے اندر آنے کی اجازت دی اور کہنے لگا اس کو اندر آنے دو۔ شاید اس سے ہنسی مذاق کر لیں۔ دونوں نے داخل ہو کر پیغام رسالت پہنچایا۔ اس وقت فرعون نے موسیٰ کو پہچان کر کہا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِىْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۱۹ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ

اور تو نے وہ کام کیا جو تو نے کیا اور تو ناشکروں میں سے ہے، موسیٰ نے جواب دیا یہ فعل میں نے اس وقت کیا تھا جبکہ میں چوک جانے والوں

الضَّآلِّيْنَ ۲۰ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِىْ رَبِّىْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِىْ مِنَ

میں سے تھا، سو میں تمہارے یہاں سے فرار ہوگیا جب مجھے تمہاری طرف سے ڈر لگا سو میرے رب نے مجھے دانشمندی عطا فرمائی اور مجھے پیغمبروں میں

الْمُرْسَلِيْنَ ۲۱ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَىَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۲۲ قَالَ فِرْعَوْنُ

شامل فرما دیا، اور وہ جو تو مجھ پر اپنا احسان جتلا رہا ہے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا، فرعون نے کہا

وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۲۳ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۲۴

کہ اور رب العالمین کون ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا کہ رب العالمین وہی ہے جو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو،

## تربیت کا احسان:

۱۸۔قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا (کہنے لگا کیا ہم نے اس وقت اپنے گھروں میں تجھے نہیں پالا تھا کہ تو بچہ تھا) بطور اختصار یہاں یہ محذوف ہے فاتیا فرعون فقالا له ذلك۔ الولید بچہ کیونکہ اس کا زمانہ ولادت قریب ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کیا تو چھوٹا نہ تھا پس ہم نے تیری تربیت کی۔ وَلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ (اور تو ہم میں اپنی عمر کے کئی سال ٹھہرا رہا) ایک قول یہ ہے تیس سال۔

۱۹: وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِىْ فَعَلْتَ (اور تو نے اپنا وہ کام دکھایا جو تو نے دکھایا) یعنی قبطی کو قتل کر دیا اس نے تعریض کے طور پر بات اس لئے کی کہ وہ بادشاہ تھا۔ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (اور تو کافروں میں سے ہے) یعنی میری نعمتوں کا منکر ہے کہ تو نے میرے ہی نان بائی کو قتل کر دیا۔ نمبر۲۔ تو ہمارے اس دین پر تھا جس کو تو اب کفر کا نام دے رہا ہے اور یہ بہتان ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اس نے باندھا۔ کیونکہ وہ معصوم پیغمبر ہیں آپ ان میں نبوت سے قبل خاموشی سے بچ بچا کر زندگی گزارتے رہے۔

## جواب موسیٰ علیہ السلام:

۲۰: قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں نے وہ کام اس وقت کیا) ای اذ ذاک۔ وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ (جبکہ میں ناواقفوں میں سے تھا)۔ الضالین یعنی الجاھلین بانھا تبلغ القتل اس کے قتل تک پہنچنے سے بے خبر تھا۔ الضال عن الشئی۔ پہچان کا ختم ہونا نمبر۲۔ بھولنے والے۔ اس صورت میں اس آیت کے معنی میں ہوگا۔ ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخری [البقرہ:۲۸۲] آپ نے اپنی ذات سے انت من الکافرین کے فرعونی الزام کو دفع کیا اور الکفرین کی جگہ الضالین کا لفظ لائے۔ اور اذا جواب بھی ہے اور جزاء بھی اور یہ کلام فرعون کا جواب اور اس کی جزاء بھی ہے کیونکہ فرعون کا قول وفعلت



BestUrduBooks.wordpress.com

فعلتك ہے۔جس کا معنی یہ ہے تم نے میرے احسان کا بدلہ اپنے اس قتل قبطی والے فعل سے دیا ہے اس پر موسیٰ علیہ السلام نے اس کو فرمایا۔نعم فعلتھا مجازیاً لك ہاں میں نے تجھے بدلہ اور جزاء دیتے ہوئے یہ کیا اور یہ بات آپ نے بر سبیل تسلیم فرمائی کیونکہ اس کا احسان تھا ہی اس انداز کا جس کا بدلہ اسی قسم کا دیا جاتا ہے۔

## تمام وزرائے فرعون مشورۂ قتل میں شریک تھے:

۲۱: فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ (پس میں تم سے بھاگ گیا) مدین کی طرف لَمَّا خِفْتُكُمْ (جب مجھے تمہارے طرف سے ڈر لگا) کہ تم مجھے قتل کردو گے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کو آل فرعون کے مؤمن نے کہا ان الملأ یأتمرون بك لیقتلوك فاخرج۔ [القصص:۲۰] فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا (میرے رب نے مجھے حکم عطاء فرمایا) حکم سے نبوت اور علوم نبوت مراد ہے اور مجھ سے بھول اور ناواقفیت کو دور فرمایا۔وَّ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (اور اس نے مجھے پیغمبروں سے بنایا) منجملہ رسولوں میں سے۔

۲۲: وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھ رہا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے) تربیت کا احسان جتلانے کی خبر کو دوبارہ اور اس کو جڑ سے کاٹ دیا اور اس کا نام نعمت ماننے سے انکار کر دیا۔پھر اس کا نعمت ہونا ظاہر کیا کہ تیرے انعام کی حقیقت بنی اسرائیل کی غلامی ہے کیونکہ اس کی غلامی اور ان کے بیٹوں کا ذبح کرنا ہی وہ سبب تھا جس سے موسیٰ علیہ السلام اس کے ہاں پہنچے اور ان کی پرورش کی اگر وہ ایسی حرکت نہ کرتا تو موسیٰ علیہ السلام کے والدین ان کی تربیت کرتے گویا فرعون نے موسیٰ پر احسان ان کی قوم کو غلام بنانے ماں کی گود سے نکالنے کے بدلہ میں کیا جبکہ یہ احسان ثابت ہو جائے۔

تعبیدھم کا مطلب تذلیل کرنا اور ان کو غلام بنانا ہے۔

فائدہ : ضمیر تمنھا اور عبدت میں واحد لائی گئی۔منکم اور خفتکم میں جمع ہے کیونکہ خوف و فرار دونوں فقط فرعون ہی سے نہ تھا بلکہ اس کے ہم مذہب وزراء جو قتل موسیٰ کا مشورہ دینے والے تھے وہ بھی اس میں شریک تھے اس کی دلیل یہ ارشاد ہے ان الملأ یأتمرون بك لیقتلوك [القصص:۲۰] باقی احسانِ پرورش تو صرف اسی کی طرف سے تھا اور تعبید بنی اسرائیل بھی اس کا شاہی آرڈر تھا۔تلک کا مشار الیہ اس کی مبہم و مخفی بدترین خصلت جو کہ بلا وضاحت معلوم نہ ہو سکتی تھی۔ان عبدت یہ مرفوع ہے اور تلک کا عطف بیان ہے ای تعبیدك بنی اسرائیل نعمة تمنھا علی تیرا بنی اسرائیل کو غلام بنانا نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے۔

## فرعون کا سوال:

۲۳: قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (فرعون کہنے لگا رب العالمین کیا چیز ہے) یعنی تو اس بات کا دعوے دار ہے کہ تو رب العالمین کا رسول ہے تو اس کی تعریف کیا ہے؟ کیونکہ جب زید کی صفات کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں۔ما زید؟ اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ لمبا یا چھوٹا فقیہ یا طبیب صاحب کشاف نے یہ لکھا ہے۔

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۲۵ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۲۶ قَالَ

فرعون اپنے آس پاس کے بیٹھنے والوں سے کہنے لگا کیا تم نہیں سنتے؟ موسیٰ نے کہا کہ وہ تمہارا رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے، فرعون نے کہا

اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۲۷ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا

بلاشبہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے، موسیٰ نے کہا کہ وہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ

بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۲۸ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ

ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے اگر تم سمجھتے ہو، فرعون نے کہا اگر تو نے میرے علاوہ کوئی معبود بنایا تو میں ضرور ضرور تجھے قیدیوں میں

الْمَسْجُوْنِیْنَ ۲۹ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ۳۰ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ

شامل کر دوں گا، موسیٰ نے کہا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی واضح دلیل پیش کر دوں؟ فرعون نے کہا اگر تو سچوں میں سے

الصّٰدِقِیْنَ ۳۱ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ۳۲ وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ

ہے تو دلیل پیش کر دے، اس پر موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا سو وہ اچانک واضح طور پر اژدھا بن گیا اور اپنا ہاتھ نکالا سو وہ اچانک دیکھنے والوں کے لئے

لِلنّٰظِرِیْنَ ۳۳ ع

سفید ہو گیا تھا۔

## جواب موسیٰ علیہ السلام:

۲۴: قَالَ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سوال کے موافق جواب دیتے ہوئے فرمایا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا (وہ آسمانوں اور زمین میں ان کے مابین سب کا رب ہے) یعنی دونوں جنسوں کے جو کچھ درمیان میں ہے اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ (اگر تم یقین کرنے والے ہو) یعنی اگر تم دلائل سے اشیاء کو پہچانتے تو ان اشیاء کی تخلیق بطور دلیل کافی ہے۔ نمبر۲۔ اگر تم سے اس یقین کی امید ہے جس تک صحیح سوچ و فکر پہنچاتی ہے تو یہ جواب تمہارے حق میں نفع بخش ہوگا۔ ورنہ فائدہ نہ ہوگا۔ الایقان سے مراد استدلال سے حاصل ہونے والا علم اسی وجہ سے محاورہ میں یہ کہنا درست نہیں۔ اَللّٰهُ مُوْقِنٌ۔

۲۵: قَالَ (فرعون نے کہا) لِمَنْ حَوْلَهٗ (ان کو جو اس کے اردگرد تھے) یعنی اس کی قوم کے سردار جن کی تعداد پانچ سو تھی جو کنگن پہنے ہوئے تھے یہ بادشاہوں کیلئے خاص تھی اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ (کیا تم سن رہے ہو!) اپنی قوم کو موسیٰ علیہ السلام کے جواب پر تعجب میں ڈالنا چاہ رہا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ آسمان و زمین کے قدیم ہونے کے قائل تھے اور ان کے متعلق کسی رب کے قائل نہ تھے اسی لئے موسیٰ علیہ السلام کو ضرورت پڑی کہ ان کے سامنے ایسا استدلال پیش کریں جس سے آسمان و زمین کا حدوث و فناء ان کو مشاہداتی



BestUrduBooks.wordpress.com

طور پر معلوم ہو جائے پس استدلال کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔
۲۶: قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ (موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے) یعنی وہ تمہارا بھی خالق اور تمہارے آباء کا بھی خالق ہے اگر تم دوسروں سے دلیل اخذ نہیں کرتے تو اپنے اپنے نفوس سے استدلال پکڑو۔
فَائِدَہ: موسیٰ علیہ السلام نے رب ابائکم فرمایا کیونکہ فرعون اپنے اہل عصر پر ربوبیت کا دعوے دار تھا پہلوں کے متعلق ربوبیت کا مدعی نہ تھا۔

## فرعون کا سٹپٹانا:

۲۷: قَالَ (فرعون نے کہا) اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ (تمہاری طرف جو رسول بھیجا گیا ہے وہ بلاشبہ مجنون ہے) اس لئے کہ اس کا خیال یہ ہے میرے سوا اور بھی کوئی معبود موجود ہے۔ فرعون اپنے علاوہ کسی دوسرے کی الوہیت کا منکر تھا۔

## موسیٰ علیہ السلام کی ایک اور دلیل:

۲۸: قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ (موسیٰ نے کہا وہی مشرق و مغرب کا رب ہے اور ان کے درمیان جو کائنات ہے اس کا رب ہے اگر تم عقل رکھتے ہو) تو تم میرے قول سے استدلال کر کے اپنے رب کو پہچان لو گے۔ اور یہ اصل مقصودی ارشاد ہے۔ نمبر۲۔ پھر اس عام سے ان کے اور ان کے آباء و اجداد کے نفوس کو وضاحت کیلئے خاص کیا کیونکہ دیکھنے کو اپنا نفس سب سے قریب تر ہوتا ہے۔ اور وہ بھی جس سے وہ پیدا ہوا۔ اور وہ مشاہدات بھی قریب تر ہوتے جو ولادت سے وفات تک دیکھتا ہے۔ نمبر۳۔ پھر آپ نے مشرق و مغرب کی تخصیص فرمائی کیونکہ طلوع شمس ایک جانب اور غروب آسمان کے دوسری جانب ہوتا ہے اور سال کے مواسم میں ایک ٹھیک اندازے سے اور صحیح حساب سے ہوتا ہے اس لئے یہ ظاہر ترین استدلال ہے اسی ظہور عمومی کی بناء پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے احیاء و اماتت سے نمرود بن کنعان کے سامنے اسی دلیل کی طرف رجوع فرمایا۔
ایک قول یہ ہے کہ فرعون نے اپنے سوال کی حقیقت سمجھے بغیر ما سے سوال کر دیا مگر جب موسیٰ علیہ السلام نے اس کا حقیقی جواب دیا تو اس کے دماغ میں یہ بات پیدا ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام تو جواب سے رکنے والے ہیں اس لئے کہ میں نے سوال ماہیت کا کیا اور وہ جواب ربوبیت اور آثار صنعت سے دے رہے ہیں۔ اسی لئے اس نے موسیٰ علیہ السلام کے جواب سے ان کو تعجب میں ڈالنے کیلئے کہا۔ الا تستمعون؟ پس موسیٰ علیہ السلام نے پہلے قول جیسا قول کیا۔ اس پر فرعون نے ان کو مجنون قرار دیا یہ سمجھ کر کہ موسیٰ اس کے جواب سے رخ موڑنے والے ہیں۔
پھر موسیٰ علیہ السلام نے تیسری بار پہلی کلام جیسا کلام دُھرا کر واضح کر دیا کہ فرد حقیقی کی معرفت و پہچان صفات سے ہی ہوتی ہے اور ماہیت کا سوال ناممکن ہے اور اس ارشاد میں اسی طرح اشارہ ہے ان کنتم تعقلون یعنی اگر تم میں عقل ہوگی تو تم جان لو گے کہ اس کی معرفت کا راستہ یہی ہے جب فرعون حیرت زدہ ہوا تو اسے آثار صنعت باری تعالیٰ کے آثار کو رد کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## فرعون کی دھمکی:

۲۹: قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ (اگر تو نے میرے سوا اور کسی کو اللہ مانا) لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ (تو میں تجھے قید کردونگا) یعنی میں تمہیں بھی ان لوگوں میں سے ایک بنادونگا جن کا حال تم میری جیلوں میں جانتے ہو اس کی عادت یہ تھی کہ جس کے متعلق چاہتا پکڑ کر جیل ڈلوا دیتا۔ وہ جیلیں زمین میں دور تک لمبی لمبی سرنگیں تھیں جو خوب گہری ہوتی تھیں۔ ان میں جانے والا نہ کچھ دیکھ سکتا اور نہ سن سکتا تھا اور یہ صورت حال قتل سے کہیں بدتر تھی۔ اور اگر لاسجننك لا سجنك ہوتا تو یہ معانی ادا نہ ہو سکتے جو لاجعلنك من المسجونين سے ادا ہو رہے ہیں۔ اگر چہ وہ مختصر ہے۔

۳۰: قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ (موسیٰ نے کہا کیا تو مجھے (ایسی حالت میں بھی قید کر سکے گا) اگر میں تیرے پاس لے آؤں)۔

نحو: اس میں واؤ حالیہ ہے اور اس پر ہمزہ استفہام انکاری کا داخل کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کیا تو مجھے قید خانے میں اس حال میں بھی ڈال دیگا۔ اگر چہ میں تیرے پاس لے آؤں۔ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ (کوئی ایسی واضح چیز) یعنی معجزہ لے آؤں۔

۳۱: قَالَ فَأْتِ بِهٖٓ (اس نے کہا تو اس کو پیش کر) جو تیری سچائی کو واضح کر دے اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اگر تو سچا ہے) تیرے پاس دلیل ہے۔ نحو: جواب شرط مقدر ہے۔ جو کہ (فاحضره) ہے یعنی تو اس کو حاضر کر دے۔

## ظہورِ معجزہ:

۳۲: فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ (پس موسیٰ نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی تو وہ یکدم کھلم کھلا اژدھا بن گئی) جس کا اژدھا ہونا ظاہر تھا۔ وہ ایسی چیز نہ تھی جو اژدھا کے مشابہ ہو جیسا کہ سحر و شعبدہ بازی سے اشیاء ہوا کرتی ہیں۔ تفسیری روایت میں ہے کہ اس کی بلندی آسمان میں ایک میل تھی پھر وہ نیچے اترا فرعون کی طرف متوجہ ہوا فرعون کہنے لگا اے موسیٰ تم جو چاہو مجھے حکم دو۔ اے موسیٰ میں تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں کہ اس کو پکڑو! موسیٰ علیہ السلام نے پکڑا تو وہ عصا بن گیا۔

۳۳: وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ (اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ کھینچا تو وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں ضیاء پاش تھا دیکھنے والوں کیلئے) اس میں دلیل ہے کہ اس کی سفیدی ایسی تھی کہ اس کی طرف نگاہیں دیکھنے سے جم جاتیں کیونکہ وہ خلاف عادت تھا اور اس کی سفیدی نورانیت کی وجہ سے تھی۔

روایت تفسیر یہ میں ہے کہ جب فرعون نے پہلی نشانی دیکھی تو کہنے لگا کیا اور کوئی نشانی بھی ہے؟ اس پر آپ نے اپنا دست اقدس نکالا اور فرعون کو کہا یہ کیا ہے اس نے کہا یہ تمہارا ہاتھ ہے پھر آپ نے اس کو اپنی بغل کے نیچے دبا کر نکالا تو اس میں اتنی شعاعیں نکل رہی تھیں جس سے آنکھیں چندھیانے لگیں اور افق کو روشنی نے بھر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖۗ

قوم کے سردار جو فرعون کے آس پاس موجود تھے ان سے فرعون نے کہا کہ بلاشبہ یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم لوگوں کو تمہاری سرزمین سے نکال دے۔

فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ

سو بتاؤ تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ اس شخص کو اور اس کے بھائی کو مہلت دو اور شہروں میں اپنے کارندوں کو بھیج دو جن کا یہ کام ہو کہ لوگوں کو جمع کریں تمہارے پاس ہر

سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ

بڑے ماہر جادوگر کو لے آئیں سو ایک مقررہ دن کے خاص وقت پر جادوگر جمع کئے گئے اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع

مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ

ہونے والے ہو؟ شاید ہم جادوگروں کی راہ کو قبول کر لیں اگر وہ غالب ہو جائیں گے، جب جادوگر

السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ

آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب ہو گئے تو کیا یقینی طور پر ہمیں کوئی بڑا انعام ملے گا؟ فرعون نے کہا ہاں اور اس میں شک نہیں کہ

اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾

اس صورت میں تم مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے۔ موسیٰ نے کہا کہ تم ڈال دو جو کچھ ڈالنے والے ہو۔

## فرعون کی سیاسی چال:

۳۴: قَالَ (فرعون کہنے لگا) لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗ (اپنے اردگرد کے سرداروں کو)

نحو: اس پر دو نصب ہیں لفظوں میں منصوب ہے اور اس کا عامل ظرف میں مقدر فعل ہے اور محلاً منصوب ہے کیونکہ یہ الملاء سے حال ہے۔ ای کائنین حو له اور اس کا عامل قال ہے۔

اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ (بیشک یہ پڑھا لکھا جادوگر ہے) یہ جادو کو جاننے والا ہے پھر اپنی قوم کو موسیٰ علیہ السلام کے خلاف برانگیختہ کیا۔ یہ کہتے ہوئے۔

۳۵: يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ فَمَاذَا (وہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے نکال باہر کرے) یہ منصوب ہے کیونکہ یہ مفعول بہ ہے یہ اس قول کی طرح ہے امرتك الخير۔ تَاْمُرُوْنَ (تم مجھے حکم دیتے ہو) اس کے متعلق کیا مشورہ دیتے ہو قید کر دوں یا نمبر۲۔ قتل تامرون یہ المؤامرة سے لیا گیا ہے۔ جس کا معنی مشورہ ہے یا نمبر۲۔ ایسا حکم جو نہی کی ضد ہو۔ جب فرعون دونوں نشانیاں دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اور اپنی الوہیت کا تذکرہ بھی بھول گیا اور اپنے کندھوں سے ربوبیت



BestUrduBooks.wordpress.com

کی چادر گرادی اور اس کے کندھے پر کپکپی طاری تھی اور ساتھیوں سے مشورے کرنے لگا گویا ان کو حاکم مان لیا حالانکہ اس کے خیال باطل میں وہ اس کے بندے اور غلام تھے اب یکا یک ان کو مامور مان کر ان کا حکم مان لیا۔

## سرداروں کا فتویٰ:

۳۶: قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ (انہوں نے کہا اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے دو) ان کے ہر معاملے کو ملتوی کر دو۔ اور فتنہ کے خطرہ کی وجہ سے ان کے قتل پر برانگیختہ مت کرو۔ وَابْعَثْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ (اور شہروں میں جمع کرنے والے مقرر کرو) پولیس کے اہل کار جو جادوگروں کو جمع کرلائیں انہوں نے فرعون کے قول ان ھذا لساحرٌ علیم کا اس قول سے معارضہ کیا۔

۳۷: یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیْمٍ (وہ تیرے پاس بڑے بڑے پڑھے لکھے جادوگروں کو لے آئیں گے) کُلّ کا لفظ اور سحار مبالغہ کا صیغہ استعمال کیا تاکہ فرعون کے اضطراب میں کچھ کمی واقع ہو۔

۳۸: فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (چنانچہ جادوگروں کو مقررہ تاریخ کو معین وقت پر جمع کیا گیا) یوم معلوم یعنی یوم زینت اور میقات سے چاشت کا وقت کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے یہی وقت ان سے مقرر فرمایا تھا جیسا کہ اس ارشاد میں ہے موعدکم یوم الزینة وان یحشر الناس ضُحی [طٰہٰ:۵۹] میقات جس کو مقرر کر دی اور جس زمانہ کو حد بندی کر دی جائے یا جو جگہ طے کی جائے اور اسی سے مواقیت الاحرام ہیں۔

۳۹: وَّقِیْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ (اور لوگوں کو کہا گیا کہ تم بھی جمع ہو جاؤ گے) یعنی تم جمع ہو جاؤ ان کے اجتماع کے سلسلہ میں ان سے سستی کا گمان ہے اور مراد اس سے ان کا جلد جمع کرنا ہے۔

۴۰: لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ (تاکہ ہم جادوگروں کی راہ پر چلیں) ان کے دین کے سلسلہ میں اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِیْنَ (اگر وہ غلبہ پانے والے ہوں) موسیٰ کو اس کے دین کے سلسلہ میں مغلوب کر دیں اس سے ان کی غرض ساحروں کی اتباع نہیں بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ وہ موسیٰ کی اتباع نہ کریں انہوں نے کنایہ کے انداز میں بات کی کہ جب وہ جادوگروں کے پیرو ہونگے تو کم از کم موسیٰ کی پیروی تو نہ کریں گے۔

## جادوگر کے مقابلے میں:

۴۱: فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ (پس جب جادوگر آ گئے تو انہوں نے فرعون سے کہا اگر ہم غالب آ گئے تو کیا ہم کو کچھ اس کا بدلہ یقینی طور پر ملے گا)

۴۲: قَالَ نَعَمْ (فرعون نے کہا ہاں!)

قراءت: علی نے نَعِمْ پڑھا ہے اور یہ دونوں لغات ہیں۔

وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ (اور بلاشبہ تم اس وقت شاہی مقرب بن جاؤ گے) یعنی فرعون نے کہا ہاں! تمہارے لئے میرے ہاں اجر ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ تم شاہی مقربین میں شامل ہو جاؤ گے میرے ہاں تمہارا مرتبہ و مقام ہوگا تم میرے درمیان میں سب سے پہلے داخل ہونے والوں میں اور سب سے آخر میں نکلنے والوں میں سے ہو گے۔ جب کہ وہ جادوگروں کا



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰی مُوْسٰی

سوان لوگوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈال دیں اور فرعون کی عزت کی قسم کھا کر بولے کہ بلاشبہ ہم ہی غالب ہوں گے۔ سو موسیٰ نے اپنا عصا

عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ

ڈالا۔ سو اچانک وہ ان لوگوں کے بنائے ہوئے دھندے کو نگلنے لگا پھر جادوگر سجدے میں ڈال دیئے گئے کہنے لگے ہم رب العالمین پر

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ

ایمان لائے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔ فرعون نے کہا کیا تم اس پر اس سے پہلے ایمان لے آئے کہ میں تمہیں اجازت دوں۔ بے شک بات یہ ہے کہ یہ تم سب کا بڑا ہے

الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ

جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے، سو یہ ضروری بات ہے کہ تم عنقریب جان لو گے میں ضرور ضرور تمہارے ہاتھوں کو اور پاؤں کو مخالف جانب سے

خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا

کاٹ دوں گا اور ضرور ضرور تمہیں سولی پر لٹکا دوں گا، انہوں نے جواب دیا کہ کوئی حرج نہیں۔ بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ہم

۳ ۴۸ ۷ نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ؕ ع

امید کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں کو اس وجہ سے بخش دے گا کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

قول: ائن لنا لاجراً جزاء شرط کے معنی میں ہوا جیسا کہ اس پر دلالت موجود ہے تو فرعون کا قول وانکم اذالمن المقربین اسی پر معطوف ہے اور اذا کو جواب جزاء کے تقاضے کے مطابق اس کے قائم مقام لایا گیا ہے۔

۴۳: قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ (موسیٰ علیہ السلام نے ان کو کہا تم ڈالو جو تم نے ڈالنا ہے) جادو میں سے پس عنقریب تمہیں اس کا انجام نظر آ جائے گا۔

## سحر کے اثرات:

۴۴: فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ (پس انہوں نے اپنی رسیاں ڈالیں) جو کہ ستر ہزار تھیں۔ وَعِصِيَّهُمْ (اور اپنی لاٹھیاں) جو کہ ستر ہزار تھیں۔ دوسرا قول ہر دو بہتر ہزار تھیں۔ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ (اور کہنے لگے فرعون کی عزت کی قسم بیشک ہم ہی غالب رہیں گے) انہوں نے فرعون کی عزت و قوت کی قسم کھائی۔ اور جاہلیت کا ایمان یہی تھا۔ باء قسمیہ ہے یا بطور تبرک فرعون کی عزت کا ذکر کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اژدھا سب کچھ نگل گیا:

۴۵: فَاَلْقٰی مُوْسٰی عَصَاہُ فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ (پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی تو وہ اسی وقت نگلنے والی تھی) تلقف کا معنی نگلنا ہے۔ مَایَاْفِکُوْنَ (جو چیزیں انہوں نے شعبدہ گری سے بنائیں) یعنی جن چیزوں کو وہ اپنے سحر کے بل بوتے پر انکی حقیقت و ظاہر سے پھیرتے تھے اور جھوٹی شعبدہ بازی کرتے تھے وہ اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کے متعلق تخیل پیدا کرتے کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔

۴۶: فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ (جادوگر سجدہ میں ڈال دیے گئے) یہاں گرنے کو ڈالنے سے بطور مشاکلت تعبیر کیا گیا کیونکہ یہاں اس کو القاءات کے ساتھ ذکر کیا گیا تھا۔ اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ سجدہ میں تیزی کی وجہ سے اس طرح ہو گئے گویا کہ ان کو سجدہ میں ڈال دیا گیا ہو۔

۴۷: قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (وہ کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لائے) قول عکرمہ رضی اللہ عنہ: صبح سویرے جادوگر تھے شام پڑنے سے پہلے ایمان والے شہداء بن گئے۔

۴۸: رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ (جو موسیٰ و ہارون کا رب ہے) یہ رب العالمین کا عطف بیان ہے کیونکہ فرعون اپنے متعلق ربوبیت کا دعویدار تھا پس انہوں نے اس کو اس سے ایک طرف کر دیا۔

ایک قول یہ ہے فرعون نے جب ان سے سنا۔ امنا بر ب العالمین تو کہنے لگا تم نے مجھے ہی مراد لیا ہے؟ انہوں نے جواباً کہا: رب موسیٰ وھارون۔

## فرعون کی دھمکی اور ساحروں کا مومنانہ جواب:

۴۹: قَالَ اٰمَنْتُمْ لَہٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ (فرعون نے کہا میری اجازت کے بغیر تم ایمان لے آئے ہو) اس پر اِنَّہٗ لَکَبِیْرُکُمُ الَّذِیْ عَلَّمَکُمُ السِّحْرَ (حقیقت مین وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا) تم نے ایک سازش پر موافقت کر لی ہے۔ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (تم عنقریب جان لوگے) اس فعل کی سزا جو تم نے کیا ہے پھر اس نے تصریح کرتے ہوئے کہا۔ لَاُ قَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ (میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا دونگا) اس مخالفت کی وجہ سے جو تم سے ظاہر ہوئی ہے۔ وَّ لَاُ صَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ (اور تم تمام کو میں سولی پر لٹکا دونگا) اس سے اس کا مقصود عام لوگوں کو ڈرانا تھا تاکہ ایمان لانے میں وہ ان کی اتباع نہ کرنے لگیں۔

۵۰: قَالُوْا لَاضَیْرَ (انہوں نے کہا کوئی ضرر نہیں) اس میں ضیر ضرر کے معنی میں ہے۔ اور لا کی خبر محذوف ہے ای فی ذلک نمبر۲۔ ہم پر کوئی ضرر نہیں۔ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ (بیشک ہم تو اپنے رب کی طرف ضرور لوٹ کر جانے والے ہیں)۔

۵۱: اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَآ اَنْ کُنَّآ (ہم کو تو یہی خواہش ہے کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اس وجہ سے کہ ہم) اس لئے کہ ہم اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ (سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں) اہل شہادت میں سے (جو اس میلہ میں موجود ہیں) نمبر۲۔ فرعون کی رعایا سے۔ نمبر۳: اہل مصر قبطیوں میں سے۔ ان کا مقصد یہ تھا۔ اس سلسلہ میں ہم پر کوئی نقصان نہیں بلکہ ہمیں تو بہت بڑا



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو ساتھ لے کر راتوں رات چلے جاؤ بلاشبہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا، پھر فرعون نے شہروں میں اہل کار

حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَاۗىِٕظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ

بھیج دیئے، بلاشبہ یہ تھوڑی سی جماعت ہے اور انہوں نے ہم کو غصہ دلایا ہے، اور بلاشبہ ہم سب

حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ ۭ

خطرہ رکھنے والے ہیں، سو ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ جائے قیام سے نکال دیا، یہ بات اسی طرح سے ہے۔

وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَاۗءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ

اور یہ چیزیں ہم نے بنی اسرائیل کو دے دیں سو سورج نکلنے کے وقت ان کے پیچھے جا پہنچے پھر جب دونوں جماعتوں نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ

اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَيْنَآ

کے ساتھیوں نے کہا یہ یقینی بات ہے کہ ہم تو پکڑ لئے گئے، موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں بلاشبہ میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ مجھے ابھی راہ بتا دے گا، سو ہم نے

اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾

موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ دریا پر اپنی لاٹھی کو مارو، سو وہ پھٹ گیا ہر حصہ اتنا بڑا تھا جیسے بڑا پہاڑ

فائدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر اس دین پر جمے رہنے کی بناء پر ہمیں ملے گا۔ نمبر۲۔ ہمیں اس کا کچھ نقصان نہیں جس سے تو ہمیں دھمکیاں دے رہا ہے۔ کیونکہ لازماً ہم نے اپنے رب کی بارگاہ میں اسبابِ موت میں سے کسی نہ کسی سبب کے ساتھ پلٹ کر جانا ہے اور قتل تو اس کے اسباب میں آسان اور قابل ترجیح ہے۔ نمبر۳۔ تیرا ہمیں قتل کر دینے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں اگر تو قتل کر دے گا تو ہم اپنے رب کی بارگاہ میں اس شخص کی طرح پلٹ کر جائیں گے جو اس کے ہاں بخشش کی طمع رکھتا ہو اور اس کی رحمت کا امیدوار ہو اس لئے کہ ہمیں سبقت ایمان میسر آ گئی۔

## بنی اسرائیل کو رات نکلنے کا حکم:

۵۲: وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ (اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو رات کو نکال کر لے جا)

قراءت: حجازی نے ہمزہ وصل سے پڑھا۔ ای اَنِ اسْرِ۔

بِعِبَادِيْٓ (میرے بندوں کو) مراد بنی اسرائیل۔ ان کو اپنے بندے ہونے کی نسبت سے نوازا اس لئے کہ وہ خدا کے رسول پر ایمان لائے تھے۔ اسر کا معنی ان کو رات کو لے کر جاؤ۔ یہ حکم جادوگروں کے ایمان لانے کے عرصہ بعد ہوا۔ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (تمہارا



BestUrduBooks.wordpress.com

پیچھا کیا جائے گا) فرعون اور اس کی قوم تمہارا پیچھا کریں گے رات کو چلنے کے حکم کی علت فرعون اور اس کے لشکر کے تعاقب کو قرار دیا مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہارے اور ان کے معاملے کی تدبیر اس طرح بنائی ہے کہ تم آگے چلو گے اور یہ تمہارے تعاقب میں پیچھے آئیں گے اور سمندر کی جس راہ میں تم داخل ہو گے اسی میں وہ داخل ہونگے تو میں ان کو ہلاک کر دونگا۔ایک روایت میں ہے کہ اس رات ان کے ہر گھر میں ایک ایک بیٹا مر گیا وہ ان اموات کے معاملہ میں مشغول ہو گئے ادھر موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکل گئے۔روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے ہر چار گھروں کو ایک گھر میں جمع کرو پھر بکرے ذبح کر کے ان کے خون اپنے دروازوں پر لگا دو۔میں فرشتوں کو حکم دونگا کہ اس دروازے میں داخل نہ ہوں جس پر خون کا نشان لگا ہو اور انہی فرشتوں سے قبطوں کے پلوٹھے بچے قتل کروا دونگا اور اپنے لئے جلدی سے تازی روٹی تیار کر کے ان کو راتوں رات لے چلو یہاں تک کہ سمندر تک پہنچو پھر اس کے متعلق میرا حکم اسی وقت اترے گا۔

## فرعون کا شدید غم وغصہ:

۵۳: فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ (فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والے بھیج دیے) تاکہ وہ لوگوں کو زبردستی اکٹھا کر دیں جب لوگ جمع ہو گئے تو فرعون کہنے لگا۔

۵۴: اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ (بیشک یہ تھوڑے سے آدمی ہیں) لشرذمہ چھوٹی جماعت۔ان کو اسی نام سے ذکر کیا جو قلت کو ظاہر کرتا ہے پھر اس کی صفت قلیلون لائے اور اس کو جمع قلت لائے گویا اس کے ہر گروہ کو بہت کم تعداد میں ظاہر کرنا مقصود ہے۔
نمبر۲۔قلت سے مراد ذلت ہے تعداد کی قلت مراد نہیں۔مطلب یہ ہے کہ وہ ذلیل ہیں اس لئے ان کے غلبہ کی کوئی توقع ہی نہیں ہے اس نے قوم موسیٰ علیہ السلام کو قلیل قرار دیا حالانکہ ان کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی کیونکہ فرعونیوں کی تعداد ان کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی ان کی تعداد بقول ضحاک سات کروڑ تھی۔

۵۵: وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ (بلاشبہ وہ ہم کو غصہ دلا رہے ہیں) یعنی وہ ایسے افعال کر رہے ہیں جو غصہ دلانے والے ہیں اور ان کی وجہ سے ہمارے سینوں میں تنگی پیدا ہوئی ہے وہ ان کا ہمارے مصر سے خروج اور ہمارے زیورات کو اٹھا کر لے جانا اور ہمارے پلوٹھے بیٹوں کا قتل ہے۔

۵۶: وَاِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ (اور بیشک ہم سب ایک مسلم جماعت ہیں)۔
قراءت: شامی وکوفی نے اسی طرح پڑھا اور دوسروں نے حذرون پڑھا ہے۔
الحذر محتاط،الحاذر،احتیاط میں تجدید کرنے والا۔
ایک قول یہ ہے ہتھیار میں مسلح،وہ اپنی ذاتی حفاظت کیلئے بطور احتیاط ایسا کرتا ہے۔مطلب یہ ہوا کہ ہم بیدار مغز اور محتاط لوگ ہیں یہ چیز ہماری عادت ثانیہ ہے کہ ہم معاملات کو دیکھ بھال سے کرتے ہیں جب کوئی ہمارے خلاف خروج کرتا ہے تو جلدی سے ہم اس کا فساد مٹا دیتے ہیں یہ اعذار ہیں جو فرعون نے شہر والوں کو پیش کیا تاکہ وہ عاجزی اور کمزوری کا گمان نہ کریں۔

۵۷: فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ (اور ہم نے ان کو باغات سے نکال دیا) وَّ عُیُوْنٍ (اور چشموں سے) جاری نہروں سے



BestUrduBooks.wordpress.com

۵۸: وَّ كُنُوْزٍ (اور خزانوں سے) اموال ظاہرہ جو سونے اور چاندی کی جنس سے تھے ان کو کنوز کہا کیونکہ ان کو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف نہ کرتے تھے۔ وَّ مَقَامٍ (اور مکان) كَرِيْمٍ (پر رونق عمدہ)۔ قول ابن عباسؓ: مقام سے منابر مراد ہیں۔

۵۹: كَذٰلِكَ (اور واقعہ یونہی ہوا) اس میں نصب کا احتمال ہے جب کہ اخرجنا کے ماتحت ہو ای خرجنا هم مثل ذلك الاخراج الذی وصفنا۔ نمبر۲۔ یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہو تو مرفوع ہے ای الامر كذلك وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (اور ہم نے ان کا وارث بنی اسرائیل کو بنایا) قول حسن رحمۃ اللہ علیہ: جب سمندر پار گزر گئے تو واپس لوٹے اور انہوں نے اپنے مکانات و اموال واپس لے لئے (مگر یہ محل نظر ہے بنی اسرائیل و شام و فلسطین کی حکومت ملنے کے بعد بطور اقتدار لوٹنا ممکن ہے ثابت ہو فافہم)

## فرعون کا تعاقب:

۶۰: فَاَتْبَعُوْهُمْ (پس انہوں نے ان کو آلیا)۔ قراءت: فَاتَّبَعُوْهم یزید نے پڑھا ہے۔ مُّشْرِقِيْنَ (طلوع شمس کے وقت)۔

نحو: یہ حال ہے یعنی اس حال میں کہ وہ طلوع شمس میں داخل ہو رہے تھے۔ یعنی قوم فرعون اور فرعون نے طلوع شمس کے وقت ان کو آلیا۔

۶۱: فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ (جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا) آمنا سامنا ہوا۔ اس طرح کہ ہر فریق دوسرے کو دیکھ سکتا تھا۔ اسرائیلی اور قبطی مراد ہیں۔ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا بیشک وہ تو ہم کو پکڑ لیں گے) قریب ہے کہ ہمارا دشمن ہمیں آملے اور ادھر ہمارے سامنے سمندر رہو۔

۶۲: قَالَ (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) کیونکہ ان کو اپنے رب کے وعدہ پر پختہ یقین تھا۔ كَلَّا (ہرگز نہیں) اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی سے باز آؤ۔ وہ تمہیں ہرگز پکڑ نہ سکیں گے۔ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ عنقریب راہنمائی فرمائے گا)۔

قراءت: حفص نے مَعِيَ پڑھا۔ یعقوب نے سیهدین بینی پڑھا ہے سیهدینِ کا مطلب سیهد ینی طریق النجاة من ادراکهم و اضرارهم وہ عنقریب ان کے پکڑنے اور تکلیف پہنچانے کے متعلق میری راہنمائی فرمائے گا۔

## بنی اسرائیل کا لشکر سمندر کے درمیان:

۶۳: فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ (پس ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تم اپنی لاٹھی سمندر پر مارو) البحر سے بحر قلزم مراد ہے یہی وہ سمندر ہے جس میں لوگ یمن سے مصر کی طرف جاتے ہیں۔ نمبر۲۔ دریائے نیل۔ فَانْفَلَقَ (پس وہ پھٹ گیا) یعنی انہوں نے مارا تو وہ پھٹ گیا۔ اور اس میں بارہ راستے بن گئے اور قبائل بنی اسرائیل کی تعداد بھی اس قدر تھی۔ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ (ہر حصہ) ایک حصہ دوسرے سے جدا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ كَالطَّوْدِ (گویا کہ وہ ایک بڑا پہاڑ ہے) آسمان میں بلند ہونے والا پہاڑ الْعَظِيْمِ (بڑا)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا

اور ہم نے اس موقع پر دوسروں کو قریب کر دیا اور ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے سب کو نجات دی، پھر ہم نے دوسروں کو

الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

غرق کردیا بلاشبہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہ تھے، بلاشبہ آپ کا رب

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ ع ۱۷ ۸

زبردست ہے رحمت والا ہے۔

۶۴: وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ (اور ہم نے قریب کردیا) اس جگہ کے (فرعونیوں کو) جہاں سے سمندر پھٹا۔ الْاٰخَرِيْنَ (پچھلوں کو) قوم فرعون یعنی ہم نے ان کو بنی اسرائیل کے قریب کردیا۔ نمبر۲۔ سمندر کے قریب کردیا۔

۶۵: وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ (اور ہم نے موسیٰ اوران کے ساتھ والوں تمام کو نجات دی) یعنی ڈوبنے سے نجات دی۔

## ہلاکتِ فرعون:

۶۶: ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ (پھر دوسروں کو ہم نے ڈبودیا) فرعون اور قوم فرعون کو۔

## فائدہ عظیمہ:

زندگیوں میں ستاروں کی تاثیر کے نظریہ کو یہ آیت باطل کر رہی ہے ان سب کے طوالع مختلف تھے مگر ہلاک میں سب اکٹھے ہوگئے۔ روایت تفسیریہ میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام بنی اسرائیل اور آل فرعون کے درمیان آگئے وہ بنی اسرائیل کو تلقین فرمارہے تھے کہ اگلے کو جاملو۔ اور قبطیوں کے سامنے روک کر فرماتے تم ٹھہرو تاکہ تمہارے پیچھے والے ساتھ مل جائیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام سمندر کے کنارہ پر پہنچ گئے۔ تو یوشع علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا آپ کو کہاں کا حکم ملا ہے؟ یہ سمندر تمہارے سامنے ہے۔ اور آل فرعون پیچھے دبائے چلے آرہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہاں کا حکم ہوا یوشع پانی میں گھس گئے اور موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر اپنی لاٹھی ماری پھر وہ داخل ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت فرمایا: یا من کان قبل کل شیئ والمکوّن لکل شئی۔ والکائن بعد کل شئی اے وہ ذات جو ہر چیز سے پہلے ہے اور ہر چیز کو بنانے والی ہے اور ہر چیز کے بعد ہمیشہ رہے گی۔

۶۷: اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ (بے شک اس میں) جو ہم نے موسیٰ اور فرعون کے ساتھ کیا لَاٰيَةً (ضرور نشانی ہے) عجیب عبرت ہے جس کا بیان نہیں کیا جاسکتا۔ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ (اوران کی اکثریت نہ تھی ڈوبنے والوں کی) مُّؤْمِنِيْنَ (ایمان لانیوالی) علماء کا بیان ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ

اور آپ ان کے سامنے ابراہیم کا قصہ بیان کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور قوم سے کہا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم بتوں کی

اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ

عبادت کرتے ہیں اور ان کے پاس جمے رہتے ہیں ابراہیم نے کہا کیا یہ تمہاری بات سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو یا یہ تمہیں نفع دیتے ہیں

اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا

یا ضرر دیتے ہیں؟ وہ لوگ کہنے لگے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے ہوئے پایا ہے۔ ابراہیم نے کہا کیا تم نے ان کو دیکھا کہ

كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۵﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ

تم اور تمہارے باپ دادے جن چیزوں کی عبادت کرتے ہو سو بے شک وہ میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿۷۹﴾

کے جس نے مجھے پیدا کیا سو وہ مجھے ہدایت دیتا ہے اور مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے

کہ قبطیوں میں سے صرف آسیہ، حزقیل مؤمن آل فرعون اور مریم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر یوسفی کی نشان دہی کی یہ ایمان لائے۔

۶۸: اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ (اور بلاشبہ آپ کا رب البتہ زبردست ہے) اپنے دشمنوں سے انتقام و بدلہ لینے میں الرَّحِيْمُ (مہربان ہے) اپنی فرمانبرداری پر انعامات کرنے میں۔

### ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ:

۶۹: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ (آپ ان پر پڑھیں) یعنی قریش مکہ پر نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ابراہیم علیہ السلام کے حالات۔

### قوم اور والد کے ساتھ پیش آنے والے حالات:

۷۰: اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ (جبکہ انہوں نے اپنے والد اور قوم کو فرمایا) قوم ابراہیم یا قوم والد مَا تَعْبُدُوْنَ (تم کس چیز کی پوجا کرتے ہو) لیکن یہ سوال ان سے اس بناء پر کیا کہ ان کو بتلایا جائے کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو یہ مستحق عبادت نہیں ہیں۔

۷۱: قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا (وہ کہنے لگے ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں) ماتعبدون کا جواب اصنامًا ہے جیسا کہ اس آیت میں العفو جواب ہے ماذاینفقون کا۔ آیت یسئلونك ماذا ینفقون قل العفو [البقرہ:۲۱۹] اسی طرح دوسری آیت میں ماذا قال کے جواب میں الحق ہے ماذا قال ربکم قالوا الحق [سبا:۲۳]



BestUrduBooks.wordpress.com

کیونکہ یہ سوال معبود کے متعلق تھا عبادت کے متعلق نہ تھا۔ انہوں نے جواب میں فخر کے طور پر نعبد کا اضافہ کردیا اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کی عبادت پر مباہات کے طور پر نعبد لائے اور اس پر بطور عطف۔ فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ (پس ہم ان کی عبادت پر دن گزراتے ہیں) ہم ان کی عبادت سارا دن کرتے ہیں۔ انہوں نے فنظل کہا کیونکہ وہ ان کی عبادت دن کے وقت کرتے تھے نہ کہ رات کو نمبر۲۔ اس کا معنی دوام و ہمیشگی ہے۔

۷۲: قَالَ (ابراہیم علیہ السلام نے کہا) هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ (کیا وہ سنتے ہیں) کیا وہ تمہاری دعائیں سنتے ہیں مضاف محذوف ہے کیونکہ اِذْ تَدْعُوْنَ اس پر دلالت کر رہا ہے۔

۷۳: اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ (یا وہ تمہیں فائدہ دیتے ہیں) اگر تم ان کی عبادت کرتے ہو اَوْ يَضُرُّوْنَ (یا وہ تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں) اگر تم ان کی عبادت چھوڑ دو۔

۷۴: قَالُوْا بَلْ (انہوں نے کہا بلکہ) بل اضراب کیلئے ہے کہ وہ نہ سنتے ہیں اور نہ نفع پہنچاتے اور نہ نقصان دیتے ہیں اور نہ ہم ان میں سے کسی غرض کی بناء پر ان کی عبادت کرتے ہیں۔ لیکن وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ (ہم نے اپنے آباء کو اسی طرح کرتے ہوئے پایا) پس ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔

۷۵،۷۶: قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ (ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا تم نے دیکھا کہ تم خود اور تمہارے اگلے باپ دادا کس چیز کو پوجتے ہیں) اقدمون کا معنی پہلے ہے۔

۷۷: فَاِنَّهُمْ (پس بیشک وہ) یعنی اصنام عَدُوٌّ لِّيْٓ (میرے دشمن ہیں) عدو اور صدیق یہ دونوں لفظ واحد و جمع کیلئے مستعمل ہیں مطلب یہ ہے کہ اگر تم پوجا کرو تو قیامت کے دن وہ میرے دشمن ہونگے جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا سیکفرون بعبادتهم ویکونون علیهم ضدًا [مریم:۸۲]

قول فراء: یہ کلام مقلوب کی قسم ہے مطلب اس طرح ہے: فانی عدولهم (کہ میں ان کا دشمن ہوں) حالانکہ آپ کے قول میں عدوّ لی ہے عدولکم نہیں۔ ان کی زیادہ خیر خواہی کرتے ہوئے قبولیت حق کی دعوت دی ہے اگر آپ فانهم عدولکم فرماتے تو کلام سے یہ مقصد پورا نہ ہوتا۔

اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (مگر رب العالمین)۔

نحو: یہ استثناء منقطع ہے کیونکہ وہ اعداء کے تحت داخل ہی نہیں کہ الا سے خارج کیا جائے گویا اس طرح فرمایا لکن رب العالمین لیکن رب العالمین میرا دوست ہے۔

۷۸: الَّذِيْ خَلَقَنِيْ (وہ جس نے مجھے پیدا کیا) ٹھہرنے کی مقررہ جگہ میں رکھ کر فَهُوَ يَهْدِيْنِ (پس وہی میری راہنمائی کرنے والے ہیں) دنیاوی راستوں اور مصالح دین کی جانب یهدینی کو صیغہ مستقبل سے لایا گیا ہے حالانکہ عنایت تو پہلے گزر چکی کیونکہ یهدینی اہم و افضل اور کامل و اکمل کا احتمال رکھتا ہے۔ نمبر۲۔ وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا اپنی خدمت کے اسباب کیلئے پس وہی میری راہنمائی آداب خلت کی طرف فرمائیں گے۔

۷۹: وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ (اور وہ ذات جو مجھے کھلاتی ہے) یہاں اطعام کی نسبت انعامات کے والی کی طرف کی گئی ہے۔ کیونکہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ

اور جب بیمار ہو جاؤں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے اور جو مجھے موت دے گا پھر زندہ فرمائے گا اور جس سے میں امید رکھتا ہوں

أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ﴿٨٣﴾

کہ قیامت کے دن میرا قصور معاف فرما دے گا، اے میرے رب مجھے حکم عطا فرمائیے اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرمائیے،

وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ﴿٨٥﴾

اور بعد میں آنے والے لوگوں میں اچھائی کے ساتھ میرا ذکر باقی رکھئے، اور مجھے جنت النعیم کے وارثوں میں بنا دیجئے

وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ

اور میرے باپ کی مغفرت فرمائیے بلاشبہ وہ گمراہوں میں سے ہے، اور مجھے اس دن رسوا نہ کیجئے گا جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے جس دن نہ کوئی

مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾

مال نفع دے گا اور نہ بیٹے، سوائے اس شخص کے جو قلب سلیم کے ساتھ اللہ کے پاس آئے۔

اسباب کی طرف جھک پڑنا یہ چوپایوں کی عادت ہے۔ وَيَسْقِينِ (اور وہ مجھے شفاء بخشنے والے ہیں) قول ابن عطاءؒ: وہ ذات جو کھانا کھلا کر زندہ رکھتی ہے اور مشروبات پلا کر سیرابی بخشتی ہے۔

۸۰: وَإِذَا مَرِضْتُ (اور جب میں بیمار ہوتا ہوں) ابرہیم علیہ السلام نے یہاں اس طرح نہیں فرمایا: امرضنی۔ کیونکہ زبانی تذکرہ سے یہاں شکر مقصود ہے اسی لئے اس کی طرف اس چیز کی نسبت نہیں کی جو ضرر ونقصان کی متقاضی تھی (یہ کمال ادب ہے)۔ قول ابن عطاءؒ: جب میں مخلوق کو دیکھ کر بیمار ہوتا ہوں تو مشاہدہ حق سے مجھے وہ شفاء دیتا ہے۔ فَهُوَ يَشْفِينِ (وہ شفاء بخشتا ہے!)

قول جعفر صادقؒ: جب میں رؤیت افعال سے بیمار پڑ جاتا ہوں تو وہ افضال کے احسان سے اس کا ازالہ فرما دیتا ہے۔

## تعبیر کی خوبصورتی:

۸۱: وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ (اور وہ ذات جو مجھے موت دے گی پھر وہ مجھے زندہ کرے گی) یہاں اذامت نہیں فرمایا کیونکہ موت ابتلاء کی قید اور دار الفناء سے نکلنے اور بقاء کے باغ میں وعدہ لقاء کیلئے داخلے کا نام ہے۔

## ثم اور فاء کا فرق:

یہاں ثم لایا گیا کیونکہ فناء کے عرصہ پر احیاء ہے گزشتہ آیات میں شفاء اور ہدایت پر فاء کو داخل کیا کیونکہ مخلوق کو باری باری حاصل ہوتی ہیں دونوں ساتھ ساتھ میسر نہیں ہوتی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۸۲: وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ (اور وہ ذات جس سے میں طمع رکھتا ہوں) موالی سے غلاموں کی طمع تو افضال ہی ہوتا ہے سوال سے ان کا استحقاق مقصود نہیں ہوتا۔ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ خَطِیْٓئَتِیْ (کہ وہ میری لغزش کو بخش دیں گے) ایک قول یہ ہے کہ اس خطاء سے اِنّی سقیم [الصافات:۸۹] بل فعله کبیر هم [الانبیاء:۶۳] هذا ربی [الانعام :۷۷] اور بازغ بادشاہ مصر کو سارہ کے متعلق فرمایا ھی اختی یہ تمام جائز تعریضات ہیں یہ خطایا نہیں کہ جن سے استغفار کی ضرورت ہو باقی انبیاء ﷺ کا استغفار تو رب کی بارگاہ میں تواضع و انکساری ہے اور امت کو طلب مغفرت کی تعلیم دینا مقصود ہے۔ یَوْمَ الدِّیْنِ (قیامت کے دن) جو کہ جزاء کا دن ہے۔

## دعائے ابراہیم علیہ السلام:

۸۳: رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا (اے میرے رب مجھے حکم عطاء فرما) حکم سے حکمت مراد ہے یا نمبر۲۔ لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرنا۔ نمبر۳ نبوت کیونکہ نبی علیہ السلام حکمت والے اور لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (اور تو مجھے نیکوں کے ساتھ ملا دے) صالحین سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو قبول فرما کر اعلان کر دیا: وانهٗ فی الآخرة لمن الصالحین [البقرة:۱۳۰]

۸۴: وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ (اور میرا تذکرہ اخیر آنے والے لوگوں میں کر دے) یعنی اچھی تعریف اور آنے والی اُمتوں میں اچھا تذکرہ۔ پس یہ دعا قبول کر لی گئی تمام ادیان والے ان سے دوستی رکھتے اور ان کی تعریف کرتے ہیں۔

نکتہ: یہاں قول کی بجائے لسان کو لایا گیا کیونکہ قول زبان ہی سے ادا ہوتا ہے۔

۸۵: وَاجْعَلْنِیْ مِنْ (تو مجھے بنا دے)

نحو: یہ وارثًا محذوف کے متعلق ہے ای وارثامن ورثة جنة النعیم۔

وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ (نعمتوں والی جنت) یعنی اس میں باقی رہنے والے لوگوں میں سے ہے۔

۸۶: وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ (اور میرے والد کو بخش دے) اس کو اسلام نصیب کر کے اہل جنت میں سے بنا دے۔ ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کے وقت اس سے جدائی اختیار کی تو اس وقت یہ وعدہ فرمایا ساستغفرلك ربی اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ (بیشک وہ گمراہوں میں سے ہے) ضالّ سے مراد کافر ہے۔

۸۷: وَلَا تُخْزِنِیْ (اور مجھے رسوانہ کرنا) الاخزاء یہ یخزی سے لیا گیا ہے جس کا معنی ذلت ہے نمبر۲۔ الخزایة سے ہے اور وہ حیاء کو کہتے ہیں۔ یہ استغفار کی طرح ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ (جس دن ان کو اٹھایا جائے گا) یبعثون کی ضمیر عباد کی طرف ہے کیونکہ وہ خود سمجھ آ رہے ہیں۔ نمبر۲۔ ضالین کی طرف راجع ہے اور یہ سارا استغفار والد کیلئے قرار دیا جائے مطلب اس طرح ہوگا ولا تخزنی یوم یبعث الضالون وابی فیهم اور تو مجھے رسوانہ کرنا جس دن گمراہوں کو اٹھایا جائے گا اس حال میں کہ میرا والد ان میں ہوگا۔

۸۸: یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ (جس دن مال کام نہ آئے گا)

نحو: یہ یوم اول سے بدل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَ لَا بَنُوْنَ (اور نہ بیٹے) کسی ایک کو بھی۔

## قلبِ سلیم:

۸۹: اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (مگر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے ہاں سالم دل کے ساتھ آیا) سلیم سے مراد کفر و نفاق سے بچا ہوا دل۔ کافر و منافق کا دل بیمار ہوتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فی قلوبهم مرض [البقرة:۱۰] مطلب یہ ہے۔ کہ مال کو جب نیکی کے مقامات پر صرف کیا جائے اور اولاد بھی صالح ہو تو اس کو اس سے فائدہ پہنچے گا اور ان کی وجہ سے وہ سلیم القلب ہوگا۔ نمبر۲۔ مال اور اولاد کو غناء کے معنی میں قرار دیا گویا اس طرح فرمایا یوم لا ینفع غنی الاغنی من اتی اللہ بقلب سلیم اس دن کسی کو غناء کام نہ دے گا مگر اس کا غناء جو صحیح سالم دل لے کر آیا کیونکہ دینی غناء سلامتی قلب سے ہی میسر آتا ہے جیسا کہ غناء ظاہری مال و اولاد سے ملتا ہے۔

آیت میں مَنْ کو ینفع کا مفعول قرار دیا گیا ای لا ینفع مال ولا بنون الا رجلا سلم قلبه مع ماله حیث انفقه فی طاعة الله و مع نبیه حیث ارشدهم الی الدین وعلمهم الشرائع ۔ نہ مال کام آئے گا۔ اور نہ اولاد مگر وہ آدمی جس کا دین بمع مال بچا ہوا ہو۔ وہ اس طرح کہ اس نے مال کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کیا اور اولاد کو دین کی طرف راہنمائی کی اور ان کو شرائع کا علم سکھایا۔ اس صورت میں یہ بھی جائز ہے الا من اتی الله بقلب سلیم من فتنة المال مگر جو شخص فتنہ مال و اولاد سے بچا ہوا دل لے کر آیا۔ اللہ تعالیٰ جو کہ جلیل القدر ذات ہے اس نے خلیل کے استثناء کی بطور اکرام تبویب فرمائی بلکہ ان کے وصف کے طور پر ذکر فرمایا۔ و اِنَّ من شیعته لابراهیم اذجاء ربه بقلب سلیم [الصافات:۸۳،۸۴]۔

## حسن ترتیب:

ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین کے ساتھ کس عمدہ ترتیب سے کلام فرمایا۔ نمبر۱۔ اولاً ان سے سوال کیا کہ وہ کس چیز کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ سوال ان سے اقرار کروانے کیلئے فرمایا بطور استفہام نہیں فرمایا۔

نمبر۲۔ پھر ان کے معبودوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کی حیثیت کو اس طرح باطل قرار دیا کہ وہ نقصان و نفع نہیں دے سکتے اور نہ ہی فریادوں کو سنتے ہیں۔ نمبر۳۔ پھر ان کی آبائی تقلید کا ابطال کیا یہ دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی پھر مسئلہ کی صورت اپنی ذات کی طرف نسبت کر کے سمجھائی ان کی طرف نسبت نہیں کی یہاں تک کہ اس گفتگو سے یاد الٰہی کی طرف متوجہ ہو کر اس کی عظمت بیان فرمائی اور اس کے انعامات ولادت سے وفات تک ذکر کئے اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت کے امید یافتہ انعامات کا تذکرہ کر دیا۔ پھر بارگاہ الٰہی میں مخلصانہ دعائیں اور اس کی بارگاہ میں کامل رجوع کرنے والوں کی طرح گڑگڑاتے پھر اس کو تذکرۂ قیامت اور اللہ تعالیٰ کے ثواب و عقاب کے ساتھ ملایا اور مشرکین کے اس انجام کا ذکر کر دیا جس کی طرف ان کو اس دن دھکیلا جائے گا۔ وہاں جس قدر ان کو شرمندگی و ندامت پیش آئے گی جو اس گمراہی کی بناء پر ہوگی جس پر آج وہ قائم ہیں وہ ندامت کی وجہ سے دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا ظاہر کریں گے تاکہ وہ ایمان و طاعت اختیار کریں۔ (مگر اے بسا آرزو کہ خاک شد)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ۙ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا

اور متقیوں کے لئے جنت قریب کر دی جائے گی اور گمراہوں کے لئے دوزخ ظاہر کر دی جائے گی، اور ان سے کہا جائے گا کہ اللہ کو

كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ؕ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا

چھوڑ کر تم جن کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں، پھر وہ لوگ اور گمراہ لوگ اور ابلیس کے لشکر سب اس میں اوندھے

فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۙ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ؕ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ۙ﴿۹۶﴾

منہ ڈال دیئے جائیں گے، وہ لوگ دوزخ میں ہوتے ہوئے آپس میں جھگڑیں گے

## متقین کا انجام:

۹۰: وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (جنت کو متقین کے قریب کر دیا جائے گا) اُزْلِفت کا معنی قریب کیا جانا۔ جملہ کا عطف جملہ پر ڈالا گیا ای تزلف من موقف السعداء فینظرون الیھا۔ موقف سعداء اور جنت میں قرب پیدا کر دیا جائے گا پس وہ جنت کی طرف دیکھ لیں گے۔

## غاوین کا تذکرہ:

۹۱: وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ (اور جہنم کو ظاہر کر دیا جائے گا) یعنی وہ اس قدر ظاہر کر دی جائے گی یہاں تک کہ یوں محسوس ہوگا کہ اس کی لپٹ ان کو آ چھوئے گی۔ الْغٰوِيْنَ (گمراہوں کیلئے) کفار کیلئے۔

۹۲: وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ (اور ان سے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تم جن کی پوجا کرتے تھے۔ وہ کہاں ہیں کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا وہ خود محفوظ ہو سکتے ہیں) ان کو شرک پر توبیخ کرتے ہوئے کہا جائے گا این الھتکم؟ تمہارے معبود کہاں ہیں کیا وہ مدد کر کے تمہیں نفع پہنچائیں گے؟ یا کیا اپنے آپ کو اپنے غلبہ سے فائدہ پہنچا سکیں گے؟ کیونکہ وہ اور ان کے معبود آگ کا ایندھن بنیں گے۔

۹۴: فَكُبْكِبُوْا (پس ان کو اوندھے منہ) اوندھے منہ یا ایک دوسرے پر ان کو پھینکا جائے گا۔ فِيْهَا (جہنم میں) هُمْ یعنی (معبود) وَالْغَاوٗنَ (اور گمراہ) اور جن کی پوجا ان لوگوں نے کی اُن کے لئے جہنم ظاہر کی جائے گی۔ الکبکبۃ: بار بار اوندھا کرنا۔ لفظ کب کو دوبارہ لانا یہ معنی میں تکریر کی علامت ہے گویا جب ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ ان کو بار بار اوندھا کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کے پیندے میں جا رکے گا۔ نعوذ باللہ منہا۔

۹۵: وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ (اور شیطان کے تمام لشکروں کو) جنود سے مراد شیاطین ہیں نمبر۲۔ نافرمان جن و انسان جنہوں نے اس کی اتباع کی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍۙ۝۹۷ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝۹۸ وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا

اللہ کی قسم اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم صریح گمراہی میں تھے جبکہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر مانتے تھے اور ہمیں گمراہ نہیں کیا مگر

الْمُجْرِمُوْنَ۝۹۹ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ۝۱۰۰ وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ۝۱۰۱ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ

مجرموں نے، سو ہمارے لئے نہ سفارش کرنے والے ہیں اور نہ کوئی مخلص دوست ہے، سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو پھر واپس ہونا نصیب ہو جاتا، سو ہم

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۝۱۰۲ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۝۱۰۳ وَاِنَّ رَبَّكَ

اہل ایمان میں سے ہو جاتے، بلاشبہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اور بلاشبہ آپ کا رب

لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ۝۱۰۴ ع

عزت والا ہے رحم والا ہے۔

۹۶: قَالُوْا وَهُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ (اور کہنے لگے اس حال میں کہ وہ دوزخ کے اندر جھگڑ رہے ہونگے) یہ بھی عقلاً جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اصنام کو بولنے کی قوت دیں تا کہ باہمی بات چیت اور گالم گلوچ صحیح ثابت ہو۔ اور یہ بھی درست ہے کہ گالم گلوچ شیاطین اور گناہ گار مجرمون کے مابین ہو۔

## اعترافِ جرم:

۹۷، ۹۸: تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ (اللہ تعالیٰ کی قسم بیشک ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ ہم تمہیں برابر قرار دیتے تھے) نسوّیکم کا معنی بتوں کا برابر قرار دینا۔ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (رب العالمین کے ساتھ) عبادت میں۔

۹۹: وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ (اور ہمیں مجرمین نے گمراہ کیا) یعنی ان کے وہ رؤساء جنہوں نے ان کو گمراہ کیا۔ نمبر۲۔ ابلیس اور اس کا لشکر اور جنہوں نے شرک کی بنیاد ڈالی۔

۱۰۰: فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ (پس ہمارے لئے آج کوئی شفاعت کرنے والا نہیں) جیسا کہ مؤمنوں کیلئے انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ اور اولیاء شفاعت کریں گے۔

۱۰۱: وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ (نہ کوئی گہرا دوست) جیسا کہ ہم دوست آج دیکھ رہے ہیں کیونکہ آخرت میں ایمان والوں کی دوستی ہوگی اہل جہنم میں باہمی عداوت ہوگی جیسا اس ارشاد میں ہے: الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدوٌ الا المتقین [الزخرف: ۶۷]
نمبر۲۔ ہمارے لئے کوئی سفارشی نہیں اور نہ گہرا دوست ہے ان شفعاء میں سے جن کو ہم دوست و سفارشی خیال کرتے تھے کیونکہ مشرکین کا اپنے اصنام کے متعلق اعتقاد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ سفارشی بنیں گے اور ان کی دوستیاں شیاطین الانس سے تھی۔ الحمیم یہ الاحتمام سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی اہتمام ہے حمیم اس شخص کو کہتے ہیں جو اس چیز کو اہمیت دے جس کو تم دیتے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہو۔ نمبر۲۔ الحامۃ سے لیا گیا ہے جس کا معنی خاصہ آتا ہے اور وہ خاص دوست کو کہتے ہیں۔

نکتہ: الشافعین جمع شافع کی ہے اس کو جمع لائے جبکہ صدیق کو واحد لایا گیا ہے کیونکہ عادۃً شفعاء زیادہ ہوتے ہیں باقی سچے دوست جو تمہارے غم وہم کو اہم سمجھے بہت قلیل ہیں۔ اسی لئے واحد لائے۔

## حکیم کا قول

صدیق اسم تو ہے مگر اس کا مقصود مفقود ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ صدیق سے جنس مراد لے کر جمع مراد لیں۔

١٠٢: فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً (پس کاش ہم کو ایک بار واپسی لوٹنا میسر آجاتا) کرہ سے مراد دنیا کی طرف لوٹنا ہے۔ فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (پس ہم ضرور مؤمنین میں سے ہوجاتے)

نحو: لو کا جواب محذوف ہے اور وہ لفعلنا کیت و کیت ہے۔ نمبر۲۔ لو ایسے مقام پر تمنی کیلئے ہے گویا اس طرح کہا گیا ہے فلیت لنا کرۃً کاش ہمارے لئے لوٹنا ہو کیونکہ لو اور لیت قریب المعنی ہیں۔

١٠٣: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ (بیشک اس میں) جو اطلاعات مذکور ہوئیں۔ لَاٰيَةً (ضرور نشانی ہے) عبرت حاصل کرنے والے کیلئے عبرت ہے۔ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہ تھی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک جماعت ایمان لائی۔

١٠٤: وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ (اور بیشک آپ کا رب البتہ زبردست) وہ ابراہیم کی تکذیب کرنے والوں سے بذریعہ جہنم انتقام لے گا۔ الرَّحِيْمُ (نہایت مہربان ہے) ہر سلامتی والے دل رکھنے والے کو جنت کے سپرد کرنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ

نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے بھائی نوح نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے، بلاشبہ میں تمہارے لئے

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ

امانت والا پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری فرماں برداری کرو، اور میں اس پر تم سے کسی عوض کا سوال نہیں کرتا، میرا ثواب تو بس

إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

رب العالمین کے ذمہ ہے، سو تم اللہ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو، ان لوگوں نے جواب دیا کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں حالانکہ تیرے پیچھے

الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي

رذیل ترین لوگ لگے ہوئے ہیں، نوح نے کہا کہ مجھے ان کے کاموں کے جاننے کی کیا ضرورت ہے ان سے حساب لینا تو میرے رب ہی کا کام ہے

لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوا لَئِنْ

کاش تم سمجھ رکھتے، اور میں ایمان والوں کو دور کرنے والا نہیں ہوں میں تو بس واضح طور پر ڈرانے والا ہوں، ان لوگوں نے جواب دیا کہ اے نوح اگر

لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿١١٧﴾

تو باز نہ آیا تو تُو ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جنہیں سنگسار کر دیا جاتا ہے، نوح نے عرض کیا کہ اے میرے رب بلاشبہ میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا

النصف

## تذکرہ نوح علیہ السلام:

۱۰۵: كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ (قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا) القوم کا لفظ مؤنث و مذکر آتا ہے۔ایک قول یہ ہے نوح علیہ السلام کی ولادت زمانِ آدم علیہ السلام میں ہوئی۔ المرسلین کو جمع لائے اور مراد نوح علیہ السلام لئے۔اس کی مثال اس طرح ہے فلان یرکب الدواب و یلبس البرود حالانکہ اس کے پاس ایک چوپایہ اور ایک مخلط چادر ہے۔

نمبر۲۔ وہ سرے سے بعثتِ رسل کے قائل ہی نہ تھے۔اسی لئے جمع لائے نمبر۳۔ جس نے ان میں سے ایک کی تکذیب کی اس نے تمام کی تکذیب کی کیونکہ تمام رسول لوگوں کو تمام رسولوں پر ایمان لانے کی طرف بلاتے ہیں اور اسی طرح اس تمام پر جو اس سورت میں ہے۔

۱۰۶: إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ (جب ان کو ان کے بھائی نے کہا) نسبی بھائی مراد ہے نہ کہ دینی۔ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ (نوح علیہ السلام نے کیا تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے) جو لوگوں کا خالق ہے تاکہ تم بتوں کی عبادت ترک کردو۔

۱۰۷: إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ (بیشک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں) نوح علیہ السلام ان میں اسی طرح امانت دار



BestUrduBooks.wordpress.com

معروف تھے جیسے حضرت محمد ﷺ قریش میں۔

۱۰۸: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو) جو میں تمہیں حکم دیتا ہوں اور جس حق کی طرف تمہیں دعوت دیتا ہوں۔

۱۰۹: وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ (اور میں اس پر تم سے نہیں مانگتا) اس امر تبلیغ پر مِنْ اَجْرٍ (کوئی مزدوری) اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (میرا ثواب تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔)

قراءت: اَجْرِيَ مدنی، شامی، ابوعمرو، حفص نے نصب سے پڑھا ہے۔ اسی طرح میں اس کو چاہتا ہوں۔

۱۱۰: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو) اس کو دوبارہ لائے تاکہ ان کے دلوں میں بات بیٹھ جائے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان میں سے ہر ایک ایک علت سے متعلق ہے۔

## علتِ اوّل:

نوح علیہ السلام کا ان کے مابین امانت سے معروف ہونا۔

## علتِ دوم:

ان سے طمع کے الزام کو مٹانا۔

گویا اس طرح فرمایا کہ جب تم میری رسالت و امانت کو پہچان چکے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اذا عرفتم رسالتی و امانتی فاتقوا اللّٰہ پھر جب تم بدلے سے میرا بریئ الذمہ ہونا معلوم کر چکے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اذا عرفتم احترازی من الاجر فاتقو اللہ۔

۱۱۱: قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ (کہنے لگے کیا ایسی صورت میں ہم تم پر ایمان لا سکتے ہیں۔ جبکہ تمہاری اتباع کرتے ہیں)۔

نحو: واؤ حالیہ ہے۔ اور اس کے بعد قد مضمر ہے۔ اس کی دلیل قراءت یعقوب میں واتباعک جمع تابع جیسے شاہد واشہاد موجود ہے یا تبع بطل وابطال کی طرح ہے۔ الْاَرْذَلُوْنَ (رذیل)۔ کمینے، الرذالۃ: کمینگی، خسات، انہوں نے ان کو رذیل اس لئے کہا کیونکہ نسب اعلیٰ نہ تھے اور دنیا کا مال بھی ان کے پاس قلیل تھا۔

## ایک قول یہ ہے:

وہ کم درجہ پیشے والے تھے حالانکہ صناعت میں دیانت ہو تو کوئی عیب نہیں اصل غنی تو غنائے دین ہے اور اصل نسب بھی نسبت تقویٰ ہے۔ مؤمن کو رذیل کہنا جائز نہیں خواہ وہ لوگوں میں فقیر ترین ہو اور نسب میں انتہائی کم درجہ ہو انبیاء علیہم السلام کے متبعین اولاً ایسے ہی لوگ ہوتے رہے ہیں۔

۱۱۲: قَالَ وَمَا عِلْمِيْ (نوح علیہ السلام نے کہا مجھے کیا معلوم وہ کس غرض سے میری بات مانتے ہیں) ما بمعنی ای شئی ہے میری کیا غرض ہے ان کے متعلق۔ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (جو کچھ وہ کرتے ہیں) یعنی صناعات سے غرض نہیں۔ میں تو ان سے ایمان



BestUrduBooks.wordpress.com

فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِي وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾ فَأَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

سو آپ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے اور مجھے اور جو ایمان والے میرے ساتھ ہیں ان کو نجات دے دیجئے، سو ہم نے نوح کو اور اس کے ساتھیوں کو جو

فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِينَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۖ وَمَا كَانَ

بھری ہوئی کشتی میں تھے نجات دیدی، پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا، بلاشبہ اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں

أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۲۱﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۲﴾ ع

اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں اور بلاشبہ تیرا رب عزیز ہے رحیم ہے۔

کا طالب ہوں۔

۱۱۳: کہا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی ایمانی رذالت کے باوجود ان ایمان والوں پر طعنہ زنی کی اور کہنے لگے کہ جو لوگ تم پر ایمان لائے ہیں جو ایمان یہ ظاہر کر رہے ہیں وہ ان کے دلوں میں پایا نہیں جاتا۔ اس پر نوح علیہ السلام نے فرمایا میرے ذمہ تو صرف ظاہر پر اعتبار کرنا ہے۔ بواطن و سرائر کی تفتیش میری ذمہ داری نہیں۔ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ان کی حساب فہمی کے اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہیں اگر تم کو شعور ہوتا) اللہ تعالیٰ ان سے اس چیز کا حساب لیں گے جو ان کے قلوب میں ہے۔

## مؤمنوں کو نکالنے کا مطالبہ:

۱۱۴: وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے نکالنے والا نہیں ہوں) میرے یہ لائق نہیں کہ میں تمہارے ایمان کی طمع میں تمہاری مرضیات پر چلتے ہوئے ان کو اپنے ہاں سے نکال دوں۔

۱۱۵: اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (میں تو کھلا ڈرانے والا ہوں) میرے ذمہ یہی ہے کہ میں صحیح دلیل سے تمہیں ڈراؤں۔ ایسی دلیل جس سے حق و باطل کا فرق واضح ہو جائے پھر تم جانو اور تمہارا کام۔

۱۱۶: قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ (کہنے لگے اے نوح اگر تو باز نہ آیا) اس بات سے جو تو کہہ رہا ہے۔ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ (تو ضرور بضرور تمہیں سنگسار کر دیا جائے گا) مرجوم اس کو کہا جاتا ہے جس کو پتھر مار مار کر قتل کر دیں۔

۱۱۷: قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ (کہا نوح علیہ السلام نے اے میرے رب بیشک میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا) یہ اخبار تکذیب نہیں کیونکہ نوح علیہ السلام جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہیں۔ وہ ہر چیز کو جانتے ہیں۔ لیکن انہوں نے ارادہ کیا کہ میری قوم نے تیری وحی و رسالت میں میری تکذیب کی ہے۔

## طلب فیصلہ:

۱۱۸: فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا (پس ان کے درمیان اور میرے درمیان فیصلہ فرما دیں) میرے اور ان کے درمیان معاملہ کو طے کر دیں۔ الفتاحۃ (فیصلہ کرنا) الفتاح (حاکم) کیونکہ وہ بند کو کھولتا ہے جیسا کہ اس کو فیصل بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ فیصلے چکاتا



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذَّبَتْ عَادُ ࣙالْمُرْسَلِيْنَ ۝١٢٣ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝١٢٤ اِنِّيْ لَكُمْ

قوم عاد نے پیغمبروں کو جھلایا جبکہ ان کے بھائی ہود نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے بلاشبہ میں تمہارے لئے

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝١٢٥ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝١٢٦ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

امانت والا پیغمبر ہوں، سوتم اللہ سے ڈرو اور میری فرماں برداری کرو، اور میں اس پر تم سے کسی عوض کا سوال نہیں کرتا، میرا ثواب تو بس

اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٢٧ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۝١٢٨ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ

رب العالمین کے ذمہ ہے، کیا تم ہر اونچے مقام پر کھیل کے طور پر یاد گار بناتے ہو اور بڑے بڑے محل بناتے ہو

لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝١٢٩ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۝١٣٠ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝١٣١

شاید تم ہمیشہ رہو گے، اور جب تم پکڑتے ہو تو بڑے جابر بن کر گرفت کرتے ہو، سوتم اللہ سے ڈرو اور میری فرماں برداری کرو،

وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝١٣٢ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۝١٣٣ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝١٣٤

اور اس ذات سے ڈرو جس نے ان چیزوں کے ذریعہ تمہاری امداد فرمائی جنہیں تم جانتے ہو اس نے چوپائے اور بیٹے اور باغات اور چشموں کے ذریعہ تمہاری مدد فرمائی،

ہے۔ وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور مجھے اور میرے ساتھ والے مؤمنوں کو نجات عنایت فرما) ان کے اعمال پر اترنے والے عذاب سے۔

قراءت: حفص نے مَعِیَ پڑھا ہے۔

۱۱۹: فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ (پس ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ جو کشتی میں تھے۔ نجات دی) الفلك (کشتی) اس کی جمع فُلْكٌ آتی ہے۔ واحد قُفْلٌ ہے اور جمع بروزن اُسْدٌ ہے۔ الْمَشْحُوْنِ (بھری ہوئی)۔ اس سے شحنة البلد جو اس کو پورے طور پر بھر دے۔ کہتے ہیں۔

## غرقابی قوم نوح علیہ السلام:

۱۲۰: ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ (پھر ہم نے ڈبو دیا اس کے بعد) (نوحؑ اور ان کے ساتھ جو ایمان لانے والے تھے ان کو بچا کر باقیوں کو ڈبو دیا) الْبٰقِيْنَ (باقی لوگ) ان کی قوم سے۔

۱۲۱، ۱۲۲: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (بلاشبہ اس میں نشانی ہے اور ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہ تھی۔ اور بیشک آپ کا رب البتہ زبردست نہایت مہربان ہے) العزیز (جو آدمی انکار کرے اور کفر پر اصرار کرے ان سے سخت انتقام لینے والا)۔ الرحیم (ایمان کا اقرار کرنے والے موحدین کی مدد کر کے ان پر انعامات کرنے والے ہیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قوم عاد کا تذکرہ:

۱۲۳: کَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِیْنَ (قوم عاد نے رسولوں کو جھٹلا دیا) عاد قبیلہ کا نام ہے اصل میں قبیلہ کے بڑے آدمی کا نام ہے۔ ہود نے کہا تم کو ڈر نہیں ہے بے شک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

## حضرت ہود علیہ السلام کی تقریر:

۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶: اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ (جب ان کو ان کے نسبی بھائی نے کہا) هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ (رسول امین کی تکذیب کے سلسلہ میں) وَاَطِیْعُوْنِ (اور تم میری بات مانو!)

۱۲۷، ۱۲۸: وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ (اور میں اس پر تم سے مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کیا تم ہر بلند مقام پر عمارت کھڑی کر دیتے ہو) ریع بلند مقام۔ اٰیَةً منارہ، حمام، نمبر۲۔ ایسی عمارت جو بلندی میں بطور نشانی کے استعمال ہو۔ وہ ہر گزرنے والے کا مذاق اڑاتے۔ تَعْبَثُوْنَ (کھیل و تفریح کے طور پر)۔

۱۲۹: وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ (اور تم کارخانے بناتے ہو) پانی لینے کے مقامات نمبر۲۔ بلند محلات نمبر۳۔ مضبوط قلعے لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ (شاید کہ تم نے ہمیشہ رہنا ہے) تم دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امید رکھتے ہو۔

۱۳۰: وَاِذَا بَطَشْتُمْ (جب تم کسی پر دارو گیر کرتے ہو) سزا کیلئے ان کو پکڑتے ہو۔ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ (تو جابر بن کر دارو گیر کرتے ہو) تلوار سے قتل یا کوڑوں سے پٹوانا۔ الجبار (جو قتل کروائے اور غصہ کی حالت میں ضرب لگائے)۔

۱۳۱: فَاتَّقُوا اللّٰهَ (پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو) پکڑ کے موقعہ میں وَاَطِیْعُوْنِ (اور میری بات مانو) جس کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں۔

۱۳۲: وَاتَّقُوا الَّذِیْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تم کو وہ نعمتیں بطور امداد عطاء فرمائیں)۔ پھر انعامات ان پر گنائے گئے۔ اور کہا

۱۳۳: اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ (اس نے امداد کے طور پر چوپائے اور اولاد عنایت کی) بنین وانعام کو ایک صف میں رکھا کیونکہ وہ اپنے بچوں کو جانوروں کی حفاظت اور دیکھ بھال کیلئے مقرر کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ

بیشک میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں، وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے نزدیک تو دونوں باتیں برابر ہیں تم نصیحت کرو یا نصیحت کرنے والوں

مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ

میں سے نہ ہو، اس کے سوا کوئی بات نہیں ہے کہ یہ پہلے لوگوں کی عادت ہے اور ہم عذاب میں مبتلا ہونے والے نہیں، سو ان لوگوں نے ہود کو جھٹلایا

فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

سو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بلاشبہ اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں اور بے شک آپ کا رب

الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۴۰﴾ ع ۷ / ۸ / ۱۱

عزیز ہے رحیم ہے۔

۱۳۴، ۱۳۵: وَجَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ۔ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (اور باغات اور چشمے مجھے تمہارے متعلق بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے) اگر تم نے میری نافرمانی کی۔

## قوم کا جواب:

۱۳۶: قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ (کہنے لگے ہمارے حق میں برابر ہے۔ کہ آیا تم وعظ کرو یا نہ وعظ کہو!) ہم تیرے کلام کو قبول نہیں کرتے اور تیری دعوت نہیں مانتے خواہ وعظ کریا خاموش رہو یہاں ام لم تعظ نہیں کہا تا کہ آیات کے اواخر ایک جیسے ہو جائیں۔

## تعمیر و تخریب تو پہلے سے چلتی رہی ہے:

۱۳۷، ۱۳۸: اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ (یہ تو پہلے لوگوں کی عادت ہی ہے) یعنی ہم جس زندگی میں رہ رہے ہیں۔ اس میں موت وحیات و تعمیر و تخریب یہ آباء اولین کی عادت چلی آ رہی ہے۔ نمبر۲۔ جس پر ہم ہیں یہ دین اباء اولین ہے۔ اِلَّا خَلْقُ الْاَوَّلِیْنَ یہ مکی بصری، یزید و علی نے پڑھا یہ جو کچھ تو لایا ہے یہ پہلے لوگوں کی گھڑنت ہے۔ اور دعویٰ نبوت کرنے والوں کا کذب ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے اساطیر الاولین [الانعام:۲۵] نمبر۲۔ ہماری پیدائش پہلے لوگوں کی پیدائش کی طرح ہے ہم مرتے اور زندہ رہتے ہیں۔ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ (اور ہمیں عذاب نہ دیا جائے گا۔) دنیا میں اور بعث و حساب کا تو وجود ہی نہیں ہے۔

## تکذیب اور اس کا نتیجہ:

۱۳۹: فَكَذَّبُوْهُ (پس انہوں نے ہود کو جھٹلا دیا) فَاَهْلَكْنٰهُمْ (پس ہم نے ان کو ہلاک کر دیا) تیز و تند ہوا کے ذریعہ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا، جبکہ ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا کیا تم نہیں ڈرتے، بلاشبہ میں تمہارے لئے اللہ کا رسول ہوں

اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى

امانت دار ہوں، سو تم اللہ سے ڈرو اور میری فرماں برداری کرو، اور میں تم سے اس پر کسی عوض کا سوال نہیں کرتا، میرا اجر تو بس رب العالمین کے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ

ذمہ ہے، یہاں جو کچھ ہے کیا تمہیں اسی میں امن وامان کے ساتھ چھوڑے رکھا جائے گا باغیچوں میں اور چشموں میں اور کھیتیوں میں

وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾

اور کھجوروں میں جن کے گپھے گوندھے ہوئے ہیں اور تم پہاڑوں کو تراش کر گھر بنا لیتے ہو اتراتے ہوئے، سو تم اللہ سے ڈرو میری فرماں برداری کرو،

لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (بیشک اس میں البتہ نشان قدرت ہے اور ان میں سے اکثریت ایمان نہ لانے والی تھی)

## قوم ثمود کا تذکرہ:

۱۴۰ تا ۱۴۱: وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ۔

## صالح علیہ السلام کی تقریر:

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ۔ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ۔ وَ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَتُتْرَكُوْنَ (اور بیشک آپ کا رب زبردست نہایت مہربان ہے قوم ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا جب ان کو ان کے بھائی صالح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔ بیشک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو اور میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا میرا اجر بس رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تمہیں چھوڑا جائے گا)۔ یہ استفہام انکاری ہے کہ ان کو ان نعمتوں میں ہمیشہ چھوڑا نہ جائے گا کہ ان میں رہیں۔ فِيْ مَا هٰهُنَآ (یعنی اس مقام پر نعمتیں موجود ہیں)۔ اٰمِنِيْنَ (عذاب سے مامون) اور زوال وموت سے محفوظ۔ پھر اس کی وضاحت فرمائی۔

۱۴۷: فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ (باغات اور چشموں میں) یہ بھی اجمال ہے پھر تفصیل ہے۔

۱۴۸: وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ (اور کھیتیاں اور کھجوریں) نخل کا عطف جنات پر ہے حالانکہ باغات میں ہی کھجوریں ہوتی ہیں تاکہ کھجور کی تمام درختوں پر برتری ثابت ہو جائے۔ طَلْعُهَا (ان کے گابھے، گچھے) یہ کھجور سے تلوار کے پھل کی طرح نکلنے والا حصہ هَضِيْمٌ (گوندھے ہوئے ہیں) نرم پکے ہوئے گویا اس طرح فرمایا کھجوریں کہ جن کا پھل پک چکا۔

۱۴۹: وَتَنْحِتُوْنَ (اور تم تراشتے ہو) سوراخ کر کے بناتے ہو مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ (پہاڑوں سے اتراتے ہوئے مکانات

وَلَا تُطِيعُوٓا۟ أَمْرَ ٱلْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ ٱلَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوٓا۟

اور ان لوگوں کی بات نہ مانو جو حد سے آگے بڑھ جانے والے ہیں جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے، انہوں نے جواب دیا

إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ ٱلْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾ مَآ أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِـَٔايَةٍ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّـٰدِقِينَ ﴿١٥٤﴾

کہ بس تو ان لوگوں میں سے ہے جن پر جادو کر دیا گیا ہو، تو ہمارے ہی جیسا ایک آدمی ہے سو تو کوئی نشانی لے آ اگر تو سچوں میں سے ہے،

قَالَ هَـٰذِهِۦ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ

صالح علیہ السلام نے کہا کہ یہ اونٹنی ہے پانی پینے کے لئے ایک دن اس کی باری ہے اور ایک مقررہ دن میں پینے کی تمہاری باری ہے، اور اسے برائی کے ساتھ ہاتھ مت لگانا ورنہ تمہیں

عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا۟ نَـٰدِمِينَ ﴿١٥٧﴾ فَأَخَذَهُمُ ٱلْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ

بڑے دن کا عذاب پکڑ لے گا، سو ان لوگوں نے اس اونٹنی کو کاٹ ڈالا پھر پشیمان ہوئے سو انہیں عذاب نے پکڑ لیا۔ بلاشبہ اس میں بڑی عبرت

لَـَٔايَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ ع ۸ ۱۹ ۱۲

ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں اور بے شک آپ کا رب عزیز ہے رحیم ہے۔

بناتے ہو)۔

قراءت: شامی، کوفی نے فارھین پڑھا اور مہارت معنی کیا اور اس کو حال قرار دیا۔ دیگر قراء نے فَرِھِیْن پڑھا۔ اتراتے ہوئے الفراھة (چالاکی، سمجھداری)۔

۱۵۰، ۱۵۱: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو)۔ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ (اور حدود سے نکل جانے والوں کا کہنا مت مانو) المسرفینؔ سے کفار مراد ہیں۔ یا نمبر۲۔ وہ نو آدمی مراد ہیں۔ جنہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں تھی۔ امر کو مجاز حکمی کے طور پر مطاع قرار دیا۔ اور مراد اس سے امر ہے یہ انبت الربیع البقل کی طرح ہے۔

۱۵۲: اَلَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ (وہ لوگ جو زمین میں فساد کیا کرتے ہیں) ظلم و کفر اختیار کر کے وَلَا يُصْلِحُوْنَ (وہ اصلاح نہیں کرتے) ایمان و عدل کے ذریعہ مطلب یہ ہے ان کا فساد قطعی ہے اس کے ساتھ صلاح کا نشان تک نہیں جیسا کہ مفسرین کا حال کچھ صلاح کے ساتھ ملا جلا ہوتا۔

## قوم کا جواب:

۱۵۳: قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ (کہنے لگے بیشک تمہیں تو جادو کر دیا گیا) المسحر (جو سحر کی وجہ سے مغلوب العقل ہو جائے)۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ السَّحر سے ہے یعنی بہلایا ہوا ہے اور کھاتا پیتا انسان ہے فرشتہ نہیں (قول ابن عباسؓ)۔

۱۵۴: مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (تُو تو ہم جیسا انسان ہے پس تو ایک نشانی لے کر آ اگر تو سچا



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے ) اپنے دعویٰ رسالت ونبوت میں۔

۱۵۵: قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ (اس نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے اس کے لئے پانی کا حصہ مقرر ہے) شرب سے مراد پانی کا حصہ ہے کہ وہ اس کے پانی پینے میں مزاحم نہ بنیں۔ وَّ لَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (اور تمہارے لئے مقررہ دن کا پینا ہے) وہ مزاحمت نہ کرے گی۔

روایت میں ہے انہوں نے کہا ہم تو دس ماہ کی گابھن اونٹنی چاہتے ہیں جو اس چٹان سے نکلے اور ایک نر بچہ جنے صالح علیہ السلام سوچ وبچار کرنے لگے جبرئیل علیہ السلام نے کہا دو رکعت نماز ادا کرو اور اپنے رب سے اونٹنی کے متعلق سوال کرو انہوں نے اسی طرح کیا اونٹنی نکلی اور اپنے جیسا قوی ہیکل بچہ جنا۔ جس پہاڑ سے اونٹنی نکلی تھی نکلنے کا مقام ستر ہاتھ تھا۔ جب اونٹنی کے پانی پینے کا دن ہوتا تو یہ تمام پانی پی جاتی جب ان کے جانوروں کی باری ہوتی بالکل پانی نہ بچتی۔

## اونٹنی کو حکومت دو:

مَسْئَلَہ: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باری مقرر کرنا جائز ہے۔ کیونکہ لها شرب ولكم شرب يوم معلوم یہ باری ہی کو ظاہر کرتا ہے۔

۱۵۶: وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ (اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگانا) مار پٹائی یا کونچیں کاٹنا یا اور اسی قسم کی ایذاء فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (ورنہ تم کو یوم عظیم کا عذاب آ پکڑے گا) عظیم اس لئے کہا کیونکہ اس میں عذاب اترا۔ عذاب کی صفت لانے کی بجائے زیادہ بلیغ یہ ہے کہ یوم کی صفت لائی جائے اس لئے کہ جب وقت اس کی وجہ سے سخت ومشکل ہو جائے گا تو اس کا واقع ہونا عذاب کے بڑے ہونے سے بڑھ کر ہوگا۔

## حکم کی خلاف ورزی:

۱۵۷: فَعَقَرُوْهَا (پس انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں) قدار کونچیں کاٹنے والا تھا لیکن وہ تمام اس پر راضی تھے اس لئے ان کی طرف نسبت کر دی گئی۔

روایت میں ہے کہ اس کی کونچیں کاٹنے والے نے کہا میں اس کی کونچیں اس وقت کاٹوں کا جب تم اس پر راضی ہوگے چنانچہ وہ پردہ نشین عورتوں کے پاس جا کر پوچھتے کیا تم اس پر راضی ہو؟ وہ کہتی جی ہاں اسی طرح بچوں سے بھی رضا مندی لی گئی۔ فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ (وہ پشیمان ہوئے) اس کی کونچیں کاٹنے پر۔ کیونکہ ان کو نزول عذاب کا خطرہ محسوس ہوا یہ شرمندگی توبہ کی بناء پر نہ تھی۔ نمبر۲۔ یہ اس وقت شرمندہ ہوئے جب شرمندگی کوئی کام نہ دے سکتی تھی اور یہ عذاب کو آنکھوں سے دیکھنے کا وقت ہے۔ نمبر۳۔ وہ شرمندہ ہوئے کہ انہوں نے اس کے بچے کو کیوں چھوڑ دیا۔

## سزا کا تسلط:

۱۵۸: فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ (پس ان کو عذاب نے آ پکڑا) جس کا پہلے تذکرہ ہو چکا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۣالْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۶۰ۚۖ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۱۶۱ۚ اِنِّيْ لَكُمْ

لوط کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان کے بھائی لوط نے ان سے کہا کیا تم نہیں ڈرتے، میں بلاشبہ تمہارے لئے

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝۱۶۲ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝۱۶۳ۚ وَمَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

اللہ کا رسول ہوں امانت دار ہوں، سو تم اللہ سے ڈرو اور میری فرماں برداری کرو، اور میں تم سے اس پر کسی عوض کا سوال نہیں کرتا، میرا اجر تو بس

اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶۴ؕ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶۵ۙ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ

رب العالمین کے ذمہ ہے، کیا تمام دنیا جہاں والوں میں سے مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور تمہارے رب نے جو تمہارے لئے

رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝۱۶۶ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ

بیبیاں پیدا فرمائیں ہیں ان کو چھوڑتے ہو، بلکہ تم حد سے آگے بڑھ جانے والے لوگ ہو، ان لوگوں نے کہا کہ اے لوط اگر تم باز نہ آئے تو تم ضرور نکال دیئے جانے والے

الْمُخْرَجِيْنَ ۝۱۶۷ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ۝۱۶۸ؕ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۶۹

لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے، لوط نے کہا کہ میں تمہارے کام سے بغض رکھنے والوں میں سے ہوں، اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کاموں سے نجات دیجئے

مُّؤْمِنِيْنَ (بیشک اس میں البتہ نشانی ہے ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہ تھی)

۱۵۹: وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (بیشک آپ کا رب ہی غالب اور بڑا مہربان ہے)۔

## قوم لوط کا تذکرہ:

۱۶۰: كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۣالْمُرْسَلِيْنَ (قوم لوط نے رسولوں کو جھٹلایا)۔

۱۶۱: اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ (جب ان کو ان کے بھائی لوط نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے ہو)۔

۱۶۲: اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ (بیشک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں)۔

۱۶۳: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو)۔

۱۶۴: وَمَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (اور میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا میرا بدلہ تو فقط رب العالمین کے ذمہ ہے)۔

۱۶۵: اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ (کیا تم تمام جہاں والوں میں سے مردوں سے بدفعلی کرتے ہو)۔ العالمین سے یہاں مراد لوگ ہیں یعنی کیا تم مردوں سے فعل بد کرتے ہو حالانکہ عورتیں کثرت سے موجود ہیں۔ نمبر۲۔ کیا تم ہی صرف لوگوں میں سے ایسے ہو جو مردوں سے بدفعلی کرتے ہو۔ یہ بے حیائی تمہاری خصوصیت ہے۔ اس صورت میں العالمین سے مراد ہر وہ حیوان جو نکاح کرتا ہے وہ مراد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَۙ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَۚ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَۚ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا

سو ہم نے لوط کو اور اس کے تمام گھر والوں کو نجات دیدی سوائے ایک بڑھیا کے، وہ باقی رہ جانے والوں میں سے تھی، پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا اور

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾

ہم نے ان پر خاص قسم کی بارش برسادی سو کیا ہی بری بارش تھی جوان لوگوں پر برسائی گئی جن کو ڈرایا گیا۔ بلاشبہ اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾

اور بے شک آپ کا رب عزیز ہے رحیم ہے۔

۱۶۶: وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ (اور ان کو چھوڑتے ہو جو تمہارے رب نے تمہارے لئے بیویاں بنائی ہیں)۔

نحو: مِن ماخلق کی وضاحت کر رہا ہے۔

نمبر۲۔ مِنْ تبعیضیہ ہے مراد عورتوں کا عضو مباح ہے اور اپنی عورتوں سے بھی لواطت کرتے تھے۔

مَسْئَلَہ: اس میں دلیل ہے کہ لواطت بیوی سے بھی حرام ہے۔ اور اسی طرح مملوکہ لونڈیوں سے بھی۔ جنہوں نے اس سلسلہ میں اجازت دی ہے انہوں نے بہت بڑے گناہ وغلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ (بلکہ تم تو حد سے نکل جانے والے لوگ ہو)۔ العادی جو اپنے ظلم میں تعدی کرنے والے ہو اور اس میں حد سے تجاوز کرنیوالا ہو یعنی بلکہ تم لوگ تو اس بات کے مستحق ہو کہ تمہاری صفت عدوان سے کی جائے۔ اس لئے کہ تم اس قسم کی بدترین حرکت کر رہے ہو۔

## قوم کا جواب:

۱۶۷: قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ (کہنے لگے اگر تو اے لوط باز نہ آیا) ہمارے اوپر تنقید کرنے اور ہمارے فعل کی مذمت کرنے سے۔ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ (تو تمہیں نکال باہر کیا جائے گا) تمہیں ان لوگوں میں سے کر دیں گے جن کو ہم نے جلاوطن کر دیا اور اپنے درمیان سے نکال دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جس کو نکالتے تو وہ انتہائی بدحالی کی حالت میں نکالتے تھے۔

## ان کی حرکت پر شدید نفرت:

۱۶۸: قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ (اس نے کہا بیشک میں تمہارے عمل کا سخت دشمن ہوں)۔ القالین کہنا قال کہنے سے زیادہ بلیغ ہے۔ جیسا کہتے ہیں فلان من العلماء یہ فلان عالم سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ اس میں تم گواہی دے رہے ہو کہ وہ تمام علم میں حصہ دار ہیں۔ القلی شدید بغض کو کہا جاتا ہے۔ جو دل وجگر بھون ڈالے۔

مَسْئَلَہ: اس میں لواطت کا عظیم گناہ ہونا ثابت ہوا۔ کیونکہ آپ کا بغض دین ہی کی وجہ سے تھا۔

۱۶۹: رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ (اے میرے رب مجھے اور میرے اہل کو ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں۔ نجات عنایت



BestUrduBooks.wordpress.com

فرما)۔ان کے اعمال کی سزا سے۔

۱۷۰: فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ (پس ہم نے اس کو اور ان کے تمام اہل کو نجات دی) اھل سے مراد یہاں ان کی اولاد بیٹیاں اور ان کے پیروکار مؤمن مراد ہیں۔

۱۷۱: اِلَّا عَجُوْزًا (مگر ایک بڑھیا) وہ لوط علیہ السلام کی بیوی تھی۔ وہ اس فعل پر راضی تھی اور معصیت پر رضا مندی اختیار کرنے والا گناہ گار کے حکم میں ہے۔

ازالہ: پس اہل میں سے کافرہ کا استثناء جبکہ باقی تمام مؤمن تھے اس بناء پر درست ہے کیونکہ اہل کے لفظ میں وہ شریک تھی اگرچہ ایمان میں شریک حال نہ تھی۔ فِي الْغٰبِرِيْنَ (پیچھے رہنے والوں میں سے) یہ عجوزًا کی صفت ہے یعنی وہ عذاب سے نہ بچ سکی۔ الغابر لغت میں باقی کو کہا جاتا ہے۔

گویا کہ کہا گیا الا عجوزا غابرہ مگر ایک بڑھیا پیچھے رہنے والی تھی ای مقدرًا غبورھا۔ اس کا پیچھے رہنا طے ہو چکا تھا۔ اس لئے کہ باقی رہنا ان کی نجات کے وقت اس کی صفت و حالت نہ تھی۔ (بلکہ وہ ہلاک ہو چکی تھی)

## قوم کی ہلاکت:

۱۷۲: ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ (پھر ہم نے پچھلوں کو تہس نہس کر دیا)۔ یہاں تدمیر سے مراد ان کا پلٹ دیا جانا ہے۔

۱۷۳: وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا (اور ہم نے ان پر بارش کی بارش کرنا)۔

قولِ قتادہ رحمہ اللہ: قوم کے منتشر لوگوں پر آسمانوں سے پتھر برسائے اور ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ ایک قول یہ ہے اللہ تعالیٰ فقط پلٹ دینے پر راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ اس کے بعد ان پر پتھروں کی بارش کی۔ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ (کیا بری بارش تھی جو ان لوگوں پر برسی جن کو عذاب سے ڈرایا گیا تھا)۔

نحو: ساء کا فاعل مطر المنذرین ہے۔ اور مخصوص بالذم محذوف ہے اور وہ مطرھم ہے المنذرین سے معینہ لوگ مراد نہیں بلکہ جنس کفار مراد ہیں۔

۱۷۴: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (بیشک اس میں البتہ نشانی ہے اور ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہ تھی)۔

۱۷۵: وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (اور بیشک آپ کا رب البتہ زبردست نہایت مہربان ہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّیْ

ایکہ والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے شعیب نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے، بے شک میں

لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ

تمہارے لئے رسول امین ہوں، سو تم اللہ سے ڈرو اور میری فرماں برداری کرو، اور تم سے اس پر کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا میرا

اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا

ثواب تو بس رب العالمین ہی کے ذمہ ہے، تم پورا ناپا کرو، اور نقصان میں ڈالنے والے مت بنو، اور

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ

ٹھیک طرح سے وزن کیا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دیا کرو، اور زمین میں فساد کرنے والے

مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ

نہ بنو، اور اس ذات سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا فرمایا، ان لوگوں نے کہا کہ بات یہی ہے کہ تو ان لوگوں میں سے ہو جن پر

الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾

جادو کر دیا گیا ہو، اور تو ہمارے ہی جیسا ایک آدمی ہے اور بے شک ہم تجھے جھوٹوں ہی میں سے خیال کرتے ہیں،

## قوم شعیب علیہ السلام:

۱۷۶: كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ (اصحاب ایکہ نے جھٹلایا) الایکۃ یہ ہمزہ اور جر کے ساتھ درختوں کی گھنی جھاڑی۔

## قول خلیل رحمۃ اللہ علیہ:

لَئیکۃ وحجازی وشامی قراء نے اسی طرح پڑھا ہے اور سورۂ ص میں اسی طرح ہے اس صورت میں یہ ایک شہر کا نام ہے ایک قول یہ ہے اصحاب ایکہ اور اصحاب مدین ایک ہیں۔ جب وادیاں ان پر تنگ ہو گئیں تو گھنے جنگل میں انہوں نے ڈیرے ڈال لیے۔

## قولِ فیصل:

مگر صحیح قول یہ ہے کہ یہ اصحاب مدین سے الگ لوگ ہیں۔ باہر جنگل میں ایک نامی درختوں کے جھنڈ میں مقیم تھے اور ان کے اکثر درخت گوگل کے تھے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ یہاں اَخوھم شعیب نہیں کہا کیونکہ ان سے آپ کا نسبی رشتہ نہ تھا۔ آپ نسبا



BestUrduBooks.wordpress.com

اہل مدین میں سے تھے حدیث میں فرمایا گیا شعیب اہل مدین کے بھائی ان کی طرف مبعوث ہوئے اور اصحاب اَیکہ کیلئے المرسلین کا لفظ ذکر فرمایا۔

۱۷۷: اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ (جبکہ ان کو شعیب علیہ السلام نے کہا کیا تم (اللہ کے عذاب سے) نہیں ڈرتے)۔

## وعظ شعیب علیہ السلام:

۱۷۸: اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ (بیشک میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں)۔

۱۷۹: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ (پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو)۔

۱۸۰: وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے)۔

## خیانت کا مرض:

۱۸۱: اَوْفُوا الْكَیْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ (تم ماپ پورا دو اور کمی نہ کرو)۔ اوفوا یہاں تمام کے معنی میں ہے المخسرین کا مطلب یہ ہے لوگوں کے حقوق میں کمی نہ کرو۔ ماپ پورا کر کے دینے کا حکم ہے کمی ممنوع ہے اور ان کو دینے کے متعلق خاموشی اختیار فرمائی گئی۔

مَسْئَلَہ: زائد سے خاموشی یہ اس کے مستحسن ہونے کی دلیل ہے اگر نہ کرے تو گناہ نہ ہوگا۔

۱۸۲: وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ (تم صحیح ترازو سے تول کر دیا کرو)۔

قراءت: قِسطاس قاف کے کسرہ سے کوفی قراء سوائے ابوبکر کے پڑھتے ہیں اس کا معنی میزان ہے۔ نمبر۲۔ اور اگر یہ القسط سے لیا جائے تو وہ عدل کو کہتے ہیں۔ عین کلمہ دوبارہ لایا گیا پس اس کا وزن فعلاس بنے گا۔ ورنہ یہ رباعی ہے۔ نمبر۳۔ وزن کذا۔

۱۸۳: وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ (اور لوگوں کو ان کی چیز کم نہ کیا کرو)۔ کہا جاتا ہے بخسته حقه جب وہ اس کا حق کم کر دے۔ اَشْیَآءَهُمْ (ان کی اشیاء) دراہم دنانیر کی اطراف کاٹ لینا۔ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (اور زمین میں فساد مچاتے مت پھرو) ان اشیاء کے بگاڑ میں مبالغہ مت کرو اور اس کی مثال ڈاکہ زنی، لوٹ مار، کھیتوں کو نقصان پہنچانے، ان کا یہ معمول تھا۔ اسی لئے ان کو اس سے روکا گیا کہا جاتا ہے عثا فی الارض جب کہ وہ اس میں بگاڑ پیدا کرے عَثِیَ میں ایک لغت یہ بھی ہے۔

۱۸۴: وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ (اور اس ذات سے ڈرو۔ جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلی مخلوق کو) الجبلہ کا عطف کم پر ہے۔ ای اتقوا الذی خلقکم و خلق الجبلة تم اس ذات سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلی مخلوق کو پیدا کیا۔ الْاَوَّلِیْنَ پہلی یعنی گزشتہ۔

۱۸۵: قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ (کہنے لگے تمہیں تو جادو کر دیا گیا ہے)۔

۱۸۶: وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (اور تو تو ہم جیسا انسان ہے)

نکتہ: یہاں واؤ کو داخل اس لئے کیا تا کہ دو معنے دے اور وہ دونوں ان کے ہاں رسالت کے منافی تھے۔ نمبر۱۔ التسحیر۔ نمبر۲۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۱۸۷ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۱۸۸

سو اگر تو سچوں میں سے ہے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے، شعیب نے کہا کہ تم جو کام کرتے ہو انہیں میرا رب خوب جانتا ہے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۱۸۹ اِنَّ فِيْ

سو ان لوگوں نے انہیں جھٹلایا لہٰذا ان لوگوں کو سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا، بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا، بلاشبہ اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۱۹۰ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۱۹۱ ع ۱۶

بڑی عبرت ہے، اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں، اور بے شک آپ کا رب عزیز ہے رحیم ہے۔

البشریت۔ قصہ ثمود علیہ السلام میں ایک کو چھوڑنا اس وجہ سے ہے تاکہ ایک معنی کا فائدہ دے اور وہ ان کا جادو زدہ ہونا ہے پھر ان جیسا انسان ہونے کا اقرار کیا۔ وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ (اور ہم بلاشبہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں) یہ ان مخففہ من المثقلہ ہے اور ان نافیہ اور اس کے مابین فرق کیلئے لام کو یہاں داخل کیا گیا ہے۔ اور یہ دونوں فعل ظن پر بھی الگ الگ داخل ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے دونوں میں سے دوسرے مفعول پر بھی کیونکہ دونوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مبتدأ و خبر سے جدا ہو جائیں جیسے کہتے ہیں۔ ان زیدًا لمنطلق جب کان اور ظننت دونوں مبتدأ اور خبر کی جنس سے تھے۔ اس لئے دونوں موقعوں پر ان لایا جاتا ہے ان کان زیدٌ لمنطلقا اور ان ظننتهٗ لمنطلقا۔

۱۸۷: فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا (پس تو ہم پر ایک بادل کا ٹکڑا گرا دے)

قراءت: کِسْفًا یہ حمزہ، کسائی، ابن کثیر، دیگر تمام قراء کی قرات ہے جبکہ حفص نے کِسَفًا پڑھا ہے اور یہ دونوں کِسْفَةٍ کی جمعیں ہیں اور وہ ٹکڑے کو کہتے ہیں کَسَفَهٗ کا معنی قَطَعَهٗ ہے۔ مِّنَ السَّمَآءِ (آسمان سے) یعنی بادل نمبر۲۔ سائبان اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اگر تو سچوں میں سے ہے) اگر تو نبوت کا دعویٰ کرنے میں سچا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دے یعنی آسمان کا ٹکڑا بطور سزا و عذاب گرا دے۔

۱۸۸: قَالَ رَبِّيْٓ (اس نے کہا اے میرے رب)

قراءت: حجازی نے رَبِّیَ پڑھا ہے اور دیگر قراء اور ابو عمرو نے رَبِّیْ سکون سے پڑھا ہے۔

اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کا علم ہے اور جس سے تم عذاب کے مستحق بنتے ہو۔ اگر آسمان کا ٹکڑا گرا کر وہ تمہیں عذاب دینا چاہے اور اگر وہ اور کوئی سزا دینا چاہے تو وہ اس کی مرضی اور اس کے حکم پر موقوف ہے۔

## یوم ظلہ کا عذاب:

۱۸۹: فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ (پس انہوں نے جھٹلا دیا اس لئے یوم ظلہ کے عذاب نے ان کو آ پکڑا) ظُلَّة وہ ایک



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿١٩٣﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ

اور بلاشبہ یہ رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اس کو آپ کے قلب پر امانت دار فرشتہ لیکر نازل ہوا، تاکہ آپ واضح طور پر ڈرانے والوں میں سے

الْمُنْذِرِيْنَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿١٩٥﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٩٦﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً

ہو جائیں، واضح عربی زبان میں ہے، اور بلاشبہ اس کا ذکر پہلی امتوں کی کتابوں میں ہے، کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات دلیل نہیں ہے

اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ

کہ اسے علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں اور اگر ہم اس کو کسی عجمی پر نازل کرتے پھر وہ اس کو ان کے سامنے پڑھ کر سنا دیتا

مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٩﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى

تب بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہ تھے ہم نے اسی طرح اس ایمان نہ لانے کو مجرمین کے دلوں میں ڈال رکھا ہے یہ لوگ اس پر ایمان نہ لائیں گے جب تک

يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ

کہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں، سو وہ ان کے پاس اچانک آ جائے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہو گی، پھر کہیں گے کیا ہمیں مہلت

مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿٢٠٥﴾

مل سکتی ہے، کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کو جلدی چاہتے ہیں اے مخاطب ذرا یہ بتا کہ اگر ہم انہیں چند سال عیش میں رہنے دیں

بادل تھا جس نے ہوا کی بندش کے بعد ان پر سایہ کر لیا ان کو سات روز تک گرمی کی حرارت سے عذاب دیا گیا چنانچہ وہ گرمی سے پناہ لینے کیلئے اس بادل کے نیچے پناہ گزیں ہوئے۔ اس پر آگ برسنے لگی جس سے تمام جل گئے اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (بلاشبہ وہ بڑے دن کا عذاب تھا)۔

۱۹۰: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَّمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (بلاشبہ اس میں البتہ نشانی ہے اور ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہ تھی)

## سورت ایک بلیغ وعظ:

۱۹۱: وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (اور بیشک آپ کا رب البتہ زبردست نہایت مہربان ہے)۔ اس سورت کے ہر واقعہ کے اول اور آخر میں کچھ مضامین بار بار دہرائے گے ہیں تاکہ ان کا مقصد دلوں میں خوب بیٹھ جائے۔ تاکہ یہ سورت ایک بلیغ وعظ اور زجر کا کام دے۔ کیونکہ ہر واقعہ اس طرح ہے جیسا کہ نئے سرے سے نازل ہوا ہو اور اس میں اسی طرح عبرتیں ہیں جیسے دوسرے واقعات میں۔ اسی لئے مناسب تھا کہ ہر واقعہ کا اختتام وابتداء ایک انداز سے ہونا چاہیے۔

۱۹۲: وَاِنَّهٗ (اور بیشک وہ) یعنی قرآن لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (وہ البتہ اتارا ہوا ہے رب العالمین کی طرف سے) اس کی طرف



BestUrduBooks.wordpress.com

سے اتارگیا ہے۔

۱۹۳: نَزَلَ بِهِ (اس کو لے کر اُترا) الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (روح الامین) یعنی جبرئیل علیہ السلام۔

نحو: فعل نزل ہے اس کا فاعل الروح الامین ہے۔ الامین اس لئے کہ وہ وحی کا امین ہے جس میں زندگی ہے۔

قراءت: حجازی، ابوعمرو، زید، حفص وغیرہ نے تخفیف سے پڑھا اور دیگر قراء نے تشدید سے اور الروح کا نصب پڑھا اور فاعل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی جعل الله الروح نازلا به۔ اللہ تعالیٰ نے روح کو مقرر کیا اس حال میں کہ وہ اس کو لے کر اترنے والا ہے باء دونوں قراءتوں میں تعدیہ کیلئے ہے۔

۱۹۴: عَلٰى قَلْبِكَ (آپ کے دل پر) یعنی آپ کے حافظہ اور فہم پر اور اس کو آپ کے دل میں اس طرح پختہ کر دیا جو بالکل نہ بولنے پائے جیسا کہ ارشاد فرمایا سنقرئك فلا تنسٰى [الاعلیٰ:۲] لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں)۔

## عربی زبان میں اتارنے کا بیان:

۱۹۵: بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ (عربی زبان میں) لغت قریش و جرھم میں مُّبِيْنٍ (واضح) اس میں ایسی وضاحت ہے کہ عام لوگوں کی زبان میں جو نقائص ہیں یہ ان سے پاک ہے۔

نحو: باء نمبر ۱۔ یہ منذرین سے متعلق ہے تقدیر کلام یہ ہے لتکون من الذين انذر وا بهذا اللسان اور وہ ہود، صالح، شعیب واسماعیل علیہم السلام ہیں۔ نمبر ۲۔ نزل سے متعلق ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے نزل بلسان عربی لتنذربه لانه لونزله بلسان اعجمی لتجافوا عنه اصلاً ولقاموا مانصنع بما لا نفهمه فيتعذر الانذار به اس کو عربی زبان میں اتارا تاکہ آپ سکے ذریعہ ڈرائیں کیونکہ اگر اس کو عجمی زبان میں اتارتے تو یہ اس سے بالکل دوری اختیار کرتے اور ضرور کہتے ہم اس کو کیا کریں جس کو ہم سمجھتے ہی نہیں پس انذار نا ممکن ہو جاتا۔

نکتہ: وجہ ثانی کہ اس کا اتارا جانا عربی زبان میں ہے جو آپ کی قوم اور آپ کی مادری زبان ہے اس کو آپ کے دل پر اتارا گیا ہے کیونکہ تم اس کو سمجھتے ہو اور اپنی قوم کو سمجھا سکتے ہو۔ اگر عجمی زبان میں ہوتا تو آپ کے کانوں پر اتارا جاتا نہ کہ دل پر اس حالت میں آپ حروف کی گھنٹیاں تو سنتے مگر ان کے معانی نہ سمجھتے۔ اور نہ محفوظ کرتے بسا اوقات آدمی کئی لغات کو جانتا ہے جب اس سے مادری زبان میں گفتگو کی جائے اس وقت اس کا دل فوراً معانی کلام کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگر اور زبان میں بات کی جائے تو اس کی نگاہ اولاً الفاظ کی طرف منتقل ہوتی ہے اور پھر معانی کی طرف خواہ اس کی کتنی مہارت رکھتا ہو۔ یہی معنی ہے کہ قرآن آپ کے دل پر اترا ہے کیونکہ وہ عربی زبان میں ہے۔

۱۹۶: وَاِنَّهٗ (اور بیشک وہ) قرآن لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ (البتہ پہلے صحیفوں میں ہے) یعنی اس کا تذکرہ تمام آسمانی صحائف میں ہے۔ ایک قول یہ ہے اس کے معانی ان صحائف میں پائے جاتے ہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

## استدلالِ مفسر:

اس میں دلیل ہے کہ قرآن کا غیر عربی میں ترجمہ کیا ہوا بھی قرآن ہے اس کو غیر عربی زبان (فارسی وغیرہ) میں جوازِ قراءت کا ثبوت قرار دیا ہے (مگر یہ قول مرجوح ہے انظر شروح الہدایہ)

۱۹۷: اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً (کیا ان کے لئے دلیل کافی نہیں)

## نحو وقراءت:

شامی نے تکن پڑھا ہے۔ آیت کان کا اسم اور ان یعلمه کان کی خبر ہے۔ ای القرآن موجود ذکرہ فی التوراۃ اس قرآن کو وہ جانتے ہیں کیونکہ اس کا تذکرہ تورات میں موجود ہے۔ نمبر۲۔ ایک قول تکن میں ضمیر قصہ ہے اور آیہ خبر مقدم ان یعلمہ مبتدا اور یہ جملہ کان کی خبر ہے۔

نمبر۳۔ قول آخر کان تامہ ہے اور آیۃ فاعل ہے اور ان یعلمہ ایۃ سے بدل ہے یا مبتدا محذوف ہے یعنی: اَوَ لم تحصل لهم آية کیا تم کو ان کی کوئی نشانی نہیں ملی اور دیگر قراء کے نزدیک یکن مذکر ہے اور ایۃ منصوب ہے اس طرح کہ یہ اس کی خبر ہے اور اَنْ يَّعْلَمَهٗ اس کا اسم ہے تقدیر کلام یہ ہے: او لم يكن لهم علم علماء بنی اسرائیل ایةً کیا نہیں ہے ان کے لئے علمائے بنی اسرائیل کا علم ایک نشانی۔

عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ علمائے بنی اسرائیل جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا۔ واذا يتلى عليهم قالوا امنّا به اِنَّهُ الحق من ربنا انا كنا من قبله مسلمين [القصص:۵۳]

رسم خط: مصحف میں علمؤا واؤ ماقبل الف سے لکھا گیا ہے۔

## عجمی واعجمی کا فرق:

۱۹۸: وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ (اور اگر ہم اس کو اتارتے بعض عجمیوں پر) اعجمین یہ اعجم کی جمع ہے اور وہ غیر فصیح کو کہا جاتا ہے اسی طرح عجمی بھی البتہ اضافتِ یاء کی وجہ سے تاکید زائد ہے۔ جب کوئی اہل عرب سے ان کی زبان کے علاوہ دیگر زبان میں بات کرتا تو وہ اس کی بات نہ سمجھتے اور اس کو کہتے اعجم و اعجمی اس کو ایسے شخص سے تشبیہ دیتے جو نہ فصیح ہو اور نہ کھول کر وضاحت کر سکتا ہو۔ و العجمی جو غیر عربی ہو خواہ وہ فصیح ہو یا غیر فصیح۔

قراءت حسن رحمۃ اللہ علیہ: الاعجميين ایک قول یہ بھی ہے الاعجمين تخفیف کے ساتھ الاعجميين تشدید کے ساتھ اسی طرح ہے جیسا کہ الا شعرون و الاشعريُّوْن یائے نسبت کو حذف کر دیا اور اسی طرح نہ مانیں تو یہ جمع سالم نہیں بن سکتا کیونکہ اس کی مؤنث عجماء ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## عجمی پر اتارنے میں نہ مانتے:

۱۹۹: فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (پس وہ ان پر پڑھتا تو وہ اس پر ایمان لانے والے نہ تھے) مطلب یہ ہے ہم نے قرآن مجید ایک فصیح عربی زبان والے پر فصیح زبان میں اتارا انہوں نے اس کو سمجھ تو لیا اور اس کی فصاحت کو بھی پہچان لیا اور اس کا معجز ہونا بھی ظاہر کیا گیا اور اس کے ساتھ علمائے اہل کتاب کا متفقہ بیان کہ اس کے اتارے جانے کی بشارت تورات میں موجود ہے بھی ملا دیا۔ اور قرآن ان کے مقاصد اور قصص کو شامل ہے۔

اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے قریش کے خیالات کے مطابق اساطیر الاولین نہیں۔ مگر قریش ایمان نہ لائے اور اس کا نام کبھی شعر رکھا اور کبھی اس کو سحر قرار دیا اور کہنے لگے یہ محمد ﷺ خود گھڑ کر لاتے ہیں۔ اور اگر ہم اس کو کسی عجمی پر اتار دیتے جو عربی خوب طرح نہ جانتا چہ جائیکہ اس جیسا کلام بنا سکے۔ اور وہ بھی ان کے سامنے معجزانہ طور پر اس کو پڑھتا تو پھر بھی یہ اس کا انکار کر دیتے جیسا کہ اب کر رہے ہیں۔ یہ اپنے انکار کیلئے کوئی عذر لنگ تلاش کر لیتے اور اس کو سحر قرار دیتے۔

۲۰۰: كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ (اسی طرح ہم نے اس کو داخل کر دیا) یعنی تکذیب کو داخل کر دیا یا کفر کو یہ ما کانوا بہ مؤمنین کا مدلول ہے۔ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ (مجرمین کے قلوب میں) المجرمین سے مراد وہ کفار ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ وہ کفر ہی اختیار کریں گے اور ان کی طرف سے اصرار کفر ہی ظاہر ہوگا۔ مطلب یہ ہے مثل هذا السلك سلكناه في قلوبهم وقررنا فيها فكيف ما فعل بهم و على اى وجه دبر امرهم فلا سبيل الى ان يتغيروا عمّا هم عليه من الكفر به والتكذيب له اس داخل کرنے کی طرح ہم نے تکذیب کو ان کے دلوں میں داخل کر دیا۔ اور دلوں میں پختہ کر دیا ان کے ساتھ جو کچھ بھی کیا جائے اور جو تدبیر ان کو سمجھانے کی اختیار کی جائے۔ وہ اپنی بات سے بدلنے والے نہیں وہ کفر و تکذیب پر برقرار رہیں گے جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ ولو نزلنا عليك كتابًا في قرطاس فلمسوه بايديهم لقال الذين كفروا ان هذا الا سحر مبين [الانعام: ۷]

مَسْئَلَۃٌ: یہ آیت معتزلہ کے خلاف ہماری دلیل ہے کہ افعال خیر و شر کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

## قریش انکار پر قائم رہیں گے:

۲۰۱: لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (وہ قرآن پر ایمان نہ لائیں گے) سلكناه في قلوب المجرمين کے بعد لا يؤمنون به کو لا کر گویا وضاحت کر دی اور ماقبل کا خلاصہ بیان کر دیا کیونکہ یہ آیات آپ کی ثابت قدمی کیلئے اتاری گئیں کیونکہ آپ کی تکذیب کی گئی اور انکار کیا گیا تو آخر میں اسی بات کو پختہ کرنے کیلئے یہ کلام لائے کہ وہ تکذیب کو ترک نہ کریں گے اور انکار کی شدت پر قائم رہیں گے جب تک کہ وعید کو دیکھ نہ لیں۔ اور یہ بھی درست ہے کہ یہ جملہ حال بن جائے تقدیر ہوگی سلكناه فيها غير مؤمن به ہم نے اس تکذیب کو ان کے دلوں میں چلا دیا اس حال میں کہ وہ اس پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب کو دیکھ لیں) اس سے مراد معاینۂ عذاب ہے جو ان کو موت کے وقت پیش آئے گا۔ اس وقت

ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٢٠٦﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ

پھر جس کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آ پڑے تو ان کا وہ عیش ان کو کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اور ہم نے جتنی بھی بستیاں ہلاک

قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢١٠﴾ ع

کی ہیں ان سب میں نصیحت کے طور پر ڈرانے والے تھے، اور ہم ظلم کرنے والے نہیں ہیں، اور اس قرآن کو شیاطین لیکر نہیں اترے

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٢١١﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿٢١٢﴾

اور نہ وہ طاقت رکھتے ہیں، بلاشبہ وہ سننے سے روک دیئے گئے ہیں۔

ایمان پاس ہوگا جو نفع بخش نہ ہوگا۔

۲۰۲: فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً (پس وہ عذاب ان پر اچانک آ جائے گا)۔ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (اور ان کو اس کی آمد کا شعور بھی نہ ہوگا)۔

۲۰۳: فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ (اس وقت وہ کہہ اٹھیں گے کاش ہمیں مہلت دے دی جائے)۔

نحو: فیقولوا اور فیاتیھم دونوں کا عطف یَرَوا پر ہے۔ منظرون کا مطلب یہ ہے کہ پلک جھپک کیلئے مہلت کے طالب ہونگے مگر ان کی بات مانی نہ جائے گی۔

۲۰۴: اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ (کیا وہ ہمارے عذاب کو جلدی مانگتے ہیں) اس میں ان کو توبیخ ہے اور ان کی بات کا انکار کیا گیا ہے جو انہوں نے کہی۔ فَاَمْطِرْ علینا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب الیم۔ [الانفال: ۳۲] اور اسی طرح دیگر آیات۔

## بڑا غافل، یحییٰ بن معاذ کا قول:

لوگوں میں سب سے بڑا غافل وہ ہے جو اپنی زندگی پر مغرور ہے اور اپنی مالوفات سے اس کو سکون ملتا اور اپنے مراد پالینے سے لذت میسر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

۲۰۵: اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ (بھلا دیکھو تو! ہم ان کو برسہا برس تک مزے اڑانے دیں)۔ ایک قول یہ ہے یہ مدت دنیا کے سال ہیں۔

۲۰۶: ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ (پھر ان کے پاس وہ آ چکا جس کا ان سے وعدہ کیا جا چکا) یعنی عذاب۔

## عذاب آنے پر طویل عمر کا فائدہ نہ ہوگا:

۲۰۷: مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ (ان کا یہ نفع اٹھانا ان کو کچھ بھی فائدہ نہ دے گا) ما کانوا یمتعون بہ فی تلک السنین جن چیزوں سے وہ ان سالوں میں تمتع کرتے رہے۔ مطلب یہ ہے وہ جلدی عذاب تو اس وجہ سے مانگتے ہیں کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ عذاب واقع نہ ہوگا اور نہ ان کو پہنچے گا اور وہ طویل عمریں سلامتی و امن سے گزارتے رہیں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے



BestUrduBooks.wordpress.com

فرمایا۔افبعذا بنا یستعجلون (کیاوہ ہمارے عذاب کے جلد پہنچنے کے خواستگار ہیں )استہزاء وتمسخر کے طور پر اور لمبی امیدوں پر بھروسہ کرتے ہوئے پھر بطور فرض والتسلیم فرمایا اگر مان بھی لیں کہ معاملہ ان کے اعتقاد کے مطابق بھی ہو اور وہ طویل عمر پالیں اور متاع دنیا سے خوب تمتع حاصل بھی کرلیں۔ پھر اگر ان کو وعید آن پہنچے تو پھر ان کی گزری طویل عمریں اور خوشحال زندگی کیا فائدہ پہنچا سکے گی۔

قول میمون بن مہران: ان کی ملاقات حسن سے طواف کے دوران ہوئی اور ان کے دل میں ان کی ملاقات کی تمنا بھی تھی۔تو میمون نے کہا مجھے نصیحت فرمادیں حسن رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی۔اس پر میمون نے کہا تو نے بڑا بلیغ وعظ کیا ہے۔عمر بن عبدالعزیزؒ سے منقول ہے کہ جب فیصلہ کیلئے بیٹھتے تو اس آیت کو تلاوت فرماتے۔

۲۰۸: وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ (اور جتنی بستیاں ہم نے ہلاک کیں ان میں ڈرانے والے آئے )منذرؔ سے رسل مراد ہیں جو ان کو ڈراتے رہے۔

نحو: یہاں الا کے بعد والے جملہ پر واؤ داخل نہیں ہوئی جیسا کہ اس ارشاد میں ہے وما اهلكنا من قرية اِلَّاوَلَهَا كتاب معلوم [الحجر:۴] کیونکہ اصل واؤ کا نہ ہونا ہے اسلئے کہ جملہ قریۃ کی صفت ہے جب بھی واؤ لگاتے ہیں تو وہ صفت وموصوف کے اتصال کی تاکید کیلئے لائی جاتی ہے۔

۲۰۹: ذِكْرٰى (نصیحت کیلئے)۔

چھ تراکیب:

نحو: یہ منصوب ہے اور تذکرہ کے معنی میں ہے کیونکہ انذار اور ذکر قریب قریب ہیں۔گویا اس طرح فرمایا مذكرون تذكرة وہ یاد دلانے والے ہیں یاد دلانا۔

نمبر۲۔منذرون کی ضمیر سے حال ہے تقدیر عبارت یہ ہے ينذرونهم ذوى تذكرة ۔ان کو نصیحت والے ڈراتے رہے۔

نمبر۳۔اس کا مفعول لہٗ ہے یعنی ينذرون لاجل التَّذكرةِ والموعظة وہ تذکرہ اور موعظہ کیلئے ڈراتے رہے۔

نمبر۴۔مرفوع ہے مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھذہ ذکری اور جملہ معترضہ ہے۔

نمبر۵۔یہ صفت ہے بمعنی منذرون ذوو ذكرى۔ڈرانے والے نصیحت والے۔

نمبر۶۔ذکری یہ اهلكنا کے متعلق ہے اس کا مفعول لہ ہے مطلب یہ ہے ( وما اهلكنا من اهل قرية ظالمين الا بعد ما الزمنا هم الحجة بارسال المنذرين اليهم ليكون اهلاكهم تذكرة وعبرة لغيرهم فلا يعصوا مثل عصيانهم) اور ہم نے کسی بستی والوں کو ظلماً ہلاک نہیں کیا مگر اسی وقت جبکہ ان کی طرف ہم نے منذرین کو بھیج کر حجت تمام کردی تاکہ ان کی ہلاکت دوسروں کیلئے نصیحت وعبرت بن جائے اور وہ ان کی طرح نافرمانی نہ کریں۔وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (اور ہم ظلم کرنے والے نہ تھے ) کہ غیر ظالم قوم کو ہلاک کرتے۔

۲۱۰: جب مشرکین نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ شیاطین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن لاتے ہیں تو یہ آیت اتری۔وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ

سو آپ اللہ کے ساتھ کسی معبود کو نہ پکاریئے ورنہ سزا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو

الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ

ڈرایئے، اور ان لوگوں کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش آیئے جو اہل ایمان آپ کا اتباع کرنے والے ہیں، سو اگر یہ لوگ آپ کی نافرمانی کریں

فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ

تو آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ میں تمہارے اعمال سے بری ہوں، اور آپ عزت والے رحم والے پر توکل کیجئے جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے

تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾

ہیں اور سجدہ کرنے والوں میں اٹھتے بیٹھتے ہیں، بلاشبہ وہ سننے والا جاننے والا ہے

(اور اس قرآن کو شیاطین لے کر نہیں اترتے)۔

۲۱۱: وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ (اور شیاطین کو ایسا کرنا جائز بھی نہیں اور وہ اس کی طاقت بھی نہیں رکھتے) اور ان کو یہ میسر بھی نہیں اور نہ وہ اس کی قدرت رکھتے ہیں۔

۲۱۲: اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ (بیشک ان کو سننے سے) اس کے چرانے سے لَمَعْزُوْلُوْنَ (شہابوں کے ذریعہ روک دیا گیا)۔

۲۱۳: فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ (پس تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکارو۔ کہیں تم بھی ان لوگوں میں ہو جاؤ جن کو عذاب دیا جائے گا۔) بطریق تعریض دوسروں کو تہدید کی گئی اور آپ ﷺ کو اور زیادہ اخلاص کی تحریک کی گئی ہے۔

## اقرب کو خاص کرنے کی وجہ:

۲۱۴: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (اور آپ اپنے قریب ترین کنبہ والوں کو ڈرائیں۔) قریبی خاندان کو خاص کیا تاکہ آپ سے اس تہمت کی نفی کر دی جائے عموماً انسان اپنے قرابت والوں کے متعلق چشم پوشی سے کام لیتا ہے۔ نمبر۲۔ تاکہ رشتہ داروں کو معلوم ہو کہ نجات آپ کی اتباع و پیروی میں ہے قرابت میں نہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے صفا پر چڑھ کر اپنے اقرباء کو آواز دی! یابنی عبدالمطلب یابنی ھاشم یابنی عبد مناف۔ اے پیغمبر کے چچا عباس، اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑانے کے کچھ کام نہ آؤنگا۔ (احمد، مسلم، ترمذی، نسائی)

## تواضع کی مثال:

۲۱۵: وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ (اور تو جھکا اپنے بازو کو) تواضع اختیار کرو اور نرم گوشہ اختیار کرو۔ اس کی اصل یہ ہے کہ پرندہ اترنا چاہتا



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے تو بازو کو بند کر کے جھکا لیتا ہے اور جب اڑنے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے پروں کو بلند کرتا ہے تو خفضِ جناح کو اترنے کے وقت تواضع کی مثال کے طور پر پیش کیا گیا اور نرم پہلو کیلئے لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (ان کے لئے جو تیرے پیروکار مؤمن ہیں) تمہارے خاندان میں سے ہوں یا غیر۔

۲۱۶: فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (پھر اگر وہ تیری نافرمانی کریں تو کہہ دیں میں تمہارے اعمال سے بری الذمہ ہوں) مطلب یہ ہے تم اپنی قوم کو ڈراؤ۔ اگر وہ تمہاری اتباع اور اطاعت اختیار کرلیں تو ان کے لئے اپنے بازو کو جھکا دو۔ اور اگر وہ نافرمانی کریں اور اتباع نہ کریں تو ان سے بیزاری کا اظہار کریں اور ان کے اعمال شرکیہ سے بھی۔

۲۱۷: وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ (اور زبردست اور نہایت رحم والی ذات پر بھروسہ کریں) جو اپنی عزت و جلال سے تمہارے دشمنوں کو مقہور اور اپنی رحمت سے تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور تیرے تمام نافرمانوں کے شر کیلئے بھی وہ کافی ہے۔

## توکل:

التوکل آدمی اپنا معاملہ اس کے سپرد کرے جس کو ان کے معاملہ پر اقتدار حاصل ہو۔ اور اس کے نفع و نقصان پر قدرت رکھتا ہو۔ علماء کا قول: متوکل وہ ہے اگر اس کو سخت معاملہ پیش آئے تو وہ اس کو دور کرنے کیلئے اس چیز کو استعمال نہ کرے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی ہو۔

قول جنیدؒ: توکل یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو جاؤ اور اس کے ماسوا سے مکمل اعراض کرلو۔ دونوں جہاں میں تمہاری ضرورت اسی کی بارگاہ سے متعلق ہو۔

قراءت: فتوکل۔ مدنی اور شامی نے پڑھا اور فقل پر اس کا عطف کیا یا فلا تدع پر عطف ہے۔

۲۱۸: الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ (جو تمہیں دیکھتا ہے جس وقت آپ کھڑے ہوتے ہیں) تہجد ادا کرتے ہوئے۔

## خصوصی رحمتیں:

۲۱۹: وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (اور نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست کو بھی دیکھتا ہے) تقلبك سے قبل یری محذوف ہے) الساجدین سے نمازی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے رسول پر رحمتوں کا اندازہ تو کرو کہ رات کے دوران جو کچھ آپ کرتے ہیں تاکہ ان کے جانے بغیر ان کے احوال آپ کو معلوم ہوں اور ان کی عبادت کا علم ہو سکے اور آخرت کیلئے ان کے اعمال معلوم ہو سکیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اس وقت بھی تمہیں دیکھتے ہیں جب تم لوگوں کو جماعت کرانے کھڑے ہوتے ہو اور تقلب فی الساجدین کا مطلب: اپنے قیام کو رکوع اور سجود و قعود سے امامت کے دوران ان میں تصرف و تبدیلی۔

## قولِ مقاتل رحمۃ اللہ علیہ:

کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے سوال کیا کہ کیا جماعت کی نماز کا ذکر قرآن مجید میں ہے آپ نے فرمایا مجھے مستحضر نہیں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ

کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکردار پر اترتے ہیں، جو کان لگا کر سنتے ہیں

وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَاۗءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ

اور اکثر ان میں جھوٹ بولنے والے ہیں۔ اور شاعروں کے پیچھے گمراہ لوگ چلا کرتے ہیں، اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں

يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٢٢٦﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

حیران پھرا کرتے ہیں اور وہ لوگ وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے

وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ

اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا، اور مظلوم ہونے کے بعد انہوں نے بدلہ لیا، اور جن لوگوں نے ظلم کیا وہ عنقریب جان لیں گے

مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٧﴾ ع ۱۱

کہ وہ کیسی جگہ لوٹ کر جائیں گے۔

## عبادت کی مشقت آسان کردی:

۲۲۰: اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ (بیشک وہ ہر بات کو سننے والا) جو تم کہتے ہو الْعَلِيْمُ (اور ہر بات کو جاننے والا ہے) جس کی تم نیت کرتے ہو اور جس پر عمل کرتے ہو۔ اس میں عبادات کی مشقتیں آپ پر آسان کردی۔ وہ اس طرح کہ آپ کو خبر دی کہ آپ ہماری نگاہ میں ہیں۔ اب اس پر کیا مشقت ہوگی جو یہ جانتا ہو کہ میرا مولا مجھے دیکھ رہا ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ کہا جائے بعینی مایتحمل لمتحملون من اجلی میری خاطر جو برداشت کرنے والے برداشت کرتے ہیں وہ میری نگاہ میں ہے۔

۲۲۱: مشرکین کی بات کے جواب میں اتری کہ شیاطین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر القاء کرتے ہیں۔ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ (کیا میں تمہیں بتلاوں) کیا اے مشرکو! میں تمہیں بتلاؤں۔ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ (کہ شیاطین کس شخص پر اترتے ہیں) پھر خبردار کرتے ہوئے فرمایا۔

۲۲۲: تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ (وہ ہر کذاب پر اترتے ہیں)۔ اَثِيْمٍ (گناہ گار پر) گناہوں کے مرتکب اور وہ کاہن، متنبی جیسے سطیح مسیلمہ وغیرہ۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کذابین کی تردید و مذمت کرتے ہیں پس ان پر شیاطین کے نزول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۲۲۳: يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ (وہ ان کی طرف کانوں کو لگاتے ہیں) وہ شیاطین ہیں۔ شیاطین رجم سے قبل ملأ اعلیٰ کی طرف کان لگاتے اور ان کی بعض باتوں کو اچک لیتے ہیں جس سے ان کو غیب کی کسی بات کی ان کو اطلاع ہو جاتی۔ پھر وہ اپنے دوست شیاطین کے کانوں میں ڈال دیتے۔

نحو: یلقون یہ حال ہے تقدیر عبارت یہ ہے تنزل ملقین السمع نمبر۲۔ کل افاک کی یہ صفت ہے کیونکہ یہ جمع کے معنی میں



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے پس یہ محل جر میں ہوگا۔ نمبر۳۔ جملہ مستانفہ ہے اس کا کوئی محل اعراب نہیں گویا اس طرح فرمایا لم تنزل علی الافاکین؟ یہ افاکین پر نہیں اترا۔ پھر کہا گیا وہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔ وَاَکْثَرُھُمْ کٰذِبُوْنَ (ان کی اکثریت جھوٹ بولتی ہے) اس میں جو کہ ان کی طرف خفیہ اشارہ کرتے ہیں کیونکہ ان کو وہ بات سناتے ہیں جو انہوں نے سنی نہیں ہوتی (اس لئے اس کا جو چاہتے ہیں مطلب بنا لیتے ہیں)۔

ایک قول یہ ہے وہ اپنے اولیاء کے کانوں میں وہ بات ڈالتے ہیں جو کہ انہوں نے ملائکہ سے سنی ہوتی ہے۔ ایک اور قول افتراء پرداز اور جھوٹے شیاطین کی طرف کانوں کو لگاتے ہیں۔ اور ان کے شیطانی اشارے وصول کرتے ہیں۔

## قولِ دیگر:

شیاطین سے سنی ہوئی بات لوگوں کے کانوں میں ڈالتے ہیں اور افتراء پرداز جھوٹے ہیں وہ شیاطین کے ذمہ وہ جھوٹی باتیں لگاتے ہیں جو شیاطین نے ان کو نہیں کہی ہوتیں۔

الافاک جو کثرت سے بہتان بازی کرے مگر یہ بات اس پر دلالت نہیں کرتی کہ وہ افک کے علاوہ بات کرتے ہی نہیں۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ افتراء پرداز بہت سچ بولتے ہیں ان باتوں میں جو جنات سے وہ نقل کرتے ہیں اور ان کی اکثریت جنات پر افتراء باندھنے والی ہوتی ہے۔

قول حسنؒ: تمام متفری ہیں۔

## جدا بیان کی حکمت:

لتنزیل رب العالمین اور وما تنزلت به الشاطین اور هل انبئکم علی من تنزل الشاطین ان کو الگ الگ ذکر کیا حالانکہ یہ ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں کیونکہ جب ان کے درمیان ایسی آیات سے فاصلہ کر دیا جو ان کے ساتھ مضمون میں نہیں ملتیں پھر بار بار ان کی طرف رجوع کیا تو اس سے یہ بات خود ثابت ہوئی کہ ان آیات کی طرف خصوصی توجہ ہے اس کی مثال اس طرح ہے کہ جب تم کوئی بات بیان کرو اور تمہارے دل میں کسی چیز کا خصوصی اہتمام ہو تو تم اس کا بار بار تذکرہ کرو گے اور اس بات کی طرف لوٹنا بالکل ترک نہ کرو گے۔

## شعراء کے پیروکار گمراہ:

۲۲۴: یہ ان لوگوں کے متعلق اتری جو شعر کہتے اور ادھر اپنی زبان سے یہ بڑ مارتے ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں جیسے محمد ﷺ کہتے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کے پیرو گمراہ قسم کے لوگ تھے جو ان کے اشعار سنتے۔ وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ (شعراء کی اتباع تو بے راہ لوگ چلتے ہیں)۔

نحو: الشعراء مبتداء اور یتبعهم الغاون اس کی خبر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شعراء کی اتباع ان کے باطل ان کے کذب پر کلام، اور اعراض کو پھاڑنے، انسانوں کی عیب جوئی کرنے، اور ان کی تعریف کرنے جو تعریف کے مستحق نہیں اور ہجو گوئی میں بے راہ رو



BestUrduBooks.wordpress.com

لوگ کرتے ہیں سفہاء اور خود پرست اس کو خوب قرار دیتے ہیں۔ نمبر۲۔ شیاطین اس کو پسند کرتے ہیں نمبر۳۔ مشرکین اس کو پسند کرتے ہیں۔

قولِ زجاج: جب کوئی شاعر مدح یا مذمت ناممکن چیز کی کرے اور اس کو لوگ پسند کر کے اس کی اتباع کریں تو وہ غاوٗن میں شامل ہیں۔

قراءت: یَتْبَعُهُم نافع نے پڑھا ہے۔

۲۲۵: اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ (کیا تجھے معلوم نہیں کہ وہ ہر وادی میں) کلام کی وادی مراد ہے۔ یَّهِیْمُوْنَ (سرگرداں پھرتے ہیں)۔

نحو: یہ اَنَّ کی خبر ہے وہ کذب کے ہر فن میں فرماتے اور بات بناتے ہیں۔ نمبر۲۔ ہر لغو و باطل میں گھسے پھرتے ہیں۔ الھائم جو بلا مقصد جدھر منہ آئے چل دے۔ یہ درحقیقت تمثیل ہے کہ وہ کلام کی ہر گھاٹی میں جاتے ہیں اور لوگوں میں سے سب سے بڑے بزدل کو عنترہ (جاہلیت کے زمانہ کا مشہور بہادر ہے) سے بڑا بہادر اور ابخل الناس کو حاتم سے بڑا سخی قرار دیتے ہیں۔

۲۲۶: فرزدق کا قول ہے سلیمان بن عبدالملک نے میرا یہ شعر سنا ۔

فَبِتْنَ بجانبیَّ مُصرَّعاتٍ ☆ وبِتُّ اَفُضُّ اغلاقَ الختامِ

تو سلیمان نے کہا تم پر حد لازم آتی ہے فرزدق کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے حد مجھ سے یہ فرما کر ہٹالی۔ اور آیت پڑھی وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ (اور وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے کذب اور وعدہ خلافی کو ذکر فرمایا۔

۲۲۷: پھر مؤمن صالح شعراء کو مستثنیٰ فرمایا۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمالِ صالحہ کے) جیسے عبداللہ بن رواحہ، حسان بن ثابت، کعب بن زہیر، کعب بن مالکؓ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا (اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتے ہیں) یعنی ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن ان پر شعر سے زیادہ غالب ہے۔ اور جب کبھی وہ کوئی شعر کہتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی ثناء اور حکمت و موعظت، زہد، ادب اور مدح رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مدح صحابہ و صلحائے امت پر کہتے ہیں اور اسی طرح کے اور موضوعات جن پر کلام گناہ نہیں ہے۔

**قولِ ابو زید:**

ذکر کثیر گنتی اور تعداد کے شمار کرنے سے نہیں جبکہ اس کے ساتھ غفلت ہو بلکہ حضور قلب سے میسر آتا ہے۔

وَّانْتَصَرُوْا (اور انہوں نے انتقام لیا) اور کفار کی ہجو کی مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا (اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا) ان کی ھجو کہی گئی۔ یعنی انہوں نے ہجائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجائے مسلمین کی تردید و جواب میں ہجو کہی۔ اور ہجو کا وہ آدمی سب سے زیادہ مستحق ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب بھی کرے اور آپ کی ہجو بھی کرے۔

قول کعب بن مالکؓ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان کی ہجو کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے وہ ہجو کفار کیلئے تیر اندازی سے زیادہ گراں ہے (عبدالرزاق وابن سعد) آپ حسان رضی اللہ کو فرماتے قل وروح القدس معک تم کفار کے متعلق اشعار کہو اور روح القدس تمہارے ساتھ معاون ہیں۔

## اختتام سورت:

سورت کا اختتام اس انداز سے فرمایا جو تدبر کرنے والوں کے جگر کو کھائے جا رہا ہے اور وہ یہ ارشاد ہے۔ وَسَيَعْلَمُ (اور عنقریب جان لیں گے) اس میں انتہائی بلیغ وعید فرمائی گئی ہے۔ اور یہ ارشاد الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا (وہ لوگ جو ظالم ہیں) اور ظلموا کو مطلقاً لائے اور یہ ارشاد ہے۔ اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (کہ ان کو کیسی جگہ لوٹ کر جانا ہے) یہاں ابہام کے انداز میں عظیم ہولناکی کا اظہار ہے۔ عمل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب اپنا جانشین بنایا تو یہ آیت لکھی اور سلف صالحین اس کو بطور وعظ ایک دوسرے کو سناتے۔

قول ابن عطاء: عنقریب ہم میں سے اعراض کرنے والا جان لے گا کہ کونسی چیز ہم سے رہ گئی ہے۔

ای یہ ینقلبون کا مصدر ہونے کی حیثیت سے منصوب ہے یہ سیعلم کی وجہ سے منصوب نہیں کیونکہ اسمائے استفہام ماقبل پر عمل نہیں کر سکتے تقدیر اس طرح ہے ینقلبون ای انقلاب وہ پلٹیں گے کونسا پلٹنا۔ واللہ اعلم

تمت ترجمة سورة الشعراء ليلة الجمعة ۲ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ ۱۷ جنوری ۲۰۰۳ء الحمد للہ اوّلاً و اٰخراً



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَۃُ النَّمْلِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰیَۃً وَّسَبْعُ رُکُوْعَاتٍ

سورۂ نمل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ترانوے آیات اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَکِتَابٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱﴾ ھُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲﴾

طٰس یہ آیات ہیں قرآن کی، اور واضح طور پر بیان کرنے والی کتاب کی، اور روشنی ہیں اہل ایمان کے لئے

الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ

جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، بلاشبہ

الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَھُمْ اَعْمَالَھُمْ فَھُمْ یَعْمَھُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِکَ

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے اعمال کو مزین کر دیا۔ سو یہ لوگ بھٹکتے پھرتے ہیں، یہ وہ

الَّذِیْنَ لَھُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِنَّکَ

لوگ ہیں جن کے لئے برا عذاب ہے، اور یہ لوگ آخرت میں بہت زیادہ خسارے میں ہوں گے، اور بالیقین آپ کو

لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ عَلِیْمٍ ﴿۶﴾

حکمت والے علم والے کی طرف سے قرآن دیا جا رہا ہے۔

الثلاثۃ

۱: طٰسٓ تِلْکَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَکِتَابٍ مُّبِیْنٍ ھُدًی وَّ بُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ (طٰس۔ یہ قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہیں۔ وہ ایمان والوں کیلئے ہدایت و بشارت ہے)۔

کتاب مبین ای آیات کتاب مبین۔ یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔ تِلْکَ سے سورت کی آیات کی طرف اشارہ ہے اور کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد ہے۔

### مبین کا معنی:

مبین کا معنی نمبر۱۔ ابانت وظہور ہے اور اس کے ظہور کا مطلب یہ ہے کہ سب کچھ ہونے والا اس میں ظاہر کر دیا گیا اس میں دیکھنے والوں کے لئے قرآن کی آیات واضح ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۲۔ کتاب مبین سے قرآن مجید مراد ہے اور اس کے ابانت کا مطلب یہ ہے کہ جو حکمتیں اور علوم اس میں بیان کیے گئے یہ ان کو کھول کر بیان کرتا ہے۔ اس صورت میں عطف صفۃ علی الصفۃ الاخری کی قسم سے ہوگا۔ مثلاً هذا فعل السخی و الجواد۔

وجہ تنکیر:

کتاب کو نکرہ تفخیم شان کے لئے لایا گیا ہے۔

## ایک قول:

یہاں کتاب کو نکرہ اور سورۃ الحجر میں معرفہ لائے۔ اور یہاں قرآن کو معرفہ اور وہاں نکرہ لایا گیا۔ کیونکہ القرآن اور الکتاب دونوں اسم علم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منزل شدہ وحی متلو کو کہتے ہیں اور اس کے وصف ہیں اس لئے کہ وہ کتاب پڑھی اور لکھی جاتی ہے۔ پس اس حیثیت سے بطور علم معرفہ لائے اور اس حیثیت سے کہ یہ اسی کی صفتیں ہیں تو صفت کا لحاظ کر کے نکرہ لائے۔

۲: هُدًى وَّبُشْرٰى (وہ ہدایت و بشارت ہے)۔ آیات سے حال ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہیں۔ مطلب یہ ہوا یہ آیات راہنمائی کرنے والی اور بشارت دینے والی ہیں۔ ان میں عامل وہی ہے جو تلک کا عامل ہے۔ یعنی نمبر۱۔ اشارہ کا معنی۔ نمبر۲۔ مجرور ہے اس طور پر کہ یہ کتاب سے بدل ہے۔ نمبر۳۔ کتاب کی صفت ہونے کی بناء پر مجرور ہے۔ نمبر۴۔ مرفوع ہیں ان کا مبتدأ محذوف ہے هدًى و بشرى۔ نمبر۵۔ آیات کا بدل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ نمبر۶۔ تلک کی دوسری خبر ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے تلك آيات وهادية من الضلالة و مبشرة بالجنة۔ وہ آیات ہیں اور وہ گمراہی سے ہدایت بخشنے والی اور جنت کی خوشخبری والی ہیں۔

## ایک قول:

هدى لجميع الخلق و بشرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ خاصة۔ یہ تمام مخلوق کے لئے ہدایت اور مؤمن کے لئے خصوصاً خوشخبری دینے والی ہیں۔

تکرارِ ضمیر کا فائدہ:

۳: اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (جو نماز قائم کرتے ہیں) اس کے فرائض و سنن پر مداومت اختیار کرنے والے ہیں۔ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ (اور وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں) اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (اور وہی آخرت پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں)۔ یہ نمبر۱۔ الذین کے صلات میں سے صلہ ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے پہلے صلہ پورا ہو جائے اور یہ نمبر۲۔ جملہ معترضہ ہو۔ گویا اس طرح فرمایا۔ هؤلاء الذين يؤمنون ويعملون الصالحات من اقامة الصلاة وايتاء الزكاة هم الموقنون بالآخرة۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کئے جیسے اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کرتے رہے وہ آخرت پر یقین رکھنے والے ہیں اور اس پر دلالت موجود ہے۔ جملہ اسمیہ لایا گیا اور اس میں هم مبتدأ کو تکرار کے ساتھ



BestUrduBooks.wordpress.com

لائے۔ یہاں تک کہ اس کا معنی اس طرح بن گیا۔ اگر آخرت پر کسی کو یقین ہے تو وہ یہی لوگ ہیں جو ایمان وعمل صالح کو جمع کرنے والے ہیں۔ کیونکہ انجام کا خوف ان کو مشقتیں اٹھانے کیلئے آمادہ کرتا ہے۔

۴: اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ (بیشک وہ لوگ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ہم نے ان کے لئے ان کے اعمال کو مزین کر دیا)۔ ان میں شہوت پیدا کر کے یہاں تک کہ وہ اس کو اچھا سمجھنے لگے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔ افمن زین له سوء عمله فراٰه حسنا [فاطر:۸]

فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ (پس وہ سرگرداں وحیران ہیں) اپنی گمراہی میں متردد ہیں۔ جیسا کہ راستہ سے گم گشتہ شخص کا حال ہوتا ہے۔

۵: اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ: (یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے برا عذاب ہے)۔ قتل وقید کا جو بدر کے دن پیش آ گیا۔ اس لئے کہ ان کے اعمال برے تھے۔

وَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ (اور یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہیں)۔ وہ خسارے میں تمام لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ ایمان لے آتے تو تمام امتوں پر گواہ بنتے۔ پس ان کو یہ نقصان بھی ہوا اور نقصانِ نجات اور نقصانِ ثوابِ اللہ تو اس سے زائد ہے۔

## تمہیدی آیت:

۶: وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ (اور بیشک آپ کو قرآن دیا جا رہا ہے)۔ تاکہ آپ اس کو لیں اور حاصل کریں۔ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ (حکمت والی علم والی ذات کی طرف سے) کتنے بڑے علیم اور کتنے بڑے حکیم کی طرف سے۔ اور یہ معنی ان دونوں کے نکرہ لانے سے ہے۔ یہ آیت بعد والے واقعات کے لئے بطور تمہید لائی گئی ہے اور ان میں جو اللہ تعالیٰ کی لطیف حکمتیں اور علمی نکات ہیں ان کے لئے ابتدائیہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖۤ اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ

جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ بلاشبہ مجھے آگ نظر آئی ہے میں وہاں سے تمہارے پاس کوئی خبر لاتا ہوں، یا تمہارے پاس آگ کا ایک شعلہ کسی

قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۷ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ

لکڑی میں جلتا ہوا لاتا ہوں تاکہ تم تاپ لو۔ سو جب وہ وہاں آئے تو آواز دی گئی کہ وہ شخص مبارک ہے جو آگ میں ہے، اور وہ بھی مبارک ہیں جو اس کے اردگرد ہیں،

وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۸ یٰمُوْسٰۤی اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۹ وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ

اور اللہ پاک ہے جو رب العالمین ہے۔ اے موسیٰ بے شک بات یہ ہے کہ میں اللہ ہوں عزیز ہوں حکیم ہوں، اور تم اپنی لاٹھی کو ڈال دو،

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰی لَا تَخَفْ ۫ اِنِّیْ

سو جب اس لاٹھی کو دیکھا کہ وہ اس طرح حرکت کر رہی ہے جیسے سانپ ہو تو وہ پیٹھ پھیر کر لوٹنے اور مڑ کر بھی پیچھے نہ دیکھا، اے موسیٰ تم نہ ڈرو، بلاشبہ

لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۱۰ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ

میرے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرتے، مگر جس نے ظلم کیا پھر اس نے گناہ کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا تو میں مغفرت کرنے والا ہوں

رَّحِیْمٌ ۱۱ وَ اَدْخِلْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ

رحمت والا ہوں، اور اے موسیٰ تم اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کرو وہ بلا کسی عیب کے روشن ہو کر نکلے گا۔ یہ دونوں چیزیں ان نو معجزات میں سے ہیں

اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۱۲ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً

جنہیں لیکر تمہیں فرعون کی طرف جانا ہے بلاشبہ وہ لوگ نافرمان ہیں۔ سو جب ان کے پاس ہمارے معجزات پہنچے جو واضح تھے

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۱۳ وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ

تو کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے۔ اور انہوں نے ظلم اور تکبر کی راہ سے ان کا انکار کیا حالانکہ ان کے نفسوں نے یقین کر لیا تھا،

فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۱۴

سو دیکھو فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوا،

## واقعہ موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر واپسی:

۷: اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖۤ (جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں کو کہا)۔ اذ۔ اذکر کی وجہ سے منصوب ہے گویا اس طرح فرمایا لو! اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حکمت وعلم کے آثار سے یہ موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اَهْله سے ان کی زوجہ محترمہ



BestUrduBooks.wordpress.com

مراد ہیں اوران کے ساتھ جو مدین سے مصر واپسی میں ان کے ساتھ تھے۔ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِیْکُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ (بیشک میں نے آگ دیکھی ہے۔ میں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر ضرور لاؤنگا)۔ جو راستہ کے حالات سے متعلق ہو کیونکہ آپ راستہ بھول گئے تھے۔

اَوْ اٰتِیْکُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ (یا تمہارے پاس کوئی بھڑکتی آگ کا شعلہ لے کرآؤں گا)۔ قراءت: کوفی قراء نے شہاب کو تنوین سے پڑھا ہے۔ شہاب روشن شعلے کو کہتے ہیں۔ قبس۔ چنگاری۔ قبس یہ بدل ہے یا صفت ہے۔ دیگر قراء نے بشهاب قبس۔ اضافت سے پڑھا ہے۔ کیونکہ شہاب کی دوقسمیں ہیں قبس اور غیر قبس۔

## ایک نکتہ:

یہاں ساتیکم اور القصص۔۲۹ میں لعلی اتیکم ہے ان دونوں میں کوئی منافات نہیں۔ ایک سے رجاء اور دوسرے سے تیقن ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ جب امید پختہ ہو جائے تو یوں کہا جاتا ہے۔ سافعل کذا و سیکون کذا۔ اگر چہ اس میں ناکامی کا پہلو بھی ہوتا ہے۔ سین تسویف لا کر آپ نے اپنے اہل سے آگ لانے کا وعدہ فرمایا' خواہ اس میں آہستگی ہو یا فاصلہ زیادہ ہو۔

## لفظ اَوْ کا فائدہ:

اَوْ اس لئے لائے کہ یہ ظاہر ہو کہ اگر وہ اپنی کامل ضرورت نہ پاسکے تو کم از کم ایک سے محروم نہ ہونگے۔ خواہ راستہ کی راہ نمائی خواہ آگ کی چنگاری اوران کو معلوم نہ تھا کہ اس آگ پر توان کی دو حاجتیں مکمل پوری ہو جائیں گی۔ وہ دنیا کی عزت اور آخرت کا شرف۔

مَسْئَلَۃٌ: ان دونوں سورتوں میں ایک قصہ کو مختلف الفاظ سے لانا اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث بالمعنی نقل کرنا بھی درست ہے۔ اسی طرح فارسی میں نماز کا جواز (یہ مرجوح قول ہے) اور نکاح اور تزویج کے الفاظ کے بغیر جواز نکاح۔

لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ (تا کہ تم تاپ لو)۔ آگ سے اس سردی کو دور کرلو جو تمہیں پہنچ چکی ہے۔ تصطلون میں طاء یہ تائے افتعل کے بدلہ میں صاد کی وجہ سے آئی ہے۔

## نری برکت:

۸: فَلَمَّا جَآءَهَا (پس جب وہ آگ کے پاس پہنچے)۔ ها سے مراد وہ آگ ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی۔ نُوْدِیَ (موسیٰ کو آواز دی گئی)۔ اَنْۢ بُوْرِكَ (کہ اس پر برکت ہے)۔ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ط (جوآگ میں ہیں اوراسکے اردگرد ہیں)

نَحْو: ان مخففہ من المثقلہ ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ نودی موسٰی بانه بورك۔ موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی گئی اس لئے کہ ان کو برکت دی گئی۔ اس میں ضمیر شان کی ہے۔ اور یہ ضمیر بلاعوض بھی لانی درست ہے۔ اگر چہ زمخشری اس کو نہیں مانتے دلیل یہ ہے کہ بورك دعا ہے۔ دعا کے احکام دیگر نحوی قوانین سے بہت مختلف ہیں۔ نمبر۲۔ آن مفسرہ ہے کیونکہ نداء میں قول کا معنی پایا جاتا ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے قیل له بورك ای قدس یاجعل البركة والخیر فی من فی النار ومن حولها ای بورك من فی



BestUrduBooks.wordpress.com

مکان النار وھم الملائکۃ ومن حول مکان لھا ای موسٰی ان کو کہا گیا۔ بورک یعنی مقدس بنا دیا گیا۔ یا برکت وخیر ان میں رکھ دی گئی جو آگ میں اور جو اس کے اردگرد ہیں یعنی جو آگ کی جگہ میں ہیں ان کو برکت دی گئی اور وہ ملائکہ ہیں اور ان کو برکت دی گئی جو آگ کی جگہ کے گرد ہیں یعنی موسیٰ علیہ السلام اس لئے کہ اس جگہ میں ایک دینی معاملہ پیش آیا اور وہ موسیٰ سے اللہ تعالیٰ کا کلام فرمانا ہے۔ اور ان کا نبوت ملنا اور معجزات کا ظاہر ہونا۔

وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (اور اللہ تعالیٰ پاک ہے جو رب العالمین ہیں)۔ یہ بھی اس نداء میں سے ہے۔ اس میں ذات باری تعالیٰ نے اپنے کو تشبہ وغیرہ جو اس کی ذات کے لائق نہیں ہے منزہ قرار دیا۔ تا کہ درخت' آگ' نداء سے کوئی تشبہ و حول نہ نکال سکے۔

۹: یٰمُوْسٰۤی اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (اے موسیٰ حقیقت یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں جو غالب اور حکمت والا ہے) انه میں ضمیر شان ہے۔ اَنَا اللّٰهُ۔ مبتدا وخبر ہیں۔ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۔ یہ دونوں خبر کی صفات ہیں یا ۂ ضمیر اس طرف لوٹتی ہے جس پر ماقبل کی دلالت ہے یعنی اَن مکلمك انا اور اللہ یہ انا کا بیان ہے۔ العزیز الحکیم۔ اور یہ مبین کی صفات ہیں۔ یہ ان معجزات کی تمہید ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر کیے جانے والے تھے۔

۱۰: وَ اَلْقِ عَصَاكَ (اور تم اپنی لاٹھی پھینک دو)۔ تا کہ تمہیں اپنی نبوت کا معجزہ معلوم ہو اور تو اس سے مانوس ہو جائے۔ اس کا عطف بورك پر ہے۔ کیونکہ معنی اس طرح ہے۔ نودی ان بورك من فی النار و ان الق عصاك۔ یہ دونوں نودی کی تفسیر ہیں مطلب یہ ہے کہ ان کو کہا گیا برکت دی گئی اس کو جو آگ میں ہے اور ان کو کہا گیا۔ تم اپنی لاٹھی ڈال دو۔ اس پر دلالت کے لئے سورۃ قصص کی یہ آیت و ان الق عصاك القصص۔ ۳۱۔ جو کہ ان یا موسٰی انی انا اللّٰہ کے بعد حرف تفسیر کو دوبارہ لا کر ذکر کی گئی۔

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ (جب اس کو حرکت کرتے دیکھا)۔ تھتز: یہ رآھا کی ھا سے حال ہے۔ كَاَنَّهَا جَآنٌّ۔ (گویا وہ ہلکا پھلکا سانپ ہے)۔ چھوٹا سانپ۔ تھتز: تھتز کی ضمیر سے حال ہے۔ وَلّٰی (موسیٰ علیہ السلام مڑے)۔ مُدْبِرًا (اس سے پیٹھ پھیر کر) اور اس کو پشت کی جانب خوف کی وجہ سے کر دیا کہ کہیں وہ حملہ آور نہ ہو۔ وَّ لَمْ یُعَقِّبْ (اور متوجہ بھی نہ ہوئے)۔ یا نہ لوٹے اہل عرب کہتے ہیں قد عقب فلان۔ جبکہ وہ لوٹ کر لڑنا شروع کر دے۔ اس کے بعد کہ وہ پیٹھ پھیر کر جا چکا تھا۔ پس ان کو آواز دی گئی۔

یٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ (اے موسیٰ ڈرو نہیں میرے ہاں پیغمبر ڈرا نہیں کرتے)۔ میرے مخاطبت کے وقت پیغمبر میری بارگاہ میں ڈرا نہیں کرتے۔ یا نمبر۲۔ میرے ہاں پیغمبر دوسروں سے ڈرا نہیں کرتے۔ موسیٰ علیہ السلام کو جو خوف پیدا ہوا وہ طبعی تھا اور ممانعت خوف عقلی کی ہے۔

۱۱: اِلَّا مَنْ ظَلَمَ (مگر وہ جس سے قصور ہوا) لیکن جس نے قصور کیا دوسروں میں سے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام ظلم نہیں کرتے۔ نمبر۲۔ لیکن جس نے قصور کیا ان میں سے۔ مرسلین میں سے جس سے لغزش ہو گئی۔ جو اس کے مرتبہ عالی کے مناسب نہ تھی۔ اگر چہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وہ فی نفسہ درست ہو۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام سے جلد بازی اور یونس' سلیمان' داؤد علیہم السلام سے جلدی ہوئی۔ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا (پھراس نے اس کواچھائی سے بدل لیا) یعنی توبہ کرلی۔ بَعْدَ سُوْءٍ (لغزش کے بعد)۔ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (پس بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں)۔اس کی توبہ کو قبول کرتا اور لغزش کو بخش دیتا اور اس پر رحم کرتا ہوں اور اس کی امید کو پورا کردیتا ہوں۔گویا یہ موسیٰ علیہ السلام کے قول پر تعریض ہے جبکہ قبطی ان کے مکہ سے مرگیا ہے۔

جیسا دوسری جگہ فرمایا: رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرلہ۔ القصص۔۱۶۔

۱۲: وَاَدْخِلْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ (اپنے ہاتھ کو اپنی قمیص کے اندر داخل کرو)۔اور اس کو نکالو۔ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ (وہ سفید ہو کر نکلے گا)۔اس کی چمک نور آفتاب پر غالب آجائے گی۔مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ (بغیر کسی خرابی کے)۔برص وغیرہ کی۔

نحو: بیضاء اور مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ دونوں حال ہیں۔فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ (نو معجزات میں ہیں)۔ نحو: یہ جملہ مستانفہ ہے۔اور فی کا تعلق محذوف کے ساتھ۔ای اذھب فی تسع آیات۔نمبر۲۔والق عصاك وادخل یدك فی جملة تسع آیات۔ القائے عصا اور ید بیضاء دونوں من جملہ ۹ آیات سے ہیں۔

اِلٰی فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ (فرعون اور اس کی قوم کی طرف)۔الی کا تعلق مرسلاً محذوف سے ہے ای مرسلاً الی فرعون الایة۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ (بلاشبہ وہ فاسق قوم تھی)۔فاسق کا معنی یہاں کفر کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکلنا ہے۔

## واضح آیات:

۱۳: فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا (جب ان کے پاس ہماری آیات آچکیں)۔آیات سے معجزات مراد ہیں۔مُبْصِرَةً (کھلم کھلا)۔یہ حال ہے۔یعنی ظاہر و واضح۔نمبر۱۔آیات کے لئے یہاں ابصار کا لفظ لائے۔حالانکہ حقیقت میں آیات تو غور وفکر کرنے والوں کے لئے ہیں۔کیونکہ نظر وفکر میں وہ آیات ان سے ملابست رکھنے والی ہیں۔

نمبر۲۔ان آیات کو اس طرح قرار دیا گیا گویا وہ دیکھی جاتی ہیں پس ان سے راہ مل جاتی ہے۔کیونکہ اندھا راہ پانے پر قدرت نہیں رکھتا چہ جائیکہ وہ دوسرے کی راہنمائی کرے۔عرب کا یہ قول اسی قسم میں سے ہے۔کلمة عوراء۔کیونکہ اچھی بات راہنمائی کرتی ہے اور بری گمراہ کرتی ہے۔قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ (وہ کہنے لگے یہ کھلا جادو ہے)۔مبین کا مطلب یہ ہے غور کرنے والے کے لئے ظاہر ہے۔آیت میں المبصرة اور المبین میں مقابلہ کیا گیا ہے۔

۱۴: وَجَحَدُوْا بِهَا (انہوں نے ان آیات کا انکار کردیا)۔ایک قول: یہ ہے کہ جحود تو جاحد کے علم سے ہوتا ہے۔مگر یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ جحود انکار کو کہتے ہیں۔اور بعض اوقات اشیاء کا انکار اس سے ناواقفیت کی بنیاد پر ہوتا ہے اور کبھی پہچان کے بعد ضد کی وجہ سے ہوتا ہے۔(کذافی شرح التاویلات) الدیوان کتاب میں مذکور ہے۔کہا جاتا ہے جحد حقهٗ وبحقهٖ ایک ہی معنی میں ہیں۔

وَاسْتَیْقَنَتْهَآ (اور یقین کر چکے تھے)۔واو حالیہ ہے۔اور اس کے بعد قد مضمر ہے۔استیقان ایقان سے زیادہ بلیغ ہے۔

اَنْفُسُهُمْ (انکے دل) یعنی زبانوں سے تو انہوں نے انکار کیا مگر انکے ضمیر و دل ان آیات پر یقین کر چکے تھے۔ظُلْمًا (ظلم کے طور پر)۔ نحو: یہ جحدوا کی ضمیر سے حال ہے۔اور اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات پر دل سے یقین کر لے مگر



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ

اور البتہ تحقیق ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا، اور ان دونوں نے کہا کہ اللہ کے لئے سب تعریف ہے جس نے ہمیں اپنے مومن بندوں میں سے

مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ

بہت سوں پر فضیلت دی ہے، اور سلیمان، داؤد، کے وارث ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی

الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَىْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ

سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز دی گئی ہے، بلاشبہ یہ کھلا ہوا فضل ہے۔ اور سلیمان کے لئے ان کے لشکر جمع

جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٧﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ

کئے گئے جو جنات میں سے اور انسانوں میں سے اور پرندوں میں سے تھے، پھر انہیں روکا جاتا تھا، یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے میدان میں آئے

قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ

تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو! اپنے رہنے کی جگہوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں کچل کے رکھ دیں

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِىْۤ اَنْ اَشْكُرَ

اور انہیں خبر بھی نہ ہو، سو وہ چیونٹی کی بات سے مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور عرض کیا کہ اے میرے رب آپ مجھے اسی پر رکھئے کہ میں آپ کی نعمت کا

نِعْمَتَكَ الَّتِىْۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِىْ

شکر ادا کرتا رہوں جو آپ نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائی اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہوں، اور آپ مجھے اپنی رحمت سے

بِرَحْمَتِكَ فِىْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾

اپنے نیک بندوں میں داخل رکھئے۔

انسان ان کو سحر قرار دیکر انکار کر دے۔ وَّعُلُوًّا (اور تکبر کی بنا پر)۔ ایمان سے اپنے کو بلند قرار دیتے ہوئے تکبر اختیار کیا۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ (تم دیکھو تباہ کاروں کا انجام کیا ہوا)۔ دنیا میں غرق اور آخرت میں حرق۔

١٥: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا (اور ہم نے داؤد و سلیمان علیہما السلام کو یقینا علم دیا)۔ یہاں آتینا اعطینا کے معنی میں ہے یعنی عطا کیا۔ علما۔ نمبرا۔ کچھ علم۔ نمبر۲۔ شاندار علم۔ اس سے مراد بہر صورت علم دین اور فیصلہ ہائے نبوت ہیں۔

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ (دونوں نے کہا تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

جس نے اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر ہمیں فضیلت دی)۔اور یہ آیت ہماری دلیل ہے معتزلہ کے خلاف اصلح للعباد کو چھوڑ نے ہیں۔یہاں محذوف ہے تاکہ واؤ کا عطف صحیح ہو جائے۔اگر محذوف نہ مانیں تو پھر فاء آنی چاہیے۔جیسا کہ اس قول میں اعطیته فشکر۔آیت میں تقدیر عبارت اس طرح ہوگی۔ آتینا هما علمًا فعملا به وعلماه وعرفا حق النعمة فيه وقالا الحمد لله الاية۔

ہم نے ان دونوں کو علم دیا پس انہوں نے عمل کیا اور اس کو سکھایا اور اللہ تعالیٰ کا حق اس میں جانا اور کہا الحمد للہ۔ الخ۔کثیر سے یہاں وہ لوگ مراد ہیں جن کو علم نہیں ملا۔نمبر۲۔وہ لوگ مراد ہیں جن کو علم تو ملا مگر ان جیسا نہیں ملا اور اس میں یہ بات ہے کہ ان کو بہت سے لوگوں پر فضیلت دی گئی اور بہت سوں کو ان پر فضیلت دی۔

مَسْئَلَة: یہ آیت دلیل ہے کہ علم بڑے مرتبہ والی چیز ہے اور علم والے مقدم و معزز ہیں اور نعمت علم عظیم الشان انعام ہے اور جس کو یہ میسر ہو اس کو بہت سے بندوں پر فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف و منزلت میں اسی قرب کی وجہ سے ان کو ورثة الانبياء قرار دیا ہے۔کیونکہ انبیاء علیہم السلام جو پیغام دیکر بھیجے گئے یہ اس کو قائم رکھنے والے ہیں۔

## اعترافِ نعمت:

مسئلہ نمبر۱: اس عظیم نعمت کا تقاضا ہے کہ وہ اس ملنے والے علم پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں اور عالم کے ذہن میں یہ بات ہو کہ اگر اس کو بہت سے بندوں پر فضیلت حاصل ہے تو اس پر بھی دوسروں کو فضیلت حاصل ہے۔فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قول اس سلسلہ میں کتنا شاندار ہے۔

كل الناس افقه من عمر۔

۱۶: وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ (اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے)۔دوسرے بیٹوں کی بجائے ان کو نبوت و بادشاہت ملی۔داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے تھے۔

## قولِ علماء :

ان کو صرف والد کی طرح نبوت ملی تو گویا کہ یہ ان کے وارث بنے۔ورنہ نبوت وراثت میں نہیں ملتی۔

وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ (سلیمان نے کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی)۔اس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ذکر کر کے مشہور کیا۔اور اس نعمت کے مرتبہ کا اعتراف کیا اور معجزہ کے تذکرہ سے لوگوں کو اس کی تصدیق کی طرف بلایا۔یہ معجزہ پرندوں کی بولی ہے۔المنطق۔ہر وہ آواز جو مفرد یا مرکب مفید و غیر مفید نکالی جائے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولی اسی طرح سمجھتے جیسے پرندے ایک دوسرے کی سمجھتے ہیں۔

## نمونۂ گفتگو:

لطیفہ: روایت تفسیریہ میں ہے کہ نمبر۱۔فاختہ بولی تو آپ نے فرمایا یہ کہتی ہے۔کاش یہ مخلوق پیدا نہ کی جاتی۔نمبر۲۔مور نے آواز



BestUrduBooks.wordpress.com

دی۔تو آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے۔جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔نمبر۳۔ہدہد نے آواز نکالی تو آپ نے فرمایا۔یہ کہتا ہے۔اے گناہ گار گناہوں کی معافی مانگو۔نمبر۴۔ابابیل بولی آپ نے فرمایا یہ کہتی ہے۔بھلائی بھیجو اس کو پالو گے۔نمبر۵۔کبوتری چیخی۔آپ نے فرمایا یہ کہتی سبحان ربی الاعلی اس کے آسمان بھر کر اور زمین بھر کر حقدار ہیں۔نمبر۶۔قمری بولی تو آپ نے فرمایا۔یہ کہتی سبحان ربی الاعلی۔نمبر۷۔چیل چیخی تو آپ نے فرمایا یہ کہتی ہے۔ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔نمبر۸۔کونج بول اٹھی تو آپ نے فرمایا یہ کہتی ہے۔جو خاموش رہا وہ بچ گیا۔نمبر۹۔مرغ نے اذان دی تو آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے۔اے غافلو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔نمبر۱۰۔گدھ چیخا تو آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے اے ابن آدم تو زندہ رہ لے جتنا رہنا ہے تیرا انجام موت ہے۔نمبر:۱۱عقاب بولا تو آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے۔لوگوں سے دوری میں مایوسی ہے۔نمبر:۱۲مینڈک ٹرایا تو آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے پاکیزگی والا میرا رب سبحان ہے۔

وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (اور ہمیں سب کچھ دیا گیا)۔اس سے مراد ان چیزوں کی کثرت بیان کرنا ہے جو ان کو عنایت کی گئیں۔جیسا کہتے ہیں۔فلان یعلم کل شئی۔اور اس کی مثل یہ ارشاد ہے۔واوتیت من کل شئی۔النمل۔۲۳

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ (بیشک یہ البتہ کھلا ہوا فضل ہے)۔یہ بات بطور شکر کہی۔جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انا سید ولد آدم ولا فخر۔(رواہ الحاکم) یعنی میں یہ قول بطور شکر کہتا ہوں۔بطور فخر نہیں کہتا۔علمنا و اوتینا یہ نون واحد ہی کا ہے جو مطاوعت کے طور پر لایا گیا۔آپ نے اپنے شاہانہ انداز میں اپنے اہل طاعت و رعایا کی حالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے۔اس میں تکبر کا کوئی دخل نہیں۔

(مجہول کے صیغے لا کر اشارہ کر دیا۔دینے والے اور سکھانے والے کا کمال ہے۔مترجم)

## لشکر سلیمان علیہ السلام:

۱۷۔وَحُشِرَ (اور جمع کیے گئے)۔لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ (سلیمان کے لشکر جن میں جن وانس و پرند شامل تھے)۔روایت تفسیر یہ میں ہے۔آپ کا معسکر و چھاونی ۱۰۰×۱۰۰ فرسخ تھا۔ان میں ۲۵ فرسخ جنات کے لئے ۲۵ انسانوں اور ۲۵ پرندوں کے لئے تھے۔جبکہ پچیس وحشی جانوروں کے لئے تھے۔اور آپ کے لکڑی پر بنے ہوئے شیشے کے ایک ہزار مکانات تھے۔ان میں تین سو آپ کے حرم اور سات سو لونڈیاں تھیں۔اور جنات نے آپ کے لئے سونے اور ابریشم کا قالین ایک مربع فرسخ میں تیار کیا۔آپ کا منبر درمیان میں رکھا جاتا۔یہ منبر سونے چاندی کا بنا تھا۔جب آپ تشریف فرما ہوتے۔تو چھ ہزار کرسیاں سونے چاندی کی آپ کے اردگرد رکھی جاتیں۔انبیاء سنہری کرسیوں پر اور علماء فضی کرسیوں پر بیٹھتے تھے۔اور ان کے گرد لوگوں کا مجمع ہوتا اور لوگوں کے گرد شیاطین و جنات بیٹھتے۔اور پرندے اپنے پروں سے ان پر سایہ کرتے۔تاکہ دھوپ نہ لگے۔آپ تیز ہوا کو اس کے اٹھانے کا حکم دیتے اور نرم ہوا کو اس کے چلانے کا ارشاد فرماتے۔جب آسمانوں و زمین کے مابین آپ چلے جا رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔میں نے تمہاری مملکت میں اضافہ کر دیا۔کوئی چیز جو کلام کرے گی۔اللہ تعالیٰ اس کو بذریعہ ہوا تمہارے پاس ڈال دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

حکایت میں ہے کہ: آپ کا گزر کسانوں کے پاس سے ہوا تو وہ کہنے لگے آل داؤد کو بہت بڑی مملکت ملی ہے۔ ہوا نے یہ بات آپ کے کانوں میں پہنچائی۔ آپ تخت سے اتر کر کسانوں کی طرف چل دیئے۔ اور فرمایا میں تمہارے پاس چل کر آیا تا کہ تم اللہ تعالیٰ سے ایسی چیز نہ مانگ لو جس کی طاقت نہ ہو۔ پھر فرمایا۔ آل داؤد کو جو سلطنت ملی ہے۔ ایک بار اللہ تعالیٰ کی تسبیح جن کو اللہ تعالیٰ قبول فرمالے اس سے افضل ہے۔

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ (ان کو روکا جاتا تھا)۔ ان کے پہلوں کو پچھلوں کے ساتھ ملانے کے لئے روکا جاتا تھا۔ پس وہ مجتمع ہو کر چلتے اور یہ لشکر کی کثرت کو ظاہر کرتا ہے۔

الوزع۔ وزع روکنے کو کہتے ہیں۔ اسی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ مایزع السلطان اکثر مما یزع القرآن۔ جتنا بادشاہ لوگوں سے برائی روکتا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جتنا لوگ قرآن سے رکتے ہیں۔

آیت ۱۸: حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ (یہاں تک کہ ان کا گزر ایک چیونٹیوں کی وادی سے ہوا)۔ یہ شام کی وادی ہے جہاں چیونٹیاں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ اتی کا فعل علی سے متعدی کیا گیا ہے کیونکہ آپ کا گزر تو تخت پر ہوا تھا۔ اسی لئے استعلاء کا حرف لایا گیا۔

## چیونٹی کا واقعہ:

قَالَتْ نَمْلَةٌ (ایک چیونٹی نے کہا)۔ یہ لنگڑی تھی جس کا نام طاخیہ تھا یا منذرہ تھا۔ قول قتادہ! وہ کوفہ میں داخل ہوئے تو ہر طرف سے لوگ ان کو لپٹ گئے۔ قتادہ نے کہا۔ جو چاہو سوال کرو۔ ابوحنیفہ نے جو جوان تھے سوال کیا کہ سلیمان کی چیونٹی مذکر تھی یا مؤنث۔ وہ لاجواب ہو گئے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا وہ مؤنث تھی۔ ان سے پوچھا گیا تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا۔ تو انہوں نے کہا۔ اس ارشاد الٰہی سے۔ قالت نملة۔ اگر مذکر ہوتی تو کہا جاتا قال نملة۔ اور اس کی وجہ یہ ہے نملة کا لفظ حمامة کی طرح ہے۔ جس کا اطلاق مذکر و مؤنث ہر دو پر ہوتا ہے ان کے درمیان علامت سے فرق کیا جاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں حمامة ذکر حمامة انثٰی۔ نملة کا لفظ بھی اسی طرح ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ (اے چیونٹیوں تم اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ)۔ یہاں ادخلن نہیں کہا کیونکہ جب چیونٹی کو قائلہ قرار دیا۔ اور چیونٹیوں کو مخاطبین بنایا تو عقلاء کی طرح ان کا خطاب بھی قرار دیا گیا۔ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ (تمہیں نہ مٹادیں)۔ توڑ دیں۔ الحطم۔ توڑنا یہ نہی جملہ مستانفہ ہے۔ یہ ظاہر میں سلیمان علیہ السلام کو روندنے سے روکا ہے۔ مگر حقیقت میں ان کو رکنے اور باہر نکلنے کی ممانعت کی جارہی ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں۔ لا ارينّك ههنا۔ یعنی تو اس جگہ مت آ۔ ایک قول یہ ہے۔ یہ جواب امر ہے۔ مگر یہ قول ضعیف ہے۔ نون تاکید اس کا انکار کر رہی ہے۔ کیونکہ یہ ضرورت شعر میں سے ہے۔ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ (سلیمان اور اس کا لشکر)۔ ایک قول یہ ہے۔ اس نے کہنا چاہا لا يحطمنكم جنود سليمان۔ مگر اس سے زیادہ بلیغ جملہ وہ لائی۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (اور ان کو معلوم نہیں)۔ کہ تم یہاں رہتی ہو یعنی اگر وہ جان لیں تو ایسا نہ کریں۔ اس نے معذرت کے طور پر سلیمان اور ان کے لشکر کے عدل کی تعریف کی۔ سلیمان علیہ السلام نے اس کا یہ قول تین میل دور سے سن لیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَتَفَقَّدَ الطَّيۡرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ أَرَى الۡهُدۡهُدَ أَمۡ كَانَ مِنَ الۡغَآئِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُۥ

اور سلیمان نے پرندوں کی حاضری لی تو کہا کیا بات ہے جو میں ہدہد کو نہیں دیکھ رہا ہوں، کیا وہ کہیں غائب ہے؟ میں اسے ضرور ضرور سخت سزا دوں

عَذَابًا شَدِيدًا أَوۡ لَأَاْذۡبَحَنَّهُۥٓ أَوۡ لَيَأۡتِيَنِّي بِسُلۡطَٰنٖ مُّبِينٖ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيۡرَ بَعِيدٖ

گا یا ضرور ضرور اسے ذبح کر دوں گا، یا یہ بات ہو کہ وہ میرے سامنے کوئی صریح دلیل لیکر آئے۔ پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی

فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمۡ تُحِطۡ بِهِۦ وَجِئۡتُكَ مِن سَبَإِۭ بِنَبَإٖ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّي وَجَدتُّ

کہ ہدہد نے کہا کہ میں ایسی چیز کی خبر لایا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں اور آپ کے پاس ملک سبا کی ایک یقینی خبر لایا ہوں بے شک میں نے ایک عورت کو

ٱمۡرَأَةٗ تَمۡلِكُهُمۡ وَأُوتِيَتۡ مِن كُلِّ شَيۡءٖ وَلَهَا عَرۡشٌ عَظِيمٞ ﴿٢٣﴾

پایا جو ان پر بادشاہت کرتی ہے اور اسے ہر چیز دیدی گئی ہے، اور اس کے لئے ایک بڑا تخت ہے۔

۱۹: فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوۡلِهَا (اس کی بات پر آپ نے تبسم کیا ہنستے ہوئے)۔ اس کی احتیاط پر تعجب کرتے ہوئے اور اپنی مصلحت کو صحیح جانچ لینے اور چیونٹیوں کو نصیحت کرنے پر متعجب ہوئے۔ نمبر۲۔ ظہور عدل پر خوشی کا اظہار کیا۔ ضاحکًا۔ یہ تاکیدی حال ہے کیونکہ تبسم ضحک کے معنی میں ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کا اکثر ضحک تبسم ہی ہوتا ہے۔ زجاج نے اسی طرح کہا ہے۔

دعائے سلیمانی:

وَقَالَ رَبِّ أَوۡزِعۡنِيٓ أَنۡ أَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِيٓ أَنۡعَمۡتَ عَلَيَّ (اور کہا اے میرے رب تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو آپ نے مجھ پر فرمائی ہیں)۔ او زعنی کا معنی مجھے الہام فرما۔ اور حقیقت میں اس کا معنی یہ ہے۔ تو مجھے ہر چیز سے روک دے سوائے اپنی نعمتوں پر شکریہ کے۔ انعمت علی سے نبوت' بادشاہت' علم مراد ہے۔ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ (اور میرے والدین پر) کیونکہ والدین پر انعام اولاد پر احسان ہے۔ وَأَنۡ أَعۡمَلَ صَٰلِحٗا تَرۡضَىٰهُ (اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جو تجھے پسند ہوں)۔ اپنی بقیہ زندگی میں۔ وَأَدۡخِلۡنِي بِرَحۡمَتِكَ (اور تو مجھے اپنی رحمت سے داخل فرما۔) یعنی جنت میں داخل فرما۔ برحمتک کا لفظ لا کر بتلایا کہ محض اپنی رحمت سے نہ کہ میرے عمل صالح سے۔ اسلئے کہ کوئی رحمت الٰہی کے بغیر جنت میں نہیں جا سکتا۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ فِي عِبَادِكَ الصَّٰلِحِينَ (اپنے نیک بندوں میں)۔ اپنے انبیاء مرسلین کے زمرہ میں۔ نمبر۲۔ اپنے صالح بندوں میں۔

روایت تفسیر یہ ہے کہ چیونٹی نے لشکروں کی آواز محسوس کی۔ اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ لشکر ہوا میں ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو رکنے کا حکم دیا۔ تاکہ وہ خوف زدہ نہ ہوں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مکانات میں داخل ہو گئیں۔ پھر آپ نے یہ دعا کی۔

واقعۂ ہدہد:

آیت ۲۰: وَتَفَقَّدَ الطَّيۡرَ فَقَالَ مَا لِيَ (اور آپ نے پرندوں کو طلب کیا)۔ پس فرمایا۔ مجھے ہدہد دکھائی نہیں دیتا۔ قراءت: مَالِیَ مکی'



BestUrduBooks.wordpress.com

علی، عاصم نے نصب سے پڑھا جبکہ دیگر قراء نے سکون یاء سے پڑھا ہے۔ التفقد اس چیز کو ڈھونڈنا جو تم سے غائب ہو۔ لَا اَرَی الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآىِٕبِیْنَ (میں ہدہد کو نہیں دیکھتا یا وہ غائب ہونے والوں میں سے ہے)۔ ام۔ یہاں بل کے معنی میں ہے۔ آپ نے پرندوں کا معاینہ کیا تو ہدہد کو نہ پایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ مجھے کیوں نظر نہیں آرہا۔ مطلب یہ ہے۔ وہ اس لئے نظر نہیں آرہا کہ کسی روک نے اس کو چھپا ڈالا۔ نمبر۲۔ یا کوئی دوسری صورت ہے۔ پھر آپ کو واضح ہوگیا کہ وہ واقعی غائب ہے۔ پس اس بات سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا بلکہ وہ تو غائب ہے۔ بیان کیا گیا کہ جب سلیمانؑ نے حج کیا۔ تو آپ یمن کی طرف سے نکلے۔ آپ کا گزر صنعاء کے زمانہ زوال میں ہوا۔ آپ صنعاء میں اتر کر نماز ادا فرمانے لگے۔ مگر انہوں نے پانی نہ پایا۔ ہدہد آپ کا کنواں انجینیر تھا۔ وہ پانی زمین کے نیچے دیکھ پاتا ہے۔ جیسا کہ شیشے میں پانی نظر آتا ہے۔ شیاطین کھود کر جلد پانی نکال لیتے۔ آپ نے اسی لئے اسکو تلاش فرمایا۔

## ایک تذکرہ:

ایک تذکرہ یہ بھی ہے کہ سلیمانؑ کے سر پر سورج کی ایک لپٹ پہنچی آپ نے دیکھا تو ہدہد کی جگہ خالی تھی۔ آپ نے پرندوں کے راہنما کو بلایا اور وہ گدھ تھا۔ اس سے پوچھا تو اس نے کہا مجھے علم نہیں۔ پھر پرندوں کے سردار کو کہا اور وہ شاہین ہے کہ اس کو میرے پاس لے آؤ وہ اڑا اور نگاہ ڈالی تو ہدہد آرہا تھا۔ پس اس نے اس کو پکڑنے کا قصد کیا تو ہدہد نے اس کو اللہ تعالیٰ کی قسم دی جس کی وجہ سے باز اس سے باز رہا۔ جب سلیمان علیہ السلام کے قریب آیا تو اپنی دم جھکالی۔ اور دونوں بازوؤں کو زمین پر کھینچنے اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے پیغمبر: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے کھڑے ہونے کو یاد کر۔ اس پر سلیمان علیہ السلام کانپ گئے اور اس کو معاف کر دیا۔

۲۱: لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا (میں اس کو عذاب دونگا)۔ اس کے بال و پر نوچ ڈالے جائیں گے اور اس کو دھوپ میں ڈال دیا جائے گا۔ نمبر۲۔ اس کے اور اس کے مالوفات کے درمیان تفریق کر دی جائے گی۔ اس کو اپنے ہمجولیوں کا خادم بنا دیا جائے گا اور سربراہی اس سے چھین لی جائے گی۔ نمبر۳۔ اس کے مخالفین کے ساتھ جیل میں ڈال دیا جائے گا۔

بعض کا قول ہے۔ اضیق السجون معاشرة الاضداد۔ سب سے تنگ قیدی جو مخالفین کے نرغہ میں رہے۔

نمبر۴۔ پنجرے میں ڈال دیا جائے گا۔ نمبر۵۔ چیونٹیوں کے سامنے اس کو ڈال دیا جائے گا تا کہ وہ اس کو کھالیں۔

مَسْئَلَۃٌ: سلیمان علیہ السلام کو جائز تھا کہ وہ مصلحت کی بناء پر ہدہد کو سزا دیں۔ جیسا کہ کھانے کی غرض سے پرندوں کو کھانا جائز ہے۔ اسی طرح دیگر منافع حاصل کرنے کے لئے بھی ذبح جائز ہے۔ جب پرندے ان کے لئے مسخر کیے گئے تھے تو سیاست و تادیب کے لئے ان کو سزا دینا درست تھا اور نہ تسخیر ہی کامل نہ ہوتی۔

اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ (یا میں ضرور اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ ضرور میرے پاس لے آئے)۔

لیاتینی کی نون ثقیلہ ہے تا کہ اس میں اور لاعذبنه میں مشاکلت پیدا ہو جائے۔ اور ایک نون کو تخفیف کیلئے حذف کیا گیا ہے۔

قراءت: مکی نے دونوں سے لیاتیننی پڑھا۔ اول نون تاکید اور دوسری نون عماد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ (واضح دلیل کے ساتھ)۔ اپنی غیر موجودگی کی ایسی دلیل جس میں اس کا عذر ظاہر ہو۔

## ایک اشکال:

آپؑ نے تین باتوں میں سے ایک پر قسم اٹھائی۔ پہلی دو تو آپ نے کیں اور اس میں بات کی گنجائش نہیں مگر تیسری تو ہدہد نے کی اور یہی قابل اشکال ہے۔ کیونکہ ان کو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ وہ دلیل پیش کر دے گا اور آپ نے یہاں تک فرمادیا۔ لیأتینی بسلطان؟

جواب: ان کے کلام کا معنی یہ ہے کہ ان میں سے ایک کام ضرور ہوگا۔ یعنی اگر دلیل لے آئے گا تو سزا نہ ہوگی۔ نہ ذبح اور اگر وہ نہ ہوئی تو پھر ان میں سے ایک ہوگی۔ عقلاً تو اس میں کوئی دعویٰ نہیں۔

آیت ۲۲: فَمَکَثَ (پس ٹھہرا)۔ ہدہد سلیمان علیہ السلام کی پڑتال کے بعد۔ قراءت: عاصم' سہل' یعقوب کے علاوہ دیگر قراء نے کاف کا ضمہ پڑھا ہے۔ غَیْرَ بَعِیْدٍ (تھوڑی دیر)۔ یعنی مکثا غیر طویل۔ زیادہ طویل ٹھہراؤ نہ تھا۔ نمبر۲۔ غیر زمان بعید۔ دور زمانہ نہ تھا جیسا کہ کہتے: عن قریب۔

اس کے ٹھہرنے کو مدت قلیلہ سے بیان کیا کیونکہ خوف سلیمانی اس کے اسراع کی دلالت ہے۔ جب وہ لوٹ کر آیا آپ نے زمانہ غیبوبت کی تفصیل دریافت کی۔ فَقَالَ اَحَطْتُّ (میں نے آپ کی اطراف سے کچھ معلومات کیں)۔ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ (جو آپ کو نہیں)۔ اس نے سلیمان علیہ السلام سے ان کے علم کی آزمائش کے لئے یہ بات کی باوجودیکہ سلیمان علیہ السلام کو نبوت کی فضیلت اور بیشمار علوم دیئے گئے تھے۔

مَسْئَلَۃٌ: اس میں روافض کے اس قول کی تردید ہے کہ امام پر کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی اور اسکے زمانہ میں اس سے بڑا علم والا کوئی نہیں ہوتا۔

وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ (اور میں ملک سبا کی ایک یقینی خبر لایا ہوں)۔ قراءت: ابو عمرو نے سبأ کو غیر منصرف پڑھا۔ اور اس کو قبیلہ کا نام قرار دیا یا شہر کا نام۔ اور دیگر قراء نے تنوین سے پڑھا ہے اور اس کو خاندان کا نام یا باپ کا نام بتلایا ہے۔

النبأ۔ عظیم الشان خبر۔ یہ الفاظ من سبأ بنبأ۔ خوبصورت ترین کلام ہے۔ اس کو بدیع کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ بھی عجیب و خوبصورت ہے۔ اور معنی کے لحاظ سے بھی۔ نمبرا۔ توجہ فرمائیں بنبأ کی بجائے بخبر ہوتا تو معنی صحیح ہوتا۔ مگر نبأ تو اس کے بالمقابل اصح ہے اور وصف حالی میں اس کے مناسب ہے۔

۲۳: اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً (میں نے پائی ایک ایسی عورت جو سبا پر حکمرانی کرتی ہے)۔

## بلقیس کا سلسلۂ نسب:

وہ بلقیس بنت سراحیل ہے۔ اسکا والد یمن کا بادشاہ تھا۔ اسکے چالیس آباء بادشاہ ہوئے۔ اسکا اپنا کوئی بیٹا نہ تھا۔ فقط یہی بیٹی تھی۔ یہ بادشاہت پر قابض ہوگئی۔ یہ اور اس کی قوم مجوسی' سورج کے پجاری تھے۔ تَمْلِكُهُمْ (ان کی حکمران ہے)۔ سبأ کی طرف تملکھم کی ضمیر بتاویل قوم ہے یا اہل المدینہ کی تاویل میں ہے۔ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ (اور اس کو سب کچھ دیا گیا ہے)۔

نَحْوٌ: اوتیت حال ہے۔ اور قد مقدرہ ہے۔ من کل شئی سے وہ اسباب دنیا مراد ہیں جو اسکے حال کے ساتھ مناسبت رکھتے تھے۔

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ (اس کا تخت بہت بڑا ہے)۔ عرش بمعنی تخت اور عظیم بڑا کے معنی میں ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ایک قول: یہ اسی ہاتھ مربع تھا۔ اور اسی ہاتھ اونچا تھا۔ یہ سونے چاندی سے بنا تھا۔ قسم قسم کے جواہرات اس پر جڑاؤ کیے گئے تھے۔ اس کے پائے سرخ و سبز یاقوت اور موتی اور زمرد کے بنے ہوئے تھے۔ اور اس پر سات کمرے تھے ہر کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اس نے اس کی حالت کو سلیمان کی حالت کے مقابلہ میں چھوٹا قرار دیا اور اس کے تخت کو بہت بڑا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام سے مصلحت کی بناء پر مخفی رکھا۔ جیسا کہ یوسف علیہ السلام کی جائے رہائش یعقوب علیہ السلام پر مخفی رکھی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

میں نے اسے اور اس کی قوم کو اس حالت پر پایا کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کردیا ہے سو اس نے انہیں راہ سے

السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِى السَّمٰوٰتِ

ہٹا دیا لہٰذا وہ ہدایت نہیں پاتے۔ وہ اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو

وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

نکالتا ہے اور وہ ان چیزوں کو جانتا ہے جنہیں تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو۔ اللہ ہے جس کے سوا کوئی بھی معبود نہیں وہ عرش عظیم کا

السجدة

الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِىْ هٰذَا

رب ہے۔ سلیمان نے کہا ہم عنقریب دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لیجا

فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّىْۤ اُلْقِىَ

اور اسے ان کے پاس ڈالدے پھر ہٹ جانا، پھر دیکھنا کہ وہ کیا بات چیت کرتے ہیں۔ کہنے لگی کہ اے دربار والو میرے پاس ایک خط ڈالا

ع ۲ (۱۷) ۱۷

اِلَىَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَىَّ

گیا ہے جو عزت والا خط ہے بے شک وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ ہے کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن ہے رحیم ہے۔ تم لوگ میرے مقابلہ میں بڑائی نہ جتاؤ

وَاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِىْ فِىْۤ اَمْرِىْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا

اور میرے پاس فرماں بردار ہو کر آجاؤ کہنے لگی اے دربار والو تم میرے معاملہ میں مجھے مشورہ دو میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی

حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ

جب تک کہ تم میرے پاس موجود نہ ہو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم طاقت والے ہیں اور سخت لڑائی والے ہیں اور تمہیں اختیار ہے

فَانْظُرِىْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا

سو تم دیکھ لو کیا حکم کرتی ہو۔ کہنے لگی کہ بلاشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے خراب کردیتے ہیں۔

وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّىْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ

اور جو اس کے رہنے والے باعزت ہوتے ہیں انہیں ذلیل بنا دیتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور میں ان کی طرف ایک ہدیہ بھیجتی ہوں

فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ

پھر دیکھتی ہوں کہ بھیجے ہوئے لوگ کیا جواب لیکر واپس ہوتے ہیں۔ سو جب وہ قاصد سلیمان کے پاس پہنچا تو سلیمان نے کہا کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو سو اللہ نے جو کچھ

اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ

مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تم کو دیا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ تم اپنے ہدیہ پر خوش ہوتے ہو۔ تو ان لوگوں کے پاس لوٹ جا ہم ان پر ایسے لشکر بھیجتے ہیں

لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

کہ وہ لوگ ان کا مقابلہ نہ کرسکیں گے اور ہم انہیں وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

**ہدایت سے عاری قوم:**

۲۴: وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ (میں نے اس کو اور اس کی قوم کو سورج کے سامنے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سجدہ کرتے دیکھا اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے سامنے مزین کر کے ان کو راہ سے روک دیا)۔ السبیل سے راستۂ توحید مراد ہے۔ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ (پس وہ ہدایت نہیں پاتے) راہ حق کی طرف۔ اور ہدہد سے یہ بعید نہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا راستہ پالیا۔ اور سجدہ کا وجوب اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے اور سورج کے لئے سجدہ کی حرمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی گئی ہو جیسا کہ کئی دیگر پرندوں کو ایسی لطیف معرفتیں اس کی طرف سے الہام کی جاتی ہیں۔ جن کے متعلق بڑے عقلاء کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔

۲۵: اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ (کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتے)۔ نحو: نمبرا۔ الا تشدید کے ساتھ۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے فصدهم عن السبيل لئلا يسجدوا۔ اَنْ کے ساتھ حرف جار کو حذف کر کے نون کو لام میں ادغام کر دیا گیا۔ نمبر۲۔ لا زائدہ بھی ہوسکتا ہے۔ اور معنی یہ ہو فهم لا يهتدون ان يسجدوا۔ وہ سجدہ کی طرف راہ نہیں پاتے۔ نمبر۳۔ اَلَا کو یزید وعلی نے تخفیف کے ساتھ پڑھا۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ الا يا هؤلاء اسجدوا۔ پس الا حرف تنبیہ اور یا حرف نداء ہے اور اس کا منادی محذوف ہے۔ اور اس صورت میں فهم لا يهتدون پر وقف ہوگا۔ اور جنہوں نے تشدید سے پڑھا۔ جیسا پہلی دو صورتوں میں ہے۔ انہوں نے العرش العظيم پر وقف کیا۔ اور تخفیف والوں نے فهم لا يهتدون پر وقف کیا پھر ابتداء الا اسجدوا سے کی۔ سجدہ تلاوت ان دونوں قراءتوں میں واجب ہے۔ بخلاف زجاج کے وہ کہتے ہیں تشدید کے صورت میں سجدہ لازم نہیں۔ نمبرا۔ کیونکہ سجدہ کے مقامات پر یا تو سجدہ کا حکم دیا جاتا ہے۔ نمبر۲۔ یا پھر سجدہ کرنے والے کی مدح و تعریف کی جاتی ہے۔ نمبر۳۔ چھوڑنے والے کی مذمت کی جاتی ہے۔ اور دونوں میں سے ایک قراءت امر ہے اور دوسری چھوڑنے والے کے لئے مذمت ہے۔

الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ (اس اللہ تعالیٰ کے لئے جو پوشیدہ چیزوں کو نکالتا ہے)۔ الخبأ مصدر ہے۔ اسم مفعول کو مصدر سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آسمانوں وزمین میں)۔ بقول قتادہ: آسمان کی مخفی چیز سے بارش اور زمین کی مخفی چیز سے نباتات مراد ہیں۔ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ (اور وہ جانتا ہے ان باتوں کو جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو)۔ قراءت: ان دونوں میں تاء علی اور حفص کی قراءت ہے۔ جبکہ حمزہ' نافع' ابو عمرو وغیرہ نے یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

۲۶: اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے)۔ ہدہد نے بطور تعظیم کے عرش الٰہی کی عظیم کے ساتھ صفت ذکر کی۔ اس عظیم سے مراد آسمان وزمین اور تمام مخلوقات کے مقابلہ میں عظیم ہونا مراد ہے۔ جبکہ ملکہ بلقیس کے تخت کی بھی عظیم کے ساتھ صفت بیان کی مگر وہاں عظیم سے مراد اس کے ہم جنس بادشاہوں کے تختوں کے مقابلہ میں بڑا ہونا مراد ہے۔ یہاں تک ہدہد کا کلام ہے۔

۲۷: جب وہ اپنی گفتگو سے فارغ ہوا تو قَالَ (سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو فرمایا)۔ سَنَنْظُرُ (عنقریب ہم دیکھیں گے) یہ نظر بمعنی تامل کے لئے یعنی ہم غور کریں گے۔ اَصَدَقْتَ (کیا تم سچے ہو)۔ اس خبر میں جو تم نے دی ہے۔ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (یا تم



BestUrduBooks.wordpress.com

جھوٹوں میں سے ہو )۔ یہ کلام ام کذبت کی بنسبت زیادہ فصیح ہے۔ نمبرا۔ کیونکہ جب وہ جھوٹوں کی فہرست میں شامل ہو جائے گا تو لامحالہ اس کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے گا اور جب وہ جھوٹا ہوگا تو جو وہ اطلاع دے گا اس پر جھوٹے ہونے کا احتمال ہوگا اور وہ قابل اعتماد شمار نہیں ہوگا۔

## خطِ سلیمانی:

پھر سلیمان علیہ السلام نے اس انداز سے خط لکھا من عبداللّٰہ سلیمان بن داوٗد الی بلقیس ملکة سبا بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم السلام علی من اتبع الھدٰی امابعد فلا تعلوا علی واتونی مسلمین اور کستوری سے اس کو بند کر کے اس پر اپنی مہر لگائی اور ہدہد کو کہا۔

۲۸: اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ (میرا یہ خط لے جاؤ اور اس کو ڈال دو )۔

قراءت: القه۔ ہاء کے سکون کے ساتھ بطور تخفیف ابوعمرو' عاصم اور حمزہ نے پڑھا اختلاس کسرہ کے ساتھ تاکہ یائے محذوفہ پر دلالت کرے یزید قالون اور یعقوب نے پڑھا ہے فَاَلْقِهِیْ یاء کے اثبات کے ساتھ دیگر قراء نے نمبرا۔ (فالقھی) پڑھا ہے۔ اِلَیْهِمْ (یعنی بلقیس اور قوم بلقیس کی طرف )۔ یہاں بھی ضمیر مذکر اور جمع کی لائی کیونکہ ہدہد نے اپنے قول میں اسی طرح ذکر کیا وجدتھا وقومھا یسجدون للشمس۔ [النمل:۲۴] اسی لئے خط میں خطاب کی بنیاد جمع کے لفظ کے ساتھ لائی گئی۔ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ (پھر الگ ہو جاؤ تم ان سے )۔ کسی ایسے مقام میں جو بالکل قریب ہو کہ تم ان کو دیکھ سکو اور وہ تمہیں نہ دیکھ پائیں۔ تاکہ تم ان باتوں کو سن سکو جو وہ کہیں۔ فَانْظُرْ مَا ذَا یَرْجِعُوْنَ (پس دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں )۔

## ہدہد کی پیغام رسانی:

۲۹: ہدہد نے وہ خط لے کر اپنی چونچ میں سنبھالا اور ایک روشن دان سے اس کے پاس داخل ہوا اور خط کو اس کے سینے پر ڈال دیا جبکہ وہ سو رہی تھی اور روشن دان میں جا چھپا۔ وہ اچانک بیدار ہوئی یا وہ ہدہد پہنچا۔ جبکہ لشکر اس ملکہ کے اطراف میں موجود تھے وہ کچھ دیر ست یا پھر خط اس کی گود میں ڈال دیا اور وہ پڑھی لکھی تھی جب اس نے مہر کو دیکھا تو اپنی قوم کو کہنے لگی یہ خط جھکا دینے والا اور ڈرا دینے والا ہے۔ قَالَتْ (تو کہنے لگی )۔ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ (اے سردارو! بے شک میری طرف ایک معزز خط ڈالا گیا ہے )۔

## کتاب کریم کا مضمون:

قراءت: انی کو مدنی نے یاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے اس خط کو کریم کہا گیا اس کے مضمون کی خوبی کی وجہ سے یا مہر کی وجہ سے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کرامة الکتٰب ختمه۔ خط کی عظمت اس کی مہر میں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جس نے کوئی خط لکھا اور اس نے مہر نہ لگائی تو اس نے اس کی توہین کی یا خط کو کریم اس لئے کہا کہ وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع ہونے والا تھا یا اس لئے کہ وہ ایک معزز بادشاہ کا خط تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۳۰: اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع ہوتا ہے)۔ یہ درحقیقت جو خط اس کی طرف پہنچا تھا اس کی وضاحت ہے گویا کہ جب اس نے یہ کہا انی القی الی کتب کریم۔ تو اسے کہا گیا کہ وہ خط کس کی طرف سے ہے اور اس کا کیا مضمون ہے تو وہ کہنے لگی انہ من سلیمان وانہ کیت و کیت۔ یعنی وہ ایسے ہے۔

۳۱: اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ (کہ تم بڑے مت بنو اور تکبر مت کرو)۔ جس طرح کہ بادشاہ کیا کرتے ہیں۔ ان یہاں مفسرہ ہے جیسا کہ اس قول میں وانطلق الملا منهم ان امشوا سورۂ ص آیت نمبر ۶۔ یعنی ای امشوا۔ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ (اور تم میرے پاس فرمانبردار ہو کر آ جاؤ) اور اطاعت گذاروں کے معنی میں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے خطوط ایجاز و اختصار کا نمونہ ہوتے ہیں۔

۳۲: قَالَتْ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ (اس نے کہا اے سردارو! میرے معاملہ میں مجھے مشورہ دو)۔ یعنی اب پیش آنے والے معاملہ میں مشورہ دو۔

## ملکہ کی مشاورت:

الفتوٰی: حادثے کے جواب کو کہا جاتا ہے۔ یہ الفتاء فی السن سے بطور استعارہ مشتق کیا گیا ہے اور یہاں فتوی سے مراد اپنی رائے سے مشورہ دینا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے تا کہ ان سے مشورہ لے کہ ان کے دل خوشی سے اس کی طرف مائل ہو جائیں اور وہ بھی اس کے شانہ بشانہ کھڑے ہو جائیں۔ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا (اور میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی)۔ قاطعة کا یہاں معنی فاصلة ہے یا حکم دے ڈالنا حَتّٰی تَشْهَدُوْنِ (جب تک کہ تم میرے پاس موجود نہ ہو)۔ قراءت۔ نون کے کسرہ کے ساتھ فتحہ پڑھنا اس میں لحن ہے کیونکہ نون مفتوح رفع کے مقام پر ہوتی ہے اور یہ مقام نصب ہے۔ یہ اصل میں تَشْهَدُوْنَنِیْ ہے۔ پہلی نون کو نصب کی وجہ سے حذف کیا اور یاء کو اس لئے حذف کیا کہ کسرہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ یعقوب نے وصل و وقف میں یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

معنی آیت کا یہ ہے کہ: یہاں تک کہ تم میرے پاس موجود نہ ہو یا مجھے مشورہ نہ دے دو اور اس بات کی درستی پر گواہ نہ بن جاؤ۔ مطلب یہ تھا میں تمہاری موجودگی کے بغیر کسی معاملے کو طے نہیں کرتی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کو مشورہ دینے والوں کی تعداد تین سو تیرہ آدمی تھے۔ جن میں سے ہر ایک دس ہزار پر نگران تھا۔

## مشورۂ جنگ:

۳۳: قَالُوْا (انہوں نے اس کے جواب میں کہا)۔ نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ (ہم بڑے طاقتور اور سخت جنگجو ہیں)۔ قوة سے ان کی مراد آلات اور اجسام کی قوت تھی۔ اور بأس سے مراد لڑائی کے وقت آزمائش اور شدت شجاعت تھی۔ وَالْاَمْرُ اِلَیْكِ فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْنَ (اب اختیار تیرے ہاتھ میں ہے آپ خود ہی غور کر لیں۔ جو آپ حکم دیں)۔ یعنی حکم تمہارے سپرد ہے ہم تمہاری اطاعت کرنے والے ہیں۔ پس تم ہمیں حکم دو ہم اس کو مانیں گے تیری مخالفت ہرگز نہیں کریں گے گویا ان سب نے لڑائی کا مشورہ دیا۔ نمبر ۲۔ یا ان کی مراد یہ تھی کہ ہم جنگجو ہیں ہم مشورہ دینے والوں کی اولاد نہیں تو خود ذی رائے



BestUrduBooks.wordpress.com

اور ذی تدبیر ہے اس لئے تو غور کر لے تو کیا رائے دینا چاہتی ہے ہم تیری رائے کی اتباع کریں گے۔ جب ملکہ بلقیس نے ان کا میلان لڑائی کی طرف پایا تو وہ مصالحت کی طرف مائل ہوئی اور جواب کو ترتیب دیا۔ اس سے پہلے جو بات انہوں نے ذکر کی اس کو فضول قرار دیا اور ان کی غلطی اس میں یہ کہتے ہوئے واضح کی۔

## مزاجِ شاہاں:

۳۴: قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً (کہنے لگی کہ بادشاہ کسی بستی میں جب داخل ہوتے ہیں) یہاں داخلے سے زبردستی غلبے سے داخل ہونا مراد ہے۔ اَفْسَدُوْهَا (وہ اس کو اجاڑ دیتے ہیں)۔ وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً (اور وہاں کے معزز باشندوں کو ذلیل کر دیتے ہیں یعنی معززین کو ذلیل کرتے ہیں اور شرفاء کی توہین کرتے ہیں اور ان کو قتل و قید میں ڈالتے ہیں۔ پس اس نے لڑائی کے برے نتیجے کو ذکر کرتے ہوئے کہا۔ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ (اور وہ اسی طرح کیا کرتے ہیں) اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ ان کی دوامی عادت ہے کہ جس میں تبدیلی نہیں۔ کیونکہ وہ پرانے بادشاہوں کے گھروں میں پلی تھی اور اس کے بارے میں بہت کچھ سنا اور دیکھا تھا اسی لئے اس نے اس خطرے کا احساس ان کو دلایا۔ پھر اس نے اپنی درست رائے کے مطابق ہدیے کا تذکرہ کیا۔ ایک اور قول: یہ اللہ کی طرف سے اس کے قول کی تصدیق ہے۔ ارشاد مفسر: اس زمین میں ایک فساد پیدا کرنے والے نے اس آیت سے استدلال کیا حالانکہ جس نے کسی حرام کو جائز کیا اس نے کفر کیا۔ اگر اس نے قرآن کو بطور تحریف کے دلیل بنایا ہے تو اس نے دو کفروں کو جمع کیا۔ نمبرا۔ تحریف قرآن نمبر۲۔ اباحت حرام۔

## ملکہ کی عاقلانہ رائے:

۳۵: وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ (میں ان کو ایک ہدیہ بھیجوں گی) یعنی قاصدوں کو ہدیہ دیکر بھیجوں گی۔ فَنٰظِرَةٌ (پھر دیکھوں گی)۔ پس انتظار کروں گی۔ بِمَ: اصل میں بما ہے کیونکہ حرف جر کے ساتھ ما استفہامیہ آئے تو الف حذف کر دیا جاتا ہے۔ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ (قاصد کیا جواب لے کر آتا ہے)۔ ان ہدیوں کی قبولیت کا یا واپس لوٹانے کا۔ کیونکہ وہ بادشاہوں کی عادت اور ہدایا کے اچھے مواقع سے واقف تھی۔ پس اگر وہ بادشاہ ہوگا تو ان کو قبول کر لے گا اور اگر وہ پیغمبر ہوا تو ان کو رد کر دے گا اور ہم سے سوائے اتباع دین کے کسی چیز پر راضی نہ ہوگا۔ اس نے ہدایا میں پانچ سو غلام جن کو لڑکیوں کا لباس اور زیورات پہنا کر ایسے گھوڑوں پر سوار کیا جو ریشم سے ڈھنپے ہوئے تھے اور ان گھوڑوں کی لگامیں اور کاٹھیاں سونے اور جواہرات سے مزین تھیں اور پانچ لڑکیاں جو لڑکوں کے لباس میں گھوڑیوں پر سوار تھیں۔ اور ایک ہزار سونے' چاندی کی اینٹیں اور موتی اور یاقوت کا جڑاؤ کیا ہوا تاج اور ایک ڈبیہ جس میں ایک نایاب موتی اور ایک ٹیڑھا کیا ہوا پوتھ رکھ کر بند کر دیا اور قاصد بھیجے اور ان کا نگران منذر بن عمرو کو بنایا۔ اس کی دلیل اس ارشاد میں ہے بِمَ یرجع المرسلون۔ اور اس نے ایک خط لکھا جس میں سارے ہدایا کی تفصیل تھی اور یہ کہا گیا کہ اگر آپ نبی ہیں تو لونڈیوں اور غلاموں میں امتیاز کر دیجئے اور یہ بھی اطلاع کر دیجئے کہ ڈبیہ میں کیا ہے اور موتی کے درمیان میں درست سوراخ کر دیا جائے اور پوتھ کے اندر دھاگہ ڈال دیا جائے پھر اس نے منذر کو یہ حکم دیا کہ اگر وہ تمہیں غضب ناک نگاہوں سے دیکھے تو سمجھ لینا کہ وہ بادشاہ ہے۔ ہرگز اس سے خوف زدہ نہ ہونا اور اگر تم ان کو ہشاش بشاش نرمی والا پاؤ تو وہ پیغمبر ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ہدہد کی آ گاہی کی صورت:

ہدہد حاضر ہوا اور سلیمان علیہ السلام کو اس ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔سلیمان علیہ السلام نے جنات کو حکم دیا۔کہ وہ سونے چاندی کی اینٹیں تیار کریں۔اور سامنے کے میدان میں جس کی لمبائی سات فرسخ ہو اس کا فرش لگا دیں اور اس میدان کے اردگرد دیوار بھی سونے چاندی کی اینٹوں کی کھینچ دیں پھر آپ نے حکم دیا کہ سمندر اور خشکی کے بہترین جانوروں کو اس میدان کے دائیں اور بائیں ان عمارتوں پر باندھ دیا جائے اور جنات کی اولاد کو حکم دیا کہ وہ اس میدان کے دائیں اور بائیں بیٹھ جائیں پھر آپ اپنے تخت پر تشریف فرما ہوئے تو تخت کے دونوں اطراف میں کرسیاں لگی ہوئی تھیں۔شیاطین صفیں باندھے کئی فرسخ تک اور اسی طرح انسان صفیں باندھے کئی فرسخ تک اور وحشی جانور درندے اور پرندے اور کیڑے مکوڑے سب صف بستہ تھے۔جب انہوں نے جانوروں کو سونے چاندی کی اینٹوں پر گوبر کرتے دیکھا تو ان کو اپنے ہدایا حقیر معلوم ہوئے۔اس لئے ان کو وہیں پھینک دیا اور بڑھتے ہوئے سلیمان علیہ السلام کے جب سامنے آکھڑے ہوئے تو آپ نے ان سب کو ہنس مکھ چہرے سے دیکھا۔انہوں نے ملکہ کا خط حاضر خدمت کیا آپ نے فرمایا موتی کہاں ہے پھر دیمک کو حکم دیا۔تو اس نے ایک بال پکڑ کر اس موتی میں سوراخ کر دیا اور ایک سفید کیڑے نے اپنے منہ میں دھاگہ لے کر اس پوتھ میں دھاگہ ڈال دیا پھر آپ نے پانی منگوایا۔رنڈیاں پانی کو پہلے ایک ہاتھ میں پکڑتی پھر دوسرے پر رکھتیں اور پھر اس کو اپنے منہ پر ڈالتیں اور لڑکے اس کو جونہی پکڑتے اپنے چہرے پر ڈال لیتے ان کے درمیان بھی امتیاز کر دیا پھر سارے ہدایا کو واپس کر دیا پھر منذر کو کہا جاؤ واپس لوٹ جاؤ۔

## جواب سلیمان علیہ السلام تم دنیا پر اترانے والے ہو:

٣٦: فَلَمَّا جَآءَ (جب اس کا قاصد منذر بن عمرو آیا)۔ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ (سلیمان علیہ السلام کے پاس تو آپ نے فرمایا کیا تم مال سے میری مدد کر رہے ہو)۔قراءت۔تمدوننی اس میں دونون اور وصل و وقف میں یاء کا اثبات مکی اور سہل نے کیا ہے مدنی اور ابو عمرو نے وصل میں ان کی موافقت کی۔اتمدونی حمزہ اور یعقوب نے دونوں حالتوں میں پڑھا ہے جبکہ دیگر تمام قراء نے وقف اور وصل دونوں حالتوں میں بغیر یاء کے پڑھا ہے اور اس میں قاصدوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔فَمَآ اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ (جو کچھ اللہ نے مجھے دیا ہے)۔یعنی نبوت بادشاہی اور نعمت۔قراءت: یَ کے فتحہ کے ساتھ مدنی ابو عمرو نے اور حفص نے پڑھا ہے۔ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰكُمْ (وہ اس سے بہت بہتر ہے جو اس نے تم کو دیا ہے)۔یعنی دنیا کی ٹھاٹھ باٹھ کی چیزیں۔بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ (بلکہ تم تو اپنے ہدیے پر اتراتے ہو)۔الھدیۃ۔ہدیہ میں پیش کی جانے والی چیز جیسے عطیہ ہدیہ میں دی جانے والی چیز۔ہدیے کی اضافت ہدیہ دینے والی اور جس کو ہدیہ دیا جائے دونوں کی طرف درست ہے جیسے کہتے ہیں ھذہ ھدیۃ فلان۔اس سے مراد وہ چیز ہے جو اس نے ہدیہ میں دی۔یا یوں کہتے ہیں اھدیت الیہ مجھے یہ ہدیہ دیا گیا۔اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ اس سے بہت ہی اعلیٰ ہے جو تمہارے پاس ہے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ دین دیا کہ جس میں اعلیٰ نصیب اور وسیع مالداری ہے اور اس نے مجھے وہ دنیا دی ہے کہ جس پر اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔اس لئے کس طرح میرا ہمسر مجھے مالی امداد دے سکتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ ظاہری دنیا ہی کو جانتے ہو۔اسی لئے جو تمہیں زادِ راہ یا ہدیہ دیا جائے



BestUrduBooks.wordpress.com

اس پر اترانے لگتے ہو۔ کیونکہ تمہاری ہمت اسی حد تک پہنچنے والی ہے مگر میری حالت تمہاری حالت سے مختلف ہے میں تمہاری کسی چیز پر خوش نہیں ہوسکتا سوائے ایمان کے اور اسی بات پر خوش ہوسکتا ہوں کہ تم مجوسیت کو چھوڑ دو۔

## لغوی نکتہ:

اتمدنی بمال و انا اغنی منك اور اسی طرح اس کو فا یا واو کے ساتھ لانے میں فرق یہ ہے۔ کہ جب واؤ سے لاؤ گے تو مخاطبین میری مالداری سے واقف ہیں اور اس کے باوجود وہ مجھے مالی امداد دے رہے ہیں۔ اور اگر فاء کے ساتھ لائیں تو مخاطب میری مالداری کو نہیں جانتا پس میں اس کو اس وقت اطلاع دے رہا ہوں کہ مجھے تمہاری معاونت کی ضرورت نہیں۔ گویا میں اس کو اس طرح کہہ رہا ہوں۔ انکر علیك مافعلت فانی غنی عنه۔ جو معاملہ تم نے کیا ہے میں اس کو عجیب سمجھتا ہوں۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

پس فما اتانی اللّٰہ میں فاء اسی بات کو ظاہر کر رہی ہے۔ بل کو لاکر آپ نے ان کی بات سے اعراض اختیار کیا۔ اس کی وجہ یہ ہیکہ جب آپ نے ان کی امداد کو انوکھا قرار دیا اور اپنے انکار کی علت بیان کی۔ اس سے اعراض کرتے ہوئے آپ نے اس سبب کو بیان کردیا جو اس کا باعث بنا تھا اور وہ یہی تھا کہ وہ خوشی و ناراضی کے ہدیہ والے سبب سے واقفیت رکھتے ہیں۔ جو کہ محض دنیا ہے۔ وہ اس کے سوا اور کسی سبب سے واقفیت ہی نہیں رکھتے۔

یعنی ان کی نگاہ فقط دنیا تک ہے جو کہ کوتاہ نگاہی کی علامت ہے۔

۳۷: اِرْجِعْ (تو لوٹ جا)۔ یہ قاصد کو خطاب ہے۔ یا ہدہد کو فرمایا۔ اگر دوسرے خط کا احتمال تسلیم کیا جائے۔ اِلَیْھِمْ (ان کی طرف) بلقیس اور اس کی قوم کی طرف۔ فَلَنَاْتِیَنَّھُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَھُمْ بِھَا (ہم ایسا لشکر لے کر ان پر جا پہنچیں گے جن کے مقابلہ کی ان میں طاقت نہیں)۔ القبل کی حقیقت مقابلہ و مقاومت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ان کے مقابلہ پر قادر نہ ہونگے۔ وَلَنُخْرِجَنَّھُمْ مِّنْھَآ اور (ہم ان کو ضرور سبا سے نکال باہر کریں گے) اَذِلَّۃً وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ (بے عزت کر کے اور وہ ذلیل ہونگے)۔ الذل عزت، ملک کا چلا جانا۔ الصغار۔ قید و غلامی میں مبتلا ہونا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ

سلیمان نے کہا کہ اے دربار والو کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ اس کا تخت اس سے پہلے میرے پاس لیکر آ جائے کہ وہ میرے پاس فرماں بردار ہو کر آئیں ، جنات میں سے

مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿٣٩﴾

ایک دیو نے کہا کہ میں اسے اس سے پہلے لے آؤں گا کہ آپ اپنے مقام سے کھڑے ہوں اور بلا شبہ میں اس پر قدرت رکھتا ہوں امانت دار ہوں،

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ

اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے آپ کے پاس اس سے پہلے لے آؤں گا کہ آپ کی آنکھ جھپکے،

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ

سو جب اسے اپنے پاس دھرا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ میرے رب کا ایک فضل ہے تا کہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں

اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ

یا ناشکری، اور جو شخص شکر کرتا ہے اپنی ہی جان کے لئے شکر کرتا ہے، اور جو شخص ناشکری کرے اس میں شک نہیں کہ میرا رب غنی ہے

كَرِيْمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٤١﴾

کریم ہے، سلیمان نے کہا کہ اس کے لئے اس کے تخت کو بدل دو تا کہ ہم دیکھیں کہ وہ ہدایت پاتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہو جاتی ہے جو ہدایت نہیں پاتے

۳۸: جب ملکہ کی طرف اس کے قاصد اپنے ہدایا لے کر واپس آئے اور انہوں نے واقعات بیان کیے۔ تو بلقیس نے کہا وہ نبی ہیں ہمیں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ پھر اس نے اپنے تخت کو سات کمروں میں بند کر کے ان کے دروازے بند کر دیئے اور اس پر پہرہ دار مقرر کیے۔ جو حفاظت کریں اور سلیمان علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ میں خدمت میں حاضر ہو رہی ہوں تا کہ آپ کی دعوت پر غور کروں۔ اور بارہ ہزار سرداروں کی سربراہی میں روانہ ہوئی ہر سردار کے ماتحت بھی ہزاروں لوگ تھے۔ جب سلیمان علیہ السلام سے اس کا فاصلہ ایک فرسخ رہ گیا تو آپ نے فرمایا۔

## اظہارِ معجزہ:

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (آپ نے فرمایا: اے سردارو! تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لے آئے گا۔ اس سے قبل کہ وہ فرمانبردار بن کر آئے)۔ نمبر۱۔ آپ نے یہ چاہا کہ اس کو وہ عجائبات دکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے تھے۔ تا کہ نبوت سلیمان علیہ السلام کے لئے وہ شاہد کا کام دیں۔ اگر بلقیس کو اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا کچھ علم تھا۔ نمبر۲۔ آپ نے اس تخت کو اس کے اسلام لانے سے قبل لینا چاہا کیونکہ اسلام لانے کے بعد



BestUrduBooks.wordpress.com

اس کے مال کا لینا آپ کے لئے جائز نہ تھا۔ مگر یہ قول تحقیق کے خلاف اور غلط ہے۔ نمبر۳۔ آپ نے اس کی عقل کا امتحان لینا چاہا۔ کہ آیا اس کو پہچانتی ہے یا نہیں اسی لئے اس کے جڑاؤ میں تبدیلی کرادی۔

۳۹: قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ (جنات میں سے ایک خبیث دیو نے کہا)۔ عفریت۔ خبیث سرکش کو کہتے ہیں۔ اس کا نام ذکوان تھا۔ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ (میں اس کو تمہارے پاس لاسکتا ہوں) قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ (اس سے قبل کہ آپ اپنی مجلس فیصلہ وقضاء سے اٹھیں) وَاِنِّيْ عَلَيْهِ (اور میں اس کو لانے پر) اٹھانے پر۔ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ (طاقتور امانت دار ہوں) میں اس کو اسی طرح لے آؤں گا۔ اس سے کوئی چیز کم نہ کروں گا۔ اور نہ تبدیل کروں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں۔

## کرامت آصف خیار:

۴۰: قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ (کہا اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا)۔ نمبر۱۔ وہ فرشتہ جو تقدیر کی کتاب لئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عفریت کی اس بات پر انا اتیك به قبل ان تقوم الاية۔ اس فرشتہ کو بھیجا۔ نمبر۲۔ جبرئیل علیہ السلام اور کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ نمبر۳۔ خضر علیہ السلام۔ نمبر۴۔ آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ جو سلیمان علیہ السلام کے کاتب وحی تھے اور سب سے صحیح ترین قول یہی ہے اور جمہور کا یہی قول ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جانتے تھے۔ جس سے جب دعا کی جائے تو فوراً قبول ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے یاحی یا قیوم یا ذالجلال و الاکرام۔ یا اِلٰهنا و اله کل شیٔ الهًا و احدًا۔ لا اله الا انت۔

## ایک قول یہ ہے:

وہ الہامِ الٰہی سے غیب کے مقامات اجراء کو جان لیتے۔ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ (میں اس کو تیرے پاس لے آؤں گا)۔ بِهٖ سے تخت مراد ہے۔ اٰتیك۔ دونوں مقام پر فعل بھی بن سکتا ہے۔ نمبر۲۔ اسم فاعل بھی بن سکتا ہے۔

قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ (اس سے قبل کہ تیری نگاہ تیری طرف لوٹ کر آئے)۔ تم اپنی نگاہ کوئی چیز دیکھنے کے لئے متوجہ کرو۔ اس کو اپنے طرف لوٹانے سے قبل تخت کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ مروی ہے کہ آصف نے سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپ اپنی آنکھوں کو حد نگاہ تک دراز کریں۔ آپ نے اپنی دونوں آنکھوں کو سامنے متوجہ کیا پھر آپ نے دائیں جانب دیکھا ادھر آصف نے دعا کی تو تخت زمین کے نیچے سے حکم الٰہی کے ساتھ سلیمان علیہ السلام کے سامنے نگاہ لوٹانے سے پہلے مجلس میں ظاہر ہوگیا۔ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ (جب اس تخت کو سامنے رکھا دیکھا)۔ بلا اضطراب سامنے جما ہوا۔ قَالَ هٰذَا (تو سلیمان علیہ السلام نے کہا)۔ یعنی میرے مقصد کا حاصل ہو جانا ہے اور وہ تخت بلقیس کا لانا ہے۔ جو پلک جھپک میں حاصل ہوگیا۔ مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ (یہ میرے رب کا فضل ہے)۔ جو مجھ پر ہے اور اس کا بلا استحقاق کے احسان مجھ پر ہے۔ بلکہ یہ فضل تو عوض سے بھی خالی ہے اور غرض سے مبرأ ہے۔ لِيَبْلُوَنِيْۤ ءَاَشْكُرُ (تا کہ وہ میری جانچ کرے کہ میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں)۔ یبلو کا معنی امتحان لینا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## شکر کا فائدہ:

نمبرا۔اشکر سے انعام کا شکریہ مراد ہے۔اَمْ اَکْفُرُ وَمَنْ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ (یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شکر کرے گا وہ اپنے فائدہ کے لئے شکر کرے گا)۔کیونکہ وہ اس شکریہ کے ذریعے اپنے فرض کی ذمہ داری اپنے سے اتار رہا ہے اور ناشکری کے نشان سے نفس کو بچاتا ہے اور شکریہ سے مزید کو حاصل کرنے والا اور نعمت کو باقی رکھنے والا ہے۔شکریہ موجود نعمت کا بندھن اور مفقود نعمت کو شکار کرنا ہے۔

## بعض کا مقولہ ہے:

کفرانِ نعمت ہلاکت ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وحشی جانور کی رسّی ڈھیلی کر دینے سے وہ اپنے مرکز پر واپس لوٹ آئے منتشر نعمتوں کو شکر سے پاس بلا اور اپنے عمدہ پڑوس سے سابقہ کو قائم رکھ اور یہ خوب سمجھ لو! کہ اللہ تعالیٰ کی ستاری کا لٹکا ہوا پردہ اٹھ جائے گا اگر تم اس کی عظمت کا خیال نہ کرو گے۔یعنی اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کرو گے۔

وَمَنْ کَفَرَ (جس نے ناشکری اختیار کی)۔نعمتوں کا شکریہ ترک کر کے۔فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ (پس میرا رب بے نیاز ہے)۔شکریے سے کَرِیْمٌ (کرم کرنے والا ہے)اور جو اس کی نعمتوں کی ناشکری ہے اس پر اپنی نعمتوں سے کرم کرنے والا ہے۔

## واسطی کا قول ہے:

ہمارا شکریہ تو اپنے لئے ہوتا ہے اور اس کی طرف سے ملنے والی نعمت بھی ہمیں ہی پہنچتی ہے اور اس کا احسان وفضل ہم پر سایہ افگن ہے۔

۴۱:قَالَ نَکِّرُوْا لَھَا عَرْشَھَا (آپ نے فرمایا اس کا تخت تبدیل کر دو)۔یعنی اس کے مقدم کو موخر اور اعلیٰ کو اسفل کر دو۔نَنْظُرْ (ہم دیکھیں)۔ نحو : جزم کی صورت میں یہ جواب ہے۔اَتَھْتَدِیْٓ (کیا اس کو صحیح پتہ چلتا ہے)۔اپنے تخت کی پہچان کرنے میں موقعہ سوال پر درست جواب دینے میں۔اَمْ تَکُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَھْتَدُوْنَ (یا اس کا شمار انہی لوگوں میں ہے جو ایسی باتوں کا پتہ نہیں لگا سکتے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِيْنَا

سو جب وہ آ گئی تو اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے کہنے لگی گویا یہ تو وہی ہے،اور ہمیں اس سے

الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

پہلے علم دیدیا گیا تھا اور ہم فرماں بردار ہو چکے ہیں، اور سلیمان نے اسے اس سے روک دیا جو وہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتی تھی

اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً

بلاشبہ وہ کافر قوم میں سے تھی، اس سے کہا گیا کہ محل میں داخل ہو جا سو جب اس نے اسے دیکھا تو خیال کیا کہ یہ گہرا پانی ہے

وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ۬ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ

اوراس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں سلیمان نے کہا بلاشبہ یہ ایسا ایک محل ہے جسے شیشوں سے جوڑ کر بنایا گیا ہے وہ کہنے لگی کہ اے میرے پروردگار بلاشبہ میں

ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع ۳ ۱۸

نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی فرماں برداری قبول کر لی،

۴۲: فَلَمَّا جَآءَتْ (پس جب بلقیس آئی)۔ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ (اس کو کہا گیا۔ تیرا تخت اسی طرح کا ہے)۔ نحو: ھا حرف تنبیہ ہے اور کاف تشبیہ کے لئے ذا اسم اشارہ ہے۔

## عجیب سوال و جواب:

آپ نے اھکذا عرشك فرمایا۔ اھذا عرشك۔ امثل ھذا عرشك نہیں فرمایا۔ تاکہ تلقین نہ بنے۔

قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ (اس نے کہا۔ گویا یہ وہی ہے) اس نے بہترین جواب دیا اور اس نے ھو ھو یا لیس بہ نہیں کہا۔ یہی اس کی عقل مندی کی علامت تھی۔ کہ ایسی بات کہی جس میں دونوں باتوں کا احتمال تھا۔ یا جب انہوں نے اھکذا عرشك کہہ کر اس پر معاملے کو مشتبہ کیا تو اس نے بھی اپنے قول كَاَنَّهٗ هُوَ سے ان پر بات کو مشتبہ کر دیا۔ باوجودیکہ اس کو معلوم ہو چکا تھا کہ یہ اسی کا تخت ہے۔

## ملکہ کا اعتراف:

وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا (اور ہمیں تو اس نشانی سے قبل ہی علم ہو گیا تھا)۔ یہ کلام بلقیس ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ کی صحت نبوت کا علم گذشتہ معجزات سے ہو چکا تھا۔ تخت منگوانے والے معجزہ کے ظہور سے پہلے یا اس حالت سے پہلے۔ وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ (اور ہم آپ کے فرمانبردار ہیں)۔ اور آپ کے حکم کو ماننے والے ہیں۔ نمبر۲۔ یا یہ سلیمان علیہ السلام اور آپ کے



BestUrduBooks.wordpress.com

سرداروں کا کلام ہے اور اس کا عطف و اوتینا العلم پر ہے۔ یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی ذات وصفات اور اس کی طرف سے آنے والی وحی پر اس کے علم سے پہلے ہی علم ہے۔ نمبر۳۔ ہمیں اس کا مسلمان ہونا معلوم ہو چکا تھا اور اس کی آمد سے قبل اس کا مسلمان ہو کر آنا معلوم ہو چکا تھا اور ہم اس کو وحدہ لاشریک ماننے والے اور اس کے سامنے جھکنے والے ہیں۔

## اسے کس چیز نے روکا:

۴۳: وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اور سلیمان علیہ السلام نے اس کو ان معبودوں کی عبادت سے روک دیا جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتی تھی)۔ یہ سلیمان علیہ السلام کے کلام سے متصل ہے۔ یعنی سلیمان علیہ السلام نے اس کو روک دیا اس علم کی بنیاد پر جو ہم نے ان کو سکھایا تھا۔ یا اسلام کی طرف پیش قدمی کرنے نے اس کو سورج کی پوجا اور کفار کے مابین نشوونما سے روک دیا۔ پھر کفار کے درمیان اس کا پرورش پانا واضح فرمایا۔ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ۔ یا یہ ابتدائی کلام ہے۔ ای قال اللّٰہ تعالیٰ و صدها قبل ذلك عما دخلت فيه ضلالها عن سواء السبيل۔ نمبر۳۔ صدها اللّٰه۔ نمبر۴۔ صدها سليمان عما كانت تعبد۔ حرف جار کے حذف کو مقدر مان کر اور فعل کو ملا کر۔

۴۴۔ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ (اس کو کہا گیا تو محل میں داخل ہو)۔ الصرح۔ محل نمبر۲۔ گھر کا صحن۔ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً (جب اس کو دیکھا تو اس کو موجیں مارنے والا پانی گمان کیا)۔ لُجة۔ (بڑا پانی)۔ وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا (اور اس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا)۔ قراءت: مکی نے سأقیها ہمزہ سے پڑھا ہے۔

روایت تفسیر یہ میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اس کی آمد سے قبل حکم دیا کہ اس کے راستے پر سفید شیشے کا محل بنایا جائے اور اس کے نیچے پانی جاری کر دیا اور اس پانی میں مچھلیاں چھوڑ دیں اور اس کے درمیان میں اپنا تخت بچھا کر بیٹھ گئے اور پرندے اور جنات وانس آپ کے ساتھ رک گئے۔ یہ فعل آپ نے اپنے معاملے کی عظمت کو بڑھانے اور نبوت کی سچائی ثابت کرنے کیلئے کیا۔

## ایک قول یہ ہے:

جنات اس سے شادی کرنا ناپسند کرتے تھے اپنے اسرار و رموز اس کے پاس رکھتے کیونکہ یہ جنیة کی بیٹی تھی۔

## ایک قول یہ ہے:

ان کو خطرہ تھا کہ اس کا ایسا لڑکا پیدا نہ ہو جو جن وانس کی فطانت کا جامع ہو۔ وہ سلیمان کی بادشاہت سے نکل کر اس سے سخت بادشاہت میں نہ پھنس جائیں۔ وہ سلیمان علیہ السلام کو کہنے لگے اس کی عقل میں خرابی ہے اور اس کی پنڈلیوں پر بہت بال ہیں اور اس کے پاؤں گدھے کے کھروں کی طرح ہیں۔ آپ نے تخت کو تبدیل کر کے اس کی عقل کا امتحان لیا اور محل بنایا تاکہ پنڈلیوں اور پاؤں کا پتہ چل سکے۔ جب اس نے پانی سمجھ کر اس میں گھسنا چاہا تو اس کی پنڈلیاں اور پاؤں لوگوں میں خوبصورت ترین تھے۔ مگر ان پر بال تھے آپ نے اپنی نگاہ مبارک پھیر لی۔ پھر فرمایا۔ قَالَ (آپ نے اس کو فرمایا)۔ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ (بیشک یہ محل ہے بنا ہوا)۔ ملائم برابر اور امرد کا لفظ بے بال لڑکا اسی سے ہے۔ مِّنْ قَوَارِيْرَ (شیشے کا)۔ سلیمان علیہ السلام نے اس سے شادی کرنا چاہی



BestUrduBooks.wordpress.com

مگراس کے بالوں کو ناپسند کیا۔شیاطین نے نورہ تیار کیا جس سے بال جاتے رہے۔پس سلیمان علیہ السلام نے اس سے نکاح کرلیا اوراس سے محبت کی اوراس کواس کے ملک پر برقرار رکھا۔مہینہ میں ایک مرتبہ اس کے ہاں جاتے اور تین روز قیام فرماتے۔اس سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ (اس نے کہا اے میرے رب بیشک میں نے اپنے اوپر ظلم کیا)۔ سورج کی عبادت میں مصروف رہ کر۔وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (اورسلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لائی)۔

## قولِ محققین:

کہ اس بات کا قطعاً احتمال بھی جائز نہیں کہ سلیمان علیہ السلام اس کی پنڈلیاں دیکھنے کے لئے یہ حیلہ کریں جبکہ وہ اجنبیہ تھی۔ حاشاوکلا۔اس لئے اس جیسی باتیں درست نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ

اور بلاشبہ ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو سو اچانک ان میں دو جماعتیں ہو گئیں

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا

جو آپس میں جھگڑا کر رہے تھے، صالح نے کہا کہ اے میری قوم تم اچھی بات سے پہلے بری حالت کی کیوں جلدی کرتے ہو؟ تم کیوں

تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ

اللہ سے مغفرت طلب نہیں کرتے تا کہ تم پر رحم کیا جائے، وہ کہنے لگے کہ تم اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہم بدشگونی لے رہے ہیں، صالح نے کہا

طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ

کہ تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے بلکہ تم ایسے لوگ ہو جو عذاب میں مبتلا ہونے والے ہو، اور ان کے شہر میں نو اشخاص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے

فِى الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ

اور اصلاح نہیں کرتے تھے، وہ کہنے لگے کہ تم سب مل کر اس بات پر اللہ کی قسم کھالو کہ ہم صالح کو اور اس کے گھر والوں کو راتوں رات ایسی حالت میں قتل کر دیں ☆

مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا

کہ ہم اس کے گھر والوں کی ہلاکت کے موقع پر حاضر نہیں تھے اور بلاشبہ ہم سچ کہہ رہے ہیں، اور انہوں نے خاص قسم کا مکر کیا اور ہم نے اس حال میں خاص تدبیر کی اور انہیں

يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥١﴾

پتہ بھی نہیں چلا، سو دیکھ لیجئے مکر کا کیا انجام ہوا؟ بلاشبہ ہم نے انہیں اور ان کی قوم کو سب کو ہلاک کر دیا،

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاَنْجَيْنَا

سو یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے ظلم کی وجہ سے خالی پڑے ہیں بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لئے عبرت ہے جو جانتے ہیں، اور ہم نے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٣﴾

ان لوگوں کو نجات دیدی جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے تھے۔

☆ گے کہ انہیں اس کا دھیان بھی نہیں ہوگا پھر ضرور ضرور ہم اس کے ولی سے کہہ دیں گے

**قوم ثمود کا ذکر:**

۴۵: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا (تحقیق ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا)۔ اخاھم۔ نسبی بھائی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو :صالحًا یہ اخاھم سے بدل ہے۔اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ( کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو)۔
قراءت:اَنِ کی نون کو وصل میں کسرہ سے عاصمؒ حمزہؒ بصری قراء نے پڑھا اور دیگر قراء نے نون کو ضمہ سے باء کی اتباع میں پڑھا ہے۔معنی یہ ہے تم اللہ کو وحدہ لاشریک مانو۔فَاِذَا یہ مفاجات کیلئے ہے۔ھُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ (اچانک دوفریق جھگڑنے لگے)۔ھم مبتدأ فریقان خبر ہے۔یختصمون یہ صفت ہے اور یہی اذا میں عامل ہے۔مطلب یہ ہے۔کہ اچانک قوم صالح کے دو گروہ مؤمن و کافر بن کر جھگڑنے لگے۔ ہر فریق کہتا تھا کہ حق میرے ساتھ ہے۔ اس کی وضاحت اس آیت اعراف ۷۵۔۷۶ میں موجود ہے۔قال الملأ الذین استکبروا من قومہ للذین استضعفوا لمن اٰمن منھم اتعلمون ان صالحًا مرسل من ربہ قالوا انا بما ارسل بہٖ مؤمنون۔۷۵قال الذین استکبروا انا بالذی امنتم بہٖ [کافرون ۷۶]۔اور کافر کہنے لگے۔یصالح آتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین۔[الاعراف۔۷۷]
۴۶:قَالَ یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَۃِ (کہا! اے میری قوم تم برائی کو کیوں جلدی مانگتے ہو)۔السیئۃ سے وہ عذاب مراد ہے جس کو ان سے نہ ماننے کی صورت میں وعدہ کیا جاتا تھا۔قَبْلَ الْحَسَنَۃِ (اچھائی سے پہلے)۔توبہ سے قبل۔لَوْ لَا (کیوں نہیں)۔تَسْتَغْفِرُوْنَ (تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے)۔کفر سے توبہ کر کے اور ایمان لا کر کیوں معافی نہیں مانگتے اس سے قبل کہ عذاب نازل ہو۔ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (تا کہ تم پر رحم کیا جائے)۔تمہیں قبولیت عنایت فرما کر۔
۴۷:قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِکَ (ہم تو تمہیں منحوس سمجھتے ہیں)۔کیونکہ ان کی بعثت کے وقت تکذیب کی وجہ سے ان پر قحط مسلط کر دیا گیا تھا۔کفار نے آپ کی آمد کی طرف اس کی نسبت کی اور اطَّیَّرْنَا اصل میں تطیرنا ہے۔اور اس طرح بھی پڑھا گیا ہے۔تاء کو طاء میں ادغام کر کے سکون طاء کو پڑھنے کے لئے الف کا اضافہ کر دیا۔وَبِمَنْ مَّعَکَ (اور ان سے جو تیرے ساتھ ہیں)۔ایمان لانے والے۔قَالَ طٰٓئِرُکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ (کہا تمہاری نحوست اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے)۔یعنی وہ سبب جس سے تمہارے لئے خیر و شر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔وہ اسی نے بنایا اور اسی کی ہی تقسیم ہے۔نمبر۲۔تمہارا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھا ہوا ہے۔پھر جو کچھ اترا بطور سزا اور آزمائش وہ اسی کی طرف سے اترا اور اس آیت میں یہی مذکور ہے۔و کل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ [الاسراء۔۱۳]۔

## تطائر کی اصل:

اہل جاہلیت کے ہاں یہ تھی۔جب مسافر کسی پرندے کے پاس سے گزرتا اور اس کو وہ ڈانٹ پلاتا۔پرندہ ڈر کر اگر اس کے دائیں طرف سے گزر جاتا تو وہ اس کو متبرک قرار دیتے اور اگر وہ بائیں طرف گزرتا تو وہ اس سے بدشگونی لیتا۔جب خیر و شر کی نسبت انہوں نے طائر کی طرف کی تو استعارۃً اللہ تعالیٰ کی تدبیر و تقسیم کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔نمبر۲۔تمہاری قسمت بندے کے عمل سے ہے۔وہ بندہ جو کہ رحمت و عذاب میں اصل سبب ہے۔بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ (بلکہ تم آزمائی ہوئی قوم ہو)۔تمہارا امتحان لیا گیا ہے۔نمبر۲۔تمہارے گناہوں کی پاداش میں تمہیں عذاب دیا جا رہا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ثمود کے مفسد:

۴۸: وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ (اور شہر میں)۔ شہر سے ثمود کا شہر مراد ہے۔ جس کا نام الحجر تھا۔ تِسْعَةُ رَهْطٍ (نو اشخاص تھے) نحو: یہ جمع ہے جس کا واحد نہیں۔ اسی لئے یہ تسعة کی تمیز کے طور پر استعمال ہو گیا ہے۔ گویا اس طرح فرمایا گیا۔ تسعة انفس۔ کیونکہ تین سے دس تک کی تمیز جمع مجرور آتی ہے۔

## قول ابن درید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا سربراہ قدار بن سالف تھا یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹنے میں دوڑ دھوپ کی تھی۔ یہ سب بڑے لوگوں کی اولاد تھے۔

يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ (وہ زمین میں فساد مچاتے درستی نہ کرتے تھے)۔ یعنی ان کا کام خالص بگاڑ پھیلانا تھا جس میں اصلاح کا ذرہ بھی نہ ہو۔ جیسا کہ بعض مفسدین سے کبھی کبھی صلاح و درستی بھی دیکھنے میں آتی ہے۔

## قول حسن رحمۃ اللہ علیہ:

لوگوں کے عیب نکالتے اور ستر پوشی نہ کرتے۔

آیت ۴۹: قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ (انہوں نے کہا سب مل کر آپس میں قسمیں اٹھاؤ)۔ نحو: نمبرا۔ یہ تقاسموا خبر ہے جو محل حال میں واقع ہے۔ اور قد مضمر ہے۔ ای قالوا متقاسمين بالله۔ نمبر۲۔ یہ امر ہے۔ یعنی انہوں نے ایک دوسرے کو قسم کا کہا اور حکم دیا۔ تقاسموا کا معنی تحالفوا۔ باہمی حلف ہے۔ لَنُبَيِّتَنَّهٗ (ہم اس پر شب خون ماریں گے)۔ راتوں رات اس کو ضرور قتل کر دیں گے۔ وَاَهْلَهٗ (اور اس کے اہل کو)۔ اولاد و پیروکاروں کو ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ (پھر ہم اس کے اولیاء کو کہیں گے)۔ خون کے وارث۔ قراءت: حمزہ و علی کی قراءت میں لتبيتنه تائے اولیٰ اور تائے ثانیہ کے ضمہ سے۔ لتقولُن تاء اور ضمہ لام کے ساتھ آیا ہے۔ ماشهدنا، (ہم تو موجود ہی نہ تھے) مهلك اهله (اس کے اہل کے ہلاک ہونے کی جگہ میں) قراءت، حفص نے مهلك پڑھا اور ابوبکر، حماد، مفضل نے مَهْلَكَ پڑھا اور اصل هلك قرار دیا۔ اول کا معنی موضع ہلاکت اور دوسرا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہلاکت ہے۔ دیگر قراء نے مُهْلَكَ پڑھا اور اهلك کو اصل قرار دیا۔ نمبرا۔ اس کا معنی اہلاک (ہلاک کرنا) نمبر۲۔ مکان اہلاک۔ ہلاک کرنے کی جگہ۔ حاصل معنی نمبرا۔ یہ ہے ہم نے اس کے اہل و عیال پر کوئی تعرض ہی نہیں کیا۔ پس ہم ان پر کیسے تعرض کر سکتے ہیں۔ نمبر۲۔ ہم تو اس کی ہلاکت کے ٹھکانے پر موجود نہ تھے۔ ہم اس کی ہلاکت کے کیونکر ذمہ دار بنیں۔ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں) اس بات میں جو ہم نے کی ہے۔

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (اور انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی اور ہم نے بھی ایک خفیہ تدبیر کی اور اس تدبیر کی ان کو خبر بھی نہ تھی)۔ مكر هم سے ان کی وہ تدبیر جو انہوں نے صالح علیہ السلام اور ان کے اہل کے متعلق شبخون مارنے کی بنائی تھی۔ مكر الله سے مراد ان کا اس طور پر ہلاک کر دینا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت میں: بطور استعارہ تدبیر کو ما کر کے مکر سے تشبیہ دی ہے۔

## صالح علیہ السلام کے خلاف سازش قتل:

روایت میں ہے کہ گھاٹی میں صالح علیہ السلام کی مسجد تھی جس میں آپ نماز ادا فرمایا کرتے تھے وہ کہنے لگے کہ صالح کا خیال یہ ہے کہ وہ ہم سے تین دن میں فارغ ہو جائے گا۔ ہم کیوں نہ اس سے اور اس کے اہل سے تین دن سے پہلے فارغ ہو جائیں۔ چنانچہ نو آدمی گھاٹی کی طرف نکل کر گئے۔ اور آپس میں کہنے لگے اگر وہ نماز ادا کرنے آئے گا تو ہم اس کو قتل کر دیں گے۔ پھر اس کے اہل پر حملہ آور ہو کر ان کو قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پتھر مسلسل بارش سے ان کی جانب بھیج دیا۔ وہ جلدی بھاگے تو پتھر اوپر سے آ کر ان پر گھاٹی میں فٹ ہو گیا۔ ان کی قوم کو معلوم ہی نہ ہو سکا کہ وہ کہاں گئے اور نہ ان کو معلوم ہوا کہ ان کی قوم کا کیا حشر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کو اسی جگہ سزا دے دی اور صالح علیہ السلام کو اور تمام ایمان والوں کو بچا لیا۔

## قوم کی ہلاکت:

۵۱: فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ (غور کر وان کی تدبیر کا انجام کیا ہوا بیشک ہم نے تمام کو تہس نہس کر دیا)۔

قراءت: کوفی و سہل نے اَنَّا کو فتحہ سے پڑھا اور دیگر قراء نے اِنَّا پڑھا اور جملہ مستانفہ قرار دیا۔

نحو: جنہوں نے فتحہ دیا انہوں نے اس کو۔ نمبر ۱۔ العاقبۃ کا بدل مان کر مرفوع قرار دیا۔ نمبر ۲۔ مبتدأ محذوف کی خبر مان لیا۔ تقدیر کلام یہ ہوئی و ھی تدبیر ھم اور جنہوں نے نصب دیا۔ انہوں نے لَاَنَّا لام کو محذوف مانا۔ نمبر ۲۔ یا اس کو کان کی خبر قرار دیا۔ تقدیر کلام کان عاقبۃ مکرھم الدمار وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ (اور ان کی ساری قوم کو)۔ چیخ کے ذریعہ

آیت ۵۲: فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً (پس یہ ان کے مکانات گر پڑے ہیں)۔ منہدم گر پڑے ہیں۔ خاویۃ یہ خوی النجم سے بنا ہے۔ جب کہ وہ گرے۔ نمبر ۲۔ خالی پڑے ہیں۔ جبکہ الخواء سے لیا جائے۔

نحو: یہ حال ہے۔ جس پر تلک کا مدلول عامل ہے۔

بِمَا ظَلَمُوْا (ان کے ظلم کی وجہ سے)۔ ان کے ظلم کے باعث۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ (بیشک اس میں)۔ جو کچھ ثمود کے ساتھ ہوا۔ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (جاننے والی قوم کے لئے نشانی ہے)۔ ہماری قدرت کی پس وہ اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

۵۳: وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو (صالح علیہ السلام پر) ایمان لائے)۔ وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (اور وہ تقویٰ والے تھے)۔ وہ اس کے اوامر کو ترک کرنے سے بچنے والے تھے۔ ان کی تعداد چار ہزار تھی جنہوں نے صالح علیہ السلام کے ساتھ عذاب سے نجات پائی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

اور ہم نے لوط کو بھیجا جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بے حیائی کے کام کرتے ہو حالانکہ تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو، کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر شہوت پوری کرنے کے لئے

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ

مردوں کے پاس آتے ہو، بلکہ بات یہ ہے کہ تم جہالت کے کام کر رہے ہو، سو ان کی قوم کا جواب

قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾

یہی تھا کہ آل لوط کو اپنی بستی سے نکال دو بے شک بات یہ ہے کہ یہ لوگ پاک باز بنتے ہیں،

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

سو ہم نے لوط کو اور اس کے گھر والوں کو نجات دیدی سوائے اس کی بیوی کے کہ ہم نے اسے ان لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ جانے والے تھے اور ہم نے ان پر خاص

مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ

قسم کی بارش برسادی سو ان لوگوں کی بری بارش تھی جو ڈرائے گئے۔ آپ کہہ دیجئے کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور سلام ہو اللہ کے ان بندوں پر جنہیں

اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

اس نے چن لیا، کیا اللہ بہتر ہے یا وہ لوگ جنہیں وہ شریک بناتے ہیں؟

## مجالس میں بے حیائی:

۵۴: وَلُوْطًا اِذْ قَالَ (اور لوط علیہ السلام کا تذکرہ کرو جب انہوں نے کہا)۔ لوطًا۔ اذکر کی وجہ سے منصوب ہے اور اذ یہ لوطًا سے بدل ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے اذکر وقت قول لوط۔ (لوط کے قول کے وقت کو یاد کرو۔) لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ (اپنی قوم سے کیا تم بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو)۔ لواطت فاحشہ مراد ہے۔ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ (حالانکہ تم سمجھدار ہو)۔ تم جانتے ہو کہ وہ بے حیائی ہے تو کیوں اس کا ارتکاب کرتے ہو۔ تبصرون سے نمبرا۔ بصر قلب مراد ہے۔ نمبر۲۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے۔ کیونکہ مجالس میں اعلانیہ اس کا ارتکاب کرتے ایک دوسرے سے چھپانے کے لئے پردہ نہ کرتے تھے۔ اس وجہ سے کہ وہ اس معصیت میں شدید منہمک تھے۔ اور مذاق و مخول کے طور پر کرتے تھے۔ نمبر۳۔ تم اپنے سے قبل مجرموں کے آثار دیکھتے ہو۔ اور جو کچھ ان پر اترا وہ بھی تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ پھر اگلی آیات میں صراحۃً فرمایا۔

۵۵: اَئِنَّكُمْ (کیا تم ہی)۔ قراءت: شامی، کوفی نے دو ہمزہ سے پڑھا۔ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ (کیا تم مردوں سے شہوت پوری کرتے ہو)۔ شهوة ای لشهوة۔ شہوت پوری کرنے کے لئے۔ مِنْ دُوْنِ النِّسَآءِ (عورتوں کو چھوڑ کر)۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد



BestUrduBooks.wordpress.com

کے لئے بنایا ہے۔مرد کو مرد کے لئے نہیں بنایا۔اور نہ مؤنث کو مؤنث کے لئے بنایا گیا ہے۔یہ چیز اللہ تعالیٰ کی حکمت سے ٹکراتی ہے۔بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ (بلکہ تم جاہل لوگ ہو)۔نمبرا۔جاہلوں جیسے کام کرتے ہو اس لئے کہ اس کا بے حیائی ہونا تمہیں بخوبی معلوم ہے۔نمبر۲۔جہل سے مراد حماقت اور وہ مخول جس پر وہ قائم تھے۔اس جملہ میں خطاب و غائب دونوں جمع ہو گئے اور دوسری آیت: بل انتم قوم تفتنون۔[النمل:۴۷] میں دونوں مخاطب ہیں۔اس آیت میں خطاب کو غائب پر غلبہ دے دیا کیونکہ وہ قوت میں بڑھ کر ہے۔اس لئے کہ اصل کلام تو دو موجود آدمیوں میں ہوتی ہے۔

۵۶: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ (پس قوم کا جواب یہی تھا کہ کہنے لگے۔آل لوط کو اپنی بستی سے نکال باہر کرو بیشک یہ لوگ پاک بنتے ہیں)۔آل لوط سے یہاں لوط علیہ السلام اور ان کے پیروکار مراد ہیں۔ نحو: کان کی خبر جواب ہے اور ان قالوا اس کا اسم ہے۔یتطھرون۔ وہ گندگیوں سے بڑے بچتے ہیں۔ وہ اس گندے عمل کو اوپرا قرار دیتے ہیں اور ہمیں ان کے انکار و تنقید سے بغض اور چڑ ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ استہزائی کلام ہے۔جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے۔انك لانت الحليم الرشيد۔[ہود۔۸۷]

۵۷: فَاَنْجَيْنٰهُ (ہم نے ان کو نجات دی)۔قوم پر واقع ہونے والے عذاب سے بچالیا۔وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (اور اس کے اہل کو مگر ان کی بیوی ہم نے تجویز کر رکھا تھا اس کے لئے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے)۔قراءت: حماد و ابوبکر کے علاوہ باقی نے قدرنا تشدید سے پڑھا ہے۔ای قدرنا کونہا۔ ہم نے مقدر کیا اس کا ہونا۔الغابرین۔عذاب میں باقی رہنے والے۔

۵۸: وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا (اور ہم نے ان پر بارش کی بارش کرنا)۔پتھروں کی بارش جن پر اس کا نام لکھا تھا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ (ڈرائے ہوؤں کی بارش بہت بری تھی)۔منذرین سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے انذار کو قبول نہ کیا۔

۵۹: قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (آپ کہہ دیں الحمد للہ اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جو چنے ہوئے ہیں)۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حمد و ستائش کا اولاً حکم فرمایا۔پھر چنے ہوئے بندوں پر سلام کا حکم دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کی توحید و وحدانیت پر بعد میں آنے والی دلالت کے لئے بطور تمہید حکم فرمایا۔

اس میں ہر اچھا عمل کرتے ہوئے ان دونوں سے تبرک حاصل کرنا چاہیے۔اور دونوں کے وجود مرتبہ سے خوب پختگی حاصل کرے۔نمبر۲۔یہ لوط علیہ السلام کو خطاب فرمایا کہ وہ اپنی قوم کی ہلاکت پر یہ دعا کیا کریں۔کہ اے اللہ کفار کی ہلاکت اور پسندیدہ بندوں کے محفوظ رہنے پر تیرا شکر ہے اور اس ہلاکت سے ہمیں بچایا اور گناہوں سے معصوم بنایا۔ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ (کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں)۔قراءت: بصری، عاصم نے یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

جن کو انہوں نے شریک ٹھہرایا ہے ان میں اس وقت کوئی خیر نہیں یہاں تک کہ ان کے اور اس ذات کے درمیان موازنہ نہ کیا جائے جو کہ ہر چیز کا خالق ہے۔یہ درحقیقت ان کو الزام دیا جا رہا ہے اور ان کی حماقت و سبک سری کا اظہار ہے اور اس کی وجہ یہ تھی



BestUrduBooks.wordpress.com

کہ انہوں نے بتوں کی عبادت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت پر ترجیح دی ہے۔اور کوئی عقل مند کسی چیز کو دوسری پر ترجیح دیتا ہے۔تو اس کے لئے کوئی نہ کوئی داعیہ ضرور ہوتا ہے مثلاً اس میں خیر و بھلائی کی کثرت ہے اور منافع زیادہ ہیں۔اس میں ان کو کہا جا رہا ہے۔تم جانتے ہو کہ جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کے بالمقابل ترجیح دی ہے ان میں خیر کا شائبہ بھی نہیں۔اور انہوں نے ترجیح بھی زیادتی خیر کی وجہ سے نہیں دی ہے۔بلکہ ہوائے نفسانی اور لغو محض ہے۔کفار کو خطأ مفرط پر متنبہ کرنا' حیران کن جہالت پر خبردار کرنا ہے۔تا کہ وہ معلوم کرلیں کہ ترجیح کے لئے خیر کا زائد ہونا ضروری ہے۔

اور وہ ان کے معبودوں میں مفقود ہے۔

## عمل نبوت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ آیت پڑھتے تو آخر میں فرماتے: بل اللّٰہ خیر وابقٰی واجل واکرم۔

(اخرجه الثعلبی)



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ

کیا وہ ذات جس نے آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا فرمایا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ رونق والے

حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ

باغیچے لگائے، تم یہ نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے درختوں کو اگاؤ، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ

قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ؕ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا

اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں، کیا جس ذات نے زمین کو ٹھہرا ہوا بنایا اور اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے لئے

رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾

پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان آڑ بنا دی کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ بلکہ ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے،

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ

کیا وہ جو بے چین آدمی کی دعا کو سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور بدحالی کو دور فرماتا ہے اور تمہیں زمین میں خلیفہ بناتا ہے

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ

کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ تم بہت کم دھیان دیتے ہو، کیا وہ جو تمہیں خشکی میں اور دریا کے اندھیروں میں راہ

الْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

بتاتا ہے اور جو ہواؤں کو بھیجتا ہے جو اس کی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوتی ہیں کیا اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟

تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

اللہ اس سے برتر ہے جو وہ شرک کرتے ہیں، کیا وہ جو مخلوق کو اول بار پیدا فرماتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا فرمائے گا اور جو تمہیں آسمان سے اور زمین سے

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾

رزق دیتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ آپ فرما دیجئے کہ تم اپنی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو،

۶۰: اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ: یہاں سے اللہ تعالیٰ نے وہ خیرات و منافع ذکر فرمائے جو کہ اس کی رحمت و فضل کے آثار ہیں۔ چنانچہ فرمایا: امن خلق السموت والارض۔ (کیا وہ ذات بہتر ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا)۔

فرق: امّا یشرکون کے ام اور امن خلق السموت کے ام میں یہ ہے۔ اما یشرکون کا ام متصلہ ہے۔ اس لئے معنی یہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ان میں کون زیادہ بہتر ہے۔اور یہ ام منقطعہ ہے جو کہ بل کے معنی میں ہے۔اور ہمزہ سابقہ استفہام سے اعراض کے لئے ہے۔ کیونکہ یہ بات کھلی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر خیر کا مبدأ ہے۔دوسرے معبودوں میں خیر کا نشان بھی نہیں۔پھر استفہام کی صورت میں دونوں میں برابری کرنا اور سوال میں موازنہ کرنا کسی طرح زیبا نہیں اسی لئے سابق استفہام سے اعراض کیا اس صورت میں یہ استفہام تقریری برائے تاکید ہے۔کہ جس نے آسمان بنائے وہی بہتر ہے۔

وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً (اور اس نے اتارا تمہارے لئے آسمان سے پانی)۔مآء سے مراد بارش ہے۔فَاَنْۢبَتْنَا (پس ہم نے اُگائے)۔کلام کا رخ غیبت سے متکلم کی طرف کر دیا۔نمبرا۔تاکہ اس بات کی تاکید کر دی جائے کہ یہ فعل اس کی ذات سے مختص ہے۔نمبر۲۔اور مختلف قسم کے باغات' جن کے رنگ' ذائقے' پرکشش شکلیں ایک ہی پانی سے پیدا کرنے پر صرف ایک وحدہ لاشریک ذات کو قدرت حاصل ہے۔بِهٖ (اس پانی کے ذریعہ) حَدَآئِقَ (باغات' باغیچے) الحدیقة (دیوار سے گھرا ہوا باغ)۔ یہ احداق سے بنا ہے وہ احاطہ کو کہا جاتا ہے۔ذَاتَ یہاں ذوات کی بجائے ذات لایا گیا۔کیونکہ معنی بہت سے حدائق ہے۔جیسا کہتے ہیں۔النساء ذھبت ۔بَهْجَةٍ (پر رونق)۔حسین۔کیونکہ دیکھنے والا ان سے سرور حاصل کرتا ہے۔پھر خصوصیت کی طرف اس ارشاد سے اشارہ کیا۔مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا (تمہارے لئے ان کے درختوں کا اگانا ممکن نہیں تھا)۔کینونت کا معنی یہاں انبغاء ہے۔مراد یہ ہے کہ ایسا کرنا غیروں کے لئے محال ہے۔ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ (کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود ہے)۔ کیا اس کے ساتھ اور کوئی ملایا جائے اور اس کا شریک بنایا جائے۔بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ (بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو دوسروں کو اس کے برابر قرار دیتے ہیں)۔یا اللہ تعالیٰ کے حق توحید سے اعراض کرتے ہیں۔بل ھم کے الفاظ خطاب کے بعد ان کی رائے کی غلطی کے اظہار کے لئے بہت بلیغ ہیں۔

۶۱: اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ (یا وہ ذات جس نے زمین کو بنایا)۔اس کا مابعد ام من خلق سے بدل ہے۔اور اس کا حکم وہی ہے کہ ام منقطعہ اور استفہام تقریری ہے۔قَرَارًا (قرار گاہ)۔زمین کو بچھایا اور اس کو قرار کے لئے درست کر دیا۔وَجَعَلَ خِلٰلَهَآ (اور اس کے درمیان بنائے)۔ خلالھا ظرف ہے۔یعنی اس کے وسط میں۔اَنْهٰرًا (نہریں)۔ نحو : یہ اول مفعول ہے اور دوسرا خلالھا ہے۔اور بین البحرین بھی اسی کی مثل ہے۔وَجَعَلَ لَهَا (اور اس کے لئے بنائے)۔ھا کا مرجع الارض ہے۔رَوَاسِيَ (پہاڑ) جو کہ حرکت سے اس کو روکنے والے تھے۔وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ (اور بنائے دو سمندروں کے درمیان)۔بحرین سے میٹھا اور نمکین مراد ہے۔حَاجِزًا (مل جانے سے روک)۔ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود ہے بلکہ ان کی اکثریت بے علم ہے)۔وہ توحید کو جانتے ہیں پس نہیں مانیں گے۔

۶۲: اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (یا کون ہے ایسا کہ جب کوئی بے قرار اس کو پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا کو قبول کرتا ہے)۔ اضطرار۔یہ ضرورت سے افتعال کا باب ہے۔اضطرار ایسی حالت کو کہتے ہیں جو پناہ کی طرف مجبور کر دے۔کہا جاتا ہے۔اضطرہ الی کذا۔فاعل و مفعول دونوں صیغے مضطر ہیں۔مضطر۔اس شخص کو کہتے ہیں جس کو مرض یا فقر یا حوادث زمانہ نے پناہ کی طرف اور گڑگڑانے پر مجبور کر دیا ہو۔یا گناہ گار جب استغفار کرے یا مظلوم جب پکارے یا وہ آدمی جو اپنے ہاتھ اٹھائے اور اپنے پاس



BestUrduBooks.wordpress.com

سوائے توحید کے کوئی نیکی نہ پائے اور اس کو اس مصیبت سے خطرہ ہو۔وَيَكْشِفُ السُّوْءَ (اور وہ مصیبت کو دور کرتا ہے)۔السوء سے تکلیف جسمانی یا ظلم مراد ہے۔وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ (اور تمہیں زمین کا وارث بنایا)۔یعنی زمین میں وارث بنایا۔ اس توارث سے اس میں رہائش اور صدیوں سے اس میں تصرف کرنا یا خلافت سے تسلط بادشاہی مراد ہے۔ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے۔مگر تم لوگ بہت کم یاد رکھتے ہو)۔

قراءت:ابوعمرو نے یذکرون پڑھا اور حمزہ علی وحفص نے تخفیف سے پڑھا۔

ما زائدہ ہے۔ای تذکرون تذکرًا قلیلاً۔(تم یاد کرتے ہو بہت کم یاد کرنا)۔

۶۳:اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ (یا وہ ذات جو تمہاری راہنمائی کرتا ہے)۔ستاروں کے ساتھ راہنمائی۔فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (سمندر اور خشکی کے اندھیروں میں)۔رات کو اور دن کے وقت زمین میں علامات کے ذریعہ۔وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ (اور جو ہوائیں بھیجتا ہے)۔

قراءت:مکی علی حمزہ نے الریح پڑھا ہے۔

بُشْرًا (خوشخبری کے طور پر)۔یہ بشارت سے ہے۔یہ سورۂ اعراف ۵۷ آیت میں گزرا ہے۔بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ (بارش سے پہلے)۔ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود ہے) اللہ تعالیٰ ان شریکوں سے بلند تو ہیں جن کو وہ اس کا شریک قرار دیتے ہیں۔

۶۴:اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ (یا وہ (بہتر ہے) جس نے مخلوق کی ابتداء کی)۔وہ مخلوق کو نئے سرے سے پیدا کرنے والا ہے۔ثُمَّ يُعِيْدُهٗ (پھر وہی اعادہ کرے گا)۔یہاں ثم یعیدہ کہا گیا حالانکہ وہ تو اعادہ کے سرے سے انکاری تھے۔جواب یہ ہے کہ اعادۂ خلق ناممکن نہیں نقلی دلائل سے اعادہ کا واجب ہونا ثابت ہے۔نقلی دلائل کے واجب الیقین ہونے پر معجزات کی تائید کافی ہے۔پس عذر کے لئے گنجائش ذرہ بھر بھی نہیں۔وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ (آسمان سے کون تمہیں روزی دیتا ہے) رزق آسمان سے بارش مراد ہے۔وَالْاَرْضِ (اور زمین سے)۔ای من الارض یعنی زمین سے نباتات۔ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ (کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے۔کہہ دیں تم اپنی دلیل پیش کرو)۔اپنے شرک کی دلیل۔اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو)۔اگر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریکوں کے دعویٰ میں سچے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

آپ فرما دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمینوں میں جو بھی چیزیں موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور یہ لوگ علم نہیں رکھتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫

کہ کب زندہ کیے جائیں گے، بلکہ بات یہ ہے کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم نیست و نابود ہو گیا، بلکہ یہ لوگ اس کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں،

بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

بلکہ یہ اس کی طرف سے اندھے ہیں،

۶۵: قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (آپ کہہ دیں آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے کوئی غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں جانتا)۔ نحو: مَنْ يَعْلَم کا فاعل ہے۔ الغیب مفعول ہے۔ اللّٰہ یہ مَن سے بدل ہے۔ الغیب۔ ھو مالم یقسم علیہ دلیل اطلع علیہ مخلوق۔ وہ جس کے ثبوت پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور نہ اس کی اطلاع مخلوق کو ہو۔ مطلب یہ ہے۔ لا یعلم احدٌ الغیب الا اللّٰہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب کو نہیں جانتا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند و بالا ہے۔ کہ وہ ان میں سے ہو جو آسمان و زمین میں ہیں۔ لیکن بنی تمیم کی لغت کے مطابق آیا ہے۔ کہ مستثنیٰ منقطع کو متصل کی جگہ لاتے ہیں اور مستثنیٰ منقطع میں نصب و بدل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ متصل میں ہوتا ہے اور وہ بولتے ہیں۔ مالی الدار احدٌ الاحمار۔

## فرمان عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

جس کا یہ گمان ہو کہ وہ کل کی بات جانتا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: قل لا یعلم من فی السمٰوٰت و الارض الغیب الا اللّٰہ۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ آیت ان مشرکین کے متعلق اتری جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا وقت دریافت کیا۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ (اور وہ نہیں جانتے)۔ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ کہ (ان کو کب اٹھایا جائے گا)۔

۶۶: بَلِ ادّٰرَكَ (بلکہ پورا ہو گیا)۔ قراءت: ادرک مکی، بصری، یزید و مفضل نے پڑھا ہے۔ اس کا معنی پورا ہوا اور مکمل ہو لیا ہے اس صورت میں ادرکت الفاکھۃ سے لیا گیا ہے یعنی پک کر تیار ہو گیا۔ اعشیٰ نے بل ادرك بروزن افتعل پڑھا ہے۔ دیگر قراء نے بل ادارك پڑھا جس کا معنی استحکم اور اس کی اصل تدارک ہے۔ تاء کو دال میں ادغام کیا گیا اور الف وصل کو بڑھا دیا تا کہ پڑھ سکیں۔ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ (ان کا علم آخرت کے متعلق)۔ آخرت اور اس کے متعلقہ چیزوں کے متعلق۔ مطلب یہ ہے کہ

قیامت کے وقوع پر مستحکم ومضبوط دلائل قائم ہو چکے اور ان کے سامنے آچکے اور ان کی پہچان بھی ان کو میسر آچکی ہے مگر ان کا حال یہ ہے کہ یہ اس سے جہالت کا اظہار کرتے اور اس میں شک کرنے والے ہیں اور اس کا تذکرہ اس ارشاد میں فرمایا۔ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُونَ (بلکہ وہ اس کے متعلق شک میں مبتلا ہیں بلکہ وہ اس کے متعلق اندھے ہو چکے ہیں) تین مرتبہ بل لا کر اضراب واعراض ان کے احوال کے مطابق علی سبیل الترقی اور ان کے جہل کو اور زیادہ پختہ کرنے کے لئے ہے اولاً فرمایا۔ نمبر۱۔ کہ ان کو بعث کے وقت کا شعور نہیں۔ نمبر۲۔ پھر فرمایا وہ نہیں جانتے کہ قیامت قائم ہونے والی ہے۔ نمبر۳۔ پھر فرمایا وہ شک وریب میں ٹامک ٹویاں مارنے والے ہیں۔ مگر اس کو زائل نہیں کرتے حالانکہ ازالہ ان کی طاقت میں ہے۔ پھر جو اس سے بدتر حالت (عمیٰ) اندھا پن اس کو ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت کو ان کے اندھے پن کا مبدأ ومنشأ قرار دیا۔ اسی لئے تو عن کی بجائے من سے متعدی بنایا۔ کیونکہ تدبر وتفکر سے باز رہنے کا اصل سبب جزاء وانجام کا انکار ہے۔ اس آیت کے مضمون میں کفار کو ملامت کی گئی جس کی وجہ ماقبل کا مضمون ہے۔ کفار کو منکرین بعث قرار دیا گیا باوجودیکہ علم کے اسباب مضبوط اور دلائل سے اس کی پہچان پختہ ہو چکی۔ اور وہ مضمون اللہ تعالیٰ کا علم غیب کے ساتھ مختص ہونا ہے۔ اور بندوں کو کچھ علم نہ ہونا۔ جب یہ بیان کر دیا کہ بندے غیب کو نہیں جانتے تو ان کی عاجزی کا اظہار ہے اور ان کے قصور علم کا بیان ہے۔ تو اس کے ساتھ ملا کر یہ بات کہہ دی گئی کہ ان کا عجز تو اس سے بہت ہی بڑھ کر ہے۔ وہ اس طرح کہ وہ قطعی طور پر ہونے والی چیز کو جس کا واقع ہونا یقینی ہے اور وہی ان کے اعمال کی جزاء کا وقت ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ آئے گی نہیں۔ حالانکہ اس کے واقعہ ہونے کی پہچان کے پختہ اسباب ان کے ہاں موجود ہیں۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی جائز ہے۔ ان کے علم کا استحکام ' کامل بطور استہزاء کے ہو جیسا کہ سب سے بڑے جاہل کو کہیں مَا اعلمك۔ تو کتنا بڑا علامہ ہے اور اس تہکم کی وجہ ان کا قیامت کے متعلق شک اور اس کے اثبات سے اندھا پن اختیار کرنا ہے۔ جس کے لئے عمل کی شارع موجود ہے۔ اس کی بجائے وہ اس کا وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں جس کو جان لینے کا کوئی راستہ نہیں۔ نمبر۳۔ اور ادرك انتہاء اور فناء کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے یہ ادركت الثمرة سے ہو۔ پھل فناء ہوا۔ کیونکہ اس کی وہ غایت ہے جس پر وہ معدوم کر دی جائے گی۔

## حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ادّارك علمهم۔ ای اضمحل علمهم فی الاخرة آخرت کے متعلق ان کا علم مضمحل ہو چکا اور تدارک یہ تدارك بنو فلان سے ماخوذ ہے جبکہ وہ پے در پے ہلاک ہوں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ

اور کافروں نے کہا کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے باپ دادے تو کیا ہم ضرور نکالے جائیں گے، بلاشبہ

وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾

بات یہ ہے کہ اس سے پہلے ہم سے اور ہمارے باپ دادوں سے اس کا وعدہ کیا گیا ہے یہ پرانے لوگوں کی نقل کی ہوئی باتیں ہیں،

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ

آپ فرما دیجئے تم زمین میں چلو پھرو سو دیکھ لو مجرموں کا کیا انجام ہوا اور آپ ان پر

عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ

رنج نہ کیجئے اور یہ جو مکر کرتے ہیں اس کی وجہ سے تنگ دل نہ ہو جائیے، اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہو گا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ

اگر تم سچے ہو، آپ فرما دیجئے کہ تم جس عذاب کی جلدی مچا رہے ہو عنقریب اس کا بعض حصہ تم سے

تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

آ ہی لگا ہے اور بلاشبہ آپ کا رب لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے لیکن ان میں سے بہت سے لوگ

يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا

شکر نہیں کرتے اور بلاشبہ آپ کا رب ان باتوں کو ضرور جانتا ہے جنہیں ان کے سینے چھپاتے ہیں اور یہ جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، اور

مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾

آسمان اور زمین میں کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں ہے جو کتاب مبین میں نہ ہو

۶۷: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ (اور کافروں نے کہا۔ جب ہم خاک ہو گئے اور ہمارے باپ دادا بھی تو کیا ہم برآمد کیے جائیں گے)۔ اپنی قبور سے زندہ کر کے؟

قراءت: عاصم، حمزہ وخلف کی قراءت میں اذا اور ان میں حرف دوبارہ تکریر سے آیا ہے۔ یہ درحقیقت انکار کے بعد انکار ہے۔ شدید انکار کے بعد شدید انکار۔ اور یہ ان کے کفر کے مؤکد اور شدید ہونے کی دلیل ہے۔

نحو: اذا کا عامل وہ ہے جس پر لمخرجون دلالت کرتا ہے اے نخرج۔ کیونکہ اسم فاعل اور مفعول ہمزۂ استفہام کے بعد



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں۔نمبر۲۔اسم فاعل ومفعول اِنّ کے بعد ہیں۔نمبر۳۔لام ابتداء کے بعد ہے۔ان تینوں صورتوں میں جب الگ ہونے کی حالت میں اسم فاعل ومفعول ماقبل میں عمل نہیں کرتے۔تو پھر کیسے جب جمع ہوگئے تو عمل کریں گے۔اس لئے نخرج نکالنا پڑا۔
اِنا کی ضمیر کفاراوران کے آباء کی طرف راجع ہے۔کیونکہ مٹی ہونے میں وہ اوران کے آباءسب شامل ہیں لیکن حکایت کو غائب پر غلبہ دیااور آباؤنا کا عطف کُنّا کی ضمیر پر ہے۔کیونکہ مفعول تاکید کے قائم مقام آیا ہے۔
۶۸:لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا (بلاشبہ ہم سے اس کا وعدہ کیا گیا)۔یعنی بعث بعدالموت کا۔نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ (اور ہمارے آباء و اجداد سے اس سے پہلے)یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل۔
نکتہ:اس آیت میں نحن و آباؤنا پر ھذا کو مقدم کیا گیا۔جبکہ سورۃ المؤمنون میں نحن و اباؤنا کو ھذا پر مقدم کیا گیا۔جواب یہ ہے کہ یہاں مقصود بعث بعدالموت کا تذکرہ ہے اس لئے ہٰذا اشارہ قریب کو مقدم لائے اوراس جگہ مبعوث کا تذکرہ مقصود ہے اس لئے نحن و اباؤنا کو مقدم کیا۔اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (یہ تو گزرے لوگوں کی جھوٹی داستانیں ہیں)۔اور جھوٹے قصے اور بناوٹی باتیں ہیں۔
۶۹:قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ (آپ کہہ دیں کہ ملک میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیا ہوا؟)عاقبۃ آخری معاملہ۔

## لطیف نکتہ:

اس آیت میں مجرمین کا لفظ لا کر جرم کو ذکر کر کے مسلمانوں کو لطیف اشارہ کر دیا کہ جرائم کو چھوڑ دو۔جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا:فدمدم علیهم ربهم بذنبهم فسوّها۔[الشمس۔۱۴]۔ممّا خطيئاتهم اغرقوا وادخلوا نارا [نوح۔۲۵]
۷۰:وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ (آپ ان پر غم مت کریں)۔اس بناء پر کہ وہ آپ کی اتباع نہیں کر رہے اور نہ ہی بچنے اور سلامت رہنے کے لئے مسلمان ہو رہے ہیں۔وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ (اور نہ تنگدل ہوں)۔مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ (ان کے مکر اور اپنے خلاف سازشوں سے)۔بیشک اللہ تعالیٰ آپ کی لوگوں سے حفاظت کرنے والے ہیں۔عرب کہتے ہیں۔ضَاق الشي ضيقا۔یہ دیگر قراء کی قراءت ہے جبکہ ابن کثیر کی قراءت کسرہ کے ساتھ ہے(ضِيْقٍ)
۷۱:وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ (اور وہ یہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا)۔الوعد سے وعدہ عذاب مراد ہے۔اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) کہ عذاب جھٹلانے والے کو پہنچے گا۔
آیت ۷۲:قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ (آپ کہہ دیں کہ جس عذاب کے جلد پہنچنے کے تم خواستگار ہو)۔الَّذِىْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ہوسکتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے آلگا ہو)۔کفار نے عذاب موعود کو جلد طلب کیا تو انہیں یہ جواب دیا گیا۔ہوسکتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے ہو اور وہ بدر کے دن کا عذاب مراد ہے۔یہاں لام تاکید کے لئے اسی طرح لائی گئی ہے جیسا کہ باء اس آیت میں تاکید کے لئے لائی گئی ہے۔ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة۔[البقرہ۔۱۹۵]
نمبر۲۔فعل متعدی کے معنی کو متضمن ہے۔جیسے کہتے ہیں دنالکم وازف لکم۔پہلا فعل مجرد ہونے کے باوجود دوسرے



BestUrduBooks.wordpress.com

متعلق فعل کے معنی کو متضمن ہے۔اب ردف لکم کا معنی تبعکم ولحقکم۔(تمہارے پیچھے اور تمہیں ملنے والا ہے)۔
قاعدہ: عسیٰ ،لعل اور سوف شاہی وعدوں اور وعیدوں میں اس معاملے کی سچائی اور حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ کا وعدہ اس مقام پر اسی قسم میں سے ہے۔

۷۳: وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ (اور بیشک آپ کا رب افضال والا ہے)۔عَلَى النَّاسِ (لوگوں پر) کہ جلد عذاب نہیں بھیجتا۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ (لیکن ان کی اکثریت شکر گزار نہیں ہے)۔یعنی ان کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی نعمت کا حق نہیں پہچانتی اور نہ ہی شکر ادا کرنے والی ہے۔بلکہ جہالت سے عذاب میں جلد بازی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

آیت ۷۴: وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ (اور بیشک آپ کا رب اس چیز کو جانتا ہے جو ان کے سینے چھپاتے ہیں) ۔وَمَا يُعْلِنُوْنَ (اور جو ظاہر کرتے ہیں)۔تکن۔کا معنی چھپانا ہے۔یعلنون سے مراد زبان سے جس کا وہ اظہار کرتے ہیں۔مقصد یہ ہے کہ ان سے عذاب کی تاخیر کچھ اس بناء پر نہیں ہے۔کہ ہم پر ان کا کوئی حال مخفی ہے۔لیکن اس کا ایک وقت مقرر ہے۔نمبر۲۔اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کفار عداوت رسول چھپاتے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں یعنی عداوت رسول اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو استحقاق کے مطابق سزا دے گا۔

قراءت: تکن پڑھا گیا ہے۔کہا جاتا ہے کننت الشیٔ واکننتهٗ جبکہ تم اس کو چھپاؤ اور مخفی رکھو۔

۷۵: وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ (اور آسمان و زمین میں کوئی مخفی چیز ایسی نہیں کہ جو لوح)۔كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (محفوظ میں موجود نہ ہو)۔غائبة۔اس چیز کو کہا جو غائب ہوتی اور چھپتی ہے اور خافیۃ بھی اسی کو کہتے ہیں۔ان دونوں کے آخر میں عاقبت اور عافیت کی طرح تاء آئے گی۔اس کے نظائر الرمیة والذبیحة والنطیحة ہیں۔یہ اسماء ہیں صفات نہیں ہیں۔

نمبر۲۔یہ بھی جائز ہے کہ وہ دونوں صفت ہوں۔اور ان کی تاء مبالغہ کے لئے ہے۔جیسے کہ الراویة میں ہے گویا اس طرح فرمایا۔وما من شیٔ شدید الغیبوبة الا وقد علمه اللّٰه واحاطه به واثبتهٗ فی اللوح المحفوظ۔کہ جو چیز بہت زیادہ چھپنے والی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں اور اس کا احاطہ کرنے والے ہیں۔اور لوح محفوظ میں اس کا اندراج کرنے والے ہیں۔ المبین (ظاہر ہے)۔اس کے لئے جو اس کو دیکھتے ہیں یعنی فرشتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

بلاشبہ یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر ان چیزوں کو بیان کرتا ہے جن چیزوں میں وہ

يَخْتَلِفُوْنَ ۝٧٦ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝٧٧ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ

جھگڑ رہے ہیں، اور بلاشبہ یہ قرآن مومنین کے لئے ہدایت ہے اور رحمت ہے، بے شک آپ کا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے

بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝٧٨ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ

فیصلے فرمائے گا اور وہ عزیز ہے، علیم ہے، سو آپ اللہ پر بھروسہ کیجئے بلاشبہ آپ

عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ۝٧٩

صریح حق پر ہیں،

۷۶: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل پر وہ واقعات اکثر بیان کرتا ہے)۔ کھول کر بیان کرتا ہے۔ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں)۔ انہوں نے مسیح علیہ السلام کے متعلق اختلاف کیا۔ اور اس میں کئی گروہ بن گئے۔ ان کے مابین بہت سی اشیاء میں اختلاف ہوا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے پر لعنت کرنے لگے۔ قرآن مجید نے اتر کر اس چیز کی وضاحت کر دی جس کو انہوں نے اختلاف کا نشانہ بنایا تھا۔ اگر وہ انصاف سے کام لیں۔ اور اس کو اختیار کر لیں۔ اور اسلام لے آئیں۔ بنی اسرائیل سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

۷۷: وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (اور بیشک یہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے)۔ ان لوگوں کے لئے باعث رحمت ہے جو بنی اسرائیل میں سے بالکل انصاف کرنے والے اور ایمان لانے والے ہیں یعنی بنی اسرائیل میں سے۔ نمبر۲۔ ان میں سے اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں میں سے۔

۷۸: اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ (بیشک آپ کا رب ان کے مابین فیصلہ فرمائے گا)۔ مؤمنوں اور کافروں کے درمیان۔ بِحُكْمِهٖ (اپنے حکم یعنی عدل سے) کیونکہ وہ فیصلہ ہی عدل سے فرماتے ہیں۔ پس یہاں محکوم بہ (فیصلہ) کو حکم فرمایا۔ نمبر۲۔ اپنی حکمت سے فیصلہ فرماتے ہیں اور اس پر بِحِكَمِهٖ کی قراءت دلالت کرتی ہے۔ حکم جمع حکمت کی ہے۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ (وہ زبردست ہے)۔ اس کی تقدیر کو واپس نہیں کیا جا سکتا۔ الْعَلِيْمُ (وہ ان کو جانتا ہے) کہ کن کے حق میں فیصلہ دینا ہے اور کن کے خلاف دینا ہے۔ نمبر۲۔ وہ العزیز ہے یعنی باطل پرستوں سے انتقام لینے میں العلیم حق پرستوں اور باطل پرستوں کے درمیان فیصلہ کرنے کو جانتے ہیں۔

۷۹: فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (پس تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو)۔ اس میں آپ ﷺ کو توکل علی اللہ کا حکم دیا گیا۔ اور اعدائے دین کی پرواہ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ (بیشک آپ صریح حق پر ہیں)۔ یہ التوکل کی علت بیان فرمائی۔ اس



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۤءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ

بلاشبہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ آپ بہروں کو پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں، اور

اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا

نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر راستہ دکھا سکتے ہیں' آپ تو انہیں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں

فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

سو وہ فرمانبردار ہیں،

لئے کہ آپ صریح حق پر ہیں۔ وہ صریح حق وہ دین ہے۔ جس سے شک کبھی متعلق ہو نہیں سکتا۔

نکتہ: اس میں وضاحت کردی۔ کہ حق پرست کو اللہ تعالیٰ پر کامل وثوق واعتماد اور اس کی مدد پر یقین ہونا چاہیے۔

آیت ۸۰: اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۤءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (آپ یقیناً مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ ہی بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں)۔

۸۱: وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ (اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے سیدھا راستہ دکھا سکتے ہیں)۔ جب کفار مکہ جو سنتے اس کو یاد نہ رکھتے اور نہ سنتے اور نہ اس سے نفع اٹھاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مردوں سے مشابہت دی حالانکہ وہ ظاہر میں زیادہ صحیح الحواس تھے اور ان بہروں سے تشبیہ دی جن کو پکارا جائے تو نہ سنتے ہوں اور ان اندھوں سے جو راستہ گم کر دیں۔ کوئی شخص اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ ان سے یہ چیزیں ہٹا کر ان کو راستہ دیکھنے والا اور راستہ پر چلنے والا بنا دے مگر اللہ جل شانہٗ (اور اسی کی طرف سے ہدایت ان کو ملتی نہیں کیونکہ انہوں نے گمراہی کو جان بوجھ کر اختیار کیا ہے) پھر بہرے کی حالت کو یہ کہہ کر اور مؤکد کیا گیا ہے اذا ولوا مدبرین کیونکہ بہرا جب آواز دینے والے سے دور ہو اور اس کی طرف پشت کرنے والا بھی ہو تو وہ داعی کی آواز کے ادراک سے بالکل ہی محروم رہے گا۔

قراءت: ولا تسمع الصُّم مکی نے یہاں پڑھا اور سورۂ روم میں بھی اسی طرح اور وما انت تهدی العمیَ یہاں پڑھا اور الروم میں بھی اسی طرح حمزہ نے پڑھا۔ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا (آپ تو صرف انہی لوگوں کو سنا سکتے ہیں۔ جو ہماری آیات کا یقین رکھتے ہیں)۔ آپ کا سنانا فائدہ نہ دے گا مگر صرف ان لوگوں کو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ وہ اس کی آیات پر ایمان لائیں گے یعنی ان آیات کی تصدیق کریں گے۔ فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (اور وہ فرمانبردار ہیں) پھر وہ جانتے بھی ہیں اپنے قول میں مخلص ہیں جیسا اس ارشاد میں ہے: بلٰی من اسلم وجهه لله وهو محسن۔ [البقرہ۔۱۱۲]

اس کو صحیح سالم اور خالص اللہ کے لئے قرار دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ

اور جب ان پر وعدہ پورا ہونے والا ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالدیں گے جو ان سے باتیں کرے گا کہ

النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع ۲۱

لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں لاتے تھے۔

۸۲: وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ (جب ان پر قول واقع ہو جائے گا)۔ یہاں قول کے مقصد اور نتیجہ کو قول سے تعبیر فرمایا۔ اور وہ عذاب اور قیامِ ساعت کا وعدہ ہے۔ وقوعہ۔ کا معنی حصول ہے اور مراد قرب اور اس کی نشانیوں کا ظہور ہے اور وہ وقت جبکہ توبہ فائدہ مند نہ ہوگی۔ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (ہم ان کے لئے زمین سے ایک چوپایہ نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا)۔ یہ وہی ہے جس کو حدیث میں جساسہ سے تعبیر کیا گیا۔ اس کی لمبائی ساٹھ ہاتھ ہوگی' اس کو پکڑنے والا پکڑ نہ سکے گا اور بھاگنے والا اس سے فرار اختیار نہ کر سکے گا۔ اس کی چار ٹانگیں ہونگی۔

داڑھی' دو پیر' اور اس کا سر بیل جیسا' آنکھیں خنزیر جیسی' کان ہاتھی جیسے' سینگ بارہ سینگھے جیسے' گردن شتر مرغ کی طرح' سینہ شیر کی مانند' رنگت چیتے جیسی' کوکھیں بلی نما' دم مینڈھے کی طرح' پاؤں اونٹ جیسے اور اس کے دو جوڑوں کے مابین دس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ وہ صفا سے نکل کر عربی زبان میں بات کرے گا اور کہے گا۔ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ (لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں رکھتے)۔ یعنی میرے نکلنے پر۔ کیونکہ اس کا نکلنا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اور وہ یہ کہے گا: الا لعنة الله على الظالمین۔

نمبر۲۔ ان سے تمام ادیان کے باطل ہونے اور فقط دین اسلام کے برحق ہونے کی بات کرے گا۔ نمبر۳۔ اور یہ بات کرے گا کہ یہ شخص مؤمن اور یہ کافر ہے۔

**قراءت:** اَنَّ کوفی و سہل نے مفتوح پڑھا اور جار کو حذف کر دیا۔ یعنی تکلمهم بانّ۔ دیگر قراء نے کسرہ دیا کیونکہ کلام قول کے معنی میں ہے اور قول کے بعد اِنّ آتا ہے۔ یا قول مضمر ہے۔ یعنی تقول الدابة ذلك۔ اب آیات سے آیات ربنا مراد ہونگی۔ یا نمبر۲۔ اس وقت یہ اللہ تعالیٰ کے قول کی حکایت ہے۔ پھر قیامت کا تذکرہ فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿۸۳﴾

جس دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک جماعت ان لوگوں میں سے جمع کریں گے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے تھے پھر ان کی جماعت بندی کر دی جائے گی۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ

یہاں تک وہ جب حاضر ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کیا تم نے میری آیات کو جھٹلایا حالانکہ تم ان کو اپنے احاطہ علمی میں بھی نہ لائے ، بلکہ تم اور کیا کیا

تَعْمَلُونَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ﴿۸۵﴾ أَلَمْ

کام کرتے تھے، اور ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر وعدہ پورا ہو چکا ہے سو وہ بات نہ کریں گے کیا

يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات کو بنایا کہ وہ اس میں آرام کریں اور ہم نے دن کو بنایا جس میں دیکھیں بھالیں بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے

لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۸۶﴾

نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

۸۳: وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا (اور اس دن کو یاد کرو جب ہم ہر امت میں سے ان لوگوں کا ایک گروہ جمع کریں گے)۔ نحو: من تبعیض کے لئے ہے۔ای اذکر یوم نجمع من کل امة من الامم زمرة۔اس دن کو یاد کرو جب ہم ہر امت میں سے ایک گروہ جمع کریں گے۔ مِّمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا (جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے رہے)۔ نحو: مَن تبیین کے لئے ہے۔آیات سے وہ آیات مراد ہیں جو ہمارے انبیاء علیہم السلام پر اتاری گئیں۔فَهُمْ يُوزَعُونَ (پھر ان کو روکا جائے گا)۔اول کو روکیں گے تاکہ پچھلے ان کے ساتھ جمع ہو سکیں۔ پھر ان کو موضع حساب کی طرف لے جائیں گے۔اس تعبیر سے مقصود کثرت تعداد کو بیان کرنا ہے اور الفوج سے بھی بہت بڑی جماعت مراد ہے۔

۸۴: حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا (یہاں تک کہ جب وہ آ جائیں گے)۔موقف حساب وسوال میں جمع ہو جائیں گے۔قَالَ (تو اللہ تعالیٰ ان کو بطور تہدید فرمائیں گے)۔ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا (کیا تم نے میری آیات کو جھٹلایا یا بلا سوچے سمجھے سرسری رائے سے تکذیب کر دی اور اس کی حقیقت کے معلوم ہونے کے بغیر) کہ یہ واقعہ میں سچی حقیقت ہے یا جھوٹی بات۔أَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (یا پھر تم کیا عمل کرتے رہے۔جبکہ تم نے ان میں غور ہی نہیں کیا۔تمہیں بے کار تو نہیں بنایا گیا)۔

۸۵: وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ (اور ان پر بات انکے ظلم کرنے کی وجہ سے واقع ہو جائے گی۔ اسلئے وہ کوئی بات نہ کر سکیں گے)۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کا جو ظلم انہوں نے ڈھایا تھا اسکی وجہ سے موعودہ عذاب انکو ڈھانپ لے گا اور وہ ان کو معذرت و بات چیت سے مشغول کر دے گا جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے۔هذا یوم لا ینطقون۔[المرسلات۔۳۵]



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا

اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں سب گھبرا جائیں گے سوائے اس کے

مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً

جسے اللہ چاہے، اور سب اس کے حضور میں عاجزی کے ساتھ حاضر ہو جائیں گے۔ اور تو پہاڑوں کو ایسی حالت میں دیکھ رہا ہے، جس میں تجھ کو خیال ہوتا ہے کہ یہ یوں ہی جمے ہوئے رہیں گے

وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا

حالانکہ وہ بادلوں کی طرح گزریں گے یہ اللہ کی کاری گری ہے جس نے ہر چیز کو ٹھیک طرح بنایا ہے بلاشبہ وہ ان کاموں سے باخبر ہے

تَفْعَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿٨٩﴾

جو تم کرتے ہو، جو شخص نیکی لیکر آئے گا اسے اس سے بہتر ملے گا اور ایسے لوگ اس دن گھبراہٹ سے پرامن ہوں گے

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٠﴾

اور جو شخص برائی لیکر آئے گا تو وہ لوگ اوندھے منہ کر کے دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے تمہیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے۔

۸۶: اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ (کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے رات بنائی تا کہ لوگ اس میں آرام کریں)۔ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا (اور دن بنایا جس میں دیکھیں)۔ نحو: مبصرًا یہ حال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کو دن کے لئے بنایا اور دن آنکھوں والوں کے لئے ہے۔ معنی کے اعتبار سے تقابل کی رعایت کی گئی کیونکہ مبصرا کا معنی یہ ہے تا کہ وہ معاش میں آنے جانے کے راستے دیکھ لیں۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (بیشک اس میں البتہ ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں)۔ جو تصدیق کر کے ان سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔

اس میں دلیل ہے کہ اٹھایا جانا درست ہے۔ کیونکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے رات اور دن کو بنایا ہے معاش کے دنیا میں برقرار رہنے کا ذریعہ تا کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان کو بیکار نہیں بنایا بلکہ آزمائش کے لئے ہے پس ثواب وعذاب کا ہونا یقینی وضروری ہے۔ جب یہ ثواب وعذاب اس دنیا میں پیش نہیں آتے تو ایک اور گھر ثواب وعقاب کے لئے ہونا ضروری ہے۔

۸۷: وَيَوْمَ (اور اس دن کو یاد کرو)۔ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ (جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی)۔ الصور جمع صورۃ کی ہے یا سینگ کو کہتے ہیں۔ صور پھونکنے والے اسرافیل علیہ السلام ہونگے۔ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ (پس گھبرا جائیں گے جو آسمانوں اور جو زمین میں ہیں)۔ اس سے نفخہ اولیٰ والا فزع مراد ہے جب سب بے ہوش ہو جائیں گے۔

نکتہ: فزع ماضی لائے یفزع مضارع ذکر نہیں کیا۔ تا کہ فزع کا قطعی ویقینی وقوع ثابت کر دیا جائے۔ کہ وہ بہرصورت آئے



BestUrduBooks.wordpress.com

گی ۔ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ (مگر جن کو چاہے اللہ تعالیٰ) مگر جن کے دل کو اللہ تعالیٰ ملائکہ میں سے مضبوط کر دیں گے ۔ قولِ علماء ۔ نمبر۱ ۔ وہ جبرائیل میکائیل' اسرافیل' ملک الموت علیہم السلام مراد ہیں ۔ نمبر۲ ۔ شہداء کی ارواح مراد ہیں ۔ نمبر۳ ۔ حوریں اور آگ کا داروغہ اور حملۃ العرش ۔ نمبر۴ ۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان میں سے موسیٰ علیہ السلام ہیں ۔ کیونکہ ان کو ایک مرتبہ بے ہوشی ہو چکی ہے ۔ اور اسی طرح اس آیت میں ہے: و نفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت و من فی الارض الا من شاء اللہ ۔ [الزمر ۔ ۶۸]

وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ (اور سب کے سب اس کے سامنے دبے جھکے رہیں گے) ۔ قراءت: حمزہ' حفص' خلف نے اَتَوْهُ پڑھا ہے دیگر قراء نے اٰتُوْهُ پڑھا ہے ۔ اور اس کی اصل آتیوہ ہے ۔

نحو: داخرین یہ حال ہے ۔ ای صاغرین ذلیل و عاجز ہو کر ۔ الاتیان کا مطلب موقف میں حاضری ہے ۔ یا اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع اور اس کے حکم کی اطاعت ۔

۸۸: وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا (اور تم پہاڑوں کو دیکھو گے ۔ تم خیال کرو گے کہ وہ) نحو: تحسبھا ۔ ضمیر مخاطب سے حال ہے ۔ قراءت: تَحْسَبُهَا ۔ شامی' حمزہ' یزید' عاصم نے فتحہ سین سے پڑھا ۔ جبکہ دیگر قراء نے کسرہ سین سے تَحْسِبُهَا پڑھا ہے ۔ جَامِدَةً (اپنی جگہ جمے ہوئے ہیں) کھڑے اور حرکت سے رکے ہوئے ہیں ۔ یہ جمد فی مکانہ سے بنا ہے ۔ جبکہ وہ اپنی جگہ سے نہ ٹلے ۔ وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (حالانکہ وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں) نحو: ھی تمتر یہ تحسبہ کی ضمیر منصوب سے حال ہے ۔

مرّ السحاب ای مرًّا مثل مرّ السحاب ۔ بادلوں جیسا چلنا ۔ مطلب یہ ہے ۔ جب تم نفخہ کے وقت پہاڑوں کو دیکھو تو تم ان کو اپنی جگہ جما ہوا محسوس کرو گے ۔ کیونکہ وہ بڑی جسامت والے ہیں ۔ مگر واقعہ میں وہ جمے ہوئے نہیں بلکہ بادل کی طرح تیزی سے چلے جا رہے ہونگے ۔ جبکہ ہوا ان کو دھکیل رہی ہو ۔ بڑے اجسام جب حرکت کرتے ہیں تو ان کی حرکت معلوم نہیں ہوتی ۔ جیسے نابغہ ذبیانی نے جیش کی تعریف میں کہا ۔ بِأَرْعَنَ مثل الطَّوْدِ و تَحْسَبُ أنهم ۔ وقوفٌ لِحاجٍ والرِّكابُ تَهَمْلَجُ ۔ صُنْعَ اللّٰهِ (یہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے) ۔ نحو: یہ مصدر ہے اس کا عامل وہی ہے جس پر تمر دلالت کر رہا ہے کیونکہ ان کا بادلوں کی طرح چلنا یہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں ہے ۔ گویا عبارت اس طرح ہے صنع اللّٰہ ذلك صنعًا ۔ (اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا بنانا) ۔ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ذکر کیا کیونکہ پہلے کلام میں مذکور نہیں ۔ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ (جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا) ۔ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ (وہ تمہارے اعمال سے خبردار ہیں) ۔ قراءت: یفعلون مکی اور بصری نے سوائے سہل اور یحییٰ کے پڑھا اور ابو بکر نے پڑھا ہے ۔ جبکہ دیگر قراء نے تاء سے پڑھا ۔ وہ جو کچھ بندے کرتے ہیں ۔ ان اعمال سے واقف ہے ۔ پس وہ ان کو اس کے مطابق بدلہ دیں گے ۔

پھر اس کا خلاصہ ذکر فرمایا ۔

۸۹: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ (جو شخص نیکی لایا) ۔ حسنۃ سے جمہور نے لا الٰہ الا اللہ کا سچا اقرار مراد لیا ہے ۔ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا (اس



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۟ وَّأُمِرْتُ

مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اسے حرمت دی ہے اور ہر چیز اس کی ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے رہوں، اور یہ کہ

أَنْ أَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَأَنْ أَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَإِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ

قرآن کی تلاوت کروں، سو جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے سو وہ اپنے ہی لیے راہ ہدایت پر آتا ہے

وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ

اور جو شخص گمراہی پر رہے آپ فرما دیجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والوں سے ہوں، اور آپ یوں کہیے کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے وہ عنقریب اپنی نشانیاں دکھا دے گا

فَتَعْرِفُوْنَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۱ / ۲

سو تم ان کو پہچان لو گے اور آپ کا رب ان کاموں سے غافل نہیں ہے جو تم لوگ کرتے ہو۔

کے لئے اس سے بہت بہتر ملے گا) یعنی اس کو اس عمل حسنہ کی جانب سے اس سے بہتر بدلہ حاصل ہوگا۔ وہ جنت ہے اس صورت میں خیر افضل کے معنی میں نہ آئے گی۔ نحو: منہا یہ موضع رفع میں خیر کی صفت ہے۔ وھم من فزع (اور وہ گھبراہٹ سے)۔

قراءت: کوفی من فزعٍ شدید جو بہت ہی زیادہ ہو۔ نمبرا۔ اور وہ آگ کا خوف ہے۔ نمبر۲۔ یا ہر قسم کا خوف خواہ معمولی ہو۔ باقی قراء نے بلاتنوین پڑھا ہے۔ یَوْمَئِذٍ کوفی، مدنی نے میم کے فتحہ سے جبکہ دیگر نے کسرۂ میم سے یوم سے قیامت کا دن مراد ہے۔ اٰمِنُوْنَ (وہ امن میں ہونگے)۔ اٰمِن کا لفظ حرف جار کے ساتھ بھی متعدی ہوتا ہے اور اس کے بغیر بھی۔ جیسا کہ اس آیت میں افامنوا مکرا للّٰہ [الاعراف:۹۹]

۹۰: وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ (اور جو کوئی برائی لایا)۔ السّیئۃ سے شرک مراد ہے۔ فَكُبَّتْ (پس ان کو اوندھے کیا جائے گا)۔ القیت (ڈالے جائیں گے) وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ (ان کے چہرے آگ میں)۔ کہا جاتا ہے کببت الرجل ای القیتہ علی وجھہ۔ (میں نے اسے چہرے کے بل گرادیا)۔

آیت میں تمام جسم کو وجہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سر اور گردن سے تعبیر کرتے ہیں۔ ای القوافی النار۔ ان کو رلانے کے لئے اوندھا کر دیا جائے گا۔ اور کہا جائے گا۔ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (تمہیں نہیں بدلہ دیا جارہا مگر اتنا ہی جو کچھ تم کرتے تھے)۔ یعنی دنیا میں رہتے ہوئے۔ مثلاً شرک اور دیگر معاصی۔

۹۱: إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ (مجھے حکم ملا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں)۔ البلدۃ سے مکہ مراد ہے۔ الَّذِيْ حَرَّمَهَا (جس کو اس نے حرمت والا بنایا)۔ امن والا حرم محترم بنایا۔ اس میں پناہ لینے والا محفوظ رہتا ہے۔ اسکے کانٹے کو کاٹا نہ جائیگا اور نہ اسکی گھاس کو اکھاڑا جائیگا اور اسکے شکار کو بھگایا نہ جائے گا۔ وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ (اور چیز اسی ہی کی ہے)۔ اس شہر سمیت وہ دنیا و آخرت کا مالک ہے۔ وَ أُمِرْتُ أَنْ أَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (مجھے تو حکم ملا ہے کہ میں اسکی فرمانبرداری کروں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۹۲: وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ (اور یہ حکم ملا کہ میں قرآن کی تلاوت کروں)۔ اتلوا کو اگر تلاوت مصدر سے بنائیں تو قرآن کی تلاوت کروں اور اگر اس کو التُّلُوُّ سے لیا جائے جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے۔ واتبع ما یوحٰی الیك من ربك۔ (الاحزاب)۔۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ آپ کہیں امرت ان اخص اللہ وحدہٗ بالعبادۃ مجھے حکم ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلے کو عبادت کے ساتھ خاص کروں۔ اور قریش کی طرح اس کا شریک نہ بناؤں۔

اور میں ہو جاؤں اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے اور ہو جاؤں ان میں سے جو ملت اسلام پر جمنے والے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کروں تا کہ حلال و حرام کا امتیاز کر سکوں۔ جن کا اسلام تقاضا کرتا ہے۔

نکتہ: مکہ کو تمام شہروں میں خاص کیا اور اپنے اسم مبارک کی طرف اضافت فرمائی۔ کیونکہ مکہ مکرمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب اور زیادہ مرتبے والا ہے اور اس کی طرف اس قول سے اشارہ فرمایا۔ ھذہ البلدۃ۔ یہ ہذہ اسم اشارہ مکہ کی تعظیم کے لئے لایا گیا۔ اور اشارہ قریب اس بات پر دلالت کرنے کے لئے کہ یہ اس کے پیغمبر کا وطن و مولد اور مہبط وحی ہے اور اپنی ذات کی صفات کو الذی حرمھا سے تعبیر فرمایا۔ کیونکہ یہ خصوصی وصف مکہ مکرمہ کو ہی حاصل ہے۔ اور ہر چیز اس کی ربوبیت اور ملکوتیت کے ماتحت اسی طرح داخل ہے جیسا تابع اپنے متبوع کے ماتحت ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی ربوبیت میں داخل ہیں۔ فَمَنِ اهْتَدٰی (جو سیدھے راستہ پر چلے گا)۔ خاص میری پیروی کرتے ہوئے ان باتوں میں جو میں بتلاتا ہوں جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور شرکاء کی نفی اور ملت حنیفیہ میں داخل ہونا اور میرے اوپر اترنے والی وحی میں میری اتباع کرنا۔ فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ (وہ سیدھے راستہ پر اپنے لئے چلے گا)۔ اس کی ہدایت کا فائدہ اسی کی طرف لوٹنے والا ہے نہ کہ میری طرف۔ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ (اور جو شخص گمراہ ہوا تو آپ اس کو فرما دیں بیشک میں تو ڈرانے والوں میں سے ہوں)۔ جو شخص گمراہ ہوا اور اس نے میری اتباع اختیار نہ کی اس کا مجھ پر الزام نہیں اس لئے کہ میں تو ڈر سنانے والا رسول ہوں۔ جیسا دوسرے مقام پر فرمایا: وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔ [النور۔۵۴]

۹۳: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ (اور کہہ دیں (الحمد للہ) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں عنقریب فَتَعْرِفُوْنَهَا وہ اپنی آیات دکھلائیں گے اس وقت تم ان کو پہچان لو گے)۔ پھر آپ کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت نبوت پر شکریہ ادا کریں جس کے برابر کوئی نعمت نہیں اور یہ بھی حکم دیا کہ اپنے دشمن کو دھمکائیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو آخرت میں اپنی آیات دکھائیں گے اس وقت ان کو یقین آ جائے گا۔

## ایک قول یہ ہے:

کہ اس سے مراد چاند کا پھٹنا، دھواں کا ظاہر ہونا۔ اور دنیا میں اللہ تعالیٰ کی جو سزائیں ان پر اتریں۔

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (اور آپ کا رب ان کاموں سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو)۔ قراءت: تعملون کو تاء کے ساتھ مدنی شامی اور حفص، یعقوب نے پڑھا ہے۔ اس صورت میں اہل مکہ کو خطاب ہے۔ اور دیگر قراء نے یاء سے پڑھا ہے۔ یعنی ہر وہ عمل جو وہ کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں۔ غفلت و سہو و نسیان سے اس کی ذات وراء الوراء ہے۔

الحمد للہ آج ۲۰ ذیقعد لیلۃ الجمعہ ۱۴۲۳ھ بعد نماز عشاء ترجمہ سورۂ نمل مکمل ہوا۔ ذلك من فضل اللّٰہ علیّ



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ قصص مکی ہے اور اسکی اٹھاسی آیات اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ

طٰسٓمٓ یہ کتاب مبین کی آیات ہیں ہم آپ کو موسیٰ اور فرعون کی بعض خبریں حق کے ساتھ سناتے

بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا

ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ بلاشبہ فرعون زمین میں چڑھ گیا تھا۔ اور اس نے زمین والوں کی کئی قسمیں بنا رکھی تھیں۔

يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ

ان میں ایک جماعت کو کمزور کر رکھا تھا۔ انکے بیٹوں کو ذبح کر دیتا تھا اور انکی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ بلاشبہ وہ فساد

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ

کرنیوالوں میں سے تھا۔ اور ہم نے چاہا کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور کیا ہوا ہے ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنادیں اور انہیں

اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ

وارث بنا دیں اور زمین میں انہیں حکومت دیدیں۔ اور فرعون اور ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ﴿۶﴾

ان مستضعفین کی جانب سے وہ واقعہ دکھلائیں جس سے وہ اپنا بچاؤ کرتے تھے۔

۱: طٰسٓمٓ اللہ تعالیٰ ہی اس کی مراد کو جانتے ہیں۔

۲: تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ (یہ کتاب مبین کی آیات ہیں)۔ کہا جاتا ہے۔ بان الشیٔ و ابان۔ دونوں کا ایک معنی ظاہر ہونا۔ اور کہا جاتا ہے ابنته فابان۔ یہ لازم و متعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ یعنی اس کی خیر و برکت ظاہر ہے۔ نمبر۲۔ یہ حلال و حرام کو ظاہر کرنے والی اور وعدہ و وعید اور اخلاص و توحید کو ظاہر کرنے والی ہے۔

۳: نَتْلُوْا عَلَيْكَ (ہم تم پر پڑھتے ہیں)۔ یہاں نتلوا نقرأ علیك کے معنی میں ہے۔ یعنی ہمارے حکم سے جبرئیل پڑھیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نتلوا کا مفعول مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ ہے۔یعنی ہم تم پر ان کے بعض حالات پڑھیں گے۔(موسیٰ وفرعون کی کچھ خبر) من تبعیضیہ ہے۔بِالْحَقِّ (حق کے ساتھ) ای محقین۔پختگی کرنے والے ہیں۔

نحو: یہ حال ہے۔

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (ایمان والے لوگوں کے لئے)۔جن کے متعلق ہمارے علم میں یہ بات سبقت کر چکی کہ وہ ایمان لائیں گے۔ کیونکہ تلاوت الٰہی ان ہی کو فائدہ دے گی نہ کہ دوسروں کو۔

۴:اِنَّ فِرْعَوْنَ (بیشک فرعون)۔ نحو: یہ جملہ مستانفہ ہے مجمل کی تفسیر کی طرح ہے۔گویا کوئی اس طرح کہہ رہا ہے۔ان کی خبر کس طرح ہوگی۔تو فرمایا بیشک فرعون نے تکبر کیا۔عَلَا (سرکشی کی) اور ظلم میں انتہاء کو پہنچ گیا۔نمبر۲۔تکبر کیا اور اپنے آپ پر فخر کرنے لگا۔اور اپنی غلامی کو بھول گیا۔فِي الْاَرْضِ (زمین میں) یعنی سرزمین مصر میں۔وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا (اور اس کے رہنے والوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا)۔ایک گروہ اس کے ارادوں میں اس کا ساتھ دینے والا اور اطاعت کرنے والا تھا۔ان میں سے کسی کو اختیار نہ تھا کہ وہ اس کی گردن کو خلاف ارادہ موڑ دے۔نمبر۲۔مختلف گروہوں میں بانٹ دیا۔ایک گروہ پر مہربانی کرتا اور دوسرے کی تذلیل۔قبطی گروہ کو عزت دی اور گروہِ اسرائیل کو ذلت میں ڈال دیا۔يَسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ (ان میں سے ایک گروہ کو اس نے کمزور کر رکھا تھا)۔طائفہ سے مراد بنو اسرائیل ہیں۔يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ (وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑتا)۔ان کی بیٹیوں کو خدمت کے لئے زندہ چھوڑتا۔

## وجہ ذبح اطفال:

ایک قبطی کاہن نے فرعون کو کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا۔جس کے ہاتھ تیرا ملک برباد ہوگا۔اس میں فرعون کی حماقت ٹپکتی ہے۔اس لئے کہ اگر کاہن نے سچ کہا تو اس کو قتل سے فائدہ نہ ہوگا اور اگر اس نے جھوٹ بولا تو قتل کا کیا مقصد؟

نحو: یستضعف یہ جعل کی ضمیر سے حال ہے۔نمبر۲۔شیعًا کی صفت ہے۔نمبر۳۔جملہ مستانفہ ہے اور اور یذبح یہ یستضعف کا بدل ہے۔

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (بلا شبہ وہ مفسدین میں سے تھا)۔

مسئلہ: اس میں دلیل ہے کہ ظلماً قتل یہ مفسدین کا فعل ہے۔کاہن نے سچ کہا یا جھوٹ اس کے تحت قتل فضول حرکت ہے۔

۵:وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ (اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم احسان کریں)۔ہم فضل و مہربانی کریں۔

یہ آیت مسئلہ اصلح میں دلیل ہے۔

نحو: یہ جملہ ان فرعون علا فی الارض پر معطوف ہے۔کیونکہ نبأ موسیٰ و فرعون کی تفسیر ہونے میں یہ اس کی نظیر ہے۔اور اس کا بیان ہے۔نمبر۲۔یستضعف سے حال ہے۔یعنی فرعون نے ان کو کمزور بنا رکھا تھا اور ہم ان پر احسان کرنا چاہتے تھے۔

اور ارادۂ الٰہی تو بہرصورت واقع ہونے والا ہے۔پس اس جملہ کو ان کے استضعاف کے ساتھ بطور مقارنت ذکر کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً (ان لوگوں پر جن کو زمین میں کمزور کر دیا گیا تھا اور ہم ان کو پیشوا بنائیں)۔نمبرا۔ایسے قائد جن کی خیر میں اقتداء کی جاتی ہے۔نمبر۲۔بھلائی کے داعی۔نمبر۳۔والی اور بادشاہ۔

وَنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ (اور ہم ان کو وارث بنائیں)۔یعنی فرعون اور اس کی قوم کے ملک واسباب کا ان کو وارث بنائیں۔

۶: وَنُمَكِّنَ (اور ہم ان کو حکومت دیں)۔مکن له کا معنی اس کے لئے ایسی جگہ بنا دینا جس پر وہ بیٹھ سکے۔نمبر۲۔یا سو سکے اور تمکین فی الارض کا مطلب ارض مصر وشام کو اس طرح کر دینا کہ وہاں ان کو کوئی روک ٹوک نہ ہو اور ان کو تسلط دے دیا جائے اور ان کا حکم چلے۔لَهُمْ فِي الْاَرْضِ (زمین میں)۔ارض سے شام ومصر مراد ہے۔وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا (اور فرعون٬ ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ بات دکھا دی)۔قراءت: نُرِی۔نون کا ضمہ اور فرعون اور مابعد کا نصب۔نمبر۲۔یاء کے ساتھ یُرِی اور فرعون اور مابعد پر رفع علی وحمزہ نے پڑھا ہے۔تقدیر کلام یہ ہے۔یرون منهم ماحذروه من ذهاب ملكهم وهلاكهم علي يد مولود منهم۔انہوں نے ان سے وہ دیکھ لیا جس کا خطرہ تھا یعنی ملک کا ہاتھ سے نکلنا اور انہی میں سے ایک بچے کے ہاتھ ان کا ہلاک ہونا۔نمبر۳۔یَرِی نصب کی صورت میں اس کا ماقبل منصوب پر عطف ہے جیسا کہ نون کی قراءت ہے۔نمبر۴۔جملہ مستانفہ ہونے کی بناء پر مرفوع ہے۔مِنْهُمْ سے مراد بنی اسرائیل۔نَحْو: نری کے متعلق ہے۔یحذرون کے متعلق نہیں ہے۔کیونکہ صلہ موصول سے مقدم نہیں آ سکتا۔مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ (وہ باتیں جن سے وہ ڈرتے اور اندیشہ کرتے تھے)۔

الحذر نقصان سے بچنا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا

اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کے دل میں ڈالا کہ تم اس کو دُودھ پلاؤ۔ پھر جب تمہیں اسکی جان کا خطرہ ہو تو اسے سمندر میں ڈال دینا اور

تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞۷ فَالْتَقَطَهٗٓ

نہ ڈرنا نہ غم کرنا۔ بلا شُبہ ہم اُسے تیری طرف واپس کردیں گے، اور اسے پیغمبروں میں سے بنا دیں گے۔ سواسے آلِ فرعون نے

اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا

اُٹھا لیا تاکہ انکے لئے دشمن بن جائے اور غم کا باعث بنے۔ بلاشبہ فرعون اور ہامان اور اس کا لشکر

كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۞۸ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ ق

خطاکرنے والوں میں سے تھے اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو،

عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۞۹ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ

کچھ بعید نہیں کہ یہ ہمیں نفع پہنچادے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنا لیں۔ اور ان کو خبر نہ تھی، اور موسیٰ کی ماں کا دل

مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ

بیقرار ہو گیا قریب تھا کہ وہ اس کا حال ظاہر کر دیتی اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کر دیتے تاکہ وہ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞۱۰ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ

یقین کرنیوالوں میں سے رہے اور موسیٰ کی والدہ نے اسکی بہن سے کہا کہ تو اُسکے پیچھے چلی جا۔ سواس نے اسے دُور سے دیکھ لیا اور انہیں

لَا يَشْعُرُوْنَ ۞۱۱ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى

خبر بھی نہ ہوئی اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر دودھ پلانے والیوں پر بندش کر رکھی تھی۔ سو موسیٰ کی بہن بولی کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا

اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۞۱۲ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا

پتہ بتادوں جوتمہارے لئے اس کی پرورش کریں اور وہ اسکے خیر خواہ بھی ہوں سو ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں

ع وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞۱۳ ع

اور غمگین نہ ہو اور تاکہ وہ اس بات کو جان لے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے لیکن ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۷: وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى (اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں بات ڈال دی)۔ وحی سے۔ نمبر۱۔ الہام سے۔ نمبر۲۔ خواب سے۔ نمبر۳۔ فرشتے کی اطلاع سے جیسا کہ مریم کیلئے ہوا۔ اس سے وحی رسالت مرادنہیں پس وہ رسول نہ تھیں۔

اَنْ اَرْضِعِيْهِ (تم دودھ پلاؤ)۔ نحو: یہ اَن۔ ای کے معنی میں ہے۔ نمبر۲۔ ان مصدریہ ہے۔ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ (پس جب تمہیں اس کے متعلق خطرہ ہو)۔ قتل کا اس طرح کہ پڑوسی اس کی آواز سن کر چغلی لگا دیں۔ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ (پس اس کو دریا میں ڈال دو)۔ الیمّ سے نیل مصر مراد ہے۔ وَلَا تَخَافِىْ (اور تم نہ ڈرنا)۔ ڈوب جانے اور ضائع ہونے سے۔ وَلَا تَحْزَنِىْ (اور نہ غم کرنا)۔ اس کی جدائی کا۔ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ (بیشک ہم اس کو تیرے ہاں لوٹانے والے ہیں)۔ ایک لطیف انداز سے تا کہ تو اس کی پرورش کرے۔ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (اور اس کو رسولوں میں سے بنانے والے ہیں)۔

## دو اہم باتیں:

اس آیت میں دو امر ہیں۔ اور دو نہی ہیں۔ اور دو خبریں اور دو بشارتیں ہیں۔ خوف وحزن میں فرق یہ ہے۔ خوف ایسا غم جو انسان کو کسی متوقع معاملے میں لاحق ہو۔

الحزن۔ ایسا غم جو واقعہ پیش آنے کے بعد لاحق ہو اور وہ موسیٰ کی جدائی اور اس کے متعلق خطرات ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باتوں سے منع کر دیا۔

## بشارتیں:

موسیٰ علیہ السلام کو واپس لوٹائے جانے کی بشارت۔ نمبر۲۔ رسالت ملنے کی بشارت۔

## ایک روایت ہے:

کہ موسیٰ کی تلاش میں فرعون نے نوے ہزار بچے ذبح کر ڈالے۔

## روایت میں ہے:

جب موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا زمانہ قریب آیا تو ایک دائی کو بلایا یہ انہی عورتوں میں سے تھی جن کو فرعون نے بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے لئے مقرر کیا تھا۔ وہ والدۂ موسیٰ کی سہیلی تھی۔ دائی نے معالجہ شروع کیا جب موسیٰ پیدا ہو گئے تو دائی کو ایک نور نے ڈرا دیا جو موسیٰ کی پیشانی سے نکل رہا تھا۔ موسیٰ کی محبت اس دائی کے دل میں سما گئی۔ کہنے لگی میں تیرے بچے کو قتل کرنے آئی تھی اور فرعون کو اطلاع پہنچانے آئی تھی لیکن مجھے تیرے بیٹے سے محبت ہو گئی ہے۔ جو میں نے کہیں نہیں دیکھی پس تو اس کی حفاظت کر۔ ادھر دائی نکلی تو فرعون کے جاسوس آ گئے۔ موسیٰ کی والدہ نے موسیٰ کو کپڑے میں لپیٹ کر جلتے تنور میں رکھ دیا۔ ڈر اور خوف سے اس کی عقل اس طرح اڑ گئی کہ اسے معلوم نہ ہوا۔ کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ جاسوسوں نے اندر گھس کر تلاشی لی تو کچھ بھی نہ ملا۔ وہ اپنے منہ نکل گئے۔ موسیٰ کی والدہ کو یاد نہیں آ رہا تھا کہ میں نے موسیٰ کو کہاں رکھ دیا۔ اتنی دیر میں تنور سے رونے کی آواز سنی۔ تو اس کی طرف



BestUrduBooks.wordpress.com

چل دی۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے آگ کو برد وسلام بنا دیا۔ جب فرعون نے بچوں کی تلاش میں تیزی پیدا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے دریا میں ڈالنے کا حکم فرمایا۔ تین ماہ دودھ پلانے کے بعد ان کو دریائے نیل میں ڈال دیا۔

۸: فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ (فرعون کے لوگوں نے موسیٰ کو اٹھالیا) لے لیا۔

## قولِ زجاج رحمۃ اللہ علیہ:

فرعون اصطخر کا رہنے والا فارسی تھا۔

لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا (تا کہ وہ ان کا دشمن بن جائے)۔ یعنی تا کہ معاملہ یہاں تک پہنچے۔ یہ مراد نہیں کہ انہوں نے اس مقصد کی خاطر اٹھایا۔ جیسا کہتے ہیں۔ للموت ماتلد الوالدۃ۔ ماں موت کے لئے جنتی ہے۔ حالانکہ ماں نے تو موت کے لئے نہیں جنا لیکن انجام تو موت ہی ہے۔

زجاج: نے اسی طرح کہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مفسرین نے اس لام کو لام عاقبت وصیرورت کے نام سے موسوم کیا ہے۔

## صاحبِ کشاف رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

یہ لام کَیْ ہے جو تعلیل کا معنی دیتی ہے۔ جیسا کہتے ہیں۔ جئتك لتكرمنی۔ میں تیرے پاس آیا تا کہ تو میرا اکرام کرے۔ مگر اس میں تعلیل کا معنی بطور مجاز وارد کیا گیا ہے۔ کیونکہ جب ان کے اٹھانے کا یہ نتیجہ نکلا تو اس فعل کو داعی کے اس فعل سے تشبیہ دی۔ وہ داعی کہ فاعل اپنا فعل اس کی خاطر کر لے۔ اور وہ اکرام ہے جو کہ تشریف آوری کا ہی نتیجہ ہے۔ وَحَزَنًا (اور غم کا باعث)۔ علی وحمزہ نے حُزنًا پڑھا ہے۔ دیگر نے حَزَنًا۔ یہ دونوں لغات ہیں۔ اس کی نظیر العُدْم اور العَدَم ہے۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ (بیشک فرعون ہامان اور ان کا لشکر غلطی کرنے والے تھے)۔ خاطئین تخفیف کے ساتھ ابوجعفر نے پڑھا۔ ای کانوا مذنبین وہ گناہ گار تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو سزا دی۔ کہ میرا رب ان کا دشمن تھا۔ اور وہ بھی جو ان کے سامنے ہلاک ہونے کا سبب بنے۔ نمبر۲۔ وہ ہر چیز میں خطا کرنے والے تھے۔ اپنے دشمن کی تربیت کرنا یہ ان کی کوئی پہلی غلطی نہ تھی۔

۹: وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ (فرعون کی بیوی نے کہا یہ میرے اور تیرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے)۔

روایت میں ہے۔ کہ جب انہوں نے صندوق اٹھالیا۔ تو اس کو کھولنے کی کوشش کی مگر نہ کھلا۔ پھر توڑنا چاہا اس سے بھی عاجز رہے۔ آسیہ قریب ہوئیں تو انہوں نے صندوق کے درمیان میں نور دیکھا۔ پس اس نے کھولنے کی کوشش کی تو صندوق کھل گیا۔ اچانک بچے کو دیکھا جس کی جبین نور سے ٹمٹما رہی تھی۔ ان سب کو دیکھتے ہی اس سے محبت ہوگئی۔ فرعون کی ایک بیٹی برص زدہ تھی۔ اس نے اس بچے کے چہرے پر نگاہ ڈالی تو اس کا برص جاتا رہا۔ فرعون کی قوم کے بعض گمراہ لوگوں نے کہا یہی وہ بچہ ہے جس سے آپ کو



BestUrduBooks.wordpress.com

خطرہ تھا ہمیں اس کے قتل کی اجازت دیں۔فرعون نے ارادہ کرلیا مگر آسیہ نے کہا قوت عین لی ولك۔ یہ میرے اور تیرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔فرعون نے کہا تیرے لئے نہ کہ میرے لئے۔ حدیث الفتون جس کی تخریج نسائی نے کی ہے۔ یہ ہے اگر وہ کہتا جیسا آسیہ نے کہا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دیتے جیسا اس کو ملی۔اور یہ بطور فرض کے فرمایا۔اگر اس کے دل پر سخت دلی کی مہر نہ لگی ہوتی تو وہ اسی طرح کہتا جیسا کہ اس نے کہا اور وہ اسلام لے آتا جیسا وہ اسلام لائی۔

نحو :ھو مبتدأ محذوف ہے اور قُرۃ اس کی خبر ہے۔اور لی ولك یہ دونوں قرۃ کی صفتیں ہیں۔

لَا تَقْتُلُوْهُ (اس کو قتل مت کرو)۔اس کو بادشاہوں کی طرح عزت سے خطاب کیا۔نمبر۲۔گمراہوں کو مخاطب کر کے اس نے عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ کہا۔اس لئے کہ اس میں برکات چھپی ہیں۔نفع کی دلالتیں موجود ہیں اور وہ چہرے پر نورانیت اور برصاء لڑکی کا درست ہونا ہے۔اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (یا اس کو بیٹا بنالیں)۔یا اس کو متبنیٰ بنالیں یہ بادشاہوں کا متبنیٰ بننے کے قابل ہے۔وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (اور ان کو احساس بھی نہ تھا)۔

نحو :نمبر۱۔آل فرعون ذوالحال اور یہ اس کا حال ہے۔تقدیر کلام یہ ہے۔فالتقطه آل فرعون ليكون لهم عدوا وحزنا وقالت امرأة فرعون كذا وهم لا يشعرون انهم على خطأ عظيم في التقاطه ورجاء النفع منه و تبنّيه۔نمبر۲۔ إنّ فرعون یہ جملہ معترضہ ہے۔جو کہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان واقع ہے۔اور ان کے خطا کے مفہوم کی تاکید ہے۔اس کلام کا نظم معانی و بیان والوں کے ہاں کتنا ہی خوب ہے۔

۱۰:وَاَصْبَحَ یہ صار کے معنی میں ہے۔(ہوگیا)۔فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا۔(موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل خالی)۔جب اس کو فرعون کے ہاتھ میں پڑنے کی اطلاع ملی تو شدید گھبراہٹ سے ان کو کچھ سوجھ نہ رہی۔(اکثر مفسرین نے فرمایا کہ ان کا دل موسیٰ کی محبت کے علاوہ ہر چیز سے خالی ہوگیا)(مترجم)اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ (قریب تھا کہ وہ اس کو ظاہر کردیتی)۔ نحو :ہٗ کی ضمیر موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔مراد اس کا معاملہ اور واقعہ کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

جب اس نے صندوق کے ساتھ امواج نیل کو کھیلتے دیکھا تو قریب تھا کہ وہ چیخ کر یہ کہہ ڈالے یا بناہ!(قول مقاتل)

## قولِ دیگر:

جب فرعون کے صندوق پکڑ لینے کی اطلاع ملی تو اس کو اس میں قطعاً شک نہ رہا کہ وہ اس کو قتل کر ڈالے گا تو قریب تھا کہ وہ شفقۃً کہہ ڈالے۔وابناہ۔ نحو :اِن یہ مخففہ من المثقلہ ہے۔ ای انها كادت۔لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا (اگر ہم اس کے دل کو نہ تھامتے)۔الربط على القلب: الہامِ صبر سے دل کو تقویت دینا۔لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے)۔یعنی ہمارے وعدے کو سچا جاننے والوں میں سے بن جائے۔اور وہ وعدہ انا رادوہ الیك ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لولا کا جواب محذوف ہے۔ ای لَاَبْدَتْهُ۔ضرور ظاہر کر دیتی۔ نمبر۲۔ اس کا دل غم سے خالی ہوگیا جب اس نے سنا کہ فرعون نے اس کو متبنّیٰ بنالیا ہے۔ قریب تھا کہ خوشی میں ظاہر کر بیٹھیں کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔ کیونکہ اس خبر کو سن کر اس کو اپنے اوپر خوشی سے اختیار نہ رہا اگر ہم اس کے دل کو مطمئن نہ کرتے اور دل کے اضطراب کو پرسکون نہ بناتے جس کی وجہ سے انتہائی خوشی پیش آئی تھی۔ تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پر پختہ یقین کرنے والے لوگوں میں سے ہوجائے نہ کہ فرعون کے متبنّیٰ بنانے پر۔

یوسف بن حسین نے کہا: موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو دو باتیں کہی گئیں۔ اور دونوں باتوں سے منع کیا گیا اور دو بشارتیں دی گئیں۔ مگر اس کو ان سے فائدہ نہ ہوا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کر کے ان کے دل کو مضبوط نہ کر دیا۔

۱۱: وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ (اور اس نے موسیٰ کی بہن سے کہا)۔ اخت کا نام مریم تھا۔ قُصِّيْهِ (اس کے پیچھے پیچھے چلی جاؤ)۔ تو اس کے پیچھے چلی جا تا کہ تو اس کے حالات معلوم کر سکے۔ فَبَصُرَتْ بِهٖ (پس اس نے دور سے دیکھا)۔ عَنْ جُنُبٍ جنب یہاں دور کے معنی میں ہے۔ بجنب: یہ بہ کی ضمیر سے حال ہے۔ یا بصرت کی ضمیر سے۔ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (اور ان کو خبر تک نہ تھی)۔ کہ یہ اس کی بہن ہے۔

۱۲: وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ (اور ہم نے روک دیا موسیٰ پر دودھ پلانے والیوں کو)۔ حرمنا۔ ممانعت کے معنی میں ہے۔ تحریم شرعی مراد نہیں یعنی ہم نے ان کو روک دیا کہ وہ اپنی ماں کے پستان کے علاوہ دوسرا پستان قبول کرلے۔ وہ کسی مرضعہ کا پستان قبول نہ کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے ہاں یہ بات اہمیت پکڑ گئی۔

المراضع جمع مرضع۔ دودھ پلانے والی عورت۔ نمبر۲۔ مرضع کی جمع ہے یعنی موضع الرضاع یعنی پستان۔ نمبر۳۔ دودھ پلانا۔

مِنْ قَبْلُ (مریم کے اس کے پیچھے جانے سے پہلے)۔ نمبر۲۔ والدہ کی طرف لوٹانے سے پہلے۔ فَقَالَتْ (اس نے کہا)۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کہا جب کہ وہ مراضع کے درمیان فرعونی محل میں داخل ہوگئی اور موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ پستان قبول نہیں کر رہا۔ هَلْ اَدُلُّكُمْ (کیا میں تمہیں بتلاؤں)۔ تمہاری راہنمائی کروں۔ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ (ایسے گھر والوں کے متعلق جو اس کی کفالت کریں گے)۔ ہ کی ضمیر موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ (جو تمہارے لئے اس کی خیر خواہی کرتے رہیں)۔ النصح۔ فساد و بگاڑ کی ملاوٹ سے عمل کا اخلاص۔

## روایت میں ہے:

کہ جب مریم نے کہا وھم لہ ناصحون۔ تو ہامان نے کہا۔ یہ اس بچے کو پہچانتی ہے۔ اور اس کے گھر والوں کو پہچانتی ہے۔ اس کو پکڑ لو تا کہ اس لڑکے کے متعلق اطلاع دے۔ لڑکی کہنے لگی میری مراد یہ ہے کہ وہ بادشاہ کے خیر خواہ ہیں۔ پس وہ اپنی والدہ کی طرف ان کے حکم سے گئی اور والدہ کو لے کر آ گئی۔ اس وقت بچہ فرعون کے ہاتھوں میں تھا وہ اس کو شفقت سے بہلا رہا تھا۔ اور بچہ دودھ کے لئے رو رہا تھا۔ جونہی اس کی خوشبو محسوس کی تو بچہ مانوس ہوگیا۔ اور اس کے پستان سے چمٹ گیا فرعون نے دایہ کو کہا۔ تو



BestUrduBooks.wordpress.com

اس کی کیا لگتی ہے؟ اس نے ہر عورت کے پستان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا مگر تیرے دودھ کو۔ تو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا میں ایک پاکیزہ ہوا والی عورت ہوں۔ دودھ بھی پاکیزہ رکھتی ہوں ہر بچہ مجھے قبول کر لیتا ہے۔ اس نے بچہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے سپرد کر دیا اور اس کا وظیفہ جاری کر دیا۔ وہ اس کو لے کر اپنے گھر آ پہنچیں۔ اللہ تعالیٰ نے واپسی لوٹانے والا وعدہ پورا فرمایا۔ اس وقت والدۂ موسیٰ علیہ السلام کو یہ پختہ یقین ہو گیا۔ کہ وہ عنقریب پیغمبر ہوں گے۔ اور اس ارشاد میں یہی فرمایا۔

۱۳: فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا (پس ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی ماں کی طرف لوٹایا تا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو)۔ اس کے ساتھ ٹھہرنے سے۔ وَلَا تَحْزَنَ (اور وہ اس کی جدائی سے غم زدہ نہ ہو)۔ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (اور تا کہ وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے)۔ یعنی تا کہ اس کو مشاہدہ سے علم ہو جائے جیسا اطلاع سے علم ہوا۔

نحو: ولا تحزن کا عطف تَقَرَّ پر ہے اور ان کی ماں کے لئے وہ دینار حلال ہو گیا جس کو وہ ہر روز لیتی تھیں جیسا کہ سدی نے فرمایا کیونکہ وہ حربی کا مال تھا نہ یہ کہ وہ ان کے دودھ پلانے کی اجرت تھی۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (لیکن ان کی اکثریت نہیں جانتی)۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے تحت داخل ہے۔ یعنی اور تا کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن ان کی اکثریت نہیں جانتی کہ وہ سچا ہے پس وہ شک کرنے لگتے ہیں۔ یہ ارشاد اس پر تعریض کے مشابہ ہے جو گھبراہٹ اس پر طاری ہوئی جب اس نے موسیٰ کی خبر سنی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾

اور جب موسیٰ اپنی بھری جوانی کو پہنچے اور پوری طرح درست ہوگئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور اچھا کام کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۟

اور وہ ایسے وقت میں شہر میں داخل ہوئے کہ وہاں کے لوگ غافل تھے سو اس میں دو مردوں کو پایا جو آپس لڑ رہے تھے،

هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ

ایک ان کی جماعت میں سے تھا اور ایک دشمن کی جماعت میں سے تھا۔ سو جو شخص ان کی جماعت میں سے تھا اس نے ان سے اس شخص کے مقابلہ میں مدد طلب کی

مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۟ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ

جو ان کے دشمنوں میں سے تھا۔ سو موسیٰ نے اس کو گھونسا مار دیا۔ سو اس کا کام تمام کردیا۔ موسیٰ نے کہا یہ شیطانی حرکت ہے بلاشبہ وہ دشمن ہے

مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

گمراہ کرنیوالا ہے واضح طور پر، موسیٰ نے کہا اے میرے رب بلاشبہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ سو آپ میری مغفرت فرما دیجئے۔ سو اللہ نے ان کو بخش دیا۔ بلاشبہ وہ بخشنے والا ہے

الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

مہربان ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب اس سبب سے کہ آپ نے مجھ پر انعام فرمایا سو میں ہرگز بھی مجرمین کی مدد کرنیوالا نہیں بنوں گا۔

۱۴: وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ (جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا)۔ موسیٰ علیہ السلام طاقت کی انتہاء کو پہنچے اور تکمیل قوت عقلیہ ہو چکی۔ اشدٌّ۔ جمع شدة کی ہے جیسا نِعْمَة و اَنْعُمٌ۔ عند سیبویہ۔ وَاسْتَوٰۤى (اور درست ہوگئے)۔ اعتدال کو پہنچ گئے اور ان کا عقلی استحکام ہو چکا۔ یہ چالیس سال کی عمر ہے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ ہر پیغمبر کو چالیس سال کی انتہاء پر پیغمبر بنایا گیا۔

اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا (اور ہم نے ان کو حکم و علم عنایت فرمایا)۔ حکم سے نبوت اور علم سے سمجھ یا مصالح دارین کا علم عنایت فرمایا۔
وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (اور ہم اخلاص برتنے والوں کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں)۔ جیسا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ہم مؤمنین کے ساتھ کرتے ہیں۔

## قولِ زجاج رحمۃ اللہ علیہ:

اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت کو احسان پر بدلہ قرار دیا۔ کیونکہ یہ دونوں جنت کا ذریعہ ہیں۔ جو کہ محسنین کی جزاء ہے۔

العالم الحکیم سے وہ شخص مراد ہے جو اپنے علم پر عمل کرلے۔ کیونکہ ارشاد الٰہی ہے ولبئس ماشروا بہٖ انفسھم



BestUrduBooks.wordpress.com

لو کانوا یعلمون۔البقرہ۔۱۰۲۔علم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ان کو جاہل قرار دیا گیا۔

۱۵:وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ وہ (مصر کے) شہر میں داخل ہوئے۔عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا (جبکہ شہر والے بے خبر تھے)۔ نحو: یہ فاعل سے حال ہے۔یعنی چھپ کر مغرب وعشاء کے درمیان یا قیلولہ کے وقت جبکہ نصف النہار کا وقت تھا۔**ایک قول یہ ہے۔** جب آپ جوان ہوئے اور عقل پختہ ہوئی تو حق کی بات کہنے لگے اور غلط باتوں پر نکیر کرنے لگے۔فرعونیوں نے ان کو ڈرایا۔پس آپ شہر میں مخفی طور پر داخل ہوئے۔فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ (پس اس میں دو آدمی پائے جو باہمی لڑ رہے تھے ایک ان کے گروہ کا تھا)۔ان میں سے تھا جو بنی اسرائیل میں سے دین میں آپ کے ساتھ چلنے والے تھے۔**ایک قول:** یہ سامری تھا۔

وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ (اور یہ اس کے دشمن میں سے) ان کے مخالفین اقباط میں سے۔اس کا نام فاتون تھا۔ان کے متعلق ھذا' ھذا کہا گیا اگرچہ وہ غائب تھے۔یہ علی سبیل الحکایت ہے۔یعنی جب کوئی دیکھنے والا دیکھے تو کہے گا یہ اس کے گروہ میں سے ہے اور یہ اس کے دشمن گروہ سے۔فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى (اس شخص نے جو موسیٰ علیہ السلام کے گروہ میں سے تھے مدد طلب کی اس کے خلاف جو آپ کے دشمنوں میں سے تھا)۔پس موسیٰ علیہ السلام نے اس کو مکہ مارا یا تھپڑ مارا۔استغاثہ۔مدد طلب کرنے کو کہتے ہیں۔فَقَضٰى عَلَيْهِ (اس کا کام تمام ہوگیا)۔وہ مرگیا۔قَالَ هٰذَا (اس نے کہا) یہ۔ہذا سے بلاقصد ہونے والے قتل کی طرف اشارہ کیا۔مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (یہ شیطانی عمل ہے)۔قتل کافر کو شیطان کا عمل قرار دیا اور اس کو اپنے نفس کے لئے ظلم قرار دیا اور اس سے استغفار کیا۔کیونکہ آپ ان میں مستامن تھے اور کافر حربی کا قتل جائز نہیں۔ نمبر۲۔اجازتِ قتل سے پہلے آپ نے اس کو قتل کر دیا۔

## قولِ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ:

امر کے بغیر کسی پیغمبر کو قتل کرنا جائز نہیں۔اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ (وہ کھلا غلطی میں ڈالنے والا دشمن ہے)۔اس کی دشمنی ظاہر و باہر ہے۔

۱۶:قَالَ رَبِّ (موسیٰ نے کہا اے میرے رب)۔اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ (بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا) ایسے فعل سے جو قتل پر منتج ہوا۔فَاغْفِرْ لِيْ (پس تو میری لغزش معاف فرما۔) فَغَفَرَ لَهٗ (پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا)۔اس کی لغزش کو۔اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ (بیشک وہ بخشنے والا ہے)۔لغزشوں کا ازالہ کر کے۔الرَّحِيْمُ (رحیم ہے) شرمندگی کا ازالہ فرما کر۔

۱۷:قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا (کہا اے میرے رب اس لئے کہ آپ نے مجھ پر انعام فرمایا میں ہرگز پشت پناہ نہ بنوں گا)۔ظھیر۔معاون۔لِّلْمُجْرِمِيْنَ (مجرمین کے لئے)۔کفار کے لئے بما انعمت علی۔یہ قسم ہے۔اس کا جواب محذوف ہے۔تقدیر کلام اس طرح ہے۔میں تیرے انعام مغفرت کی قسم اٹھاتا ہوں میں توبہ کرتا ہوں پس میں ہرگز کافروں کا پشت پناہ نہ ہوں گا۔نمبر۲۔طلب مہربانی ہے۔گویا اس طرح فرمایا۔اے میرے رب تو میری حفاظت فرما اس مغفرت والے



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓی

پھر اگلے دن شہر میں موسیٰ کو صبح ہوئی خوف کی حالت میں کہ اچانک وہی شخص جس نے کل گزشتہ میں ان سے مدد طلب کی تھی پھر ان سے مدد طلب کر رہا ہے موسیٰ نے کہا

اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ

بلاشبہ تو تو صریح گمراہ ہے پھر جب موسیٰ نے ارادہ کیا کہ اس شخص کو پکڑیں جو اُن دونوں کا دشمن تھا تو وہ اسرائیلی شخص بول اُٹھا کہ

یٰمُوْسٰٓی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ

اے موسیٰ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے قتل کر دو جیسا کہ کل تم نے ایک شخص کو قتل کیا ہے۔ بس تم یہی چاہتے ہو کہ زمین میں اپنا زور

جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا

جتلاتے رہو اور اصلاح کرنیوالوں میں سے نہیں ہونا چاہتے اور ایک شخص شہر کے دور والے کنارے سے

الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی ۫ قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ

دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے موسیٰ بلاشبہ بات یہ ہے کہ اہل دربار آپکے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں۔ لہٰذا آپ نکل جائیے بلاشبہ میں

ع ۲/۸/۵ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ ۫ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾

آپکی بھلائی چاہنے والوں میں سے ہوں سو وہاں سے ڈرتے ہوئے انتظار کرتے ہوئے نکل گئے۔ کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھے ظالم قوم سے نجات دیجئے۔

انعام کے حق سے جو آپ نے مجھ پر فرمایا۔ اگر آپ نے میری حفاظت فرمائی تو میں ہرگز مجرموں کا معاون نہ بنوں گا۔ مجرمین کی پشت پناہی سے مراد فرعون کے ساتھ رہنا اور تمام کے ساتھ انتظام کرنا اور اس کی جماعت میں اضافہ کرنا۔ اس طرح کہ اس کے سواروں کے ساتھ اس طرح سوار ہوتے جیسے بیٹا والد کے ساتھ ہوتا ہے۔

۱۸: فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا (آپ نے شہر میں خوف کی حالت میں صبح کی)۔ اپنے متعلق قتل قبطی کے سلسلہ میں خوف زدہ تھے کہ ان کو پکڑ لیا جائے۔ یَتَرَقَّبُ (انتظار کرتے)۔ نحو: یہ حال ہے۔ ناپسند چیز کی توقع کرتے اور وہ اندیشہ انتقام تھا۔ یا نمبر۲۔ اطلاع قتل نمبر۳۔ جو کچھ اس کے بارے میں کہا جا رہا تھا۔

## قول ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

اپنے نفس کے متعلق خطرہ تھا اپنے رب کی مدد کے منتظر تھے۔

مسئلہ: اس میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے ڈرنے میں حرج نہیں۔ بخلاف ان لوگوں کے جو اس کو درست قرار نہیں دیتے۔ فَاِذَا الَّذِی (اچانک وہ شخص جس نے)۔ نحو: اذا مفاجات کے لئے ہے اور اس کا مابعد مبتدا ہے۔ اسْتَنْصَرَهٗ



BestUrduBooks.wordpress.com

(موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی تھی)۔ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ۔ (کل گزشتہ وہی ان کو چیخ کر پکار رہا تھا)۔ ان سے فریاد طلب کر رہا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اسی سابقہ اسرائیلی نے دوسرے قبطی کے خلاف مدد کے لئے موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی۔ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤى (موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلی کو فرمایا)۔ اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ (تو بلاشبہ کھلا ہوا ٹیڑھا چلنے والا ہے)۔ ہدایت سے ہٹا ہوا ہے جس کی گمراہی واضح ہے۔ تو نے کل گزشتہ ایک آدمی سے لڑائی مول لی۔ تیری وجہ سے جس کو میں نے قتل کر دیا۔ عقل و سمجھ والا تو ایسی مصیبت اپنے اوپر ڈالتا ہی نہیں اور نہ اس پر جو اس کی امداد کرے۔

آیت ۱۹: فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ (جب موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا)۔ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ (اس قبطی کی طرف ہاتھ بڑھائیں)۔ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا (جو دونوں کا دشمن تھا)۔ یعنی موسیٰ و اسرائیلی کا کیونکہ وہ ان کے دین پر نہ تھا۔ اور قبطی بنی اسرائیل کے دشمن تھے۔ قَالَ (اس اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا)۔ اس کو وہم و خیال ہوا کہ موسیٰ مجھے پکڑنے لگے ہیں نہ کہ قبطی کو اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو انك لغوی مبین فرمایا تھا۔ یٰمُوْسٰۤى اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا (اے موسیٰ کیا تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے جیسا کہ تو نے ایک جان کو قتل کیا) نفس سے قبطی مراد ہے۔ بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا (کل گزشتہ تو نہیں چاہتا مگر زور بٹھانا)۔ اِن نافیہ ہے۔ جبارًا۔ (شدت غضب سے قتل کرنے والا)۔ فِی الْاَرْضِ ارض سے مصر مراد ہے۔ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ (اور تو صلح کرانے والوں میں سے بننا نہیں چاہتا)۔ غصہ کو دبا کر۔ کل والے قبطی کا قتل تو لوگوں میں معروف تھا۔ لیکن قاتل معلوم نہ تھا۔ جب اس نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بات ظاہر کر دی۔ تو قبطی کو معلوم ہو گیا کہ کل کا قاتل موسیٰ علیہ السلام ہے۔ اس نے جا کر فرعون کو اطلاع دی۔ پس انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا۔

۲۰: وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ (اور ایک آدمی شہر کے آخری کنارے سے آیا)۔ یہ آل فرعون کا مؤمن ہی تھا۔ یہ فرعون کا چچازاد تھا۔ یَسْعٰى (دوڑتا ہوا)۔ نحو: یہ رجل کی صفت ہے۔ نمبر۲۔ رجل سے حال ہے کیونکہ اس کی صفت من اقصی المدینہ سے کی گئی ہے۔ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ (کہا اے موسیٰ بلاشبہ سردار تمہارے متعلق مشورہ کر رہے ہیں تاکہ تمہیں قتل کر دیں)۔ وہ ایک دوسرے کو تیرے قتل کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ نمبر۲۔ وہ تیرے متعلق باہمی مشورہ کر رہے ہیں۔

الائتمار۔ (مشورہ کرنا)۔ کہا جاتا ہے الرجلان یتامران و یاتمران۔ وہ دو مشورہ کرتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو کسی چیز کا حکم دیتا ہے۔ یا کسی کام کا اشارہ کرتا ہے۔ فَاخْرُجْ (تو اس شہر سے نکل)۔ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ (بیشک میں تیرا خیر خواہ ہوں)۔ نحو: لک یہ بیان ہے۔ یہ ناصحین کا صلہ نہیں ہے کیونکہ صلہ موصول سے پہلے نہیں آ سکتا۔ گویا عبارت اس طرح ہے۔ انی من الناصحین پھر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ لك تمہارا جیسا محاورہ میں کہتے ہیں۔ سقیاً لك و مرحباً لك۔

۲۱: فَخَرَجَ (پس موسیٰ علیہ السلام نکلے)۔ مِنْهَا (اس شہر سے) خَآىِٕفًا یَّتَرَقَّبُ (ڈرتے ڈرتے ٹوہ لگاتے) کہ راستے میں کوئی تعرض کرنے والا نہ ہو یا کہیں ان کو قتل کرنے والا نہ آ ملے۔ اللہ کی مدد کی امید کرتے اور دشمنوں سے ڈرتے ہوئے نکل پڑے۔ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (کہا اے میرے رب تو مجھے ظالم قوم سے نجات عنایت فرما)۔ یعنی قوم فرعون سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۲۲ وَلَمَّا وَرَدَ

اور جب موسیٰ نے مدین کی طرف توجہ کی تو یوں کہا کہ اُمید ہے کہ میرا ربّ مجھے سیدھا راستہ چلا دے گا۔ اور جب مدین کے پانی پر

مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ

پہنچے تو وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو دیکھا جو پانی پلا رہے تھے اور وہاں دو عورتوں کو دیکھا

تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۫ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ

جو اُن لوگوں سے روک رہی تھیں موسیٰ نے پوچھا تم دونوں کا کیا حال ہے؟ وہ دونوں کہنے لگیں کہ ہم اسوقت تک پانی نہیں پلاتے جب تک کہ چرواہے واپس نہ لے جائیں اور ہمارے والد

كَبِيْرٌ ۝۲۳ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ

بہت بوڑھے ہیں، سو موسیٰ نے ان کے لئے پانی پلا دیا، پھر سایہ کی طرف ہٹ گئے، پھر یوں کہا کہ اے میرے رب آپ جو کچھ خیر میرے لئے نازل فرمائیں میں

فَقِيْرٌ ۝۲۴ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ

اس کا محتاج ہوں، سو ان دو عورتوں میں سے ایک عورت موسیٰ کے پاس آئی جو چلتے ہوئے شرما رہی تھی اس نے کہا کہ بلاشبہ میرے والد تم کو بُلا رہے ہیں تاکہ تمہیں

اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۣ نَجَوْتَ مِنَ

اس کا صلہ دیں جو تم نے ہمارے لئے پانی پلایا، پس جب موسیٰ انکے پاس آئے اور انکو واقعات سنائے تو اُنہوں نے کہا کہ خوف نہ کرو تم ظالم قوم سے

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۵ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ

نجات پا گئے ہو، ان دونوں عورتوں میں سے ایک کہنے لگی کہ ابا جی آپ اس شخص کو مزدوری پر رکھ لیجئے بیشک جس کسی کو آپ مزدوری پر رکھیں ان میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قوی ہو

الْاَمِيْنُ ۝۲۶ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ

امانت دار ہو، شیخ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم سے اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کا نکاح کر دوں اس شرط پر کہ تم میرے پاس آٹھ سال نوکری کے طور پر

حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ

عمل کرو۔ سو اگر تم دس سال پُورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے ہوگا اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تم پر مشقت ڈالوں، انشاء اللہ تم مجھے

اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ

صالحین میں سے پاؤ گے موسیٰ نے کہا یہ معاملہ ہے میرے اور آپ کے درمیان، میں دونوں مُدتوں میں سے جونسی مدت پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی

عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝۲۸

زیادتی نہ ہوگی اور جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس پر وکیل ہے۔

۲۲: وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ (جب وہ مدین کی جانب چل دیئے)۔ تلقاء۔ (جانب)۔ التوجہ۔ (کسی چیز کی طرف پورے متوجہ ہونا)۔ مدین۔ یہ شعیب علیہ السلام کا شہر ہے۔ اس کا نام مدین بن ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا۔ یہ علاقہ سلطنتِ فرعون میں نہ تھا۔ اس کا مصر سے آٹھ دن رات کا پیدل سفر تھا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

موسیٰ علیہ السلام نکلے مگر ان کو راستہ کا علم نہیں تھا۔ فقط اپنے رب پر حسن ظن تھا۔ قَالَ عَسٰى رَبِّیْٓ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ (کہا امید ہے کہ میرا رب میری راہنمائی سیدھے راستہ کی طرف فرمادے گا)۔ سواء: وسط اور بڑے راستہ کو کہا جاتا ہے پس ایک فرشتہ آیا اور ان کو مدین لے گیا۔

۲۳: وَلَمَّا وَرَدَ (جب آپ پہنچے)۔ مَآءَ مَدْيَنَ (مدین کے پانی پر)۔ جس سے لوگ جانوروں کو پلاتے تھے۔ یہ کنواں تھا۔ وَجَدَ عَلَیْهِ (اس کنوئیں کے ایک جانب پایا)۔ اُمَّةً (بڑی جماعت کو) مِّنَ النَّاسِ (مختلف انسانوں کی)۔ یَسْقُوْنَ (وہ اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے)۔ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ (اور آپ نے پایا ان سے نچلی جانب)۔ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ (دو عورتیں وہ روکنے والی تھیں اپنی بکریوں کو پانی سے)۔ کیونکہ پانی پر ان سے قوی تر لوگ قابض تھے۔ وہ پلانے کی طاقت نہ رکھتی تھیں۔ نمبر۲۔ یا اس لئے کہ ان کی بکریاں دوسروں میں نہ مل جائیں۔ الذود دور کرنا۔ ہانکنا۔ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا (آپ نے فرمایا تمہارا کیا معاملہ ہے)۔ یہ حقیقت میں اس طرح ہے ما مخطوبکما؟ تمہارا ان بکریوں کو روکے رکھنے کا کیا مقصد ہے؟ آپ نے مخطوب کو خطب سے تعبیر فرمایا۔ قَالَتَا لَا نَسْقِیْ (دونوں نے کہا ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلاتی ہیں)۔ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ (یہاں تک کہ چرواہے لوٹا لے جائیں اپنے مویشیوں کو)۔

قراءت: یَصْدُرُ۔ شامی، یزید، ابو عمرو کی قراءت میں ہے۔ معنی یہ ہے: لوٹ جائیں۔ الرعاء جمع راع کی ہے۔ جیسا قائم کی جمع قیام ہے۔ وَاَبُوْنَا شَیْخٌ كَبِیْرٌ (اور ہمارا والد بہت بوڑھا ہے)۔ اور بکریوں کو پانی پلانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ کبیر سے مراد وہ اپنی حالت میں بڑا ہے یا عمر میں بڑا ہے۔ بکریوں کو چرانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پانی پلانے کی ذمہ داری سنبھالنے کا عذر واضح کر دیا۔

۲۴: فَسَقٰى لَهُمَا (پس آپ نے ان کو پلا دیا)۔ ان کی بکریوں کو ان کی خاطر نیکی میں رغبت کرتے ہوئے اور مظلوم کی مدد کرتے ہوئے پانی پلا دیا۔

## روایت میں ہے:

آپ نے لوگوں کو کنوئیں سے ہٹایا۔ اور ان سے ڈول لیا۔ انہوں نے ڈول دے دیا۔ اور کہنے لگے اس سے پانی پلاؤ۔ اس ڈول کو چالیس آدمی کھینچتے تھے۔ آپ نے اس ڈول سے پانی نکالا۔ اور اس کو حوض میں ڈال کر برکت کی دعا فرمائی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ترکِ مفعول:

یسقون اور تذودان اور لا نسقی اور فسقٰی میں مفعول کو ترک کر دیا گیا۔ کیونکہ اصل مقصد فعل ہے۔ مفعول نہیں۔ ذرا غور تو کریں۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کو ان پر رحم آیا۔ کیونکہ وہ بکریوں کو روکے کھڑی تھیں۔ اور لوگ پلا رہے تھے اور ان پر رحم نہ کھا رہے تھے۔ کیونکہ ان کی روکی ہوئی بکریاں ہوں گی اور پانی والے اونٹ۔ اسی طرح لا نسقی اور فسقٰی میں مقصود سقی ہے۔ پلانے والا نہیں اور ان کے جواب کی مطابقت کی وجہ موسیٰ علیہ السلام کا سوال تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے روکنے کا سبب دریافت کیا۔ تو دونوں نے عرض کیا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہم عورتیں ہیں۔ جو کہ کمزور اور ضعیف ہیں۔ مردوں سے مزاحمت کی طاقت نہیں۔ اور اختلاط سے حیاء مانع ہے۔ اس لئے ہمارے حق میں ان کی فراغت تک تاخیر کرنا ضروری ہو گیا۔

## شعیب علیہ السلام کا عمل:

شعیب علیہ السلام کا اپنی بیٹیوں کے حق میں جانوروں کے چرانے اور پانی پلانے کا کام سپرد کرنا فی نفسہٖ جائز ہے۔ دین اس کا انکار نہیں کرتا۔ البتہ مروت اور لوگوں کی عادات اس سلسلہ میں مختلف ہیں۔ عرب کے حالات اس میں اہل عجم سے مختلف ہیں۔ شہری لوگوں کا راستہ اس میں دیہاتیوں سے جدا جدا ہے۔ خصوصاً جبکہ ضرورت ہو جس کے بغیر چارہ کار نہ ہو۔ ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ (پھر وہ سایے کی طرف لوٹ گئے)۔ کیکر کے درخت کا سایہ۔

مَسْئَلَۃ: دنیا میں استراحت کا جواز اس سے نکلتا ہے۔ اگرچہ شدت پسند صوفیوں کا مذہب اس کے خلاف ہے۔ جب آزمائش طویل ہو جائے تو مولیٰ کی بارگاہ میں شکایت کرنا نقص نہیں۔

فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ (کہا اے میرے رب جو کچھ آپ نعمت مجھے بھیج دیں بیشک میں اس کا)۔ خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ موٹی ہو یا چھوٹی۔ فَقِیْرٌ (محتاج ہوں)۔ فقیر لام سے متعدی بنایا گیا۔ کیونکہ یہ سائل وطالب کے معنی کو متضمن ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

انہوں نے سات روز سے کھانا چکھا تک نہیں تھا۔ آپ کی پشت سے پیٹ جالگا تھا۔

## ایک احتمال:

یہ ہے کہ یہ مراد لی جائے انّی فقیر من الدنیا لاجل ما انزلت الی من خیر الدارین وھو النجاۃ میں دنیا میں محتاج ہوں اس لئے کہ آپ نے میری طرف دونوں جہان کی خیر یعنی نجات اتاری ہے۔ کیونکہ فرعون کے پاس رہتے ہوئے دولت و بادشاہت والے تھے۔ یہ بات آپ نے اللہ تعالیٰ کے روشن عدل پر خوش ہو کر شکریہ میں کہی۔ قول ابن عطاءؒ: عبودیت کی نگاہ سے ربوبیت کو دیکھا اسی لئے محتاجی کی زبان سے بات کی اس لئے کہ اپنے اندروں انوار پائے۔

۲۵: فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ (پس ان میں سے ایک موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی جو شرمائی



BestUrduBooks.wordpress.com

ہوئی تھی)۔ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا (چلتی تھی اور کہنے لگی کہ میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تا کہ آپ کو اس کا صلہ دیں جو آپ نے ہماری خاطر پانی پلایا ہے)۔ نَحو :علی استحیاءٍ یہ حال ہے تمشی کی ضمیر سے ای مستحیۃً۔

یہ آیت اس عورت کے کمال ایمان کی دلیل ہے اور عفت وحیا کی گواہی ہے۔ کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو مہمانی کی دعوت دے رہی تھی آیا وہ یہ نہ جانتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس کو قبول کریں گے یا کہ نہیں۔ پس وہ ان کے پاس حیاء کے ساتھ اپنے کرتے کی آستین کو اوڑھنی بنائے ہوئے حاضر ہوئی۔

نَحو :ماسقیت میں ما مصدریہ ہے۔ ای جزاء سقیك۔ روایت میں ہے کہ جب وہ لوگوں سے پہلے اپنے والد کی طرف لوٹ کر گئیں اور ان کی بکریاں دودھ سے بھری تھیں۔ والد نے ان سے سوال کیا۔ آج تم جلد کیوں لوٹ آئیں۔ دونوں نے جواب دیا۔ ہم نے آج ایک نیک آدمی پایا جس نے ہم پر رحم کھا کر ہماری بکریوں کو پانی پلا دیا۔ والد نے ان میں سے ایک سے کہا تم جا کر اس آدمی کو بلا لاؤ۔ وہ آئیں۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے چلے۔ ہوا نے کپڑے کو اس کے جسم سے چمٹا دیا جس سے اس کے جسم کے کچھ حصہ کی کیفیت ظاہری ہوئی۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا۔ تم میرے پیچھے چلو اور راستہ بتلاتی جاؤ۔ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ (جب موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس پہنچ گئے اور اپنے واقعہ کو بیان کیا)۔ اپنا واقعہ اور فرعون کے ساتھ گزرنے والے حالات۔ القصص مصدر ہے۔ مقصوص کو قصہ کہا۔ قَالَ (اس نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا)۔ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (تم ڈرو نہیں ظالم قوم سے تم نے نجات پالی ہے)۔ کیونکہ اس سرزمین میں فرعون کی حکومت نہیں۔

مسائل: نمبر۱۔ اس میں دلیل ہے کہ خبر واحد پر عمل جائز ہے۔ اگرچہ خبر دینے والا غلام وعورت ہی کیوں نہ ہو۔ نمبر۲۔ اس احتیاط و پاکبازی کے ساتھ اجنبیہ کے ساتھ چلنا درست ہے۔ نمبر۳۔ نیکی واحسان پر اجر ومزدوری لینے میں بعض نے ضرورت کے وقت جواز نقل کیا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت ضرورت تھی۔ نمبر۴۔ اس کے باوجود مروی ہے کہ جب اس عورت نے کہا۔ لیجزیك تو آپ نے ناپسند کیا۔ مگر اس کی بات کو قبول کر لیا تا کہ اس کا مقصدِ آمد فوت نہ ہو۔ کیونکہ ایک عورت تھی۔ جب شعیب علیہ السلام نے کھانا رکھا تو آپ نے ہاتھ ہٹا لیا۔ شعیب علیہ السلام نے دریافت کیا۔ کیا تمہیں بھوک نہیں؟ آپ نے کہا کیوں نہیں! لیکن مجھے خطرہ ہے کہ یہ پانی پلانے کا بدلہ نہ بن جائے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے جواب دیا۔ ہم لوگ اپنے دین کو دنیا کے بدلے فروخت نہیں کرتے اور نہ ہی نیکی پر قیمت وصول کرتے ہیں۔ یہ کھانے کی خدمت تو ہماری ہر آنے والے مہمان کے ساتھ ہے۔

۲۶: قَالَتْ اِحْدٰهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ (ان میں سے ایک نے کہا اے ابا جی! اس کو اجیر بنالیں)۔ اس کو بکریاں چرانے والا مزدور بنالیں۔ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ (ان میں سے بہتر جس کو آپ مزدور بنائیں جو امانت دار اور طاقتور ہو)۔ شعیب علیہ السلام نے کہا تمہیں اس کی امانت وقوت کا کیسے علم ہوا۔ اس نے ڈول والا واقعہ ذکر کر دیا اور پیچھے چلنے کا حکم دینے والے واقعہ کا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نکتہ: استاجرت ماضی کے لفظ سے لائے۔ تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ اس کی امانت وقوت دونوں قطعی چیزیں ہیں۔ اور لڑکی کا مقولہ ان خیر من استاجرت القوی الامین۔ یہ جامع کلام ہے۔ اس میں اس نے بتلا دیا کہ جب اس ذمہ دار میں یہ دو خصلتیں جمع ہو جائیں۔ تو آپ کا دل خدشات سے خالی ہو جائے گا اور مقصود بھی حاصل ہو جائے گا۔

## ایک قول:

القوی سے قوی فی الدین مراد ہے۔ الامین۔ امین ہمسائیگی میں۔ اس مثل کے قائم مقام کلام نے اس قسم کی باتوں سے بے نیاز کر دیا۔ استاجرہ لقوتہ وامانتہ۔

## قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

لوگوں میں فراست والے تین آدمی گزرے ہیں۔ نمبر ۱۔ شعیب علیہ السلام کی لڑکی جس نے یہ کہا۔ نمبر ۲۔ یوسف علیہ السلام کا صاحب جس نے عسی ان ینفعنا (یوسف۔ ۲۱) کہا۔ نمبر ۳۔ ابوبکر صدیق جنہوں نے عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنایا۔

۲۷: قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَكَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ (شعیب علیہ السلام نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے کر دوں)۔ اُنکحك کا معنی شادی کرنا ہے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ان کے علاوہ بیٹیاں بھی تھیں۔ یہ ان کی طرف سے وعدہ ہے۔ یہ عقدِ نکاح نہیں تھا۔ اگر عقد ہوتا تو اس طرح کہتے ہیں۔ قد انکحتك عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ (اس شرط پر کہ تو آٹھ سال میری ملازمت کر لے)۔ تاجر یہ اجرتہ سے ماخوذ ہے جب کسی کے ہاں مزدوری کی جائے۔ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ (آٹھ سال)۔ یہ تاجر کا ظرف ہے۔ الحجة۔ سال کو کہتے ہیں اس کی جمع حجج ہے۔

مَسْئَلَہ: بکریاں چرانے پر شادی بالا جماع جائز ہے۔ کیونکہ یہ شادی کو قائم کرنے والے معاملات کی قسم سے ہے۔ اس لئے اس پر اعتراض نہیں۔ بخلاف تزوج علی الخدمۃ کے۔ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا (اگر تم نے پورے دس سال کام کیا)۔ فَمِنْ عِنْدِكَ (تو یہ تیری جانب سے ہے)۔ یعنی یہ تیری مہربانی ہے۔ تم پر لازم نہیں یا اس کی تکمیل تیری طرف سے ہے۔ میں اس میں تم پر کوئی حتمی بات لازم نہیں کرتا۔ لیکن اگر تم کر دو تو یہ تمہاری طرف سے مہربانی اور تبرع شمار ہوگا۔ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ (اور میں تم پر مشقت ڈالنا نہیں چاہتا)۔ کہ دونوں مدتوں میں سے کامل ترین مدت ضرور تم پوری کرو۔ اشق علیہ کی حقیقت یہ ہے شققت علیہ و شق علیہ الامر۔ جبکہ وہ معاملہ گراں گزرے اور تمہارا گمان دو حصوں میں بٹ جائے۔ کبھی تم کہو کہ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور کبھی کہے میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (عنقریب تم مجھے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا نیکوں میں سے پاؤ گے)۔ جو حسن معاملہ سے پیش آتے ہیں۔

## شرطِ وعدہ:

ان شاء اللہ کے ساتھ اپنے وعدے کو مشروط کیا تا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق و معونت پر اعتماد اور بھروسہ ثابت ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو کوئی کام ہو سکتا ہے اور اگر نہ چاہے تو نہیں ہو سکتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۸:قَالَ (موسیٰ علیہ السلام نے کہا)۔ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ (یہ میرے اور تیرے درمیان ہے)۔ نحو: ذلک مبتدأ اور بینی و بینك خبر ہے۔مراد یہ ہے جو تم نے کہا اور مجھ سے معاہدہ کیا اور اس پر شرائط مقرر کیں۔وہ ہمارے درمیان طے ہوگیا۔ہم میں سے کوئی اس سے نہ نکلے۔نہ ہی میں ان شرائط کی خلاف ورزی کروں اور نہ آپ اپنی مقرر کردہ شرائط سے پھریں پھر کہا۔اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ (دونوں میں سے جو مدت میں پوری کردوں)۔ان دونوں مدتوں میں سے۔آٹھ ہوں یا دس۔

نحو: قضیت کی وجہ سے ای منصوب ہے اور ما تاکید کے لئے زائد ہے۔کیونکہ ای مبہم ہے۔یہ ما شرط کا معنی دے رہا ہے اور اس کا جواب فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ہے۔یعنی اس پر اضافہ کرنے میں مجھ پر تعدی نہ کی جائے گی۔

## قول مبرد رحمۃ اللہ علیہ:

موسیٰؑ نے معلوم کرلیا کہ تکمیل میں اگرچہ مجھ پر زیادتی نہ ہوگی۔لیکن انہوں نے دونوں مدتوں کو جمع کردیا تاکہ قلیل مدت وفا میں طے شدہ سمجھی جائے۔اور جس طرح دس سال کی کامل مدت پر اضافہ ادھر سے عدوان بنتا تھا اسی طرح اقل مدت میں اور قلت کا مطالبہ تعدی تھی۔وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ (اور اللہ تعالیٰ اس پر جو ہم کہتے ہیں نگہبان ہیں)۔وکیل کو وکل الیہ الامر جن کو معاملہ سپرد کیا جائے سے لیا گیا۔اور علیٰ سے یہاں اس کو متعدی لایا گیا۔کیونکہ یہاں یہ گواہ اور نگران کے معنی میں آیا ہے۔

روایت میں ہے کہ شعیب علیہ السلام کے پاس انبیاء علیہم السلام کی ایک لاٹھی چلتی آرہی تھی انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو رات کے وقت کہا اس کمرے میں داخل ہوکر ان لاٹھیوں میں سے ایک لے لو۔آپ نے وہ لاٹھی لے لی جس کو لے کر آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تھے۔اور انبیاء علیہم السلام اس کے وارث چلے آرہے تھے۔یہاں تک کہ وہ شعیب علیہ السلام تک پہنچی۔موسیٰ علیہ السلام جو لاٹھی اٹھا کر لائے شعیب علیہ السلام نے اس کو چھوا تو باوجود نابینا ہونے کے وہ پہچان گئے۔آپ نے فرمایا اور کوئی لاؤ۔اسی طرح سات مرتبہ ہوا۔یہی لاٹھی سات مرتبہ ان کے ہاتھ میں آئی۔پس شعیب علیہ السلام نے جان لیا کہ اس کو عظیم الشان مرتبہ ملنے والا ہے۔جب صبح ہوئی تو شعیب علیہ السلام نے کہا۔جب تم چلتے چلتے چوراہے پر پہنچو تو دائیں جانب کے گھاس کو مت چراؤ اگرچہ وہاں گھاس زیادہ ہے مگر وہاں سانپ ہے جس سے میں تمہارے اور بکریوں کے متعلق خطرہ محسوس کرتا ہوں۔آپ نے بکریوں کو لیا۔مگر ان کو دائیں جانب سے نہ روک سکے۔ان کے پیچھے چلتے گئے۔اچانک اس جگہ عمدہ گھاس اور کھیت تھے جن جیسے کہیں نظر نہ پڑتے تھے۔موسیٰ علیہ السلام سو گئے۔تو سانپ کی آواز سنائی دی۔لاٹھی نے اس سانپ کا مقابلہ کرکے اس کو ہلاک کردیا۔اور خون آلود موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آگئی۔جب موسیٰ علیہ السلام لکڑی کو خون سے آلودہ اور آواز کو بند پایا تو راحت محسوس کی۔جب شعیب علیہ السلام کی طرف لوٹے تو بکریوں کے پیٹ بھرے تھے اور ان کے پستانوں سے دودھ اُنڈ رہا تھا۔موسیٰ علیہ السلام نے اس بات کی اطلاع دی وہ بڑے خوش ہوئے ان کو معلوم ہوگیا کہ موسیٰ علیہ السلام اور لاٹھی کو ایک عجیب شان حاصل ہے۔پھر فرمایا۔میں نے اپنی بکریوں کے بچوں میں سے جو ابلق پیدا ہو وہ دے دیا۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواب میں اشارہ ہوا کہ اپنی لاٹھی کو بکریوں کے پانی پینے کی جگہ میں مارو انہوں نے ایسا کردیا۔جس بکری نے وہ پانی پیا اس نے ابلق بچہ جنا۔حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی شرط کو پورا کردیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ

پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کردی اور اپنے اہل کو لیکر روانہ ہوئے تو طور کی جانب سے آگ کو محسوس کیا۔ اپنے اہل سے کہا

امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ

کہ تم ٹھہر جاؤ بیشک میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ امید ہے کہ میں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر لے آؤں یا آگ کا انگارہ لے آؤں تا کہ تم

تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ

تاپ لو۔ سو جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو اس میدان کی داہنی جانب سے اس مبارک مقام میں ایک

مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰٓی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ

درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ بے شک میں اللہ ہوں رب العالمین ہوں اور یہ کہ تم اپنی لاٹھی کو ڈالدو

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰٓی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ

سو جب انہوں نے دیکھا کہ وہ اسطرح حرکت کر رہی ہے کہ گویا وہ سانپ ہے تو پشت پھیر کر پلٹ گئے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔ اے موسیٰ آگے آؤ اور مت ڈرو

اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ

بیشک تم امن والوں میں سے ہو، اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کرو وہ بغیر کسی مرض کے سفید ہو کر

سُوْٓءٍ ؗ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰی

نکلے گا، اور اپنے ہاتھ کو بوجہ خوف کے اپنے بازو سے ملا لو۔ سو تمہارے رب کی طرف سے یہ دو دلیلیں ہیں۔ فرعون

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ

اور اسکے سرداروں کی طرف، بلاشبہ وہ نافرمان لوگ ہیں موسیٰ نے کہا اے رب بیشک میں نے ان میں سے ایک جان کو قتل

نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ

کر دیا تھا سو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں اور میرے بھائی ہارون زبان کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ فصیح ہیں سو آپ انکو

مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْٓ ۫ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ

میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج دیجئے وہ میری تصدیق کریں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں۔ فرمایا ہم عنقریب تمہارا بازو تمہارے بھائی کے ذریعہ

بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَآ ۚۛ اَنْتُمَا

مضبوط کر دیں گے تم دونوں کو ایک خاص شوکت عطا کریں گے۔ جس سے وہ لوگ تم دونوں تک نہ پہنچ سکیں گے تم دونوں ہمارے معجزے لیکر جاؤ تم دونوں

وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور جو شخص تمہارا اتباع کریگا، غالب رہو گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۹: فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ (جب موسیٰ علیہ السلام نے مدت کو پورا کیا)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ نے مدت کامل ترین پوری کی اور شادی ان دونوں میں سے چھوٹی سے کی۔ (یہ ہیثمی کی روایت ہے) مگر یہ گزشتہ روایت کے خلاف ہے۔ وَسَارَ بِاَهْلِهٖ (آپ اپنے گھر والوں کو لے کر چلے)۔ اہل سے مراد بیوی کو مصر کی طرف لے کر چلے۔

## قولِ ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

جب آپ نے مشقت کا زمانہ پورا کرلیا تو قرب کا زمانہ قریب آن لگا۔ انوار نبوت ظاہر ہونے لگے۔ اپنے گھر والوں کو لے کر مصر روانہ ہوئے تاکہ بیوی بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں میں شریک حال ہو۔ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ (طور کی جانب آگ کو دیکھا۔ آپ نے اپنے گھر والوں کو کہا تم ٹھہرو میں آگ دیکھ رہا ہوں۔ شاید وہاں سے کوئی خبر لاؤں)۔ راستہ کے متعلق کیونکہ آپ راستہ بھول گئے تھے۔ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ (یا آگ کی جلتی لکڑی تاکہ تم تاپ سکو۔ جب موسیٰ علیہ السلام آگ)۔ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ (پر پہنچے تو برکت والی وادی کے دائیں کنارے سے آواز دی گئی)۔ موسیٰ علیہ السلام کی نسبت دایاں۔ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ (مبارک بقعہ میں)۔ اس مقام میں شرف کلام بخشنے کے سبب۔ مِنَ الشَّجَرَةِ (درخت سے)۔ یہ درخت عناب یا عوسج کا تھا۔ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى (کہ اے موسیٰ)۔ نحو: یہ ان مفسرہ ہے یا مخففہ من المثقلہ ہے۔ اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (بلاشبہ میں ہی رب العالمین ہوں)۔

## قولِ جعفر رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے آگ دیکھی جس نے ان کی انوار کی طرف راہنمائی کی اس لئے کہ انہوں نے نور کو نار کی شکل میں دیکھا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے تو ان کو انوار قدسیہ نے گھیرے میں لے لیا۔ اور موانست کی چادریں ان پر ڈال دی گئیں۔ انتہائی لطیف انداز سے ان کو خطاب کیا گیا۔ اور ان سے بہترین جواب دلایا گیا۔ پس اس طرح وہ اعلیٰ مرتبہ والے متکلم بن گئے۔ جو انہوں نے مانگا وہ مل گیا۔ خوف سے ان کو مطمئن کردیا۔

قراءت: الجذوۃ۔ تینوں لغات سے پڑھا گیا ہے۔ عاصم نے فتحہ اور حمزہ وخلف نے ضمہ اور دیگر قراء نے کسرہ پڑھا ہے۔ اس موٹی لکڑی کو کہتے ہیں جس کے سرے پر خواہ آگ ہو یا نہ ہو۔

پہلا مِن اور دوسرا ابتدائے غایت کے لئے ہے۔ یعنی درخت کی جانب وادی کے کنارے سے ان کو آواز آئی۔ من الشجرۃ۔ یہ من شاطی الواد کا بدل الاشتمال ہے۔ کیونکہ درخت وادی کے کنارے پر اُگا ہوا تھا۔

۳۱: وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ (اور یہ کہ تم اپنی لاٹھی ڈال دو)۔ اور ان کو آواز دی گئی کہ اپنی لاٹھی ڈال دو انہوں نے ڈال دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو سانپ سے بدل دیا۔ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ (جب موسیٰ علیہ السلام نے حرکت کرتے دیکھا)۔ تھتز کا معنی حرکت کرنا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَاَنَّهَا جَآنٌّ (گویا کہ وہ سانپ ہے)۔دوڑنے میں چھوٹا سانپ اور جسامت میں بڑا سانپ۔وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ (پشت پھیر کر بھاگے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا)۔ لم یعقب کا معنی نہ لوٹے۔پس ان کو کہا گیا۔يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ (اے موسیٰ متوجہ ہو اور ڈرو نہیں بیشک تو امن والوں میں سے ہے)۔یعنی تو اس سے امن میں ہے کہ سانپ کی طرف سے تجھے کوئی ناپسندیدہ چیز پیش آئے۔

۳۲:اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ (تم اپنا ہاتھ داخل کرو اپنے قمیص کے گریبان میں وہ سفید ہو کر نکلے گا کہ سورج کی طرح اس کی شعاعیں ہوں گی)۔مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ (بغیر کسی بیماری کے)۔سوء سے مراد برص۔وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ (اور خوف دور کرنے کے لئے تم اپنا بازو اپنی طرف ملا لینا)۔قراءت:الرھب۔حجازی و بصری قراء نے دونوں فتحوں کے ساتھ پڑھا اور حفص نے الرَّھب پڑھا۔دیگر قراء نے الرُّھب پڑھا ہے۔تمام کا معنی خوف ہے۔مطلب یہ ہوا۔تم اپنا ہاتھ اپنے سینے کے ساتھ لگاؤ اس سے تمہارا خوف جاتا رہے گا۔جو خوف سانپ کی وجہ سے ہوا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ہر ڈرو الا جب اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لے تو اس کا خوف زائل ہو جاتا ہے۔

## ایک قول :

ضم جناح کا معنی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے لاٹھی کو سانپ بنا دیا۔موسیٰ علیہ السلام گھبرائے اور اس کو ہاتھ سے دور کیا۔جیسا کہ کسی چیز سے خوف زدہ اس کو ہٹاتا ہے۔انہیں کہا گیا۔تمہارا ہاتھ سے اس کو دور کرنے میں دشمنوں کے ہاں کمزوری خیال کی جائے گی۔پس تم جب لاٹھی کو ڈال چکو اور یہ سانپ بن جائے۔تو اپنا ہاتھ اپنے بازو کے نیچے دباؤ بجائے اس کے کہ سانپ کو اس سے ہٹاؤ۔پھر اس کو نکالو تو سفید ہو کر نکلے گا تاکہ تجھے اس سے بیک وقت دو چیزیں حاصل ہوں۔نمبر ۱۔جو چیز تمہاری کمزوری شمار ہو سکتی ہے اس سے بچت رہے گی اور ید بیضاء والا دوسرا معجزہ بھی ظاہر ہو جائے گا۔الْجَنَاحَ سے مراد ید ہے۔کیونکہ انسانی ہاتھ پرندے کے دو پروں کی طرح ہیں۔جب دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں بازو کے نیچے داخل کر دیا تو گویا اس نے اپنا بازو اس سے ملا دیا۔

نمبر ۲۔ضم جناحہ الیہ سے مراد مضبوطی اور عصا کے سانپ بننے کے وقت ضبطِ نفس ہے۔تاکہ آپ مضطرب نہ ہوں اور نہ ڈریں۔استعارۃً پرندے کے فعل سے تعبیر کیا۔کیونکہ جب اسے خطرہ محسوس ہوتا ہے تو وہ اپنے پروں کو پھیلاتا اور ڈھیلا کرتا ہے ورنہ اس کے پَر تو ہر وقت اس کے ساتھ ملے ہوتے ہیں اور وہ پابرکاب ہوتا ہے۔

مِنَ الرَّهْبِ کا مطلب خوف کی وجہ سے۔یعنی جب تمہیں سانپ دیکھ کر خوف پہنچے تو اپنے بازو کو اپنے ساتھ ملا لو۔ضمِ جناح کا جو حکم ان کو دیا گیا تھا اس کے لئے سبب و علت رہب کو قرار دیا گیا۔اب وَاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ کا معنی اور اسلک یدک



BestUrduBooks.wordpress.com

فی جیبک کا معنی ایک ہو جائے گا۔لیکن دو عبارتوں سے تعبیر اغراض کے مختلف ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے کی گئی ہے۔کیونکہ ایک کی غرض ہاتھ کا سفید ہو کر نکلنا ہے۔اور دوسرے میں غرض خوف کو ختم کرنا اور ہلکا کرنا ہے۔اور اضمم یدك الی جناح کا معنی سورۂ طٰہٰ میں یہ ہے کہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں کے نیچے داخل کرلو۔

قراءت: فَذٰنِكَ یہ ذاك کا تثنیہ ہے تخفیف سے پڑھا گیا۔مکی ٗ ابوعمرو نے تشدید سے پڑھا۔اس صورت میں ذلک کا تثنیہ ہے۔ ایک نون دونوں میں سے لام محذوفہ کے بدلہ میں ہے۔اور اس سے مراد ید بیضاء اور عصا ہے۔بُرْهَانٰنِ (یہ دو دلیلیں ہیں) یہ دو روشن دلیلیں ہیں حجت کو برہان روشن ہونے کی بناء پر کہا۔جیسے کہتے ہیں۔سفید عورت کو بَرْهَرَهَةٌ۔مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ (تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا)۔یہ دو نشانات دیکر اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (بلاشبہ وہ فاسق قوم تھے)۔فاسق سے کافر مراد ہے۔

۳۳:قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ (کہا اے میرے رب! بیشک میں نے ان میں سے ایک جان کو قتل کیا۔) اَنْ يَّقْتُلُوْنِ (پس مجھے خطرہ ہے کہ وہ اس کی وجہ سے مجھے قتل کر دیں گے)۔قراءت: یعقوب نے یاء سے پڑھا ہے۔

۳۴:وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا (اور میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح ہے اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج دیجئے)۔قراءت: حفص نے مَعِيَ پڑھا ہے۔رِدْءًا مددگار ٗ معاون ٗ کہا جاتا ہے ردأتهٗ ای اعنتهٗ: میں نے اس کی مدد کی۔قراءت: بلا ہمزہ مدنی نے پڑھا ہے۔يُصَدِّقُنِيْ (جو میری تصدیق کرے گا)۔قراءت: عاصم وحمزہ نے یصدقنی رداءً کی صفت قرار دیا۔ای مصدقالی۔ضمہ سے پڑھا۔اور دیگر قراء نے جزم یُصَدِّقْنِی پڑھا اور اَرْسِلْهُ کا جواب قرار دیا۔

## تصدیق کا مفہوم:

جھگڑے اور مناظرے کے مقامات میں ثبوت دعوی میں مزید وضاحت کی اگر ضرورت پیش آئے تو وضاحت کر کے دعویٰ کو مبرہن کر دے۔یہ مطلب نہیں کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی تقریر پر کہے صدقت۔اس کی دلیل موسیٰ علیہ السلام کے ارشاد ھو افصح منی لسانا فارسله معی سے ہو رہی ہے۔فصاحت کا زائد ہونا بیان پختگی اور وضاحت کے لئے کام دے گا۔صدقت کہنے کے لئے نہیں۔کیونکہ صدقت کہنے میں تو سحبان وائل خطیب عرب اور باقل جیسا عاجز الکلام دونوں برابر ہیں۔اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ (مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے)۔

قراءت: یعقوب نے دونوں حالتوں میں یکذبون پڑھا ہے۔

۳۵:قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ (فرمایا: ہم عنقریب تیرا بازو تیرے بھائی کے ساتھ مضبوط کر دیں گے)۔اس کے ذریعہ تمہیں قوت دیں گے کیونکہ ہاتھ بازو کی مضبوطی سے مضبوط ہوتا ہے۔کیونکہ ہاتھ کی طاقت وہی ہے اور تمام میں قوت ہاتھ کی مضبوطی کے باوجود معاملات کے تجربہ سے آتی ہے۔وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا (اور ہم تمہارے لئے غلبہ مقرر کر دیں گے) سلطان غلبہ ٗ تسلط اور دشمنوں کے دلوں میں رعب کو کہا جاتا ہے۔فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا بِاٰيٰتِنَا (پس وہ تم تک پہنچ نہ سکیں گے)۔بایتنا یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا

پھر جب ان کے پاس موسیٰ ہماری واضح آیات کے ساتھ آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو محض ایک جادو ہے جو افتراء کیا گیا ہے اور ہم نے یہ بات

بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۶ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ

اپنے پہلے باپ دادوں میں نہیں سنی اور موسیٰ نے کہا کہ میرا رب اس شخص کو خوب خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت

عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۳۷ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

لے کر آیا، اور اسے بھی خوب جانتا ہے جس کا دار آخرت میں اچھا انجام ہوگا۔ بلاشبہ بات یہ ہے کہ ظالم لوگ کامیاب نہیں ہوتے، اور فرعون نے کہا

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ

کہ اے میرے درباریو! میں تمہارے لئے اپنے علاوہ کوئی معبود نہیں جانتا سوائے ہامان تو میرے لئے مٹی پر آگ جلا دے

فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۳۸

سو میرے لئے ایک محل بنا دے تاکہ میں موسیٰ کے معبود کو دیکھوں، اور بلا شبہ میں اسے جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں

یصلون کے متعلق ہے۔ای لا یصلون الیکما بسبب آیاتنا۔نمبرا۔وہ ہماری آیات ومعجزات کے سبب تم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔بات پوری ہوئی۔نمبر۲۔تجعل کے متعلق کریں ای نسلطکما بایاتنا ہم اپنی آیات سے تمہیں مسلط کریں گے۔

نمبر۳۔محذوف کے متعلق ہے۔ای اذهبا بآیاتنا تم دونوں ہماری آیات کے ساتھ جاؤ۔

نمبر۴۔اس کو الغالبون کا بیان بنایا جائے نہ کہ صلہ۔

نمبر۵۔باء کو قسم کے لئے قرار دیں لا یصلون جواب قسم مقدم ہے۔ہمیں اپنی آیات کی قسم ہے یہ تم تک نہ پہنچ سکیں گے۔

اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ (تم دونوں اور جو تمہارے پیروکار ہیں غلبہ پانے والے ہونگے)۔

۳۶: فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا (جب موسیٰ ان کے پاس ہماری واضح آیات لے کر آئے تو وہ کہنے لگے) یہ تو۔مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى (من گھڑت جادو ہے)۔بینات کا معنی واضح۔سحر مفتری کا مطلب یہ کہ وہ سحر پہلے تو خود کرتا ہے۔پھر اس کو جھوٹ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔نمبر۲۔وہ ایسا جادو ہے جو تمام انواع سحر کی طرح افتراء کے ساتھ موصوف ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا معجزہ نہیں ہے۔وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ (اور ہم نے یہ اپنے پہلے آباء واجداد میں سنا تک نہیں)۔

نحو: فی آبائنا یہ حال ہے اور ھذا کی وجہ سے منصوب ہے۔ای کائنا فی زمانھم۔مطلب یہ ہے ہمیں تو نہیں بتلایا گیا کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

بیان کے زمانہ میں پایا جاتا ہو۔

۳۷: وَقَالَ مُوْسٰی رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ میرا رب ان کو خوب جانتا ہے۔ جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا اور کس کے لئے آخرت کا انجام ہے بیشک وہ کافروں کو کامیابی نہیں دیتا)۔ مطلب یہ ہے کہ میرا رب تم سے بڑھ کر واقف ہے۔ کہ کس کو اس نے عظیم فلاح کا اہل بنا کر نبوت سے سرفراز فرمانا اور ہدایت سے نوازنا ہے اور اس نے حسن عاقبت کا وعدہ کر لیا۔ یعنی میں موسیٰ اگر بقول تمہارے میں ساحر و مفتری ہوتا تو وہ مجھے نبوت کے اہل قرار نہ دیتے کیونکہ وہ بے نیاز اور حکمت والے ہیں جھوٹوں کو نبوت نہیں دیتے اور نہ ہی ساحرین نبوت کے لائق ہیں۔ بلکہ یہ تو ظالم ہیں اور ظالم اس کے ہاں کامیابی کا اہل ہی نہیں۔

عاقبة الدار کا مطلب حسن انجام ہے جیسا اس ارشاد میں فرمایا۔ اولئك لهم عقبى الدار جنات عدن۔ [الرعد۔۲۲۔۲۳۔]

دار سے مراد دنیا ہے اور اس کے انجام کا مطلب یہ ہے کہ خاتمہ رحمت و رضوان سے ہو اور فرشتے مغفرت و بشارت سے ملیں۔ قال موسٰی۔ مکی نے بغیر واؤ پڑھا۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔ نمبر ا۔ کیونکہ موقعہ سوال و بحث ہے۔ جب ان لوگوں نے بڑی آیات کو سحر قرار دے کر ٹھکرا دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے جواباً یہ فرمایا۔ اس لئے واؤ کی حاجت نہیں۔

نمبر ۲۔ ان لوگوں نے یہ بات کہی کہ سحر مفتریٰ ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ دیکھنے والا دونوں باتوں میں فرق کر سکتا ہے اور ایک کی خرابی جانچ لے گا اور دوسرے کی درستی۔

قراءت: رَبِّیَ اعلم حجازی اور ابو عمرو نے پڑھا ہے اور حمزہ و علی نے ومن یکون پڑھا ہے۔

۳۸: وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِیْ (فرعون نے کہا اے سردارو! مجھے اپنے سوا تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں)۔ نمبر ا۔ فرعون کا مقصد اپنے علاوہ کسی اور معبود کے متعلق علم کی نفی سے اس کے وجود کی نفی تھی۔ نمبر ۲۔ یہ اپنے ظاہر پر ہے۔ کہ میرے علم میں اپنے سوا معبود نا معلوم ہے۔ فَاَوْقِدْ لِیْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ (اے ہامان تم میرے لئے مٹی پر آگ جلاؤ) پکی اینٹیں تیار کراؤ۔ اس نے یہ اس بناء نہیں کہا کہ پہلے اس سے کسی نے اینٹ بنائی نہ تھی۔ درحقیقت وہ اس کو اس تعبیر سے صنعت سکھا رہا تھا اور یہ جباروں کی گفتگو کے مناسب و مشابہ ہے۔ کیونکہ ہامان کو دوران مجلس نام لے کر یا ہامان کہہ کر آواز دینا اور اینٹیں پکانے کا کہنا یہ تکبر و بڑھائی کی علامت ہے۔ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا (تم میرے لئے ایک محل بناؤ)۔ صرح بلند محل کو کہتے ہیں۔ لَّعَلِّیْٓ اَطَّلِعُ (تاکہ میں جھانکوں)۔ اطلع یہ چڑھنے کے معنی میں ہے الطلوع والاطلاع۔ دونوں کا معنی چڑھنا ہے۔ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰی (موسیٰ کے معبود کو)۔ اس نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ کسی مکان میں ہے جیسا کہ وہ مکان میں ہے۔ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ (اور بیشک میں اس کو گمان کرتا ہوں)۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کو۔ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (جھوٹوں میں سے)۔ اپنے دعویٰ میں کہ اس کا ایک معبود ہے اور اسی نے اسے رسول بنا کر بھیجا۔ اس ذلیل نے ایک دوسری کے الٹ بات کہی۔ ایک طرف کہا: ماعلمت لکم من اِلٰهٍ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا

سو اس نے اور اسکے لشکروں نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ ہماری طرف نہیں

يُرْجَعُوْنَ ۝٣٩ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

لوٹیں گے سو ہم نے اسے اور اسکے لشکروں کو پکڑ لیا سو انہیں سمندر میں پھینک دیا۔ سو اے مخاطب دیکھ لے ظالموں کا کیسا

الظّٰلِمِيْنَ ۝٤٠ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

انجام ہوا۔ اور ہم نے انہیں پیشوا بنا دیا جو آگ کی طرف دعوت دیتے رہے اور قیامت کے دن انکی

لَا يُنْصَرُوْنَ ۝٤١ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

مدد نہ کی جائے گی اور ہم نے اس دنیا میں انکے پیچھے لعنت لگادی اور قیامت کے دن

هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝٤٢ ع

قباحت والوں میں سے ہونگے

غیری۔ دوسری طرف ہامان کے سامنے اپنی حاجت پیش کی اور موسیٰ کے لئے ایک الٰہ کو ثابت کیا اور پھر کہا کہ اس کو اس کے جھوٹ پر یقین نہیں۔ گویا کہ موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے حفاظت کے لئے اس نے یہ تلبیس کا جال پھیلایا۔ اور کہا۔

لعلّی اطلع الی الٰہ موسٰی روایت میں ہے کہ ہامان نے پچاس ہزار معمار جمع کیے۔ اور ایک محل تعمیر کیا۔ اس کی بلندی کسی ایک مخلوق تک بھی نہیں پہنچ سکی۔ جبرئیل علیہ السلام نے محل پر پَر مارا اور اس کے تین ٹکڑے کر دیے۔ ایک ٹکڑا فرعونی لشکر پر جا گرا جس سے ایک لاکھ فرعونی مر گئے اور ایک ٹکڑا سمندر میں جا گرا اور ایک ٹکڑا مغرب میں جا گرا جس سے اس کا سارا عملہ ہلاک ہو گیا۔

۳۹: وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ (اس نے اور اس کے لشکر نے تکبر کیا)۔ اپنے آپ کو بڑا جانا۔ فِى الْاَرْضِ (سرزمین مصر میں) بِغَيْرِ الْحَقِّ (ناحق) اس لئے کہ سچی بڑھائی اللہ تعالیٰ کے لائق ہے۔ حقیقی متکبر وہی ہے۔ یعنی شانِ کبریائی میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے: (( الكبرياء ردائي والعظمة ازاري فمن نازعني واحدًا منهما القيته في النار )) (احمد، مسلم، ابوداؤد) یعنی عظمت و کبریائی میرا ہی لباس ہے جو شخص بھی اس لباس کو کھینچ کر پہننا چاہے گا میں اس کو آگ میں پھینک دونگا۔ تمام متکبر برابر ہیں ان کا استکبار ناحق ہی ہے۔

وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ (اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹائے نہ جائیں گے)۔

قراءت: یَرجِعُوْنَ۔ نافع، حمزہ، علی، خلف، یعقوب نے پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۴۰:فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ (ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر سمندر میں پھینک دیا)۔ یہ جلال والی کلام ہے۔ جو اس کی عظمت شان کو ظاہر کرتی ہے۔ ان کی تعداد کو قلیل تعداد سے تشبیہ دی اگرچہ وہ جم غفیر تھا ان کنکریوں سے جن کو ایک ہی مٹھی میں پکڑ کر سمندر میں پھینک دیا جائے۔ فَانْظُرْ (پس دیکھیں) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ (ظالموں کا انجام کیسے ہوا)۔ اور آپ اپنی قوم کو ڈرائیں بلاشبہ آپ کو ان کے مقابلہ میں غلبہ دیا جائے گا۔

۴۱:وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ (اور ہم نے ان کو گمراہوں کا پیشوا بنایا جو آگ کی طرف دعوت دینے والے تھے)۔ الی النار سے اہل دوزخ والے کام۔

## قول ابن عطاء:

ان کے دل سے توفیق اور انوار تحقیق چھین لئے۔ وہ اپنے نفوس کے اندھیروں میں پڑے سیدھے راستے کی طرف راہ پانے والے نہیں ہیں۔ اس میں دلالت ہے کہ انعال عباد کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ (اور قیامت کے دن ان کی امداد نہ کی جائے گی)۔ عذاب سے بچنے کیلئے۔

۴۲:وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً (اور ان کے پیچھے اس دنیا میں لعنت لگا دی) رحمت سے دوری اور بعد میں ہم نے لازم کر دیا۔

## ایک قول یہ ہے:

ان کے بعد جو لوگوں کی لعنت ان کو پہنچتی ہے۔ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ (قیامت کے دن وہ بدحال لوگوں میں سے ہونگے)۔ رحمت سے دور ہانکے ہوئے۔ نمبر۲۔ یا ہلاک کیے ہوئے۔ نمبر۳۔ چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کی نیل گونی سے بدصورت۔ نحو: یوم یہ مقبوحین کا ظرف ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى

اور اس کے بعد ہم نے اگلی امتوں کو ہلاک کردیا تھا ہم نے موسیٰ کو کتاب دی

بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا كُنْتَ

جو لوگوں کے لئے بصیرتوں کا ذریعہ تھی اور سراپا ہدایت اور رحمت تھی تا کہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اور آپ مغربی

بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّاۤ

جانب میں نہیں تھے جبکہ ہم نے موسیٰ کو احکام دیئے اور آپ مشاہدہ کرنیوالے نہ تھے اور لیکن ہم نے

اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا

بہت سی جماعتوں کو پیدا کیا پھر ان پر دراز زمانہ گزر گیا۔ اور آپ اہل مدین میں مقیم نہ تھے، آپ ان پر ہماری

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا

آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور لیکن ہم ہی رسول بنانے والے ہیں۔ اور آپ طور کی جانب نہ تھے جب ہم نے آواز دی۔

وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾

اور لیکن آپ کے رب کی طرف سے آپ پر رحمت ہوئی تا کہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

۴۳: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى (اور ہم نے موسیٰ کو تورات دی اس کے بعد کہ ہم نے پہلے زمانہ والوں کو ہلاک کیا)۔ پہلے زمانہ والوں سے قوم نوح' ہود' صالح' لوط علیہم السلام مراد ہیں۔

بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ (لوگوں کے لئے بصیرتیں بنا کر)۔ یہ کتاب سے حال ہے۔ بصیرۃ۔ دل کا وہ نور جس سے ہدایت و سعادت نظر آتی ہے۔ جیسا کہ بصر آنکھ کی اس روشنی کو کہتے ہیں جس سے نظر آتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ ہم نے دلوں کو روشن کرنے کے لئے تورات دی۔ کیونکہ وہ قوم اندھی تھی بصیرت نہیں رکھتی تھی اور نہ ہی حق و باطل کو پہچانتی تھی۔ وَهُدًى (اور رہنمائی)۔ کیونکہ وہ گمراہی میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والے تھے۔ وَّرَحْمَةً (اور رحمت)۔ ان کے لئے جو اس کی اتباع کرے۔ کیونکہ جب وہ اس پر عمل کریں گے تو رحمت پانے کے حق دار ہو جائیں گے۔ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (تا کہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں)۔

۴۴: وَمَا كُنْتَ (اور نہیں تھے آپ) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ (پہاڑ کی مغربی جانب)۔ اس سے مراد وہ جگہ ہے جو مغربی جانب واقع تھی اور وہ وہی جگہ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ وقت مقرر کیا گیا۔ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ



BestUrduBooks.wordpress.com

(جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو احکام دیئے ) یعنی اس سے کلام کی جیسا کہ دوسری آیت میں ہے وقربناہ نجیّا۔[سورۃ مریم آیت نمبر۵۲]

وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (اور نہ آپ ان لوگوں میں تھے جو موجود تھے ) وحی کے لئے تا کہ آپ بطور مشاہدہ کے موسیٰ علیہ السلام کے اس معاملے کو جو اس موقعہ پر پیش آیا۔مشاہدہ کرنے والوں میں سے ہوتے۔

۴۵:وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا (لیکن ہم نے پیدا کیا)۔موسیٰ علیہ السلام کے بعد۔قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ (بہت ساری نسلیں پھر ان پر زمانہ دراز گزرا) یعنی ان کی عمریں لمبی ہوئیں اور نبوت کا انقطاع رہا اور خبریں قریب تھا کہ بالکل چھپ جائیں علوم مٹ گئے اور ان میں بہت ساری تحریفات ہوئیں ہم نے ان خبروں کی تجدید کے لئے انبیاء بھیجے اور جو تحریفات واقع ہو چکی تھیں ان کی وضاحت کی۔انبیاء کے حالات کا علم ہم نے دیا۔اور قصہ موسیٰ علیہ السلام گویا کہ اس طرح فرمایا گیا۔نہ آپ موسیٰ علیہ السلام کا مشاہدہ کرنے والے تھے اور نہ ہی ان واقعات کا جوان پر گزرے۔لیکن ہم نے آپ کی طرف وحی کی اور یہ سارے واقعات بتلائے اس آیت میں وحی کا سبب انقطاع کے زمانے کی طوالت قرار دیا گیا۔اور اس سے سبب پر اختصار کے ساتھ خود روشنی پڑ گئی۔ بس یہ لکنا کا استدراک بعد والے دونوں استدراکوں کی طرح ہے۔وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ (اور آپ اہل مدین میں مقیم نہیں تھے )۔اہل مدین سے شعیب علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے مراد ہیں۔تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا (کہ ہماری آیات ان کو پڑھ پڑھ کے سنا رہے ہوں)۔یعنی آپ وہاں کے حالات جان کر ان آیات کو پڑھ رہے ہوں۔ان آیات سے مراد وہ ہیں جن میں شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا واقعہ مذکور ہے۔ نحو: تتلوا یہ موضع نصب میں کنت کی خبر ثانی ہے یا ثاویا کی ضمیر سے حال ہے۔وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ (بلکہ ہم ہی بھیجنے والے ہیں)۔لیکن ہم نے آپ کو بھیجا اور آپ کو ان واقعات کی اطلاع دی اور آپ کو ان کا علم دیا۔

۴۶:وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا (اور آپ طور کی جانب موجود نہ تھے جب کہ ہم نے موسیٰ کو پکارا)۔کہ اس کتاب کو مضبوطی سے تھام لو۔وَلٰكِنْ (لیکن)۔ہم نے آپ کو علم دیا اور آپ کو رسول بنایا۔رَحْمَةً (رحمت کی وجہ سے)۔مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ (تیرے رب کی طرف سے تا کہ تم اس قوم کو ڈراؤ۔جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا)۔اس فترت کے زمانہ میں جو آپ اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان گذرا۔اور اس کی مقدار پانچ سو پچاس سال ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (تا کہ وہ نصیحت کو قبول کریں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيبَهُمْ مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا

اور ہم رسول نہ بھیجتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ انکے اعمال کی وجہ سے ان پر مصیبت آجاتی تو یہ کہنے لگتے

رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا

کہ اے ہمارے رب ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تاکہ ہم آپکی آیتوں کا اتباع کر لیتے اور ایمان لانے والوں میں سے ہو جاتے سو جب

جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَآ اُوتِيَ مِثْلَ مَآ اُوتِيَ مُوسٰى ط اَوَلَمْ

ہماری طرف سے ان کے پاس حق آگیا تو کہنے لگے کہ اس شخص کو ایسی کتاب کیوں نہ ملی جیسی موسیٰ کو ملی تھی کیا اس سے پہلے لوگوں نے

يَكْفُرُوا بِمَآ اُوتِيَ مُوسٰى مِنْ قَبْلُ ج قَالُوا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا وقفہ وَقَالُوٓا اِنَّا بِكُلٍّ

ان چیز کے ساتھ کفر نہیں کیا جو موسیٰ کو دی گئی کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں۔ دونوں نے آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ کیا ہے۔ اور کہنے لگے کہ ہم تم دونوں میں سے

كٰفِرُونَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ

کسی کو نہیں مانتے آپ فرما دیجئے کوئی کتاب لے آؤ جو اللہ کی طرف سے ہو جو ہدایت کرنے میں ان دونوں سے بہتر ہو اگر تم

صٰدِقِينَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُونَ اَهْوَآءَهُمْ ط وَمَنْ اَضَلُّ

سچے ہو۔ سو وہ اگر آپ کی بات قبول نہ کریں تو آپ جان لیجئے کہ وہ اپنی خواہشوں کا اتباع کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کون

ع ۵ ۸

مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿۵۰﴾

گمراہ ہو گا۔ جو اللہ کی طرف سے ملنے والی ہدایت کے بغیر اپنی نفسانی خواہشوں کا اتباع کرتا ہو۔ بلاشبہ اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

۴۷: وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيبَهُمْ مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ (اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان پر کوئی عذاب آ پڑے گا)۔ یہاں مصیبت سے عذاب اور سزا مراد ہے اور بما قدمت ایدیھم سے کفر و ظلم۔

نکتہ: اکثر اعمال میں ہاتھ چلتے ہیں۔ اس لئے اعمال کی نسبت ایدی کی طرف کردی اگرچہ کچھ اعمال کا تعلق دل سے بھی ہے گویا اکثر کو اقل پر غلبہ دیکر ایدی کا ذکر کر دیا۔ فَيَقُولُوا (پس وہ کہیں گے)۔ عذاب کے وقت۔ رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (اے ربّ ہمارے تو نے ہمارے پاس کوئی پیغمبر کیوں نہیں بھیجا تاکہ ہم تیری آیات کی اتباع کرتے اور مؤمنوں میں سے ہو جائے)۔ نحو: پہلا لولا امتناعیہ ہے اور اس کا جواب محذوف ہے اور دوسرا لولا تحضیض کے لئے ہے اور پہلی فاء عاطفہ ہے اور دوسری لولا کے جواب میں آئی ہے۔ کیونکہ وہ امر کے حکم میں ہے۔ کیونکہ امر کی حقیقت فعل پر



BestUrduBooks.wordpress.com

آمادہ کرنا ہے اور تحضیض بھی یہی ہے اور فاء جواب امر ہی میں آتی ہے اب مطلب یہ ہوگا اگر وہ یہ کہنے والے نہ ہوتے جبکہ ان کو عذاب دیا جاتا ان کی بداعمالیوں یعنی شرک و معاصی کی وجہ سے **هلا ارسلت الینا رسولا**۔ آپ نے کیوں نہ ہماری طرف رسول بھیجا تا کہ وہ اس بات سے ہمارے خلاف حجت پیش کرتے۔ اسی لئے ہم نے ان کی طرف رسول بھیجا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ رسول کا موقعہ نہ رہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا **لئلا یکون للناس علی اللّٰہ حجۃ بعد الرسل** [النساء آیت: ۱۶۵]

**سوال** : یہ معنی کس طرح درست ہے جبکہ ارسال رسل کے لئے سبب عذاب کو قرار دیا گیا ہے نہ کہ قول کو کیونکہ لولا امتناعیہ اسی پر داخل ہے قول پر نہیں؟

**جواب** : قول ہی تو اصل میں مقصود ہے کہ وہ ارسال رسل کا سبب بن سکے۔ لیکن سزا جب قول کی وجہ سے ہوئی تو گویا قول کا وجود خود سزا کے وجود سے ثابت ہو گیا۔ اسی لئے سزا کو گویا سبب ارسال کے طور پر ذکر کر کے اس پر لولا کو داخل کر دیا گیا۔ اور قول کو اس پر عطف کر کے فاء سببیہ اس پر داخل کر دیا۔ قول کے ساتھ اس کا معنی اس طرح بنے گا۔ **ولولا قولھم هذا اذا اصابتھم مصیبۃ لما ارسلنا**۔ (یعنی مصیبت پہنچنے کے وقت اگر ان کا یہ کہنا نہ ہوتا تو ہم رسول نہ بھیجتے)۔

۴۸: **فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا** (جب وہ ان کے پاس ہماری طرف سے حق لے کر آ گیا)۔ حق سے مراد قرآن یا رسول جس کی تصدیق کتاب معجزہ سے کی گئی ہے۔ **قَالُوْا** (وہ کہنے لگے)۔ یعنی کفار کہ **لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى** (ان کو کیوں نہ دی گئی اسی کی مانند جو موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی)۔ یعنی ایک ہی دفعہ اترنے والی کتاب۔ **اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا** (کیا انہوں نے انکار نہیں کیا)۔ یعنی انکے ابنائے جنس جن کے مذہب سے انکا مذہب ہے اور جن کے عناد سے ان کا عناد ہے اور مراد وہ کافر ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے۔ **بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ** (جو موسیٰ علیہ السلام کو اس سے پہلے دیا گیا تھا)۔ یعنی اس قرآن سے پہلے۔ **قَالُوْا** (انہوں نے کہا) موسیٰ اور ہارون کے بارے میں۔ **سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا** (یہ دو جادوگر ہیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں)۔

قراءت: **سِحْرٰنِ**۔ یہ کوفی قراء کی قراءت ہے یعنی جادو والے۔ یا ان دونوں کو جادو کے ساتھ مبالغۃً موصوف قرار دیا گیا۔ ابن عامر، ابن کثیر اور نافع نے ساحران پڑھا ہے۔

**وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ** (اور وہ کہنے لگے ہم تو ان میں سے ہر ایک کے منکر ہیں)۔

## ایک قول یہ ہے:

اہل مکہ نے جس طرح قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ انہوں نے موسیٰ اور تورات کا بھی انکار کیا ہے کہتے ہیں موسیٰ اور محمد یہ دو جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ نمبر۲۔ تورات و قرآن یہ دو جادو ہیں جو ایک دوسرے کی تائید کر رہے ہیں۔ یہ اس موقعہ کی بات ہے۔ جب کفار مکہ نے ایک وفد یہود کے ہاں روانہ کیا۔ تا کہ ان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کریں۔ یہود نے ان کو اطلاع دی کہ یہ بات ان کی کتاب میں موجود ہے۔ وہ وفد قریش کے پاس یہود کی بات لے کر واپس ہوا تو قریش مکہ نے اس پر یہ گلفشانی کی کہ یہ دونوں جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار و معاون ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۱﴾ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ

اور ہم نے اس کلام کو ان لوگوں کے لئے مسلسل بھیجا تا کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں ، جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی

مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۲﴾ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا

ہے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب انکے سامنے اسکی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے بلاشبہ یہ حق ہے ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے

إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ﴿۵۳﴾ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا

بیشک ہم پہلے ہی سے فرمانبردار تھے ، یہ وہ لوگ ہیں جن کو صبر کرنے کی وجہ سے دہرا ثواب دیا جائے گا

وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۵۴﴾ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ

اور یہ لوگ بھلائی کے ذریعہ برائی کو دفع کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب لغویات سنتے ہیں

أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي

تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ، ہم تم کو سلام کرتے ہیں ہم جاہلوں سے

الْجَاهِلِينَ ﴿۵۵﴾

بات کرنا نہیں چاہتے۔

۴۹: قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا (کہہ دیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی کتاب پیش کردو جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو)۔ جو موسیٰ علیہ السلام پر اتری اور جو مجھ پر نازل ہوئی۔ أَتَّبِعْهُ (تا کہ میں اس پر چلوں)۔ نحو: یہ فاتوا کا جواب ہے۔ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (اگر تم سچے ہو) کہ وہ دونوں جادو ہیں۔

۵۰: فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ (پھر اگر وہ آپ کی بات کو پورا نہ کرسکیں تو سمجھ لیں کہ یہ لوگ محض اپنی نفسانی خواہشات کے پیرو ہیں)۔ پھر اگر وہ زیادہ ہدایت والی کتاب لانے کے مطالبے کو پورا نہ کرسکیں تو تم سمجھ لو کہ ان پر الزام پورا ہو گیا اور ان کے پاس کوئی دلیل سوائے اتباع خواہشات کے باقی نہیں۔ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ (اور ایسے شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اپنی نفسانی خواہشات پر چلنے والا ہو بغیر اس کے کہ کوئی دلیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پاس ہو)۔ یعنی اس سے بڑا کوئی گمراہ نہیں جس نے دین کے سلسلہ میں اپنی خواہشات کی اتباع کی۔ نحو: بغیر ھدًی۔ یہ حال ہے۔ یعنی وہ مطیع ہو نہ کہ خواہشات کا پیرو۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (بیشک اللہ تعالیٰ ظالم قوم کی راہنمائی کرنے والے نہیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۵۱: وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (تحقیق ہم نے کلام کو مسلسل ان پر اتارا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں)۔ التوصیل ۔(بہت زیادہ ملنا اور بار بار ملنا)۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید پے در پے اور مسلسل اترا ہے۔ اس میں وعدہ وعید، قصص وعبر اور مواعظ موجود ہیں تا کہ وہ نصیحت حاصل کر کے کامیاب ہوں۔

۵۲: اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ (وہ لوگ جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی)۔ ہٗ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف راجع ہے۔ هُمْ بِهٖ (وہ اس قرآن پر)۔ يُؤْمِنُوْنَ (ایمان لانے والے ہیں)۔ نحو: ھم بہ۔ یہ الذین کی خبر ہے۔ یہ آیت اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لائے ان کے متعلق اتری۔

۵۳: وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ (اور جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے)۔ قَالُوْا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ (وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بیشک وہ ہمارے رب کی طرف سے برحق ہے ہم تو اس سے پہلے ہی فرمانبرداری کرنے والے ہیں)۔ قبلہ۔ یعنی قرآن مجید کے نزول سے پہلے۔ مسلمین کا مطلب دین اسلام پر تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین رکھتے تھے۔ انہ۔ یہ ایمان کی علت ہے۔ کیونکہ اس کا حق ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور قرآن اس لائق ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے۔ انا کنا۔ یہ امنا کا بیان ہے۔ کیونکہ قریبی زمانے یا دور زمانے کا ایمان ہر دو کا احتمال ہے۔ پس انہوں نے خبر دی کہ ان کا ایمان قدیم اور پرانا ہے۔

۵۴: اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا (ان لوگوں کو ان کا اجر دو مرتبہ دیا جائے گا اس سبب سے کہ انہوں نے صبر کیا)۔ اس سبب کہ وہ ایمان بالتورات اور ایمان بالقرآن پر جمے رہے۔ نمبر۲۔ قرآن کے نزول سے پہلے وہ قرآن پر جو ایمان لائے تھے اس کے نزول کے بعد وہ اس پر جمے رہے۔ نمبر۳۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے مشرکین و یہود کی ایذاؤں پر صبر کیا۔ وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ (اور وہ بھلائی سے برائی کو دفع کرتے ہیں)۔ طاعت کے ذریعہ معصیت کو دور کرتے ہیں۔ نمبر۲۔ حلم و حوصلے کے ذریعہ ایذاء برداشت کرتے ہیں۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (اور جو روزی ہم نے دی اس میں سے خرچ کرتے ہیں)۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

۵۵: وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ (اور جب وہ لغوبات سنتے ہیں)۔ لغو: باطل، مشرکین کی طرف سے گالم گلوچ۔ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا (تو وہ اس سے اعراض کرتے اور کہتے ہیں)۔ ان لوگوں کو جو لغو گو ہیں۔ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے تم کو سلام ہو)۔ ہماری طرف سے تم مطمئن رہو کہ ہم تمہاری لغویات کا مقابلہ اسی طرح کی لغویات سے نہیں کر سکتے۔ لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ (اور نہ ہم جاہلوں کو چاہتے ہیں) یعنی جاہلوں سے میل جول اور ان کی صحبت نہیں چاہیے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾

بلا شبہ جسے آپ چاہیں ہدایت پر نہیں لا سکتے اور لیکن اللہ جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانیوالوں کو خوب جانتا ہے۔

۵۶: اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (بیشک آپ ہدایت نہیں دے سکتے) جس کو آپ پسند کریں۔ آپ اس بات کی قدرت نہیں رکھتے کہ جس کو اپنی قوم اور دیگر لوگوں میں چاہیں اسلام میں داخل کر دیں۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے)۔ جس میں چاہے ہدایت دینے کا فعل پیدا کر دے۔ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ (وہ ہدایت والوں کو خوب جانتے ہیں)۔ جو ہدایت کو پسند کرے اور اس کو قبول کرے اور دلائل و آیات سے نصیحت حاصل کرے۔

## زجاج رحمۃ اللہ علیہ:

نے فرمایا کہ مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ یہ ابو طالب کے متعلق اتریں اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے اپنی موت کے وقت کہا۔ **یا معشر بنی هاشم۔ صدقوا محمدًا تفلحوا**۔ اے ہاشمیو تم محمد کی تصدیق کرو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا عمّ! **تأمرهم بالنصيحة لانفسهم وتدعها لنفسك**! اے چچا' تم ان کو نصیحت کرتے ہو اور اپنے آپ کو چھوڑتے ہو! تو خواجہ ابو طالب نے کہا۔ اے بھتیجے تو کیا چاہتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ تو لا الٰہ الا اللہ کہہ دے۔ تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تیرے متعلق گواہی دے سکوں۔ اس نے کہا اے بھتیجے۔ میں جانتا ہوں کہ تو سچا ہے لیکن میں ناپسند کرتا ہوں کہ یہ کہا جائے۔ کہ موت کے وقت اس نے بزدلی اختیار کی۔

## ردِ معتزلہ:

یہ آیت معتزلہ کے اس قول کی تردید کرتی ہے کہ ہدایت صرف بیان کو کہتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے بہت سے لوگوں کی راہنمائی فرمائی مگر وہ اپنے غلط انتخاب کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ پس اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بیان کے بعد وہ چیز ہے جس کو ہدایت کہتے ہیں اور وہ ہدایت کا پیدا کرنا اور اس کے لئے توفیق و قدرت کا عطاء کرنا ہے اور آیت میں اسی کی نفی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰی مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا

اور انہوں نے کہا کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہدایت کا اتباع کرنے لگیں تو ہم اپنی زمین سے اُچک لئے جائیں گے، کیا ہم نے انہیں امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی

یُّجْبٰٓی اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۵۷

جہاں ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں جو ہمارے پاس سے کھانے کے لئے دیئے جاتے ہیں، اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ

اور کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کردیں جو اپنے سامان عیش پر اترانے والی تھیں، سو یہ ان کے گھر ہیں جن میں ان کے بعد سکونت اختیار نہیں

بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِیْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ ۵۸ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰی

کی گئی مگر تھوڑی سی اور بالآخر ہم ہی مالک ہیں اور آپ کا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں

حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِی الْقُرٰٓی اِلَّا

جبتک کہ انکی مرکزی بستی میں رسول نہ بھیج دے جوان پر ہماری آیات تلاوت کرتا ہو اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں

وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۵۹ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُهَا ۚ

الا یہ کہ انکے رہنے والے ظالم ہوں، اور تمہیں جو بھی کوئی چیز دی گئی ہے۔ سو وہ دنیاوی زندگی کا سامان ہے اور زینت ہے۔

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۶۰ ع

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے سو وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے کیا تم نہیں سمجھتے ہو۔

۵۷: وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰی مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا (اور انہوں نے کہا اگر ہم آپ کے ساتھ ہدایت پر چلیں گے تو ہم زمین سے اچک لیے جائیں گے۔ کیا ہم نے ان کو امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی) قریش نے کہا ہم جانتے ہیں کہ تو حق پر ہے۔ لیکن ہمیں خطرہ یہ ہے کہ لوگ تمہاری اتباع کریں اور عرب کی مخالفت مول لیں تو وہ ہمیں اس زمین سے نکال باہر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دلیل کا جواب پتھر سے دیا کہ ہم نے اس حرم میں ان کو ٹھکانہ دیا جس کا امن بیت اللہ پر موقوف ہے اور وہاں کے باسیوں کا امن بیت اللہ کی حرمت کی وجہ سے ہے۔ ہر طرف سے پھل وہاں کھینچے چلے آتے ہیں جبکہ وہ حالت کفر میں ہیں۔

پھر یہ کیسے درست ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو لوگوں کے اچکنے کے لئے چھوڑ دے اور ان کے امن کو بھی چھین لے جب وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

حرمت بیت اللہ کے ساتھ حرمت اسلام کو جمع کر لیں۔ امن کی نسبت اہل حرم کی طرف حقیقی ہے اور حرم کی طرف مجازی۔

یُجْبٰٓى اِلَيْهِ (کھینچے چلے آتے ہیں)۔ قراءت: مدنی' یعقوب وسہل نے تُجبیٰ پڑھا ہے۔ جمع کیے اور لائے جاتے ہیں۔

ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ (ہر قسم کے پھل)۔ کل سے مراد کثرت ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں واوتیت من کل شئی۔ [النمل۔۲۳]

رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا (ہماری طرف سے بطور رزق)۔ رزقًا یہ مصدر ہے۔ کیونکہ یجبٰی الیه کا معنی یرزق ہے۔ نمبر۲۔ یہ مفعول له ہے۔ نمبر۳۔ حال ہے ثمرات سے جبکہ اس کو بمعنی مرزوق کے لیا جائے۔ تاکہ اس کو اضافت سے خاص کیا جائے۔ جیسا کہ نکرہ متخصصہ بالصفۃ کو منصوب کیا جاتا ہے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (لیکن ان کی اکثریت نہیں جانتی)۔ یہ من لدنا کے متعلق ہے۔ یعنی ان میں سے بہت کم تعداد ایسی ہے جو کہ اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے رزق ہے۔ ان کی اکثریت جاہلوں کی ہے۔ جو اس کو جانتے ہی نہیں۔ اگر ان کو علم ہو جاتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو خوف و امن کو بھی اسی کی طرف سے سمجھتے اور ایمان لانے پر اچک لیے جانے کا خطرہ ظاہر نہ کرتے۔

۵۸: وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا (بہت سی ایسی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں جو اپنے اسباب معیشت پر اتراتے تھے)۔ اس میں اہل مکہ کے لئے تخویف ہے۔ کہ اس قوم کے برے انجام سے بچو جن کی حالت اللہ تعالیٰ کے انعامات کے سلسلہ میں انہی جیسی تھی۔ پھر انہوں نے نعمتوں کا شکر یہ ادا نہ کیا بلکہ نعمتوں کا مقابلہ تکبر سے کیا جس کے نتیجے میں ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ اھلکنا کی وجہ سے کم منصوب ہے۔ معیشتھا منصوب ہے اس لئے کہ حرف جر حذف کر دیا گیا ہے ای فی معیشتھا۔ البطر۔ مالداری میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت نہ کرنا۔

فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ (پس یہ ان کے مکانات ہیں)۔ ان کے مکانات کے بقیہ آثار جن کو سفروں میں آتے جاتے وہ دیکھتے ہیں۔ جیسا قوم ثمود' قوم شعیب' وغیرہم کے علاقے۔ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا (ان کے بعد ان کے گھروں میں آبادی نہیں ہوئی مگر بہت قلیل)۔ رہائش یعنی وہاں مسافر' راستے سے گزرنے والا ایک دن یا ایک گھڑی ٹھہر جاتا ہے۔

نحو: لم تسکن یہ حال ہے۔ اور اس میں عامل اسم اشارہ ہے۔

وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ (اور ہم ہی وارث ہوئے)۔ ان مکانات کے جو ان کی رہائش کے تھے۔ یعنی ان میں ہمارے سوا کوئی تصرف نہیں کر سکتا۔

۵۹: وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى (اور آپ کا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں)۔ ہر زمانہ میں حَتّٰى يَبْعَثَ فِیْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا (جب تک کہ ان کے مرکز میں ایک رسول نہ بھیج دے)۔

قراءت: اِمِّھَا۔ میں ہمزہ کو کسرہ دیکر حمزہ' علی نے پڑھا ہے۔ یعنی اس بستی میں جو اس کی جڑ و بنیاد ہے۔ یعنی اس کے اصل اور اعلیٰ حصہ میں ایک رسول بھیج دیا تاکہ حجت لازم ہو جائے اور معذرت منقطع ہو۔ نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور سابقہ قضاء میں یہ بات نہ تھی کہ زمین میں وہ کسی بستی کو ہلاک کرے یہاں تک کہ ام القریٰ یعنی مکہ میں رسول بھیجے کیونکہ زمین کو وہیں سے پھیلایا گیا۔ رسول



BestUrduBooks.wordpress.com

سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِنَا (جوان پر ہماری آیات پڑھے)۔آیات سے قرآن مجید مراد ہے۔ وَمَا کُنَّا مُھْلِکِی الْقُرٰٓی اِلَّا وَ اَھْلُھَا ظٰلِمُوْنَ (اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں مگر اس وقت جبکہ وہاں کے رہنے والے ظلم کرنے والے ہوں)۔یعنی ہم نے ان کو انتقاماً ہلاک نہیں کیا۔ جب تک کہ وہاں کے رہنے والے اپنے ظلم کی وجہ سے عذاب کے مستحق نہیں بن گئے۔ظلم سے مراد عناد اور کفر پر اصرار اور عذر نہ ہونے کے باوجود مکابرہ ہے۔

۶۰: وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (اور جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیوی زندگی کا سامان) اور اس کی وَزِیْنَتُھَا (زینت ہے)۔یعنی تمہارے پاس جتنے اسباب دنیا پائے جاتے ہیں۔ یہ صرف چند دن نفع اٹھانے اور زینت کرنے کے لئے ہے۔اور وہ چند ایام اس فناء ہونے والی زندگی کی مدت ہے۔ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ (اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے)۔ وہ اس کا ثواب ہے۔ خَیْرٌ (وہ بہت بہتر ہے)۔وہ ذاتی لحاظ سے اس سے بہت بہتر ہے۔ وَّاَبْقٰی (اور وہ باقی رہنے والا ہے)۔کیونکہ وہ دائمی ہے۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو) کہ باقی فانی سے بہتر ہے۔

قراءت: ابوعمرو نے یاء اور تاء دونوں میں اختیار دیا ہے۔اور باقی قراء نے تاء ہی کو پڑھا ہے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا اور اس کے رہنے والوں کی تین اقسام کر دیں۔نمبر۱۔مؤمن۔نمبر۲۔منافق۔نمبر۳۔کافر۔پس مؤمن تو آخرت کا زادِ راہ لیتا ہے اور کافر خوب عیش اڑاتا ہے اور منافق زیب و زینت کرتا ہے۔پھر اس آیت کو دوبارہ لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ

سو جس شخص سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہو پھر وہ اسے پانے والا ہو کیا اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جسے ہم نے دنیا والی زندگی کا سامان دیدیا پھر

هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ

وہ قیامت کے دن گرفتار کر کے لایا جائے گا۔ اور جس دن وہ انہیں پکارے گا سو فرمائے گا کہ میرے وہ شرکا، کہاں ہیں جن کے بارے میں

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا

تم گمان کرتے تھے، جن لوگوں پر اللہ کا فرمودہ ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا

اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا

ہم نے انکو ویسا ہی بہکایا جیسا کہ ہم خود بہکے تھے ہم آپ کے حضور ان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں یہ لوگ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ اور کہا جائے گا کہ اپنے

شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

شرکاء کو بلالو، سو وہ انکو بلائیں گے پھر وہ انکی پکار کا جواب نہ دیں گے اور عذاب کو دیکھ لیں گے۔ اے کاش وہ ہدایت پانے ہوئے

يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾

ہوتے، اور جس دن انہیں آواز دے گا سو فرمائے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا

۶۱: اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا (کیا وہ شخص جس سے ہم نے پسندیدہ وعدہ کر رکھا ہے)۔ یعنی جنت۔ کیونکہ اس سے زیادہ خوبصورت کوئی شئی نہیں اس لئے کہ وہ دائمی ہے۔ اسی لئے جنت کو الحسنیٰ فرمایا گیا۔ فَهُوَ لَاقِيْهِ (پس وہ اس کو پانے والا ہے)۔ دیکھے گا' پالے گا' اس تک پہنچ جائے گا۔ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کو دنیوی فوائد سے نوازا ہو۔ پھر قیامت کے دن وہ ان لوگوں میں سے ہو جن کو پکڑ کر حاضر کیا جائے گا) ان لوگوں میں سے جن کو آگ پر حاضر کیا جائے گا اور دوسرے موقع پر فرمایا۔ فکذبوہ فانهم لمحضرون ﴿الصافات۔ ۱۲۷﴾

شانِ نزول: نمبر ۱۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو جہل لعین کے متعلق اتری۔

نمبر ۲۔ علی و حمزہ اور ابو جہل کے سلسلہ میں۔

نمبر ۳۔ ہر مؤمن و کافر کے متعلق۔

فائے اوّل کا معنی یہ ہے۔ جب دنیا کی زندگی اور عقبیٰ کی نعمتوں کا فرق ذکر کیا تو اس کے بعد افمن وعدناہ لائے۔ مطلب یہ ہوا کہ اتنے بڑے واضح فرق کے بعد جو دنیا کے پرستاروں اور حق پرستوں میں پایا جاتا ہے۔ پھر کوئی شخص دونوں کو برابر قرار دے



BestUrduBooks.wordpress.com

سکتا ہے۔

فائے دوم سببیہ ہے۔ کیونکہ موعود کا ملنا یہ وعدے کا مسبب ہے۔ ثم تراخی کے لئے لائے کیونکہ احضار کی حالت تمتع کی حالت نفع اندوزی سے متاخر ہے۔

قراءت: علی نے ثم ھو پڑھا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے عَضُدٌ عَضْدٌ ضمیر منفصل کو متصل کے مشابہ قرار دیا۔

۶۲: وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ (اور اس دن کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ ان کو پکار کر فرمائے گا)۔ یہ اللہ تعالیٰ کا پکارنا کفار کو ندائے توبیخ ہوگی۔

نَحو: نمبر ۱۔ اس کا عطف یوم القیامۃ پر ہے۔ نمبر ۲۔ اذکر محذوف سے منصوب ہے۔

فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِ یَ (پس فرمائیں گے میرے وہ شریک کہاں ہیں)۔ جن کو تم اپنے گمان کے مطابق میرا شریک قرار دیتے تھے۔ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (جن کو تم خیال کرتے تھے)۔

نَحو: تزعمون کے دونوں مفعول محذوف ہیں۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ کنتم تزعمونهم شرکائی۔ اور ظننت کے باب میں دونوں مفعولوں کا حذف تو جائز ہے۔ مگر ایک پر اکتفاء جائز نہیں۔

۶۳: قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ (اور وہ لوگ کہیں گے جن پر اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہو چکی ہوگی)۔ نمبر ۱۔ شیاطین نمبر ۲۔ کافروں کے لیڈر۔ حق علیهم القول کا مطلب یہ ہے کہ قول کا مقتضی ان پر لازم ہو جائے گا اور وہ اس ارشاد میں ہے۔

لأملان جهنم من الجنة والناس اجمعین [السجدہ۔۱۳]

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا (اے ہمارے رب یہ وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکا دیا تھا)۔ یعنی ان کو شرک کی طرف بلایا۔ اور گمراہی کو ان کے لئے مزین کیا۔

نَحو: الذین اغوینا ۔ یہ مبتدأ ہے۔ موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر محذوف ہے اور اس کی خبر اَغْوَيْنٰهُمْ ہے۔ كَمَا غَوَيْنَا کاف مصدر محذوف کی صفت ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ اغویناهم فغووا غیًّا مثل ماغوینا۔ ان کا مقصد یہ ہوگا کہ ہم نے بھی اپنے اختیار سے ان کو گمراہ کیا اور یہ اپنے اختیار سے گمراہ ہوئے کیونکہ ہمارا اغواء تو وسوسہ اندازی اور تسویل کی حد تک تھا پس ان کی اور ہماری گمراہی میں کوئی تفاوت نہیں ہے اور اگر ہماری تزیین وتسویل دعوت کی صورت میں تھی تو دوسری طرف اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی تو ایمان کی دعوت موجود تھی جس میں عقلی دلائل اور نقلی دلائل اور کتب منزلہ سب کچھ موجود تھیں اور یہ بالکل شیطان لعین کے اس اقرار کی طرح ہے۔ جو سورہ ابراہیم آیت ۲۲ میں گزرا۔

وقال الشيطان لما قضي الامر ان الله وعدكم وعدالحق الى قوله ولوموا انفسكم۔

تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ (ہم ان سے تیری بارگاہ میں بیزاری کا اظہار کرتے ہیں)۔ اس سے اور اس کفر سے جس کو انہوں نے اختیار کیا۔

مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ (وہ ہماری عبادت نہ کرتے تھے) بلکہ اپنی خواہشات کے پیرو اور اپنی شہوات کے اطاعت گزار تھے۔

نَحو: یہ دونوں جملے حرف عطف سے خالی ہیں کیونکہ یہ جملہ اولیٰ کے معنی کو پختہ کرنے کے لئے لائے گئے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ

سواس دن انکی خبریں گم ہو جائیں گی پھر وہ آپس میں پوچھ پاچھ نہ کریں گے سو جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لایا

وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾

اور نیک عمل کئے سو اُمید ہے کہ یہ لوگ فلاح پانیوالوں میں سے ہوں گے۔

۶۴: وَقِيْلَ (مشرکین کو کہا جائے گا)۔ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ (تم اپنے شرکاء کو پکارو!) اپنے اصنام کو پکارو تا کہ وہ تمہیں عذاب سے چھوڑائیں۔ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ (پس وہ ان کو پکاریں گے مگر وہ جواب نہ دیں گے)۔ لم یستجیبوا بمعنی لم یجیبوا ہے۔ وَرَاَوُا الْعَذَابَ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ (اور وہ عذاب کو دیکھیں گے اگر وہ ہدایت یاب ہو چکے ہوتے)۔ لو کا جواب محذوف ہے۔ ای لما راوا العذاب۔ (اگر وہ ہدایت یافتہ ہوتے تو آج عذاب کو سامنے نہ دیکھتے)۔

۶۵: وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ (اور اس دن کو یاد کرو جس دن ان کافروں سے پکار کر پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا)۔ وہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے۔ اولا اللہ تعالیٰ نے شرکاء بنانے پر توبیخ کی پھر شیاطین کا مقولہ نقل کیا۔ یا کفر کے مقتدر سرداروں کا مقولہ ان کی توبیخ کے وقت نقل کیا۔ کیونکہ جب ان کو معبودانِ باطلہ کی عبادت پر توبیخ کی جائے گی تو یہ معذرت پیش کریں گے کہ شیاطین نے ان کو اغواء کیا ہے۔ پھر ان کو معبودان باطلہ کے اغواء کرنے پر شماتت کے انداز میں بات فرمائی۔ اور ان کی نصرت سے عاجزی کا تذکرہ کیا۔ پھر ارسالِ رسل اور وضاحت علل واسباب کا احتجاج ان کے خلاف پیش کیا جائے گا۔ جس سے وہ لاجواب ہو جائیں۔

۶۶: فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَآءُ يَوْمَئِذٍ (ان پر خبریں اس دن گم ہو جائیں گی)۔ الانباء سے دلائل۔ نمبر۲۔ اطلاعات مراد ہیں۔

**ایک قول یہ ہے:**

ان پر جواب مخفی ہو جائے گا۔ وہ نہ جانیں گے کہ کیا جواب دیں اس لئے کہ ان کے پاس جواب ہوگا ہی نہیں۔

فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ (پس وہ آپس میں ایک دوسرے سے کچھ پوچھ نہ سکیں گے) نہ دلیل اور نہ عذر کوئی چیز بھی پوچھ نہ سکیں گے۔ اس امید سے کہ اس کے پاس شاید عذر، حجت مل جائے۔ کیونکہ وہ تمام جواب کے سلسلہ میں عاجزی میں برابر ہونگے۔

۶۷: فَاَمَّا مَنْ تَابَ (پھر وہ شخص جس نے توبہ کر لی)۔ شرک سے۔ وَاٰمَنَ (اور وہ ایمان لے آیا)۔ اپنے رب پر اور جو کچھ اس کی طرف سے آیا۔ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ (اور نیک عمل کیے تو امید ہے کہ وہ فلاح پانے والے لوگوں میں سے ہوگا)۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیاب ہوگا۔

نکتہ: عسیٰ کا لفظ معززین کی طرف سے ثبوت ووقوع کے لئے ہوتا ہے۔ اس میں ایمان والوں کے اسلام لانے پر عظیم



BestUrduBooks.wordpress.com

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا

اور آپ کا رب جسے چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ ان لوگوں کو چن لینے کا کوئی حق نہیں ہے، اللہ پاک ہے اور اس سے برتر ہے جو یہ لوگ

يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ

شرک کرتے ہیں اور آپ کا رب جانتا ہے جسے انکے سینے چھپاتے ہیں اور جسے یہ لوگ ظاہر کرتے ہیں اور اللہ وہی ہے اس کے سوا

اِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ

کوئی معبود نہیں اسی کے لئے سب تعریف ہے۔ دنیا میں اور آخرت میں، اور اسی کے لئے حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے آپ فرما دیجئے

اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

تم بتاؤ اگر اللہ قیامت کے دن تک تمہارے اوپر ہمیشہ کے لئے رات ہی کو موجود رکھے تو اللہ کے سوا کون سا معبود ہے

يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۗ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ

جو تمہارے پاس روشنی کو لے آئے، تو کیا تم نہیں سنتے؟ اور آپ فرما دیجئے کہ تم یہ بتاؤ کہ اگر اللہ قیامت تک ہمیشہ کے لئے تم پر دن ہی کو

سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۗ اَفَلَا

موجود رکھے تو اللہ کے سوا وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لئے رات کو لے آئے۔ اس میں تم آرام کرتے ہو۔ کیا

تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا

تم نہیں دیکھتے؟ اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے دن کو اور رات کو بنایا تاکہ تم اس میں آرام کرو اور تاکہ تم اس کا

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾

فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

بشارت دی گئی ہے اور کافروں کو ایمان کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

٦٨: یہ لولا نزل هذا القرآن على رجلٍ من القريتين عظيم (الزخرف:٣١) جو ولید بن مغیرہ نے کہا تھا۔ رجل سے اپنی ذات یا ابو مسعود ثقفی مراد لے رہا تھا۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ (اور آپ کا رب جس چیز کو وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے)۔

مَسْئَلَۃ: اس میں دلالت ہے کہ افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: ویختارُ پر وقف ہے۔ یعنی اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور آپ کا رب جو چاہتا ہے چنتا ہے۔ تقدیر کلام: وربك يخلق مايشاء وربك يختار مايشاءُ۔

مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ (ان کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے)۔ یعنی ان کو کچھ بھی اختیار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کسی چیز کو اختیار کریں۔ اور اس کو ہی ان پر اختیار حاصل ہے۔

عاطف ماکان لهم الخِيَرَة میں داخل نہیں کیونکہ وہ ویختار کا بیان ہے۔ کیونکہ آیت کا معنی یہ ہے۔

ان الخِيرة لله۔ (کہ اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے)۔ وہ اپنے افعال میں حکمت کی جوانب سے خوب واقف ہے۔ فليس لاحدٍ من خلقهٖ ان يختار عليه۔ اس کی مخلوق میں سے کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خلاف کسی چیز کو اختیار کرے۔

## اہم تنبیہ:

جنہوں نے ویختار میں وصل کیا ہے اور یہ معنی لیا۔ ويختار الذی لهم فيه الخيرة۔ اور وہ اس کو چنتا ہے جس میں ان کو اختیار ہے۔ اس نے حق سے بعید بات کہی۔ بلکہ حقیقت اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ ماتو مخلوق کے اختیار کی نفی کے لئے لایا گیا ہے۔

## ایک اور غلطی کی تردید:

جنہوں نے اس کا معنی یہ کیا ویختار للعباد ماهو خيرلهم واصلح۔ اور وہ بندوں کے لئے وہ چنتا ہے جو کہ ان کے لئے بہت بہتر اور اصلح ہوتا ہے۔ یہ معتزلہ کے قول کی ترجمانی ہے الخيرة کا لفظ یہ التخيير سے لیا گیا ہے۔ یہ مصدر کے معنی میں مستعمل ہے۔ اور المتخير کے معنی میں بھی آیا ہے۔ جیسا کہ اہل عرب کا قول ہے۔ محمد خيرة الله من خلقه۔ یہاں مفعول ہی کا معنی ہے۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (اللہ تعالیٰ پاک اور بلند و برتر ہیں ان تمام شرکاء سے جن کو وہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں)۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے بری ہے۔ وہ اس سے منزہ اور پاک ہے کہ کسی کو اس کے خلاف چناؤ کا اختیار حاصل ہو۔

۶۹: وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ (اور آپ کا رب جانتا ہے جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں)۔ تکن کا معنی چھپانا ہے۔ اور سینوں میں وہ چھپانے والی بات عداوت اور حسدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

وَمَا يُعْلِنُوْنَ (اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں)۔ ان کے متعلق طعنہ زنیاں کہ ان کے علاوہ نبوت کے لئے اور کسی کو منتخب کیوں نہ کیا۔

۷۰: وَهُوَ اللّٰهُ (اور وہی اللہ تعالیٰ) الوہیت میں خاص اور سب پر قابل ترجیح ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اس کے سوا کوئی عبادت کے



BestUrduBooks.wordpress.com

لائق نہیں )۔ یہ ماقبل کی تقریر ہے۔جیسا کہتے ہیں۔ الكعبة القبلة لا قبلة الاھی ۔یہ پچھلا جملہ تاکید وتقریر ہے۔لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاَرْضِ (اور اسی ہی کیلئے تعریف ہے دنیا میں ) وَالْاٰخِرَةِ (اور آخرت میں )اور وہ دوسرے مقام پر اس طرح مذکور ہے۔ الحمدللّٰه الذی اذھب عنا الحزن۔[فاطر۔۳۴]

ایک اور مقام پر فرمایا۔الحمدللّٰه الذی صدقنا وعده۔[الزمر۔۷۴]

ایک مقام پر ارشاد ہوا۔وقیل الحمدللّٰه رب العالمین۔[الزمر۔۷۵]

مَسْئَلَہ: جنت میں حمد وثنا بطور لذت کے ہوگی بطور امر تکلیفی کے نہ ہوگی۔(جیسا کہ دنیا میں امر تکلیفی ہے )۔

وَلَهُ الْحُكْمُ (اور فیصلہ اسی ہی کے لئے ہے )۔بندوں کے مابین فیصلہ کرنا۔وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (اور اسی ہی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے )۔دوبارہ اٹھا کر کے۔

قراءت: یعقوب نے تَرْجِعُون پڑھا ہے۔

۷۱: قُلْ اَرَءَيْتُمْ (کہہ دیں ذرا دیکھو تو سہی )۔

قراءت: علی نے حذف ہمزہ سے پڑھا ہے۔اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (اگر اللہ قیامت کے دن تک مسلسل رات ہی رات بنا دے )۔تو اللہ تعالیٰ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ (کے سوا کوئی معبود ہے۔ جو تمہارے لئے روشنی لے آئے گا کیا تم نہیں سنتے )۔

نحو: سرمَدًا یہ جعل کا مفعول ثانی ہے۔معنی دائمًا ۔ہمیشہ ہے یہ لفظ اسرد سے ماخوذ ہے۔اور اس کا معنی مسلسل ہے۔عرب کہتے ہیں۔ الا شھر الحرم ثلاثة سرد و واحد فرد۔یہ صیغہ مبالغہ ہے اور میم زائد ہے۔اس کا وزن فَعْمَلٌ ہے۔من اله الایۃ کا مطلب یہ ہے کہ مجھے بتلاؤ ذرا کون اس کی قدرت رکھتا ہے۔

۷۲: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ (آپ کہہ دیجئے! بلا دیکھو تو اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت تک دن ہی دن کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون ایسا معبود ہے۔جو تم پر رات لے آئے جس میں تم آرام کرسکو)۔

نکتہ: آیت میں نہار (دن) کے ساتھ یہ نہیں فرمایا بنھار تنصرفون فیه (ایسا دن لائے جس میں کام کاج کرسکو) جیسا کہ پچھلی آیت میں لیل کے ساتھ فرمایا بلیل تسکنون فیه۔ بلکہ اس کی بجائے سورج کی روشنی کا ذکر فرما دیا۔کیونکہ سورج کی روشنی سے بے شمار منافع حیات متعلق ہیں صرف معاش اکیلا نہیں اور اس کے بالمقابل اندھیرا ایسا نہیں کہ جس سے اتنے کثیر منافع متعلق ہوں۔اس لئے اہم ترین فائدہ کا ذکر فرما دیا اور یہی وجہ ہے کہ ضیاء کے ساتھ لفظ افلا تسمعون ملایا ہے۔کیونکہ کان جس چیز کا ادراک کر لیتے ہیں جیسے تذکرۂ منافع اور بیانِ فوائد آنکھ ان کے ادراک کی قوت نہیں رکھتی۔اور رات کے ساتھ افلا تبصرون کو ملا کر لائے۔اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (کیا تم لوگ نہیں دیکھتے ) کیونکہ تیرے علاوہ اندھیرے کا وہ فائدہ دیکھتے ہیں جس کو تو



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا

اور جس دن وہ ان سے فرمائے گا کہ میرے شرکاء کہاں ہیں جنہیں تم شریک سمجھتے تھے۔ اور ہم ہر اُمت میں سے

مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ

ایک ایک گواہ نکال کر لائیں گے۔ پھر ہم کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو۔ سوانہیں معلوم ہو جائے گا کہ سچی بات اللہ ہی کی ہے اور وہ جو کچھ

عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۷۵﴾

جھوٹی باتیں گھڑا کرتے تھے۔ وہ سب گم ہو جائیں گی۔

بھی سکون وغیرہ کی صورت میں دیکھتا ہے۔

۷۳: وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (اور اللہ تعالیٰ کی اپنی رحمت سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن بنائے۔ تا کہ تم آرام پاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو) تقدیر کلام اس طرح ہے: لتسکنوا فی اللیل ولتبتغوا من فضل اللّٰہ فی النھار۔ (تا کہ تم رات کو سکون کرو اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو دن میں تلاش کرو)۔ پس یہ لف ونشر مرتب کی قسم میں سے ہوگا۔ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (اور تا کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو)۔ اللہ تعالیٰ کا شکریہ اس کی نعمتوں پر۔

## قولِ زجاج رحمۃ اللہ علیہ:

اِس کا یہ معنی بھی درست ہے۔ لتسکنوا فیھما و لتبتغوا من فضل اللّٰہ فیھما۔ (تا کہ تم ان دونوں میں آرام کر سکو اور تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی روزی دونوں میں تلاش کر سکو)۔

زجاج رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول آج کل کے زمانہ کی ترجمانی کر رہا ہے۔ (مترجم) دن رات کمانا جائز ہے۔

آیت کا مطلب یہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دن رات کا زمانہ و وقت بنایا تا کہ تم اس میں آرام کرو اور اس کا فضل (رزق) اس وقت میں تلاش کرو۔

۷۴: وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ (اور اس دن کو یاد کرو جس دن اللہ تعالیٰ ان کو نداء دے کر فرمائے گا)۔ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (کہاں ہیں میرے وہ شرکاء جن کو تم (سفارشی) خیال کرتے تھے۔ شریک بنانے پر۔ بار دیگر توبیخ کی گئی تا کہ یہ اعلان کر دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو شرک سے بڑھ کر کوئی چیز دعوت دینے والی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندیوں میں سب سے زیادہ توحید داخل کرنے والی ہے۔

۷۵: وَنَزَعْنَا (اور ہم نکال کر لائیں گے)۔ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا (ہر امت میں سے ایک گواہ) یعنی ان کا پیغمبر کیونکہ انبیاء علیہم



BestUrduBooks.wordpress.com

السلام اپنی اپنی امتوں پر گواہ ہیں۔ جو کہ ان کے متعلق ان اعتقادات کی گواہی دیں گے جن پر وہ تھے۔ فَقُلْنَا (پھر ہم امتوں کو کہیں گے)۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ (تم اپنی دلیل پیش کرو)۔ اس شرک پر جس پر تم قائم تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر۔ فَعَلِمُوْا (پس اس وقت وہ جان لیں گے)۔ اَنَّ الْحَقَّ (کہ توحید) لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ (اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہے اور ان سے گم ہو جائیں گی) اور ان سے وہ تمام معبود اس طرح غائب ہو جائیں گے جس طرح کوئی ضائع ہونے والی چیز غائب ہوتی ہے۔ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (وہ باتیں جو وہ گھڑا کرتے تھے)۔ یعنی غیر اللہ کی الوہیت اور ان کے لئے زبردستی شفاعت۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَآ

بلا شبہ قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا سو وہ انکے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور ہم نے اسے خزانوں میں سے اس قدر

إِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوٓأُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ ۚ إِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ إِنَّ

دیا تھا کہ اسکی چابیاں ایسی جماعت کو گراں بار کردیتی تھیں جو قوت والے لوگ تھے جبکہ اسکی قوم نے اس سے کہا کہ تو مت اترا بلاشبہ

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝٧٦ وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ

اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا، اور اللہ نے تجھے جو کچھ دیا ہے اس میں دار آخرت کی جستجو کرتا رہ اور دنیا میں سے

نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَآ أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي

اپنا حصہ فراموش مت کر اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اسی طرح تو بھی احسان کر، اور زمین میں فساد کو

الْاَرْضِ ۖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝٧٧ قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ

تلاش مت کر، بے شک اللہ فساد کرنیوالوں کو پسند نہیں فرماتا، وہ کہنے لگا کہ مجھے جو کچھ دیا گیا ہے یہ تو صرف میرے علم کی

عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ

وجہ سے ہے جو میرے پاس ہے، کیا اس نے نہیں جانا کہ بلاشبہ اللہ نے اس سے پہلے کتنی ہی جماعتوں کو ہلاک کر دیا جو قوت میں اس سے زیادہ

قُوَّةً وَّأَكْثَرُ جَمْعًا ۗ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝٧٨ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِي

سخت تھیں۔ اور اس سے زیادہ جتھہ والی تھیں۔ اور مجرموں سے انکے گناہوں کے بارے میں سوال نہ کیا جائے گا۔ سو وہ اپنی قوم کے سامنے اپنی ٹھاٹھ باٹھ میں

زِينَتِهٖ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ أُوتِيَ قَارُونُ ۙ

نکلا، جو لوگ دنیا والی زندگی کے طالب تھے وہ کہنے لگے کاش ہمارے لئے بھی ایسا ہی مال ہوتا جیسا قارون کو دیا گیا ہے

إِنَّهٗ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝٧٩ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ

بلاشبہ وہ بڑے نصیب والا ہے اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا، انہوں نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہے اللہ کا ثواب اس شخص کے لئے بہتر ہے

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ إِلَّا الصّٰبِرُونَ ۝٨٠ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۙ قف

جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے اور یہ بات انہی کے دلوں میں ڈالی جاتی ہے جو صبر کرنے والے ہوں، سو ہم نے قارون کو اور اسکے گھر کو زمین میں دھنسا دیا،

فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُونَهٗ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ۝٨١

سو کوئی بھی جماعت نہ تھی جو اسکی مدد کر کے اللہ سے بچا لیتی اور وہ خود بھی اپنی مدد کرنے والا نہ تھا



BestUrduBooks.wordpress.com

۷۶: اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى (بیشک قارون قوم موسیٰ میں سے تھا)۔

نحو : قارون یہ غیر منصرف ہے۔ کیونکہ عجمہ ومعرفہ دوسبب موجود ہیں اگراس کو فاعول کے وزن پر مانیں تو یہ منصرف ہوگا۔ پھر یہ قرنت الشیء سے ماخوذ ہوگا۔

یہ اسرائیلی الاصل تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا ابن عم تھا۔ سلسلہ نسب قارون بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب اور موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ موسیٰ بن عمران بن قاہث اس کوخوبصورتی کی وجہ سے المنور کہا جاتا تھا۔ یہ بنی اسرائیل میں تورات کا بڑا قاری تھا۔ لیکن سامری کی طرح منافق تھا۔ فَبَغٰى عَلَيْهِمْ (پھر یہ قوم پرتکبر کرنے لگا)۔ یعنی یہ البغی سے نکلا ہے۔ جس کا معنی ظلم ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

اس کوفرعون نے بنی اسرائیل پر حکمران بنایا یہ ان پرظلم کرتا۔ نمبر۲۔ یہ البغی بمعنی تکبر سے ہے۔ اس نے بنی اسرائیل پر کثرتِ مال واولاد کی وجہ سے تکبر کیا۔ نمبر۳۔ دوسروں سے ایک بالشت کپڑے بڑھائے (اور بطور تکبران کو لٹکا کر اور کھینچ کر چلتا تھا) بغوی، وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهٗ (اور ہم نے اس کواتنے خزانے دیئے جن کی چابیاں)۔

ما۔ الذی کے معنی میں آیاتنا کی وجہ سے منصوب ہے اوراِنَّ اوراس کا اسم وخبرل کر الذی کا صلہ بنتے ہیں اسی لئے انّ مکسور ہے۔ اور المفاتح جمع مِفْتَح کی ہے میم کے کسرہ کے ساتھ ہے جس کا معنی چابیاں۔ نمبر۲۔ مَفْتح فتحہ کے ساتھ جس کا معنی خزانہ ہے اور زیادہ درست بات یہ ہے کہ چابیاں مراد ہیں۔

لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ (بھاری کردیتی تھی ایک جماعت کو) جماعت کو بوجھل کردیتیں۔ العصبة بڑی جماعت وہ اپنے خزانوں کی چابیاں ستر خچروں پر لادتا تھا۔ باء تعدیہ کے لئے ہے جیسے کہتے ہیں ناء بہ الحمل اس کو بوجھ نے جھکا دیا۔ اس کے ہرخزانہ کی ایک چابی تھی۔ اور ہر چابی ایک انگشت کے برابر چمڑے کی بنی ہوئی تھی۔ اُولِى الْقُوَّةِ (طاقتور مضبوط)۔ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ (جب اس کواس کی قوم نے کہا)۔ قوم سے یہاں مؤمن مراد ہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

نحو : اذ تنوء کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔

لَا تَفْرَحْ (کثرت مال پرتکبر مت کرو)۔ جیسا دوسرے مقام پر فرمایا۔ ولا تفرحوا بما اتاکم [الحدید۔۲۳]

دنیا پر وہ شخص اتراتا ہے۔ جو دنیا پر راضی اور مطمئن ہو۔ باقی وہ شخص جس کا دل آخرت کی طرف لگا ہو اور وہ جانتا ہو کہ عنقریب اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ دنیا پر بالکل نہیں اتراتا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ مال پر تکبر کرنے اور



BestUrduBooks.wordpress.com

اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتے )۔

۷۷: وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ (اور اللہ تعالیٰ نے جو تجھے دیا ہے اس میں عالم آخرت کو تلاش کر)۔یعنی جو غنی اور ثروت تمہیں دی ہے۔الدَّارَ الْاٰخِرَةَ (آخرت والے گھر کو)۔اس طرح کہ تم فقراء پر خیرت کرو اور صلہ رحمی کرو اور مقامات خیر میں اس کو صرف کرو۔وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (اور دنیا سے اپنا حصہ (آخرت) ہرگز نہ بھول)۔وہ یہ ہے کہ بقدر کفایت اس میں سے لو جو تمہارے لئے بہتری والا ہو۔

## ایک قول یہ ہے:

اپنی دنیا کے ذریعہ آخرت کو طلب کرو۔پس یہی دنیا میں سے آخرت کا حصہ ہے۔

وَاَحْسِنْ (اور احسان کرو)۔اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (جیسا اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا ہے) یہ انعامات دیکر وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ (اور زمین میں فساد مت مچا ظلم وتکبر کے ذریعہ) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے)۔

۷۸: قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ (اس نے کہا مجھے جو کچھ ملا ہے۔وہ مجھے میرے علم کی وجہ سے ملا ہے)۔ہٗ سے مراد مال ہے۔علی علمٍ عندی کہہ کر اس نے اپنے علم کو سبب قرار دیکر استحقاقِ مال کا دعویٰ کیا ہے۔جو علم تورات ایسے لوگوں سے زیادہ ملا ہوا تھا۔نمبر۲۔تجارت وزراعت سے کمائی کے طرق۔

نحو: عندی یہ علمٍ کی صفت ہے۔

## قول سہل رحمۃ اللہ علیہ:

کوئی ایسا شخص نہیں کہ جس نے اپنی طرف دیکھا ہو (تکبر کیا ہو) اور پھر وہ کامیاب ہوا ہو۔خوش نصیب وہ ہے۔جس نے اپنے افعال واقوال سے اپنی نگاہ کو پھیر لیا اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ کے احسانات کو اپنے تمام افعال واقوال دیکھنے کا دروازہ کھول لیا اور بدنصیب وہ ہے جس کے افعال' اقوال' احوال اس کی اپنی نگاہ میں مزین نظر آئیں۔پھر وہ ان پر فخر کرنے لگا۔اور ان کے بارے دعویٰ کیا کہ یہ اس کے اپنے ذاتی کمال والے افعال واقوال ہیں۔ایک دن اس کی بدبختی اس کو ہلاک کردے گی۔جیسا کہ قارون کو دھنسا دیا گیا جب اس نے اپنی ذات کے لئے فضیلتوں کا دعویٰ کیا۔

اَوَلَمْ يَعْلَمْ (کیا قارون کو معلوم نہیں)۔اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً (کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے زمانے والے ہلاک کر دیئے جو اس سے طاقت میں بڑھ کر تھے)۔اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے علم کو ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قد اھلک من قبلہٖ من القرون ہلاک کر دیا ان سے پہلے زمانہ والوں کو جو کہ اس سے زیادہ طاقتور اور زیادہ مالدار تھے۔کیونکہ وہ تورات میں پڑھ چکا تھا۔گویا اس کو اس طرح کہا گیا۔اَوَلم یعلم فی جملۃ ماعندہ من العلم ھذا



BestUrduBooks.wordpress.com

حتی لایغتر بکثرۃ مالہ و قوتہ۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ جو کچھ اس کے پاس علم ہے یہ اس تمام علم میں سے ہے۔ تا کہ وہ اپنے مال کی کثرت وقوت پر دھوکا میں مبتلا نہ ہوتا۔ نمبر۲۔ یا اس میں اس کے علم کی نفی ہے۔ کیونکہ جب اس نے یہ کہہ دیا۔ اوتیتہ علی علم عندی۔ تو اسے کہا گیا کہ کیا اس کے پاس اس علم کی مثل ہے جس کا اس نے دعویٰ کیا ہے اور جس کی وجہ سے اس نے ہر نعمت کو اپنے لئے لازم سمجھ لیا ہے۔ اس کو اس نفع بخش کا علم نہ ہوا کہ جس سے اپنے آپ کو ہالکین کے نتائج سے بچالے۔

وَّاَكْثَرُ جَمْعًا (اور جماعت وجتھہ کے اعتبار سے بڑھ کر تھے) مال میں۔ نمبر۲۔ جماعت وتعداد میں۔ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ (اور مجرموں سے ان کے گناہوں سے متعلق (تحقیق ومعلومات کے لئے) نہ پوچھا جائے گا)۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق جانتے ہیں۔ بلکہ وہ تو بلا حساب دوزخ کا ایندھن ہونگے۔ نمبر۲۔ بغیر سوال ہی مجرم گناہوں کا اعتراف کر لیں گے۔ نمبر۳۔ وہ نشانات سے پہچان لیے جائیں گے اس لئے پوچھنے کی حاجت نہ ہوگی۔ نمبر۴۔ ان سے معلومات کی غرض سے تو پوچھا نہ جائے گا البتہ توبیخ کے لئے سوال ہوگا۔ نمبر۵۔ گزشتہ لوگوں کے گناہوں کے بارے میں ان سے سوال نہ ہوگا۔ اس امت کے مجرمین سے۔

۷۹: فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ (وہ اپنی قوم کے سامنے بن سنور کر نکلا)۔ زرد اور سرخ کپڑے پہن کر۔

## ایک قول یہ ہے:

وہ ہفتہ کے دن سفید خچر پر سوار ارغوانی لباس جس پر سنہری سورج بنے ہوئے تھے پہن کر نکلا۔ اس کے ساتھ چار ہزار آدمی اسی کے لباس زیب تن کیے ہوئے نکلے۔

## ایک قول:

ان پر اور ان کے گھوڑوں پر سرخ پا کھریں تھیں اور اس کے دائیں جانب تین سو غلام اور بائیں طرف تین سو لونڈیاں جن کی رنگت سفید اور زیورات وریشم میں سجی ہوئیں۔

نحو: فی زینتہ یہ فاعل سے حال ہے ای خرج متزیناً۔

قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (ان لوگوں نے کہا جو دنیا کی زندگی کو چاہنے والے تھے)۔

## ایک قول:

یہ مسلمان تھے۔ انہوں نے یہ تمنا خوشحالی کی طرف عام انسانوں کی طرح رغبت رکھتے ہوئے کی تھی۔

## اور ایک قول:

یہ کافر تھے۔ يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ قَارُوْنُ (اے کاش آج ہمارے لئے اسی طرح ہوتا جس طرح قارون کو ملا ہے)۔ یہ بطور رشک کے کہا۔ الغابط۔ جو نعمت والے کی نعمت کو دیکھ کر اسی جیسی نعمت کی اپنے متعلق تمنا کرلے مگر اس کی نعمت کے زوال کی



BestUrduBooks.wordpress.com

خواہش دل میں پیدا نہ کرے۔جیسا کہ اس آیت میں ہے۔

الحاسد۔جو نعمت والے کی نعمت دیکھ کر اس کے زوال کی تمنا کرے۔اس کی مثال دوسری آیت میں ہے۔ولا تتمنوا مافضل اللّٰہ بہٖ بعضکم علی بعض[النساء۔۳۲]

## فرمانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم:

کیا غبطہ نقصان دیتا ہے؟ فرمایا نہیں مگر اتنا جتنا کانٹے جھاڑی کو۔ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ (بیشک وہ بڑا نصیب ور ہے)۔ الحظ۔نصیب، بخت و دولت کو کہتے ہیں۔

۸۰:وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (اور کہا ان لوگوں نے جن کو علم ملا)۔ثواب، عقاب اور فنائے دنیا اور بقائے عقبیٰ کے متعلق انہوں نے قارون پر رشک کرنے والوں سے کہا۔وَیْلَكُمْ (تم پر افسوس ہے)۔اس کلمہ کی اصل ویلك ہے۔یہ ہلاکت کی بددعا ہے۔ پھر ڈانٹ وردع کے لئے استعمال ہونے لگا۔اور ایسی چیز پر آمادہ کرنے کے لئے جو ناپسند ہو۔

نحو: یہ فعل محذوف کا مفعول ہے۔ای الزمکم اللّٰہ ویلکم کذا فی التبیان فی اعراب القرآن۔

ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا یُلَقّٰهَآ (اللہ تعالیٰ کا بدلہ بہت بہتر ہے اس شخص کے لئے جو ایمان لایا اور اس نے نیک اعمال کیے اور یہ انہی کو دیا جائے گا)۔لا یلقٰی کا معنی اس کلمہ ثواب اللہ خیر کی تلقین دین پر ثابت قدم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ (مگر صبر کرنے والے) مگر وہ لوگ جو طاعات پر جمے رہنے والے اور شہوات سے باز رہنے والے اور اسی طرح دنیا کی زینت سے دور رہنے والے اور جو قلیل ان کی قسمت میں ہے اس پر صبر کرنے والے ہیں۔

۸۱:فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ (پس ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسایا)۔قارون موسیٰ علیہ السلام کو ہر وقت ایذاء پہنچاتا تھا۔موسیٰ علیہ السلام اس قرابت نسبی کی وجہ سے مدارات فرماتے۔یہاں تک کہ زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا۔پس اس نے موسیٰ علیہ السلام سے ایک ہزار دینار پر ایک دینار اور ہر ہزار درہم پر ایک درہم کی ادائیگی کا اقرار کر کے صلح کر لی۔جب اس سے حساب نکالا تو اس کی مقدار بہت بڑھ گئی۔اس کا نفس بخل پر آمادہ ہوا۔اس نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام تو تمہارا مال لینا چاہتا ہے۔انہوں نے کہا تم ہمارے بڑے ہو جو حکم دو۔ہم وہ تسلیم کریں گے۔

اس نے کہا ہم فلاں فاحشہ عورت کو معاوضہ دیتے ہیں۔تاکہ وہ موسیٰ علیہ السلام پر اپنے ساتھ زنا کی تہمت لگائے۔بنی اسرائیل نے اس بات میں شرکت سے انکار کر دیا۔مگر اس نے اس عورت کو۔نمبر۱۔ایک ہزار دینار پر آمادہ کر لیا۔نمبر۲۔سونے کا ایک تھال۔نمبر۳۔جس طرح اور جتنا وہ مانگے۔جب عید کا دن آیا۔موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر بنی اسرائیل کو وعظ فرمانے لگے۔ جو چوری کرے ہم اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے۔جو افتراء باندھے ہم اس کو کوڑے لگائیں گے۔جو زنا کرے اور وہ غیر شادی شدہ ہو۔ہم اس کو کوڑے لگائیں گے اور اگر شادی شدہ ہو تو اس کو سنگسار کریں گے۔

قارون نے کھڑے ہو کر کہا۔اگرچہ آپ ہی کیوں نہ ہو؟ آپ نے فرمایا خواہ میں ہی ہوں۔اس نے کہا۔بنی اسرائیل کا



BestUrduBooks.wordpress.com

خیال ہے کہ تم نے فلاں عورت سے (نعوذ باللہ) بے حیائی کی ہے۔ وہ عورت سامنے بلائی گئی۔ آپ نے اس کو اس ذات باری تعالیٰ کی قسم دی جس نے سمندر کو پھاڑ اور تورات کو نازل فرمایا کہ تم سچ سچ کہو۔ وہ عورت بولی۔ قارون نے تم پر تہمت لگانے کے بدلے میرے لئے اتنا انعام مقرر کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑے۔ اور عرض کیا یارب۔ اگر میں آپ کا رسول ہوں۔ تو آپ اس پر اس انتقام میں غضب نازل فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ تم زمین کو حکم دو وہ تمہاری تعمیل کرے گی۔ آپ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے قارون کی طرف اسی طرح بھیجا ہے جیسا فرعون کی طرف جو اس کا ساتھی ہے وہ اپنی جگہ رک جائے اور جو میرے ساتھ ہے۔ وہ اس سے علیحدگی اختیار کر لے۔ تمام مجمع سوائے دو آدمیوں کے اس سے الگ ہو گیا۔ پھر آپ نے زمین کو حکم دیا۔ ان کو پکڑ لو۔ ان کو زمین سے ایڑیوں تک پکڑ لیا۔ پھر آپ نے فرمایا اس کو پکڑ لو۔ زمین نے کمر تک ان کو دھنسا دیا۔ پھر فرمایا پکڑو۔ زمین نے گردن تک ان کو دھنسا دیا۔ قارون اور اس کے ساتھی موسیٰ علیہ السلام سے گڑگڑا کر کہتے تھے اور ان کو اللہ تعالیٰ اور رحم کا واسطہ دیتے۔ موسیٰ علیہ السلام شدت غضب کی وجہ سے ان کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ پھر کہا۔ ان کو پکڑ لے۔ زمین نے ان کو دبوچ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔ اس نے تم سے کئی مرتبہ فریاد کی مگر تو نے رحم نہ کیا۔ میری عزت کی قسم! اگر وہ مجھ سے ایک مرتبہ رحمت طلب کرتا تو میں اس پر رحم کر دیتا۔

بعض بنی اسرائیل نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس لئے ہلاک کیا تا کہ اس کے مال پر قبضہ کر لے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس کے گھر اور خزانوں کو زمین میں دھنسا دیا۔

فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ (پس نہیں تھی کوئی جماعت اس کے لئے)۔ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (جو اس کی مدد کرے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لئے)۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ (اور نہ وہ ہوا بدلہ لینے والوں میں سے) جو موسیٰ علیہ السلام سے انتقام لیتے۔ نمبر ۲۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو روکنے میں مدد کرتے۔

عرب کہتے ہیں: نصره من عدوه فانتصر ای منعه منه فامتنع اس کو اس سے روکا پس وہ رک گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

اور کل گزشتہ جو لوگ آرزو کر رہے تھے کہ ہم بھی اس جیسے ہو جاتے صبح ہونے پر کہنے لگے کہ ارے! بات یہ ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنا رزق

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ

اپنے بندوں میں سے جسے چاہے زیادہ دیدے اور جس پر چاہے رزق تنگ کر دے اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ارے!

لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

بات یہ ہے کہ کافر لوگ کامیاب نہیں ہوتے۔

۸۲: وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ (اور ہو گئے وہ لوگ جو تمنا کرتے تھے اس کے مرتبہ کی)۔ اصبح یہاں صار کے معنی میں ہے اور مکانہ سے مراد دنیا میں اس کا مقام و مرتبہ بِالْاَمْسِ (کل گزشتہ)۔ یہ تمنوا کا ظرف ہے۔ اس سے مراد کل گزشتہ نہیں بلکہ قریب وقت سے کنایہ ہے۔ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (اور کہنے لگے ارے ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کی روزی فراخ کرنا چاہتا ہے اپنے) وَيَقْدِرُ (بندوں میں سے وہ فراخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی نپی تلی کرنا چاہتا ہے نپی تلی کر دیتا ہے)۔

نحو: وَیْ علمائے بصرہ کے ہاں کَاَنَّ سے جدا ہے۔

## سیبویہ کا قول:

وَیْ یہ کلمہ خطاء پر تنبیہ اور شرمندگی دلانے کے لئے آتا ہے۔ اس کو شرمندہ آدمی اظہار شرمندگی کے لئے لاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قوم کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ کہ ہم نے یالیت لنا مثل ما اوتی قارون والی تمنا غلط کی اور شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے۔ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا (اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ فرماتے)۔ اس تمنا کو پھیر کر جو ہم نے کل گزشتہ کی تھی تو لَخَسَفَ بِنَا (تو وہ ہمیں بھی دھنسا دیتا)۔

قراءت: خَسَفَ۔ دونوں فتحہ کے ساتھ حفص' یعقوب و سہل نے پڑھا اور لَخُسِفَ۔ یہ حمزہ' نسائی' ابوعمرو ابن کثیر کی قراءت ہے۔ اس میں ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (ارے کیا تم نہیں جانتے کہ کافر فلاح نہیں پاتے)۔ پھر کہنے لگے۔ ایسا لگتا ہے کہ کافر کامیاب نہیں ہوتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا

یہ آخرت کا گھر ہم اسے ان لوگوں کے لئے خاص کر دیں گے جو زمین میں بلندی اور فساد کا ارادہ نہیں

فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۸۳ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ

کرتے، اور اچھا نتیجہ متقیوں کے لئے ہے، جو شخص نیکی لے کر آئے گا سو اس کے لئے اس سے بہتر بدلہ ملے گا۔ اور جو شخص

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۸۴

بدی لیکر آئے گا سو جن لوگوں نے برے عمل کئے انہیں انہی اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔

۸۳: تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ (یہ آخرت والا گھر ہم ان لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں بڑے بننے کے خواہاں نہیں ہوتے )۔

نحو: تلك یہ دار آخرت کی تعظیم کے لئے اشارہ بعید استعمال فرمایا گیا۔ مطلب یہ ہے۔ تلك التی سمعت بذکرھا و بلغك وصفھا۔ وہ وہی تو ہے جس کا تذکرہ تم نے سنا اور اس کی تعریف معلوم ہوئی۔ یہ مبتدأ ہے اور اس کی خبر نجعلھا ہے۔ اور الدار یہ مشار الیہ صفت ہے۔

عُلُوًّا سے مراد بغاوت وسرکشی یہ ابن جبیر کا قول ہے۔ نمبر۲۔ یا ضحاکؒ نے ظلم سے تفسیر کی۔

وَلَا فَسَادًا (اور نہ فساد)۔ فساد سے معاصی پر عمل نمبر۲۔ قتل انفس نمبر۳۔ غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلانا۔

نکتہ: آیت میں آخرت والے وعدے کو علو و فساد کے ترک سے معلق نہیں کیا بلکہ ان کے ارادہ کے ترک سے معلق فرمایا اور ان کی طرف میلان کے ترک سے معلق کیا گیا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا۔ [ہود۔۱۱۳]

پس حاصل یہ ہوا کہ عُلو کی وعید کون اور جھکاؤ سے معلق ہے۔

## فرمانِ علی رضی اللہ عنہ:

آدمی کو کبھی پسند آتا ہے کہ اس کے جوتے کا تسمہ دوسرے ساتھی سے عمدہ ہو تو وہ بھی اس میں داخل ہو جائے گا۔

## فرمانِ فضیل رحمۃ اللہ علیہ:

نے اس آیت کو پڑھا پھر کہنے لگے۔ تمنائیں یہاں دم توڑ گئیں۔

## عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ:

موت کے وقت اس کو اپنی زبان پر دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کی روح قبض ہو گئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## بعض علماء کا قول یہ ہے:

اس کا مطلب یہ ہے کہ فرعون اور قارون کی پیروی سے نفرت اختیار کی جائے اور اس ارشاد کو تھامے رہے۔ان فرعون علا فی الارض القصص۔۴۔ولا تبغ الفساد فی الارض۔القصص۔۷۷۔وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (اور اچھا انجام متقین کا ہے)۔

۸۴:مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا (جو شخص قیامت کے دن نیکی لائے گا۔اس کو نیکی کی مقدار سے بہت زیادہ اچھا ملے گا)۔یہ آیت سورۃ النمل ۸۹ میں گزر چکی۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ (اور جو شخص برائی لایا ایسے لوگوں کو جو برے کام کرتے ہیں اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا)۔ولا یجزی کا معنی فلا یجزون ہے۔پس الذین عملوا السیئات ظاہر نائب فاعل کو ضمیر کی جگہ لائے۔تاکہ برے اعمال کی اسناد ان کی طرف دوبارہ کر کے ان کی بدحالی اور تذلیل خوب ظاہر ہو اور سننے والوں کے دلوں میں برائی کی نفرت بڑھا دی جائے۔اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (جتنا وہ کرتے تھے۔مگر اسی کی مثل جو وہ کرتے رہے)۔

## فضل اللہ العظیم:

اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ملاحظہ فرمائیں کہ برائی و گناہ کی سزا تو اس کی مثل سے دی اور نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا اور اس سے بڑھا کر سات سو گنا کر دیا۔(اللھم متعنا بفضلك العظيم آمين)



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ

بلا شبہ جس نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ہے وہ آپ کو لوٹنے کی جگہ واپس پہنچا دے گا۔ آپ فرما دیجئے کہ میرا رب اس شخص کو

مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤی

خوب جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا اور اسے بھی جانتا ہے جو کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔ اور آپ کو اسکی امید نہ تھی کہ آپکو

اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۶﴾

کتاب دی جائے گی مگر محض آپکے رب کی رحمت سے۔ سو آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ ہوجائیے۔

وَلَا یَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَادْعُ اِلٰی رَبِّكَ

اور ہرگز یہ لوگ آپ کو اللہ کی آیات سے روک نہ دیں اسکے بعد کہ وہ آپ کی طرف نازل ہو چکی ہے۔ اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہئے

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ وقف لازم

اور ہرگز مشرکین میں سے نہ ہوجائیے اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾ ع

اسکی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ اسی کی حکومت ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

۸۵: اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ (بیشک وہ ذات جس نے تم پر قرآن کو فرض کیا ہے)۔ اس کی تلاوت کو تم پر لازم کر دیا۔ اور اس کی تبلیغ اور عمل کو ضروری کر دیا۔ لَرَآدُّكَ (وہ ضرور آپ کو لوٹانے والا ہے)۔ موت کے بعد اِلٰی مَعَادٍ (لوٹنے کی جگہ کی طرف)۔ کیا خوب وہ لوٹنے کی جگہ ہے جو اور کسی فرد بشر کو آپ کے علاوہ حاصل نہیں۔ اسی تفخیم کو ظاہر کرنے کے لئے نکرہ لائے۔ نمبر۲۔ مکہ مراد ہے۔ آپ کا فتح کے دن لوٹنا کیونکہ اس دن لوٹنا ایک خاص شان و عظمت کے ساتھ ہوگا مکہ والے مغلوب و مقہور ہو جائیں گے اور اسلام اور اہل اسلام کی عزت ظاہر ہوگی۔ شرک اور اہل شرک ذلیل ہو جائیں گے۔

یہ سورت اگرچہ مکیہ ہے۔ مگر یہ آیت جحفہ کے مقام پر اتری جو مکہ و مدینہ کے درمیان میں واقع ہے۔ اس وقت آپ کے قلب اطہر میں مکہ مکرمہ کا شوق موجزن تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معاد (مکہ) کا وعدہ فرما لیا تو فرمایا۔

قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی (آپ کہہ دیں میرا رب اس کو خوب جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا ہے)۔ یعنی من سے مراد آپ کی ذات گرامی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کو معاد میں کتنا بڑا ثواب ہے۔ وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (اور کون کھلی گمراہی میں مبتلا ہے)۔ مراد اس سے مشرکین مکہ ہیں۔ اور جو ان کو شرک کے نتیجہ میں آخرت میں سزا ملے گی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : مَنْ محل نصب میں ہے اس کا فعل یعلم مضمر ہے۔

۸۶ : وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْا اَنْ يُّلْقٰى (اور آپ کو تو کوئی امید بھی نہ تھی کہ آپ کو دی جائے گی)۔ یلقی کا معنی وحی کرنا۔ اِلَيْكَ الْكِتٰبُ (کتاب یعنی قرآن مجید) اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ (مگر یہ تو محض آپ کے رب کی رحمت کی وجہ سے ہوا)۔ یہ اس معنی پر محمول ہے کہ آپ کی طرف قرآن کی وحی آپ کے رب کی رحمت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ نمبر۲۔ الا کو لکن کے معنی میں لیا جائے۔ جو کہ استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی لیکن تیرے رب کی رحمت کی وجہ سے آپ پر وحی کی گئی۔ لیکن تیرے رب کی رحمت کے لئے آپ پر وحی قرآن کی گئی ہے۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ (پس تم ہرگز کافروں کے مددگار و پشت پناہ مت بننا) ان کے دین میں ان کے مددگار ہرگز نہ بنیں۔

۸۷ : وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ (اور وہ ہرگز نہ روکیں آپ کو اللہ کی آیات (پڑھنے یا عمل کرنے) سے) مراد اس سے جمع ہے یعنی یہ لوگ ہرگز آپ کو اللہ تعالیٰ کی آیات پر عمل سے نہ روکیں۔ آیات سے قرآن مجید مراد ہے۔

بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ (بعد اس کے کہ وہ آپ کی طرف اتاری جا چکی ہیں) یعنی قرآن کے نزول کے بعد اور اذ کی طرف اسمائے زمان کی اضافت کی جاتی ہے مثلاً حینئذ' یومئذ۔

وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ (اور اپنے رب کی طرف بلاتے رہئے) یعنی اس کی توحید اور عبادت کی دعوت دیتے رہئے۔

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (اور مشرکین میں سے نہ ہو جایئے)

۸۸ : وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (اور اللہ کے ساتھ کسی معبود کو مت پکاریئے)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ خطاب بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد اس سے ہر وہ شخص ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو اختیار کر لیا ہے نیز گناہوں سے معصوم ہونا اس کا متقاضی نہیں کہ گناہوں سے روکا نہ جائے اور لفظ اخر پر وقف ضروری ہے کیونکہ ملا کر پڑھنے کی صورت میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کا جملہ الٰہا اٰخر کی صفت بن جائے گا جس کا فاسد ہونا ظاہر ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (اور اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاکت پذیر ہے)۔ وجه سے اس کی ذات مراد ہے۔ وجہ سے تعبیر کی گئی ہے۔

## قولِ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ:

الا وجهه سے مراد علماء کا علم ہے۔ جب اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو۔ لَهُ الْحُكْمُ (اسی کے لئے حکم دینا خاص ہے)۔ یعنی اس کا حکم مخلوق میں جاری ہے۔ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (اور تم اسی ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے)۔

قراءت : یعقوب نے تَرْجِعُوْنَ پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ العنکبوت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس میں انہتر آیات اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿١﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿٢﴾ وَلَقَدْ

الٓمّٓ ○ کیا لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ وہ اتنا کہنے سے چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا۔ اور بلا شبہ

فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٣﴾

ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا ہے سو اللہ ضرور ضرور ان لوگوں کو جان لے گا جو سچے ہیں اور ضرور ضرور جھوٹوں کو بھی جان لے گا۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٤﴾

جو لوگ برے کام کرتے ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے چھوٹ کر کہیں بھاگ جائیں گے، برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

۱:الٓمّٓ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ۔ الم (کیا لوگوں نے خیال کرلیا ہے کہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لے آئے۔ان کو چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی)۔

الحسبان۔ باہمی متناقض چیزوں میں سے ایک کا دوسرے کے مقابلہ میں قوت پکڑنا جیسا کہ ظن میں ہوتا ہے۔ الشك۔ دو متناقضین میں دونوں کے مابین ٹھہرنا۔ العلم۔ دو میں سے ایک کے متعلق قطعیت پیدا ہونا۔ ان دونوں کا اطلاق معانی مفردات پر نہیں آتا بلکہ مضامین جمل پر ہوتا ہے۔ اگر تم اس طرح کہو۔ حسبت زیدًا و ظننت الفرس۔ تو اس سے کچھ حاصل نہیں جب تک کہ تم اس طرح نہ کہو۔ حسبت زیدًا عالمًا و ظننت الفرس جوادًا۔ کیونکہ زید عالم اور الفرس جواد یہ دونوں مضمون جملہ پر دلالت کرتے ہیں۔ جب تو ایسا مضمون جملہ جو تمہارے ہاں ثابت ہو بطور ظن کے خبر دینا چاہو تو جملے کے دو حصوں پر حسبان کو داخل کردو گے تو تمہاری غرض حاصل ہو جائے گی۔

اس موقعہ پر حسبان کا تقاضا کرنے والا مضمون جملہ ان یترکوا ان یقولوا آمنا وهم لا یفتنون ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ احسبوا ترکهم غیر مفتونین لقولهم آمنا۔ (انہوں نے اپنے آپ کو بے امتحانی سمجھ لیا آمنا کہنے کی وجہ سے)۔ پس حسب کے دونوں مفعولوں میں سے اول کو ترک کردیا ہے۔ اور آمنا خبر ہے۔ بلا آزمائش ہونے کو ترک کہا گیا کیونکہ یہ ترک وہ ہے جو تصیر کے معنی میں آتا ہے۔ جیسا کہ عنترہ کا قول ہے۔ فترکته جزر السباع



BestUrduBooks.wordpress.com

یَنْشُنَہٗ۔

ذرا غور تو کرو کہ حسبان کے لانے سے قبل تم اس طرح کہہ سکتے ہو۔ تو کھم غیر مفتونین لقولھم امنا۔ (ان کو بلا آزمائش چھوڑ دیا ان کے صرف آمنا کہنے پر)۔ اس میں لام سے قبل حاصل و مستقر مقدر ہوگا۔ یہ استفہام توبیخ کے لئے ہے۔ الفتنة سے مراد سخت تکالیف جیسے وطن سے جدائی' دشمنوں سے جہاد' تمام مشکل طاعات' ترک شہوات' فقر' قحط' انفس واموال میں قسم قسم کے مصائب' کفار کا ان کی ایذاء دہی اور ان کے خلاف سازشوں پر جمنا وغیرہ مراد ہیں۔

## روایت ہے:

کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کے متعلق نازل ہوئی جو مشرکین کی ایذاؤں پر گھبرا گئے یا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے متعلق اتری ان کو بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر تکالیف دی جاتی تھیں۔

۳: وَلَقَدْ فَتَنَّا (ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا)۔ امتحان لیا۔ یہ اَحسب سے متصل ہے۔ نمبر۲۔ لا یفتنون سے متصل ہے۔ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (وہ لوگ جو ان سے قبل ہوئے)۔ مختلف قسم کی آزمائشوں کے ذریعہ ان کو آزمایا ان میں سے بعض کے سروں پر آرا رکھ کر دو حصوں میں چیر دیا گیا۔ مگر یہ بات بھی اس کو دین سے ہٹا نہ سکی۔ اور بعض کو لوہے کی کنگھیوں سے چھیدا گیا مگر یہ چیز ان کو دین سے نہ پھیر سکی۔ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ (پس اللہ تعالیٰ امتحان سے ضرور ظاہر کرے گا)۔ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا (ایمان میں سچے لوگوں کو) وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ (اور ضرور بضرور ایمان میں جھوٹے لوگوں کو ظاہر کر کے رہے گا)۔

## علم باری تعالیٰ:

کا مطلب یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے موجود کو اس کے وجود کے وقت اور وجود سے قبل بھی جانتے ہیں۔ کہ وہ ایجاد فرمائیں گے بالفعل ظاہر فرمائیں گے یعنی سچے اور جھوٹے کو بالفعل جدا کر دیں گے۔

## قول ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

بندے کا صدق و کذب تنگدستی اور خوشحالی میں جانا جاتا ہے۔ جو خوشحالی میں شکر کرے اور ایام مصیبت میں صبر کرے۔ وہ سچا ہے۔ اور جو خوشحالی کے ایام میں تکبر و خودستائی میں مبتلا ہوا اور مصیبت میں جزع و فزع کی وہ جھوٹا ہے۔

۴: اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ (کیا بدکاریاں کرنے والوں نے گمان کر لیا)۔ السیئات سے شرک و گناہ مراد ہیں۔ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا (کہ وہ ہم سے سبقت کر جائیں گے)۔ وہ ہم سے نکل جائیں گے۔ یعنی سزا ان کو بہر صورت ملے گی۔

نحو: ان کا صلہ مسند اور مسند الیہ کو شامل ہونے کی وجہ سے دو مفعولوں کے قائم مقام ہو گیا۔ جیسا کہ اس ارشاد میں ہے: ام حسبتم ان تدخلوا الجنة [البقرہ۔۲۱۴]

نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ حَسِبَ میں قدّر کا معنی متضمن ہو۔ اور ام منقطعہ ہو اور اس میں اضراب کا معنی پایا جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ

جو شخص اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے سو بلا شبہ اللہ کا مقرر کردہ وقت ضرور آنے والا ہے اور وہ سننے والا ہے جاننے والا ہے۔ جو شخص

جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مجاہدہ کرتا ہے سو وہ اپنے لیے ہی محنت کرتا ہے، بلاشبہ اللہ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے، جو لوگ ایمان لائے اور

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا

نیک عمل کیے ضرور ضرور ہم ان کی برائیوں کا کفارہ کردیں گے اور ضرور ہم انہیں ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ

يَعْمَلُوْنَ ۝۷

دیں گے۔

اس طرح کہ یہ گمان تو پہلے گمان سے بھی زیادہ باطل تر ہے۔ کیونکہ وہ تو صرف یہ فرض کیا گیا کہ ایمان لانے پر اس کا امتحان نہ لیا جائے گا اور یہ گمان کر بیٹھا ہے کہ اس کی سیئات پر اس کو سزا نہ ملے گی۔

## بعض کا قول:

یہ ہے کہ اول تو ایمان والوں کے متعلق ہے کہ مؤمنوں نے عدم آزمائش کا گمان کیا۔ اور دوسرا گمان کافروں سے متعلق ہے۔

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (وہ بہت برا فیصلہ کرتے ہیں)۔ ما موضع رفع میں ہے۔ معنی یہ ہے ساء الحکم حکمھم۔ ان کا فیصلہ بدترین فیصلہ ہے۔

ما موضع نصب میں ہے۔ معنی یہ ہے ساء حکما یحکمون۔ بہت برا ہے فیصلہ کے لحاظ سے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

مخصوص بالذم محذوف ہے ای بئس حکما یحکمونہ حکمھم ھذا۔ ان کا یہ حکم جو وہ کررہے ہیں بہت برا حکم ہے۔

۵: مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ (جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی امید رکھتا ہو)۔ نمبرا۔ یعنی اس کے ثواب کی امید رکھتا ہو۔ نمبر۲۔ اس کے محاسبہ سے ڈرتا ہو۔ رجاء میں امید و خوف دونوں کا احتمال ہے۔ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ (پس بیشک اللہ تعالیٰ کا معین وقت ضرور آنے والا ہے)۔ اجل اللہ سے مراد وہ وقت جو ثواب و عقاب کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے۔ لَاٰتٍ (لامحالہ آنے والا ہے)۔ پس اس کو چاہیے کہ وہ اعمال صالحہ اختیار کرے جو اس کی امید کو سچا کر دکھائیں اور اس کی تمنا پوری ہو جائے۔ وَهُوَ السَّمِيْعُ (اور وہی ہر بات کو سننے والا ہے)۔ جو اس کے بندے کہتے ہیں۔ الْعَلِيْمُ (جاننے والا ہے) جو اس کے بندے کر رہے ہیں۔ اس کے علم سے کوئی چیز نکل جانے والی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا

اور ہم نے انسان کو تاکیدی حکم دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کر اور اگر وہ تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہرا

لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ

جس کی دلیل تیرے پاس نہیں ہے سو تو ان کی فرمانبرداری نہ کرنا، میری طرف تم لوگوں کو واپس ہونا ہے سو میں تمہیں ان کاموں سے باخبر کردوں گا جو تم

تَعْمَلُونَ ⑧ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ⑨

کیا کرتے تھے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے سو ہم ان کو ضرور ضرور نیک بندوں میں داخل کردیں گے۔

## قول زجاج رحمۃ اللہ علیہ:

من شرطیہ ہے ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اور فان اجل اللّٰہ جوابِ شرط ہے۔ جیسا کہتے ہیں۔ ان کان زید فی الدار فقد صدق الوعد۔ اگر زید گھر میں ہے تو اس نے اپنا وعدہ پورا کردیا۔

٦: وَمَنْ جَاهَدَ (جس نے اپنے نفس سے جہاد کیا)۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر نفس کو مضبوطی سے روک کر۔ نمبر٢۔ وساوس کو دور کر کے شیطان سے جہاد کیا۔ نمبر٣۔ کفار سے جہاد کیا۔ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ (پس بے شک وہ اپنے نفس کیلئے جہاد کرے گا) کیونکہ اس کا فائدہ اسے ہی ملے گا۔ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ (اللہ تعالیٰ تو جہاں والوں میں سب سے بے نیاز ہیں) ان کی اطاعت اور مجاہدات کی اسے ضرورت نہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی یہ بندوں پر محض رحمت ہیں۔

٧: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کیے)۔ ہم ضرور بضرور ان کی سیئات کو مٹا دیں گے۔ ایمان و توبہ کی برکت سے شرک و معاصی کو مٹا دیا جائے گا۔ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ (اور ضرور بضرور ہم ان کو بہترین بدلہ ان اعمال کا دیں گے جو وہ کرتے تھے)۔ یعنی اسلام میں کیے جانے والے اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔

٨: وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا (اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کی نصیحت کی) وصّی اس نے حکم دیا۔ امر کا معنی اور استعمال بھی اسی معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ وصیت زیدًا بان یفعل خیرا۔ جیسا کہ کہتے ہیں امرت زیدًا بان یّفعل خیرًا۔ اس ارشاد میں بھی یہی معنی ہے۔ ووصی بھا ابراھیم بنیه۔ [البقرہ۔١٣٢] ہم نے ان کو کلمۂ توحید کی وصیت کی اور اس کا حکم دیا۔

باقی اس مقولہ کا مطلب وصیت زیدا بعمر و۔ میں نے اس کو وصیت کی کہ عمرو کا خیال و دھیان رکھے اور اس کی نگرانی کرے وغیرہ اور اسی طرح کا معنی اس ارشاد میں ہے۔ ووصینا الانسان بوالدیه حسنا اور ہم نے اس کو وصیت کی کہ وہ اپنے والدین



BestUrduBooks.wordpress.com

کو بھلائی پہنچائے۔

نمبر۲۔ ہم نے اس کو وصیت کی کہ وہ اپنے والدین کو حسن و بھلائی کا والی بنائے۔ یعنی خوبی والے فعل کا والی بنائے یا وہ فعل جو اپنی ذات کے لحاظ سے خوب تر ہو اس لئے کہ اس میں خوبی بہت پائی گئی تو گویا وہ فعل مجسمہ حسن بن گیا۔ جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا۔ و قولوا للناس حسنا۔ [البقرہ ۸۳] لوگوں کو وہ بات کہو جو ذات کے اعتبار سے بہت خوب ہو۔

نمبر۳۔ یہ بھی جائز ہے حسنًا کو اس کلام کے قبیلہ سے قرار دیں زیدًا ای اضرب زیدًا۔ جبکہ تم اس کو ضرب کے لئے تیاری کرتے ہوئے پاؤ تو کہو۔ زیدًا۔

پس حُسنا کا نصب اَوْلِهِما فعل مضمر کی وجہ سے ہے۔ ای اعطهما یاافعل بهما حسنا۔ کیونکہ وصیت اس پر دلالت کر رہی ہے۔ اور اس کا مابعد اس کے مطابق ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا ہے۔ قلنا اولهما معروفا ولا تطعهما فی الشرك اذا حملاك علیه اور ہم نے کہا تو ان کو بھلائی کا والی بنا اور شرک میں ان کی اطاعت نہ کر جبکہ وہ تمہیں اس پر آمادہ کریں۔ اس تفسیر کے مطابق اگر بوالدیه پر وقف کریں اور حسنًا کو ابتدائی کلام قرار دیں تو یہ وقف خوب ہے۔ اور اگر تفسیر اول مراد لیں تو قال کو مضمر ماننا ضروری ہے۔ ای و قلنا۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ (اور اگر وہ تمہیں مجبور کریں) اے انسان۔ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (تا کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس کا تمہیں علم نہیں)۔ یعنی اس کی الوہیت کا تمہیں علم نہیں۔ مقصود نفی علم سے نفی معلوم ہے۔ گویا کہ کلام اس طرح ہے لتشرك بی شیئا لایصح ان یکون الهًا۔ تا کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس کا الہ ہونا درست نہیں۔

فَلَا تُطِعْهُمَا (تو ان کی بات مت مان)۔ اس سلسلہ میں کیونکہ لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق۔ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ (تم نے میرے ہاں لوٹ کر آنا ہے)۔ تمام کا مرجع خواہ وہ ایمان لایا یا شرک کیا۔ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (میں تمہیں مطلع کروں گا ان اعمال کے متعلق جو تم کرتے رہے)۔ پھر ان پر صحیح صحیح بدلہ دونگا یہاں مرجع اور وعید دونوں کو ذکر کر کے شرک میں ان کی متابعت سے ڈرانا مقصود ہے اور دین میں استقامت پر آمادہ کیا گیا ہے۔

روایت میں ہے:

کہ سعد بن ابی وقاصؓ جب مسلمان ہو گئے تو ان کی والدہ نے نذر مانی کہ وہ اس وقت تک نہ کھائے گی اور نہ پیئے گی جب تک سعد دین اسلام کو نہ چھوڑیں گے۔ سعد نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر کے استفتاء کیا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ اور وہ آیت جو لقمان ۔۱۴۔ اور وہ آیت جو احقاف ۱۵ میں ہے۔

۹: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کیے ہم ضرور بضرور انہیں صالحین میں داخل فرمائیں گے)۔ منجملہ صالحین میں۔ الصلاح مؤمنین کی کامل ترین صفت ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا مطلوب ہے۔ سلیمان علیہ السلام کی دعا میں ہے وادخلنی برحمتك فی عبادك الصالحین [النمل۔۱۹]



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ

اور بعض لوگ وہ ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، پھر جب انہیں اللہ کے بارے میں تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کی ایذاء رسانی کو

كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ

اللہ کے عذاب کی طرح بنالیتے ہیں۔ اور اگر ان کے پاس آپ کے رب کی طرف سے مدد آجائے تو ضرور ضرور کہیں گے کہ ہم تمہارے ساتھی تھے، کیا اللہ

بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٠ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ

جہان والوں کے سینوں کی باتوں کو خوب اچھی طرح جاننے والا نہیں ہے؟ اور البتہ اللہ ایمان والوں کو ضرور جان لے گا اور ضرور ضرور منافقوں کو

الْمُنٰفِقِيْنَ ۝١١

جان لے گا۔

دعائے یوسف علیہ السلام میں ہے۔ توفنی مسلمًا والحقنی بالصالحین [یوسف۔۱۰]

نمبر۲۔ فی الصالحین سے صالحین کے داخل ہونے کی جگہ جنت مراد ہے۔

شانِ نزول: یہ آیت منافقین کے متعلق نازل ہوئی۔

۱۰: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ (اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے)۔ فِي اللّٰهِ (جب ان کو اللہ کی راہ میں دکھ پہنچتا ہے)۔ اس سے مراد منافقین ہیں یعنی جب ان کو کفار کی طرف سے ایذاء پہنچتی ہے۔

جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ (وہ آدمیوں کی طرف سے ملنے والی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح قرار دیتا ہے)۔ یعنی اس تکلیف پر اسی طرح جزع فزع کا اظہار کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب پر کیا جاتا ہے۔ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ (اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کیلئے کوئی مدد آجائے تو وہ ضرور کہنے لگتا ہے ہم بھی تو تمہارے ساتھ تھے)۔ جب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد کر کے ان کو مال غنیمت عنایت فرماتا ہے تو وہ معترض ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں بلاشبہ ہم تمہارے ساتھ تھے یعنی تمہارے دین میں تمہارے پیچھے لگنے والے اور تمہاری طرح اس پر ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس غنیمت میں سے حصہ دو۔ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ (کیا اللہ تعالیٰ کو جہاں والوں کے سینوں کی باتوں کا علم نہیں)۔ یعنی اللہ تعالیٰ تو اچھی طرح جانتے ہیں۔ جو کچھ جہان والوں کے سینوں میں ہے اور اسی میں سے ان لوگوں کے سینوں کا نفاق بھی ہے۔ اور مؤمنوں کے دلوں کا اخلاص بھی ہے۔

پھر اگلی آیت میں ایمان والوں سے وعدہ اور منافقین کو دھمکی دی۔

۱۱: وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ (اور ضرور بضرور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہر کریں گے) اور الْمُنٰفِقِيْنَ (منافقین کو



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ

اور کافروں نے ایمان والوں سے کہا کہ تم ہمارے راستہ کا اتباع کر لو اور تمہارے گناہوں کو ہم اٹھائیں گے حالانکہ وہ

بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا

ان گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں ہیں، بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں۔ اور وہ لوگ ضرور ضرور اپنے بوجھوں کو اٹھائیں گے، اور اپنے بوجھوں کے ساتھ

مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔــلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع ۱۳/۱۴

دوسروں کے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور قیامت کے دن ضرور ضرور ان باتوں کا سوال کیا جائے گا جو دنیا میں جھوٹ بناتے ہیں۔

بھی ظاہر کریں گے)۔ان کا حال بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ان دونوں کی حالت اس کے سامنے ظاہر ہے۔جوان دونوں کو بدلہ دینے کا اختیار رکھتا ہے۔

۱۲: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا (اور کافروں نے مؤمنوں کو کہا ہماری راہ پر چلو)۔تو ہم تمہارے جرائم وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ (ضرور اپنے اوپر اٹھالیں گے)۔کفار نے مسلمانوں کو اپنے کفریہ راستے پر چلنے کا امر کیا اور اپنے بارے میں ان کے گناہوں کی ذمہ داری قبول کرنیکا حکم دیا۔امر کا عطف امر پر کیا گیا۔مقصد کفار کا یہ تھا کہ یہ دونوں امر حاصل ہونے چاہئیں۔نمبرا۔ہمارے راستے کی پیروی۔نمبر۲۔تمہاری خطاؤں کو اپنے سر لینا۔حاصل یہ ہوا کہ اگر تم ہمارے راستہ کی اتباع کرو گے تو تب ہم تمہارے گناہوں کو اٹھالیں گے۔کفار قریش یہی کہتے تھے۔جو شخص ان میں سے اسلام قبول کرتا۔ہم اور تم اٹھائے نہیں جائیں گے اگر اٹھائے بھی گئے تو ہم تمہارے گناہ اپنے سر لے لیں گے۔

وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (اور وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی نہ اٹھائیں گے۔ واقع میں وہ جھوٹے ہیں)۔کیونکہ وہ بات زبانوں سے تو کہہ رہے ہیں مگر ان کے اپنے دل اس کو نہیں مانتے یہ ان جھوٹوں کی طرح ہیں جو کسی چیز کو شمار کرتے ہیں مگر ان کے دل میں نیت اس کے خلاف ہوتی ہے۔

۱۳: وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ (اور یہ لوگ اپنے بوجھ اٹھائیں گے)۔اپنے نفسوں کا بوجھ اٹھائیں گے۔یعنی وہ بوجھ جو ان کے گناہوں کے سبب ہونگے۔وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (اور اپنے اعمال کے بوجھ کے ساتھ کچھ اور بوجھ بھی اٹھائیں گے)۔وہ اور بوجھ اٹھائیں گے جو ان کا ہوگا جن کی گمراہی کا یہ سبب بنے۔جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ليحملوا اوزارهم كاملة يوم القيامة ومن اوزار الذين يضلونهم بغير علم۔[النمل۔۲۵] یہ وہ بوجھ نہیں جن کی وہ مسلمانوں کو ضمانت دیتے تھے۔

وَلَيُسْـَٔــلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (اور ضرور ان سے قیامت کے دن ان کی افتراء پردازیوں کی باز پرس ہوگی۔جو جھوٹ اور باطل باتیں گھڑتے تھے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ

اور بلا شبہ ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا،سو وہ ان میں پچاس کم ہزار سال رہے سو ان لوگوں کو

الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَا اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

طوفان نے پکڑ لیا اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والے تھے۔ پھر ہم نے نوح کو اور کشتی والوں کو نجات دے دی اور اس واقعہ کو ہم نے تمام جہان والوں کیلئے عبرت بنا دیا۔

۱۴: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ (اور ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا)۔ پس وہ ان میں اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا (ساڑھے نو سو سال ٹھہرے)۔ ہدایت دینے میں مشغول رہے۔

## نوح علیہ السلام:

کی عمر مبارک ایک ہزار پچاس سال تھی۔ چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی۔ اور اپنی قوم کو دعوت دینے میں نو سو پچاس سال صرف فرمائے۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے۔

## وہب رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

یہ ہے کہ ان کی عمر چودہ سو سال تھی ان کو ملک الموت نے کہا۔ اے انبیاء علیہم السلام میں سب سے زیادہ عمر والے! تم نے دنیا کو کیسا پایا۔ آپ نے فرمایا۔ جیسے ایک مکان ہو جس کے دو دروازے ہوں ایک میں سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جائے۔ آپ نے نو سو پچاس نہیں کہا۔ اگر اس طرح فرماتے تو اس عدد کا اطلاق اکثر پر ہوتا۔ اور یہ وہم کو زائل کرنے کے لئے فرمایا۔ گویا اس طرح فرمایا۔ نو سو پچاس سال پورے پورے مگر یہ انداز بیان مختصر اور لفظوں کے اعتبار سے لذیذ تر ہے اور فائدہ سے پر ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ واقعہ نوح علیہ السلام کے ابتلاء کو بیان کرنے کے لئے آیا ہے۔ جو امت کی طرف سے پیش آیا اور طویل صبر والی زندگی گزاری۔ اس میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ ایک ہزار کا ذکر تفخیم شان کے لئے ہے۔ اور غرض کو زیادہ واضح کرنے والا ہے۔ اولاً سنة کو تمیز کے ساتھ لایا گیا پھر عامًا کو بطور تمیز لائے۔ کیونکہ ایک ہی لفظ کا تکرار قاعدۂ بلاغت کے خلاف ہے۔ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ (ان کو طوفان نے آ پکڑا)۔ طوفان وہ پانی جو چکر لگائے اور کثرت وغلبہ سے راستہ کو گھیر لے۔ نمبر۲۔ رات کا اندھیرا۔ نمبر۳۔ اسی طرح کی چیزیں۔ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ (اس حال میں کہ وہ اپنے نفوس پر کفر کے سبب ظلم کرنے والے تھے)۔

۱۵: فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ (پس ہم نے ان کو اور کشتی والوں کو نجات دی)۔ ہٗ کی ضمیر نوح علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ اصحاب کی تعداد اٹھتر نفوس پر مشتمل تھی۔ آدھے مرد اور نصف عورتیں تھیں۔ ان میں نوح علیہ السلام کے بیٹے سام، حام، یافث۔ اور ان کی عورتیں۔ وَجَعَلْنٰهَا (اور ہم نے کشتی کو بنا دیا) یا واقعہ کو یا حادثہ غرق کو اٰيَةً (عبرت ونصیحت) لِّلْعٰلَمِيْنَ (جہان والوں کے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اور ہم نے ابراہیم کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم

تَعْلَمُوْنَ ۝۱۶ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ

جانتے ہو۔ اللہ کو چھوڑ کر تم بتوں ہی کی عبادت کرتے ہو اور جھوٹی باتیں تراشتے ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ

یہ تمہارے لئے رزق کے مالک نہیں ہیں، سو تم اللہ کے پاس رزق تلاش

الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۷ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ

کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو، تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو

كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۱۸

تم سے پہلی امتیں جھٹلا چکی ہیں، اور رسول کے ذمہ واضح طور پر پیغام پہنچانے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

لئے) وہ اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

۱۶: وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ (اور ابراہیم علیہ السلام کو پیغمبر بنایا۔ یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو)۔

نحو: ابراہیم اذکر محذوف کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اذ قال یہ اس کا بدل الاشتمال ہے۔ کیونکہ اوقات ان تمام چیزوں پر مشتمل ہوتے ہیں جو ان میں ہوتی ہیں۔ نمبر۲۔ اس کا عطف نوحًا پر ہے ای وارسلنا ابراھیم اور اذ یہ ارسلنا کا ظرف ہے۔ یعنی ارسلناہ حین بلغ من السنّ یابلغ من العلم مبلغًا صلح فیه لان یعظ قومهٗ ویأمرھم بالعبادہ والتقوی۔

اور ہم نے اس وقت ان کو بھیجا جب ان کی عمر نبوت کی عمر تک پہنچ چکی۔ یا علم میں ایک مقام تک پہنچ چکے اور لوگوں کو نصیحت کرنے اور عبادت وتقویٰ کا حکم دینے کے لائق ہو گئے۔

قراءت: ابراہیم نخعی اور ابوحنیفہ رحمہما اللہ نے و ابراھیم رفع کے ساتھ اس معنی کی بناء پر پڑھا۔ ومن المرسلین ابراھیم۔

وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ (اور اس سے تقویٰ اختیار کرو۔ یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے)۔ کفر سے۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اگر تم جانتے ہو) اگر تم میں وہ ہے جو تمہارے لئے بہت بہتر ہے اس کے مقابلہ میں جو کہ تمہارے لئے بہت بری ہے۔

۱۷: اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا (بیشک تم اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہو)۔ وَّتَخْلُقُوْنَ (تم جھوٹ بولتے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہو یا جھوٹ گھڑتے ہو)۔

قراءت: ابوحنیفہ اور سلمی رحمہما اللہ نے تُخَلِّقُوْنَ پڑھا ہے۔ یہ خلق سے لیا گیا۔ جس کے معنی: التکثیر فی الخلق یعنی جس کی خلق میں کثرت ہو۔

اِفْكًا (جھوٹ)۔ قراءت: یہ اَفِكًا پڑھا گیا ہے۔ یہ مصدر ہے جیسے کذب ولعب۔ الافک یہ کذب ولعب کی طرح مخفف ہے۔ اختلاف الافك۔ بتوں کو معبود قرار دینا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا (بیشک وہ جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے ہو وہ تمہارے لئے رزق کے مالک نہیں)۔ وہ تمہیں رزق کی ایک چیز کا ذرہ بھی نہیں دے سکتے۔ فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ (پس تم اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق تلاش کرو)۔ یعنی تمام رزق۔ اس لئے کہ وہی اکیلا رزاق ہے اس کے سوا اور کوئی رزق نہیں دے سکتا۔ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (تم اسی ہی کی عبادت کرو اور اسی ہی کا شکریہ ادا کرو اسی ہی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے)۔ اس کی عبادت کر کے اس کی لقاء کی تیاری کرو اور اس کی نعمتوں پر شکریہ ادا کرو۔

قراءت: یعقوب نے تَرْجِعُوْنَ پڑھا ہے۔

۱۸: وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ (اور اگر تم میری تکذیب کرو تو تم سے پہلے بہت سی امتیں تکذیب کر چکیں)۔ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (اور رسول پر تو کھول کر بیان کرنا ہے)۔ اگر تم میری تکذیب کرو گے تکذیب کے ساتھ تم مجھے کچھ نقصان نہ پہنچاؤ گے اس لئے کہ مجھ سے پہلے رسولوں کو ان کی قوموں نے جھٹلایا اور ان کا کوئی نقصان نہ کر سکے۔ بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا جبکہ تکذیب کی وجہ سے ان پر عذاب اترا۔ باقی رسول کا فریضہ تو پورا ہو چکا اس لئے کہ انہوں نے کھول کر پیغام پہنچا دیا جس سے شک جاتا رہا اور وہ ان کی آیات و معجزات سمیت آنا تھا۔ مطلب یہ ہے اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو میرے لئے تمام انبیاء میں اسوہ حسنہ موجود ہے۔ جب ان کی تکذیب کی گئی اور رسول کے ذمہ تو بات کو پہنچانا ہے۔ ان کے ذمہ یہ نہیں کہ ان کی تصدیق کی جائے اور تکذیب نہ کی جائے۔

دو احتمال نمبر ۱: یہ آیت اور اس کے بعد والی آیات فما کان جواب قومہ تک احتمال رکھتی ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم کو خطاب ہو۔ اور الامم سے مراد قوم شیث علیہ السلام اور ادریس' نوح وغیرہم انبیاء علیہم السلام کی قومیں مراد ہونگی۔

نمبر ۲۔ یہ بھی احتمال ہے کہ جملہ معترضہ کے طور پر یہ آیات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور قریش کی حالت کے متعلق ہوں۔ اور اول و آخر ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہو۔

**سوال**: اب اس پر ایک سوال ابھرتا ہے۔ کہ جملہ معترضہ کا ان کے ساتھ اتصال ضروری ہے۔ جن کے درمیان بطور اعتراض واقع ہو۔ اس طرح نہیں کہا جا سکتا۔ مکۃ وزید قائم خیر بلاد اللہ؟

**جواب**: جی ہاں یہ بات درست ہے! اس کی تشریح اس طرح ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ آپ کی تسلی و دلاسہ کے لئے لایا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا ہے، پھر وہ اسے دوسری بار پیدا فرمائے گا، بلاشبہ یہ اللہ پر

يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ

آسان ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ زمین میں چلو پھرو سو دیکھو اللہ نے پہلی بار کس طرح مخلوق کو پیدا فرمایا پھر دوسری مرتبہ بھی

يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ

اللہ پیدا فرما دے گا بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عذاب

يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ

دیتا ہے اور جس پر چاہے گا رحم فرمائے گا اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، اور تم زمین پر کسی کو عاجز کرنے والے نہیں ہو

وَلَا فِى السَّمَآءِ ز وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ

اور نہ آسمان میں، اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز اور مددگار نہیں، اور جن لوگوں نے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِىْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اللہ تعالیٰ کی آیات کا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا یہ لوگ میری رحمت سے ناامید ہوں گے اور ان کیلئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾

دردناک عذاب ہے۔

کہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی اپنی قوم کی طرف سے شرک اور عبادت اصنام کے ابتلاء میں ڈالے گئے اس دوران جملہ معترضہ لائے۔ وان تکذبوا۔ (اگر تم جھٹلاؤ)۔ اے گروہ قریش! اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہو تو ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم نے جھٹلایا۔ اور ہر امت نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا۔ کیونکہ فقد کذب امم من قبلکم کا ارشاد ضروری ہے کہ امت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہو۔ اور یہ متصل جملہ معترضہ کی طرح ہے۔ پھر بقیہ آیات جو اس کے بعد آرہی ہیں وہ اس کے توابع میں سے ہیں۔ کیونکہ وہ توحید اور دلائل توحید اور انہدام شرک اور شرک کی بنیادوں کی تدمیر اور اللہ تعالیٰ کی قدرت وسلطنت کی تعریف اور اللہ تعالیٰ کی دلیل و برہان کی خوب وضاحت کر رہی ہیں۔

۱۹: اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ (کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو کس طرح پہلی بار پیدا کرتا ہے)۔

قراءت: حفص کے علاوہ دیگر کوفی قراء نے ترَوْا پڑھا ہے۔ اولم یروا کا مطلب یہ ہے انہوں نے یہ بات دیکھی اور جانی

ہے۔

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ (پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا)۔اس کا عطف یبدئ پر نہیں ۔اور نہ ہی اس پر رؤیت واقع ہونے والی ہے۔ بلکہ اس کا عطف اولم یروا کیف یبدئ الخلق پر ہے۔اور یہ بدئ موت کے بعد اعادہ کے وقوع کی خبر ہے۔جیسا کہ اس آیت میں کیف بدأ الخلق ثم اللّٰہ ینشئ النشاۃ الاخرۃ (العنکبوت: ۲۰) نظر بدء پر ہے انشاء پر نہیں۔

اِنَّ ذٰلِكَ (بیشک یہ اعادہ) عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (اللہ تعالیٰ پر آسان ہے)۔

۲۰:قُلْ (کہہ دیجئے) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر یہ کلام ابراہیم علیہ السلام کا بقیہ ہوتو تقدیر عبارت یہ ہوگی۔او حینا الیہ ان قل سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ (تم زمین میں چلو پھرو پس دیکھو کس طرح اس نے مخلوق کی ابتداء کی)۔ان کی کثرت تعداد اور کثرت احوال کے باوجود تا کہ تم فطرت الٰہی کو مشاہداتی رنگ میں دیکھ سکو۔ بدأ اور ابدأ دونوں کا ایک معنی ہے۔ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ (پھر اللہ تعالیٰ دوسری نشأت میں اٹھائے گا)۔اس سے مراد بعث ہے۔

قراءت: ابوعمرو اور مکی نے جہاں بھی آئے نشاۃ کو مد کے ساتھ پڑھا ہے۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نشأتین دو ہیں۔اور ان میں سے ہر ایک ابتداء اور اختراع اور عدم سے وجود دینا ہے۔البتہ آخرت والی انشاء پہلی انشاء کی مثل ہے۔اور پہلی انشاء اس طرح کی نہیں۔

قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ اس طرح کہا جائے۔ کیف بدأ اللّٰہ الخلق ثم ینشئ النشاۃ الاخرۃ۔کیونکہ ان کے ساتھ گفتگو اعادہ کے سلسلہ میں تھی۔ جب ابداء میں یہ بات پختہ کردی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔تو ان کے خلاف اس طرح حجت پیش کی کہ اعادہ بھی اسی طرح انشاء ہے جیسا کہ ابداء جب اللہ ابداء سے عاجز نہ رہا تو لازمی ماننا پڑے گا کہ وہ اعادہ سے بھی عاجز نہیں۔ گویا اس طرح فرمایا۔ثم ذاك الذی انشاء النشاۃ الاولی ھو الذی ینشی النشاء الاخرۃ۔پھر وہ وہی ہے جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا وہی دوسری مرتبہ اٹھا کھڑا کرے گا۔اس معنی پر متنبہ کرنے کے لئے اس نے اپنا نام ظاہر کیا اور اس کو مبتدأ بنایا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے)۔

۲۱:يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ (وہ جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے)۔رسوائی وذلت کے ساتھ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ (اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے)۔ہدایت عنایت فرما کر۔نمبر۲۔جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے حرص میں مبتلا کر کے اور رحم کرتا ہے قناعت عنایت فرما کر۔نمبر۳۔عذاب دیتا ہے بداخلاقی کے ذریعہ اور رحم کرتا ہے حسن اخلاق میسر فرما کر۔نمبر۴۔عذاب دیتا ہے یعنی اللہ سے وہ اعراض اختیار کرتا ہے۔اور رحم کرتا ہے اس کی طرف توجہ فرما کر۔نمبر۵۔بدعات کی پیروی کے ساتھ عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے اور متابعتِ سنت سے رحم فرماتا ہے۔

وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ (اور تم اسی طرف پلٹے جاؤ گے)۔لوٹائے جاؤ گے اور واپس کیے جاؤ گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ

سو ان کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اس کو قتل کر ڈالو یا جلا ڈالو، سو اللہ نے ان کو آگ سے نجات

النَّارِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

دے دی، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں ۔ اور ابراہیم نے کہا کہ تم نے جو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو معبود

اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَیْنِكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُ بَعْضُكُمْ

بنا لیا ہے یہ تمہاری آپس کی دوستی کی وجہ سے ہے جو دنیا والی زندگی میں ہے، پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کے

بِبَعْضٍ وَّ یَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۵﴾

مخالف ہوگے اور تم میں سے بعض بعض پر لعنت کریں گے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہو گا اور تمہاری مدد کرنے والے بالکل نہ ہوں گے،

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَ قَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۶﴾

وقف لازم

سو لوط نے ابراہیم کی تصدیق کی اور ابراہیم نے کہا کہ بلاشبہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں، بلاشبہ وہ عزیز ہے حکیم ہے ۔

۲۲: وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ (اور تم اپنے رب کو عاجز بنا دینے والے نہیں)۔ یعنی اگر تم اس کے حکم وقضاء سے بھاگنا چاہو تو اس کی گرفت سے نکل نہیں سکتے ہو۔ فِی الْاَرْضِ (زمین کی وسعتوں میں) وَلَا فِی السَّمَآءِ (اور نہ ہی آسمان میں) جو زمین سے وسیع تر ہے اور اس سے زیادہ پھیلاؤ والا ہے اگر تم اس میں ہوتے۔ وَمَالَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ (اور تمہارا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست نہیں جو تمہارے امور کا ذمہ دار ہو)۔ وَّلَا نَصِیْرٍ (اور نہ مددگار) جو تمہیں میرے عذاب سے بچا سکے۔

۲۳: وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖ (اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا)۔ آیات سے مراد وحدانیت کے دلائل اور کتب الٰہیہ اور معجزات اُولٰٓئِكَ یَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِیْ (وہ میری رحمت سے ناامید ہو گئے)۔ رحمت سے جنت مراد ہے۔ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے)۔

۲۴: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ (ان کی قوم کا جواب یہ تھا) کہ قوم ابراہیم علیہ السلام کا اس وقت یہ جواب تھا جب آپ نے ان کو ایمان کی طرف دعوت دی۔ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ (کہ کہنے لگے اس کو قتل کر دو یا اس کو جلا دو)۔ نمبرا۔ وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے۔ یا نمبر۲۔ ان میں سے ایک نے کہا اور باقی اس پر خوش تھے۔ تو وہ تمام ہی کہنے والوں کے حکم میں ہو گئے۔ سب نے ان کو جلانے پر اتفاق کیا۔ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ (پس اللہ تعالیٰ نے اس کو آگ سے بچا لیا)۔ جبکہ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ (بیشک اس میں)۔ جو کچھ کہ انہوں نے کہا اور ہم نے کیا۔ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ



BestUrduBooks.wordpress.com

(ایمان والوں کے لئے نشانیاں تھیں )۔
روایت میں ہے: کہ اس دن کوئی کافر آگ سے فائدہ نہ اٹھا سکا جس دن ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا۔ کیونکہ اس کی حرارت جا چکی تھی۔
۲۵: وَقَالَ (اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا)۔ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ (بیشک تم نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس کے دنیوی تعلقات کی وجہ ) فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے۔ قراءت: حمزہ و حفص نے مودۃ بینکم پڑھا اور مدنی' شامی' حماد' یحیی' خلف نے مودۃً بینکم مکی' بصری' علی نے مودۃُ بینکم پڑھا اور شمونی' برجمی نے مودۃٌ بینکم پڑھا ہے۔
نَحْو: نصب کی دو وجہیں ہیں۔ نمبرا۔ تعلیل یعنی تا کہ تم آپس میں محبت کرو اور ان کی عبادت پر اجتماع و اتفاق کی وجہ سے آپس میں مواصلت پیدا کرو۔ جیسا کہ لوگ ایک مذہب پر متفق ہوتے ہیں تو یہی ان کی باہمی محبت کا سبب بن جاتا ہے۔
نمبر۲۔ مفعول دوم بنے۔ جیسا کہ اس ارشاد میں ہے اتخذ الٰهه هواہُ۔ (الفرقان: ۴۳) ما کافہ ہے۔ مطلب یہ ہے۔ تم نے بتوں کو اپنے مابین محبت کا سبب ٹھہرایا ہے۔ اس صورت میں مضاف محذوف ہے ای سبب المودۃ۔ نمبر۲۔ اتخذتموھا مودۃً بینکم یعنی مودودۃ بینکم تم نے ان کو اپنا محبوب بنایا ہے۔ جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا۔ ومن الناس من یتخذ من اللّٰہ دون انداداً یحبونھم کحب اللّٰہ۔ [البقرہ آیت۔ ۱۶۵]
رفع میں دو صورتیں: نمبرا۔ اِنّ کی خبر ہے اور ما موصولہ۔
نمبر۲۔ مبتدأ محذوف ھی کی خبر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بلاشبہ یہ بت تمہارے مابین محبوب ہیں یا سببِ مودت ہیں۔ جنہوں نے المودۃ کو مضاف کیا تو انہوں نے بینکم کو اسم تسلیم کیا نہ کہ ظرف۔ جیسا کہ اس ارشاد میں شھادۃ بینکم۔ [المائدہ۔ ۱۰۶]
اور جنہوں نے تنوین دی اور بینکم کو منصوب مانا تو انہوں نے اسے ظرف قرار دیا۔
ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ (پھر قیامت کے دن وہ ایک دوسرے کا انکار کریں گے )۔ اصنام اپنے عابدین سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا (اور ایک دوسرے کو لعنت کریں گے )۔ قیامت کے دن ان کے مابین تلاعن ہوگا اور پیروکار اپنے لیڈروں کو لعنت کریں گے اور وہ ان کو۔ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (اور تمہارے لئے اس جگہ کوئی مددگار نہ ہوگا)۔
۲۶: فَاٰمَنَ لَهٗ (پس لوط علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کی)۔ لُوْطٌ لوط علیہ السلام یہ ابراہیم علیہ السلام کے بھانجے ہیں۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ابراہیم کی تصدیق کی جبکہ وہ آگ سے صحیح سالم باہر آ گئے۔ وَقَالَ (اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا)۔ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ (بیشک میں اپنے رب کے حکم پر ہجرت کرنے والا ہوں)۔ مقام کوثی سے جو سواد کوفہ میں واقع تھا۔ حران کی جانب۔ پھر وہاں سے فلسطین کی سرزمین میں۔ یہ شام کا جنگلی علاقہ ہے۔ اسی لئے کہا گیا کہ نبی (ﷺ) نے ایک ہجرت کی مگر



BestUrduBooks.wordpress.com

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ

اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے ان کی ذریت (اولاد) میں نبوت اور کتاب کو قائم رکھا

وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾

اور ہم نے ان کو دنیا میں اس کا اجر دیا، اور بلاشبہ وہ آخرت میں صالحین میں سے ہوں گے۔

ابراہیم علیہ السلام نے دو ہجرتیں فرمائیں۔ ہجرت میں حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت سارہ ساتھ تھیں۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی پہلے سے بیوی تھیں۔ الٰی ربی کا مطلب یہ ہے الی حیث امرنی ربی بالھجرۃ الیہ۔ جس جگہ کی طرف میرے رب نے مجھے ہجرت کا حکم فرمایا۔ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ (بلاشبہ وہ زبردست ہے) مجھے میرے دشمنوں سے بچائے گا۔ الْحَكِيْمُ (حکمت والا ہے) وہ مجھے وہی حکم فرمائے گا جس میں میرے لئے خیر ہوگی۔

۲۷: وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ (اور ہم نے ان کو اسحاق بیٹا عنایت کیا)۔ وَيَعْقُوْبَ (اور یعقوب پوتا)۔ اور اسماعیل علیہ السلام کا تذکرہ معروف ہونے کی وجہ سے نہیں کیا۔ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ (اور ہم نے ذریت ابراہیم علیہ السلام میں نبوت کو قائم کر دیا) ابراہیم انبیاء علیہم السلام کیلئے درخت کی مانند ہیں۔ وَالْكِتٰبَ (اور کتابیں)۔ مراد جنس کتاب ہے۔ تورات انجیل و زبور اور فرقان۔ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ (اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کا اجر ثنائے حسن کی صورت میں دیا)۔ اور اختتام زمانہ تک ان پر رحمت اور اہل ملل میں مودت ڈال۔ نمبر۲۔ ان کی قبر کے پاس ضیافت کا باقی رہنا جو اور کسی کی قبر کے پاس نہیں۔ فِي الدُّنْيَا (دنیا میں)۔

مَسْئَلَۃٌ: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بدلہ دنیا میں بھی عنایت فرما دیتے ہیں۔

وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (اور بیشک وہ آخرت میں نیکوں میں سے ہونگے)۔ اہل جنت میں سے ہونگے یہ حسن بصری کا قول ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ
اور ہم نے لوط کو بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بلاشبہ تم بے حیائی کا کام کرتے ہو تم سے پہلے اس کام کو دنیا جہان والوں

اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۲۸ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَ
میں سے کسی نے نہیں کیا، کیا تم مردوں کے پاس آتے ہو اور راہزنی کرتے ہو

تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ
اور اپنی مجلسوں میں برا کام کرتے ہو، سو ان کی قوم کا جواب یہی تھا کہ تو اللہ کا عذاب

اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۲۹ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۳۰ ع
لے آ اگر تو سچوں میں سے ہے۔ لوط نے عرض کیا کہ اے میرے رب فساد کرنیوالے لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد فرمایئے۔

وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ
اور جب ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر ابراہیم کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ بلاشبہ ہم اس بستی کو ہلاک کرنے والے

الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۳۱ ښ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ
ہیں بلاشبہ اس بستی کے لوگ ظالم ہیں۔ ابراہیم نے کہا یہ یقینی بات ہے کہ اس بستی میں لوط بھی ہے انہوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں

اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۳۲ ع ۱۵ ۸
کہ اس بستی میں کون ہے۔ اور ہم لوط کو اور اس کے گھر والوں کو ضرور ضرور نجات دے دیں گے سوائے اس کی بیوی کے، وہ رہ جانے والوں میں سے ہے۔

۲۸: وَلُوْطًا یہ اذکر فعل محذوف کا مفعول ہے۔ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ (جب کہ انہوں نے اپنی قوم کو فرمایا۔ تم بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو)۔ الفاحشۃ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اور وہ لواطت کا فعل تھا۔ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (نہیں سبقت کی اس کی طرف جہان میں سے کسی نے تم سے پہلے) یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اس فعل کے فاحشہ ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ گویا کہنے والا اس طرح کہہ رہا ہے۔ کہ وہ بے حیائی کا ارتکاب کیوں کرتے تھے؟ تو جواب دیا گیا۔ کہ ان سے قبل یہ حرکت کسی نے بھی نہ کی تھی۔ لوگوں نے کہا کہ قوم لوط سے قبل کوئی نر کسی نر سے جفتی نہ کرتا تھا۔

۲۹: اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ (کیا تم مردوں سے بدکاری کرتے ہو اور راہزنی کرتے ہو)۔ قتل اور مال لوٹ کر جیسا کہ ڈاکو کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ایک قول یہ ہے:
وہ چلتے راستوں پر لوگوں کو پکڑ کر بدفعلی کرتے تھے۔
وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ (اور تم اپنی مجالس میں بری حرکات کرتے ہو)۔ مجلس کو نادی اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ مجلس والے اس میں موجود رہیں۔ المنکر سے مراد آواز کے ساتھ ریاح خارج کرنا۔ جماع کرنا۔ گالی گلوچ کرنا۔ فحش مذاق کرنا۔ کنکریاں مارنا۔ علک چباتے۔ انگلیاں چٹکاتے۔ لوگوں کے درمیان مسواک۔
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (قوم کے پاس ان کی بات کا کوئی جواب نہ تھا سوائے اس بات کے کہ تو اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آ اگر تو سچا ہے)۔ جو تو ہمارے ساتھ نزول عذاب کا وعدہ کرتا ہے۔
قراءت: اِنکم کو اَئِنَّكُمْ شامی، حفص نے پڑھا ہے۔ اور مصحف عثمانی میں یہی موجود ہے۔ اور ہر ایک ان میں سے دو ہمزہ کے ساتھ کوفی قراء نے سوائے حفص کے پڑھا ہے۔ اور ابو عمرو نے آئِنَّكُمْ ہمزہ ممدودہ جس کے بعد یاء مکسورہ ہے پڑھا ہے۔ اور مکی نے اَیِنَّکم اور نافع نے بھی پڑھا ہے مگر قالون نے نہیں اور اسی طرح سہل و یعقوب نے تو پڑھا مگر زید نے نہیں۔
۳۰: قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ (کہا اے میرے رب تو میری انزال عذاب میں مدد فرما)۔ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ (اس مفسد قوم کے خلاف) جو کہ لوگوں کو معاصی و فواحش پر برانگیختہ کر کے فساد کا ارتکاب کرنے والے ہیں۔
۳۱: وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰى (جب ہمارے قاصد ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لائے)۔ ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق کی خوشخبری اور پوتے یعقوب کی بشارت دینے آئے۔ قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ (انہوں نے کہا بلاشبہ ہم ان بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں)۔
نحو: مھلکوا کی اضافت سے تعریف کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ مضارع کے معنی میں ہے۔ القریۃ سے مراد سدوم ہے۔ جس کے بارے میں کہا گیا۔ اَجْوَرُ مِنْ قَاضِیِ سدوم۔ (سدوم کے قاضی سے بڑھ کر ظالم)۔ ہذہ القریہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے قریبی علاقہ میں یہ بستیاں تھیں۔
اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ (بلاشبہ وہاں کے رہنے والے ظالمین تھے)۔ یعنی ظلم ان سے لگاتار چلتا آ رہا تھا۔ اور ظلم تو کفر ہی تھا اور دیگر قسم قسم کے معاصی۔
۳۲: قَالَ (ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا) وہاں تو اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا (لوط بھی رہتا ہے)۔ کیا تم ان کو اسی حالت میں ہلاک کر دو گے کہ وہاں تو لوط ہے جو کہ ظلم سے پاک اور بری ہے۔ قَالُوْا (ملائکہ نے کہا)۔ نَحْنُ اَعْلَمُ (ہم آپ سے زیادہ واقف ہیں)۔ بِمَنْ فِیْهَا لَنُنَجِّیَنَّهٗ (ان سے جو اس بستی میں ہیں ہم ضرور اس کو نجات دیں گے)۔ قراءت: لَنُنَجِّیَنَّهٗ یعقوب و کوفی نے سوائے عاصم کے پڑھا ہے۔
وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ (اور اس کے اہل کو مگر ان کی بیوی وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہوگی)۔ جو عذاب



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا

اور جب ہمارے فرستادے لوط کے پاس آئے تو وہ ان کی وجہ سے رنجیدہ ہوئے اور تنگ دل ہوئے، اور قاصدوں نے کہا

لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ قف اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ

کہ آپ ڈریئے نہیں اور رنج نہ کیجئے، بلاشبہ ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دینے والے ہیں سوائے آپ کی بیوی کے وہ رہ جانے والوں

الْغٰبِرِیْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓی اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا

میں سے ہے۔ بلاشبہ ہم اس بستی والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کے

كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰیَةً ۢ بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾

کام کرتے ہیں۔ اور البتہ تحقیق ہم نے اس بستی کے بعض نشان چھوڑ دیئے ہیں۔ جو ظاہر ہیں ان لوگوں کیلئے جو سمجھتے ہیں

---

میں گرفتار ہونے والے ہونگے۔ پھر ملائکہ کے لوط علیہ السلام کے پاس جانے کی خبر آئندہ دی جا رہی ہے جبکہ وہ ابراہیم علیہ السلام سے رخصت لے کر چل دیئے۔

۳۳: وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ (جب ہمارے قاصد لوط کے پاس پہنچے تو لوط کو ان کی وجہ سے دکھ ہوا)۔ ان کا آنا ناپسند ہوا۔ ان یہ ایسا صلہ ہے جو دو فعلوں کے وجود کو پختہ کرتا ہے کہ جن میں سے ایک دوسرے پر مرتب ہوتا ہے۔ گویا کہ وہ دونوں فعل ایک ہی جزء زمانہ میں پائے گئے ہیں۔ گویا عبارت اس طرح تھی کما احسّ بمجینھم فاجاتہ المساء ۃ من غیر ریث خیفة علیھم من قومه ان یتناولوھم بالفجور۔ جونہی ان کی آمد کو آپ نے محسوس کیا تو بغیر انتظار کے ناپسندیدگی ان کے ہاں آگئی۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ ان کی قوم ان کو اپنے فجور کا نشانہ نہ بنائیں۔

قراءت: سیئ بھم باشمام کسرة السین الضمة کے ساتھ مدنی' شامی' علی نے پڑھا ہے۔

وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا (اور ان کا دل تنگ ہوا)۔ ان کی حالت اور ان کے معاملہ میں اپنی تدبیر کے سبب ان کا دل تنگ ہوا یعنی طاقت عاجز ہوئی۔ محاورہ عرب میں ضیق الذرع والذراع اس جملہ کو فقد طاقت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہتے ہیں۔ رحب الذراع۔ جبکہ طاقت والا ہو۔ اور اس میں اصل یہ ہے کہ جب آدمی کا بازو طویل ہو جاتا ہے۔ تو وہ چیز اس کے ذریعہ پکڑ سکتا ہے جو چھوٹے بازو والا پکڑ نہیں سکتا۔ اور اس کو عاجزی اور قدرت میں بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔

نحو: یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔

وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ (اور انہوں نے کہا۔ مت ڈرو اور نہ غم کرو بیشک ہم تمہیں نجات دینے والے ہیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: حفص کے علاوہ کوفی اور مکی قراء نے مُنْجُوْكَ تخفیف سے پڑھا ہے۔

وَاَهْلَكَ (اور اپنے اہل کو)۔ لکؔ محل جر میں ہے۔ اهلك فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ ای ننجی اهلك۔

اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (مگر تیری بیوی کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہوگی)۔

۳۴: اِنَّا مُنْزِلُوْنَ (بیشک ہم اتارنے والے ہیں)۔

قراءت: منزّلون تشدید کے ساتھ شامی نے پڑھا ہے۔

عَلٰی اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا (ان بستی والوں پر عذاب)۔ مِنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (آسمان سے اس سبب سے کہ وہ فسق کرتے تھے)۔ یعنی ان کے فسق کے سبب اور ان کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے نکل جانے کی وجہ سے۔

۳۵: وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ (اور ہم نے چھوڑ دیے ان بستیوں سے)۔ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً (کھلے نشانات)۔ وہ ان کے برباد شدہ مکانات کے کھنڈرات ہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

سطح زمین پر سیاہ پانی۔

لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (عقل والوں کے لئے)۔ نَحْو: لِقومٍ یہ ترکنا کے متعلق ہے۔ نمبر۲۔ بینة کے متعلق ہے۔

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ

اور ہم نے مدین والوں کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، سو انہوں نے کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی

الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿٣٦﴾ فَکَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

توقع رکھو، اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔ سو ان لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا لہٰذا انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا

فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَقَدْ تَّبَیَّنَ لَکُمْ مِّنْ مَّسٰکِنِهِمْ

اور وہ صبح کے وقت اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے رہ گئے۔ اور ہم نے عاد اور ثمود کو ہلاک کیا اور حال یہ ہے کہ تمہیں ان کے رہنے کی جگہوں سے ان کا حال معلوم ہو چکا ہے

وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَکَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ﴿٣٨﴾

اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لیے اچھا کر کے دکھایا سو اس نے انہیں راستہ سے روک دیا، اور وہ صاحب بصیرت تھے۔

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَکْبَرُوْا فِی

اور ہم نے قارون کو اور فرعون کو اور ہامان کو ہلاک کیا، اور یہ واقعہ ہے کہ موسیٰ ان کے پاس کھلی ہوئی دلیلیں لے کر آئے سو انہوں نے اپنے کو بڑا

الْاَرْضِ وَمَا کَانُوْا سٰبِقِیْنَ ﴿٣٩﴾ فَکُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ

سمجھا اور وہ آگے بڑھنے والے نہ تھے۔ سو ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی وجہ سے پکڑ لیا۔ سو بعض پر ہم نے سخت ہوا بھیج

حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّیْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ

دی اور بعض کو چیخ نے پکڑ لیا اور بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو

مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿٤٠﴾

غرق کر دیا۔ اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم فرماتا اور لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

٣٦: وَاِلٰی مَدْیَنَ (اور مدین کی طرف)۔ اور ہم نے مدین کی طرف بھیجا۔ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ (ان کے بھائی شعیب علیہ السلام پس انہوں نے کہا اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی امید رکھو)۔ اور ایسے افعال کرو جس پر آخرت میں ثواب کے امیدوار بن سکو۔ نمبر٢۔ اس سے ڈرو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ (اور زمین میں فساد مچاتے مت پھرو)۔ فساد کا قصد کرتے ہوئے۔

٣٧: فَکَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (پس انہوں نے اس کو جھٹلا دیا)۔ آخر ان کو سخت زلزلہ نے پکڑ لیا۔ الرجفة: سخت زلزلہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۲۔ جبرئیل علیہ السلام نے چیخ ماری۔ جس سے ان کے دل کانپ اٹھے۔ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ (انہوں نے اپنے گھروں میں صبح کی)۔ اپنے شہر اور سرزمین میں۔ نمبر۲۔ گھروں میں۔ دار کو واحد لائے کیونکہ اس میں کوئی التباس واشتباہ نہ تھا۔ جٰثِمِیْنَ (زانو کے بل بیٹھے ہوئے مر گئے)۔

۳۸: وَعَادًا (اور عاد کو ہلاک کیا)۔ یہ اهلکنا مضمر کی وجہ سے منصوب ہے۔ کیونکہ فاخذتهم الرجفة اس پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ اہلاک کے ہم معنی ہے۔ وَثَمُوْدَا (اور ثمود کو)۔ قراءت: حمزہ، حفص اور سہل اور یعقوب نے پڑھا ہے۔

وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ (اور تمہارے لئے واضح ہو رہا ہے)۔ اس سے جو ان کا ہلاک کرنا بیان کیا۔ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ (ان کے مقامات سے) سکونت کی جانب سے۔ جب کہ تم گزرتے ہوئے ان پر نگاہ ڈالو۔ اہل مکہ اپنے سفروں میں آتے جاتے ان کو دیکھتے تھے۔ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ (اور شیطان نے ان کے اعمال ان کے لئے مزین کر دیئے)۔ اعمال سے کفر و معاصی مراد ہیں۔ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ (پس اس نے ان کو راہ سے روک دیا تھا)۔ وہ راستہ جس پر چلنے کا ان کو حکم دیا گیا۔ وہ ایمان باللہ والرسل ہے۔ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ (اور وہ ہوشیار تھے)۔ عقل اور غور و فکر کی قدرت اور حق کو باطل سے الگ کرنے کی قوت رکھتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

۳۹: وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ (اور قارون فرعون اور ہامان کو) ہم نے ہلاک کر دیا۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ (تحقیق ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام دلائل لے کر آئے۔ پس انہوں نے زمین) وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ (میں تکبر کیا اور وہ ہم سے آگے بڑھنے والے نہ تھے) کہ گرفت سے نکل جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم عذاب نے ان کو آ لیا پس وہ بھاگ نہ سکے۔

۴۰: فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ (پس تم ہر ایک کو ہم نے ان کے گناہوں کے بدلے پکڑ لیا)۔ مَسْئَلَه: اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جنہوں نے بلا گناہ عذاب کو جائز قرار دیا۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا (ان میں سے بعض وہ ہیں جن پر ہم نے پتھر برسانے والی ہوا بھیجی)۔ حاصب اس تیز ہوا کو کہتے ہیں جس میں کنکریاں ہوں۔ اس سے مراد قوم لوط ہے۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ (اور ان میں سے بعض کو چیخ نے آ پکڑا)۔ یہ اصحاب مدین اور قوم ثمود ہے۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ (اور ان میں سے کچھ وہ تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا)۔ یعنی قارون۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا (اور ان میں سے کچھ وہ تھے جن کو ہم نے ڈبو دیا)۔ یعنی قوم نوح علیہ السلام اور فرعون علیه اللعنة۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ (اور اللہ تعالیٰ ان پر ظلم کرنے والے نہ تھے)۔ کہ بغیر گناہ کے ان کو وہ سزا دے دیتے۔ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (اور لیکن وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے)۔ کفر و سرکشی کے سبب۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ

جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر کارساز بنا رکھے ہیں ان کی مکڑی جیسی مثال ہے کہ اس نے گھر

بَيْتًا ۖ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾ اِنَّ اللّٰهَ

بنایا اور بلا شبہ سب گھروں میں کمزور تر گھر مکڑی کا ہے اگر وہ جان لیتے تو ایسا نہ کرتے۔ بلاشبہ اللہ

يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ

جانتا ہے جس کسی کو بھی وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ زبردست ہے۔ حکمت والا ہے۔ اور ہم یہ

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ اللّٰهُ

مثالیں لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں، ان کو بس علم والے ہی سمجھتے ہیں۔ اللہ نے پیدا فرمایا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٤﴾

آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ، بلاشبہ اس میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

۴۱: مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ (اور حالت ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو کارساز بنا رکھا ہے) یعنی معبود۔ مثال اس کی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو ضعف اور سوء اختیار میں شریک ٹھہراتے ہیں۔ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا (مکڑی جیسی مثال ہے۔ جس نے گھر بنایا)۔ یعنی اس میں جو وہ اپنے لئے گھر بناتی ہے۔ یہ گھر گرمی و سردی کو دور نہیں کرسکتا اور نہ اس سے ان چیزوں سے بچا جاسکتا ہے۔ جن چیزوں سے دوسرے گھروں کے ذریعہ بچا جاتا ہے۔ پس اسی طرح بت ان کو دنیا و آخرت میں فائدہ نہیں دے سکتے۔

نحو: حاتم نے اتخذت کو حال قرار دیا ہے۔

وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ (اور بے شک گھروں میں سب سے زیادہ کمزور مکڑی کا گھر ہے)۔ کوئی گھر اس کے گھر سے زیادہ کمزور نہیں۔ قول علی رضی اللہ عنہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اپنے گھروں کو مکڑی کے جالے سے پاک رکھو اس کا چھوڑنا فقر لاتا ہے۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (کاش کہ وہ جانتے ہوتے)۔ یہ ان کی مثال ہے۔ ان کے دین کا معاملہ کمزوری کی اس انتہاء کو پہنچنے والا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول یہ ہے:

کہ آیت کا مطلب اس طرح ہے اس مشرک کی مثال جو بت کی پوجا کرتا ہے۔اس مؤمن کے مقابلہ میں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔مکڑی جیسی ہے جو اپنا گھر بناتی ہے۔اس آدمی کے بالمقابل جو اپنا گھر اینٹ اور چونے سے بناتا ہے۔نمبر۲۔ پتھروں سے کھود کر بناتا ہے۔جیسا کہ تم ایک ایک گھر کا گھروں میں استقراء کرو تو سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہے۔اسی طرح اگر تم سوچ و بچار کرو اور ایک ایک دین کا تقابلی مطالعہ کرو تو بتوں کی عبادت سب سے کمزور ترین نکلے گی۔

لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ (کاش کہ وہ جان لیتے)۔

## قول زجاج رحمۃ اللہ علیہ:

ایک جماعت کے ساتھ ہے۔کہ تقدیر آیت یہ ہے: مثل الذین اتخذوا من دون اللّٰہ اولیاء لو کانو یعلمون کمثل العنکبوت۔(مثال ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کارساز بنالئے کاش کہ وہ جان لیں مکڑی جیسی مثال ہے)۔

آیت ۴۲: اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔جن کو وہ پکارتے ہیں)۔قراءت: بصری و عاصم نے سوائے اعشیٰ و برجمی کے یاء سے پڑھا ہے۔

نحو: ما الذی کے معنی میں ہے۔اور یہ یعلم کا مفعول ہے۔اور یدعون کا مفعول مضمر ہے۔ای یدعونہ یعنی وہ اس کی عبادت کرتے ہیں۔مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ (اس کے سوا یعنی کوئی چیز بھی ہے)۔

نحو: مِن یہ بیانیہ ہے۔

وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (وہ زبردست حکمتوں والے ہیں)۔وہ ایسا غالب ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔وہ ایسی حکمتوں والا ہے کہ جلد سزا نہیں دیتا۔

اس میں ان کی جہالت کا اظہار کیا گیا ہے۔اس طرح کہ انہوں نے جماد کی عبادت کی جس کو کچھ علم نہیں اور نہ ہی قدرت ہے۔اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والے زبردست کی عبادت کو چھوڑ دیا۔الحکیم اس کو کہتے ہیں جو بلا حکمت و تدبیر کوئی کام نہ کرے۔

۴۳: وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ (یہ مثالیں)۔نَضْرِبُھَا (ہم ان کو بیان کرتے ہیں)۔لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کرتے ہیں۔

نحو: تلك الامثال مبتدا اور نضربھا اس کی خبر ہے۔

لِلنَّاسِ (لوگوں کے لئے)۔قریش کے سفہاء و جہلاء کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب تو مکھی اور مچھر کی مثال بیان کرتا ہے۔ وہ ان مثالوں سے ہنستے۔اسی لئے فرمایا۔وَمَا یَعْقِلُھَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (اور ان کو وہ سمجھتے ہیں جو سمجھ والے ہیں)۔ان مثالوں اور



BestUrduBooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کو سمجھ والے سمجھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ ان کی صحت وخوبی کو جانتے اور اس کے فوائد سے سمجھ بوجھ والے واقف ہیں۔ کیونکہ امثال اور تشبیہات وہ تو مخفی معانی کی طرف جانے والے راستے ہیں۔ تاکہ وہ ظاہر ہو جائیں اور ان کا تصور فہموں میں آ جائے جس طرح یہ مثال مشرک وموحد کی حالت کو جدا کر رہی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا: عالم وہ ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ پائی ہو اور اس کی اطاعت پر چلا اور اس کی ناراضگی سے پرہیز کیا۔ ذکرہ الجوزی فی الموضوعات۔

**مَسْئَلَہ**: یہ آیت بتلا رہی ہے کہ علم عقل سے افضل ہے۔

آیت ۴۴: خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا)۔ حق کے لئے یعنی ان کو باطل نہیں بنایا بلکہ اس میں حکمت ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ زمین اس کے بندوں کا مسکن بنے اور عبرت والوں کے لئے عبرت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی دلیل ہو۔ کیا تم اس ارشاد کو نہیں دیکھتے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (بیشک اس میں البتہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہے)۔ ایمان والوں کو خاص اس لئے کیا گیا کیونکہ وہی اس سے فائدہ اٹھانے والے ہیں۔

اختتام جلد دوم



BestUrduBooks.wordpress.com

# تفسیرِ مدارک (اُردو)

## مَدارکُ التّنزِیل وحقائِق التّاوِیل

جلد سوم

مؤلف
الشیخ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
اُستاذ التفسیر والحدیث مولانا شمس الدّین مدظلہ

ناشر
مکتبۃ العلم
۱۸-اردو بازار لاہور۔ پاکستان
فون: 37211788 , 37231788

# تفسیر مدارک النسفی اردو

## مدارک التنزیل وحقائق التاویل

جلد سوم

از پارہ 21 تا 30

تالیف:


أبی البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی

(ت ۷۱۰ ھ)

حققہ وخرج احادیثہ
یوسف علی بدیوی

راجعہ وقدم لہ
محی الدین دیب مستو

مترجم
استاذ التفسیر والحدیث مولانا شمس الدین مدظلہ


فقہ حنفی کی مشہور تفسیر کا مستند اردو ترجمہ جس میں الفاظِ قرآنی کی لغوی و شرعی تشریح کی گئی ہے۔ ہر آیت کے بارے میں قراء کرام کے اقوال عربی ضرب الامثال کا ذکر، ملحدین کے اعتراضات کے جوابات اور احکامِ قرآنی کا فقہی استنباط اور متقدمین کے اقوال سے استدلال ہے۔


مکتبۃ العلم

۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان
Ph:37211788 - 37231788



BestUrduBooks.wordpress.com

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں۔
کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

نام کتاب .......... تفسیر مدارک للنسفی اُردو

تالیف: .......... الشیخ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ

مترجم .......... اُستاذ التفسیر و الحدیث مولانا شمس الدین مدظلہ

ناشر .......... خالد مقبول

مطبع .......... آر آر پرنٹرز

**ملنے کے پتے**

❖ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 37224228

❖ مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور ☎ 37221395

❖ مکتبہ جویریہ ۱۸- اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان ☎ 37211788

**استدعا**

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

BestUrduBooks.wordpress.com

# فہرست

## پارہ : ۲۱



## سُورَۃُ الرُّوم ۳۰



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ لقمٰن ﴿۳۱﴾



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ السجدۃ ㉜



## سورۃ الاحزاب ㉝



BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ : ۲۲



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ سبا (۳۴)



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ فَاطِر ۳۵



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ یٰسٓ (۳۶)



## پارہ : (۲۳)



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ الصّٰفّٰت (۳۷)



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُورۃ صٓ (۳۸)



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ الزمر ۳۹



## پارہ : ۲۴



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ المؤمن ۴۰



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ حٰم السجدۃ (۴۱)



BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ : ۲۵



## سورۃ الشوریٰ ۴۲



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ الزخرف ۴۳



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ الدخان ۴۴



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْجَاثِيَة ④⑤



سُوْرَةُ الْاَحْقَاف ④⑥



پَارَہ : ②⑥



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ الفتح (۴۸)



## سورۃ الحجرات (۴۹)



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ قٓ ﴿۵۰﴾



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ الذریٰت ۵۱



## پارہ : ۲۷



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ الطور ۵۲



## سورۃ النجم ۵۳



## سورۃ القمر ۵۴



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُورَۃُ الرَّحمٰن ۵۵



## سُورَۃُ الواقِعَۃ ۵۶



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

## سُورۃ المُمتحنۃ ⑥⓪



## سُورۃ الصّف ⑥①



## سُورۃ الجُمُعۃ ⑥②



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ ۶۳



## سُوْرَةُ التَّغَابُن ۶۴



## سُوْرَةُ الطَّلَاق ۶۵



## سُوْرَةُ التَّحْرِيْم ۶۶



BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ ۲۹

## سورۃ الملک ۶۷



## سورۃ القلم ۶۸



## سورۃ الحاقہ ۶۹



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ الْمَعَارِج ⑦⓪



## سُوْرَۃُ نُوْح ⑦①



## سُوْرَۃُ الْجِنّ ⑦②



## سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّل ⑦③



BestUrduBooks.wordpress.com

## سورۃ المدثر ۷۴



## سورۃ القیامۃ ۷۵



## سورۃ الدھر ۷۶



## سورۃ المرسلات ۷۷



BestUrduBooks.wordpress.com

## پارہ : ۳۰

## سورۃ النبأ ۷۸



## سورۃ النزعت ۷۹



## سورۃ عبس ۸۰



## سورۃ التکویر ۸۱



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُورَةُ التَّکْوِیْر (۸۱)



## سُورَةُ الْاِنْفِطَار (۸۲)



## سُورَةُ الْبُرُوْج (۸۵)



## سُورَةُ الطَّارِق (۸۶)



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُورۃ الاعلیٰ ⑧⑦



## سُورۃ الغاشیۃ ⑧⑧



## سُورۃ الفجر ⑧⑨



## سُورۃ البلد ⑨⓪



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ الشَّمْسِ (۹۱)



## سُوْرَۃُ اللَّیْلِ (۹۲)



## سُوْرَۃُ الضُّحٰی (۹۳)



## سُوْرَۃُ الْاِنْشِرَاحِ (۹۴)



## سُوْرَۃُ التِّیْنِ (۹۵)



## سُوْرَۃُ الْعَلَقِ (۹۶)



BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

BestUrduBooks.wordpress.com

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ

جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے آپ اس کی تلاوت فرمایئے اور نماز قائم کیجئے بلاشبہ نماز بے حیائی سے اور برے کاموں سے

وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

روکتی ہے اور البتہ اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔

۴۵: اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ (پڑھیے اس کو جو آپ کی طرف کتاب وحی کے ذریعہ بھیجی گئی ہے)۔ تاکہ اس کے کلام کی تلاوت سے اس کا قرب حاصل ہو۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی سے تمہیں واقفیت حاصل ہو۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ (اور تم نماز قائم کرو)۔ اقامتِ صلاۃ پر مداومت اختیار کرو۔

## نماز برائی سے روک:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ (بلاشبہ نماز بے حیائی سے روکتی ہے)۔ الفحشاء۔ (زنا جیسے برے کام)۔ وَالْمُنْکَرِ (اور بری باتیں)۔ جن کو عقل و شرع بُرا قرار دے۔

## ایک قول:

جو نماز کی نگہبانی کرنے والا ہو ایک نہ ایک دن وہ اسے اپنی طرف کھینچ لے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ کہ فلاں شخص دن کو نماز پڑھتا ہے اور رات کو چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی نماز اس سے اس کو روک دے گی۔ (رواہ احمد ابن حبان)۔ روایت میں ہے کہ ایک انصاری آپ کے ساتھ نمازیں پڑھتا اور ہر بُرا کام بھی کر گزرتا۔ آپ کو اس کی حالت ذکر کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ ان صلاتہ سیمنعھا۔ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ اس نے توبہ کرلی۔

## قول ابن عوف:

ان الصلاۃ تنھٰی کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب تم نماز میں مشغول ہو تو تم نیکی و طاعت میں ہوتے ہو۔ اس وقت نماز نے تمہیں بے حیائی اور برائی سے روک دیا ہے۔

## قول حسن رحمہ اللہ:

جس کی نماز اس کو بے حیائی اور منکرات سے خبردار نہیں کرتی اس کی نماز نماز ہی نہیں۔ وہ اس پر وبال ہے۔

وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (اور البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے)۔ یعنی نماز دیگر طاعات سے بہت بڑھ کر ہے۔ یہاں



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَا تُجَادِلُوۡۤا اَهۡلَ الۡكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ ‌ۖ اِلَّا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ‌ وَقُوۡلُوۡۤا

اور اہل کتاب سے بحث مت کرو مگر ایسے طریقہ پر جو اچھا طریقہ ہو مگر وہ لوگ جو ان میں سے بے انصاف ہیں۔ اور یوں کہو

اٰمَنَّا بِالَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَـيۡنَا وَاُنۡزِلَ اِلَـيۡكُمۡ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمۡ وَاحِدٌ وَّنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۴۶﴾

کہ ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا اور اس پر جو تمہاری طرف نازل ہوا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔

ولذکر اللّٰہ فرمایا۔ تاکہ بیان علت سے وہ مستقل ہو جائے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ الصلاۃ اکبر لانھا ذکر اللّٰہ۔ (نماز بہت بڑی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا ذکر ہے)۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما :

ولذکر اللّٰہ ایاکم برحمتہ اکبر (البتہ اللہ تعالیٰ کا تمہیں اپنی رحمت کے ساتھ یاد کرنا بہت بڑا ہے) اس سے کہ تم اپنی اطاعت وعبادت سے اس کو یاد کرو۔

## قول ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ :

اللہ تعالیٰ کا تمہیں ذکر کرنا تمہارے اس کا ذکر کرنے سے بہت بڑا ہے۔ نمبر۱۔ کیونکہ ان کا یاد کرنا بلا سبب ہے اور تمہارا ذکر اسباب وتمناؤں سے ملا ہوا ہے۔ نمبر۲۔ اور اس سے بھی کہ اس کا ذکر فناء نہ ہونے والا اور تمہارا ذکر باقی نہ رہنے والا ہے۔

## قول سلمان رحمۃ اللہ علیہ :

اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر چیز سے بڑا اور افضل ہے۔

## قول علیہ السلام :

کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے سب سے بہتر اعمال کی خبر نہ دے دوں۔ اور وہ نہ بتلا دوں جو تمہارے بادشاہ کے ہاں سب سے زیادہ پاکیزہ اور درجات کے اعتبار سے بلند تر ہے۔ اور سونا چاندی صرف کرنے سے بہتر اور دشمن کا مقابلہ کر کے ان کی گردنیں مارنے اور اپنی گردنیں کٹانے سے اعلیٰ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا وہ کیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ (رواہ ابن الشاہین۔ کنز العمال)

نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس سے بڑھ کر ہے کہ جس کو تمہارے فہم اور عقلیں سما سکیں۔ نمبر۳۔ ذکر اللہ اس سے بڑھ کر ہے کہ دوسرے کو فحشاء ومنکر سے روکو۔ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ (اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو)۔ یعنی خیر وطاعت پس وہ اس پر بہترین ثواب عنایت فرمانے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۴۶: وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (اور اہل کتاب سے مباحثہ نہ کرو۔ مگر اس طریقہ سے جو بہت خوب ہو)۔ مگر اس انداز سے جو خوب تر ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ درشتی کا مقابلہ نرمی اور غضب کا غصہ پی جانے سے کیا جائے جیسا کہ فرمایا دوسرے مقام پر ادفع بالتی ھی احسن [المؤمنون۔۹۶]

## ظلموا کی مراد:

اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ (مگر وہ لوگ جو ان میں سے ظلم کرنے والے ہیں)۔ انہوں نے عناد اور زیادتی میں حد کر دی اور خیر خواہانہ بات کو قبول نہ کیا۔ اور نرمی ان میں اثر کرتی نظر نہیں آتی۔ ان کے ساتھ سختی کرو۔

## ایک قول یہ ہے:

مگر وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں دی ہیں۔

نمبر۲۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا اور شریک تجویز کیا اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سخاوت سے بندھے ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے ذمی ہو کر یہ حرکت کی ہے اور شرط ذمہ کو نہیں نبھایا۔ اور جزیہ کو روک لیا۔ ان لوگوں سے جدال بالسیف ہے۔

مَسْئَلَہ: آیت دلالت کر رہی ہے کہ کفار کے ساتھ دین میں مناظرہ جائز ہے اور علم کلام کا حصول بھی جائز ہے جس سے مناظرہ کیا جا سکتا ہے۔

وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (اور کہہ دو ہم اس کتاب پر ایمان لائے جو ہماری طرف اتاری گئی۔ اور تمہاری طرف اتاری گئی اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اسی کی فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہیں)۔ اور اس جنس سے ہیں جو احسن طریقہ سے مجادلہ کرنے والے ہیں۔

## قول علیہ السلام:

اہل کتاب جو تمہیں بیان کریں اس کی تصدیق و تکذیب نہ کرو بلکہ اس طرح کہو ہم تو اللہ تعالیٰ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے ہیں۔ اس طرح اگر ان کی بات باطل ہوگی تو تم نے اس میں ان کی تصدیق نہ کی اور اگر سچی ہوئی تو تم نے ان کی تکذیب نہ کی۔ (رواہ احمد ۴/۱۳۶، ابوداؤد ۳۶۴۴)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ

اسی طرح ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی سوجن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور

هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ

ان میں سے بعض وہ ہیں جو اس پر ایمان لے آتے ہیں، اور کافر لوگ ہی ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس سے پہلے آپ کوئی کتاب

قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ

نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتے تھے، اگر ایسا ہوتا تو اہل باطل شک میں پڑ جاتے۔ بلکہ یہ قرآن بذات خود بہت سے واضح دلائل کا مجموعہ ہے

فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ

ان لوگوں کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا، اور ہماری آیتوں کا انکار بے انصاف لوگ ہی کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ اس پر

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾

اس کے رب کی طرف سے نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوئیں، آپ فرما دیجئے کہ نشانیاں اللہ کے اختیار میں ہیں، اور میں تو صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہوں۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ

کیا یہ بات انہیں کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جو ان پر پڑھی جاتی ہے، بلاشبہ اس میں رحمت ہے اور

ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع ۵

نصیحت ہے ایمان لانے والوں کے لیے۔

## قرآن تمام کتب کا مصدق ہے:

۴۷: وَكَذٰلِكَ (اور اسی طرح)۔ یعنی اس اتارنے کی طرح۔ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ (ہم نے آپ کی طرف کتاب اتاری)۔ یعنی ہم نے اس کو تمام کتب سماویہ کی مصدق بنا کر بھیجا۔ نمبر۲۔ جیسا ہم نے کتاب ان انبیاء علیہم السلام پر اتاری جو آپ سے پہلے ہوئے اسی طرح تمہاری طرف ہم نے قرآن مجید کو اتارا۔ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (پس وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس پر ایمان لانے والے ہیں)۔

وہ عبداللہ بن سلام اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے۔ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ (اور ان میں سے)۔ اہل مکہ میں سے۔ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ (ایسے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں)۔ یا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کتاب ملی اور من



BestUrduBooks.wordpress.com

ھؤلاء سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو اہل کتاب تھے وہ مراد ہیں۔
وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ (اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے) ان آیات کے ظاہر ہونے اوران سے شبہ کے زائل ہونے کے باوجود اِلَّا الْکٰفِرُوْنَ (مگر کافر) جو کفر میں اصرار وضد کرنے والے ہیں جیسا کعب بن اشرف اور اسی طرح کے لوگ۔

## آپ نے کوئی کتاب نہیں پڑھی:

۴۸: وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِہٖ (اور آپ اس سے پہلے پڑھتے نہ تھے کوئی کتاب)۔ یعنی اس قرآن مجید سے پہلے۔ مِنْ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیْنِکَ (اور نہ آپ اپنے دائیں ہاتھ سے اس کتاب کو لکھتے تھے)۔ آیت میں یمین کو خاص کر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے عموماً دائیں ہاتھ سے ہی لکھا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہوا۔ آپ نے کوئی سی کتاب بھی نہیں پڑھی اور نہ آپ لکھتے تھے۔ اِذًا (اس وقت) اگر اس میں سے کوئی چیز ہوئی۔ کتاب کا پڑھنا اور لکھنا۔ لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (ضرور باطل پرست شک میں پڑ جاتے)۔ یہاں باطل پرستوں سے اہل کتاب مراد ہیں کیونکہ وہ کہا کرتے تھے کہ ہم آپ کی تعریف امی یعنی جو نہ لکھے اور نہ پڑھے اور نہ اس میں یہ دونوں پائی جاتی ہوں اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔
نمبر۲۔ اس وقت ضرور مشرکین مکہ شک کرتے۔ اور کہتے۔ شاید کہ اس نے علم سیکھ لیا ہو یا اپنے ہاتھ سے کہیں سے لکھ لیا ہو۔ آیت میں کفار کو مبطلون کہا کیونکہ وہ آپ کی نبوت کا انکار کرتے تھے۔

## قول مجاہد و شعبی رحمۃ اللہ علیہما:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں پائی۔ یہاں تک کہ آپ نے لکھا اور پڑھا ہے۔ (ممکن ہے بطور معجزہ ہو۔ مگر یہ قول ظاہر نصوص کے خلاف ہے۔ مترجم)
۴۹: بَلْ ھُوَ (بلکہ وہ) یعنی قرآن۔ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (واضح آیات ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں ہیں جن کو علم دیا گیا)۔ حفاظ وعلماء کے سینوں میں ہیں اور یہ دونوں قرآن کی خصوصیات ہیں۔ نمبر۱۔ آیات کا اعجاز واضح ہے۔ نمبر۲۔ سینوں میں محفوظ ہیں۔ بخلاف دیگر کتب کے کہ وہ معجزات نہ تھیں اور مصاحف سے ہی پڑھی جاتی تھیں۔ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ (اور ہماری واضح آیات کا انکار نہیں کرتے)۔ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ (مگر ظالم)۔ جو ظلم میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔
۵۰: وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّہٖ (اور انہوں نے کہا کیوں نہیں اس پر اتاری گئی اس کے رب کی طرف سے آیات)۔
قراءت: مکی اور حفص کے علاوہ کوفی قراء نے ایۃ پڑھا۔ انہوں نے مطلب یہ لیا کہ اس پر کوئی نشانی کیوں نہیں اترتی جیسا کہ اونٹنی، عصا، مائدہ عیسوی وغیرہ۔
قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ (کہہ دیں بیشک آیات تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں)۔ ان میں سے جو چاہتا ہے۔ اتار دیتا



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ

آپ فرما دیجئے کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ بس ہے وہ ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں، اور جو لوگ

اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ

باطل پر ایمان لائے اور اللہ کے منکر ہو گئے یہی لوگ نقصان والے ہیں۔ اور وہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں

وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور اگر مقررہ اجل نہ ہوتی تو ضرور ان کے پاس عذاب آجاتا اور البتہ ان پر اچانک عذاب آپہنچے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

ہے۔ میں ان میں سے کسی کا ذرہ بھر اختیار نہیں رکھتا۔ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (بلا شبہ میں کھلا ڈرانے والا ہوں)۔ آپ کو انذار اور جو آیات دی گئیں ان کا مکلف و ذمہ دار بنایا گیا۔ مجھے کہنے کا اختیار نہیں۔ کہ اے اللہ تو مجھ پر فلاں نشانی کی بجائے فلاں نشانی اتار دے۔ باوجودیکہ میں جانتا ہوں کہ آیات سے اصل مقصد تو راہنمائی ہے۔ اور تمام آیات ایک آیت ہی کا حکم رکھتی ہیں۔

## ایک کافی نشانی:

۵۱: اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ (کیا ان کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب کو اتار دیا جو ان پر) يُتْلٰى عَلَيْهِمْ (پڑھی جاتی ہے)۔ مطلب یہ ہے کیا ان کے لئے یہ ایک نشانی کافی نہیں جو تمام آیات سے ان کو بے نیاز کرنے والی ہے۔ اگر وہ صحیح طور پر حق کے طالب ہیں اور ضد بازی کرنے والے نہیں ہیں تو یہ قرآن جس کی تلاوت ہر زمانہ اور ہر جگہ میں قائم ہے۔ یہ ان کے ساتھ ہر وقت ثابت رہنے والی نشانی ہے اور اس کو زوال نہیں جیسا کہ تمام نشانیاں اپنے زمانہ کے بعد زائل ہو گئیں۔

نمبر۲۔ اس آیت کا ہر جگہ میں ہونا بجائے کسی خاص جگہ کے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ (بیشک اس میں)۔ اس جیسی نشانی کی موجودگی میں جو کہ ہر مکان و زمان میں ابد الاباد تک موجود ہے۔ لَرَحْمَةً (البتہ رحمت ہے) یعنی عظیم الشان نعمت ہے۔ وَذِكْرٰى (اور تذکرہ ہے)۔ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (ایمان والے لوگوں کے لئے)۔ ضدی لوگوں کے لئے نہیں۔

۵۲: قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا (کہہ دیجئے۔ کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے کے لئے اللہ کافی ہے)۔ میرے دعویٰ رسالت کی سچائی کی گواہی اور مجھ پر قرآن مجید کے اتارنے اور تمہارے جھٹلانے پر اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (وہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس سب کو جانتا ہے)۔ اس کو میرے اور تمہارے معاملے کی اطلاع ہے۔ وہ میری حقانیت اور تمہاری باطل پرستی کو جاننے والا ہے۔

## باطل پر ایمان لانے والے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ (اور وہ لوگ جو باطل پر ایمان لانے والے ہیں)۔ باطل سے مراد یہودیت۔ نمبر۲۔ شرک۔ نمبر۳۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ

یہ لوگ آپ سے جلدی عذاب آنے کا تقاضا کر رہے ہیں، اور بلاشبہ جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے جس دن ان کے اوپر سے

الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور پاؤں کے نیچے سے ان پر عذاب چھا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کہ چکھ لو جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

ابلیس لعین۔ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ (اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والے ہیں) یعنی اس کی آیات کا انکار کرنے والے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (وہی نقصان اٹھانے والے ہیں)۔ وہ اپنے اس سودے میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے ایمان بیچ کر کفر خریدا ہے۔ مگر یہاں کلام کو انصاف کے انداز سے لائے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ وانا او ایاکم لعلیٰ هدى او فى ضلال مبين۔ [سبا۔۲۴]

## روایت میں ہے:

کہ کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی کہنے لگے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری نبوت کی گواہی دینے والا کون ہے؟ تو اس پر یہ آیت اتری۔

۵۳: وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ (کہ تم سے جلد عذاب مانگتے ہیں)۔ اس طرح کہتے ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا۔ فامطر علينا حجارة من السماء۔ [الانفال۔۳۲]

## اجل مقررہ کیا ہے؟

وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى (اور اگر وقت مقررہ نہ ہوتا)۔ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ نمبر۲۔ یوم بدر۔ نمبر۳۔ موت کے اوقات۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ وقت مقررہ نہ ہوتا جو اللہ تعالیٰ نے طے فرما دیا ہے۔ اور ان کے عذاب دینے کے لئے لوح محفوظ میں مقرر کر دیا ہے۔ اور حکمت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ اس کو ایک مقررہ مدت تک مؤخر کر دیا جائے۔ لَجَآءَهُمُ الْعَذَابُ (تو ان پر جلد آ جاتا)۔ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ (اور ضرور ان پر عذاب اترے گا)۔ اس مقررہ وقت میں بَغْتَةً (اچانک) وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (اور ان کو اس کے آنے کے وقت کا علم بھی نہ ہوگا)۔

۵۴: يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ (وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور بلاشبہ جہنم کافروں کا احاطہ کرنے والی ہے)۔ یعنی عنقریب ان تمام کو گھیرے میں لے لے گی۔

۵۵: يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (جس دن ان کو عذاب اوپر سے اور ان کے قدموں کے نیچے سے ڈھانپ لے گا)۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے من فوقهم ظلل من النار ومن تحتهم ظلل۔ [الزمر۔۱۶]



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو بلا شبہ میری زمین کشادہ ہے سو تم میری ہی عبادت کرو، ہر نفس موت کو چکھنے

الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

والا ہے، پھر تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے، اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہم انہیں ضرور ضرور جنت کے بالا خانوں میں

مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ

ٹھکانہ دیں گے ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اچھا اجر ہے

الْعٰمِلِيْنَ ﴿٥٨﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا

عمل کرنے والوں کا جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور کتنے ہی چوپائے ہیں جو

تَحْمِلُ رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٠﴾

اپنا رزق نہیں اٹھاتے اللہ انہیں اور تمہیں رزق دیتا ہے، اور وہ سننے والا ہے جاننے والا ہے۔

(ان کے اوپر آگ کے سائبان اور ان کے نیچے بھی سائبان ہوں گے )۔

قراءت: الکافرین پر وقف نہیں ہے۔ کیونکہ یوم احاطۃ النار کا ظرف ہے۔ اور یقول یاء کے ساتھ ہے۔ کوفی اور نافع نے اس طرح پڑھا ہے۔ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (تم چکھو جو کچھ تم عمل کرتے تھے ) یعنی اپنے اعمال کی جزاء۔

۵۶: يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ (اے میرے بندو! جو کہ ایمان لاتے ہو۔ بیشک میری زمین وسیع ہے )۔

قراءت: بصری اور عاصم کے علاوہ کوفی علماء نے یعبادی کو سکون یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔ اَرْضِيَ کو یاء کے فتحہ کے ساتھ شامی نے پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہے۔

مَسْئَلَہ: جب بھی کسی مسلمان کو کسی شہر میں رہتے ہوئے عبادت ممکن نہ ہو۔ اور وہاں وہ اپنے دین پر نہ چل سکتا ہو۔ اس کو وہاں سے ایسے شہر میں چلے جانا چاہیے جہاں وہ صحت و سلامتی قلب کے ساتھ عبادت کر سکے۔ اور دین پر قائم رہ سکے اور زیادہ عبادت انجام دے سکے۔ اس میں مختلف علاقوں کا مختلف حکم ہے۔

## علماء کا قول:

ہم نے نفس کو دبانے میں سب سے زیادہ مددگار، دل جمعی کا باعث، قناعت پر آمادہ کرنے والا، شیطان کو بھگانے والا۔ اور فتنوں سے حفاظت کرنے والا اور دینی معاملے کو جوڑنے والا مقام مکہ سے زیادہ کوئی نہیں پایا اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قولِ سہل رحمۃ اللہ علیہ:

جب کسی سرزمین میں سرعام گناہوں اور بدعات کی کثرت ہو۔ وہاں سے اطاعت والی زمین میں چلے جاؤ۔

## فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

جو اپنے دین کی حفاظت کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ گیا، اگرچہ وہ دوسری زمین سے ایک بالشت کے فاصلہ پر ہو۔ اس نے اپنے لئے جنت کو واجب کر لیا۔ (ثعلبی مرسلاً عن حسن)

فَاِيَّایَ فَاعْبُدُوْنِ (پس تم میری ہی عبادت کرو)۔ قراءت: یعقوب نے یاء سے پڑھا۔ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی۔ فایای فاعبدوا فاعبدونی۔ فاعبدون فاء کے ساتھ آیا ہے۔ کیونکہ یہ شرط محذوف کا جواب ہے۔ کیونکہ معنی یہ ہے۔ ان ارضی واسعة فان لم تخلصوا العبادة لی فی ارض فاخلصوها فی غیرها۔ پھر شرط کو حذف کر دیا۔ اور اس کے حذف کے عوض مفعول کو مقدم کر دیا۔ تقدیم مفعول میں مزید فائدہ یہ حاصل ہوا کہ اختصاص و اخلاص کا معنی بھی پیدا ہو گیا۔ پھر اگلی آیت میں مہاجرین کو آمادہ کیا گیا۔

۵۷: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے)۔ یعنی موت کی کڑواہٹ اور اس کی تکلیف پائے گا جیسا کہ کوئی چکھنے والا اس چیز کا ذائقہ پاتا ہے۔ کیونکہ جب مہاجر کو موت کا یقین ہے تو وطن سے علیحدگی اس پر آسان ہوگی۔ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ (پھر تم ہماری بارگاہ میں لوٹائے جاؤ گے)۔ موت کے بعد تاکہ ثواب و عقاب پاسکو۔

قراءت: یحیٰ نے یرجعون اور یعقوب نے ترجعون پڑھا ہے۔

۵۸: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کیے ہم ضرور) مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا (ان کو جنت کے بالاخانوں میں ٹھکانہ دیں گے)۔ ہم ان کو جنت میں لے جا اُتاریں گے۔

قراءت: علالی نے لنثوینھم۔ کوفی قراء نے عاصم کے علاوہ پڑھا ہے یہ الثواء سے ہے۔ اور معنی: اقامت کے لئے کسی جگہ اترنا۔ ثوٰی کا لفظ غیر متعدی ہے جب اس کو ہمزہ سے متعدی بناتے ہیں تو ایک مفعول سے تجاوز نہیں کرتا اور ضمیر مؤمنین اور غرف کی طرف تعدیہ کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس کو لننزلنھم کی جگہ اس کو لائیں یا لنثوینّھم یا جار حذف کیا اور ایصال فعل کے لئے غیر ظرف مؤقت کو ظرف مبہم کے مشابہ بنانے کے لئے۔

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے کام کرنے والوں کا اجر بہت خوب ہے)۔ العاملین پر وقف کیا جائے گا۔ کیونکہ الذین صبروا یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔

۵۹: الَّذِيْنَ صَبَرُوْا: (وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا)۔ یہ مبتدأ محذوف ھم کی خبر ہے۔ یعنی وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے وطن کو چھوڑنے پر صبر کیا اور مشرکین کی طرف سے ملنے والی ایذاؤں اور تکالیف پر جمے رہے اور طاعات پر ثابت قدم اور معاصی سے بے

تعلق رہے۔

قراءت: وصل زیادہ عمدہ ہے۔تا کہ الذین یہ عالمین کی صفت بن جائے۔

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرنے والے ہیں)۔ان تمام حالات میں انہوں نے صرف اللہ ہی پر بھروسہ کیا۔

## شانِ نزول آیت نمبر: ٦٠:

٦٠: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بعض مسلمانوں کو جو مکہ میں اسلام لائے ہجرت کا حکم دیا تو انہوں نے فقر وضیاع کا عذر پیش کیا۔پس یہ آیت اتری: (وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ) کتنے ہی جانور ایسے ہیں جو اپنی روزی اپنے ساتھ اٹھائے نہیں پھرتے۔یعنی بہت سے چوپائے ہیں۔قراءت: مکی نے کاین کو مد اور ہمزہ سے پڑھا ہے۔الدابۃ۔ہر وہ جاندار جو زمین پر چلے خواہ اس میں عقل ہو نہ ہو۔

## ہر جاندار اپنا رزق ساتھ لئے پھرتا ہے:

لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا (جو کہ اپنا رزق ساتھ اٹھائے نہیں پھرتے)۔یعنی وہ اٹھانے میں کمزوری کی وجہ سے اپنا رزق ساتھ اٹھائے نہیں پھرتے۔ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ (اللہ تعالیٰ اس کو رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی)۔یعنی ان کمزور جانوروں کو اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتے ہیں اور اے طاقت والو! تمہیں بھی وہی رزق دیتا ہے اور اگرچہ تم اپنے ارزاق کو اٹھانے اور کمانے کی طاقت رکھتے ہو۔اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ تمہارے مقدر میں نہ کرے اور تمہارے لئے اسبابِ رزق مہیا نہ فرمائے تو تم جانوروں سے بھی عاجز تر ہو۔

## قولِ حسن رحمۃ اللہ علیہ:

لا تحمل رزقھا کا معنی یہ ہے۔وہ اپنے پاس اس کا ذخیرہ نہیں کرسکتا۔وہ صبح اٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو رزق عنایت فرماتے ہیں۔

## تین ذخیرہ کرنے والے (ایک قول یہ ہے):

کوئی حیوان سوائے ابن آدم اور چوہے اور چیونٹی کے خوراک کا ذخیرہ نہیں کرتا۔ وَهُوَ السَّمِيْعُ (وہی تمہاری ہر بات کو سننے والے ہیں) کہ ہمیں تو فقر وضیاع کا خدشہ ہے۔الْعَلِيْمُ (وہ جاننے والا ہے) اس چیز کو جو تمہارے دلوں میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ

اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور چاند اور سورج کو کس نے مسخر کیا تو ضرور ضرور جواب دیں گے

اللّٰهُ ۚ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ

کہ اللہ نے، سو وہ پھر کہاں الٹے جارہے ہیں۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے رزق کشادہ کردیتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ کردیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا

بلاشبہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ کس نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر زمین کی

بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

موت کے بعد پانی کے ذریعہ اس کو زندہ کیا تو وہ ضرور ضرور جواب دیں گے کہ اللہ نے، آپ فرما دیجئے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ بلکہ ان میں اکثر لوگ

يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾

نہیں سمجھتے۔

## دلائل قدرت:

۶۱: وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ (اور اگر تم ان سے سوال کرو کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا)۔ یعنی اگر آپ ان مشرکین سے آسمانوں اور زمین کے خالق کے بارے میں دریافت کریں۔ کہ باوجود یہ دونوں اپنی وسعت و بڑائی کے کس نے بنائے ہیں۔ اور وہ کون ہے جس نے سورج و چاند کو کام میں لگا دیا؟ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ (وہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ پھر وہ کہاں پھرے جارہے ہیں)۔ ان تمام باتوں کا اقرار کرنے کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی توحید سے کس طرح پھر رہے ہیں۔

## وہ بندوں کے صلاح وفساد کے اسباب سے واقف ہے:

۶۲: اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ (اللہ تعالیٰ رزق کو کھولتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے۔ جس کے لئے وہ چاہتا ہے)۔ من يشاء کی بجائے ضمیر کو لاتے۔ کیونکہ من يشاء مبہم وغیر معین ہے۔ اور ضمیر بھی اس کی طرح مبہم ہے۔ قدر الرزق وقترهٗ بمعنی اذا ضيقهٗ یعنی رزق کا اس نے اندازہ کیا اور اس کو تنگ کر دیا۔ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے ہیں)۔ وہ بندوں کے لئے جو اصلاح وفساد کا باعث ہے اس کو جاننے والے ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا: ان من عبادی الحدیث دیلمی فی مسند الفردوس کہ میرے بعض بندے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور یہ دنیا والی زندگی نہیں ہے مگر لہو ولعب، اور بلاشبہ آخرت والا گھر ہی زندگی ہے، کاش لوگ جانتے ہوتے۔

ایسے ہیں۔ان کا ایمان مالداری سے درست رہ سکتا ہے۔اگر میں ان کو فقیر کردوں تو ان کا دین بگڑ جائے۔اور میرے بعض بندے ایسے ہیں۔جن کا ایمان فقر سے ہی درست رہ سکتا ہے اگر میں ان کو غنی بنادوں تو ان کا ایمان بگڑ جائے۔

## اعتراضِ دلیل:

۶۳: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (اور اگر آپ ان سے سوال کریں کس نے آسمان سے پانی اتارا پس اس سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کر دیا وہ ضرور کہیں گے۔اللہ تعالیٰ) یعنی وہ اس کا اقرار کرنے والے ہیں۔

## اقرارِ توحید نفی شرک میں ہے:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ (کہہ دیں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں)۔کہ اس نے زمین کو زندہ کرنے کے لئے پانی اتارا۔یا نمبر۲۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔اس طرح کہ میں بھی ان میں سے ہوں جو انہی باتوں کا اقرار اسی طرح کرنے والے ہیں جس طرح وہ ہیں۔پھر اس کا فائدہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنے میں ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے شریکوں کی نفی میں ہے۔میرا یہ اقرار مشرکین کے اقرار کی طرح معطل و بے کار اقرار نہیں۔ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (بلکہ ان کی اکثریت سمجھتی ہی نہیں)۔وہ اپنی عقول سے ان آیات میں غور ہی نہیں کرتے جو ہم ان کو دکھاتے ہیں اور جو دلائل ہم ان کے لئے قائم کرتے ہیں۔نمبر۲۔وہ اس بات کو سمجھتے ہی نہیں کہ تم اپنے الحمدللہ کے قول سے کیا ارادہ کرتے ہو۔

## حقارتِ دُنیا:

۶۴: وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ (اور یہ دنیا کی زندگی تو کھیل تماشا ہے)۔یعنی دنیا اہل دنیا کے لئے اپنے سرعتِ زوال اور انسانوں کے دنیا میں مرجانے سے اسی طرح ہے جیسے کہ بچے تھوڑی دیر کھیلتے ہیں اور پھر منتشر ہو جاتے ہیں اس میں دنیا کی تحقیر اور ان کے معاملے کا معمولی ہونا ظاہر کیا گیا ہے اور کس طرح اللہ تعالیٰ اس کی تحقیر بیان نہ فرمائیں جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر وزن نہیں رکھتی۔واللھو! جس سے انسان تھوڑی دیر تلذذ حاصل کرے اور وہ چیز اس کو کچھ دیر غافل کر دے پھر وہ ختم ہو جائے۔ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ (اور بیشک آخرت والا گھر البتہ وہی حقیقی زندگی ہے)۔یعنی ایسی



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى

سو جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خوب خالص اعتقاد کر کے اللہ کو پکارنے لگتے ہیں پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دے

الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ

دیتا ہے تو اچانک شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ ان چیزوں کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں دی ہیں اور تاکہ مزے اڑائیں، سو وہ عنقریب

يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ

جان لیں گے، کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنائی ہے اور ان کے گردوپیش کے لوگ اچک لئے جاتے ہیں،

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا۔ جو اللہ پر جھوٹ

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾

باندھے یا حق کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آجائے، کیا دوزخ کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے،

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ ۷ ع ۹ ۴

اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں تکلیفیں اٹھائیں ضرور ہم انہیں اپنی راہیں بتائیں گے اور بلاشبہ اللہ اچھے کام کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

زندگی جس میں موت نہیں بلکہ دوام ہے۔ گویا کہ وہ ذاتی اعتبار سے زندگی ہے۔ الحیوان ۔ یہ حَیّ کا مصدر ہے۔ قیاس کا تقاضا یہ تھا حییان۔ پھر یائے ثانیہ کو واؤ سے بدل دیا۔ اور اس طرح نہیں کہا۔ لھی الحیاۃ ۔

نکتہ: کیونکہ فعلان کے وزن میں حرکت واضطراب کا معنی پایا جاتا ہے اور حیات حرکت اور موت سکون کا نام ہے پس اس کو ایسے وزن پر لایا گیا جو حرکت کے معنی پر دلالت کرتا تھا تاکہ حیات کے معنی میں مبالغہ ظاہر کیا جاسکے۔ الحیوان پر وقف کریں گے۔ کیونکہ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ لو کانوا یعلمون حقیقۃ الدارین لما اختاروا اللھو الفانی اختار والفانی علی الحیوان الباقی ۔ اگر یہ لوگ جانتے ہوتے کہ دونوں جہاں کی حقیقت کیا ہے تو یہ فانی جہاں کو باقی رہنے والی زندگی پر ترجیح کبھی نہ دیتے۔ اگر وصل کریں تو اس صورت میں یہ الحیوان کا وصف بن جائے گا۔ جو ان کے علم کی شرط سے معلق ہوگا حالانکہ اس طرح نہیں۔ فافہم وتدبر۔

۶۵: فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ (اور :ب وہ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں)۔ یہ اس محذوف سے متصل ہے۔ جس پر ان کے بیان کردہ حالات اور معاملات دلالت کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ ان کے متعلق جیسا کہ بتلایا گیا کہ وہ مشرک اور معاند ہیں۔ پھر



BestUrduBooks.wordpress.com

جب وہ کشتیوں پر سفر کرتے ہیں۔ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (وہ اللہ تعالیٰ کو خالص مخلص ہو کر پکارتے ہیں)۔ان کی حالت اس مؤمن شخص جیسی ہو جاتی ہے۔جو خالص اللہ تعالیٰ کو پکارنے والا ہو اس طرح کہ وہ غیر اللہ کا مطلقاً تذکرہ بھی نہیں کرتے اور نہ اس کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارتے ہیں۔ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ (پس جب اللہ تعالیٰ ان کو خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے)۔اور وہ امن میں ہو جاتے ہیں۔ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ (اسی وقت وہ شرک کرنے لگتے ہیں) یعنی وہ حالت شرک کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

۶۶: لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ (ہم نے جو نعمت ان کو دی ہے وہ اس کا انکار کرتے رہیں)۔جو نعمت بھی ہم نے ان کو دی ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ لام کَیْ ہے اور اسی طرح لیتمتَّعُوْا میں بھی لام کَیْ مانا گیا ہے۔جنہوں نے کسرہ سے پڑھا ہے۔ای لِکی یکفروا تاکہ وہ ناشکری کریں۔و کَیْ یتمتعوا (تاکہ وہ نفع اٹھائیں)۔مطلب یہ ہوگا۔وہ اپنے شرک کی طرف لوٹنے والے ہیں تاکہ شرک کی طرف لوٹ کر وہ نعمت نجات کی ناشکری کر دیں اور اس سے ان کا مقصد دنیا سے نفع اٹھانا۔اور تلذذ حاصل کرنا ہے اور کوئی غرض نہیں۔اس کے بالمقابل حقیقی مخلص مؤمن اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر یہ ادا کرتے ہیں جب ان کو کنارے پر نجات میسر آتی ہے۔وہ نعمت نجات کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اضافہ کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔اس صورت میں یشرکون پر وقف نہ ہوگا۔

## دوسرا قول:

جنہوں نے اس کو لام امر قرار دیا ہے۔قراءت ابن کثیر' حمزہ و علی میں یہی ہے۔وَلْيَتَمَتَّعُوْا میں لام ساکن ہے۔اور یہ امر تہدیدی ہے۔جیسا کہ اس ارشاد میں ہے۔فمن شاء فلیؤمن و من شاء فَلْیکفر۔[الکہف ۲۹]

اس کی تحقیقات اصول فقہ میں ملاحظہ ہوں۔

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (عنقریب ان کو علم ہو جائے گا)۔جبکہ ان کی بری تدبیر ان کی تباہی کا باعث بنے گی۔

۶۷: اَوَلَمْ يَرَوْا (کیا ان اہل مکہ نے نہیں دیکھا)۔اَنَّا جَعَلْنَا (ہم نے ان کے شہر کو بنایا)۔ حَرَمًا (محفوظ و ممنوع) اٰمِنًا (امن والا) کہ اس میں داخل ہونے والے محفوظ و مامون ہیں۔ وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ (اور لوگ ان کے اطراف سے اُچک لیے جاتے ہیں)۔وہ قتل و قید سے مال چھین لیتے ہیں۔اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ (کیا وہ باطل پر یقین رکھتے ہیں) یعنی شیطان و اصنام پر۔ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ (اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں)۔نعمت سے مراد اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

## مفتری کی سزا جہنم:

۶۸: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ (اور وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے)۔کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی



BestUrduBooks.wordpress.com

شریک ہے۔ اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ (یا اس نے حق کو جھٹلایا)۔یعنی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا۔اور قرآن مجید کو جھٹلایا۔ لَمَّا جَآءَهٗ (جبکہ وہ اس کے پاس آچکا)۔جب سنا تو بلا سوچے سمجھے تکذیب کر دی۔اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ (کیا جہنم کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے)۔

نحو: یہ استفہام تقریری ہے کہ وہ جہنم میں ٹھکانہ پائیں گے۔کیونکہ ہمزہ انکاری جب نفی پر داخل کر دیا جائے۔تو ایجاب بن جاتا ہے۔مطلب یہ ہوگا۔خبردار وہ جہنم میں ٹھہریں گے۔وہ اس جیسی تکذیب اللہ تعالیٰ کے سلسلہ میں کر چکے ہیں اور اس جیسی تکذیب انہوں نے حق کے سلسلہ میں بھی کی ہے۔نمبر۲۔کیا یہ بات ان کے ہاں درست نہیں ہے۔کہ بلاشبہ جہنم منکرین کا ٹھکانہ ہے۔جبکہ انہوں نے اس جیسی جرأت کی ہے۔

قراءت: یہاں المثویٰ کا ذکر لنبوئنھم کی بجائے قراءت ثاء کی تائید کر رہا ہے۔

## علم کی کوشش والوں کو عمل کی راہ بتلائیں گے:

۶۹:وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا (اور وہ لوگ جنہوں نے کوشش کی)۔یہاں المجاھدۃ کو مطلقاً ذکر کیا گیا ہے۔اس کو مفعول سے مقید نہیں کیا گیا۔تاکہ ہر قسم کا مجاہدہ اس میں داخل ہو جائے خواہ وہ مجاہدہ نفس سے ہو یا شیطان یا اعدائے دین سے ہو۔ فِيْنَا (ہم میں)۔ہمارے بارے میں۔ہماری خاطر اور خالص ہماری رضامندی کے لئے۔ لَنَهْدِيَنَّهُمْ (ہم ضرور ان کی راہنمائی کریں گے)۔

# اقوالِ بزرگان

### قولِ ابو عمرو:

سبیل خیر کی طرف ان کی راہنمائی میں ہم اضافہ کر دیں گے۔اور توفیق شامل حال کر دیں گے۔

### قولِ دارانی:

والذین جاھدوا۔(جو انہوں نے جان لیا) ہم اس میں اس کی طرف ان کی راہنمائی کر دیں گے جس کو وہ نہیں جانتے۔

### ایک قول یہ ہے:

جس سے علم پر عمل کیا۔وہ جو نہیں جانتا اس کی بھی راہنمائی کر دی جائے گی۔

### ایک اور قول:

جو ہم اپنی جہالت پاتے ہیں۔ان چیزوں سے متعلق جو ہم نہیں جانتے وہ علم میں ہماری اپنی کوتاہی کی وجہ سے ہے۔

### قولِ فضیل رحمۃ اللہ علیہ:

وہ لوگ جو طلب علم میں مجاہدہ کرنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَنَهْدِيَنَّهُمْ (یعنی ہم ضرور ان کی راہنمائی کریں گے )۔یعنی عمل کی راہ بتلادیں گے۔

## قولِ عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے ہماری رضامندیوں کی کوشش کی۔تو ہم ضرور ان کی راہنمائی محل رضاء تک پہنچنے میں کریں گے۔

## قولِ ابن عباس رضی اللہ عنہما:

تم ہماری اطاعت میں کوشش کرو۔ہم ضرور تمہیں ثواب کے راستوں پر چلادیں گے۔

## قولِ جنید رحمۃ اللہ علیہ:

توبہ میں کوشش کرو ہم ضرور اخلاص کے راستوں کی راہنمائی کر دیں گے یا تم ہماری خدمت میں مجاہدہ کرو ہم ضرور اپنی مناجات کے راستے ان پر کھول دیتے ہیں اور ہم اپنے سے انس کی راہ کی طرف ان کی راہنمائی کردیتے ہیں۔

تم ہماری طلب میں ہماری رضا تلاش کرنے کی کوشش کرو۔تو ہم اپنے تک پہنچنے کے راستوں کی طرف راہنمائی کردیں گے۔وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہیں )۔نصرت ومعونت کے ساتھ دنیا میں اور ثواب ومغفرت کے ساتھ آخرت میں۔

آج شب ۲:۳۰ بجے سورۃ العنکبوت کا ترجمہ پایہ تکمیل کو پہنچا والحمد للہ علی ذلک ۵/فروری ۲۰۰۳ء ۴ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ الیلۃ الاربعاء



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ روم مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ساٹھ آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۝۱ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝۲ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝۳

الٓمّٓ ۝ روم والے زمین کے قریب والے حصے میں مغلوب ہوگئے، اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سال میں غالب ہو جائیں گے۔

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ

اللہ تعالیٰ ہی کے لیے اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور ایمان والے اس دن

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۴ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۵

خوش ہوں گے اللہ کی مدد کی وجہ سے وہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہے اور وہ زبردست ہے رحمت والا ہے،

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ يَعْلَمُوْنَ

اللہ نے وعدہ فرمایا ہے، اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا، اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، یہ لوگ دنیا والی زندگی کے

ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷

ظاہر کو جانتے ہیں اور وہ آخرت سے غافل ہیں۔

## غلبۂ روم کی عظیم پیشگوئی:

۱،۲،۳،۴: الٓمّٓ ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۔ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ (قریب ترین زمین میں رومی مغلوب ہوگئے)۔ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ (اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے۔ چند سال میں) الٓمّٓ ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ (یعنی فارس نے روم پر غلبہ پالیا)۔ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ (یعنی عرب کے قریب ترین علاقہ میں) الارض میں الف لام عہد کا ہے اور مراد اس سے سرزمین عرب ہے مطلب یہ ہے کہ رومی سرزمین کے قریبی علاقہ شام میں مغلوب ہوگئے ہیں نمبر۲۔ ارض سے رومیوں کی زمین مراد ہو۔ اس صورت میں الف لام مضاف الیہ کے قائم مقام ہوگا یعنی ان کا وہ علاقہ جو دشمن کے قریب تر ہے۔ ھم کی ضمیر الروم کی طرف راجع ہے۔ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ (وہ مغلوب ہونے کے بعد)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: الغَلْبُ ، الغَلَبُ لام کے سکون کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ دونوں مصدر ہیں جن کی اضافت مفعول کی طرف کی گئی ہے۔سَيَغْلِبُوْنَ (وہ فارس پر غلبہ پائیں گے )اس پر وقف نہ کیا جائے گا۔کیونکہ فی بضع سنین کا تعلق اس کے ساتھ ثابت ہو۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ بضع کا لفظ تین سے دس تک بولا جاتا ہے۔

## ایک قول:

روم وفارس کی جنگ اذرعات وبصریٰ کے درمیان پیش آئی جس میں فارس کو روم پر برتری حاصل ہوگئی۔فارس کا حکمران کسریٰ پرویز تھا۔یہ اطلاعات مکہ پہنچیں۔رسول اللہ اور مؤمنوں پر یہ بات گراں گزری کیونکہ اہل فارس مجوسی تھے جن کی کوئی کتاب نہ تھی اور رومی اہل کتاب تھے مشرکین نے اس پر خوشیاں منائیں اور مسلمانوں پر آوازیں کستے ہوئے کہنے لگے تم اور نصرانی اہل کتاب ہو اور ہم اور فارسی اَن پڑھ ہیں۔ ہمارے دوست تمہارے دوستوں پر غالب آ گئے۔ہم بھی تم پر یونہی غالب رہیں گے۔اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری۔ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کفار کو کہا اللہ تعالیٰ کی قسم ضرور رومی چند سالوں میں فارسیوں پر غالب آئیں گے۔ابی بن خلف نے یہ بات سنکر کہا تم جھوٹ بولتے ہو ابوبکر صدیق نے اس سے تین سال کی شرط پر دس اونٹنیاں طے کر لیں۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بضع کی بعید ترین مدت مقرر کرلو اور انعام میں بھی اضافہ کرو۔چنانچہ نو سال کی مدت پر ایک سو اونٹنیاں طے پا گئیں۔ابی بن خلف تو بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم سے مر گیا۔

حدیبیہ یا بدر کے دن رومیوں کو فارسیوں پر غلبہ حاصل ہوا۔ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مقررہ شرط کے مطابق ابی بن خلف کی اولاد سے شرط کا معاوضہ وصول کیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صدقہ کر دینے کا حکم فرمایا۔[ترمذی] یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر واضح دلیل ہے اور قرآن مجید کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ یہ علم غیب کی اطلاعات ہیں۔یہ موقعہ وہ تھا جب کہ قمار حرام نہ ہوا تھا۔

## قولِ قتادہ رحمہ اللہ:

اور مذہب امام ابی حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ یہ ہے کہ دارالحرب میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان عقود فاسدہ درست ہیں انہوں نے اسی واقعہ سے دلیل اخذ کی ہے۔

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ (پہلے پیچھے اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے )یعنی ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد یا جب وہ غالب ہوتے اور جب مغلوب ہوتے ہیں۔گویا اس طرح کہا گیا ان کے غالب ہونے سے پہلے (وہ ان کے مغلوب ہونے کا وقت ) اور ان کے مغلوب ہونے کے بعد (وہ ان کے غالب ہونے کا وقت )یعنی ان کا پہلے مغلوب اور پھر غالب ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم و تقدیر سے ہے۔جیسا کہ ارشاد فرمایا و تلك الايام نداولها بين الناس [آل عمران:۱۴۰] وَيَوْمَئِذٍ (اور اس دن ) اور جس دن



BestUrduBooks.wordpress.com

روم کو فارس پر غلبہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ غلبے کی صورت میں پورا ہوگا۔ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ (مؤمن خوش ہونگے)
۵: بِنَصۡرِ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کی مدد سے) اور اس کے اہل کتاب کو غیر اہل کتاب پر غلبہ دینے اور کفار مکہ جو آج کتاب والوں کی ناکامی پر خوش ہو رہے ہیں ان کو ناکامی کا غصہ دلانے سے۔

## ایک قول:

یہ ہے: اللہ تعالیٰ کی نصرت یہ ہے کہ ایمان والوں کی زبانی مشرکین مکہ کو پہنچائی گئی غلبہ روم کی خبر کو سچا کر کے دکھا دیا۔ ب یفرح سے متصل ہے اسی لئے اللہ پر وقف ہوگا نہ کہ المؤمنون بنصر اللہ پر۔ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ (وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ زبردست ہے) وہ اپنے دشمنوں پر غالب ہے۔ الرَّحِیۡمُ (رحمت والا ہے) اور اپنے دوستوں پر مہربان ہے۔
۶: وَعۡدَ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے) یہ مصدر مؤکد ہے کیونکہ وھم من بعد غلبھم سیغلبون وعد من اللہ للمؤمنین یعنی یہ آیت اللہ کے مؤمنین سے وعدہ پر دلالت کر رہی ہے۔ پس وعد اللہ یہ بمنزلہ وعداللہ المؤمنین وعدًا کے ہے۔

لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ (اللہ تعالیٰ اپنے عہد کی خلاف ورزی نہیں فرماتے) عہد سے مراد روم کو فارس پر غلبہ دینا ہے۔ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (لیکن لوگوں کی اکثریت جانتی نہیں) اس بات کو۔
۷: یَعۡلَمُوۡنَ (وہ جانتے ہیں)

نحو: یہ لا یعلمون کا بدل ہے۔

مَسْئَلَہ: اس میں اس بات کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔ کہ ایسا علم جو محض جہل ہو اس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اور جو علم دنیا سے آگے نہ بڑھے اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

ظَاھِرًا مِّنَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا (دنیا کی زندگی کے ظاہر کو)

فَائِدَہ: دنیا کا ایک ظاہر ہے اور ایک اس کا باطن ہے دنیا کا ظاہر وہی جو جہلاء کی نگاہوں میں ہے یعنی اس کی زیبائش پر مرے جانا اور اس کا باطن یہ ہے کہ آخرت کی گزرگاہ ہے یہاں سے آخرت کیلئے اعمالِ صالحہ کا زادِ راہ لیا جاتا ہے۔ آیت میں ظاہر کے لفظ کو نکرہ لا کر اشارہ کر دیا کہ یہ لوگ دنیا کے من جملہ مظاہر میں سے ایک مظہر کو صرف جانتے ہیں۔ وَھُمۡ عَنِ الۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ غٰفِلُوۡنَ (اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں)

نحو: دوسرا ھم مبتدا اور غافلون اس کی خبر ہے۔ اور یہ مکمل جملہ پہلے ھم کی خبر ہے۔

فَائِدَہ: اس میں وضاحت فرمائی کہ وہ غفلت کا اس قدر شکار ہیں گویا غفلت کا مرکز اور اس کی جائے قرار ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ مَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

کیا انہوں نے اپنے نفسوں میں غور نہیں کیا ، اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا نہیں فرمایا

إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ ﴿٨﴾

مگر حق کے ساتھ اور ایک معینہ مدت تک ، اور بلا شبہ بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ

کیا یہ لوگ زمین میں نہیں چلے پھرے، سو دیکھ لیتے کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے،

كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَ

وہ لوگ قوت کے اعتبار سے ان سے بڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے زمین کو بویا جوتا اور اس سے زیادہ آباد کی جتنا ان لوگوں نے آباد کیا ہے،

جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ

اور ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں لے کر آئے، سو اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا، اور لیکن وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم

يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ

کرتے تھے پھر جن لوگوں نے برے کام کیے ان لوگوں کا برا انجام ہوا، اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا

وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ ﴿١٠﴾ ع

اور وہ ان کا مذاق بناتے تھے۔

## دل کی حکمتوں پر غور:

۸: أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم (کیا وہ اپنے نفسوں کے متعلق نہیں سوچتے) نمبرا۔ اس کے ظرف ہونے کا احتمال ہے گویا اس طرح کہا گیا: اولم یثبتوا التفکر فی انفسھم یعنی کیا وہ اپنے نفوس میں تفکر کو قائم نہیں کرتے وہ دل جو کہ فکر سے فارغ ہیں حالانکہ تفکر کا تو مقام ہی دل ہے لیکن اس میں سوچنے والوں کی حالت کی مزید تصویر کشی فرمائی گئی جیسا کہتے ہیں اعتقدہ فی قلبك میں تمہارے دل میں اس کا اعتقاد کرتا ہوں حالانکہ اعتقاد کا تو محل ہی دل ہے۔

نمبر۲۔ تفکر کا صلہ ہے جیسا کہتے ہیں تفکر فی الامر واجال فیه فکرہ ۔ اس نے معاملے کو سوچا اور اپنی فکر اس میں دوڑائی۔ اس کے مطابق آیت کا معنی یہ ہے۔ کیا انہوں نے اپنے ان دلوں میں سوچا نہیں جو دل ان کے اس مخلوق سے قریب تر ہیں اور وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ان کے احوال کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے پس ان کو چاہیئے کہ جو ظاہری و باطنی عجیب و غریب حکمتیں اس دل میں ودیعت کر رکھی ہیں ان پر غور کریں۔ اس لئے کہ وہ تدبیر پر دلالت کرنے والی ہیں بے توجہی ان سے مناسب نہیں اور ضروری ہے کہ اس کی انتہاء ایک ایسے وقت پر ہو جس میں احسان کا بدلہ احسان سے دیا جائے۔ اور برائی کا بدلہ اسی جیسا ملے تا کہ اس وقت تمام مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ تمام مخلوق کا معاملہ محض حکمت و تدبیر سے چل رہا ہے اور اس کا ایک آخری وقت ہونا چاہیے۔ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ (اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کی درمیانی کائنات کو برحق ہی پیدا کیا ہے) یہ قول محذوف کا متعلق ہے اس کا معنی یہ ہے اولم یتفکروا فیقولوا ھذا القول کیا وہ سوچتے نہیں کہ وہ یہ بات کہتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ سوچتے نہیں اگر وہ سوچتے تو جان لیتے کیونکہ کلام میں اس کی دلیل موجود ہے۔

## حکمت بالغہ بنایا:

اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى (مگر حق کے ساتھ اور ایک وقت مقررہ کے ساتھ) یعنی ان کو باطل اور عبث نہیں بلکہ حکمت بالغہ کے ساتھ بنایا ہے اور ان کو ہمیشہ باقی رہنے کیلئے بھی نہیں بنایا۔ بلاشبہ ان کو حق کے ساتھ حکمت سے پُر بنایا اور ایک مقررہ اندازہ سے پیدا کیا اس کا اختتام ضروری ہے۔ اور اسی کا نام قیام قیامت اور وقت حساب اور ثواب و عقاب کی گھڑی ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو غور سے دیکھو افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون کیا تم نے گمان کر لیا کہ ہم نے تمہیں بے کار بنایا اور تم ہماری طرف لوٹائے نہ جاؤ گے کس طرح ان کے بغیر لوٹانے کے یونہی چھوڑ دینے کو عبث فرمایا؟

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ (اور بلاشبہ بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات) لقاء سے بعث و جزاء مراد ہے۔ لکافرون (کے انکاری ہیں) ضد سے نہیں مانتے۔

## قولِ زجاج رحمۃ اللہ علیہ:

اپنے رب کی ملاقات سے انکاری ہیں۔

۹: اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ (کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ وہ دیکھتے کس طرح ان لوگوں) عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (کا انجام ہوا جو ان سے پہلے ہوئے) یہ استفہام تقریری ہے کہ وہ شہروں میں چلے پھرے ہیں اور انہوں نے عاد و ثمود وغیرہ سرکش اقوام کے تباہ شدہ مقامات دیکھے ہیں۔ پھر ان اقوام کی تھوڑی حالت ذکر فرمائی كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً (وہ ان سے طاقت میں زیادہ تھے)۔ وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ (انہوں نے زمین کو آباد کیا) زمین میں کھیتی باڑی کی۔ وَعَمَرُوْهَآ (اور اس کو آباد کیا) ان تباہ ہونے والوں نے اَكْثَرَ (ان سے زیادہ)

نحو: یہ مصدر محذوف کی صفت ہے مما عمروھا کا ما مصدریہ ہے۔

مِمَّا عَمَرُوْهَا (اہل مکہ کے تعمیر کرنے سے) وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (اور ان کے رسول ان کے پاس دلائل



BestUrduBooks.wordpress.com

لائے ) یہاں وقف کیا جائے گا کیونکہ حذف ہے تقدیر کلام یہ ہے فلم یؤمنوا فاھلکوا ان کے رسول ان کے پاس دلائل لاتے پس وہ ایمان نہ لائے تو ہلاک کردیے گئے۔

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ (اللہ تعالیٰ ایسے تو نہیں کہ ان پر ظلم کریں) ان کی ہلاکت ظلماً نہ تھی۔ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (لیکن وہ اپنے نفوس پر ظلم کرنے والے تھے) اس طرح کہ وہی اعمال کرنے لگے جوان کی ہلاکت کا باعث بنے۔

۱۰: ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْۤاٰى (پھر ان لوگوں کا انجام جنہوں نے بدی کی تھی بہت براہوا)۔

قراءت: عاقبۃ کو شامی وکوفی قراء نے منصوب پڑھا ہے۔

السُّوآی یہ اسوأ کی تانیث ہے اور اس کا معنی قبیح ترین جیسا کہ حسنٰی احسن کی تانیث ہے۔

نحو: کان کا اسم ہونے کی وجہ سے یہ مرفوع ہے۔ یہ ان کے نزدیک ہے جنہوں نے عاقبۃ کو خبر کی وجہ سے نصب دیا ہے۔ نمبر۲۔ جنہوں نے عاقبۃ کا رفع پڑھا انہوں نے اس کو محلاً منصوب قرار دیا ہے۔ معنی یہ ہے دنیا میں ان کا نتیجہ تباہی ہوا پھر ان کا انجام بہت ہی برا ہے۔ یہاں ضمیر کی بجائے اسم ظاہر الذین اساؤوا کو لائے۔ مطلب اس طرح ہے وہ سزا جو کہ بدترین سزا آخرت میں دی جانے والی ہے وہ وہی آگ ہے جو کفار کیلئے تیار کی گئی۔ اَنْ كَذَّبُوْا (اس وجہ سے کہ انہوں نے جھٹلایا)

نحو: اس سے پہلے لام تعلیلیہ ہے۔ لان نمبر۲۔ بان سببیہ ہے۔ اس صورت میں اساؤوا کا معنی کفروا ہوگا۔

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ (اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ اور وہ ان معجزات کا مذاق اڑانے والے تھے) یعنی پھر کفار کا انجام آگ ہوگا اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور ان کا مذاق اڑایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

اللہ مخلوق کو ابتداءً پیدا فرماتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا فرمائے گا، پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرمین ناامید ہوکر

الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ

رہ جائیں گے اور ان کے شرکاء میں سے کوئی بھی سفارش کرنے والا نہ ہوگا اور وہ اپنے شرکاء کے

كٰفِرِيْنَ ۝۱۳ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝۱۴ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

منکر ہوں گے، اور جس دن قیامت قائم ہوگی، اس دن لوگ متفرق حالتوں میں ہوں گے۔ سو جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ۝۱۵ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

نیک عمل کیے وہ باغ میں مسرور ہوں گے، اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو اور

بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝۱۶ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ

آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا، سو یہ لوگ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے، سو تم اللہ کی تسبیح بیان کرو

حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝۱۷ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

شام کے وقت اور صبح کے وقت۔ اور اسی کے لیے سب تعریف ہے آسمانوں میں اور زمین میں

عَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝۱۸ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ

اور دن کے پچھلے اوقات میں اور دوپہر کے وقت اس کی تسبیح بیان کرو۔ وہ جاندار کو بے جان سے باہر لاتا ہے اور بے جان کو جاندار سے

الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝۱۹ ع ۵ رکوع ۲

نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندگی بخشتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

۱۱: اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ (اللہ تعالیٰ ہی نے مخلوق کو اول مرتبہ پیدا کیا) ثُمَّ يُعِيْدُهٗ (پھر وہی ان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے)۔ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (پھر اسی ہی کی طرف تمہاری واپسی ہوگی)

قراءت: ابوعمرو اور سہل نے یرجعون یاء سے پڑھا ہے۔

۱۲: وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ (اور جب قیامت قائم ہوگی ناامید ہوں گے) مایوس وحیران ہونگے عرب کہتے ہیں ناظرتہ فابلس جبکہ بول نہ سکے اور دلیل پیش کرنے سے مایوس ہو جائے۔ الْمُجْرِمُوْنَ (مجرم) یعنی مشرکین۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۳: وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآءِهِمْ (اور ان کے شرکاء میں سے کوئی بھی نہ ہوگا) ان میں سے جن کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سواء عبادت کی ہوگی اور ان کو سفارشی فرض کیا۔ شُفَعٰٓؤُا (سفارشی) کتابت قرآن میں یہ لفظ الف سے قبل واؤ سے ہی لکھا جائے گا۔ جیسا کہ علمٰؤا بنی اسرائیل لکھا جاتا ہے۔ السوٰای کا لفظ بھی یاء سے قبل الف کے ساتھ اس ہمزہ کو قائم رکھتے ہوئے اس حرف کی صورت میں جس سے اس کی حرکت ہے۔

وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ (وہ اپنے شرکاء کے انکاری ہو جائیں گے) نمبرا۔ وہ اپنے شرکاء کا شدت وقوت سے انکار کر دیں گے۔ نمبر۲۔ دنیا میں وہ ان شرکاء کی وجہ سے کافر بنے۔

۱۴: وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ (اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن وہ سب منتشر ہو جائیں گے)

نحو: یتفرقون کی ضمیر کا مرجع مؤمن و کافر سب ہیں۔ اسلئے کہ مابعد اس پر دلالت کر رہا ہے۔

## مؤمن کا اکرام ہوگا:

۱۵: فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ (پھر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کیے وہ باغات) فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ (میں مزے لے رہے ہونگے) روضة باغ کو کہتے ہیں اس کو نکرہ لائے کیونکہ اس کا معاملہ مبہم ہے اور تنوین تفخیم شان کیلئے ہے یحبرون اتنا خوش ہونا جس سے چہرہ ٹمٹمانے لگے اور خوشی کا اثر چہرے پر نظر آئے۔ پھر اس میں اختلاف ہے کیونکہ خوشی کی وجوہ بہت ہیں۔ نمبرا۔ ان کا اکرام کیا جائے گا۔ نمبر۲۔ زیور پہنائے جانا۔ نمبر۳۔ جنت میں سریلی آواز کا سننا۔

۱۶: وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ (اور پھر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا) لقائ الآخرۃ سے بعث بعد الموت مراد ہے۔ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ (وہ لوگ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے) اقامت پذیر ہونگے اور اس سے غائب نہ ہونگے اور نہ ان سے عذاب کو ہلکا کیا جائے گا جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

وما هم بخارجين منها [المائدہ: ۳۷]

## پانچوں نمازیں:

۱۷: جب وعدے اور وعید کا ذکر کیا تو اس کے بعد ایسی چیز ذکر کی جو وعدے تک پہنچانے والی اور وعید سے محفوظ کرنے والی تھی۔ پس فرمایا۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ (پس تم اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرو) اس سے مراد ظاہری تسبیح ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو عیب سے پاک قرار دینا ہے اور ان اوقات میں ان کی خیر سے تعریف کرنا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ظاہری نعمتوں کی تجدید ہوتی ہے۔ نمبر۲۔ نماز مراد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کیا پانچ نمازیں قرآن سے ثابت ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں اور یہ آیت تلاوت فرمائی یہ مصدر ہونے کی بناء پر منصوب ہے مطلب یہ ہے اس چیز سے پاک قرار دو جو اس کی ذات کے مناسب نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر نماز پڑھو۔ حِيْنَ تُمْسُوْنَ (جب تم شام کرتے ہو) اس میں نماز مغرب و عشاء آگئیں۔ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ



BestUrduBooks.wordpress.com

(جب تم صبح کرتے ہو) اس میں نماز فجر آ گئی۔

۱۸: وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اسی ہی کیلئے تعریف آسمانوں اور زمین میں ہے) یہ جملہ معترضہ ہے سمجھدار لوگ جو آسمان و زمین میں ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا چاہیے۔

نحو: في السمٰوٰت یہ الحمد سے حال ہے۔

وَعَشِيًّا (اور پچھلے پہر)۔اس میں صلاۃ العصر آ گئی۔

نحو: اس کا عطف حین تمسون پر ہے۔وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ (اور جب تم دوپہر کرتے ہو) اس میں صلاۃ الظہر آ گئی۔عرب کا محاورہ ہے۔ اظهر ای دخل فی وقت الظهر۔ وہ وقت ظہر میں داخل ہوا۔ اکثر مفسرین کا قول یہ ہے پانچوں نمازیں مکہ میں فرض ہوئیں۔

۱۹: يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ (وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے) پرندہ انڈے سے یا انسان نطفہ سے یا مؤمن سے کافر۔وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (اور میت کو زندہ سے نکالتا ہے) انڈہ پرندے سے یا انسان سے نطفہ یا مؤمن سے کافر۔

قراءت: المیّت میں الْمَيْت دونوں مقام پر مکی وشامی، ابوعمرو، ابوبکر، حماد نے تخفیف سے پڑھا ہے۔اور دیگر نے تشدید سے۔

وَيُحْيِ الْاَرْضَ (اور وہ زمین کو زندہ کرتا ہے)۔نباتات کے ذریعہ اس کے مرجانے کے بعد بَعْدَ مَوْتِهَا (مردہ ہونے کے بعد) زمین کے مرجانے سے خشک ہونا مراد ہے۔وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ (اور اسی طرح تمہیں نکالا جائے گا)۔

قراءت: حمزہ، علی، خلف نے تَخرُجُوْن پڑھا ہے۔یعنی اس نکالنے کی طرح تم اپنی قبور سے نکلو گے۔

## ان آیات کا عظیم ثواب:

كذلك کی کاف محل نصب ہے اور تخرجون اس کا عامل ہے مطلب یہ ہے ابداء اور اعادہ اس کی قدرت میں برابر ہیں۔ جو کہ مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ سے نکالنے پر قدرت رکھتا ہے۔روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے سبحان الله حين تمسون۔ تین مرتبہ اور سورۂ صافات کی آخری آیات ہر فرض نماز کے بعد پڑھیں آسمان کے ستاروں کے عدد کی مناسبت سے اور بارش کے قطرات کی گنتی کے مطابق اور اسی طرح درختوں کے پتے اور ریت کے ذرات کے مطابق نیکیاں ملیں گی۔اور جب وہ مرجائے گا تو ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں اس کی قبر میں حاصل ہونگی اور انہی سے رسول ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا جس نے صبح کے اوقات میں سبحان الله حين تمسون و حين تصبحون سے الی قوله و كذلك تخرجون پڑھا۔اس کو وہ سب کچھ مل جائے گا جو اس سے اس دن میں رہ گیا اور جس نے شام کے وقت پڑھ لیا، اس نے رات میں فوت شدہ وظیفہ کا ثواب پالیا۔ [رواہ ابوداؤد: ۵۰۷۶]

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَمِنْ

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا پھر اچانک تم آدمی بن کر پھیلے ہوئے پھرتے ہو۔ اور اس کی

اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ

قدرت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان کے پاس آرام کرو اور تمہارے درمیان

مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ

محبت اور ہمدردی پیدا فرمادی۔ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر کرتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں کا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

پیدا فرمانا اور تمہاری بولیوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا ہے۔ بلا شبہ اس میں جاننے والوں کے لیے

لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ

نشانیاں ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا ہے رات میں اور دن میں اور تمہارا تلاش کرنا ہے اس کے فضل کو۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا

بلا شبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے جس سے ڈر ہوتا ہے

وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور امید بھی اور وہ آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو زندہ فرمادیتا ہے اس کی موت کے بعد، بلاشبہ اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ

ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں، پھر

اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

جب وہ تم کو پکار کر زمین سے بلائے گا تو تم اسی وقت نکل پڑو گے، اور اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ

میں ہے سب اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ اور وہی ہے جو مخلوق کو پیدا فرماتا ہے پھر اسے لوٹائے گا اور وہ اس پر زیادہ آسان

عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٧﴾ ع رکوع ۸

ہے اور اسی کیلئے شان اعلیٰ ہے آسمانوں میں اور زمین میں، اور وہ عزت والا ہے حکمت والا ہے۔

## دلائل قدرت انسانی تخلیق:

۲۰: وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ (اور اس کی ربوبیت اور قدرت کی علامات میں سے ہے)۔ اَنْ خَلَقَكُمْ (تمہارا پیدا کرنا ہے)۔ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ (مٹی سے پھر کچھ مدت کے بعد تم آدمی بن کر) کم سے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد مراد ہے۔ تَنْتَشِرُوْنَ (تم پھیلے پھرتے ہو) تم ان چیزوں میں تصرف کرتے ہو جن میں تمہارا سامانِ معیشت ہے۔

نحو: اذا مفاجات کیلئے ہے تقدیر کلام اس طرح ہے ثم فا جا تم وقت کونکم بشرا منتشرین فی الارض پھر اچانک تمہارے بشر بن جانے پر تم زمین میں پھیلے پھرتے ہو۔

## ازواج کا پیدا کرنا:

۲۱: وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا (اور اس کے نشانہائے قدرت میں سے یہ ہے کہ تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تمہیں ان کے پاس آرام ملے) یعنی حواء کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا فرمایا اور ان کے بعد عورتوں کو مردوں کی صلب سے پیدا فرمایا۔ یہ من ابتدائیہ ہے یا تمہاری ہم شکل اور ہم جنس کسی اور جنس سے نہیں اس صورت میں من بیانیہ ہے کیونکہ دونوں ایک جنس ہوں تو الفت وسکون ہوتا ہے۔ اور دو مختلف جنسیں ہوں تو نفرت۔ عرب کہتے ہیں سکن الیه ای مال الیه۔ وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (اور تمہارے مابین دوستی اور مہربانی بنا دی) ازواجی تعلق سے باہمی محبت و رحمت پیدا کر دیا۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

المودة یہ جماع سے کنایہ ہے۔ اور رحمت سے مراد اولاد ہے۔ ایک قول یہ ہے مودت کا لفظ جوان کے لئے استعمال ہوا اور رحمت کا لفظ بوڑھی کیلئے۔ اور ایک قول یہ ہے مودت و رحمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور تفرک شیطان کی طرف سے یعنی بغض جو میاں بیوی کے درمیان ہو۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (اس میں البتہ نشانیاں ہیں سوچ و بچار والی قوم کیلئے) پس وہ جانتے ہیں کہ دنیا کا قیام و بقاء تناسل کے سبب سے ہے۔

## تخلیق ارض وسماء اختلافِ رنگ:

۲۲: وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کی پیدائش) وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ (اور تمہاری بولیوں کا مختلف ہونا ہے) نمبرا: السنہ سے مراد لغات کا مختلف ہونا، نمبر۲۔ بولنے کے طریقوں اور آوازوں کی کیفیتوں کا مختلف ہونا۔ وَاَلْوَانِكُمْ (اور تمہارے رنگوں کا) سیاہ، سفید وغیرہ۔ اور اسی اختلاف سے تعارف و پہچان پیدا ہوئی ورنہ اگر انسان باہمی ہم شکل اور ایک طرح کے ہوتے تو التباس اور تجاہل پیدا ہوتا اور مصلحتیں معطل ہو کر رہ جاتیں۔ اس میں واضح علامت قدرت ہے۔ ایک باپ اور ماں سے پیدا ہوئے اور ان کی کثرت تعداد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا مگر تمام میں باہمی فرق پایا جاتا

ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ (بلاشبہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں جاننے والوں کیلئے) عالمین یہ عالِمؐ کی جمع ہے۔
قراءت: حفص نے عالِمِین کسرہ سے عالم کی جمع اور کسرہ کیلئے یہ آیت شاہد ہے وَمَا یعقلھا الا العالمون [العنکبوت:۴۳]

## رات کی نیند:

۲۳: وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ اور اس کے نشانہائے قدرت میں سے تمہارا یہ رات کو سونا) وَالنَّھَارِ وَابْتِغَآؤُکُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ (اور دن کو اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرنا) نمبرا۔ یہ لف ونشر مرتب ہے ومن آیاتہ منامکم وابتغاؤکم من فضلہ بالّیل والنھار۔ البتہ اول دونوں ساتھیوں میں اور پچھلے دونوں ساتھیوں میں فاصلہ کیا گیا۔ نمبر۲۔ تمہارا دونوں زمانوں میں نیند کرنا اور دونوں میں رزق طلب کرنا۔

## مسلکِ جمہور:

اول زیادہ بہتر ہے کیونکہ قرآن مجید میں بار بار استعمال ہوا ہے اور سب سے درست معنی وہ ہے جس کو قرآن بیان کرے۔
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ (بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں سننے والی قوم کیلئے) یسمعون سے مراد تدبر کے ساتھ یاد رکھنے والے کانوں سے سننا مراد ہے۔

## بادل کا پانی اُتارنا:

۲۴: وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ (اور اس کے نشانہائے قدرت میں سے یہ ہے کہ وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے)۔
نحو: یُریکم میں دو صورتیں ہیں۔ نمبرا۔ اَنْ کو مضمر مان لیں جیسا کہ قراءت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے۔ (تمہارا بجلی دیکھنا) نمبر۲۔ فعل کو مصدر کی جگہ لیا گیا۔ اس مثال کی تشریح اسی طرح کی جاتی ہے تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ۔ ای ان تسمع او سماعك خَوْفًا (ڈر کی بناء پر) کڑک سے یا سیلاب سے ڈر کر وَّ طَمَعًا (اور طمع میں) بارش کی۔ نمبر۲۔ خطرہ مسافر کیلئے اور طمع مقیم کیلئے ہے۔
نحو: یہ مفعول لہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام قرار دیا ای ارادۃ خوف وارادۃ طمع۔ نمبر۲۔ نصب حال ہونے کی بناء پر ہے۔ ای خائفین و طامعین اس حال میں کہ وہ خوف کرنے والے اور طمع کرنے والے ہوتے ہیں۔
وَّ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ (اور وہ آسمان سے اتارتا ہے)۔ قراءت: مکی وبصری علماء نے تخفیف سے ینْزِلُ پڑھا ہے۔ مَآءً (پانی) یعنی بارش فَیُحْیٖ بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (پس وہ اس کے ساتھ زمین کے بنجر ہو جانے کے بعد اس کو زندہ کرتا ہے بیشک اس میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں) یعقلون سے مراد عقلوں سے سوچ بچار کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## آسمان وزمین کا قیام:

۲۵: وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ (اوران کی نشانیوں میں سے کھڑا ہونا) بغیر ستونوں کے قائم رہنا۔ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ (آسمان اورزمین کااسی کے حکم سے ہے) اس کے قائم کرنے نمبر۲۔ اس کی تدبیر وحکمت سے ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ (پھر جب وہ تمہیں بلائے گا) اُٹھنے کیلئے۔

دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ (بلانا یکدم توتم زمین سے نکل کھڑے ہوگے) اپنی قبورسے۔

یہ جملہ بھی مفرد کے موقع پر معنوی اعتبار سے یریکم کی طرف واقع ہے۔ گویا اس طرح فرمایاو من آیاته قیام السمٰوٰت والارض واستمساکها بغیر عمدٍ ثم خروج الموتٰی من القبور اذا دعاهم دعوة واحدة یاهل القبور اخرجوا۔ اوراس کے نشانات قدرت میں آسمان وزمین کا قائم رکھنااور بغیر ستون کے ان کا ٹھہرانا پھر قبروں سے مردوں کا نکلنا جب کہ ان کو ایک ہی آوازیاهل القبور اخرجوا سے دی جائے گی۔ مقصد یہ ہے کہ بلاتوقف یہ بات پائی جائے گی ثم کے ذریعے اس کوقیام السمٰوٰت والارض پر عطف کیا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ معاملہ بہت بڑا ہوگااوراس چیز پراللہ تعالیٰ کومکمل قدرت حاصل ہے کہ وہ اس طرح فرمائیں اے قبروں والو! اٹھو! تو ایک فرد بھی اولین واخرین میں نہ رہے گا مگر کہ وہ کھڑا جھانک رہا ہوگا۔ جیسا کہ فرمایاثم نفخ فیه اخری فاذاهم قیام ینظرون [الزمر:۶۸]

نحو: پہلا اذا شرط کا معنی دے رہا ہے۔اوردوسرا مفاجات کیلئے ہےاور یہ جواب شرط میں آنے والی فاء کے قائم مقام ہوتا ہے۔ من الارض یہ فعل کے متعلق ہے مصدر سے نہیں اوراس محاورہ دعوته من مکان کذامیں مکانك مراد ہو یامکان صاحبك ہو۔

## تمام اس کے غلام:

۲۶: وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ (اوراسی ہی کے لئے ہے جوآسمان وزمین ہیں اورتمام اس کے سامنے عاجزی کرنے والے ہیں) وہ اس کے مطیع ہیں کیونکہ اس کے افعال کا وجودان میں پایا جاتا ہےان سے رک نہیں سکتایااس کی غلامی کااقرارکرنے والے ہیں۔

## اعادۂ خلق اس کے لئے بہت آسان ہے:

۲۷: وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ (اوروہ وہی ذات ہے جس نے مخلوق کی ابتداء کی پھر وہی اس کااعادہ کرے گا) وہ ان کو پیدا کرتا ہے پھران کودوبارہ اٹھانے کیلئے زندہ کرے گا۔وَهُوَ (اوروہ) بعث اَهْوَنُ (زیادہ آسان ہے)۔ عَلَيْهِ یہ عندکم کے معنی میں ہے کیونکہ اعادہ تمہارے ہاں نئے سرے سے پیدا کرنے کی نسبت آسان ہے، پھرتم اعادہ کا کیوں انکار کرتے ہو۔

نکتہ: هوا هون علیه میں صلہ کومؤخرکیااورهو علیّ هیّن [مریم:۹] میں مقدم کیا۔ کیونکہ وہاں مریم میں تخصیص مقصود ہے گویا اختصاص کا کوئی مقصد نہیں اس لئے مؤخر کردیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ

اللہ نے تمہارے سے ایک مثال بیان فرمائی جو تمہارے نفسوں کے اندر سے ہے جن کے تم مالک ہو کیا ان میں سے کوئی اس مال میں شریک ہے

فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ كَذٰلِكَ

جو ہم نے تمہیں دیا کہ وہ اور تم اس میں برابر ہو تم ان سے اسی طرح ڈرتے ہو جیسا اپنے نفسوں سے ڈرتے ہو، ہم اسی طرح

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ

آیات کو بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے ظلم کیا وہ بغیر علم کے اپنی خواہشوں کا اتباع کرتے ہیں،

فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾

سو جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کون ہدایت دے گا اور کوئی بھی ان کے لیے مددگار نہ ہوگا۔

## قولِ ابوعبیدہ وزجاج وقتادہ رحمہم اللہ:

اھون یہاں ھین کے معنی میں ہے اور اس کا استعمال ذات باری تعالیٰ کیلئے کیا جاتا ہے۔ یہاں اھون بمعنی کان ذلك علی الله یسیرًا کے ہے۔ جیسا کہ اللہ اکبر بمعنی کبیر ہے۔

اعادہ اگرچہ اپنی ذات کے اعتبار سے بہت بڑا ہے مگر انشاء کے مقابلہ میں آسان تر ہے۔ نمبر۲۔ وہ مخلوق کے مقابلہ میں پیدا کرنے سے آسان تر ہے کیونکہ ایک ہی آواز سے انکا کھڑے ہو جانا یہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ سے تکمیل تخلیق تک مقابلہ میں آسان تر ہے۔

## سب سے بلند ترین وصف وحدانیت:

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اسی کی شان اعلیٰ ہے آسمانوں اور زمین میں) یعنی ایسی اعلیٰ صفت و تعریف جو اس کے سوا اور دوسرے کیلئے نہیں اور وہ اس کے ساتھ مشہور ہے اور اسی سے اس کی آسمان وزمین میں مخلوقات کی زبان پر تعریف کی جاتی ہے۔ اور دلائل کی زبان سے بھی ثناء بیان کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ ممکنات کی ہر چیز کے انشاء واعادہ پر پوری قدرت رکھتا ہے اس سے کسی طور پر عاجز نہیں اور وَهُوَ الْعَزِيْزُ کی صفت اس پر دلالت کرتی ہے عزیز کا معنی جو ہر مقدور پر زبردست غالب ہو۔ الْحَكِيْمُ (وہ حکمت والے ہیں) اس کا ہر فعل حکمت وعلم کے مطابق چل رہا ہے۔

## قولِ ابن عباس رضی اللہ عنہما:

المثل الا علی سے مراد کمثلہ شیء وھوا لسمیع البصیر [الشوریٰ:۱۱] ہے۔ قول مجاہد رحمہ اللہ: اس سے مراد لا الہ الا اللہ ہے اور اس کا معنی یہ ہے سب سے بلند ترین وصف وحدانیت اسی ہی کیلئے ہے اور اگلی آیت اس کی تائید کرتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۸: ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (اللہ تعالیٰ ایک مضمون تمہارے ہی حالات میں سے بیان کرتے ہیں) یہ مثال ان لوگوں کے لئے بیان فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کا شریک تجویز کرتے ہیں۔

نحو: مِن یہ ابتدائیہ ہے گویا اس طرح فرمایا۔اس نے ایک مثال لی اور وہ تمہارے سب سے قریب چیز یعنی تمہارے نفوس سے لی ہے۔هَلْ لَّكُمْ (کیا تمہارے لیے ہے) اے آزاد لوگو! مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (ان میں سے جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں) یعنی تمہارے غلاموں میں سے۔

نحو: مِن تبعیضیہ ہے۔

مِّنْ شُرَكَآءَ (کوئی شریک)

نحو: مِن تاکیدِ استفہام کیلئے لایا گیا ہے جو کہ نفی کے قائم مقام ہے اس کا معنی یہ ہے کیا تم اپنے نفوس کیلئے پسند کرتے ہو۔ (حالانکہ تمہارے غلام تمہاری طرح انسان ہیں اور غلاموں کی طرح غلام ہیں) کہ وہ تمہارے ساتھ برابر کے شریک ہوں۔فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ (اس روزی میں جو ہم نے تمہیں دی) یعنی اموال وغیرہ۔فَاَنْتُمْ (پس تم) اے آزاد اور مملوک لوگو! فِيْهِ (اس رزق میں) سَوَآءٌ (برابر ہو) آزاد غلام کے فرق کے بغیر تمہارے غلام تمہارے اموال میں تمہاری طرح کار مختار ہوں۔ تَخَافُوْنَهُمْ (تمہیں ان کا خطرہ لگا رہتا ہو)۔

نحو: یہ سواء کی ضمیر فاعلی سے حال ہے یعنی اے سادات! تمہیں اپنے غلاموں کا خطرہ اپنے اموال و جائیداد کے متعلق لگا رہتا ہو کہ تم ان کی اجازت کے بغیر اس میں کوئی حکم نافذ نہ کرتے ہو کہ کہیں وہ تمہیں روک ٹوک کریں۔

كَخِيْفَتِكُمْ (جیسا کہ تم اندیشہ کرتے ہو) اَنْفُسَكُمْ (اپنے لوگوں کا) جیسا تم آزاد لوگ ایک دوسرے سے مشترک چیز میں اندیشہ کرتے ہو۔پس جب تم اپنے نفوس کے متعلق یہ بات پسند نہیں کرتے تو پھر کیونکر یہ چیز تم رب الارباب اور مالک الاحرار والعبید کے لئے پسند کرتے ہو۔کہ اس کے بعض غلاموں کو اس کا شریک بناؤ۔

كَذٰلِكَ (اسی طرح) کاف یہاں محل نصب میں واقع ہے یعنی اس تفصیل کی طرح۔نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ (ہم آیات کی تفصیل کرتے ہیں) یعنی وضاحت کرتے ہیں کیونکہ تمثیل معانی کو کھولتی اور واضح کرتی ہے۔لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (عقل مند لوگوں کیلئے) جو امثلہ میں غور کرتے ہیں۔

۲۹: جب انہوں نے اس سے اثر نہ لیا تو ان سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا۔بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا (بلکہ ظالموں نے اتباع کی) ظلموا یعنی شرک کر کے اپنے اوپر ظلم کیا۔جیسا ان الشرك لظلم عظیم [لقمان:۱۳] میں ہے۔

اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ (اپنی خواہشات کی بغیر علم کے) ای اتبعوا اھوا ء ھم جاھلین جہالت کا ارتکاب کرتے ہوئے انہوں نے اپنی خواہشات کی اتباع کی۔

فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ (جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا اس کو کون ہدایت دے سکتا ہے) اضل اللہ ای اضلہٗ



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا

آپ ایک طرف ہو کر اسی دین کی طرف اپنا رخ رکھئے ، اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کیجئے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے، اللہ کی

تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

تخلیق میں تبدیلی نہیں ہے، یہ دین قیم ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ،

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾

اللہ کی طرف رجوع ہو کر اس کی فطرت کا اتباع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مختلف گروہ ہو گئے ہر گروہ اس چیز پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔

اللہ ضمیر مفعولی حذف ہے۔ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (اور ان کیلئے کوئی مددگار نہ ہوگا) جو عذاب کے سلسلہ میں ان کی مدد کر سکے۔

## دین پر استقامت اختیار کرو:

۳۰: فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ (پس آپ اپنا رخ سیدھا دین کی طرف کر لیں) اپنے چہرے کو بالکل اسی ہی کی طرف کر لیں، دائیں، بائیں متوجہ نہ ہوں۔ یہ درحقیقت دین کی طرف پوری توجہ، اس پر استقامت، اور اس کے اسباب کا اہتمام کرنے کی تمثیل ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز کا اہتمام کرتا ہے وہ اپنی نگاہ کو اس پر مرکوز کر لیتا ہے اور اپنی نظر اس کی طرف درست کرتا اور چہرے کو سیدھا کر لیتا ہے۔ حَنِيْفًا (یکسو ہو کر)

نحو: یہ مامور اور دین سے حال ہے۔

## توحید اور دین اسلام کے قابل پیدا کیا' اسے مت بدلو:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا: (اللہ تعالیٰ کی فطرت کو لازم پکڑ لو جس فطرت پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا) یہاں فعل محذوف ہے یہ الزموا ہے اور اصل عبارت ہے: الزموا فطرۃ اللّٰہ۔ تم اللہ تعالیٰ کی فطرت کو لازم پکڑو۔ الفطرۃ خلقت کو کہتے ہیں اس کی تائید کیلئے آیت کا اگلا حصہ دیکھیں۔ لا تبدیل لخلق اللّٰہ (اللہ تعالیٰ کی اس خلقت کو مت بدلو!) مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو توحید اور دین اسلام کے قابل پیدا فرمایا نہ کہ اس سے دور ہونے والے اور اس کا انکار کرنے والے بنو۔ کیونکہ دین پر چلنا یہ عقل کے عین مطابق اور صحیح نظر و فکر کے ہم قرین ہے اس کو چھوڑ کر اس سے اعلیٰ کا انتخاب کر ہی نہیں سکتے جس نے اس راہ کو گم کیا وہ شیاطین انس و جن کے اغواء کا ہی نتیجہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اسی بات کی ترجمانی کر رہا ہے: تمام



BestUrduBooks.wordpress.com

بندوں کو میں نے حنیف پیدا کیا ان کو دین کے سلسلہ میں شیاطین نے آگھیرا اور ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ اوروں کو شریک ٹھہرائیں[مسلم:۲۸۶۵] اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے والدین اس کو یہودی اور نصرانی بنا دیتے ہیں۔

قول زجاج رحمہ اللہ: اس کا معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ایمان ہی کی حالت میں پیدا کیا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو ان کی صلب سے چیونٹیوں جیسی صورت میں نکالا اور ان کو اپنے اوپر گواہ بنایا کہ اللہ تعالیٰ ان کا خالق ہے پس فطرۃ اللہ کا معنی دین اللہ ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ لاتبدیل لخلق اللہ کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کی اس فطرت کو تبدیل و متغیر کرنا مناسب نہیں۔

## قولِ زجاج رحمہ اللہ:

اس کا معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ کے دین کو مت بدلو۔ اس کی دلیل آیت کا مابعد والا حصہ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ہے۔ (یہ مضبوط دین ہے) یعنی مستقیم دین ہے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں اس حقیقت کو)۔

۳۱: مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ (اسی ہی کی طرف تم رجوع کرو)

نحو: یہ نمبرا۔ یہ الزموا کی ضمیر سے حال ہے۔ اور اتقوا اور اقیموا اور لا تکونوا یہ تمام اس مضمر پر معطوف ہیں۔ نمبر۲۔ اقم وجھك سے حال ہے۔ کیونکہ آپ کو حکم یہ امت ہی کو حکم ہے گویا اس طرح فرمایا فاقیموا وجوھکم منیبین الیه تم اپنے چہروں کو درست کرو اس کی بارگاہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے نمبر۳۔ یا تقدیر عبادت یہ ہے کہ کُوْنوا منیبین الیه تم اس کی طرف رجوع کرنے والے بنو اس کی دلیل و لا تکونوا ہے۔

وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (اور اس سے ڈرو اور نماز کی پابندی کرو) یعنی اس کے اوقات میں ادا کرو۔ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (اور تم ان شرک کرنے والوں میں سے مت بنو) جو غیروں کو اس کی عبادت میں حصہ دار بنانے والے ہیں۔

۳۲: مِنَ الَّذِيْنَ (جنہوں نے)

نحو: یہ المشرکین سے بدل ہے حرف جر کو دوبارہ لایا گیا ہے۔

فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ (اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا)۔ اور اختلاف خواہشات کی وجہ سے اس کو کئی دین بنا ڈالا۔

قراءت: حمزہ وعلی نے فارقوا پڑھا یہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے اسی طرح معنی یہ ہے انہوں نے دین اسلام کو چھوڑ دیا۔ وَكَانُوْا شِيَعًا (اور وہ بہت سے گروہ بن گئے) شیعہ کا معنی گروہ ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنے مقتداء کے پیچھے چل رہا ہے۔ جس نے اس کو گمراہ کیا۔ كُلُّ حِزْبٍ (ان میں سے ہر گروہ)۔ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (جو اس کے پاس ہے اس پر مگن ہے) اپنے مذہب پر خوش و خرم ہے اس کے باطل کو حق جانتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ

اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جب اللہ انہیں اپنی رحمت کا

رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا وقفہ

کچھ مزہ چکھا دیتا ہے تو اچانک ان میں سے بعض لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ وہ اس کے منکر ہو جائیں جو ہم نے انہیں دیا ہے، سو مزے اڑا لو،

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾

عنقریب جان لو گے، کیا ہم نے ان پر کوئی سند نازل کی ہے، سو وہ ان سے اس کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو وہ شرک کرتے ہیں

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا کچھ مزہ چکھاتے ہیں تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کے اعمال بد کی وجہ سے انہیں کوئی مصیبت پہنچ جائے

اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾

تو اچانک وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔

## کیا شرک کی دلیل ہے:

۳۳: وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ (اور جب لوگوں کو کوئی دکھ چھو لیتا ہے) ضُر سے جسمانی کمزوری نمبر۲۔ مرض نمبر۳۔ قحط نمبر۴۔ اسی طرح کی دیگر چیزیں مراد ہیں۔ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً (وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع کر کے پھر جب وہ اپنی طرف سے کسی قدر رحمت کا مزہ ان کو چکھاتا ہے)۔ رحمت سے یہاں مراد اس شدت و سختی سے چھٹکارا ہے۔ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ (اسی وقت ہی ایک جماعت ان میں سے اپنے رب کا شریک بنانے لگ جاتی ہے)۔ عبادت میں شریک ٹھہرانے لگتے ہیں۔ یعنی خلاصی دلانے میں دوسروں کو حصہ دار ماننے لگ جاتے ہیں۔

۳۴: لِيَكْفُرُوْا (تاکہ وہ ناشکری کریں)۔

نحو: یہ لام کَیْ ہے۔ نمبر۲۔ یہ لام امر ہے جو وعید کیلئے لائی گئی ہے۔

بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ (جو کچھ نعمتیں ہم نے ان کو دیں)۔ فَتَمَتَّعُوْا (پس تم مزے اڑا لو) اپنے کفر کے سبب تھوڑی دیر دنیا میں۔ یہ امر وعید کیلئے لایا گیا ہے۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (تم عنقریب اپنے اس نفع اٹھانے کا وبال جان لو گے)۔

۳۵: اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا (کیا ہم نے ان پر کوئی سند نازل کی ہے) سلطانا کا معنی حجت و دلیل ہے۔ فَهُوَ يَتَكَلَّمُ (وہ ان سے کہہ رہی ہے۔) یہاں تکلّم مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہتے ہیں کتابه ناطق بکذا وهذا مما نطق به

القرآن۔ یعنی شہادت وگواہی گویا تقدیر کلام اس طرح ہے فھو یشھد بشر کھم وبصحتہٖ وہ گواہی دیتا ہے ان کے شرک اور اس کی درستی کی۔

بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ (جس کے سبب سے وہ شرک کرر ہے ہیں) مَا مصدریہ ہے ان کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے سبب نمبر۲۔ ما موصولہ ہے اور ضمیر بہ کی اس کی طرف لوٹتی ہے تقدیر کلام اس طرح ہوا فھو یتکلم بالا مر الذی بسببہٖ یشرکون ۔ وہ اس امر کا کلام کرتا ہے جس وجہ سے وہ شرک کرتے ہیں۔ ایک اور تفسیر: یا ہم نے ان پر دلیل والا یعنی فرشتہ اتارا کہ جس کے پاس دلیل ہے۔ پس وہ فرشتہ اس دلیل کو بیان کرتا ہے جس کے سبب سے وہ شرک کرتے ہیں۔

## تنگ دستی و بدحالی گناہوں سے ہے:

۳۶: وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً (اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں) رحمت سے یہاں بارش والی نعمت مراد ہے۔ نمبر۲۔ خوشحالی مراد ہے۔ نمبر۳۔ صحت جسمانی مراد ہے۔ فَرِحُوْا بِهَا (وہ اس کی وجہ سے اتراتے ہیں) فرح کا یہاں معنی اترانا، تکبر کرنا ہے۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ (اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے) سیئۃ سے خشک سالی، نمبر۲۔ تنگدستی، نمبر۳۔ بیماری کی مصیبت مراد ہے۔ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ (ان کے کرتوت کے سبب) یعنی ان کے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے۔ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ (اسی وقت ہی وہ آس توڑ بیٹھتے ہیں) یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ اذا یہ مفاجات کیلئے بطور جوابِ شرط لایا گیا ہے یہ فاء کی جگہ لایا گیا کیونکہ تعقیب میں دو ہم قرین ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ رزق پھیلا دیتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ کر دیتا ہے، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

جو ایمان لاتے ہیں، سو اے مخاطب تو رشتہ دار کو اس کا حق دے دے اور مسکین کو اور مسافر کو یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِيْٓ

جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں، اور جو بڑھنے والی چیز تم دو گے تا کہ وہ

اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ

لوگوں کے مالوں میں شامل ہو کر بڑھ جائے، سو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھے گی اور جو بھی زکوٰۃ تم دو گے جس کے ذریعہ اللہ کی رضا چاہتے ہو

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ

سو یہ وہ لوگ ہیں جو بڑھانے والے ہیں۔ اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا۔ پھر تمہیں رزق دیا۔ پھر تمہیں موت دے گا۔ پھر

يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع ۴/۷

تمہیں زندہ فرمائے گا، کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے؟ اللہ ان کے شرک سے پاک ہے اور برتر ہے۔

۳۷: اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کا رزق فراخ کرنا چاہتے ہیں فراخ کر دیتے ہیں اور جس کی روزی تنگ کرنا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اس میں مؤمنوں کیلئے نشانیاں ہیں) استفہام انکاری ہے اس میں ان پر انکار کیا گیا کہ وہ یقینی طور پر جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی رزق کو کھولنے اور تنگ کرنے والے ہیں پھر یہ کیوں کر اس کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کی طرف گناہوں سے توبہ کر کے کیوں نہیں آتے وہ گناہ جن کی سختی کی وجہ سے یہ سزا ملی ہے تا کہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کی طرف لوٹ آئے۔

## افعالِ لازمہ کا تذکرہ:

۳۸: اور جب یہ ذکر کر دیا گیا کہ تنگدستی اور بدحالی ان کے گناہوں کی وجہ سے آئی ہے اس کے بعد اس چیز کا ذکر کیا کہ کن افعال کو کرنا لازم اور کن سے دست کش ہونا ضروری ہے چنانچہ فرمایا۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (تم اپنے قرابت والے کو اس کا حق) صلہ رحمی اور حسن سلوک میں سے دو۔ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ (اور مسکین اور مسافر کو) ان کا حق صدقہ جو ان کے لئے مقرر کیا



BestUrduBooks.wordpress.com

گیا ہے وہ دو۔

مسئلہ: محارم پر خرچ کرنا واجب وفرض ہے جیسا کہ مذہب احناف رحمہم اللہ ہے۔

ذٰلِكَ (یہ) یعنی ان کے حقوق کی ادائیگی خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ (بہت بہتر ہے ان لوگوں کے حق میں جو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہتے ہیں) وجه الله سے ذات حق تعالیٰ مراد ہے مطلب یہ ہے وہ اپنی اس بھلائی سے خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کو راضی کرنے والے ہیں۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اور وہی کامیاب ہیں)۔

## سود مال کو گھٹاتا اور زکوٰۃ بڑھاتی ہے:

۳۹: وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ (اور وہ چیز جو تم اس لئے دو گے تا کہ لوگوں کے مال میں پہنچ کر وہ بڑھ جائے) مراد یہ ہے کہ جو مال تو سود کھانے کیلئے لگاؤ گے تا کہ لوگوں کے مال میں وہ نشوونما پائے اور بڑھ جائے۔ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ (وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا) اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ نشوونما نہیں پاتا۔ اور نہ ہی اس میں برکت ڈالی جاتی ہے۔ ایک قول یہ ہے اس سے مراد وہ اضافہ ونمو ہے جو حلال ہے اب مطلب اس طرح ہوا جو ہدیہ تم اس غرض سے دیتے ہو کہ اضافہ کے ساتھ تمہیں واپس دیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا کیونکہ اس سے رضائے الٰہی مقصود ہی نہیں۔ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ (اور جو تم زکوٰۃ دو گے) زکوٰۃ سے یہاں مطلق صدقہ مراد ہے۔ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ (اس سے تم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی چاہنے والے ہو) خلاصۃً اس سے رضاء الٰہی مطلوب ہو۔ اور کسی بدلہ کی چاہت نہ ہو اور نہ سود خوری اور ریا کاری کی غرض ہو۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (پس وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑھانے والے ہیں) نیکیوں میں کئی گنا اضافہ پانے والے ہونگے۔ المضعف کے لفظ کی نظیر المقوی اور الموسر ہے جو کہ ذی القوۃ وذی الیسار کو کہا جاتا ہے۔

قراءت: اتیتم من ربا بغیر مد کے مکی نے پڑھا یعنی سود دے کر جو ملاوٹ اور کھوٹ تم نے کی لتربو مدنی نے پڑھا ہے یعنی تا کہ اضافہ کیا جائے ان کے مالوں میں۔

نکتہ: اولئك هم المضعفون میں شاندار التفات ہے کیونکہ یہ عموم کا فائدہ دیتا ہے گویا اس طرح فرمایا جس نے یہ کیا تو اس کا راستہ مخاطبین والا راستہ ہے اور المضعفون کا معنی المضعفون به ہے (وہ اس کو بڑھانے والے ہیں) کیونکہ اس میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔ جو ما موصولہ کی طرف لوٹے۔

## قولِ زجاج رحمۃ اللہ علیہ:

پس اولئك هم المضعفون کی تقدیر کلام فاهلها هم المضعفون ہے۔ مطلب یہ ہے وہی لوگ ہیں جن کو بڑھا کر ثواب دیا جائے گا اور نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا۔

۴۰: پھر انکے معبودان مجوزہ کی عاجزی کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ (اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ

ظاہر ہو گیا فساد خشکی میں اور دریا میں لوگوں کے اعمال کی وجہ سے تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال کا

الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ

مزہ چکھا دے۔ تاکہ وہ لوگ باز آجائیں، آپ فرما دیجئے زمین میں چلو، دیکھو ان لوگوں کا

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿٤٢﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ

کیا انجام ہوا جو تم سے پہلے تھے، ان میں سے اکثر مشرک تھے۔ سوائے مخاطب تو اپنا رخ دین قیم کی طرف

الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿٤٣﴾ مَنْ

رکھ اس دن کے آنے سے پہلے جس کیلئے اللہ کی طرف سے ہٹنا نہ ہو گا اس دن لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔ جو شخص

كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ

کفر اختیار کرے گا تو اس کا کفر اسی پر پڑے گا اور جو شخص نیک کام کرے گا سو ایسے لوگ اپنی ہی جانوں کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ تاکہ اللہ

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٤٥﴾

ان لوگوں کو اپنے فضل سے جزا دے، جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، بلاشبہ وہ کفر اختیار کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

نحو: یہ مبتدا اور خبر ہے۔

## رزق، موت، زندگی اللہ کے پاس ہے:

ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ (پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو موت دے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا)۔ یعنی وہ تخلیق کرنے، روزی دینے اور موت و زندگی دینے کے ساتھ خاص ہے۔ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ (کیا تمہارے فرضی شریکوں میں سے) یعنی وہ اصنام جن کے متعلق تمہارا گمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں۔ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ (کون ایسا ہے جو اس میں سے کوئی کام کرنے کی طاقت رکھتا ہو) یعنی پیدا کرنا، رزق دینا، موت و زندگی بخشنا وغیرہ۔ مِنْ شَيْءٍ (ذرا سی) یعنی ان افعال میں سے ذرہ بھر۔ کفار کی طرف سے کوئی جواب نہ دیا گیا تو بطور استبعاد فرمایا۔ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ (وہ پاک ہے اور ان کی شرک آفرینیوں سے بلند و بالا ہے) مِنْ پہلا، دوسرا اور تیسرا ہر ایک ان میں سے مستقل طور پر ان کے معبودان باطلہ کی عاجزی اور ان کی پوجا کرنے والوں کی جہالت کی تاکید در تاکید ظاہر کرنے کیلئے لایا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## فساد سے مراد:

۴۱: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (خشکی اور سمندر میں فساد پھیل رہا ہے) الفساد سے نمبرا۔ قحط نمبر۲۔ بارشوں کی قلت نمبر۳۔ کھیتوں پر ہواؤں کا چلنا۔ نمبر۴۔ تجارتوں میں نقصان نمبر۵۔ انسانوں اور چوپایوں میں کثرتِ اموات نمبر۶۔ کثرتِ غرق نمبر۷۔ ہر چیز سے برکت کا مٹ جانا مراد ہے۔ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (لوگوں کی بداعمالیوں کے سبب) وہ بداعمالیاں شرک اور دیگر کبائر ہیں جیسا کہ فرمایا وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم [الشوریٰ:۳۰] لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوْا (تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے بعض اعمال کا بدلہ چکھائے) مطلب یہ ہے تا کہ ان کو دنیا میں ان کے بعض اعمال کا وبال چکھا دیا جائے اس سے قبل کہ آخرت میں ان کو تمام اعمالِ بد کی سزا ملے۔

قراءت: لنذیقهم نون کے ساتھ قنبل نے پڑھا ہے۔

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (شاید کہ وہ توبہ کرلیں) ان معاصی سے جن میں وہ مبتلا ہیں۔ پھر گناہوں کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور سزا کا سبب حقیقی ہونے کی تاکید کیلئے اگلی آیت میں فرمایا۔

۴۲: قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ (آپ کہہ دیجئے! زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ تم سے پہلے لوگوں) عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ (کا انجام کیا ہوا ان میں سے اکثر مشرک تھے) اس آیت میں زمین میں گھوم پھر کر ہلاک ہونے والی امم کے حالات دیکھنے کا حکم فرمایا تا کہ گناہوں کے باعث ان کا جو برا انجام ہوا اس کو وہ دیکھیں اور اس پر غور و فکر کریں)۔

۴۳: فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ (پس آپ اپنا چہرہ دین قیم کی طرف کرلیں) القیم ایسی کامل استقامت جس میں کوئی ٹیڑھ نہ ہو۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ (اس سے قبل کہ ایسا دن آئے جس کو لوٹانا ممکن نہیں) مَرَدّ یہ مصدر بمعنی الرد (لوٹانا) کے آیا ہے۔ مِنَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے)۔

نحو: یہ یأتی کے متعلق ہے مطلب یہ ہے اس سے قبل کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا دن آئے جس کو کوئی لوٹا نہ سکے جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا فلا یستطیعون ردها [الانبیاء:۴۰] نمبر۲۔ مرد کے متعلق ہے اس کا معنی یہ ہے وہ اس کو لانے کے بعد واپس نہ فرمائے گا اور خود وہ لوٹنے گا نہیں۔ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ (اس دن سب لوگ جدا جدا ہو جائیں گے)۔

۴۴: ربط: پھر اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کی طرف اشارہ کیا۔

## اللہ کی بے نیازی کافر کو کفر کی سزا اور نیک عمل کا بدلہ جنت ہوگا:

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ (جو کفر کر رہا ہے اسی پر اس کا کفر پڑے گا) یعنی کفر کا وبال واقع ہوگا۔ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ (اور جو نیک عمل کر رہے ہیں وہ اپنے ہی لئے سامان کر رہے ہیں) یعنی وہ اپنے نفوس کیلئے اسے درست کر رہے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں اپنے نفس کیلئے وہ آدمی درست کرتا ہے جو بستر بچھاتا ہے تا کہ نیند کو خراب کرنے والی کوئی چیز ابھار وغیرہ اس کی خوابگاہ میں باقی نہ رہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی وجہ سے جنت ان کے لئے تیار فرما رہے ہیں۔

نکتہ: اس میں جنت درست کرنے کی نسبت ایمان والوں کی طرف فرمائی اور دونوں مقام پر جار مجرور فعلیہ کفرہ اور فلانفسھم کو مقدم کیا تا کہ یہ ظاہر کر دیا جائے کہ کفر کا نقصان خود اس کافر پر ہی پلٹ کر پڑنے والا ہے۔ اور ایمان واعمال صالحہ کا فائدہ بھی اسی مؤمن کو ملے گا اس سے ہرگز تجاوز نہ کرے گا۔

## دلیل قدرت:

۴۵: لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور اعمال صالحہ کرنے والوں کو جزاء عنایت فرمائے گا)۔

نحو: لیجزی یہ یمھدون کے متعلق ہے اور اس کی تعلیل و تکریر ہے یہاں ضمیر کی بجائے امنوا وعملوا صریح لائے تا کہ اس بات کو پختہ طور پر ثابت کر دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کامیاب فقط اور فقط مؤمن ہے۔ مِنْ فَضْلِهٖ (اپنے فضل سے) یعنی اپنی خاص عطاء سے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (اور بیشک وہ کافروں کو پسند نہیں فرماتے)۔ اس میں سابقہ مضمون کو مزید پختہ کیا گیا ہے پہلی تقریر مثبت انداز میں تھی اور یہ منفی اور عکس کے انداز میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے جو خوشخبری دیتی ہیں تا کہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور تا کہ کشتیاں اس کے حکم سے

بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

جاری ہوں اور تا کہ تم اس کے فضل کو تلاش کرو اور تا کہ تم شکر ادا کرو، اور بلاشبہ ہم نے آپ سے پہلے رسولوں کو

رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ

ان کی قوم کی طرف بھیجا سو وہ ان کے پاس کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے پھر ہم نے ان لوگوں سے انتقام لے لیا جنہوں نے جرم کیے،

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ

اور اہل ایمان کو غالب کرنا ہمارے ذمہ ہے، اللہ وہی ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو جو اٹھاتی ہیں

سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ

بادل کو، پھر وہ اس کو آسمان میں پھیلا دیتی ہیں جیسے اللہ چاہے اور وہ بادل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے، پھر اے مخاطب تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس کے اندر سے

مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

نکلتی ہے پھر وہ اس مینہ کو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہنچا دیتا ہے پھر وہ خوشی کرنے لگتے ہیں۔

۴۶: وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ (اور اس کی قدرت کی آیات میں سے) یہ ہے اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ (ہواؤں کا بھیجنا) الریاح سے جنوبی، شمالی اور صبا کی ہوائیں مراد ہیں یہ رحمت کی ہوائیں ہیں۔ باقی دبور (مغربی ہوا) یہ عذاب کی ہوا ہے آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی میں اسی کا تذکرہ ہے اللھم اجعلھا ریاحا ولا تجعلھا ریحًا۔ (ریح سے یہاں دبور مراد ہے) [ابو یعلی ۲۴۵۶، فطر انی] ہواؤں کے فوائد شمار کرتے ہوئے فرمایا۔ مُبَشِّرٰتٍ (خوشخبریاں دیتی ہوئی) ان کو بھیجا بارش کی خوشخبری سنانے کیلئے وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ (اور اس لئے کہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے) رحمت کا چکھانا یہ ہے: بارش کے اترنے، سبزہ کے حاصل ہونے اور ہواؤں کے چلنے سے راحت میسر آنا، زمین کا پاک وصاف ہونا وغیرہ۔

نحو: ولیذیقکم کا عطف مبشرات پر اسی معنی میں ہے گویا فرمایا لیبشرکم ولیذیقکم تا کہ وہ تمہیں خوشخبری دے اور تمہیں چکھائے۔

وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ (اور تا کہ کشتیاں چلیں) جب کہ وہ سمندر میں چلیں۔ بِاَمْرِهٖ (اس کے حکم سے) یعنی اس کی تدبیر یا تکوین سے جیسا کہ فرمایا: انما امرہ اذا اراد شیئا الایۃ [یٰسین: ۸۲] وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (اور تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو)



BestUrduBooks.wordpress.com

ابتغائے فضل سے مراد سمندر کے راستہ سے کی جانے والی تجارت ہے۔ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (اور تا کہ تم شکر گزار رہو) تا کہ تم اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرو۔

## تسلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

۴۷: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى (اور تحقیق آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر انکی اقوام کی طرف) قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (بھیج چکے اور وہ پیغمبران کے پاس واضح نشانیاں لائے) پس بعض لوگ ان پیغمبروں پر ایمان لائے اور بعض نے انکار کیا اس پر آیت اضمار دلالت کر رہا ہے۔ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا (پس ہم نے مجرموں سے بدلہ لیا) اجرموا کا معنی کفروا ہے انتقام سے مراد دنیا میں ہلاکت کا شکار ہونا ہے۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور مؤمنوں کی مدد ہم پر لازم ہے) یعنی مؤمنوں کی مدد ہم پر لازم تھی ان کو ہم نے رسل کے ساتھ ہی نجات دی۔

قراءت: کبھی حقا پر وقف کیا جاتا ہے اب معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انتقام برحق ہے اس طرح علینا نصر المؤمنین یہ جملہ ابتدائیہ بنے گا۔ مگر عدم وقف زیادہ صحیح اور تکلف سے بری ہے۔

## دلیل قدرت، بادل سے بارش نکالنا:

۴۸: اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ (اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے)۔

قراءت: مکی نے الریح پڑھا ہے۔

فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ (پس وہ بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں۔ پھر وہ بادلوں کو پھیلاتی ہیں) ہٗ کی ضمیر سحاب کی طرف ہے۔ فِي السَّمَآءِ (آسمان میں) آسمان کی جانب و طرف جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ وفرعها فی السماء (یعنی آسمان کی جانب) [ابراہیم:۲۴] كَيْفَ يَشَآءُ (جس طرح وہ چاہتا ہے) شمال کی جانب یا جنوب یا پچھم یا پورب کی طرف۔ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا (اور وہ اس کے ٹکڑے کر دیتا ہے) کِسَف جمع کسفۃ کی ہے۔ معنی ہیں ٹکڑا۔ مطلب یہ ہے کہ اولاً بادلوں کو پھیلاتا ہے اور کبھی وہ آسمان کی سطح کو اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی ان کو متفرق ٹکڑوں کی صورت میں بغیر پھیلائے چھوڑ دیتے ہیں۔

قراءت: كِسْفًا سین کے سکون سے یزید اور ابن ذکوان نے پڑھا ہے۔

فَتَرَى الْوَدْقَ (پس بارش کو دیکھتے ہو) الودق: بارش يَخْرُجُ (نکلتی ہے) دونوں ہی صورتوں میں مِنْ خِلٰلِهٖ (اس کے درمیان سے) فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ (پھر وہ اس بارش کو پہنچاتا ہے)۔ ہٗ کی ضمیر الودق کی طرف لوٹتی ہے۔ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (جن کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے) جن کی زمینوں اور علاقے کو سیراب کرنا چاہتا ہے۔ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (اسی وقت وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں) یستبشرون یفرحون کے معنی میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ

اگرچہ وہ اس سے پہلے کہ ان پر پانی اتارا جائے نا امید ہو گئے تھے، سو دیکھو تو اللہ کی رحمت کے

رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ

آثار کو وہ کیسے زندہ فرماتا ہے زمین کو اس کی موت کے بعد۔ بلاشبہ وہی مردوں کو زندہ فرمانے والا ہے اور وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝

ہر چیز پر قادر ہے، اور اگر ہم ان پر دوسری قسم کی ہوا چلا دیں پھر یہ اپنی کھیتی کو ایسی حالت میں دیکھیں کہ وہی پژ مردہ ہو، سو یہ ناشکری کرنے لگیں گے۔

۴۹: وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ (اور یقیناً وہ بارش کے اتارے جانے سے پہلے) مِّنْ قَبْلِهٖ (بارش سے پہلے)

نحو: تاکید کیلئے دوبارہ لائے جیسا کہ اس ارشاد میں ہے فكان عاقبتهما انهما في النار خالدين فيها [الحشر:۱۷] (ھما ثانی اول ھما کی تاکید ہے)

نکتہ: اس آیت میں تاکید کا معنی یہ ہے کہ ان پر بارش اترے ہوئے زمانہ بیت گیا۔ جس سے ان کی ناامیدی پختہ ہو گئی پس ان کی خوشی بھی ان کے غم کی طرح بہت زیادہ حد سے نکلی ہوئی تھی۔ لَمُبْلِسِيْنَ (البتہ مایوس ہونے والے تھے)۔

## اعادہ مقدورات میں ابتداء کی طرح ہے:

۵۰: فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ (تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار ملاحظہ کرو۔ کس طرح وہ) يُحْيِ الْاَرْضَ (زمین کو زندہ کرتا ہے)۔

قراءات: اثرِ، امی، کوفی قراء نے پڑھا سوائے ابوبکر کوفی کے اور دیگر قراء نے اَثَرِ پڑھا ہے۔ رحمت سے یہاں بارش مراد ہے۔ احیائے ارض سے نباتات اور انواع واقسام کے اثمار سے زمین کا آباد ہونا ہے۔

بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ (اس کے مرجانے کے بعد بیشک وہی) یعنی اللہ تعالیٰ ذلک کا مشار الیہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى (ضرور مردوں کو زندہ فرمائے گا)۔ یعنی بیشک وہ قادر مطلق جس نے زمین کو مردہ وبنجر ہونے کے بعد آباد کر دیا وہی تو لوگوں کو ان کی موت کے بعد زندہ فرمائے گا۔

نکتہ: یہاں بنجر زمین کی آبادی کو مردوں کے دوبارہ زندہ کرنے کیلئے بطور استدلال کے ذکر فرمایا ہے۔

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) وہ اپنی مقدورات کی ہر چیز پر قادر مطلق ہیں اور مردوں کو زندہ کرنا یہ مجملہ مقدورات میں سے ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کا ابتداءً پیدا کرنا جب مقدورات (ممکنات) میں سے ہے تو اعادہ خود مقدورات وممکنات میں شامل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۵۱: وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا (اور اگر ہم ان پر پچھم کی ہوا بھیج دیں)۔ فَرَاَوْهُ (پس وہ اس کو دیکھیں)ہٗ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اثر ہے۔ کیونکہ رحمت سے بارش اور اس کے اثر سے نبات مراد ہے۔

قراءت: بعض قراء نے اس کو جمع سے پڑھا انہوں نے ضمیر کو اس کے معنی کی طرف لوٹایا ہے کیونکہ آثار رحمت کا معنی نباتات ہے اور نباتات کا لفظ قلیل وکثیر ہر دو کیلئے مستعمل ہے کیونکہ یہ مصدر ہے جس کو اُگنے والی چیز کیلئے بطور نام استعمال کرلیا ہے۔ مُصْفَرًّا (زرد)۔ اس کے سبز ہونے کے بعد۔

## ایک قول:

یہ منصوب ہے کیونکہ یہ زردی حادث اور نئی پیدا ہونے والی ہے۔ قول دیگر: پس وہ بادلوں کو زرد دیکھیں۔ زرد بادل سے بارش نہیں برستی۔

## مایوس وناشکرے بھی بن گئے:

نحو: ولئن میں لام سم کی تمہید کیلئے ہے جس کو حرف شرط پر داخل کیا اور قسم و شرط دونوں کے جواب کے قائم مقام ہے۔ لَّظَلُّوْا (تو وہ ہو جائیں گے) اس کا معنی لیظلُّنَّ (ضرور وہ ہو جائیں گے) مِنْ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ (اس کے بعد انکار کرنے والے) یعنی اس کے زرد ہو جانے کے بعد نمبر۲۔ خوش ہو جانے کے بعد۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حالت کی مذمت فرمائی ہے کہ جب بارش روک لی جاتی ہے تو مایوسی کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور اپنی ٹھوڑیاں اپنے سینوں پر ناامیدی سے مارتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو سیراب کرتے اور بارش عنایت کر دیتے ہیں تو وہ بڑے خوش ہوتے ہیں۔ جب عذاب کی ہوا ان کے کھیتوں پر بھیج کر ان کو زرد کر دیتے ہیں تو وہ چیختے اور شور مچاتے اور اس کی نعمتوں کا انکار کر دیتے ہیں۔ وہ ان تمام احوال میں قابل مذمت حالت میں ہیں۔ ان پر لازم تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے اور اس کے فضل پر اعتقاد و اعتماد جماتے مگر وہ مایوس ہو گئے اور انہیں چاہیے تھا کہ وہ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے اور اس کی حمد وثناء کرتے مگر وہ اترانے لگے اور تکبر اختیار کیا۔ ان پر حق بنتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی مصیبت پر صبر کرتے مگر انہوں نے کفر اختیار کرلیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَآ أَنْتَ

سو آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پشت پھیر کر چل دیں اور آپ

بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٥٣﴾ ع

اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہٹا کر ہدایت نہیں دے سکتے، آپ اسی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لائے سو وہ ماننے والے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ضعف کی حالت میں پیدا فرمایا پھر ضعف کے بعد قوت پیدا کردی پھر قوت کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿٥٤﴾

ضعف اور بڑھاپا پیدا فرمادیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے وہ خوب جاننے والا ہے بڑی قدرت والا ہے۔

## ان پر ایمان کی طمع ترک کردیں:

۵۲: فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (پس بیشک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے)۔ الموتی یعنی مردہ دل نمبر ۲۔ یہ مردوں کے حکم میں ہیں پس آپ ان سے طمع مت کریں کہ یہ آپ کی بات قبول کرلیں گے۔ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ (اور نہ آپ بہروں کو پکار سنا سکتے ہیں)۔

**قراءت:** مکی نے ولا یَسمَع الصمُّ پڑھا ہے۔

إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جارہے ہوں)

**سوال:** بہرہ تو اقبال وادبار دونوں حالتوں میں نہیں سنتا پھر ولوا مدبرین کی تخصیص کا کیا معنی ہے؟

**جواب:** بہرہ چہرے کی طرف سے متوجہ ہو تو رمز واشارہ سے سمجھ جائے گا۔ مگر جب وہ پیٹھ پھیر کر جارہا ہو تو نہ سنے گا اور نہ ہی اشارہ کو سمجھے گا۔

۵۳: وَمَآ أَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ (اور نہ آپ اندھوں کو راستہ دکھا سکتے ہیں)۔ العمی سے دلوں کے اندھے مراد ہیں۔

**قراءت:** حمزہ نے وما انت تهدی العُمْیَ پڑھا ہے۔

عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ (ان کی گمراہی سے) آپ کے لئے ممکن نہیں کہ آپ اندھے کی راہنمائی اپنے اشارہ سے اس راستہ کی طرف کردیں جس کو وہ بھول چکا ہے۔ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (نہیں سنا سکتے مگر اسی کو جو ہماری آیات پر ایمان لانے والے ہیں پس وہی اطاعت کرنے والے ہیں) إِنْ یہاں ما کے معنی میں ہے۔ مسلمون کا معنی وہ اطاعت



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا

اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرمین قسم کھائیں گے کہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے وہ اسی طرح سے دنیا میں الٹے چلائے

يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

جاتے تھے، اور جن کو علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے کہ بلا شبہ اللہ کے نوشتہ میں بعث کے دن تک

اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ

ٹھہرے ہو، سو یہ بعث کا دن ہے اور لیکن تم نہیں جانتے، سو اس دن

لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

ظالموں کو ان کی معذرت نفع نہ دے گی اور نہ انہیں اس کا موقع دیا جائے گا۔

اختیار کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بتلانے کی وجہ سے۔

## ناتوانی سے جوانی دی:

۵۴: اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ (اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمہیں ناتوانی کی حالت میں بنایا) ضعف سے مراد نطفہ سے بنانا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا من ماءٍ مهين [المرسلات: ۲۰] ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً (پھر اس نے ناتوانی کے بعد توانائی عطاء فرمائی) قوت سے حالت جوانی اور کامل بلوغ مراد ہے۔ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَيْبَةً (پھر اس نے توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا بنا دیا)۔ شیبۃ سے انتہائی بڑھاپا مراد ہے اور يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ (وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے) ضعف و ناتوانی (بچپن) توانائی، شباب و جوانی اور بڑھاپا۔ وَهُوَ الْعَلِيْمُ (وہی ان کے احوال کو جاننے والے) الْقَدِيْرُ (بڑی قدرت والا ہے) اور ان کی تبدیلی پر کامل قدرت والے ہیں۔

مَسْئَلَہ: احوال کا یہ عظیم ردوبدل علیم وقدیر صانع کی عظیم الشان قدرت کی دلیل ہے۔

قراءات: ضعف ہر تینوں مقامات پر ض کا فتحہ عاصم اور حمزہ نے پڑھا اور ضاد کا ضمہ دیگر تمام قراء نے پڑھا جبکہ حفص فتحہ وضمہ دونوں کو پڑھتے ہیں۔ درحقیقت یہ دونوں لغات ہیں۔ ضمہ والی قراءت قوی تر ہے اس لئے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے مِنْ ضَعْفٍ پڑھا تو آپ نے مجھے من ضُعْفٍ پڑھایا۔

## قیامت کو ساعت کہنے کی وجہ

۵۵: وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ (اور جس دن قیامت قائم ہوگی)۔ الساعۃ سے قیامت مراد ہے اس کے نام کی وجہ یہ ہے کیونکہ ساعات



BestUrduBooks.wordpress.com

دنیا کے آخری ساعت میں پیش آئے گی۔ نمبر۲۔ کیونکہ وہ اچانک واقع ہوگی جیسا کہتے ہیں۔ فی ساعة اس کے جواب میں بولتے ہیں جو جلد بازی کا طالب ہو اور یہ قیامت کا نام بن گیا جیسا کہ الثریا کو نجم کہتے ہیں۔ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ (اور مجرمین قسمیں اٹھائیں گے) المجرمون سے کافر مراد ہیں کہ کافر قسمیں اٹھائیں گے یہاں وقف نہ کریں گے۔

## قلت وقت:

کیونکہ مَا لَبِثُوْا (وہ نہیں ٹھہرے) قبور میں یا دنیا میں غَيْرَ سَاعَةٍ (سوائے ایک گھڑی کے) یہ جواب قسم ہے۔

نمبر ۱ وہ قبور میں رہنے کی مدت کو قلیل ترین قرار دیں گے۔

نمبر ۲ دنیا میں قیام کی مدت کو تھوڑا کہیں گے اس کا سبب قیامت کا ڈر اور قیامت کی سختیوں میں لمبی دیر تک انتظار کرنا۔

نمبر ۳ وہ بھول کر تھوڑی مدت بیان کریں گے۔

نمبر ۴ جھوٹ بولیں گے۔

كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ (اسی طرح وہ الٹا چلا کرتے تھے) اس پھر جانے کی طرح وہ دنیا میں سچائی سے جھوٹ کی طرف پھر جانے والے تھے اور یہ کہا کرتے تھے ماھی الاحیاتنا الدنیا و ما نحن بمبعوثین کہ ہماری یہی دنیا ہی کی زندگی ہے۔ اور ہمیں اٹھایا نہ جائے گا۔

## علم کی مراد:

۵۶: وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ (اور وہ لوگ جن کو علم اور ایمان دیا گیا)۔ اوتوا العلم سے مراد نمبر۱۔ ملائکہ نمبر۲۔ انبیاء علیہم السلام اور مؤمن لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ (تم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رہے) کتاب سے مراد نمبر۱۔ وہ علم الٰہی جو لوح محفوظ میں درج ہے۔ نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور تقدیر الٰہی اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ (قیامت کے دن تک) انہوں نے اس بات کی تردید کی جو کفار قسمیں اٹھا کر کہا کرتے تھے اور ان کو حقیقت سے مطلع کیا پھر قیامت کے انکار پر کفار کو جو وہ خبردار کر رہے تھے اس کے ساتھ ملا کر اس کو پیش کیا۔ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (پس یہ قیامت کا دن ہے مگر تم جانتے نہ تھے) دنیا میں کہ وہ برحق ہے کیونکہ تلاشِ حق میں تم کوتاہی کرنے والے تھے اور اس کی اتباع سے گریزاں تھے۔

نحو: فاء یہ جواب شرط میں لائی گئی ہے سیاقِ کلام اس پر دلالت کر رہا ہے تقدیر کلام یہ ہے ان کنتم منکرین البعث فھذا یوم البعث الذی انکر تموہٗ اگر تم بعث کے انکاری ہو پس یہی تو بعث کا دن ہے جس کا انکار کیا کرتے تھے۔

۵۷: فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (پس اس دن ظالموں کو فائدہ نہ دے گی)۔

قراءت: کوفی قراء نے لا ینفع یاء سے پڑھا ہے۔ ظلموا کا معنی کفروا ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا۔ مَعْذِرَتُهُمْ (ان کی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰیَةٍ

اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے عمدہ مضامین بیان کر دیئے ہیں اور اگر آپ ان کے پاس کوئی بھی نشانی لے کر آئیں

لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى

تب بھی وہ لوگ جو کافر ہیں یہی کہیں گے کہ تم لوگ صرف باطل والے ہو۔ جو لوگ نہیں جانتے ان کے دلوں پر اللہ

قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا یَسْتَخِفَّنَّكَ

یوں ہی مہر کر دیتا ہے۔ سو آپ صبر کیجئے بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور جو لوگ یقین نہیں کرتے وہ لوگ

الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع ۶ رکوع ۹

آپ کو بے برداشت نہ بنادیں۔

معذرت ) یعنی عذر وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ (اور نہ ان کو تدارک کا موقعہ دیا جائے گا) یعنی ان کو یہ نہ کہا جائے گا لوتوبہ کر کے اپنے رب کو راضی کرلو۔ جیسے کہتے ہیں۔ استعتبنی فلان فاعتبتهٗ ای استرضانی فارضیتهٗ اس نے مجھے منایا پس میں مان گیا۔

## ضد میں لوگوں کا حال:

۵۸: وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ (اور ہم نے لوگوں کیلئے اس قرآن میں ہر طرح کے عمدہ مضمون بیان کئے ہیں)۔ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰیَةٍ لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا (اور اگر آپ ان کے پاس کوئی نشانی لے کر آئیں تو کافر لوگ ضرور کہیں گے ) مُبْطِلُوْنَ (تم محض غلط کہتے ہو)۔ یعنی ہم نے ہر حالت بیان کر دی جو کہ گویا اپنی غرابت میں ایک مثال ہے۔ اور ہم نے ہر عجیب شان والا واقعہ ان کے سامنے بیان کر دیا جیسا کہ قیامت کے دن اٹھائے جانے والوں کی حالت اور ان کا قصہ اور جو کچھ وہ کہیں گے اور جو کچھ ان سے کہا جائے گا اور قعات ہونگے جو وہ کہیں اور ان کو جو کہا جائے گا اور یہ قابل سماعت ہوگا۔ لیکن دلوں کی سختی کے باعث جب بھی آپ ان کے سامنے قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں تو ہمارے پاس جھوٹ و باطل لایا ہے۔

۵۹: كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِیْنَ (اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں)۔ لَا یَعْلَمُوْنَ (جو نہیں جانتے) یعنی اس مہر کرنے کی طرح (الطبع: مہر) اللہ تعالیٰ جہلاء کے دلوں پر مہر کرتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ وہ گمراہی کو پسند کریں۔ گے یہاں تک کہ انہوں نے حق پرستوں کو باطل والا قرار دیا حالانکہ وہ بذات خود اس گمراہی کی صفت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تسلی رسول ﷺ :

۶۰: فَاصْبِرْ (سو آپ صبر کیجئے) پس آپ ان کی ایذاء پر صبر کریں یا ان کی عداوت و دشمنی پر صبر کریں۔اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ (بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ) جو اس نے تیرے دشمنوں کے خلاف تیری مدد کے متعلق کر رکھا ہے اور اسلام کو ہر دین پر غلبہ دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے یقیناً سچا ہے حَقٌّ (برحق ہے) اس کا پورا ہونا ضروری ہے۔اور پورا کرنا لازمی ہے۔وَّ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ (اور ہرگز آپ کو وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے خفت پر آمادہ نہ کردیں) یعنی نمبرا۔یہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے آپ کو ہلکے پن اور بددعا میں عجلت پر آمادہ نہ کردیں۔

نمبرا۔اپنے اقوال وافعال سے گھبراہٹ میں ڈال کر آپ کو خفت اور قلق واضطراب پر آمادہ نہ کردیں۔اس لئے کہ یہ گمراہ اور شک کرنے والے ہیں۔ان کی طرف سے یہ حرکت نئی نہیں۔

قراءت: لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ نون کے سکون سے یعقوب نے پڑھا ہے۔

والله الموفق للصواب

آج مورخہ ۱۷ فروری بروز سوموار ۱۵ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ سورۃ الروم کا تفسیری ترجمہ تکمیل پذیر ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَۃُ لُقْمٰنَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّاَرْبَعُ رُکُوْعَاتٍ

سورۂ لقمان مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چونتیس (۳۴) آیات اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ۚ ۱ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۙ ۲ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۙ ۳ الَّذِیْنَ

الٓمّٓ○ یہ قرآن حکیم کی آیات ہیں جو اچھے کام کرنے والوں کے لیے ہدایت ہے اور رحمت ہے، جو

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ؕ ۴ اُولٰٓىِٕكَ عَلٰى

نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہ لوگ اپنے

هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ ۵

رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

۱،۲: الٓمّٓ۔ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ۔ (الم یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں)۔ الحکیم کا معنی حکمت والی نمبر۲۔ الحکیم صفت باری تعالیٰ ہے اور اس کو یہاں بطور اسنادِ مجازی کتاب کی صفت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

۳: هُدًى وَّرَحْمَةً (جو کہ ہدایت و رحمت ہے)

نحو: یہ دونوں حال ہیں اور ان میں تلک اسم اشارہ کا معنی عامل ہے۔

قراءت: حمزہ نے ان کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے اس کی تقریر یہ ہے کہ تلک مبتدأ اور آیات الکتاب اس کی خبر ہے اور ھدی دوسری خبر ہے۔ نمبر۲۔ یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے ای ھو۔ نمبر۳۔ ھی ھدی ورحمۃ لِّلْمُحْسِنِیْنَ جو اگلے ارشاد میں مذکورہ نیکیوں کے حامل ہیں۔ الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم بالآخرہ ھم یوقنون۔

## ایمان والوں کی صفات:

۴: الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ (جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر وہی یقین کرنے والے ہیں) اس کی نظیر اوس کا قول ہے۔

الا لمعیّ الذی یظنّ بك الظنّ ☆ كان قد رای وقد سمعا

اس میں الألمعیّ کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ نمبر۲۔ احسان ان لوگوں کیلئے ہے جو ان تمام اعمال کو انجام دینے والے ہیں۔ جو



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ

اور بعض ایسے لوگ ہیں جو ان باتوں کو خریدتے ہیں جو کھیل کی باتیں ہیں تا کہ بغیر علم کے اللہ کے راستے سے ہٹا کیں

وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى

اور اللہ کی راہ کا مذاق بنائیں، ان لوگوں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے، اور جب ایسے شخص پر ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو

مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِنَّ

تکبر کرتے ہوئے پیٹھ پھیر دیتا ہے گویا کہ اس نے ان کو سنا ہی نہیں گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں بوجھ ہے، سو آپ اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے، بلاشبہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کیلئے نعمتوں والے باغ ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ نے سچا وعدہ

حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

فرمایا ہے اور وہ عزیز ہے حکیم ہے۔

اچھے ہوں پھر ان میں سے خاص طور پر ان تینوں کو بوجہ افضلیت ذکر کر دیا۔

۵: اُولٰۗىِٕكَ عَلٰى هُدًى (وہ ہدایت پر ہیں۔) اولٰئک مبتدأ اور علی ھدًی خبر ہے۔ مِّنْ رَّبِّهِمْ (اپنے رب کی ہدایت پر ہیں) یہ ھدًی کی صفت ہے۔ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اور وہی کامیاب ہیں۔)

نحو: اس کا بھی ماقبل پر عطف ہے۔

## اسلام سے غافل کرنے والی سزا:

۶: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ (اور بعض لوگ ایسے ہیں جو لوگوں کو غافل کرنے والی باتیں خریدتے ہیں)۔

شانِ نزول: یہ نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی وہ فارس کے بادشاہوں کے حالات خرید کر لے جاتا اور لوگوں کو کہتا محمد تمہیں عاد و ثمود کے بعض واقعات سناتا ہے میں تمہیں فارسی بادشاہوں کے قصے سناؤں گا۔ کئی لوگ اس کی باتوں میں آ کر قرآن مجید سننا چھوڑ دیتے۔ اللّھو ہر وہ باطل جو لایعنی ہو اور خیر سے غافل کر دے۔ لہوالحدیث جیسے رات کو بیان کی جانے والی حکایات جن کی کوئی اصل و حقیقت نہیں اور گانا بجانا۔

ابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ عنہم قسم اٹھا کر کہتے کہ اس سے گانا بجانا مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ گانا دل کو بگاڑ دیتا ہے مال کو ختم کرتا ہے اور رب کی ناراضی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ارشادِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو آدمی گانے سے اپنی آواز بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دو شیطان مقرر کر دیتے ہیں جن میں سے ایک ایک کندھے پر اور دوسرا دوسرے کندھے پر رقص کرتے اور ناچتے ہیں یہاں تک کہ یہ شخص خاموش ہو جائے۔ مجمع الزوائد (۱۱۹/۸) الاشتراء یہ شراء کے معنی میں ہے جیسا کہ نضر بن حارث کے متعلق مذکور ہوا۔ یا نمبر۲۔ اشتروا الکفر بالایمان [آل عمران: ۱۷۷] میں جس طرح استبدال اور اس کے مقابلہ میں اس کو اختیار کرنے کا معنی ہے۔ یہی معنی یہاں ہے یعنی وہ باطل بات کو حق بات کے مقابلہ میں اختیار کرتا ہے۔

## فائدۂ اضافت:

الحدیث کی طرف لھو کی اضافت بیانیہ ہے اور مِن کے معنی میں ہے کیونکہ لھو باتوں سے بھی ہوتا ہے اور باتوں کے علاوہ دوسری چیزوں سے بھی ہوتا ہے۔ تو الحدیث لا کر وضاحت کر دی اور یہاں الحدیث سے مراد الحدیث المنکر ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے الحدیث فی المسجد یاکل الحسنات کما یاکل البھیمۃ الحشیش [کشف الخفاء: ۴۵۳/۱] نمبر۳۔ مِن تبعیضیہ ہے گویا کلام اس طرح ہے ومن الناس من یشتری بعض الحدیث الذی ھو اللھو منہ بعض لوگ ایسے ہیں جو بعض باتوں کو جو کہ ان میں سے گانا ہے خریدتے ہیں۔ لِیُضِلَّ (تاکہ وہ گمراہ کرے) تاکہ وہ لوگوں کو اسلام میں داخلہ اور قرآن سننے سے ہٹائے اور روکے۔

قراءت: مکی اور ابو عمرو نے لِیَضِلَّ پڑھا۔ اب معنی یہ ہے تاکہ وہ اپنی سابقہ گمراہی پر قائم رہے اور اس میں اضافہ کرے۔

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی راہ سے) یعنی دین اسلام اور قرآن سے بِغَيْرِ عِلْمٍ (بے سمجھے بوجھے) یعنی وہ اس سے بے خبر ہے کہ اس پر کیا بوجھ اور سزا ہوگی۔ وَّيَتَّخِذَهَا (اور اس کو بنا لے) ھا کی ضمیر سبیل کی طرف راجع ہے اس راستے کا مذاق اڑاتا ہے قراءت: کوفی قراء نے سوائے ابو بکر کے نصب سے پڑھا ہے اور اس کا عطف لیضل پر مانا ہے اور جنہوں نے یتخذُھا رفع سے پڑھا انہوں نے اس کا عطف یشتری پر کیا۔ هُزُوًا (مذاق)

قراءت: یہ حفص کی قراءت ہے حمزہ نے سکون زای اور ہمزہ سے پڑھا۔ دیگر قراء نے ضم زاء اور ہمزہ سے پڑھا ہے۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ذلت والا عذاب ہے) مھین جو ان لوذلیل کر کے رکھ دے گا۔ مَن یہ مبہم ہے اس لئے واحد و جمع دونوں پر اطلاق آ سکتا ہے یعنی نضر اور اس جیسے دیگر۔

## تدبر سے اعراض:

۷: وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا (اور جب اس کے سامنے ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ غرور سے پشت پھیر لیتا ہے۔) تکبر کرتے ہوئے تدبیر سے اعراض کرتا ہے اور قرآن کی طرف کان لگانے سے اپنے کو بلند قرار دیتا ہے۔ كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا (گویا اس نے سنا ہی نہیں) اس کی حالت اس شخص کے مشابہ ہے جس نے بات نہ سنی ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو: یہ مستکبرا سے حال ہے یہ اصل میں کانّہٗ ہے یہ ضمیر شان ہے اس کو حذف کر دیا گیا۔

كَاَنَّ فِىْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ( گویا اس کے کانوں میں بوجھ ہے ) وقر ثقل کو کہتے ہیں۔

نحو: یہ لم یسمعھا سے حال ہے

قراءت: نافع نے اُذْنیہٖ ذال کو سکون سے پڑھا ہے۔

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (پس تم اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو)۔

۸: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ (بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اعمالِ صالحہ کیے ان کے لئے نعمتوں والے باغات ہیں)۔

نحو: اس پر وقف نہیں کیونکہ خالدین فیھا یہ لھم کی ضمیر سے حال ہے۔

## دلائلِ قدرت:

۹: خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ( وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ) وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ( اللہ تعالیٰ نے یہ سچا وعدہ کر لیا )

نحو: یہ دونوں مصدر مؤکد ہیں اول تو اپنے نفس کی تاکید کیلئے ہے اور دوسرا اپنے علاوہ دوسرے کی تاکید کیلئے۔ اس لئے کہ لھم جنات النعیم، وعدھم اللّٰہ جنات النعیم کے معنی میں ہے۔ پس وعد کے معنی کی تاکید وعد سے کر دی اور حقا ثبات کے معنی پر دلالت کرتا ہے پس اس کے ذریعہ وعد کے معنی کی تاکید کی گئی ہے اور ان دونوں کا مؤکد لَهُمْ جنات النعیم ہے۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ (اور وہ زبردست ہے) ایسا زبردست کہ اس پر کوئی شی غالب نہیں آسکتی۔ وہ اپنے دشمنوں کو دردناک عذاب سے ذلیل کرے گا۔ الْحَكِيْمُ (وہ حکمت والا ہے) ان افعال میں جو وہ کرتا ہے پس وہ اپنے دوستوں کو باقی رہنے والی نعمتوں سے ثواب عنایت فرمائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ

اللہ نے آسمانوں کو بلاستون پیدا فرمایا تم اسے دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ ڈال دیئے کہ وہ تم کو لے کر ڈانواں ڈول نہ ہو اور اس میں

فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑩

ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے، اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا سو ہم نے زمین میں ہر قسم کے اچھے پھل اگا دیئے۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ

یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں سو تم مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے کیا پیدا کیا جو اس کے علاوہ ہیں؟ بلکہ بات یہ ہے کہ ظالم لوگ

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⑪ ع ۱۰

کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔

۱۰: خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا (اس نے آسمانوں کو بلاستونوں کے پیدا کیا تم دیکھ رہے ہو) عمدٍ جمع عماد ہے۔ ترونہا کی ضمیر آسمانوں کی طرف لوٹتی ہے یہ ان کے بغیر ستون ہونے پر ان کی رویت سے استشہاد پیش کیا ہے۔ جیسا کہتے ہیں انابلا سیف ولا رمح ترانی تو دیکھ تو رہا ہے کہ میں بغیر تلوار اور نیزے کے ہوں۔ نمبر۱۔ اس کا کوئی محل اعراب نہیں کیونکہ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ نمبر۲۔ یہ محل جر میں عمد کی صفت ہو ای بغیر عمد مرئیۃ مطلب یہ ہوا کہ اس کے ستون نظر نہیں آتے اور وہ ان کو اپنی قدرت سے روکتا ہے۔ وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ (اور اس نے زمین میں پہاڑ ڈال دیے) جمے رہنے والے پہاڑ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ (کہ کہیں وہ تمہیں لے کر ڈانواں ڈول نہ ہو جائے)۔ تا کہ وہ تمہاری وجہ سے مضطرب نہ ہو جائے۔ وَبَثَّ (اور اس نے پھیلا دیے) فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ (اس میں ہر قسم کے جانور اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا پس اس سے اُگا دیئے ہر طرح کے عمدہ اقسام) زوج یہاں صنف و قسم کے معنی میں ہے کریم (خوبصورت عمدہ)۔

## اصنام کی عبادت کی وجہ؟

۱۱: هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ (یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے) ھذا سے ماقبل مذکورہ مخلوقات کی طرف اشارہ ہے۔ خلق اللہ کا معنی مخلوق ہے۔ فَاَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ (پس تم مجھے دکھاؤ جو اس کے سوا ہیں انہوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں) من دونہ سے ان کے آلہہ مراد ہیں۔ ان کو لاجواب کیا گیا کہ یہ تمام بڑی بڑی اشیاء تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں۔ پس تم مجھے دکھلاؤ کہ انہوں نے کیا چیز پیدا کی ہے جس کی وجہ سے تم پر ان کی عبادت لازم ہوگئی۔ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (بلکہ ظالم لوگ صریح گمراہی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ

اور بلا شبہ ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر ادا کر، اور جو شخص شکر ادا کرے سو وہ اپنے ہی بھلے کے لیے شکر ادا کرتا ہے،

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ

اور جو شخص ناشکری کرے تو اس میں شک نہیں کہ اللہ بے نیاز حمد کا مستحق ہے اور جب لقمان نے نصیحت کرتے ہوئے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ

بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا

شرک نہ کرنا، بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں تاکید کردی، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف برداشت کرتے ہوئے

عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾

اسے پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھوٹنا دو سال میں ہے، یہ کہ تو میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے،

میں مبتلا ہیں) اس میں ان کے لاجواب کرنے سے اعراض کرتے ہوئے ان کے ورطہ گمراہی میں ڈوبنے کا ذکر کیا کہ وہ ایسی گمراہی میں پڑے ہیں جس سے بڑھ کر کوئی گمراہی نہیں ہے۔

## حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کے نصائح:

۱۲: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ (اور ہم نے لقمان کو دانشمندی عطاء فرمائی)۔ یہ لقمان رحمۃ اللہ علیہ بن باعوراء ہیں۔ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے نمبر۲۔ یا خالہ زاد ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ آزر کی اولاد سے تھے انہوں نے ایک ہزار سال عمر پائی حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا۔ اور ان سے علم حاصل کیا یہ بعثت داؤد علیہ السلام سے قبل فتویٰ دیتے تھے۔ جب وہ مبعوث ہوئے تو فتویٰ چھوڑ دیا۔ ان سے کہا گیا کہ تم نے فتویٰ کیوں چھوڑا اور انہوں نے جواب دیا۔ میں کیوں اکتفاء نہ کروں (وحی پر) جب میری کفایت کردی گئی [داؤد علیہ السلام پر وحی بھیج کر]۔

ایک قول یہ ہے یہ درزیوں کا کام کرتے تھے ایک اور قول یہ ہے کہ یہ بڑھئی تھے قول دیگر میں ان کو چرواہا بتلایا گیا۔ ایک قول میں ان کو بنی اسرائیل کا قاضی بتلایا گیا۔ عکرمہ وشعبی رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ یہ پیغمبر تھے۔ جمہور علماء رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ یہ دانشمند تھے۔ پیغمبر نہ تھے ایک قول یہ ہے ان کو نبوت وحکمت میں اختیار ملا تھا۔ انہوں نے حکمت کو اختیار کیا۔ حکمت بات کی تہہ میں پہنچنا اور صحیح عمل کرنا۔ قول دیگر: انہوں نے ایک ہزار پیغمبروں کی شاگردی کی اور ایک ہزار پیغمبران کے ساتھ رہے۔ (قول جمہور) کے علاوہ بقیہ تمام اقوال اسرائیلی معلوم ہوتے ہیں (فافہم) اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ (کہ تم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو) ان مفسرہ ہے معنی یہ ہے اشکر للہ کیونکہ ایتائے حکمت یہ قول کے معنی میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

**تنبیہ:** اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا کہ اصل حکمت اور حقیقی ان پر عمل پیرا ہونا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کا شکر یہی حکمت و علم ہے اس لئے کہ ابتائے حکمت کی تفسیر شکریہ پر برانگیختہ کر کے فرمائی۔

ایک قول یہ ہے کہ آدمی اس وقت دانشمند ہوتا ہے جب وہ اپنے قول، فعل، معاشرت، دوستی میں عقل مند ہو۔ سری سقطی رحمہ اللہ کا قول شکریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے معاملے میں اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ جنید رحمہ اللہ: کیا تم اس کی نعمتوں (کے عنایت کرنے) میں اس کا کوئی شریک دیکھتے ہو۔ ایک قول یہ ہے یہی تو شکریہ سے عاجزی کا اقرار ہے۔

**خُلاصَۃُ الکلام:** دل کا شکریہ معرفت اور زبان کا شکریہ حمد ارکان کا شکریہ طاعت اور ان میں ہر ایک میں اپنی عاجزی کو پیش نظر رکھنا تمام کے مقبول ہونے کی دلیل ہے۔

وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ (جو شخص شکر کرے گا۔ وہ اپنے ذاتی فائدہ کیلئے شکر کرے گا) کیونکہ اس کا نفع لوٹ کر اسی کو ملے گا۔ پھر وہ اور کا طالب ہوگا۔ وَمَنْ کَفَرَ (اور جو شخص ناشکری کرے گا) نعمتوں کی فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ (تو اللہ تعالیٰ بے نیاز) کسی کے شکریہ کے محتاج نہیں۔ حَمِیْدٌ (خوبیوں والے ہیں) وہ حمد کے حقیقی حقدار ہیں اگرچہ ان کی کوئی بھی حمد نہ کرے۔

۱۳: وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ (اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا)۔

**نحو:** اذ یہ اذکر فعل محذوف کے متعلق ہے۔ ابنہ بیٹے کا نام انعم یا اشکم تھا۔

وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ (اور وہ اس کو نصیحت فرما رہے تھے اے بیٹے!)

**قراءت:** یا بُنَی یہ مکی کی قراءت ہے یَابُنَیَّ یہ حفص کی قراءت ہے۔ تمام قرآن میں یہ لفظ فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

## شرک سے گریز کرو:

لَاتُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا بیشک شرک کرنا بڑا بھاری گناہ ہے) کیونکہ یہ اس کے درمیان جو ہر نعمت کا حقیقی مالک ہے اور اس کے درمیان جو کسی ایک نعمت کا بھی مالک نہیں برابری کرتا ہے۔

## ماں باپ کی خدمت کرو:

۱۴: وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ (اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے متعلق تاکید کی ہے)۔ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ (اس کی ماں نے ضعف پر ضعف برداشت کر کے اس کو اٹھایا) اس کو اٹھایا اس حال میں کہ وہ کمزوری در کمزوری اٹھا رہی تھی یعنی اس کی کمزوری روبترقی تھی اور بڑھ رہی تھی۔ جوں جوں حمل بڑھتا ہے اور بچہ بڑا ہوجاتا ہے تو بوجھ اور ثقل زیادہ ہوجاتا ہے۔ وَّ فِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ (اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے) دو سالوں کی تکمیل پر اس کا دودھ چھوڑا دیا جاتا ہے۔ اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ (تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگزاری کیا کر) یہ وصینا کی تفسیر ہے۔ یعنی ہم نے اسے اپنے اور والدین کے شکریہ کی تاکید فرمائی ہے۔ اور حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی عامین یہ جملہ معترضہ ہے جو مفسر اور تفسیر کے درمیان میں



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا

اور اگر تیرے ماں باپ تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کرنا، اور ان کے ساتھ دنیا میں

فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ

خوبی کے ساتھ رہنا، اور جو شخص میری طرف متوجہ ہو اس کا اتباع کرنا پھر تم سب کو میری طرف لوٹنا ہے سو میں تمہیں ان اعمال سے باخبر کردوں گا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٥﴾

جو تم کیا کرتے تھے

حائل ہے۔ کیونکہ جب والدین کے سلسلہ میں تاکید فرمائی گئی تو ماں جو اولاد کی خاطر تکالیف برداشت کرتی اور اس کے حمل کے دوران جن مشقتوں کا اسے سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس طویل مدتِ رضاعت اور پھر دودھ چھوڑانے میں جو پریشانیاں اس کو پیش آتی تھیں ان کو ذکر کر دیا۔ تاکہ انفرادی طور پر اس کے عظیم حق کو یاد رکھا جائے۔

## اللہ تعالیٰ کے حق میں والدین کی مداخلت جائز نہیں:

قول ابن عیینہؒ: جس نے پانچوں نمازیں پڑھیں اس نے گویا اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور جس نے والدین کے لئے پانچوں نمازوں کے بعد دعا کی اس نے ان کا گویا حق شکریہ ادا کر دیا۔ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ (تم نے میرے پاس لوٹ کر آنا ہے)۔ تمہارا انجام میرے پاس اور تمہارا احساب میرے ذمہ ہے۔

١٥: وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ (اور اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک) بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (بنائے جس کی تیرے پاس دلیل نہ ہو) نفی علم سے نفی شریک مراد ہے یعنی تو میرے ساتھ اس چیز کو مت شریک ٹھہرا جس کی کچھ حقیقت نہیں۔ مراد اس سے اصنام ہیں۔ فَلَا تُطِعْهُمَا (تو تو ان کا کہنا نہ مان) شرک کے سلسلہ میں وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا (اور ان کے ساتھ رہ دنیا میں خوبی کے ساتھ) معروف یہ مصدر محذوف کی صفت ہے ای صاحبھما صحابا معروفا۔ اس کے معنی میں خوبی اور خوبصورت اخلاق اور حلم وحوصلہ اور بر وصلہ رحمی سب کچھ ہی داخل ہے۔ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (اور تو چل اس شخص کے راستہ پر جو میری طرف رجوع کرنے والا ہو)۔ مطلب یہ ہے ایمان والوں کے راستہ کو اختیار کرو اور والدین جو مشرک ہوں ان کے راستہ پر نہ چل اگرچہ تمہیں ان کے ساتھ دنیاوی اعتبار سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ ابن عطاء نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو اس کی دوستی اختیار کر جس پر میری خدمت کے انوار ہوں۔ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ (پھر تم نے میرے پاس لوٹنا ہے) یعنی تمہارا اور ان کا مرجع میری بارگاہ ہی ہے۔ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (پھر میں تم کو جتلاؤں گا وہ اعمال جو تم کرتے تھے)۔ پس تمہارے ایمان پر بدلہ دوں گا۔ اور ان کے کفر پر ان کو سزا دوں گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ

اے میرے بیٹے! بے شک بات یہ ہے کہ اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ پتھر کے اندر ہو یا آسمانوں میں ہو

اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝١٦ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ

یا زمین میں ہو اللہ اس کو حاضر کر دے گا، بلاشبہ وہ لطیف ہے خبیر ہے۔ اے بیٹے! نماز قائم کر

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ

اور بھلائی کا حکم کر اور برائی سے منع کر اور تجھے جو تکلیف پہنچ جائے اس پر صبر کر بلاشبہ یہ ہمت کے

عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝١٧ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ

کاموں میں سے ہے۔ اور تو لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل، بلاشبہ

اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝١٨ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ

تکبر کرنے والے کو اللہ پسند نہیں فرماتا، اور تو اپنی چال میں درمیانہ طریقہ اختیار کر اور اپنی آواز کو پست کر

اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝١٩

ع ٨

بلاشبہ سب سے زیادہ مکروہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔

ان دونوں آیات سے بطور استطراد وصیت لقمان کی تاکید و تائید ہو رہی ہے جو انہوں نے امتناع شرک کے سلسلہ میں فرمائی وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے انسان کو اس کے والدین کے سلسلہ میں تاکید کی اور یہ بھی حکم دیا کہ شرک کے سلسلہ میں تم ان کی بات نہ ماننا خواہ وہ اس کے لیے کتنی کوشش کریں۔ کیونکہ شرک قبیح ترین چیز ہے۔

## نصائح لقمان، حقوق اللہ اور حقوقِ عباد:

۱۶: يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے برابر ہو)۔

قراءت: مثقال کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے اور حبہ کی طرف اضافت کی وجہ سے مثقال مؤنث ہے اسلئے فعل مؤنث لایا گیا ہے انھا کی ضمیر قصہ ہے جیسا کہ شاعر کا قول ہے۔ كما شرقت صدر القناة من الدم۔ (جس طرح نیزے کا سینہ خون سے چمکتا ہے)۔ اور کان تامہ ہوگا۔ باقی تمام قراء نے نصب سے پڑھا ہے اور ضمیر کا مرجع وہ ہیئت ہے خواہ اچھی ہو یا بری مطلب یہ ہے اگرچہ وہ چیز چھوٹائی میں رائی کے دانے کی طرح ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ (پھر کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمانوں کے اندر ہو) وَفِي الْاَرْضِ (یا وہ زمین کے اندر ہو) مطلب یہ ہے کہ اپنی چھوٹائی کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی مخفی مقام پر اور محفوظ ترین جگہ میں واقعہ ہو۔ جیسے پتھر کا جوف و باطن یا عالم علوی میں جس جگہ ہو۔ یا عالم سفلی کے ظلمات میں پڑی ہو۔

اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے اس سے مراد وہ چٹان ہے جس پر زمین قائم ہے اور وہی سجین ہے جس میں کفار کے اعمال لکھے جاتے ہیں۔ اور وہ زمین میں نہیں۔ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ اسے لے ہی آئے گا) قیامت کے دن اور اس کے کرنے والے سے اس کا محاسبہ کیا جائے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ (بیشک اللہ تعالیٰ باریک بین باخبر ہیں)۔ اس کا علم ہر مخفی سے مخفی تر کو پہنچنے والا ہے اور اس کی حقیقت سے باخبر ہے یا نمبر۲۔ اس کے نکالنے میں باریک بین ہے۔ اور اس کے مستقر و مقام سے باخبر ہے

۱۷: يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ (بیٹا! نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں) بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى (کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر) جو مَآ اَصَابَكَ (مصیبت آئے اس پر صبر کیا کر)۔ ما اصابک سے مراد جو اللہ تعالیٰ کی طرف معروف کی دعوت دیتے ہوئے اور نہی عن المنکر کرتے ہوئے تکلیف آئے۔ نمبر۲۔ یا جو مشقتیں تجھے پہنچیں کیونکہ وہ بندے کو عطیے کا حقدار بنا دیتی ہیں۔

اِنَّ ذٰلِكَ (بیشک یہ) جو نصائح میں نے تمہیں کی ہیں۔ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (ہمت کے کاموں میں سے ہے) یعنی ان کاموں میں سے ہیں جن کو اللہ نے قطعی طور پر واجب و لازم کر دیا یعنی ان کا قطعی حکم دے دیا۔ عزم بمعنی معزومات ہے گویا مفعول کو مصدر سے تعبیر کر دیا۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ قطعیات و فرائض میں سے ہے۔

مَسْئَلَہ: اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ عبادات و طاعات تمام امم میں مامور بھا تھیں۔

۱۸: وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ (اور تو لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر) یعنی تکبر کی وجہ سے ان سے اعراض و بے رخی اختیار نہ کر۔

قراءت: ابو عمرو اور نافع، حمزہ، علی نے تُصَاعِر پڑھا ہے اور اس کا معنی تصعر ہی کا ہے۔ الصعر اس بیماری کو کہتے ہیں جو اونٹ کو لگتی ہے تو اس سے اس کی گردن مڑ جاتی ہے حاصل یہ ہوا تواضع کے ساتھ اپنے چہرے سے لوگوں کی طرف متوجہ ہو ان سے اپنے چہرہ کی جانب اور پیشانی کو مت موڑ جیسا کہ متکبرین کیا کرتے ہیں۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (اور زمین پر اکڑ کر مت چل)۔ یعنی نمبر۱۔ مت چل زمین پر کہ تو اتراتا ہوا اترانا۔ نمبر۲۔ مرحاً مصدر ہے جو کہ حال واقع ہے نہ چل اس حال میں کہ تو اترا رہا ہو۔ نمبر۳۔ لا تمش لاجل المرح۔ اکڑنے کیلئے مت چل۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ (بیشک اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے) مختال متکبر کو کہتے ہیں فخور جو بڑائی کیلئے اپنے مناقب گنائے۔

## چال میں میانہ روی:

۱۹: وَاقْصِدْ (اعتدال اختیار کر) القصد بلندی و پستی کے درمیان میانہ روی۔ فِيْ مَشْيِكَ (اپنی رفتار میں) اعتدال اختیار کرو تا کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وہ رفتار دونوں کے درمیان ہو۔ نہ تو رینگ کر چلو جیسے بے جان چلتے ہیں اور نہ لپک کر چلو جیسے چھچھورے کرتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا رفتار کی تیزی مؤمن کے وقار کو زائل کر دیتی ہے۔ (ابو نعیم فی الحلیہ ۱۰/۲۹۰)

## قولِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاویل:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو فرمایا کان اذا مشی اسرع۔ اس کا مطلب! یہ وہ تیزی ہے جو رینگنے والے کی چال سے بڑھ کر ہو۔

## قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہود کے لپک کر چلنے اور عیسائیوں کی طرح رینگنے سے منع کیا جاتا۔ اور اس کے درمیان چلنے کا حکم دیا جاتا۔ ایک قول یہ ہے تم تواضع کرتے ہوئے اپنے قدموں کی جگہ پر نظر رکھو۔ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ (اور تو اپنی آواز کو پست کر) اپنی آواز کو ہلکا کر اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ (بیشک سب سے بری آواز آوازوں میں سے) سب سے زیادہ وحشت ناک لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (البتہ گدھے کی آواز ہے) کیونکہ اس کی ابتداء زفیر اور انتہاء شہیق ہے جیسا کہ جہنم والوں کی آواز ہوگی۔

## قولِ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ:

ہر جانور کی چیخ تسبیح ہے سوائے گدھے کے۔ وہ شیطان کو دیکھ کر ہنکار رہتا ہے اسی لئے اس آواز کو منکر فرمایا۔

**مَسْئَلَۃ**: آواز بلند کرنے والوں کو گدھے سے تشبیہ دی اور ان کی آواز کو گدھے کی آواز سے تشبیہ دے کر اشارہ کر دیا۔ کہ آواز کا بلند کرنا انتہائی مکروہ ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلکی و پست آواز والا شخص پسند تھا۔ اور زور دار آواز والے کو ناپسند کرتے تھے۔

**نَحْو**: گدھے کی آواز کو واحد ذکر کیا جمع نہیں لائے۔ کیونکہ ہر جنس میں سے ہر ایک آواز کا ذکر کرنا مراد نہیں کہ جمع لانے کی ضرورت ہو بلکہ یہاں مقصود یہ ہے۔ کہ ہر جنس حیوان کی ایک آواز ہے اور ان اجناس میں سے بدترین آواز اس جنس کی ہے اسلئے اس کا واحد لانا ضروری تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بلاشبہ اللہ نے تمہارے لیے وہ سب کچھ مسخر فرمایا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں

ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا

بھرپور انڈیل دی ہیں، اور لوگوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جو بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کتاب کے اللہ کے بارے میں

كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿٢٠﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

جھگڑتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کا اتباع کرو جو اللہ نے نازل فرمائی تو کہتے ہیں کہ بلکہ ہم تو اس چیز کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿٢١﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ

اپنے باپ دادوں کو پایا ہے کیا باپ دادوں کا اتباع کریں گے اگرچہ ان کے باپ دادوں کو شیطان عذاب دوزخ کی طرف بلا رہا ہو۔ اور جو شخص اپنی ذات کو

وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ

اللہ کا فرمانبردار بنا دے اور وہ مخلص بھی ہو تو اس نے مضبوط کڑے کو اچھی طرح سے پکڑ لیا اور اللہ ہی کی طرف

عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٢٢﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ

سب کاموں کا انجام ہے۔ اور جو کوئی شخص کفر اختیار کرے تو اس کا کفر آپ کو رنجیدہ نہ کرے ان سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے سو ہم انہیں وہ عمل بتا دیں گے جو انہوں نے کئے،

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٢٤﴾

بلاشبہ اللہ کو دلوں کی باتیں خوب معلوم ہیں۔ ہم انہیں چند روز عیش دیں گے پھر انہیں سخت عذاب کی طرف مجبور کریں گے۔

## دلائل قدرت:

۲۰: اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ (کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام آسمان کی چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے) یعنی سورج، چاند، ستارے، بادل وغیرہ مراد ہیں۔ وَمَا فِي الْاَرْضِ (اور جو کچھ زمین میں ہے) وہ بھی یعنی سمندر، دریا، کانیں، چوپائے وغیرہ۔ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ (اور اس نے پوری کر رکھی ہیں تم پر) نِعَمَهٗ (اپنی نعمتیں)

قراءت: نِعَمَهٗ، مدنی، ابوعمرو، سہل، حفص نے عین کے فتحہ کے ساتھ پڑھا۔ نِعْمَةً دیگر قراء نے سکونِ عین سے پڑھا ہے۔

## تعریفِ نعمت:

ہر وہ فائدہ جس سے احسان کا ارادہ کیا جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ظَاھِرَۃً (ظاہری) جومشاہدہ میں آنے والی ہیں۔وَّ بَاطِنَۃً (اور باطنی) جودلیل سے معلوم ہوتی ہیں۔ایک اورقول ہے کہ نمبر۱۔ظاہری نعمتیں،آنکھ،کان،زبان،تمام اعضاء ظاہرہ،نمبر۲۔باطنی نعمتیں،دل،عقل،فہم،اور جواس کے مشابہ ہیں۔

## دُعائے موسیٰ علیہ السلام:

میں یہ کلمات ہیں:الھی ! دلّنی علی اخفیٰ نعمتك علی عبادك اے اللہ مجھے اپنے بندوں پر مخفی ترین نعمت کے بارے میں بتلائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایااخفی نعمتی علیھم النفس میری سب مخفی سے نعمت بندوں پروہ جان ہے۔

## قولِ دیگر:

شرائع کی تخفیف ذرائع،وسائل کا بڑھانا،پیدا کرنا،اخلاق وعطایا کا پانا،مصائب کا دور کرنا اور پھیر دینا مخلوق کا مقبول ہونا،رب کی رضامندی۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ظاہری نعمتیں!تخلیق کودرست بنانا۔باطنی نعمتیں!عیوب کو چھپانا۔وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ (اور بعض آدمی ایسے ہیں جوبغیرواقفیت اور)وَّ لَا ھُدًی وَّ لَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ (بغیر دلیل اور بغیر کسی روشن کتاب کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں)۔

شانِ نزول: یہ نضر بن حارث کے متعلق اتری۔سورۂ حج میں ذکر کیا گیا ہے۔

۲۱:وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ (اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کا اتباع کرو جو)قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَ نَا (اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے وہ کہتے ہیں بلکہ ہم تو اسی کی اتباع کریں گے)۔اَوَلَوْ کَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْھُمْ اِلٰی (جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے۔کیا اگر شیطان ان کو عذاب)عَذَابِ السَّعِیْرِ (دوزخ کی طرف)بلاتا ہوتب بھی(یہ ان کی اتباع کریں گے)اگر شیطان ان کو عذابِ نار کی طرف دعوت دیتا رہا ہو۔

## مضبوط کھونٹے والا:

۲۲:وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْھَہٗٓ اِلَی اللّٰہِ (جوشخص اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکادے)۔

نَحو:یہاں اَسلَم کوالی کے ذریعے متعدی بنایا گیا ہے جبکہ بل من اسلم وجھہ للہ [البقرہ:۱۱۲] میں لام سے متعدی بنایا گیا ہے۔لام کے ساتھ اس کا معنی یہ ہے اس نے اپنی ذات اور نفس اس طرح کر دیا کہ وہ سالم یعنی خالص ہے اللہ تعالیٰ کیلئے۔

الی کے ساتھ اس کا معنی یہ ہے اس نے سپرد کر دیا اپنے نفس کو اس طرح کہ جیسے سامان کسی شخص کے سپرد کیا جاتا ہے مراد اس سے اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کی بارگاہ میں سپردگی ہے۔

وَھُوَ مُحْسِنٌ (اس حال میں کہ مخلص ہو)ان کاموں میں جوکرے فَقَدِ اسْتَمْسَکَ (پس اس نے تھام لیا)اور وہ چمٹ



BestUrduBooks.wordpress.com

گیا استمساک، یہ تمسک اور تعلق کے معنی میں ہے۔
بِالْعُرْوَةِ (مضبوط کڑے کو) العروۃ: وہ کھونٹا جس سے کسی چیز کو لٹکایا جائے۔ الْوُثْقٰى (مضبوط) یہ اوثق کی مؤنث ہے اس آیت میں متوکل کی حالت کو اس آدمی کی حالت سے مثال دی گئی جو بلند چوٹی سے نیچے لٹکنا چاہتا ہے۔ اس نے احتیاط کرتے ہوئے مضبوط رسی والے کھونٹے کو تھام لیا جو انقطاع سے محفوظ و مامون ہے۔ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پہنچے گا۔) یعنی اس ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں پس وہ ان پر بدلہ دیگا۔
۲۳: وَمَنْ كَفَرَ (اور جس نے کفر کیا) اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد نہ کیا۔ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ (اس کا کفر آپ کو غم میں مبتلا نہ کرے)۔
قراءت: نافع نے یُحْزِنك پڑھا ہے۔ حزن واحزن جو کفر اختیار کرتا ہے اس کا کفر آپ کو غمزدہ نہ کرے۔
اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا (ان سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے پس ہم ان کو بتلا دیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے) پس ہم ان کو ان کے اعمال پر سزا دیں گے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (بیشک اللہ تعالیٰ سینوں کی باتوں کو جاننے والے ہیں) بلاشبہ اللہ کو اپنے بندوں کے سینوں کی باتوں کا علم ہے پس اس کے مطابق ان سے سلوک کرے گا۔
۲۴: نُمَتِّعُهُمْ (ہم ان کو عیش دئیے ہوئے ہیں) ایک مدت تک قَلِيْلًا (تھوڑی) دنیا میں ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ (پھر ہم ان کو مجبور کریں گے) کشاں کشاں لے جائیں گے۔ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ (ایک سخت عذاب کی طرف) عذاب کے لازم اور لاحق ہونے کو مضطر و مجبور کے اضطراء سے تشبیہ دی ہے۔ الغلظ کا لفظ جو سخت اجسام کیلئے آتا ہے۔ عذاب کی شدت ظاہر کرنے کے لئے بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ اصل مقصود یہاں عذاب پانے والے پر بوجھ و شدت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ

اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا فرمایا تو وہ ضرور ضرور یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے پیدا فرمایا! آپ فرما دیجئے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے بلکہ

اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۶﴾

ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے، اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے، بلا شبہ وہ بے نیاز ہے سب خوبیوں والا ہے'

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ

اور زمین میں جتنے بھی درخت ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے اس کے بعد سات سمندر اس میں اور شامل

اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا

ہو جائیں تو اللہ کے کلمات ختم نہ ہو گئے، بلا شبہ اللہ عزیز ہے حکیم ہے نہیں ہے تمہارا پیدا کرنا اور موت کے بعد اٹھانا مگر

كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ

ایک ہی جان کی طرح بلا شبہ اللہ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے۔ اے مخاطب! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو

وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۫ كُلٌّ یَّجْرِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّ

رات میں، اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر فرمایا، ہر ایک اپنے وقت مقررہ تک چلتا ہے، اور

اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ

بلا شبہ اللہ ان کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو، یہ اس وجہ سے ہے کہ بلا شبہ اللہ حق ہے اور بلا شبہ یہ لوگ اس کے علاوہ جن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں

الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ﴿۳۰﴾ ع ۱۲

وہ باطل ہیں اور بلا شبہ اللہ عالی شان ہے اور بڑا ہے۔

۲۵: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ (اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کس نے آسمان وزمین) وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (کو پیدا کیا تو وہ ضرور یہی جواب دیں گے اللہ تعالیٰ نے) قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ آپ کہہ دیجئے الحمد للہ یہ الزام بطور اقرار ہے کہ وہ ذات جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا وہی اللہ وحدہ لاشریک ہے اسی ہی کیلئے حمد و شکر واجب ہے۔ اور لازم ہے کہ اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔ پھر فرمایا۔

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (بلکہ ان کی اکثریت جانتی نہیں) کہ یہ بھی ان پر لازم ہے۔ اور جب ان کو خبردار کیا جاتا ہے تو خبردار نہیں ہوتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۶: لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ (اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ) هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ (وہی بے نیاز خوبیوں والا ہے) الغنی یعنی تعریف کرنے والوں کی حمد سے بے نیاز۔ الحمید حمد کا حقدار ہے۔ خواہ وہ اس کی تعریف نہ بھی کریں۔

۲۷: مشرکین نے کہا یہ وحی عنقریب ختم ہو جائے گی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار کر بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ختم نہیں ہو سکتا۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ (اور اگر جتنے درخت زمین میں ہیں قلمیں بن جائیں)۔ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ (اور یہ سمندر اور اس کے ساتھ سات اور سمندر شامل ہو جائیں)۔ كَلِمٰتُ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں)۔

قراءت: ابوعمرو اور یعقوب نے البَحَر کو فتحہ سے پڑھا ہے۔ ان کے اسم پر عطف کیا ہے۔ اور وہ ما ہے اور بقیہ قراء جنہوں نے رفع پڑھا ہے نمبرا۔ انہوں نے اَنّ کے محل اور معمول پر عطف کیا ہے تقدیر کلام اس طرح ہوئی ولو ثبت کون الاشجار اقلاما وثبت البحر ممدودًا بسبعة ابحر۔ اگر درختوں کی قلمیں بن جائیں اور موجودہ سمندر سات سمندروں کے ساتھ مل جائیں۔ نمبر۲۔ رفع کی دوسری وجہ یہ جملہ ابتدائیہ ہے اور واؤ حالیہ ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا ولوان الاشجار قلام فی حال کون البحر ممدودًا اگر درخت اقلام ہوں اس حال میں کہ سمندروں کے ساتھ اور سمندر ملائے ہوئے ہوں۔ یَمُدُّہٗ کو یُمِدُّهٗ بھی پڑھا گیا ہے۔

نکتہ: کلام کا تقاضا یہ تھا کہ اس طرح کہا جاتا ولو ان الشجر اقلام والبحر مداد۔ لیکن مداد کے ذکر کی ضرورت کو یمد نے پورا کر دیا کیونکہ اہل عرب کہتے ہیں مد الدواة وامدّھا گویا بحر اعظم کو بمنزلہ دوات قرار دیا۔ اور سات بھرے سمندروں کو سیاہی قرار دیا کہ وہ اپنی سیاہی اس دوات میں پلٹتے رہیں ذرا انقطاع واقع نہ ہو۔

آیت کا معنی یہ ہے اگر تمام روئے زمین کے درخت قلم بن جائیں اور موجودہ سمندر جن کے ساتھ سات اور سمندر مل کر سیاہی بن جائیں اور وہ قلمیں اس سیاہی سے اللہ تعالیٰ کے کلمات کو لکھنا شروع کریں اور لکھتی رہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہونگے قلم اور سیاہی ختم ہو جائے گی جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا قل لو کان البحر مدادًا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی [الکہف:۱۰۹]

سوال: والبحر یمده۔ رفع کی ایک صورت میں حال واقع ہے۔ لیکن اس میں کوئی ضمیر نہیں پائی جاتی جو ذوالحال کی طرف راجع ہو؟

جواب: یہ اس محاورہ کی طرح ہے جئت والجیش مصطف اور اس طرح کے دوسرے حال جو ظروف کی طرح مستعمل ہوتے ہیں۔

## ایک نحوی نکتہ:

شجرہ کو واحد ذکر کیا گیا کیونکہ شجر کی تفصیل اور ایک ایک درخت کر کے پڑتال مراد ہے۔ یہاں تک کہ کوئی جنس شجر اور کوئی



BestUrduBooks.wordpress.com

درخت باقی نہ رہ جائے کہ جس کی اقلام نہ بنائی گئی ہوں۔ اسی طرح یہاں کلمات جمع قلت کو کلِم پر ترجیح دی حالانکہ وہ جمع کثرت ہے کیونکہ اس کا معنی یہ ہے اس کے کلمات سمندروں کے ساتھ لکھے جانے سے جب ختم ہونے والے نہیں تو کلام سے کیسے ختم ہو سکتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ (بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہیں) اس کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔ حَکِیۡمٌ (حکمت والے ہیں) اس کے علم وحکمت سے کوئی چیز نکل نہیں سکتی۔ پس اس کے کلمات وحکم ختم نہ ہونگے نہ ہو سکتے ہیں۔

## اللہ تعالیٰ کو ایک شان‘ دوسری شان سے غافل نہیں کرتی:

۲۸: مَا خَلۡقُكُمۡ وَلَا بَعۡثُكُمۡ اِلَّا كَنَفۡسٍ وَّاحِدَةٍ (تمہارا پیدا کرنا اور اٹھایا جانا ایک جان کی طرح ہے) ای الّا کخلق نفس واحدۃ خلق کا لفظ حذف کر دیا گیا کیونکہ وہ معلوم ومعروف ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے قلیل وکثیر کا فرق نہیں اس کو ایک شان دوسری شان سے غافل نہیں کر سکتی۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ (بیشک اللہ ہر بات کو سننے والے ہیں) جو مشرکین کہہ رہے ہیں کہ بعث بعد الموت نہیں ہے۔ بَصِیۡرٌ (اور ہر چیز کو دیکھنے والے ہیں) جو اعمال وہ کرتے ہیں پس وہ ان کا بدلہ انہیں دیں گے۔

۲۹: اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّهَارِ (اے مخاطب کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے) رات کی ظلمت کو ضوءِ نہار میں داخل کر دیتا ہے جبکہ رات آتی ہے۔ وَیُوۡلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ (اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس نے شمس وقمر کو کام میں لگا دیا) بندوں کے منافع کیلئے۔ كُلٌّ (سورج و چاند میں سے ہر ایک) یَّجۡرِیۡۤ (اپنے مدار میں چل رہا ہے) اور اس کو طے کر رہا ہے۔ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی (ایک مدت مقررہ کیلئے) قیامت کے دن تک یا وقت معلوم تک جیسے سورج سال بھر کیلئے اور چاند ہر مہینہ کے آخر تک وَّ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ (اور بیشک اللہ تعالیٰ جو تم اعمال کرتے ہو ان سے مطلع ہیں)۔

قراءت: تعلمون کو یاء کے ساتھ عیاش نے پڑھا ہے۔

## ایک نکتہ:

دن رات کا آنا جانا اور ان میں اضافہ اور کمی اور سوج و چاند کا اپنے اپنے مداروں میں گھومنا ایک اندازے اور حساب کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ اور اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ اپنی مخلوق کے تمام اعمال کا احاطہ کرنے والے ہیں اور یہی چیز اس کی عظیم قدرت اور کمال حکمت کا ثبوت اور اعلیٰ دلیل ہے۔

## اللہ عزوجل ہستی میں کامل ہے:

۳۰: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ (اور یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے) وَاَنَّ مَا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِ (اور جن چیزوں کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ

اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بلاشبہ کشتی اللہ کی نعمت کے ساتھ سمندر میں چلتی ہے تا کہ وہ تمہیں اپنی نشانیوں میں سے دکھلائے، بلاشبہ اس میں ہر ایسے شخص کے لیے

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ

نشانیاں ہیں جو خوب صبر کرنے والا خوب شکر کرنے والا ہو، اور جب انہیں موج ڈھانپ لیتی ہے جو سائبانوں کی طرح ہوتی ہے تو وہ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں،

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾

پھر جب وہ انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو ان میں سے بعض لوگ راہِ اعتدال پر چلتے ہیں، اور ہماری آیتوں کا بس وہی شخص انکار کرتا ہے جو عہد کا بہت جھوٹا بہت ناشکرا ہو۔

قراءت: یدعون یاء کے ساتھ سوائے ابوبکر کے باقی عراقی قراء نے پڑھا ہے۔

الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ (وہ باطل ہے اور بیشک اللہ وہی عالی شان و بڑا ہے)۔ یعنی یہ صفت جو اس کی بیان کی گئی ہے یہ اس کی قدرت کے عجائبات اور اس کی ایسی حکمت میں سے ہے جس سے زندہ لوگ جن کو کچھ قدرت وعلم بھی حاصل ہے۔ وہ بھی عاجز ہیں تو وہ جمادبت جن کو یہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں ان کو کیونکر قدرت حاصل ہو سکتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ الوہیت برحق اسی ہی کی ذات کیلئے ثابت ہے اور اس کے علاوہ سب کی الوہیت باطل ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بلند و عالی شان اور بڑی دبدبے والی ہے۔

۳۱: اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ (کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کشتیاں سمندر میں) اللہ تعالیٰ کے بِنِعْمَتِ اللّٰهِ (فضل سے چلتی ہے۔)

قراءت: الفُلْكَ کو الفُلُك بھی پڑھا گیا ہے۔

**ایک کلیہ:**

اس کے لئے قانون یہ ہے کہ ہر وہ لفظ کہ جو فُعْلٌ کے وزن پر ہو اس کے عین پر ضمہ جائز ہے جیسا کہ فُعْلٌ کو فُعُلٌ پڑھنا جائز ہے۔ نعمت اللہ کا معنی احسان ورحمت ہے یا ہوا کی نعمت سے تعبیر کیا کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے۔ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ (تا کہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے) سمندر میں اپنی قدرت کے عجائبات دکھائے جب تم سمندر میں سفر کرو۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ (بلاشبہ اس میں ہر ایسے شخص کیلئے جو صابر) اس کی طرف سے آنے والے ابتلاء پر شَكُوْرٍ (شاکر کیلئے نشانیاں ہیں) جو اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے والا ہے۔ یہ دونوں مؤمن کی صفات ہیں، ایمان کے دو حصے ہیں نمبر ۱۔ نصف شکر نمبر ۲۔ نصف صبر۔ گویا اس طرح فرمایا: ان فی ذلك لا یات لكل مؤمن کہ اس میں ہر مؤمن کیلئے عبرت کی نشانیاں ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اوراس دن سے ڈرو جس دن باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا اور نہ

مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ

کوئی بیٹا اپنے باپ کی طرف سے کچھ بھی بدلہ دینے والا ہوگا۔ بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے، سو تمہیں دنیاوالی زندگی ہرگز دھوکے میں

الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝٣٣

نہ ڈال دے، اور ہرگز تمہیں اللہ کا نام لے کر بڑا دھوکہ باز دھوکہ میں نہ ڈالے۔

## مصیبت میں وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں:

۳۲: وَاِذَا غَشِيَهُمْ (اور جب ان کو گھیر لیتی ہیں) یعنی کفار کو مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ (سائبانوں کی طرح امواج) موج بلند ہو کر جب لوٹتی ہے تو سائبان کی طرح بن جاتی ہے۔ الظلل یہ ظلۃ کی جمع ہے۔ ہر وہ چیز جو تمہیں سایہ دے خواہ پہاڑ ہو یا بادل اور شئی دیگر۔ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ (وہ اللہ تعالیٰ کو خالص اعتقاد کر کے پکارتے ہیں پھر جب ان کو نجات) اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ (دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے پس ان میں سے بعض اعتدال پر رہتے ہیں) مقتصد کا معنی ایمان و اخلاص پر باقی رہنے والے ہیں جو ایمان پہلے ظاہر ہوا تھا اور وہ کفر کی طرف نہیں لوٹتے۔ نمبر۲ کفر وظلم میں زیادہ نہیں بڑھتے بلکہ درمیانے درجہ میں رہتے ہیں اور کچھ ڈانٹ ڈپٹ قبول کرتے ہیں کفر میں غلو اختیار نہیں کرتے۔ نمبر۳۔ اخلاص میں میانہ رو ہیں وہ اخلاص جو سمندر میں ان سے ظاہر ہوا مطلب یہ ہے اخلاص وقتی ہے جو خوف کے موقعہ پر پیدا ہوا یہ کسی میں بھی باقی نہیں رہتا۔ اور ایسے میانہ رو بھی نادر و نایاب ہیں۔ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ (اور ہماری آیات کا انکار فقط وہ لوگ کرتے ہیں) یعنی آیات کی حقیقت کا انکار اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ (جو بدعہد و غدار ہوتے ہیں)۔ الختر (بدترین غداری)۔ كَفُوْرٍ (ناشکرے ہیں) اپنے رب تعالیٰ کے۔

۳۳: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ (اے لوگو اپنے رب سے ڈرو!) اخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکے گا) اس کی طرف سے کوئی حق ادا نہ کر سکے گا۔ اصل کلام یہ ہے لا یجزی فیه مگر فیہ کو حذف کر دیا گیا۔ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا (اور نہ بیٹا اپنے باپ کی طرف سے ذرا بھر مطالبہ ادا کر سکے گا)۔

## ایک نکتہ:

یہ جملہ تاکید کے ایسے طریقہ پر وارد ہوا ہے کہ معطوف علیہ اس طرح نہیں کیونکہ جملہ اسمیہ جملہ فعلیہ کی نسبت زیادہ تاکید والا ہے۔ اور اس میں مزید ھُو کا ملانا اور مولود کا لانا اس کو اور مؤکد بنا رہے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہاں خطاب ایمان والوں کو فرمایا



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ

بلا شبہ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے، اور وہ بارش کو نازل فرماتا ہے، اور وہ جانتا ہے جو ماؤں کے ارحام میں ہے،

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ

اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کرے گا، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ اسے کس زمین میں موت آئے گی،

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾ ع

بلا شبہ اللہ جاننے والا ہے باخبر ہے۔

اوران کے بڑوں کو حالانکہ مسلمانوں کے آباءواجداد کی اموات کفر میں آئیں (سوائے اقل قلیل کے) پس اس میں مسلمانوں کی اس طمع کو مٹانا مقصود ہے کہ وہ اپنے اباء کفار کی کچھ سفارش قیامت کے دن کر سکیں گے المولود میں تاکید کا معنی اس طرح ہے کہ ان میں سے ایک بچہ اپنے قریب ترین والد کیلئے جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا اگر سفارش کرے گا تو وہ بھی قبول نہ ہوگی چہ جائے کہ آباءواجداد مقدمین کیلئے۔

## الولد کا اطلاق:

الولد کا اطلاق بیٹے اور پوتے دونوں پر ہوتا ہے بخلاف مولود یہ صرف اس پر بولا جاتا ہے جو تیرا اپنا صلبی بیٹا ہو پوتے پر اطلاق نہیں ہوتا۔ (کذافی الکشاف) اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ (بلا شبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ) بعث وحساب وجزاء۔ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (برحق ہے پس تمہیں دنیا کی زندگی دھوکا میں مبتلا نہ کردے) اپنی زینت کے باعث اس کی نعمتیں قریب مگر لذات فانیہ ہیں۔ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (اور نہ تمہیں دھوکہ میں ڈال دے اللہ کے متعلق دھوکہ باز)۔ نمبرا۔ شیطان نمبر۲ دنیا نمبر۳۔ امید۔

## مفاتیح الغیب:

۳۴: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (بیشک اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کی خبر ہے)۔ یعنی قیامت کے وقوع کا وقت وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ (اور وہی بارش برساتا ہے)۔

قراءت: يُنَزِّلُ تشدید سے شامی، مدنی، عاصم نے پڑھا ہے۔ اور اس کا عطف اس پر ہے۔ جس کا تقاضا فعل کا ظرف کررہا ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے ان اللہ یثبت عندہ علم الساعۃ و ینزل ۔ الغیث (بارش وبادل) اپنے ظہور میں بغیر تقدیم وتاخیر کے وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ (اور وہ جانتا ہے جو کچھ ارحام میں ہے) آیا مذکر ہے یا مؤنث، کامل یا ناقص وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ (اور کوئی نفس نہیں جانتا) خواہ نیک ہو یا بد ما ذا تکسب غَدًا (وہ کل کیا کمائے گا)۔ خیر یا شر۔ بسا اوقات وہ ارادہ خیر رکھتا ہے

مگر برائی کر گزرتا ہے اور بسا اوقات برائی کا ارادہ کرنے والا ہوتا ہے مگر بھلا کام کر لیتا ہے۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا)۔

یعنی کہاں اس کی موت واقع ہوگی بعض اوقات وہ ایک مقام پر مقیم ہوتا ہے اور اپنے خیمے گاڑے ہوتا ہے زبان سے نعرہ بلند کرتا ہے میں یہاں سے نہ جاؤنگا۔ تقدیر کے فیصلے اس کو اس مکان پر لا ڈالتے ہیں جہاں اس کے متعلق طے ہوتا ہے حالانکہ اس کے کسی گوشۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں ہوتی۔

## روایت تفسیر یہ ہے:

کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس موت کا فرشتہ گزرا۔ وہ آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک کو غور سے دیکھنے لگا آدمی نے اسی دم کہا یہ کون ہے؟ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ملک الموت ہے اس نے کہ اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ یہ مجھے چاہ رہا ہے اور سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہوا کو حکم دیں وہ مجھے ہندوستان میں ڈالدے آپ نے اس کی بات مان لی۔ پھر ملک الموت سلیمان علیہ السلام سے عرض پیرا ہوا۔ میں اس کی طرف تعجب سے دیکھ رہا تھا کیونکہ مجھے حکم ملا تھا کہ میں اس کی روح ہندوستان میں قبض کروں مگر وہ آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے علم موت تو اپنے لئے مقرر فرمایا۔ اور درایت بندوں کو عنایت فرمائی کیونکہ درایت میں ہی حیلہ اور چالاکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی نفس موت کو نہیں جانتا اگرچہ وہ حیلہ کام میں لائے جو اس کے لئے مخصوص ہے۔ اور انسان کیلئے اس کی کمائی اور انجام سے بڑھ کر کوئی چیز خاص نہیں۔ پس جب انسان ان دونوں چیزوں کو معلوم نہیں کر سکتا۔ تو ان کے علاوہ چیزیں تو بہت دور ہیں کہ ان کو جان سکے۔

## ایک نجومی کا عمل:

نجومی جو بادل و بارش اور موت کے اوقات کی خبریں دیتے ہیں تو محض قیاس ہے اور ستاروں کے ذریعہ ہے وہ دلیل سے ادراک نہیں کرتے۔ ان کا یہ قیاس غیب نہ بن سکے گا۔ کیونکہ وہ محض گمان و تخمینہ ہے علم نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مفاتیح غیب پانچ ہیں۔ اور آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ [بخاری: ۴۶۹۷ احمد ۲/۲۴، ۵۲، ۵۸] ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس نے ان پانچ چیزوں میں سے کسی ایک کے علم کا دعویٰ کیا اس نے جھوٹ بولا۔

## منصور عباسی کا خواب:

منصور نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ شکل ہے۔ منصور نے اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی ہے اس فرشتے نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا تعبیر کرنے والوں نے اس کی تعبیر پانچ سال سے کر دی۔ بعض نے پانچ ماہ اور بعض نے پانچ ایام سے کر دی۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا اس میں پانچ انگلیوں سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے کہ پانچ علوم اللہ تعالیٰ کے



BestUrduBooks.wordpress.com

سوا کوئی نہیں جانتا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ (بیشک اللہ تعالیٰ غیوبات کو جاننے والے ہیں)۔ خَبِیْرٌ (وہ باخبر ہے)۔ جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا۔

## قولِ زہری رحمہ اللہ:

سورۃ لقمان کی اکثر قراءت کیا کرو کیونکہ اس میں عجائبات ہیں۔

الحمدللہ سورۃ لقمان کا تفسیری ترجمہ آج بروز بدھ ۱۷ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ ۱۹ فروری ۲۰۰۳ء قبل الظہر اختتام پذیر ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ السجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس میں تیس آیات اور تین رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ② اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ

الٓمّٓ ○ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں، رب العالمین کی طرف سے ہے، کیا وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس نے جھوٹ بنالیا ہے،

بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

بلکہ بات یہ ہے کہ وہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ

يَهْتَدُوْنَ ③ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

ہدایت پر آجائیں۔ اللہ وہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا فرمایا

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ④

پھر عرش پر مستوی ہوا تمہارے لئے اس کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی سفارشی، کیا تم نہیں سمجھتے؟

۱،۲: الٓمّٓ۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ (الم! یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اس میں کچھ شبہ نہیں)۔ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یہ رب العالمین کی طرف سے ہے)

الٓمّٓ نَحو : نمبر۱۔ اگر اس کو سورت کا نام مانا جائے تو یہ مبتدأ ہے اور اس کی خبر تنزیل الکتاب ہے۔ نمبر۲۔ اگر اس کو حروف مقطعات سے شمار کریں تو پھر تنزیل الکتاب مبتدأ محذوف کی خبر ہونے کی بناء پر مرفوع ہوگی۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ : نَحو : نمبر۱۔ یہ مبتدأ اور اس کی خبر لا ریب فیہ ہے۔

لَا رَيْبَ فِيْهِ نَحو : مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع اور اس کی خبر من رب العالمین ہے اور لا ریب فیہ جملہ معترضہ ہے اور اس کی ضمیر مضمون جملہ کی طرف راجع ہے گویا کلام اس طرح ہے لا ریب فی ذلك ای فی كونه منزلًا من رب العالمین۔ اس میں شبہ نہیں یعنی اس کے رب العالمین کی طرف سے منزل ہونے میں شبہ نہیں کیونکہ وہ انسانوں کو عاجز و درماندہ کرنے والا ہے۔ اور ایسی شئی شبہ سے بعید تر ہے۔ پھر اس سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ

وہ آسمان سے لیکر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے، پھر ہر امر اس کے حضور میں ایک ایسے دن میں پہنچ جائے گا جس کی مقدار

اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵

تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہوگی۔

## جب یہ اللہ کا اتارا ہوا ہے تو اس کو مفتری کہنے کی کوئی وجہ نہیں:

۳: اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ (کیا وہ کہتے ہیں کہ اس کو پیغمبر نے گھڑ لیا ہے) یعنی محمد ﷺ اس کو بنا کر لائے ہیں۔ کیونکہ اَم منقطعہ ہے جو کہ بل کے معنی میں ہے، ہمزہ انکار و تعجب کیلئے ہے کلام اس طرح ہے بل ایقولون افتراہ (بلکہ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کو بنا لیا ہے) اس لئے کہ قرآن تین آیات جو اس کی مثل ہوں کے چیلنج سے ان کے بلغاء کو عاجز کر چکا (پھر کس منہ سے اس کو من گھڑت کہتے ہیں) بَلْ هُوَ الْحَقُّ (بلکہ یہ سچی کتاب ہے) پھر ان کے انکار سے اعراض کرتے ہوئے اثبات کی طرف رخ پھیر دیا کہ بیشک وہ برحق ہے۔ مِنْ رَّبِّكَ (آپ کے رب کی جانب سے ہے) اس کو محمد ﷺ نے خود نہیں بنایا۔ جیسا کہ کفار مکہ محض ضد اور جہالت کی وجہ سے کہتے تھے۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا (تا کہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں) قوم سے اہل عرب مراد ہیں۔ مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ (جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا)۔

نحو: ماء نافیہ ہے اور جملہ قوماً کی صفت حالت نصبی میں واقع ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ (تا کہ وہ لوگ راہ پر آجائیں) رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امید کی بناء پر لعل لایا گیا جیسا کہ موسیٰ و ہارون کی طرف سے امید پر ان کے لئے استعمال ہوا۔ لعلہ يتذكر [طٰہٰ: ٤٤]

## خالق و مدبر وہی ہے:

۴: اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ (اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین) وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (اور جو کچھ ان کے مابین ہے چھ دن کے عرصہ میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا) پھر عرش پر استیلاء کیا اس کے احداث کے سبب۔ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ (تمہارے لئے اس کے سوا) اللہ تعالیٰ کے سوا مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا شَفِيْعٍ (کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہیں) یعنی جب تم اس کی رضامندی سے تجاوز کر جاؤ تو اپنے لئے اس کو مددگار نہ پاؤ جو تمہاری امداد کرے۔ اور نہ کوئی سفارشی پاؤ گے جو تمہاری سفارش کرے۔ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ (کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جانے والے مواعظ سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

۵: يُدَبِّرُ الْاَمْرَ (وہ معاملات کی تدبیر کرتا ہے) دنیا کے معاملات کی مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ (آسمان سے زمین تک) یہاں



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٦ الَّذِىْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ

وہی پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے زبردست ہے رحمت والا ہے اس نے جو چیز بنائی خوب بنائی،

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝٧ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝٨

اور انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی سے کی، پھر اس کی نسل کو ذلیل پانی سے نکالی ہوئی چیز بنایا،

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ

پھر اس کو ٹھیک طرح بنا دیا،اور اس میں اپنی روح پھونک دی،اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے۔

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝٩ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ ۭ

تم کم شکر ادا کرتے ہو اورانہوں نے کہا کیا یہ واقعی بات ہے کہ جب مٹی میں رَل مل جائیں گے تو نئے طور پر پیدا ہوں گے،

بَلْ هُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝١٠ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ

بلکہ بات یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔ آپ فرما دیجئے ملک الموت تمہاری جانوں کو قبض کرتا ہے جو تم پر مقرر ہے

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝١١ ع ۱ / ۱۱ / ۱۴

پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

تک کہ قیامت آجائے ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ (پھر یہ سب امر اسی کی بارگاہ میں پہنچ جائے گا) وہ سارے امور اس کی بارگاہ میں پہنچیں گے تاکہ وہ ان کے مابین فیصلہ فرمائے۔فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ (ایک ایسے دن میں جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے) وہ قیامت کا دن ہے۔مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (تمہاری گنتی کے موافق) دنیا کے دنوں کے موافق ۔

## تردید فرقہ باطلہ :

فرقہ مشبہ کیلئے اِلَيْهِ کے لفظ سے استدلال کی کوئی گنجائش نہیں ہے وہ اس سے جہت ثابت کرتے ہیں حالانکہ اس سے الی حیث یرضاہ۔ (اس کی رضا کا مقام) یاالی امرہ۔ (اس کے حکم کی طرف) مراد ہے جیسا کہ ان آیات میں ان کے لئے الی سے استدلال کا موقعہ نہیں ۔نمبرا۔انی ذاھب الی ربی [الصافات:۹۹] نمبر۲۔انی مھاجر الی ربی [العنکبوت:۲۶] نمبر۳۔ و من یخرج من بیتہٖ مھاجرًا الی اللہ [النساء:۱۰۰]



BestUrduBooks.wordpress.com

## وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے:

۶: ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (وہی ہے جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر باتوں کا) یعنی وہ ان تمام چیزوں کو جو مخلوق سے پوشیدہ یا مخلوق کے مشاہدہ میں ہے جاننے والا ہے۔ الْعَزِيْزُ (وہ زبردست ہے) اس کا حکم و تدبیر ہر چیز پر غالب ہے۔ الرَّحِيْمُ (وہ مہربان ہے) اس کی نرمی اور آسانیاں انتہاء کو پہنچنے والی ہیں۔

قراءت: ایک قول یہ ہے کہ اس پر وقف نہیں کیونکہ الذی جملہ اس کی صفت ہے۔

## اس کی دلیل:

۷: الَّذِيْ (وہ جس نے) یہ ماقبل کی صفت ہے۔ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ (ہر شئی کو خوبصورت بنایا) اس کو خوب بنایا کیونکہ ہر چیز کو تقاضۂ حکمت سے مرتب فرمایا گیا ہے۔ خَلَقَهٗ قراءت: کوفی، نافع، سہل نے صفت قرار دیا ای کل شی خلقه فقد احسن۔ ہر چیز جو اس نے پیدا کی خوب بنایا۔ دیگر قراء نے خَلْقَهٗ بدل قرار دیا۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ احسن خَلْقَ کل شیء ہر چیز کی پیدائش کو خوب بنایا۔ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ (اور انسان کی تخلیق کی ابتداء مٹی سے کی) الانسان الف لام عہد کا ہے اور مراد آدمؑ ہیں۔

۸: ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ (پھر اس کی نسل کو بنایا) اس کی اولاد کو۔ مِنْ سُلٰلَةٍ (خلاصۂ اختلاط سے) یعنی نطفہ مِّنْ مَّآءٍ (یعنی پانی سے) مراد منی ہے۔

نحو: یہ سلالہ سے بدل ہے۔ مَّهِيْنٍ (بے قدر سے) کمزور و حقیر۔

## دوسری دلیل:

۹: ثُمَّ سَوّٰهُ (پھر اس کے اعضاء درست کیے) جیسا کہ فرمایا فی احسن تقویم [التین: ۴] وَنَفَخَ (اور اس نے پھونکی) داخل کی۔ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ (اس میں اپنی روح)

نحو: اس میں اضافت تخصیص کیلئے ہے گویا اس طرح فرمایا و نفخ فیه من الشی الذی اختص ھو به و بعلمه اس نے اس میں ایسی شئی پھونک دی جس کے وہ خاص ہے۔ اپنے علم کے ساتھ خاص ہے۔

## تیسری دلیل:

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ (اور اس نے کان، آنکھیں اور دل بنا دیے) تا کہ تم سن، دیکھ اور سمجھ سکو۔ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (بہت کم شکر یہ تم لوگ ادا کرتے ہو) تم شکر کم کرتے ہو۔

۱۰: وَقَالُوْٓا (اور لوگ کہتے ہیں) یہ کہنے والا ابی بن خلف تھا کیونکہ اس کی یہ بات سب کو پسند تھی اس لئے سب کی طرف اسناد و نسبت کر دی۔ ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ (کیا جب ہم زمین میں نیست و نابود ہو گئے) یعنی مٹی ہو گئے اور زمین کی مٹی سے اس طرح



BestUrduBooks.wordpress.com

رل مل گئے اس سے امتیاز نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ پانی اور دودھ مل جاتے ہیں۔ نمبر۲۔ زمین میں دفن ہو کر غائب ہو گئے۔
قراءت: علی نے ضَلِلْنَا لام کے کسرہ سے پڑھا ہے کہا جاتا ہے ضَلَّ یَضِلُّ ۔ ضَلَّ یَضَلُّ۔
نحو: اذ اظرف ۔ اذا ضللنا میں منصوب ہوگا اس پر انا لفی خلق جدید دلالت کرتا ہے۔
أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيْدٍ (کیا ہم نئی پیدائش میں آئیں گے) اور وہ دوبارہ اٹھنا ہے۔ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ (بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں) ضد سے انکار کرنے والے ہیں۔ جب ان کے انکار بعث بعد الموت کو ذکر کیا تو اس سے بلیغ تر کی طرف اعراض کرتے ہوئے فرمایا۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ آخرت میں جو کچھ بھی ہونے والا ہے اس سب کے منکر ہیں فقط بعث ہی کے منکر نہیں۔
۱۱: قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ (کہہ دیجئے تمہاری جان موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے جو تم پر متعین) ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ (ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے) تم کو موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے وہ قبض کرے گا تمہاری ارواح کو قبض کر کے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اس کے بعد حساب و کتاب کیلئے تم اٹھائے جاؤ گے۔ لقاء اللہ کا یہ معنی ہے۔

## منکرین آخرت کو فہمائش:

التوفی: روح کو پورا پورا لینا تم سب کی ارواح کو قبض کیا جائے گا۔ اہل عرب کہتے ہیں یوفیت حقی من فلان۔ جبکہ پورا پورا بغیر کسی نقصان کے لے لیا جائے۔
قول مجاہد رحمہ اللہ ہے کہ ملک الموت کیلئے زمین سمیٹ دی جاتی اور ایک پلیٹ کی طرح کر دی جاتی ہے وہ جہاں سے چاہتا ہے روح لے لیتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ملک الموت ارواح کو آواز دیتا ہے تو وہ اس کو جواب دیتی ہیں پھر اپنے ساتھیوں کو حکم دیتا ہے وہ اس کو قبض کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اس سب کا حکم دینے والے ہیں۔ وہی مخلوقات کے افعال کا خالق ہے یہ اس آیت اور دوسری آیات توفتہ رسلنا [الانعام:۶۱] میں اور الله یتوفی الانفس حین موتها [الزمر:۴۲] میں موافقت کی ایک صورت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا

اور اے مخاطب اگر تو اس موقع کو دیکھے جبکہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے تو عجیب منظر دیکھے گا۔ یہ لوگ کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا سو ہم کو

نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۞۱۲ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ

واپس بھیج ہم نیک عمل کریں گے بلاشبہ ہمیں یقین آ گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے اور لیکن میری طرف سے یہ بات

الْقَوْلُ مِنِّىْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۞۱۳ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ

طے ہو چکی ہے کہ میں ضرور ضرور جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے بھر دوں گا جو اس میں اکٹھے ہوں گے۔ سو تم آج کے دن کی ملاقات کو

لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞۱۴

بھول جانے کی وجہ سے چکھ لو۔ بلاشبہ ہم نے تمہیں بھلا دیا اور تم جو اعمال کیا کرتے تھے ان کی وجہ سے ہمیشگی والا عذاب چکھ لو۔

۱۲: وَلَوْ تَرٰٓى (اور اگر آپ دیکھیں) یہ خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے نمبر ۲۔ ہر ایک کو خطاب ہے۔

نحو: لو امتناعیہ ہے اور اس کا جواب محذوف ہے ای لرایت امرًا عظیمًا ۔

## مجرمین کا حال:

اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ (جبکہ یہ مجرم لوگ) وہی لوگ ہیں جنہوں نے أاذا ضللنا فی الارض [السجدہ:۱۰] کے الفاظ کہے تھے۔ لو اور اذ دونوں ماضی کیلئے آتے ہیں اور یہ جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو منتظر ہے وہ بھی موجود ہی کی طرح ہے۔ تری اور جن کو یہ شامل ہے ان کے لئے مقدر ماننے کی ضرورت نہیں گویا اس طرح فرمایا گیا ولو تکون منك الرؤیة اور اِذ اس کا ظرف ہے۔

نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ (وہ اپنے سروں کو جھکانے والے ہونگے) ذلت، حیاء، اور شرمندگی کی وجہ سے۔ عِنْدَ رَبِّهِمْ (اپنے رب کے ہاں) اپنے رب کے ہاں حساب دیتے وقت۔ اس پر وقف جائز ہے کیونکہ حذف کا حق ہے کیونکہ تقدیر کلام یقولون رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا (اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا) تیرا وعدہ اور وعید سچی ہے۔ وَسَمِعْنَا (اور ہم نے سن لیا) تیری طرف سے تیرے رسولوں کی تصدیق یا ہم اندھے اور بہرے تھے پس ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا۔ فَارْجِعْنَا (تو ہمیں واپس لوٹا دے) دنیا کی طرف نَعْمَلْ صَالِحًا (ہم نیک عمل کریں گے) ایمان واطاعت اختیار کریں گے۔ اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (بیشک ہم یقین کرنے والے ہیں) بعث بعد الموت اور حساب پر۔

۱۳: وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ (اگر ہمیں منظور ہوتا تو ہم ہر نفس کو) دنیا میں هُدٰىهَا (اس کا راستہ عطاء فرماتے) یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو وہ مہربانی جو ہمارے پاس ہے وہ دے دیتے جس کو اگر وہ اختیار کر لیتے تو ہدایت پا جاتے لیکن ہم نے ان کو وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

مہربانی عنایت نہ کی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ کفر کو اختیار کریں گے اور وہ اس کو ترجیح دیں گے۔

## ردِ معتزلہ:

کیونکہ معتزلہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ہر نفس کو وہ چیز دے جس سے وہ ہدایت پائے اور اس نے دے بھی دی لیکن اس نے ہدایت نہ پائی۔ معتزلہ نے اس آیت کی تاویل مشیت جبر سے کی ہے اور یہ فاسد تاویل ہے جیسا کہ دلائل سے معلوم ہو چکا۔ وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ (لیکن یہ بات ثابت ہو چکی کہ میں جہنم کو جنات اور انسان دونوں) وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (سے بھروں گا۔) لیکن یہ بات میری طرف سے لازم ہو چکی اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ ایسے اعمال کریں گے جو ان پر جہنم کو واجب کر دیں گے۔ اور وہ اسی طرح ہوا جیسا اس کے علم میں تھا کہ وہ رد و تکذیب کو پسند کریں گے۔

## نکتہ تخصیص:

جن وانس کی تخصیص سے اشارہ کر دیا کہ ملائکہ اس قسم کے اعمال سے معصوم ہیں جو جہنم کو واجب کرنے والے ہیں۔

۱۴: فَذُوْقُوْا (پس تم چکھو) عذاب کو بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ (اس وجہ سے کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا) اس وجہ سے کہ تم نے ملاقات کے اعمال کو ترک کر دیا۔ یَوْمِكُمْ هٰذَا (وہ عمل ایمان ہے جس کو بھلایا)۔ اِنَّا نَسِیْنٰكُمْ (بیشک ہم نے تمہیں بھلا دیا) یعنی بھلائے ہوئے کی طرح عذاب میں چھوڑ دیا۔ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ (تم ہمیشہ کا عذاب چکھو) دائمی عذاب جو منقطع نہ ہوگا۔ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (اپنے اعمال کی وجہ سے) وہ کفر اور دیگر معاصی ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

ہماری آیات پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو آیات یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح بیان کرتے ہیں جس کے ساتھ حمد بھی ہوتی ہے

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۩ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا

اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو لیٹنے کی جگہوں سے جدا ہوتے ہیں، وہ ڈرتے ہوئے

وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ

اور امید باندھتے ہوئے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سو کسی شخص کو اس کا علم نہیں ہے جو ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا

أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۷﴾ أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ﴿۱۸﴾

سامان پوشیدہ رکھا گیا ہے یہ ان اعمال کا بدلہ ہوگا جو دنیا میں کیا کرتے تھے سو جو شخص مومن ہو کیا وہ فاسق کی طرح ہو سکتا ہے؟ برابر نہیں ہیں

أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لئے باغ ہوں گے ٹھہرنے کی جگہوں میں یہ بطور مہمانی ان اعمال کے بدلہ ہوں گے جو دنیا میں

يَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا

کیا کرتے تھے۔ اور جن لوگوں نے نافرمانی کی ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب بھی اس میں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے

أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿۲۰﴾

اسی میں واپس لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ آگ کا عذاب چکھو جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

## ایمان والوں کی صفات:

۱۵: إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا (تو ہماری آیات پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جب ان کو وہ آیتیں یاد دلائی جائیں) یعنی ان آیات کے ساتھ نصیحت کی جائے خَرُّوا سُجَّدًا (وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع اور خشوع سے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اسلام کی نعمت عنایت ہونے پر شکریہ میں سجدہ کرتے ہیں۔ وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں) تسبیح اللہ تعالیٰ کو ان باتوں سے جو اس کی ذات کے لائق نہیں پاک قرار دیتے ہیں۔ حمد اس کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں۔ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ (اور وہ تکبر نہیں کرتے) ایمان لانے اور سجدہ کرنے سے تکبر نہیں کرتے۔

۱۶: تَتَجَافَىٰ (اور علیحدہ رہتے ہیں) دور اور الگ رہتے ہیں جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (ان کے پہلو خواب گاہوں سے) مضاجع



BestUrduBooks.wordpress.com

بستر اور سونے کے مقامات۔

## سہل رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ایک جماعت کو اس نے ایک عطیہ دیا اور وہ یہ ہے کہ ان کو اپنے سے مناجات کی اجازت دی اور ان کو اپنے وسیلہ میں سے قرار دیا۔ پھر اس پر ان کی تعریف و مدح کی اور فرمایا تتجافی جنوبھم عن المضاجع ۔ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں) اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے پکارتے ہیں۔

خَوْفًا وَّطَمَعًا (امید و خوف سے) یہ مفعول لہ ہے مطلب یہ ہے لاجل خوفھم من سخطه و طمعھم فی رحمته وھم المتھجدون اس کی ناراضی کے خوف اور اس کی رحمت کی طمع میں اس حال میں کہ وہ تہجد گزار ہوتے ہیں۔

## قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

اس کی تفسیر میں فرمایا بندے کا رات کو قیام کرنا۔ [رواہ احمد ۵/۲۳۲، ۲۴۲] ابن عطاء کہتے ہیں ان کے پہلو غفلت کے بستر کی بجائے قربت کے قالین کے خواہشمند ہیں یعنی رات کو نماز پڑھتے ہیں۔

انس رضی اللہ عنہ کا قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نماز مغرب عشاء اخیرہ تک پڑھتے رہتے۔ انہی کے بارے میں یہ آیت اتری۔ (ابن مردویہ) ایک قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز پڑھ کر سوتے ہیں اس سے پہلے نہیں سوتے۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (اور جو ہم نے رزق دیا وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صَرف کرتے ہیں۔

## مخفی عمل کا مخفی بدلہ:

۱۷: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ (پس کسی شخص کو معلوم نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ان کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے) ما یہ الذی کے معنی میں ہے ای الذی۔

قراءت: اُخْفِیْ حکایت نفس کے طور پر حمزہ، یعقوب نے پڑھا ہے۔

مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ (آنکھوں کی ٹھنڈک) کوئی نہیں جانتا کہ ان کیلئے کیا عظمت کی چیزیں ہیں۔ جَزَآءً (بدلہ کے طور پر)

نحو: یہ جوزوا مصدر کا مفعول ہے۔

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ان اعمال کے بدلہ میں جو وہ کرتے تھے)

## حسن رحمہ اللہ کا قول:

جو لوگ دنیا میں اعمال سب سے چھپا کر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے وہ چھپا رکھا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں اور نہ کسی کان نے سنا۔

مَسْئَلَہ: اس میں دلیل ہے کہ اس سے مراد رات کی نماز ہے۔ تا کہ بدلہ اس کے موافق ہو (وہ بھی مخفی وہ بھی مخفی)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور ضرور ضرور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے قریب والا عذاب چکھا دیں گے تاکہ وہ باز آجائیں ،

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جسے اس کے رب کی آیات یاددلائی جائیں پھر وہ ان سے اعراض کرے، بلاشبہ ہم مجرمین سے بدلہ لینے والے ہیں۔

ع ۱۱ ۱۵ ۲

## کافرومومن میں فرق:

۱۸: ربط : پھر بیان کیا کہ جونور ایمان وطاعت کے ساتھ ہے وہ اس کے برابر نہیں جو کفر وعصیان کے اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہے فرمایا: أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا (تو جو شخص مومن ہوگیا وہ اس شخص جیسا ہو جائے گا جو کافر ہے) فاسق یہاں کافر کے معنی میں ہے کیونکہ دونوں مَن پر محمول ہیں اور ایمان کا مقابل کفر ہوتا ہے۔ لَا يَسْتَوُوْنَ (وہ آپس میں برابر نہیں ہوسکتے) معنوی اعتبار سے اس کی دلیل اگلے ارشاد میں ہے۔

## مومن کا بدلہ:

۱۹: أَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ (جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے پس ان کے لئے ہمیشہ کا ٹھکانہ) الْمَأْوٰى (جنتیں ہیں) جنت الماوٰی یہ جنت کی ایک قسم ہے جہاں ارواحِ شہداء قیام پذیر ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے۔ یہ عرش کی دائیں جانب ہے۔ نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ (ان کے اعمال کے بدلہ میں بطور مہمانی) یہ عطیہ ان کے اعمال کے بدلہ میں ہوگا۔ النزل اول تو یہ مہمان کو پیش کیا جانے والا عطیہ تھا پھر اس کا استعمال عام عطیہ کیلئے ہونے لگا۔

## کافر کا بدلہ:

۲۰: وَأَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَأْوٰهُمُ النَّارُ (اور جولوگ کافر ہوئے پس ان کا ٹھکانہ آگ ہے) ماویٰ کا معنی پناہ گاہ اور اترنے کی جگہ كُلَّمَا أَرَادُوْا أَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا أُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ (وہ لوگ جب اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے پھر اس میں دھکیل دیے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا) ان کو جہنم کے داروغہ کہیں گے۔ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ (تم دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے)۔

مَسْئَلَۃ: یہ دلیل ہے کہ یہاں فاسق سے مراد کافر ہے کیونکہ تکذیب ایمان کے بالمقابل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۱: وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى (اور ضرور ہم ان کو قریب کا عذاب چکھائیں گے) دنیا میں قید کا عذاب اور وہ سات سال کا قحط جوان پر مسلط کیا گیا دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ (بڑے عذاب سے پہلے) بڑے عذاب سے آخرت کا عذاب مراد ہے۔ ہم ان کو عذاب آخرت تک پہنچنے سے پہلے چکھائیں گے۔

## دارانی کا قول:

عذابِ ادنیٰ سے رسوائی وذلت مراد ہے اور عذابِ اکبر سے ہمیشہ کی آگ۔

## ایک قول:

عذابِ ادنیٰ سے عذابِ قبر مراد ہے۔

لَعَلَّهُمْ (شاید کہ وہ) جن کو قریبی عذاب دیا گیا ہے۔ يَرْجِعُوْنَ (باز آئیں) کفر سے توبہ کریں۔

## اعراضِ حق عقل سلیم سے بعید تر ہے:

۲۲: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ (اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جس کو یاد دلائی جائیں) نصیحت کی جائے بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ (اس کے رب کی آیات) یعنی قرآن مجید کے ذریعہ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا (پھر وہ ان سے اعراض کرے) ان سے منہ موڑے اور ان میں تدبر نہ کرے۔

نحو: ثم استبعاد کیلئے آتا ہے۔ ایسی آیات جو اس قدر واضح، روشن اور سیدھے راستہ کی طرف راہنما اور سعادت عظمیٰ سے نوازنے والی ہوں ان سے نصیحت کرنے کے بعد جو آدمی اور اعراض کرے گا اس کا اعراض عقل سلیم سے بہت دور ہے۔ جیسا کہ تم اپنے دوست کو کہو۔ تو نے ایسی فرصت پائی مگر پھر اس سے فائدہ نہ اٹھایا؟ درحقیقت یہ بات اس کے فرصت کو غنیمت نہ جاننے سے استبعاد کا اظہار کرتے ہوئے تم نے کہی۔ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ (بلاشبہ ہم مجرمین سے انتقام لینے والے ہیں)

فائدہ: یہاں منہ نہیں فرمایا کیونکہ جب اس کو اظلم الظالمین قرار دیا پھر عام مجرمین کو اپنے انتقام سے ڈرایا اس سے بڑے ظالم کو انتقام کا بڑا حصہ پانے کا ثبوت خود مل گیا۔ اگر صراحت کی بجائے ضمیر لائی جاتی تو یہ فائدہ حاصل نہ ہو سکتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ وَجَعَلْنٰہُ

اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی سو آپ اس کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجئے اور ہم نے ان کو

ہُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا

بنی اسرائیل کے لیے موجب ہدایت بنا یا تھا۔ اور ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے جبکہ انہوں نے

صَبَرُوْا ؔ وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ یَفْصِلُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ

صبر کیا ،اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ بلاشبہ آپ کا رب قیامت کے دن ان کے درمیان

الْقِیٰمَۃِ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾

ان چیزوں میں فیصلے فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

## کتاب کا ملنا:

۲۳: وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ (تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تھی) یعنی تورات فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ (پس آپ شک نہ کیجئے) مریۃ کا معنی شک آتا ہے۔ مِّنْ لِّقَآئِہٖ (ان کے ملنے میں) موسیٰ علیہ السلام کے کتاب ملنے سے نمبر۲۔ لیلۃ المعراج میں موسیٰ علیہ السلام سے آپ کی ملاقات نمبر۳۔ قیامت کے دن کی ملاقات نمبر۴۔ آخرت میں موسیٰ علیہ السلام کی رب تعالیٰ سے ملاقات اسی طرح نبی اکرم ﷺ سے ملاقات۔ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (ہم نے اس کو بنی اسرائیل کیلئے ہدایت بنایا تھا)۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام پر اتاری جانے والی کتاب کو ان کی قوم کیلئے ہدایت بنایا۔

۲۴: وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ اَئِمَّۃً (اور ہم نے ان میں بہت سے پیشوا بنا دیے) قراءت: ائمة دونوں ہمزہ کے ساتھ کوفی وشامی نے پڑھا ہے۔ یَّھْدُوْنَ (وہ ہدایت کیا کرتے تھے) لوگوں کو اور ان کو اللہ تعالیٰ کے دین وشریعت کی طرف دعوت دیتے تھے۔ بِاَمْرِنَا (ہمارے حکم سے) جو خاص انہی کو دیا جبکہ انہوں نے حق اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر اختیار کیا یا معاصی سے اعراض پر جمے رہے۔ لَمَّا صَبَرُوْا (جبکہ انہوں نے ثابت قدمی اختیار کی)

قراءت: لِمَا صبروا یہ حمزہ وعلی کی قرات ہے۔ دنیا سے بچے رہنے کی وجہ سے۔

مَسْئَلَۃٌ: اس سے ثبوت ملتا ہے۔ کہ جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی امامت عنایت فرماتے ہیں۔ وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ (اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے) وہ ایسا یقینی علم رکھتے تھے جس میں شک کی ذرہ بھر ملاوٹ نہ تھی۔

۲۵: اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ یَفْصِلُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (بیشک آپ کا رب وہی ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا) نمبر۱۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ

کیاان لوگوں کواس چیز نے ہدایت نہیں دی کہ ان سے پہلے ہم کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں، یہ لوگ ان کے رہنے کی جگہوں میں چلتے پھرتے ہیں، بلاشبہ

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ

اس میں نشانیاں ہیں، کیا یہ لوگ نہیں سنتے کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم سوکھی زمین کی طرف پانی کو روانہ

الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

کرتے ہیں پھر اس کے ذریعہ کھیتی نکالتے ہیں جس میں سے ان کے مویشی اور خود یہ لوگ کھاتے ہیں، کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے۔

انبیاء علیہم السلام اوران کی امتوں کے درمیان نمبر۲۔ مؤمنوں اور مشرکوں کے درمیان ۔ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ (ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے ) پس وہاں حق پرست اور باطل پرست ظاہر ہو جائے گا۔

۲۶: اَوَلَمْ ( کیانہیں )۔

نَحْو : واؤ عاطفہ ہے اور معطوف علیہ منوی جو معطوف کی جنس سے ہو اس پر عطف کیلئے لائی گئی ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے الم یدع۔ یھد ای یبین (یعنی واضح ہوا)

نَحْو : اس کا فاعل اللہ ہے اس کی دلیل زید کی قراءت ہے جو بروایت یعقوب نَهْدِ ہے۔

لَهُمْ (ان کو) اہل مکہ کیلئے۔ كَمْ (کتنے)

نَحْو : یہ یھد کا فاعل بنانا جائز نہیں ہے کیونکہ کم استفہام کیلئے ہے اور اس میں ماقبل قطعاً عمل نہیں کرتا۔ کم محلاً یہاں منصوب ہے۔ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ (ہلاک کر چکے ان سے پہلے امتیں) جیسا عاد، ثمود، قوم لوط۔

یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ (یہ ان کے رہنے کے مقامات میں آتے جاتے ہیں)۔ یعنی اہل مکہ اپنی تجارت کے اسفار میں ان کے بلاد و دیار سے گزرتے تھے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ (بیشک اس میں صاف نشانیاں ہیں کیا وہ لوگ سنتے نہیں ان نصائح کو تا کہ ان سے وہ نصیحت حاصل کرتے۔

۲۷: اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ ( کیا وہ نہیں نظر کرتے اس بات پر کہ ہم پانی پہنچاتے ہیں ) ہم بارش اور دریا جاری کرتے ہیں۔ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ (خشک زمین کی طرف ) یعنی وہ زمین جس کی نبات منقطع ہو چکی ہو یعنی کاٹ لی گئی ہو نمبر۱۔ یا تو پانی نہ ملنے کی وجہ سے نمبر۲۔ یا اس لئے کہ اس کو چرو الیا گیا۔

جرز: اس زمین کو ہرگز نہیں کہتے جو فصل نہ اُگائے اس کی دلیل یہ قول ہے فنخرج به زرعًا الایة فَنُخْرِجُ بِهٖ (پھر ہم اس سے نکالتے ہیں) ہٖ سے مراد پانی ہے۔ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ (کھیتی جس سے کھاتے ہیں) ہٗ سے مراد کھیتی اَنْعَامُهُمْ (ان کے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ فتح کب ہو گی اگر تم سچے ہو۔ آپ فرمادیجئے کہ فتح کے دن کافروں کو

يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

انکا ایمان نہ نفع دے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ سوآپ ان سے اعراض کیجئے

وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

اورانتظار کیجئے بے شک وہ منتظر ہیں۔

چوپائے) بھوسہ وَاَنْفُسُهُمْ (اور وہ بذات خود) اس غلہ سے اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ (کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں)۔ اپنی آنکھوں سے تاکہ وہ مردوں کے زندہ کرنے پر استدلال کر لیتے۔

## فیصلے کے منتظر:

۲۸: وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ (اور وہ کہتے ہیں کب ہوگا یہ فیصلہ) کامیابی، نمبر۲۔ حکومت سے فیصلہ جیسا کہ اس ارشاد میں ہے ربنا افتح بيننا [الاعراف:۸۹] مسلمان کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عنقریب مشرکین پر فتح دیں گے۔ نمبر۳۔ ہمارے اور ان کے مابین فیصلہ فرمادیں گے جب مشرکین یہ سنتے تو کہتے متی هذا الفتح۔ یہ کہہ کر طعنہ زنی کرتے کہ کس وقت وہ فیصلہ ہوگا! اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) کہ وہ ہو کر رہے گا۔

## فیصلے کا دن:

۲۹: قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ (کہہ دیجئے فیصلہ کا دن) یہاں قیامت کا دن مراد ہے۔ وہی حقیقت میں مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے مابین فیصلہ کا دن ہوگا۔ اور اس دن مسلمانوں کو کافروں پر مکمل کامیابی ملے گی۔ نمبر۲۔ یوم بدر۔ نمبر۳۔ فتح مکہ کا دن۔ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (کافروں کو ان کا ایمان فائدہ نہ دے گا اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی)۔

## ایک سوال:

یہ کلام ان کے سوال کا بظاہر درست جواب نہیں بنتا؟

## حل:

جواب میں ان کی جو غرض معروف تھی۔ اس کا لحاظ کر کے جواب دیا گیا ہے۔ لیکن ان کے سوال کی غرض فیصلہ کا وقت تھا۔ اور وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

بطور استہزاء وتکذیب کے اس کو جلد مانگ رہے تھے۔اس لئے ان کو کہا گیا کہ تم عذاب جلدی مت مانگو۔ اور اس کا مذاق نہ اڑاؤ۔ پس گویا کہ میں اور تم اس دن کو پاچکے اور تم ایمان لائے مگر تمہارے ایمان نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔ اور عذاب کی آمد میں تم نے مہلت مانگی وہ بھی نہ ملی۔ جنہوں نے اس کی تفسیر فتح مکہ سے کی ہے یا یوم بدر سے کی ہے۔ ان کے نزدیک اس سے مراد مقتولین بدر و فتح ہیں۔ کیونکہ حالت قتل میں ایمان کا فائدہ نہیں۔ جیسا کہ فرعون کا غرق کے وقت ایمان معتبر نہ ہوا۔

۳۰: فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ (پس آپ ان سے اعراض کریں۔ اور انتظار کریں) ان پر کامیابی اور ان کی ہلاکت کا۔ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ (بیشک وہ بھی منتظر ہیں) تم پر غلبہ اور تمہاری ہلاکت و بربادی کے۔

## سورت کی فضیلت:

آنحضرت ﷺ سونے سے قبل الم تنزیل اور تبارك الذی تلاوت فرماتے۔ اور فرمایا جس نے الم تنزیل اپنے گھر میں پڑھی وہاں تین دن تک شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔ (قال الحافظ لم اجدہ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ: سورۃ الم تنزیل یہ سورت مانعہ ہے جو عذاب قبر سے روکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس سورت کو اکثر فجر کی نماز میں پڑھتے۔ (احمد، ترمذی عن جابر)

الحمدللہ ۸ ذوالحجہ جمعرات کی رات بعد از نماز عشاء ترجمہ تکمیل پذیر ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احزاب مدنی ہے اس میں تہتر آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ ① وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ ②

اے نبی اللہ سے ڈرتے رہیے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانئے، بلاشبہ اللہ علیم ہے حکیم ہے، اور آپ اس کا اتباع کیجئے جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کیا جاتا ہے، بلاشبہ اللہ ان کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو،

وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ③

اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اور وہ کافی ہے اور کارساز ہے۔

۱: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ (اے نبی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور کافروں) وَالْمُنٰفِقِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے بیشک اللہ تعالیٰ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے)۔

## قول ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مطلب:

حضرت ابی نے زر کو کہا سورۂ احزاب کی آیات تمہارے شمار میں کتنی ہیں انہوں نے جواب میں کہا۔ ۷۳ آیات حضرت کعب نے کہا اس ذات کی قسم جس کے نام کی قسم ابی اٹھاتا ہے یہ سورۂ بقرہ کے برابر تھی یا اس سے بھی زیادہ لمبی ہم نے اس میں آیت رجم پڑھی۔ الشیخ و الشیخة اذا زنیا فارجموھما البتة نکالا من اللہ و اللہ عزیز حکیم۔ حضرت ابی کی مراد یہ ہے کہ یہ سورت من جملہ قرآن کے اس حصہ میں سے جو منسوخ ہوا۔

## نشاندہی:

باقی وہ جو حکایت بیان کی جاتی ہے کہ یہ اضافہ ایک صحیفہ میں تھا جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں پڑا تھا اس کو بکری نے کھالیا یہ حکایت ملحدین اور رافضیوں کی تصنیفات سے ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اے ہماری طرف سے خبر دینے والے، ہمارے اسرار کے امین، ہمارے خطابات ہمارے بندوں تک پہنچانے والے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: نافع نے لنبیء ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے یہاں انداز خطاب لقب سے ہے نام سے نہیں جیسا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو یا آدم، یا موسیٰ کہا گیا۔ آپ کی تشریف اور فضیلت کو ظاہر فرمانے کے لئے کیا گیا ہے البتہ دوسری آیت محمد رسول اللہ ﷺ [الفتح: ۲۹] اور بعض دیگر آیات میں نام کی تصریح یہ تعلیم دینے کیلئے ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہے۔

## کفار اور منافقین کی باتیں نہ مانیں:

اتَّقِ اللّٰهَ (اللہ تعالیٰ سے ڈرو!) تقویٰ پر ثابت قدم رہو اور ہمیشگی اختیار کرو اور اس میں اضافہ کرو کیونکہ یہ ایسا باب ہے جس کی انتہاء کو پایا نہیں جا سکتا۔ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ (کسی بھی چیز میں کفار و منافقین کی مساعدت و مدد نہ فرمائیں) اور ان سے بچتے رہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور مؤمنوں کے دشمن ہیں۔

روایت تفسیر یہ میں ہے کہ ابوسفیان، عکرمہ بن ابوجہل، ابوالاعور سلمی احد لڑائی کے بعد مدینہ آئے۔ اور عبداللہ بن ابی کے ہاں مہمان رہے نبی اکرم ﷺ نے ان کو امان دیا کہ وہ آپ سے گفتگو کر سکیں۔ انہوں نے آپ سے کہا۔ ہمارے معبودوں کا تذکرہ چھوڑ دو۔ اور کہو کہ وہ سفارشی ہیں اور نفع ونقصان دے سکتے ہیں۔ منافقین نے ان کی اس بات میں مدد کی مسلمانوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو یہ آیت اتری۔ **اتق اللہ فی نقض العھد ولا تطع الکافرین من اھل مکۃ والمنافقین من اھل المدینۃ فیما طلبوا۔** وعدہ خلافی میں اللہ تعالیٰ کا لحاظ رکھو اور کفار مکہ کا اور منافقین مدینہ کی بات نہ مانیں جو کچھ انہوں نے کہی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا (بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والے ہیں) ان کے اعمال کی خیانت کو حَكِيْمًا اور ان کے ساتھ حکم قتال کی تاخیر میں حکمت والا ہے۔

۲: وَّ اتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (اور اتباع کریں اس حکم کی جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے وحی کے ذریعہ بھیجا جاتا ہے) تقویٰ پر ثابت قدمی اور کفار و منافقین کی عدم اطاعت میں۔ اِنَّ اللّٰهَ (بیشک اللہ تعالیٰ) وہ ذات ہے جو آپ کی طرف وحی بھیجتا ہے۔ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (وہ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے) وہ انے اور تمہارے اعمال سے پہلے سے باخبر ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

تعملون کو جمع لائے کیونکہ اتبع سے مراد آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں۔

قراءت: ابوعمرو نے یاء سے **یعملون** پڑھا ہے مطلب یہ ہوگا منافقین اور کفار تمہارے خلاف جو مکر و تدابیر کر رہے ہیں۔

۳: وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (اور تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو) اپنا معاملہ اس کے سپرد کرو اور اس کی تدبیر کے حوالے کر دو۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (اور اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے) محافظ ہے ہر معاملہ اسی کے حوالہ ہے۔

## قول زجاج رحمہ اللہ:

یہ الفاظ اگرچہ خبر کے ہیں مگر ان کا معنی انشاء کا ہے ای **اکتف باللہ وکیلا** محفوظ ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ پر اکتفاء کرو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ

اللہ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اور تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں

مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

نہیں بنایا، اور جو تمہارے منہ بولے بیٹے ہیں ان کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا، یہ تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے، اور اللہ

يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

حق بات فرماتا ہے اور راستہ دکھاتا ہے، تم انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک انصاف کی بات ہے،

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

سو اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں، اور جو کچھ تم سے خطا ہو جائے اس کے بارے میں تم پر

فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

کوئی گناہ نہیں اور لیکن جس کا تمہارے دل قصداً ارادہ کر لیں، اور اللہ غفور ہے رحیم ہے۔

## جیسے دل ایک ہے اسی طرح ایک عورت آدمی کی یا ماں ہوگی یا بیوی:

۴: مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ وَمَا جَعَلَ (اور اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اور تمہاری ان بیویوں) اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ وَمَا جَعَلَ (کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں نہیں بنا دیا اور تمہارے منہ بولے) اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ (بیٹوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنا دیا) یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک سینے میں دو دل جمع نہیں کیے اور نہ ہی کسی عورت میں زوجیت اور امومت اور نہ بنوّت اور دعویٰ ابنیت کو جمع کیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح ایک انسان کے دو دل نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ حالت دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ ایک سے ایسے افعال کریگا۔ جیسے دوسرے لوگ اپنے دلوں سے کرتے ہیں تو ایک دل فضول و بے کار ہو اس کی ضرورت نہ ہوئی اور یا پھر وہ دوسرے دل سے لوگوں کے دلوں کے الٹ کریگا۔ تو اس سے اس کا دو متضاد صفات سے موصوف ہونا لازم آئے گا۔ کہ وہ ارادہ کرنے والا بھی ہے اور مجبور بھی جاننے والا اور گمان کرنے والا بھی اور یقین کرنے والا اور شک میں پڑا ہوا بھی۔ پس ثابت ہوا کہ ایک ہی دل سینے میں ہے اور ایک ہی ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی عورت یا تو کسی شخص کی ماں ہوگی یا بیوی۔ کیونکہ ماں مخدومہ ہے اور بیوی خادمہ ہے اور ان دونوں کے درمیان منافات ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی کسی کا منہ بولا بیٹا ہو اور حقیقی بیٹا ہو کیونکہ بنوت نسبت میں



BestUrduBooks.wordpress.com

داخل کرنے والی ہے اور منہ بولا بیٹا ہونا صرف نام سے ملانے والا ہے اس کے سوا کچھ نہیں تا کہ ایک شئی میں اصلیت اور غیر اصلیت جمع نہ ہو۔

## حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مثال:

درحقیقت یہ مثال ہے جو زید بن حارثہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے یہ بنوکلب قبیلہ سے تھے بچپن میں قید ہوئے حکم بن حزام نے اپنی پھوپھی خدیجہ کیلئے ان کو خرید لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خدیجہ کا نکاح ہو گیا تو خدیجہ نے زید آپ کو ہبہ کر دیا۔ زید کے والد اور چچا تلاش کے بعد مکہ پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مطالبہ کیا آپ نے زید کو اختیار دیا تو زید نے والد و چچا کی بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چن لیا۔ آپ نے ان کو آزاد کر کے بیٹا بنا لیا۔ چنانچہ لوگ زید بن محمد کہنے لگے۔ جب جوان ہوئے تو اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے نکاح کر دیا۔ مگر نباہ نہ ہوئی زید نے طلاق دے دی۔ آپ نے بحکم الٰہی زینب بنت جحش سے نکاح کر لیا۔ تو منافقین نے پروپیگنڈا کیا کہ محمد نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا ہے۔ حالانکہ یہ دوسروں کو اس سے روکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

ایک قول یہ ہے منافقین کہتے تھے کہ محمد کے دو دل ہیں ایک دل تمہارے ساتھ ایک اپنے اصحاب کے ساتھ۔ قول دیگر ابو معمر عربوں میں بڑے حافظہ والا مشہور تھا اس کو لوگ ذو القلبین کا لقب دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے قول کی تردید فرمائی اور اس کو ظہار اور تبنی میں بطور مثال بیان فرمایا۔

تاکیدات: نمبر ۱۔ رجل میں تنوین تنکیر نمبر ۲۔ قلبین پر مِنْ استغراقیہ داخل کرنا۔ نمبر ۳۔ جوف کا لفظ خاص کر لانا۔ یہ تمام تاکیدات ہیں۔

قراءت: اللّٰئی ہمزہ کے بعد یاء جہاں بھی آئے کوفی اور شامی اسی طرح پڑھتے ہیں مگر نافع اللاء پڑھتے ہیں ان کے ساتھ یعقوب و سہل بھی شامل ہیں۔ یہ التی کی جمع ہے۔ تُظَاهِرُون عاصم نے ظَاهَرَ سے پڑھا جبکہ کوئی شخص اپنی بیوی کو انت علیّ کظھر امی کہے تو یہ ظہار کہلاتا ہے۔

تَظَاهَرُونَ علی، حمزہ اور خلف نے پڑھا ہے۔ تَظّاهَرُون۔ شامی ظاء کی تشدید کے ساتھ اظّاهر بمعنی تظاهر سے لیا اور پڑھا تَظَّهَّرُوْن دیگر قراء نے پڑھا۔ اظَّهَّر بمعنی تَظَهَّر سے لیا ہے۔

نحو: تظاهرونَ کو من سے متعدی بنایا گیا۔ کیونکہ یہ بعد کے معنی کو متضمن ہے اس لئے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ طلاق شمار ہوتی تھی اس کی دوسری نظیر آلٰی من امرأته ہے۔ کیونکہ ایلاء میں بھی بعد کا معنی پایا جاتا ہے اسی لئے مِنْ سے متعدی بنایا گیا ہے۔ ورنہ اصل میں ایلاء تو قسم کے معنی میں آتا ہے۔ اور حَلَفَ اور اَقْسَم کا یہ حکم نہیں ہے۔

الدّعیّ یہ فعیل بمعنی مفعول ہے اور لڑکا جس کی نسبت کسی آدمی یا خاندان کی طرف کی جائے۔

نحو: اس کی جمع یہاں ادعیاء شاذ اور خلافِ قیاس ہے۔ کیونکہ جو فعیل بمعنی فاعل ہو اس کی جمع اس وزن پر آتی ہے مثلاً تقی جمع



BestUrduBooks.wordpress.com

اتقیاءِ شقی جمع اشقیاء مگر رمیٌّ اور سَمِیٌّ کی جمع اس وزن پر نہیں آتی اور نہ بنا سکتے ہیں اگرچہ لفظی مناسبت موجود ہے۔

## ظہار یا متبنّیٰ محض منہ کی بات ہے:

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ (یہ تمہارے منہ سے صرف کہنے کی بات ہے) یعنی تمہارا اپنی بیوی کو کہنا کہ یہ میری ماں ہے اور متبنّیٰ کو بیٹا کہنا یہ نری منہ کی بات ہے جس کی تہہ میں حقیقت نہیں کیونکہ بیٹا ولادت سے بنتا ہے اسی طرح ماں وہ جس نے پیٹ سے جنا ہو۔ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ (اور اللہ تعالیٰ حق بات فرماتے ہیں) یعنی وہ بات جس کا ظاہر و باطن حق ہو۔ وَ هُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ (اور وہی سیدھا راستہ بتلاتا ہے) حق کا راستہ پھر حق و ہدایت جو راہ حق کی طرف جانے والا تھا بتلایا چنانچہ فرمایا۔

۵: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (تم ان کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچائی والی بات ہے) اقسط کا معنی عدل والی۔ وضاحت فرمادی کہ ان کی نسبت ان کے باپوں کی طرف عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ ایک قول یہ ہے زمانہ جاہلیت میں جب کسی کو کسی شخص کی بہادری پسند آتی تو اس کو اپنے ساتھ شامل کرتا اور اپنی مذکر اولاد جیسا اس کا میراث میں حصہ مقرر کر دیتا وہ اسی کی طرف منسوب ہوتا کہا جاتا یہ فلاں بن فلاں ہے۔

## کمالِ فصاحت:

کتنا فصیح کلام ہے کہ انشائی اور طلبی جملوں کو ملایا پھر خبریہ جملہ سے ان کا فاصلہ کیا پھر ان کے ساتھ ملایا پھر جملہ اسمیہ کو اس سے الگ کیا اور ان کے درمیان وصل کیا۔ پھر درمیان میں انشائی جملہ لے آئے۔ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ (اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو) یعنی تمہیں ان کے سلسلہ نسب کے باپ معلوم نہیں جن کی طرف تم ان کی نسبت کردو تو

فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ (وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں) پھر وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور دینی دوست ہیں۔ پس یا اخی، یا مولا کہہ کر آواز دو۔ اس سے اخوت دینی اور ولایت مذہبی مراد ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ (اس سے تم پر کچھ گناہ نہیں جو بھول چوک سے ہو جائے) ممانعت کے آنے سے قبل جو تم نے بھول کر کہہ دیا اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں۔ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ (لیکن وہ جو تم دل کے ارادہ سے کرو) لیکن گناہ اس میں ہے جو تم ممانعت کے بعد جان بوجھ کر کرو۔ نمبر ۲۔ اس وقت کوئی گناہ نہیں جب تم دوسرے کے لڑکے کو۔ اے بیٹے! بطور خطاء اور سبقت لسانی کے کہو۔ لیکن جب تم جان بوجھ کر کہو گے تو گناہ ہوگا۔

نحو: مَا یہ موضع جر میں پہلے مَا پر معطوف ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ عفو عن الخطأ مراد لی عفو عن العمد مراد نہ ہو جیسا عموم کا تقاضا ہے پھر اپنے عموم کے لحاظ سے خطاءً بیٹا بنانا یا عمداً بیٹا بنانا دونوں کو شامل ہے۔ جب لے پالک پایا جائے اگر وہ مجہول النسب ہے اور عمر میں چھوٹا ہے۔ تو اس کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا۔ اور اگر وہ غلام ہے تو لے پالک بنانے سے آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر وہ عمر میں اس سے بڑا ہے تو نسب ثابت نہ ہوگا مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر وہ معروف النسب ہے تو متبنّیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ

مومنین سے نبی ﷺ کا تعلق اس سے زیادہ ہے جو ان کا اپنے نفسوں سے ہے اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں، اور رشتہ دار

بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ

اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں بہ نسبت دوسرے مومنین مہاجرین کے مگر یہ کہ

تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۶

تم اپنے دوستوں سے کچھ اچھا سلوک کرنا چاہو یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

بنانے سے نسب ثابت نہ ہوگا۔ مگر وہ آزاد ہو جائے گا۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں) خطأ پر تم سے مواخذہ نہ فرمائیں گے اور عمد پر توبہ کو قبول فرمائیں گے۔

## نبی کا حق جان سے زیادہ:

۶: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (نبی زیادہ حقدار ہیں ایمان والوں کیلئے ان کی جانوں سے بڑھ کر) یعنی دین و دنیا کے تمام معاملات میں زیادہ حقدار ہیں اور آپ کا حکم ایمان والوں پر ان کے اپنے نفس کے حکم سے زیادہ نافذ ہونے والا ہے پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے نفوس کو آپ کے حکم پر قربان کر دیں۔ اور آپ کی ذات پر قربان کر دیں نمبر۲۔ آپ زیادہ مہربان ہیں ایمان والوں پر ان کی جانوں سے بڑھ کر اور زیادہ نرمی کرنے والے اور زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں جیسا کہ فرمایا بالمؤمنین رء وف رحیم [التوبہ:۱۲۸]

## قراءتِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسهم وهو ابٌ لهم قول مجاہد رحمہ اللہ: ہر پیغمبر اپنی امت کا باپ ہے اسی لئے مؤمن بھائی بھائی ہوئے کیونکہ نبی اکرم ﷺ ان کے روحانی باپ ہیں۔

## مائیں حرمت و تعظیم میں ہیں:

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (اور آپ کی ازواج ان کی مائیں ہیں) نکاح کی حرمت اور تعظیم کے لازم ہونے میں۔ وہ امت کیلئے ان دو کے علاوہ بقیہ باتوں مثلاً وراثت وغیرہ میں اجنبیات عورتوں کی طرح ہیں اسی لئے یہ تحریم ان کی بیٹیوں کی طرف سبقت کرنے والی نہیں۔ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ (اور رشتہ دار) قرابت والے۔ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ (وہ ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں) سلسلۂ میراث میں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى

اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا اقرار لیا اور آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم

ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ لِّيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ

سے،اور ہم نے ان سے پختہ عہد لے لیا تاکہ اللہ سچوں سے انکی سچائی کے بارے میں سوال فرمائے

۱ ع ۸ ۱۷

وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۸

اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار فرمایا ہے۔

ابتدائے اسلام:

مسلمان ابتدائے اسلام میں دین وہجرت کی بنیاد پر وارث بنتے تھے۔قرابت داری بنیاد نہ تھی۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور میراث کو قرابت کے حق سے متعلق کر دیا گیا۔

فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی کتاب میں) ان کے حکم وتقدیر میں نمبر۲۔لوح محفوظ میں نمبر۳۔اس میں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا۔مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ (بنسبت دوسرے مؤمنین ومہاجرین کے) یہ اولی الارحام کا بیان بھی بن سکتا ہے۔ مطلب یہ ہوگا ان میں سے جو قریبی رشتہ دار ہیں وہ اجانب کی نسبت وراثت کے زیادہ حقدار ہیں۔ یہ مِن بیانیہ کے لحاظ سے معنی ہے۔نمبر۲۔مِن ابتدائیہ بھی ہو سکتا ہے مطلب یہ ہوگا رشتہ دار حق قرابت میں میراث کے زیادہ مستحق ہیں ایمان والوں سے یعنی انصار سے ولایت فی الدین کے باعث اور مہاجرین سے حق ہجرت کے سبب۔اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا (مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا چاہو) یہاں استثناء خلاف جنس سے ہے یعنی لیکن تمہارا اپنے اولیاء کے ساتھ بھلا سلوک کرنا جائز ہے۔اور وہ یہ ہے کہ ان میں سے جس کیلئے پسند کرو وصیت کر سکتے ہو۔(جو ثلث مال سے کم ہو) پس یہ مال وصیت کے لحاظ سے ان کو ملے گا۔نہ کہ میراث سے۔

نحو: تفعلوا کو الٰی کے ساتھ متعدی بنایا گیا ہے کیونکہ وہ تُسدوا کے معنی میں ہے۔الاولیاء سے مراد دینی ولایت والے یعنی مؤمن اور مہاجر۔كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا (یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے) یہ توارث بالارحام لوح محفوظ میں مندرج ہے۔

۷: وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ (جب ہم نے انبیاء علیہم السلام سے پختہ عہد لیا) یعنی اس وقت کو یاد کرو (اذ سے پہلے اذکر محذوف ہے) جب ہم نے انبیاء علیہم السلام سے تبلیغ رسالت کا عہد لیا اور دین قیم کی طرف دعوت دینے کا وعدہ لیا۔وَ مِنْكَ (اور آپ سے) خصوصاً۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نکتۂ تقدیم:

رسول اللہ ﷺ کونوح اور بعد والے انبیاء علیہم السلام پر مقدم کیا کیونکہ یہ عطف بیان فضیلت کیلئے ہے اس لئے کہ یہ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام ہیں۔اور سارے صاحب شریعت ہیں۔جبکہ حضرت محمد ﷺ ان سب سے افضل تھے اسی لئے آپ کو مقدم کر دیا۔اگر ایسا ملحوظ نہ ہوتا تو جن کا زمانہ مقدم ہے ان کو مقدم کیا جاتا۔

وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا (اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ بن مریم سے بھی ہم نے ان سب سے خوب پختہ عہد لیا) وصف کو ملانے کی غرض سے میثاق کا دوبارہ ذکر کر دیا اور بتلا دیا کہ ہم نے ایسا ضرور کیا ہے۔

۸: لِّيَسْئَلَ (تا کہ اللہ تعالیٰ تحقیقات کرے) الصّٰدِقِيْنَ (سچوں سے) یعنی انبیاء علیہم السلام سے عَنْ صِدْقِهِمْ (ان کی سچائی کے متعلق) جو انہوں نے کہا اپنی اقوام کو نمبر۲۔تا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرنے والوں سے پوچھے۔کیوں کہ جس نے صادق کو صدقت کہا وہ اپنی بات میں سچا ہے۔نمبر۳۔تا کہ انبیاء علیہم السلام سے پوچھے کہ ان کی امتوں نے ان کو کیا جواب دیا۔اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں مذکور ہے: یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم [المائدہ:۱۰۹] وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ (اور اس نے تیار کر رکھا ہے کافروں کیلئے) جو رسولوں کا انکار کرنے والے ہیں۔عَذَابًا اَلِيْمًا (دردناک عذاب)۔

نحو: اس کا عطف اخذنا پر ہے کیونکہ معنی اس طرح ہے۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو پختہ طور پر حکم دیا کہ وہ اس کے دین کی طرف دعوت دیں تا کہ ایمان لانے والوں کو ثواب سے نوازا جائے اور انکار کرنے والوں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔یا جس پر لیسأل الصادقین دلالت کر رہا ہے۔گویا اس طرح فرمایا: پس اس نے ایمان والوں کو ثواب دیا اور کافروں کے لئے عذاب تیار کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا

اے ایمان والو! اللہ کی نعمت جو تمہیں ملی ہے اسے یاد کرو جبکہ تمہارے پاس لشکر آگئے، سو ہم نے ان پر ہوا بھیج دی

وَّجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٩﴾ إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَ

اور لشکر بھیج دیے جنہیں تم نے نہیں دیکھا، اور اللہ ان کاموں کو دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو، جبکہ وہ لوگ تمہارے اوپر سے آچڑھے

مِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ

اور تمہارے نیچے کی طرف سے بھی، اور جبکہ آنکھیں پھٹی رہ گئیں اور دل گلوں کو پہنچ گئے، اور تم اللہ کے ساتھ طرح طرح کے

بِاللّٰهِ الظُّنُونَا ﴿١٠﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ﴿١١﴾

گمان کر رہے تھے، اس موقعہ پر مومنین کی جانچ کی گئی اور انہیں سختی کے ساتھ جھنجھوڑ دیا گیا۔

## غزوۂ احزاب کے حالات:

۹: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو) یعنی وہ انعام جو اللہ تعالیٰ نے احزاب کے دن فرمایا۔ جس کو یوم خندق بھی کہا جاتا ہے۔ یہ احد کے ایک سال بعد پیش آیا۔ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ (جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے) تمام گروہ جس میں قریش، غطفان، قریظہ، بنی نضیر سب شامل تھے۔ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا (پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی) بادِ صبا نبی علیہ السلام نے فرمایا نصرت بالصبا و اھلکت عاد بالدبور۔

[رواہ احمد ۱/۲۲۸ و ۳۲۴ والبخاری ۴۱۰۵ و مسلم ۹۰۰]

## فرشتوں کے لشکر:

وَّجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا (اور ایسی فوج جو تم کو نظر نہ آتی تھی) وہ فرشتے تھے جن کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اللہ تعالیٰ نے صبا باردہ کو انتہائی سرد رات میں ان پر مسلط کر دیا۔ جس نے ان کو کپکپا کر رکھ دیا اور ان کے چہرے خاک آلود ہو گئے۔ اور فرشتوں کو حکم دیا گیا انہوں نے خیموں کی رسیاں توڑ کر خیموں کو اکھاڑ پھینکا۔ آگ بجھ گئی ہانڈیاں الٹ گئیں۔ اور گھوڑے ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے۔ ان کے دلوں پر رعب طاری ہو گیا۔ ملائکہ نے ان کے لشکر کے گرد نعرہ تکبیر بلند کیا وہ بغیر لڑائی کے شکست کھا گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کی خبر سن کر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے خندق کھودی تھی۔ پھر تیاری کے ساتھ تین ہزار مسلمانوں کو لے کر خندق کے اس طرف خیمے لگا دیے کفار اور آپ کے لشکر کے درمیان خندق حائل تھی بچوں اور عورتوں کو گڑھوں میں محفوظ کر دیا گیا خوف شدید ہو گیا۔ قریش دس ہزار احابیش اور بنی کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ ابوسفیان کی قیادت میں نکلے اور غطفانیوں کی



BestUrduBooks.wordpress.com

تعداد ایک ہزار تھی جن کی قیادت عیینہ بن حصن فزاری کے پاس تھی ان کے ساتھ اہل نجد میں سے جو ان کے پیرو تھے وہ بھی شامل تھے ادھر عامر بن طفیل ہوازن کا لشکر لے کر آملا۔ یہود بنو قریظہ اور بنونضیر نے بھی ان کی معاونت کی (اس طرح اس لشکر کی تعداد چودہ سے ۲۴ ہزار تک بتلائی جاتی ہے) ایک ماہ تک دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے کوئی لڑائی نہ تھی بس کبھی کبھی تیروں اور پتھروں کا تبادلہ ہوتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مدد نازل فرمائی۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو) اے مسلمانو! تمہارے اعمال کو خندق کے ذریعہ حفاظت اور نبی اکرم ﷺ کی معاونت پر ثابت قدم رہنے کو۔ بَصِيْرًا (دیکھتے تھے) قراءت: ابو عمرو نے یاء کے ساتھ یعملون پڑھا ہے معنی یہ ہے کفار جو بغاوت کر رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی روشنی کو بجھانے کیلئے کوشاں تھے۔ وہ دیکھنے والے تھے۔

## لشکرِ کفار:

۱۰: اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ (جب وہ لوگ تم پر آ چڑھے) (مدینہ) کی بالائی جانب سے۔

نحو: اذ جاء و کم یہ اذ جاء تکم سے بدل ہے۔ من فوقکم سے وادی کی بالائی جانب جو کہ مشرقی تھی اور اس طرف سے بنو غطفان حملہ آور تھے۔

وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ (اور تمہارے نیچے کی طرف سے بھی) وادی کی نچلی جانب جو کہ مغربی جانب تھی اس طرف سے قریش حملہ آور تھے۔ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ (اور جبکہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں) حیرانی کی وجہ سے اپنے دیکھنے کے انداز و طریق سے پھر گئیں تھیں۔ نمبر۲۔ ہر چیز سے مڑ چکی تھیں۔ وہ سوائے اپنے دشمن کے اور کسی کی طرف دیکھتی ہی نہ تھیں کیونکہ گھبراہٹ و خوف شدید تھا۔ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ (اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے) الحنجرۃ حلقوم کا انتہائی حصہ، حلقوم کی وہ رگ جس سے کھانا اور پانی اندر جاتا ہے۔ علماء کا قول ہے کہ خوف کی وجہ سے پھیپھڑے پھول جاتے ہیں اور پھیپھڑوں کے پھول جانے کی وجہ سے دل اوپر کو حلق کی طرف اٹھنے لگتا ہے۔ ایک قول یہ ہے: اضطراب قلب کیلئے یہ ایک مثال ہے خواہ حقیقۃً حلق کو نہ پہنچے۔ روایت میں ہے کہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا دل حنجرہ تک پہنچے ہوتے ہیں کیا کوئی ایسا کلمہ ہے جو ہم کہیں آپ نے فرمایا اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا [رواہ احمد: ۲/۲۵] ابوداؤد ۵۰۷۴، ابن ماجہ ۳۸۷۱، ادب المفرد: ۱۲۰۰]

## کمزور دلِ منافقین کا حال:

وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا (اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے) یہ ایمان والوں کو خطاب ہے ان میں کچھ انتہائی مضبوط دل اور ثابت الاقدام تھے بعض کمزور دل، کچھ منافق۔ اول گروہ نے گمان کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے پس اس میں پھسل جانے سے ڈرے۔ اور آزمائش کو اٹھانے میں کوئی کمزوری نہ واقع ہو جائے۔ پچھلوں نے وہ گمان کیا جو ان کے متعلق بیان کیا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ

اور جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے محض دھوکہ کا

اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ

وعدہ کر رکھا ہے۔ اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے کہا کہ اے یثرب والو تمہارے لیے ٹھہرنے کا موقعہ نہیں ہے لہٰذا تم واپس ہو جاؤ،

وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ

اور ان میں سے ایک فریق نبی سے اجازت طلب کر رہا تھا یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں تھے یہ لوگ

يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ

صرف بھاگنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ اگر مدینہ کے اطراف سے کوئی لشکر ان پر گھس جائے پھر ان سے فتنہ کا سوال کیا جائے

لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا

تو یہ ضرور فتنے کو منظور کرلیں گے اور گھروں میں نہیں ٹھہریں گے مگر بس ذرا سی دیر۔ اور اس سے پہلے انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ ہم

يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾

پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا اس کی باز پرس ہو گی۔

قراءت: ابوعمرو اور حمزہ نے الظنونا کو بغیر الف پڑھا ہے خواہ حالت وقف ہو یا وصل اور یہ قیاس ہے مگر مدنی، شامی، ابوبکر نے دونوں میں الف پڑھا۔ وصل کو وقف کے مقام پر جاری کرتے ہوئے اور مکی، علی وحفص نے وقف میں الف پڑھا اور اسی کی مثل الرسولا [الاحزاب:٦٦] اور السبیلا [الاحزاب:٦٧] اور فاصلہ میں اس کا اضافہ کیا جیسا کہ شاعر نے قافیہ میں بڑھایا ہے قول شاعر۔

اقلی اللوم عاذل والعتابا

اور یہ تمام حروف مصحف امام میں الف کے ساتھ ہیں۔

۱۱: هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ (اس موقع پر ایمان والوں کا امتحان لیا گیا) ایمان پر ثابت قدم رہنے کا امتحان لیا گیا۔ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا (اور ان کو سخت جھنجھوڑا گیا) خوف کے باعث ان کو خوب ہلایا گیا۔

۱۲: وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ (اور جب منافقین کہہ رہے تھے) اسکا پہلے اذ پر عطف ہے۔ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے) ایک قول یہ ہے یہ منافقین کا ہی وصف ہے۔ جو واؤ کے ساتھ اس طرح لایا گیا جیسا اس قول میں۔

الی الملکِ القرمِ وابنِ الهُمام ☆ ولیثِ الکتیبۃِ فی المزدحم



BestUrduBooks.wordpress.com

الملك القرم اورابن الهمام سے ایک ہی شخص مراد ہے۔ایک قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو دین میں کوئی سمجھ بوجھ نہ تھی۔ منافقین ان کو شبہات ڈال کر اپنی طرف مائل کرتے۔ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا (ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے محض دھوکا ہی کا وعدہ کر رکھا ہے) تفسیری روایت میں ہے کہ معتب بن قشیر نے جب مختلف گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگا محمد تو ہمیں فارس، روم کی فتح کے وعدے کرتا ہے اور ہمارا حال یہ ہے کہ خوف کی وجہ سے قضائے حاجت کیلئے نکل نہیں سکتے یہ وعدہ کیا ہے محض دھوکا ہے۔

۱۳: وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ (اور جب کہ ان میں سے ایک گروہ نے کہا) یہ منافقین میں سے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی تھے۔ یٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ (اے یثرب کے لوگو!) یہ مدینہ منورہ کا پرانا نام ہے۔ لَا مُقَامَ لَكُمْ (تمہارے لئے ٹھہرنے کا موقعہ نہیں)

قراءت: مُقَام ضم میم کے ساتھ حفص نے پڑھا۔ اور مَقام ابن کثیر نافع، ابوعمرو، حمزہ، کسائی نے پڑھا معنی یہ ہے تمہارے لئے یہاں ٹھہرنا نہیں ہے۔ اور نہ کوئی جگہ ہے کہ جس میں تم کھڑے بھی ہوسکو۔ نمبر۲۔ یا اقامت پذیر ہوسکو۔ فَارْجِعُوْا (پس لوٹ چلو) کفر کی طرف نمبر۲۔ لشکر رسول اللہ ﷺ سے ہٹ کر مدینہ کی طرف۔ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ (اور ان میں سے ایک گروہ نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کرتا تھا) یہ بنو حارثہ قبیلہ کے لوگ تھے۔

## منافقین کی بہانہ بازی:

يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ (وہ کہتے تھے ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں) ای ذات عورۃ غیر محفوظ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا (حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں وہ صرف بھاگنا ہی چاہتے ہیں) العورۃ خلل۔ عورۃ سے مراد ذات العورۃ ہے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت ہے کہتے ہیں عور المکان عَوَرًا جبکہ اس میں کوئی خلل ظاہر ہو جس سے دشمن اور چور کا خطرہ ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ عورۃ یہ عَوِرۃ کی تخفیف ہو۔ انہوں نے عذر پیش کیا کہ ان کے مکانات دشمنوں اور چوروں کی زد میں ہیں کیونکہ وہ قلعہ بند نہیں ہیں انہوں نے اس لئے اجازت طلب کی تاکہ وہ ان کی حفاظت کریں اور ان کی حفاظت کا انتظام ہونے کے بعد وہ واپس لوٹ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات غلط قرار دی کہ ان کو اس بات کا خطرہ نہیں۔ بلکہ وہ تو لڑائی سے بھاگنا چاہتے ہیں۔

۱۴: وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ (اور اگر ان پر گھس آئے) یعنی مدینہ میں نمبر۲۔ ان کے گھروں میں یہ اس محاورہ سے لیا گیا ہے۔ دخلت علی فلان دارہ۔ مِّنْ اَقْطَارِهَا (اس کی اطراف سے) مدینہ کی جوانب سے نمبر۲۔ اگر یہ اجتماعی لشکر جن سے بھاگنے کی یہ تدابیر کر رہے ہیں۔ اگر یہ لشکر اجتماعیہ ان کے مدینہ میں داخل ہو جائیں جن سے ڈر کر یہ بھاگ رہے ہیں۔ نمبر۳۔ ان کے گھروں میں تمام اطراف سے داخل ہو جائیں اور ان کے اہل واموال پر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیں۔ ثُمَّ سُئِلُوا (پھر ان سے درخواست کی جائے) ایسی گھبراہٹ میں الْفِتْنَةَ (فساد کی) فساد سے مراد ارتداد اور کفر کی طرف لوٹ جانا اور مسلمانوں سے لڑائی کرنا۔ لَاٰتَوْهَا (تو یہ اس کو منظور کر لیں گے) ضرور ارتکاب کریں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: حجازی نے بلا مدّ پڑھا ہے اس کا معنی اس کو کر گزریں گے اس کی پناہ لیں گے۔

وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَا (اور نہیں ٹھہریں گے ان گھروں میں) س کے قبول کرنے میں۔ اِلَّا يَسِيْرًا (مگر بہت معمولی) صرف اتنی دیر کہ ان سے سوال ہو اور یہ اس کو فوراً قبول کرلیں۔ نمبر۲۔ اپنے ارتداد کے بعد یہ مدینہ میں زیادہ دیر نہ ٹھہریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کردیں گے مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں کے غیر محفوظ ہونے کو ایک بہانہ کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس بہانہ سے وہ نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کی مدد سے دست کش ہو جائیں اور ان گروہوں کے مقابلہ سے علیحدہ ہو جائیں جن کے رعب سے ان کے دل بھرے ہوئے ہیں۔ اور یہ کفار کے گروہ ان کے علاقہ اور سرزمین پر اچانک لوٹ مچا دیں اور ان کے سامنے کفر پیش کر کے کہیں کہ اب ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہو تو جلدی سے ان کی بات قبول کرلیں گے اور اس میں ذرا توقف نہ کریں گے اور یہ حرکت صرف حبِّ کفر اور اسلام سے ناراضی کے باعث ان سے سرزد ہوگی۔

## منافقین کا وعدہ:

۱۵: وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ (حالانکہ یہی لوگ پہلے اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے) بنو حارثہ قبیلہ کے لوگ غزوہ خندق سے قبل) یا اس لشکر احزاب کو دیکھنے سے پہلے کہ وہ شکست کھا کر نہ بھاگیں گے۔ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا (اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا جاتا ہے اس کی باز پرس ہوگی) وہ عہد مطلوب و مقصود ہے تاکہ اس کو پورا کیا جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑯ قُلْ مَنْ

آپ فرما دیجئے اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگو گے تو یہ بھاگنا تمہیں نفع نہ دے گا اور اس وقت بس تھوڑے ہی دن جیو گے۔ آپ فرما دیجئے کہ

ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

وہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچائے گا اگر وہ تمہارے بارے میں کسی بری حالت کا ارادہ فرمائے یا تم پر فضل فرمائے اور اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایت کرنے والا

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ⑰ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا

یا مددگار نہ پائیں گے، بلاشبہ اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو رکاوٹ ڈالتے ہیں اور جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آ جاؤ اور یہ

يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑱ ۙ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ

لوگ لڑائی میں کم آتے ہیں۔ یہ لوگ تمہارے بارے میں بخیل بنے ہوئے ہیں پھر جب خوف پیش آ جاتا ہے تو آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ آپ کی طرف

اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ

تک رہے ہیں ان کی آنکھیں اس طرح چکرائی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کے وقت بے ہوشی طاری ہو رہی ہو، پھر جب خوف چلا جاتا ہے تو تم کو

بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ

تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں، مال کے حریص بنے ہوئے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لائے، سو اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے اور یہ

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ⑲ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ

اللہ کے لیے آسان ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جماعتیں واپس نہیں گئیں اور اگر جماعتیں آ جائیں تو یہ لوگ اس بار آرزو کریں گے کہ کاش ہم دیہاتوں میں

بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ⑳ ع ۲ ۱۸

ہوتے تمہاری خبریں دریافت کر لیا کرتے، اور اگر وہ تمہارے اندر موجود ہوں تو وہ لڑائی نہ لڑیں گے مگر ذرا سی۔

۱۶: قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ (اور کہہ دیجئے تم کو بھاگنا ہرگز فائدہ مند نہ ہوگا اگر تم موت) اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس حالت میں تم فائدہ نہ اٹھاؤ گے مگر تھوڑے دنوں) مطلب یہ ہے کہ اگر تمہاری موت کا وقت آ چکا تو میدان سے بھاگنا تمہیں فائدہ نہ دے گا۔ اور اگر موت کا وقت ابھی نہیں آیا اور تم بھاگے تو تم دنیا میں رہنے کا ذرا سا فائدہ اٹھا لو گے اور وہ دنیا میں رہنا وہی مدتِ حیات ہے جو کہ معمولی ہے۔

نکتہ: کسی مروانی سے منقول ہے کہ اس کا گزر ایسی دیوار کے پاس سے ہوا جو گرا چاہتی تھی اس نے تیزی سے قدم اٹھایا دیکھنے



BestUrduBooks.wordpress.com

والے نے یہ آیت تلاوت کر دی۔ تو اس نے جواب دیا وہی قلیل تو ہم ڈھونڈ رہے ہیں۔

۱۷: قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُکُمْ مِّنَ اللّٰہِ (فرما دیجئے وہ کون ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے بچا سکے گا) من اللہ سے مراد وہ عذاب جس کے اتارنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرما لیا ہے۔ اِنْ اَرَادَ بِکُمْ سُوْٓءً (اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے) تمہارے نفوس کے سلسلہ میں قتل ہو یا اور کوئی صورت۔ اَوْ اَرَادَ بِکُمْ رَحْمَۃً یا (وہ کون ہے جو اس کے فضل کو روک سکے) اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے۔ رحمۃ سے مراد عافیت وسلامتی کے ساتھ طویل عمر۔ مطلب یہ ہے کون اللہ تعالیٰ کو روک سکتا ہے رحم کرنے سے اگر وہ تم پر رحم کرنا چاہے؟ یہ روکنے کا معنی اس لئے کیا کیونکہ یعصمکم میں منع کا معنی پایا جاتا ہے۔ وَلَا یَجِدُوْنَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا (اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار) نصیر بمعنی ناصر (مددگار) ہے۔

## دوسروں کو نصرتِ رسول سے روکنے والے:

۱۸: قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْکُمْ (اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو جانتے ہیں جو مانع بنتے ہیں) یعنی جو دوسروں کو نصرتِ رسول اللہ ﷺ سے روکتے ہیں۔ وہ منافقین تھے۔ وَالْقَآئِلِیْنَ لِاِخْوَانِھِمْ (اور اپنے نسبی یا وطنی بھائیوں کو کہتے ہیں) کھلے طور پر اپنے مسلمان بھائیوں سے کہتے ہیں) ھَلُمَّ اِلَیْنَا (تم ہمارے پاس آجاؤ) تم اپنے کو ہمارے قریب کر دو اور محمد ﷺ کو چھوڑ دو۔

لغت: یہ اہل حجاز کی لغت ہے ان کے ہاں اس میں واحد و جماعت برابر ہے۔ مگر بنو تمیم کہتے ہیں ھلم یا رجلُ، ھلموا یا رجال، یہ ایک صوت ہے جو فعل متعدی کے نام کے طور پر استعمال ہوتی ہے جیسے احضر و قرب۔ وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا (اور وہ لڑائی میں بہت کم ہی آتے ہیں)۔

## خوف کے وقت منافقین کا حال:

۱۹: اَشِحَّۃً عَلَیْکُمْ (تمہارے حق میں بخیلی لیے ہوئے ہیں)۔ یہ جمع شحیح کی ہے اس کا معنی بخیل ہے یا تون کی ضمیر سے حال ہے تقدیر کلام اس طرح ہے یا تون الحرب بخلاء علیکم بالظفر والغنیمۃ وہ لڑائی میں اس حال میں شامل ہوتے ہیں کہ تمہارے متعلق کامیابی اور غنیمت کے سلسلہ میں بخل کرنے والے ہیں۔ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ (پس جب خوف پیش آتا ہے) خواہ دشمن کی جانب سے ہو یا رسول اللہ کی جانب سے ہو۔ رَاَیْتَھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ (تم ان کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگے ہیں) اس حالت میں تَدُوْرُ اَعْیُنُھُمْ (کہ ان کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں)۔ دائیں، بائیں (وہ اپنی آنکھوں سے یوں دائیں بائیں دیکھتے ہیں) کَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْہِ مِنَ الْمَوْتِ (جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو) جیسے ڈر کر گھبرا کر پناہ کی غرض سے موت کی غشی میں مبتلا انسان دیکھتا ہے۔ فَاِذَا ذَھَبَ الْخَوْفُ (پھر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے) وہ خوف جب دور ہو جاتا ہے اور وہ امن میں ہو جاتے ہیں۔ اور غنائم جمع کر لیے جاتے ہیں۔ سَلَقُوْکُمْ بِاَلْسِنَۃٍ حِدَادٍ (تو تم کو تیز تیز زبانوں سے طعنے دیتے ہیں) وہ تم سے سخت انداز سے تخاطب کرتے ہیں اور کلام سے ایذاء پہنچاتے ہیں کہا جاتا ہے خطیب



BestUrduBooks.wordpress.com

مسلق یعنی فصیح خطیب، ورجل مسلاق یعنی کلام میں مبالغہ کرنے والا آدمی۔ مطلب یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمیں زیادہ حصہ دو ہم نے تمہاری حفاظت کی ہے اور تمہارے ساتھ ہو کر لڑائی بھی کی ہے۔ ہمارے وجود کی وجہ سے تو تمہیں دشمن پر غلبہ ملا ہے۔ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ (مال پر حریص ہیں) یعنی وہ تم سے اس انداز سے خطاب کرتے ہیں کہ مال اور غنیمت کے متعلق حریص ہیں (کہ زیادہ سے زیادہ مل جائے)

نحو: اشحۃً یہ سلقوکم کے فاعل سے حال ہے۔

اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا (یہ لوگ ایمان نہیں لائے) حقیقت میں بلکہ صرف زبانی مؤمن ہیں۔ فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ (پس اس نے ان کے اعمال کو ضائع کر دیا) ان کے اعمال ظاہرہ کو اندر کفر چھپانے کی وجہ سے باطل کر دیا۔ وَكَانَ ذٰلِكَ (اور یہ ان کے اعمال کا ضیاع) عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (اللہ تعالیٰ کے نزدیک بالکل آسان اور معمولی ہے)۔

## منافقین کی چاہت:

۲۰: يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا (ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ لشکر نہیں گئے) وہ اپنی بزدلی کی وجہ سے خیال کرتے تھے کہ کفار کے لشکر شکست کھا کر نہیں لوٹے حالانکہ وہ لوٹ چکے ہیں۔ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ (اور اگر وہ گروہ دوبارہ آ جائیں) دوسری مرتبہ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِى الْاَعْرَابِ (یہ یہی چاہتے ہیں کہ کاش ہم دیہاتیوں میں باہر صحراء میں جا رہیں) البادون جمع البادی کی ہے بمعنی دیہاتی۔ مطلب یہ ہے کہ منافق اپنی بزدلی کی وجہ سے تمنا کرتے ہیں کہ وہ مدینہ سے باہر جنگل میں ہوتے اور دیہاتیوں کے درمیان رہائش پذیر ہوتے تاکہ وہ محفوظ رہ سکتے اور اس قتال سے جس میں مسلمان مبتلا ہیں الگ تھلگ رہتے۔

يَسْاَلُوْنَ (مدینہ سے آنے والوں سے) پوچھتے عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ (تمہاری خبریں اور حالات اور جو تم پر گزری)۔ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ (اور اگر وہ تمہارے اندر شامل رہتے) اور مدینہ واپس نہ لوٹتے۔ اور لڑائی ہو جاتی تو مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا (وہ تھوڑا سا لڑتے) وہ بھی شہرت و دکھلاوے کی غرض سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ

تمہارے لیے یعنی اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور آخرت کے دن سے ڈرتا ہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔ اور جب ایمان والوں نے جماعتوں کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہے وہ جس کا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے

وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

وعدہ فرمایا، اور اللہ نے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں ترقی ہی ہو گی۔ اہل ایمان میں

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۡ ۖ

بعض ایسے ہیں جنہوں نے اپنا وہ عہد سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا سو ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر لی اور بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں

وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِىَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ

اور انہوں نے کچھ بھی تبدیلی نہیں کی۔ تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقین کو عذاب دے اگر

شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ

چاہے، یا ان کی توبہ قبول فرمائے بلاشبہ اللہ غفور ہے رحیم ہے۔ اور کافروں کو اللہ نے ان کے غصہ کے ساتھ واپس لوٹا دیا

لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾

انہوں نے کوئی خیر نہ پائی اور قتال کی جانب سے مومنین کے لیے اللہ خود ہی کافی ہو گیا اور اللہ قوت والا ہے عزت والا ہے۔

## جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مقتداء ہیں:

۲۱: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ (تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں اُسوۂ حسنہ ہے) اسوۃ یہ جہاں بھی ہو ضمہ کے ساتھ آئے گا عاصم کے نزدیک اس کا معنی قدوہ (نمونہ) آتا ہے۔ جس کو نمونہ بنایا جائے جس کو مقتدیٰ مانا جائے جیسا کہتے ہیں فی البیضۃ عشرون مناحدید یعنی خود میں بیس سیر لوہا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مقتداء ہیں۔ تمہیں ان کی اقتداء مناسب ہے۔ نمبر۲۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں تمہارے لئے خصائل حمیدہ موجود ہیں جو تمہارے لئے واجب العمل ہیں مثلاً آپ کا بذات خود قتال کرنا (شدائد پر صبر کرنا وغیرہ) لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ (اس کے لئے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور آخرت کے دن سے ڈرتا ہو) یعنی وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت سے ڈرتا ہو۔ نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ کے ثواب کا امیدوار



BestUrduBooks.wordpress.com

ہو۔اور آخرت کی نعمتوں کا چاہنے والا ہو۔

نَحْو: لمن یہ لکم سے بدل ہے مگر یہ کمزور قول ہے کیونکہ ضمیر مخاطب سے بدل آنہیں سکتا۔نمبر۲۔لمن یہ حسنۃ کے متعلق ہے ای اسوۃ حسنۃ کائنۃ لمن کان یرجوا اللّٰہ۔ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا (اور اللہ تعالیٰ کو وہ بہت یاد کرے ) خوف ورجاء اور خوشحالی، تنگدستی میں۔

۲۲: وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ (جب مؤمنوں نے ان لشکروں کو دیکھا) اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کے قدم اکھاڑ دے گا۔ بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں اور اسی سے مدد کے طالب ہوں اسُ سے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا گیا:ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ الی قولہ قریب۔[البقرۃ:۲۱۴] جب لشکر آ گئے وہ مضطرب ہوئے اور سخت مرعوب ہوئے۔ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (کہنے لگے یہ وہی ہے جس کی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے خبر دی تھی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا) اور انہیں یقین ہو گیا کہ جنت ونصرت الٰہی دونوں ان کے لئے لازم کر دی گئیں ہیں۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ لشکر تمہاری اس ماہ کے آخری نو دس راتوں میں پہنچنے والے ہیں جب اصحاب نے لشکروں کو دیکھا کہ وہ اس میعاد میں پہنچ گئے ہیں تو انہوں نے یہ کہا (قال الحافظ لم اجدہٗ) ھذا کا مشار الیہ بلاء ومصیبت اور آزمائش ہے۔وَمَا زَادَهُمْ (اس میں جو کچھ انہوں نے لشکروں کا اجتماع دیکھا) اور ان کی آمد سے اور اس سے ترقی ہوئی۔اِلَّآ اِيْمَانًا (ان کے ایمان میں) جو اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر تھا۔وَّ تَسْلِيْمًا (اور اطاعت میں) اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور اس کی تقدیر پر۔

## نذر پوری کرنے والے:

۲۳: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (ان مؤمنوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا تھا اس میں سچے اترے) اس بات میں جس میں انہوں نے اس سے عہد کیا تھا) حرف جار کو حذف کر دیا گیا جیسا کہ اس مشہور مثال میں صدقنی سن بکرہٖ ای صدقنی عن سن بکرہٖ اور فعل کو اس کے ساتھ ملا دیا۔بعض صحابہ کرامؓ نے قسم کھائی تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر قتال کا موقعہ ملے تو ثابت قدم رہیں گے اور اس وقت تک قتال کریں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں گے ان کے نام یہ تھے عثمان بن عفان، طلحہ، سعد بن زید، حمزہ ومصعب وغیرہم۔فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ (پس ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے) یعنی شہادت پالی جیسے حمزہ، مصعب رضی اللہ عنہما۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قضائے نحب:

یہ موت کی تعبیر ہے کیونکہ ہر زندہ مرنے والا ہے کیونکہ وہ محدث ہے اس کے ذمہ جو نذر لازم تھی اس سے کنایہ کیا گیا ہے جب وہ مرگیا تو اس نے گویا اپنا حصہ پورا کر دیا یعنی نذر کو۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (اوران میں سے کچھ منتظر ہیں) یعنی موت کے جیسے عثمان و طلحہ رضی اللہ عنہما وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (اورانہوں نے ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا) اس عہد کو نہیں بدلا۔ نہ تو شہید کیے جانے کو اور نہ انتظار شہادت کو۔ اس میں ان لوگوں پر تعریض کی جنہوں نے عہد کو بدل دیا تھا اور جو دلوں کے بیمار تھے جیسا کہ اس ارشاد میں ہے ولقد کانوا عاھدوا اللّٰہ من قبل لا یولون الا دبار [الاحزاب:۱۵]

۲۴: لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ (تاکہ اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے) صدق سے مراد وعدۂ وفا ہے۔ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ (اور منافقوں کو چاہے سزا دے) جبکہ وہ توبہ نہ کریں۔ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ (یا ان کو توبہ کی توفیق دے) اگر وہ توبہ کریں۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا (بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں) قبولیت توبہ کے ذریعہ رَّحِيْمًا (رحم کرنے والے ہیں) غلطی معاف کر کے۔

نکتہ: یہاں منافقین کو اس طرح ذکر فرمایا گویا کہ انہوں نے برے انجام کا قصد کیا اور تبدیل عہد کر کے اس کا ارادہ کیا جیسا کہ سچے لوگوں نے وفاء عہد سے سچے انجام کا قصد کیا۔ کیونکہ ہر دو فریق سے ثواب و عقاب میں سے ایک انجام کو ہر صورت پہنچنا ہے گویا دونوں طلب میں برابر اور اس کو حاصل کرنے کی کوشش میں بھی یکساں ہیں۔

## کفار کی شکست:

۲۵: وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو واپس کر دیا) کافروں سے یہاں لشکر مراد ہے۔ بِغَيْظِهِمْ (ان کے غصہ سمیت)۔

نحو: یہ حال ہے ای مغیظین جیسا کہ اس ارشاد میں تنبت بالدھن [المؤمنون:۲۰] میں ہے۔

لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا (ان کو کچھ بھی کامیابی نہ ملی) خیر سے یہاں غلبہ مراد ہے۔ یعنی مسلمانوں پر غلبہ نہ پا سکے۔ اس کو ان کے زعم کے مطابق خیر فرمایا۔

نحو: یہ حال ہے ای غیر ظافرین اس حال میں کہ وہ کامیاب ہونے والے نہ تھے۔

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ (اور اللہ تعالیٰ مؤمنین کیلئے لڑائی میں کافی ہو گیا) ہوا اور ملائکہ کے ذریعہ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا (اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے بڑے زبردست ہیں) قدرت و غلبہ والے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ

اور اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے ان کی مدد کی اللہ نے ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں رعب

الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ

ڈال دیا، تم ایک جماعت کو قتل کرنے لگے اور ایک جماعت کو قید کرنے لگے، اور تمہیں ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا

وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ ع ۷ ۱۹

اور ایسی زمین کا مالک بنا دیا جس پر تم نے قدم نہیں رکھا تھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

## غزوۂ بنو قریظہ:

۲۶: وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ (اور اتار دیا ان لوگوں کو جنہوں نے ان کی مدد کی تھی) ان لشکروں کی معاونت کی۔ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (اہل کتاب میں سے) یہودِ بنی قریظہ مراد ہیں۔ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ (ان کے قلعوں سے) الصيصة کی جمع ہے بمعنی گڑھی، قلعہ، مکانِ حفاظت۔

روایت تفسیر یہ میں ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس رات جس میں لشکر شکست کھا کر بھاگے اس کی صبح تشریف لائے۔ مسلمان مدینہ منورہ لوٹے۔ اور اپنے ہتھیار رکھ دیے جبرئیل علیہ السلام اپنے الحیزوم گھوڑے پر سوار تھے ان کے گھوڑے کی کاٹھی اور چہرے پر غبار تھا۔ آپ نے فرمایا جبرئیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا قریش کا پیچھا کرنے کی وجہ سے یہ غبار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھوڑے کی پیشانی اور زمین سے غبار پونچھنے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ! فرشتوں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ میں انہی کی طرف جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح کھنکھٹا دیا ہے جیسے خود چٹان پر کھنکھٹاتے ہیں۔ وہ تمہارے لئے لقمہ ہیں۔ لوگوں میں اعلان کر دیں جو حکم ماننے والا فرمانبردار ہے وہ بنی قریظہ میں عصر کی نماز ادا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس راتیں ان کا محاصرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے حکم پر اتر آؤ! انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر فرمایا سعد بن معاذ کے حکم پر اتر آؤ! وہ اس پر رضامند ہو گئے حضرت سعد بن معاذ نے کہا میں ان کے متعلق فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے مقاتلین کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد و نساء کو قیدی بنا لیا جائے۔ پھر ان کو اترنے کیلئے کہا گیا۔ مدینہ کے بازار میں ان کے لئے ایک خندق کھودی گئی جس میں ان کی گردنیں ماردی گئیں۔ ان کی تعداد ۸۰۰ سے ۹۰۰ کے درمیان تھی۔ ایک قول: چھ سو مقاتل تھے اور سات سو قیدی تھے۔ (سیرت ابن ہشام ۲۲۴/۳) وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ (اور ان کے دلوں پر رعب طاری کر دیا) الرعب سے مراد خوف ہے۔

قراءت: الرُّعُبَ شامی و علی نے عین کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ

اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے فرمادیجئے کہ اگر تم دنیا والی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ

اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ

میں تمہیں فائدہ پہنچادوں اور تمہیں خوبی کے ساتھ چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ کو اور اس کے رسول کو چاہتی ہو اور

الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ

دار آخرت کو تو بلاشبہ اللہ نے ان عورتوں کے لیے جو تم میں اچھے کام کرنے والی ہوں بڑا اجر تیار فرمایا ہے۔ اے نبی کی

النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ

بیویو! تم میں سے جو بیوی بے ہودگی کرے گی اس کو دوہرا عذاب دیا جائے گا

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

اور یہ اللہ کے لیے آسان ہے۔

فَرِيْقًا (ایک فریق کو) تَقْتُلُوْنَ (تم قتل کرتے تھے) تقتلون کی وجہ سے فریقًا منصوب ہے۔ یہ مقتولین لڑنے والے مرد تھے۔ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا (اور ایک گروہ کو قید کرتے تھے) یہ عورتیں اور بچے تھے۔

## امتنانِ فتح:

۲۷: وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ (اور تمہیں ان کی زمینوں، گھروں اور مالوں کا وارث بنا دیا) اموال سے مراد نقدی، مویشی اور اثاثہ تھا۔ روایت تفسیر یہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی زمین صرف مہاجرین کو عنایت فرمائی اور انصار کو فرمایا تم اپنے گھروں میں ہو (واقدی) وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا (اور ایسی زمین کا جس پر تم نے قدم بھی نہ رکھا) لڑائی کی غرض سے اور وہ سرزمین نمبر۱۔ مکہ نمبر۲۔ یا فارس وروم نمبر۳۔ یا خیبر یا نمبر۴۔ ہر وہ زمین جو قیامت تک مسلمان فتح کریں گے مراد ہے۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت والے ہیں) قدیر بمعنی قادر ہے۔

## طلبِ خوشی کا جواب

۲۸: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا (اے نبی ﷺ آپ اپنی بیویوں سے فرمادیں۔ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی بہار چاہتی ہو) یعنی خوشحالی اور کثرتِ اموال فَتَعَالَيْنَ (تو آؤ)۔ یہ اصل میں تعال ہے۔ جو کسی بلند جگہ میں ہو اس کو نچلی جگہ والا بلانے کے لئے کہتا ہے پھر اس کا استعمال عام ہو کر اونچی، نیچی تمام جگہوں کیلئے ہونے لگا تعالین کا



BestUrduBooks.wordpress.com

معنی اپنے ارادہ اور اختیار سے ایک امر کا چناؤ کرلو۔ اس سے مراد جگہ سے اٹھ کر جانا نہیں ہے۔ جیسا کہ اس قول میں ہے قام یُھَدِّدُنِی (وہ مجھے دھمکانے لگا)۔ اُمَتِّعْکُنَّ (میں تمہیں کچھ متاع دے دوں) متعۂ طلاق مراد ہے۔ اور یہ متعۂ طلاق ہر مطلقہ کیلئے مستحب ہے۔ سوائے اس عورت کے جو طلاق سے قبل اپنا حق تفویض کر دے۔

## یہ آیت تخییر ہے:

وَاُسَرِّحْکُنَّ (اور تمہیں رخصت کر دوں) طلاق دے کر رخصت کرنا مراد ہے۔ سَرَاحًا جَمِیْلًا (اچھی طرح رخصت کرنا) دنیا کی جو چیز کپڑے، خرچہ میں اضافہ وتبدیلی اس میں کمی نہ کی جائے گی۔ آپ ﷺ اس بات سے غمزدہ ہوئے۔ پس یہ آیت تخییر نازل ہوئی۔ پس آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابتداء کی یہ آپ کی سب سے زیادہ محبوب بیوی تھیں۔ ان پر جب آپ نے آیت تخییر پڑھی تو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو پسند کیا۔ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے غم کا بادل چھٹ کر چاند کی چمک آ گئی۔ پھر تمام ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا۔ جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔

روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا میں تمہیں ایک بات کہنے والا ہوں۔ تم اپنے والدین کے مشورہ کے بغیر اس کا جواب دینے میں جلدی نہ کرنا۔ پھر ان کے سامنے قرآن مجید کی یہ آیات پڑھیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیات سننے کے بعد کہا کیا اس معاملے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں۔ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت والے گھر کو پسند کرتی ہوں۔ [رواہ البخاری: ۴۷۸۵: مسلم ۱۴۷۵]۔

## تخییر کا حکم:

طلاق کے سلسلہ میں تخییر کا حکم یہ ہے کہ جب اس نے اپنی بیوی کو کہا اختاری بیوی نے کہا اخترت نفسی۔ ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر اس نے اپنے خاوند کو اختیار کیا تو اس کو ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور اگر اپنے آپ کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔

۲۹: وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ (اور اگر تم اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول اور آخرت والے گھر کو چاہتی ہو)۔ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (پس اللہ تعالیٰ نے نیک کرداروں کیلئے تم میں سے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے)۔

## معصیت کی قباحت کا بڑھنا' زیادتی فضل کو ظاہر کرتا ہے:

۳۰: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَةٍ (اے ازواج نبی اکرم ﷺ جو تم میں سے کھلی ہوئی بے ہودگی کرے گی)۔ فاحشۃ (انتہائی قبیح برائی)۔ مُّبَیِّنَةٍ (جس کا فحش ظاہر ہو) یہ بَیَّنَ بمعنی تبیّن ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: مکی، ابوبکر نے فتحہ یا مُبَيَّنَةٍ پڑھا ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

اس سے مراد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور حکم عدولی کرنا مراد ہے۔ قول دیگر زنا مراد ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے معصوم رکھنے والے ہیں۔ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ (اس کو دوہری سزا دی جائے گی)

قراءت: مکی وشامی نے يُضَعِّفْ لها العذاب پڑھا ہے۔ جبکہ ابوعمرو، زید، یعقوب نے يُضَعَّف پڑھا ہے۔

ضِعْفَيْنِ (دوگنا) دوسری عورتوں کے مقابلہ میں دوگنی سزا کیونکہ جو دوسری عورتوں کیلئے قبیح ہے تو وہ ان کے لئے اقبح ہے۔ معصیت کی قباحت کا بڑھنا یہ زیادتی فضل کو ظاہر کرتا ہے۔ کسی اور عورت کو ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسی فضیلت حاصل نہیں۔ اسی وجہ سے تو عالم عاصی جاہل عاصی کی نسبت زیادہ قابل مذمت ہے۔ کیونکہ عالم کی معصیت قبیح تر ہے۔ اوراسی لئے غلاموں کے مقابلہ میں احرار کی حد زیادہ ہے اور کافر کو رجم نہ کیا جائے گا۔ وَكَانَ ذٰلِكَ (اور یہ ان پر سزا کا دوگنا ہو جانا)۔

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (اللہ تعالیٰ کو یہ بات آسان ہے) آسان معمولی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنۡ يَّقۡنُتۡ مِنۡكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِهَاۤ اَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ ۙ وَاَعۡتَدۡنَا

اور تم میں سے جو عورت اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک عمل کرے گی ہم اس کا ثواب دوہرا دیں گے اور ہم نے اس کے لیے

لَهَا رِزۡقًا كَرِيۡمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ لَسۡتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيۡتُنَّ فَلَا

رزق کریم تیار کیا ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو،

تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَيَـطۡمَعَ الَّذِىۡ فِىۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرۡنَ فِىۡ

تو نرمی سے بات نہ کرو کہ ایسا شخص لالچ نہ کرنے لگے جس کے دل میں مرض ہو، اور مناسب طریقہ پر بات کرو۔ اور تم اپنے گھروں میں

بُيُوۡتِكُنَّ وَلَا تَبَـرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِيَّةِ الۡاُوۡلٰى وَاَقِمۡنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيۡنَ الزَّكٰوةَ

ٹھہری رہو اور قدیم جہالت کے دستور کے موافق نہ پھرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو

وَاَطِعۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ

اور اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرو، اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھروالو تم سے گندگی کو

الۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيۡرًا ۚ﴿۳۳﴾ وَاذۡكُرۡنَ مَا يُتۡلٰى فِىۡ بُيُوۡتِكُنَّ مِنۡ اٰيٰتِ

دور فرمادے اور تم کو اچھی طرح پاک کردے۔ اور گھروں میں جو تلاوت کی جاتی ہیں ان آیات کو

اللّٰهِ وَالۡحِكۡمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيۡفًا خَبِيۡرًا ﴿۳۴﴾

اور حکمت کو یاد کرو، بلاشبہ اللہ مہربان ہے باخبر ہے۔

### اطاعت گزار کو دوگنا بدلہ:

۳۱: وَمَنۡ يَّقۡنُتۡ مِنۡكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ (اور جو کوئی تم میں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تابعداری کرے گی) الاقنوت۔ اطاعت کو کہتے ہیں۔ وَتَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِهَاۤ اَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ (اور نیک عمل کرے گی ہم اس کو اس کا اجر دو مرتبہ دیں گے) دوسروں کے مقابلے میں دوگنا ثواب۔ وَاَعۡتَدۡنَا لَهَا رِزۡقًا كَرِيۡمًا (اور ہم نے اس کے لئے عزت والی روزی تیار کر رکھی ہے)

قراءت: حمزہ، علی نے دونوں میں یاء پڑھی ہے۔ رزق کریم سے مراد عظیم الشان رزق ہے اور وہ جنت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کوئی جماعتِ نساء تمہارے برابر نہیں:

۳۲: یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (اے نبی ﷺ کی ازواج تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو) یعنی تم عورتوں کی جماعتوں میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہو۔ جب عورتوں کی تمام جماعتوں کی ایک جماعت کر کے پڑتال کی جائے تو کوئی ایک جماعت بھی تمہاری فضیلت میں برابری کرنے والی نہ ملے گی۔ اَحَدٌ اصل میں وَحَدٌ ہے اور وہ ایک کو کہتے ہیں پھر نفی عام کیلئے اس کو وضع کیا گیا اس میں مذکر و مؤنث اور واحد اور اس کے ماوراء کو برابر قرار دیا گیا۔

اِنِ اتَّقَیْتُنَّ (اگر تم تقویٰ اختیار کرو) اگر تم تقوی کا ارادہ کرو۔ نمبر۲۔ اگر تم متقی ہو۔ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ (تو تم بولنے میں نزاکت مت کرو) یعنی جب تم مردوں سے پردے میں بات کرو تو بولنے میں نرم اور چبا چبا کر باتیں مت کرو جیسے امید دلانے والی عورتیں کلام کرتی ہیں۔ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ (ایسے شخص کو طمع اور خیال ہونے لگتا ہے۔ جس کے دل میں خرابی ہے)۔

نحو : فیطمعَ کو نصب کی صورت میں نہی کا جواب بتائیں گے۔ مرض سے شک اور فجور مراد ہے۔

وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (اور تم قاعدہ کے موافق بات کہو)۔ اچھی بات ہو باوجودیکہ انداز درشت ہو۔

۳۳: وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی (اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔ اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو)۔

قراءت: مدنی اور عاصم سوائے ہبیرہ کے قَرْنَ پڑھتے ہیں۔

صرف: یہ اصل میں اِقْرَرْنَ تھا ایک راء کو تخفیف کیلئے حذف کر دیا۔ اور اس کا فتحہ ماقبل کو دے دیا۔ یا یہ قار یقار سے ہے جس کا معنی جمع ہونا آتا ہے۔ دیگر تمام قراء نے قِرن پڑھا اور اس کو وقر وقارًا سے یا قر یقرّ سے قرار دیا پہلی راء کو تکرار کی وجہ سے حذف کر دیا ای اقررن قرارًا اور کسرہ قاف کو دے دیا۔

قراءت: فی بُیُوتکن میں باء کا ضمہ بصری، مدنی، حفص نے پڑھا ہے۔ جاہلیت اولی سے قدیم جاہلیت اور التبرج سے مراد چلنے میں نزاکت و نخرہ یا اظہار زینت۔ تقدیر کلام اس طرح ہوگی۔ لا تبرجن تبرجًا مثل تبرج النساء فی الجاهلیة الاولی۔ قدیم زمانہ جاہلیت میں جیسے عورتیں اظہار زینت کر کے نکلتیں تھیں تم اس طرح زینت کر کے مت نکلو۔

## جاہلیتِ اولیٰ:

اس سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے نمبر۲۔ آدم و نوح علیہما السلام کا درمیانی زمانہ، نمبر۳۔ زمن داؤد و سلیمان علیہما السلام۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## جاہلیت اُخریٰ:

عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیان والا زمانہ نمبر۲۔ جاہلیت اولی سے اسلام سے قبل کفر کا زمانہ اور جاہلیت اخری اسلام میں فسق وفجور والی جاہلیت۔

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (تم نمازوں کی پابندی رکھواور زکوۃ دیا کرواور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہا مانو) نماز اور زکوۃ کا حکم دیتے ہوئے امر کا الگ الگ صیغہ استعمال فرمایا پھر دیگر تمام طاعات کیلئے ایک ہی صیغہ امر استعمال فرمایا۔ اس سے ان دونوں کی تمام احکام پر عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ جوان پر مواظبت اختیار کرنے والا ہے۔ یہ دونوں اس کو دوسرے احکام کی تعمیل کی طرف کھینچ لے جانے والی ہیں۔

## ترغیب اور گناہوں سے نفرت دلانے کا انداز:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ (اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے) الرجس سے الاثم یعنی گناہ مراد ہے۔

نحو: اھل البیت یہ نداء کی وجہ سے منصوب ہے یا مدح کی بناء پر منصوب ہے۔

## دلیل:

اس میں دلیل ہے کہ آپ کی ازواج آپ کے اہل بیت سے ہیں۔ عنکم کی ضمیر مذکر لائے۔ کیونکہ اس سے آپ کی آل کے مرد وعورتیں دونوں مراد ہیں۔ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (اور وہ تمہیں پاک صاف رکھے۔) گناہوں کی نجاست سے۔ اس سے واضح ہوا کہ آپ نے ازواج کو بعض باتوں کا حکم دیا اور بعض سے روکا۔ اور ان کو نصیحت کی تا کہ اہل بیت رسول ﷺ گناہوں کا ارتکاب نہ کریں اور تقوی کے ذریعہ اس سے اپنے کو بچائیں۔ گناہوں کیلئے بطور استعارہ الرجس کا لفظ استعمال کیا اور تقوی کیلئے تطہیر کا کیونکہ قباحت کے مقامات پر ارتکاب کرنے والے کا اپنے کو پیش کرنا اس کو اسی طرح ملوث کر دیتا ہے جیسا کہ گندگیوں سے اس کا بدن پلید ہو جاتا ہے۔ باقی رہے نیکیوں کے مقامات تو ان پر آپ کو پیش کرنے سے پاک کپڑے کی طرح انسان پاک رہتا ہے۔ اس میں عقلمندوں کو گناہوں سے نفرت دلائی اور اوامر کی ترغیب دی ہے۔

۳۴: وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ (اور تم یاد رکھو ان آیات الٰہیہ اور علم کی باتوں کو جن کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے) آیات سے مراد قرآن اور حکمت سے سنت مراد ہے۔ یا حکمت سے معانی قرآن کی وضاحت۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا (بیشک اللہ تعالیٰ رازداں ہے) وہ اشیاء کی گہرائیوں کو جاننے والا ہے۔ خَبِيْرًا (خبردار ہے) اشیاء کے حقائق سے واقف ہے مطلب یہ ہے وہ تمہارے افعال واقوال اور احوال کو جاننے والا ہے۔ امر ونہی کی مخالفت سے بچتی رہو اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کرو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

بلا شبہ مسلم مرد اور مسلم عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ

اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ

مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان کے لیے اللہ نے

لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۵

مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

۳۵: شانِ نزول: نبی اکرم ﷺ کی ازواج کے متعلق یہ فضائل والی آیات اتریں تو امت کی عورتوں نے کہا ہمارے متعلق تو فضیلت کی کوئی آیت نہیں اتری۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

## امت کی عورتوں کے فضائل:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ (بیشک مسلمان مرد و عورتیں) المسلم جو لڑائی کے بعد صلح میں داخل ہو۔ ایسے مطیع کو کہتے ہیں جو سرکشی نہ کرے۔ نمبر۲۔ اپنا آپ جو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ اور اسی پر بھروسہ کرنے والا ہو۔ جیسا اس آیت میں ہے: من اسلم وجهه لله۔

وَالْمُؤْمِنِيْنَ (اور مومن) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والے اور وہ باتیں جن کی تصدیق کرنا ضروری ہے۔

وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقٰنِتِيْنَ (اور مومنہ عورتیں اور فرمانبرداری کرنے والے مرد) جو طاعت پر قائم رہنے والے ہیں۔ وَالْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ (اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں اور سچ بولنے والے مرد) منہیات میں اور اقوال و اعمال میں سچ۔ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ (اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں) طاعات پر جمے رہنے والے اور سیئات سے گریزاں۔ وَالْخٰشِعِيْنَ (اور خشوع اختیار کرنے والے مرد) الخاشع وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کیلئے دل اور جوارح سے تواضع کرنے والا ہو۔ یا خائفین مراد ہے۔ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ (اور خشوع کرنے والی عورتیں اور

خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں) خواہ صدقہ فرضی ہو یا نفلی وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ (اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں) فرضی ہو یا نفلی ایک قول یہ ہے کہ جس نے ایک ہفتہ میں ایک درہم صدقہ کیا وہ متصدقین میں شمار ہو جائے گا اور جس نے ہر ماہ ایام بیض کے روزے رکھے وہ الصائمین میں شمار ہوگا۔ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ (اور وہ مرد جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں)۔ ان مقامات سے جو حلال نہیں۔ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا (اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والیاں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنے والے مرد) تسبیح وتحمید اور تکبیر وتہلیل اور قراءت قرآن مجید، علم میں مشغولیت کے ذریعہ۔ علم میں مشغولیت یہ بھی ذکر ہے۔

## عطف کے فرق کا لطیفہ:

مطلب یہاں یہی ہے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والیاں اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والیاں۔ مگر الذاکرات کو ماقبل کی دلالت کی وجہ سے حذف کر دیا۔ اور مؤنثات کے مذکروں پر عطف اور جوڑے کے جوڑے پر عطف میں فرق یہ ہے کہ اول دوسرے قول کی نظیر ہے ثیبات و ابکارًا۔ [التحریم:۵] یہ دونوں مختلف جنسیں ہیں مگر حکم ایک ہے اس لئے ان کے درمیان حرف عطف لانے کے بغیر چارہ کار نہ تھا۔ مگر دوسرا وہ عطف الصفۃ علی الصفۃ بحرف الجمع کے قبیل سے ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مردان صفات کو اپنے اندر جمع کرنے والے اور جو عورتیں اپنے میں یہ صفات جمع کرنے والیاں ہیں۔ وَّ الذّٰكِرٰتِ (اور بہت یاد کرنے والی عورتیں)۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (ان سب کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے) جو ان کی طاعات پر ان کو ملے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ

اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لیے اس کی گنجائش نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں تو انہیں اپنے کام میں اختیار

مِنْ أَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَإِذْ تَقُوْلُ

باقی رہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اللہ کی نافرمانی کرے سو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔ اور جب آپ اس شخص سے فرما رہے

لِلَّذِيْٓ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ

تھے جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے انعام کیا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رو کے رکھو اور اللہ سے ڈر، اور آپ اپنے

فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى

دل میں اس چیز کو چھپا رہے تھے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر فرمانے والا تھا، اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے اور آپ کو یہ سزاوار ہے کہ اللہ سے ڈریں، پھر جب زید اس سے

زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ أَزْوَاجِ أَدْعِيَآئِهِمْ

اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس عورت کا آپ سے نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی نہ رہے

إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا

جب وہ ان سے حاجت پوری کر چکیں اور اللہ کا حکم پورا ہونے ہی والا تھا۔ نبی پر اس بارے میں کوئی تنگی نہیں ہے جو اللہ نے

فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۨ ﴿۳۸﴾

ان کے لیے مقرر فرما دیا، جو لوگ اس سے پہلے گذرے ہیں ان کے بارے میں اللہ نے یہی معمول رکھا ہے، اور اللہ کا حکم مقرر کیا ہوا ہے

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾

جو اللہ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ کافی ہے، حساب لینے والا۔

۳۶: شانِ نزول: رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کے نکاح کا پیغام اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش کو بھیجا۔ ان کے بھائی عبداللہ بن جحش نے انکار کیا تو یہ نازل ہوئی۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ (کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمنہ عورت کے لئے گنجائش نہیں) یعنی کسی مؤمن و مؤمنہ کیلئے درست نہیں۔ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا (جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں) کاموں میں سے کسی کام کا۔ أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (کہ ان کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار رہے) کہ وہ اس معاملہ میں جس بات کا چاہیں چناؤ کریں بلکہ ان پر لازم ہے کہ وہ اپنی رائے کو رسول ﷺ کی رائے کے تابع بنا



BestUrduBooks.wordpress.com

دیں اوراپنے اختیار کو آپ کے اختیار کے ماتحت کر دیں۔ان دونوں نے یہ سن کر کہا یارسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ پھر زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید سے کر دیا۔اور زید کی طرف سے ان کی طرف مہر روانہ کر دیا گیا۔

## وجہ ضمیر:

لھم میں ضمیر جمع لائی گئی حالانکہ ضمیر مفرد کی آنی چاہیے۔ کیونکہ مذکورین نفی کے تحت وارد ہوئے۔پس حکم ہر مؤمن ومؤمنہ کے لئے عام ہو گیا پھر معنی کا لحاظ کرتے ہوئے ضمیر جمع لائی گئی لفظ ظاہر کا اعتبار نہ رہا۔

قراءت: یکون یاء کے ساتھ کوفی نے پڑھا ہے اور تکون تاء کی قراءت ابن کثیر، نافع، ابن عامر، ابو جعفر وغیرہ دیگر قراء کی ہے۔

الخیرۃ: وہ چیز جس کو چنا اور پسند کیا جائے۔

مسئلہ: اس سے یہ معلوم ہوا کہ امر وجوب کیلئے آتا ہے۔وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا) معصیت دو قسم کی ہے اگر یہ عصیان قبولیت سے انکار اور حکم کو مسترد کرنے والا ہے تو یہ کفر وضلال ہے اور اگر فعلی عصیان ہے مگر حکم کو قبول کر لیا اور حکم لازم ہونے کا اعتقاد ہے۔تو یہ فسق وفجور اور گناہ کبیرہ ہے۔

## حضرت زید رضی اللہ عنہ کا تذکرہ:

۳۷: وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (اور جب آپ فرما رہے تھے اس کو جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا) اسلام کی توفیق دی جو سب سے اعلیٰ نعمت ہے۔وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (اور آپ نے انعام کیا) اس کو آزاد فرما کر متبنّیٰ بنالیا۔گویا وہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے انعامات میں کروٹ بدلنے والا ہے مراد اس سے زید بن حارثہ ہیں۔اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ (اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے) زوج سے مراد یہاں زینب بنت جحش ہیں۔اور واقعہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید سے نکاح کے بعد ان کو دیکھا تو اچھی معلوم ہوئیں آپ نے فرمایا سبحان اللہ مقلب القلوب اس سے قبل آپ کے دل کا میلان قطعاً نہ تھا زینب رضی اللہ عنہا نے یہ تسبیح سنی اور زید سے اس کا تذکرہ کیا۔زید سمجھ گئے۔(یہ کلام مفسر مرحوم نے معلوم نہیں کہاں سے نقل کیا۔یہ منصب نبوت کے خلاف اور باطل ہے۔آپ کو ان کے نکاح سے کوئی چیز مانع نہ تھی زید کے ساتھ نکاح آپ نے خود کیا تھا) اللہ تعالیٰ نے زید کے دل میں زینب سے نفرت اور اعراض ڈال دیا۔زید رضی اللہ عنہ نے ایک دن حاضر خدمت ہو کر کہا میں اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ کیا اس کے کسی معاملے میں شک معلوم ہوا؟ انہوں نے عرض کیا نہیں! اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے اس سے سوائے خیر کے اور کچھ نہیں دیکھا۔مگر وہ اپنے شرافت نسبی کی وجہ سے مجھ پر بڑائی ظاہر کرتی ہے اور مجھے ایذاء پہنچاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں برقرار رکھ۔وَاتَّقِ اللّٰهَ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈر) نمبر۱۔اور اس کو طلاق نہ دے یہ نہی تنزیہی ہے کیونکہ اولیٰ بات یہ تھی کہ وہ طلاق نہ دیں۔نمبر۲۔اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تکبر و بڑائی کی طرف نسبت کر کے اس



BestUrduBooks.wordpress.com

کی مذمت نہ کرو اور خاوند کو ایذاء دینے والی بات اس کے ذمہ مت لگا۔ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ (اور آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا) یعنی اپنے دل میں ان کے ساتھ نکاح کی بات اگر زید طلاق دے دیں۔ اور یہی وہ بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔

## ایک قول:

یہ ہے آپ کے دل میں اس کی طرف میلان اور زید سے ان کی جدائی کی پسندیدگی یہ وہ بات تھی کہ جس کو آپ دل میں چھپائے تھے۔ (اس دوسرے قول بلا دلیل کے متعلق عرض یہ ہے کہ تخفی فی نفسک سے اگر محبت و میلان مراد ہے تو مااللہ مبدیہ کے وعدہ کا ایفاء کہاں اور کس آیت میں ہے۔ حالانکہ آیت تو صاف زوجنکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہی آپ قلب اطہر میں چھپائے ہوئے تھے۔ کہ اگر زید نے طلاق دے دی تو مجھے زینب سے نکاح کرنا پڑے گا۔ اس کے بغیر زینب اور اس کے بھائیوں کی اشک شوئی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ طبعاً کراہت کے باوجود اطاعت رسول کی خاطر انہوں نے نکاح کر دیا تھا۔ (مترجم انظر البیان)

نحو : وتخفی فی نفسك میں واؤ حالیہ ہے۔

وَتَخْشَى النَّاسَ (اور آپ لوگوں سے اندیشہ کرتے تھے) یعنی لوگوں کی اس بات سے کہ اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ (جو جاہلیت عرب میں حقیقی بہو کی طرح ناجائز سمجھا جاتا تھا) وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ (اور ڈرنا تو آپ کو اللہ تعالیٰ ہی سے زیادہ سزاوار ہے)

نحو : واؤ حالیہ ہے مطلب یہ ہے امسك علیك زوجك مخفیافی نفسك ارادۃ الاّ یمسکھا وتخفی خاشیا قالة الناس و تخشی الناس حقیقًا فی ذلك بان تخشی اللّٰہ (یہ مفسر رحمہ اللہ کا قول محتاج دلیل ہے) مترجم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ وحی میں سے کوئی چیز چھپاتے تو اس آیت کو چھپاتے (جب اس کو بھی نہیں چھپایا تو کسی چیز کو نہیں چھپایا) فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا (پھر جب زید کا اس سے جی بھر گیا) الوطر حاجت و ضرورت جب کوئی شخص کسی چیز سے متعلق اپنی مقصودی ضرورت کو پالے تو اس وقت کہتے ہیں قضی منه وطرۂ مطلب یہ ہے کہ جب زینب کے متعلق زید کی کوئی ضرورت نہ رہی اور زید رضی اللہ عنہ کی ہمت نے جواب دے دیا۔ اور اس کو طلاق دے دی اور زینب رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوگئی۔ زَوَّجْنٰكَهَا (ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا) روایت تفسیر یہ میں ہے کہ جب ان کی عدت مکمل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا مجھے تم پر سب سے بڑھ کر اعتماد ہے زینب رضی اللہ عنہا کو میری طرف سے پیغام نکاح دو۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں چل دیا اور میں نے آواز دے کر کہا: یا زینب أبشری! رسول اللہ ﷺ تمہیں نکاح کا پیغام دیتے ہیں۔ زینب اس پر خوش ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا اور اس سے شب باشی فرمائی۔ اور جو ولیمہ ان کے نکاح پر کیا وہ اور کسی بیوی کے نکاح پر نہیں کیا۔ آپ نے ایک بکری ذبح فرمائی اور لوگوں کو روٹی و گوشت کھلایا یہاں تک کہ آدھا دن گزر گیا۔ (ابو یعلی بغیر سند)



BestUrduBooks.wordpress.com

لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ (تا کہ مؤمنوں سے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی نہ ہو) اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا (رہے جب وہ ان سے اپنا جی بھر چکیں) ایک قول یہ ہے کہ قضائے وطر حاجت کا پا نا لینا اور مراد کو پہنچنا۔ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ (اور اللہ تعالیٰ کا حکم) جس کے متعلق وہ چاہتے ہیں کہ وجود میں آئے۔ مَفْعُوْلًا (ہونے والا تھا) ہر صورت میں پورا ہونے والا تھا۔ اور یہ مثال ہے اس کی جو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ زینب کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہو کر رہے گا۔

## حلال کے استعمال میں پیغمبر ﷺ کو کیا قباحت:

۳۸: مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ (اور نبی اکرم ﷺ پر کوئی الزام نہیں اس بات میں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر کر دی) فرض اللہ سے مراد جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کیا اور اس کا حکم دیا اور وہ زید رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح تھا۔ نمبر۲۔ جو عورتوں کی تعداد آپ کے لئے مقرر کر دی تھی۔

سُنَّةَ اللّٰهِ (اللہ عزوجل کا طریقہ) اور اللہ تعالیٰ نے یہی معمول بنا رکھا ہے) سنۃ یہ اسم ہے جس کو مصدر کی جگہ رکھا گیا ہے جیسے کہتے ہیں: تربًا وجندلًا، یہ ماکان علی النبی من حرج کی تاکید ہے۔ گویا تقدیر کلام اس طرح ہے سن اللہ ذلك سنة فی الانبیاء الماضین اللہ تعالیٰ نے انبیائے ماضین میں یہی طریقہ مقرر فرما رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مباح کام کے کر گزرنے میں ان پر کوئی پابندی نہیں اور نکاح وغیرہ میں ان پر وسعت کی گئی۔ کہ ان کے حرم میں آزاد اور باندیاں دونوں ہی تھیں۔ داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیویاں اور تین سو باندیاں تھیں اور سلیمان علیہ السلام کی تین سو آزاد عورتیں چھ سو باندیاں تھیں۔ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ (ان کے حق میں جو پہلے گزرے) وہ انبیاء علیہم السلام جو آپ سے قبل گزرے۔ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا (اور اللہ تعالیٰ کا حکم تجویز کردہ ہوتا ہے) فیصلہ شدہ، قطعی طے شدہ۔

## قراءت ونحو:

اس پر اس صورت میں وقف نہ کیا جائے گا جبکہ الذین یبلغون کو اول الذین سے بدل بنایا جائے۔ اور اگر تم اس کو محل رفع میں قرار دو۔ تو اس پر وقف کریں گے اور الذین یبلغون سے کلام ابتدائی ہو۔

۳۹: الَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ (یہ سب لوگ ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو پہنچایا کرتے تھے)

نحو: اول الذین سے بدل ہے نمبر۲۔ محل رفع میں کلام ابتدائی نمبر۳۔ مدح کی وجہ سے منصوب ای ھم الذین یبلغون نمبر۴۔ اعنی الذین یبلغون۔

وَیَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ (اور اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ

تمہارے مردوں میں سے محمد ﷺ کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ کے رسول ہیں نبیوں کی مہر ہیں اور اللہ

اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝

ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

ع ۵ ۲

تھے) اس آیت میں انبیاء علیہم السلام کا وصف یہ بیان کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے ہیں۔ یہ تصریح کے بعد تعریض ہے و تخشى الناس والله احق ان تخشاه) اب اس آیت کے پیش نظر تخشى الناس کا معنی لیا جائے گا جو آپ کے مناسب ہوگا فافہم وتدبر) وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا (اور اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لئے کافی ہے) ہر مقام خوف کیلئے کافی ہے نمبر۲۔ صغیرہ اور کبیرہ پر محاسبہ کرنے والا ہے۔ وہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

## آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا:

۴۰: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (محمد (ﷺ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں) حقیقتاً تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں کہ جس کی بنیاد پر آپ کے اور اس بیٹے کے درمیان حرمت مہر و نکاح ثابت ہو سکے۔ الرجال سے بالغ اولاد مراد ہے اور حسن وحسین تو اس وقت بالغ نہ تھے (یہ تو نواسے ہیں جو حکماً اولاد میں شامل ہوتے ہیں) طاہر و طیب و قاسم، ابراہیم رضی اللہ عنہم بچپن میں فوت ہو گئے۔

وَلٰكِنْ (لیکن وہ ہیں) رَّسُوْلَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) ہر رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے ان باتوں کے لحاظ سے جو ان کی توقیر و تعظیم کو امت میں لازم کرنے والی ہوں اور اسی طرح جو باتیں مشقت و نصیحت کو امت کے حق میں لازم کرنے والی ہوں۔ تمام احکام میں نہیں جو کہ ابناء و آباء کے درمیان ثابت ہوتے ہیں۔

اور زید تمہارے مردوں میں سے ایک ہیں وہ آپ کی حقیقی اولاد نہیں ہے۔ اس کا حکم تمہاری طرح ہے اور بیٹا بنا لینا اس سے اختصاص و تقرب حاصل ہوتا ہے اور کچھ نہیں۔ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (اور سب نبیوں کے لئے خاتم ہیں)

قراءت: خاتَم تاء کے فتحہ سے عاصم نے پڑھا ہے اس کا معنی طابع یعنی ان سے آخر۔ مطلب یہ ہے آپ ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر بنایا نہ جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام تو ان میں سے ہیں جن کو نبوت پہلے دی جا چکی اور جب وہ اتریں گے تو شریعت محمد ﷺ پر عامل ہونگے گویا کہ وہ آپ کی امت کے ایک فرد ہیں۔ دیگر قراء نے تاء کے کسرہ کے ساتھ بمعنی طابع ہے ختم کرنے والے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت اس کی تائید کرتی ہے۔ ولکن نبیاً ختم النبین۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے ہیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو خوب کثرت کے ساتھ۔ اور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرو۔ وہی ہے

الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ

جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تا کہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئے۔اور وہ

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾

ایمان والوں پر رحم فرمانے والا ہے۔ جس دن یہ لوگ اس سے ملاقات کریں گے ان کا تحیہ سلام ہوگا اور اس نے ان کے لیے اجر کریم تیار فرمایا ہے۔

۴۱: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو) قسم قسم کی ثناء کثرت کے ساتھ کرو۔

۴۲: وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً (اور اس کی تسبیح کرو صبح) بکرۃ دن کے ابتدائی حصہ کو کہتے ہیں۔ وَّاَصِيْلًا (اور دن کے آخر میں)

## کثرت ذکر کا حکم، وجہ تخصیص:

ان دو اوقات کو ذکر کیلئے خاص کیا کیونکہ دن رات کے فرشتے ان دو اوقات میں جمع ہوتے ہیں۔

## قولِ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

سجوا کا معنی یہ ہے کہ تم سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو۔

دونوں فعل اذکروا اور سبحوا اوقات بکرہ اور اصیل کی طرف متوجہ ہیں۔ جیسا کہ کہتے ہیں۔ صم و صل یوم الجمعۃ اور تسبیح یہ منجملہ اذکار میں سے ہے تمام اقسام ذکر میں سے ان دو انواع کو خاص کرنا اسی طرح ہے جیسا کہ جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کو تمام فرشتوں میں سے خاص کرنا۔ تا کہ تمام اذکار پر ان کی فضیلت ظاہر ہو جائے کیونکہ اس کا معنی اس کی ذات کو ایسی صفات سے پاک قرار دینا جو اس کی ذات کے لائق نہیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ ذکر اور کثرت ذکر سے مراد کثرت طاعات و عبادات ہوں۔ کیونکہ وہ بھی منجملہ ذکر میں سے ہے پھر اس میں سے تسبیح کو (بکرہ) صبح کیلئے خاص کیا وہ صلوٰۃ الفجر ہے اور اصیلًا کو خاص کیا یہ نماز ظہر، عصر، مغرب، عشاء ہیں یا صلوٰۃ فجر اور مغرب و عشاء مراد ہیں۔

## صلوٰۃ کا مطلب:

۴۳: هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ (وہ وہی ذات ہے جو کہ تم پر رحمتیں بھیجتی ہے اور اس کے فرشتے) مصلی کی جب یہ حالت ہے کہ وہ اپنے رکوع اور سجدہ میں متوجہ ہوا ہے۔ تو دوسرے پر شفقت و نرمی کے ساتھ متوجہ ہونے والے کیلئے بطور استعارہ



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ

اے نبی بے شک ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا

وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا

اور روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے، اور آپ مومنین کو خوشخبری سنا دیجئے کہ بلا شبہ اللہ کی طرف سے ان پر بڑا فضل ہے اور آپ

تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانئے اور ان کی ایذاء کو چھوڑیئے اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اور اللہ کافی

وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

کارساز ہے۔

استعمال ہونے لگا۔ جیسا کہ مریض کی عیادت کرنے والا مریض پر شفقت میں اور عورت اپنے بیٹے پر شفقت کرتی ہے پھر اس کا استعمال کثرت سے رحمت و مہربانی میں ہونے لگا اور اسی معنی میں عرب کا یہ قول ہے: صلی اللہ علیك یعنی تم پر رحم فرمائے اور مہربانی فرمائے۔

**صلاۃِ ملائکہ:**

سے مراد ملائکہ کا یہ قول ہے: اللھم صل علی المؤمنین کیونکہ وہ مستجاب الدعوات ہیں اس لئے ان کو اس طرح قرار دیا گیا گویا کہ وہ رحمت و مہربانی کرنے والے ہیں مطلب یہ ہے وہی ذات ہے جو تم پر رحم فرماتا اور مہربانی کرتا ہے اس طرح کہ وہ تمہیں خیر کی طرف بلاتا ہے اور تمہیں کثرتِ ذکر کا حکم دیتا ہے۔ اور وافر مقدار میں صلاۃ وطاعت کا حکم دیتا ہے۔

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے) معصیت کے اندھیروں سے نورِ اطاعت کی طرف وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (اور وہ مؤمنوں پر زیادہ مہربان ہے)۔

مَسْئَلَۃ: آیت کا یہ حصہ دلیل ہے کہ صلاۃ سے مراد رحمت ہے روایت میں ہے کہ جب آیت: ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی [الاحزاب:۵۶] نازل ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ نے جس شرف کے ساتھ بھی آپ کو خاص کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حصہ دار اور شریک ضرور بنایا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۴: تَحِيَّتُهُمْ (ان کا سلام) یہ اضافت مصدر الی المفعول کی قسم میں سے ہے۔ ای تحیۃ اللہ لکم۔ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ (جس دن وہ اس کو ملیں گے) اس کو دیکھیں گے۔ سَلٰمٌ (اللہ تعالیٰ السلام علیکم فرمائیں گے) وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اجر کریم تیار کر رکھا ہے) اجر کریم یعنی جنت۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## پیغمبر ﷺ کے اوصافِ خمسہ:

۴۵: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا (اے نبی (ﷺ) ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا کہ آپ شاہد ہونگے) ان پر جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے اور ان کی تصدیق و تکذیب پر یعنی آپ کا قول ان کے متعلق خواہ حق میں ہو یا خلاف قبول کیا جائے گا۔ جیسا کہ شاہد عادل کا قول فیصلہ میں قبول کیا جائے گا۔

نحو: یہ حال مقدرہ ہے جیسا تم کہو مررت برجل معه صقر صائدا به غدا ای مقدراً به الصید غداً۔ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرا جس کے پاس باز ہے۔ اس حال میں کہ وہ اس سے صبح شکار کرنے والا ہے یعنی اسکے مقدر کیا گیا ہے شکار کو کل وَّمُبَشِّرًا (اور خوشخبری دینے والے ہیں) ایمان والوں کو جنت کی۔ وَّنَذِیْرًا (اور وہ کافروں کو آگ سے ڈرانے والے ہیں)۔

۴۶: وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ (اور دعوت دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے) اس کے امر سے یا اس کے میسر کر دینے سے۔

نحو: تمام حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔

وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (اور روشن چراغ ہیں) آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ظلمات شرک کو روشن کر دیا گمراہوں کو ہدایت ملی جیسا کہ رات کے اندھیرے روشن سورج سے روشن ہو جاتے ہیں۔ اور روشنی سے راستہ پایا جاتا ہے۔

قول جمہور کہ سراج منیر سے مراد قرآن مجید ہے۔ اسکے مطابق تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ ذا سراج منیر اور سراج منیر کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ منیر کی صفت سراج کیلئے لائی گئی کیونکہ جب دیئے کی بتی چھوٹی ہو جاتی اور تیل کم ہو جاتا ہے تو وہ روشنی نہیں دیتا۔ نمبر۲۔ شاہداً کا معنی ہماری وحدانیت کی گواہی دینے والا مبشراً (ہماری رحمت کی خوشخبری دینے والا)۔ و۔ نذیرا (ہمارے عذاب سے ڈرانے والا) و داعیا الی اللہ (ہماری عبادت کی طرف دعوت دینے والا)۔ و سراجًا اور ہمارے وجود کی ظاہر دلیل)

۴۷: وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا (اور مؤمنین کو خوشخبری دے دیں کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔) فضل کبیر سے بڑا ثواب مراد ہے۔

۴۸: وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ (اور آپ کافروں اور منافقوں کی اتباع مت کیجئے) اس سے مراد اس حالت پر برانگیختہ کرنا اور دوام و ثبات پیدا کرنا ہے جس میں آپ تھے۔ وَدَعْ اَذٰىهُمْ (اور ان کی طرف سے جو ایذاء پہنچے اس سے صرف نظر فرمائیں) اذیٰ بمعنی ایذاء ہے۔

نحو: اور نمبرا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کی اضافت فاعل کی طرف ہو ای اجعل ایذائهم ایاك فی جانب ان کی ایذاء کو ایک طرف رکھ اور اس کی کوئی پرواہ مت کرو اور نہ ان کی ایذاء سے ڈرو۔ نمبر۲۔ اضافت مفعول کی طرف ہو۔ ای دع ایذاءك اِیّاهم مکافاۃ لهم۔ آپ ان کو بطور بدلہ ایذاء دینے کو رہنے دیجئے۔ وَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ (اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے) وہ ان کے لئے



BestUrduBooks.wordpress.com

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ

اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر تم انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو

فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

تو تمہاری ان پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو تم ان کو کچھ متاع دے دو اور انہیں خوبی کے ساتھ

جَمِیْلًا ۴۹

چھوڑ دو۔

کافی ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا (اور اللہ تعالیٰ کی کارسازی کافی ہے) اس کی سپرداری کفایت کرنے والی ہے۔

## ایک قول:

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پانچ اوصاف بیان فرمائے اور ان میں سے ایک کا مقابلہ ایک مناسب خطاب سے فرمایا مثلاً نمبر ۱۔ شاہد کا مقابلہ وبشر المؤمنین سے کیونکہ آپ ﷺ امت پر شاہد ہونگے اور امت تمام امتوں پر شاہد ہوگی۔ اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے نمبر ۲۔ المبشر کا مقابلہ کفار ومنافقین سے اعراض کرنے کے ساتھ کروایا کیونکہ جب ان سے اعراض کریں گے تو ایمان والوں کی طرف پورے طور پر متوجہ ہونگے اور بشارت کیلئے یہ بات مناسب ہے۔ نمبر ۳۔ النذیر کا مقابلہ دع اذاھم سے کیا کیونکہ جب وہ حاضر میں ان کی ایذاء کو چھوڑ دیں گے حالانکہ ایذاء کی جلدی سزا تو ضروری ہے۔ یا بدیر سزا۔ اور کفار کو مستقبل میں ملنے والی اس سزا سے ڈرایا گیا۔ نمبر ۴۔ اور داعی الی اللہ کا تقابل تیسیر کے قول توکل علی اللہ کے ساتھ کیا۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیتا ہے اس پر ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ نمبر ۵۔ سراج منیر کا تقابل اللہ تعالیٰ کی وکالت پر اکتفاء سے کیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کی دلیل کو تمام مخلوق پر روشن کر دیں تو وہ اس لائق ہے کہ تمام مخلوق کو چھوڑ کر اسی پر اکتفاء کیا جائے۔

## وجوبِ عدت:

۴۹: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ (اے ایمان والو! جب تم مومنہ عورتوں سے نکاح کرو) یعنی جب تم شادی کرو۔ نکاح کا لفظ اصل میں وطی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور عقد کو بھی نکاح اس لئے کہتے ہیں کیونکہ وطی تک پہنچنے کا ذریعہ اور واسطہ ہے جیسا کہ شراب کو اثم کہتے ہیں کیونکہ وہ شراب اس گناہ کا سبب ہے جیسا کہ راجز کے اس قول میں:

اسنمة الا بال فی سحابه

شاعر نے پانی کا نام اسنمة الا بال رکھا کیونکہ وہ اونٹوں کے موٹا ہونے کا سبب اور ان کی سناموں کی بلندی کا سبب ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

**النکاح:**

نکاح کا لفظ قرآن مجید میں عقد کے معنی میں ہی وارد ہوا ہے۔ کیونکہ وطی کے معنی میں تو یہ باب تصریح میں سے ہو جائے گا۔ حالانکہ آدابِ قرآن کا تقاضا اس کا (یعنی وطی ء) کنایہ، الملامسة ، المماسة، القربان، التغشی اور الاتیان ہے۔

**وجہ تخصیص:**

مؤمنات کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اشارہ کر دیا کہ مؤمن کو مؤمنہ سے نکاح کرنا چاہیے۔ اگر چہ کتابیات جواز نکاح میں مؤمنات کے برابر ہیں۔

ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ (پھر تم ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو) اور خلوت صحیحہ مس کی طرح ہے۔ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا (تو تمہاری ان کے اوپر کوئی عدت نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو)

مَسْئَلَہ: اس میں دلیل ہے کہ عورتوں پر مردوں کیلئے عدت واجب ہے اور تعتدونہا کا معنی اس کی گنتی کو پورا کرنے والے ہو۔

**صرف:**

یہ عد سے باب افتعال ہے فَمَتِّعُوْهُنَّ (پس ان کو کچھ متاع دیدو)۔

**متعہ:**

اُس عورت کے لئے لازم ہے جس کو دخول سے پہلے طلاق دے دی گئی ہو اور اس کا مہر بھی مقرر نہ ہو، دوسری عورتوں کے لئے نہیں۔

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (اور ان کو خوبی کے ساتھ رخصت کر دو)۔ یعنی ان کو تکلیف دینے کیلئے نہ روکو۔ اور ان کو اپنے گھروں سے فارغ کر دو۔ کیونکہ تمہاری طرف سے ان پر کچھ بھی عدت نہیں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ

اے نبی! ہم نے آپ کے لیے یہ بیویاں حلال کردیں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں اور وہ عورتیں بھی حلال کیں جو آپ کی مملوکہ

يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ

ہیں ان اموال میں سے جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت میں سے دلوائے اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموؤں کی بیٹیاں

وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا

اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور وہ عورتیں حلال کیں جو بغیر عوض کے اپنی جان نبی کو بخش

لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

دیں اگر پیغمبر ان سے نکاح کرنا چاہیں، یہ آپ کے لیے مخصوص ہے نہ کہ مؤمنین کے لیے،

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ

ہم نے جان لیا جو کچھ ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور باندیوں کے بارے میں احکام مقرر کیے تا کہ آپ پر کوئی

عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۰

تنگی نہ ہو اور اللہ غفور ہے رحیم ہے۔

## مہر شرط تابید نکاح ہے:

۵۰: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ (اے نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کیلئے آپ کی یہ بیویاں جن کے مہر) اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ (آپ دے چکے ہیں حلال کی ہیں) اجور کا معنی مہر ہے۔ کیونکہ مہر بضع کا بدلہ ہے۔ (اتیت اجورھن کی قید احترازی نہیں۔ واقعی ہے کیونکہ آپ جلد ادا فرماتے تھے)

## کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

لفظ اجارہ سے نکاح اسی لئے جائز ہے کیونکہ مہر کو اجور فرمایا۔

## جواب کرخی رحمۃ اللہ علیہ:

نکاح کی شرط تابید ہے اور اجارہ کی شرط تاقیت ہے اور دونوں میں منافات ہے اور ایتاءھا کا معنی اعطاءھا عاجلاً ان کو جلد ادا کرنا یا اس کو مقرر کرنا اور عقد میں اس کا نام لینا ہے۔ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ (اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری



BestUrduBooks.wordpress.com

مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنیمت میں دلوادی ہیں) وہ صفیہ، جویریہ ہیں ان دونوں کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمالیا۔

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ (اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموؤں کی بیٹیاں اور خالہ)۔ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ (کی بیٹیاں وہ جنھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی) مَعَ کا لفظ یہاں مقارنت کیلئے نہیں بلکہ فقط وجودِ ہجرت کو ثابت کرنے کیلئے ہے جیسا کہ اس ارشاد میں ص و اسلمت مع سلیمان [النمل:۴۴]

امّ ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پیغام نکاح بھیجا میں نے معذرت پیش کی۔ آپ نے میرے عذر کو قبول فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری پس آپ کے لئے یہ (نکاح کرنا) حلال نہ قرار دیا گیا کیونکہ میں نے ہجرت نہ کی تھی۔ [ترمذی:۳۲۱۴]

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ (اور اس مؤمنہ عورت کو جو بلاعوض اپنے کو پیغمبر کو دیدے) اور آپ کے لئے حلال کر دیا ہم نے اس عورت کو جو اپنے نفس کو آپ کے ہبہ کر دے اور یہ عورت مہر طلب نہ کرے اگر ایسا اتفاق ہو۔ اسی لئے امراۃ مؤمنہ نکرہ لایا گیا۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: یہ مستقبل کے حکم کو بیان کیا ہے۔ حالانکہ کوئی عورت ہبہ والی آپ کے ہاں نہ تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ نفس کو ہبہ کرنے والی عورت آپ کے ہاں میمونہ بنت الحارث یا زینب بنت خزیمہ یا اُمّ شریک بنت جابر یا خولہ بنت حکیم تھیں۔

قراءت: حسن رحمہ اللہ نے اَنْ وھبت پڑھا اور ان کو تعلیلیہ قرار دیا۔ اور لام کو محذوف مانا لان وھبت۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بغیر ان کے پڑھا۔ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا (اگر پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہیں) اور اس کی طرف نکاح کی رغبت رکھتے ہوں۔

ایک قول یہ ہے نکح اور استنکح کا ایک معنی ہے دوسری شرط پہلی شرط کے لئے قید ہے حلال ہونے کی شرط یہ ٹھہرائی گئی ہے وہ عورت اپنا آپ آپ کو ہبہ کر دے اور ہبہ میں نکاح کی طلب کا ارادہ خود موجود ہے گویا اس طرح فرمایا احللناھا لک ان وھبت لک نفسھا وانت ترید ان تستنکحھا او ارادتہ ھی: قبول الھبۃ وما بہ تتم۔ ہم نے آپ کے لیے حلال کر دیا اگر وہ اپنا آپ آپ کو ہبہ کر دے اور آپ اس سے نکاح کرنا چاہتے ہوں۔ اور آپ کا ارادہ ہی قبول ہے جس سے وہ نکاح ہبہ تکمیل پذیر ہوگا۔

مَسْئَلَۃ: اس میں دلیل ہے کہ لفظ ہبہ سے نکاح جائز ہے کیونکہ رسول ﷺ اور آپ کی امت احکام میں برابر ہیں سوائے ان احکام کے جن کو دلیل آپ کے لئے خاص ثابت کر دے۔ خَالِصَةً (یہ مخصوص ہے آپ کے لئے) بلا مہر نکاح۔

نَحْو: یہ وھبت کی ضمیر سے حال ہے نمبر۲۔ مصدر مؤکد ہے تقدیر کلام یہ ہوگی خلص لک احلال ما احللنالک خالصۃ تمہارے لئے مخصوص کر دیا گیا اس چیز کا حلال کرنا جو کہ ہم نے آپ کیلئے حلال کیا خصوصاً اور مصادر فاعلۃ کے وزن پر کثرت سے آتے ہیں۔ مثلاً العاقبۃ، الکاذبۃ۔ لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (نہ کہ دوسرے مؤمنین کیلئے) دوسروں کیلئے مہر واجب ہے خواہ اس



BestUrduBooks.wordpress.com

تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُـْٔوِیۡۤ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا

آپ ان میں سے جسے چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جسے چاہیں اپنے نزدیک ٹھکانہ دیں اور جسے آپ دور کریں اسے طلب کریں تو

جُنَاحَ عَلَیۡكَ ؕ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤی اَنۡ تَقَرَّ اَعۡیُنُهُنَّ وَلَا یَحۡزَنَّ وَیَرۡضَیۡنَ بِمَاۤ اٰتَیۡتَهُنَّ

اس بارے میں آپ پر کوئی گناہ نہیں یہ اس بات سے قریب تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ رنجیدہ نہ ہوں اور جو کچھ آپ ان کو دیں وہ سب اس پر

كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیۡمًا حَلِیۡمًا ﴿۵۱﴾

راضی رہیں اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ جاننے والا ہے علم والا ہے۔

وقت مذکور ہو یا اس کی نفی کر دی گئی ہو۔

## حکمتیں:

اولاً خطابی انداز تھا پھر اس کلام کو غیبت کی طرف موڑ دیا ان اراد النبی میں پھر خطاب کی طرف کلام کو لوٹایا تا کہ اعلان کر دیا جائے کہ یہ اختصاص نبوت کی وجہ سے بطور تکریم فرمایا گیا ہے۔اور اس کو بار بار عظمت شان کیلئے ذکر کیا۔

قَدۡ عَلِمۡنَا مَا فَرَضۡنَا عَلَیۡهِمۡ فِیۡۤ اَزۡوَاجِهِمۡ (ہم کو وہ احکام معلوم ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیبیوں) یعنی جو مہر ہم نے آپ کی امت پر ان کی زوجات کے سلسلہ میں واجب کیے ہیں۔نمبر۲۔ جو ہم نے ان کی ازواج کے سلسلہ میں حقوق لازم کیے ہیں۔وَمَا مَلَكَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ (اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کیے ہیں) ملکیت کے طور پر ان کو خرید لینے کی بناء پر لِكَیۡلَا یَكُوۡنَ عَلَیۡكَ حَرَجٌ (تا کہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ ہو) حرج کا معنی تنگی ہے یہ آیت کا حصہ خالصةً لك من دون المؤمنین سے متصل ہے۔اور قد علمنا ما فرضنا علیهم فی ازواجهم وما ملكت ایمانهم یہ جملہ معترضہ ہے۔وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا (اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں)۔وہ اپنے بندوں پر وسعت فرمانے والے ہیں۔

۵۱: تُرۡجِیۡ (اور اپنے سے دور رکھیں)

قراءت: بلا ہمزہ مدنی، حمزہ، علی، خلف، حفص نے پڑھا اور دیگر قراء نے ہمزہ سے پڑھا۔ترجی کا معنی مؤخر کرنا، دور رکھنا ہے۔

## اصل مقصد کو جامع تقسیم:

مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُـْٔوِیۡۤ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ (جن کو آپ چاہیں ان میں سے اور نزدیک رکھیں ان میں جس کو آپ چاہیں) تُـْٔوِیۡ کا معنی ملانا، نزدیک کرنا ہے۔یعنی جس سے چاہیں اپنی خوابگاہ کو الگ فرمائیں اور جس سے چاہیں مضاجعت فرمائیں یا جس کو چاہیں طلاق دیں اور جس کو چاہیں روک رکھیں یا جن کے لئے چاہیں باری کی تقسیم فرمائیں اور جن کے لئے چاہیں نہ فرمائیں یا امت کی عورتوں سے جس سے چاہیں نکاح کر لیں اور جن سے چاہیں تزوج چھوڑ دیں۔یہ تقسیم ایسی ہے جو کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اصل مقصد کو جامع ہے۔ کیونکہ یا تو وہ طلاق دیں گے اور یا وہ روک کر رکھیں گے جب نکاح میں باقی رکھیں گے تو اس سے مضاجعت فرمائیں گے یا نہ فرمائیں گے اور باری تقسیم کریں گے یا نہ کریں گے۔ جب طلاق دے دی اور علیحدگی اختیار فرمائی تو پھر اس معزولہ کو بالکل چھوڑ دیں گے اس کو بالکل نہ چاہیں گے یا اس کو چاہیں گے۔

روایت میں ہے کہ آپ نے ان میں سے جویریہ، سودہ، صفیہ اور میمونہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہن کو مؤخر اور دور کیا۔ آپ ان کے لئے باری کو جب چاہتے اور جس طرح چاہتے تقسیم فرماتے۔ اور جن عورتوں کو اپنے قریب کیا وہ عائشہ، حفصہ، ام سلمہ اور زینب رضی اللہ عنہن تھیں۔ پانچ کو دور کیا اور چار کو نزدیک کیا (ابن ابی شیبہ مرسلاً) آپ اختیار اور آزادی کے باوجود ان کے مابین برابری فرماتے۔ سوائے سودہ کے انہوں نے اپنی رات عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے ہبہ کر دی۔ اور عرض گزار ہوئیں۔ آپ مجھے طلاق نہ دیں تا کہ قیامت کے دن آپ کی ازواج میں سے اٹھائی جاؤں۔

## تقسیم کا معاملہ آپ کی مشیت کے سپرد کیا:

وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ (اور جن کو آپ طلب کریں ان میں سے جن کو آپ نے دور رکھا تھا۔ آپ پر کوئی گناہ نہیں) یعنی جن کو آپ اپنے بستر کی طرف بلائیں ان ازواج میں سے جن کو دور رکھا تھا۔ تو آپ پر اس سلسلہ میں کوئی تنگی نہیں ہے۔ یعنی ایسا نہیں کہ اگر پہلے آپ نے روک دیا تو اب اس کو لوٹا نہیں سکتے بلکہ آپ کو اختیار ہے۔

نحو: مَن ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہے اور فلا جناح اس کی خبر ہے۔

ذٰلِكَ (یہ) یعنی آپ کی مشیت کے سپرد کرنا۔ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ (اس بات سے قریب تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ آزردہ خاطر نہ ہونگیں)۔ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ (اور جو کچھ بھی آپ ان کو دیں گے اس پر سب کی سب راضی رہیں گی) یعنی یہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور قلت حزن اور تمام کی رضامندی کیلئے قریب تر بات ہے۔ کیونکہ جب ان کو معلوم ہو گیا یہ تفویض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہے تو ان کے نفوس مطمئن رہیں گے اور تغایر ختم ہو کر رضا حاصل ہو گی اور ان کی آنکھوں میں اس سے ٹھنڈک حاصل ہو گی۔

نحو: كُلُّهُنَّ یہ رفع کے ساتھ یرضین کے نون کی تاکید ہے۔

قراءت: اس طرح بھی پڑھا گیا ویرضین کلّھن بما اتیتھن کلھن کو مقدم کر کے اور ایک شاذ قراءت میں كُلَّهُنَّ نصب کے ساتھ ہے۔ اس صورت میں آتیتھن کی تاکید ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ (اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اس کو جو تمہارے دلوں میں ہے) اس میں ان کے لئے وعید ہے جو اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم و تدبیر پر راضی نہ ہو۔ اور رسول اللہ ﷺ کی تفویض پسند نہ کرتی ہوں۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا (اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے ہیں) جو سینوں میں چھپا ہے۔ حَلِيْمًا (بردبار ہیں) جلدی سے سزا نہیں دیتے۔ اسی سے ڈرنا اور اسکی سزا سے بچنا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ

اس کے بعد آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ یہ بات حلال ہے کہ آپ ان بیویوں کے بدلہ دوسری بیویوں سے نکاح کریں اگرچہ آپ کو

حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾

ان کا حسن بھلا معلوم ہو مگر جو آپ کی مملوکہ ہو اور اللہ ہر چیز کا نگران ہے۔

## موجودہ کے علاوہ حلال نہیں:

۵۲: لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ (حلال نہیں آپ کے لئے عورتیں)۔

نحو، قراءت: ابوعمرو، یعقوب نے تاء کے ساتھ پڑھا ہے اور ان کے علاوہ دیگر قراء نے مذکر صیغہ پڑھا ہے۔ کیونکہ تانیث جمع غیر حقیقی ہے اور جب بلافصل قال نسوۃ [یوسف: ۳۰] میں جائز ہے تو فاصلہ کی موجودگی میں بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ مِنْۢ بَعْدُ (ان کے علاوہ) ان نو کے علاوہ کیونکہ ۹ ازواج یہ آپ کے لئے اسی طرح نصاب تھا جیسا امت کیلئے چار نصاب ہے۔ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ (اور نہ یہ درست ہے کہ آپ ان ازواج کی جگہ دوسری بیبیاں کرلیں) ان کو طلاق دے کر۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو آپ ان ازواج تمام کی جگہ اور بیبیاں تبدیل کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان میں سے بعض کی جگہ بعض بیبیاں تبدیل کر سکتے ہیں یہ ان کے اعزاز اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرنے اور راضی ہو جانے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ عظمت عنایت فرمائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی پر اکتفاء فرمایا وہ نو یہ ہیں جن کو چھوڑ کر آپ نے وفات پائی۔ عائشہ نمبر۱۔ حفصہ، نمبر۲۔ ام حبیبہ نمبر۳۔ سودہ۔ نمبر۴۔ ام سلمہ نمبر۵۔ صفیہ، نمبر۶۔ میمونہ، نمبر۷۔ زینب بنت جحش نمبر۸۔ جویریہ رضوان اللہ علیہن اجمعین۔ من ازواج میں مِنْ تاکید نفی کیلئے آیا ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ جنس ازواج کی تحریم کا احاطہ کرنے والا ہے۔ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ (اگرچہ ان کا حسن آپ کو اچھا معلوم ہو)

نحو: تبدل کی ضمیر فاعلی سے یہ موضع حال میں ہے اور تبدل اصل میں تتبدّل یہ من ازواج جو کہ مفعول ہے اس سے موضع حال میں نہیں ہے کیونکہ وہ تنکیر میں مشغول ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے مفروضا اعجابك بھن۔ (بالفرض آپ کو ان کا حسن بھلا لگتا ہو)۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ اسماء بنت عمیس بیوہ جعفر بن ابی طالب ہیں۔ یہ ان میں سے تھیں جن کا حسن بھلا معلوم ہوا۔

قول عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وفات سے قبل تحریم کو اٹھا لیا تھا اور جن عورتوں سے چاہیں نکاح کی اجازت دے دی گئی تھی۔ مطلب ہوا کہ آیت منسوخ ہے۔ اس کا نسخ یا تو پھر سنت سے ماننا پڑے گا۔ یا اس آیت: انا احللنا لك ازواجك سے۔ باقی ترتیب نزولی ترتیب مصحف کے مطابق نہیں ہے۔ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ (مگر جو آپ کی مملوکہ ہو) مملوکات کو ان محرمات سے مستثنیٰ کر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لیے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے

غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا

منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے تو داخل ہو جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور

مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ز

باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو، اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں

وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ

اور اللہ تعالیٰ صاف صاف بات کہنے میں لحاظ نہیں فرماتا، اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے

حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ

مانگا کرو، یہ بات تمہارے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تم کو یہ جائز نہیں ہے کہ رسول کو کلفت پہنچاؤ

وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝۵۳

اور نہ یہ جائز ہے کہ تم ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو، بیشک تمہاری یہ بات خدا کے نزدیک بڑی بھاری ہو گی۔

اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۵۴

اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا اسے پوشیدہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

نحو: مَامحل رفع میں النساء سے بدل ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا نگران ہے) محافظ ہے۔ اس کی حدود سے تجاوز کرنے سے ڈرایا گیا ہے۔

## آپ کے گھروں میں داخلہ کے وقت اذن کا حکم:

۵۳: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ (اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں مت جایا کرو)۔ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ (مگر جس وقت تم کو کھانے کیلئے اجازت دی جائے۔ ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو)۔

نحو: ان یوذن لکم یہ موضع حال میں ہے تقدیر کلام یہ ہے لا تدخلوا الا ماذونًا لکم ۔تم مت داخل ہو مگر اس حال میں



BestUrduBooks.wordpress.com

کہ تمہیں اجازت دی گئی ہو۔ یا ظرف کے معنی میں ہو۔ تقدیر کلام یہ ہے وقت ان یوذن لکم ۔اور غیر ناظرین یہ لا تدخلوا سے حال ہے۔ اور استثناء حال اور وقت دونوں ہی سے واقع ہوا ہے۔ گویا تقدیر کلام اس طرح ہے لاتدخلوا بیوت النبی الاوقت الاذن و لا تدخلوھا الا غیر ناظرین ای غیر منتظرین تم پیغمبر کے گھروں میں مت داخل ہو مگر اجازت کے وقت، اور ان گھروں میں نہ داخل ہو مگر یہ کہ تم انتظار کرنے والے نہ ہو۔ یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے کھانے کے وقت کا انتظار کرتے۔ پس داخل ہوتے اور کھانے کو پانے کے انتظار میں بیٹھ رہتے۔ مطلب یہ ہے کہ اے کھانے کے وقت کا انتظار کرنے والو! تم گھروں میں داخل نہ ہو مگر اس وقت جبکہ کھانے کیلئے تمہیں اجازت دی جائے اس کے پکنے کا انتظار کرنے والے نہ ہو۔

عرب کہتے ہیں انی الطعام کھانا تیار ہونا' کہا جاتا ہے: انی الطعام انی جیسے کہتے ہیں: قلاہ قلی۔ ایک قول یہ ہے اناہ کا معنی اس کا وقت یعنی تم کھانے کے وقت کو دیکھنے والے نہ ہو۔ اور اس کے کھانے کی گھڑی کو دیکھنے والے نہ ہو۔ روایت میں ہے نبی اکرم ﷺ نے زینب بنت جحش کے نکاح پر کھجور، ستو اور گوشت سے ولیمہ کیا اور انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بلا کر لائے۔ پس لوگ ایک دوسرے کے بعد گروہ در گروہ گھر میں داخل ہو کر کھاتے اور نکلتے رہے یہاں تک کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! میں نے دعوت دی ہے یہاں تک کہ اب میں کوئی شخص نہیں پاتا جس کو دعوت دوں۔ آپ نے فرمایا۔ کھانا اٹھالو۔ تمام لوگ منتشر ہو گئے۔ تین آدمی وہاں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور انہوں نے طویل مجلس کی۔ آپ اٹھے تا کہ وہ بھی اٹھ کر چلے جائیں۔ آپ نے اپنے حجرات کا چکر لگایا اور ازواج کو سلام فرمایا۔ ان تمام نے سلام کا جواب دیا اور دعائیں دیں۔ پھر لوٹ کر تشریف لائے تو وہ بیٹھے ابھی باتوں میں مشغول تھے آپ بڑے حیادار تھے۔ آپ واپس مڑے۔ اب جب انہوں نے آپ کو واپس لوٹتے دیکھا تو وہ نکل کر چل دیئے۔ پس آپ گھر لوٹ آئے تو یہ آیت اتری۔

## داخلہ دعوت کے آداب:

وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا (جب جب تمہیں بلایا جائے تو جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو)۔ فانتشروا کا معنی وہاں سے جدا ہو جایا کرو۔ وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ (اور باتوں میں دل لگا کر مت بیٹھے رہا کرو)۔

نحو: یہ مجرور ہے۔ اور اس کا عطف ناظرین پر ہے۔ نمبر ۳۔ منصوب ہے تقدیر کلام یہ ہے و لا تدخلوھا مستانسین۔

ادب: زیادہ دیر بیٹھے رہنے اور ایک دوسرے کی بات میں دل لگا کر بات سننے کی غرض سے بیٹھنے کی ممانعت کر دی۔

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ (اس سے پیغمبر کو ناگواری ہوتی ہے پس وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں) تمہیں نکالنے سے وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ (اور اللہ تعالیٰ صاف صاف باتیں کہنے سے لحاظ نہیں کرتے)۔ تمہارا اس وقت نکالنا درست ہے مناسب نہیں کہ اس میں لحاظ کیا جائے۔ جب حیاء کسی کو بعض افعال سے مانع بن جائے تو اس وقت کہا جاتا ہے لا

یستحی من الحق یعنی وہ اس سے باز نہیں رہتے اور نہ اس کو اس طرح چھوڑ دیتے ہیں جیسے حیاء والا چھوڑ دیتا ہے۔ یہ ست لوگوں کو ادب سکھایا گیا ہے۔ قول عائشہ رضی اللہ عنہا: ست لوگوں کیلئے اتنی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو برداشت نہیں فرمایا اور فرمادیا۔ فاذا طعمتم فانتشروا۔ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ (اور جب ان سے کوئی چیز مانگو) ھُنّ کی ضمیر ازواج پیغمبر ﷺ کی طرف راجع ہے کیونکہ پیچھے بیوت النبی ﷺ کا تذکرہ چل رہا ہے۔ اور ان بیوت میں آپ کی ازواج ہی تھیں۔

مَتَاعًا (کوئی چیز عاریۃً مانگو) یا ضرورۃً مانگو۔ فَسْئَلُوْهُنَّ (ان سے وہ چیز مانگو)۔ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ (تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو۔ یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے) شیطانی خیالات سے فتنوں کے پیش آنے سے۔ اس آیت کے نزول سے قبل عورتیں مردوں کے سامنے آجاتیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پسند کرتے کہ ان کو پردے میں ہونا چاہیے اور وہ چاہتے تھے کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو۔ عرض کر دیا۔ یا رسول اللہ! اچھے اور برے سب لوگ آپ کے ہاں آتے ہیں۔ اگر آپ امہات المؤمنین کو حکم فرماتے کہ وہ پردہ کرلیا کریں؟ پس یہ آیت نازل ہوئی (بخاری ۴۷۹۰) اور یہ بھی مذکور ہے کہ بعض نے یہ کہا کہ ہمیں روک دیا گیا کہ ہم اپنی چچازاد بہنوں سے پردے کے علاوہ بات کریں اگر محمد ﷺ فوت ہو گئے تو میں فلاں عورت سے شادی کرلوں گا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔

## ایذاء کی ممانعت:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا (تمہارے لئے جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچاؤ) اور اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا (یہ بھی جائز نہیں کہ تم آپ کی ازواج سے آپ کے بعد کبھی بھی نکاح کرو)۔ یعنی رسول ﷺ کو دکھ دینا تمہارے لئے جائز نہیں۔ اور نہ آپ کی موت کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح جائز ہے۔ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا یہ (اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بھاری بات ہے) یعنی بہت بڑا گناہ۔

۵۴: اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا (اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے) نبی اکرم ﷺ کی ایذاء میں سے یا ان سے نکاح کرو گے۔ اَوْ تُخْفُوْهُ (یا اپنے دلوں میں اس کو چھپاؤ گے)۔ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا (پس اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں)۔ پس وہ اس پر تمہیں سزا دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ

ان بیویوں پر گناہ نہیں ہے اپنے باپوں کے بارے میں اور اپنے بیٹوں کے بارے میں اور اپنے بھائیوں کے بارے میں اور اپنے بھتیجوں کے بارے میں

وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ

اور اپنے بھانجوں کے بارے میں اور اپنی عورتوں کے بارے میں اور اپنی لونڈیوں کے بارے میں، اور اللہ سے ڈرتی رہو،

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر ہے۔

## اقارب کے احکام:

۵۵ : شانِ نزول: آیت حجاب نازل ہوئی تو باپوں، بیٹوں اور اقارب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم بھی ان سے پردے کے پیچھے سے بات کریں پس یہ آیت نازل ہوئی۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ (پیغمبر (ﷺ) کی بیویوں پر اپنے باپوں کے بارے میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے) وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ (اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے) نسائھن سے مؤمنہ عورتیں مراد ہیں۔

وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ (اور نہ اپنی لونڈیوں کے) یعنی ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ ان سے پردہ نہ کریں آیت میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ بمنزلہ والدین ہیں۔ اور اَبٌ کا اطلاق چچا پر آیا ہے۔ ارشاد فرمایا: والٰہ اباء ك ابراهيم و اسماعيل و اسحاق [البقرۃ:۱۳۳] اسماعیل یعقوب علیہم السلام کے چچا ہیں۔ اور غلام جمہور کے نزدیک اجنبی شمار ہوتے ہیں۔ پھر کلام کو غیبت سے خطاب کی طرف منتقل کر دیا۔ اور اس انتقال میں بڑی فضیلت ہے گویا اس طرح کہا گیا ہے و اتقین الله فيما امرتن به من الاحتجاب و انزل فيه الوحي من الاستتار و احتطن فيه اور تم اس حکم حجاب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جس استتار کی وحی اتر چکی اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پوری احتیاط کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا (بیشک اللہ تعالیٰ ہر شی پر گواہ ہے۔) جاننے والا ہے۔ ابن عطاء کہتے ہیں۔ الشہید: جو دل کے خطرات اور وساوس کو اسی طرح جانے جیسا اعضاء کی حرکات کو جانتا اور قرار دیتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾

بے شک اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ

بلا شبہ جو لوگ اللہ کو اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں ان پر لعنت کی اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ

عذاب تیار فرمایا ہے، اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر گناہ کیے ایذاء پہنچاتے ہیں وہ لوگ

احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾ ع

بہتان اور صریح گناہ کا بار اٹھاتے ہیں۔

ع ٧

## درود و سلام کا حکم:

۵۶: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ (اے ایمان والوں تم بھی آپ ﷺ پر رحمت بھیجا کرو) یعنی تم اس طرح کہو: اللهم صل على محمدٍ یاصلّی الله علی محمدٍ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (اور خوب سلام بھیجا کرو) یعنی اس طرح کہا کرو: اللهم سلم على محمد یا آپ کے حکم کی اطاعت کرو خوب اطاعت کرنا۔ آنحضرت ﷺ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دو فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ جب بھی کسی مسلمان کے ہاں میرا تذکرہ ہوتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھتا ہے تو دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور اللہ تعالیٰ اور ملائکہ ان دونوں فرشتوں کو کہتے ہیں آمین اور جس مسلمان بندے کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو فرشتے کہتے ہیں لا غفر الله لك اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی طرف سے ان فرشتوں کے جواب میں آمین کہی جاتی ہے (مجمع الزوائد ۷/۹۳) قول کرخی رحمہ اللہ: یہ ایک مرتبہ واجب ہے۔ قول طحاوی رحمہ اللہ: جب بھی آپ کا نام لیا جائے اس وقت واجب ہے اور احتیاط اسی قول میں ہے اور جمہور کا یہ قول ہے۔ اگر دوسرے کیلئے صلاۃ کا لفظ بولا جائے گا تو تابع کی حیثیت سے آئے گا۔ جیسا کہیں صلی الله علی النبی و آله اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ باقی جب اہل بیت میں سے کسی کیلئے الگ طور پر صلاۃ کا لفظ لایا جائے گا۔ تو یہ مکروہ ہے اور رافضیوں کی نشانات میں سے ہے۔

## کفر کرنا ایذائے رسول ہے:

۵۷: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں) یوذون الله ورسوله



BestUrduBooks.wordpress.com

سے مراد رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینا ہے اور اسم الٰہی تشریف کیلئے ہے۔ نمبر۲۔ اللہ اور رسول کی ایذاء یہ مجازاً تعبیر ہے ایسے افعال کی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو پسند نہ ہوں۔ مثلاً کفر اور انکار نبوت وغیرہ۔ دونوں کے متعلق مجاز قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کیلئے حقیقی ایذاء مانی جائے تو حقیقت و مجاز کا اجتماع ایک لفظ کے ماتحت لازم آئے گا اور یہ درست نہیں اس لئے مجاز ہی مراد لیا۔

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (اللہ تعالیٰ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے) اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے دونوں جہانوں میں دور کر دیا ہے۔ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے) آخرت میں۔

## ایمان والوں کو ایذاء کی ممانعت:

۵۸: وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (اور وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور مؤمنات کو) بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا (بغیر اس کے کہ وہ کچھ کرتے ایذاء پہنچاتے ہیں)

نکتہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ایذاء کو بلا قید ذکر کیا تو مؤمنوں اور مؤمنات کی ایذاء کو مقید فرمایا کیونکہ وہ تو ہمیشہ ناحق ہوتی ہے اور یہ کبھی حق سے ہوتی ہے جیسے حدود و تعزیرات میں اور کبھی ناحق اس لئے مقید کرنے کی ضرورت پڑی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ان منافقین کے متعلق اتری جو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایذاء دیتے تھے اور ان کو وہ کلمات سنا کر کرتے تھے۔ قول دیگر یہ ہے ان زانیوں کے متعلق اتری جو عورتوں کا پیچھا کرتے تھے۔ حالانکہ وہ عورتیں بھی اس بات کو ناپسند کرتیں تھیں۔ قول فضیل رحمہ اللہ: جب کسی کتے جیسے جانور کو ایذاء دینا حلال نہیں اسی طرح ناحق خنزیر کو تکلیف پہنچانا جائز نہیں تو مؤمنین و مؤمنات کو ایذاء پہنچانا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ فَقَدِ احْتَمَلُوْا (وہ بار اٹھاتے ہیں) اٹھاتے ہیں۔ بُهْتَانًا (بہتان بڑا) وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (اور کھلا گناہ) یعنی ظاہر گناہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ

اے نبی اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی چادریں نیچی

جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾

کر لیا کریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي

منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو مدینہ میں افواہیں اڑایا کرتے

الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ ۖۛ مَّلْعُوْنِيْنَ ۛۚ اَيْنَمَا

ہیں اگر یہ لوگ باز نہ آئے تو ضرور ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے، پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پائیں گے جو پھٹکارے ہوئے ہوں گے جہاں

ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ

ملیں گے پکڑ دھکڑ ہوگی اور قتل کئے جائیں گے۔ جو لوگ پہلے گذرے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں اپنا یہی دستور رکھا ہے

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

اور آپ اللہ تعالیٰ کے دستور میں رد و بدل نہ پائیں گے۔

## پردے کا حکم:

۵۹: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ (اے پیغمبر (ﷺ) اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے) وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ (اور مؤمنوں کی بیویوں سے بھی کہہ دیں کہ نیچی کر لیا کریں اور اپنے اوپر) جَلَابِيْبِهِنَّ (تھوڑی سی اپنی چادریں) الجلباب وہ کپڑا جس سے تمام جسم کو لپیٹا جائے جیسے بڑی چادر۔

## قول مبرد رحمہ اللہ :

يدنين عليهن من جلا بيبهن کا معنی یہ ہے اپنے اوپر چادر کو ڈھیلا کر کے لٹکا لیں اور اس سے اپنے چہروں اور کندھے کو ڈھانپ لیں۔ عرب کہتے ہیں جبکہ کپڑا عورت کے چہرے سے ہٹ جائے۔ اَدْنِي ثوبك علي وجهك اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لو۔ من تبعیضیہ ہے یعنی اپنی بڑی چادر کا بعض حصہ لٹکائے اور بچا ہوا چہرے پر ڈال لے اور پردہ بنالے تاکہ لونڈیوں سے اس کا امتیاز ہو سکے۔ یا وہ چادر اوڑھ لیں جو ان کی چادریں ہیں مطلب یہ ہے وہ صرف دوپٹہ اور اوڑھنی پہنے نہ ہوں جیسا کہ لونڈیوں کا



BestUrduBooks.wordpress.com

لباس ہوتا ہے، عورت کیلئے تو اپنے گھر میں دو یا زیادہ اوڑھنیاں ہیں۔ اور اس کا باعث یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں عورتوں کی عادات جاہلیت کے مطابق تھیں۔ کام کاج والے کپڑے پہننے والی ہوتیں۔ عورت اوڑھنی اور ڈوپٹے میں نکلتی اس کے اور لونڈیوں کے مابین کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا۔ کچھ نوجوان لونڈیوں کے راستہ میں رکاوٹ بنتے جبکہ وہ رات کو کھجوروں اور گھرے کھڈوں میں قضائے حاجت کے لئے نکلتیں اور بسا اوقات آزاد عورتوں کو لونڈیاں سمجھ کر انکا سامنا کرتے۔ پس آزاد عورتوں کو لونڈیوں سے لباس میں فرق کرنے کا حکم دیا گیا کہ وہ بڑی چادر لیں اور اپنے چہروں اور سروں کو ڈھانپ کر نکلیں تا کہ ان کے متعلق کوئی طمع باز طمع نہ کرے اور آیت کے اگلے حصہ میں اسی کا تذکرہ فرمایا۔ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ (اس سے جلد پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی) مطلب یہ ہے بہتر یہ ہے کہ ان کی پہچان ہو جائے پس وہ ان کا راستہ نہ روکیں۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا (اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے) اس کو جوان کی طرف سے کوتاہی ہو چکی۔ رَّحِيْمًا (مہربان ہیں) کہ ان کو مکارم اخلاق کی تعلیم دی۔

۶۰: لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ (اگر باز نہ آئے منافقین اور وہ لوگ) فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (جن کے دلوں میں بیماری ہے) فجور وفسق کی بیماری اس سے مراد زانی لوگ ہیں۔ دوسرے مقام پر یہی لفظ اس معنی میں ارشاد فرمایا فیطمع الذی فی قلبہ مرض۔ [الاحزاب:۳۲]

وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ (اور مدینہ میں افواہیں اڑانے والے) وہ کچھ لوگ تھے جو رسول اللہ ﷺ کے غزوات وسرایا کے متعلق غلط خبریں پھیلاتے تھے اور کہتے ان کو شکست ہوئی اور قتل کر دیئے گئے اور ان پر ایسا ایسا واقعہ گزرا وغیرہ۔ اس سے ان کا مقصد مؤمنوں کے دلوں کو توڑنا تھا عرب کہتے ہیں ارجف بکذا جبکہ وہ اس کے متعلق غیر حقیقی خبر دے کیونکہ وہ خبر ہلا دینے والی اور پاؤں اکھاڑ دینے والی غیر ثابت شدہ ہوتی ہے۔ یہ الرجفۃ سے لفظ بنا ہے اور وہ زلزلہ کو کہتے ہیں۔

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ (ہم ضرور آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے) ان پر مسلط کر دیں گے یا ان کے ساتھ قتال کا حکم دیں گے۔ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ پھر (وہ آپ کے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے) اور جلا وطنی ان کے حق میں سب سے بڑی مصیبت تھی تو اس کو بطور عطف لائے اور عطف ثُمَّ سے کیا کیونکہ معطوف علیہ سے اس کا حال بہت دور ہے۔

اِلَّا قَلِيْلًا (مگر بہت تھوڑا) زمانہ مطلب یہ ہے لئن لم ینتہ المنافقون عن عداوتھم وکید ھم والفسقة عن فجورھم والمرجفون عما یؤلفون من اخبار السوء لنأمرنك بان تفعل بھم الافعال التی تسوؤ ھم ثم بان تضطر ھم الی طلب اخلاء عن المدینه والی الا یساکنوك فیھا الا زمانا قلیلا ریثما یرتحلون۔ اگر منافقین اپنی عداوت اور کید سے باز نہ آئے اور فساق اپنے فجور سے باز نہ آئے اور افواہیں پھیلانے والے جو بری اطلاعات سے الفت رکھتے ہیں اگر وہ باز نہ آئے۔ تو ضرور ہم آپ کو حکم دیں گے کہ آپ ان کے ساتھ وہ سلوک کریں جو ان کو برا لگے وہ اس طرح کہ آپ ان کو مجبور کر کے مدینہ سے نکال دیں اور یہ بھی کہ وہ آپ کے ساتھ مدینہ میں بہت کم رہ سکیں گے جلد کوچ کر جائیں گے۔ اس



BestUrduBooks.wordpress.com

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ

وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اور آپ کو اس کی کیا خبر

لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ

عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی زمانہ میں واقع ہو جائے۔ بے شک اللہ نے لعنت کر دی ہے کافروں پر اور ان کے لیے دہکنے والی آگ تیار کی ہے۔ وہ اسمیں

فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ

ہمیشہ ہمیش رہیں گے، وہ کوئی یار و مددگار نہ پائیں گے۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے

يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا

یوں کہیں گے اے کاش کہ ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اور وہ یوں کہیں گے کہ اے ہمارے رب بلاشبہ ہم نے اپنے سرداروں کی

وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ ع

اور اپنے بڑوں کی فرمانبرداری کی سو انہوں نے ہمیں راستہ سے گمراہ کر دیا، اے ہمارے رب انہیں عذاب کا دوہرا حصہ دیجئے اور ان پر لعنت کر دیجئے بڑی لعنت۔

کو اللہ تعالیٰ نے اغراء سے بطور مجاز تعبیر فرمایا۔ اغراء برانگیختہ کرنے کو کہتے ہیں۔

۶۱: مَّلْعُوْنِيْنَ (وہ بھی پھٹکارے ہوئے)

نحو: یہ شتم کی وجہ سے منصوب اے ادم ملعونین نمبر۲۔ حال کی وجہ سے تقدیر کلام یہ ہے لا یجاورونك الا ملعونین پس حرف استثناء ظرف و حال دونوں پر اکٹھا داخل ہوا ہے جیسا کہ پہلے گزرا یا در ہے کہ یہ اخذوا کی وجہ سے منصوب نہیں کیونکہ کلمہ شرط کا مابعد اپنے ماقبل میں عمل نہیں کرتا۔ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا (جہاں ملیں گے) وہ پائے جائیں گے۔ اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جائے گی) قتلوا کی تشدید کثرت کو ظاہر کرتی ہے۔

۶۲: سُنَّةَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں یہ طریقہ رکھا) یہ مصدر مؤکد ہے ای سن الله فی الذین ینافقون الانبیاء ان یقتلوا اینما وجدوا۔ اللہ تعالیٰ کا یہی طریقہ ان لوگوں کے متعلق رہا ہے جو انبیاء علیہم السلام سے منافقت اختیار کرتے رہے ہیں کہ جہاں وہ پائے جائیں ان کو قتل کر دیا جائے۔ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلاً۔ (جو پہلے ہو گزرے ہیں اور تم ہرگز اللہ تعالیٰ کے دستور میں رد و بدل نہ پاؤ گے) مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے طریقے نہیں بدلتے۔ بلکہ تمام امتوں میں ایک ہی طرح جاری رکھتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## بطورِ استہزاء وقت قیامت کا سوال:

۶۳: یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ (آپ سے لوگ قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں)۔ مشرکین رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے وقت کو دریافت کرتے اور جلد آنے کا بطور استہزاء مطالبہ کرتے اور یہودی بطور امتحان سوال کرتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تورات اور ہر کتاب میں عمومی بتلایا ہے پس اپنے رسول کو حکم فرمایا کہ ان کو جواباً فرمائیں کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس ہی رکھا ہے۔ پھر اپنے رسول ﷺ کے سامنے واضح فرمایا کہ قیامت قریب الوقوع ہے اس سے جلد مطالبہ کرنے والوں کو دھمکا دیا اور امتحان کرنے والوں کو خاموش کر دیا۔ فرمایا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ (کہہ دیجئے بیشک اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور آپ کو اس کی) لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا۔ (کیا خبر کہ عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جائے) قریب والی چیز ہے یا ساعۃ زمانہ کے معنی میں ہو۔ شاید کہ اس کا زمانہ قریب ہو۔

۶۴، ۶۵: اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ (بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت فرمائی ہے) سَعِيْرًا۔ (اور انکے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے) سعیراً (وہ آگ جو سخت بھڑکنے والی ہو)۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا (وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے) اس میں جہمیہ فرقہ کے اس خیال کی تردید ہے کہ جنت و نار فنا ہو جائیں گی۔

نحو: سعیراً یہاں وقف نہیں ہے کیونکہ خالدین لھم کی ضمیر سے حال ہے۔

لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (وہ نہ کوئی یار پائیں گے اور نہ کوئی مددگار) ایسا مددگار جو ان کو عذاب سے روک سکے۔

۶۶: يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ (جس روز ان کے چہروں کو آگ میں الٹ پلٹ کیا جائے گا) اطراف میں پھیرا اور گھمایا جائے گا۔ جیسا کہ گوشت کے قطعات کو تم ہانڈی میں جوش کے وقت پلٹتے دیکھتے ہو۔

## وجہ خصوصیت:

چہروں کو مخصوص کیا گیا۔ کیونکہ چہرے جسم میں معزز ترین عضو ہے۔ یا نمبر ۲۔ وجہ بول کر سارا جسم مراد ہے۔ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (یوں کہتے ہوں گے اے کاش ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوئی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی) پس اس عذاب سے چھوٹ جاتے یہ اس وقت کی تمنا ہے جب تمنا بے فائدہ ہوگی۔

## کفار کی چیخ و پکار:

۶۷: وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا (اور وہ یوں کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا کہا مانا)

قراءت: شامی، سہل و یعقوب نے ساداتنا پڑھا ہے۔ جو جمع الجمع ہے اور مراد اس سے کفار کے وہ سردار ہیں جنہوں نے دوسروں کو کفر کی تلقین کی اور ان کے لئے کفر کی تزیین کی وَكُبَرَآءَنَا (اور اپنے بڑوں کی) زیادہ عمر والے یا اپنے علماء کی فاضلو نا السبیلا (پس انہوں نے ہمیں راستہ سے گمراہ کیا تھا) عرب کہتے ہیں ضل السبیل و اضلہ ایاہ اور الف کا اضافہ تو آواز کی



BestUrduBooks.wordpress.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا

اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی سو اللہ نے انہیں اس بات سے بری کر دیا جو ان لوگوں نے

قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا

کہی تھی، اور موسیٰ اللہ کے نزدیک باوجاہت تھے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک

قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

بات کہو۔ اللہ تمہارے اعمال کو صحیح بنا دے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا، اور جو شخص اللہ کی

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے سو وہ کامیاب ہوگیا بڑی کامیابی کے ساتھ۔

خاطر ہے۔ آیات کے فاصلے اس طرح ہیں جیسے کہ اشعار کے قافیے ہوتے ہیں۔ اور اس کا فائدہ وقف اور دلالت ہے کہ کلام میں انقطاع ہوگیا ہے اور بعد والا جملہ مستانفہ ہے۔

۶۸: رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ (اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دیجئے) گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے کا۔ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (اور ان پر بڑی لعنت کیجئے)

قراءت: کبیرًا کو عاصم نے پڑھا ہے۔ تا کہ سخت لعنت اور بڑی لعنت پر دلالت ہو اور دیگر قراء نے ثاء پڑھی تاء کہ لعنتوں کی گنتی زیادہ ہو۔

۶۹: یہ آیت زید اور زینب رضی اللہ عنہما کے متعلق اتری۔ اور جو کچھ اس میں بعض لوگوں کی باتیں سنیں گئیں۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى (اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح مت ہونا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام) فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا (کو ایذاء دی پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بری کر دیا جو انہوں نے کہا)

نحو: ما مصدریہ ہے یا موصولہ ہے جو بھی ہو براءت سے مراد بات کا مضمون اور اس کا مواد ہے۔ اور وہ غیب والا معاملہ ہے اور ایذاء موسیٰ علیہ السلام سے مراد وہ رنڈی کی حکایت ہے جس کا قارون نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے متعلق زنا کا الزام لگائے۔ یا موسیٰ پر یہ الزام کہ انہوں نے ہارون کو قتل کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا۔ انہوں نے زندہ ہو کر اطلاع دی کہ موسیٰ اس الزام سے بریٔ الذمہ ہیں۔ جیسا کہ آپ نے اس ارشاد سے اپنی براءت کی خبر دی۔ ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم [الاحزاب:۴۰] وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا (وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وقار والے تھے) وجیھًا کا معنی مرتبہ والے مقام والے اور مستجاب الدعوات۔

قراءت: ابن مسعودؓ اور اعمش نے پڑھا و کان عبدًا للّٰہ وجیھًا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَّحْمِلْنَهَا

بلاشبہ ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی سو انہوں نے اس کی ذمہ داری سے انکار کر دیا

وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ

اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا، بے شک وہ ظلوم ہے جہول ہے تاکہ اللہ

اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى

منافقوں کو اور منافقات کو اور مشرکوں کو اور مشرکات کو سزا دے اور مومنین اور مومنات پر

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع

توجہ فرمائے اور اللہ غفور ہے رحیم ہے۔

## درست بات کا حکم:

۷۰: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو)۔ سدیدًا (سچی اور درست بات) نمبر۲۔ حق جس سے مقصود ہو۔ السداد: حق کا قصد کرنا اور عدل والا قول۔ مطلب یہ ہے لوگوں کو اس بات سے منع کرنا مقصود ہے۔ جس میں وہ مصروف تھے۔ قصہ زینب رضی اللہ عنہا۔ جس میں میانہ روی اور عدل سے گری باتیں کی جا رہی تھیں۔ اور اس بات پر برانگیختہ کرنا ہے۔ کہ ہر موقعہ پر عدل والی بات کہیں کیونکہ حفاظت لسان ضروری ہے اور درست بات ہر خیر کی جڑ ہے۔

قراءت: سدیدًا یہاں پر وقف نہیں کیونکہ جواب امر یصلح لکم اعمالکم ہے۔

۷۱: يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ (اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول کرے گا) تمہاری طاعات کو قبول کرے گا۔ نمبر۲۔ تمہیں صالح اعمال کی توفیق بخشے گا۔ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا) مٹا دے گا مطلب یہ ہے اپنی زبانوں کی حفاظت اور باتوں کی میانہ روی میں اللہ تعالیٰ کا لحاظ رکھو اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں مقصود یعنی قبولیت حسنات مہیا فرما دیں گے اور اس پر ثواب دیں گے اور تمہارے گناہوں کی بخشش فرما دیں گے سب گناہوں کو مٹا دیں گے۔ یہ آیت پچھلی آیت کے مضمون کو ثابت کرنے والی ہے اس کی بنیاد اس بات پر تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء نہ پہنچاؤ۔ اور اس آیت کی بنیاد امر پر ہے کہ زبان کی محافظت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تاکہ ان پر یکے بعد دیگرے نہی و امر کا حکم آ جائے۔ نہی کے بعد موسیٰ کا واقعہ لائے جس میں وعید سنا دی گئی اور امر کے بعد بلیغ وعدہ کر دیا گیا۔ جس سے ایذاء سے پھرنے کا مقصد پختہ اور مضبوط ہو گیا اور اس کے ترک کا داعیہ پیدا ہوا جب بڑی کامیابی کو اطاعت سے معلق فرمایا تو اسکے آخر میں یہ ارشاد فرمایا تھا۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا۔ پس وہ بہت بڑی کامیابی پا گیا) تو اسکے بعد یہ ارشاد لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## امانت کی وضاحت:

۷۲:اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (بے شک ہم نے امانت آسمانوں اور زمین)۔وَالْجِبَالِ (اور پہاڑوں پر پیش کی) امانت سے مراد اطاعت اللہ ہے۔اور حمل امانت سے مراد خیانت ہے عرب کہتے ہیں فلان حامل الا مانة ومحتمل لها ای لا یؤدیها الی صاحبها حتی تزول عن ذمته یعنی وہ اس کو ادا نہیں کرتا کہ مالک کو پہنچ کر اس کے ذمہ سے اتر جائے۔اس لئے کہ امانت گویا کہ مؤتمن پر سوار ہوتی ہے اور وہ اس کی سواری ہوتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے رکبتة الدیون، ولی علیه حق، وہ اس کو ادا کردے تو وہ اس پر سوار نہیں رہتی اور نہ وہ حامل کہلا سکتا ہے مطلب یہ ہے کہ یہ اجسام عظام یعنی آسمان' زمین، پہاڑ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے پورے طور پر مطیع ہیں۔اور وہی ہے جو جمادات سے کام لینا جانتا ہے اور وہ اس کی ذات کیلئے اس کے لائق تعریف کرتے ہیں اور اس کے لئے وہ اطاعت انجام دیتے ہیں جو اطاعت ان کے لائق ہے۔اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ سے کوئی ایجاد وتکوین ممتنع نہیں اس نے مختلف حالتوں اور قسم قسم کی اشکال کو ٹھیک ٹھیک بنا دیا۔جیسا کہ فرمایا۔ثم استوی الی السماء وهی دخان فقال لها وللارض ائتیا طوعا اوکرها قالتا اتینا طائعین [فصلت:۱۱] اور اس نے خبر دی کہ سورج، چاند، نجوم، جبال، اشجار ودواب اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔اور بعض پتھر اللہ تعالیٰ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔لیکن حضرت انسان کی حالت وہ نہیں جو اس کی ہونی چاہیئے اور جو اطاعت شعاری اور فرمانبرداری اس کے مناسب ہے۔وہ اس نے اختیار نہیں کی۔یہ حیوان عاقل ہے اور اس کو مکلف بنایا گیا۔اس کی حالت ان جمادات جیسی ان چیزوں میں نہیں جو ان سے بھی درست طور پر ہو رہی ہیں اور جو اطاعت ان کے مناسب ہے اور جس سے وہ باز نہیں رہ سکتے۔اور یہی معنی فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا ہے (انہوں نے اس کی ذمہ داری سے انکار کر دیا) مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اس میں خیانت اور عدم ادائیگی سے انکار کر دیا۔(حاصل یہ ہے کہ عرض سے فطری صلاحیت اور انکار سے لیاقت وصلاحیت کا فقدان اور اٹھانے سے مراد قابلیت واستعداد ہے (مترجم) وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا (اور اس سے ڈر گئے) اس میں خیانت سے ڈر گئے۔وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (اور انسان نے اس کو اٹھا لیا) یعنی اس میں خیانت کی اور اس نے انکار کر دیا مگر اس بات سے وہ اس کو اٹھائے گا اور اس کو ادا نہ کرے گا۔اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا (بیشک وہ ظالم ہے) کیونکہ وہ امانت کی ادائیگی کو چھوڑنے والا ہے۔جَهُوْلًا (جاہل ہے) کیونکہ وہ سعید بنانے والی چیز کو بھلانے والا ہے۔حالانکہ اس کو اس پر قدرت حاصل ہے اور وہ قدرت اس کی ادائیگی ہی ہے۔قول زجاج رحمہ اللہ: کافر ومنافق نے امانت کو اٹھایا۔یعنی خیانت کی اور اطاعت نہ کی اور جس نے اطاعت اختیار کی جیسے انبیاء علیہم السلام اور مؤمن ان کو ظلوم جہول نہ کہا جائیگا۔

ایک قول ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے انسان کا مکلف بنایا جانا یہ اس کی انتہائی عظمت ہے اس لئے کہ یہی چیز مخلوقات الٰہی میں سے جو بڑے اجرام واجسام اور زیادہ قوت والے ہیں ان پر پیش کی گئی تو انہوں نے یہ ذمہ داری اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے۔انسان نے اپنے ضعف وکمزوری کے باوجود اس کو اٹھا لیا۔بیشک یہ ظلوم وجہول ہے۔اس حیثیت سے کہ اس نے



BestUrduBooks.wordpress.com

امانت تو اُٹھالی پھراس کو پورا نہیں کیا۔ ضامن تو بن گیا پھر اپنی ضمانت میں خیانت کی۔ کلام عرب میں ایسے انداز کلام کی بہت مثالیں ملتی ہیں۔ اور قرآن مجید اسلوب عرب کے مطابق آیا ہے۔ مثلاً عرب کا قول ہے لوقیل للشحم این تذھب؟ قال اسوّی العوج ۔ اگر چربی کو کہیں تو کہاں جائے گی۔ تو وہ ضرور یہ جواب دیتی میں ٹیڑھ کو درست کرونگی۔

۷۳: لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ (تا کہ اللہ تعالیٰ منافقین اور منافقات) وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ (اور مشرکین اور مشرکات کو عذاب دے)۔

نحو: لیعذب کی لام تعلیلیہ ہے کیونکہ یہ تعذیب اس تادیب کی طرح ہے جو اس قول میں ہے ضربتہ للتأدیب ۔ اس صورت میں

قراءت: جھولًا پر وقف نہ کریں گے۔

قراءت: اعمش نے وَيَتُوْبُ اللّٰهُ پڑھا ہے۔ تا کہ حامل کے فعل پر یہ علت قاصرہ بنے اور جملہ ابتدائیہ ہوگا وَيَتُوْبُ اللّٰهُ اور مشہور معنی یہ ہے کہ انجام یہ ہوا کہ اللہ حامل امانت (خائن) کو عذاب دے گا۔ اور دوسروں پر رجوع فرمائے گا جو حامل امانت (خائن) نہیں کیونکہ جب وفا کرنے والے پر توجہ کی جائیگی تو چھوڑنے والے پر یہ عذاب کی قسم بن جائے گی۔ نمبر۲۔ لام عاقبت کا ہے یعنی انسان نے اس کو اٹھایا۔ اس میں حکم دیا گیا کہ بدبختوں کو سزا دی جائے گی۔ اور سعداء کی توبہ قبول کی جائے گی۔ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا (اور اللہ تعالیٰ غفور) ہیں توبہ کرنے والے کیلئے رَّحِيْمًا (رحیم ہے) اپنے مؤمن بندوں کیلئے۔

الحمد لله المنعم المتعال الذی لم یزل و لا یزال کے فضل سے آج بروز جمعرات ۲۵ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ قبل از مغرب ترجمۂ سورۂ احزاب مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُورَةُ سَبَا مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ سبا مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چوّن آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہے جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے اور اسی کے لیے حمد ہے دنیا میں اور آخرت میں،

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

اور وہ حکیم ہے باخبر ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ اس میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے

مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

نازل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے۔ اور وہ رحیم ہے اور غفور ہے۔ اور کافروں نے کہا

لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ

کہ ہمارے پاس قیامت نہیں آئے گی۔ آپ فرما دیجئے، ہاں میرے رب کی قسم وہ تم پر ضرور آئے گی، میرا رب عالم الغیب ہے، اس سے ذرہ کے برابر بھی

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ

کوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں غائب نہیں ہے اور نہ کوئی اس سے چھوٹی چیز ہے نہ بڑی چیز

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

مگر کتاب مبین میں موجود ہے۔ تاکہ وہ ان لوگوں کو بدلہ دے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

مغفرت ہے اور رزق کریم ہے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کے بارے میں عاجز کرنے کی کوشش کی ان لوگوں کے لیے

عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

سختی والا دردناک عذاب ہے۔ اور جن کو علم دیا گیا وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے رب کی طرف سے جو کچھ نازل کیا

مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥

گیا ہے وہ حق ہے اور عزیز حمید کے راستہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ہر قسم کے تمام محامد کا حقدار:

۱: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (تمام تر حمد اسی اللہ تعالیٰ کے لائق ہے جس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور) وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ (جو کچھ زمین میں ہے اور اسی کی حمد آخرت میں سزاوار ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے)۔ اَلْحَمْدُ اگر الف لام عہد کا لیا جائے تو اس سے مراد وہ ہے جس سے اس کی تعریف کی جائے وہ اپنی ذات کے اعتبار سے محمود ہے نمبر۲۔ اور اگر الف لام استغراق کا مانیں تو وہ تمام محامد ظاہریہ، باطنیہ، سریہ جہریہ کا حقدار ہے۔ للّٰہ لام تملیک کا ہے کیونکہ تمام حمد کرنے والوں کا وہ خالق ہے پس تعریف کا مالک جس کی ملکیت میں ہو وہی حمد کا اہل و حقدار ہے۔ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (وہ ذات کہ اس کی ملکیت میں ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے) خلقت، ملک وغلبہ کے لحاظ سے پس وہی اس لائق ہے کہ سر و جہر میں اسی ہی کی حمد کی جائے۔ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ (اور آخرت میں بھی حمد اسی ہی کیلئے ہوگی) جیسا کہ دنیا میں اس کے لئے ہے۔ اس لئے کہ نعمتیں ہر دو جہان میں مولیٰ کی طرف سے ہیں۔ البتہ حمد یہاں واجب ہے کیونکہ دنیا تکلیف کا گھر ہے۔ وہاں ایسا نہیں یعنی حمد واجب نہیں کیونکہ وہ دارالتکلیف نہیں۔ اہل جنت نعمتوں پر خوش ہو کر حمد کریں گے اور جو بڑا اجر اُن کو ملا اس سے لذت اندوز ہوتے ہوئے حمد کریں گے۔ (قالوا الحمدللہ الذی ھدانا لھذا الایة) جیسا کہ اس قول میں مذکور ہے الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ [الزمر:۷۴] الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن [فاطر:۳۴]

وَهُوَ الْحَكِیْمُ (وہ حکمت والا ہے)۔ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اس کی تدبیر کرنے والا ہے۔ الْخَبِیْرُ (وہ خبردار ہے) اس کے ضمیر کی باتوں سے جو بھی قیامت تک اس کی تعریف کرے یا اس سے اعراض کرے۔

۲: یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ (وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے)۔ یعلم یہ جملہ مستانفہ ہے۔ مایلج کا معنی جو داخل ہوتی ہے۔ مراد اموات اور دفائن ہیں۔ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا (اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے) یعنی نبات، اور معادن سے نکلنے والے جواہرات وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ (اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے)۔ یعنی بارش سے قسم قسم کی برکات۔ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا (اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے) اس کی طرف چڑھنے والی چیزیں یعنی ملائکہ اور دعائیں۔ وَهُوَ الرَّحِیْمُ (اور وہ رحیم ہے) ان چیزوں کو نازل کرتا ہے جن کی ان کو ضرورت ہے۔ الْغَفُوْرُ (وہ غفور ہے) ان چیزوں کا جن کی وہ اس کی مخالفت میں جرأت کرتے ہیں۔

## علم قیامت عقوباتِ باری تعالیٰ ہے:

۳: وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا (اور کافر کہتے ہیں) جو کہ منکرین بعث ہیں لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ (ہم پر قیامت نہ آئے گی) اٹھنے کی نفی اور قیامت کی آمد کا انکار کرنا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ بَلٰی (آپ فرما دیجئے کہ کیوں نہیں) یعنی قیامت ضرور آئے گی۔
نحو: نفی کے بعد اثبات کیلئے بلٰی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی اس کی آمد کے سوا کوئی بات نہیں۔
وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّکُمْ (قسم ہے مجھے پروردگار کی وہ ضرور آئے گی) اس میں بلٰی کے ایجاب کو دوبارہ تاکید سے لوٹایا۔ اور ایسی چیز لائے جو تاکید میں بہت بڑھ کر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانا ہے۔ اور اس تاکید میں مزید اضافہ اس طرح کر دیا کہ مقسم بہ کا وصف ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ عٰلِمِ الْغَیْبِ (جو عالم الغیب ہے) کیونکہ مقسم بہ کی عظمت مقسم علیہ کی حالت کی قوت اور شدتِ ثبات اور استقامت کو ظاہر کرتی ہے۔ کیونکہ وہ اس امر پر بمنزلہ استشہاد کے ہوتا ہے اور جتنا مستشہد بہ مرتبہ میں بلند ہوتا ہے۔ اتنی ہی شہادت زیادہ مضبوط و مؤکد ہوتی ہے اور مستشہد علیہ زیادہ ثابت و پختہ ہو جاتا ہے۔
قیامت کا قیام غیوبات مشہورہ سے ہے۔ اس کو خفیہ میں داخل فرمایا۔ وصف ایسا لائے جس سے علم غیب کی طرف علم کو سپرد کیا جائے یہ زیادہ بہتر وانسب ہے۔ یعنی چونکہ امور غیبیہ میں سے ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی شہادت ہی ثبوت کیلئے کافی ہے)۔
قراءت: عالمُ الغیب مدنی اور شامی نے پڑھا ہے ھو عالم الغیب اور حمزہ علی نے عَلّامِ الغیب پڑھا اور مبالغہ کا صیغہ لائے۔
لَایَعْزُبُ عَنْهُ (اس سے غائب نہیں) قراءت: زاء کو علی نے مکسور پڑھا۔ کہا جاتا ہے عزب یعزِب اذا غاب جبکہ وہ غائب اور دور ہو جائے مِثْقَالُ ذَرَّةٍ (ایک ذرہ کی مقدار) سب سے چھوٹی چیونٹی کی مقدار فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَ لَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ (آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ چھوٹی چیز اس سے) یعنی ذرہ کی مقدار سے وَلَآ اَكْبَرُ (اور نہ کوئی چیز بڑی) یعنی مقدارِ ذرہ سے (اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (مگر کہ وہ کتاب مبین میں ہے) کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد ہے۔
نحو: ولا اصغر ولا اکبر کو رفع کے ساتھ پڑھیں گے جبکہ مثقال ذرة پر عطف کریں گے اور الا لکن کے معنی میں آئے گا یا ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ اور فی کتاب یہ خبر کی وجہ سے مرفوع ہوگی۔

## نیکوں کو بدلہ بروں کو سزا:

۴: لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (تاکہ ان لوگوں کو بدلہ دے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے)۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ (ایسے لوگوں کیلئے مغفرت) ان چیزوں کی جو مدارج ایمان میں ان سے کوتاہیاں ہوئیں۔ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ (اور عزت کی روزی ہے) اس لئے کہ انہوں نے احسان کے فوائد کو حاصل کرنے کیلئے ثابت قدمی دکھائی۔
نحو: یہ لتاتینکم کے متعلق ہے اور اس کی تعلیل ہے۔
۵: وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْٓ اٰیٰتِنَا (اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کے متعلق کوشش کی تھی) یعنی قرآن کی تردید میں خوب محنت کی۔ مُعٰجِزِیْنَ (ہرانے اور عاجز کرنے کیلئے) سبقت کی اس گمان سے کہ وہ ہم سے نکل جائیں گے۔
قراءت: مُعَجِّزِیْنَ مکی اور ابو عمرو نے پڑھا) یعنی اس کی اتباع اور اس میں غور کرنے سے لوگوں کو روکنے والے تھے۔ یا اللہ تعالیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

کی نسبت عاجزی ودرماندگی کی طرف کرنے والے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ (ایسے لوگوں کیلئے سختی کا دردناک عذاب ہوگا)۔

قراءت: مکی نے الیمٍ کو الیمٌ پڑھا۔ عذابٌ کی صفت بنایا۔ یعنی عذابوں میں سے دردناک عذاب ان کو دیا جائے گا۔

## قولِ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

(سخت عذاب) دیگر قراء نے رجز کی صفت قرار دے کر اس کو مجرور پڑھا ہے۔

۶: وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (اور جانتے ہیں وہ لوگ جن کو علم دیا گیا) یَرٰی۔ یہ یعلم جاننے کے معنی دے رہا ہے۔

نحو: یہ موضع رفع میں جملہ مستانفہ ہے۔ اوتوا العلم سے مراد اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیروکار یا نمبر۲۔ علمائے اہل کتاب جنہوں نے اسلام قبول کیا جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب احبار وغیرہم۔ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (جو آپ کے رب کی طرف سے بھیجا گیا) یعنی قرآن مجید هُوَ الْحَقَّ (وہ حق ہے) یعنی سچ ہے۔

نحو: ھُوَ یہ ضمیر فصل ہے اور الحق یہ مفعول ثانی ہے۔ نمبر۲۔ موضع نصب میں لیجزی پر معطوف ہے ای لیعلم اوتوا العلم عند مجیء الساعة انه الحق علمًا لا یزاد علیه فی الایقان تاکہ قیامت کی آمد پر علم والے جان لیں کہ علمی اعتبار بر حق ہے اس علم سے ان کے یقین میں کچھ اضافہ نہ ہوگا۔

وَيَهْدِيْٓ (اور وہ راستہ بتلاتا ہے) یعنی اللہ تعالیٰ راستہ بتلاتا ہے۔ نمبر۲۔ قرآن راستہ بتلاتا ہے۔ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (عزیز حمید کے راستہ کی طرف) وہ راستہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ

اور کافروں نے کہا کیا ہم تمہیں ایسا شخص نہ بتا دیں جو تمہیں یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم پوری طرح ریزہ ریزہ

مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ۝۷ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ

ہو جاؤ گے تو تم ضرور ایک نئی پیدائش میں آجاؤ گے۔ کیا اس شخص نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا اس کو کسی طرح کا جنون ہے،

بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝۸ اَفَلَمْ يَرَوْا

بلکہ بات یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ عذاب میں دور کی گمراہی میں ہیں۔ کیا انہوں نے اسے نہیں دیکھا

اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ

جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے یعنی آسمان اور زمین ، اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں

اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۹ ع ۱ ۹ ۷

دھنسا دیں یا ہم ان پر آسمان کے ٹکڑے گرادیں، بلا شبہ اس میں متوجہ ہونے والے ہر بندہ کیلئے نشانی ضرور ہے۔

### بعث سے کفار کا تجاہل عارفانہ:

۷: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اور کافر کہتے ہیں) قریش کے زعماء نے ایک دوسرے کو کہا۔ هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ (کیا ہم تمہیں ایک ایسا آدمی بتلائیں) اس سے وہ حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی مراد لیتے تھے۔

### وجہ تنکیر:

یہ آپ کا تذکرہ نکرہ کے ساتھ کیا حالانکہ آپ ان میں معروف و مشہور تھے۔ اور بعث کے متعلق آپ کی باتیں ان میں شائع و ذائع تھیں۔ درحقیقت آپ ﷺ اور بعث سے تجاہل عارفانہ کرتے ہوئے یہ بات کہی اس سے ان کا مقصد آپ کی تحقیر اور قیامت کا بعید از عقل ہونا ثابت کرنا تھا۔ يُنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ لَفِیْ (جو تم کو خبر دیتا ہے۔ کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تم ضرور) خَلْقٍ جَدِيْدٍ (ایک نئی پیدائش میں آؤ گے) وہ تمہیں عجیب عجیب باتیں بتلاتا ہے۔ کہ تم اٹھائے جاؤ گے۔ اور ریزہ ریزہ اور مٹی میں مل جانے کے بعد تم نئی پیدائش میں اٹھائے جاؤ گے تمہارے اجسام کہنگی سے مکمل طور پر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ کل ممزق وہ تمہیں یعنی اجزاء کو مکمل منتشر کر دے گا۔ یہاں ممزق مصدر بمعنی تمزیق ہے اور اذا میں عامل وہ ہے جس پر انکم لفی خلق جدید دلالت کر رہا ہے۔ ای تبعثون۔ الجدید یہ فعیل بمعنی فاعل ہے یہ بصریین کی رائے ہے۔ کہا جاتا ہے جد فھو جدید جیسے قل فھو قلیل۔ اِنَّكُمْ اِنَّ کا فتحہ نہیں پڑھ سکتے کیونکہ اس کی خبر پر لام ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۸: اِفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا (معلوم نہیں اس شخص نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھا ہے۔) کیا وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھنے والا ہے۔اس میں سے جو اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

نحو: ہمزہ استفہام کا ہے اور ہمزہ وصل ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔

اَمْ بِہٖ جِنَّۃٌ (یا اس کو کسی طرح کا جنون ہو گیا) وہ جنون اس کو یہ توہمات ڈال کر اس کی زبان پر لاتا ہے۔بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ فِی الْعَذَابِ (بلکہ وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ عذاب)وَالضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ (اور دور کی گمراہی میں ہیں)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ مفتری ہیں اور نہ مجنون وہ اس قسم کی چیزوں سے بری الذمہ ہیں بلکہ یہ قیامت کے منکرین آگ کے عذاب میں مبتلا ہونگے اور حق سے دور ہٹ کر بے خبری میں گمراہی کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔اور یہ سب سے بڑا جنون ہے جس کا وہ خود شکار ہیں۔

نکتہ: ان کے عذاب میں پڑنے کو گمراہی میں پڑنا قرار دیا گیا گویا یہ دونوں ایک وقت میں پیش آنے والے ہیں۔کیونکہ ضلال کے لوازم میں وقوعِ عذاب ہے تو ان کو ہم قرین بنا دیا گیا اور ضلال کی صفت بعید لائی گئی ہے۔یہ اسناد مجازی کی قسم ہے کیونکہ اصل تو بعید ضال کی صفت ہے اس لئے کہ وہی سیدھے راستہ سے دور ہٹتا ہے۔(مگر مجسمۂ ضلالت ہونے کی وجہ سے اس کو ضلال کہہ کر اس کی صفت بنا دی)۔

## یہ تکذیب کر کے کیسے بچیں گے جب کہ آسمان وزمین اس کے گھیرے میں ہے:

۹: اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِہِمُ الْاَرْضَ (کیا انہوں نے آسمان وزمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے آگے اور پیچھے موجود ہیں اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں)اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْہِمْ کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ (یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں)۔

قراءت: نخسف بھم علی نے ادغام سے پڑھا ہے۔کیونکہ فاء اور باء میں تقارب پایا جاتا ہے۔بعض نے اس کو اس لئے ضعیف کہا کیونکہ فاء کی آواز باء سے زائد ہے۔نشأ نخسف اور نُسقط ان تینوں کو یاء سے عاصم کے علاوہ کوئی قراء پڑھتے ہیں کیونکہ ارشاد افتری علی اللہ کذبا غائب کے صیغہ سے ہے۔کِسَفًا یہ حفص کی قراءت ہے اور سین کا سکون دیگر قراء نافع ابن کثیر ابو عمرو وغیرہ کی قراءت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ کیا وہ اندھے ہیں کہ آسمان وزمین کو نہیں دیکھتے حالانکہ یہ دونوں تو جہاں ہوں۔جس طرف چلیں۔ان کے آگے پیچھے ان کو گھیرے ہوئے ہیں۔ان کی اطراف سے ان کو نکلنے کی بساط نہیں اور اللہ تعالیٰ کی حکومت سے باہر نہیں جا سکتے۔وہ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اگر زمین میں دھنسا دے۔نمبر۲۔ان پر آسمان کا کوئی ٹکڑا تکذیب آیات اور تکذیب رسول اور تکذیب قرآن کی وجہ سے آگرے جیسا کہ قارون کے ساتھ ہوا اور اصحاب ایکہ کے ساتھ کیا گیا۔اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ (بے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی، اے پہاڑو! داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا، اور ہم نے ان کے لیے

الْحَدِيْدَ ۝۱۰ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا

لوہے کو نرم کر دیا کہ تم پوری زرہیں بناؤ اور جوڑنے میں اندازہ رکھو، اور تم سب نیک کام کیا کرو، بلاشبہ میں ان

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۱۱ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا

کاموں کو دیکھ رہا ہوں جنہیں تم کرتے ہو۔ اور ہم نے سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کیا، اس کا صبح کا چلنا ایک ماہ کی مسافت تھا اور اس کا شام کا چلنا ایک ماہ کی مسافت تھا، اور ہم نے

لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ

ان کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا، اور جنات میں بعض وہ تھے جو ان کے سامنے ان کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے، اور ان میں سے جو

مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۱۲ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ

شخص ہمارے حکم سے سرتابی کرے ہم اسے دوزخ کا عذاب چکھائیں گے جنات ان کے لیے ان کی فرمائش کے مطابق بڑی بڑی

مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ

عمارتیں اور مجسمے اور حوضوں کے برابر بڑے بڑے لگن اور ایسی دیگیں بناتے تھے جو ایک ہی جگہ جمی رہیں، اے داؤد کے خاندان والو تم شکر کا کام کرو

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝۱۳

اور میرے بندوں میں شکر گذار کم ہوتے ہیں۔

شک اس میں) آسمان وزمین میں غور و تدبر کرنے اور جس قدرت الٰہی پر دونوں دلالت کرتے ہیں۔ اس میں لَاٰيَةً (البتہ نشانی ہے) یعنی ضرور راہنمائی ہے۔ لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ (ہر اس بندے کیلئے جو متوجہ ہونے والا ہو) اپنے دل سے اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا، اس کی اطاعت کرنے والا ہو۔ اس لئے کہ منیب بندہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں اس پر غور کرنے سے کبھی غافل نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کو بعث بعد الموت کی قدرت کاملہ اور اپنے منکرین کو سزا دینے کی پوری طاقت ہے۔

## واقعہ داؤد اور تسبیح جبال و پرند:

۱۰: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يٰجِبَالُ (اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی۔ اے پہاڑو!)

نحو: نمبر۱۔ یٰجبال یہ فضلاً سے بدل ہے۔ نمبر۲۔ آتینا سے بدل ہے۔ مگر اس صورت میں قولنا یا جبال سے پہلے مقدر ماننا پڑے



BestUrduBooks.wordpress.com

گا۔نمبر۲۔قلنا یا جبال قدر ماننا پڑے گا۔ اَوِّبِیْ مَعَهٗ (تم بار بار داؤد کے ساتھ تسبیح کرو) یہ لفظ التاویب سے ہے۔ای رجّعی معه التسبیح تم اس کے ساتھ تسبیح کو دوہراؤ۔

تسبیح جبال کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں ایسی تسبیح پیدا کر دیتے جو ان سے اسی طرح سنائی دیتی جیسی تسبیح کرنے والے سے سنتے ہیں۔یہ معجزہ داؤدی ہے۔ وَالطَّيْرَ (اور پرندوں کو بھی حکم دیا)

نحو: اس کا محل جبال پر عطف ہے۔

قراءت: زید نے جبال پر عطف کر کے والطیرُ پڑھا ہے۔

## بلاغتِ کلام:

اس نظم میں کمالِ فخامت پائی جاتی ہے۔ پہاڑوں کو بمنزلہ عقلاء قرار دیا گیا جو حکم کرنے پر اطاعت کرتے ہیں۔اور جب ان کو بلاؤ تو جواب دیتے ہیں۔اس سے ظاہر فرمایا کہ حیوان ہو یا جماد وہ مشیت الٰہی کا منقاد و مطیع ہے اگر یہ کلام اس طرح ہوتا آتینا داؤد منا فضلاً تاویب الجبال معه والطیر ۔تو اس میں وہ فخامت شان نہ ہوتی جواب ہے۔ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ (اور ہم نے اس کے لئے لوہے کو نرم کر دیا)۔یعنی لوہے کو ان کے لئے مٹی اور گوندھے ہوئے آٹے کی طرح کر دیا کہ اپنے ہاتھ سے جس طرح چاہتے بغیر آگ میں تپائے اور ہتھوڑے کے استعمال کے اس کو موڑ لیتے اور جو چاہتے بنا لیتے۔

## ایک قول:

یہ ہے کیونکہ ان کو بہت قوت عنایت فرمائی تھی تو لوہا ان کے ہاتھ میں نرم ہو گیا۔

## زرہوں کی بناوٹ:

۱۱: اَنِ اعْمَلْ (کہ تم بناؤ)

نحو: یہاں اَنْ ای کے معنی میں ہے۔مطلب یہ ہوا امرنا ہ ان اعمل ہم نے ان کو حکم دیا کہ تم بناؤ۔

سٰبِغٰتٍ (پوری زرہیں) پوری وسیع زرہیں۔یہ لفظ السبوغ سے ہے۔وہ سب سے پہلے زرہوں کو بنانے والے تھے۔وہ ایک زرہ چار ہزار میں فروخت کرتے۔اس میں سے اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے اور فقراء کو صدقہ کر دیتے۔

## ایک قول:

یہ ہے آپ بھیس بدل کر نکلتے اور لوگوں سے اپنے متعلق پوچھ گچھ کرتے اور فرماتے داؤد کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے وہ اچھی تعریف کرتے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ انسانی شکل میں بھیجا۔اس کی آپ سے ملاقات ہوئی۔آپ نے اپنی عادت مالوفہ کے مطابق اس سے سوال کیا تو اس نے کہا وہ بندہ تو بہت خوب ہے۔اگر ایک بات نہ ہوتی۔وہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کا خرچہ بیت المال سے کرتا ہے۔اس وقت آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میرے لئے ایسا ذریعہ پیدا فرما دیا جائے جس کی بناء پر میں



BestUrduBooks.wordpress.com

بیت المال سے مستغنی ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے زرہوں کی صنعت آپ کو تعلیم فرمائی۔

وَّ قَدِّرْ فِی السَّرْدِ (اور جوڑنے میں اندازہ کرو)۔ کیلیں نہ تو اس قدر پتلی بناؤ کہ وہ پھٹ جائیں اور نہ اس قدر موٹی کہ کڑیاں ٹوٹ جائیں۔ السرد زرہیں بننا۔ وَاعْمَلُوْا (اور تم عمل کرو) اس میں ضمیر داؤد اور ان کے اہل کی طرف لوٹتی ہے۔ صَالِحًا (نیک) ایسے خالص جو قبولیت کے لائق ہوں۔ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (میں تمہارے سب کے اعمال دیکھ رہا ہوں) پس میں اس پر تمہیں بدلہ دونگا۔

## ہوا کا تابع کرنا:

۱۲: وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ (اور سلیمان کیلئے ہم نے ہوا کو مسخر کیا) سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے صبا کو مسخر کیا۔

نحو: ابوبکر، حماد، فضل نے الریحُ کو مرفوع پڑھا ہے۔ تقدیر کلام یہ ہوگا: لسلیمان الریح مسخرۃٌ۔ غُدُوُّھَا شَھْرٌ وَّ رَوَاحُھَا شَھْرٌ (اس کا صبح چلنا مہینہ بھر کی مسافت تھی اور اس کا شام چلنا مہینہ بھر کی مسافت تھی) صبح کے وقت تھوڑی دیر میں وہ مہینہ بھر کی مسافت طے کر لیتی اور شام کو چلنا بھی اسی طرح تھا۔ آپ صبح دمشق سے چل کر اصطخر فارس میں قیلولہ فرماتے ان کے مابین ایک ماہ کی مسافت ہے اور شام کو اصطخر سے روانہ ہو کر کابل میں رات گزارتے۔ ان کے مابین تیز شہسوار کیلئے ایک ماہ کی مسافت ہے۔ ایک ول یہ ہے آپ صبح ری میں اور شام سمرقند میں گزارتے۔

## تانبے کا چشمہ اُبلنا:

وَاَسَلْنَا لَہٗ عَیْنَ الْقِطْرِ (اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا) یعنی تانبے کی کان، القطر، تانبا اور وہ دھات ہے لیکن مہینے میں تین دن بہتا جیسا کہ پانی بہتا ہے۔ سلیمان علیہ السلام سے قبل یہ پگھلتا نہ تھا۔ اس کا نام عین القطر اس وجہ سے رکھ دیا کہ بالآخر پگھل کر بہنے لگتا ہے۔ گویا انجام کے لحاظ سے نام رکھ دیا۔ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ (اور جنات میں سے بعضے کام کرتے) مَنْ یہ موضع نصب میں واقع ہے ای وسخرنا لہ من الجن من یعمل۔ بَیْنَ یَدَیْہِ بِاِذْنِ رَبِّہٖ (ان کے سامنے ان کے رب کے حکم سے) اس کے امر سے وَمَنْ یَّزِغْ (اور جو سرتابی کرے گا) یعنی عدول کرے گا۔ مِنْھُمْ عَنْ اَمْرِنَا (ان میں سے ہمارے حکم سے) یعنی جو حکم ہم نے ان کو اطاعت سلیمان علیہ السلام کا دے رکھا ہے۔ نُذِقْہُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ (ہم اس کو دوزخ کا عذاب چکھائیں گے) عذاب سعیر سے آخرت کا عذاب مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کے ساتھ ایک فرشتہ رہتا تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہوتا ہے۔ جو جن سلیمان علیہ السلام کے حکم سے سرتابی کرتا وہ فرشتہ اس کو کوڑا مار کر جلا ڈالتا۔

## مصنوعات:

۱۳: یَعْمَلُوْنَ لَہٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ (وہ جنات ان کے لئے جو وہ چاہتے بناتے یعنی بڑی بڑی عمارات) محاریب یعنی مساجد نمبر ۲۔ مساکن وَتَمَاثِیْلَ (اور مورتیاں) پرندوں و درندوں کی تصاویر، روایت تفسیر یہ ہے: انہوں نے آپ کے تخت کے



BestUrduBooks.wordpress.com

نیچے دو شیر اور اوپر دو گدھ بنائے۔ جب آپ تخت پر چڑھنا چاہتے تو شیر اپنے دونوں بازو دراز کر دیتے اور جب آپ تشریف فرما ہو جاتے تو گدھ اپنے سروں سے سایہ کر لیتے۔ اس زمانہ میں تصویر مباح تھی۔ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ (اور حوض جیسے لگن) جفان جمع جفنة اور جوب جمع جابیہ۔ بڑا حوض۔

## ایک قول:

ایک پیالے پر ایک ہزار آدمی بیٹھ کر کھا سکتے تھے۔

قراءت: مکی اور یعقوب اور سہل نے وقف و وصل میں کالجوابی پڑھا ہے۔ ابوعمرو نے وصل میں ان کی موافقت کی ہے۔ باقی قراء نے کسرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے بغیر یاء کے پڑھا ہے۔

وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ (اور ایک جگہ جمی رہنے والی دیگیں) جو اپنے چولہوں پر جمی رہتیں ان سے اتاری نہ جا سکتی تھیں کیونکہ وہ جسامت میں بہت بڑی ہوتی تھیں۔ ایک قول یہ ہے یہ یمن میں باقی ہیں۔ اور ہم نے ان کو حکم دیا۔ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا (اے آل داؤد شکر یہ ادا کرو) ملک والوں پر رحم کرو۔ اور اپنے رب سے عافیت مانگو۔

## فضیل کا قول:

شکرًا مفعول لہ ہے نمبر ۲۔ حال ہے اس حال میں کہ وہ شکر کرنے والے تھے۔ نمبر ۳۔ مفعول مطلق ہے ای شکرًا کیونکہ اعملوا میں اشکروا کا معنی پایا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ منعم کے لئے عمل کرنا اس کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ نمبر ۴۔ مفعول بہ ہے تقدیر کلام اس طرح ہے انا سخرنا لکم الجن یعملون لکم ماشئتم فاعملوا انتم شکرا بیشک ہم نے تمہارے لئے جنات کو مطیع کیا تمہارے لئے وہ کام کریں گے جو تمہیں پسند ہیں پس تم شکریہ ادا کرو۔

## قول جنید رحمۃ اللہ علیہ:

معبود کے سامنے اپنی پوری کوشش صرف کرنا یہی شکر ہے۔ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہیں)

قراءت: حمزہ نے عِبَادِیْ کو سکونِ یاء سے پڑھا جبکہ دیگر قراء نے فتحہ یاء سے پڑھا ہے۔

## ادائیگی شکر:

الشکور ادائیگی شکر میں بڑھنے والا اور اس میں اپنی پوری قوت کو صرف کرنے والا ہو۔ اس طرح کہ اس کا دل، زبان، اعضاء تمام کے تمام اعتقاد اور اعتراف اور کوشش کے لحاظ سے اس میں مشغول ہوں۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

الشکور وہ ہے جو اپنے تمام احوال میں شاکر ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ

پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو ان کو سلیمان کی موت کا پتہ نہ دیا مگر گھن کے کیڑے نے جو ان کے عصا کو

مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا

کھا رہا تھا،سو جب وہ گر پڑے تو جنات کو پتہ چلا کہ اگر جن غیب کا جانتے ہوتے تو ذلیل کرنے والے عذاب میں

فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ؕ ۱۴

نہ ٹھہرے رہتے۔

## ایک قول :

یہ ہے جوشکر پر شکر کرے وہ شکور ہے۔

## قولِ دیگر:

جوشکر سے اپنی عاجزی کا معترف ہو۔حضرت داؤدعلیہ السلام کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے اپنی رات اور دن کی گھڑیاں اپنے گھر والوں میں تقسیم کر رکھی تھیں۔کوئی گھڑی چوبیس گھنٹہ میں ایسی نہ تھی جب کوئی نہ کوئی گھر میں سے بارگاہ خداوندی میں نماز میں مصروف نہ ہو(سبحان اللہ)۔

## موتِ سلیمانی:

۱۴: فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ (پھر جب ہم نے سلیمان علیہ السلام پر موت کا حکم جاری کر دیا)۔ہ کی ضمیر کا مرجع سلیمان علیہ السلام ہیں مَا دَلَّهُمْ (تو کسی نے ان کی موت کا پتہ نہ بتایا) جنات کونمبر۲۔آل داؤدعلیہ السلام کو عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ (مگر گھن کے کیڑے نے) دیمک اس چھوٹے سے جانور کوسرفۃ کہتے ہیں اور الارض یہ اس کیڑے کا فعل ہے کہ یہ لکڑی کو کھا کر مٹی بنا دیتی ہے اسی لئے اس کی طرف اضافت کی گئی کہا جاتا ہے ارضت الخشبۃ ارضًا جبکہ اس کو دیمک چاٹ جائے۔ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ (کہ وہ سلیمان کا عصا کھاتا تھا) المنساۃ،عصا،لاٹھی اس کومنسأ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ینسا بھا ای یطرد سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے:اس سے ہانکا اور ہٹایا جاتا ہے۔

قراءت: مِنْسَاتَه ،مدنی ابوعمرو نے بلا ہمزہ پڑھا ہے۔

## جنات کی بے خبری:

فَلَمَّا خَرَّ (جب وہ گر پڑے) سلیمان علیہ السلام گر پڑے۔ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ (تب جنات کوحقیقت معلوم ہوئی)۔جنات کو



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۚ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ

واقعی بات ہے قوم سبا کے لیے ان کے ٹھہرنے کی جگہ میں بڑی نشانی تھی، دائیں بائیں دونوں طرف باغوں کی قطاریں تھیں، کھاؤ اپنے رب کے

رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ⑮ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا

رزق سے اور اس کا شکر ادا کرو، عمدہ شہر ہے اور رب بخشنے والا ہے۔ سو انہوں نے روگردانی کی لہذا ہم نے

عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ

ان پر بند کا سیلاب بھیج دیا اور ہم نے ان کے باغوں کے بدلے میں دو ایسے باغ دے دیئے جن میں بدمزہ پھل اور جھاؤ کے درخت تھے

وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ⑯ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۚ وَهَلْ نُجْزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ⑰

اور کچھ تھوڑے سے بیری کے درخت تھے، ہم نے انہیں یہ سزا ان کے کفر کی وجہ سے دی اور ہم ناشکروں ہی کو سزا دیا کرتے ہیں۔

واضح طور پر معلوم ہو گیا اسکے بعد کہ ان کے عوام وضعفاء پر معاملہ ملتبس تھا۔ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا (اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو وہ نہ رہتے) سلیمان علیہ السلام کی موت کے بعد فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ (ذلیل کرنے والے عذاب میں)۔

روایت میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بنیاد کو موسیٰ علیہ السلام کے خیمہ کی جگہ رکھا۔ مگر وہ تکمیل سے قبل ہی وفات پا گئے اور سلیمان علیہ السلام کو تعمیر کی وصیت فرمائی آپ نے جنات کو اس کی تکمیل کا حکم دیا۔ جب آپ کی عمر کا ایک سال رہ گیا تو آپ نے بارگاہ رب العالمین میں سوال کیا کہ ان کی موت کو ان پر معمہ بنا دے یہاں تک کہ یہ فارغ ہوں۔ تاکہ جنات کا دعویٰ غیب دانی بھی باطل ہو جائے۔ سلیمان علیہ السلام کی عمر ترپن سال تھی جب آپ نے تخت سنبھالا اس وقت تیرہ سال عمر تھی چالیس سال حکومت کی۔ بیت المقدس کی تعمیر اس وقت شروع کی جب حکومت کا پانچواں سال تھا۔

روایت میں ہے کہ افریدون نے آپ کے تخت پر بیٹھنے کی کوشش کی جب وہ قریب ہوا تو دونوں شیروں نے پنجہ مار کر اس کی پنڈلی توڑ ڈالی اس کے بعد کسی کو تخت کے قریب پھٹکنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔

## قوم سبا کا حال:

۱۵: لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ (سبا کیلئے ان کے وطن میں نشانیاں موجود تھیں)۔

نحو: سبا اگر خاندان کا نام مان لیں تو منصرف ہے اور قبیلہ کا نام ہو تو غیر منصرف ہے۔ ابو عمرو اسی کے قائل ہیں۔

قراءت: حمزہ وحفص نے مَسْكَنِهِمْ پڑھا مَسْكِنِهِمْ علی اور خلف نے پڑھا۔ رہائش کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد ان کا وہ شہر ہے جو علاقہ یمن میں واقع تھا اور اس میں رہتے تھے نمبر۲۔ ان میں سے ہر ہر شخص کی رہائش مراد ہے۔ دیگر تمام قراء نے مساکنہم پڑھا ہے۔ اٰيَةٌ (نشانیاں) جَنَّتٰنِ (دو باغ)۔

نحو: اٰيَةٌ یہ کان کا اسم ہے اور جنتان اس کا بدل ہے۔ نمبر۲۔ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ الایۃ جنتان۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## آیت ہونے کا مطلب:

یہ کہ جب سبا کے باشندوں نے اللہ تعالیٰ کے شکر سے منہ موڑ لیا تو ہم نے ان سے نعمتوں کو چھین لیا تا کہ عبرت حاصل کریں اور نصیحت پذیر ہوں۔ اور کفر کی طرف لوٹ کر نہ جائیں اور نہ ہی نعمتوں کی ناقدری کریں۔ نمبر۲۔ ان دونوں کو ایسی علامت بنا دیا جو اللہ تعالیٰ کی قدرت واحسان پر دلالت کرنے والی اور اس کے شکریے کو لازم کرنے والی تھی۔

عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ (دائیں اور بائیں) مراد بہت سارے باغات ہیں جو شہر کے دائیں اور بائیں جانب واقع تھے اور دونوں طرف کے باغات قریب قریب ہونے اور ملے جلے ہونے میں اس طرح تھے گویا کہ وہ ایک ہی باغ ہے جیسا کہ عموماً آباد علاقوں کے باغ ہوا کرتے ہیں۔ یا نمبر۲۔ ہر آدمی کے دو باغات اس کی اپنی رہائش گاہ کے دائیں اور بائیں جانب واقع تھے۔ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ (تم اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو) یہ اس قول کی حکایت ہے جو انبیاء علیہم السلام نے ان کو فرمایا۔ یا نمبر۲۔ قول کی زبان سے ان کو یہ بات کہی یا وہ اس بات کے حقدار تھے کہ ان کو یوں کہا جائے۔ جب ان کو اس بات کا حکم دیا گیا تو اس کے بعد یہ ارشاد باری تعالیٰ لایا گیا۔ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ (عمدہ شہر اور بخشنے والا پروردگار) یعنی یہ تمہارا وہ شہر ہے۔ جس میں اس نے تمہیں رزق دیا۔ یہ پاکیزہ شہر ہے۔ اور تمہارا رب وہ ذات ہے جس نے تمہیں رزق دیا اور تم سے شکریے کا مطالبہ بھی اس بخشنے والے رب نے کیا۔ جو شکر گزار کو بخشنے والا ہے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

قوم سبا صنعاء سے تین فرسخ کے فاصلے پر رہائش پذیر تھی۔ یہ انتہائی شاداب علاقہ تھا ایک عورت اپنے سر پر ٹوکری لئے اپنے ہاتھ سے کام کاج کرتی چلی جاتی اور ان درختوں کے نیچے چلتی رہتی۔ اس کی وہ ٹوکری گرنے والے پھلوں سے بھر جاتی۔ وہ ایسی ستھری سرزمین تھی۔ کہ جہاں مچھر، مکھی، چیچڑی، بچھو اور سانپ کا نام نہیں تھا۔ جو جوؤں والا مسافر وہاں سے گزرتا تو اس کے عمدہ ہوا کے اثر سے جوئیں مرجاتیں۔

## اعراض کا نتیجہ:

۱۶: فَاَعْرَضُوْا (انہوں نے سرتابی کی) یعنی انبیاء علیہم السلام کی دعوت سے منہ موڑ لیا اور ان کو جھٹلایا اور کہنے لگے ہم اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت نہیں جانتے جو اس نے ہم پر کی ہو۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ (ہم نے ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا) سیل عرم سے مراد سخت بارش یا عرم وادی کا نام ہے۔ یا اس سے مراد وہ چوہا ہے جس نے اس بند کے نیچے سوراخ کیا۔ کہتے ہیں کہ جب انہوں نے سرکشی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر چوہوں کو مسلط کر دیا جس نے بند کے نچلی جانب سوراخ کر کے ان کو ڈبو دیا۔ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ (اور ہم نے ان دو باغوں کے بدلے میں دو اور باغ دے دیئے) جنتی سے مراد جن کا اوپر ذکر ہوا۔ جَنَّتَيْنِ (دو باغ) بدلے میں دیئے جانے والے درختوں کو جنتین کے ساتھ محض مشاکلت کے لئے تعبیر کیا گیا۔ اور کلام کی مناسبت کے لئے ایسا کیا گیا ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

جیسا کہ اس ارشاد میں ہے جزاء سیئة سیئة مثلها [الشوریٰ:۴۰]

ذَوَاتَیْ اُکُلٍ خَمْطٍ (جو بدمزہ پھل والے تھے) خمط وہ پھل جو بدمزہ ہو۔

قراءت: اکل کو ثقل اور تخفیف کے ساتھ پڑھا گیا یہ نافع اور مکی کی قراءت ہے۔ الخمط پیلو کا درخت یا ہر کانٹے دار۔ وَّاَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ (اور جھاؤ اور قدرے قلیل بیری) الاثل جھاؤ کے مشابہ درخت ہے اس سے کچھ بڑا ہوتا ہے اور اس کی لکڑی عمدہ ہوتی ہے۔

قراءت: جن قراء نے اکل کو تنوین کے ساتھ پڑھا ان کے نزدیک اس کی اصل یہ ہے ذواتی اکلٍ خمطٍ پس مضاف کو حذف کر دیا گیا اور مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام لے آئے۔ یہ ابو عمرو کے علاوہ دوسرے قراء کا قول ہے۔ نمبر۲۔ اکل کی صفت خمط کے ساتھ لائی گئی گویا اس طرح کہا گیا ذواتی اکل بشع۔ ابو عمرو کے ہاں وجہ یہ ہے کہ اکل خمط کا معنی پیلو ہے گویا عبارت یوں ہے ذواتی بَرِیْرٍ اور الاثل اور سدر دونوں کا عطف اکل پر ہے خبط پر نہیں۔ کیونکہ جھاؤ کا کوئی پھل نہیں۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

سدر کے ساتھ قلیل کا لفظ لایا گیا کیونکہ وہ ان سے بہتر ہے جو ان کو بدلے میں دی گئیں۔ اس لئے کہ یہ عموماً باغات میں ہوتی ہے۔

۱۷: ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا (ان کو یہ سزا ہم نے ناسپاسی کی وجہ سے دی) یعنی ان کو یہ سزا ان کی ناشکری کی دی۔

نحو: ذٰلک دوسرا مفعول ہے۔ جو مقدم لایا گیا۔

وَهَلْ نُجٰزِیْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (اور ایسی سزا بڑے ناشکرے کو دیا کرتے ہیں)۔

قراءت: کوفی قراء ابوبکر کے علاوہ نے یہ پڑھا۔ دیگر قراء نے هل یُجَازٰی الا الکفور پڑھا۔ مطلب یہ ہوا اس جیسی سزا اس کو دی جاتی ہے جو نعمت کی ناشکری کرے اور بالکل قدر نہ کرے۔ نمبر۲: یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والے کو یہ سزا دی جاتی ہے۔ نمبر۳: یا یجازی بمعنی یعاقب ہے کیونکہ جزاء کا لفظ اگرچہ عام ہے اور معاقبت اور ثواب ہر دو معنی میں آتا ہے۔ لیکن یہاں خاص مراد ہے اور وہ سزا وہ عذاب ہے۔ قول ضحاک رحمہ اللہ: یہ قوم اس زمانہ فترت میں تھی جو حضرت عیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا

اور ہم نے ان کے درمیان اوران بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت رکھی تھی بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے اور ہم نے ان کے درمیان ان کے چلنے کا

السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا

ایک خاص انداز رکھا تھا،ان میں راتوں کو چلو اور دن میں چلو امن وامان کے ساتھ۔ سوانہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب دوری کر دیجئے ہمارے سفروں کے درمیان،

وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا،سو ہم نے انہیں افسانہ بنا دیا اور انہیں پوری طرح تتر بتر کر دیا بیشک اس میں

لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا

ہر صابر وشاکر کے لیے بڑی عبرتیں ہیں اور یہ بات واقعی ہے کہ ان کے بارے میں ابلیس نے اپنا گمان صحیح پالیا سوسب اسکے اتباع میں لگ گئے سوائے

فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُؤْمِنُ

مومنین کی تھوڑی سی جماعت کے اور ابلیس کا ان لوگوں پر کوئی زور نہ تھا بجز اس کے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہم یہ جان لیں کہ آخرت پر ایمان لانے والا

بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿۲۱﴾ ع ۲ ۱۴ ۸

کون ہے جو ان لوگوں سے علیحدہ ہے جو اس کی طرف سے شک میں ہیں اور آپ کا رب ہر چیز پر نگران ہے۔

## قوم سبا کی آبادیاں:

۱۸: وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ (اور ہم نے آباد کر دیے) قوم سبا کے درمیان۔ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا (اوران بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی) وہاں کے رہنے والوں کو نعمتوں اور پانیوں میں وسعت عنایت کر کے۔ ان بستیوں سے مراد شام کی بستیاں ہیں۔

قُرًى ظَاهِرَةً (گاؤں جو نظر آتے تھے) جو متصل تھے جن کو ایک دوسرے سے دیکھا جا سکتا تھا اس لئے کہ بہت قریب تھے دیکھنے والوں کو نظر آتے تھے۔ اور راستہ چلنے والوں کو بھی نظر آتے تھے۔ ان راستوں سے کچھ دور نہ تھے کہ ان پر مخفی رہیں۔ ان بستیوں کی تعداد چار ہزار سات سو تھی۔ سبا سے شام تک گاؤں متصل تھے۔

وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ (ہم نے ان کے درمیان چلنے کا ایک خاص اندازہ کیا) ہم نے یہ بستیاں ایک مقررہ مقدار پر مقرر کیں۔ مسافر ایک بستی میں اگر قیلولہ کرتا تو شام کو دوسری بستی میں یہاں تک کہ وہ اس طرح سفر کرتے شام کو پہنچ جاتے۔ سِيرُوا فِيهَا (تم ان میں چلو) یعنی ہم نے انہیں کہا تم چلو! حالانکہ وہاں کوئی کہنا نہیں تھا۔ لیکن جب ان کو چلنے کا پورا اختیار حاصل تھا اور



BestUrduBooks.wordpress.com

اس کے تمام اسباب میسر تھے تو گویا ان کو چلنے کا کہہ دیا تھا۔ لَیَالِیَ وَاَیَّامًا اٰمِنِیْنَ (رات اور دن امن واطمینان سے) یعنی ان بستیوں میں خواہ تم رات کو چلو۔ خواہ دن کو چلو امن کی وجہ سے رات دن کا فرق نہیں یا نمبر۲۔ ان میں امن سے چلو نہ دشمن کا خطرہ نہ بھوک کا ڈر اور نہ پیاس کا احساس خواہ سفر کتنے ہی دنوں تک دراز ہو جائے۔

## نعمت پر اترانا:

۱۹: فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا (پس وہ کہنے لگے اے ہمارے پروردگار ہمارے سفروں میں درازی کر دے) کہنے لگے کاش! فاصلہ دور ہوتا تا کہ ہم اپنی تیز رفتار اونٹنیوں پر سفر کرتے اور تجارات میں خوب نفع کماتے اور اسباب ودواب پر فخر کرتے نعمت سے اترانے لگے اور عافیت سے اکتا گئے مشقت وتھکاوٹ کو طلب کیا۔

قراءت: مکی اور ابوعمرو نے بَعِّدْ پڑھا ہے۔

وَظَلَمُوْا (اور انہوں نے ظلم کیا) یہ بات کہہ کر اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ (اپنے اوپر پس ہم نے ان کو افسانہ بنا دیا) جو لوگ بیان کرتے ہیں اور ان کے حالات سن کر تعجب کرتے ہیں۔ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ (اور ہم نے ان کو بالکل تتر بتر کر دیا) ان کو مکمل طور پر منتشر کر دیا لوگ اس کو ضرب الامثال کے طور پر بیان کرتے ہیں کہتے ہیں سبا کا زور ٹوٹ گیا۔ ان کے انعامات جاتے رہے وہ شام کے غسانیوں اور یثرب کے انماریوں اور تہامہ کے جزامیوں اور عمان کے ازدیوں کے ساتھ مل گئے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ (بیشک اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں ہر صابر کیلئے) جو معاصی سے رکنے والا ہو۔ شَكُوْرٍ (شاکر کیلئے) یعنی نعمتوں کا قدردان ہو یا ہر مؤمن کے لئے کیونکہ ایمان کے دو حصے ہیں نمبر۱۔ نصف شکر۔ نمبر۲۔ نصف صبر۔

## شیطان کی وسوسہ اندازی کا جادو:

۲۰: وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْهِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّهٗ (واقعی ابلیس نے اپنا گمان ان لوگوں کے متعلق صحیح پایا) صدق کو تشدید کے ساتھ کوفی نے پڑھا ہے یعنی ان پر اپنا گمان ثابت کر دیا۔ نمبر۲۔ اپنے کو ان کے متعلق سچا پایا۔ صَدَقَ تخفیف کے ساتھ دیگر قراء نے پڑھا۔ مطلب یہ ہوا اس نے اپنے گمان میں سچ کہا فَاتَّبَعُوْهُ (پس انہوں نے اس کی اتباع)۔

نحو: علیهم اور اتبعوہ کی ضمیر اہل سبا کی طرف یا بنی آدم کی طرف لوٹتی ہے۔ اور شیطان نے اپنے بقول مؤمنوں کی تعداد تھوڑی بتلائی۔ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (مگر ایک جماعت ایمان والوں کی) جماعت اس لئے کہا کیونکہ کفار کے مقابلہ میں ان کی تعداد قلیل ہے۔ جیسا کہ دوسرے ارشاد میں ہے ولا تجد اکثرھم شاکرین اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیگا۔

[الاعراف: ۱۷]

۲۱: وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ (حالانکہ ابلیس کا ان پر کچھ زور نہیں) جن کے متعلق اس کا گمان درست ثابت ہوا۔ مِّنْ سُلْطٰنٍ سلطان تسلط کو کہتے ہیں اور وسوسہ اندازی سے ان پر غلبہ پانے کو۔ اِلَّا لِنَعْلَمَ (مگر ہم نے معلوم کرنا ہے) اس چیز کو موجود کر کے



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

آپ فرما دیجئے کہ اللہ کے سوا تم نے جنہیں معبود سمجھ رکھا ہے انہیں پکارو، وہ ایک ذرہ کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں

وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ

نہ زمینوں میں، اور ان دونوں میں ان کا کچھ ساجھا نہیں، اور ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار نہیں۔ اور اس کے پاس سفارش کام نہیں

الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهٗ ۗ حَتّٰٓى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا

دے سکتی سوائے اس کے جس کے لیے اجازت دی ہو، یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے

قَالَ رَبُّكُمْ ۗ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿۲۳﴾

کیا فرمایا جواب میں کہتے ہیں کہ حق ہی فرمایا اور وہ برتر ہے بڑا ہے۔

جس کو ہم معدوم ہونے کی حالت میں پہلے سے جانتے ہیں تغیر معلوم پر ہے نہ کہ علم پر مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ (جو کہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ان لوگوں میں سے جو کہ آخرت کے متعلق شک میں پڑے ہیں) وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ (اور آپ کا رب ہر شئی پر نگہبان ہے) محافظ ہے فعیل اور مفاعل ایک دوسرے کے معنی دیتے ہیں۔

## تمہارے معبود پکارنے کے لائق ہی نہیں:

۲۲: قُلِ (کہہ دیجئے) آپ اپنی قوم کے مشرکین کو کہہ دیں۔ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ (تم ان کو پکارو جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا معبود سمجھ رہے ہو) یعنی تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود گمان کیا۔ اس میں مفعول اول وہ ضمیر ہے جو موصول کی طرف راجع ہے۔ اور وہ ضمیر یہاں اسی طرح محذوف ہے جیسا کہ اس ارشاد میں أهذا الذی بعث الله [الفرقان:۴۱] یہ حذف بطور استخفاف ہے۔ اس لئے کہ موصول اپنے صلہ کے ساتھ مل کر طویل ہو گیا اور دوسرا مفعول آلهة ہے اس کو حذف کیا گیا کیونکہ وہ موصوف ہے اور اس کی صفت من دون الله ہے۔ اور موصوف کا حذف جائز ہے اور صفت کو اس کے قائم مقام لا سکتے ہیں۔ جبکہ موصوف کلام سے سمجھ آ رہا ہو۔ پس زعم کے دونوں مفعولوں کو دو مختلف سببوں سے حذف کر دیا۔ مطلب یہ ہوا کہ تم ان کو پکارو جن کی تم نے اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی ہے۔ خواہ وہ اصنام ہوں یا ملائکہ ہوں اور تم نے اللہ تعالیٰ کا نام ان کو دے دیا۔ اور تم پیش آئندہ معاملات میں ان کی پناہ ڈھونڈتے ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ڈھونڈتے ہو۔ اور ان سے دعا کی قبولیت کے خواستگار ہو جیسا کہ تم ان سے اپنی استجابت کے منتظر ہو پھر ان کے جواب میں فرمایا۔ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (وہ ذرہ بھر اختیار نہیں رکھتے) نہ خیر کا اور نہ شر کا نہ نفع میں سے اور نہ ہی نقصان میں سے۔ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ



BestUrduBooks.wordpress.com

(نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ہی ان دونوں میں کوئی شرکت ہے) اور نہ ان کی ان دونوں کی تخلیق میں کچھ شرکت ہے اور نہ ملکیت میں وَّ مَالَهٗ (اور نہ اللہ تعالیٰ کیلئے) مِنْهُمْ (ان معبودوں میں سے) مِّنْ ظَهِيْرٍ (کوئی مددگار ہے) کوئی معین ہے جو اس کی مخلوق کی تدبیر و انتظام میں معاون ہو۔ مراد یہ ہے کہ جب وہ عاجزی کی اس حالت میں ہیں تو پھر یہ کس طرح درست ہے کہ ان کو اسی طرح پکارا جائے جیسا اس کو پکارا جاتا ہے۔ اور ان کی طرف اسی طرح آس لگائی جائے جیسے اس کی بارگاہ میں آس لگائی جاتی ہے۔

## ماذونِ شفاعت والوں کا حال:

۲۳: وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ (اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کسی کیلئے کام نہیں آتی) مگر اَذِنَ لَهٗ (اس کے لئے جس کے لئے وہ اجازت دے دے) یعنی اللہ تعالیٰ اجازت دے دے کہ فلاں شفیع شفاعت کر سکتا ہے۔ لہ یہ لام اجلیہ ہے جیسا کہتے ہیں اُذن لزيدٍ لعمروٍ زید کو عمرو کے حق میں اجازت دے دی گئی ای لاجل عمرو۔ یہ کفار کے قول ھو لاء شفعاؤنا عند الله [یونس:۱۸] کی تردید ہے۔

قراءت: اُذِن له کوفی قراء نے عاصم کے علاوہ پڑھا: حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ (یہاں تک کہ ان کے دلوں سے جب گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے) جیسا شفاعت کرنے والے اور مشفوع لہ کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے۔ اس کلام سے جس سے اذنِ شفاعت ملتا ہے۔

قراءت: وَفَزَّعَ شامی نے پڑھا۔ ای الله تعالىٰ اور التفزیع ازالة اور الفزع کو کہا جاتا ہے۔

حتٰی (یہاں تک کہ) یہ غایت ہے اس اذن کیلئے جو مفہوم ہو رہا ہے۔ کہ وہاں اذن کا کچھ انتظار کرنا ہوگا۔ اور ٹھہرنا پڑے گا۔ شفاعت و شفعاء سے گھبراہٹ کا اظہار کرتے ہوئے کہ آیا ان کو اجازت ملتی ہے یا نہیں؟ گویا کلام اس طرح ہے یتربصون ویتوقعون ملیّا فزعین حتی غدا فزع عن قلوبهم (وہ انتظار کریں گے اور گھبراہٹ سے تھوڑی دیر توقع کریں گے یہاں تک کہ ان کے دلوں سے جب گھبراہٹ دور کی جائے گی) قَالُوْا (تو وہ کہیں گے) ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا (تمہارے رب نے کیا کہا وہ کہیں گے) اس نے فرمائی الْحَقَّ (حق بات) اور وہ شفاعت کی اجازت ہے اس کے لئے جس کیلئے اس نے پسند فرمایا۔ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (وہ عالیشان سب سے بڑا ہے)۔ یعنی بلندیوں والا۔ کبریائی والا ہے۔ کسی فرشتے اور پیغمبر کو جرأت نہ ہوگی کہ اس دن بلا اجازت کلام کر سکے اور اس کی مرضی کے بغیر شفاعت کر سکے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى

آپ فرما دیجئے کہ کون تمہیں رزق دیتا ہے آسمانوں سے اور زمین سے، آپ فرما دیجئے کہ اللہ! اور بے شک ہم یا تم ضرور راہ راست پر ہیں

اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۴ قُلْ لَّا تُسْــَٔـلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔـلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۲۵ قُلْ يَجْمَعُ

یا صریح گمراہی میں ہیں۔ آپ فرما دیجئے ہم نے جو جرم کیے تم سے ان کی باز پرس نہ ہوگی اور ہم سے ان کاموں کے بارے میں سوال نہ ہوگا جو تم کرتے ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ

بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۝۲۶ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ

ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا۔ پھر ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرمائے گا، اور وہ بڑا فیصلہ فرمانے والا ہے۔ خوب جاننے والا ہے۔ آپ فرما دیجئے مجھے دکھا دو وہ لوگ

بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۷ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ

جنہیں تم نے شریک بنا کر اللہ کے ساتھ ملا رکھا ہے، ہرگز نہیں بلکہ وہ اللہ ہے زبردست ہے حکمت والا ہے۔ اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۸

مگر سارے انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

## بارِ دیگر:

۲۴: قُلْ (کہہ دیجئے) اس میں آپ کو حکم دیا کہ بار دیگر انہیں فرما دیں۔ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (کہ کون تم کو آسمان وزمین سے روزی دیتا ہے)۔

## کفار کی گمراہی پر تعریض:

قُلِ اللّٰهُ (آپ کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ) پھر آپ کو حکم دیا کہ جواب اور اقرار بھی ان کی طرف سے خود اس طرح دیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں رزق دیتا ہے اور یہ اس بات کو ظاہر کرنے کیلئے کہ اس بات کا اعتراف واقرار وہ اپنے دلوں سے کرنے والے ہیں۔ ہاں بسا اوقات اس کو زبان پر نہ لائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے منہ سے اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کو مان لیا تو ان کو لازماً یہ کہا جائے گا پھر تم اس کی عبادت کیوں نہیں کرتے جو تمہیں رزق دیتا ہے اور ان کو اس کی ذات پر ترجیح دیتے ہو جو رزق کی قدرت نہیں رکھتے۔ پھر آپ کو حکم دیا گیا کہ ان کو یہ الزام دینے اور لاجواب کرنے کے بعد اگر وہ زبانی اقرار سے آگے نہیں بڑھے مگر اس بات سے قاصر نہ رہیں گے کہ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (میں یا تم ضرور ہدایت پر یا صریح گمراہی میں ہیں) اس کا مطلب یہ ہے کہ موحدین ومشرکین ہر دو فریق میں سے ہر ایک ضرور دو باتیں ہدایت وگمراہی میں سے ایک پر ہے یہ اس منصف کا کلام ہے جس نے اپنے ہر دوست ومخالف کو مخاطب کر کے کہہ دیا کہ تمہارے دوست نے تو تم میں سے ہر ایک کے ساتھ



BestUrduBooks.wordpress.com

انصاف کیا ہے۔اس موقعہ پر جو بات کہنی تھی اس کے کہنے کے بعد اس بات پر مخفی دلالت ضرور موجود ہے کہ فریقین میں سے کون ہدایت اور کون کھلی گمراہی میں ہے لیکن تعریض نے مجادل ومقابل کو اصل مقصد تک پہنچا دیا اور اس کی مثال وہ ہے جو جھوٹے کو دی جاتی ہے: ان احدنا لکاذب کہ ہم میں سے ایک تو جھوٹا ہے۔

## انداز میں فرق:

ہدایت پر علی کا لفظ اور ضلال پر فی لایا گیا کیونکہ ہدایت یافتہ گویا عمدہ گھوڑے پر سوار اس کو جدھر چاہتا ہے چوپٹ دوڑاتا ہے۔اور گمراہ گو اندھیرے کے سمندر میں ڈبکیاں کھا رہا ہے وہ نہیں جانتا کہ کدھر جائے۔

۲۵: قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (آپ فرما دیجئے تم سے ہمارے گناہوں کی باز پرس نہ ہوگی اور ہم سے تمہارے گناہوں کی باز پرس نہ ہوگی) یہ بات پہلی سے بڑھ کر مخاطب کو انصاف کی طرف دعوت دے رہی ہے وہ اس طرح کہ جرائم کی اسناد مخاطبین کی طرف کی گئی (حالانکہ آپ اس پر ماموروشکور ہیں) اور تعملون میں عمل کی نسبت مخاطبین کی طرف کی گئی۔(تقاضائے تہذیب وخیر خواہی یہی ہے) حالانکہ ان کو اس سے روکا اور منع کیا گیا ہے۔

۲۶: قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا (کہہ دیجئے کہ ہمارا رب ہم سب کو جمع کریگا) قیامت کے دن ثُمَّ یَفْتَحُ (پھر وہ فیصلہ فرمائے گا)۔ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ (ہمارے مابین حق کے ساتھ) بلا ظلم ومیلان کے وَهُوَ الْفَتَّاحُ (اور وہی بڑا فیصلہ فرمانے والا ہے) یعنی حاکم الْعَلِیْمُ (وہ جاننے والا ہے) اپنے فیصلے کو۔

۲۷: قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ (کہہ دیجئے! تم مجھے وہ تو دکھلاؤ جن کو تم نے ملا رکھا ہے) یعنی تم نے ان کو ملا دیا ہے۔بِہٖ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) شُرَكَآءَ (شریک بنا کر) اس کے ساتھ عبادت میں اور ارونی کا معنی یہ ہے ان کا خیال یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی غلطی دکھلائے اور شریک ٹھہرانے کی اس حالت پر مطلع کرے۔ کَلَّا (ہرگز نہیں) یہ کلا ردع اور تنبیہ کیلئے ہے کہ تم اس بات سے باز آؤ اور اپنی گمراہی پر متنبہ ہو جاؤ۔بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ (بلکہ وہی ہے اللہ تعالیٰ زبردست غالب) اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔

نحو: ھو یہ ضمیر شان ہے۔الْحَکِیْمُ (وہ اپنی تدبیر میں حکمت والا ہے)۔

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے پیغمبر بنائے گئے ہیں:

۲۸: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کیلئے پیغمبر بنا کر بھیجا)۔ کافۃ للناس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس طرح بھیجا جو بھیجنا ان کے لئے عام ہے اور ان کا احاطہ کرنے والا ہے کیونکہ جب وہ ارسال تمام کو شامل ہے تو پھر اس سے کوئی باہر رہ نہیں سکتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو، آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لیے ایک خاص دن کا وعدہ ہے اس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔

## قولِ زجاج رحمہ اللہ:

لغت میں کافۃ کا معنی احاطہ ہے مطلب یہ ہوگا ہم نے آپ کو اس طرح بھیجا کہ آپ لوگوں کیلئے انذار وابلاغ کو جمع فرمانے والے ہیں۔ ک ضمیر سے یہ حال ہے اور تاء مبالغہ کی ہے جیسا کہ راویۃ اور علامۃ میں ہے۔ بَشِیْرًا (خوشخبری سنانے والے) اللہ تعالیٰ کے فضل کی جو اقرار کرے۔ وَّ نَذِیْرًا (اور ڈرانے والے) عدل سے جو اصرار کرے۔ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے) پس ان کو ان کی جہالت و ناسمجھی آپ کی مخالفت پر آمادہ کرتی ہے۔

## وعدۂ قیامت کے سوال کا جواب:

۲۹: وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ (اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا) الوعد سے مراد قیامت جس کی طرف اس قول میں اشارہ فرمایا: (قل یجمع بیننا ربنا) [سبا: ۲۶] اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو)۔

۳۰: قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ (کہہ دیجئے تمہارے لئے ایک خاص دن کا وعدہ ہے۔)

نحو: میعاد یہ الوعد کا ظرف زمان یا مکان ہے یہاں ظرف زمان ہے۔ اس پر وہ قراءت دلالت کرتی ہے جس نے میعادٌ یومٌ پڑھا۔ پس یوم اس کا بدل ہے۔ اور اضافت بیانیہ ہے جیسا کہتے ہیں بعیر سانیۃ۔

لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ (کہ اس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو) مطلب یہ ہے تمہارے لئے اس سے پیچھے ہٹنا مہلت طلب کر کے بھی ممکن نہیں اور نہ جلدی مچا کر اس کو آگے بڑھا سکتے ہو۔

## وجہ انطباق:

ان کے سوال پر یہ جواب اس طرح منطبق ہوتا ہے کہ انہوں نے قیامت کے بارے میں سوال کیا۔ حالانکہ وہ قیامت کے منکر تھے۔ انہوں نے یہ سوال طلب ہدایت کی خاطر نہ کیا تھا بلکہ محض ضد بازی کی وجہ سے کیا تھا۔ اسی لئے جواب بھی تہدید اور دھمکی کے انداز میں دیا گیا جو کہ ان کے انکار و تعنت کے سوال کا ٹھیک ٹھیک جواب بنتا تھا۔ کہ وہ ایسے دن کے منتظر بیٹھے ہیں۔ جو اچانک ان کو آلے گا۔ اس سے ذرا آگے سرکنے کی ان میں طاقت نہ ہوگی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ

اور کافروں نے کہا کہ ہم ہرگز اس قرآن پر اور اس سے پہلے جو کتابیں تھیں ان پر ایمان نہ لائیں گے اور اگر

تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِۨ الْقَوْلَ ۚ

آپ اس وقت کی حالت دیکھ لیں جبکہ یہ ظالم لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے، ہر ایک دوسرے پر بات کو ڈال رہا ہوگا،

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝۳۱ قَالَ

نیچے درجہ والے لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لائے ہوتے، بڑے لوگ

الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاۗءَكُمْ

چھوٹے درجے کے لوگوں سے کہیں گے کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روک دیا تھا اس کے بعد کہ تمہارے پاس ہدایت آئی،

بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝۳۲ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ

بلکہ بات یہ ہے کہ تم مجرم تھے، اور نیچے درجہ والے ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے تھے بلکہ رات دن تمہاری مکاری نے روکا تھا

اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ

جبکہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ شرک کریں اور اس کے لیے شریک قرار دیں اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو ندامت کو چھپالیں گے،

وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۳۳

اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے، انہیں صرف انہیں کاموں کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے

## کفار نے قرآن کو واقعی ماننے سے انکار کیا تو قرآن نے ایک موقف محشر کی خبر دی:

۳۱: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اور کافر کہتے ہیں) ابوجہل اور اس کے پیروکار۔ لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ (نہ تو اس قرآن پر ہم ایمان لائیں گے اور نہ اس سے پہلی کتابوں پر) بین یدیہ قرآن مجید سے پہلے اترنے والی کتابیں۔ یا قیامت اور جنت و دوزخ۔ مطلب یہ ہے انہوں نے قرآن کو اللہ تعالیٰ کی واقعی کتاب ماننے سے انکار کر دیا۔ اور جو قرآن مجید جزاء کے لئے دوبارہ اٹھائے جانے کی بات کہتا ہے اس کو واقعی ماننے سے انکار کر دیا۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ (اگر آپ اس وقت کی حالت دیکھیں جب یہ ظالم کھڑے کیے جائیں گے) روکے جائیں گے عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ (اپنے ربّ کے سامنے لوٹاتے ہونگے) اپنے رب کے سامنے ڈالتے ہونگے۔ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِۨ الْقَوْلَ (ایک دوسرے پر بات کو) جھگڑے اور



BestUrduBooks.wordpress.com

جدال میں۔اس آیت میں ان کے آخرت میں ہونے والے انجام اور نتیجے کی خبر دی گئی۔پس رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کو فرمایا۔اگر تم آخرت میں ان کے موقف کو دیکھو جبکہ وہ طرح طرح سے جواب وسوال میں کھینچا تانی کر رہے ہونگے تو تم تعجب میں پڑ جاؤ۔تو جواب کو حذف کر دیا گیا۔یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا (ادنیٰ درجہ کے لوگ کہیں گے) پیروکار لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا (بڑے لوگوں کو) روساء، لیڈروں کو لَوْلَآ اَنْتُمْ لَکُنَّا مُؤْمِنِیْنَ (اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے) اگر تم ہمیں کفر کی طرف نہ بلاتے تو ہم اللہ اور اس کے رسول پر یقین کرنے والے ہوتے۔

۳۲: قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰکُمْ عَنِ الْهُدٰی (یہ بڑے لوگ ان ادنیٰ درجہ کے لوگوں کو کہیں گے کیا ہم نے تم کو ہدایت سے روکا تھا)

نحو: نحن اسم ضمیر پر ہمزۂ استفہام انکاری لایا گیا۔کیونکہ رؤساء کا مقصد اس بات سے انکار کرنا ہے کہ انہوں نے ان کو حق و ہدایت سے روکا ہے اور اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ انہوں نے خود اپنے آپ کو ہدایت سے روکا اور اپنے اختیار سے گمراہی لی ہے۔
بَعْدَ اِذْ جَآءَکُمْ (اس کے بعد کہ وہ تمہیں پہنچ چکی تھی)

نحو: اذ کو جاء کی طرف اضافت کے ساتھ لائے۔اگر چہ اذ اور اذا ایسے ظروف میں سے ہے جن کو ظرفیت لازم ہے کیونکہ زمان میں جو وسعت ہے وہ دوسروں میں نہیں اسلئے اس کی طرف زمان کی اضافت کر دی۔بَلْ کُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ (بلکہ تم ہی قصور وار ہو) اپنے اختیار سے کفر اختیار کیا اور ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی ہماری بات اور تزیین سے تم نے ہرگز کفر اختیار نہیں کیا۔

## کمزوروں کا جواب:

۳۳: وَقَالَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا (اور یہ کمزور لوگ اپنے ان رؤساء سے کہیں گے)۔

**سوال**: یہاں حرف عطف وقال الذین استضعفوا میں لائے۔جبکہ قال الذین استکبروا میں نہیں لایا؟

**جواب**: الذین استضعفوا پہلے ان کے کلام میں گزر چکا اس کا جواب حرف عاطف کو حذف کر کے جملہ مستانفہ کے طریقہ سے لائے۔پھر مستضعفین کا دوسرا کلام ذکر کیا۔تو ان کے اولا کلام پر عطف کر دیا۔

بَلْ مَکْرُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ (بلکہ تمہاری رات دن کی تدابیر نے روکا) بلکہ تم ہمارے ذریعہ دن رات تدابیر اختیار کرتے تھے۔ظرف کو وسعت دے کر مفعول کی جگہ لائے اور مکر کی اضافت اس کی طرف کر دی۔نمبر۲۔ان کے دن رات کو مکر کرنے والے قرار دیا۔یہ بطور اسناد مجازی کیا یعنی دن رات مکر کرنا یہ کہ لمبی دیر تک تم نے سلامتی سے دن رات گزارے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا تم حق پر ہو۔اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّکْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا (جب کہ تم ہمیں فرمائش کرتے رہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے لئے شریک قرار دیں) اندادا کا معنی مشابہ۔مطلب یہ ہے جب متکبرین نے اپنے اس قول سے کمزوروں کی بات کا انکار کیا انحن صددنٰکم کہ ہم تمہارے کفر کا سبب نہیں ہیں اور یہ کہہ کر بل کنتم مجرمین ثابت کیا کہ کفر تم نے اپنے اختیار وکسب سے حاصل کیا۔پیروکاروں نے ان کی بات کو دوبارہ تردید کرتے ہوئے کہا بل مکر



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا

اور کسی بستی میں ہم نے کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر ہوا یہ کہ ان کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ بلاشبہ تم جو کچھ لے کر بھیجے گئے ہو ہم اسے نہیں مانتے ۔ اور انہوں نے کہا کہ

نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ

ہمارے اموال و اولاد تم سے زیادہ ہیں اور ہمیں عذاب ہونے والا نہیں ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ میرا رب جس کے لیے چاہے

لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ ع۴/۱۰

روزی کو فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے اور لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ اور تمہارے اموال اور اولاد ایسے نہیں ہیں

تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ

جو تمہیں ہمارا مقرب بنا دیں مگر ہاں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، سو ان لوگوں کے لیے ان کے اعمال کی وجہ سے ایسا صلہ ہے جو بڑھا چڑھا کر

بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ

دیا جائے گا اور وہ بالاخانوں میں امن وچین سے ہوں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں ہرانے کی کوشش کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ

یہ وہ لوگ ہیں جو عذاب میں حاضر کیے جائیں گے، آپ فرما دیجئے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے روزی کو فراخ

عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾

کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے اور جو بھی کوئی چیز تم خرچ کرو گے سو وہ اس کے بعد اس کا عوض دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

**الیل والنہار** ۔ گویا ان کے اضراب کو اپنے اضراب سے باطل قرار دیا۔ گویا کہ اس طرح کہا جرم ہماری طرف سے نہ تھا۔ بلکہ جرم کی آمد تمہارے مکر کی وجہ سے تھی جو دن رات ہم پر چلتا رہا اور تم نے ہمیں شرک اور اللہ تعالیٰ کے شریک بنانے پر آمادہ کیا۔ **وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ** (وہ لوگ شرمندگی کو پوشیدہ رکھیں گے) چھپائیں گے یا نمبر۲۔ ظاہر کریں گے۔ یہ اسروا کا لفظ اضداد میں سے ہے اور وہ اپنے اس قول میں ظالم ہیں۔ **اذالظالمون موقوفون** [سبا:۳۱] بڑے لوگ ان کی گمراہی پر شرمندہ ہونگے اور ان کے اضلال پر نادم ہونگے اور ادنیٰ لوگ ان کی گمراہی پر نادم ہونگے اور اس بات پر کہ انہوں نے گمراہوں کی پیروی کی۔ **لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ** (جبکہ عذاب کو دیکھیں گے) جہنم کو **وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِیْٓ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا** (اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے) یعنی ان کی گردنوں میں جس کی وجہ سے وہ اغلال کے مستحق ہوئے اس پر دلالت کی بناء پر صراحۃً فرمایا۔ **هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ** (ان کو ایسا ہی بدلہ دیا گیا جیسا وہ کرتے تھے) دنیا کی زندگی میں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تسلیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

۳۴: وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ (اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرسنانے والانہیں بھیجا) نذیر سے یہاں پیغمبر مراد ہے۔اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ (مگر کہ وہاں کے خوشحال طبقہ نے یہی کہا) مترف سے عیش پرست اور روٴساء مراد ہیں۔اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (ہم توان احکام کے منکر ہیں جوتم دے کر بھیجے گئے)۔یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔کیونکہ آپ کو اپنی قوم کی طرف سے تکذیب قرآن اور کفر بالقرآن کا سامنا تھا۔بتلایا کہ کسی قوم کی طرف جب بھی کوئی نذیر آیا توان کو وہاں کے لوگوں نے وہی کہا جورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ رہے ہیں کفار مکہ کثرتِ اموال واولاد پر فخر کرنے لگے جیسا کہ فرمایا:

۳۵: وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ (اور انہوں نے یہ بھی کہا ہم مال واولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو) بِمُعَذَّبِیْنَ (کبھی عذاب نہ ہوگا) ان کی مراد یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے معزز ہیں اس لئے وہ ان کو عذاب نہ دے گا۔اس کی دلیل وہ اپنی دنیا کے حالات کو پیش کرتے تھے ان کے گمان میں یہ بات تھی کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت والے نہ ہوتے توان کو رزق نہ ملتا اور اگر موٴمن حقیر نہ ہوتے تو رزق سے محروم نہ ہوتے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے اس گمان کو باطل قرار دیا کہ رزق تو فضل الٰہی ہے اس کو جس طرح چاہتا ہے وہ تقسیم کرتا ہے بسا اوقات نافرمان پر وسعت کردیتا اور مطیع پر تنگی کرتا ہے اور بعض اوقات اس کا الٹ ہوتا ہے اور بعض اوقات دونوں ہی پر وسعت کرتا ہے اور دونوں پر تنگ بھی کردیتا ہے اس پر ثواب کے معاملے کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

۳۶: قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ (کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے) وَیَقْدِرُ (اور جس کو چاہتا ہے کم کردیتا ہے)۔قَدْرُ الرزق کا معنی تنگ کرنا جیسا کہ فرمایا ومن قُدر علیه رزقه [الطلاق:۷] وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (لیکن اکثر لوگ واقف نہیں) اس بات سے۔

۳۷: وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ (تمہارے اموال واولاد ایسی چیز نہیں) تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى (جوتم کو درجہ میں ہمارے مقرب بنادے) نہ تمہارے سارے اموال اور نہ تمہاری ساری اولادیں ایسی ہیں جو کہ تمہیں مقرب بنادیں۔

نحو: یہاں جماعۃ اموال واولاد معنی کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں جمع مکسر کے صیغے دونوں ہیں اور جمع تکسیر میں عقلاء وغیر عقلاء تانیث وتذکیر میں برابر ہوتے ہیں۔جماعۃ اگرچہ موٴنث ہے مگر اس سے کچھ فرق نہ پڑیگا۔الزلفٰی والزلفة یہ القربیٰ اور القربة کی طرح ہے۔زُلفٰی محلًا منصوب ہے ای تقربکم قربةً جیسا کہ اس ارشاد میں والله انبتکم نباتًا [نوح:۱۷]

اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا (مگر جوشخص ایمان لایا اور نیک عمل کیے)

نحو: کُمْ جو کہ تقربکم میں ہے اس سے استثناء ہے یعنی مال کسی کو مقرب نہیں بنا سکتا مگر موٴمن صالح کو جو کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کرتا ہے اور اولاد کسی کو مقرب نہیں بنا سکتی مگر اس شخص کو جس نے اولاد کو خیر وبھلائی سکھائی اور ان کو دین میں سمجھ دار بنا دیا اور صلاح وطاعت ان میں راسخ کردی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قول ابن عیسیٰ رحمہ اللہ:

اِلَّا لکن کے معنی میں ہے اور من شرطیہ ہے اس کا جواب اولئك هم جزاء الضعف ہے۔ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا (پس ایسے لوگوں کیلئے دوگنا بدلہ ان کے عمل کا ہے)۔

نحو: جزاء الضعف میں مصدر کی اضافت مفعول کی طرف کردی گئی ہے۔ اس کی اصل اس طرح ہے فاولئك لهم ان يجازوا الضعف ثم جزاء الضعف ثم جزاء الضعف۔ پس وہ لوگ جن کے لئے یہ ہے ان کو دوگنا بدلہ دیا جائے پھر دوگنا بدلہ پھر دوگنا بدلہ۔

## جزاء الضعف کا مطلب:

یہ ہے کہ ان کی ایک نیکی کو دس تک بڑھا دیا جائے گا۔

قراءت: یعقوب نے جزاء الضعفُ پڑھا علی نے فاولئك لهم الضعف جزاء بما عملوا یعنی ان کے اعمال کے سبب۔

وَ هُمْ فِی الْغُرُفٰتِ (اور وہ بالا خانوں میں) جنت کے مکانات کے بالا خانے ۔

قراءت: حمزہ نے فی الغرفة پڑھا ہے۔

اٰمِنُوْنَ (چین سے ہونگے) ہر خوفناک و مشغول کر دینے والی سے۔

۳۸: وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا (اور وہ لوگ جو ہماری آیات کے متعلق کوشش کر رہے ہیں) ان کو باطل کرنے میں مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ (تھکانے کیلئے وہ عذاب میں) مُحْضَرُوْنَ (حاضر کیے جائیں گے)۔

۳۹: قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ (آپ فرما دیجئے بیشک میرا رب رزق فراخ کر دیتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگی سے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور جو چیز تم خرچ کرو گے پس وہ اس کا بدلہ دیگا) يبسط کا معنی وسعت دینا ما انفقتم میں ما شرطیہ ہے۔ اور موضع نصب میں واقع ہے۔ من شیئ میں من بیانیہ ہے۔ يخلفه کا معنی عوض دینا ہے اس کے سوا کوئی عوض دینے والا نہیں خواہ وہ جلد مال سے دے یا ایک وقت مقررہ پر ثواب سے دے۔

نحو: جواب شرط هو خير الرازقين ہے۔

وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ (وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے) الرازقين (کا معنی کھانا کھلانے والا) کیونکہ جو بھی رزق اس کے علاوہ بادشاہ یا آقا یا کوئی اور پہنچاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا رزق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں میں جاری فرمایا ہے رزق کا خالق وہی ہے اور ان اسباب کا بھی خالق ہے جن سے مخلوق رزق کا فائدہ اٹھاتی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا الحمد لله الذی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿۴۰﴾

اور جس دن اللہ ان سب کو جمع فرمائے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟

قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ

فرشتے عرض کریں گے کہ آپ پاک ہیں، آپ ہمارے ولی ہیں ان سے ہمارا کچھ تعلق نہیں، بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ جنات کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے اکثر ان پر

بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ

ایمان لائے ہوئے تھے۔ سو آج تم میں سے بعض بعض کے لیے کسی نفع یا ضرر کا مالک نہیں، اور ہم ظالموں سے

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿۴۲﴾ وَإِذَا تُتْلٰى

کہیں گے کہ دوزخ کا عذاب چکھ لو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور جب ان پر ہماری واضح

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوا مَا هٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ

آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ شخص تو یہی چاہتا ہے کہ تم لوگوں کو ان چیزوں سے روک دے جن کی تمہارے

يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ وَقَالُوا مَا هٰذَا إِلَّا إِفْكٌ مُفْتَرًى وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ

باپ دادے عبادت کیا کرتے تھے، اور انہوں نے کہا کہ یہ محض ایک تراشا ہوا جھوٹ ہے، اور کافروں نے حق کے بارے میں کہا

لَمَّا جَآءَهُمْ إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِنْ كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا

جب ان کے پاس آگیا کہ یہ محض ایک جادو ہے کھلا ہوا۔ اور ہم نے انہیں کتابیں نہیں دی تھیں جن کو وہ پڑھتے پڑھاتے ہوں،

وَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا

اور ہم نے آپ سے پہلے ان کی طرف کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا۔ اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے تکذیب کی، اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا تھا یہ لوگ اس کے دسویں

مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿۴۵﴾ ع ۹

حصہ کو بھی نہیں پہنچے، سو انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا، سو کیسا ہوا میرا عذاب؟

أوجدني وجعلني ممن يشتهي، فكم من مشتهٍ لا يجد وواجد لا يشتهي۔ تمام تعریفیں اس ذات کے لائق ہیں جس نے مجھے وجود دیا اور ان لوگوں میں سے بنا دیا جو چاہنے والے ہیں۔ کتنے ہی چاہنے والے ہیں جو کچھ نہیں پاتے اور کتنے پانے والے ہیں۔ جو چاہنے والے نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## محشر کا ایک منظر:

۴۰: وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُوْلُ (اور جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع فرمائے گا پھر فرمائے گا) ۔لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ (فرشتوں کو کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے)۔

قراءت: یحشر اور یعبدون کو یاء سے حفص ٗیعقوب نے پڑھا ہے۔ نافع ٗابن کثیر ٗابوعمرو نے تاء سے پڑھا ہے۔ اس میں فرشتوں کو خطاب کر کے کفار کو خبردار کیا گیا یہ مثل مشہورہ کے مطابق لایا گیا ایاك اعنی و اسمعی یا جارۃ یہ مثال اس کے لئے بیان کی جاتی ہے جو مخاطب اور کو کرے اور مراد دوسرے کو سنانا ہو جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: ءَ انت قلت للناس اتخذونی الآیۃ [المائدہ:۱۱۶] اس میں خطاب عیسیٰ علیہ السلام کو ہے مگر غیر اللہ کی پوجا کرنے والے سب کو سنانا مقصود ہے۔

## غیر اللہ کی عبادت پر رضامندی سے براءت:

۴۱: قَالُوْا (وہ عرض کریں گے) یعنی فرشتے سُبْحٰنَكَ آپ (پاک ہیں) آپ اس سے پاک ہیں کہ آپ کے ساتھ اور کی عبادت کی جائے۔ اَنْتَ وَلِيُّنَا (ہمارا تو آپ سے تعلق ہے) الموالات یہ معادات کے خلاف ہے یہ ولی کے لفظ سے مفاعلہ اور وہ قرب کو کہا جاتا ہے اور ولی کا اطلاق موالی (غلام) اور موالی (سردار) دونوں پر ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے تیری ہی ذات سے ہم موالات کرتے ہیں۔ مِنْ دُوْنِهِمْ (نہ کہ ان سے) اس لئے کہ ہمارے اور ان کے مابین کچھ موالات نہیں۔ پس انہوں نے اللہ تعالیٰ کی موالات کو ثابت کر کے اور کفار کی معادات ظاہر کر کے واضح کیا کہ وہ غیر اللہ کی عبادت پر رضامندی سے بریٔ الذمہ ہیں۔ کیونکہ وہ اس طرح حالت رکھتا ہو اس کی حالت اس کے منافی ہے۔ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ (بلکہ وہ جنات کی عبادت کرتے تھے) جن سے مراد شیاطین ہیں۔ عبادت کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت میں شیاطین کی اطاعت کی۔ نمبر۲۔ یا وہ جنات بتوں کے پیٹ میں گھس جاتے جب لوگ بتوں کی عبادت میں مصروف ہوتے۔ پس بتوں کی عبادت کے ساتھ ان کی بھی عبادت کی جاتی۔ نمبر۳۔ یا شیاطین نے لوگوں کو جنات کی ایسی اشکال بنا کر پیش کیں جن کے متعلق یہ تصور دیا کہ یہ فرشتوں کی صورتیں ہیں۔ پس تم ان کی پوجا کرو۔ اَكْثَرُهُمْ (ان کی اکثریت) مراد انسانوں کی اکثریت یا کفار کی اکثریت بِهِمْ (ان پر) یعنی جنات پر مُّؤْمِنُوْنَ (اعتقاد جمانے والے تھے)۔

۴۲: فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا (پس آج کے دن تم میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہنچانے کا) کیونکہ اختیار تمام تر اللہ تعالیٰ وحدہ ہی کے لئے ہے۔ اس میں کوئی کسی کیلئے ذرہ بھر منفعت و ذرہ بھر نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اس لئے کہ یہ ثواب و عقاب کی جگہ ہے اور ثواب دینے اور سزا دینے والا وہ خود ہے۔ پس اس جہان کی حالت دنیا کی حالت سے بہت مختلف ہے۔ کیونکہ دنیا دار التکلیف ہے۔ اور لوگوں کو دنیا میں آزادانہ طور پر ایک دوسرے سے نفع اٹھانے اور پہنچانے اور نقصان دینے اور دلانے کا پورا اختیار حاصل ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ ہی ضار و نافع ہونگے۔ پھر ظالمین



BestUrduBooks.wordpress.com

کا انجام اس قول سے ذکر کر دیا۔ وَنَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا (ہم ظالموں کو کہیں گے) ظالم ان کو اس لئے کہا کہ انہوں نے عبادت کو غیر محل میں رکھ دیا۔

نحو: اس کا عطف لا یملك پر ہے۔

ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ کُنْتُمْ بِهَا تُکَذِّبُوْنَ (تم آگ کے اس عذاب کو چکھو جس کو تم جھٹلاتے تھے) یعنی دنیا میں۔

## قرآن کو سحر کہنے والے شرک کے مدعی کس طرح بن بیٹھے:

۴۳: وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا (جب ان کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں) یعنی جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے۔ بَیِّنٰتٍ (جو صاف صاف ہیں) واضح ہیں۔ قَالُوْا (وہ کہتے ہیں) یعنی مشرکین مَا ھٰذَا (نہیں ہے یہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّصُدَّکُمْ عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُکُمْ وَقَالُوْا مَا ھٰذَآ اِلَّآ اِفْکٌ مُّفْتَرًی وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (مگر یہ ایک ایسا شخص ہے جو یہ چاہتا ہے کہ تمہیں ان چیزوں سے باز رکھے جن کی عبادت تمہارے بڑے کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ محض تراشا ہوا جھوٹ ہے اور کافر کہتے ہیں) ھذا کا مشار الیہ قرآن ہے اور وہ کہتے ہیں قرآن سے عدول یہ ان کے بڑے انکار اور سخت غصے کی علامت ہے۔ لِلْحَقِّ (حق کو) یعنی قرآن مجید کو یا تمام امر نبوت کو لَمَّا جَآءَ ھُمْ (جبکہ وہ ان کے پاس پہنچا) اور وہ اس کی مثال لانے سے عاجز آ گئے۔ اِنْ ھٰذَآ (بیشک یہ) یعنی حق اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ (نہیں ہے مگر صریح جادو) انہوں نے پہلے قطعی طور پر کہا کہ یہ جادو ہے پھر قطعیت کے ساتھ کہا کہ صریح جادو ہے ہر عاقل غور کرے تو اس کو جادو نام دے گا۔

۴۴: وَمَآ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ کُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا (اور ہم نے ان کو کتابیں نہیں دی تھیں کہ وہ ان کو پڑھتے پڑھاتے ہوں) یعنی ہم نے مشرکین مکہ کو کتابیں نہ دی تھیں کہ جن کو وہ پڑھتے پڑھاتے ہوں۔ جن میں شرک کے صحیح ہونے پر دلیل موجود ہو۔ وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ (اور ہم نے آپ سے پہلے ان کی طرف کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا تھا) اور نہ ہی ہم نے ان کی طرف کسی کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا جو ان کو عقاب و سزا سے ڈرائے اگر وہ شرک نہ کریں مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کی طرف کوئی پیغمبر نہیں بھیجا جس نے ان کو شرک کی دعوت دی ہو اور ترک شرک پر عذاب سے ڈرایا ہو پھر یہ شرک کے مدعی کیسے بن بیٹھے۔

۴۵: پھر ان کی تکذیب پر ان کو ڈرایا فرمایا: وَکَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (اور ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے تکذیب کی تھی) یعنی ان سے پہلی جو امتیں اور زمانے گزرے انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی جیسا انہوں نے کی ہے۔ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَیْنٰهُمْ (اور وہ تو اس سامان کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے جو ہم نے ان کو دے رکھا تھا) یعنی اہل مکہ تو عمروں کی طوالت، قوتِ اجسام اور کثرتِ اموال میں گزشتہ امتوں کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے۔ فَکَذَّبُوْا رُسُلِیْ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ (پس انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا پس کیسا ہوا میرا عذاب۔) ان سے پہلے تکذیب کرنے والوں کو پھر ان کو ایسے عذاب سے محتاط ہونا چاہیے۔ رُسُلِیْ ۔ وصل وقف دونوں حالتوں میں یعقوب نے یاء سے پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہے جب انہوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلا دیا تو میرا انکار ان پر تباہی و استیصال لایا۔ اور جن چیزوں کو وہ سہارا قرار دیتے تھے وہ ان کو فائدہ مند نہ ہوئیں۔ پھر ان کا کیا



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا

آپ فرما دیجئے کہ میں تمہیں ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں وہ یہ کہ تم اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ دو دو اور ایک ایک پھر تم سوچو تمہارے

بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾

ساتھی کو کوئی دیوانگی نہیں ہے وہ تو ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے تمہیں ڈرانے والا ہے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

آپ فرما دیجئے کہ میں نے جو کچھ تم سے معاوضہ کا سوال کیا ہو سو وہ تمہارے لیے ہی ہے میرا اجر تو صرف اللہ پر ہے، اور وہ ہر چیز پر

شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ

اطلاع رکھنے والا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ بے شک میرا رب حق کو غالب کر دیتا ہے وہ پوری طرح غیبوں کا جاننے والا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ حق

الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى

آ گیا اور باطل نہ کرنے کا رہا نہ دھرنے کا۔ آپ فرما دیجئے کہ اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی مجھ ہی پر

نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾

پڑے گی اور اگر میں ہدایت پر رہوں تو اسی وحی کی بدولت جو اللہ میرے پاس بھیج رہا ہے، بے شک وہ سننے والا ہے قریب ہے۔

معاملہ ہے خود سوچ لیں؟

نکتہ: فرمایا فکذبوا رسلی حالانکہ اس سے قبل یہی مضمون و کذب الذین من قبلھم میں آ چکا اس کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ جواب یہ ہے کہ جب و کذب الذین من قبلھم اور فعل الذین من قبلھم کا معنی تکذیب ہے اور انہوں نے اس کا ارتکاب کیا ہے تو تکذیب رسل کو مسبب عنہ قرار دیا اور اس کی مثال یہ قول ہے اقدم فلان علی الکفر فکفر بمحمد ﷺ۔

## قومی غیرت کو ایک طرف رکھ کر سوچو تو حق ضرور مل جائے گا:

۴۶: قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ (آپ کہہ دیجئے میں تمہیں صرف ایک بات سمجھاتا ہوں) ایک بات کی اور اس کی تفسیر اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ سے کی۔ (کہ تم اللہ تعالیٰ کیلئے کھڑے ہو جاؤ)۔

نحو: یہ اس کا عطف بیان ہے۔ یہ بدل ہے ان دونوں صورتوں میں یہ محل جر میں ہے۔ نمبر۲۔ یہ محل رفع میں ہے۔ اس کی تقدیر عبارت یہ ہوگی ھی ان تقوموا۔ نمبر۳۔ اعنی کو مقدر مان کر نصب پڑھیں۔ نمبر۱۔ قیام سے مراد یہاں مجلس رسول ﷺ سے اٹھ جانا اور آپ کے پاس سے منتشر ہونا ہے۔ نمبر۲۔ قیام سے مراد اس کا قصد کرنا ہے اس سے ہٹ جانا اور اٹھ جانا مراد نہیں۔ اب مطلب



BestUrduBooks.wordpress.com

یہ ہے میں ایک بات کی تمہیں نصیحت کرتا ہوں اگر تم اس کو اختیار کرلو تو حق کو پالو گے۔ اور کفر سے چھوٹ جاؤ گے۔ وہ یہی ہے کہ تم خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر کھڑے ہو جاؤ۔ نہ عصبیت و قومی غیرت کی خاطر بلکہ طلب حق کے لئے۔

مَثْنٰی (دو، دو) وَفُرَادٰی (اور ایک، ایک) ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا (پھر تم سوچو) حضرت محمد ﷺ اور جو چیز وہ لے کر آئے ہیں ان کے متعلق پھر دو سوچنے والے وہ سوچ کر ان میں سے ہر ایک اپنی فکر و سوچ دوسرے کے سامنے پیش کرے گا۔ وہ دونوں اس میں سچائی اور انصاف کی نگاہ سے دیکھیں گے یہ صحیح نظر ان کو حق تک لے آئے گی۔ بالکل اسی طرح ایک فرد اپنے دل میں غور کرے گا۔ اور عدل وانصاف سے کام لے گا اور اپنی فکر کو عقل پر پیش کرے گا تو وہ بھی حق کو ضرور پالے گا۔

باقی دو اور ایک الگ ہونے کا مطلب یہ ہے اجتماع واکٹھ سے دلوں میں تشویش پیدا ہوتی ہے۔ اور بصیرت اندھی ہو کر دیکھنے سے روک دیتی ہے انصاف پر کم نگاہ پڑتی ہے جھکاؤ زیادہ ہوتا ہے اور تعصب کا شور جوش زن ہوتا ہے۔ اور فقط وہ بات سنی جاتی ہے جو اپنے مذہب کیلئے مددگار ہو۔

نحو: اور تتفکروا کا عطف تقوموا پر ہے۔

مَا بِصَاحِبِكُمْ (اور تمہارے ساتھی کو نہیں ہے) یعنی محمد ﷺ کو مِّنْ جِنَّةٍ (ذرہ بھر جنون) مطلب یہ ہے کہ پھر سوچو جس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تمہارے ساتھی کو جنون نہیں۔ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ (وہ فقط تمہیں ایک آنے والے سخت عذاب سے ڈرانے والا ہے) بین یدی کا معنی سامنے آگے، عذاب شدید سے آخرت کا عذاب مراد ہے۔ یہ اس ارشاد نبوی ﷺ کی طرح ہے بعثت بین یدی الساعة [احمد ۱/۳۱، مسلم ۸۶۷، نسائی ۳/۱۸۸، ابن ماجہ ۴۵]

۴۷: پھر واضح فرمایا کہ میں اس انذار پر تم سے مزدوری کا طالب نہیں ہوں۔ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ (کہہ دیجئے اگر میں نے تم سے کچھ معاوضہ مانگا ہو) اپنے اس انذار اور تبلیغ رسالت پر فَهُوَ لَكُمْ (تو وہ تمہارا ہی رہا) یہ شرط کی جزاء ہے تقدیر کلام اس طرح ہے۔ ای شئی سالتکم من اجر (میں نے اس پر مزدوری میں کونسی چیز تم سے مانگی ہے)۔ یہ اس ارشاد کی طرح ہے۔ ما یفتح اللہ للناس من رحمة [فاطر:۲] مطلب سرے سے مزدوری کے مطالبے کی نفی ہے۔ جیسے کہتے ہیں: مالی فی ھذا فھو لك ای لیس لی فیه شئ اس میں میرے لئے کچھ نہیں اِنْ اَجْرِيَ (میرا معاوضہ تو)

قراءت: مدنی، شامی، حفص، ابو عمرو نے نصب یاء کے ساتھ پڑھا اور باقی قراء نے سکونِ یاء سے پڑھا ہے۔

اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (بس اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے۔ اور وہی ہر چیز پر اطلاع رکھنے والا ہے) پس وہ جانتا ہے کہ میں تمہیں نصیحت کرنے اور دعوت دینے پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ میں تو اسی سے اجر لونگا۔

## حق سے باطل کو پاش کر دیا جائے گا:

۴۸: قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ (آپ کہہ دیجئے میرا رب حق کو غالب کرتا ہے) وحی کے ذریعہ۔ القذف کا معنی تیر کو متوجہ کرنا اور اعتماد سے قصد کرنا۔ ڈالنے کے معنی میں بطور استعارہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس ارشاد میں یہی معنی ہے۔ وقذف فی



BestUrduBooks.wordpress.com

قلوبهم الرعب[الاحزاب:۲۶]اسی طرح اس ارشاد میں۔ان اقذفیه فی التابوت [طہٰ:۳۹]یقذف بالحق کا مطلب وحی کا القاء کرنا اور بھیجنا ہے۔یا حق کو باطل پر پھینک کر پاش پاش اور تتر بتر کر دیتا ہے۔عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (وہ علام الغیوب ہے) یہ یقذف کی ضمیر سے بدل ہے۔نمبر۲۔مبتدأ محذوف ھو کی خبر ہے۔

۴۹: قُلْ جَآءَ الْحَقُّ (کہہ دیجئے حق آ گیا) حق سے اسلام اور قرآن مراد ہے وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ (اور باطل کرنے دھرنے کا نہ رہا)۔یعنی باطل زائل ہو گیا اور تباہ و برباد ہوا کیونکہ ابداء و اعادہ یہ اللہ تعالیٰ کی جو حی و قیوم ہے اس کی صفات سے ہے۔ پس ان کا عدم یہ ہلاکت کی تعبیر ہے حاصل یہ ہوا حق آیا اور باطل بھاگ گیا جیسا کہ اس ارشاد میں ہے:جاء الحق وزهق الباطل [الاسراء:۸۱]

## قولِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

نبی اکرم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔اس وقت کعبہ کے گرد بت تھے۔آپ ان کو نبع درخت کی چھڑی سے ان کو چوک دیتے اور فرماتے جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا' جاء الحق و ما يبدئ الباطل و مايعيد۔

[بخاری۔۲۴۷۸ مسلم۔۱۷۸۱،احمد۔۱/۳۷۷]

## ایک قول:

الباطل سے بت مراد ہیں۔

## قولِ دیگر:

ابلیس کیونکہ وہ باطل والا ہے یا وہ تباہ ہونے والا ہے۔جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ شیطان کو شیطان اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ شاط بمعنی ھلک سے ہے۔مطلب یہ ہوا کہ شیطان اور بت نہ کسی چیز کو پیدا کرتے ہیں اور نہ دوبارہ اٹھائیں گے نئے سرے سے پیدا کرنے والا اور اٹھانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

## فائدہ خالص توحیدِ الٰہی سے ہے:

۵۰: جب کفار نے کہا تو اپنے آباء کا دین چھوڑ کر گمراہ ہو گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ (کہہ دیجئے اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی مجھ ہی پر ہے)یعنی اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو وہ میری طرف سے ہے اور اس کا وبال بھی مجھ پر ہے۔وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ (اور اگر میں راہ پر ہوں تو یہ اس وحی کے سبب ہے جو میرے رب نے مجھ پر کی ہے)اس لئے یہ وحی کے ذریعہ اس میں میری راہنمائی کر دی گئی ہے۔

تقابل کے قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ کہا جاتا وان اهتديت فانما اهتدى لها جیسا کہ اس آیت میں فرمایا:فمن اهتدى فلنفسه ومن ضلّ فانما يضل عليها [الزمر:۴۱] لیکن ان دونوں میں معنوی تقابل پایا جاتا ہے۔کیونکہ نفس پر جو بوجھ اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ

اور اگر اس وقت کو آپ دیکھیں جب یہ لوگ گھبرا جائیں گے پھر چھوٹنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور قریب ہی جگہ سے پکڑ لیے جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لائے اور اتنی دور جگہ سے

التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ ۚ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ

ان کے ہاتھ آنا کہاں ممکن ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے اس کا انکار کر چکے ہیں، اور دور ہی دور سے بے تحقیق باتیں

مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ

پھینکا کرتے ہیں اور ان کے اور ان کی آرزوؤں کے درمیان آڑ کر دی جائے گی جیسا کہ ان سے پہلے ان کے ہم مشربوں کے ساتھ

قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾

کیا گیا، بلاشبہ وہ تردد میں ڈالنے والے شک میں تھے۔

رکوع ۱۲

جو اس کے لئے نقصان دہ ہے۔ وہ نفس کی وجہ اور اسی کے سبب سے ہے کیونکہ نفس کا طبعی میلان برائی کی طرف ہے۔ اور جس چیز میں نفس کو فائدہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی اور اس کی توفیق سے ہے۔ اور یہ حکم ہر ایک مکلف کے لئے ہے۔ اس نے اپنے رسول کو حکم فرمایا اس کا اسناد وہ اپنی ذات کی طرف کرے کیونکہ جب رسول اپنے عظیم الشان مرتبے اور راستے کی درستگی کے باوجود اس کے تحت داخل ہوگیا تو غیر رسول بدرجہ اولیٰ اس کے تحت داخل ہے۔ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ بیشک وہ سب کچھ سنتا ہے) اس کو جو میں تمہیں کہتا ہوں۔ قَرِيْبٌ (بہت نزدیک ہے) میرے اور تمہارے وہ مجھے بھی بدلہ دے گا اور تمہیں بھی بدلہ دے گا۔

۵۱: وَلَوْ تَرٰٓى (اور اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کریں)۔ اس کا جواب محذوف ہے۔ ای رأیت امرًا عظیمًا وحالًا ھائلۃً تو ضرور تم بڑا معاملہ اور خوفناک حالت دیکھو گے۔ اِذْ فَزِعُوْا (جبکہ وہ گھبراتے پھریں گے) جب اٹھیں گے یا موت کے وقت یا بدر کے دن فَلَا فَوْتَ (پھر نکلنے بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی) کوئی بھاگنے کا راستہ نہیں یا نہ وہ اللہ تعالیٰ سے آگے نکل سکیں گے اور نہ پیچھے بھاگ سکیں گے۔ وَاُخِذُوْا (اور پکڑ لیے جائیں گے) اُخذوا کا عطف فزعوا پر ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے فزعوا واخذوا فلا فوت لھم پھر وہ گھبرائیں گے اور پکڑ لیے جائیں گے پس نکل کر نہ بھاگ سکیں گے۔ نمبر۲۔ لا فوت پر عطف ہے۔ معنی اس طرح ہوگا۔ اذ فزعوا فلم یفوتوا واخذوا من مکان قریب۔ جب وہ گھبرائے تو بھاگ نہ سکے اور قریب جگہ سے پکڑ لیے گئے۔ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ (قریب جگہ سے) جو موقف میں آگ سے قریب ہے جبکہ وہ اٹھیں گے یا وہ جگہ قریب ہے زمین کی سطح سے زمین کے پیٹ کی طرف جبکہ ان پر موت آئے گی یا وہ جگہ قریب ہے صحرائے بدر سے قلیب بدر کی طرف جبکہ وہ قتل ہوئے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## طلب ناممکن کی تمثیل:

۵۲: وَّقَالُوْٓا (اور وہ کہیں گے ) جب عذاب کو آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اٰمَنَّا بِهٖ (ہم اس پر ایمان لے آئے ) یعنی محمد ﷺ پر ہٖ کی ضمیر کا مرجع آپ ہیں کیونکہ اس آیت میں تذکرہ گزرا۔ مابصاحبکم من جنة [سبا:۴۶] یاہٖ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ (اور کیونکر ان کے ہاتھ آنا ممکن ہے اتنی دور جگہ سے )۔ التناوش (لینا، پکڑنا) مطلب یہ ہے کہ وہ توبہ کو کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان سے دور جا چکی۔ مقصد یہ ہے کہ توبہ تو دنیا میں ان سے قبول کی جانی تھی اور دنیا ختم ہوئی اور آخرت سے دور ہو چکی۔

## ایک قول:

یہ تمثیل ناممکن کی طلب کیلئے ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کا ایمان اسوقت اسی طرح فائدہ دے جیسا کہ مؤمنین کے ایمان نے ان کو دنیا میں فائدہ دیا۔ ان کی حالت کو اس آدمی کی حالت کے مماثل قرار دیا جو یہ چاہتا ہے کہ دور فاصلہ سے ہاتھ کے ساتھ کوئی چیز پکڑے۔ جیسا کہ دوسرا آدمی اپنے گریبان کی ہتھیلی سے لیتا ہے۔

قراءت: ابوعمرو اور حفص کے علاوہ کوفی قراء نے التناؤش کو ہمزہ سے پڑھا ہے واؤ کو ہمزہ کر دیا کیونکہ وہ واؤ جو مضموم ہو اس کا ضمہ لازم ہے اگر تم چاہو تو اس کو ہمزہ سے بدل لو۔ اور اگر چاہو تو اسی طرح رہنے دو جیسا کہتے ہیں اَدْوُرٌ وتقاوم ہمزہ پڑھیں اور ادؤرٌ اور تقاءم پڑھیں تب بھی درست ہے۔ ثعلب رحمہ اللہ کا قول: التناؤش جو ہمزہ سے ہے۔ اس کا معنی دور سے لینا، پکڑنا اور بلا ہمزہ قریب سے لینا، پکڑنا۔

## غیب کے متعلق بلاتحقیق باتیں:

۵۳: وَّ قَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ (حالانکہ پہلے سے یہ لوگ اس حق کا انکار کرتے رہے) من قبل العذاب: عذاب سے پہلے یا دنیا میں وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ (اور بے تحقیق باتیں کہتے تھے) اس کا عطف قد کفروا پر ہے۔ حال ماضی کی حکایت ہے۔ مطلب یہ ہے وہ غیب کے متعلق باتیں کرتے یا اس شئی کے متعلق بات کرتے جو غائب ہے کہا کرتے تھے نہ بعث بعد الموت ہے اور نہ حساب ہے۔ یا کہا کرتے کہ محمد ﷺ شاعر، ساحر، کذاب ہے اور یہ تکلم بالغیب ہے اور مخفی بات کے متعلق نکالی گئی بات ہے کیونکہ انہوں نے آج تک آپ سے سحر، شعر اور نہ ہی کذب کا مشاہدہ کیا۔ اور اب وہ یہ پوشیدہ کر رہے ہیں جو آپ کی حالت سے بہت ہی بعید ہے۔ اس لئے کہ جو قرآن آپ لے کر آئے ہیں۔ وہ سحر و شعر سے سب سے زیادہ دور ہے۔ اور آپ کی عادات سے سب سے دور بات کذب ہے جیسا کہ وہ تجربہ کر چکے کہ زندگی کے کسی معاملہ میں کبھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا آپ ان میں الصادق معروف ہیں۔

قراءت: وُيُقْذَفُوْن ابوعمرو سے مجہول پسندیدہ پڑھا گیا ہے۔ مطلب یہ ہوگا۔ ان کے شیاطین ان کے پاس لاتے ہیں۔ اور



BestUrduBooks.wordpress.com

القاء کرتے ہیں۔نمبرا۔اگرتم چاہوتواس کو وقالوا آمنا بہ سے معلق کردو۔اس طرح کہ ان کی مثال دی گئی ہے کہ وہ ایسی چیز کے حاصل کرنے کا مطالبہ کررہے ہیں۔آخرت میں آمنا کہہ کر جس سے دنیا میں انہوں نے علیحدگی اختیار کی۔مگر یہ معنی بعید ہے۔

نمبر۲۔اور یہ جائز ہے کہ آمنا بہ کی ضمیر بین یدی عذاب شدید [سبا:۴۶] میں جس عذاب کا ذکر ہے اس کی طرف ہو جیسا کفار کہا کرتے تھے۔وما نحن بمعذبین کہ ضمیر عذاب نہ ہوگا اگر بات اسی طرح ہوئی جیسے اے مسلمانو تم ثواب،عقاب، قیامت کا قیام بتلاتے ہو،کیونکہ ہم عذاب دیے جانے سے بالاتر ہیں۔اس بات کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ آخرت کو بھی دنیا پر قیاس کرتے تھے۔پس یہی ان کا قذف بالغیب تھا۔اور یہ غیبی بات ہے جو بعید انداز سے کہی جارہی تھی۔کیونکہ دارالجزاء کا دار دنیا پر قیاس ہی سرے سے غلط ہے۔

مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ۔ (ایک دور جگہ سے)

## ان کی تمناؤں پر پانی پھر جائے گا:

۵۴:وَحِيْلَ (اور روک ڈال دی گئی)۔بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ (ان میں اور ان کی تمناؤں میں) ایمان کا نفع اس دن اور اس کے ذریعہ آگ سے چھٹکارا اور جنت کی کامیابی۔یا نمبر۲ دنیا کی طرف واپسی جیسا کہ ان کے متعلق اس قول میں مذکور ہے۔ فارجعنا نعمل صالحًا [السجدہ:۱۲] یقینی وقوع کی بناء پر یہ افعال ماضیہ لائے گئے ہیں۔اگرچہ مراد استقبال ہے اور وہ افعال یہ ہیں:فزعوا ، اخذوا وحیل ۔

كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ (جیسا کہ ان کے ہم مشربوں کے ساتھ یہی کیا جائے گا۔جو ان سے پہلے ہوئے تھے)۔اشیاع سے مراد وہ کفار جو ان کے مشابہ تھے۔اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ (بیشک وہ سب شک میں تھے) رسالت و بعث کے معاملے میں مُّرِيْبٍ (جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا) مریب کا معنی تردد میں ڈالنے والا یہ اراہہ سے لیا گیا ہے۔جبکہ وہ شک و تردد میں ڈالے۔اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جن کا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شک کی وجہ سے عذاب نہ دیں گے۔

الحمدللہ آج جمعرات کی رات ۳ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ سورۃ سبا کا تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔

اللّٰهم وفقني لتكميله بفضلك



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّ خَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ فاطر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس میں پینتالیس آیات اور پانچ رکوع ہیں۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو آسمانوں کا اور زمین کا پیدا فرمانے والا ہے، وہ فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو

وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ

اور تین تین اور چار چار بازو ہیں وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے، بلا شبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو بھی کوئی رحمت

لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ

اللہ انسانوں کے لیے کھول دے تو اس کو کوئی روکنے والا نہیں، اور جس کو وہ بند کر دے سو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں، اور وہ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ② يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ

غالب ہے حکیم ہے اے لوگو! اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہے، کیا اللہ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے

يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ

جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق عطا فرماتا ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، سو تم کہاں الٹے جا رہے ہو۔ اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں

فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ

تو آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں، اور اللہ ہی کی طرف سب امور لوٹائے جائیں گے، اے لوگو! بلاشبہ

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٚ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

اللہ کا وعدہ حق ہے سو تمہیں ہرگز دنیا والی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے اور تمہیں اللہ کا نام لے کر دھوکہ باز ہرگز دھوکہ میں نہ ڈالے، بلاشبہ شیطان

لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑥ؕ اَلَّذِيْنَ

تمہارا دشمن ہے سو تم اسے اپنا دشمن سمجھتے رہو، وہ اپنے گروہ کو اسی لیے بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔ جن لوگوں نے

ع ۱ ۷ ۱۳ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ۬ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦

کفر کیا ان کے لیے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے مغفرت ہے اور اجر کبیر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## فرشتوں میں ہر تخلیقی اضافہ وہی کرنے والا ہے:

۱: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ (تمام ترحمد اللہ تعالیٰ کے لائق ہے جو آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ جو فرشتوں) رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیْدُ (کو پیغام رساں بنانے والا ہے۔ جن کے دودو، تین تین اور چار چار پردار بازو ہیں۔ وہ) فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پیدائش میں جو چاہے زیادہ کرتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے)۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (اللہ تعالیٰ نے تعلیم و تعظیم کیلئے اپنی ذات کی حمد فرمائی ہے)۔ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ (آسمانوں کی ابتداء کرنے والا) اور انوکھا بنانے والا ہے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما :

میں فاطر کا معنی نہ جانتا تھا یہاں تک کہ دو دیہاتی میرے پاس ایک کنوئیں کا جھگڑا لے کر آئے ان میں سے پہلا کہنے لگا۔ انا فطرتھا ای ابتدأتھا میں نے اس کی ابتداء کی۔ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا (اور زمین کو وہ فرشتوں کو اپنے بندوں کی طرف قاصد بنانے والا ہے)۔ اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ (پروں والے) اولی یہ ذو کی اسم جمع ہے اور

نحو: یہ رسلاً سے بدل ہے یا صفت ہے اجنحۃ یہ جناح کی جمع ہے۔

مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یہ اجنحۃ کی صفات ہیں یہ منصرف نہیں کیونکہ ان میں عدل دوبار آیا ہے۔ یہ اعداد سے عدول کر کے دوسرے صیغوں میں چلے گئے جیسا عمر کا لفظ عامر سے بنا ہے۔ تکریر سے غیر تکریر کی طرف۔ دوسرا قول عدل اور وصف دو سبب ہیں اور اسی پر اعتماد ہے معنی یہ ہے ملائکہ میں بعض جماعتوں کے دو دو پر ہیں۔ ہر ایک کے دو دو پر ہیں۔ اور کچھ فرشتوں کے تین تین پر ہیں شاید کہ تیسرا پشت کے درمیان میں ہو۔ جو دوسرے دو پروں کا معاون ہو۔ اور بعض فرشتوں کی جماعتیں چار چار پر رکھتی ہیں۔ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ (وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدائش میں اضافہ کرتا ہے)۔ یعنی پروں وغیرہ کی پیدائش میں اضافہ کرتا ہے۔ مَا یَشَآءُ (جتنا وہ چاہتا ہے) ایک قول یہ ہے چہرے کے حسن میں اضافہ اور آواز کی خوبصورتی میں اضافہ، بالوں کی خوبصورتی میں اضافہ چہرے کے خدوخال کی خوبصورتی اور آنکھوں کی ملاحت میں اضافہ مراد ہے۔ آیت مطلق ہے۔ اس میں ہر تخلیقی اضافہ شامل ہے خواہ وہ جسم کی قد و قامت کی طوالت اور اعتدال کی صورت میں ہو یا رائے کی عمدگی اور زبان کی طلاقت اور مؤمنوں کے دل میں محبت کی شکل میں ہو اور وہ تمام چیزیں جو اس کے مشابہ ہیں وہ اس میں شامل ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے) قدیر بمعنی قادر ہے۔

۲: مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ (اللہ تعالیٰ جو رحمت لوگوں کیلئے کھول دے) رحمۃ کے لفظ کو نکرہ لا کر اشاعت و ابہام یعنی ہر قسم رحمت کو شامل کیا گویا اس طرح فرمایا جونسی رحمت ہو خواہ رزق، بارش یا صحت یا اور کچھ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا (اس کا کوئی بند



BestUrduBooks.wordpress.com

کرنے والانہیں ) کسی کو اس کے روکنے اور بند کرنے کی طاقت نہیں۔ یَفْتَحِ کا لفظ اطلاق وارسال کے معنی کیلئے بطور مجاز استعمال فرمایا۔ مراد عطاء کرنا ہے اس کے بالمقابل ما یمسک کا لفظ جوروکنے اور بند کرنے کے معنی میں ۔استعمال کیا گیا۔ وَمَا يُمْسِكْ (اور جو وہ بند کردے)۔ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ (اس کو کوئی جاری کرنے والانہیں ) یعنی بندش وروک کو دور کرنے والا مِنْ بَعْدِهٖ (اس کے بعد) یعنی اس کے بند کردینے کے بعد۔

نحو : رحمت کی طرف لوٹائی جانے والی ضمیر معنی کا لحاظ کر کے مؤنث لائے پھر دوسری ضمیر لفظ کا لحاظ کر کے مذکر لائی گئی کیونکہ اس میں تانیث نہیں اس لئے کہ اول کی تفسیر رحمت سے کی گئی پس تفسیر کے بعد ضمیر کا لانا مناسب ہے۔ اور دوسرے کی تفسیر نہیں کی گئی پس اصل تذکیر پر اس کو چھوڑ دیا گیا۔

## رحمت کا ہاتھ اُمت پر:

معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا دست دراز رہتا ہے جب تک ان کے خیار اشرار کی موافقت نہ کریں۔ اوران کے نیک ان کے فساق وفجار کی تعظیم نہ کرنے لگیں اور ان کے قراء ان کے امراء کی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں معاونت نہ کریں۔ جب وہ یہ افعال کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ اپنا رحمت کا ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔

[ذکرہ الغزالی فی الاحیاء ۲/۱۵۰]

وَهُوَ الْعَزِيْزُ (اور وہ زبردست ہے) وہ غالب اور ارسال وامساک پر قدرت رکھنے والا ہے۔ الْحَكِيْمُ (حکمت والا ہے) اسی چیز کو روکتا اور کھولتا ہے جس کے روکنے اور کھولنے کی حکمت تقاضا کرتی ہے۔

## سب سے بڑی نعمت منعم کا ایک ہونا ہے:

۳: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا (اے لوگو! تم یاد کرو) زبان ودل سے نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کو جو اس نے تم پر کیے) وہ انعامات زمین کا بچھونے کی طرح بچھادینا اور آسمان کا بلاستون بلند کرنا اور قرب الٰہی پانے اور اس کے راستوں کی طرف بلانے کیلئے رسولوں کو بھیج دینا اور مخلوق میں اضافہ فرما کر رزق کے دروازوں کا کھولنا ہیں۔ پھر نعمتوں کے آخر میں خبردار کیا کہ سب سے بڑی نعمت تو منعم کا ایک ہونا ہے۔ فرمایا هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ (کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی خالق ہے)۔

نحو : نمبر۱۔ غیرُ رفع کے ساتھ یہ محلاً صفت ہے کیونکہ خالق مبتدأ ہے اس کی خبر لکم محذوف ہے تقدیر کلام ہے: خالق لکم نمبر۲۔ غیرِ یہ جر کے ساتھ علی اور حمزہ نے پڑھا اور لفظاً صفت قرار دیا۔ يَرْزُقُكُمْ (جو تمہیں رزق دے) نمبر۱۔ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ نمبر۲۔ خالق کی صفت ہے۔ مِّنَ السَّمَآءِ (آسمان سے) بارش کے ذریعہ وَالْاَرْضِ (اور زمین سے) قسم قسم کی نبات کے ذریعہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اس کے سوا کوئی معبود نہیں)۔

نحو : یہ جملہ الگ ہے اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (پھرتم کدھر اُلٹے جارہے ہو) کس وجہ سے تم توحید سے شرک کی طرف جارہے ہو۔

## تسلی رسول ﷺ:

۴: وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ (اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر جھٹلائے جاچکے ہیں) اس سے اطلاع دی گئی کہ قریش مکہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو بدترین انداز سے مسترد کررہے اور ان کا انکار کررہے ہیں۔ اور اپنے رسول ﷺ کو تسلی دی کہ آپ کیلئے پہلے انبیاء علیہم السلام میں نمونہ موجود ہے اسی لیے رسل کا لفظ نکرہ لایا گیا۔ یعنی کثیر تعداد رسول اور بہت سی آیات اور نذر والے اور طویل عمروں والے اور صبرو عزم بالجزم کے مالک۔ کیونکہ اس سے آنحضرت ﷺ کو تسلی دینا مقصود ہے۔

تقدیر کلام اس طرح ہے وان یکذبوك فتاس بتکذیب الرسل من قبلك (اگر وہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو آپ اپنے سے پہلے رسولوں کی تکذیب کو پیش نظر فرمائیں) کیونکہ جزاء شرط کے بعد لائی جاتی ہے اور اگر اس کو ظاہر پر رکھا جائے تو جزاء پہلے آئے گی۔ اسی لئے فقد کذبت رسل من قبلك کو فتأسَّ کی جگہ لایا گیا۔ سبب پر اکتفاء کیا مسبب کی ضرورت نہ سمجھی گئی یعنی تکذیب کو ذکر کیا جو کہ سبب ہے اور تاس مسبب کو ترک کیا گیا۔ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (اور تمام امور اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے پیش کیے جائینگے) یہ کلام وعد اور وعید دونوں پر مشتمل ہے کہ سارے معاملات اس کے حکم کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اور وہ جھٹلانے والے اور جھٹلائے ہوئے کی مجازات کا مالک ہے۔

قراءت: شامی، حمزہ، علی، خلف، یعقوب، سہل نے تاء کے فتحہ سے تَرْجِعُ پڑھا ہے۔

۵: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ (اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ) جو بعث و جزاء سے متعلق ہے۔ حَقٌّ (ضرور سچا ہے) پورا ہوکر رہے گا۔ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (پس دنیوی زندگی تم کو دھوکا میں ڈالے نہ رکھے) پس دنیا تمہیں فریب خوردہ نہ بنا دے اور نہ دنیا سے تمتع اور اس کے منافع سے لذت اندوزی تمہیں آخرت کی طلب وسعی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہے اس کی طلب سے غافل کردے۔ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (اور ایسا نہ ہو کہ تمہیں دھوکہ باز شیطان اللہ تعالیٰ سے دھوکہ میں ڈال دے) الغرور شیطان، وہ تمہیں جھوٹی تمنائیں دلاتا اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تمہاری عبادت سے بے نیاز ہے اور تمہیں سزا دینے سے بھی بے نیاز ہے (اس لئے عبادت کی ضرورت نہیں اور معاصی سے کوئی فرق نہیں پڑتا)۔

## شیطان سے دشمن والا معاملہ کرو نہ کہ دوست والا:

۶، ۷: اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ (شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے) اس کی دشمنی کھلی ہوئی ہے اس نے تمہارے باپ کے ساتھ جو کچھ کیا اس کے بعد بھی تم اس سے ایسا معاملہ کررہے ہو جیسا اس شخص سے کیا جاتا ہے جس کے حالات سے بے خبری ہو۔ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (پس تم اسکو دشمن سمجھتے رہو) اپنے عقائد وافعال کے سلسلہ میں اور تمہاری طرف سے ظاہر و باطن میں اسکے ساتھ ایسا سلوک ہونا



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ

سو کیا جس شخص کے لیے اس کا عمل بد اچھا کر کے دیا گیا ہو سو اس نے اس کو اچھا سمجھا ہو سو بے شک اللہ گمراہ فرماتا ہے جس کو چاہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو

يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۸ وَاللّٰهُ

چاہتا ہے، سو ان پر حسرتیں کرنے کی وجہ سے آپ کی جان نہ جاتی رہے۔ بلا شبہ جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ خوب جانتا ہے اور اللہ

الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ

وہ ہے جس نے ہواؤں کو بھیج دیا جو اٹھاتی ہیں بادل کو پھر ہم نے اسے ایسے قطعۂ زمین کی طرف ہانک دیا جو خشک تھا پھر ہم نے اس کے ذریعہ زمین کو

مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹

زندہ کر دیا اسی طرح جی اٹھنا ہوگا۔

چاہیے جو اس کی دشمنی پر دلالت کرنے والا ہو۔ پھر آیت کے اگلے حصہ میں اس کے پوشیدہ معاملے کا خلاصہ بیان کر دیا اور اس آدمی کی خطا کاری ذکر کر دی جو اس کی پیروی کرتا ہے کیونکہ شیطان کی اصل غرض اپنے پیروکاروں کے متعلق یہی ہے کہ ان کو ہلاکت کے گھاٹ پر لا اتارے۔ فرمایا: اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ (وہ اپنے گروہ کو محض اسلیئے بلاتا ہے کہ وہ لوگ دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔ جو لوگ کافر ہو گئے۔ ان کے لئے سخت عذاب ہے)۔ یعنی جس شخص نے شیطان کی بات کو دعوت کے وقت قبول کر لیا اس کے لئے سخت عذاب ہے اس لئے کہ وہ اس کا لشکری بن گیا یعنی اس کا متبع ہو گیا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے) اور شیطان کی بات کو قبول نہ کیا اور نہ ہی اس کے گروہ سے بنے بلکہ اس کی دشمنی اختیار کی۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ (ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے)۔ کیونکہ انہوں نے بہت بڑا اجہاد کیا۔

## شیطان کی تزیین میں آنے والے پر افسوس نہ کرو:

۸: جب دونوں فریق کا تذکرہ ہو چکا تو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا (کیا وہ شخص جس کو اس کا عمل بد اچھا کر کے دکھلایا گیا پھر وہ اس کو اچھا سمجھنے لگا) شیطان کی تزیین کے سبب، کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کیلئے اس نے اعمال کو مزین نہ کیا ہو۔ پس گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ پھر فرمایا فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ (پس اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو ان پر) حَسَرٰتٍ (افسوس کر کے آپ کی جان نہ جاتی رہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قولِ زجاج رحمہ اللہ!

افمن زین له سوء عمله کا معنی ہے کیا وہ شخص جس کا عمل بد اس کے لئے مزین کیا گیا ہو اس پر افسوس کرتے آپ کی جان چلی جائے گی۔ پس جواب کو حذف کر دیا اس لئے کہ فلا تذھب نفسك میں اس پر دلالت موجود ہے۔ نمبر۲۔ یا کیا آیا وہ شخص جس کے عمل کو اس کے لئے مزین کیا گیا ہو وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہو۔ اس کو حذف کر دیا۔ کیونکہ فان اللہ یضل من یشاء و یھدی من یشاء میں اس پر دلالت موجود ہے۔

قراءت: یزید نے فلا تُذْھِب نفسك پڑھا ای لا تھلکھا اس کو ہلاک مت کرو۔ حسراتٍ یہ مفعول لہ ہے یعنی فلا تھلك نفسك للحسرات (پس اپنے نفس کو افسوس کی بناء پر ہلاک نہ کرو)۔ اور علیھم یہ تذھب کا صلہ ہے۔ جیسا تم کہو ھلك علیه حبًا و مات علیه حزنا۔ مگر یہ جائز نہیں کہ اس کو حسرات کے متعلق کیا جائے کیونکہ مصدر کا صلہ اس پر مقدم نہیں ہوتا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ کو ان کے تمام کاموں کی خبر ہے)۔

## دلائلِ قدرت:

۹: وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ (اور اللہ تعالیٰ ایسا ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے)

قراءت: مکی اور حمزہ، علی نے الرِّیْحَ پڑھا ہے۔

فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ (پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم ان بادلوں کو ایک خشک قطعہ زمین کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں۔)

قراءت: مدنی، حمزہ، علی، حفص نے میتٍ کو تشدید سے پڑھا۔ دیگر قراء نے تخفیف کے ساتھ ادا کیا۔

فَاَحْیَیْنَا بِهِ (پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے زمین کو زندہ کر دیا) بارش کے ذریعہ کیونکہ ضمناً اس کا ذکر پہلے ہو چکا۔ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا (اس کے مرجانے کے بعد) یعنی اس کے سبب سے۔ یہاں تثیر لایا گیا تا کہ اس حال کی حکایت کی جائے جس میں ہوائیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ اور یہ قدرت ربانی پر دلالت کرنے والی صورت کے استحضار کیلئے ہے اور اہل عرب اس فعل کے ساتھ اسی طرح انوکھے پن کا معاملہ کرتے ہیں جس میں کوئی امتیازی قسم اور خصوصیت پائی جائے۔

اور اسی طرح بادلوں کو مردہ زمین کی طرف چلانا اور زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اس کو زندہ کر دینا ہے۔ اس لئے کہ ظاہر و باہر یہ دلائل قدرت سے ہے۔ اس لئے فسقنا اور احیینا فرمایا۔ غائب کا لفظ نہیں بولا گیا تا کہ ایسا لفظ لایا جائے جو اختصاص میں زیادہ دخل رکھتا ہو اور اسپر زیادہ دلالت کرنے والا ہو۔ کَذٰلِكَ النُّشُوْرُ (اسی طرح دوبارہ اٹھنا ہے) کاف محل رفع میں ہے یعنی مردہ زمین کو زندہ کرنے کی طرح مردوں کو اٹھانا ہے۔ ایک قول یہ ہے اللہ تعالیٰ مخلوق کو ایسے پانی سے زندہ فرمائیں گے جو پانی عرش کے نیچے سے بھیجا جائے گا اس سے مخلوق کے اجسام اگیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ

جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے تو ساری عزت اللہ ہی کے لیے ہے، اچھے کلمات اس کی طرف پہنچتے ہیں اور نیک عمل

الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ

انہیں بلند کردیتا ہے، اور جو لوگ بری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور ان کی تدبیر

هُوَ يَبُوْرُ ﴿۱۰﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ

برباد ہوگی۔ اور اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر نطفہ سے پھر اس نے تمہیں جوڑے جوڑے بنایا، اور جس کسی

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ

عورت کو حمل رہ جاتا ہے اور کوئی عورت جنتی ہے تو یہ سب اس کے علم میں ہوتا ہے، اور جس کسی عمر والے کی عمر زیادہ کی جاتی ہے اور جس کی عمر کم کردی جاتی ہے وہ سب

كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾

کتاب میں ہے، بلاشبہ یہ اللہ پر آسان ہے۔

## عزت اللہ کے پاس ہے وہ بری تدابیر سے نہیں ملتی:

۱۰: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا (جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے تو تمام تر عزت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے) یعنی عزت ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ خواہ دنیا کی عزت ہو یا آخرت کی۔ کافر بتوں سے عزت حاصل کرتے تھے۔ جیسا کہ فرمایا واتخذوا من دون اللہ الھۃ لیکونوا لھم عزًّا [مریم:۸۱]

منافقین کفار مشرکین کے ذریعہ اپنی عزت بناتے تھے۔ جیسا کہ فرمایا الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعًا [النساء:۱۳۹] پس اس سے یہ واضح ہوا کہ حقیقی عزت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ مطلب یہ ہے فلیطلبھا عند اللہ پس للہ العزۃ جمیعًا کو اس کی جگہ لائے اس کی ضرورت نہ رہی کیونکہ اس پر دلالت موجود ہے اس لئے کہ قاعدہ یہ ہے کہ چیز اسی سے طلب کی جاتی ہے جو اس کا مالک وصاحب ہو۔ اس کی مثال عرب کا یہ قول ہے من ارادالنصیحۃ فھی عند الابرار۔ اس کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ نصیحت انہی کے ہاں سے طلب کرے البتہ اس پر دلالت کرنے والی چیز کو اس کے قائم مقام لایا گیا۔ حدیث میں وارد ہے۔ ان ربکم یقول کل یوم ، انا العزیز ، فمن اراد عزالدارین فلیطع العزیز [ذکرہ ابن الجوزی فی الموضوعات:۱/۱۲۱] پھر بتلایا کہ جس چیز سے عزت حاصل ہو سکتی ہے وہ ایمان اور عمل صالح ہے فرمایا: اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (اسی تک اچھا کلام پہنچتا ہے)۔ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (اور اچھا کام



BestUrduBooks.wordpress.com

اس (اچھے کلام) کو پہنچا دیتا ہے۔ الیہ سے مراد قبولیت ورضامندی کا مقام اور ہر وہ چیز جس کی صفت قبولیت لائیں۔ اس کی تعریف رفعت وصعود سے کی جاتی ہے اور اس جگہ کی طرف کی جاتی ہے جہاں اسی ہی کا حکم نافذ ہو۔

الکلم الطیب، کلمات توحید مراد ہیں یعنی لا الٰہ الا اللہ جس کے واحد اور جمع میں صرف تاء کا فرق ہو اس میں تذکر و تانیث برابر ہیں۔ العمل الصالح خالص عبادت۔ مطلب یہ ہے کہ والعمل الصالح یرفعه الکلم الطیب۔ عمل صالح کو کلمات طیبہ بلند کرتے ہیں۔ پس بلند کرنے والے کلمات ہیں اور بلند ہونے والے عمل ہیں۔ کیونکہ عمل فقط موحد ہی کا مقبول ہے۔ ایک قول یہ ہے بلند کرنے والے اللہ ہیں۔ اور بلند ہونے والا عمل ہے۔ یعنی العمل الصالح یرفعه اللہ۔ اس میں اشارہ ہے کہ عمل کا دارومدار بلند ہونے پر ہے اور کلمات طیبہ بذات خود بلند ہوتے ہیں۔

ایک اور قول یہ ہے عمل صالح عامل کو بلند کرتے اور اس کو مشرف یاد کرنے والے ہیں۔ یعنی جو آدمی عزت چاہتا ہے پس اسے چاہیے کہ اعمال صالحہ کرے اس لئے کہ اعمال صالحہ ہی بندے کو بلند کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ (اور وہ لوگ جو بری بری تدبیریں کررہے ہیں) السیئات مصدر محذوف کی صفت ہے۔ ای المکرات السیئات کیونکہ مکر ایسا فعل ہے جو متعدی نہیں اس طرح نہیں کہا جاسکتا۔ مکر فلان عمله۔ یہاں اس سے مراد قریش کی وہ تدابیر ہیں جن کے لئے وہ دارالندوۃ میں جمع ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذیمکربك الذین کفروا لیثبتوك [ الانفال:۳۰] لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ (ان کو سخت عذاب ہوگا) آخرت میں وَ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ (اور ان کا یہ مکر) هُوَ يَبُوْرُ (نیست ونابود ہو جائے گا)۔

نحو: اولئك مبتدا ھو ضمیر فصل اور یبور خبر ہے۔ ای ومکر اولئك الذین مکروا ھو خاصة یبور۔ ان لوگوں کا مکر جنہوں نے مکر کیا وہی خاص کر نیست ونابود ہوگا۔ یبور کا معنی فاسد و باطل ہوگا نہ کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر جب ان کو مکہ سے نکالا اور ان کو قتل کیا اور قلیب بدر میں گاڑ دیا ان کے سارے مکر ان کے خلاف اور ان میں جمع کر دیئے اور اللہ تعالیٰ کی یہ بات ان میں صادق ہوئی۔ ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین [الانفال:۳۰] اور یہ ارشاد ولا یحیق المکر السّیّئُ الا باھله۔ [فاطر:۴۳]

## اللہ تعالیٰ خالق ہے اور عمر کا کم زیادہ ہونا اسی کے اختیار میں ہے:

۱۱: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ (اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں پیدا کیا) یعنی تمہارے باپ کو مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ (مٹی سے پھر) تمہیں پیدا کیا مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا (نطفہ سے پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنایا) ازواجًا کا معنی اصناف ہے یا مذکر ومؤنث وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ (اور کسی عورت کو حمل نہیں رہتا اور نہ وہ جنتی ہے مگر سب اس کی اطلاع سے) بعلمه یہ موضع حال میں ہے ای الا معلومة له مگر کہ اس کو معلوم ہے۔ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ (اور نہ کسی کی عمر زیادہ کی جاتی ہے)۔ یعنی وما یعمر من احد نہ کسی کی عمر زیادہ کی جاتی ہے۔ اس کو معمر کہا کیونکہ وہ اس کی طرف جانے والا ہے۔ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ



BestUrduBooks.wordpress.com

کِتٰبٍ (اور نہ کسی کی عمر کم کی جاتی ہے۔مگر یہ سب لوح محفوظ میں ہوتا ہے) کتاب سے لوح محفوظ یا صحیفہٗ انسانی مراد ہے۔

قراءت: زید نے ولا یَنْقُصُ پڑھا ہے۔

سوال: انسان یا تو طویل العمر ہوگا یا قصیر العمر پھر یا تو اس پر عمر ملنا پے در پے ہوگا۔ اور اس کے خلاف محال ہے تو پھر وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہٖ کیسے درست ہوا؟

جواب: اس کلام میں گنجائش چھوڑی گئی۔ اس کی تاویل کے سلسلہ میں سامعین کے فہم پر اعتبار کیا گیا اور ان کی عقلوں پر بھروسہ کیا گیا کہ وہ اس کا درست معنی عقلوں سے معلوم کر لیں گے اور یہ کہ ان پر عمر میں طول وقصر کا محال ہونا ملتبس نہ ہوگا۔ اور لوگوں کی کلام کا مدار اسی پر ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ نمبر۱۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ثواب یا سزا نہیں دیتے مگر یہ برحق ہے۔ نمبر۲۔ آیت کی تاویل یہ ہے وہ صحیفہ میں لکھتے ہیں کہ اس کی عمر اتنے اتنے سال ہے پھر اس کے نیچے لکھتے ہیں ایک دن چلا گیا یہ دو دن چلے گئے یہاں تک کہ وہ عمر انتہاء کو پہنچتی ہے۔ اس کی عمر کا کم ہونا ہے (یہ سعید بن جبیر کا قول ہے) قتادہ سے مروی ہے کہ المعمر جس نے اپنی عمر کے ساٹھ سال پائے۔ المنقوص عمر سے مراد جو ساٹھ سال سے پہلے مر جائے۔ اِنَّ ذٰلِكَ (بیشک یہ سب) شمار کرنا یا زیادت ونقصانِ عمر عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (اللہ تعالیٰ پر آسان ہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ

اور دو سمندر برابر نہیں، یہ میٹھا ہے پیاس بجھانے والا آسان ہے اس کا پینا اور یہ شور ہے کڑوا،

وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ

اور ہر ایک میں سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو،اور نکالتے ہو زیور جسے تم پہنتے ہو، اور اے مخاطب تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ وہ پانی کو پھاڑتی ہوئی

مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ

چلی جاتی ہیں تا کہ تم اس کے فضل سے تلاش کرو اور تا کہ تم شکر ادا کرو۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو

النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

رات میں،اور اس نے سورج کو اور چاند کو مسخر فرمایا، ہر ایک مقررہ وقت کے لیے چلتا ہے، یہ اللہ

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ

رب ہے تمہارا،اسی کے لیے ملک ہے ،اور اس کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر

تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۗ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

تم ان کو پکارو تو تمہاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر وہ سن لیں تو تمہاری بات نہ مانیں گے اور قیامت کے دن

يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾

وہ تمہارے شرک سے منکر ہو جائیں گے اور خبر رکھنے والے کے برابر تجھے کوئی نہیں بتا سکتا۔

## قدرت کا ایک اور نمونہ:

۱۲: وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ هٰذَا (اور دونوں دریا برابر نہیں) هذا یہاں احدهما کے معنی میں ہے ان دونوں میں سے ایک عَذْبٌ فُرَاتٌ (ایک تو میٹھا) نہایت شیریں ایک قول یہ ہے وہ جو پیاس کو بجھا دے۔ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ (خوشگوار اس کا پینا) مٹھاس کی وجہ سے حلق سے جلد نیچے اترنے والا، اسی لئے اس کا پینا اچھا ہے۔ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ (اور ایک شور تلخ ہے) نہایت نمکین ایک قول یہ ہے جو اپنی نمکینی سے جلا ڈالے۔ وَمِنْ كُلٍّ (ان میں ہر ایک سے) تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا (تم تازہ گوشت کھاتے ہو وہ مچھلی ہے)۔ وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا (اور اس سے زیور نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو) اس زیور سے مراد مونگے اور موتی ہیں۔ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ (اور تو کشتیوں کو ہر ایک میں دیکھتا ہے)۔ مَوَاخِرَ (پانی کو پھاڑتی ہیں) چلنے سے پانی کو پھاڑتی



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں کہا جاتا ہے خوت السفینۃ الماء ای سقتہ مواخر جمع ماخر کی ہے۔ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (تا کہ تم اس کی روزی ڈھونڈو) فضلہ ای من فضل اللہ آیت میں اگرچہ اس کا ذکر نہیں آیا مگر پہلے اس کا ذکر آیا ہے۔ اگر پہلے تذکرہ نہ بھی ہوتا تو پھر بھی اشکال نہیں تھا کیونکہ معنی میں اس کے لئے دلالت موجود ہے۔ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (اور تا کہ تم شکرگزار ہو) اللہ تعالیٰ کے اس کے انعامات پر جو اس نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں۔ سمندروں کا شیریں اور کھاری ہونا یہ مؤمن و کافر کی مثالیں ہیں۔ پھر بطور استطراد دونوں سمندروں کی صفات اور جو انعامات و عطیات ان کی وجہ سے عنایت فرمائے ان کا ذکر کر دیا۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ غیر استطرادی طور پر ذکر کیا ہو اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ دونوں جنسوں (مؤمن و کافر) کو دو سمندروں سے تشبیہ دی پھر کڑوے سمندر کو کافر پر فضیلت دیتے ہوئے فرمایا۔ کڑوا سمندر تو میٹھے کے ساتھ بعض اہم فوائد میں شریک ہے۔ مثلاً مچھلی، موتی، جہازوں کا چلنا مگر کافر بالکل نفع سے خالی ہے۔ اس صورت میں یہ آیت اس کے مشابہ ہے: ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ پھر فرمایا۔ و ان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الا نھار و ان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء و ان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ [البقرہ:۷۴]

## مظاہرِ قدرت' دن رات کا آنا جانا:

۱۳: يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ (وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے)۔ ایک کی کچھ گھڑیاں دوسرے میں داخل کر دیتا ہے یہاں تک کہ ان میں سے بڑھنے والا پندرہ گھنٹہ سے بڑھ جاتا ہے اور کم ہونے والا نو گھنٹے وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ (اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے) اس نے صورت میں سب سے زیادہ روشن کو سب سے زیادہ بد سیرت کے تابع کر دیا۔ كُلٌّ يَّجْرِىْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى (ہر ایک ان میں ایک وقت مقررہ تک چلتے رہیں گے) یعنی قیامت کے دن ان کی چال منقطع ہو جائے گی۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ (یہی اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے اسی کی سلطنت ہے)۔

نحو: ذلکم مبتدأ اللہ ربکم لہ الملک یہ اخبار مترادفہ ہیں۔ نمبر۲۔ اللہ ربکم یہ ان کی خبر ہے۔ لہ الملک۔ یہ جملہ ابتدائیہ ہے جو قرآن میں واقعہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ (اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو) یعنی وہ بت جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو۔

قراءت: قتیبہ نے يَدْعُوْن پڑھا ہے۔

## جن کو معبود قرار دیا گیا وہ قیامت کے دن کا انکار کریں گے:

مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ (وہ کھجور کی گٹھلی کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے) قطمیر وہ چھلکا جو گٹھلی پر لپٹا ہوتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۱۵﴾ اِنۡ

اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ غنی ہے تعریف کا مستحق ہے۔ اگر

يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَيَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيۡزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا

وہ چاہے تو تمہیں ختم کر دے اور نئی مخلوق پیدا فرما دے۔ اور یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں۔ اور

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى ؕ وَاِنۡ تَدۡعُ مُثۡقَلَةٌ اِلٰى حِمۡلِهَا لَا يُحۡمَلۡ مِنۡهُ شَىۡءٌ

کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور اگر کوئی بوجھ والا اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے بلائے گا تو اس میں سے کچھ بھی نہیں اٹھایا جائے گا

وَّلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى ؕ اِنَّمَا تُنۡذِرُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَيۡبِ

اگرچہ قرابت دار ہی ہو، آپ صرف انہی لوگوں کو ڈراتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنۡ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفۡسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۸﴾

اور انہوں نے نماز قائم کی، اور جو شخص پاکیزہ بنا تو وہ اپنی جان کے لیے پاکیزگی اختیار کرتا ہے، اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

۱۴: اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ (اگر تم ان کو پکارو بھی) یعنی بتوں کو لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ (وہ تمہاری پکار کو سنیں گے نہیں)۔ کیونکہ وہ جماد ہیں۔ وَلَوۡ سَمِعُوۡا (اور اگر وہ سن لیں) بالفرض مَا اسۡتَجَابُوۡا لَكُمۡ (تو وہ تمہارا کہنا نہ مانیں گے) کیونکہ وہ اس الوہیت کے دعویدار نہیں جس کے تم ان کے متعلق دعویدار ہو۔ اور وہ اس سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ (اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کرنے کی مخالفت کریں گے) تمہارے شریک ٹھہرانے اور ان کی عبادت کرنے کا اور کہیں گے ما كنتم ايانا تعبدون [یونس:۲۸] وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيۡرٍ (اور تمہیں خبر رکھنے والے کی طرح کوئی نہیں بتلائے گا) یعنی دھوکے کے اسباب پر مرمٹنے والے! تمہیں اور کوئی اس طرح نہ بتلائے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاملات کی مخفی حقیقتوں کی خبر دی ہے۔ اور اس کی حقیقت اس طرح ہے: ولا يخبرك بالأ مر مخبر هو مثل خبير عالم به۔ اور اے مخاطب تجھے کوئی خبر دینے والا اس امر کی خبر نہ دے گا۔ جو خبر دینے والا اس کی طرح ہو جو کہ اس کا پورے طور پر علم رکھنے والا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس معاملے سے خبر رکھنے والا وہ اکیلا ہی ہے جو کہ تجھے حقیقت کی خبر دے سکتا ہے دوسرے مخبرین نہیں۔ مطلب یہ ہوا میں نے بتوں کے متعلق تمہیں خبر دی ہے یہ برحق ہے کیونکہ جو خبر میں نے دی میں اس کی اچھی طرح خبر رکھنے والا ہوں۔ (محض اٹکل کی بات نہیں کہہ رہا)

### وہ ایسا غنی جو اغنیاء کو دینے والا ہے:

۱۵: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ (اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہو)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قولِ ذوالنون رحمہ اللہ:

مخلوق ہر سانس اور قدم اور ہر لحظہ اس کی محتاج ہے اور کیسے نہ ہو؟ اس لئے کہ ان کا وجود اسی کے وجود دینے سے اور ان کی بقاء اسی سے ہے۔ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (اور اللہ تعالیٰ ہی بے نیاز ہیں) تمام اشیاء سے۔

الْحَمِيْدُ: (خوبیوں والے ہیں) ہر زبان کی مدح خواں ہے۔

انسانوں کو تحقیر کیلئے فقراء نہیں فرمایا۔ بلکہ انسان کے استغناء پر تعریض کی گئی ہے اسی لئے تو اپنا وصف الغنی لائے غنی وہ ذات ہے جو اغنیاء کو کھانا کھلائے اور الْحَمِيْدُ۔ کا ذکر کیا۔ تا کہ یہ دلالت ہو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں اور اپنی بے نیازی سے مخلوق کو نفع پہنچانے والے ہیں۔ وہ ایسے سخی ہیں جو کہ ان پر انعام فرمانے والے ہیں۔ کیونکہ غنی اپنے غناء سے فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ وہ غنی سخی وانعام کرنے والا نہ ہو۔ جب وہ سخاوت کرے گا اور انعام فرمائے گا۔ تو انعام یافتہ اس کی تعریف کریں گے۔

## قولِ سہل رحمہ اللہ :

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنے لئے غناء کی صفت اختیار فرمائی اور مخلوق کیلئے فقر کی۔ جس نے غناء کا دعویٰ کیا اس کو اللہ تعالیٰ سے حجاب میں کر دیا جاتا ہے اور جس نے اپنے فقر کو ظاہر کیا اس کا فقر اس کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے گا۔ پس بندے کو مناسب یہ ہے کہ پوشیدہ طور پر اسی ہی کی بارگاہ میں محتاجی کا اظہار کرے اور غیر سے کٹ کر اسی کا ہو رہے۔ تا کہ اس کی عبادت اخلاص والی بنے۔

## عبودیت وغناء:

العبودیت : کی حقیقت تذلل وخضوع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے سوال نہ کرنا یہ اس کی علامت ہے۔

## قولِ واسطی:

ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے استغناء طلب کرے وہ محتاج نہ ہوگا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ سے عزت پائی وہ ذلیل نہ ہوگا۔

## قول الحسین رحمۃ اللہ علیہ:

بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جتنی محتاجی ظاہر کرنے والا ہوگا اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ سے غناء پانے والا ہوگا۔ جوں جوں اس کی طرف محتاجی بڑھتی جائے گی غناء ترقی کرتا جائے گا۔

## قولِ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ:

کہ فقر بندے کیلئے غناء سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ فقر میں عاجزی ہے اور غناء میں کبر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف تواضع وعاجزی سے رجوع کرنا کثرت اعمال کے ذریعہ رجوع کرنے سے بہتر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اولیاء کی صفات ثلاثہ: نمبرا۔ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین نمبر۲۔ ہر چیز میں اسی ہی کی طرف احتیاجگی نمبر۳۔ اور ہر چیز میں اسی ہی کی طرف رجوع۔

## قولِ شبلی رحمۃ اللہ علیہ:

فقر مصائب کو کھینچ لاتا ہے اور اس کی تمام آزمائش عزت ہے۔

۱۶،۱۷: اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ (اگر وہ چاہے تم کو فناء کر دے) تم سب کو عدم میں پہنچا دے۔ ان کا غناء قدم میں تمہاری وجہ سے نہیں بلکہ ذاتی ہے۔ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ (اور نئی مخلوق کو لے آئے) وہ تمہاری حمد کے بغیر بھی حمید ہے۔ وَمَا ذٰلِكَ (اور یہ) پیدائش و افناء عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ (اللہ تعالیٰ پر مشکل نہیں) ممتنع نہیں۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

وہ تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا کر دے جو اس کی عبادت کرنے والے ہوں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنے والے نہ ہوں۔

## ہر ایک اپنا ذمہ دار ہوگا:

۱۸: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا) کوئی گناہ گار نفس کسی دوسرے نفس کا گناہ اپنے اوپر نہ اٹھائے گا۔

الوزر اور الوقر دونوں لفظ ایک ہیں۔ کہتے ہیں وزر الشی جبکہ وہ اس کو اٹھائے الوازرۃ یہ نفس کی صفت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر نفس قیامت کے دن اپنا بوجھ ہی اٹھائے گا۔ جو ان گناہوں کا ہوگا جن کا اس نے ارتکاب کیا۔ کوئی دوسرا نفس اس کے گناہوں کے بدلے میں پکڑا نہ جائے گا۔ جیسا کہ دنیا کے جابرہ دوست کو دوست اور پڑوسی کو دوسرے پڑوسی کے بدلے پکڑتے ہیں۔

یہاں وازرۃ فرمایا گیا۔ ولا تزر نہیں فرمایا کیونکہ مطلب آیت کا ہے کہ گناہوں سے بوجھل نفوس میں جس کو بھی تم دیکھو گے وہ اپنا بوجھ اپنے اوپر لادنے والا ہوگا نہ کہ دوسرے کا۔ ارشاد فرمایا **ولیحملن اثقالهم و اثقالا مع اثقالهم** [العنکبوت:۱۳] یہ آیت گمراہوں اور گمراہ کرنے والوں کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے۔ وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کا بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ اٹھانے والے ہونگے اور یہ ان کے اپنے ہی بوجھ ہیں اس میں ذرہ بھر بھی دوسرے کے بوجھ شامل نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کس طرح اس قول میں تکذیب فرمائی۔ **اتبعوا سبيلنا ولنحمل خطايا كم** [العنکبوت:۱۲] فرمایا **وماهم بحاملين من خطاياهم من شيء**۔

وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا (اور اگر کوئی بوجھ لدا ہوا کسی کو بوجھ اٹھانے کیلئے بلائے گا) مثقلۃ سے نفس مثقلہ مراد ہے جو



BestUrduBooks.wordpress.com

گناہوں سے بوجھل ہوگا کسی دوسرے کو بوجھ اٹھانے کی طرف بلائے گا۔ الی حملھا سے اپنے بوجھ کی طرف جو کہ گناہوں کا ہوگا تا کہ وہ اس سے کچھ بوجھ اٹھائے۔ لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ (تب بھی اس میں سے کچھ بوجھ بھی اٹھایا نہ جائے گا۔ اگرچہ وہ شخص قرابتدار ہی ہو) یعنی جس کو ملایا گیا اور یہ ان تدع سے سمجھ آ رہا ہے۔ ذَا قُرْبٰى قرابتدار جیسے باپ، بیٹا، بھائی۔

## فرق:

ولا تزر وازرۃ وزر اُخری اور وان تدع مثقلۃ الی حملھا لایحمل منه شیء میں یہ ہے کہ اول آیت اللہ تعالیٰ کے اپنے فیصلوں میں عدل کو بتلا رہی ہے اور یہ بتلا رہی ہے کہ بغیر گناہ کے کسی سے مواخذہ نہ ہوگا۔ اور دوسری آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ جو آدمی فریادرس اس دن طلب کرے گا اس کی کوئی فریادرسی کرنے والا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ایسا نفس جس کو بوجھ نے نڈھال کر رکھا ہو وہ اگر اپنے بوجھ میں تخفیف کیلئے بلائے گا۔ تو کوئی اس کی بات کو قبول نہ کرے گا۔ اور نہ اس کی فریادرسی کرے گا۔ خواہ جس کو اس نے مدد کی دعوت دی ہے اس کا قریب ترین رشتہ دار ہو۔ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ (بیشک آپ ان لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو اپنے رب تعالیٰ سے ڈرتے ہیں) تمہارے انذار سے ان لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔

بِالْغَيْبِ (بن دیکھے) یہ فاعل سے حال ہے نمبر۲۔ مفعول سے حال ہے ای یخشون ربھم غائبین عن عذابه یا یخشون عذابه غائبا عنھم وہ اپنے رب تعالیٰ سے اس حال میں ڈرنے والے ہیں کہ اس کا عذاب ان کے سامنے نہیں یا وہ اس کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں اس حال میں کہ وہ عذاب ان سے غائب ہے۔ ایک اور قول یہ ہے وہ اپنے رب سے خوشحالی میں ڈرتے ہیں۔ اس طرح کہ کسی دوسرے کو اس کی اطلاع بھی نہیں۔ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ (اور وہ نماز کو اس کے اوقات میں قائم کرنے والے ہیں)۔ وَمَنْ تَزَكّٰى (اور جس شخص نے پاکیزگی اختیار کی) طاعات کر کے اپنے کو پاک کیا اور گناہوں کو چھوڑ کر پاک ہوئے۔ فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ (وہ اپنے نفس کیلئے پاکیزگی اختیار کرنے والا ہے) یہ جملہ معترضہ ہے۔ جو ان کی خشیت کی تاکید کیلئے لایا گیا ہے۔ اور اقامت صلوٰۃ کی تاکید ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن کا تعلق تزکیہ سے ہے۔ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ (اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنا ہے) لوٹنے کی جگہ ہے اس میں مشرکین کو ثواب کا وعدہ کیا جا رہا ہے بشرطیکہ وہ ایمان قبول کر لیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا

اور نابینا اور دیکھنے والا برابر نہیں۔ اور نہ اندھیریاں اور روشنی برابر ہے۔ اور نہ سایہ اور

الْحَرُوْرُ ﴿٢١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَآءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ

دھوپ برابر ہیں اور نہ زندہ اور مردہ برابر ہیں۔ بلا شبہ اللہ جسے چاہتا ہے سنوا دیتا ہے،

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿٢٢﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿٢٣﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

اور آپ ان لوگوں کو سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں آپ صرف ڈرانے والے ہیں۔ بے شک ہم نے آپ کو

بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿٢٤﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ

حق کے ساتھ بھیجا ہے بشیر اور نذیر بنا کر، اور کوئی بھی امت ایسی نہیں ہے جس میں ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔ اور اگر وہ آپ کو جھٹلاتے ہیں

فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَ

تو ان سے پہلے جو لوگ تھے وہ بھی جھٹلا چکے ہیں، ان کے پاس ان کے پیغمبر کھلے ہوئے معجزات اور صحیفے اور روشن

بِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٢٦﴾ ع ۳ / ۱۵

کتابیں لے کر آئے۔ پھر میں نے ان لوگوں کو پکڑ لیا جنہوں نے کفر کیا سو میرا عذاب کیسا ہوا۔

## مؤمن و کافر برابر نہیں جیسے اندھیرا اور روشنی' سایہ و دھوپ برابر نہیں:

۱۹: وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ (اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں) یہ مؤمن و کافر کی مثال ہے۔ نمبر۲۔ عالم و جاہل کی مثال ہے۔

۲۰: وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ (اور نہ اندھیرے یعنی کفر اور نہ روشنی یعنی ایمان)۔

۲۱: وَ لَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ (اور نہ سایہ اور نہ دھوپ) حق اور باطل نمبر۲۔ جنت و دوزخ۔ الحرور گرم ہوا کو کہتے ہیں جیسے لو۔ البتہ لو دن کو ہوتی ہے۔ اور الحرور یہ دن، رات ہوتی ہے، یہ فراء سے منقول ہے۔

## کفار کو مردوں کی طرح مسموعات سے فائدہ نہیں:

۲۲: وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَآءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ (اور برابر نہیں زندہ اور نہ مردہ) یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو اسلام میں داخل ہوئے اور وہ لوگ جو اس میں داخل نہ ہوئے۔ اور لا کا اضافہ نفی کے معنی کی تاکید کیلئے ہے۔ اور ان واوات کے درمیان فرق یہ ہے کہ بعض تو طاق کو طاق کے ساتھ اور بعض جفت سے جفت تک کیلئے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي



BestUrduBooks.wordpress.com

الْقُبُوْرِ (بیشک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا سکتا ہے اور آپ ان کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں)۔ یعنی وہ جانتا ہے کہ کون اسلام میں داخل ہوگا۔ اور کون نہیں داخل ہوگا۔ پس جس کو چاہتا ہے وہ ہدایت دیتا ہے باقی آپ پر ان کا معاملہ مخفی ہے اسی لئے آپ ان لوگوں کے اسلام پر بھی حرص کرنے والے ہیں۔ جو اسلام سے علیحدگی اختیار کرنے والے اور ہٹنے والے ہیں۔ اس میں کفار کو مردوں سے تشبیہ دی کہ جس طرح وہ اپنے مسموعات سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے اسی طرح یہ بھی۔

۲۳: اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ (آپ تو صرف ڈر سنانے والے ہیں) یعنی آپ کے ذمہ صرف یہ ہے کہ آپ پہنچا دیں اور ڈرائیں خواہ جس کو ڈر سنایا گیا۔ ان میں سے ہو جو سن کر نفع حاصل کرتا ہے۔ خواہ ان میں سے ہو جو نفع حاصل نہیں کرتا بلکہ اصرار علی الکفر کرنے والا ہے۔ آپ پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔

۲۴: اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ (ہم ہی نے آپ کو حق دے کر بھیجا) بالحق: یہ دونوں میں سے ایک سے حال ہے۔ ای محقا یا محقین۔ نمبر۲۔ مصدر کی صفت ہے ای ارسالا مصحوبا بالحق۔ ایسا بھیجنا جو حق سے ملا ہوا ہے۔ بَشِيْرًا (خوشخبری سنانے والے ہیں) وعدوں کے ساتھ وَّ نَذِيْرًا (اور ڈر سنانے والے ہیں) وعید کے ذریعہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ (اور کوئی امت ایسی نہیں) جو امت بھی آپ کی امت سے پہلے ہوئی۔ الامہ کثیر جماعت کو کہتے ہیں۔ جیسا اس ارشاد میں ہے وجد علیه امة من الناس [القصص:۲۳] امت ہر زمانہ والوں کو کہا جاتا ہے یہاں اہل زمانہ ہی مراد ہیں۔ انذار کے آثار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیان موجود تھے۔ وہ زمانے کسی نذیر سے خالی نہیں رہے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کے انذار کے اثرات مٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا۔ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (مگر کہ ان میں ایک ڈرانے والا گزرا) خلا گزرنے کے معنی میں ہے ڈرانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو سرکشی کی بدمزگی اور ناشکری کے بدترین انجام سے ڈرائیں۔

نکتہ: آیت کے شروع میں بشیر و نذیر دونوں کا ذکر کیا مگر انتہاء پر نذیر کے ذکر پر اکتفا کیا کیونکہ نذارت و بشارت اضداد ہیں ایک کا تذکرہ دوسرے کے تذکرہ پر دلالت کرتا ہے۔

۲۵: وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہوں نے بھی اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا)۔ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ (ان کے رسول ان کے پاس لائے)

نحو: یہ حال ہے اور قد مضمر ہے۔

بِالْبَيِّنٰتِ (دلائل) معجزات وَبِالزُّبُرِ (اور صحیفے) وَ بِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ (اور روشن کتابیں) یعنی تورات، انجیل، زبور۔ جب یہ اشیاء جنس انبیاء علیہم السلام میں پائی گئیں۔ اسی لئے لانے کی نسبت مطلقاً تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف کر دی۔ اگرچہ بعض چیزیں ان تمام میں پائی جاتی تھیں۔ اور وہ واضح دلائل ہیں اور بعض بعض انبیاء علیہم السلام میں تھیں اور وہ زبر اور کتابیں تھیں اس میں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے۔

۲۶: ثُمَّ اَخَذْتُ (پھر میں نے پکڑ لیا) سزا دی الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (کافروں کو قسم قسم کی سزاؤں سے) فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ (پھر میرا عذاب کیسا رہا)۔ میرا انکار اور میرا سزا دینا ان کو کیسا رہا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ

اے مخاطب کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ پھل نکالے جن کے رنگ مختلف ہیں۔

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾

اور پہاڑوں کے مختلف حصے ہیں سفید ہیں اور سرخ ہیں، ان کے رنگ مختلف ہیں، اور ان میں گہرے سیاہ رنگ والے بھی ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا

اور انسانوں میں اور چوپایوں میں اور جانوروں میں ایسے ہیں جن کے رنگ مختلف ہیں، اسی طرح اللہ سے

يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ غلبہ والا ہے بخشنے والا ہے۔ بلاشبہ جو لوگ

يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا

اللہ کی کتاب کو پڑھتے ہیں اور انہوں نے نماز کو قائم کیا اور ہم نے جو کچھ انہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کیا چپکے سے

وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ

اور ظاہری طور پر یہ لوگ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو کبھی ہلاک نہ ہوگی۔ تاکہ ان کا رب انہیں پورا اجر عطا فرمادے اور اپنے فضل سے

مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ

اور زیادہ دے۔ بلاشبہ وہ خوب بخشنے والا ہے بہت قدردان ہے۔ اور یہ کتاب جو ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے بالکل حق ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ

جو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں، بلاشبہ اللہ اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا ہے خوب دیکھنے والا ہے۔ پھر ہم نے ان لوگوں کو

الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ

کتاب کا وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا سو ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو درمیانہ درجہ والے ہیں

مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو باذن اللہ بھلائی کے کاموں میں آگے بڑھنے والے ہیں، یہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔ وہ ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں

يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾

جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے اس میں انہیں سونے کے کنگن اور موتی زیور کے طور پر پہنائے جائیں گے اور اس میں ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قدرت کے نمونے:

۲۷: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ (کیا تم نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس کے ذریعہ ہم نے نکالا) ہٗ کی ضمیر ماء کی طرف راجع ہے۔ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا (پھل مختلف رنگت کے) الوان سے اجناس مراد ہیں جیسے انار، سیب، انجیر، انگور وغیرہ جن کی تعداد گنی نہیں جا سکتی۔ نمبر۲۔الوان سے ہیئت مراد ہے۔جیسے سرخی، زردی، سبزی وغیرہ۔وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ (اور پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں) جدد جمع جُدَّة کی ہے جیسے مدد جمع مُدَّة کی ہے راستہ کے معنی میں۔مختلف رنگ کے راستے۔بِیْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ (سفید اور سرخ ان کی رنگتیں مختلف ہیں اور بہت گہرے سیاہ) غرابیب جمع غربیب یہ اسود کی تاکید ہے عرب کے لوگ کہتے ہیں۔اسود غربیب وہ جو انتہائی سیاہ ہو اور سخت سیاہ ہو غراب کا لفظ اسی سے ہے۔

قاعدہ یہ تھا کہ تاکید کو مؤکد کے بعد لاتے جیسا کہتے ہیں۔اصفر فاقع، مگر مؤکد کو پہلے مضمر لائے اور بعد والے کو اس کی تاکید بنایا۔اور ایسا تاکید مزید کیلئے کیا جاتا ہے۔اس لئے کہ وہ ایک ہی معنی پر دو طریقوں سے اظہار و اضمار سے یکساں دلالت کرتا ہے۔مضاف کو محذوف ماننا ضروری ہے۔ومن الجبال میں ای من الجبال ذو جدد بیض و حمر و سود ،تاکہ وہ اس قول کی طرف لوٹ آئے۔ومن الجبال مختلف الوانہ جیسا کہ فرمایا ثمرات مختلفا الوانہا [فاطر:۲۷]

۲۸: وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ (اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں۔کہ انکی رنگتیں مختلف ہیں۔) یعنی ان میں سے بعض مختلف رنگت کے ہیں۔كَذٰلِكَ (اسی طرح) جیسے پھل، پہاڑ مختلف ہیں۔

نکتہ: جب پہلے الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء کہا اور آیات الٰہیہ کو شمار کیا اور اس کی قدرت کے نشانات گنائے اور اس کی کاریگری کے نمونے بتلائے اور جو مختلف قسم کی اجناس بنائیں۔اور جن چیزوں سے اس کی ذات وصفات پر استدلال کیا جا سکتا تھا ان کو گنوا چکے تو اس کے بعد فرمایا:

## ایک چیز پر بس نہیں:

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (اللہ تعالیٰ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں) اس کو جاننے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو صفات سے پہچانا اور اس کی تعظیم کی اور جس کا علم اس کے متعلق زیادہ ہوا اس کا خوف اس سے بڑھ گیا اور جس کا علم اس کے متعلق کم ہے وہ مطمئن ہوا بیٹھا ہے حدیث میں فرمایا تم میں سب سے زیادہ علم والے وہ سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے علماء ہی ہیں:

نکتہ: اسم باری تعالیٰ کو مقدم اور العلماء کے لفظ کو مؤخر کر کے یہ اعلان کرنا مقصود ہے کہ جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے بندوں میں سے وہ علماء ہیں نہ کہ غیر۔ اگر اس کا عکس ہوتا تو پھر معنی اس طرح بنتا کہ وہ نہیں ڈرتے مگر اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ اس ارشاد گرامی میں ہے۔ ولا یخشون احدًا اِلا اللّٰہ [الاحزاب:۳۹] حالانکہ اس آیت کا مفہوم اور ہے اور اس کا اور ہے اس آیت میں یہ بتلایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے علماء ہی ہیں۔ اور احزاب والی آیت میں فرمایا کہ جس ذات سے ڈرا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

قراءت: ابوحنیفہ، عمر بن عبدالعزیز، ابن سیرین رحمہم اللہ نے اس طرح پڑھا: انما یخشی اللّٰہُ من عبادہ العلماءَ۔

اس قراءت میں خشیت استعارہ ہے مطلب یہ ہے انما یعظم اللہ من عبادہ العلماء اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے علماء کو عظمت دیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ (بیشک اللہ تعالیٰ زبردست بخشنے والے ہیں) اس آیت میں خشیت کے وجوب کی علت ذکر فرمائی۔ کیونکہ اس کی دلالت نافرمانوں کو سزا دینے اور مغلوب کرنے اور اہل اطاعت کو ثواب دینے اور ان سے درگزر کرنے کی ہے۔ اور معاقب اور مثیب کا حق یہ ہے کہ وہ اس سے ڈریں۔

۲۹: اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ (جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں) تلاوت پر مداومت اختیار کرتے ہیں۔ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً (اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں) یعنی نفلی صدقات کو چھپا کر اور فرضی صدقات سر عام کرتے ہیں۔ یعنی عمل کی حلاوت سے ہٹ کر فقط اس کی تلاوت پر قناعت نہیں کرتے۔ یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً (وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں) تجارت سے مراد اطاعت کے بدلہ میں ثواب طلب کرنا۔

نحو: یرجون یہ انّ کی خبر ہے۔ لَّنْ تَبُوْرَ (جو کبھی ماند نہ ہوگی) ہرگز کساد بازاری کا شکار نہ ہوگی یعنی ایسی تجارت جس میں خسارہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ چلے گی۔

## وفائے اجر سے وعدۂ لقاء مراد ہے:

۳۰: لِیُوَفِّیَھُمْ (تاکہ وہ ان کو پورا پورا دے) یہ لن تبور کے متعلق ہے۔ ای لیوفیھم بنفاقھا عندہ (تاکہ وہ ان کو اپنے ہاں رائج کر کے پورا پورا بدلہ دے) اُجُوْرَھُمْ (ان کا بدلہ) یعنی ان کے اعمال کا ثواب وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ (اور اپنے فضل سے ان کو اور دے) ان کی قبور کو وسیع کر دے۔ نمبر۲۔ ان کا سفارشی بنا دے جنہوں نے ان پر احسان کیا۔ نمبر۳۔ ان کی نیکیوں کو دوگنا کر دے نمبر۴۔ اپنی لقاء کا وعدہ پورا فرما دے۔ یرجون یہ موضع حال میں ہے یعنی وہ امیدوار ہیں اور لام یتلون اور مابعد سے متعلق ہے یعنی انہوں نے یہ تمام کام تلاوت، اقامت صلوٰۃ اور انفاق اس غرض کیلئے کیے۔ اور انّ کی خبر انہ غفور



BestUrduBooks.wordpress.com

شکور ہے۔ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (بیشک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے)۔ یعنی ان کو بخشنے والا ہے۔ ان کے اعمال کی قدر دانی کرنے والا ہے۔ یعنی قلیل عمل پر کثیر اجر عنایت فرمانے والے ہیں۔

۳۱: وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ (اور یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس بطور وحی بھیجی ہے) الکتاب سے قرآن مراد ہے۔

نحو: مِنَ بیانیہ ہے۔

هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا (وہ بالکل ٹھیک ہے) یہ حال مؤکدہ ہے کیونکہ حق اس تصدیق سے ہرگز جدا ہونے والا نہیں۔ لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے) بین یدیہ سے گزشتہ کتابیں مراد ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ (بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا ہے خوب دیکھنے والا ہے) پس آپ کو جانتا اور آپ کے احوال کو خوب دیکھنے والا ہے۔ اس نے آپ کو اہل دیکھ کر آپ کی طرف اس جیسی معجز کتاب اتاری جو کہ تمام کتب سے سبقت کرنے والی ہے۔

## وارثین قرآن کے درجات:

۳۲: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ (پھر ہم نے یہ کتاب ان لوگوں کے ہاتھوں پہنچائی) قرآن مجید آپ کی طرف بذریعہ وحی نازل فرمایا پھر ہم نے اس کے پہنچانے کا فیصلہ کیا ان بندوں کو۔ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا) اور وہ آپ کی امت سے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور جو ان کے بعد ان کے پیروکار قیامت تک ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام امتوں پر چنا اور ان کو امت وسط بنایا تا کہ وہ لوگوں پر گواہ ہوں اور ان کو افضل الانبیاء علیہم السلام کی طرف نسبت کا شرف عنایت فرمادیا۔

نظم: پھر اس امت کے مراتب بالترتیب بیان فرمائے۔ فرمایا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ (پھر بعض تو ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں) وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر و امیدوار ہیں۔ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ (اور بعض ان میں متوسط درجہ کے ہیں) وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اچھے برے عمل ملا دیے ہیں۔ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ (اور بعض ان میں بھلائی میں ترقی کرنے والے ہیں) یہ تاویل قرآن مجید کے موافق ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ نمبرا۔ والسابقون الاولون من المهاجرين [التوبہ:۱۰۰] اور اس کے بعد فرمایا نمبر۲۔ واٰخرون اعترفوا بذنوبهم [التوبہ:۱۰۱] اور پھر فرمایا واٰخرون مرجون لامر الله۔ (التوبہ:۱۰۶) حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے اس آیت کو منبر پر تلاوت فرمایا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہم میں جو سبقت کرنے والے ہیں وہ تو آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ اور ہم میں جو مقتصد ہیں وہ نجات پانے والے ہیں۔ اور ہم میں جو ظالم ہیں۔ وہ بخش دیئے جائیں گے (رواہ ابن مردویہ رواہ العقیلی فی الضعفاء الکبیر ۳/۴۴۳) اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سابق تو جنت میں بلا حساب جائیں گے اور متوسط کا معمولی حساب لیا جائے گا یہاں تک کہ وہ گمان کرنے لگے گا کہ وہ ہرگز نہ بچ سکے گا۔ پھر اس کو رحمت پالے گی اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

(رواہ احمد ۵/۱۹۸۔ مجمع الزوائد ۷/۹۵)



BestUrduBooks.wordpress.com

اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما: السابق سے مخلص اور المقتصد دکھاوا کرنے والا۔ اور الظالم سے نعمتوں کی ناشکری بلا اصرار کرنے والا۔ کیونکہ تینوں کے جنت میں داخلے کا حکم ہے۔

## قول السلف رحمۃ اللہ علیہم:

ربیع بن انسؒ نے کہا الظالم کبائر کا مرتکب۔ المقتصد صغیرہ گناہ کرنے والا۔ نمبر۳۔ السابق ان تمام سے گریز کرنے والا۔

## قول حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

نمبر ا۔ الظالم جس کی سیئات زیادہ ہو جائیں نمبر۲۔ السابق جس کی حسنات بڑھ جائیں۔ نمبر۳۔ المقتصد جس کی حسنات و سیئات برابر ہوں۔

ابو یوسفؒ سے اس آیت کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ یہ تینوں مؤمنوں کی اقسام ہیں۔ کفار کے حالات تو اس کے بعد والذین کفروا لهم نار جهنم [فاطر:۳۶] میں تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ باقی تینوں طبقات ان بندوں میں سے ہیں۔ جن کو بندوں میں سے چنا گیا ہے۔ اسی لئے فرمایا فمنهم ومنهم و منهم تمام ضمائر الذين اصطفينا من عبادنا کی طرف لوٹنے والی ہیں۔ اور یہ اہل ایمان ہیں اور جمہور کا مسلک یہی ہے۔ البتہ الظالم کو مقدم اس لئے کیا گیا تا کہ بتلا دیا جائے کہ ان کی تعداد زیادہ ہے پھر مقتصدین کی تعداد ان کے مقابلہ میں قلیل ہے اور السابقون تو قلیل میں سے اقل ہیں۔

## قول ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

ظالم کو مقدم اس لئے فرمایا تا کہ وہ اس کے فضل سے مایوس نہ ہوں ایک قول یہ ہے اس کو مقدم یہ بتلانے کیلئے کیا گیا کہ اس کا گناہ اس کو اس کے رب تعالیٰ سے دور نہیں کر سکتا۔

## قولِ دیگر:

یہ ہے کیونکہ سب سے پہلی حالت معصیت پھر توبہ پھر استقامت ہے۔

## قول سہل رحمۃ اللہ علیہ:

السابق سے عالم المقتصد سے متعلم اور الظالم سے جاہل مراد ہے۔ اور یہ بھی کہا: سابق وہ ہے جو معاد میں مصروف ہو اور مقتصد وہ جو معاش و معاد میں لگا ہو اور ظالم وہ ہے جو معاد کو چھوڑ کر معاش میں مصروف ہو۔ ایک قول یہ ہے الظالم۔ جو غفلت و عادت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔

المقتصد وہ ہے جو رغبت و رہبت کے ساتھ ان کی عبادت کرے۔ السابق جو ان کی عبادت ہیبت و استحقاق سے کرے۔

## ایک قول:

یہ ہے الظالم جو دنیا خواہ حلال ہو یا حرام سب لے لے۔ المقتصد جو محنت کرے اور حلال ذریعہ سے حاصل کرے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۳۴ الَّذِیْٓ

اور وہ کہیں گے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہم سے غم کو دور فرما دیا، بلاشبہ ہمارا رب بڑا بخشنے والا ہے خوب قدردان ہے۔ جس نے

اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ ۳۵

ہمیں اپنے فضل سے رہنے کی جگہ میں نازل فرما دیا، ہمیں اس میں نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہمیں اس میں کوئی تھکن پہنچے گی۔

السابق جو دنیا سے بالکل اعراض کرے۔ ایک قول یہ ہے الظالم طالب دنیا المقتصد طالب آخرت السابق مولیٰ کا طالب ہو۔

بِاِذْنِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) یا اس کے علم سے یا اس کی توفیق سے ذٰلِكَ (یہ) یعنی کتاب کا وارث بنانا۔ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ (بڑا فضل ہے)

## جنات اور اس میں کلماتِ تشکر:

۳۳: جَنّٰتُ عَدْنٍ (ہمیشہ کے باغات)

نحو: یہ ذلك کی دوسری خبر ہے یا مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ یا یہ مبتدأ ہے اور اس کی خبر یدخلونها ہے۔ یَدْخُلُوْنَهَا (وہ اس میں داخل ہونگے) یعنی تینوں جماعتیں۔

قراءت: ابوعمرو نے یُدخلونها پڑھا ہے۔

یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا (اور ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے) اساور جمع اسورة اور وہ سِوَارٌ کی جمع ہے۔ من ذهبٍ کا مطلب من ذهب مرصع باللؤ لؤ سونے کے جو موتیوں سے مزین ہونگے۔

قراءت: لؤلؤا نصب اور ہمزہ کے ساتھ نافع، حفص نے پڑھا۔ من اساور کے محل پر اس کا عطف کیا گیا۔ تقدیر کلام یہ ہے یحلون اسا ورولولوا۔ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ (اور ان کا لباس اس میں ریشم ہوگا) کیونکہ اس میں لذت و زینت ہے۔

۳۴: وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ (اور وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جس نے ہم سے غم کو دور کیا) الحزن سے آگ کا خوف یا موت کا خوف یا دنیا کے غموم مراد ہیں۔ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ (بیشک ہمارا رب بڑا بخشنے والا) وہ جنایات کو بخش دے گا خواہ کتنی کثرت سے ہوں۔ شَكُوْرٌ (قدردان ہے) طاعات کو خواہ قلیل ہوں قبول کر لیتا ہے۔

۳۵: الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ (جس نے ہمیں ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اتارا) یعنی ایسا قیام جس سے ہم جدا نہ ہونگے اور نہ زائل ہونگے عرب کہتے ہیں۔ اقمت اقامة و مقامًا و مقامةً یہ سب مصدر ہیں۔ مِنْ فَضْلِهٖ (اپنے فضل سے) محض عطاء اور افضال سے اس میں ہمارے استحقاق کو ذرا دخل نہیں۔ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ (اس میں نہ ہمیں کوئی کلفت چھوئے گی) نصب تھکاوٹ و مشقت کو کہتے ہیں۔ وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا لُغُوْبٌ (اور نہ ہمیں اس میں خستگی چھوئے گی) تھکاوٹ سے عاجزی اور ڈھیلا پن



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے، نہ تو ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر ہی جائیں اور نہ ان سے اس کا

عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ﴿۳۶﴾ وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ

عذاب ہلکا کیا جائے گا، ہر کافر کو ہم ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ دوزخ میں چلائیں گے

رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ

کہ اے ہمارے رب ہمیں دوزخ سے نکال لیجے ہم ان اعمال کے علاوہ دوسرے عمل کریں گے جو کیا کرتے تھے، کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں وہ

فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴿۳۷﴾

شخص سمجھ سکتا تھا جو سمجھنا چاہتا، اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا تھا، سو تم چکھ لو، سو ظالموں کے لیے کوئی بھی مددگار نہیں۔

لُغوب کہلاتا ہے۔

قراءت: ابو عبدالرحمان سلمی نے لَغُوْب لام کے فتحہ سے پڑھا۔ وہ ایسی چیز کو کہتے ہیں جس سے آدمی مغلوب ہو یعنی ہمیں ایسے عمل کا مکلف نہ بنایا جائے گا۔ جس سے ہم مغلوب ہو جائیں۔

## آخرت میں کفار کی بیکار تمنائیں:

۳۶: وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا یُقْضٰی (اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے) نہ تو ان کی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا (قضاء آئے گی کہ وہ مر جائیں)

نحو: فیموتوا یہ نفی کا جواب ہے اور ان کے مضمر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ لا یقضٰی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے متعلق موت ثانیہ کا فیصلہ نہ کیا جائے گا کہ موت آ کر ان کو کچھ استراحت میسر ہو۔

وَ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا (اور نہ ان سے دوزخ کا عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا) یعنی جہنم کی آگ کا عذاب كَذٰلِكَ (اسی طرح) اس جزاء کی طرح نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ (ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں)

قراءت: ابو عمرو نے یُجْزٰی کُلُّ پڑھا ہے۔

۳۷: وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا (اور وہ لوگ اس میں چلائیں گے) یصطرخون یہ الصراخ سے باب افتعال ہے۔ الصراخ پورے زور و قوت سے چیخنا۔ یہاں فریاد کے معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ فریاد کرنے والا فریاد کیلئے اپنی آواز بلند کرتا ہے۔ رَبَّنَآ (اے ہمارے رب) یعنی وہ پکاریں گے اے ہمارے رب اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ (ہم کو نکال لیجے ہم



BestUrduBooks.wordpress.com

اچھے کام کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے) یعنی تو ہمیں آگ سے نکال کر دنیا کی طرف واپس کر دے۔ ہم کفر کے بدلے ایمان لائیں گے اور معصیت کے بعد اطاعت اختیار کریں گے پس ان کو دنیا کی عمر کے برابر وقت گزر جانے پر جواب ملے گا۔ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ (کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا)

نحو: ما نکرہ موصوفہ ہے ای تعمیرًا یتذکر فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ (ایسی عمر دینا کہ وہ سمجھ سکتا ہے جو سمجھنا چاہے)۔ یہ ہر ایسی عمر کو شامل ہے جس میں مکلف اپنی حالت کی درستی کر سکتا ہو خواہ وہ تھوڑی ہی ہو البتہ طویل عمر میں توبیخ وتنبیہ زیادہ ہے۔ پھر اس کے متعلق کئی اقوال ہیں۔ ایک قول وہ اٹھارہ سال ہیں۔ دوسرا قول چالیس سال تیسرا قول ساٹھ سال وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ (اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا) النذیر سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں نمبر۲۔ بڑھاپا۔

نحو: یہ اولم نعمر کم کے معنی پر عطف ہے کیونکہ لفظ استخبار انشاء والا ہے۔ اور اس کا معنی اخبار ہے۔ گویا اس طرح فرمایا قد عمر نا کم وجاء کم النذیر ہم نے تمہیں عمر دی اور تمہارے پاس نذیر بھی آیا۔ فَذُوْقُوْا (پس تم چکھو) عذاب فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ (پس ظالموں کا کوئی) مِنْ نَّصِيْرٍ (مددگار نہیں ہے) نصیر ناصر کے معنی میں ہے ایسا مددگار جو ان کی اعانت کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾ هُوَ

بلا شبہ اللہ آسمانوں کے اور زمین کے غیب کا جاننے والا ہے، بلا شبہ وہ دلوں کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ وہی ہے

الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ

جس نے تمہیں زمین میں پہلے لوگوں کے بعد آباد فرمایا، سو جو شخص کفر اختیار کرے اس کا کفر اسی پر ہے، اور کافروں کے لیے

كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ

ان کا کفر ان کے رب کے نزدیک ناراضگی ہی کو بڑھاتا ہے، اور کافروں کے لیے ان کا کفر صرف خسارہ ہی میں اضافہ کرتا ہے۔ آپ فرما دیجئے

أَرَأَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ

کہ تم جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہو ان کا حال بتاؤ، مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین کا کون سا حصہ

الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ

پیدا کیا، کیا آسمانوں میں ان کا کوئی ساجھا ہے، کیا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم

مِّنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَعِدُ الظّٰلِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ﴿٤٠﴾ إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ

ہوں، بلکہ بات یہ ہے کہ ظالم لوگ ایک دوسرے کو صرف دھوکہ کی باتوں کا وعدہ کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ آسمانوں کو

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ

اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں تو اس کے سوا ان دونوں کو کوئی بھی تھامنے

مِّنْ بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤١﴾

والا نہیں، بلاشبہ وہ حلیم ہے غفور ہے۔

## جو سینوں کی باتیں جانے وہ سفینوں کی کیوں نہ جانے:

٣٨: إِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا) غیب سے مراد وہ ہے جو تم سے آسمان اور زمین میں پوشیدہ ہے۔ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (بلاشبہ وہ سینہ کی باتوں کا جاننے والا ہے) یہ تعلیل کی طرح ہے کیونکہ جب وہ سینوں کی باتوں کا علم رکھتا ہے حالانکہ وہ بہت ہی مخفی ہیں تو وہ تمام جہان کی ہر پوشیدہ چیز سے



BestUrduBooks.wordpress.com

واقف ہے۔ ذات الصدور سے مراد دلوں کی چھپی باتیں۔ یہ ذو کی مؤنث ہے۔ اس کی مثال ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس قول میں ہے۔ ذو بطن خارجة جارية (رواہ مالک فی مؤطا ۷۵۲/۲) یعنی جو اس کے پیٹ میں حمل ہے کیونکہ حمل پیٹ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسی طرح سینہ اور دل کی مضمرات وہ سینوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ ذو کا لفظ ساتھ کے معنی کیلئے وضع کیا گیا ہے۔

## زمین میں منافع شکر گزاری کے لئے ہے ناشکری اس کی ناراضی کا سبب ہے:

۳۹: هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ (وہی ایسا ہے کہ جس نے تم کو زمین میں آباد کیا) بعد میں آنے والے کو خلیفہ کہا جاتا ہے اور اس کی جمع خلائف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے تمہیں اپنی زمین میں نائب بنایا۔ اس میں تصرف کی چابیوں کا تمہیں مالک بنایا۔ اور جو کچھ زمین میں ہے اس پر تمہیں غلبہ دیا اور زمین کے منافع تمہارے لیے مباح کر دیے تاکہ تو حید و طاعت سے اس کے شکر گزار بنو۔

فَمَنْ كَفَرَ (جو شخص کفر کرے گا) تم میں سے اور اس جیسی عمدہ نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری کرے گا۔ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ (اس کے کفر کا وبال اسی پر پڑے گا) اس کے کفر کا وبال اسی پر لوٹنے والا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا مبغوض ہے اور آخرت میں سخت نقصان اٹھانے والا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ (اور کافروں کیلئے ان کا کفر) ان کے پروردگار کے نزدیک كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا (ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوگا) مقت شدید بغض و ناراضی کو کہتے ہیں۔ وَ لَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا (اور کافروں کے لئے ان کا کفر خسارہ ہی بڑھنے کا باعث ہوگا) ہلاکت و ذلت۔

## جب خلقت میں ان کا حصہ نہیں تو عبادت میں کیسے شریک ہو گئے:

۴۰: قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ (آپ کہیے تم اپنے مقرر کردہ شرکاء کا حال تو بتلاؤ) تمہارے وہ مجوزہ معبود جن کو تم نے عبادت میں حصہ دار بنا رکھا ہے۔ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَاذَا (جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو یعنی مجھے یہ بتلاؤ کہ انہوں) خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ (نے زمین کا کونسا جزو بنایا ہے)

نحو: ارایتم سے یہ بدل ہے۔ کیونکہ ارایتم کا معنی یہ ہے تم مجھے بتلاؤ۔ گویا اس طرح فرمایا گیا اخبرونی عن هؤلاء الشركاء و عما استحقوا به الشركة اروني اي جزء من اجزاء الارض استبدوا بخلقه دون الله تم مجھے ان شرکاء کے متعلق خبر دو اور کیونکر یہ عبادت میں شرکت کے مستحق بن گئے۔ تم مجھے بتلاؤ انہوں نے زمین کا کونسا جزو اپنے اختیار سے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے بغیر بنایا ہو۔

اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ (یا آسمانوں میں ان کی شراکت و حصہ داری ہے) یا ان کو آسمانوں کی تخلیق میں شرکت حاصل ہے۔ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ (یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم ہیں) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس کتاب ہے جو یہ کہتی ہے کہ وہ اس کے شریک ہیں۔ پس وہ اس کتاب کی وجہ سے حجت و دلیل پر



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں۔

قراءت :علی ،ابن عامر، نافع ،ابوبکر نے بینات پڑھا ہے۔

بَلْ اِنْ یَّعِدُ ( بلکہ نہیں وعدہ کرتے )اِنْ بمعنی ما ہے۔الظّٰلِمُوْنَ ( ظالم )بَعْضُھُمْ بَعْضًا (ایک دوسرے سے )اول بعض سے سرداراور دوسرے بعض سے پیرو مراد ہیں ۔اِلَّا غُرُوْرًا ( مگر محض دھوکے کا ) اور وہ ان کا مشہور قول ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ [یونس:۱۸] ہے۔

## آسمان کو اللہ ہی تھامنے والا ہے:

۴۱:اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہےاَنْ تَزُوْلَا ( کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ دیں )ان کو زائل ہونے سے روکنے والا ہے، کیونکہ اساک روکنے کو کہتے ہیں۔وَلَئِنْ زَالَتَآ (اور اگر وہ بالفرض موجودہ حالت کو چھوڑ دیں )اِنْ اَمْسَکَهُمَا (نہیں ان کو تھام سکتا )۔مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ (کوئی ایک اللہ تعالیٰ کے سواء ) اس کے تھامنے کے بعد۔

نحو :پہلا مِنْ تاکید نفی کیلئے ہےاور دوسرا مِن ابتدائیہ ہے۔

اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ( بیشک وہ حلیم غفور ہے )وہ سزا دینے میں جلدی کرنے والانہیں اسلئے ان دونوں کو تھامے ہوئے ہے ورنہ شرک کے کلمہ کی وجہ سے اس قابل تھے کہ گر پڑتے جیسا کہ فرمایا:تکاد السمٰوٰت یتفطرن منه و تنشق الارض [مریم:۹۰]



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ

اور ان لوگوں نے مضبوطی کے ساتھ اللہ کی قسم کھائی کہ اگر ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آجائے تو دوسری امتوں کے مقابلہ میں ہر ایک سے زیادہ

اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ

ہدایت پانے والے ہوں گے پھر جب ان کے پاس ڈرانے والا آگیا تو ان کی نفرت زیادہ ہوگئی زمین میں تکبر کرنے اور بری تدبیریں

وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

اختیار کرنے کی وجہ سے، اور بری تدبیر کا وبال اسی پر ہے جو یہ کام کرے، سو کیا وہ پرانے لوگوں کے دستور کا انتظار

سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ

کر رہے ہیں، سو آپ ہرگز اللہ کے دستور میں تبدیلی نہ پائیں گے اور آپ ہرگز اللہ کے دستور میں منتقل ہونا نہ

تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾

پائیں گے۔

## آنے سے پہلے مانتے تھے اب ضد سے منکر ہو گئے:

۴۲: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (اور ان کفار نے بڑی زوردار قسم کھائی تھی) جَهْدَ یہ نمبرا۔ مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای اقساما بلیغاً نمبر۲۔ حال کی وجہ سے منصوب ہے ای جاهدین فی ایمانهم وہ اپنی قسموں میں زور لگانے والے ہیں۔

لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ (کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے تو وہ ہر ہر امت سے زیادہ ہدایت) اِحْدَى الْاُمَمِ (قبول کرنے والے ہوں)۔

رسول ﷺ کی بعثت سے پہلے قریش کو یہ اطلاع ملی کہ اہل کتاب نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تو وہ کہنے لگے یہود ونصاری پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ ان کے پاس ان کے رسول آئے مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر ہمارے پاس رسول آئے تو ہم ضرور بضرور ان میں سے ہر ہر امت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہونگے۔ من احدی الامم سے مراد یہ ہے کہ اس امت سے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ امتوں میں سے ایک ہے۔ اور ہدایت میں اس کو دوسروں پر درجہ اور استقامت میں مرتبہ حاصل ہے۔ جیسا کہ کسی بڑی مصیبت کیلئے کہتے ہیں۔ ھی احدی الدواھی وہ بڑی مصیبت ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ (جب ان کے پاس نذیر آئے) پس جب رسول ﷺ کی بعثت ہوگئی۔ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا (تو



BestUrduBooks.wordpress.com

بس ان کی نفرت ہی کو ترقی ہوئی) یعنی رسول اللہ ﷺ کی آمد نے ان کی حق سے دوری میں اضافہ کر دیا۔ یہ اسناد مجازی ہے۔

۴۳: اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ (دنیا میں اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے) وَمَكْرَ السَّيِّئِ (اور بری تدبیروں کی وجہ سے)

نحو: استکبارًا اور مکر السیء یہ دونوں مفعول لہ ہیں۔ معنی یہ ہوگا: وما زادھم الا نفورًا للاستکبار ومکر السیء۔ (ان کی نفرت میں اضافہ ہوا اپنے کو بڑا سمجھنے اور بری تدبیروں کی وجہ سے) نمبر۲۔ حال ہیں۔ یعنی وہ اپنے کو بڑا سمجھنے والے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف تدابیر کرنے والے ہیں۔ ومکر السیء کی اصل وان مکروا السیء ہے یعنی المکر السَّیِّئُ پھر یہ ومکرًا السَّیِّئُ ہوا پھر ومکر السیء بن گیا۔ اس کی دلیل یہ ارشاد ہے ولا یحیق المکر السیءُ ہے۔

## برائی کا وبال ہونے پر:

وَلَا يَحِيقُ (اور نہیں گھیرتا) یہ احاطہ اور اترنے کے معنی میں ہے۔ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ بری تدبیر (مگر بری تدبیر کرنے والوں کو) مشرکین کو بدر کے دن ان تدابیر نے آگھیرا۔ مثال مشہور ہے: من حفر لا خیہ جُبا وقع فیہ منکبًا چاہ کن راچاہ درپیش۔ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ (پس کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے)۔ سنۃ الاولین وہ عذاب کا ان لوگوں پر اتارنا ہے۔ جنہوں نے سابقہ امتوں میں سے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا۔ مطلب یہ ہے آپ کی تکذیب کے بعد یہ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان پر اسی قسم کا عذاب ٹوٹ پڑے جیسا رسولوں کو جھٹلانے والے پہلے لوگوں پر آن پڑا۔ اس آیت میں عذاب کیلئے ان کے استقبال کو ان کی طرف سے انتظار قرار دیا۔ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ (پس آپ اللہ تعالیٰ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے)۔ (اور آپ اللہ تعالیٰ) لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا (کے دستور کو منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے) اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ رسل کو جھٹلانے والے لوگوں کو سزا دیتے ہیں۔ اس طریقے کو اللہ تعالیٰ خود بدلنے والے نہیں ہیں۔ اور نہ ہی اس کے اوقات سے پھیرنے والے ہیں۔ یہ بہرحال ہو کر رہے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ

کیا وہ لوگ زمین میں نہیں چلے پھرے تا کہ دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ان سے پہلے تھے

وَکَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّۃً ؕ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعۡجِزَہٗ مِنۡ شَیۡءٍ فِی السَّمٰوٰتِ

اوروہ ان سے قوت میں بڑھے ہوئے تھے، اور آسمانوں میں اور زمین میں اللہ کو کوئی چیز عاجز

وَلَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَلِیۡمًا قَدِیۡرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوۡ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا

نہیں کر سکتی، بلاشبہ وہ جاننے والا ہے قدرت والا ہے۔ اور اگر اللہ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ان کا مواخذہ

کَسَبُوۡا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَهۡرِهَا مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّلٰکِنۡ یُّؤَخِّرُهُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ

فرمائے تو زمین کی پشت پر کسی ایک چلنے پھرنے والے کو بھی نہ چھوڑے، اور لیکن وہ ایک میعاد مقررہ تک مہلت دے

ع ۵ ۸ ۱۷ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِیۡرًا ﴿۴۵﴾

رہا ہے، سو جب ان کی مقرر میعاد آ جائے گی تو اللہ اپنے بندوں کا دیکھنے والا ہے۔

## زمین میں سفر کیا مگر عبرت نہیں ہوئی:

۴۴: اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا (کیا وہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں تا کہ یہ دیکھتے بھالتے) کہ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ (جو لوگ ان سے پہلے ہوئے ان کا انجام کیا ہوا)۔ اس آیت میں شام کے اسفار اور یمن و عراق کے سفروں میں امم ماضیہ کے آثار بالیہ اور علامات ہلاکت و دمار جو ان کے مشاہدات میں آتے تھے۔ اس سے استشہاد پیش کیا۔ وَکَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ (حالانکہ وہ ان سے قوت میں بڑھے ہوئے تھے) ھُم سے مراد اہل مکہ ہیں۔

قُوَّۃً سے اقتدار مراد ہے۔ مگر قوت کے باوجود وہ عذاب الٰہی سے فرار اختیار نہ کر سکے۔ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعۡجِزَہٗ (اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی چھوٹ نہیں سکتا) یعجز کا معنی سبقت کرنا اور پیچھے چھوڑ جانا۔ مِنۡ شَیۡءٍ (کوئی چیز) جو بھی ہو۔ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ اِنَّهٗ کَانَ عَلِیۡمًا (نہ آسمان میں اور نہ زمین میں وہ بڑا علم والا ہے) ان کو جانتا ہے۔ قَدِیۡرًا (بڑی قدرت والا ہے) ان پر قادر ہے۔

## فوری پکڑ پر کوئی متنفس نہ بچتا:

۴۵: وَلَوۡ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوۡا (اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب دارو گیر فرمانے لگتا) بما کسبوا کا معنی ان معاصی پر جن کا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔ مَا تَرَکَ عَلٰی ظَهۡرِهَا (تو روئے زمین پر نہ چھوڑتا) ھا کی ضمیر زمین کی طرف



BestUrduBooks.wordpress.com

راجع ہے کیونکہ الارض کا تذکرہ اس ارشاد میں موجود ہے۔لیعجزہ من شیٔ فی السمٰوٰت ولافی الارض مِنْ دَآبَّةٍ (کوئی متنفس) کوئی جان دار جو زمین پر چلنے والا ہو۔ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین تک مہلت دے رہا ہے)۔اجل مسمّی سے مراد قیامت کا دن ہے۔فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ (پس جب ان کی وہ میعاد آجائے گی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں) بَصِيْرًا (کو آپ دیکھ لے گا)۔یعنی ان کے معاملہ کی حقیقت اس پر مخفی اور نہ ہی ان کے متعلق فیصلہ کی حکمت اس سے چھپی ہوئی ہے۔

الحمدللہ اوّلاً وآخراً آج مورخہ ۷ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ بعد نماز عشاء سورۂ فاطر کا تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ ثَلٰثٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰیَۃً وَّخَمْسُ رُکُوْعَاتٍ

سورۂ یٰسین مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں تراسی آیات اور پانچ ۵ رکوع ہیں۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰسٓ ۝١ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝٢ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝٣ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٤

یٰسین قسم ہے قرآن حکیم کی۔ بلا شبہ آپ پیغمبروں میں سے ہیں۔ سیدھے راستہ پر ہیں۔

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝٥ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝٦ لَقَدْ

یہ قرآن اسکی ذات کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو زبردست ہے رحم والا ہے۔ تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ دادوں کو نہیں ڈرایا گیا سو وہ غافل ہیں۔ البتہ

حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٧ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا

یہ بات واقعی ہے کہ ان میں سے اکثر لوگوں پر بات ثابت ہو چکی ہے سو وہ ایمان نہ لائیں گے۔ بلا شبہ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں

فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝٨ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ

سو وہ اوپر ہی کو رہ گئے ہیں۔ اور ہم نے ان کے آگے آڑ بنا دی اور

مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝٩ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ

ان کے پیچھے آڑ بنا دی سو ہم نے ان کو گھیر لیا لہٰذا وہ نہیں دیکھ سکتے۔ اور ان کے حق میں بات برابر ہے آپ انہیں ڈرائیں

اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ

یا نہ ڈرائیں ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ اسی شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کا اتباع کرے اور بن دیکھے رحمٰن سے

بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝١١ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ

ڈرے، سو آپ اسے مغفرت کی اور اجر عظیم کی خوشخبری سنا دیجئے۔ بے شک ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ان لوگوں نے جو آگے بھیجا

مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝١٢ ع

اسے اور ان کے نشانوں کو لکھ لیتے ہیں، اور ہر چیز کو ہم نے ایک واضح کتاب میں پوری طرح لکھ دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یٰسٓ۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ۔ (یٰسٓ قرآن پرحکمت کی قسم ہے)۔
اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (کہ بیشک آپ من جملہ رسولوں میں سے ہیں۔ سیدھے راستہ پر ہیں)۔یٰسٓ۔
قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: اے انسان۔ یہ بنوطے کی لغت ہے۔

## قول ابن حنفیہ رحمہ اللہ:

یا محمد ﷺ حدیث میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مجھے سات ناموں سے پکارا ہے محمد، احمد، طہٰ، یٰس، المزمل، المدثر، عبد اللہ (کنز العمال: ۳۲۱۲۹)۔ ایک قول یہ ہے اے سردار۔
قراءت: علی، حماد، حمزہ، خلف، حماد، یحییٰ نے اس میں امالہ پڑھا ہے۔
۲: وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ والقرآن قسم ہے الحکیم۔ (حکمت والا)۔ نمبر۲۔ یہ حکمت کی منہ بولتی دلیل ہے۔ نمبر۳۔ یہ حکیم کا کلام ہے۔ پس متکلم کی صفت سے اس کو موصوف کیا گیا۔
۳: اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (بیشک آپ من جملہ پیغمبروں میں سے ہیں)۔ یہ جواب قسم ہے اس میں کفار کے اس مقولہ کی تردید ہے جس کو دوسرے مقام پر ذکر فرمایا۔ لست مرسلاً۔ [الرعد: ۴۳]
۴: عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (سیدھے راستے پر ہیں) نمبر۱۔ خبر کے بعد دوسری خبر ہے۔ نمبر۲۔ مرسلین کا صلہ ہے۔ ای الذین ارسلوا علی صراط مستقیم۔ جن کو بھیجا گیا وہ سیدھے راستہ یعنی اسلام پر ہیں۔
۵: تَنْزِیْلَ (نازل کیا ہوا ہے)۔
قراءت: شامی، کوفی سوائے ابوبکر کے اور علی نے لام کا نصب پڑھا ہے۔ اقرأ تنزیل۔ نمبر۲۔ یہ مصدر منصوب ہے ای نزل تنزیل۔ دیگر قراء نے رفع سے پڑھا ہے۔ اس صورت میں یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ ای ھو تنزیل اور مصدر بمعنی مفعول ہے۔ الْعَزِیْزِ (زبردست) وہ اپنی نظم کتاب کی فصاحت کے سبب سرکشوں کے اوہام پر غلبہ والا ہے۔ الرَّحِیْمِ (مہربان کی طرف سے ہے) اپنے خطاب کے معنی کی لطافت سے ہدایت والوں کے فہموں کو کھینچنے والا ہے۔
۶: لِتُنْذِرَ قَوْمًا (تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں)
نحو: لتنذر کالام المرسلین کے معنی کے ساتھ متصل ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے اُرسلت لتنذر قوما۔ (تمہیں بھیجا گیا تاکہ تم ایسی قوم کو ڈراؤ) مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ (نہیں ڈرائے گئے جن کے آباء واجداد)
نحو: جمہور کے نزدیک یہ مانافیہ ہے۔ اس صورت میں قوماً کی صفت ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے قوما غیر منذر اباؤ ھم اس کی دلیل اس ارشاد میں ہے۔ لتنذر قومًا اتٰھُمْ من نذیر من قبلك [السجدہ: ۳] دوسری جگہ فرمایا وما ارسلنا الیھم قبلك من نذیر [سبا: ۴۴] نمبر۲۔ ما موصولہ ہے مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے تقدیر کلام یہ ہے العذاب الذی اُنْذِرَہ ابا ء ھم۔ وہ عذاب جس سے ان کے آباء کو ڈرایا گیا۔ یہ اسی طرح ہے جیسا اس ارشاد میں انا انذر نا کم عذابا قریبًا [النبا: ۴۰] نمبر۳۔ ما



BestUrduBooks.wordpress.com

مصدر یہ ہے تقدیر کلام یہ ہے لتنذر قوماً اِنْذَارَ اباء هم ای مثل انذار اباء هم تاکہ تم قوم کو ان کے آباء کے ڈرانے کی طرح ڈراؤ۔ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ (پس اسی لئے بے خبر ہیں) اگر ما کو نافیہ مانیں تو اس وقت اس کا تعلق نفی سے ہوگا۔ تقدیر کلام یہ ہوگی۔ لم ینذروا فهم غافلون۔ وہ ڈرائے نہیں گئے۔ اس لئے وہ غافل ہیں۔ نمبر۲۔ یہ انك لمن المرسلین سے متعلق ہے اور اصل عبارت ہے: انك لمن المرسلین لتنذر فهم غافلون بیشک تم رسولوں میں سے ہو تاکہ تم ڈراؤ اس لئے کہ وہ غافل ہیں۔ جیسا تم کہو ارسلتك الی فلان لتنذره فانه غافل او فهو غافل۔

۷: لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (ان میں سے اکثر لوگوں پر بات ثابت ہو چکی ہے پس یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے) القول سے یہ مراد ہے لأملأن جهنم من الجنة والناس اجمعین [السجدہ:۱۳] یعنی یہ قول ان سے متعلق ہو جائے گا اور ان پر ثابت ولازم ہو جائے گا۔ اس لئے کہ وہ ان میں سے ہونگے جن کا کفر پر مرنا معلوم ہو چکا۔

## کفر پر پختگی کی تمثیل:

۸: پھر ان کی کفر پر پختگی کو تمثیل سے سمجھایا۔ کہ کفر سے ان کے لوٹنے کی کوئی راہ نہیں۔ ان کو اس طرح قرار دیا گویا کہ وہ ان لوگوں کی طرح ہیں جن کے گلے میں طوق پڑے ہوئے ہوں جس سے ان کے سر اچکے ہوں۔ اِدھر اُدھر سر نہ پھیر سکتے ہوں۔ اسی طرح لوگ بھی حق کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے اور نہ اپنی گردنیں حق کی طرف موڑتے ہیں اور نہ اس کے لئے اپنے سروں کو جھکاتے ہیں۔

اور یہ لوگ ان لوگوں کی طرح ہیں جو دو دیواروں کے درمیان پھنس جائیں نہ سامنے دیکھیں اور نہ پیچھے اسی طرح یہ عدم تامل اور عدم تبصر میں اور اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور وفکر سے بتکلف اندھا پن اختیار کرنے میں ان لوگوں کی طرح ہیں۔ فرمایا۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ (ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں پھر وہ ٹھوڑیوں تک ہیں) اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ (جس سے ان کے سر اوپر کو اُچک گئے ہیں) مطلب یہ ہے کہ طوق ٹھوڑیوں تک پہنچنے والے اور ان سے چمٹے ہوئے ہیں۔ مقمحون ان کے سر اوپر کو اٹھے ہیں۔ عرب کہتے ہیں قمح البعیر فهو قامح جبکہ اس کو سر اٹھائے دیکھا جائے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ گردن میں ڈالے جانے والے طوق کے دونوں سرے ٹھوڑی کے نیچے ملتے ہیں ایک حلقے کا کیل جو دوسرے کنڈے میں پڑتا ہے وہ ٹھوڑی تک بلند ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس کا سر نیچے کو جھک نہیں سکتا ہمیشہ اوپر اٹھا رہتا ہے۔

۹: وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا۔ (اور ہم نے ایک آڑ ان کے پیچھے اور ایک ان کے سامنے کر دی)

قراءت: سَدًّا حمزہ، علی، حفص نے سین کے فتحہ سے پڑھا۔

## ایک قول:

یہ ہے کہ جو لوگوں نے روک بنائی ہو اس کے لئے سین مفتوح ہوگی اور جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بنائی مثلاً پہاڑ وغیرہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وہ سُدًّا ضمہ سے آتا ہے۔ فَاَغْشَیْنٰھُمْ (جس سے ہم نے ان کو ڈھانک دیا) یعنی ان کی آنکھوں کو ڈھانپ دیا یعنی ہم نے ان کو ڈھانپ کر ان پر پردہ ڈال دیا۔ فَھُمْ لَایُبْصِرُوْنَ (پس وہ دیکھ نہیں سکتے) حق و ہدایت کو۔

## ابوجہل کی بدترین حرکت:

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت بنومخزوم کے متعلق اتری۔ اس لئے کہ ابوجہل نے قسم اٹھائی کہ اگر وہ محمد کو (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز پڑھتا دیکھ لے گا۔ تو پتھر سے ان کا سر کچل دے گا۔ پھر وہ آیا جبکہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے اور اس کے ہاتھ میں ایک پتھر بھی تھا تاکہ آپ کے سر پر مار کر کچل دے۔ جب اس نے ہاتھ اٹھائے تاکہ وہ پتھر آپ کی طرف پھینکے تو پتھر اس کے ہاتھ سے چمٹ گیا اور چمٹا رہا یہاں تک کہ بڑی مشکل سے اس کو اس کے ہاتھ سے جدا کیا پس وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گیا اور ان کو واقعہ کی اطلاع دی۔

دوسرے مخزومی نے کہا یہ پتھر مجھے دو۔ میں اس سے اس کو قتل کرونگا۔ وہ پتھر لے کر ادھر بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اندھا کر دیا۔

۱۰: وَسَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ (اور ان کے حق میں آپ کا ڈرانا اور نہ ڈرانا دونوں برابر ہے)۔ لَا یُؤْمِنُوْنَ (یہ ایمان نہ لائیں گے) یعنی ان کو ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے۔ مطلب یہ ہے۔ جو گمراہی کے اس درجہ کو پہنچا ہو۔ اس کے لئے ڈرانا نفع بخش نہیں۔

## ایک عبرتناک حکایت:

میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے اللہ قدری فرقہ کے غیلان نامی آدمی کو یہ آیت پڑھ کر سنائی تو وہ کہنے لگا۔ یہ آیت تو گویا اب تک میری نگاہ سے گزری نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آج سے میں قدریہ فرقہ کے عقائد سے تائب ہوتا ہوں۔ عمر بن عبدالعزیز نے دعا کی اے اللہ اگر اس نے سچ کہا ہے تو اس کی توبہ قبول فرمالے۔ اگر اس نے جھوٹ بولا تو اس پر ایسے شخص کو مسلط کردے جو رحم نہ کرنے والا ہو چنانچہ ہشام بن عبدالملک نے اپنے زمانہ میں اس کو پکڑ کر (اس کی اس باطل پرستی پر) اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر باب دمشق پر سولی دے دی۔

۱۱: اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ (بس آپ تو ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے) یعنی آپ کے انذار سے قرآن کے پیروکاروں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ (اور رحمان سے بن دیکھے ڈرے) اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا حالانکہ اس کو دیکھا نہیں۔ فَبَشِّرْہُ بِمَغْفِرَۃٍ (پس آپ اس کو خوشخبری سنادیں مغفرت کی) مغفرت گناہوں کی معافی کو کہتے ہیں۔ وَّ اَجْرٍ کَرِیْمٍ (اور عمدہ عوض) یعنی جنت کی۔

## ان کے اگلے پچھلے اعمال کو لکھ لیتے ہیں:

۱۲: اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی (بیشک ہم مردوں کو زندہ کریں گے) ان کی موت کے بعد ان کو اٹھا کھڑا کریں گے نمبر۲۔ شرک سے ایمان کی طرف نکالیں گے۔ وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا (اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال جن کو وہ آگے بھیجتے جاتے ہیں) جو اعمال



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۳ اِذْ اَرْسَلْنَآ

اور آپ ان کے سامنے بستی والوں کا قصہ بیان کیجئے جبکہ ان کے پاس رسول آئے جبکہ ہم نے

اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝۱۴

ان کے پاس دو پیامبروں کو بھیجا سو انہوں نے انہیں جھٹلا دیا پھر ہم نے تیسرے رسول کے ذریعہ ان کو تقویت دے دی، ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

ان لوگوں نے کہا کہ تم تو ہماری ہی طرح کے آدمی ہو اور رحمٰن نے کچھ بھی نازل نہیں کیا تم تو جھوٹ ہی

تَكْذِبُوْنَ ۝۱۵ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝۱۶ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

بول رہے ہو۔ انہوں نے کہا بلاشبہ یہ بات واقعی ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور ہماری ذمہ داری صرف یہی ہے کہ کھول کر

الْمُبِيْنُ ۝۱۷ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا

بات پہنچا دیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ بے شک ہم تو تمہیں منحوس سمجھتے ہیں، اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے اور ہماری طرف سے تمہیں ضرور ضرور دردناک

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۸ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝۱۹

تکلیف پہنچے گی۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے کیا اس بات کو تم نے نحوست سمجھ لیا کہ تم کو نصیحت کی گئی بلکہ بات یہ ہے کہ تم حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہو۔

صالحہ وغیرہا انہوں نے آگے بھیجے۔ وَ اٰثَارَ هُمْ (اوران کے وہ اعمال بھی جن کو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں) جو کسی اچھے عمل کا اثر انہوں نے باقی چھوڑا۔ جیسے کسی کو علم سکھایا یا کتاب تصنیف کر دی یا سرائے بنائی یا مسجد تعمیر کرا دی، جہاد کیلئے گھوڑا وقف کر دیا۔ یا برے کام پیچھے چھوڑے جیسے ظالم کوئی ٹیکس لگا دے۔ اسی طرح اچھا طریقہ ایجاد کیا یا برے طریقے کی طرح ڈالی۔ دوسرے مقام میں اس طرح فرمایا۔ ينبؤا الانسان يومئذ بما قدم واخر [القیامۃ:۱۳] یعنی جو اس نے اپنے اعمال آگے بھیجے اور جو آثار پیچھے چھوڑے۔ ایک قول یہ ہے یہ جمع اور جماعت کے لئے چلنے والے قدم ہیں۔ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ (اور ہم نے ہر چیز کو ضبط کر دیا تھا) ہم نے اس کو شمار کیا اور واضح کر دیا۔ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (ایک واضح کتاب میں) امام مبین سے لوح محفوظ مراد ہے۔ کیونکہ وہی کتاب کی اصل ہے۔

## بستی والوں واقعہ:

۱۳: وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ (اوران لوگوں کے سامنے ایک قصہ) یعنی ایک بستی والوں کا قصہ اس وقت کا بیان کر



BestUrduBooks.wordpress.com

دیں) اضرب کا معنی مثل لھم ہے ان کے سامنے بیان کریں۔ اہل عرب کہتے ہیں عندی من ھذا الضرب کذا ای من ھذا المثل اور کہتے ہیں: ھٰذہ الاشیاء علٰی ضرب واحد ای علٰی مثال واحد مطلب یہ ہوا ان کے سامنے ایک مثال بیان کریں۔ مثال ایسی بستی والوں کی۔ القریۃ سے مراد انطاکیہ ہے۔ یعنی ان کو بستی والوں کا عجیب واقعہ سنائیں۔ دوسرا مثل اول کا بیان ہے۔

اِذْ جَآءَھَا : یہ اصحاب القریۃ سے بدل ہے۔ جَآءَ ھَا الْمُرْسَلُوْنَ (جبکہ اس بستی میں کئی رسول آئے) المرسلون سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کے قاصد ہیں۔ جن کو مبلغ بنا کر ان بت پرستوں کے پاس بھیجا۔

## حبیب نجار کا واقعہ:

۱۴: اِذْ (جبکہ) جَآءَھَا : یہ اذ پہلے اذ کا بدل ہے۔ اَرْسَلْنَآ اِلَیْھِمُ (ہم نے ان کے پاس بھیجا) عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارے حکم سے ان کی طرف بھیجا۔ اثْنَیْنِ (دو) صادق اور صدوق کو۔ جب دونوں شہر کے قریب پہنچے۔ تو انہوں نے ایک بوڑھے مرد کو اپنی چند بکریاں چراتے ہوئے پایا۔ یہ بوڑھا وہی حبیب النجار تھا۔ اس بوڑھے نے ان سے ان کے احوال دریافت کئے تو دونوں نے کہا ہم عیسیٰ علیہ السلام کے نمائندے ہیں۔ ہم تمہیں عبادت اوثان سے عبادت رحمان کی طرف بلاتے ہیں۔ اس نے سوال کیا کہ تمہارے پاس کوئی صداقت کا نشان ہے انہوں نے کہا ہم مریض کو شفا اور مادر زاد اندھے کو بینا اور مبروص کو درست کرتے ہیں۔

اس چرواہے کا بیٹا کئی سال سے بیمار تھا۔ دونوں نے اس پر ہاتھ پھیرا جس سے وہ بھلا چنگا اٹھ کھڑا ہوا۔ حبیب نے دولت ایمان کو سمیٹ لیا۔ یہ اطلاع پورے شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ ان کے ہاتھ سے بہت سے لوگ شفایاب ہوئے۔ شدہ شدہ اطلاع بادشاہ کو ملی تو اس نے دونوں کو بلا بھیجا اور کہنے لگا کیا ہمارے معبودوں کے علاوہ ہمارا کوئی اور معبود بھی ہے؟ دونوں نے کہا جی ہاں! وہ جس نے تمہیں اور تمہارے معبودوں کو وجود بخشا!

بادشاہ نے کہا میں تمہارے معاملہ میں غور کرتا ہوں پھر لوگوں کو ان کے پیچھے لگا دیا۔ انہوں نے انہیں مارا۔ اور بعض کہتے ہیں قید میں ڈال دیا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو روانہ فرمایا۔ وہ ایک ناواقف صورت میں داخل ہوا اور بادشاہ کے مصاحبین کے ساتھ اس طرح رہنے لگا کہ وہ اس سے مانوس ہوگئے اور انہوں نے اس کے حالات بادشاہ کو بتلائے بادشاہ اس سے بڑا مانوس ہوا۔ ایک دن شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے دو آدمیوں کو قید کر رکھا ہے۔ کیا تم نے ان کی بات سنی ہے؟ بادشاہ نے کہا نہیں۔ بادشاہ نے ان دونوں کو جیل سے بلایا۔ ان سے شمعون نے سوال کیا! تم کس کے قاصد اور پیامبر ہو۔

دونوں کا جواب یہ تھا ہمیں اس اللہ تعالیٰ نے بھیجا جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر زندہ کو رزق سے نوازا۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ شمعون نے دوسرا سوال کیا تم اس اللہ تعالیٰ کی مختصر انداز میں صفات بیان کرو!۔ دونوں کا جواب تھا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ فرماتا ہے اس کا فیصلہ فرماتا ہے۔ شمعون کا تیسرا سوال تھا۔ تمہارے پاس کیا نشان حق ہے؟ دونوں نے جواب دیا۔ جو بادشاہ کی تمنا ہو؟ بادشاہ نے ایک مادر زاد اندھا لڑکا بلایا۔ دونوں نے دعا کی وہ درست آنکھوں والا ہوگیا۔ شمعون نے بادشاہ کو



BestUrduBooks.wordpress.com

خطاب کرتے ہوئے کہا تم اپنے معبود کو کہو کہ وہ بھی اسی طرح کر دے۔ پھر تم اور تمہارا معبود جیت گئے؟ بادشاہ نے جواب میں کہا کہ میرا کوئی راز تجھ سے پوشیدہ نہیں حقیقت یہ ہے کہ ہمارا معبود نہ دیکھتا ہے، نہ سنتا اور نہ نفع کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان کا مالک۔

پھر بادشاہ نے کہا اگر تمہارا معبود مردہ کو زندہ کر دے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے۔ انہوں نے سات روز پہلے وفات پا جانے والا لڑکا منگوایا۔ وہ ان کی دعا سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں شرک پر مرنے کی وجہ سے آگ کی سات وادیوں میں داخل ہوا۔ اس لئے میں تمہیں اس شرک کے متعلق ڈرا رہا ہوں جس میں تم مبتلا ہو پس تم ایمان لاؤ۔ اور کہنے لگا آسمان کے دروازے کھلے تو میں نے ایک خوبصورت نوجوان دیکھا جوان تین آدمیوں کے متعلق سفارش کر رہا تھا۔ بادشاہ نے کہا وہ تین کون ہیں؟ اس نے کہا ایک شمعون اور دو یہ؟ بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا۔ جب شمعون نے دیکھا کہ اس کی بات کا بادشاہ پر اثر ہو گیا تو اس کو نصیحت کی جس کے نتیجہ میں وہ ایمان لے آیا اور کچھ لوگ ایمان لائے جو ایمان نہ لائے ان پر جبرئیل علیہ السلام نے چیخ ماری جس سے وہ تمام ہلاک ہو گئے۔

فَكَذَّبُوْهُمَا (پس ان لوگوں نے ان دونوں کو جھوٹا بتلایا) بستی والوں نے دونوں رسولوں کو جھٹلایا۔ فَعَزَّزْنَا (پھر تائید کی ہم نے) ہم نے دونوں کو مضبوط کیا۔

قراءت: ابوبکر نے فعزَزنا پڑھا۔ ازعزّہ یعزّہٗ۔ غالب آنا۔ پس ہم نے ان کو غالب و فائق کیا۔ بِثَالِثٍ (تیسرے سے) اور وہ شمعون تھا۔ مفعول بہٖ کا ذکر چھوڑ دیا۔ کیونکہ مقصود معزز بہٖ کا تذکرہ ہے اور وہ شمعون ہے۔ اس نے کیا ہی لطیف تدبیر کی جس سے حق کو عزت ملی اور باطل رفو چکر ہوا۔ جب کلام سے ایک غرض ثابت ہو رہی تھی۔ اسی لئے سیاق کلام اس کی طرف متوجہ کر دیا گویا اس کے ماسوا کو چھوڑ دیا گیا۔ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ (ان تینوں نے کہا ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں) تینوں نے بستی والوں کو کہا۔

۱۵: قَالُوْا (بستی والوں نے کہا): مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (تم تو ہماری طرح معمولی آدمی ہو)

**سوال**: بشرٌ کا لفظ یہاں مرفوع ہے۔ اور ماھذا بشرًا [یوسف:۳۱] میں منصوب ہے کیوں؟

**جواب**: کیونکہ یہاں الا کی وجہ سے ماشبہ بلیس نہ رہا کہ اس کا عمل ہوتا۔ اور سورۂ یوسف میں اس کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ (اور رب رحمان نے کوئی چیز نازل نہیں کی) شیٔ سے مراد وحی ہے۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ (تم نرا جھوٹ بولتے ہو) یعنی تم جھوٹے ہی تو ہو۔

۱۶: قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ (ان رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار علیم ہے۔ کہ بیشک ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں) اول مرسلون کو لام سے مؤکد نہیں کیا۔ دوسرے کو لام سے مؤکد کیا۔ کیونکہ اول ابتدائے اخبار ہے۔ اور دوسرا انکار کا جواب ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اس لئے زیادہ تاکید کی ضرورت پڑی۔ ربنا یعلم یہ تاکید کے لحاظ سے قسم کے قائم مقام ہے اسی طرح۔ شھد اللّٰہ ، علم اللّٰہ کا قول بھی ۔

۱۷: وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر پہنچا دینا تھا) یعنی ظاہر تبلیغ جو مشاہداتی دلیل سے اس کی صحت کو ثابت کر دے۔

## جہال کا طرزِ عمل:

۱۸: قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ (وہ لوگ کہنے لگے ہم تو تمہیں منحوس سمجھتے ہیں) ہم تم سے بدشگونی لیتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ان کے دین کو برا خیال کیا اور ان کے نفوس اس سے نفرت کرنے لگے۔ جہلاء کی عادت ہی یہ ہے کہ ہر ایسی چیز کی تمنا کرتے ہیں۔ جس کی طرف جھکاؤ اختیار کرتے ہیں اور جس کو ان کے طبائع قبول کرتے ہیں۔ اور جس چیز سے نفرت ہو اس کو وہ منحوس قرار دیتے ہیں اور ناپسند کرتے ہیں۔ پھر اگر ان کو کوئی مصیبت یا نعمت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اس کی نحوست اور اُس کی برکت سے حاصل ہوئی۔

## ایک قول:

یہ ہے ان سے بارش بند کر دی گئی پس انہوں نے یہ کہا: لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا (اگر تم اپنی بات سے باز نہ آؤ گے) لَنَرْجُمَنَّكُمْ (ضرور ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دیں گے) ضرور ہم تمہیں قتل کر دیں گے یا ضرور تمہیں یہاں سے ہانک دیں گے یا تمہیں گالی گلوچ کریں گے۔ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہنچے گی) ضرور تمہیں جلنے کا عذاب جھیلنا پڑے گا اور وہ سخت ترین عذاب ہے۔

۱۹: قَالُوْا طَآئِرُكُمْ (ان رسولوں نے کہا تمہاری نحوست) یعنی تمہاری نحوست کا سبب مَّعَكُمْ (تمہارے ساتھ ہے) اور وہ کفر ہے۔ اَئِنْ (کیا اگر)

قراءت: ہمزہ استفہام اور حرف شرط کے ساتھ کوفی اور شامی نے پڑھا ہے۔

ذُكِّرْتُمْ (تمہیں نصیحت کی جائے) وعظ کیا جائے اور اسلام کی طرف بلایا جائے۔ جواب شرط مضمر ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ تطیر تم ۔

قراءت: این اور نافع کو ہمزہ ممدودہ جس کے بعد یائے مکسورہ ہو ابوعمرو نے پڑھا ہے۔ اور ہمزہ مقصورہ اَین جس کے بعد یائے مکسورہ ہو مکی نے پڑھا ذکرتم کو تخفیف کے ساتھ یزید نے پڑھا ہے۔

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (بلکہ تم لوگ حد سے نکل جانے والے ہو)۔ نافرمانی میں حد سے آگے گزرنے والے ہو۔ اس وجہ سے تمہارے پاس نحوست آئی ہے۔ نہ کہ رسولوں کی طرف سے اور ان کے نصیحت کر دینے کی وجہ سے۔ نمبر۲۔ بلکہ تم اپنی گمراہی اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور ایک شخص اس شہر کے دور والے مقام سے دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا کہ اے میری قوم ان فرستادہ آدمیوں کا اتباع کرو۔

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

ایسے لوگوں کی راہ چلو جو تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتے اور وہ خود راہ ہدایت پر ہیں۔

راستہ سے بھٹکنے میں حد سے بڑھے ہوئے ہو۔ وہ اس طرح کہ ان ہستیوں کو نحوست کا سبب قرار دیتے ہو۔ جو کہ تبرک کے قابل و لائق ہیں۔

## حبیب نجار کا وعظ :

۲۰: وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى (اور ایک شخص شہر کے اور کسی مقام سے دوڑتا ہوا آیا)۔ یہ حبیب نجار تھا۔ یہ پہاڑ کے ایک غار میں مقیم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا۔ جب اس کو رسولوں کی آمد کی خبر ملی اور اس نے اپنے دین کا اظہار کیا۔ پھر کہنے لگا۔ کیا تم جو کچھ لائے ہو اس پر اجر طلب کرتے ہو۔ انہوں نے کہا: نہیں! قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ کہا اے میری قوم تم رسولوں کی بات مانو۔)

۲۱: اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (ان کی بات مانو! جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہ راست پر ہیں)۔ اجر سے مراد تبلیغ پر مزدوری، ھُمْ سے مراد رسل ہیں۔ انہوں نے سوال کیا۔ کیا تو بھی انہی کے دین پر ہے۔ تو اس نے کہا:



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً

اور میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ کیا میں اس کے سوا ایسے معبود مان لوں

اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّیْٓ اِذًا

کہ اگر رحمٰن مجھے کوئی ضرر پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے ذرا بھی کام نہ دے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں، اگر میں

لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ

ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑونگا بیشک میں تمہارے رب پر ایمان لاچکا سو تم میری بات سنو۔ اس سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہوجا، وہ کہنے لگا کہ کاش

قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی

میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے مجھے بخش دیا اور مجھے باعزت بندوں میں شامل فرمادیا۔ اور ہم نے اس کے بعد اس کی

قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً

قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نازل نہیں کیا اور نہ ہم اتارنے والے تھے۔ نہیں تھی مگر ایک چیخ

فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ ۚ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾

سو وہ بجھ کر رہ گئے۔ افسوس ہے بندوں کے حال پر، جب ان کے پاس کوئی رسول آیا تو انہوں نے ضرور اس کا مذاق بنایا۔

اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ؕ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم ان سے پہلے بہت سی امتیں ہلاک کر چکے ہیں بے شک وہ ان کی طرف واپس نہیں ہوں گے۔ اور یہ سب مجتمع طور پر

جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ع

ہمارے پاس ضرور حاضر ہوں گے۔

۲۲: وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ (اور میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں عبادت نہ کروں اس کی جس نے مجھ کو پیدا کیا)۔ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے)۔

قراءت: حمزہ نے ومالی پڑھا ہے۔

۲۳: ءَ اَتَّخِذُ قراءت: کوفی نے دونوں ہمزہ سے پڑھا ہے۔ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً (کیا میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے لوں) یعنی اصنام کو اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ (اگر رب رحمان مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے



BestUrduBooks.wordpress.com

تو نہ معبودوں) شَیْئًا وَّ لَا یُنْقِذُوْنِ (کی سفارش کچھ میرے کام آسکے اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں) کسی بھی تکلیف سے ۔
قراءت: ولا ینقذونی، فَاسْمَعُوْنِ [یٰسٓ:۲۵] دو حالوں میں یعقوب نے پڑھا ہے۔
۲۴: اِنِّیْٓ اِذًا (اور بیشک میں) جبکہ میں نے بنالیا۔ لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (اس وقت ضرور کھلی گمراہی میں جا پڑا)۔
۲۵: جب اس نے اپنی قوم کو نصیحت کی تو وہ اس کو پتھر مارنے لگے پس وہ رسولوں کی طرف قتل سے قبل چل دیا۔ اوران کو مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ (میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا پس تم میری بات سن لو) تم میری اس ایمانی بات کو سن لو تا کہ تم میرے متعلق کل آخرت میں گواہی دو۔ جب وہ قتل کر دیا گیا تو
۲۶، ۲۷: قِیْلَ (اس کو ارشاد ہوا)۔ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ (کہ جا جنت میں داخل ہو) اس کی قبر سوق انطاکیہ میں ہے۔
انداز کلام: یہاں قیل لہ نہیں کہا گیا بلکہ صرف قیل کہا گیا ہے کیونکہ کلام مقولہ کو بیان کرنے کیلئے لایا گیا ہے مقول لہ کے لئے نہیں لایا گیا اگرچہ وہ معلوم ومعروف ہے۔ اس میں دلالت پائی جاتی ہے کہ جنت پیدا ہو چکی ہے۔

## قول الحسن رحمۃ اللہ علیہ:

ہے کہ جب قوم نے اس کو قتل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا وہ جنت میں ہے۔ وہ آسمانوں وزمین کی فناء کے وقت موت کا شکار ہوگا۔ (مگر یہ قول محل نظر اور محتاج دلیل ہے) جب وہ جنت میں داخل ہوا اور اس کی نعمتوں کو دیکھا تو کہنے لگا۔ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ (کہنے لگا کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے مجھے بخش دیا) بما غفرلی ربی ای بمغفرۃ ربی لی میرے رب کے مجھے بخش دینے کے سبب یا بالذی غفرلی اس ذات کو جس نے مجھے بخش دیا۔ اول صورت میں ما مصدر یہ اور دوسری میں موصولہ ہے۔ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ (اور مجھے عزت داروں میں شامل کر دیا) جن کو جنت کا اعزاز ملا۔

## قوم نجار کی ہلاکت:

۲۸: وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ مِنْۢ بَعْدِہٖ (اور ہم نے نہیں اتارا اس کی قوم پر اس کے بعد) ما نافیہ ہے قوم سے حبیب نجار کی قوم مراد ہے۔ بعدہ سے مراد اس کے قتل یا رفع کے بعد۔ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ (آسمان سے کوئی لشکر) ان کو سزا دینے کیلئے وَمَا کُنَّا مُنْزِلِیْنَ (اور نہ ہم اتارنے والے تھے) نہ ہی ہماری حکمت کے لحاظ سے یہ درست تھا کہ حبیب نجار کی قوم کو ہلاک کرنے کیلئے آسمان سے لشکر اتاریں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی ہلاکت کا سلسلہ بعض وجوہ کی بناء پر مقتضائے حکمت جاری کر رکھا ہے۔ اور دوسری بعض کی بناء پر نہیں۔
۲۹: اِنْ کَانَتْ (نہیں تھی) وہ پکڑ یا سزا اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً (پس مگر آواز) جبرئیل علیہ السلام نے ایک چیخ ماری۔ فَاِذَا ہُمْ خٰمِدُوْنَ (پس اسی لمحہ وہ بجھ کر رہ گے) مرگئے جیسا کہ آگ یکبار بجھتی ہے۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کی چیخ کو ان



BestUrduBooks.wordpress.com

کے لئے کافی کر دیا۔ آسمان سے ان کی ہلاکت کیلئے لشکر نہیں اتارا جیسا کہ بدر کے دن اور خندق کے روز آسمانوں سے فرشتے اتارے۔

## قابل حسرت لوگ:

۳۰: یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ (افسوس بندوں کے حال پر کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں) اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (آیا کہ جس کی ہنسی انہوں نے نہ اُڑائی ہو) الحسرۃ انتہائی شرمندگی کو کہتے ہیں۔ یہ نداء ہے جو ان کی حالت پر اظہار افسوس کیلئے لائی گئی ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا: تعالی یا حسرۃ ، فھذہ من احوالك التی حقك ان تحضری فیھا وھی حال استھزائھم بالرسل ۔ اے افسوس تو آ۔ یہ حالت ان احوال میں سے ہے جس میں تجھے حاضر ہونے کا حق ہے۔ وہ حالت انبیاء علیہم السلام کے ساتھ استہزاء والی ہے۔ مطلب یہ ہے وہ اس بات کے حقدار ہیں۔ کہ حسرت کرنے والے ان پر اظہار حسرت کریں اور افسوس کرنے والے افسوس کا اظہار کریں۔ یا وہ ملائکہ اور مؤمنین دونوں کی طرف سے قابل حسرت ہیں۔

۳۱: اَلَمْ يَرَوْا (کیا ان کو معلوم نہیں) كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ (کہ ان سے پہلے بہت سے اہل زمانہ کو ہم ہلاک کر چکے)

نحو: کم یہ اھلکنا کی وجہ سے منصوب ہے۔ اور یروا کم میں عمل کے سلسلہ میں معلق ہے کیونکہ کم سے پہلے آنے والا عامل اس پر عمل نہیں کرتا خواہ کم استفہامیہ ہو یا خبریہ کیونکہ اس کی اصل استفہام ہے البتہ اس کا معنی جملہ میں نافذ ہے اور اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (کہ وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آتے)

نحو: یہ کم اھلکنا سے معناً بدل ہے لفظاً نہیں تقدیر کلام اس طرح ہے الم یروا کثرۃ اھلاکنا القرون من قبلھم کونھم غیر راجعین الیھم کیا ان کو معلوم نہیں کثرت سے اہل زمانہ کو ان سے پہلے ہلاک کرنا اور اُنکا ان کی طرف واپس نہ آنا۔

## قدرت کی نشانی 'احیائے موتی کی دلیل:

۳۲: وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ (اور ان میں کوئی ایسا نہیں جو مجتمع طور پر ہماری طرف حاضر نہ کیا جائے)

قراءت: لمّا کو تشدید کے ساتھ شامی، عاصم، حمزہ نے پڑھا اور الا کے معنی میں لیا۔ اور اِن نافیہ ہے۔ دیگر قراء نے لَمَا کو تخفیف کے ساتھ پڑھا اس طور پر کہ ما تاکید کا صلہ ہے اور ان کو مخففہ من المثقلہ ہے اور لما کی لام اس کے جواب میں ہے اور ما تاکید کیلئے لایا گیا۔ اور کلٌّ کی تنوین مضاف الیہ کے عوض میں آئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سب کو اٹھایا اور جمع کیا جائے گا۔ اور حساب کیلئے حاضر کیا جائے گا۔ یا عذاب کیلئے جمع کیا جائے گا۔ یہاں کلٌّ کے متعلق جمیع کے لفظ سے خبر دی کیونکہ کلٌّ کا لفظ احاطہ کیلئے آتا ہے۔ جمیع بروزن فعیل بمعنی مفعول ہے۔ اور اس کا معنی اجتماع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ محشر تمام کو جمع کرے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝۳۳ وَجَعَلْنَا

اور ان لوگوں کے لیے ایک نشانی مردہ زمین ہے، ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس سے غلے نکالے سو وہ اس میں سے کھاتے ہیں۔ اور ہم نے اس میں

فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝۳۴ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ

کھجوروں کے اور انگوروں کے باغ پیدا کیے اور ہم نے اس میں چشمے جاری کر دیئے۔ تاکہ وہ اس کے پھلوں سے کھائیں

وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝۳۵ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ

اور اسے ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا، سو کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے زمین سے پیدا ہونے والی چیزوں سے

الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۶

ہر قسم کی چیزیں پیدا فرمائیں اور ان لوگوں کی جانوں سے اور ان چیزوں میں سے جنہیں یہ لوگ نہیں جانتے۔

۳۳: وَاٰيَةٌ لَّهُمُ (اور ایک نشانی ان کے لئے) اور ایک نشانی اس بات پر دلالت کرنے کیلئے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کریں گے مردہ زمین کو آباد کر دیتا ہے۔ اٰیۃ مبتدأ اور لھم خبر ہے۔ نمبر۲۔ اٰیۃ مبتدأ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہو اور لھم اس کی صفت ہے اور الارض المیتۃ اس کی خبر ہے۔ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ (مردہ زمین) خشک زمین۔

قراءت: مدنی نے المیتۃ کو تشدید سے پڑھا ہے۔ اَحْيَيْنٰهَا (ہم نے اس کو زندہ کیا) بارش سے۔

نحو: نمبر۱۔ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ جو کہ زمین کے مردہ ہونے کا نشانی ہونا بیان کرنے کیلئے لایا گیا اور اسی طرح نسلخ بھی مستانفہ ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ نسلخ کو الیل اور احیینٰھا کو الارض کی صفت قرار دیں۔ کیونکہ یہاں مراد جنس لیل اور جنس ارض ہے۔ کوئی معین ارض ولیل مراد نہیں۔ اس لئے افعال کو ان کی صفت بنانے میں نکرات جیسا سلوک کیا گیا ہے۔ فعل کے اس قسم کے معارف کی صفت بننے میں اشکال نہ رہا۔ اس کی مثال کلام عرب میں موجود ہے۔ وَلَقَدْ اَمُرُّ علی اللئیم یسبّنی اللئیم کی صفت یسبّنی ہے۔ وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا (اور ہم نے اس میں سے غلے نکالے) یہاں جنس (حبًا) غلہ مراد ہے۔ فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ (پس ان میں سے لوگ کھاتے ہیں)۔

وجہ تقدیم:

منہ ظرف کو مقدم کر کے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ غلہ ہی وہ چیز ہے جس سے گزران زندگی کا بڑا حصہ متعلق ہے اور اسی کے استعمال سے انسانی جسم کی اصلاح و درستی ہے جب یہ کم ہو جائے تو قحط پڑ جائے اور نقصان واقع ہو اور جب نایاب ہو تو ہلاکت سر آ سوار ہو اور مصائب اتر پڑیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۳۴: وَجَعَلْنَا فِيْهَا (اور ہم نے اس میں لگائے) یعنی زمین میں جَنّٰتٍ (باغات) مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ (کھجوروں اور انگوروں کے) وَّ فَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ (اور ہم نے اس میں چشمے جاری کردیئے) اخفش کے نزدیک مِن زائدہ ہے اور دوسروں کے نزدیک مفعول محذوف ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ماینفعون بہ ۔

۳۵: لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ (تا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا پھل کھائیں) ثمرہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔ای لیاکلوا مما خلقهُ الله من الثمر۔

قراءت: من ثُمُرِهٖ حمزہ،علی نے پڑھا ہے۔

وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ (اور اس میں سے جس کو ان کے ہاتھوں نے لگایا) یعنی اور اس میں سے جو ان کے ہاتھوں نے بونا، سیراب کرنا پیوند کرنا وغیرہ اعمال کیے یہاں تک کہ پھل اپنی میعاد کو پہنچا۔مطلب یہ ہے کہ پھل فی نفسہ اللہ تعالیٰ نے بنایا اور پیدا کیا اس میں بنی آدم کی محنت کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔اس کی اصل مِن ثمرنا ہے جیسا پچھلی آیت میں جعلنا، فجرنا کے صیغے دلالت کرتے ہیں۔پھر بطریق التفات متکلم سے کلام کو غیبت کی طرف پھیر دیا گیا۔نمبر۲۔اور یہ بھی درست ہے کہ ضمیر کا مرجع النخیل ہو اور اعناب کی طرف بلا ضمیر لوٹائے چھوڑ دیں لیکن یہ تو معلوم ہے کہ اس کا نخیل والا حکم ہے کیونکہ اکل ثمرہ کی وجہ سے یہ اس سے معلق ہے۔نمبر۳۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ مراد ثمر مذکور ہو۔اور وہ جنات ہیں۔جیسا کہ رؤبہ شاعر کا قول ہے۔فیها خطوط من بیاض و بُلَق۔ کانهُ فی الجلد تولیع البهق اس سے سوال کیا گیا تو اس نے کہا میری مراد کانَّ ذلك ہے۔حفص کے علاوہ کوفی قراء نے مَا عَمِلَتْ پڑھا اور اہل کوفہ کے تمام مصاحف میں اسی طرح ہے اور مصاحف اہل حرمین اور بصرہ،شام میں ضمیر کے ساتھ ما عَمِلَتْهُ ہے۔ایک قول یہ ہے مانافیہ ہے اس طرح کہ پھل کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور لوگوں کے ہاتھوں نے اس کو نہیں بنایا اور نہ ہی لوگوں کو اس پر قدرت حاصل ہے۔اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ (پھر وہ شکر کیوں ادا نہیں کرتے) سستی کرتے ہوئے اس میں شکر ادا کرنے پر آمادہ کیا گیا۔

## تمام اصناف کو وہی پیدا کرنے والا ہے:

۳۶: سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ (پاک ہے وہ ذات جس نے تمام مقابل اقسام پیدا کیں) ازواج کا معنی اصناف ہے۔ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ (ان میں سے جن کو زمین اگاتی ہے) جیسے کھجوریں،درخت،کھیتیاں اور پھل وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ (اور ان آدمیوں سے بھی) اولاد مذکر و مؤنث وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ (اور ان چیزوں میں سے جن کو لوگ نہیں جانتے) اور بعض اصناف ایسی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مطلع نہیں فرمایا۔اور نہ ان کی پہچان تک انسان پہنچے ہیں۔وادیوں اور سمندروں میں بہت سی ایسی اشیاء ہیں جن کو لوگ جانتے ہی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝۳۷ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ

اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے ، ہم اس سے دن کو کھینچ لیتے ہیں سو وہ اچانک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور سورج اپنے ٹھکانے کی

لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝۳۸ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ

طرف چلتا ہے، یہ اس کا مقرر کیا ہوا ہے کہ جو زبردست ہے علم والا ہے۔ اور اس نے چاند کے لیے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی ٹہنی کی طرح

الْقَدِیْمِ ۝۳۹ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ

رہ جاتا ہے، نہ تو سورج کی مجال ہے کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن سے آگے بڑھ کر پہلے آ سکتی ہے اور سب

فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝۴۰

ایک ایک دائرہ میں تیر رہے ہیں۔

## رات کی نشانی:

۳۷: وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ (اور ایک نشانی ان کے لئے رات ہے کہ ہم اس پر سے دن کو اتار لیتے ہیں) ہم اس میں سے دن کو اس طرح نکال لیتے ہیں کہ دن کی روشنی میں سے کوئی چیز بھی اس کے ساتھ باقی نہیں رہتی، نمبر۲۔ اس سے روشنی کو ہم اس طرح کھینچ لیتے ہیں جیسے سفید قمیص کھینچی جاتی ہے پس نفس زمانہ اسی طرح ننگا ہو جاتا ہے جیسا سیاہ حبشی کیونکہ آسمان و زمین کے مابین سیاہ فضا ہے اس کے بعض حصے نے سورج کی روشنی اسی طرح پہن لی جیسا کہ اندھیرے گھر میں دیا روشن کر دیا جائے۔ جب دیا غائب ہو تو پھر گھر پہلے کی طرح اندھیر ہو جاتا ہے۔ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ (پس یکایک وہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں) یعنی اندھیرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔

## سورج کا مقصد:

۳۸: وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ (اور سورج چلتا رہتا ہے) اور ان کے لئے سورج کا چلنا نشانی ہے۔ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا (اپنے ٹھکانے کی طرف) اپنی اس حد کی طرف پہنچتا ہے، نمبر۱۔ سورج کو مسافر کے مستقر سے تشبیہ دی جبکہ وہ اپنا فاصلہ طے کرے۔ نمبر۲۔ اپنی حد کیلئے جیسا کہ ہر روز اپنی آنکھوں سے اس کا چلنا دیکھتے ہیں اور وہ مستقر مغرب ہے۔ نمبر۳۔ اپنے معاملے کی انتہاء کیلئے دنیا کے اختتام تک۔ ذٰلِكَ (یہ) اس انداز سے چلنا اور دقیق حساب تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ (اندازہ باندھا ہوا ہے اس کا جو زبردست) اپنی قدرت کے ساتھ ہر مقدور پر غالب ہے۔ الْعَلِیْمِ (علم والا ہے) ہر معلوم کا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## منازلِ قمر:

۳۹: وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ (اور چاند کیلئے منازل مقرر کیں)

نحو : قراءت القمر: اس فعل کی وجہ سے منصوب ہے جس کی تفسیر قدرنا کر رہا ہے۔ مکی، نافع، ابوعمرو، سہل نے اس کو مرفوع پڑھا اور مبتدأ قرار دیا اور قدرنا کو خبر بنایا یا ایۃ لھم کو مبتدأ اور القمر خبر یا عکس مان کر مرفوع پڑھا گیا۔ مَنَازِلَ (منزلیں) وہ اٹھائیس منزلیں ہیں۔ جن میں سے ہر ایک منزل میں ہر رات کو چاند اترتا ہے نہ اس کو عبور کرتا ہے اور نہ اس سے پیچھے رہتا ہے ابتدائی رات سے لے کر برابر انداز سے اٹھائیسویں منزل تک چلتا رہتا ہے۔ پھر دو راتیں چھپ جاتا ہے۔ جبکہ مہینہ کامل ہو اور اگر مہینہ ناقص ہو تو ایک رات چھپتا ہے۔ قدرنا ہ منازل میں مضاف کا حذف ماننا ضروری ہے۔ کیونکہ نفس قمر کے لیے تقدیر منازل کا کوئی معنی نہیں۔ کلام اس طرح ہوگا۔ نمبرا۔ قدرنا نورہ یزید و ینقص یا قدرنا مسیرہٗ منازل۔ پس یہ ظرف ہوگا۔ جب چاند اپنی آخری منازل میں پہنچتا ہے تو باریک اور کمان کی طرح ہو جاتا ہے۔ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ (یہاں تک کے وہ ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی) کھجور کی شاخ جب خشک اور ٹیڑھی ہو جائے العرجون بروزن فعلون ہے۔ یہ انعراج بمعنی انعطاف ہے۔ الْقَدِیْمِ (پرانی) جب یہ شاخ پرانی ہوتی ہے۔ تو زرد پڑ جاتی اور کبڑی ہو جاتی ہے۔ پس چاند کے ساتھ اس کی مشابہت تین طرح سے ہے۔

## وہ ایک دوسرے کو پکڑ نہ سکیں گے:

۴۰: لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ (نہ آفتاب کی مجال ہے) نہ سورج کو جائز درست و مناسب ہے۔ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ (کہ چاند کو جا پکڑے) پس اس کے ساتھ ایک وقت میں جمع ہو جائے اور اس کی سلطنت میں مداخلت کر کے اس کے نور کو مٹا دے کیونکہ ہر دو سیاروں کو اپنے اپنے دائرے میں غلبہ ہے۔ سورج کو دن پر غلبہ اور چاند کا غلبہ رات پر ہے۔ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ (نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے) رات دن سے سبقت نہیں کر سکتی یعنی رات کی نشانی دن کی نشانی سے سبقت نہیں کر سکتی۔ یہ دونوں روشن سیارے اس ترتیب پر رہیں گے یہاں تک کہ قیامت آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ سورج و چاند کو جمع کر دیں گے اور سورج مغرب سے طلوع کریں گے۔ وَكُلٌّ اس کی تنوین مضاف الیہ کے عوض ہے ای و کلھم اور ضمیر شموس و اقمار کی طرف راجع ہے۔ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ (ہر ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں) یعنی چل رہے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ

اور ان لوگوں کے لیے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔ اور ہم نے ان کے لیے کشتی جیسی چیزیں

مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً

پیدا کیں جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں ڈبو دیں سو ان کی کوئی بھی فریاد رسی کرنے والا نہ ہو اور نہ انہیں چھٹکارا دیا جائے۔ مگر یہ کہ ہماری

مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ

مہربانی ہو جائے اور ایک وقت مقررہ تک فائدہ دینا منظور ہو۔ اور جب ان سے کہا جائے گا کہ تم اس سے ڈرو جو تمہارے آگے ہے اور جو پیچھے ہے تاکہ تم پر

تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا

رحم کیا جائے۔ اور ان کے رب کی نشانیوں میں سے جو نشانی بھی ان کے پاس آتی ہے اس کی طرف سے اعراض کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اور جب

قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ

ان سے کہا جاتا ہے کہ اس میں سے خرچ کرو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے تو کافر لوگ اہل ایمان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم لوگ ان لوگوں کو کھلائیں جنہیں

يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾

اللہ چاہے تو کھلا دے، بات یہی ہے کہ تم کھلی ہوئی گمراہی میں ہو۔

۴۱: وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ (اور ایک نشانی ان کے لئے یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو سوار کیا)۔

قراءت: ذریاتھم مدنی وشامی نے پڑھا ہے۔

فِى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ (بھری کشتی میں) مشحون بھری ہوئی ذریت سے مراد اولاد ہے۔ اور جن کا اٹھانا ان کو مقصود ہو۔ وہ ان کو خشکی و سمندر کی تجارتوں کیلئے بھیجتے تھے۔ نمبر۲۔ آباء مراد ہیں کیونکہ یہ اضداد میں سے ہے اس صورت میں فلک سے مراد سفینہ نوح علیہ السلام۔

## ایک قول:

یہ ہے کہ اس کا معنی اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو اس میں سوار کر دیا یعنی ان کے پہلے آباء واجداد کو اس میں سوار کر دیا جبکہ وہ اور ان کی اولادیں اپنے باپوں کی اصلاب میں تھیں۔ یہ بات تذکرۂ احسان میں زیادہ بلیغ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تمام جدید سواریاں:

۴۲: وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ (اور ہم نے ان کے لئے کشتی جیسی اور چیزیں پیدا کردیں) ہٗ کی ضمیر کشتی کی طرف راجع ہے۔ مَایَرْکَبُوْنَ (جن پر یہ سواری کرتے ہیں) جیسے اونٹ جو کہ سفائن صحراء کہلاتے ہیں۔ (اب تو بیشمار قسم کی جدید سواریاں اسی قرآنی اشارے کا مصداق ہیں)

۴۳: وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ (اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کردیں) سمندر میں فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ (پھر نہ تو ان کا کوئی فریادرس ہو) صریخ کا معنی فریاد کو پہنچنے والا۔ یا صریخ مصدری معنی میں ہے فریادرسی۔ وَلَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ (اور نہ یہ نجات پا سکیں گے) نجات دیے جائیں۔

۴۴: اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ (مگر یہ ہماری ہی مہربانی ہے۔ اور ان کو ایک وقت معین تک فائدہ دینا ہے) ای لا ینقذون الا لرحمة منا۔ یعنی رحمت کی وجہ سے ان کو بچایا جارہا ہے اور اس لئے بھی تاکہ وقت مقررہ تک دنیا کے ساز وسامان سے فائدہ اٹھائیں۔

نحو: رحمة اور متاعًا مفعول لہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔

## اگلے پچھلے گناہوں سے ڈرو:

۴۵: وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ (اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے ہے)۔ وَمَا خَلْفَكُمْ (اور جو تمہارے پیچھے ہے) یعنی جو گناہ کر کے آگے روانہ کر چکے اور جو ابھی کر رہے ہو۔ یا ان وقائع سے ڈرو جن میں تم سے پہلی اقوام تکذیب انبیاء کے نتیجہ میں مبتلا ہوئیں۔ اور اس سے ڈرو جو تمہارے پیچھے قیامت والی گھڑی تیار کھڑی ہے۔ یا نمبر۳۔ دنیا کی آزمائش اور عقوبت آخرت سے ڈرو۔ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (تاکہ تم پر رحم کیا جائے) تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار بن سکو۔

نحو: اذا کا جواب مضمر ہے تقدیر جواب یہ ہے اَعْرَضُوْا۔ اس کا حذف جائز ہے کیونکہ ما تاتیهم الایة اس پر دلالت کر رہی ہے۔

۴۶: وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا (اور ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے کوئی آیت ان کے رب کی آیات میں سے نہیں آئی) عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ (جس سے یہ سرتابی نہ کرتے ہوں)۔

نحو: پہلا مِنْ تاکید نفی کیلئے ہے۔ اور دوسرا تبعیض کیلئے ہے۔ یعنی ان کی عادات ثانیہ ہے کہ ہر موعظت و نصیحت کے وقت اعراض کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہو گا اگر تم سچے ہو۔ وہ لوگ بس ایک سخت آواز کے انتظار میں ہیں

تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾

جو ان کو پکڑ لے اور وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں۔ سو نہ تو وہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے۔

وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ

اور صور پھونکا جائے گا سو وہ سب یکایک قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے۔ وہ کہیں گے کہ ہائے ہماری

بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ

کم بختی ہمیں کس نے ہماری لیٹنے کی جگہ سے اٹھا دیا ، یہ وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ فرمایا اور پیغمبروں نے سچی خبر دی۔ بس وہ

اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا

ایک چیخ ہو گی سو وہ سب ہمارے پاس حاضر کر دیئے جائیں گے ۔ سو اس دن کسی جان پر ذرا سا بھی ظلم نہ

وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾

ہوگا اور تمہیں صرف انہیں کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے۔

## یہ پیدائشی فقیر ہیں، ہم ان کو کیوں دیں؟

۴۷: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ (اور جب ان سے کہا جاتا ہے) اور جب مشرکین مکہ کو کہا جاتا ہے۔ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ (تم اس میں سے خرچ کرو۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دے رکھا ہے) فقراء پر صدقہ کرو۔ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ (کافر مسلمانوں کو کہتے ہیں۔ کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا دیں جن کو اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو کھانے کو دیدے)

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

مکہ میں کچھ زندیق لوگ تھے جب ان کو مساکین پر خرچ کرنے کیلئے کہا جاتا تو کہتے لا واللہ۔ نہیں اللہ کی قسم! کیا اللہ تعالیٰ ان کو فقیر بنائیں اور ہم ان کو کھانا کھلائیں؟ (یہ ہرگز نہ ہوگا) اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (تم صریح غلطی میں ہو) یہ مقولہ الٰہی ہے یا مومنین کے قول کی حکایت ہے۔ یا نمبر ۳۔ ایمان والوں کو کافر جو جواب دیتے تھے یہ بھی ان میں سے ایک جواب ہے۔

۴۸: وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ (وہ کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ) الوعد سے وعدۂ بعث بعد الموت اور قیامت مراد ہے۔ اِنْ



BestUrduBooks.wordpress.com

کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (اگر تم اپنی بات میں سچے ہو)۔اس میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کیا گیا۔

## قیامت تو اسرافیل کی ایک صیحہ ہے:

۴۹: مَا یَنْظُرُوْنَ (نہیں وہ منتظر) اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً (مگر ایک زور کی آواز کے) اس سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے۔ تَاْخُذُھُمْ وَھُمْ یَخِصِّمُوْنَ (جو ان کو آ پکڑے گی اور وہ سب باہم لڑ جھگڑ رہے ہونگے)۔

قراءت: حمزہ نے سکون خاء و تخفیف صاد سے یَخْصِمُوْنَ پڑھا اور خصمہ سے قرار دیا۔ جبکہ وہ خصومت میں غلبہ پالے۔ باقی قراء نے تشدید صاد سے پڑھا ہے۔ ای یختصمون تاء کو صاد میں مدغم کر دیا مگر مکی نے خاء کا فتحہ پڑھا تاء مدغمہ کی حرکت کو نقل کر کے خاء کو دیا۔ اور مدنی نے سکونِ خاء اور یاء اور خاء کے کسرہ سے پڑھا۔ یحییٰ نے یاء کو خاء کی اتباع میں کسرہ دیا اور دیگر قراء نے یاء کا فتحہ اور خاء کا کسرہ پڑھا۔ مطلب یہ ہے وہ قیامت ان کو آن پکڑے گی۔ جبکہ وہ معاملات میں باہمی جھگڑ رہے ہونگے۔

## قیامت آنے پر ذرا فرصت نہ ملے گی:

۵۰: فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَۃً (پس ان کو وصیت کرنے کی فرصت نہ ہوگی) اپنے معاملات میں سے کسی کے سلسلہ میں وصیت کرنے کی بھی ان کو طاقت نہ رہے گی۔ وَّ لَآ اِلٰٓی اَھْلِھِمْ یَرْجِعُوْنَ (اور نہ وہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر جا سکیں گے)۔ نہ ہی اپنے مکانات کی طرف واپس لوٹنے کی قدرت رہے گی بلکہ جہاں آواز کو سن پائیں گے وہیں موت سے ڈھیر ہو جائیں گے۔

۵۱: وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ (اور صور میں پھونک ماردی جائے گی) یہ نفخہ ثانیہ ہے۔ الصور۔ قرن کو کہتے ہیں۔ یا نمبر ۲۔ جمع صورۃ ہے۔ فَاِذَا ھُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّھِمْ یَنْسِلُوْنَ (پس وہ یکایک قبروں سے اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے)۔ اجداث جمع جدث وقبر کو کہتے ہیں۔ یَنْسِلُوْن۔ (تیزی سے دوڑیں گے۔)

قراءت: ینسِلُوْن۔ سین کے کسرہ اور ضمہ دونوں کے ساتھ پڑھا ہے۔

## بے وقت بعث کا اقرار:

۵۲: قَالُوْا (وہ کہیں گے) یعنی کفار یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا (ہائے ہماری کم بختی ہم کو کس نے اٹھا دیا) بعثنا بمعنی اَنْشَرَنَا ہے۔ مِنْ مَّرْقَدِنَا (ہماری قبروں سے) یعنی خواب گاہوں سے۔

قراءت: حفص کے نزدیک یہاں وقف لازم ہے۔

## قولِ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ:

کفار کو نیند کا ایک جھٹکا محسوس ہوگا جس میں نیند کا ذائقہ پائیں گے۔ اسی وقت اچانک آواز دی جائے گی۔ اے اہل قبور! وہ جواب دیں گے ہم کو کس نے زندہ کر کے اٹھا دیا؟ (وہ اپنے خیال کی تغلیط کر کے کہیں گے یہ نیند نہیں بلکہ انبیاء والی سچی قیامت ہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فٰكِهُونَ ﴿٥٥﴾ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلٰلٍ عَلَى

بلا شبہ آج جنت والے اپنے مشغلوں میں خوش ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں ہوں گے مسہریوں پر

الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَّا يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ

تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ اس میں ان کے لیے میوے ہوں گے اور جو کچھ طلب کریں گے انہیں وہ ملے گا۔ مہربان رب کی طرف سے

رَّحِيمٍ ﴿٥٨﴾

ان پر سلام ہوگا۔

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے) نمبرا۔ یہ ملائکہ کا کلام ہے۔ یا متقین کا کلام ہے یا کافروں کا کلام ہے۔ ان کو اس وقت رسولوں کا سنا ہوا یاد آئے گا۔ بذات خود یہ جواب دیں گے اپنے آپ کو مخاطب کر رہے ہونگے۔ یا ایک دوسرے کو مخاطب کر کے کہیں گے۔ یا ما مصدریہ ہے اور اس کا معنی اس طرح ہے۔ یہ رحمان کا وعدہ ہے۔ اور رسولوں کی سچائی ہے۔ گویا موعود و مصدق کو وعد اور صدق سے تعبیر کیا۔ نمبر۳۔ ما موصولہ مانیں تو تقدیر کلام یہ ہوگی ھذا الذی وعدہ الرحمٰن والذی صدقه المرسلون ای والذی صدق فیه المرسلون یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا اور وہ جس میں رسولوں نے سچ کہا۔

۵۳: اِنْ كَانَتْ (وہ بس) نحا اخیرہ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ (ایک زور کی آواز ہوگی جس سے یکا یک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیے جائیں گے) حساب و کتاب کیلئے۔

۵۴: پھر وہ ذکر کیا جو اس دن ان کو کہا جائے گا۔ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا۔ اور تم کو بس انہی کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے)۔

## جنتیوں کے کچھ احوال:

۵۵: اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ (اہل جنت بیشک اس روز اپنے مشغلوں میں خوش دل ہونگے)

قراءت: شُغُل کو کوفی، شامی نے دوضموں سے پڑھا۔ اور مکی نے شُغْل ضمہ اور سکون سے پڑھا نافع وابوعمرو نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ مطلب یہ ہے کیا خوب مشغولیت میں اور ایسی مشغولیت جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اور وہ ضیافت ملک الجبار یا جنت کی سروں کا سننا، یا نہروں کے کنارے درختوں کے نیچے حوروں سے ہم خوابی۔

نحو: فاکھون یہ خبر ثانی ہے۔ یزید نے فَكِهُوْنَ پڑھا۔ الفاکه والفکه خوش عیشی کی چیز جس سے تلذذ حاصل کیا جائے۔ اسی سے الفکاھة خوش گپی ہے کیونکہ اس سے بھی تلذذ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح الفاکھة فروٹ سے بھی لذت اندوزی کی جاتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر:۲

۵۶: هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ (وہ اوران کی بیویاں سایوں میں )۔

نحو: هم مبتدا اورازواجهم اس کامعطوف ہے۔في ظلال یہ حال ہے۔ظلال جمع ظِلّ کی ہے۔ایسی جگہ جہاں دھوپ نہ پڑے۔جیساذئب وذئاب یاجمع ظلة کی ہے جیسے برمة و برام ۔اس کی دلیل حمزہ علی کی قراءت ظُلَل جمع ظلّة ہے۔ظلہ دھوپ سے جوچیز سایہ دے مثلاً خیمہ،قنات عَلَى الْاَرَآئِكِ جمع اريكة پردہ دارمسہری یابستر پردہ میں مُتَّكِـُٔوْنَ (مسہریوں پرتکیہ لگائے بیٹھے ہونگے )

نحو: یہ خبر ہے۔یافی ضلال خبر ہےاورعلی الارائك جملہ مستانفہ ہے۔

نمبر:۳

۵۷: لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ (ان کے لئے وہاں میوے ہونگے اور جوکچھ مانگیں گےان کو ملے گا)۔

نحو وصرف: يدعون یہ باب افتعال از دعاء ہے جواہل جنت مانگیں وہ ان کے پاس آ جائے گا۔یا جووہ تمنا کریں گے اہل عرب کہتے ہیں۔ادّع عَلَيّ ماشئت ای تمنه علي ۔جوتمنا کرو۔فراءنحوی کہتے ہیں: یہ الدعوی سے ہےوہ اس چیز سے نہ مانگیں گے جس کے حقدار نہ ہونگے۔

نمبر:۴

۵۸: سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (ان کو پروردگارمہربان کی طرف سے سلام دیا جائے گا)سلام یہ ما یدعون سے بدل ہے گویا اس طرح ان کوفرمایاسلام يقال لهم سلام ان کو کہا جائے گا۔مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ ملائکہ کے واسطے سے ان کوسلام فرمائے گا۔ نمبر۲۔بغیر واسطہ کےان کی عظمت کے لئے اللہ تعالیٰ سلام فرمائیں گے۔یہ اہل جنت کی منتہی تمنا ہےاوران کے لئے اس سے روک نہ ہوگی۔قول ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے کہ فرشتے ان کے پاس رب العالمین کی طرف سے تحفۂ سلام لے کر حاضر ہونگے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ

اور اے مجرمو! آج علیحدہ ہو جاؤ۔ اے بنی آدم کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت مت کرنا،

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ

بلا شبہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اور میری عبادت کرنا، یہ سیدھا راستہ ہے۔ اور یہ واقعی بات ہے کہ شیطان نے

مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾

تم میں سے کثیر مخلوق کو گمراہ کر دیا، کیا تم سمجھ نہیں رکھتے تھے۔ یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓي اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ

آج تم اس میں داخل ہو جاؤ اپنے کفر کی وجہ سے، آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ کلام کریں گے

وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓي اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا

اور ان کے پاؤں اس کی گواہی دیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو مٹا دیتے سو وہ راستے کی طرف

الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰي مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا

دوڑتے پھرتے سو ان کو کہاں نظر آتا۔ اور اگر ہم چاہتے تو انہیں ان کی جگہ پر مسخ کر دیتے اس طرح پر کہ وہ جہاں ہیں وہیں رہ جاتے جس کی وجہ سے یہ نہ آگے چل سکتے

وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾

اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے، اور ہم جس کو زیادہ عمر دے دیتے ہیں اسے طبعی حالت پر لوٹا دیتے ہیں، کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے

## کافر و مومن کی علیحدگی:

۵۹: وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ)۔ مجرمو! مؤمنین سے الگ ہو جاؤ۔ یہ اس وقت ہوگا۔ جب میدانِ محشر میں مؤمنوں کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔

## قولِ ضحاک:

ہر کافر کا جہنم میں ایک گھر ہوگا جس میں وہ رہے گا۔ نہ وہ کسی کو ہمیشہ کیلئے دیکھ پائے گا اور نہ اس کو کوئی دیکھے گا۔ قیامت کے دن کفار کو کہا جائے گا۔

۶۰: اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ (اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم) اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے) العہد وصیت، عرب کہتے ہیں۔ عهد اليه اذا وصاه، اللہ تعالیٰ کے عہد سے مراد جو دلائل عقلیہ پیدا کئے اور دلائل نقلیہ کتابوں میں اتارے عبادة الشيطان وسوسہ اندازی اور تزین میں شیطان کی طاعت۔

۶۱: وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ (اور یہ کہ میری عبادت کرنا) مجھے وحدہٗ لاشریک ماننا اور میری اطاعت کرنا۔ هٰذا اس سے اس عہد کی طرف اشارہ ہے جو شیطان کی نافرمانی اور طاعت رحمانی کیلئے لیا گیا۔ صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (یہ سیدھا راستہ ہے) یہ راستہ جو اپنی استقامت میں انتہاء کو پہنچا ہوا ہے اور کوئی راستہ اس سے زیادہ مضبوط نہیں۔

۶۲: وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا (وہ تم میں ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا)۔ جبلاً جیم کے کسرہ اور باء مکسورہ اور تشدید کے ساتھ مدنی، عاصم، سہل نے پڑھا۔ نمبر۲۔ جبلاً تخفیف سے شامی اور ابوعمرو نے پڑھا۔ نمبر۳۔ جُبُلًّا جیم اور باء کے ضمہ اور لام کی تشدید سے یعقوب نے پڑھا۔ نمبر۴۔ جُبُلًا ضمۂ جیم وتخفیف لام کے ساتھ دیگر قراء نے پڑھا۔ یہ تمام لغات ہیں معنی تمام کا مخلوق ہے۔

اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ (پس کیا تم نہیں سمجھتے تھے) یہ استفہام توبیخ کیلئے ہے کہ تم نے عقل سے کیوں کام نہیں لیا۔

۶۳: هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا) ای توعدون بها،

۶۴: اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (آج اپنے کفر کے بدلے اس میں داخل ہو جاؤ) یعنی اپنے کفر اور جہنم کے انکار کے باعث اس میں داخل ہو جاؤ۔

## کافر کا گواہی ماننے سے انکار:

۶۵: اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ (آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے) یعنی ان کو گفتگو سے روک دیں گے۔ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا (اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے) كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (جو کچھ یہ لوگ کرتے تھے)

مروی ہے کہ کافر انکار کریں گے اور جھگڑا کرنے لگیں گے (بلکہ قرآن مجید میں فرمایا وہ کہیں گے: والله ربنا ما كنا مشركين) ان کے خلاف ان کے پڑوسی اور گھریلو رشتہ دار، خاندان کے لوگ گواہی دیں گے۔ وہ قسم اٹھائیں گے کہ انہوں نے بالکل شرک نہیں کیا۔ اس وقت ان کو کلام سے روک دیا جائے گا۔ اور ہاتھ، پاؤں کو بولنے کا حکم ہوگا۔ ارشاد نبوت ﷺ ہے کہ بندہ کہے گا آج میں اپنے متعلق کسی کی گواہی نہ مانوں گا سوائے اس گواہ کے جو میرے اپنے نفس سے ہو۔ پس اس کے منہ پر مہر لگا دی جائیگی اور اس کے ارکانِ جسم کو کہا جائے گا بات کرو۔ وہ اعضاء اس کے اعمال بول کر بیان کریں گے۔ پھر کلام کے بعد اس کو تخلیہ میں چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ اپنے اعضاء کو مخاطب کر کے کہے گا۔ تمہارا ستیاناس ہو۔ میں تمہاری طرفداری کیلئے تو جھگڑ رہا تھا۔

[مسلم، ۲۹۶۹]



BestUrduBooks.wordpress.com

## ورت سے ان کی آنکھوں کو ملیامیٹ کر سکتے ہیں:

۶۶: وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ (اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو ملیامیٹ کر دیتے) ضرور ہم ان کو اندھا کر دیتے اوران کی بصارت لے جاتے۔ الطمس آنکھوں کا شگاف پاٹ کر پپوٹہ کا نشان مٹا دینا۔ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ (پھر یہ راستے کی طرف دوڑتے پھرتے)۔

نحو: جار کو حذف کر کے فعل کو ملا دیا۔ ای استبقوا الی الصراط فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ (پھر ان کو کہاں نظر آتا) انی یہاں کیف کے معنی میں ہے۔ پھر اس وقت وہ کیسے دیکھتے جبکہ ہم ان کی آنکھیں مٹا چکے؟

## پتھر بنانے کی قدرت:

۶۷: وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ (اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں بدل ڈالتے) بندر و سور یا پتھر بنا دیتے۔ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ (ان کی جگہ پر باقی رکھتے ہوئے)

قراءت: ابوبکر وحماد نے مکاناتھم پڑھا۔ المکانۃ والمکان ایک ہیں جیسے المقامۃ والمقام۔ مطلب یہ ہے جن گھروں میں گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں ان کے اندر ہی ہم ان کی شکلیں مسخ کر دیتے فَمَا اسْتَطَاعُوْا (نہ طاقت رکھتے) یعنی آنے جانے کی قدرت نہ رہتی یا مُضِيًّا (آگے چلنے کی) وَّلَا يَرْجِعُوْنَ (نہ پیچھے لوٹ جانے کی)۔

## جوانی سے بڑھاپے کی قدرت ہے تو اٹھانے کی قدرت کیوں نہیں؟

۶۸: وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ (جس کی ہم زیادہ عمر کر دیتے ہیں اس کو الٹا کر دیتے ہیں)۔

قراءت: عاصم وحمزہ نے نُنَكِّسْهُ پڑھا ہے۔ التنکیس۔ چیز کو الٹا کرنا۔ باقی قراء نے ننکُسْهُ فی الخلق سے لیا یعنی اس میں اس کو پلٹ دیتے ہیں۔ یعنی جس کی عمر کو ہم طویل کرتے ہیں۔ اس کے اعضاء کو پلٹ دیتے ہیں۔ پس طاقت کی جگہ ضعف و کمزوری آجاتی ہے۔ جوانی کی بجائے بڑھاپا آجاتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ ہم نے شروع میں کمزور جسم والا پیدا کیا اور عقل و علم بنائے پھر ان کو بڑھنے والا بنایا۔ یہاں تک کہ یہ جوانی کو پہنچا اور اپنے میں کمال پایا اور اپنے حقوق و فرائض کو سمجھنے اور جاننے والا بن گیا۔ پھر جب عمر کی انتہاء کو پہنچا تو پھر اس کو پلٹ دیا۔ فِي الْخَلْقِ (طبعی حالت میں) ہم نے اس کو کم ہونے والا بنا دیا۔ یہاں تک کہ یہ ایسی حالت کی طرف لوٹ گیا جو کمزوری جسم میں بچے کی حالت کے مشابہ تھی۔ اسی طرح عقل کی قلت اور علم سے فارغ جیسا کہ تیر کو پلٹ کر اس کے بلند حصہ کو نچلا حصہ بنا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئا [النحل: ۷۰]

اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ (کیا یہ لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے) کہ جو ذات ان کو جوانی سے بڑھاپے میں منتقل کرنے کی قدرت رکھتی ہے۔ اور ضعف سے قوت کی طرف لے جانے کی قدرت ہے۔ اور تیز عقل سے سٹھیانے تک لے جاسکتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ قدرت رکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں مٹا دیں اور ان کے گھروں میں مسخ کر دیں۔ اور موت کے بعد ان کو اٹھا کھڑا کریں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾

اور ہم نے ان کو شعر نہیں سکھایا اور نہ شعران کے لائق ہے، وہ تو بس ایک نصیحت ہے اور قرآن مبین ہے۔ تاکہ وہ اسے ڈرائے جو زندہ ہے اور کافروں پر حجت ثابت ہو جائے۔

قراءت: مدنی، یعقوب، سہل نے تعقلون تاء سے پڑھا ہے۔

## سخت الزام کا جواب:

۶۹: مشرکین مکہ آپ کو شاعر کہتے۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ (اور ہم نے اس کو شاعری کا علم نہیں دیا) یعنی ہم نے نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کو شعراء کے قول نہیں سکھائے یا ہم نے ان کو تعلیم قرآن کے سبب شعر کا علم نہیں دیا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید شعر و شاعری نہیں۔ وہ تو کلام موزوں اور مقفّی ہے جو معنی پر دلالت کرتا ہے۔ مگر نہ وزن نہ قافیہ۔ پس اس کے اور شعر کے درمیان کوئی مناسبت نہیں پائی جاتی جبکہ تم حقیقت کی نگاہ سے دیکھو۔ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ (اور نہ آپ کے شایان شان ہے) نہ آپ کے لئے درست ہے اور نہ آپ کے شایان شان ہے اور نہ مناسب۔ اور اگر طلب کریں تو بتکلف بھی اس کو پا نہیں سکتے مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کو ایسا بنایا ہے کہ اگر آپ شعر بنانے کا ارادہ کریں تو نہیں بنا سکتے اور نہ زور کے ساتھ آواز کو بلند کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو امی بنایا آپ خط کی طرف راہنمائی نہیں پا سکتے۔ تاکہ حجت زیادہ پختہ اور شبہ بالکل مٹنے والا ہو۔

## ایک سوال کا جواب:

**سوال**: غزوۂ حنین کے موقعہ پر آپ کا یہ قول

انا النبی لا کذب ☆ انا ابن عبد المطلب

اور یہ قول

هل انت الا اصبعٌ دميت ☆ و في سبيل الله ما لقيت

**جواب**: یہ آپ کے اس کلام کی جنس سے ہے جو سلیقہ سے بغیر صنعت و تکلف کے فرمائے یہ بلا قصد او، بلا التفات موزوں ہو گیا۔ جیسا کہ لوگوں کے خطبات و رسائل و محاورات میں بلا تکلف کئی جملے موزوں ہو جاتے ہیں۔ ان کو کوئی بھی نہ شعر کہتا ہے کیونکہ اس جملے کے کہنے والے کو وزن مقصود نہیں ہوتا۔ اور ادھر شعر میں تو وزن ضروری ہے۔ صرف: آپ علیہ السلام نے لقیت کی تاء کو سکون سے پڑھا اور مطلب کی باء کو کسرہ دیا اور کذب کی باء کا فتحہ پڑھا۔ قرآن کے جنس شعر سے ہونے کی نفی کرتے ہوئے۔ فرمایا اِنْ هُوَ (یعنی سکھایا ہوا) اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ (نہیں وہ مگر نصیحت اور قرآن واضح) وہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیحت ہے جس



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کے لیے ان چیزوں میں سے جو ہمارے ہاتھوں نے پیدا کیں مویشی پیدا کیے ہیں سو وہ ان کے مالک ہیں۔ اور ہم نے ان مویشیوں کو ان کا فرمانبردار

فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

بنا دیا ہے سو ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ان کی سواریاں ہیں اور بعض ایسے ہیں جنہیں وہ کھاتے ہیں۔ اور ان مویشیوں میں ان کے لیے منافع ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں سو کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ

اور انہوں نے اللہ کے سوا معبود بنا لیے ہیں اس امید پر کہ ان کی مدد کر دی جائے گی۔ وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ ان کے لیے ایک

جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾

فریق ہو جائیں گے جو حاضر کر دیئے جائیں گے۔ سو آپ کو ان کی باتیں رنجیدہ نہ کریں بلاشبہ ہم جانتے ہیں جو کچھ یہ لوگ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

وقف لازم

سے جن وانس کو وعظ کیا جاتا ہے۔ وہ قرآن ایک آسمانی کتاب ہے جو محرابوں میں پڑھی جاتی ہے اور عبادت خانوں میں تلاوت کی جاتی ہے اور اس کی تلاوت پر عمل سے دونوں جہان کی کامیابی میسر آتی ہے۔ اس کے اور شعر کے درمیان کتنا بڑا فاصلہ ہے۔ شعر تو شیاطین کے وساوس کا ملغوبہ ہے۔

۷۰: لِيُنْذِرَ (تا کہ وہ ڈرائے) قرآن یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

قراءت: مدنی، شامی، سہل، یعقوب نے لِتُنْذِرَ پڑھا ہے۔

مَنْ كَانَ حَيًّا (ایسے شخص کو جو زندہ ہو) سوچ و بچار کرنے والا، عقل مند، کیونکہ غافل تو مردے کی طرح ہے۔ یا اس کا دل زندہ ہو۔ وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ (اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے) اور عذاب والی بات لازم ہو جائے۔ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (کافروں پر) وہ لوگ جو تامل نہیں کرتے وہ مردوں کے حکم میں ہیں۔

## چوپاؤں کو ان کے لئے بنایا:

۷۱: اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ (کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے ان کے لئے اپنی ہاتھ کی پیدا) اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا (کردہ چیزوں میں سے مویشی پیدا کیے) یعنی جن کے ایجاد کے ہم خود ہی ذمہ دار ہیں۔ ہمارے سوا اور کسی کو اس پر قدرت نہیں۔ فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ (پھر یہ لوگ ان کے مالک بنے بیٹھے ہیں) یعنی ہم نے ان کو ان کی خاطر بنایا پس مالک حقیقی تو ہم ہی ہیں۔ یہ صرف ان میں تصرف کرنے والے ہیں۔ جیسے مالک تصرف کرتے ہیں۔ ان سے نفع اٹھانا ان کے ساتھ خاص کیا۔ یا مالکوں کا معنی یہ ان پر غالب اور کنٹرول کرنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۷۲: وَذَلَّلْنٰھَا لَھُمْ (ہم نے ان مویشیوں کو ان کا تابع بنادیا) ہم نے ان کا مطیع کر دیا ورنہ کس کو ان پر قابو میسر آتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی تسخیر و تذلیل نہ ہوتی۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے سوار پر لازم کیا کہ وہ اس نعمت کا شکر گزار ہو اور اپنے اس قول سے تسبیح خواں ہو۔ سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنالہ مقرنین [الزخرف:۱۳]

فَمِنْھَا رَکُوْبُھُمْ (پس ان میں سے بعض ان کی سواریاں ہیں) رکوب جس پر سواری کی جائے۔ وَمِنْھَا یَاْکُلُوْنَ (ان میں سے بعض کو وہ کھاتے ہیں) ہم نے ان کو انسانوں کا مطیع بنایا تاکہ ان کی پشت پر سواری کریں اور ان کا گوشت کھائیں۔

۷۳: وَلَھُمْ فِیْھَا مَنَافِعُ (اور ان لوگوں کے ان میں اور بھی منافع ہیں) ان کے چمڑوں اور اون سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ وَمَشَارِبُ (اور پینے کی چیزیں) دودھ۔ یہ مشرب کی جمع ہے اور وہ پینے کی جگہ اور گھاٹ کو کہتے ہیں۔ یا مصدر میمی مانیں تو پینا اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ (پس کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے؟) ان مویشیوں کے انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ کیوں نہیں ادا کرتے۔

۷۴: وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً (اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود قرار دے رکھے ہیں) لَعَلَّھُمْ یُنْصَرُوْنَ (اس امید پر کہ ان کو مدد ملے) یعنی شاید کہ ان کے بت کسی معاملے کے پیش آجانے پر ان کی مدد کریں۔

۷۵: لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ (وہ طاقت نہیں رکھتے) یعنی ان کے معبود نَصْرَھُمْ (ان کی مدد کی) اپنے عبادت کرنے والوں کی وَھُمْ لَھُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ (اور وہ ان لوگوں کے حق میں ایک فریق بن جائیں گے) یعنی کفار اصنام کیلئے مددگار و معاون ہیں۔ اور ان کی خدمت کرتے ہیں۔ اور ان سے نقصان دہ اشیاء کو دور کرتے ہیں یا انہوں نے بت اس لئے بنا رکھے ہیں تاکہ وہ بت اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی مدد کریں ان کی شفاعت کریں حالانکہ معاملہ اس کے الٹ ہے جو انہوں نے اپنے خیال میں تجویز کر رکھا ہے۔ اس طرح کہ وہ قیامت کے دن ان کے لئے تیار کیا ہوا لشکر ہے۔ ان کو انہیں عذاب دینے کے لئے لایا جائے گا۔ اور ان پر جلنے والی آگ کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔

## تسلی رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷۶: فَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ (تو ان کی باتیں آپ کے لئے آزردگی کا باعث نہ بنیں)۔

قراءت: نافع نے یُحْزِنْکَ، حزنہ واحزنہ سے پڑھا ہے۔ مطلب یہ بنے گا۔ آپ ان کی تکذیب و ایذاء اور جفاء و ظلم کو کوئی اہمیت نہ دیں۔ اِنَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ (بلاشبہ ہم سب جانتے ہیں جو یہ دل میں رکھتے ہیں) یعنی ان کی عداوت وَمَا یُعْلِنُوْنَ (اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں)۔ اور ہم ان کو اس پر سزا دینے والے ہیں۔ پس آپ کو چاہیے کہ ان کی اس وعید سے تسلی حاصل کریں اور ان کی صورت حال کا استحضار فرمائیں تاکہ غم و رنج کا ازالہ ہو۔

## تردید قول:

جس نے یہ خیال جمایا ہے کہ جس نے اِنَّا نعلم فتحہ سے پڑھ دیا اس کی نماز فاسد ہوگئی اور اگر اس کے معنی کا اعتقاد کر لیا تو



BestUrduBooks.wordpress.com

اس نے کفر کیا۔ یہ خیال غلط ہے۔ کیونکہ اس کو لام تعلیل کے حذف پر محمول کرنا ممکن ہے۔ اور یہ قرآن مجید میں بہت ہے۔ اور اشعار میں کثرت سے موجود ہے اور ہر کلام میں پایا جاتا ہے۔ اور تلبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی طرح پایا جاتا ہے۔ انّ الحمد والنعمة لك ۔ [رواہ البخاری والمسلم:۱۵۴۹،۱۱۸۴]

ائمہ رحمہم اللہ میں سے امام ابوحنیفہؒ نے کسرہ اور امام شافعیؒ نے فتحہ پڑھا اور دونوں کا کلام تعلیل ہے۔ اگر تم کہو اگر مفتوح کو قولھم سے بدل بنائیں گویا اس طرح کہا گیا فلا یحزنك انا نعلم مایسرون وما یعلنون تو اس کا غلط ہونا ظاہر ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ معنی تو مکسورہ کے ہوتے ہوئے بھی قائم ہے جبکہ تم اس کو قول کا مفعول بناؤ۔ پس یہ واضح ہو گیا۔ کہ حزن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے عالم ہونے کے ساتھ ہے اور اس کا عدم تعلق کا دارومدار انّ کے مکسور و مفتوح ہونے سے نہیں ہے۔ بلکہ اس کا دارومدار تمہارے مقدر ماننے پر ہے۔ پس تم فرق کرو گے اگر تم انّ کو فتحہ سے پڑھو گے تو تعلیل کا معنی مقدر مانو گے۔ بدل کا معنی مقدر نہ مانو گے۔ جیسا کہ تم فرق کرو گے جبکہ انّ کو کسرہ سے پڑھو گے۔ تو تعلیل کا معنی مقدر مانو گے۔ مفعولیت کا معنی مقدر نہیں مان سکتے۔

پھر اگر تم کسرہ یا فتحہ کی تقدیر مانو اور اس سے بقول قائل اتنی بڑی مصیبت آن پڑتی ہو کہ اس سے کفر لازم آجاتا ہے حالانکہ اس میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر غم کرنے کی ممانعت کی گئی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کفار کی ظاہری و باطنی حالت کو جاننے والے ہیں۔ اور آپ کے حزن کی نہی آپ کے حزن کا اثبات نہیں بنتا۔ جیسا کہ اس قول میں ہے۔ فلا تکونن ظھیرًا للکافرین [القصص:۸۶] اور ولا تکونن من المشرکین [الانعام:۱۴] اسی طرح فلاتدع مع اللہ الٰھًا آخر [القصص:۸۸] (میں نہی نہ کرنے سے شرک وغیرہ کا اثبات لازم آتا ہے۔ پس دونوں میں بڑا فرق ہے فافہم)



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ

کیا انسان کو اس کا علم نہیں ہے کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا سو اچانک وہ علانیہ طور پر جھگڑالو ہو گیا۔ اور ہمارے بارے میں مثل بیان کرنے لگا

نَسِیَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ

اور اپنی پیدائش کو بھول گیا اس نے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی، آپ فرما دیجئے کہ انہیں وہی زندہ فرمائے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا فرمایا

وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُۨ ﴿۷۹﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ

اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ جس نے تمہارے لئے ہرے درخت سے آگ پیدا کی سو اچانک تم اس میں سے

تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ

جلاتے ہو جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا فرمایا کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ ان کے جیسے پیدا فرمادے،

بَلٰی ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ

ہاں وہ قادر ہے اور وہ بڑا پیدا کرنے والا ہے خوب جاننے والا ہے۔ اس کا معمول یہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمائے تو یوں فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے۔ سو

الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

۷۷: یہ آیت ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی۔ جبکہ اس نے ایک پرانی ہڈی لی اور آپ ﷺ کے سامنے اپنے ہاتھ سے اس کو ریزہ ریزہ کر کے کہنے لگا۔ اے محمد ﷺ کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہڈی کو ریزہ ریزہ ہونے کے بعد زندہ کر دے گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جی ہاں اور تمہیں اٹھائے گا۔ اور جہنم میں داخل فرمائے گا۔ [واحدی اسباب النزول: ۲۴۶]

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ (کیا آدمی کو یہ معلوم نہیں کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا) جو مرد کی پیشاب والی نالی سے نکلتا ہے۔ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ (پس وہ اعلانیہ اعتراض کرنے لگا) مبین اس نے جھگڑا کھلے طور پر کیا یعنی وہ اپنے اصل کی ذلت اور حقارت پر قائم ہے کہ اپنے رب سے جھگڑا پر اتر آیا اور اس کی مردوں کو زندہ کرنے والی قدرت کا انکار کر دیا کہ ریزہ ریزہ ہونے کے بعد ہڈیاں کیونکر زندہ ہو سکتی ہیں۔ پھر اس کا جھگڑا اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت میں ہے جو اس پر سب سے زیادہ لازم اور ملصق ہے کہ یہ خود مردہ سے پیدا شدہ ہے۔ اور یہ اپنے مرنے کے بعد اس کے اٹھائے جانے کا انکار کر رہا ہے۔ اور یہ مکابرہ کی انتہاء ہے۔ (کہ اپنے اوپر گزرنے والی اتنی بڑی بداہت کا انکار کرنے لگا) (مترجم)

۷۸: وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا (اور یہ ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کرتا ہے) ہڈیوں کا ریزہ ریزہ ہونا۔ وَّ نَسِیَ خَلْقَهٗ (اور

اپنی پیدائش کو بھول گیا) جو کہ منی سے ہوتی ہے۔اور وہ ہڈیوں کے زندہ کرنے سے زیادہ غریب ہے۔

نحو : خَلْقَهٗ مصدر کو مفعول کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ای خلقناہ ایاہ (ہم نے اس کو پیدا کیا ہے۔)

قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ (اور کہتا ہے کہ ہڈیوں کو جبکہ وہ بوسیدہ ہوگئی کون زندہ کردے گا؟) رمیم پرانی ہڈیوں کو کہتے ہیں یہ نام ہے وصف نہیں جیسا کہ الرّمۃ اور الرفات وغیرہ ہیں۔اسی لئے یہاں مؤنث نہیں لائے حالانکہ یہ مؤنث کی خبر بن رہی ہے۔

## ایک استدلال' ایک قول:

جو ہڈیوں میں زندگی کو ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں مردار کی ہڈیاں اس لیے نجس ہیں کیونکہ موت ان میں مؤثر تھی زندگی کے ان میں اترنے سے پہلے۔اس قول پر استدلال اسی آیت سے کیا گیا ہے۔

## قولِ احناف رحمہم اللہ:

ہمارے ہاں ہڈیاں طاہر ہیں۔اسی طرح بال اور پٹھے بھی پاک ہیں کیونکہ حیات ان میں مؤثر نہیں۔پس موت بھی مؤثر نہیں (مگر یہ قول درست نہیں اس طرح کہنا زیادہ مناسب ہے کہ سبب نجاست دم مسفوح ہے اور ان میں دم مسفوح نہیں اسلئے نجس نہیں۔کذا قال العلماء) آیت میں احیائے عظام سے مراد اسی حالت میں لوٹانا ہے جیسا کہ زندہ حساس بدن میں تر و تازہ تھیں۔

۷۹: قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَا (آپ جواب میں کہہ دیجئے۔کہ ان کو وہ زندہ کریگا۔جس نے اول بار ان کو پیدا کیا ہے) انشاء ھا کا معنی ان کو پیدا کیا ہے۔اَوَّلَ مَرَّةٍ (پہلی مرتبہ) یعنی ابتداء وَھُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ (وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے) خَلْق۔ مخلوق کے معنی میں ہے۔علیم اللہ تعالیٰ پر اس کے اجزاء مخفی نہیں اور نہ مخفی ہو سکتے ہیں۔خواہ خشکی و سمندر میں منتشر ہو جائیں۔وہ ان کو جمع کر کے اسی طرح لوٹا دے گا۔

۸۰: اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا (وہ ایسا ہے کہ ہرے درخت سے تمہارے لئے آگ پیدا کر دیتا ہے)۔ فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ (پھر تم اس سے آگ سلگا لیتے ہو) توقدون کا معنی سلگانا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کے عجائبات کے ذکر کرتے ہوئے فرمایا سبز درخت سے آگ کا سلگانا جبکہ آگ اور پانی میں تضاد ہے۔اور پانی سے آگ بجھتی ہے۔وہ چقماق ہے جس سے جنگلی لوگ آگ جلاتے ہیں۔اور اکثر تو مرخ وعفار نامی درختوں اور اسی طرح کے دیگر درختوں کی ٹہنیوں کو رگڑ کر سلگاتے ہیں۔ان کی امثلہ میں مشہور۔[کتاب الامثال:۲۰۲] فی کل شجرنار واستمجد المرخ و العفار، ویسے تو ہر درخت میں آگ ہے مگر مرخ وعفار میں تو کثرت سے پائی جاتی ہے۔ان دونوں درختوں کی تازہ مسواک جیسی ٹہنیاں کاٹ لیں اور مرخ (نر درخت) عفار (مؤنث درخت) پر رگڑ دیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگ اس سے سلگنے لگتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ہر درخت میں آگ ہے صرف عفار کے درخت میں نہیں۔ کیونکہ کپڑوں کیلئے اس کو پیسا جاتا ہے۔ پس جوذات درخت میں آگ اور پانی جمع کرنے کی قدرت رکھتا ہے وہ انسان میں موت وحیات کے درمیان سزا دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ دو اضداد میں سے ایک کے اجزاء کو دوسرے پر باری باری جاری کر دینا یہ عقل کے لحاظ سے اس سے بہت آسان ہے کہ بلاترتیب ان کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ الاخضر لفظ کی بناء پر ہے اور معنی کا لحاظ کر کے الخضراء پڑھا گیا ہے۔ پھر بیان فرمایا کہ جوذات آسمان وزمین کی اتنے عظیم الشان ہونے کے باوجود پیدا کرسکتی ہے وہ انسانوں کی تخلیق پر بدرجہ اولیٰ قادر ہیں۔

## آسمانوں کے خالق پر انسان کا اعادہ کیا مشکل؟

۸۱: اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (اور جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے ہیں کیا وہ) بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ (اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو پیدا کر دے) مثل کا مطلب آسمان وزمین کے مقابلہ میں ان جیسے چھوٹے ہیں یا مثل کا مطلب جیسے پہلے تھے اسی طرح ان کو لوٹا دے۔ کیونکہ لوٹانا ابتداء کی طرح ہے۔ کیا ایسا نہیں بَلٰی (کیوں نہیں) یعنی آپ فرما دیں کیوں نہیں وہ اس پر قادر ہے۔ وَھُوَ الْخَلّٰقُ (وہ بیشمار مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہے)۔ الْعَلِیْمُ (وہ بے شمار معلومات والا ہے)۔

۸۲: اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ (بیشک اس کی شان یہ ہے) اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ (جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا) اس کے ہونے کا ارادہ فرما لیتے ہیں۔ فَیَکُوْنُ (پس وہ ہو جاتی ہے) وہ پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی اس چیز کو وجود میں لامحالہ آنا ہی ہے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ مکونات اس کی تخلیق وتکوین سے ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں تعبیر ایجاد کے لفظ کن سے فرمائی گئی ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کی طرف سے یہ کاف، نون ہوں۔ درحقیقت یہ سرعت ایجاد کو سمجھانے کی تعبیر ہے گویا وہ فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ تم پر کن کا قول ثقیل نہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ پر ابتدائے خلق واعادہ ثقیل ومشکل نہیں۔

قراءت: فیکون شامی اور علی نے یقول پر عطف کر کے پڑھا۔ اور رفع کی وجہ یہ ہے کہ یہ جملہ مبتدأ وخبر ہے۔ کیونکہ اس کی تقدیر عبارت یہ ہے فھو فیکون اور اس کا عطف اس کے مثل جملہ پر ہوسکتا ہے اور وہ امرہ ان یقول لہ کن ہے۔

۸۳: فَسُبْحٰنَ (تو اس کی ذات پاک ہے) اس میں اللہ تعالیٰ کا اس سے منزہ ہونا بیان کیا گیا جو مشرکین بیان کرتے تھے اور ان کے مقولہ پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے۔ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ (جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا پورا اختیار ہے) یعنی وہ ہر چیز کا بادشاہ ہے۔

نکتہ: مَلَک میں واؤ اور تاء کا اضافہ کر کے ملکوت کا لفظ لایا گیا اس سے مقصود مبالغہ ہے۔ مطلب یہ ہے وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے)۔ تم موت کے بعد لوٹائے جاؤ گے اس سے پیچھے رہ نہیں سکتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: یعقوب نے تَرْجِعُوْنَ پڑھا ہے۔

## فضائل:

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کا ایک دل ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے۔ جس نے اللہ کی رضامندی کی خاطر یٰسین پڑھی اللہ تعالیٰ اس کو بخش دینگے اور اس کو اتنا اجر دینگے جتنا اس نے بائیس (۲۲) مرتبہ قرآن پڑھا۔

(راوہ الترمذی ۲۸۸۷)

② رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنی حاجت کے لئے یٰسین پڑھی اس کی ضرورت پوری کر دی جاتی ہے۔ (الدارمی)

③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اس کو اس حال میں پڑھا کہ وہ بھوکا تھا۔ اللہ اس کو سیر کر دینگے اگر وہ پیاسا تھا اللہ اس کو سیراب کر دینگے۔ اگر وہ ننگا تھا۔ تو اللہ اس کو لباس پہنا دینگے اگر وہ خوفزدہ تھا اللہ اس کو امن میں کر دینگے اگر وہ گھبراہٹ میں تھا اللہ اس کو مانوس کر دینگے اور اگر وہ فقیر تھا اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دینگے اگر وہ جیل میں تھا اللہ تعالیٰ اس کو نکلوا دینگے اگر وہ قیدی تھا تو اس کو آزاد کروا دینگے اگر وہ راستہ گم کرنے والا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو راستہ دکھا دینگے اگر وہ مقروض ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے قرضے کو اپنے خزانوں سے ادا فرما دینگے۔ اس سورت کا نام المدفعہ اور القاضیہ ہے۔ کیونکہ یہ برائی کو دفع کرتی اور اس کی ہر حاجت کو پورا کرتی ہے۔ واللہ اعلم

سورۂ یٰسین کا تفسیری ترجمہ آج مورخہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ بعد نماز عشاء تکمیل پذیر ہوا۔ والحمد للہ علی ذلک۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَاثْنَانِ وَثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ صافات مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو بیاسی (۱۸۲) آیات اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝١ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝٢ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝٣ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝٤

قسم ہے صف بنا کر کھڑے ہونے والے فرشتوں کی، پھر ان فرشتوں کی جو بندش کرنے والے ہیں، پھر ان فرشتوں کی جو ذکر کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ بلاشبہ تمہارا معبود ایک ہے

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝٥ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا

جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، اور رب ہے مشارق کا۔ بلاشبہ ہم نے قریب والے آسمان کو زینت دی ہے

بِزِيْنَةِ ِالْكَوَاكِبِ ۝٦ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝٧ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ

خاص زینت یعنی ستاروں کے ذریعہ۔ اور حفاظت کی ہے ہر سرکش شیطان سے۔ یہ لوگ عالم بالا کی طرف کان نہیں

الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝٨ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝٩ اِلَّا مَنْ خَطِفَ

لگا سکتے اور وہ ہر جانب سے مار کر دھکے دیئے جاتے ہیں اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ سوائے اس شیطان کے جو اچک کر

الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝١٠

لے بھاگے تو اس کے پیچھے ایک شعلہ دہکتا ہوا لگ لیتا ہے۔

## چار اقسام اور ان کی قسمیں:

۱،۲،۳: وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا۔ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا (اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو صف باندھے کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی جو روکنے والے ہیں روکنا) فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا (پھر ان فرشتوں کی جو ذکر کی تلاوت کرنے والے ہیں) اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی مختلف جماعتوں کی قسم اٹھائی۔ نمبر۲۔ یا ان کے نفوس کی کہ نماز میں صف بستہ ہیں پھر بادلوں کو چلانے کیلئے ڈانٹ ڈپٹ کرنے والے ہیں اور الہام خیر کے ذریعہ معاصی سے روکنے والے ہیں۔ پھر کتب منزلہ میں سے اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ یہ ابن عباس، ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور مجاہد کا قول ہے۔

نمبر۳۔ ان علمائے عاملین کے نفوس کی قسم کھائی گئی جو تہجد میں اپنے قدم جمانے والے اور اسی طرح دیگر نمازوں میں۔ پھر جو



BestUrduBooks.wordpress.com

مواعظ ونصائح سے ڈانٹ ڈپٹ کر کے معاصی سے روکنے والے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت ،شرائع و احکامات کو پڑھانے والے ہیں۔نمبر۴۔غازیوں کی جانوں کی قسم اٹھائی ہے جواللہ تعالیٰ کی راہ میں صف باندھ کر جہاد میں مصروف ہیں۔اور جہادی گھوڑوں کوتیز دست چلانے کیلئے ڈانٹنے والے ہیں۔اوراس حالت میں بھی ذکرالٰہی میں مصروف ومشغول رہتے ہیں۔

نحو : صفا، زجرا دونوں مصدر مؤکد ہیں۔اور فاء ترتیب تفاضل فی الصفات کو ظاہر کرتی ہے۔فضیلت کوصف بستگی پھرزجر پھر تلاوت سے مقید کیا گیایا اس کا عکس پہلے تلاوت پھرزجر پھر صف بندی۔

۴: اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ (کہ تمہارا معبود ایک ہے)

نحو: یہ جواب قسم ہے یا ایک قول کے مطابق یہ کفار کے قول اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا [ص:۵] کا جواب ہے۔

۵: رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (وہ آسمانوں اورزمین کا پروردگار ہے)

نحو: یہ خبر کے بعد دوسری خبر ہے یا مبتدأ محذوف ھو کی خبر ہے۔

## مطالع الشمس:

وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ (اور جوان کے مابین ہے اور پروردگار ہے طلوع کرنے کے مواقع کا) مشارق سے سورج کے مطالع مراد ہیں۔اور وہ تین سو ساٹھ ہیں۔اوراسی طرح مغارب بھی۔ ہرروز سورج ایک مطلع سے ظاہر ہوتا ہے۔اورایک مغرب میں ڈوب جاتا ہے۔دودن ایک مطلع سے نہ طلوع کرتا اور نہ ہی دودن ایک مغرب میں غروب ہوتا ہے۔

سوال: قرآن مجید میں رب المشرقین و رب المغربین فرمایا گیا۔

حل: وہ سردی وگرمی کے دومشرق ومغرب مراد ہیں۔اور جہاں رب المشرق والمغرب آیا تو وہاں مطلقاً جہت مراد ہے۔ پس مشرق ایک جہت اور مغرب دوسری جہت ہے۔(فلا اشکال)

۶: اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا (بیشک ہم ہی نے رونق دی اس طرف والے آسمان کو) الدنیا سے مراد جوتم سے قریب تر ہے۔یہ ادنٰی کی مؤنث ہے۔ بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ (عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ)

قراءت: حمزہ اور حفص نے زینۃ سے اس کو بدل قرار دیا۔تقدیر عبارت یہ ہوئی۔انا زینا السماء الدنیا بالکواکب بزینۃ الکواکب ہم نے آسمان دنیا کوکواکب سے یعنی آرائش کواکب سے زینت دی۔ابوبکر نے محل زینۃ سے بدل مان کر پڑھا یا اعنی کو مضمر مانا یا مصدر منون کو مفعول میں عامل قرار دیا بزینۃ الکواکب دیگر قراء نے مصدر کو فاعل کی طرف مضاف مانا۔تقدیر کلام یہ بتائی بان زانتها الكواكب اوراس کی اصل بزينة الكواكب یا اضافت المفعول تسلیم کر کے اصل اس طرح نکالی بان زان اللّٰه الكواكب و حسّنها لانها انما زينت السماء لحسنها فی انفسها اوراس کی اصل بزينة الكواكب قراءت ابوبکر کی بناء پر۔

۷: وَحِفْظًا (اور حفاظت بھی کی ہے) اس کو معنی پرمحمول کیا ہے۔معنی یہ ہے۔انا خلقنا الکواکب زینۃ للسماء وحفظا من



BestUrduBooks.wordpress.com

الشیاطین (بیشک ہم نے ستاروں کو آسمان کیلئے زینت اور شیاطین سے حفاظت کا ذریعہ بنایا) جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا ولقد زیّنا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنٰھا رجومًا للشیاطین [الملک:۵] یا نمبر۲۔فعل معلل مقدر ہے گویا اس طرح کہا گیا وحفظا من کل شیطان زینا ھا بالکواکب اور ہر شیطان سے حفاظت کیلئے ہم نے اس کو ستاروں سے زینت دی ہے۔ یا اس کا معنی اس طرح لیں۔ حفظنا ھا حفظا (ہم نے اس کی حفاظت کی حفاظت کرنا۔) مِّنۡ كُلِّ شَيۡطٰنٍ مَّارِدٍ (ہر شریر شیطان سے )مارد جو اطاعت سے نکلنے والا ہو۔

۸: لَا يَسَّمَّعُوۡنَ (وہ شیاطین کان نہیں لگا سکتے)

نحو :اس میں ضمیر ہر شیطان کی طرف ہے اور کیونکہ وہ شیاطین کے معنی میں ہے۔

قراءت: ابوبکر کے علاوہ کوئی قراء نے یسمعون صرف میم کو مشدد پڑھا ہے۔ اور اس کی اصل یتسمّعون ہے۔ التسمع سماع کا پیچھا کرنا۔ کہا جاتا ہے تسمع فسمع۔ مناسب یہ ہے کہ کلام منقطع ابتدائی بنے۔ چوری سننے کیلئے کان لگانے والوں کی حالت کی پڑتال کرتے ہوئے اور اس بات کے پیش نظر کہ وہ ملائکہ کے کلام کو سننے یا زبردستی اس پر کان لگانے کی قدرت نہیں رکھتے۔

ایک قول یہ ہے اس کی اصل یہ ہے لئلا یسمعوا لام کو حذف کر دیا جیسا کہ اس قول میں حذف کیا جئتك ان تکرمنی پس ألا یسمعوا باقی رہ گیا۔ پھر اَنْ کو حذف کر دیا اور اس کے عمل کو ضائع کر دیا۔ جیسا اس ارشاد میں ہے۔الا اَیُّھا الزَّاجِری اَحْضُرُ الوغی۔

مگر اس قول میں ظلم و زیادتی ہے قرآن مجید کو اس قسم کی امثال سے محفوظ کرنا ضروری ہے۔ دونوں حذف انفرادی طور پر قابل رد نہیں۔ لیکن ان دونوں حذف کا اجتماع قابل انکار ہے۔ اور سمعت فلانایتحدث اور سمعت الیه یتحدث و سمعت حدیثه اور سمعت الی حدیثه میں فرق یہ ہے کہ متعدی بنفسہٖ ادراک کا فائدہ دیتا ہے۔ اور متعدی بالی اصغاء مع الادراک کے لئے مفید ہے۔ اِلَى الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰى (عالم بالا کی طرف) یعنی عالم ملائکہ کیونکہ وہ آسمانوں کے ساکنین ہیں۔ اور جن وانس یہ ملاء الاسفل ہیں۔ کیونکہ یہ سکانِ ارض ہیں۔ وَيُقۡذَفُوۡنَ (وہ دھکے دیئے جاتے ہیں مار کر) یعنی ان پر شہاب ثاقب پھینکے جاتے ہیں۔ مِنۡ كُلِّ جَانِبٍ (ہر طرف سے) آسمان کی تمام جوانب و اطراف سے جس طرف سے بھی بات چرانے کیلئے اوپر چڑھیں۔

## دُنیا میں شہاب سے آخرت میں عذاب سے:

۹: دُحُوۡرًا نحو : یہ مفعول لہ ہے۔ ای یقذفون للدحور (دھتکارنے کیلئے) ان پر شہاب پھینکے جاتے یا یہ حال ہے۔ اس حال میں کہ وہ دھتکارے ہوئے ہیں۔ یا یہ مفعول مطلق معنًا مان لیں۔ کیونکہ قذف وطرد قریب المعنی ہیں۔ گویا اس طرح کہا گیا یدحرون دحورًا۔ یا یقذفون قذفا وَّلَهُمۡ عَذَابٌ وَّاصِبٌ (اور ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا) واصب دائم کے معنی میں ہے یہ وصوب سے بنا ہے کہ یہ دنیا میں شہابوں سے سنگسار کیے جاتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عذاب دائمی



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ⑪ بَلْ عَجِبْتَ

سو آپ ان سے دریافت کریجئے کیا وہ پیدائش کے اعتبار سے زیادہ سخت ہیں یا ہماری پیدا کی ہوئی دوسری چیزیں، بے شک انہیں ہم نے چپکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے بلکہ آپ تعجب کرتے ہیں

وَيَسْخَرُوْنَ ⑫ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ⑬ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ⑭ وَقَالُوْٓا

اور وہ لوگ تمسخر کرتے ہیں۔ اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت کو نہیں سمجھتے۔ اور جب وہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑮ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ⑯ اَوَاٰبَاۗؤُنَا

کہ یہ کھلے ہوئے جادو کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔ کیا ہمارے

الْاَوَّلُوْنَ ⑰ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ⑱ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ

پرانے باپ دادے بھی۔ آپ فرما دیجئے ہاں اور تم ذلیل ہو گے۔ بس وہ ایک للکار ہو گی سو یکایک وہ سب کھڑے

يَنْظُرُوْنَ ⑲ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ⑳ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

دیکھ رہے ہوں گے۔ اور یوں کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ تو روز جزا ہے۔ یہ فیصلہ کا دن ہے جس کو تم

تُكَذِّبُوْنَ ㉑

جھٹلایا کرتے تھے۔

ع ۵

کی خاص قسم تیار کر رکھی ہے جو ان سے منقطع نہ ہو گی۔

۱۰: اِلَّا مَنْ (مگر جو شیطان) من محل رفع میں لایسمعون کی واؤ سے بدل ہے مطلب یہ ہے لایسمع الشیاطین الا شیطان الذی (وہ شیاطین نہیں سن پاتے مگر وہ شیطان جو) خَطِفَ الْخَطْفَةَ (کچھ خبر لے بھاگے) یعنی چھین لے کچھ چھیننا یعنی فرشتوں کی کلام میں سے جلدی سے کچھ لے لے۔ فَاَتْبَعَهٗ (اس کا پیچھا کرتا ہے) آملتا ہے۔ شِهَابٌ (ایک رجم والا ستارہ) ثَاقِبٌ (روشن)۔

## مشکل کی ایجاد مشکل نہیں تو آسان تر کی کیسے مشکل ہو؟

۱۱: فَاسْتَفْتِهِمْ (پس ان سے آپ پوچھئے) کفارِ مکہ سے استفسار کرو۔ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا (کیا یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ مضبوط ہیں) خلقت میں مضبوط تر ہیں۔ عرب کا قول ہے شدید الخلق و فی خلقه شدة یا اصعب خلقا و اشقهٗ اس معنی میں کہ اس میں ان کے انکارِ بعث کی تردید کی گئی ہے۔ اور وہ ذات جس کو اتنی بڑی مخلوقات بنانا آسان ہے۔ اور ان کی ایجاد میں اسے کوئی



BestUrduBooks.wordpress.com

مشکل پیش نہ آئی تو انسان کی پیدائش تو اس پر آسان تر ہے۔اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا (یا ہماری پیدا کردہ یہ چیزیں) اس سے مراد مخلوقات میں سے جن کا تذکرہ ہوا مثلاً ملائکہ، آسمان وزمین اور جوان کے مابین ہے۔

مَنْ کا لفظ عقلاء کو غیروں پر غلبہ دے کر ذکر کر دیا۔ اور اس پر ان قراء کی قراءت دلالت کرتی ہے۔ جنہوں نے ام من عددنا تخفیف وتشدید کے ساتھ پڑھا۔اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّا زِبٍ (ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے پیدا کیا ہے) لازب چپکنے کے معنی دیتا ہے یا لازم کرنا۔ اور یہاں اس کو اس طرح پڑھا گیا ہے۔ یہ ان قراء کے خلاف شہادت ہے کہ یہ ضعیف ہے کیونکہ جو چیز مٹی سے بنائی جاتی ہے۔اس کی صفت صلابت وقوت سے نہیں لائی جاتی۔ یا یہ ان کے خلاف حجت ہے کہ طین لازب وہی منی ہے جس سے ان کو پیدا کیا گیا۔ پھر مٹی سے پیدا ہونے پر ان کو کیوں تعجب ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں ء اذا کنا ترابًا [الرعد:۵] اس معنی کی تائید اس کے بعد انکار بعث کے تذکرہ کا آنا بھی ہے۔

۱۲: بَلْ عَجِبْتَ (بلکہ آپ تعجب کرتے ہیں) کہ یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں۔ وَيَسْخَرُوْنَ (اور یہ لوگ تمسخر کرتے ہیں) آپ سے اور آپ کے اس تعجب کرنے سے یا آپ کو ان کے انکار بعث پر تعجب ہے۔ اور وہ معاملۂ بعث کا تمسخر اڑاتے ہیں۔

قراءت: حمزہ، علی نے بل عجبتُ پڑھا ہے۔ میں نے اس کو بہت بڑا سمجھا ہے۔ العجب جب کسی چیز کو بڑا سمجھا جائے گا۔ تو اس وقت جو گھبراہٹ پیش آتی ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں خالص بڑا قرار دینے کے معنی میں لیا گیا ہے کیونکہ گھبراہٹ کا اطلاق اس پر نہیں کیا جا سکتا یا اس کا معنی یہ ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے بلکہ مجھے تعجب ہے۔

۱۳: وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ (اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے یہ سمجھتے نہیں) ان کی عادت یہ ہے کہ جب ان کو کسی چیز کی نصیحت کی جاتی ہے اس سے یہ نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

۱۴: وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً (اور جب یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں) آیت سے مراد معجزۂ انشقاقِ قمر وغیرہ۔ يَّسْتَسْخِرُوْنَ (تو اس کی وہ ہنسی اڑاتے ہیں) وہ ایک دوسرے کو تمسخر کیلئے بلاتے ہیں۔ یا تمسخر میں مبالغہ کرتے ہیں۔

۱۵: وَقَالُوْا اِنْ هٰذَآ (اور وہ کہتے ہیں کہ یہ تو) اِن نافیہ ہے۔ ای ماھذا۔ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (صریح جادو ہے) مبین کا معنی ظاہر۔

## کفار کا قیامت پر استبعاد:

۱۶: ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ (بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم زندہ کیے جائیں گے)

نحو: ءَ اذا یہ استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کیا جب ہم مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

۱۷: اَوَ اٰبَآؤُنَا (کیا ہمارے اگلے باپ دادا)

نحو: یہ ان اور اس کے اسم پر معطوف ہے۔ نمبر۲۔ مبعوثون کی ضمیر پر عطف ہے۔ معنی یہ ہے کیا ہمارے آباء بھی اٹھائے جائیں گے۔ زیادتی استبعاد کیلئے وہ مراد لیتے تھے کہ وہ قدیم ترین ہیں۔ پس ان کا اٹھایا جانا زیادہ بعید اور باطل ترین ہے۔

قراءت: أو آباؤنا۔ سکونِ واؤ کے ساتھ مدنی، شامی نے پڑھا ہے۔ یعنی انکار میں مبالغہ کیلئے کہنے لگے کیا ہم میں سے ایک



BestUrduBooks.wordpress.com

اٹھایا جائے گا۔ الْاَوَّلُوْنَ (اگلے) پہلے۔

۱۸: قُلْ نَعَمْ (آپ کہہ دیجئے کہ ہاں) تم اٹھائے جاؤ گے۔

قراءت: علی نے نَعِمْ پڑھا اور یہ دونوں لغات ہیں۔ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ (اور تم ذلیل بھی ہو گے)

## ان کو جواب دیا وہ ایک مددگار ہے:

۱۹: فَاِنَّمَا یہ شرط مقدر کا جواب ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے اذا کان کذلك فما ھِیَ (پس وہ تو بس) زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ (ایک للکار ہوگی) ھی یہ شئی کی طرف نہیں لوٹتی بلکہ یہ مبہم ہے۔ اس کو اس کی خبر واضح کرنے والی ہے۔ اور یہ بھی درست ہے انما البعثة زجرة واحدة۔ (بیشک بعثت تو ایک ڈانٹ ہے)۔ اور وہ نفخہ ثانیہ ہے۔ الزجرۃ چیخ۔ جیسا کہتے ہیں۔ زجر الراعی الابل او الغنم۔ جبکہ وہ ان کو آواز دے کر بلائے۔ فَاِذَا ھُمْ (پس اسی وقت وہ) زندہ دیکھنے والے ہونگے۔ یَنْظُرُوْنَ (وہ دیکھنے والے ہونگے) اپنے بُرے اعمال کو یا وہ اترنے والے عذاب کے منتظر ہونگے۔

۲۰: وَقَالُوْا یٰوَیْلَنَا (اور وہ کہیں گے ہائے ہماری کم بختی) الویل۔ یہ ایسا کلمہ ہے جس کو کہنے والا بوقت ہلاکت کہتا ہے۔ ھٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ (یہ تو وہی روز جزاء ہے) یعنی وہی دن ہے جس میں ہمیں بدلہ دیا جائے گا۔ یعنی ہمارے اعمال کی جزاء دی جائے گی۔

۲۱: ھٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ (یہ فیصلہ کا دن ہے) قضاء کا دن۔ اور گمراہی و ہدایت کے درمیان فرق کا دن ہے۔ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ (جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے)

## تین قول:

نمبر۱۔ پھر اس میں احتمال ہے کہ ھذا یوم الدین سے احشروا تک کفار کا کلام ہو۔ جو ایک دوسرے کو وہ کریں گے۔
نمبر۲۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ملائکہ کی گفتگو ہو جو ان سے کریں گے۔ نمبر۳۔ اور یا ویلنا ھذا یوم الدین یہ کفار کا کلام ہو اور ھذا یوم الفصل یہ ملائکہ کا کلام ہو جو ان کے جواب میں کہا گیا ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿٢٢﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ

ظالموں کو اور ان کے ہم مشربوں کو جمع کر لو اور ان معبودوں کو جن کی وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے ، پھر انہیں

اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ بَلْ

دوزخ کا راستہ دکھادو۔ اور انہیں ٹھہراؤ بیشک ان سے سوال کیا جائے گا۔ کیا بات ہے کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ بلکہ

هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٢٧﴾ قَالُوْا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ

وہ آج سب کے سب ہار مانے ہوئے ہوں گے۔ اور ان میں سے بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ کہیں گے کہ بے شک تم ہمارے پاس

تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿٢٨﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٩﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ

بڑے زوردار طریقے سے آیا کرتے تھے متبوعین کہیں گے بلکہ بات یہ ہے کہ تم خود ہی ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور تم پر ہمارا کوئی زور نہیں تھا

بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿٣١﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا

بلکہ بات یہ ہے کہ تم سرکشی کرنے والے تھے۔ سو ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہوگئی، بلاشبہ ہم سب چکھنے والے ہیں۔ سو بلاشبہ ہم نے تمہیں بہکایا بے شک ہم

غٰوِيْنَ ﴿٣٢﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿٣٤﴾

خود بھی گمراہ تھے۔ سو بلاشبہ وہ لوگ آج کے دن عذاب میں شریک ہوں گے۔ بلاشبہ ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْا

یقینی بات ہے کہ ان کا حال یہ تھا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو تکبر کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیا ایک ایسے شخص کی وجہ سے

اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿٣٦﴾

اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں جو شاعر ہے دیوانہ ہے۔

## حشر اور سوالات:

۲۲، ۲۳: اُحْشُرُوْا (جمع کرلو) یہ ملائکہ کو خطاب ہے۔ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (ظالموں کو) ظالم سے کافر مراد ہیں۔ وَاَزْوَاجَهُمْ (اور ان کے ہم مشربوں کو) ان کے مماثل لوگوں کو۔ نمبر۲۔ شیاطین ساتھیوں کو نمبر۳۔ ان کی کافرہ عورتوں کو۔

نحو: یہاں واؤ بمعنی مع ہے۔ اور بعض نے کہا عطف کیلئے ہے۔ اور ظلموا کی ضمیر پر عطف کرتے ہوئے اس کو رفع سے پڑھا گیا۔ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اور جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے تھے) یعنی بت فَاهْدُوْهُمْ (پھر ان کو



BestUrduBooks.wordpress.com

بتلادو)۔راہنمائی کردو۔
قول اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں ھدیتہ فی الدین ھدًی۔اوراگر ھدیتہ فی الطریق کہیں توھدایۃ لائیں گے۔اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ (دوزخ کے راستہ کی طرف) آگ کی راہ۔
۲۴:وَقِفُوْهُمْ (اوران کوٹھہراؤ)ان کوروک لو۔اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ(ان سے پوچھا جائے گا)ان کےاقوال وافعال کے متعلق۔
۲۵:مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ (اب تم کوکیا ہوا ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے) یعنی ایک دوسرے کی معاونت نہیں کرتے۔ یہ درحقیقت تناصر سے عاجزی پر توبیخ ہے۔اس کے بعد کہ وہ دنیا میں ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ یہ ابوجہل کا جواب ہے۔جو اس نے بدر کے دن کہا۔ نحن جمیعٌ منتصر [القمر:۴۴] حال کی وجہ سے موضع نصب میں واقع ہے۔ای مالکم غیر متناصرین۔ تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اس حال میں ہو کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کر رہے۔
۲۶:بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ (بلکہ وہ آج فرمانبرداری کا اظہار کرنے والے ہونگے) مطیع ہونگے نمبر۲۔ایک دوسرے کی اطاعت کرنے والے ہونگے۔اور عاجزی کی وجہ سے اطاعت کریں گے۔پس ہر ایک مددگار نہ ہوگا بلکہ مطیع ہوگا۔
۲۷:وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہونگے) تابع متبوع کی طرف يَّتَسَآءَلُوْنَ (وہ سوال جواب کریں گے) باہمی جھگڑیں گے۔
۲۸:قَالُوْٓا (وہ کہیں گے) پیروکار اپنے سرداروں کو اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ (تم ہم پر بڑے زور سے آتے تھے) یعنی قوت اور غلبہ کے ساتھ۔کیونکہ دایاں ہاتھ قوت سے موصوف کیا جاتا ہے اور اسی سے پکڑا جاتا ہے۔مطلب یہ ہے تم ہمیں گمراہی پر آمادہ کرتے اور زبردستی مجبور کرتے تھے۔

## سرداروں کا جواب:

۲۹:قَالُوْا (وہ کہیں گے) سردار بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (بلکہ تم خود ایمان نہیں لائے تھے) یعنی تم نے خود ایمان سے انکار کیا۔اور قدرت کے باوجود اس سے اعراض کیا۔کفر کو اختیار کیا جو پسند کر کے نہ کہ مجبوری سے۔
۳۰:وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ (اور ہمیں تم پر کوئی زور نہ تھا) ایسا تسلط نہ تھا کہ جس سے ہم تم سے اختیار چھین لیتے اور اختیار تم سے لے لیتے۔بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ (بلکہ تم خود ہی سرکشی کیا کرتے تھے)۔تو اپنے اختیار سے سرکشی کرنے والے تھے۔
۳۱:فَحَقَّ عَلَيْنَا (پس ہم سب ہی پر ثابت ہو چکی) ہم سب پر لازم ہوگئی۔قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ (ہمارے رب کی بات کہ ہم سب نے مزا چکھنا ہے) یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید ہے کہ ہم لامحالہ اس کے عذاب کو چکھنے والے ہیں۔کیونکہ وہ ہمارے حال سے واقف ہے اور اگر وعید کی اس طرح حکایت کی جاتی جیسا کہ وہ ہوتی ہے تو پھر اس طرح کہا جاتا انکم لذائقون مگر اس انداز کو چھوڑ کر متکلم کے لفظ کی طرف عدول کیا گیا کیونکہ وہ اپنے نفوس کی طرف سے یہ بات کرنے والے ہونگے۔اس کی مثال محاورۂ عرب میں اس طرح ہے۔فقد زعمت ھوازنُ قَلَّ مالی۔ اگر اس کے قول کی حکایت کرتا تو شاعر اس طرح کہتا۔قل



BestUrduBooks.wordpress.com

مالک۔

۳۲: فَاَغْوَيْنٰكُمْ (تو ہم نے تم کو بہکایا) تمہیں گمراہی کی طرف دعوت دی۔ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ (ہم خود بھی گمراہ تھے) پس ہم نے تمہارے گمراہ کرنے کا ارادہ کیا تا کہ ہمارے جیسے ہو جاؤ۔

## دونوں کو یکساں عذاب:

۳۳: فَاِنَّهُمْ (تو وہ سب کے سب) پیروکار اور سردار تمام۔ يَوْمَئِذٍ (اس دن) قیامت کے دن فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ (عذاب میں شریک رہیں گے) جیسا کہ گمراہی میں شریک مشترک تھے۔

۳۴: اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ (ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں) مجرمین سے مشرکین مراد ہیں۔ اِنَّا (بلاشبہ) اس جیسا فعل ہم ہر مجرم سے کرتے ہیں۔

۳۵: اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ (وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کیا کرتے تھے) بلاشبہ یہ کلمۂ توحید سن کر تکبر کرتے اور شرک کے علاوہ ہر چیز کا انکار کرتے تھے۔

۳۶: وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا (اور وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم)

قراءت: أئنا کو دو ہمزہ کے ساتھ شامی و کوفی نے پڑھا۔

لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کیلئے چھوڑ دینگے) شاعر مجنون کہہ کر مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا

بلکہ بات یہ ہے کہ وہ سچ لے کر آیا اور دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کی۔ بلا شبہ تم دردناک عذاب کو چکھنے والے ہو۔ اور تمہیں

تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

انہی کاموں کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔ ہاں جو اللہ کے مخلص بندے ہیں ان کا حال دوسرا ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے رزق معلوم

مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾

یعنی میوے ہیں۔ اور وہ نعمت کے باغوں میں باعزت رہیں گے۔ آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ

ان کے پاس شراب کا ایسا جام لایا جائے گا جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا ہوا ہوگا۔ وہ شراب سفید ہوگی پینے والوں کے لیے لذیذ ہوگی۔ نہ اس سے درد سر ہوگا

وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ

اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا۔ اور ان کے پاس بڑی بڑی آنکھوں والی بیویاں ہوں گی جن کی نظریں نیچی ہوں گی گویا کہ وہ انڈے ہیں

مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

جو چھپے ہوئے رکھے ہیں۔

۳۷: بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ (بلکہ وہ ان کے پاس ایک سچا دین لائے) اس میں مشرکین کی تردید ہے۔ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ (اور دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں) جیسا کہ فرمایا مصدقا لما بین یدیه [آل عمران:۳]

۳۸،۳۹: اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ۔ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (تم سب کو دردناک عذاب چکھنا پڑے گا۔ اور تم کو اسی کا بدلہ ملے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے) بغیر کسی اضافے کے۔

۴۰: اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ (ہاں مگر جو اللہ کے خاص کیے ہوئے بندے ہیں) یعنی لیکن اللہ کے بندے۔

نحو: گویا الا بمعنی لکن استثناء منقطع ہے۔

قراءت: کوفی اور مدنی نے لام کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

## تمام رزق فواکہ ہوگا:

۴۱،۴۲: اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ۔ فَوَاكِهُ (ان کے واسطے ایسی غذائیں ہیں جن کا حال معلوم ہے یعنی میوے) رزق معلوم کی


BestUrduBooks.wordpress.com

تفسیر فواکہ سے کی گئی ہے فاکھہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو بطور لذت استعمال کی جائے نہ کہ حفاظت صحت کے لئے بطور خوراک کھائی جائے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کا تمام رزق وہ فواکہ ہی ہوگا۔ کیونکہ خوراک کے ساتھ حفاظت صحت کی ان کو ضرورت نہ ہوگی اس وجہ سے کہ ان کے جسم مضبوط ہمیشگی کے لیے پیدا کئے گئے ہونگے۔ پس جو کچھ بھی وہ کھائیں گے وہ لذت کے لیے ہی ہوگا۔ اور یہ بھی درست ہے کہ رزق معلوم سے مراد بعض خصوصیتوں کا حامل رزق ان کو دیا جائے۔ مثلاً ذائقے اور خوشبو کی عمدگی اور لذت اور حسن منظر وغیرہ۔

## ایک قول یہ ہے:

کہ ان کا وقت معلوم ہوگا۔ جیسا اس ارشاد میں ہے ولھم رزقھم فیھا بکرۃ وعشیًّا [مریم:۶۲] اور نفس کو اسی میں زیادہ سکون ملتا ہے۔ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ (اور وہ لوگ بڑی عزت سے ہونگے) یعنی ان کی عزت کی جائیگی۔

۴۳: فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (آرام کے باغوں میں) جائز ہے کہ یہ ظرف بنے اور یہ بھی درست ہے کہ حال ہو اور یہ بھی احتمال ہے۔ کہ یہ دوسری خبر ہو اور اسی طرح عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ بھی۔

۴۴: عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (تختوں کے اوپر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے) تقابل زیادہ مانوس کرنے والا اور خوشی کی تکمیل کرنے والا ہے

۴۵: يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ (اور ان کے پاس جام شراب لایا جائے گا۔) قراءت: کاس بغیر ہمزہ کے ابو عمرو، ابو جعفر اور سوسی نے پڑھا ہے۔ اور حمزہ نے وقف کی حالت میں اس طرح پڑھا اور دیگر قراء نے ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے کاس شیشے کا گلاس اور شراب کو بھی کاس کہا جاتا ہے۔ بقول اخفش کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کاس کا لفظ شراب ہی کے معنی میں ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی یہ تفسیر ہے۔ مِّنْ مَّعِيْنٍ (بہتی ہوئی شراب سے) یعنی ایسی شراب سے جو بہنے والی ہوگی یا ایسی نہر سے جو سطح زمین پر ظاہر میں آنکھوں کے سامنے جاری ہونے والی ہو۔ اس میں شراب کی وہی صفت ذکر کی گئی جو پانی کی بیان کی جاتی ہے کیونکہ وہ جنت میں نہروں کے اندر پانی کی طرح بہنے والی ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وانھر من خمر [محمد:۱۵]

۴۶: بَيْضَآءَ (سفید) یہ جام کی صفت ہے لَذَّةٍ (لذت) لذت سے اس کی تعریف کی گئی گویا وہ بعینہ لذت ہے یا ذات لذت لِّلشّٰرِبِيْنَ (پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی)

## شرابِ جنت فتورِ عقل سے خالی:

۴۷: لَا فِيْهَا غَوْلٌ (نہ اس میں دردسر ہوگا) یعنی دنیا کی شراب کی طرح اس سے عقل میں فتور نہ آئے گا۔ غول کا لفظ ہلاک کرنے اور بگاڑنے کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ (نہ اس سے ان کو نشہ چڑھے گا) یہ نزف الشارب سے لیا گیا ہے جبکہ اس کی عقل چلی جائے۔ نشے والے کو نزیف اور منزوف یعنی مسلوب العقل کہا جاتا ہے۔

قراءت: ینزفون علی اور حمزہ نے اسی طرح پڑھا ہے۔ یعنی ان کو نشہ نہیں چڑھے گا۔ یا ان کی شراب نشہ نہیں لائے گی اس صورت



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾

سو ان میں سے بعض بعض پر متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ ان میں سے ایک کہے گا کہ بلا شبہ میرا ایک ساتھی تھا۔

يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾

وہ کہتا تھا کہ تو تصدیق کرنے والوں میں ہے۔ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں اپنے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا۔

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِىْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ

وہ کہے گا کیا تم جھانک کر اسے دیکھنا چاہتے ہو۔ سو وہ شخص جھانکے گا تو اس کو جہنم کے بیچ میں دیکھ لے گا۔ کہے گا کہ اللہ کی قسم قریب تھا کہ تو

كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّىْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ

مجھے ہلاک ہی کر دیتا۔ اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی ان لوگوں میں ہوتا جو حاضر کئے گئے ہیں۔ یہی بات ہے نا کہ ہم

بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

پہلی بار مر چکنے کے بعد نہیں مریں گے اور ہم کو عذاب نہ ہوگا۔ بلا شبہ یہ بڑی

الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

کامیابی ہے۔ اسی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے۔

میں۔ یہ انزف الشارب سے لیا گیا ہے۔ جبکہ اس کی عقل چلی جائے یا اس کی شراب چلی جائے۔

۴۸: وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ (اوران کے پاس نیچی نگاہ والی ہونگی) یعنی ان کی نگاہیں اپنے خاوندوں پر اکتفاء کرنے والی ہونگی غیر کی طرف نگاہ نہ اٹھائیں گی۔ عِيْنٌ (بڑی بڑی آنکھ والی) یہ عیناء کی جمع ہے یعنی وسیع آنکھ والی۔

۴۹: كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ (گویا کہ وہ انڈے ہیں چھپے ہوئے) یہاں مکنون بمعنی محفوظ ہے ان کو شتر مرغ کے انڈے سے تشبیہ دی گئی جو چٹان میں چھپا ہوا ہو اور اہل عرب عورتوں کو اسی سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور عورتوں کو بیضات الخدور کہتے ہیں۔

## اہل جہنم سے اہل جنت کی گفتگو:

۵۰: فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (پس وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے)۔ بعض سے مراد یہاں اہل جنت ہیں اور اس کا عطف یطاف علیھم پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ شراب پئیں گے اور پینے والوں کی عادت کے مطابق باہمی گفتگو کریں گے۔ شاعر کا قول ہے۔ وَمَا بَقِيَتْ مِنَ اللَّذَّاتِ اِلَّا ☆ اَحَادِيْثُ الْكِرَامِ عَلَى الْمُدَامِ



BestUrduBooks.wordpress.com

صرف یہی لذت باقی رہ گئی کہ محفل شراب میں شرفاء سے باتیں چلتی ہیں۔ اہل جنت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر دنیا میں ان کے حق یا خلاف جو باتیں پیش آئیں ان کا تذکرہ کریں گے۔ مگر یہاں ماضی کے صیغہ سے ذکر کیا گیا جیسا کہ قرآنی اخبار کا انداز ہے۔

۵۱،۵۲: قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ (ان میں ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ملاقاتی تھا) یَّقُوْلُ اَئِنَّكَ (وہ کہا کرتا تھا کیا تو)

قراءت: شامی، کوفی نے دو ہمزہ سے پڑھا ہے۔ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ (تصدیق کرنے والوں میں سے ہے) قیامت کے دن کی۔

۵۳: ءَ اِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا (کیا جب ہم مر جائیں گے ہم مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا) لَمَدِیْنُوْنَ (ہم جزاء دیے جائیں گے) مدینون کا معنی بدلہ دیے جائیں گے۔ یہ لفظ دین سے بناء ہے۔ وہ جزاء کو کہتے ہیں۔

۵۴: قَالَ (وہ کہے گا) وہ کہنے والا هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ (کیا تم جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو) آگ کی جانب تاکہ میں تمہیں تمہارا وہ ملاقاتی دکھلاؤں۔

## ایک قول یہ ہے:

جنت میں ایک روشن دان ہے۔ جس سے اہل جنت اہل نار کو دیکھیں گے۔ یا اللہ تعالیٰ اہل جنت کو فرمائیں گے۔ کیا تم آگ کو جھانکنا چاہتے ہو تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارا مکان اہل نار سے کتنا دور ہے۔

۵۵: فَاطَّلَعَ (پس وہ شخص جھانکے گا) وہ مسلمان فَرَاٰهُ (پس وہ اس کو دیکھ لے گا) اپنے ملاقاتی وساتھی کو فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ (جہنم کے وسط میں) درمیانِ جہنم میں۔

۵۶: قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ (کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! تو تو مجھے تباہ کرنے کا تھا) اِنْ یہ مخففہ من المثقلہ ہے۔ یہ کاد پر داخل ہے۔ جیسا کان پر داخل ہوتا ہے۔ لام کا جواب میں آنا یہ اِنْ نافیہ اور اس میں فرق ڈالنے والا ہے۔ الارداء: ہلاک کرنا)۔

نحو: یعقوب نے دونوں حالتوں میں یاء سے پڑھا۔

۵۷: وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ (اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا) اس سے مراد عصمت اور توفیق الٰہی ہے جس کی بناء پر اسلام کی رسی کو تھامے رکھا۔ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ (تو میں بھی پکڑے ہوئے لوگوں میں سے ہوتا) ان لوگوں میں سے ہوتا جن کو عذاب پر حاضر کیا جائے گا۔ جیسا کہ تجھے اور تجھ جیسے اور لوگوں کو حاضر کیا گیا۔

## جنتی کا حال:

۵۸،۵۹: اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی (کیا ہم سوائے پہلی مرتبہ مرنے کے اب نہیں مریں گے) وَمَا نَحْنُ


BestUrduBooks.wordpress.com

بِمُعَذَّبِیْنَ (اور نہ ہم کو عذاب ہوگا)۔فاء عاطفہ ہے۔اور عطف محذوف پر ہے۔تقدیر کلام یہ ہے۔انحن مُخلدون منعمون فما نحن بمیتین ولا معذبین ۔(کیا ہم ہمیشہ نعمتوں میں رہیں گے ہم نہ مریں گے اور نہ عذاب دیے جائیں گے)۔
مطلب یہ ہے کہ یہ ایمان والوں کا حال ہے وہ یہ کہ پہلی موت صرف ان پر آئے گی۔مگر کفار کی حالت اس سے مختلف ہوگی اس لئے کہ وہ تو ہر گھڑی میں موت کے متمنی ہونگے۔

## قولِ حکیم:

موت سے زیادہ بری کیا چیز ہے؟ اس نے کہا وہ چیز جس میں موت کی تمنا کی جائے۔یہ بات مؤمن تحدیث نعمت کے طور پر کرے گا۔جبکہ اس کا ساتھی سن رہا ہوگا۔اس کی غرض اس کو توبیخ کرنا ہوگا۔اور تاکہ اس کے دکھ میں اضافہ ہو۔موتتنا یہ مصدر کی وجہ سے منصوب ہے۔اور استثناء متصل ہے۔تقدیر کلام یہ ہے لانموت الامرة یا مستثنیٰ منقطع ہے۔تقدیر کلام اس طرح ہے لکن الموتة الاولٰی قد کانت فی الدنیا۔ (لیکن پہلی موت دنیا میں تھی)۔پھر اپنے اس ساتھی کو خبردار کرنے کیلئے کہے گا۔

۶۰: اِنَّ ھٰذَا (بیشک یہ) وہ معاملہ جس میں ہم ہیں)۔لَھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (البتہ بڑی کامیابی ہے) پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا۔

۶۱: لِمِثْلِ ھٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ (ایسی ہی کامیابی کیلئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے)

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ

کیا ضیافت کے اعتبار سے یہ بہتر ہے یا زقوم کا درخت۔ بے شک ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لیے فتنہ بنایا ہے۔ بلا شبہ وہ ایک درخت ہے

تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ

جو دوزخ کی گہرائی میں سے نکلتا ہے۔ اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپوں کے پھن ہوں۔ سو اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ بالضرور اس میں سے

مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ

کھائیں گے سو اس سے اپنے پیٹوں کو بھر لیں گے۔ پھر بلا شبہ ان کے لیے اس درخت کے اوپر سے کھولتا ہوا گرم پانی ملا کر دیا جائے گا۔ پھر بلا شبہ

مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ

ان کا لوٹنا دوزخ کی طرف ہو گا۔ بے شک انہوں نے باپ دادوں کو گمراہی کی حالت میں پایا۔ پھر ان کے نقش قدم پر تیزی کے ساتھ

يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ

چلتے رہے۔ اور یہ واقعی بات ہے کہ ان سے پہلے اگلے لوگوں میں سے اکثر گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے ان میں ڈرانے والے

مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾ ع ۲

بھیجے ہیں۔ سو دیکھ لیجئے جن کو ڈرایا گیا ان کا کیا انجام ہوا۔ سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔

## ایک قول:

یہ ہے یہ اسی مؤمن کا کلام ہے۔

۶۲: اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا (بھلا یہ دعوت و مہربانی بہتر ہے) نزلاً یہ تمیز ہے یعنی جنت کی نعمتیں اور جو اس میں مشروبات و مطعومات کی لذات وافرہ ہیں یہ بہترین مہربانی ہے۔

## اہل نار کی خوراک اور اس کی تفصیل:

اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ (یا زقوم کا درخت) وہ بہتر مہربانی ہے؟ النزل مہمان کیلئے جو مکان پر رزق وغیرہ پیش کیا جائے۔ الزقوم تہامہ میں پیدا ہونے والا ایک کڑوا درخت (تھور)

۶۳: اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ (ہم نے اس درخت کو ظالموں کیلئے موجب امتحان بنایا ہے) آخرت میں ان کے لئے مشقت و عذاب کا باعث ہوگا۔ نمبر۲۔ دنیا میں ابتلاء کا باعث اور وہ اس طرح کہ انہوں نے کہا کہ آگ میں درخت کیسے ممکن ہے جبکہ آگ تو


BestUrduBooks.wordpress.com

درختوں کو جلاتی ہے اسلئے کفار نے اس کا انکار کر دیا۔

۶۴: اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ (یہ درخت ہے۔ جو جہنم کی قعر سے نکلتا ہے)

## ایک قول:

اس کی جڑ تو قعرِ جہنم میں ہے اور اس کی شاخیں جہنم کے مختلف طبقات میں پہنچنے والی ہیں۔

۶۵: طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ (اس کے پھل ایسے جیسے سانپ کے پھن) طلع گابھہ کھجور کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کو زقوم کے درخت پر ظاہر ہونے والے بوجھ کیلئے بطور استعارہ لایا گیا ہے۔ اور اس پھل کو رؤسِ شیاطین سے تشبیہ دے کر اس سے انتہائی نفرت و کراہت منظر ظاہر کرنا مقصود ہے کیونکہ شیطان لوگوں کے طبائع میں بہت ہی قبیح و بدصورت ہے کیونکہ خیال میں وہ مجسمۂ شر ہے۔

## ایک قول:

یہ ہے الشیطان۔ ایک معروف سانپ ہے جو انتہائی بدصورت اور خوفناک ہوتا ہے۔

۶۶: فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا (تو وہ لوگ اس میں سے کھائیں گے) یا اس کے پھل سے کھائیں گے۔ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ (اور اسی سے پیٹ بھریں گے)

سخت بھوک کے غالب آنے کی وجہ سے وہ اسی سے پیٹ بھریں گے۔

۶۷: ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَیْهَا (پھر ان کو اس پر) کھانے کے بعد لَشَوْبًا (ملا کر دیا جائے گا) مِّنْ حَمِیْمٍ (گرم پانی) شدید گرم پانی جو ان کے چہروں کو جھلسا اور انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔ جیسا کہ اہل جنت کے مشروب کے متعلق فرمایا۔ ومزاجه من تسنيم [المطففین: ۲۷] مطلب یہ ہے کہ وہ زقوم کے درخت سے پیٹ بھریں گے اور وہ ایسا گرم ہوگا کہ ان کے پیٹوں کو اندر سے جلا دے گا اور شدید پیاس لگے گی۔ اس پیاس سے جب خوب سزا مل جائے گی تو پھر شدید گرم مشروب پلایا جائے گا۔ اور وہ مشروب گرم پانی کے ساتھ ملا ہوا ہوگا۔

۶۸: ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِیْمِ (پھر ٹھکانہ ان کا دوزخ ہی کی طرف ہوگا) یعنی ان کے مقامات اور مکانات سے جو جہنم میں ہونگے اور وہ مقامات درکاتِ جہنم ہیں۔ زقوم کے درخت کی طرف لے جایا جائے گا۔ وہ اس سے کھاتے جائیں گے یہاں تک کہ اکتا جائیں گے۔ پھر ان کو گرم پانی پلا کر واپس طبقات دوزخ میں کر دیا جائے گا۔

ثم تراخی کیلئے آتا ہے۔ تراخی کا معنی اس میں ظاہر ہے۔

۶۹، ۷۰: اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّیْنَ۔ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ یُهْرَعُوْنَ (انہوں نے اپنے بڑوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا۔ پھر یہ بھی ان ہی کے قدم بہ قدم تیزی کے ساتھ چلتے تھے)۔ اس میں ان کے ان مصائب میں مبتلا ہونے کا سبب دین میں اپنے آباء و


BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾

اور یہ بات واقعی ہے کہ نوح نے ہمیں پکارا سو ہم کیا ہی خوب ہیں فریاد سننے والے۔ اور ہم نے نوح کو اور اس کے گھر والوں کو بڑے غم سے نجات دی۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ

اور ہم نے اس کی ذریت کو باقی رہنے دیا۔ اور ہم نے ان کے لیے بعد کے آنے والوں میں یہ بات رہنے دی۔ کہ نوح پر سلام ہے

فِى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨١﴾

جہانوں میں۔ بلا شبہ ہم مخلصین کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بلا شبہ وہ ہمارے مومن بندوں میں ہیں۔

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٨٢﴾

پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو غرق کر دیا۔

اجداد کی اتباع اور گمراہی میں ان کا پیچھا کرنا اور دلیل کو ترک کرنا بتلایا گیا ہے۔ الاهراع بہت تیزی کرنا گویا ان کو پیچھے سے دھکیلا جا رہا ہو۔

۷۱: وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ (اور ان سے پہلے بھی گمراہ ہو چکے ہیں) قبلھم سے مراد قریش سے پہلے اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ (اگلے لوگوں میں اکثر) گزشتہ زمانہ میں گزرنے والے لوگ جنہوں نے غور و فکر کو چھوڑ کر محض گمراہ آباء کی تقلید کی۔

۷۲: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ (ہم نے ان میں ڈرسنانے والے بھیجے تھے)۔ وہ انبیاء علیہم السلام تھے۔ جنہوں نے ان کو انجام سے ڈرایا۔

۷۳: فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ (پس دیکھ لو ان لوگوں کا کیا انجام ہوا) ان لوگوں کا جن کو ڈرایا گیا وہ تمام ہلاک کر دیے گئے۔

۷۴: اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ (مگر اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے) مگر وہ لوگ جو ان میں سے ایمان لائے اور اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کیلئے خالص کر دیا یا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دین کیلئے خالص کر لیا۔

قراءت: لام کے فتحہ و کسرہ کی قراءت ہے۔

## منذرین کا گزشتہ زمانوں میں بھیجا جانا:

۷۵: جب منذرین کا گزشتہ زمانوں میں بھیجا جانا اور ان کا بدترین انجام ذکر کیا تو اس کے بعد نوح علیہ السلام اور ان کی اس دعا کا ذکر کیا جو انہوں نے قوم سے مایوس ہونے کے بعد فرمائی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ:

وَلَقَدۡ نَادٰىنَا نُوۡحٌ (اور نوح نے ہم کو پکارا) اس نے ہمیں پکارا تا کہ ہم غرق سے ان کو نجات دیں۔

## ایک قول:

یہ ہے اس سے ان کے اس قول کی طرف اشارہ ہے۔ انی مغلوب فانتصر [القمر:۱۰]

فَلَنِعۡمَ الۡمُجِيۡبُوۡنَ (پس ہم خوب فریاد سننے والے ہیں) نعم پر جو لام داخل ہے۔ یہ قسم محذوف کا جواب ہونے کی وجہ سے ہے۔ مخصوص بالمدح محذوف ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے ولقد نادانا نوح فواللّٰہ لنعم المجیبون نحن، جمع عظمت وکبریائی کو ظاہر کرنے کیلئے لائے۔ مطلب یہ ہے ہم نے اس کو بہت خوب جواب دیا۔ اور اس کے دشمنوں پر اس کو غلبہ دیا۔ اور اس کے دشمنوں سے خوب انتقام لیا۔

۷۶: وَنَجَّيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗ (اور ہم نے ان کو اور ان کے پیروکاروں کو نجات دی) اہل سے مراد ایمان والے اور ان کی اولاد مراد ہے۔

مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ (بڑے بھاری غم سے) اس سے مراد غرق ہونے کا غم ہے۔

۷۷: وَجَعَلۡنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الۡبٰقِيۡنَ (اور ہم نے باقی ہی ان کی اولاد کو رہنے دیا) ان کے علاوہ تمام فناء ہوگئے۔

## قولِ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

تمام لوگ اس وقت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ نمبر۱۔ سام، یہ عرب، فارس، روم کا جدامجد ہے۔ نمبر۲۔ حام یہ مشرق سے مغرب تک حبشیوں کا باپ ہے۔ نمبر۳۔ یافث یہ ترک اور یاجوج ماجوج کا باپ ہے۔

۷۸: وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ (اور ہم نے ان کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں بات رہنے دی) آخرین سے مراد یہ پچھلی امتیں اور وہ بات یہ ہے۔ سلام علی نوح فی العالمین۔

## انجام نوح علیہ السلام:

۷۹: سَلٰمٌ عَلٰى نُوۡحٍ (سلام ہو نوح علیہ السلام پر) یعنی وہ امتیں ان کو سلام بھیجتی اور ان کے لئے دعا گو ہیں۔ یہ کلام حکایۃً نقل کی ہے جیسا کہتے ہیں۔ قراءت: سورۃ انزلنا ھا۔ میں نے ایک ایسی سورت پڑھی جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔ فِى الۡعٰلَمِيۡنَ (دونوں جہاں میں) یہ سلام ان تمام میں قائم چلا آرہا ہے۔ ان میں سے کوئی زمانہ خالی نہیں۔ گویا اس طرح فرمایا۔ ثبت اللّٰہ التسلیم علی نوح و ادامه فی الملائکة والثقلین یسلمون علیه عن آخرھم۔ اللہ تعالیٰ نے سلام کو نوح علیہ السلام کے لئے قائم کر دیا اور اس کو ہمیشہ رکھا فرشتوں اور جن وانس میں وہ تمام ان پر سلام بھیجتے ہیں۔

۸۰: اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ (ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں) اپنے مجازات اور بدلے کے اس شاندار انعام کو

وقف لازم

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿٨٣﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٤﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ

اور بلا شبہ نوح کا اتباع کرنے والوں میں ابراہیم بھی تھے۔ جب وہ اپنے رب کے پاس قلب سلیم لے کر آئے۔ جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے

وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٨٥﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿٨٦﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ

اور اپنی قوم سے کہا تم لوگ کس چیز کی عبادت کرتے ہو۔ کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹ موٹ کے معبودوں کو چاہتے ہو۔ سو رب العالمین کے بارے میں

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِى النُّجُوْمِ ﴿٨٨﴾ فَقَالَ اِنِّىْ سَقِيْمٌ ﴿٨٩﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿٩٠﴾

تمہارا کیا خیال ہے۔ پھر ایک نظر اٹھا کر ستاروں کو دیکھا۔ اور کہہ دیا کہ بیشک میں بیمار ہوں۔ سو وہ لوگ ان سے پشت پھیر کر چلے گئے۔

فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ

سو وہ ان کے بتوں کی طرف متوجہ ہوئے سو کہا کیا تم کھاتے نہیں ہو۔ تم کو کیا ہوا تم بولتے نہیں۔ پھر ان پر قوت کے ساتھ متوجہ ہو کر

ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿٩٣﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿٩٤﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَاللّٰهُ

مارنے لگے۔ سو وہ لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے۔ انہوں نے کہا کیا تم اس چیز کی پوجا کرتے ہو جسے خود تراشتے ہو۔ حالانکہ اللہ نے

خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِى الْجَحِيْمِ ﴿٩٧﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا

تمہیں پیدا فرمایا ہے اور ان چیزوں کو بھی جنہیں تم بناتے ہو۔ کہنے لگے کہ اس کے لیے ایک مکان بناؤ پھر اسے دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو۔ سو انہوں نے ان کے ساتھ برا برتاؤ

فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿٩٨﴾

کرنے کا ارادہ کیا سو ہم نے ان لوگوں کو نیچا دیکھنے والا بنا دیا۔

آپ کے محسن ہونے سے مُعلل قرار دیا۔

## قوم حشر:

۸۱: اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ (بیشک وہ ہمارے مؤمن بندوں میں سے تھے) پھر احسان کی علت ایمان کو قرار دیا۔ تاکہ ایمان کا عظیم الشان مرتبہ تمہارے سامنے واضح کر دیں اور صفات مدح و تعظیم میں یہ کم سے کم ہے۔

۸۲: ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ (پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو ڈبو دیا) یعنی کفار کو۔

## ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام میں ۲۶۴۰ سال کا فاصلہ:

۸۳: وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ (اور نوح کے طریقہ والوں میں ابراہیم بھی تھے) ہ کی ضمیر نوح علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یعنی ان میں سے جنہوں نے اصول دین میں نوح علیہ السلام کی مشایعت کی یا اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوطی سے تھامنے اور تکذیب پر صبر وضبط میں ان کے طریقہ پر چلنے والے ابراہیم تھے۔ ان کے اور نوح علیہ السلام کے درمیان ۲۶۴۰ سال کا عرصہ ہے۔ اور درمیانے عرصہ میں صرف ہود اور صالح علیہما السلام دو پیغمبر ہوئے۔

۸۴: اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (جبکہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے)۔

نحو: اذ کا تعلق لفظ شیعۃ میں مشایعت کے معنی کے ساتھ ہے۔ یعنی بیشک ان میں سے جنہوں نے اس کے دین میں ان کی مشایعت کی اور اس کو تقویت دی جبکہ وہ اپنے رب کی طرف شرک سے صاف دل سے متوجہ ہوئے۔ یا دلوں کی بیماریوں سے صحیح سالم نمبر۲۔ ابراہیم سے متعلق ہے۔ نمبر۳۔ محذوف سے متعلق ہے اور وہ اذکر ہے۔ اور المجیٔ لقلبہ ربہ کا مطلب یہ ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے اپنے دل کو خالص کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے جان لیا تو المجیٔ کو اس جان لینے کیلئے بطور مثال بیان کیا۔

## ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کے ساتھ قصہ:

۸۵، ۸۶: اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ۔ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ (جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور قوم سے فرمایا تم کس چیز کی عبادت کیا کرتے ہو کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا چاہتے ہو)

نحو: افکًا یہ مفعول لہ ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ اتریدون آلھۃ من دون اللّٰہ افکًا (کیا تم ارادہ کرتے ہو اللہ کے سوا معبودوں کا افتراء کرتے ہوئے) مفعول بہ کو فعل پر بطور عنایت کے مقدم کیا اور مفعول لہٗ کو مفعول بہ پر مقدم کردیا۔ کیونکہ سب سے اہم بات آپ کے ہاں یہی تھی کہ آپ ان کا مقابلہ اس طور پر کریں کہ وہ اپنے شرک میں افتراء وباطل پر ہیں۔

نمبر۲۔ افکاً مفعول بہ ہے یعنی اتریدون افکاً کیا تم بہتان کا ارادہ رکھتے ہو۔ پھر افک کی تفسیر آلھۃً من دون اللّٰہ سے فرمائی۔ اس طور پر کہ یہ اپنی ذات کے اعتبار سے افک ہی ہے۔ نمبر۳۔ یہ حال ہے یعنی کیا تم ارادہ کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا معبودوں کا اس حال میں کہ تم افتراء پرداز ہو۔

۸۷: فَمَا ظَنُّكُمْ (تو تمہارا کیا خیال ہے) کیا ہے تمہارا گمان بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (رب العالمین کے متعلق) حالانکہ تم دوسروں کی اسے چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ ما مرفوع ہے مبتدأ ہونے کی وجہ سے اور ظنکم اس کی خبر ہے۔ نمبر۲۔ تمہارا اس کے متعلق کیا گمان ہے کہ وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ اور تمہیں کس طرح سزا دیں گے۔ حالانکہ تم نے اس کے سوا اوروں کی پوجا کی۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ حقیقی منعم اللہ تعالیٰ ہے۔ پس وہی عبادت کا حقدار تھا۔

## ستاروں پر نگاہ ڈالنا:

۸۸: فَنَظَرَ نَظْرَةً فِى النُّجُوْمِ (پس ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا) آپ نے ستاروں کو دیکھا اس حالت

میں کہ آپ اپنی نگاہ آسمان پر ڈالنے والے تھے۔ اپنے دل میں سوچ بچار کر رہے تھے کہ وہ کس طرح تدبیر وحیلہ کریں یا ان کو دکھایا کہ وہ ستاروں کو دیکھ رہے ہیں کیونکہ کفار کا عقیدہ ستاروں کے متعلق تھا۔ پس آپ نے ان کے وہم میں یہ بات ڈالی کہ وہ اس نشانی سے استدلال کر رہے ہیں کہ وہ عنقریب بیمار ہو جائیں گے۔

۸۹: فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ (پس آپ نے فرمایا میں بیمار ہونے کو ہوں) عنقریب بیمار ہو جائیں گے۔ یہ مرض طاعون تھا۔ اس علاقہ میں عام بیماری یہی تھی۔ وہ اس کے متعدی ہونے سے خوفزدہ تھے۔ تاکہ وہ اس سے بھاگ سکیں۔ چنانچہ وہ عید کیلئے چلے گئے۔ اور آپ کو بیت الاصنام میں چھوڑ کر چلے گئے جبکہ آپ کے ساتھ کوئی اور نہ تھا۔ پس آپ نے بتوں کے ساتھ جو حشر کرنا تھا، کیا۔ لوگوں نے کہا کہ علم نجوم برحق تھا پھر اس کی پہچان کیلئے سیکھنا منسوخ کر دیا گیا۔ کذب حرام ہے۔ مگر تعریض کرنا جائز ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جو فرمایا یہ تعریض ہے یعنی میں عنقریب بیمار ہونے والا ہوں۔ یا جس کی گردن میں موت لکھی ہو وہ بیمار ہی ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں۔ کفی بالسلامة داء۔ اور اچانک آدمی مر جائے تو کہتے ہیں۔ وہ مر گیا حالانکہ وہ صحیح تھا۔ تو ایک اعرابی کہنے لگا۔ کیا وہ آدمی صحیح ہو سکتا ہے جس کی گردن میں موت ہو۔ یا مراد ابراہیم علیہ السلام کی یہ تھی کہ تمہارے کفر کی وجہ سے میرا نفس بیمار ہے۔ (میں ہر وقت اس پر کڑھتا ہوں) جیسا کہا جاتا ہے۔ انا مریض القلب کذا۔

۹۰: فَتَوَلَّوْا (پس انہوں نے اس سے اعراض کیا) عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ (پیٹھ پھیرتے ہوئے)

۹۱: فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ (پس آپ ان کے معبودوں کی طرف مخفی طور پر مائل ہوئے) فَقَالَ (پس بطور استہزاء فرمایا) اَلَا تَاْكُلُوْنَ (تم کھاتے کیوں نہیں) اور کھانے ان کے ہاں پڑے تھے۔

## بتوں کا خاتمہ:

۹۲: مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ (تم بولتے کیوں نہیں) واؤ جمع سالم کی لائے کیونکہ آپ نے بمنزلہ عقلاء ان کو مخاطب فرمایا۔

۹۳: فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا (مخفی طور پر ان کی طرف متوجہ ہوئے گویا اس طرح کہا کہ آپ نے ان کو مارا مارنا) کیونکہ فراغ علیهم بمعنی ضربهم ہے۔ یا راغ علیهم ان کی طرف خفیہ گئے اس حال میں کہ آپ ان پر وار کر رہے تھے۔ بِالْيَمِيْنِ (دائیں ہاتھ سے) زوردار قوی ضرب سے کیونکہ یمین دونوں ہاتھوں میں قوی تر اور مضبوط تر ہے۔ یا قوت ومتانت سے یا اس حلف کے سبب جو آپ نے اٹھایا تھا۔ جو اس قول میں مذکور ہے۔ تا اللّٰہ لا کیدن اصنامکم [الانبیاء:۵۷]

## بت پرستوں کی کارروائی:

۹۴: فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ (پس وہ لوگ اس کے پاس آئے) یعنی ابراہیم علیہ السلام کے پاس يَزِفُّوْنَ (دوڑتے ہوئے) تیزی کے ساتھ یہ الزفیف سے نکلا ہے اور وہ تیزی کو کہتے ہیں۔

قراءت: حمزہ نے یُزِفُّون پڑھا اس کو اَزَفّ سے لیا۔ جبکہ وہ تیزی میں داخل ہو۔ مصدر ازفاف ہے۔ گویا معلوم ہوتا ہے کہ

بعض نے توڑتے دیکھا تھا اور دوسروں نے نہ دیکھا تھا۔ جنہوں نے دیکھا تھا وہ جلدی سے آپ کی طرف متوجہ ہوئے پھر جنہوں نے توڑتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ وہ بھی پہنچ گئے اور کہنے لگے ہمارے ان معبودوں کے ساتھ کس نے یہ حرکت کی ہے۔ **من فعل هذا بالهتنا انه لمن الظالمين** [الانبیاء:۵۹] دوسروں نے تعریض کے انداز سے اس طرح جواب دیا۔ **سمعنا فتی یذکر هم يقال له ابراهيم** [الانبیاء۔۶۰] پھر سب مل کر کہنے لگے ہم تو ان کی عبادت کرتے ہیں اور تو ان کو توڑتا ہے؟ آپؑ نے ان کو جواباً فرمایا۔

۹۵: قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ (کیا تم ان کی پوجا کرتے ہو جن کو خود تراشتے ہو) خود اپنے ہاتھوں سے۔

۹۶: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (حالانکہ تمہیں اور تمہاری ان بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے) اور اس نے پیدا کیا جو تم بت وغیرہ بناتے ہو؟ نمبر۲۔ ما مصدریہ ہے اس نے تمہارے اعمال کو پیدا کیا۔ یہ آیت خلق افعال پر ہماری دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے خالق اور تمہارے اعمال کے خالق ہیں پھر تم اس کے سوا اوروں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟

## آگ میں ڈالنے کا فیصلہ:

۹۷: قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ (وہ لوگ کہنے لگے ابراہیم علیہ السلام کیلئے تیار کرو) لام اجلیہ ہے۔ بُنْيَانًا (ایک آتش خانہ) پتھروں سے جس کی طوالت تیس ہاتھ اور عرض بیس ہاتھ ہو۔ فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ (پھر اس کو اس دہکتی آگ میں ڈال دو) الجحیم سے سخت آگ مراد ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

ہر وہ آگ جو ایک دوسری کے اوپر جلائی جائے وہ جحیم ہے۔

۹۸: فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا (پس انہوں نے آپ کے ساتھ برائی کرنا چاہا) کید سے آگ میں ڈالنا مراد ہے۔ فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ (پس ہم ہی نے ان کو نیچا کر دیا) ہم نے ان کو ڈالنے کے وقت مغلوب کر دیا۔


BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۰﴾

اور ابراہیم نے کہا کہ بلا شبہ میں اپنے رب کی طرف جانیوالا ہوں وہ عنقریب مجھے راہ بتا دے گا۔ اے میرے رب مجھے نیک فرزند عطا فرما۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰى فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ

سو ہم نے انہیں حلم والے لڑکے کی بشارت دی۔ سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم نے کہا کہ اے میرے چھوٹے سے بیٹے بیشک میں خواب میں دیکھتا ہوں

اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ز سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

کہ تجھے ذبح کرتا ہوں سو تو غور کرلے تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا کہ اے ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے اس پر عمل کیجئے انشاء اللہ آپ مجھے صابروں میں

مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۱۰۴﴾

پائیں گے۔ سو جب دونوں نے حکم کو مان لیا اور ابراہیم نے بیٹے کو کروٹ کے بل لٹا دیا۔ اور ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم بلا شبہ مخلصین کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بلا شبہ یہ کھلا ہوا

الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ ۖ

امتحان ہے۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دے دیا۔ اور بعد کے آنے والوں میں ان کے لیے یہ بات رہنے دی

سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۱﴾

کہ سلام ہو ابراہیم پر۔ ہم اسی طرح مخلصین کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

۹۹: پھر ابراہیم علیہ السلام آگ سے نکلے۔ وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ (ابراہیم کہنے لگے میں تو اپنے رب کی طرف جاتا ہوں) یعنی ایسی جگہ جہاں جانے کا اس نے حکم دیا۔ سَیَهْدِیْنِ (وہ مجھکو پہنچا ہی دے گا) وہ میری راہنمائی فرمائیں گے۔ جس میں میرے دین کی بھلائی ہے۔ وہ میری حفاظت کرے گا اور مجھے توفیق عنایت فرمائے گا۔ قراءت: سَیَهْدِیْنِیْ دونوں مقام پر یعقوب نے پڑھا ہے۔

### بیٹے کے لئے دُعا:

۱۰۰: رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (اے میرے رب مجھکو ایک نیک فرزند دے) صالحین میں سے ایک مراد اس سے بیٹا ہے۔ کیونکہ لفظ ہبہ کو ولد پر غلبہ دیا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قبولیتِ دُعا:

۱۰۱: فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ (پس ہم نے ان کو حلیم المزاج فرزند عنایت کیا)۔ بشارت تین چیزوں پر مشتمل ہے۔ نمبرا۔ اولاد مذکر غلام ہوگا۔ نمبر۲۔ وہ بلوغت کی عمر پائے گا۔ کیونکہ صبی کی صفت حُلُم کے لفظ سے نہیں کی جاسکتی۔ نمبر۳۔ حوصلہ مند ہوگا۔ اور اس سے بڑا حوصلہ کیا ہوگا کہ جب اس کا والد اس پر ذبح کا معاملہ پیش کرتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے۔ ستجدنی ان شاء اللّٰہ من الصابرین [الصافات:۱۰۲] پھر اس کے لئے کامل اطاعت گزاری کا اظہار کیا۔

## بیٹا ہاتھ بٹانے کے قابل ہوا تو ذبح کا حکم ہوا:

۱۰۲: فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ (جب وہ لڑکا اس کے ساتھ چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچا) وہ اس عمر کو پہنچا کہ والد محترم کے ساتھ ان کے کاموں میں ہاتھ بٹا سکے۔ معہ کا لفظ بلغ سے متعلق نہیں۔ کیونکہ اس کا تقاضا یہ ہے۔ کہ حد سعی کو وہ دونوں اکٹھے پہنچے ہوں۔ نہ کہ سعی کے ساتھ اس لئے کہ مصدر کا صلہ اس سے مقدم نہیں ہوتا۔ پس اب یہ ضرورت باقی رہی کہ وہ بیان بن جائے۔ گویا جب یہ کہا فلما بلغ السعی ای الحد الذی یقدر فیہ علی السعی۔ جب وہ دوڑنے کی عمر کو پہنچ گئے یعنی اس حد کو پالیا جس میں دوڑنے کی طاقت رکھتا ہے۔ کہا گیا کس کے ساتھ؟ تو فرمایا اپنے والد کے ساتھ۔ اس وقت اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیرہ سال تھی۔ قَالَ یٰبُنَیَّ (کہا اے میرے بیٹے) حفص کی یہ قراءت ہے۔ دیگر قراء نے یاء کے کسرہ سے پڑھا ہے۔

اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ (میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں) دونوں میں یاء مفتوح ہے۔ حجازی اور ابو عمرو کے ہاں یہ ہے۔ ان کو خواب میں کہا گیا تم اپنا بیٹا ذبح کر ڈالو۔ اور انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے۔ جیسا کہ بیداری کی وحی۔

## اسمائے ایام:

کلام میں رأیت نہیں فرمایا کیونکہ انہوں نے بار بار دیکھا۔ پس کہا گیا ہے کہ آٹھویں کی رات انہوں نے دیکھا کہ ایک قائل ان کو کہہ رہا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم کرتا ہے۔ کہ تم اس بیٹے کو ذبح کرو۔ جب صبح ہوئی تو صبح سے دوپہر تک اس میں غور وفکر کیا۔ کیا یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے اسی وجہ سے اس کا نام یوم الترویہ رکھا گیا۔ جب شام ہوئی تو پھر ایسا ہی خواب نظر آیا۔ پس انہوں نے جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام یوم عرفہ پڑا۔ پھر تیسری رات بھی ایسا ہی خواب نظر آیا۔ پس آپ نے ذبح کا پختہ ارادہ فرمایا۔ اسی لئے اس دن کا نام یوم النحر ہے۔

فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی (پس تم سوچ لو تمہاری کیا رائے ہے) یہ رائی بطریق مشورہ سے ہے رویت العین سے نہیں۔ اور ان سے مشورہ ان کی رائے کی طرف رجوع کیلئے نہیں کیا بلکہ ان کے جزع یا صبر کو معلوم کرنے کیلئے۔

**قراءت:** علی، حمزہ نے تُرِی پڑھا ہے یعنی تو کیا بتاتا اور کیا ظاہر کرتا ہے اپنی رائے میں سے۔


BestUrduBooks.wordpress.com

## اطاعتِ پسر:

قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ( کہا ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ کیجئے ) یعنی ماتؤ مر بہ اور قراءت میں بہٖ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ (انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے ) ذبح پر صبر کرنے والا۔ایک روایت میں ہے: کہ ذبیح نے ابراہیم علیہ السلام کو کہا ابا جان یہ میری پیشانی کے بال پکڑیں اور میرے کندھوں کے مابین بیٹھ جائیں۔ تا کہ جب چھری مجھ پر چلے تو آپ کو ایذاء نہ پہنچے۔اور ایسی حالت میں مجھے ذبح نہ کریں کہ آپ کی نگاہ میرے چہرے پر ہو۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے دل میں رحم آجائے۔ میرا چہرہ زمین کی طرف کرلیں۔ایک روایت یہ ہے مجھے سجدہ کی حالت میں ذبح کردیں میری والدہ کو سلام کہہ دیں اور اگر پسند کریں تو میری قمیص والدہ کی طرف واپس کردیں۔ تاکہ ان کو صدمہ سہنے میں سہولت ہو۔ ( یہ اسرائیلیات ہی کی قسم سے ہیں ) (مترجم)

۱۰۳: فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا ( غرض جب دونوں نے تسلیم کرلیا)۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرلی اور اس کے سامنے جھک گئے۔

## قولِ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

اس نے اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور بیٹے نے اپنے نفس کو وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ (اور باپ نے بیٹے کو کروٹ کے بل لٹا دیا ) اس کو لٹایا پیشانی کی جانب اور چاقو اسماعیل کے حلق پر رکھ کر چلایا۔ تو چاقو نہ چلا پھر چاقو اس کی گدی پر رکھ کر چلایا تو چاقو پلٹ گیا۔اور آواز دی گئی۔اے ابراہیم! تم نے خواب سچا کردیا۔ روایت میں ہے کہ یہ مقام منٰی میں صخرہ کے پاس تھا۔

نحو: لمّا کا جواب محذوف ہے تقدیر کلام یہ ہے فلما اسلما وتله للجبين۔

## آزمائش میں کامیابی:

۱۰۴، ۱۰۵: وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا (اور ہم نے اس کو آواز دی اے ابراہیم تم نے خواب کو سچا کردیا) یعنی تم نے سچا کر دکھایا جو ہم نے تمہیں خواب میں حکم دیا تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کے حوالہ کردو۔ ہوا جو کچھ ہوا۔ حال خود اس پر دلالت کر رہا ہے۔اور بیان میں لایا نہیں جاسکتا کہ ان کو کس قدر خوشی ہوئی۔اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتنی تعریفیں کیں اس پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ انعام فرمایا کہ بہت بڑی مصیبت کو اترنے کے بعد دفع فرمایا نمبر۲۔ یا جواب قبلنا منه ہے اور ناديناه اس پر معطوف ہے۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (ہم اسی طرح مخلصین کو صلہ دیا کرتے ہیں ) اس میں ان کو جس بات کا عادی بنایا گیا تھا کہ تکلیف کے بعد کشادگی آتی ہے۔اس کی علت بتلائی۔

۱۰۶: اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ (حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان ) وہ کھلا امتحان جس میں مخلصین دوسروں سے الگ ہوتے ہیں۔ یا واضح مشقت۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## عظیم فدیہ:

۱۰۷: وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ (اور ہم نے اس کے عوض میں دیا ایک ذبیحہ) ذبح جس کو ذبح کیا جاتا ہے۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: وہ وہی دنبہ تھا جس کو قابیل نے قربت الٰہی کیلئے پیش کیا تھا۔ وہ جنت میں چرتا رہا یہاں تک کہ اسماعیل کے فدیہ میں دیا گیا۔ دوسری روایات میں ہے کہ اگر یہ ذبح ان سے مکمل ہو جاتا تو یہ سنت وطریقہ بن جاتا۔ اور لوگ اپنے بیٹوں کو ذبح کرتے۔ عَظِيْمٍ (بہت بڑا) بڑے جسم والا۔ فربہ۔ قربانیوں میں یہی سنت ہے۔ روایت میں ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام سے چھوٹ کر بھاگ گیا۔ اور جمرہ کے پاس پہنچا۔ تو آپ نے اس کو سات کنکریاں ماریں۔ یہاں تک کہ اس کو پکڑ لیا گیا۔ رمی میں یہ سنت قائم ہو گئی۔

## ایک روایت ہے :

کہ جب آپ نے اس کو ذبح کیا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر ، ذبیح علیہ السلام نے کہا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اس پر ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر وللہ الحمد۔ پس یہ سنت باقی رہی۔

## استدلالِ ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

امام صاحب نے اسی آیت سے استدلال فرمایا جو آدمی اپنے بیٹے کے ذبح کی نذر مان لے۔ وہ ایک بکری ذبح کر لے۔

## قولِ اظہر:

ذبیح اسماعیل ہیں اور یہ قول ابوبکر، ابن عباس، ابن عمر رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت کا ہے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ انا ابن الذبیحین [مستدرک حاکم: ۲/۵۵۴] ایک تو آپ کے جدامجد اسماعیل اور دوسرے آپ کے والد عبداللہ ہیں۔ اور اس کا واقعہ اس طرح ہے۔ کہ عبدالمطلب نے نذر مانی کہ اگر ان کے بیٹوں کی تعداد دس تک پہنچ گئی تو سب سے آخری لڑکے کو بطور تقرب میں ذبح کرونگا۔ عبداللہ ان کے آخری لڑکے تھے۔ عبدالمطلب نے ایک سو اونٹوں کا فدیہ دیا۔ اس دنبے کے دو سینگ کعبہ میں لٹکتے رہے تا آنکہ زمانہ حجاج وابن الزبیر میں بیت اللہ کے پردوں میں آگ لگ جانے کی وجہ سے وہ جل گئے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عمرو بن العلاء سے سوال کیا ذبیح کون ہے اس نے کہا اے اصمعی تمہاری عقل کہاں گئی؟ اسحاق کب مکہ میں تھے؟ مکہ میں تو اسماعیل ہی تھے اور انہی نے اپنے والد کے ساتھ ملکر بیت اللہ بنایا اور منحر بھی مکہ میں ہے۔ اور علی، ابن مسعود، عباس اور تابعین رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ وہ اسحاق ہیں۔ اور اس پر یعقوب علیہ السلام کا خط یوسف علیہ السلام کے نام دلالت کرتا ہے۔ من یعقوب اسرائیل اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراھیم خلیل اللہ۔ (مگر تحریفات یہود کے ہوتے ہوئے یہ خط کیسے مسلم دلیل بن سکتا ہے۔ پھر اس میں اسرائیل اللہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ اگر اسراء بمعنی بندہ اور ئیل اللہ کے معنی میں ہے تو اسرائیل اللہ کا کیا مطلب ہے۔ اسی طرح اسحاق کے بعد ذبیح اللہ بڑھا دینا ان کے دائیں ہاتھ کا

کھیل ہے)۔

## نکتہ:

آیت میں وفدینٰہ فرمایا اگر فدیہ دینے والے ابراہیم علیہ السلام ہیں تو اللہ تعالیٰ مفتدی منہ ہوئے کیونکہ ذبح کا حکم اسی نے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہی فدیہ کیلئے دنبہ ابراہیم کو دیا۔ یہاں اشکال یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ عمل پہلو پر لٹانا، اور حلق پر چھری کا پھیرنا۔ ذبح کے حکم میں ہے یا نہیں؟ اگر حکم ذبح میں ہے تو پھر فدیہ کا کیا معنی ہے۔ حالانکہ فدیہ کی حقیقت بدل دے کر ذبح سے چھوٹ جانا ہے؟ اور اگر ذبح ہی نہ تھا تو پھر قد صدقت الرؤیا کا کیا مطلب ہے۔ وہ خواب کو سچا کرنے والے تو تب بنتے جبکہ اصل یا بدل کی صورت میں ان سے ذبح پیش آتا۔ حالانکہ ایسا نہیں؟

## حل اشکال:

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی حتی الامکان کوشش کردی اور وہ کردیا جو ذبح کرنے والا کیا کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے چھری کو چلنے سے روک دیا۔ اور یہ چیز فعل ابراہیمی میں رکاوٹ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے دنبہ عنایت فرمایا تا کہ اس کا ذبح کرنا اس حقیقی ذبیحہ نفس اسماعیل کا قائم مقام بن سکے۔ اور بدل ہو۔ اور یہ نسخ حکم نہیں۔ جیسا کہ بعض کو وہم ہوا۔ بلکہ یہ حکم کا ثبات و قیام ہے۔ البتہ وہ محل جس کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہے۔ اس پر حکم بطور فدیہ کے نہیں اترا نہ کہ نسخ۔ اور یہ آزمائش تھی تا کہ امر کا حکم آخری حالت میں قائم ہو جائے۔ وہ اس طرح کہ ان سے بیٹے کے حق میں یہ چاہا گیا کہ اس کی قربانی پر صبر کریں۔ اور حکم کے لحاظ سے ان کو یہ قربانی کا حکم تھا۔ اور فدیہ دے کر ان کو عزت بخشی گئی۔ ذبح کی مشقت و تکلیف کے باعث اور صبر و مجاہدہ سے آزمائش کی مکاشفہ کی حالت کے لحاظ سے۔ امر سے جب مراد پختہ طور پر ثابت ہو چکی تو نسخ کا حکم ہوا۔ اس سے پہلے نہیں۔ قرآن مجید میں اس کو فداء فرمایا گیا نسخ نہیں۔

۱۰۸، ۱۰۹: وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ (اور پچھلے لوگوں میں ان کی بات رہنے دی) اس پر وقف نہیں۔ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ (سلام ہو ابراہیم پر) کیونکہ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔ وَ تر کنا کا مفعول ہے۔

۱۱۰: كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں)۔ یہاں کلام میں اِنَّا استعمال نہیں فرمایا۔ جیسا کہ دوسرے مقامات پر ہے۔ کیونکہ اس واقعہ میں پہلے کہا جا چکا۔ اس لئے دوسری مرتبہ ذکر کرنے کی بجائے اس پر اکتفاء کیا گیا۔

۱۱۱: اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ (بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ

اور ہم نے انہیں اسحاق کی بشارت دی کہ وہ نبی ہوں گے صالحین میں سے ہوں گے۔ اور ہم نے ابراہیم پر اور اسحاق پر برکت دی، اور

ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ۧ

ان کی نسل میں سے اچھے لوگ ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جو صریحاً اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔

۱۱۲: وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا (ہم نے ان کو اسحاق کی بشارت دی)

نحو: نبیاً یہ اسحاق سے حال مقدرہ ہے۔ مضاف کا محذوف ماننا ضروری ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہوگی۔ وبشرناہ بوجود اسحاق نبیاً۔ ای بان یوجد مقدرۃ نبوتہ۔ ان کی نبوت کا مقدر ہونا پایا جائے۔ پس حال میں وجود عامل ہے۔ فعل بشارت عامل نہیں۔

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (کہ نبی اور نیک بختوں میں سے ہونگے)

نحو: یہ دوسرا حال ہے۔ اور یہ بطور ثناء لایا گیا ہے۔ کیونکہ ہر پیغمبر کا صالحین میں سے ہونا ضروری ہے۔

## ابراہیم اور اسحٰق علیہما السلام پر برکات کا نزول:

۱۱۳: وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ (اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکتیں نازل کیں) ہم نے ان پر زمین و دنیا کی برکات کا فیضان فرمایا۔ ایک قول یہ ہے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں برکت عنایت فرمائی اور اسحاق علیہ السلام پر برکت یہ تھی کہ ان کی اولاد میں ایک ہزار پیغمبر پیدا فرمائے۔ جن میں اول یعقوب اور آخری عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ (ان کی اولاد میں بعضے اچھے بھی تھے) محسن یہاں مؤمن کے معنی میں ہے۔ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ (اور بعض ایسے ہیں جو اپنا نقصان کرنے والے ہیں) ظالم بمعنی کافر۔ مُبِيْنٌ (ظاہر) یا محسن الی الناس۔ لوگوں پر احسان کرنے والے اور حدود شرع سے تجاوز کر کے اپنے نفوس پر ظلم کرنے والے ہیں۔

## مدارِ خیر و شر:

اس میں خبردار کیا کہ اچھائی اور برائی کا دار و مدار رنگ و نسل اور عنصر پر نہیں۔ اور ان کی نسل میں کیا جانے والا ظلم و نافرمانی ان کے حق میں نقص و عیب کا باعث نہیں۔ نیک کی اولاد فاجر اور فاجر کی اولاد نیک ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ چیز عناصر اور طبائع کے معاملے کو مٹانے اور ختم کرنے والی ہے۔ ان کے بعد کیا جانے والا ظلم و زیادتی ان کے حق میں کسی قسم کے نقص و عیب کا باعث نہیں۔ اور ہر انسان کو اس کے اپنے برے فعل پر عیب لگایا جاتا ہے۔ اور جن افعال کا ارتکاب اس کے ہاتھوں نے کیا ان پر سزا دی جائے گی۔ اس پر نہیں جو اس کی اصل و فرع میں پایا جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا۔ اور ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑی بے چینی سے نجات دی۔

وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا

اور ہم نے ان کی مدد کی سو وہ ہی غالب ہونے والے تھے۔ اور ہم نے انہیں واضح طور پر بیان کرنے والی کتاب دی۔ اور ہم نے انہیں

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى

صراط مستقیم کی ہدایت کی۔ اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں ان دونوں کے بارے میں یہ بات چھوڑ دی کہ سلام ہو

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا

موسیٰ پر اور ہارون پر۔ بلا شبہ ہم اسی طرح مخلصین کو صلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

میں سے تھے۔

## موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا تذکرہ:

۱۱۴: وَلَقَدْ مَنَنَّا (اور ہم نے احسان کیا) یعنی انعام کیا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (موسیٰ و ہارون پر) ان کو نبوت سے نواز کر۔

۱۱۵: وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا (اور ہم نے ان دونوں اور ان کی قوم کو نجات دی) قوم سے بنی اسرائیل مراد ہیں۔ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ (بڑے غم سے) نمبر ا۔ غرق سے نمبر ۲۔ فرعونی تسلط اور اس کے حواریوں کے ظلم و ستم سے۔

۱۱۶: وَنَصَرْنٰهُمْ (اور ہم نے ان کی مدد کی) یعنی موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کی۔ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ (پس یہی لوگ غالب آئے) فرعون اور قوم فرعون پر۔

۱۱۷: وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ (اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی) تورات مراد ہے۔ جو اپنے بیان میں بلیغ پیرایہ رکھتی تھی۔

۱۱۸: وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (اور ہم نے ان دونوں کو سیدھے راستہ پر قائم رکھا) اہل اسلام کا راستہ۔ اور وہ انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ غير المغضوب عليهم ولا الضالين [الفاتحہ:۷]۔

۱۱۹: وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ (اور ہم نے ان دونوں کیلئے پیچھے آنے والوں میں یہ بات رہنے دی)

۱۲۰: سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۱۲۳ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۱۲۴ اَتَدْعُوْنَ

اور بلا شبہ الیاس پیغمبروں میں سے ہیں جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم نہیں ڈرتے کیا بعل کی

بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِیْنَ ۱۲۵ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۱۲۶

عبادت کرتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑے ہوئے ہو۔ جو اللہ ہے جو تمہارا رب ہے اور تمہارے باپ دادوں کا رب ہے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۱۲۷ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ۱۲۸ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ

سو ان لوگوں نے انہیں جھٹلایا لہٰذا وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔ سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے، اور بعد میں آنے والوں میں

فِی الْاٰخِرِیْنَ ۱۲۹ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ۱۳۰ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۱۳۱

ان کے بارے میں یہ بات چھوڑ دی کہ سلام ہو الیاس پر۔ بلا شبہ ہم مخلصین کو ایسے ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۱۳۲

بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

۱۳۱: اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں)۔

۱۳۲: اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ (بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے)۔

## حضرت الیاس علیہ السلام کا تذکرہ:

۱۲۳: وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (اور بیشک الیاس پیغمبروں میں سے تھے) ان کا سلسلہ نسب یہ ہے الیاس بن یاسین۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ ادریس علیہ السلام ہیں۔

قراءت: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے الیاس کی جگہ ادریس پڑھا ہے۔

۱۲۴: اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ (جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا۔ کیا تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے)۔ کیا تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔

۱۲۵: اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا (کیا تم بعل کو پوجتے ہو) بعل یہ سونے کا بنایا ہوا بت تھا۔ اس کی لمبائی بیس ہاتھ تھی۔ اس کے چار چہرے تھے۔ وہ اس کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہوگئے۔ اور اس کی تعظیم کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اس کے خدام کی تعداد چار سو تھی۔ اور ان سادھوؤں کو لوگ بعل کے رسول کہتے تھے۔ جس مقام پر یہ بت پایا جاتا تھا۔ وہ بک کے نام سے معروف تھا۔ پس دونوں ناموں کو جوڑ کر بعلبک بنالیا گیا۔ یہ شام کا شہر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول:

یہ ہے الیاس علیہ السلام کی ڈیوٹی جنگلوں اور بیابانوں کی لگی ہے جیسا کہ خضر کی سمندروں پر لگی ہے۔

## قولِ حسن بصری رحمہ اللہ:

الیاس وخضر علیہما السلام دونوں فوت ہو چکے۔ ہم اس طرح نہ کہیں گے جیسا لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ دونوں زندہ ہیں۔

وَتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ (اور تم اس کو چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بہتر بنانے والا ہے) تم نے اس اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ دیا جو سب سے زیادہ قدرت والے ہیں۔

۱۲۶: اَللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ (اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے آباء واجداد کا رب ہے)

قراءت: اللہ اور رب کو نصب تمام عراقی قراء نے دیا سوائے ابوبکر اور ابو عمرو کے۔ احسن سے اس کو بدل قرار دیا۔ اور دیگر قراء نے ابتداء کی وجہ سے مرفوع پڑھا ہے۔

۱۲۷، ۱۲۸: فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ (پس ان لوگوں نے ان کو جھٹلا دیا اس لئے وہ لوگ پکڑے جائیں گے) آگ میں اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ (مگر جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے تھے) ان کی قوم میں سے۔

۱۲۹: وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ (اور الیاس کیلئے پچھلے آنے والوں میں یہ بات رہنے دی)

۱۳۰: سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ (کہ الیاس پر سلام ہو) یعنی الیاس اور ان کی مؤمن قوم پر۔ الیاسین اسی طرح ہے جیسے کہتے ہیں۔ الخبیبون یعنی ابوخبیب عبداللہ بن الزبیر اور ان کے پیروکار۔

قراءت: شامی، نافع نے آل یاسین پڑھا کیونکہ یاسین حضرت الیاس کے والد کا نام ہے۔ اسی لئے آل کی اضافت ان کی طرف کر دی۔

۱۳۱: اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ (ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں)

۱۳۲: اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ (بیشک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی

اور بلاشبہ لوط پیغمبروں میں سے ہیں۔ جبکہ ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو نجات دے دی۔ سوائے بوڑھی عورت کے

الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّیْلِ ؕ

وہ باقی رہ جانے والوں میں سے تھی۔ پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ اور بلاشبہ تم ان پر ضرور گذرتے ہو صبح کے وقت اور رات کو،

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

سو کیا تم سمجھ نہیں رکھتے۔

ع ۴ / ۲۵ / ۸

**تذکرۂ لوط علیہ السّلام:**

۱۳۳: وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (بیشک لوط بھی پیغمبروں میں سے تھے)

۱۳۴: اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ (جبکہ ہم نے اس کو اور ان کے سب متعلقین کو نجات دی)

۱۳۵: اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ (مگر بڑھیا کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے رہ گئی) الغابرین باقی رہنے والوں میں سے (جو عذاب میں گرفتار کیے گئے)

۱۳۶: ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ (پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا)

۱۳۷: وَاِنَّكُمْ (اور تم تو) اے اہل مکہ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ (ان پر گزرتے ہو صبح) وقت صبح میں۔

۱۳۸: وَبِالَّیْلِ (اور رات کو)

قراءت: اس پر وقف مطلق ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا پھر بھی تم عقل نہیں کرتے) یعنی دن رات شام کے تجارتی اسفار میں تم ان کے مکانات کے پاس سے گزرتے ہو۔ کیا پھر بھی تم اپنی عقلوں سے کام لے کر عبرت حاصل نہیں کرتے ہو۔ یونس و لوط علیہما السلام کا واقعہ اس طرح ختم نہیں فرمایا جیسا کہ ان سے قبل کے واقعات کو ختم کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں پر سورت کے آخر میں سلام بھیجا اس لئے ہر ایک پر انفرادی سلام کی بجائے اس اجتماعی سلام پر اکتفاء کیا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۱۳۹ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ۝۱۴۰ فَسَاهَمَ

اور بلا شبہ یونس پیغمبروں میں سے ہیں جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ کر چلے گئے سو قرعہ ڈالا

فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ۝۱۴۱ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ۝۱۴۲ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ کَانَ مِنَ

سو وہ ہارجانے والوں میں سے ہوگئے۔ سو مچھلی نے ان کا لقمہ بنالیا اس حال میں کہ وہ صاحب ملامت ہوگئے۔ سو اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے

الْمُسَبِّحِیْنَ ۝۱۴۳ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝۱۴۴ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ

نہ ہوتے تو ضرور مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک ٹھہرے رہتے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے۔ سو ہم نے انہیں ایک میدان میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ

سَقِیْمٌ ۝۱۴۵ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ۝۱۴۶ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ

سقیم تھے۔ اور ہم نے ان پر ایک بیل دار درخت اگادیا۔ اور ہم نے انہیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ

اَوْ یَزِیْدُوْنَ ۝۱۴۷ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ ۝۱۴۸

آدمیوں کی طرف بھیجا تھا۔ سو وہ لوگ ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو ایک زمانہ تک عیش دیا۔

## تذکرہ یونس علیہ السلام اور قوم سے ان کا نکل جانا:

۱۳۹: وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (اور بیشک یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے)

۱۴۰: اِذْ اَبَقَ (جبکہ وہ بھاگ کر پہنچے) اَلاباق ایسی جگہ بھاگنا جہاں ڈھونڈا نہ جا سکے۔ قوم میں بلا اذن نکلنے کو مجازاً ھرب سے تعبیر کیا گیا۔ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ (بھری ہوئی کشتی کے پاس) المشحون بھری ہوئی۔

یونس علیہ السلام سے ان کی قوم کو عذاب دینے کا وعدہ کیا گیا جب عذاب میں تاخیر ہوئی تو ان سے مخفی طور پر نکل کھڑے ہوئے اور سمندر کی راہ لی۔ اور کشتی میں سوار ہوئے۔ وہ رک گئی۔ کشتی والے کہنے لگے یہاں آقا سے بھاگا ہوا کوئی غلام ہے۔ کشتی رانوں کا خیال تھا کہ جب کشتی میں کوئی آقا سے بھاگا ہوا غلام سوار ہو جائے تو کشتی رک جاتی ہے۔ پھر انہوں نے قرعہ اندازی کی۔ قرعہ یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ آپ نے فرمایا میں ہی بھاگا ہوا ہوں۔ خود اپنے کو سمندر کے پانی کے حوالہ کر دیا۔ اس کو اگلی آیت میں بیان فرمایا۔

۱۴۱: فَسَاهَمَ (پس وہ بھی شریک قرعہ ہوئے) انہوں نے ایک مرتبہ قرعہ ڈالا۔ نمبر۲۔ تیروں سے تین مرتبہ قرعہ ڈالا۔ المساھمۃ قرعہ کے طور پر تیر ڈالنا۔ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ (پس یہی مقام کامیابی سے ہارے ہوئے ٹھہرے) المدحض قرعہ میں ہارا ہوا مغلوب۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مچھلی کا نگلنا اور پھر اُگلنا:

۱۴۲: فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ (پھر ان کو مچھلی نے نگل لیا اور یہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے) مُلیم ملامت میں داخل ہونے والا۔

۱۴۳: فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ (پس اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے) مسبح تسبیح کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے۔ نمبر۲۔ یا تسبیح کے یہ کلمات کہنے والے لا الٰه الا انت سبحانك انی كنت من الظالمين [الانبیاء:۸۷] نمبر۳۔ اس سے پہلے نماز پڑھنے والوں میں سے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

تسبیح کا لفظ قرآن میں جہاں وارد ہے اس سے صلوٰۃ مراد ہے۔ مقولہ: جب کوئی آدمی لغزش کھا جائے تو عمل صالح ہی اس کو اٹھاتا اور بلند کرتا ہے۔

۱۴۴: لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (تو قیامت تک اسی کے پیٹ میں رہتے) ظاہر معنی یہ ہے کہ بعث تک اس کے پیٹ میں زندہ رہتے۔ قولِ قتادہ: مچھلی کا پیٹ ان کے لئے قیامت تک قبر بن جاتا آپ مچھلی کے پیٹ میں تین دن رہے یا سات یوم یا چالیس ایام رہے۔ قولِ شعبی رحمہ اللہ: چاشت کے وقت مچھلی نے نگلا اور پچھلے پہر اُگلا۔

۱۴۵: فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ (پس ہم نے ان کو میدان میں ڈال دیا) پس ہم نے ان کو اس خالی جگہ میں ڈالا جس میں کوئی درخت نہ تھا اور نہ عمارت۔ وَهُوَ سَقِيْمٌ (اور وہ اس وقت مضمحل تھے) مچھلی کے نگلنے سے جو تکلیف ان کو پہنچی تھی اس سے بیمار تھے۔ روایت میں ہے کہ ان کا بدن مبارک بچے کی طرح نرم پڑ چکا تھا جبکہ وہ پیدا ہو۔

۱۴۶: وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً (اور ہم نے ان پر ایک درخت بھی اگا دیا تھا) ان کے جسم کو سایہ دینے کیلئے وہ درخت اگایا جیسا کہ انسان پر خیمہ تن دیا جائے۔ مِّنْ يَّقْطِيْنٍ (بیلدار) جمہور کا قول ہے کہ یہ کدو ہے۔ اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ کھیاں اس پر جمع نہیں ہوتیں اور تمام درختوں اور بیلوں سب سے جلد اُگتا ہے اور جلد پھلتا اور بلند ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ کدو کو پسند فرماتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں! یہ میرے بھائی یونس کا درخت ہے۔ (قال ابن حجر لم اجدہ)

۱۴۷: وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ (اور ہم نے ان کو ایک لاکھ آدمیوں کی طرف پیغمبر بنایا) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی طرف لقمہ بنائے جانے سے پہلے مبعوث ہوئے۔

نَحو: قد مضمر ہے۔

اَوْ يَزِيْدُوْنَ (یا اس سے زیادہ) جب دیکھنے والا دیکھے تو اس کی نگاہ میں زیادہ نظر آئیں اور وہ کہے یہ ایک لاکھ ہیں بلکہ اس سے زیادہ۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ

سو آپ ان سے دریافت فرمائیے کیا آپ کے رب کے لیے بیٹیاں اور ان کے لیے بیٹے ہیں؟ کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا ہے اس حال میں کہ وہ

شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

حاضر تھے؟ خبردار وہ اپنی سخن تراشی سے یوں کہتے ہیں کہ اللہ صاحب اولاد ہے اور بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں،

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ

کیا اس نے بیٹیوں کو بیٹوں کے مقابلہ میں چن لیا۔ تمہیں کیا ہوا، کیسا حکم لگاتے ہو، کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ کیا

لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ

تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے؟ سو لے آؤ اپنی کتاب اگر تم سچے ہو، اور انہوں نے اللہ کے اور جنات کے درمیان

الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

رشتہ داری قرار دے دی، حالانکہ جنات کو معلوم ہے کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے۔ اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾

مگر وہ جو اللہ کے خاص بندے ہیں۔

## قول الزجاج:

بہت سے علماء نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے بل یزیدون بلکہ یہ تو اس سے زائد ہیں۔ گویا او بل کے معنی میں ہے۔ فراء ابوعبیدہ کا یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح نقل کیا گیا۔

۱۴۸: فَاٰمَنُوْا (پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تھے) ان پر اور ان کی لائی ہوئی تعلیمات پر فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ (تو ہم نے ان کو ایک زمانہ تک زندگی دی) حین سے انتہائے اجل تک کا وقت مراد ہے۔

## قریش مکہ کی طرف التفات:

۱۴۹: فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ (پس ان لوگوں سے پوچھیے کہ کیا تیرے رب کیلئے بیٹیاں) وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ (اور ان کیلئے بیٹے) سورت کی ابتداء میں اسی جیسی آیت پر اس کا عطف ہے۔ آیت یہ ہے فاستفتھم اھم اشد خلقا [الصافات:۱۱] اگرچہ معطوفات کے مابین فاصلہ بہت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا کہ پہلے قریش سے بعث بعد الموت کے



BestUrduBooks.wordpress.com

انکار کا باعث دریافت کریں۔ پھر کلام کو ملا کر چلاتے رہے پھر حکم فرمایا کہ آپ قریش سے بھونڈی تقسیم جو انہوں نے تجویز کر رکھی ہے اس کی وجہ دریافت کریں۔ بقول ان کے لڑکیاں اللہ تعالیٰ کیلئے اور مذکر اولاد اپنے لئے۔ قریش کہتے تھے الملائکۃ بنات اللّٰہ۔ حالانکہ ان کو بنات سے اس قدر نفرت تھی کہ وہ ان کو زندہ در گور کر دیتے اور ان کا تذکرہ بھی اپنی شان کے لائق نہ سمجھتے۔

۱۵۰: اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ (ہاں ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے اور وہ دیکھ رہے تھے) شاہد بمعنی حاضر موجود ہے۔ آیت میں ان کے علم کو مشاہدہ کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ ان سے استہزاء اور ان کی انتہائی جاہلیت کو ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ جس طرح یہ بات ان کے مشاہدہ میں نہیں آئی اسی طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ان کے دلوں میں پیدا کرنے سے بھی معلوم نہیں کیا اور نہ ہی مخبر صادق نے ان کو اطلاع دی۔ اور نہ استدلال ونظر سے دریافت ہوا۔ (پھر ان کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مؤنث ہیں)۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ یہ انتہائی جہالت کی بناء پر اپنے دلوں کو اطمینان دلانے کیلئے یہ کہتے ہیں گویا انہوں نے ان کی تخلیق کا مشاہدہ کر لیا ہو۔

۱۵۱: اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ (خوب سن لو! وہ تو اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں)

۱۵۲: وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (کہ اللہ تعالیٰ صاحب اولاد ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں) اپنی اس بات میں۔

۱۵۳: اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ (کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ پسند کیں)

نحو: ہمزۂ استفہام مفتوح ہے۔ یہ استفہام توبیخی ہے اور ہمزہ وصل کو ہمزہ استفہام پر استغناء کرتے ہوئے حذف کر دیا۔

۱۵۴: مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (تم کو کیا ہو گیا تم کیا حکم لگاتے ہو) یہ فاسد حکم۔

۱۵۵: اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (کیا تم سوچ سے کام نہیں لیتے ہو)

قراءت: حمزہ، علی، حفص نے تخفیف سے پڑھا۔

۱۵۶: اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ (ہاں کیا تمہارے پاس واضح دلیل ہے) ایسی دلیل جو تم پر آسمان سے اتری ہو جس میں یہ بتلایا گیا ہو کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

۱۵۷: فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ (پس اپنی وہ کتاب پیش کرو) جو تم پر اس سلسلہ میں اتری ہو۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) اپنے اس دعویٰ میں۔

## جنات کے متعلق غلط بیانی:

۱۵۸: وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ (اور اللہ تعالیٰ اور) وَبَيْنَ الْجِنَّةِ (جنات میں قرار دی) الجنہ سے مراد فرشتے ہیں۔ ان کے چھپنے کی وجہ سے ان کو جن کہہ دیا۔ نَسَبًا (رشتہ داری) اور وہ ان کا خیال مزعومہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات سے شادی کی۔ (معاذ اللہ) جس سے ملائکہ پیدا ہوئے۔ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ (اور فرشتوں کو معلوم ہے کہ بلاشبہ وہ لوگ



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾

سو بلا شبہ تم اور تمہارے معبود اللہ تعالیٰ سے کسی کو نہیں پھیر سکتے مگر اسی کو جو دوزخ میں داخل ہونے والا ہے۔

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾

اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کا مقام معلوم نہ ہو۔ اور بلاشبہ ہم صف بستہ کھڑے ہونے والے ہیں۔ اور بلاشبہ ہم تسبیح میں مشغول ہونے والے ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾

اور یہ واقعی بات ہے کہ یہ لوگ یوں کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت ہوتی ان نصیحتوں میں سے جو پہلے لوگوں کے پاس تھیں تو ہم ضرور اللہ کے خاص بندے ہوتے۔

فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

سو ان لوگوں نے اس کا انکار کیا لہٰذا عنقریب جان لیں گے۔

جنہوں نے یہ بات کہی ہے) لَمُحْضَرُوْنَ (وہ ضرور گرفتار ہونگے) آگ میں۔

۱۵۹: سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (اللہ تعالیٰ ان سب باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اولاد اور بیوی سے پاک قرار دیا۔

۱۶۰: اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ (مگر جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں)۔

نحو: یہ محضرین سے مستثنیٰ منقطع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مخلصین آگ سے نجات پانے والے ہیں۔ سبحان اللہ یہ مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ یہ یصفون کی واؤ سے مستثنیٰ ہو یعنی یصفه هو لاء بذلك و لكن المخلصين براء من ان يصفوه به یہ لوگ تو اللہ تعالیٰ کے متعلق اس قسم کی بات کہتے ہیں مگر مخلص لوگ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسی باتیں کہنے سے بریٔ الذمہ ہیں۔

۱۶۱، ۱۶۲: فَاِنَّكُمْ (پس تم) اہل مکہ وَمَا تَعْبُدُوْنَ (اور جن کی تم عبادت کرتے ہو) اور تمہارے معبود مَآ اَنْتُمْ (نہیں ہو تم) اور وہ سب مل کر عَلَيْهِ (اللہ تعالیٰ سے) بِفٰتِنِيْنَ (پھیر سکتے) فاتنین۔ گمراہ کرنے والے۔

۱۶۳: اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ (مگر اسی کو جو جہنم رسید ہونے والا ہے)۔ صَالِ یہ لام مکسورہ کے ساتھ ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ تم کسی کو گمراہی پر نہیں ڈال سکتے۔ مگر وہ لوگ ہی گمراہی کا شکار ہونگے جن کے متعلق علم الٰہی میں بداعمالیوں سے جہنمی ہونا لکھا جا چکا۔ عرب کہتے ہیں۔ فتن فلان على فلان امراته جیسا تم کہو افسدها عليه۔ اس نے اس عورت کو اس کے متعلق بگاڑ کر رکھ دیا۔ قول حسن رحمہ اللہ: تم جو کہ ایسی بات کہنے والے ہو اور جن بتوں کو تم پوجتے ہو تم بتوں کی عبادت پر کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے ہو مگر جس کے متعلق یہ طے ہو چکا ہو کہ اس نے جہنم ہی میں داخل ہونا ہے۔ ایک قول یہ ہے تم گمراہ نہیں کر سکتے مگر اس کو جس کے بارے میں



BestUrduBooks.wordpress.com

پہلے گمراہی لازم ہو چکی۔

نحو : ما نافیہ ہے۔ اور مَن موضع نصب میں فاتنین کی وجہ سے منصوب ہے۔

قراءت: حسن نے صالُ الجحیم پڑھا اور وجہ یہ بتلائی کہ صیغہ جمع تھا نون کو بوجہ اضافت حذف کر دیا۔ اور واؤ کا حذف التقائے ساکنین کی وجہ سے ہو گیا اور وہ ساکنین واؤ اور لام ہیں۔ مَن یہ لفظ کے لحاظ سے واحد ہے۔ مگر معنٰی جمع ہے۔ ھو لفظ کا لحاظ کر کے لایا گیا اور الصالون معنی کی وجہ سے لائے۔

۱۶۴: وَمَا مِنَّآ (اور نہیں ہے ہم میں سے کوئی ایک) ہر ایک ہم میں سے اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (مگر کہ اس کا درجہ معین ہے) عبادت میں وہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔

نحو : یہ موصوف کو حذف کر کے صفت کو اس کے قائم مقام لائے۔

۱۶۵: وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ (اور ہم صف بستہ کھڑے ہیں) ہم اپنے اقدام کی نماز میں صف بندی کرتے ہیں یا ہم عرش الٰہی کے گرد مومنوں کے لئے دعا کرنے کی خاطر صف بندی کرنے والے ہیں۔

۱۶۶: وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ (اور ہم پاکی بیان کرنے میں لگے ہوئے ہیں) المسبحون کا معنی اس کو عیبوں سے پاک قرار دینے والے ہیں یا نماز ادا کرنے والے ہیں۔

## صحیح بات یہ ہے:

یہ آیت اور اس کا ماقبل سبحان اللّٰہ عما یصفون یہ ملائکہ کا کلام ہو تا کہ یہ ولقد علمت الجنة میں ملائکہ کے تذکرہ سے متصل ہو جائے۔ گویا تقدیر کلام اس طرح ہے ولقد علم الملائكة وشهدوا ان المشركين مفترون عليهم فى مناسبة رب العزة وقالوا سبحان اللّٰه فنزهوه عن ذلك واستثنوا عباد الله المخلصين وبرؤوهم منه وقالوا للكفرة والهتكم لا تقدرون ان تفتنوا على اللّٰه احدًامن خلقه و تضلوه الامن كان من اهل النار و كيف نكون مناسبين لرب العزة ومانحن الا عبيد اذلاء بين يديه لكل منامقام معلوم من الطاعة لا يستطيع ان يزل عنه ظفرا خشوعا لعظمته و نحن الصافون اقدامنا لعبادته مسبحين ممجدين كما يجب على العباد لربهم ملائکہ نے جان لیا اور گواہی دی کہ مشرکین ان کو رب العزت کے ساتھ جوڑنے میں مفتری ہیں اور انہوں نے سبحان اللّٰہ کہہ کر اللّٰہ تعالیٰ کو عیبوں سے منزہ قرار دیا اور مخلص بندوں کو اسی بات سے مستثنٰی اور بریٔ الذمہ قرار دیا۔ اور کافروں کو کہنے لگے کہ تم اللّٰہ کے متعلق اس کی مخلوق میں سے کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے ہو مگر اسی کو جو سیدھا جہنم کا ایندھن بننے والا ہو۔ ہم رب تعالیٰ کے ساتھ رشتہ داری سے کیسے متعلق ہو سکتے ہیں۔ جبکہ ہم اللّٰہ تعالیٰ کے عاجز ترین بندے ہیں۔ اور اطاعت میں ہم میں سے ہر ایک کا مرتبہ متعین ہے اس کی عظمت کی وجہ سے اس مرتبہ سے ادھر ادھر سرک نہیں سکتے۔ بلکہ ہم اس کی عبادت کیلئے اپنے قدموں کو قطار میں سیدھے کرنے والے ہیں۔ اور اسی کی تسبیح و تمجید کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ بندوں پر ان کے رب کی طرف سے لازم ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿١٧٢﴾ وَإِنَّ

اور ہمارا قول اپنے بندوں یعنی پیغمبروں کے لیے پہلے ہی سے طے شدہ ہے، کہ بیشک انہیں کی مدد کی جانے گی اور بیشک

جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ

ہمارا لشکر ضرور غالب ہو گا۔ سو آپ مختصر زمانہ تک ان سے اعراض فرمائیے اور ان کو دیکھتے رہیے سوعنقریب

يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ

وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کیا وہ ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچارہے ہیں۔ سو جب وہ ان کے میدان میں نازل ہو جائے گا تو ان لوگوں کی صبح

الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٩﴾

بری ہوگی جن کوڈرایاجاچکاتھا۔ اورتھوڑے زمانہ تک آپ ان سے اعراض کیجئے اوران کودیکھتے رہیئے سوعنقریب وہ بھی دیکھ لیں گے۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ قول رسول اللہ ﷺ قرار دیا جائے مطلب یہ ہوگا کہ ہر مسلمان کا قیامت کے روز ایک متعین مرتبہ ہوگا۔ جو اس کے عمل کی مقدار سے ملے گا۔ جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا: عسٰی ان یبعثك ربك مقاما محمودًا [الاسراء:۷۹] پھر ان کے اعمال کا ذکر کیا کہ وہ نماز میں صف بستہ ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے اور اس کو عیب والی باتوں سے منزہ اور پاک قرار دینے والے ہیں۔

۱۶۷: وَإِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ (اور یہ لوگ کہا کرتے تھے) مشرکین قریش آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے کہا کرتے تھے۔

۱۶۸: لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ (اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت پہلے لوگوں کی آتی (کتابوں کے طور پر آتی) یعنی کوئی کتاب ان کتابوں میں سے جو پہلے لوگوں کے پاس آئیں جیسے تورات وانجیل۔

۱۶۹: لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ (تو ہم اس کے خاص بندے ہوتے) ہم اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ عبادت کرتے اور جیسے انہوں نے تکذیب کی اس طرح ہم تکذیب نہ کرتے اور ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی اس طرح مخالفت نہ کرتے جس طرح انہوں نے مخالفت کی۔ مگر اب ان کے پاس تمام ذکروں کا سردار آیا اور کتابوں میں معجز کتاب دی۔ یہ اس کی تکذیب پر اتر آئے۔

۱۷۰: فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (پھر یہ لوگ اس کا انکار کرنے لگے پس ان کو معلوم ہوا جاتا ہے) اپنی تکذیب کا انجام کیا ہونے والا ہے اور کیا انتقام ان سے لیا جائے گا۔

آیت ۱۶۷ میں اِنْ مخففہ من المثقلہ ہے اور لام اس کو ظاہر کر رہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی بات کو انتہائی تاکید اور شدومد سے کہا کرتے تھے ان کی پہلی اور پچھلی بات میں کتنا بڑا فرق ہے۔

۱۷۱: وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ (ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کیلئے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے) کلمہ سے مراد یہ ارشاد ہے۔

۱۷۲: اِنَّھُمْ لَھُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ (کہ بیشک وہی غالب کیے جائیں گے)

## ایمان والوں کو بالآخر دنیا میں اور آخرت میں یقینی غلبہ ملے گا:

۱۷۳: وَاِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ (اور ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے) اس کو کلمہ کہا حالانکہ یہ تو کلمات ہیں۔ کیونکہ جب ایک معنی میں پروئے ہوئے ہیں تو یہ کلمہ مفردہ ہی کے حکم میں ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ ان کو ان کے دشمنوں پر غلبہ دیا جائے گا۔ جہاں دشمن سے جھگڑا اور لڑائی پیش آئے۔ یہ تو دنیا میں غلبہ کا وعدہ ہے۔ اسی طرح آخرت میں بھی غلبہ کا وعدہ ہے۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

کوئی پیغمبر لڑائی میں مغلوب نہیں ہوا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

اگر ان کی مدد اور غلبہ دنیا میں نہ ہوا تو آخرت میں ضرور ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ ان کے معاملے میں بنیادی قانون یہی ہے۔ اور عمومی طور پر ان کو کامیابی اور نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر ان بار بار کی فتوح میں تھوڑا سا ابتلاء و مشقت کہیں پیش آ جائے تو اس کا اعتبار نہیں کیونکہ اعتبار غالب حالت کا ہے۔

۱۷۴: فَتَوَلَّ عَنْھُمْ (پس انکا خیال نہ کیجئے) ان سے اعراض کریں۔ حَتّٰی حِیْنٍ (تھوڑے زمانہ تک) معمولی مدت تک اور وہ ان کی مہلت کا زمانہ ہے۔ یا بدر کے دن تک یا فتح مکہ تک۔

۱۷۵: وَّ اَبْصِرْھُمْ (اور ان کو دیکھتے رہو) یعنی دیکھو جو ان کو اس دن پہنچے گا۔ فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ (پس عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے) اس کو۔ یہ سوف وعید کے لئے ہے تبعید کیلئے نہیں یا ان کی طرف دیکھیں جب ان کو عذاب دیا جائے گا۔ پس وہ دیکھ لیں گے جس کو وہ اوپرا اقرار دیتے ہیں۔ یا ان کو بتلایا کہ عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔

۱۷۶: اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ (کیا وہ ہمارے عذاب کا تقاضا کر رہے ہیں) اس کا وقت آنے سے پہلے۔

۱۷۷: فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِھِمْ (پس وہ ان کے رُو در رُو نازل ہوگا) ساحتھم ان کے صحن میں۔ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ (وہ دن ان لوگوں کا جن کو ڈرایا جا چکا تھا بہت ہی برا ہوگا) ان کی صبح۔ المنذرین میں لام مبہم ہے اس چیز کے سلسلہ میں جس سے ان کو ڈرایا گیا کیونکہ ساء اور بئس اس کو پورا کر رہے ہیں۔ ایک قول یہ ہے اس سے مراد فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں اترنا ہے اور یہ ان پر اترنے والے عذاب ہی کی طرح ہے۔ اس لئے کہ ان کو ڈرایا گیا مگر انہوں نے انکار کیا۔ ایک ایسے لشکر کے ساتھ جس کے اچانک حملہ سے قوم کو بعض ناصحین نے ڈرایا مگر قوم کے لوگوں نے ان کے انذار کی طرف توجہ نہ دی۔ یہاں تک کہ وہ لشکر ان کے صحنوں میں اتر پڑا اور ان پر حملہ آور ہو گیا۔ ان کے لوٹ ڈالنے والوں کی عادت صبح کے وقت حملہ کی ہوا کرتی تھی۔ پس وہ لوٹ کو صباح ہی کہتے تھے۔ خواہ



BestUrduBooks.wordpress.com

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۝١٨٠ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝١٨١ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ

آپ کا رب جو رب العزت ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ اور سلام ہو پیغمبروں پر۔ اور سب تعریف ہے اللہ کے لیے

رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝١٨٢ ع

جو رب العالمین ہے۔

وہ آخری وقت میں کیوں نہ ہو۔

۱۷۸: وَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى حِيۡنٍ (اور آپ تھوڑے زمانہ تک ان کا خیال نہ کیجئے)

۱۷۹: وَّ اَبۡصِرۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ (اور دیکھتے رہیے پس عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے)۔ یہ دوبارہ لائے تاکہ تسلی در تسلی ہو اور میعاد پر واقع ہونے کی تاکید پہ تاکید ہو جائے اور اس میں ایک فائدہ اور ہے دونوں فعلوں کو مفعول سے مقید نہیں کیا۔ (نمبرا۔ یبصر ،نمبر۲، یبصرون) کہ وہ مسرت وغم کی لاتعداد انواع کو دیکھے گا اور وہ بھی دیکھیں گے۔ گویا کثرت انواع کی طرف اشارہ کیلئے مفعول سے فعلوں کو آزاد چھوڑا گیا۔ ایک قول یہ ہے ایک سے دنیا کا عذاب مراد ہے۔ اور دوسرے سے آخرت کا عذاب مراد ہے۔

## تمام عزتیں اسی ہی کے ساتھ خاص ہیں:

۱۸۰: سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ (آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے)۔ عزت کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی کیونکہ تمام عزتیں اسی ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ گویا اس طرح فرمایا ذو العزۃ۔ (وہ عزت والا ہے) جیسا کہتے ہیں صاحب صدق۔ سچائی کے ساتھ مخصوص ہونے کی وجہ سے۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ اس طرح کہا جائے کسی کو جو عزت حاصل ہے۔ وہی اس کا مالک و رب ہے جیسا دوسرے مقام پر فرمایا۔ و تعز من تشاء [آل عمران:۲۶] عَمَّا يَصِفُوۡنَ (پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں) یعنی بیٹا' بیوی' شریک وغیرہ۔

۱۸۱: وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ (اور سلام ہو پیغمبروں پر) سلام میں تمام رسل کو شامل فرمایا اگرچہ خاص طور پر بعض انبیاء علیہم السلام کے متعلق سورت میں آچکا۔ کیونکہ ہر ایک کا تذکرہ سلام کے ساتھ کرنے میں تطویل تھی۔ اسی لئے بطور اختصار تمام کو شامل کر دیا گیا۔

۱۸۲: وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (اور تمام تر خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے) وہ دشمنوں کی ہلاکت اور نصرت انبیاء علیہم السلام کی قدرت رکھتا ہے۔

## خلاصہ سورت:

یہ سورت مشرکین کے ان اقوال کو بیان کر رہی ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کہتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف وہ وہ باتیں



BestUrduBooks.wordpress.com

منسوب کرتے تھے جن سے اس کی ذات منزہ و پاک ہے۔اور رسولوں کو جو کفار کی طرف سے تکالیف پہنچائی گئیں ان کو بھی ذکر کردیا۔اور رسولوں کے متعلق نصرت الٰہی کی عادت مستمرہ اور فتح مندی اور کامیابی کو ذکر کیا۔اور اختتام سورت پر اللہ تعالیٰ کو ان باتوں سے منزہ و پاک قرار دیا جو مشرکین اس کی ذات کے متعلق کہا کرتے تھے۔اور رسولوں پر خصوصی سلام اور رب العالمین کی حمد کا ذکر فرمایا اس پر جو اس نے حسن عاقبت میسر فرمایا ان کے لئے اصل مقصود اس سے ایمان والوں کو تعلیم دی کہ وہ یہ کلمات کہا کریں اور کوئی لمحہ ان کا اس سے خالی نہ ہو اور کتاب کریم میں جو فرامین جاری فرمائے گئے ہیں ان سے کبھی غفلت نہ برتیں۔

## فرمانِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ:

جو یہ چاہتا ہو کہ قیامت کے دن اس کو پورا پورا ماپ اجر کا میسر ہو۔وہ اپنی ہر مجلس سے اٹھتے ہوئے اس سورت کے آخری کلمات کہہ لیا کرے سبحان ربك ربّ العزة عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للّٰہ رب العالمین۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَۃُ صٓ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ ثَمَانٌ وَّ ثَمَانُوْنَ اٰیَۃً وَّ خَمْسُ رُکُوْعَاتٍ

سورۂ ص مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھاسی آیات اور پانچ رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ① بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ ② کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ

ص قسم ہے قرآن کی جو نصیحت والا ہے، بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا تعصب میں اور مخالفت میں ہیں، ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی

قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ③ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ

امتوں کو ہلاک کر دیا سو انہوں نے پکارا اور وہ وقت خلاصی کا نہ تھا، اور ان لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ انہیں میں سے ایک ڈرانے والا آ گیا،

وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ④ اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ ھٰذَا

اور کافروں نے کہا کہ یہ شخص جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے، کیا اس نے سارے معبودوں کو ایک ہی معبود بنا دیا۔ بیشک یہ تو بڑی

لَشَیْءٌ عُجَابٌ ⑤ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْھُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِھَتِکُمْ ۚ اِنَّ ھٰذَا

عجیب بات ہے، اور انکے بڑے لوگ یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو۔ بلاشبہ یہ ایک بات ہے جس میں کوئی

لَشَیْءٌ یُّرَادُ ⑥ مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ ۚ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ⑦ ءَاُنْزِلَ

مقصد ہے ہم نے یہ بات گزشتہ مذہب میں نہیں سنی بس یہ تو گھڑی ہوئی بات ہے، کیا ہمارے درمیان سے

عَلَیْہِ الذِّکْرُ مِنْ بَیْنِنَا ؕ بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ ذِکْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ⑧

اسی شخص پر کلام نازل ہوا، بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ میری وحی کی بابت شک میں ہیں، بلکہ بات یہ ہے کہ انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۔ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ (ص۔قسم ہے قرآن کی جو نصیحت سے پر ہے۔ بلکہ یہ کفار تعصب اور مخالفت میں ہیں )

ا: صٓ نمبرا۔ حروف معجم میں سے اس حرف کا تذکرہ بطور تحدی اور اعجاز پر متنبہ کرنے کیلئے فرمایا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد قسم کا ذکر کیا جس کا جواب محذوف ہے۔ کیونکہ تحدی اس جواب پر دلالت کر رہی ہے گویا تقدیر کلام اس طرح ہے والقرآن ذی الذکر ای ذی الشرف انہ لکلام معجز۔ مرتبے والے قرآن کی قسم بیشک وہ معجز کلام ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۲۔ص یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہو۔اس طرح کہ وہ سورت کا نام ہو۔گویا تقدیر کلام اس طرح سے ہو۔هذه ص ای هذه السورة التی اعجزت العرب والقرآن ذی الذکر ۔یہ ص نام والی سورت ہے جس نے عرب کو عاجز کر کے رکھ دیا اور نصیحت والے قرآن کی قسم۔ یہ اسی طرح ہے جیسا تم کہو هذا حاتم والله ۔تمہاری مراد اس سے یہ ہے کہ یہ وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی قسم سخاوت میں مشہور ہے۔اور اسی طرح جب اس سے قسم اٹھائی جائے تو گویا اس طرح کہو گے اَقْسَمْتُ بِصٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ۔ اِنَّهٗ لَمُعْجِزٌ میں قسم اٹھاتا ہوں۔ص کی اور قرآن نصیحت والے کی بیشک وہ قرآن معجز ہے۔پھر فرمایا۔

۲: بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ (اس پر یقین کرنے سے تکبر کر رہے ہیں اور اعترافِ حق سے بڑائی اختیار کرنے والے ہیں) وَّ شِقَاقٍ (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والے ہیں)

## فائدۂ تنکیر:

عزۃ اور شقاق کی تنوین تنکیر یہ ظاہر کر رہی ہے۔کہ ان کا تعصب اور مخالفت واکڑ انتہائی درجہ کی ہیں۔

قراءت: فی غِرَّةٍ پڑھا گیا ہے یعنی اس چیز سے غفلت میں مبتلا ہیں جس میں غور وفکر اور اتباعِ حق ان پر لازم ہے۔

۳: کَمْ اَهْلَکْنَا (بہت سی امتوں کو ہم ہلاک کر چکے) تعصب واکڑ والے لوگوں کیلئے وعید ہے۔مِنْ قَبْلِهِمْ (ان سے قبل) یعنی آپ کی قوم سے پہلے مِّنْ قَرْنٍ (امتیں) فَنَادَوْا (انہوں نے ہائے پکار کی) پس انہوں نے پکارا اور اس وقت فریاد کی جب انہوں نے عذاب دیکھا۔وَّ لَاتَ (حالانکہ تھا) یہ لا مشبہ بلیس ہے اس پر تائے تانیث کا اضافہ کیا گیا ہے۔جیسا کہ رب اور ثم پر تاکید کیلئے اضافہ کیا جاتا ہے اور اس سے اس کا حکم بھی بدل گیا۔اس صورت میں یہ صرف احیان پر داخل ہوتا ہے۔اور اس کا ایک ہی مقتضی ظاہر ہوتا ہے خواہ اسم ہو یا خبر۔دونوں پر اس کا ظہور ممتنع ہو جاتا ہے۔یہ خلیل وسیبویہ کا مذہب ہے۔اخفش نحوی کہتے ہیں۔ یہ لا نفی جنس ہے اور تاء اس میں زائد ہے۔اور احیان کی نفی کے ساتھ خاص ہے۔حِیْنَ مَنَاصٍ (رہائی کا وقت) اور اسی لا کی وجہ سے منصوب ہے۔گویا یوں کہا گیا و لا حین مناص لهم اور خلیل وسیبویہ کے نزدیک نصب کی وجہ لا مشبہ بلیس ہے۔ ولا ت الحین حین مناص ای لیس الحین حین مناص وہ وقت رہائی کا نہ تھا۔

## کفار کا تعجب:

۴: وَ عَجِبُوْا اَنْ جَآءَهُمْ (اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس آ گیا) عجب کا صلہ من محذوف ہے۔کہ آمد سے تعجب کیا۔ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ (ڈرانے والا انہی میں سے) رسول انہی میں سے یعنی انہوں نے اس بات کو بعید قرار دیا کہ کوئی بشر پیغمبر بن جائے۔ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ (اور کافر کہنے لگے کہ یہ شخص ساحر کذاب ہے)

## توحید پر تعجب مگر شرک پر نہیں:

۵: اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا (کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا) واقعی لَشَیْءٌ عُجَابٌ (یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

بہت ہی عجیب بات ہے ) یہاں وقالوا کالفظ استعمال نہیں فرمایا تا کہ ان پر غضب کا اظہار ہو اور اس بات پر دلالت ہو کہ اس بات کی جسارت وہ کافر ہی کرسکتا ہے جو کفر میں انتہاء کو پہنچا ہو۔ اور گمراہی میں خوب مشغول ہو۔ اس لئے کہ اس سے بڑا کفر اور کیا ہوگا کہ جسے اللہ تعالیٰ سچا بنا کر بھیجے یہ اس کو کاذب و ساحر کہیں اور توحید جیسے واضح اور کھلے ہوئے حق پر تعجب کا اظہار کریں اور شرک پر ان کو ذرا تعجب نہ ہو۔ حالانکہ وہ محض باطل ہے۔

## سردارانِ قریش کا وفد:

روایت میں ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو مسلمان بڑے خوش ہوئے اور قریش پر یہ بات بجلی بن کر گری چنانچہ سردارانِ قریش کے پچیس سردار جمع ہوئے اور ابو طالب کے پاس جا دھمکے اور کہنے لگے تم ہمارے بزرگ ہو اور یہ بیوقوف جو کچھ کررہے ہیں وہ تمہاری نظروں سے اوجھل نہیں۔ یہ مسلمانوں کو بیوقوف کہتے تھے۔ ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں۔ تاکہ تم ہی ہمارے اور اپنے بھتیجے کے درمیان فیصلہ کردو۔ ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلوا بھیجا۔ اور کہا اے بھتیجے! یہ تمہاری قوم تم سے ایک مطالبہ کررہی ہے۔ تم مکمل طور پر اپنی قوم پر حملہ آور مت ہو جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مجھ سے کیا مطالبہ کرنا چاہتے ہیں۔ سردارانِ قریش: ہمیں اور ہمارے معبودوں کو چھوڑ دو۔ ہم تمہیں اور تمہارے معبود کو چھوڑ دیں گے کچھ نہ کہیں گے۔ آپ ﷺ نے کہا تم میری ایک بات مان لو جس سے تم پورے عرب پر غلبہ پالو گے۔ بلکہ عجم بھی تمہارے پیچھے چلیں گے۔ سردارانِ قریش نے کہا ہاں ہاں ایسی تو دس باتیں ماننے کیلئے ہم تیار، ہم مانیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم لا الٰہ الا اللہ کہہ دو۔ سردارانِ قریش فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے **اجعل الالهة الهًا واحدًا**۔ کیا اس نے کردیا ایک معبود! **ان هذا لشیء عجاب** [رواہ احمد ۱/۳۶۲، ترمذی ۳۲۳۲، الحاکم ۲/۴۳۲، ابن حبان ۶۶۸۶]۔ عجاب تعجب میں انتہاء کو پہنچا ہوا۔

## ایک قول:

عجیب وہ جس کی کوئی مثال ہو۔ عجاب۔ جس کی عجیب ہونے میں کوئی مثال نہ ہو۔

## قریش کا ردِ عمل:

۶: **وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا** (ان کفار کے سردار یہ کہتے ہوئے چل دیے کہ چلو) ابو طالب کی مجلس سے سردارانِ قریش یہ کہتے ہوئے چل دیئے اس کے بعد کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو لاجواب کردیا اور کھرا کھرا جواب دیا۔ وہ ایک دوسرے کو کہتے جارہے چلو۔ چلو۔ اَن یہاں ای کے معنی میں ہے کیونکہ بات چیت کی مجلس سے جانے والے لازماً باہمی بات کریں گے اور محفل میں پیش آنے والے معاملہ کو دہرائیں گے۔ پس ان کا جانا اس قول کے معنی کو متضمن ہے۔ **وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ** (اور اپنے معبودوں پر قائم رہو یہ کوئی مطلب کی بات ہے)۔ واصبروا سے مراد بتوں کی عبادت پر قائم رہنا۔ ھذا



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَحۡمَةِ رَبِّكَ الۡعَزِيۡزِ الۡوَهَّابِ ۝٩ اَمۡ لَهُمۡ مُّلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

کیا ان کے پاس آپکے رب کے خزانے ہیں جو غالب ہے بخشش فرمانے والا ہے، کیا ان کے لئے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ انکے درمیان ہے

وَمَا بَيۡنَهُمَا ۚ فَلۡيَرۡتَقُوۡا فِى الۡاَسۡبَابِ ۝١٠ جُنۡدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهۡزُوۡمٌ مِّنَ الۡاَحۡزَابِ ۝١١ كَذَّبَتۡ

ان کا اختیار حاصل ہے۔ سو چاہیے کہ سیڑھیاں لگا کر چڑھ جائیں۔ اس مقام پر لوگوں کی ایک بھیڑ ہے جو شکست خوردہ جماعتوں میں سے ہے ان سے پہلے قوم نوح نے

قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّعَادٌ وَّفِرۡعَوۡنُ ذُو الۡاَوۡتَادِ ۝١٢ وَثَمُوۡدُ وَقَوۡمُ لُوۡطٍ وَّاَصۡحٰبُ لۡئَيۡكَةِ ؕ

اور عاد نے اور فرعون نے جو میخوں والا تھا اور ثمود نے اور لوط کی قوم نے اور ایکہ والوں نے جھٹلایا۔

ع ١٤ ١٠ اُولٰٓئِكَ الۡاَحۡزَابُ ۝١٣ اِنۡ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝١٤ ع

وہ گروہ یہی لوگ تھے یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا، سو میرا عذاب واقع ہوگیا۔

کا مشارٌ الیہ امر اسلام ہے۔ لشیٍٔ یرادُ یعنی جس کا اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتے ہوں اور اس کے ہو جانے کا فیصلہ کرتے ہوں پس اس کے لئے لوٹنا نہیں اس میں سوائے صبر کے اور کوئی چیز ہمیں کام نہ دے گی۔ یا یہ معاملہ حوادثِ زمانہ میں سے ہے جو ہم پر آن پڑا ہم اس سے الگ نہیں رہ سکتے۔

۷: مَاسَمِعۡنَا بِهٰذَا (ہم نے تو یہ بات نہیں سنی) یعنی توحید فِى الۡمِلَّةِ الۡاٰخِرَةِ (پچھلے مذہب میں) ملت عیسیٰ علیہ السلام میں جو کہ آخری ملت ہے کیونکہ نصاریٰ تثلیث کے قائل ہیں۔ وحدانیت کے قائل نہیں۔ یا ملت قریش جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا۔ اِنۡ هٰذَآ اِلَّا اخۡتِلَاقٌ (نہیں ہے یہ مگر ایک گھڑت ہے) یہ کذب ہے جس کو محمد ﷺ نے (نعوذ باللہ) اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔

۸: ءَاُنۡزِلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ (کیا اس شخص پر کلام الٰہی نازل کیا گیا) الذکر سے قرآن مراد ہے۔ مِنۡۢ بَيۡنِنَا (ہم سب میں سے) انہوں نے اشراف کے ہوتے ہوئے آپ کا اس شرف سے مختص ہو جانا عجیب خیال کیا۔ اور حسد کی وجہ سے آپ پر کتاب اترنے کو انوکھا قرار دیا۔

**جواب**: بَلۡ هُمۡ فِىۡ شَكٍّ مِّنۡ ذِكۡرِىۡ (بلکہ یہ لوگ تو میری وحی کی طرف سے شک میں ہیں) ذکری سے قرآن مجید مراد ہے۔ بَلۡ لَّمَّا يَذُوۡقُوۡا عَذَابِ (بلکہ انہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزا چکھا نہیں) بلکہ ابھی تک انہوں نے میرا عذاب چکھا نہیں جب چکھ لیں گے۔ تو ان سے شک زائل ہو جائے گا۔ اور حسد کی دیوار گر جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اسی وقت تصدیق کریں گے جب ان کو آ کر عذاب گھیرے گا پھر مانیں گے مگر فائدہ ندارد۔

۹: اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَحۡمَةِ رَبِّكَ الۡعَزِيۡزِ الۡوَهَّابِ (کیا ان کے پاس آپ کے پروردگار فیاض کی رحمت کے خزانے ہیں) یعنی وہ خزائن رحمت کے مالک نہیں تا کہ وہ جس کو چاہیں بانٹ دیں۔ یا ان کو خرچ کر ڈالیں جن پر پسند کریں اور بعض سرداروں کو



BestUrduBooks.wordpress.com

نبوت کیلئے منتخب کریں اور اس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اونچے ہو جائیں بلاشبہ جو رحمت اور اس کے خزائن کا مالک ہے وہ غالب اور اپنی مخلوق پر زبردست ہے۔ الوہاب بہت عطاء کرنے والا۔ اور مواقع پر عطایا پہنچانے والا وہ عطاء جس کو اپنی حکمت کے تقاضوں سے تقسیم کرتا ہے۔ پھر اسی معنی پر ترشیح کرتے ہوئے فرمایا۔

۱۰: اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (کیا ان کو آسمان و زمین اور جو ان کے مابین ہے۔ اس کا اختیار حاصل ہے) کہ جس کی بناء پر امور ربانیہ میں کلام بازی پر اتر آئے اور ان تدابیر الٰہیہ کے متعلق جو رب العزت والکبریاء کے ساتھ خاص ہیں۔ بات کرنے لگے پھر ان کو خوب شرمایا اور فرمایا! اگر وہ تدبیر خلائق اور تقسیم رحمت میں تصرف پر مختار بن گئے ہیں تو فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ (تو ان کو چاہیئے کہ سیڑھیاں لگا کر چڑھ جائیں) اور ان راستوں پر چلیں جو آسمان تک پہنچنے والے ہیں۔ تاکہ جہان کے معاملات کی تدبیر کریں۔ اور اللہ کی ملکوت کا معاملہ چلائیں اور اپنے من پسند پر وحی اتار لائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نصرت کا وعدہ فرمایا۔

## کفارِ قریش کو شکست ہوگی:

۱۱: جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ (ان لوگوں کی یونہی بھیڑ ہے اس مقام پر) جندٌ مبتدأ اور ما موصولہ یہ نکرہ مبتدأ کی تقویت کیلئے لایا گیا۔ اس کی خبر مھزوم ہے اور من الاحزاب یہ جندٌ یا مھزوم کے متعلق ہے۔ ھنالك سے بدر اور اس میں کفار کی قتل گاہوں کی طرف اشارہ ہے یا اس طرف اشارہ ہے جس بڑے کام میں انہوں نے اپنے کو ڈال رکھا تھا۔ عرب کا محاورہ ہے کہ جو آدمی کسی ایسے کام میں پڑے جس کی اہلیت نہ ہو تو کہتے ہیں۔ لست ھنالك تو اس کام کو نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح یہاں فرمایا: ما ھنالك مَهْزُوْمٌ (شکست دیئے جائیں گے)۔ مِّنَ الْاَحْزَابِ (من جملہ گروہوں میں سے)

مراد یہ ہے یہ ایک گروہ کفار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جتھہ بندی کرنے والوں میں سے ہے یہ عنقریب شکست کھائیں گے۔ آپ ان کی باتوں کی پرواہ نہ کریں۔ اور نہ غم زدہ ہوں اس پر جس کے لئے یہ گروہ بندی کر رہے ہیں۔

۱۲: كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ (ان سے پہلے جھٹلایا) اہل مکہ سے پہلے قَوْمُ نُوْحٍ (قوم نوح نے) نوح علیہ السلام کو وَّ عَادٌ (اور عاد نے) ہود علیہ السلام کو وَّ فِرْعَوْنُ (اور فرعون نے) موسیٰ علیہ السلام کو ذُو الْاَوْتَادِ (میخوں والا)

## ایک قول:

کہ اس کے ہاں کیلیں اور رسیاں تھیں جن سے اس کے سامنے کھیلتے تھے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جس کو وہ سزا دیتا اس کے دونوں ہاتھوں اور دونوں ٹانگوں میں کیل ٹھونک دیتا۔

## ثمود و فرعون کی تکذیب اور اس کا نتیجہ:

۱۳: وَثَمُوْدُ (اور قوم ثمود نے) صالح علیہ السلام کو وَقَوْمُ لُوْطٍ (اور قوم لوط نے) لوط علیہ السلام کو وَّ اَصْحٰبُ الْـَٔيْكَةِ (اور بن



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا یَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ

اور یہ لوگ بس ایک زور دار چیخ کے انتظار میں ہیں جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہو گی اور ان لوگوں نے کہا کہ اے رب ہمارا حصہ

لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾

حساب کے دن سے پہلے ہمیں دے دیجئے۔

والوں نے) شعیب علیہ السلام کو اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ (وہ گروہ یہی لوگ ہیں) اس اشارہ کا مقصد یہ ہے کہ اعلان کر دیا جائے۔ وہ گروہ جن میں سے ان کو شکست خوردہ قرار دیا گیا ہے وہ انہی میں سے ہیں اور وہ ایسے ہی لوگ تھے جن سے تکذیب پائی گئی۔

۱۴: اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ (ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا) اولاً ان کی تکذیب کا تذکرہ جملہ خبریہ سے کیا اور اس میں ابہام باقی رکھا اس طرح کہ مکذب کو واضح کر دیا۔ اور جن کی تکذیب کی گئی یعنی رسل ان کو بیان کر دیا۔ اور یہ ذکر فرمایا کہ ان گروہوں میں سے ہر ایک نے تمام رسولوں کو جھٹلایا۔ اس لئے کہ ایک کی تکذیب وہ سب کی تکذیب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پیغام دعوت سب کی ایک ہے۔

تکذیب کو دوبارہ لائے، ابہام کے بعد اس کی وضاحت کی، اور شروع میں جملہ لا کر بار بار لانے میں اس کی تنویع کی طرف اشارہ کر دیا۔ پھر جملہ استثنائیہ سے دوبارہ لائے اور استثنائیہ کو جس انداز سے لائے۔ اس میں کئی قسم کا مبالغہ کر دیا۔ تاکہ ان کا سخت سزاؤں کا مستحق ہونا خوب ثابت ہو جائے۔ پھر مزید فرمادیا۔ فَحَقَّ عِقَابِ (پس میرا عذاب واقع ہو گیا) پھر اس سے یہ لازم ہو گیا کہ میں سزادوں جیسے سزا دینی چاہیے۔

قراءت: یعقوب نے دونوں حالتوں میں عقابی پڑھا ہے۔ اسی طرح عذابی۔

۱۵: وَمَا یَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ (نہیں یہ انتظار کر رہے) یعنی ہؤلاء کا مشار الیہ اہل مکہ ہیں۔ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً (مگر ایک زور کی چیخ کا) نفخہ اولیٰ مراد ہے اور وہ بڑی گھبراہٹ کا دن ہے۔ مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ (جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی)

قراءت: حمزہ اور علی نے ضمہ سے پڑھا فُواق یعنی وہ ایک سانس کی مقدار بھی نہ رکے گی۔ فواق دراصل دودھ دوہنے والے کے پہلی مرتبہ تھنوں سے دودھ نکالنے اور دوسری مرتبہ نکالنے کا درمیانی وقفہ۔ مطلب یہ ہے کہ جب اس کا وقت آ جائے گا تو اتنے وقت کی مقدار بھی توقف و تاخر نہ ہوگا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

اس کیلئے لوٹنا اور لوٹانا نہیں ہے۔ یہ افاق المریض سے ماخوذ ہے۔ جبکہ وہ صحت کی طرف لوٹ آئے۔ اور فواق الناقہ وہ وقفہ جس میں دودھ اپنے تھنوں میں واپس لوٹ آئے۔ مراد یہ ہے کہ بس وہ تو ایک پھونک ہے۔ نہ دوسرا سانس اور نہ سانس کا لوٹانا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا

یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور ہمارے بندہ داؤد کو یاد کیجئے جو قوت والے تھے۔ بیشک وہ رجوع کرنے والے تھے، بیشک ہم نے

سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۙ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ

ان کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کردیا وہ تسبیح میں مشغول ہوتے تھے شام کو اور اشراق کے وقت، اور پرندوں کو مسخر کردیا جو جمع کیے ہوئے تھے، سب

لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے، اور ہم نے ان کے ملک کو مضبوط کردیا اور انہیں حکمت دیدی اور فصل خطاب دیدیا۔

## استہزائے کفار:

۱۶: وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا (اور یہ لوگ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہم کو پہلے دے دے) جنت والا حصہ۔ کیوں کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مؤمنین کے ساتھ وعدۂ جنت کو ذکر کیا تو کفار بطور استہزاء کہنے لگے۔ ہمیں تو ہمارا حصہ اس میں سے جلدی دے دو یا بقول تمہارے اگر ہم عذاب کے حقدار ہیں تو عذاب والا حصہ جلدی ملا دو۔ جیسا دوسرے موقعہ پر فرمایا ویستعجلونك بالعذاب [الحج:۴۷] القط کسی چیز کا حصہ۔ کیونکہ وہ اسی کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ یہ قطہ سے ہے جبکہ اس کو کاٹا جائے۔ اس لئے انعامی دستاویز کو قط کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ کاغذ کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ (قیامت کے دن سے پہلے)

## تلقین صبر:

۱۷: اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ (آپ ان کے اقوال پر صبر کیجئے) جو آپ کے متعلق کہہ رہے ہیں اور اپنی حد تک جس صبر کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں اس سے مت پیچھے ہٹیں اور ان کی طرف سے پیش آئندہ تکلیف کو برداشت کریں۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ (اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجئے) اور ان کا اکرام بارگاہ الٰہی میں اور وہ معمولی لغزش جو پیش آئی جس سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر عتاب ہوا۔ ذَا الْاَيْدِ (وہ بڑی قوت والے تھے)۔ دین میں بڑے مضبوط۔ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ (وہ بہت رجوع کرنے والے تھے) یعنی رضائے الٰہی کی طرف بہت رجوع کرنے والے۔ یہ ذا الاید کی علت ہے۔

## روایت ہے:

داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے اور یہ سخت ترین روزہ ہے۔ اور نصف رات قیام فرماتے۔

۱۸: اِنَّا سَخَّرْنَا (بیشک ہم نے حکم کر رکھا تھا) مطیع کردیا تھا۔ الْجِبَالَ مَعَهٗ (پہاڑوں کو ان کے ساتھ)



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول:

یہ ہے کہ ان کی تسخیر یہ تھی کہ وہ ان کے ساتھ ساتھ چلتے۔ جب وہ ان کو چلانے کا ارادہ فرماتے۔ جہاں کا ارادہ فرماتے۔ یُسَبِّحْنَ (وہ تسبیح کریں) ۔

نَحو: یہ مضارع حال واقع ہے مسبحات کے معنی میں ہے مسبحات کی بجائے مضارع اس لئے لایا گیا تا کہ پہاڑوں سے اس تسبیح کے یکے بعد دیگرے اور ایک حالت کے بعد دوسری حالت میں کرنے پر دلالت ہو۔ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ (صبح وشام) یعنی دن کے دونوں اطراف میں العشی عصر سے رات تک کا وقت اور اشراق وقت طلوع سے چاشت تک کا وقت باقی شروق طلوع کو کہا جاتا ہے جیسا کہتے ہیں: شرقت الشمس ولما تشرق ۔ سورج طلوع تو ہو گیا مگر ابھی خوب روشنی نہیں ہوتی۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: مجھے صلاۃ ضحیٰ کا پتہ اس آیت سے چلا۔

## داؤد علیہ السلام اور پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح:

۱۹: وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً (اور پرندوں کو جو کہ جمع ہو جاتے تھے) یعنی ہم نے پرندوں کو ان کا مطیع کر دیا جو ہر طرف سے جمع ہو جاتے تھے۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما جب داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑ تسبیح سے ان کا جواب دیتے اور پرندے پر باندھ کر آ جاتے اور تسبیح کرتے پس ان کے جمع ہونے کا یہی معنی ہے۔

كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ (سب ان کی وجہ سے مشغول ذکر رہتے) ہر ایک خواہ پہاڑ ہوں یا پرندے وہ داؤد علیہ السلام کی تسبیح کی وجہ سے تسبیح خواں تھے۔ کیونکہ وہ ان کی تسبیح کی وجہ سے تسبیح کرتے تھے۔ آیت میں اوّاب کا لفظ لایا گیا۔ مُسَبِّحٌ نہیں فرمایا کیونکہ اوّاب توبہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ جس کی عادت کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اس کی رضامندیوں کا ڈھونڈنا ہو۔ اور دائمی طور پر اس کی تسبیح وتقدیس میں مشغول رہے۔ ایک قول یہ ہے ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے۔ یعنی ہر ایک خواہ وہ داؤد اور پہاڑ و پرند ہوں اللہ تعالیٰ ہی کی تسبیح کرنے والا اور اس کو بار بار لوٹانے والا ہے۔

## مضبوط سلطنت' فیصلہ کن خطاب:

۲۰: وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ (اور ہم نے ان کی سلطنت کو مضبوط کر دیا) ان کے ملک کو مضبوط کر دیا۔ ایک قول یہ ہے آپ کے قلعہ کے گرد تینتیس ہزار آدمی بطور حفاظت مقرر تھے۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ (اور ہم نے ان کو حکمت) حکمت سے مراد زبور اور شریعت کا علم ایک قول ہے کہ ہر موافق حق کلمہ حکمت کہلاتا ہے۔ وَفَصْلَ الْخِطَابِ (اور فیصلہ کرنے والی تقریر عطا فرمائی) فیصلہ کرنے کا علم اور جھگڑا طے کرنے کی اہلیت اور حق و باطل میں جدائی کرنے والا علم دیا۔ الفصل دو چیزوں میں امتیاز کو کہا جاتا ہے کلام بین کو فصل بمعنی مفصول کہا جاتا ہے جیسا کضرب الا میر ای مضروب الامیر۔

فَصْلَ الْخِطَابِ: ایسا واضح کلام جس سے مخاطب پر بات کھل جائے اور ذرا التباس نہ رہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ فصل



BestUrduBooks.wordpress.com

وقف لازم

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝۲۱ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

اور کیا آپ کے پاس جھگڑا کرنیوالوں کی خبر پہنچی ہے جبکہ وہ دیوار پھاند کر محراب میں آ گئے جب وہ داؤد پر داخل ہوئے تو وہ انکے آنے سے گھبرا گئے

قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ

انہوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہم دو اہل معاملہ ہیں ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے سو آپ حق کے ساتھ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے

وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝۲۲ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ

اور ہمیں سیدھی راہ بتا دیجئے بیشک یہ میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانویں دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک

وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ۝۲۳ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ

دنبی ہے سو یہ کہتا ہے کہ وہ مجھے دیدے اور بات چیت میں مجھے دباتا ہے۔ داؤد نے کہا کہ بلاشبہ اس نے تجھ پر ظلم کیا کہ تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں

اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ملانے کا سوال کیا اور اکثر شرکاء ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا

اور نیک عمل کئے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں، اور داؤد نے خیال کیا کہ ہم نے ان کا امتحان لیا ہے سو انہوں نے اپنے رب سے استغفار کیا اور سجدہ میں گر پڑے

وَّاَنَابَ ۩ ۝۲۴ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝۲۵

السجدة ۱۰

اور رجوع ہوئے، سو ہم نے وہ ان کو معاف کر دیا اور بلاشبہ انکے لئے ہمارے پاس نزدیکی ہے اور اچھا انجام ہے۔

کو فاصل اسم فاعل کے معنی میں لیا جائے جیسا کہ صوم بمعنی صائم اور الزور بمعنی زائر آتا ہے۔ اس صورت میں فصل الخطاب کا معنی وہ فیصلہ کن خطاب جو صحیح و فاسد اور حق و باطل میں جدائی کر دے۔ اس سے آپ کا وہ کلام مراد ہے جو فیصلوں اور جھگڑوں اور تدابیر مملکت اور مشوروں کی صورت میں آپ نے فرمایا۔ قول علیؓ: وہ مدعی پر دلیل سے حکم لگانا اور یمین سے مدعیٰ علیہ کے متعلق فیصلہ کرنا۔ یہ حق و باطل میں فاصلہ کرنا ہے۔ (یعنی مدعی پر گواہ پیش کرنا لازم ہے۔ اگر گواہ نہ ہو تو مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے گی)۔

## قولِ شعبی رحمہ اللہ:

کہ فصل الخطاب سے امابعد کا لفظ مراد ہے کہ حمد و ثنا اور اپنے کلام میں فاصلہ کرتا ہے اور داؤد علیہ السلام نے سب سے پہلے کہا گویا غرض کلام اور حمد و ثناء میں فاصلہ کرنے والا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## عبادت گاہ میں دوفریق کا داخلہ:

۲۱: وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ (اور کیا آپ کو اہل مقدمہ کی خبر بھی پہنچی ہے) یہ بظاہر استفہام ہے اور اس کا مقصد عجیب خبر پر دلالت کرنا ہے۔ الخصم: الخصماء یہ واحد و جمع دونوں پر بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ اصل میں مصدر ہے تم کہو گے خصمه خصمًا۔ اذ یہ محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے وهل اتاك نبأ تحاكم الخصم یا بالخصم کیونکہ اس میں فعل کا معنی ہے۔ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ (جبکہ وہ عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر آئے) اس کی دیوار پر چڑھ کر آپ کی طرف اتر آئے۔ السور بلند دیوار المحراب کمرہ، بالا خانہ، یا عبادت گاہ یا برآمدۂ مسجد۔

۲۲: اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ (جب وہ داؤد کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرا گئے)

نَحو: اذ یہ پہلے اذ سے بدل ہے۔

روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس دو فرشتے انسانی شکلوں میں بھیجے پس انہوں نے ان کے پاس آنا چاہا۔ تو داؤد کو عبادت کے دن میں پایا۔ پہرہ داروں نے ان کو روک لیا۔ وہ عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر ان کے سامنے بے خبری کی حالت میں جا کھڑے ہوئے۔ اس دم آپ ان سے گھبرائے۔ کیونکہ وہ دونوں یوم الفصل کے علاوہ داخل ہوئے تھے۔ اور اوپر سے ان کے پاس اتر آئے۔ جبکہ یہ دن عبادت خانہ میں علیحدگی کا تھا اور پہرہ دار داخلہ کیلئے کسی کو چھوڑنے والے نہ تھے۔ قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ (وہ کہنے لگے ڈرو نہیں ہم تو اہل معاملہ ہیں)

نَحو: یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے ای نحن خصمان، بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ (ہم نے ایک دوسرے پر زیادتی کی ہے) بغی کا معنی حد سے گزرنا، ظلم کرنا۔ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ (آپ ہمارے مابین انصاف سے فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے) لا تشطط یہ الشطط سے لیا گیا اس کا معنی حد سے تجاوز کرنا اور حق کی حدود کو پھاندنا۔ پس معنی یہ ہے حق سے تجاوز مت کریں۔ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ (اور ہم کو سیدھی راہ بتلا دیجئے) ہماری راہنمائی میانے اور روشن راستے کی طرف کریں۔ مراد اس سے بعینہٖ حق اور خالص راستہ۔

روایت ہے: داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے اور دوسرے مسلمان کی خاطر اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لیتے اور دوسرا اپنی مرضی سے اس کے ساتھ شادی کر لیتا۔ ہمدردی میں ان کے مابین یہ بات چلی ہوئی تھی۔ انصار مدینہ بھی مہاجرین کے ساتھ اس قسم کی ہمدردی کا اظہار کرنے والے تھے۔ اتفاقاً داؤد علیہ السلام کی نگاہ اوریا کی بیوی پر پڑی۔ پسند آنے کی صورت میں اوریا کو طلاق کا حکم دیا۔ اوریا نے جواب دینے کی بجائے اس کو قبول کر لیا۔ آپ نے اس سے شادی کر لی۔ یہ سلیمان علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ آپ کو اپنے عظیم مرتبہ اور کثیر تعداد میں عورتوں کے ہوتے ہوئے مناسب نہ تھا کہ ایسے آدمی سے اس کی بیوی کو علیحدہ کروائیں جس کی ایک ہی بیوی تھی۔ بلکہ آپ کو اپنی تمنا پر کنٹرول کرنا چاہیے تھا۔ اور نفس کو دبانا چاہیے تھا۔ اور اس امتحان پر صبر کرنا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول یہ ہے:

اوریا نے اس عورت کی طرف پیغام نکاح بھیجا۔ پھر داؤد علیہ السلام نے پیغام نکاح بھیج دیا۔ عورت کے گھر والوں نے آپ کو ترجیح دی۔ پس لغزش یہ تھی کہ آپ نے اپنے ایک مؤمن بھائی کے پیغام پر پیغام دیا تھا حالانکہ آپ کی بہت سی بیویاں موجود تھی۔

## ایک بے اصل بات کی تردید:

یہ بات جو بیان کی جاتی ہے کہ آپ نے اوریا کو بار بار غزوۂ بلقاء میں بھیجا تا کہ وہ قتل ہو جائے اور آپ اس کی بیوی سے شادی کر لیں۔ یہ بات تو عام مسلمانوں کے اصلاح کرنے والے افراد کو بھی درست نہیں تو ایک جلیل القدر پیغمبر کی عظمت کے کیونکر لائق ومناسب ہے (نعوذ باللہ منہ)۔

## قولِ علی رضی اللہ عنہ:

جو تمہیں داؤد علیہ السلام کے متعلق وہ بات بیان کرے۔ جس کو قصہ گو لوگ بیان کرتے ہیں میں اس کو ایک سو ساٹھ کوڑے ماروں گا۔ یہ انبیاء علیہم السلام پر بہتان کی سزا ہے۔ (عام لوگوں پر بہتان کے اسی کوڑے اور انبیاء علیہم السلام پر بہتان کے دوگنا) ایک روایت میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے یہ بات بیان کی گئی۔ آپ کے پاس اہل حق میں سے ایک شخص بیٹھا تھا۔ اس نے بیان کرنے والے کی تکذیب کی اور کہا اگر واقعہ اتنا ہی ہے۔ جتنا قرآن مجید میں ہے تو اس کے خلاف اور کہیں سے تلاش کرنا مناسب نہیں۔ اور اس کے علاوہ اور قصہ بیان کرنا تو اس سے بھی زیادہ بڑھ کر گناہ ہے۔ اور اگر بقول تیرے قصہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ستاری فرماتے ہوئے بیان نہیں فرمایا تو تجھے اس کا ظاہر کرنا جائز نہیں اس پر عمر کہنے لگے اس کلام کا سننا مجھے پوری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ (کیونکہ انہوں نے اس قصہ کی حقیقت کھول دی جس سے نبوت کا دامن پاک ہو گیا)

## علامہ نسفی رحمہ اللہ کا فرمان:

وہ مثال جس کو ان کے واقعہ کے لئے بیان فرمایا گیا وہ صرف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کی طلب یہ تھی کہ وہ آپ کی خاطر بیوی کو چھوڑ دے۔ فقط۔ اور بات بھی تمثیل کے طریقہ اور تعریض کے انداز سے ذکر کی گئی صراحت نہیں کی گئی کیونکہ توبیخ کیلئے تمثیل و تعریض کا طریقہ زیادہ مؤثر اور دل میں جمنے والا ہے۔ اور صراحت کے ترک میں حسن ادب کی زیادت رعایت ہے۔

## نعجہ کا واقعہ:

۲۳: اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ (یہ شخص میرا بھائی ہے)

نحو: اخی یہ ھذا کا بدل یا خبر ہے۔ کیونکہ مراد اخوتِ دین یا اخوتِ الفت و صداقت یا اخوتِ شراکت و خلاطت مراد ہے جیسا کہ دوسرے ارشاد میں فرمایا ان کثیرًا من الخلطاء [ص:۲۴]



BestUrduBooks.wordpress.com

لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ (اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے)۔
قراءت: یہ حفص کی قراءت ہے وَلِیْ یہ نافع ابن کثیر، حمزہ کی قراءت ہے۔
النعجة یہ مراۃ سے کنایہ ہے اور جب یہ مسئلہ کی تصویر ہے۔ اور بطور فرض یہ ذکر کیا گیا تو ملائکہ کیلئے اپنے نفسوں کے بارے میں فرض کرنا ممتنع نہیں۔ جیسا تم کہو۔ لی اربعون شاۃً ولك اربعون فخلطنا ھا وما لکما من الاربعین اربعة ولا ربعھا۔
فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا (وہ کہتا ہے وہ بھی مجھے دے دو) مجھے اس کا مالک بنا دو۔ اور حقیقت اس کی اس طرح ہے اجعلنی اکفلھا کما اکفل ماتحت یدی۔ مجھے اس کا بھی اسی طرح کفیل بنا دو جیسا میں ان کا کفیل ہوں جو میرے ماتحت ہیں۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

اجعلھا کفلی: اس کو میرے حصہ میں کر دے۔
وَعَزَّنِيْ (اور مجھے دباتا ہے) اور مجھ پر غالب ہے عرب کہتے ہیں عزہ یعزہ وہ غالب آیا۔ فِي الْخِطَابِ (بات چیت میں) جھگڑے میں، وہ دلیل پیش کرنے میں مجھ سے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔ اور الخطاب سے مراد حجت ومجادلہ والا خطاب ہے۔ یا میں نے عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ اور اس نے بھی نکاح کا پیغام بھیجا وہ پیغام نکاح میں مجھ پر غالب آ گیا۔ اور اس عورت مخطوبہ سے نکاح کر لیا۔

## وجہ تمثیل:

یہ ہے کہ اوریا کے واقعہ کو داؤد کے ساتھ جو پیش آیا بطور تمثیل ذکر کیا۔ کہ جیسے ایک آدمی جس کے پاس ایک بکری ہو۔ اور اس کے شراکت دار کے پاس ننانوے بکریاں ہوں۔ اور اس کا شراکت دار پوری سو ملکیت میں کرنا چاہتا ہو اور اپنے شراکت دار کی ایک بکری پر طمع کی نظر رکھے اور اس کی ملک سے اس بکری کے نکل جانے کی طمع رکھتا ہو۔ اور اس سے حریص کی طرح حجت بازی کرے۔ تاکہ اس کا مقصد پورا ہو۔ یہ بات آپ کے پاس فیصلہ کروانے کے انداز میں تھی۔ آپ نے ان کو اس ارشاد سے فیصلہ دیا۔
۲۴: قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ (داؤد علیہ السلام نے کہا یہ جو تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کی درخواست کرتا ہے۔ تو واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے) تاکہ وہ اپنے حکم سے رکاوٹ بنے۔ یہ قسم محذوف کا جواب ہے۔ اس میں شریک کے فعل کا سخت انکار و مذمت ہے۔
نحو: السوال یہ مصدر ہے جس کی اضافت مفعول کی طرف کی گئی ہے۔ اور یہ اضافت کے معنی کو متضمن ہے اسی لئے اس کی طرف متعدی کیا گیا۔ گویا تقدیر کلام یہ ہے باضافة نعجتك الی نعاجه علی وجه السوال والطلب۔ وہ طلب وسوال کے



BestUrduBooks.wordpress.com

انداز سے اپنی دنبیوں کے ساتھ تیری دنبی کا اضافہ چاہتا ہے۔اس میں دوسرے کو ظالم قرار دیا گیا اس کے بعد کہ اس کے شریک نے خود اعتراف کر لیا۔لیکن یہ قرآن میں بیان نہیں کیا گیا۔کیونکہ خود سمجھ آرہا ہے۔

## ایک روایت:

روایت میں ہے کہ اس نے کہا میں اس سے لینا چاہتا ہوں۔اور اپنی بکریوں کی تعداد سو پوری کرنا چاہتا ہوں۔داؤد علیہ السلام نے فرمایا اگر تو نے اس کا قصد کیا تو ہم تیرے ناک اور پیشانی پر ماریں گے۔اس نے کہا اے داؤد تم اس بات کے زیادہ مستحق ہو کہ تمہیں یہ مارے جائیں۔تم نے ایسا کیا پھر داؤد علیہ السلام نے دیکھا۔تو کوئی نظر نہ آیا پس اس کو پہچان لیا جو سلسلہ پیش آیا۔وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ (اور بے شک اکثر شرکاء)یعنی اکثر ساتھی اور شرکاء لَيَبْغِىْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا (ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں۔مگر ہاں جو لوگ ایمان رکھتے ہیں)الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ (اور نیک کام کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں اور داؤد کو خیال آیا)

نحو : مستثنیٰ منصوب ہے۔اور وہ جنس سے ہے اور مستثنیٰ بعضھم ہے قلیل ماھم میں ما مبہم ہے جو ابہام ہی کیلئے لایا گیا ہے ھم مبتدأ اور قلیل خبر مقدم ہے۔

ظن یہاں علم اور ایقن کے معنی میں ہے۔اور بطور استعارہ ظن کا لفظ ان کی جگہ لایا گیا کیونکہ ظن غالب یقین کے قریب ہے۔اَنَّمَا فَتَنّٰهُ (کہ ہم نے اس کو آزمایا)فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ (پس انہوں نے اپنے رب سے توبہ کی) اپنی لغزش کی وَ خَرَّ رَاكِعًا (اور سجدہ میں گر پڑے)یعنی اپنے ماتھے کے بل بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو گئے۔

مسئلہ : اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رکوع سجدہ کے قائم مقام ہے جبکہ وہ اس میں نیت کر لے۔کیونکہ مقصود صرف وہ حالت ہے۔اس کی تلاوت کے وقت تواضع کو ظاہر کر سکے۔نماز کے اندر رکوع یہ کام دے جاتا ہے۔غیر صلوٰۃ کا رکوع یہ کام نہیں دیتا۔(اسی لئے اس سے سجدۂ تلاوت غیر صلوٰۃ میں ادا نہیں ہوتا) وَّ اَنَابَ (اور رجوع کیا توبہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے۔روایت میں ہے انہوں نے سجدہ میں چالیس دن رات گزارے صرف فرضی نمازوں کے لئے سجدہ سے سر اٹھاتے تھے۔یا اتنا جتنا کرنا ضروری تھا۔ان کے آنسو نہ رکتے تھے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی۔اور جب پانی پیتے تو اس کے دو حصے آنکھوں سے گرنے والے آنسو ہوتے۔

۲۵: فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ (پس ہم نے ان کو وہ معاف کر دیا)یعنی ان کی لغزش وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى (اور ہمارے یہاں ان کے لئے قرب) زلفٰی قربت کو کہتے ہیں۔وَ حُسْنَ مَاٰبٍ (اور نیک انجامی ہے)لوٹنے کی جگہ یعنی جنت۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ

اے داؤد بیشک ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا۔ سو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیجئے اور خواہش کی

الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ

پیروی مت کرنا کہ وہ آپ کو اللہ کے راستہ سے بہکا دے گی۔ بلاشبہ جو لوگ اللہ کے راستہ سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے

عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝۲۶

سخت عذاب ہے اس سبب سے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے۔

۲۶: يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ (اے داؤد ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا) ہم نے زمین میں ملک پر حکمران بنایا۔ یا ہم نے آپ کو ان انبیاء علیہم السلام کا خلیفہ بنایا جو حق پر قائم رہنے والے تھے۔

مَسْئَلَہ: اس میں دلیل ہے کہ ان کی حالت توبہ کے بعد اسی طرح باقی رہی اس میں تغیر نہ آیا۔

## عدل کے فیصلے کا حکم:

فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ (تم لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرتے رہنا) اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ اس لئے کہ تم خلیفہ ہو۔ یا بالحق کا معنی بالعدل ہے یعنی انصاف سے۔ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى (اور خواہش نفسانی کی پیروی مت کرنا) اپنے فیصلوں میں خواہش نفس فَيُضِلَّكَ (وہ بھٹکا دے گی) یعنی خواہش نفس عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ (اللہ تعالیٰ کی راہ سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ سے) سَبِيْلِ اللّٰهِ (بھٹکتے ہیں) سبیل اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ (ان کے لئے سخت عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ روز حساب کو بھولے رہے) ان کے یوم حساب وعذاب کو بھلا دینے کے سبب۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان ہے بلا حکمت پیدا نہیں کیا، یہ گمان ہے ان لوگوں کا جنہوں نے کفر کیا، سو ان لوگوں کے لئے

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ؕ ﴿۲۷﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ

ہلاکت ہے یعنی دوزخ کا داخلہ ہے جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے کیا ہم انہیں ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو زمین میں فساد

فِى الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا

کرنے والے ہیں، کیا ہم متقیوں کو فاجروں کی طرح کر دیں گے، یہ کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے مبارک ہے تاکہ یہ لوگ

اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾

اسکی آیات میں غور کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔

۲۷: وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا (اور ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہے نہیں پیدا کیا) مابین سے مراد جو مخلوق ان کے درمیان ہے۔ بَاطِلًا (خالی از حکمت) فضول تخلیق جس میں کوئی اہم حکمت نہ ہو یا بیکار کھیل تماشے کیلئے جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا وما خلقنا السماء والارض وما بينهما لاعبين [الانبیاء:۱۶] تقدیر کلام یہ ہے۔ ذوی باطل یا عبثا پھر باطل کو اس کے قائم مقام لائے ای ما خلقناهما وما بينهما للعبث واللعب ولكن للحق المتين یعنی ہم نے دونوں کو اور جو ان کے مابین ہے کھیل کود کیلئے نہیں بنایا۔ لیکن مضبوط حق کیلئے بنایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم نے انسانوں کو پیدا کر کے ان میں عقل رکھی اور سنجیدگی اور وقار دیا۔ اس کے اسباب وعلل کی وضاحت کی پھر مکلّف بنا کر بے شمار منافع پر نفوس کو پیش کر دیا۔ اور ان نفوس کیلئے اعمال کے مطابق جزاء اور انجام بنایا ذٰلِكَ (یہ) اس سے باطل تخلیق والی بات کی طرف اشارہ ہے۔ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں) الظّن کا معنی مظنون ہے یعنی کہ اس کی تخلیق عبث ہے بتقاضائے حکمت نہیں یہ کافروں کا خیال ہے۔

نکتہ: اس آیت میں ان کو ظانین قرار دیا کہ ان کی تخلیق عبث ہے حکمت کی بناء پر نہیں حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کو آسمان و زمین اور جو ان کے مابین ہے اس کا خالق مانتے تھے۔ جیسا کہ اس ارشاد میں ہے۔ ولئن سالتهم من خلق السمٰوٰت والارض ليقولن الله [لقمان۔۲۵]

کیونکہ جب وہ بعث، حساب، ثواب وعقاب کے منکر ہیں اور اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ہر چیز کی تخلیق عبث و باطل ہے۔ ان کو اس طرح قرار دیا گیا گویا کہ وہ اس کا گمان کرتے اور زبانوں سے کہتے ہیں کیونکہ بدلہ ہی وہ چیز ہے جس کی طرف تخلیق کائنات



BestUrduBooks.wordpress.com

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ؕ۝۳۰ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ

اور ہم نے داؤد کو سلیمان بخشش کر دیا وہ اچھا بندہ تھا بلاشبہ وہ بہت رجوع کرنے والا تھا جب پیش کیے گئے اس پر شام کے وقت ایسے گھوڑے جو سامنے کے ایک پاؤں پر کھڑے ہونے والے

الْجِيَادُ ۝۳۱ فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝۳۲

تھے عمدہ گھوڑے تھے سو انہوں نے کہا کہ میں نے مال کی محبت کو ترجیح دی اپنے رب کے ذکر کو چھوڑ کر یہاں تک کہ پردے میں چھپ گئے

رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝۳۳

انہیں مجھ پر واپس کرد سو شروع کر دیا انکی پنڈلیوں اور گردنوں کا چھونا۔

میں حکمت لے جاتی ہے پس جو جزاء کا منکر ہوا تو وہ گویا تخلیق عالم کی حکمت ہی کا منکر ہو گیا۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ (پس کافروں کیلئے بڑی خرابی ہے یعنی دوزخ)۔

۲۸: اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (ہاں تو کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے) كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ (ان کے برابر کر دیں گے جو دنیا میں فساد کرتے پھرتے ہیں۔ یا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں کے برابر کر دیں گے) ام منقطعہ ہے۔ اور استفہام انکاری ہے۔ مراد یہ ہے اگر جزاء باطل ہو جیسا کہ کفار کہتے ہیں تو نیک و بد کے احوال برابر ہوئے اور متقین اور فاجر میں فرق نہ ہوا اور جو ان کے مابین برابری کرتا ہے وہ عقل مند نہیں بلکہ عقل سے پیدل اور بے وقوف ہے۔

۲۹: كِتٰبٌ (یہ کتاب ہے) اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ (جس کو ہم نے تیری طرف اُتارا) یعنی قرآن مجید مُبٰرَكٌ (بابرکت ہے) یہ دوسری صفت ہے۔ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ (تاکہ وہ اس کی آیات پر غور کریں) اس کی اصل لیتدبروا ہے اور اس طرح بھی پڑھا گیا ہے۔ اور اس کا معنی تاکہ وہ اس میں سوچ و بچار کریں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی اطلاع پائیں اور اس پر عمل کریں۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

اس قرآن کو غلاموں اور بچوں نے پڑھا۔ جن کو اسکے مطالب کا علم نہیں اور اسکے حروف کو یاد کیا اور اس کی حدود کو ضائع کیا۔

قراءت: یزید نے لتدبّروا خطاب کا صیغہ ایک تاء کو حذف کر کے پڑھا ہے۔ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (تاکہ اہل فہم نصیحت حاصل کریں) تاکہ عقلاء قرآن سے نصیحت پکڑ لیں۔

## حضرت سلیمان علیہ السلام پر گھوڑوں کا پیش کیا جانا:

۳۰: وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ (اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا بہت اچھے بندے تھے) یعنی سلیمان۔ ایک قول



BestUrduBooks.wordpress.com

یہ ہے کہ وہ داؤد علیہ السلام ہیں۔ اور یہ درست نہیں مخصوص بالمدح محذوف ہے۔ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ (بہت رجوع کرنے والے تھے) ممدوح ہونے کی علت اواب بتلائی یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع کرنے والے تھے۔

۳۱: اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ (جبکہ پیش کیے گئے ان کے روبرو) سلیمان علیہ السلام کے سامنے بِالْعَشِيِّ (شام کے وقت) ظہر کے بعد الصّٰفِنٰتُ (اصیل) تین پاؤں پر کھڑے ہونے والے گھوڑے اور چوتھا صرف کھر کا کنارہ لگاتے ہیں۔ الْجِيَادُ (عمدہ گھوڑے) جمع جواد کی ہے، تیز رفتار، کیونکہ وہ گھوڑ دوڑ میں عمدہ ہوتے ہیں۔ ان کو صفون کہا کیونکہ یہ صفت عربی گھوڑوں میں ہوتی ہے۔ دوغلے گھوڑوں میں نہیں ہوتی۔

## ایک قول یہ ہے:

ان کو صافن اور جیاد کہا تا کہ وہ دونوں وصفوں کے جامع بن جائیں رکنے اور دوڑنے والے۔ یعنی جب کھڑے ہوتے ہیں تو اپنے مواقف پر ساکن و مطمئن ہوتے ہیں اور جب دوڑتے ہیں تو وہ اپنی دوڑ میں تیز اور خفیف ہوتے ہیں۔ ایک اور قول یہ ہے کہ الجیاد، لمبی گردنوں والے۔ یہ الجید سے بنا ہے۔

روایت میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اہل دمشق اور نصیبین سے جہاد کیا۔ جس میں ایک ہزار گھوڑے ملے۔ ایک قول یہ ہے کہ باپ کی طرف سے وراثت میں ملے اور آپ کے والد نے وہ عمالقہ سے حاصل کیے۔ ایک قول یہ بھی ہے سمندر سے گھوڑے نکلے جن کے پر بھی تھے۔ ایک دن آپ ظہر کی نماز پڑھ کر اپنی کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ اور ان کا معائنہ کرنے لگے۔ معائنہ میں مصروف رہے۔ تا آنکہ سورج غروب ہو گیا اور عصر کی نماز سے غفلت ہو گئی۔ اور یہ فرض تھی۔ آپ غمزدہ ہوئے کیونکہ وہ فوت ہو گئی تھی۔ ان کو واپس منگوایا اور قرب الٰہی حاصل کرنے کیلئے ان تمام کو ذبح کر ڈالا صرف سو رہ گئے۔ آجکل جو لوگوں کے پاس گھوڑے ہیں یہ انہی کی نسل سے ہیں۔ ایک قول یہ ہے جب ان کو ذبح کر ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بہتر ہوا عنایت فرمائی جو ان کے حکم سے چلتی تھی۔

۳۲: فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ (تو کہنے لگے کہ میں اس مال کی محبت میں اپنے رب کی یاد) ذِكْرِ رَبِّيْ (سے غافل ہو گیا) یعنی میں نے گھوڑوں کی محبت کو رب کی یاد پر ترجیح دی۔ یہ زجاج کا قول ہے۔ پس اَحْبَبْتُ کا معنی 'اثرت' ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فاستحبوا العمی علی الهدی [فصلت:۱۷]۔ عَنْ یہ علیٰ کے معنی میں ہے گھوڑے کو خیر فرمایا۔ گویا وہ مجسمہ خیر ہے کیونکہ خیر اس سے متعلق ہے۔ جیسا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ الخیل معقود بنواصیها الخیر الی یوم القیامة۔ [بخاری، ۲۸۴۹، المسلم ۱۸۷۱]

ابو علی کا قول ہے کہ احببت کا معنی جلست ہے یہ احباب البعیر اونٹ بٹھانا سے ماخوذ ہے۔

نَحو: حب الخیر۔ یہ مفعول لہ ہے جس کی اضافت مفعول کی طرف ہے۔

حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ (یہاں تک کہ سورج پردہ میں چھپ گیا) توارت سے سورج کا چھپنا مراد ہے۔ الحجاب سے



BestUrduBooks.wordpress.com

پردہ میں چھپنا۔ تو ارت کی ضمیر کا مرجع سورج اس لئے ہے کہ پہلے شی کا ذکر گزرا ہے۔ مضمر کیلئے پہلے ذکر ضروری ہے یا ذکر کی دیل ضروری ہے۔ نمبر۲۔ یا ضمیر صافنات کی طرف راجع ہے یعنی وہ رات کے پردے یعنی اندھیرے میں چھپ گیا۔

## گھوڑوں کا واپس لوٹا کر ذبح کرنا:

۳۳: رُدُّوْهَا عَلَیَّ (ان گھوڑوں کو ذرا پھر تو میرے پاس لاؤ) ملائکہ کو کہا سورج کو واپس لاؤ تا کہ میں عصر کی نماز ادا کرلوں پس سورج لوٹا دیا گیا۔ اور آپ نے عصر کی نماز ادا کی۔ یا عمدہ گھوڑوں کو میری طرف واپس کردو۔ فَطَفِقَ مَسْحًا ۢ بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ (پس انہوں نے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا) پس چھونے لگے چھونا یعنی تلوار سے ان کی پنڈلیوں کو چھونے لگے۔ سوق یہ جمع ساق کی ہے جیسادار اور دور اور اعناق کو چھونے لگے۔ یعنی کاٹنے لگے۔ کیونکہ گھوڑے نماز عصر کیلئے رکاوٹ بنے تھے۔ تم کہو گے مسح عِلَاوَتَهٗ جبکہ وہ اس کی گردن اڑا دے۔ اور مسح المسفر الکتاب جب کہ وہ اپنی تلوار سے اس کے اطراف کو کاٹ ڈالے۔

## ایک قول یہ ہے:

نمبر۱۔ یہ کفارۂ صلوٰۃ کیلئے کیا۔ نمبر۲۔ سورج لوٹانے کے شکریہ میں کیا۔ ان کی شریعت میں گھوڑا ماکولات میں سے تھا۔ پس تلف کرنا نہ پایا گیا۔ ایک قول یہ ہے آپ نے ہاتھ سے ان کی گردنوں اور پنڈلیوں کو بطور استحسان اور پسندیدگی کے چھوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے سلیمان کو امتحان میں ڈالا اور ہم نے انکی کرسی پر ایک جسم ڈال دیا پھر انہوں نے رجوع کیا عرض کیا اے میرے رب میری مغفرت فرما

وَهَبْ لِىْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِىْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ

اور مجھے ایسا ملک عطا کیجئے جو میرے بعد کسی دوسرے کو میسر نہ ہو، بلاشبہ آپ بڑے دینے والے ہیں۔ سو ہم نے ان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا

تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ

جو ان کے حکم سے نرمی سے چلتی تھی جہاں ان کو جانا ہوتا تھا اور ان کے لئے شیاطین مسخر کر دیے ہر بنانے والا اور غوطہ لگانے والا اور ان کے علاوہ بھی

مُقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ

جو زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے۔ یہ ہماری بخشش ہے۔ سو آپ احسان کریں یا روک لیں کوئی حساب نہیں، اور بلاشبہ ان کے لیے

عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ ع ۳ ۱۲

ہمارے پاس نزدیکی ہے اور اچھا انجام ہے۔

## سلیمان علیہ السلام کا امتحان:

۳۴: وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ (ہم نے سلیمان کو امتحان میں ڈالا) وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ (اور ان کے تخت پر لا ڈالا) کرسی سے تخت مراد ہے۔ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ (ایک دھڑ پھر انہوں نے رجوع کیا) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔

## ایک قول:

سلیمان علیہ السلام کی آزمائش بیس سال حکومت کرنے کے بعد کی گئی۔ اور اس آزمائش کے بیس سال بعد آپ نے حکومت کی۔ ان کی آزمائش یہ تھی کہ ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ شیاطین نے کہا اگر یہ زندہ رہا تو ہم مسخر ہونے سے چھوٹ نہیں سکتے۔ اس کا راستہ یہ ہے کہ ان کو قتل کر دیں یا اس کو پاگل بنا دیں۔ سلیمان علیہ السلام کو اس کا علم ہو گیا۔ آپ اس کو بادل میں دودھ پلواتے تاکہ شیاطین کی طرف سے نقصان نہ پہنچے۔ ایک دن انہوں نے بچے کو اپنے تخت پر مردہ پایا۔ پس آپ اپنی اس لغزش پر متنبہ ہوئے کہ اس میں اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے تو اچھا تھا۔

## روایت بخاری:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ آج رات میں اپنی ستر ازواج کے ہاں جاؤں گا۔ ہر ایک ان



BestUrduBooks.wordpress.com

میں سے ایک شہسوار رومجاہد فی سبیل اللہ جنے گی۔ ان شاء اللہ نہ کہا۔ آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے کسی عورت کو حمل نہ ہوا سوائے ایک بیوی کے اس کے ہاں بھی ادھورادھڑ جنا گیا۔ اسی کو لاکر کرسی پر ڈال دیا گیا اور آپ کی گود میں رکھ دیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر آپ انشاء اللہ فرما دیتے تو تمام مجاہد وشہسوار پیدا ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔ [رواہ البخاری:۳۴۲۴]

## تبصرہ برتذکرہ:

جو انگوٹھی اور شیطان کی بات لوگ بیان کرتے اور سلیمان علیہ السلام کے گھر میں بت کی پوجا کا تذکرہ کرتے ہیں وہ اباطیل یہود میں سے ہے۔

۳۵: قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا (کہا اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہت دے) ملک کا عطیہ طلب کرنے سے پہلے استغفار لائے کیونکہ انبیاء علیہم السلام اور صالحین کا طریقہ چلا آرہا ہے کہ وہ سوال سے پہلے استغفار کرتے ہیں۔ لَّا یَنْۢبَغِیْ (جو میسر نہ ہو) جو نہ ہو لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ (کسی کو میرے بعد) میرے سوا۔

قراءت: مدنی اور ابو عمرو نے بَعْدِیَ پڑھا ہے۔ آپ نے اس انداز کی سلطنت مانگی تاکہ وہ معجزہ ہو تاکہ کسی کو اس پر حسد نہ ہو۔ آپ سے پہلے ہوا وشیاطین کسی کیلئے مسخر نہ ہوئے تھے۔ جب آپ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو ان کے لئے مسخر فرمادیا۔ اور بطور معجزہ اور خرق عادت کے طور پر دیا گیا۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آپ بڑے دینے والے ہیں)

## تسخیر ریح:

۳۶: فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ (پس ہم نے ہوا کو ان کے تابع کردیا)

قراءت: ابو جعفر نے الریاح پڑھا ہے۔

تَجْرِیْ (وہ چلتی)

نحو: یہ الریح سے حال ہے۔

بِاَمْرِهٖ (ان کے حکم سے) سلیمان علیہ السلام کے حکم سے رُخَآءً (نرمی کے ساتھ) نرم وپاکیزہ جو شدید نہ ہو۔

نحو: یہ تجری کی ضمیر سے حال ہے۔

حَیْثُ (جہاں)

نحو: یہ تجری کا ظرف ہے۔

اَصَابَ (وہ چاہتے) قصد وارادہ کرتے۔ عرب کہتے ہیں۔ اصاب الصواب و اخطأ الصواب۔ اس نے صحیح بات کا قصد کیا اور اس نے غلط بات کا قصد کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۳۷: وَالشَّيٰطِيْنَ (اورشیاطین کو)

نحو: اس کا عطف الریح پر ہے ای سخرنالہ الشیاطین كُلَّ بَنَّآءٍ (تعمیر کرنے والوں کو) یہ شیاطین سے بدل ہے شیاطین آپ کے لئے بڑی عمارات بناتے تھے۔ وَّ غَوَّاصٍ (اور غوطہ لگانے والوں کو بھی) یعنی موتی نکالنے کیلئے وہ سمندر میں غوطہ لگاتے۔ سلیمان علیہ السلام پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے سمندر سے موتی نکالے۔ مطلب یہ ہے ہم نے تعمیر کرنے والے اور غوطہ لگانے والے شیاطین کو ان کا مطیع کر دیا تھا۔

## بیڑی بند شیطان:

۳۸: وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ (اور دوسروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے)

نحو: آخرین کا عطف کل بناء پر ہے اور یہ حکم بدل میں داخل ہے۔ آپ سرکش شیاطین کو ایک دوسرے کے ساتھ قیود و سلاسل میں سزا کیلئے جمع کر دیتے تا کہ وہ شر و فساد نہ برپا کریں۔ الصفد بیڑی اور عطاء کو کہتے ہیں کیونکہ وہ منعم علیہ کو منعم کے ساتھ جوڑتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول میں ہے۔ من برّك فقد اسرك ومن جفاك فقداطلقك۔ جس نے تجھ پر احسان کیا اس نے تجھے قیدی بنالیا اور جس نے درشتی اختیار کی اس نے تجھے آزاد کر دیا۔

## رزق پر عدم دادگیر کا وعدہ:

۳۹: هٰذَا (یہ) جو تمہیں بادشاہی، مال، وسعتِ رزق عنایت کی ہے۔ عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ (عطیہ ہے اس کو دو) اس میں سے جو چاہو جتنا چاہو دو یہ فامنن اَلْمَنُّ سے بنا ہے۔ وہ عطاء کو کہتے ہیں اَوْ اَمْسِكْ (یا نہ دو) یعنی عطاء سے رک جاؤ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب دیتے تو اجر ملتا اور اگر روک لیتے تو گناہ گار نہ تھے بخلاف دیگر لوگوں کے۔ بِغَيْرِ حِسَابٍ (تم سے کچھ دارو گیر نہیں) یہ عطاؤنا کے متعلق ہے بعض نے کہا یہ اس سے حال ہے یعنی یہ ہمارا کثیر مقدار میں عطیہ ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا یا نمبر۲۔ یہ تسخیر ہمارا عطیہ ہے۔ شیاطین میں سے جن کو تم چاہو احسان کر کے چھوڑ دو اور جن کو چاہو اپنے ہاں زنجیروں میں جکڑے رکھو اس سلسلہ میں آپ سے پوچھ گچھ نہ ہوگی۔

۴۰: وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ (اور ان کے لئے ہمارے ہاں قرب اور نیک انجامی ہے)

نحو: لزلفٰی یہ اِنَّ کا اسم ہے اور لہٗ خبر ہے اور عند میں خبر عامل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ

اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ بیشک مجھے شیطان نے دکھ اور آزار پہنچایا ہے۔ اپنا پاؤں

بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ

مارو یہ غسل کرنے کا ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کا، اور ہم نے انکو انکا کنبہ اور ان کے ساتھ انکے برابر عطا کئے

رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا

ہماری رحمت خاصہ کے سبب سے اور عقل والوں کی یادگار کے لئے، اور تم اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لے کر اس سے مارو اور قسم

تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

نہ توڑو، بلاشبہ ہم نے ان کو صابر پایا اچھے بندے تھے وہ، بیشک وہ بہت رجوع ہونے والے تھے۔

## حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر:

۴۱: وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ (اور آپ ہمارے بندے ایوب کا ذکر کیجئے)

نحو: ایوب یہ عبدنا سے بدل یا عطف بیان ہے اور اذ اس سے بدل الاشتمال ہے۔ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ (جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا) نادی دعاہ کے معنی میں ہے۔ اَنِّىْ مَسَّنِىَ (کہ مجھے پہنچایا ہے) یہ بانی مسنی ہے اور یہ ان کے کلام کی حکایت ہے جس کے سبب سے انہوں نے پکارا۔ اگر حکایت کلام نہ ہوتی تو اس طرح ہوتا۔ بانہ مسّہٗ کیونکہ وہ غائب ہے غائب کا صیغہ چاہیے تھا۔ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ (شیطان نے رنج اور دکھ)

قراءت: عام قراء نے تو صاد کا جزم پڑھا۔ یزید نے بنصُب صاد کو ضمہ دیا۔ اور یعقوب نے نَصَب اور نَصَبٌ جیسا کہ رُشد اور رَشَدٌ اور ہبیرہ نے اصل مصدر کی صورت میں نَصْب پڑھا ہے۔ معنی سب کا ایک ہے تکلیف و مشقت کو کہتے ہیں۔ وَّعَذَابٍ (دکھ) نمبر۱۔ ان کی مراد اس سے بیماری ہے اور جو اس بیماری میں قسم قسم کی دردیں پیش آتیں تھیں۔ نمبر۲۔ ایک قول یہ ہے اس سے مراد وسوسہ ہے جو ان کے اس مرض کو بڑھا کر پیش کرتا اور ان کو کراہت و گھبراہٹ پر آمادہ کرتا۔ پس انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی کہ اللہ تعالیٰ اس آزمائش کو ہٹا کر ان کی کفایت فرمائیں نمبر۳۔ یا اس کے دفاع کی توفیق اور صبر جمیل سے اس کو لوٹانے کی ہمت دے۔

روایت میں ہے ان کی عیادت کو تین شخص آتے تھے۔ ایک ان میں سے مرتد ہو گیا اس سے جب پوچھا گیا تو القائے شیطانی سے وہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ انبیاء اور صالحین کو ابتلاء میں نہیں ڈالتا۔ اور اس نے ذکر کیا کہ ایوب کی آزمائش کا سبب یہ ہے کہ اس نے



BestUrduBooks.wordpress.com

ایک بکری ذبح کی اور اس کو کھالیا حالانکہ ان کا ہمسایہ بھوکا تھا۔ ۲ نمبر۔ یا ایوب نے کوئی منکر فعل دیکھ کر اس پر خاموشی اختیار کی جس کی وجہ سے ابتلاء آئی۔ نمبر ۳۔ یا اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات کو بلند کرنے کیلئے بلالغزش سابقہ ان کو ابتلاء میں ڈالا ہے۔

## ایڑی سے چشمہ اُبلنے لگا:

۴۲: اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ (اپنا پاؤں مارو) یہ اس کی حکایت ہے جو ایوب علیہ السلام کو جواب دیا گیا یعنی ہم نے ان کی طرف جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ارکض برجلك تم اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ یہ جابیہ شام کا علاقہ تھا۔ آپ نے پاؤں مارا تو چشمہ ابل پڑا۔ پس ان کو کہا گیا۔ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ (یہ نہانے کا ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کا) یعنی یہ وہ پانی ہے جس سے تو غسل کرے گا اور پیئے گا اور تیرا ظاہر و باطن سب درست و صحت یاب ہو جائے گا۔

## ایک قول:

دو چشمے جاری ہوئے ایک سے غسل کیا اور دوسرے سے پانی نوش فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اندر باہر سے بیماری کا اثر جاتا رہا ہے۔

۴۳: وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ (اور ہم نے ان کو ان کا کنبہ عنایت فرمایا اور ان کے برابر اور بھی) **ایک قول**: اللہ تعالیٰ نے انہی کو زندہ کر دیا اور اتنے اور بھی دے دیئے۔ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ (اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور اہل عقل کے یادگار رہنے کے سبب سے) دونوں کیلئے۔ مفعول ہے ای الھبة کانت للرحمة له و لتذکیر اولی الالباب (یہ ہبہ ان پر رحمت کیلئے اور عقلاء کو یاد دلانے کیلئے تھا) کیونکہ جب وہ سنیں گے کہ ہم نے صبر کی وجہ سے ان پر انعام فرمایا تو تکالیف پر صبر کرنے میں ان کو اس سے رغبت حاصل ہوگی۔

## بیوی کے متعلق حلف سے نکلنے کا طریقہ:

۴۴: وَخُذْ (اور تم لو) اس کا ارکض پر عطف ہے۔ بِيَدِكَ ضِغْثًا (اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا) ضِغْثًا گھاس کے تنکوں کا ایک گٹھا یا ریحان کا مٹھا یا اور کسی چیز کا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ (پس اس سے مارلو اور قسم نہ توڑو!) انہوں نے ایام مرض میں حلف اٹھالیا تھا کہ اپنی بیوی کو ایک سو کوڑے لگائیں گے اگر ان کو صحت یابی میسر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم سے حلال ہونے کا ایسا راستہ بتلایا جو ان کے اور ان کی بیوی کیلئے سہل ترین تھا۔ اس لئے کہ اس نے آپ کی ایام مرض میں بہت خوب خدمت کی تھی اور یہ رخصت باقی ہے۔ واجب یہ ہے کہ مضروب کو سو میں سے ہر ایک پہنچے۔ قسم کا باعث یہ ہوا کہ ایک دن کسی کام کے دوران ان سے واپسی میں سستی ہوگئی جس سے آپ کا دل تنگ ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس نے دو برتن جو آپ سے متعلق تھے جب آپ اٹھے تو وہ دو روٹیوں کے بدلے فروخت کر دیے۔ اِنَّا وَجَدْنٰهُ (بیشک ہم نے اس کو پایا) یعنی اس کو جانا صَابِرًا (صابر) مصائب پر۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ

اور یاد کیجئے ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے، بیشک ہم نے

اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾

انہیں ایک خاص بات کیساتھ مخصوص کیا تھا جو آخرت کی یاد ہے اور بلاشبہ یہ بندے ہمارے نزدیک انتخاب کردہ اچھے لوگوں میں سے ہیں

وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ

اور یاد کیجئے اسماعیل کو اور الیسع کو اور ذوالکفل کو، اور یہ سب اچھے لوگوں میں سے تھے، یہ ایک نصیحت ہے، اور بلاشبہ

لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا

پرہیز گاروں کے لئے اچھا ٹھکانہ ہے، ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے لئے دروازے کھلے ہوں گے، وہ ان میں تکیہ لگائے ہوں گے،

يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾

وہ وہاں بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں طلب کریں گے اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر بیویاں ہوں گی

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾

یہ وہ ہے جس کا تم سے روزحساب آنے پر وعدہ کیا جاتا تھا بلاشبہ یہ ہمارا رزق ہے جس کو ختم ہونا ہی نہیں۔

**سوال**: انہوں نے اپنی تکلیف کا شکوہ تو کیا اور رحمت الٰہی طلب کی۔

**جواب**: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکوہ جزع میں آتا ہی نہیں

یعقوب علیہ السلام نے فرمایا قال انما اشکوا بثی و حزنی الی اللّٰہ [یوسف:۸۶] اس کے ساتھ ساتھ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے شفاء طلب کرتے تاکہ آپ کی قوم فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں کہیں شیطان ان کے دل میں یہ وسوسہ اندازی کرنے لگ جائے کہ اگر یہ نبی ہوتے تو ان پر ایسا ابتلاء نہ آتا اور طلب شفاء سے طاعت پر قوت حاصل کرنا بھی مقصود تھا۔ کیونکہ بیماری کے اثر سے دل اور زبان کے علاوہ سارا جسم نڈھال ہو چکا تھا۔ نِعْمَ الْعَبْدُ (اچھے بندے تھے) ایوب علیہ السلام اِنَّهٗ اَوَّابٌ (بیشک وہ بہت رجوع کرتے تھے)

## آخرت سے غافل بے بصیرت ہے:

۴۵: وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ (اور ہمارے بندوں کا ذکر کرو)



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءات: عبدنا مکی نے پڑھا ہے۔

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ (ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا)

نحو: جنہوں نے جمع پڑھا انہوں نے ابراہیم اور مابعد کو عبادنا کا عطف بیان قرار دیا اور جنہوں نے واحد پڑھا انہوں نے صرف ابراہیم کو عطف بیان مان کر پھران کی اولاد کو عبدنا پر عطف بنالیا۔

وجہ: اکثر اعمال کی انجام دہی ہاتھوں سے ہوتی ہے تو ان کو تغلیباً ذکر کر دیا۔ ہر عمل کے متعلق کہا جاتا ہے هذا مما عملت ایدیهم خواہ ایسا کام ہو جس میں براہ راست ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ یا کام کرنے والے مجذوم ہوں کہ ان کے بالکل ہاتھ نہ ہوں۔ اور اس ارشاد کا یہی مطلب ہے۔ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ (یعنی وہ اعمال وفکر والے تھے)

## بے بصیرت:

گویا جو لوگ آخرت کے اعمال اختیار نہیں کرتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور دینی فکر سے خالی ہیں وہ اپاہج لوگ ہیں جو کہ اپنے اعضاء سے کام کرنے سے عاجز ہوتے ہیں اور مسلوب العقل ہیں جن میں بصیرت کا نشان نہیں یا اس میں ان لوگوں پر تعریض کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر کام کرنے والے نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے دین میں بصیرت حاصل کرنے والے ہیں اور مجاہدہ اور غور وفکر چھوڑنے پر ان کو توبیخ کی گئی حالانکہ ان دونوں باتوں پر قدرت حاصل تھی۔

## انبیاء علیہم السلام یادِ آخرت کے لئے مخصوص:

۴۶: اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ (ہم نے ان کو مخصوص کیا تھا) ہم نے ان کو اپنے لیے خاص کر لیا۔ بِخَالِصَةٍ (ایک خاص بات سے) ایک خاص خصلت کے ساتھ جس میں ملاوٹ نہ تھی۔ ذِكْرَى الدَّارِ (وہ یاد آخرت کی ہے)

نحو: نمبر ۱۔ ذکرٰی یہ محل نصب میں ہے۔ یا محل رفع میں ہے اعنی محذوف مانیں تو نصبی حالت اور ھی مقدر ہو تو رفعی ہے۔ نمبر ۳۔ خالصة سے بدل ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ مطلب یہ ہوا ہم نے ان کو یاد آخرت کے ساتھ مخصوص کر دیا یعنی ہم نے اس طرح خالص بنایا کہ وہ لوگوں کو آخرت یاد دلانے والے ہیں اور دنیا سے بے رغبتی دلانے والے ہیں۔ جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کا طرز عمل ہے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے وہ آخرت کا کثرت سے تذکرہ کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رکھتے اور دنیا کا تذکرہ بھول جاتے ہیں۔

قراءت: مدنی نے بخالصة ذکری پڑھا ہے اور یہ اضافة الشئی الی مابینه کے قبیل سے ہے یعنی کسی ایسی شئی کی طرف اضافت کرنا جو اس کو بیان کردے کیونکہ خالص ذکر اور غیر ذکر کئی چیزیں ہوسکتی ہیں۔ ذکری مصدر ہے جس کی اضافت مفعول کی طرف کی گئی ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے بان خلص ذکری الدار ایک قول یہ ہے: خالصہ یہ خلوص کے معنی میں ہے۔ اور اس کی اضافت فاعل کی طرف ہے۔ تقدیر کلام اس طرح بنے گی بان خلصت لهم ذکری الدار علی انهم لایشوبون



BestUrduBooks.wordpress.com

ذکری الدار بھم آخر انما ھمھم ذکری الدار لاغیر ۔ یہ کہ ان کا آخرت کا تذکرہ خالص ہے اس طرح کہ وہ آخرت کے تذکرہ کے ساتھ اور کسی فکر کو نہیں ملاتے ان کا ایک غم اور فکر ہے وہ آخرت کی یاد ہے نہ کہ اور کچھ۔

## ایک قول:

ذکری الدار سے دنیا میں اچھی تعریف ہے اور یہ بات ہے جس کے ساتھ ان کو خالص کر لیا گیا اوروں کا تذکرہ اس طرح نہیں کیا جاتا جیسا ان کا کیا جاتا ہے اسی معنی کی تقویت اس قول سے بھی ہوتی ہے۔ وجعلنا لھم لسان صدق علیًا [مریم:۵۰]

۴۷: وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ (اور بیشک وہ ہمارے یہاں منتخب اور سب سے اچھے لوگوں میں سے ہیں) (المصطفین اپنے ہم جنسوں میں مختار و منتخب الاخیار جمع خیر یا خَیّر جیسا کہ اموات جمع میت اور مَیّت ۔

۴۸: وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ (اور تذکرہ کریں اسماعیل اور یسع علیہما السلام کا) الف لام جو کہ حرف تعریف ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ یسع پر داخل کیا گیا ہے۔ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ (اور ذوالکفل کا بھی یہ سب اچھے لوگوں میں سے تھے)

نحو: کُلٌّ کی تنوین مضاف الیہ کے عوض میں ہے ای کُلّھُمْ۔

## متقین کو ملنے والی جنت کی تفاصیل:

۴۹: هٰذَا ذِكْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ (یہ ایک نصیحت کا مضمون تو ہو چکا اور پرہیزگاروں کیلئے اچھا ٹھکانہ ہے) ھذا سے مراد مرتبہ اور اچھا تذکرہ جس سے ان کو یاد کیا جاتا رہے گا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ عمدہ لوٹنے کی جگہ ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا میں اچھائی سے انکا تذکرہ جاری رہے گا اور آخرت میں وہ رب جلیل کی مغفرت کو پائیں گے۔

ربط: پھر اس لوٹنے کے مقام کی خوبی و حسن کو ذکر فرمایا۔

۵۰: جَنّٰتِ عَدْنٍ (ہمیشہ رہنے کے باغات)

نحو: یہ حسن مآب سے بدل ہے۔

مُّفَتَّحَةً (اس حال میں کہ کھلے ہونگے) نحو: یہ جنات سے حال ہے کیونکہ وہ عدن کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ ہے۔ عدن علم ہے اور اس کا عامل فعل کا وہ معنی ہے جو للمتقین میں عمل کر رہا ہے۔ لَّهُمُ الْاَبْوَابُ (ان کے لئے دروازے)

نحو: ابواب مفتحۃ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اور ضمیر عائد محذوف ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے مفتحۃ لھم الابواب منھا۔ ضمیر اس میں اسی طرح حذف کی جیسا اس ارشاد میں حذف کی ہے فان الجحیم ھی الماوٰی [النازعات ۳۹] ای لھم۔ نمبر۲۔ یا تقدیر کلام اس طرح ہا نہیں ابوابھا مگر اول وجہ عمدہ ہے۔ نمبر۳۔ یا مفتحۃ کی ضمیر سے بدل ہے اور وہ ضمیر جنات ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ مفتحۃ ھی الابواب اور جنات کا بدل الاشتمال ہے۔

۵۱: مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ (وہ ان باغوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے وہ وہاں بہت سے میوے) كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ (اور پینے کی چیزیں منگوائیں گے)



BestUrduBooks.wordpress.com

هٰذَا ؕ وَاِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ

اس بات کو سمجھ لو،اور بلاشبہ سرکشوں کے لئے برا ٹھکانا ہے جہنم ہے جس میں وہ داخل ہوں گے سو وہ برا بچھونا ہے، یہ

فَلْیَذُوْقُوْهُ حَمِیْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ

عذاب ہے سوتم اس کو چکھ لو،حمیم ہے اور غساق ہے، اور اس کے سوا اسی طرح کی انواع عذاب ہیں یہ جماعت ہے جو تمہارے ساتھ داخل ہو رہی ہے

لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ

جن کے لئے کوئی مرحبا نہیں ہے بیشک یہ لوگ دوزخ میں داخل ہونے والے ہیں، وہ کہیں گے بلکہ تم ایسے ہو کہ تمہارے لئے مرحبا نہیں ہے تم نے اس کو ہمارے لئے

لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ ﴿۶۱﴾

آگے بڑھایا سو یہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی، وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب جس نے اس کو ہمارے آگے کیا اسے دوزخ میں دوگنا عذاب بڑھا دیجئے،

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِیًّا

اور وہ کہیں گے کیا بات ہے ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنہیں ہم اشرار یعنی برے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے کیا ہم نے ان کا مذاق بنا رکھا تھا

اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ ع ۲۴ / ۱۳

یا انکے دیکھنے سے آنکھیں چکرا رہی ہیں؟ بلاشبہ یہ حق ہے دوزخ والوں کا جھگڑنا۔

نحو: متکئین یہ لھم کی ضمیر سے حال ہے۔اور اس کا عامل مفتحۃ ہے۔فاکھۃ کے بعد کثیرۃ کی صفت یہ شراب کی بھی صفت ہے عطف اس کا متقاضی ہے پہلے پر اکتفاء کر کے دوسرے سے حذف کر دی گئی ہے۔

۵۲: وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ (اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی) ان کی نگاہیں اپنے خاوندوں تک محدود رہیں گی۔ اَتْرَابٌ (ہم عمر) دونوں کی عمریں یکساں ہونگیں کیونکہ ہم عمروں میں محبت زیادہ قائم رہنے والی ہوتی ہے۔گویا ہم عمروں کو اتراب کہہ دیا کیونکہ ان کو مٹی نے ایک ہی مرتبہ چھوا۔

۵۳: هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ (یہ وہ ہے جس کا تم سے روز حساب آنے پر وعدہ کیا جاتا ہے)

قراءت: مکی اور ابوعمرو نے یوعدون یاء سے پڑھا ہے۔یوم حساب سے مراد جس دن ہر نفس کو اس کے عمل کا بدلہ ملے گا۔

۵۴: اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ (بیشک یہ ہماری عطاء ہے اس کا کہیں ختم ہونا ہی نہیں) نفاد انقطاع کو کہتے ہیں۔

نحو: یہ جملہ الرزق سے حال ہے اور اس کا عامل اسم اشارہ ہے۔

۵۵: هٰذَا (یہ بات ہو چکی) یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔تقدیر کلام الا مر ھذا یا ھذا کما ذکر۔ وَاِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ



BestUrduBooks.wordpress.com

(اور سرکشوں کیلئے برا ٹھکانہ ہے)

## مجرمین کے ٹھکانہ جہنم اور اس کی تفاصیل:

۵۶: جَهَنَّمَ (دوزخ) یہ بدل ہے یَصْلَوْنَهَا (وہ اس میں داخل ہونگے) فَبِئْسَ الْمِهَادُ (وہ بہت برا ٹھکانہ ہے) سونے والا جو کپڑا سونے کیلئے نیچے بچھاتا ہے آگ کو اس بچھونے سے تشبیہ دی ہے۔

۵۷: هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ (یہ لوگ پس اس کو چکھیں یہ کھولتا ہوا پانی ہے) یعنی یہ گرم کھولتا پانی ہے پس اس کو چکھیں۔

نحو: هذا مبتدأ اور حمیمٌ اس کی خبر ہے اور غساق یہ خبر پر معطوف ہے فلیذوقوہ یہ جملہ معترضہ ہے۔ نمبر۲۔ العذاب مبتدأ هذا اس کی خبر ہے۔ فلیذوقوہ جملہ معترضہ ہے پھر ھو مبتدأ محذوف اور حمیم و غساق اس کی خبر ہے۔

قراءت: حمزہ، علی، حفص نے غساق کو تشدید سے پڑھا ہے۔

اور تخفیف سے بھی ہے۔ غساق وہ کچ لہو جو جہنم والوں کے زخموں سے بہے گا۔ کہا جاتا ہے غَسَقَتِ العین آنکھ بہہ پڑی۔

## ایک قول:

الحمیم وہ گرم پانی جو اپنی حرارت سے جلائے۔ الغساق وہ ٹھنڈا پانی جو ٹھنڈک سے جما دے۔

۵۸: وَّاٰخَرُ (اور دوسری) یعنی دوسرا عذاب یا چکھائی گئی دوسری چیز مِنْ شَكْلِهٖٓ (اسی قسم کی) مذکور عذاب جیسی۔

قراءت: بصری قراء نے اُخَرُ پڑھا۔ یعنی مَذُوقات اُخَرُ من شکل هذا المذوق فی الشدة و الفظاعة۔ دوسری چکھنے کی چیزیں جو ذلت و سختی میں اس کی طرح ہونگی۔ اَزْوَاجٌ (طرح طرح کی چیزیں) یہ آخر کی صفت ہے کیونکہ جائز ہے۔ کہ اس کی اقسام ہوں۔

## جہنمیوں کی باہمی چپقلش:

۵۹: هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ (یہ ایک جماعت) اور آئی جو تمہارے ساتھ گھس رہی ہے) یہ اکٹھی جماعت ہے جو تمہارے ساتھ دوزخ میں گھسنا چاہتی ہے یعنی تمہارے ساتھ ہی دوزخ میں داخل ہو رہی ہے۔ الاقتحام کسی چیز میں زبردستی داخل ہونا۔ القحمہ سختی کو کہتے ہیں۔ یہ سرکش سرداروں کو باہمی کلام ہے۔ فوج سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے ساتھ گمراہی میں گھس گئے پس وہ ان کے ساتھ عذاب میں گرفتار ہونگے۔ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ (ان پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار!) یہ اپنے پیروکاروں کے متعلق بددعا ہے تم دعا کیلئے کہو گے مرحبًا ای اتیت رحبًا من البلاد لا ضیقًا (تو کھلی جگہ میں آیا نہ کہ تنگی میں) یا رحبت بلادك رحبًا۔ پھر اس پر لا داخل کیا گیا اور بددعا کیلئے لایا گیا ہے۔

نحو: بھم میں ان لوگوں کا بیان ہے جن کے متعلق بددعا کی گئی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ (یہ بھی دوزخ میں ہی آ رہے ہیں) داخل ہو رہے ہیں۔ اس میں ان کے جلد بددعا دینے کی علت بیان کی گئی ہے۔ ایک قول یہ ہے ھذا فوج مقتحم یہ جہنم کے داروغہ کا کلام ہے۔ جو وہ رو سائے کفار کو ان کے پیروکاروں کے سلسلہ میں کریں گے۔ اور لا مرحبًا بھم انھم صالوا النار ۔ یہ رؤساء کا کلام ہے۔ **ایک قول** یہ ہے یہ تمام جہنم کے داروغہ فرشتوں کا کلام ہے۔

۶۰: قَالُوْا (وہ کہیں گے) وہ پیروکار بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ (بلکہ تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو) یعنی جو بددعا ہمیں دے رہے ہو وہ تمہارے لائق ہے اور پھر اس کی علت بتلائی اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا (بلکہ تمہیں تو یہ ہمارے سامنے لائے) ہٗ کی ضمیر عذاب کی طرف راجع ہے یا ان کے داخلے کی طرف لوٹتی ہے یعنی تم نے ہمیں اس کی طرف بلایا پس ہم نے تمہاری اتباع میں کفر اختیار کیا۔ فَبِئْسَ الْقَرَارُ (پس وہ بہت برا ٹھکانہ ہے) یعنی آگ۔

۶۱: قَالُوْا (وہ کہیں گے) پیروکار رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا (اے ہمارے رب جو شخص اس کو ہمارے آگے لایا اس کو دوگنا عذاب دیجیو) ضعف بمعنی مضاعف ہے بڑھا کر دیا جائے۔ فِي النَّارِ (دوزخ میں) بڑھائی والا عذاب جیسا دوسرے ارشاد میں فرمایا ربنا ھٰؤلاءِ اضلونا فاٰتھم عذابا ضعفا [الاعراف:۳۸] ضعف اسی طرح کا اور بڑھاتا۔

## جہنم والوں کا جنت والوں کے متعلق باہمی سوال:

۶۲: وَقَالُوْا (وہ کہیں گے) کفار کے سرداروں کی طرف ضمیر لوٹتی ہے۔ مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا (کیا بات ہے ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے) كُنَّا نَعُدُّهُمْ (ہم ان کو شمار کرتے تھے) دنیا میں مِّنَ الْاَشْرَارِ (برے لوگوں میں سے) رذیل جن میں کوئی خیر نہ پائی جائے اور نہ شرافت ۔

۶۳: اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا (کیا ہم نے ان کا مذاق اڑا رکھا تھا)

قراءت: یہ قراءت ابوعمرو، حمزہ، کسائی کی ہے اور خبر کے انداز سے عراقی قراء نے سوائے عاصم کے پڑھا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ رِجَالًا کی صفت ہے یہ کنا نعدھم من الاشرار کی طرح ہے دیگر تمام قراء نے ہمزہ استفہام سے پڑھا ہے اس طرح تمسخر کا اپنے نفوس کے متعلق انکار ہے۔ مدنی، حمزہ، علی، خلف، مفصل نے سُخْرِيًّا پڑھا ہے۔

اَمْ زَاغَتْ (یا چکرا رہی ہیں) عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ (ان سے آنکھیں) یہ مالنا سے متصل ہے۔ مطلب یہ ہے مالنا لا نراھم فی النار کانھم لیسوا فیھا ؟ بل ازاغت عنھم ابصارنا فلانراھم وھم فیھا؟ ہمیں کیا ہوا کہ ہم ان کو آگ میں دیکھ نہیں رہے گویا آگ میں نہیں ہیں؟ بلکہ ہماری آنکھیں ان سے پھر گئیں جس کی بناء پر ہم ان کو دیکھ نہیں رہے اگر وہ اس میں ہیں؟ انہوں نے اپنے معاملے کو دو باتوں میں منحصر کیا کہ آیا وہ اہل جنت سے ہیں یا اہل دوزخ سے ہر دو حالتوں میں ان کی جگہ ہمیں نظر نہیں آ رہی۔

۶۴: اِنَّ ذٰلِكَ (بیشک یہ بات) جو ہم نے ان کی طرف سے بیان کی ہے۔ لَحَقٌّ (بالکل سچی بات ہے) یہ سچائی ہر صورت پوری



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

آپ فرما دیجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو واحد ہے قہار ہے وہ آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے اندر ہے ان سب کا رب ہے، عزیز ہے، غفار ہے، آپ فرما دیجئے کہ یہ بڑی خبر ہے تم اس سے

مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ يُّوْحٰٓى

اعراض کیے ہوئے ہو، مجھے ملأ اعلیٰ کا کچھ علم نہیں ہے جبکہ وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں، میری طرف تو صرف

اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾

یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ میں واضح طور پر ڈرانے والا ہوں۔

ہو کر رہے گی وہ ضرور کلام کریں گے پھر بتلایا کہ وہ کیا بات سچی ہے فرمایا۔ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ (جہنمیوں کا باہمی لڑنا جھگڑنا) جب اللہ تعالیٰ نے ان کے باہمی لے دے اور گفتگو کو اس بات سے تشبیہ دی جو دو باہمی جھگڑنے والوں میں ہوتی ہے۔ تو اس کو تخاصم سے تعبیر فرما دیا۔ کیونکہ سرداروں کا قول لا مرحبا بھم اور ان کے معتقدین کا قول بل انتم لا مرحبا بکم یہ خصومت و جھگڑے ہی کی قسم میں سے ہے۔ اس وجہ سے ان کی ساری گفتگو کو تخاصم کہہ دیا۔ کیونکہ ان کی باتوں میں مخاصمت پائی جاتی ہے۔

۶۵: قُلْ (کہہ دیں) اے محمد ﷺ ان مشرکین مکہ کو۔ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ (کہ میں تو ڈرانے والا ہوں) میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈر سنانے والا اور ان کے عذاب سے ڈرانے والا رسول ہوں۔ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ (اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی عبادت کے لائق نہیں) اور میں تمہیں کہتا ہوں کہ توحید باری تعالیٰ یہی دین حق ہے اور تمہارا یہی اعتقاد ہونا چاہیے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو الْوَاحِدُ (اکیلا ہے) بلا شریک و شرکت غیر۔ الْقَهَّارُ (غالب) ہر شئی پر۔

۶۶: رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (وہ پروردگار آسمان و زمین کا ہے اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں) تمام جہاں میں بادشاہی و ربوبیت اسی ہی کیلئے ہے۔ الْعَزِيْزُ (زبردست) وہ ذات جب وہ سزا دے تو مغلوب نہیں ہوتا۔ الْغَفَّارُ (بخشش کرنے والا ہے) جو گناہوں سے اس کی پناہ میں آئے۔

## توحید کا عظیم الشان مضمون:

۶۷: قُلْ هُوَ (آپ کہہ دیجئے یہ) یعنی جو میں نے اپنے رسول منذر ہونے کی خبر دی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لا شریک ہے نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ایک عظیم الشان مضمون ہے) شدید ترین غافل ہی اس سے اعراض کر سکتا ہے۔ پھر تمہارا حال یہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۶۸: اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ (کہ اس سے تم بے پروائی اختیار کرنے والے ہو) غافل ہونے والے ہو۔

۶۹: مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ (مجھے عالم بالا کی کچھ بھی خبر نہ تھی جبکہ وہ گفتگو کر رہے تھے) اس سے آپ کی نبوت کے صحیح ہونے پر استدلال کیا گیا کہ آپ ملأ اعلیٰ کی باہمی گفتگو کی اطلاع دے رہے ہیں۔ جس کا آپ کو پہلے بالکل علم نہ تھا۔ پھر اسکو جان لیا اور جاننے کیلئے وہ طریقہ اختیار نہیں کیا جو لوگ اختیار کرتے ہیں کہ جس کو نہیں جانتے اس کو اس علم کے جاننے والوں سے اخذ کرتے اور لیتے ہیں اور کتب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جب یہاں ان میں سے کوئی ذریعہ ثابت نہیں تو ثابت ہوا کہ وحی سے ہی معلوم ہوئی ہے۔

۷۰: اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (میرے پاس وحی صرف اس سبب سے آتی ہے کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں) یعنی اس لئے کہ میں کھلا ڈرانے والا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ میرے پاس وحی ڈر سنانے کے لئے ہوتی ہے۔

نحو: لام کو حذف کر دیا گیا اور فعل کو اس تک پہنچا کر منصوب ہوا اور یہ بھی درست ہے کہ اس معنی کے لحاظ سے یہ مرفوع ہو مایوحی الی الا هذا وهو ان انذروا بلغ ولا افرّط في ذلك یعنی مجھے صرف اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں ڈراؤں اور بلا کم و کاست پہنچا دوں۔ اس کے علاوہ اور کچھ میرے ذمہ نہیں۔

قراءت: اِنَّمَآ کو مکسور یزید نے حکایۃً پڑھا ہے۔ یعنی الا هذا القول وهو ان اقول لكم انما انا نذير مبين ولا ادعی شيئا آخر، مگر یہ قول کہ میں تمہیں کہوں انما انا نذير مبين اس کے علاوہ اور کسی چیز کا دعویٰ نہ کروں۔ ایک قول یہ ہے النبأ العظیم سے مراد قصص آدم علیہ السلام اور بغیر کسی سے سننے کے ان کی اطلاع دینا۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: النبأ العظيم سے قرآن مجید مراد ہے۔ قول حسن رحمہ اللہ قیامت کا دن مراد ہے۔ اور ملأ اعلیٰ سے اصحاب القصہ۔ یعنی ملائکہ، آدم، ابلیس مراد ہیں کیونکہ وہ آسمان میں تھے اور گفتگو ان کے مابین ہوئی۔

اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ (جبکہ وہ گفتگو کر رہے تھے) یہ محذوف سے متعلق ہے اس کا معنی یہ ہے ما كان لي من علم بكلام الملأ الاعلی وقت اختصامهم مجھے کوئی علم نہ تھا۔ ملأ اعلیٰ کی گفتگو کا جب کہ وہ آپس میں مصروف گفتگو تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝۷۱ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ

جب کہ آپکے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ بیشک میں کیچڑ سے ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں، سو جب میں اسے پوری طرح بنا دوں اور اس میں اپنی روح

مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝۷۲ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝۷۳ اِلَّآ اِبْلِیْسَ

پھونک دوں تو اسکے لئے سجدہ میں گر پڑنا، سو سارے فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا

اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۷۴ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

اسنے تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس تجھے اس بات سے کس چیز نے روکا کہ تو اسے سجدہ کرے جسے میں نے

بِیَدَیَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ۝۷۵ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ

اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا کیا تو نے تکبر کیا یا یہ کہ تو بڑے درجے والوں میں سے ہے ابلیس نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں مجھے آپ نے

مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝۷۶ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝۷۷ وَّاِنَّ

آگ سے اور اسے کیچڑ سے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو تو یہاں سے نکل جا کیونکہ بلاشبہ تو مردود ہے اور قیامت کے

عَلَیْكَ لَعْنَتِیْٓ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۷۸ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝۷۹

دن تک تجھ پر میری لعنت ہے ابلیس نے کہا اے میرے رب مجھے اس دن تک مہلت دیجئے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے۔

## تخلیق آدم علیہ السلام کی فرشتوں کو اطلاع:

۷۱: اِذْ قَالَ رَبُّكَ (جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا)۔

نحو: اذ قال یہ اذ یختصمون سے بدل ہے۔ آدم علیہ السلام کی شان میں فرشتے کی زبان پر فرمایا۔

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ (کہ میں گارے سے ایک بشر بنانے والا ہوں) اور فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفة قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا [البقرة:۳۰]

۷۲: فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ (پس جب میں اس کو پورا بنا چکوں) جب میں اس کی خلقت کی تکمیل کر دوں اور درست کر دوں۔ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں) وہ جس کو میں نے بنایا۔ روح کی اضافت تخصیص کیلئے ہے جیسے بیت اللہ، ناقة اللہ۔ مطلب یہ ہے اس کو زندہ کر دوں اور حسن والا بنا دوں اور جاندار کر دوں۔ فَقَعُوْا (پس تم سب گر جانا) یہ وقع یقع سے امر ہے یعنی سقطوا علی الارض معنی سجدہ کرو۔ لَهٗ سٰجِدِیْنَ (اس کے روبرو سجدہ میں) ایک قول یہ ہے۔ یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

جھکنا تھا جو کہ تواضع پر دلالت کرتا ہے ایک قول یہ سجدہ اللہ تعالیٰ ہی کو تھا یا سجدہ سلام و تعظیم تھا۔

## فرشتوں کا سجدہ اور ابلیس کا انکار:

۷۳: فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ (پس سارے کے سارے فرشتوں نے سجدہ کیا) کل احاطہ کیلئے ہے اور اجمعون اجتماع کیلئے کہ مل کر کیا۔ پس اس سے نتیجہ نکلا کہ انہوں نے مل کر ایک ہی وقت میں تمام نے سجدہ کیا کوئی پیچھے نہ رہا۔

۷۴: اِلَّآ اِبْلِیْسَ اِسْتَکْبَرَ (مگر ابلیس نے تکبر کیا) سجدہ کرنے سے بڑائی ظاہر کی وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ (اور کافروں میں سے ہوگیا) حکم کے انکار کی وجہ سے کافروں میں سے ہوگیا۔

۷۵: قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ (فرمایا اے ابلیس کونسی چیز تجھ کو سجدہ کرنے سے مانع بنی) تمہیں کس چیز نے سجدہ سے روکا۔ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ (جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا) یعنی بلا واسطہ کے میرے حکم کو مانتے ہوئے اور میرے خطاب کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے۔

## نادر تحقیق:

یہ بات گزری ہے کہ دو ہاتھوں والا اعمال کو چونکہ براہ راست ہاتھوں سے انجام دیتا ہے۔ اس لئے تمام اعمال پر ہاتھوں کا عمل اس قدر غالب آیا کہ تمام اعمال کی تعبیر یدین سے کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اعمال قلبیہ کیلئے بھی کہتے ہیں ھو ما عملت یداك بلکہ جس آدمی کے ہاتھ بالکل نہ ہوں اس کو بھی کہتے ہیں۔ یداك اَوکتا وفوك نفخ یہاں تک کہ اس قول ھذا مِمَّا عَمِلَتْہُ وھذا مما عَمِلَتْہُ یداك۔ میں کوئی فرق نہیں رہا۔ اور اس ارشاد کا مطلب یہی ہے مما عملت ایدینا [یٰسٓ:۷۱] اور لما خلقتُ بیدی۔

اَسْتَکْبَرْتَ (کیا تو غرور میں آ گیا) یہ استفہام انکاری ہے۔ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ (یا تو بڑے درجہ والوں میں سے ہے) جن پر تو بلند ہوا اور فوقیت لے گیا۔ ایک قول کیا تو نے اب تکبر کیا یا ہمیشہ سے متکبرین میں سے چلا آ رہا ہے۔

## بڑائی کا دعویٰ:

۷۶: قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ (کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور) مِنْ طِیْنٍ (اس کو خاک سے پیدا کیا) یعنی اگر وہ آگ سے پیدا ہوا ہوتا تو ضرور اس کو بھی سجدہ نہ کرتا۔ اس لئے کہ وہ میری طرح کی مخلوق ہے پس میں اس کو کیسے سجدہ کر سکتا ہوں جو مجھ سے کم درجہ ہے؟ کیونکہ وہ مٹی سے بنا ہے اور آگ مٹی پر غالب ہے اور اس کو کھا جاتی ہے۔

نحو: دوسرا جملہ پہلے کیلئے اسی طرح لایا گیا جیسے عطف بیان اپنے معطوف علیہ کیلئے ہوتا ہے۔ اور دوسرا جملہ خلقتنی من نار ہے۔

۷۷: قَالَ فَاخْرُجْ مِنْھَا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو اس سے نکل) ھا سے مراد جنت۔ نمبر۲۔ یا آسمان۔ نمبر۳۔ اس خلقت سے جس



BestUrduBooks.wordpress.com

میں تو تھا کیونکہ وہ اپنی خلقت پر فخر کرنے لگا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی خلقت کو بدل دیا۔ سفید رنگت سے سیاہ ہو گیا خوبصورت سے بدصورت اور نورانی سے ظلمانی بن گیا۔ فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ (بیشک تو مردود ہے) دھتکارا ہوا ہے۔ ابلیس نے مٹی سے پیدا ہونے والی چیز کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور پھسل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے تعمیل میں ذرا توقف نہ کیا اللہ تعالیٰ کے خطاب اور حکم کی عظمت کے پیش نظر شیطان حکم الٰہی کو چھوڑ کر ملعون اور مردود ہو گیا۔

۷۸: وَّاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْٓ (اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے)

قراءت: مدنی نے لَعْنَتِیَ پڑھا۔ لعنت ہر خیر سے دوری کو کہا جاتا ہے۔

اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ (قیامت کے دن تک) یوم جزاء تک اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اس کی لعنت کا یوم جزاء کو خاتمہ ہو جائے گا۔ اور پھر وہ منقطع ہو جائے گی۔ کیونکہ اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں تو صرف اس پر لعنت ہے اور جب قیامت کا دن آ جائے گا۔ تو لعنت کے ساتھ عذاب بھی مل جائے گا۔ اور لعنت کا اکیلا ہونا ختم ہو جائے گا۔ نمبر۲۔ جب زمانہ رحمت میں اس پر لعنت ہو رہی ہے تو جب رحمت کا وقت ہی نہیں تو اس پر کیونکر رحمت ہو گی اور لعنت منقطع بھی کیسے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَذَّنَ مؤذن بینھم ان لعنۃ اللّٰہ علی الظالمین [الاعراف:۴۴]

۷۹: قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ (کہنے لگا اے میرے رب تو مجھے مہلت دے) انظر بمعنی امھل ہے۔ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک)



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک وقت معلوم کے دن تک تجھے مہلت دی گئی۔ ابلیس نے کہا سو تیری عزت کی قسم

لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ

میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا سوائے آپ کے ان بندوں کے جو منتخب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں سچ کہتا ہوں اور سچ ہی

اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾

کہا کرتا ہوں۔ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے ضرور بھر دوں گا جو تیرے پیچھے چلیں گے۔

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

آپ فرما دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں، یہ تو صرف جہان والوں کے لئے

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ ع ۵

ایک نصیحت ہے اور کچھ عرصہ کے بعد تم اس کا حال ضرور جان لو گے۔

۸۰: قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (فرمایا بیشک تجھے مہلت دے دی گئی)

۸۱: اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (معین وقت کی تاریخ تک تجھے مہلت دے دی) الوقت المعلوم سے مراد وہ وقت جس میں نفخہ اولی ہوگا۔ اور نفخہ کا وقت اس دن کے اجزاء میں سے ہے۔ المعلوم کا معنی بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معلوم و معین ہے۔ نہ متقدم ہوگا اور نہ متاخر۔

۸۲: قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (کہنے لگا تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو گمراہ کروں گا) شیطان نے عزت الٰہی کی قسم کھائی! عزت سے سلطنت اور غلبہ الٰہی مراد ہے۔

۸۳: اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کئے ہوئے ہیں)

قراءات: مُخْلِصِيْنَ، مکی، بصری و شامی قراء نے لام کا کسرہ پڑھا۔

۸۴: قَالَ فَالْحَقُّ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں سچ کہتا ہوں)

نحو: الحقُّ رفع کے ساتھ علی کے علاوہ دیگر کوفی قراء نے پڑھا ہے۔ اور ابتداء کی وجہ سے مرفوع مانا ہے۔ ای الحقُّ قسمی یا خبر کی بناء پر مرفوع ہے۔ ای انا الحقُّ۔ نمبر۲۔ دیگر قراء نے نصب سے پڑھا ہے اس لئے کہ یہ مقسم بہ ہے جیسا کہ اس طرح کہا جاتا ہے اللّٰہَ افعلن کذا۔ یعنی باء کو حذف کر دیا تو منصوب پڑھا گیا۔ اور اس کا جواب قسم لأ ملان ہے۔ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ (اور



BestUrduBooks.wordpress.com

میں سچ ہی کہا کرتا ہوں )

نحو: مقسم بہ اور مقسم علیہ کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ اور اقول کی وجہ سے منصوب ہے اور اس کا معنی یہ ہے و لا اقول الا الحق میں حق ہی کہتا ہوں۔ الحق سے مراد اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک مراد ہے۔ جو اس آیت میں آیا ہے بان اللّٰہ ھو الحق [الحج:۶۲] نمبر۲۔ الحق یہ باطل کی ضد ہے اس کی قسم سے حق کی شان بڑھانا مقصود ہے۔

## اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان:

۸۵: لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ (میں ضرور جہنم بھرونگا تجھ سے) منك سے مراد تیری جنس سے اور مراد شیاطین ہیں۔ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ سے مراد اولادِ آدم ہے (ان میں سے جو تیرا ساتھ دے گا) اَجْمَعِيْنَ (تمام) یعنی جہنم میں تابع اور متبوع تمام ہونگے یہ کہہ کر بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے۔

۸۶: قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ (کہہ دیجئے میں اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا) علیہ کی ضمیر قرآن مجید یا وحی کی طرف راجع ہے۔ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں) ان لوگوں میں سے جو بناوٹ کرتے اور ایسے کاموں کیلئے تزیین کرتے ہیں جن کے وہ اہل نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی تم میرے بارے میں جانتے ہو کہ میں نے کبھی تکلف و تصنع کیا ہو۔ اور نہ ہی کسی ایسے کام کا دعویٰ کرتے پایا ہو جو میرے پاس نہ ہو یہاں تک کہ میں نبوت کی نسبت کروں اور قرآن بنا لاؤں۔

۸۷: اِنْ هُوَ (نہیں ہے وہ) قرآن مجید اِلَّا ذِكْرٌ (مگر نصیحت) اللہ تعالیٰ کی طرف سے لِّلْعٰلَمِيْنَ (تمام جہان والوں کیلئے) جن و انس کیلئے اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی تاکہ میں اس کو پہنچا دوں۔

## فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم :

متکلف کی تین علامات ہیں۔ نمبر۱۔ اپنے سے بڑے کے ساتھ منازعت و جھگڑا کرتا ہے۔ نمبر۲۔ وہ کہتا ہے جو وہ جانتا نہیں۔ نمبر۳۔ وہ دیتا ہے جو وہ پاتا نہیں (الثعلبی)

۸۸: وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ (اور تھوڑے دنوں بعد تم کو اس کا حال معلوم ہو جائے گا) ہٗ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف لوٹ رہی ہے اور جو اس میں وعدے اور وعید اور بعث و نشور کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بعد حین سے مراد ہے موت کے بعد کا وقت یا یوم بدر یا قیامت کا دن۔

## ربط اوّل و آخر:

ابتدائے سورت ذکر سے کی گئی اور اختتام سورت بھی ذکر پر فرمائی۔

الحمد للہ تمت ترجمۃ سورۃ ص لیلۃ الخمیس بعد نصف الیل بعونہ و فضلہ ومنّہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانِيْ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الزمر مکہ میں نازل ہوئی اس کی پچھتر آیات اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ

یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ کی طرف سے جو غلبہ والا ہے۔ حکمت والا ہے۔ بلاشبہ ہم نے آپکی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی سو آپ اللہ کی عبادت کیجئے

مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ② اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ

وقف لازم

اسطرح سے کہ اسی کے لئے دین خالص ہو، خبردار اللہ ہی کے لئے دین خالص ہے اور جن لوگوں نے اس کے علاوہ شرکاء بنا لئے

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ

وہ کہتے ہیں کہ ہم انکی عبادت صرف اسی لئے کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ کا زیادہ مقرب بنا دیں۔جن باتوں میں یہ لوگ اختلاف

يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ③ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا

کرتے ہیں بلاشبہ اللہ انکے درمیان فیصلہ فرما دیگا بلاشبہ اللہ ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہو کافر ہو، اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو اولاد بنائے

لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ④

تو جسے چاہتا اپنی مخلوق میں سے منتخب فرما لیتا،وہ پاک ہے وہ اللہ ہے،تنہا ہے زبردست ہے

۱: تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ تعالیٰ غالب حکمت والے کی طرف سے)۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ الکتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔

نحو: مبتدأ تنزیل الکتاب اور خبر من اللہ ہے۔

مِنَ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتری ہے یا مبتدأ محذوف کی خبر ہے اور جار و مجرور تنزیل کا صلہ ہے۔ نمبر۲۔ غیر صلہ ہے بلکہ دوسری خبر ہے۔ یا مبتدأ محذوف کی خبر ہے جس کی تقدیر کلام یہ ہے ھذا تنزیل الکتاب ھذا من اللّٰہ یہ کتاب کا اترنا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ الْعَزِيْزِ (وہ زبردست ہے) اپنی سلطنت میں الْحَكِيْمِ (حکمت والا ہے) اپنی تدبیر میں۔

۲: اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ (ہم نے ٹھیک طور پر اس کتاب کو آپ کی طرف نازل کیا ہے) یہ تکرار نہیں کیونکہ پہلا تو



BestUrduBooks.wordpress.com

کتاب کیلئے بطور عنوان ہے اور دوسرا اس بات کو ظاہر کرنے کیلئے کہ کتاب میں کیا ہے۔ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ (پس آپ خالص اعتقاد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں)۔

نحو: مخلصًا یہ حال ہے۔ اور الدین یہ مخلصًا کی وجہ سے منصوب ہے۔ اندرونی صفائی کے ساتھ دین کو شرک وریاکاری سے خالص کرنے والے بنو۔

قراءت: الدینُ کو رفع کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور اس کے مرفوع ہونے کا حق یہ ہے کہ مخلصًا پڑھیں۔

۳: اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (سنو! عبادت جو خالص ہو وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے) یعنی اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس کا طاعت کے ساتھ خاص کرنا ضروری ہے جس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تمام غیوبات واسرار پر کامل اطلاع ہے۔

## قولِ قتادہ رحمہ اللہ:

الدین الخالص سے لا الٰہ اِلَّا اللّٰہ کی شہادت مراد ہے۔ قول حسن رحمہ اللہ: اسلام مراد ہے۔

## جھگڑے والوں میں فیصلہ:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ (اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور شرکاء تجویز کر رکھے ہیں) اولیاء کا معنی یہاں معبود ہے یہ مبتدا اس کی خبر محذوف ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے والذین عبدوا الاصنام یقولون۔ بتوں کے پجاری کہتے ہیں۔ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں) زُلْفٰى مصدر ہے جس کا معنی تقرب ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ (بیشک اللہ تعالیٰ ان کے مابین فیصلہ کریں گے) یعنی مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے) ایک قول یہ ہے جب مسلمان انہیں کہتے کہ آسمان وزمین کو کس نے بنایا؟ وہ کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے۔ جب مسلمان ان کو کہتے تم ان بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ وہ کہنے لگے مانعبد هم الا لیقربونا الی اللّٰہ زلفی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جھگڑا کرنے والے فریقوں میں فیصلہ فرمائیں گے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ (بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو راہ پر نہیں لاتے جو جھوٹا کافر ہو) یعنی اس کی راہنمائی نہیں فرماتے جس کے متعلق اس کے علم میں ہو کہ وہ کفر ہی کو اختیار کرے گا۔ راہنمائی کا مطلب ہدایت کی توفیق عنایت کرنا اور کفر اختیار کر لینے پر اس کی اعانت نہیں فرماتے بلکہ اس کو رسوا کرتے ہیں۔ کذب سے مراد ان کا قول کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اسی لئے ان کے خلاف اس انداز سے حجت پیش فرمائی۔

۴: لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى (اگر اللہ تعالیٰ اپنے لئے اولاد بنانے کا ارادہ کرتا تو ضرور اپنی مخلوق میں) مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ (سے جس کو چاہتا منتخب فرماتا) یعنی اگر تمہارے خیال کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹا بنانا جائز ہوتا تو پھر وہ اپنی مرضی سے جس مخلوق کو چاہتا منتخب کرتا تمہارے انتخاب ومشورہ کی ضرورت نہ تھی۔ سُبْحٰنَهٗ (وہ پاک ہے) اس نے اپنی ذات کو اس سے



BestUrduBooks.wordpress.com

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ

اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا اور رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اس نے

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۵ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

مسخر فرمایا ہے، ہر ایک وقت مقرر تک جاری ہے، خبردار وہ زبردست ہے بڑا بخشنے والا ہے، اس نے تمہیں ایک جان سے

وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۗ يَخْلُقُكُمْ فِيْ

پیدا فرمایا پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا، اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ قسم کے جوڑے بنائے، وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۗ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۗ

پیدا فرماتا ہے ایک پیدائش دوسری پیدائش کے بعد ہوتی ہے۔ تین اندھیریوں میں۔ یہ اللہ ہے تمہارا رب ہے اسی کے لئے ملک ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝۶

اس کے سوا کوئی معبود نہیں سو تم کہاں پھرے جا رہے ہو۔

منزہ اور پاک قرار دیا کہ اولیاء و اولاد میں سے کوئی بھی اس کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔ اس پر آیت کا اگلا حصہ دلالت کر رہا ہے۔ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (وہ اللہ اکیلا زبردست ہے) یعنی وہ اکیلا ہے اور گنتی کے ملانے سے پاک اور اولاد و جزئیت سے بلند و بالا ہے ہر چیز پر زبردست و غالب ہے اور ان کے معبود تو چیزوں میں سے ہیں پھر وہ کس طرح اس کے شریک و سہیم ہوسکتے ہیں۔

## آسمان وزمین کی تخلیق اور سورج کی تسخیر ایک وحدہ لاشریک کا قبضہ ظاہر کرتی ہے:

۵: پھر آسمان وزمین کی تخلیق اور دن رات کی تکویر اور سورج و چاند کی تسخیر اور ان کا ایک وقت مقررہ کیلئے چلنا اور ایک نفس آدم سے تمام زمین میں انسانوں کو بسا دینا اور ان کے لئے چوپاؤں کو پیدا کرنا اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ سب کام ایک وحدہ لاشریک کے قبضہ میں ہیں۔ جو سب پر غالب وزبردست ہے چنانچہ فرمایا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ (اس نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا فرمایا وہ رات کو دن اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے) التکویر موڑنا، لپیٹنا۔ کہا جاتا ہے کار العمامة علی رأسه و کوّرها اس نے پگڑی کو سر پر لپیٹا معنی یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو غائب کر دیتا ہے جبکہ وہ اس پر طاری ہوتا ہے۔ اس کے غائب کرنے کو ایسی شئی سے تشبیہ دی جو ظاہر ہو اور اس پر کوئی ایسی چیز لپیٹ دیں جو اس کو آنکھوں سے غائب کر دے۔ یا ایک ان میں سے دوسرے پر پے در پے حملہ آور ہوتا ہے پس اس کو پگڑی کے پے در پے بلوں سے تشبیہ دی گئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى (اور سورج اور چاند کواس نے کام میں لگا رکھا ہے۔ ہر ایک ان میں سے ایک وقت مقررہ تک چلتا رہے گا) یعنی قیامت کے دن تک اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ (یاد رکھو کہ وہ زبردست ہے) وہ غالب اور قادر ہے ان لوگوں کو سزا دے سکتا ہے جو سورج و چاند کی تسخیر کو معتبر نہیں مانتے اور ان کی تسخیر پر ان کا ایمان نہیں۔ الْغَفَّارُ (وہ بخشنے والا ہے) جو سوچ و بچار کرے اور عبرت حاصل کر کے ان کے مدبّر پر ایمان لائے۔

۶: خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (اس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا) یعنی آدم علیہ السلام سے ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا (پھر اسی سے اسکا جوڑا بنایا) یعنی حواء کو اس کی سب سے چھوٹی پسلی سے۔ ایک قول یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد کو ان کی پشت سے چیونٹیوں کی مثل نکالا۔ پھر اس کے بعد حواء کو پیدا کیا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ (اور تمہارے لیے اس نے اتارے چوپایوں میں سے) یعنی بنا دیئے۔ یہ حسن بصریؒ کا قول ہے یا ان کو آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی جنت میں بنایا پھر ان کو اتارا کیونکہ چوپائے نباتات سے زندہ رہ سکتے ہیں اور نباتات پانی ہی سے باقی رہ سکتی ہیں اور پانی کو آسمان سے اتارا تو گویا ان کو بھی اتارا ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ (آٹھ جوڑے) یعنی مذکر و مؤنث چار قسموں میں سے اونٹ' گائے، بھیڑ، بکری، جیسا کہ سورۂ انعام کے اندر اس کو بیان کیا گیا ہے۔ الزوج کا لفظ اس واحد پر بولا جاتا ہے جس کے ساتھ اور بھی ہو۔ جب وہ منفرد ہو جائے تو وہ فرد اور وتر کہلاتا ہے۔

## تخلیق انسانی کے مراحل:

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ (وہ تم کو ماؤں کے پیٹ میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر بناتا ہے) نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر تکمیل تخلیق فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ (تین تاریکیوں میں) پیٹ کی تاریکی، پھر رحم اور جھلی کی تاریکی یا پشت کی تاریکی اور پیٹ اور رحم کی تاریکی ذٰلِكُمُ (جس کے یہ کام ہیں وہی) اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ (اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی اسی کی سلطنت ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں پھر تم کہاں پھرے جا رہے ہو) یعنی پھر کس طرح تم کو اس کی عبادت سے غیر کی عبادت کی طرف پھیرا جاتا ہے پھر اس نے بیان فرمایا کہ وہ سب سے بے نیاز ہے فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۫ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ

اگر تم کفر کرو سو بلاشبہ اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں فرماتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اس کو

لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تمہارے لئے پسند فرماتا ہے، اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹ جانا ہے، سو وہ تمہیں تمہارے سب

تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷

اعمال جتادے گا بلاشبہ وہ سینوں کی باتوں کا جاننے والا ہے۔

۷: اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ (اگر تم کفر کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا حاجتمند نہیں) یعنی تمہارے ایمان کا۔ تم اس کے محتاج ہو کیونکہ کفر میں تمہارا نقصان اور ایمان میں تمہارا فائدہ ہے۔

## وہ بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا:

وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ (وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا) کیونکہ کفر پر اللہ راضی نہیں اگرچہ کفر اور ایمان سب اس کے ارادہ سے ہے۔ وَاِنْ تَشْكُرُوْا (اور اگر تم شکر کرو گے) پس ایمان لے آؤ گے يَرْضَهُ لَكُمْ (تو اس کو وہ تمہارے لیے پسند کرتا ہے) یعنی تمہارے لیے شکر کو پسند کرتا ہے۔ کیونکہ وہ تمہاری کامیابی کا سبب ہے پس وہ اس پر تمہیں جنت بطور ثواب دے گا۔

قراءت: مکی اور علی نے یرضہ ہاء کے ضمہ اور اشباہ کے ساتھ پڑھا ہے اور نافع' ہشام اور عاصم تمام نے سوائے یحییٰ اور حماد کے ہا کے ضمہ اور بغیر اشباہ کے پڑھا ہے اور دیگر قراء نے ہاء کے سکون کے ساتھ پڑھا ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا) یعنی کسی کو دوسرے کے گناہ کے بدلے نہ پکڑا جائے گا۔ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ (پھر اپنے پروردگار کے پاس تم کو لوٹ کر جانا ہوگا) ربکم سے پہلے جزاء کا لفظ محذوف ہے یعنی اپنے رب کی جزاء کی طرف تم نے لوٹنا ہے۔ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (پس وہ تم کو تمہارے سب اعمال جتلا دے گا) پس تمہارے اعمال کی تمہیں خبر دے گا۔ اور اس پر تمہیں بدلہ دے گا۔ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (بلاشبہ وہ دلوں تک کی باتوں کو جانتا ہے) یعنی دلوں کی مخفی باتوں کو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا

اور انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارنے لگتا ہے اس کی طرف متوجہ ہو کر، پھر جب وہ اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرما دیتا ہے تو وہ اس

كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ

بات کو بھول جاتا ہے جس کے لئے پہلے پکارا تھا۔ اور اللہ کے لئے شریک تجویز کرنے لگتا ہے، تا کہ اسکی راہ سے گمراہ کرے، آپ فرما دیجئے کہ تو

بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ⑧ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ

اپنے کفر کے ذریعہ تھوڑا سا نفع حاصل کر لے، بلاشبہ تو دوزخ والوں میں سے ہے، کیا وہ شخص جو رات کے اوقات میں عبادت میں لگا ہوا ہوتا ہے حالت سجدہ میں اور

قَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ

حالت قیام میں آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے، آپ فرما دیجئے کیا وہ لوگ برابر ہیں جو جاننے والے ہیں

ع ۱ ۹ ۱۵ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑨ ع

اور جو جاننے والے نہیں ہیں، عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

## کافر کا طرزِ عمل:

۸: وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ (اور آدمی کو جب پہنچتی ہے) انسان سے یہاں ہر کافر یا ابوجہل مراد ہے۔ ضُرٌّ (آزمائش و تکلیف) اور مس کا لفظ اعراض کے لیے بطور مجاز بولا گیا۔ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ (تو اپنے رب کو اسی کی طرف رجوع کر کے پکارنے لگتا ہے) دعا سے اللہ ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اس کے غیر سے دعا نہیں کرتا۔ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ (پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو عطاء فرماتا ہے)۔ نِعْمَةً مِّنْهُ (اپنی طرف سے نعمت) ہ کی ضمیر اللہ عزوجل کی طرف لوٹتی ہے۔ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ (تو جس کے لیے پہلے سے پکار رہا ہے اس کو بھول جاتا ہے) یعنی اپنے اس رب کو بھول جاتا ہے جس کے سامنے وہ گڑگڑا رہا تھا۔

نحو: یہاں مَامَنْ کے معنی میں ہے جیسے اس آیت میں وما خلق الذکر والانثٰی [سورۃ اللیل:۳] یا اس نقصان کو بھول جاتا ہے جس کے دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو پکار رہا تھا وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا (اور اللہ تعالیٰ کے شریک بنانے لگتا ہے) انداد کا معنی امثال ہے۔ لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ (جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ سے دوسروں کو گمراہ کرتا ہے) سبیل سے یہاں اسلام مراد ہے۔ قراءت، مکی' ابوعمرو' یعقوب نے لِیَضِلَّ یاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

قُلْ تَمَتَّعْ (کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم بہار لوٹ لو) تمتع میں امر تہدید کے لیے آیا ہے۔ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا (اپنے کفر کے تھوڑے دنوں) یعنی دنیا میں اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ (تو دوزخیوں میں سے ہونے والا ہے) یعنی اصحب النار بمعنی اہل النار ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مؤمن کوخوف اور اُمید کے درمیان رہنا ضروری ہے:

۹: اَمَّنْ (آیا وہ شخص)۔

قراءت: مکی، نافع اور حمزہ نے تخفیف کے ساتھ پڑھا اور ہمزہ استفہام کو مَن پر داخل تسلیم کیا دیگر قراء نے تشدید کے ساتھ پڑھا اور اَم کو مَنْ پر داخل کیا۔

نحو: من مبتدأ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے :

اَمن ھُوَ قَانِتٌ کغیرہ یعنی امن ھو مطیع کمن ھو عاصٍ (وہ عبادت کرنے والا ہے) القُنُت کا معنی اللہ تعالیٰ کا مطیع۔ دلالت کلام کی وجہ سے اس کو حذف کر دیا (کمن ھو عاصٍ) کیونکہ کافر کا تذکرہ پہلے گزرا اور اس کے بعد بھی یہ ارشاد موجود ہے۔ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ انَآءَ الَّیْلِ (رات کے اوقات میں) سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ (اس حال میں کہ وہ سجدے اور قیام میں ہوتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے)

نحو: ساجد اور قائم دونوں قنتٌ کی ضمیر سے حال ہیں۔ یحذر الاخرۃ سے مراد یحذر عذاب الأخرۃ ہے۔ وَیَرْجُوْا رَحْمَۃَ رَبِّہٖ (اور وہ اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے) رحمت سے یہاں جنت مراد ہے۔

آیت یہ دلالت کر رہی ہے کہ مؤمن کا خوف اور امید کے درمیان رہنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ رب کی رحمت کا امیدوار ہو نہ کہ اپنے عمل کا اور اپنے عمل کی کوتاہی پر اس کے عذاب سے خوف زدہ ہو پھر رجاء جب حد سے بڑھ جاتی ہے تو امن بنتی ہے اور خوف جب حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو ناامیدی آجاتی ہے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا فلا یامن مکر اللّٰہ الا القوم الخسرون [الاعراف:۹۹] اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ انہ لا یایئسُ من روح اللّٰہ الاالقوم الکفرون [یوسف:۸۷] پس ضروری ہے کہ ان میں سے کوئی ایک چیز بھی اپنی حد سے تجاوز نہ کرے۔

قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ط (آپ کہہ دیجئے کیا علم والے اور جہالت والے برابر ہوتے ہیں) یعنی جو جانتے اور عمل کرتے ہیں گویا یہاں عمل نہ کرنے والے کو غیر عالم قرار دیا۔ اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی تذلیل ہے۔ جو علوم کو جمع کرتے ہیں پھر اس میں عاجزی اختیار نہیں کرتے اور اس میں طرح طرح کے فنون حاصل کرتے ہیں۔ پھر دنیا پر فریفتہ ہیں وہ اللہ کے ہاں جاہل ہیں اس لیے کہ اس آیت میں قانتین کو علماء قرار دیا گیا ہے۔ یا مراد اس سے تشبیہ دینا ہے کہ جس طرح عالم و جاہل برابر نہیں اسی طرح مطیع اور نافرمان برابر نہیں۔ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (بے شک وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل ہیں) الالباب جمع لُب کی ہے یعنی عقل والے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی نصیحت سے عقل والے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ

آپ فرما دیجئے کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو، یہی بات ہے کہ جن لوگوں نے اس دنیا میں اچھے کام کئے انکے لئے اچھا بدلہ ہے

وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩ قُلْ

اور اللہ کی زمین فراخ ہے، صبر کرنیوالوں کو ان کا پورا اجر بغیر کے حساب دیا جائے گا، آپ فرما دیجئے

اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ⑪ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑫

کہ بلاشبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اسطرح اللہ کی عبادت کروں کہ عبادت اسی کے لئے خالص ہو، اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں،

قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑬ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ⑭

آپ فرما دیجئے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب کا خوف رکھتا ہوں آپ فرما دیجئے کہ بیشک میں اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں اسطرح سے کہ میری عبادت اسی کے لئے خالص ہے

۱۰: قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ (کہہ دیجئے اے میرے ایمان والے بندو! تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو) اس کے اوامر کو بجالاؤ اور نواہی سے گریز کرو۔

قراءت: اکثر قراء کے ہاں یعباد بغیر یاء پڑھا گیا ہے۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ (ان لوگوں کیلئے جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لئے نیک صلہ ہے) یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ نحو: فی احسنوا کے متعلق ہے حسنة کے ساتھ متعلق نہیں یعنی آیت یہ ہے کہ جو اس دنیا میں اچھائی کرتے ہیں ان کے لئے آخرت میں بھلائی ہے آخرت کی بھلائی کا مطلب جنت ہے یعنی ان کو ایسی نیکی ملے گی جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

## سدی کا قول:

یہ حسنة سے متعلق ہے پھر حسنة کی تفسیر اس نے صحت وعافیت سے کی ہے۔

## نیکی میں کوتاہی والے کے ہاں کوئی عذر نہیں:

وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ (اور اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع ہے) جو لوگ نیکی میں کوتاہی کرنے والے ہیں ان کے ہاں کوئی عذر نہیں یہاں تک کہ اگر وہ یہ سبب بتائیں کہ وہ اپنے وطن میں نیکی کی زیادہ قدرت نہیں پاتے ہیں۔ تو انہیں بتلا دیا گیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع ہے اور ملک بے شمار ہیں۔ دوسرے ملکوں میں چلے جاؤ۔ اور انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی سیرتوں کی اتباع کرو کہ انہوں نے دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کی تا کہ نیکی میں اضافہ ہو اور اطاعت در اطاعت ان کو میسر آئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ (مستقل رہنے والوں کو پورا ملے گا) جنہوں نے ترکِ وطن، انقطاع خاندان اور دیگر گھبرا دینے والی پریشانیاں برداشت کرلیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مصائب برداشت کیے اور نیکی کی ترویج کیلئے دکھ اٹھائے۔ان کو ملے گا۔اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (ان کا اجر بے شمار) قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: حساب کرنے والے کا حساب اس کی طرف راہ نہیں پاسکتا اور نہ اس کو جانا جاسکتا ہے۔

نحو: یہ اجر سے حال ہے۔اس حال میں کہ وہ پورا دیا ہوا ہے۔

١١: قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ (کہہ دیجئے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں) ای بان اعبد اللہ باء محذوف ہے۔مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ (کہ عبادت کو اسی کے لیے خالص رکھوں) مجھے دین کے اخلاص کا حکم ہوا ہے۔

## اخلاص دین میں سبقت کا سبب ہے:

١٢: وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ (اور مجھے یہ حکم ہوا کہ سب مسلمانوں میں اول میں ہوں)۔مجھے یہ اس لئے حکم ہوا کہ میں مسلمانوں میں سب سے پہلا فرمانبردار بنوں یعنی ان میں دین کے لحاظ سے سب سے آگے اور دنیا و آخرت میں سب سے بڑھنے والا۔معنی یہ ہے کہ اخلاص دین میں سبقت کا سبب ہے جو جتنا زیادہ اخلاص برتنے والا ہے وہ سابق ہے۔پس پہلی بات یہ ہے کہ عبادت بمعہ اخلاص کا حکم ہوا۔دوسری بات سبقت کا حکم دیا۔جب دونوں ایک ہیں تو عطف کیسے درست۔ان کی جہت کے اختلاف نے ان کو الگ الگ کردیا جس سے ان کا عطف ایک دوسرے پر جائز ہے۔

١٣: قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں) یہ بات آپ اس کو فرما دیں جو آباء واجداد کے دین کی طرف لوٹنے کی آپ کو دعوت دے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار قریش نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہا کہ تم اپنے والد اور دادا اور اپنی قوم کے سرداروں کو نہیں دیکھتے کہ وہ لات وغیرہ کی پوجا کرتے تھے پس یہ آیت ان کی تردید میں اتاری گئی۔

١٤: قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِیْ (آپ کہہ دیجئے کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرتا ہوں کہ اپنی عبادت کو اسی ہی کیلئے خالص رکھتا ہوں) یہ آیت خبر دے رہی ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کو عبادت کے ساتھ خاص کرنے والے تھے۔دوسروں کو چھوڑ کر۔بہتر قول یہ ہے کہ اس میں اس بات کی اطلاع ہے کہ آپ کو عبادت و اخلاص کا حکم دیا گیا۔پس کلام اولاً تو نفس فعل اور اس کے اثبات کو ظاہر کررہا ہے۔اور ثانیاً کلام اس کے متعلق ہے جن کی وجہ سے یہ فعل کیا جائے۔اسی لیے اس پر اگلی آیت کو مرتب فرمایا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخٰسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ

سواسے چھوڑ کر تم جس کی چاہو عبادت کرو، آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ نقصان میں پڑنے والے وہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں سے اور اپنے اہل وعیال سے

الْقِيٰمَةِ ۗ أَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿۱۵﴾ لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ

خسارہ میں پڑ گئے۔ خبردار یہ صریح خسارہ ہے، ان کے لئے ان کے اوپر سے آگ کے شعلے ہوں گے اور ان کے نیچے سے بھی

ظُلَلٌ ۚ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِ عِبَادَهُ ۚ يٰعِبَادِ فَاتَّقُونِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ

شعلے ہوں گے، یہ وہ بات ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، اے میرے بندو سو تم مجھ سے ڈرو، اور جن لوگوں نے اس بات سے پرہیز کیا

أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ

کہ شیطان کی عبادت کریں اور وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے ان کے لئے خوشخبری ہے، سو آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں

فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ أَفَمَنْ حَقَّ

پھر اسکی اچھی سے اچھی باتوں کا اتباع کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی وہ لوگ ہیں جو عقل والے ہیں، سو جس شخص کے بارے میں

عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۗ أَفَأَنتَ تُنقِذُ مَن فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ

عذاب کی بات طے ہو چکی ہے کیا آپ اسے چھڑا لیں گے جو دوزخ میں ہے، لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرے انکے لئے بالا خانے بنے ہوئے

مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۖ وَعْدَ اللّٰهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيعَادَ ﴿۲۰﴾ أَلَمْ تَرَ

ہیں انکے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے، اللہ وعدہ خلاف نہیں فرماتا، کیا تو نے نہیں دیکھا

أَنَّ اللّٰهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ

کہ اللہ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر اسکو زمین کی سوتوں میں داخل کر دیا پھر اس کے ذریعہ کھیتیاں نکالتا ہے جن کی قسمیں مختلف ہیں

۲ ع ۱۲ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطٰمًا ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۲۱﴾

پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہے۔ سو تو اسے دیکھتا ہے پیلے رنگ کی حالت میں پھر وہ اسے چورا چورا بنا دیتا ہے، بلاشبہ اس میں عقل والوں کیلئے نصیحت ہے۔

۱۵: فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُونِهِ (پس اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تمہارا دل جس چیز کو چاہے اس کی تم عبادت کرو) فاعبدوا کا یہ امر تہدید کیلئے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## درجات کی بجائے درکات والے اصل خسارہ میں:

شانِ نزول: آپ کو کہا گیا اگر تم اپنے آباء کے دین کی مخالفت کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ (کہہ دیجئے پورے خسارہ اٹھانے والے وہی لوگ ہیں) مکمل خسارے اور اس کے تمام اسباب و وجوہ کو اپنے اندر جمع کرنے والے۔ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ (جو اپنی جانوں سے) ان کو آگ میں ہلاک کرنے کے سبب وَاَهْلِیْهِمْ (اور اپنے متعلقین سے خسارہ میں پڑے) یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (قیامت کے دن) کیونکہ انہوں نے ان کو گمراہ کیا پس وہ بھی آگ میں پہنچ گئے۔ اور ان کے نقصان کو اگلے حصہ آیت میں شدید ترین خسارہ قرار دیا گیا فرمایا اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ (سنو! کہ صریح خسارہ یہ ہے)

## تاکیدات:

نمبر۱۔ جملہ کی ابتداء حرف تنبیہ سے فرمائی۔ نمبر۲۔ مبتدأ اور خبر کے درمیان فاصلہ لایا گیا۔ نمبر۳۔ الخسران کو معرفہ لائے۔ نمبر۴۔ معرفہ کی المبین صفت لائے۔ نمبر۵۔ جملہ اسمیہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جنت کے بدلے آگ لے لی ہے۔ اور اپنے درجات کو درکات سے بدل ڈالا ہے۔

## پہلے آگ سے پھر اپنی ذات سے ڈرایا:

۱۶: لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ (ان کے لئے ان کے اوپر سے محیط شعلے ہونگے) ظلل: آگ کے طبقات کو فرمایا۔ مِّنَ النَّارِ (آگ کے) وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ (اور آگ کے محیط شعلے ان کے نیچے سے بھی ہونگے) ظلل یہاں بھی اطباق کے معنی میں ہے اور یہ دوسروں کیلئے ظلل ہونگے حاصل یہ ہے کہ آگ ان کو ہر طرف سے محیط ہوگی۔ ذٰلِكَ (یہ وہی ہے) جو عذاب بیان کیا گیا یا وہ اطباق یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ (جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے) تاکہ وہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی منہیات سے پرہیز کریں۔ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ (اے میرے بندو! مجھ سے ڈرو) اور اپنے آپ کو ان مقامات پر مت لے جاؤ۔ جو میری ناراضگی کو لازم کرنے والے ہیں۔ اوّلاً اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آگ سے ڈرایا پھر اپنی ذات سے ڈرایا۔

## شیطان سے بچنے والے خوشخبری کے حقدار ہیں:

۱۷: وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ (اور وہ لوگ جو شیطان کی عبادت سے بچتے ہیں) الطاغوت سے شیاطین مراد ہیں۔ یہ الطغیان سے فعلوت کے وزن ہے۔ جو مبالغہ کیلئے ملکوت اور رحموت کی طرح استعمال ہوا۔ البتہ اس میں لام کو غین سے بدل کر قلب کیا ہے۔ اس کا اطلاق شیطان پر ہوتا ہے۔ یا شیاطین پر کیونکہ الطاغوت مصدر ہے۔ اور اس میں کئی مبالغات ہیں۔ نمبر۱۔ مصدر سے نام رکھ دیا گیا گویا شیطان بعینہٖ سرکشی ہے نمبر۲۔ یہ وزن مبالغہ کا ہے الرحموت رحمت واسعہ کو کہتے ہیں اور الملکوت وسیع ملک کو۔ نمبر۳۔ قلب بھی اختصاص کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ یہ شیطان کے علاوہ کسی پر بھی بولا نہیں جاتا۔ یہاں جمع مراد ہے۔ اور ایک قراءت میں

الطواغیت بھی آیا ہے۔ اَنْ یَّعْبُدُوْھَا یہ طاغوت سے بدل الاشتمال ہے۔ ای عبادتھا اس کی عبادت سے۔ وَاَنَابُوْٓا (اور وہ متوجہ ہوتے ہیں) اِلَی اللّٰہِ لَھُمُ الْبُشْرٰی (اللہ تعالیٰ کی طرف وہ خوشخبری سنانے کے مستحق ہیں) البشریٰ سے بشارتِ ثواب مراد ہے۔ فرشتے حضور موت کے وقت ان کو خوشخبریاں دیتے ہیں اور جب حشر میں اٹھائے جائیں گے تو خوشخبری سنائیں گے۔
فَبَشِّرْ عِبَادِ (پس آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادیں)

## اعمالِ دین کو نقد و تبصرہ کی نگاہ سے دیکھ کر احسن کو لینے والے ہیں:

۱۸: اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ (جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں اور پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں) یہ وہی لوگ ہیں جو پرہیز گار اور منیب ہیں مقصود یہ ہے کہ پرہیزگاری اور انابت کے ساتھ ساتھ وہ اس صفت سے بھی متصف ہوں۔ یہاں ظاہر کو ضمیر کی جگہ لایا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ دین کے اعمال کو نقد و تبصرہ کی نگاہ سے دیکھنے والے اور اس میں سے حسن و احسن اور فاضل و افضل کا فرق کرنے والے ہوں۔ جب ان کے سامنے دو معاملے پیش آئیں۔ ان میں سے ایک واجب اور دوسرا مستحب ہو تو وہ واجب کو اختیار کرنے والے ہوں۔ اسی طرح مباح و ندب میں تقابل کے وقت ندب کو اختیار کرنے والے ہیں۔ گویا اس بات کی ان کو حرص لگی ہو کہ بارگاہ الٰہی میں کونسا امر قریب تر ہے۔ اور کس کا ثواب بڑھا ہوا ہے۔ نمبر۲۔ وہ قرآن اور غیر قرآن کو سنکر پھر قرآن کی اتباع کرتے ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ کے اوامر کو سن کر پھر ان میں سے احسن کی پیروی کرنے والے ہوں مثلاً قصاص اور عفو میں سے عفو اختیار کرنے والے ہیں۔ نمبر۳۔ لوگوں کے ساتھ باتیں سنتے ہیں جن میں اچھائیاں اور برائیاں ہوتی ہیں۔ وہ اچھی باتوں کو آگے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور ان کے علاوہ سے بچتے ہیں۔
اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدٰھُمُ اللّٰہُ وَاُولٰٓئِکَ ھُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ (یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور یہی ہیں جو اہل عقل و خرد ہیں) یعنی اپنی عقول سے نفع اٹھانے والے ہیں۔
۱۹: اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْہِ کَلِمَۃُ الْعَذَابِ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ (بھلا جس شخص پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی۔ تو کیا آپ ایسے شخص کو جو کہ دوزخ میں ہے چھڑا سکتے ہیں) اصل کلام اس طرح ہے امن حق علیہ کلمۃ العذاب فانت تنقذہ حق بمعنی وجب ہے۔
تحقیق: یہ جملہ شرطیہ ہے جس پر ہمزہ استفہام انکاری داخل ہوا اور فاء جزائیہ ہے۔ پھر اس پر وہ فاء داخل ہوئی جو اس کی ابتداء میں محذوف پر عطف کیلئے لائی گئی۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ ءَ اَنتَ مالك امرھم ؟ فمن حق علیہ العذاب فانت تنقذہ؟ ہمزہ ثانیہ وہی پہلا ہی ہمزہ ہے جو انکار کے معنی کی تاکید کیلئے دوبارہ لایا گیا۔ اور من فی النار کو مضمر کی جگہ لائے ای تنقذہٗ حاصل یہ ہوا کہ اس کے مطابق آیت ایک ہی جملہ ہے۔ نمبر۲۔ اسکا معنی یہ ہوا افمن حق علیہ کلمۃ العذاب ینجو منہ فانت تنقذہٗ؟ مطلب یہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا اس کو آگ سے بچانے کی کوئی قدرت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات سبقت کر چکی کہ وہ اہل نار میں سے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حقیقت میں بالا خانے ملیں گے :

۲۰: لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ (لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے۔ان کے لئے بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور بالا خانے ہونگے) جنات کے مکانات بلند ہونگے۔اوران کے اوپر مکانات ہونگے جوان سے بھی بلند تر ہونگے یعنی کفار کیلئے اگر آگ کے طبقات ہونگے تو متقین کے لئے بالا خانے ہونگے۔ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (جو بنے بنائے تیار ہیں ان کے نیچے نہریں چل رہی ہیں) یعنی ان منازل کے نیچے وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ (یہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ وعدہ میں خلاف نہیں کرتا)

نحو : وَعْدَ یہ مصدر مؤکد ہے کیونکہ هم غرف کا معنی وعدهم الله غرفا ہے۔

## پانی اتارنے کھیتی نکالنے میں عقل والوں کے لئے عبرت :

۲۱: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (کیا تم نے اسپر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا ہے) الماء سے مراد بارش ہے۔

## ایک قول :

تمام زمین کے پانی بھی آسمان سے ہیں پہلے صخرہ پر اترتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ فَسَلَكَهٗ (پس اس کو داخل کر دیا) يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ (زمین کے چشموں میں) ینابیع چشموں اور پانی کے چلنے کے راستے اور گزرگاہیں۔جیسا کہ جسم میں رگیں۔

نحو : ینابیع یہ حال کی وجہ سے منصوب ہے یا ظرفیت کی بناء پر منصوب ہے۔ فی الارض یہ ینابیع کی صفت ہے۔

ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ (پھر اس کے ذریعے سے وہ پیدا کرتا ہے) ہٗ کی ضمیر سے پانی مراد ہے۔ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ (کھیتیاں جن کے رنگ مختلف (ہیں) الوان سے ہیئت وشکل مراد ہے جیسے سبز، سرخ، زرد، سفید یا اقسام مراد ہیں۔گندم، جو، تل وغیرہ۔ ثُمَّ يَهِيْجُ (پھر وہ کھیتی بالکل خشک ہو جاتی ہے) فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا (پس اس کو تم زرد دیکھتے ہو) تروتازگی اور خوبصورتی کے بعد ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا (پھر اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے) حطاما ریزہ ریزہ ٹکڑے جو نبات ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ہو جائے وہ حطام کہلاتی ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ (بیشک اس میں) پانی اتارنے اور کھیتی نکالنے، پیدا کرنے میں لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ (اہل عقل کیلئے بڑی عبرت ہے) یاد داشت اور اس بات پر تنبیہ ہے کہ اس کا ایک صانع نہایت حکیم ہے اور یہ سب کچھ بڑے اندازے اور بڑی تدبیر سے ہو رہا ہے۔نہ کہ اہمال و تعطیل سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ

سو اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا سو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔ سو ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دل ذکر اللہ کی جانب سے

مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا

سخت ہیں، یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔ اللہ نے بڑا اچھا کلام نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے جس کی باتیں آپس میں ملتی جلتی ہیں۔

مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ

جو بار بار دہرائی جاتی ہیں، اس سے ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر

اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا

اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ذریعہ وہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ اور اللہ جسے گمراہ کرے

لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ

اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ کیا جو شخص قیامت کے دن اپنے چہرہ کو برے عذاب سے بچائے گا، اور ظالموں سے کہا جائے گا

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾

کہ جو کچھ تم کمائی کرتے تھے اسے چکھ لو۔ ان لوگوں سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے جھٹلایا سو ان کے پاس اس طور سے عذاب آیا کہ انہیں اس کا خیال بھی نہ تھا۔

۲۲: اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ (پس جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے کھول دیا) شرح کو وسیع کر دیا لِلْاِسْلَامِ پس اس نے ہدایت پائی۔

## فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرح صدر کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا جب نور دل میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ سینہ کھل جاتا اور وسیع ہو جاتا ہے آپ سے سوال کیا گیا۔ کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے؟ فرمایا ہاں! ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع اور غرور کی طرف سے بے رغبتی اور موت کی آمد سے قبل موت کی تیاری [تفسیر ابن کثیر ۲/۱۸۱]

فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (وہ اپنے پروردگار کے نور پر ہے) نور کا معنی وضاحت وبصیرت۔ معنی یہ ہے افمن شرح اللہ صدرہ کیا وہ آدمی جس کے سینے کو اللہ تعالیٰ نے کھول دیا پس وہ ہدایت پا گیا اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے۔ جس کے دل پر مہر لگ چکی اور اس کا دل سخت ہو گیا؟ اس کو حذف کر دیا کیونکہ ارشاد الٰہی فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ (پس بڑی خرابی ہے ان لوگوں کیلئے کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

جن کے دل متاثر نہیں ہوتے ) اس پر دلالت کر رہا ہے۔ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ) یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کو چھوڑ دینے کی وجہ سے یا اللہ تعالیٰ کے ذکر کی وجہ سے یعنی جبکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ان کے ہاں کیا جائے۔ یا اللہ تعالیٰ کی آیات سے ان کے دلوں کی قساوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ دوسرے ارشاد میں ہے۔ فزادتھم رجسا الی رجسھم [التوبہ:۱۲۵] اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (وہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں ) ظاہری گمراہی میں مبتلا ہیں۔

## سب سے عمدہ بات قرآن سن کر انہیں خشیت آتی ہے:

۲۳: اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ (اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے ) اللہ کے لفظ سے ابتداء کر کے نزل کو اس پر مرتب فرمانے میں احسن الحدیث کی تفخیم شان مقصود ہے۔

نحو: كِتٰبًا یہ احسن الحدیث سے بدل ہے یا اس سے حال ہے۔

مُّتَشَابِهًا (یہ ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہیں ) جو صدق و بیان میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ اسی طرح وعظ، حکمت اور اعجاز وغیر ذلک میں باہم ملتی جلتی ہیں۔ مَّثَانِيَ (بار بار دہرائی گئی ہیں ) جمع مثنی اسکا معنی بار بار لوٹائی اور دہرائی گئی اس کے واقعات، اخبار، احکام، اوامر، نواہی وعدے اور وعید اور مواعظ بار بار دہرائے گئے ہیں۔

نحو: یہ کتاب کی صفت ہے۔ متشابہ کا بیان ہے کیونکہ قصص مکررہ وغیرہ وہ متشابہ ہی ہوتے ہیں۔

## ایک قول:

کیونکہ اس کی بار بار تلاوت کے باوجود اس سے اکتاتے نہیں۔ واحد کی صفت جمع لائی جاسکتی ہے کیونکہ کتاب مکمل طور پر تفاصیل والا جملہ ہے اور شئی کی تفاصیل وہی اسکا مجموعہ ہوتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں القرآن اسباع و سور و آیات ؟ اسی طرح تم کہتے ہو اقاصیص و احکام و مواعظ مکررات، کہ قصص و احکام و مواعظ بار بار لائے گئے ہیں۔

نمبر۲۔ یہ متشابہا کی تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے جیسا تم کہو: رأیت رجلاً حسناً شمائل۔ معنی یہ ہے وہ بار بار دھرائے جانے کی بناء پر متشابہ ہیں۔ تَقْشَعِرُّ (ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں ) مضطرب ہو جاتے اور حرکت میں آجاتے ہیں، مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ (اس سے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ) کہا جاتا ہے اقشعر الجلد اذا تقبض تقبضًا شدیدا جب کہ وہ سخت گھٹے۔ مطلب یہ ہے جب وہ قرآن مجید سنتے ہیں۔ اور آیات وعید ان کے کانوں میں پڑتے ہیں تو ان پر خشیت طاری ہو جاتی ہے جس سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے کسی مؤمن کے رونگٹے کھڑے ہوں۔ تو اس سے اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ جس طرح خشک درخت سے پتے گرتے ہیں۔

(الهیثمی فی مجمع الزوائد ۱۰/ ۳۱۰)



BestUrduBooks.wordpress.com

## ذکراللہ پراکتفاء:

ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (پھران کے بدن اوردل نرم ہوکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں) یعنی جب رحمت کی آیات ذکر کی جاتی ہیں توان کے بدن اوردل نرم پڑ جاتے ہیں اوران پر جوخوف وکپکپی طاری تھی وہ زائل ہو جاتی ہے۔الیٰ کے ساتھ اس کومتعدی کیا گیا کیونکہ الیٰ کے ساتھ متعدی ہونے والے فعل کے معنی کو متضمن ہے گویا اس طرح کہا گیااطمانت الی ذکر اللّٰہ لینۃ غیر منقبضۃ گھٹنے کے بغیر نرمی کے ساتھ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف مطمئن ہیں ۔آیت میں ذکراللہ پر اکتفاء کیا گیا۔رحمت کا تذکرہ نہیں کیا گیا کیونکہ اس کی رحمت غضب پر سبقت کرنے والی ہے۔اور یہ بھی وجہ ہے کہ جب اس کو یادکیا جائے تو وہ اپنی رحمت اس بندے کو پہنچاتا ہے اوراس وقت اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی رؤفیت اور رحمیت ہی کا غلبہ ہوتا ہے۔اولاً صرف جلود کا ذکر کیا پھر دوسری بار قلوب کو بھی شامل کیا کیونکہ خشیت کا محل دل ہیں ۔پس ان کا ذکر کردینا یہ قلوب کا ذکر کرنا تھا۔ذٰلِكَ (اس سے ) کتاب کی طرف اشارہ کیااوروہ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جس کووہ چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے ہدایت دیتا ہے )اپنے بندوں میں سے اوراس سے وہی بندے مراد ہیں جن کے متعلق اس کے علم میں ہے کہ وہ ہدایت کواختیار کریں گے ۔وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ (اور اللہ تعالیٰ جس کو گمراہ کرتا ہے )اس میں ضلالت کو پیدا فرمادیتا ہے۔فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ (پس اس کوکوئی ہدایت دینے والانہیں )حق کی راہ کی طرف۔

## ظالموں کا قیامت کے دن حال:

۲۴: اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (بھلاوہ شخص جواپنے منہ کوقیامت کے دن سخت عذاب کی سپر بنائے گا ) اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جوعذاب سے مامون ومحفوظ ہے؟ یہاں خبر کواسی طرح حذف کر دیا جیسا کہ اس کے نظائر میں خبر حذف کی جاتی ہے۔سوء العذاب سے شدت مراد ہے اسکا معنی یہ ہے انسان کو جب کوئی خوفناک چیز سامنے آتی ہے۔تو اپنے آپ کو بچانے کیلئے ہاتھ آگے کرتا ہے اور چاہتا یہ ہے کہ اس طرح اسکا چہرہ بچ جائے۔کیونکہ وہ انسان کے ہاں معزز ترین اعضاء میں سے ہے۔اور جس شخص کوآگ میں ڈالا جائے گا۔اس کے ہاتھوں کوگردن سے باندھ کرآگ میں پھینکا جائے گا۔پس اس لئے صرف یہی موقعہ ہوگا کہ وہ اپنے چہرے کوڈھال کےطور پر استعمال کرے۔وہ چہرہ جس کومقامات خوف میں ہاتھوں وغیرہ سے بچایا جاتا تھا اوراس کی حفاظت کی جاتی تھی۔ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ (اورظالموں کوحکم ہوگا)یعنی جہنم کے داروغہ ان کوکہیں گے۔ذُوْقُوْا (تم مزہ چکھو)یعنی وبال مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ (جوکچھ تم کیا کرتے تھے )یہ مصدر کے معنی میں ہے اپنی کمائی کا وبال چکھلو۔

۲۵: كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (ان لوگوں نے جھٹلایا تھا جوان سے پہلے ہوچکے )ھم کا مرجع قریش مکہ ہیں۔فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (پس ان پرعذاب ایسےطور پرآیا کہ ان کوخیال بھی نہ تھا)ایسی جہت سے آیا جوان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی اورنہ ان کوخیال گزرا کہ کبھی شر اس طرف سے بھی آجائے گا۔اس دوران کہ وہ مطمئن تھے کہ اچانک ان کے امن کے مقام



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ

سو اللہ نے انہیں دنیا والی زندگی میں رسوائی چکھا دی اور البتہ آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے اگر

كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ

وہ جانتے ہوتے، اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کے عمدہ مضامین بیان کر دیئے ہیں تا کہ یہ لوگ

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

نصیحت حاصل کریں، وہ قرآن ہے، عربی ہے جس میں کوئی کجی نہیں تاکہ یہ لوگ ڈریں، اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے

رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاۗءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ

کہ ایک شخص ہے جس میں کئی ساجھی ہیں جن میں آپس میں ضد اضدی ہے اور ایک وہ شخص ہے جو ایک ہی آدمی کے لئے سالم ہے کیا یہ دونوں حالت کے اعتبار سے برابر ہیں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے بلکہ ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے، بلاشبہ آپ مرنے والے ہیں اور بلاشبہ یہ لوگ بھی مرنیوالے ہیں، پھر یقینی بات ہے کہ قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿٣١﴾ ع ۱۷

تم اپنے رب کے پاس پیش ہو کر مدعی اور مدعٰی علیہ ہو گے۔

میں ہی عذاب نے ان کو آ گھیرا۔

۲۶: فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ (پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی دنیوی زندگی میں عذاب کا مزہ چکھایا) الخزیٰ سے ذلت، رسوائی مثلاً مسخ، زمین میں دھنسنا، قتل وجلا وطن ہونا وغیرہ اسی قسم کے اللہ تعالیٰ کے عذاب۔ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ (اور البتہ آخرت کا عذاب اور بھی بڑا ہے) دنیا کے عذاب کے مقابلہ میں لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (کاش یہ لوگ سمجھ جاتے) تو ضرور ایمان قبول کر لیتے۔

۲۷: وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے واسطے ہر قسم کے عمدہ مضامین بیان کئے ہیں تا کہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں) تذکر نصیحت پانے کو کہتے ہیں۔

۲۸: قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ عربی قرآن ہے) یہ حال مؤکدہ ہے جیسے کہتے ہیں جاء نی زید رجلا صالحًا و انسانًا عاقلا۔ اس میں رجلاً اور انسانًا کو بطور تاکید لائے ہیں۔ یا نمبر۲۔ منصوب علی المدح ہے۔ غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ (جس میں ذرا ٹیڑھ نہیں) وہ مستقیم اور تناقض واختلاف سے پاک ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نکتہ: آیت میں مستقیم نہیں فرمایا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس میں کبھی ٹیڑھ ہوا ہی نہیں۔

## ایک قول:

یہ ہے العوج سے شک مراد ہے۔ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (تا کہ یہ لوگ ڈریں) اور کفر سے بچ جائیں۔

## مشترک غلام اور منفرد آقا کا غلام میں فرق:

۲۹: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ (اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی کہ جس میں کئی ساجھی ہیں جن میں باہم اختلاف ہے) متشاکسون کا معنی باہمی منازعت اور اختلاف رکھنے والے وَرَجُلًا سَلَمًا (اور ایک اور شخص ہے کہ پورا ایک ہی شخص کا ہے) سلما یہ مصدر ہے باب سلِمَ معنی ذا سلامة سلامتی والا لِّرَجُلٍ (یعنی جو شرکت سے بچا ہوا)

قراءت: مکی اور ابو عمرو نے سالما پڑھا ہے۔ خالص اسی ہی کا ہو۔

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا (کیا ان دونوں کی حالت یکساں ہے) مثلاً کا معنی حالت ہے یہ تمیز ہے۔ معنی یہ ہے کیا ان دونوں کی حالت وکیفیت برابر ہے۔ تمیز مفرد لائی گئی کیونکہ وہ جنس کو بیان کر رہی ہے۔

قراءت: ایک قراءت میں مثلین ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں)۔ وہ ذات جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (بلکہ ان میں اکثر سمجھتے بھی نہیں) پس وہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک قرار دیتے ہیں۔ اس آیت میں کافر اور اس کی معبودیت کو اس غلام کے ساتھ تشبیہ دی جس کے بہت سے اختلاف وتنازع کرنے والے مالک ہوں۔ جن میں سے ہر ایک اس بات کا مدعی ہو کہ وہ اسکا غلام ہے۔ پس وہ آپس میں کھینچا تانی اور مختلف پُر مشقت کاموں کے لئے باہمی لے دے کرنے والے ہوں۔ اور وہ حیران ہو اور اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ کون ان میں سے اس کی خدمت سے راضی ہوگا اور اپنی ذاتی ضروریات میں وہ کس پر انحصار کرے اور کس سے اپنا خرچہ مانگے اور کس سے نرمی کا سوال کرے پس ایسی حالت میں اس کی فکر منتشر، دل گھبرانے والا ہوگا۔ اور مؤمن کی مثال ایک ایسے غلام سے دی ہے جس کا ایک ہی آقا ہو۔ اس کی فکر ایک اور دل مجتمع ہوگا۔

## موت سب پر ہے تو کسی کے انتظار موت سے اس میں فرق نہیں:

۳۰: اِنَّكَ مَيِّتٌ (آپ کو بھی مرنا ہے) یعنی عنقریب آپ پر موت آئے گی۔ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (اور ان کو بھی مرنا ہے) مَيْتٌ تخفیف سے وہ جس پر موت اترے۔

## قولِ خلیل:

ابو عمرو نے یہ شعر پڑھا

وتسألنی تفسیر مَيْتٌ وَمَيِّتٍ ☆ فدونك وقد فسرت ان كنت تعقل



BestUrduBooks.wordpress.com

فمن کان ذا روحٍ فذلك مَیّتٌ ☆ وما المَیْتُ الامن الی القبر یُحمل

جس پر موت آئندہ طاری ہوگی وہ میت ہے اور جو مر چکا اور اس کو قبر کی طرف لے جایا جا رہا ہو۔ وہ مَیْتٌ ہے۔ کفار قریش رسول اللہ ﷺ کے متعلق موت کے منتظر تھے۔ پس اس میں خبر دی گئی کہ موت تو ان کو بھی آئے گی۔ پھر کسی کے انتظار موت کا کیا فائدہ۔ اور فانی کا فانی کی موت پر خوش ہونا چہ معنی دارد۔

## قولِ قتادہ رحمہ اللہ:

اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی موت کی خبر دی ہے۔ اور تمہارے نفوس کے بھی مرنے کی خبر دی۔ یعنی آپ اور وہ سب موتی کے شمار میں ہو۔ کیونکہ جو ہونے والا ہے اس کو ہو چکا شمار کرنا چاہیے۔

## ایک دوسرے کے خلاف دلیل پیش کریں گے:

۳۱: ثُمَّ اِنَّكُمْ (پھر تم) یعنی تم اور وہ۔ اصل کلام انك وایاھم تھا پھر ضمیر مخاطب کو غیب پر غلبہ دیا۔ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (قیامت کے دن تم اپنے مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو گے) پھر آپ ان کے خلاف دلیل پیش کریں گے کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا اور انہوں نے جھٹلا دیا۔ اور آپ نے دعوت دینے میں خوب کوشش کی مگر انہوں نے عناد کے سمندر میں غوطے لگائے۔ وہ معذرت پیش کریں گے مگر اسکا فائدہ نہ ہوگا۔

پیروکار کہیں گے! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی بات مانی سرداروں کا جواب! ہمیں شیاطین نے اغواء کیا اور ہمارے آباء واجداد کو بھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہمارا جھگڑا کیا ہوگا۔ حالانکہ ہم تو بھائی بھائی ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو کہنے لگے یہ ہماری خصومت ہے۔ ابو العالیہ کا قول یہ ہے کہ یہ اہل قبلہ کے متعلق اتری۔ اور یہ ان مظالم اور خونوں کے متعلق ہے جو مسلمانوں کے باہمی ہیں۔ مگر بہتر قول پہلا ہے۔ اس کی تائید اگلی آیت میں فرمائی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ

سو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور سچ کو جھٹلایا جبکہ وہ اس کے پاس آیا۔ کیا دوزخ میں

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ

کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے، اور جو شخص سچ کو لیکر آیا اور سچ کی تصدیق کی یہ وہ لوگ ہیں

الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾

جو متقی ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس وہی ہے جو وہ چاہیں یہ بدلہ ہے اچھے کام کرنے والوں کا

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ

تاکہ اللہ ان کے برے کاموں کا کفارہ کر دے اور انہیں ان اعمال کا اچھے سے اچھا اجر دے جو وہ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

کیا کرتے تھے۔

## متخاصمین:

۳۲: فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ (اس شخص سے بڑھ کر بے انصاف کون ہوگا) اور والذی جاء بالصدق وصدق به [الزمر:۳۳] یہ درحقیقت ان لوگوں کی وضاحت وتفسیر ہے جن کے مابین یہ خصومت پیش آئے گی۔ ممن كذب على الله (جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے) اللہ تعالیٰ کا شریک بنا کر یا بیٹے کی نسبت اس کی طرف کر کے۔

وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ (اور سچی بات کو جھٹلائے) وہ معاملہ جو بعینہٖ سچائی ہے۔ اور وہ وہی ہے جس کو محمد ﷺ لے کر تشریف لائے ہیں۔ اِذْ جَآءَهٗ (جبکہ وہ اس کے پاس پہنچے) پس اس نے سنکر بلاتوقف تکذیب کردی اس نے اہل انصاف کی طرح حق و باطل میں تمیز کیلئے اہتمام رویہ سے کام نہیں لیا۔ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ (کیا جہنم ایسے کافروں کا ٹھکانہ نہ ہوگا) ان لوگوں کا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ بولا اور سچ کی تکذیب کردی۔ للكافرين کی لام ان کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے۔

۳۳: وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ (اور جو لوگ سچی بات لے کر آئے اور اس کو سچ جانا) رسول اللہ ﷺ سچ لے کر آنے والے ہیں اور اس پر ایمان لائے۔ اس سے آپ کی ذات گرامی اور وہ سب مراد ہیں جنہوں نے آپ کی اتباع کی۔ جیسا کہ اس آیت میں موسیٰ علیہ السلام خود اور آپ کی قوم مراد ہے۔ ولقد آتینا موسٰی الکتاب لعلهم يهتدون [المؤمنون:۴۹] اسی لیے



BestUrduBooks.wordpress.com

فرمایا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (تو یہ لوگ پرہیز گار ہیں)

## قولِ زجاج رحمۃ اللہ علیہ:

علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ والذی جاء بالصدق سے محمد ﷺ مراد ہیں اور الذی صدق بہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ اور روایت میں ہے کہ جاء بالصدق تو محمد ﷺ ہیں اور صدق بہ مؤمن ہیں اور ہر دو صحیح ہے علمائے مفسرین نے اسی طرح فرمایا۔ عربی اسلوب کے لحاظ سے اقرب بات یہ ہے کہ جاء اور صدق کا فاعل ایک ہو۔ کیونکہ تغایر سے الذی کو مضمر ماننا پڑے گا۔ حالانکہ اسکا ذکر پہلے موجود نہیں اور یہ بعید ہے۔

## محسنین کا بدلہ:

۳۴: لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ (ان کے لئے ہے جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے رب کے ہاں سب کچھ ہے یہ صلہ ہے نیک کاروں کا)

۳۵: لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (تا کہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کر دے۔ اور ان کے نیک کاموں کے عوض ان کو ان کا ثواب دے) آیت میں اسوأ اور احسن کی اضافت۔ یہ اضافة الشی الی ماھو بعضہ من غیر تفضیل کے قبیل سے ہے جیسا کہ کہتے ہیں۔ الاشج اعدل بنی مروان۔ اشج بنو مروان سے ہیں۔ اب ان کا عدل بنی مروان میں سے کسی کو تفضیل دینے کے بغیر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے، اور وہ آپ کو ان سے ڈراتے ہیں جو اللہ کے علاوہ ہیں، اور اللہ جسے گمراہ کر دے

فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ ﴿٣٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ

اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں، اور جسے اللہ ہدایت دیدے سو اس کا کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں، کیا اللہ عزت والا

ذِى انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

بدلہ لینے والا نہیں ہے، اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو تو ضرور یوں کہیں گے

اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ

کہ اللہ نے پیدا کیا آپ فرما دیجئے کہ تم ہی بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی ضرر پہنچانے کا ارادہ فرمائے تو کیا

هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِىْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ

یہ اسکی پہنچائی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر وہ مجھے رحمت سے نوازنے کا ارادہ فرمائے تو کیا یہ اسکی رحمت کو روک سکتے ہیں، آپ فرما دیجئے

حَسْبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ

کہ کافی ہے مجھے اللہ! اسی پر بھروسہ کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو،

اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

بیشک میں عمل کر رہا ہوں، سو تم عنقریب جان لو گے کس کے پاس عذاب آتا ہے جو اس کو ذلیل کر دے گا اور اس پر ایسا عذاب نازل ہوتا

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى

ہے جو ٹھہر کر رہ جائے، بے شک ہم نے لوگوں کے لئے حق کے ساتھ آپ پر کتاب نازل کی ہے سو جو ہدایت پر آ جائے

ع ١٠ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٤١﴾ ع

یہ اسکی اپنی جان کے لئے ہے اور جو شخص گمراہی اختیار کرے سو وہ اپنی جان کو ضرر پہنچانے کے لئے گمراہی کو اختیار کرتا ہے، اور آپ ان پر مسلط بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

**مان لو ورنہ انتقام الٰہی تمہارا منتظر ہے:**

٣٦: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں) ہمزۂ استفہام انکاری کو حرف نفی پر داخل کیا گیا۔ جس



BestUrduBooks.wordpress.com

سے کفایت کا اثبات اور پختگی ہوگئی۔ عَبدہ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

قراءت: حمزہ، علی نے عبادہ پڑھا ہے۔ اس صورت میں انبیاء اور مؤمنین مراد ہونگے۔ یہ اس ارشاد کی طرح ہے۔ انّا کفیناك المستهزئین [الحجر:۹۵]

وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ (اور یہ آپ کو ڈراتے ہیں ان سے جو اس کے سوا ہیں) یعنی ان بتوں سے جن کو انہوں نے اس کے سوا معبود تجویز کر رکھا ہے۔ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ہمارے معبود تمہیں نقصان پہنچائیں گے اور مخبوط الحواس کر دیں گے کیونکہ تم ان کے عیب نکالتے ہو۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ (جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں)۔

۳۷: وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ (اور جس کو وہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ (کیا اللہ تعالیٰ زبردست انتقام والے نہیں) العزیز غالب و محافظ۔ ذی انتقام وہ اپنے اعداء سے انتقام لے گا۔ اس میں قریش کو ڈرایا گیا اور ایمان والوں سے وعدہ کیا گیا کہ وہ قریش سے انتقام لے گا اور مسلمانوں کو ان پر غلبہ عنایت فرمائے گا۔ پھر ان کو بتلایا کہ بتوں کی عبادت کے باوجود وہ اس بات کے اقراری ہیں کہ خالق ارض و سماء اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے فرمایا۔

## بتوں کے حملہ سے تو اللہ بچائے گا مگر اللہ تعالیٰ کی اتاری تکلیف سے تمہیں کون بچائے گا:

۳۸: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمان و زمین کو کس نے بنایا) لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (تو یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کہہ دیجئے بھلا! پھر یہ بتلاؤ کہ) اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ (اللہ تعالیٰ کے سوا جن معبودوں کو تم پوجتے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے)

قراءت: حمزہ کے علاوہ باقی قراء نے ارادنیَ یاء کے فتحہ سے پڑھا۔ الضُرّ سے مرض یا فقر یا اسکے علاوہ کوئی تکلیف مراد ہے۔ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖ (کیا یہ اسکی دی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں) یعنی اس تکلیف کی شدت کو مجھ سے ہٹا سکتے ہیں۔ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ (یا اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی عنایت کرنا چاہے) رحمت سے صحت یا مالداری اسی طرح کی اور چیزیں مراد ہیں۔

هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ (کیا یہ معبود اس کی عنایت کو روک سکتے ہیں) کاشفاتٌ ضرهٗ اور ممسکاتٌ رحمته کو بصری نے تنوین کے ساتھ اصل کی بنیاد پر پڑھا ہے۔ مسئلہ کو بطور فرض کے اپنی ذات کے سلسلہ میں ذکر فرمایا کیونکہ کفار آپ کو بتوں کے مجنون بنا دینے اور حملہ آور ہونے سے ڈراتے تھے۔ پس آپ کو حکم دیا گیا کہ پہلے ان کے سامنے بار دیگر فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا تمام جہان کا خالق ہے۔ پھر اس بات کے پختہ کرنے کے بعد فرمائیں کہ اگر جہان کا خالق جس کا تم بھی اقرار کر چکے اگر وہ کچھ تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے۔ کیا تم اس کے خلاف کرنے کی قدرت رکھتے ہو؟ جب ان کو لاجواب کر دیا تو فرمایا اعلان کر دو۔ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ (میرے لئے اللہ کافی ہے) بتوں کے چڑھ دوڑنے سے بچائے گا۔ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (اور توکل کرنے والے اسی ہی پر توکل کرتے ہیں) روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے سوال کیا تو وہ خاموش ہو گئے۔ پس یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت اتری: قل حسبی اللہ ۔ کا شفات اور ممسکات۔ یہ دونوں صیغے مؤنث کے استعمال کیے گئے اور اس سے قبل یخوفونک بالذین من دونہ ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ مؤنثات ہیں جیسے لات، العزیٰ اور منات اس میں ان کو ان کی معبودیت کے اعتقاد پر شرمندہ کیا گیا ہے۔ (کہ تمہیں شرم آنی چاہیے کہ تم عورتوں کے پجاری ہو)

## میرا معاملہ تو روبترقی ہے مگر تمہاری رسوائی کا وقت آ پہنچا:

۳۹: قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ (کہہ دیجئے اے میری قوم! تم اپنی حالت پر عمل کیے جاؤ) اپنی اس حالت پر جس پر تم ہو اور وہ عداوت جس پر جتنی قدرت تمہیں حاصل ہے۔ المکانۃ یہاں مکان وجگہ کے معنی میں ہے پھر یہ ذات سے معنی کیلئے بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ھنا، حیث جو کہ مکان کیلئے ہیں بطور استعارہ زمانے کیلئے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اِنِّیْ عَامِلٌ (میں بھی عمل کر رہا ہوں) اپنی جگہ۔ پر علی مکانتی کو بطور اختصار حذف کر دیا کیونکہ اس طرح وعید کا مفہوم زیادہ قوی بنتا ہے اور اس سے یہ بھی اعلان کرنا مقصود ہے کہ میری حالت ہر روز روبترقی ہے کیونکہ میرا معین ومددگار اللہ تعالیٰ ہے۔ آیت کا اگلا حصہ اس کی تائید کر رہا ہے۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (پس اب جلد تمہیں معلوم ہوا چاہتا ہے)

۴۰: مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ (اور وہ کون شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا چاہتا ہے) عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (جو اس کو رسوا کر دیگا اور اس پر دائمی عذاب نازل ہوگا) کس طرح اس میں ان کو اپنے ان پر غلبہ وسربلندی پالینے سے ڈرایا گیا جو غلبہ دنیا وآخرت میں میسر ہوگا۔ کیونکہ جب ان پر ذلت ورسوائی اور عذاب اترے گا۔ تو وہ آپ ﷺ کے ان پر غلبے کی آمد ہوگی اور وہ غلبہ اس حیثیت سے ہوگا کہ اللہ العزیز اپنے اولیاء کی نصرت سے ان کو غالب کر دیں گے اور ان کے دشمنوں کو ذلیل ورسوا کر دیں گے۔ یخزیہ یہ عذاب کی صفت ہے جیسا کہ مقیم یعنی ایسا عذاب جو اس کو رسوا کرنے والا ہوگا اور وہ بدر کے دن پیش آیا اور عذاب دائم سے عذاب نار مراد ہے۔

قراءت: ابوبکر وحماد نے مکاناتکم پڑھا ہے۔

## کتاب دی تا کہ دواعی حق مضبوط ہوں اور دواعی معصیت کی حوصلہ شکنی ہو:

۴۱: اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ (ہم نے آپ پر یہ کتاب اتاری) الکتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ لِلنَّاسِ (لوگوں کیلئے) لام اجلیہ ہے یعنی کیونکہ لوگوں کو اس کی ضرورت ہے تا کہ وہ اس سے بشارت وانذار کا کام لے سکیں اور اطاعت اختیار کرنے کے دواعی مضبوط ہوں اور دواعی معصیت کی حوصلہ شکنی ہو۔ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ (جو حق کو لیے ہوئے ہے پس جو شخص راہ راست پر آئے گا۔ تو اپنے نفع کے واسطے) پس جس شخص نے ہدایت کو اختیار کر لیا اس نے اپنے نفس کو فائدہ پہنچایا۔ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا (اور جو شخص بے راہ رہے گا تو اسکا بے راہ ہونا اسی پر پڑے گا) جس نے گمراہی کو چن لیا اس نے اپنے نفس کو نقصان میں ڈالا۔ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ (اور آپ ان پر مسلط نہیں کیے گئے) الوکیل یعنی محافظ ونگہبان۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ

اللہ قبض کر لیتا ہے جانوں کو انکی موت کے وقت،اور ان جانوں کو بھی جنکی موت نہیں آئی انکے سوتے وقت، پھر اسے

الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

روک لیتا ہے جس کے بارے میں موت کا فیصلہ فرما دیا اور دوسری کو اجل مقرر تک چھوڑ دیتا ہے، بلاشبہ اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا

نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو فکر کرتے ہیں۔ کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا سفارش کرنے والے تجویز کر رکھے ہیں۔آپ فرما دیجئے اگر چہ وہ

لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ

کچھ بھی قدرت نہ رکھتے ہوں اور کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں؟ آپ فرما دیجئے کہ سفارش تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔اللہ ہی کے لئے ہے ملک

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ

آسمانوں کا اور زمین کا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے، پھر جب تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل منقبض

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ

ہو جاتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو اچانک

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

ربط: اگلی آیت میں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ حفیظ وقدیر ہیں۔

قبض نوم اور موت:

۴۲: اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا (اللہ تعالیٰ ہی قبض کرتا ہے جانوں کو موت کے وقت) ھا کی ضمیر الانفس کی طرف راجع ہے۔نمبرا۔ جملے اسی ترتیب سے جیسا کہ ہیں توفی سے اماتت انفس مراد ہے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ انفس جس چیز کے ساتھ زندہ،حساس اور مدرک ہیں وہ چیز چھین لی جائے۔نمبر۲۔ وَالَّتِيْ سے پہلے یتوفی کا فعل محذوف مانا جائے۔تقدیر کلام اس طرح قرار دیا جائے يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ای یتوفا ھا حین تنام اور اللہ تعالیٰ جانوں پر پورا قبضہ کر لیتا ہے۔جو جانیں مرتی نہیں اپنی نیند میں یعنی ان پر پورا قبضہ کر لیتا ہے خواب میں سونے والوں کو موتی کے ساتھ مشابہت حاصل ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

اس طرح کہ وہ نہ تمیز کر سکتے ہیں اور نہ تصرف کر سکتے ہیں جیسا کہ مردے تصرف و تمیز نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اسی بات کو ذکر فرمایا وھو الذی یتوفا کم بالیل [الانعام:٦٠]

فَیُمۡسِکُ (پس وہ ان جانوں کو روک لیتا ہے) الَّتِیۡ قَضٰی عَلَیۡھَا الۡمَوۡتَ (جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے) جن کے متعلق موت حقیقی کا فیصلہ فرما چکا ہے۔ اس وقت ان کو زندگی کی صورت میں نہیں لوٹاتا وَیُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰٓی (اور باقی جانوں کو رہا کر دیتا ہے) جو کہ سونے والا ہوتا ہے۔ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی (ایک معین وقت تک کیلئے) جو اس کی موت کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔

## ایک قول:

یتوفی الانفس کا معنی ان کو پورا پورا لیتا اور قبض کر لیتا ہے یہ وہی نفوس ہیں جن کے ساتھ حیات و حرکت ہوتی ہے اور اس نفوس کو قبض کر لیتا ہے جو اپنی نیند میں نہیں مرے۔ اس نفس سے مراد نفس تمیز ہے۔ کہا گیا ہے کہ نیند میں جس نفس کو قبض کیا جاتا ہے وہ یہی تمیز والا نفس ہے اور نفس حیات نہیں کیونکہ نفس حیات کے زائل ہونے سے سانس زائل ہو جاتا ہے حالانکہ سونے والا سانس لیتا ہے۔

## دو نفس:

ہر انسان کے دو نفس ہیں نمبر۱۔ نفس حیات اور یہ وہی ہے جو موت کے وقت جدا ہوتا ہے۔ نمبر۲۔ نفس تمیز یہ وہی ہے جو نیند کے وقت جدا ہوتا ہے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

کہ ابن آدم میں نفس و روح دو چیزیں ہیں ان کے مابین ایک شعاعی تعلق ہے جو شعاع شمس کی طرح ہے پس نفس وہی ہے جس سے عقل و تمیز حاصل ہوتی ہے۔ اور روح وہ ہے جس سے سانس اور حرکت ہے جب انسان سو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نفس کو قبض کر لیتے ہیں اس کی روح کو قبض نہیں کرتے۔

## قولِ علی رضی اللہ عنہ:

نیند کے وقت روح نکل جاتی ہے اور اس کی شعاع جسم میں باقی رہتی ہے اسی سے وہ خواب دیکھتا ہے۔ جونہی نیند سے بیدار ہوتا ہے روح اس کے جسم کی طرف ایک پل سے بھی پہلے لوٹ آتی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہی قول ہے سونے والے کی روح جو آسمان میں دیکھتی ہے وہ سچا خواب ہے (یعنی عالم مثال میں روح عالم مثال کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے) اور جو وہ بدن کی طرف چھوڑنے کے وقت دیکھتی ہے۔ جبکہ شیاطین اس کو القاء کرتے ہیں وہ خواب جھوٹے ہوتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قولِ سعید بن جبیر رحمہ اللہ:

زندوں اور مردوں کی ارواح نیند میں آپس میں ملتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ آپس میں متعارف ہوتی ہیں۔ پھر جن کے متعلق موت کا فیصلہ ہوتا ہے وہ وہیں رہ جاتی ہیں اور دوسری کو ان کے اجساد کی طرف مدتِ زندگی پورے ہونے تک بھیج دیا جاتا ہے۔ روایت کیا گیا ہے مؤمنوں کی ارواح نیند کے وقت آسمان کی طرف عروج کرتی ہیں۔ جو ان میں سے پاک روح ہوتی ہے اس کو سجدہ کی اجازت مل جاتی ہے۔ اور جو پاک نہیں ہوتی اس کو اس کی اجازت نہیں ملتی۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ (بیشک اس میں) انفس کے قبض کرنے میں خواہ بصورت موت ہوں یا بصورتِ نوم اور ان کے روک لینے اور ایک وقت تک چھوڑ دینے میں لَاٰیٰتٍ (اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کی نشانیاں ہیں) لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (ان لوگوں کیلئے جو سوچنے کے عادی ہیں) وہ اپنی سوچ وفکر کو اس میں لگاتے اور عبرت حاصل کرتے ہیں۔

۴۳: اَمِ اتَّخَذُوْا (ہاں! کیا ان لوگوں نے قرار دے رکھا ہے)۔

نحو: ام یہ بل کے معنی میں ہے۔ اور ہمزہ استفہام انکاری کا ہے۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے سواء) اس کی اجازت کے بغیر شُفَعَآءَ (سفارشی) جبکہ وہ کہتے ہیں ھؤلاء شفعاؤنا عند اللّٰہ۔ حالانکہ اس کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں کوئی سفارش نہ کر سکے گا۔ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا یَمْلِكُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَعْقِلُوْنَ (کہہ دیجئے اگرچہ وہ کچھ بھی قدرت اور عقل نہ رکھتے ہوں) معنی یہ ہے کیا پھر بھی وہ سفارش کریں گے جبکہ وہ کسی ایک چیز کے بھی مالک نہ ہوں اور نہ ان میں عقل ہو۔

۴۴: قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا (کہہ دیجئے سفارش تو تمام تر اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے)

نحو: جمیعًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (تمام آسمانوں و زمین کی سلطنت اسی ہی کی ہے) یہ للہ الشفاعة کو اور پختہ کرنے کیلئے لایا گیا۔ کیونکہ جب بادشاہی ہر چیز پر اسی ہی کی ہے۔ اور شفاعت بھی ملک میں سے ہے۔ تو شفاعت کا مالک وہی ہوا۔ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے) یہ ماقبل سے متصل ہے مطلب یہ ہوا۔ آسمان و زمین کا مالک آج کے دن وہی ہے۔ پھر تم قیامت کے دن اسی کی بارگاہ میں لوٹائے جاؤ گے۔ پس اس دن بادشاہی اسی ہی کیلئے ہوگی جو دنیا و آخرت کا مالک ہے۔

## لا الٰہ الا اللہ پر گھٹن:

۴۵: وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ (جب فقط اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے) یہاں معنی کا مدار وحدہٗ پر ہے۔ مطلب یہ ہے جب فقط اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ان کے معبودوں کا ذکر نہیں کیا جاتا ہے۔ اشْمَاَزَّتْ (منقبض ہوتے ہیں) نفرت کرتے اور گھٹتے ہیں قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ (ان لوگوں کے دل جو آخرت کا یقین



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ

آپ یوں کہیئے کہ اے اللہ آسمانوں اور زمینوں کے پیدا فرمانے والے غیب اور شہادت کے جاننے والے آپ اپنے بندوں کے درمیان

بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝٤٦ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي

فیصلہ فرمائیں گے ان باتوں کے بارے میں جن میں اختلاف کرتے ہیں، اور جن لوگوں نے ظلم کیا اگر ان کے لئے

الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اس جیسا اور ہو تو قیامت کے دن عذاب کی بدحالی کی وجہ سے وہ اس سب کو جان کے بدلہ میں دیدیں گے

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝٤٧ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا

اور ان کے لئے اللہ کی طرف سے وہ ظاہر ہو جائے گا جو ان کے گمان میں نہ تھا، اور انہوں نے جو عمل کیے تھے ان کے برے نتیجے ان کے لئے ظاہر ہو جائیں گے

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٤٨ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ

اور انہیں وہ چیز گھیر لے گی جس کا وہ مذاق بناتے تھے سو جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے

ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ

پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے نعمت دے دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو مجھے ہنر کی وجہ سے ملا ہے، بلکہ بات یہ ہے کہ وہ امتحان ہے

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٤٩ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے، یہ کلمہ ان سے پہلے لوگوں نے کہا سو جو کچھ کمائی کرتے تھے اس نے انہیں کچھ بھی

يَكْسِبُوْنَ ۝٥٠ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ

فائدہ نہ دیا، سو انہوں نے جو برے اعمال کیے تھے ان کا بدلہ انہیں پہنچ گیا، اور ان میں سے جن لوگوں نے ظلم کیا عنقریب انہیں ان کے اعمال کا بدلہ

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝٥١ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

پہنچ جائے گا اور وہ عاجز کرنے والے نہیں ہیں، کیا انہوں نے نہیں جانا کہ اللہ رزق پھیلا دیتا ہے

ع ۱۱ ۲ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝٥٢

جس کے لئے چاہے اور تنگ کر دیتا ہے جس کیلئے چاہے، بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر آتا ہے ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے معبودوں کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے۔ یا ذکر نہ کیا جائے۔ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (تو اسی وقت وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں ) کیونکہ وہ ان پر مفتون ہیں یا جب ان سے کہا جاتا ہے۔ لا اله الّا اللّٰه وحده لا شریك له، تو بھاگ کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ اس میں ان کے معبودوں کی نفی ہے۔

نکتہ: آیت میں استبشار (خوش ہونا) اور اشمئزاز (منقبض ہونا) کو ایک دوسرے کے بالمقابل ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنے سلسلہ میں انتہاء ہے۔ پس استبشار۔ اس خوشی کو کہتے ہیں جس سے اسکا دل سرور و خوشی سے اس قدر پر ہو کہ خوشی اس کے چہرہ کی رونق بن رہی ہو۔ اور خوشی سے چہرہ تمتما رہا ہو۔ اور اشمئزاز اس گھٹن کو کہتے ہیں جس سے اسکا دل غم وغیظ سے اس قدر پر ہو کہ وہ انقباض اس کے چہرے کے بلوں میں نمایاں ہو رہا ہو۔ [کذا قال البیضاوی]

نحو: اذا ذکر میں عامل وہی ہے جو اذا مفاجاتیہ میں عامل ہوا کرتا ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ وقت ذکر الذین من دونه فاجؤوا وقت الاستبشار۔ اس کے سوا اوروں کے تذکرہ کے وقت اچانک وہ نہایت خوش ہو جاتے ہیں۔

## بارگاہِ الٰہی میں مشرکین کے خلاف محاکمہ:

۴۶: قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ( کہہ دیجئے کہ اے اللہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے ) ای یا فاطر یہ وصف نہیں جیسا مبرد وفراء کہتے ہیں۔ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ (ظاہر و باطن کے جاننے والے ) پوشیدہ و راعلانیہ کو جاننے والے۔ اَنْتَ تَحْكُمُ (آپ ہی فیصلہ فرمائیں گے ) بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ (اپنے بندوں کے درمیان ان امور میں فیصلہ فرمائیں گے جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے ) ہدایت اور گمراہی میں سے۔ ایک قول یہ ہے یہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے مشرکین کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محاکمہ ہے۔

## قولِ ربیع بن المسیب:

یہ آیت ان آیات میں سے ہے جس کے پڑھنے کے وقت کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔

ربیع بن خثیم یہ بہت کم گفتگو کیا کرتا تھا۔ اس کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خبر دی گئی۔ لوگ کہنے لگے اب یہ بات کرے گا مگر اس نے آہ کہی اور کہنے لگے کیا انہوں نے ایسا کر دیا ہے؟ اور یہ آیت پڑھی ایک روایت میں یہ ہے کہ ربیع نے سن کر کہا۔ وہ قتل ہو گئے جن کو حضور ﷺ گود میں بٹھاتے اور ان کے منہ پر اپنا منہ رکھتے تھے۔

۴۷: وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ (اور اگر ظلم کرنے والوں کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں ) مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَا فْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (اور ان چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب ) وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ (سے چھوٹ جانے کیلئے ان کو دینے لگیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو وہ معاملہ پیش آئے گا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا ) مثلہ کی ہ ضمیر ما کی طرف لوٹتی ہے۔ سوء العذاب سے شدتِ عذاب مراد



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔ بدالھم ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اسکا وہ عذاب سامنے آئے گا۔ جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اور نہ ان کے نفوس میں کبھی بات آئی تھی۔ ایک **قول** یہ ہے۔ انہوں نے ایسے اعمال کیے جن کو وہ نیکیاں سمجھ کر کرتے رہے مگر وہ سیئات نکلیں۔

## قولِ سفیان ثوری رحمہ اللہ:

انہوں نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا ریاء کاروں کیلئے ہلاکت ہو ریاء کار تباہ ہوں۔ ان کے لئے خرابی ہی خرابی ہے۔ محمد بن منکدر رحمہ اللہ موت کے وقت گھبرائے تو ان کو کہا گیا۔ کیوں گھبراتے ہو۔ تو کہنے لگے میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ایک آیت سے خطرہ محسوس کرتا ہوں پھر یہ آیت پڑھی اور کہنے لگے مجھے ڈر ہے کہ میں جس عمل کا گمان بھی نہیں کرتا وہ کہیں قیامت کے دن ظاہر نہ ہو جائے۔

۴۸: وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا (اور ان کے تمام برے اعمال ظاہر ہو جائیں گے) یعنی ان کے ان اعمال کی برائی جو وہ کیا کرتے تھے یا ان کی کمائی کی برائیاں جبکہ ان کے نامہائے اعمال پیش ہونگے وہ ان پر پہلے مخفی تھے یا ان برائیوں کی سزا ظاہر کر دی جائے گی۔ وَحَاقَ بِهِمْ (اور وہ ان کو آ کر گھیرے گی) اور ان پر اتر پڑے گی اور ان کا احاطہ کرے گی۔ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (جس کے ساتھ وہ استہزاء کرتے تھے) ان کے تمسخر کے بدلہ میں۔

۴۹: فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ (پھر جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ تو ہم کو پکارتا ہے اور جب ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطاء فرما دیتے ہیں۔) خوّل کا معنی ہم اس کو بطور فضل دے دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے **خولنی** یعنی جبکہ وہ بغیر بدلے کے تمہیں دے دے۔ نِعْمَةً مِّنَّا اس پر وقف نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اذا کا جواب ہے: قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ (تو کہتا ہے یہ تو مجھے تدبیر سے ملی ہے) یعنی میرے علم سے کہ میں اس کے ملنے کا استحقاق وفضیلت رکھتا تھا یا میرے ذرائع آمدنی کی وساطت سے جیسا کہ قارون نے کہا **علی علم عندی**۔ [القصص: ۷۸]

یہاں اوتیتہٗ میں ضمیر لائے جبکہ ضمیر مذکر اور مرجع مؤنث ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نعمت کے معنی کے پیش نظر ضمیر لائے کیونکہ **نعمة منا** کچھ نعمت اور نعمت کی ایک قسم مراد ہے۔ پس ضمیر لانا درست ہو گیا۔ نمبر ۲۔ ایک قول یہ ہے ما انّما میں موصولہ ہے کافہ نہیں ہے اور ضمیر اس ما کی طرف راجع ہے ای **ان الذی اوتیتہٗ علی علمٍ** بیشک وہ چیز جو میں دیا گیا ہوں وہ علم کی بناء پر ہے۔ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ (بلکہ وہ ایک آزمائش ہے) اس میں اس کی بات کا انکار ہے گویا اس طرح فرمایا ہم نے تجھے نعمت اس بناء پر نہیں دی جو تو کہہ رہا ہے۔ بلکہ آزمائش وامتحان کیلئے دی ہے۔ اس میں تیرا امتحان اور ابتلاء ہے کہ آیا تو شکر کرتا ہے یا ناشکری؟

نحو: جب خبر مؤنث تھی یعنی فتنة تو اس کے لئے مبتدأ بھی مؤنث لایا گیا ہے۔

قراءت: یہ ایک قراءت میں انما اوتیته کے مطابق هو فتنة بھی پڑھا گیا ہے۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں) کہ یہ فتنہ و آزمائش ہے۔

## فرق واؤ، فاء:

اس آیت میں عطف فاء کے ذریعہ لائے اور اسی طرح کی آیت شروع سورت میں گزری اس میں واؤ سے عطف کیا گیا ہے۔ یہ آیت اذا ذکر اللّٰہ وحدہ اشمازت کے جواب میں آ رہی ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہوگی۔ انھم یشمئزون عن ذکر اللّٰہ ویستبشرون بذکر الألھۃ فاذا مس احدھم ضرد عامن اشمازّ عن ذکرہٖ دون من استبشر بذکرہٖ وہ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ سن کر منقبض ہوتے ہیں اور الٰہہ کے تذکرہ سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ پس جب ان میں سے کسی کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کو پکارتا ہے جس کے تذکرہ سے منقبض ہوا تھا۔ ان کو نہیں پکارتا جن کی یاد سے خوش ہوا تھا۔ اور درمیان والی آیات تمام اعتراضی جملے ہیں۔

**سوال**: اگر یہ کہا جائے کہ جملہ تو تب لایا جاتا ہے۔ جبکہ وہ جملے جن کے درمیان یہ حائل ہوتا کیدات سے مؤکد ہوں؟

**جواب**: یہ ہے کہ اعتراض والے جملوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حکم سے دعا کا حکم دیا۔ اور قول یہ ہے انت تحکم بین عبادك۔ پھر اس کے بعد بہت بڑی سخت وعید کا ذکر کیا۔ اور ان کے اشمئزاز اور استبشار اور شدائد میں معبودوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع پر انکار کی تاکید کی گئی ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا قل یارب لا یحکم بینی وبین ھؤلاء الذین یجترؤن علیك مثل ھذہ الجراۃ الا انت کہہ دیں اے میرے رب میرے اور ایسے لوگوں کے درمیان جو آپ کے متعلق اس قسم کی جرأت کرنے والے ہیں تُو ہی فیصلہ کرنے والا ہے۔

اور ولو ان للذین ظلموا کا ارشاد ان کو بھی شامل ہے۔ اور انہی کی طرح کے دیگر ظالموں کو بھی شامل ہے۔ اگر اس کو عام قرار دیا جائے یا اگر وہ مراد ہوں تو پھر خاص ہو جائے گا گویا کلام اس طرح ہوگی۔ ولو ان لھؤلاء الظالمین مافی الارض جمیعًا ومثلہ معہ لا فتدوا حین اُحکم علیھم بسوء العذاب۔ اگر ان ظالموں کے لئے ساری زمین کے خزانے ہوں اور ان کی مانند اور بھی ہو تو یہ ضرور فدیہ میں دے ڈالیں۔ جبکہ ان کے متعلق سخت عذاب کا فیصلہ کیا جائے گا۔

آیت اول کیونکہ مسبب نہیں بن رہی۔ وہ تو ایک جملہ کی طرح ہے جو دوسرے مناسب جملہ کے ساتھ لایا جاتا ہے۔ اس لئے واؤ کے ساتھ عطف کر دیا گیا جیسے کہتے ہیں قام زیدٌ وقعد عمرو۔ اور اس آیت کی سببیت کی وضاحت اس طرح ہے تم کہو: زیدٌ مؤمن باللّٰہ فاذا مسہ ضر التجا الیہ پس اسکا سبب ہونا تو ظاہر ہے۔ پھر اس طرح کہیں زیدٌ کافر باللّٰہ فاذا مسہ ضر التجاء الیہ پس فاء کا اس جگہ لانا اسی قبیل سے ہے گویا کہ کافر جب ضرر میں اس طرح التجاء کرتا ہے جیسا مؤمن التجاء کرتا ہے تو التجاء کے سبب بنانے کیلئے اس کے کفر کو ایمان کے مقام پر قرار دیا گیا۔

۵۰: قَدْ قَالَهَا (یہ بات ان لوگوں نے بھی کہی تھی) وہ بات یہی ہے انما اوتیتہٗ علی علم [الزمر:۴۹]

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (ان لوگوں نے جو ان سے پہلے ہوئے) یعنی قارون اور اس کے حواری جب کہ اس نے کہا انما اوتیتہ علی علم عندی اور اس کے حواری اس پر راضی اور خوش تھے۔ گویا کہ انہوں نے بھی کہی تھی۔ اور یہ بھی درست ہے کہ اس سے



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

آپ فرما دیجئے کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بلاشبہ اللہ

يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا

تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا، بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے نہایت رحم والا ہے، اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس کے فرماں بردار

لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ

بن جاؤ اس سے پہلے کہ تمہارے پاس عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ کی جائے، اور تم اپنے رب کے پاس سے آئے ہوئے اچھے اچھے

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

حکموں پر چلو قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آ پڑے اور تم کو خیال بھی نہ ہو۔

مراد وہ لوگ ہوں جو ان سے پہلے گزرے انہوں نے بھی اسی طرح کے کلمات کہے۔

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پس ان کی کارروائی ان کے کچھ کام نہ آئی) مَا یکسبون سے متاع دنیا اور جو اموال اس سے جمع کرتے تھے۔

۵۱: فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا (پھر ان کی تمام بداعمالیاں ان پر آپڑیں) ان کے برے اعمال کرنے کی سزا یا نمبر۲۔ جزاء سیئہ کو سیئہ ملے ہوئے ہونے کی وجہ سے کہہ دیا جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا و جزاء سيئة سيئة مثلها [الشوریٰ:۴۰] وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (اور ان میں بھی جو ظالم ہیں) ظالم سے کافر مراد ہیں۔ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سے مشرکین قریش کی طرف اشارہ ہے۔ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا (ان کی بداعمالیاں ابھی پڑنے والی ہیں) ان کو اسی طرح کا عذاب و سزا پہنچے گا جیسا ان کو ملا چنانچہ بدر میں صنادید قریش مارے گئے۔ رزق کی تنگی آگئی سات سال کے قحط میں مبتلا ہوئے۔ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ (اور یہ ہرا نہیں سکتے) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نکلنے والے نہیں پھر ان پر وسعت کردی گئی سات سال بارشیں کی گئیں پھر ان کو کہا گیا۔

۵۲: اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ (کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی جس کو چاہتا ہے)۔ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ (زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی تنگی بھی کر دیتا ہے) تنگی رزق کر دیتا ہے۔

## ایک قول:

وہ خوراک کی مقدار میں کر دیتا ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (اس میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں) کیونکہ کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا قابض و باسط نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یہ آیت دُنیا اور مافیہا سے بڑھ کر ہے:

۵۳: قُلْ (کہہ دیجئے) اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ (اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں) گناہوں میں اسراف وغلو اختیار کر کے اپنے اوپر زیادتیاں کر لی ہیں۔ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا) لاتقنطوا کا معنی مایوس نہ ہو۔

قراءت: علی، بصری نے لا تَقْنِطُوا نون کے کسرہ سے پڑھا ہے۔ الذنوب سے شرک کے علاوہ گناہ مراد ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی قراءت میں یغفر الذنوب جمیعًا ولا یبالی ہے اور مبالات کی نفی کی نظیر خوف کی نفی ہے جو اس آیت میں پائی جاتی ہے۔ ولا یخاف عُقْبٰهَا [الشمس:۱۵] ایک قول یہ ہے کہ یہ وحشی بن حرب، قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اتری۔ ارشاد رسالت ﷺ ہے یہ آیت دنیا اور اس کے اندر جو کچھ ہے ان سب سے بڑھ کر ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ (بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے) وہ بڑے بڑے گناہوں کو چھپا دیتا ہے۔ الرَّحِیْمُ (بڑی رحمت کرنے والا ہے) شدید دکھوں کو کھول دیتا ہے۔

۵۴: وَ اَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ (اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو) یعنی توبہ کرو وَاَسْلِمُوْا لَهٗ (اور اس کی فرماں برداری کرو) اس کی خاطر مخلصانہ عمل کرو۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَاتُنْصَرُوْنَ (اس سے قبل کہ تم پر عذاب واقع ہونے لگے پھر تمہاری کوئی مدد نہ کی جائے گی) اگر تم نزول عذاب سے قبل توبہ نہ کرو گے۔

۵۵: وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ (اور تم اپنے رب کے پاس آتے ہوئے اچھے اچھے حکموں پر چلو) یہ آیت اس آیت کی طرح ہے الذین یستمعون القول فیتّبعون احسنهٗ [الزمر:۱۸] اور ارشاد الٰہی مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (اس سے قبل کہ تم پر اچانک عذاب آپڑے اور تم کو خیال بھی نہ ہو) یعنی تم اچانک پکڑ لیے جاؤ اور تم حالت غفلت میں ہو گویا تمہارا حال یہ ہے کہ تم شدتِ غفلت میں کسی چیز کا خطرہ محسوس نہیں کرتے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ

کبھی کوئی جان یوں کہنے لگے کہ ہائے میری حسرت اس چیز پر جو میں نے اللہ کے بارے میں تقصیر کی، اور بے شک بات یہ ہے کہ میں مذاق

السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ

بنانے والوں میں سے تھا، اور کوئی شخص یوں نہ کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں متقیوں میں سے ہوتا یا کوئی جان یوں کہنے لگے

حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ

جبکہ وہ عذاب کو دیکھے کہ اگر میری واپسی ہو جاتی تو میں نیک کام کرنے والوں میں سے ہو جاتا، ہاں بات یہ ہے کہ تیرے پاس

اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى

میری آیتیں آئیں تو نے انہیں جھٹلا دیا اور تو نے تکبر اختیار کیا اور تو کافروں میں سے تھا، اور اے مخاطب تو قیامت کے دن دیکھے گا

الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

کہ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا انکے چہرے سیاہ ہوں گے کیا دوزخ میں تکبر والوں کا ٹھکانہ

لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۫ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ

نہیں ہے اور اللہ تقویٰ والوں کو انکی کامیابی کے ساتھ نجات دے گا انہیں تکلیف نہ پہنچے گی

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ

اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اللہ ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اور وہ ہر چیز میں تصرف کرنے والا ہے، اسی کے لئے آسمانوں اور زمین کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ ع

کنجیاں ہیں، اور جن لوگوں نے اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کیا یہ لوگ تباہ ہونے والے ہیں۔

## قیامت کے دن حکم الٰہی میں کوتاہی کا اعتراف:

۵۶: اَنْ تَقُوْلَ (کبھی کوئی شخص کہنے لگے) یہ اصل میں لئلاتقول ہے۔ نَفْسٌ نفس کو یہاں نکرہ لائے۔ کیونکہ اس سے مراد تمام نہیں بلکہ بعض ہیں اور وہ نفوس کافرہ ہیں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اس سے وہ چنے ہوئے لوگ مراد ہوں۔ جو کفر پر شدید مصر ہوتے ہیں۔ یا بڑے عذاب کیلئے ان کو چن لیا گیا اور یہ بھی درست ہے کہ اس سے کثرت مراد لی جائے۔ يّٰحَسْرَتٰى (کہ افسوس میری



BestUrduBooks.wordpress.com

اس کوتاہی پر) یائے متکلم کو الف سے بدل دیا۔

قراءت: یہ یاحسرتی اصل کی بنیاد پر پڑھا گیا ہے اور یا حسرتایَ بھی پڑھا گیا اس میں یاء کے عوض میں لائی جانے والی الف اور خود یاء کو جمع کر دیا گیا ہے۔

عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ (جو میں نے کی) فرط کوتاہی کرنا۔ ما مصدریہ ہے اس کی مثال سورۂ توبہ میں موجود ہے۔ بما رحبت [التوبہ: ۲۵] فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی جناب میں) نمبر ا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم میں یا اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں یا اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں۔ قول ابن مسعود رضی اللہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حروف میں ''فی ذکر اللّٰہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد میں'' الجنب جانب وطرف۔ کہتے ہیں: انا فی جنب فلانٍ و جانبہ و ناحیتہ وفلان لین الجانب والجنب۔ پھر کہتے ہیں۔ فرط فی جنبہ و فی جانبہ اس سے انکا مقصد اس کے حق میں کوتاہی مراد ہوتا ہے۔ اور یہ درحقیقت کنایہ ہے کیونکہ جب تم نے امر کو آدمی اور اس کے مقام کی جگہ ثابت کر دیا تو گویا تم نے اس آدمی کو اس میں ثابت کر دیا اور اس ارشاد نبوی کا یہی مطلب ہے کہ شرک خفی یہ ہے کہ آدمی کسی کے مرتبہ کی وجہ سے نماز پڑھے۔ [رواہ احمد: ۴/۱۸۱] اب مکان الرجل سے مراد لا جل الرجل ہے اس آدمی کی خاطر۔

## قولِ زجاج رحمہ اللہ:

اس کا معنی یہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کوتاہی کی ہے اور وہ طریق توحید باری تعالیٰ اور نبوت محمد ﷺ کا اقرار ہے۔ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ (اور میں تو تمسخر ہی کرتا رہا) ساخر کا معنی استہزاء کرنے والا۔

## قولِ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ضائع کرنے پر اکتفاء نہ کیا بلکہ اطاعت کرنے والوں سے تمسخر پر اتر آیا۔

نحو: ان کنت حال کی وجہ سے محل نصب میں ہے گویا اس طرح فرمایا فرّطت و انا ساخر ای فرطت فی حال سخریتی۔ میں نے اپنے تمسخر کی حالت میں زیادتی کی ہے۔

۵۷: اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ (یا کوئی یوں کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت کرتا) یعنی ہدایت دیتا لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا) ان لوگوں میں سے ہوتا جو شرک سے بچتے ہیں۔

## شیخ ابو منصور رحمہ اللہ کا قول:

یہ کافر معتزلہ کی بنسبت اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو زیادہ جاننے والا ہے اور اسی طرح وہ کفار بھی ان سے زیادہ ہدایت الٰہی سے آگاہ ہیں جنہوں نے اپنے متبعین کو یہ کہا: لو ھدانا اللّٰہ لھدینا کم وہ یہ کہیں گے اگر ہمیں اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق دیتے اور ہدایت عنایت فرماتے تو ہم تمہیں بھی اس کی طرف دعوت دیتے اور بلاتے۔ لیکن اس نے ہم سے ضلالت وغوایت کا اختیار کرنا جانا



BestUrduBooks.wordpress.com

پس ہمیں ذلیل کر دیا اور ہمیں توفیق نہ دی۔ اس کے برخلاف قول معتزلہ یہ ہے بلکہ ان کو ہدایت دی اور توفیق بھی عنایت فرمائی لیکن انہوں نے ہدایت نہ پائی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مہربانی وعنایت ہے جس پر وہ مہربانی ہوگئی وہ ہدایت پا گیا اور اسی مہربانی کا نام توفیق وعصمت ہے اور جس کو توفیق میسر نہ ہوئی وہ گمراہ ہوا اور پھسل گیا۔ اس کا عذاب کو پسند کرنا اور حق کو ضائع کرنا اس کے بعد کہ اس کو اس کے حصول پر پوری قدرت دی گئی اسی بناء پر ہے۔

۵۸: اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ (یا کوئی عذاب دیکھ کر یوں کہنے لگے کہ کاش) لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً (کہ میں واپس لوٹ جاؤں) کرۃ کا معنی دنیا کی طرف لوٹنا۔ فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ (پھر میں نیک بندوں میں سے ہو جاؤں) المحسنین یہاں موحدین کے معنی میں ہے۔

## سابقہ تمناؤں کی تردید:

۵۹: بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (ہاں بیشک تیرے پاس میری آیات پہنچی تھیں۔ پس تو نے ان کو جھٹلا دیا۔ اور تو نے تکبر کیا اور کافروں میں شامل رہا) بلٰی اس میں کافروں کی بات کی تردید اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جارہی ہے۔ گویا وہ فرمارہے ہیں بلیٰ قد جاء تك آياتي و بينت لك الهداية من الغواية وسبيل الحق من الباطل و مكنتك من اختيار الهداية على الغواية و اختيار الحق على الباطل ۔ ولكن تركت ذلك وضيعتهٔ واستكبرت عن قبوله واثرت الضلالة على الهدى واشتغلت بضد ما امرت به فانما جاء التضييع من قبلك فلاعذر لك ۔ ہاں تیرے پاس میری آیات پہنچیں اور ہدایت وغوایت کو تیرے سامنے کھول دیا گیا اور حق کو باطل سے ممتاز کر دیا گیا اور ہدایت کو گمراہی کے مقابلے میں اختیار کرنے پر تجھے میں نے قدرت دی اور حق کو باطل کے مقابلے میں چناؤ کرنے کا موقعہ دیا لیکن تو نے حق کو چھوڑ دیا اور ضائع کر دیا قبول حق سے بڑائی اختیار کر لی اور گمراہی کو ہدایت کے بالمقابل ترجیح دی اور میرے مامورات کے مخالف تو مشغول رہا۔ پس حق کو ضائع کرنے کا معاملہ تیری جانب سے پیش آیا۔ اس لئے تیرا کوئی عذر قابل قبول نہیں۔ اور بلٰی یہ تقدیری نفی کا جواب ہے کیونکہ لو ان اللّٰہ هدانی کا معنی یہ ہے ماھُدیت (مجھے ہدایت نہ دی گئی) جواب کو اس کے ساتھ نہیں ملایا کیونکہ نفس کے اقوال کی حکایت اس کی ترتیب کے مطابق ضروری ہے پھر جواب ان کے دوران اقتضاء جواب کے مطابق دیا۔

۶۰: وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ (اور قیامت کے دن آپ دیکھیں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا) انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وہ صفات بیان کیں جو اس کے لائق نہیں کہ اس کا شریک اور بیٹا بنا دیا۔ اور حقیقی صفات کی نفی کرتے رہے۔ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ (ان کے چہرے سیاہ ہونگے) وجوههم مبتداء اور مسودة خبر ہے اور یہ جملہ محل نصب میں حال ہے جبکہ تری کو رؤیت بصر سے لیا جائے۔ نمبر۲۔ اور اگر رؤیت سے رؤیت قلب مراد ہو تو پھر یہ جملہ محل نصب میں مفعول ثانی بنے گا۔ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى (کیا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہے) لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ (ان متکبرین کا) اس میں استکبرت کے قول کی طرف اشارہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اور مثوٰی بمعنی مکان وٹھکانہ۔

## ایمان والوں کی کامیابی:

۶۱ : وَيُنَجِّي اللّٰهُ (اور اللہ تعالیٰ نجات دے گا) چھٹکارا وَيُنْجِي بھی پڑھا گیا۔ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا (ان لوگوں کو جو بچتے تھے) یعنی شرک سے بِمَفَازَتِهِمْ (کامیابی کے ساتھ) فلاح کے ساتھ۔ کہا جاتا ہے فاز بکذا جبکہ وہ اپنی مراد کو پالے اور اس کو پانے میں کامیاب ہو جائے۔ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ (ان کو تکلیف نہ پہنچے گی) یہ مفازۃ کی تفسیر ہے۔ السوء سے آگ مراد ہے۔ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (اور نہ وہ غمگین ہونگے) گویا اس طرح کہا گیا کہ ان کی کامیابی کیا ہے؟ تو جواب دیا گیا کہ ان کو تکلیف چھو تک نہ سکے گی۔ یعنی ان کی نجات ان سے نفی سوء وحزن سے ہوگی مطلب یہ ہوا ان کے ابدان کو ایذاء مس نہ کرے گی اور نہ ان کے دلوں کو غم چھو سکے گا۔ یا با کو سببیہ مان لیں۔ ان کے نجات پانے کے سبب جیسا کہ اس ارشاد میں وارد ہے۔ فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب [آل عمران] کہ کسی سبب سے وہ اس سے چھوٹنے والے ہیں کیونکہ نجات سب سے بڑی کامیابی ہے اور ان کی نجات کا سبب عمل صالح ہے۔ اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر اس طرح فرمائی المفازة بالاعمال الحسنة (کامیابی اعمال حسنہ کے ذریعہ ہوتی ہے) نمبر۲۔ اور یہ بھی جائز ہے بسبب فلا حهم ان کی فلاح کے سبب کیونکہ عمل صالح یہ فلاح کا سبب ہے۔ اور فلاح دخول جنت ہے۔ نمبر۳۔ اور یہ بھی درست ہے کہ عمل صالح ہی کو بذات خود مفازہ کہہ دیا جائے کیونکہ عمل صالح کامیابی کا سبب ہے۔ لا یمسهم کا کوئی محل اعراب نہیں جبکہ تفسیر اول تسلیم کریں اس صورت میں یہ جملہ مستانفہ ہے اور دوسری تفسیر کی صورت میں یہ محل نصب میں حال واقع ہے۔

قراءت: حفص کے علاوہ کوفی قراء نے بمفازاتهم پڑھا ہے۔

۶۲ : اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا) اس میں فرقہ معتزلہ اور مجوسیہ پر رد کیا گیا۔ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے) وکیل بمعنی حافظ ہے۔

## ہر چیز کا خالق ونگہبان وہی:

۶۳ : لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کی) یعنی وہ انکے معاملے کا مالک اور انکا محافظ ہے یہ باب کنایہ میں سے ہے۔ کیونکہ خزانوں کے محافظ اور خزانوں کے معاملات کی تدبیر کرنے والا ہی خزانوں کی چابیوں کا مالک ہوتا ہے۔ عرب کہتے ہیں فلان القيت اليه مقاليد الملك میں نے فلاں کو ملک کی چابیاں سپرد کر دیں۔ المقاليد جمع مقليد اس کا معنی چابیاں۔ ایک قول یہ ہے کہ لفظاً اس کا واحد مستعمل نہیں۔ یہ لفظ اصلاً فارسی ہے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو نہیں مانتے وہ بڑے خسارہ میں رہیں گے) یہ ینجي الله الذين اتقوا سے متصل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ متقین کو ان کی کامیابی کے سبب نجات دیں گے اور جو لوگ کافر ہیں وہ خسارہ میں



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ

آپ فرما دیجئے کہ اے جاہلو! کیا میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کروں؟ اور یہ واقعی بات ہے کہ آپکی طرف اور آپ سے پہلے

وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ

جو رسول تھے انکی طرف یہ وحی بھیجی گئی کہ اے مخاطب اگر تو نے شرک کیا تو تیرا عمل حبط ہو جائے گا اور تو نقصان اٹھانے والوں میں سے

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

ہو جائے گا بلکہ اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر گزاروں میں سے ہو جا

رہیں گے۔ اور ان کے مابین جملہ معترضہ لائے کہ وہ ہر چیز کا خالق اور نگہبان ہے۔ اس پر اعمال مکلفین کا کوئی عمل مخفی نہیں اور جن اعمال پر ان کو بدلہ دیا جائے گا (وہ بھی اس کے سامنے ہیں) یا اس آیت کا تعلق قریب سے ہے کہ ہر شئی آسمان و زمین کی ... کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے دروازے کا کھولنے والا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے معاملہ اس طرح تسلیم نہ کیا وہ لوگ کفر و انکار کرنے والے ہیں وہی نقصان اٹھائیں گے۔

## ایک روایت ہے:

کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے له مقاليد السمٰوٰت و الارض کی تفسیر دریافت کی۔ آپ نے فرمایا اے عثمان! تم سے پہلے اس کے متعلق کسی نے سوال نہیں کیا! اس کی تفسیر لا الٰه الاّ اللّٰه ، اللّٰه اكبر سبحان اللّٰه وبحمده واستغفر اللّٰه ولا حول ولا قوة الا باللّٰه هو الاوّل والآخر والظاهر والباطن بيده الخير يحيى و يميت وهو علٰى كل شئى قدير۔ [رواہ البیہقی فی الاسماء والصفات ۱/۴۱] اور اس تفسیر کے مطابق آیت کا مطلب یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کیلئے یہ کلمات ہیں ان سے اس کی وحدانیت ظاہر ہوتی ہے اور بزرگی بیان کی جاتی ہے یہ آسمانوں و زمین کی خیر و بھلائی کی کنجیاں ہیں۔ متقین میں جس نے یہ کلمات زبان سے کہے وہ اس خیر کو پالے گا۔ اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والے ہیں اور اس کی توحید و تمجید کے کلمات نہیں مانتے وہی خسارہ پانے والے ہیں۔

۶۴: قُلْ (کہہ دیجئے) اس کو جو آپ کو اپنے آباء کے دین کی طرف بلائے۔ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ (کیا پھر بھی تم مجھ کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمائش کرتے ہو)

قراءت: مکی نے تامرونی شامی نے اصل پر تامرونَنِیْ پڑھا ہے۔ مدنی نے تامرونیَ۔

نحو: اور افغیر، اعبد کی وجہ سے منصوب ہے اور تامرونی جملہ معترضہ ہے اور اس کا معنی افغير اللّٰه اعبد بامركم بعد هذا البيان۔ اس بیان کے بعد میں کیا تمہارے حکم و فرمائش سے غیر اللہ کی عبادت کروں۔ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ (اے جاہلو) اللہ تعالیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

کی واحدنیت سے۔

۶۵: وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ (اور آپ کی طرف بھی اور وہ پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوگزرے ہیں) وحی بھیجی جاچکی یعنی انبیاء علیہم السلام کی طرف۔

## کلام علی سبیل الفرض:

لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (کہ اے عام مخاطب اگر تو شرک کرے گا تو تیرا کیا کرایا کام غارت ہو جائے گا۔ اور تو خسارہ میں پڑے گا) اور بلاشبہ فرمایالئن اشرکت علی التوحید۔ صیغہ مخاطب مفرد کا استعمال کیا۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام تو بہت بڑی جماعت ہے۔ کیونکہ اس کا معنی اس طرح ہے اوحی الیك لئن اشرکت لیحبطن عملك والی الذین من قبلك مثلہ آپ کی طرف وحی کی گئی اگر بالفرض تم نے شریک ٹھہرایا ضرور بضرور تمہارے عمل ضائع ہو جائیں گے۔ اور ان لوگوں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے ہوئے اس کی مثل وحی کی گئی لئن کی لام قسم محذوف کی تمہید کیلئے لائی گئی ہے۔ اور دوسری لام جواب قسم کیلئے ہے۔ اور یہ لیحبطن کا جواب دو جوابوں کے قائم مقام ہے۔ میرا مطلب دو جوابوں سے قسم و شرط کا جواب ہے۔ یہ کلام صحیح ہے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے، کیونکہ اس میں صیغہ خطاب نبی اکرم ﷺ کیلئے لایا گیا ہے۔ اور مراد اس سے آپ کا غیر ہے۔ اور یہ بھی وجہ ہے کہ یہ کلام علی سبیل الفرض ہے اور محالات کو فرض کرنا درست ہے۔ ایک قول یہ ہے اگر سرّ میں میرے سوا اور کی طرف جھانکا تو وہ سرّ جو میرے اور تمہارے مابین ہے وہ ختم ہو جائے گا۔

۶۶: بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ (بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنا) اس میں کفار کی طرف سے ملنے والی دعوت کہ ہمارے آلہہ کی تم پوجا کرو۔ اس کی تردید ہے گویا تقدیر کلام اس طرح ہے۔ تم مت عبادت کرو جن کی عبادت کی وہ فرمائش کرتے ہیں۔ بلکہ اگر تم عبادت کرو تو اللہ تعالیٰ ہی کی کرو۔ پس شرط کو حذف کر دیا اور اس کے بدلے میں مفعول کو مقدم کر دیا۔ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ (اور شکر گزار رہنا) ان انعامات پر جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرمائیں کہ آپ کو سیّد ولد آدم بنایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ

اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہیں کی جیسی عظمت کرنا لازم تھا حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اسکی مٹھی میں ہو گی اور تمام آسمان

مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۶۷ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ

اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ پاک ہے اور اس سے برتر ہے جو لوگ شرک کرتے ہیں، اور صور میں پھونکا جائے گا

فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى

تو جو بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہوں گے سب بے کار ہو جائیں گے مگر جنہیں اللہ چاہے پھر اس میں دوبارہ پھونکا جائے گا

فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝۶۸ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ

تو اچانک وہ سب کھڑے ہوئے دیکھتے ہوں گے، اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی اور اعمال نامے رکھ دیئے جائیں گے اور پیغمبروں کو اور

بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۶۹ وَوُفِّيَتْ كُلُّ

گواہوں کو لایا جائے گا، اور لوگوں کے سامنے حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائیگا ہر جان کو اس کے اعمال کا

نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۷۰ ع

پورا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ ان کاموں کو خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

## عظمت وقدرت کا اظہار:

۶۷: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیے) انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حق پورا نہیں کیا۔ جبکہ آپ کو دعوت دے رہے ہیں کہ غیر اللہ کی عبادت کرو۔ جب سب سے بڑی ذات کو انسان صحیح پہچانتے اور اس کی عظمت کا حق جانتے ہوئے نہ قدر کرے تو کہا جاتا ہے ماقدروا اللّٰہ حق قدرہٖ۔ پھر اس کی عظمت وجلال کے متعلق بطریق تخییل خبردار کیا۔ فرمایا۔ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ (حالانکہ ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہونگے اس کے داہنے ہاتھ میں) اس کلام سے مراد اللہ تعالیٰ کی جلالت وعظمت کو ظاہر کرنا ہے اور اس سے اس قبضہ اور یمین جہت نہ حقیقتاً مراد ہے اور نہ مجازاً۔

الارض سے مراد ساتوں زمینیں ہیں۔ اس کی شہادت جمیعًا کے لفظ سے ہوتی ہے اور اسی طرح والسمٰوٰت سے۔ کیونکہ موقعہ بھی عظمت کو ظاہر کرنے کا ہے اس لئے مبالغہ کو مقتضی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو: الارض مبتداء قبضتهٗ یہ اس کی خبر ہے جمیعاً حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے تقدیری کلام اس طرح ہے والارض ذا کانت مجتمعة قبضتهٗ یوم القیامة۔ اور زمین اس حالت میں کہ وہ ساری کی ساری قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی۔

الْقَبْضَةُ ایک مرتبہ میں لینا الْقُبْضَة ایک مٹھی میں جتنی مقدار آئے کہا جاتا ہے اعطنی قَبضَة من کدا، اس سے تمہارا مقصود وہ مقدار ہے جو ایک مرتبہ مٹھی میں آ جائے۔ اور یہ مصدر بول کر اس چیز کا نام بنا دیا۔ اگر دونوں معنوں کا احتمال ہے۔ معنی یہ ہے تمام زمینیں اس کی مٹھی میں ہونگی۔ یعنی اس کے قبضہ والی ہیں جن کو وہ اپنی قبضہ میں لے سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زمینیں باوجود اپنی وسعت اور پھیلاؤ کے وہ اس کی ایک مٹھی کی مقدار بنے گی۔ گویا کہ وہ ان کو ایک کف کے قبضہ میں لے لے گا جیسا کہ کہتے ہیں الجزورة أكلة لقمان ای وہ اس کے لقموں میں سے ایک لقمہ ہی کی مقدار کو بمشکل پورا کرے گا۔ اور جب القبضہ کے معنی میں لیں تو وہ ظاہر ہے کیونکہ اس صورت میں معنی اس طرح ہوگا کہ تمام زمینیں اتنی مقدار ہیں جن کو ایک ہتھیلی میں لے لے گا۔

المطویاتٌ یہ الطیّ سے لیا گیا ہے جو نشر کی ضد ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ یوم نطوی السماء کطیّ السجل للکتب [الانبیاء: ۱۰۴] سجلات کو لپیٹنے والا عموماً دائیں ہاتھ سے لپیٹتا ہے۔ ایک قول قبضہ سے ملک مراد ہے بغیر اس کے کہ کوئی مدافعت ومنازعت کرنے والا ہو اور بیمینه سے قدرت مراد ہے۔

## ایک قول:

یہ ہے مطویات بیمینه اس کی قسم سے فنا ہو جائیں گے کیونکہ اس نے ان کے فناء کی قسم اٹھا رکھی ہے۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (وہ پاک ہے اور بلند ہے ان کے شرک سے) کتنی بعید بات ہے کہ جس کی یہ عظمت و قدرت ہو اس کی طرف شرکاء کی نسبت کی جائے۔

## نفخہ صعق کا منظر:

۶۸: وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ (اور صور میں پھونک ماری جائے گی۔ پس تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے۔ مگر جس کو خدا چاہے) صعق یہ موت کے معنی میں ہے۔ من شاء الله سے مراد جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام مراد ہیں۔ ایک قول حملة العرش مراد ہیں۔

## ایک قول:

رضوان جنت رضوان، حور، مالک اور زبانیہ دوزخ مراد ہیں۔ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى (پھر اس میں پھونک ماری جائے گی) اخری یہ محل رفع میں ہے کیونکہ کلام اس طرح ہے و نفخ فی الصور نفخة واحدة ثم نفخ فیه نفخة اخری صور میں ایک مرتبہ پھونک ماری جائے گی پھر اس میں دوسری مرتبہ پھونک ماری جائے گی اس کو حذف اس لئے کر دیا کیونکہ اُخْرٰی کا لفظ



BestUrduBooks.wordpress.com

دلالت کیلئے کافی ہے۔اور غیر مقام پر ذکر کرنے کی وجہ سے وہ خود معلوم میں آ گیا۔
فَاِذَاهُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ (تو دفعۃً سب کے سب دیکھنے لگ جائیں گے) اپنی آنکھوں کو چاروں طرف دوڑائیں گے جیسا کوئی مبہوت اچانک مصیبت آ جانے کی وجہ سے کرتا ہے یا ان میں اللہ تعالیٰ کا حکم دیکھیں گے۔
مَسْئَلَہ: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نفخات دو ہیں۔اول نفخہ موت اور دوسرا نفخہ بعث۔قول جمہور یہ ہے کہ نفخات تین ہیں۔نمبرا۔ نفخہ فزع جیسا کہ فرمایا۔ویوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السمٰوٰت الایۃ [النمل:۸۷] نمبر۲۔دوسرا موت اور تیسرا البعث کیلئے۔

## زمین اس کے عدل سے مزین ہو جائے گی:

۶۹: وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا (اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی) اشرقت کا معنی اضاءت (روشن ہونا) نور سے مراد عدل الٰہی ہے جس کو بطریق استعارہ نور فرمایا گیا ہے جیسا کہ ملک عادل کو کہتے ہیں اشرقت الآفاق بعدلك و اضاء ت الدنيا بقسطلك کہ تیرے انصاف سے دنیا روشن ہے۔جیسا کہ کہا جاتا ہے۔اظلمت البلاد بجور فلان۔ فلاں کے ظلم سے ملک اندھیر ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الظلم ظلمات یوم القیامۃ۔ (رواہ البخاری ۲۴۴۷ مسلم ۲۵۷۹)

رہا زمین کی طرف اضافت کا سوال تو اس کی وجہ یہ ہے زمین کو اپنے عدل سے مزین فرماتا ہے اور زمین میں اپنے انصاف کے میزان قائم کرتا ہے۔اور زمین والوں کے مابین وہ حق سے فیصلے فرماتا ہے۔زمین کے وہ حصے جہاں انصاف ہوتا ہے۔وہ سب سے زیادہ زینت والے اور سب سے زیادہ آباد ہیں۔

## شیخ ابو منصور رحمہ اللہ کا قول:

یہ بھی درست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت کوئی نور پیدا فرما دے جو موقف کو منور فرما دے۔اور نور کی اضافت رب کی طرف پھر بیت اللہ اور ناقۃ اللہ کی طرح بنے گی۔
وَوُضِعَ الْكِتٰبُ (اور نامۂ عمل رکھ دیا جائیگا) یعنی صحائف اعمال رکھ دیے جائینگے۔لیکن یہاں اسم جنس پر اکتفاء کیا گیا اور الکتاب فرما دیا۔یا لوح محفوظ مراد ہے۔وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ (اور پیغمبروں کو حاضر کیا جائے گا) تا کہ اللہ تعالیٰ ان سے تبلیغ رسالت کے متعلق سوال فرمائے ان زمانوں کے متعلق جن جن میں ان کی بعثت ہوئی۔وَالشُّهَدَآءِ (اور گواہ) حفاظتی فرشتے۔

## ایک قول:

ہر زمانہ کے ابرار وہ اہل زمانہ کے متعلق گواہی دیں گے۔وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ (اور ان کے مابین فیصلہ کیا جائے گا) ھم سے بندے مراد ہیں۔بِالْحَقِّ (ٹھیک ٹھیک) انصاف کے ساتھ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا)
مَسْئَلَہ: آیت کا اختتام ظلم کی نفی سے فرمایا جیسا کہ اس کی ابتداء اثباتِ عدل سے فرمائی تھی۔
۷۰: وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ (اور ہر شخص کو اسکے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا) ماعملت سے جزائے عمل مراد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ

اور کافرلوگ گروہ گروہ بنا کر دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے، یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے

قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ

اور ان سے دوزخ کے محافظ کہیں گے کیا تمہارے پاس پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم ہی میں سے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیات سناتے تھے

وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ

اور تمہیں آج کے دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے، وہ کہیں گے کہ ہاں آئے تو تھے لیکن عذاب کا کلمہ کافروں پر ثابت

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى

ہو کر رہا، کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اس میں تم ہمیشہ رہو گے، سو برا ٹھکانہ ہے تکبر

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا

کرنیوالوں کا، اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرے انہیں جنت کی طرف گروہ گروہ بنا کر روانہ کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے

وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا

اس حال میں کہ اسکے دروازے پہلے سے کھلے ہوئے ہوں گے اور ان سے جنت کے محافظ کہیں گے کہ تم پر سلام ہو تم خوشی کے ساتھ رہو، سو تم اس میں ہمیشہ

خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ

رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ اور وہ کہیں گے کہ سب تعریف ہے اللہ کے لئے جس نے ہم سے سچا وعدہ کیا اور ہمیں زمین کا وارث بنا دیا، ہم جنت میں جہاں

الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰۗىِٕكَةَ حَاۗفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ

چاہیں قیام کریں، سو اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرداگرد حلقہ بنائے ہوئے ہیں

الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہوں گے، اور بندوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ سب تعریف ہے اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے

**وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ** (وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے) بغیر لکھے اور بغیر گواہ کے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت وهم لا یظلمون کی تفسیر ہے۔ تقدیر کلام یہ ہوگا۔ ووُفّیت کل نفس ما عملت من خیر و شر لا یزاد فی شر و لا ینقص من خیر کہ ہر نفس کو جو اس نے عمل کیا خواہ خیر ہے یا شر اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ نہ شر میں اضافہ ہوگا اور نہ خیر میں کمی کی جائے گی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کفار کا چلایا جانا:

۷۱: وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا (اور کافر جہنم کی طرف گروہ گروہ کر کے ہانکے جائیں گے) زبردستی ان کو چلایا جائے گا جیسا کہ قیدیوں سے کیا جاتا ہے اور بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے والوں سے کیا جاتا ہے۔ جب کہ ان کو قید میں ڈالا جانا ہو۔ یا قتل کرنا ہو۔

زُمَرًا۔ نحو: یہ حال ہے۔ یعنی ایک دوسرے کے پیچھے متفرق جماعتوں کی صورت میں۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا (یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے)

قراءت: کوفی نے فُتِحَتْ میں دونوں میں تخفیف پڑھی ہے۔

## ابوابِ جہنم سات ہیں:

ابوابِ جہنم سات ہیں۔ وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ (ان کو جہنم کے محافظ کہیں گے) خزنہ سے جہنم کے حفاظتی فرشتے مراد ہیں۔ وہ فرشتے جہنمیوں کو عذاب دینے پر مقرر ہیں۔ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ (کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے پیغمبر نہ آئے تھے) منکم سے مراد اولادِ آدم میں سے۔

يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا (جو تم کو تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے) یوم سے وقت مراد ہے۔ اور اس سے دخولِ نار کا وقت ہے قیامت کا دن مراد نہیں ہے۔ قَالُوْا بَلٰى (کافر کہیں گے ہاں) وہ ہمارے پاس آئے اور انہوں نے ہم پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھیں۔ وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہا) لیکن ہم پر اللہ تعالیٰ کی آیات لازم آ گئیں وہ یہ ہے: لأملأن جهنم [السجدہ:۱۳] ہماری بداعمالیوں کے باعث جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے۔ ربنا غلبت علينا شقوتنا وكنا قومًا ضالين [المؤمنون:۱۰۶] اس میں انہوں نے اس عمل کا ذکر کیا جو عذاب کو لازم کرنے والا تھا اور وہ کفر و گمراہی ہے۔

۷۲: قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو ہمیشہ اس میں رہا کرو)

نحو: یہ حال مقدرہ ہے یعنی ان کے لئے خلود کو مقدر کر دیا گیا۔

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (پس تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانہ ہے) اس میں لام جنس کا ہے۔ کیونکہ مثوی المتکبرین یہ بئس کا فاعل ہے۔ اور بئس کا فاعل معرف باللام ہوا کرتا ہے یا معرف باللام کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ اور مخصوص بالذم محذوف ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ فبئس مثوى المتكبرين جهنم۔ متکبرین کا ٹھکانہ جہنم بہت ہی برا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سواریوں کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا:

۷۳: وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا (اور جولوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کو گروہ گروہ جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا) اس سے مراد ان کی سواریوں کا جنت کی طرف روانہ ہونا ہے۔ کیونکہ ان کو عزت و رضا کے مقام کی طرف سوار کر کے لے جایا جائے گا۔ جیسا کہ ان کے ساتھ کیا جاتا ہے جن کا اکرام کیا جاتا ہے اور جن کو بادشاہوں کی خدمت میں پہنچنے میں مشرف باد کیا جاتا ہے۔

حَتّٰى إِذَا جَآءُوْهَا (یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے) یہ آمد وہی ہے جس کو بعد والے جملے بیان کر رہے ہیں۔ وہ محکیہ جملے اگرچہ شرطیہ ہیں۔ مگر ان کی جزاء کو حذف کیا گیا ہے اور بلاشبہ ان کو حذف اس لئے کیا گیا کہ وہ اہل جنت کے ثواب کے سلسلہ میں ہیں اور ان کا حذف دلالت کر رہا ہے کہ یہ ایسی چیز ہے جس کا احاطہ وصف بیان سے نہیں کیا جا سکتا۔

## قولِ زجاج رحمہ اللہ:

اس کی تقدیر کلام یہ ہے: حتی اذا جاء وھا و فتحت ابوابھا و قال لھم خزنتھا سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین دخلوھا۔ پس دخلوھا کو حذف کر دیا کیونکہ کلام میں اس پر دلالت موجود ہے۔

وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِيْنَ (اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہونگے اور وہاں کے محافظ ان سے کہیں گے السلام علیکم تم مزے میں رہو پس اس میں ہمیشہ رہنے کیلئے داخل ہو جاؤ) ایک جماعت نے کہا یہ اس طرح حتی اذا جاء وھا جاء وھا پس ان کے نزدیک جاء وھا محذوف ہے۔ معنی یہ ہوگا یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے ان کی آمد دروازوں کے کھلنے کے ساتھ واقع ہوگی۔ ایک قول یہ ہے جہنم کے دروازے اس وقت کھولے جائیں گے۔ جبکہ اہل جہنم اس میں داخل ہوں اور جنت کے دروازے وہ پہلے کھولے جائیں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنات عدن مفتحۃ لھم الا بواب [ص:۵۰]

## نکتۂ واؤ:

اسی لئے یہاں واؤ کے ساتھ لائے گویا کلام اس طرح ہے۔ حتی اذا جاء وھا وقد فتحت لھم ابوابھا یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازوں کو کھلا پائیں گے۔ طبتم تم پاک رہو گناہوں کی میل کچیل سے اور غلطیوں کی گندگی سے صاف کر دیئے گئے۔

## قولِ زجاج رحمہ اللہ:

ہے کہ کنتم طیبین فی الدنیا و لم تکونوا خبیثین تم دنیا میں پاک تھے۔ یعنی تم خباثتوں والے نہ تھے۔ قول ابن



BestUrduBooks.wordpress.com

عباس رضی اللہ عنہما ہے کہ طاب لکم المقام تمہارے لیے یہ ٹھہرنا مزے کا ہوگا۔

### جنت دار الطیبین :

دخول جنت کو پاکیزگی اور طہارت کا مسبب قرار دیا گیا ہے کیونکہ جنت دار الطیبین ہے اور پاکیزہ لوگوں کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہر میل سے پاک کر دیا ہوگا۔ اور گندگی سے ستھرا کر دیا ہوگا۔ پس جنت میں تو جو اس کے مناسب و موافق ہوگا وہی داخل ہوگا اور ان صفات سے موصوف ہوگا جو اہل جنت کی ہیں۔

۷۴: وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ (اور وہ کہیں گے تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا) یعنی وہ وعدہ پورا فرما دیا جو آخرت کی نعمتوں کے متعلق فرمایا تھا۔ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ (اور ہم کو اس سرزمین کا وارث بنایا) الارض سے جنت کی زمین مراد ہے اور ان کو اس کا وارث بنایا جائے گا یعنی مالک بنایا جائے گا۔ اور اسکا بادشاہ بنایا جائے گا۔ اور جیسا چاہیں گے اسی طرح ان کو آزادانہ تصرف کی اس میں اجازت ہوگی۔ جیسا کہ وارث کو اپنی جائیداد میں تصرف اور پورا پورا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ نَتَبَوَّاُ (ہم قیام کریں) یہ حال ہے۔

مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ (جنت میں ہم جہاں چاہیں) یعنی ہر جنتی کیلئے اتنی وسیع جنت ہوگی جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اور حاجت سے بہت ہی زائد ہوگی پس وہ اپنی جنت میں جہاں چاہے گا ٹھکانہ اور مقام بنائے گا۔ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ (غرض عمل کرنے والوں کا اچھا بدلہ ہے) جو دنیا میں عمل کرتے رہے۔ اجر سے مراد جنت ہے۔

### فرشتے عرش کے گرد صف اندھے ہونگے اور حق کا فیصلہ کر دیا جائے گا:

۷۵: وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ (اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ حلقہ باندھے ہونگے)

نَحو: حافین یہ الملائکہ سے حال ہے۔

مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ (عرش کے گردا گرد) یعنی اس کے گرد نظریں جمائے ہونگے۔ مِنْ یہ ابتدائے غایت کیلئے ہے یعنی ان کے حلقہ باندھنے کی ابتداء عرش کے گردا گرد سے شروع ہو کر وہاں تک ہوگی جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ يُسَبِّحُوْنَ (وہ تسبیح کرنے والے ہونگے)

نَحو: یہ حافین کی ضمیر سے حال ہے۔

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (اپنے رب کی تحمید کے ساتھ) یعنی وہ کہہ رہے ہونگے۔ سبحان اللّٰہ، والحمد للّٰہ، ولا الٰہ الا اللّٰہ، واللّٰہ اکبر، یا کہیں گے سبوحٌ قدوس رب الملائکۃ والروح۔ یہ کہنا بطور تلذذ ہوگا بطور تعبد نہ ہوگا کیونکہ جہانِ تکلیف چلا گیا۔ وَقُضِىَ بَيْنَهُمْ (اور تمام بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا) انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے درمیان نمبر۲۔ اہل جنت اور اہل نار کے درمیان بِالْحَقِّ (ٹھیک ٹھیک) عدل وانصاف کے ساتھ۔ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (اور کہا



BestUrduBooks.wordpress.com

جائے گا کہ ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لائق ہیں۔ جو تمام عالم کا پروردگار ہے) یہ اہل جنت کہیں گے بطور شکر یہ جبکہ وہ جنت میں داخل ہو چکیں گے۔ اور ان کے متعلق وعدہائے الٰہی پورے ہو جائیں گے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا: و اخر دعوٰہم ان الحمد للّٰہ رب العالمین [یونس:۱۰] حدیث میں وارد ہے جس کو امام احمد رحمہ اللہ نے اور ترمذی و حاکم نے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ ہر رات سورۃ بنی اسرائیل اور الزمر پڑھتے تھے۔ (رواہ احمد ۶/ ۶۸، ۱۲۲، ۱۸۹، ترمذی ۳۴۰۲)

الحمد للہ سورۃ الزمر کا تفسیری ترجمہ آج بعد نماز عشاء منگل کی رات بوقت ۹ بجے ۲۵ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ تکمیل پذیر ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُورَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَثَمَانُونَ آيَةً وَتِسْعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ مومن مکی ہے اس میں پچاسی آیات ہیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ② غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ

حٰمٓ ① یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے سب کچھ جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے

شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

سخت سزا دینے والا ہے۔ قدرت والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

کہ حوامیم سبعہ مکیہ ہیں:

حٰمٓ: تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ (حٰم۔ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست ہے۔ ہر چیز کا جاننے والا۔ گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے۔ سخت سزا دینے والا ہے۔ قدرت والا ہے۔ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اسی کے پاس جانا ہے)

۱: حٰمٓ: اس کا مابعد امالہ سے حمزہ، علی، خلف، یحییٰ، حماد رحمہم اللہ نے پڑھا ہے۔ اور مدنی نے فتحہ و کسرہ کے مابین پڑھا۔ جبکہ دیگر قراء نے تفخیم سے پڑھا ہے۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔

۲: تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ اس کتاب کا اتارا جانا۔ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ وہ اپنے دبدبے کی وجہ سے اس بات سے محفوظ ہے کہ کوئی اس کے بارے میں بات کرے کوئی الزام لگانے والا۔ الْعَلِيْمِ وہ اس کو جاننے والا ہے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اور تکذیب کی اس میں مشرکین کو ڈرایا گیا ہے اور ایمان والوں کیلئے خوشخبری ہے۔

۳: غَافِرِ الذَّنْۢبِ (وہ گناہ کا بخشنے والا ہے) گناہ گاروں کے تمام گناہ بخشنے والا ہے۔ وَقَابِلِ التَّوْبِ (اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے) رجوع کرنے والوں کی توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ شَدِيْدِ الْعِقَابِ (سخت سزا دینے والا ہے) ان کو جو مخالفت کرنے والے ہیں۔ ذِي الطَّوْلِ (قدرت والا ہے) مغفرت والوں پر فضل برسانے والا ہے یا ہر ایک سے بے پرواہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا تو مؤمنوں کیلئے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا شدید العقاب ان کے حق میں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کو قبول نہیں کیا۔ اور التوب، الثوب، الاوب یہ تینوں الفاظ ہم معنی ہیں ان سب کا معنی رجوع ہے اور الطّول کا معنی غناء وفضل آتا ہے۔

سوال: جب یہ صفات ایک ہی ذات کی ہیں تو پھر تعریف وتنکیر میں مختلف کیوں ہیں۔

جواب: غافر الذنب اور قابل التوب یہ دنوں معرفہ ہیں کیونکہ ان سے حدوث فعل مراد نہیں۔ یہاں تک کہ یہ تقدیر انفصال میں ہو گئے پس ان کی اضافت غیر حقیقی بنی۔ مقصد اس سے دوام وثبوت ہے۔ باقی رہا شدید العقاب اس کی تقدیر عبارت یہ ہے شدید عقابہ۔ پس نکرہ ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ بدل ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ جب یہ نکرہ ان معارف کے درمیان آ گیا تو اس سے یہ اعلان ہو گیا کہ یہ سارے بدل ہیں۔ وصف نہیں اور واؤ کو وقابل التوب میں داخل کرنا ایک نکتہ کی وجہ سے ہے۔

نکتہ: یہ ہے کہ مذنب وتائب کیلئے دو رحمتوں کو جمع کر دیا گیا ہے کہ یا تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ اور طاعات میں سے ایک طاعت لکھی جائے گی۔ یا پھر گناہ مٹا دیے جائیں گے گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں گویا اس طرح فرمایا وہ مغفرت وقبولیت کو جامع کرنے والا ہے۔

روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شام کے ایک بہادر کے متعلق جانچ پڑتال کی تو آپ کو بتلایا گیا کہ وہ تو مسلسل شراب میں مبتلا ہو گیا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے کاتب کو بلایا اور فرمایا اس کے نام اس طرح خط لکھو!

من عمر الی فلان

سلام علیک

میں تیرے سامنے اس اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ حم۔ الی قولہ الیہ المصیر تک لکھوایا۔ اور خط پر مہر لگا کر فرمایا اس کو اس کے ایسے وقت میں حوالے کرو جب کہ وہ نشے وغیرہ سے بالکل خالی ہو۔ پھر آپ نے اپنے قریب تمام حضرات سے فرمایا۔ اس کیلئے توبہ کی دعا کرو۔ جب اس آدمی کے پاس خط پہنچا تو وہ اس کو پڑھنے لگا۔ اور کہتا جا رہا تھا۔ میرے اللہ نے مجھ سے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اپنے عقاب سے ڈرایا ہے۔ پھر ان الفاظ کو دھراتا رہا یہاں تک کہ اس پر گریہ طاری ہو گیا پھر توبہ کی اور اس کی توبہ خوب رہی، پختہ رہی۔

جب عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو فرمایا اسی طرح کیا کرو۔ جبکہ تم اپنے کسی بھائی کو پھسلتا ہوا دیکھو اس کو درست راستہ بتلاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے توبہ کی دعا بھی کرو اور اس کے خلاف شیاطین مغوبین کے معاون مت بنو۔ ابونعیم فی الحلیہ ۴/۹۷۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی) یہ ذی الطول کی طرح صفت ہے اور جملہ مستانفہ بھی ہو سکتا ہے۔ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ (اسی کے پاس جانا ہے) المصیر۔ مرجع کو کہتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ④

اللہ کی آیات میں جھگڑا نہیں کرتے مگر وہی لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا۔ سو آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالے ان کا شہروں میں چلنا پھرنا،

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ

ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور ان کے بعد دوسری جماعتوں نے جھٹلایا اور ہر امت نے ارادہ کیا

بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ قف

کہ اپنے رسول کو پکڑ لیں اور باطل کے ذریعہ جھگڑا کریں تاکہ اس کے ذریعہ حق کو باطل کر دیں، سو میں نے ان کو پکڑ لیا۔

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ⑤ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ

سو کیسا تھا میرا عذاب، اور اسی طرح آپکے رب کا قول کافروں پر ثابت ہو چکا کہ وہ

اَصْحٰبُ النَّارِ ⑥

دوزخ والے ہیں۔

وقف لازم
وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۴: مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اللہ تعالیٰ کی آیات میں وہی لوگ جھگڑا کرتے ہیں جو منکر ہیں)۔

## دو جدال (باطل و حق):

### جدالِ باطل:

ان آیات میں تکذیب و انکار کے ساتھ مخاصمہ کیا جاتا ہے۔ اور اگلی آیت اس پر دلالت کر رہی ہے۔ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ [غافر: ۵] یہ جھگڑا و جدال ناجائز ہے۔

### جدالِ حق:

باقی وہ مجادلہ جو اس کے ملتبس مقامات کی وضاحت اور مشکلات کے حل اور معانی کے استنباط اور ان آیات کے متعلق ٹیڑھا پن اختیار کرنے کو درست کرنے کیلئے کیا جائے وہ تو افضل ترین جہاد ہے۔

فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ (ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو اشتباہ میں نہ ڈالے) جو کہ وہ نفع بخش تجارات اور فائدہ مند کاروبار کے ساتھ ایک سے دوسرے شہر آتے جاتے اور صحت و سلامتی سے لوٹتے ہیں۔ ان کا انجام کار عذاب ہے۔

پھر یہ بیان کیا کہ کس طرح ہوگا پس جتلا دیا کہ سابقہ مکذب امتوں کا حال دیکھ لو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نمونۂ جدال:

۵: كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ (ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا) نوح علیہ السلام کو وَّ الْاَحْزَابُ (اور دوسرے گروہوں نے) جنہوں نے رسولوں کی مخالفت میں جتھہ بندی اختیار کی اور ان کو دکھ پہنچائے وہ عاد، ثمود، قوم لوط، وغیرہ ہیں۔ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (ان کے بعد) قوم نوح علیہ السلام کے بعد وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ (اور ہر امت نے ارادہ کیا) ان امتوں میں سے جو قوم نوح اور احزاب ہیں۔ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ (اپنے رسول کے متعلق کہ اس کو گرفتار کر لیں) کہ اس کو پکڑ کر قتل کر دیں۔ الاخیذ قیدی وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ (اور انہوں نے ناحق جھگڑے پیدا کیے) باطل سے کفر مراد ہے۔ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ (تاکہ وہ اس سے حق کو مٹا دیں) تاکہ ایمان کو باطل کر دیں۔ فَاَخَذْتُهُمْ (پس میں نے ان کو پکڑ لیا) تاء اور ذال مدغم نہیں ہوئے جیسا مکی وحفص کی قراءت ہے مطلب یہ ہے کہ انہوں نے پیغمبر کو پکڑنا چاہا۔ میں نے ان کے ارادہ اخذ پر سزا مقرر کر دی کہ ان کو پکڑ لیا اور سزا دے ڈالی۔ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ (پس میری طرف سے کیسی سزا ہوئی)۔

قراءت: یعقوب نے عِقَابِیْ پڑھا ہے مطلب یہ ہے کہ تم ان کے علاقوں میں سے اپنے سفروں میں گزرتے اور اس کا معائنہ کرتے ہو اس تقریر میں تعجب کا معنی ہے کہ بڑی تعجب کی بات ہے معائنہ کے باوجود وہ عبرت نہیں پکڑتے۔

۶: وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا (اور اسی طرح تمام کافروں پر آپ کے رب کا یہ قول ثابت ہو چکا)

قراءت: مدنی وشامی نے کلمات ربك پڑھا ہے۔ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (کہ وہ لوگ دوزخی ہونگے) یہ محل رفع میں کلمة ربك سے بدل ہے۔ یعنی جیسے وہ لوگ قطعاً دوزخی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی دوزخی یقیناً ہیں۔ مطلب یہ ہے جس طرح ان کو استیصال والے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ اسی طرح ان کو عذاب نار کے ساتھ آخرت میں ہلاک کیا جائے گا۔

یا محل نصب میں ہے اور لام تعلیل محذوف ہے اور ایصال فعل و الذین کفروا سے قریش مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جیسا ان امتوں کی ہلاکت لازم ہوئی اسی طرح ان کی ہلاکت بھی لازم ہے کیونکہ دونوں کی ایک ہی علت ہے کہ وہ آگ والے ہیں۔ النار کے لفظ پر وقف لازم ہے کیونکہ اگر وصل کریں تو یہ عبارت اس طرح بن جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اسکے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں

وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ

اور ان لوگوں کے لئے استغفار کرتے ہیں جو ایمان لائے، اے ہمارے رب آپکی رحمت اور آپ کا علم ہر چیز کو شامل ہے سو ان لوگوں کو بخش دیجئے

لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝۷ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ

جنہوں نے توبہ کی اور آپ کے راستے کا اتباع کیا اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے، اے ہمارے رب اور انہیں ہمیشہ رہنے کی

جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ

بہشتوں میں داخل فرمایئے جن کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور انکے آباؤ ازواج اور ذریتوں میں جو صالح ہوئے ان کو بھی داخل فرمایئے

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۸ۙ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ

بلاشبہ آپ زبردست ہیں، حکمت والے ہیں اور انکو تکلیفوں سے بچایئے اور اس دن جسے آپ نے تکلیفوں سے بچا لیا

فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۹ ع

سو آپ نے اس پر رحم فرما دیا اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

ع ۱ ۹

## حملۃ العرش کی دُعا:

۷: اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ (جو فرشتے کہ عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اس کے گرداگرد ہیں) یعنی حملۃ العرش اور عرش کے گرداگرد فرشتے حالانکہ وہ کروبی ہیں جو کہ فرشتوں کے سردار ہیں۔ یہ اس صورت وصل میں اصحاب نار کی صفت بن جائے گی اور اس کا فساد و غلط ہونا ظاہر و باہر ہے اس لئے وقف النّار پر لازم ہے۔

روایت میں ہے کہ حملۃ العرش کے پاؤں سب سے نچلی زمین پر ہیں۔ اور ان کے سر عرش کو پہنچنے والے ہیں وہ خشوع اختیار کرنے والے ہیں کہ اپنی نگاہ اوپر کو نہیں اٹھاتے۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دے رکھا ہے صبح و شام کو وہ حملۃ العرش کو سلام کریں کیونکہ وہ تمام ملائکہ سے افضل ہیں۔

ایک قول یہ ہے عرش کے گرد ستر ہزار صفوف فرشتوں کی قیام میں ہیں۔ اور وہ تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے عرش کا طواف کرتے ہیں۔ پھر ان کے پیچھے ستر ہزار صفوف ملائکہ کی قیام میں ہیں۔ وہ بھی تہلیل و تکبیر میں مصروف ہیں۔ اور ان کے پیچھے ایک لاکھ



BestUrduBooks.wordpress.com

صفوف ایسی ہیں جنہوں نے دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا ہے اور ہر ایک وہ تسبیح زبان سے کر رہا ہے جو اس سے دوسرا نہیں کر رہا۔

یُسَبِّحُوْنَ (وہ تسبیح کرتے ہیں) یہ مبتدأ کی خبر ہے اور مبتدا الذین یحملون العرش ہے۔ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (اپنے رب کی حمد کے ساتھ) اس کی حمد کے ساتھ یا باء اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ ہے۔ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (اور اس پر ایمان رکھتے ہیں) اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں ایمان کا شرف و مرتبہ اور اس کی فضیلت بتلائی اور ایمان کی ترغیب دی گئی۔ جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کی صفت صلاح کو ذکر کیا جائے۔ (حالانکہ حملۃ العرش اور حول العرش فرشتے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرنے والے اور ایمان لانے والے ہیں) یہ ایسے ہی ہے جیسے اعمال خیر کو اس ارشاد کے بعد لایا گیا ہے ثم کان من الذین امنوا۔[البلد:۱۷] حالانکہ وہ تمام صفات ایمان کے بعد آئیں مگر ایمان کو لا کر اس کی اہمیت و عظمت ظاہر فرمائی۔ اس سے ایمان کی فضیلت ظاہر ہوگئی اور تناسب کی رعایت بھی و یؤمنون بہ و یستغفرون میں فرمادی گئی۔ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اور وہ ایمان والوں کے لیے استغفار کیا کرتے ہیں) گویا اس طرح فرمایا و یومنون بہ و یستغفرون لمن فی مثل حالھم وہ اس پر ایمان لاتے اور ان لوگوں کیلئے استغفار کرتے ہیں جو حالت میں انہی جیسے ہیں۔

**مَسْئَلَۃٌ**: اس میں دلیل ہے کہ جب وہ ایمان میں مشترک ہیں تو ضروری ہے کہ وہ نصیحت و خیر خواہی اور شفقت کا ایک دوسرے سے اظہار کریں۔ اگرچہ ان کی اجناس اور مقامات و مساکن کتنے ہی بعید ہوں۔ رَبَّنَا (اے ہمارے پروردگار) یہ محذوف سے حال ہے۔ وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا (آپ کی رحمت وعلم ہر چیز کو شامل ہے) پس رحمت اور علم وہ ایسی چیزیں ہیں۔ جو ہر چیز کو معنی کے اعتبار سے شامل ہیں۔ اصل کلام اس طرح ہے وسع کل شیء رحمتك و علمك لیکن کلام کو اصل سے پھیرا گیا کیونکہ فعل کا استناد یہاں خود صاحب رحمت وعلم کی طرف ہے۔ اور دونوں یہاں منصوب لائے گئے۔ کیونکہ تمیز واقع ہیں اور اس طرح لانے سے صفت علم و رحمت میں مبالغہ ظاہر کرنا بھی مقصود ہے۔

## دعائے اوّل:

فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا (پس آپ ان لوگوں کو بخش دیں جنہوں نے توبہ کر لی ہے) یعنی ان لوگوں کو جن کے متعلق آپ جانتے ہیں کہ وہ توبہ کر چکے تاکہ رحمت وعلم کے ذکر کے مناسب ہو جائیں۔ وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ (اور انہوں نے تیرے راستہ کی اتباع کی) یعنی وہی ہدایت والی راہ جس کی طرف آپ نے ان کو بلایا۔

## دوسری دعا:

وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے)۔

## تیسری دعا:

۸: رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ (اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا آپ نے



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ مَّقْتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ

بلاشبہ جنہوں نے کفر کیا ان کو پکارا جائے گا کہ یہ بات واقعی ہے کہ اللہ کا جو تم سے بغض ہے وہ اس بغض سے بہت بڑا ہے جو تمہیں خود اپنی جانوں سے ہے تم ایمان

اِلَی الْاِیْمَانِ فَتَکْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ

کی طرف بلائے جاتے تھے تو کفر اختیار کرتے تھے۔ وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمیں دو بار موت دی اور دو بار زندگی دی۔

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَھَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِکُمْ بِاَنَّہٗٓ اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ

سو ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا تو کیا نکلنے کی کوئی راہ ہے، یہ اس وجہ سے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا

وَحْدَہٗ کَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّشْرَکْ بِہٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُکْمُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ ﴿۱۲﴾

تھا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جاتا تھا تو اسے مان لیتے تھے۔ سو فیصلہ اللہ ہی کے لئے ہے جو بلند ہے بڑا ہے۔

ان سے وعدہ کیا ہے داخل فرما دیجئے ) وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ (اور جو لائق ہوں ان کے ماں باپ میں سے ) مَنْ یہ موضع نصب میں واقع ہے۔ کیونکہ اس کا عطف ادخلھم کے ھم پر ہے۔ یا وعدتھم کے ھم پر ہے اور معنی یہ ہوگا تو نے ان سے وعدہ کیا اور ان سے وعدہ کیا جو نیک ہوئے ان کے ماں باپ میں سے۔ وَ اَزْوَاجِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (اور ان کی بیویوں اور اولاد میں سے جو لائق ہوں ان کو بھی داخل کر بیشک آپ زبردست حکمت والے ہیں ) یعنی ایسے بادشاہ ہیں جو کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اور آپ اپنی ملک وعظمت کے باوجود کوئی کام حکمت سے خالی نہیں کرتے۔ اور تیری حکمت کا تقاضا ہے کہ آپ اپنے وعدہ کو پورا فرما دیجئے۔

## چوتھی دعا:

۹: وَقِھِمُ السَّیِّاٰتِ (اور آپ ان کو تکالیف سے بچایئے ) السیأت سے جزائے سیئات مراد ہے جو عذاب نار ہے۔ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَہٗ وَذٰلِکَ (اور آپ جس کو اس دن کی تکالیف سے بچائیں گے تو اس پر آپ نے مہربانی فرمائی اور یہ ) ذلک کا مشار الیہ دفع عذاب ہے یعنی یہ دفع عذاب ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (وہی بڑی کامیابی ہے )

## کافر کو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہمیں تم سے نفرت ہے:

۱۰: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ (بیشک جو لوگ کافر ہوئے ان کو پکارا جائے گا ) قیامت کے دن جبکہ وہ آگ میں داخل ہونگے اور اپنے نفسوں پر ناراضگی کا اظہار کریں گے تو آگ کے داروغہ ان کو آواز دے کر کہیں گے۔ لَمَقْتُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ مَّقْتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ (اللہ تعالیٰ کو تم سے زیادہ نفرت ہے اس کی بنسبت جتنی تمہیں اپنے نفسوں سے نفرت ہے ) یعنی اللہ تعالیٰ کو تم سے



BestUrduBooks.wordpress.com

تمہارے نفسوں کی نسبت زیادہ نفرت ہے پس النفس کا ذکر ایک مرتبہ کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ المقت: شدید بغض ونفرت۔ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ (جبکہ تم کو ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا) یہ پہلے مقت سے متعلق ہے زمخشری نے اسی طرح کہا معنی اس طرح بنے گا کہ ان کو قیامت کے دن کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے برائی اور کفر کی طرف مائل ہونے والے نفسوں سے نفرت فرماتے تھے۔ جبکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمہیں ایمان کی طرف دعوت دیتے اور تم اس کو قبول کرنے سے انکار کرتے اور کفر کو اس پر ترجیح دیتے۔ اس سے کہیں بڑھ کر جتنا آج تم اپنے نفسوں سے نفرت کا اظہار کر رہے ہو اس حالت میں کہ تم آگ میں پڑے ہو۔ ہم نے تمہیں آگ میں تمہاری خواہش پرستی کی بناء پر ڈالا ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

اس کا معنی یہ ہے اب اللہ تعالیٰ کا تم سے نفرت کرنا اس سے بڑھ کر جتنا تم ایک دوسرے سے نفرت کر رہے ہو۔ جیسا کہ دوسرے ارشاد میں فرمایا ثم یوم القیامة یکفر بعضکم ببعض ویلعن بعضکم بعضًا [العنکبوت:۲۵] اور اذ تدعون یہ جملہ تعلیلیہ ہے۔

## صاحب جامع العلوم کا قول:

اذ اس فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے۔ جس پر لمقت اللّٰہ دلالت کر رہا ہے یعنی یمقتهم الله حين دعوا الى الايمان فکفروا۔ اللہ تعالیٰ ان سے نفرت فرماتے ہیں جب سے ان کو ایمان کی طرف دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اذ مقت اول کی وجہ سے منصوب نہیں ہے۔ کیونکہ لمقت اللّٰہ مبتداء ہے اور یہ مصدر ہے۔ اور اس کی خبر اکبر من مقتکم ہے۔ پس یہ اذ تدعونَ میں عامل نہیں کیونکہ جب مصدر کی خبر آ جائے تو پھر کسی چیز کا اس سے متعلق کرنا جائز نہیں جو اس کا صلہ ہو سکے۔ کیونکہ اس کی خبر کا آ جانا یہ اس کے تمام ہونے کی علامت ہے۔ اور اس کا متعلق مان لینا اس کے نقص کی نشانی ہے۔ اسی طرح دوسرے مقت سے بھی متعلق نہیں ہو سکتا کیونکہ زمانے مختلف ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے نفوس سے داخلہ نار کے بعد کی حالانکہ ایمان کی دعوت تو دنیا میں دی گئی۔ تو دنیا و عقبیٰ کا زمانہ مختلف ہوا۔ فَتَكْفُرُوْنَ (پس تم کفر کرتے تھے) کفر پر اصرار کرتے تھے۔

## آگ والوں کا قول جو کہ مایوس کن ہے:

۱۱: قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ (وہ لوگ کہیں گے اے ہمارے پروردگار آپ نے ہمیں دوبارہ مردہ رکھا اور دوبارہ زندگی دی) یعنی دو موتیں اور دو زندگیاں۔ یا دو موتیں اور دو حیاتیں۔ دو موتوں سے مراد ان کا پہلی مرتبہ ان کی مردہ و بے جان اشیاء سے پیدا کرنا اور ان کو اجل مقررہ کے پورے ہونے پر موت دینا ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ بے جان اشیاء سے پیدائش کو اماتت کہا جاتا ہے جیسا کہ یہ درست ہے کہ کہا جائے۔ سبحان من صغر جسم البعوضة و كبر جسم الفيل اس جگہ بڑے سے چھوٹے کی طرف منتقل ہونا نہیں پایا جاتا ہے۔ اور نہ چھوٹے سے بڑے کی طرف اور اس کا سبب یہ ہے کہ چھوٹا اور بڑا



BestUrduBooks.wordpress.com

دونوں کا اطلاق ایک مصنوعہ چیز پر ہو سکتا ہے۔ جب صانع نے دو جائز میں سے ایک پر کر دیا تو گویا صانع نے اس کو دوسرے جائز کی طرف پھیر دیا۔ پس اس کا اس حالت سے پھیر دینا اس سے منتقل کرنے کی طرح ہے۔

الاحیائتین سے۔ پہلی مرتبہ کی پیدائش اور پھر احیائے بعث مراد ہے اور یہ ارشاد اس پر دلالت کر رہا ہے و کنتم امواتا فاحیا کم ثم یمیتکم ثم یحییکم [البقرۃ:۲۸]

## ایک قول:

ہے کہ پہلی موت دنیا میں اور دوسری موت سوال کیلئے قبر میں زندہ کرنے کے بعد اور احیائے اول قبر میں موت کے سوال کیلئے زندہ کرنا اور دوسری بعث کے لئے احیاء۔ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا (پس ہم اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں) جب انہوں نے دوبارہ موت اور دوبارہ احیاء کو اپنے اوپر طاری و جاری دیکھ لیا تو ان کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کو اعادہ پر قدرت حاصل ہے جیسا کہ وہ انشاء پر قادر ہے۔ اسی لئے انہوں نے اپنے ان گناہوں کا اعتراف کر لیا جن کا ارتکاب انہوں نے کیا تھا جیسے انکار بعث اور جو اس کے پیچھے گناہ کیے تھے۔ فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ (تو کیا نکلنے کی کوئی صورت ہے) یعنی آگ سے نکلنے کی مطلب یہ ہے کہ جلدی سے نکلنے کی کوئی قسم ہو یا آہستگی سے چھٹکارا پانے کا کوئی راہ ہو تا کہ ہم چھوٹ جائیں۔ مِّنْ سَبِيْلٍ (کبھی کوئی صورت ہے) یا بالکل مایوسی ہے کہ نہ تو نکلنا اور نہ اس کے لئے کوئی صورت۔ یہ گفتگو ایسے لوگوں کی ہے جن پر مایوسی کے بادل چھا چکے ہونگے اور یہ بات وہ حیرانی کی وجہ سے کہیں گے۔ اسی لئے جواب اس کے مطابق لایا گیا جو اگلی آیت میں ہے۔

## سرمدی عذاب کا فیصلہ تمہارے کفر کی وجہ سے ہوا:

۱۲: ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ (وجہ اس کی یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا تھا۔ تو تم انکار کیا کرتے تھے) وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا (اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے) یہ وہ چیز ہے جس میں تم مبتلا تھے۔ تمہارے لیے اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں اس وجہ سے کہ تم نے توحید کا انکار کیا اور شرک پر تمہارا ایمان تھا۔ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ (پس یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے) کہ اس نے ہی تمہارے لئے سرمدی عذاب کا فیصلہ فرمایا۔ الْعَلِيِّ (بلند و برتر ہے) شان اس کی پس اس کے فیصلوں کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ الْكَبِيْرِ (عظمت والے ہیں) ان کی سلطنت عظیم ہے پس اس کی سزا کی کوئی حد بندی نہیں۔

## ایک قول:

خارجی حروریہ فرقہ نے اسی آیت سے اپنا قول لا حکم الا للّٰہ لیا۔ قتادہ کہتے ہیں جب اہل حروراء نے خروج کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ انہیں بتلایا گیا کہ یہ تحکیم کا نعرہ لگانے والے ہیں۔ یعنی یہ لوگ کہتے ہیں لا حکم الا للّٰہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلمہ تو صحیح ہے مگر اس سے مراد غلط لے لی گئی ہے۔ (اس سے ان کا میری تکفیر کرنا غلط ہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَ مَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ

وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے رزق اتارتا ہے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے مگر وہی لوگ

یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ

جو رجوع کرتے ہیں سو تم اللہ کو پکارو، دین کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو۔ وہ رفیع الدرجات ہے۔

ذُو الْعَرْشِ ۚ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾

عرش والا ہے۔ وہ اپنے حکم سے وحی نازل فرماتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے تا کہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے

یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ۬ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؕ لِلّٰهِ

جس دن وہ لوگ ظاہر ہوں گے، اللہ تعالیٰ پر ان میں سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہ ہوگی، آج کس کے لئے ملک ہے، اللہ

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

واحد قہار کے لئے ہے، آج کے دن ہر جان کو اس کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کمایا آج کے دن ظلم نہیں ہے بیشک اللہ

سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾

جلد حساب لینے والا ہے۔

۱۳: هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ (وہی ذات ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے) مثلاً ہوائیں، بادل، گرجیں، بجلیاں، کڑکیں، وغیرہ۔ وَیُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ (اور وہ تمہارے لئے آسمان سے اتارتا ہے)

قراءت: ینزل تخفیف کے ساتھ مکی، بصری نے پڑھا ہے۔ رِزْقًا (رزق) بارش کیونکہ وہ سبب رزق ہے۔ وَمَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ (اور صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو رجوع کرتا ہے) آیات اللہ سے عبرت اور نصیحت وہ حاصل کرتا ہے جو شرک سے توبہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پس جو شخص ضدی ہے وہ نہ نصیحت حاصل کرتا ہے اور نہ یاد کرتا ہے۔

ربط: پھر رجوع کرنے والوں کو فرمایا۔

۱۴: فَادْعُوا اللّٰهَ (پس تم اللہ تعالیٰ کو پکارو) پس اسی کی عبادت کرو۔ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (اس کا خالص اعتقاد کر کے) شرک سے خالص کرنا مراد ہے۔ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو) اگرچہ تمہارے وہ دشمن تم پر یہ عیب لگائیں جو تمہارے دین پر نہیں ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## بندوں کے درجات کو بلند کرنے والا اور جس نے عرش کو بنا کر فرشتوں کے طواف کا مقام بنایا:

۱۵: رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ (وہ رفیع الدرجات ہے۔ وہ عرش کا مالک ہے) يُلْقِي الرُّوْحَ (وہ وحی بھیجتا ہے)

نحو: نمبرا۔ هُوَ کی تین خبریں ہیں اور یہ الذی یریکم پر مرتب ہوتا ہے۔ یا نمبر۲۔ مبتداء محذوف کی خبریں ہیں۔ رفیع الدرجات کا معنی نمبرا۔ وہ آسمانوں میں سے بعض کو بعض پر بلند کرنے والا ہے۔ نمبر۲۔ وہ اپنے بندوں کے درجات کو مرتبہ دے کر بلند کرتا ہے۔ نمبر۳۔ جنت میں بندوں کے درجات کو بلند کرے گا۔ ذوالعرش وہ اپنے اس عرش کا مالک ہے جو آسمان سے اوپر ہے۔ اس کو پیدا کر کے فرشتوں کے طواف کا مقام بنا دیا۔ اوراس کی تخلیق عظمت باری تعالیٰ کو بھی ظاہر کرنے والی ہے۔ اوراس کی مملکت میں اس کی بے نیازی کو بھی ظاہر کرنے والی ہے۔ الروح سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں۔ نمبر۲۔ وہ وحی جس سے دل زندہ کیے جاتے ہیں۔ مِنْ اَمْرِهٖ (اپنے حکم سے) من یہاں اجلیہ ہے، اپنے حکم کیلئے یا اپنے حکم کے سبب۔ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ (جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے تا کہ وہ ڈرائے) تا کہ اللہ تعالیٰ ڈرائے یا جس پر وحی بھیجی جا رہی ہے وہ ڈرائے اور وہ نبی اکرم ﷺ ہیں۔ یعقوب کی قراءت اس پر دلالت کرتی ہے۔

قراءت: لتنذر یعقوب نے پڑھا ہے۔

يَوْمَ التَّلَاقِ (اجتماع کے دن سے) قیامت کے دن۔ یہ نام اس کا اس لئے ہے کہ اس دن اہل سماء اہل ارض سے ملاقات کریں گے اوراسی طرح اولین و آخرین کی ملاقات ہوگی۔

قراءت: مکی اور یعقوب نے التلاقی پڑھا ہے۔

## قیامت میں ہر چیز سامنے ہوگی:

۱۶: يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ (جس دن سب لوگ سامنے آموجود ہونگے) بارز کا معنی ظاہر ہے۔ ان کو کوئی چیز نہ چھپائے گی۔ نہ پہاڑ نہ ٹیلہ نہ عمارت۔ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ (ان کی کوئی بات اللہ تعالیٰ سے مخفی نہ رہے گی) شیٔ سے مراد یہاں اعمال و احوال ہیں۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (آج کے روز کس کی حکومت ہوگی) یہ بات اللہ تعالیٰ اس وقت فرمائیں گے جبکہ کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا۔ بذات خود جواب عنایت فرمائیں گے۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (بس اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی جو یکتا غالب ہے) یعنی وہ ذات جس نے موت سے مخلوق کو مغلوب کیا۔

نحو: الیوم منصوب ہے۔ لمن کا مدلول اس پر عامل ہے۔ ای لمن ثبت الملک فی ھذا الیوم۔ آج کے دن بادشاہی کس کے لیے ثابت ہے۔ ایک قول یہ ہے ایک منادی آواز دے گا کہے گا۔ لمن الملک الیوم۔ اہل محشر اس کو جواب دیں گے۔ للہ الواحد القہار۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ

اور آپ ان کو قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرایئے جس وقت قلوب گلوں کے پاس ہوں گے گھٹن میں پڑے ہوئے ہوں گے، ظالموں کے لئے

مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾

نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارش کرنیوالا ہوگا جسکی بات مانی جائے، وہ جانتا ہے آنکھوں کی خیانت کو اور ان چیزوں کو جنہیں سینے پوشیدہ رکھتے ہیں،

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ

اور اللہ حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے،

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾ ع ۲ / ۱۱ / ۷

بلاشبہ اللہ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے۔

## ہر خیر و شر کا بدلہ دیا جائے گا:

۱۷: اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (آج ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج کچھ ظلم نہ ہوگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والے ہیں) جب یہ بات پختہ ہو چکی کہ بادشاہی اس دن اکیلے اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔ تو اب اس کے نتائج گنوائے۔ نمبرا۔ ہر نفس کو جو عمل خیر و شر میں سے اس نے کیا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ نمبر۲۔ ظلم اس کی طرف سے بالکل نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ ظلام للعبید نہیں ہے۔ نمبر۳۔ حساب میں دیر نہ لگے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایک کا حساب دوسرے سے مشغول نہیں کرسکتا۔ پس وہ تمام مخلوق کا حساب ایک ہی وقت میں لے لیں گے۔ اور وہ سب سے جلد حساب کرنے والے ہیں۔

۱۸: وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ (اور آپ ان کو قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرائیں) یوم الأزفة سے قیامت کا دن مراد ہے۔

## وجہ تسمیہ:

قیامت کو یوم الأزفة اس کے قرب کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

## قیامت کے دن دِل خوف سے بے چین ہوں گے:

اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ (جبکہ دل منہ کو آجائیں گے) الحناجر کا معنی گلے۔ دل اچھل کر اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور ان



BestUrduBooks.wordpress.com

کے گلے میں پھنس جائیں گے نہ تو وہ باہر نکلیں گے کہ وہ مر جائیں اور نہ اپنے مقام کی طرف لوٹیں گے کہ وہ سانس لے سکیں اور ان کو چین نصیب ہو۔ کٰظِمِیْنَ (غم وخوف سے بے چین بھرے ہونگے) وہ ان کے گلے میں اٹکنے والے ہونگے۔ یہ کظم القربة سے لیا گیا ہے۔ جبکہ اس کا منہ باندھ دیا جائے اور یہ دلوں کے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے اس سے مراد اصحاب قلوب ہونگے۔ الکاظم کو جمع لایا گیا۔ یہ جمع سالم ہے کیونکہ ان قلوب کا یہ فعل عقلاء والا ہے۔ اس لئے جمع سالم کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

مَا لِلظّٰلِمِیْنَ (اور ظالموں کیلئے نہ ہوگا) ظالم سے یہاں کافر مراد ہیں۔ مِنْ حَمِیْمٍ (کوئی محب مشفق) وَّ لَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ (اور نہ سفارشی ہوگا جس کا کہا مانا جائے) یعنی جو سفارش کرے یہ مجاز ہے کیونکہ اطاعت تو اس کی ہوتی ہے۔ جو تم سے سربلند اور بڑا ہو۔ مراد اس سے اطاعت وشفاعت کی نفی ہے جیسا کہ اس قول میں

ولا تری الضب بها ینجحر

شاعر کی یہاں مراد ضب اور اس کے بل بنانے کی نفی ہے۔ اگرچہ آیت کے الفاظ میں طاعت کی نفی کا احتمال ہے شفاعت کی نفی کا نہیں۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

اللہ کی قسم ان کا قیامت کے دن قطعی طور پر کوئی سفارشی نہ ہوگا۔

## سینہ کی باتیں اُس سے مخفی نہیں:

۱۹: یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ (وہ آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے) خائنة یہ مصدر ہے خیانت کے معنی میں ہے جیسا کہ عافیت بمعنی معافات ہے۔ مراد اس سے غیر محرم کی طرف نظر چرا کر دیکھنا۔ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ (اور ان کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں) اور جن کو سینے امانت یا خیانت میں سے چھپاتے ہیں۔ چوری چھپے اجنبی عورت کو شہوت سے دیکھنا پھر اس کے جمال کے متعلق دل میں خیال لانا۔ اور اس کو معلوم نہیں اپنے اس نظر وفکر میں کہ میں کس کے سامنے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس تمام کو جانتے ہیں۔ یعلم خائنة الاعین یہ ھو کی خبروں میں سے ہے۔ جو اس قول میں ہے ھو الذی یریکم ایا تہ [غافر:۱۳] جیسے یلقی الروح۔ [غافر:۱۵] لیکن یلقی الروح کی تعلیل لینذر یوم التلاق سے فرمائی۔ پھر بطور استطراد یوم التلاق کے احوال۔ ولا شفیع یطاع تک بیان کئے۔ اس لئے یہ اپنے ہم مثلوں سے دور ہوگیا۔

۲۰: وَاللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ (اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردے گا) یعنی وہ ذات جس کی یہ صفات ہیں وہ انصاف سے ہی فیصلہ فرمائے گا۔ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ (اور جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ کسی طرح کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے) ان کے معبود کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اس میں ان کو شرمایا گیا۔ کیونکہ جس کی قدرت کے ساتھ صفت بیان نہیں کی جاسکتی اس کے متعلق یقضی کا صیغہ اس کے لئے بولا ہی نہیں جاسکتا۔ اس لئے کہ دوسرے مقام پر فرمادیا۔ یعلم



BestUrduBooks.wordpress.com

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ

کیا یہ لوگ زمین میں نہیں چلے پھرے تا کہ دیکھ لیتے ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ان سے پہلے

قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

تھے، وہ قوت کے اعتبار سے ان سے زیادہ سخت تھے اور زمین میں نشانوں کے اعتبار سے بھی بڑھ کر تھے، سو اللہ نے انکے گناہوں کی وجہ سے انکی

بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝۲۱ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ

گرفت فرما لی اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی بھی نہ تھا۔ یہ اس وجہ سے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی ہوئی دلیلیں

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲۲

لے کر آئے سو انہوں نے کفر کیا پھر اللہ نے ان کو پکڑ لیا، بیشک وہ قوی ہے سخت عذاب والا ہے۔

خائنة الاعین وما تخفی الصدور [غافر:۱۹] اور اس میں ان کو وعید سنائی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو اور ان کے اعمال کو دیکھنے والے ہیں۔ اور ان اعمال پر ان کو وہ سزا دیں گے۔ اور اس میں ان مشرکین پر تعریض ہے کہ جن کو تم معبود مانتے ہو وہ نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (بلاشبہ اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے)

۲۱: اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ (کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ ان کا کیا انجام ہوا) یعنی جنہوں نے ان سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا ان کا انجام کار کیا ہوا)۔ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً (وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے)۔

نحو: هم ضمیر فصل ہے اور حق تو یہ ہے کہ یہ دو معرفوں کے درمیان لائی جائے۔ البتہ یہاں اشد منهم یہ معرفہ کے مشابہ ہو گیا کیونکہ اس پر الف لام داخل نہیں ہو سکتا۔ پس اس کے قائم مقام شمار کر لیا۔

قراءت: شامی نے منکم پڑھا۔ دیگر نے منہم۔

وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ (اور ان نشانوں میں جو زمین پر چھوڑ گئے) قلعے، محلات وغیرہ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ (اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے گناہوں کے بدلہ میں پکڑا) ان کے گناہوں کے سبب ان کو سزا دی۔ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ (ان کو کوئی اللہ تعالیٰ سے بچانے والا نہ ہوا) یعنی کوئی چیز ایسی نہ تھی۔ جو ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا لے۔

۲۲: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ (یہ اس سبب سے ہوا کہ) یہ پکڑ اس سبب سے ہوئی کہ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں لے کر آتے رہے پھر انہوں نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مواخذہ فرمایا بیشک وہ بڑی قوت والا سخت سزا دینے والا ہے) قوی، ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ شدید العقاب کا مطلب جب



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات اور واضح دلیل کے ساتھ فرعون اور ہامان

وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا

اور قارون کے پاس بھیجا سو ان لوگوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے۔ سو جب انکے پاس ہمارے پاس سے حق لے کر آیا تو کہنے لگے

اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ

کہ جو لوگ اسکے ساتھ ایمان لائے انکے بیٹوں کو قتل کر دو اور انکی عورتوں کو زندہ چھوڑ دو اور کافروں کی تدبیر محض

اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ

بے اثر رہی۔ اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور وہ اپنے رب کو پکارے بلاشبہ میں

اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى

ڈرتا ہوں کہ وہ تمہارے دین کو بدل دے یا زمین میں فساد پھیلا دے۔ اور موسیٰ نے کہا

اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ ع ۳ / ۸

بلاشبہ میں اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی ہر متکبر سے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتا۔

وہ سزا دیتا ہے تو سخت دیتا ہے۔

۲۳: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا (ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات کے ساتھ) تسع آیات مراد ہیں۔ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (اور کھلی دلیل کے ساتھ) ظاہر دلیل۔

۲۴: اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا (فرعون، ہامان اور قارون کی طرف بھیجا پس انہوں نے کہا) سٰحِرٌ كَذَّابٌ (وہ جھوٹا جادوگر ہے) انہوں نے واضح دلیل کو سحر و کذب سے تعبیر کیا۔

## قانونِ قتل سے اللہ کا فیصلہ نہ روک سکا:

۲۵: فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ (پس جب وہ ان لوگوں کے پاس دین حق لے کر آئے) الحق سے نبوت مراد ہے۔ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (ہماری طرف سے تو ان لوگوں نے کہا جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو) ان پر اس قتل کے حکم کا اعادہ کرو جو پہلے جاری کیا گیا تھا۔ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ (اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو)



BestUrduBooks.wordpress.com

خدمت کیلئے وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (اور ان کافروں کی تدبیر محض بے اثر رہی) ضلال ضائع ہے انہوں نے اس سے پہلے قتل کا قانون جاری کیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اس کو غالب کر کے رہا جس سے ان کو خطرہ تھا۔ پس یہ قتل دوم بھی کام نہ آئے گا۔

فرعون بچوں کے قتل سے باز آ چکا تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی تو اس نے محسوس کیا کہ جس چیز کو اس نے روکنا چاہا وہ تو واقع ہوا چاہتی ہے تو اس نے بنی اسرائیل پر دوبارہ غضبناک ہو کر یہ ظالمانہ قانون جاری کر دیا۔ اس خیال کے پیش نظر کہ وہ لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام سے روک کر غلبہ موسیٰ علیہ السلام نہ ہونے دے گا۔ مگر اس نے نہ جانا کہ دونوں مرتبہ اس کا مکر و فریب ضائع جائے گا۔

## فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے سے جلد ہلاکت کے خطرہ کی وجہ سے باز رہا:

۲۶: وَقَالَ فِرْعَوْنُ (اور فرعون نے کہا) اپنے سرداروں کو ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى (مجھ کو چھوڑ دو کہ موسیٰ کو میں قتل کر ڈالوں) جب فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل کا ارادہ کرتا تو سردار اس کو یہ کہہ کر منع کرتے یہ وہ نہیں جس سے تجھے خطرہ ہے یہ اس سے کم درجہ ہے یہ تو ایک ساحر ہے۔ جب تو اس کو قتل کرے گا تو لوگوں کے دلوں میں شبہ پیدا کر دے گا۔ لوگوں کو یقین ہو جائے گا۔ کہ تو اس کا دلیل سے مقابلہ کرنے سے عاجز آ چکا ہے۔

اس سے یہ بات کھل کر معلوم ہوتی ہے کہ فرعون کو یہ یقین ہو چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نبی برحق ہیں۔ اور اس کے سامنے آنے والے نشانات یہ سحر نہیں۔ مگر وہ دغاباز، بہت زیادہ خون بہانے والے اور معمولی چیزوں پر قتل کرنے والے شخص کا مزاج رکھتا تھا۔ پھر وہ اس کے متعلق قتل سے کیوں چوکتا جس کے متعلق وہ محسوس کر چکا تھا کہ وہ اس کی سلطنت کو برباد کرے گا لیکن اس کو خطرہ یہ تھا کہ اگر اس نے قتل کا اقدام کیا تو وہ جلد تر ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور اس کا یہ قول ولیدع ربّہٗ اس شدید خوف کے احساس کو خوب ظاہر کرتا ہے۔ اور ایک طرف اپنے بارے میں ربوبیت کا دعوے دار تھا۔ اور دوسری طرف اس کا قول ذرونی اقتل موسٰی کہنا درحقیقت یہ اپنی قوم کو بلیک میل کرنے کیلئے ہے اور اس بات کا وہم دلانے کیلئے ہے کہ وہ روک رہے ہیں میں تو ابھی اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ حالانکہ واقعۃً اس کو دلی گھبراہٹ روکے ہوئی تھی۔ اِنِّيْٓ اَخَافُ (مجھے ڈر ہے) اگر میں اس کو قتل نہ کروں تو اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ (کہ وہ تمہارا دین بدل ڈالے) وہ اس آبائی دین کو بدل دے جس پر تم چلے آ رہے ہو۔ وہ فرعون اور دیگر اصنام کی پوجا کرتے تھے۔ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ (یا وہ پھیلا دے) یعنی موسیٰ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ (ملک میں کوئی خرابی) يُظْهِرُ الفساد یاء کا ضمہ اور دال کا فتحہ پڑھا ہے۔ مدنی، بصری، حفص کا یہ مسلک ہے۔ اور دیگر قراء نے یاء کا فتحہ اور دال کا رفع پڑھا ہے۔ مگر پہلا قول اولیٰ ہے۔ کیونکہ و يُبَدِّلَ کے موافق ہے۔ الفساد فی الارض کا مطلب باہمی لڑائی' ایک دوسرے کو برانگیختہ کرنا جس سے امن تہہ و بالا ہو اور کھیتیاں اور تجارتیں اور ذرائع آمدنی معطل ہو کر رہ جائیں۔ اور لوگ قتل و ضیاع سے ہلاک ہو جائیں۔ گویا وہ انہیں باور کرا رہا تھا۔ کہ مجھے خطرہ یہ ہے کہ وہ اپنے دین کی طرف دعوت دے کر تمہارے دین سے تمہیں برگشتہ کر دے یا اس کی وجہ سے جو فتنے



BestUrduBooks.wordpress.com

پیدا ہونے کا خدشہ ہے اس سے تمہاری دنیا تباہ ہو جائے گی۔ اہل کوفہ کے علاوہ دیگر قراء نے وان پڑھا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے مجھے تمہارے دین و دنیا دونوں کے بیک وقت تباہ ہونے کا خدشہ ہے۔

## موسیٰ علیہ السلام نے قتل کی دھمکی سن کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی:

۲۷: وَقَالَ مُوْسٰى (اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا) جب انہوں نے فرعون کی وہ بات جو اس نے اپنی قوم کو قتل موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں کہی سن پائی تو کہا۔ اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ (میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر ایسے خر دماغ سے جو روز حساب پر یقین نہیں رکھتا) آیت میں ربکم کا لفظ ان کو اس بات پر ابھارنے کیلئے ہے کہ وہ اس کی اقتداء اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ کی اسی طرح پناہ مانگیں جس طرح میں نے پناہ مانگی ہے۔ اور اس پر توکل کرتے ہوئے اس کو مضبوطی سے تھام لیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے من کل متکبر فرمایا تا کہ آپ کا استعاذہ فرعون اور دیگر تمام جبارین کو شامل ہو جائے اور آپ کی بات بطریق تعریض ہو جو تصریح کی نسبت زیادہ مؤثر ہے۔ تکبر سے یہاں قبول حق سے بوجہ تکبر انکار کرنا مراد ہے اور یہ استکبار کی قبیح ترین شکل ہے اور اختیار کرنے والے کی کمینگی کو خوب ثابت کرنے والی ہے اور اس کے شدید ظلم کو ظاہر کرنے والی ہے۔

اور کہا لا یؤمن بیوم الحساب کیونکہ جب کسی انسان میں ظلم، جزاء کا انکار، انجام کی عدم پرواہ ہی جیسی برائیاں جمع ہو جائیں تو اس میں سنگ دلی، اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے سلسلہ میں جرأت و دلیری کے اسباب مکمل ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ کوئی گناہ کیے بغیر نہیں چھوڑتا۔

قراءت: عذت، لذت یہ دونوں ایک جیسے ہیں۔ عُتُّ ادغام کے ساتھ ابو عمرو، حمزہ، علی نے پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا

اور آل فرعون میں سے ایک مؤمن نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو

اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا

جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں لے کر آیا ہے، اور اگر وہ جھوٹا ہوگا

فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوگا تو تمہیں بعض وہ مصائب پہنچ جائیں گے جن کی وہ بطور پیش گوئی خبر دے رہا ہے، بلاشبہ اللہ

لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۲۸ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي

ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزر جانے والا ہو بہت جھوٹا ہو، اے میری قوم آج زمین میں تمہاری حکومت ہے تم غلبہ پائے

الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ

ہوئے ہو سو اگر اللہ کا عذاب ہم تک آ پہنچا تو ہمیں اس سے بچانے کے لئے کون مدد کرے گا؟ فرعون نے کہا میں تو تمہیں وہی رائے

اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۲۹

دوں گا جسے میں خود ٹھیک سمجھ رہا ہوں اور میں تمہیں وہی راہ بتاؤں گا جو ہدایت کا راستہ ہے۔

## مؤمن آلِ فرعون کی تقریر:

۲۸: وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ (اور ایک مؤمن شخص نے جو فرعون کے خاندان میں سے تھا اور اپنا ایمان پوشیدہ رکھتا تھا کہا) ایک قول یہ ہے کہ یہ قبطی تھا اور فرعون کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام پر پوشیدہ طور پر ایمان لے آیا۔

نحو: من اٰل فرعون یہ رجل کی صفت ہے۔

## ایک قول:

یہ اسرائیلی تھا۔ اس صورت میں من آل فرعون یہ یکتم کا صلہ ہے تقدیر کلام اس طرح ہے یکتم ایمانه من آل فرعون وہ آل فرعون سے ایمان کو چھپاتا تھا۔ اس کا نام سمعان تھا یا حبیب یا خربیل یا حزبیل مگر قول اول ظاہر سیاق کے زیادہ مناسب ہے۔ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ (کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے) ان یقول لام مقدر ہے یہ دراصل اس کی طرف سے ان کے فعل پر شدید نکیر ہے۔ گویا اس نے اس طرح کہا۔ کیا تم بدترین حرکت کا ارتکاب کرتے ہو جو ایک



BestUrduBooks.wordpress.com

محترم جان کا قتل کر دینا ہے۔ حالانکہ تمہارے پاس اس کے قتل کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ کلمہ حق کہتا ہے کہ رَبِّیَ اللّٰہُ (میرا رب اللہ ہے) حالانکہ وہ تمہارا بھی رب ہے فقط اسی کا رب نہیں۔

وَقَدْ جَآءَ کُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ (حالانکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا) قد جاء کم یہ جملہ حالیہ ہے۔ یعنی اس نے اپنی بات کو درست کرنے کیلئے ایک دلیل بھی پیش نہیں کی بلکہ جس ذات کی طرف ربوبیت کی نسبت کی جاتی ہے اس کی طرف سے دلائل پیش کیے ہیں۔ اور اس کے اعتراف تک ان کو مہلت دی گئی ہے۔ وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْهِ کَذِبُهٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ (اگر وہ جھوٹا ہی ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو وہ جو کچھ پیشین گوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر پڑیگا) اس نے بطریق تقسیم ان کے سامنے دلیل پیش کی کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ سچا ہے یا جھوٹا اگر وہ جھوٹا ہے تو پھر اس کا وبال اس پر پڑے گا اور اس سے آگے نہ بڑھے گا اور اگر وہ سچا ہے تو جس عذاب کا وہ وعدہ کر رہا ہے وہ تمہیں آن پہنچے گا۔ اس نے یہ نہیں کہا کلّ الذی یعدکم کہ وہ سارا عذاب تم پر اتر پڑے گا۔ اس کے باوجود کہ یہ سچے نبی کی طرف سے کیا جانے والا وعدہ ہے۔ یہ بات ان کی مدارات اور طریق انصاف پر چلتے ہوئے کہی۔ اس نے وہ بات کہی جو ان کے ذہنوں کو زیادہ اپیل کرنے والی تھی۔ اور اس میں تمام عذاب کے ٹل جانے کی نفی بھی نہ تھی۔ گویا اس طرح فرمایا کہ اس کی سچائی میں کم سے کم بات جو کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اس عذاب کا کچھ حصہ تم پر ضرور طاری ہوگا جس کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے اور وہ جلد ملنے والا عذاب ہے۔ اور اس میں تمہاری ہلاکت ہے۔ اس نے ان سے دنیا و آخرت کے عذاب کا وعدہ کیا تھا۔ اسی لئے تو کاذب کو صادق پر مقدم کیا۔ اور بعض کی تفسیر کل سے کرنا درست نہیں ہے۔

## اگر وہ مسرف ہے تو خود ہلاک ہوگا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ (اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو حد سے گزرنے والا ہو) مسرف حد سے تجاوز کرنے والا۔ کَذَّابٌ (بہت جھوٹ بولنے والا) اپنے دعوؤں میں یہ باب مجاملہ میں سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ حد سے بڑھنے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کر دیں گے اور ہلاک کر دیں گے پس تمہاری جان اس سے چھوٹ جائے گی یا اگر وہ مسرف و کذاب ہوتا تو اس کو نبوت نہ ملتی اور دلائل سے اس کی پشت پناہی نہ کی جاتی۔ ایک قول یہ ہے کہ اس نے وہم دلایا کہ وہ مُسْرِف سے موسیٰ مراد لے رہا ہے حالانکہ وہ فرعون مراد لے رہا تھا۔

۲۹: یٰقَوْمِ لَکُمُ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ظٰهِرِیْنَ (اے میرے بھائیو! آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ اس سرزمین میں تم حاکم ہو) ظاہرین کا معنی غلبہ پانے والے۔ لکم کے کم سے حال ہے۔ فِی الْاَرْضِ (زمین میں) ارضِ مصر فَمَنْ یَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا (اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ہماری مدد کون کریگا اگر وہ ہم پر آن پڑی) مطلب یہ ہے کہ تمہیں ملک مصر میسر ہے اور لوگوں پر تم صاحب اقتدار ہو۔ اور وہ تمہارے مطیع بنے ہیں۔ پس اپنا معاملہ مت بگاڑو۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا مت کرو۔ اگر وہ آ گیا تو تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ کوئی اس سے تمہیں بچا سکتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِيٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝۳۰ مِثْلَ

اور اس شخص نے کہا جو ایمان لایا تھا کہ اے میری قوم میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر سابقہ جماعتوں جیسا دن نہ آپڑے جیسا کہ

دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا

قوم نوح اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں کا حال ہوا، اور اللہ بندوں پر کسی طرح بھی ظلم کا ارادہ نہیں

لِّلْعِبَادِ ۝۳۱ وَيٰقَوْمِ اِنِّيٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝۳۲ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ

فرماتا، اور اے میری قوم بلاشبہ میں تمہارے بارے میں یَوْمَ التَّنَادِ کا اندیشہ رکھتا ہوں جس دن تم پشت پھیر کر

مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝۳۳

واپس لوٹو گے تمہارے لئے اللہ سے بچانے والا کوئی بھی نہ ہوگا، اور اللہ جسے گمراہ کرے اسے کوئی بھی ہدایت دینے والا نہیں۔

## اگر چہ تم صاحب اقتدار ہو مگر اللہ کے عذاب کا سامنا نہیں کر سکتے:

رجل مؤمن نے ینصرنا اور جاءنا کے صیغے جمع والے استعمال کیے۔ کیونکہ اس کی قرابت داری ان میں پائی جاتی تھی۔ اورتا کہ ان کو یہ جتلائے کہ جو ان کو خیر خواہی کی باتیں کر رہا ہے وہ بھی ان کا حصہ دار اور شریک کار ہے۔ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى (فرعون نے کہا میں تو تم کو وہی رائے دوں گا جو خود سمجھ رہا ہوں) یعنی میں تم کو وہی رائے دیتا ہوں اس کو قتل کر دو۔ اس سے زیادہ میرے نزدیک کوئی رائے نہیں ہے۔ اور یہ بات جو تمہیں کہی جارہی ہے یہ درست نہیں ہے۔

وَمَآ اَهْدِيْكُمْ (اور میں تم کو بتلاتا ہوں) اس رائے کے ذریعہ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ (عین طریق مصلحت) یعنی صلاح و درستگی کا راستہ یا میں تمہیں وہ بتلا رہا ہوں جس کو میں درست جانتا ہوں۔ اور میں اپنی رائے چھپا کر نہیں رکھ رہا اور نہ ہی اپنے پاس محفوظ کر رہا ہوں کہ تمہیں اس کے الٹ بتاؤں۔ مطلب یہ تھا کہ میری زبان و دل دونوں اس بات میں موافق ہیں۔ حالانکہ یہ اس نے کھلا جھوٹ بولا وہ اپنے دل میں موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے شدید خوف محسوس کر رہا تھا۔ لیکن وہ بناوٹ کے طور پر بہادری ظاہر کر رہا تھا۔ اگر وہ علامت سے ظاہر نہ کرتا تو یہ معلوم نہ ہو سکتا۔ اس نے معاملہ فقط اشارہ پر نہ چھوڑا۔

۳۰: وَقَالَ الَّذِيٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ (اور اس مؤمن نے کہا اے میرے دوستو! مجھ کو تمہارے متعلق اور امتوں جیسے برے دن کا اندیشہ ہے) یعنی ان جیسے دن جن میں ان پر عذاب اترے۔

نکتہ: جب اس نے احزاب کی طرف نسبت کی تو پھر اس کی وضاحت کی۔

۳۱: مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (جیسا قوم نوح اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں کا حال ہوا



BestUrduBooks.wordpress.com

تھا) اس میں یہ بات چھپائی نہیں گئی کہ ان میں سے ہر گروہ کیلئے تباہی و ہلاکت کا دن تھا۔ بلکہ جمع میں سے ایک پر اکتفاء کیا گیا۔ اور ان لوگوں کی عادات عمل میں انہی جیسی ہیں جیسے کفر، تکذیب، اور دیگر معاصی۔

## اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرتا:

نحو: اور چونکہ ان کی عادت انہی جیسی تھی پس حذف مضاف ضروری ہوا۔ یعنی مثل جزاء دأبھم۔ ان کی جزاء ان کے عمل کی جزاء جیسی ہوگی۔ اور مثل کا لفظ دو مرتبہ منصوب لائے۔ کیونکہ یہ مثل اول کیلئے عطف بیان ہے۔ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ (اور اللہ تعالیٰ تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتے کہ بغیر گناہ کے ان کو سزا دے دیں یا اس عذاب میں اس مقدار سے اضافہ فرما دیں جس کے وہ مستحق ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ان کو تہس نہس کرنا عدل ہے۔ کیونکہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے اس کے حقدار ہیں۔ اور یہ جملہ اس جملہ سے زیادہ بلیغ ہے جو سورۂ فصلت میں ہے۔ وما ربك بظلام للعبید [فصلت:۴۶] اس طرح کہ ظلمًا کو نکرہ لا کر ارادۂ ظلم کی نفی فرمائی اور جو کسی بھی ارادۂ ظلم سے دور ہوا جو بندوں کیلئے ہو سکتا ہے تو وہ ظلم سے ابعد بعید ہوگا۔

## ردِ معتزلہ:

معتزلہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کے کے متعلق ارادہ نہیں فرماتے کہ وہ ظلم کریں مگر یہ تفسیر حقیقت سے بہت دور ہے۔ کیونکہ اہل لغت کہتے ہیں۔ جب کوئی آدمی دوسرے کو کہے۔ لا ارید ظلما لك۔ تو اس کا معنی لا ارید ان اظلمك کہ میں آپ پر ظلم کا ارادہ نہیں رکھتا کیا جاتا ہے۔ پس ان کا معنی غلط ہوا۔

ربط: اس آیت میں عذاب دنیا سے ڈرایا گیا۔ پھر اگلی آیت میں عذاب آخرت سے ڈرایا گیا ہے۔

## کثرتِ نداء کا دن قیامت ہے:

۳۲: وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ (اور اے میری قوم مجھے تمہارے متعلق اس دن کا اندیشہ ہے جس میں کثرت سے ندائیں ہونگی) یوم التناد سے قیامت کا دن مراد ہے۔

قراءت: التنادِ مکی، یعقوب نے دونوں حالوں میں پڑھا ہے۔ اور اصل میں اثباتِ یاء کے ساتھ آتا ہے مگر اس کا حذف کرنا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ کسرہ یاء کی دلالت کیلئے کافی ہے اور ان آیات کے آخر میں آگے پیچھے دال آ رہی ہے اور یہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں ذکر فرمایا: ونادی اصحاب الجنة اصحاب النار [الاعراف:۴۴] اور ونادی اصحاب الاعراف [الاعراف:۴۸]



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ

اور یہ بات واقعی ہے کہ یوسف تمہارے پاس اس سے پہلے واضح معجزات لے کر آئے سو وہ جو کچھ تمہارے پاس لائے تم اسمیں برابر شک کرتے رہے۔

حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ

یہاں تک کہ جب انکی وفات ہوگئی تو تم نے کہا کہ اللہ انکے بعد کسی رسول کو مبعوث نہ فرمائے گا۔ اللہ ایسے ہی گمراہ کر دیتا ہے اس شخص کو

هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ۝٣٤ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ

جو حد سے بڑھ جانے والا ہو شک میں پڑنے والا ہو جو اللہ کی آیات میں بغیر دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو جھگڑے بازی کرتے ہیں

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ

اللہ کے نزدیک اور اہل ایمان کے نزدیک یہ بڑے بغض کی چیز ہے اس طرح اللہ مہر لگا دیتا ہے ہر متکبر جبار کے

مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝٣٥

دل پر۔

## ایک قول یہ ہے:

کہ اس سے وہ نداء مراد ہے جو اس طرح دی جائے گی۔ اے محشر والو سن لو! فلاں شخص ایسا خوش نصیب ہوا کہ کبھی بد بخت نہ ہوگا۔ خبردار فلاں ایسا شقی ہوا کہ اس کے بعد کبھی سعادت مند نہ ہوگا۔

۳۳: يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ (جس روز پیٹھ پھیر کر لوٹو گے) موقف حساب سے آگ کی طرف لوٹ رہے ہونگے۔ مَالَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ (تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف نہ ہوگا) یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مِنْ عَاصِمٍ (کوئی بچانے والا) روکنے اور دفع کرنے والا۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ هَادٍ (اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہ ہوگا) هَادٍ بمعنی سیدھے راہ پر لگانے والا۔

## یوسف علیہ السلام سے کون مراد ہے؟

۳۴: وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ (اور تمہارے پاس اس سے پہلے یوسف دلائل لے کر آ چکے ہیں) وہ یوسف بن یعقوب علیہ السلام ہیں۔ ایک قول یہ ہے وہ یوسف بن ابراہیم بن یوسف بن یعقوب ہیں۔ یہ بیس سال ان میں نبوت پا کر زندہ رہے۔ ایک قول یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ والا فرعون وہی یوسف علیہ السلام، کے زمانہ کا فرعون ہے ان کے



BestUrduBooks.wordpress.com

زمانہ تک وہ زندہ رہا۔

## ایک قول:

وہ اور فرعون ہے۔اس میں ان کو توبیخ کی گئی کہ موسیٰ علیہ السلام سے قبل یوسف علیہ السلام آئے اور معجزات لے کر آئے۔

فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ (تم ان امور میں شک میں پڑے رہے جو وہ تمہارے پاس لے کر آئے) پس تم ان باتوں میں شک کرتے رہے اور شک کا ازالہ نہ ہوسکا۔حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا (یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے اب اللہ تعالیٰ ہرگز کسی کو رسول بنا کر نہ بھیجے گا) یہ بات تم نے اپنی طرف سے بغیر کسی دلیل و حجت کے گھڑ لی یعنی تم اپنے کفر پر برقرار رہے اور یہ یقین کیے رکھا کہ دوبارہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی حجت کی تجدید نہ ہوگی۔كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ (اسی طرح اللہ تعالیٰ آپے سے باہر ہونے والے شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے رکھتا ہے) یعنی اس اضلال میں مبتلا رکھتا ہے جو کہ شبہات کا شکار، اپنے دین کے متعلق شک میں پڑا ہو۔

۳۵:الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ (جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا نکالتے ہیں) یہ من هو مسرف سے بدل ہے۔اور اس کا بدل بننا درست ہے اگرچہ وہ مفرد اور یہ جمع ہے کیونکہ ایک مسرف مراد نہیں بلکہ ہر مسرف مراد ہے۔فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی آیات میں) یعنی ان کے باطل قرار دینے اور دور کرنے میں بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ (بغیر کسی دلیل کے) اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا (جو ان کے پاس موجود ہو۔بڑی نفرت) یعنی غصہ کے لحاظ سے بہت بڑی ہے۔کبر کا فاعل من هو مسرف کی ضمیر ہے۔وہ لفظاً واحد ہے مگر معناً جمع ہے پس بدل معنی کے لحاظ سے لایا گیا۔اور ضمیر میں لفظ کا لحاظ رکھا گیا اور واحد لائے اور الذین کا مرفوع ہونا بھی درست ہے۔مگر اس صورت میں مضاف کا حذف ماننا پڑتا ہے۔جس کی طرف کبر کی ضمیر لوٹتی ہے۔تقدیر کلام اس طرح ہے۔جدال الذین یجادلون کبر مقتا ان لوگوں کا جدال جو جدال کرتے ہیں بہت زیادہ ہے نفرت میں عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (اللہ تعالیٰ کو بھی اور ایمان والوں کو بھی۔اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر مغرور جابر کے دل پر مہر کر دیتا ہے)

قراءت: قَلْبٍ کو تنوین کے ساتھ ابو عمرو نے پڑھا ہے۔

نکتہ: قلب کی صفت یہاں تکبر و تجبر لائی گئی کیونکہ دل اس کا منبع ہے جیسا تم کہو سَمِعَتِ الاذنُ وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرح ہے۔فانه اٰثم قلبه [البقرة:۲۸۳] اگرچہ گناہ گار تمام جسم ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ

اور فرعون نے کہا کہ اے ہامان میرے لئے ایک محل بنا دے ہو سکتا ہے کہ میں راستوں میں پہنچ جاؤں یعنی آسمان کے راستوں تک

فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ

میری رسائی ہو جائے پھر میں موسیٰ کے معبود کا پتہ چلاؤں، اور بے شک میں تو اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کے لئے اس کا برا عمل مزین کر دیا گیا

وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝۳۷ ع ۹

اور وہ راستہ سے روک دیا گیا اور فرعون کی تدبیر ہلاکت ہی میں لے جانے والی تھی۔

## فرعون کی ملمع سازی:

۳۶: وَقَالَ فِرْعَوْنُ (اور فرعون نے کہا) اپنی قوم کے ساتھ ملمع سازی کرتے ہوئے یا ان کی جہالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا (اے ہامان ایک بلند عمارت بناؤ) صرح محل کے معنی میں آتا ہے۔ الصرح ایسی عمارت جو دیکھنے والے پر مخفی نہ رہے اگرچہ دور ہو جیسے کہا جاتا ہے صَرِحَ الشیٔ، اذا ظھر۔ لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ (شاید میں آسمان پر جانے کی راہوں تک پہنچ جاؤں)

قراءت: لَعَلِّیَ یہ یاء کے فتحہ کے ساتھ حجازی، شامی، ابو عمرو نے پڑھا ہے۔ پھر اس کو تفخیم شان کیلئے بدل دیا اور اس غرض سے بدلا کہ اس سے مقصود امر عظیم ہے۔

۳۷: اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ (آسمانوں پر جانے کی راہیں) اسباب راستہ اور باب اور جو چیز اس تک پہنچانے کے لیے استعمال ہو ہر وہ چیز جو کسی چیز تک پہنچائے اس کو سبب کہا جاتا ہے مثلاً رسی وغیرہ فَاَطَّلِعَ (پھر دیکھوں بھالوں)

قراءت: حفص نے نصب سے پڑھا ہے۔ ترجی کا جواب قرار دیا اور ترجی کو تمنی کے مشابہ مانا۔ دیگر قراء نے رفع پڑھا اور ابلغ پر عطف کیا۔ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى (موسیٰ کے معبود کو) معنی یہ ہے پس میں اس کو دیکھوں وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا (اور میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں) ہٗ کی ضمیر موسیٰ کی طرف لوٹتی ہے کاذب سے اس بات میں جھوٹا کہنا مراد ہے کہ وہ کہتا ہے میرے سوا اور بھی کوئی معبود ہے۔

وَكَذٰلِكَ (اور اسی طرح) اس تزئین اور رک جانے کی طرح۔ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ (فرعون کی بدکرداریاں اس کو مستحسن معلوم ہوتی تھیں اور راستہ سے رک گیا) السبیل سے سیدھا راستہ مراد ہے۔ صَدَّ فتحہ صاد سے کوفی اور یعقوب کے علاوہ نے پڑھا ہے۔ یعنی اس نے دوسروں کو روکا یا اس نے اپنے آپ کو مکمل طور پر روکا۔ المزین یہ شیطان ہے جو اپنے وساوس سے سبز باغ دکھاتا ہے۔ جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۝۳۸ یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ

اور جو شخص ایمان لایا اس نے کہا کہ اے میری قوم میرا اتباع کرو میں تمہیں ہدایت والا رستہ بتاؤں گا اے میری قوم یہ دنیا والی زندگی

الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ۝۳۹ مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا

تھوڑے سے نفع کی زندگی ہے اور بلاشبہ آخرت ہی رہنے کی جگہ ہے، جس نے کوئی بھی برائی کی تو اس کا بدلہ صرف

یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اسی قدر دیا جائے گا اور جس نے نیک عمل کیا مرد ہو یا عورت اور حال یہ ہو کہ وہ مومن ہو

فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝۴۰ وَیٰقَوْمِ

تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اس میں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا، اور اے میری قوم

النصف

مَا لِیْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَی النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ۝۴۱ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ

کیا بات ہے میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو، تم مجھے اس بات کی دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں

وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؗ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ۝۴۲

اور اس چیز کو اس کا شریک بناؤں جس کی میرے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، اور میں تمہیں عزیز غفار کی طرف بلاتا ہوں،

السبیل [النمل:۲۴] یا اللہ تعالیٰ نے مزین کردیا جیسا اس ارشاد میں ہے زینا لهم اعمالهم فهم یعمهون [النمل:۴] وَمَا كَیْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِیْ تَبَابٍ (اور فرعون کی تدبیر غارت ہی گئی) تباب یہ خسارے اور ہلاکت کا معنی دیتا ہے۔

۳۸: وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ (اور اس مؤمن نے کہا اے بھائیو! تم میری راہ پر چلو)

قراءت: مکی و یعقوب نے دونوں حالتوں میں اتبعونی پڑھا ہے۔

اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ (میں تم کو ٹھیک راستہ بتلاتا ہوں) الرشاد کا لفظ یہ الغی کا عکس ہے اس میں تعریض کی گئی ہے جو کہ تصریح کے مشابہ ہے کہ فرعون اور قوم فرعون گمراہی کے راستہ پر چل رہا ہے۔ اولاً مجمل و مختصر بیان کیا پھر وضاحت کی۔ دنیا کی مذمت اور اس کی بے حیثیتی بیان کرتے ہوئے کہا:

۳۹: یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ (اے میرے بھائیو! یہ دنیا کی زندگی محض سامان ہے) حقیر سامان ہے اس کو ہمیشگی کی چیز سمجھ لینا یہ شر کی جڑ اور فتنوں کا منبع ہے اور آخرت کی عظمت بیان کی اور واضح کیا کہ اصلی وطن اور جائے قرار وہی ہے۔ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ (ٹھہرنے کا مقام تو آخرت ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

رَبط : پھر اعمال حسنہ اور سیئہ کا ذکر کر کے ہر ایک کا انجام بیان کر دیا تاکہ نقصان دہ سے بچا جائے اور فائدہ مند کو مضبوطی سے تھاما جائے۔

۴۰: مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ (جو شخص گناہ کرتا ہے اس کو تو برابر سرابر ہی بدلہ ملتا ہے۔ اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مؤمن ہو ایسے لوگ جنت میں جاویں گے۔ وہاں بے حساب ان کو رزق ملے گا)

قراءت: يُدْخَلُوْنَ مکی، بصری، ابوبکر اور یزید نے پڑھا ہے۔

## دونوں دعوتوں کا موازنہ:

۴۱: رَبط : پھر دونوں دعوتوں کا باہمی موازنہ پیش کیا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا انجام جنت ہے اور تم غیر اللہ کی طرف دعوت دیتے ہو جس کا انجام آگ ہے۔ وَيٰقَوْمِ مَالِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ (اے میرے بھائیو! یہ کیا بات ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں یعنی جنت کی طرف)

قراءت: مَالِيَ فتحہ یاء کے ساتھ حجازی اور ابوعمرو نے پڑھا ہے۔

وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ (اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو)

## جب معبود ہونے کی دلیل نہیں تو اسے معبود ماننا درست نہیں:

۴۲: تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ (تم مجھ کو اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کروں) یہ پہلے تدعوننی سے بدل ہے عرب کہتے ہیں: دعاہ الی کذا و دعاہ لہ۔ دونوں کا معنی ایک ہے جیسا کہا جاتا ہے۔ ھَدَاہ الی الطریق و ھداہ لہ۔ دونوں صلے الی اور لام استعمال ہوتے ہیں۔ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ (اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیز کو اس کا ساجھی بناؤں جس کی میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں) یعنی اس کی ربوبیت کی۔ اگرچہ یہاں نفی علم کی کی ہے مگر اس سے نفی معلوم کی گئی ہے۔ گویا اس طرح کہا اور میں اس کے ساتھ اس کو شریک بناؤں جو معبود نہیں اور جو معبود نہیں یہ کیسے صحیح ہے کہ اس کو معبود کے طور پر جانا جائے؟ یعنی جب اس کے معبود ہونے کی کوئی دلیل نہیں تو پھر اس کا معبود ماننا ہی صحیح نہیں۔ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ (اور میں تم کو اللہ تعالیٰ زبردست خطائیں بخش دینے والے کی طرف بلاتا ہوں) وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہیں۔ نداء کو دوبارہ لانا تنبیہ میں اضافہ کی خاطر ہے اور غفلت کا ازالہ مطلوب ہے اور اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ قبطی اس کی قوم تھی اور وہ آل فرعون کا فرد تھا۔

## واؤ کا نکتہ:

ندائے ثالث میں واؤ لائی گئی جبکہ ندائے دوم میں نہیں آئی کیونکہ ندائے ثانی ایسی کلام پر داخل ہے جو بیان مجمل اور تفسیر مبہم



BestUrduBooks.wordpress.com

لَاجَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ

یقینی بات ہے کہ تم مجھے جس چیز کی دعوت دیتے ہو اسکی دعوت نہ دنیا میں ہے اور نہ آخرت میں، اور بلاشبہ ہمارا لوٹنا

اِلَی اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ

اللہ کی طرف ہے اور بلاشبہ جو لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں وہ دوزخ والے ہیں سو تم یاد کرو گے جو میں تم سے کہتا ہوں،

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ

اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بیشک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے، سو اللہ نے اس شخص کو ان لوگوں کی تدبیروں کی مضرتوں سے

مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا

بچا لیا اور آل فرعون پر برا عذاب نازل ہوا، صبح و شام یہ لوگ آگ کے سامنے

غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۚ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا کہ آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو

کیلئے ہے تیسری نداء ایسی نہیں اس لئے اس پر واؤ لائے۔

## تمہاری دعوت کا بطلان ثابت شدہ ہے:

۴۳: لَاجَرَمَ (یقینی بات ہے) علمائے بصرہ کے نزدیک لَا اس بات کی تردید کیلئے لایا گیا جس کی طرف اس کی قوم نے اس کو دعوت دی تھی۔ جرم، فعل ہے جو حق کے معنی میں ہے اور اَنَّ بمع ما کے اپنے متعلقات سمیت اس کا فاعل ہے مطلب یہ ہے حق و وجب بطلان دعوتہ تمہاری دعوت کا باطل ہونا ثابت شدہ اور یقینی ہے۔ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ (کہ تم جس کی طرف مجھے بلاتے ہو وہ نہ تو دنیا ہی میں پکارے جانے کے لائق ہے اور نہ ہی آخرت میں) مطلب یہ ہے کہ جن کی طرف مجھے تم بلاتے ہو انہوں نے کبھی اپنی ذات کی عبادت کیلئے دعوت نہیں دی اس لئے کہ معبود برحق کا حق یہ ہے کہ وہ بندوں کو اپنی اطاعت کی طرف بلائے۔ اور جن کی طرف تم دعوت دیتے ہو اور ان کی عبادت کی طرف بلاتے ہو۔ وہ خود تو اس کی طرف دعوت نہیں دیتا اور نہ وہ ربوبیت کا دعوے دار ہے (پس تمہارا اس کی عبادت کی دعوت دینا باطل ہے) نمبر۲۔ اس کی دعوت کو دنیا و آخرت میں قبولیت حاصل نہیں۔ نمبر۳۔ جن کی طرف تم بلاتے ہو ان کے لئے تو دعوت مستجابہ نہیں اور جس دعوت میں منفعت و استجابت نہ ہو وہ دعوت ایسی ہے گویا وہ دعوت ہی نہیں۔ نمبر۴۔ یا استجابت کو دعوت کہہ دیا۔ جیسا کہ جزائے فعل کو خود جزاء کہہ دیتے ہیں کما تدین تدان۔ (بخاری، کتاب التفسیر)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ (اور ہم سب نے اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے اور بیشک دائرہ سے نکلنے والے) مَرَدَّ کا معنی رجوع ہے المسرفین سے مشرکین مراد ہیں۔ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (وہ سب دوزخی ہیں)

۴۴: فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ (پس آگے چل کر تم میری بات کو یاد کرو گے) یعنی میری نصیحت کو یاد کرو گے جب عذاب نازل ہوگا۔ وَاُفَوِّضُ (اور میں سپرد کرتا ہو) اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے)

قراءت: اَمْرِیَ یہ فتحہ یاء کے ساتھ مدنی اور ابوعمرو نے پڑھا اس نے یہ اس لئے کہا کیونکہ انہوں نے اسے ڈرایا دھمکایا تھا۔ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ (اللہ تعالیٰ سب بندوں کا نگران ہے) ان کے اعمال انجام سمیت دیکھ رہا ہے۔

## اس کے متعلق تمام فرعونی منصوبے ناکام ہوئے:

۴۵: فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا (پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کی مضر تدابیر سے محفوظ رکھا) ان کے منصوبوں کی وجہ سے پہنچنے والی تکالیف اور قسم قسم کے عذاب جو اس شخص کو دیئے جاتے جو ان کی مخالفت کرتا تھا۔

## ایک قول:

وہ ان سے نکل کر پہاڑ کی طرف رخ کر گیا۔ فرعون نے ایک ہزار فوجی اس کی تلاش میں روانہ کیے۔ جن میں بعض کو درندوں نے پھاڑ کھایا اور جو واپس لوٹے ان کو ناکامی مہم کی وجہ سے فرعون نے سولی پر لٹکا دیا۔ وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ (اور فرعونیوں پر موذی عذاب نازل ہوا) حاق کا معنی اترنا ہے۔

## فرعونیوں کو آگ سے جلایا جا رہا ہے:

۴۶: اَلنَّارُ (آگ)۔

نحو: یہ سوء العذاب سے بدل ہے۔ نمبر۲۔ مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا کہ وہ سوء عذاب کیا ہے تو جواب دیا ھو النار کہ وہ آگ ہے یا یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر یعرضون علیھا ہے۔ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا (کے سامنے وہ لوگ لائے جاتے ہیں) عرضِ نار کا مطلب آگ سے جلانا ہے جیسا کہ محاورہ ہے: عرض الامام الاساری علی السیف جبکہ وہ ان کو تلوار سے قتل کرے۔ غُدُوًّا وَّعَشِيًّا (صبح و شام) یعنی ان دو اوقات میں ان کو عذاب دیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ درمیانی وقت میں خواہ ان کو اور جنس کا عذاب دیا جائے یا بالکل نہ دیا جائے۔ نمبر۲۔ غدوًّا و عشیًّا کی تعبیر سے دوام و ہمیشگی بھی مراد لینا درست ہے۔ اور یہ عذاب دنیا میں ہے۔ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ (اور جس روز قیامت قائم ہوگی) تو جہنم کے داروغہ فرشتوں کو حکم دیا جائے گا) اَدْخِلُوْٓا (تم داخل کرو)

قراءت: مدنی، حمزہ، علی، حفص اور خلف نے اس کو الادخال باب افعال سے مانا ہے جبکہ دیگر قراء اُدْخُلوا مجرد باب نصر سے مانتے ہیں۔ مطلب یہ ہے ان کو خود کہا جائے گا تم داخل ہو جاؤ اے آل فرعون الایۃ۔ اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ (فرعونیوں



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ

اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ کافر لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑا کریں گے سو جو لوگ کمزور تھے وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے بیشک ہم تمہارے

تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝٤٧ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

تابع تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو؟ جو لوگ بڑے تھے وہ کہیں گے

اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝٤٨ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ

کہ بیشک ہم سب دوزخ میں ہیں بیشک اللہ نے بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دیا، اور جو لوگ دوزخ میں ہوں گے وہ دوزخ کے داروغاؤں سے

جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝٤٩ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ

کہیں گے کہ تم اپنے رب سے دعا کرو وہ ہم سے ایک دن عذاب کا کچھ حصہ ہلکا کر دے، وہ جواب دیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول کھلے ہوئے دلائل

رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝٥٠ ع

لیکر نہیں آئے تھے وہ لوگ کہیں گے کہ ہاں آئے تو تھے اس پر داروغہائے دوزخ جواب دیں گے کہ پھر تو تم ہی دعا کرلو اور کافروں کی دعا محض بے اثر ہے۔

ع ۵ / ۱۳ / ۱۰

کو نہایت سخت عذاب میں) یعنی عذاب جہنم۔

**مَسْئَلَه**: یہ آیت عذاب قبر کی دلیل ہے۔

## جہنم میں پہنچ کر رؤساء اور خدام کا جدول:

۴۷: وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ (اور جبکہ کفار ایک دوسرے سے جھگڑیں گے) اذ اذکر محذوف کے متعلق ہے۔ ان کے جھگڑے کے وقت کو یاد کرو۔ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا (دوزخ میں تو ادنیٰ درجہ کے لوگ بڑے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے) الذین استکبروا سے رؤساء ولیڈر مراد ہیں۔ اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا (کہ ہم تمہارے تابع تھے) تبعًا جمع ہے تابع کی جیسے خدم جمع خادم کی ہے فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ (کیا تم ہم سے ہٹا سکتے ہو) دفع کر سکتے ہو عَنَّا نَصِيْبًا (کوئی حصہ) مِّنَ النَّارِ (آگ کا)

۴۸: قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ (وہ بڑے لوگ کہیں گے ہم سب بھی دوزخ میں ہیں) کلٌّ کی تنوین مضاف الیہ کے عوض میں ہے ای کلنا ہم میں سے ہر ایک اس میں ہے کوئی ایک دوسرے سے عذاب کو ہٹا نہیں سکتا۔ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ (اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا) ان کے مابین فیصلہ کر دیا جائے گا کہ اہل جنت کو جنت میں اور اہل نار کو نار میں داخل کر دیا جائے گا۔

۴۹: وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ (اور جتنے لوگ دوزخ میں ہونگے وہ جہنم کے موکل فرشتوں سے کہیں گے) خزنۃ



BestUrduBooks.wordpress.com

سے مراد جہنم کے منتظم جو آگ کا عذاب دینے پر مقرر ہیں۔ جَہَنَّم کا لفظ صراحۃً لائے حالانکہ ضمیر لوٹ سکتی تھی تا کہ جہنم کا ذکر کر کے مزید خوف و ڈر پیدا کیا جائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ جہنم جو گہرائی میں جلنے والی آگ ہے اس کو کہا گیا ہو جیسا کہ اہل عرب کہتے ہیں۔ بئر جهنّام۔ یعنی گہرا کنواں۔ اس میں سرکش و بڑے باغی ڈالے جائیں گے۔ شاید ملائکہ موکلین عذاب وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی وجہ سے دعا کا جواب جلدی دے دیں اس لئے جہنمی ان کو کہیں گے کہ تم اپنے رب سے دعا کرو۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ (تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی دن تو عذاب ہم سے ہلکا کر دے) یومًا سے مراد دنیا کے دن کی مقدار۔

۵۰: قَالُوْٓا (وہ کہیں گے) وہ نگران فرشتے طویل مدت کے بعد توبیخ کے طور پر کہیں گے۔ اَوَلَمْ تَكُ (کیا تمہارے پاس) کیا تمہارا قصہ اس طرح نہیں۔ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ (تمہارے رسول نہیں آتے رہے تھے) یہ القصہ کی تفسیر ہے۔ بِالْبَيِّنٰتِ (دلائل کے ساتھ) معجزات کے ساتھ قَالُوْا (وہ کہیں گے) یعنی کفار بَلٰى قَالُوْا (ہاں) نگران فرشتے بطور تحکم کہیں گے۔ فَادْعُوْا (تو پھر تم دعا کرلو) تمہاری دعا قبول نہ کی جائے گی۔ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (اور کافروں کی دعا محض بے اثر ہے) ضلال بمعنی باطل ہے بیکار یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ نگران فرشتوں کا قول ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴿٥١﴾

بلاشبہ ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے دنیا والی زندگی میں مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے

يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾

جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کام نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برے گھر میں رہنا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَى وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَ

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا، یہ کتاب ہدایت

ذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٥٤﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ

اور نصیحت تھی عقل والوں کے لئے، سو آپ صبر کیجئے بلاشبہ اللہ کا وعدہ حق ہے، اور اپنے گناہ کے لئے استغفار کیجئے

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ﴿٥٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي

اور صبح و شام اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے جو حمد کے ساتھ ہو بلاشبہ جو لوگ اللہ کی آیات کے بارے میں

آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم

جھگڑا کرتے ہیں بغیر دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو ان کے سینوں میں تکبر ہی ہے وہ کبھی بھی اس تک پہنچنے والے

بِبَالِغِيهِ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٥٦﴾

نہیں ہیں، سو آپ اللہ سے پناہ طلب کیجئے بلاشبہ وہ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے۔

## دارین میں غلبہ ایمان والوں کا ہے:

۵۱: إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ (ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس میں کہ گواہی دینے والے کھڑے ہونگے) یعنی دنیا و آخرت میں مدد کرتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو دارین میں غلبہ دیں گے ان کے مخالفین پر حجت و فتح کے ساتھ اور اگر کہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور امتحان کبھی مغلوب ہو گئے پھر بھی عافیت انہی کیلئے ہے اور ان کے اعداء میں سے ایسے لوگ میسر فرما دیں گے خواہ کچھ وقت بعد ہو۔

نحو: یوم یہ منصوب ہے جار و مجرور کے موضع میں شمار کرنے کی وجہ سے جیسے کہتے ہیں جئتك فی امس والیوم ۔ الاشهاد جمع



BestUrduBooks.wordpress.com

شاہد کی ہے جیسا کہ صاحب کی جمع اصحاب۔ اس سے مراد انبیاء اور حفاظتی فرشتے ہیں انبیاء علیہم السلام کافروں پر ان کی تکذیب کی وجہ سے گواہی دیں گے اور حفاظتی فرشتے اعمال بنی آدم کی شہادت دیں گے۔

قراءت: تقوم، ہشام نے پڑھا جیسا رازی نے نقل کیا۔

۵۲: یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ (جس دن کہ ظالموں کو ان کی معذرت کچھ فائدہ نہ دے گی)

نحو: یہ یوم یقوم سے بدل ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے لا یقبل عذرھم و لا ینفع ان کا عذر قبول نہ ہوگا۔

قراءت: کوفی اور نافع نے لا ینفع پڑھا ہے۔

وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ (اور ان کے لئے لعنت ہوگی) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (اور ان کے لئے اس عالم میں خرابی ہوگی) سوء الدار سے آخرت کا عذاب مراد ہے۔

## ہدیٰ میں تمام دینی اشیاء شامل ہیں:

۵۳: وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْهُدٰی (اور ہم موسیٰ کو ہدایت نامہ دے چکے ہیں) الھُدٰی اس سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جو دین کے سلسلہ میں ان کو دی گئیں مثلاً معجزات، تورات، احکامات، وَاَوْرَثْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتٰبَ (اور ہم نے وہ کتاب بنی اسرائیل کو پہنچائی تھی) الکتاب سے تورات' انجیل اور زبور مراد ہے۔ کیونکہ الکتاب جنس ہے۔

۵۴: هُدًی وَّ ذِکْرٰی (کہ وہ ہدایت اور نصیحت تھی) حق کی گواہی اور نصیحت کے اعتبار سے۔

نحو: یہ دونوں مفعول لہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں یا حال ہیں۔

لِاُولِی الْاَلْبَابِ (اہل عقل کیلئے)

## تلقین صبر:

۵۵: فَاصْبِرْ (پس آپ صبر کیجئے) ان امور پر جو آپ کی قوم کی طرف سے آپ کو پیش آتے ہیں۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے) جو آپ کی نصرت اور اعلائے کلمہ کے بارے میں کیا گیا بالکل سچا ہے۔ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ (اور اپنے گناہ کی معافی مانگیے) یعنی اپنی امت کے گناہوں کی معافی مانگیے۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ (اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے شام اور صبح) یعنی اپنے رب کی عبادت پر مداومت اختیار فرمائیں اور اس کی ثناء کیجئے۔ ایک قول یہ ہے اس سے عصر و فجر کی نمازیں مراد ہیں۔ ایک اور قول کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ کہتے رہیے۔

## حسد و بغض کی وجہ سے نبوت کے خود خواہاں ہیں:

۵۶: اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ (جو لوگ بلا کسی سند کے جو ان کے پاس موجود ہو اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا نکالتے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

البتہ آسمانوں کا اور زمین کا پیدا فرمانا لوگوں کے پیدا کرنے سے زیادہ بڑی بات ہے لیکن اکثر لوگ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۵۷ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

نہیں جانتے اور برابر نہیں نابینا اور دیکھنے والا، اور وہ لوگ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۵۸ اِنَّ السَّاعَةَ

اور نیک عمل کئے برے لوگوں کے برابر نہیں ہیں، لوگ کم نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ بلاشبہ قیامت

لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۵۹

ضرور آنے والی ہے اور لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

نحو، قراءت: اس پر وقف نہیں کیونکہ اِنَّ کی خبران فی صدورھم ہے۔

اِنْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ (ان کے دلوں میں نری بڑائی ہے) بڑائی سے مراد آگے بڑھنے، سرداری کا ارادہ اور یہ خیال کہ کوئی اس سے اوپر نہ ہو۔ اسی لئے تو وہ آپ سے دشمنی کرنے والے ہیں۔ اور آپ کے معجزات کو مسترد کرنے والے ہیں کہ کہیں آپ ان سے بڑھ نہ جائیں۔ اور ان کو آپ کی ماتحتی ماننی پڑے اور آپ کے امرو نہی کا پابند ہونا پڑے کیونکہ ہر بادشاہت وسرداری نبوت کے ماتحت ہوتی ہے۔ یا نمبر۲۔ حسد و بغض کی وجہ سے خواہاں ہیں کہ نبوت انہیں مل جائے۔ اور اس پر یہ ارشاد دلالت کرتا ہے لو کان خیرًا ما سبقو نا الیہ [الاحقاف:۱۱] یا نمبر۳۔ مجادلہ کے ذریعہ معجزات کا دفاع کرنا چاہتے ہیں۔

مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ (وہ اس تک کبھی پہنچنے والے نہیں) وہ بڑائی اور اس کے مقتضٰی کو پہنچ نہیں سکتے اور وہ نبوت اور سربراہی کا ارادہ یا آیات و معجزات کو دفع کرنا اور روک دینا۔ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (پس آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہیے) جو آپ سے حسد کرتے اور عداوت رکھتے ہیں ان کے فریب سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہیے۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ (بیشک وہی ہے ہر بات کو سننے والا) جو آپ کہتے اور وہ کہتے ہیں۔ الْبَصِيْرُ (اور سب کچھ دینے والا ہے) جو آپ عمل کرتے اور وہ کرتے ہیں پس وہ آپ کا ان کے خلاف مددگار اور ان کے شر سے بچانے والا ہے۔

## جب آسمان وزمین کی تخلیق مسلّم ہے تو انسان کو دوبارہ اٹھانا کیسے ناممکن ہے:

۵۷: لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا آدمیوں کے پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے) جب ان کا مجادلہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں انکار بعث پر مشتمل تھا اور مجادلہ کی جڑ و بنیاد یہی مسئلہ انکار بعث تھا۔ تو



BestUrduBooks.wordpress.com

ان کے سامنے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے حجت پیش کی گئی۔ کیونکہ ان کو ان کی تخلیق کا اقرار تھا۔ پس جو ان کے اتنے بڑے ہونے کے باوجود ان کو پیدا کر سکتا ہے تو اتنے چھوٹے سے انسان کو بنانے پر بدرجہ اولیٰ وہ قدرت رکھتا ہے۔ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (لیکن اکثر آدمی نہیں سمجھتے) کیونکہ وہ غور نہیں کرتے اور ان پر غفلت کا غلبہ ہو چکا ہے۔

۵۸: وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ وَالَّذِیْنَ (اور آنکھوں والا اور اندھا برابر نہیں ہوتے اور) اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِیْٓءُ قَلِیْلًا (وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور بدکار باہم برابر) مَّا تَتَذَکَّرُوْنَ (نہیں ہوتے۔ تم لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہو) تتذکرون کا معنی نصیحت پکڑنا۔

قراءت: دونوں تاء کے ساتھ کوفی قراء نے پڑھا اور باقی قراء نے یاء اور تاء سے پڑھا (تتذکرون، یتذکرون) قلیلًا یہ مصدر محذوف کی صفت ہے۔ تذکرًا قلیلًا یتذکرون۔ وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں حاصل کرنا تھوڑا۔ لا المسئی کا لا زائد ہے۔ ماصلہ زائدہ ہے۔

۵۹: اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا (قیامت تو ضرور ہی آکر رہے گی اس میں کسی طرح کا شک ہے ہی نہیں) قیامت کی آمد ضروری ہے اور اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں کیونکہ جزاء تو یقینی ہے تاکہ مخلوق کی پیدائش صرف فناء کے لئے نہ ماننی پڑے۔ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ (مگر اکثر لوگ نہیں مانتے) اس کی تصدیق نہیں کرتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ

اور تمہارے رب نے فرمایا کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ

عنقریب بحالت ذلت جہنم میں داخل ہوں گے۔ اللہ وہی ہے جس نے رات کو پیدا فرمایا تا کہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو ایسی چیز بنائی

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝۶۱

جس میں دیکھتے بھالتے ہیں ، بلاشبہ اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے اور لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے ،

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۶۲

یہ اللہ ہے تمہارا رب ہے ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں سو تم کہاں الٹ کر جارہے ہو،

كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝۶۳ اَللّٰهُ الَّذِيْ

اسی طرح الٹے چلائے جاتے ہیں وہ لوگ جو ہماری آیات کا انکار کرتے ہیں، اللہ وہ ہے جس

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ

نے زمین کو تمہارے لئے ٹھہری ہوئی چیز بنا دیا اور آسمان کو چھت بنا دیا اور تمہاری صورتیں بنائیں سو تمہاری اچھی صورتیں بنا دیں اور تمہیں

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۴

پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا، یہ اللہ ہے تمہارا رب ہے۔ سو بابرکت ہے اللہ جو رب العٰلمین ہے

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

وہ زندہ ہے کوئی معبود نہیں اسکے سوا تم اسے پکارو اس طرح سے کہ خالص اسکی فرمانبرداری کرنے والے ہو۔ سب تعریف ہے اللہ کے لئے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۵

جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

ع ۶ ۔ وقف لازم

**ادعوا کا معنی اعبدوا ہے:**

۶۰: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ (اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا ہے کہ مجھ کو پکارو) ادعوا بمعنی اعبدوا ہے اَسْتَجِبْ لَكُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

میں تمہاری درخواستوں کو قبول کرونگا) تم کو ثواب دونگا۔ الدعاء کا لفظ عبادت کے معنی میں قرآن مجید میں بہت استعمال ہوا ہے قرآن مجید کی یہ آیت اسی پر دلالت کرتی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ (اور جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الدعاء هو العبادة اور پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی [رواہ احمد:۴/ ۲۶۷، ابوداؤد ۱۴۷۹، الترمذی، ۳۲۴۷، ابن ماجہ ۳۸۲۸ ۔ ]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے تم مجھے وحدہ لا شریك مانو میں تمہارے گناہ بخش دونگا۔ یہ تفسیر دعا کی ہے جو عبادت کے معنی میں ہے پھر اس عبادت کی جو توحید کے ساتھ کی جائے۔ ایک قول یہ ہے کہ استجب کا معنی مجھ سے سوال کرو میں تمہیں دونگا۔ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ (وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونگے)

قراءت: مکی اور ابو عمرو نے سَیُدْخَلُوْن پڑھا ہے۔ داخرین کا معنی ذلیل ہو کر۔

## دن رات کا تقابل:

۶۱: اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا (اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے رات بنائی تمہارے لئے تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اسی نے دن کو روشن بنایا)

نکتہ: نہار کی طرف مبصر کی نسبت یہ اسناد مجازی ہے ای مبصرًا فیه (تاکہ اس میں دیکھا جائے) کیونکہ آنکھیں تو فی الحقیقت اہل نہار کی ہوتی ہیں۔ اللیل کو مفعول لہ اور النہار کو حال سے ملا کر ذکر کیا۔ وہ دونوں نہ تو دو حال بنے اور نہ ان دونوں کے لئے مفعول بنے اس میں دونوں کے تقابل کی رعایت کی۔ کیونکہ دونوں معنوی اعتبار سے ایک دوسرے کے متقابل ہیں کیونکہ ہر ایک دوسرے کی جگہ پوری کرتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس طرح کہا جاتا۔ لتبصروا فیه۔ اسناد مجازی والی فصاحت چلی جاتی اور اگر ساکنًا کہا جاتا تو حقیقت مجاز سے ممتاز نہ ہو سکتی۔ لیکن رات کی صفت حقیقی سکون ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں لیلٌ ساج و ساکن لا ریحٌ۔

## ایسا فضل کہ کوئی فضل اس کا مقابل نہ ہو:

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ (بیشک اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا ہی فضل ہے) یہاں لمفضل نہیں فرمایا اور نہ متفضل فرمایا کیونکہ مقصود فضل کا نکرہ لانا تھا۔ تاکہ فضل ایسا ہو کہ کوئی فضل اس کے مقابل نہ ہو اور یہ فائدہ اضافت سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ (لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے) یہاں ولکن اکثر هم نہیں فرمایا بلکہ الناس کا لفظ دوبارہ لائے۔ تاکہ لوگوں کا تذکرہ متکرر نہ ہو۔ کیونکہ اس تکرار میں کفرانِ نعمت کی تخصیص ان کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ حالانکہ وہ وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے منکر اور اس کے ناشکرے ہیں۔ جیسا کہ اس ارشاد میں ان الانسان لکفورٌ [الحج:۶۶] اور اس ارشاد میں ان الانسان لظلوم کفار [ابراہیم:۳۴] (الناس معرفہ ہے اور تکرارِ معرفہ سے ایک ہی مراد ہوتا ہے جو پہلے میں مذکور ہوتا ہے)۔ (مترجم)



BestUrduBooks.wordpress.com

۶۲ : ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ (یہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا رب ہے) جس نے تمہارے لئے رات دن بنائے۔ خَالِقُ کُلِّ شَیْ ءٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی اور لائق عبادت نہیں) یہ مبتداء کی مترادف خبریں ہیں۔ مطلب یہ ہے وہ ان صفات کا جامع ہے الوہیت ربوبیت، خلق کل شئی اور وحدانیت فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ (پس تم لوگ کہاں الٹے چلے جارہے ہو) انی کیف کے معنی میں ہے۔ کس طرح اور کس وجہ سے تم اس کی عبادت سے بتوں کی عبادت کی طرف پھرتے ہو؟

۶۳ : کَذٰلِکَ یُؤْفَکُ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ (اسی طرح وہ لوگ بھی الٹا چلا کرتے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے) ہر وہ جس نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا اور ان میں غور وفکر نہ کی۔ اور حق کی طلب نہ کی اور الٹے پھرے جیسے وہ الٹے پھرے۔

## انسان سب حیوانات سے زیادہ خوبصورت ہے:

۶۴ : اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا (اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا) قرار بمعنی مستقر ہے۔ وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً (اور آسمان کو چھت) تمہارے اوپر چھت وَّ صَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ (اور تمہارا نقشہ بنایا پس عمدہ نقشہ بنایا) ایک قول اللہ تعالیٰ نے کوئی حیوان انسان سے زیادہ خوبصورت نہیں بنایا۔ ایک قول کہ ان کو بہائم کی طرح اوندھے سر والے پیدا نہیں کیا۔ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ (اور تم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں) طیبات سے لذیذ اشیاء مراد ہیں۔ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (یہ اللہ ہے جو تمہارا رب ہے پس بڑا عالیشان ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سارے جہان کا پروردگار ہے)

۶۵ : ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ (وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ پس اس کو پکارو) اس کی عبادت کرو۔ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (خالص اعتقاد کر کے) اطاعت کو شرک وریاء سے خالص کرنے والے ہو۔ یہ کہتے ہوئے الحمد للّٰہ رب العالمین (تمام خوبیاں اسی اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہاں کا پروردگار ہے) ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جس نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہا پس وہ اس کے بعد: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (تمام تعریف ہے اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے) کہہ لے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ

آپ فرما دیجئے بلاشبہ میں اس سے منع کیا گیا ہوں کہ انکی عبادت کروں جن کی اللہ کو چھوڑ کر تم عبادت کرتے ہو جبکہ میرے رب کی

الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ز وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِیْ

طرف سے میرے پاس واضح نشانیاں آ چکی ہیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العلمین ہی کا فرمانبردار بنوں اللہ وہ ہے

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

جس نے تمہیں مٹی سے پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پیدا فرمایا پھر تمہیں اس حالت میں نکالتا ہے کہ تم بچے ہوتے ہو پھر تا کہ تم اپنی طاقت کو

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی

پہنچ جاؤ پھر تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے بعض کو اس سے پہلے اٹھا لیتا ہے اور تا کہ تم اجل مسمّی کو پہنچ جاؤ

وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ

اور تا کہ تم سمجھ حاصل کرو، اللہ وہی ہے جو زندہ فرماتا ہے اور موت دیتا ہے پھر جب وہ کسی حکم کا فیصلہ فرماتا ہے تو یہی فرما دیتا ہے

لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ ع ۷/۸/۱۲

کہ ہو جا لہٰذا وہ ہو جاتا ہے۔

## عبادتِ اوثان کے مطالبہ کے جواب میں یہ آیت اُتری:

۶۶: جب کفار نے آپ سے عبادت اوثان کا مطالبہ کیا تو یہ آیت اتری قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ (آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو اس بات سے ممانعت کر دی گئی ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جن کو تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی نشانیاں آ چکیں)۔ البینات سے قرآن مجید مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے عقل و وحی مراد ہے۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ (اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں گردن جھکا لوں) اسلم کا معنی استقامت اختیار کرنا ہے۔ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (رب العالمین کے سامنے)

۶۷: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ (وہی ہے جس نے تم کو بنایا) یعنی تمہاری اصل کو مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا (مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ کر کے نکالتا ہے) یہاں طفلا فرما کر ایک پر اکتفاء کیا کیونکہ مراد بیان جنس ہے۔ ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ (پھر تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو)



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو: یہ محذوف سے متعلق ہے تقدیر کلام یہ ہے ثم یبقیکم لتبلغوا ۔ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا (پھر تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ) تقدیر کلام اس طرح ہے ثم یبقیکم لتکونوا شیوخًا۔

قراءت: شِیُوْخًا ۔شین کے کسرہ کے ساتھ مکی، حمزہ، علی، حماد، یحییٰ، اعشیٰ نے پڑھا ہے۔

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ (اور کوئی تم میں سے پہلے ہی مر جاتا ہے) یعنی جوانی تک پہنچنے سے پہلے یا بڑھاپے سے قبل وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى (اور تا کہ تم سب ایک وقت مقرر تک پہنچ جاؤ) اس کا معنی یہ ہے: فعل ذلك لتبلغوا اجلاً مسمیً (وہ ایسا کرتا ہے تا کہ تم ایک مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ) اور وہ وقت موت ہے یا قیامت کا دن ہے۔وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (اور تا کہ تم لوگ سمجھو) کہ اس میں کیا کیا عبرتیں اور دلائل ہیں۔

۶۸: هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (وہی ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی کام کا پورا کرنا چاہتا ہے۔سو بس اس کی نسبت فرما دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے) وہ اس کو جلد بنا دیتا ہے بغیر کسی کلفت و مشقت کے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

اے مخاطب کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں کہاں الٹے پھرے جا رہے ہیں وہ لوگ جنہوں نے

بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ

اس کتاب کو جھٹلایا اور اس چیز کو جھٹلایا جس کو ہم نے رسولوں کے واسطے سے بھیجا سو عنقریب وہ لوگ جان لیں گے جبکہ انکی گردنوں میں

اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ﴿٧١﴾ فِى الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِى النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿٧٢﴾

طوق ہوں گے اور زنجیریں ہوں گی وہ گھسیٹے جائیں گے گرم پانی میں پھر ان کو دوزخ میں جھونک دیا جائے گا

ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٣﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ

پھر ان سے کہا جائے گا کہ وہ معبود غیر اللہ کہاں گئے جنہیں تم شریک بناتے تھے وہ جواب دیں گے کہ وہ تو ہم سے غائب ہو گئے بلکہ ہم تو

نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

اس سے پہلے کسی چیز کی عبادت کرتے ہی نہ تھے اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو گمراہ فرماتا ہے یہ اس وجہ سے کہ تم زمین میں

تَفْرَحُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿٧٥﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ

ناحق اتراتے تھے اور اس وجہ سے کہ تم اکڑ کر تے تھے، داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

میں اس میں ہمیشہ رہو گے۔ سو برا ٹھکانہ ہے تکبر کرنے والوں کا، سو آپ صبر کیجئے بیشک اللہ کا وعدہ حق

حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٧٧﴾

ہے سو اگر ہم آپ کو اس میں سے بعض چیزیں دکھا دیں جس کے بارے میں ہم نے انہیں پہلے سے بتا دیا ہے یا ہم آپ کو وفات دے دیں تو ہماری ہی طرف سب لوٹائے جائیں گے۔

## جدال کا تین مرتبہ تذکرہ:

۶۹: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ (کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑے نکالتے ہیں۔ کہاں پھرے چلے جا رہے ہیں) اس سورت میں جدال کا تین مقام پر ذکر فرمایا گیا ہے۔ پس درست ہے کہ اس کو تین اقوام میں مان لیا جائے۔ نمبر۲۔ تین الگ الگ اصناف میں تسلیم کیا جائے۔ نمبر۳۔ ایک ہی قسم مراد ہے اور بقیہ مقامات



BestUrduBooks.wordpress.com

پر تاکید کیلئے لائے۔

۷۰: الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا (جن لوگوں نے اس کتاب کو جھٹلایا اور اس چیز کو بھی جو ہم نے اپنے پیغمبر کو دے کر بھیجا تھا) الکتاب سے قرآن مجید مراد ہے اور ما ارسلنا بہ سے کتب سابقہ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (پس ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے)

## قطعی ہونے کی بناء پر مستقبل کو ماضی سے ذکر کیا:

۷۱: اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ (جبکہ طوق ان کی گردنوں میں ہونگے) اذ ظرف زمان ماضی کیلئے آتا ہے مگر یہاں مراد مستقبل ہے دلیل یہ قول فسوف یعلمون ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اخبار مستقبلہ علم الٰہی میں قطعی ہیں۔ اس لئے تعبیر ماضی سے کی گئی۔ اور جو پایا گیا اس سے تعبیر کردی گئی معنی یہ ہے کہ مستقبل میں ایسا ہوگا۔ وَالسَّلٰسِلُ (اور زنجیریں)

نحو: اس کا عطف اغلال پر ہے۔ اور ان کی خبر فی اعنا قھم ہے معنی اس طرح ہوگا جب طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں ہونگی۔ يُسْحَبُوْنَ (ان کو گھسیٹا جائے گا)

۷۲: فِى الْحَمِيْمِ (گرم پانی میں) ای یجرون فی الماء الحار۔ (ان کو گرم پانی میں کھینچا جائے گا)۔ ثُمَّ فِى النَّارِ يُسْجَرُوْنَ (پھر ان کو آگ میں جھونک دیا جائے گا) یسجرونَ سجر التنور سے بنا ہے۔ جبکہ اس کو ایندھن سے بھر دیں اور اس کا معنی یہ ہے کہ وہ آگ میں ہونگے اور وہ ان کے چاروں طرف چھائی ہوگی اور ان کو آگ سے جلایا جائے گا اس حال میں کہ ان کے پیٹ آگ سے بھرے ہونگے۔

۷۳، ۷۴: ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ (پھر ان کو کہا جائے گا) یعنی ان کو جہنم کے نگران فرشتے کہیں گے۔ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (وہ غیر اللہ کہاں گئے جن کو تم اللہ تعالیٰ کے شریک بناتے تھے) وہ اصنام جن کی تم عبادت کرتے تھے۔ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا (وہ کہیں گے وہ تو سب ہم سے غائب ہوگئے) ہماری آنکھوں سے غائب ہوگئے۔ نہ ہم ان کو دیکھتے ہیں اور نہ ان سے نفع اٹھاتے ہیں۔

## غیر اللہ کی عبادت کو وہ بیکار قرار دیں گے:

بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا (بلکہ ہم تو اس سے قبل کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے) یعنی ہمارے سامنے کھل گئی کہ وہ کچھ بھی نہ تھے اور ان کی جو ہم عبادت کرتے تھے وہ کچھ بھی نہ تھی۔ یہ اسی طرح ہے جیسا کہتے ہیں حسبت ان فلانا شئ فاذا ھو لیس بشئی (جبکہ تم اس کو آزماؤ اور اس کے اندر کوئی بھلائی نہ پاؤ)۔ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ (اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو غلطی میں پھنسائے رکھتا ہے) جیسے ان کے معبود ان سے گم ہوگئے ان کو ان کے معبودوں سے گم کردے گا۔ یہاں تک کہ اگر وہ اپنے الٰہ کو ڈھونڈیں یا ان کے الٰہ ان کو ڈھونڈیں تو ان کا باہمی آمنا سامنا نہ ہو سکے گا یا جس طرح ان مجادلین کو گمراہ کر دیا۔ تمام



BestUrduBooks.wordpress.com

کافروں کو اسی طرح کر دے گا۔ وہ کافر جن کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ وہ گمراہی کو دین پر ترجیح دیں گے۔

۷۵: ذٰلِكُمْ (یہ) عذاب جو تم پر نازل ہوا۔ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ (اس کے بدلہ میں ہے کہ تم دنیا میں ناحق خوشیاں مناتے تھے۔ اور اس کے بدلہ میں ہے کہ تم اتراتے تھے) بما کی باء سببیہ ہے اس سبب سے کہ تم ناحق خوش ہوتے اور اتراتے تھے۔ اور وہ ناحق اترانا شرک ہی ہے۔ اور بتوں کی پوجا بھی حرام ہے۔ پس ان کو کہا جائے گا۔

۷۶: اُدْخُلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ (تم جہنم کے دروازوں میں گھسو) جہنم کے ساتھ تقسیم شدہ دروازے ہیں۔ جیسے ارشاد فرمایا لها سبعة ابواب لكل باب منهم جزء مقسوم [الحجر:۴۴] خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے) ان کے لئے خلود کو مقدر کر دیا جائے گا۔ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ (پس متکبرین کا برا ٹھکانہ ہے) جو حق سے تکبر کرنے والے تھے ان کے لئے جہنم ہے۔

## وہ ہمارے ہاں حاضر ہیں:

۷۷: فَاصْبِرْ (پس آپ صبر کیجئے) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ (بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ) ہلاکت کفار کے سلسلہ میں حَقٌّ (سچا ہے) بہر صورت ہونے والا ہے۔ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ (پھر اس میں سے تھوڑا سا اگر دکھلاویں) یہ اصل میں فان نُرِيَكَ ہے اور ما اس پر زائدہ ہے تاکہ معنی شرط میں تاکید ہو جائے۔ اسی لئے نون تاکید بھی فعل کے ساتھ برائے تاکید لگا دیا گیا۔ جیسا تم نہیں کہتے ہو۔ ان تکرمنی اکرمك لیکن اما تکرمنی اکرمك کہتے ہیں۔ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ (جو ہم وعدہ کر رہے ہیں یا ہم وفات دیدیں پس ہمارے ہی پاس ان کو آنا ہوگا) یہ جزاء نتوفینك کے متعلق ہے۔ اور نرینّك کی جزاء محذوف ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ فامّا نرینّك بعض الذی نعدهم من العذاب۔ اور وہ عذاب یوم بدر میں ان کا قتل ہونا تھا۔ پس وہ یا اگر ہم وفات دیں یوم بدر سے قبل پس وہ ہماری طرف لوٹائے جائیں گے بروز قیامت پھر ہم ان سے خوب انتقام لے لیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے جن میں سے بعض کا تذکرہ ہم نے آپ سے بیان کر دیا اور ان میں بعض ایسے ہیں

نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ

جن کا تذکرہ ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا، اور کسی رسول کو یہ قدرت نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے اذن سے، پھر جب اللہ کا

اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾

رکوع ۸ / ۱۴

حکم آجائے گا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائیگا اور اس وقت باطل والے خسارہ میں رہ جائیں گے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے مویشی بنائے تا کہ تم ان میں سے بعض پر سوار ہو، اور ان میں سے بعض کو کھاتے ہو، اور تمہارے لئے

فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

ان میں منافع ہیں، اور تا کہ تم ان پر سوار ہو کر اپنی حاجت پر پہنچو جو تمہارے سینوں میں ہے اور ان پر اور کشتیوں پر

تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي

لدے ہوئے پھرتے ہو، اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے سو اللہ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے، کیا وہ لوگ زمین میں

الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ

نہیں چلے پھرے سو وہ دیکھ لیتے کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے، وہ ان سے زیادہ تھے اور

وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

ان سے قوت میں بھی سخت تھے اور زمین میں بھی انکی نشانیاں بہت ہیں سو انکی کمائی ان کے کچھ کام نہ آئی

## رسول تو پہلے بھی آئے مگر معجزہ ظاہر کرنا ان کے اختیار میں نہ تھا:

۷۸: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ (اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے) ان کی امتوں کی طرف مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (جن میں سے بعض تو وہ ہیں جن کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کر دیئے اور بعض وہ ہیں جن کا واقعہ ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا)



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول:

یہ ہے اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار پیغمبر بھیجے جن میں چار ہزار بنی اسرائیل میں سے اور چار ہزار دیگر تمام انسانوں میں سے۔

## قولِ علی رضی اللہ عنہ:

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسود کو پیغمبر بنایا پس وہ ان میں سے ہے جس کا واقعہ قرآن میں بیان نہیں کیا۔ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (اور کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ بغیر اذن الٰہی کے وہ ظاہر کر سکے) یہ اس بات کا جواب ہے۔ جو عناداً آئے روز آیات کا مطالبہ کرتے رہتے مطلب یہ ہے کہ ہم نے بہت سے رسول بھیجے ان میں سے کسی کے بس میں نہ تھا کہ وہ کوئی نشانی بغیر اذن الٰہی کے پیش کر سکے۔ پھر میرے لئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں وہ نشانی لے آؤں جو تم مجھ سے طلب کرتے ہو۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہو اور وہ اس کے پیش کرنے کا حکم نہ کر دے۔ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ (پھر جس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا) یعنی قیامت کے دن۔ یہ کفار کو وعید ہے اور ان کے آیات کے مطالبہ کے بعد ان کی تردید ہے۔ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ (ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو جاوے گا اور اس وقت اہل باطل خسارہ میں رہ جائیں گے) المبطلون سے وہ معاندین مراد ہیں جو آیات کا مطالبہ کرتے رہتے تھے۔

## مختلف انعامات کا تذکرہ:

۷۹: اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ (اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے بنائے) پیدا کر دیے لَكُمُ الْاَنْعَامَ (تمہارے لیے مواشی) اونٹ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (تاکہ ان میں سے بعض پر تم سواری کرو اور بعض کو ان میں سے کھاتے بھی ہو) تقدیر کلام اس طرح ہے لتركبوا بعضها و تاكلوا بعضها۔ تاکہ ان میں سے بعض پر سواری کرو اور بعض کو کھاؤ۔

۸۰: وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ (اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت سے فوائد ہیں) یعنی دودھ اور اون وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ (اور تاکہ تم ان پر اپنے مطلب تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے ای لتبلغوا عليها ما تحتاجون اليه من الامور۔ تاکہ ان پر سواری کر کے تم اپنی ضروریات کو پورا کر سکو۔ وَعَلَيْهَا (اور ان چوپاؤں پر) وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ (اور کشتیوں پر تم لدے لدے پھرتے ہو) یعنی صرف چوپاؤں پر فقط سواری نہیں کرتے۔ بلکہ ان پر اور کشتیوں پر خشکی اور سمندر میں سفر کرتے ہو۔

۸۱: وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ (اور تم کو اور بھی نشانیاں دکھلاتا رہتا ہے پس تم اللہ تعالیٰ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے) کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ یہ استفہام انکاری ہے۔

نحو: ایّ یہ تنکرون کی وجہ سے منصوب ہے اور مشہور لغت میں بھی وارد ہے۔ باقی اَیَّةُ آیات اللّٰہ یہ قلیل الاستعمال ہے۔ کیونکہ مذکر و مؤنث میں فرق ۃ کے ذریعہ اسماء میں ہے صفات میں نہیں۔ باقی رہے حمار، حمارۃ وغیرہ قلیل الاستعمال ہیں اور ایّ میں تو



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

سو جب انکے پاس ہمارے رسول دلیلیں لے کر آئے تو جو علم انکے پاس تھا اُس کی وجہ سے بڑے اترائے اور ان پر وہ عذاب نازل ہو گیا جس کا

بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا

مذاق بنایا کرتے تھے، سو جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم ایمان لائے اللہ پر جو تنہا ہے، اور ہم جن چیزوں کو اللہ کا شریک بناتے تھے

بِهٖ مُشْرِكِیْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ

ان کے منکر ہیں۔ سو ان کے ایمان نے انکو کچھ نفع نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا، اللہ کی سنت ہے

الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع ۹ / ۱۴

جو اس کے بندوں میں گزر چکی ہے اور اس موقع پر کفر کرنے والے خسارہ میں رہ گئے۔

ابہام کی وجہ سے یہ اور بھی غریب تر اور انوکھی بات ہے۔

۸۲: اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ (کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہوئے ان کا انجام کیسا ہوا۔ وہ ان سے زیادہ تھے) تعداد کے لحاظ سے وَاَشَدَّ قُوَّةً (اور قوت میں بڑھ کر) تاثیر کے اعتبار سے وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ (اور نشانوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں) مثلاً محلات، کارخانے فَمَاۤ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (پس ان کی کمائی ان کے کچھ بھی کام نہ آئی)

نحو: مَاۤ اَغْنٰی کا مانافیہ ہے۔

## کفار نے علم الٰہی کی بجائے علم دنیا کو ہی نفع بخش خیال کیا:

۸۳: فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (غرض جب ان کے پیغمبران کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو وہ لوگ اپنے علم پر بڑے نازاں ہوئے جو ان کو حاصل تھا) اس سے مراد امور دنیا کے متعلق ان کی معلومات اور اس کی تدابیر سے واقفیت ہے۔ جیسا دوسرے مقام پر فرمایا: یعلمون ظاهرًا من الحياة الدنيا وهم عن الأخرة هم غافلون [الروم: ۷] جب ان کے ہاں انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام دینی علوم لائے وہ ان کے علم کے لحاظ سے بہت بعید چیز تھی کیونکہ وہ دنیا کے انکار پر آمادہ کرتے ہیں اور شہوات ولذات سے روکتے ہیں۔ اس لئے ان لوگوں نے ان کی طرف التفات وتوجہ نہ کی اور ان علوم دینیہ کو حقیر قرار دیا اور ان کا استہزاء کیا۔ اور اعتقاد یہ رکھا کہ ان کا علم دنیا ہی سب سے زیادہ نفع بخش اور فائدہ مند ہے۔ اس لئے اس پر اترانے لگے۔ نمبر ۲۔ یا ان کے پاس فلاسفہ اور دہریت والا علم تھا۔ پس جب وہ وحی کو سنتے تو اس کو مسترد کر دیتے اور علم انبیاء کو



BestUrduBooks.wordpress.com

حقیر قرار دیتے۔

## سقراط کی بات:

سقراط کے متعلق ہے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق سنا! اس کو کہا گیا اگر تم ہجرت کر کے ان کی خدمت میں جاتے تو بہت خوب ہوتا اس نے کہا ہم مہذب لوگ ہیں۔ پس ہمیں کسی ایسے راہنما کی ضرورت نہیں جو ہمیں تہذیب سکھائے۔ نمبر۲۔ مراد یہ ہے کہ وہ رسولوں کے پاس جو علم تھا اس پر مسخری کرتے ہوئے ہنسے اور اس کا مذاق اڑایا۔ گویا اس طرح کہا انہوں نے دلائل سے استہزاء کیا اور جو ان کے پاس علم وحی آیا اس کا مذاق اڑایا۔ اور اس پر ارشاد الٰہی دلالت کر رہا ہے۔ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (اور ان پر وہ عذاب آپڑا جس کے ساتھ وہ تمسخر کرتے تھے)۔

یا نمبر۳۔ رسولوں کا خوش ہونا مراد ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے جب ان کی جہالت اور حق کے متعلق استہزاء کو دیکھا اور ان کی بدانجامی سامنے آئی اور جو عذاب ان کو جہالت پر پہنچنے والا تھا اس کو جانا تو اس علم پر جو ان کو دیا گیا تھا۔ اس پر خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکریہ ادا کیا اور کفار کو ان کی جہالت و استہزاء کی سزا نے آگھیرا۔

۸۴: فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا (پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا) باسنا سے شدتِ عذاب مراد ہے۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ (تو کہنے لگے ہم اللہ تعالیٰ جو واحد ہے اس پر ایمان لائے اور ان سب چیزوں سے ہم منکر ہوئے جن کو ہم اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے)

## عذاب دیکھ کر ایمان لائے مگر وہ بیکار ثابت ہوا:

۸۵: فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا (پس ان کو ان کا ایمان لانا فائدہ مند نہ ہوا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا) یعنی اس وقت ایمان لانا درست اور ٹھیک نہیں تھا۔ سُنَّتَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی معمول مقرر کیا ہے) یہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی طرح ہے اور اس طرح کے مصادر مؤکدہ یہ فائدہ دیتے ہیں۔ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ (جو اس کے بندوں میں پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے) نزولِ عذاب کے وقت کا ایمان غیر مفید ہے اور مکذبین رسل پر عذاب آ کر رہتا ہے۔ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ (اور اس وقت کافر خسارہ میں رہ گئے) هُنَالِكَ یہ ظرف مکان کیلئے آتا ہے۔ مگر یہاں زمان کیلئے استعارۃً استعمال ہوا ہے اور کافر تو ہر گھڑی خسارہ پانے والے ہیں لیکن جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو ان کا خسارہ خود ان کے سامنے واضح ہو جائے گا۔

فوائد: ان آیات میں پے در پے فاء لائے گے ہیں۔ نمبر۱۔ فما اغنیٰ عنھم کی فا کانوا اکثر منھم کے لئے بطور نتیجہ لائی گئی ہے۔ نمبر۲۔ اور فلما جاء تھم کی فا یہ فما اغنی عنھم کیلئے بطور تفسیر و بیان کے ہے جیسے کہتے ہیں۔ رزق زید المال فمنع المعروف فلم یحسن الی الفقراء زید کو مال کیا ملا وہ بھلائی سے رک گیا پس وہ فقراء پر احسان و سخاوت نہیں کرتا۔ اور فلما



BestUrduBooks.wordpress.com

راؤا بأسنا یہ فلما جاء تھم کے تابع ہے گویا اس طرح کہا: فکفروا فلما راؤا باسنا امنوا۔ پس انہوں نے انکار کیا پھر جب ہمارے عذاب کو دیکھا تو ایمان لائے اور اسی طرح فلم یك ینفعھم یہ ان کے ایمان کے تابع ہے جب کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھ لیا۔ واللہ اعلم

الحمدللہ سورۂ غافر کا تفسیری ترجمہ نماز عشاء سے قبل آج ۳ صفر المظفر سوموار کی شب تکمیل پذیر ہوا۔

انا طالب المغفرۃ من الغافر ۱۴۲۳ھ۔۲۔۳



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حٰمٓ السجدۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چون آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ

حٰمٓ○ یہ کلام ہے نازل کیا گیا ہے رحمٰن رحیم کی طرف سے یہ کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل طریقہ پر بیان کی گئی ہیں یعنی یہ قرآن ہے جو عربی ہے ان لوگوں کے لئے

يَّعْلَمُوْنَ ۝۳ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۴ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا

جو جانتے ہیں، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے، سو ان میں سے اکثر لوگوں نے اعراض کیا سو وہ لوگ نہیں سنتے، اور انہوں نے کہا جس چیز کی طرف ہمیں

فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ

بلاتے ہیں اس کے بارے میں ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے، اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے، سو تم کام کئے جاؤ

اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝۵

بیشک ہم کام کرنے والے ہیں۔

۱: حٰمٓ۔ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ (حم۔ یہ کلام رحمان رحیم کی طرف سے اتارا) الرَّحِيْمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ (جاتا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے جس کی آیات صاف صاف) قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (بیان کی گئی ہیں۔ یعنی ایسا قرآن ہے جو عربی ہے ایسے لوگوں کیلئے ہے جو دانشمند ہیں)

۱، ۲: حٰمٓ اگر اس کو سورت کا نام قرار دیں تو مبتدأ ہے۔ اور تنزیل اس کی خبر ہے۔ نمبر۲۔ اور اگر اس کو حروف مقطعات میں شمار کرو تو پھر تَنْزِيْلٌ یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے اور کتاب یہ تَنْزِيْلٌ کا بدل ہے یا خبر بعد خبر ہے۔ یا مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ یا تَنْزِيْلٌ مبتدأ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس کی صفت اور کتاب اس کی خبر ہے۔

## تفصیل کا معنی:

۳: كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ الگ الگ کی گئی ہیں اور تفاصیل مختلف معانی میں دی گئی ہے جیسے احکام، امثال، مواعظ، وعدہ، وعید وغیرہ ذلک۔ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا اختصاص و مدح کی بناء پر یہ منصوب ہیں۔ ای ارید بھذاالکتاب المفصل قرانا من صفته



BestUrduBooks.wordpress.com

کیت و کیت ۔ میری مراد اس کتاب مفصل سے قرآن ہے جس کی صفت یہ یہ ہے۔ نمبر۲۔ حال کی بناء پر منصوب ہے۔ ای فُصِّلت آیاته فی حال کونه قرانا عربیاً اس کی آیات مفصل ہیں۔ اس حال میں کہ وہ قرآن عربی ہے۔ لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ یعنی تم قوم عرب کیلئے وہ ان آیات مفصلہ کو جوان کی طرف اتاری گئیں ان کی زبان عربی سے ان آیات کی تفصیل کر دی گئی ہے۔

نحو: لقوم یہ تنزیل سے متعلق ہے۔ یاتنزیل من اللّٰہ لا جلهم یافصلت ایاتهٗ لهم نمبرا۔ یہ جاننے والی قوم کیلئے اتارا گیا۔ نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی خاطر اتارا گیا۔ نمبر۳۔ اس کی آیات کی تفصیل ان کی خاطر کی گئی۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ ماقبل اور مابعد کی طرح صفت ہو۔ تقدیر کلام اس طرح ہے: قرانا عربیا کا ئنا لقوم عرب ، قرآن عربی واقع ہونے والا ہے قوم عرب کیلئے۔

۴: بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا (بشارت دینے والا ہے اور ڈرانے والا ہے)

نحو: یہ دونوں قرآن کی صفات ہیں۔

فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُهُمۡ فَهُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ (پس اکثر لوگوں نے روگردانی کی پھر وہ سنتے ہی نہیں) یعنی آپ کی بات کو قبول ہی نہیں کرتے۔ عرب کہتے ہیں۔ تشفعت الی فلان فلم یسمع قولی ولقد سمعه ولکنه لما لم یقبله ولم یعمل بمقتضاه۔ میں نے فلاں کے ہاں سفارش کی پس اس نے میری بات نہیں سنی حالانکہ اس نے بات تو سنی ہوتی ہے لیکن قبول نہیں کی ہوتی اور نہ ہی اس کے مقتضیٰ پر عمل کیا ہوتا ہے۔ پس گویا اس نے سنا ہی نہیں۔

## انکارِ کفار کی تمثیل:

۵: وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِیۡۤ اَکِنَّةٍ (اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں) اکنہ جمع کنان کی ہے: پردے۔ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡهِ (جس بات کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں) یعنی توحید وَفِیۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّ مِنۡۢ بَیۡنِنَا وَبَیۡنِكَ حِجَابٌ (اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک حجاب ہے) حجاب کا معنی پردہ۔ دراصل قبول حق سے ان کے دلوں کے انکار کی یہ تمثیل ہے اور اعتقاد حق کے انکار کو اس تمثیل سے ظاہر کیا گیا گویا ان کے دل پردے اور غلاف سے ڈھنپے ہوئے جو کہ نفوذ حق سے رکاوٹ بن گئے ہیں اور ان کے کان سننے سے انکاری ہیں۔ گویا کہ وہ حق سے بہرے ہو چکے ہیں۔ اور حق و باطل کے راستوں میں کیونکہ بہت بڑا فاصلہ ہے گویا ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایک روکنے والے پردہ اور پہاڑ سے زیادہ محفوظ رکاوٹ پڑی ہوئی ہے۔ یا اسی طرح کی روکیں پس اس وجہ سے نہ ملاقات ہے اور نہ ایک دوسرے کو دیکھنا پایا جاتا ہے۔ فَاعۡمَلۡ (پس آپ اپنا کام کئے جایئے) اپنے دین کے مطابق چلتے رہیے۔ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ (ہم اپنا کام کر رہے ہیں) ہم اپنے دین پر عمل کرنے والے ہیں۔ یا تو ہمارے معاملے کو ختم کرنے کیلئے کوشش کرلو۔ ہم تیرے سلسلہ کو ختم کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ

آپ فرما دیجئے میں تو تمہارے ہی جیسا بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے لہٰذا تم ٹھیک طریقہ پر اسکی طرف متوجہ ہو جاؤ

وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝٦ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

اور اس سے استغفار کرو، اور ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو شرک کرنے والے ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے

كٰفِرُوْنَ ۝٧ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٨ ع ۱ ۸ ۱۵

منکر ہیں، بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔

## فائدہ مِن:

مِن کے اضافہ کا فائدہ یہ ہے کہ حجاب کی ابتداء ہم سے اور ابتداء تم سے ہے۔ اور درمیان والی مسافت پردے سے گھری ہوئی ہے جس میں کوئی خالی جگہ نہیں۔ اگر اسکے بغیر لایا جاتا تو کلام کا معنی اس طرح ہوتا کہ ایک پردہ دو جہتوں کے درمیان میں پڑنے والا ہے۔

## بشر ہونے کی حالت میں وحی کی بناء پر میری نبوت درست ہے:

۶: قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ (آپ فرما دیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں۔ مجھ پر یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے) یہ کفار کے قول قلوبنا فی اکنۃ کا جواب ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے ان کو فرمایا میں فرشتہ نہیں ہوں۔ میں تو تمہارے جیسا انسان ہوں اور میری طرف وحی ہوتی ہے تم پر نہیں۔ بشر ہونے کی حالت میں وحی ہونے کی بناء پر میری نبوت صحیح ہے۔ جب میری نبوت درست ہے تو تم پر میری اتباع ان تمام باتوں میں لازم ہے جو میری طرف وحی کی جاتی ہیں۔ وہ بات یہ ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ (پس اسی کی طرف سیدھ باندھ لو) توحید واخلاصِ عبادت کے ذریعے اس کی طرف متوجہ ہو۔ دائیں بائیں مت جاؤ۔ اور نہ ہی ان کی طرف توجہ دو جو شیطان تمہارے سامنے مزین کر کے پیش کرتا ہے کہ دوسروں کو شفعاء اور کارساز بنا لو۔ وَاسْتَغْفِرُوْهُ (اور اس سے معافی مانگو) شرک سے وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ (اور ایسے مشرکین کیلئے بڑی خرابی ہے)

## زکوٰۃ کو کفر کے ساتھ جمع کرنے کی وجہ:

۷: الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ (جو زکوٰۃ نہیں دیتے) ان کا وجوبِ زکوٰۃ پر ایمان نہیں اور نہ ہی اس کو ادا کرتے ہیں یا وہ افعال نہیں کرتے جس سے وہ پاک ہو جائیں اور وہ فعل ایمان ہے۔ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ (اور وہ آخرت کے منکر ہیں) یعنی بعث وثواب اور عقاب کے هُمْ كٰفِرُوْنَ (اور وہ آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ

آپ فرما دیجئے کیا تم ایسی ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا اور تم اسکے لئے شریک تجویز کرتے ہو،

ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۹ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ

وہ سارے جہانوں کا رب ہے۔ اور اس نے زمین میں پہاڑ بنا دیئے جو اس کے اوپر موجود ہیں اور اس نے زمین میں برکت دی، اور اس نے زمین میں اس کی

اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ۱۰ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِیَ

غذائیں مقرر کر دیں چار دن میں، یہ پورے ہیں پوچھنے والوں کے لئے، پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی اس حال میں کہ وہ

دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ۱۱

دھواں تھا سو اس نے آسمان اور زمین سے فرمایا تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی سے، دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی کے ساتھ حاضر ہیں،

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ

سو اس نے دو دن میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب حکم بھیج دیا، اور ہم نے قریب والے آسمان کو ستاروں سے

الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖۗ وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۱۲

زینت دے دی اور حفاظت کی چیز بنا دی یہ تقدیر ہے عزیز کی علیم کی۔

یہاں کفر کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ کو کفر بالآخرت کے ساتھ جمع کر دیا کیونکہ انسان کی محبوب ترین چیز اس کا مال ہے اور یہ مال انسانی روح کا ہم جولی ہے جب مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے تو یہی اس کی استقامت کی پختہ دلیل ہوتی ہے اور اس کے صدق نیت کو ظاہر کرتی اور خالص فرمانبرداری کو نمایاں کرتی ہے مؤلفۃ القلوب کو دنیا کی چسک نے دامن اسلام میں پرو دیا۔ اس مال سے ان کی عصبیت محبت میں اور اندرونی کینہ خلوص نیت میں بدل گیا بنو حنیفہ نے زکوٰۃ روک کر ارتداد کی راہ اختیار کر لی۔ غرضیکہ اس آیت میں ایمان والوں کو ادائیگی زکوٰۃ پر آمادہ کیا گیا اور عدم ادائیگی سے سخت ڈرایا گیا ہے۔

## غیر منقطع اجر:

۸: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ان کے لئے ایسا اجر ہے جو منقطع ہونے والا نہیں) ممنون منقطع کو کہتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے متعلق اتری جو اپاہج، بیمار، انتہائی بوڑھے ہیں کہ جب وہ عجز کی عمر تک پہنچ جائیں تو ان کے صحت و جوانی میں کیے جانے والے اعمال کا بدلہ اسی طرح لکھا جاتا ہے۔ (احادیث میں یہ مضمون کثرت سے وارد ہے۔ مترجم)



BestUrduBooks.wordpress.com

## نمونہ ہائے قدرت نہ آسمان وزمین کی تخلیق:

۹: قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ (کہہ دیجئے کیا تم ایسے اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دوروز میں پیدا کردیا) یومین سے اتوار اور سوموار مراد ہیں۔ مخلوق کو حوصلہ وترتیب کی تعلیم دینے کیلئے اور اگر ان کو ایک لحظہ میں پیدا کرنا چاہتا تو کرسکتا ہے۔ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا (اور تم اس کے شریک بناتے ہو) شریک اور مشابہ ذٰلِكَ (یہ) جس نے ماسبق مخلوق بنائی رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (سارے جہاں کا رب ہے) تمام موجودات کا خالق ہے اور انکا مالک ومربی ہے۔

## پہاڑوں کو گاڑ دیا:

۱۰: وَجَعَلَ فِیْهَا (اور اس نے زمین میں بنادیئے) رَوَاسِیَ (قائم رہنے والے پہاڑ) مِنْ فَوْقِهَا (اس کے اوپر) اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو زمین کے اوپر گاڑا تاکہ پہاڑوں کے منافع طلب گاروں کے لئے ظاہر ہوں اور تاکہ یہ بھی انسان دیکھ لے کہ یہ پہاڑ بوجھ پر بوجھ ہے اور ہر ایک ان میں سے ایک ایسی ذات کا محتاج ہے جو ان کو تھامے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ ہے۔ وَبٰرَكَ فِیْهَا (اور فائدے کی چیزیں رکھ دیں) یعنی پانی، کھیتی اور درخت وثمر سے برکت دی۔ وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا (اور اس میں اس کی غذائیں تجویز کردیں) اقوات سے مراد اہل زمین کے رزق اور جن چیزوں پر ان کی معیشت اور درستی کا دارومدار ہے۔

## تقسیم اقوات......قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

ابن مسعودؓ نے وقسم فیھا اقواتھا پڑھا ہے۔

فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ (چار دنوں میں) دونوں کے تتمہ کے طور پر عرب کہتے ہیں سرت من البصرة الی بغداد فی عشرة والی الکوفة فی خمسة عشر مطلب یہ ہوتا ہے یہ پندرہ دن کا تتمہ ہے گویا کل پندرہ ہوئے اور یہ فرض کرنا ضروری ہے کیونکہ اگر اس کو تسلیم نہ کریں اور ظاہر پر جاری کریں تو یہ آٹھ دن بن جائیں گے کیونکہ پہلے فرمایا خلق الارض فی یومین پھر فرمایا: وقدر فیھا اقواتھا فی اربعة ایام پھر فرمایا فقضا ھن سبع سمٰوتٍ فی یومین۔ پس یہ فی ستة ایام کے مخالف ہوجائے گا۔ اور حدیث جس کو مسند احمد ۲/ ۳۲۷ اور مسلم ۲۷۸۹ نے نقل کیا ہے ان اللّٰہ تعالٰی خلق الارض یوم الاحد والاثنین و خلق الجبال یوم الثلثاء و خلق یوم الاربعاء الشجر والماء والعمران و الخراب و ذلك اربعة ایام و خلق یوم الخمیس السماء وخلق یوم الجمعة النجوم والشمس والقمر والملائکة و خلق آدم علیه السلام فی آخر ساعة من یوم الجمعة۔

ایک قول یہ ہے یہ وہ گھڑی ہے جس میں قیامت قائم ہوگی۔ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ (پوچھنے والوں کیلئے یہ پورے ہیں)

قراءت: یعقوب نے ایام کی صفت قرار دے کر سواءٍ پڑھا۔ یعنی پورے چار دنوں میں۔ یزید نے سواءٌ پڑھا ای ھی سواء وہ برابر ہیں۔ دیگر قراء نے سواء کو نصب کے ساتھ استوت کا مصدر پڑھا ہے۔ ای استواءً یا حال کی بناء پر منصوب پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

للسائلین نمبرا۔ یہ قدر کے متعلق ہے مطلب یہ ہے کہ اس نے طالبین محتاجین کیلئے اقوات کو مقدر کر دیا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک قوت کو طلب کرتا ہے اور مانگتا ہے یا نمبر۲۔ محذوف کے متعلق ہے گویا اس طرح فرمایا یہ شمار وگنتی اس شخص کیلئے ہے جو یہ سوال کرے کہ زمین کتنے عرصہ میں بنی اور اس میں جو کچھ ہے وہ کتنے دنوں میں تیار ہوا۔

## تخلیق سماء:

۱۱: ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَآىِٕعِیْنَ (پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور وہ دھواں سا تھا۔ پس اس نے زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی سے دونوں نے عرض کیا ہم خوشی سے حاضر ہیں) یہ اللہ تعالیٰ کے آسمان کو بنانے اور جیسا چاہا اس طرح ایجاد کرنے کو مجاز کے اندازے سے بیان فرمایا جیسا محاورہ عرب ہے۔فعل فلان کذا ثم استوی الی عمل کذا۔اس سے انکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس نے اول کو مکمل کیا اور دوسرے کی ابتداء کی۔

نکتہ نمبر ا: اس آیت سے یہ بات سمجھ آرہی ہے کہ آسمان کی تخلیق زمین کی تخلیق کے بعد ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے۔ اور انہی کا قول ہے کہ اول اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر پیدا فرمایا جس کا طول وعرض ایک لاکھ سال کی مسافت کے برابر تھا۔ پھر اس کی طرف رعب کی نگاہ سے دیکھا تو وہ پگھل گیا اور حرکت بے قراری میں آگیا پھر اس میں سے کچھ دھواں اڑا جب اس پر آگ کو مسلط کیا۔ پس وہ بلند ہوا اور جمع ہو کر پانی پر جھاگ سا بن گیا۔ اس جھاگ سے زمین اور دھوئیں سے آسمان بن گیا۔

نکتہ نمبر ۲: آسمان وزمین کو اتیان کا حکم دینے اور ان دونوں کے امتثال کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو بنانے کا ارادہ فرمایا۔ دونوں نے اس میں ذرا رکاوٹ نہ ڈالی اور وہ اسی طرح پائے گئے جیسے ارادہ فرمایا تھا۔ وہ دونوں اس سلسلہ میں مطیع خادم کی طرح تھے جبکہ اس کو کسی قابل اطاعت بات کے کرنے کا حکم ملے۔

نکتہ نمبر ۳: آیت میں آسمان کے ساتھ زمین کو بھی امر اتیان میں ذکر کیا گیا حالانکہ زمین تو دو دن آسمانوں سے پہلے بنی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وجود ارض کی پیدائش تو پہلے ہی ہے البتہ زمین کو بچھایا نہیں گیا تھا۔ آسمان کی پیدائش وتکمیل کے بعد زمین کو بچھایا گیا ہے جیسا کہ فرمایا والارض بعد ذلك دحلها [النازعات:۳۰] حاصل مطلب یہ ہے کہ تم دونوں اسی طرح آؤ جیسا مناسب شکل وصف کے ساتھ تمہارا آنا ہے اے زمین تم بچھ کر اپنے رہنے والوں کیلئے قرار اور بچھونا بن جاؤ اور اے آسمان تم جھک کر ان کیلئے چھت بن جاؤ۔ الاتیان کا معنی اصول ووقوع ہے جیسا تم کہو گے اتی عمله مرضیا اس نے اپنا کام خوش اسلوبی سے کر دیا۔

## تاثیر قدرت:

طوعا او کرھا سے آسمان وزمین میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی تاثیر کو بیان کرتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ قدرت کی تاثیر سے ان کا بچے رہنا ناممکن ہے جیسا کہ تم اپنے ماتحت کو کہو۔ لتفعلن ھذا شئت او ابیت ولتفعلنه طوعا او کرھا کہ تمہیں چار ونا چار یہ ضرور کرنا پڑے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : یہ دونوں حال کی وجہ سے منصوب ہیں۔اس وقت یہ دونوں طائعین کے معنی میں یامکرھتین کے معنی میں ہونگے۔

نکتہ: یہاں لفظ کالحاظ کر کے طایعتین نہیں کہا اور نہ ہی معنی کالحاظ کر کے طائعات کہا کیونکہ وہ دونوں سموات اور ارضون تھے (جمع مؤنث سالم اور جمع مذکر سالم) کیونکہ جب ان کو مخاطب اور مجیب بنایا گیا تو اس کالحاظ کر کے طوعا اور کرھا ان کی صفت ذکر کی گئی۔ایک قول یہ ہے طائعین یہ طائعات کی جگہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں سجدین کا لفظ سورۂ یوسف آیت نمبر ۴۔

## سات آسمان بنائے:

۱۲: فَقَضٰهُنَّ (پس ان کو بنا دیا) ان کی تخلیق کو پختہ کیا جیسا کہ شاعر کا قول ہے۔وعلیھما مسرودتان قضاھما اس میں قضی پختہ کرنے کے معنی میں ہے۔ان دونوں پر دو زرہیں ہیں پختہ کی ہوئی۔

نحو: ھنّ ضمیر آسمان کی طرف راجع ہے کیونکہ سماء جنس ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ضمیر مبہم ہو اور اس کی تفسیر سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ہو دونوں حالتوں میں منصوب ہے مگر نصب کی وجہ اول صورت میں حال بنتا ہے اور دوسری صورت میں تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔

فِيْ يَوْمَيْنِ (دو دنوں میں) جمعرات اور جمعہ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا (اور ہر آسمان میں اس کے مناسب اپنا حکم بھیج دیا) امرھا سے مراد جو حکم اس میں چلانا مناسب تھا۔اور اس کا ملائکہ اور آگ وغیرہ کی تخلیق کی تدبیر فرمانا ہے۔وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا (اور ہم نے آسمانِ دنیا کو مزین کیا) الدنیا سے مراد زمین کے قریب والا بِمَصَابِيْحَ (ستاروں سے) وَحِفْظًا (اور اس کی حفاظت کی) اور آسمانِ دنیا کی کواکب کے ذریعہ استراقِ شیاطین سے حفاظت کی۔ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ (یہ تجویز ہے زبردست واقف الکل کی) جو غالب ہے مغلوب نہیں۔الْعَلِيْمِ (امور کے مواقع سے واقف ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ

پھر اگر وہ اعراض کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں تمہیں ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی آفت عاد و ثمود پر آئی جبکہ ان کے پاس

الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا

ان کے آگے سے اور پیچھے سے رسول آئے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا رب چاہتا

لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ

تو فرشتے نازل فرما دیتا سو بلاشبہ ہم اس چیز کے منکر ہیں جو تم دے کر بھیجے گئے ہو، پھر وہ لوگ جو عاد والے تھے انہوں نے زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ

ناحق تکبر کیا کہنے لگے کہ قوت میں ہم سے زیادہ کون ہے کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جس ذات نے انہیں پیدا فرمایا وہ قوت میں

مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِىْٓ اَيَّامٍ

ان سے زیادہ ہے اور وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے، سو ہم نے انکے اوپر منحوس دنوں میں تیز ہوا

نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْىِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى

بھیج دی تا کہ ہم انہیں دنیا والی زندگی میں ذلت کا عذاب چکھا دیں، اور یہ بات واقعی ہے کہ آخرت کا عذاب اس سے بڑھ کر رسوائی والا ہے

وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ

اور انکی مدد نہ کی جائے گی، اور وہ لوگ جو قوم ثمود والے تھے سو ہم نے انہیں ہدایت دی تو انہوں نے ہدایت کے مقابلہ میں اندھے پن کو پسند کیا سو انہیں عذاب کی

صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ ۚ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا

آفت نے پکڑ لیا جو سراپا ذلت تھا انکی بدکرداریوں کی وجہ سے، اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دے دی جو ایمان لائے اور ڈرا

يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع

کرتے تھے۔

۱۳: فَاِنْ اَعْرَضُوْا (پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں) یعنی اس وضاحت کے بعد ایمان سے اعراض کریں۔ فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ (تو آپ کہہ دیجئے میں تم کو ڈراتا ہوں) صٰعِقَةً (ایسی آفت سے) سخت واقع ہونے والا عذاب گویا کہ وہ صاعقہ ہے۔ صاعقہ وہ گرج جس کے ساتھ آگ ہو۔ مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ (جیسی آفت عاد و ثمود پر آئی تھی)



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۴: اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ (جب ان کے پاس ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی رسول آئے) یعنی ہر طرف سے آئے اور انہوں نے ان کے ایمان کے سلسلہ میں ہر حیلہ اختیار کیا۔ مگر ان کی طرف سے اعراض ہی نظر آیا۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

انبیاء علیہم السلام نے ان کو پہلی امتوں میں پیش آنے والے واقعات اور عذاب آخرت سے ڈرایا۔

نحو: ان بمعنی ای ہے۔ یا مخففہ من المثقلہ ہے اس کی اصل بانّہ ہے۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ قَالُوْا (کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے تم اور کسی کو مت پوجو۔ انہوں نے جواب دیا) یعنی قوم نے لَوْ شَآءَ رَبُّنَا (اگر ہمارے پروردگار کو منظور ہوتا) کہ وہ رسول بھیجے۔

نحو: شاء کا مفعول محذوف ہے۔

## کیونکہ تم فرشتے نہیں پس ہم ایمان نہیں لاتے:

لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (تو فرشتوں کو بھیجتا۔ پس ہم اس سے بھی منکر ہیں جس کو دے کر تم بھیجے گئے ہو) اس کا معنی یہ ہے پس جبکہ تم بشر ہو اور ملائکہ نہیں ہو۔ تو ہم تم پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اس پر جو وحی تم دے کر بھیجے گئے ہو۔ بما ارسلتم بہٖ یہ اقرار رسالت نہیں۔ بلکہ یہ کلام رسولوں کے کلام پر بطور تمسخر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرعون نے کہا تھا ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون [الشعراء: ۲۷] اور یہ ہود و صالح اور تمام انبیاء علیہم السلام کو ان کے زمانہ والے کفار نے جن کو ایمان کی دعوت دی گئی تھی یہ جواب دیا۔

## نمائندۂ قریش عتبہ بن ربیعہ:

روایت میں ہے کہ قریش نے عتبہ بن ربیعہ کو روانہ کیا تاکہ وہ حضور علیہ السلام سے بات کرے یہ ان میں عمدہ بات کرنے والا تھا۔ وہ اس وقت آپ کو ملا جب آپ حطیم میں تشریف فرما تھے۔ اس کے ہر سوال کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ پھر آپ نے ان کے سامنے سورۂ فصلت کی آیات مثل صاعقة عاد و ثمود تک تلاوت فرمائیں تو عتبہ نے قرآن سن کر آپ کو رحم کا واسطہ دیا۔ اور آپ کے منہ پر خوف زدہ ہو کر ہاتھ رکھ لیا کہ کہیں اس پر ابھی عذاب کا کوڑا نہ برس پڑے۔ عتبہ نے واپس آ کر قریش کو کہا میں سحر، شعر سب کو جانتا ہوں۔ اللہ کی قسم وہ نہ سحر ہے نہ شعر۔ قریش نے کہا تو بھی صابی ہو گیا۔ کیا تو نے اس کی کوئی بات سمجھی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اور نہ ہی مجھے اس کے جواب کی کوئی صورت نظر آئی۔ پس عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کہنے لگے یہ کیفیت اس لئے طاری ہوئی تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ کلام رب العالمین ہے۔

رَبط: پھر عاد و ثمود پر صاعقۂ آسمانی کی وضاحت کی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## عاد کا قوت پر گھمنڈ:

۱۵: فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَکْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ (پھر وہ جو عاد کے لوگ تھے۔ وہ دنیا میں ناحق تکبر کرنے لگے) انہوں نے ایسی چیزوں سے اپنی بڑائی دوسروں پر جتلائی جس کے وہ حقدار نہ تھے۔ اور طاقت اور جسامت اور حکومت پر بلا استحقاق زبردستی قابض ہو گئے۔ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً (اور کہا وہ کون ہے جو طاقت میں ہم سے زیادہ ہے) ان کے اجسام بڑے بڑے اور ڈیل ڈول بڑے تھے۔ ان کی قوت یہاں تک پہنچی تھی کہ آدمی پہاڑ سے چٹان اکھاڑ لیتا۔ اَوَلَمْ یَرَوْا (کیا ان کو یہ نظر نہ آیا) کیا ان کو اس طرح کا علم نہ ہوا جو آنکھوں دیکھے کی طرح ہو۔ اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَھُمْ ھُوَ اَشَدُّ مِنْھُمْ قُوَّۃً (کہ جس اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ ہے) ان سے زیادہ قدرت والا ہے۔ کیونکہ اس کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔ اور ان لوگوں کو بعض چیزوں پر اس کے طاقت دینے سے قابو ملا ہے۔ وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ (وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے) اس کا فاستکبروا پر عطف ہے۔ یعنی وہ جانتے تھے کہ وہ حق ہے لیکن انہوں نے اس کا انکار کر دیا جیسا وہ شخص جس کے پاس امانت رکھی جائے امانت کا انکار کرتا ہے۔

## بادِ صرصر سے ہلاکت:

۱۶: فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا (پس ہم نے ان پر ایک ہوائے تند بھیجی) تیز آندھی جس سے صرصراہٹ کی آواز تھی۔ یا ٹھنڈی ہوا جو اپنی سردی کی شدت سے ہر چیز کو جلاتی تھی۔ الصرّ ٹھنڈک' پالا۔ اسی کو ربائی پر لے جایا گیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ پچھم ہے۔ فِیْٓ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ (ایسے دنوں میں جو منحوس تھے) ان کے لئے منحوس تھے۔

قراءت: مکی، بصری، نافع نے نَحْسَاتٍ پڑھا ہے۔ یہ نَحِسَ نَحْسًا سعد سعدًا کی نقیض وعکس ہے اور ھو نَحِسٌ کہا جاتا ہے۔ البتہ نَحْسٌ یا نَحِسٌ کو تخفیف سے پڑھتے ہیں یا یہ مستقل فعلٌ کے وزن پر صفت کا صیغہ ہے یا مصدر کو صفت کے معنی میں استعمال کر لیا یہ آخر شوال میں بدھ سے اگلے بدھ تک تھے۔ جتنی اقوام کو عذاب دیا گیا وہ بدھ ہی کا دن تھا۔

لِّنُذِیْقَھُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (تاکہ ہم ان کو اس دنیوی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں) عذاب کی نسبت خزیٌ کی طرف کی گئی ہے۔ اور الخزی، ذلت کو کہتے ہیں اور یہاں عذاب کی صفت کے طور پر لائے ہیں۔ گویا اس طرح کہا عذاب خزیٌ جیسا کہ تم برے کام کو کہتے ہو فعل السوء مراد اس سے الفعل السیئ ہوتا ہے اس پر آیت کا اگلا حصہ دلالت کر رہا ہے۔ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَخْزٰی (اور آخرت کا عذاب اور زیادہ رسوائی کا سبب ہے) یہ اسناد مجازی ہے اور عذاب کی صفت الخزی لانا یہ ان کی صفت الخزی بیان کرنے سے زیادہ بلیغ ہے۔ تمہارے ان دو اقوال میں بڑا فاصلہ ہے ھو شاعر نمبر۲۔ ولہ شعر شاعر۔ وَھُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ (اور ان کو مدد نہ پہنچے گی) ان بتوں کی طرف سے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ اسی امید پر کہ وہ ان کی امداد کریں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ثمود کا اندھا پن:

۱۷: وَاَمَّا ثَمُوْدُ (اور وہ جو ثمود تھے)
نحو: ثمودُ کو مرفوع پڑھنا ابتداء کی وجہ سے زیادہ فصیح ہے اس لئے کہ یہ حرف ابتداء کے بعد واقع ہے۔ فَهَدَيْنٰهُمْ (سو ہم نے انہیں ہدایت دی) اور خبر فهدیناهم ہے اور منصوب پڑھنے کی صورت میں فعل مضمر ہے جس کی تفسیر فهدینا هم کر رہا ہے۔ معنی یہ ہوا ہم نے ہدایت ان کے سامنے کھول کر بیان کر دی۔ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى (پس انہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا) کفر کو ایمان پر ترجیح دی۔ فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ (پس ان کو عذاب کی آفت نے پکڑ لیا) صاعقہ عذاب کی بڑی مصیبت۔ الْهُوْنِ (سراپا ذلت) ذلت کو عذاب کی صفت بطور مبالغہ قرار دیا گیا یا عذاب کو ذلت سے بدل دیا۔ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے) اور وہ کسب ان کا شرک اور معاصی تھے۔

## شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ کا قول (معنی ہدایت کی وضاحت):

ہدایت مذکور کا معنی ممکن ہے کہ یہاں تبیین وضاحت ہو جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد اہتداء کا ان میں پیدا کرنا ہو۔ پس وہ اس کی بناء پر مھتدین ہوئے پھر انہوں نے اس کے بعد کفر کیا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہدایت کی اضافت جب خالق کی طرف کی جائے تو وہ توفیق بیان کے معنی میں آتی ہے۔ اور اسی طرح فعل اہتداء کے پیدا کرنے کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔ رہی ہدایت کی نسبت جب مخلوق کی طرف ہو تو وہ صرف بیان کے معنی میں ہی ہوتی ہے اور کوئی معنی نہیں ہوتا۔

## صاحب کشاف رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اگر تم کہو کیا تمہارے قول هَدَيْتُهٗ کا یہ معنی نہیں۔ ای حصّلت فیه الهدٰی ؟ میں نے اس کو ہدایت کی طرف پھیر دیا۔ اور اس کی دلیل تمہارا یہ قول ہے هدیته فاهتدٰی اس کا معنی مقصد و مراد کا حصول ہے جیسا کہ تم نے کہا ردعته فارتدع میں نے اس کو ہٹایا وہ ہٹ گیا۔ پھر اس کا استعمال فقط دلالت میں کیسے کر لیا گیا؟ تو جواب یہ ہے کہ یہ اس دلالت کی وجہ سے کہ ان کو اختیار و قدرت دی اور اس کے اسباب کو واضح کر دیا اور ان کے لئے کوئی عذر نہ چھوڑا گویا مقصد کو لازم کرنے والے اسباب مہیا کرنے کی وجہ سے ہدایت بذاتہ ان کو مہیا کر دی۔ اس کے تقاضے پورے کرنے کے بعد گویا ہدایت خود دے دی۔
نکتہ: اس نے اس بات کو خواہ مخواہ لمبا کھینچا۔ کیونکہ اس کو یہ موقعہ نہ مل سکا کہ اس آیت کی تفسیر خلق اہتداء سے کرے۔ کیونکہ وہ اس کے اپنے مذہب اعتزال کے مخالف ہے۔
۱۸: وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اور ہم نے انکو نجات دی جو ایمان لائے) جنہوں نے ہدایت کو گمراہی کے مقابلے میں چن لیا ہم نے انکو اس صاعقہ سے بچا لیا۔ وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (اور وہ ڈرتے تھے) اس بات سے کہ وہ اندھے پن کو ہدایت کے مقابلے میں منتخب کریں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ

اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف جمع کئے جائیں گے پھر وہ روکے جائیں گے یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس آ جائیں گے تو ان کے

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ

کان اور آنکھیں اور کھالیں ان کے خلاف ان کاموں کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے

شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ

ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب میں کہیں گے کہ ہمیں اللہ نے بولنے والا بنا دیا جس نے ہر چیز کو بولنے والا بنایا ہے اور اس نے تمہیں پہلی بار پیدا

مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ

فرمایا اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور تم اس وجہ سے پوشیدہ نہیں ہوتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری

اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں گے اور لیکن تم نے یہ خیال کیا تھا کہ اللہ بہت سے ان اعمال کو نہیں جانتا جنہیں تم کرتے ہو،

## تذکرہ حشر:

۱۹: وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ (جس دن اللہ تعالیٰ کے دشمن آگ کی طرف جمع کر کے لائے جائیں گے) اعداء اللہ سے کفار مراد ہیں جو اولین و آخرین میں سے ہونگے۔

قراءت: نافع اور یعقوب نے نَحْشُرُ پڑھا ہے۔

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ (پھر وہ روکے جائینگے) ان کے اول شخص کو پچھلے کی آمد تک روک لیا جائے گا۔ دراصل اس تعبیر سے ان کی کثرت تعداد بیان کرنا مقصود ہے۔ یہ اصل میں وزعته ای کففته سے ہے یعنی میں نے اس کو روکا سے لیا گیا۔

## اعضاء کی شہادت:

۲۰: حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا (یہاں تک کہ وہ جب اس کے قریب آ جائیں گے) اس کے بالکل سامنے پہنچ جائیں گے۔

ما یہ زائدہ ہے جو تاکید کیلئے لایا گیا ہے۔ آگ کی طرف ان کی آمد لازماً ان کی شہادت کے وقت میں ہوگی اس سے خالی ہونے کا مطلب ہی نہیں۔ شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (تو ان کے کان اور آنکھیں اور ان کی کھالیں ان پر ان کے اعمال کی گواہی دیں گی) جلود کھالوں کی مس بالحرام کے متعلق گواہی مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

شرمگاہوں سے کنایہ ہے۔

۲۱: وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا (اور وہ لوگ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف میں کیوں گواہی دی) ان کی مخالفت گواہی سے معاملہ ان پر بھاری ہو جائے گا۔ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (وہ جواب دیں گے کہ ہم کو اس نے گویائی دی جس نے ہر چیز کو گویائی دی) ہر چیز یعنی حیوانات میں سے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بولنا کوئی عجیب نہیں اس لئے کہ اس کو ہر چیز کے گویائی دینے کی قدرت ہے۔ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (اور اس نے تم کو اول مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اور اسی کے پاس پھر لائے جاؤ گے) یعنی وہ تمہارے پہلی مرتبہ پیدا کرنے پر جس طرح قدرت رکھتا ہے اسی طرح تمہارے اعادے اور اپنی بارگاہ میں جزاء کیلئے لوٹانے پر قدرت والا ہے۔

## اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی:

۲۲: وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ (اور تم اس بات سے تو اپنے کو چھپا ہی نہ سکتے تھے کہ تمہارے کان اور آنکھیں اور کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں) تم دیواروں سے پردہ کرتے یعنی پردے ڈالتے جب فواحش کا ارتکاب کرتے اور تمہارا یہ چھپنا اس ڈر سے نہ تھا کہ تمہارے اعضاء تمہارے خلاف گواہی دیں گے۔ کیونکہ تمہیں اپنے خلاف ان کی شہادت کا علم نہ تھا۔ بلکہ تم تو زور سے بعث بعد الموت کے بھی انکاری تھے۔ اور جزاء کے بالکل قائل ہی نہ تھے۔ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (لیکن تم اس گمان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بہت سے اعمال کی خبر بھی نہیں رکھتے) تم نے ان سے اس وجہ سے پردے ڈالے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بہت سے اعمال سے واقف ہی نہیں اور وہ وہی مخفی اعمال ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِىْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ

اور تمہارا یہ گمان جو تم نے اپنے رب کے بارے میں کیا اس نے تمہیں ہلاک کر دیا، سو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے، سو اگر

يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا

صبر کریں تو آگ ٹھکانہ ہے ان کے لئے، اور اگر راضی کرنا چاہیں تو ان کی درخواست قبول نہیں کی جائے گی، اور ہم نے ان کے لئے

لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

ساتھیوں کو مسلط کر دیا سو انہوں نے انکے لئے ان چیزوں کو مزین کر دیا جو انکے آگے اور پیچھے ہیں اور ان پر بات ثابت ہو گئی

۳ ع ۷ ۱۷ فِىْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع

ان جماعتوں میں شامل ہو کر جو ان سے پہلے جنات میں سے اور انسانوں میں سے گزر چکی ہیں بیشک وہ خسارہ والے ہیں۔

۲۳: وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِىْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ (اور تمہارے اس گمان نے جو تم نے اپنے رب کے متعلق کیا تھا تم کو برباد کر دیا) یہی تو وہ گمان ہے جس نے تمہیں ہلاک کیا۔

نحو: نمبر۱۔ ذٰلکم مبتدأ اور ظَنُّكُمْ اس کی خبر ہے۔ الذی ظننتم یہ خبر کی صفت ہے۔ اردٰکم دوسری خبر ہے۔ نمبر۲ ظنکم یہ ذٰلکم کا بدل ہے اور مبتدأ ہوا اور اردٰکم خبر ہے۔ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ (پھر تم خسارہ میں پڑ گئے)

## صبر وعذر سب بے فائدہ:

۲۴: فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ (پس اگر یہ لوگ صبر کریں تب بھی دوزخ ان کا ٹھکانہ ہے) یعنی اگر یہ صبر کریں تو وہ ذرہ بھر سودمند نہیں۔ اس کی وجہ سے وہ آگ کی قرارگاہ سے آزادی نہیں پا سکتے۔ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ (اور اگر وہ عذر پیش کرنا چاہیں گے تو بھی مقبول نہ ہوگا) اگر وہ رضا طلب کریں تو ان سے رضا قبول نہ کی جائے گی۔ یا نمبر۲۔ اور اگر وہ طلب رضامندی کا موقعہ چاہیں گے۔ تو وہ بھی ان کو میسر نہ کیا جائے اور ان کی بات اس سلسلہ میں قبول نہ کی جائے گی۔

## مکہ والے بھی عذاب کے مستحق ہو چکے:

۲۵: وَقَيَّضْنَا لَهُمْ (اور ہم نے ان کے لئے مقرر کر دیئے) مشرکین مکہ کیلئے مقرر کر دیئے۔ عرب کہتے ہیں هذان ثوبان قیضان ای مثلان۔ یہ دونوں کپڑے مماثل ہیں۔ المقایضہ معاوضہ کو کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے ہم نے ان پر مسلط کر دیے۔ قُرَنَآءَ (ساتھ دینے والے) شیاطین میں سے دوست۔ قرناء جمع قرین کی ہے۔ جیسا کہ اس ارشاد میں ہے۔ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض له شیطانًا فهو له قرین (زخرف۔۳۶) فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ (پس انہوں نے ان



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے کہا کہ اس قرآن کو مت سنو اور اسکے درمیان شور مچایا کرو، شاید تم غالب رہو،

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا

سو جن لوگوں نے کفر کیا ہم انہیں ضرور ضرور سخت عذاب چکھا دیں گے اور ضرور ضرور انہیں برے کاموں کی سزا دیں گے جنہیں وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءً

کیا کرتے تھے۔ یہ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی جو آگ ہے، ان کے لئے اس میں ہمیشہ کا رہنا ہے اس بات کے بدلہ میں

بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ

کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے، اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار جنات میں سے اور انسانوں میں سے

اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

جن لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا ہم کو انہیں دکھا دیجئے ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے کر لیں تا کہ یہ دونوں گروہ خوب زیادہ ذلیلوں میں سے ہو جائیں،

کے اگلے پچھلے اعمال ان کی نظر میں مستحسن کر رکھے تھے) بین ایدیھم سے وہ اعمال جو پہلے کر چکے اور ماخلفھم سے جن کا وہ عزم رکھتے ہیں۔ یا نمبر۲۔ مابین ایدیھم سے دنیا کے امور اور اتباع شہوات اور ماخلفھم سے امر آخرت مراد ہے اور یہ کہ نہ بعث ہے اور نہ حساب وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ (اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کا قول پورا ہو کر رہا) وہ عذاب والی بات ہے۔ فِيْٓ اُمَمٍ (ان لوگوں کے ساتھ) ان من جملہ امتوں میں۔ نَحو: علیھم کی ضمیر سے یہ حال ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے حق علیھم القول کا ئنین فی جملة امم ان پر بات پوری ہوگئی اس حال میں کہ وہ بھی ان امتوں سے ہو جانے والے تھے۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ (جو ان سے پہلے ہو گزریں)

نَحو: ھم سے مراد اہل مکہ ہیں۔

مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ (جنات و انس میں سے بیشک وہ خسارہ میں رہے) اس میں ان کے استحقاقِ عذاب کی علت بیان فرمائی۔

نَحو: اور ضمیر ان کے اور امم کیلئے ہے۔

۲۶: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ (اور کافر یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو مت سنو) جب یہ پڑھا جا رہا ہو وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ (اور اس کے دوران شور مچا دیا کرو۔ شاید تم ہی غالب رہو) اور اس کا مقابلہ ایسے کلام سے کرو جو سمجھ نہ آنے

والا ہو۔ تا کہ تم ان کو تشویش میں ڈال سکو اور ان کی قراءت پر تم غالب آؤ۔ اللغو فضول کلام جس کے اندر کچھ نہ ہو۔

۲۷: فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا (پس ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے) یہ بھی درست ہے کہ الذین کفروا سے خاص کر یہ شورشی لوگ جو لغو کا حکم دینے والے تھے مراد ہوں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ عام کفار مراد ہوں۔ تا کہ اس کے تحت یہ موجودین بھی آ جائیں۔ وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (اور ان کو ان کے برے کاموں کی سزا دیں گے) یعنی ضرور بضرور ہم ان کے بدترین اعمال پر عظیم ترین سزا دیں گے وہ سب سے بدترین عمل کفر ہے۔

۲۸: ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ (یہ سزا ہے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی) ذلک کا مشار الیہ اسوء ہے اور تقدیر کلام لازماً اس طرح ہوگی (اسوأ جزاء الذی کانوا یعملون۔ بدترین بدلہ ان برے عملوں کا جو وہ کرتے تھے) تا کہ ذلک کا اشارہ درست ہو سکے۔ النَّارُ (آگ)

نحو: یہ جزاء کا عطف بیان ہے۔ نمبر۲۔ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔

## کفار کا دار الخلد:

لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ (اور ان کے لئے وہاں ہمیشگی کا مقام ہوگا) یعنی آگ جو کہ بنفس نفیس دار الخلد ہے۔ جیسے تم کہو لك فی هذه الدار دار السرور۔ وانت تعنی الدار بعینها۔ (تیرے لئے یہ گھر دار السرور ہے تمہاری مراد اس سے بعینہٖ وہی گھر ہے۔ جس کو تم دار السرور کہہ رہے ہو)۔ جَزَآءً (اس بات کے بدلہ میں) ان کو اس سے بدلہ دیا جائے گا بدلہ دیا جانا۔ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ (کہ وہ ہماری ہی آیت کا انکار کرتے تھے)

## مطالبہ کفار:

۲۹: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا (اور وہ کفار کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دکھلا دیجئے)

قراءت: اَرْنَا سکون راء کے ساتھ کیونکہ کسرہ ثقیل ہے جیسا فَخِذ میں فَخْذْ پڑھتے ہیں مکی، شامی ابوبکر نے پڑھا اور اختلاسِ حرکت سے ابو عمرو نے پڑھا ہے۔

الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا (وہ جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا) دونوں شیطان جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (جن و انس میں سے) کیونکہ شیطان کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر۱۔ جنی نمبر۲۔ انسی اللہ تعالیٰ نے فرمایا و کذلك جعلنا لکل نبی عدوًا شیاطین الانس والجن [الانعام:۱۱۲] نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ (ہم ان کو پاؤں کے نیچے مل ڈالیں تا کہ وہ خوب ذلیل ہوں) آگ میں ہمارے گمراہ کرنے کی سزا میں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا

بلاشبہ جن لوگوں نے یوں کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے ان پر فرشتے نازل ہوں گے کہ تم خوف نہ کرو

وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ

اور رنج نہ کرو اور خوش ہو جاؤ جنت کی خبر سے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہم دنیا والی زندگی میں تمہارے رفیق ہیں

الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾

اور آخرت میں بھی، اور تمہارے لئے اس میں ہر وہ چیز ہے جسکی تمہارے نفسوں کو خواہش ہوگی اور تمہارے لئے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم طلب کرو گے۔

نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾ ع ۱۸

یہ مہمانی کے طور پر ہے غفور رحیم کی طرف سے۔

## استقامت والے:

۳۰: إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ (جن لوگوں نے اقرار کرلیا کہ ہمارا رب اللہ ہے) توحید باری تعالیٰ کا بول بول دیا ثُمَّ اسْتَقَامُوا (پھر مستقیم رہے) پھر اس اقرار اور اس کے تقاضوں پر پورے اترے۔

## قولِ ابوبکر رضی اللہ عنہ:

انہوں نے فعلاً استقامت اختیار کی جس طرح زبان سے استقامت اختیار کی اور پھر انہوں نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا انہوں نے کوئی گناہ نہ کیا۔ آپ نے فرمایا تم نے معاملے کو سخت ترین حالت پر محمول کیا انہوں نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انہوں نے شرک نہ کیا اور عبادتِ اوثان کی طرف لوٹ کر نہ گئے۔

## قولِ عمر رضی اللہ عنہ:

وہ لومڑی کی طرح ادھر ادھر نہیں پھرے یعنی منافقت اختیار نہیں کی۔

## قولِ عثمان رضی اللہ عنہ:

انہوں نے مخلصانہ اعمال کیے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قولِ علی رضی اللہ عنہ:

انہوں نے فرائض کی انجام دہی کی۔

## قولِ فضیل رحمہ اللہ:

دنیا میں زہد اختیار کیا۔ اور آخرت کی طرف راغب رہے۔

## ایک قول:

یہ ہے کہ استقامت اقرار کے بعد اقرار کو کہتے ہیں نہ کہ اقرار کے بعد فرار کو تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ (ان پر فرشتے اتریں گے) موت کے وقت اَلَّا تَخَافُوۡا (کہ تم اندیشہ نہ کرو) اَنۡ یہ ای کے معنی میں ہے یا مخففہ من المثقلہ ہے۔ اور اس کی اصل اس طرح بانّہٗ لا تخافوا۔ ہٗ ضمیر شان ہے ای لا تخافوا ماتقدمون علیہ۔ جس طرف تم جا رہے اس کے متعلق اندیشہ مت کرو۔ وَلَا تَحۡزَنُوۡا (اور رنج نہ کرو) اس کو جو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ الخوف وہ غم جو ناپسند چیز کی توقع میں پیش آئے۔ الحزن: نفع بخش چیز کے فوت ہونے پر جو غم وارد ہو یا نقصان دہ چیز کے سامنے آنے سے جو طاری ہو۔ مطلب آیت کا یہ ہوگا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ہر غم سے امان لکھ دی پس تم اس کو ہرگز نہ چکھو گے۔ وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ (اور تم جنت پر خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا)۔

## قولِ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ:

ان پر فرشتوں کا نزول اس وقت ہوتا ہے۔ جب ان کی ارواح ان کے ابدان سے جدا ہوتی ہیں۔ لا تخافوا یعنی ایمان کے سلب ہونے کا خطرہ نہ لاؤ۔ ولا تحزنوا جو گناہ ہو گئے ان پر غمزدہ نہ ہو۔ ابشروا۔ جنت میں داخلے کی تمہیں خوشخبری ہو۔ التی کنتم توعدون جس کا تم سے گزشتہ زمانوں میں وعدہ کیا گیا۔

۳۱: نَحۡنُ اَوۡلِيٰٓـؤُكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ (ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے) جس طرح کہ شیاطین نافرمانوں کے دوست ہیں اسی طرح ملائکہ متقین کے دوست ہیں۔ اور ان کے رفیق دونوں جہانوں میں ہونگے۔ وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَا تَشۡتَهِىۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ (اور تمہارے لئے اس میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے) نعمتوں میں سے وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ (اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے) تدعون تمنا کرنے کے معنی میں ہے۔

۳۲: نُزُلًا (یہ بطور مہمانی کے ہوگا) وہ مہمان کا توشہ ہے۔

نحو: یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ذوالحال ضمیر ھا محذوف ہے۔ یا ما سے حال ہے۔ مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِيۡمٍ (غفور رحیم کی طرف سے) یہ اس کی صفت ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾

اور اس سے اچھی کس کی بات ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیے اور یوں کہا کہ بلاشبہ میں مسلمین میں سے ہوں،

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ

اور اچھائی اور برائی برابر نہیں ہوتی آپ ایسے برتاؤ کے ساتھ دفع کیجئے جو اچھا طریقہ ہو، پھر یکایک ایسا ہوگا کہ

وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا

جس شخص کو آپ سے دشمنی تھی گویا کہ وہ خاص دوست ہے اور اس بات کا صرف انہیں لوگوں کو القا کیا جاتا ہے جو صبر والے ہیں اور اس بات کا القا اسی شخص کو ہوتا ہے

ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

جو بڑے نصیب والا ہو، اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ لیجئے، بیشک وہ

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾

سننے والا جاننے والا ہے۔

## داعی کی بات سب سے اعلیٰ:

۳۳: وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ (اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے۔ جو خدا کی طرف بلائے) وہ داعی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور جس کی طرف دعوت دی وہ توحید ہے۔ وَعَمِلَ صَالِحًا (اور وہ نیک عمل کرے) صالح سے خالص اعمال مراد ہیں۔ وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں) آپ اسلام پر فخر کرنے والے ہیں اور اس کا اعتقاد رکھنے والے ہیں۔ اور آپ کے صحابہ کرامؓ یا مؤذن یا تمام ہدایت والے اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے۔

## نیکی، بدی برابر نہیں:

۳۴: وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ آپ نیک برتاؤ سے ٹال دیا کریں) نیکی اور بدی دونوں ذات کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ جب اچھائیاں سامنے ہوں تو اس حسنہ کو اختیار کریں جو دوسری کے مقابلہ میں بہتر ہو۔ پھر اس سے اس برائی کو ہٹائیں جو آپ پر آپ کے دشمنوں کی طرف سے آئے۔ جیسا کہ اگر کوئی آدمی آپ کے ساتھ زیادتی کرے۔ تو اچھائی یہی ہے کہ اس کو معاف کر دیں۔ یہ اس کی برائی کی جگہ احسان کرنا ہے۔ جیسے تمہاری کوئی مذمت کرے تو تم اس کی تعریف کر دو۔ یا وہ تمہارے لڑکے کو قتل کر دے۔ اور تم اس کے لڑکے کا فدیہ دے کر دشمن کے ہاتھ



BestUrduBooks.wordpress.com

سے چھڑوا دو۔

فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ (یکا یک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کوئی ولی دوست ہوتا ہے) جب تم ایسا کرو گے تو تمہارا سخت ماہر دشمن گہرے مخلص دوست میں بدل جائے گا۔ پھر فرمایا

۳۵: وَمَا یُلَقّٰهَآ (اور یہ بات انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے) برائی کے مقابلہ میں احسان والی خصلت نصیب نہیں ہوتی۔ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا (مگر ان لوگوں کو جو بڑے مستقل مزاج ہیں) یعنی اہل صبر وَ مَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ (اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے۔ جو بڑا صاحب نصیب ہے) بہت نیکی والا آدمی جس کو خیر کا بہت بڑا حصہ ملا ہو۔ یہاں فادفع بالتی ھی احسن نہیں فرمایا کیونکہ یہ کلام اس کہنے والے کے قول کی طرح ہے جو یہ کہے میں کیا کروں؟ تو جواب دیا ادفع بالتی ھی احسن۔ یعنی فاء نہیں لائی گئی۔

## ایک قول:

لا تاکید کیلئے زائدہ ہے مطلب یہ ہے حسنہ اور سیئہ برابر نہیں ہیں۔ اس تفسیر کے مطابق قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ کہا جائے: ادفع بالتی ھی حسنۃ۔ مگر یہاں اس کی جگہ التی ھی احسن لایا گیا تا کہ حسنہ کے ساتھ بدلہ چکانے میں زیادہ بلیغ ہو کیونکہ جس نے اعلیٰ اچھائی سے سیئہ کا جواب دیا تو وہ کم درجہ کی برائی کا جواب بڑی آسانی اور خوش اسلوبی سے دے لے گا۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول:

بالتی ھی احسن سے مراد غصہ کرنے پر صبر کرنا اور ارتکاب جہالت کے وقت حوصلہ دکھانا اور زیادتی کے وقت معاف کرنا ہے اور الحظ کی تفسیر انہوں نے ثواب سے فرمائی ہے۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

بڑا نصیب تو جنت ہی ہے۔ ایک قول یہ ہے یہ ابو سفیان بن حرب کے متعلق اتری جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ایذاء پہنچانے والا دشمن تھا۔ پھر مخلص دوست وحمایتی بن گیا۔

## نزغ شیطان:

۳۶: وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ (اور اگر آپ کو شیطان کی طرف سے وسوسہ آنے لگے) النزغ یہ نخس کے مشابہ ہے شیطان انسان کے دل میں وساوس ڈالتا ہے۔ گویا کہ وہ شیطان کی چوک سے ہے وہ اس کو نامناسب کاموں پر ابھارتا ہے۔ آیت میں نزغ کو نازغ قرار دیا۔ جیسا کہتے ہیں: جدّ جدّہٗ اس نے پوری کوشش کی یا مراد اما ینزغنك نازغ کو کچوکا لگانے والا آپ کو کچوکا لگائے۔ شیطان کی صفت مصدر سے بیان کی یا اسکی تزئین کو بیان کیا۔ مطلب یہ ہے اگر شیطان نے آپ کو پھیر دیا اس نصیحت



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا

اور اللہ کی نشانیوں میں سے رات ہے اور دن ہے اور چاند ہے اور سورج ہے مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو، اور سجدہ کرو

لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝٣٧ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ

اللہ کو جس نے ان کو پیدا فرمایا اگر تم اسکی عبادت کرتے ہو۔ سو اگر وہ تکبر کریں تو جو تیرے رب کے مقرب ہیں

يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ۩ ۝٣٨ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ

وہ رات دن اسکی پاکی بیان کرتے ہیں اور اکتاتے نہیں ہیں، اور اسکی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تو زمین کو دبی ہوئی حالت میں

خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ

دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی نازل کردیتے ہیں تو وہ ابھر آتی ہے اور بڑھتی ہے بلاشبہ جس نے اس کو زندہ فرمایا وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔

اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٣٩

بلاشبہ وہ ہر چیز پر قادر ہے

سے جو آپ کو ادفع بالتی ھی احسن کی صورت میں دی گئی ہے تو فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (تو اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ مانگیں) اور اپنے حلم پر جمے رہیں اور ان کی بات نہ مانیں اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ (وہی آپ کے استفادہ کو سننے والا اور) الْعَلِيْمُ (نزغ شیطانی کو جاننے والا ہے)

۳۷: وَمِنْ اٰيٰتِهِ (اور اس کی نشانیوں میں سے) جو اس کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی ہیں۔ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ (دن اور رات ہے) یہ معلوم اندازہ کے ساتھ ایک دوسرے کے پیچھے آنے میں اور مقررہ مقدار کے مطابق باری باری آنے میں وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (اور سورج اور چاند ہے) ایک مقررہ سیر پر چلنے میں یہ دونوں خاص ہیں۔ اور ان کا نور بھی مقرر ہے۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ (تم لوگ نہ سورج کو اور نہ چاند کو سجدہ کرو) یہ دونوں مخلوق ہیں اگرچہ ان کے منافع بے شمار ہیں۔ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (اور اس اللہ کو سجدہ کیا کرو جس نے ان کو پیدا کیا) خلقھن کی ضمیر آیات کی طرف ہے۔ یا لیل ونہار اور شمس وقمر کی طرف ہے۔ کیونکہ غیر عاقل جماعت کا حکم مؤنث والا ہے۔ یا وہ مؤنث ہے جیسا کہتے ہیں۔ الا قلام بریتھا و بریتھن۔ شاید ان میں کچھ لوگ سورج چاند کو سجدہ کرتے تھے۔ جس طرح صابئین کرتے ہیں۔ کہ کواکب کی بھی عبادت کرتے تھے۔ اور ان کا خیال یہ ہے کہ ان کا مقصود چاند وسورج کو سجدہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا ہے۔ پس ان کو اس واسطہ سے روک دیا گیا۔ اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے سجدہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی مقصود سمجھیں۔ اگر وہ اس کی



BestUrduBooks.wordpress.com

عبادت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنے والا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا نہیں۔

۳۸: فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ (پس اگر وہ تکبر کریں تو جو فرشتے آپ کے رب کے مقرب ہیں) ملائکہ مراد ہیں۔ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ (وہ شب و روز اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور وہ اکتاتے نہیں ہیں) لایسئمون کا معنی اکتانا ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے پھر اگر یہ لوگ تکبر کریں اور اس کے احکام کی تعمیل نہ کریں اور واسطہ کے بغیر اس کو ماننے سے انکاری ہوں تو ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ عابد و ساجد بالاخلاص کو معدوم نہیں فرماتے۔ اس کے مقرب بندے ایسے بھی ہیں جو دن رات شریکوں سے اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ عند ربك یہ قرب کی تعبیر ہے اور مرتبہ اور عظمت کی تعبیر ہے۔ ہمارے نزدیک سجدہ تلاوت کا مقام لا یسأمون ہے۔ اور شافعی رحمہ اللہ کے ہاں تعبدون ہے۔ اور پہلا قول زیادہ احتیاط والا ہے۔

## قدرت وتصرف کی نشانی:

۳۹: وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً (اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے۔ دبی دبائی ہے) خاشعۃ کا معنی غبار والی خشک۔ خشوع اصل میں تذلل اور عاجزی کو کہتے ہیں۔ یہاں بطور استعارہ اس زمین کیلئے استعمال ہوا جو بغیر نبات اور بغیر پانی کے ہو فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ (پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں) الماء سے بارش مراد ہے۔ اهْتَزَّتْ (تو وہ ابھرتی ہے) نباتات کے ساتھ حرکت میں آتی ہے۔ وَرَبَتْ (اور پھولتی ہے) پھولتی پھٹتی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (جس نے اس زمین کو زندہ کر دیا۔ وہی مردوں کو زندہ کرے گا۔ بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے) پس وہ بعث پر لازماً قدرت والا ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم

بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی اختیار کرتے ہیں وہ ہم پر پوشیدہ نہیں ہیں، کیا جو شخص آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا

مَّن يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ

وہ شخص جو قیامت کے دن امن کی حالت میں آئے گا تم کرلو جو چاہو بیشک وہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا ہے، بیشک جن لوگوں نے

كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ

ذکر کے ساتھ کفر کیا جب وہ انکے پاس آ گیا اور بیشک حال یہ ہے کہ وہ کتاب عزیز ہے اس کے پاس باطل نہیں آتا آگے سے

وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن

اور نہ پیچھے سے، وہ اتاری ہوئی ہے حکمت والے کی طرف سے جو ستودہ اوصاف ہے، آپ سے نہیں کہا جاتا مگر وہی جو آپ سے پہلے رسولوں کے لئے

قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا

کہا گیا بلاشبہ آپ کا رب مغفرت والا ہے اور دردناک عذاب والا ہے، اور اگر ہم اسکو قرآن عجمی بنا دیتے تو یہ لوگ کہتے

لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَ

کہ اس کی آیات کو کیوں واضح طریقہ پر بیان نہیں کیا گیا، یہ کیا بات ہے کہ رسول عربی ہے اور کتاب عجمی ہے، آپ فرما دیجئے کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت ہے

شِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ

اور شفاء ہے، اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ڈاٹ ہے اور وہ ان پر گمراہی کا سبب بنا ہوا ہے یہ وہ لوگ ہیں

يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾

جنہیں دور سے پکارا جاتا ہے۔

## حق سے منحرف:

۴۰: إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا (بلاشبہ جو لوگ ہماری آیات میں کجروی اختیار کرتے ہیں) وہ ہمارے دلائل سے منہ موڑ کر حق سے روگردانی اختیار کرتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں الحد الحافر و لحد جبکہ وہ استقامت سے جھک جائے اور ایک جانب کو کھودے۔ یہ لفظ یہاں بطور استعارہ قرآن مجید کی آیات کی صحیح و درست تاویل سے انحراف کرنے کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: حمزہ نے یَلْحَد پڑھا ہے۔

لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا (وہ لوگ ہم پر مخفی نہیں) اس میں ان کی تحریف پر وعید و ڈراوا سنایا گیا ہے۔ اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ (پس بتلاؤ جو شخص آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن وامان کے ساتھ آئے) یہ کافر ومؤمن کی تمثیل پیش کی گئی ہے۔ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ (تم جو جی چاہے کرلو) یہ انتہائی تہدید اور وعید میں مبالغہ ہے۔ اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (وہ تمہارا سب کیا ہوا دیکھ رہا ہے) پس وہ اس پر تمہیں بدلہ دے گا۔

۴۱: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالذِّکْرِ (جو لوگ قرآن مجید کا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچتا ہے انکار کرتے ہیں) الذکر سے قرآن مجید مراد ہے کیونکہ انہوں نے اپنے کفر کی وجہ سے قرآن مجید کے متعلق طعن و تشنیع کی اور اس کی تاویل میں تحریف سے کام لیا۔ لَمَّا جَآءَ ھُمْ (جب وہ ان کے پاس پہنچا)

نحو: اِن کی خبر محذوف ہے ای یعذبون یاھالکون یااولئك ینادون من مکان بعید اور درمیان میں جملے معترضہ ہیں۔

وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ (اور بیشک وہ بڑی باوقعت کتاب ہے) محفوظ ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔

## قرآن منافقین سے بری:

۴۲: لَّا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ (اس میں غیر واقعی بات نہیں آسکتی) باطل سے تبدیلی یا تناقض مراد ہے۔ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ (نہ اس کے آگے کی طرف سے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے) یعنی کسی بھی وجہ سے تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ (یہ اللہ تعالیٰ جو حکیم وحمید ہیں ان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے) حمید وہ ذات ہے جو حمد کی مستحق ہو۔

## تسلی رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

۴۳: مَا یُقَالُ لَکَ (اور آپ کو وہی باتیں کہی جاتی ہیں) جو کہ آپ کو آپ کی قوم کے کافر لوگ کہتے ہیں۔ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِکَ (جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہی گئی ہیں) اسی طرح کی باتیں ہیں جو رسولوں کو ان کی کافر اقوام نے ایذاء دینے کیلئے کہیں اور آسمانوں سے نازل شدہ کتابوں پر طعن و تشنیع کی۔ اِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَۃٍ (بیشک آپ کا رب بڑی مغفرت والا ہے) اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ رحمت کا معاملہ کرنے والا ہے۔ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ (اور دردناک سزا دینے والا ہے) انبیاء علیہم السلام کے دشمنوں کو اور یہ بھی درست ہے کہ اس طرح مطلب لیا جائے آپ کو اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتے ہیں جیسا آپ سے پہلے رسولوں کو کہا گیا اور اس مقولہ سے یہ ارشاد مراد ہے۔ ان ربك لذو مغفرۃ و ذوعقاب الیم۔

## کفار کے قرآن پر اعتراض کا جواب:

۴۴: وَلَوْ جَعَلْنٰہُ (اور اگر ہم اس کو بناتے) اس ذکر کو قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا (عجمی قرآن) یعنی اس کی لغت عجمی ہوتی اس وقت ضد کی وجہ سے اس طرح کہتے ہیں کہ یہ قرآن عجمی لغت میں کیوں نہ اترا۔ تو جواب دیا گیا۔ اگر اسی طرح ہوتا جیسا تم تجویز کرتے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ (تو یوں کہتے اس کی آیات صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں) فصلت کا معنی بینت ہے یعنی بیان کی گئیں عربی زبان میں تاکہ ہم اس کو سمجھ لیتے اور یہ بات ضد کے طور پر کہتے۔ ءَ اَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ (یہ کیا بات ہے کہ عجمی کتاب اور عربی رسول)

قراءت: کوفی قراء نے حفص کے علاوہ دو ہمزہ سے پڑھا۔ایک ہمزہ انکار یعنی لا نکروا وقالوا اقرآن اعجمی و رسول عربی تاکہ وہ انکار کریں اور کہیں کیا قرآن عجمی اور رسول عربی ہے یا جن کی طرف رسول بھیجا گیا وہ عربی اور قرآن عجمی۔ باقی قراء نے ایک ہمزہ ممدودہ استفہامیہ کے ساتھ پڑھا ہے۔الاعجمی جو غیر فصیح ہو اس کا کلام سمجھ نہ آتا ہو خواہ وہ عجمی ہو یا عربی۔العجمی جو عجم کا رہنے والا ہو۔خواہ وہ فصیح ہو یا غیر فصیح۔

مطلب یہ ہے کہ آیات جس طریقہ پر بھی اتاری جائیں وہ ضد کی وجہ سے اعتراض کرتے کیونکہ ان میں طلب حق تو ہے نہیں۔بس خواہشات پرستی میں مبتلا ہیں۔اس میں اشارہ کر دیا کہ اگر قرآن مجید کو عجمی زبان میں اتارا جاتا تو بھی قرآن ہوتا۔پس اس صورت میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ دلیل بن جائے گی کہ اگر فارسی میں قراءت کر لی تو نماز جائز ہوگی۔(مگر اس قول کی نسبت خود قائل دلیل ہے انظر شروح الھدایۃ)

قُلْ ھُوَ (آپ کہہ دیجئے کہ وہ) یعنی قرآن لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی (ایمان والوں کیلئے راہنما ہے) حق کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔وَّ شِفَآءٌ (اور شفاء ہے) اس شک کیلئے جو سینوں میں ہے اس لئے کہ شک مرض ہے۔وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْۤ اٰذَانِھِمْ وَقْرٌ (اور وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ڈاٹ ہے)۔یہ موضع جر میں واقع ہے کیونکہ اس کا عطف للذین امنوا پر ہے۔تقدیر کلام اس طرح ہے ھو للذین امنوا ھدی و شفاء وھو للذین لا یؤمنون فی اذانھم وقر۔ وقرٌ بہرہ پن۔البتہ اس میں ایک بات ہے کہ اس میں دو عاملوں پر عطف ہے۔اور اخفش نحوی کے ہاں وہ جائز ہے۔نمبر۲۔رفعی حالت ہے۔تقدیر کلام اس طرح ہے۔والذین لا یؤمنون ھو فی اذانھم وقرٌ مبتدأ محذوف ہے یا فی اذانھم منہ وقرٌ۔ وقرٌ مبتداء مؤخر ہے۔وَّھُوَ (اور وہ) یعنی قرآن عَلَیْھِمْ عَمًی (ان کے حق میں اندھا پن ہے) یعنی اندھیرا اور شبہات ہیں۔ اُولٰٓئِکَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّکَانٍۭ بَعِیْدٍ (یہ لوگ کسی دور جگہ سے پکارے جاتے ہیں) یعنی قرآن کو قبول نہ کرنے اور اس سے فائدہ نہ اٹھانے کی بناء پر گویا ان کو قرآن پر ایمان لانے کی دعوت کسی دور جگہ سے دی جا رہی ہے۔اور یہ فاصلہ کی دوری کی وجہ سے سن نہیں پاتے۔ایک قول یہ ہے کہ ان کو قیامت کے دن دور جگہ سے پکارا جائے گا۔اور ان کے قبیح ترین نام لے کر بلایا جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی سو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپکے رب کی طرف سے طے

رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

ہو چکی ہے تو انکے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا، اور بلاشبہ یہ لوگ اسکی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں، جس نے نیک عمل کیا

فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

سو وہ اس کی جان کے لئے ہے اور جس نے برا عمل کیا تو اس کا وبال اسی پر ہے، اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

## تورات میں اختلاف کیا گیا:

۴۵: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ (اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی۔ پس اس میں بھی اختلاف ہو گیا) بعض نے کہا وہ برحق ہے۔ اور بعض نے کہا وہ باطل ہے۔ جیسا کہ تمہاری قوم اس کتاب کے متعلق اختلاف کر رہی ہے۔ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ (اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے مقرر ہو چکی ہے) کہ ان سے عذاب کو مؤخر کر دیا گیا۔ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ (تو اس کا فیصلہ ہو چکا ہوتا) تو ان کا ضرور استیصال کر دیا جاتا۔

## ایک قول:

یہ ہے کہ کلمہ سابقہ سے قیامت والا وعدہ مراد ہے۔ اور تمام جھگڑوں کا حقیقی فیصلہ قیامت کے دن ہوگا اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو دنیا میں ہی ان کا فیصلہ کیا جا چکا ہوتا۔ وَاِنَّهُمْ (اور بیشک وہ) کفار لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ (اس کی طرف سے ایسے شک میں ہیں جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا ہے) مریب شک میں ڈالنے والا۔

۴۶: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ (جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کیلئے) اس کے نفس کو اس کا فائدہ ہوگا۔ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا (اور جو شخص برا عمل کرتا ہے اس کا وبال اسی پر پڑیگا) اس کے نفس کو اس کا ضرر پہنچے گا۔ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں) کہ غیر مجرم کو عذاب دے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَکۡمَامِهَا وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ

اسی کی طرف قیامت کا علم حوالہ کیا جاتا ہے، اور جو پھل اپنے خولوں سے نکلتے ہیں اور جو کوئی عورت حاملہ

اُنۡثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَیَوۡمَ یُنَادِیۡهِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ ۙ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا

ہوتی ہے اور جو بچہ جنتی ہے یہ سب اسکے علم میں ہے، اور جس دن وہ پکارے گا کہاں ہیں میرے شرکاء وہ کہیں گے کہ ہم اعلان کے ساتھ آپ سے عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے

مِنۡ شَهِیۡدٍ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۴۸﴾

کوئی دعویدار نہیں ہے، اور اس سے پہلے وہ جن کو پکارا کرتے تھے، سب غائب ہو جائیں گے اور یہ لوگ یقین کرلیں گے کہ ان کے چھوٹنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

## قیام قیامت کا علم اللہ عز وجل ہی کو ہے:

۴۷: اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ (اور قیامت کے علم کا حوالہ خدا ہی کی طرف دیا جا سکتا ہے) قیامت کے قیام کا علم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنے والا ہے۔ مسئول پر لازم ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوا کہے۔ اللّٰہ یعلم ذلک۔ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ (اور کوئی پھل اپنے خول میں سے نہیں نکلتا)

قراءت: مدنی، شامی، حفص نے ثمرات اور دیگر قراء نے بغیر الف پڑھا ہے۔

مِّنۡ اَکۡمَامِهَا (اپنے خولوں سے) جمع کُمّ کی ہے معنی خول جس میں پھل ہوتا ہے اس سے قبل کہ وہ پھٹے۔ وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی (اور نہ کسی عورت کو حمل رہتا ہے) یعنی اس کا حمل وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ (اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب اس کی اطلاع سے ہوتا ہے) یعنی جو چیز بھی نئی پیدا ہوتی ہے خواہ وہ کوئی نیا پھل نکلے اور کسی حاملہ کے پیٹ میں حمل ٹھہرے اور کوئی حاملہ اپنے پیٹ سے بچہ جنم دے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور وہ ایام حمل کی گنتی اور ساعات اور تمام احوال، ناقص، کامل، مذکر، مؤنث، خوبصورت، قبیح وغیرہ سب سے واقف و مطلع ہے۔ وَیَوۡمَ یُنَادِیۡهِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ (اور جس روز اللہ تعالیٰ ان کو پکارے گا۔ کہ میرے شریک کہاں ہیں) اس میں اللہ تعالیٰ نے شر کا ء ی فرما کر شرکاء کی اضافت اپنی طرف فرمائی دراصل مخاطبین کے زعم و خیال کے مطابق اور اس کی وضاحت خود دوسرے ارشاد میں اسی طرح موجود ہے۔ این شر کا ء ی الذین زعمتم اس میں ان کو خبردار کیا گیا اور شرمندہ کیا گیا ہے۔ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ (وہ کہیں گے ہم آپ سے یہی عرض کرتے ہیں) آپ کو بتلا دیا۔ ایک قول یہ ہے آپ کو خبر دے دی اور یہ معنی زیادہ ظاہر ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تو پہلے سے ہی جاننے والے ہیں۔ اور جاننے والے کو بتلانا یہ محال ہے البتہ عالم کو کسی چیز کی اطلاع دینا تاکہ جو چیز اس کے علم میں ہے وہ پختہ ہو جائے۔ ورنہ معنی یہ ہے۔ آپ ہمارے دلوں کو اب جانتے ہیں ہم وہ باطل اور غلط گواہی نہیں دیتے۔ کیونکہ جب ان کے نفوس سے یہ بات معلوم ہوئی تو گویا انہوں نے اس کو بتلائی۔ مَا مِنَّا مِنۡ شَهِیۡدٍ (ہم میں سے کوئی بھی مدعی نہیں ہے) ہم سے کوئی بھی نہیں جو یہ گواہی دے کہ تیرا کوئی شریک ہے۔ ہم میں سے ہر ایک آپ کو وحدہ



BestUrduBooks.wordpress.com

لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ؗ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ

انسان خیر کی دعا کرنے سے نہیں اکتاتا، اور اگر اسے تکلیف پہنچ جائے تو پوری طرح ناامید ہو جاتا ہے۔ اور تکلیف پہنچ جانے کے

رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ

بعد اگر ہم اسے اپنی رحمت چکھا دیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے یہ چاہیے اور میں یہ گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے،

وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا

اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹا دیا گیا تو میرے لئے اس کے پاس بہتری ہوگی، سو جن لوگوں نے کفر کیا ہم ضرور ضرور ان کے اعمال سے

عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ

انہیں باخبر کر دیں گے اور ہم انہیں ضرور سخت عذاب چکھا دیں گے، اور جب ہم انسان کو نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ اعراض کرتا ہے

وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾

اور ایک جانب کو دور چلا جاتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچ جاتی ہے تو بہی چوڑی دعا والا ہو جاتا ہے۔

لاشریک ماننے والا ہے۔ یا ہم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو ان کے شرکاء کو دیکھ سکے۔ کیونکہ وہ ان سے گم ہو گئے ہونگے اور ان کے الٰہ ان سے گم ہو گئے ہونگے اس توبیخ کی گھڑی میں وہ ان کو دیکھ نہ سکیں گے۔ ایک قول یہ ہے یہ کلام شرکاء کا ہے ہم میں سے کوئی بھی نہیں جو اس بات کو مانے جو انہوں نے ہماری طرف نسبت کی ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرکت حاصل ہے۔

۴۸: وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ (اور سب غائب ہو جائیں گے جن کو یہ لوگ پہلے سے پوجا کرتے تھے) یدعون کا معنی عبادت کرنا۔ مِنْ قَبْلُ (اس سے پہلے) دنیا کی زندگی میں وَظَنُّوْا (اور وہ یقین کر لیں گے) مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ (کہ ان کے لئے کہیں بچاؤ کی صورت نہیں) محیص بھاگ کر پناہ لینے کا ٹھکانہ۔

## انسان مال ونعمت میں ترقی کا خواہاں ہے:

۴۹: لَا يَسْـَٔمُ (جی نہیں بھرتا) اکتاتا نہیں الْاِنْسَانُ (انسان کا) انسان سے کافر مراد ہے۔ اس کی دلیل اس ارشاد میں ہے۔ وما اظن الساعة قائمة [الکھف: ۳۶] مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ (ترقی کی خواہش سے) مال اور نعمت میں وسعت مانگتے ہوئے اس کا دل نہیں بھرتا۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ من دعائه الخیر۔ فاعل کو حذف کر کے مفعول کی طرف اس کی اضافت کر دی اس کے خیر کو مانگنے سے۔ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ (اور اگر اس کو کچھ تکلیف پہنچتی ہے) الشر سے مراد فقر فَيَـُٔوْسٌ (وہ ناامید ہو جاتا ہے) بھلائی سے قَنُوْطٌ (ہراساں ہو جاتا ہے) رحمت سے مایوس۔ اس میں دو طریق سے مبالغہ ہے۔ نمبر ا۔ فعول کے وزن پر لائے جو مبالغہ



BestUrduBooks.wordpress.com

کا وزن ہے نمبر۲۔ اور دو مرتبہ لائے۔ القنوط نا امیدی کا اثر ظاہر ہونا جس سے وہ مضمحل اور منکسر ہو کر رہ جائے یعنی ایسی حالت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے امیدیں منقطع کر بیٹھے اور یہ کافر کی حالت و کیفیت ہے اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے۔ انہ لاییئس من روح اللّٰہ الا القوم الکافرون [یوسف:۸۷]

## انسان کی کم عقلی اور سرکشی کی سزا:

۵۰: وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ (اور اگر ہم اس سے کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی تھی۔ اپنی مہربانی کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرے لئے ہونا ہی چاہیے تھا) جب ہم صحت دے کر مرض کے بعد کشادگی کرتے ہیں یا تنگدستی کے بعد وسعت دیتے ہیں تو کہتا ہے ھذا لی کہ یہ میرا حق ہے جو مجھے ملا ہے کیونکہ میرے پاس جو خیر ہے اس کی وجہ سے میں نے اس کو اپنے لئے واجب کر لیا۔ اور اسی طرح میرے جو اعمال صالحہ اور فضیلتیں ہیں ان کی وجہ سے میں اس کا حقدار ہوا۔ یا یہ تو میرا ہی رہے گا کبھی مجھ سے زائل نہ ہوگا۔ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً (اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت آنے والی ہے) یعنی میرے گمان میں وہ واقع ہونے والی ہی نہیں ہے۔ وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ (اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا) جیسا کہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ (تو میرے لئے اس کے پاس بھی بہتر ہی ہے) اللہ تعالیٰ کے ہاں لَلْحُسْنٰى (بہتری ہی ہے) للحسنٰی سے جنت مراد ہے۔ نمبر۲۔ اچھی حالت جیسے عظمت و نعمت۔ درحقیقت اس نے قیامت کے معاملہ کو دنیا پر قیاس کیا فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا (تو ہم ان منکروں کو ان کے سب کردار ضرور بتلا دیں گے) ہم ان کے ان اعمال کی حقیقت کی اطلاع ضرور ان کو دیں گے وہ اعمال جو ان کو عذاب میں ڈالنے والے ہیں۔ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ (اور ان کو سخت عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے) غلیظ شدید و سخت جو ان سے منقطع نہ ہو۔

## سرکشی کی دوسری قسم:

۵۱: وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ (اور جب ہم آدمی کو نعمت عطاء کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا ہے) یہ انسان کی سرکشی کی دوسری قسم ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو نعمت عنایت فرماتے ہیں تو وہ نعمت اس کو مغرور کر دیتی ہے۔ وہ منعم کو بھول جاتا ہے اور اس کے شکریہ سے اعراض کر لیتا ہے۔ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ (اور کروٹ پھیر لیتا ہے) اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے دوری اختیار کرتا اور اس کے پکارنے سے پہلو تہی کرتا ہے یا وہ اپنے آپ سے نکل کر تکبر کرنے لگتا ہے۔ اور بڑا بنتا ہے۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ اس کے پہلو کو اس انسان کی جگہ رکھا گیا ہے کیونکہ آدمی کا مکان اور اس کی جہت اس کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے۔ جیسا کہ کاتب کہا کرتے ہیں کتبت الی جھتہ والی جانبہ العزیز۔ مراد اس سے اپنی ذات ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ ونابنفسہ اور اس نے اپنے آپ کو دور کیا۔ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ (اور جب اس کو پہنچتا ہے شر) نقصان اپنے پاس سے۔ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ (تو وہ خوب لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ

آپ فرما دیجئے کہ تم بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو پھر تم نے اس کا انکار کیا تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو دور کی

شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ

مخالفت میں پڑ گیا ہم عنقریب انہیں آفاق میں اور انکے نفسوں میں نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے

اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ

کہ بلاشبہ وہ حق ہے، کیا آپ کے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز پر شاہد ہے، خبردار وہ لوگ اپنے رب کی ملاقات کی طرف سے

ع ۶ ۱۹

مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾

شک میں ہیں خبردار اس میں شک نہیں کہ وہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

عریض کا معنی بہت زیادہ، یعنی ہمیشہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور گڑگڑاتا ہے اور زاری کرتا ہے اور کثرت و دوام دعاء کو بتلانے کیلئے بطور استعارہ عریض کو استعمال فرمایا گیا ہے حالانکہ یہ جسم والی اشیاء کی صفت ہوتی ہے جیسا کہ شدت عذاب کیلئے غلیظ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس ارشاد اور دوسرے ارشاد فیئوس قنوط میں کوئی منافات نہیں۔ کیونکہ فیئوس الگ لوگوں کے متعلق ہے اور دوسرا الگ لوگوں سے متعلق ہے۔ یا خشکی میں ناامیدی اور سمندر میں لمبی لمبی دعائیں۔ یا دل سے ناامید اور زبان سے دعا گویا بت سے ناامید اور اللہ تعالیٰ کو پکارنے والا۔

۵۲: قُلْ اَرَءَيْتُمْ (کہہ دیں کہ مجھے بتلاؤ) خبر دو اِنْ كَانَ (کہ اگر وہ) یعنی قرآن مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ (اللہ کی طرف سے پھر تم انکار کرو) مَنْ اَضَلُّ (تو ایسے شخص سے بڑھ کر کون غلطی پر ہوگا۔ یعنی تم سے بڑھ کر) البتہ قول مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ اس کی جگہ لایا گیا تاکہ ان کے حال کو واضح کر دیا جائے اور ان کی حالت ظاہر ہو جائے۔

## قرآن کی حقانیت واضح ہو جائے گی:

۵۳: سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ (عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں گرد و نواح میں بھی دکھائیں گے) کہ شرقاً اور غرباً ممالک فتح ہو گئے ہیں۔ وَفِيْۤ اَنْفُسِهِمْ (اور خود ان کے اپنے نفسوں میں) مکہ کی فتح حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (یہاں تک کہ ان کے سامنے واضح ہو جائے گا کہ وہ برحق ہے) یعنی قرآن مجید یا اسلام اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ (کیا آپ کے رب کی یہ بات کافی نہیں)

نحو: بربك رفع کے مقام میں فاعل ہے اور مفعول محذوف ہے۔

اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (کہ وہ ہر چیز کا شاہد ہے) یہ بربك کا بدل ہے تقدیر کلام اس طرح ہے۔ اولم یکفهم ان



BestUrduBooks.wordpress.com

ربك علی كل شیء شهيد ۔ کیاان کو یہ بات کافی نہ ہوئی کہ تیرا رب ہر چیز پر گواہ ہے۔مطلب یہ ہے یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو گردونواح میں ظاہر کردے گا اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی وہ ان آیات کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور مشاہدہ کریں گے پس اس وقت ان کے سامنے یہ بات کھل جائے گی کہ قرآن مجید عالم الغیب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔وہ عالم الغیب جو کہ ہر چیز پر شاہد اور حاضر و ناظر ہے۔

۵۴: اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ (خبردار وہ لوگ شک میں پڑے ہیں) مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ (اپنے رب کی بارگاہ میں جانے کی طرف سے یادرکھو وہ ہر چیز کو احاطہ میں لیے ہوئے ہے) وہ اشیاء کے اجمال وتفاصیل اور ظواہر و بواطن کو جاننے والا ہے۔اس پر کوئی چیز چھپنے والی نہیں ہے پس وہ ان کے کفر پر ان کو سزا دے گا۔اور اس پر بھی سزا دے گا کہ وہ اس کی ملاقات کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔

الحمدللہ سورۃ فصلت کا تفسیری ترجمہ لیلۃ الخمیس بعد نماز عشاء کو تکمیل پذیر ہوا ۲ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

اللهم ان ذنبي احاطني فا حطني برحمتك الواسعة



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الشوریٰ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اسمیں ترپن (۵۳) آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝١ عٓسٓقٓ ۝٢ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣

حٰمٓ ○ عٓسٓقٓ ○ اسی طرح وحی بھیجتا ہے آپ کی طرف اور انکی طرف جو آپ سے پہلے تھے اللہ جو عزیز ہے حکیم ہے۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝٤ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ

اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ برتر ہے بڑا ہے۔ کچھ بعید نہیں کہ آسمان اوپر سے پھٹ

مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ

پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور اہل زمین کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں،

اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٥ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ

خبردار! اللہ ہی مغفرت کرنے والا رحمت کرنے والا ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے کارساز تجویز کر رکھے ہیں وہ اللہ کی نگاہ

عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝٦ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ

میں ہیں آپ انکے ذمہ دار نہیں اور اسیطرح ہم نے آپکی طرف قرآن عربی کی وحی بھیجی تا کہ آپ ام القریٰ

اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ

اور اسکے آس پاس کے رہنے والوں کو ڈرائیں اور جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں جس میں کوئی شک نہیں۔ ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق

فِي السَّعِيْرِ ۝٧ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ

دوزخ میں، اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا، اور وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں

رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝٨ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ

داخل فرماتا ہے اور ظالموں کیلئے کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار، کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا کارساز بنا رکھے ہیں

ع ١/٩/٢ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُـحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٩

سو اللہ ہی کارساز ہے اور وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

حمٓO عٓسٓقٓ O کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ وَاِلَی (حم۔عسق۔اسی طرح آپ پر اور جو آپ سے پہلے ہو چکے ہیں) الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (ان پر اللہ تعالیٰ جو زبردست حکمت والا ہے۔وحی بھیجتا رہا ہے)۔

۱،۲: حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ حم کو عسق سے الگ کر کے لکھا گیا ہے۔ کھیعص کو اکٹھا لکھا گیا۔ کیونکہ حم، عسق دو آیات ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حروف مقطعات تمام جدا لکھے جاتے ہیں ان کے ساتھ ملانے کیلئے اس طرح لکھا۔

## تمام کتابوں میں بار بار یہ مضمون اُتارے:

۳: کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ (اس وحی کی طرح یا اس کتاب کی طرح جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے۔ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ اور ان رسولوں کی طرف جو آپ سے قبل ہوئے۔ اللّٰہُ یعنی اس سورت میں جو مضامین اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف بذریعہ وحی بھیجے ہیں۔ اس جیسے مضامین اللہ تعالیٰ نے دوسری سورتوں میں آپ کی طرف وحی کیے ہیں اور ان لوگوں پر جو آپ سے پہلے ہوئے یعنی ان کے رسولوں کی طرف۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان معانی کو بار بار تمام آسمانی کتابوں میں اتارا کیونکہ اس میں بندوں کے لیے شدید تنبیہ اور بڑی مہربانی ہے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

جو پیغمبر صاحب کتاب ہوئے ان سب پر حم، عسق کو اتارا۔

قراءت: مکی نے یُوْحٰی ح کو مفتوح پڑھا اور لفظ اللہ کو مرفوع اس قراءت کے مطابق جس پر یُوْحٰی دلالت کر رہا ہے۔ گویا کہنے والا کہہ رہا ہے۔ کہ وحی کرنے والا کون؟ تو جواب دیا گیا۔ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ (وہ اپنے زور سے غالب ہیں) الْحَکِیْمُ (اپنے قول و فعل میں درستی پر قائم ہیں)

۴: لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (اس کا ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے) مُلک و مِلک کے لحاظ سے۔ وَھُوَ الْعَلِیُّ (اور وہ برتر ہے) الْعَظِیْمُ (عظیم الشان ہے)

## اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت اولاد قبیح ترین کلمہ ہے:

۵: تَکَادُ السَّمٰوٰتُ (کچھ بعید نہیں کہ آسمان)

قراءت: نافع اور علی نے یَکاد پڑھا ہے۔

یَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِھِنَّ (اوپر سے پھٹ جائیں)

قراءت: بصری اور ابوبکر نے ینفطرن پڑھا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے قریب ہے کہ آسمان اللہ تعالیٰ کی عظمت و بلند شان کی وجہ سے پھٹ پڑیں۔ اور اس پر العلی العظیم کے بعد اسکا لے آنا دلالت کر رہا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول:

اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنے کے قبیح ترین قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں جیسا دوسرے مقام پر فرمایا تکاد السموت یتفطرن منه [مریم:۹۰]

من فوقھن کا مطلب یہ ہے پھٹنے کی ابتداء آسمانوں کی بالائی جانب سے شروع ہو۔ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ کہا جاتا یتفطرن من تحتھن یعنی وہ جانب جس سے کلمۂ کفر آیا۔ کیونکہ جو لوگ یہ کلمہ کہنے والے ہیں وہ آسمانوں کے نیچے ہیں۔ مگر اس میں مبالغہ کر کے اس کو اوپر والی جانب سے اثر انداز ہونے والا قرار دیا گویا اس طرح کہا گیا یکدن ینفطرن من الجھة التی فوقھن۔ دع الجھة التی تحتھن قریب ہے کہ وہ اس بالائی جانب سے پھٹ پڑیں نیچے والی جانب کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ من فوقھن سے من فوق الارض مراد ہے۔ پس کنایہ زمین کی طرف راجع ہے کیونکہ ارض اسم جنس بمعنی ارضین ہے۔ اور ایک قول یہ ہے ملائکہ کے ہجوم کی وجہ سے پھٹنے کے قریب ہیں۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے آسمان چر چر کرتا ہے اور اس کو ایسا کرنے کا حق ہے کیونکہ اس میں ایک قدم کے برابر ایسی جگہ نہیں جس پر کوئی فرشتہ قیام، رکوع یا سجدہ کی حالت میں نہ ہو۔ [احمد ۵/۱۷۳، والترمذی ۲۳۱۲، ابن ماجہ ۴۱۹۰] وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ کی عظمت کو دیکھ کر خشوع و خضوع سے۔ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ (اور اہل زمین کیلئے معافی مانگتے ہیں) اہل زمین میں سے ایمان والوں کیلئے۔

## فرشتوں کا استغفار:

جیسا کہ دوسرے ارشاد میں فرمایا: و یستغفرون للذین امنوا [غافر:۷] ان پر اللہ تعالیٰ کے دبدبے سے ڈر کی بناء پر یا اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریك قرار دیتے اور ان صفات سے اس کو پاک قرار دیتے ہیں جو اس کی ذات کے مناسب و لائق نہیں۔ وہ اپنے اوپر کی جانے والی مہربانیوں کی بناء پر ثناء خوان ہیں۔ اور اہل زمین کا اللہ تعالیٰ کی ناراضگیوں میں مشغول ہونا دیکھ کر متعجب ہوتے ہیں۔ اور زمین پر تمام ایمان والوں کیلئے استغفار کرتے ہیں۔ یا رب العالمین کی بارگاہ سے طلب گار ہیں کہ وہ اہل ارض سے حلم کا معاملہ فرمائے اور ان کو جلد سزا نہ دے۔ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ ہی معاف کرنے والا رحمت کرنے والا ہے) ان پر۔

۶: وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ (اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو کارساز بنا رکھا ہے) اس کے شریک اور حصہ دار بنا رکھے ہیں۔ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ (اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ بھال رہا ہے) ان کے اموال و اعمال پر نگہبان ہے۔ ان میں سے کوئی چیز اس کے علم سے رہ جانے والی نہیں۔ پس وہ ان کو ان اعمال پر سزا دے گا۔ وَمَآ اَنْتَ (اور نہیں ہے آپ کو) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ (ان پر اختیار) نہ ان پر نگران اور نہ ہی آپ کو ان کا معاملہ سونپا گیا آپ صرف ڈرانے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ام القریٰ کا نام:

۷: وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (اور اسی طرح ہم نے وحی کی آپ کی طرف) اس سے گزشتہ آیت کے معنی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر نگہبان ہیں آپ نہیں بلکہ آپ منذر ہیں کیونکہ اس معنی کو قرآن میں بار بار دہرایا گیا ہے۔

نحو: کذلک کا کاف یہ اوحینا کا مفعول بہ ہے۔

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (قرآن عربی زبان میں)

نحو: یہ مفعول بہ سے حال ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ اوحینا الیک وھو قرآن عربی مبین ہم نے آپ کی طرف وحی کی اور وہ قرآن عربی مبین ہے۔

لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى (تا کہ آپ مکہ والوں کو ڈرائیں) ام القریٰ یہ مکہ کا نام ہے کیونکہ زمین اس کے نیچے سے پھیلائی گئی یا اس لئے کہ وہ زمین کے حصوں میں سب سے اعلیٰ ہے اور مراد اہل ام القریٰ یعنی مکہ والے ہیں۔ وَمَنْ حَوْلَهَا (اور جو اس کے آس پاس عرب ہیں) وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ (اور ان کو جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں) یوم الجمع سے قیامت کا دن مراد ہے کیونکہ مخلوق اس میں اکٹھی ہوگی۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ (جس میں ذرا شک نہیں) یہ جملہ معترضہ ہے۔ اس کا محل اعراب نہیں۔ عرب کہتے ہیں انذرتہ کذا و انذرتہ بکذا۔

نحو: اور کبھی لتنذر ام القریٰ کو مفعول اول کی طرف متعدی کیا گیا ہے۔ اور تنذر یوم الجمع کو مفعول ثانی کی طرف۔ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ (ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں ہوگا) ان میں سے ایک گروہ جنت میں اور ان میں کا ایک گروہ دوزخ میں جائے گا۔

نحو: ضمیر دونوں مجموعوں کی طرف راجع ہے کیونکہ معنی یہ ہے: یوم جمع للخلائق۔ مخلوق کو جمع کرنے کا دن۔ اضافت لامی ہے۔

۸: وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ان سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا) یعنی تمام مؤمن ہوتے وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ (مگر وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے) اسلام کی سعادت سے جس کو چاہتا ہے فیض یاب کر دیتا ہے۔ وَالظّٰلِمُوْنَ (اور ظالموں کا) یعنی کافروں کا مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِىٍّ (کوئی حامی نہیں) یعنی شفاعت کرنے والا وَّلَا نَصِيْرٍ (اور نہ مددگار) مدافعت کرنے والا۔

## حقیقی کارساز اللہ تعالیٰ ہے:

۹: اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِىُّ (کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز قرار دے رکھے ہیں پس اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ

اور جس کسی چیز میں تم اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے، وہ اللہ میرا رب ہے میں نے اسی پر

تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ⑩ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ

بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں، وہ آسمانوں کا اور زمین کا پیدا فرمانے والا ہے اس نے تمہارے نفسوں

أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ

میں سے جوڑے بنائے اور مویشیوں میں سے جوڑے بنائے وہ تمہیں مادرِ رحم میں پیدا فرماتا ہے، اس جیسی کوئی چیز بھی نہیں ہے اور وہ

السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ⑪ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ

سننے والا دیکھنے والا ہے، اسی کے اختیار میں ہیں آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں وہ رزق بڑھا دیتا ہے جس کے لئے چاہے

وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ⑫

اور کم کردیتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

نحو: فاءِ فاللہ کی شرط مقدر کا جواب ہے۔ گویا اس کے سوا ہر ایک کی کارسازی سے انکار کے بعد فرمایا کہ اگر وہ حقیقی کارساز کے طالب ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی وہی حقیقی کارساز ہے۔ اور ضروری ہے کہ اسی کی دوستی اختیار کی جائے کوئی اور کارساز اس کے سوا ہے ہی نہیں۔ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (اور وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے) پس وہی اس لائق ہے کہ اس کو کارساز بنایا جائے۔ نہ کہ وہ جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔

## مختلف فیہ امر کا فیصلہ اللہ کے سپرد:

۱۰: وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ (اور جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو) یہ قول رسول اللہ ﷺ ہے جو مومنین کیلئے بطور حکایت نقل کیا۔ کہ اے مسلمانو! جس بات میں کفار تمہاری مخالفت کریں تم اور وہ امور دین میں سے کسی امر کے سلسلہ میں اختلاف کرو۔ فَحُكْمُهُ (اس کا فیصلہ) اس مختلف فیہ امر کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ إِلَى اللَّهِ (اللہ کے سپرد ہے) وہی اس میں حق پرستوں کو ثواب دینے والے اور باطل پرستوں کو سزا دینے والے ہیں۔ ذَٰلِكُمُ (یہ) اللہ تمہارے مابین فیصلہ فرمانے والا ہے۔ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ (میرا رب ہے میں اسی پر توکل رکھتا ہوں) اس میں اعدائے دین کے مکروفریب کی تردید ہے۔ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ (اور اس کی طرف میں رجوع کرتا ہوں) ان کے شر کی کفایت کیلئے میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول:

جو تمہارے مابین علوم کا اختلاف واقع ہو جو تمہارے دائرۂ اختیار میں نہ ہو۔ اور اس کے جاننے کا کوئی راستہ بھی نہ ہو تو اس کے متعلق کہو۔ اللّٰہ اعلم جیسا کہ روح کی معرفت وغیرہ مسائل۔

۱۱: فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے) نحو: ذٰلکم کی خبر ہونے کی وجہ سے یہ مرفوع ہے یا مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کے جوڑے بنائے) تمہارے لئے تمہاری جنس میں سے لوگ پیدا کردیئے۔ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا (اور مواشی کے جوڑے بنائے) اور چوپایوں کیلئے بھی انہی کی جنس میں سے جوڑے بنائے۔ يَذْرَؤُكُمْ (وہ تمہاری نسل چلاتا ہے) تمہیں بڑھاتا ہے۔ کہا جاتا ہے ذرأ اللّٰہ الخلق اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو بڑھایا۔ پھیلایا۔ فِيْهِ (اس تدبیر سے) وہ یہ ہے کہ انسانوں اور چوپایوں کے جوڑے بنا کر افزائش نسل کا ذریعہ بنادیا۔

لطیفہ: یہاں لفظ فیہ کو منتخب کیا گیا۔ بہٖ نہیں لائے کیونکہ اس تدبیر کو آبادکاری اور کثرت کیلئے منبع اور معدن قرار دیا گیا۔ نمبر۲۔ یذرؤکم کی ضمیر مخاطبین اور انعام کی طرف راجع ہے اس میں عقلاء کو غیر عاقل پر تغلیب دی گئی ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (کوئی چیز اس کی مثل نہیں) ایک قول یہ ہے کلمہ تشبیہ کو مماثلت کی نفی میں تاکید کرنے کیلئے دوبارہ لایا گیا ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے لیس مثلہ شیء۔

## مقصود مثلیت کی نفی:

مثل کا لفظ زائد ہے تقدیر کلام اس طرح ہے لیس کھو شیء جیسا کہ اس آیت میں فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ [البقرۃ: ۱۳۷] اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں مقصود مثلیت کی نفی ہے جب کاف یا مثل کو زائد نہ مانیں گے تو اسی سے اثبات مثل لازم آئے گی۔

## ایک قول:

اور ہے کہ مراد اس کی ذات جیسی کوئی شئی نہیں کیونکہ وہ کہا کرتے تھے۔ مثلك لا يبخل۔ اس سے ان کا مقصد اس کی ذات سے بخل کی نفی کرنا ہوتا تھا۔ پس کنایہ کے راستہ کو اختیار کر کے وہ اس میں مبالغہ پیدا کرتے کیونکہ جب وہ اس کی ایسے شخص سے نفی کرتے جو اس کے قائم مقام ہو تو وہ اس سے بالکل نفی کرتے۔ پس جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہ باب الکنایات میں سے ہے تو ان اقوال میں فرق نہ رہا۔ لیس کاللّٰہ شیء اور لیس کمثلہ شیء البتہ کنایہ کا فائدہ تو اپنا ہے ہی گویا یہ دونوں عبارتیں ایک معنی کو ادا کر رہی ہیں اور وہ معنی اللہ تعالیٰ کی ذات سے مماثل کی نفی ہے۔ اور اسی طرح بل یداہ مبسوطتان۔ [المائدہ: ۶۴] اس کا معنی یہ ہے بلکہ وہ سخی ہے بغیر ہاتھ اور بسط کے تصور کے کیونکہ یہ جود کی تعبیر ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو اس کے متعلق استعمال کرتے ہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖٓ

اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مشروع فرمایا ہے جس کی اس نے نوح کو وصیت فرمائی اور جس کو ہم نے آپ کی طرف وحی کے ذریعے بھیجا اور ہم نے جس کی وصیت کی

اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ کَبُرَ عَلَی

ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو کہ تم دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو! مشرکین کو

الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ

وہ بات گراں گزرتی ہے جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں، اور اللہ جسے چاہتا ہے اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو شخص رجوع کرتا ہے اسے اپنی طرف

یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا

ہدایت دے دیتا ہے، اور یہ لوگ متفرق نہیں ہوئے مگر ضدا ضدی میں اس کے بعد کہ ان کے پاس علم آ گیا، اور اگر آپ کے

کَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی لَّقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا

رب کی طرف سے وقت معین تک ایک بات پہلے سے طے شدہ نہ ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور بلاشبہ انکے بعد جنہیں کتاب

الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ﴿۱۴﴾

دی گئی وہ اسکی طرف سے شک میں پڑے ہیں جو تردد میں ڈالنے والا ہے۔

جس کے ہاتھ نہیں۔ پس اسی طرح اس کا استعمال ان کے لئے بھی ہے جن کی مثل ہے اور ان کے لئے جس کی کوئی مثل نہیں۔ وَهُوَ السَّمِیْعُ (اور وہ ہر بات کو سننے والا) تمام مسموعات بغیر کان کے سننے والا ہے۔ الْبَصِیْرُ (دیکھنے والا ہے) تمام مرئیات کا بغیر آنکھ کی پتلی کے گویا ان دونوں کو ذکر کیا تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ اس کی کوئی صفت نہیں جیسا کہ اس کی کوئی مثل نہیں۔

۱۲: لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اس کے اختیار میں ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں) یہ سورۃ الزمر میں گزر چکی ہے۔ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ (وہ جس کو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے) بقدر تنگ کر دیتا ہے۔ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (بیشک وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے)

۱۳: شَرَعَ (اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا) لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی (تم لوگوں کیلئے وہی دین جس کا اس نے حکم دیا تھا نوح کو اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا) یعنی تمہارے لئے دین میں مقرر کیا دین نوح اور دین محمد اور ان انبیاء علیہم السلام کا دین جو ان کے درمیان ہوئے۔ پھر دین کی اس مشترک قدر کی تفسیر ذکر کی جو ان انبیاء علیہم السلام کے درمیان رہا ہے فرمایا:



BestUrduBooks.wordpress.com

## دین کی مشترک قدریں:

اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ (کہ تم اس دین کو قائم رکھنا) مراد اس سے دین اسلام کو قائم کرنا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی اطاعت اور ایمان برسل اللہ اور اللہ تعالیٰ کی کتابیں اور یوم جزاء پر ایمان و دیگر تمام ضروریات دین جن کے قائم کرنے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے کا نام ہے اس سے مراد احکامات نہیں کیونکہ وہ مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لکل جعلنا منکم شرعة و منها جًا [المائدہ:۴۸]

نحو نمبر ۱: ان اقیموا محل نصب میں شرع کے مفعول اور اس کے دونوں معطوف علیہ کا بدل ہے۔ نمبر ۲۔ جملہ مستانفہ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے گویا اس طرح کہا گیا وہ مشروع کیا ہے؟ تو جواب دیا وہ اقامت دین ہے۔

وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ (اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا) دین میں اختلاف نہ کرنا۔ قول علی رضی اللہ عنہ تفرقہ مت ڈالو۔ جماعت رحمت ہے اور تفرقہ عذاب ہے۔ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ (مشرکین کو وہ بات بڑی بھاری ہے) ان پر گراں گزرتی ہے اور شاق گزرتی ہے۔ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ (جس کی طرف آپ ان کو بلا رہے ہیں) یعنی اللہ تعالیٰ کے دین اور توحید کی اقامت اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ (اللہ تعالیٰ کھینچ لیتا ہے) جمع کرتا اور کھینچ لیتا ہے۔ اِلَیْهِ (اپنی طرف) دین کی طرف اپنی توفیق اور تسدید کے ساتھ۔ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ (جس کو چاہتا ہے اور جو شخص رجوع کرے اس کو اپنے تک رسائی دے دیتا ہے) یعنی اس کی اطاعت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

۱۴: وَمَا تَفَرَّقُوْٓا (اور وہ متفرق نہیں ہوئے) انبیاء علیہم السلام کے بعد اہل کتاب اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ (مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس علم پہنچ چکا تھا) مگر اس بات کے جان لینے کے بعد کہ تفرقہ بازی گمراہی ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے جس کے متعلق انبیاء علیہم السلام کی زبان پر بار بار وعیدیں اتر چکیں ہیں۔ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ (آپس کی ضدا ضدی کی وجہ سے) حسد اور ریاست طلبی اور بلا استحقاقِ حق جتانے کی وجہ سے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (اور اگر آپ کے پروردگار کی طرف ایک وقت معین تک ایک بات پہلے طے نہ پا چکی ہوتی) اور وہ یہ ہے بل الساعة موعد هم [القمر:۴۶] لَّقُضِیَ بَیْنَهُمْ (تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا) تو وہ اس عظیم بہتان کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ (اور جن لوگوں کو ان کے بعد کتاب دی گئی ہے) اس سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو زمانہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے تھے۔ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ (وہ اس کی طرف سے شک میں پڑے ہیں) اپنی کتاب کے متعلق شک میں پڑے ہیں۔ اور اس پر ہی ان کا سچا ایمان نہیں ہے۔ مُرِیْبٍ (جو ان کو تردد میں ڈالنے والا ہے) ان کو شک میں داخل کرنے والا ہے۔

## ایک قول:

یہ ہے کہ اہل کتاب نے اختلاف نہیں ڈالا مگر اس وقت جب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا صحیح علم آ چکا جیسا کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ

سو آپ اسی کی طرف بلائیے اور جیسا آپ کو حکم ہوا ہے مستقیم رہیے، اور انکی خواہشوں کا اتباع نہ کیجئے، اور آپ فرمائیے کہ اللہ نے جو کتابیں نازل فرمائیں

اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۗ لَنَآ اَعْمَالُنَا

میں ان پر ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل رکھوں، اللہ ہمارا رب ہے اور تمہارا رب ہے ہمارے لئے ہمارے اعمال

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۗ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۗ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی حجت بازی نہیں اللہ ہمیں اور تمہیں جمع فرمائے گا۔ اور اسی کی طرف جانا ہے،

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

اور جو لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اس کے بعد کہ اس کی دعوت کو مان لیا گیا ہے انکی حجت انکے رب کے نزدیک باطل ہے

وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِىٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

اور ان پر غضب اور انکے لئے سخت عذاب ہے اللہ وہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب کو اور میزان کو

وَالْمِيْزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا

نازل فرمایا اور آپکو کیا پتہ ہے عجب نہیں کہ قیامت قریب ہو، جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ اس کے

يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۗ اَلَآ اِنَّ

جلدی آنے کا تقاضا کرتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے وہ اس سے ڈرتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ وہ حق ہے، خبردار اس میں

الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِى السَّاعَةِ لَفِىْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ

شک نہیں کہ جو لوگ قیامت کے بارے میں شک کرتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں، اللہ بندوں پر مہربان ہے وہ رزق دیتا ہے

۲ ع ۱۰ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِىُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾

جسے چاہے، اور وہ قوی ہے عزیز ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا وما تفرق الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاء تھم البینۃ [البینۃ:۴]

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (اور جن لوگوں کو ان کے بعد کتاب دی گئی ہے) اس سے مراد مشرکین ہیں جن کو اہل تورات وانجیل کے بعد قرآن مجید ملا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۵: فَلِذٰلِكَ فَادْعُ (پس آپ اسی طرف بلاتے جائیں) لذلك لام اجلیہ ہے اس تفرق کی بناء پر اور اس بناء پر جو کہ پیش آیا کہ کفر مختلف گروہوں میں بٹا ہوا ہے۔ آپ ان کو اتفاق والفت کی طرف ملت حنفیہ کے مطابق دعوت دیتے رہیں۔ وَاسْتَقِمْ (اور مستقیم رہیں) اس پر اور اس کی طرف دعوت دینے پر کَمَآ اُمِرْتَ (جس طرح آپ کو حکم ہوا) جیسا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے۔ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ (اور ان کی خواہشات پر نہ چلیں) جو کہ مختلف اور باطل ہیں۔ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ (اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں) یعنی وہ کتابیں جن کے متعلق پختہ یقین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ یعنی تمام کتب منزلہ پر ان کا ایمان ہے کیونکہ تفرقہ بازوں کا بعض پر ایمان تھا اور بعض سے انکار تھا جیسے کہ ارشاد الٰہی ہے ویقولون نومن ببعض ونکفر ببعض اِلی قولہ...... اولئك هم الكافرون حقًا [النساء: ۱۵۰، ۱۵۱]

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ (اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل کروں) جبکہ تم اپنا جھگڑا چکانے کیلئے میرے ہاں فیصلہ لاؤ۔ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ (اور اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا پروردگار ہے) یعنی ہم تمام اس کے غلام و بندے ہیں۔

## ہمارے اور تمہارے درمیان دلیل بازی نہیں:

لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ (ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال) یہ اسی طرح ہے جیسا فرمایا لکم دینکم ولی دین۔ [الکافرون: ۶] اور یہ بھی درست ہے کہ اس کا معنی یہ لیا جائے ہم سے تمہارے اعمال کا مؤاخذہ نہ ہوگا۔ اور تم سے ہمارے اعمال کا نہ ہوگا۔ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (ہمارا تمہارا کوئی جھگڑا نہیں) کوئی جھگڑا نہیں کیونکہ حق ظاہر ہو چکا اور تم پر حجت پوری ہو چکی۔ اسلئے اب تبادلۂ حجت کی ضرورت نہیں۔ حاصل مطلب یہ ہے ہم اور تمہارے درمیان دلیل و حجت بازی نہیں کیونکہ دونوں فریق اس سے اپنی دلیل لاتے ہیں کہ یہ اس کی دلیل ہے دوسرا کہتا ہے یہ اس کی دلیل ہے۔ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا (اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کرے گا) قیامت کے دن وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے) فیصلوں کیلئے وہاں واپسی ہے۔ پس ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور وہ ہمارے لئے تم سے انتقام لے گا۔

## مخاصمتِ یہود و نصاریٰ:

۱۶: وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ (اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جھگڑے نکالتے ہیں) یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کے متعلق مخاصمت کرتے ہیں۔ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ (اس کے بعد کہ اس کو مان لیا گیا ہے) لوگوں نے قبول کر لیا اور وہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو دین جاہلیت کی طرف واپس کر دیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے ود کثیر من اهل الكتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارًا [البقرۃ: ۱۰۹]

یہود و نصاریٰ مسلمانوں کو کہا کرتے تھے۔ ہماری کتابیں تمہاری کتاب سے پہلے کی ہیں۔ اور ہمارا پیغمبر تمہارے پیغمبر سے پہلے ہوا ہے پس ہم تم سے بہتر ہیں۔ اور حق کے زیادہ حقدار ہیں۔ ایک قول یہ ہے اس کے بعد کہ آپ ﷺ کی دعا کفار کے حق



BestUrduBooks.wordpress.com

میں قبول ہو چکی۔ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ (ان کی دلیل باطل ہے) ان کی دلیل کو حجت کے نام سے ذکر کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بقول ان کے وہ حجت تھی۔ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ (ان کے رب کے ہاں اور ان پر غضب ہے) ان کے کفر کی وجہ سے وَّ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ (اور ان کے لئے سخت عذاب ہے) جو آخرت میں پیش آئے گا۔

## حق و میزان اللہ تعالیٰ نے اتارے ہیں:

۱۷: اَللّٰهُ الَّذِيْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ (اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے کتاب کو اتارا) الکتاب سے جنس کتاب مراد ہے۔ بِالْحَقِّ (حق کے ساتھ) سچائی کے ساتھ یعنی اس حال میں کہ وہ حق سے ملنے والی ہے۔ وَالْمِيْزَانَ (اور انصاف کو نازل فرمایا) عدل اور برابری کو اور انزال عدل کا معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ نے عدل کو اپنی کتب منزلہ میں نازل فرمایا۔ ایک قول یہ ہے وہ بعینہٖ میزان ہے۔ اس کو نوح علیہ السلام کے زمانہ میں اتارا گیا۔ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ (اور آپ کو کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہو) شاید قیامت تمہارے قریب ہو۔ اور تمہیں پتہ بھی نہ ہو۔ مراد یہ ہے قیامت کی آمد اور الساعۃ کا معنی تاویلاً بعث ہے۔ قیامت کے قرب اور انزال کتاب اور میزان میں وجہ مناسبت یہ ہے کہ قیامت حساب کا دن ہے اور میزان کا قائم کرنا بھی انصاف کیلئے ہے گویا اس طرح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عدل و برابری اور شرائع و احکامات پر عمل کا حکم دیا۔ پس تم کتاب اور عدل پر عمل پیرا رہو اس سے قبل کہ اچانک تمہارے حساب و کتاب اور وزن اعمال کا دن آن پہنچے۔

## قیامت کی حقانیت پر صحیح قول کی گمراہی:

۱۸: يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا (جو لوگ اس کا یقین نہیں رکھتے وہ اس کا تقاضا کرتے ہیں) وہ بھی بطور استہزاء وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا (اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں) قیامت کے ہول و ڈر سے لرزاں و ترساں ہیں۔ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ (اور وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ برحق ہے) ہر صورت میں آنے والی ہے۔ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ (یاد رکھو کہ جو لوگ قیامت کے بارہ میں جھگڑتے ہیں) الممارات اونٹنی کے تھنوں کو زور سے دبانا۔ کیونکہ ہر فریق دوسرے فریق کو اپنی بات سے دبانے کی کوشش کرتا ہے۔ لَفِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ (وہ بڑی دور کی گمراہی میں ہیں) حق سے دور کیونکہ قیامت کا لانا قدرت باری تعالیٰ کیلئے کوئی بعید بات نہیں۔ کتاب و سنت قیامت کے وقوع پر دلالت کرتے ہیں اور عقول صحیحہ اس بات پر گواہ ہیں کہ ایک بدلے کا دن لازماً ایسا ہونا چاہیے جس میں حقداروں کو حق ملے۔

## رزق مصلحت سے:

۱۹: اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ (اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے) وہ بڑے لطیف انداز سے اپنے بندوں کو منافع پہنچاتا اور بلاؤں کو ان سے ہٹاتا ہے۔ یا ان پر بڑا مہربان ہے اس کی مہربانی تمام کو پہنچنے والی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول یہ ہے:

کہ اس کا علم غوامض سے بھی لطیف تر ہے۔اوراس کا حلم جرائم سے وسیع تر ہے۔یاوہ مناقب کو پھیلاتا اور گناہوں کو چھپاتا ہے۔ یا وہ اس کو معاف کرنے والا ہے جولغزشوں کا مرتکب ہے۔یاوہ بندے کو کفایت سے بڑھ کر دیتا ہے اور طاقت سے کم تر طاعت کا ذمہ دار بناتا ہے۔قولِ جنید رحمہ اللہ ہے اولیاء پر لطف وکرم کیا تو ان میں پہچان آ گئی اگر وہ اپنے اعداء پر بھی نگاہ لطف ڈال دیتا وہ اس کا کبھی انکار نہ کرتے۔يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ (وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے) وہ جس کا رزق چاہتا ہے وسیع کر دیتا ہے جب وہ اس کی مصلحت اس میں دیکھتا ہے۔

## ارشادِ نبوت:

میرے کچھ مؤمن بندے ایسے ہیں۔جن کا ایمان مالداری سے ہی درست رہ سکتا ہے۔اگر میں ان کو فقیر بنادوں تو وہ فقر ان کے ایمان کو خراب کر دے۔(رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس۔۸۰۹۸) وَهُوَ الْقَوِيُّ (اور وہ قوت والا ہے) ہر چیز پر غالب زبردست قدرت والا۔الْعَزِيْزُ (وہ زبردست ہے) ایسا محفوظ کہ مغلوب نہیں ہوسکتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ

جو شخص آخرت کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کے لئے اسکی کھیتی میں اضافہ کر دیں گے اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا

حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾

ارادہ کرتا ہے ہم اس میں سے اسے دے دیں گے اور آخرت میں اس کے لئے کوئی بھی حصہ نہیں۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ

کیا ان کے لئے شرکاء ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین میں وہ چیزیں مشروع کر دی ہیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی، اگر فیصلہ کی بات

الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ

طے شدہ نہ ہوتی تو انکے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا، اور بلاشبہ ظالموں کے لئے درد ناک عذاب ہے، آپ ظالموں کو دیکھیں گے

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے ڈر رہے ہوں گے حالانکہ وہ ان پر واقع ہو کر رہے گا، اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے

فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ

وہ جنتوں کے باغیچوں میں ہوں گے وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے لئے انکے رب کے پاس وہ سب کچھ ہوگا یہ بڑا

الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ قُلْ لَّآ

فضل ہے۔ یہ وہی ہے جس کی بشارت اللہ اپنے بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔ آپ فرما دیجئے کہ میں

اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۚ

اس پر تم سے کسی عوض کا سوال نہیں کرتا بجز رشتہ داری کی محبت کے، اور جو کوئی شخص کوئی نیکی کریگا ہم اس کے لئے اسمیں زیادہ خوبی کر دیں گے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ

اور بلاشبہ اللہ بخشنے والا ہے قدر دان ہے کہ کیا وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے سو اگر اللہ چاہے آپ کے دل پر

عَلٰى قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾

مہر لگا دے، اور اللہ باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلمات کے ذریعہ ثابت کرتا ہے، بلاشبہ وہ سینوں کی چیزوں کا جاننے والا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## دوطلبگار:

۲۰: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ (جوشخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو) وہ عمل جس سے عمل کرنے والا فائدہ کا خواہشمند ہے۔ اس کو مجازاً حرث سے تعبیر کیا۔ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ (ہم اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے) اس کے عمل میں توفیق شامل فرما کر یا اس کی نیکیوں کو دوگنا کر دیں گے یا اس سے دنیا و آخرت پائے گا۔ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا (اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو) یعنی جس کا عمل دنیا کیلئے ہوا اور آخرت پر ایمان نہ لایا۔ نُؤْتِهٖ مِنْهَا (تو ہم اس کو کچھ دنیا دے دیں گے) منہا یعنی کچھ اس دنیا میں سے۔ کیونکہ مِنْ تبعیض کیلئے ہے اور اس سے مراد اس کا وہ رزق ہے جو اس کے لئے مقدر کیا گیا وہ نہیں جس کا وہ ارادہ رکھتا اور خواہش مند ہے۔ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ (اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں) آخرت میں قطعاً اس کا حصہ نہیں ہے۔

## ایک نکتہ:

آخرت کے عوامل میں یہ ذکر نہیں فرمایا کہ اس کو رزق مقسوم پہنچے گا۔ کیونکہ عمل کی پاکیزگی اور انجام کی کامیابی اس کو میسر ہونے والی ہے۔ اس کے بالمقابل یہ انتہائی حقیر چیز ہے۔ (جو اس مؤمن بندے کے مرتبہ کے مناسب نہیں)

۲۱: اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا (کیا ان کے کچھ شریک ہیں) ایک قول یہ ہے کہ یہ ام منقطعہ ہے تقدیر عبارت یہ ہے بل ألهم شركاء (بلکہ کیا ان کے کچھ شریک ہیں)۔ اور ایک قول یہ ہے یہ ام الف استفہام کا معادل آیا ہے۔ کلام میں اضمار ہے تقدیر کلام اس طرح ہے أيقبلون ماشرع الله في الدين (کیا وہ قبول کرتے ہیں اس دین کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر کیا) یا ان کے معبود ہیں۔ شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ (جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کر دیا۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے ان کو اجازت نہیں دی) یعنی انہوں نے اس کا حکم نہیں دیا۔ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ (اور اگر فیصلہ کن بات نہ ہوتی) جلدی سزا کے متعلق جو تقدیر کا فیصلہ ہو چکا یا اگر یہ وعدہ نہ ہوتا کہ فیصلے قیامت کے روز ہونگے۔ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ (تو ان کے مابین فیصلہ ہو چکا ہوتا) کفار و مؤمنین کے مابین یا ان کو جلد سزا مل جاتی۔ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (اور ان ظالموں کو ضرور دردناک عذاب ہوگا) اگرچہ مشرکین سے عذاب دنیا میں تو مؤخر کر دیا گیا ہے مگر آخرت میں ان کو شدید قسم کا عذاب ہوگا۔

## ظالمین اور صالحین کا انجام:

۲۲: تَرَى الظّٰلِمِيْنَ (آپ ان ظالموں کو دیکھیں گے) آخرت میں مشرکین کو مُشْفِقِيْنَ (وہ ڈر رہے ہونگے) مِمَّا كَسَبُوْا (اپنے اعمال سے) یعنی اپنے کفر کی سزا سے وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ (اور وہ ان پر پڑ کر رہے گا) وہ عذاب ان پر بہرصورت نازل ہوگا۔ خواہ وہ ڈریں یا نہ ڈریں۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں ہونگے) گویا مؤمن کی جنت کا عمدہ ترین حصہ اور سب سے زیادہ نزہت والا حصہ روضہ ہوگا۔ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ (اور وہ جس چیز کو چاہیں ان کو ان کے رب کے پاس ملے گی)



BestUrduBooks.wordpress.com

نَحو: عِنْدَ یہ ظرف یشاؤون کی وجہ سے منصوب ہے۔

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ (یہی بڑا انعام ہے) قلیل عمل پر۔

۲۳: ذٰلِكَ (یہی ہے) مشارالیہ فضل کبیر ہے۔ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهٗ (جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دے رہا ہے)

قراءت: مکی، ابوعمرو، حمزہ، علی نے یَبْشُرُ پڑھا ہے۔

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے) یعنی اس کی بشارت دیتا ہے۔ یہ جار کو حذف کر دیا جیسا کہ اس ارشاد میں واختار موسٰی قومه سبعین [الاعراف:۱۵۵] پھر وہ ضمیر بھی حذف کر دی جو اسم موصول کی طرف لوٹنے والی تھی۔ جیسا کہ اس ارشاد میں أهذا الذی بعث الله رسولا [الفرقان:۴۱] ای بعثه ۔

## مشرکین کے قول کی تردید:

مشرکین نے جب یہ واویلا کیا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ چاہتے ہیں کہ رسالت کا دعویٰ کر کے کچھ مال کمائے؟ تو یہ آیت اتری۔

قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ (آپ اس طرح کہہ دیں کہ میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا) تبلیغ پر اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی (مگر صرف رشتہ داری کی محبت) جائز ہے کہ مستثنٰی متصل ہو یعنی میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں چاہتا مگر یہ کہ تم میرے اہل قرابت سے محبت کرو۔ اور یہ بھی درست ہے کہ مستثنٰی منقطع ہو۔ میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں چاہتا لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ تم محبت کرو میرے ان قرابت داروں سے جو کہ تمہارے بھی قرابت دار ہیں اور ان کو ایذاء مت دو۔

آیت میں الا مودة القربٰی یا المودة للقربٰی نہیں فرمایا کیونکہ ان کو مودت کا مکان اور مودت کا ٹھکانہ قرار دیا گیا۔ جیسا کہتے ہیں لی فی آل فلان مودة ولی فیهم حب شدید اس کا مقصد یہ ہے میں ان سے محبت کرتا ہوں اور وہ میری محبت کا مقام و مکان ہیں۔ فی مودة کا صلہ نہیں جیسا کہ لام جب تم کہو: الا المودة للقربٰی تو یہ جار مجرور محذوف کے متعلق ہوگا۔ جیسا ظرف متعلق ہوتا ہے اس جملہ میں المال فی الکیس تقدیر کلام یہ ہوگی الا المودة ثابتة فی القربٰی ومتمكنة فیها۔ مگر وہ مودت ثابت و متمکن ہونے والی ہے قرابتداروں میں۔ القربٰی یہ زلفٰی کی طرح مصدر ہے۔ اسی طرح بشرٰی اس کا معنی قرابت ہے۔ اور مراد فی اهل القربٰی ہے یعنی قرابت والوں میں روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو آپ سے دریافت کیا گیا یارسول اللہ! یہ آپ کے اہل قرابت کون ہیں جن کی مودت ہم پر لازم ہے۔ تو فرمایا علیؓ اور فاطمہؓ اور ان کے دونوں بیٹے۔ (یہ روایت ابن مردویہ نے نقل کی ہے مگر اس کی سند ناقابل اعتبار ہے اس لئے کہ اس میں حسین اشعری راوی کذاب شیعہ ہے)

## ایک قول:

یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ مجھ سے محبت کرو اس لئے کہ میری قرابت تم میں پائی جاتی ہے اور تم مجھے ایذاء نہ دو اور نہ میرے خلاف لوگوں کو بھڑکاؤ۔ اس لئے کہ بطون قریش میں کوئی بطن ایسا نہیں تھا جس میں آپ کی قرابت نہ ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

القربٰی سے التقرب الی اللّٰہ مراد ہے مطلب یہ ہوگا تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرو اور اپنے اطاعت اور عمل صالح کے ذریعہ اس کا قرب حاصل کرنے میں۔ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً (جو شخص کوئی نیکی کریگا) وہ طاعت انجام دیتا ہے۔ سری سقطی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ حسنہ سے مراد آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مودت ہے یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی اور ان کی رشتہ داری ان میں تھی۔ مگر ظاہر کلام متقاضی ہے کہ عام مراد ہو خواہ کوئی بھی حسنہ ہو البتہ مودت کو یہ اولین درجہ میں شامل ہوگی کیونکہ مودت قربٰی کے بعد اس کا تذکرہ ہے۔ نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا (ہم اس میں اور خوبی زیادہ کریں گے) یعنی اس کو کئی گنا بڑھادیں گے جیسا کہ اس ارشاد میں ہے: من ذاالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضاعفه له اضعافا کثیرة [البقرہ:۲۴۵]

قراءت: حُسْنٰی بھی پڑھا گیا اس صورت میں یہ بُشریٰ کی طرح مصدر ہے اور ضمیر الحسنہ یا الجنت کی طرف راجع ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ (بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے) اس کو اپنی وسعت سے جو گناہ گار ہے۔ شَكُوْرٌ (بڑا قدردان ہے) اپنے فضل سے جو اس کی اطاعت کرے۔ ایک قول یہ ہے وہ توبہ کو قبول کرنے والا اور برداشت کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں الشکور ہے جس کا مطلب ہے طاعت پر اعتماد کرنے والا اور اس کا پورا ثواب دینے والا اور عنایت کرنے میں فضل کرنے والا۔

## تسلی رسول صلی اللہ علیہ وسلم :

۲۴: اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا (کیا یہ لوگ اس طرح کہتے ہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ و بہتان باندھ رکھا ہے) ام منقطعہ ہے ہمزہ توبیخ کیلئے ہے گویا اس طرح فرمایا: ایتمالکون ان ینسبوا مثله الی الا فتراء ثم الی الافتراء علی اللہ الذی ھو اعظم الفری و افحشھا؟ کیا وہ قابو نہیں رکھتے کہ اس جیسی شخصیت کی طرف افتراء کی نسبت کریں پھر اس اللہ تعالیٰ پر افتراء کا الزام جو سب سے بڑا اور سب سے قبیح بہتان ہے۔ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ (پس اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے دل پر مُہر لگا دے)

## قولِ مجاہد رحمہ اللہ:

یختم کا معنی یربط ہے۔ آپ کے دل پر صبر کا بند لگا دے اور ان تکالیف کے سلسلہ میں جو وہ پہنچاتے ہیں۔ اور ان کے اس قول پر کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگایا ہے۔ یہ اس لئے فرمایا تا کہ ان کی تکذیب پر آپ کو تکلیف نہ ہو۔ وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ (اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹایا کرتا ہے)۔ باطل سے شرک مراد ہے یہ کلام ابتدائی ہے یختم پر اس کا عطف نہیں ہے کیونکہ محو باطل شرط سے معلق نہیں ہے۔ بلکہ وہ مطلق وعدہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ لفظ اللہ کو تکرار سے لایا گیا ہے۔ وَ یُحِقُّ (اور ثابت کرتا ہے) یہ مرفوع ہے اور واؤ اس طرح ساقط ہے جیسا اس آیت میں ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر [الاسراء:۱۱] اور آیت وسندع الزبانیة [العلق:۱۸] اس کے باوجود کہ یہ مصحف نافع میں قائم ہے۔ وَ یُحِقُّ الْحَقَّ (اور وہ اسلام کو غالب کریگا۔ اور اسکو مضبوط کردے گا)۔ بِكَلِمٰتِهٖ (اپنے احکام سے) اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جو کتاب اس نے اتاری اس کے ذریعہ اور اللہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور وہ ایسا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور برائیوں کو معاف فرماتا ہے، اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو،

وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے وہ انکی دعا قبول فرماتا ہے اور اپنے فضل سے ان کے اعمال میں اضافہ فرماتا ہے، اور جو کافر ہیں ان کے لئے

عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ

سخت عذاب ہے، اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے روزی فراخ کر دے تو وہ زمین میں بغاوت کرنے لگیں اور لیکن وہ نازل فرماتا ہے،

بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ

ایک اندازہ کے ساتھ جو وہ چاہتا ہے، بلاشبہ وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے دیکھنے والا ہے، اور وہ ایسا ہے جو لوگوں کے ناامید ہونے کے بعد

مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾

بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلا دیتا ہے، اور وہ ولی ہے مستحق حمد ہے۔

تعالیٰ نے ایسا کر دیا۔ ان کے باطل کو مٹا دیا اور اسلام کو غالب کر دیا۔ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (وہ دلوں کی باتیں جانتا ہے) یعنی وہ اس کو بھی جانتا ہے جو تمہارے اور ان کے دلوں میں ہے پس وہ معاملے کو اس کے مطابق جاری فرمائے گا۔

۲۵: وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (اور وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے) عرب کہتے ہیں قبلت منه الشيء جبکہ وہ اس سے لے اور سب سے پہلے لے۔ کہتے ہیں: قبلته عنه یعنی میں نے اس سے اعراض کیا اور جدائی اختیار کی۔ التوبة برائی اور خلل واجب سے ان پر اظہار ندامت کرتے ہوئے لوٹنا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا، اور اگر کسی بندے کا حق ہو تو اس کے طریقے پر پڑتال میں بھی کوئی حرج نہیں۔

## قولِ علی رضی اللہ عنہ:

التوبہ کا لفظ چھ معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

① فرائض کے ضائع کرنے پر پشیمانی۔

② فرائض کو دوبارہ ادا کرنا۔

③ حقوق لوٹا کر دے دینا۔

④ جس طرح نفس کو گناہوں میں گھلایا ہو اسی طرح نفس کو طاعت میں پگھلانا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

﴿۵﴾ جس طرح پہلے نفس کو گناہوں کی لذت چکھائی ہو اسی طرح نفس کو طاعت کی تلخی چکھانا۔

﴿۶﴾ جیسے پہلے ہنستا رہا تھا۔ اسی طرح اب رونا۔

## قولِ سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ:

گناہوں کے چھوڑنے کا سچا ارادہ، علام الغیوب کی طرف دل سے رجوع کرنا۔

## دیگر کا قول یہ ہے:

جب گناہ کا تذکرہ ہو تو اس کی حلاوت کا کوئی اثر دِل میں نہ ہو۔

## قولِ سہل رحمۃ اللہ علیہ:

مذموم حالات سے محمود حالات کی طرف منتقل ہونا۔

## قولِ جنید رحمۃ اللہ علیہ:

غیر اللہ سے اعراض کرے۔ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ (اور تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے) سیّئات سے مراد شرک سے کم گناہ وہ جس کو چاہتا ہے بلا توبہ معاف کر دیتا ہے۔ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ (اور وہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو)

قراءت: ابوبکر کے علاوہ تاء کے ساتھ یعنی توبہ اور معصیت میں سے۔ اس پر وقف نہیں اس پر عطف کی وجہ اور اتصال معنی کی وجہ سے۔

۲۶: وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُ ھُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (اور ان لوگوں کی عبادت قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور ان کو اپنے فضل سے زیادہ دیتا ہے) یعنی جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی دعاؤں کو قبول کرتا اور جو وہ طلب کریں وہ ان کو عنایت فرماتا ہے اور ان کے مطلوب سے ان کو بڑھا کر دیتا ہے۔ استجاب اور اجاب کا ایک ہی معنی ہے ایسے مواقع پر سین فعل کی تاکید کیلئے لائی جاتی ہے جیسے تم کہو تعظم و استعظم۔ تقدیر کلام یہ ہے ویجیب اللّٰہ الذین امنوا (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی دعاؤں کو قبول کرے گا)۔

## ایک قول:

یہ ہے کہ ویستجیب للذین اور قبول کرتا ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے لام کو حذف کر دیا۔ اور ان پر اس طرح احسان فرمایا کہ جب وہ توبہ کریں تو وہ ان کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ان کی سیئات سے درگزر کرتا ہے۔ اور جب وہ دعا کرتے ہیں تو قبول کرتا ہے اور ان کے سوال سے زیادہ دیتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قولِ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ:

ابراہیم بن ادہم سے کسی نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس نے تم کو طاعت کی طرف بلایا تم نے اس کی دعوت قبول نہیں کی۔ وَالْکٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ (اور کافروں کیلئے سخت عذاب ہے) آخرت میں۔

## مالداری سرکشی کا سبب ہے:

۲۷: وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ (اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کیلئے روزی فراخ کر دیتا) یعنی اگر تمام کو مالدار بنا دیتا لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ (تو وہ دنیا میں شرارت کرنے لگتے) بَغَوا یہ بغی سے ہے جس کا معنی ظلم ہے یعنی ایک دوسرے پر سرکشی کرتا کیونکہ مالداری تکبر اور سرکشی میں ڈال دیتی ہے۔ اس میں عبرت کیلئے فرعون کا حال کافی ہے۔ یا بغی بمعنی تکبر سے ہے ضرور زمین میں بڑائی کرتے وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ (لیکن وہ اتارتا ہے)

قراءت: مکی، ابوعمرو نے یُنْزِلُ تخفیف سے پڑھا ہے۔ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ (اندازہ سے جتنا چاہتا ہے) عرب کہتے ہیں قدرہ قَدْرًا وقَدَرًا اندازہ کرنا۔ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ (وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے) وہ بندوں کے احوال سے واقف ہے اس لئے بتقاضائے حکمت ان کے لئے اندازہ کرتا ہے پھر فقیر و غنی بناتا ہے۔ اور رزق روکتا اور عطاء کرتا تنگ کرتا اور کھولتا ہے اور اگر وہ تمام کو مالدار بنادے تو وہ سرکش ہو جائیں اور سب کو فقیر محتاج بنادے تو ہلاک ہو جائیں۔ باقی بعض سرکشوں پر وسعت رزق ہے اور بعض سرکش تنگ دست ہیں مگر وہ قلیل ہیں۔ فقر کی حالت میں سرکشی بنسبت مالداری کی حالت میں سرکشی سے کم ہے۔ مالداروں کی اغلب اکثریت نافرمان ہے۔

## مایوسی کے بعد بارش:

۲۸: وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ (اور وہ ایسا ہے جو بارش نازل کرتا ہے)۔

قراءت: یُنَزِّلُ کو مدنی، شامی و عاصم نے پڑھا۔

مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا (اس کے بعد کہ وہ مایوس ہو جاتے ہیں)

قراءت: قَنِطُوا پڑھا گیا ہے۔

وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ (وہ اپنی رحمت پھیلاتا ہے) رحمت سے مراد بارش کی برکات اور منافع اور اس سے جو سرسبزی حاصل ہوتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مقولۂ فاروقی رضی اللہ عنہ:

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا۔ قحط زیادہ ہو گیا ہے اور لوگ مایوس ہو گئے تو آپ نے فرمایا اب بارش ملے گی انہوں نے اس آیت کی طرف اشارہ کیا یا انہوں نے ہر شئی میں اللہ تعالیٰ کی جو رحمت ہے اس کا ارادہ کیا۔ وَهُوَ الْوَلِيُّ (اور وہ کارساز ہے) جو کہ اپنے بندوں کا احسانات کے ساتھ ذمہ دار ہے۔ الْحَمِيدُ (وہ قابل تعریف ہے) اس پر اس کی تعریف کی جاتی ہے اہل طاعت اس کی تعریف کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰى

اور اسکی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں کا اور زمین کا پیدا فرمانا، اور ان جانوروں کا پیدا فرمانا جو اس نے ان دونوں میں پھیلا دیئے ہیں، اور وہ انکے جمع

جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ۝۲۹ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ

کرنے پر جب چاہے قادر ہے، اور تمہیں جو بھی کوئی مصیبت پہنچ جائے سو وہ تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے

يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝۳۰ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ښ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور وہ بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے اور تم زمین میں عاجز بنانے والے نہیں ہو، اور تمہارے لئے اللہ کے سوا

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۳۱ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝۳۲ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ

کوئی ولی اور مددگار نہیں ہے، اور اس کی نشانیوں میں سے کشتیاں ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح ہیں، اگر وہ چاہے تو ہوا کو

الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰي ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۳۳

روک دے، سو یہ کشتیاں سمندر کی پشت پر رکی ہوئی رہ جائیں، بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے لئے

اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝۳۴ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ

یا وہ ان کے اعمال کی وجہ سے ہلاک فرما دے، اور بہت سوں کو معاف کر دے اور وہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں

مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝۳۵

ان کے لئے کوئی بھی بچنے کی جگہ نہیں ہے۔

## چلنے والے جاندار آسمان وزمین میں:

۲۹: وَمِنْ اٰيٰتِهٖ (من جملہ اور اس کی نشانیوں میں سے) یعنی علامات قدرت میں سے خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آسمان و زمین کا پیدا کرنا ہے) ان کے اتنے بڑے ہونے کے باوجود۔ وَمَا بَثَّ (اور وہ جاندار جو اس نے پھیلا دیے) ما جائز ہے کہ مرفوع ہو اور مجرور ہو مضاف پر محمول کر کے یا مضاف الیہ پر فِيْهِمَا (آسمانوں اور زمین میں) مِنْ دَآبَّةٍ دواب تو صرف زمین کے اندر ہیں مگر کسی چیز کو مجموعہ کی طرف منسوب کرنا جائز ہے اگرچہ وہ بعض سے متعلق ہو۔ جیسا کہا جاتا ہے بنو تمیم فیھم شاعر مجید انما ھو فخذ من افخاذ ھم ۔ بنو تمیم میں شاعر وہ ایک قبیلہ ہے ان کے قبائل میں سے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان [الرحمان:۲۲] حالانکہ موتی نمکین سمندر سے نکلتے ہیں۔ البتہ یہ بھی کوئی بعید بات نہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

کہ وہ آسمانوں میں ایسے جاندار پیدا کردے جوانسانوں کی طرح زمین پر چلتے ہوں یا فرشتے اڑنے کے ساتھ چلتے ہوں۔ پس آہستہ چال جوانسانوں کی ہے ان کی تعریف بیان کی گئی۔ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ (اوران کو جمع کرنے پر) قیامت کے دن اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ (جب وہ چاہے قدرت رکھتا ہے)

نَحو: اذا ماضی اور مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے ارشاد الٰہی ہے۔ والیل اذا یغشٰی [الیل:۱]

۳۰: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ (اورتم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے) غم، دکھ، ناپسند بات فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کیے ہوئے کاموں سے ہے) یعنی وہ اس گناہ کے باعث ہے جوتم نے کیے ہیں تاکہ سزا دی جائے۔

قراءت: مدنی، شامی اور علی نے بما کسبت پڑھا ہے۔

نَحو: ما مبتدا اور بما کسبت اس کی خبر بغیر اس کے کہ اس میں شرط کا معنی پایا جائے اور جنہوں نے فاء کو قائم رکھا انہوں نے شرط کے معنی کو خبر میں متضمن تسلیم کیا ہے۔

اہل تناسخ کا استدلال: اگر بچوں کی اس حالت سے قبل اور کسی شکل میں حالت نہ ہوتی تو ان کو تکالیف نہ آتیں۔

جواب: آیت اپنے سیاق وسباق سے بتلا رہی ہے کہ یہ مکلفین سے متعلق ہے اور سیاق ملاحظہ ہو ویعفو عن کثیر وہ بہت سے گناہوں کو ان گناہوں میں سے معاف فرماتے ہیں۔ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (اور وہ بہت سے تو درگزر کر دیتا ہے) پس وہ ان پر سزا نہیں دیتے یا بہت سے لوگوں کے گناہ معاف کر دیتے ہیں ان کو جلد سزا نہیں دیتے۔

## قول ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ:

جو شخص نہیں جانتا کہ جو مصائب وفتن اس کو پیش آ رہے ہیں یہ اپنے کیے ہوئے اعمال کے باعث ہیں اور جو اس کے آقا نے اس کو معاف کر دیئے ہیں وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہیں وہ شخص اپنے رب کے احسانات کی زیادہ قدر نہیں کرتا۔

## قولِ محمد بن حامد رحمۃ اللہ علیہ:

بندہ تو ہر گھڑی گناہ کرنے والا ہے۔ طاعات میں اس کی جنایات معاصی کی جنایات سے بڑھ کر ہیں کیونکہ معصیت والی جنایت تو ایک اعتبار سے ہے اور طاعات والا گناہ کئی اعتبار سے گناہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو قسم قسم کے مصائب کے ذریعہ جنایات سے پاک کرتا ہے تاکہ قیامت کے دن اس کا بوجھ ہلکا ہو اگر اللہ تعالیٰ کی معافیاں اور رحمتیں نہ ہوں تو یہ پہلے قدم پر ہی ہلاک ہو جائے۔

## قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

قرآن مجید میں ایمان والوں کیلئے یہ آیت سب سے زیادہ امید بندھانے والی ہے۔ کیونکہ کریم جب ایک مرتبہ سزا دے دیتا ہے تو دوسری مرتبہ سزا نہیں دیتا اور جب معاف کرتا ہے تو پھر دوبارہ ان پر باز پرس نہیں کرتا۔

۳۱: وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ (اورتم زمین میں ہرا نہیں سکتے) یعنی جن مصائب کا تمہارے لئے فیصلہ کر دیا گیا ان سے



BestUrduBooks.wordpress.com

بچ نہیں سکتے۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی حامی ومددگار نہیں ہے) جو کہ اس وقت عذاب دور کردے جب وہ تم پر اتر پڑے۔

۳۲: وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ (اور اس کی من جملہ نشانیوں میں سے جہاز ہیں) الجوار جمع جاریہ کی ہے بمعنی کشتیاں۔

قراءت: مکی، سہل، یعقوب نے ہر دو حالتوں میں الجواری پڑھا ہے۔ مدنی، ابو عمرو نے وصل میں ان کی موافقت کی ہے۔ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ (سمندر میں جیسے پہاڑ)

## صابر و شاکر:

۳۳: اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ (اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے)

قراءت: مدنی نے الریاح پڑھا ہے۔ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ (وہ کھڑے کے کھڑے رہ جائیں) کھڑے رہیں نہ چل سکیں۔ عَلٰى ظَهْرِهٖ (اس کی سطح پر) سمندر کی سطح پر۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ (بیشک اس میں نشانات ہیں ہر صابر) جو مصائب پر صبر کرتا ہے۔ شَكُوْرٍ (شاکر کیلئے) نعمتوں کا قدردان ہے یعنی ہر مخلص ایمان والے کیلئے۔ ایمان کے دو حصے ہیں نمبر۱۔ آدھا صبر ۲۔ آدھا شکر یا طاعتوں پر جم جانے والا اور نعمتوں کی قدردانی کرنے والا۔

۳۴: اَوْ يُوْبِقْهُنَّ (یا ان کو ہلاک کردے) یہ یسکن پر معطوف ہے۔ معنی یہ ہے اگر چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے پس وہ رک جائیں یا ان کو تیز چلا دے جس سے وہ غرق ہو جائیں بِمَا كَسَبُوْا (ان کے کمائے ہوئے گناہوں کے باعث) وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ (اور وہ بہت سے آدمیوں سے درگزر کر جاتا ہے) بہت سے گناہوں سے درگزر کر کے ان پر سزا نہیں دیتا۔ اس آیت میں عفو و درگزر کو ایباق کے حکم میں داخل کیا گیا اس لئے کہ وہ تو اس کا پختہ ارادہ کر چکا ہے کیونکہ معنی یہ ہے یا اگر وہ چاہے تو کچھ لوگوں کو ہلاک کر دے اور کچھ لوگوں کو بطریق عفو نجات دے دے۔

۳۵: وَّ يَعْلَمَ (اور معلوم ہو جائے) یہ منصوب ہے اس کا عطف جملہ تعلیلیہ پر ہے جو کہ محذوف ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے لینتقم عنهم ویعلم ، الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا (ان لوگوں کو جو ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں) ان آیات کو باطل کرنے اور دور کرنے کیلئے۔

قراءت: مدنی اور شامی نے ویعلمُ بطور جملہ مستانفہ پڑھا ہے۔

مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ (کہ ان کے لئے کوئی بچاؤ نہیں) عذاب سے بچ جانے کی جگہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ

اور تم کو جو بھی چیز دی گئی ہے سو وہ دنیا والی زندگی کا سامان ہے، اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے

اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ

جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں

وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

اور جب انہیں غصہ آجائے تو معاف کر دیتے ہیں اور جنہوں نے اپنے رب کے حکم کو مانا اور نماز قائم کی

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ

اور ان کے کام آپس کے مشورے سے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جن کا حال یہ ہے کہ جب ان کو ظلم

الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾

پہنچ جاتا ہے تو وہ بدلہ لے لیتے ہیں۔

۳۶: فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ (پس جو کچھ تم کو ملا ہوا ہے وہ صرف دنیوی زندگی کے استعمال کیلئے ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے) یعنی ثواب خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (وہ بدرجہا اس سے بہتر ہے اور زیادہ پائیدار ہے وہ ان لوگوں کیلئے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر وہ توکل کرتے ہیں)

نحو: ما پہلا شرط کے معنی کو متضمن ہے اسی لئے اس کے جواب میں فاء آئی ہے اور دوسرا ما شرط کا معنی نہیں رکھتا اسی لئے اس کے جواب میں فاء نہیں یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی جب انہوں نے اپنا سارا مال راہ خدا میں صرف کر دیا اور بعض لوگوں نے ان کو ملامت کی۔

۳۷: وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ (اور وہ لوگ جو پرہیز کرتے ہیں)

نحو: اس کا عطف الذین اٰمنوا پر ہے اور اسی طرح اس کا مابعد كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ (بڑے گناہوں سے) یعنی بڑے گناہ جو اس جنس سے ہیں۔

قراءت: علی، حمزہ نے کبیر الاثم پڑھا ہے۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کبیر الاثم سے شرک مراد ہے۔

وَالْفَوَاحِشَ (اور بے حیائی کی باتوں سے) ایک قول یہ ہے جس کی قباحت زیادہ ہو وہ فاحشہ ہے جیسے زنا وَاِذَا مَا غَضِبُوْا (اور جب ان کو غصہ آتا ہے) اپنے کسی دنیاوی معاملے میں هُمْ يَغْفِرُوْنَ (وہ معاف کر دیتے ہیں) وہ غصہ کی حالت



BestUrduBooks.wordpress.com

میں معاف کرنے کی خصوصیت رکھتے ہیں۔

فَائِدَہ : آیت میں ھُمْ اور پھر اس کو بطور مبتدا لانا۔ اور یغفرون کی اسناد خصوصاً اس کی طرف کرنا۔ اسی خصوصیت کے اظہار کیلئے ہے۔ وھم ینتصرون میں یہی نکتہ پیش نظر رکھیں۔

## انصارِ مدینہ کی طاعت شعاری:

۳۸: وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ (اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا) یہ آیت انصار مدینہ کے متعلق نازل ہوئی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی طرف بلایا اور طاعت کی دعوت دی تو انہوں نے اس کو قبول کرلیا۔ ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کا حکم مان لیا۔ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ (اور وہ نماز کے پابند ہیں) وہ پانچوں نمازیں ادا کرنے والے ہیں۔ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (اور انکا ہر کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے) ای ذو شوری ۔ وہ کسی رائے میں انفرادیت اختیار نہیں کرتے جب تک اس پر اتفاق نہ کرلیں۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

جس قوم نے مشورہ سے کام لیا وہ سب سے بہتر کام کی طرف ہدایت پا گئے۔ الشوریٰ یہ الفتیا کی طرح مصدر ہے جو کہ التشاور کے معنی میں ہے۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں) وہ صدقہ کرتے ہیں۔

## بغی پر انتقام:

۳۹: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ (اور ان لوگوں پر جب ظلم واقع ہوتا ہے) هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ (وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں) وہ اس ظالم سے انتقام لیتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو بدلہ اس کا مقرر فرمایا ہے۔ اس پر وہ اکتفاء کرتے ہیں۔ اس سے تجاوز نہیں کرتے۔ وہ اپنے آپ کو اس میں ملوث کرنے کو تیار نہ تھے مگر فساق نے ان پر جرأت کی تو وہ بدلہ پر آمادہ ہوئے۔

## ایک نکتہ:

یہاں ان کی بدلہ لینے پر تعریف کی گئی ہے کیونکہ جس نے بدلہ لیا اور حق لیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حد سے تجاوز نہ کیا اگر وہ ولی دم تھا تو اس نے قتل میں اسراف نہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار ہے اور ہر مطیع قابل تعریف ہے ھم ینفقون کے تحت لکھے ہوئے کا دوبارہ مطالعہ کرلیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ

اور برائی کا بدلہ برائی ہے اسی جیسی سو جو شخص معاف کر دے اور صلح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے، بلاشبہ وہ

لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ

ظالموں کو پسند نہیں فرماتا، اور البتہ جو شخص مظلوم ہو جانے کے بعد بدلہ لے سو یہ ایسے لوگ ہیں جن پر کوئی

سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي

الزام نہیں، الزام انہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور دنیا میں ناحق

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ

سرکشی کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے درد ناک عذاب ہے، اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا بلاشبہ

ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ ع

یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

## بدلہ کی حدود:

۴۰: پھر بدلہ کی حد کو بیان فرمایا وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے) پہلا لفظ سیئہ تو اپنے حقیقی معنی میں ہے اور دوسرا حقیقی معنی میں نہیں۔ بلکہ جزاء سیئہ کو سیئہ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ نمبر۲۔ کیونکہ وہ برائی و زیادتی کرتا ہے اور اس شخص پر جس پر وہ اترتی ہے اس لئے اس کو سیئہ کہہ دیا اور اس وجہ سے بھی کہ اگر پہلی زیادتی نہ ہوتی تو دوسری سیئہ بنتی اس صورت میں وہ ایذاء دینا شمار ہوتا۔ وہ غیر کی وجہ سے حسنہ بنی ہے تو اصل کا لحاظ کر کے اس کو سیئہ کہہ دیا۔ نمبر۳۔ دوسری کو سیئہ کا نام اس لئے دیا گیا کہ عفو اولیٰ (وان تعفوا اقرب للتقویٰ) مطلب یہ ہے جب زیادتی کی جائے تو ضروری ہے کہ اس کا سامنا اتنی ہی زیادتی سے کیا جائے البتہ حد سے تجاوز نہ ہو۔

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ (پھر جو شخص معاف کر دے اور اصلاح کرے) اس کے اور اس کے مخالف کے درمیان عفو و چشم پوشی سے کام لے۔ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (پس اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے) مبہم وعدہ ہے بڑائی اور شان میں ناقابل قیاس ہے۔ (سبحان اللہ) اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا) جو ظلم سے ابتداء کرتے ہیں یا جو لوگ بدلہ میں حد سے آگے گزر جاتے ہیں۔ حدیث میں فرمایا قیامت کے دن ایک منادی آواز دے گا۔ جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو وہ کھڑا ہو جائے پس اس وقت صرف معاف کرنے والا کھڑا ہوگا۔ (رواہ العقیلی فی الضعفاء ۳/۴۴۷)



BestUrduBooks.wordpress.com

۴۱: وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ (اور جو اپنے اوپر ظلم ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لے لے) اس نے ظلم کیے جانے کے بعد اپنا حق لیا۔

نحو: یہاں مصدر کی اضافت مفعول کی طرف کی گئی ہے۔

فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ (تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں) اولئك کا اشارہ مَنْ کے معنی کی طرف مشیر ہے نہ کہ لفظ کی طرف بدلہ لینے والے پر کوئی الزام نہیں اور نہ ہی معاتب ومعایب پر کیوں کہ ان سے اس کا بدلہ چکا لیا گیا ہے۔

۴۲: اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ (الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں) ظلم کرنے میں ابتداء کرتے ہیں۔ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ (اور دنیا میں سرکشی کرتے ہیں) تکبر و بڑائی کرتے اور فساد مچاتے ہیں۔ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (ناحق ان کے لئے دردناک عذاب ہے) سبیل کی تفسیر حجت اور پیچھا کرنا۔

۴۳: وَلَمَنْ صَبَرَ (اور جو شخص صبر کرے) ظلم وایذاء پر وَغَفَرَ (اور بخش دے) بدلہ نہ لے۔ اِنَّ ذٰلِكَ (بیشک یہ) یعنی صبر اور اس سے درگزر کرنا لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (یہ البتہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے) یعنی ایسے امور میں سے ہیں جن کی طرف بڑھنا چاہیے۔ یا یہ ایسے امور میں سے ہے جن کے لئے مناسب ہے کہ عقل مند ان کو اپنے اوپر لازم کرے اور اس کے چھوڑنے کی رخصت اختیار نہ کرے۔ یہاں منہ ضمیر کو حذف کیا گیا ہے کیونکہ وہ درمیان کلام سے سمجھ آ رہی ہے جیسا کہ عرب اس قول میں قرینہ کی وجہ سے حذف کرتے ہیں۔ السمن منوان بدرهم۔

## قولِ ابو سعید القرشی رحمۃ اللہ علیہ:

بیداری کی علامت یہ ہے کہ مکارہ پر صبر کرے۔ جس نے کسی ناپسند بات پر صبر کیا اور جزع کا اظہار نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو رضا کی حالت میسر فرمائیں گے اور یہ رضا والا حال سب سے اعلیٰ ہے۔ اور جس نے مصائب پر جزع فزع کی اور شکوہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نفس کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ پھر اس کا شکوہ کسی کام نہیں آتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا

اور اللہ جس کو گمراہ کرے اس کے لئے اس کے بعد کوئی چارہ ساز نہیں اور جب ظالم لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو اے مخاطب تو انہیں

الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ

اس حال میں دیکھے گا کہ یوں کہہ رہے ہوں گے کیا واپس کیے جانے کا کوئی راستہ ہے؟ اور تو انہیں اس حال میں دیکھے گا کہ وہ دوزخ پر پیش کیے جا رہے ہوں گے ذلت کی وجہ سے

مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ

جھکے ہوئے چھپی ہوئی نظر سے دیکھتے ہوں گے، اور ایمان والے کہیں گے بلاشبہ پورے خسارے میں پڑ جانے والے

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ

وہ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے گھر والوں سے قیامت کے دن خسارہ میں پڑگئے، خبردار بیشک نہیں کہ ظالم لوگ دائمی عذاب میں

مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

رہیں گے، اور ان کے لئے اللہ کے سوا مددگار نہ ہوں گے جو ان کی مدد کریں اللہ کو چھوڑ کر۔ اور جسے اللہ گمراہ کرے

فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾

اسکے لئے کوئی راستہ ہی نہیں۔

۴۴: وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ (اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کے بعد اس شخص کا کوئی کارساز نہیں) کوئی اس کو ہدایت دینے کی طاقت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ کے اضلال کے بعد اور کوئی اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا نہیں سکتا۔ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ (اور تم ظالموں کو دیکھو گے) قیامت کے دن لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ (جبکہ وہ عذاب کو سامنے دیکھیں گے) جب عذاب سامنے نظر آ جائے گا۔ اس بات کے قطعی واقع ہونے کی وجہ سے ماضی کے لفظ سے تعبیر فرمایا۔ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ (اور وہ کہیں گے لوٹنے کی کوئی راہ ہے) وہ اللہ تعالیٰ سے طلب کریں گے کہ ان کو ایمان لانے کیلئے دنیا میں واپس لوٹا دے۔

۴۵: وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا (اور آپ ان کو اس حالت میں دیکھیں گے کہ ان کو آگ کے سامنے لایا جائے گا)۔ ھا کی ضمیر نار کی طرف راجع ہے اس لئے کہ عذاب اس پر دلالت کر رہا ہے۔ خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ (وہ ذلت کی وجہ سے جھکنے والے ہونگے) ذلت کے حاصل ہونے کی وجہ سے بتکلف چھوٹے بنیں گے اور اپنے کو بتکلف حقیر بنائیں گے۔ يَنْظُرُوْنَ (وہ آگ کی طرف دیکھیں گے) مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ (سست نگاہ سے) آنکھیں چرا کر ذرا سی نظر سے دیکھیں گے جیسا کہ قتل گاہ میں موجود شخص تلوار کو دیکھتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ

تم اپنے رب کا حکم مانو اس سے پہلے کہ وہ دن آ جائے جس میں اللہ کی طرف سے واپس کرنا نہ ہوگا، تمہارے لئے اس دن پناہ لینے کی

يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝۴۷ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ

جگہ نہ ہوگی اور نہ کوئی نکیر کرنے والا ہوگا پس اگر وہ اعراض کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا آپ کے ذمہ

اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ

صرف پہنچانا ہے، اور بلاشبہ بات یہ ہے کہ جب ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت چکھا دیتے ہیں تو اس پر خوش ہوتا ہے اور اگر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے انہیں

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝۴۸ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

کوئی مصیبت پہنچ جائے تو بلاشبہ انسان ناشکری کرنے لگتا ہے، اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں کا اور زمین کا ملک

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝۴۹ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ

وہ پیدا فرماتا ہے جو چاہے جسے چاہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہے بیٹے دیتا ہے یا بیٹے اور بیٹیاں دونوں جنسوں کو

ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝۵۰

جمع کر دیتا ہے، اور جسے چاہے بانجھ بنا دیتا ہے بلاشبہ وہ جاننے والا ہے اور قدرت والا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اور ایمان والے کہیں گے کہ مکمل خسارہ والے وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے قیامت کے روز خسارہ میں مبتلا ہوئے) یوم کا لفظ خَسِرُوْٓا کے متعلق ہے اور ایمان والوں کا قول دنیا میں واقع ہونے والا ہے یا قال کے متعلق ہے یعنی یقولون یوم القیامة اذا رأوھم علی تلک الصفة وہ کہیں گے قیامت کے دن جب ان کو اس حالت میں دیکھیں گے۔ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ (خبردار! بیشک ظالم لوگ عذاب دائمی میں رہیں گے) مقیم کا معنی دائمی ۔

۴۶: وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ (اور ان کے کوئی مددگار نہ ہونگے جو ان کی مدد کریں گے) مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ سے الگ) اس کے عذاب سے بچانے کیلئے مدد کریں۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ (اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اس کے لئے کوئی راستہ ہی نہیں) نجات کی طرف ۔

## قیامت سے پہلے اس کی بات مان لو:

۴۷: اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ (تم اپنے رب کا حکم مان لو) اس کو قبول کر لو جس کی طرف اس نے تمہیں بلایا ہے۔ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ



BestUrduBooks.wordpress.com

یَوْمٌ (اس سے پہلے کہ ایسا دن آن پہنچے) یوم سے پہلے قیامت کا دن مراد ہے۔ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ (جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا) مِنْ یہ لامرد سے متصل ہے ای لا یردہ اللہ بعد ماحکم بہ اللہ تعالیٰ اس کا حکم کرنے کے بعد واپس نہیں لوٹائے گا۔ نمبر۲۔ یاتی سے تعلق ہے ای من قبل ان یاتی من اللہ یوم لا یقدر احدٌ علی ردّہٖ۔ اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا دن آ جائے کہ جس دن کوئی شخص اس کے لوٹانے کی طاقت نہ رکھتا ہوگا۔ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِیْرٍ (نہ تم کو اس روز کوئی پناہ ملے گی اور نہ تمہارے بارہ میں کوئی روک ٹوک کرنے والا ہوگا) یعنی تمہیں کوئی عذاب سے چھوڑانے والا نہ ہوگا۔ اور نہ ہی تمہیں طاقت ہے کہ تم کسی بھی چیز کا انکار کرو جس کا تم نے پہلے ارتکاب کیا ہے وہ تمہارے صحائف اعمال میں درج کر دیا گیا۔ النکیر : انکار۔

۴۸: فَاِنْ اَعْرَضُوْا (پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں) ایمان سے فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا (تو ہم نے آپ کو ان پر نگران کر کے نہیں بھیجا) حفیظ، نگران کو کہتے ہیں۔ اِنْ عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ (آپ کے ذمہ پیغام رسالت کو ان تک پہنچا دینا ہے) اور وہ آپ نے کر دیا۔ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ (اور ہم جب آدمی کو کچھ اپنی عنایت کا مزہ چکھاتے ہیں) الانسان بول کر جمع مراد ہے۔ مِنَّا رَحْمَةً یعنی نعمت، وسعت، امن، صحت فَرِحَ بِهَا (وہ خوش ہو جاتا ہے) اترانے لگتا ہے۔ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ (اور اگر ان کو مصیبت آ پڑتی ہے مثلاً مرض، تنگدستی وغیرہ اور انہی کی قسم سے۔ فرح کے لفظ کو واحد لایا گیا لفظ کا لحاظ کر کے اور اِنْ تُصِبْهُمْ میں ضمیر جمع لائے۔ معنیٰ کے لحاظ سے۔ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ (بسبب ان کے گناہوں کے جو انہوں نے آگے بھیجے)

## انسان نہایت ناشکرا ہے:

فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ (پس بلاشبہ انسان ناشکرا ہے) یہاں ضمیر کی بجائے اسم ظاہر لائے اس طرح نہیں کہا فانہ کفورٌ تاکہ یہ بات لکھی جائے کہ یہ جنس کفران نعمت کے ساتھ موصوف ہے جیسا کہ فرمایا ان الانسان لظلوم کفار ۔ بیشک انسان ظالم ہے ناشکرا ہے [ابراہیم:۳۴] الکفور بہت شدید کفر کرنے والا۔ مطلب یہ ہے کہ مصائب کو تو یاد رکھتا ہے مگر نعمتوں کو بھلا دیتا ہے اور ان کو حقیر قرار دیتا ہے۔ ایک قول یہ ہے اس سے کفران نعمت مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد کفر باللہ ہے۔

## قدرتِ باری تعالیٰ:

۴۹: لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اللہ تعالیٰ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی) یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا (وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے) وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ (اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے)۔

۵۰: اَوْ یُزَوِّجُهُمْ (یا ان کو جمع کر کے دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی) ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا (مذکر اور مؤنث اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا

اور کسی بشر کے لئے یہ موقعہ نہیں ہے کہ وہ اللہ سے بات کرے ہاں وحی کے ذریعہ یا پردہ کے پیچھے سے یا اس طرح بات ہو سکتی ہے کہ اللہ کسی رسول کو بھیج دے

فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ

پھر وہ رسول اُس کی اجازت سے اسکی مشیت کے مطابق وحی پہنچادے، بے شک وہ برتر ہے حکمت والا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے قرآن کی

اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ

وحی کی، آپ نہیں جانتے تھے کہ کیا ہے کتاب اور کیا ہے ایمان؟ اور لیکن ہم نے اسے نور بنا دیا ہے اس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں

مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ

میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور بلاشبہ آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں جو اللہ کا راستہ ہے

ع ۵ ۱۰ ۶ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع

جس کے لئے وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، خبردار اللہ ہی کی طرف تمام امور لوٹتے ہیں۔

جب انسان کو رحمت چکھانے کا تذکرہ فرمایا گیا۔ اور انسان کو اس کی ضد کے پہنچ جانے کا تذکرہ ہو چکا تو اس کے بعد توحید کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ مطلق ہیں۔ وہی نعمتیں اور قسمتیں تقسیم کرتا ہے جس طرح وہ ارادہ فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے اولاد نصیب کر دیتا ہے بعض کو صرف بیٹیاں اور بعض کو صرف بیٹے اور بعض کو دونوں قسمیں اور بعض کو بے اولاد رکھتا ہے۔ (یہ سارے اس کی قدرت کے کرشمے ہیں) العقیم جو اولاد جننے کے قابل نہ ہو۔ رجل عقیم وہ مرد جو اولاد کے لائق نہ ہو۔ یہاں مؤنثات کو مذکروں پر مقدم کیا گیا ہے کیونکہ سیاق کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں نہ وہ کچھ جو انسان چاہے پس ان بیٹیوں کا تذکرہ کہ جن کو انسان نہیں چاہتا کہ پیدا ہوں۔ تو ان کا تذکرہ زیادہ اہم تھا۔ اس لئے مقدم کر دیا اور تاکہ وہ جنس قریب ہو جس کو ذکر کرنا عرب کے لوگ مصیبت سمجھتے تھے۔ بلاء کا ذکر بلاء کے قریب ہو جائے۔ جب مذکروں کو مؤخر کیا حالانکہ وہ مقدم کرنے کے لائق ہیں۔ تو ان کی تاخیر ذکری کا تدارک ان کی تعریف سے فرما دیا۔ کیونکہ معرفہ لانے میں تشہیر اور شان کو بڑھانا ہے۔ پھر ہر دو جنس کو تقدیم و تاخیر کا حق دیا جاتا رہا۔ اور یہ بتلا دیا کہ عورتوں کا پہلے ذکر کرنا ان کے تقدیم مرتبہ کی علامت نہیں بلکہ اور وجہ سے ہے پس فرمایا ذکرانا و اناثا۔ انبیاء علیہم السلام کے متعلق نازل ہوئی۔ اس لئے کہ لوط علیہ السلام کو فقط بیٹیاں دیں اور شعیب کو بھی اور ابراہیم علیہ السلام کو فقط بیٹے اور محمد ﷺ کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیں۔ یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو بے اولاد رکھا۔ (مگر عیسیٰ علیہ السلام تو آخری زمانہ میں اتریں گے ان کے ہاں اولاد ہوگی جیسا کہ احادیث میں مصرح ہے۔ مترجم) اِنَّهٗ عَلِيْمٌ (بیشک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے) قَدِيْرٌ (وہ ہر چیز پر قادر ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## طرقِ وحی کی تفصیل:

۵۱: وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ (اور کسی بشر کی یہ شان نہیں) کسی بھی انسان کیلئے یہ درست نہیں۔ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا (کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے) الہام کے طور پر جیسا کہ مروی ہے نفث فی روعی کہ دل میں یہ بات ڈالی گئی [رواہ احمد: ۵۰/۳] یا نیند میں خواب کے ذریعہ جیسا کہ نبی علیہ السلام کا قول ہے۔ رؤیا الانبیاء وحی۔ [رواہ البخاری: ۸۵۹] وہ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کے ذبح کا حکم خواب میں ملا۔ اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ (یا حجاب کے باہر سے) یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے کلام براہ راست سنتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے سنا بغیر اس کے کہ کوئی سامع کلام کرنے والے کو دیکھے اور اس حجاب سے مراد حجاب اللہ نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے وہ لفظ استعمال کرنے جائز نہیں جو اجسام کیلئے جائز ہیں۔ مثلاً حجاب وغیرہ۔ لیکن اس سے مراد یہ ہے سامع کو دنیا میں نظر آنے سے وہ محجوب ہے۔ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا (یا کسی رسول کو بھیجے) یعنی فرشتے کو بھیجے فَيُوْحِيَ (پس وہ پیغام پہنچا دیتا ہے)۔ وہ فرشتہ اس کی طرف پیغام پہنچا دیتا ہے۔

## ایک قول:

یہ ہے۔ وحیاً جیسا کہ رسولوں پر ملائکہ کے واسطہ سے وحی کی گئی۔ اویرسل رسولاً یعنی نبی کو بھیجے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کی اقوام سے ان کی زبانوں کے مطابق کلام کیا گیا۔ وحیاً اور ان یرسل یہ دونوں مصدر ہیں اور یہ حال بن رہے ہیں۔ کیونکہ ان یرسل ارسالا کے معنی میں ہے اور من وراء حجاب یہ ظرف ہے جو حال کی جگہ آیا ہے۔ جیسا کہ اس ارشاد میں وعلی جنوبھم [آل عمران: ۱۹۱] تقدیر کلام اس طرح ہے اور صحیح نہیں کہ وہ کسی سے کلام کرے مگر یہ کہ وہ وحی کرنے والے ہوں یا مسمعًا من وراء حجاب پردے کے پیچھے سے سنانے والے ہوں۔ یا مرسل بھیج کر پہنچانے والے ہوں۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ معنی اس طرح کر لیں کسی انسان کے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کریں مگر اس طرح کہ وحی کی جائے یا وہ پردے کے پیچھے سے سنتا ہے یا وہ کوئی قاصد بھیجتا ہے خلیل نحوی نے اس کو اختیار کیا ہے اور اویرسل رسولا فیوحی رفع کے ساتھ نافع نے پڑھا تقدیر عبارت: اوھو یرسل رسولا فیوحی (وہ رسول بھیجتا ہے پس وہ ان کے ذریعہ وحی کرتا ہے) نافع اور علی نے مرفوع پڑھا ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے او ھو یرسل فیوحی (یا وہ کوئی رسول بھیج کر پس وہ وحی کرے)۔ بِاِذْنِهٖ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) مَا يَشَآءُ (جو وہ چاہے) وحی سے اِنَّهٗ عَلِيٌّ (بیشک وہ غالب ہے) اسے روکا نہیں جا سکتا۔ حَكِيْمٌ (وہ اپنے اقوال وافعال میں درستی والا ہے) پس اس کے افعال واقوال میں معارضہ نہیں۔

۵۲: وَكَذٰلِكَ (اور اسی طرح) یعنی جیسا ہم نے آپ سے پہلے رسولوں کی طرف وحی بھیجی یا جیسا کہ ہم نے آپ کو بیان کر دیا۔ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (ہم نے آپ کی طرف وحی کی) وحی کرنا اسی طرح ہوتا ہے۔ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (یعنی اپنا حکم بھیجا) مراد یہ ہے کہ جو آپ کی طرف بھیجی گئی کیونکہ لوگ اس کی وجہ سے اپنے دین میں زندہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ جسم روح سے زندہ ہو جاتا ہے۔ مَا



BestUrduBooks.wordpress.com

كُنْتَ تَدْرِىْ (آپ کو نہ یہ خبر تھی) نحو : الیك کے کاف سے یہ حال ہے۔ مَا الْكِتٰبُ (کتاب کیا چیز ہے) وَلَا الْاِيْمَانُ (اور نہ ایمان کیا چیز ہے) یعنی اس کے احکامات، اور نہ ایمان بالکتاب کیونکہ جب وہ یہ نہیں جانتے کہ کتاب نازل ہوگی تو وہ اس کتاب کے جاننے والے نہ بنے۔

## ایک قول یہ ہے:

کہ ایمان کئی چیزوں کو شامل ہے۔ بعض کی طرف راہ تو عقل ہے اور بعض کی طرف راہ کان ہیں۔ پس یہاں وہ مراد ہیں جن کا تعلق سمع سے ہے نہ کہ عقل سے اور وہ آپ کو علم نہ تھا یہاں تک کہ وحی سے اس کو حاصل کر لیا۔ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ (لیکن ہم نے اس کو بنا دیا) یعنی کتاب کو نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (ایک نور جس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ ایک سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کر رہے ہیں) تہدی دعوت دینے کے معنی میں ہے اور۔

قراءت: ایک قراءت میں تهدى به بھی پڑھا گیا ہے۔ صراط مستقیم سے اسلام مراد ہے۔

۵۳: صِرَاطِ اللّٰهِ (یعنی اس اللہ تعالیٰ کے راستہ کی)۔

نحو: یہ بدل ہے۔ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ (کہ اس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے) ملکیت و ملوکیت کے لحاظ سے اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ (خبردار سب امور اسی ہی کی طرف لوٹیں گے) اس میں جہنم کی وعید اور جنت کا وعدہ ہے۔

الحمدللہ سورۃ الشوریٰ کا تفسیری ترجمہ یوم السبت بوقت ایک بجے اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ صفر المظفر ۹، ۲، ۱۴۲۴ھ



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ زخرف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں نواسی ۸۹ آیات اور سات ۷ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٣﴾ وَاِنَّهٗ

حٰمٓ ۝ قسم ہے واضح کتاب کی بلاشبہ ہم نے اس کو قرآن عربی بنایا ہے تا کہ تم سمجھو، اور بلاشبہ وہ

فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿٤﴾ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ

ام الکتاب میں ہمارے پاس ہے بلند ہے حکمت والا ہے، کیا ہم نصیحت کو تم سے اس وجہ سے ہٹا لیں گے کہ تم

قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿٥﴾ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ

حد سے بڑھ جانے والے ہو، اور ہم نے پہلے لوگوں میں کتنے ہی نبی بھیجے، اور ان کے پاس جو بھی کوئی

نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٧﴾ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ

نبی آتا تھا اس کا مذاق بناتے تھے، پھر ہم نے ان میں سے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا جو زور آوری میں خوب بڑھ کر تھے اور پہلے لوگوں کی

الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨﴾

یہ حالت گزر چکی ہے۔

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ ۝ (حم قسم ہے اس کتاب واضح کی۔ہم نے اس کو)
قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (عربی زبان کا قرآن بنایا ہے۔تا کہ تم سمجھ لو)
وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ (اور وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے مرتبہ والی اور پرحکمت کتاب ہے)

آیت ۱: حٰمٓ (۲) وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین کی قسم کھائی ہے اور کتاب مبین سے قرآن مجید مراد ہے۔
آیت ۳: اِنَّا جَعَلْنٰهُ یہاں جعل صیر کے معنی میں ہے۔ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا یہ جواب قسم ہے۔ یہ بڑی خوبصورت اور شاندار قسم ہے کیونکہ قسم اور مقسم علیہ میں مناسبت پائی جاتی ہے۔ المبین نمبرا۔ ان کے لئے واضح ہے جن پر اتاری گئی۔ کیونکہ یہ کتاب ان کی لغت واسلوب کے مطابق ہے۔ نمبر۲۔ یا مدبرین کے لئے واضح ہے۔ نمبر۳۔ یا اس کتاب نے ہدایت کی راہ کو گمراہی سے بالکل



BestUrduBooks.wordpress.com

الگ کر دیا دین کے سلسلہ میں جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ سب واضح کر دیں۔ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (تاکہ تم اسکے معانی کو سمجھو)۔

## صفاتِ قرآن:

آیت ۴: وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا (قرآن مجید لوح محفوظ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے)۔اس کی دلیل یہ آیت ہے۔بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔البروج۔۲۱۔۲۲۔لوح محفوظ کو ام الکتاب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام کتابوں کی اصل ہے۔تمام کتابیں اسی میں مندرج اور اسی سے نقل کی جاتی اور نسخ کی جاتی ہیں۔

قراءت: ام الکتاب۔الف کے کسرہ سے علی وحمزہ نے پڑھا ہے۔

لَعَلِیٌّ نمبرا۔وہ بلاغت کے اعلیٰ ترین درجہ میں ہے۔یا کتابوں میں وہ رفیع الشان ہے۔کیونکہ ان تمام کتابوں کے مابین یہ معجز ہے۔ حَكِيْمٌ (کامل حکمت والی ہے)۔

## یہ حد پھاندنے والے ہیں ہم قرآن کو آپ سے نہ ہٹائیں گے:

آیت ۵: اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا (کیا ہم اس نصیحت کو تم سے ہٹالیں گے) نصیحت کو دور کر دیں گے اور ہٹالیں گے۔مجاز کے طور پر یہ عرب کے قول :ضرب الغرائب عن الحوض۔(اس نے حوض سے دوسروں کے اونٹوں کو ہٹا دیا)۔ سے لیا گیا ہے۔ نَحْو : فاء عاطفہ ہے۔اور عطف فعل محذوف پر ہے۔ انھملکم فنضرب عنکم الذکر۔اس میں انکار اس بات سے ہے کہ جب وہ آپ پر پہلے کتاب اتار چکا تو اس کا الٹ نہیں ہوسکتا۔اور قرآن مجید کو قرآن عربی اس لئے بنایا تاکہ وہ اس کو سمجھ سکیں۔اور اس کے مطابق عمل پیرا ہوں۔صَفْحًا (دور کرنا۔ہٹانا) یہ مصدر ہے۔صفح عنه جبکہ وہ اعراض کرے۔ یہ مفعول لہ ہے۔معنی اس طرح ہے کیا ہم قرآن مجید کا اتارنا تم سے ہٹالیں گے اور حجت کا اس سے لازم کرنا تم سے اعراض کرتے ہوئے دور کر دیں گے؟ نمبر۲۔اور یہ بھی درست ہے کہ یہ مفعول و مطلق علی غیر لفظہ بن جائے کیونکہ اہل عرب کہتے ہیں ضربت عنه یعنی میں نے اس سے اعراض کیا اس کو چھوڑ دیا۔فراء رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ اَنْ كُنْتُمْ (کیونکہ تم حد سے گزرنے والے ہو) ان کنتم یہ لان کنتم کے معنی میں ہے۔قراءت: مدنی، حمزہ وعلی نے اِن کنتم پڑھا ہے۔اور یہ اس شرط میں سے ہے جو دلالت کرنے والے کی طرف سے ثابت ہونے والے امر کی صحت پر ثبوت امر کی خاطر صادر ہوتی ہے۔جیسا کہ تم مزدور کو کہو۔ ان کنت علمت لك فوفنی حقی۔اگر میں تیرے متعلق جانتا ہوں تو تو میرا حق پورا پورا ادا کر۔حالانکہ وہ اس کو جانتا ہے۔مگر پھر شرط کے انداز میں بات کہی ہے اور مزدور بھی اس کا حق پورا ہی دے کیونکہ اس کو مزدوری پر اسی لئے لگایا کہ کام پورا کرے۔قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ (کہ تم حد سے گزرنے والے ہو) جہالت میں افراط کرنے والے ہو۔گمراہی کی حد کو پھاندنے والے ہو۔

آیت ۶: وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ (اور ہم پہلے لوگوں میں بہت سے نبی بھیجتے رہے ہیں) آپ سے پہلے لوگ



BestUrduBooks.wordpress.com

گزرے ہم نے ان کی طرف بہت سے رسول بھیجے۔

آیت ۷: وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (اوران لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو) یہ زمانہ ماضیہ مستمرہ کی حکایت حال ہے۔یعنی وہ اسی بات پر تھے۔اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اس سلسلہ میں کہ آپ کی قوم کا آپ سے استہزاء نئی بات نہیں۔

## وعدہ نصرت اور وعید:

آیت ۸: فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا (پھر ہم نے ان لوگوں کو جوان سے زیادہ طاقت ور تھے ہلاک کر ڈالا) بطشًا یہ تمیز ہے۔ اور ھم کی ضمیر مسرفین کی طرف راجع ہے۔کیونکہ خطاب کو ان سے پھیر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دیا ان کے متعلق اطلاع دے رہے ہیں۔ وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ (اور پہلے لوگوں کی یہ حالت ہو چکی ہے) ان کے واقعات قرآن مجید میں کئی مرتبہ گزر چکے ہیں اور ان کی عجیب حالت اسی قابل ہے کہ بطور مثل مشہور ہو۔

اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعدہ (نصرت) اور ان کو وعید (عذاب) ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝۹

اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے کہ انہیں عزیز علیم نے پیدا فرمایا

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰

جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا اور تمہارے لئے اس نے راستے بنا دیئے تا کہ تم ہدایت پاؤ

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝۱۱

اور جس نے ایک انداز سے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تم نکالے جاؤ گے،

وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝۱۲

اور جس نے تمام اقسام کو پیدا فرمایا اور تمہارے لئے کشتیاں اور جانوروں میں سے وہ چیزیں پیدا فرمائیں جن پر تم سوار ہوتے ہو

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا

تا کہ تم انکی پشتوں پر بیٹھ جاؤ پھر اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو جب تم اس پر بیٹھ جاؤ اور تم یوں کہو

سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝۱۳ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا

پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لئے مسخر فرمادیا اور ہم اس کو قابو میں کرنے والے نہ تھے اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف

لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝۱۴

لوٹ کر جانے والے ہیں۔

آیت ۹: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ (اور اگر آپ ان سے پوچھیں) یعنی مشرکین سے۔ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ (کہ آسمان وزمین کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور ہی کہیں گے کہ ان کو زبردست جاننے والے نے پیدا کیا ہے)

آیت ۱۰: الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا (جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا) قراءت: کوفی نے مھدًا اور دیگر نے مھادا پڑھا ہے۔ معنی ہر دو کا جائے قرار ہے۔ وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا (اور اس نے تمہارے لئے رستے بنا دیئے) سبلاً۔ راستے۔ لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (تا کہ تم منزل مقصود تک پہنچ سکو) تا کہ تم اپنے سفروں میں ان کے لئے راستۂ منزل معلوم کرو۔

آیت ۱۱: وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ (اور وہ جس نے آسمان سے پانی ایک اندازہ سے برسایا) اتنی مقدار جس سے انسان صحیح سالم رہ سکیں اور ملکوں کو جتنی ضرورت ہو وہ پوری ہو جائے۔ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا (پھر اس سے ہم نے خشک زمین کو



BestUrduBooks.wordpress.com

زندہ کیا) انشرنا۔ زندہ کرنے کے معنی میں ہے۔ غائب سے مخاطب کی طرف عدول کرنے کا مقصد یہ ہے تاکہ یہ خطاب سے مراد کو پالیں۔ قراءت: یزید نے میتاً کو میّتاً پڑھا ہے۔ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ (اسی طرح تم نکالے جاؤ گے) اپنی قبور سے زندہ کر کے۔

قراءت: حمزہ، علی نے تَخْرُجون پڑھا۔ العلیم پر وقف نہیں۔ کیونکہ الذی اس کی صفت ہے۔ ابوحاتم نے اس پر وقف کیا۔ تقدیر کلام یہ ہے هو الذی۔ کیونکہ یہ اوصاف کفار کا مقولہ نہیں۔ کیونکہ وہ قبور سے نکلنے کے منکر ہیں۔ تو وہ کیسے کہتے كذلك تخرجون۔ بلکہ یہ آیت تو انکار بعث کرنے والوں کے خلاف حجت ہے۔

آیت ۱۲: وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ (اور جس نے تمام اقسام بنائیں) الازواج۔ اصناف کے معنی میں ہے۔ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ (اور تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے۔ جن پر تم سوار ہوتے ہو) یعنی تم ان پر سوار ہوتے ہو۔ صرف کہا جاتا ہے۔ رکبوا فی الفلك و رکبوا الانعام۔ بلاواسطہ متعدی ہونا غالب آیا۔ کیونکہ وہ زیادہ قوی ہے۔ اسی لئے کہا گیا تر کبونہ۔

آیت ۱۳: لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ (تاکہ تم ان کی پشت پر جم کر بیٹھو) ان کی پشت پر جن پر تم سواری کرتے ہو اور وہ کشتیاں اور چوپائے ہیں۔ ثُمَّ تَذْكُرُوْا (پھر اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو) اپنے دلوں میں نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا (جب ان پر بیٹھ چکو اور اس طرح کہو اپنی زبانوں سے) سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا (اس کی ذات پاک ہے جس نے ان کو ہمارے قابو میں دے دیا) اس سواری کو ہمارا مطیع بنایا۔ وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ (ہم تو ایسے نہ تھے کہ جو ان کو قابو میں کر لیتے) مقرنین طاقت رکھنے والے۔ عرب کہتے ہیں۔ اقرن الشئ اذا اطاقہٗ۔ اقرن کی حقیقت اس کو اپنا قرین پانا۔ کیونکہ سخت و طاقتور کمزور کا قرین نہیں ہوتا۔ ساتھی اس کو بنایا جاتا ہے جو سرکش نہ ہو قابو میں آجائے۔

آیت ۱۴: وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (اور ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے) منقلبون۔ لوٹنے والے ہیں۔ ایک قول: وہ دنیا میں سوار ہوتے وقت اس کو اپنی آخری سواری خیال کرتے ہیں اور وہ آخری سواری جنازہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وارد ہے کہ جب آپ رکاب میں قدم مبارک رکھتے تو بسم اللہ پڑھتے۔ جب سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے تو الحمد للہ علی کل حال سبحان الذی سخرلنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون پڑھتے اور تین مرتبہ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ تین مرتبہ پڑھتے۔ رواہ ابوداؤد۔ ۲۶۰۲۔ [الترمذی ۳۴۴۶]

علماء نے کہا جب کشتی پر سواری کرے تو کہے: بسم اللّٰہ مجریها و مرسٰها ان ربی لغفور رحیم۔ [ہود۔ ۴۱]

## ایک واقعہ:

کچھ لوگ سفر کے لئے سوار ہوئے اور انہوں نے پڑھا سبحان الذی سخرلنا الایۃ۔ ان میں ایک شخص ایسا تھا جس کی اونٹنی کمزوری کی وجہ سے حرکت نہ کرتی تھی۔ اس کے منہ سے نکلا انی مقرن لهذہ۔ میں تو اس کا مطیع ہوں۔ اونٹنی کود پڑی اور یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ

اور ان لوگوں نے اللہ کے لئے اسکے بندوں میں سے جزو ٹھہرا دیا، بلاشبہ انسان واضح طور پر ناشکرا ہے۔ کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے

بَنٰتٍ وَّاَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا

بیٹیاں پسند کیں اور تمہیں بیٹوں کے ساتھ مخصوص کر دیا اور جب ان میں سے کسی ایک کو اسکی بشارت دی جاتی ہے جسے اس نے بطور مثال رحمان کے لئے تجویز کیا ہے

ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ

تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ دل میں گھٹتا ہے، کیا جو زیور میں نشوونما پائے اور وہ مباحثہ میں واضح بیان

مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۭ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ

نہ دے سکے، اور ان لوگوں نے فرشتوں کو عورتیں قرار دے دیا جو اللہ کے بندے ہیں، کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے،

سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾

ان کا یہ دعویٰ لکھ لیا جاتا ہے اور ان سے باز پرس ہوگی۔

شخص اس سے نیچے جا گرا اور گردن ٹوٹ گئی۔ اس کے استہزاء اور ناشکری کا یہ نتیجہ نکلا۔ مناسب یہ ہے کہ عقل مند تفریح وتلذذ کی بجائے عبرت کی نگاہ رکھتے ہوئے سوار ہو اور یہ غور کرے کہ وہ بہرحال مرنے والا اور اپنے رب کی طرف لوٹنے والا ہے۔ تقدیر سے اس کو مفر نہیں۔

آیت ۱۵: وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا (اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اللہ تعالیٰ کا جزو قرار دیا) یہ ولئن سالتھم سے متصل ہے۔ یعنی ولئن سالتھم عن خالق السموٰت والارض لیعترفن به وقد جعلوا له مع ذلك الاعتراف من عبادہ جزءًا۔ اگر آپ ان سے آسمان وزمین کے بنانے والے کے متعلق سوال کریں تو وہ ضرور اس کا اعتراف کریں گے حالانکہ انہوں نے اس اعتراف کے باوجود اس کے بندوں میں سے جزو قرار دے لئے ہیں۔ یعنی وہ کہتے ہیں فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ انہوں نے ان فرشتوں کو اس کا جزو بعض حصہ بنایا جیسا کہ لڑکا والد کا جزو ہوتا ہے۔

قراءت: جُزُؤًا ابوبکر وحماد نے پڑھا ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ (بیشک انسان صریح ناشکرا ہے) نعمتوں کے انکار کی وجہ سے اس کا انکار کھلا ہوا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹے کی نسبت کفر ہے اور تمام ناشکری کی جڑ کفر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## جہالتِ کفار:

آیت ۱۶: اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰکُمْ بِالْبَنِیْنَ (کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں پسند کیں اور تم کو بیٹوں کے ساتھ مخصوص کیا) ام بل کے معنی میں ہے۔ اور ہمزہ استفہام انکاری ہے۔ اور اس سے ان کی جہالت کو ظاہر کرنا مقصود ہے۔ اور ان کی حالت پر تعجب کا اظہار کیا گیا۔ اس لئے کہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے حقیر کو چن لیا اور ان کے لئے اعلیٰ۔

آیت ۱۷: وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا (حالانکہ جب تم میں سے کسی کو اس چیز کے ہونے کی خبر دی جاتی جس کو اس نے رب رحمان کا نمونہ بنا رکھا ہے) اس جنس کی بشارت دی جاتی ہے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کی مثل قرار دیتا ہے۔ مثلاً بمعنی مشابہ۔ کیونکہ جب ان کو اللہ تعالیٰ کا جزء بنا دیا تو گویا اس کی جنس بنا دیا اور اس کا مماثل بنا دیا۔ کیونکہ لڑکا والد کی جنس سے ہوتا ہے۔ ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ کَظِیْمٌ (تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے)۔ انہوں نے اس جنس ملائکہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی۔ حالانکہ ان کی حالت یہ ہے۔ کہ جب ان میں سے کسی ایک کو کہا جاتا ہے۔ تیرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ تو وہ غم زدہ ہو جاتا ہے اور اس کے چہرے کی غصہ سے ہوائیاں اڑ جاتی ہیں اور وہ افسردہ اور دکھ سے بھرا ہوتا ہے۔ الظلول کا معنی ہو جانا ہے۔

آیت ۱۸: اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَۃِ وَھُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ (کیا جو آرائش میں نشوونما پائے اور وہ مباحثہ میں قوت بیانیہ نہ رکھتی ہو) یعنی کیا رحمان کے لئے ایسی اولاد ثابت کرتے ہو جس میں یہ صفت مذمومہ پائی جاتی ہو۔ اور وہ صفت اس کا آرائش و زینت میں پرورش پانا ہے۔ جب اس کو مخالف کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر مقابلے کا موقعہ آئے اور مردوں سے دوبدو گفتگو کا موقعہ ہو تو وہ اپنی بات کو پورے طور پر بیان نہیں کر سکتی۔ اس کے پاس طاقت بیان نہیں اور نہ وہ کوئی دلیل پیش کر سکتی ہے اور اس کی وجہ عقل کی کمزوری ہے۔

## قولِ مقاتل رحمہ اللہ:

عورت جب بھی گفتگو کرتی ہے تو اس کی دلیل اپنے خلاف نکلتی ہے۔

آیت میں زیب و زینت کو محل مذمت میں استعمال کیا گیا۔ پس آدمی کو چاہیے کہ وہ خوش عیشی سے گریزاں رہے۔ اور لباس تقویٰ کو زینت بنائے۔

اور من محلاً منصوب ہے اور معنی یہ ہے۔ او جعلوا من ینشؤا فی الحلیۃ یعنی البنات للہ عز و جل۔ کیا انہوں نے قرار دیا ان کو جو زیور میں پلتی ہیں۔ بیٹیاں اللہ تعالیٰ کے لئے۔

قراءت: یُنْشَأُ۔ حمزہ، علی، حفص نے پڑھا یعنی تربیت کی جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک کفر میں تین کفر:

انہوں نے ایک کفر میں تین کفر جمع کر دیے۔ نمبرا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف لڑکے کی نسبت کی۔ نمبر۲۔ اور دونوں میں سے خسیس قسم کو اس کے لئے مقرر کیا اور نمبر۳۔ اس کو ملائکہ مکرمین میں سے قرار دیا جس سے ان کی توہین کی۔

آیت ۱۹: وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (اور انہوں نے فرشتوں کو جو کہ رحمان کے بندے ہیں۔ عورت قرار دے رکھا ہے) یعنی انہوں نے ان کا نام تجویز کیا اور کہا کہ وہ عورتیں ہیں۔ قراءت: مکی' مدنی و شامی نے عند الرحمان پڑھا۔ یعنی عندیت سے مرتبہ و مقام مراد ہے نہ کہ منزل و مکان والی۔ اور العباد جمع عبد کی ہے۔ اور یہ جھگڑالو لوگوں کے خلاف مضبوط دلیل ہے۔ اس لئے کہ غلامی اور خودرائی میں تضاد ہے۔ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ (کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے) یہ ان سے تہکم کیا گیا ہے۔ یعنی وہ یہ بات ایسے ہی کہہ رہے ہیں۔ ان کی بات میں کوئی علمی وزن نہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کے جاننے کی طرف مجبور نہیں کیا۔ اور نہ کسی استدلال سے انہوں نے اس کو معلوم کیا ہے۔ اور نہ ہی اسے کسی ایسی خبر سے معلوم کیا ہے جو علم کو لازم کر دے۔ اور نہ ہی انہوں نے ان کی تخلیق کا مشاہدہ کیا ہے کہ یہ اپنے مشاہدے کی بنیاد پر خبر دے رہے ہیں۔ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ (ان کا یہ دعویٰ لکھ لیا جاتا ہے) جو انہوں نے ملائکہ کے متعلق ان کے مؤنث ہونے کے بارے میں کیا ہے۔ وَيُسْئَلُوْنَ (اور ان سے باز پرس کی جائے گی) اس کے متعلق یہ وعید ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۙ اِنْ هُمْ اِلَّا

اور ان لوگوں نے کہا کہ اگر رحمان چاہتا تو ہم غیر اللہ کی عبادت نہ کرتے، انہیں اس بات کی کچھ بھی تحقیق نہیں وہ محض اٹکل سے

يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا

بات کرتے ہیں، کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کتاب دی ہے جس سے وہ دلیل پکڑتے ہیں؟ بلکہ انہوں نے یوں کہا کہ ہم

وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا

نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم انکے طریقوں کے مطابق راہ یاب ہیں اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے جس کسی بستی میں

مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى

کوئی ڈرانے والا بھیجا تو اس کے خوشحال لوگوں نے یوں کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر

اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ

پایا ہے اور ہم ان کے طریقوں کا اقتداء کرنے والے ہیں، ان کے پیغمبر نے کہا کیا اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بڑھ کر ہدایت والی چیز لایا ہوں جس پر تم نے

عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ

اپنے باپ دادوں کو پایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جس چیز کو دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں، سو ہم نے ان سے انتقام لے لیا۔ سو دیکھ لیجئے

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع

جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

## کافروں کی بات جھوٹ ہے:

آیت ۲۰: وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ (اور وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے) یعنی ملائکہ کی۔ اس آیت کے ظاہر سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر سے کفر نہیں چاہا۔ ایمان چاہا۔ اس لئے کہ کفار نے دعویٰ یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کفر چاہا ہے اور ان سے عبادتِ اصنام کو چھڑوانا نہ چاہا۔ اس لئے تو انہوں نے کہا لو شاء الرحمان ماعبدناھم۔ اگر وہ ہم سے چاہتا تو ہم بتوں کی عبادت چھوڑ دیں تو ہمیں ان کی عبادت سے منع کر دیتا لیکن اس نے بتوں کی عبادت ہم سے چاہی اس لئے ہمیں روکا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قول و اعتقاد کی تردید میں فرمایا۔ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ (ان کو اس کی کچھ تحقیق نہیں) مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (وہ محض بے تحقیق بات کر رہے ہیں) یعنی جھوٹ بولتے ہیں۔

## آیت کا معنی:

انہوں نے مشیت سے رضا مراد لی اور کہا کہ اگر اس بات پر وہ راضی نہ ہوتا تو ہمیں جلد سزا دے دیتا یا ہمیں زبردستی ان کی عبادت سے روک دیا جاتا اور مجبور کر کے لوٹا دیا جاتا۔ جب اس نے ایسا نہ کیا تو گویا وہ اس پر راضی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد سے تردید فرمائی مالھم بذالك من علم الایة یا انہوں نے یہ قول استہزاءً کہا۔ اعتقاد و وقار سے نہیں کہا پس اللہ تعالیٰ نے اس میں ان کی تکذیب فرمائی۔ اور ان کو جاہل قرار دیا اس طور پر کہ انہوں نے اعتقاداً نہیں کہی۔ جیسا کہ ان کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا۔ انطعم من لو یشاء اللّٰہ اطعمهٗ [یٰسٓ: ۴۷] اصل میں اتنی بات تو درست ہے مگر جب اس کو بطور استہزاء کہا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمائی۔ ان انتم الافی ضلالٍ مبین [یٰسٓ: ۴۷] اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قالوا نشهد انك لرسول اللّٰہ [المنافقون: ۱] پھر فرمایا: واللّٰہ یشهد ان المنافقین لکاذبون [المنافقون: ۱] کیونکہ انہوں نے اعتقاد سے یہ بات نہ کہی تھی۔ اسی طرح اس آیت میں مشیت کو انہوں نے اپنے لئے اس بات میں حجت بنایا جو وہ اپنے اختیار سے کرتے تھے۔ اور گمان یہ کر لیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو کسی بھی فعل پر سزا نہیں دینگے جو انہوں نے اس کی مشیت سے کئے ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو اس میں بریٔ الذمہ قرار دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا۔

آیت ۲۱: اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ (کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دے رکھی ہے) ۂ یعنی قرآن سے پہلے یا ان کی اس بات سے پہلے فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ (پس وہ اس سے استدلال کرنے والے ہیں) اس پر عمل کرنے والے اور اسی کے حکم کو پکڑنے والے ہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے۔ أشهدوا خلقهم ام اتیناهم کتابا فیه ان الملائکة اناث۔ کیا وہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے۔ یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ ملائکہ عورتیں ہیں۔

## کفار کے پاس کوئی دلیل نہیں:

آیت ۲۲: بَلْ قَالُوْٓا (بلکہ انہوں نے کہا) بلکہ ان کے پاس کوئی قابل استدلال دلیل نہیں ہے جس سے وہ دلیل لے سکیں نہ تو ظاہر کے اعتبار سے اور نہ ہی عقلی لحاظ سے اور نہ سمعی اعتبار سے بس ان کی تو ایک ہی بات ہے۔ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ (کہ ہم نے تو اپنے آباء واجداد کو ایک طریقہ پر پایا ہے) امة۔ دین کے معنی میں ہے۔ پس ہم نے ان کی تقلید کی ہے۔ یہ امّ سے ہے۔ جس کا معنی قصد ہے۔ پس اُمة اس طریقے کو کہا جاتا ہے جس کی اقتداء کی جائے۔ جس کا قصد کیا جائے۔ وَاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ (اور ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے راستہ چل رہے ہیں) علی اٰثارهم یہ مهتدون کا صلہ ہو کر خبر ہے۔ نمبر۲۔ دونوں خبریں ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تقلیدِ آباء پرانی بیماری ہے:

آیت ۲۳: وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ (اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا) نذیر سے پیغمبر مراد ہیں۔ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ (مگر کہ وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا) مترف سے مالدار مراد ہیں اور وہ وہی لوگ ہیں جن کو مال تکبر میں مبتلا کردے۔ وہ شہوات وملاھی ہی کو پسند کریں اور دین کی مشقتوں اور تکالیف کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ (ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی انہی کے پیچھے پیچھے چلے جارہے ہیں)

اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور اس بات کی وضاحت ہے۔ کہ تقلید آباء بڑی پرانی بیماری ہے۔

آیت ۲۴: قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ (ان کے پیغمبروں نے کہا کہ کیا اگرچہ میں اس سے اچھا مقصود پر پہنچا دینے والا طریقہ تمہارے پاس لایا ہوں۔ کہ جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہو) قراءت: شامی اور حفص نے قال پڑھا اور اس کا فاعل النذیر کی ضمیر ہے۔ دیگر قراء نے قل پڑھا۔ کہ پیغمبر منذر کو کہا گیا کہہ دیجئے۔ وجدتم علیه اباء کم کا مطلب یہ ہے۔ کیا تم پھر بھی اپنے آباء کی اتباع کرو گے اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے زیادہ ہدایت والا دین لے آؤں جس پر تمہارے آباء تھے۔ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (وہ کہنے لگے ہم تو اس کو مانتے ہی نہیں جس کو تم دے کر بھیجے گئے ہو) یعنی دین آباء پر ہم تو قائم رہیں گے خواہ تم اس سے کتنا زیادہ ہدایت یافتہ دین لے کر آجاؤ۔

آیت ۲۵: فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ (پس ہم نے ان سے انتقام لیا) پس ہم نے ان کو وہ سزا دی جس کے وہ اصرار علی الکفر کی وجہ سے مستحق ہو چکے تھے۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (پس دیکھئے تکذیب کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝۲۶ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ بلاشبہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جنکی تم عبادت کرتے ہو سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا فرمایا

فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝۲۷ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۲۸ بَلْ

سو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مجھے ہدایت دیتا ہے، اور اس نے اپنے بعد میں آنے والی اولاد میں باقی رہنے والا کلمہ چھوڑ دیا تا کہ وہ باز آئیں' بلکہ

مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝۲۹ وَلَمَّا جَآءَهُمُ

میں نے انہیں اور انکے باپ دادوں کو سامان دے دیا یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور رسول مبین آ گیا، اور جب ان کے پاس

الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝۳۰

حق آیا تو کہنے لگے کہ یہ جادو ہے اور بے شک ہم اس کے منکر ہیں۔

## ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم اور والد:

آیت ۲۶: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ (اور جب کہ ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا) نحو: اذ سے پہلے اذکر محذوف ہے۔ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ (میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو) نحو: براء یہ مصدر ہے۔ اس میں واحد و تثنیہ وجمع برابر ہیں۔ اسی طرح تذکیر و تانیث بھی۔ جیسا تم کہو۔ رجلٌ عدلٌ وامراۃ عدلٌ وقوم عدل اور اس کا معنی ذو عدل و ذات عدل لیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بریءٌ کے معنی میں ہے۔

آیت ۲۷: اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ (مگر ہاں جس نے مجھے پیدا کیا) نحو: یہ استثناء منقطع ہے۔ گویا اس طرح فرمایا لکن الذی فطرنی ۔ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ (پھر وہی میری راہنمائی کرتا ہے) یعنی ہدایت پر ثابت قدمی بخشتا ہے۔

آیت ۲۸: وَجَعَلَهَا (اور وہ اس کو کر گئے) ابراہیم علیہ السلام نے کلمہ توحید جو زبان سے نکالا تھا کہ انني براء مما تعبدون الا الذي فطرني۔ اس کو کر دیا۔ كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ (باقی رہنے والی بات اپنی اولاد میں) یعنی ہمیشہ سے ان کی اولاد میں ایسے لوگ چلے آ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے رہے ہیں اور اس کی توحید کی طرف بلاتے رہے۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (تا کہ لوگ باز آتے رہیں) شاید کہ جو ان میں سے شرک کرنے والے ہیں۔ ان کی دعاؤں سے جو توحید پر ہیں واپس لوٹ آئیں۔ ترجی ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہے۔

## ان کو مہلت ملی تو انہوں نے انکار کیا:

آیت ۲۹: بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ (بلکہ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو خوب سامان دیا ہے) هؤلاء سے مراد



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝۳۱ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ

اور ان لوگوں نے کہا کہ یہ قرآن دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ کیا وہ آپ کے رب کی رحمت کو

رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ

تقسیم کرتے ہیں۔ ہم نے انکے درمیان دنیا والی زندگی میں انکی معیشت تقسیم کر رکھی ہے، اور ہم نے بعض کو بعض پر

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا

درجات کے اعتبار سے فوقیت دی ہے تا کہ ان میں سے ایک دوسرے سے کام لیتا رہے، اور آپ کے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ

يَجْمَعُوْنَ ۝۳۲ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ

جمع کرتے ہیں، اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ پر ہو جائیں گے تو ہم ان لوگوں کے لئے جو رحمان کے ساتھ

بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝۳۳ وَلِبُيُوْتِهِمْ

کفر کرتے ہیں انکے گھروں کی چھتوں کو چاندی کی کر دیتے اور زینے بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں اور گھروں کے لئے

اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝۳۴ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

دروازے بھی اور تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں اور سونے کے بھی، اور یہ سب کچھ صرف دنیا والی زندگی کا

الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۳۵ ع

سامان ہے۔ اور آپ کے رب کے پاس آخرت متقیوں کے لئے بہتر ہے۔

اہل مکہ میں سے وہ لوگ جو ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے آئے۔ متعت۔ کا مطلب عمر میں درازی اور مال میں اضافہ۔ پس وہ مہلت کی وجہ سے دھوکے میں پڑ گئے اور خوش عیشی اور اتباع شہوات اور کلمۂ توحید سے اعراض کر کے اطاعت شیطان میں مبتلا ہو گئے۔ حَتّٰى جَآءَ هُمُ الْحَقُّ (یہاں تک کہ حق ان کے پاس آ چکا) حق سے قرآن مراد ہے۔ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ (اور واضح رسول) یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو واضح معجزات نبوت لے کر آئے۔

آیت ۳۰: وَلَمَّا جَآءَ هُمُ الْحَقُّ (اور جب ان کے پاس حق آ پہنچا) الحق سے قرآن مراد ہے۔ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ (تو کہنے لگے۔ کہ یہ جادو ہے ہم اس کو نہیں مانتے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## نبوت کے لئے کفار کا تحکمانہ فیصلہ:

آیت ۳۱: وَقَالُوْا (اور کہنے لگے) باطل استدلال اور ضد بازی کرتے ہوئے۔ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ (کہ یہ قرآن کیوں نہیں نازل کیا گیا) اس میں آپ کی تحقیر کرنا ان کی غرض ہے۔ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (کسی بڑے آدمی پر ان دو بستیوں میں سے) یعنی ان دو بستیوں میں کسی بستی کے بڑے مالدار آدمی پر جیسا کہ فرمایا۔ یخرج منھما اللؤلؤ۔ [الرحمن۔۲۲] ان دونوں میں سے کسی ایک سے۔ القریتان سے مکہ وطائف اور عظیم مکہ سے ولید بن المغیرہ اور عظیم طائف سے عروہ بن مسعود ثقفی مراد لیا۔ ان کے نزدیک عظیم وہ تھا جو مال و جاہ والا ہو۔ انہوں نے اس بات کو نہیں پہچانا کہ عظیم وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم ہو۔

## کفار کے جاہلانہ فیصلے کا انکار:

آیت ۳۲: اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ (کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں) رحمت سے نبوت مراد ہے۔ اور ہمزہ استفہام انکاری ہے۔ جس سے ان کے نبوت کے لئے چناؤ کے تحکمانہ فیصلے پر تعجب و جہالت کا مستقل طور پر انکار مقصود ہے۔ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ (ہم نے ان کی روزی ان میں تقسیم کر رکھی ہے) معیشت۔ سے مراد رزق جس پر ان کا گزارہ ہو۔ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (دنیوی زندگی میں) ہم نے کم درجہ چیز رزق کی تقسیم بھی ان کے ذمہ نہیں کی پھر نبوت کی تقسیم ان کے ذمہ کیسے ہوسکتی ہے۔ نمبر۲۔ جس رزق میں ایک دوسرے پر برتری حاصل ہے۔ اسی طرح نبوت کے لئے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے۔ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت و بلندی دے رکھی ہے) بعض کو طاقتور، مالدار اور آقا اور دوسروں کو کمزور، فقراء اور خدام بنایا۔ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا (تا کہ وہ ایک دوسرے سے کام لیتے رہیں) تا کہ اپنی ضروریات میں دوسروں کو استعمال کریں اور اپنی محنتوں میں اس سے مدد لیں اور اپنے کام کاج میں ان کو مطیع بنائیں۔ تا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ اور اپنے منافع پالیں۔ ایک مال سے اور دوسرا مزدوری سے۔ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ (اور آپ کے رب کی رحمت) یعنی نبوت یا دین اللہ اور جو اس کے نتیجہ میں آخرت کی کامیابی ملے گی۔ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (وہ بدرجہا اس سے بہتر ہے جس کو یہ لوگ سمیٹتے رہتے ہیں) جو ساز و سامان دنیا میں یہ لوگ جمع کر رہے ہیں اس سے وہ بہت ہی بہتر ہے۔

## دُنیا کی قلت وحقارت پر دلالت:

آیت ۳۳: نکتہ: جب دنیا کو حقیر و قلیل قرار دیا تو اس کی تاکید کے لئے ایسی چیزیں لائے جو اس کی قلت و حقارت کو پختہ کر دیں۔ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے) اگر ان کے کفر پر جمع ہونے اور مل جانے کا خطرہ نہ ہوتا۔ لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ (تو جو لوگ خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ ہم ان کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے اور زینے بھی جن



BestUrduBooks.wordpress.com

پر چڑھا کرتے ) ہم کر دیتے کیونکہ دنیا ہمارے ہاں حقیر ہے۔
آیت ۳۴: وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِــُٔوْنَ (اوران کے گھروں کے کواڑ بھی اور تخت بھی جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں )
آیت ۳۵: وَزُخْرُفًا (اور سونے کے بھی ) یعنی ہم کفار کو ایسی چھتیں اور سیڑھیاں' دروازے تمام کے تمام چاندی کے مہیا کر دیتے اوران کے لئے زینت دے دیتے یعنی ہر چیز کی زینت ۔الزخرف ۔سونا اور زینت ۔یہ بھی درست ہے کہ اصل اس طرح ہو۔ چھتیں چاندی اور سونے کی کچھ حصہ چاندی اور کچھ حصہ سونے کا۔
نحو : زخرفا یہ من فضۃٍ کے محل پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔لبیوتھم یہ لمن یکفر کا بدل الاشتمال ہے۔
قراءت: سقفًا جنس قرار دے کر مکی' ابوعمرو' یزید نے پڑھا ہے المعارج جمع معرج کی ہے۔ بلندی پر چڑھنے والا زینہ۔علیھا یظھرون۔ای علی المعارج یظھرون السطوح۔سیڑھیوں سے چھتوں پر چڑھتے ۔وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (یہ سب کچھ بھی نہیں صرف دنیاوی زندگی کی کامرانی ہے )اِن نافیہ اور لمّا بمعنی الاّ ۔

## یہ فقط سامانِ دنیا ہے:

یعنی وما کل ذلك الامتاع الحیاۃالدنیا۔اس طرح بھی پڑھا گیا اور لمَا عاصم اور حمزہ کے علاوہ دوسروں نے پڑھا۔ اس طور پر کہ لام ان مخففہ کو نافیہ سے جدا کرنے والی ہے اور ما صلہ ہے۔ای ان کل ذلك لمتاع الحیاۃ الدنیا۔بیشک یہ سب البتہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔وَالْاٰخِرَةُ ( آخرت )یعنی ثوابِ آخرت عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ (تیرے رب کے ہاں متقین کے لئے ہے )متقی جو شرک سے بچتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ

اور جو شخص رحمٰن کی نصیحت سے اندھا بن جائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں، سو وہ اسکے ساتھ رہتا ہے اور بلاشبہ وہ ان کو راستہ سے

عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ

روکتے ہیں، اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں، یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اے کاش میرے

وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ

اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب والی دوری ہوتی سو تو برا ساتھی تھا، اور جب تم نے ظلم کیا تو آج تمہیں یہ بات ہرگز نفع نہ دے گی کہ تم

فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ

عذاب میں شریک ہو، کیا آپ بہروں کو سنا دیں گے یا اندھوں کو ہدایت دے دیں گے اور ان لوگوں کو جو صریح

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ

گمراہی میں ہیں، سو اگر ہم آپ کو لے جائیں تو بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں یا ہم آپ کو وہ چیز دکھا دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے

فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْٓ اُوْحِىَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ

سو بلاشبہ ہم ان پر قدرت رکھنے والے ہیں، سو آپ کی طرف جو وحی کی گئی ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہیے، بلاشبہ آپ صراط مستقیم

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْئَلْ مَنْ

پر ہیں، اور بلاشبہ یہ قرآن شرف ہے آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے، اور عنقریب تم سے سوال کیا جائے گا اور اپنے رسولوں میں سے

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ ع

جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے ان سے دریافت کر لیجئے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا دوسرے معبود تجویز کئے ہیں جن کی عبادت کی جائے؟

### بتکلف اندھے پر شیطان کا تسلط:

آیت ۳۶: وَمَنْ يَّعْشُ (جو اندھا بن جائے) قراءت: یہ من یَعْشَ بھی پڑھا گیا ہے۔ ہر دو میں فرق یہ ہے کہ جب نگاہ میں نقصان پہنچے تو کہا جاتا ہے۔ عشی یعشٰی۔ اور جب کوئی اندھوں کی طرح دیکھے اور نگاہ میں نقص نہ ہو تو کہا جاتا ہے۔ عشا یعشو۔ اب فتحہ والی قراءت کا معنی یہ ہے جو اندھا ہوا رحمان کی نصیحت سے۔ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ (رحمان کی نصیحت سے) یعنی

قرآن۔ یہ اس ارشاد کی طرح ہے۔ صم بکم عمی۔[البقرۃ۔۱۸]

اور ضمہ والی قراءت کا معنی جو اللہ تعالیٰ کی نصیحت سے بتکلف اندھا بنا یعنی یہ جانتے ہوئے کہ وہ برحق ہے اور وہ اس سے بتکلف جہالت کا اقرار کر رہا ہے۔ جیسا فرمایا۔ وجحدوا بھا و استیقنتھا انفسھم۔[النمل۔۱۴]

نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ اس کے ساتھ رہتا ہے) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ ہم اس کو اس پر مسلط کر دیتے ہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کو گناہوں پر آمادہ کرتا ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو ذکر رحمان پر مداومت کرتا ہے۔ شیطان اس کا ساتھی نہیں بنتا۔

آیت ۳۷: وَاِنَّهُمْ (اور وہ شیاطین ان انسانوں کو روکتے ہیں) لَيَصُدُّوْنَهُمْ (وہ ان کو روکتے رہتے ہیں) وہ ان اندھا بننے والوں کو روکتے رہتے ہیں۔ عَنِ السَّبِيْلِ (راستہ سے) یعنی راہِ ہدایت سے وَيَحْسَبُوْنَ (اور یہ اندھا پن والے خیال کرتے ہیں) اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (کہ وہ راہ پر ہیں)

نحو: ھم ضمیر جو مَنْ کی طرف راجع ہے اور وہ ضمیر جو شیطان کی طرف راجع ہے وہ جمع لائی گئی ہے۔ کیونکہ مَنْ اندھا پن والے کی مبہم جنس کے لئے ہے۔ اور اس کے لئے اس جنس کا مبہم شیطان مقرر ہے۔ پس ان کی طرف مجموعہ کا لحاظ کر کے ضمیر جمع لانی جائز ہے۔

## اندھے پن کا وبال:

آیت ۳۸: حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا (یہاں تک کہ جب ایسا شخص ہمارے پاس آوے گا) یعنی وہ اندھے پن والا۔ ابوبکر کے علاوہ عراقی نے واحد پڑھا اور دیگر نے جاء انا۔ (اور اندھے پن والا اور اس کا ساتھی)۔ تثنیہ پڑھا۔ قَالَ (تو کہے گا)، اپنے شیطان کو يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ (کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا) المشرقین سے مراد مشرق و مغرب ہے ایک کو تغلیب دے کر کہہ دیا۔ جیسا کہتے ہیں۔ العمران و القمران۔ اور مراد مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کا فاصلہ ہے۔ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ (کہ تو برا ساتھی تھا)

## عذاب میں اشتراک کا فائدہ نہ ہوگا:

آیت ۳۹: وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ (جبکہ تم کفر کر چکے تھے تو آج یہ بات کام نہ آئے گی) اس لئے کہ تمہارا ظلم ثابت ہو چکا۔ ظلم سے کفر مراد ہے اور وہ ظاہر ہو چکا اور تمہیں اور نہ کسی اور کو تمہارے ظالم ہونے میں شبہ نہیں رہا۔

نحو: اذ یہ الیوم سے بدل ہے۔

اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ (کہ تم سب عذاب میں شریک ہو) انکم محل رفع میں واقع ہے فاعلیت کی وجہ سے۔ یعنی تمہیں عذاب میں تمہارا اشتراک ہرگز فائدہ نہ دے گا۔ یا عذاب میں مشترک ہونا فائدہ مند نہ ہوگا۔ جیسا کہ دنیا میں عمومی ابتلاء



BestUrduBooks.wordpress.com

سے دل میں خوشی حاصل ہوتی ہے۔(مرگ انبوہ جشنے دارد) خنساء کا قول ہے۔

① اگر میرے اردگرد اپنے بھائیوں پر رونے والوں کی کثرت نہ ہوتی تو میں اپنے آپ کو قتل کرڈالتی۔

② اگرچہ ان کا رونا میرے بھائی جیسے پر نہیں لیکن نفس کو تسلی پیروی سے دی جاتی ہے۔

لیکن ان جہنم والوں کا اشتراک عذاب ان کی تسلی کا باعث نہ ہوگا۔اور نہ ہی ان کو اس سے راحت حاصل ہوگی کیونکہ جس عذاب میں وہ مبتلا ہونگے وہ بہت بڑا ہے۔

## ایک قول:

اس کا فاعل مضمر ہے معنی اس طرح ہوگا۔ یہ تمنا ہرگز تمہارے کام نہ آئے گی۔ یا یہ معذرت اس بناء پر کہ تم عذاب میں شریک ہونے والے ہو۔ کیونکہ اس کے سبب میں تم شریک ہو اور وہ کفر ہے۔ اور اس معنی کی تائید ان قراء کی قراءت کرتی ہے جنہوں نے اِنکم ہمزہ کے کسرہ سے پڑھا۔

## یہ کفر پر مریں گے:

آیت ۴۰: اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ (کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں) یعنی وہ لوگ جن کی عقلوں کے کان غائب ہو چکے۔اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ (یا تم اندھوں کو راہ پر لا سکتے ہو) یعنی وہ جن کی بصارت نہیں رہی۔وَمَنْ کَانَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (اور وہ جو کھلی گمراہی میں ہیں) اور وہ لوگ جن کے متعلق علم الٰہی میں کفر پر موت لکھی ہے۔

## ہم ان سے انتقام لیں گے:

آیت ۴۱: فَاِمَّا۔ ما کو ان پر تاکید شرط کے لئے لائے۔اسی طرح نذھبن میں نون ثقیلہ بھی اس غرض کے لئے ہے۔نَذْهَبَنَّ بِكَ (ان کے خلاف تمہاری مدد سے پہلے آپ کو وفات دے دیں) اور اس سے مؤمنوں کے دلوں کو ٹھنڈک حاصل ہو۔فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ (بیشک ہم ان سے انتقام لینے والے ہیں) آخرت کا سخت انتقام لیں گے۔

آیت ۴۲: اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ (یا اگر ان سے ہم نے عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے۔وہ آپ کو دکھلا دیں) آپ کی وفات سے قبل یعنی بدر کا دن۔فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ (ہمیں ان پر قدرت حاصل ہے)

زلط : کفر و گمراہی پر ان کی سخت روی افانت تسمع الصم سے ذکر کی پھر دنیا و آخرت کے عذاب سے ان کو ڈرایا۔ فاما نذھبن بك الایتین۔

## قرآن صراطِ مستقیم ہے آپ اس پر عمل پیرا رہیں:

آیت ۴۳: فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْٓ اُوْحِیَ اِلَیْكَ (آپ اس قرآن پر قائم رہیں جو آپ پر وحی کے ذریعہ سے نازل کیا گیا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

استمسك یہ تمسک کے معنی میں ہے اور وحی سے قرآن مراد ہے۔ مضبوطی سے تھامنا اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (بیشک آپ سیدھے راستے پر ہیں) صراط مستقیم سے مراد وہ دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ہے۔

آیت ۴۴: وَاِنَّهٗ (اور وہ قرآن) وہ جو آپ کی طرف وحی سے بھیجا گیا۔ لَذِكْرٌ لَّكَ (وہ آپ کے لئے بڑے شرف کی چیز ہے) وَلِقَوْمِكَ (اور آپ کی قوم کے لئے) اور آپ کی امت کے لئے۔ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ (اور عنقریب تم سب سے پوچھا جائے گا) قیامت کے دن اس قرآن کے متعلق کہ کیا تم نے اس کا حق ادا کیا اور کس قدر اس کی عظمت مانی اور اس عظیم نعمت پر کتنا شکر یہ ادا کیا۔

## ادیانِ وملل کی پڑتال ظاہر کرتی ہے کہ بت پرست باطل پر ہیں:

آیت ۴۵: وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ (اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے۔ پوچھ لیں کہ کیا ہم نے رب رحمان کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے) اس مقام پر رسل سے سوال مقصود نہیں ہے اور نہ ہی حقیقی سوال مراد ہے۔ بلکہ یہ ان کے ادیان وملل میں جانچ پڑتال سے مجاز ہے۔ کیا کسی بھی ملت و دین آسمانی میں کبھی بتوں کی عبادت کی اجازت ملی؟ اور ہر ایسے متلاشی کو کتاب اللہ میں نظر کرنا کفایت کر جائے گا۔ کیونکہ قرآن پہلی کتابوں کا مصدق ہے اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ ویعبدون من دون اللّٰہ مالم ینزل بہٖ سلطانًا۔ [الحج۔۷۱]

یہ آیت فی نفسہٖ اس بات کی دلیل کے لئے کافی ہے کسی اور کی حاجت ہی نہیں۔

### ایک قول یہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے لیلۃ المعراج میں تمام انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا۔ آپ نے ان کی امامت کروائی۔ آپ سے کہا گیا۔ ان سے سوال کریں۔ پس آپ نے اس بات میں نہ شک کیا اور نہ ان سے سوال کیا۔

### ایک قول یہ بھی ہے:

اس کا معنی یہ ہے۔ ان انبیاء علیہم السلام کی امتوں سے پوچھ لیں۔ جن کی طرف ہم نے نبوت و رسالت کا پیغام دیا۔ اور وہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہیں۔ وہ رسولوں کی کتابوں سے اس کی اطلاع دیں گے جب ان سے پوچھ لیا تو گویا انبیاء سے پوچھ لیا۔ اس سوال کا مقصد یہ ہے کہ یہ بات پختہ طور پر ثابت ہے کہ اہل اوثان باطل پر ہیں۔

قراءت: وَسَلْ بلا ہمزہ مکی وعلی نے پڑھا ہے۔ رُسْلِنَا۔ ابوعمرو نے پڑھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٤٦

اور یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے موسیٰ کو فرعون اور اسکی قوم کے بڑے لوگوں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر بھیجا، لہٰذا موسیٰ نے کہا بیشک میں رب العلمین کا رسول ہوں،

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ٤٧ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ

سو جب وہ انکے پاس ہماری نشانیاں لے کر آئے تو یکا یک وہ ان نشانیوں پر ہنسنے لگے، اور ہم انہیں جو بھی کوئی نشانی دیتے تھے وہ دوسری نشانی سے

مِنْ اُخْتِهَا ۘ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ٤٨ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ

بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب کے ساتھ پکڑا تا کہ وہ باز آ جائیں اور انہوں نے کہا کہ اے جادوگر

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ٤٩ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

تو ہمارے لئے اپنے رب سے اس بات کی دعا کر جس کا اس نے تجھ سے عہد کیا ہے بلاشبہ ہم ہدایت پانے والے بن جائیں گے، سو جب ہم نے ان سے عذاب ہٹا دیا

اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ٥٠ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ

تو یکا یک وہ عہد کو توڑ رہے ہیں اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرا دی، اس نے کہا کہ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کا ملک نہیں ہے؟

وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ٥١ ؕ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ

اور یہ نہریں جاری ہیں میرے نیچے، کیا تم نہیں دیکھتے، بلکہ میں اس شخص سے بہتر ہوں جو ذلت

مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ٥٢ فَلَوْلَآ اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ

والا ہے، اور وہ واضح طور پر بات بھی نہیں کر سکتا، سو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے، یا اس کے سامنے فرشتے آ جاتے

مُقْتَرِنِيْنَ ٥٣ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ٥٤ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا

لگا تار جماعتیں بنا کر، سو اس نے اپنی قوم کو مغلوب کر لیا سو انہوں نے اسکی اطاعت کی، بلاشبہ وہ لوگ فاسقین تھے، سو جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا

انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ٥٥ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ٥٦

ع ١١ / ٥

تو ہم نے ان سے انتقام لے لیا۔ سو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا پھر ہم نے انہیں آئندہ آنیوالوں کے لئے سلف اور نمونہ بنا دیا۔

آیت ۴۶: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قول سے تسلی دی۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (اور ہم نے موسیٰ کو اپنے دلائل دے کر فرعون اور اس کے امراء کے پاس بھیجا تھا۔ پس انہوں نے فرمایا میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں) انہوں نے اس پیغام پر جواب دیا اس پر ارشاد باری تعالیٰ جو اگلی آیت میں ہے دلالت



BestUrduBooks.wordpress.com

کرر ہاہے۔

## کفار کی رِیت:

آیت ۴۷: فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰیٰتِنَآ (جب وہ ان کے پاس ہماری آیات لے کر آئے) اس سے مراد ان کا وہ مطالبہ ہے جو اپنے دعویٰ پر دلیل لانے اور نشانی ظاہر کرنے کے متعلق فرعونیوں کی طرف سے کیا گیا تھا۔اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ (تو وہ یکا یک ان پر ہنسنے لگے) مذاق اڑانے لگے اور استہزاء کرتے ہوئے اس کا نام سحر دھر دیا۔اذا۔ مفاجات کے لئے ہے اور یہ فلما کا جواب ہے۔کیونکہ مفاجات کا فعل اس کے ساتھ مقدر ہے اور وہ اذا کے محل میں نصب کا عمل کر رہا ہے۔تقدیر کلام اس طرح ہے۔**فلما جاء هم بایاتنا فاجرأوا وقت ضحکهم۔**

## ہر نشانی بڑی ہے مگر یہ باز آنے والے نہیں:

آیت ۴۸: وَمَا نُرِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا (اور ہم ان کو جو نشانی دکھلاتے تھے وہ دوسری نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی) اختها سے مراد پہلی نشانی کی ہم مثل جو عادت کو توڑنے کے لئے ظاہر کی جاتی۔الفاظ کا انداز یہ ظاہر کر رہا ہے کہ بعد والی نشانی پہلی سے بڑھ کر ہوئی حالانکہ یہ مطلب نہیں بلکہ مراد اس کلام سے ہے۔کہ یہ تمام نشانیاں ہی بڑی ہیں۔ان میں ذرہ بھر فرق نہیں۔عام محاورہ میں اسی طرح کہا جاتا ہے۔**هما اخوان کل واحد منهما اکرم من الأخر**۔وہ دونوں بھائی ہیں ہر ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہے۔وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ (اور ہم نے ان کو عذاب میں پکڑ لیا) اور وہی جو اس آیت میں ہے۔**ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین ونقص من الثمرات**۔[الاعراف۔ ۱۳۰]۔**فارسلنا علیهم الطوفان**......[الاعراف۔ ۱۳۳]

لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ (تا کہ وہ باز آجائیں) کفر سے ایمان کی طرف۔

آیت ۴۹: وَقَالُوْا یٰٓاَیُّهَ السّٰحِرُ (اور انہوں نے کہا اے جادوگر) وہ عالم کو جادوگر کہتے تھے۔کیونکہ وہ علم سحر کو بڑا معزز خیال کرتے تھے۔قراءت: **یٰایها الساحر** کو هاء کے ضمہ اور بلا الف شامی نے پڑھا۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مفتوحہ تھا الف سے قبل واقع ہونے کی وجہ سے۔جب الف التقائے ساکنین سے گر گیا تو اس کی حرکت ماقبل کے تابع ہوگئی۔اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ (آپ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر دیجئے۔جس کا اس نے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے) **بما عهد عندك** کا مطلب یہ ہے۔اس عہد کے مطابق جو اس نے نبوت والا آپ سے لے رکھا ہے۔یا جو آپ سے عذاب دور کرنے کا وعدہ کر رکھا ہے۔اس شخص کے متعلق جو ہدایت پائے۔اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ (بیشک ہم راہ پر آجائیں گے) ایمان لے آئیں گے۔

آیت ۵۰: فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ (جب ہم نے ان سے عذاب ہٹا دیا اسی وقت انہوں نے وعدہ توڑ دیا) قسموں کے ساتھ پختہ کیا وعدہ وہ توڑ دیتے ہیں اس کو پورا نہیں کرتے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## فرعون کی منادی:

آیت ۵۱: وَنَادٰى فِرْعَوْنُ (فرعون نے منادی کرائی) اس نے بذات خود قبطی قوم کے رؤساء کو بلایا یا اس سے منادی کرنے والے کو کہا۔ پس اس نے آواز دی۔ جیسا کہتے ہیں۔ قطع الامیر اللص۔ جب کہ وہ اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے۔ فِیْ قَوْمِهٖ (اپنی قوم میں)۔ یعنی ان کو اپنی نداء کا موقعہ ومحل بنایا۔ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ (کہا اے میری قوم کیا مصر کی سلطنت میری نہیں ہے اور یہ نہریں) یعنی نیل کی نہریں۔ ان میں سے چار بڑی نہریں تھیں۔ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ (میرے نیچے بہہ رہی ہیں) میرے محل کے نیچے سے۔ ایک قول: میرے سامنے میرے باغات میں۔

نحو: واؤ عاطفہ ہے ملك مصر پر عطف ہے اور تجری الانهار سے حال ہے۔ یا واؤ حالیہ اور اسم اشارہ مبتدأ اور الانهار یہ اسم اشارہ کی صفت ہے۔ اور تجری مبتدأ کی خبر ہے۔

لطیفہ: نمبرا۔ ہارون الرشید نے جب اس آیت کو پڑھا تو کہنے لگا۔ کہ میں مصر کی حکومت اپنے سب سے حقیر غلام کو دونگا۔ خصیب نامی غلام جو اس کے وضوء کا نگران تھا۔ اس کو مصر کی حکمرانی دے دی۔

نمبر۲۔ عبداللہ بن طاہر کو مصر کی حکومت ملی۔ تو وہ روانہ ہو کر اس کے اسقدر قریب پہنچ گئے۔ کہ اس کے مکانات نظر آنے لگے۔ تو کہنے لگے یہی وہ بستی ہے جس پر فخر کرتے ہوئے فرعون نے کہا تھا۔ الیس لی ملك مصر الأیة اللہ تعالیٰ کی قسم یہ بہت ہی معمولی اور حقیر ہے۔ میں اس میں داخل ہونا ہی نہیں چاہتا اور وہیں سے اپنے گھوڑے کی لگام پھیر لی۔ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (کیا تم دیکھتے نہیں ہو) میری قوت اور موسیٰ کی کمزوری کو اور میری مالداری اور اس کا فقر۔

## میں اس حقیر سے بہتر ہوں:

آیت ۵۲: اَمْ اَنَا خَیْرٌ (بلکہ میں افضل ہوں) ام منقطعہ بل کے معنی میں ہے۔ گویا اس طرح کہا۔ اثبت عندکم واستقر یہ تمہارے ہاں ثابت اور پختہ ہو چکا کہ میں بہت بہتر ہوں اور یہ میرا حال ہے؟

مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ (اس شخص سے جو کم قدر ہے) مھین۔ کمزور، حقیر۔ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ (اور وہ قوت بیانیہ بھی نہیں رکھتا) اس لئے کہ اس کے کلام میں عجمیت ہے۔

آیت ۵۳: فَلَوْلَا یہ ھلاّ کے معنی میں ہے۔ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ (کیوں نہیں ڈالے گئے اس کو سونے کے کنگن) قراءت: حفص، یعقوب و سہل نے اسورۃ پڑھا۔ یہ سوار کی جمع ہے۔ دیگر قراء نے اساورة پڑھا جو کہ جمع اسوار کی ہے اساویر کی یاء کو حذف کر کے آخر میں تاء لائے۔ معنی کنگن ہی ہے۔ مِّنْ ذَهَبٍ (سونے کے) القائے اسورہ بول کر القائے مفاتیح مراد لی گئی ہیں۔ ان کے ہاں رواج یہ تھا کہ جب وہ کسی شخص کو سردار بناتے تو اس کو کنگن پہناتے اور اس کے گلے میں سونے کا طوق ڈالتے۔ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ (یا فرشتے اس کے ساتھ پے در پے کیوں نہیں آتے) مقترنین۔ ساتھ مل کر چلنا۔ ایک دوسرے



BestUrduBooks.wordpress.com

کے ساتھ مل کر چلیں تا کہ وہ ایک دوسرے کے مدد و معاون ہوں۔

## فرعون نے قوم کو ذلیل بنایا:

آیت ۵۴: فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ (غرض اس نے اپنی قوم کو مغلوب کر دیا) زبان سے ان کو مضطرب کر دیا اور ان کو ہلکا اور ذلیل قرار دیا۔ اس کی بات ان میں اثر کر گئی۔

## ایک قول یہ ہے:

کہ ان کو جلد اس نے اپنی اطاعت کرنے کا حکم دیا۔

فَاَطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (وہ لوگ اس کے کہنے میں آگئے وہ لوگ شرارت سے بھرے ہوئے تھے) وہ اللہ تعالیٰ کے دین سے نکلنے والے تھے۔

## انتقام الٰہی پچھلوں کے لئے نمونہ:

آیت ۵۵: فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ (جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور ان سب کو ڈبو دیا) آسف یہ اسف اسفًا سے نقل ہو کر آیا ہے یہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی کا غصہ زیادہ تیز ہو جائے۔ معنی یہ ہے انہوں نے گناہوں میں افراط سے کام لیا اور اپنے کو جلد عذاب کا حقدار اور اس بات کا مستحق بنا دیا کہ ہم ان کے متعلق حلم سے کام نہ لیں۔

آیت ۵۶: فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا (ہم نے ان کو خاص قسم کے متقدمین میں سے بنا دیا) سلف یہ سالف کی جمع ہے۔ جیسے خادم جمع ہے خدم کی۔

قراءت: سُلُفًا حمزہ، علی نے یہ پڑھا اور سلیف کی جمع قرار دیا۔ یعنی ایک جماعت جو گزر چکی۔ وَّمَثَلًا (اور عجیب شان والی بات) اور مثل کی طرح چلنے والی بات جس سے مثالیں بیان کی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے۔ تمہاری حالت تو قوم فرعون کی حالت جیسی ہے۔

لِّلْاٰخِرِيْنَ (آئندہ آنے والوں کے لئے نمونہ بنا دیا) ان کے لئے جو ان کے بعد آئیں گے۔ اس کا معنی یہ ہے۔ ہم نے ان کو پچھلے کفار کے لئے نمونہ بنا دیا۔ جو ان جیسے عذاب اور سزا کے استحقاق کے لئے انہی کے نقش پا پر چلتے ہیں۔ اور ان کو ایک مشہور مثال بنا دیا جس کو لوگ بیان کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوا ءَأٰلِهَتُنَا خَيْرٌ

اور جب انکے سامنے ابن مریم کے متعلق ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا تو اچانک آپکی قوم کے لوگ اس کی وجہ سے چیخ رہے ہیں، اور انہوں نے کہا کیا ہمارے معبود بہتر

أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿۵۸﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ

ہیں یا وہ۔ان لوگوں نے یہ بات جو آپ سے بیان کی ہے صرف جھگڑنے کے طور پر ہے، بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ جھگڑالو ہیں، وہ نہیں ہے مگر ایک ایسا بندہ

أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم

جس پر ہم نے انعام کیا اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ایک نمونہ بنا دیا، اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تم سے فرشتے پیدا

مَّلٰٓئِكَةً فِى الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿۶۰﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ

کر دیتے جو کہ بعد دیگرے رہا کرتے اور بیشک وہ قیامت کے علم کا ذریعہ ہیں سو تم لوگ اس میں شک نہ کرو اور میرا اتباع کرو

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۶۲﴾

یہ سیدھا راستہ ہے، اور شیطان تمہیں ہرگز نہ روک دے بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے،

## عیسیٰ علیہ السلام کی مثال:

آیت ۵۷: وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا (جب ابن مریم کے متعلق ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے سامنے انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جھنم۔[الانبیاء۔۹۸] تلاوت فرمائی تو۔

قریش غصے کے مارے لال پیلے ہوگئے۔ابن الزبعری کہنے لگا اے محمدؐ! کیا یہ بات خاص ہمارے لئے اور ہمارے معبودوں کے لئے ہے۔یا تمام امتوں کے لئے آپ نے فرمایا۔یہ تمہارے لئے اور تمہارے معبودوں اور تمام امتوں کے لئے ہے۔اس پر وہ کہنے لگا۔کیا تمہارا یہ اعتقاد نہیں عیسیٰ بن مریم نبی ہیں۔اور تم عیسیٰ اور اس کی امت کی تعریف کرتے ہو۔اور تمہیں معلوم ہے کہ نصاریٰ تو عیسیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔اور عزیر اور ملائکہ کو پوجا جاتا ہے۔اگر یہ سب آگ میں جائیں گے۔تو ہم راضی ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود ان کے ساتھ ساتھ رہیں۔اس کی یہ باتیں سن کر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔تو قریش بڑے خوش ہوئے خوب ہنسی اڑائی۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ان الذین سبقت لھم منا الحسنٰی...... (الانبیاء۔۱۰۱)

## ابن زبعری کا جھگڑا:

پھر یہ آیت نازل ہوئی۔(رواہ الثعلبی والبغوی) مطلب یہ ہے۔جب ابن زبعری نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اپنے



BestUrduBooks.wordpress.com

معبودوں کے لئے بطور مثال بیان کیا اور عبادت نصاریٰ کو دلیل بنا کر آپ سے مجادلہ کرنے لگا۔ اِذَا قَوْمُكَ (تو اچانک آپ کی قوم کے لوگ ) یعنی قریش مِنْهُ (اس مثال سے ) يَصِدُّوْنَ (چلانے لگے ) ابن زبعری کی بات پر جب آپ کی خاموشی دیکھی تو خوشی سے مچلنے لگے اور ٹھٹھہ سے ہنسنے لگے۔

قراءت: یصُدّون مدنی' علی' شامی' اعشی نے پڑھا اور اس کو الصدود سے لیا ہے۔ یعنی اس مثال کی وجہ سے وہ حق سے رکتے اور اعراض کرتے ہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ الصدید سے ہے۔ جس کا معنی غل غپاڑا کرنا ہے۔ اور یہ دونوں لغتیں ہیں۔ جیسا یَعْکِفُ' یَعْکُفُ ۔

آیت ۵۸: وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ (اور کہنے لگے کیا ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا وہ) ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے معبود تیرے ہاں عیسیٰ سے اچھے نہیں ہیں۔ تو جب عیسیٰ سے اچھے نہیں ہیں۔ تو جب عیسیٰ جہنم کا ایندھن ہے۔ تو پھر ہمارے معبودوں کا مسئلہ معمولی ہے۔ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ (انہوں نے یہ مثال آپ سے بیان نہیں کی ) اِلَّا جَدَلًا ( مگر صرف اس لئے تا کہ وہ مجادلہ کر کے غلبہ پائیں ) ان کا مقصد حق و باطل میں امتیاز و فرق کرنا نہیں ہے۔ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ (بلکہ یہ لوگ جھگڑالو ہی ہیں ) خصم اور لد کا معنی سخت جھگڑالو۔ قریش کا مزاج شدید جھگڑے والا تھا۔ اور یہ اس سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ارشاد الٰہی انکم و ما تعبدون سے مراد بت تھے۔ کیونکہ ما کا استعمال غیر عقلاء کے لئے ہوتا ہے۔ مگر ابن زبعری نے جب دیکھا کہ کلام اللہ کے لفظوں میں عموم کی گنجائش ہے۔ تو باوجود مراد کو جانتے ہوئے اس نے دھوکا سے حیلہ بازی کرتے ہوئے لفظ کو شمول کی طرف موڑ لیا۔ کہ اس سے تو تمام غیر اللہ جن کو بطور معبود مانا گیا ہے وہ سب مراد ہیں اور یہ فقط جھگڑا بازی اور غلبہ پانے کی غرض اور مکابرہ کی خاطر کیا اور اس میں وہ بے حیائی پر اتر آیا مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقار پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا۔

آیت ۵۹: اِنْ هُوَ (اور وہ عیسیٰ تو محض ) اِلَّا عَبْدٌ (ایک بندے ہیں ) دوسرے بندوں کی طرح اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ (جن پر ہم نے فضل کیا تھا ) کہ نبوت عنایت فرمائی وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (اور ہم نے ان کو بنی اسرائیل کے لئے ایک عمدہ نمونہ بنایا) یعنی ایک عجیب عبرت جیسا کہ مشہور مثال ہوتی ہے۔

آیت ۶۰: وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ (اور اگر ہم چاہتے تو ہم تم سے فرشتوں کو پیدا کر دیتے زمین میں ) تمہاری بجائے زمین پر۔ زجاج احمد کا قول یہی ہے۔

## قول صاحب جامع العلوم:

جعلنا منکم ای جعلنا بدلکم تمہارے بدلے اور مِن بدل کے معنی میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَخْلُفُوْنَ (وہ یکے بعد دیگرے رہتے) وہ تمہارے بعد زمین پر رہتے یا وہ ایک دوسرے کے بعد رہتے۔

## ایک قول یہ ہے:

اگر ہم چاہتے تو عجائبات پر چونکہ ہم قادر ہیں۔ تو ہم تمہیں میں سے اے مردو! فرشتے پیدا کر دیتے۔ جو زمین میں تمہارے نائب بنتے جیسا کہ تمہاری اولاد تمہاری نائب بنتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو صرف عورت سے غیر مرد کے پیدا فرما دیا۔ تا کہ تم ہماری قدرت ظاہرہ و باہرہ کا اعتراف کرو اور تا کہ تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ملائکہ اجسام ہیں جو اجسام سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ذات باری تعالیٰ قدیم ہے وہ جسمیت سے پاک ہے۔

## عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامت:

آیت ۶۱: وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ (اور وہ قیامت کے یقین کا ذریعہ ہے) عیسیٰ علیہ السلام وہ ہیں کہ جن سے قیامت کی آمد کا ثبوت ملتا ہے۔ قراءت: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَعَلَمٌ۔ عین کے فتحہ سے پڑھا ہے۔ اور اس کا معنی علامت ہے۔ مطلب یہ ہے نزول عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک علامت ہے۔

فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا (تو تم لوگ اس میں شک مت کرو) تم اس بارے میں شک مت کرو۔ المریة سے لیا گیا اس کا معنی شک ہے۔ وَاتَّبِعُوْنِ (اور تم لوگ میرا اتباع کرو)

قراءت: سہل و یعقوب نے دونوں میں یاء سے پڑھا ہے۔ یعنی میری ہدایت و شریعت کی اتباع کرو یا میرے رسول کی اتباع کرو۔ یا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے۔ کہ وہ یہ فرما دیں۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (یہ سیدھا راستہ ہے) جس کی طرف وہ تمہیں دعوت دے رہا ہے۔

آیت ۶۲: وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ (اور تم کو شیطان روکنے نہ پائے) قیامت پر ایمان لانے یا اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے) اس کی عداوت ظاہر ہے کہ اس نے تمہارے باپ کو جنت سے نکلوایا۔ اور ان سے نور کا لباس اتروا دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمَّا جَآءَ عِيسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ

اور جب عیسیٰ واضح معجزات لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور تا کہ میں تمہارے لئے بعض وہ

الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿٦٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ

باتیں بیان کروں جن میں تم اختلاف کرتے ہو سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو بلاشبہ اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے،

فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ

سو تم اس کی عبادت کرو، یہ سیدھا راستہ ہے، سو جماعتوں نے آپس میں اپنے درمیان اختلاف کر لیا۔ سو جن لوگوں نے

لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ

ظلم کیا ان کے لئے ہلاکت ہے اس دن کے عذاب سے جو درد ناک ہوگا، یہ لوگ بس قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ

تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

ان کے پاس اچانک آ جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔ اس دن دوست آپس میں بعض بعض کے دشمن ہوں گے

اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾ ع ۱۱ ۱۲

سوائے متقین کے

آیت ۶۳: وَلَمَّا جَآءَ عِيسٰى بِالْبَيِّنٰتِ (اور جب عیسیٰ معجزے لے کر آئے) بینات سے مراد یہاں معجزات یا انجیل کی آیات اور واضح احکامات قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ (کہا میں تمہارے پاس سمجھ کی باتیں لے کر آیا ہوں) حکمت سے مراد انجیل اور احکامات وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ (تا کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو تم سے وہ بیان کر دوں) وہ دینی معاملہ نہ کہ امر دنیا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو)

آیت ۶۴: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (بے شک اللہ تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے) یہ عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کا تکملہ ہے۔

آیت ۶۵: فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ (پس مختلف گروہوں نے باہم اختلاف ڈال لیا) اس سے وہ گروہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بنے وہ مراد ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ یعقوبیہ۔ نسطوریہ۔ ملکانیہ۔ شمعونیہ۔ مِنْ بَيْنِهِمْ (نصاریٰ کے مابین) فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (پس ظالموں کے لئے خرابی ہے) اس طرح کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وہ بات کہی جس نے ان کا انکار کر دیا۔ مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ (ایک پُر درد دن کے عذاب سے) اور وہ قیامت کا دن ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۞٦٨ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا

اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم رنجیدہ ہوگے، جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ

مُسْلِمِيْنَ ۞٦٩ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۞٧٠ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ

فرمانبردار تھے تم اور تمہاری بیویاں جنت میں خوشی خوشی داخل ہو جاؤ۔ ان پر سونے کی رکابیاں

مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ

اور آبخورے لائے جائیں گے اور اس میں وہ چیزیں ہونگی جنہیں نفس چاہتے ہوں گے اور جن سے آنکھیں لذت پائیں گی اور تم

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞٧١ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞٧٢ لَكُمْ فِيْهَا

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو اور یہ جنت جس کے تم وارث بنائے گئے ہو تمہارے اعمال کے بدلہ میں ہے جو تم کرتے تھے، تمہارے لئے اس میں

فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۞٧٣

بہت میوے ہیں ان میں سے تم کھا رہے ہو۔

آیت ۶۶: هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ (وہ لوگ قیامت ہی کا انتظار کر رہے ہیں) هم کی ضمیر کا مرجع قوم عیسیٰ علیہ السلام یا کفار اَنْ تَاْتِيَهُمْ (کہ وہ قیامت ان پر آپڑے) نحو : یہ الساعہ سے بدل ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ هل ينظرون الا اتيان الساعة۔ وہ صرف قیامت کی آمد کے منتظر بیٹھے ہیں۔ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو) یعنی وہ اپنے امور دنیا میں مشغولیت کی وجہ سے غافل ہوں اور قیامت آجائے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی میں ہے۔ تاخذهم وهم يخصمون۔

[یٰسین ۴۹]

### مؤمنین کے علاوہ پر دوستی منقطع:

آیت ۶۷: اَلْاَخِلَّآءُ یہ جمع خلیل کی ہے۔ يَوْمَئِذٍ (قیامت کے دن) بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (تمام دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے) المتقین سے مؤمنین مراد ہیں۔ نحو : یومئذ کا نصب یہ عدوٌ کی وجہ سے ہے۔ تقدیر کلام تنقطع فی ذلك اليوم كل خلة بين المتخالين فى غير ذات الله۔ اس دن تمام دوستیاں جو دوستوں کے مابین ہونگی وہ سب منقطع ہو جائینگی وہ دوستیاں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ اور کسی غرض سے ہونگی۔ اور غصے اور ناراضگی میں بدل جائیں گی۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی خاطر دوستی کرنے والوں کی دوستی باقی رہے گی۔ یہ باقی رہنے والی دوستی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۶۸: يٰعِبَادِ (اے میرے بندو!) قراءت: وصل ووقف دونوں صورتوں میں یاء کے ساتھ مدنی، شامی، ابوعمرو نے پڑھا ہے اور ابوبکر نے یاء کے فتحہ کے ساتھ جبکہ دیگر تمام قراء نے یاء کو حذف کر کے پڑھا ہے۔

لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ (نہ تم پر خوف ہوگا آج کے دن اور نہ تم غمگین ہو گے) یہ حکایۃً اس بات کو بیان فرمایا جو اس دن اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والوں اور متقین کے لئے کہی جائے گی۔

آیت ۶۹: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا (یعنی وہ بندے جو ہماری آیات پر ایمان لائے تھے) نحو: الذین یہ محلاً منصوب ہے۔ کیونکہ عبادی کی صفت ہے۔ اور وہ منادی مضاف ہے جو منصوب ہوا کرتا ہے۔

امنوا بآیاتنا کا مطلب ہماری آیات میں تصدیق کی۔ وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ (اور وہ فرمانبردار تھے) یعنی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والے تھے۔

## جنت کے نظارے:

آیت ۷۰: اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ (تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ) ازواج سے مراد وہ بیویاں جو دنیا میں تھیں۔ تُحْبَرُوْنَ (تمہیں خوش کیا جائے گا) تمہیں ایسا خوش کیا جائے گا۔ جس سرور کا اثر تمہارے چہروں پر ظاہر ہوگا۔

آیت ۷۱: يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ (اور ان کے پاس سونے کی رکابیاں اور گلاس لائے جائیں گے) صحاف جمع صحیفہ۔ چوڑا پیالہ۔ من ذھب کہہ کر بتلایا کہ وہ سونے کے بھی ہونگے۔ الکوب۔ وہ پیالہ جس کے ساتھ دستہ نہ ہو۔ وَفِيْهَا (اور اس جنت میں) مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ (وہ چیزیں ملیں گی۔ جن کو جی چاہے گا جن سے آنکھوں کو لذت ہوگی) قراءت: مدنی، شامی، حفص نے تشتھیه کو اثبات ھاء سے پڑھا ہے۔ اور یہ ضمیر موصول کی طرف راجع ہے اور دیگر قراء نے اس کو حذف کیا کیونکہ فعل، فاعل و مفعول کے سلسلہ میں موصول کے متعلق وسعت ہے۔ تلذ الاعین کہہ کر نعمتوں کی اقسام کو محصور کیا۔ کہ وہ دو قسم کی ہونگی۔ نمبرا۔ دل چاہی نمبر۲۔ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (اور تم یہاں ہمیشہ رہو گے)

آیت ۷۲: وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم مالک بنا دیئے گئے اپنے اعمال کے بدلے) نحو: تلک وہ جنت جس کا ذکر ہوا۔ اس کی طرف اشارہ ہے اور یہ مبتدأ ہے۔ الجنۃ خبر ہے اور الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا یہ جنت کی صفت ہے۔ نمبر۲۔ التی او رثتموھا یہ صفت ہے۔ اور بما کنتم تعملون یہ خبر ہے اور باء یہ محذوف سے متعلق ہے۔ ای حاصلة یا کائنة جیسا کہ خبر واقع ہونے والے ظروف میں ہوتا ہے۔ اور پہلی صورت میں اس کا تعلق اور ثتموھا فعل سے ہے۔

فائدہ: جنت کو میراث سے تشبیہ دی یہ بھی اسی طرح باقی رہنے والی ہے جیسا کہ میراث ورثہ کے لئے باقی رہتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ

بلاشبہ مجرم لوگ جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا، اور وہ اسی میں

مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ

ناامید ہوکر پڑے رہیں گے، اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی ظالم تھے اور وہ پکاریں گے کہ اے مالک

لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ

تمہارا پروردگار ہمارا کام تمام کر دے، وہ جواب دیں گے کہ بیشک تم اسی میں رہو گے، بلاشبہ ہم تمہارے پاس حق لائے اور لیکن

اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا

تم میں سے اکثر حق سے نفرت کرنے والے ہیں کیا انہوں نے کوئی مضبوط تدبیر کر لی ہے، سو ہم مضبوط تدبیر اختیار کرنے والے ہیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم

لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾

نہیں سنتے ان کی چپکی باتوں کو اور ان کے خفیہ مشوروں کو، ہاں ہم ضرور سنتے ہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرستادے) انکے پاس لکھتے ہیں۔

آیت۷۳: لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ (اور تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں جن میں سے تم کھا رہے ہو) مِن بعض کو بیان کرنے کے لئے ہے۔ تم ان میں سے بعض کو کھاؤ گے۔ اور اس کے پیچھے باقی درخت پر رہیں گے۔ وہ درخت جنت کے پھلوں سے ہمیشہ مزین رہے گا۔ حدیث میں ہے۔ کہ جنت کے جس درخت کا پھل توڑا جائے گا۔ اس کی جگہ فوراً دوسرا لگ جائے گا۔ [البزار۔ ۳۵۳۰]

## کفار و مجرمین کی سزا:

آیت۷۴: اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (بیشک مجرم عذاب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے)

نحو: خالدون یہ خبر کے بعد دوسری خبر ہے۔

آیت۷۵: لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ (وہ ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا)

نحو: یہ تیسری خبر ہے۔ یعنی وہ عذاب ان سے کم نہ کیا جائے گا اور نہ اس میں تخفیف ہوگی۔ وَهُمْ فِيْهِ (اور وہ اسی میں) عذاب میں۔ مُبْلِسُوْنَ (مایوس پڑے رہیں گے) وہ کشادگی سے مایوس اور حیران ہونگے۔

آیت۷۶: وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ (اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا) ان کو عذاب دے کر۔ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ (لیکن وہ خود ہی ظالم تھے) نحو: ھم یہ ضمیر فصل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۷۷: وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ (اور وہ آواز دیں گے اے مالک) یہ آواز اس وقت دیں گے جب عذاب کی کمی سے مایوس ہو جائیں گے۔ تو کہیں گے اے مالک یہ خازن جہنم ہے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ان سے کسی نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ نے یا مال پڑھا ہے۔ تو عبداللہ فرمانے لگے انہوں نے اہل نار کو ترخیم سے مشغول نہیں کر دیا۔ یعنی انہوں نے ترخیم ہی کی ہے۔

لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (کہ تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے) ہمیں موت دے دے۔ یہ قضی علیہ سے لیا گیا۔ جس کا معنی موت دینا ہے جیسا اس آیت میں ہے فوکزہ موسٰی فقضٰی علیہ [القصص: ۱۵]

مطلب یہ ہے کہ اپنے رب سے کہو کہ ہم پر موت طاری کر دے۔ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ (وہ کہے گا تم ہمیشہ اس حال میں رہو گے) عذاب میں مبتلا رہو گے۔ موت اور کمی کے ساتھ تم چھوٹ نہیں سکتے۔

آیت ۷۸: لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ (ہم نے سچا دین تمہارے پاس پہنچایا) حق سے کلام اللہ مراد ہے۔

نحو: قال میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو۔ اس لئے کہ جب انہوں نے مالک سے موت کا سوال کرنے کو کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ کلام مالک کے ساتھ متصل ہے۔ اور مراد جئنا کم سے الملائکہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قاصد وہی ہیں اور وہ بھی من جملہ فرشتوں میں سے ایک ہے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ (لیکن تمہاری اکثریت سچے دین سے نفرت کرتی تھی) اور تم اس کو قبول نہ کرتے تھے اور اس سے بھاگتے تھے کیونکہ آرام باطل کی سنگت میں اور تھکاوٹ و تکلیف حق کی معیت میں ہے۔

## کفار کی منصوبہ بندیاں:

آیت ۷۹: اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا (ہاں تو کیا انہوں نے کوئی انتظام درست کیا ہے) کیا مشرکین مکہ نے اپنی تدابیر سے کسی بات کا فیصلہ کیا ہے۔ جو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کرتے رہتے ہیں۔ فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ (پس ہم نے بھی ایک انتظام درست کیا ہے) اپنی تدابیر (معاونت حق کی) جیسے انہوں نے تدابیر کی ہیں۔

آیت ۸۰: وہ مناوی کر کے دارالندوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آئے روز فیصلے کرتے پس یہ آیت اتری۔ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ (کیا ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی خفیہ باتوں کو نہیں سنتے) سِرّھم سے ان کے دلوں میں آنے والی باتیں مراد ہیں۔ وَنَجْوٰهُمْ (اور ان کے مشورے) جو اپنی باتیں طے کرتے ہیں۔ اور دوسروں سے چھپاتے ہیں۔ بَلٰى



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

آپ فرما دیجئے کہ اگر رحمٰن کے لئے اولاد ہو تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوں، آسمانوں اور زمین کا رب جو عرش کا بھی

وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا

رب ہے وہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں سو آپ ان کو چھوڑیے باتوں میں لگیں اور کھیلا کریں یہاں تک کہ اس دن سے

يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۚ وَهُوَ

ملاقات کریں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے، اور اللہ وہ ہے جو آسمان میں معبود ہے اور زمین میں معبود ہے اور وہ

الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ

حکمت والا ہے اور علم والا ہے اور بابرکت ہے وہ ذات جس کے لئے ملک ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ انکے درمیان ہے

وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ

اور اس کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی طرف لوٹ کر جاؤ گے، اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کا

دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ

اختیار نہیں رکھتے ہاں جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ جانتے ہیں، اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ انہیں

خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا

کس نے پیدا کیا یہی کہیں گے کہ انہیں اللہ نے پیدا کیا، سو یہ لوگ کدھر الٹے جا رہے ہیں، اور اسے رسول کی اس بات کی خبر ہے کہ اے میرے رب بلاشبہ یہ لوگ

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

ایمان نہیں لاتے سو آپ ان سے اعراض کیجئے اور کہہ دیجئے کہ میرا اسلام ہے سو وہ عنقریب جان لیں گے

(کیوں نہیں) ہم ان کو سنتے اور ان پر اطلاع رکھتے ہیں۔ وَرُسُلُنَا (اور ہمارے فرشتے) کراماً کاتبین۔ لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ (ان کے پاس ہیں وہ بھی لکھتے ہیں) ان کے پاس ہی وہ ان باتوں کو لکھتے ہیں۔

## یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

جس نے لوگوں سے اپنے گناہ کو چھپا کر کیا اور اس کو اس کے سامنے ظاہر کر دیا جس پر کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ تو گویا اس نے دیکھنے والوں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے ہلکا قرار دیا۔ اور یہ منافقت کی نشانیوں میں سے ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۸۱: قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ (آپ کہیے۔ اگر رب رحمان کے اولاد ہو) اور یہ بات دلیل صحیح سے ثابت ہو جائے۔ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ (تو سب سے اول اس کی عبادت کرنے والا میں ہوں) میں سب سے پہلا ہونگا جو اس لڑکے کی تعظیم کروں گا اور تم سے بڑھ کر اس کی اطاعت کروں گا۔ اور اس کی فرمانبرداری بجالاؤں گا جیسا کہ آدمی بادشاہ کے بیٹے کی تعظیم اس کے باپ کی وجہ سے کرتا ہے یہ کلام بطریق فرض لایا گیا ہے۔ اس سے مراد ولد کی نفی ہے اور وہ اس طرح کہ عبادت کو لڑکا ہونے سے معلق کیا گیا اور یہ لڑکا ہونا تو اس کی ذات کے لئے ذاتی اعتبار سے بھی محال ہے۔ پس جو محال سے معلق ہے وہ بھی محال ہے۔ اس کی مثال سعید بن جبیر کا یہ قول ہے جو انہوں نے حجاج کو فرمایا۔ جب اس نے کہا۔ واللّٰہ لا بدلنّك بالدنیا نارًا تلظی۔ میں تمہاری دنیا کو بھڑکتی آگ بنادوں گا۔ تو سعید کہنے لگا۔ لو عرفت ان ذلك الیك ما عبدت الٰھًا غیرك۔ اگر میں جانتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے تو میں پھر تیرے سوا اور کسی کو معبود نہ مانتا۔

## ایک قول یہ ہے:

ان کان للرحمٰن ولدٌ فی زعمکم۔ کہ اگر تمہارے خیال کے مطابق رحمان کا کوئی لڑکا ہے تو میں سب سے پہلا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے والا اور تمہارے قول کی تکذیب کرنے والا ہوں۔ جو کہ تم ولد کی نسبت اس کی ذات کی طرف کرنے والے ہو۔

## ایک قول یہ ہے:

اگر تمہارے خیال میں رحمان کا بیٹا ہے۔ تو میں سب سے پہلا اس بات کا انکاری ہوں کہ اس کا بیٹا ہو۔ عابدین۔ یہ عبد یَعْبَدُ سے ہوگا۔ جبکہ وہ اس سے سخت نفرت کرنے والا ہو۔ اسم فاعل عبد و عابدٌ آتا ہے۔

قراءت: ایک قراءت میں العبدین ہے۔

## ایک قول اور بھی ہے:

کہ اِنْ نافیہ ہے۔ یعنی رحمان کا کوئی بیٹا نہیں میں سب سے پہلا شخص ہوں جو اس بات کو کہنے والا ہوں ان میں سے جو یہ کہتے ہیں اور اس کی عبادت اور اس کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں۔

## ایک روایت ہے:

کہ نضر بن حارث قریشی نے کہا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اس پر نضر کہنے لگا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تو میری تصدیق کر دی۔ ولید نے اس کو کہا۔ اس نے تمہاری تصدیق نہیں کی۔ بلکہ یہ کہا ما کان للرحمان ولد فانا اول الموحدین من اھل مکۃ ان لا ولد له۔ کہ رحمان کا کوئی بیٹا نہیں۔ پس میں اہل مکہ میں سے پہلا موحد ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی



BestUrduBooks.wordpress.com

بیٹا نہیں۔

(اگر یہ روایت درست ہو تو یہ مکالمہ بڑا لذیذ ہے)

قراءت: وُلْد۔ حمزہ، علی نے پڑھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ذات کو بیٹا بنانے سے منزہ اور پاک قرار دیا اور فرمایا۔

آیت ۸۲: سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ (آسمان اور زمین کا مالک جو کہ عرش کا بھی مالک ہے۔ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں) یعنی وہ آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب ہے۔ وہ نہ جسم ہے۔ کیونکہ اگر وہ جسم ہوتا تو اس کے بنانے پر قدرت نہ ہوتی۔ اور جب جسم نہیں تو اس کی اولاد نہیں کیونکہ پیدائش و تولد یہ جسم کی صفات میں سے ہے۔

آیت ۸۳: فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا (تو آپ ان کو اس شغل میں چھوڑ دیجئے) ان کی باطل پرستی میں۔ وَیَلْعَبُوْا (اور تفریح میں) دنیا کی مشغولیت میں حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ (یہاں تک کہ ان کو اپنے اس دن سے سابقہ واقع ہو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے) یوم سے قیامت کا دن مراد ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں وہ محض جہالت، دنیا پرستی اور تفریح کا نتیجہ ہے۔

## اللہ ہی زمین و آسمان میں قابل عبادت ہے:

آیت ۸۴: وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ (اور وہی ذات ہے جو آسمان میں بھی قابل عبادت ہے اور زمین میں بھی قابل عبادت ہے) اللہ تعالیٰ کا اسم الٰہ یہ وصف کا معنی لئے ہوئے ہے۔ اس لئے ظرف کو فی السماء اور فی الارض میں اس کے ساتھ معلق کیا ہے۔ جیسا کہ تم کہو هو حاتم فی الطی و حاتم فی تغلب۔ اس میں جواد کا معنی متضمن ہے جس کی وجہ سے وہ ہر دو قبیلوں میں معروف ہے۔ گویا تم نے اس طرح کہا هو جواد فی طیّ و جواد فی تغلب۔ کہ وہ قبیلہ طے میں بھی سخی اور قبیلہ تغلب میں بھی سخی ہے۔ اسی طرح یہاں وہ آسمان کا بھی الٰہ اور زمین میں بھی قابل عبادت وہی ہے۔

قراءت: وهو الذی فی السماء اللّٰہ وفی الارض اللّٰہ۔ اور اس کی مثال وہ ارشاد ہے۔ وهو اللّٰہ فی السمٰوٰت وفی الارض [الانعام:۳] گویا معبود ہونے کا معنی صفت میں متضمن ہے۔ اور موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر طوالت کلام کی وجہ سے حذف کردی گئی ہے۔ جیسا کہتے ہیں ماانا بالذی قائل لك شیئاً۔ میں ایسا نہیں کہ تمہیں کچھ کہوں۔

## تقدیر کلام:

اس طرح ہے۔ وهوا لذی هو فی السماء الٰہ۔ وہ وہی ذات ہے جو کہ آسمان میں معبود ہے۔

نحو: الٰہٌ یہ مرفوع ہے۔ کیونکہ مبتدأ مضمر کی خبر ہے۔ اور الٰہٌ یہ ابتداء کی وجہ سے مرفوع نہیں ہے۔ اور فی السماء۔ یہ خبر ہے۔ کیونکہ اس صورت میں صلہ ضمیر عائد سے خالی ہے جو موصول کی طرف لوٹے۔

وَهُوَ الْحَکِیْمُ (وہ اپنے اقوال و افعال میں حکمت والا ہے) الْعَلِیْمُ (وہ جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا ہے تمام کا علم رکھتا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۸۵: وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (اور وہ ذات بڑی عالی شان ہے۔جس کے لئے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو ان کے درمیان میں ہے۔ان کی سلطنت ثابت ہے۔اور اس کو قیامت کی خبر ہے) یعنی اس کے قائم ہونے کی خبر ہے۔وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (اور تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے) قراءت: مکی ٗحمزہ ٗعلی نے یُرجعون پڑھا ہے۔

## شفاعت کا اختیار مسلمانوں کو:

آیت ۸۶: وَلَا یَمْلِكُ (اور اختیار نہ رکھیں گے) یعنی ان کے معبود الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ (جن کو یہ پکارتے ہیں) یعنی جن کو پکارتے ہیں۔مِنْ دُوْنِهٖ (اس کے سوا) یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا الشَّفَاعَةَ (سفارش کے) جیسا کہ ان کا خیال ہے۔کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے سفارشی ہونگے۔ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ (مگر جس سے حق کا اقرار کیا تھا) یعنی لیکن جس نے حق کا اقرار کلمۂ توحید کے ساتھ کیا۔ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ (اور وہ تصدیق بھی کیا کرتے تھے) کہ اللہ تعالیٰ ان کا سچا رب ہے اور اس کا دلوں سے اعتقاد رکھتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہونگے جن کو شفاعت کا اختیار دیا جائے گا۔

نحو: یہ استثناء منقطع ہے یا متصل ہے۔کیونکہ جملہ الذین یدعون من دون اللّٰہ میں ملائکہ بھی ہیں۔

آیت ۸۷: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ (اور اگر آپ ان سے پوچھیں) یعنی مشرکین مکہ سے۔ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کو پیدا کیا ہے) بتوں اور ملائکہ نے نہیں۔ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ (پھر یہ لوگ کدھر الٹے چلے جارہے ہیں)

نحو: یہاں انّی کیف کے معنی میں ہے۔یا من این۔ پھر کیوں یہ توحید سے پھرتے ہیں جبکہ یہ اقرار بھی کرتے ہیں؟

## عظمت وشانِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم:

آیت ۸۸: وَقِیْلِهٖ (اور اس کو رسول کے اس کہنے کی بھی خبر ہے)

قراءت: عاصم ٗحمزہ ٗنے جر سے پڑھا ہے۔تقدیر کلام یہ ہے وعندہ علم الساعة و علم قیله۔اور اس کے پاس قیامت کا علم ہے اور اس کے پاس اس قول کی خبر ہے۔

یٰرَبِّ (اے میرے رب!) قیلہ کی ہٗ ضمیر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔کیونکہ آپ کا تذکرہ پہلے ہوا۔ اس ارشاد میں۔قل ان کان للرحمان ولد فانا اول العابدین۔[الزخرف۔۸۱]

باقی قراء نے نصب سے پڑھا ہے۔اور اس کو الساعة کے محل پر معطوف کیا ہے۔ای یعلم الساعة یعلم قیله۔ای قیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یارب وہ قیامت کو جانتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو جانتا ہے۔

القیل۔القول ٗالقال المقال یہ تمام ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔

نمبر۲۔اور یہ بھی جائز ہے کہ حرف قسم کو مضمر مانکر جر اور نصب مان لیا جائے۔اور حرف کو حذف کر دیا گیا ہے اور جواب قسم ان



BestUrduBooks.wordpress.com

ھؤلاء قوم لا یؤمنون ہے۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے) گویا آپ نے بات فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم اٹھائی اور قول یا رب ان ھؤلاء قوم لا یؤمنون۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی بات کی قسم اٹھانا یہ آپ کی عظمت و بلندی شان کو ظاہر کرتا ہے۔ اور آپ کی دعا و التجاء کی قبولیت کو ظاہر کرتا ہے۔

## آپ کو تسلی اور کفار کو وعید:

آیت ۸۹: فَاصْفَحْ عَنْهُمْ (تو آپ ان سے بے رخ رہیے) ان کی دعوت سے اعراض فرمائیں۔ کیونکہ ان کے ایمان کی امید نہیں۔ اور ان کو چھوڑیں اور ان کے حال پر رہنے دیں۔ وَقُلْ (اور ان کو کہہ دیں) سَلٰمٌ (کہ میں تم کو سلام کرتا ہوں) یہ سلام متارکت ہے۔ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (پس ان کو بھی معلوم ہو جائے گا) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار کو وعید ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے۔

قراءت: مدنی' شامی نے تعلمون پڑھا ہے۔

الحمد للہ بعونہ تتم الصالحات ترجمہ و تفسیر سورۃ الزخرف کا مکمل ہوا آج جمعہ ۱۸ اپریل ۲۰۰۳ء



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَۃُ الدُّخَانِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰیَۃً وَّثَلٰثُ رُکُوْعَاتٍ

سورۃ الدخان مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں انسٹھ ۵۹ آیات اور تین رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝۱ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝۲ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝۳ مع ۱۲

حٰمٓ، قسم ہے کتاب مبین کی بلاشبہ ہم نے اس کو مبارک رات میں نازل کیا ہے، بلاشبہ ہم ڈرانے والے ہیں،

فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ ۝۴ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝۵ رَحْمَۃً

اس رات میں ہر امر حکیم کا فیصلہ کیا جاتا ہے جو ہماری طرف سے بطور حکم کے صادر ہوتا ہے، بلاشبہ ہم بھیجنے والے ہیں آپ کے رب کی طرف سے

مِّنْ رَّبِّکَ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝۶ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا ۘ وقف لازم

رحمت کے طور پر، بلاشبہ وہ سننے والا ہے جاننے والا ہے، وہ آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے

اِنْ کُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝۷ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ؕ رَبُّکُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝۸

اگر تم یقین کرنے والے ہو، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ فرماتا ہے اور موت دیتا ہے وہ تمہارا اور تم سے پہلے جو تمہارے باپ دادے گزر گئے ان کا رب ہے

بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ یَّلْعَبُوْنَ ۝۹

بلکہ وہ لوگ شک میں پڑے ہوئے کھیل رہے ہیں۔

حٰمٓ ○ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ○ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۔

(حٰم ۔قسم ہے اس واضح کتاب کی۔کہ ہم نے اس کو ایک برکت والی رات میں اتارا ہے۔ہم آگاہ کرنے والے تھے)

آیت ۱: حٰمٓ ○ (۲) وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ یعنی قرآن مجید۔ نحو : واؤ قسمیہ ہے اگر حٰم کو حروف مقطعات میں سے بناؤ۔ یا سورت کا نام قرار دیں تو خبر ہے اور اس کا مبتداء محذوف ہے اور واؤ عاطفہ ہے۔ جب حٰم کو مقسم بہ بنائیں اور جواب قسم انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ ہے۔

آیت ۳: اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ لیلۂ مبارک سے لیلۃ القدر کی رات مراد ہے۔یا پندرہ شعبان کی رات مراد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول یہ ہے:

اس کے اور لیلۃ القدر کے درمیان چالیس راتیں ہیں۔

## قول جمہور:

اس سے لیلۃ القدر مراد ہے۔ اس لئے کہ دوسری آیت میں فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔(القدر)۔ا۔اور دوسرا یہ ارشاد شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔[البقرۃ۔۱۸۵]

اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہے۔ پھر علماء نے فرمایا۔ مکمل قرآن کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف لیلۃ القدر کی رات میں اتارا گیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام ضرورت کے وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لے کر اترتے تھے۔

## ایک قول یہ ہے:

ابتدائے نزول لیلۃ القدر میں ہوا۔ المبارکہ کا معنی خیر کثیر اور اس لئے بھی کہ اس میں خیر و برکت اترتی ہے۔ اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں اگر ان میں سے کوئی چیز نہ بھی ہوتی تب بھی اس کی برکت کے لئے نزول قرآن ہی کافی ہے۔ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ (ہم ہی آگاہ کرنے والے تھے)

## قرآن خود امر حکیم سے ہے:

آیت۴: فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ (اسی رات میں ہر حکمت والا معاملہ طے کیا جاتا ہے) یہ اکٹھے دو جملے مستانفے ہیں۔ جن سے جواب قسم کی تفسیر کی گئی ہے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ ہم نے اس کو اتارا کیونکہ ہماری شان انذار اور عقاب سے خبردار کرنا ہے۔ اور ہمارا قرآن مجید کو خصوصاً اس رات میں اتارنا کیونکہ انزال قرآن امور حکیمہ میں سے ہے۔ اور یہ رات ہر امر حکیمی کو جدا کرنے والی ہے اور یفرق کا معنی جدا کرنا اور لکھنا ہے۔ کل امر۔ سے بندوں کے ارزاق' ان کی مدت عمر اور اس رات سے لے کر آئندہ رات پیش آنے والے معاملات مراد ہیں۔ حکیم۔ حکمت والے۔ اس طرح کئے جاتے ہیں جن کا حکمت تقاضا کرتی ہے۔ امور کو حکیم کہنا یہ اسناد مجازی ہے۔ کیونکہ یہ تو دراصل صاحب امر کی صفت ہے۔ مجازاً امر کو بھی حکیم کہہ دیا۔

آیت۵: اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا (ہمارے پاس سے حکم ہو کر) امراً یہ منصوب بوجہ اختصاص ہے۔ ہر امر کو بڑا عظیم الشان قرار دیا کیونکہ وہ حکیم کی صفت رکھتا ہے۔ پھر اس کی عظمت وشان کو یہ کہہ کر چار چاند لگا دیئے کہ فرمایا یہ امر تو ہمارے پاس سے صادر ہونے والا ہے۔ جیسا ہمارا علم اور تدبیر اس کا تقاضا کرتی ہے۔ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ (ہم ہی آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے) نحو: یہ انا کنا منذرین [الدخان:۳] سے بدل ہے۔ رحمۃ من ربک اس کا مفعول لہ ہے۔

آیت۶: رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ (بوجہ رحمت کے جو آپ کے رب کی طرف سے ہوتی ہے) نمبرا۔ اس کو مفعول لہ بنائیں تو معنی اس



BestUrduBooks.wordpress.com

طرح ہوگا۔ ہم نے قرآن مجید اتارا ہے۔ کیونکہ ہماری شان یہ ہے کہ رسولوں کو کتابیں دے کر اپنے بندوں کی طرف بھیجتے ہیں۔ ان بندوں پر رحمت کرنے کے لئے۔ نمبر۲۔ امرًا من عندنا کی یہ علت ہے۔ اور رحمۃً مفعول بہ ہے۔

## ایک نکتہ:

رحمت کی صفت ارسال کے ساتھ لائی گئی ہے۔ جیسا کہ اس کی صفت اس ارشاد میں بھی اسی طرح ہے۔ وما یمسك فلا مرسل له من بعدہٖ۔ [فاطر: ۲] اصل عبارت اس طرح ہے۔ انا کنا مرسلین رحمۃً منا۔ پس منّا ضمیر کی بجائے من ربك کو لایا گیا تا کہ بتلا دیا جائے ربوبیت کا تقاضا یہ ہے کہ مربوبین پر رحمت کی جائے۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ (بیشک وہی سننے والا) ان کے اقوال کا الْعَلِيْمُ (جاننے والا) ان کے احوال کا۔

## اگر دل سے اللہ کو خالق مانتے ہو تو محمد ﷺ کو اس کا رسول مان لو:

آیت ۷: رَبِّ قراءت ونحو: یہ من ربک سے بدل ہے۔ کوفی نے اس کو مکسور پڑھا ہے اور دیگر قراء نے رفع سے پڑھا ہے ای هو ربُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ (جو کہ مالک ہے آسمان وزمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اس کا بھی اگر تم یقین لانا چاہو) اور شرط کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اقرار تھا کہ آسمانوں اور زمین کا ایک رب اور خالق ہے۔ پس ان کو کہا گیا۔ کہ ارسالِ رسل اور انزالِ کتب یہ رب العالمین کی محض رحمت ہے۔ پھر فرمایا بلاشبہ یہ رب ہی تو ہر بات کو سننے اور جاننے والا ہے۔ جس کے تم خود اقراری ہو اور یہ مانتے ہو کہ وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور ان کے مابین کا بھی رب ہے۔ اگر تمہارا یہ اقرار علم اور یقین کی بنیاد پر ہے۔ جیسا تم کہتے ہو۔ ان هذا انعام زید الذی تسامع الناس بکرمه۔ اگر تمہیں اس کے متعلق بات پہنچی ہو۔ اور اس کا واقعہ بیان کیا گیا ہو۔ اگر یہ چوپائے اس زید کے ہیں جس کے متعلق لوگ سخاوت کی باتیں ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ جانور اسی سے متعلق ہیں تو سنی جانے والی بات بالکل درست ہے۔ ان اظہار شک کے لئے نہیں ہے۔ پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو آسمان وزمین کا خالق دل سے کہتے ہو تو دل سے اس کو مانو اور یقین کرو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

آیت ۸: لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ (اس کے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں) وہی جان ڈالتا ہے اور جان نکالتا ہے۔ وہ تمہارا بھی پروردگار ہے۔ یعنی وہ تمہارا بھی پروردگار ہے۔ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ (اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے) اس پر عطف کیا۔ پھر اگلی آیت میں ان کے دعویٰ یقین کی تردید کی۔

آیت ۹: بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ (بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں) ان کا اقرار علم و یقین کی بنیاد نہیں رکھتا بلکہ کھیل اور استہزاء کا ملغوبہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝١٠ يَّغْشَى النَّاسَ ط هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١١

سو آپ اس دن کا انتظار کیجئے جس دن آسمان کی طرف دیکھنے والے کو واضح طور پر دھواں نظر آئے گا، وہ لوگوں پر چھا جائے گا، یہ دردناک عذاب ہے

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝١٢ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَ قَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ

اے ہمارے رب ہم سے عذاب کو دور کر دیجئے، بلاشبہ ہم ایمان لے آئیں گے، کہاں ہے انکو نصیحت حالانکہ ان کے پاس رسول

مُّبِيْنٌ ۝١٣ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝١٤ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا

مبین آ گیا، پھر اس سے انہوں نے اعراض کیا اور کہنے لگے کہ یہ شخص سکھایا ہوا دیوانہ ہے، بلاشبہ ہم عذاب کو تھوڑے وقت کے لئے ہٹا دیں گے،

اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۝١٥ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝١٦

بیشک تم لوٹنے والے ہو، جس روز ہم بڑی پکڑ کریں گے، بلاشبہ ہم انتقام لینے والے ہیں۔

وقف لازم

وقف لازم

## قیامت کے قریب والا دھواں:

آیت ۱۰: فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ (پس آپ اس دن کا انتظار کریں کہ آسمان کی طرف نظر آنے والا دھواں پیدا ہو) فارتقب کا معنی پس آپ انتظار کریں۔ نَحو: فارتقب کا مفعول یوم تاتی ہے۔

قیامت سے پہلے آسمان کی طرف سے ایک دھواں چھا جائے گا۔ وہ کفار کے کانوں میں گھس کر اس طرح کر دے گا کہ ہر ایک کا سر بکری کے بھونے ہوئے سر کی طرح ہوگا۔ مؤمن کو اس سے صرف زکام پیش آئے گا اور پوری زمین پر یہ حال ہوگا۔ جیسا کہ وہ ایک گھر ہے جس میں آگ جلائی گئی ہے اور دھواں اٹھ رہا ہے گھر کی دیواروں میں کوئی روشن دان دھواں خارج کرنے والا نہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

جب قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تنگ کیا آپ نے دعا فرمائی۔ اللھم اشدد وطأتك علی مضر و اجعلها علیھم سنین کسني یوسف۔ اے اللہ قریش پر اپنے بندھن کو سخت کر دے اور یوسف کے قحط والے سالوں کی طرح قحط کے سال مسلط فرما۔ قریش کو کافی مشقتیں آئیں۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ مردار اور خون اور اونٹ کی اون کا بنا ہوا کھانا کھانے پر مجبور ہو گئے۔ آدمی آسمان کی طرف نگاہ دوڑاتا تو دھواں چھایا ہوا نظر آتا۔ اور آدمی بات کرتا دھوئیں سے نظر نہ آتا تھا۔ (رواہ احمد ۱/۴۴۱ والبخاری ۴۸۲۴ ومسلم ۲۷۹۸)۔ مبینٌ جس کا حال ظاہر ہو۔ اور اس کے دھواں ہونے میں کوئی شک نہ کرے گا۔

آیت ۱۱: يَّغْشَى النَّاسَ (وہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا) ان کو ہر طرف سے آگھیرے گا۔ اور لباس کی طرح ڈھانپ لے گا۔ یہ محلا



BestUrduBooks.wordpress.com

مجرور ہے اور دخان کی صفت ہے۔ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (یہ دردناک عذاب ہے)

آیت ۱۲: رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ (اے ہمارے رب ہم سے اس مصیبت کو دور کردے۔ ہم ضرور ایمان لے آئیں گے) یعنی اگر عذاب ہم سے ہٹالیا جائے تو ابھی ہم ایمان لے آئیں گے۔

نحو: یہ فعل مضمر کی وجہ سے محلاً منصوب ہے اور وہ یقولون ہے۔ اور پھر یقولون خود حال ہونے کی وجہ سے منصوب المحل ہے۔ ای قائلین ذلك۔

آیت ۱۳: اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى (ان کو کب نصیحت ہوتی ہے) یہ کیسے وعظ و نصیحت کو قبول کریں گے اور عذاب کے کھل جانے پر وعدہ وفائی کیا کریں گے۔ وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ (حالانکہ ان کے پاس ظاہر شان کا پیغمبر آیا)

## کفار کا اُلٹا الزام یہ مجنون ہے:

آیت ۱۴: ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ (پھر بھی یہ لوگ اس سے منہ پھیرے رہے اور کہتے رہے سکھایا ہوا دیوانہ ہے) یعنی حالانکہ اس کے پاس سے عظیم تر نشان آچکا۔ اور اس کو نصیحت پالینے میں دھوئیں کے کھل جانے کی بنسبت زیادہ دخل ہے اور وہ واضح معجزات ہیں جو آیات بینات کی صورت میں ان کے سامنے ظاہر ہوئے۔ مگر انہوں نے نصیحت قبول نہ کی بلکہ اس سے منہ موڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگایا کہ عداس نامی غلام نے اس کو سکھا دیا اور آپ کی نسبت جنون کی طرف کی۔

آیت ۱۵: اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا (ہم کچھ وقت کے لئے عذاب کو ان سے ہٹادیں گے) قلیلاً سے پہلے موصوف زماناً محذوف ہے یا کشفاً قلیلاً۔

اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ (بیشک تم اپنی اسی حالت پر آجاؤ گے) اسی کفر کی طرف جس میں تم پہلے مبتلا تھے یا عذاب کی طرف لوٹنے والے ہو۔

آیت ۱۶: يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى (جس روز ہم بڑی سخت پکڑ کریں گے) اس سے مراد قیامت کا دن یا یوم بدر کا دن ہے۔ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ (ہم بدلہ لیں گے) اس دن ہم ان سے بدلہ لیں گے۔ نحو: اذکر کی وجہ سے یوم منصوب ہے۔ یا انا منتقمون جس پر دلالت کر رہا ہے۔ ای ننتقم۔ منتقمون نہیں۔ کیونکہ انا کا مابعد ماقبل میں عمل نہیں کرتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ أَدُّوٓا۟ إِلَىَّ عِبَادَ ٱللَّهِ

اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو آزمایا اور انکے پاس رسول کریم آیا کہ تم اللہ کے بندوں کو میرے حوالہ کردو

إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَن لَّا تَعْلُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ إِنِّىٓ ءَاتِيكُم بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّى

بلاشبہ میں تمہارے لئے رسول امین ہوں، اور یہ کہ تم اللہ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو بلاشبہ میں تمہارے پاس واضح دلیل لے کر آیا ہوں اور بلاشبہ میں

عُذْتُ بِرَبِّى وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾ وَإِن لَّمْ تُؤْمِنُوا۟ لِى فَٱعْتَزِلُونِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهُۥٓ أَنَّ

اپنے رب سے اور تمہارے رب سے اس بات کی پناہ لیتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کردو، اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے علیحدہ رہو، پھر موسیٰ نے اپنے رب سے دعا کی کہ

هَٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ﴿٢٢﴾ فَأَسْرِ بِعِبَادِى لَيْلًا إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَٱتْرُكِ ٱلْبَحْرَ

یہ لوگ مجرم قوم ہیں، سو تم میرے بندوں کو رات کو لے کر روانہ ہو جاؤ، بیشک تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ اور سمندر کو سکون کی حالت میں

رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوا۟ مِن جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٢٥﴾ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ

چھوڑ دینا، بلاشبہ یہ لشکر غرق کر دیا جانے والا ہے، ان لوگوں نے کتنے ہی باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور اچھے مکانات

كَرِيمٍ ﴿٢٦﴾ وَنَعْمَةٍ كَانُوا۟ فِيهَا فَٰكِهِينَ ﴿٢٧﴾ كَذَٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَٰهَا قَوْمًا ءَاخَرِينَ ﴿٢٨﴾

اور عیش کے سامان چھوڑ دیئے جن میں وہ خوشی کی حالت میں رہا کرتے تھے، اور ہم نے ان چیزوں کا دوسرے لوگوں کو وارث بنا دیا

## تذکرۂ موسیٰ علیہ السلام:

آیت ۱۷: وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ (ہم نے ان سے پہلے آزمایا) ان مشرکین سے یعنی ان کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کیا جو مختبر مختبر کے ساتھ کرتا ہے۔ تاکہ ان کا باطن سامنے آجائے۔ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ (قوم فرعون کو اور ان کے پاس ایک معزز پیغمبر آئے تھے) جو اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والے اور اس کے مؤمن بندوں پر مہربانی کرنے والے یا ذاتی اعتبار سے کریم' حسب ونسب والے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قوم کے سرداراور شرفاء کو ہی نبوت سے نوازا ہے۔

آیت ۱۸: أَنْ أَدُّوٓا۟ إِلَىَّ (کہ میرے حوالے کردو) نحو: یہ ان مفسرہ ہے۔ کیونکہ رسول کی آمد ان کی طرف جن کی طرف ان کی بعثت ہوتی ہے اس میں قول کا معنی خود پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ پیغمبران کے ہاں مبشر' نذیر اور داعی الی اللہ بن کر آتے ہیں۔ یا نمبر۲۔ ان مخففہ من المثقلہ ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہے۔ وجاء هم بان الشان والحدیث ادوا ای سلموا الی۔ اور وہ رسول ان کے پاس آئے اس لئے کہ شان اور بات یہ ہے تم میرے سپرد کردو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

عِبَادَ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کے بندوں کو) اور مراد بنواسرائیل ہیں۔عرب کہتے ہیں ادوھم الی وارسلوھم معی جیسا کہ اس ارشاد میں ہے۔فارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبھم۔[طہ۔۴۷] یہ مفعول بہ ہے۔اور یہ بھی درست ہے کہ یہ منادی ہو۔ ای ادوا الی یا عباداللّٰہ۔اے اللہ کے بندو مجھے ادا کرو جو میرا حق تم پر لازم ہے۔کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔اور میری دعوت کو قبول کر کے میری راہ پر چلو۔ اور اس کی تعلیل اس قول سے فرمائی۔اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ (میں تمہاری طرف فرستادہ ہوں) اپنی رسالت کے متعلق امانتدار ہوں مجھ پر بددیانتی کی تہمت نہیں۔

آیت۱۹: وَ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَی اللّٰہِ (اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ سے سرکشی مت کرو) یہ ان ادوا کی طرح دو صورتیں رکھتا ہے۔نمبر۱۔ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کی وحی کی توہین کر کے تکبر مت کرو۔نمبر۲۔اور پیغمبر رب العالمین کے ماننے میں تکبر سے مت کام لو۔

اِنِّیْ اٰتِیْکُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ (میں تمہارے سامنے ایک واضح دلیل پیش کرتا ہوں) واضح دلیل جو میری نبوت کو ثابت کرے۔

## قتل کی دھمکی پر استعاذۂ رب:

آیت۲۰: وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ (میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں کہ تم لوگ مجھے پتھروں سے قتل کرو) قراءت: عُذت کو عت ادغام کے ساتھ ابوعمرو، حمزہ اور علی نے پڑھا۔ترجمون کا معنی مجھے رجم سے قتل کرو۔اس کا مطلب یہ ہے۔کہ انہوں نے اپنے رب کی پناہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے پکڑی ان کے تمام فریبوں سے۔اس میں پیغمبران کی رجم وقتل کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہیں۔

آیت۲۱: وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ (اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو تم مجھ سے الگ رہو) اگر تم میرے اوپر ایمان نہیں لاتے تو میرے اور ایمان نہ لانے والوں کے درمیان پھر کوئی دوستی نہیں۔پس تم مجھ سے دور ہو جاؤ یا تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو نہ میری موافقت کرو اور نہ مخالفت اور اپنے شر وایذاء سے میرا سامنا مت کرو۔پس ایسے شخص کا سنگسار کرنا نہیں جو تمہیں فلاح و بھلائی کی طرف بلاتا ہو۔

قراءت: فاعتزلونی۔دونوں حالتوں میں یعقوب نے پڑھا ہے۔

آیت۲۲: فَدَعَا رَبَّہٗٓ (تب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی) اپنی قوم کی شکایت کرتے ہوئے۔ اَنَّ ھٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ (بیشک یہ سخت مجرم لوگ ہیں) ان یہ اصل میں بان ہے۔یعنی انہوں نے اپنے رب سے اس طرح دعا کی ھؤلاء قوم مجرمون۔

## ایک قول یہ ہے:

ان کی دعا اس طرح تھی۔اللھم عجل لھم مایستحقونہ باجرامھم۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک اور قول ہے:

دعا کا مصداق یہ قول ہے۔ ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین۔ [یونس۔۸۵]

قراءت: اِن ھؤلاء کسرہ سے بھی پڑھا گیا ہے۔ اس صورت میں قول ظاہر ہوگا۔ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی فدعا ربه فقال ان ھؤلاء۔

## بنی اسرائیل کا خروج اور فرعون کا تعاقب:

آیت ۲۳: فَاَسْرِ (تم راتوں رات میرے بندوں کو لے جاؤ) یہ اسری سے ہے۔ قراءت: فاسر۔ وصل کی صورت میں حجازی نے پڑھا۔ اور سری سے لیا ہے۔ اور فاء کے بعد قول مضمر ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ فقال اسر۔ بِعِبَادِیْ (اے میرے بندو!) مراد بنی اسرائیل ہیں۔ لَیْلًا اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (رات کو بیشک تمہارا تعاقب ہوگا) یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر کی کہ تم آگے اور فرعون اور اس کا لشکر تمہارے تعاقب میں نکلیں۔ پھر آگے جانے والوں کو اللہ تعالیٰ بچالے اور پیچھا کرنے والوں کو ہلاک کردے۔

آیت ۲۴: وَاتْرُکِ الْبَحْرَ رَھْوًا (اور تم سمندر کو سکون کی حالت میں چھوڑ دینا) رھوًا ساکن۔ موسیٰ علیہ السلام نے سمندر عبور کر کے بعد میں سمندر پر لاٹھی مارنا چاہی تا کہ وہ راستہ فرعونیوں پر بند ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ کہ سمندر کو اس کی اسی حالت میں برقرار رہنے دیں۔ راستے خشک' پانی ان کے کناروں پر دیواروں کی شکل میں موجود رہے۔ اس کو لاٹھی نہ ماریں اور اس میں کوئی چیز نہ بدلیں تا کہ قبطی لوگ اس میں داخل ہو جائیں جب وہ اس میں پورے طور پر پہنچ جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان پر بند کر دیں گے۔

## ایک قول:

الرھو۔ وسیع میدان۔ یعنی اس کو کھلا ہوا رہنے دیں۔ اِنَّھُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ (بیشک ان کا تمام لشکر ڈبو یا جائے گا) اس کے بعد کہ تم سمندر سے نکل جاؤ گے۔

قراءت: اَنَّھُمْ فتحہ سے بھی پڑھا گیا۔ اس صورت میں لام محذوف ہے۔

## دیارِ فراعنہ:

آیت ۲۵: کَمْ تَرَکُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ (ان لوگوں نے کتنے ہی باغ اور چشمے)

آیت ۲۶: وَّزُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ کَرِیْمٍ (اور کھیتیاں اور عمدہ مکانات) مقام۔ سے خوبصورت مکانات ایک قول :منبر۔

آیت ۲۷: وَّنَعْمَةٍ کَانُوْا فِیْھَا فٰکِھِیْنَ (اور آرام کے سامان چھوڑ دیے جن میں وہ خوش رہا کرتے تھے) خوش عیشی اختیار کرنے والے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

سو نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین، اور ان کو مہلت نہیں دی گئی، اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو ذلیل کرنے

مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ

والے عذاب سے نجات دی جو فرعون کی طرف سے تھا، بیشک وہ بڑا سرکش اور حد سے نکل جانے والوں میں سے تھا، اور یہ بات واقعی ہے

اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰي عِلْمٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰۗؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾

کہ ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے علم کی رو سے جہان والوں پر فوقیت دی اور ہم نے ان کو ایسی نشانیاں دیں جن میں انعام تھا واضح طور پر۔

آیت ۲۸: كَذٰلِكَ (اسی طرح ہوا) معاملہ اسی طرح ہے۔ نحو: کاف رفع کے مقام پر مبتداء مضمر کی خبر ہے۔ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ (ہم نے ایک دوسری قوم کو ان کا وارث بنا دیا) جو قرابت' دین' دوستی کے اعتبار سے نہ ہونے کے برابر تھے اور وہ بنی اسرائیل تھے۔

آیت ۲۹: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (پس نہ تو ان پر آسمان و زمین کو رونا آیا) کیونکہ وہ کفر پر مرے اور مؤمن جب مرتا ہے تو اس پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ مؤمن پر اس کے نماز پڑھنے کی جگہ روتی ہے۔ اور آسمان کا وہ مقام ہوتا ہے جہاں سے اس کے اعمال چڑھتے ہیں۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

اہل السماء والارض یہاں مضاف محذوف ہے یعنی اہل آسمان و اہل زمین روتے ہیں۔

وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ (اور نہ ان کو مہلت دی گئی) ان کو دوسرے وقت تک مہلت نہ دی گئی اور نہ چھوڑا گیا۔

آیت ۳۰: وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ (اور ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات دی) عذاب مہین سے مراد غلامی و عورتوں سے خدمتگاری اور قتل اولاد۔

آیت ۳۱: مِنْ فِرْعَوْنَ (فرعون سے) نحو: یہ العذاب المهين سے بدل ہے۔ جار کو دوبار لوٹایا گیا۔ گویا فرعون بذات خود ایک ذلت والا عذاب تھا۔ کیونکہ وہ ان کو سزا دینے میں حد سے نکلا ہوا تھا۔ اور توہین کی انتہاء کو پہنچا تھا۔ نمبر ۲۔ مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ ای ذلك من فرعون۔ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ (واقعی وہ سرکش اور حد سے نکل جانے والوں میں سے تھا) عالیا: متکبر کو کہتے ہیں۔ نحو: کان کی اول خبر عالیا اور من المسرفين دوسری خبر ہے۔ ای كان متكبرًا مسرفًا۔

آیت ۳۲: وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ (اور ہم نے ان کو فوقیت دی) یعنی بنی اسرائیل کو عَلٰي عِلْمٍ (علم کی رو سے) ضمیر فاعلی سے حال ہے۔ ای عالمين بمكان الخيرة وبانهم احقاء ان يختاروا۔ چناؤ کے مقام کو جانتے ہوئے اور اس لئے کہ وہ چناؤ کے



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا

بلاشبہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بس یہی ہماری پہلی موت ہے اور ہم دوبارہ زندہ کئے جانے والے نہیں ہیں، سو تم

بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

ہمارے باپ دادوں کو لے آؤ اگر تم سچے ہو، کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے،

اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

ہم نے انہیں ہلاک کردیا بلاشبہ وہ مجرم تھے، اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس طور پر پیدا نہیں کیا کہ ہم فعل عبث

لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ

کرنے والے ہوں ہم نے ان کو پیدا نہیں کیا مگر حق کے ساتھ، اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے، بلاشبہ فیصلہ کا

الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾

دن ان سب کا وقت مقرر ہے جس دن کوئی تعلق رکھنے والا کسی تعلق رکھنے والے کو کچھ بھی نفع نہ دے سکے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ ع ۲ ۱۳ ۱۵

مگر جس پر اللہ رحم فرمائے بیشک وہ عزیز ہے رحیم ہے

حقدار تھے۔ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (جہان والوں پر) ان کے زمانہ کے جتنے لوگ تھے۔

آیت ۳۳: وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ (اور ہم نے ان کو ایسی نشانیاں دیں) مثلاً سمندر کا پھٹنا' بادلوں کا سائبانوں کی طرح سایہ کرنا من وسلویٰ کا نزول وغیر ذلك۔ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ (جن میں صریح انعام تھا) بلاء مبین ظاہری نعمت یا ظاہر اختبار وامتحان تاکہ ان کی عملی حالت کو جانچا جا سکے۔

آیت ۳۴: اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ (بیشک یہ لوگ) کفار قریش لَيَقُوْلُوْنَ (کہتے ہیں)

آیت ۳۵: اِنْ هِيَ (کہ بس یہی) ہماری موت تو اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى (ہماری پہلی موت ہے) ایک اشکال: بات تو حیات ثانیہ کی ہے نہ کہ موت کی تو اس طرح کیوں نہ کہہ دیا گیا۔ ان هي الاحياتنا الاولى نیز موت کے ساتھ اولیٰ کی قید کا کیا مطلب ہے۔ گویا اس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ ان سے دوسری موت کا وعدہ کیا گیا جس کا انہوں نے انکار کر کے پہلی کو ثابت کیا۔

**جواب** نمبر۱۔ ان کو یہ کہا گیا ہے۔ کہ تم ایسی موت مرو گے جس کے بعد ایک زندگی آئے گی جیسا کہ تمہاری ایک موت گزری جس کے بعد زندگی ملی۔ اور یہ اس آیت میں مذکور ہے۔ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔ [البقرۃ۔ ۲۸] اس پر کفار



BestUrduBooks.wordpress.com

کہنے لگے ان ھی الا موتتنا الاولٰی مراد ان کی یہ تھی ۔ کہ پہلی موت ہی ایسی تھی کہ جس کی حالت یہ تھی کہ اس کے بعد زندگی آ ئے اور وہ ہو چکی (یہ موت ایسی نہیں کہ جس کے بعد زندگی آئے) اس کے مطابق اس آیت اور اس آیت کا مفہوم ایک ہو جا تا ہے ۔ الاحیاتنا الدنیا ۔ [الجاثیہ ۔۲۴] نمبر۲ ۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اس بات کا انکار ہو ۔ جو اس ارشاد میں ہے ۔ ربنا امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین ۔ [غافر ۔۱۱]

وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ (اور ہم دوبارہ زندہ نہ ہونگے) اٹھائے نہ جائیں گے ۔ عرب کہتے ہیں ۔ انشر اللّٰہ الموتٰی و نشرھم اذا بعثھم ۔ جبکہ وہ ان کو اٹھائے گا ۔

## جھوٹا بہانہ :

آیت ۳۶ : فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ (پس تم ہمارے باپ دادوں کو لا موجود کرو) یہ کفار کا خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین کو ہے جو ان کو اٹھائے جانے کا وعدہ کرتے تھے ۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو جلدی سے اپنے رب سے سوال کر کے ہمارے آباء کو زندہ کر دو ۔ تا کہ یہ تمہارے وعدۂ قیامت اور دوبارہ اٹھائے جانے کی حقانیت پر دلیل بن جائے ۔

آیت ۳۷ : اَهُمْ خَيْرٌ (یہ لوگ زیادہ بڑے ہوتے ہیں) طاقت وحفاظت میں اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ (یا قوم تبع) یہ تبع حمیری ہے ۔ یہ خود مؤمن تھا اور اس کی قوم کافر تھی ۔ ایک قول یہ ہے : یہ پیغمبر تھا ۔ حدیث میں وارد ہے ما ادری اکان تبع نبیا او غیر نبی ۔ مجھے معلوم نہیں آیا تبع نبی تھا یا غیر نبی (اخرجه الثعلبی ۔ کذا قال ابن حجر رحمه اللّٰہ) ۔ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (اور وہ لوگ جو ان سے پہلے ہوئے) نحو : یہ قوم تبع پر عطف کی وجہ سے حالت رفعی میں ہے ۔ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ (ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا وہ نافرمان تھے) وہ کافر اور منکرین بعث تھے ۔

آیت ۳۸ : وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا (اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے مابین ہے اس کو اس طور پر نہیں بنایا) بینھما سے جو ان دونوں جنسوں کے درمیان ہے ۔ لٰعِبِيْنَ (کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہوں) نحو : یہ حال ہے ۔ اگر بعث وحساب اور ثواب وعذاب نہ ہو تو مخلوق کی پیدائش فناء کے لئے ماننی پڑے جس کے گھاٹ مخلوق اتر رہی ہے ۔ پس یہ فعل عبث ٹھہرے گا ۔ (جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے)

آیت ۳۹ : مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (ہم نے ان دونوں کو کسی حکمت ہی سے بنایا ہے) حق کا معنی مقصد ہے جو کہ عبث کی ضد ہے ۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے) کہ انسان اس خاطر پیدا کیا گیا ہے ۔

آیت ۴۰ : اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ (بیشک فیصلہ کا دن) باطل پرست اور حق پرور کے درمیان وہ قیامت ہی کا دن ہے ۔ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ان سب کا وقت مقرر ہے) ان تمام کے وعدہ کا وقت ہے ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْأَثِيمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ

بلاشبہ زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہوگا جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، وہ پیٹوں میں ایسا کھولے گا جیسے گرم پانی

الْحَمِيمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ

کھولتا ہے اس کو پکڑو پھر اسے گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ تک لے جاؤ، پھر اس کے سر پر گرم پانی کے عذاب سے

الْحَمِيمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿۴۹﴾ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ﴿۵۰﴾

ڈال دو، تو چکھ لے بیشک تو معزز مکرم ہے۔ یہ وہی عذاب ہے جس کے بارے میں تم شک کیا کرتے تھے۔

آیت ۴۱: يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى (جس دن کوئی تعلق والا دوسرے تعلق والے کے کام نہ آئے گا) مولی یہاں ولی کے معنی میں ہے کوئی دوستی و تعلق والا کسی کے بھی کام نہ آئے گا۔ شَيْئًا (ذرا بھر) ذرا بھر کام آنا یعنی بہت معمولی سا۔ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (اور نہ ان کی مدد کی جائے گی) نحو: هم کی ضمیر موالی کی طرف لوٹ رہی ہے۔ کیونکہ وہ کثیر کے معنی میں ہے۔ اس لئے کہ لفظ میں ابہام ہے۔ اور ہر تعلق کو شامل ہے۔

آیت ۴۲: إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ (ہاں مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے) نحو: یہ محل رفع ہے۔ ینصرون کی ضمیر واؤ سے بدل ہے۔ یعنی عذاب سے نہ بچے گا مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہوا۔ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ (بے شک وہ زبردست ہے) اپنے دشمنوں پر غالب ہے۔ الرَّحِيمُ (مہربان ہے) اپنے اولیاء پر۔

آیت ۴۳: إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ (بیشک زقوم کا درخت) وہ دنیا کے درخت کی صورت میں ہے مگر وہ آگ میں پیدا ہونے والا درخت ہے۔ اور زقوم اس کا پھل ہے۔ اور ہر ثقیل کھانے کو عرب زقوم کہتے ہیں۔

آیت ۴۴: طَعَامُ الْأَثِيمِ (بڑے مجرم کا کھانا ہوگا) اثیم۔ بہت جرم کرنے والا گناہ گار۔

## حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ:

سے روایت ہے کہ وہ ایک شخص کو پڑھا رہے تھے۔ طعام الاثیم اور وہ طعام الیتیم پڑھ رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ طعام الفاجر کہو۔ اے میاں! اسی روایت کو لے کر استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ کلمہ کی جگہ کلمہ کو بدلنا جائز ہے۔ جبکہ معنی وہی ہو۔ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فارسی میں قراءت کا جواز مانا ہے۔ بشرطیکہ کہ قاری تمام معانی کو ان کے کمال پر ادا کرنے والا ہو بغیر اس کے کہ اس میں سے کوئی چیز کم ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## علماء نے فرمایا:

یہ شرط اس بات کی شہادت ہے کہ اجازت ہے تو سب زبانوں کے لئے اجازت ہے۔ کیونکہ کلام عرب۔ اور خاص طور پر قرآن مجید جو کہ اپنی فصاحت و بلاغت' غرابت نظم' اسلوب کلام میں ایسے لطیف و دقیق معانی سمیٹے ہوئے ہے۔ جن کی ادائیگی سے فارسی تو کیا ہر زبان قاصر ہے۔ (جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط مفقود ہوا) باقی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا رجوع اس قول سے مروی ہے۔ اور یہی قابل اعتماد ہے۔ (پس کسی دوسری زبان میں قراءت والا مسئلہ بنیاد کے ختم ہونے کی وجہ سے کالعدم ہوگیا)

آیت ۴۵: كَالْمُهْلِ (جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا) مھل۔ زیتون کے تیل کی میل کو کہا جاتا ہے۔ نحو: کاف مرفوع ہے اور یہ دوسری خبر ہے۔ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ (وہ پیٹ میں کھولتا ہے) قراءت: مکی حفص نے یاء سے پڑھا اور مراد طعام ہوگا اور دیگر قراء نافع' ابن عامر نے تغلی پڑھا اور الشجرہ مراد لیا۔

آیت ۴۶: كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ (جیسا تیز گرم پانی کھولتا ہے) الحمیم۔ سخت گرم پانی۔ اس کا معنی ہے: غلیاً کغلی الحمیم۔ اس کا کھولنا گرم پانی کے کھولنے جیسا ہوگا۔ نحو: کاف منصوب المحل ہے۔

پھر جہنم کے داروغہ فرشتوں کو کہا جائے گا۔

آیت ۴۷: خُذُوْهُ (اس کو پکڑو) اس گناہگار کو فَاعْتِلُوْهُ (پھر اس کو گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ) اس کو زبردستی دھکے دے کر سختی سے چلاؤ۔

قراءت: مکی' نافع' شامی' سہل و یعقوب نے فاعتُلوہ پڑھا ہے۔

اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ (جہنم کے وسط تک) اس کے درمیان اور بڑے حصہ میں۔

آیت ۴۸: ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ (پھر اس کے سر کے اوپر تکلیف دینے والا گرم پانی چھوڑ دو) بہایا جانے والا گرم کھولتا ہوا پانی نہ کہ اس کا عذاب۔ البتہ جب گرم پانی اس پر ڈالا جائے گا تو گویا اس پر عذاب اور اس کی شدت ڈال دی گئی۔ صب العذاب یہ استعارہ ہے۔

آیت ۴۹: ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (لے چکھ! تو بڑا معزز و مکرم ہے) یہ بطور استہزاء اور تہکم کے کہا جائے گا۔ انک سے قبل لام تعلیلیہ محذوف ہے۔ ای لانک۔ کیونکہ تو بلند ہے۔

آیت ۵۰: اِنَّ هٰذَا (یہ وہی چیز ہے) عذاب یا یہ معاملہ وہی ہے۔ مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ (جس میں تم شک کیا کرتے تھے) تمترون کا معنی تم شک کرتے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ

بلاشبہ متقی لوگ امن والی جگہ میں ہونگے، باغوں اور چشموں میں ہوں گے، وہ سندس، اور استبرق کا

وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ

لباس پہنے ہوں گے، آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، یہ بات اسی طرح سے ہے، اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کردیں گے وہ لوگ اس میں اطمینان سے

فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ

ہر قسم کے میوے منگائیں گے پہلی موت جو انہیں دنیا میں آچکی تھی اس کے سوا موت کو نہ چکھیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں دوزخ کے

عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ

عذاب سے بچالے گا جو آپ کے رب کی طرف سے فضل ہوگا یہ بڑی کامیابی ہے۔ سو بات یہی ہے کہ ہم نے اس

بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ﴿٥٩﴾

قرآن کو آپ کی زبان پر آسان کردیا تا کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں سو آپ انتظار کیجئے، بلاشبہ وہ لوگ بھی انتظار کررہے ہیں۔

ع ۱۶

## متقین کا ٹھکانہ:

آیت ۵۱: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ (بیشک متقی امن کی جگہ میں ہوں گے) مقام۔ فتحہ کے ساتھ ہو تو معنی کھڑے ہونے کی جگہ۔ اور مراد مکان اور یہ ان خاص الفاظ میں سے ہے جو اپنے عمومی معنی میں مستعمل ہوئے۔ مُقام ضمہ میم ہو تو معنی ہوگا اقامت کی جگہ۔

قراءت: مدنی و شامی نے ضمہ میم سے پڑھا ہے۔

اَمِیْنٍ یہ امن الرجل امانة فھو امین سے لیا گیا ہے۔ یہ خائن کی ضد ہے۔ مکان کو امین بطور استعارہ کہا گیا ہے۔ گویا خوف والا مقام اس طرح ہے کہ اپنے ساتھی کو تکالیف پہنچا کر اس کی خیانت کرتا ہے۔

آیت ۵۲: فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ (وہ باغات اور چشموں میں ہونگے) نحو: یہ مقام امین سے بدل ہے۔

آیت ۵۳: يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ (وہ لباس پہنیں گے باریک ریشم) سندس: باریک ریشم۔ وَإِسْتَبْرَقٍ (دبیز موٹا ریشم)

معرب: یہ لفظ استبر سے معرب ہے۔ جب کوئی لفظ معرب ہو جائے تو پھر عجمی نہیں رہتا۔ کیونکہ تعریب کا معنی ہی یہ ہے کہ اس کو تصرف کر کے عربی بنالیا جائے۔ صحیح رخ سے تبدیلی اور اعراب وجوہ پر اس کا جاری ہونا قرآن عربی بنائے جانے کے لائق ہے۔

مُّتَقَابِلِينَ (آمنے سامنے بیٹھے ہونگے) اپنی مجالس میں۔ یہ کمال انس ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۵۴: كَذٰلِكَ (یہ بات اسی طرح ہے) کاف مرفوع ہے۔ ای الامر کذلک۔ مبتداء محذوف کی خبر ہے۔
وَزَوَّجْنٰهُمْ (ہم بیاہ کر دینگے) جوڑا بنا دیں گے۔ اسی لئے باء سے متعدی کیا گیا ہے۔ بحور: (گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے) حور جمع حوراء کی ہے۔ وہ آنکھ کی انتہاء سیاہی اور انتہائی سفیدی والی کو کہتے ہیں۔ عِيْنٍ جمع عیناء کی ہے بمعنی وسیع اور بڑی آنکھ والی۔

آیت ۵۵: يَدْعُوْنَ فِيْهَا (وہ منگاتے ہونگے) جنت میں طلب کریں گے۔ بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ (ہر قسم کے میوے اطمینان سے) وہ میوے زوال وانقطاع اور کثرت کی وجہ سے ضرر کے پیدا ہونے سے محفوظ ہونگے۔

## دوزخیوں کا حال:

آیت ۵۶: لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا (وہ نہ چکھیں گے وہاں) یعنی جنت میں الْمَوْتَ (موت کو) قطعی طور پر اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى (مگر وہی موت جو دنیا میں آ چکی) یعنی سوائے اس موت کے جو دنیا میں چکھ چکے۔ ایک قول یہ ہے: الا یہ لکن کے معنی میں ہے۔ لیکن پہلی موت اس کو دنیا میں چکھ چکے۔ وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (اور اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ سے بچالے گا)

آیت ۵۷: فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ (یہ سب کچھ آپ کے رب کے فضل سے ہوگا) فضلاً۔ یہ مفعول لہ ہے۔ نمبر۲۔ ماقبل کا مصدر مؤکد ہے۔ کیونکہ وقاھم عذاب الجحیم۔ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہی ہے۔ کیونکہ بندہ کا اللہ تعالیٰ پر کوئی استحقاق نہیں ہے۔

## داخلۂ جنت:

ذٰلِكَ (یہ) عذاب کا پھر جانا اور جنت میں داخلہ مل جانا۔ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (یہی بڑی کامیابی ہے)

آیت ۵۸: فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ (پس ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان پر آسان کر دیا ہے) ہٗ سے مراد کتاب ہے۔ اور اس کا تذکرہ ابتدائے سورت میں ہوا ہے۔ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (تاکہ یہ نصیحت قبول کریں) یتذکرون۔ نصیحت قبول کرنے کے معنی میں ہے۔

## بڑی کامیابی:

آیت ۵۹: فَارْتَقِبْ (پس آپ منتظر رہیے) آپ ان پر اترنے والے عذاب کے منتظر رہیں۔ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ (یہ لوگ بھی منتظر ہیں) یہ ان دنیوی حوادث کے منتظر ہیں جو آپ پر اتریں گے۔

الحمد للہ اولاً وآخراً سورۃ الدخان کا تفسیری ترجمہ قبل از نماز عشاء ۲۰ اپریل بروز اتوار ۲۰۰۳ء مکمل ہوا



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَۃُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الجاثیہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ۳۷ آیات اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۞ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ

حٰم، اُتارنا ہے کتاب کا اللہ کی طرف سے جو عزیز ہے حکیم ہے، بلا شبہ آسمانوں میں اور زمین میں نشانیاں ہیں

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۞ وَاخْتِلَافِ

مومنین کے لیے، اور تمہارے پیدا کرنے میں اور جو چوپائے اللہ تعالیٰ پھیلاتا ہے ان کے پیدا کرنے میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں، اور رات اور دن کے

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ

آگے پیچھے آنے میں اور جو رزق اللہ نے آسمان سے اتارا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد

مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۞ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ

زندہ فرما دیا اور ہواؤں کے پھیرنے میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جو ہم آپ پر حق کے

بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۞

ساتھ تلاوت کرتے ہیں، سو یہ لوگ اللہ کے اور اس کی آیات کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

حٰمٓ ○ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

(حم۔ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے)

اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(آسمانوں اور زمین میں اہل ایمان کے لئے بہت سے دلائل ہیں)

آیت ۱: حٰمٓ نحو: اگر اس کو سورت کا نام قرار دو تو پھر یہ مبتدأ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اور تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ یہ خبر ہے۔ من اللہ یہ تنزیل کا صلہ ہے۔ نمبر ۲۔ اگر یہ حروف مقطعات سے شمار ہو۔ تو پھر تنزیل الکتاب مبتدأ اور ظرف خبر ہے۔ الْعَزِيْزِ (وہ زبردست ہے) اپنے انتقام میں الْحَكِيْمِ (حکمت والا ہے)۔ اپنی تدبیر میں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت۳: اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ (آسمان وزمین میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلائل کثیرہ موجود ہیں) اور نمبر۲۔ یہ معنی بھی درست ہے۔ بلاشبہ آسمان وزمین کی پیدائش میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اس کی دلیل اگلی آیت و فی خلقکم ہے۔ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (مؤمنین کیلئے)

آیت۴: وَفِیْ خَلْقِکُمْ (اور تمہاری پیدائش میں) وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّۃٍ (اوران حیوانات کے پیدا کرنے میں جن کو پھیلا رکھا ہے)

نحو: اس کا عطف خلق جو مضاف ہے اس پر ہے۔ کیونکہ مضاف الیہ ضمیر مجرور متصل ہے اس پر عطف قبیح ہے۔

اٰیٰتٌ (دلائل ہیں) قراءت: حمزہ ٗعلی نے نصب سے پڑھا ہے باقی قراء نے رفع سے۔ جیسے تم کہو ان زیدًا فی الدار وعمروًا فی السوق یا عمرٌو فی السوق۔ اسم پر عطف کی صورت میں منصوب ہے اور مبتدأ ہونے کی حیثیت سے مرفوع ہے۔ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ (ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں)

## آیاتِ قدرت:

آیت۵: وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ (اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں اور اس رزق میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا) رزق سے مراد بارش ہے اور رزق بوجہ سبب رزق ہونے کے کہا گیا ہے۔ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ (اور اس سے زمین کو تروتازہ کردیا۔ اس کے خشک ہوجانے کے بعد اور ہواؤں کے بدلنے میں) قراءت: حمزہ وعلی نے الریح پڑھا ہے۔ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (عقل والوں کے لئے دلائل ہیں)

## قراءت ونحو:

آیات کو علی وحمزہ نے حالت نصب سے پڑھا اور دیگر قراء نے رفع سے۔ یہ دو عاملوں کا عطف ہے اس میں رفع ونصب برابر ہیں۔ دو عامل نمبر۱۔ اِنّ اور فی ہیں۔ واؤ ان دونوں کی جگہ لائے پس و اختلاف اللیل و النھار میں جر کا عمل کیا اور آیات میں نصب کا اور جب تم رفع دو تو پھر دو عامل ابتداء اور فی ہیں۔ واؤ آیات میں رفع کا عمل کرے گا اور اختلاف میں جر دے گا۔ یہ اخفش کا مذہب ہے۔ کیونکہ وہ عاملین کے عطف کو جائز قرار دیتے ہیں۔ باقی سیبویہ وہ اس کے سرے سے انکاری ہیں۔ پس آیت ان کے ہاں فی کو مضمر ماننے کے ساتھ ہوگی۔ اور جو بات اس کی تحسین کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان دو آیتوں میں فی کا تذکرہ موجود ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔ وفی اختلاف اللیل و النھار۔

نمبر۲۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ آیات کو خصوصاً منصوب مان لیں اور مجرور کو ماقبل پر معطوف مان کر کلام کو ختم کردیں یا آیات جو پہلی مرتبہ استعمال ہوا ہے اس کی تکریر تاکید کے طور پر منصوب مان لیں۔ گویا اس طرح کہا گیا آیاتٍ آیاتٍ۔ اور رفع کی صورت



BestUrduBooks.wordpress.com

میں ھِیَ کو مضمر مانیں گے۔

## فائدہ مہمہ :

ایمان کو ایقان سے پہلے اور پھر درمیان میں لانے اور آخر میں ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ انصاف پسند بندے جب آسمانوں اور زمین پر صحیح نگاہ ڈالتے ہیں تو وہ یقین کر لیتے ہیں کہ یہ کسی کا بنایا ہوا ہے اور اس کا صانع اور بنانے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی ہو نہیں سکتا۔ پس وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آتے ہیں۔ پھر جب اپنے نفوس کی تخلیق کو دیکھتے ہیں اور اس میں آئے روز کے تغیرات دیکھتے ہیں اور زمین میں جو ظاہری اشیاء ہیں ان کی تخلیق پر نگاہ ڈالتے ہیں کہ اس میں قسم قسم کے حیوانات ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اور ان کو یقین ہو جاتا ہے پھر جب تمام حوادث پر ان کی نگاہ پڑتی ہے۔ جو ہر وقت نئے سے نئے پیش آ رہے ہیں۔ مثلاً دن رات کا آنا جانا۔ بارشوں کا اترنا' زمین کا بنجر ہونے کے بعد دوبارہ درست ہو جانا' ہواؤں کا مختلف اطراف و کیفیات جنوب' شمال' قبول' دبور سے چلنا وغیرہ تو سمجھ جاتے ہیں اور ان کا علم اس کے متعلق پختہ ہو کر یقین خالص بن جاتا ہے۔

آیت ۶: تِلْكَ (یہ) اس سے آیات سابقہ متقدمہ کی طرف اشارہ کیا ہے ای تلك الایات۔ (آیات) اٰيٰتُ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں) نَتْلُوْهَا (ہم ان کو پڑھ کر سناتے ہیں) یہ محل حال میں ہے۔ ای متلوة۔ اس حال میں کہ پڑھی جانے والی ہیں۔ عَلَيْكَ بِالْحَقِّ (آپ کو صحیح طور پر) اور عامل پر تلک کا اشارہ والا معنی دلالت کر رہا ہے۔ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ (تو پھر اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کے بعد اور کونسی بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے) بعد اللہ کا معنی بعد آیات اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بعد یہ اسی طرح ہے جیسے کہتے ہیں اعجبنی زیدٌ و کرمہ۔ اس سے ان کا مقصد اعجبنی کرم زید۔ مجھے زید کی سخاوت نے تعجب میں ڈال دیا ہے۔ قراءت: حجازی، ابو عمرو، سہل اور حفص نے یؤمنون یاء سے پڑھا دیگر قراء نے تاء سے پڑھا اور تقدیر عبارت یہ قرار دی۔ قل یا محمد۔ الٰی آخر تومنون۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ﴿۷﴾ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ

بڑی خرابی ہے ہر جھوٹے کے لئے جو نافرمان ہے اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے جو اسکے روبرو پڑھی جاتی ہیں پھر وہ تکبر کرتے ہوئے اصرار کرتا ہے گویا

لَّمْ یَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۸﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْئَا ۨاتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ

کہ اس نے ان کو سنا ہی نہیں سوایسے شخص کو آپ دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے، اور جب وہ ہماری آیتوں میں سے کسی کو جان لیتا ہے تو ان کا مذاق بناتا ہے ان لوگوں

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۹﴾ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا یُغْنِیْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَیْئًا وَّلَا مَا

کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے، ان کے آگے دوزخ ہے انہوں نے دنیا میں جو کچھ کمایا اور اللہ کے سوا

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِیَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۰﴾ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا

انہوں نے جو کارساز بنائے ان میں سے انہیں کوئی بھی کچھ نفع نہیں دے گا، اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے یہ ایک بڑی ہدایت ہے اور جن لوگوں نے اپنے رب کی

بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ﴿۱۱﴾ ع ۱۱ / ۱۷

آیات کے ساتھ کفر کیا ان کے لئے عذاب ہے سختی والا دردناک۔

آیت ۷: وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ (بڑی خرابی ہوگی ہر ایسے شخص کے لئے جو جھوٹا ہو نافرمان ہو) افاک۔کذاب۔اثیم۔جو پے درپے گناہ کرنے والا ہو۔

آیت ۸: یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ (وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو سنتا ہے) نَحو: یہ موضع جر میں صفت ہے۔تُتْلٰى عَلَیْهِ (جبکہ وہ اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں)۔یہ آیات اللہ سے حال ہے۔ثُمَّ یُصِرُّ (پھر بھی وہ تکبر کرتا ہے) اپنے کفر کی طرف متوجہ اور قائم رہتا ہے۔مُسْتَكْبِرًا (آیات حقہ پر ایمان لانے اور یقین کرنے سے تکبر کرتا ہے) ان آیات میں عیب نکالتا اور اپنے ہاں جو کچھ ہے اس کو بہت کچھ خیال کرتا ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

کہ یہ نضر بن حارث کے متعلق اتریں وہ عجم سے قصے خرید کر لاتا اور اس میں لوگوں کو مصروف کر کے قرآن سننے سے رکاوٹ بنتا۔آیات اپنے عموم میں تمام اعدائے دین کو شامل ہیں۔

## نکتہ ثم:

ثم یہاں لاکر اس طرف اشارہ کیا گیا کہ گمراہی پر اصرار اور ایمان سے تکبر کی راہ اختیار کرنا قرآن جیسی معجز کتاب کے بعد تو



BestUrduBooks.wordpress.com

بہت ہی بعید ہے۔صحیح عقل اس کے خلاف فیصلہ دے گی۔

کَاَنْ میں تخفیف ہے اصل کانّہٗ ہے۔لَّمْ یَسْمَعْهَا (جیسے ان کو سنا ہی نہیں) ھا کی ضمیر ضمیر شان ہے اور یہ جملہ حال کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔تقدیر کلام یہ ہے۔یصر مثل غیر السامع۔

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (پس اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے) یعنی اس کو ایسی خبر دے دو جس کا اثر اس کی ظاہری پیشانی پر نظر آئے۔

## کفار کا قرآن سے استہزاء:

آیت۹: وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا (اور جب وہ ہماری آیتوں میں سے کسی آیت کی خبر پاتا ہے) جب اس کو ہماری آیات میں سے کوئی چیز پہنچتی ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ یہ ان آیات میں سے ہے۔اِتَّخَذَهَا (تو اس کی ہنسی اڑاتا ہے) وہ ان آیات کو بناتا ہے۔هُزُوًا (مذاق)۔

## ایک نکتہ:

یہاں اتخذہٗ نہیں فرمایا۔تا کہ یہ بتلا دیا جائے کہ جب وہ کلام کا کوئی سا حصہ پاتا ہے تو اس کو تمام آیات سے مذاق سوجھتی ہے اور تمام قرآن کا مذاق اڑاتا ہے۔صرف قرآن کے اسی حصے کے استہزاء پر اکتفاء نہیں کرتا۔

نمبر۲۔ضمیر ھا کا مرجع شیٔ بھی ہوسکتا ہے۔کیونکہ وہ آیت کے معنی میں ہے۔جیسا ابوالعتاہیہ نے کہا۔

نفسی بشیٔ من الدنیا معلقة۔ اللّٰہ و القائم المھدی یکفیھا۔

شیٔ سے مراد یہاں مہدی کی محبوبہ لونڈیوں میں سے عتبہ نامی لونڈی مراد ہے اسی لئے ضمیر مؤنث کی ھا اس کی طرف لوٹائی گئی ہے۔ابوالعتاہیہ اس کے عشق میں مبتلا تھا۔

اُولٰٓئِكَ سے ہر جھوٹے مفتری کی طرف اشارہ ہے۔کیونکہ وہ تمام افتراء پردازوں کو شامل ہے۔لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (ان کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے)

آیت۱۰: مِنْ وَّرَآئِهِمْ (ان کے آگے) الوراء: ہر اس جہت کو کہتے ہیں جو آدمی کو چھپائے خواہ آگے ہو یا پیچھے۔جَهَنَّمُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا (جہنم ہے اور نہ تو ان کو وہ چیزیں ذرا کام آئیں گی جو وہ کما کر گئے تھے) ما کسبوا سے اموال مراد ہیں۔

شَيْئًا (ذرا بھر) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لئے ذرا بھر وَلَا مَا اتَّخَذُوْا (اور نہ وہ جن کو انہوں نے بنایا تھا)

نحو: مَا۔دونوں میں مصدریہ ہے۔یا موصولہ ہے۔مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (کارساز اللہ تعالیٰ کے سوا) یعنی بت۔اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے جہنم میں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ

اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تا کہ تم اس کے فضل سے تلاش کرو اور تا کہ تم

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

شکر کرو اور جو چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں ان سب کو اپنی طرف سے تمہارے لئے مسخر بنا دیا، بلاشبہ اس میں

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ

نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو فکر کرتے ہیں۔ آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ ان لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ کے ایام

اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ

کی امید نہیں رکھتے تا کہ اللہ ہر قوم کو اسکی جزا دے جو وہ کماتے ہیں، جو شخص نیک کام کرے سو وہ اسی کی جان کے لئے ہے اور جو

اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾

شخص کوئی برا کام کرے اس کا وبال اسی کے نفس پر ہے، پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

آیت ۱۱: هٰذَا هُدًى (یہ قرآن مکمل ہدایت ہے) ھذا کا مشارالیہ قرآن ہے۔ اس پر یہ آیت دلالت کر رہی ہے۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ (اور جو لوگ اپنے رب کی آیات کو نہیں مانتے) آیات رب تو قرآن مجید ہے۔ یعنی یہ قرآن ہدایت میں کامل ہے۔ جیسا کہتے ہیں زیدٌ رجل ای کامل فی الرجولیۃ۔ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ (ان کے لئے سختی کا دردناک عذاب ہوگا) رجز سخت ترین عذاب کو کہتے ہیں۔

قراءت: الیمٌ کو رفع کے ساتھ کی، یعقوب وحفص نے پڑھا ہے۔ یہ عذاب کی صفت ہے اور دیگر قراء نے رجزٍ کی صفت قرار دے کر مجرور پڑھا ہے۔

## تسخیرِ بحر کی نشانی:

آیت ۱۲: اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ (اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا اپنے حکم سے تا کہ اس میں کشتیاں چلیں) بامرہ کا معنی باذنہ ہے۔ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (تا کہ تم اس کی روزی تلاش کرو)۔ تجارت کے ذریعہ یا غوطہ خوری کر کے لولو اور مرجان نکالو۔ اور تازہ گوشت مچھلی کی صورت میں اس سے نکالو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (تا کہ تم شکر ادا کرو)



BestUrduBooks.wordpress.com

## تمام کائنات کی تسخیر:

آیت ۱۳: وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ (اور جتنی چیزیں آسمانوں میں جتنی چیزیں زمین میں ہیں۔ان سب کو اپنی طرف سے مسخر کیا) نحو : جمیعًا یہ مافی السمٰوٰت کی تاکید ہے اور سخر کا مفعول ہے۔دوسرا قول یہ ہے۔یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔مِنْهُ نحو : یہ حال ہے۔تقدیر کلام اس طرح ہے۔سخر هذه الاشياء كائنة منه وحاصلة من عنده۔ان اشیاء کو مسخر کیا اس حال میں کہ وہ اس کی طرف سے ہونے والی اور اس کے ہاں سے وجود میں آنے والی ہیں۔یا مصدر محذوف کی صفت ہے ای تسخيرًا منه۔اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (بیشک ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے دلائل ہیں جو غور کرتے رہتے ہیں)

آیت ۱۴: قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا (آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے۔کہ ان لوگوں سے درگزر کریں) یعنی ان کو کہہ دیں تم درگزر کرو وہ درگزر کریں گے۔قال کا مقولہ حذف کر دیا۔کیونکہ جواب اس پر دلالت کر رہا تھا۔یغفروا کا معنی معاف اور درگزر کرنا ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ لام مضمرہ کی وجہ سے مجزوم ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے۔لیغفروا۔پس اس صورت میں یہ امر ہے اور جملہ مستانفہ ہے۔اور امر پر دلالت کی وجہ سے حذف لام جائز ہے۔

لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ (جو اللہ تعالیٰ کے معاملات کا یقین نہیں رکھتے) وہ توقع نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ کے ان معاملات کی جو وہ اپنے دشمنوں سے فرماتا ہے۔اہل عرب ایام العرب وقائع عرب کو بولتے ہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

وہ ان اوقات میں تامل نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ثواب دینے کے لئے مقرر فرمائے ان میں ان سے کامیابی کا وعدہ فرمایا۔

## ایک قول یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق اتری:

جب ان کو بنی غفار کے ایک مشرک نے گالیاں دیں۔آپ نے اس کی مرمت کا ارادہ کیا۔لِيَجْزِيَ (تاکہ اللہ تعالیٰ بدلہ دے) یہ امر بالمغفرت کی علت بیان فرمائی گئی ہے۔یعنی ان کو حکم ملا کہ وہ بخش دیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو پورا بدلہ مغفرت کی صورت میں قیامت کے دن عنایت فرمائے۔قَوْمًا (ایک قوم کو) اس کو نکرہ مدح کی وجہ سے لائے۔گویا اس طرح فرمایا۔ليجزى ايما قوم وقومًا مخصوصين بصبرهم على اذى اعدائهم۔تاکہ وہ جس قوم کو چاہے بدلہ دے خصوصاً وہ لوگ جو دشمن کی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ

اور یہ بات واقعی ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب دی اور حکم عطا کیا اور نبوت دی، اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا، اور جہانوں

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

پر فضیلت دی، اور ہم نے دین کے بارے میں انہیں کھلی کھلی دلیلیں عطا کیں، سو انہوں نے آپس میں اختلاف نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ ان کے

الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ

پاس علم آ گیا آپس کی ضدا ضدی کی وجہ سے، بلاشبہ آپ کا رب قیامت کے دن ان امور میں انکے درمیان فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ آپس میں

يَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۷

اختلاف کرتے تھے

ایذاؤں پر صبر کرنے والے تھے۔ قراءت: شامی، حمزہ، علی نے لنَجزی پڑھا ہے۔ یزید نے لیُجزی قوماً پڑھا۔ ای لیجزی الخیر قوماً۔ تاکہ ان لوگوں کو خیر کا بدلہ دیا جائے۔ خیر کے لفظ کو مضمر مانا گیا کیونکہ کلام اس پر دلالت کر رہا ہے جیسا کہ الشمس کا لفظ مضمر ہے اس آیت میں حتی توارت بالحجاب۔ [ص ۳۲]

کیونکہ ارشاد اذ عرض علیه بالعشی۔ [ص۔۳۱] سورج کے غروب ہونے کی دلیل ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح نہیں ہے لیجزی الجزاء قوماً۔ کیونکہ مصدر فاعل کا قائم مقام نہیں ہوتا۔ اور معک صحیح مفعول ہے۔ مفعول ثانی کا فاعل کی جگہ رکھنا جائز ہے۔ جیسا تم کہتے ہو جزاك الله خیراً۔ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (ان کے عمل کا صلہ دے) احسان کے ساتھ اپنی طرف سے۔

آیت ۱۵: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا (جو شخص نیک کام کرتا ہے وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے کرتا ہے اور جو شخص برا کام کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر پڑتا ہے)۔ نیک کام والے کو اپنا ثواب ملے گا اور برے کام والے کو اپنا عذاب ہوگا۔ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ (پھر تم اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹائے جاؤ گے) الی ربکم سے اپنے رب کی جزاء کی طرف آیت ۱۶: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ (ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب دی) الکتاب سے تورات مراد ہے۔ وَالْحُكْمَ (اور حکم) حکمت اور فقہ یا لوگوں کے مابین فیصلے چکانا کیونکہ بادشاہت انہی میں تھی۔ وَالنُّبُوَّةَ (پیغمبری دی) نبوت کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کیونکہ بنی اسرائیل میں کثرت سے انبیاء علیہم السلام ہوئے۔ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ (اور ہم نے ان کو نفیس نفیس چیزیں کھانے کو دی) جو حلال رزق اللہ تعالیٰ ان کو میسر فرماتے تھے۔ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (اور ہم نے ان کو دنیا جہان والوں پر فضیلت دی) جو ان کے زمانہ میں لوگ تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۸

پھر ہم نے آپ کو ایک خاص طریقہ پر کر دیا سو آپ اس کا اتباع کیجئے اور ان لوگوں کی خواہشوں کا اتباع نہ کیجئے جو نہیں جانتے ،

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ

بلاشبہ وہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں آپ کو کچھ نفع نہیں دے سکتے ، اور بیشک ظلم کرنیوالے ایک دوسرے کے دوست ہیں،

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۹ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۲۰

اور اللہ متقیوں کا دوست ہے۔ یہ قرآن لوگوں کے لئے دانشمندیوں کا اور ہدایت کا ذریعہ ہے اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

جن لوگوں نے برے کام کئے کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے

سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۲۱ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ

کہ ان کا مرنا اور جینا برابر ہو جائے، یہ برا فیصلہ کرتے ہیں، اور اللہ نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ

وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۲۲

اور تاکہ ہر جان کو اس کے کئے ہوئے اعمال کا بدلہ دیا جائے اور ان لوگوں پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

ع ۲ | ۱۸

## اللہ تعالیٰ نے علم نبوت اختلاف کے ازالہ کے لئے اتارا' انہوں نے حد سے انکار کر دیا:

آیت ۱۷: وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ (اور ہم نے ان کو دین کے بارے میں واضح دلیلیں دیں) بینات سے آیات اور معجزات مراد ہیں۔ مِّنَ الْاَمْرِ (یعنی دین کے معاملہ میں) فَمَا اخْتَلَفُوْٓا (پس انہوں نے اختلاف نہیں کیا) ان کے مابین دین میں اختلاف واقع نہ ہوا۔ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (مگر علم آجانے کے بعد آپس کی ضد کی وجہ سے) یعنی اس وقت اختلاف ڈالا جب اللہ تعالیٰ نے ایسی چیز اتاری جو مخالفت کو زائل کرنے والی تھی۔ اور وہ علم نبوت ہے۔ انہوں نے اختلاف کو حسد و عداوت کی بناء پر قائم کیا اور رکھا۔ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (بیشک آپ کا رب ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا) فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (جن باتوں میں یہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے) ایک قول: اس سے مراد وہ اختلاف ہے جو ان کے درمیان طلب ریاست میں اوامر و نواہی کے سلسلہ میں محض حسد کی وجہ سے پیدا ہوا۔ جہالت کی بناء پر نہیں تھا مگر جس میں انسان کسی قدر معذور شمار ہوتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## دین قریش اہواء کا مجموعہ ہے:

آیت ۱۸: ثُمَّ جَعَلْنٰكَ (پھر ہم نے آپ کو کر دیا)۔ اہل کتاب کے اختلاف کے بعد عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ (دین کے ایک خاص طریقہ پر) فَاتَّبِعْهَا (پس آپ اسی طریقہ پر چلتے جائیے) آپ اپنی اس شریعت کی اتباع کرتے رہیں جو دلائل وشواہد سے ثابت شدہ ہے۔ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (اوران جہلاء کی خواہشات پر مت چلیں) جہال کی خواہشات پر مت چلیں اس لئے کہ ان کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور دین قریش بدعات واہواء پر ہی مشتمل تھا یہ اس مطالبے کا جواب ہے جو روسائے قریش کی طرف سے سامنے آیا اور بار بار سامنے آیا کہ اپنے آباؤ اجداد کے دین پر لوٹ آئیں۔

آیت ۱۹: اِنَّهُمْ (بیشک یہ کافر لوگ) لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ذرہ بھر آپ کے کام نہیں آسکتے۔ اور ظالم ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کا دوست ہے) متقین ہی اللہ تعالیٰ سے موالات کرنے والے ہیں۔ دونوں موالاتوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔

آیت ۲۰: هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ (یہ قرآن عام لوگوں کے لئے دانشمندیوں کا ذریعہ ہے) ھذا کا مشار الیہ قرآن ہے۔ بصائر: یعنی اس میں دین وشریعت کے جو نشانات بتلائے گئے وہ دلوں میں بصیرت کی جگہ ہیں جیسا کہ ان کو روح وحیات قلوب بنایا گیا ہے۔

وَهُدًى (اور ہدایت ہے گمراہی سے) وَّرَحْمَةٌ (اور رحمت ہے عذاب سے) لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (یقین لانے والوں کے لئے) جو ایمان لائے اور بعث بعد الموت پر یقین کیا۔

## گنہگار اور نیک برابر نہیں:

آیت ۲۱: اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ (کیا یہ خیال کرتے ہیں جو) ام منقطعہ ہے اور ہمزہ کا معنی انکار گمان ہے۔ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ (برے برے کام کرتے ہیں) کفر ومعاصی کماتے ہیں۔ اجترح سے ہی جوارح ہے۔ وفلان جارحة اھله۔ یعنی اس کا کام کرنے والا ہے۔ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ (کہ ہم ان کو رکھیں گے) بنا دیں گے۔ نَحو: یہ جعل متعدی الی المفعولین ہے۔ پہلا مفعول ضمیر اور دوسرا کاف ہے جو کہ کالذین میں ہے كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (برابر ان لوگوں کے جنہوں نے ایمان اور اعمال صالحہ اختیار کیے) نَحو: اور جملہ سواء محیاھم ومماتھم یہ کاف کا بدل ہے۔ کیونکہ جملہ مفعول ثانی ہے۔ اور حکم مفرد میں ہے۔ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ (سب کا جینا مرنا برابر ہو جائے) قراءت: علی، حمزہ وحفص نے نصب سے سواءً پڑھا ہے۔ فجعلھم کی ضمیر سے حال قرار دیا ہے۔ اور محیاھم ومماتھم سواء کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اعمش نے ومماتھم نصب سے پڑھا ہے اور محیاھم ومماتھم کو ظرف قرار دیا جیسا مقدم الحاج۔ مطلب یہ ہوگا سواء فی محیاھم وفی مماتھم۔ اپنی زندگی اور اپنی موت میں برابر ہوں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

معنی آیت کا یہ ہے۔ گناہگار اور نیک زندگی میں برابر نہیں اور موت میں برابر نہیں۔ کیونکہ زندگی میں ان کے حالات مختلف ہیں۔ اس لئے کہ یہ نیک لوگ زندگی میں طاعات پر قائم رہے اور کافر برائیوں کا ارتکاب کرتے رہے اور موت میں بھی برابر نہیں کیونکہ ایمان والوں کو رحمت وکرامت کی بشارت ملی اور کفار کو رحمت سے مایوسی اور ندامت سامنے آئی۔

## ایک قول یہ ہے:

اس میں اس بات سے انکار ہے کہ موت میں وہ برابر ہوں۔ جیسا کہ زندگی میں رزق وصحت میں برابر تھے۔

## حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ :

سے روایت ہے کہ ایک دن وہ مقام کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر تلاوت پہنچی تو رونے لگے اور صبح تک اسی کو دہراتے رہے۔

## فضیل رحمہ اللہ:

وہ تلاوت میں جب اس آیت تک پہنچے تو دہرانے لگے۔ اور کہنے لگے۔ اے فضیل کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تو کونسے فریق میں سے ہے؟

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (یہ برا حکم لگاتے ہیں) یہ بہت برا فیصلہ کر رہے ہیں۔ جبکہ انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ ایمان والوں کی طرح ہونگے۔ اس لئے کہ جو موافقت کے قالین پر بٹھایا ہوا ہو وہ اس جیسا نہیں جو مقام مخالفت میں بٹھایا گیا ہو۔ بلکہ ہم ان میں فرق کریں گے۔ اور اہل ایمان کو بلند کریں گے اور کفار کو رسوا کریں گے۔

آیت ۲۲: وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (اور اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا) تا کہ یہ اس کی قدرت پر دلالت کریں۔ وَلِتُجْزٰى (اور تا کہ بدلہ دیا جائے) اس کا عطف اس معلل محذوف پر ہے۔ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (ہر نفس کو اس کے کیے ہوئے عمل کا اور ان پر ذرا ظلم نہ کیا جائے گا)



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَ

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کر دیا اور اسکے کانوں پر اور دل پر

جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا هِيَ

مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، سو کون ہے جو اللہ کے بعد اس شخص کو ہدایت دے گا، کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ نہیں ہے یہ

اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ

مگر ہماری دنیا والی زندگی ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہماری ہلاک نہیں کریگا مگر زمانہ، اور انہیں اس کا کچھ بھی

عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ

علم نہیں، یہ لوگ صرف گمان کرتے ہیں، اور جب ان کے اوپر ہماری کھلی کھلی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کی حجت اس کے سوا کچھ نہیں ہوتی کہ

اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ

ہمارے باپ دادوں کو لے آؤ اگر تم سچے ہو، آپ فرما دیجئے اللہ تمہیں زندگی بخشتا ہے پھر موت دیتا ہے

ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع ۳ ۱۹

پھر تمہیں قیامت کے دن جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں اور لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

آیت ۲۳: اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ (کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا الٰہ اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے) یعنی وہ خواہش نفس کا مطیع ہے۔ جس طرف خواہش اس کو لے جاتی ہے۔ گویا وہ خواہش کی اسی طرح عبادت کرتا ہے جیسا معبود کی عبادت کرتے ہیں۔ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (اور اللہ تعالیٰ نے اس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا) اس نے خود ضلال کو اختیار کیا یا ضلال کا فعل اس میں پیدا فرما دیا۔ علی علم اس کے باوجود کہ اس کو اس کا علم ہے۔ وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ (اور اس کے کان پر مہر لگا دی) وہ وعظ و نصیحت کو قبول نہیں کرتا۔ وَقَلْبِهٖ (اور دل پر) وہ حق کا معتقد نہیں ہوتا۔ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً (اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے) وہ عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ قراءت: حمزہ و علی نے غشوۃ پڑھا ہے۔ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ (پس ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کے بعد کون ہدایت دے گا) یعنی اللہ تعالیٰ کے اس کو گمراہ کر دینے کے بعد اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے) قراءت: حمزہ و علی، حفص نے تذکرون کو تخفیف سے پڑھا اور دیگر قراء نے تشدید سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## شر و خیر:

شر کی اصل اتباع خواہشات ہے اور مخالفت خواہشات میں مکمل خیر ہے۔ کسی نے خوب کہا ؎

اذا طلبتك النفس یوما بشهوة ☆ وكان اليها لِلخلاف طريق

فدعها وخالف ماهويت فانما ☆ هواك عدو والخلاف صديق

نمبرا۔ جب تم سے کسی دن تمہارا نفس کسی نفسانی خواہش کا طالب ہو اور اس خواہش کی مخالفت کا تمہارے پاس راستہ بھی ہو۔
نمبر۲۔ تو اس خواہش کو چھوڑ دے اور خواہش کی مخالفت کر کیونکہ خواہش تیرا دشمن اور اس کی مخالفت تیرا دوست ہے۔

آیت ۲۴: وَقَالُوْا مَاهِيَ (اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ سوائے اس حیات کے) یعنی کوئی زندگی نہیں کیونکہ ان سے موت کے بعد والی زندگی کا وعدہ کیا گیا۔ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا (جو ہماری دنیا کی زندگی ہے۔ اور کوئی حیات نہیں) جس میں ہم ہیں اور اس کو گزار رہے ہیں۔ نَمُوْتُ وَنَحْيَا (ہم مرتے اور جیتے ہیں) نمبرا۔ ہم مرتے ہیں اور ہماری اولادیں پیدا ہوتی ہیں۔ یا نمبر۲۔ بعض مرتے اور بعض زندہ رہتے ہیں۔ نمبر۳۔ یا ہم نطفہ کی شکل میں مردہ تھے اور اس کے بعد پیدا ہوئے۔ نمبر۴۔ یا ہمیں دونوں باتیں پیش آتی ہیں موت وزندگی۔ مقصد ان کا یہ تھا کہ حیات تو یہ دنیا کی زندگی ہے اور موت اسکے بعد ہے۔ اسکے بعد کوئی زندگی نام کی چیز نہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

کہ یہ اہل تناسخ کا مقولہ ہے۔ کہ آدمی مرجاتا ہے۔ پھر اس کی روح مختلف مردہ چیزوں میں ڈال دی جاتی ہے وہ اس سے زندہ ہو جاتی ہیں۔

## کفار کا قول: زمانہ موت دیتا ہے:

وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ (اور ہم کو زمانہ سے موت آتی ہے) ان کا خیال یہ تھا کہ دن رات کی آمد وجامد یہ موت میں مؤثر ہے۔ وہ موت کے فرشتہ اور قبض ارواح باذن اللہ کے قائل نہ تھے۔ وہ ہر پیش آنے والے حادثہ کو دھر و زمانہ کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے۔ ان کے اشعار میں کثرت سے زمانے کا شکوہ پایا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا۔
لاتسبوا الدھر۔ زمانہ کو گالیاں نہ دو بیشک زمانہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ (بخاری ۴۸۲۶، مسلم ۲۲۴۶) یعنی حوادث اللہ تعالیٰ لاتے ہیں زمانہ نہیں۔ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ (ان لوگوں کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے محض انکل سے ہانک رہے ہیں) وہ یہ بات کسی علم ویقین کی بنیاد پر نہیں کہتے بلکہ محض ظن وتخمین کا شاخسانہ ہے)۔

آیت ۲۵: وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا (اور جس وقت ان کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں) آیات سے قرآن مراد ہے وہ آیات جن میں بعث بعد الموت کا تذکرہ ہے۔ بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ (کھلی کھلی تو انکا جواب یہی ہوتا ہے) ان کی بات کو حجت فرمایا اگرچہ وہ واقعہ میں حجت نہ تھی۔ کیونکہ ان کے خیال میں تو حجت تھی گویا بقول انکے انکی دلیل اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ (کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۲۷ وَتَرٰى

اور اللہ ہی کے لئے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا ، اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن باطل والے خسارہ میں پڑ جائیں گے، اور اے مخاطب تو

كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۣ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸

ہر امت کو دیکھے گا کہ وہ گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہوگی ، ہر امت اپنی کتاب کی طرف بلائی جائے گی آج تمہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے ،

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۹ فَاَمَّا

یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے بارے میں حق کے ساتھ بولتی ہے، بیشک ہم لکھوا لیتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے سو جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کا رب انہیں اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا یہ کھلی ہوئی

الْمُبِيْنُ ۝۳۰ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ

کامیابی ہے ، اور جن لوگوں نے کفر کیا کیا تمہارے پاس میری آیات نہیں آئیں جو تم پر پڑھی جاتی تھیں؟ سو تم نے تکبر کیا اور تم

قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝۳۱ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ

مجرم قوم تھے، اور جب کہا گیا کہ بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں تو تم نے کہا

مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝۳۲

ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے ہم تو بس یوں ہی خیال کرتے ہیں اور ہم یقین کرنے والے نہیں ہیں

ہمارے باپ دادوں کو سامنے لے آؤ) یعنی انکو زندہ کرو۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) اپنے بعث بعد الموت کے دعویٰ میں۔

نحو: کان کا اسم ان قالوا ہے اور حجتهم اس کی خبر ہے۔ معنی یہ ہے۔ انکی حجت آ جا کر یہ بات ہے کہ ہمارے باپ دادوں کو لے آؤ۔

قراءت: ایک قراءت میں حجتُهم رفع کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ اس صورت میں یہ اسم کان ہے اور ان قالوا خبر ہے۔

آیت ۲۶: قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ (کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو زندہ رکھتا ہے) دنیا کی زندگی میں۔ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ (پھر وہ تم کو موت دے گا) جبکہ تمہاری عمروں کا اختتام ہوگا۔ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (پھر وہ قیامت کے دن میں تم کو جمع کرے گا) تم سب کو قیامت کے دن اٹھائے گا۔ اور جو ذات اس پر قادر ہے۔ وہ تمہارے آباء کو بھی لانے کی قدرت رکھتی ہے اگر ضرورت ہو۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ (اس میں شبہ نہیں) جمع ہونے میں وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے) کہ اللہ تعالیٰ کو بعث پر قدرت ہے۔ کیونکہ وہ دلائل پر غور وفکر سے منہ موڑنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۲۷: وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز اہل باطل خسارہ میں پڑیں گے)

نحو: یخسر ۔ یہ قوم پر نصب دے رہا ہے اور یومئذ یہ یوم تقوم کا بدل ہے۔

## قیامت کے دن زانو کے بل گرنا:

آیت ۲۸: وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً (اور آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ زانو کے بل گر پڑیں گے) جاثیہ: زانو کے بل بیٹھنا۔ کہا جاتا ہے۔ جثا فلان یجثو ۔ جبکہ وہ زانو کے بل بیٹھے۔ ایک قول یہ ہے: اس کا معنی اکٹھے ہونے والی ہے۔

نحو: کلُّ امة ۔ ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہے۔

قراءت: کل کو کل امۃ کا بدل مان کر یعقوب نے نصب پڑھا ہے۔ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا (ہر فرقہ اپنے نامۂ عمل کی طرف بلایا جائے گا) کتاب سے اعمال کے صحائف مراد ہیں۔ اسم جنس پر اکتفاء کیا گیا۔ پھر ان کو کہا جائے گا۔ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (آج تم کو تمہارے کئے ہوئے اعمال کا بدلہ ملے گا) جو دنیا میں کیے ہیں۔

## اعمالنامے کا پیش ہونا

آیت ۲۹: هٰذَا كِتٰبُنَا (یہ ہمارا دفتر ہے) کتاب کی نسبت اپنی طرف ملابست کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ ان کے اعمال اس میں درج ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت اس لئے ہے کہ وہ مالک ہے۔ فرشتوں کو اسی نے حکم دیا کہ وہ اس کے بندوں کے اعمال اس میں درج کریں۔ يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ (جو تمہارے مقابلے میں بول رہا ہے) جو تم نے عمل کیے ان کی گواہی دے رہا ہے۔ بِالْحَقِّ (ٹھیک ٹھیک) بلا کم وکاست۔ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (ہم تمہارے اعمال کو لکھواتے جاتے تھے) تمہارے اعمال ملائکہ سے لکھواتے تھے۔

## ایک قول یہ ہے:

نسخت اور استنسخت دونوں ایک معنی میں ہیں۔ یہ کتاب سے نقل کرنے سے نہیں بلکہ اس کا معنی رجسٹر میں لکھنا' درج کرنا ہے۔

آیت ۳۰: فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِىْ رَحْمَتِهٖ (پس جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کیے تھے۔ تو ان کو ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا) رحمت سے جنت مراد ہے۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ (اور یہ صریح کامیابی ہے)

آیت ۳۱: وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اور وہ لوگ جو کافر تھے) پس ان کو کہا جائے گا۔ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ (کیا میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں) مطلب یہ ہے۔ کیا تمہارے پاس میرے رسول نہیں آئے۔ پس میری



BestUrduBooks.wordpress.com

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا

اور جو عمل انہوں نے کیے تھے ان کے برے نتیجے ظاہر ہو گئے اور جس چیز کا وہ مذاق بنایا کرتے تھے وہ ان پر نازل ہو گئی اور کہہ دیا جائے گا کہ آج ہم تمہیں بھولتے ہیں جیسا کہ

نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ

تم آج کے دن کی ملاقات کو بھول گئے، اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور تمہارے لئے کوئی مددگار نہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ تم نے

اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ

اللہ کی آیات کو مذاق کی چیز بنا لیا اور دنیا والی زندگی نے تمہیں دھوکہ دیا، سو آج وہ اس میں سے نہیں نکالے جائیں گے اور نہ ان سے

يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

یوں کہا جائے گا کہ راضی کر لو، سو اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے سارے جہانوں کا،

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ع

اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہ عزیز ہے حکیم ہے۔

آیات تم پر نہیں پڑھی جاتی تھیں۔ تو معطوف علیہ کو حذف کر دیا۔ تقدیر عبارت یہ ہے: ألم یاتکم رسلی فلم تکن آیاتی تتلٰی علیکم۔

فَاسْتَكْبَرْتُمْ (پس تم نے ان پر ایمان لانے سے تکبر کیا تھا) وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ (اور تم بڑے مجرم لوگ تھے) یعنی کافر۔

آیت ۳۲: وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے) جو جزاء کے متعلق فرمایا۔

نحو: ان اور اس کے اسم کے محل پر عطف کی صورت میں مرفوع ہے۔ قراءت: حمزہ نے الساعةَ پڑھا ہے۔ اور اس کو وعد اللہ۔ پر عطف کیا ہے۔ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ (اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے۔ تو تم کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے) وہ کہتے قیامت کیا چیز ہے۔ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا (محض ایک خیال تھا) اس کا اصل اس طرح ہے۔ نظن ظناً اور اس کا معنی صرف گمان کا ثابت کرنا ہے۔ پھر حرف نفی اور استثناء کو داخل کیا گیا۔ تا کہ اثباتِ ظن کا فائدہ نفی ماسوا کے ساتھ دے۔ اور ماسوی الظن کی نفی کا اضافہ تاکید کے لئے کیا گیا ہے۔ وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ (اور ہم کو یقین نہیں)

آیت ۳۳: وَبَدَا لَهُمْ (اور ان کو ظاہر ہو جائیں گے) یعنی ان کفار کے سامنے ظاہر ہو جائیں گے۔ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا (تمام برے اعمال) ان کے اعمال کی قباحتیں یا ان کے برے اعمال کی سزائیں۔ جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا۔ و جزاء سیئة سیئة مثلها۔



BestUrduBooks.wordpress.com

[الشوری۔ ۴۰]

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُ وْنَ (اور وہ ان کو آ گھیرے گا جس کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے) ان کے استہزاء کی سزا ان پر اتر پڑے گی۔

## عذاب میں پڑے چھوڑ دیا جائے گا:

آیت ۳۴: وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا (اور کہا جائے گا۔ آج ہم تم کو بھلائے دیتے ہیں یا تم نے اپنے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا) ننسا کم ہم تمہیں عذاب میں چھوڑ دیں گے۔ جیسا تم نے اس دن کی ملاقات کا وعدہ چھوڑے رکھا اور اس کا حاصل اطاعت ہے۔ لقاء کی اضافت یوم کی طرف اس طرح ہے جیسا مکر کی اضافت لیل و نہار کی طرف اس آیت میں آئی ہے۔ بل مکر اللیل والنھار [سبا۔ ۳۳] یعنی تم نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو بھلا دیا اپنے اس دن میں اور اس کی جزاء کے ملنے کو بھلا دیا۔ وَمَاْوٰكُمُ النَّارُ (تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے) تمہاری منزل وَمَالَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (اور کوئی تمہارا مددگار نہیں)

آیت ۳۵: ذٰلِكُمْ (یہ) اس وجہ سے ہے یعنی عذاب بِاَنَّكُمُ (اس سبب سے کہ تم) اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ غَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ (کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کی ہنسی اڑائی تھی اور تم کو دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔ پس آج یہ لوگ نہ تو دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ ان سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا تدارک طلب کیا جائے گا) یعنی ان سے یہ نہ طلب کیا جائے گا کہ وہ اپنے رب سے معافی مانگیں یعنی اس کو راضی کریں۔

آیت ۳۶: فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پس تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جو آسمانوں کا پروردگار اور زمین کا پروردگار ہے تمام عالم کا) اس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو جو کہ تمہارا رب اور ہر چیز کا رب ہے خواہ وہ آسمانوں و زمین کی چیز ہو یا اور جہانوں کی۔ پس ایسی ربوبیت عامہ حمد و ثناء کو ہر مربوب پر لازم کرتی ہے۔

## تمام حمد و بڑائی کے لائق وہی ہے:

آیت ۳۷: وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اسی کے لئے بڑائی ہے۔ آسمان و زمین میں) اس کی بڑائی بیان کرو اس کی کبریائی کے آثار ظاہر و باہر ہیں اور اس کی عظمت آسمانوں اور زمین میں۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ (اور وہی زبردست ہے) اپنے انتقام میں۔ الْحَكِيْمُ (حکمت والا ہے) اپنے احکام میں۔

الحمد للہ سورۃ الجاثیہ کا تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔ ۲۲۔۴۔۲۰۰۳



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الاحقاف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اسمیں پینتیس آیات اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۲ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

حٰمٓ یہ کتاب ہے اتاری ہوئی اللہ کی طرف سے جو عزیز ہے حکیم ہے، ہم نے نہیں پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝۳

مگر حق کے ساتھ اور ایک میعاد معین کے لئے، اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ اس چیز سے اعراض کئے ہوئے ہیں جس سے ڈرائے گئے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ

آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو انکے بارے میں بتاؤ مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین کے اجزاء میں سے کیا پیدا کیا؟

اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ

کیا انکے لئے آسمانوں میں کوئی ساجھا ہے؟ لے آؤ میرے پاس کوئی کتاب جو اس سے پہلے ہو یا کوئی ایسا علم لے آؤ جو منقول ہو کر

عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا

آیا ہو، اگر تم سچے ہو، اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ کے سوا اسے پکارتا ہو جو

يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَاِذَا حُشِرَ

قیامت کے دن تک اس کا جواب نہ دے اور وہ انکے پکارنے سے غافل ہیں، اور جب لوگوں کو

النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

جمع کیا جائے گا تو وہ انکے دشمن ہو جائیں گے اور انکی عبادت سے منکر ہوں گے اور جب ان پر واضح

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ ؕ

آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو جن لوگوں نے کفر کیا وہ حق کے بارے میں کہتے ہیں جب انکے پاس آگیا کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

حٰمٓ o تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ o مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ o

حٰمٓ۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے کی طرف سے بھیجی گئی ہے۔ ہم نے آسمان وزمین کو اوران چیزوں کو جوان کے درمیان میں ہیں حکمت کے ساتھ اورایک میعادِ معین کے لئے پیدا کیا ہے اور جولوگ کافر ہیں ان کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے وہ اس سے بے رخی کرتے ہیں۔

آیت ۱: حٰمٓ (۲) تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ (۳) مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (حٰمٓ ۔ یہ کتاب ہے اتاری ہوئی اللہ کی طرف سے جو عزیز ہے حکیم ہے' ہم نے نہیں پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو مگر حق کے ساتھ اور ایک میعادِ معین کے لئے اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ اس چیز سے اعراض کئے ہوئے ہیں جس سے ڈرائے گئے ) حکمت کے ساتھ ملا ہوا۔ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی (ایک مقرر مدت) جس پر منتہی ہونگے وہ قیامت کا دن ہے۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا (اس دن کی ہولناکی جس سے ان کو ڈرایا جارہا ہے)۔ جس تک ہر مخلوق کی انتہاء ہے۔ مُعْرِضُوْنَ (اعراض کرنے والے ہیں) یعنی اس پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی اس کی تیاری کا کچھ اہتمام کرتے ہیں۔

## غیر اللہ کی عبادت کا درست ہونا کسی ایک آسمانی کتاب سے ثابت کردو:

اور یہ بھی درست ہے کہ ما مصدریہ ہو۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ عن انذارهم ذالك اليوم۔ اس دن کے ڈراوے سے۔

آیت ۴: قُلْ اَرَءَیْتُمْ (آپ کہیے کہ یہ تو بتلاؤ) مجھے خبر دو! مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (جن چیزوں کی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو) جن بتوں کی تم پوجا کرتے ہو۔ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ (مجھے یہ دکھلاؤ انہوں نے کونسی زمین پیدا کی) اگر وہ معبود ہیں تو انہوں نے زمین میں جو چیزیں ہیں ان میں سے کونسی چیز پیدا کی ہے۔ اَمْ لَهُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ (یا ان کا آسمانوں میں ساجھا اور حصہ داری ہے) کیا آسمانوں کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شراکت ہے؟ اِیْتُوْنِیْ بِکِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ (میرے پاس کوئی کتاب جو اس سے پہلے کی ہو لاؤ) یعنی اس کتاب قرآن مجید سے پہلے کی۔ مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب توحید کا بول بلند کرنے اور شرک کا ابطال کرنے والی ہے اور جتنی کتابیں اللہ تعالیٰ کی اس سے پہلے اتریں وہ بھی اسی طرح توحید کا بول بولنے والی ہیں۔ کوئی ایک نازل شدہ کتاب ایسی پیش کرو جو غیر اللہ کی عبادت کی درستی کو ثابت کردے۔ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ (یا کوئی اور مضمون منقول لاؤ) اولین کے علوم میں سے نقل شدہ صحیح حصہ جو تمہارے پاس باقی رہ گیا ہو۔ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (اگر تم سچے ہو) کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بتوں کی عبادت کا حکم دیا ہے۔

## سب سے بڑا گمراہ بت پرست:

آیت ۵: وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ (اور



BestUrduBooks.wordpress.com

اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کا کہنا نہ مانے اور ان کو ان کے پکارنے کی بھی خبر نہ ہو) الی یوم القیامۃ سے ہمیشہ مراد ہے۔

آیت ۶: وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً (جب سب آدمی جمع کیے جائیں تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے) بت اپنے عابدوں کے وَّكَانُوْا (اور وہ) یعنی بت بِعِبَادَتِهِمْ (اپنے عابدوں کی عبادت سے) كٰفِرِيْنَ (انکار کر دیں گے) وہ کہیں گے ہم نے ان کو اپنی عبادت کی طرف نہیں بلایا۔

فائدہ: من اضل میں استفہام کا معنی یہ ہے۔ اس بات سے انکار ہے کہ بت کی عبادت کرنے والوں سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے سمیع، مجیب، قادر مطلق ہستی کو چھوڑ کر ان کو پکارا جو خود جماد لا یعقل ہیں اور کسی کی بات کو قبول کرنے کی قدرت بھی ان میں پائی نہیں جاتی۔ خواہ پوری دنیا کی عمر سے قیامت تک پکارتے رہیں اور قیامت برپا ہو جائے گی اور تمام لوگ جمع ہو جائیں گے تو وہ ان کے دشمن بن جائیں گے اور ان کے مخالف ہونگے۔ پس یہ عابدین دونوں جہاں میں نقصان و گھاٹے میں رہیں گے۔

## آخرت کا نقصان، عابد و معبود میں دشمنی:

دنیا میں ان کی فریاد قبول کر کے دوستی نہ دکھائی اور آخرت میں دشمنی ظاہر کی۔ اور ان کی عبادت کا سرے سے انکار کر دیا۔ جب ان کی طرف اولی العلم کی طرف اسناد کی جانے والی چیز کا اسناد کیا تو من اور ھم کے صیغے لائے اور بطور تہکم ان کے لئے ترک استجابت و غفلت کو ثابت کیا۔ تا کہ ان کی اور عابدین کی تذلیل ہو۔ جیسا دوسرے مقام پر فرمایا۔ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاء کم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیامۃ یکفرون بشر ککم۔ [فاطر۔۱۴]

آیت ۷: وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ (اور جب ان پر ہماری کھلی کھلی آیات پڑھی جاتی ہیں) بیّنات جمع بینۃ کی ہے اور وہ دلیل و شاہد دونوں کے لئے بولتے ہیں۔ یا واضح و کھلی آیات۔ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ (تو منکر لوگ اس سچی بات کی نسبت کہتے ہیں) حق سے مراد آیات اور الذین کفروا سے وہ مخاطبین جن پر پڑھا جارہا تھا۔

نکتہ: دونوں ضمیروں کی جگہ اسم ظاہر لانے کا فائدہ یہ ہے۔ کہ ان کا کفر پختہ اور ظاہر ہو جائے اور آیات کا حق ہونا ثابت ہو۔ لَمَّا جَآءَهُمْ (جبکہ وہ اس کے پاس پہنچتی ہیں) آنے کے وقت ہی فی البدیہ انکار کر دیا۔ اور فکر کو دوڑانے کے پہلے ہی مرحلے میں انکاری ہو گئے۔ اور بار دیگر نظر ثانی کی زحمت گوارا نہیں کی۔ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (یہ کھلا جادو ہے) باطل ہونے میں اس کا معاملہ واضح ہے کسی شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ

کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس شخص نے اس کو اپنی طرف سے بنالیا، آپ فرمادیجئے کہ اگر میں نے اس کو اپنی طرف سے بنالیا تو تم مجھے اللہ سے ذرا بھی نہیں بچا سکتے،

هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ

وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم رہتے ہو، وہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے، وہ

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۸ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا

بڑی مغفرت والا ہے اور بڑی رحمت والا ہے، آپ فرمادیجئے کہ میں رسولوں میں سے کوئی انوکھا نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ

بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۹ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ

کیا کیا جائے گا، میں صرف اس کا اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے، اور میں صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہوں، آپ فرمادیجئے کہ تم بتاؤ اگر یہ

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ

قرآن اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کے منکر ہو گئے اور بنی اسرائیل میں سے کوئی گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان لے آئے

ع ۱ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰

اور تم تکبر کرو، بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

آیت ۸: اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ (کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اپنی طرف سے بنالیا ہے) آیات کو کفار سحر کہتے تھے۔ اس کے تذکرے سے اعراض کرتے ہوئے۔ ان کی اس بات کو ذکر کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خود بنالیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ موٹ نسبت کر دی ہے۔ ضمیر حق کی طرف راجع ہے اس لئے مذکر ہے اور مراد آیات ہیں۔ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا (کہہ دیجئے اگر میں نے اس کو گھڑ لیا ہے تو پھر تم مجھے اللہ تعالیٰ سے ذرا بھر بچا نہیں سکتے) یعنی بالفرض اگر میں نے افتراء کیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ جلد افتراء کی سزا دیں گے۔ تم مجھ پر اس جلد آنے والی سزا کو روک نہ سکو گے۔ اور اس کے عذاب وعقاب میں سے کسی چیز کے دور کرنے کی تم میں طاقت نہ ہوگی۔ پھر کیونکر میں گھڑ سکتا ہوں اور اپنے آپ کو عذاب الٰہی کے سامنے پیش کر سکتا ہوں؟

هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ (وہ خوب جانتا ہے جو باتیں تم قرآن میں بنا رہے ہو) یعنی اللہ تعالیٰ کی وحی میں رد وقدح اور طعن وتشنیع کرتے اور کبھی ان کو سحر اور دوسری مرتبہ مفتری کہتے ہو۔ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ (وہ میرے اور تمہارے درمیان میں گواہ کافی ہے) وہ میری سچائی کی گواہی دیتا اور اس کا حکم پہنچا دینے کا گواہ ہے جبکہ تمہارے متعلق انکار وضد بازی کی



BestUrduBooks.wordpress.com

گواہی دے رہا ہے۔

## ایک نکتہ:

علم وشہادت کے تذکرہ سے مقصود کفار کو جزاء کی وعید سنانا ہے۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (وہ بڑی مغفرت والا اور بڑی رحمت والا ہے) اگر تم کفر سے توبہ کر کے ایمان لاؤ تو اس کی طرف سے مغفرت ورحمت کا وعدہ ہے۔

آیت ۹: قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (کہہ دیں میں کوئی انوکھا رسول نہیں) بدعا یہ بدیع کے معنی میں ہے جیسا خف بمعنی خفیف آتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں کوئی پہلا رسول نہیں کہ تم میری نبوت کو انوکھا قرار دے رہے ہو۔

وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ (اور مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا) یعنی میرے اور تمہارے ساتھ زمانۂ مستقبل میں کیا کرنے والے ہیں۔

## قولِ کلبی رحمۃ اللہ علیہ:

کفار ومشرکین کی ایذاؤں سے تنگ آ کر آپ کے اصحاب نے آپ سے عرض کیا۔ ہم اس حالت میں کب تک رہیں گے؟ تو فرمایا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے اور تمہارے ساتھ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے۔ آیا مکہ کو چھوڑوں گا یا کسی ایسی زمین کی طرف نکلنے کا مجھے حکم ہوگا خواب میں جو مجھے دکھائی گئی ہے وہ جگہ کثرت سے کھجور کے درختوں والی ہے۔

(ذکرہ الواحدی فی اسباب النزول)

نحو: نمبرا۔ مایفعل کا ما موصولہ ومنصوبہ ہوسکتا ہے۔ اور استفہامیہ مرفوعہ ہے۔ نمبر۲۔ اور لا بکم میں لا کو داخل کیا گیا ہے۔ باوجودیکہ یُفعل مثبت ہے منفی نہیں ہے۔ تاکہ ما ادری کی نفی ما اور جو اس کے حیّز میں واقع ہے سب کو شامل ہو جائے۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (میں صرف اس کا اتباع کرتا ہوں جو میرے پاس وحی کے ذریعہ آتا ہے اور میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں)

آیت ۱۰: قُلْ اَرَءَيْتُمْ (آپ کہہ دیجئے) تم مجھ کو یہ بتلاؤ۔ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (کہ اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی گواہ گواہی دے کر ایمان لے آئے)

## شاہد سے مراد:

یہ شاہد بنی اسرائیل عبداللہ بن سلام ہیں جمہور کا یہی مسلک ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ یہ آیت مدنی ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن سلام کا زمانہ اسلام مدینہ منورہ کا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## روایتِ بخاری:

روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔ تو آپ کے چہرے کو دیکھتے ہی پہچان گئے۔ کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ پھر عرض کیا میں آپ سے تین سوال کرنا چاہتا ہوں۔ جن کا جواب پیغمبر ہی دے سکتا ہے۔ نمبر۱۔ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہوگی۔ نمبر۲۔ اہل جنت کا پہلا کھانا کیا ہوگا۔ نمبر۳۔ کیا وجہ ہے کہ لڑکا یا والد پر ہوتا ہے یا والدہ پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نمبر۱۔ قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف دھکیل لے جائے گی۔ نمبر۲۔ اہل جنت کا اولین کھانا مچھلی کے کباب ہونگے۔ نمبر۳۔ لڑکے کی ماں باپ سے مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ اگر آدمی کا پانی پہل کر جائے تو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اگر عورت کا پانی سبقت کر جائے تو وہ اپنی طرف لے جاتا ہے۔ یہ سن کر عبداللہ کہنے لگے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں۔ [بخاری۔۳۳۲۹۔احمد۱۰۸/۳۔ابن حبان۔۷۱۶۱]

عَلٰی مِثۡلِهٖ (اس جیسی کتاب پر) ہٗ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے۔ جو اس کی مثل ہو معنی میں اور نمبر۱: اس سے مراد وہ مضامین جو تورات کے قرآن کے مطابق ہیں۔ مثلاً توحید' وعدہ' وعید وغیرہ۔ نمبر۱۔ اور یہ بھی درست ہے کہ معنی اس طرح لیا جائے۔ اگر بالفرض یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تم اس کے انکاری ہو اور ایک گواہی دینے والے نے اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی گواہی دی ہو اور وہ شاہد ایمان لے آیا اور تم نے ایمان سے بڑائی اختیار کی۔ تو کیا تم پھر ظالم نہیں ہو؟

فَاٰمَنَ (تم ایمان لے آئے) وَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ (اور تم نے تکبر کیا) ایمان سے۔ جواب شرط محذوف ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے ان کان القرآن من عنداللّٰہ و کفرتم بہٖ ألستم ظالمین؟ اور محذوف پر دلالت کے لئے آیت کا حصہ کافی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ (اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا)

نَحو: نمبر۱۔ واؤ اول عاطفہ ہے۔ اور کفرتم کا عطف فعل شرط پر ہے۔ اسی طرح۔ نمبر۲۔ و استکبرتم کی واؤ عاطفہ ہے۔ اور اس کا عطف شہد شاھد پر ہے۔ نمبر۳۔ باقی و شہد کی واؤ۔ اس پورے جملے کا عطف کان من عنداللّٰہ و کفرتم بہ کے جملہ پر ہے۔

## قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت ہو گیا اور تم انکاری ہو تو تم سب سے بڑے ظالم ہو:

معنی اس طرح ہے۔ کہہ دیجئے۔ مجھے تم بتلاؤ! اگر قرآن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا اور تمہارا اس کے ساتھ انکار کرنا دونوں اکٹھے ہو جائیں اور بنی اسرائیل کے بڑے علم والے کی شہادت بھی اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے پر جمع ہو جائے پھر اس کا ایمان تمہارے قرآن سے استکبار اور اس پر ایمان سے استکبار کے باوجود ثابت ہو جائے تو کیا تم لوگوں میں سب سے بڑھ کر گمراہ اور ظالم نہ ٹھہرو گے؟



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا

اور کافروں نے ایمان والوں کے بارے میں یوں کہا کہ اگر یہ ایمان لانا کوئی اچھی بات ہوتی تو یہ لوگ ہم سے آگے کیوں بڑھ جاتے ، اور جب قرآن کے ذریعہ انہوں نے ہدایت

بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا

نہ پائی تو یوں کہیں گے کہ یہ پرانا جھوٹ ہے، اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے جو پیشوا تھی اور رحمت تھی ، اور یہ

كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ

کتاب ہے جو تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے، تا کہ ظالموں کو ڈرائے ، اور خوشخبری ہے اچھے کام کرنے والوں کے لئے، بلاشبہ

الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِكَ

جن لوگوں نے یوں کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے، یہ

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، ان کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے۔

آیت۱۱: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اور کافر لوگ ایمان والوں کو یوں کہتے ہیں) ایمان والوں کے لئے۔ یہ کفار مکہ کا کلام ہے۔ وہ کہنے لگے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عام پیرو کم درجہ لوگ ہیں۔ ان کی مراد فقراء صحابہ رضی اللہ عنہم مثلاً عمار، صہیب، ابن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ (اگر یہ قرآن کوئی اچھی چیز ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے سبقت نہ کرتے) یعنی اگر محمد ﷺ جو چیز لائے ہیں خیر ہوتی تو یہ لوگ ہم سے پہلے اس کو قبول نہ کرتے۔ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ (اور جب ان لوگوں کو قرآن سے ہدایت نصیب نہ ہوئی) نحو: اذ میں عامل محذوف ہے۔ کلام اس پر دلالت کر رہا ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ اذ لم يهتدوا به ظهر عنادهم۔ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ (تو یہی کہیں گے کہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے) یہ مسبب عنہ ہے۔ اور افك قديم کا معنی پرانا جھوٹ ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ اساطير الاولين۔ [الانعام۔۲۵]

آیت۱۲: وَمِنْ قَبْلِهٖ (اور اس سے پہلے) یعنی قرآن مجید سے كِتٰبُ مُوْسٰٓى (موسیٰ کی کتاب ہے) تورات۔ نحو: یہ مبتدأ اور من قبله ظرف مقدم خبر ہے اور اس کی وجہ سے اماما منصوب بوجہ حال ہے جیسا کہتے ہیں في الدار زيدٌ قائمًا۔ اِمَامًا (نمونہ) دین و شریعت میں جس کی اقتداء کی جائے جیسا امام کی کی جاتی ہے۔ وَّرَحْمَةً (اور رحمت ہے) ان کے لئے جو اس پر ایمان لائے اور اس پر عمل کیا۔ وَهٰذَا (یہ) یعنی قرآن كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ (ایک کتاب ہے جو اس کو سچا کرتی ہے) یعنی



BestUrduBooks.wordpress.com

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ

اور ہم نے انسان کو تاکید کی کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔اس کی ماں نے اسے مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور مشقت کے ساتھ اس کو جنا، اور اس کا حمل میں رہنا

وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي

اور دودھ چھڑانا تیس ماہ کی مدت میں ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ گیا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے اس بات پر قائم رکھئے

أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ

کہ میں آپ کی نعمت کا شکر ادا کروں جس کا آپ نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمایا ہے، اور اس بات پر بھی مجھے قائم رکھئے کہ میں نیک عمل کروں جس سے آپ راضی ہوں،

وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾

اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صلاحیت پیدا فرما دیجئے! بیشک میں آپ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں، اور بلاشبہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں

کتاب موسیٰ کو یا ان تمام کتابوں کو جو اس سے پہلے گزریں۔ لِسَانًا عَرَبِيًّا (عربی زبان میں) مصدق میں کتاب کی طرف جو ضمیر ہے اس سے یہ حال ہے اور اس میں عامل مصدق ہے یا کتاب عامل ہے کیونکہ وہ صفت کی وجہ سے خاص ہے اور اس میں ھذا اشارہ کا معنی عامل ہے۔ نمبر۲۔ یہ بھی درست ہے کہ مصدق سے ان کو مفعول بنائیں۔ تقدیر کلام اس طرح ہے یصدق ذالسان عربی وھو الرسول۔ (وہ عربی زبان والے رسول کی مصدق ہے) لِّيُنذِرَ (تاکہ وہ ڈرائے) وہ کتاب۔ قراءت: حجازی و شامی نے لِتنذر پڑھا ہے۔ الَّذِينَ ظَلَمُوا (ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا) ظلم سے یہاں کفر مراد ہے۔ وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ (اور نیک لوگوں کو بشارت دینے کیلئے)

نحو: بشری یہ محل نصب میں ینذر کے محل پر معطوف ہے۔ کیونکہ یہ مفعول لہ ہے۔ محسنین فرمانبردار مؤمن مراد ہیں۔

آیت ۱۳: إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا (جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر مستقیم رہے) اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکے نبی کی شریعت پر۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ (ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں) قیامت کے دن وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (اور نہ وہ غمگین ہونگے) موت کے وقت۔

آیت ۱۴: أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا (یہ لوگ اہل جنت ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے) نحو: یہ اصحاب جنت سے حال ہے۔ اور اس میں اشارہ کا معنی عامل ہے۔ جس پر اولئک دلالت کر رہا ہے۔ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (ان کاموں کے بدلے جو وہ کرتے تھے) نحو: جزاء یہ مصدر ہے۔ اس فعل کا جس پر کلام دلالت کر رہا ہے۔ ای جوزوا جزاءً

## والدین کے ساتھ احسان کا حکم:

آیت ۱۵: وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا (اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ احسان کا حکم دیا) قراءت: کوفی نے اسی



BestUrduBooks.wordpress.com

طرح پڑھا۔ مطلب یہ ہے ہم نے اس کو حکم دیا کہ اپنے والدین کے ساتھ احسان کرے احسان کرنا۔ دیگر قراء نے حُسناً پڑھا یعنی ہم نے اس کو والدین کے ساتھ حسن والی بات کا حکم دیا۔ یا بامرٍ ذی حسن۔ یہ بوالدیه سے بدل کی جگہ میں ہے اور وہ بدل اشتمال ہے۔

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا (اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ جنا) قراءت: حجازی اور ابوعمرو نے كَرهًا پڑھا ہے۔ یہ دونوں لغتیں ہیں جو مشقت کے معنی میں آتی ہیں یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ای ذات كرهٍ یانمبر۲۔ مصدر کی یہ صفت ہے۔ ای حملاً ذا كرهٍ۔

وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ (اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھڑانا) یعنی مدتِ حمل و فطام (دودھ چھڑانا) ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (تیس ماہ ہے)

مَسْئَلَه: اس میں دلیل ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے۔ کیونکہ مدت رضاعت جب دوسری آیت کے مطابق حولین کاملین (البقرہ۔۲۳۳) ہے تو باقی حمل کے لئے چھ ماہ بچے۔ امام ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے مراد ہاتھوں پر اٹھانا ہے۔

قراءت: یعقوب نے فصله پڑھا ہے۔ الفصل اور الفصال کے الفاظ الفطم اور الفطام کی طرح ہیں۔ معنی و بناوٹ ہر دو لحاظ سے۔

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ (یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے) اَشُد کا لفظ جمع ہے اس کا واحد اس کے لفظ سے نہیں آتا۔

## قولِ سیبویہ:

اس کا واحد شِدَّۃٌ ہے۔ بلوغ الاشد۔ ادھیڑ عمر۔ اس عمر کو پورا کرنا جس میں عمر، عقل مکمل ہو جاتی ہے اور یہ تیس سے زیادہ اور چالیس تک کا زمانہ ہے۔

## قولِ قتادہ:

۳۳ تینتیس سال اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جوانی کا پہلا حصہ ہے اور منتہی چالیس سال ہے۔

## جوانی اور چالیس سال کی عمر زندگی کا کامل حصہ ہے:

وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ (اور وہ چالیس سال کو پہنچتا ہے۔ تو کہتا ہے اے میرے پروردگار تو مجھ کو اس پر مداومت عنایت فرما کہ میں آپ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کروں۔ جو آپ نے مجھے اور میرے والدین کو عنایت فرمائی ہیں) اوزعنی کا معنی مجھے الہام فرما۔ شکر نعمت سے مراد نعمت توحید و اسلام ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيٓ أَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ

یہ وہ لوگ ہیں جن کے اچھے کاموں کو ہم قبول کریں گے اور انکے گناہوں سے درگزر کردیں گے۔ جنت والوں میں شامل کرتے ہوئے

وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَآ أَتَعِدَانِنِيٓ أَنْ

سچے وعدہ کی وجہ سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف ہے تمہارے لئے کیا تم مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ

أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِن قَبْلِي ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ إِنَّ

میں نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے امتیں گزر چکی ہیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ ارے تیرا ناس ہو ایمان لے آ، بے شبہ

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُولُ مَا هٰذَآ إِلَّآ أَسٰطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۷﴾ أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ

اللہ کا وعدہ سچ ہے، اس پر وہ کہتا ہے کہ یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی باتیں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے حق میں

الْقَوْلُ فِيٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ؕ إِنَّهُمْ كَانُوا خٰسِرِينَ ﴿۱۸﴾ وَلِكُلٍّ

اللہ کا قول پورا ہو کر رہا جو ان سے پہلے جنات میں سے اور انسانوں میں سے گزر چکے ہیں، بلاشبہ یہ لوگ خسارہ والے ہیں، اور ہر ایک کے لئے

دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمٰلَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۹﴾

انکے اعمال کی وجہ سے درجات ہیں، اور تاکہ اللہ ان کے اعمال کی پوری جزا دیدے، اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

**مَسْئَلَہ:** اپنے اور والدین پر نعمت کے شکریے کو جمع کیا کیونکہ دونوں پر کی جانے والی نعمت خود اس پر نعمت ہے۔

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ (اور میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں) **ایک قول:** اس سے مراد پانچوں نمازیں ہیں۔ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ (اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صلاحیت پیدا فرما) یعنی میری اولاد میں بھلائی کا موقعہ اور مقام پیدا فرما۔ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ (میں آپ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں) ہر گناہ سے وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں) یعنی اخلاص برتنے والوں میں سے۔

آیت ۱۶: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ (یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم ان کے نیک کاموں کو قبول کریں گے اور انکے گناہوں سے درگزر کردیں گے) **قراءت:** حمزہ، علی اور حفص کی قراءت میں نتقبل و نتجاوز ہے اور دیگر قراء نے یُتقبل اور یُتجاوز، احسنُ پڑھا ہے۔ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ (یہ اہل جنت میں سے ہونگے) یہ اس طرح ہے جیسا کہتے ہیں اکرمنی الامیر فی ناس من اصحابہ۔ مراد یہ ہے اس نے ان میں سے جن لوگوں کا اکرام کیا مجھے ان لوگوں میں سے شمار کیا۔ یہ حال ہونے کی وجہ سے محلاً منسوب ہے۔ معنی یہ ہوگا وہ جنت والوں میں ہونگے۔ اور ان میں ان کا شمار ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَعْدَ الصِّدْقِ (اس وعدۂ صادقہ کی وجہ سے)۔ نحو: یہ مصدر مؤکد ہے کیونکہ یتقبل اور یتجاوز یہ اللہ تعالیٰ کی طرف تجاوز وقبولیت کے وعدے ہیں۔

## ایک قول:

یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ابو قحافہ اور ان کی والدہ ام الخیر اور اولاد کے متعلق اتری۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت ان میں ظاہر ہوئی وہ جب ایمان لائے تو ۳۸ اڑتیس سال کی عمر تھی اور ان کے لئے چالیس سال کی عمر میں دعا کی۔ صحابہ کرام میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو خود اسلام لایا اور اس کے والدین اور بیٹے اور بیٹیاں تمام مسلمان صحابی بنے یہ اعزاز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل رہا۔ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ (جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا) دنیا کی زندگی میں۔

آیت ۱۷: وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ (اور جس نے اپنے والدین سے کہا) نحو: یہ مبتدأ ہے اور اس کی خبر اولئک الذین حق علیھم القول ہے۔ اور مراد اس سے ان کی جنس ہے جنہوں نے یہ بات کہی۔ اس قول کی قائل جنس ہے اس لئے خبر جمع آئی ہے۔

## قول حسن رحمہ اللہ:

یہ اس کافر کے متعلق ہے جو ماں باپ کا نافرمان موت کے بعد اٹھائے جانے کی تکذیب کرنے والا ہو۔

## ایک قول یہ ہے:

کہ یہ عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے متعلق اتری۔ ان کے اسلام لانے سے قبل۔ مگر اس بات کے باطل ہونے کے لئے حضرت معاویہ کا خط دلیل ہے جو مروان کی طرف لکھا تھا کہ لوگوں کو یزید کی بیعت کا حکم دو۔ تو اس پر عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کیا تم اس سے ہرقلیت لاؤ گے۔ کیا تم اپنے بیٹوں کے لئے بیعت لینے لگے ہو۔ اس پر مروان نے کہا۔ اے لوگو! یہ تو وہ شخص ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ والذی قال لوالدیه اف لکما۔ اس بات کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو وہ اس پر ناراض ہوئیں اور فرمانے لگیں۔ اللہ کی قسم وہ اس کے متعلق نہیں ہے۔ اگر میں چاہوں تو میں اس کا نام لے سکتی ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ پر لعنت کی جب کہ تو اس کی پشت میں تھا۔ پھر تو اس کا حصہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی۔

(رواہ النسائی فی السنن الکبریٰ ۱۱۴۹۱)

اُفٍّ لَّكُمَآ (تم پر افسوس ہے) قراءت: یہ مدنی، حفص کی قراءت ہے۔ مکی اور شامی نے اُفَّ پڑھا ہے اور دیگر قراء نے اُفِّ پڑھا ہے۔ یہ ایک آواز ہے جب یہ نکالی جاتی ہے اس سے ضجر کرنا ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ جب کوئی حَسِّ کہے تو معلوم ہوتا ہے وہ دکھی ہے اور لکما کی لام یہ بیان کے لئے ہے۔ کہ تافیف تم دونوں کے ساتھ خاص ہے اور کوئی اس سے متعلق نہیں۔ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ (کیا تم یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا) بعث بعد الموت سے میں اٹھوں گا اور زمین سے نکالا جاؤں گا۔ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ (حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی امتیں گزریں) اور ان میں سے کوئی نہیں اٹھا۔ وَهُمَا (اور وہ دونوں



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا

اور جس دن کافروں کو آگ پر پیش کیا جائے گا، ان سے کہا جائے گا کہ تم نے اپنی لذتوں کو اپنی دنیا والی زندگی میں ختم کر لیا

وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ

اور ان سے نفع حاصل کرلیا سو آج تمہیں سزا کے طور پر ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس سبب سے کہ تم زمین میں

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ⑳ ع

ناحق تکبر کرتے تھے اور اس سبب سے تم نافرمانی کرتے تھے۔

والدین) يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ (اللہ تعالیٰ سے فریاد کررہے ہیں) وہ کہنے لگے ہم تیرے اس قول کے متعلق اللہ تعالیٰ سے فریاد کے طالب ہیں۔ اس میں درحقیقت اس کے قول کو بہت سخت قرار دیا گیا۔ وہ دونوں کہہ رہے تھے۔ وَيْلَكَ (تیرا ناس ہو) یہ دعا ہلاکت حقیقت میں نہیں بلکہ اس ایمان پر برانگیختہ کرنا اور ابھارنا مقصود ہے۔ اٰمِنْ (تو ایمان لے آ) بعث بعد الموت پر اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (اللہ تعالیٰ کا بعث والا وعدہ سچا ہے) فَيَقُوْلُ (پس وہ انہیں کہنے لگا) مَا هٰذَآ (بس یہ تمہاری) اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (بے سند باتیں ہیں)۔

آیت ۱۸: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ (اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول پورا ہو کر رہا) وہ قول لاملأن جھنم ہے۔ [اعراف۔۱۸] فِيْٓ اُمَمٍ (ان لوگوں کے ساتھ) یعنی من جملہ ان جماعتوں میں قَدْ خَلَتْ (جو ہو گزریں) مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ (ان سے پہلے جن وانس میں سے کہ وہ نقصان اٹھانے والے تھے)

آیت ۱۹: وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا (اور ہر ایک کے لئے ان کے اعمال کی وجہ سے الگ الگ درجے ملیں گے) کل سے دونوں جنس ابرار واشرار مراد ہیں اور درجات سے منازل ومراتب۔ نَحْو: مِن بیانیہ ہے یعنی بدلہ ماعملوا جو عمل خیر وشر میں سے کیا۔ من اجلیہ ہے۔ ان کے عملوں کی وجہ سے درجات ہونگے۔

## ایک قول:

درجات۔ جنت کے تو درجات ہیں۔ اور آگ کے درکات ہیں۔ تغلیباً درجات کہہ دیا۔

وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ (تاکہ وہ ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے) قراءت: مکی، بصری، عاصم نے یاء سے پڑھا ہے۔ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (اور ان پر ظلم نہ ہوگا) تاکہ وہ ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور ان کے حقوق میں کمی نہ کرے۔ اس نے ان کی جزاء ان کے اعمال کے مطابق اندازہ کر رکھی ہے۔ پس ثواب کو درجات کی صورت اور سزا کو درکات کی حالت دے دی۔ لام محذوف سے متعلق ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کفار کی آگ پر پیشی سزا کے لئے:

آیت ۲۰: وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ (اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جائیں گے) ان کو آگ پر پیش کرنا تعذیب وسزا کے لئے ہوگا۔ عرب کہتے ہیں۔ عرض بنو فلان علی السیف۔ فلان قتل کردیئے گئے۔ ایک قول یہ ہے کہ عرض النار کا قول اس سے لیا گیا جیسے کہتے ہیں۔ عرضت الناقة علی الحوض اس سے مقصد حوض کو اس کے سامنے کرنا مراد ہوتا ہے۔ پس ان کو پلٹا جائے گا۔ أَذْهَبْتُمْ (کیا تم حاصل کر چکے) ان کو کہا جائے گا کیا تم حاصل کر چکے۔ یہ ناصب ظرف ہے۔

طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا (لذت کی چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں) یعنی جو تمہارے لئے طیبات میں سے حصہ لکھا گیا تھا۔ وہ تم نے دنیا ہی میں پالیا اور اس کو ضائع کردیا اس کو لے لیا۔ اب حصہ پورا کر لینے کے بعد کوئی چیز باقی رہتی ہی نہیں جو تمہیں ملے۔

## قولِ عمر رضی اللہ عنہ:

اگر میں چاہوں تو میں تم سے زیادہ بہتر کھاؤں اور تم سے خوبصورت پہنوں۔ لیکن میں تو اپنی آخرت کے لئے اپنے طیبات باقی چھوڑ رہا ہوں۔

وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا (اور تم نے ان طیبات سے خوب فائدہ اٹھایا) فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ (آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا) الهون کا معنی ذلت ہے اور ایک قراءت میں بھی ایسا پڑھا گیا ہے۔ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ (اس وجہ سے کہ تم ناحق تکبر کیا کرتے تھے) تستکبرون بمعنی تتکبرون ہے۔ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ (اور اس وجہ سے کہ تم نے نافرمانیاں کیں) تمہارے تکبر وفسق کی وجہ سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ ۭ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

اور قوم عاد کے بھائی کا ذکر کیجئے جبکہ اس نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا اور حال یہ ہے کہ ان سے پہلے اور پیچھے ڈرانے والے

وَمِنْ خَلْفِهٖٓ أَلَّا تَعْبُدُوْٓا إِلَّا اللّٰهَ ۭ إِنِّيْٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾

گزر چکے ہیں یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو بے شک میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں۔

قَالُوْٓا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾

وہ لوگ کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے ہٹا دے، سو تو جس کا ہم سے وعدہ کرتا ہے اسے لے آ اگر تو سچوں میں سے ہے۔

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَأُبَلِّغُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ أَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

انہوں نے جواب میں فرمایا کہ علم اللہ ہی کے پاس ہے اور میں تمہیں وہ بات پہنچاتا ہوں جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں اور لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ جہالت کی باتیں کرتے ہو۔

## قوم عاد کا تذکرہ:

آیت ۲۱: وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ (اور تم قوم عاد کے بھائی کا ذکر کرو) اخا عاد سے ہود علیہ السلام مراد ہیں۔ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ (جبکہ انہوں نے اپنی قوم کو ریت کے مستطیل گول ٹیلوں کے پاس ڈرایا) احقاف یہ جمع حقف کی ہے بمعنی ریت کا طویل کچھ ٹیڑھا ٹیلہ۔ یہ احقوقف الشئی سے لیا گیا ہے۔ جبکہ وہ ٹیڑھی ہو جائے۔

## قولِ ابن عباس رضی اللہ عنہما:

یہ احقاف عمان ومہرہ کے درمیان وادی کا نام ہے۔

وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ (اور ڈرانے والے ہوگزرے) النذر جمع نذیر کی ہے جو بمعنی منذر ہے۔ یا النذر بمعنی انذار یعنی ڈرانا ہے۔ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ (ان سے پہلے اور ان سے پیچھے) یہ جملہ معترضہ وقد خلت النذر من بین یدیه ومن خلفه جوانذر قومه اور الاتعبدوا کے مابین آیا ہے۔ بین یدیه سے ہود سے پہلے اور خلفه سے مراد ہود کے بعد۔

## شرک کی سزا:

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (کہ تم عبادت نہ کرو مگر اللہ تعالیٰ ہی کی۔ مجھ کو تمہارے متعلق بڑے دن کے عذاب کا خطرہ ہے) مطلب یہ ہے۔ قوم ہود کو جو ہود علیہ السلام کا انذار ہوا وہ تم ذکر کرو اور شرک کا انجام اور بڑا عذاب جو ان کو پیش آیا ان سے پہلے اور بعد بھی رسولوں نے اسی طرح امتوں کو ڈرایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت۲۲: قَالُوْٓا (قوم ہود کے لوگ کہنے لگے) اَجِئْتَنَا لِتَاْفِکَنَا (کیا تو اس لئے ہمارے پاس آیا ہے تا کہ تو ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دو) تافکنا اے تصرفنا پس الافك پھیرنے کو کہتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں افکه عن رایه۔ عَنْ اٰلِھَتِنَا (ہمارے معبودوں سے) یعنی ان کی عبادت سے۔ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ (تو ہمارے پاس لے آ جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے) کہ شرک پر ایسا عذاب ہوگا۔ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اگر تو سچا ہے) اپنے اس وعدے میں۔

آیت۲۳: قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ (انہوں نے فرمایا۔ بیشک علم پورا تو) کہ عذاب کس وقت آئے گا۔ عِنْدَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے) مجھے اس وقت کا کچھ علم نہیں۔ جس میں تمہیں عذاب ہوگا۔ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ (مجھ کو جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہے وہ تم کو پہنچائے دیتا ہوں) قراءت: ابوعمرو نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ وہ جو کہ میری شان ہے۔ کہ میں تمہیں وہ پیغام پہنچاؤں۔ جو انذار و تخویف میں سے مجھے دے کر بھیجا گیا ہے۔ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ (لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نری جہالت کی باتیں کر رہے ہو) یعنی تم جاہل ہو اور جانتے نہیں ہو۔ کہ رسول تو منذر بنا کر بھیجے جاتے ہیں۔ وہ ایجاد کرنے والے اور ان چیزوں کا سوال کرنے والے نہیں ہوتے جس کی ان کو اجازت نہ ہو۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ

سو جب انہوں نے بادل کی صورت میں اپنی وادیوں کے سامنے آتا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا، بلکہ یہ

مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٤﴾ ۙ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا

وہی چیز ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے، ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے، وہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کر دے گی۔

فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ

سو وہ اس حال میں ہو گئے کہ انکے گھروں کے سوا کوئی دکھائی نہ دیتا تھا، ہم ایسے ہی مجرم قوم کو سزا دیا کرتے ہیں، اور ہم نے

مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ڮ

انہیں ان چیزوں میں قدرت دی تھی جن میں تمہیں قدرت نہیں دی اور ہم نے ان کو سننے کی قوت دی اور آنکھیں بھی اور دل بھی۔

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا

سو انہیں فائدہ نہ دیا ان کے کانوں نے اور ان کی آنکھوں نے اور انکے دلوں نے کچھ بھی، اس لئے کہ وہ

الربع يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٢٦﴾ ۧ وَلَقَدْ

اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انہیں اسی چیز نے آگھیرا جس کا وہ مذاق کرتے تھے، اور یہ بات واقعی ہے

اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٧﴾

کہ ہم نے ان بستیوں کو ہلاک کر دیا جو تمہارے آس پاس تھیں اور ہم نے بار بار اپنی نشانیاں بیان کر دیں تاکہ وہ باز آجائیں

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ

سو اللہ کے سوا ان لوگوں کی انہوں نے کیوں مدد نہیں کی جنہیں انہوں نے تقریب حاصل کرنے کے لئے معبود بنا رکھا تھا بلکہ وہ لوگ ان سے غائب ہوگئے،

وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٨﴾

اور یہ ان کی تراشی ہوئی بات ہے اور وہ بات ہے جس کو وہ جھوٹ بناتے ہیں۔

آیت ۲۴: فَلَمَّا رَاَوْهُ (جب انہوں نے دیکھا اس بادل کو) اس کی ضمیر ماتعدنا کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یا وہ ضمیر مبہم ہے جس کو عارضًا سے واضح کیا گیا ہے۔ عَارِضًا یہ تمیز یا حال ہے۔ العارض اس بادل کو کہتے ہیں۔ جو سامنے والے افق سماء پر ظاہر ہو۔

مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا (اپنی وادیوں کے مقابل آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا) روایت میں ہے کہ بارش ان کے ہاں عرصہ سے نہ ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنی وادیوں کی جانب آتا ہوا بادل دیکھا تو کہنے لگے۔ یہ بادل ہم پر بارش لائے گا اور خوشی سے یہ بات کھل کر کہی۔

## لطیفۂ اضافت۔

مستقبل اور ممطر کی اضافت مجازی اضافت ہے۔ معرفہ بنانے والی نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ دونوں مضاف تو معرفوں کی طرف ہیں مگر صفت نکرہ عارض کی بن رہے ہیں۔

بَلْ هُوَ (نہیں نہیں بلکہ وہی) یعنی ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ بلکہ وہ اور اس پر وہ قراءت بھی دلالت کرتی ہیں جنہوں نے قال هود بل هو پڑھا ہے۔ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ (ہے جس کو تم جلدی مچاتے تھے) یعنی عذاب پھر تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے)

آیت ۲۵: تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ (جو ہر چیز کو ہلاک کردے گی) وہ عاد کے لوگوں اور کثیر مالوں کو تہس نہس کردے گی۔ کثرت کو کل کے لفظ سے تعبیر کیا۔ بِاَمْرِ رَبِّهَا (اپنے رب کے حکم سے) جو ریح کا رب ہے۔ فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ (چنانچہ وہ ایسے ہو گئے کہ سوائے ان کے مکانات کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا)۔ قراءت: عاصم و حمزہ و خلف میں ہے ای لا یری شیٔ الامساکنهم کہ ان کے مکانات کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ دیگر قراء نے مجہول و غائب کی بجائے لاتری الاّ مساکنهم پڑھا۔ اس میں خطاب کا صیغہ ہر دیکھنے والا کو مخاطب کر کے لایا گیا۔ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ (ہم مجرموں کو یونہی سزا دیا کرتے ہیں) یعنی اس جیسی ہم سزا دیتے ہیں جو ان جیسے جرم کا مرتکب ہو۔ اس میں مشرکین مکہ کو ڈرایا گیا ہے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت ہود علیہ السلام اور مؤمن ایک مقام میں جمع ہو گئے۔ ان کو اتنی ہوا لگ رہی تھی۔ جو نفوس کو سکون پہنچا رہی تھی۔ اور وہ قوم عاد کو آسمان و زمین کے مابین گھما گھما کر پٹخ رہی تھی اور پتھروں سے ان کے سروں کو کچل رہی تھی۔

آیت ۲۶: وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ (ہم نے ان لوگوں کو ان باتوں میں قدرت دی تھی کہ تم کو ان باتوں میں قدرت نہیں دی) نحو: اِن نافیہ ہے۔ ان باتوں میں ماامکنا کم ہم نے تم کو قدرت نہیں دی۔ البتہ

## ان کا مزہ۔

اِنْ لفظ کے اعتبار سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اور ما کو جمع کرنے میں بے مزہ تکرار واقع ہو جاتا ہے۔ ذرا غور کرو کہ مهما اصل میں ما ما ہے۔ اس بدمزگی کی وجہ سے الف کو ھا سے بدل ڈالا مهما بنا لیا۔ نمبر ۲۔ ان کو وصلیہ زائدہ بنائیں اور اس کا مطلب ہوگا۔ اس لئے کہ ہم نے ان کو قدرت دی ان چیزوں میں جن میں تم کو قدرت دے رکھی ہے۔ مگر سب سے درست وجہ ان



BestUrduBooks.wordpress.com

کو نافیہ بناتا ہے۔اس لئے کہ ارشاد الٰہی ہے۔ھم احسن اثاثا و رء یًا۔[مریم-۷۴]اس میں ان کی طاقت وسامان کی کثرت کا ذکر ہے۔اسی طرح آیت کا نوا اکثرھم منھم واشد قوۃ وآثارًا۔[غافر-۸۲] نحو : ما الذی کے معنی میں ہے۔یا نکرہ موصوفہ ہے۔ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ اَفْئِدَةً (اور ہم نے ان کو کان' آنکھیں اور دل دیئے تھے)یعنی آلات ادراک وفہم فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَیْءٍ (مگران کوان کے کان' آنکھیں اور دل ذرا بھر کام نہ آئے)من شیء من الاغناء۔فائدہ میں سے ذرا بھر فائدہ قلیل ترین فائدہ مراد ہے۔ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (اس لئے کہ وہ لوگ آیات الہیہ کا انکار کرتے تھے)

## نحوی نکتہ:

اذ۔یہ فما اغنٰی کی وجہ سے منصوب ہے۔یہ تعلیل کے قائم مقام آیا ہے۔کیونکہ تعلیل وظرف کا کام تعلیل میں برابر ہے۔جیسا اس قول میں ملاحظہ ہو۔ضربته لاساء ته۔ضربتهٗ اذا ساء۔کیونکہ تم نے اس کو بے ادبی کے وقت مارا تو تم نے اس کو اس لئے مارا کہ اس نے بے ادبی کی۔البتہ اذ،حیث یہ دونوں تمام ظروف پر اس سلسلہ میں استعمال میں غالب آگئے ہیں۔

وَحَاقَ بِهِمْ (اور اسی نے ان کو آگھیرا)اور وہ ان پر اتر پڑا۔ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے)انکے استہزاء کی سزا کے طور پر۔اس میں کفار مکہ کو تہدید ہے۔پھر اگلی آیت میں مزید تہدید کی گئی ہے۔

آیت ۲۷: وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ (اور ہم نے تمہارے آس پاس کی اور اور بستیاں بھی ہلاک کی ہیں)کم سے مراد اہل مکہ ہیں۔ مِّنَ الْقُرٰی (جیسے قوم ثمود کی بستیاں جو مقام حجر میں واقع تھیں)قوم لوط کے شہر' القری بول کر اہل القریٰ مراد ہیں۔اسی لئے فرمایا۔ وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (اور ہم نے بار بار اپنی نشانیاں بتلادی تھیں کہ وہ باز آجائیں)ہم نے ان پر قسم قسم کی عبرتیں اور دلائل بار بار بیان کر دیئے تاکہ وہ سرکشی سے لوٹ کر ایمان کی طرف آجائیں مگر وہ نہ لوٹے۔

## ان کے معبودوں کی سفارش کہاں گئی:

آیت ۲۸: فَلَوْلَا (پس کیوں نہ) نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (ان کی مدد کی جن جن چیزوں کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اپنا معبود بنا رکھا ہے)القربان سے وہ چیز مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔یعنی ان کو ایسا سفارشی قرار دیا جو ان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں۔جبکہ وہ کہا کرتے تھے۔ھؤلاء شفعاؤنا عنداللّٰہ۔

نحو :اتخذ کا ایک مفعول الذین محذوف کی طرف لوٹنے والا ہے۔تقدیر عبارت اس طرح ہے۔اتخذوھم اور دوسرا مفعول الھۃ ہے اور قربانًا حال ہے۔ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ (بلکہ وہ ان سے گم ہو گئے)وہ ان کی مدد سے غائب رہے۔ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (اور وہ ان کی تراشی ہوئی اور گھڑی ہوئی بات ہے)ذلك کا اشارہ الھہ کے ان کی مدد نہ کرنے کی طرف ہے۔اور مدد سے غائب رہنے کی طرف ہے۔یعنی یہ ان کا مدد نہ کرنا اور مدد سے غائب رہنا۔یہ اثر ونحوست ان کے اس افتراء کی ہے کہ انہوں نے ان کو معبود بنا رکھا ہے اور ان کے شرک اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھنے کا نتیجہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا

اور جب ہم نے آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو پھیر دیا جو قرآن سننے لگے، سو جب یہ لوگ قرآن کے پاس حاضر ہوئے تو کہنے لگے

اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا

کہ چپ رہو، پھر جب قرآن پڑھا جاچکا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بنکر چلے گئے، کہنے لگے اے ہماری قوم بیشک ہم نے ایک کتاب

كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ

سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے وہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں، وہ حق کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٠﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ

دینے والی ہے۔ اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور تمہیں سخت

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣١﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ

عذاب سے بچادے گا، اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کی بات نہ مانے تو وہ زمین میں عاجز کرنے والا نہیں ہے اور اس کے لئے اللہ کے سوا

لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٢﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ

کوئی ولی نہ ہوگا، یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں، کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں کو اور

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ

زمین کو پیدا کیا وہ ان کو پیدا کرنے سے نہیں تھکا وہ اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کرے، ہاں اسے ضرور قدرت ہے، بیشک وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٣﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ

ہر چیز پر قادر ہے، اور جس روز کافر لوگ آگ پر پیش کئے جائیں گے کہ کیا یہ حق نہیں ہے؟

قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٤﴾

کہیں گے کہ قسم ہے ہمارے رب کی یہ ضرور امر واقعی ہے! ارشاد ہوگا تو چکھ لو عذاب اس سبب سے کہ تم کفر کرتے تھے۔

## جنات کی آمد اور ایمان قبول کرنا:

آیت ۲۹: وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا (جب کہ ہم جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف لے آئے) ہم نے ان کو مائل کیا اور



BestUrduBooks.wordpress.com

آپ کی جانب متوجہ کیا۔ النفر دس سے کم تعداد پر بولا جاتا ہے۔ مِّنَ الْجِنِّ (جنات کی ایک جماعت) یہ نصیبین مقام کے جنات تھے۔ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ (جو قرآن سننے لگے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ فَلَمَّا حَضَرُوْہُ (جب وہ لوگ قرآن کے پاس آپہنچے) ہٗ کی ضمیر قرآن مجید یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب وہ آپ سے اتنے فاصلہ پر پہنچے کہ وہاں سے قرآن سن سکتے تھے۔ قَالُوْٓا (وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے) اَنْصِتُوْا (خاموشی سے سنو)

روایت: میں ہے کہ جنات خبریں چرانے کے لئے آسمان کی طرف پرواز کرتے جب آسمان کی حفاظت کر دی گئی اور ان کو شہاب پڑنے لگے۔ تو کہنے لگے۔ یہ بات کسی خاص حادثہ کا نتیجہ ہے۔ سات جنات کا ٹولہ یا نو سرداران نصیبین یا نینوی جن میں ایک کا نام زوبعہ تھا۔ ادھر ادھر چلتے پھرتے رہے یہاں تک کہ وہ تہامہ میں پہنچے پھر ان کا گزر وادی نخلہ سے ہوا۔ وہاں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا جبکہ آپ رات کے دوران نماز ادا فرما رہے تھے یا نماز فجر میں مصروف تھے۔ انہوں نے آپ کی قراءت کو غور سے سنا۔

## قولِ سعید بن جبیر:

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو جنات کے سامنے پڑھا اور نہ ان کو دیکھا۔ بلکہ آپ تو نماز میں تلاوت فرما رہے تھے۔ اُدھر سے جنات کا گزر ہوا۔ تو ان کو قرآن سننے کی توفیق مل گئی۔ آپ کو اس کی خبر بھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کے قرآن سننے کی آپ کو خبر دی ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کو انذار کرنے کا حکم دیا اور ان کو پڑھ کر سنانے کا حکم ہوا۔ تو ان میں ایک گروہ آپ کی طرف پھر کر آیا۔ پس آپ نے فرمایا۔ مجھے حکم ملا ہے کہ آج رات میں جنات کے سامنے قرآن پڑھوں پس کون میرے ساتھ چلے گا۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ دہرائی۔ تمام نے سر جھکا لیے صرف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لیلۃ الجن میں صرف حاضر تھا میرے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ ہم چلتے گئے یہاں تک کہ ہم مکہ کی بالائی جانب شعب حجون میں پہنچ گئے۔ آپ نے میرے لئے ایک خط کھینچ دیا۔ اور فرمایا۔ تم اس سے مت نکلنا جب تک میں واپس نہ آؤں۔ پھر قرآن کو شروع فرمایا۔ میں نے سخت شور و شغب سنا۔ (واپس آکر مجھے فرمایا کیا تم نے کچھ دیکھا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ کالے سیاہ مرد۔ آپ نے فرمایا۔ وہ نصیبین مقام کے جنات تھے۔ یہ بارہ ہزار کی تعداد میں آئے تھے۔ اور جو سورت ان پر پڑھی وہ اقرء باسم ربك تھی۔ (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لم اجدہ بتمامہ فی سیاق واحد۔ حاشیہ کشاف)

فَلَمَّا قُضِیَ (پھر جب قرآن پڑھا جا چکا) یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قراءت سے فارغ ہو چکے۔ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ (تو وہ لوگ اپنی قوم کے پاس خبر پہنچانے کے لئے واپس آگئے) تا کہ وہ ان کو ڈرائیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۳۰: قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی (وہ کہنے لگے اے ہمارے بھائیو! ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں۔ جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی) انہوں نے من بعد موسٰی کہا۔ کیوں کہ وہ پہلے یہودیت پر تھے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

جنات نے عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کی اطلاع نہ پائی تھی۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ (جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے) یَھْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ (حق کی طرف راہنمائی کرتی ہے) الحق سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ (سیدھے راستہ کی طرف)

آیت ۳۱: یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ (اے ہماری قوم اللہ تعالیٰ کے داعی کی بات کو قبول کرو) داعی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم وَاٰمِنُوْا بِہٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (اور اس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور دردناک عذاب سے محفوظ رکھے گا)

## قولِ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ:

جنات کو کوئی ثواب نہیں مگر صرف جہنم سے آزادی۔ اور دلیل یہ آیت ہے۔

## قولِ امام مالک' ابن ابی لیلیٰ' ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ:

ان کو ثواب و عقاب دونوں ہونگے۔

## قولِ ضحاک:

وہ جنت میں داخل ہونگے اور اس میں سے کھائیں پئیں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لم یطمثھن انس قبلھم ولا جآنٌ۔ [الرحمان۔ ۵۶]

آیت ۳۲: وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰہِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ (اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی بات قبول نہ کرے گا۔ وہ زمین میں ہرا نہیں سکتا) یعنی اس کو عذاب سے نجات پانے کے لئے بھاگنے کی جگہ نہ ملے گی۔ وَلَیْسَ لَہٗ مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءُ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی حامی بھی نہ ہوگا۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں)

آیت ۳۳: اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِھِنَّ (کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور ان کے پیدا کرنے میں ذرا نہیں تھکا) یہ اس ارشاد کی طرح ہے۔ وما مسنا من لغوب۔ [ق۔ ۳۸] عرب عییت بالامر اس وقت بولتے ہیں۔ جب اس کی کوئی صورت نظر نہ آئے۔ بِقٰدِرٍ (وہ اس پر قدرت رکھتا ہے) نحو: یہ محل رفع میں خبر اَنَّ ہے۔ اس پر قراءت عبداللہ بن مسعود قادرٌ دلالت کرتی ہے۔ اور باء کو اس پر داخل کیا گیا



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ

سو آپ صبر کیجئے جیسے ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا۔ اور ان لوگوں کے لئے جلدی نہ کیجئے جس دن یہ لوگ وعدہ کی

مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ

چیز کو دیکھیں گے گویا صرف دن کی ایک گھڑی ٹھہرے تھے۔ یہ پہنچا دینا ہے سو ہلاک نہیں ہوں گے مگر نافرمانی

الْفٰسِقُوْنَ ع ㉟

کرنے والے ہی۔

کیونکہ ابتدائے آیت نفی پر مشتمل ہے۔ اس طرح کہ اَنّ اور ما اس کے حیز میں ہیں۔

## قول الزجاج:

اگر تم اس طرح کہو : ماظننت ان زیدًا بقائم تو یہ جائز ہے۔ گویا یہ اس طرح کہا گیا ہے۔ الیس اللہ بقادرٍ۔ کیا تم بلٰی کو نہیں دیکھ رہے ہے کہ وہ آ رہا ہے۔ وہ اس ہر چیز بعث وغیرہ پر قدرت کو پختہ کر رہا ہے۔ وہ ان کی رؤیت کے لئے نہیں لایا گیا۔ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى بَلٰٓى (کہ مردوں کو زندہ کر دے۔ کیوں نہیں) یہ نفی کے جواب میں کلام لائی گئی۔ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے)

آیت ۳۴: وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ (اور جس روز کافر لوگ دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے)۔ انہیں کہا جائے گا۔ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ (کیا یہ دوزخ امر حقیقت نہیں ہے) ظرف کا ناصب قول کا لفظ مضمر ہے۔ اور ھذا کا مشار الیہ عذاب ہے۔ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (وہ کہیں گے کہ ہم کو اپنے پروردگار کی قسم! ضرور امر واقعی ہے۔ ارشاد ہوگا۔ تو اپنے کفر کے بدلے میں اس کا عذاب چکھو) کیونکہ تم دنیا میں کفر کرتے تھے۔

## صبر و ثبات کا حکم جلد بازی کی ممانعت:

آیت ۳۵: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ (تو آپ صبر کریں جیسا اور ہمت والے) مِنَ الرُّسُلِ (رسولوں نے صبر کیا تھا) اولوا العزم کا معنی کوشش، صبر و ثبات والے۔ نحو : نمبرا۔ من الرسل کا من تبعیضیہ ہے۔ اس سے مراد اولوالعزم ہیں۔ جن کا تذکرہ احزاب کی اس آیت میں ہے۔ و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم وموسٰی وعیسٰی ابن مریم۔ [الاحزاب:۷]

اور یونس علیہ السلام ان میں سے نہیں کیونکہ ان کے لئے فرمایا۔ لا تکن کصاحب الحوت۔ [القلم۔۴۸] اسی آدم علیہ



BestUrduBooks.wordpress.com

السلام بھی اس لئے کہ ارشاد الٰہی ہے ولم نجد لہ عزماً [طٰہٰ۔۱۱۵]

نمبر۲۔ یا من بیانیہ ہو تو اولوالعزم یہ صفت تمام رسل کی بنے گی۔ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ (اوران لوگوں کے لئے جلدی نہ کیجئے) کفار قریش کے لئے جلد عذاب نہ مانگیں۔ یعنی جلد عذاب ملنے کی دعا نہ کریں۔ پس وہ عذاب ضرور اترے گا۔ خواہ کچھ دیر سے۔ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ (جس روز یہ لوگ اس چیز کو دیکھیں گے۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ تو گویا یہ لوگ دن بھر میں ایک گھڑی رہے ہیں) یہ اس وقت دنیا میں قیام کی مدت کو بہت قلیل قرار دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو دن کی ایک گھڑی خیال کریں گے۔ بَلٰغٌ (یہ پہنچا دینا ہے) یہ پوری بات ہے۔ یعنی یہ وعظ جو تمہیں کیا گیا یہ کافی وعظ ہے۔ یا یہ رسول کی طرف سے پہنچا دینا ہو چکا ہے۔ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ (پس وہی برباد ہونگے جو نافرمانی کریں گے) عذاب سے ہلاکت مراد ہے۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہرگز ہلاک نہ کیا جائے گا مگر ان لوگوں کو جو نافرمان ہیں یعنی شرک کرنے والے اور نصیحت سے نکلنے والے اور اس کے موجب پر عمل سے نکلنے والے ہیں۔

الحمد للہ قبل العشاء لیلۃ الجمعہ ۲۴ اپریل ۲۰۰۳ء ترجمہ تکمیل پذیر ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی جس میں اڑتیس آیات اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۱ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا اللہ نے انکے اعمال کو ضائع فرما دیا، اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ

عمل کئے اور جو کچھ محمد پر نازل ہوا اس پر ایمان لائے اور وہ انکے رب کی طرف سے امر واقعی ہے اللہ ان کے

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۲ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ

گناہوں کا کفارہ فرما دے گا اور انکے حال کو درست فرما دے گا، یہ اس وجہ سے کہ کافروں نے باطل کا اتباع کیا،

وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ

اور بے شک جو لوگ ایمان لائے انہوں نے حق کا اتباع کیا جو ان کے رب کی طرف سے ہے، اسی طرح اللہ لوگوں کے لئے ان کے احوال

اَمْثَالَهُمْ ۳

بیان فرماتا ہے۔

**اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ**

(جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکا)

**اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ**

(اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کو بے کار کر دیا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے)

**وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ**

(اور وہ اس سب پر ایمان لائے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے)

**رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ**



BestUrduBooks.wordpress.com

(اور وہ ان کے رب کے پاس سے امر واقعی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے گناہ ان پر سے اتار دے گا اور ان کی حالت درست رکھے گا)

آیت ۱: اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی انہوں نے اعراض کیا اور دخولِ اسلام سے باز رہے۔نمبر۲۔دوسروں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکا۔

## قول الجوہری:

صد عنه یصد صدودًا۔کا معنی اعراض کرنا۔اور صده عن الامر صدًا کا معنی منع کرنا اور اس سے پھیر دینا آتا ہے۔ کفارِ قریش بدر کے دن کھانا کھلانے والے تھے۔یا کفروا سے اہل کتاب مراد ہیں۔نمبر۳۔ہر کافر مراد ہے۔جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے والا ہو۔ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو باطل و حبط کر دیا اور اس کی حقیقت اس طرح ہے۔کہ ان کے اعمال کو گم شدہ اور ضائع قرار دے دیا۔ان میں قبولیت و ثواب نہیں۔جیسا کہ گم شدہ اونٹ بے فائدہ ہوتا ہے۔اعمال سے مراد وہ اعمال جو حالت کفر میں وہ صلہ رحمی، اطعام مسافرین، عمارۃِ مسجد حرام، یا وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تدابیر اختیار کیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالیں۔

## اٰمَنُوْا کی مراد:

آیت ۲: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے۔اس سے قریش کے کچھ لوگ مراد ہیں۔نمبر۲۔انصار کے کچھ حضرات۔نمبر۳۔اہل کتاب کے کچھ افراد۔نمبر۴۔عام ہے۔ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور وہ اس سب پر ایمان لائے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے۔ما نزل سے قرآن مجید مراد ہے۔

پھر جملہ معترضہ لا کر اس کی تاکید کر دی اور وہ جملہ یہ ارشاد ہے۔

وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ یعنی قرآن ایک قول یہ ہے: کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی حق ہے۔اس لئے کہ وہ منسوخ نہ ہوگا۔وہ دیگر تمام ادیان کا ناسخ ہے۔ کَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ (اللہ تعالیٰ ان کے گناہ ان پر سے اتار دے گا) کفر سے رجوع اور توبہ کر لینے کی وجہ سے ان کے کفر و معاصی کو ایمان و عمل صالح کی چادر سے ڈھانپ دیا جائے گا۔ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ (اور ان کی حالت درست رکھے گا) دین کے معاملات میں توفیق کے ذریعہ ان کی حالت کو درست رکھا جائے گا۔اور اپنی نصرت و تائید سے ان کو دنیا پر غلبہ دے گا۔

## مؤمنوں اور کافروں کے عمل کی مثال:

آیت ۳: ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ (یہ اس وجہ سے ہے کہ کافر تو غلط راستہ پر چلے اور اہل ایمان صحیح راستہ پر چلے جو ان کے رب کی طرف سے ہے) نحو: ذلك مبتدأ اور مابعد اس کی خبر ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے ذلك الامر یہ بات یعنی ایک فریق کے اعمال بیکار کیے اور دوسرے فریق کی سیئات کو مٹا دیا گیا اور

BestUrduBooks.wordpress.com

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ

سو جب کافروں سے تمہاری مڈبھیڑ ہو جائے تو انکی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم اچھی طرح سے انکی خون ریزی کر دو تو خوب مضبوط باندھ دو

فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانْتَصَرَ

پھر اس کے بعد یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دو یا انکی جانوں کا بدلہ لے کر چھوڑ دو جب تک کہ لڑائی اپنے ہتھیاروں کو نہ رکھ دے، یہ اسی طرح ہے، اور اگر اللہ چاہے تو ان سے

مِنْهُمْ وَلَٰكِنْ لِيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ

انتقام لے لے، اور لیکن تا کہ تم میں بعض کا بعض کے ذریعہ امتحان فرمائے، اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے سو اللہ ہرگز ان کے اعمال

أَعْمَالَهُمْ ﴿٤﴾ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ﴿٥﴾ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿٦﴾

ضائع نہ فرمائے گا، وہ انہیں عنقریب مقصود تک پہنچا دے گا۔ اور ان کا حال درست فرما دے گا اور انہیں جنت میں داخل فرما دے گا جس کی انہیں پہچان کرا دے گا

اصلاح و درستی اس لئے کی گئی کہ ایک فریق نے شیطان کی اتباع اختیار کی اور دوسرے نے قرآن کی اتباع کی۔ كَذَٰلِكَ (اس بیان کرنے کی طرح) يَضْرِبُ اللَّهُ (اللہ تعالیٰ کھول کر بیان کرتے ہیں) لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ (لوگوں کے لئے ان کے حالات) ھم کی ضمیر الناس کی طرف راجع ہے۔ نمبر۲۔ دو فریق جن کا اوپر ذکر ہوا مطلب یہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مؤمنوں اور کافروں کے حالات بیان کرتے ہیں تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اتباع باطل کو کافروں کے عمل کی مثال کے طور پر ذکر فرمایا اور اتباع حق کو مؤمنوں کے عمل کی مثال کے طور پر ذکر فرمایا۔ نمبر۳۔ اضلال کو کفار کی ناکامی بیان کرنے کے لئے مثال بنایا اور ابرار کی کامیابی کے لئے تکفیر سیئات کو نمونہ بنایا۔

## قتال میں کفار کو خوب قتل کرو:

آیت ۴: فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا (پس جب تمہارا کفار سے مقابلہ ہو) اللقاء لڑائی کو کہتے ہیں۔ فَضَرْبَ الرِّقَابِ (تو ان کی گردنیں مارو) اصل اس طرح ہے۔ فاضربوا الرقاب ضربًا۔ پس تم گردنوں کو مارو مارنا۔ فعل کو حذف کر دیا اور مصدر کو شروع میں لائے۔ پس وہ اس کے قائم مقام ہوگیا۔ اور اس کی اضافت مفعول کی طرف ہے۔ تاکید کے ساتھ ساتھ اس میں اختیار بھی ملحوظ ہے۔ اس لئے کہ تم مصدر کا تذکرہ کرتے ہو اور وہ اس نصب والی حالت کے ساتھ ساتھ فعل پر دلالت کرتا ہے۔ ضرب الرقاب۔ یہ قتل کی تعبیر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ قتل ہی کیا جائے دوسرے اعضاء نہ کاٹے جائیں۔ اور تعبیر کی وجہ یہ ہے کہ قتل انسانی عموماً گردن مارنے سے ہوتا ہے۔ اس لئے یہ تعبیر قتل کے طور پر استعمال ہوا۔ خواہ گردن کے علاوہ کسی دوسرے عضو پر کافر کو مارا جائے۔ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ (یہاں تک کہ جب تم ان کی خوب خون ریزی کر چکو) خوب قتل کر چکو۔ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ (تو



BestUrduBooks.wordpress.com

خوب مضبوط باندھ لو) پس ان کو قید کرلو۔ الوثاق یہ واؤ کے فتحہ و کسرہ دونوں سے مستعمل ہے۔اس رسی وغیرہ کو کہتے ہیں جس سے قیدی کو باندھا جائے۔مطلب یہ ہے کہ ان کے بندھن خوب مضبوط باندھو تاکہ وہ کھسک نہ جائیں۔ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ (پھر اس کے بعد یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دو) ان کے قید کر لینے کے بعد وَاِمَّا فِدَآءً (یا معاوضہ لے کر چھوڑ دینا)

نحو: منًّا اور فداءً یہ دو مضمر فعلوں کی وجہ سے منصوب ہیں تقدیر کلام یہ ہے اما تمنون منا و تفدون فداء۔مطلب یہ ہے کہ کفار کو قید کرنے کے بعد تمہیں ان پر احسان کر کے چھوڑ دینا اور فدیہ لے کر چھوڑنے کا اختیار ہے۔

## عندالاحناف:

اساریٰ مشرکین کا حکم قتل یا غلام بنانا ہے۔ یہ فداء و مَنّ کا حکم اس آیت سے منسوخ ہے فاقتلوا المشرکین۔ [التوبہ۔۵] کیونکہ سورۂ براءت آخر میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے۔

## قولِ مجاہد رحمہ اللہ:

آج کل من وفداء نہیں۔اب اسلام قبول کرنا یا ضرب الرقاب ہے۔

نمبر۲۔من کا مطلب قتل نہ کرنا بلکہ غلام بنالینا۔نمبر۳۔ان پر احسان کرنا یہ ہے کہ جزیہ قبول کرنے کے لئے ان کو موقعہ دیا جائے گا۔

اور الفداء کا معنی قیدیوں سے تبادلہ ہے۔امام طحاوی رحمہ اللہ نے امام صاحب کا یہ مسلک نقل کیا۔اور صاحبین کا قول بھی یہی ہے۔مگر آپ کی طرف منسوب مشہور قول اول ہے کہ مال وغیر مال کسی چیز سے فدیہ نہ ہوگا۔تاکہ وہ دوبارہ اسلام کے خلاف نبرد آزمانہ ہوں۔

## عندالشافعی رحمہ اللہ:

امام المسلمین کو اختیار ہے کہ چار میں سے کسی ایک کو بموقعہ اختیار کرے۔نمبر۱۔قتل۔نمبر۲۔غلام بنانا۔نمبر۳۔فداء باساریٰ المسلمین۔نمبر۴۔احسان سے چھوڑنا۔

حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا (جب تک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں) اوزار: بوجھ آلات ضرور یہ تلوار وغیرہ۔ایک قول: اوزار سے گناہ مراد ہیں مطلب یہ ہوا یہاں تک کہ اہل حرب حرب کو چھوڑ دیں۔وہ اپنا شرک چھوڑ کر اسلام لے آئیں۔نمبر۲۔یہاں تک کہ وہ ضرب وحرب سے لاتعلق نہ ہو جائیں۔یہاں تک کہ وہ خالی نہ رہیں اس سے کہ ان کا تعلق ضرب وحرب یا من وفداء سے ہو۔پس دونوں متعلقوں کے ساتھ شافعی رحمہ اللہ کے ہاں معنی یہ ہے وہ اس بات پر ہمیشہ رہیں گے کہ وہ مشرکین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے نہ بنیں اور اس کی شکل یہی ہے کہ ان کی شوکت ختم ہو جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول :

یہ حکم ہے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے۔

## عندابی حنیفہ رحمہ اللہ:

جب ضرب وشد سے معلق کریں تو معنی یہ ہوگا۔ کہ ان سے قتال کیا جائے گا اور قید کیا جائے گا یہاں تک کہ جنس حرب بند ہو جائے۔ اور یہ اس وقت ہے جبکہ مشرکین کی شوکت ٹوٹ جائے۔

اور جب من وفداء سے معلق کریں تو مطلب اس طرح ہے ان پر احسان کیا جائے گا کہ وہ فدیہ ادا کریں یہاں تک کہ غزوۂ بدر ختم ہو۔ البتہ جو تاویل من وفداء کی ہم ذکر کر چکے وہ تاویل کی جائے۔

## انتقام کفار کی صورتیں:

ذٰلِكَ (یہ) یعنی معاملہ اس طرح ہے یہ مبتدأ اور خبر ہے۔ یا یہ محل نصب میں افعلوافعل محذوف کا مفعول ہے۔ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ (اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ضرور ان سے انتقام لیتا) لڑائی کے بغیر بعض اسباب ہلاکت کے ساتھ ان سے انتقام لے لیتا۔ جیسے دھنسانے، زلزلے یا ایسی ہی کسی اور صورت سے۔ وَلٰكِنْ (لیکن) اس نے تمہیں قتال کا حکم دیا۔ لِيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ (تاکہ وہ تم میں ایک دوسرے کا امتحان کرلے) یعنی مؤمنین کا کفار کے ذریعہ امتحان لے تاکہ مخلص الگ ہوں اور کفار کو مؤمنوں کے ذریعہ مٹائے۔ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا (اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاتے ہیں)

قراءت: بصری وحفص نے اسی طرح پڑھا جبکہ دیگر قراء نے قاتلوا پڑھا۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کریگا)

آیت ۵: سَيَهْدِيْهِمْ (اللہ تعالیٰ ان کو مقصود تک پہنچائے گا) جنت کے راستہ کی طرف یا منکر نکیر کے درست جواب میں وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ (اور ان کی حالت درست رکھے گا) ان کے خصماء کو راضی کر دے گا اور ان کے اعمال کو قبول کرے گا۔

## اللہ کے دین کی مدد:

آیت ۶: وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ (اور ان کو جنت میں داخل کرے گا۔ جس کی ان کو پہچان کرائے گا)

## قول مجاہد رحمہ اللہ :

ان کو ان کی رہائش گاہوں کا اس طرح تعارف کرائے گا کہ کسی سے وہ پوچھنے کے محتاج نہ ہونگے۔ نمبر۲۔ ان کو عرف نامی خوشبو سے خوشبو والا بنائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا

فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ

سو انکے لئے ہلاکت ہے اور اللہ ان کے اعمال کو ضائع کر دے گا، یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے اس چیز کو مکروہ جانا جو اللہ نے نازل فرمائی سو اس نے ان کے اعمال کو

اَعْمَالَهُمْ ۝۹ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ

اکارت کر دیا۔ کیا یہ لوگ زمین میں نہیں چلے پھرے سو انہوں نے نہیں دیکھا کیسا ہوا ان کا انجام جو ان سے

قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝۱۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ

پہلے تھے اللہ نے ان پر تباہی ڈال دی اور کافروں کے لئے اسی قسم کی چیزیں ہیں، یہ اس وجہ سے کہ اللہ ایمان والوں کا

اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝۱۱ ع ۸ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

مولیٰ ہے اور بے شک کافروں کے لئے کوئی بھی مولیٰ نہیں، بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اللہ انہیں ایسے باغوں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ

میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور جو لوگ کافر ہیں وہ عیش کر رہے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح

الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝۱۲ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ

چوپائے کھاتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانہ ہے، اور بہت سی بستیاں تھیں جنکے رہنے والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا یہ بستیاں آپکی بستی سے زیادہ سخت تھیں

اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝۱۳ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ

جنہوں نے آپ کو نکال دیا، ان بستیوں کا کوئی مددگار نہ ہوا جو لوگ اپنے پروردگار کے واضح راستہ پر ہوں کیا وہ ان شخصوں کی طرح ہو سکتے ہیں

زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ۝۱۴

جن کی بد عملی ان کو اچھی چیز بتائی گئی اور جو نفسانی خواہشوں پر چلتے ہوں۔

آیت ۷: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ (اے ایمان والو اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے) اللہ تعالیٰ کی مدد کا مطلب اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے رسول کی مدد۔ يَنْصُرْكُمْ (وہ تمہاری مدد کرے گا) تمہارے دشمنوں کے خلاف اور تمہیں فتح دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (اور تمہارے قدم جمادے گا) لڑائی کے مواقع پر یا اسلام کی راہ پر۔

آیت ۸: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اور جو لوگ کافر ہیں) نحو: یہ ابتداء کی وجہ سے موضع رفع میں ہے۔ اور خبر فَتَعْسًا لَّهُمْ (ان کے لئے تباہی ہے) وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ (اور اللہ ان کے اعمال کو ضائع کر دے گا) اس کا عطف اسی فعل پر ہے جس نے تعسًا کو نصب دیا ہے کیونکہ معنی اس طرح ہے۔ پس فرمایا ان کے لئے ہلاکت ہے۔ التعس۔ ٹھوکر کھانا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

دنیا میں اس سے مراد قتل اور آخرت میں آگ میں گرنا۔

آیت ۹: ذٰلِكَ (یہ) یعنی گمراہی وتباہی بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (اس سبب سے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام کو ناپسند کیا) ما انزل اللّٰہ سے قرآن مراد ہے۔ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ (پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو ضائع کر دیا)

آیت ۱۰: اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ (کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں) یعنی آپ کی امت کے کافر فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (اور انہوں نے دیکھا نہیں کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ ان کا انجام کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کیسی تباہی ڈالی) کہ ان کو استیصال والا عذاب بھیج کر ہلاک کر دیا۔ وَلِلْكٰفِرِيْنَ (اور ان کافروں کے لئے بھی) مشرکین قریش کے لیے اَمْثَالُهَا (اس جیسے معاملات ہونے کو ہیں) ان ہلاک شدہ لوگوں کی مثل کیونکہ تہس نہس کرنا اس پر دلالت کر رہا ہے۔

## کارسازی کی جہتیں:

آیت ۱۱: ذٰلِكَ (یہ) یعنی مؤمنوں کی مدد اور کفار کی بدانجامی بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا کارساز ہے) کارساز و مددگار وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں) ان کا کوئی مددگار نہیں اللہ تعالیٰ موجد ہونے کی وجہ سے بندے کا کارساز ہے۔ اس کو بندے میں تصرف کا پورا اختیار ہے۔ اور مدد کا مالک ہے پس موجد و متصرف ہونے کی جہت سے تو وہ مؤمنوں اور کافروں کا کارساز ہے اور جہت نصرت کے لحاظ سے صرف مؤمنوں کا خاص طور پر کارساز ہے۔

## ایمان والوں اور کفار کے انجام کا تقابل:

آیت ۱۲: اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ (اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ عیش کر رہے ہیں) اور دنیا کی زندگی کے سامان سے چند دنوں نفع اٹھا رہے ہیں۔ وَيَاْكُلُوْنَ (اور وہ اس طرح کھاتے ہیں) جو بلا سوچ وفکر انجام محض غفلت سے ہے۔ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ (جیسے چوپائے کھاتے ہیں) اپنی چراگاہوں



BestUrduBooks.wordpress.com

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِیْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ

جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں ایسے پانی کی ہیں جن میں ذرا تغیر نہ ہوگا اور بہت سی نہریں

مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ۬ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ

دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا، اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی، اور بہت سی نہریں

عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ

شہد کی ہیں جو بالکل صاف ہوگا۔ اور انکے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی، کیا ایسے لوگ ان جیسے ہو سکتے ہیں

هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور کھولتا ہوا پانی انکو پلایا جائے گا۔ سو وہ ان کی انتڑیوں کے ٹکڑے کر ڈالے گا۔

اور علف زاروں میں بغیر اس بات کو سوچے و سمجھے کہ ان کو اس کے بعد نحر و ذبح ہونا ہوگا۔ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ (اور جہنم ان لوگوں کا ٹھکانہ ہے) منزل و مقام ہے۔

آیت ۱۳: وَ كَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ (اور بہت سی بستیاں ایسی تھیں) کم من قریة یہ کثرت کو بیان کرنے کیلئے ہے۔ قریہ سے اہل قریہ مراد ہیں اسی لئے فرمایا : اَهْلَكْنٰهُمْ هِیَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْیَتِكَ الَّتِیْۤ اَخْرَجَتْكَ (ہم نے ان کو ہلاک کر دیا جو قوت میں اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں۔ جس کے رہنے والوں نے آپ کو گھر سے بے گھر کیا) مطلب یہ ہے بہت سی بستیاں تیری قوم سے جنہوں نے آپ کو نکالا زیادہ طاقتور تھیں۔ اخرجوك کا مطلب آپ کے مکہ سے نکلنے کا سبب بنے۔ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ (ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ان کا کوئی مددگار نہ ہوا) ان کے لئے کوئی ایسا نہ ہوا جو ان سے عذاب کو روک لیتا اور ان کی مدد کرتا۔

آیت ۱۴: اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (تو جو لوگ اپنے رب کے واضح راستہ پر ہوں) کیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت و برہان پر ہو۔ اور وہ برہان قرآن معجز اور دیگر معجزاتِ رسول ہے۔ مَنْ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ كَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ (کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے۔ جس کی بدعملی اس کو مستحسن معلوم ہو) اس سے مراد اہل مکہ ہیں جن کے لئے شیطان نے ان کے شرک اور اللہ اور اس کے رسول کی عداوت کو مزین کر دیا تھا۔ سوء عمله کی ضمیر واحد مَن کے لفظ کا لحاظ کر کے لائے اور وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ کی ضمائر جمع من کے معنی کا لحاظ کر کے لائے۔

## جنت کا حال:

آیت ۱۵: مَثَلُ الْجَنَّةِ (جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے) الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ (اس کی کیفیت یعنی عجیب شان یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے کہ) متقی سے مراد شرک سے بچنے والا ہے۔ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ (اس جنت میں نہریں تو ایسے پانی کی ہیں) نحو: نمبرا۔ یہ صلہ کے حکم میں داخل ہے اور اس کے لئے تکریر کی مانند ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے تم کہتے ہو التی فیھا انھار۔ یہ کہنا صحیح ہے۔ اسی طرح بلا صلہ اس کے معاعدلانا یہی حکم رکھتا ہے۔ نمبر۲۔ یا یہ حال ہے مستقرۃ فیھا انھار۔ اس حال میں کہ نہریں اس میں قرار پکڑنے والی ہیں۔ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ (ایسے پانی کی جن میں ذرا تغیر نہ ہوگا) نہ رنگ بدلے نہ بو نہ ذائقہ۔ عرب کہتے ہیں اسن الماء۔ جبکہ اس کا ذائقہ اور بُو بدلے۔

قراءت: مکی نے اَسِنٍ پڑھا۔

وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ (اور بہت سی نہریں دودھ کی جن کا ذائقہ نہ تبدیل ہو) جیسا کہ دُنیا کے دودھ کھٹے ہو جاتے ہیں۔

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ (اور بہت سی نہریں شراب کی جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوں) لذۃ یہ لَذٌّ کی مؤنث ہے اور وہ لذیذ کو کہتے ہیں۔ للشاربین بڑھا کر بتلایا کہ وہ خالص لذت ہی ہے۔ اس شراب میں نہ خمار' نہ سرگرانی' نہ عقل کا اڑنا اور نہ ہی شراب دنیا کی شراب والی کوئی خرابی۔ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى (اور بہت سی نہریں شہد کی جو بالکل صاف ہوگا) وہ شہد مکھی کے پیٹ سے نکل کر آنے والا نہ ہوگا کہ اس میں موم کی ملاوٹ ہو اور اسی طرح کی دیگر ملاوٹیں نہ ہونگی۔ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ (اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہونگے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی)

نحو: مثل مبتدأ اور اس کی خبر کمن ھو خالدٌ ...... ہے۔

كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا (کیا ایسے لوگ ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور کھولتا ہوا پانی ان کو دیا جائے گا) حمیمًا انتہائی گرم۔ فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ (پس وہ ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا) تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ أمثل الجنة كمثل جزاء من هو خالد فی النار؟ یہ کلام اثبات کی صورت میں ہے۔ اور اس کا معنی نفی ہے۔ کیونکہ یہ ایسے کلام کے حکم پر مشتمل ہے جو صرف انکار پر مشتمل ہو اور اس کی جگہ میں داخل ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے افمن كان علی بینة من ربه كمن زین له سوء عمله[محمد۔۱۴]

## حرف انکار کے حذف کا فائدہ:

یہ ہے کہ اس شخص کے مجادلہ اور مکابرہ کی تصویر کھینچی گئی جو دلیل حق کے پیرو اور خواہش پرست میں برابری پر اصرار کرنے والا ہے وہ گویا اس شخص کی طرح ہے جو جاری نہروں والی جنت اور گرم پانیوں والی جہنم میں برابری کا مدعی ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ وہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ لوگ آپ کے پاس سے باہر جاتے ہیں تو اہل علم سے کہتے ہیں

مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾

کہ حضرت نے ابھی کیا بات فرمائی تھی؟ یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ

اور جو لوگ صحیح راہ پر ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور ان کو انکے تقویٰ کی توفیق دیتا ہے سو یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں

اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾

کہ وہ اس پر دفعتہً آپڑے، سو اسکی علامتیں تو آچکی ہیں سو جب قیامت انکے سامنے آکھڑی ہوئی اس وقت انکو سمجھنا کہاں میسر ہوگا؟

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ

تو آپ اس کا یقین رکھئے کہ بجز اللہ کے اور کوئی لائق عبادت نہیں اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب عورتوں کیلئے بھی اور اللہ

يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ ع

تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی خبر رکھتا ہے

آیت ۱۶: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ (اور بعض آدمی ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں یہاں تک کہ جب) عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا (وہ لوگ آپ کے پاس سے باہر جاتے ہیں۔ تو دوسرے اہل علم سے کہتے ہیں۔ کہ حضرت نے ابھی کیا بات فرمائی تھی) یہ منافقین تھے جو مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر آپ کا کلام تو سنتے مگر اس کی طرف پوری توجہ نہ کرتے تھے۔ اور سستی کرتے ہوئے اس کی کوئی پرواہ نہ کرتے۔ جب آپ کی مجلس سے نکل جاتے تو اہل علم صحابہ سے مل کر کہتے۔ کہ آپ نے اس وقت کیا فرمایا۔ اور یہ بات بطور استہزاء کہتے تھے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ (یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے۔ اور یہ اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں)

آیت ۱۷: وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا (اور وہ لوگ جو ہدایت پر ہیں) ایمان لا کر اور قرآن مجید سن کر۔ زَادَهُمْ (اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا) هُدًى (ان کی ہدایت کو)۔ علم و بصیرت یا شرح صدر کو۔ وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ (اور ان کو ان کے تقویٰ کی توفیق دیتا ہے) تقویٰ پر ان کی اعانت فرمائی یا ان کو ان کے تقویٰ کا بدلہ دیا یا ان کے سامنے تقویٰ کی حقیقت کھول دی جس سے تقویٰ پر ان کا چلنا آسان



BestUrduBooks.wordpress.com

ہو گیا۔

آیت ۱۸: فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ (پس یہ لوگ تو قیامت کے منتظر ہیں) وہ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں۔ اَنْ تَاْتِيَهُمْ (کہ وہ ان کے اوپر آ پڑے) یہ مصدر معنی اتیان میں ہے۔ یہ ساعت سے بدل الاشتمال ہے۔ بَغْتَةً (اچانک)

## علاماتِ قیامت:

فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا (پس اس کی علامات تو آ چکی ہیں) شرط علامت کو کہتے ہیں اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہے۔ اور اسی طرح چاند کا پھٹنا' دھوئیں کا ظہور۔

## ایک قول یہ بھی ہے:

قطع رحمی' شرفاء کی کمی' کمینوں کی بھیڑ۔

فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰهُمْ (پس جب قیامت ان کے سامنے آ کھڑی ہوگی تو اس وقت ان کو سمجھنا کہاں میسر آئے گا)۔

## قولِ اخفش:

تقدیر عبارت یہ ہے۔ فانی لهم ذکرا هم اذا جاء تهم۔ ان کے یاد آنے کا فائدہ کیا ہوگا جبکہ وہ ان کے پاس آن پہنچے گی۔

## علم وحدانیت پر قائم رہیں:

آیت ۱۹: فَاعْلَمْ اَنَّهٗ (تو آپ اس کا یقین رکھیے تحقیق شان یہ ہے) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے بھی) معنی یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا جو علم آپ کو دیا گیا اس پر قائم رہیں اور تواضع پر ثابت قدمی دکھائیں اور استغفار کے ساتھ اپنے ذنب اور جو آپ کے دین پر ہوں ان کے ذنوب کو مٹاتے رہیے۔

## شرح التاویلات:

جائز ہے کہ آپ کا ذنب ہو اس لئے استغفار کا حکم دیا گیا لیکن ہم نہیں جانتے سوائے اس بات کے کہ انبیاء کا ذنب ترک افضل ہے۔ نہ کہ کسی قبیح کا ارتکاب اور ہمارے گناہ تو قبائح کے ارتکاب سے ہیں خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## فاء کا فائدہ:

ان آیات میں فاؤں کا آنا اس لئے ہے کہ عطف جملہ علی الجملہ ہو جن کے مابین اتصال ہے۔

## اللہ تمہاری تمام حالتوں سے واقف ہے:

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ (اور اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے کی خبر رکھتا ہے) تمہارے معیشت اور تجارت کے سلسلے میں ادھر ادھر جانے کو جانتا ہے۔ وَمَثْوٰىكُمْ (اور تمہارے رہنے سہنے کو) اپنے مکانات میں جہاں تم ٹھہرتے ہو۔ نمبر۲۔ یا زندگی میں مختلف حالتوں میں پلٹنا (بچپن سے بڑھاپا) اور مثوکم سے قبور میں رہائش پذیر ہونا۔

نمبر۳۔ اعمال کرنے میں تگ ودو کرنا (یہ تقلب فی الاعمال ہے) اور مثواکم سے جنت یا دوزخ میں قیام۔ اور ایسی ذات اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اس سے تقویٰ اختیار کیا جائے اور اس سے مغفرت مانگی جائے۔

## سفیان بن عیینہ کا قول:

سفیان سے کسی نے علم کی فضیلت دریافت کی تو کہنے لگے۔ کیا تم نے ارشاد الٰہی نہیں سنا۔ فاعلم انه لا اله الا اللّٰه واستغفر لذنبك۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں علم کے بعد عمل کا حکم دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۚ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا

اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نہ نازل ہوئی سو جس وقت کوئی محکم سورت نازل ہوتی ہے اور اس میں

الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ

جہاد کا ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے کسی پر موت کی

مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ

بے ہوشی طاری ہوگئی ہو، سو عنقریب ان کی کم بختی آنے والی ہے۔ ان کی اطاعت اور بات چیت معلوم ہے، پھر جب مضبوطی کے ساتھ حکم آگیا تو اگر یہ لوگ اللہ سے سچا عہد کرتے

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا

تو ان کیلئے بہت ہی بہتر ہوتا۔ سو اگر تم والی بن جاؤ تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ دنیا میں فساد مچاؤ اور آپس میں

أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ

قطع رحمی کردو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا پھر ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ سو کیا یہ لوگ

الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾

قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر ان کے قفل ہیں۔

آیت ۲۰: وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ (اور جو ایمان والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نہ نازل ہوئی) جس میں جہاد کا ذکر ہوتا۔ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ (پس جس وقت کوئی سورت اتاری جاتی ہے۔ جو جہاد کو بیان کرتی ہے۔ مُّحْكَمَةٌ (صاف صاف) واضح جس میں کسی اور وجہ کا احتمال نہیں بلکہ صرف جہاد کا وجوب ظاہر ہوتا ہے۔

## قولِ قتادہ رحمہ اللہ!

ہر سورت جس میں جہاد کا ذکر ہے وہ سورۂ محکمہ ہے اس لئے کہ اس پر نسخ وارد نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے نزول سے پہلے جو صلح اور ملاپ کا حکم دیا گیا تھا وہ سب حکم جہاد سے منسوخ ہونے والا ہے حکم جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

## منافقین کی آنکھیں بزدلی سے پتھرانے والی ہیں:

وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ (اور اس میں جہاد کا بھی ذکر ہوتا ہے) جہاد کا حکم دیا جاتا ہے۔ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ (تو جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں) مرض سے منافقت مراد ہے۔ منافقین کو دیکھیں گے کہ وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اکتاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ نَظَرَ الْمَغْشِیِّ عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ (کہ وہ آپ کی طرف دیکھتے ہیں۔ جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو) ان کی آنکھیں بزدلی اور گھبراہٹ سے پتھرائیں گی جیسا سکرات موت کا مبتلا ہوتا ہے۔ فَاَوْلٰى لَهُمْ (پس عنقریب ان کی کم بختی آنے والی ہے) یہ وعید ہے۔ اس کا معنی یہ ہے ان کے لئے ہلاکت ہو۔ یہ الوَلْی سے اسم تفضیل ہے۔ اور ولی قریب کو کہتے ہیں اس میں ان کو بددعا دی گئی کہ ان کی بدبختی ان کے سر پر کھڑی ہے۔

آیت ۲۱: طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ (ان کی اطاعت اور بات چیت معلوم ہے) نحو: یہ جملہ مستانفہ ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ طاعة و قول معروف خیرٌ لهم۔ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ (پھر جب سارا کام تیار ہی ہو جاتا ہے) جب معاملہ حقیقت بن کر سامنے آجاتا ہے اور لڑائی ان پر لازم ہو جاتی ہے۔ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ (تو اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے سچے رہتے) ایمان اور اطاعت میں۔ لَكَانَ (تو یہ بچ) خَیْرًا لَّهُمْ (ان کے لئے بہت بہتر رہتا) جہاد سے نفرت کی بنسبت۔

آیت ۲۲: پھر انداز غائب سے خطاب کی طرف پھیر دیا تاکہ اس سے توبیخ و ترہیب ہو۔ فرمایا فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ (پس اگر تم کنارہ کش رہو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد مچادو۔ اور آپس میں قطع قرابت کرو) شاید کہ اگر تم دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سنت سے منہ موڑ لو تو تم اسی جاہلیت کی طرف لوٹ جاؤ گے جس میں لوٹ مار اور زمین میں فساد پھیلانا اور قطع ارحام جبکہ اپنے ہی بعض اقارب سے لڑ پڑو اور بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی طرف لوٹو گے۔

نحو: ان تفسدوا یہ عسٰی کی خبر ہے۔ اور شرط اسم وخبر کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے فهل عسیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم، ان تولیتم۔

آیت ۲۳: اُولٰٓئِكَ (یہ) اس میں مذکورہ بالا لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ (وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے) لعنت۔ رحمت سے ان کو دور کر دیا ہے۔ فَاَصَمَّهُمْ (پھر ان کو بہرا کر دیا) نصیحت کو غور سے سننے سے۔ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ (اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا) کہ ہدایت کا راستہ دیکھیں۔

## کفار کے قلوب پر قفل لگ چکے:

آیت ۲۴: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے) تاکہ یہ اس کے مواعظ و نصائح اور زواجر کو پہچانتے۔ اس میں نافرمانوں کے لئے وعید ہے تاکہ وہ معاصی کی طرف جسارت سے باز رہیں۔ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں) ام۔ یہ بل کے معنی میں ہے اور ہمزہ تقریری ہے۔ ان کے بارے میں یہ ثابت کرنے کے لئے لائے کہ ان کے دل مقفل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ان تک نہیں پہنچتا۔ قلوب نکرہ لائے کیونکہ مراد یہ ہے۔ ایسے سخت دلوں پر جن کا معاملہ مبہم ہے۔ مراد بعض دل ہیں۔ اور وہ قلوب منافقین ہیں۔ اقفال کی اضافت و نسبت قلوب کی طرف کی گئی ہے کیونکہ اس سے وہ قفل مراد ہیں جو دلوں کے ساتھ خاص ہیں اور وہ کفر کے قفل ہیں جو بند ہو چکے وہ کھلتے نہیں جیسا رین ختم اور طبع ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَی ۙ الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ

بے شک جو لوگ پشت پھیر کر پلٹ گئے اس کے بعد کہ ان کے لئے ہدایت ظاہر ہوگئی تھی شیطان نے ان کے سامنے

لَهُمْ ؕ وَ اَمْلٰی لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِیْعُكُمْ فِیْ بَعْضِ

مزین کر دیا اور انہیں تاخیر والی باتیں سمجھا دیں، یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا جنہوں نے اللہ کے نازل کیے ہوئے فرمان کو ناپسند کیا کہ ہم بعض کاموں میں تمہاری

الْاَمْرِ ۚۖ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ

اطاعت کریں گے، اور اللہ ان کے خفیہ باتیں کرنے کو جانتا ہے، سو ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی جانوں کو قبض کرتے ہوئے انکے چہروں اور ان کی

وَ اَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ ع

پشتوں پر مارتے ہوں گے یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے اس چیز کا اتباع کیا جس نے اللہ کو ناراض کیا اور انہوں نے اللہ کی رضا کو ناپسند کیا تو اللہ نے ان کے اعمال کو ضائع کر دیا۔

آیت ۲۵: اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَی (جو لوگ پشت پھیر کر ہٹ گئے۔ بعد اس کے کہ سیدھا راستہ ان کو صاف معلوم ہو گیا)۔ یعنی منافقین حق کے واضح ہو جانے کے باوجود خفیہ طور پر کفر کی طرف پھر گئے۔ الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَ اَمْلٰی لَهُمْ (شیطان نے ان کو چکمہ دیا اور ان کو دور کی امید دلائی) سوّل۔ زین اور املی۔ امیدیں اور لمبی تمنائیں کرنا۔

قراءت: ابوعمرو نے و اُملِیَ پڑھا ہے یعنی ان کو مہلت دی گئی اور ان کی عمر دراز کی گئی۔

آیت ۲۶: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ (یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکام ناپسند کرتے تھے۔ یہ کہا) منافقین نے یہود کو جا کر کہا۔ سَنُطِیْعُكُمْ فِیْ بَعْضِ الْاَمْرِ (بعض باتوں میں ہم تمہارا کہنا مان لیں گے) مثلاً یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور ان کی معاونت سے گریز۔ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ (اللہ تعالیٰ ان کی خفیہ باتیں کرنے کو جانتا ہے) اسرار۔ یہ اسر کا مصدر ہے۔

قراءت: حمزہ، علی، حفص نے اسی طرح پڑھا۔ دیگر قراء نے اَسْرَارَهُمْ جمع سِرٌّ پڑھا ہے۔

آیت ۲۷: فَكَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ (پس ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی جان قبض کرتے ہونگے) یعنی وہ اس وقت کیا کریں گے؟ ان کا کیا حیلہ ہوگا؟ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ (اور ان کے چہروں اور پشتوں پر مارتے جاتے ہونگے)



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ

کیا ان لوگوں نے خیال کیا ہے جن کو دلوں میں مرض ہے کہ اللہ انکے کینوں کو نہ نکالے گا، اور اگر ہم چاہتے

لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾

تو آپ کو انہیں دکھا دیتے، سو آپ انہیں ان کی نشانی سے پہچان لیتے اور آپ انہیں ضرور بالضرور بات کرنے کے ڈھنگ سے پہچان لیں گے، اور اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے،

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾

اور بلاشبہ ہم ضرور تم کو آزمائیں گے تا کہ ہم تم میں سے مجاہدین کو اور صبر کرنیوالوں کو جان لیں اور تا کہ ہم تمہارے اعمال کو جانچ لیں۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

جو شخص معصیت پر مرتا ہے تو فرشتے اس کے چہرے اور پشت پر مارتے ہیں۔

آیت ۲۸: ذٰلِكَ (یہ) اس سے توفی موصوف کی طرف اشارہ ہے۔ بِاَنَّهُمْ باء سببیہ ہے۔ (اس وجہ سے کہ انہوں نے) اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ (اس چیز کی اتباع کی جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو لازم کرنے والی تھی) یعنی کفار کی معاونت۔ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ (اور اسکی رضامندی سے نفرت کی) یعنی ایمان والوں کی امداد و معاونت۔ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ (اسلئے اللہ تعالیٰ نے انکے اعمال کو کالعدم کردیا)

آیت ۲۹: اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ (جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے۔ کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کبھی ان کے دلوں کی عداوتوں کو ظاہر نہ کریں گے) اضغان: کینے۔ مطلب یہ ہے منافقین نے یہ گمان کرلیا کہ اللہ تعالیٰ ان کے بغض و عداوت کو مؤمنین کے سامنے ظاہر نہ کریں گے۔

آیت ۳۰: وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ (اگر ہم چاہتے تو ہم آپ کو ان کا پورا پتہ بتا دیتے) ہم ان کے بارے میں آپ کی راہنمائی کر دیتے اور آپ کو ان کی پہچان کرا دیتے۔ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ (پس آپ ان کو ان کے حلیہ سے پہچان لیتے) سیما: علامت۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی ایسی علامت ذکر کرتے جس سے وہ معلوم ہو جاتے۔

## قولِ انس رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس آیت کے بعد کوئی منافق مخفی نہ رہا۔ آپ ان کو ان کی علامات سے پہچانتے تھے۔

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ (آپ ان کو طرز کلام سے ضرور پہچان لیں گے) کلام کے اندر خوبصورت انداز و طرز سے۔ کیونکہ وہ اپنے دلوں کے اندر کی بات کو چھپانے کی قدرت نہ رکھتے تھے۔

جب اس آیت کو پڑھتے تو رو دیتے اور کہتے : اللھم لا تبلنا۔ اے اللہ تو ہمیں نہ آزما اگر تو نے ہمیں آزمایا تو تو نے ہمیں رسوا کردیا اور ہماری عزتوں پر پڑے پردوں کو چاک کردیا اور ہمیں سزا میں ڈال دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی اس کے بعد

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ۝۳۲ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

کہ انکے لئے ہدایت ظاہر ہوگئی یہ لوگ اللہ کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور وہ عنقریب ان کے اعمال کو اکارت کر دے گا، اے ایمان

آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝۳۳ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا

والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو، بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستہ

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۝۳۴ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا

سے روکا پھر وہ اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر تھے تو ہرگز اللہ ان کی مغفرت نہ فرمائے گا، سو تم سست نہ بنو اور صلح کی طرف

إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝۳۵

مت بلاؤ اور تم غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال میں ہرگز کمی نہ کرے گا۔

اور فلعرفتهم کی لام یہ لو کے جواب میں آئی ہے۔ جیسا کہ لا رينكهم میں ہے معطوف میں دوبارہ لائے۔ البتہ ولتعرفنّهم کی لام یہ قسم محذوف کے جواب میں نون ثقیلہ کے ساتھ مل کر آرہی ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ (اور اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال کو جانتا ہے) پس وہ اعمال میں سے خیر وشر کو الگ کرتا اور کرتا رہے گا۔

## آزمائش برائے ظہور:

آیت ۳۱: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ (اور ضرور تمہاری آزمائش کریں گے) قتال کے ذریعہ تمہارے سامنے ظاہر کرنے کے لئے نہ کہ تمہارے متعلق معلومات لینے کیلئے (کیونکہ ہم تو علام الغیوب ہیں) نمبر۲۔ ہم تم سے ایسا معاملہ کریں گے۔ جیسا امتحان لینے والا معاملہ کرتا ہے تاکہ اظہارِ عدل میں بلیغ تر ہو۔ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ (تاکہ ہم ان لوگوں کو معلوم کرلیں جو تم میں سے جہاد کرنے والے اور جو ثابت قدم رہنے والے ہیں) یعنی جہاد پر ثابت قدم یعنی اس کا ہونا جان لیں جس کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ وہ عنقریب پیش آئے گا۔ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ (اور تمہاری حالتوں کی جانچ کرلیں) اخبار سے مراد یہاں مخفی حالات ہیں۔

قراءت: ابوبکر نے لیبلونکم حتی یعلم اور یبلو پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## آپ کو پہچاننے کے باوجود کفار کی معاونت کی:

آیت ۳۲: اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ (بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی) اور اس سے دشمنی اختیار کی یعنی بدر کے دن کھانا کھلانے والے تھے۔ اور یہ گزر چکا ہے۔ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى (اس کے بعد کہ ان کو رستہ نظر آ چکا تھا) اس کے بعد کہ ان کے سامنے آپ کی حقانیت ظاہر ہو گئی تھی اور آپ کا رسول اللہ ہونا پہچان چکے تھے۔ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْــٴًـا وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ (یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مٹا دے گا) جو اعمال انہوں نے مخالفتِ رسول میں کیے۔ ان کو اس طرح مٹایا جائے گا کہ اس سے ان کی اغراض پوری نہ ہو سکیں گی۔

آیت ۳۳: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل مت کرو) منافقت یا ریا کاری سے۔

آیت ۳۴: اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (بیشک جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رستہ سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مر گئے پس اللہ تعالیٰ ان کو کبھی نہ بخشے گا)

## ایک قول :

قلیب بدر والے لوگ مراد ہیں۔ اور ظاہر آیت عموم کو چاہتی ہے۔

آیت ۳۵: فَلَا تَهِنُوْا (اور تم ہمت مت ہارو!) اور تم کمزوری مت دکھاؤ اور دشمن کے سامنے جھکو مت۔ وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ (اور صلح کی طرف مت بلاؤ)

قراءت: حمزہ، ابوبکر، ابوعمرو نے السِلْم پڑھا اور دونوں کا معنی مسالمت ہے مطلب یہ ہے کہ کفار کو صلح کی دعوت مت دو۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ (اور تم ہی غالب ہو گے) ضرور غالب ہو گے۔ تدعوا۔ یہ مجزوم ہے کیونکہ حکم نہی میں داخل ہے۔ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ (اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں) مدد سے یعنی وہ تمہارا حامی و ناصر ہے۔ وَلَنْ یَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ (وہ تمہارے اعمال میں ہرگز کمی نہ کرے گا) یعنی تمہارے اعمال کا بدلہ کم نہ کرے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا یُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا یَسْـَٔلْكُمْ

دنیا والی زندگی بس لہو ولعب ہے اور اگر تم ایمان پر جمے رہے اور تم نے تقویٰ اختیار کیا تو وہ تمہیں تمہارے اجور عطا فرما دے گا اور وہ تم سے تمہارے مال طلب نہ

اَمْوَالَكُمْ ۳۶ اِنْ یَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَیُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۳۷ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ

فرمائے گا اگر وہ تم سے مال طلب کرے پھر انتہا درجہ تک طلب فرمائے تو تم بخل کرنے لگو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی ناگواری کو ظاہر فرما دے گا، خبردار تمہیں اللہ کی راہ میں

لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ

خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے سو تم میں سے بعض لوگ بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ اپنی جان کی طرف سے بخل کرتا ہے

وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا

اور اللہ غنی ہے تم محتاج ہو، اور اگر تم روگردانی کرو گے تو اللہ تمہارے بدلہ دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ تمہارے جیسے

اَمْثَالَكُمْ ۳۸ ع

نہ ہوں گے۔

آیت ۳۶: اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ (اور یہ دنیوی زندگی تو محض ایک لہو ولعب ہے) بہت قلیل مدت میں منقطع ہو جاتی ہے۔ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا (اور اگر تم ایمان لاؤ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر۔ وَتَتَّقُوْا (اور تقویٰ اختیار کرو) یعنی شرک سے بچو۔ یُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ (تو تم کو تمہارا اجر عطا کریگا) تمہارے ایمان وتقویٰ کا اجر۔ وَلَا یَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ (وہ تم سے تمہارے مال طلب نہیں کریگا) وہ تمام مال کا مطالبہ نہ کرے گا۔ بلکہ چالیسواں حصہ ہوگا۔ لایسئل کا فاعل اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

## قولِ سفیان بن عیینہ:

بہت میں سے تھوڑا سا (غیضًا من فیض)

آیت ۳۷: اِنْ یَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَیُحْفِكُمْ (اگر تم سے تمہارے مال طلب کرے پھر انتہاء درجہ تک تم سے طلب کرتا رہے) وہ تم کو مشقت میں ڈال دے اور سارے مال کو طلب کرے۔ الاحفاء: کسی چیز میں مبالغہ اور اس کی غایت تک پہنچنا۔ عرب کہتے ہیں۔ احفاہ فی المسالۃ۔ جبکہ اصرار کا کوئی رخ نہ چھوڑے اور احفی شاربہ۔ جبکہ وہ ان کو جڑ سے منڈوائے۔ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ (تو تم بخل کرنے لگو اور وہ نکال دے) یعنی اللہ تعالیٰ یا بخل۔ اَضْغَانَكُمْ (تمہاری ناگواری کو) جب کہ تم اس دینے سے رک جاؤ۔ یا وہ تم سے تمام مال کا سوال کرے کیونکہ مال کا مطالبہ کرنے کے وقت عداوت وکینہ ظاہر ہوتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۳۸: هٰٓاَنْتُمْ هاء تنبیہ کے لئے ہے۔ هٰٓؤُلَآءِ یہ موصول الذین کے معنی میں ہے۔ اس کا صلہ تُدْعَوْنَ ہے یعنی ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو بلایا جاتا ہے۔ یعنی تم ہی وہ لوگ ہو جن کو بلایا جاتا ہے۔ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو) اس سے مراد غزوہ یا زکوٰۃ کے سلسلہ میں خرچ کرنا ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ الدلیل علی انہ لو احفاکم لبخلتم و کرھتم العطاء اس بات کی دلیل کہ اگر وہ تمام کے خرچ کا حکم دیتا تو تم بخل کرتے اور عطاء کو ناپسند کرتے۔ تمہیں صرف چالیسواں حصہ دینے کا کہا گیا۔ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ (بعض تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں) یَبْخَلُ۔ یہ ضمہ کے ساتھ ہے کیونکہ یہ مَنْ شرطیہ نہیں ہے۔ یعنی بعض لوگ تم میں سے بخل کریں گے۔ وَمَنْ یَّبْخَلْ (جو شخص بخل کرتا ہے) صدقہ اور ادائے فریضہ میں فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ (تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے) یعنی وہ داعیہ نفس سے بخل کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بخل کا حکم دینے والے نہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

یبخل علی نفسہ کہا جاتا ہے بخلت علیہ وعنہ۔

## اللہ بے نیاز تم حاجت مند ہو:

وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (اور اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور تم سب محتاج ہو) وہ اس بات کا حکم نہیں دیتے کیوں اس کی ضرورت ہے اور خود ذات باری تعالیٰ تو حاجات سے بے نیاز ہے لیکن تمہیں مال کی حاجت اور ثواب کی بھی حاجت۔ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا (اور اگر تم روگردانی کرو گے) اے اہل عرب اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے اعراض کرو گے اور اس کی راہ میں خرچ سے منہ موڑو گے۔ اس کا عطف ان تؤمنوا و تتقوا پر ہے۔

یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ (اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا) وہ ایسی قوم پیدا کرے گا جو تم سے بہتر اور زیادہ مطیع ہوگی اور وہ اہل فارس ہیں۔

## قوم کی مراد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قوم کے بارے میں سوال کیا گیا۔ اس وقت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ آپ نے ان کے ران پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ یہ اور اس کی قوم۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر ایمان ثریا کے پاس بلند ہو جائے تو فارس کے کچھ لوگ اس کو لے لیں گے۔ (رواہ احمد ۲/۴۱۷۔ بخاری ۴۸۹۸ مسلم۔ ۲۵۴۶)

ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (پھر وہ تم جیسے نہ ہونگے) پھر وہ اطاعت میں تم جیسے نہ ہونگے بلکہ وہ تم سے زیادہ اطاعت کرنے والے ہونگے۔

الحمد للہ کہ سورۂ محمد کا تفسیری ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا

سُوْرَۃُ الْفَتْحِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّاَرْبَعُ رُکُوْعَاتٍ

سورۃ الفتح مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ۲۹ آیات اور چار رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ﴿۱﴾ لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ

بے شک ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی تاکہ اللہ آپ کی اگلی پچھلی سب خطائیں معاف فرما دے اور آپ پر اپنی نعمت

نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ﴿۲﴾ وَّیَنْصُرَکَ اللّٰہُ نَصْرًا عَزِیْزًا ﴿۳﴾ ھُوَ

پوری کر دے اور آپ کو صراط مستقیم پر چلائے اور اللہ آپ کی ایسی مدد فرمائے جو زبردست ہو، اللہ

الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ

وہی ہے جس نے مومنین کے دلوں میں سکون نازل فرمایا تاکہ ایمان کے ساتھ ان کا ایمان اور زیادہ

اِیْمَانِھِمْ وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۴﴾

ہو جائے، اور اللہ ہی کے لئے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ علیم ہے حکیم ہے

## فتح مبین کی خوشخبری:

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا

(بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی)

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔

(تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی فروگذاشتیں معاف فرمادے)

آیت ۱: اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا الفتح۔ کسی شہر پر زبردستی کامیابی نمبر۲۔ لڑائی کے ساتھ صلح۔ نمبر۳۔ صلح بغیر لڑائی کیونکہ وہ بند ہوتی ہے جب تک کامیابی نہ پائی جائے جب کامیابی پالی تو گویا اس نے اس کو کھول لیا۔

## پھر ایک قول یہ ہے:

کہ اس سے مراد فتح مکہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

شانِ نزول: یہ سورت اس وقت اتری جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے حدیبیہ والے سال مدینہ منورہ کی طرف لوٹ رہے تھے۔آپ سے فتح کا وعدہ کیا گیا اور اس میں لفظ ماضی کا لایا گیا کیونکہ وہ اپنے یقینی وقوع میں ہو چکی ہوئی بات کی طرح تھی۔ اس سے خبر دینے والے کی عظمت و شان ٹپک رہی ہے۔ کہ زمانہ کی لگام کے قبضۂ قدرت میں ٹھیک اسی طرح ہے جیسا ماضی کی زنجیر اس کے ہاتھ میں ہے۔

## ایک قول :

اس سے فتح حدیبیہ مراد ہے۔اس میں شدید لڑائی تو پیش نہ آئی البتہ باہمی تھوڑا بہت تیروں اور پتھروں کا تبادلہ ضرور ہوا۔ مسلمانوں نے تیر اندازی سے کفار کو واپس گھروں کی طرف لوٹا دیا۔کفار نے صلح کا مطالبہ پیش کیا۔پس یہ کھلی فتح تھی۔

## قولِ زجاج رحمہ اللہ:

حدیبیہ کے موقعہ پر ایک عظیم معجزہ ظاہر ہوا۔حدیبیہ کے کنوئیں کا تمام پانی ختم ہو گیا۔ایک قطرہ تک باقی نہ رہا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کر کے اس کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ پانی کے سوتے پھوٹ پڑے اور تمام لشکر سیراب ہو گیا۔

## ایک قول:

اس سے فتح خیبر مراد ہے۔ایک اور قول ہے: کہ فتح کا لفظ الفتاحة سے لیا گیا جس کا معنی فیصلہ کرنا ہے۔اب آیت کا مطلب یہ ہوگا۔ہم نے آپ کے لئے اہل مکہ کے خلاف واضح فیصلہ دیا۔کہ تم اور تمہارے اصحاب مکہ میں آئندہ سال داخل ہوتا کہ تم بیت اللہ کا طواف کرو۔

## جہاد سببِ مغفرت:

آیت ۲: لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ فتح سبب مغفرت نہیں ہے۔تقدیر کلام اس طرح ہے۔ انا فتحنالك فتحا مبينا فاستغفر ليغفر لك الله۔اور اس کی مثل یہ آیت ہے اذا جاء نصر اللّٰہ و الفتح الی قولہ و استغفرہ۔[النصر۔ا تا ۳]

نمبر۲۔اور یہ بھی درست ہے کہ اس سے مراد فتح مکہ ہو۔اس حیثیت سے کہ یہ دشمن کے خلاف جہاد ہے تو یہ سبب مغفرت ہے۔

## اتمام نعمت (ایک قول):

فتح سبب مغفرت نہیں بلکہ اتمام نعمت اور زبردست نصرت کی تکمیل کے لئے تھی۔لیکن جب ان نعمتوں کو شمار کیا تو ان نعمتوں کے ساتھ ملایا جو کہ ان سے بھی عظیم ترین نعمتیں تھیں۔گویا اس طرح فرمایا۔ہم نے فتح مکہ کو آپ کے لئے آسان کر دیا۔یا اسی طرح کی نعمتیں تا کہ آپ کے لئے دارین کی عزتیں جمع کر دیں اور آجل و عاجل کے اغراض جمع کر دیں۔

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے) مراد وہ تمام جو آپ سے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہو چکیں۔ یاما تقدم سے واقعہ ماریہ قبطیہ اور ما تأخر زید کی بیوی والا واقعہ مراد ہو۔ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ (اور آپ پر اپنے احسانات کی تکمیل کر دے) آپ کے دین کو غلبہ دے کر اور آپ کے ہاتھوں شہروں کو فتح کرا کر۔ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (اور آپ کو سیدھے راستہ پر لے چلے) پسندیدہ دین پر آپ کو ثابت قدمی عنایت فرمائے۔

آیت ۳: وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا (اور اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا غلبہ دے جس میں عزت ہی عزت ہو) طاقتور محفوظ کہ کبھی بھی اس کے بعد عاجزی و جھکاؤ نہ ہو۔

## صلح کے سبب سکون اتارا:

آیت ۴: هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ (وہی اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا تا کہ ان کے پہلے ایمان کے ساتھ ان کا ایمان اور زیادہ ہو) السکینہ کا لفظ سکون مصدر سے اسی طرح ہے جیسا البهتان سے البهيتة ہے مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں صلح کے سبب سکون واطمینان اتارا۔ تا کہ ان کا یقین مزید بڑھ جائے۔

## ایک قول یہ ہے:

السکینۃ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین واعتماد اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم کا نام ہے۔ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (اور زمین کا سب لشکر اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

تاکہ اللہ مومن مردوں اور عورتوں کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے تاکہ

وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۙ﴿۵﴾ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

ان کے گناہوں کا کفارہ فرما دے۔ اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے، اور تاکہ اللہ منافق مردوں اور

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ

منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے جو اللہ کے بارے میں برا گمان رکھنے والے ہیں، ان میں برائی کی

دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۶﴾

مصیبت پڑنے والی ہے۔ اور اللہ ان پر غصہ ہوا اور ان پر لعنت کر دی اور ان کیلئے جہنم تیار کر دی اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۷﴾

اور اللہ ہی کے لئے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ عزیز ہے حکیم ہے۔

آیت ۵: لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا (تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی جس میں وہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ اور تاکہ ان کے گناہوں کو دور کردے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے)

## حکمت کے تقاضے:

آیت ۶: وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ (اور تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے) یعنی اللہ تعالیٰ کے ہیں آسمان و زمین کے تمام لشکر۔ ان کو ایک دوسرے پر اپنے علم وحکمت کے تقاضے کے مطابق جب چاہتے ہیں مسلط کر دیتے ہیں اور اس کے تقاضہائے حکمت میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر ایمان والوں کے دلوں میں سکون پیدا کیا اور ان سے فتوح کا وعدہ فرمایا اور یہ وعدہ صرف اس لئے فرمایا تاکہ مؤمن اللہ تعالیٰ کے انعام کو معلوم کر کے شکر گذار ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کو اس پر ثواب سے نوازیں اور کفار و منافقین کو اس سے ناراض ہونے اور ناپسند کرنے کی بنا پر سزا دے۔ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ (جو کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق برے برے گمان رکھتے ہیں) السوء کسی چیز کا ردی پن اور بگاڑ۔ عرب کہتے ہیں۔ فعلُ سوءٍ۔ بگڑا ہوا قابل نفرت فعل۔ یہاں مراد ان کا یہ گمان کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنوں کی مدد نہ فرمائے گا اور نہ ہی ان کو کامیاب و کامران بنا کر مکہ لوٹائے گا۔ کہ وہ مکہ



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ

بلاشبہ ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا تاکہ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اسکی مدد کرو،

وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ

اور اسکی تعظیم کرو اور صبح شام اس کی تسبیح بیان کرو۔ بلاشبہ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا

اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے، سو جو شخص عہد توڑ دے گا اس کا توڑنا اسی کی جان پر ہوگا، اور جو شخص اس عہد کو پورا کرے

ع ۹ عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٠﴾ ع

جو اس نے اللہ سے کیا ہے سو وہ اسے بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

زبردستی اور غلبہ سے فتح کرنے والے ہونگے۔ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ (ان پر براوقت پڑنے والا ہے)

قراءت: مکی اور ابوعمرو کے ہاں السُّوْءِ ہے یعنی جو وہ ایمان والوں کے متعلق گمان کرنے والے اور انتظار کرنے والے ہیں۔ وہ انہی کو گھیرنے والا اور ان پر گھومنے والا ہے۔ السُّوْءُ کا معنی ہلاکت وتباہی ہے۔ دیگر قراء نے السَّوءِ فتحہ سے پڑھا یعنی وہ دائرہ جس کی وہ مذمت کرتے ہیں اور اس پر ناراض ہیں۔ السَّوء السُّوء دونوں لفظ الکَره الکُره اور الضَّعف و الضُّعف کی طرح ہیں۔ البتہ مفتوح کا استعمال غالب ہے اس کی طرف اس چیز کی اضافت کر کے استعمال کرتے ہیں۔ جس کی مذمت ہر چیز میں مقصود ہو۔ اور باقی السُّوء یہ شر کے قائم مقام استعمال ہوتا ہے۔ جو کہ خیر کی ضد ہے۔ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (اور اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوگا اور ان کو رحمت سے دور کر دے گا اور ان کے لئے اس نے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے) برے ٹھکانے سے جہنم مراد ہے۔

آیت ۷: وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (اور آسمان وزمین کا سب لشکر اللہ تعالیٰ ہی کا ہے) پس وہ ان لوگوں کے مکر وفریب کو دور کرے گا جو اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں سے مکر وفریب کر رہے ہیں۔ جس قدر وہ چاہے گا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا (اور اللہ تعالیٰ زبردست) غالب ہیں ان کی پکڑ کو لوٹایا نہیں جا سکتا۔ حَكِيْمًا (حکمت والا ہے) اپنی تدابیر وانتظامات میں۔

آیت ۸: إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا (ہم نے آپ کو گواہی دینے والا) قیامت کے دن اپنی امت پر گواہی دیں گے۔ نحو: شاهدًا یہ حال مقدرہ ہے۔ وَّمُبَشِّرًا (اور بشارت دینے والا) ایمان والوں کو جنت کی۔ وَّنَذِيْرًا (اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے) آگ سے کافروں کو ڈرانے والا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۹: لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (تا کہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ) اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو خطاب ہے۔ وَتُعَزِّرُوْهُ (اور اس کی مدد کرو) نصرت سے ان کو قوت پہنچاؤ۔ وَتُوَقِّرُوْهُ (اور اس کی تعظیم کرو) وَتُسَبِّحُوْهُ (اور اس کی تسبیح میں لگے رہو) نحو: یہ التسبیح سے ماخوذ ہے۔ یا السبحة سے ہے۔ اور ضمائر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والی ہیں۔ اور اللہ کی تعزیر سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے رسول کی معاونت ہے۔

## ضمیر کا مرجع:

جن لوگوں نے ضمائر کو مختلف قرار دیا انہوں نے پہلی دو ضمیریں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹائیں ہیں انہوں نے بہت بعید بات کہی ہے۔

قراءت: مکی ٔابوعمرو نے لیؤمنوا پڑھا ہے۔ اور ضمیر لوگوں کی طرف لوٹائی اور آخری تینوں الفاظ بھی انہوں نے یاء کے ساتھ پڑھے ہیں۔ بُكْرَةً (صبح سویرے) مراد صلاۃ الفجر ہے۔ وَّاَصِيْلًا (شام) چاروں نمازیں مراد ہیں۔

## بیعتِ رضوان کا تذکرہ:

آیت ۱۰: اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ (جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں) بیعت سے یہاں بیعت رضوان مراد ہے۔ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں) جب فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں۔ تو بطریقہ تخییل اس کو اور مؤکد کرتے ہوئے فرمایا۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے) مراد یہ ہے کہ وہ دستِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ بیعت کیلئے بیعت کرنے والوں کے ہاتھوں پر بلند ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہاتھ ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کی ذات جوارح اور صفاتِ اجسام سے پاک ہیں۔ معنی یہ ہے۔ اس بات کو خوب پختہ کرنا مقصود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عقد و معاہدہ باندھنے کی طرح ہے۔ ان کے مابین کوئی تفاوت و فرق نہیں جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ [النساء۔۸۰] نحو: انما یبایعون اللہ۔ یہ انّ کی خبر ہے۔

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (پھر جو شخص عہد توڑے گا۔ پس اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا) جس نے عہد توڑا اور بیعت کو پورا نہ کیا۔ تو اس کے توڑنے کا نقصان و ضرر اسی پر پڑے گا۔

## قولِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما:

ہم نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت موت پر کی اور اس بات پر کہ ہم میدان سے نہ بھاگیں گے۔ اس بیعت کو جد بن قیس منافق نے توڑ دیا۔ وہ اپنے اونٹ کی بغل میں چھپ گیا اور صحابہ کے ساتھ نہ چلا۔ اس کا بعض حصہ مسلم ۱۸۵۶ الترمذی۔ ۱۵۹۱ میں پایا جاتا ہے۔

وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ (اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا) عرب کہتے ہیں وفیت



BestUrduBooks.wordpress.com

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ

عنقریب دیہات کے وہ لوگ جو پیچھے ڈال دیے گئے آپ سے کہیں گے کہ ہمارے مالوں نے اور اہل و عیال نے ہمیں مشغول کر دیا سو آپ ہمارے لئے استغفار کیجئے،

يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے، آپ فرما دیجئے سو وہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچانے کے لئے کسی بھی چیز کا اختیار رکھتا ہو

اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۱ بَلْ

اگر وہ تمہیں کوئی نقصان یا نفع پہنچانا چاہے، بلکہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی سب خبر ہے، بلکہ

ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ

بات یہ ہے کہ تمہارا خیال تھا کہ رسول اور مومنین کبھی اپنے گھروالوں کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں میں مزین

قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ښ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝۱۲ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

کر دی گئی، اور تم نے برا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ ہو، اور جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے

فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝۱۳ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ

تو ہم نے کافروں کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے، اور اللہ ہی کے لئے ہے ملک آسمانوں کا اور زمین کا ' وہ بخش دے جسے

يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۴

چاہے، اور عذاب دے جسے چاہے، اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔

بالعهد واوفيت به پورا کرنا اور اس ارشاد کا بھی یہی مطلب ہے۔ اوفُوا بالعقود۔[المائدہ:۱] والموفون بعهدهم۔[البقرہ:
۱۷۷] قراءت: حفص نے اسی طرح پڑھا ہے۔ فَسَيُؤْتِيْهِ (تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو دے گا)

قراءت: حجازی و شامی نے نون سے پڑھا ہے۔ اَجْرًا عَظِيْمًا (بڑا اجر) وہ جنت ہے۔

## پیچھے رہنے والے دیہاتی قبائل کا معاملہ:

آیت ۱۱: سَيَقُوْلُ لَكَ (عنقریب آپ سے کہیں گے) جب آپ حدیبیہ سے لوٹ کر جائیں گے۔ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ (جو دیہاتی آپ سے پیچھے رہ گئے) حدیبیہ سے پیچھے رہنے والے دیہاتی ان قبائل سے تھے۔ غفار، مزینہ، جہینہ، اسلم، اشجع، الدیل وغیرہ اور اس کا سبب یہ ہوا۔ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام الحدیبیہ عمرہ کی غرض سے مکہ جانے کا عزم فرمایا۔ تو آپ نے



BestUrduBooks.wordpress.com

مدینہ کے اردگرد دیہاتی اور اہل بادیہ سے ساتھ چلنے کو کہا تاکہ قریش کی طرف سے اگر لڑائی پیش آئے یا وہ آپ کو بیت اللہ سے رکاوٹ پیدا کریں تو یہ معاونت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھ لیا اور ہدایا اپنے سامنے چلائے تاکہ یہ معلوم ہو کہ آپ کی غرض لڑائی کی نہیں۔ مگر اس وقت بہت سے اعراب نے بوجھ محسوس کیا۔ اور کہنے لگے۔ آپ ایسی قوم کی طرف جا رہے ہیں جنہوں نے آپ سے مدینہ کی دہلیز پر جنگ کی اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا۔ پس یہ ان سے لڑیں گے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ یہ ہلاک ہو جائیں گے واپس بچ کر مدینہ نہ لوٹیں گے۔ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا (ہمارے اموال وعیال نے ہمیں فرصت نہ لینے دی) اھلون یہ جمع اہل کی ہے۔ انہوں نے اہل وعیال اور اموال میں مشغولیت کو علت کے طور پر ذکر کیا۔ کہ ان کی نگرانی کرنے والا کوئی نہ تھا۔ فَاسْتَغْفِرْ لَنَا (پس آپ ہمارے لئے معافی کی دعا کیجئے) تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ آپ سے پیچھے رہنا معاف فرما دے۔ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ (یہ لوگ اپنی زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں۔ جو ان کے دل میں نہیں ہیں) اس میں ان کے عذر کی تکذیب کی گئی۔ اور پیچھے رہنے کا اصل یہ سبب نہیں جو وہ بیان کر رہے ہیں۔ بلکہ اصل سبب تو اللہ تعالیٰ کے متعلق شک اور منافقت ہے۔ اور استغفار کا طلب کرنا بھی حقیقت سے تعلق نہیں رکھتا۔ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا (آپ کہہ دیجئے۔ پس وہ کون ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہو) اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قضاء سے تمہیں کون بچائے گا۔ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا (اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی نقصان) جو نقصان تمہیں قتل یا شکست کا پیش آئے۔

قراءت: حمزہ، علی نے ضُرًّا پڑھا ہے۔

اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا (یا کوئی نفع پہنچانا چاہے) نفع سے مراد غنیمت و کامیابی ہے۔ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال پر مطلع ہیں)

## ان کے گمان کا پردہ چاک:

آیت ۱۲: بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (بلکہ تم نے یہ سمجھا کہ رسول اور مؤمنین اپنے گھروں میں کبھی لوٹ کر نہ آویں گے اور یہ بات تمہارے دلوں میں اچھی بھی معلوم ہوتی تھی) یعنی شیطان نے دلوں میں مزین کیا۔ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ (اور تم نے برے برے گمان کیے) کہ کفر غالب آجائے گا اور فساد ظاہر ہو گا۔ وَكُنْتُمْ قَوْمًاۢ بُوْرًا (اور تم برباد ہونے والے لوگ ہو گئے) بور جمع بائر کی ہے۔ جیسا عائذ وعوذ۔ یہ بار الشیٔ سے لیا گیا جس کا معنی ہلاک ہونا اور بگڑتا آتا ہے۔ اور تم لوگ خراب دل، بگڑے نفس اور بری نیتوں والے ہو۔ کوئی بھلائی و خیر کا نشان بھی تم میں نہیں۔

نمبر۲۔ تم اللہ تعالیٰ کے ہاں ہلاک ہونے والے اور اس کے عذاب اور ناراضگی کا شکار ہونے والے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ

جب تم اموال غنیمت لینے کے لئے چلو گے تو وہ لوگ کہیں گے جو پیچھے ڈال دیئے گئے کہ ہمیں چھوڑ دو کہ تمہارے پیچھے چلیں۔

يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ

وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں، آپ فرما دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے پیچھے نہ چلو، اللہ نے پہلے سے یہی فرمایا ہے،

فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾

سو وہ لوگ کہیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو، بلکہ بات یہ ہے کہ وہ نہیں سمجھتے مگر تھوڑا سا۔

## ایمان باللہ اور ایمان بالرسل نہ ہو تو کافر:

آیت ۱۳: وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا (اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے گا پس ہم نے کافروں کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے) یہاں کافرین فرما دیا۔ ضمیر کے بجائے اسم ظاہر لایا گیا۔ تاکہ یہ کھول دیا جائے کہ جس کا ان دو چیزوں پر ایمان نہیں ایمان باللہ اور ایمان بالرسول وہ کافر ہے۔ سَعِيرًا کو نکرہ لائے کیونکہ وہ مخصوص آگ ہے جیسا کہ اس آیت میں نکرہ ہے۔ نارًا تلظّٰی۔ [اللیل۔۱۴]

آیت ۱۴: وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (اور تمام آسمان و زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے) ان کو ایک قادر حکیم کی طرح چلا رہے ہیں۔ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ (وہ جس کو چاہے سزا دے اور جس کو چاہے بخش دے) وہ عذاب و مغفرت اپنی مشیت و حکمت سے کرتے ہیں۔ مغفرت ایمان والوں کی اور عذاب کفار کو۔ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا (اور اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے) اس کی رحمت اس کے غضب سے سبقت کرنے والی ہے۔

## اہل حدیبیہ کے ساتھ غنائم کا عوض رہنے کا وعدہ:

آیت ۱۵: سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ (عنقریب پیچھے رہنے والے کہیں گے) وہ لوگ جو حدیبیہ میں ساتھ نہ گئے تھے۔ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ (جب تم غنیمتیں لینے چلو گے) مغانم سے غنائم خیبر مراد ہیں۔ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ (ہم کو بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے ساتھ چلیں وہ لوگ یوں چاہتے ہیں۔ کہ خدا کے حکم کو بدل ڈالیں)

قراءت: حمزہ، علی نے كَلِمَ اللّٰه پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو تبدیل کر دیں جو اس نے اہل حدیبیہ کے ساتھ فرمایا۔ اور وہ وعدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو مکہ کے غنائم کا عوض عنایت فرمائیں گے اور وہ خیبر کے غنائم ہونگے۔ جب وہ ان کو چھوڑ کر لوٹیں گے اور ان میں سے کوئی چیز نہ پائیں گے۔ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا (آپ کہہ دیجئے تم ہرگز ہمارے



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ

آپ ان دیہاتیوں سے فرما دیجئے جو پیچھے ڈال دیئے گئے تھے کہ تمہیں ایک ایسی قوم کی طرف بلایا جائے گا جو سخت قوت والے ہوں گے تم ان سے قتال کرو گے

اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ

یا وہ مسلمان ہو جائیں گے، سو اگر تم فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تمہیں اچھا عوض عطا فرمائے گا اور اگر تم نے روگردانی کی جیسا اس سے پہلے روگردانی

قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ

کر چکے ہو تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔ نابینا پر کوئی گناہ نہیں، اور لنگڑے پر کوئی گناہ نہیں

وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اور بیمار پر کوئی گناہ نہیں، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے وہ اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ ع

نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور جو شخص روگردانی کرے وہ اسے دردناک عذاب دے گا۔

ساتھ نہیں چل سکتے ) یعنی خیبر کی جانب ۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی وہ تمہارے ساتھ نہ ہو سکے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بات بدلی نہیں جا سکتی۔ كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ (اللہ تعالیٰ نے پہلے سے اسی طرح فرما دیا ہے ) مدینہ کی طرف اہل حدیبیہ کی واپسی اور خیبر کی غنیمت کے وہ مستحق ہونگے جو حدیبیہ میں شریک ہوئے نہ اور کوئی۔ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۔ (تو وہ لوگ کہیں گے تم ہم سے حسد کرتے ہو )۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم نہیں دیا بلکہ تم ہم پر حسد کرتے ہو۔ کہ کہیں ہم مال غنیمت میں تمہارے ساتھ شریک نہ ہو جائیں۔ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ ( بلکہ خود یہ لوگ بہت کم بات سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کلام میں سے نہیں سمجھتے ) اِلَّا قَلِيْلًا ( مگر بہت معمولی ) یعنی فقط بات کی حد تک ۔

## دو بل :

اول بل اس بات کی تردید کے لئے لائے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ نہ جائیں اور ان کے حسد کو ثابت کیا گیا ہے۔ دوسرے بل میں ان کے اس بیان کی تردید جو وہ مسلمانوں کو حسد کی طرف منسوب کرتے تھے اور ان کا اس سے بڑا وصف جہالت اور قلت فہم بیان کیا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## بنوحنیفہ یا اہل فارس:

آیت ۱۶: قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ (آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے کہہ دیجئے) جو حدیبیہ سے پیچھے رہ گئے۔ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ (عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہونگے) یعنی بنوحنیفہ جو مسیلمہ کی قوم تھی اور مرتدین جن سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا۔ کیونکہ مشرکین عرب اور مرتدین سے دو میں سے ایک بات ہی قبول کی جاتی تھی اسلام یا تلوار۔

## ایک قول یہ بھی ہے:

یہ اہل فارس ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان قبائل کو ان سے لڑنے کے لئے بلایا۔

تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ (یا تو ان سے لڑتے رہو یا وہ مطیع ہو جائیں) یعنی دو میں سے ایک بات ہو۔ نمبر۱۔ مقاتلہ۔ نمبر۲۔ اسلام۔ یسلمون۔ کا معنی اس تاویل کے مطابق مطیع ہونا ہوگا۔ کیونکہ اہل فارس مجوس تھے ان سے جزیہ بھی قبول کیا گیا۔

## درست استنباط:

اس آیت میں شیخین کی خلافت کی حقانیت پر دلالت واضحہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بلانے والے کی اطاعت اختیار کرنے پر فان تطیعوا سے بدلے کا وعدہ فرمایا ہے۔ فَاِنْ تُطِيْعُوْا (اگر تم اطاعت کرو گے) اس کی جو تمہیں اس قتال کی طرف بلائے گا۔ يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا (تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک عوض عنایت فرمائے گا) پس اس سے لازم آیا کہ وہ داعی ایسا ہوگا جس کی اطاعت فرض ہے۔ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ (اور اگر تم اس وقت بھی روگردانی کرو گے جیسا اس سے قبل روگردانی کر چکے ہو) حدیبیہ کے موقعہ پر يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (تو وہ دردناک عذاب کی سزا دے گا) آخرت میں۔

آیت ۱۷: لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ (نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے) اس میں غزوہ سے پیچھے رہنے والے معذورین حقیقیہ کو مستثنیٰ فرمایا گیا۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا) جہاد وغیرہ دیگر امور میں۔ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ (اس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو شخص روگردانی کرے گا) طاعت سے منہ موڑے گا۔ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا (اس کو دردناک عذاب کی سزا دے گا)

قراءت: مدنی اور شامی نے ندخلہ اور نعذبہ پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

بالتحقیق اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہوا جبکہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے سو ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو معلوم تھا

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۞۱۸ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ

اور اللہ تعالیٰ نے ان پر اطمینان نازل فرما دیا اور ان کو لگتے ہاتھ ایک فتح دے دی اور بہت سی غنیمتیں بھی جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں، اور

اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۞۱۹ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ

اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لو گے، سو سردست تم کو یہ دے دی ہے

وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۞۲۰

اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے، اور تاکہ یہ اہل ایمان کے لئے نمونہ ہو جائے، اور تاکہ تم کو ایک سیدھی راہ پر ڈال دے

وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۞۲۱

اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی خدا تعالیٰ اس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے،

## آیت بیعتِ رضوان:

آیت ۱۸: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (تحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا۔ جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے) اسی آیت کی وجہ سے اس بیعت کا نام بیعت رضوان رکھا گیا۔ اس کا واقعہ اس طرح ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ میں نزول فرما ہوئے تو آپ نے خواس بن امیہ الخزاعی کو اہل مکہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اس پر حملہ کا ارادہ کیا۔ تو احابیش اس میں رکاوٹ بن گئے۔ جب وہ واپس لوٹے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا تاکہ ان کو قاصد بنا کر بھیجیں۔ آپ نے عرض کیا مجھے ان کی طرف سے خطرہ ہے کیونکہ ان کے ساتھ میری دشمنی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ پھر آپ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے ان کو اطلاع دی آپ لڑائی کی غرض سے نہیں آئے۔ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے آپ پر دباؤ ڈالا اور اپنے ہاں بند کر لیا۔ افواہ گرم ہو گئی کہ ان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک اطلاع پہنچی تو آپ نے فرمایا۔ ہم اس وقت تک یہاں سے نہ ٹلیں گے جب تک ان لوگوں سے بدلہ نہ لے لیں۔ اور آپ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا کہ وہ قریش سے بدلہ لیں گے اور فرار اختیار نہ کریں گے۔

تَحْتَ الشَّجَرَةِ (درخت کے نیچے) یہ کیکر کا درخت تھا اور بیعت کرنے والوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ فَعَلِمَ مَا فِيْ



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلُوْبِهِمْ (ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ بھی اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا) اخلاص اور جس پر بیعت کی تھی اس کو دل کی گہرائیوں سے کرنے والے ہیں۔ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ (پس اللہ تعالیٰ نے ان میں اطمینان پیدا کر دیا) دلوں کی درستی کی وجہ سے دلوں میں امن و اطمینان پیدا کر دیا۔ وَاَثَابَهُمْ (اور ان کو دے دی) بدلہ دیا۔ فَتْحًا قَرِيْبًا (قریبی فتح) وہ فتح خیبر ہے جو مکہ سے واپسی کے فوراً بعد عنایت فرمائی۔

آیت ۱۹: وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا (اور اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے) یہ غنائم خیبر ہیں۔ سرزمین خیبر کھیتیوں اور اموال والی زمین ہے۔ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا (اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست) وہ حفاظتوں والا ہے کہ اس پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا۔ حَكِيْمًا (بڑا حکمت والا ہے) جس میں وہ فیصلہ کرتا ہے اس کا معارضہ نہیں کیا جا سکتا۔

آیت ۲۰: وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا (اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے) وہ غنائم انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی پائیں اور آپ کے بعد قیامت تک پائیں گے۔ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ (پس سر دست تم کو یہ دے دی ہیں) المغانم جمع مغنم اس سے خیبر کے غنائم مراد ہیں۔ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ (اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے) یعنی اہل خیبر اور ان کے حلفاء بنو اسد و بنو غطفان وغیرہ جبکہ وہ ان کی مدد کے لئے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا جس سے وہ واپس لوٹ گئے۔

## ایک قول یہ ہے:

اہل مکہ کے ہاتھ صلح کی وجہ سے روک دیئے۔

وَلِتَكُوْنَ (تاکہ یہ روکنا ہو جائے) اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (ایمان والوں کے لئے ایک نمونہ) اور عبرتناک نشان جس سے وہ پہچان لیں کہ ان کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک مقام ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہی خود ان کی نصرت کا ضامن اور ان پر فتح دینے والا ہے اور اسی نے یہ کیا ہے۔ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (اور تاکہ تم کو ایک سیدھی سڑک پر ڈال دے) تمہاری بصیرت و یقین میں اضافہ فرمائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر اعتماد کو اور زیادہ کر دے۔

## دیگر غنائم:

آیت ۲۱: وَّاُخْرٰى (اور ایک اور فتح) اس کا عطف ھذہ پر ہے ای فجعل لکم ھذہ المغانم ومغانم اخری وھی مغانم ھوازن فی غزوۃ حنین۔ پس اس نے یہ غنائم تمہیں جلد دے دیں اور دوسری غنائم جو ہوازن کی غنائم ہیں جو غزوۂ حنین میں میسر آئیں۔ لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا (جو تمہارے قابو میں نہیں آئی) کیونکہ اس میں بڑا حملہ تھا۔ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا (اللہ تعالیٰ اس کو احاطہ میں لیے ہوئے ہیں) یعنی اس پر قدرت رکھنے اور غلبہ پانے والے ہیں اور تمہیں ان پر غلبہ دینے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾

اور اگر کافر لوگ تم سے جنگ کرتے تو پشت پھیر لیتے پھر نہ کوئی کارساز پاتے اور نہ کوئی مددگار۔

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

یہ پہلے سے اللہ کا دستور رہا ہے اور اے مخاطب تو اس کے دستور میں تبدیلی نہ پائے گا۔

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾

اور اللہ وہ ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے مکہ میں ہوتے ہوئے روک دیا اس کے بعد کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا ہے۔

نحو : نمبرا۔ اُخری میں نصب بھی جائز ہے۔ اور فعل مضمر ماننا ہوگا جس کی تفسیر قد احاط اللّٰہ بھا کر رہا ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ و قضی اللّٰہ اخرٰی قد احاط اللّٰہ بھا (اور اللہ نے دوسری کا فیصلہ کیا جس کا اللہ تعالیٰ احاطہ کرنے والے ہیں۔ لم تقدروا علیھا یہ اُخری کی صفت ہے۔

نمبر۲۔ اور رفع ابتداء کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ وہ اس کی صفت لم تقدروا سے آرہی ہے اور قد احاط اللّٰہ بھا یہ مبتدأ کی خبر ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں) قدیر بمعنی قادر ہے۔

آیت ۲۲: وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اور اگر کافر تم سے لڑتے) اہل مکہ اور وہ صلح پر آمادہ نہ ہوتے یا اہل خیبر کے حلیف قبائل۔ لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ (تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے) مغلوب ہوتے اور شکست کھا جاتے۔ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا (پھر نہ ان کو کوئی یار ملتا) جو ان کے معاملے کا ذمہ دار بنتا۔ وَّلَا نَصِيْرًا (اور نہ مددگار) جو ان کی مدد کرتا۔

آیت ۲۳: سُنَّةَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ نے یہی دستور کر رکھا ہے)

نحو : یہ مصدر موکد کی جگہ ہے۔ ای سن اللّٰہ غلبۃ انبیاء ہ سنۃ اور وہ اس آیت میں مذکور ہے لا غلبن انا ورسلی۔ [المجادلہ۔۲۱]

الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (جو پہلے سے چلا آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے دستور میں آپ ردو بدل نہ پائیں گے) تبدیل تغیر کے معنی میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قریش مکہ کی شرارت:

آیت ۲۴: وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ (اور وہ ایسا ہے کہ اس نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے) اہل مکہ کے ہاتھ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ (اور تمہارے ہاتھ ان سے) اہل مکہ سے یعنی اس نے تمہارے اور ان کے مابین روک پیدا کر دی اس کے بعد کہ تمہیں ان پر کامیابی اور غلبہ عنایت فرمایا اور یہی فتح کا دن ہے۔

## استدلالِ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

کہ مکہ قوت سے فتح ہوا نہ کہ صلح سے۔

## ایک قول:

یہ غزوۂ حدیبیہ میں پیش آیا اس لئے کہ روایت میں ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل پانچ سو سواروں کے ساتھ نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھیجا جنہوں نے اس کو شکست دے کر مکہ کے اندر گھسنے پر مجبور کر دیا۔ (اخرجہ الطبرانی)

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

اللہ نے مسلمانوں کو ان پر غلبہ دیا یہاں تک کہ ان کو مسلمانوں نے پتھر مار مار کر گھروں میں داخل کر دیا۔ بِبَطْنِ مَكَّةَ (عین مکہ میں) مکہ مکرمہ میں یا حدیبیہ میں کیونکہ اس کا بعض حصہ حرم کی طرف منسوب ہے۔ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ (اس کے بعد کہ تم کو ان پر قابو دے دیا تھا) تمہیں ان پر تسلط و قدرت دے دی۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا (اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا) قراءت: ابوعمرو نے یاء سے یعملون پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور کو روک دیا جو رکا ہوا رہ گیا اس کے موقع میں پہنچنے سے

مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ

روکا، اور اگر بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر نہ تھی یعنی ان کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر ان کی وجہ سے تم کو

مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا

بے خبری میں ضرر پہنچ جاتا تو سب قصہ طے کر دیا جاتا، تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کرے یہ مسلمان مرد وعورت جدا ہو جاتے تو ہم ان کو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۲۵ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ

درد ناک عذاب دیتے جو اہل مکہ میں سے کافر تھے۔ جب کہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں عار کو جگہ دی اور عار بھی

حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ

جاہلیت کی تھی سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور مومنین کو اپنی طرف سے تحمل عطا فرمایا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو تقویٰ کی بات پر

كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۲۶ ع

جمائے رکھا اور وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں اور اس کے اہل ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

آیت ۲۵: هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ (یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور کو) الهدی وہ جانور جو بطور ہدی کعبہ کی طرف بھیجا جائے۔

نحو: اس پر نصب اس لئے ہے کہ صدوکم کے کم پر اس کا عطف ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ صدوکم و صدوا الهدی۔

مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ (جو رکا ہوا رہ گیا کہ وہ پہنچے) معکوفًا کا معنی رکا ہوا پہنچنے سے۔ نحو: یہ معکوفًا حال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر اونٹ چلائے تھے۔ مَحِلَّهٗ (اپنے موقع پر) اپنی اس جگہ جہاں اس کا نحر کرنا حلال ہے یعنی واجب ہے۔

مسئلہ: یہ دلیل ہے کہ محصر کے دم احصار کا محل حرم ہے۔ اور مراد محل مقررہ منیٰ ہے۔

## قتال کے روکنے میں حکمت:

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ (اور اگر بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں) مکہ میں لَّمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

تَعْلَمُوْهُمْ (جن کی تم کوخبر بھی نہ تھی) یہ مردوں اور عورتوں تمام کی صفت ہے۔ اَنْ تَطَئُوْهُمْ (ان کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا) نَحو: یہ رجال ونساء سے بدل الاشتمال ہے۔ یاتعلموهم کی ضمیر هم سے بدل ہے۔ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ (پس تمہیں بھی بے خبری میں ضرر پہنچتا) گناہ اور سختی۔ مَعرَّة یہ مَفْعَلَة کا وزن ہے۔ یہ عَرَّہٗ سے ہے بمعنی عَرَاہ جب کسی کو وہ چیز پیش آجائے جو وہ ناپسند کرتا ہو۔ اور وہ اس پر گراں ہو۔ یہاں کفارہ مراد ہے جبکہ اس نے خطاءً قتل کیا ہو اور مشرکین کا برا قول: انہوں نے بلا امتیاز اپنے اہل دین سے بھی وہی کیا جو ہمارے ساتھ کیا تھا اور گناہ جبکہ وہ قصر کردے۔ بِغَيْرِ عِلْمٍ یہ ان تطئوهم سے متعلق ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ ان تطئوهم غير عالمين بهم۔ ان کو روند ڈالو اس حال میں کہ تمہیں ان کا علم نہ ہو۔ الوطأ۔ جا پڑنا اور ہلاک کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ مکہ میں کچھ مسلمان ایسے تھے جو مشرکین کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے۔ مجبوراً ایمان کو چھپانے والے تھے۔

ایک قول یہ ہے۔ اگر یہ کراہت نہ ہوتی کہ تم کچھ مؤمن لوگوں کو ہلاک کر ڈالتے مشرکین کے درمیان اس حال میں کہ تم ان کو نہ جاننے والے تھے پس ان کی ہلاکت سے تمہیں تکلیف ومشقت پہنچتی۔ اسی لئے اس نے تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (تا کہ اللہ تعالیٰ داخل کرے اپنی رحمت میں جس کو چاہے) یہ اس کے لئے علت ہے جس پر آیت دلالت کر رہی ہے اور جس کیلئے آیت لائی گئی ہے۔ یعنی اہل مکہ سے ہاتھوں کا روکنا اور ان کے ساتھ قتال سے روکنا اس وجہ سے تھا کہ مکہ میں ان کے درمیان خفیہ ایمان والے تھے گویا یہ اس طرح فرمایا۔ كان الكف ومنع التعذيب ليدخل الله في رحمته اى فى توفيقه بزيادة الخير والطاعة مؤمنيهم يا ليدخل فى الاسلام من رغب فيه من مشركيهم۔ یہ روکنا اور سزا سے منع کرنا اس لئے تھا تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت یعنی توفیق میں اضافہ خیر وطاعت کے لئے ان کے مؤمنین کو داخل فرمائے یا اللہ تعالیٰ مشرکین میں سے اسلام کی طرف رغبت کرنے والوں کو داخل فرمائے۔ لَوْ تَزَيَّلُوْا (اور اگر یہ ٹل گئے ہوتے) اگر وہ متفرق ہو جاتے اور کافر مسلمان سے ممتاز ہو چکے ہوتے۔ لولا کا جواب محذوف ہے۔ لو کا جواب اس سے بے نیاز کرنے والا ہے۔

نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ لو تزيلوا یہ لولا رجال مؤمنون کے لئے تکریر کی طرح ہو۔ کیونکہ دونوں کا معنی آ جا کر ایک بنتا ہے اور لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یہ جواب لولا ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے: ولولا ان تطؤوا رجالاً مؤمنين و نساء مؤمنات ولو كانوا متميزين لعذبناهم بالسيف۔ اگر تمہارا مؤمن مردوں اور عورتوں کو روندنا اور اگر وہ کفار سے الگ ہو جاتے تو ہم مشرکین کو تلوار سے سزا دیتے۔ مِنْهُمْ (اہل مکہ سے) عَذَابًا اَلِيْمًا (دردناک عذاب)

آیت ۲۶: اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (جبکہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں) اس کا عامل لعذبنا ہے اور تقدیر کلام اس طرح ہے۔ لعذبناهم فى ذلك الوقت یا اذكر عامل ہے۔ كفروا سے قریش مکہ مراد ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مسلمانوں کے لوٹ جانے پر کفار کا اصرار:

فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ (عار کو جگہ دی اور عار بھی جاہلیت کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مؤمنین کو اپنی طرف سے تحمل عطا فرمایا) کافروں کی حمیت سے مراد جاہلی غیرت۔ سکینة المؤمنین سے وقار مراد ہے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیبیہ میں اترے تو قریش نے سہیل بن عمرو کو بھیجا۔ اور اس کے ساتھ وفد میں حویطب بن عبدالعزیٰ، مکرز بن حفص شامل تھے انہوں نے یہ پیش کیا کہ آپ اس سال لوٹ جائیں اور آئندہ سال لوٹ کر آئیں۔ قریش مکہ کو تین دن کے لئے خالی کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات منظور فرمائی اور انہوں نے اپنے درمیان ایک معاہدہ تحریر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تم لکھو۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ وفد قریش نے کہا ہم اس کو نہیں جانتے۔ بلکہ تم لکھو باسمك اللهم۔ پھر فرمایا لکھو۔ هذا ما صالح عليه رسول الله ﷺ اهل مكة۔ وفد قریش نے کہا۔ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول جانتے تو بیت اللہ سے آپ کو نہ روکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو یہ چاہتے ہیں لکھو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ مسلمانوں نے اس سے گھٹن محسوس کی اور اسکے مسترد کرنے کا ارادہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر سکینہ نازل فرمائی پس وہ وقار و حوصلے میں آگئے۔ (بخاری۔ ۲۷۳۲، بیہقی ۱۰۵/۴)

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی (اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا)

## قولِ جمہور:

یہ ہے کہ یہ کلمۂ شہادت ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔

## فائدۂ اضافت:

تقویٰ کی طرف اضافت اس لئے ہے کہ یہ تقویٰ کا سبب ہے اور اس کی اساس و بنیاد ہے۔

## ایک قول:

تقدیر کلام اس طرح ہے كلمة اهل التقوىٰ۔ اہل تقویٰ والی بات پر۔

وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا (اور وہ مؤمن اس کے دوسروں سے زیادہ حقدار تھے) وَاَهْلَهَا (اور وہ اس کے اہل تھے) اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کا اہل بنا دیا تھا۔ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے) پس وہ معاملات کو مصلحتوں کے مطابق چلاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

بیشک اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا جو واقع کے مطابق ہے، انشاء اللہ تم ضرور ضرور مسجد حرام میں امن وامان کے ساتھ

اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا

داخل ہوگے اپنے سروں کو مونڈنے والے ہوگے اور اپنے بالوں کو کتروانے والے ہوگے تمہیں کوئی خوف نہیں ہوگا، سو اللہ نے جان لیا جو تم نے نہیں جانا،

فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۲۷ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى

سو اس سے پہلے عنقریب ہی ایک فتح نصیب فرمادی، اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت

وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۲۸ ۭ

اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے، اور اللہ کافی گواہ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں، آپس میں مہربان ہیں اے مخاطب تو انہیں اس حال میں دیکھے گا کہ وہ کبھی رکوع میں ہیں کبھی سجدہ میں ہیں

يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ

وہ اللہ کے فضل اور رضا مندی کو تلاش کرتے ہیں، ان کی شان یہ ہے کہ ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان ہیں، ان کی یہ

مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڗ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ

مثال توریت میں ہے، اور انجیل میں ان کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیت ہو اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اسے قوی کیا پھر وہ کھیتی موٹی ہوگئی

فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہوگئی جو کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی، تاکہ اللہ ان کے ذریعے کافروں کے دلوں کو جلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۲۹ ع

ایمان لائے اور نیک عمل کئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

آیت ۲۷: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا (بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا ہے) یعنی ان کو ان کے خواب میں سچا کر دیا اور ان کو خلاف واقعہ نہیں دکھایا۔ اللہ تعالیٰ کذب سے وراء الوراء ہیں۔ اسی لئے جار کو حذف کر کے فعل کو ملا

معانقة ۱۵ ع ۴ ۱۲



BestUrduBooks.wordpress.com

دیا۔جیسا کہ اس آیت میں صدقوا ما عاھدوا اللّٰہ علیہ [الاحزاب۔۲۳]

## خوابِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم :

روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کی طرف نکلنے سے پہلے دیکھا گویا کہ آپ اپنے اصحاب سمیت امن وسلامتی کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے ہیں اور انہوں نے حلق وقصر کیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمایا۔وہ بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ وہ اسی سال داخل ہونے والے ہیں۔ اور کہنے لگے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب سچا ہے۔جب یہ معاملہ اگلے سال پر پڑ گیا۔تو عبداللہ بن ابی اور اس کی پارٹی کہنے لگی ہم نے نہ تو حلق کیا اور نہ ہی قصر اور نہ ہم نے مسجد حرام دیکھی۔پس یہ آیت نازل ہوئی۔[الدر المنثور۔۷/۵۳۸]

بِالْحَقِّ (جو واقع کے مطابق ہے) نمبر۱۔یہ صدق کے متعلق ہے۔انہوں نے جو دیکھا وہ حاصل اور سچ کے ساتھ ملے ہونے میں برحق ہے۔یعنی حکمت بالغہ پر مبنی ہے اور یہ اس لئے کہ اس میں ابتلاء اور مخلص مؤمن اور منافق کے درمیان امتیاز ہے۔
نمبر۲۔اور یہ بھی درست ہے کہ بالحق میں باءِ قسم کے لئے ہو پھر حق سے مراد یا تو وہ ہے جو باطل کی نقیض ہے۔یا حق سے مراد اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ہے اور جواب قسم لَتَدْ خلن المسجد الحرام ہے۔اور اول صورت میں قسم محذوف کا جواب ہے۔

## مسجد حرام میں داخلہ اور حلق وقصر :

لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (تم لوگ مسجد حرام میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے) ان شاء اللّٰہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکایت ہے۔یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو فرمایا اور ان کے سامنے بیان کیا۔یا اپنے بندوں کی تعلیم کے لئے فرمایا کہ وہ اس طرح کہیں اپنے وعدوں میں اللہ تعالیٰ کے ادب کو اختیار کریں اور اس طریقے کو اپنائیں۔اٰمِنِيْنَ (امن وامان کے ساتھ) نحو : یہ حال ہے اور شرط جملہ معترضہ ہے۔مُحَلِّقِيْنَ (کہ کوئی تم میں سر منڈواتا ہوگا) نحو : یہ آمنین کی ضمیر سے حال ہے۔رُءُوْسَكُمْ حلق تمام سر کے بال منڈوانے کو کہتے ہیں۔وَمُقَصِّرِيْنَ (اور کوئی بال کترا تا ہوگا) قصر بعض بال لینا۔لَا تَخَافُوْنَ (کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا) نحو : یہ حال مؤکدہ ہے۔فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا (پس اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں) فتح مکہ کے آئندہ سال تک مؤخر کرنے کی حکمت فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ (پھر اس نے لگے ہاتھ ایک فتح دے دی) فتح مکہ کے علاوہ۔فَتْحًا قَرِيْبًا (قریبی فتح) اور وہ فتح خیبر ہے۔تاکہ اس سے ایمان والوں کے دلوں کو راحت حاصل ہو اس فتح موعود کی آمد تک۔

آیت ۲۸: هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى (اور وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے۔کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت) ہدایت سے یہاں توحید مراد ہے۔وَ دِيْنِ الْحَقِّ (اور سچا دین دے کر بھیجا) اس سے دین اسلام مراد ہے۔لِيُظْهِرَهٗ (تاکہ وہ اس کو غالب کرے) بلند کرے۔تفوق عنایت کرے۔عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (تمام دینوں پر) الف لام جنس کا ہے۔جنس ادیان پر۔اس سے



BestUrduBooks.wordpress.com

ادیان مشرکین اور اہل کتاب مراد ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ سچا کر دیا۔کوئی دین ایسا نہیں جس کو اسلام جتنا عزت و غلبہ ملا ہو۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ نزول مسیح علیہ السلام کے وقت ہوگا جبکہ سطح زمین پر کوئی کافر نہ رہے گا۔

## ایک قول یہ بھی ہے:

یہ دلائل ونشانات سے غلبہ ہے۔(جو آج بھی حاصل ہے)

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (اور اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے) اس بات پر کہ جو اس نے وعدہ کیا وہ ہو کر رہے گا۔

## قول حسن رحمہ اللہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق گواہی دی کہ میں اپنے اس دین کو غلبہ دوں گا۔تقدیر کلام اس طرح ہے کفاه الله شهيدًا۔ نَحو: شَهِيْدًا : یہ تمیز ہے یا حال ہے۔

آیت ۲۹: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔(محمد اللہ کے رسول ہیں) نَحو: نمبرا۔ یہ مبتدأ کی خبر ہے اور وہ هو ہے۔کیونکہ پہلے هو الذی ارسل رسوله گزر چکا۔نمبر۲۔مبتدأ ہے اس کی خبر رسول الله ہے۔

## عظمتِ مقتداء ومقتدیان باصفا:

قراءت: نصر نے اس پر وقف کیا ہے۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں) یعنی آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم

نَحو: نمبرا۔ یہ مبتدأ ہے اور اس کی خبر اشداء علی الکفار ہے۔نمبر۲۔محمد مبتدأ اور رسول الله عطف بیان ہے اور والذین معه پر مبتدأ کا معطوف ہے۔یہ سارا مبتدأ بن گیا۔اشداء یہ تمام کی خبر ہے۔

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں) اشداء کا معنی سخت ہے۔ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (اور آپس میں مہربان ہیں) باہمی مہربانی کرنے والے۔ نَحو: یہ دوسری خبر ہے۔اور ان میں دونوں صفات شدت و رحمت کی پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا اذلة على المؤمنين اعزة على الكافرين۔[المائدہ۔۵۴] کفار پر ان کی شدت اس مقام تک پہنچنے والی تھی کہ وہ ان کے کپڑوں کو ان سے بچاتے کہ ان کے ساتھ نہ لگ جائیں اور اپنے ابدان کو ان کے ابدان کے ساتھ چھونے سے بچاتے تھے اور رحم کا حال یہ تھا۔کہ جو مؤمن دوسرے کو دیکھتا وہ اس سے مصافحہ اور معانقہ کرتا تھا۔ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا (اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا رکوع کی حالت میں) سُجَّدًا (اور کبھی سجدہ کرتے ہوئے) يَّبْتَغُوْنَ (وہ جستجو میں لگے رہتے ہیں) یہ حال ہے۔جیسا کہ رکعًا اور سجدًا اسی طرح فضلاً من الله و رضوانًا۔ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا (اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس



BestUrduBooks.wordpress.com

کی رضامندی کی) سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (اوران کے آثاران کے چہروں پر بوجہ تاثیر سجدہ کے نمایاں ہیں) یعنی وہ تاثیر جوسجود کے اثر سے نمایاں ہوتی ہے۔قولِ عطاء رحمہ اللہ: ان کے چہرے رات کوطویل نماز پڑھنے کی وجہ سے روشن ہیں۔اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔من کثرت صلاته باللیل حسن وجهه بالنهار۔(ابن ماجہ۔۱۳۳۳) جس کی رات کونماز کثرت سے ہوگی دن کواس کا چہرہ روشن ہوگا۔ذٰلِكَ (جس کا ذکر ہوا) مَثَلُهُمْ (ان کی صفت و حالت ہے) فِی التَّوْرٰىةِ (تورات میں) قراءت: اس پر وقف ہے۔وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ (اوران کی صفت ہے انجیل میں) یہ مبتدأ ہے اس کی خبر کزرع ہے۔ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ (جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی) کونپل۔عرب کہتے ہیں اشطأ الزرع۔جب وہ اپنی سوئی نکالے۔ فَاٰزَرَهٗ (پھراس نے اس کومضبوط کردیا) قراءت: شامی نے فَأَزَرَه پڑھا ہے۔ فَاسْتَغْلَظَ (پھروہ کھیتی اورموٹی ہوئی) وہ نرمی سے سختی تک پہنچی۔ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ (پھروہ اپنے تنہ پرسیدھی کھڑی ہوگئی) اپنی پوری پرسیدھی ہوگئی۔سُوق جمع ساق کی ہے۔ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ (وہ کسانوں کوبھلی معلوم ہونے لگی) کہ وہ اس کی قوت پر متعجب ہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

انجیل میں لکھا ہے کہ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے۔وہ کھیتی کی طرح اگیں گے وہ بھلائی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

## قولِ عکرمہ رحمہ اللہ:

اس نے اپنی سوئی نکالی ابوبکر کے ساتھ پس اس کوقوت دی عمر کے ذریعہ اور موٹی ہوگئی عثمان کے ذریعہ اوراپنی پنڈلی پر کھڑی ہوئی علی کے ذریعہ رضی اللہ عنہم۔یہ ایک مثال ہے جس کواللہ تعالیٰ نے ابتدائے اسلام اوراس کی ترقی کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے۔یہاں تک کہ وہ قوی و مستحکم ہوگیا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے کھڑے ہوئے۔پھراللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے آپ کوقوت دی۔جیسا کہ کھیتی کی اولین طاقت کہ جواس کھیتی کواطراف سے پیدا ہوکر گھیر لیتی ہے۔اس کومضبوط کرتی ہے یہاں تک کہ کسان کوخوبصورت نظر آتی ہے۔لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (تاکہ ان سے کافروں کے دلوں کوجلادے) کھیتی کی تشبیہ جس نشوونما اورقوت میں اضافے پر دلالت کرتی ہے۔یہ اس کی تعلیل ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اس کو وعدالله الذین کا معلل قرار دیا جائے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں سے جوکہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کررہے ہیں مغفرت اوراجرِعظیم کا وعدہ کررکھا ہے) اس کی تعلیل اس لئے بن سکتی ہے۔کیونکہ جب کفار سنیں گے۔کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی عزت کے ساتھ آخرت کے ان انعامات کا وعدہ کررکھا ہے تو وہ اس سے جلیں گے۔

مِنْ جوکہ منهم میں ہے یہ بیانیہ ہے۔جیسا کہ اس ارشاد میں ہے۔فاجتنبوا الرجس من الاوثان۔[الحج: ۳۰] ای

فاجتنبوا الرجس الذی ھو الاوثان۔عرب کہتے ہیں انفق من الدراھم ای اجعل نفقتک ھذا الجنس۔اس جنس کو اپنا خرچہ بناؤ۔(ھم کا مرجع وہی ہے جو بھم میں ھم کا ہے۔)

**ردِقولِ روافض:**

یہ آیت روافض کے اس قول کی تردید کر رہی ہے۔کہ وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت وہ سب کافر ہو گئے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے ساتھ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ اسی صورت میں درست ہوسکتا ہے جبکہ وہ اس پر ثابت قدم رہے ہوں۔جس پر وہ آپ کی زندگی میں وعدہ کے وقت قائم تھے۔

اے اللہ صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے اور قیامت میں ان کے ساتھ حشر فرما آمین ثم آمین۔

الحمدللہ سورۃ الفتح کی آیات کا تفسیری ترجمہ آج قبل العشاء ۲۹ اپریل ۲۰۰۳ء تکمیل پذیر ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ حجرات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھارہ آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اے ایمان والو تم اللہ اور رسول سے پہلے سبقت مت کرو، اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞ ۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

سننے والا جاننے والا ہے، اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا

اور نہ نبی سے اس طرح اونچی آواز سے بات کرو جیسے تم بعض بعض سے اونچی آواز سے بات کرتے ہو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال حبط ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی

تَشْعُرُوْنَ ۞ ۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

نہ ہو، بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۞ ۳ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ

جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کیلئے خاص کر دیا ہے، ان کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے، بیشک جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو

مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۞ ۴ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ

پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے ہیں، اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ انکی طرف نکل آتے

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ ۵

تو ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے۔

**يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ**

(اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے پہلے تم سبقت مت کیا کرو)



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۱: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا قدمه واقدمه یہ حشو وہمزہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے قدمه سے منقول ہیں جبکہ وہ آگے بڑھے سبقت کرلے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے۔ یقدم قومه۔[ہود:۹۸] مفعول کو یہاں حذف کیا گیا۔ تاکہ قول و فعل جس میں سبقت کی جاتی ہے۔ ان سب کو شامل ہو اور یہ بھی درست ہے کہ مفعول کا قصد نہ کیا جائے۔ اور نفس تقدم کی طرف متوجہ ہو۔ جیسا کہ اس ارشاد میں ہے۔ وهو الذی یحیی و یمیت۔[المؤمنون۔۸۰]

نمبر۲۔ یا یہ قدم بمعنی تقدم سے لیا جائے۔ جیسا کہ وجہ بمعنی توجہ آتا ہے اور اسی سے مقدمۃ الجیش ہے۔ ایک ایسی جماعت جس کو لشکر سے آگے بھیجا جائے۔ اس کی تاکید قراءت یعقوب سے ہوتی ہے۔

قراءت: لا تقدّموا تتقدموا کی ایک تاء کو حذف کر کے یعقوب نے پڑھا۔

## تعظیم رسول کا حکم:

بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ عرب کہتے ہیں جلست بین یدی فلان۔ جبکہ تم یمین وشمال کو چھوڑ کر اس کے قریب بیٹھو۔ دونوں جہتوں کو یدین سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ وہ دونوں ہاتھوں کی سمتوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان اطراف سے قرب کے باوجود توسعاً ایسا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ کسی چیز کو مجاورت کی وجہ سے کسی اور نام سے پکار لیتے ہیں۔ اس عبارت میں مجاز کی قسم تمثیل پائی جاتی ہے اور اس میں ایک عظیم الشان فائدہ ہے۔

## فائدہ جلیلہ:

یہ اس شناعت اور برائی کی تصویر ہے جو اس صورت میں پائی جاتی ہے۔ جبکہ وہ کتاب وسنت کی امثلہ کی اتباع کی بجائے امور منہیہ میں سے کسی امر کا ارتکاب کرے۔

نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ یہ تمہارے اس قول کی طرح ہو۔ سرّنی زید و حُسنُ حاله۔ یعنی سرنی حسن حال زید۔ اسی طرح یہاں معنی بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔ اس اسلوب کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اختصاص اور قوی تر ہو جاتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ مرتبہ ومقام ہے۔ اسی لئے اس انداز کو اختیار کیا گیا۔ اس میں اس ناراضگی والی بات کی تمہید ہے جو ان سے ہوئی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے ان کی آواز بلند ہوئی۔ کیونکہ جس ہستی کا یہ مرتبہ اور عظمت ہو اور ایسی خصوصیت عنایت فرمائی ہو اور ان کے ادب کا سب سے کم درجہ یہ ہے کہ ان کے سامنے آواز پست رکھی جائے اور ان کے ساتھ انتہائی تأدب وتعظیم سے پیش آئیں۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

بعض لوگوں نے عید الاضحیٰ کے دن نماز عید سے قبل جانور ذبح کر ڈالے۔ پس یہ آیت اتری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قربانی کے اعادہ کا حکم فرمایا۔ (رواہ عبدالرزاق)



BestUrduBooks.wordpress.com

## قولِ عائشہ رضی اللہ عنہا:

اس میں یوم شک کے روزے سے منع کیا گیا ہے اسی سلسلہ میں یہ آیت اتری ہے۔ (ذکرہ دارقطنی)
وَاتَّقُوا اللّٰهَ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو!) اگر اس سے ڈرو گے تو تقویٰ تمہیں مناہی کے ارتکاب سے محفوظ کر دے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ (بیشک اللہ سننے والے ہیں) ان سب باتوں کو جو تم کہتے ہو۔ عَلِيْمٌ (اور جاننے والے ہیں) جو تم کرتے ہو۔ اور ایسی سمیع وبصیر وعلیم ہستی کا حق یہ ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔
آیت ۲: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو) اس نداء کو دوبارہ تاکید کیلئے لائے تاکہ ہر خطاب جدید کے وقت اپنی بصیرت کی تجدید کر لیں اور غور وفکر سے بالکل غفلت نہ برتیں۔

## آواز کو آپ کی مجلس میں پست رکھیں:

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (اپنی آوازیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو) یعنی جب آپ گفتگو فرما رہے ہوں اور تم بھی گفتگو کرو تو تم اپنی آواز کو بلندی میں اس حد تک نہ پہنچاؤ۔ جس حد تک آپ پہنچانے والے ہوں۔ اپنی آواز اس طرح ہلکی رکھو کہ آپ کا کلام تمہارے کلام سے بلند تر نظر آئے۔ اور آپ کا جہر تمہارے جہر پر نمایاں ہو یہاں تک کہ آپ کا مقام اس سے چمکنے والا ہو۔ آپ کی سابقیت واضح تر ہو۔ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (اور نہ ان سے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو) جب تم آپ سے اس حالت میں گفتگو کرو کہ آپ خاموشی اختیار فرمانے والے ہوں تو آواز کو بلند کرنے کی جو ممانعت کی گئی ہے۔ اس سے مت پھرو بلکہ وہ ملحوظ خاطر رہے اور مزید یہ کہ جہر میں اس مقام پر بھی نہ پہنچو جو تم باہمی ایک دوسرے کے ساتھ استعمال کرتے ہو۔ اور ایسا مت کرو کہ جان بوجھ کر آپ سے ایسا نرم اور سرگوشی کے قریب کلام کرو جس سے دوبارہ سوال کر کے جہر میں اضافہ ہو۔

یا آپ کو یا محمد اور یا احمد نام لے کر مت آواز دو۔ بلکہ آپ سے نبوت کے لقب سے اور وقار وتعظیم سے خطاب کرو۔
جب یہ آیت نازل ہوئی ابوبکرؓ وعمرؓ آپ سے اس طرح کلام فرماتے جیسے کوئی صاحب راز سے کلام کرتا ہے۔

(رواہ البخاری: ۴۸۴۵)

## روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما:

یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے متعلق اتری۔ ان کو اونچا سنتا تھا۔ اور ان کی آواز بھی زوردار تھی۔ کلام کرتے وقت وہ اپنی آواز کو بلند کرتے۔ بسا اوقات وہ آپ سے بات کرتے ہوتے تو ان کی آواز سے آپ کو تکلیف پہنچتی۔
**کجهر** کی کاف تشبیہ محل نصب میں واقع ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے **لا تجهروا له جهرًا مثل جهر بعضكم لبعضٍ**۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## مخصوص جہر کی ممانعت:

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔کہ مطلقاً جہر سے نہیں روکا گیا کہ کسی صورت میں ان کو سوائے آہستہ کلام کے اجازت ہی نہ ہو۔ بلکہ مخصوص جہر کی ممانعت کی گئی ہے۔ میری مراد یہ ہے۔ کہ ایسا جہر جو اس انداز کا ہو جس کی ان کے ہاں باہمی گفتگو میں عادت تھی اور وہ جہر عظمت نبوت' شان ذات نبوت کے لحاظ کے بغیر ہو۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ (کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جائیں) نحو: یہ مفعول لہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اور نہی کے معنی سے متعلق ہے۔ معنی اس طرح ہے انتهوا عما نهيتم عنه لحبوط اعمالكم اى بخشية حبوطها۔ تم باز رہو اس سے جس سے تمہیں اعمال کے حبط ہونے کے خطرہ کے پیش نظر روکا گیا ہے۔ حبوط کا مضاف محذوف مانا گیا ہے۔ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (اور تم کو خبر بھی نہ ہو)

آیت ۳: اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے پست رکھتے ہیں) نحو: اِن کا اسم رسول اللہ پر مکمل ہوا۔ اولئك الذين الخ یہ ان کی خبر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی آوازوں کو آپ کی تعظیم کیلئے پست رکھتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى (یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کیلئے خاص کر دیا ہے) نحو: اولئك مبتدا اور الذين یہ جملہ اس کی خبر ہے۔ الذين کا صلہ للتقوی تک پورا ہوا۔ یہ اپنے مبتدا سے مل کر خبر انّ بن گئی۔ امتحن کا معنی تقویٰ کیلئے خالص کرنا۔ عرب کہتے ہیں امتحن الذهب وفتنه۔ جبکہ پگھلایا جائے اور اس سے میل کو نکالدیا جائے اور صاف کر دیا جائے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے دل کے ساتھ مختبر کا سا معاملہ کیا گیا تو اس کو خالص پایا گیا۔

## قول عمر رضی اللہ عنہ:

امتحن کا معنی شہوات کا اس سے دور کرنا۔ الامتحان یہ باب افتعال ہے۔ محنه: زبردست آزمائش' تھکا دینے والی پرکھ۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (ان لوگوں کیلئے بخشش اور عظیم اجر ہے) یہ دوسرا جملہ ہے۔ یہ شیخین رضی اللہ عنہما کے متعلق اتری کیونکہ وہ دونوں آواز کو ہلکا کرنے والے تھے۔

## آیت کے لطائف:

آواز پست کرنے والوں کو ان مؤکدہ کا اسم بنایا اور اس کی خبر ایسے مبتدا و خبر سے لائے جو دونوں معرفہ ہیں۔ مبتدا اسم اشارہ اولئك ہے۔ ان کے عمل کی جزاء جس جملہ میں ذکر کی اس کو دوبارہ لوٹایا۔ اور جزاء کو نکرہ مبہمہ لائے۔ اس معاملے سے معلوم ہوتا ہے کہ آواز پست کرنے پر انتہائی راضی ہیں اور ایسے لوگ کمال کے انتہائی درجہ پر فائز المرام ہیں اور آواز بلند کرنے والوں پر تعریض کر دی کہ اس کا ارتکاب اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## وفد بنوتمیم کی نادانی:

آیت ۴: اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ (بیشک جو لوگ حجروں کے باہر آپ کو پکارتے ہیں) یہ آیت وفد بنوتمیم کے متعلق نازل ہوئی۔ وہ خدمت نبوی میں دوپہر کے وقت پہنچے جبکہ آپ آرام فرما تھے۔ ان میں اقرع بن حابس' عیینہ بن حصن بھی تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرات کے باہر سے آوازیں دیں اور کہنے لگے۔ اے محمد! آپ باہر نکل کر آئیں! ہماری مدح زینت اور ہماری مذمت عیب دار بنا دیتی ہے۔ پس آپ بیدار ہو کر باہر تشریف لائے۔ (ابن اسحاق فی السیرۃ)

الوراء: ہر وہ جانب جو تم سے کسی شخص کو اس کے سایے کے ساتھ چھپا لے خواہ وہ آگے ہو یا پیچھے۔ من۔ یہ ابتدائے غایت کیلئے ہے۔ کہ آواز اس مقام سے شروع ہوئی اور دی گئی۔ الحجرۃ۔ زمین کا ایسا ٹکڑا جس کو چاروں طرف دیوار کھینچ کر روکا گیا ہو۔ یہ فُعلۃ کا وزن بمعنی مفعولہ استعمال ہوتا ہے جیسے قُبضۃ بمعنی مقبوض۔ اس کی جمع حُجُرات دوضموں سے ہے۔ یزید نے حَجُرات پڑھا ہے۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حجرات مراد ہیں۔ ہر زوجہ محترمہ کے لئے ایک حجرہ تھا۔ ان کے آواز دینے کا واقعہ ان تمام حجرات کے پیچھے سے تھا شاید وہ آپ کی تلاش میں تمام حجرات پر پھیل گئے تھے۔ یا انہوں نے آپ کو اس حجرہ کے پیچھے سے آواز دی جس میں آپ آرام فرما رہے تھے۔ مگر آپ کی عظمت شان کے لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ اگرچہ اس کا ارتکاب تو بعض نے کیا مگر نسبت ان تمام کی طرف کر دی گئی۔ اور چونکہ تمام وفد کی صورت میں تھے اور باقی بھی اس پر راضی تھے اس لئے گویا تمام نے یہ فعل کیا۔

اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (ان میں سے اکثروں کو عقل نہیں ہے) نمبر۱۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں وہ بھی ہوں جن کو مستثنیٰ کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد نفی عام ہو۔ کیونکہ قلت نفی کے موقع پر ہی شمار کی جاتی ہے۔

## لطائف آیت:

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی عظمت وشان کو ذکر فرمایا گیا ہے۔ نمبر۱۔ چیخ کر آواز دینے والوں کے لئے بیوقوفی وجہالت لکھ دی۔ نمبر۲۔ آپ کے قیلولہ اور مقام خلوت کو کنایۂ حجرات سے تعبیر فرمایا۔ نمبر۳۔ الف لام سے معرفہ ذکر کیا۔ اضافت سے نہیں۔ اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو اول سورت سے اس آیت تک اسی طرح الف لام سے معارف کو ذکر کیا۔ دیکھو اللہ اور رسول کی طرف جن امور کی نسبت ہے وہ دوسرے امور پر بلاتقیید مقدم ہیں۔ پھر اس نہی کے بعد تقدیم کی جنس جیسے رفع صوت اور جہر کو پہلے لائے۔ گویا پہلا دوسرے کیلئے تمہید کی مانند ہے۔ پھر آواز آہستہ کرنے والوں کی تعریف فرمائی تاکہ اس سے یہ ظاہر ہو کہ اللہ کی بارگاہ میں اس کی بڑی قدر ہے۔ پھر اس کے بعد وہ لائے جو کہ اس سے بھی زیادہ ناپسندیدگی میں بڑھ کر ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں آرام فرمانے کی صورت میں دیوار کے پیچھے سے چیخ چیخ کر آواز دینا۔ چیخ چیخ کر اس طرح آواز دینا جیسا کہ عام آدمی کو آواز دی جاتی ہے۔ یہ اس ترتیب سے اس لئے لائے تاکہ اس بدترین جسارت پر متنبہ کر دیا جائے۔ کیونکہ



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی کی وجہ سے کسی قوم کو ضرر پہنچادو، پھر اپنے

عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۶﴾

کئے پر نادم ہونا پڑے۔

جن کے مرتبے کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر بلند کیا ہو تو ان کے متعلق یہ جسارت انتہائی سخت ترین جسارت ہے۔

## صبر کا مفہوم:

آیت ۵: وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا (اور اگر یہ لوگ صبر کرتے) یعنی اگر ان کا صبر قائم رہتا۔ یہ محل رفع میں فاعلیت کی بناء پر واقع ہے۔ الصبر : نفس کی خواہش کو روک کر رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم۔ [الکھف:۲۸] اور عرب کا قول صبر عن کذا۔ اس سے نفس کو جو کہ مفعول ہے حذف کیا گیا ہے۔ مشہور محاورہ ہے۔ الصبر مرّ لا یتجرّعه الاحرّ۔ صبر تلخ است مگر بر شیریں دارد۔ حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ (یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس باہر آجاتے) لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (تو ان کے لئے بہتر تھا) اس سے یہ فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر آپ باہر تشریف لاتے اور آپ کا نکلنا ان کی طرف اور ان کی خاطر نہ ہوتا تو پھر بھی لازم تھا کہ وہ اس وقت تک صبر کرتے یہاں تک کہ ان کو علم ہو جاتا کہ آپ کا نکلنا ان کی طرف ہے۔ تو صبر ان کے لئے دینی لحاظ سے بہتر ہوا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے) اللہ تعالیٰ بہت وسیع مغفرت و رحمت والا ہے۔ ان لوگوں سے بھی وہ اپنی رحمت کو ہرگز تنگ نہ کریں گے اگر یہ توبہ وانابت سے کام لیں گے۔

## ولید بن عقبہ کی بدگمانی:

آیت ۶: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا (اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اچھی طرح تحقیق کرو) اس بات پر مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ ولید بن عقبہ کے متعلق نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بنو مصطلق کی طرف صدقہ کی وصولیابی کیلئے عامل مقرر فرمایا۔ ان کے اور بنو مصطلق کے درمیان زمانہ جاہلیت میں چپقلش تھی۔ پس جب وہ ان کے گھروں کے قریب پہنچا تو وہ ان کا استقبال کرنے نکلے۔ اس نے گمان کیا کہ وہ اس سے لڑنے نکلے ہیں۔ وہاں سے واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوٹ کر کہہ دیا۔ وہ تو مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا ہے۔ پس آپ نے خالد بن ولید کو تحقیق حال کیلئے بھیجا تو ان کو نماز پڑھتے پایا۔ بنو مصطلق نے ان کو اپنے تمام اموال صدقات سپرد کر دیئے جنہیں لے کر وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ آیت میں فاسق اور نبأ دونوں کو نکرہ لا کر عام کرنا مقصود ہے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ جونسا فاسق اور جو خبر لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

اور تم جان لو کہ بیشک تمہارے اندر اللہ کے رسول موجود ہیں بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ ان میں تمہاری بات مان لیں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ، اور لیکن اللہ نے

حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ

ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا اور اسے تمہارے قلوب میں مزین کر دیا اور کفر اور فسوق اور نافرمانی کو تمہارے نزدیک مکروہ بنا دیا ہے،

اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝۷ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۸

یہ لوگ ہدایت والے ہیں اللہ کی طرف سے فضل اور نعمت کی وجہ سے، اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔

فَتَبَيَّنُوْٓا : (تو خوب تحقیق کر لیا کرو) پس اس میں توقف کرو اور معاملے کی وضاحت اور حقیقت کا انکشاف تلاش کرو۔ فاسق کی بات پر اعتماد مت کرو کیونکہ جو فسق سے نہیں بچتا وہ کذب سے کیونکر محفوظ ہوگا جو اسی کی قسم ہے۔

## دلالتِ آیت :

اِس آیت میں دلالت پائی جاتی ہے کہ ایک عادل کی خبر قبول کر لی جائے گی کیونکہ اگر ہم اس کی خبر پر بھی توقف کریں گے تو ہم فاسق و عادل کو برابر ٹھہرانے والے بن جائیں گے اور یہاں فاسق کی تخصیص بلا فائدہ ہو جائے گی۔ الفسوق: کسی چیز سے نکلنا۔ عرب کہتے ہیں: فسقت الرطبة عن قشرها۔ اس کا مقلوب فقست البیضة۔ جبکہ تم انڈے کو توڑ کر اس کے اندرون کو نکال لو۔ اور اس کا مقلوب۔ قفست الشیٔ۔ جب کہ تم غضب کے ذریعہ کسی چیز کو اس کے مالک کے ہاتھ سے نکال لو۔ پھر یہ لفظ کبائر کے ارتکاب کے ساتھ میانہ روی سے نکلنے کے لئے استعمال ہونے لگا۔

قراءت: علی' حمزہ نے فتثبتوا پڑھا ہے۔ التثبت اور التبیین یہ دونوں لفظ قریب قریب ہیں۔ دونوں پختگی' وضاحت اور پہچان طلب کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ (کبھی کسی قوم کو ضرر نہ پہنچا دو) بِجَهَالَةٍ (نادانی سے) بجَهٰلۃ: یہ حال ہے۔ اس حال میں کہ تمہیں حقیقت حال و واقعہ کا علم نہ ہو۔ فَتُصْبِحُوْا یہ تصیر کے معنی میں ہے۔ عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے) الندم: یہ غم کی ایک قسم ہے۔ کہ آدمی اپنے کیے پر پشیمان ہو۔ اور تمنا کرے کہ وہ کام اس سے سرزد نہ ہوتا۔ یہ ایسا غم ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے۔

## بنو مصطلق اور ولید کے واقعہ میں مبالغہ نہ کرنے والوں کی تعریف:

آیت ۷: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (اور تم جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ ہیں) پس ان سے جھوٹ مت کہو۔ اللہ تعالیٰ ان کو اطلاع دے دیں گے پھر جھوٹے کا پردہ چاک ہو جائے گا۔ نمبر۲۔ ان کی طرف رجوع کرو اور ان کی رائے طلب کرو۔ پھر جملہ



BestUrduBooks.wordpress.com

مستانفہ لائے اور فرمایا۔ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ (بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر اس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تم کو بڑی مضرت پہنچے) تو تم مشقت و ہلاکت میں پڑ جاؤ۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض مسلمانوں نے واقعۂ بنو مصطلق کے مبتلا ہونے اور ولید کے قول کو مزین کر کے پیش کیا اور بعض اس سے بچنے والے تھے اور ایسی جسارت کو ان کے تقویٰ کے خلاف خیال کرتے تھے۔ یہی وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا اور فرمایا۔ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ (لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی)

## ایک قول یہ ہے:

کہ یہ وہی لوگ ہیں الذین امتحن اللّٰہ قلوبهم للتقوٰی میں جن کا ذکر فرمایا۔

جب کہ حبب اللّٰہ والی صفت اس حالت سے مغایرت رکھتی تھی جس کا تذکرہ اس سے پہلے ہے تو لکن بطور استدراک کے لایا گیا وہ موقعہ استدارک یہ ہے کہ نفی واثبات دونوں کے لحاظ سے یہ ماقبل کے مخالف ہے۔

وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ (اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا۔ اور نفرت دے دی کفر) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو چھپانا اور تکبر سے ان کا انکار کرنا۔ وَالْفُسُوقَ (اور فسق) ایمان کی راہ سے کبائر کے ارتکاب کے ساتھ نکلنا۔ وَالْعِصْيَانَ (اور عصیان سے) عصیان: شارع نے جس بات کا حکم دیا اس کی اطاعت چھوڑنا۔ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ (ایسے لوگ راہ راست پر ہیں۔) یعنی یہ لوگ جن کو مستثنیٰ کیا گیا وہی راہ راست پر ہیں۔ انہوں نے حق کی راہ کو پالیا ہے اور استقامت سے ادھر ادھر مائل نہیں ہوتے۔ الرشد براہ حق پر پختگی سے قائم رہنا۔ یہ الرشادۃ سے لیا گیا جس کا معنی چٹان آتا ہے۔

آیت ۸: فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً (اللہ تعالیٰ کے فضل وانعام سے) فضل ونعمت۔ افضال وانعام کے معنی میں ہیں۔ نحو: یہ مفعول لہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ حبب و کرہ للفضل و النعمة اس افضال وانعام کے لئے ایمان محبوب بنایا اور کفر وفسق وعصیان کو مبغوض بنایا ہے۔ وَاللَّهُ عَلِيمٌ (اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے) ایمان والوں کے حالات اور ان کے باہمی تفاضل وامتیاز کو جانتا ہے۔ حَكِيمٌ (حکمت والا ہے) جبکہ وہ افاضل پر اپنی توفیق سے فضل وانعام کرتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ

اور اگر ایمان والوں کی دو جماعتیں آپس میں قتال کرنے لگیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو، پھر اگر ان میں سے ایک گروہ

اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ

دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو اس سے جنگ کرو جو زیادتی کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، سو اگر

فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ⑨

وہ رجوع کرے تو ان دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرو، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو، اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر

تُرْحَمُوْنَ ⑩ ع

رحم کیا جائے۔

## اوس وخزرج کی باہمی لے دے:

آیت ۹: وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا (اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس رکے جس میں بعض انصار بھی تھے۔ آپ ﷺ گدھے پر سوار تھے۔ گدھے نے پیشاب کیا تو عبداللہ بن ابی اپنی ناک بند کر کے کہنے لگا۔ اپنے گدھے کو جانے دو اس کی بدبو نے ہمیں تکلیف پہنچائی ہے۔ اس پر عبداللہ بن رواحہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کا پیشاب تیری کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ان کے درمیان بات لمبی ہوگئی۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے کو سخت سست اور مچیاں بھرنے کی پہنچ گئی۔ دونوں کے حمایتی آئے اور وہ اوس وخزرج تھے۔ ان کی باہمی لاٹھی ڈنڈوں سے لے دے ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ مکوں اور گھونسوں اور جوتوں اور کھجور کی چھڑیوں سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دوبارہ لوٹے اور ان کے مابین صلح کرائی۔ اور یہ آیت اتری۔

(رواہ البخاری۔ ۲۶۹۱۔ مسلم ۱۷۹۹)

## فوائد لفظ:

اقتتلو کو معنی کا لحاظ کر کے جمع لائے۔ کیونکہ الطائفتین قوم وناس کے معنی میں ہے اور فاصلحوا بینهما میں ضمیر تثنیہ لفظ



BestUrduBooks.wordpress.com

کے لحاظ سے لائی گئی ہے۔

فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى (پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے) البغی: ظلم وزیادتی اور صلح سے انکار۔ فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ (تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے) تفیئ: رجوع کرنا' لوٹنا۔ سائے کو بھی فیئ اور غنیمت کو بھی فیئ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ غروب آفتاب کے بعد سایہ اصل کی طرف لوٹ آتا ہے اور کفار کا جو مال مسلمانوں کی طرف لوٹ آئے وہ مال فیئ ہے۔

## باغی گروہ سے لڑنے کا حکم:

الفئة الباغية کا حکم یہ ہے کہ جب تک وہ لڑیں ان سے قتال کیا جائے۔ جب وہ رک جائیں اور لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیں تو ان سے ہاتھ روک لیا جائے۔ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ (یعنی صلح کی جو بات کتاب اللہ میں مذکور ہے) اور بغض کو زائل کرنے کا جو حکم ہے۔ فَاِنْ فَآءَتْ (پھر اگر رجوع ہو جائے) یعنی بغاوت سے امر اللہ کی طرف فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا (تو ان کے مابین اصلاح کر دو اور انصاف کا خیال رکھو) اقسطوا کا معنی عدل کرو۔ بطور عموم قسط کا لفظ استعمال کر کے انصاف کا حکم دیا۔ حالانکہ اس سے پہلے اصلاح ذات البین کا حکم دیا جا چکا۔ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ انصاف والوں کو پسند کرتے ہیں) مقسط: عادل کو کہتے ہیں۔ القُسط ظلم کو اور القِسط العدل کو کہتے ہیں۔ اقسط یہ اسم تفضیل ہے۔ اس کی ہمزہ سلب کیلئے ہے۔ ای از ال القُسط اس نے ظلم کو زائل کیا۔ (اور انصاف ازالہ ظلم ہی کو کہتے ہیں)

## مسلمانوں میں باہمی مخاصمت کی تاکید:

آیت ۱۰: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ (مسلمان تو سب بھائی ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کرو) یہ آیت اس اصلاح کی ذمہ داری کے مضمون کو پختہ کرنے کے لئے لائے۔ کہ اگر ان کے مابین مخالفت پھوٹ پڑے تو درستگی کرو۔ اور اس آیت میں وضاحت فرمائی کہ ایمان نے مسلمانوں کے اندر ایک قریبی تعلق اور چمٹی رہنے والی مناسبت پیدا کر دی ہے۔ اگر بھائی فضیلت نہ دیں تو اس میں کمی نہ آئے گی۔ پھر یہ عامہ مستمرہ ہے کہ جب دو بھائیوں میں ایسی چیز پھوٹ پڑے تو سب پر لازم ہے کہ اس کے دور کرنے کے لئے اٹھیں اور صلح سے اس کو ختم کریں پھر دینی بھائی تو اس کے زیادہ حقدار ہیں۔

قراءت: یعقوب نے اخوتکم پڑھا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے) یعنی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تقویٰ تمہیں الفت و میل ملاپ پر آمادہ کرے گا۔ تمہارے ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی مطلوبہ رحمت تمہیں حاصل ہو جائے گی۔

مَسْئَلَة: یہ آیت دلالت کر رہی ہے کہ بغاوت ایمان کو زائل نہیں کرتی۔ کیونکہ بغاوت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو مومن قرار دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ

اے ایمان والو نہ تو مرد، مردوں کی ہنسی اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں

مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا

عورتوں کی ہنسی اڑائیں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ اپنی جانوں کو عیب لگاؤ، اور نہ ایک دوسرے کو

بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

برے لقب سے یاد کرو، اور ایمان کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے اور جو شخص توبہ نہ کرے یہ لوگ

الظّٰلِمُوْنَ ⑪ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

ظلم کرنے والے ہیں۔ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بلا شبہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں

وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ

اور تجسس نہ کرو، اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کریں، کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت

مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ⑫ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

کھائے سو تم اس کو برا سمجھتے ہو، اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے مہربان ہے۔ اے لوگو! بیشک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا

مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ

کیا ہے اور تمہارے مختلف خاندان اور قبیلے بنا دیے تاکہ آپس میں شناخت کر سکو بیشک تم میں سے سب سے بڑا عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے، جو تم میں سب سے بڑا پرہیزگار ہے،

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ⑬

بیشک اللہ جاننے والا ہے باخبر ہے۔

## تمسخر کی ممانعت:

آیت ۱۱: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ (اے ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے۔ کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے۔ کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں) قوم سے خاص کر مرد مراد ہیں کیونکہ وہ عورتوں کے امور کے ذمہ دار



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔الرجال قوامون علی [النساء:۳٤] قوامون اصل میں قائم کی جمع ہے جیسا صوم جمع صائم کی ہے اور زور جمع زائر کی ہے۔اورقوم سے مردوں کا مراد ہونا ظاہر ہے کیونکہ اگر عورتیں اس میں داخل ہوتیں۔تو ولا نساء نہ فرمایا جاتا۔اور زہیر شاعر نے اپنے قول میں اس کو پیش کیا ہے۔

وما ادری ولست اخال ادری۔أقوم آل حصن ام نساء؟ باقی قوم فرعون اور قوم عاد کا لفظ جو قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔وہاں مذکر ومؤنث ہر دو مراد ہیں۔قوم کا لفظ فریقین کو شامل کرنے والا نہیں۔لیکن مذکر کا قصد کر کے اناث کو چھوڑ دیا کیونکہ وہ مردوں کے تابع ہیں۔

قوم اور نساء کے لفظ دونوں نکرہ لائے گئے اس میں دو معنی کا احتمال ہے۔نمبرا۔بعض مؤمنین ومؤمنات ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑائیں۔فائدہ کے عام ہونے اور ہر جماعت کے لئے تمسخر کو ممنوع قرار دیا۔یہاں رجل من رجل اور لا امرأۃ من امرأۃ مفرد استعمال نہیں کیا گیا۔یہ بتلانے کیلئے کہ بہت سے آدمی اور بہت سی عورتیں اس فعل کا اقدام کرتی ہیں۔اور اسی طرح بہت سی عورتیں اس کو کرنے والی ہیں۔اور اس حالت کی برائی کو ظاہر کیا۔اور عسٰی ان یکونوا خیرًا منھم جملہ مستانفہ ہے۔اور یہ جملہ نہی کی علت دریافت کرنے والے کے جواب کی جگہ لایا گیا ہے۔ورنہ تو اس کا حق یہ تھا کہ فاء کے ذریعہ یہ ماقبل سے ملا ہوا ہوتا۔معنی یہ ہے کہ ہر ایک کو یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ جس کا مذاق اڑایا گیا وہ بسا اوقات تمسخر اڑانے والے سے بہت بہتر ہوتا ہے۔اس لئے کہ لوگوں کو تو صرف ظواہر کا علم ہے۔دلوں کے رازوں سے وہ واقف نہیں۔اللہ تعالیٰ کے ہاں جس چیز کا وزن ہے۔وہ خلوصِ قلب ہے۔اس لئے مناسب یہ ہے کہ کوئی اس شخص کے ساتھ استہزاء کی جرأت نہ کرے۔جس کو اس کی آنکھ حقیر قرار دیتی ہے۔اس لئے کہ اس کو پراگندہ حالت میں دیکھا یا بدن میں عیب والا پایا یا گفتگو طرار نہ پایا۔شاید کہ وہ ضمیر کے لحاظ سے مخلص ترین اور دل کے اعتبار سے پاکیزہ تر ہو جو کہ اس حالت کا عکس ہے جس میں اس کو دیکھا۔پس جس کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی اس کو حقیر قرار دے کر یہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔

## قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

مصیبت کا دارومدار بات پر ہے۔اگر تو کتے سے کہے کہ میں تم سے تمسخر کروں گا تو مجھے خطرہ ہو گا کہ بدل کر کتا نہ بنا دیا جاؤں۔(رواہ ابن ابی شیبہ)

## طعنہ زنی کی ممانعت:

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (اور نہ طعنہ دو ایک دوسرے کو) اپنے اہل دین کو طعنہ زنی نہ کرو۔اللمز: طعنہ مارنا اور زبان استعمال کرنا۔قراءت: تلمُزوا یعقوب ؒ سہل نے پڑھا ہے۔مؤمن ایک جان کی طرح ہیں۔جب ایک مؤمن نے دوسرے کا عیب نکالا تو گویا اپنا عیب نکالا۔ایک قول یہ ہے: اس کا معنی اس طرح ہے۔ایسا کام نہ کرو جس سے طعنہ زنی کی جائے۔کیونکہ



BestUrduBooks.wordpress.com

جس نے طعنہ زنی والا کام کیا گویا اس نے اپنے پر خود طعنہ زنی کی۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو) تنابز بالالقاب کا معنی القاب سے یاد کرنا۔ النبز : برا لقب اور التلقیب بوہ لقب ممنوع ہے جس سے ملقب بہ کو ناپسندیدگی ہو اور اس سے اس کی مذمت و قدح نکلتی ہو۔ جس لقب کو وہ پسند کرے اس میں کوئی حرج نہیں۔

روایت میں ہے کہ بنو تمیم کے کچھ لوگوں نے بلال و خباب' عمار و صہیب رضی اللہ عنہم کا مذاق اڑایا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

روایت عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ میں زینب بنت خزیمہ سے مذاق کیا کرتی تھی ان کا قد چھوٹا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے ام سلمہ کو چھوٹے قد کی عار دلائی۔

(ترمذی۔ ۳۸۹۴۔ احمد ۱۳۵/۳۔ نسائی ۳۳ فی عشرۃ النساء)

ایک روایت ہے کہ یہ ثابت بن قیس کے متعلق نازل ہوئی۔ ان کو اونچا سنتا تھا۔ صحابہ کرام ان کے لئے مجلس رسول میں گنجائش کر دیتے تاکہ بات کو سن سکیں۔ ایک دن وہ آئے اور زبان سے کہہ رہے تھے۔ کھل جاؤ کھل جاؤ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچے۔ اور ایک آدمی کو کہا۔ ذرا ہٹ جاؤ۔ اس نے ایسا نہ کیا تو ثابت کہنے لگے یہ کون ہے؟ اس نے کہا میں فلاں ہوں۔ تو ثابت نے کہا تو تو فلانی عورت کا بیٹا ہے۔ اس سے مراد اس کی ماں تھی۔ جس کی وجہ سے جاہلیت میں اس کو عار دلاتے تھے۔ وہ آدمی شرمندہ ہوا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ تو ثابت نے سن کر کہا میں آئندہ کبھی کسی پر نسب سے فخر نہ کرونگا۔ (ثعلبی بغیر سند)

بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ (ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے) الاسم یہاں تذکرہ کے معنی میں ہے۔ عرب کا قول ہے۔ طار اسمہ فی الناس بالکرم یا باللؤم لوگوں میں اس کا نام سخاوت یا ملامت میں مشہور ہوا۔ اس کی حقیقت اس کا تذکرہ جو لوگوں میں بلند و بالا ہوا۔ گویا تقدیر کلام اس طرح ہے۔ بئس الذکر المرتفع للمؤمنین بسبب ارتکاب ھذہ الجرائر ان یذکروا بالفسق۔ ایمان والوں کے لئے ایسا تذکرہ بلند ہونا بہت ہی برا ہے جو ان جرائم کی وجہ سے ہو کہ ان کا تذکرہ فسق سے کیا جائے۔

بعد الایمان کہہ کر بتلایا کہ ایمان اور فسق کا جمع کرنا جو ایمان کیلئے خطرہ ہے بہت ہی برا ہے۔ جیسا کہتے ہیں۔ بئس الشان بعدالکبرۃ الصبوۃ۔ عشق اور بڑھاپے کو جمع کرنا بڑا خطرناک ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

ان کے ہاں جو یہود میں سے مسلمان ہوتا تو اس کو اس طرح برا کہتے یا یہودی یا فاسق وغیرہ پس اس بات کی ممانعت کر دی گئی۔ اور انہیں کہا گیا۔ کہ آدمی کے مسلمان ہونے کے بعد اس کا تذکرہ یہودیت و فسق کے الفاظ سے کرنا یہ بدترین تذکرہ ہے۔

## بدگمانی سے گریز کا حکم:

وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ (جو باز نہ آویں گے) اس سے جس سے اس کو روکا گیا ہے۔ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (وہ ظلم کرنے والے



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں ) مَن کے لفظ کا لحاظ اور معنی کا لحاظ کر کے واحد و جمع صیغے وارد ہوئے ہیں۔

آیت ۱۲: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ (اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو) عرب کہتے ہیں جنبه الشر :جبکہ وہ اس سے دور رہے۔اور حقیقت میں اس کا معنی اس کو ایک جانب کر دیا۔پس اس کو دو مفعول کی طرف متعدی کیا جاوے گا۔اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا۔واجنبني وبني ان نعبدالاصنام [ابراهیم:۳۵]اور اس کا مطاوع اجتنب الشر ہے پس ایک مفعول کم ہو گیا۔

آیت میں ہر گمان سے نہیں بلکہ بعض گمانوں سے اجتناب کا حکم دیا اور اس بعض کو پھر کثرت سے موصوف کیا۔کیا تم نے اس ارشاد پر غور نہیں کیا جو آگے آتا ہے۔اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں)

## قولِ زجاج:

جو گمان گناہ ہے وہ اہل خیر کے متعلق بدگمان ہونا ہے۔باقی اہل فسق کے متعلق تو ہمارا گمان اسی طرح ہے جیسا ان کے ظاہر حال سے نمایاں ہیں۔

نمبر۲۔آیت کا معنی اس طرح ہے۔اجتنبوا اجتنابًا کثیرا۔تم بچو بہت بچنا۔نمبر۳۔کثیر گمانوں سے احتراز کرو تا کہ بعض سے بچ جاؤ۔الاثم: وہ گناہ جس کا مرتکب سزا کا حقدار ہو۔اسی لئے ان کی سزاؤں کو اثام کہا جاتا ہے۔اس سے نَكَالٌ اور عَذَابٌ کی طرح فَعَالٌ کا وزن ہے۔ وَّلَا تَجَسَّسُوْا (اور سراغ مت لگایا کرو) مسلمانوں کے عیوب اور مستور کا پیچھا مت کرو۔عرب کہتے ہیں: تجسس الامر : جبکہ اس کو خوب تلاش کرے اور ڈھونڈ لے۔یہ تفعّل کا وزن الجس مصدر سے ہے۔

## قولِ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ:

ظاہر کو اختیار کرو جو اللہ تعالیٰ نے مستور کیا اس کو چھوڑ دو۔

## قولِ سہل رحمۃ اللہ علیہ:

اپنے بندوں کے جو عیوب اللہ تعالیٰ نے چھپا دیئے تم ان کی تلاش کے پیچھے مت پڑو۔

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے) الغیبة :غیر موجودگی میں عیب سے کسی کا تذکرہ کرنا۔ یہ الاغتیاب مصدر سے ہے جیسا الغیلة: اغتیال سے ہے۔حدیث میں فرمایا تم اپنے بھائی کا ایسی صفت سے تذکرہ کرو جو وہ ناپسند کرتا ہو۔اگر وہ اس میں پائی جاتی ہو تو غیبت ورنہ بہتان ہے۔(احمد ۲/۳۸۴۔مسلم ۲۵۸۹۔ابوداؤد ۴۸۷۴۔ترمذی ۱۹۳۴)

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

الغیبة : ہمیشہ لوگوں کو کاٹنا (ادام کلاب الناس)



BestUrduBooks.wordpress.com

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا (کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے)

قراءت: مدنی نے میتا پڑھا ہے۔ اس آیت میں تمثیل کے انداز میں غیبت کرنے والے کی انتہائی بری تصویر کھینچی گئی ہے۔

## بلاغی مبالغات:

اس آیت میں کئی مبالغات ہیں۔ نمبر۱۔ استفہام تقریری نمبر۲۔ انتہائی ناپسند چیز کو محبت سے متصل کیا۔ نمبر۳۔ احدکم کی طرف فعل کا اسناد کیا گیا ہے اور اس سے یہ بتلایا کہ افراد میں سے کسی بھی فرد کیلئے یہ مناسب نہیں۔ نمبر۴۔ غیبت کی تمثیل میں صرف انسانی گوشت کھانے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ انسان کو بھائی قرار دیا۔ نمبر۵۔ بھائی کے گوشت پر اکتفاء کیا جاتا تو کافی تھا مگر یہاں اس کو مردہ قرار دے کر اس کا گوشت کھانے کا ذکر کیا۔

## قولِ قتادہ رحمہ اللہ:

اگر کیڑے پڑا مردار تم پاؤ تو اس میں سے کھانا تم جیسے ناپسند کرتے ہو اسی طرح زندہ بھائی کے گوشت کو بھی ناپسند کرو۔

نحو: میتًا یہ لحم سے حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ یا اخیه سے جب یہ بات پختہ طور پر ثابت کر دی گئی کہ کوئی شخص بھی مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتا تو اس کے بعد فرمایا فَکَرِهْتُمُوْهُ (اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو) یعنی اس کے متعلق ناپسندیدگی جب تمہارے ہاں ثابت ہو چکی اور صحیح عقل کا فیصلہ اسی طرح ہے۔ تو استقامت دین کے ساتھ ساتھ یہ کراہت بھی پختہ طور پر تمہارے ہاں ثابت ہو جانی چاہیے۔ جو کہ اس کی مثل ہے یعنی جیسے غیبت۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ (اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے) التواب: جو قبولیت توبہ میں انتہاء کو پہنچنے والا ہو۔ معنی یہ ہے جس چیز سے بچنے کا حکم دیا اس کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور جو غلطی پائی جائے اس پر شرمندہ ہو۔ پس اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائیں گے۔ اور متقی توبہ کرنے والوں کے ثواب کا تم پر انعام فرمائے گا۔

## غیبت کا اثر:

روایت میں ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ دو صحابہ کی خدمت کرتے تھے ان کے لئے کھانا درست کرتے ایک دن وہ نیند کی وجہ سے یہ کام انجام نہ دے سکے۔ پھر ان دونوں نے سلمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سالن کے لئے بھیجا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے نگران تھے۔ انہوں نے کہا میرے پاس تو کچھ نہیں۔ سلمان نے ان دونوں کو آ کر اطلاع دی۔ تو دونوں کہنے لگے۔ اگر ہم اس کو بئر سمیحہ کنوئیں کی طرف بھیجتے تو اس کا پانی بھی خشک ہو جاتا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دونوں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ میں تمہارے مونہوں میں گوشت کی سرخی پاتا ہوں۔ ان دونوں نے کہا۔ ہم نے تو گوشت کھایا ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم دونوں نے اس کی غیبت کی ہے۔ جس نے کسی مسلمان کی غیبت



BestUrduBooks.wordpress.com

کی اس نے گویا اس کا گوشت کھلایا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ثعلبی بغیر سند)

## ایک قول:

مخلوق کی غیبت وہ حق سے غیبت کی بناء پر ہوتی ہے۔

آیت ۱۳: یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى (اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد وعورت سے پیدا کیا ہے) مذکر سے آدم اور انثیٰ سے حواء مراد ہیں۔ نمبر۲۔ ہر ایک تم میں سے ایک ماں باپ سے ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک ایک دوسرے کی طرح ڈول ڈالتے ہیں پھر تفاخر و تفاضل فی النسب تو کوئی معنی نہیں رکھتا۔

## شعب وقبیلہ کا فرق:

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ (اور تمہارے مختلف قومیں اور خاندان بنائے) الشعب : عرب جن طبقات پر منقسم ہیں ان میں سے طبقہ اولیٰ۔ وہ کل یہ ہیں۔ نمبر۱۔ الشعب۔ نمبر۲۔ القبیلة۔ نمبر۳۔ العمارة۔ نمبر۴۔ البطن۔ نمبر۵۔ الفخذ۔ نمبر۶۔ الفصیلة۔

شعب میں کئی قبائل جمع ہوتے ہیں جبکہ قبیلہ کئی عمائر کو جمع کرنے والا ہے۔ اور العمارۃ بطون کو جامع ہے۔ اور بطن بہت سے افخاذ کو جمع کرتا ہے۔ اور الفخذ بہت سے فصائل کو سمیٹنے والا ہوتا ہے۔ مثلاً خزیمہ شعب اور کنانہ قبیلہ ہے اور قریش عمارہ ہے۔ اور قصی بطن ہے اور ہاشم فخذ ہے اور العباس فصیلہ ہے۔ ان کو شعوب اس لئے کہا گیا کیونکہ قبائل اس میں سے پھوٹ نکلے۔

لِتَعَارَفُوْا (تا کہ ایک دوسرے کی شناخت کرسکو) تمہیں قبائل و شعوب پر مرتب کیا تا کہ ایک دوسرے کا نسب جان سکو۔ پس وہ اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف نسبت نہ کرے۔ اس لئے نہیں بنائے کہ تم آباء واجداد پر فخر کرنے لگو۔ اور نسبوں میں فضیلت گننے لگ جاؤ۔ پھر اس خصلت کو ذکر کیا جس کی وجہ سے انسان دوسروں سے فضیلت والا بنتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف و مرتبہ پاتا ہے۔ پس فرمایا۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے) حدیث میں فرمایا گیا۔ جس کو یہ بات بھاتی ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا معزز بن جائے پس وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ (بیہقی ابویعلیٰ۔ حاکم۔ طبرانی)

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

دنیا کی عزت مالداری اور آخرت کی عزت تقویٰ ہے۔

روایت میں آیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن طواف کعبہ فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی۔ پھر فرمایا۔ الحمد لله الذی الی آخر الخطبة۔ تمام تعریفیں اس ذات کے لائق ہیں۔ جس نے تم سے جاہلیت کی نخوت کو دور کر دیا اور اس کے تکبر کو ختم کر دیا۔ اے لوگو! لوگ دو ہی قسم کے ہیں۔ نمبر۱۔ مؤمن متقی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والا ہے۔ نمبر۲۔ فاجر بدبخت جو اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی مقام نہیں رکھتا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (رواہ احمد ۲/ ۳۶۱۔ ابوداؤد۔ ۵۱۱۶۔ الترمذی۔ ۳۹۵۰)

یزید بن شجرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا گزر مدینہ کے بازار سے ہوا۔ پس آپ نے ایک سیاہ غلام دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا۔ جو



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ

دیہات کے رہنے والوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے، آپ فرما دیجئے تم ایمان نہیں لائے لیکن یوں کہو کہ ہم ظاہری فرمانبردار ہو گئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں

فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

داخل نہیں ہوا، اور اگر اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کمی نہیں کرے گا، بیشک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑭ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ

غفور ہے رحیم ہے ایمان والے وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر، پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور

جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ⑮ قُلْ

انہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، یہ وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں۔ آپ فرما دیجئے

اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ

کیا تم اللہ کو اپنا دین بتا رہے ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے، اور اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑯ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ

ہر چیز کا جاننے والا ہے، وہ آپ پر احسان دھرتے ہیں کہ اسلام لے آئے آپ فرما دیجئے کہ مجھ پر احسان نہ دھرو،

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑰ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

بلکہ اللہ تم پر اپنا احسان جتاتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت دے دی اگر تم سچے ہو، بیشک اللہ آسمان

غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑱ ع ۸ ۱۴

اور زمین کے غیب کو جانتا ہے اور اللہ ان کاموں کو دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔

شخص مجھے خریدنا چاہے تو اس کی شرط ہے۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پانچ نمازیں پڑھوں گا۔ کسی نے اس کو خرید لیا۔ پھر وہ بیمار پڑ گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کیلئے تشریف لائے۔ پھر وہ بیمار ہو کر وفات پا گیا۔ آپ تشریف لائے اور اس کی تدفین میں شرکت فرمائی۔ صحابہ کرام نے اس سلسلہ میں کوئی بات کہی تو یہ آیت اتری۔ (ذکر الواحدی فی اسباب النزول۔ صفحہ ۲۶۵)

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ (اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے) دلوں کے تقویٰ اور شرافت کو۔ خَبِيْرٌ (پورا خبردار ہے) نفوس کی ہمتیں اپنے دعووں میں کس قدر پورا اترنے والی ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایمان لانا کسی پر احسان نہیں:

آیت ۱۴: قَالَتِ الْاَعْرَابُ (یہ گنوار کہتے ہیں) بعض بدو مراد ہیں۔ کیونکہ من الاعراب من یؤمن باللّٰہ والیوم الآخر اس کی تخصیص کرتا ہے۔ اس سے مراد بنواسد کے بدو ہیں۔ جب وہ مدینہ آئے۔ اس وقت قحط کے حالات تھے۔ انہوں نے ایمان کا اظہار کیا۔ مقصد ان کا صدقہ تھا اور آپ پر اپنے ایمان کا احسان جتلا رہے تھے۔ اٰمَنَّا (ہم ظاہر و باطن سے ایمان لائے ہیں)۔ قُلْ (ان سے کہہ دیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) لَّمْ تُؤْمِنُوْا (تم ایمان تو نہیں لائے) تم نے دلوں سے تصدیق نہیں کی۔ وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (لیکن یوں کہو ہم مطیع ہو گئے) پس ایمان تصدیق قلبی ہے۔ اسلام: اسلام میں داخل ہونے اور مسلمانوں کی لڑائی سے بچنے کیلئے شہادتین کا اظہار ضروری ہے۔ اس ارشاد خداوندی کو دیکھو۔ وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا)

## ایمان کی تعریف:

پس یہ اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ فقط زبانی اقرار بلا موافقت قلب اسلام کہلائے گا اور جس میں دل زبان کے موافق ہو جائے وہ ایمان ہے اور یہ معنی لغت کے لحاظ سے ہے۔

## شرعی معنی ایمان:

ایمان واسلام ایک چیز ہے۔ لمّا۔ یہ صرف توقع ہے۔ آیت دلالت کر رہی ہے کہ ان میں سے بعض لوگ بعد میں ایمان لائے۔
آیت میں کرامیہ فرقہ کے عقیدہ کی تردید ہے۔ کہ ایمان دل سے ہوتا ہی نہیں بلکہ زبان سے ہی ہوتا ہے۔

**سوال**: نظم کلام کا تقاضا یہ ہے۔ کہ اس طرح کہا جائے قل لا تقولوا آمنا ولکن قولوا اسلمنا یا اس طرح عبارت ہو۔ قل لم تؤمنوا ولکن اسلمتم۔

**جواب**: قرآن مجید کے نظم سے اولین فائدہ یہ ہے کہ ان کے دعویٰ کی تکذیب کی گئی اور فرمایا قل لم تؤمنوا۔ حسن ادب کے تقاضے سے یہ نہیں فرمایا۔ کذبتم۔ کہ صراحت ہو جاتی۔ بلکہ لم تؤمنوا کو اس کی جگہ لایا گیا جو کہ ان کے اس دعویٰ کی نفی ہے جس کو وہ ثابت کرتے تھے۔ پس لم تؤمنوا نے اس بات سے مستغنی کر دیا۔ کہ اس طرح کہا جاتا کہ لا تقولوا امنا۔ کیونکہ یہ بات بری معلوم ہوتی ہے کہ ان کو ایسے لفظ سے مخاطب کیا جائے جس سے مقصود ایمان کا لفظ بولنے کی ممانعت نکلتی ہو۔ اور اس طرح بھی نہیں کہا ولکن اسلمتم تاکہ اس سے دعویٰ اور زعم پیدا ہو جیسا کہ ان کا قول آمنا تھا۔ اسی طرح اگر کہا جاتا۔ ولکن اسلمتم تو اسلام اور شمار ان کے قول سے ہوتا۔ حالانکہ وہ کسی شمار میں نہیں۔ باقی لما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ یہ تکرار بھی نہیں کیونکہ لم تؤمنوا تو ان کے دعویٰ کی تکذیب کیلئے لائے ہیں اور لما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ جس بات کے کہنے کا ان کو حکم تھا اس کی توقیت اس میں بیان کی گئی ہے۔ گویا ان کو اس طرح کہہ دیا گیا۔ ولکن قولوا اسلمنا۔ اس کے وقت کی توقیت جس کے



BestUrduBooks.wordpress.com

کہنے کا ان کو حکم ہے۔ گویا ان کو کہا گیا۔ ولکن قولوا اسلمنا۔ جب کہ تمہارے دلوں کی موافقت تمہاری زبانوں کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکی۔ کیونکہ یہ کلام قولوا کی ضمیر سے حال واقع ہو رہا ہے۔ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہنا مان لو اور نفاق کو خیر باد کہہ دو) لَا يَلِتْكُمْ (وہ کمی نہ کرے گا) قراءت : بصری نے یالتکم پڑھا ہے۔ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا (ذرا سی بھی تمہارے اعمال میں سے) وہ تمہاری نیکیوں کے ثواب میں ذرہ بھر کم نہ کرے گا۔ ألت یالت و الات یلیت و لات یلیت کا ایک معنی ہے۔ اور وہ کم کرنا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ (بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں) گناہوں کو ستاری سے۔ رَّحِيْمٌ (مہربان ہیں) عیوب سے توبہ کرنے کی طرف ہدایت کر دی۔

آیت ۱۵: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا (پورے مؤمن وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا) ارتاب یہ رابہ کا مطاوع بن کر آتا ہے۔ جبکہ کسی کو تہمت کے ساتھ شک میں ڈالا جائے۔ مطلب یہ ہے وہ ایمان لائے۔ پھر ان کے دلوں میں ایمانیات کے متعلق شک پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ جس بات کی انہوں نے تصدیق کی اس میں ان پر تہمت والزام ہے۔

## ایمان اور اس کی تروتازگی:

① اس لئے کہ یقین اور ریب کا زوال یہ ایمان کا نچوڑ ہیں۔ تو ایمان کو مقدم کرنے کے بعد پھر الگ اس کو ذکر کیا تا کہ ایمان میں اس کا مرتبہ معلوم ہو جائے۔

② ثم جو تراخی کیلئے ہے اس کے ساتھ ایمان پر اس کا عطف کیا۔ اس سے یہ بتلانا مقصود ہے۔ کہ بعد والے طویل زمانوں میں اس کے ایمان میں اسی طرح کی تروتازگی برقرار ہے۔

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (پھر اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں محنت اٹھائی)

نمبر۱۔ یہ بھی درست ہے کہ مجاہد میں محارب دشمن یا شیطان یا خواہشات مراد ہوں۔

نمبر۲۔ جاہد کو جہد سے مبالغہ قرار دیا جائے اور مجاہدہ بالنفس اور مجاہدہ بالغزو مراد لیا جائے اور تمام عبادات اس میں شامل ہوں اور مجاہدہ بالمال مراد ہو جیسا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوہ عسرہ میں کیا۔ اور زکوٰۃ کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے اور اعمال بر و خیر میں تمامی اس میں داخل ہوں۔

اور المؤمنون مبتدأ کی خبر اولئك هم الصادقون ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (یہ لوگ سچے ہیں) یعنی ان لوگوں نے اپنے قول آمنا میں سچ بولا اور جھوٹ نہیں بولا جیسا کہ بنو اسد کے گنواروں نے کیا۔ نمبر۲۔ وہ وہی لوگ ہیں جن کا ایمان سچا پکا ایمان ہے۔ اور الذین امنوا یہ ان کی صفت ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے قسمیں اٹھائیں۔ کہ وہ مخلص ہیں پس یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت ۱۶: قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ (کہہ دیجئے کہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کی خبر دیتے ہو) کیا تم اس کو اطلاع دیتے ہو کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

تمہارے دل تصدیق کرنے والے ہیں۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (اللہ تعالیٰ کو تو سب آسمان اور سب زمین کی چیزوں کی خبر ہے اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے) نفاق واخلاص وغیرہ جو کچھ بھی تمہارے دلوں میں ہے۔

## ایمان اللہ کا احسان ہے نہ کہ لانے والے کا:

آیت ۱۷: يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا (یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا احسان آپ پر رکھتے ہیں) اَن سے پہلے باءِ سببیہ محذوف ہے وہ اپنے اسلام کے سبب آپ پر احسان جتلاتے ہیں۔ المن: شکر کی تعریض کرتے ہوئے اور اس سے روکتے ہوئے احسانات کا تذکرہ کرنا۔ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ (آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت رکھو! بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے۔ اَنْ هَدٰىكُمْ (کہ اس نے تم کو ہدایت دی) ان سے پہلے باء محذوف ہے۔ اس سبب سے کہ اس نے تم کو ہدایت دی یا لام محذوف ہے اس لئے کہ اس نے تم کو ہدایت دی۔ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (ایمان کی بشرطیکہ تم سچے ہو) اگر تمہارا گمان درست ہے اور تمہارا دعویٰ سچا ہے۔ ورنہ تم صرف گمان کرتے اور محض دعویٰ رکھتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی مخالفت کو جاننے والے ہیں۔ اور جواب شرط محذوف ہے۔ کیونکہ ماقبل کی دلالت اس پر موجود ہے تقدیر کلام اس طرح ہوگی۔ ان كنتم صادقين في ادعائكم الايمان فلله المنة عليكم۔ اگر تم اپنے دعوائے ایمان میں سچے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے۔ قراءت: اِنْ هداكم بھی پڑھا گیا ہے۔

آیت ۱۸: اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کی سب مخفی باتوں کو جانتا ہے اور تمہارے سب اعمال کو بھی جانتا ہے) قراءت: مکی نے يعملون پڑھا ہے۔ اس میں وضاحت فرمادی کہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر پوشیدہ سے پوشیدہ تر چیز جو جہاں میں پائی جاتی ہے۔ اس سے واقف ہیں اور وہ ہر عمل کو دیکھتا ہے۔ جو تم اپنے سر و علانیہ میں کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز بھی مخفی نہیں۔ پس اس پر تمہارے ضمائر کی بات کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔

الحمدللہ آج لیلۃ الجمعہ ۲۷ صفر المظفر ۱۴۲۴ بعد نصف اللیلہ یہ تفسیری ترجمہ سورۃ الحجرات مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پینتالیس آیات اور تین رکوع ہیں۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ① بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ

قٓ قسم ہے قرآن مجید کی، بلکہ ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا آ گیا، سو کافر لوگ کہنے لگے

هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ② ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ③ قَدْ عَلِمْنَا مَا

کہ یہ عجیب بات ہے، جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو کیا دوبارہ زندہ ہوں گے، یہ دوبارہ زندہ ہونا بہت ہی بعید بات ہے، ہم ان کے ان اجزاء کو جانتے ہیں جن کو

تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ④ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ

زمین کم کرتی ہے اور ہمارے پاس کتاب محفوظ ہے، بلکہ سچی بات کو جبکہ وہ ان کو پہنچی ہے جھٹلاتے ہیں

فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ⑤ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا

غرض یہ کہ وہ ایک متزلزل حالت میں ہیں، کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا اور اس کو آراستہ کیا

وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ⑥ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ

اور اس میں کوئی رخنہ نہیں، اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑوں کو جما دیا اور اس میں ہر قسم کی خوشنما

كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ⑦ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ⑧ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا

چیزیں اگائیں، جو ذریعہ ہے دانائی کا اور نصیحت کا ہر رجوع ہونے والے بندہ کے لئے، اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا

فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ⑨ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ⑩ رِّزْقًا

پھر اس سے بہت سے باغ اگائے اور کھیتی کا غلہ اور لمبے لمبے کھجور کے درخت جن کے گچھے خوب گندھے ہوئے ہوتے ہیں، بندوں کو رزق

لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ⑪

دینے کے لئے، اور ہم نے اس کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کیا، اسی طرح نکلنا ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ○ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَ ھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ فَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ

(ق۔قسم ہے قرآن مجید کی۔ بلکہ ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک ڈرانے والا آ گیا۔پس کافر کہنے لگے کہ یہ عجیب بات ہے)

آیت ا: قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ س کے متعلق کلام اسی طرح ہے جو ہم صٓ والقرآن ذی الذکر بل الذین کفروا ۔[ص۔ا] میں کر آئے ہیں۔کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں کا اسلوب ایک جیسا ہے۔البتہ مختلف لفظ المجید کی تفسیر کئے دیتے ہیں۔المجید دیگر کتب پر مجد و شرف والا۔اور جو شخص اس کے معانی کا علم حاصل کر کے پھر اس کی مراد پر عمل کرتا ہے۔وہ لوگوں کے ہاں اور بارگاہ الٰہی میں شرف و عزت والا ہو جاتا ہے۔بل عجبوا۔یہ تعجب کرنے والے کفار مکہ ہیں۔

## سب سے زیادہ خطرناک چیز سے ڈرانے والے پر تعجب:

اَنْ جَآءَ ھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ منذر سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اس میں ان کے اس تعجب کا انکار ہے جو انہوں نے ایسی چیز پر کیا جو تعجب انگیز نہیں اور وہ یہی بات ہے کہ انہی میں سے ایک شخص کو ان کی طرف منذر بنا کر بھیجا گیا۔جس کی عدالت و امانت کے وہ خود شاہد ہیں۔تو جو ایسا امین ہو وہ اپنی قوم کا خیر خواہ نہیں ہوگا۔تو اور کون ہوگا۔وہ اس بات سے خائف ہے کہ کہیں میری قوم کو کوئی خطرناک چیز نہ آلے۔جب اس کو یہ معلوم ہے کہ خطرہ ان کے سر پر منڈلا رہا ہے تو اس کو لازم ہے کہ وہ ان کو ڈرائے۔پھر وہ ایسے خطرے سے ان کو متنبہ کیوں نہ کرے جو سب سے زیادہ ڈرانے کی چیز ہے؟

کفار کے تعجب پر انکار کیا گیا۔جو تعجب ان کو بعث بعد الموت پر ہے۔حالانکہ وہ جانتے اور مانتے ہیں کہ قدرت الٰہی آسمان و زمین اور ان کے مابین سب کچھ پر اور ہر چیز کے اختراع پر اب بھی اسی طرح ہے جیسا کہ نشأۃ اولیٰ جس کے وہ قائل ہیں۔اس وقت تھی بلکہ اقرار جزاء پر مزید عقلی شہادت بھی پائی جاتی ہے۔ پھر دونوں انکاروں میں سے ایک پر اعتماد کرتے ہوئے فرمایا۔ فَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ آیت نمبر۳: ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا (جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو کیا دوبارہ زندہ ہونگے)اس میں اس بات پر تعجب کیا گیا کہ بعث بعد الموت سے ان کا تعجب خود استبعاد میں پہلے داخل ہے اور اس کا مستحق ہے کہ اس کا انکار کیا جائے۔

## لطائفِ آیت:

آیت میں ضمیر کی بجائے الکافرون کا لفظ صراحت کے ساتھ لا کر اس بات کی گواہی دینا مقصود ہے کہ اپنی اس بات میں انہوں نے اپنے آپ کو کفر عظیم کے آمنے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ھٰذَا کا مشار الیہ الرجع ہے۔اور اذا مضمر فعل کی وجہ سے منصوب ہے۔معنی یہ ہوگا: کیا جب ہم مر جائیں گے اور بوسیدہ ہو جائیں گے کیا ہم لوٹائے جائیں گے؟

قراءت: مِتْنَا نافع، حمزہ، علی، حفص نے اسی طرح پڑھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ (یہ دوبارہ زندہ ہونا بہت ہی بعید بات ہے) نمبرا۔ انتہائی انوکھی اور بعید ہے جیسا کہتے ہیں۔ ھذا قول بعید۔ یعنی وہم و عادت سے بعید ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ الرجع بمعنی الرجوع ہو یعنی یہ لوٹایا جانا۔ اس صورت میں یہ جواب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے انکار بعث کے استبعاد کا دیا گیا۔ اس وقت تو ابا پر وقف خوب ہے۔ اس صورت میں ظرف کا ناصب بعث ہے جس پر منذر اور منذر بہ دلالت کرتے ہیں۔

## جب اجزائے موت معلوم ہو تو اس کو لوٹانے پر کیوں قدرت نہیں:

آیت ۴: قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ (ہم ان کے ان اجزاء کو جانتے ہیں۔ جن کو مٹی کم کرتی ہے) اس میں ان کے دوبارہ لوٹانے کو بعید خیال کرنے کی تردید ہے۔ کیونکہ جس ذات کا علم اس قدر لطیف ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ مردوں کے اجسام میں سے زمین کیا کچھ کم کرتی اور ان کے گوشت، پوست اور ہڈیوں کو کھاتی ہے۔ وہ ان مردوں کو اسی طرح زندہ کر کے لوٹانے کی بھی قدرت رکھتے ہیں جیسا وہ پہلے تھے۔ وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ (اور ہمارے پاس کتاب محفوظ ہے) شیاطین کی دست برد اور تغیر سے محفوظ ہے اور وہ لوح محفوظ ہے۔ نمبر۲۔ حفیظ بمعنی حافظ ہے وہ کتاب اس کی حفاظت کرنے والی ہے جو اس میں لکھ دیا گیا۔ اور درج کر دیا گیا۔

## انہوں نے نبوت کا انکار کر دیا:

آیت ۵: بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ (بلکہ سچی بات کو جب ان کے پاس پہنچتی ہے جھٹلاتے ہیں) یہ بل اضرابیہ کے بعد پھر دوسرا بل لائے تاکہ یہ بتلا دیا جائے کہ انہوں نے تعجب سے بھی زیادہ حیرت انگیز حرکت کی ہے کہ ایسی نبوت جو معجزات سے بلا غور و فکر سمجھ آتی ہے اس کا انکار کر دیا۔ حالانکہ وہ واضح حق ہے۔ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ (غرض یہ کہ وہ ایک متزلزل حالت میں ہیں) مریج مضطرب کے معنی میں آتا ہے۔ عرب کہتے ہیں مرج الخاتم فی اصبعه۔ جبکہ وہ کھلی ہونے کی وجہ سے انگلی میں چلتی پھرے۔ اسی بناء پر تو کبھی کہتے ہیں شاعر، کبھی ساحر اور کبھی کاہن۔ وہ ایک بات پر قائم نہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

الحق سے قرآن مجید مراد ہے۔ ایک اور قول: کہ بعث بعد الموت کے متعلق جو خبریں دی گئیں وہ حق سے مراد ہیں۔

## بیانِ قدرت کا ایک انداز:

آیت ۶: پھر بعث بعد الموت پر اپنی قدرت کو بیان فرمایا۔ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا (کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا) جب انہوں نے بعث کا انکار کیا۔ اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ (اپنے اوپر کی طرف آسمان کو) جہان کو پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار کو كَيْفَ بَنَيْنٰهَا (ہم نے اس کو کیسا بنایا) بلا ستون بلند کیا۔ وَزَيَّنّٰهَا (اور اس کو نیرات سے آراستہ کیا) وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ (اور اس



BestUrduBooks.wordpress.com

میں کوئی رخنہ تک نہیں) چرنے اور پھٹنے سے یعنی وہ عیوب سے صحیح سالم ہے۔ نہ دراڑ نہ چیر نہ خرابی۔

آیت ۷: وَالۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا (اور زمین کو ہم نے پھیلایا) وَاَلۡقَيۡنَا فِيۡهَا رَوَاسِىَ (اور اس میں پہاڑوں کو جمادیا) قائم رہنے والے پہاڑ اگر نہ ہوتے تو زمین جھک جاتی۔ وَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ (اور اس میں ہر قسم کی چیزیں اگائیں) بَهِيۡجٍ (خوش نما) جن سے سرور حاصل کیا جاتا ہے ان کے حسن کی وجہ سے۔

آیت ۸: تَبۡصِرَةً وَّ ذِكۡرٰى (جو ذریعہ دانائی اور بینائی ہے) تاکہ ہم اس کے ذریعہ بصارت دیں اور ہم نصیحت کریں ہر ایک کو۔ لِكُلِّ عَبۡدٍ مُّنِيۡبٍ (ہر رجوع ہونے والے بندے کیلئے) جو اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والا اور اس کی مخلوقات کے عجائبات میں سوچ وبچار کرنے والا ہو۔

## تیسرا انداز:

آیت ۹: وَنَزَّلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا (اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا) مبارک یعنی بے شمار منافع والا۔ فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الۡحَصِيۡدِ (پھر اس سے بہت سے باغ اگائے اور کھیتی کا غلہ) یعنی کھیتی کا غلہ جس کی شان کا تقاضا ہے کہ اس کو کاٹا جائے۔ مثلاً گندم جو وغیرہ

## چوتھا انداز:

آیت ۱۰: وَالنَّخۡلَ بٰسِقٰتٍ (اور لمبی لمبی کھجور کے درخت) آسمان میں بلند۔ لَّهَا طَلۡعٌ (اس کے گچھے) طلع: کھجور کے پھل میں سے جو نمودار ہو۔ نَّضِيۡدٌ (تہ بہ تہ ہوتے ہیں) ایک دوسرے پر گچھے اور گندھے ہوتے ہیں۔ پھلوں کے بہت دور تہ بہ تہ ہونے کی وجہ سے یا پھلوں کی کثرت کی بناء پر جن کو نضید کہا گیا۔

آیت ۱۱: رِّزۡقًا لِّلۡعِبَادِ (بندوں کو رزق دینے کے لئے) ہم نے ان کو اگایا رزق کے طور پر۔ انبات رزق کے معنی میں ہے اس سے رزقًا اس کا مصدر من غیر لفظہٖ ہوا۔ اور یہ مفعول لہ ہے۔ ای انبتناھا لنرزقھم۔ ان کو رزق دینے کے لئے اسے اگایا۔ وَاَحۡيَيۡنَا بِهٖ (اور ہم نے اس کے ذریعہ زندہ کر دیا) اس پانی کے ذریعہ بَلۡدَةً مَّيۡتًا (مردہ زمین کو) جس کی نباتات خشک ہو چکی تھی۔ كَذٰلِكَ الۡخُرُوۡجُ (اسی طرح زمین سے نکلنا ہوگا) جس طرح یہ مردہ زمین آباد کر دی گئی اسی طرح تم زندہ کر کے موت کے بعد نکالے جاؤ گے کیونکہ بنجر کی آبادی مردوں کو زندہ کرنے کی طرح ہے۔

کاف محل رفع میں مبتدا ہونے کی وجہ سے واقع ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝۱۲ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝۱۳

ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور اصحاب رس نے اور ثمود نے اور عاد نے اور فرعون نے اور لوط کی قوم نے

وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝۱۴ اَفَعَيِيْنَا

اور ایکہ والوں نے اور تبع کی قوم نے جھٹلایا ان سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا سو میری وعید ثابت ہوگئی، کیا ہم پہلی بار پیدا

بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۵ ع

کرنے سے تھک گئے؟ بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ پیدائش کی طرف سے شبہ میں ہیں۔

ع ۱/۵ ۱۵

## فرد کا زمین سے نکالنا نباتات کی طرح ہے:

آیت ۱۲: كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ (ان سے پہلے جھٹلایا) ھم کا مرجع قریش مکہ ہیں قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ (قوم نوح اور رس والے) الرس وہ کنواں جس کی منڈیر نہ ہو۔ یہ یمامہ کے رہنے والے لوگ تھے۔ ایک قول یہ ہے: یہ اصحاب اخدود ہیں۔ وَثَمُوْدُ۔

## احوال تکذیبِ اقوام:

آیت ۱۳: وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ (اور ثمود اور عاد اور فرعون نے) نمبرا۔ فرعون سے قوم فرعون مراد ہے۔ جیسا کہ فرمایا من فرعون وملائھم۔ [یونس: ۸۳] نمبر۲۔ کیونکہ معطوف علیہ قوم نوح ہے اور معطوفات جماعتیں ہیں۔ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ (اور قوم لوط اور بن والے) اخوان لوط کہنے کی وجہ یہ ہے کہ لوطؑ اور ان کے درمیان قرابت نسبی پائی جاتی تھی۔ وَقَوْمُ تُبَّعٍ (اور تبع کی قوم) یہ یمن کا مسلمان بادشاہ گزرا۔ اس نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا۔ انہوں نے جھٹلا دیا۔ اسکو تبع کثرت پیروکاروں کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ كُلٌّ (ان میں سے ہر ایک نے) كَذَّبَ الرُّسُلَ (رسولوں کو جھٹلایا) کیونکہ جس نے ایک رسول کو جھٹلایا پس اس نے گویا تمام کو جھٹلا دیا۔ فَحَقَّ وَعِيْدِ (پس میری وعید ان پر واقع ہوگئی) میری وعید ان پر لازم ہو کر اتر پڑی اس میں رسول اللہ کیلئے تسلی اور کفار مکہ کو تہدید کی گئی ہے۔

آیت ۱۵: اَفَعَيِيْنَا (کیا ہم پہلی مرتبہ پیدا کرنے میں تھک گئے ہیں) اعیی بالامر اس وقت بولتے ہیں جب اپنے مقصد کو پانے کے لئے راہ نہ پائے۔ نحو: ہمزہ انکار کے لئے ہے فاء عاطفہ تعقیبیہ ہے۔ بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ (یعنی ہم پہلی مرتبہ پیدا کر کے تھک نہیں گئے) پھر دوسری سے ہم کیسے عاجز ہونگے۔ اور خلق اول کا اعتراف تو خود اعادہ کا اعتراف ہے۔

## بعثت کے متعلق یہ شک میں پڑے ہیں:

بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ (بلکہ یہ لوگ شبہ میں پڑے ہیں) یہ لوگ خلط ملط اور اشتباہ میں ہیں شیطان نے ان کو التباس و حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ ان کے لئے تسویل شیطانی یہ ہے کہ مردوں کو زندہ کرنا عادت کے خلاف ہے۔ پس اس بات کی وجہ سے انہوں نے صحیح

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ

اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں ان وسوسوں کو جو اس کے جی میں آتے ہیں اور ہم اسکی گردن کی رگ سے بھی زیادہ اس سے

الْوَرِيْدِ ۞۱۶ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۞۱۷ مَا يَلْفِظُ مِنْ

قریب ہیں جبکہ دو لینے والے لے لیتے ہیں جو داہنی طرف اور بائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں اور کوئی بات

قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۞۱۸ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۞۱۹

منہ سے نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک نگران تیار ہے، اور موت کی سختی حق کے ساتھ آ گئی یہ وہ ہے جس سے تو ہٹتا تھا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۞۲۰ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۞۲۱

اور صور پھونکا جائے گا، یہ وعید کا دن ہے، اور ہر شخص اسطرح سے آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک سائق اور ایک شہید ہوگا،

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۞۲۲ وَ

واقعی بات یہ ہے کہ تو اسکی طرف سے غفلت میں تھا سو ہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا سو آج تیری نگاہ تیز ہے اور

قَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۞۲۳ ؕ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۞۲۴ ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ

اس کا ساتھی کہے گا یہ وہ ہے جو میرے پاس تیار ہے، ڈال دو جہنم میں ہر کفر کرنیوالے کو ضدی کو خیر سے منع کرنے والے کو،

مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ۞۲۵ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۞۲۶

حد سے بڑھنے والے کو، شبہ میں ڈالنے والے کو، جس نے اللہ کے سوا دوسرا معبود تجویز کر دیا، سو اسے سخت عذاب میں ڈال دو،

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۞۲۷ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ

اس کا ساتھی کہے گا کہ اے ہمارے رب میں نے اسے گمراہ نہیں کیا لیکن یہ دور کی گمراہی میں تھا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا میرے سامنے جھگڑا مت کرو

وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۞۲۸ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۞۲۹ ع ۱۴ / ۱۶

اور میں نے تمہارے پاس پہلے سے وعید بھیج دی تھی، میرے پاس بات نہیں بدلی جاتی اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔

---

دلیل کو ترک کر دیا۔ وہ یہ ہے کہ جو ذات اولین مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے وہ اعادہ پر بدرجہ اولیٰ قادر ہے۔ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (از سر نو پیدا کرنے کی طرف سے) موت کے بعد۔ یہاں خلق کو نکرہ لائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان پر دلالت کرے اور جو اس کو سنے



BestUrduBooks.wordpress.com

اسے ڈرنا اور اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

## علمی قرب کو حبل الورید کی مثال ذکر کیا:

آیت ۱۶: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ (ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے جی میں جو خیالات آتے ہیں ہم ان کو جانتے ہیں) الوسوسۃ: مخفی آواز اور وسوسۃ النفس جو انسان کے دل میں پیدا ہو اور حدیث نفس میں سے جو خیال اس کے ضمیر میں آئے۔ اس میں باء کا معنی وہی ہے جو صوّت بکذا میں ہے۔ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ) قرب سے قرب علمی مراد ہے۔ حبل الورید یہ انتہائی قرب کی مثال ہے۔ الورید: گردن کے اندر کی رگ۔ الحبل : رگ، رسی۔ یہ اضافت ورید کی طرف اضافت بیانیہ ہے۔ جیسے کہتے ہیں بعیر سانیۃ، یوم الجمعۃ وغیرہ۔

آیت ۱۷: إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ (جب (قول و عمل کو) لینے والے فرشتے لیتے رہتے ہیں) متلقیان سے محافظ فرشتے مراد ہیں۔ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ (جو کہ داہنی اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں) التلقی: حفظ و کتابت سے اس کو اخذ کرنا۔ القعید اور المقاعد یہ الجلیس بمعنی مجالس کے آتا ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ عن الیمین قعید و عن الشمال قعید من المتلقین۔ تو ایک کا ذکر چھوڑ دیا کیونکہ دوسرے کی دلالت اس پر موجود ہے۔ جیسا شاعر کے اس قول میں۔ رمانی بامر کنت منه و والدی۔ بریئاً ومن اجل الطوی رمانی۔ تو اصل کلام میں رمانی بامر کنت منه بریئاً وکان والدی بریئاً مگر بری کا لفظ ایک مرتبہ لائے کیونکہ دوسرے پر اس میں دلالت موجود ہے۔ اذ۔ اقرب کی وجہ سے منصوب ہے۔ کیونکہ اس میں یقرب کا معنی پایا جاتا ہے۔

## علم الٰہی خطرات نفس سے بھی مخفی تر کو جاننے والا ہے:

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات لطیف خبیر ہے اس کا علم خطرات نفس تک پہنچنے والا ہے اور اس تک بھی پہنچنے والا ہے جو اس سے بھی مخفی تر ہو۔ وہ ہر قریب سے زیادہ انسان کے لئے اقرب ہے۔ جبکہ دو محافظ فرشتے انسان کے بول کو اخذ کر رہے ہوتے ہیں۔ اور یہ اس بات کو بتلانے کیلئے فرمایا کہ وہ فرشتوں کے ذریعہ ان اعمال کے محفوظ کرنے سے بے نیاز ہے۔ (یہ خفیہ دستاویز معلومات حاصل کرنے کیلئے نہیں بلکہ انسان کے لئے قریبی گواہی پیش کرنے کیلئے ہے) وہ اس سے کیونکر مستغنی نہ ہو جبکہ وہ عالم السر والاخفی ہے۔ اور یہ نظام حکمت کے تحت بنا رکھا ہے اور وہ جو دونوں فرشتوں کے رجسٹروں اور ان کی حفاظت میں ہے۔ اور صحائف اعمال کا قیامت کے دن پیش کیا جاتا ہے۔ یہ سیئات سے باز آنے اور حسنات کی طرف رغبت دلانے کی لطیف تدبیر ہے۔

## کراماً کاتبین کا اعمال لکھنا:

آیت ۱۸: مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ (وہ کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا) جو وہ بولتا اور منہ سے نکالتا ہے۔ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ



BestUrduBooks.wordpress.com

(مگر اس کے پاس ایک حافظ تیار ہے) عتید :حاضر۔ پھر یہ کہا گیا کہ وہ ہر چیز لکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ مرض کی انین بھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ بات لکھتے ہیں جس میں اجر یا گناہ ہوتا ہے۔ ایک تیسرا قول ہے۔ فرشتے اس سے الگ نہیں ہوتے سوائے دو حالتوں۔ (۱) پاخانہ (۲) جماع کے۔

## علم وقدرت کے بعد مقدمۂ قیامت کو ذکر کیا:

آیت ۱۹: جب ان کے انکار بعث کا تذکرہ ہو چکا۔ تو اپنے علم وقدرت سے ان پر حجت قائم کی۔ اور ان کو خبردار کیا کہ وہ جس کا انکار کر رہے ہیں عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ موت اور قیام ساعت کے وقت ان کے پاس کچھ بھی طاقت نہ ہوگی۔ ایسے وقت کے قریب آ جانے پر ان کو متنبہ کرتے ہوئے لفظ ماضی سے تعبیر فرمائی۔ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ (اور موت کی سختی آ پہنچی) سکرت سے ایسی شدت مراد ہے جو عقل کو ہوا کر دے۔ بِالْحَقِّ (حقیقۃ) واقع میں یا حکمت کے ساتھ۔ باء تعدیہ ہے یہ مفعول ہے۔ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (یہ وہ ہے جس سے تو بدکتا تھا) ذلك کا مشارٌ الیہ موت ہے اور خطاب انسان کو کیا گیا ہے۔ لقد خلقنا الانسان میں بطریق التفات ہے۔ تحید نفرت کرنے اور بھاگنے کو کہتے ہیں۔ (اس سے پہلے یقال محذوف ہے)

## تذکرۂ قیامت:

آیت ۲۰: وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ (اور صور پھونکا جائے گا) اس سے مراد نفخۂ بعث مراد ہے۔ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ (یہ دن ہوگا وعید کا) یعنی اس وعید کا وقت۔ گویا مضاف محذوف ہے اور ذلك کا اشارہ نُفِخَ کے مصدر کی طرف ہے۔

آیت ۲۱: وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ (اور ہر شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک اس کو اپنے ہمراہ لائے گا اور ایک گواہ ہوگا) یعنی دو فرشتے ہونگے۔ ایک اس کو حشر کی طرف ہنکا کر لائے گا۔ اور دوسرا اس کے عمل کا گواہ ہوگا۔

نحو : معها سائق محلاً منصوب ہے۔ یہ کلٌ سے حال ہے۔ کیونکہ وہ جو حکم معرفہ میں ہے اس کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ بن گیا۔

## غفلت کا پردہ چاک ہوا:

آیت ۲۲: لَقَدْ كُنْتَ (تو تھا) یعنی اس کو کہا جائے گا۔ لقد کنت۔ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا (اس دن سے بے خبر) یہ دن جو تجھ پر اتر پڑا ہے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ (پس اب ہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا) پس تیری غفلت کو اس سے دور کر دیا جس کا تو مشاہدہ کر رہا ہے۔ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ (پس آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے) آیت میں غفلت کو پردہ کی طرح قرار دیا۔ گویا وہ پردہ ہے جس نے اس کے سارے جسم کو ڈھانپ رکھا ہے۔ یا وہ ایسا پردہ ہے جو اس کی آنکھوں کو ڈھانپنے والا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کچھ بھی دیکھنے نہیں پاتا۔ جب قیامت کا دن ہوگا اور غفلت وغطاء ہر چیز زائل ہو کر چھٹ جائے گی تو وہ حق بھی اس کو نظر آ جائے گا۔ جو وہ نہ دیکھتا تھا۔ اور اس کی غفلت کے سبب تھکی ہوئی نگاہ بیداری کی وجہ سے بہت تیز ہو جائے گی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قرین کی مراد:

آیت ۲۳: وَقَالَ قَرِیْنُهٗ (اور اس کا ساتھی کہے گا) قول جمہور: یہ ہے۔ وہ فرشتہ ہے جو اس کے اعمال لکھنے پر مقرر ہے وہ اس پر گواہ ہوگا۔ ھٰذَا کا اشارہ دیوان عمل کی طرف ہے۔ قول مجاہد: اس سے اس کا وہ شیطان مراد ہے جو اس پر مقرر کیا گیا۔ جو ارشاد الٰہی میں ہے۔ نقیض له شیطانا فهو له قرین۔ [الزخرف۔۳۶] ھٰذَا یعنی یہ وہ شخص ہے جس پر مجھے مقرر کیا گیا۔

مَا لَدَیَّ عَتِیْدٌ (یہ وہ ہے جو میرے پاس تیار ہے) نحو: هذا مبتدا اور ما نکرہ ہے جو شئ کا معنی دے رہا ہے۔ بعد والا ظرف ما کی صفت ہے۔ اسی طرح عتید بھی صفت ہے۔ ما اپنی صفت سے مل کر خبر اور هذا مبتدا۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ هذا شئ ثابت لدیَّ عتید۔

آیت ۲۴: پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اَلْقِیَا نمبر ۱۔ یہ سائق و شہید کو خطاب ہے۔ نمبر ۲۔ مالک فرشتے کو خطاب ہے۔ اصل میں الق۔ الق ہے۔ اس کی جگہ القیا لایا گیا ہے۔ کیونکہ فاعل فعل کے جزو کی طرح ہوتا ہے۔ فاعل کا تثنیہ آنا تکرار فعل کا نائب ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

اس کی اصل اَلْقِیَنْ ہے۔ اور الف نون سے بدل دیا گیا وصل کو وقف کے قائم مقام کرتے ہوئے۔ اس کی دلیل حسن کی یہ قراءت ہے۔ القیَن۔

فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ (ہر اس شخص کو جہنم میں ڈال دو جو کفر کرنے والا) نعمتوں اور منعم کا۔ عَنِیْدٍ (ضد کرنے والا) حق سے پہلو تہی اختیار کرنے والا اہل حق کا دشمن۔

آیت ۲۵: مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ (وہ نیک کام سے روکتا ہو) مال کو اس کے حقوق سے بہت زیادہ روک کر رکھنے والا یا نمبر ۲۔ جنس خیر کو اس کے مستحقوں تک پہنچنے سے رکاوٹ بننے والا۔ مُعْتَدٍ (حد سے گزرنے والا) ظالم حق کی حدود کو پھاندنے والا۔ مُّرِیْبِ ن (شبہ پیدا کرنے والا) اللہ تعالیٰ اور اس کے دین میں شک کرنے والا۔

آیت ۲۶: الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود تجویز کیا ہو) نحو: یہ مبتدا ہے جو معنی شرط کو متضمن ہے۔ اس کی خبر فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ہے۔ یا كُلُّ كَفَّارٍ سے بدل ہے اور فالقیا یہ تکریر تاکید ہے۔ مگر یہ جائز نہیں کہ اسے کفار کی صفت بنا کر اسے مجرور قرار دیں۔ کیونکہ نکرہ کی صفت اسم موصول سے نہیں آتی۔

## قولِ مجاہد:

آیت ۲۷: قَالَ قَرِیْنُهٗ (وہ شیطان جو اس کے ساتھ رہتا تھا وہ کہے گا) وہ ساتھ رہنے والا شیطان اس کے خلاف شاہد ہوگا۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میں نے اس جملہ کو واؤ سے خالی کیا۔ پہلے کو نہیں کیونکہ پہلے کا عطف واجب ہے۔ کیونکہ دونوں کا معنی ان کے جمع کرنے پر دلالت کر رہا ہے۔ میری مراد یہ ہے مجیئی کل نفس مع الملکین اور اس کے قرین کا قول جو اس کو کہے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

باقی یہ جملہ مستانفہ ہے۔جیسا کہ حکایت قول میں مستانفہ جملے آتے رہتے ہیں۔جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اورفرعون کی گفتگو میں ہے۔گویا کافر نے کہا۔رب ھو اطغانی اے میرے رب اس نے مجھے سرکشی پرآمادہ کیا۔تواس کے قرین نے جواب میں کہا ربنا مااطغیتہٗ۔ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ (اے میرے رب میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا تھا۔مگر یہ خوددوردراز کی گمراہی میں تھا)یعنی میں نے اس کوسرکشی میں نہیں ڈالا۔لیکن اس نے سرکشی اختیار کی۔اوراس نے گمراہی کوہدایت پرپسند کیا۔

## یہ دارالجزاء ہے جھگڑے کی جگہ نہیں:

آیت ۲۸: قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ (ارشاد ہوگا میرے سامنے جھگڑے کی باتیں مت کرو) یہ جملہ مستانفہ ہے جیسا کہ قال قرینہ ہے۔گویا کسی کہنے والے نے کہا۔اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا۔تو جواب دیا گیا۔کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایالا تختصموا لدی۔ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ (میں پہلے ہی تمہارے پاس وعید بھیج چکا تھا) یہاں موقف حساب اوردارالجزاء میں مت جھگڑو۔ تمہارے جھگڑنے کا فائدہ نہیں اورنہ کچھ حاصل ہے۔میں تمہیں سرکشی کے متعلق اپنی کتابوں میں عذاب کی وعید کرچکا۔اورمیرے رسول اپنی زبانوں سے وعیدسناچکے۔اپنے اوپرکوئی عذرمیں نے باقی نہیں رہنے دیا۔

بالوعید میں باء اس طرح بڑھائی گئی۔جیساو لا تلقوا بایدیکم [البقرہ۔۱۹۵] میں زائدہ ہے۔نمبر۲۔قدّم بمعنی تقدم ظاہرکرنے کے لئے باءلائے ہیں۔

## میری وعیدوالی بات کوبشارت میں بدلانہیں جاسکتا:

آیت ۲۹: مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ (میرے ہاں بات بدلی نہ جائے گی)اس بات کی توقع مت کروکہ میں اپنے قول اوروعیدکو اس طرح بدل دونگاکہ کفارکوجنت میں داخل کردوں۔ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (اورمیں بندوں پرظلم کرنے والانہیں)بغیرگناہ کسی بندے کوعذاب نہ دونگا۔ظلام۔مبالغہ لائے۔کیونکہ یہ اس قول سے ماخوذ ہے۔ھو ظالم لعبدہ و ظلام لعبیدہٖ۔وہ اپنے غلاموں پرظلم کرنے والا ہے۔نفس ظلم کی نفی مقصود ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو بھر گئی اور وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے؟ اور متقیوں کے لئے جنت قریب کی جائے گی

غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ

دور نہ رہے گی یہ وہ ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر ایسے شخص کے لئے جو رجوع کرنے والا پابندی کرنے والا ہو، جو بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرا

وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿۳۳﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ

اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا، اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ، یہ ہمیشگی والا دن ہے ان کے لئے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے

فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا

اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے۔ اور ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر دیا جو گرفت کرنے میں ان سے زیادہ سخت تھیں، سو وہ شہروں

فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾

میں چلتے پھرتے رہے کیا بھاگنے کی کوئی جگہ ہے،

آیت ۳۰: يَوْمَ نحو : یہ ظلام کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۲۔ مضمر فعل اذکر' انذر وغیرہ کی وجہ سے منصوب ہے۔

## جہنم پکارے گی کیا کچھ اور ہے......:

نَقُوْلُ۔ قراءت: ابوبکر و نافع نے یقول پڑھا ہے۔ ای یقول اللّٰہ۔ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (جس دن کہ ہم دوزخ سے کہیں گے کہ تو بھر بھی گئی اور وہ کہے گی کچھ اور بھی ہے) مزید یہ المجید کی طرح مصدر ہے۔ مطلب یہ ہے۔ وہ بھر جانے کے بعد کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے۔ یعنی کیا مجھ میں کوئی ایسی جگہ ہے جو بھری نہ ہو؟ یعنی میں بھر چلی۔ یا جہنم اور طلب کرے گی۔ اور اس میں اضافہ کی گنجائش ہوگی۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جہنم جب واقعی کلام کرے۔ اور یہ بعید بات نہیں۔ جیسا کہ جوارح انسانی بات کریں گے۔ اور یہ جہنم کا سوال کفار کو توبیخ کے لئے ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تو پہلے ہی جانتے ہیں کہ آیا وہ بھر گئی یا کچھ خالی ہے۔

آیت ۳۱: وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ (جنت متقین کے قریب لائی جائے گی۔ کچھ بھی دور نہ رہے گی)

نحو : غیر بعید۔ یہ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ای مکانا غیر بعید۔ نمبر۲۔ حال کی بناء پر نصب ہے۔ اور اس کو مذکر لانے کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ مصدر کے وزن پر ہے مثلاً الصلیل اور مصدر کے ذریعہ مؤنث و مذکر کی صفت لا سکتے ہیں۔

نمبر۳۔ موصوف محذوف ہے ای شیئا غیر بعید۔ اور اس کا معنی تاکید والا ہوگا جیسا تم کہو۔ ھو قریب غیر بعید و عزیز

غیر ذلیل۔

آیت ۳۲: ھٰذَا۔ نحو : یہ مبتدأ ہے۔اس کا مشارالیہ الثواب ہے۔نمبر۲۔ازلفت کے مصدر کی طرف اشارہ ہے۔ مَا تُوْعَدُوْنَ (جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا) نحو : یہ مبتدأ کی صفت ہے۔قراءت : مکی نے یاء سے یوعدون پڑھا ہے۔ لِکُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ (یہ وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا) اواب جو اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔ نحو : یہ خبر مبتدأ ہے۔ حفیظ۔ جو حدود اللہ کی حفاظت کرنے والا ہو۔حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے دن کی ابتداء میں چار رکعات پر مواظبت کی وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اواب وحفیظ لکھا جاتا ہے۔

آیت ۳۳: مَنْ یہ اواب کا بدل ہے اور محلاً مجرور ہے۔نمبر۲۔یہ مبتدأ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور اس کی خبر ادخلوھا ہے جبکہ یقال لھم کو مقدر مانیں کیونکہ مَن معنی کے لحاظ سے جمع ہے۔ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ (جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوگا) الخشیۃ : اپنی غلطی دیکھ کر دل کی بیقراری۔اللہ تعالیٰ نے خشیت کے ساتھ اپنا وسیع رحمت والا اسم گرامی ملا کر ذکر کیا۔اس سے خشیت والے کی خوب تعریف کردی کہ یہ بیقرار ہے باوجود اس بات کے جان لینے کے کہ میرا رب وسیع رحمت والا ہے اور وہ ڈر رہا ہے باوجود اس بات کہ جس ذات سے ڈر رہا ہے وہ اپنی ذات کے اعتبار سے اس سے غائب ہے۔ بِالْغَیْبِ (بن دیکھے) نحو : نمبر۱۔یہ مفعول سے حال ہے۔یعنی اس سے ڈرا اس حال میں کہ وہ غائب ہے۔نمبر۲۔خشی کے مصدر کی صفت ہے۔خشی خشیۃ ملتبسۃ بالغیب وہ ایسا ڈرا جو ڈرنا بغیر دیکھنے کے ساتھ ملا ہوا تھا۔اس طرح کہ اس کے سزا دینے سے ڈرا باوجودیکہ وہ غائب ہے۔

## قولِ حسن رحمۃ اللہ علیہ:

جب دروازہ بند کرلیا اور پردہ ڈال لیا پھر بھی وہ اس سے ڈرا۔

وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبٍ (اور رجوع ہونے والا دل لے کر آئے گا) منیب : اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے والا۔

## ایک قول یہ ہے:

صحیح عقیدہ اور پسندیدہ باطن کے ساتھ۔

آیت ۳۴: ادْخُلُوْھَا بِسَلٰمٍ (اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ) یعنی اس حال میں کہ تم نعمتوں کے زوال اور ناراضگی کے اترنے سے محفوظ رہو گے۔ ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ (اور یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا) یعنی ایسا دن جس کا اندازہ ہمیشگی ہے۔ جیسا فرمایا فادخلوھا خالدین۔[الزمر۔۷۳] یعنی تمہارے لئے ہمیشگی طے کردی گئی ہے۔

## مزید کی مراد:

آیت ۳۵: لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ فِیْھَا وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ (ان کو بہشت میں سب کچھ ملے گا) جو جو چاہیں گے اور ہمارے پاس اور بھی



BestUrduBooks.wordpress.com

زیادہ ہے۔اس سے جو وہ چاہیں گے۔

## قول الجمہور:

مزید سے مراد رؤیت باری تعالیٰ کا بلا کیف میسر آنا۔

آیت ۳۶: وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ (اور ہم ان سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے) آپ کی قوم قریش سے پہلے۔ مِنْ قَرْنٍ (ان زمانہ والوں کو جنہوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلا دیا) هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ (جو قوت میں ان سے زیادہ تھے) ہم قریش مکہ سے بَطْشًا (قوت و دبدبہ) فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ (وہ تمام شہروں کو چھانتے پھرتے تھے) وہ ملکوں ملکوں ہر قسم کا تصرف کرنے اور فائدہ اندوزی کے لئے خوب گھومے پھرے۔التنقیب بمعنی معاملے میں بحث و کرید اور طلب و تلاش فاء سببیہ اس پر داخل ہے۔ هم اشد منهم بطشا کا سبب بیان کیا ہے۔یعنی قوت کی زیادتی اور شدت ان کے کثرت سے گھومنے کا سبب تھی۔نمبر۲۔اور یہ بھی درست ہے کہ اہل مکہ اپنے اسفار اور راستوں میں ان اہل زمانہ کے ملکوں میں گھومے ہیں۔کیا ان کے لئے بچاؤ کی جگہ ہوئی۔ یہاں تک کہ یہ بھی اپنے نفسوں کیلئے اسی طرح کی جگہ کے امیدوار ہیں۔(یہ استفہام انکاری ہے کہ ان کو پناہ گاہ نہ ملی نہ ان کو ملے گی) ان قراء کی قراءت بھی اس پر دلالت کرتی ہے جنہوں نے اس طرح پڑھا ہے فَنَقِّبُوْا صیغۂ امر کے طور پر۔ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ (کہیں بھاگنے کی جگہ نہ ملی) نمبر۱۔موت سے بھاگنے کی یا نمبر۲۔اللہ تعالیٰ سے بھاگنے کی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ

بلا شبہ اس میں اس شخص کے لئے عبرت ہے جس کے پاس دل ہو یا جو ایسی حالت میں ہو کہ کان لگائے ہوئے حاضر ہو، اور یہ واقعی بات ہے کہ

خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾

ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا اور ہم کو تھکن نے چھوا تک نہیں،

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿٣٩﴾

سو آپ ان باتوں پر صبر کیجئے جو یہ لوگ کہتے ہیں اور آفتاب نکلنے سے پہلے اور غروب سے پہلے اپنے رب کی تسبیح وتحمید بیان کیجئے

وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿٤٠﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٤١﴾

اور رات کے حصہ میں بھی اسکی تسبیح بیان کیجئے اور سجدوں کے بعد بھی۔ اے مخاطب اس بات کو سن لے کہ جس دن پکارنے والا قریب ہی جگہ سے پکارے گا

يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ

جس روز چیخ کو حق کے ساتھ سنیں گے یہ نکلنے کا دن ہوگا بے شک ہم زندہ کرتے اور موت دیتے ہیں

وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿٤٣﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿٤٤﴾ نَّحْنُ

اور ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے جس دن زمین ان کے اوپر سے پھٹ جائے گی جبکہ دوڑتے ہوں گے، یہ جمع کرنا ہم پر آسان ہے، ہم

أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ

خوب جانتے ہیں جو یہ لوگ کہتے ہیں اور آپ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں سو آپ قرآن کے ذریعہ ایسے شخص کو نصیحت کیجئے

وَعِيدِ ﴿٤٥﴾ ع ۳ ۱۷

جو میری نصیحت سے ڈرتا ہے۔

آیت ۳۷: اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ (بلاشبہ اس میں) اس مذکور میں لَذِکْرٰی (بڑی عبرت ونصیحت ہے) لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ (جس کے پاس دل ہو) سمجھنے والا۔ کیونکہ جس کا دل قبول نہیں کرتا۔ گویا اس کا دل ہی نہیں۔ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ (یا کان لگا دیتا ہو) مواعظ پر کان دھرے۔ وَھُوَ شَہِیْدٌ (متوجہ ہوکر) وہ اپنی فطانت کو حاضر باش کرنے والا ہو۔ کیونکہ جو اپنے ذہن کو حاضر نہیں کرتا وہ غائب کی طرح ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## یہود کے عقیدہ کی تردید:

آیت ۳۸: وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ (اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ چھ دن میں پیدا کیا اور ہم کو تھکان نے چھوا تک نہیں) لغوب: تھکن و عجز۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ یہود کے متعلق نازل ہوئی۔ ان کی اس بات کی تکذیب میں جوانہوں نے کہی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا ان میں پہلا یوم الاحد اور آخر یوم الجمعہ تھا۔ اور ہفتہ کے دن آرام کیا۔ اور عرش پر لیٹ گیا۔

علماء نے فرمایا کہ اس امت میں تشبیہ کا عقیدہ یہود سے نقل ہو کر آیا۔ یہود اپنے ہاں آلتی پالتی مار کر بیٹھنے کو برا خیال کرتے ہیں۔ ان کا زعم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) ہفتہ کے دن اسی طرح بیٹھا تھا۔

آیت ۳۹: فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ (پس ان کی باتوں پر صبر کیجئے) یعنی یہود کی باتوں پر جو کہ کفریات اور تشبیہ وغیرہ بکتے ہیں۔ نمبر۲۔ بعث کے متعلق جو مشرکین کہتے ہیں۔ پس جو ذات ساری کائنات کو پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ ان کو اٹھانے اور انتقام لینے پر بلاشبہ قادر ہے۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ (اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے) اس حال میں کہ آپ اپنے رب کی حمد و ثناء کرنے والے ہوں۔ التسبیح۔ نمبر۱۔ اپنے ظاہری مراد پر ہے۔ نمبر۲۔ نماز مراد ہے۔ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ (طلوع آفتاب سے پہلے) نماز فجر وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ (اور غروب سے پہلے) ظہر و عصر۔

## تسبیح سے مراد:

آیت ۴۰: وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ (اور رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کریں) نمبر۱۔ مغرب و عشاء۔ نمبر۲۔ تہجد کی نماز۔ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (اور نمازوں کے بعد بھی) اور تسبیح نماز کے اعمال میں۔ رکوع اور سجدہ کی تعبیر نماز سے کی گئی۔

## ایک قول یہ ہے:

فرائض کے بعد نوافل۔ نمبر۲۔ وتر جو نماز عشاء کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ الْاَدْبَار۔ جمع دُبُر کی ہے **قراءت:** خلف، حجازی اور حمزہ نے اِدبار پڑھا ہے۔ یہ ادبرت الصلوٰۃ سے لیا گیا۔ جبکہ اس کو مکمل اور پورا کرو۔ اس کا معنی یہ ہوا۔ وقت انقضاء السجود۔ جیسا کہ کہتے ہیں اتیك خفوق النجم ای وقت خفوق النجم۔

آیت ۴۱: وَاسْتَمِعْ (اور سن رکھ) اس کو جو آپ کو قیامت کا حال سنایا گیا۔ اس میں قیامت کی ہولناکی اور بڑائی کو بیان کیا ہے۔

**قراءت:** یعقوب نے اس پر وقف کیا۔ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ یوم یہاں اس فعل سے منصوب ہے۔ جس پر ذٰلك یوم الخروج



BestUrduBooks.wordpress.com

دلالت کرتا ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے یوم ینادی المنادی یخرجون من القبور۔ بعض نے کہا اس کی تقدیر یہ ہے۔ واستمع حدیث یوم ینادی المنادی۔ اور غور سے سن رکھو اس دن کی بات جس دن منادی آواز دے گا۔

قراءت: المنادی دونوں حالتوں میں مکی سہل اور یعقوب نے پڑھا ہے اور مدنی اور ابوعمرو نے وصل میں پڑھا اور دیگر قراء نے دونوں حالتوں میں یاء کے بغیر پڑھا ہے۔

## اسرافیل کی نداء:

المنادی سے مراد اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ وہ صور پھونکیں گے۔ اور آواز اس طرح دیں گے۔ ایتھا العظام البالیة والاوصال المنقطعة واللحوم المتمزقة والشعور المتفرقة! ان اللّٰہ یأمر کن ان تجتمعن لفصل القضاء۔

اے بوسیدہ ہڈیو! اے الگ الگ کیے ہوئے جوڑو! اے پارہ پارہ گوشت! اے پراگندہ بالو! اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے۔ فیصلۂ الٰہی کے لئے باہم اکٹھے ہو جاؤ۔ (یہ قول مقاتل ہے)

## ایک قول یہ ہے:

اسرافیل صور پھونکیں گے۔ اور جبرائیل حشر کی منادی کریں گے۔

مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ (جس دن پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا) صخرۂ بیت المقدس سے اور یہ آسمان کے لئے زمین کا قریب ترین حصہ ہے۔ جو دوسرے حصوں کی بنسبت بارہ میل زیادہ قریب ہے۔ اور وہ وسط زمین ہے۔ (یہ کلبی کا قول ہے)

## مردوں کا نکلنا:

آیت ۴۲: يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ (جس دن اس چیخنے کو سب سن لیں گے) نحو: یہ یوم ینادی سے بدل ہے۔ الصیحة سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے۔ بِالْحَقِّ (بالیقین) یہ صیحة سے متعلق ہے۔ اور اس سے مراد بعث وحشر جزاء وسزا کیلئے۔ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ (یہ دن نکلنے کا ہوگا) قبور سے۔

آیت ۴۳: اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ (بیشک ہم ہی زندہ کرتے ہیں) مخلوقات کو وَنُمِيْتُ (اور ہم ہی مارتے ہیں) یعنی دنیا میں مارتے ہیں۔ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ (اور ہماری طرف ہی پھر لوٹ کر آنا ہے) یعنی ان سب نے لوٹنا ہے۔

آیت ۴۴: يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ (جس دن زمین ان پر سے کھل جائے گی) قراءت: کوفی، ابوعمرو نے تخفیف کے ساتھ اور باقی نے تشدید سے پڑھا ہے۔ زمین پھٹ جائے گی اور مردے اس سے نکل کھڑے ہونگے۔ سِرَاعًا (جبکہ وہ دوڑتے ہونگے) یہ مجرور سے حال ہے۔ یعنی اس حال میں کہ وہ تیزی کرنے والے ہونگے۔ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ (یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کر لینا ہے) یسیر: آسان۔ یہاں ظرف کو مقدم کیا۔ تاکہ تخصیص کو ظاہر کرے۔ یعنی اس جیسا بڑا کام آسان نہیں مگر اس قادر مطلق ذات کو جس کو ایک حالت دوسری سے مشغول نہیں کر سکتی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## آپ مدعی ہیں نصیحت کرتے جائیں:

آیت ۴۵: نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ (جو جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں) ۔آپ کے اور ہمارے متعلق ہم وہ خوب جانتے ہیں اس میں کفار مکہ کو ڈرایا گیا۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِجَبَّارٍ (آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہیں) یہ اسی طرح ہے جیسا فرمایا۔لست علیهم بمصیطر [الغاشیہ:۲۲] یعنی آپ ان پر مسلط نہیں ۔آپ تو داعی ہیں ۔اوران کو آمادہ کرنے والے ہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

یہ جبرہ علی الامر سے لیا گیا ہے۔اس کا معنی اجبرہ ہے مطلب یہ ہے۔آپ ان پر والی نہیں کہ ایمان پر جبر کر کے آمادہ کریں۔ فَذَكِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنۡ يَّخَافُ وَعِيۡدِ (تو آپ قرآن کے ذریعہ ایسے شخص کو نصیحت کیجئے جو میری وعید سے ڈرتا ہے) یہ اس طرح ہے جیسا فرمایا۔انما انت منذر من یخشٰها۔[النازعات:۴۵] کیونکہ نصیحت کا فائدہ اسی کو ملے گا۔

الحمدللہ بعد العصر سورہ قٓ مکمل ہوئی

یکم ربیع الاول ۱۴۲۴ء



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الذاریات مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں ساٹھ آیات اور تین رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۞ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۞ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۞ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۞ اِنَّمَا

قسم ہے ہواؤں کی جو (غبار وغیرہ کو) اڑاتی ہیں پھر ان بادلوں کی جو بوجھ کو اٹھاتے ہیں، پھر ان کشتیوں کی جو نرمی سے چلتی ہیں، پھر ان فرشتوں کی جو چیزیں تقسیم کرتے ہیں، تم سے

تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۞ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۞ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۞ اِنَّكُمْ

جس کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور جزاء ضرور ہونے والی ہے، قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں کہ تم

لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۞ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۞ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۞ الَّذِيْنَ هُمْ

لوگ مختلف گفتگو میں ہو، اس سے وہی پھرتا ہے جس کو پھرنا ہوتا ہے غارت ہو جائیں گے اٹکل پچو باتیں کرنے والے جو جہالت

فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۞ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۞ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ

میں بھولے ہوئے ہیں غارت ہو جائیں، پوچھتے ہیں کہ روز جزا کب ہوگا، جس دن وہ لوگ آگ پر تپائے جائیں گے

يُفْتَنُوْنَ ۞ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۞ اِنَّ

اپنی اس سزا کا مزہ چکھو، یہی ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے۔ بلاشبہ

الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۞ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ

متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے، ان کے رب نے جو کچھ انہیں عطاء فرمایا اسے لینے والے ہوں گے، بے شک یہ لوگ اس سے پہلے

مُحْسِنِيْنَ ۞ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۞ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۞

اچھے کام کرنے والے تھے، یہ لوگ رات کو کم سوتے تھے، اور رات کے آخری اوقات میں استغفار کرتے تھے،

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۞

ان کے مالوں میں حق تھا سوال کرنے والے کے لئے اور محروم کے لئے۔

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۞ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۞ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۞ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۞ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ



BestUrduBooks.wordpress.com

(قسم ہے۔ان ہواؤں کی جو غبار وغیرہ کو اڑاتی ہیں پھران بادلوں کی جو بوجھ کو اٹھاتے ہیں۔ پھران کشتیوں کی جو نرمی سے چلتی ہیں۔پھران فرشتوں کی جو چیزیں تقسیم کرتے ہیں۔تم سے جس کا وعدہ کیا جاتا ہے۔وہ بالکل سچ ہے)

آیت ۱: وَالذّٰرِيٰتِ ہوائیں کیونکہ وہ مٹی وغیرہ کو اڑاتی ہیں۔

قراءت: حمزہ،ابوعمرو نے تاء کو ذال میں ادغام کے ساتھ پڑھا ہے۔

ذَرْوًا یہ مصدر ہے۔اس میں اسم فاعل عامل ہے۔

آیت ۲: فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا اس سے مراد بادل ہیں کیونکہ وہ بارش کو اٹھاتے ہیں۔ وِقْرًا یہ حاملات کا مفعول ہے۔

آیت ۳: فَالْجٰرِيٰتِ کشتیاں۔ يُسْرًا چلنا آسانی سے سہولت سے۔

## مختلف کاموں پر مقرر فرشتے:

آیت ۴: فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا اس سے ملائکہ مراد ہیں۔کیونکہ وہ مختلف کام بارش، ارزاق وغیرہ کی تقسیم پر مقرر ہیں۔نمبر ۲۔وہ تقسیم کا فعل کرتے ہیں اس حال میں کہ ان کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔نمبر ۳۔بندوں کے معاملات کی تقسیم کے ذمہ دار ہیں مثلاً جبرئیل سختی کیلئے۔نمبر ۲۔میکائیل رحمت کیلئے۔نمبر ۳۔ملک الموت قبض ارواح کیلئے نمبر ۴۔اسرافیل نفخ صور کیلئے۔

## ایک اور تفسیر:

اور یہ بھی درست ہے کہ اس سے صرف ہوا میں مراد ہوں کیونکہ وہ بادلوں کو بناتی اور ان کو اٹھاتی اور تقسیم کرتی اور فضاؤں میں نرمی سے چلتی ہیں۔اور بادلوں کو موڑ کر بارش کو تقسیم کرتی ہیں۔

فاء کا معنی نمبر ۱۔معنی صورت اول میں یہ ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے اول ہواؤں کی قسم کھائی پھران بادلوں کی جس کو وہ چلاتی اور ہنکاتی ہیں پھران کشتیوں کی جو ہواؤں کے چلنے سے چلتی ہیں پھران ملائکہ کی جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ارزاق کو تقسیم کرتے ہیں وہ ارزاق بارشیں ہوں تجارات بحار اور ان کے فوائد ہوں۔نمبر ۲۔صورت ثانی میں وہ ہوائیں چلنے سے شروع ہوئیں پھر مٹی اور کنکریاں اڑاتی پھر بادلوں کو اٹھا کر فضا میں پھیلائے چلتی اور پھر بارش کو تقسیم کرتی ہیں۔

آیت ۵: اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ یہ جواب قسم ہے۔اور ما موصولہ یا مصدریہ ہے اور موعودہ چیز بعث ہے۔لَصَادِقٌ یعنی وہ سچائی والا وعدہ ہے یہ ترکیب عیشۃ راضیۃ کی طرح ہے۔ای ذات رضا۔

آیت ۶: وَّاِنَّ الدِّيْنَ (اور جزائے اعمال) لَوَاقِعٌ (ضرور ہونے والی ہے)

آیت ۷: وَالسَّمَآءِ (قسم ہے آسمان کی) یہ دوسری قسم ہے۔ ذَاتِ الْحُبُكِ (جس میں راستے ہیں) عمدہ راستے۔جیسا کہ پانی پر ہوا چلنے سے ظاہر ہوتے ہیں یعنی لہریں اور اسی طرح حبك الشعر۔ایسے آثار جو ان کو دوہرا کریں اور توڑیں۔یعنی گھونگریالے بال۔حبك جمع حبيكة جیسے طرق جمع طريقة کی ہے۔کہا جاتا ہے کہ آسمان کی خلقت اسی طرح ہے۔قول حسن رحمہ اللہ:



BestUrduBooks.wordpress.com

حبك السماء سے آسمان کے ستارے مراد ہیں اور یہ جمع حباک ہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کفار کے قول:

آیت ۸: اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ (کہ تم لوگ مختلف گفتگو میں ہو) اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان کا قول ساحر، شاعر، مجنون اور قرآن مجید کے متعلق شعر، سحر، اساطیر الاولین وغیرہ۔

## قرآن سے پھرنے والا بدنصیب ہوگیا:

آیت ۹: يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ (اس سے وہی پھرتا ہے جسے پھرنا ہوتا ہے) نمبرا۔ ضمیر کا مرجع قرآن مجید ہے یا نمبر۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی یعنی اس قرآن سے وہ پھرتا ہے جو ایسا پھرا ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی پھرنا خطرناک نہیں ہے۔ نمبر۳۔ اس سے وہی پھرتا ہے۔ جو علم الٰہی میں پھرنے والوں میں لکھا جا چکا یعنی علم ازلی میں حق کی طرف نہ آنا جس کا معلوم ہے۔

نمبر۴۔ یہ ضمیر ما توعدون کی طرف یا الدین کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے۔ ذاریات کی اولاً قسم اٹھائی کہ قیامت کی آمد برحق ہے پھر آسمان کی قسم اٹھائی کہ یہ لوگ قیامت کے متعلق اختلاف کا شکار ہیں بعض تو شک کرنے والے ہیں جبکہ دوسرے منکر ہیں۔ پھر فرمایا کہ اقرار قیامت سے وہ شخص پھرنے والا ہے۔ جو کہ پھرا ہوا ہے۔

## بے دلیل باتوں والوں کی ہلاکت:

آیت ۱۰: قُتِلَ (غارت ہو جائیں) ملعون ہوئے دراصل یہ قتل و ہلاکت کی بددعا ہے۔ پھر لعنت کی جگہ استعمال ہونے لگی۔ الْخَرّٰصُوْنَ (بے سند باتیں کرنے والے) جھوٹے غلط اندازے کرنے والے وہ مختلف باتیں کرنے والے تھے۔ لام سے انہی کی طرف اشارہ ہے گویا تقدیر کلام اس طرح ہے۔ قتل هؤلاء الخراصون۔ یہ بے سند باتیں کرنے والے ہلاک ہوں۔

آیت ۱۱: الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ (جو کہ جہالت میں بھولے ہوئے ہیں) ایسی جہالت میں مبتلا ہیں جو ان کو ڈھانپے ہوئے ہے۔ سَاهُوْنَ (جو ان کو حکم ملا ہے اس سے غافل ہیں)

آیت ۱۲: يَسْـَٔلُوْنَ (پوچھتے ہیں یہ کہتے ہوئے) اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ (کہ روز جزاء کب ہوگا) کہ جزاء کا دن کب ہے۔ اس کی تقدیر کلام یہ ہے۔ ایان وقوع یوم الدین۔ (قیامت کا وقوع کب ہے) کیونکہ احیان حوادث کیلئے ظرف بنتے ہیں۔

آیت ۱۳: يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ (جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے) یوم کا لفظ صرف فعل مضمر کہ جس پر سوال دلالت کر رہا ہے کی وجہ سے منصوب ہے ای یقع یوم۔ نمبر۲۔ غیر متمکن کی طرف اضافت کی وجہ سے اس کا مفتوح ہونا بھی درست ہے۔ اور وہ غیر متمکن جملہ اسمیہ ہے۔ اور فعل مضمر یقع کی وجہ سے وہ محلاً منصوب ہے یا نمبر۲۔ مرفوع ھو مقدر کی وجہ سے ہے ای ھو یوم ھم علی النار یفتنون۔ یفتنون کا معنی: جلائے جائیں گے۔

آیت ۱۴: ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ (اپنی اس سزا کا مزہ چکھو) یعنی ان کو جہنم کے داروغہ کہیں گے۔ تم اپنا عذاب اور آگ سے جلنا چکھو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ (یہی ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے) ھذا مبتدا اور الذی صلہ سے مل کر خبر ہے۔ یعنی یہ وہی عذاب تو ہے جس کو تم دنیا میں یہ کہہ کر جلدی طلب کرتے تھے۔ فأتنا بما تعدنا۔ [الاعراف۔۷۰]

## ایمان والوں کا تذکرہ:

آیت ۱۵: پھر ایمان والوں کا حال بیان فرمایا۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ (بیشک متقی لوگ بہشتوں اور چشموں میں ہونگے) یعنی چشمے ہونگے وہ جاری نہریں ہونگی اس طرح کہ ان کو وہ آنکھوں سے دیکھیں گے۔ ان کی نگاہیں ان پر پڑیں گی۔ یہ نہیں کہ وہ چشموں کے اندر ہونگے۔ اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ (ان کے رب نے جو کچھ ان کو عطاء کیا اس کو وہ لے رہے ہونگے) اس سب کو وہ قبول کرنے والے ہونگے۔ جو اللہ تعالیٰ ان کو ثواب میں سے عطاء فرمائیں گے اور اس پر وہ راضی ہونگے۔

نحو: آخذین یہ ظرف کی ضمیر سے حال ہے۔ اور وہ اِنّ کی خبر ہے۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ (وہ لوگ اس سے قبل) دنیا میں داخلۂ جنت سے پہلے مُحْسِنِیْنَ (نیکوکار تھے) انہوں نے خوب نیک اعمال کیے۔ ان کے احسان کی تفسیر بعد میں آ رہی ہے۔

آیت ۱۷: كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ (وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے) یھجعون۔ سونے کے معنی میں آتا ہے۔

نحو: نمبر۱۔ ما تاکید کے لئے زائدہ ہے۔ یھجعون یہ کان کی خبر ہے۔ معنی یہ ہے وہ رات کے تھوڑے سے حصہ میں سوتے تھے۔ یا نمبر۲۔ ما مصدریہ ہے تقدیر کلام یہ ہے۔ کانوا قلیلاً من اللیل ھجوعھم۔ اور ان کا سونا بہت تھوڑا رات میں تھا۔ ھجوعھم یہ مرفوع ہے کانوا کی واؤ سے بدل ہے۔ قلیلاً سے بدل نہیں ہے۔ چونکہ جب قلیل کی صفت من اللیل آ گئی تو وہ شبہ فعل سے نکل گیا۔ اور اس کا عمل مشابہت ہی کی وجہ سے ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہوئی کان ھجوعھم قلیلاً من اللیل۔

نمبر۳۔ ما نافیہ نہیں بن سکتا کہ اس کا یہ معنی کریں کہ وہ رات کا تھوڑا سا حصہ بھی نہ سوتے تھے بلکہ ساری رات بیدار رہتے کیونکہ ما نافیہ کا مابعد ماقبل میں عمل نہیں کرتا۔ اس طرح نہیں کہہ سکتے۔ زیدًا ما ضربت۔

آیت ۱۸: وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ (اور وہ اخیر شب میں استغفار کیا کرتے تھے) اس میں ان کی یہ تعریف فرمائی کہ وہ تہجد کی ادائیگی میں رات کو زندہ کرتے ہیں۔ جب سحر کا وقت ہو جاتا ہے تو استغفار کرنے لگتے ہیں گویا انہوں نے رات میں گناہ کئے ہیں۔ السحر: رات کا آخری چھٹا حصہ۔

آیت ۱۹: وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ (اور ان کے اموال سوالی کا حق ہیں) السائل: جو اپنی حاجت طلب کرے۔ وَالْمَحْرُوْمِ (اور غیر سوالی) جو سامنے آئے مگر حیاء کی وجہ سے سوال نہ کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین کرنے والوں کے لئے، اور تمہاری جانوں میں، کیا تم نہیں دیکھتے، اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے،

## عظیم قدرت کے نمونے:

آیت ۲۰: وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ (اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں) جو پیدا کرنے والے اور اس کی قدرت وتدبیر پر دلالت کرتی ہیں۔ زمین کو دیکھو بستر کی طرح بچھی ہوئی ہے۔ اس میں راستے اور وادیاں آنے جانے والوں کیلئے ہیں اور اس کے مختلف حصے ہیں۔ نچان زمین کے حصے' پہاڑ' نرم' سخت اور شور والے اور اس میں پھوٹنے والے چشمے اور مختلف انواع کی کانیں اور مختلف صورتوں اور شکلوں کے پھیلے ہوئے جانور' متضاد ہیات وافعال والے جانور پائے جاتے ہیں۔ لِّلْمُوْقِنِیْنَ (یقین لانے والوں کیلئے) ایسے توحید پرستوں کیلئے جو درست دلیل والے راستہ پر چلیں جو راستہ ان کو معرفت تک پہنچانے والا ہے' وہ کھلی بصیرت والی آنکھوں اور صحیح فہم وفراست سے دیکھنے والے ہیں۔ جب بھی وہ کسی نشانی کو دیکھتے ہیں تو اس پر غور کا راستہ پاکر ان کا یقین پہلے سے بہت بڑھ جاتا ہے۔

## انسان میں نمونۂ قدرت:

آیت ۲۱: وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ (اور تمہاری ذات میں بھی) ان کی ابتدائی حالت اور ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے اور نفوس کے ظواہر وبواطن میں عجائبات فطرت' اور تخلیق کے وہ عمدہ نمونے ہیں جن پر ذہن حیران ہو جاتے ہیں۔ یہ دلوں کو دیکھ لو اور جو اس میں عقل رکھ دی۔ زبانوں کو دیکھو اور ان کا بولنا' مخارج حروف اور ان کی ترکیب وترتیب اور اس کے لطائف میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر' صنعت کی قطعی اور روشن دلیلیں ہیں۔ کانوں' آنکھوں اور اطراف اور تمام جوارح پر توجہ کرو اور جس کیلئے انکو بنایا گیا انکی ادائیگی دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے جوڑوں میں دوہرے ہونے اور مڑنے کا کتنا شاندار انداز بنایا جب ان میں سے کوئی جوڑ سخت ہو جائے تو انسان عاجز ہو جاتا ہے اور جب کوئی جوڑ ڈھیلا پڑ جائے عاجزی انسان کو بٹھا دیتی ہے۔ فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین۔

## بعض کا قول:

جنہوں نے تقدیر عبارت اس طرح قرار دی افلا تبصرون فی انفسکم یہ کمزور قول ہے۔ کیونکہ اس سے استفہام کے دورانیہ میں آنے والے کو حرف استفہام سے مقدم کرنا لازم آتا ہے جو کہ نا درست ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ هَلْ اَتٰىكَ

سو قسم آسمان اور زمین کے رب کی　　بے شک وہ حق ہے جیسا کہ تم بول رہے ہو۔　　کیا ابراہیم کے

حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۗ قَالَ

معزز مہمانوں کی حکایت آپ کو پہنچی ہے،　　جب وہ ان پر داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا، ابراہیم نے بھی کہا

سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ

سلام ہو انجان لوگ ہیں،　　پھر اپنے گھر والوں کی طرف چلے تو ایک موٹا بچھڑا لے آئے ،　　پھر اسے ان کے پاس لا کر رکھا،

قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾

کہنے لگے، کیا تم نہیں کھاتے؟　　پھر انکی طرف سے دل میں ڈر محسوس کیا انہوں نے کہا ڈرو نہیں اور انہوں نے ایک صاحب علم لڑکے کی بشارت دی،

اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا) عبرت حاصل کرنے والے کی نگاہ سے دیکھو۔

آیت ۲۲: وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ (اور تمہارا رزق آسمان میں ہے) رزق سے بارش مراد ہے کیونکہ وہ سبب اقوات ہے۔

### قولِ حسن رحمۃ اللہ علیہ:

جب آپ بادل کو دیکھتے تو اپنے اصحاب کو فرماتے۔ اس میں اللہ کی قسم تمہارا رزق ہے۔ لیکن تم اپنی خطاؤں سے اس سے محروم کر دیئے جاتے ہو۔

وَمَا تُوْعَدُوْنَ (اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے) یعنی جنت وہ آسمان سابع کی چھت اور عرش کے نیچے ہے۔ یا مراد وہ ارزاق ہیں جو دنیا میں ملتے ہیں اور وعدہ جو آخرت میں رزق ملنے کا کیا جاتا ہے۔ یہ سب مقدر اور آسمان میں لکھا ہے۔

آیت ۲۳: فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ (تو قسم ہے آسمان و زمین کے پروردگار کی کہ وہ برحق ہے) نحو: ضمیر رزق کی طرف عائد ہے یا ماتوعدون کی طرف مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ (جیسا کہ تم باتیں کر رہے ہو) قراءت: مثلُ کو رفع کے ساتھ کوفی قراء، حمزہ، کسائی نے سوائے حفص کے پڑھا۔ اور حق کی صفت بنایا۔ ای حقا مثل نطقکم۔ تمہارے بولنے کی طرح حق ہے۔ دیگر قراء نے مثلَ پڑھا ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ انه لحق حقا مثل نطقکم اور غیر متمکن کی طرف اضافت کی وجہ سے بھی فتحہ درست ہے اور ما زائدہ ہے۔

### قولِ اصمعی رحمۃ اللہ علیہ:

کہ میں جامع بصرہ سے آرہا تھا۔ کہ ایک اعرابی بیٹھا سامنے آیا۔ کہنے لگا تم کون ہو؟ میں نے کہا بنی اصمع میں سے ہوں اس



BestUrduBooks.wordpress.com

نے کہا کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟ میں نے کہا میں ایسی جگہ سے آرہا ہوں جہاں رحمان کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ اس نے کہا مجھے تلاوت کر کے سناؤ۔ پس میں نے سورۂ والذاریات پڑھ کر سنانا شروع کی۔ جب میں اس آیت وفی السماء رزقکم! پر پہنچا تو کہنے لگا۔ بس کافی ہے۔ وہاں سے اٹھ کر اپنی اونٹنی کو ذبح کر ڈالا۔ اور اس کا گوشت آگے پیچھے ادھر ادھر تقسیم کر دیا اور اپنا تیر اور کمان لے کر اس کو توڑ ڈالا۔ جب میں ہارون الرشید کے ساتھ حج کرنے گیا تو میں طواف میں مصروف تھا۔ تو اچانک ایک نرم آواز مجھے سنائی دی۔ میں متوجہ ہوا تو وہی اعرابی تھا۔ کمزور زرد پڑ چکا تھا۔ اس نے بڑھ کر سلام کیا اور کہا مجھے سورۃ الذاریات پڑھ کر سناؤ۔ جب میں اس آیت پر پہنچا تو اس نے زور سے چیخ ماری اور کہہ رہا تھا۔ قدوجدنا ماوعدنا ربنا حقا۔ پھر کہنے لگا۔ کیا اور بھی حصہ سورت کا باقی ہے تو میں نے آیت پڑھی۔ فورب السماء والارض انہ لحق۔ اس نے پھر چیخ ماری اور کہا سبحان اللہ! جس نے اس جلیل ذات کو ناراض کیا یہاں تک کہ اس نے قسم اٹھائی اور اس کی بات کو سچا نہ جانا یہاں تک کہ اس نے قسم کھائی۔ یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے اور تیسری بار روح بھی ساتھ ہی پرواز کر گئی۔

## آیتِ قدرت:

آیت ۲۴: هَلْ اَتٰكَ (کیا آپ تک پہنچی ہے) بات کی عظمت شان کو ظاہر کرنے اور اس بات پر متنبہ کرنے کے لئے کہ یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔ بلاشبہ اس کو وحی سے جانا اور آیت کا ماقبل سے ربط اس طرح ہے کہ پہلے نے فرمایا۔ وفی الارض آیات۔ اور اس قصہ کے آخر میں فرمایا۔ وترکنا فیھا آیۃً۔ تو گویا یہ بھی من جملہ آیاتِ قدرت سے ہے۔ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ (بات ابراہیم کے معزز مہمانوں کی) الضیف ایک اور جماعت کے لئے بولا جاتا ہے جیسا الصوم الزور۔ کیونکہ یہ اصل میں مصدر ہے۔ جس کو مضاف کیا گیا۔ یہ بارہ فرشتے تھے۔

## ایک اور قول:

نو فرشتے تھے دسویں جبرائیل علیہ السلام تھے۔ ان کو آیت ضیف قرار دیا۔ کیونکہ وہ صورۃً ضیف تھے۔ اس لئے ان کو ابراہیم علیہ السلام کی طرف مضاف کیا یا ابراہیم علیہ السلام کے گمان میں وہ مہمان تھے۔

الْمُكْرَمِيْنَ (اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والے) جیسا دوسرے مقام پر فرمایا۔ بل عباد مکرمون۔ ایک قول یہ ہے: ابراہیم علیہ السلام نے خود ان کی خدمت کی اور ان کی زوجہ محترمہ نے ان کی خدمت کی۔ اور جلد مہمانی ان کیلئے تیار کر دی۔

آیت ۲۵: اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ (جبکہ وہ ان کے پاس آئے) نحو: مکرمین کی وجہ سے منصوب ہے۔ جبکہ ابراہیم علیہ السلام کے اکرام سے تفسیر کی جائے۔ ورنہ اذ کر فعل مضمر کا مفعول ہے۔ فَقَالُوْا سَلٰمًا (پھر ان کو سلام کیا) نحو: سلامًا مصدر ہے۔ اس کو فعل کے قائم مقام لائے اور فعل سے استغناء اختیار کیا۔ اصل کلام یہ ہے۔ نسلم علیکم سلامًا۔ قَالَ سَلٰمٌ (ابراہیم علیہ السلام نے بھی کہا سلام) یعنی تم پر سلام ہو۔ نحو: یہ مبتدأ کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے اور رفع کی طرف عدول تو اثباتِ سلام



BestUrduBooks.wordpress.com

کیلئے ہے۔گویا انہوں نے یہ قصد فرمایا کہ وہ ان کو اس سے بہتر انداز سے سلام کریں۔جس طرح سے انہوں نے کیا۔اور یہ بھی مہمانوں کا اکرام تھا۔

**قراءت:** حمزہ،علی نے سِلْمٌ پڑھا ہے۔اس کا معنی بھی سلام ہے۔ **قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ** (انجان لوگ ہیں) یعنی تم انجان لوگ ہو پس مجھے تعارف کراؤ تم کون ہو۔

آیت ۲۶: **فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ** (پھر اپنے گھر کی طرف چلے) اپنے مہمانوں سے خفیہ طور پر گھر کی طرف گئے۔اور میزبانی کا ادب یہ ہے کہ اس کا معاملہ مخفی ہو۔اور مہمانی شروع کر دے بغیر اس کے کہ مہمان کو معلوم ہو۔اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ انکار نہ کر دے۔ابراہیم علیہ السلام کے پاس گائیں کثرت سے تھیں۔ **فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ** (اور ایک موٹا بچھڑا لائے)

آیت ۲۷: **فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ** (اور اس کو ان کے پاس لا کر رکھا) تا کہ وہ اس میں سے کھائیں مگر انہوں نے نہ کھایا۔ **قَالَ اَ لَا تَاْكُلُوْنَ** (کہنے لگے آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں) ان کا نہ کھانا ان کو اوپرا معلوم ہوا یا آپ نے ان کو اس پر آمادہ کیا۔

آیت ۲۸: **فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً** (ان سے دل میں خوف محسوس کیا) کیونکہ جو تیرا کھانا نہیں کھاتا وہ تیری ذمہ داری کا لحاظ بھی نہ کرے گا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ان کے دل میں آیا کہ یہ فرشتے ہیں جن کو عذاب کیلئے بھیجا گیا ہے۔ **قَالُوْا لَا تَخَفْ** (انہوں نے کہا تم ڈرو مت) ہم تو اللہ تعالیٰ کے قاصد ہیں۔**ایک قول یہ ہے:** جبرائیل علیہ السلام نے بچھڑے پر ہاتھ پھیرا تو اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی ماں کے ساتھ جا ملا۔ **وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ** (اور ان کو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم ہوگا) یعنی تبلیغ کرے گا اور تعلیم دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَکَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ۲۹ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ

اور پھر انکی بیوی زور سے پکارتی ہوئی آئی پھر اس نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا کہنے لگی بڑھیا ہوں، بانجھ ہوں، فرشتوں نے کہا کہ تمہارے

قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ۳۰

رب نے ایسا ہی فرمایا ہے بیشک وہ حکمت والا ہے علم والا ہے

## قولِ جمہور:

یہ ہے کہ اسحاق علیہ السلام تھے۔

آیت ۲۹: فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ (اتنے میں ان کی بی بی بولتی پکارتی آئیں) صرّۃ بزور سے بولنا۔ یہ صر القلم والباب سے ہے۔

## قول الزجاج:

یہاں زور سے چیخنا مراد ہے۔ حال کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔ ای جاء ت صارۃً فاخذت فی صیاح: لگی زور سے بولنے چیخنے۔ اور اس کی آواز اس کا یہ قول تھا۔ یا ویلتا۔ فَصَکَّتْ وَجْهَهَا (پھر ماتھے پر ہاتھ مارا) پس اس نے اپنے دونوں ہاتھ کھول کر چہرے پر مارے۔

## ایک قول یہ ہے:

اپنی انگلیوں کے اطراف اپنی پیشانی پر مارے جیسے کوئی تعجب والا کرتا ہے۔

وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ (اور کہنے لگیں بڑھیا بانجھ) یعنی انا عجوز میں بانجھ ہوں پس کیسے میں جنوں گی؟ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایاء الد وانا عجوز وھذا بعلی شیخًا۔ [ہود۔۷۲]

آیت ۳۰: قَالُوْا كَذٰلِكِ (فرشتوں نے کہا ایسا ہی) اسی کی مثل جو ہم نے کہا اور جس کی ہم نے اطلاع دی۔ قَالَ رَبُّكِ (تمہارے رب نے فرمایا ہے) ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قدرت رکھتے ہیں جس کو تم بعید قرار دیتی ہو۔ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ (بیشک وہ حکمت والا ہے) اپنے فعل میں۔ الْعَلِیْمُ (وہ علم والا ہے) اس پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے اسے فرمایا۔ جب اس نے تعجب کا اظہار کیا۔ تو چھت کی طرف دیکھ جونہی اس نے دیکھا تو کھجور کا تنا پتے دار ہو گیا۔ اور پھل لے آیا۔

جب ان کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ فرشتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے قاصد بن کر بعض امور کیلئے اترا کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ (۳۱) قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ (۳۲)

ابراہیمؑ نے کہا اے بھیجے ہوئے لوگو! تمہیں کیا بڑا کام کرنا ہے؟ انہوں نے کہا بے شک ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ (۳۳) مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ (۳۴) فَاَخْرَجْنَا

تاکہ ہم ان پر ایسے پتھر برسائیں جو مٹی سے بنائے گئے ہوں۔ جن پر آپ کے رب کے پاس سے خاص نشان بھی ہیں ان کے لئے جو حد سے گزرنے والوں میں سے ہیں۔ سو ان میں

مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۳۵) فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ (۳۶) وَتَرَكْنَا

جتنے ایمان والے تھے انہیں ہم نے نکال دیا سو اس میں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا، اور ہم نے

فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (۳۷) وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ

اس واقعہ میں ایسے لوگوں کے لئے عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں، اور موسٰیؑ کے قصہ میں عبرت ہے جبکہ ہم نے انہیں فرعون کے پاس کھلی ہوئی دلیل

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (۳۸) فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ (۳۹) فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ

کے ساتھ بھیجا۔ سو فرعون نے اپنی جماعت کے ساتھ روگردانی کی اور کہنے لگا کہ یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے سو ہم نے اسے اور اسکے لشکروں کو پکڑ لیا سو ہم نے انہیں سمندر میں

فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ (۴۰) وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ (۴۱)

پھینک دیا اور اس حال میں کہ وہ ملامت کا کام کرنے والا تھا، اور عاد کے قصہ میں عبرت ہے جبکہ ہم نے ان پر ہوا بھیج دی جو ہر خیر سے خالی تھی،

آیت ۳۱: قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ (ابراہیم کہنے لگے اچھا تو تم کو بڑی مہم کیا درپیش ہے) یعنی تمہارا کیا مطلوب اور کیا معاملہ ہے۔ کس مقصد کی خاطر تمہیں بھیجا گیا ہے۔ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ (اے فرشتو!) تم صرف بشارت کیلئے بھیجے گئے ہو یا کسی دوسرے کام یا دونوں کیلئے؟

آیت ۳۲: قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ (وہ کہنے لگے ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں) یعنی قوم لوطؑ کی طرف۔

آیت ۳۳: لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ (تاکہ ہم ان پر کھنگر کے پتھر برسائیں) مراد کنکریاں ہیں۔ وہ مٹی ہے جس کو پکایا جاتا ہے جیسا کہ پکی اینٹ پک کر مضبوطی میں پتھر کی طرح ہو جاتی ہے۔

آیت ۳۴: مُّسَوَّمَةً (جن پر نشان بھی ہے) یہ السومۃ سے لیا گیا ہے۔ اور وہ علامت ونشان کو کہتے ہیں۔ ہر ایک پتھر پر اس کا نام تھا جس نے اس سے ہلاک ہونا تھا۔ عِنْدَ رَبِّكَ (آپ کے رب کے پاس سے) اس کی ملکیت وسلطنت میں۔ لِلْمُسْرِفِيْنَ (حد سے گزرنے والوں کے لئے) ان کو مسرفین فرمایا۔ جیسا کہ ان کو عادین کا لقب دیا۔ کیونکہ وہ اپنے عمل میں حد سے بڑھنے



BestUrduBooks.wordpress.com

والے اور زیادتی کی انتہاء تک پہنچنے والے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے مباحات پر قناعت نہ کی۔

آیت ۳۵: فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا (ہم نے سب کو وہاں سے علیحدہ کر دیا) یعنی بستی میں۔ اس کے معروف ہونے کی وجہ سے بستی کا ذکر نہیں کیا۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (جتنے ایماندار تھے) یعنی حضرت لوط علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے۔

آیت ۳۶: فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ (پھر سوائے مسلمانوں کے ایک گھر کے اور کوئی گھر ہم نے نہیں پایا) یعنی سوائے لوط علیہ السلام کے اہل بیت کے۔

مَسْئَلَۃ : اس میں دلیل ہے کہ ایمان اور اسلام ایک چیز ہے۔ کیونکہ یہاں ملائکہ نے انہی کو مؤمنین اور مسلمین دونوں القاب سے ذکر کیا ہے۔

آیت ۳۷: وَتَرَكْنَا فِيْهَا (اور ہم نے اس واقعہ میں) ان بستیوں میں اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (ایسے لوگوں کے لئے عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں) ایسی علامت جس سے عبرت حاصل کی جاتی ہے اور وہ اس سے خوف محسوس کرتے ہیں۔ وہ نہیں کہ جن کے دل سخت ہیں۔

## ایک قول یہ ہے:

بدبودار سیاہ پانی۔

## نمونۂ عبرت:

آیت ۳۸: وَفِيْ مُوْسٰى (اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں عبرت ہے) اس کا عطف وفی الارض آیات پر ہے۔ یا وترکنا فیھا ایۃ پر ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا وجعلنا فی موسٰی ایۃ (کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام میں نشانی بنائی) یہ اس مثال کے مطابق ہوگا۔ علفتھا تبنا و ماءً باردًا۔ اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (جبکہ ہم نے ان کو فرعون کے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل دے کر بھیجا) سلطان مبین سے واضح حجت یعنی ید بیضاء اور عصا مراد ہیں۔

آیت ۳۹: فَتَوَلّٰى (پس اس نے سرتابی کی اور ایمان سے اعراض کیا) بِرُكْنِهٖ (مع اپنے ارکان سلطنت کے) جن کے ساتھ وہ قوت حاصل کرتا تھا مثلاً لشکر و ملک۔ الرکن : جس کی طرف جھکاؤ ہو خواہ وہ مال و لشکر ہو۔ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ (اور کہنے لگا یہ ساحر یا مجنون ہے)

## ملامت کا معنی:

آیت ۴۰: فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ (پس ہم نے اس کو اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا۔ اور اس نے کام بھی ملامت کا کیا تھا) ملیم یعنی وہ کفر و عناد والا قابل مذمت فعل کرنے والا تھا۔ یہ ملیم ایک مقام پر سورۃ الصافات آیت ۱۴۲ میں فالتقمہ الحوت وھو ملیم استعمال ہوا۔ مگر وہاں یہ معنی نہیں کیونکہ ملامت کے لوازم مختلف ہیں اور ان کے

مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِیْ ثَمُوْدَ اِذْ قِیْلَ لَهُمْ

وہ جس چیز پر بھی گزرتی تھی اسے ایسی بنا دیتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہو جائے اور ثمود کے قصہ میں عبرت ہے جبکہ ان سے کہا گیا

تَمَتَّعُوْا حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ

کہ تھوڑے سے وقت تک نفع حاصل کر لو، سو انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی، لہٰذا انہیں عذاب نے پکڑ لیا اور وہ

یَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ

دیکھ رہے تھے، سو وہ کھڑے نہ ہو سکے اور نہ بدلہ لے سکے، اور ان سے پہلے نوح کی قوم کا ایسا ہی حال ہوا

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۴۶﴾ ع ۲

بے شک وہ نافرمان لوگ تھے۔

مختلف ہونے سے ملامت کی مقدار میں بھی فرق ہوگا۔ کفر کا ارتکاب کرنے والا اپنے فعل کفر کی مقدار کے مطابق قابل ملامت ہے اور کبیرہ کا مرتکب کبیرہ گناہ کے مطابق اور صغیرہ کا صغیرہ کے مطابق اور لغزش کرنے والا اس کے مطابق (فتدبر)

نحو : یہ جملہ واوٴ کے ساتھ فاخذناہ کی ضمیر سے حال ہے۔

## خیر سے خالی ہوا:

آیت ۴۱: وَفِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ (اور عاد کے قصہ میں بھی عبرت ہے۔ جبکہ ہم نے ان پر نامبارک آندھی بھیجی) عقیم وہ جس میں کوئی خیر بارش وغیرہ میں سے نہ تھی یا درختوں کو ثمر بار کرنے سے خالی تھی وہ ہلاکت کی ہوا تھی۔ اس کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے۔

## قول اظہر:

سب سے ظاہر قول یہ ہے۔ کہ وہ دبور۔ پچھم کی ہوا تھی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ نصرت بالصبا و اھلکت عاد بالدبور۔ (رواہ احمد ۳۲۴۔ مسلم/۹۰۰)

## تکذیب کے نتیجہ میں ہر چیز ریزہ ہوگئی:

آیت ۴۲: مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ (جس چیز پر گزرتی اس کو ایسا کر دیتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے) الرمیم: ہر وہ چیز جو ریزہ ریزہ ہو یعنی پرانی ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے۔ نمبر ۲۔ خواہ وہ ہڈی ہو یا نبات یا اور



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۴۷ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۴۸

اور ہم نے آسمان کو قوت کے ساتھ پیدا فرمایا اور بے شک ہم وسیع قدرت والے ہیں، اور زمین کو ہم نے فرش بنایا سو ہم اچھے بچھانے والے ہیں،

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۴۹ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ

اور ہر چیز سے ہم نے دو قسمیں بنائی ہیں تا کہ تم سمجھو، سو تم اللہ کی طرف دوڑو، بیشک میں تمہیں

مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۵۰ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۵۱

اس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں، اور اللہ کے ساتھ دوسرا معبود قرار نہ دو بے شک میں تمہیں اسکی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں،

کوئی چیز مطلب یہ ہوا۔ کہ اس ہوا کا گزر ان کی جس چیز چوپائے' کھیتیاں' اموال پر ہوتا اس کو وہ تہس نہس کر دیتی۔

آیت ۴۳: وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ۔ (اور ثمود کے قصہ میں جب ان سے فرمایا گیا ایک وقت تک برت لو)۔

آیت ۴۴: فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ (پس ان لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی) اس کو بجالانے سے تکبر اختیار کیا۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ (پس ان کو عذاب نے آلیا) الصاعقہ: سے عذاب مراد ہے ہر مہلک عذاب کو صاعقۃ کہا جاتا ہے۔

قراءت: الصعقۃ علی نے پڑھا۔ فعلہ کا وزن ایک بار کیلئے آتا ہے۔ یہ مصدر ہے ای صعقتھم الصاعقۃ۔ ان کو عذاب نے پکڑ لیا یکبارگی پکڑنا۔ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ (اور وہ دیکھ رہے تھے) کیونکہ وہ دن کے وقت تھا جس کو وہ آنکھوں سے ملاحظہ کر رہے تھے۔

آیت ۴۵: فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ (پس نہ تو وہ کھڑے ہی ہو سکے) یعنی بلکہ بھاگ گئے یا یہ عرب کے اس قول سے ہے۔ مایقوم بہ۔ جبکہ وہ کسی چیز کے دفع کرنے سے عاجز آ جائے۔ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ (اور نہ وہ بدلہ لے سکے) نہ وہ عذاب کو روک سکے۔ یا ان کو عذاب سے ہمارا مقابلہ ممکن نہ ہوا کیونکہ انتصار مقابلے کے لئے آتا ہے۔

آیت ۴۶: وَقَوْمَ نُوْحٍ (اور قوم نوح علیہ السلام) ای اھلکنا قوم نوح ہم نے قوم نوح کو ہلاک کر دیا۔ کیونکہ ماقبل اس فعل کے حذف پر دلالت کرتا ہے۔ یا نمبر ۲۔ اذکر فعل کا مفعول ہے۔

قراءت: ابوعمرو' علی' حمزہ' نے جر سے پڑھا ہے۔ ای وفی قوم نوح آیۃ۔ اور قراءت عبداللہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ وفی قوم نوح۔ مِّنْ قَبْلُ (ان سے پہلے) ان مذکورۃ الصدر لوگوں سے پہلے۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (وہ بڑے نافرمان لوگ تھے) فاسقین بمعنی کافرین ہے۔

آیت ۴۷: وَالسَّمَآءَ۔ نحو: یہ بنینٰھا باید جس فعل کی تفسیر کر رہا ہے اسکی وجہ سے منصوب ہے۔ ای بنینا السماء بنینٰھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍ (اور آسمان کو ہم نے قدرت سے بنایا) اَیْد: قوت وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (اور ہم وسیع القدرت ہیں) ضرور قدرت والے ہیں۔ یہ الوسع سے لیا گیا جس کا معنی طاقت ہے۔ الموسع۔ القوی علی الانفاق (جو خرچ کرنے میں قوی ہو) یا الموسعون ہم آسمان و زمین کے درمیان وسعت کرنے والے ہیں۔

آیت ۴۸: وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰھَا (اور ہم نے زمین کو فرش بنایا) ہم نے زمین کو پھیلایا اور بچھایا۔ نحو: الارض۔ فعل مضمر سے منصوب ہے۔ ای فرشنا الارض فرشنا ھا۔ یہ جملہ اس کی تفسیر ہے۔ فَنِعْمَ الْمٰھِدُوْنَ (پس ہم اچھے بچھانے والے ہیں)

## ہر چیز میں متقبل چیزیں ہیں:

آیت ۴۹: وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ اور ہم نے ہر چیز کو حیوانات میں سے خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ (دو دو قسم کا بنایا) مذکر و مؤنث۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

آسمان و زمین، لیل، نہار، سورج، چاند، خشکی، تری، موت، زندگی پس انہوں نے بہت سی اشیاء کو شمار کیا۔ اور فرمایا ان میں سے ہر دو جوڑا (متضاد) اور ذات باری تعالیٰ وہ فرد بے مثل ہیں۔ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (تا کہ تم سمجھو) ہم نے یہ سب کیا یعنی آسمان کا بنانا، زمین کا بچھانا، ازواج کا پیدا کرنا، تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور خالق کو پہچان کر اس کی عبادت کرو۔

آیت ۵۰: فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ (تو تم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف دوڑو) نمبر۱۔ یعنی شرک سے ایمان باللہ کی طرف آؤ۔ یا اطاعت شیطان کو چھوڑ کر۔ نمبر۲۔ طاعت رحمان اختیار کرو۔ نمبر۳۔ یا وہ چیز جو اس کی طرف لے جانے والی ہے۔ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (میں تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں)

آیت ۵۱: وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی معبود مت قرار دو! میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں) انی لکم الایۃ کو دوبارہ تاکید کے لئے لائے۔ وعید کو طویل کرنا بلاغت کا قاعدہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ

اسی طرح اس سے پہلے ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جسے انہوں نے دیوانہ یا جادوگر نہ بتایا ہو، کیا وہ لوگ آپس میں اس بات کی وصیت کرتے آئے ہیں بلکہ وہ

قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾

سب سرکش لوگ ہیں سو آپ انکی طرف سے اعراض کیجئے کیونکہ آپ پر کوئی ملامت نہیں، اور نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ

اور میں نے جن اور انس کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور یہ نہیں چاہتا

اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

کہ مجھے کھلائیں، بلا شبہ اللہ وہ ہے جو خوب رزق دینے والا ہے قوت والا ہے، نہایت ہی قوت والا ہے سو بیشک ان لوگوں کیلئے جنہوں نے ظلم کیا

ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

ان کے لئے عذاب کا بڑا حصہ ہے جیسا کہ ان کے ہم مشربوں کا تھا، سو وہ مجھ سے جلدی نہ کریں، سو کافروں کے لئے بڑی خرابی ہے انکے

يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

آیت ۵۲: كَذٰلِكَ (اسی طرح جو لوگ) یعنی معاملہ اسی طرح ہے۔ ذلك سے ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے اور ساحر و مجنون جیسے القاب دینے کی طرف اشارہ ہے۔ پھر اس اجمال کی تفصیل اس ارشاد میں فرمائی۔ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں) ہم آپ کی قوم قریش۔ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا (ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا۔ جس کو انہوں نے نہ کہا ہو) کہ وہ سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ (ساحر ہے یا مجنون) انہوں نے ان پر سحر یا جنون کا الزام اپنی جہالت کی بنیاد پر لگا دیا۔

## ایک دوسرے کو وصیت تو نہیں کی اصل میں یہ سرکش ہیں:

آیت ۵۳: اَتَوَاصَوْا بِهٖ (کیا وہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آتے تھے) ہٗ کی ضمیر قول کی طرف راجع ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے أتواصى الاولون والآخرون بهذا القول حتى قالوه جميعا متفقين عليه۔ کیا اول و آخر اس بات کی وصیت کرتے چلے آئے یہاں تک کہ سب نے بالاتفاق یہ بات کہی۔ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (بلکہ یہ سب کے سب سرکش

لوگ تھے) یعنی انہوں نے وصیت تو نہ کی کیونکہ ان کی باہمی ملاقات ہی نہ ہوئی۔ زمانے مختلف تھے۔ بلکہ ایک علت نے ان کو جمع کر دیا اور وہ علت طغیان تھی اور سرکشی ہی اس بات پر آمادہ کرنے والی ہے۔

آیت ۵۴: فَتَوَلَّ عَنْهُمْ (پس آپ ان کی طرف التفات نہ فرمائیں) پس ان سے اعراض فرمائیں جن کو بار بار دعوت دی جا چکی مگر انہوں نے عناد کی وجہ سے اسے قبول نہ کیا۔ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ (کیونکہ آپ پر کسی طرح کا الزام نہیں) آپ نے جب پیغام رسالت پہنچا دیا تو اب اعراض سے آپ پر الزام نہ ہوگا آپ نے تو دعوت و تبلیغ میں امکانی جہد صرف کر ڈالی۔

آیت ۵۵: وَّذَكِّرْ (اور سمجھاتے رہئے) قرآن سے نصیحت کرتے رہیں۔ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو فائدہ دے گا) ان کے علم میں اضافہ ہوگا۔

## سیاق سے آیت خاص ہے:

آیت ۵۶: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (اور میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کیا کریں) العبادۃ کا حقیقی معنی مراد لیں تو پھر آیت عام نہ بنے گی۔ بلکہ اس وقت اس سے مراد جن وانس میں سے مؤمن مراد ہونگے۔ اس کی دلیل سیاق آیت ہے۔ میری مراد یہ ہے وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین۔ اور قراءت ابن عباس رضی اللہ عنہما وما خلقت الجن والانس من المؤمنین اس کی تائید کرتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ درست نہیں کہ وہ ان لوگوں کو عبادت کے لئے پیدا کرے جن کے متعلق یہ معلوم ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ کیونکہ جب ان کو عبادت کے لئے پیدا کیا اور عبادت ان سے چاہی تو اس ارادہ کا ظہور لازم ہے اور ادھر جب وہ ایمان نہ لائے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ وہ جہنم کے لئے پیدا کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ ولقد ذرانا لجهنم كثيرًا من الجن والانس۔ [الاعراف۔۱۷۹]

## ایک قول یہ ہے:

میں نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس لئے تا کہ میں ان کو عبادت کا حکم دوں۔ یہ قول علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ (الا لآمرهم بالعبادة)

## ایک اور قول:

الا ليكونوا عبادًا لي۔ مگر اس لئے تا کہ وہ میرے بندے بن جائیں۔

## بہترین توجیہ:

عبادت کا معنی توحید لیا جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے۔ کہ کل عبادة فی القرآن فهی توحید کہ عبادت کا لفظ جہاں قرآن میں ہے وہاں توحید مراد ہے۔ اور تمام اللہ تعالیٰ کو آخرت میں وحدہ لاشریک مان لیں گے۔ جیسا کہ معلوم ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

اور کافر بھی آخرت میں مؤمن موحد ہونے کا اقرار کریں گے۔ جیسا کہ اس ارشاد الٰہی میں فرمایا۔ ثم لم تکن فتنتھم الا ان قالوا واللّٰہ ربنا ماکنا مشرکین [الانعام۔۲۳]

اگرچہ بعض نے دنیا میں شرک کیا لیکن دنیا کی مدت ابد کی بنسبت ایک دن سے بھی اقل قلیل ہے۔ جو شخص غلام خرید لے اور کہے۔ ما اشتریت الا للکتابۃ کان صادقا فی قولہ۔ ما اشتریتہ الا للکتابۃ اگرچہ وہ اس کی عمر غلامی میں کسی اور کام پر بھی لگائے۔ گویا معتدبہ مدت جو کام کرایا جائے وہ کل سے محاورہ میں تعبیر کر دیا جاتا ہے۔

آیت ۵۷: مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ (میں ان سے رزق رسائی کی درخواست نہیں کرتا) میں نے ان کو اس لئے نہیں بنایا کہ وہ اپنے نفسوں کو رزق پہنچائیں۔ یا میرے بندوں میں سے کسی کو رزق پہنچائیں۔ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ (کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں)

## قولِ ثعلب نحوی:

ای یطعموا عبادی۔ یہ اضافت تخصیص ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں جو کہ حدیث قدسی ہے۔ من اکرم مؤمنا فقدا کرمنی۔ ومن اذی مؤمنا فقد آذانی۔ (فیض القدیر۔۸۵۱۷)

جس نے کسی مؤمن کا اکرام کیا اس نے میرا اکرام کیا اور جس نے کسی مؤمن کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء دی۔

آیت ۵۸: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ (اللہ تعالیٰ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا ہے۔ قوت والا نہایت ہی قوت والا ہے) القوۃ المتین (نہایت قوت والا) نحو: ۔ رفع کے ساتھ یہ ذو کی صفت ہے۔ اعمش نے جر کے ساتھ پڑھا۔ اور القوۃ کی صفت قرار دیا۔ اقتدار کی تاویل پر ہے۔

## اب ان ظالموں کی باری:

آیت ۵۹: فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (پس ان ظالموں کی) قریش مکہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تکذیب کا ظلم کیا۔ ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ (بھی باری ہے جیسا کہ ان کے ہم مشربوں کی باری تھی) اللہ تعالیٰ کے عذاب میں سے ان کا حصہ ہے جیسا کہ ان کے ہم مثل ہلاک شدہ زمانوں والے کا۔

## قول الزجاج:

الذنوب لغت میں حصہ کو کہتے ہیں۔ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ (پس یہ مجھ سے جلدی نہ طلب کریں) یعنی نزول عذاب میں۔ اس میں نضر اور اس کے ساتھیوں کا جواب ہے۔ جب کہ انہوں نے جلد عذاب مانگا۔

آیت ۶۰: فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ (غرض ان کافروں کے لئے اس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہے۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے) جس کا وعدہ کیا گیا اس سے قیامت کا دن مراد ہے۔ اور ایک قول یہ ہے بدر کا دن



BestUrduBooks.wordpress.com

مراد ہے۔
قراءت : یعقوب نے دونوں حالتوں میں یاء سے پڑھا ہے سہل نے وصل میں اس کی موافقت کی ہے اور باقی قراء نے ان کو لیعبدونی' ان یطعمونی' فلا یستعجلونی کو بغیر یاء پڑھا۔لیعبدون' ان یطعمون' فلا یستعجلون۔

الحمدللہ بقوتہ تتم الصالحات آج قبل العشاء تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔

BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ الطور مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں انچاس آیات اور دو۲ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالطُّوْرِ ① وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ② فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ③ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ④ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ⑤

قسم ہے طور کی اور کتاب مسطور کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہوئی ہے اور بیت معمور کی، اور سقف مرفوع کی،

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ⑥ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ⑦ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ⑧ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ⑨

اور بحر مسجور کی، بلاشبہ آپ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے۔ اسے کوئی دفع کرنے والا نہیں، جس دن آسمان تھرتھرانے لگے گا

وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ⑩ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ⑪ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ⑫ يَوْمَ

اور پہاڑ چل پڑیں گے، سو اس دن بڑی خرابی ہے جھٹلانے والوں کے لئے جو بیہودگی میں لگے رہتے ہیں، جس دن

يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ⑬ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ⑭

انہیں دوزخ کی آگ کی طرف دھکے دیئے جائیں گے، یہ دوزخ ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے،

وَالطُّوْرِ ○ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ○ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ○ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ○ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ○ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ (قسم ہے طور کی اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہے۔ اور بیت المعمور کی اور اونچی چھت کی اور دریائے شور کی جو پر ہے)

آیت ۱: وَالطُّوْرِ یہ وہ پہاڑ ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام بخشا گیا۔ یہ مدین میں ہے۔

آیت ۲: وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ قرآن مجید ہے۔ نکرہ لائے کیونکہ یہ تمام کتابوں میں مخصوص شان والی کتاب ہے۔ یا نمبر۲۔ لوح محفوظ نمبر۳۔ تورات۔

آیت ۳: فِيْ رَقٍّ اس سے صحیفہ مراد ہے یا نمبر۲۔ وہ چمڑہ جس پر لکھا جائے۔ مَّنْشُوْرٍ کھلا ہوا جس پر مہر اختتام نہ ہو۔ یا چمکدار۔

## فرشتوں کا کعبہ:

آیت ۴: وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وہ عبادت خانہ جو آسمان میں بیت اللہ کے سیدھ (برابری) میں ہے جس کا فرشتے طواف کرتے ہیں۔ کثرت زوار کی وجہ سے اس کو آباد گھر فرمایا۔ روایت میں ہے کہ ہر روز اس میں سے جو ستر ہزار ملائکہ طواف کر کے نکلتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ان کی دوبارہ باری نہ آئے گی۔ایک قول: کعبہ کا ہی نام ہے۔حجاج وعمار کی وجہ سے وہ ہر وقت آباد ہے۔

آیت۵: وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ آسمان مراد ہے عرش الٰہی مراد ہے۔

آیت۶: وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ بھرا ہوا سمندر یا گرم کیا ہوا۔

نحو: اول واؤ قسم کے لئے ہے اور باقی عاطفہ ہیں اور جواب قسم ان عذاب ربك ہے۔

آیت۷: اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ (بیشک تیرے رب کا عذاب ضرور اترنے والا ہے) وہ عذاب جس سے کفار کو ڈرایا گیا ہے۔واقع۔اترنے کو کہتے ہیں۔

## قولِ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اساریٔ بدر کے سلسلہ میں بات چیت کے لئے حاضر ہوا۔نماز فجر کے وقت میں پہنچا آپ سورۂ طور تلاوت فرما رہے تھے جب آپ اس آیت پر پہنچے ان عذاب ربك لواقع تو میں اس خوف سے مسلمان ہو گیا کہ کہیں عذاب اتر نہ پڑے۔صحیح کے اندر جو روایت آئی ہے اس میں صلاۃ المغرب کا ذکر ہے اور آیت ام خلقوا من غیر شیٔ ام ھم الخالقون۔سنی تو میرا دل خوف سے اڑنے لگا۔[بحوالہ حاشیہ کشاف ۴/۴۰۹]

آیت۸: مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ (کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا) اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ نحو: جملہ واقعٌ کی صفت ہے۔ای واقع غیر مدفوع اور لواقع یہ یوم کا عامل ہے۔تقدیر کلام یہ ہے ای یقع فی ذلك الیوم یا اذکر یوم۔

## منظرِ قیامت:

آیت۹: یَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا (جس روز آسمان تھرتھرانے لگے گا) چلنے والی چکی کی طرح گھومے گا۔

آیت۱۰: وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا (اور پہاڑ ہٹ جائیں گے) ہوا میں بادلوں کی طرح چلیں گے۔کیونکہ وہ بکھرے ہوئے ریت کے ذرات بن جائیں گے۔

## کافروں کی کمبختی کا دن:

آیت۱۱: فَوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ (تو اس روز جو لوگ جھٹلانے والے ہیں۔ان کی بڑی کم بختی آئے گی)

آیت۱۲: الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ (جو مشغلہ میں بے ہودگی کے ساتھ لگ رہے ہیں) باطل و کذب کی مشغولیت میں داخل ہونا ان کا وطیرہ بن گیا۔دوسرے مقام پر فرمایا کنا نخوض مع الخائضین۔[المدثر۔۴۵]

آیت۱۳: یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا (جس روز ان کو جہنم کی آگ کی طرف دھکے دے دے کر لائیں گے) یہ یوم تمور سے بدل ہے۔الدع: زور سے دھکا دینا اور وہ اس طرح ہوگا۔کہ آگ کے مقررہ فرشتے ان کے ہاتھ گردنوں سے باندھ دیں گے اور



BestUrduBooks.wordpress.com

اَفَسِحۡرٌ هٰذَاۤ اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۵﴾ اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ

کیا یہ جادو ہے یا تم نہیں دیکھتے ، اس میں داخل ہو جاؤ صبر کرو یا نہ کرو برابر ہے

عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّنَعِيۡمٍ ۙ﴿۱۷﴾

تمہارے حق میں، تمہیں انہی اعمال کی جزا دی جائے گی جو تم کیا کرتے تھے۔ بے شک متقی لوگ باغوں میں اور نعمتوں میں ہونگے،

فٰكِهِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمۡ رَبُّهُمۡ ۚ وَوَقٰٮهُمۡ رَبُّهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِيۡٓــًٔۢا بِمَا

جو کچھ ان کے رب نے انہیں دیا ہوگا خوشی کے ساتھ اس میں مشغول ہوں گے، اور ان کا رب انہیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا، کھاؤ اور پیو مبارک طریقہ پر ان اعمال

كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۙ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـــِٕيۡنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَةٍ ۚ وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ ﴿۲۰﴾

کے بدلہ جو تم کیا کرتے تھے، یہ لوگ ایسے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے جو برابر بچھے ہوئے ہوں گے، اور ہم گورے رنگ والی بڑی آنکھوں والی عورتوں سے

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُمۡ بِاِيۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَاۤ اَلَـتۡنٰهُمۡ

ان کا بیاہ کرادیں گے، اور جو لوگ ایمان لائے اور انکی ذریت نے ایمان کے ساتھ ان کا اتباع کیا تو ہم انکی ذریت کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عمل میں

مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ كُلُّ امۡرِیءٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيۡنٌ ﴿۲۱﴾

سے کوئی چیز بھی کم نہیں کریں گے، ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے محبوس ہو گا،

پیشانیوں اور قدموں کو جکڑ کر اکٹھا کر دیں گے۔ پھر چہروں کے بل ان کو جہنم کی طرف دھکیل کر لے جائیں گے۔ پس ان کو کہا جائے گا۔

آیت ۱۴: هٰذِهِ النَّارُ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ (یہ وہی دوزخ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے) دنیا میں۔

آیت ۱۵: اَفَسِحۡرٌ هٰذَاۤ (کیا یہ سحر ہے) نحو : هٰذا مبتدأ۔ اسحر اس کی خبر ہے۔ یعنی تم وحی کو سحر کہتے ہو۔ کیا یہ جادو ہے؟ مراد یہ ہے کیا یہ مصداق بھی جادو ہے؟ اسی وجہ سے فاء کو اس پر داخل کیا۔ اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ (یا یہ کہ تم کو نظر نہیں آتا) جیسا کہ تم دنیا میں نہ دیکھتے تھے۔ یعنی کیا تم جس کے متعلق خبر دی گئی ہے اس سے اندھے ہو جیسا کہ خبر سے اندھے تھے؟ یہ توبیخ و ڈانٹ ہے۔ أفسحر کا استفہام انکاری ہے۔

## عذاب پر صبر تو سزا ہے:

آیت ۱۶: اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ (اس میں داخل ہو پھر سہار کرنا یا نہ کرنا تمہارے حق میں برابر ہے) سواء کی خبر محذوف ہے ای علیکم الامران الصبر و عدمہ۔ بعض نے اس کا عکس کہا ہے۔ اور استواء الصبر و عدمہ



BestUrduBooks.wordpress.com

کی اس قول سے تعلیل بیان کی کہ اعمال کی سزا تو ضرور ملنی ہی ہے۔اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (تمہیں انہی اعمال کی جزاء دی جائے گی جو تم کیا کرتے تھے) یہ تعلیل ہے۔کیونکہ صبر کو جزع فزع پر یہ مرتبہ حاصل ہے کہ صبر کا بدلہ یہ ہے کہ صابر کو بہتر بدلہ ملتا ہے۔باقی عذاب پر صبر جو کہ سزا ہے اس کا کوئی انجام نہیں اور نہ فائدہ ہے۔اور جزع میں اس کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ فائدہ۔

## متقین کا بدلہ:

آیت ۱۷: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ (متقی لوگ بلاشبہ بہشت کے باغوں اور سامان عیش میں ہونگے) جنات کی تنوین تعظیم کیلئے ہے کیا خوب باغات میں و نعیم۔کیا خوب نعمتوں میں ہونگے جو اپنی صفات میں کامل ہیں۔یا ایسے باغات اور نعمتیں جو متقین کے ساتھ مخصوص ہونگی۔جو انہی کیلئے پیدا کی گئیں ہیں۔

آیت ۱۸: فٰکِهِیْنَ (وہ خوش دل ہونگے) نحو: یہ ظرف کی ضمیر سے حال ہے اور ظرف خبر ہے۔ای متلذذین اس حال میں کہ وہ لذت حاصل کرنے والے ہونگے۔ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ (جو چیزیں ان کو ان کے رب نے دی ہونگی) وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ (اور ان کا رب ان کو محفوظ رکھے گا) نحو: اس کا عطف فی جناتٍ پر ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ان المتقین استقروا فی جنات و وقاھم ربھم۔نمبر۲۔آتاھم ربھم پر اس کا عطف ہے۔اس صورت میں ما مصدریہ ہے۔معنی یہ ہوگا۔وہ لذت اندوز ہونے والے ہونگے۔اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمتیں دی ہیں اور اس سبب سے کہ ان کو جہنم کے عذاب سے بچایا ہے۔ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (دوزخ کا عذاب) نمبر۳۔واؤ حالیہ قرار دیں اور اس کے بعد قد مضمر ہے۔

آیت ۱۹: کہا جائے گا۔ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــًٔا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (خوب کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ اپنے اعمال کے بدلہ میں) کھاؤ و پیو کھانا اور پینا خوشگوار۔نمبر۲۔ کلوا طعامًا و اشربوا شرابا ھنیئا۔کھانے والی اور پینے والی چیزیں مزے سے کھاؤ۔ھنیئا اس کھانے کو کہتے ہیں جس میں ناگواری نہ ہو۔

آیت ۲۰: مُتَّکِـِٕیْنَ (وہ تکیہ لگائے ہوئے) نحو: یہ کلوا واشربوا کی ضمیر سے حال ہے۔ عَلٰی سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ (برابر برابر بچھائے ہوئے تختوں پر ہونگے) سرر جمع سریرٌ کی ہے۔مصفوفة: ایک دوسرے سے متصل۔ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ (اور ہم کشادہ چشم گوریوں یعنی حوروں سے ان کا جوڑ لگا دیں گے) زوجنا کا معنی جوڑ لگانا۔حور جمع حوراء کی ہے۔عین بڑی آنکھوں والی ہونا یہ ان کا حسن ہے۔

## اولاد کا آباء سے ملنا:

آیت ۲۱: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اور جو لوگ ایمان لائے) نحو: یہ مبتدأ ہے اور الحقنا بھم اس کی خبر ہے۔وَاتَّبَعَتْهُمْ (اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ دیا)

قراءت: ابو عمرو نے واتبعناھم پڑھا ہے۔ ذُرِّیَّتُهُمْ (ان کی اولاد نے) بِاِیْمَانٍ ۔ نحو: یہ فاعل سے حال ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلْحَقْنَابِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دیں گے) یعنی اولاد کو اس کے ایمان اور اعمال صالحہ کے سبب سے ان کے آباء کے ساتھ درجات میں ملا دیں گے۔ خواہ اولاد کے اعمال اپنے آباء سے کم ہوں۔

## ایک قول یہ ہے:

اولاد اگر چہ وہ کسی مقام پر نہ پہنچے ہوں۔ کہ ان کا ایمان استدلالی ہو۔ انہوں نے وہ ایمان تقلیدی اختیار کیا ہو وہ بھی اپنے آباء کے ساتھ مل جائیں گے۔

قراءت: مدنی نے ذریاتھم اور ذریتُھم پڑھا۔ ابوعمرو نے ذریاتِھم و ذرّیاتِھم پڑھا۔ شامی نے ذرّیاتُھم ذرّیاتِھم پڑھا۔

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (اور ہم ان کے عمل میں سے بھی کچھ کم نہ کریں گے) یعنی ان کے ثواب اعمال میں سے کچھ کم نہ کریں گے۔

قراءت: مکی نے اِلتناھم پڑھا یہ اَلَت یاْلِتُ اور اِلِت یَاْلَتُ دونوں لغات ہیں۔

نحو: پہلا مِنْ یہ التناھم کے متعلق ہے اور دوسرا زائدہ ہے۔

كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (ہر شخص اپنے اعمال میں محبوس ہوگا) رھین یہ مرہون کے معنی میں ہے۔ پس مؤمن کا نفس اپنے اعمال کے بدلے رہن رکھا ہوا ہے پس اس کو بدلہ دیا جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا

اور ہم ان کو میوے اور گوشت بڑھا کر دیتے رہیں گے جس کی انہیں خواہش ہوگی، وہ اس میں جام کی چھینا جھپٹی کریں گے، نہ اس میں کوئی لغو بات ہوگی اور نہ

تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

کوئی گناہ کی بات، اور ایسے لڑکے ان کے پاس آتے جاتے رہیں گے گویا کہ وہ چھپے ہوئے موتی ہیں، اور یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے

عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ

سوال کریں گے، وہ کہیں گے کہ بے شک ہم پہلے اپنے اہل وعیال میں رہتے ہوئے ڈرتے تھے سو اللہ نے ہم پر

عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ ع ۲۸

احسان فرمایا اور ہمیں دوزخ سے بچالیا بلاشبہ ہم پہلے اس سے دعائیں مانگا کرتے تھے، بے شک وہ بڑا محسن ہے مہربان ہے۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ

سو آپ سمجھاتے رہیں کہ کیونکہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں۔ کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے

بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾

ہم اس کی موت کے حادثہ کا انتظار کر رہے ہیں، آپ فرما دیجئے انتظار میں رہو سو بے شک میں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں،

## نظار ہائے جنت:

آیت ۲۲: وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ (اور ہم ان کو میوہ اور گوشت جس قسم کا مرغوب ہو روز افزوں دیتے رہیں گے) امددنا کا معنی وقتاً فوقتاً بڑھانا ہے۔ مما یشتھون۔ اگرچہ وہ اپنی طرف سے تجویز نہ بھی کریں۔

آیت ۲۳: يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا (اور وہ شراب بھرے پیالوں کی چھینا جھپٹی بھی کریں گے) کاسًا خمرا: ام شراب۔ وہ اپنے مجلس والوں اور اقرباء کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاتھ سے سرور میں چھین جھپٹ کریں گے۔ لَّا لَغْوٌ فِيْهَا (اس میں نہ بک بک ہوگی) اس شراب کے پینے میں۔ وَّلَا تَاْثِيْمٌ (اور نہ کوئی بیہودہ بات ہوگی) ان کے مابین لغو بات نہ چلے گی باطل بات وہاں نہ ہوگی اور نہ ایسی بات ہوگی جس میں گناہ ہو۔ اگر ایسا کام کہ اگر وہ دارالتکلیف میں کرتا تو گناہ ہوتا جیسے جھوٹ۔ گالم گلوچ جیسے شرابی کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی عقلیں قائم ہونگی اور وہ حکمت اور عمدہ کلام کرنے والے ہونگے۔

قراءت: لا لغوا فیھا ولا تاثِیمَ۔ مکی وبصری نے پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۲۴: وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ (اوران کے پاس ایسےلڑکے آتے جاتے ہونگے ) غلام ۔ لَّهُمْ (جوانہی کے ساتھ مخصوص ہونگے ) كَاَنَّهُمْ (گویا کہ وہ) اپنی سفیدی اور صفائی کی وجہ سے ۔ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ (حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں ) نمبرا۔ سیپ میں کیونکہ جب یہ موتی تر ہوتا ہے تو زیادہ خوبصورت اور پاکیزہ ہوتا ہے۔نمبر۲۔مکنونٌ مخزون کے معنی میں خزانہ میں جمع شدہ۔ کیونکہ انتہائی قیمتی چیز کوخزانہ میں رکھا جاتا ہے۔حدیث میں ارشادفرمایا۔ان ادنی اهل الجنة الحدیث سب سے کم درجہ جنتی خدام کوآواز دے گا تو ایک آواز پرایک ہزار لبیک لبیک کہتے ہوئے اس کے دروازے پر حاضر ہو جائیں گے۔ (ثعلبی۔حاشیہ کشاف)

آیت ۲۵: وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر بات چیت کریں گے۔ایک دوسرے سے حالات دریافت کریں گےاوروہ اعمال پوچھیں گے جن کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ درجات پانے کا مستحق بنا)

## دُنیا میں رحمت کے چھن جانے کا خطرہ تھا:

آیت ۲۶: قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ (وہ کہیں گے۔ہم اس سے پہلے ) دنیا کی زندگی میں ۔ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ (اپنے گھر میں بہت ڈرا کرتے تھے ) نمبرا۔ مشفقین۔اللہ تعالیٰ کی خشیت سے ہمارے دل نرم تھے۔یا نمبر۲۔ایمان کے کھینچ اورفوت ہو جانے اور رحمت کے چھن جانے کا ڈرر کھتے تھے۔نمبر۳۔نیکیوں کے مسترد ہو جانے اور گناہوں کے بدلے پکڑ لیے جانے سے ڈرتے تھے۔

آیت ۲۷: فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا (پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا) مغفرت ورحمت کے ساتھ۔ وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (اور ہم کودوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھا) السموم :ایسی گرم ہوا جو مسامات میں داخل ہو جائے۔جہنم کی آگ کو یہ نام دیا گیا کیونکہ وہ بھی مسامات میں داخل ہو جائے گی۔

آیت ۲۸: اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ (ہم اس سے پہلے ) اللہ تعالیٰ کی ملاقات اوراس کی بارگاہ میں پہنچنے سے پہلے یعنی دنیا میں ۔ نَدْعُوْهُ (اسی سے دعائیں مانگا کرتے تھے )اسی کی عبادت کرتے اوراس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرتے تھے اوراسی سے جہنم سے بچنے کا سوال کرتے تھے۔ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ (وہ بڑامحسن ومہربان ہے) البر :محسن الرحیم :ایسی عظیم رحمت والا کہ جب اس کی عبادت کی جائے تو وہ بدلہ دیتا ہے۔جب اس سے سوال کیا جائے تو قبولیت بخشتا ہے۔

قراءت: اَنَّهٗ فتحہ کے ساتھ مدنی 'علی نے پڑھا ہے۔باء کومحذوف یالام کومحذوف مانا ہے۔بانهٗ او لانّه۔

آیت ۲۹: فَذَكِّرْ (پس آپ سمجھاتے رہیں) لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے رہیے۔

## نبوت اور عقل سلیم کا انعام:

فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ ( کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ) نعمت رحمت کے معنی میں ہے۔اور وہ انعام جونبوت کی صورت اور عقل سلیم کے انداز میں ہے۔ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ (نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں ) جیسا کہ کفار مکہ کا خیال ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

کیا انکی عقلیں انہیں اس کا حکم دے رہی ہیں یا یہ ایسے لوگ ہیں جو سرکش ہیں، کیا وہ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے بات بنالی ہے بلکہ بات یہ ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے،

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ

سو اس طرح کا کوئی اور کلام لے آئیں اگر سچے ہیں، کیا وہ کسی خالق کے بغیر پیدا کیے گئے ہیں یا وہ خود پیدا

الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ

کرنے والے ہیں کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، بلکہ یہ لوگ یقین نہیں لاتے، کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں

اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ

یا یہ لوگ غلبہ والے ہیں یا کیا انکے پاس کوئی زینہ ہے جس سے باتیں سنتے ہیں سو ان کا سننے والا کوئی واضح دلیل

مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾

لے آئے کیا اسکے لئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے ہیں، کیا آپ ان سے کسی معاوضہ کا سوال کرتے ہیں سو وہ تاوان سے گراں بار ہو رہے ہیں،

نحو : یہ موضع حال میں ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ لست کاهنًا و لا مجنونا ملتبسا بنعمة ربك۔ آپ نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون بلکہ اپنے رب کی نعمت کے ساتھ ملتبس ہیں۔

آیت ۳۰: اَمْ يَقُوْلُوْنَ (کیا وہ یہ کہتے ہیں) شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ (کہ یہ شاعر ہے اور ہم ان پر حادثہ موت کے منتظر ہیں) ریب المنون۔ حوادثِ زمانہ یعنی ہم اس کے متعلق مصائب زمانہ کے منتظر ہیں جن کا شکار ہو کر یہ ہلاک ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس سے پہلے شعراء ہلاک ہوئے۔ مثلاً زہیر، نابغہ وغیرہ۔ ام۔ اس آیت کی ابتداء میں منقطعہ ہے اور اس کا معنی بل ہے۔ اور ہمزہ اس پر لائی گئی ہے۔

آیت ۳۱: قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ (آپ کہہ دیجئے۔ تم لوگ انتظار کرتے ہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں) میں تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں جیسا تم میری ہلاکت کے منتظر ہو۔

## یہ عقل ہے یا شرارت:

آیت ۳۲: اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ (کیا ان کی عقلیں ان کو اس بات کی تعلیم دیتی ہیں) احلام: عقول۔ بِهٰذَآ (اس متناقض بات کا) کہ کبھی کاہن، کبھی شاعر اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مجنون ہے۔ اور قریش اپنے کو اهل الاحلام و النهٰی۔ صاحبان عقل و دانش کہلواتے تھے۔ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (یا یہ شریر لوگ ہی ہیں) کہ جو ظہورِ حق کے باوجود عناد کی حدود کو پھاندنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

بلاغت: امر کا اسناد احلام کی طرف اسناد مجازی ہے۔
آیت ۳۳: اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ (یہ بھی کہتے ہیں کہ اس قرآن کو انہوں نے خود گھڑ لیا ہے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گھڑ کر بنا لیا ہے۔

بَلْ (بلکہ) یعنی معاملہ اس طرح نہیں جیسا انہوں نے خیال کر لیا ہے۔ لَّا یُؤْمِنُوْنَ (یہ لوگ تصدیق نہیں کرتے) اپنے کفر وعناد کی وجہ سے یہ طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے قول کا بطلان ظاہر وباہر ہے اور نہ ہی آپ گھڑنے والے ہیں' اہل عرب کے اس سے عاجز ہونے کی بناء پر۔ حالانکہ محمد ﷺ تو عرب میں سے ایک ہیں۔
آیت ۳۴: فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ (تو یہ بھی اس جیسا کلام گھڑ کر لے آئیں) مِّثْلِهٖۤ (جو قرآن جیسا ہو) اِنْ کَانُوْا صٰدِقِیْنَ (اگر وہ سچے ہیں) اس بات میں کہ محمدؐ نے اپنی طرف سے اس کو گھڑ لیا۔ لیکن محمد ﷺ بھی ان کے اہل زبان ہیں اور وہ فصحائے عرب ہیں (پھر یہ بقول ان کے گھڑ لائے تو وہ کیوں نہیں لاتے)
آیت ۳۵: اَمْ خُلِقُوْا (کیا یہ لوگ پیدا کیے گئے) کیا ان کو پیدا کیا گیا اور ان کا اندازہ اس فطرت کے مطابق لگایا گیا جس پر یہ ہیں۔

## بلا مقصد:

مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ (کسی خالق کے بغیر خود بخود) کسی اندازہ کرنے والے کے بغیر اَمْ ھُمُ الْخٰلِقُوْنَ (یا یہ خود اپنے خالق ہیں) یا یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنے کو اس طرح پیدا کیا کہ وہ خالق کی عبادت نہ کریں گے۔

## ایک قول یہ ہے کہ بلا خالق بنایا:

کیا ان کو بغیر جزاء وسزا کے مقصد کے یونہی بیکار پیدا کیا گیا۔ کیا وہ خود خالق ہیں کہ حکم پر چلنے کو تیار نہیں۔
آیت ۳۶: اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (یا انہوں نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے) پس اس لئے وہ ان کے خالق کی عبادت نہیں کرتے۔ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ (بلکہ یہ لوگ یقین نہیں لاتے) یعنی آیات میں غور وفکر نہیں کرتے کہ جس سے اپنے خالق کو اور آسمان وزمین کے خالق کو جان لیتے۔

## یہ تو نہ خزائن کے مالک' نہ مدبر:

آیت ۳۷: اَمْ عِنْدَھُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ (کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں) یعنی نبوت' رزق وغیرہ۔ پس وہ اس میں جس کو چاہیں جو چاہیں عطا کریں۔ اَمْ ھُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَ (یا یہ لوگ حاکم ہیں) غلبہ والے ہیں کہ ربوبیت کے معاملات کی تدبیر جس سے کریں اور معاملات کو اپنی مرضی کے مطابق چلائیں۔
قراءت: مسیطرون۔ شامی ومکی نے پڑھا ہے۔
آیت ۳۸: اَمْ لَھُمْ سُلَّمٌ (کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے) جو گڑی ہوئی ہے کہ جس سے آسمان پر یہ چڑھ جائیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۭ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کیا ان کے پاس غیب ہے جسے لکھ لیتے ہیں ، کیا وہ لوگ کسی برائی کا ارادہ رکھتے ہیں سو جن لوگوں نے کفر کیا وہ

هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾

خود ہی برائی میں گرفتار ہوں گے کیا ان کا کوئی معبود ہے اللہ کے سوا، اللہ پاک ہے اس چیز سے جو شرک کرتے ہیں۔

وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ

اور اگر آسمان سے کسی ٹکڑے کو دیکھ لیں کہ گرتا ہوا آرہا ہے تو کہیں گے کہ یہ تو تہ بتہ جما ہوا بادل ہے، سو آپ انہیں چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملاقات کریں

الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْــــًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّ

جس میں وہ بے ہوش ہو جائیں گے، جس دن انکی کوئی تدبیر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گی اور انکی کچھ بھی مدد نہ کی جائے گی، اور بلا شبہ

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ

جن لوگوں نے ظلم کیا انکے لئے عذاب ہے اس سے پہلے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے اور آپ اپنے رب کی تجویز پر صبر کیجئے

فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾ ع ۲

سو بے شک آپ ہماری حفاظت میں ہیں اور جس وقت آپ کھڑے ہوتے ہیں اپنے رب کی تسبیح اور حمد کیجئے اور رات کے حصہ میں بھی اسکی تسبیح بیان کی جائے اور ستاروں کے چھپنے کے بعد بھی۔

يَسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ (جس پر چڑھ کر باتیں سن لیا کرتے ہیں) ملائکہ کا کلام اور جو علم غیب کی باتیں وحی کے ذریعہ بھیجی جاتی ہے۔ تاکہ ان کو آئندہ ہونے والے حالات کا علم ہو جائے کہ ان کی ہلاکت سے پہلے کس کی ہلاکت ہے۔ اور آخرت میں کامیابی انہوں نے لکھوا رکھی ہیں۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر نہ ہوگی جیسا کہ ان کا زعم و وہم ہے۔

## قول الزجاج رحمۃ اللہ علیہ:

یستمعون فیہ میں فی علی کے معنی میں ہے۔ وہ اس پر کان لگائیں۔ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (اگر ایسا ہے تو ان میں جو آسمانی باتیں سننے کا مدعی ہے۔ وہ صاف دلیل پیش کرلے) جو اس کے استماع کے لئے حجت ہو۔

آیت ۳۹: اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ (کیا اللہ تعالیٰ کیلئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے ہیں) پھر ان کی حماقت ذکر کی کہ وہ کہلاتے تو بڑے عقل مند ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی چیز کا چناؤ کیا جس کو خود اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں۔

آیت ۴۰: اَمْ تَسْـَٔـلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ (کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ مانگتے ہیں کہ وہ تاوان ان کو گراں معلوم



BestUrduBooks.wordpress.com

ہوتا ہے) اجر سے تبلیغ وانذار پر بدلہ۔ المغرم: چٹی۔ انسان اپنے اوپر ایسی شی لازم کرے جو اس پر لازم نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ان پر بھاری چٹی لازم آ گئی جس نے ان کو بوجھل کر دیا اور آپ کی اتباع سے ایک جانب لا کھڑا کیا۔

آیت ۴۱: اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ (کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے۔ کہ یہ لکھ لیا کرتے ہیں) الغیب سے یہاں لوح محفوظ۔ یکتبون سے مراد جو کچھ اس میں اندراج ہے۔ یہاں تک کہ وہ کہنے لگ گئے ہم اٹھائے نہ جائیں گے اور اگر ہم اٹھائے گئے تو ہمیں عذاب نہ ہوگا۔

## وبال و مکر خود ان کی طرف لوٹے گا:

آیت ۴۲: اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا (کیا یہ لوگ کچھ برائی کا ارادہ رکھتے ہیں) اور وہ ان کی تدابیر جو دارالندوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور مؤمنین کے متعلق آئے روز کرتے رہتے تھے۔ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ (پس یہ کافر خود اس برائی میں گرفتار ہونگے) اس میں اشارہ تو کفار مکہ کی طرف ہے اور مراد ہر اللہ تعالیٰ کا منکر ہے۔ مکیدون کا مطلب یہ ہے کہ وبال مکران پر لوٹ کر رہے گا اور ان کا مکران پر گرے گا اور وہ اس طرح ہوا کہ بدر میں مارے گئے۔ یا تدابیر نا کام کر دیں گئیں۔ کید یہ کایدتہ فکدتہ سے لیا گیا ہے۔

آیت ۴۳: اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ (کیا اللہ تعالیٰ کے سواء ان کا کوئی اور معبود ہے) جو ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالے گا۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے)

## سرکشی و عناد میں انتہاء کو پہنچ گئے:

آیت ۴۴: وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ (اور اگر وہ آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ لیں کہ گرتا ہوا آ رہا ہے۔ تو کہیں گے یہ تو تہ بہ تہ جما ہوا بادل ہے) الکسف: ٹکڑا۔ یہ کفار کے اس قول کا جواب ہے۔ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا۔ [الاسراء۔۹۲] مراد یہ ہے کہ اگر ہم ان کے سروں پر آسمان کا ٹکڑا بھی گرا دیں۔ تو ان کی سرکشی اور عناد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ وہ اس کو بادل کہہ ڈالیں گے۔ مَّرْكُوْمٌ (تہ بہ تہ) وہ اس کو آسمان کا ٹکڑا تسلیم نہ کریں گے۔ جو کہ ان پر عذاب کی وجہ سے گرا ہے۔

آیت ۴۵: فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ (تو آپ ان کو رہنے دیجئے۔ یہاں تک کہ ان کو اپنے اس دن سے سابقہ ہو جس میں ان کے ہوش اڑ جائیں گے)

قراءت: عاصم و شامی نے یُصعقون ضمہ یاء سے پڑھا۔ جبکہ باقی قراء نے یاء کا فتحہ پڑھا۔ کہا جاتا ہے۔ صعقهٗ فصعق۔ اس کو بے ہوش کیا پس وہ بے ہوش ہوگیا اور یہ نفخۂ اولیٰ کے وقت جو کہ نفخۂ صعق ہے۔

آیت ۴۶: يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (جس روز ان کی تدابیر ان کے کچھ کام نہ آئیں گے۔ اور



BestUrduBooks.wordpress.com

نہ ان کی مدد کی جائے گی )

## بدر کا قتل یا عذابِ قبر:

آیت ۴۷: وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (اوران ظالموں کے لئے ) عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ (قبل اس کے اور عذاب بھی ہونے والا ہے ) قیامت کے عذاب کے علاوہ۔ اور وہ بدر میں قتل ہونا ہے۔ اور سات سال کا قحط اور عذابِ قبر۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (لیکن ان میں سے اکثر کو یہ معلوم نہیں )

آیت ۴۸: پھر ان پر عذاب آنے تک صبر کی تلقین فرمائی۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ (اور آپ اپنے رب کی اس تجویز پر صبر سے بیٹھے رہیے ) کہ ان کو مہلت دے رکھی ہے اور آپ کو مشقتیں پہنچ رہی ہیں۔ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (آپ ہماری حفاظت میں ہیں ) یعنی ہم آپ کو دیکھتے اور آپ کی حفاظت کرتے ہیں اور اعین جمع عین کی ہے کیونکہ ضمیر لفظ جماعت سے تاء لاتے ہیں۔ کیا دوسرے مقام پر نہیں دیکھتے ہو۔ ولتصنع علی عینی۔ مفرد لائے ضمیر بھی مفرد۔ [طہ۔۳۹]

## نیند سے بیدار ہو کر اس کی تسبیح کریں:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ (اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید اٹھتے وقت کیا کریں ) جب نماز کے لئے اٹھیں۔ اور یہ وہی ہے جو تکبیر تحریمہ کے بعد کہا جاتا ہے۔ سبحانك اللهم وبحمدك یا نمبر۲۔ جس جگہ سے بھی آپ اٹھیں تو تسبیح وتحمید کریں۔ نمبر۳۔ نیند سے بیدار ہوں تو تسبیح وتحمید کریں۔

آیت ۴۹: وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ (اور رات میں بھی اس کی تسبیح کریں اور ستاروں سے پیچھے بھی ) جب کہ ستارے رات کے آخری حصہ میں چلے جائیں۔

قراءت: و اِدبار زیر سے پڑھا۔ یعنی ستاروں کے پیچھے اور ان کے آثار جب غروب ہو جائیں۔

المراد: یہاں ان کلمات کے کہنے کا حکم دیتا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ ان اوقات میں۔

## ایک قول یہ ہے:

التسبیح سے مراد نماز ہے جبکہ آدمی نیند سے بیدار ہو۔ اور ومن اللیل سے مغرب وعشاء کی نمازیں اور ادبار النجوم سے نماز فجر مراد ہے۔

الحمد للہ نماز عشاء کے بعد تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَۃُ النَّجْمِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ اِثْنَتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰیَۃً وَّثَلٰثُ رُکُوْعَاتٍ

سورۃ النجم مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اسکی باسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی ۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۲ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۳ اِنْ ھُوَ اِلَّا

قسم ہے ستاروں کی جب وہ غروب ہونے لگے ‘ تمہارا ساتھی نہ راہ سے بھٹکا ہے اور نہ غلط راستہ پر پڑا ہے ‘ اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے بات نہیں کرتا ‘ وہ نہیں ہے مگر

وَحْیٌ یُّوْحٰی ۴ عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۵ ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی ۶ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۷

جو وحی کی جاتی ہے ‘ اس کو سکھایا ہے بڑے طاقت والے نے ‘ وہ طاقتور ہے پھر وہ اصلی صورت میں نمودار ہوا ‘ اور وہ بلند کنارہ پر تھا

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۸ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۹ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ۱۰ مَا

پھر وہ اس حال میں تھا کہ دونوں کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا ‘ پھر اللہ نے اپنے بندہ کی طرف وحی نازل فرمائی جو نازل کرنی تھی ‘ دل

کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۱۱ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ۱۲ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی ۱۳

نے جو کچھ دیکھا اس میں غلطی نہیں کی ‘ کیا تم اس سے اس چیز میں جھگڑتے ہو جو کچھ اس نے دیکھا اور یہ تحقیقی بات ہے کہ انہوں نے اس کو ایک بار اور دیکھا ‘

عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی ۱۴ عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی ۱۵ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی ۱۶

سدرۃ المنتہٰی کے قریب ‘ اس کے قریب جنۃ الماوٰی ہے ‘ جبکہ سدرۃ المنتہٰی کو وہ چیزیں ڈھانپ رہی تھیں جنہوں نے ڈھانپ رکھا تھا

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۱۷ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ۱۸

نہ تو نگاہ ہٹی نہ بڑھی ‘ یہ تحقیقی بات ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی بڑی آیات کو دیکھا۔

**وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی ○ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ○ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ○ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○ عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ○**

(قسم ہے۔ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے۔ یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے نہ راہ سے بھٹکے اور نہ غلط رستے ہوئے۔ اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں۔ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ان کو ایک فرشتہ تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت ۱: وَالنَّجْمِ نمبر ۱۔ ثریا ستاروں کی قسم اٹھائی۔ نمبر ۲۔ جنس نجوم کی۔ اِذَا هَوٰی جب غروب ہو۔ نمبر ۲۔ جب قیامت کے دن ٹوٹ کر بکھر جائے۔

## وہ سیدھی راہ پر نہ کہ ضلالت میں:

آیت ۲: مَا ضَلَّ اور میانہ روی سے نہیں بھٹکے۔ یہ جواب قسم ہے۔ صَاحِبُكُمْ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کم سے قریش مکہ سے مراد وَمَا غَوٰی اور باطل کی اتباع میں وہ غلط راستے پر نہیں چلے۔ الضلال یہ الہدیٰ کی ضد ہے۔ اور الغی یہ الرشد کی۔ مطلب یہ ہوا۔ وہ سیدھا راہ پانے والے ہیں وہ اس طرح نہیں جیسا کہ تم اپنے خیال کے مطابق ان کی نسبت ضلالت و غوایت کی طرف کر رہے ہو۔

آیت ۳: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی (وہ اپنی خواہش سے نہیں کلام کرتے)۔

آیت ۴: اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی (ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی گئی ہے) جو تمہیں وہ قرآن میں سے دیں وہ ایسی بات نہیں جو اپنی رائے اور خواہش سے صادر ہونے والی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

## ایک دلیل:

اس آیت سے ان لوگوں نے حجت بنائی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے متعلق اجتہاد کو جائز نہیں رکھتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اجتہاد میسر فرمایا اور اس پر ان کو باقی رکھا تو وہ وحی کی طرح ہے۔ اور اپنی خواہش کی گفتگو نہیں۔

## طاقتور فرشتہ جبرئیل علیہ السلام:

آیت ۵: عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰی (ان کو ایک بڑے طاقتور نے تعلیم دی) علمہ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا۔ شدید القویٰ۔ طاقتور فرشتہ اس میں اضافت غیر حقیقی ہے۔ کیونکہ وہ صفت مشبہ کی اضافت فاعل کی طرف ہے۔ اور مراد اس سے جبرئیل علیہ السلام ہیں جمہور کا قول یہی ہے اور اس کی قوت کا حال یہ ہے۔ کہ انہوں نے ماء اسود سے قوم لوط کی بستیوں کو اکھاڑ کر اپنے ایک پر کے کنارے پر اٹھا کر پلٹ دیا اور ایک چیخ ماری جس سے قوم ثمود اوندھے منہ گر کر ہلاک ہو گئے۔

## جبرئیل علیہ السلام کا اصلی صورت میں ظاہر ہونا:

آیت ۶: ذُوْ مِرَّةٍ (جو پیدائشی طاقتور ہے) خوبصورت ہے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ فَاسْتَوٰی (نمودار ہوا) وہ اپنی حقیقی صورت میں نمودار ہوا۔ صورت مثالیہ میں نہیں جبکہ وہ وحی لے کر آتے تھے تو حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں آتے۔ اور اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا کہ جبرئیل کو اس کی اصلی صورت میں دیکھیں۔ پس



BestUrduBooks.wordpress.com

جبرئیل علیہ السلام آسمان کے بلند کنارے میں نمودار ہوئے اور وہ مشرقی کنارہ تھا پس افق کو بھر دیا۔
ایک قول یہ ہے : کسی بھی پیغمبر علیہم الصلوات والسلام نے ان کو اصلی صورت میں نہیں دیکھا سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ آپ نے بھی دو مرتبہ ان کو اصلی صورت میں دیکھا۔ ایک مرتبہ زمین پر اور دوسری مرتبہ آسمانوں پر۔
آیت ۷: وَهُوَ (اور وہ) یعنی جبرائیل علیہ السلام بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى (اس وقت آسمان کے بلند ترین کنارے پر تھا) مشرقی کنارہ۔
آیت ۸: ثُمَّ دَنَا (پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا) یعنی جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا۔ فَتَدَلّٰى (پھر اور قریب آیا) قرب ونزدیکی میں بڑھ گیا۔ التدلی۔ کسی چیز کے قریب اترنا۔

## بہت قریب تر:

آیت ۹: فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ (پس دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم) یعنی عربی کمانوں کی مقدار۔ یہاں اندازے کمانوں سے اور نیزے اور کوڑے، بازو اور دونوں کھلے بازوؤں سے بیان کیا جاتا ہے۔ جیسا حدیث میں فرمایا۔ لا صلاة الی ان ترتفع الشمس مقدار رمحین اور دوسری روایت میں ہے لقاب قوس احدکم من الجنة و موضع قده خیر من الدنیا و ما فیہا ۔ رواہ البخاری۔ ۲۷۹۳۔ القد کوڑا۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ فکان مقدار مسافة قربه مثل قاب قوسین۔ پس قرب کا مقدار فاصلہ دو کمانوں کی مقدار تھا۔ پس ان مضافات کو حذف کر دیا۔
اَوْ اَدْنٰى (یا اس سے بھی زیادہ قریب) یعنی تمہارے اندازے کے مطابق جیسا کہ فرمایا او یزیدون ۔ الصافات۔ ۱۴۷۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو خطاب ان کی لغت اور ان کی مقدار فہم کے مطابق کیا گیا۔ عرب کہا کرتے ہیں هذا قدر رمحین او انقص۔
ایک اور قول یہ ہے: بل ادنی او بل کے معنی میں ہے بلکہ زیادہ قریب۔
آیت ۱۰: فَاَوْحٰى (پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ پر وحی نازل کی) پس وحی لائے جبرئیل علیہ السلام اِلٰى عَبْدِهٖ (اللہ تعالیٰ کے بندے پر) اگرچہ اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کا تذکرہ ہوا مگر ضمیر لوٹانے میں التباس نہیں ہے جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا۔ ماترک علی ظهرها۔ [فاطر۔۴۵]

## آپ کی اُمت پہلے جنت میں:

مَآ اَوْحٰى (جو کچھ نازل فرمائی) اس میں وحی کی عظمت شان کو ذکر کیا جو آپ کی طرف بھیجی گئی۔
ایک قول یہ ہے: آپ کی طرف وحی کی گئی۔ کہ جنت اس وقت تک انبیاء علیہم السلام کے لئے حرام ہے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہ ہونگے۔ اور تمام امتوں پر جنت حرام ہے یہاں تک کہ آپ کی امت اس میں داخل ہو۔ (زمخشری فی الکشاف)



BestUrduBooks.wordpress.com

## جبرئیل علیہ السلام کو سر کی آنکھوں سے دیکھا:

آیت ۱۱: مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ (قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں کوئی غلطی نہیں کی) الفواد سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فواد مراد ہے۔ مَـا رَاٰى (اس میں غلطی نہیں کی) جو آپ نے صورت جبرئیلی اپنی آنکھ سے دیکھی تھی یعنی آپ کے دل نے یہ نہیں کہا جبکہ جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ میں نے تمہیں نہیں پہچانا۔ اور اگر ایسا کہتے تو غلط ہوتا کیونکہ آپ نے اس کو پہچانا تھا۔ یعنی آپ نے اس کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور دل سے پہچانا۔ اور اس میں قطعاً شک نہ کیا کہ جو آپ نے دیکھا وہ برحق ہے۔

**ایک قول یہ ہے جو قیل سے نقل کیا:** جن کو دیکھا وہ اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہے آپ نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور دوسرا قول یہ ہے۔ کہ دل سے دیکھا۔

آیت ۱۲: اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى (کیا تم ان سے ان کی دیکھی ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو) کیا تم جھگڑتے ہو۔ یہ المراء سے مشتق ہے۔ جس کا معنی جھگڑنا ہے اور المراء یہ مری الناقة سے لیا گیا۔ گویا جھگڑنے والوں میں سے ہر ایک اس کو کہلواتا ہے اور نکلواتا ہے جو اس کے ساتھی کے پاس ہوتا ہے۔ مری یمری۔ اونٹنی کے تھن کو دودھ کے لئے سہلانا تاکہ دودھ نکلے۔

**قراءت:** اَفَتَمْرُوْنَهٗ حمزہ، علی، خلف، یعقوب نے پڑھا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کیا تم جھگڑے میں اس پر غالب آنا چاہتے ہو۔ یہ ماریته فمریته سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں غلبہ کا معنی پایا جاتا ہے۔ اسی لئے علیٰ سے متعدی کیا گیا ہے۔ عَلٰى مَا يَرٰى علیٰ سے متعدی کیا گیا۔ جیسا تم کہو۔ غلبته علی کذا۔

**ایک قول یہ ہے:** افتمرونه ای افتجحدونه۔ کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔ عرب کہتے ہیں مرینهٗ حقهٗ اذا جحدتهٗ جبکہ حق کا انکار کر دیا جائے۔ علیٰ سے اس کا متعدی ہونا اسی وقت صحیح ہے جبکہ اس میں تضمین کو تسلیم کریں۔

## معراج میں دوبارہ دیکھنا:

آیت ۱۳: وَلَقَدْ رَاٰهُ (اور انہوں نے اس کو ایک اور مرتبہ بھی دیکھا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو نَزْلَةً اُخْرٰى (ایک اور نزول کے وقت) نزلۃ کو مرۃ کی طرح منصوب پڑھیں گے۔ کیونکہ فعلہ کا وزن کسی بھی فعل کے ایک مرتبہ کرنے کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی لئے اسی کے حکم میں ہوتا ہے۔ یعنی جبرئیل علیہ السلام دوسری مرتبہ آپ پر اپنی اصلی شکل میں نمودار ہوئے اور آپ نے اس کو اسی صورت میں دیکھا۔ اور یہ معراج کی رات کا واقعہ ہے۔

## یہ بیری کا درخت ہے:

آیت ۱۴: عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى (سدرۃ المنتہٰی کے پاس) جمہور کا قول یہ ہے کہ یہ بیری کا درخت ہے جو ساتوں آسمانوں سے اوپر عرش کے دائیں جانب ہے۔ المنتھی انتہاء کی جگہ کو کہتے ہیں۔ یا نمبر ۲۔ انتہاء کرنا۔ گویا وہ جنت کی انتہاء اور اس



BestUrduBooks.wordpress.com

کے آخر میں ہے۔

ایک قول یہ ہے: اس سے کوئی تجاوز نہیں کرتا۔ اس تک فرشتوں کا علم ختم ہو جاتا ہے۔ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کے مابعد کیا ہے۔

ایک قول یہ ہے: ارواح شہداء اس تک پہنچتی ہیں اس لئے اس کو سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں۔

آیت ۱۵: عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى (اس کے قریب جنت الماویٰ ہے) یعنی وہ جنت جس میں متقی لوگ پہنچیں گے۔ ایک قول: اس میں شہداء کی ارواح قیام کرتی ہیں اس لئے اس کا نام جنت الماویٰ ہے۔

آیت ۱۶: اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى (جب سدرۃ المنتہیٰ کو لپیٹ رہی تھیں جو چیزیں لپٹ رہی تھیں) یعنی اس کو دیکھا اس وقت جبکہ سدرہ کو لپٹ رہی تھیں جو چیزیں لپٹ رہی تھیں۔ ما یغشٰی کہہ کر ان چیزوں کی عظمت و کثرت کو ذکر کیا۔

مسئلہ: اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو مخلوق اس کو ڈھانپے ہوئے تھی وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت و شان پر دلالت کرتی ہے جو بیان میں آ نہیں سکتی۔

ایک قول یہ ہے: اس کو فرشتوں کی بہت بڑی جماعت گھیرنے والی تھی جو اس کے قریب اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مصروف تھے۔

ایک اور قول یہ ہے: سونے کے پروانے اس کو گھیرے میں لینے والے تھے۔

## کمال شان:

آیت ۱۷: مَا زَاغَ الْبَصَرُ (نگاہ نہ ہٹی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بصر مبارک ان عجائب کے دیکھنے سے جن کے دیکھنے کا حکم ہوا مڑی نہیں بلکہ ان میں مصروف و مگن رہی۔ وَمَا طَغٰى (اور نہ بڑھی) جس چیز کو دیکھنے کا حکم ہوا اسی کو دیکھا اس سے تجاوز نہیں کیا۔ (اس میں کمال شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرمایا)

آیت ۱۸: لَقَدْ رَاٰى (انہوں نے دیکھے) اللہ تعالیٰ کی قسم آپ نے دیکھے۔ مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (اپنے پروردگار کے بڑے بڑے عجائبات) یعنی جب آپ کو آسمانوں پر لے جایا گیا تو آپ نے عالم ملکوت کے عجائبات دیکھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

أَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿١٩﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ﴿٢٠﴾ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثٰى ﴿٢١﴾

کیا تم نے لات اورعزیٰ اور تیسرے مناۃ کے بارے میں غور کیا ہے کیا تمہارے لئے مذکر ہو اور اللہ کے لئے مؤنث ہے

تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزٰى ﴿٢٢﴾ إِنْ هِيَ إِلَّآ أَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوهَآ أَنْتُمْ وَآبَآؤُكُمْ مَّآ أَنْزَلَ اللّٰهُ

یہ قسمت تو بڑی ظالمانہ ہے' یہ تو بس کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں اللہ نے انکی کوئی دلیل

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ إِنْ يَّتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

نازل نہیں فرمائی ' صرف گمان کا اور نفسوں کی خواہشوں کا اتباع کرتے ہیں اور بلاشبہ ان کے پاس ان کے

مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿٢٣﴾ أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿٢٤﴾ فَلِلّٰهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولٰى ﴿٢٥﴾ وَكَمْ ع

رب کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے کیا انسان کو ہر وہ چیز مل جاتی ہے جس کی وہ آرزو کرے سو اللہ ہی کے لئے آخرت ہے اور اولیٰ ہے اور بہت سے

مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا إِلَّا مِنْۢ بَعْدِ أَنْ يَّأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ

فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں ان کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہ دے گی مگر اس کے بعد جس کے لئے اللہ اجازت

يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿٢٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثٰى ﴿٢٧﴾

دے اور راضی ہو' بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ فرشتوں کے نام مؤنث کے نام پر رکھتے ہیں

وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ يَّتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿٢٨﴾

حالانکہ انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں صرف گمان کے پیچھے چلتے ہیں اور بلاشبہ گمان حق کے بارے میں ذرا بھی فائدہ نہیں دیتا۔

فَأَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ

سو آپ اس کی طرف سے اعراض کیجئے جس نے ہماری نصیحت سے روگردانی کی اور دنیاوی زندگی کے علاوہ اس نے کوئی مقصد نہ بنایا' یہ ان کے علم کی

مِّنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿٣٠﴾

حد ہے' بیشک آپ کا رب اسے خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹکا اور وہ اسے خوب جانتا ہے جس نے ہدایت پائی

## جاہلیت کے بت:

آیت ۱۹: اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی (۲۰) وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی (بھلا کیا تم نے لات وعزیٰ ایک اور منات کی حالت پر غور بھی کیا) یعنی تم بتلاؤ ان چیزوں کے متعلق جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے ہو۔ کیا ان میں وہ قدرت و



BestUrduBooks.wordpress.com

عظمت پائی جاتی ہے۔ جو رب العزت کی صفات میں سے ہے؟

اللات' العزی' مناۃ ۔ یہ تینوں بتوں کے نام ہیں۔ یہ تینوں مؤنث ہیں۔ لات یہ ثقیف کا بت تھا جس کو اہل طائف پوجتے تھے۔ ایک قول یہ ہے: یہ مقام نخلہ میں تھا اس کی پوجا قریش کرتے تھے۔ لات یہ لوی سے فعلة کا وزن ہے۔ لات کہنے کی وجہ یہ ہے لوی یلوی وہ اس کی طرف مڑتے اور متوجہ ہوتے اور عبادت کیلئے اعتکاف کرتے تھے اور ان کے پاس پڑے رہتے۔ العزی۔ یہ غطفان والوں کا بت تھا۔ یہ کیکر کا درخت تھا۔ اس کی اصل الاعز ہے۔ اس کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے تباہ کیا۔

مناۃ ۔ یہ ایک پتھر تھا جس کی ہذیل اور خزاعہ پوجا کرتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ ثقیف پوجتے تھے۔ اس کو منات کہنے کی وجہ یہ تھی کہ قربانیوں کے خون اس کے پاس بہائے جاتے تھے۔

قراءت: ومناءۃ مکی نے مفعلة کے وزن پر النوء سے پڑھا ہے۔ گویا کفار ان کے پاس انواء ستاروں سے بارش طلب کرتے اس سے تبرک حاصل کرتے تھے۔

الْاُخْرٰی یہ منات کی صفت ہے جو مذمت کیلئے لائے۔ سب سے پچھلا کمی حیثیت والا جیسا کہ اس آیت میں قالت اخراھم لاُولٰھم ۔[الاعراف، ۳۸] (یعنی ان کے کم درجہ اپنے شرفاء ورؤسا کو کہیں گے) اور یہ بھی درست ہے کہ ان کے ہاں درجات میں لات وعزیٰ کو اولیت وتقدم حاصل ہو۔

آیت ۲۱: کفار کہا کرتے تھے کہ ملائکہ اور یہ اصنام اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ وہ ان کی عبادت کرتے اور یہ خیال کرتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے سفارشی ہونگے۔ اگرچہ وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے ہیں اور ان سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کو کہا گیا۔ اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی ۔

آیت ۲۲: تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی ( کیا تمہارے لئے بیٹے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں۔ یہ تو بہت بے ڈھنگی تقسیم ہوئی ) یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے تمہارا بیٹیاں مقرر کرنا اور اپنے لئے بیٹے یہ بھونڈی یعنی ظالمانہ تقسیم ہے۔ ضیزی۔ یہ ضازہ یضیزہ ' جبکہ اس کی حق تلفی کرے۔ ضیزی یہ فُعلٰی کا وزن ہے۔ اس لئے کہ صفت میں فِعلٰی بکسر الفاء نہیں آتا۔ یاء کی مناسبت سے فا کو کسرہ دیا گیا ہے۔ جیسا کہا جاتا ہے بیض حالانکہ وہ بوض ہے جیسا کہ حمر' سود ہے۔

ضِئزی ہمزہ سے مکی نے پڑھا اور اس کو ضَازہ یہ ضازہ ہی کی طرح ہے معنی میں فرق نہیں ہے۔

آیت ۲۳: اِنْ ھِیَ ( یہ صرف ) یعنی اصنام نہیں ہیں۔ اِلَّآ اَسْمَآءٌ ( نام ہی نام ہیں ) جن کے ماتحت مسمیات نہیں کیونکہ تم ان کے لئے معبودیت کے قائل ہو حالانکہ وہ اس سے بہت ہی دور ہیں۔ اور اس سے انتہائی منافات رکھتے ہیں۔ سَمَّیْتُمُوْھَآ (جو تم نے ٹھہرا لیے ہیں) یعنی تم نے ان کا وہ نام رکھ دیا ہے۔ جیسا کہتے ہیں سمیتہٗ زیدًا ای سمیتہ بزید۔ میں نے اس کا نام زید تجویز کیا۔ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ (اور تمہارے آباء واجداد نے اللہ



BestUrduBooks.wordpress.com

تعالیٰ نے تو ان کے معبود ہونے کی کوئی دلیل بھیجی نہیں یہ صرف بے اصل خیالات ہیں) سلطان۔ حجت ودلیل ظن سے مراد ان کا یہ وہم کہ وہ حق پر ہیں۔ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ (اور اپنے نفس کی خواہش جس پر وہ چل رہے ہیں) جو ان کے نفوس پسند کرتے ہیں۔ وَلَقَدْ جَآءَ هُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى (حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے بواسطہ رسول ہدایت آچکی ہے) وہ ہدایت اللہ کا رسول اور اس کی کتاب ہے انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس پر عمل نہیں کیا۔

آیت ۲۴: اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى (کیا انسان کو اس کی ہر تمنا مل جاتی ہے) یہ ام منقطعہ بمعنی بل ہے۔ اور ہمزہ استفہام انکاری کا ہے۔ مطلب یہ ہے انسان یعنی کافر کو اس کی ہر تمنا نہیں ملتی جو وہ شفاعت اصنام کی لگائے بیٹھا ہے یا یہ تمنا ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی۔[سافات۔۵۰]

ایک قول یہ بھی ہے: اس سے مراد وہ تمنا ہے جو بعض نے کی کہ وہ نبی بن جاتے۔

آیت ۲۵: فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى (پس اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ آخرت اور دنیا) یعنی وہی دونوں کا مالک ہے اور اس کی دونوں میں حکمرانی ہے۔ جس کو چاہے نبوت وشفاعت دے جس کو وہ پسند کرے نہ کہ جو کوئی تمنا کرے۔

## اللہ کے اِذن کے بغیر کسی کی سفارش کام نہیں دیتی:

آیت ۲۶: وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِىْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى (اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں۔ ان کی سفارش ذرا بھی کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے اجازت دے اور پسند کرے) شفاعت کا معاملہ بڑا مشکل ہے۔ ملائکہ قرب وکثرت کے باوجود اگر تمام کے تمام کسی ایک کی سفارش کریں تو ان کی شفاعت ذرہ بھر کام نہ دے گی اور نہ فائدہ پہنچائے گی۔ مگر جبکہ اللہ تعالیٰ اس سفارش کی اجازت دیں اور جس کے حق میں شفاعت کی اجازت دیں اور ان کی شفاعت کو اس کے حق میں پسند کریں اور اس کو شفاعت کا مستحق پائیں کہ اس کے لئے کوئی سفارش کرے۔ تو تب جا کر سفارش قبول ہوگی۔ ان بتوں کی سفارش کی اپنے عابدین کے متعلق کیا حیثیت ہے؟

آیت ۲۷: اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى (جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کے نام سے نامزد کرتے ہیں) یسمون۔ یعنی ان میں سے ہر ایک فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتا ہے۔ تسمیۃ الانثی اس لئے کہا کہ وہ ملائکہ کو بنات اللہ کہتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کو بیٹیاں کہتے تھے۔

آیت ۲۸: وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ (حالانکہ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں ہے) اپنے اس قول کی۔

قراءت: بھا بھی پڑھا گیا۔ ملائکہ یا تسمیۃ کی طرف ضمیر لوٹتی ہے۔

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں اور بیشک بے اصل خیالات امر حق میں ذرہ بھی مفید نہیں ہوتے) الظن سے ان کی تقلید آباء مراد ہے۔ لا یغنی کا مطلب یہ ہے کہ حق کی پہچان علم ویقین سے ہوتی ہے ظن وتوہمات سے نہیں ہوتی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ

اور اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے تا کہ وہ بدلہ برے عمل کرنے والوں کو ان کے عمل کا اور جن لوگوں نے اچھے کام کیے

اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ﴿۳۱﴾ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّکَ

ان کی اچھائی کا بدلہ دے' وہ لوگ ایسے ہیں جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں مگر ہلکے گناہ' بے شک آپ کا رب

وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ ھُوَ اَعْلَمُ بِکُمْ اِذْ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ فِیْ

بڑی وسیع مغفرت والا ہے' وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا فرمایا اور جب تم ماؤں کے

بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ﴿۳۲﴾ اَفَرَءَیْتَ

پیٹوں میں تھے' سو تم اپنی جانوں کو پاک باز نہ بتاؤ وہ تقوے والوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے مخاطب کیا

الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَکْدٰی ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَہٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَھُوَ یَرٰی ﴿۳۵﴾

تو نے اسے دیکھا جس نے روگردانی کی اور تھوڑا سا مال دیا اور بند کر دیا' کیا اس کے پاس علم غیب ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے'

آیت ۲۹: فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا (تو آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹالیجئے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ کرے) پس آپ ایسے شخص سے منہ موڑ لیجئے جو ہماری یاد سے منہ موڑنے والا ہو۔ ذکرنا سے قرآن مجید مراد ہے۔ وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا (اور سوائے دنیوی زندگی کے اس کا اور کوئی مقصد نہ ہو)

آیت ۳۰: ذٰلِکَ مَبْلَغُھُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (یہ ان کے علم کی حد ہے) ذلک کا مشار الیہ ان کا دنیا پر خوش ہو جانا اور اس کو پسند کرنا ہے۔ مبلغ سے انتہاء و مقصود علم ہے۔ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اھْتَدٰی (تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس راستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون راہ راست پر ہے) یعنی اللہ تعالیٰ گمراہ و ہدایت یافتہ کو خوب جانتے ہیں وہی ان کو بدلہ دیں گے۔

آیت ۳۱: وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا (اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سب اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ انجام کار یہ ہے کہ برے کام کرنے والوں کو ان کے کیے کی سزا دے گا) جو برے کام کیے ان کی سزا یا اس وجہ سے کہ انہوں نے برے کام کیے وہ ان کو سزا دے گا۔ وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی (اور نیک کام کرنے والوں کو ان کے نیک کاموں کے بدلہ میں اچھی جزا دے گا) الحسنیٰ: اچھا



BestUrduBooks.wordpress.com

ثواب و بدلہ اور وہ جنت ہے یا اعمال حسنیٰ کے سبب سے ان کو بدلہ دے گا۔ مطلب اس طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہان کو پیدا فرمایا اور کارخانہ کو درست کیا تا کہ مکلفین میں سے نیکوکار کو اور ان میں سے بدکار کو بدلہ عنایت فرمائے۔ اس لئے کہ بادشاہ ہی اولیاء کی نصرت اور دشمنوں پر غلبہ دے سکتا ہے۔

## کبیرہ وصغیرہ میں فرق:

آیت ۳۲: اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ (یہ وہ لوگ ہیں جو کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں)

**نحو:** الذین یہ بدل ہے یا مدح کی وجہ سے موضع رفع میں ہے ای ھم الذین۔ الکبائر۔ گناہ دوقسم پر ہیں۔ نمبرا۔ کبائر۔ نمبر۲۔ صغائر۔ وہ گناہ جن کی سزا بڑی ہے وہ کبیرہ ہیں۔ اور جو ایسے نہیں وہ صغائر ہیں۔

**قراءت:** حمزہ ٗعلی نے کبیر پڑھا ہے۔ یعنی ان میں سے وہ قسم جو بڑی ہے۔

وَالْفَوَاحِشَ (جو کبیرہ میں سے حد سے بڑھے ہیں) گویا اس طرح فرمایا اس میں سے فواحش خاص کر گویا یہ عطف تفسیری ہے۔

**ایک قول:** کبیرہ جس پر عذاب کی دھمکی دی گئی ہو۔ اور فواحش وہ ہیں جن پر حد لگتی ہو۔ اِلَّا اللَّمَمَ (مگر جو ہلکے ہلکے گناہ ہوں) یعنی صغائر۔ یہ استثناء منقطع ہے۔ کیونکہ یہ جنس کبائر وفواحش میں سے نہیں ہے۔ جیسے نگاہ محرم ٗ بوسہ ٗ لمس آنکھ سے اشارہ۔ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ (بیشک آپ کا رب وسیع مغفرت والا ہے) وہ بلا توبہ جو چاہتا ہے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ (اور وہ تمہیں اس وقت سے خوب جانتا ہے۔ جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا تھا) کم سے مراد یہاں آباء واجداد ہیں۔ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ

## اپنے تزکیہ پر فخر مت کرو:

(اور جب تم ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے۔ پس تم اپنے کو مقدس مت سمجھا کرو) اجنۃ جمع جنین ماں کے پیٹ کا بچہ۔ فلا تزکوا۔ اپنے عمل کو پاکیزگی اور زیادہ خیر اور طاعات کی طرف منسوب مت کرو۔ (کہ اس پر فخر کرنے لگ جاؤ) یا نمبر۲۔ اپنے کو گناہوں سے پاک مت قرار دو۔ اور نہ اس پر اپنی تعریف کرتے پھرو۔ اپنے نفوس کو متہم کر رکھو۔ ان میں سے پاکیزہ کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ ابتداء انتہاء میں متقی بھی اس کے علم میں ہے۔ اس سے پہلے کہ صلب آدم سے تمہیں نکالا اور اس سے پہلے بھی وہ جانتے ہیں کہ ماؤں کے پیٹوں سے تم نکلے۔

**ایک قول یہ ہے:** بعض لوگ اچھے اعمال کر کے کہتے پھرتے تھے۔ ہماری نمازیں۔ ہمارے روزے۔ ہمارا حج۔ تو یہ آیت اتری۔ مگر یہ اس صورت میں ہے جبکہ خود پسندی کے طور پر کرے یا ریاکاری کے طور پر کرے۔ البتہ اعتراف نعمت کے طور پر جائز ہے۔ کیونکہ یہ تو طاعت پر اظہار مسرت ہے اور اس کا تذکرہ تو شکریہ کی قسم ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی (تقویٰ والوں کو وہی خوب جانتا ہے) بس اس کے جاننے پر اکتفاء کرو لوگوں کو بتلانے کی حاجت نہیں اور اس کا بدلہ کافی ہے لوگوں کی ثناء کی ضرورت نہیں۔

آیت ۳۳: اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی (کیا آپ نے ایسے شخص کو بھی دیکھا جس نے روگردانی کی) ایمان سے اعراض کیا۔

## اسلام کے بعد کفر اختیار کیا:

آیت ۳۴: وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ اَکْدٰی (اور تھوڑا مال دیا اور بند کر دیا) اپنا عطیہ دینا بند کر دیا اور اس کے دینے سے رک گیا۔ اکدی اصل میں اکداء الحاضر سے لیا گیا۔ وہ یہ ہے کہ کھودتے میں سامنے سخت چٹان آ جائے اور وہ اس کو کھودنے سے روک دے۔

قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے اسلام کے بعد کفر اختیار کیا۔

ایک قول یہ ہے: ولید بن مغیرہ کے متعلق اتری۔ اس نے قریب تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کر لی مگر بعض کفار نے اس کو عار دلائی۔ اور کہنے لگے تو نے اپنے بڑوں کا دین چھوڑ دیا اور خیال کیا کہ وہ جہنمی ہیں۔ اس نے جواب دیا مجھے خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو۔ دوسرا کافر کہنے لگا میں اس کا ضامن ہوں اگر وہ اپنے مال میں سے کچھ حصہ دے اور اپنے شرک کی طرف لوٹ آئے۔ تو وہ اس کی طرف سے عذاب الٰہی کو اٹھا لے گا۔ ولید نے ایسا کر دیا اور اس مال کا کچھ حصہ اس کو دیا جس نے اس شرط پر ضمانت اٹھائی پھر بقیہ کے متعلق بخل اختیار کرتے ہوئے رک گیا۔

آیت ۳۵: اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی (کیا اس کے پاس علم غیب ہے کہ اس کو دیکھ رہا ہے) جس سے وہ جانتا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے لئے اس کی ضمانت اٹھائی ہے وہ برحق ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ

کیا اسے ان مضامین کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہیں اور جو ابراہیم کے صحیفوں میں ہیں کہ جس نے پوری بجا آوری کردی یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا

وِّزْرَ اُخْرٰی ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰی ﴿۴۰﴾ ثُمَّ

دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور یہ کہ انسان کے لئے نہیں ہے مگر وہی جو کچھ اس نے کمایا اور یہ کہ اس کی سعی عنقریب دیکھ لی جائے گی' پھر

يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰی ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ

اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا' اور یہ کہ تیرے رب کے پاس پہنچنا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے اور یہ کہ وہی

اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی ﴿۴۶﴾

مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور یہ کہ اسی نے جوڑے پیدا کئے یعنی مذکر اور مونث نطفے سے جبکہ وہ ڈالا جاتا ہے'

آیت ۳۶: اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی (کیا اس کو اس مضمون کی خبر نہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں ہے) صحف موسیٰ سے تورات مراد ہے۔

## پوری وفاء والے:

آیت ۳۷: وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِیْ وَفّٰی (اور ابراہیم کے صحیفوں میں جس نے احکام کی پوری بجا آوری کی) ابراہیم سے صحف ابراہیم میں۔ وَفّٰی۔ توفیر و تکمیل کی۔ جیسا دوسرے مقام پر فرمایا فَاَتَمَّهُنَّ۔ [البقرہ۔۱۲۴] اور وَفّٰی کو مطلقاً ذکر کیا۔ تاکہ ہر وفاء کو شامل ہو۔

قراءت: یہ تخفیف سے وفی پڑھا گیا ہے۔ تشدید تو وفاء میں مبالغہ کو ظاہر کرنے کیلئے ہے۔

قول حسن رحمہ اللہ: اللہ تعالیٰ نے جوان کو حکم دیا انہوں نے اسے پورا کر دیا۔

عطاء بن السائب رحمہ اللہ: انہوں نے عہد کیا کہ وہ مخلوق سے سوال نہ کرے گا۔ جب ان کو آگ میں ڈالا گیا۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے ان کو کہا۔ کیا کوئی کام میرے ذمہ ہے؟ انہوں نے کہا حاجت تو ہے مگر تجھ سے نہیں؟ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انہوں نے ہر روز صدر نہار میں چار رکعت پڑھنے کا عہد کیا تھا اس کو پورا کیا۔ (طبرانی' ابی حاتم)

اور یہی صلوٰۃ الضحٰی ہے روایت میں وارد ہے۔ کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ بتلاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل جس نے وفا کی۔ کیوں فرمایا؟ اس لئے کہ آپ صبح اور شام کو یہ کلمات پڑھتے تھے فسبحان اللّٰہ حین تمسون. الی حین تظهرون (رواہ احمد ۳/۴۳۹)



BestUrduBooks.wordpress.com

ایک قول یہ ہے: انہوں نے فرمانبرداری کا حصہ پورا کردیا اور وہ تمیں خصائل تین حصے ہیں۔ نمبرا۔ دس توبہ میں التائبون سے مذکور ہیں۔ نمبر۲۔ اور دس احزاب میں مذکور ہیں ان المسلمین الآیۃ اور نمبر۳۔ دس المؤمنون میں قد افلح المؤمنون۔

آیت ۳۸: پھر موسیٰ وابراہیم علیہما السلام کے صحف کا مضمون بتلایا۔ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر نہیں اٹھا سکتا) تزر یہ وزر یزر سے لیا گیا۔ جبکہ کوئی گناہ کرلے۔ وزر گناہ کو کہتے ہیں۔ ان مخففہ من المثقلہ ہے۔ معنی یہ ہے شان یہ ہے کہ گناہ نہ اٹھائے گا۔ ہٗ ضمیر شان ہے۔ اور اَنْ اور ما بعد کا محل مجرور ہے کیونکہ یہ ما فی صحف موسٰی سے بدل ہے۔ نمبر۲۔ محلاً مرفوع ہے۔ ھو الا تزر۔ گویا کسی کہنے والے نے کہا ابراہیم وموسیٰ کے صحائف میں کیا ہے؟ تو جواب آیا۔ الاتزر وازرة وزر اخرٰی۔ یعنی کوئی نفس دوسرے نفس کا گناہ نہ اٹھائے گا۔

## دوسرے کی کوشش کام دے گی:

آیت ۳۹: وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (اور انسان کے لئے صرف اپنی ہی کمائی ملے گی) ماسعی یعنی اس کی کوشش۔ اور یہ بھی ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام کے صحائف کی بات ہے۔ میت کی طرف سے صحیح روایات میں صدقہ اور حج کرنا مذکور ہے۔ تو اس کے متعلق اقوال ہیں۔ نمبرا۔ اس کو دوسرے کی کوشش کام نہ دے گی جب تک اپنی کوشش نہ ہوگی۔ اور وہ اپنی کوشش ایمان کا پایا جانا ہے۔ اس صورت میں دوسرے کا عمل گویا اس کا اپنا عمل شمار ہوگا۔ کیونکہ وہ ایمان کے تابع اور ایمان کے ساتھ قائم ہے۔ اور اس وجہ سے کہ غیر کی کوشش اس کو کام نہ دے گی۔ جبکہ وہ اپنی ذات کی خاطر کرے۔ مگر جب اس نے اس کی نیت کرلی تو وہ اس کام میں اس کا نائب ووکیل اور قائم مقام ہوگیا۔

آیت ۴۰: وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى (اور یہ کہ انسان کی کوشش بہت جلد دیکھی جائے گی) یعنی وہ اپنی کوشش وکارکردگی قیامت کے دن اپنے میزان میں دیکھے گا۔

آیت ۴۱: ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى (پھر اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا) پھر بندے کو اس کی کوشش کا بدلہ دیا جائے گا۔ عرب کہتے ہیں جزاہ اللّٰہ عملہ۔ و جزاء علی عملہ۔ حذف جار کے ساتھ فعل کے ساتھ ملا کر۔ معنی دونوں طرح یکساں ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ ضمیر جزاء کی طرف راجع ہو۔ پھر اس کی تفسیر فرمائی۔ الجزاء الاوفی۔ پوری جزاء یا اس کے بدلے میں دے گا۔

آیت ۴۲: وَ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى (اور یہ کہ سب آپ کے رب کے پاس پہنچنا ہے) یہ تمام باتیں صحف اولیٰ کی ہیں۔ المنتھٰی۔ یہ مصدر ہے جس کا معنی انتہاء ہے۔ مخلوق اسی تک پہنچے گی اور اس کی بارگاہ میں لوٹے گی۔ جیسا کہ فرمایا۔ والی اللّٰہ المصیر۔ [آل عمران۔ ۲۸]

آیت ۴۳: وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى (اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے) یعنی ہنسنے اور رونے کو اسی نے پیدا کیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَنَّ عَلَیْهِ النَّشْاَۃَ الْاُخْرٰی ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰی وَاَقْنٰی ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰی ﴿۴۹﴾

اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے دوبارہ پیدا کرنا اور یہ کہ اسی نے دولت دی اور پونجی اور یہ کہ وہی شعریٰ کا رب ہے

وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰی ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَا فَمَا اَبْقٰی ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ

اور یہ کہ اس نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا اور ثمود کو بھی سو باقی نہیں رکھا' اور اس سے پہلے نوح کی قوم کو' بیشک یہ لوگ خوب بڑھ کر ظالم

اَظْلَمَ وَاَطْغٰی ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰی ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰی ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی ﴿۵۵﴾

اور سرکش تھے اور الٹی ہوئی بستیوں کو پھینک دیا' سو ان بستیوں کو ڈھانپ لیا جس چیز نے ڈھانپا ہو تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں میں شک کرتا رہے گا۔

هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

یہ ایک ڈرانے والا ہے پرانے ڈرانے والوں میں سے' جلدی آنے والی قریب آ پہنچی' اللہ کے سوا اس کا کوئی ہٹانے

كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ

والا نہیں' کیا اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو اور

اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدۃ

تم تکبر کرتے ہو' سو اللہ کو سجدہ کرو اور عبادت کرو۔

السجدۃ ۷ ع ۳

**ایک قول:** نمبر۱۔ اس نے حزن و مزاح کو پیدا کیا۔ نمبر۲۔ وہ مؤمن کو عطیات دیکر آخرت میں ہنسائے گا اور دنیا میں نوائب و مصائب سے رلائے گا۔

آیت ۴۴: وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْیَا (اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے) **ایک قول یہ ہے:** اس نے باء کو موت دی اور بیٹوں کو زندہ کیا۔ نمبر۲۔ کفر سے موت اور ایمان سے زندگی۔ نمبر۳۔ یہاں موت دی اور وہاں زندہ کر دیا۔

آیت ۴۵: وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی (اور یہ کہ وہی دونوں قسم نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہے)

آیت ۴۶: مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی (جب نطفہ رحم میں ڈالا جاتا ہے)۔ جبکہ رحم میں ٹپکایا جائے عرب کہتے ہیں مَنیٰ وَاَمنیٰ

آیت ۴۷: وَاَنَّ عَلَیْهِ النَّشْاَۃَ الْاُخْرٰی (اور یہ کہ دوبارہ پیدا کرنا اسی کے ذمہ ہے) موت کے بعد زندہ کرنا۔

آیت ۴۸: وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰی وَاَقْنٰی (اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور سرمایہ دے کر باقی رکھتا ہے) اقنٰی۔ کا معنی۔ القنیہ یعنی مال دیتا ہے۔ قنیه وہ مال جس کو محفوظ کر کے پکا ارادہ ہو کہ اس کو اپنے ہاتھ سے نہ نکالے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت۴۹: وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰی (اور یہ کہ وہی رب ہے شعریٰ کا) شعریٰ ستارہ ہے جو جوزاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ جبکہ موسم شدید گرمی کا ہوتا ہے۔ بنوخزاعہ اس کی پوجا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو ان کے بنائے ہوئے معبود کا رب ہے۔

آیت۵۰: وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَ نِ الْاُوْلٰى (اور یہ کہ اس نے قوم عاد کو ہلاک کیا) یہ ہود علیہ السلام کی قوم ہے۔ عاد اخری قوم ثمود کا لقب ہے۔

قراءت: مدنی' بصری نے سوائے سہل کے تنوین کو لام میں مدغم کرکے پڑھا۔ عَادَ لُّوْلٰى ۔ اور ہمزہ اولیٰ کو گرایا۔ اور اس کا ضمہ لام تعریف کی طرف منتقل کردیا۔

آیت۵۱: وَثَمُوْدَاْ فَمَآ اَبْقٰى (اور ثمود کو بھی کہ ان میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا) حمزہ' عاصم نے ثمود ا پڑھا۔ باقی قراء نے وثمودًا پڑھا۔

نحو: اس کا عطف عادًا پر ہے یہ فما ابقٰی کی وجہ سے منصوب نہیں ہے۔ کیونکہ فا کا مابعد ماقبل پر عامل نہیں بن سکتا۔ تم اس طرح نہیں کہہ سکتے۔ زیدًا فضربت ۔ اسی طرح نفی کے مابعد کا حال ہے کہ وہ بھی ماقبل میں عمل نہیں کرتا۔ معنی یہ ہے۔ اھلک ثمود فما ابقاھم۔ اس نے ثمود کو ہلاک کیا پس ان کو باقی نہ چھوڑا۔

آیت۵۲: وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ (اور ان سے پہلے قوم نوح کو) یعنی قوم نوح کو عاد وثمود سے پہلے ہلاک کیا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى (بیشک وہ سب سے زیادہ ظالم اور شریر تھے) عاد وثمود سے بڑھ کر۔ کیونکہ وہ نوح علیہ السلام کو اتنا مارتے یہاں تک کہ ان میں حرکت نہ رہتی۔ اور ان سے دوسروں کو نفرت دلاتے یہاں تک کہ اپنے بچوں کو ان کی بات سننے سے ڈراتے۔

آیت۵۳: وَالْمُؤْتَفِكَةَ (اور الٹی ہوئی بستیاں) وہ بستیاں جن کو ان کے رہنے والوں سمیت پلٹ دیا۔ وہ قوم لوط علیہ السلام ہے۔ عرب کہتے ہیں۔ أفكه فانتفک۔ اس کو الٹا تو وہ الٹ گیا۔

اَهْوٰى (پھینک مارا) ان کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پر کے کنارہ پر زمین سمیت اٹھایا۔ پھر زمین پر دے مارا۔

نحو: المؤتفكة۔ یہ اھوٰی کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

آیت۵۴: فَغَشّٰهَا (پھر ان بستیوں کو گھیر لیا) مَا غَشّٰى (جس چیز نے گھیر لیا) ما کا ابہام اس عذاب کی خوفناکی اور بڑائی کو ظاہر کررہا ہے۔ جو ان پر برسایا گیا۔ ان پر تہہ بہ تہہ پتھر برسائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کسی نعمت میں شک ہے؟

آیت ۵۵: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکَ تَتَمَارٰی (پس تو اپنے رب کی کونسی نعمت میں شک کرتا ہے) اے مخاطب تتماری (شک کرنا) کیا ان نعمتوں کے ساتھ جن سے تمہیں انعامات کا والی بنایا۔ نمبر۲۔ یا وہ نعمتیں جو ناراضگی کی طرف سے تیرے لئے کفایت کرتی ہیں۔ نمبر۳۔ کونسی نعمتوں کے سبب سے جو تیرے رب کی ربوبیت ووحدانیت پر دلالت کرنے والی ہیں ان میں سے کس میں تو شک کرتا ہے۔

آیت ۵۶: هٰذَا نَذِیْرٌ (یہ ایک ڈرانے والا ہے) یہ من جملہ ان پہلے آئی ہوئی تنبیہات کے ایک تنبیہ ہے نذیر سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں، مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی (پہلے ڈرانے والوں میں سے ہے) اولی۔ جماعت کا لحاظ کر کے کہا۔ یا ہذا القرآن یہ قرآن پہلے نذیروں میں سے ایک نذیر ہے۔ یعنی یہ انذار کوئی نیا نہیں بلکہ پہلے انذارات کی جنس سے ہے وہ انذارات جن سے تم سے پہلے لوگوں کو ڈرایا گیا۔

آیت ۵۷: اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ (وہ جلدی آنے والی قریب آپہنچی) جس کی قرب سے صفت کی گئی ہے جیسا اس ارشاد میں ہے اقتربت الساعة [القمر۔۱]

آیت ۵۸: لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ (اللہ تعالیٰ کے سواء اس کو کوئی ہٹانے والا نہیں) اس کو کوئی نفس دور نہیں کر سکتا وہ واضح ہے کہ کب قائم ہوگی۔ جیسا کہ فرمایا لایجلیها لوقتها الاهو [الاعراف۔۱۸۷]

یا اس کو کوئی نفس دور نہیں کر سکتا یعنی جو دور کرنے پر قادر ہو۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اس کو برپا کر دیں گے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

آیت ۵۹: اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ (کیا تم اس کلام خداوندی سے تعجب کرتے ہو) الحدیث سے قرآن مراد ہے تم انکار کرتے ہو تعجب کرتے ہو۔

آیت ۶۰: وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ (اور تم ہنستے ہو۔ اور روتے نہیں ہو) تم مذاق کے طور پر ہنستے ہو اور ڈرتے ہوئے روتے نہیں ہو۔

آیت ۶۱: وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ (اور تم تکبر کرتے ہو) اس سے غافل ہو اور تم کھیل کود کرنے والے ہو۔ کفار جب قرآن سنتے غناء سے اس کا مقابلہ کرتے۔ تاکہ لوگوں کو اس کے سننے سے مشغول کریں۔

آیت ۶۲: فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا (پس تم اللہ ہی کیلئے سجدہ کرو اور اسی ہی کی عبادت کرو) اور اس کے سواء غیر اللہ کی عبادت مت کرو۔

الحمدللہ بعد العشاء تفسیری ترجمہ لیلۃ الجمعہ مکمل ہوا



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ القمر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اسکی پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ②

قیامت قریب آپہنچی اور چاند شق ہو گیا' اور یہ لوگ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو ابھی ختم ہو جانے والا ہے

وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ③ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ

اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کا اتباع کیا' اور ہر بات قرار پانے والی ہے' اور بلاشبہ ان کے پاس ایسی خبریں آئی ہیں جن میں بڑا سامان

مُزْدَجَرٌ ④ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ⑤ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى

عبرت ہے یعنی اعلیٰ درجے کی حکمت ہے۔ سو ڈرانے والی چیزیں ان کو کچھ فائدہ نہیں دے رہی ہیں۔ سو آپ ان سے اعراض کیجئے جس دن بلانے والا ایک

شَيْءٍ نُّكُرٍ ⑥ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ⑦

چیزوں کی طرف بلائے گا جو ناگوار ہوگی' انکی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی' قبروں سے نکل رہے ہوں گے جیسے ٹڈیاں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں'

مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ⑧ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ

بلانے والے کی طرف دوڑتے ہوئے جا رہے ہوں گے' کافر لوگ کہیں گے کہ یہ بڑا سخت دن ہے۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے

فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ⑨

جھٹلایا سو انہوں نے ہمارے بندہ کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ یہ دیوانہ ہے اور اسے جھڑک دیا گیا

وقف لازم

### معجزۂ شق قمر:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ○

قیامت نزدیک آپہنچی اور چاند شق ہو گیا۔ اور یہ لوگ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ٹال دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

جو ابھی ختم ہو جائے گا اور ان لوگوں نے جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر بات کو قرار آ جاتا ہے۔
آیت ۱: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ قیامت قریب آ گئی۔ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ قراءت: وقد انشق پڑھا گیا مطلب یہ ہو گا۔ قیامت قریب آ گئی اور اس کے قرب کے نشانات بھی ظاہر ہو گئے۔ کہ چاند پھٹ گیا ہے۔ یہ اس طرح ہے جیسا محاورہ میں کہتے ہیں۔ اقبل الامیر وقد جاء البشر بقدومہ۔ امیر آ رہا ہے اور اس کی آمد کی اطلاع کرنے والا آ چکا ہے۔

## قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

میں نے خود حراء کو چاند کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ ایک قول یہ ہے: اس کا معنی یہ ہے۔ قیامت کے دن پھٹ جائے گا۔

## قول جمہور:

کہ یہ معجزہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوا۔ یہ بخاری و مسلم میں مروی ہے۔
**سوال**: اگر چاند پھٹتا تو اطراف کے لوگوں پر مخفی نہ رہتا۔ اور اگر کفار کے ہاں ظاہر ہوا ہوتا تو وہ اس کو نقل کرتے اور نقل متواتر سے نقل کرتے۔ کیونکہ طبائع عجیب اشیاء کو پھیلانے کی عادی ہیں۔
**جواب**: ممکن ہے بادل کی وجہ سے ان کے سامنے نہ آیا ہو۔ (جب واقعہ رات کا ہے تو کونسا ہر وقت لوگ رات کو آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہیں)
آیت ۲: وَاِنْ يَّرَوْا (اگر اہل مکہ دیکھتے ہیں۔) اٰيَةً (ایسی نشانی) جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر دلالت کرتی ہو۔ يُعْرِضُوْا وہ اس پر ایمان لانے سے اعراض کر رہے ہیں۔ وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ مضبوط و طاقتور جادو۔ یہ المرة سے بنا ہے جس کا معنی قوت ہے۔ نمبر ۲۔ ہر وقت چھا دینے والا۔ نمبر ۳۔ گزر کر ختم ہو جانے والا۔ زائل اور نابود ہونے والا۔
آیت ۳: وَكَذَّبُوْا اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا۔ وَاتَّبَعُوْا اَهْوَآءَهُمْ اھواء جو شیطان نے ان کے سامنے پیش کیا کہ ظاہر ہونے کے بعد بھی حق کو روکا۔ وَكُلُّ اَمْرٍ امر سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ مراد ہے۔ مُّسْتَقِرٌّ اپنے وقت میں ہو کر رہے گا۔ ایک قول یہ ہے: کل ہر مقدرہ پر واقع ہو گی اور ایک قول: ہر کام ان کے کاموں میں عنقریب ثابت اور ثواب و عقاب کے ظہور کے وقت قائم ہو جائے گا۔
آیت ۴: وَلَقَدْ جَآءَهُمْ (اور ان لوگوں کے پاس آ چکی ہیں)۔ ھم سے اہل مکہ مراد ہیں۔ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ (اتنی خبریں)۔ قرآن مجید میں جو قرون گزشتہ کی خبریں دی گئی ہیں۔ یا آخرت کے حالات اور خبریں اور کفار کو ہونے والے عذاب کی تفصیلات جو بیان کر دی گئی ہیں۔ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ (کہ ان میں کافی عبرت ہے)۔ کفر سے روک، تنبیہ و ممانعت ہے جیسا تم کہو۔ زجرتہ و ازدجرتہ، یعنی میں نے اس کو روکا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَائِدَة: ازدجر اصل میں ازتجر ہے۔ تاء کو دال سے بدل دیا کیونکہ تاء حرف مہموس ہے۔ اور راء مجہور ہے۔ تاء کو حرف مجہور سے بدل لیا۔ تاکہ مناسب ہو جائیں یہ کتاب سیبویہ کے آخر میں مذکور ہے۔

آیت ۵: حِكْمَةٌ (وہ دانشمندی ہے)۔ نَحْو: یہ ما سے بدل ہے۔ نمبر۲۔ هو حكمة ۔بَالِغَةٌ (اعلیٰ درجہ کی)۔ انتہائی درست یا نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان تک پہنچنے والی ہے۔ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ لیکن خوف دلانے والی چیز ان کو کچھ فائدہ ہی نہیں دیتی ہے۔

نَحْو: ما نفی کیلئے ہے اور النذر مصدر بمعنی انذار ہے۔

## قیامت کا ہولناک منظر:

آیت ۶: فَتَوَلَّ عَنْهُمْ (پس آپ ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجئے)۔ اس لئے کہ آپ جانتے ہیں کہ ڈرانا ان کے کچھ کام نہ آئے گا۔ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ (جس دن ایک بلانے والا فرشتہ بلائے گا)۔ نحو' قراءت: یہ یخرجون کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۲۔ اذکر کا ظرف ہونے کی وجہ۔ الداعي الى الداعي۔ میں سہل' یعقوب و مکی نے دونوں میں یاء پڑھے۔ اور مدنی نے ان کی موافقت کی۔ ابو عمرو نے وصل میں جنہوں نے یاء کو ساکت کیا اور کسرہ پر اکتفاء کیا۔ اور یدع سے واؤ کو حذف کیا کتابت میں اتباع لفظی کی وجہ سے۔ الداعي ۔ یہ اسرافیل علیہ السلام ہونگے۔ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ (ناگوار چیز کی طرف) ناگوار سوا کن ہونے کی وجہ سے لوگ اس کو جاننا بھی گوارہ نہ کریں گے۔ کیونکہ اس جیسی چیز کا آج تک سامنا نہیں ہوا۔ اور وہ قیامت کا ہولناک منظر ہے۔

قراءت: نُكْر ۔ مکی نے کاف کو تخفیف سے پڑھا ہے۔

آیت ۷: خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ (ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی) قراءت: عراقی قراء نے سوائے عاصم کے خاشعا پڑھا ہے۔

نَحْو: یہ خارجین سے حال ہے۔ اور یہ آنکھوں کا فعل ہے۔ اور مذکر لایا گیا ہے جیسا کہتے ہیں یخشع ابصارهم دیگر قراء نے خُشعًا پڑھا اور یخشعن ابصارهم مؤنث کا معنی لیا۔ یہ ان کی لغت ہے جو کہتے ہیں اکلوني البراغيث ۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ خُشعًا میں هم ضمیر ہو اور ابصارهم اس سے بدل ہو۔ اور خشوع ابصار یہ ذلت سے کنایہ ہو کیونکہ قیامت کے روز ذلیل کی ذلت اور عزیز کی عزت آنکھوں میں ظاہر ہو رہی ہوگی۔ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ (قبروں سے نکل رہے ہوں گے)۔ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ (ایسے جیسے ٹڈی پھیل جاتی ہے)۔ کثرت تعداد اور ہر جانب منتشر ہونے سے تشبیہ دی۔ کہ انسان بھی کثرت و موجیں مارنے میں ٹکڑی کی طرح ہونگے۔ کثیر اور موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارنے والے لشکر کو کہتے ہیں۔ جاؤ وا کالجراد وہ لشکر آیا ٹکڑی کی طرح کثرت میں ایک دوسرے میں گھسا چاہتا ہے۔

آیت ۸: مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ (بلانے والے کی آواز کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہونگے)۔ اپنی گردنوں کو اٹھائے تیزی سے جا رہے ہونگے۔ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ (اور کافر کہتے ہونگے یہ دن بڑا سخت ہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ⑩ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ⑪ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا

سو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ بیشک میں مغلوب ہوں میری مدد فرمائیے سو ہم نے آسمان کے دروازے خوب زیادہ برسنے والے پانی سے کھول دیئے اور ہم نے زمین میں چشمے جاری کر دیئے

فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ⑫ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ⑬ تَجْرِیْ بِاَعْيُنِنَا

پھر پانی اس کام کے لئے مل گیا جس کا فیصلہ کر دیا گیا تھا اور ہم نے نوح کو تختوں اور میخوں والی کشتی پر سوار کر دیا جو ہماری نگرانی میں چل رہی تھی

جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ⑭ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑮ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ ⑯

یہ اس شخص کا بدلہ لینے کے لئے کیا گیا جس کی ناقدری کی گئی اور بلاشبہ ہم نے اس واقعہ کو عبرت بنا کر چھوڑ دیا سو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑰

اور البتہ یہ یقینی بات ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا سو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔

## تکذیبِ رسل کا مرض:

آیت ۹: كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ (ان سے پہلے جھوٹا قرار دیا۔) اہل مکہ سے پہلے قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا (قوم نوح نے اور ہمارے بندے کی تکذیب کی)۔ عبدنا سے نوح علیہ السلام مراد ہیں۔

تکذیب کو دوبارہ لائے۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ انہوں نے تکذیب کے بعد تکذیب کی۔ جب ان میں سے ایک جھٹلانے والی قرن چلی گئی اس کے بعد ایک قرن اور تکذیب کرنے والی آ گئی۔ نمبر۲۔ قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا پھر انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی۔ مطلب یہ ہے جب وہ شدت سے رسولوں کے انکاری تھے اور سرے سے نبوت کے ہی قائل نہ تھے آخر میں نوح کو بھی جھٹلا دیا کیونکہ وہ بھی من جملہ رسولوں میں سے تھے۔

وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ (اور کہا یہ دیوانہ ہے)۔ (ای هو مجنون) وہ دیوانہ ہے۔ وَازْدُجِرَ (اور اس کو دھمکی دی گئی)۔ انہوں نے گالی گلوچ اور قتل کی دھمکی دی تا کہ ادائے رسالت سے باز رہیں۔ نمبر۲۔ ان کے منجملہ اقوال میں سے یہ بات تھی۔ کہ وہ کہنے لگے وہ مجنون اور اس کو جنات نے مخبوط الحواس کر دیا اور بے عقل بنا دیا کذا قال مجاہد۔

آیت ۱۰: فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ (تو نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں درماندہ ہوں)۔ تو ان سے انتقام لے۔ انی سے پہلے باء سببیہ محذوف ہے۔ اس لئے کہ میں مغلوب ہوں میری قوم نے مجھ پر غلبہ کیا اور میری بات نہ سنی اور ان کے جواب سے مایوسی پختہ ہوگئی۔ فَانْتَصِرْ (تو میرا ان سے انتقام لے) اس عذاب کے ذریعہ جو آپ ان پر بھیجیں گے۔

آیت ۱۱: فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ (پس ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: شامی' یزید' سہل' یعقوب نے ففتّحنا پڑھا ہے۔

بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ (کثرت سے برسنے والے پانی سے)۔ جو پے درپے اور کثرت سے بہنے والا ہو۔ وہ پانی چالیس دن تک منقطع نہ ہوا۔

آیت ۱۲: وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا (اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے)۔ ہم نے تمام زمین کو ایسا کر دیا گویا اس سے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔

بلاغت: یہ جملہ اس سے زیادہ بلیغ ہے۔ و فجرنا عیون الارض۔ فَالْتَقَى الْمَآءُ (پھر پانی مل گیا۔) یعنی آسمان وزمین کا۔

قراءت: الماءان بھی پڑھا گیا یعنی دو قسم کا پانی ارضی وسماوی۔

عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ (اس کام کے پورا ہونے کے لئے جو تجویز ہو چکا تھا) تاکہ اسی حالت میں پورا ہو جس کے مطابق اس نے جیسا چاہا طے کیا۔ نمبر۲۔ اس کے مطابق جیسا لوح محفوظ میں مقدور ومندرج تھا کہ ایسا ہوگا۔ اور وہ قوم نوح کی طوفان سے ہلاکت مراد ہے۔

آیت ۱۳: وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ (اور ہم نے لوح کو ایک تختوں اور میخوں والی کشتی پر سوار کر دیا۔) اس سے مراد کشتی ہے۔ یہ وہ صفات ہیں جو موصوف کے قائم مقام ہیں اور آسکتی ہیں۔ اور اس کا نائب بن سکتی ہیں کہ اس میں اور اس میں کوئی بھی فاصلہ نہیں جیسے شاعر کا قول ہے۔ ولکن قمیصی مسرودۃ من حدید۔ مراد شاعر کی یہ ہے لکن قمیصی درع۔

آیت میں غور کرو کہ اگر تم کشتی اور الواح وکیل جمع کرو تو یہ صحیح نہیں۔ (اصل ونائب جمع نہیں ہوتے) یہ فصیح وبدیع کلام ہے۔ الدسر جمع دسار کی ہے اور وہ کیل کو کہتے ہیں۔ مسمار بروزن فعال۔ یہ دسرہٗ سے لیا گیا جس کا معنی دھکیلنا ہے۔ کیونکہ کیل سے اس کے سوراخوں کو پاٹا جاتا ہے۔

آیت ۱۴: تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا (وہ ہماری نگرانی میں چل رہی تھی۔) نمبر۱۔ ہماری نگرانی میں۔ نمبر۲۔ ہماری حفاظت میں۔ نحو: باعیننا یہ تجری کی ضمیر سے حال ہے۔ ای محفوظۃً بنا۔ اس حال میں کہ وہ ہماری حفاظت میں تھی۔ جَزَآءً (بدلہ لینے کیلئے۔) نحو: یہ ماقبل فتح ابواب السماء وغیرہ کیلئے مفعول لہ ہے یعنی ہم نے یہ بدلہ لینے کیلئے کیا۔ لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ (جس کی ناقدری کی گئی تھی)۔ من سے نوح علیہ السلام مراد ہیں۔ نوح علیہ السلام کو مکفور قرار دیا کیونکہ پیغمبر اللہ تعالیٰ کی نعمت ورحمت ہے۔ ارشاد فرمایا۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمين [الانبیاء۔۱۰۷] پس نوح علیہ السلام وہ نعمت ہوئے جس کی ناقدری کی گئی۔

## کشتی نوح جودہ پر:

آیت ۱۵: وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَا (اور ہم نے اس واقعہ کو عبرت کیلئے رہنے دیا۔) ھا سے مراد کشتی یا ان کا وہ واقعہ جس کو نشانی بنا دیا جس



BestUrduBooks.wordpress.com

سے عبرت حاصل کی جاتی ہے۔قول قتادہ رحمہ اللہ: اس کشتی کو ارض جزیرہ میں باقی رکھا۔

## ایک قول:

جودی پر باقی رکھا اور اس امت کے پہلے لوگوں نے وہ کشتی دیکھی۔

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔) مدکر نصیحت وعبرت حاصل کرنے والا۔ یہ اصل میں مذتکر ہے۔تا کو دال سے بدل دیا اور دال۔ ذال کا ایک مقام ہے۔ایک دوسرے میں ادغام کردیئے گئے۔

آیت ۱۶: فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ (پھر دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا)۔نذر جمع نذیر ہے اور وہ انذار مصدر کے معنی میں ہے۔قراءت: ونذری یعقوب نے دونوں جگہ پڑھا۔وصل میں سہل سے اس کے موافق اور دیگر قراء نے بغیر یاء کے پڑھا اور آخر سورت تک قراء کا یہی اختلاف ملحوظ رہے۔

آیت ۱۷: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ (اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کردیا ہے)۔نصیحت اور یاد کرنے کیلئے آسان کردیا۔اس طرح کہ کافی شافی مواعظ اس میں رکھ دیئے اور وعدے اور وعیدیں بار بار بیان کردیں۔فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔مدکر بمعنی نصیحت حاصل کرنے والا۔ایک قول یہ ہے: حفظ کیلئے اس کو آسان کردیا۔اور جو اس کو یاد کرنے کا ارادہ کرے اس کی مدد و اعانت کردی۔کیا کوئی حفظ کا طالب ہے کہ اس کی اعانت کی جائے؟

روایت میں ہے کہ اہل ادیان کی کتب یعنی تورات' انجیل' ان کو دیکھ کر ہی پڑھ سکتے تھے۔ان کو حفظ نہ کرسکتے تھے۔جیسا کہ قرآن کو کرسکتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا

جھٹلایا قوم عاد نے سو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا ' بیشک ہم نے ان پر سخت ہوا بھیج دی

فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ

ایسے دن میں جو نحوست والا تھا دیر تک رہنے والا تھا وہ ہوا لوگوں کو اکھاڑ کر پھینک رہی تھی گویا کہ وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں' سو کیسا ہوا

ع ۱ ۲۲ ۸ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾

میرا عذاب اور میرا ڈرانا اور یہ بات یقینی ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا' سو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ إِنَّآ إِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ

قوم ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا' سو انہوں نے کہا کیا ہم ایسے انسان کا اتباع کریں جو ہمیں میں سے ایک شخص ہے' بیشک اس صورت میں تو ہم بڑی گمراہی اور

وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ

دیوانگی میں جا پڑیں گے' کیا ہم سب کے درمیان سے اسی پر وحی نازل کی گئی؟ بلکہ بات یہ ہے کہ یہ بڑا جھوٹا ہے شیخی باز ہے' عنقریب کل کو جان لیں گے کہ

الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿۲۶﴾ إِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ

کون ہے بڑا جھوٹا شیخی باز' بیشک ہم اونٹنی کو بھیجنے والے ہیں ان کی آزمائش کے لئے' سو آپ ان کو دیکھتے رہئے اور صبر کیجئے' اور آپ انہیں بتا دیں

أَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى

کہ بیشک پانی تقسیم ہے ان کے درمیان ہر ایک اپنے پلانے کی باری پر حاضر ہوا کرے' سو انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا سو اس نے حملہ کر دیا

فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا

اور کاٹ ڈالا' سو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا' بیشک ہم نے ان پر ایک چیخ بھیج دی سو وہ ایسے ہو گئے

كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾

جیسے باڑ لگانے والے کا چورا ہو' اور بلاشبہ یہ بات حق ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا سو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا

آیت ۱۸: كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ (قوم عاد نے جھٹلایا پس میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا۔) عذاب کے اترنے سے پہلے جو ڈراوے ان کی طرف بھیجے۔ نمبر۲۔ ان کو سزا دینے میں بعد والوں کیلئے جو ڈراوے تھے۔

آیت ۱۹: اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا (ہم نے ان پر ایک تند ہوا چھوڑ دی)۔ صر صر :ٹھنڈی یا نمبر۲۔ سخت آواز والی۔

فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ (نحوست کے دنوں میں)۔ مُّسْتَمِرٍّ (دوامی شر والے)۔ وہ عذاب ان پر مسلط رہا یہاں تک کہ ان کو ہلاک کر دیا۔ یہ مہینہ کی آخری تاریخ بدھ کا دن تھا۔

## ہوا نے اس کے مقامات سے اُکھاڑ پھینکا:

آیت ۲۰: تَنْزِعُ النَّاسَ (وہ ہوا لوگوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر پھینک رہی تھی)۔ ان کے مقامات سے اکھاڑتی تھی۔ وہ صف باندھے ایک دوسرے کے ہاتھ تھام کر کھڑے ہو جاتے۔ گھاٹیوں میں داخل ہو گئے اور گڑھے کھود کر ان میں گھس گئے ہوا نے ان کو وہاں سے کھینچ لیا اور اوندھے منہ گرا کر ان کی گردنیں توڑ ڈالیں۔ کَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ (گویا وہ اکھڑے ہوئے کھجور کے درختوں کے تنے ہیں)۔ کھجور کا تنا جس کو زمین سے اکھیڑ لیا جائے۔ ان کو کھجور کے تنوں سے مشابہت دی کیونکہ ہوا ان کے سروں کو کاٹ ڈالتی وہ جسد بلا سر رہ جاتے اور زمین پر مردہ ہو کر گر پڑتے ان کے جسم لمبے لمبے تھے۔

## ایک نکتہ:

نخل کے لفظ کا لحاظ کر کے صفت لائی گئی اگر اس کے معنی کا لحاظ کریں تو مؤنث ہوگا۔ جیسا دوسرے مقام پر فرمایا۔ اعجاز نخل خاویۃ۔

آیت ۲۱: فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ نُذُرِ (پس دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا)۔

آیت ۲۲: وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (اور ہم نے قرآن کو نصیحت کیلئے آسان کر دیا تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔)

آیت ۲۳: كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ (ثمود نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔)

## پیغمبر کی بات کو غلطی اور جنون کہا:

آیت ۲۴: فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا (کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کی اتباع کریں گے۔ جو ہماری جنس کا آدمی ہے اور اکیلا ہے) بشرًا منصوب ہے اس فعل کی بنا پر نتبعه جس کی تفسیر کر رہا ہے۔ تقدیری عبارت ہے۔ انتبع بشرًا منا واحدًا۔ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ اگر ہم نے ایسا کیا تو اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور پاگل پن میں جا پڑیں گے۔ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ اگر تم میری بات نہ مانو گے تو حق سے ہٹ جاؤ گے۔ اور آگ میں پڑو گے۔ سعر جمع سعیر :آگ۔ کفار نے اس بات کا الٹ کر کے کہا۔ اگر ہم تمہاری اتباع کر لیں گے تو ہم اس طرح ہو جائیں جیسا تو ہمیں کہتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول:

الضلال: غلطی، درستی سے دور ہونا۔ السعر جنون۔ تمہاری اتباع سے ہم غلطی کا شکار ہو کر جنون میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کفا کا قول۔ اَبَشَرًا۔ یہ انکار ہے اس بات سے کہ وہ اپنے ہم جنس کی اتباع کریں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ وہ ملائکہ میں سے ہونا چاہیئے۔ اور کہنے لگے۔ منّا۔ کہا تاکہ مماثلت قویہ تامہ ثابت کی جا سکے۔ انہوں نے واحدًا کہا۔ اس بات سے انکار ہے کہ جماعت ایک فرد واحد کی پیروی کرے یا واحدًا سے مراد عامۃ الناس میں سے ہے ان کے اشراف وافضل میں سے نہیں اس مفہوم پر اگلی آیت دلالت کر رہی ہے۔

آیت ۲۵: ءَاُلْقِیَ الذِّکْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا (کیا ہم سب میں سے اس پر وحی نازل ہوئی۔) مطلب یہ ہے کیا اس پر وحی اتری حالانکہ ہم میں ایسے بھی ہیں جو نبوت کے چناؤ کے لئے اس سے زیادہ مستحق ہیں۔ بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ (بلکہ وہ بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے۔) أشر: شیخی باز، متکبر اس کو اس کی شیخی نے آمادہ کیا ہے کہ یہ دعویٰ کر کے ہم پر بڑائی حاصل کرے۔

آیت ۲۶: سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ (ان کو عنقریب کل ہی کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ جھوٹا شیخی باز کون تھا۔) جب ان پر عذاب اترے گا۔ نمبر۲۔ قیامت کے دن کہ جھوٹا شیخی باز کون ہے۔ کیا میں صالح یا مجھے جھٹلانے والے؟

قراءت: شامی وحمزہ نے ستعلمون پڑھا ہے۔ اس کو نقل کرتے ہوئے جوان کو صالح علیہ السلام نے بطور جواب فرمایا۔ نمبر۲۔ بطور التفات یہ ادخال الٰہی ہے۔

آیت ۲۷: اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ (ہم اونٹنی کو نکالنے والے ہیں۔) مقرر کرنے اور ان کے مطالبہ پر پہاڑ سے نکالنے والے ہیں۔ فِتْنَةً لَّهُمْ (ان کی آزمائش کیلئے) ان کے ابتلاء وامتحان کے لئے۔ نحو: یہ مفعول لہ ہے۔ نمبر۲۔ حال ہے۔ فَارْتَقِبْهُمْ (پس ان کو دیکھتے رہو) انتظار کرو اور دیکھتے رہو وہ کیا کرنے والے ہیں۔ وَاصْطَبِرْ (اور صبر رکھو۔) ان کی ایذاؤں پر اور جلدی مت کرنا یہاں تک کہ میرا حکم تمہارے پاس آئے۔

آیت ۲۸: وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَیْنَهُمْ (اور ان لوگوں کو بتا دینا کہ پانی ان میں بانٹ دیا گیا ہے۔) ان کے مابین تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک دن اونٹنی کا اور دوسرا دن ان کا۔ بینهم۔ عقلاء کو تغلیب دے کر ذکر کیا۔ ورنہ باری تو ان کے جانوروں اور اونٹنی کے مابین تھی۔ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ (ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا کرے گا۔) محتضر بمعنی محضور، باری مقرر کیا ہوا۔ ایک دن قوم گھاٹ پر آموجود ہو اور ایک دن اونٹنی حاضر ہو۔

## قدار بن سالف:

آیت ۲۹: فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ (انہوں نے اپنے رفیق کو بلایا۔) صاحبهم۔ قدار بن سالف ثمود کا چھوٹو سرخا۔ فَتَعَاطٰی (پس اس



BestUrduBooks.wordpress.com

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ۝۳۳ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ

لوط کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا' بیشک ہم نے ان پر پتھر لانے والی تیز ہوا بھیج دی' سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم نے انہیں آخری رات میں

بِسَحَرٍ ۝۳۴ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ۝۳۵ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا

اپنے فضل سے نجات دے دی' ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اس شخص کو جو شکر ادا کرے اور لوط نے ان کو ہماری گرفت سے ڈرایا تھا

فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝۳۶ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝۳۷

سوانہوں نے ڈرانے کی چیزوں میں جھگڑے بازی کی اور یہ بات ہے کہ ان لوگوں نے لوط کے مہمانوں کو برے ارادہ سے لینا چاہا سو ہم نے ان کی آنکھیں چوپٹ کر دیں' سو چکھو میرا عذاب

نے اونٹنی پر وار کیا۔) یعنی عظیم جرم کے ارتکاب کی جرأت کی اور اسکی کوئی پرواہ نہ کی۔ فَعَقَرَ (پس اسکی کونچیں کاٹ دیں)۔ یعنی اونٹنی کی۔ نمبر۲۔ اس نے تلوار لے کر اونٹنی کو آلیا اور قتل کر دیا۔ نمبر۳۔ اس نے تلوار کو لیا۔ دوسرے مقام پر فرمایا فعقروا الناقة۔

[۲۱ ف ---]

## ایک نکتہ:

گویا اس آیت میں مفرد لائے اور دوسری آیت میں جمع لائے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس قتل پر سب راضی تھے اس لئے سب گویا شریک تھے۔ نمبر۲۔ تمام اونٹنی کے قتل میں اس کے معاون تھے۔ تلوار و تیر سے وار والا وہی تھا۔

آیت ۳۰: فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ (پس دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا)۔

آیت ۳۱: اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ (ہم نے ان پر مسلط کیا)۔ اونٹنی کے ذبح کے چوتھے دن بعد صَيْحَةً وَّاحِدَةً (ایک نعرہ۔) جبرئیل علیہ السلام نے ان پر چیخ ماری۔ فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ (پس وہ ایسے ہوگئے جیسے کانٹوں کی باڑ لگانے والے کی باڑ کا چورا۔) الهشيم: خشک درخت جس کا بھوسہ بنایا جاتا ہے۔ والمحتظر: باڑ لگانے والا اور جس پر باڑ لگائیں اور زیادہ وقت گزرنے پر وہ خشک ہو جائے اور حیوانات کے پے درپے گزرنے سے وہ روندی جائے اور ٹوٹ کر چورا چور ہو جائے۔

قراءت: حسن رحمہ اللہ نے مُحْتَظَرِ پڑھا اور وہ باڑ لگانے کی جگہ ہے۔

آیت ۳۲: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (اور ہم نے قرآن نصیحت حاصل کرنے والے کے لئے آسان کر دیا ہے پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔)

آیت ۳۳: كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ (قوم لوط نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔)

آیت ۳۴: اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا (ہم نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا۔) ایسی ہوا بھیجی جو ان پر پتھر پھینکتی تھی۔ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ (مگر لوط علیہ السلام کے متعلقین۔) آپ کی دونوں بیٹیاں اور جو لوگ آپ پر ایمان لائے تھے۔ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ (ان کو



BestUrduBooks.wordpress.com

اخیر شب میں ہم نے بچالیا۔) سحر یعنی اسحار اسی لئے اس کو منصرف لائے۔عرب کہتے ہیں۔لقیتہ بسحرٍ۔جبکہ اسی دن کی سحر کو تم ملو۔

## ایک قول یہ ہے:

سحر دو ہیں۔نمبرا۔المسحر الاعلی پو پھوٹنے سے پہلے۔نمبر۲۔پو پھوٹنے کے وقت۔

آیت ۳۵: نِعْمَةً (اپنی جانب سے فضل کر کے۔) یہ مفعول لہ ہے یعنی بطور انعام کے مِنْ عِنْدِنَا كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ جو (شکر کرتا ہے اس کو ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔) ایمان اور اپنی اطاعت کی نعمت۔

آیت ۳۶: وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ (اور لوط علیہ السلام نے ان کو ڈرایا تھا۔) بَطْشَتَنَا (ہماری پکڑ سے۔) عذاب مسلط کرنے سے پہلے۔ فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ (لیکن انہوں نے اس ڈرانے میں جھگڑے پیدا کیے۔) پس انہوں نے ڈرانے والوں میں شک کر کے جھٹلایا۔

## آنکھوں کو مٹادیا:

آیت ۳۷: وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ (اور ان لوگوں نے لوط علیہ السلام سے ان کے مہمانوں کو بری نیت سے لینا چاہا۔) انکے مہمانوں سے بے حیائی کا مطالبہ کیا۔ فَطَمَسْنَا اَعْيُنَهُمْ (پس ہم نے ان کی آنکھیں چوپٹ کردیں۔) یعنی ان کو اندھا کردیا۔

## ایک قول یہ ہے:

ان کی آنکھوں کو مسخ کر کے چہرے کی طرح بنادیا۔آنکھوں کے شقوق کا نشان نہ تھا۔روایت میں ہے کہ جب انہوں نے لوط علیہ السلام کے دروازے کو مروڑا تاکہ وہ اس میں داخل ہوں تو ملائکہ نے کہا۔ان کو اندر آنے دیں۔ہم تو تیرے رب کے قاصد ہیں وہ ہرگز تجھ تک پہنچ نہیں سکتے۔جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پر کی ایک جھپٹ ماری۔ان کو ادھر ادھر بھاگتے چھوڑ دیا۔ان کو دروازہ کا راستہ نہیں مل رہا تھا۔یہاں تک کہ لوط علیہ السلام نے خود ان کو دروازے سے باہر نکالا۔ فَذُوْقُوْا (اور کہا لو چکھو۔) یہ ملائکہ کی زبانی کہا۔ عَذَابِيْ وَنُذُرِ (میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ

اور یہ بات یقینی ہے کہ صبح سویرے ان پر ایسا عذاب آ گیا جو برقرار رہنے والا تھا سو چکھ لو میرا عذاب اور میرے ڈرانے کا نتیجہ اور یہ بات یقینی ہے

يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾

کہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا سو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔ اور یہ بات واقعی ہے کہ آل فرعون کے پاس ڈرانے کی چیزیں آئی تھیں

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ

انہوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلایا' سو ہم نے انہیں پکڑ لیا زبردست صاحب قدرت کا پکڑنا' کیا تمہارے کافر بہتر ہیں

مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ ع ۲ ۱۸ ۹

ان لوگوں سے یا تمہارے لئے کتابوں میں کوئی معافی ہے؟ کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہماری جماعت ہے جو غالب رہے گی'

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ

عنقریب جماعت شکست کھا جائے گی اور پشت پھیر کر چل دیں گے' بلکہ قیامت ان کا وعدہ ہے اور قیامت بڑی سخت اور بڑی کڑوی چیز ہے' بلاشبہ

الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ وقف لازم

مجرمین بڑی گمراہی اور بڑی بے عقلی میں ہیں' جس دن دوزخ میں چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے' چکھ لو دوزخ کا

سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ

عذاب' بیشک ہم نے ہر چیز کو انداز سے پیدا کیا' اور ہمارا حکم بس یک بارگی ہو گا جیسے آنکھوں کا جھپکنا' اور یہ بات یقینی ہے کہ ہم نے تمہارے جیسے

اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ

لوگوں کو ہلاک کیا تو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا' اور جو کچھ بھی ان لوگوں نے کیا ہے سب کتابوں میں ہے' اور ہر چھوٹی بڑی چیز کتابوں میں

مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ ع ۳ ۱۵ ۱۰

لکھی ہوئی ہے' بیشک پرہیزگار لوگ باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے ایک عمدہ مقام میں بادشاہ کے پاس جو قدرت والا ہے۔

آیت ۳۸: وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً (اور صبح سویرے دن کے اول حصہ میں ان پر آ پہنچا۔) عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ (دائمی عذاب قائم رہنے والا جو ان پر اس طرح قائم ہو گیا کہ جو ان کو آخرت کے عذاب تک پہنچا کر چھوڑے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

آیت۳۹: فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَ نُذُرِ (تو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو۔) دوبارہ لانے کا فائدہ یہ ہے کہ ہر خبر کو سن کر نصیحت
تازہ ہو جائے۔

آیت۴۰: وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا۔ پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔)

## عظیم فائدہ:

تذکیر و نصیحت کی تازگی کے لئے بار باران کلمات کو دہرایا گیا۔ کہ دوبارہ متنبہ ہوں اور اس پر آمادہ کرنے سے بیداری میں تجدید ہو جائے۔ اور سورۂ رحمان میں بار بار فبای الاءِ ربکما تکذبان۔[الرحمان۔۱۳] کو لانے کا بھی یہی مقصد ہے۔ ہر نعمت جس کو شمار کرے۔ اس پر اپنے ذہن کو متنبہ کر کے اپنے دل و دماغ کو نئے سرے سے بیدار کرے اور اسی طرح ویل یومئذ للمکذبین[المرسلات۔۱۵] میں دوبارہ لانے میں یہی حکمتیں ہیں۔ اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور ان کے واقعات کو بار بار دہرایا تاکہ وہ عبرتیں دلوں میں مستحضر ہو جائیں اور ذہنوں کے سامنے تصویر بن کر آجائیں۔ اور ہر آن میں وہ نصیحت کو یاد دلانے والے ہوں نہ کہ بھلانے والے۔

آیت۴۱: وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ (اور فرعون کے ساتھیوں کے پاس بھی ڈرانے کی بہت سی چیزیں پہنچیں۔) النذر: موسیٰ و ہارون اور دیگر انبیاء علیہم السلام یا النذر جمع نذیر کی ہے بمعنی انذار۔ ڈراوے کی چیزیں۔

آیت۴۲: کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کُلِّهَا (ان لوگوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلایا۔) آیات سے نو نشانیاں مراد ہیں۔ فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ (ہم نے زبردست قدرت والے کی پکڑ کی طرح ان کو دھر پکڑا۔) عزیز جس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ مقتدر: اس کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔

## یہ کافر زیادہ شریر ہیں:

آیت۴۳: اَکُفَّارُکُمْ (کیا تمہارے کافر) اے اہل مکہ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِکُمْ (ان سے کچھ بہتر ہیں)۔ وہ کفار جن کا پہلے شمار ہوا۔ مثلاً قوم نوح و ہود، صالح، لوط، آل فرعون یعنی کیا وہ قوت آلات، اور دنیاوی مراتب میں بہتر تھے یا کفر و عناد میں کم تر تھے؟ مطلب یہ ہے کہ تمہارے کفار انہی کی مثل بلکہ ان سے زیادہ شریر ہیں۔ اَمْ لَکُمْ بَرَآءَۃٌ فِی الزُّبُرِ (یا تمہارے لئے آسمانی کتابوں میں کوئی معافی آگئی)۔ اے اہل مکہ کیا تم پر پہلی کتابوں میں براءت کی دستاویز لکھ دی گئی ہے کہ جو تم میں سے رسولوں کو جھٹلائے گا اور کفر کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن دیا جائے گا۔ اور تم بھی اسی معاہدہ کے تحت امن میں کر دیئے گئے ہو؟

آیت۴۴: اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ (یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت ایسی ہے جو غالب ہی رہیں گے۔) جمیع جماعت



BestUrduBooks.wordpress.com

کو کہتے ہیں کہ ہم جماعت ہیں ہم اکٹھے رہیں گے ہمارا معاملہ اجتماعی ہے۔ مُنْتَصِرٌ محفوظ و مضبوط۔ نہ کوئی دشمن ہمارا قصد کر سکتا ہے اور نہ ہمارا نقصان کر سکتا ہے۔

## علاماتِ نبوت:

آیت ۴۵: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ (عنقریب ان کی یہ جماعت شکست کھائے گی۔) جمع سے جماعت اہل مکہ مراد ہے۔ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گی۔) دُبر بمعنی ادبار۔ جیسا کہ کہا۔ کلوا فی بعض بطنکم تعِفُّوا یعنی وہ شکست کھا کر بھاگ جائیں گے یعنی یوم بدر۔ اور یہ علامات نبوت میں سے ہے۔

آیت ۴۶: بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ (بلکہ قیامت ان کے لئے وعدۂ عذاب ہے)۔ بدر کے بعد ان سے عذاب کا وعدہ کیا۔ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى (اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے۔) موقف بدر کی بنسبت زیادہ سخت ہے۔ الداهية :ایسی اوپری مصیبت جس کا علاج نہ ہو۔ وَاَمَرُّ وہ عذاب دنیا سے زیادہ کڑوا ہے۔ یامرّہ سے زیادہ بدمزہ ہے۔

آیت ۴۷: اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ (بلاشبہ یہ مجرم بڑی غلطی میں ہیں) دنیا میں حق سے بھٹک کر)۔ وَسُعُرٍ (اور آگ میں) جو آخرت میں ہے یا ہلاکت اور آگ میں۔

آیت ۴۸: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ (جس روز آگ میں ان کو گھسیٹا جائے گا۔) اس میں کھینچا جائے گا۔ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ (منہ کے بل) اور ان کو کہا جائے گا۔ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ (تم آگ لگنے کا مزہ چکھو۔) جیسا کہتے ہیں۔ وجد مس الحمّٰی وذاق طعم الضرب۔ سقر یہ غیر منصرف ہے۔ تانیث و معرفہ یہ جہنم کا نام ہے۔ یہ سقرتهُ النار سے لیا گیا ہے جس کا معنی جب آگ اس کو متغیر کر دے۔

آیت ۴۹: اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (ہم نے ہر چیز کو اندازہ سے پیدا کیا۔) نحو: کل یہ فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے جس کی تفسیر یہ فعل ظاہر کر رہا ہے۔

قراءت: شاذ قراءت میں کل کو مرفوع پڑھا گیا ہے۔ نصب پڑھنا اولیٰ ہے کیونکہ اگر رفع دیا جائے تو ممکن ہے کہ خلقناہ موضع خبر میں ہو۔ اور شیٔ کا وصف بن جائے۔ اور بقدر یہ خبر بن جائے تقدیر کلام اس طرح ہے۔ انا کل شیٔ مخلوق لنا کائن بقدرٍ۔ ہر مخلوق چیز جو ہماری ہے۔ وہ اندازہ کے مطابق ہوگی۔ نمبر ۲۔ خلقناہ خبر ہو اور تقدیر عبارت یہ ہو۔ انا کل شیٔ مخلوق لنا بقدر۔ ہماری ہر مخلوق ایک اندازے کے مطابق ہے۔ جب معاملہ رفع میں متردد ہوا تو نصب کی طرف عدول کیا گیا ہے۔ اور اس کی تقدیر عبارت یہ ہے۔ انا خلقنا کل شیٔ بقدر۔ ہم نے ہر چیز ایک اندازے سے بنائی۔ پس مخلوق اس صورت میں عام ہوگی اور ہر چیز پر بولی جائے گی۔ روایت کا مقصود یہی ہے۔ نصب میں یہ درست نہیں کہ خلقنا کو شیٔ کی صفت بنائیں۔ کیونکہ وہ ناصب کی تفسیر ہے۔ حالانکہ صفت اپنے موصوف پر عمل نہیں کرتی۔ القَدْر' القَدَر' اندازے کے معنی میں ہے۔ یعنی سابقہ اندازہ۔ یا ہر چیز کو اندازہ کیا ہوا بنایا۔ مضبوط بنایا اور تقاضائے حکمت کے مطابق ترتیب دے کر بنایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

یا اندازہ کیا ہوا 'لوح میں لکھا ہوا' وجود سے پہلے معلوم شدہ بنایا کہ ہم اس کا زمانہ اور کیفیت سے بھی واقف ہیں۔
قولِ ابو ہریرہؓ: مشرکین قریش نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے تقدیر کے سلسلہ میں جھگڑ رہے تھے۔ تو یہ آیت اتری۔ (رواہ مسلم۔ ۲۶۵۶) اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کر فرماتے کہ یہ قدریہ فرقہ کے متعلق اتری یعنی وہ بھی اس کا مصداق ہیں۔
آیت ۵۰: وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ (اور ہمارا حکم یکبارگی ایسا ہو جائے گا۔) یعنی ایک ہی کلمہ۔ مطلب یہ ہے کہ ہم جس چیز کو بنانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو اس کو اس طرح کہتے ہیں۔ کن فیکون۔ ہو جا۔ وہ ہو جاتی ہے۔ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ (جیسے آنکھ جھپکانا۔) اتنی مقدار کہ جتنی مقدار میں تم میں سے کوئی ایک پلک جھپکتا ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

امرنا سے مراد قیامت ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے وما امر الساعۃ الا کلمح البصر۔ [النحل۔ ۷۷]
آیت ۵۱: وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ (اور ہم نے تمہارے ہم مشرب لوگوں کو ہلاک کر دیا)۔ جو تمہارے مشابہ پہلی امتوں میں کفر اختیار کرنے والے تھے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔)
آیت ۵۲: وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ (اور جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہیں۔ سب اعمالناموں میں درج ہے۔) ہٗ سے مراد یہ کفار ہیں یعنی ہر ایک ان کا کیا ہوا اعمال نامے میں قائم ہے۔ الزبر سے حفاظتی فرشتوں کے رجسٹر فعلوہ یہ موضع جر میں ہے۔ اور شیٔ کی صفت ہے۔ اور فی الزبر۔ یہ لکل کی خبر ہے۔
آیت ۵۳: وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ اور ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔ اعمال اور جو چیزیں آئندہ کرنی ہیں۔ مستطر۔ لوح میں لکھی ہوئی ہیں۔
آیت ۵۴: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ (بیشک متقی باغات اور نہروں میں ہونگے۔) نھر جمع انھار۔ یہاں جنس کے ذکر پر اکتفاء کیا۔

## ایک قول یہ ہے:

اس کا معنی وسعت اور روشنی اور النہار کا لفظ اسی سے بنا ہے۔

## عند کی مراد:

آیت ۵۵: فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے قرب میں۔) مقعد صدق: پسندیدہ مکان۔ عند ملیكٍ میں مرتبہ و کرامت والی عندیت مراد ہے۔ مسافت و چھونے کا عِندَ نہیں۔ مقتدرٍ: قادر۔ اس میں نکرہ لا کر بتلایا کہ کوئی کائنات کی چیز ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ملک و قدرت کے ماتحت ہے۔

الحمد للہ تفسیری ترجمہ مکمل ہوا



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الرحمٰن مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھہتر آیات اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ① عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ② خَلَقَ الْاِنْسَانَ ③ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ④ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی ' اس نے انسان کو پیدا کیا ' اس کو بیان سکھایا ' سورج اور چاند

بِحُسْبَانٍ ⑤ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ⑥ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ⑦ اَلَّا

حساب کے ساتھ ہیں ' اور بے تنہ کے درخت اور تنہ آور فرمانبردار ہیں اور اس نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو رکھ دی کہ تم

تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ⑧ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ⑨

تولنے میں سرکشی نہ کرو اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم رکھو ' اور تول کو مت گھٹاؤ '

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ⑩ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ⑪ وَالْحَبُّ

اور اس نے زمین کو لوگوں کے واسطے رکھ دیا اس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن پر غلاف ہوتا ہے اور دانے ہیں

ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ⑫ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑬

بھوسہ والے اور غذا ہے سو اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۱ : اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (رحمان نے قرآن کی تعلیم دی اس نے انسان کو پیدا کیا اس کو گویائی سکھائی)

۱ : اَلرَّحْمٰنُ۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ انسان سے یہاں جنس انسان مراد ہے۔ نمبر۲۔ آدم علیہ السلام نمبر۳۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

### سب سے بلند نعمت:

۴ : عَلَّمَهُ الْبَيَانَ اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا شمار فرمایا تو چاہا کہ ان میں سے سب سے مقدم، سابق اور اقسام نعم میں عمدہ ترین کو پہلے ذکر کیا جائے چنانچہ دین والی نعمت کو سب سے مقدم ذکر کیا۔ اور پھر دینی نعمتوں میں سب سے زیادہ فائق اور بلند مرتبہ



BestUrduBooks.wordpress.com

والی نعمت قرآن کو شمار فرمایا۔ قرآن کا اتارنا، تعلیم قرآن یہ سب نعمتیں ہیں۔ کیونکہ قرآن تمام وحی کے ذریعہ نازل کردہ کتابوں سے مرتبہ و مقام میں اعلیٰ ترین اور اثر پذیری میں بھی سب سے بڑھ کر مؤثر ہے یہ آسمانی کتابوں کی چوٹی اور سب کی مصدق اور شہپہ ہے۔ پہلے قرآن کا ذکر کیا پھر تخلیق انسانی کا ذکر کیا اس سے یہ بتلا دیا کہ انسان کی پیدائش دین کیلئے ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ کی وحی اور کتب کے علم سے اپنے کو گھیر لینا چاہیے اور انسان کی پیدائش جس مقصد کی خاطر کی گئی اس کو مقدم کیا پھر بیان کی صفت ذکر کی جس کی وجہ سے اس کو حیوانات سے امتیاز حاصل ہے وہ فصیح و بلیغ گفتگو اور اپنے مافی الضمیر کی وضاحت ہے۔

نحو : الرحمان مبتدأ ہے اور یہ تمام افعال اپنی ضمائر سمیت اس کی مترادف خبریں ہیں۔ رہا سوال عاطف سے خالی ہونے کا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خبریں گنتی کے انداز سے لائی گئی ہیں۔ جیسا محاورہ میں کہتے ہیں زید اغناك بعد فقر، اعزك بعد ذل کثرك بعد قلة۔ فعل بلك مالم یفعل احد باحدٍ فما تنکر من احسانه؟ تو ان تمام اخبار میں باہمی عاطف کی حاجت نہیں ہے۔

۵ : اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (سورج و چاند حساب کے ساتھ چلتے ہیں) ایک مقررہ حساب اور درست اندازے کے مطابق چلتے ہیں۔ ان کا چلنا اپنے بروج و منازل میں ہے اور اس کے چلنے میں مخلوق کے فوائد ہیں۔ ان میں سے ایک سالوں اور حساب کا علم ہے۔

۶ : وَّ النَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ (بے تنے درخت اور تنے دار درخت اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں) النجم ایسی نباتات جو زمین سے پھوٹ کر نکلے اس کا تنا نہ ہو مثلاً سبزیاں، الشجر تنا والا درخت۔

## ایک قول یہ ہے :

النجم آسمان کا ستارہ۔ یسجد ان جس مقصد کیلئے ان کو بنایا اس میں وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہے ہیں۔ ان کو مکلفین منقاد و مطیع لوگوں سے بطور مشابہت کے ساجد کہہ دیا۔ یہ دونوں جملے الرحمان کے ساتھ معنوی ربط رکھتے ہیں اس لئے کہ یہ بات تو جانی پہچانی ہے کہ محاسبہ کا اختیار اسی کے پاس اور سجدہ کے لائق اس کی ذات ہے۔ گویا اس طرح فرمایا گیا سورج و چانداس کے مقرر کرنے سے ہیں اور پودے اور درخت اس کے سامنے جھکنے والے ہیں۔

پہلے جملوں میں عاطف نہیں لائے اور اس میں لے آئے کیونکہ پہلا جملہ بطور گنتی و شمار کے واقع ہے تاکہ ناشکرے لوگوں کو رلایا جائے جیسا کہ منعم کے احسانات کے منکرین کو شرمندہ کیا گیا ہے جیسا کہ مثال مذکور میں ہے۔ پھر تبکیت کے بعد کلام کو دوبارہ اس کے انداز کی طرف لوٹایا گیا تاکہ مناسبت کیلئے جن کو لانا ہے ان کو ملایا جائے اور عاطف کے قریب کیا جائے۔

مناسبت : سورج و چاند آسمانی و آفاقی ہیں اور نجم و شجر ارضی و زمینی ہیں۔ گویا ان میں تقابل کا تناسب ہے آسمان و زمین کو ہمیشہ ملا کر ذکر کرتے ہیں سورج اور چاند کا حساب سے چلنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنے آپ کو ڈال دینے کی جنس میں سے ہے پس یہ نجم و شجر کے سجدہ سے بہت قریب مناسبت ہوگئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## آسمان مسکن ملائکہ:

۷ : وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا (اور اسی نے آسمان کو اونچا کیا) بلند بنایا اور اونچا کیا اس انداز سے کہ اپنے احکامات کے بنانے کی جگہ اور اپنے فیصلوں کے صادر ہونے کا مقام اور ان ملائکہ کا مسکن بنا دیا جو انبیاء علیہم السلام پر وحی لانے والے ہیں۔ اس سے اپنی شان کی کبریائی اور ملک و سلطنت کی عظمت کو لوگوں پر ظاہر کیا۔ وَوَضَعَ الْمِيزَانَ (اور اسی نے دنیا میں ترازو رکھ دی) المیزان ہر وہ چیز جس سے اشیاء کا وزن کیا جاتا ہے اور ان کی مقداریں مقرر کی جاتی ہیں مثلاً میزان، قرسطون، مکیال، مقیاس وغیرہ۔ مطلب یہ ہے میزان کو زمین پر رکھا ہوا اس نے پیدا کیا کہ اس کے ساتھ بندوں کے مابین برابری اور لین دین میں اعتدال کے احکامات کو اس سے معلق کر دیا۔

۸ : اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيزَانِ (تا کہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو) اس سے پہلے لام محذوف ہے لالاَّ تطغوا تا کہ تم سرکشی نہ کرو۔ نمبر۲۔ اَن مفسرہ ہے۔ گویا میزان کی تفسیر ہوئی۔

۹ : وَاَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ (اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو) عدل کے ساتھ اپنے وزن کو درست رکھو۔ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ (اور تول کو نہ گھٹاؤ) تول میں کمی نہ کرو۔ برابری کا حکم دیا اور اعتداء و زیادتی جو سرکشی کا نتیجہ ہے اس سے باز رکھا اور ایسے نقصان سے جو تطفیف تک لے جائے منع کر دیا۔ اور لفظ میزان کو دوبارہ لائے تا کہ نصیحت پختہ ہو اور اس کے استعمال کا حکم مضبوط ہو اور دلی آمادگی سے اس کو استعمال میں لائے۔

۱۰ : وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا (اور زمین کو رکھ دیا) پست کر کے پانی پر بچھا دیا لِلْاَنَامِ (مخلوق کیلئے) سطح زمین پر رینگنے والے کو کہتے ہیں۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

الانام سے جن وانس مراد ہیں۔ یہ ان کے لئے بچھونے کی طرح ہے اپنی مرضی سے اس پر چلتے پھرتے ہیں۔

۱۱ : فِيهَا فَاكِهَةٌ (اس میں میوے ہیں) بہت سی اقسام جس کو لوگ بطور لذت کے استعمال کرتے ہیں۔ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ (اور کھجور کے درخت ہیں جس کے پھلوں پر غلاف ہوتا ہے) اکمام پھل کا برتن اس کا واحد کِمّ ہے یا ہر وہ چیز جو چھپائے جیسے چھلکا، چھڑیاں پتے تمام سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے جیسا اس کے چھپے ہوئے پھل اور گابھے اور تنے سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔

۱۲ : وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ (اور اناج ہے جس میں بھوسہ اور غذائی چیزیں ہوتی ہیں) العصف کھیتی کے پتے یا بھوسہ الریحان رزق اور مغز کو کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ کچھ غذائیں تو ایسی ہیں جو فقط تلذذ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں اور بعض غذا و تلذذ ہر دو کی جامع ہیں اور وہ تمر ہے اور غذا فقط اناج میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾

اللہ نے پیدا کیا انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح سے تھی اور پیدا کیا جان کو لپٹیں مارتی ہوئی خالص آگ سے

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ دونوں مغربوں اور دونوں مشرقوں کا رب ہے سوائے جن و انس تم اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾

رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اس نے دونوں سمندروں کو ملا دیا ان کے درمیان آڑ ہے وہ دونوں بغاوت نہیں کرتے۔

## نحو، قرأت:

الریحان کو جر کے ساتھ حمزہ، علی نے پڑھا ہے یعنی والحب ذوالعصف الذی ھو علف الانعام والریحان الذی ھو مطعم الانسان ۔ اور اناج بھوسے والا وہ بھوسہ جو چوپایوں کی خوراک ہے اور ریحان یہ انسانوں کا کھانا ہے۔ نمبر۲۔ رفع سے اگر پڑھیں تو ذوالریحان ہوگا اور مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام بنایا۔

## ایک قول یہ ہے :

کہ اس کا معنی اس طرح ہے وفیھا الریحان الذی یشم والحب ذاالعصف والریحان شامی نے نصب سے پڑھا۔ ای خلق الحبَّ و الریحانَ یا اخصّ الحبَّ والریحانَ۔

۱۳ : فَبِاَيِّ اٰلَآءِ (پس تم اے جن وانس اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں) 'الاء وہ انعامات جن کو ابتدائے سورت سے شمار شروع فرمایا گیا ہے یہ اَلْیٌ ، وَاِلْیٌ کی جمع ہے۔ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (کے منکر ہو جاؤ گے) یہ (ثقلین) جن وانس کو خطاب ہے۔ انام کا لفظ اس پر دلالت کر رہا ہے۔

۱۴ : خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ (اسی نے انسان کو پیدا کیا بجتی مٹی سے) صلصال خشک مٹی جس سے آواز آئے۔ كَالْفَخَّارِ (جو ٹھیکرے کی طرح تھی) فخار آگ سے پکی ہوئی مٹی اور اسی کو ٹھیکری کہتے ہیں۔

## ازالۃ الشک :

اس ارشاد اور دوسری آیات میں من حما مسنون [الحجر:۲۶] اور من طین لازب [الصافات: ۱۱] اور نمبر۳۔ من تراب [آل عمران:۵۹] میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ سب معنی کے لحاظ سے متفق ہیں۔ کیونکہ ان کا حاصل یہ ہے اس نے مٹی سے پیدا کیا اولاً طیناً پھر حما مسنون پھر صلصال کی حالتوں سے گزارا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۵ : وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (اور جنات کو خاص آگ سے پیدا کیا) الجانّ جنات کا باپ مراد ہے۔ایک قول ضعیف یہ ہے وہ ابلیس ہے من مارج وہ صاف شعلہ جس میں دھوئیں کی ملاوٹ نہ ہو۔ایک قول یہ ہے وہ شعلہ جس میں آگ کی سیاہی ملی ہوئی ہو۔یہ مرج الشیٔ سے بنا ہے جس کا معنی مضطرب ہونا اور ملنا ہے۔من نارٍ یہ مارجٍ کا بیان ہے گویا اس طرح کہا گیا من صاف من نار او مختلط من نار ۔صاف آگ یا ملی جلی آگ سے یا من نارٍ سے مراد مخصوص آگ ہے جیسا کہ اس ارشاد میں فانذرتکم نارا تلظّی [اللیل:۱۴]

۱۶ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۱۷ : رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ (وہ دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہے) دو مشرق، مغرب سے گرمیوں اور سردیوں کے مشرق و مغرب مراد ہیں۔

۱۸ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۱۹ : مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ (اس نے دو دریاؤں کو ملایا کہ دونوں آپس میں ملے ہوئے ہیں) نمکین اور میٹھے دریاؤں کو چلا دیا اس طرح کہ ایک دوسرے کے پڑوس میں ملے چل رہے ہیں آنکھوں کے دیکھنے میں دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا ہے۔

۲۰ : بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ (ان دونوں کے درمیان ایک حجاب ہے) اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک روک ہے۔لَّا یَبْغِیٰنِ (دونوں اپنی حد سے بڑھ نہیں سکتے)۔ایک دوسرے کے ساتھ ملنے میں سرکشی نہیں کرتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے' ان دونوں میں سے لؤلؤ اور مرجان نکلتے ہیں سوائے جن وانس تم اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور اسی کے لئے کشتیاں ہیں جو بلند کی ہوئی ہیں سمندروں میں پہاڑوں کی طرح' سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ

نعمتوں کو جھٹلاؤ گے' جو کچھ بھی زمین پر ہے سب فنا ہونے والا ہے اور آپ کے رب کی ذات باقی رہے گی جو جلال

وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اکرام والا ہے' سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اس سے سوال کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں'

كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ

ہر دن وہ ایک شان میں ہے' سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے' اے دونوں جماعتو! ہم عنقریب

اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾

تمہارے لئے فارغ ہوں گے' سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

۲۱ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۲۲ : یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (ان دونوں سے موتی اور مونگے برآمد ہوتے ہیں)

قراءت: مدنی وبصری نے یُخرج پڑھا ہے۔

اللُّؤْلُؤُ قراءت: ابوبکر ویزید نے بلا ہمزہ پڑھا ہے۔ بڑے موتی کو کہتے ہیں۔ وَالْمَرْجَانُ چھوٹے موتی۔ آیت میں منھما فرمایا جس سے متبادر ہوتا ہے۔ کہ دونوں سمندروں سے نکلتے ہیں حالانکہ یہ صرف نمکین سے نکلتے ہیں کیونکہ دونوں مل گئے اور ایک شئی کی طرح ہوگئے تو پھر یہ کہنا درست ہوگیا کہ دونوں سے نکلتے ہیں۔ جیسا کہتے ہیں یخرجان من البحر۔ حالانکہ وہ تمام بحر سے نہیں نکلتے بلکہ بعض حصے سے نکلتے ہیں۔ اور تم محاورے میں بولتے ہو۔ خرجت من البلد۔ حالانکہ تم شہر کے کسی ایک محلے سے نکلے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول یہ ہے :

یہ اس مقام سے نکلتے ہیں جہاں میٹھے اور نمکین پانی آپس میں مل جاتے ہیں۔

۲۳ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے )

۲۴ : وَلَہُ الْجَوَارِ (اور اسی کے ہیں جہاز ) اللہ تعالیٰ کے ہیں۔الجوارِ جمع جاریہ کشتیاں۔

قراءت: اس پر وقف یاء کے ساتھ ہوگا اور وصل میں اختیار ہے اگر بغیر یاء کوئی وقف کرے تو جائز ہے بعد کی بناء پر لیکن راء میں کسرہ مناسب ہوگا تا کہ حذف یاء پر دلالت ہو۔الْمُنْشَئٰتُ (اونچے کھڑے نظر آتے ہیں ) ان کے بادبان بلند ہیں۔(اب تو بادبان کی تاویل کی حاجت نہیں خود بحری جہاز کئی کئی گویا شہر کے شہر آباد ہیں )

قراءت: المنشات شین کے کسرہ سے حمزہ و یحییٰ نے پڑھا ہے۔بادبان بلند ہیں یا جن کے چلنے سے سمندر میں موجیں پیدا ہوتی ہیں۔

فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ (سمندر میں پہاڑوں کی طرح )اعلام جمع علم۔لمبے پہاڑ کو کہا جاتا ہے۔

۲۵ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔(پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے )

۲۶،۲۷ : کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ (جتنے روئے زمین پر ہیں۔سب فنا ہو جائیں گے اور آپ کے پروردگار کی ذات جو عظمت و شان والی ہے۔باقی رہ جائے گی )علیھا یعنی زمین پر وجہ ربک تیرے رب کی ذات۔ذوالجلال۔عظمت وسلطنت والی۔یہ الوجہ کی صفت ہے۔الاکرام احسان والی ذات ہے سیئات سے تجاوز کے ساتھ۔یہ صفت اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان صفات میں سے ہے۔حدیث میں ارشاد فرمایا الظوا بیا ذالجلال والاکرم ۔(رواہ الترمذی ۳۵۲۷، رواہ احمد ۵/۲۳۶) روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جو نماز پڑھ رہا تھا۔اور کہہ رہا تھا: یا ذالجلال والا کرام آپ نے فرمایا تیری دعا قبول کر لی گئی۔(رواہ الترمذی ۳۵۲۷ رواہ احمد ۵/۲۳۶)

۲۸ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے )

## سوال اور جواب:

فناء میں کونسی نعمت ہے کہ اس کے بعد بھی یہ آیت لائی گئی۔فناء نعمت اس لئے ہے کہ مؤمنین موت کے ذریعہ سرمدی قائم رہنے والی زندگی میں پہنچ گئے۔

## قولِ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ :

وہ موت کیا خوب ہے جو دوست کو دوست سے قریب کرتی ہے۔

۲۹ : یَسْئَلُہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اسی سے سب آسمان وزمین والے مانگتے ہیں )



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: نافع نے اس پر وقف کیا ہے۔

## سب سائل ہیں:

تمام اہل ارض وسماء اسی کے محتاج ہیں۔آسمان والے وہ چیزیں اس سے مانگتے ہیں جوان کے دین سے متعلق ہیں۔اور اہل ارض وہ چیزیں مانگتے ہیں جو دین ودنیا دونوں سے متعلق ہے۔

نحو: کُلَّ یَوْمٍ (ہردن) یہ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اس پر ھو فی شان دلالت کرتا ہے۔تقدیر کلام اس طرح ہے : کل وقت و حین یحدث امورًا و یجدد احوالاً۔

## ایک بلند ایک کو پست کرتا ہے:

هُوَ فِيْ شَاْنٍ (وہ ایک نئی شان میں ہے) یعنی ہر وقت وگھڑی وہ کچھ امور کو پیدا کرتا اور حالات کی تجدید کرتا ہے۔جیسا کہ مروی ہے۔کہ آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی آپ سے عرض کیا گیا وہ شان کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا اس کی ایک شان یہ ہے کہ وہ کسی کے گناہ کو معاف کرتا ہے تو کسی کے دکھ کا ازالہ اور ایک قوم کو بلند اور دوسروں کو پست کرتا ہے۔[رواہ ابن ماجہ:۲۰۲] ابن حبان فی صحیحہ ۶۸۹۔

## قول ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ :

ہے کہ زمانہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دو دن ہے۔ان میں سے ایک وہ دن ہے جس کو مدت دنیا کہا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی شان اس دن میں امرونہی احیاء اماتت،عطاء ومنع ،ہے اور دوسرا دن یوم آخرت ہے۔اس دن میں اس کی شان جزاء وحساب ہے۔

## ایک قول یہ ہے :

کہ یہ یہود کے متعلق اتری جبکہ انہوں نے کہا کہ ہفتے کے دن کسی شان کا اظہار نہیں کرتے (بلکہ آرام کرتے ہیں)

نکتہ: کسی بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے متعلق سوال کیا تو وزیر نے اگلے روز تک مہلت طلب کی۔اور پریشان ہو کر اس آیت کے متعلق سوچتا ہوا گیا وزیر کے ایک سیاہ غلام نے اسے کہا اے میرے آقا مجھے بتلاؤ آپ کو کیا پریشانی ہے۔شاید میری وجہ سے اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرمادے۔پس اس نے اطلاع دی۔تو غلام کہنے لگا۔میں بادشاہ کے سامنے اس کی تفسیر بیان کردونگا وزیر نے بادشاہ کو اس کی اطلاع دی۔تو غلام نے حاضر ہو کر کہا اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل فرماتا ہے اور زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔بیمار کو تندرست اور تندرست کو بیمار کردیتا ہے۔مبتلی کو معافی دیتا اور معافی والے کو ابتلاء میں ڈال دیتا ہے۔ذلیل کو معزز اور معزز کو ذلیل کردیتا ہے۔مالدار کو فقیر محتاج اور محتاج کو غنی ومالدار بنا دیتا ہے۔اس پر بادشاہ کہنے لگا۔تو نے بہت خوب بیان کیا۔اور وزیر کو حکم دیا کہ وہ اس کو وزارت کا خلعت پہنائے اس پر غلام کہنے



BestUrduBooks.wordpress.com

لگا۔ اے میرے آقا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ ایک قول یہ ہے تقدیر کو ان کے اوقات تک چلا کر لے جاتا ہے۔ (اس کو شان سے تعبیر فرمایا)

## ایک نکتہ:

عبداللہ بن طاہر نے حسین بن الفضل کو بلا کر کہا کہ تین آیات کے سمجھنے میں مجھے مشکل پیش آئی ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے تاکہ تو ان کی وضاحت کرے۔ نمبرا۔ فاصبح من الناد مین [المائدہ :۳۱] اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ شرمندگی توبہ ہے (مگر وہ سزا کا شکار ہوا) نمبر۲۔ کل یوم ھو فی شان۔ ا(لرحمان۔۲۹) اور یہ بات بالکل حقیقت ہے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کے متعلق تقدیر کا قلم لکھ چکا اور خشک ہو گیا۔ نمبر۳۔ ان لیس للانسان الاماسعٰی [النجم:۳۹] تو پھر بڑھا کر کئی گنا کا کیا مطلب ہے۔ حسین نے جواب دیا ممکن ہے کہ اس امت میں ندامت محضہ توبہ کیلئے کافی نہ ہوتی ہو اور اس امت میں ندامت حقیقیہ کو توبہ شمار کیا گیا ہے۔ اور قول یہ ہے کہ قابیل کی شرمندگی قتل ہابیل نہ تھی۔ بلکہ اس کو اٹھائے اٹھائے پھرنے کی پریشانی پر تھی۔ نمبر۲۔ لیس والی آیت قوم ابراہیم وموسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے۔ نمبر۳۔ کل یوم والی آیت تو یہ شانیں وہ ظاہر فرماتے ہیں۔ ان کو نئے سرے سے نہیں بناتے۔ اس پر عبداللہ اٹھا اور حسین کا سر چوم لیا۔

۳۰ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

## نگرانی اور انتظام میں اضافہ:

۳۱ : سَنَفْرُغُ لَکُمْ (ہم عنقریب ہی تمہارے (حساب وکتاب کے) لئے خالی ہو جاتے ہیں) یہ قول بطور استعارہ اس شخص کے قول سے لیا گیا ہے۔ جو اس کو کہے جس کو ڈرائے۔ کہ میں تمہارے لئے فارغ ہوا چاہتا ہوں۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ میں مشغولیت میں ڈالنے والی ہر چیز سے الگ ہو کر تیرے لئے الگ تھلگ ہو جاؤنگا۔ اس سے مقصود نگرانی اور انتظام میں اضافہ ہے۔ نمبر۲۔ یہ بھی درست ہے کہ اس سے مراد یہ ہو۔ عنقریب دنیا ختم ہو کر انجام کو پہنچ جائے گی۔ اور مخلوق کے کام بھی ختم ہو جائیں گے وہ جن کا ارادہ اس قول سے فرمایا۔ کل یوم ھو فی شان۔ پس ایک ہی شان رہ جائے گی اور وہ تمہاری جزاء ہے پس اس کو بطور مثل کے فراغت قرار دیا۔

**قراءت:** سیفرغ حمزہ، علی نے پڑھا یعنی اللہ تعالیٰ۔

اَیُّہَ الثَّقَلٰنِ (اے جن وانس) ان دونوں کو زمین کا ثقل و بوجھ قرار دیا۔

۳۲ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اے جماعت جنات کی اور انسانوں کی اگر تم سے ہو سکے کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل سکو تو نکل جاؤ تم

فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ

بغیر قوت کے نہیں نکل سکتے سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تم دونوں

عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا

پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا سو تم اسے ہٹا نہ سکو گے' تو اے جن و انس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۗءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے' پھر جب آسمان پھٹ جائے گا سو ایسا ہو جائے گا جیسے سرخ چمڑا ہو' تو اے جن و انس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَاۗنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا

جھٹلاؤ گے' سو اس دن کسی انسان یا جن سے اس کے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا' تو اے جن و انس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ

جھٹلاؤ گے۔ مجرم لوگ اپنی نشانی کے ذریعہ پہچانے جائیں گے۔ سو پیشانیوں اور قدموں سے پکڑا جائے گا تو اے جن و انس

اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا

تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ جہنم ہے جسے مجرمین جھٹلاتے ہیں۔ دوزخ کے اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے

وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾

درمیان چکر لگائیں گے۔ سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۳۳ : يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ (اے گروہ جن وانس) یہ ایها الثقلان کا گویا ترجمہ ہے۔ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا (تم کو اگر یہ قدرت ہے کہ آسمان وزمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ۔ تو نکلو) یعنی اگر تم آسمان وزمین کی اطراف وجوانب سے نکل کر میری قضاء سے بھاگ سکتے ہو تو پھر نکل جاؤ۔ پھر فرمایا۔ لَا تَنْفُذُوْنَ (تم نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے) اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (مگر قوت وغلبہ زور کے ذریعے) اور وہ تمہیں کہاں میسر ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ اس میں آسمان وزمین کی اطراف سے نکلنے کی عاجزی سے مقصود یہ ہے کہ حساب کے لئے تمہاری قوت کا عجز اس سے بھی بڑھ کر ہوگا۔ ایک اور قول

وقف لازم

الجزء ۲۷



BestUrduBooks.wordpress.com

یہ ہے کہ ان کو اس وقت کہا جائے گا یہ قیامت کا دن ہے جبکہ فرشتے ان کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے ہوں گے جوں ہی ان کو جنات اور انسان دیکھیں گے تو سامنے آنے سے بھاگ کھڑے ہونگے مگر فرشتوں کو دیکھیں گے کہ وہ ان کا احاطہ کر چکے ہیں۔

۳۴ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

## قیامت کا دھواں:

۳۵ : یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ (اور تم دونوں پر قیامت کے دن آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا)

قراءت: شِوَاظٌ شین کے کسرہ سے مکی نے پڑھا ہے اور دونوں خالص شعلے کو کہتے ہیں۔

وَّ نُحَاسٌ (یعنی دھواں) قراءت: مکی نے نحاس پڑھا اور ابو عمرو بھی اس کے موافق ہیں۔ رفع کی صورت میں اس کا عطف شواظ پر ہوگا۔ اور جر کی حالت میں عطف نار پر ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنی قبور سے نکلو گے تو تم پر آگ کی خالص لپٹ اور دھواں مسلط کر دیا جائے گا جو ہانک کر محشر کی طرف لے جائے گا۔ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ (پھر تم اس کو ہٹا نہ سکو گے) ان دونوں سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔

۳۶ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۳۷ : فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ (جب آسمان پھٹ جائے گا) ایک دوسرے سے جدا ہو جائے گا اور یہ قیام قیامت کیلئے ہوگا۔ فَکَانَتْ وَرْدَۃً (پس وہ سرخ ہو جائے گا) اس کا رنگ سرخ گلاب کے پھول کی طرح ہو جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ آسمان کا اصل رنگ سرخی ہے مگر دور ہونے کی وجہ سے نیلگون نظر آتا ہے۔ کَالدِّھَانِ (جیسے زیتون کے تیل کی طرح) جیسا کہ فرمایا کالمھل یہ زیتون کے تیل کی تلچھٹ کو کہا جاتا ہے دِھان جمع دھن ایک قول یہ ہے کہ سرخ چمڑہ (اس صورت میں یہ واحد ہے اور اس کی جمع ادھنۃ و دُھُنٌ آتی ہے)

۳۸ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۳۹ : فَیَوْمَئِذٍ (پس اس روز) یعنی جس دن آسمان پھٹ جائے گا۔ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِہٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ (کسی جن وانس سے اس کے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا) یہاں جانٌّ بول کر جو ابوالجن ہے جن مراد لیا ہے جیسا کہتے ہیں ہاشم اور مراد اس کی اولاد لیتے ہیں۔ تقدیر کلام اس طرح ہے لا یسأل انس ولا جانٌّ عن ذنبہٖ۔

## ایک ابھرتا ہوا سوال اور اس کا حل:

اس آیت میں فرمایا گناہ کے متعلق سوال نہ ہوگا۔ اور دوسری آیت میں فرمایا فو ربك لنسئلنھم اجمعین [الحجر:۹۲] وقفوھم انھم مسئولون [الصافات:۲۴]

حل: وہ ایک طویل دن ہے جس میں بہت سے احوال درپیش ہونگے بعض مواقع میں پوچھا جائے گا اور دوسرے مواقع میں



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ

اور جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو باغ ہیں۔ سو انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ دونوں باغ بہت سی شاخوں والے ہوں گے

اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾

سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے سو انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

پوچھا نہ جائیگا۔

### قولِ قتادہ رحمہ اللہ:

پہلے یہ سوال تھا پھر لوگوں کے منہ پر مہر لگا دی گئی اور ان کے ہاتھوں اور دیگر اعضاء نے بول کر گواہی دے دی اور ان کے اعمال ثابت ہو گئے۔ ایک قول یہ ہے گناہ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کیلئے نہ پوچھا جائے گا جو سوال ہوگا۔ وہ توبیخ کیلئے کیا جائے گا۔

۴۰ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۴۱ : یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ (اور مجرم لوگ اپنے حلیے سے پہچان لیے جائیں گے) وہ چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کا نیلا پن ہوگا۔ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ (پس ان کے سر کے بال اور پاؤں پکڑ لیے جائیں گے) کبھی ان کو پیشانی کے بالوں اور کبھی قدموں سے پکڑا جائے گا۔

۴۲ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۴۳ : هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یہ وہ جہنم ہے جس کو منکر جھٹلاتے تھے)

۴۴ : یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ (وہ لوگ دوزخ کے اردگرد کھولتے ہوئے پانی کے درمیان دورہ کرتے ہونگے) حمیم آن: انتہائی گرم پانی یعنی ان کو عذاب آگ سے تپانے اور گرم پانی پلانے سے دیا جائے گا۔

۴۵ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) ان اوپر والی اشیاء میں نعمت اس طرح ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ناجی کو نجات ملی اور اس سے ڈرانے کے ذریعہ متنبہ کیا گیا (کہ مجرموں کی صف میں مت داخل ہو)

### فرائض ادا کرتا ہے:

۴۶ : وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہتا ہے اس کے لئے دو باغ ہونگے) مقام سے وہ موقف مراد ہے جب یہ حساب کیلئے بارگاہ الٰہی میں کھڑا ہوگا۔ اس کو سامنے رکھ کر وہ گناہوں سے باز رہتا



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔یا نمبر۲۔فرائض ادا کیے۔ایک قول یہ ہے کہ مقام کا لفظ زائد ہے جیسا کہتے ہیں نفیت عنه مقام الذئب ای نفیت عنه الذئب۔ جنّتان دو جنتوں سے انسان کی جنت نمبر۲۔ جنات کی جنت کیونکہ اس میں خطاب جن وانس کو ہے گویا اس طرح کہا گیا لکل خائفین منکم جنتان ۔ جنة للخائف الانسی و جنة للخائف الجنی ۔ ہر دو قسم میں سے ان کے لئے دو باغ ہیں۔ایک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو دوسرا جن جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

۴۷ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے )

## لذت اندوز نعمتیں:

۴۸ : ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ (اور وہ دونوں باغ کثیر شاخوں والے ہونگے )افنان جمع فنٌ ٹہنیوں کو خاص اس لیے کیا گیا کیونکہ اسی پر پتے اور پھل آتے ہیں۔اسی سے سائے دراز ہوتے ہیں۔اور پھل انہی سے چنے جاتے ہیں۔نمبر۲۔افنان جمع فن بمعنی رنگ یعنی رنگا رنگ پھلوں والے۔مطلب یہ ہوا کہ جنتی کیلئے اس میں وہ چیزیں ہونگی جن کو نفوس پسند کریں گے اور آنکھیں ان سے لذت اندوز ہونگی۔جیسا شاعر کا قول و من کل افنان اللذاذة و الصبا ۔ لهوت به و العیش اخضر ناضر تو یہاں افنان اللذاذة کا معنی رنگا رنگ کی لذتیں ہیں۔

۴۹ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے )

۵۰ : فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ (ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہونگے کہ بہتے جائیں گے )ھما کی ضمیر باغات کی طرف راجع ہے تجریان کا مطلب جہاں جنتی اوپر، نیچے ان کو بہنے کیلئے اشارہ کریگا بہتے جائیں گے۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ :

دو چشمے میٹھے پانی کے بہتے ہونگے نمبر:اتسنیم نمبر:۲سلسبیل ۔

۵۱ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے )



BestUrduBooks.wordpress.com

فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿٥٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا

ان دونوں باغوں میں ہر میوہ کی دو دو قسمیں ہوں گی سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان جنتوں میں رہنے والے لوگ ایسے بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے استر

مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٥﴾ فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ

دبیز ریشم کے ہوں گے اور دونوں جنتوں کے پھل قریب ہوں گے، سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، ان باغوں میں ایسی عورتیں

الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٧﴾

ہوں گی جو نیچی نگاہ رکھنے والی ہوں گی ان کو ان لوگوں سے پہلے کسی انسان یا کسی جن نے استعمال نہ کیا ہوگا۔ سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٩﴾ هَلْ

گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہیں سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، کیا احسان کا بدلہ احسان کے

جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦١﴾ وَمِنْ

علاوہ بھی ہے۔ سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دو

دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ﴿٦٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَامَّتَانِ ﴿٦٤﴾ فَبِأَيِّ

باغوں سے کم درجے کے اور دو باغ ہیں، سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، یہ دونوں باغ گہرے سبز رنگ کے ہوں گے۔ سوائے انس و جن

آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٥﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ﴿٦٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٧﴾

تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، ان دونوں باغوں میں خوب جوش مارتے ہوئے دو چشمے ہوں گے۔ سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

۵۲ : فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ (ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہونگی) دو قسمیں نمبر ۱ جانی پہچانی ہوئی نمبر ۲۔ انوکھی۔

۵۳ : فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۵۴ : مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ (وہ لوگ تکیے لگائے ایسے فرشوں پر بیٹھے ہونگے جن کے استر دبیز ریشم کے ہونگے) متکئین۔

نحو : یہ خائفین کی مدح کے طور پر منصوب ہے یا نمبر ۲۔ اس سے حال ہے کیونکہ من خاف جمع کے معنی میں ہے۔ علی فرش جمع فراش۔ بطائنها جمع بِطانَة اندرون۔ من استبرق : موٹا ریشم۔ یہ لفظ معرب ہے۔ ایک قول یہ ہے ان کے ابرے



BestUrduBooks.wordpress.com

سندس کے ایک قول ان کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ وجنا الجنتین دان یعنی ان کے پھل قریب ہونگے ان کو بیٹھا، کھڑا تکیہ لگائے ہوئے ہرطرح حاصل کر سکے گا۔

۵۵ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

## باغوں کی حالت:

۵۶ : فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ (ان باغوں میں نیچی نگاہ والیاں ہونگی کہ ان جنتیوں سے پہلے ان پر نہ کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا۔ نہ کسی جن نے) ھن کی ضمیر جنتین کی طرف راجع ہے ان دو باغوں میں کیونکہ وہ باغ مقامات، محلات، مجالس پر مشتمل ہونگے۔ یا نمبر ۲۔ یہ نعمتیں جو شمار کی گئیں جیسے دو باغ' دو چشمے، میوے، فرش، تازہ پھل۔ قاصرات الطرف ایسی عورتیں جن کی نگاہیں ان کے خاوندوں تک محدود رہنے والی ہونگیں کسی طرف نگاہ نہ اٹھائیں گئیں۔ لم یطمثھن۔

قراءت: اس کو دوری نے میم کے کسرہ اور علی نے میم کے ضمہ سے پڑھا ہے۔ الطمث خون کے ساتھ جماع۔ جماع سے ان کو خون آلودہ نہ کیا ہوگا۔ انس قبلھم ولا جان

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ جنات کو بھی خون آتا ہے جیسا انسانوں کو آتا ہے۔

۵۷ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۵۸ : کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ (گویا وہ یاقوت و مرجان ہیں) الیاقوت کہا صفائی کے اعتبار سے اور المرجان کہا سفیدی کے لحاظ سے۔ یہ موتیوں سے زیادہ سفید ہوتا ہے۔

۵۹ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۶۰ : هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (بھلا انتہائی اطاعت کا بدلہ سوائے عنایت کے اور کچھ بھی ہوسکتا ہے) الاحسان عمل میں خوبی۔ الاحسان ثواب و بدلہ میں خوبی۔ ایک قول یہ ہے جس نے لا الله الا الله کہا اس کا بدلہ جنت ہی ہے۔ ابراہیم خواص کا قول ہے: الاحسان کا معنی اسلام ہے کہ اسلام کا بدلہ دار السلام جنت ہی ہے۔

۶۱ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۶۲ : وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ (ان دو باغوں سے کم مرتبہ دو باغ اور ہیں) ومن دونھما ان دو باغوں کے علاوہ جن کا وعدہ مقربین سے کیا گیا ہے جنتان اس سے وہ باغ جو ان سے کم مرتبہ اصحاب یمین کیلئے ہونگے۔

۶۳ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۶۴ : مُدْهَآمَّتٰنِ (وہ دونوں باغ گہرے سرسبز ہونگے) انتہائی سبز ہونے کی وجہ سے وہ سیاہ معلوم ہونگے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٩﴾ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾

ان دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان باغوں میں اچھی عورتیں ہونگی'

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧١﴾ حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٣﴾ لَمْ

سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے' وہ عورتیں حوریں ہوں گی جو خیموں میں محفوظ ہوں گی۔ سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے'

يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَ

ان میں سے پہلے کسی انسان یا جن نے انہیں استعمال نہ کیا ہوگا سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے' ان جنتوں میں داخل ہونے والے لوگ سبز رنگ کے

عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧٧﴾ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

نقش ونگار والے خوبصورت بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے' سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے' بڑا بابرکت ہے آپ کے رب کا نام جو عظمت اور احسان والا ہے۔

## قولِ خلیل رحمہ اللہ:

الدھمة : سیاہی کو کہتے ہیں۔

۶۵ : فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۶۶ : فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ (ان دونوں باغوں میں دو اچھلتے چشمے ہوں گے) وہ جوش سے پانی نکال رہے ہونگے ہرگز منقطع نہ ہونگے۔

۶۷ : فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۶۸ : فِيهِمَا فَاكِهَةٌ (ان دونوں باغوں میں میوے) قسم قسم کے میوے وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ (اور کھجوریں اور انار ہوں گے) انار اور کھجور یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فواکہ میں سے نہیں ہے کیونکہ یہاں عطف کیا جا رہا ہے (جو تغایر کو چاہتا ہے) اور دوسری وجہ یہ ہے کھجور پھل اور کھانا دونوں ہے اور انار پھل اور دواء ہے۔ خالص میوے نہ ہوئے۔

## قولِ صاحبین رحمہ اللہ:

یہاں فاکھة پر عطف اس لئے کیا گیا کیونکہ یہ دونوں افضل ترین ہیں۔ گویا یہ الگ جنس ہیں اس لئے کہ ان کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی میں فرمایا: جبرئیل و میکال۔ (البقرہ۔ ۹۸)

۶۹ : فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۷۰ : فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ (ان میں خوبصورت، خوب سیرت عورتیں (یعنی حوریں) ہونگی) خیرات یہ خَیِّرات ہے پھر



BestUrduBooks.wordpress.com

تخفیف کی گئی اور خیرات اصل کے مطابق تشدید سے بھی پڑھا گیا ہے۔معنی اعلیٰ اخلاق اور خوبصورت خلقت۔

۷۱ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔(پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۷۲ : حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ (وہ عورتیں گورے رنگ کی ہونگی اور خیموں میں محفوظ ہونگی) یعنی بند کہا جاتا ہے۔امراۃ قصیرہ و مقصورۃ یعنی مخدرہ، خیمہ میں بند۔ایک قول یہ ہے خیمے جوف دار (اندر سے خالی) موتی کے ہونگے۔

۷۳ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔(پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۷۴ : لَمْ یَطْمِثْھُنَّ اِنْسٌ قَبْلَھُمْ وَ لَا جَآنٌّ (ان جنتیوں سے پہلے ان عورتوں پر نہ کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا نہ کسی جن نے) ھم کی ضمیر ان دو باغوں کے جنتیوں کی طرف راجع ہے اور اس پر جنتین کا تذکرہ دلالت کر رہا ہے۔

۷۵ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔(پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)

۷۶ : مُتَّکِئِیْنَ (وہ تکیہ لگانے والے ہونگے)

نحو : یہ اختصاص کی وجہ سے منصوب ہے۔

عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ (سبز شجر پر) رفرف ہر چوڑے کپڑے کو کہتے ہیں۔ایک قول یہ ہے رفرف تکیہ وَّ عَبْقَرِیٍّ (اور عجیب خوبصورت کپڑوں پر) ریشم نمبر۲۔کپڑا، چٹائی حِسَانٍ (خوبصورت)

۷۷ : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) ان دو باغات کی صفات پہلے دو باغوں سے کم ہیں یہاں تک کہ فرمایا من دونھما ان سے کم درجہ کیونکہ مدھامتان یہ ذواتا افنان سے کم مرتبہ ہیں۔اور نضاختان یہ تجریان سے کم ہیں اور فاکھۃ یہ کل فاکھۃ سے کم ہے۔اسی طرح حوروں کی صفات اور تکیہ گاہوں کی صفات۔

۷۸ : تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ (بڑا بابرکت نام ہے آپ کے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے) ذی الجلال عظمت والا ہے۔

قراءت: شامی نے ذوالجلال پڑھا اور اسم کی صفت قرار دیا۔الاکرام احسان کرنے والا اپنے دوستوں پر انعامات کے ذریعہ۔

## فضائل:

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سورۂ رحمان پڑھی۔پھر فرمایا میں تمہیں خاموش کیوں دیکھ رہا ہوں؟ جنات نے تم سے زیادہ خوبصورت جواب دیا۔جب میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر پہنچا تو وہ پکار اٹھے۔ہم اپنے رب کی کسی نعمت کو بھی نہیں جھٹلاتے اے اللہ آپ کا شکر اور تمام تعریفیں آپ کے لائق ہیں۔رواہ حاکم فی المستدرک ۲/۴۷۳۔نمبر۲۔اس سورت میں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ والی آیت اکتیس مرتبہ دھرائی گئی ہے۔آٹھ مرتبہ اس آیت کو ان آیات کے بعد لائے جن میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے عجائبات گنائے گئے ہیں۔اور اس کی صنعت و کاریگری کے نمونے ذکر کیے گئے ہیں۔اور تخلیق کی ابتداء اور معاد کا ذکر فرمایا ہے۔نمبر۲۔پھر سات مرتبہ ایسی آیات کے بعد لائے۔جن میں آگ اور اس کے مصائب و شدائد کا ذکر



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔اور جہنم کے دروازوں کی تعداد اتنی ہی ہے نمبر ۳۔اور ان سات کے بعد آٹھ مرتبہ لائے اور ان میں جنتین کا ذکر فرمایا اور ان دونوں باغوں کے رونق پذیر لوگوں کا ذکر کیا۔تو یہ جنت کے آٹھ دروازوں کی مناسبت سے ہے۔

نمبر ۳۔ پھر آٹھ مرتبہ ان دو باغوں کے تذکرہ میں لائے جو پہلے باغوں سے کم مرتبہ ہیں پس جس نے پہلے آٹھ پر اعتقاد کر لیا اور اس کے مطابق عمل کیا۔تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جائیں گے۔اور جہنم کے دوازے بند کر دیے جائیں گے۔

اللّٰهم اجعلنا من اهل الجنة بفضلك يا رحمان ياذالجلالِ والا كرام

الحمدللہ آج منگل بعد العصر تفسیری ترجمہ سورۃ الرحمان مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الواقعہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور اس میں چھیانوے آیات اور تین رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ① لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ② خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ③ اِذَا رُجَّتِ

جب قیامت واقع ہو گی اس کا جھٹلانے والا کوئی نہ ہو گا وہ پست کردے گی' بلند کردے گی' جبکہ زمین کو سخت

الْاَرْضُ رَجًّا ④ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ⑤ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا ⑥ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ⑦

زلزلہ آئے گا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کردیے جائیں گے' پھر وہ پراگندہ غبار ہو جائیں گے' اور تم تین قسم ہو جاؤ گے۔

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ⑧ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ⑨

سو جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں' اور جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں'

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ⑩ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ⑪ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ⑫ ثُلَّةٌ مِّنَ

اور جو آگے بڑھنے والے ہیں وہ آگے بڑھنے والے ہیں وہ خاص قرب رکھنے والے ہیں' یہ لوگ آرام کے باغوں میں ہوں گے ان کا ایک بڑا گروہ اگلے

الْاَوَّلِيْنَ ⑬ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ⑭ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ⑮ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا

لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے' وہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے

مُتَقٰبِلِيْنَ ⑯ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ⑰ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ

آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے' ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لے کر آمدورفت کیا کریں گے' آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب

مَّعِيْنٍ ⑱ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ⑲ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ⑳ وَلَحْمِ طَيْرٍ

جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا نہ اس سے ان کو درد سر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا' اور میوے جن کو وہ پسند کریں اور پرندوں کا گوشت

مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ㉑ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ㉒ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ㉓ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ㉔

جو ان کو مرغوب ہوگا اور ان کے لئے بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جیسے پوشیدہ رکھا ہوا موتی ہو' یہ ان کے اعمال کے صلہ میں ملے گا

وقف لازم

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ۔ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا۔ (جب قیامت واقع ہوگی جس



BestUrduBooks.wordpress.com

کے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں ہے تو وہ پست کر دے گی اور بلند کر دے گی جب زمین میں سخت زلزلہ آئے گا)

۱ : اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ جب قیامت قائم ہوگی ایک قول یہ ہے قیامت کو واقع سے اس لئے تعبیر کیا کیونکہ قیامت بہر حال آئے گی۔ گویا اس طرح فرمایا اذا وقعت لا بد من وقوعها جب وہ آجائے گا۔ جس کا وقوع یقینی ہے۔ وقوع الامر عرب کے لوگ اس وقت بولتے ہیں جبکہ وہ اتر پڑے چنانچہ کہتے ہیں وقع ما كنت اتوقعه یعنی وہ اتر پڑا جس کے نزول کا میں منتظر تھا۔

نحو : اذا اذکر فعل کی وجہ سے ہے۔

۲ : لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ (اس کا جھٹلانے والا کوئی نہ ہوگا) کاذبہ یہ نفس کی صفت ہے مطلب یہ ہے جب قیامت واقع ہو جائے گی تو کوئی نفس اس وقت ایسا نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بول سکے۔ اور غیب کی تکذیب میں کذب بیانی کرے۔ کیونکہ اس وقت ہر نفس ایمان لانے اور سچ بولنے اور تصدیق کرنے والا ہوگا۔ آج کی دنیا میں اکثر نفوس جھوٹ بولنے والے تکذیب کرنے والے ہیں۔

نحو : لوقعتها کی لام اسی طرح ہے جیسا اس ارشاد میں : یلیتنی قدمت لحیاتی [الفجر:۲۴]

## مناظر قیامت :

۳ : خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ (وہ پست کر دے گی' بلند کر دے گی) یعنی وہ پست و بلند کرنے والی ہے۔ بعض لوگوں کو بلند کر دے گی اور دوسروں کو ذلیل کر دے گی۔

۴ : اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا (جب زمین سخت ہلائی جائے گی) یہاں تک کہ ہر چیز جو اس پر واقع ہے پہاڑ، تعمیرات یہ سب گر کر منہدم ہو جائیں گے۔

نحو : یہ اذا وقعت سے بدل ہے۔ نمبر۲۔ خافضة رافعة کی وجہ سے اس کو منصوب قرار دینا بھی درست ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے تخفض و ترفع وقت رج الارض و بس الجبال۔

۵ : وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا (اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے) اور ریزہ ریزہ ہو کر ستو کی طرح ہو جائیں گے۔ یا چلائے جائیں گے اس وقت یہ بَسَّ الغنم۔ (اس نے بکریوں کو چلایا) جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا : وسيرت الجبال [النبا:۲۰]

۶ : فَكَانَتْ هَبَآءً (پھر وہ غبار ہو جائیں گے) مُّنْۢبَثًّا (پراگندہ) متفرق۔

## تین اقسام :

۷ : وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا (اور تم ہو جاؤ گے) ازواجًا اصناف کے معنی میں ہے یہ ان اصناف کیلئے آتا ہے جو ایک دوسرے سے ہوں یا جن کے بعض کا ذکر بعض کے ساتھ یعنی ایک دوسرے کے ساتھ کیا جائے۔ ثَلٰثَةً (تین قسم) دو قسمیں جنت اور ایک قسم جہنمی۔ پھر ان اقسام کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۸ : فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ (سو جو داہنے والے ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کا صحیفہ عمل ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ (اور دائیں طرف والے کیسے اچھے ہونگے دائیں طرف والے) یہ مبتدأ و خبر مل کر اصحاب المیمنة کی خبر ہے۔ اس میں ان کی سعادت والی حالت اور عظمت شان پر تعجب ظاہر کیا گیا گویا اس طرح فرمایا ماھم؟ وای شیء ھم؟ وہ کیا ہیں اور کیا چیز ہیں؟ (جو اس قدر اعزاز ملا)

۹ : وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ (اور بائیں طرف والے) یعنی وہ لوگ جن کو ان کے صحائف اعمال بائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے۔ نمبر۲۔ بلند مرتبہ والے اور خسیس ترین مرتبہ والے۔ جیسا کہتے ہیں فلان منی بالیمین و فلان منی بالشمال۔ جبکہ تم ان دونوں کی تعریف بلندی اور حقارت کے ساتھ کرو۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب یمین کے ساتھ برکت اور بائیں طرف سے نحوست مراد لیتے تھے۔ ایک اور قول یہ ہے اہل جنت کو دائیں جانب سے لیا جائے گا۔ اور اہل نار کو بائیں جانب سے۔ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ (کیسے برے ہونگے بائیں طرف والے) وہ کیا چیز ہیں؟ بدبختی میں ان کی اس حالت پر تعجب کا اظہار کیا گیا۔ (کہ یہ لوگ کتنے ہی بدبخت ہیں؟)

۱۰ : وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ (اور جو آگے بڑھنے والے ہیں وہ آگے بڑھنے والے ہیں) پہلا السابق مبتدأ اور دوسرا خبر ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ السابقون الی الخیرات السابقون الی الجنات جو بھلائی کی طرف بڑھنے والے ہیں وہ جنتوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔ ایک اور قول یہ ہے دوسرا السابقون اول کی تاکید ہو کر مبتدأ ہے اور۔

۱۱ : خبر اولئك المقربون ہے۔ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ (اور جو اعلیٰ درجہ کے ہونگے وہ تو اعلیٰ درجہ کے ہی ہیں۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے مقرب ہونگے)

دونوں میں اوّل ترکیب راجح ہے۔

۱۲ : فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (آرام کے باغ میں ہونگے) یعنی وہ آرام کے باغ میں ہونگے۔ مبتدأ محذوف ہے۔

۱۳ : ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ (ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا) ثُلة لوگوں کی بہت بڑی جماعت معنی یہ ہے سابقین اول لوگوں میں بہت ہونگے۔

۱۴ : وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (اور پچھلے لوگوں میں سے تھوڑے ہونگے) اور یہ آدم علیہ السلام سے محمد ﷺ تک تمام امتوں سے ہونگے۔ قلیل من الآخرین اس سے محمد ﷺ کی امت مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ من الاولین سے اس امت کے متقدمین اور آخرین سے امت کا پچھلا طبقہ مراد ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ دونوں طبقے میری امت سے ہیں۔ (طبری۔ ابن: ،بحوالہ کشاف)

## جنت کے مناظر:

۱۵ : عَلٰى سُرُرٍ (تختوں پر) سرر جمع سریر جیسا کثیب و کثب۔ مَّوْضُوْنَةٍ (سونے کے تاروں سے بنے ہوئے) جو



BestUrduBooks.wordpress.com

سونے کے تاروں اور موتیوں اور یاقوت سے بنے ہوئے ہونگے۔

۱۶ : مُتَّكِـِٕيْنَ (وہ تکیہ لگانے والے ہونگے) یہ علٰی کی ضمیر سے حال ہے۔ اور وہی اس میں عامل ہے تقدیر کلام اس طرح ہے استقروا علیها متکئین تم استقرار اختیار کرو اس پر اس حال میں کہ وہ تکیہ لگانے والے ہونگے۔ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ (آمنے سامنے بیٹھنے والے ہونگے) وہ ایک دوسرے کے چہرہ کو دیکھیں گے ایک دوسرے کی پشت کی طرف دیکھنا نہ ہوگا۔ ان کی یہ صفت اس لئے بیان کی گئی تاکہ ان کے حسن معاشرت، تہذیب اخلاق اور خالص مودت پر دلالت کرے۔

نحو : متقابلین بھی حال ہے۔

۱۷ : يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ (اور ان کے پاس آتے جاتے رہیں گے) ان کی خدمت کریں گے۔ وِلْدَانٌ (لڑکے) جمع ولید بمعنی لڑکے مُّخَلَّدُوْنَ (ہمیشہ رہنے والے ہونگے) وہ لڑکوں کی شکل میں ہمیشہ رہیں گے اس حالت سے نہیں پھریں گے۔ ایک قول یہ ہے ان کے کانوں میں بالیاں ڈالی جائیں گی۔ عرب اَلْخُلدة بالی کو کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے یہ اہل دنیا کی وہ اولاد ہے کہ جن کی کوئی نیکی نہ تھی کہ ان کو ثواب ملے اور نہ کوئی گناہ تھا کہ ان کو عذاب دیا جائے۔ حدیث میں ہے۔ جس کو بزاز نے کشف الاستار میں ذکر کیا ہے۔ اولادِ کفار اہل جنت کے خدام ہونگے۔ مجمع الزوائد ۷/ ۲۱۹ کشف الاستار ۲۱۷۲۔

۱۸ : بِاَكْوَابٍ (آبخوروں کے ساتھ) اکواب جمع کوب ایسا برتن جس کا دستہ نہ ہو اور نہ ٹونٹی۔ وَّاَبَارِيْقَ جمع ابریق (لوٹے) جس برتن کا دستہ اور ٹونٹی دونوں ہوں۔ وَكَاْسٍ (اور جام جن میں شراب ہوگی) اور ان میں شراب نہ ہو تو اس کو کاس نہ کہیں گے۔ مِّنْ مَّعِيْنٍ (جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا) ان کے پاس آبخورے، آفتابے اور جاری رہنے والی شراب سے بھرے ہوئے جام لیئے ہونگے۔ معین وہ شراب جو چشموں سے جاری ہوگی۔

۱۹ : لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا (نہ اس شراب سے ان کو دردسر ہوگا) عنہا اس کے سبب سے۔ حقیقت میں یہ اس طرح ہے لا یصدر صداعهم عنها ان کا سردرد اس کی وجہ سے صادر نہ ہوگا۔ وَلَا يُنْزِفُوْنَ (اور نہ عقل میں فتور آئے گا) نہ ان کو نشہ چڑھے گا۔ عرب کہتے ہیں۔ نزف الرجل اس کی عقل جاتی رہی نشے کی وجہ سے۔

قراءت : ینزفون زاء کا کسرہ کوفیوں نے پڑھا۔ ان کی شراب ختم نہ ہوگی کہتے ہیں۔ اَنْزَفَ الْقَوْمُ جبکہ ان کی شراب ختم ہو جائے۔

۲۰ : وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ (اور پسندیدہ میوے) ان میں سے افضل وعمدہ وہ پسند کر کے لیں گے۔

۲۱ : وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ (اور مرغوب خاطر پرندوں کا گوشت) یشتھون تمنا کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

۲۲ : وَحُوْرٌ عِيْنٌ (اور گوری گوری بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی) حورٌ یہ حوراء کی جمع ہے۔ عینٌ عیناء کی جمع ہے۔ یعنی اس جنت میں بڑی آنکھوں والی حوریں ہونگی۔ نمبر ۲۔ ان کے لئے بڑی آنکھوں والی حوریں ہونگی۔ اور یہ بھی درست ہے کہ اس کا عطف ولدانٌ پر ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ

وہاں نہ بک بک سنیں گے اور نہ اور کوئی بے ہودہ بات بس سلام ہی سلام کی آواز آئے گی اور جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے

الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ وَّفَاكِهَةٍ

اچھے ہیں وہ ان باغوں میں ہوں گے جہاں بے خار بیریاں ہوں گی اور تہ بہ تہ کیلے ہوں گے اور لمبا لمبا سایہ ہوگا اور چلتا ہوا پانی ہوگا اور کثرت سے میوے

كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ

ہوں گے جو نہ ختم ہوں گے اور نہ انکی روک ٹوک ہوگی اور اونچے اونچے فرش ہوں گے ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ

اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع ۱۴

کنواریاں ہیں محبوبہ ہیں ہم عمر ہیں یہ سب چیزیں داہنے والوں کے لئے ہیں ان کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا۔

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾

اور جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں وہ لوگ سموم میں ہوں گے اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں

قراءت: حمزہ، علی، یزید نے حورٍ پڑھا اور اس کو جنات النعیم پر عطف کیا۔ گویا اس طرح فرمایا هم في جنات وفاكهة ولحم و حورٍ وہ باغات اور میوے اور گوشت اور حوروں میں ہونگے۔

۲۳ : كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ (جیسے حفاظت سے پوشیدہ رکھا ہوا موتی) اللؤلؤ کے ساتھ صفائی و ستھرائی میں تشبیہ دی۔ اور المکنونؔ محفوظ قول الزجاجؒ موتیوں کی طرح جب کہ ان کو سیپ سے نکالا جائے اور زمانہ نے اس میں کوئی تبدیلی نہ کی اور نہ استعمال کے مختلف حالات سے وہ گزرا ہو۔

۲۴ : جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (یہ ان کے اعمال کے صلہ میں ہوگی) جزاءً یہ مفعول لہ ہے۔ یعنی یہ سب کچھ سلوک ان کے اعمال کے بدلہ کی خاطر کیا جائے گا۔ یا جزاء مصدر ہے تقدیر اس طرح ہے یجزون جزاءً ان کو بدلہ دیا جائے گا بدلہ دیا جانا۔

۲۵ : لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِيْمًا (اور وہاں وہ نہ بک بک سنیں گے اور نہ کوئی بیہودہ بات) وہ جنتوں میں کوئی باطل بات اور نہ ہی ہذیان سنیں گے۔

۲۶ : اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (سلام ہی سلام کی آواز آئے گی) مگر سلامتی والی بات۔

نحو : یہ استثناء منقطع ہے۔ اور سلاماً یہ قیلاً سے بدل ہے یا قیلاً یہ مفعول بہ ہے۔ یعنی وہ اس میں کوئی چیز نہ سنیں گے سوائے سلام سلام کہنے کے۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ ایک دوسرے کو السلام علیکم کھل کر کہیں گے۔ وہ سلام کے بعد سلام کہیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۷ : وَاَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ (اور دائیں طرف والے، وہ کیسے اچھے ہونگے دائیں طرف والے)

۲۸ : فِيۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ (جہاں بے خار بیریاں) السدر بیری کا درخت۔ المخضود جس میں کانٹا نہ ہو گویا اس کے کانٹے کو کاٹ دیا گیا ہے۔

۲۹ : وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ (تہ بہ تہ کیلے) الطلح : کیلے کا پودا المنضود : جو پھل کی وجہ سے نیچے سے اوپر تک بھرا ہو۔ اس کا ظاہر ہونے والا کوئی تنا نہیں ہوتا۔

۳۰ : وَّظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ (اور وسیع سائے) دراز پھیلے ہوئے جیسا کہ سائے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے وقت ہوتے ہیں۔

۳۱ : وَّمَآءٍ مَّسۡكُوۡبٍ (اور آب رواں) جو بلا کھائی اور کنارے کے جاری ہوگا۔ یعنی وہ زمین پر نالیوں کے بغیر چلے گا۔

۳۲ : وَّفَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ (اور کثیر خوش ذائقہ پھل ہوں گے) کثیرہ سے کثیر الاجناس مراد ہے۔

۳۳ : لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ (جو نہ ختم ہونگے) وہ کسی وقت میں منقطع نہ ہونگے جیسے دنیا کے پھل ہیں۔ بلکہ وہ دائمی ہونگے۔ وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ (نہ ان کی روک ٹوک ہوگی) کسی طرح سے لینے والے کو روکا نہ جائے گا۔ ایک قول یہ ہے وقت کے ساتھ منقطع نہ ہونگے اور نہ قیمت کے بغیر ممنوع ہونگے۔

## بلند مرتبہ والے:

۳۴ : وَّ فُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَةٍ (اور اونچے فرش ہونگے) بلند مرتبے والے یا نمبر۲۔ ان کو بچھایا جائے۔ یہاں تک کہ اٹھانا پڑے۔ نمبر۳۔ چارپایوں پر بلند ہونگے۔ ایک قول یہ ہے اس سے مراد عورتیں ہیں کنایۃً عورت کو فراش کہا جاتا ہے۔ بلند ہونگی مسہریوں پر دوسرے مقام پر فرمایا: هم وازواجهم فی ظلال علی الارائك متكنون [یٰس:۵۶] اور اگلی آیت اسی معنی پر دلالت کرتی ہے۔

۳۵ : اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً (ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے) ہم نے ان کی خلقت کی ابتداء محض قدرت سے کی ہے۔ وہ ولادت سے پیدا نہیں ہوئیں۔ پھر یا تو وہ مراد ہوں جن کو ابتداءً پیدا فرمایا یا ان کو دوبارہ پیدا کیا گیا۔ اس تاویل کے علاوہ تاویلات کیلئے هُنَّ کی ضمیر لائی گئی کیونکہ فرش کا تذکرہ جو کہ بستر ہیں۔ ان پر دلالت کر رہا ہے۔

۳۶ : فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡكَارًا (پس ان کو اس طور پر بنایا کہ وہ کنواری ہیں) ابکار کنواری۔ جب بھی خاوند ان کے پاس جائیں گے تو ان کو کنواری پائیں گے۔

۳۷ : عُرُبًا اَتۡرَابًا (محبوبہ ہیں، ہم عمر ہیں)

قراءت : حمزہ، خلف، یحییٰ، حماد نے عُرۡبًا جمع عروب پڑھا ہے۔ عروبؔ محبوبہ اپنے خاوند سے محبت کرنے والی خوبصورت، مطیع و فرمانبردار۔ اترابا: عمر میں برابر۔ تینتیس سال کی لڑکیاں اور ان کے خاوند بھی اسی عمر کے ہونگے۔

۳۸ : لِّاَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ (دائیں طرف والوں کیلئے)



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : اس میں لام انشأنا کے صلہ میں لائی گئی ہے۔

۳۹ : ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ (ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا) یعنی دائیں طرف والے پہلے لوگوں کا بڑا گروہ ہیں۔

۴۰ : وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا)

سوال :اس سے پہلے کہا گیا۔وقلیل من الآخرین اور یہاں فرمایا:ثلة من الآخرین۔ کیوں؟

جواب :وہ السابقون الاولون کا بیان ہے۔اور یہ اصحاب الیمین کا بیان ہے۔یہ اولین وآخرین دونوں میں کثرت سے ہونگے۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ :

سابقین پہلی امتوں میں سے ہماری امت کے سابقین سے زیادہ ہیں اوران امتوں کے پیرووہ اس امت کے پیروؤں کی طرح ہیں۔

۴۱ : وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ (اور جو بائیں طرف والے ہیں وہ بائیں طرف والے کیسے برے ہیں) شمال اور مشأمہ ایک چیز ہے (بائیں طرف اور نحوست)

۴۲ : فِيْ سَمُوْمٍ (وہ آگ میں ہونگے) وہ آگ کی ایسی حرارت میں ہونگے جو مسام میں سرایت کرنے والی ہوگی۔وَّ حَمِيْمٍ (اور کھولتے ہوئے پانی میں ہونگے) ایسا گرم پانی جو حرارت کی انتہاء کو پہنچا ہو۔

۴۳ : وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ (اور دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے) سیاہ دھوئیں کا سایہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ

جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش ہوگا' وہ لوگ اس سے پہلے بڑی خوش حالی میں رہتے تھے اور بڑے بھاری گناہ پر اصرار کیا

الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ

کرتے تھے' اور یوں کہا کرتے تھے' کہ جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں رہ گئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور کیا

اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ

ہمارے اگلے باپ دادا بھی؟ آپ کہہ دیجئے کہ سب اگلے اور پچھلے جمع کیے جائیں گے ایک معین

مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾

دن پر پھر تم کو اے گمراہو جھٹلانے والو! درخت زقوم سے کھانا ہوگا'

فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ

سو اس سے پیٹ بھرنا ہوگا' پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا' پھر پینا بھی پیاسے

الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾

اونٹوں کی طرح ہوگا' ان لوگوں کی قیامت کے روز یہ دعوت ہوگی۔

## نام کا سایہ:

۴۴ : لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ (جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ فرحت بخش ہوگا) سائے کی دو صفات کی نفی کی گئی۔ مراد یہ ہے کہ وہ سایہ تو ہوگا مگر عام سایوں کی طرح نہ ہوگا اس کا نام سایہ ہی رکھا پھر سائے کی اچھی صفات بردوراحت کی نفی کر دی۔ اور اس کا فائدہ سایہ والے کیلئے سوائے ایذاء کے اور کچھ نہ ہوگا۔ اور یہی اس کا کرم ہے اور انداز سے سایہ کے متعلق آرام حاصل ہونے کی جو دلالت تھی اس کا ازالہ ہو گیا۔ حاصل یہ ہے کہ گرم نقصان دہ سایہ ہوگا۔

۴۵ : اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ (وہ لوگ اس سے پہلے بڑی خوشحالی سے رہتے تھے) قبل ذلک سے مراد دنیا میں مترفین خوشحال تھے اس وجہ سے انہوں نے ڈانٹ ڈپٹ کی طرف توجہ نہ کی اور عبرت سے بے خبر رہے۔

## بڑا گناہ شرک:

۴۶ : وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ (اور وہ بڑے بھاری گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے) یصرون مداومت کرتے



BestUrduBooks.wordpress.com

تھے۔ الحنث العظیم : بڑا گناہ نمبر۲۔ شرک۔ کیونکہ اس سے میثاق والا عہد ٹوٹ جاتا ہے۔ الحنث قسم والے عہد کو توڑنا۔ نمبر۲۔ بعث کا انکار۔ اس کی دلیل یہ ارشاد الٰہی ہے۔ واقسموا باللّٰہ جھد ایمانھم لایبعث اللّٰہ من یموت [النحل: ۳۸]

۴۷ : وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ (اور کہا کرتے تھے کہ جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو کر رہ گئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے)

نحو : تقدیر عبارت اس طرح ہے أنبعث اذا متنا اور ظرف میں یہی عامل ہے اور اس کا حذف جائز ہے۔ اس لئے کہ مبعوثون اس پر دلالت کر رہا ہے۔ البتہ مبعوثون اس کا عامل نہیں۔ کیونکہ اِنَّ اور استفہام اس بات سے مانع ہیں کہ ان کا مابعد ماقبل میں عمل کرے۔

۴۸ : اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ (یا ہمارے اگلے باپ دادا بھی زندہ کیے جائیں گے)

نحو : ہمزہ استفہام کو حرف عطف پر داخل کیا گیا۔ اور مبعوثون کے مضمر پر اس کا عطف نحنؔ کی ضمیر فاصل کے بغیر ہی خوب ہے۔ اس لئے کہ ہمزہ فاصل موجود ہے۔ جیسا کہ اس قول میں خوب ہے۔ مااشرکنا ولا اٰباؤنا۔ [الانعام: ۱۴۸] کیونکہ لا جو تاکید نفی کیلئے ہے وہ فاصل کافی ہے۔

قراءت : اَوْ آبَاؤُنا مدنی و شامی نے پڑھا ہے۔

۴۹ : قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ (آپ کہہ دیجئے سب اگلے اور پچھلے)

۵۰ : لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (ایک معین تاریخ کی حد پر سب جمع کیے جائیں گے) مقررہ حد جس سے دنیا کا وقت مقرر کیا گیا۔ یہاں میقات کی اضافت یوم کی طرف منؔ کے حذف کے ساتھ خاتم فضۃٍ جیسی ہے۔ میقات کسی چیز کی مقررہ حد جیسے میقات احرام۔ وہ حدود ہیں جن کو عمرہ، حج کیلئے مکہ جانے والا بلا احرام عبور نہیں کر سکتا۔

۵۱ : ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ (پھر اے گمراہ جھٹلانے والو) ضال ہدایت کو گم کرنے والے مکذّب سے بعث بعد الموت کی تکذیب کرنے والے مراد ہیں اور وہ اہل مکہ اور جو انہی جیسے لوگ ہیں۔

۵۲ : لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ (تم کو درخت زقوم سے کھانا ہوگا)

نحو : اول مِنؔ یہ ابتدائے غایت کیلئے ہے اور دوسرا من بیانِ شجر کیلئے ہے۔ یعنی وہ درخت زقوم ہوگا۔

۵۳ : فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ (پھر اس سے پیٹ بھرنا ہوگا)

۵۴ : فَشَارِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ۔ (پھر اس پر کھولتا پانی پینا ہوگا)

ایک نکتہ :

ھاؔ ضمیر جو الشجر کی طرف راجع ہے معنی کا لحاظ کر کے مؤنث لائی گئی ہے۔ اور علیہ میں لفظ کے لحاظ سے اس کی طرف مذکر ضمیر لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝٥٧ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝٥٨ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ

ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تو پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے' اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ تم جو منی پہنچاتے ہو اس کو تم آدمی بناتے ہو یا

نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝٥٩ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝٦٠ عَلٰٓى اَنْ

ہم بنانے والے ہیں' ہم ہی نے تمہارے درمیان میں موت کو ٹھہرا رکھا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری جگہ

نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٦١ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا

تم جیسے پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں بنا دیں جن کو تم جانتے بھی نہیں اور تم کو اول پیدائش کا علم حاصل ہے پھر تم کیوں

تَذَكَّرُوْنَ ۝٦٢ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝٦٣ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝٦٤ لَوْ نَشَآءُ

نہیں سمجھتے' اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں

لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝٦٥ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝٦٦ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝٦٧ اَفَرَءَيْتُمُ

تو اس کو چورا چورا کر دیں۔ پھر تم متعجب ہو کر رہ جاؤ کہ ہم پر تاوان ہی پڑ گیا بلکہ بالکل ہی محروم رہ گئے' اچھا پھر یہ بتلاؤ

الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۝٦٨ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝٦٩

کہ جس پانی کو تم پیتے ہو اس کو بادل سے تم برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہیں

۵۵ : فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ (پینا بھی پیاسے اونٹوں جیسا)

قراءت: شُرْب کی شین کو مدنی، عاصم، حمزہ، سہل نے مضموم پڑھا۔ اور دیگر قراء نے فتحہ شین کے ساتھ شَرب پڑھا۔ اور یہ دونوں ہی مصدر ہیں۔ الھیم پیاسے اونٹ جو سیراب نہ ہوں۔ یہ اَھیم و ھیماء کی جمع ہے۔

**حاصل یہ کہ :**

ان پر ایسی بھوک مسلط کر دی جائے گی جوان کو زقوم کھانے پر مجبور کر دے گی۔ جو کہ تلچھٹ کی طرح ہوگا۔ جب اس سے وہ اپنے پیٹ پر کر لیں گے۔ تو ان پر ایسی پیاس مسلط کر دی جائے گی جو ان کو گرم پانی پینے پر مجبور کرے گی۔ ایسا گرم پانی جو ان کی انتڑیوں تک کو گلا کر پیٹ سے باہر نکال دے گا۔ مارے شدت پیاس کے وہ پیاسے اونٹوں کی طرح بڑے بڑے گھونٹ سے اندر کو پھینکیں گے۔

شاربین کا عطف شاربین پر درست ہے کہ ان دونوں کی ذاتیں تو ایک مگر صفات مختلف ہیں۔ کیونکہ انکا انتہائی گرم پانی پینا جو کہ انتڑیاں باہر پھینک دے۔ یہ عجیب معاملہ ہے اور پھر انکا پیاسے اونٹوں کی طرح پینا یہ بھی تعجب انگیز ہے۔ پس اس لحاظ سے یہ دو مختلف صفتیں بن گئیں۔

۵۶ : هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ (قیامت کے روز یہ ان کی دعوت ہوگی) نزل وہ کھانا جو مہمان کے اعزاز کیلئے اس کو پیش کیا



BestUrduBooks.wordpress.com

جائے۔یوم الدین سے قیامت کا دن مراد ہے۔

۵۷ : نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ (ہم نے ہی پیدا کیا پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے) لولا ھلا کے معنی میں توبیخ کیلئے ہے۔اس میں تخلیق اول کے ذریعہ تصدیق بعث پر آمادہ کیا گیا ہے کیونکہ وہ اول پیدائش کی تصدیق کرتے تھے۔مگر جب ان کا مذہب تصدیق کے تقاضا کے خلاف تھا تو گویا وہ اس کے بھی مکذب ہوئے یا بعث سے ان کو آمادہ کیا گیا وہ اس طرح کہ جو ذات اولاً پیدا کرنے پر قادر ہے۔دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔

۵۸ : اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ (بتلاؤ تم جو عورتوں کے رحم میں نطفہ ٹپکاتے ہو) ماتمنونہ جس کو تم ٹپکاتے ہو یعنی ارحام میں جو نطفے تم ڈالتے ہو۔

۵۹ : ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗ (کیا تم اس کو آدمی بناتے ہو) تم اس کا اندازہ کرتے ،تصویر بناتے اور اس کو صحیح سالم بشر بناتے ہو۔اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ (یا ہم بناتے ہیں)

۶۰ : نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ (ہم نے تمہارے درمیان موت کو وقت مقررہ پر ٹھہرا رکھا ہے) ہم نے اس کو پورے اندازے سے مقرر کر رکھا ہے۔اور رزق کی طرح اختلاف وتفاوت کے ساتھ اس کو ہم نے تمہارے لئے تقسیم کر دیا ہے۔جیسا کہ ہماری مشیت تقاضا کرتی ہے۔پس تمہاری عمریں مختلف لمبی، چھوٹی، متوسط ہیں۔

قراءت: قدرنا تخفیف کے ساتھ مکی نے پڑھا۔

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ (اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں) سبقت بالشیٔ بولتے ہیں جبکہ اس کے کرنے سے عاجز آجائیں اس چیز کا غلبہ ہو جائے۔اب معنی یہ ہوگا ہم عاجز نہیں۔

## مماثل مخلوق:

۶۱ : عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ (کہ تمہاری جگہ اور تم جیسے آدمی پیدا کر دیں) مطلب یہ ہے کہ ہم اس بات پر قادر ہیں۔اس سلسلہ میں تم مجھ پر غالب نہیں آسکتے۔مثال جمع مِثْلٌ یعنی اس پر کہ تمہاری جگہ بدل کر تم جیسی اور مخلوق لے آئیں۔وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (اور تم کو ایسی صورت میں پیدا کر دیں جس کو تم جانتے بھی نہیں ہو) اس کا عطف نبدل پر ہے۔علی ان ننشئکم ایسے قادر ہیں کہ تم کو پیدا کر دیں کسی ایسی مخلوق کی شکل میں جس کو تم جانتے بھی نہیں اور نہ پہلے اس سے سابقہ پڑا ہے۔مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں باتوں پر قدرت رکھتے ہیں۔نمبرا۔تمہارے مماثل مخلوق پیدا کرنے پر نمبر۲۔اور ایسی مخلوق جو تمہارے مماثل نہ ہو۔تو پھر ہم اعادہ سے کس طرح عاجز ہوتے۔؟ اور یہ بھی درست ہے کہ امثالکم جمع مِثْل کی ہو۔مطلب یہ ہے ہم اس بات پر قادر ہیں کہ ہم تمہاری صفات کو بدل دیں جو تمہارے خلق اور اخلاق میں پائی جاتی ہیں اور تم میں نئے سرے سے ایسی صفات پیدا کر دیں جن کو تم جانتے بھی نہیں۔

۶۲ : وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى (اور تم کو اول پیدائش کا علم ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: ابوعمرو کی نے النشاءۃ پڑھا ہے۔

فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ (پھر تم کیوں نہیں سمجھتے) کہ جوایک چیز قابو رکھتا ہو دوسری مرتبہ وہ شیٔ اس کے لئے ممتنع نہیں۔

مَسْئَلَة: اس میں دلیل ہے کہ قیاس درست ہے اس لئے کہ نشاۃ ثانیہ کے نشاۃ اولیٰ پر قیاس نہ کرنے پر ان کی تجہیل کی گئی۔

۶۳ : اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ (اچھا پھر یہ بتاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو) جو غلہ تم کاشت کرتے ہو یعنی زمین میں ہل چلاتے اور اس میں بیج ڈالتے ہو۔

۶۴ : ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ (کیا تم اس کو اگاتے ہو) تم اس کو اگا کر نبات کی شکل میں لوٹاتے ہو۔ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ (یا ہم اس کو اگاتے ہیں) زارع: اُگانے والے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا: لا یقولن احدکم زرعت و لیقل حرثت۔ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے میں نے اگایا بلکہ کہے میں نے کھیتی بوئی۔ [رواہ ابن حبان :۵۷۲۳، البیہقی ۶/ ۱۳۸]

۶۵ : لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا (اگر ہم چاہیں تو اس پیداوار کو چورا چورا کر دیں) پکنے سے قبل ہی ریزہ ریزہ تنکے کر دیں۔ فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ (پھر تم متعجب ہو کر رہ جاؤ) تعجب میں پڑ جاؤ یا اپنی تھکاوٹ و خرچ کے رائیگاں جانے پر شرمندہ ہو جاؤ۔ نمبر۳۔ اس گناہ پر پشیمان ہوتے ہو جو اس سزا کا باعث بنا۔

۶۶ : اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ (اب ہم پر تاوان ہی پڑ گیا) تم کہتے ہو۔

قراءت: ابوبکر نے ائنا پڑھا ہے۔ لمغرمونَ ہم پر تو خرچہ کی چٹی پڑ گئی۔ یا نمبر۲۔ ہم تباہ ہو گئے کیونکہ ہمارا رزق برباد ہوا۔ یہ الغرام سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہلاکت ہے۔

۶۷ : بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ (بلکہ ہم محروم ہی ہو کر رہ گئے) بلکہ ہم ایسے لوگ ہیں جو محروم کر دیے گئے ہیں ہم تو بدنصیب و بدبخت ہیں نہ کہ خوش نصیب۔ ہمارا نہ کوئی حصہ ہے اور نہ نصیب۔ اگر ہم خوش نصیب ہوتے تو ہمارے ساتھ یہ نہ ہوتا۔

۶۸ : اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ (اچھا یہ بتلاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو) الماءَ سے وہ پانی جو میٹھا پینے کے قابل ہو۔

۶۹ : ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ (اس کو بادل سے تم برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہیں) المزنَ سفید بادل۔ اس کا پانی نہایت شیریں ہوتا ہے۔ المنزلونَ ہم اپنی قدرت سے اتارنے والے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِىْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾

اگر ہم چاہیں اس کو کڑوا کر دیں سو تم شکر کیوں نہیں کرتے ' اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ جس آگ کو تم سلگاتے ہو

ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً

اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں' ہم نے اس کو یاد دہانی کی چیز

وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَآ اُقْسِمُ

اور مسافروں کے فائدہ کی چیز بنایا ہے' سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح بیان کیجئے۔ سو میں مَوَاقِعُ النُّجُوْم

بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾

کی قسم کھاتا ہوں اور بیشک یہ بڑی قسم ہے اگر تم جانتے ہو۔ بیشک وہ قرآن کریم ہے

فِىْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا

محفوظ کتاب میں اسے نہیں چھوتے ہیں مگر پاکیزہ لوگ ' یہ اتارا ہوا ہے رَبُّ الْعٰلَمِیْن کی طرف سے' کیا تم اس

الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾

کلام کو سرسری سمجھتے ہو اور تم نے اپنا حصہ یہی تجویز کر لیا ہے کہ جھٹلاتے رہو۔

۷۰ : لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا (اگر ہم چاہیں تو اس کو کڑوا کر ڈالیں) اُجَاجًا نمکین یا کڑوا جو پیا نہ جا سکے۔ فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ (پس تم شکر کیوں نہیں کرتے)

## ایک لطیف تحقیق:

لولا یہ ھلا کے معنی میں ہے لو کے جواب میں لجعلناہ حطامًا میں لام لگائی گئی ہے۔ جبکہ یہاں لام نہیں لگائی گئی کیونکہ لو جب دو جملوں پر داخل ہو تو دوسرا جملہ پہلے کے ساتھ اس طرح معلق ہو گیا جیسے جزاء شرط سے معلق ہوتی ہے۔ یہ اِنْ کی طرح خاص شرط کیلئے نہیں اور نہ اس طرح عمل کرنے والا ہے۔ پس اس میں شرط کا معنی تو اتفاقاً سرایت کر گیا اس لئے کہ اس سے دونوں جملوں کے مضمون میں فائدہ تھا اور دوسرے جملہ میں ممانعت تو پہلے جملے میں ممانعت کی بناء پر ہے۔ اس لئے اس کے جواب میں ایسی چیز کی محتاجی ہوئی جو علم کو نصب اس تعلق کی بنیاد پر دے اسی لئے لام کا اضافہ کر دیا۔ تاکہ وہ اس کی علامت بن جائے۔ جب اس کے موقعہ کی تشہیر ہو گئی تو لفظوں سے اس کے ساقط کر دینے میں کوئی حرج نہ ہو کیونکہ ہر ایک اس کو جانتا ہے اور اس کی حذف، اور بقاء کی

دونوں حالتیں برابر ہیں۔ باوجودیکہ اس کا ذکر پہلے ہوا اور معمولی فاصلہ اس کے دوسری مرتبہ تذکرے کا ضرورت مند نہیں ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ لام بہر صورت تاکید کے معنی کو مفید ہے پس مطعومات والی آیات میں اس کو داخل کیا گیا مشروب والی آیات میں نہیں اس لئے کہ مطعوم کا معاملہ مشروب سے مقدم ہے اور اس کے نہ پائے جانے سے وعید زیادہ سخت و مشکل ہے اس لحاظ سے بھی کہ مشروب کی ضرورت مطعوم کے تابع کی حیثیت سے ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے مطعوم والی آیت کو مشروبات والی آیت پر مقدم فرمایا گیا۔

۷۱ : اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ (پھر یہ بتلاؤ جس آگ کو تم سلگاتے ہو) توروْنَ سلگاتے اور چقماق سے اس کو حاصل کرتے ہو۔ اہل عرب دو لکڑیوں کو رگڑ کر آگ حاصل کرتے ہیں ایک کو دوسرے پر رگڑتے ہیں اوپر والی لکڑی کو الزند اور نیچے والی کو الزندۃ کہتے ہیں اور دونوں کو نر مادہ سے مشابہت دیتے ہیں۔

۷۲ : ءَ اَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ (کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا) وہ درخت جس سے یہ زناد ہے۔ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ (یا ہم ہی اس کو پیدا کرنے والے ہیں) ابتداءً اس کو بنانے والے ہیں۔

۷۳ : نَحْنُ جَعَلْنٰهَا (ہم نے ہی اس کو بنایا ہے) یعنی آگ کو تَذْكِرَةً (یاددہانی) جہنم کی یاددہانی۔ اس طرح کہ اسبابِ معاش اس سے متعلق کر دیئے۔ اور عام ضرورت کی وجہ سے اس کو عام کر دیا تاکہ لوگوں کے سامنے رہے اور ہر وقت اس کو دیکھتے رہیں۔ اور اس آگ کو یاد کریں جس سے ان کو ڈرایا گیا۔ وَّ مَتَاعًا (اور نفع بخش شیٔ) لِّلْمُقْوِیْنَ (مسافروں کیلئے) جو کہ جنگل میں اترنے والے ہوں۔ القواء: سنسان جنگل۔ یا نمبر۲۔ ان کے لئے جن کے پیٹ طعام سے خالی ہیں۔ نمبر۳۔ یا ان کے توشہ دان طعام سے خالی ہیں عرب کہتے ہیں۔ اقوت الدار۔ جبکہ وہ رہائشی لوگوں سے خالی ہو جائے۔

عجیب ترتیب: انسان کی پیدائش کا ذکر کیا تو فرمایا افرأیتم ماتمنون کیونکہ یہ نعمت تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ نمبر۲۔ پھر جس سے بدن انسانی کا قوام ہے اس کو ذکر فرمایا اور وہ اناج ہے چنانچہ فرمایا: افرأیتم ماتحرثون۔ نمبر۳۔ پھر جس سے اناج کو گوندھا اور اس کے بعد پیا جاتا ہے۔ وہ پانی ہے۔ افرأیتم الماء۔ نمبر۴۔ پھر جس سے روٹی پک کر تیار ہوتی ہے۔ وہ آگ ہے۔ پس کھانا ان تین چیزوں کے مجموعہ سے بنتا ہے۔ اور جو انسانی زندگی تک اس سے بے نیاز نہیں۔ (سبحان ما اعظم شانہ)

۷۴ : فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ (پس آپ اپنے عظیم الشان رب کے نام کی تسبیح کیجئے) پس اپنے رب کی تنزیہ بیان کریں جو اس کی ذات کے لائق نہیں۔ اے مخاطب مستدل، نمبر۲۔ اسم سے ذکر مراد ہے۔ مطلب یہ ہے پس تسبیح کریں اپنے رب عظیم کے ذکر کے ساتھ۔

نحو: العظیم یہ مضاف کی صفت ہے یا مضاف الیہ کی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول :

سبحان ربی العظیم کہو۔روایت مرفوعہ میں وارد ہے کہ جب یہ آیت اتری تو آپ نے فرمایا اس کو اپنے رکوع میں پڑھا کرو۔[رواہ احمد ۴/ ۱۵۵،ابوداؤد ۸۶۹،ابن ماجہ ۸۸۷،الدارمی ۱/ ۲۹۹]

۷۵ : فَلَآ اُقْسِمُ (پس میں قسم کھاتا ہوں) یہ فاء قسم ہے اور لا تاکید کیلئے زائدہ ہے جیسا کہ اس ارشاد میں ہے۔ لئلا یعلم اھل الکتاب[الحدید:۲۹]

ایک قراءت: میں فَلَا اُقسم پڑھا گیا اس کا معنی فَلَانا اقسم ہے۔یہ لام ابتدائیہ جس کو جملہ اسمیہ پر داخل کیا گیا۔وہ جملہ انا اقسم ہے۔پھر مبتدأ کو حذف کردیا گیا۔

## ایک تنبیہ:

یہ لام قسم نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ نون تاکید اس کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ (ستاروں کے چھپنے کی) ان کے غروب اور گرنے کے مقامات۔

قراءت: حمزہ،علی نے بموقع پڑھا ہے۔

وجوہ قسم: شاید کہ رات کے آخری حصہ میں جب ستارے مغرب کی طرف اترتے ہوں۔ کچھ قدرت کے مخصوص افعال ہوں۔(اس لئے قسم اٹھائی) نمبر۲۔ملائکہ کی مخصوص عبادات ہوں۔(اور ان کے یہ اوقات ہوں) نمبر۳۔اہل تہجد کے قیام اور آسمانوں سے ان پر رحمت ورضوان کے اترنے کا وقت ہے اسی لئے ان اوقات کو عظیم قرار دے کر قسم اٹھائی۔

۷۶ : وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ (اور اگر تم غور کرو تو یہ ایک بڑی قسم ہے) یہ جملہ معترضہ درمعترضہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے قسم ومقسم بہ کے درمیان فاصلہ کیا گیا ہے۔وہ مقسم بہ انه لقرآن کریم ہے۔

۷۷ : اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (بلاشبہ یہ ایک معزز قرآن ہے) کریم،عمدہ پسندیدہ،نمبر۲۔بے شمار منافع والا۔نمبر۳۔اللہ تعالیٰ کے ہاں شان والا۔اور لو تعلمون کے ذریعہ قسم اور عظیم جو صفت موصوف ہیں ان کے درمیان فاصلہ کردیا۔

۷۸ : فِيْ كِتٰبٍ (جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے) کتاب سے لوح محفوظ مراد ہے۔مَّكْنُوْنٍ (باطل کی آمدوشر سے محفوظ ہے) نمبر۲۔غیر مقربین سے اس کو محفوظ کردیا گیا ہے مقربین کے علاوہ کوئی اس کی اطلاع نہیں پاسکتا۔

۷۹ : لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (اس کو سوائے پاک ہستیوں کے اور کوئی نہیں چھوتا) المطہرون وہ تمام گندگیوں سے پاک ہیں۔گناہوں کی میل کچیل وغیرہ سے یہ اس وقت معنی ہے جبکہ تم اس کو کتاب مکنون کی صفت قرار دو۔جو کہ لوح محفوظ ہے نمبر۲۔اور اگر اس کو قرآن مجید کی صفت قرار دو۔ تو اس وقت معنی یہ ہوگا اس کو لوگوں میں سے وہ چھوسکتا ہے جو طہارت کی حالت میں ہو اور مس سے مراد اس کے لکھے ہوئے کا چھونا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۸۰ : تَنْزِيْلٌ (اتارا ہوا ہے) یہ قرآن مجید کی چوتھی صفت ہے۔یعنی اتارا ہوا ہے۔مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (رب العالمین کی طرف سے) نمبر۲۔مصدر سے قرآن کی صفت بیان کی گئی کیونکہ قرآن مجید تمام کتابوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا گیا گویا کہ وہ ذات کے اعتبار سے اتارا ہوا ہے۔اسی لئے اس کو ناموں کے قائم مقام لایا گیا۔ایک قول یہ ہے کہ تنزیل میں اسی طرح آیا اور تنزیل نے اسی طرح بتلایا۔نمبر۲۔ھو مبتدأ محذوف کی خبر ہے ای ھو تنزیل ۔

۸۱ : اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ (کیا تم اس کلام کو) الحدیث سے قرآن مجید مراد ہے۔اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ (سرسری بات سمجھتے ہو) سستی برتنے والے ہو۔جیسا کہ کوئی کسی بات میں مداہنت کرے،نرم پہلو اختیار کرے اور سستی کرتے ہوئے اس میں پختگی ظاہر نہ کرے۔

۸۲ : وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ (کہ اس کی تکذیب کو تم نے اپنا رزق بنا لیا ہے) یعنی تم نے اپنے رزق کے شکر کو تکذیب بنالیا ہے یعنی شکر کی بجائے تم تکذیب اختیار کرنے والے ہو۔

قراءت علیؓ میں ہے اور بقول صاحب کشاف یہ قراءت رسول اللہ ﷺ بھی ہے۔وتجعلون شکرکم انکم تکذبون (تم نے اپنے شکریہ کو اس طرح بنالیا کہ تم تکذیب کرتے ہو) تم نے نعمت قرآن پر شکریہ کو اس طرح بنالیا کہ تم قرآن کی تکذیب کرتے ہو۔ایک قول یہ ہے یہ ستاروں کے بارے میں نازل ہوئی جن سے عرب میں بارش حاصل کرنے کا رواج تھا۔اور اسی طرح رزق بھی۔اب معنی یہ ہے تم نے بنالیا اس چیز پر شکریہ کو جو اللہ تعالیٰ تم کو بارش کی صورت میں دیتے ہیں کہ اس بارش کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کا انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ

سو جس وقت روح حلق تک آ پہنچتی ہے اور تم اس وقت تکتے رہتے ہو اور ہم تم سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہوتے ہیں

وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾

لیکن تم سمجھتے نہیں ہو سو اگر تمہارا حساب و کتاب ہونے والا نہیں تو تم اس روح کو کیوں نہیں لوٹا لیتے اگر تم سچے ہو۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ

پھر جو شخص مقربین میں سے ہوگا اس کے لئے راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام کی جنت ہے اور جو شخص داہنے

مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ

والوں میں سے ہوگا تو اس سے کہا جائے گا کہ تیرے لئے سلامتی ہے تو داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے اور جو شخص جھٹلانے والوں گمراہوں

الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾

میں سے ہوگا سو کھولتے ہوئے پانی سے اس کی ضیافت ہوگی اور وہ دوزخ میں داخل ہوگا بے شک یہ تحقیقی یقینی بات ہے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾ ع ۲۲ / ۱۶

سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے۔

۸۳ : فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ (پس جس وقت روح حلق تک آ پہنچتی ہے) جب روح موت کے وقت حلقوم تک پہنچ جاتی ہے۔ حلقوم کھانے، پینے کی گزرگاہ۔

۸۴ : وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ (اور تم اس وقت دیکھا کرتے ہو) یہ خطاب ہر اس شخص کو ہے جو میت کے پاس اسوقت موجود ہو۔

۸۵ : وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ (ہم اس وقت اس مرنے والے آدمی سے تمہاری نسبت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں)۔ الیہ کی ہ ضمیر سے مراد قریب المرگ شخص۔ لا تبصرون نہ سمجھتے ہو اور نہ جانتے ہو۔

۸۶ : فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ (تو فی الواقع) اگر تمہارا حساب و کتاب ہونے والا نہیں ہے) مدینین مطیع و غلام۔ یہ دان السلطان الرعیۃ سے لیا گیا جبکہ وہ ان کے معاملات کو چلائے مطیع بنائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تم ہر چیز کے انکار پر اتر تے ہو

۸۷ : تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (تو پھر اس روح کو بدن کی طرف نہیں لوٹاتے ہو۔ اگر تم سچے ہو) ترجعون روح کو لوٹاؤ جسم میں حلق تک پہنچ جانے کے بعد اگر بقول تمہارے تم مغلوب وغلام نہیں ہو۔ لولا ان دونوں آیات میں لولا تحضیض کیلئے ہے اور ایک فعل کا طالب ہے اور ترجعونھا اس کو دومرتبہ لانے کی بجائے ایک بار پر اکتفاء کرلیا۔ پس آیت کی ترتیب معنوی اس طرح ہوگی۔ فلولا ترجعونها اذا بلغت الحلقوم ان کنتم غیر مدینین۔ دوسرا لولا تاکید کیلئے لایا گیا ہے۔ ونحن اقرب الیه منکم اور ہم تمہاری نسبت اس کے قریب تر ہیں۔ اے میت کے گھر والو! ہم اپنی قدرت وعلم سے قریب ہیں یا ملائکۃ الموت کے ذریعہ قریب ہیں۔ مطلب یہ ہے اے لوگو! تم تو ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی آیات قدرت کا انکار کرنے پر اترے ہوئے ہو۔ اگر وہ معجز کتاب اتارتا ہے تو اس کو سحر وافتراء کہہ کر مسترد کردیتے ہو اور اگر وہ اپنا رسول بھیجتا ہے جو صادق الامین ہے تو تم اس کو ساحر، کذاب کہہ کر مسترد کردیتے ہو۔ اگر وہ تمہاری آبادی کیلئے بارش نازل کرتا ہے تو اس کی نسبت تم ستاروں کی طرف کرتے ہو۔ (یہ ان کے مذہب کے مطابق ہے جو اہمال وتعطیل تک پہنچنے والے ہیں) پھر تمہیں کیا ہوا کہ روح کے حلق تک پہنچنے کے بعد تم دوبارہ اس کو بدن کی طرف واپس نہیں کرتے۔ اگر کوئی وہاں قبضہ قدرت والا نہیں اور تم تعطیل کے قول میں سچے ہو اور ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات اور ممیت ومبدئ اور المعید کے قائل نہیں ہو۔

۸۸ : فَاَمَّآ اِنْ كَانَ (پھر جو شخص ہوگا) متوفی مرنے والا مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (مقرب لوگوں میں سے) ان تینوں اقسام میں سے ہوا جو سبقت کرنے والے ہیں اور جن کا ذکر ابتدائے سورت میں ہوا۔

۸۹ : فَرَوْحٌ (تو اس کے لئے راحت ہے) وَّ رَيْحَانٌ (اور رزق) غذائیں ہیں وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ (اور آرام کی جنت ہے)

۹۰ : وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ (اور جو شخص دائیں طرف والوں میں سے ہوگا)

۹۱ : فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ (تو اس کو کہا جائے گا) تیرے لئے امن وامان ہے کہ تو دائیں طرف والوں میں سے ہے) پس تیرے لئے اے صاحب الیمین۔ دوسرے اصحاب یمین کی طرف سے سلام ہو۔ یعنی وہ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا: الا قیلا سلامًا سلامًا [الواقعہ : ۲۶]

۹۲ : وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ (اور جو شخص تکذیب کرنے والے گمراہوں میں سے ہوگا) یہ تیسری قسم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اسی سورت میں فرمادیا۔ ثم انکم ایها الضالون المکذبون [الواقعہ]

۹۳ : فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ (تو کھولتے ہوئے پانی سے اس کی دعوت ہوگی)

۹۴ : وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ (اور دوزخ میں اس کا داخلہ ہوگا) تصلیۃ: داخلہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اہم مسئلہ:

ان آیات میں اشارہ فرمایا کہ تمام کفر ایک ملت ہے اور گناہ گار لوگ یہ اصحاب یمین میں سے ہیں کیونکہ وہ تکذیب کرنے والے نہیں ہیں۔

۹۵ : اِنَّ هٰذَا (بیشک یہ جو کچھ اس سورت میں مذکور ہوا) لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ (تحقیق یقینی بات ہے) یعنی ایسا حق ہے جو قطعی طور پر ثابت ہونے والا ہے۔

۹۶ : فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (پس آپ اپنے عظیم الشان رب کی تسبیح کیجئے)

## فضائل:

روایت میں ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ جبکہ وہ مرض وفات میں تھے۔ تو انہیں پوچھا کیا تکلیف ہے؟ انہوں نے کہا میرے گناہ ہیں۔ نمبر۲۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ ہم اس کو عطاء کرنے کا حکم کردیتے ہیں؟ عبداللہ نے جواب دیا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ نمبر۳۔ اپنی بیٹیوں کو دے دینا۔ عبداللہ کہنے لگے ان کو بھی اس کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ میں نے ان کو سورۂ واقعہ پڑھنے کا کہہ رکھا ہے۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ جس نے سورۂ واقعہ ہر رات پڑھ لی۔ اس کو کبھی فاقہ نہ آئے گا۔ (مسند ابویعلی ورواہ ابن الضریس فی فضائل القرآن [۲۲۶] البیھقی بسند ضعیفٍ فی شعب الایمان۔

## عجیب نکتہ:

ان تین سورتوں، القمر، الرحمان، الواقعہ میں لفظ اللہ وارد نہیں ہوا۔ بلکہ صفاتی اسمائے مبارکہ آئے ہیں۔

الحمدللہ اذان عصر کے وقت جمعرات ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ ترجمہ سورۃ الواقعہ مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الحدید مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں انتیس آیات اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں وہ سب جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔ اسی کے لیے سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ

وہی حیات دیتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

پھر عرش پر مستوی ہوا۔ وہ جانتا ہے اس چیز کو جو زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو اس میں سے نکلتی ہے اور جو آسمانوں سے

مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④

اترتی ہے اور جو اس میں چڑھتی ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں بھی ہو اور وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھتا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے)

## کلمہ کی جہالت اربعہ:

۱ : سَبَّحَ لِلّٰهِ اس سورت اور سورۂ حشر وصف میں سبح للہ سے شروع کیا جو لفظ ماضی ہے اور بعض سورتوں مثلاً جمعہ، تغابن میں مضارع کے لفظ اور سورۂ بنی اسرائیل میں لفظ مصدر سے اور سورۂ اعلیٰ میں لفظ امر سے ذکر فرمایا گیا۔ اس کلمہ کی چار جہات ہوئیں۔ نمبر۱۔ مصدر نمبر۲۔ ماضی۔ نمبر۳۔ مضارع۔ نمبر۴۔ امر۔ سبح فعل کبھی لام کے ساتھ متعدی ہوتا ہے اور بعض اوقات متعدی بنفسہٖ ہوتا ہے جیسا اس قول وتسبحوہ اور اس کی اصل متعدی بنفسہٖ ہے کیونکہ سَبَّحْتُهٗ کا معنی میں نے اس کو برائی سے دور کیا۔ یہ سَبَّحَ



BestUrduBooks.wordpress.com

سے منقول ہو کر آیا ہے جس کا معنی جانا اور دور ہونا ہے۔ پس اس میں لام یا تو نصحته و نصحت له کی طرح ہے یا پھر سبح لله سے مراد اللہ تعالیٰ کیلئے اس نے تسبیح کی اور خالص اس کی ذات کیلئے کی۔ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہے) ما سے ہر وہ مخلوق مراد ہے جس سے تسبیح کا صدور ہو سکتا ہو۔ تسبیح اس سے درست ہو۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ (اور وہ زبردست ہے) اس مکلف سے انتقام لینے والا ہے) جس نے عناداً اس کی تسبیح نہیں کی۔ الْحَكِيْمُ (اس کو بدلہ دینے میں حکمت والا ہے) جس نے مطیع بنکر اس کی اطاعت کی۔

۲ : لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کی ہے) نہ کہ کسی اور کی يُحْيٖ (وہ زندہ کرتا ہے)

نحو : یحیٰ مقام رفع میں واقع ہے ای هو یحیی الموتیٰ وہ مردوں کو زندہ کریگا۔ وَيُمِيْتُ (اور وہ موت دیتا ہے) زندوں کو

نمبر۲۔ یہ موضع نصب میں واقع ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے : له ملك السموٰت والارض محییاً و ممیتاً اس کیلئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اس حالت میں کہ وہ زندگی اور موت دینے والا ہے۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

۳ : هُوَ الْاَوَّلُ (وہی پہلے ہے) وہ قدیم ذات ہے جو ہر شئ سے پہلے تھی۔ وَالْاٰخِرُ (اور وہی پیچھے) جو کہ ہر شئ کے ہلاک ہونے کے بعد باقی رہنے والی ہے۔ وَ الظَّاهِرُ (وہی ظاہر ہے) ان دلائل سے جو اس کی ذات پر دلالت کرنے والی ہیں۔ وَالْبَاطِنُ (وہی باطن ہے) کیونکہ وہ مدرک بالحواس نہیں اگرچہ وہ مرئی ہے۔

### واؤ کا فائدہ:

پہلی واؤ کا معنی یہ ہے کہ وہ اولیت و آخریت ہر دو صفات کے جامع ہیں اور تیسری واؤ اس لئے کہ وہ ظہور و خفاء کو جامع ہے رہی درمیانی واؤ وہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کی ذات پہلی دونوں صفات اور پچھلی دونوں صفات کی جامع ہے۔ اس کا وجود ماضی و مستقبل تمام اوقات میں دائمی ہے۔ وہ تمام اوقات میں ظاہر و باطن ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ الظاہر کا معنی ہر چیز پر بلند اور اس پر غالب۔ یہ ظهر علیه سے ماخوذ ہے جبکہ وہ اس چیز پر بلند و غالب ہو جائے اور الباطن جو ہر چیز کے اندرون کو جانتا ہے۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے)

۴ : هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ (وہی تو ہے جس نے آسمان کو زمین کو چھ روز کی مقدار میں پیدا کیا) قول حسنؒ ہے کہ ایام دنیا کی مقدار اگر وہ پلک جھپک میں بنانا چاہیں تو وہ بنا سکتے ہیں۔ لیکن چھ دن کو ایک بنیاد بنانا تھا تا کہ اس پر مدار زمانہ ہو۔ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَايَلِجُ فِي الْاَرْضِ (پھر وہ تخت پر قائم ہوا۔ وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے) جو زمین میں بیج، پانی کے قطرات، خزانے، مردے وغیرہ داخل ہوتے ہیں۔ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا (اور جو چیز زمین سے برآمد ہوتی ہے) نباتات وغیرہ وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ (اور جو آسمان سے اترتی ہے) یعنی ملائکہ اور بارشیں۔ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا (اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے) یعنی اعمال اور دعائیں وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ (اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے تم جہاں کہیں ہو) اپنے علم و قدرت عامہ اور اپنے فضل و رحمت خاصہ کے ساتھ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (اور وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھتا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۵ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي

اسی کی سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی ' اور اللہ ہی کی طرف سب امور لوٹ جائیں گے ' وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو

النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶ اٰمِنُوْا

رات میں داخل کرتا ہے ' اور وہ سینوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ تم لوگ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ' اور جس مال میں تم کو اس نے دوسروں کا قائم مقام بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو ' سو جو لوگ تم میں سے ایمان لے آئیں

وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا

اور خرچ کریں ان کو بڑا ثواب ہوگا ' اور تمہارے لئے اس کا کیا سبب ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تم کو اسی طرف بلا رہے ہیں کہ تم اپنے

بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰي عَبْدِهٖٓ

رب پر ایمان لاؤ اور اللہ نے تم سے عہد لیا تھا ' اگر تم کو ایمان لانا ہو ' وہ ایسا ہے کہ اپنے بندہ پر صاف صاف

اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹

آیتیں بھیجتا ہے تاکہ وہ تم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لائے اور بیشک اللہ تعالیٰ تم پر بڑا شفیق ہے مہربان ہے '

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ

اور تمہارے لئے اس کا کیا سبب ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ سب آسمانوں کی اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لئے ہے جو لوگ فتح مکہ سے

مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا

پہلے خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ برابر نہیں ہیں وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد میں

ع ۱/۱۷ مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۰

خرچ کیا ' اور قتال کیا اور اللہ تعالیٰ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے ' اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے '

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۱

کوئی شخص ہے جو اللہ کو قرض حسن دے ' پھر اللہ اس کو اس کے لئے بڑھائے اور اس کے لئے اجر پسندیدہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۵ : لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (آسمان وزمین کی سلطنت اسی کی ہے اور اللہ ہی کی طرف سب امور لوٹ جائیں گے)

۶ : یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَهُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے وہی دلوں کی پوشیدہ باتوں کو بخوبی جانتے ہیں) یولج کا معنی رات کو دن میں داخل کرتا ہے کہ رات میں سے کچھ حصہ کم ہو جائے اور دن میں رات کو داخل کر کے اس کو طویل کر دیتا ہے۔

۷ : اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا (تم لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔اور خرچ کرو اس مال سے) یہ انفاق زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کا احتمال رکھتا ہے۔

## قائم مقام بنایا:

مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ (جس مال میں اللہ تعالیٰ نے تم کو قائم مقام بنایا) یعنی تمہارے ہاتھوں میں جو اموال ہیں۔یہ تمام اللہ تعالیٰ کے اموال ہیں۔اسی نے یہ بنائے اور پیدا کیے ہیں۔تم کو نفع اٹھانے کیلئے مالک بنایا ہے اور ان کے تصرفات میں تم کو اس نے اپنا نائب بنایا ہے۔حقیقت میں یہ تمہارے اموال ہیں ہی نہیں۔اور تم ان میں صرف وکیل اور نائب ہو اس لئے ان اموال میں سے حقوق اللہ میں صرف کرو اور اس میں سے خرچ تمہیں اسی قدر آسان ہونا چاہئے جتنا آدمی پر غیر کا مال خرچ کرنا آسان ہوتا ہے جبکہ وہ غیر اس کو خرچ کی اجازت دے دے۔نمبر۲۔ جعلکم مستخلفین اس نے تمہیں ان کا خلیفہ اور نائب بنا دیا جو تم میں سے پہلے گزرے۔تم ان کے وارث بن گئے اسی طرح یہ مال تم سے بھی منتقل ہو کر بعد والوں کو پہنچ جائے گا پس ان کے حالات سے عبرت حاصل کر کے اس میں بخل نہ کرو۔فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (پس وہ لوگ جو ایمان لائیں) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ (تم میں سے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں ان کو بڑا ثواب ہوگا)

## تم کیوں ایمان نہیں لاتے:

۸ : وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (اور تمہارے لئے کیا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے) یہ مالکم میں جو معنی فعل ہے اس سے حال ہے جیسا تم کہو: مالک قائما؟ معنی یہ تم کھڑے کیا کرتے ہو؟ مطلب یہ ہوا تم کیوں کر اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہو حالانکہ وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ (رسول اللہ (ﷺ) تم کو بلا رہے ہیں) واؤ حالیہ ہے۔یہ دونوں حال متداخل ہیں۔مطلب یہ ہے ایمان کو چھوڑنے میں تمہارے پاس کیا عذر ہے جبکہ رسول ﷺ تم کو بلا رہے ہیں۔لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَكُمْ (کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔اور خود اللہ تعالیٰ نے تم سے پکا عہد لیا تھا) اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تم سے پکا وعدہ لیا اپنے اس قول سے الست بربکم [الاعراف: ۱۷۲] نمبر۲۔ یا اس سبب سے کہ اس نے تمہیں عقول عنایت فرمائیں اور دلائل پر غور و فکر کی قوت عنایت فرمائی۔پس جب تمہارے پاس عقلوں کی راہنمائی اور رسول ﷺ کی تنبیہ آ چکی تو تم کیوں ایمان قبول نہیں کرتے ہو۔اِنْ كُنْتُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

مُّؤْمِنِيْنَ (اگر تم کو ایمان لانا ہو) کسی موجب کے سبب سے تو یہ موجب موجود ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی موجب ایمان نہیں ہو سکتا۔

قراءت: ابوعمرو نے اُخِذَ میثاقکم پڑھا ہے۔

۹ : هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ (وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ وہ اپنے بندے پر کھلی ہوئی آیتیں اتارتا ہے) عبدہٖ سے محمد ﷺ مراد ہیں۔اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ یعنی قرآن مجید) لِّيُخْرِجَكُمْ (تا کہ وہ تم کو نکالے) اللہ تعالیٰ یا محمد ﷺ اپنی دعوت کے ذریعہ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (تاریکیوں سے روشنی کی طرف) یعنی ظلمات کفر سے نور ایمان کی جانب وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑا شفیق اور مہربان ہے) انتہائی رأفت اور رحمت والے ہیں۔

قراءت: لرءُوف کو مدو ہمزہ کے ساتھ حجازی، شامی اور حفص نے پڑھا ہے۔

۱۰ : وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا (اور تمہارے لئے اس کا کیا سبب ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے) الا سے قبل فی محذوف ہے کہ اس بارے میں ای فی الا تنفقوا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (حالانکہ سب آسمان اور زمین اخیر میں اللہ تعالیٰ ہی کا رہ جائے گا) وہ ان میں ہر چیز کا اخیر میں مالک ہے کسی کے پاس کوئی مال وغیرہ بھی باقی نہ رہے گا۔

## انفاق کی ترغیب کا بلیغ پیرایہ:

مطلب یہ ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کے چھوڑنے کی تمہیں کیا غرض ہے اور اسی طرح اس کے رسول کے ساتھ ترکِ جہاد کی کیا غرض ہے۔اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کرنے والے پھر تمہارے اموال کے وہی وارث ہونگے یہ انفاق فی سبیل اللہ پر ابھارنے کا بلیغ ترین انداز ہے۔پھر دونوں خرچ کرنے والوں میں فرق بیان فرمایا، فرمایا لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ (جو لوگ فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ کر چکے اور لڑ چکے برابر نہیں) یعنی فتح مکہ سے اسلام کو عزت و قوت ملی اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو گئے اور وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا (دونوں برابر نہیں) من بعد الفتح کو حذف کر دیا کیونکہ من الذین انفقوا من بعد اس پر دلالت کر رہا ہے۔اُولٰٓئِكَ (وہ لوگ جنہوں نے فتح سے قبل خرچ کیا) وہ السابقون الاولون من المھاجرین والانصار [التوبہ:۱۰۰] ہیں۔انہی کے بارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔لو انفق احدکم مثل احد ذھبًا ما بلغ مداحدھم ولا نصیفه [رواہ البخاری :۳۶۷۳ و مسلم :۲۵۴۰] اگر تم میں سے کوئی احد کے برابر سونا خرچ کر ڈالے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے مد تو کجا نصف مد تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بہت بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑے اور اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ سب سے کیا ہے) كُلًّا سے مراد فریقین میں سے ہر ایک۔الحسنٰی عمدہ ثواب اور وہ جنت ہے تفاوت و فرقِ مراتب کے ساتھ ساتھ۔

نحو: كُلًّا یہ وعد کا مفعول اول ہے الحسنٰی مفعول ثانی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: شامی نے کلٌ پڑھا۔ای کل وعدہ اللّٰہ الحسنٰی۔ ہر وعدہ جواللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ عمدہ ہے۔

## ایک قول :

یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق اتری کیونکہ وہ سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا۔اس آیت میں ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت سب سے بڑھنے کی دلیل ہے۔

وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے) پس وہ تمہارے اعمال کی مقدار کے مطابق بدلہ دیں گے۔

۱۱ : مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا (کوئی ہے جواللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض کے طور پر دے) حسنًا سے مراد بطیب خاطر یقرض سے مراد انفاق فی سبیل اللہ بطور استعارہ اس کو قرض سے تعبیر فرمایا تاکہ جزاء کے لازم ہونے پر دلالت کرے۔فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ (پھر اللہ تعالیٰ اس کو اس شخص کیلئے بڑھاتا چلا جاتا ہے) یعنی اس کے انفاق پر وہ اپنے فضل سے کئی گنا بڑھا کر بدلہ دیتے ہیں۔وَلَہٗ اَجْرٌ کَرِیْمٌ (اور اس کے لئے اجر پسندیدہ ہے) وہ اجر جو کئی گنا بڑھا کر اس کو دیا گیا وہ ذاتی لحاظ سے پسندیدہ شاندار رزق ہے۔

قراءت: مکی نے فیضعّفہٗ پڑھا۔شامی نے فَیُضَعِّفَہٗ عاصم نے فَیُضَعِّفَہٗ عاصم نے فَیُضٰعِفَہٗ اور سہل نے فَیُضٰعِفُہٗ پڑھا ہے۔جبکہ باقی قراء نے فَیُضٰعِفَہٗ پڑھا ہے۔اس میں نصب تو جواب استفہام میں آیا اور رفع ھو مبتدأ محذوف فھو یضاعفہ کی بناء پر۔یا یقرض پر عطف کی وجہ سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ

جس دن آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا' آج تم کو

الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ يَوْمَ

بشارت ہے ایسے باغوں کی جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے' یہ بڑی کامیابی ہے' جس روز

يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ

منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار کر لو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں' ان کو جواب دیا جائے گا

ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ

کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر روشنی تلاش کرو' . پھر ان کے درمیان ایک دیوار قائم کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا' اس کے اندرونی جانب میں

الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ

رحمت ہوگی اور بیرونی جانب عذاب ہوگا وہ ان کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے کہ تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے کو

فَتَنتُمْ أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَ

گمراہی میں پھنسا رکھا تھا اور تم منتظر رہا کرتے تھے' اور تم شک کیا کرتے تھے' اور تم کو تمہاری تمناؤں نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا' یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا

غَرَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ مَأْوَاكُمُ

اور تم کو دھوکہ دینے والے نے اللہ کے ساتھ دھوکہ میں ڈال رکھا تھا' غرض آج نہ تم سے کوئی معاوضہ لیا جاوے گا اور نہ کافروں سے' تم سب کا ٹھکانہ

النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلَاكُمْ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾

دوزخ ہے' وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

۱۲ : يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (جس دن آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھیں گے) نمبر۱۔ یوم یہ وله اجر کریم کا ظرف ہے نمبر۲۔ اذکر مضمر کا ظرف ہے اس دن کی عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے فعل محذوف ہے۔ يَسْعَىٰ نُورُهُمْ (اس دن ان کا نور چلے گا یہ نور توحید صبر و طاعات کا ہوگا)

## دو طرفوں کا ذکر:

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ (ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں طرف دوڑتا ہوگا) یہاں سامنے اور دائیں جانب کا ذکر کیا



BestUrduBooks.wordpress.com

کیونکہ سعادت مندوں کو صحائف اعمال انہی دوطرفوں سے دیئے جائیں گے۔ جیسا کہ بدبختوں کو ان کے صحائف بائیں طرف اور پیٹھ پیچھے سے دیئے جائیں گے۔اس دن اللہ تعالیٰ مؤمنوں کیلئے بطور شعار کے ہر دو جانب نور پھیلا دیں گے۔ کیونکہ یہی لوگ ہیں جو اپنی حسنات کے سبب سعادت مند ہوئے اور اپنے روشن صحائف سے کامران بنے۔ جب ان کو جنت کی طرف لے جایا جائیگا۔ تو پل صراط پر دوڑتے ہوئے گزریں گے اور ان کی یہ دوڑ ان کے نور کی تیزی کے حساب سے ہوگی ان کو ملائکہ کہیں گے۔ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ (آج تم کو بشارت ہے ایسے باغوں کی) جنات سے قبل دخول مضاف محذوف ہے ای دخول جنات۔ کیونکہ بشارت احداث و واقعات پر واقع ہوتی ہے۔اجسام پر نہیں تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جن کے اندر وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے)

## منافقین کا پل صراط پر حال:

۱۳ : یَوْمَ یَقُوْلُ نحو : یہ یوم تری سے بدل ہے۔

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا (جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گی۔ کہ ذرا ہمارا انتظار کرو) انظروا، انتظار کے معنی میں ہے کیونکہ ایمان والوں کو کوندنے والی بجلیوں کی طرح جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔

قراءت : انظرونا حمزہ نے پڑھا اور اس کو النَّظِرۃ بمعنی مہلت دینا سے لیا گیا ہے۔ آیت میں چلنے میں رفتار کے کم کرنے کوتا کہ وہ مل سکیں انتظار قرار دیا گیا۔

نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ (تا کہ ہم روشنی حاصل کرلیں) ہم اس میں سے پالیں۔اور وہ اسی طرح ہے کہ وہ ان کے ساتھ آملیں پس اس سے روشنی ہو جائے۔ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا (جواب دیا جائیگا۔ کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر وہاں سے روشنی تلاش کرو) اس میں ان کو دھتکار دیا جائیگا۔ اور شرمسار کرنے کیلئے ان کو فرشتے کہیں گے یا مؤمن کہیں گے ارجعوا تم موقف حساب کی طرف لوٹ جاؤ جہاں سے ہمیں یہ روشنی ملی ہے۔ پس وہاں روشنی تلاش کرو۔ بس اس جگہ سے اس کا شعلہ حاصل ہوگا۔ نمبر۲۔ دنیا کی طرف لوٹ جاؤ۔ اس کا سبب اصلی ایمان حاصل کر کے پھر وہاں سے روشنی کو تلاش کرو۔

فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ (پھر ان دونوں فریقوں کے درمیان ایک دیوار قائم کر دی جائیگی) بینهم سے مؤمنین اور منافقین مراد ہیں۔ بِسُوْرٍ (ایک دیوار) جو اہل جنت اور اہل جہنم کے مابین حائل ہوگی ایک قول کہ وہ اعراف ہے۔ لَّهٗ (اس دیوار کیلئے) بَابٌ (دروازہ ہوگا) اہل جنت کیلئے جس میں سے وہ جنت میں داخل ہونگے۔ بَاطِنُهٗ (اس کی اندرونی جانب) دیوار کی اندرون یا دروازے کی اندرون یہ وہ جانب ہوگی جو جنت کے قریب ہوگی۔ فِیْهِ الرَّحْمَةُ (اس میں رحمت ہوگی) نمبر۱۔ نور نمبر۲۔ جنت۔ وَظَاهِرُهٗ (اور اس کا بیرون) جو بیرون اہل نار کی جانب ہے۔ مِنْ قِبَلِهِ (اس کی طرف اور اس کے پاس) الْعَذَابُ (عذاب ہے) اندھیرا یا آگ ہے۔

۱۴ : یُنَادُوْنَهُمْ (یہ منافق ان مؤمنوں کو پکاریں گے) اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ (کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے) مراد اس سے ان کی وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ظاہری مرافقت ہے جو دنیا میں وہ رکھے ہوئے تھے۔ قَالُوْا (وہ مؤمن کہیں گے)۔ بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ (کہ ہاں تھے تو صحیح لیکن تم نے اپنے کو گمراہی میں پھنسا رکھا تھا) تم نے اپنے کو نفاق کی مشقت میں ڈال کر اپنے نفسوں کو ہلاک کر ڈالا۔ وَتَرَبَّصْتُمْ (اور تم منتظر رہا کرتے تھے) ایمان والوں کے متعلق کہ ان پر کب حوادث پڑتے ہیں۔ وَارْتَبْتُمْ (اور تم نے شک کیا) اور توحید میں تم نے شک کیا۔ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ (اور تم کو تمہاری تمناؤں نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا) طویل امید اور درازیٔ عمر کی طمع۔ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ (یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آن پہنچا) یعنی موت آ گئی۔ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (اور تم کو دھوکہ دینے والے نے دھوکا میں ڈال رکھا تھا) شیطان نے یہ دھوکا دیا کہ اللہ تعالیٰ تو معاف کرنے والے مہربان ہیں وہ تم کو عذاب نہ دیں گے۔ یا یہ کہ بعث وحساب کا وجود نہیں۔

۱۵ : فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ (آج نہ تم سے لیا جائے گا) اے منافقو!

قراءت: شامی نے توخذ تاء سے پڑھا ہے۔

فِدْيَةٌ (کوئی معاوضہ) جس سے فدیہ دیا جا سکے وَّ لَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَاْوٰىكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلٰىكُمْ (اور نہ کافروں سے تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہی تمہارا رفیق ہے) ماوٰی : ٹھکانہ، مولٰی بمعنی وہ تمہارے لئے زیادہ مناسب ہے۔ مولاکم ای محرا کم وہ مکان تمہارے مناسب ہے جیسا کہتے ہیں۔ ھو مئنۃ للکرم۔ ای مکان جبکہ کوئی کہے انہ لکریمٌ وہ مکان مہربانی ہے۔ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (اور وہ برا ٹھکانہ ہے) یعنی آگ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا

کیا ایمان والوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے اور جو دین حق نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ

نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر زمانہ دراز گزر گیا سو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے

فٰسِقُوْنَ ۝۱۶ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۱۷

فاسق تھے جان لو کہ بے شک اللہ زندہ فرماتا ہے زمین کو اسکی موت کے بعد بیشک ہم نے تمہارے لئے آیات بیان کیں تاکہ تم سمجھو۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۸

بلاشبہ صدقہ کرنیوالے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کو قرض حسن دیا ان کے لئے اس کو بڑھا دیا جائے گا ان کے لئے اجر کریم ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ

اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہ وہ لوگ ہیں جو بڑی سچائی والے ہیں اور جو شہداء ہیں اپنے رب کے پاس ہیں ان کے لئے

اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۹ ع ۱۸

ان کا اجر اور ان کا نور ہوگا اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ دوزخ والے ہیں۔

۱۶ : اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ (کیا ایمان والوں کیلئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی نصیحت اور اس دین حق کے سامنے جھک جائیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے) یان یہ انی الامر یانی سے لیا گیا ہے، جبکہ اس کا وقت آ جائے۔

**ایک قول :**

مکہ میں قحط تھا۔ جب ہجرت کی تو رزق و نعمت میسر آ گیا۔ جس بات پر پہلے عمل پیرا تھے اس سے ڈھیلے پڑ گئے۔ تو یہ آیت اتری۔ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ: ہمارے اسلام اور ہمارے اس آیت سے عقاب کے درمیان چار سال کا فاصلہ ہے۔ قول ابوبکرؓ: یہ آیت آپ کے سامنے پڑھی گئی جبکہ آپ کے سامنے اہل یمامہ کی ایک جماعت تھی وہ سنکر بہت روئے۔ پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا ہم اسی طرح تھے یہاں تک کہ دل سخت ہو گئے۔

قراءت: نَزَلَ کو نافع و حفص نے تخفیف کے ساتھ پڑھا۔ باقی قراء نے نَزَّلَ پڑھا ہے۔ اور ما الذی کے معنی میں ہے۔ الذکر



BestUrduBooks.wordpress.com

اور ما نزل من الحق سے قرآن مجید مراد ہے۔ کیونکہ قرآن ہر دو کا جامع ہے۔ ذکر نصیحت ہے اور یہ وہ حق ہے جو آسمان سے اترا ہے۔

وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ (اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی)

قراءت: لا یکونو ا یا کے ساتھ تخشع پر عطف کرتے ہوئے اور تاء کے ساتھ لاتکونوا پر یہ رویس کی قراءت ہے بصورت التفات اور یہ بھی درست ہے کہ ان کو اہل کتاب کے قسوۂ قلوب میں مشابہت میں ممانعت مقصود ہو اس کے بعد کہ ان کو توبیخ کی گئی۔ اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ بنی اسرائیل کا حال یہ تھا کہ حق ان کے اور ان کی خواہشات کے مابین گھومتا پھرتا تھا۔ جب انہوں نے تورات وانجیل کو سنا تو ان کے دلوں میں خشوع ورقت پیدا ہوئی۔ جب عرصہ دراز ہو گیا تو ظلم وسخت دلی ان پر غالب ہو گئی۔ اس وقت انہوں نے باہمی اختلاف کیا اور تحریف کو ایجاد کیا تاکہ خواہشات پوری ہوں۔ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ (پھر ان پر زمانہ دراز گزر گیا) امد مدت مقررہ یا زمانہ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ (پھر ان کے دل خوب ہی سخت ہو گئے) اس کا سبب اتباع شہوت تھا۔ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ (اور ان میں سے بہت لوگ کافر ہیں۔) فاسق اپنے دین سے نکلنے والے۔ دونوں کتابوں میں جو کچھ تھا اس کا انکار کر دیا۔ مطلب یہ ہوا کہ مؤمنوں کی تعداد ان میں بہت تھوڑی تھی۔

۱۷ : اِعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے خشک ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے) قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (ہم نے تم سے اس کے نظائر بیان کر دیے تاکہ تم سمجھو) **ایک قول** یہ ہے دلوں میں ذکر کے اثر کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ ذکر دلوں کو اسی طرح زندہ کر دیتے ہیں جیسا بادل زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔

۱۸ : اِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ (بلاشبہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں۔)

قراءت: مصدّقات دال کی صرف تشدید سے مکی اور ابو عمرو نے پڑھا ہے۔ یہ مصدقین اسم فاعل کا صیغہ ہے باب صدق اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے اللہ اور رسول کی تصدیق کی یعنی مؤمن۔ باقی قراء نے مُصّدّقین دونوں کی تشدید سے پڑھا ہے۔ اور یہ اسم فاعل تصدق سے ہے۔ پھر تاء کو صاد میں ادغام کر دیا اور اس کو اصل پر بھی پڑھا گیا ہے۔ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (اور وہ خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو قرض دیتے رہے ہیں) اس کا عطف مصدقین میں معنی فعل پر ہے۔ کیونکہ المصدقین کی لام الذین کے معنی میں ہے۔ اور اسم فاعل، فعل کے معنی میں ہے اور وہ فعل اصدّقوا ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ ان الذین اصدقوا و اقرضوا۔ قرض حسن (۱) عمدہ شی (۲) خوشدلی سے خرچ کرے (۳) اور نیت بھی درست ہو اور (۴) خرچ بھی مستحق پر کی جائے۔

يُضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ (وہ صدقہ ان کے لئے بڑھا دیا جائے گا اور ان کے لئے پسندیدہ اجر ہوگا)

قراءت: مکی وشامی نے يُضَعَّفُ پڑھا ہے۔ اجر کریم سے مراد جنت ہے۔

۱۹ : وَالَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ أُولٰٓئِكَ هُمُ (اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایسے ہی)



BestUrduBooks.wordpress.com

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ

تم خوب جان لو کہ دنیوی زندگی محض لہو ولعب اور زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال اور اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ

وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ

بتانا ہے جیسے بارش ہے کہ اس کی پیداوار کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے سو اے مخاطب اس کو تو زرد ہونے کی حالت میں دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا

حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ

ہو جاتی ہے اور آخرت میں عذاب شدید ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضا مندی ہے اور دنیاوی زندگی محض دھوکہ کا

اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝۲۰ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ

سامان ہے تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو اور ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی

وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

وسعت کے برابر ہے وہ ان لوگوں کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں یہ اللہ کا فضل ہے اپنا فضل جس کو چاہے عنایت فرمائے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۱

اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں) مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیقین وشہداء کے مرتبہ میں ہیں۔ الصدیقون یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تصدیق میں سبقت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ (ان کے لئے خاص اجر ہے۔ اور پل صراط پر ان کا نور ہوگا) ان کو صدیقین اور شہداء جیسا اجر ملے گا۔ سو ان جیسا نور میسر ہوگا۔

نحو: اور یہ بھی درست ہے کہ الشهداء مبتدا اور لهم اجر هم اس کی خبر ہو۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں)

۲۰: اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ (تم خوب جان لو، کہ بیشک دنیا کی زندگی محض لعب) جیسا بچوں کا کھیل ہوتا ہے۔ وَّلَهْوٌ (اور لہو ہے) جیسے نوجوانوں کا بہلاوا ہوتا ہے۔ وَّزِيْنَةٌ (اور زینت وسجاوٹ ہے) جیسا عورتوں کی زینت وَّ تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ (اور ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے) جیسا ہم جولی ایک دوسرے پر بے جا تفاخر کرتے ہیں۔ وَتَكَاثُرٌ (اور کثرت میں مقابلہ ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

جیسا کسان کثرت میں مقابلہ کرتے ہیں۔ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (مال واولاد میں) ان کے ذریعہ فخر و مباہات ہے التکاثر۔ کثرت کا مدعی بننا۔ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ (جیسے بارش کہ اس کی پیداوار کاشتکاروں کو اچھی لگتی ہے۔ پھر وہ خشک) فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا (ہو جاتی ہے کہ تم کو زرد دکھائی دیتی ہے) اس کے بعد کہ وہ سبز تھی۔ ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا (پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے) حطام: ریزہ ریزہ۔ دنیا کی بے ثباتی اور سرعت زوال اور قلت منفعت کو اس نبات سے تشبیہ دی جس کو بارش اگائے۔ وہ درست اُگ کر مضبوط ہو جائے۔ اور وہ ان کفار کو جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے منکر ہیں کہ بادل ونبات سے اللہ تعالیٰ نے ان پر کیا انعام کر دیا ہے ان کفار کو وہ خوب صورت نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ نے اچانک آفت بھیجی جس سے اس نے جوش مارا اور وہ زرد پڑ گئی۔ اور ریزہ ریزہ کر دی گئی یہ ان کے انکار نعمت کی بناء پر ہوا جیسا کہ باغ والوں کے ساتھ پیش آیا۔ ایک قول یہ ہے کفار سے کسان مراد ہے۔

وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ (اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔) کفار کیلئے وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ (اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے) ایمان والوں کیلئے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا ایک معمولی شئی ہے۔ بس وہ لہو ولعب، زینت وتفاخر وتکاثر کا نام ہے۔ اور وہی آخرت وہ عظیم الشان معاملات کا نام ہے۔ سخت قسم کا عذاب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت ورضامندیاں۔

نحو: کمثل غیث اس میں کاف محل رفع میں واقع ہے۔ اسطور پر کہ یہ خبر کے بعد دوسری خبر ہے۔ ای الحیاۃ الدنیا مثل غیث۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (اور دنیا کی زندگی محض سامان فریب ہے) اس شخص کیلئے جو دنیا کی طرف جھک گیا اور اس پر اعتماد کر بیٹھا۔

## قول ذوالنونؒ:

اے مریدین کے گروہ! دنیا کو طلب مت کرو۔ اور اگر تم اس کو طلب کرو تو اس سے محبت مت کرو۔ پس اس سے زادِ راہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اور قیلولہ کسی دوسری جگہ کیا جاتا ہے۔

۲۱ : رَبط : جب دنیا کی تحقیر اور تذلیل ذکر کر دی اور آخرت کی عظمت شان بتلا دی۔ اب اپنے بندوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ میں نے آخرت میں جو وعدہائے حسنہ کیے ہیں ان کو پانے کیلئے مسارعت کریں۔ وہ وعدہ مغفرت اور سخت عذاب سے نجات پانا ہے۔ اور ہمیشہ کی کامرانی جنت کے داخلہ کی صورت میں پالینا ہے۔ فرمایا سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اور تم تیزی سے بڑھو اپنے رب کی مغفرت) اعمال صالحہ کے ذریعہ ایک قول سارعوا مسارعۃ المسابقین۔ تم مقابلہ کے میدان میں دوڑ میں مقابلہ کرنے والوں کی طرح جلدی کرو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## عرضِ جنت:

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے)۔

## قولِ سدی رحمۃ اللہ علیہ:

جس کی چوڑائی ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے عرض کے برابر ہے۔ آیت میں عرض کو ذکر فرمایا۔ طول کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ جس چیز کا طول عرض ہو اس کا عرض طول سے چھوٹا ہوتا ہے۔ جب جنت کے عرض کی وسعت اور پھیلاؤ اتنا بڑا ہے تو اس کا طول تو بہت ہی وسیع ہوگا۔ نمبر۲۔ عرض سے مطلق پھیلاؤ مراد ہے۔ اس سے ان لوگوں کی بات کی تردید ہوتی ہے۔ جو جنت کو چوتھے آسمان میں بتلاتے ہیں۔ کیونکہ جو ایک آسمان میں سمانے والی ہو وہ عرض میں ساتوں آسمان اور زمین کے برابر کہاں ہوگی۔
اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (وہ ان لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں)۔

مَسْئَلَہ : یہ دلیل ہے کہ جنات بنائی جا چکی ہیں۔ ذٰلِكَ (یہ) مغفرت و جنت کا وعدہ۔ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جس کو چاہے عنایت کرے) اور وہ مؤمن ہیں جو اس کے مستحق ہیں۔

مَسْئَلَہ : اس میں دلیل ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر جنت میں نہ جائے گا۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ

کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے قبل اس کے کہ ہم ان کو پیدا کریں'

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۲۲ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ

یہ اللہ کے نزدیک آسان ہے تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے تم اس پر رنج نہ کرو اور جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے اس پر اتراؤ نہیں'

اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۝۲۳ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ

اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا' جو ایسے ہیں کہ خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی

بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۲۴ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا

بخل کا حکم دیتے ہیں' اور جو شخص اعراض کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے سزا وار حمد ہے۔ ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے

بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا

احکام دے کر بھیجا' اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب کو اور ترازو کو نازل کیا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں' اور ہم نے لوہے کو اتارا

الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ

جس میں شدید ہیبت ہے' اور لوگوں کے لئے طرح طرح کے فائدے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں

بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝۲۵ ع ۱۹

کی کون مدد کرتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے۔

۲۲ : نُکتہ : پھر بیان فرمایا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قضاء و قدر سے ہوتا ہے۔ فرمایا :

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ (کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے) مصیبت سے مراد قحط، کھیتوں اور پھلوں پر اترنے والی آفات۔

نحو : فی الارض یہ موضع جر میں ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے ما اصاب من مصیبة ثابتة فی الارض ۔ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ (اور نہ تمہاری جانوں میں) جیسے امراض، تکالیف اور موت اولاد وغیرہ۔

اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ (مگر وہ ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے) کتاب لوح محفوظ میں ہے۔

نحو : یہ موضع حال میں ہے ای الا مکتوبًا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا (اس سے قبل کہ ہم ان کو پیدا کردیں) اس سے پہلے کہ ہم نفوس کو پیدا کریں۔ اِنَّ ذٰلِكَ (بیشک یہ) اس کا اندازہ اور کتاب میں لکھنا وقائم کرنا۔ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسان کام ہے) اگرچہ بندوں کے لئے مشکل ہے۔

۲۳ : رَبط : پھر اس کا سبب اور حکمت کو واضح کیا۔ فرمایا لِّكَيْلَا تَاْسَوْا (یہ بات اس لئے کہ تم غمگین نہ ہو) ایسا غم نہ کرو جو تمہیں سرکشی میں مبتلا کردے۔ عَلٰى مَا فَاتَكُمْ (جو چیز تم سے جاتی رہے) جیسے دنیا کی خوشحالی نمبر۲۔ عافیت وصحت۔ وَلَا تَفْرَحُوْا (اور نہ اترانے لگو) جیسے متکبر فخر والے کرتے ہیں۔ بِمَآ اٰتٰكُمْ (جو چیز تم کو عطا فرمائی) یہ اعطاء کے معنی میں ہے یا الایتاء مصدر سے ہے۔

قراءت : ابوعمرو نے اتاکم پڑھا یعنی جو آئے تمہارے پاس۔

## ہر چیز مقدر سے ملے گی:

یہ الاتیان سے ہے مطلب یہ ہے جب تمہیں یہ معلوم ہوگا کہ ہر چیز مقدر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھی ہوئی ہے۔ تو فوت شدہ چیز پر تمہیں افسوس کم ہوگا اور آنے والی چیز پر اترانا بھی کم ہوگا۔ کیونکہ جس کو یہ معلوم ہے جو کچھ اس کے پاس ہے یہ بہر حال مفقود ہوگا تو اس کی گمشدگی پر اس کو زیادہ افسوس نہیں ہوگا کیونکہ اس نے اپنے کو اس کا عادی بنالیا ہے۔ اسی طرح جس کو یہ معلوم ہے کہ بعض بھلائیاں مجھے ملنے ہی والی ہیں اور وہ کسی حال میں مجھ سے رہ نہیں سکتیں تو حاصل ہو جانے پر وہ حد سے زیادہ خوش نہ ہوگا۔ اور ہر آدمی منفعت کے پالینے پر خوش ہوتا ہے اور تکلیف کے اترنے پر غمگین ہوتا ہے۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ خوشی شکر یہ کی صورت میں ہو۔ اور غم صبر کی شکل میں ہو۔ ایسا حزن جو جزع فزع تک پہنچا دے۔ وہ منافیٔ صبر ہونے کی وجہ سے قابلِ مذمت ہے اور وہ خوشی جو سرکشی میں مبتلا کر کے شکر سے غافل کردے وہ بھی مذمت کے قابل ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (اللہ تعالیٰ کسی شیخی باز اترانے والے کو پسند نہیں کرتے) لیکن جو شخص دنیا کے کسی حصہ پر خوش ہوا اور اپنے دل میں اس کو بڑا سمجھا تو وہ فخر غرور میں مبتلا ہو کر شیخی بگھارے گا اور لوگوں پر بڑائی ظاہر کرے گا۔

۲۴ : الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ (وہ ایسے ہیں کہ خود بھی بخل کرتے ہیں) یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ نمبر۲۔ کل مختال فخور کا بدل ہے۔ گویا کلام اس طرح ہے لا یحب الذین یبخلون (اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتے جو بخل کرتے ہیں) وہ لوگ جو سرکشی والی خوشی میں مبتلا ہیں وہ یہ چاہتے ہیں جب ان کو مال ملے وہ اور دنیا کا حصہ پائیں تو وہ اس مال کی محبت کی وجہ سے اور ان کے نزدیک اس کی بڑائی کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق سے منہ موڑتے اور اس میں بخل کرتے ہیں۔ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ (اور وہ دوسرے لوگوں کو بخل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں) اور دوسروں کو بخل پر آمادہ کرتے ہیں۔ اور مال کے روک رکھنے کی ان کو رغبت دلاتے ہیں۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّ (اور جو شخص روگردانی کریگا) انفاق سے منہ موڑے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی سے منہ موڑے گا اور جس بات سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا وہ اس سے نہ باز رہے گا۔ مثلاً فوت شدہ چیز پر شدید افسوس اور ملنے والی چیز پر



BestUrduBooks.wordpress.com

اترانا۔فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ (تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے) تمام مخلوقات سے پس اس شخص سے بے نیاز کیوں نہ ہوگا۔الْحَمِيْدُ (وہ سزاوارحمد ہیں) اپنے افعال میں۔

قراءت: مدنی اور شامی نے فان اللّٰہ الغنی پڑھا ہے۔

## رسل سے مراد:

۲۵ : لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا (ہم نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا) ہم نے ملائکہ کو اپنے انبیاء علیہم السلام کے پاس بھیجا۔بِالْبَيِّنٰتِ (دلائل ومعجزات کے ساتھ) وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ (اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اتاری) الکتاب سے مراد وحی۔ایک قول الرسل سے انبیاء مراد ہیں۔مگر قول اول اولیٰ ہے اس لئے کہ معھم کا لفظ اس کی تائید کرتا ہے۔انبیاء علیہم السلام پر کتاب نازل ہوتی ہے۔ان کے ساتھ نہیں۔وَالْمِيْزَانَ (اور انصاف کا حکم اتارا) روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میزان لے کر اترے اور نوح علیہ السلام کے اس کو سپرد کیا اور کہا اپنی قوم کو اس کے ساتھ وزن کا حکم دیں۔لِيَقُوْمَ النَّاسُ (تا کہ لوگ قائم رہیں) تا کہ وہ اپنے مابین برابری سرابری کے ساتھ معاملات کریں۔بِالْقِسْطِ (اعتدال کے ساتھ) اور کوئی دوسرے پر ظلم نہ کرے۔

## لوہے کو پیدا کیا:

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ (اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا) ایک قول یہ ہے آدم جنت سے ان کو لے کر آئے۔اس وقت ان کے پاس پانچ چیزیں تھیں۔لوہا۔ہتھوڑا، سوئی، ہرن، چلاس۔روایت میں ہے ان کے ساتھ پھاوڑا۔قولِ حسنؒ انزلنا کا معنی خلقنا ہے۔

## فوائدِ حدید:

فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ (اس میں شدت ومصیبت ہے) اس سے قتال کیا جاتا ہے۔وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (اور لوگوں کے طرح طرح کے فائدے ہیں)۔مصالح، صنعتوں اور زندگی کے بہت سے مقامات پر استعمال ہوتا ہے۔ہر صنعت کا آلہ لوہے سے تیار ہوتا ہے نمبر۲۔جو بھی کام کیا جاتا ہے وہ لوہے سے وابستہ ہے۔وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ (تا کہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے) تلواروں کو استعمال کر کے اور نیزے کام میں لا کر اور دین کے دشمنوں کے خلاف جہاد میں تمام آلات حدیدہ کام میں لائے جائیں۔قول الزجاجؒ: تا کہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ کون اس کے رسول کے ساتھ ہو کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتا ہے۔بِالْغَيْبِ (بے دیکھے) اس حالت میں کہ یہ ان سے غائب ہو۔اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ (بیشک اللہ تعالیٰ قوت والے ہیں) وہ اپنی قوت سے دور کرتے ہیں اس کی لڑائی جو دین اسلام سے اعراض کرتا ہے۔عَزِيْزٌ (وہ زبردست ہے) وہ اپنے غلبہ سے اس آدمی کے جوش کو روک دیتا ہے جو اس کی نصرت کے راستے میں آڑ بنتا ہے۔

ربط : ان تین آیات کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ کتاب شریعت کا قانون اور احکامات وحدود دینیہ کا دستور ہے۔جو عہد و مراشد کے راستوں کو کھول کر بیان کرتا ہے۔اور جامع احکام اور حدود پر مشتمل ہے۔عدل واحسان کا حکم دیتا اور سرکشی اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔عدل کا استعمال اور ظلم سے پرہیز ایسے آلہ سے ہونا چاہیے جس سے تعامل واقع ہو اور باہمی عدل وبرابری حاصل



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ

اور ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی ' سو ان لوگوں میں

مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّیْنَا بِعِیْسَى

بعض تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے ان میں نافرمان تھے ' پھر ہم ان کے بعد دوسرے رسولوں کو یکے بعد دیگرے بھیجتے رہے ' اور ان کے بعد عیسیٰ ابن مریم

ابْنِ مَرْیَمَ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ ۙ۬ وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ

کو بھیجا ' اور ہم نے ان کو انجیل دی ' اور جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا تھا ہم نے انکے دلوں میں شفقت اور ترحم پیدا کیا '

وَرَهْبَانِیَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا

اور انہوں نے رہبانیت کو خود ایجاد کر لیا ہم نے ان پر اس کو واجب نہ کیا تھا ' لیکن انہوں نے حق تعالیٰ کی رضا کے واسطے اس کو اختیار کیا تھا ' سو انہوں نے اسکی

رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا ۚ فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

پوری رعایت نہ کی ' سو ان میں سے جو لوگ ایمان لائے ہم نے ان کو ان کا اجر دیا اور ان میں زیادہ نافرمان ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ

اے ایمان رکھنے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ' اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت سے دو حصے دے گا

وَیَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا یَعْلَمَ

اور تم کو ایسا نور عنایت فرمائے گا کہ تم اس کو لئے ہوئے چلو پھرو گے اور وہ تم کو بخش دے گا ' اور اللہ غفور رحیم ہے ' تاکہ اہل کتاب کو

اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ

یہ بات معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں کو اللہ کے فضل کے کسی جزو پر بھی دسترس نہیں ' اور یہ کہ اللہ کے ہاتھ میں فضل ہے

یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۹﴾ ع

وہ اسے جس کو چاہے دے ' اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ہو۔ وہ میزان ہے اور یہ بات جانی پہچانی ہے۔ کہ کتاب جو کہ اوامرِ الٰہیہ کی جامع ہے اور وہ برابر باہمی معاملات کیلئے مقرر شدہ آلہ ہے۔ عام آدمی کو ان کی اتباع پر پختہ تلوار کے ذریعہ رکھا جا سکتا ہے۔ جو کہ منکرین و معاندین کیلئے اللہ تعالیٰ کی حجت ہے۔ اور وہ تلوار حدید ہی تو ہے جس کی صفت باس شدید سے فرمائی گئی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۶ : وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ (اور ہم نے نوح اور ابراہیم علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا) ان دونوں کا خصوصاً تذکرہ اس لئے فرمایا کیونکہ یہ دونوں بہت سے انبیاء علیہم السلام کے جدامجد ہیں۔ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا (اور ہم نے ان کی اولاد میں جاری رکھی) ان کی اولاد میں النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ (نبوت اور کتاب) یعنی وحی۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: الخط بالقلم اس کو کتب کتابًا و کتابة سے تعبیر کرتے ہیں۔ فَمِنْهُمْ (سو ان لوگوں میں) پس نمبرا۔ اس اولاد میں سے یا نمبر۲۔ مرسل الیہم میں سے۔ اور ان دونوں پر ارسال اور مرسلین کا تذکرہ دلالت کر رہا ہے۔ مُّهْتَدٍ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ (پس ان لوگوں میں بعض تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے ان میں نافرمان تھے) یہ ان کے حالات کی تفصیل ہے کہ کچھ ان میں سے اتباع رسل کی وجہ سے ہدایت پا گئے اور بعض ان میں سے اطاعت سے نکل کر فاسق بن گئے اور غلبہ فساق و فجار کا تھا۔

۲۷ : ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ (پھر ان کے بعد بھیجتے رہے، یکے بعد دیگرے) یعنی نوح و ابراہیم علیہم السلام کے بعد۔ اور اسی طرح جو انبیاء علیہم السلام ہو گزرے۔ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً (رسولوں کو اور ان کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور ہم نے ان کو انجیل دی اور جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا ان کے دلوں میں ہم نے شفقت و رحمت پیدا کر دی) رأفة مودت و نرمی کو کہتے ہیں رحمت اپنے بھائیوں سے مہربانی جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی صفات میں آیا ہے۔ رُحماء بینهم [الفتح :۲۹] وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا (اور انہوں نے رہبانیت کو خود ایجاد کر لیا) رہبانیت پہاڑوں میں الگ تھلگ چلے جانا۔ تاکہ دین محفوظ ہو جائے اور الگ ہو کر اپنے کو عبادت کیلئے وقف کر دیں۔

نحو : یہ الرهبان سے اسم منسوب ہے۔ اور رهبان یہ فعلان کا وزن ہے۔ رهب یرهب ڈرنے والا جیسا خشیان از خشی یخشیٰ رهبانية یہ فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے۔ ظاہر جس کی تفسیر کر رہا ہے اے ابتدعوا رهبانية ابتدعوها یعنی اس کو اپنی طرف سے نکالا اور اس کی نذر مان لی۔ مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ (ہم نے اس کو ان پر واجب نہیں کیا تھا) ہم نے ان پر اس کو فرض نہیں کیا۔ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ (لیکن انہوں نے حق تعالیٰ کی رضامندی کیلئے اس کو اختیار کیا تھا) یہ مستثنیٰ منقطع ہے لیکن انہوں نے اس کو ایجاد کیا اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہنے کیلئے۔ لكنهم ابتدعوها ابتغاء رضوان الله۔

## نذر کی رعایت نہ کی:

فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا (پس انہوں نے اس رہبانیت کی پوری نگہداشت نہیں کی) جیسا کہ نذر ماننے والے کو اپنی نذر کی رعایت کرنا لازم ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ سے ایسا عہد کیا ہے جس کا توڑنا جائز نہیں۔ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ (ان میں جو لوگ ایمان لائے ہم نے ان کا اجر ان کو عطاء کر دیا) یعنی رأفت و رحمت والے لوگ جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی۔ اور حضرت محمد ﷺ پر ایمان لے آئے۔ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ (اور زیادہ ان میں نافرمان ہیں) فاسق یہاں کافر کے معنی میں ہے۔

۲۸ : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والوں) اے عیسیٰ پر ایمان رکھنے والو! اس میں خطاب اہل کتاب کو ہے۔ اتَّقُوا اللّٰهَ



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ (اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ) رسول سے یہاں محمد ﷺ مراد ہیں۔ یُؤْتِكُمْ (وہ اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا) كِفْلَيْنِ (دو حصے) مِنْ رَّحْمَتِهٖ (اپنی رحمت سے) اس لئے کہ تم محمد ﷺ پر ایمان لائے اور ان پیغمبروں پر ایمان لائے جو ان سے پہلے ہوئے۔ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ (اور تم کو عنایت کریگا) قیامت کے دن نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (ایسا نور کہ اس کو تم لیے ہوئے چلو گے) یہ وہی نور ہے جس کا تذکرہ اس ارشاد میں فرمایا یسعیٰ نور هم [الحدید : ۱۲] وَيَغْفِرْ لَكُمْ (اور تم کو بخش دے گا) تمہارے گناہ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں)

۲۹ : لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ (تا کہ اہل کتاب کو یہ بات معلوم ہو جائے)۔ اس سے وہ اہل کتاب مراد ہیں جو اسلام نہ لائے۔

نحو : لئلا یعلم کا لاَ زائدہ ہے۔

اَلَّا يَقْدِرُوْنَ (کہ ان کو دسترس حاصل نہیں) اَلَّا میں ان مخففہ من المثقلہ ہے اس کی اصل یہ ہے انه لا یقدرون یعنی اَنَّ الشأن لا یقدرون۔ شان یہ ہے کہ وہ قدرت و دسترس نہیں رکھتے۔ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے فضل کے کسی حصہ پر بھی) یعنی ان کو اللہ تعالیٰ کے اس فضل میں سے کچھ بھی نہ ملے گا۔ جس کا ذکر فرمایا گیا کہ دو حصے رحمت اور نور اور مغفرت کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لائے (جو کہ اس فضل کو ملنے کیلئے شرط تھی۔) پس ان کا ما قبل انبیاء علیہم السلام پر ایمان ان کو فائدہ نہ دے گا۔ اور اس سے وہ فضل کو کبھی نہ کما سکیں گے۔ (کیونکہ اس رسول کو نہ مان کر گویا انہوں نے سارے رسولوں کی تکذیب کردی) وَاَنَّ الْفَضْلَ (اور یہ کہ فضل) اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس کا عطف لا یقدرون پر ہے۔ بِيَدِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے) یعنی اس کی ملک اور تصرف میں ہے۔ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (وہ جس کو چاہے عطاء فرمادے) اپنے بندوں میں سے وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)

الحمد للہ آج ۱۳ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بعد نماز ظہر سورۃ الحدید کا تفسیری ترجمہ پایا تکمیل کو پہنچا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مجادلہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں بائیس آیات اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ

بے شک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی' اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کر رہی تھی' اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی

تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ

گفتگو سن رہا تھا' بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے' تم میں جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں

اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ

نہیں ہیں' ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے' اور وہ لوگ بلاشبہ ایک نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں'

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا

اور یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تو ان کے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے قبل اس کے کہ دونوں باہم ایک دوسرے کو چھوئیں اسی تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب

خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ

اعمال کی پوری خبر ہے' پھر جس کو میسر نہ ہو تو اس کے ذمہ لگاتار دو مہینے کے روزے ہیں قبل اس کے کہ دونوں باہم ایک دوسرے کو چھوئیں' پھر جس سے

يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ

یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے' یہ حکم اس لئے ہے تاکہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ' اور یہ اللہ کی حدود ہیں

وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④

اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ

(بیشک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے معاملہ میں آپ سے جھگڑ رہی تھی۔ اور اپنے رنج اور غم کا اللہ تعالیٰ سے شکوہ کر رہی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے)

## خولہ بنت ثعلبہ کا واقعہ:

۱: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ تجادل بمعنی تحاور: گفتگو کرنا۔ اور اس طرح پڑھا بھی گیا ہے۔ وہ عورت خولہ بنت ثعلبہ تھی جو کہ اوس بن صامت جو عبادہ بن صامت کے بھائی تھے ان کی زوجہ تھیں۔ معاملہ اس طرح پیش آیا کہ اوس نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا۔ ان کا جسم حسین تھا۔ جب اس نے سلام پھیرا تو ان کے دل میں قربت کی خواہش ہوئی اس نے انکار کیا۔ یہ غصے میں آئے اور اس سے ظہار کر دیا۔ خولہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس طرح گویا ہوئیں کہ اوس نے مجھ سے اس وقت نکاح کیا۔ جبکہ میں جوان تھی۔ اور اس کو میری طرف رغبت تھی۔ جب میری جوانی بیت گئی اور میرا کنبہ بچھڑ گیا اور اس نے میرا پیٹ جھاڑ دیا یعنی بہت سی اولاد ہوگئی تو اس نے مجھے اپنے اوپر ماں کی طرح قرار دے دیا۔ روایت میں ہے اس نے کہا میرے بچے چھوٹے ہیں۔ اگر ان کو اس کے ساتھ ملاؤں تو ضائع ہو جائیں گے اور اگر ان کو اپنے ساتھ ملاؤں تو بھوکے مر جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے معاملے میں میرے پاس کوئی چیز نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایسے کہا میرے خیال میں تو اس پر حرام ہوگئی ہے۔ وہ کہنے لگی یا رسول اللہ اس نے طلاق کا تذکرہ بھی نہیں کیا۔ وہ تو میری اولاد کا باپ ہے۔ اور مجھے بہت سے زیادہ لوگوں میں محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا تو اس پر حرام ہوگئی ہے۔ اس پر وہ کہنے لگی۔ میں اپنے غم و فاقہ کا شکوہ بارگاہ ایزدی میں پیش کرتی ہوں۔ جب بھی آپ فرماتے تو اس پر حرام ہوگئی تو وہ زور سے چیخ مارتی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت عرض کرتی پس یہ آیت نازل ہوئی۔ فِیْ زَوْجِهَا اپنے خاوند کے متعلق وَتَشْتَكِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے سامنے پریشانی کا اظہار کرتی وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا (اللہ تعالیٰ تمہاری گفتگو کو سننے والے تھے) یہ حار سے نکلا ہے جس کا معنی لوٹنا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ وہ مجبور کی شکایات کو سننے والے ہیں۔ بَصِیْرٌ اس کی حالت کو دیکھنے والے ہیں۔

۲: اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ (تم میں جو لوگ اپنی بیویوں سے اظہار کرتے ہیں) قراءت: عاصم نے یُظٰهِرون پڑھا ہے۔ اور حجازی، بصری وغیرہم نے یَظّٰهَرُوْنَ پڑھا ہے۔ مِنْكُمْ (تم میں سے) اس میں اہل عرب کو توبیخ ہے کیونکہ ان کے ہاں یہ قسم تھی اور کسی امت میں یہ بات نہ تھی۔ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ (اپنی بیویوں سے) مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اول حجازی ہے۔ اُمَّهاتُهم یہ تمیمی ہے۔ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ (وہ ان کی مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں۔ جنہوں نے ان کو جنا ہے) مراد یہ ہے حقیقت میں مائیں تو جننے والیاں ہیں۔ اور دودھ پلانے والیاں دودھ کی وجہ سے ماؤں سے ملا دی گئیں ہیں۔ اسی طرح ازواجِ رسول اللہ ﷺ عظمت شان کی وجہ سے ماؤں کے ساتھ ملا دیں گئیں۔ رہی بیویاں تو وہ امومت سے سب سے زیادہ بعید تر ہیں اسی لئے فرمایا وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ (اور بلاشبہ وہ ایک نامعقول) یعنی ایسی بات جس کا احکام شرع انکار کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَزُوْرًا (اور جھوٹی بات کہتے ہیں) جھوٹ اور بے کار بات جو حق سے بالکل ہٹی ہوئی ہے۔ وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ (اور یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے) اس کو جوان سے پہلے گناہ ہوگیا۔

۳ : وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ (اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں) پہلی آیت میں بتلا دیا کہ یہ منکر اور جھوٹی بات ہے اور اس آیت میں ظہار کا حکم بیان فرمایا۔ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا (پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں) العود ابتداء یا بناء ایک سے دوسری حالت کی طرف لوٹنا۔ ابتداء لوٹنے کی مثال یہ آیت ہے: حتی عاد کالعرجون القدیم [یٰسٓ:۳۹] اور بناء لوٹنے کی مثال، ان عدتم عدنا۔[الاسراء:۸] اور یہ متعدی بنفسہٖ ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں عدته جبکہ تم اس کے پاس آئے اور اس تک پہنچے اور حرف جر کے ساتھ متعدی بھی استعمال ہوتا ہے۔ وہ چار صلے ہیں الی ،علی ، فی' لام، جیسے اس ارشاد باری تعالیٰ میں لو رُدّوا لعادوا لما نهوا عنه [الانعام : ۲۸] اور اس آیت میں یہی لام استعمال فرمایا۔ ثم یعودون لما قالوا۔ مطلب یہ ہوا یعودون نقض ما قالوا۔ وہ لوٹتے ہیں اس کو توڑنے کی طرف جو کچھ انہوں نے کہا۔ نمبر۲۔ یعودون لتدارکه ماقالوا ۔ پھر وہ اپنی بات کے تدارک کی طرف لوٹتے ہیں۔ گویا مضاف کو محذوف مانا گیا ہے۔

## قولِ ثعلب:

کہ جس کو انہوں نے اپنے لئے حرام کیا تھا اس کو حلال کرنے کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ اس صورت میں بھی مضاف محذوف ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ ما قالوا سے انہوں نے ماحرموا علی انفسهم بلفظ الظهار مراد لیا ہے۔ گویا قول کو مقول فیہ کے قائم مقام لے آئے جیسا کہ اس آیت میں ہے ونرثه ما یقول یہاں ما یقول سے کہنا مراد نہیں بلکہ مال وولد مراد ہے جس کے متعلق وہ کہتا ہے۔

## اختلاف:

ہے کہ ظہار کس سے ٹوٹے گا۔

## عندالاحناف:

وطی کا عزم کر لینے سے ٹوٹ جائے گا۔ یہ ابن عباسؓ، حسنؒ قتادہ، رحمہم اللہ کا قول ہے۔ عندالشافعی رحمہ اللہ: مطلق رک جانے سے اور رکنا یہ ہے کہ ظہار کے بعد اس کو طلاق نہ دے (تو اس سے رجوع ثابت ہوگیا)

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ (تو ان کے ذمہ ایک بردہ آزاد کرنا ہے) تو اس کے ذمہ ایک مؤمنہ گردن یا کافرہ گردن کا آزاد کرنا لازم ہے۔ مدبر، ام الولد اور مکاتب جس نے کچھ ادائیگی کردی ہو کو آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا (دونوں کے باہم اختلاط کرنے سے پہلے) ضمیر ان دونوں کی طرف راجع ہے یعنی مظاہر اور مظاہر منہا کی طرف۔ جن پر کلام دلالت کرتی ہے۔ المماسّة سے مراد جماع ہے۔ یا شہوت سے چھونا یا اس کی شرمگاہ کی طرف شہوت سے دیکھنا۔ ذٰلِكُمْ (اس حکم کی) تُوْعَظُوْنَ بِهٖ



BestUrduBooks.wordpress.com

(تم کو نصیحت کی جاتی ہے) تا کہ تم ظہار کا ارتکاب دوبارہ نہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈرتے رہو۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (اللہ تعالیٰ تمہارے سارے اعمال سے پورا باخبر ہے)

## ظہار کی حقیقت:

کوئی شخص اپنی بیوی کو کہے: انتِ عليَّ كظهر اُمّي کہ تو میرے لئے اس طرح ہے جیسے "میری ماں کی پشت" جب اس نے اَنْتِ کی بجائے ایسا عضو رکھ دیا جس کی تعبیر پورا جسم ہے یا پھر پشت کی بجائے دیگر کوئی ایسا عضو محرمات ماں وغیرہ کا رکھ دیا جس کی طرف نظر ڈالنا اس کے لئے حرام ہے۔ مثلاً پیٹ، ران وغیرہ یا ماں کی بجائے محرمات نسبیہ یا رضاعیہ یا محرمات صہریہ یا جن سے جماع حرام ہے۔ ان کو ذکر کر دیا مثلاً کہا انت علي كظهر اختي من الرضاع۔ تو میرے لئے ایسی ہے جیسے میرے لئے میری رضاعی بہن کی پشت یا نسبی پھوپھی کی پشت یا میرے حقیقی بیٹے کی بیوی یا باپ کی بیوی یا میری بیوی کی ماں یا میری بیوی کی بیٹی تو ان تمام صورتوں میں وہ مظاہر شمار ہوگا۔

مَسْئَلَه : جب مظاہر کفارہ ادا نہیں کر رہا۔ تو عورت کا حق ہے کہ وہ قاضی کی عدالت میں کیس لے جائے اور قاضی پر لازم ہے کہ وہ اس کو کفارہ پر مجبور کرے اور اس کے لئے اس کو قید کر دے۔

## ایک نکتہ:

کفارات میں سے کوئی کفارہ ایسا نہیں ہے جس پر جبر کرنا جائز ہو۔ اور کفارہ کی ادائیگی کیلئے قید میں ڈالنا جائز ہو صرف کفارۂ ظہار ہی ہے کہ اس کے لئے دونوں چیزیں قاضی پر لازم ہیں کیونکہ اس کو ترک کر کے وہ عورت کو نقصان پہنچا رہا ہے۔

مَسْئَلَه : عورت کے ساتھ استمتاع سے وہ کفارہ کی ادائیگی تک باز رہے اگر اس نے اس سے قربت کر لی۔ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور دوبارہ کفارہ کی ادائیگی سے قبل اس کے قریب تک نہ پھٹکے۔

## قولِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ:

اگر اس نے گردن کا بعض حصہ آزاد کیا پھر عورت کو چھو لیا تو کفارہ کا وہ حصہ دوبارہ ادا کرنا پڑے گا۔

۴ : فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ (پس جس کو غلام یا باندی میسر نہ ہو)۔ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ (تو اس کے ذمہ لگا تار دو مہینے کے روزے ہیں) مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ (قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں۔ پھر جس سے یہ بھی نہ ہو سکے) یعنی روزے کی طاقت نہ ہو۔ فَاِطْعَامُ (تو اس کے ذمہ کھانا کھلانا ہے) سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا (ساٹھ مساکین کو) اس طرح کہ ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع دوسری چیزوں میں سے اور قربت سے پہلے کھانا کھلائے۔ اگر کھانا کھلانے کے دوران اس نے قربت کر لی تو دوبارہ کھانا کھلانا نہ پڑے گا۔ ذٰلِكَ (یہ حکم اس لئے ہے) یہ احکام کی تعلیم اور وضاحت۔ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ) تا کہ تم عمل سے ان کی تصدیق کرو۔ (اور جو احکام اس نے ظہار کے سلسلے



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ

بلاشبہ جو لوگ اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ہوں گے جیسے وہ لوگ ذلیل ہوئے جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے کھلے کھلے

أَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝٥ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ

احکام نازل کیے ہیں ' اور کافروں کو ذلت کا عذاب ہو گا ' جس روز ان سب کو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ فرمائے گا پھر ان کا سب کیا

جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ أَحْصٰهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝٦ ع

ہوا ان کو بتلا دے گا ' اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ کر رکھا ہے اور یہ لوگ اس کو بھول گئے ہیں ' اور اللہ ہر چیز پر مطلع ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ

کیا آپ نے اس پر نظر نہیں فرمائی کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے جو بھی خفیہ مشورہ تین آدمیوں کا ہوتا ہے

إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ أَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ

وہ ضرور چوتھا ہوتا ہے اور جو پانچ آدمیوں کا مشورہ ہو تو وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے ' اور اس سے کم افراد ہوں یا زیادہ وہ

مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝٧

انکے ساتھ ہوتا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں پھر وہ انہیں قیامت کے دن ان کے اعمال سے باخبر کر دے گا ' بلاشبہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْإِثْمِ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں سرگوشی سے منع کیا گیا پھر وہ وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو روکا گیا ' اور وہ گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی

وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ؗ وَإِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ

نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں اور جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ایسے لفظ سے آپ کو سلام کہتے ہیں جس سے اللہ نے آپ کو سلام نہیں فرمایا

وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ

اور وہ اپنے نفسوں میں یوں کہتے ہیں کہ ہمارے ایسا کہنے پر اللہ ہمیں سزا کیوں نہیں دیتا ' کافی ہے ان کے لیے جہنم ' وہ اس میں داخل ہوں گے سو وہ برا

الْمَصِيْرُ ۝٨ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

ٹھکانہ ہے۔ اے ایمان والو جب تم سرگوشی کرو تو گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی

وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝٩

سرگوشیاں مت کرو ' اور نیکی اور تقوے کی سرگوشیاں کرو ' اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تم سب جمع کیے جاؤ گے '



BestUrduBooks.wordpress.com

میں بیان کئے ان پر عمل پیرا ہوا اور رسم جاہلیت کو چھوڑ دو۔ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ (اور یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں) حدود سے مراد یہاں ظہار و کفارہ کے احکامات ہیں۔ اور حدود اللہ کہا کہ ان کو پھاندنا جائز نہیں ہے۔ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہوگا) کافرین جو ان احکام کی اتباع نہیں کرتے۔ الیم: دردناک۔

۵ : اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں) یعنی دشمنی اور مخالفت کرتے ہیں۔ كُبِتُوْا (وہ ایسے ذلیل ہونگے) پکڑے اور ہلاک کیے جائیں گے كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (جیسے وہ لوگ ذلیل ہوئے جو ان سے پہلے تھے) یعنی انبیاء علیہم السلام کے دشمن وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ (اور ہم نے کھلے کھلے احکام نازل کر دیئے ہیں) جو رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور دین حق کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ وَلِلْكٰفِرِيْنَ (اور ان آیات کا انکار کرنے والوں کیلئے) عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (ذلت کا عذاب ہے) جو ان کی بڑائی و عزت کو ختم کر کے رکھ دے گا۔

## تذکرہ بعثت:

۶ : يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ (جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو دوبارہ زندہ کریگا) نمبر ۱: الیوم یہ مھین کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر ۲۔ اذکر کا مفعول ہے یوم کی تعظیم کیلئے اس کو مقدم کیا۔ اللّٰهُ جَمِيْعًا (تمام کو کسی کو بھی بغیر اٹھائے نہ چھوڑے گا) نمبر ۲۔ جمیعا کا معنی مجتمعین فی حالۃ واحدۃ اکٹھے ایک ہی حالت میں اٹھا کھڑا کرے گا۔ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا (پھر ان کو ان کا سب کیا ہوا بتلا دے گا) ان کو شرمندہ کرنے اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے اور ان کی حالت کو سب کے سامنے مشہور کرنے کیلئے وہ اس وقت شرمندگی سے چاہیں گے کہ ان کو جلد آگ میں بھیج دیا جائے۔ اَحْصٰهُ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ نے اس کو محفوظ کر رکھا ہے) گن کر شمار کر رکھا ہے اس میں سے کسی چیز کو چھوڑا نہیں۔ وَنَسُوْهُ (اور یہ لوگ اس کو بھول گئے) کیونکہ انہوں نے اس کا ارتکاب کرتے ہوئے اس کو معمولی سمجھا۔ اور بڑے بڑے امور کو محفوظ کیا جاتا ہے (اور ان کے ہاں گناہ کوئی بڑی چیز نہ تھی) وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (اور اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز سے مطلع ہے) اس سے کوئی چیز غائب نہیں۔

## کفار کی سرگوشیاں:

۷ : اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ (کیا آپ نے ان پر نظر نہیں کی۔ کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے) یہ یکون کان تامہ سے ہے اس کا معنی مایقع ہے جو واقع ہوتا ہے۔ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ (کوئی تین کی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی) النجوی: سرگوشی کرنا۔ اس کی اضافت یہاں تین کی طرف کی گئی۔ یعنی تین شخصوں کی سرگوشی اِلَّا هُوَ (مگر اللہ تعالیٰ) رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ (چوتھا نہ ہو۔ اور نہ کوئی پانچ کی سرگوشی ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ چھٹا نہ ہو اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زائد کی سرگوشی ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے) ادنیٰ اقل کے معنی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کی سرگوشیوں کو جانتے ہیں اور جس حالت میں وہ ہوتے ہیں وہ اس



BestUrduBooks.wordpress.com

پر مخفی نہیں۔ذات باری تعالیٰ مکان سے بلند و بالا ہے۔

## وجہ تخصیص:

تین اور پانچ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے متعلق نازل ہوئی۔ وہ تین تین اور پانچ پانچ کی ٹولیوں میں مسلمانوں کو غصہ دلانے کیلئے بیٹھتے اور سرگوشیاں کرتے۔تو فرمایا گیا۔ان میں سے جو بھی سرگوشی کرتے ہیں خواہ تین ہوں یا پانچ اور اس سے کم ان کی تعداد ہو اور اس سے زیادہ ہوں۔مگر ذات باری تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتی ہے اور ان کی سرگوشی کو سنتی ہے اور کیونکہ سرگوشیاں کرنے والے اصحاب رائے اور اصحاب تجربہ ہوتے ہیں۔ان کا سب سے پہلا عدد دو ہے۔پس اس سے بڑھ کر پانچ سے چھ تک پہنچ جاتے ہیں۔جیسا کہ وقت کا تقاضا ہو پس اللہ تعالیٰ نے تین' پانچ کی گنتی کو ذکر فرما دیا اور فرمایا و لا ادنٰی من ذلک پس اس دو اور چار پر دلالت ہوگئی اور پھر و لا اکثر فرما دیا جس سے اس عدد کے قریب قریب پر دلالت کر دی گئی۔ اَیْنَ مَا کَانُوْا ثُمَّ یُنَبِّئُھُمْ بِمَا عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (خواہ وہ لوگ کہیں بھی ہوں۔پھر قیامت کے دن ان کو ان کے کیے ہوئے کام بتا دے گا) ان پر ان کو بدلہ دے گا۔اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات سے باخبر ہے)

## سرگوشیوں کا مقصد نافرمانیٔ رسول:

۸ : اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُھُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ (کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نظر نہیں کی جن کو سرگوشی سے منع کر دیا گیا تھا۔پھر بھی لوٹ کر وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو منع کر دیا گیا تھا۔اور گناہ اور مسلمانوں پر زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں) یہود اور منافقین ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے تھے۔اور جب مؤمنوں کو دیکھتے تو آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارہ کرتے اور ان کا مقصد مسلمانوں کو غصہ دلانا اور اپنی سرگوشیوں کے متعلق اور اشارہ کے متعلق وہم دلانا ہوتا تھا۔ان کے غزوات شکست خوردہ ہیں۔اور ان کے اقارب مقتول ہو چکے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس سے منع فرمایا مگر انہوں نے اپنے اس فعل کا اعادہ کیا۔ان کی یہ سرگوشیاں گناہ، عداوتِ مؤمنین اور ایک دوسرے کو معصیت رسول کی تلقین اور مخالفت رسول کیلئے ہوتی تھیں۔

قراءت: حمزہ نے یَتَنَجَّوْنَ پڑھا ہے اور اس کا معنی یتنا جون کا ہی ہے۔

وَاِذَا جَآءُوْکَ حَیَّوْکَ بِمَا لَمْ یُحَیِّکَ بِہِ اللّٰہُ (جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں۔تو آپ کو ایسے لفظ سے سلام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سلام کیلئے استعمال نہیں کیا) یعنی وہ کہتے ہیں۔السّام علیک یا محمد السام موت کو کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی [النمل:۵۹] یٰٓا یھا الرسول [المائدہ:۴۱] یایھا النبی [الاحزاب:۵۹]

وَیَقُوْلُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰہُ بِمَا نَقُوْلُ (اور آپس میں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس کہنے پر سزا کیوں نہ دی) یعنی وہ کہتے ہیں اگر یہ پیغمبر ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہمارے اس قول پر ہمیں سزا دیتے اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔حَسْبُھُمْ



BestUrduBooks.wordpress.com

جَهَنَّمُ (جہنم ان کے عذاب کیلئے کافی ہے) یَصْلَوْنَهَا (اس حال میں کہ اس میں وہ داخل ہونگے) یہ حال ہے۔ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (پس وہ بہت برا ٹھکانہ ہے) مصیر سے جہنم مراد ہے۔

۹: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا (اے ایمان والو!) جو زبانوں سے فقط ایمان لائے ہو۔ یہ منافقین کو خطاب ہے۔ ظاہر کلام کا تقاضا یہ ہے کہ مؤمنین کو خطاب ہے۔ اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی) وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ (سرگوشیاں نہ کیا کرو) یعنی جب سرگوشی کرو تو یہود اور منافقین کی طرح شر و گناہ کی سرگوشی مت کرو) وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ (اور نفع رسانی کی سرگوشی کرو) طاعات اور ادائے فرائض کی سرگوشی کرو۔ وَالتَّقْوٰی (اور پرہیزگاری کی باتوں کی) گناہوں کو ترک کرنے کی سرگوشی کرو۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ (اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو! جس کے پاس تم سب کو جمع کیا جائیگا) حساب و کتاب کیلئے پس وہ تمہاری اچھی یا بری سرگوشیوں پر بدلہ دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

بات یہی ہے کہ سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو رنجیدہ کرے اور وہ بغیر اللہ کے حکم کے انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دے سکتا۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا

اور مومن بندے اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔ اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں جگہ کھول

فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ

دو تو تم جگہ کھول دیا کرو' اللہ تعالیٰ تم کو کھلی جگہ دے گا اور جب یہ کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو'

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

جو لوگ ایمان لائے اللہ انکے اور ان لوگوں کے درجات بلند فرمائے گا جنہیں علم عطا ہوا ہے اور اللہ کو سب اعمال کی

خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

پوری خبر ہے۔ اے ایمان والو! جب تم رسولؐ سے سرگوشی کرو تو اپنی سرگوشی سے پہلے

نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

کچھ صدقہ دے دیا کرو' یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور پاک ہونے کا اچھا ذریعہ ہے' سو اگر تم نہ پاؤ تو اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ

غفور ہے رحیم ہے 'کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ اپنی سرگوشی سے پہلے صدقات دیا کرو' سو جب تم نے نہ

لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا

کیا اور اللہ نے تمہارے حال پر مہربانی فرمائی سو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو' اور اللہ اور اس کے

ع ۲

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

رسولؐ کی فرمانبرداری کرو اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔

۱۰ : اِنَّمَا النَّجْوٰى (بیشک سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے) جو سرگوشی گناہ اور دشمنی کی ہو مِنَ الشَّيْطٰنِ (یعنی شیطان کی تزیین سے ہے) لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (تاکہ ایمان والے غم زدہ ہوں) وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (حالانکہ مؤمنین کو کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نقصان پہنچانے والی نہیں) مسلمانوں کو شیطان یا غم نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ الا باذن اللہ اللہ



BestUrduBooks.wordpress.com

تعالیٰ کے علم اور قضاء وقدر سے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ ہی پر مؤمنین بھروسہ کرتے ہیں) یعنی اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور اس کی اور شیطان سے اسی کی پناہ میں آتے ہیں۔

۱۱: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ (اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کھول دو۔ مجالس میں توسع پیدا کرو) فی المجالس عاصم ونافع کی قراءت ہے۔ مراد اس سے مجلس رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم ہے۔ آپ کا قرب حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے کے مقابلہ میں قریب تر بیٹھتے تاکہ آپ کی بات خوب سن سکیں۔

## مجالس میں توسیع' ایک قول:

وہ قتال کی مجالس میں سے ایک مجلس تھی۔ اور وہ مجالس ہی قتال کے مراکز ہوتیں جیسا کہ فرمایا مقاعد للقتال [آل عمران: ۱۲۱] مقاعد، مقاتل کے معنی میں ہے۔ نماز جمعہ میں لڑائی کے مقامات فَافْسَحُوْا (پس تم مجلس میں وسعت پیدا کرو) يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ (اللہ تعالیٰ تمہارے لئے وسعت فرمائیں گے) یہ عام ہے اس میں ہر وسعت شامل ہے۔ خواہ وہ وسعت مکان میں ہو۔ رزق میں خواہ سینے میں ہو وغیرہ ذلک۔ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا (اور جب کہا جائے کہ مجلس سے وسعت کیلئے اٹھ جاؤ) نمبر۱۔ آنے والوں پر مجلس کو وسیع کرنے کیلئے اٹھ جایا کرو۔ نمبر۲۔ یا مجلس رسول اللہ ﷺ سے اٹھ جانے کا حکم ملے تو فوراً اٹھ جایا کرو۔ نمبر۳۔ یا مجلس رسول ﷺ میں جہاد، نماز اور اعمال خیر کیلئے اٹھ جایا کرو۔ فَانْشُزُوْا۔ دونوں میں ضمہ مدنی، شامی، عاصم نے سوائے حماد کے پڑھا ہے۔ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے درجات بلند کرے گا) اس کے احکام کی پابندی کی وجہ سے اور اس کے رسول کے حکموں کو ماننے کی وجہ سے۔ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا) اور خاص کر ان میں سے جو علماء ہیں۔ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے پورے طور پر باخبر ہیں) درجات کے متعلق دو قول ہیں۔ نمبر۱۔ دنیا میں مرتبہ اور شرف کا حصول نمبر۲۔ آخرت میں مرتبہ وشرف ملنا۔

## قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

جب اس آیت کو پڑھتے تو فرماتے یٰاَیُّھا الناس، اے لوگو! اس آیت کو خوب سمجھ لو۔ اور علم کی طرف خوب دھیان دو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عالم کو عابد پر اس طرح فضیلت حاصل ہے۔ جیسا کہ چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر [الترمذی ۲۶۸۳، ابن ماجہ ۲۲۳، رواہ احمد ۵/۱۹۶، ابوداؤد ۳۶۴۱] نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔ عالم کی ایک دن کی عبادت وہ عابد کی عبادت کے چالیس سال کے برابر ہے۔ [رواہ ابن ماجہ: ۴۳۱۳] نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ قیامت کے دن تین افراد سفارش کریں گے۔ نمبر۱۔ انبیاء نمبر۲۔ علماء نمبر۳۔ شہداء۔ علم کا مرتبہ کتنا اعلیٰ ہے کہ یہ نبوت وشہادت کے درمیان واسطہ ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد شاہد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

کہ سلیمان علیہ السلام کو علم اور مال و بادشاہت کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے علم کو اختیار کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و بادشاہت بھی عنایت فرمادی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ اے ابراہیم! میں علیم ہوں مجھے ہر علم والا پسند ہے۔ [رواہ ابن عبدالبر فی العلم: بحوالہ حاشیہ کشاف ]

## بعض حکماء کا قول:

کاش مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس سے علم فوت ہوا اس نے کیا چیز پائی؟ اور جس نے علم کو پالیا اس کی کون سی چیز رہ گئی۔

## زہیری کا قول:

علم مذکر ہے اور اس کو نر مرد ہی پسند کرتے ہیں۔ علم کی بہت سی اقسام ہیں مگر سب سے اعلیٰ وہ ہے جس کی معلومات اعلیٰ ہوں۔

۱۲ : یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ (جب تم رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کا ارادہ کرو) جب تمہارا ارادہ ان سے سرگوشی کرنے کا ہو۔ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً (تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات کر دیا کرو) یعنی نجواکم ای قبل نجواکم سرگوشی سے قبل۔ یہ استعارہ ان کے لئے ہے جن کو قدرت حاصل ہے۔ جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے من افضل ما اوتیت العرب الشعر۔ اہل عرب کو افضل ترین چیز شعر ملے ہیں۔ جن کو اپنی ضرورت سے قبل امیر کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اور انہی اشعار سے سخی کی سخاوت اس سے طلب کی جاتی ہے۔ اور انہی سے کمینہ کو نیچے اتارا جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اپنی حاجت سے قبل وہ صدقہ پیش کرے۔ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ (یہ تمہارے لئے بہتر ہے) ذلک کا مشارالیہ تقدیم صدقہ ہے۔ خیر سے مراد دین کے اعتبار سے بہتر ہے۔ وَاَطْهَرُ (اور گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے) کیونکہ صدقہ پاکیزگی ہے۔ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا (پس اگر تم کو خیرات دینے کا مقدور نہ ہو) جو کہ تم صدقہ کر سکو۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (پس اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں) کہ اس نے بلا صدقہ بھی سرگوشی کی اجازت مرحمت فرمادی ہے۔ ایک قول یہ ہے یہ حکم دس رات رہا پھر منسوخ ہو گیا۔

## ایک قول :

یہ ہے یہ دن کی ایک گھڑی رہا پھر منسوخ کر دیا گیا۔

## قول علی رضی اللہ عنہ:

یہ کتاب اللہ کی وہ آیت ہے کہ اس پر مجھ سے پہلے کسی نے عمل نہیں کیا اور نہ میرے بعد اس پر کوئی عمل کرے گا۔ میرے پاس ایک دینار تھا۔ میں نے اس کو بطور صدقہ صرف کر دیا۔ پھر جب بھی میں سرگوشی کرتا تو ایک درہم صدقہ کر دیتا۔ میں نے رسول اللہ



BestUrduBooks.wordpress.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے دس مسائل دریافت کئے پس آپ نے مجھے ان کے جوابات مرحمت فرمائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمبر ۱۔ وفا کیا ہے آپ نے فرمایا توحید اور لا الٰہ الا اللہ کی گواہی۔ نمبر ۲۔ فساد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کفر اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ نمبر ۳۔ حق کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسلام اور قرآن اور دوستی جبکہ اس کا اختتام تم پر ہوگا۔ نمبر ۴۔ حیلہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا حیلہ کا چھوڑ دینا۔ نمبر ۵۔ مجھ پر کیا لازم ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت۔ نمبر ۶۔ میں اللہ تعالیٰ سے کس طرح دعا کروں آپ نے فرمایا صدق و یقین کے ساتھ نمبر ۷۔ میں اللہ تعالیٰ سے کیا مانگوں آپ نے فرمایا عافیت۔ نمبر ۸۔ اپنے نفس کی نجات کیلئے کیا کروں آپ نے فرمایا حلال کھاؤ اور سچ بولو۔ نمبر ۹۔ خوشی کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جنت نمبر ۱۰۔ آرام کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ملاقات جب میں ان سوالات سے فارغ ہوا تو یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ (قال ابن حجر لم اجدہ حاشیہ کشاف)

۱۳ : ءَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقٰتٍ (کیا تم اپنی سرگوشی کے قبل خیرات دینے سے ڈر گئے) کیا تم صدقات پیش کرنے سے ڈر گئے اس لئے کہ اس میں وہ انفاق ہے جس کو تم ناپسند کرتے ہو۔ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا (جب تم اس کو نہ کر سکے) جس کا تمہیں حکم دیا گیا اور وہ تم پر گراں گزرا۔ وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ (اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال پر عنایت فرمائی) یعنی تخفیف کردی گئی اور اس پر مواخذہ کو اٹھالیا گیا۔ جیسا کہ تائب سے مؤاخذہ اٹھالیا جاتا ہے۔ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پس تم نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو) نماز و زکوٰۃ اور تمام طاعات میں کمی و کوتاہی مت کرو۔ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (تمہارے تمام اعمال سے اللہ تعالیٰ پورے طور پر باخبر ہے) یہ وعدہ اور وعید دونوں ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِم مَّا هُم مِّنكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن پر اللہ کا غضب ہوا نہ وہ تم میں سے ہیں نہ ان میں سے' اور وہ جانتے ہوئے

عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۱۴ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۵

جھوٹ پر قسم کھاتے ہیں' اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار فرمایا ہے' بیشک وہ برے کام کیا کرتے تھے

اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۱۶ لَّن تُغْنِيَ

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا سو اللہ کے راستے سے روک دیا' لہٰذا ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے' ہرگز کچھ بھی

عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا

ان کے اموال اور اولاد اللہ سے بچانے کے لئے کچھ کام نہ آئیں گے یہ دوزخ والے ہیں اس میں

خَالِدُونَ ۱۷ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ ۖ وَيَحْسَبُونَ

ہمیشہ رہیں گے' جس روز اللہ ان کو دوبارہ زندہ فرمائے گا سو وہ اس کیلئے بھی ایسی قسمیں کھائیں جیسی قسمیں تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور وہ خیال کررہے

أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۱۸ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ

ہیں کہ ہم کسی اچھے حال میں ہیں خبردار بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں شیطان نے ان پر غلبہ پا لیا' سو انہیں اللہ کا ذکر

ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۱۹ إِنَّ الَّذِينَ

بھلا دیا' یہ شیطان کا گروہ ہے' خبردار بیشک شیطان کا گروہ خسارے میں پڑ جانے والا ہے بے شک جو لوگ

يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۲۰

اللہ کا اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں یہ لوگ بڑی ذلت والوں میں ہیں۔

۱۴: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (کیا آپ نے ان لوگوں کی حالت کو نہیں دیکھا جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے غضب نازل کیا ہے) منافقین یہود سے دوستی کا دم بھرتے تھے۔ اور یہود پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔ جیسا کہ اس ارشاد میں فرمایا۔ من لعنه الله و غضب عليه[المائدہ:۶۰] اور منافقین ایمان والوں کے راز یہود کی طرف منتقل کرتے تھے۔ مَا هُمْ مِّنْكُمْ (وہ اے مسلمانوں تم میں سے نہیں) وَلَا مِنْهُمْ (اور نہ وہ یہود میں سے ہیں) جیسا کہ ارشاد فرمایا۔ مذبذبين بين ذلك لا الى هؤلاء ولا الى هؤلاء[النساء:۱۴۳] وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ (وہ اللہ تعالیٰ پر دانستہ



BestUrduBooks.wordpress.com

جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں ) یعنی اس طرح کہتے ہیں ۔ واللّٰہ انا لمسلمون لا منافقون ۔ اللہ کی قسم ہم مسلمان ہیں منافق نہیں ہیں ۔ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ( حالانکہ وہ جانتے ہیں ) کہ وہ اس قول میں جھوٹے ہیں ۔ اور وہ منافق ہیں ۔

۱۵ : اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ( اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے ) ان کے لئے عذاب کی خاص قسم کا غلبہ پالینے والا عذاب ہوگا ۔ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ( بیشک وہ برے کام کیا کرتے تھے ) وہ زمانۂ ماضی میں بدعملی پر مصر تھے ۔ یہ دراصل قیامت کے دن کہی جانے والی بات کی حکایت ہے ۔

۱۶ : اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ ( انہوں نے اپنی قسموں کو بنالیا ہے ) قسموں سے جھوٹی قسمیں مراد ہیں ۔ جُنَّةً ( ڈھال ) اپنے اموال و دماء کو محفوظ کرنے کیلئے وہ قسمیں کھاتے ہیں ۔ فَصَدُّوْا ( پھر وہ روکتے ہیں ) لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے امن وسلامتی کے زمانہ میں عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ( اللہ تعالیٰ کی راہ سے ) طاعت و ایمان مراد ہے ۔ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ( پس ان کے لئے ذلت کا عذاب ہونے والا ہے ) ان کے کفر اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے ان کے ساتھ رسوا کن عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے ۔ جیسا کہ فرمایا الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللّٰہ زدناھم عذاباً فوق العذاب [النحل : ۸۸]

۱۷ : لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ ( ان کے مال واولاد اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان کو ذرا نہ بچا سکیں گے ) من اللہ یعنی من عذاب اللہ شَيْئًا ( ذرا بھر ) ذرا سا فائدہ بھی نہ دیں گے ۔ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ( یہ لوگ دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے )

۱۸ : يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ ( جس روز اللہ تعالیٰ سب کو زندہ کر کے اٹھائے گا پھر اس کے سامنے وہ جھوٹی قسمیں کھا جائیں گے ) اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن کہ وہ دنیا میں مخلص تھے منافق نہ تھے ۔ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ ( جیسا کہ وہ تمہارے سامنے کھاتے ہیں ) اس بات پر دنیا میں وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ ( اور خیال کریں گے کہ وہ ) دنیا میں عَلٰى شَيْءٍ ( کسی اچھی حالت پر ہیں ) یعنی نفع بخش یا ان کا خیال یہ ہے کہ ان کو کچھ نفع حاصل ہو جائے گا جیسا کہ اپنی جھوٹی قسموں سے یہاں ان کو فائدہ پہنچا ۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ( یقیناً یہ انتہائی جھوٹے ہیں ) اس میں کہ ان کا حال دنیا اور آخرت میں برابر ہوگا ۔

۱۹ : اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ ( ان پر شیطان غالب آ گیا ) مسلط ہو گیا ۔ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ( شیطان نے ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد بھلا دی ہے )

## قول علامہ کرمانی رحمہ اللہ علیہ :

بندے پر شیطان کے غلبہ کی علامت یہ ہے کہ اس کو ظاہری بناوٹ کھانے ، پینے اور پہننے میں مشغول کر دے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے انعام پر غور کرنے سے اس کے دل کو مشغول کر دے اور اس کے شکر کی ادائیگی سے غافل کر دے اور اس کی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہٹا کر جھوٹ ' غیبت ' بہتان پر لگا دے اور دل کو سوچ و بچار اور توجہ سے دنیا کی تدبیر اور اس کے جمع کرنے کی وجہ سے مشغول کر دے ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوۡمًا يُّؤۡمِنُوۡنَ

اللہ نے لکھ دیا ہے میں ضرور ضرور غالب رہوں گا اور میرے رسول بے شک اللہ قوی ہے عزیز ہے' آپ نہ پائیں گے ایسے لوگوں کو جو اللہ پر اور

بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ يُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَوۡ كَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ اَوۡ

یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کہ دوستی رکھتے ہوں اس شخص سے جو مخالفت کرتا ہو اللہ کی اور اس کے رسول کی اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا

اَبۡنَآءَهُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَهُمۡ اَوۡ عَشِيۡرَتَهُمۡ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ كَتَبَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِيۡمَانَ وَاَيَّدَهُمۡ

بھائی ہوں یا کنبہ کے لوگ ہوں' یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا اور اپنی رحمت کے ذریعہ ان کی

بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ‌ؕ وَيُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ؕ رَضِىَ اللّٰهُ

تائید فرما دی اور وہ ان کو داخل فرمائے گا ایسی بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان

عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ حِزۡبُ اللّٰهِ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۲۲﴾

سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہیں' یہ جماعت اللہ کا گروہ ہے۔ خبردار بلاشبہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ (یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں) اس کا لشکر ہیں۔ اَلَآ اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ (اور شیطان کا گروہ ضرور برباد ہونے والا ہے)

۲۰ : اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحَآدُّوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِى الۡاَذَلِّيۡنَ (جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سخت ذلیل لوگوں میں سے ہیں) یعنی وہ من جملہ ان لوگوں میں سے ہونگے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے ذلیل ترین ہیں۔ ان سے بڑھ کر تم کسی کو ذلیل نہ پاؤ گے۔

۲۱ : كَتَبَ اللّٰهُ (اور اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا) لوح محفوظ میں لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىۡ (کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے) دلائل اور تلوار سے یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ (بلاشک اللہ تعالیٰ قوت والا ہے) اس کے ارادے کو کوئی موڑ نہیں سکتا۔ عَزِيۡزٌ (وہ غلبہ والا ہے) وہ غالب ہے اس پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا۔

۲۲ : لَا تَجِدُ قَوۡمًا يُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ يُوَآدُّوۡنَ (جو لوگ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے روز پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں۔ آپ ان کو نہیں دیکھیں گے کہ وہ ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہوں) یوادون یہ تجد کا مفعول ثانی ہے۔ یا حال ہے یا قوما کی صفت ہے۔ اور تجد کا معنی مقابل پانا ہے۔ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ (جو اللہ تعالیٰ کے مخالف ہوں) مخالفت اور عداوت رکھنے والا وَرَسُوۡلَهٗ (اور اس کے رسول کے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## مؤمن مشرک سے موالات نہیں کرسکتا:

مطلب یہ ہے کہ یہ بات ناممکن ہے کہ مؤمن ہو کر مشرکین سے موالات ومودت قائم کرنے والا ہو۔ مقصد یہ ہے کہ مؤمنوں کیلئے یہ مناسب نہیں ہے۔ اور مؤمن کا تقاضائے ایمانی یہ ہے کہ وہ اس سے باز رہے اور اس سے یہ بات کسی حال میں نہ پائی جائے۔ یہ انداز بیان ڈانٹ میں مبالغہ کیلئے ہے۔ کہ ان سے ملابست بھی اختیار نہ کی جائے۔ اور اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے سلسلہ میں مضبوطی دکھائیں۔ اور ان سے دور رہیں۔ اور ان کے میل جول اور رہن سہن سے بچ کر رہیں اور اس ارشاد نے تاکید میں مزید اضافہ کردیا۔

وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ (خواہ وہ مخالفت کرنے والے ان کے باپ ہوں۔ یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبے والے ہوں) اور یہ فرما کر تاکید در تاکید کردی۔ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ (یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان جما دیا ہے) پختہ کردیا ہے اور اس کا تقابل اولئك حزب الشیطان سے کرتے ہوئے فرمایا۔ اولئك حزب اللّٰه کہ یہ میرا لشکر ہے میری مدد کا ہاتھ ان کے پیچھے ہے۔ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (اور ان کو اپنے نور سے مدد دی) یعنی روح سے مراد کتاب اللہ ہے اس طرح کہ وہ ذاتی لحاظ سے دلوں کی زندگی کیلئے بمنزلہ روح ہے۔

## قولِ ثوری رحمہ اللہ:

یہ ان لوگوں کے بارے میں اتری جو بادشاہوں کے ساتھی بنتے ہیں۔

## قولِ عبدالعزیز رحمہ اللہ علیہ بن ابی روّاد رحمہ اللہ:

منصور عباسی کی ان سے ملاقات ہوئی جب اس کو پہچان لیا کہ یہ منصور ہے۔ تو اس سے بھاگ گئے۔ اور یہ آیت پڑھی۔

## قولِ سہل رحمہ اللہ:

جس نے اپنے ایمان کو صحیح رکھا اور توحید کو خالص کیا۔ وہ کسی مبتدع سے مانوس نہیں ہوسکتا۔ اور نہ اس کے ساتھ بیٹھ سکتا ہے۔ اس کے دل میں اس بدعتی سے دشمنی ہوگی اور جس نے کسی بدعتی سے مداہنت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل سے سنت کی حلاوت چھین لیتے ہیں۔ اور جس نے کسی بدعتی کی بات کو قبول کیا تاکہ دنیا کی عزت حاصل کرے یا دنیا کا کوئی سامان جوڑے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس عزت کے بدلے ذلیل کرے گا۔ اور ایسی مالداری سے اس کو فقیر کردے گا۔ اور جس نے مبتدع کے ساتھ کسی بات پر خوشی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل سے نور ایمان کھینچ لیتے ہیں۔ اور جو آدمی تصدیق نہیں کرتا۔ وہ تجربہ کرلے۔ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (اور ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا



BestUrduBooks.wordpress.com

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (اوران جنتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا) ان کی خالص توحید اور اطاعت کی وجہ سے وَرَضُوْا عَنْهُ (اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے) آخرت میں اس کے عظیم ثواب دینے پر یا دنیا میں جو ان پر مہربانیاں ہوئیں۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ (یہ اللہ تعالیٰ کا گروہ ہے) وہ اس کے حق کے مددگار ہیں اور اس کی مخلوق کے نگران ہیں۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی یقیناً کامیاب ہونے والا ہے) وہ ہمیشہ رہنے والی نعمتوں میں باقی رہیں گے اور ہر محبوب چیز ان کو میسر ہوگی۔ اور خوفناک چیز سے مامون و محفوظ ہونگے۔

الحمد للہ سورۂ مجادلہ کے تفسیری ترجمہ سے بعد از نماز مغرب ۱۸ مئی ۲۰۰۳ء کو فراغت ہوئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الحشر مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں چوبیس آیات اور تین رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ

اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جو بھی آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور وہ عزیز ہے حکیم ہے اللہ وہی ہے جس نے کافروں کو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا

یعنی اہل کتاب کو پہلی بار گھروں سے نکال دیا تمہارا گمان نہ تھا کہ وہ لوگ نکلیں گے اور انہوں نے گمان کیا تھا

اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ

کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے سو ان پر اللہ کا انتقام ایسی جگہ سے آ گیا جہاں سے ان کا خیال بھی نہ تھا اور اللہ نے ان کے دلوں

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا

میں رعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑ رہے تھے، سو اے آنکھوں والو

يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ② وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ

عبرت حاصل کرو، اور اگر اللہ نے انکے بارے میں جلا وطن ہونا نہ لکھ دیا ہوتا تو انہیں دنیا میں عذاب دیتا

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ

اور ان کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے اور یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی، اور جو شخص اللہ کی

اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④

مخالفت کریگا، سو اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں۔ وہ سب چیزیں جو آسمان میں ہیں اور زمین میں ہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## غزوہ بنی نضیر:

۱: روایت میں ہے یہ تمام سورت مکمل طور پر بنی نضیر کے متعلق نازل ہوئی۔ اور اس کا واقعہ اس طرح ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ تشریف آوری پر بنونضیر سے صلح کر لی۔ اور شرط یہ قرار پائی کہ وہ نہ ان کی مخالفت کریں گے اور نہ آپ کی حمایت میں کسی سے لڑیں گے۔ جب بدر کے دن غلبہ آیا تو وہ کہنے لگے یہ وہ پیغمبر ہیں جن کی صفت تورات میں موجود ہے۔ اور اگلے سال احد میں شکست سے دوچار ہونا پڑا تو انہوں نے آپ کی نبوت میں شک کیا اور معاہدہ کو توڑ ڈالا۔ چنانچہ کعب بن اشرف چالیس سوار لے کر مکہ پہنچا اور بیت اللہ کے پاس ابوسفیان سے معاہدہ کر لیا۔ آپ ﷺ نے اس غداری پر محمد بن مسلمہ کو حکم دیا۔ انہوں نے کعب بن اشرف کو ایک طریقے سے رات کو قتل کر دیا۔ پھر لشکر لے کر بنونضیر کا محاصرہ کر لیا۔ جو اکیس روز جاری رہا۔ آپ نے ان کے نخلستان کاٹنے کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا جس کی وجہ سے انہوں نے صلح کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے جلاوطنی کے سوا ہر چیز سے انکار کر دیا۔ کہ ہر تین گھر ایک اونٹ کا بوجھ لاد کر سوائے ہتھیاروں کے جو چاہیں اپنا گھریلو سامان لے جائیں۔ چنانچہ وہ شام کے علاقہ میں اریحاء اور اذرعات کی طرف جلاوطن ہو گئے۔

## حشر اوّل' دوم' سوم:

۲: هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (وہی ہے جس نے کفار اہل کتاب کو ان کے گھروں سے نکالا) اہل کتاب سے یہاں یہود بن نضیر مراد ہیں۔ مِنْ دِیَارِهِمْ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ (پہلی بار اکٹھا کر کے) لام اخرج کے متعلق ہے۔ یہ اس طرح کی لام ہے جیسی اس ارشاد میں ہے۔ یالیتنی قدمت لحیاتی [الفجر:۲۴] اور عرب کہتے ہیں۔ جئته لوقت کذا میں فلاں وقت آیا مطلب یہ ہے اخرج الذین کفروا عند اول الحشر کافروں کو پہلے اکٹھ میں نکال دیا۔ اول الحشر کا مطلب یہ ہے کہ شام کی طرف یہ انکا پہلا اکٹھ ہے۔ یہ ایسے لوگوں کی اولاد تھے۔ جن کو پہلے جلاوطنی آج تک نہ ہوئی تھی۔ یہ پہلا گروہ ہے جن کو جزیرۂ عرب سے شام کی طرف نکالا گیا۔ نمبر۲۔ یہ ان کا پہلی مرتبہ جمع ہو کر نکلنا تھا۔ دوسری مرتبہ اکٹھے اس وقت نکلے جب عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو خیبر سے شام کی طرف جلاوطن کیا۔ اور ان کا آخری حشر قیامت کا حشر ہے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

جس کو شک ہو کہ محشر شام ہے پس وہ اس آیت کو پڑھ لے۔ پس ان کا یہ پہلا حشر ہے اور تمام لوگوں کا حشر ثانی ہوگا۔ جب یہود نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جاؤ تمہارا یہ اول حشر ہے اور ہم بھی تمہارے پیچھے ہیں۔ [رواہ البیہقی فی الدر المنثور ۸/۸۹ ]

## قول قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

جب آخری زمانہ ہوگا۔ تو ایک آگ مشرق کی جانب سے نکلے گی جو لوگوں کو سرزمین شام کی طرف جمع کر دے گی اور وہیں ہم



BestUrduBooks.wordpress.com

لوگوں پر قیامت قائم کریں گے۔

## ایک اور قول یہ ہے:

انکو انکے گھروں سے نکالا۔ اس پہلے اجتماع کیلئے جو ان کے ساتھ لڑائی کیلئے تھا۔ کیونکہ یہ پہلا قتال تھا جو یہود کے ساتھ پیش آیا۔

مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا (تمہارا تو گمان بھی نہ تھا کہ وہ اپنے گھروں سے نکل جائیں گے) کیونکہ وہ بڑے لڑاکے اور ان کے قلعے مضبوط اور حفاظت شاندار، جنگی اسلحہ اور افرادی قوت میں کافی حد تک مضبوط تھی۔ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ (اور انہوں نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ تعالیٰ سے بچالیں گے) یعنی انکا گمان یہ تھا ان کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچالیں گے۔ ان حصونهم تمنعهم من باس اللّٰه اور انهم مانعتهم حصونهم من اللّٰه دونوں تراکیب میں فرق یہ نمبرا۔ خبر کو مقدم کرنا۔ یہ ظاہر کرتا ہے۔ ان کو قلعوں پر بہت زیادہ اعتماد اور ان کی حفاظت پر یقین تھا۔ نمبر۲۔ هم کی ضمیر کو انّ کا اسم بنایا گیا ہے۔ جبکہ جملہ کا اسناد اس کی طرف ہو رہا ہے۔ یہ ان کے اس اعتقاد کی دلیل ہے۔ کہ وہ ایسی عزت اور حفاظت میں ہیں کہ جس کے ہوتے ہوئے کوئی ان پر تعرض نہیں کر سکتا۔ یا ان پر غلبہ کی طمع نہیں کر سکتا۔ اور یہ باتیں ظنوا ان حصونهم تمنعهم میں نہیں پائی جاتیں۔ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ (پس اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ سے آ پہنچا) یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کا عذاب۔

قراءت: شاذ قراءت میں فآتاهم الله یعنی فأتا هم الهلاك مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا (ایسی جگہ سے کہ جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا) اور ان کے دل میں خیال بھی نہ گزرا تھا۔ اور وہ کعب بن اشرف رئیس بنونضیر کا اس کے رضاعی بھائی کے ہاتھوں قتل کیا جانا ہے۔ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ (اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا) رعب سے خوف مراد ہے۔ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ (کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑ رہے تھے)

قراءت: يخرّبون ابوعمرو نے پڑھا۔ تخریب اور اخراب: کسی چیز کو توڑ اور گرا کر بگاڑنا۔ الخربة: فساد و بگاڑ۔

وہ اپنے گھروں کو اندر سے بگاڑ رہے تھے اور مسلمان ظاہر اور باہر سے گرا رہے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی شان و شوکت کا استیصال چاہتے تھے۔ مدینہ میں نہ یہودیوں کا گھر رہے اور نہ گھر کا باسی۔ ان گھروں کو برباد کرنے کا جو چیز موجب بنی وہ یہ تھی کہ لکڑیوں اور پتھروں سے گلیوں کے ناکے بند کر رہے تھے۔ تاکہ مسلمان داخل نہ ہوں اور اگر وہ جلا وطن کر دیے جائیں تو وہ مسلمانوں کے رہائش کے قابل نہ رہیں اور مکانات کی عمدہ عمدہ لکڑی اور کڑیاں جو ساگوان وغیرہ پر مشتمل تھیں وہ ساتھ لے جائیں۔ باقی مسلمان ان مکانات کو اس لئے برباد کر رہے تھے۔ تاکہ ان کی قلعہ بندی ختم ہو۔ اور لڑائی کا کھل کر موقعہ ملے اور تخریبهم بایدی المؤمنین کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو عہد شکنی کر کے خود تخریب کے حوالہ کیا تھا۔ جب وہ خود اس کا سبب بنے تو گویا انہوں نے خود اس کا حکم کیا تھا۔ اور ان کو بتکلف اس کا ذمہ دار بنایا تھا۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ (پس اے دانشمندو اس حالت کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو) یعنی اس بات میں غور کرو کہ ان کو کیا



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵

تم نے جو بھی کھجوروں کے درخت کاٹ ڈالے یا تم نے انہیں انکی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا' سو یہ اللہ کے حکم سے ہوا اور تا کہ اللہ کافروں کو ذلیل کرے۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ

اور جو کچھ مال فئ ان سے اللہ نے اپنے رسول کو مال دلوایا سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ دوڑائے

وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ

اور لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے مسلط فرما دیتا ہے' اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے' اللہ نے جو کچھ

اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

اپنے رسول کو بستیوں کے رہنے والوں سے بطور فئی کے مال دلوادیا سو وہ اللہ کے لئے ہے اور رسول کے لئے اور قرابت داروں کے لئے اور یتیموں کے لئے

وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ

اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے تاکہ یہ مال ان لوگوں کے درمیان دولت بن کر نہ رہ جائے جو مال دار ہیں اور رسول جو کچھ عطا کریں

الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷

وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رُک جاؤ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

وقف لازم

ہوا۔اوراس کا کیا سبب تھا۔پس اس سبب کو اختیار کرنے سے گریز کرو۔ورنہ تمہیں ان کی سزا بھگتنا ہوگی۔

## قیاس کا جواز:

مَسْئَلَہ: یہ قیاس کے جواز کی دلیل ہے۔

۳: وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ (اوراگر اللہ تعالیٰ نے ان کی قسمت میں جلاوطن ہونا نہ لکھ دیا ہوتا) الجلاء اہل وعیال سمیت وطن سے نکلنا۔لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا (تو دنیا میں ہی ان کو سزا دیتا) یعنی قتل اور قید کی سزا۔جیسا کہ بنوقریظہ کے ساتھ پیش آیا۔وَلَهُمْ (اوران کے لئے) خواہ وہ جلاوطن ہوں یا قتل کئے جائیں۔فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ (آخرت میں آگ کا عذاب ہے)۔جس سے زیادہ سخت کوئی سزا نہیں ہے۔

۴: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ (یہ اس سبب سے ہے کہ) ان کو یہ سزا اس سبب سے ملی کہ شَآقُّوا اللّٰهَ (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی) وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (اوراسکے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سخت سزا دینے والے ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

۵ : مَاقَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ (جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹ ڈالے) یہ ماقطعتم کا بیان ہے۔
نحو : مَآ قطعتم کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا تم نے کیا چیز کاٹ ڈالی ۔ ما کی طرف راجع ضمیر اَوْتَرَکْتُمُوْھَا میں مؤنث لائے کیونکہ وہ لینۃ کے معنی میں ہے۔ اللِّیْنَۃُ کھجور کو کہتے ہیں ۔ یہ الالوان سے لیا گیا ہے۔ ماقبل کسرہ کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اَللِّیْنَۃُ عمدہ کھجور کو کہتے ہیں۔ گویا انہوں نے اس کو اللین سے لیا ہے۔ جس کا معنی نرمی ہے۔ قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ (یا ان کو ان کی جگہ کھڑا رہنے دیا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اجازت سے ہوا) پس ان کا کاٹنا اور چھوڑنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ (اور تاکہ کافروں کو اللہ رسوا کردے) تاکہ یہود ذلیل ہو جائیں اور ان کو کاٹنے کا حکم دے کر بھی یہود کو جلایا۔

## مالِ فئی :

۶ : وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ (اور جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ان سے دلوایا) اس کو آپ ﷺ کیلئے فئی قرار دیا۔ مِنْهُمْ ھم سے مراد بنونضیر ہیں۔ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ (پس تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ) یہ اموال بنی نضیر کا حصول تمہارے گھوڑے دوڑانے اور سواریوں چڑھانے کی وجہ سے نہیں ہوا۔ الرکاب اونٹ ۔ مطلب یہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے کیلئے اور اس کو غنیمت بنانے کیلئے گھوڑوں اور سواروں کی ضرورت نہ پڑی اور نہ ان کے ساتھ لڑائی کر کے تمہیں تھکنا پڑا۔ بلکہ تم وہاں پیدل گئے کیونکہ یہ مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر قباء کے پاس ہی واقع ہے۔ آپ ﷺ گدھے پر سوار تھے پس وہی کافی ہو گیا۔

وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ (لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے مسلط کرتا ہے) مطلب یہ ہے بنونضیر کے جو اموال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عنایت فرمائے ہیں تم نے یہ اموال قتال وغلبہ سے حاصل نہیں کیے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر تسلط دیا جیسا کہ وہ اپنے رسولوں کو ان کے دشمنوں پر تسلط دیتے آئے ہیں۔ پس ان کی تقسیم کا معاملہ بھی اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہ جیسے چاہے تقسیم فرمادیں اس کو ان غنائم کی طرح جن کے لئے قتال کیا جائے۔ تقسیم نہ کیا جائے گا۔ اور جن غنائم کو زور وقوت سے حاصل کیا جائے ان کی طرح اس کا حکم نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے اس کو مہاجرین میں تقسیم فرمادیا۔ صرف تین انصاریوں کو اس میں سے حصہ دیا گیا کیونکہ وہ مفلوک الحال تھے۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے)

۷ : مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے کافر لوگوں سے دلوائے۔ پس وہ بھی اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور رسول کے قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا) اس جملے اور پہلے جملے کے درمیان عاطف نہیں لائے کیونکہ یہ پہلے جملے کا بیان ہے پس یہ جملہ اس سے اجنبی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو



BestUrduBooks.wordpress.com

مال فئی دیا ہے۔ اس سے کیا کریں۔ آپ کو حکم دیا کہ اس کا مصرف وہی ہے۔ جو خمس غنائم کا ہے۔ جس کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائیگا۔

## بعض مفسرین کا قول:

بعض مفسرین نے اس قول کو کھوٹا قرار دے کر کہا کہ پہلی آیت تو اموال بنونضیر کے سلسلہ میں ہے۔ جن کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے سپرد فرمائی۔ اور یہ آیت ہر ایسی بستی کے متعلق ہے جو لڑائی کے بغیر حاصل ہو اور اس آیت میں اس کے خمس کا مصرف ذکر کیا گیا پس یہ ابتدائی کلام ہے۔

کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ (تا کہ وہ مال تمہارے مالداروں کے قبضہ میں نہ آ جائے)

قراءت: یزید نے تکونُ دولۃٌ پڑھا ہے۔ اور کان کو تامہ قرار دیا۔ الدُولۃ، الدَولۃ جو انسان کیلئے بدل کر آئے۔ اجداد سے گھوم کر آئے۔ اب اس کا معنی یہ ہوا: تا کہ وہ مال فئی جو فقراء کا حق خالص ہے تا کہ وہ اس سے گزر اوقات کر سکیں۔ وہ اغنیاء کے مابین جدی جائیداد نہ بن جائے جس سے اپنے مال کو اور زیادہ بڑھائیں۔ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ (اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو) اور جس کے لینے سے تم کو روک دیں یعنی تقسیم غنیمت یا فئی میں سے جو حصہ اللہ تعالیٰ کا رسول تمہیں دے۔ فَخُذُوْہُ (پس اس کو قبول کر لو) وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ (اور جس کے لینے سے روک دیں) اور منع کر دیں۔ فَانْتَھُوْا (پس اس سے رک جاؤ) اور اس کا مطالبہ مت کرو۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو!) اس بات سے کہ تم ان کی مخالفت اختیار کرو۔ اور ان کے حکم کی بجا آوری میں سستی برتو! اور نہی کو قبول کرنے میں پس و پیش کرنے لگو۔ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے) اس شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے۔ بہتر قول یہ ہے یہ آیت عام ہو اور ہر امر و نہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس میں شامل ہو اور اسی عموم کے تحت حکم فئی بھی داخل ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا

فقراء مہاجرین کے لئے ہیں جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل اور رضامندی

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۸﴾

طلب کرتے ہیں' اور اللہ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہ وہ ہیں جو سچے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ

اوران لوگوں کے لئے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے دار کواور ایمان کو ٹھکانہ بنالیا' جو شخص ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اس سے محبت کرتے ہیں اور اپنے

فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

سینوں میں اس مال کی وجہ سے کوئی حاجت محسوس نہیں کرتے جو مہاجرین کو دیا جائے' اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں

خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۹﴾

حاجت ہو' اور جو شخص اپنے نفس کی کنجوسی سے بچاو دیا گیا سو یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

۸ : لِلْفُقَرَآءِ (اوران فقراء)

نحو : یہ لذی القربٰی اور معطوف علیہ سے بدل ہے۔ یہ للّٰہ وللرسول سے بدل نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو فقیر مہاجر نہیں کہا جاسکتا۔ علاوہ ازیں اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ینصرون اللّٰہ ورسولہ اور ظاہر ہے کہ اگر رسول کو فقراء میں بدل قرار دے کر شامل کیا جائے تو معنی اس طرح ہو جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے فقراء مہاجرین اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یعنی رسول خود اپنی مدد کرتے ہیں۔ اور یہ مطلب درست نہیں پس یہ بدل بنانا اللہ عزوجل کی جو تعظیم واجب ہے اس کے خلاف بنتا ہے۔ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ (مہاجرین کیلئے ہے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے مالوں سے جدا کر دیئے گئے) یعنی مکہ میں۔

## خاص دلیل:

استیلاء کے ساتھ مسلمانوں کے اموال کے مالک بن جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کو فقراء قرار دیا حالانکہ مکہ میں تو ان کے گھر اور جائیدادیں تھیں۔

يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا (وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طالب ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو: یبتغون یہ حال ہے فضل سے مراد جنت ہے وہ جنت اور رضائے الٰہی کے طالب ہیں۔ وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں) یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتے ہیں۔ اور اس کے رسول کی اعانت کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں) یعنی اپنے ایمان اور جہاد میں۔

## مدینہ دار المہاجرین اور دار الہجرۃ:

۹ : وَالَّذِيْنَ (اور ان لوگوں کا بھی حق ہے) اس کا عطف المہاجرین پر ہے۔ اور اس سے مراد انصار ہیں۔ تَبَوَّؤُا الدَّارَ (جو دارالاسلام) (مدینہ میں) ان مہاجروں کے آنے سے پہلے جاگزیں تھے) یعنی مدینہ میں رہائش تھی۔ وَالْاِيْمَانَ (اور ایمان مخلصانہ لائے) یہ اس قول کے مطابق ہے۔ جو عرب کہتے ہیں۔ علفتها تبنا و ماء باردًا یا انہوں نے اپنا مستقر و متوطن قرار دیا کیونکہ وہ اس پر پختہ اور مضبوط ہو گئے۔ جیسا کہ انہوں نے مدینہ کو بھی اسی طرح بنایا یا دار الھجرات کو دارالایمان قرار دیا۔ تو الدار کی لام تعریف کو مضاف الیہ کے قائم مقام رکھا اور دارالایمان سے مضاف کو حذف کر دیا اور مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا۔ مِنْ قَبْلِهِمْ (مہاجرین سے پہلے جاگزین تھے) کیونکہ انہوں نے دار الہجرت اور ایمان کو ٹھکانہ دینے میں ان سے سبقت اور پہل کی۔ ایک قول یہ ہے ان کے ہجرت کرنے سے پہلے يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ (جو مہاجر ان کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں۔ ان سے یہ محبت کرتے ہیں) یہاں تک کہ ان کو اپنے مال بانٹ کر دے دیئے اور ان کو اپنے گھروں میں اتارا اور جن کی دو بیویاں تھیں۔ ایک سے علیحدگی اختیار کر کے مہاجر بھائی سے شادی کر دی۔ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا (اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ لوگ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے) مہاجرین کو جو مال فئی وغیرہ دیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق اپنے دلوں میں کوئی طلب و حاجت نہیں پاتے۔

## ایک نکتہ:

آیت میں محتاج الیہ کا نام حاجۃ رکھا گیا۔ مطلب یہ ہوا کہ ان کے نفوس مقدسہ اس قدر صاف ہیں کہ مہاجرین کو جو کچھ دیا جائے۔ ان کے نفوس اس کی طرف لالچ کرتے ہوئے جھکاؤ بھی اختیار نہیں کرتے اور ان میں سے کسی ضرورت والی چیز کی طرف نگاہ بھی نہیں اٹھاتے (سبحان اللہ) ایک قول یہ ہے حاجۃ کا معنی حسد ہے اس چیز سے جو مہاجرین کو فئی میں سے دیا جائے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مال فئی کے ساتھ خاص کر دیا تھا۔ ایک اور قول وہ اپنے دلوں میں ضرورت کی ایک ذرا سی رمق بھی نہیں پاتے اس مال کے چلے جانے سے جو ان مہاجرین کو دیا گیا۔ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (اور ان کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان پر فاقہ ہی ہو) خصاصة فقر۔ اس کی اصل ہے خصاص البیت: گھر کے سوراخ۔ یہ جملہ موضع حال میں ہے۔ ای مفروضة خصاصتهم۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## انصاری رضی اللہ عنہ اور مہمان:

روایت میں ہے کہ ایک انصاری کے ہاں ایک مہمان آیا۔ انہوں نے بچوں کو پہلا کر سلا دیا اور مہمان کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور دیا صرف اس غرض سے بجھا دیا کہ مہمان سیر ہو جائے اور وہ اس میں سے نہ کھائے [بخاری]۔ روایت انس رضی اللہ عنہ: کسی انصاری کو بکری کی بھنی ہوئی سری بطور ہدیہ دی گئی۔ وہ شدید بھوک سے دوچار تھے مگر انہوں نے اپنے پڑوسی کی طرف بھیجی شاید ان کو ضرورت زیادہ ہو۔ نو اشخاص میں یہ گھومتی گھماتی پھر ان کے گھر واپس پہنچ گئی۔

## قولِ ابو زید:

مجھے ایک بلخی نوجوان نے کہا تمہارے نزدیک زہد کیا ہے؟ میں نے کہا جب ہم پاتے ہیں کھا لیتے ہیں اور جب نہیں پاتے تو صبر کرتے ہیں اس نے کہا ہمارے ہاں بلخ کے کتے اسی طرح کرتے ہیں۔ ہمارا طرز عمل یہ ہے جب ہم نہیں پاتے تو صبر کرتے ہیں۔ اور جب پالیتے ہیں تو دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اور جو شخص اپنی طبیعت کے بخل کی وجہ سے محفوظ رکھا جائے پس وہی لوگ کامیاب ہیں) المفلح اپنے مقصد کو پانے والے۔ الشح ملامت و کمینگی۔ آدمی کا اپنا نفس بعض اوقات روک لینے کا خواہاں ہو۔ البخل بعینہٖ روکنا۔ ایک قول یہ ہے ظلم سے کسی مسلمان بھائی کا مال کھا جانا۔ البخل اپنے مال کو دوسرے سے روکنا۔ بقول کسریٰ بخل فقر سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ فقیر وسعت آنے پر دیتا ہے مگر بخیل کبھی نہیں دیتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا

اور ان لوگوں کے لئے ہیں جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب بخش دے ہم کو اور ان لوگوں کو جو ہمارے بھائی ایمان کے ساتھ

بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾

ہم سے پہلے گزر گئے اور مت کر دے ہمارے دلوں میں کوئی کھوٹ ایمان والوں کے لئے اے ہمارے رب بے شک آپ رؤف ہیں رحیم ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کافر بھائیوں سے کہہ رہے تھے جو اہل کتاب میں سے ہیں

لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ

کہ یقین جانو اگر تم نکالے گئے تو ضرور ضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہم تمہارے بارے میں کبھی بھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور ضرور تمہاری مدد کریں گے

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا

اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ یہ یقینی بات ہے کہ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور یقینی بات ہے اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ

يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ

ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر ان کی مدد کریں گے تو پشت پھیر کر چلے جائیں گے پھر انکی مدد نہیں کی جائے گی یہ بات بھی یقینی ہے کہ ان کے سینوں میں

رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ

تمہارا ڈر اللہ کے خوف سے بھی زیادہ ہے یہ اس وجہ سے کہ بیشک وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں ہیں وہ تم سے جنگ نہیں کریں گے

جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ

اکٹھے ہو کر مگر ایسی جگہوں میں جو محفوظ ہوں یا دیواروں کی آڑ میں ' آپس میں ان کی لڑائی سخت ہے '

تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

آپ خیال کرتے ہیں کہ وہ اکٹھے ہیں حالانکہ ان کے دل الگ الگ ہیں یہ اس وجہ سے کہ بیشک وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾

ان لوگوں کی سی مثال ہے جو ان سے کچھ پہلے تھے انہوں نے اپنے کردار کا مزہ چکھ لیا ' اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حکم استغفار:

۱۰ : وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ (اوران لوگوں کا بھی جوان کے بعد آئے) اس کا عطف بھی المہاجرین پر ہے۔اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے بعد میں ہجرت کی۔ایک قول: احسان سے ان کی اتباع کرنے والے۔ایک قول یہ ہے ان کے بعد قیامت تک آنے والے لوگ۔قول عمر رضی اللہ عنہ: اس میں ہر وہ بچہ داخل ہے جو قیامت تک مسلمانوں کا پیدا ہوگا۔پس انہوں نے دونوں میں واؤ کو عاطفہ مانا۔

قراءت: دونوں آیات میں للذین پڑھا گیا ہے۔

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (بعد کو آنے والے کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں) ایک قول یہ مہاجرین وانصار ہیں۔قول عائشہ رضی اللہ عنہا: لوگوں کو حکم دیا گیا کہ وہ ان کے لئے استغفار کریں مگر لوگوں نے ان کو گالیاں بکیں۔وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا (ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے متعلق کینہ نہ پیدا کر دینا) غلا: کینہ، حسد، بغض لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے) الذین امنوا سے صحابہ کرام مراد ہیں۔رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق ورحیم ہیں)

## قولِ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ:

سعید سے پوچھا گیا تم عثمان وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم کے متعلق کیا کہتے ہو انہوں نے کہا میں وہ کہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہلوایا ہے اور یہ آیت پڑھی۔

## منافقین کا حال:

۱۱ : پھر بطور اظہارِ تعجب اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا (کیا آپ نے ان منافقین کی حالت نہیں دیکھی) یعنی اے محمد ﷺ کیا آپ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے حامیوں کو نہیں دیکھا۔يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ (کہ اپنے بھائیوں سے جو کفار اہل کتاب ہیں) اہل کتاب سے بنونضیر مراد ہیں۔اور اخوانھم سے مراد کفر میں شریک بھائی۔ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ (واللہ اگر تم نکالے گئے) اپنے گھروں سے لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ (تو ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے) روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی اور اس کی پارٹی کے لوگ رات کو بنی نضیر کے پاس گئے اور کہنے لگے تم قلعہ سے مت نکلو اگر محمد ﷺ اور ان کے ساتھی تمہارے ساتھ لڑے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ہم تمہارے لئے ان کو خود روک لیں گے اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکلیں گے۔وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا (اور ہم تمہارے سلسلہ میں کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے) فیکم سے تمہارے ساتھ لڑائی کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں میں جو بھی ہو ہم کسی کی بات نہ مانیں گے خواہ مجبور کئے جائیں یا تمہارے رسوائی کے سلسلہ میں اور نصرت کا جو وعدہ ہم نے کیا اس کے خلاف کرنے میں ہم کسی کی بات نہ مانیں گے۔وَاِنْ



BestUrduBooks.wordpress.com

قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد ضرور کریں گے اور اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں) ان وعدوں میں جو بنونضیر سے یہ زبانی کلامی کر رہے ہیں۔

مَسْئَلَہ: یہ اخبار بالغیب ہے جو وحی کے ذریعہ ہی ممکن ہے یہ آپ کی نبوت کی صداقت پر دلیل ہے۔

۱۲: لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ (اگر اہل کتاب نکالے گئے تو یہ منافقین ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر ان کی مدد بھی کی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ پھر ان کی کوئی مدد نہ ہوگی) آیت میں فرمایا ولئن نصروھم حالانکہ پہلے فرمادیا کہ وہ ان کی مدد نہ کریں گے تو یہ بالفرض والتقدیر کے طور پر فرمایا گیا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ لئن اشرکت لیحبطن عملك[الزمر:۶۵] اور اللہ تعالیٰ کی ذات جس طرح مایکون کو جانتی ہے اسی طرح مالایکون کو بھی جانتی ہے اور اگر وہ ہوتا تو وہ کس طرح ہوتا مطلب یہ ہے کہ اگر منافقین نے یہود کی بالفرض مدد کی تو منافقین ضرور شکست کھائیں گے اس کے بعد پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر ڈالیں گے اور ان کا نفاق ان کو بچا نہ سکے گا کیونکہ مخالفت رسول کر کے ان کا کفر ظاہر ہو گیا۔ یا یہود کو ضرور شکست ہوگی پھر منافقین کی امداد ان کا سہارا نہ بن سکے گی۔

۱۳: لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً (اے مسلمانو! بیشک تمہارا خوف ان کے دلوں میں بہت زیادہ ہے) رھبۃ یہ مصدر ہے معنی للمفعول ہے ڈر میں بڑھ کر فِيْ صُدُوْرِهِمْ (ان کے دلوں میں) یہ ان کے نفاق کی دلالت ہے۔ یعنی وہ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کا خوف ظاہر کرتے ہیں حالانکہ تمہارا خوف ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ہے۔ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ (اللہ تعالیٰ کے خوف سے یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں) وہ اللہ تعالیٰ کو جانتے نہیں نہ اس کی عظمت کو مانتے ہیں تا کہ یہ اس سے صحیح طور پر ڈرتے۔

۱۴: لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ (وہ سب ملکر بھی تم سے نہیں لڑیں گے) یعنی تمہارے ساتھ لڑائی کی انہیں طاقت نہیں۔ جَمِيْعًا (اکٹھے مل کر یعنی یہود و منافقین اِلَّا (مگر یہ کہ ہوں) فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ (حفاظت والی بستیوں میں) خندقوں کی آڑ میں اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ (یا دیواروں کی آڑ میں)

قراءت: مکی، ابوعمرو نے جدار پڑھا ہے۔

بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ (ان کی لڑائی آپس میں ہی بڑی تیز ہے) یعنی سخت لڑائی جس سے وہ معروف ہیں وہ اپنے مابین لڑی جانے والی ہے جبکہ وہ ایک دوسرے سے لڑیں اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو ان کی مضبوطی اور جنگجوئی نہیں رہے گی کیونکہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی میں بڑے سے بڑا بہادر بھی بزدل ہے۔ تَحْسَبُهُمْ (تم ان کو گمان کرتے) یعنی یہود و منافقین کو جَمِيْعًا (اکٹھے باہمی الفت و یگانگت والے) وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى (حالانکہ ان کے دل غیر متفق ہیں) الگ الگ ہیں ان کے اندر باہمی الفت کا نشان نہیں۔ مطلب یہ ہے ان کے مابین کینے اور عداوتیں ہیں جس کی وجہ سے ان کے مابین حقیقی یگانگت نہیں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ

شیطان کی سی مثال ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ کافر ہو جا' سو وہ جب کافر ہو جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ میں تجھ سے بیزار ہوں میں

اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ

اللہ سے ڈرتا ہوں جو رب العالمین ہے سو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ بلاشبہ دونوں دوزخ میں ہوں گے اس میں ہمیشہ

فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ

رہیں گے اور یہ ظالموں کی سزا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان یہ غور کرلے کہ

نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

اس نے کل کے لئے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بلاشبہ اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے اور تم ان لوگوں

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾

کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے سو اللہ نے ان کو ان کی جانیں بھلا دیں یہ لوگ فاسق ہیں

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾

برابر نہیں ہیں دوزخ والے اور جنت والے اہل جنت ہی کامیاب ہیں'

ع ۶

نُکتہ: اس میں مسلمانوں کو جرأت دلائی گئی اور ان کے خلاف لڑائی کیلئے ان کے دلوں کو مضبوط کیا گیا ہے۔

ذٰلِكَ (یہ پراگندگی) بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں) دلوں کے تشتت و افتراق نے ان کے قویٰ کو کمزور کر ڈالا اور روحوں میں بزدلی پیدا کر دی۔

۱۵ : كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (ان لوگوں کی سی مثال ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے ہوئے) ان کی مثال اہل بدر جیسی ہے۔

نَحو: مبتدأ کو حذف کر دیا گیا ہے۔

قَرِيْبًا۔ ای استقروا قریبًا جو ان سے قریبی زمانہ میں ان سے تھوڑا عرصہ قبل ہوئے۔ ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ (وہ اپنے کردار کا مزہ چکھ چکے) اپنے کفر کا برا انجام اور عداوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ چکھ چکے۔ عرب کا قول ہے کلا وبیل بدمزہ بدانجام یعنی دنیا میں انہوں نے قتل کا عذاب پالیا۔ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا) اس کے ساتھ ساتھ ان کے لئے دردناک عذاب آخرت میں ہوگا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## منافقین کا حال شیطان کے مشابہ:

۱۶ : کَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (شیطان کی ایسی مثال ہے کہ انسان سے کہتا ہے کافر ہو جا۔ جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو اس سے کہتا ہے میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں) منافقین کی یہودیوں کو لڑائی پر ابھارنے اور ان سے نصرت کا وعدہ کرنے پھر ان کے چھوڑنے اور مخالفت کرنے کی مثال شیطان جیسی ہے کہ جب وہ اپنے فریب سے انسان کو گمراہ کر لیتا ہے۔ تو آخرت میں اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ ایک قول یہ ہے اس سے شیطان کا قریش کو گمراہ کر کے میدان بدر میں لا کھڑا کرنا ہے۔ اور یہ کہہ کر ابھارنا۔

لاغالب لکم الیوم من الناس و انی جارلکم الی ۔ انی بری منکم [الانفال:۴۸]

۱۷ : فَکَانَ عَاقِبَتَهُمَآ (پس آخری انجام دونوں کا یہ ہوا) دونوں کافر انسان اور شیطان کا انجام اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْهَا (دونوں دوزخ میں گئے جہاں ہمیشہ رہیں گے) اَنَّ اپنے اسم و خبر سمیت یہ موضع رفع میں کان کا اسم ہے اور عاقبتهما یہ اس کی خبر ہے اور خالدین حال ہے۔ وَذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ (اور ظالموں کی یہی سزا ہے)

۱۸ : یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ (اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو) اس کے اوامر کے سلسلہ میں اور ان کی خلاف ورزی مت کرو۔ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ (اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے)

## ایک نکتہ:

نفسٌ کو نکرہ لائے کیونکہ آخرت کی طرف دھیان کرنے والے نفس قلیل ہیں۔

مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (کہ کل کے دن کیلئے اس نے کیا پہلے بھیجا ہے) غد سے قیامت کا دن مراد ہے اس کو ذہن کی تقریب کیلئے اس دن سے تعبیر فرمایا جو آج کے دن سے متصل ہے یا نمبر۲۔ اس کو اس لئے غد سے تعبیر کیا گویا دنیا اور آخرت دونوں ہیں ایک آج کا دوسرا کل کا۔ اور پھر غد کو نکرہ لا کر اس کی عظمت کو بڑھایا۔ کہ ایسا کل جس کی عظمت شان کی وجہ سے کیفیت جانی نہیں جا سکتی۔

## قولِ مالک بن دینار رحمہ اللہ:

جنت کے دروازہ پر لکھا ہوگا ہم نے جو عمل کیا اس کو پالیا اور جو آگے بھیجا اس کو نفع سے پالیا اور جس کو پیچھے چھوڑا اس کا نقصان اٹھالیا۔

وَاتَّقُوا اللّٰہَ (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو!) نمبر۱۔ تقویٰ کے حکم کو تاکید کیلئے دوبارہ لائے یا نمبر۲۔ ادائے واجبات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ کیونکہ پہلا و اتقوا اللہ اعمال کے متصل آرہا ہے۔ اور پھر فرمایا و اتقوا اللّٰہ اور اللہ تعالیٰ سے ترکِ معاصی کے سلسلہ میں ڈرو، کیونکہ اس اتقوا اللہ کو اس کے ساتھ ملا کر ذکر کیا جو وعید کے قائم مقام ہے اور وہ وعید جیسی آیت یہ آیت ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو) اس میں مراقبہ پر ابھارا گیا۔ کیونکہ جو شخص یہ جانتا ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

کہ اللہ تعالیٰ کو وہ سارے گناہ معلوم ہیں جن کا وہ ارتکاب کر رہا ہے۔ اور جن سے رک رہا ہے۔

۱۹ : وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ (اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام سے بے پروائی اختیار کی) انہوں نے یادِ الٰہی کو ترک کر دیا اور جن باتوں کا ان کو حکم دیا تھا۔ ان کو چھوڑ بیٹھے۔ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ (تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی جانوں سے بے پرواہ بنا دیا) اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق ان کا ساتھ چھوڑ گئی۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (وہ وہی فاسق ہیں) اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکلنے والے ہیں۔

## اہل جنت و دوزخ برابر نہیں:

۲۰ : لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (دوزخی اور جنتی باہم برابر نہیں۔ اہل جنت ہی کامیاب ہیں) اس میں لوگوں کو خبردار کیا اور یہ اعلان کر دیا گیا کہ لوگو! تم کثرت غفلت اور آخرت کی فکر بہت کم کرنے اور دنیا کو آخرت کے مقابلہ میں ترجیح دے کر اور شہوات کی پیروی کر کے اس درجہ میں پہنچ چکے۔ گویا کہ جنت و دوزخ کے فرق کو ہی تم نہیں جانتے اور ان کے رہنے والوں کے درمیان تو دور کا فاصلہ پایا جاتا ہے۔ وہ تمہارے پیش نظر رہا ہی نہیں۔ حالانکہ بڑی کامرانی تو اصحاب جنت کو حاصل ہوگی اور اصحاب نار کو دردناک عذاب میں مبتلا ہونا ہوگا۔ پس لوگوں کو چاہئے کہ وہ اس بات کو جانیں اور اس سے خبردار ہوں۔ جیسا تم اس شخص کو کہو جو اپنے باپ کی نافرمانی کرتا ہو۔ ھو ابوك کہ وہ تیرا باپ ہے تم نے یہ جملہ اس کو اس انداز سے کہا ہے گویا وہ اپنے باپ کو جانتا ہی نہیں پس یہ جملہ کہہ کر تم اس کو حق بات یاد دلا رہے ہو جو کہ مہربانی اور صلہ رحمہ کا مقتضی ہے۔

## استدلالِ شوافع:

اس آیت سے انہوں نے استدلال کیا کہ مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے گا۔ اور کافر استیلاء سے مسلمانوں کے مال کے مالک نہیں بنتے۔ ان استدلالات کے جوابات اصول فقہ کی کتب میں عموماً اور خصوصاً ہماری کتاب الکافی میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اے مخاطب تو اسے دیکھتا کہ اللہ کے خوف سے

اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

دب جاتا اور پھٹ جاتا اور یہ مضامین عجیبہ ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ

وہ اللہ ہے کوئی معبود نہیں مگر وہی ' وہ غیب کا اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے وہ رحمن ہے رحیم ہے ' وہ

اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ

اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ' وہ بادشاہ ہے ' بہت پاک ہے ' باسلامت ہے امن دینے والا ہے ' نگہبان ہے، عزیز ہے

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ

جبار ہے ' بڑی عظمت والا ہے ' اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ اللہ ہے پیدا کرنے والا ہے ' ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

اس کے اچھے اچھے نام ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اس کی تسبیح بیان کرتی ہیں اور وہ عزیز ہے حکیم ہے۔

## عظمتِ قرآن:

۲۱: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (اور اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تو اس کو دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا) مطلب یہ ہے کہ قرآن کی عظمت وشان کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی پہاڑ میں تمیز ڈال دی جائے۔ اور اس پر قرآن مجید اتارا جائے تو وہ ضرور دب جائے جھک جائے۔ اور خوف الٰہی سے پھٹ جاتا۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ یہ تمثیل ہو جیسا کہ اس قول باری تعالیٰ میں۔ انا عرضنا الامانة [الاحزاب:۷۲] اور اس پر آیت کا اگلا حصہ دلالت کر رہا ہے۔ وتلك الا مثال نضربها للناس لعلهم يتفكرون۔ اس میں اس مثال اور اس جیسی دیگر امثلہ کی طرف اشارہ ہے۔ جو قرآن مجید میں بیان ہوئیں۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (اور ان مضامین عجیبہ کو ہم لوگوں کے فائدہ کیلئے بیان کرتے ہیں تاکہ غور کریں)



BestUrduBooks.wordpress.com

## اصل مقصود:

انسان کی سخت دلی پر اس کو خبردار کیا گیا کہ تلاوت قرآن کے وقت تجھ میں جتنا خشوع ہونا چاہیے وہ پایا نہیں جاتا اور اس کے زواجر و تنبیہات پر جیسا غور و فکر چاہیے ایسا نہیں کیا جاتا ہے۔

## تردید شرک بتذکرہ صفات باری تعالیٰ:

۲۲: زَبط: پھر شرک کی تردید فرمائی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ قرار دیا انکار کیا۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ (وہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سواء اور کوئی معبود بننے کے لائق نہیں۔ وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا) غیب سے سر اور شہادہ سے علانیہ نمبر۲۔ دنیا و آخرت نمبر۳۔ معدوم و موجود۔ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (وہی بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)

۲۳: هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ (وہی اللہ تعالیٰ ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے) کہ جس کی بادشاہی زائل نہ ہوگی۔

الْقُدُّوْسُ (سب عیبوں سے پاک) تمام قبائح سے منزہ۔ ملائکہ کی تسبیح میں یہ الفاظ ہیں سبوحٌ قدوس رب الملائکۃ والروح۔ السَّلٰمُ (سلامت رہنے والا ہے) زجاج کہتے ہیں السلام وہ ذات کہ مخلوق جس کے ظلم سے سالم و محفوظ ہے۔ (کیونکہ وہ عادل ہے) الْمُؤْمِنُ (وہ امن دینے والا ہے) بقول زجاج امن عطاء کرنے والا۔ مخلوق جس کے ظلم سے مامون ہے یا وہ مطیع کو اپنے عذاب سے بچانے اور امن دینے والا ہے۔ الْمُهَیْمِنُ (نگہبانی کرنے والا ہے)۔ ہر چیز پر نگہبانی کرنے والا۔ اس کی حفاظت کرنے والا۔ یہ الامن مصدر سے مُفَیعل کا صیغہ ہے۔ البتہ یہاں ہمزہ کو ھاء سے بدلا گیا ہے۔ الْعَزِیْزُ (وہ زبردست ہے) وہ غالب ہے مغلوب نہیں۔ الْجَبَّارُ (خرابی کا درست کرنے والا ہے) بلند عظمت والا کہ سب اس کے سامنے جھکنے والے ہیں۔ یا وہ قدرت و سلطنت میں عظیم الشان ہے۔ یا قہار و جبروت والا ہے۔ الْمُتَكَبِّرُ (جو بڑائی و عظمت میں انتہاء کو پہنچنے والا) سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (وہ کافروں کی شرک آفرینی سے پاک ہے) اس نے اپنی ذات کو ان سب صفات سے منزہ قرار دیا جو مشرکین اس کے متعلق بیان کرتے تھے۔

۲۴: هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ (وہی معبود ہے پیدا کرنے والا) جو اس نے بنانا ہے اس کا اندازہ کرنے والا الْبَارِئُ (ٹھیک ٹھیک بنانے والا) ایجاد کرنے والا۔ الْمُصَوِّرُ (صورتیں بنانے والا) ماؤں کے رحموں میں لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (اسی کے اچھے اچھے نام ہیں) جو اس کی بلند صفات پر دلالت کرنے والے ہیں۔ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (جو چیزیں آسمانوں میں ہیں۔ اور زمین میں ہیں سب اس کی پاکی ظاہر کرتی ہیں۔ اور وہی زبردست ہے حکمت والا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک نکتہ:

تسبیح باری تعالیٰ سے سورت کو شروع کیا گیا۔ اور اسی پر سورت کو ختم فرمایا گیا۔

## فضیلت:

نمبرا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ تم سورۂ حشر کی آخری آیات لازم پکڑو اور اس کی کثرت سے تلاوت کیا کرو۔ میں نے سوال دہرایا تو آپ نے یہی جواب دہرادیا۔ میں نے تیسری مرتبہ سوال کو لوٹایا تو آپ نے تیسری بار اسی جواب کو لوٹا دیا۔ [رواہ الثعلبی کمافی الکشاف]

نمبر۲۔ حضرت معقل بن یسار کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھ کر سورۂ حشر کی آخری تین آیات کی تلاوت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرنے پر شام تک مقرر فرمادے گا۔ اور اگر اس روز مرجائے گا تو شہید مریگا۔ اور اگر شام کو پڑھے گا تو تب بھی یہی مرتبہ ملے گا۔ [رواہ الترمذی وقال حدیث غریب]

الحمدللہ اس سورت کا تفسیری ترجمہ ظہر سے قبل مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ ممتحنہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں تیرہ آیات اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ

اے ایمان والو! میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔ تم ان کی طرف دوستی کرتے ہو

وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ

اور حالانکہ وہ حق کے منکر ہو چکے ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے وہ رسول کو اور تمہیں اس وجہ سے نکال چکے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لائے جو تمہارا رب ہے

اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ

اگر تم نکلے ہو جہاد کرنے کے لئے میری راہ میں اور میری رضا تلاش کرنے کے لئے تم انکی طرف چھپے سے دوستی کی باتیں کرتے ہو

وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ①

اور میں ان باتوں کو خوب جانتا ہوں جنہیں تم چھپاتے ہو اور تم میں سے جو شخص ایسا کرے گا سو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا

## حاطب کا خط:

۱ : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (اے ایمان والو تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ)

روایت میں ہے کہ ابوعمرو بن صیفی بن ہاشم کی لونڈی جس کو سارہ کہا جاتا تھا۔ مدینہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسوقت حاضر ہوئی جبکہ آپ غزوۂ فتح مکہ کی تیاری میں مصروف تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے کہنے لگی نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو وطن چھوڑ کر آئی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تو کس وجہ سے آئی ہے؟ کہنے لگی میں سخت محتاج ہو گئی ہوں۔ آپ نے بنی عبدالمطلب کو اس کی امداد کیلئے کہا۔ انہوں نے اس کو کپڑے، اور سواری بمعہ زادِ راہ عنایت کی۔ پھر وہ حاطب بن ابی بلتعہ (جو بدری تھے اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے) کے پاس آئی۔ انہوں نے اس کو دس دینار اور پہننے کی چادر دی۔ اور اس کو اہل مکہ کے نام ایک خط دیا۔ جس کی تحریر یہ تھی۔ یہ حاطب بن ابی بلتعہ کا خط اہل مکہ کے نام ہے خبردار ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے رسول تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ تم اپنی احتیاطی تیاری کر لو۔ سارہ خط لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئی۔ جبرئیل علیہ السلام خبر



BestUrduBooks.wordpress.com

لے کر آئے۔رسول اللہ ﷺ نے علی، عمار، عمر، طلحہ، زبیر، مقداد، ابومرثد پر مشتمل شاہ سواروں کا دستہ روانہ فرمایا۔آپ نے فرمایا تم چلتے رہو تا آنکہ روضۂ خاخ میں پہنچو۔وہاں ایک اونٹ سوار عورت تمہیں ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے۔جو حاطب نے اہل مکہ کے نام تحریر کیا ہے؟ وہ خط اس سے وصول کرلو۔اوراس عورت کا راستہ چھوڑ دو۔اگر وہ انکاری ہو تو اس کی گردن اڑا دو۔

اس دستہ نے اس کو روضۂ خاخ میں جا پکڑا۔اس نے اولاً قسم اٹھا کر خط سے انکار کر دیا۔سب نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم ہمیں جھوٹی بات نہیں کہی گئی۔اور نہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ کو غلط بات بتلائی گئی ہے۔آپ نے تلوار سونتی اور اس کو دھمکایا خط نکالو۔ورنہ تیرا سر جدا کر دیا جائے گا۔اس نے اپنے بالوں کی چوٹی سے رقعہ نکال کر ان کے حوالہ کر دیا۔

## فتح مکہ کے دن جن کو امن نہ ملا اس میں یہ بھی شامل تھی:

روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح کے دن تمام کو امن دے دیا سوائے چار کے ان میں یہ بھی شامل تھی۔خط لایا گیا آپ نے حاطب کو طلب کیا۔اور فرمایا یہ حرکت تو نے کیوں کی۔تو حاطب نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اسلام لانے کے دن سے آج تک کفر نہیں کیا۔اور جب سے آپ کا خیر خواہ بنا۔آپ کو دھوکا نہیں دیا۔جب سے مکہ والوں سے جدا ہوا اس وقت سے آج تک ان کو پسند نہیں کیا۔لیکن میں قریش کا حلیف ہوں۔قریش میں سے نہیں ہوں۔آپ کے ساتھ جتنے مہاجرین ہیں۔ان تمام کی قرابات قریبہ مکہ میں پائی جاتی ہیں۔جس کی بناء پر وہ اپنے اہل واموال کی حفاظت کرتے ہیں۔مجھے اپنے اہل کے متعلق خطرہ پیدا ہوا۔میرا ارادہ یہ ہوا کہ میں ان پر احسان کر دوں۔اور یہ مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی سزا نازل فرمائے گا۔میرے خط سے ان کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔آپ نے ان کی بات کو مان کر ان کی معذرت کو قبول کر لیا۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن مار دوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے دلوں کو جھانکا ہے۔اوران کو فرما دیا ہے اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم اس پر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔پس یہ آیات نازل ہوئیں۔ یٰایھا الذین امنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ۔(واحدی فی اسباب النزول۔۲۸۱،۲۸۳) (قال الحافظ فیہ مخالفۃ شدیدۃ لما فی الصحیحین ۔ والاصل فی الصحیحین)

اتخذ کو دو مفعولوں کے ساتھ متعدی کیا گیا ہے۔اور وہ یہ ہے نمبر۱۔عدوی نمبر۲۔اولیاء۔ العدو یہ عدا سے فعول کا وزن ہے۔مثلاً عفو از عفا۔لیکن یہ مصدر کے وزن پر ہو تو جملے کیلئے اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔جیسا واحد کیلئے۔

**مَسْئَلَۃ**: گناہ کبیرہ سے ایمان سلب نہیں ہوتا۔ تُلْقُوْنَ (تم بناتے ہو) لاتتخذوا کی ضمیر سے حال ہے۔تقدیر عبارت یہ ہے لا تتخذوھم اولیاء ملقین تم ان کو دوست نہ بناؤ اس حال میں کہ وہ دوستی جتانے والے ہوں۔ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ (کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو) نمبر۱۔یہ وقف کے بعد جملہ مستانفہ ہے توبیخ والقاء کیلئے لائے اوران تک دوستی پہنچانے کی تعبیر ہے۔ المودۃ پر باء زائدہ ہے۔اور تعدی کی تاکید کیلئے ہے۔جیسا کہ اس ارشاد میں ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ [البقرہ: ۱۹۵] یاباء کو



BestUrduBooks.wordpress.com

قائم رکھا جائے۔اس طرح کہ تلقون کا مفعول محذوف ہے۔اوراس کا معنی یہ ہے تلقون الیھم یہ رسول اللہ ﷺ کو سبب مودت کی خبر دی ہے جو تمہارے اور ان کے مابین ہے۔

وَقَدْ كَفَرُوْا (حالانکہ وہ اس کے منکر ہیں اس کے جو تمہارے پاس سچا دین آچکا) یہ لاتتخذوا سے حال ہے یا تلقون سے حال ہے۔مطلب اس طرح ہوگا۔لاتتولوھم او تو ادونھم؟ تم ان سے دوستی نہ کرو کیا تم ان سے دوستی کرتے ہو حالانکہ ان کا حال یہ ہے۔بِمَا جَآءَ كُمْ مِّنَ الْحَقِّ الحق سے دین اسلام اور قرآن مجید مراد ہے۔يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ (وہ شہر بدر کر چکے رسول اللہ ﷺ اور تم کو) یہ جملہ مستانفہ ہے جو ان کے کفر اور غلو و سرکشی کی تفسیر ہے۔نمبرا۔یہ الذین کفروا سے حال ہے۔اَنْ تُؤْمِنُوْا (یہ کہ تم ایمان لاؤ) یہ یخرجون کی علت ہے۔یعنی یخرجونکم من مکۃ لایمانکم باللہ ربکم وہ مکہ سے تمہیں نکالنے والے ہیں۔تمہارے اللہ تعالیٰ پر ایمان کی وجہ سے جو تمہارا رب ہے۔بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ (اس لئے کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لائے۔اگر تم میرے راستہ میں جہاد کی غرض سے نکلے ہو) ان کنتم یہ لاتتخذوا کے متعلق ہے تقدیر کلام اس طرح ہے لاتتولوا اعدائی ان کنتم اولیائی۔تم ان سے دوستی مت کرو اگر تم میرے دوست ہو۔

نحویوں کے نزدیک: یہ شرط ہے اور اس کا جواب ماقبل کی دلالت کی وجہ سے محذوف ہے۔

جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ (جہاد کرنے کے لئے میری راہ میں) یہ مصدر ہے جو حال کی جگہ ہے تقدیر کلام اس طرح ہے۔ان کنتم خرجتم مجاھدین فی سبیلی۔وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ (اور میری رضامندی ڈھونڈنے کیلئے نکلے ہو) یہ ابتغاء مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے۔میری رضامندیاں چاہنے والے ہو۔تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ (تم چپکے چپکے ان سے دوستی کی باتیں کرتے ہو)۔یعنی تم اپنی خفیہ دوستی ان تک پہنچاتے ہو۔یا دوستی کے سبب تم رسول اللہ ﷺ کے اسرار خفیہ ان تک پہنچاتے ہو۔یہ جملہ مستانفہ ہے۔وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَا اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ (اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو) مطلب یہ ہے کہ تمہاری رازداری کا کیا فائدہ جبکہ تمہارا راز معلوم ہوگیا۔اعلان و اخفاء تو میرے علم کی دو قسمیں ہیں۔اور میں نے اپنے رسول ﷺ کو تمہارے راز کی اطلاع دے دی ہے۔ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ (اور جو شخص تم میں سے ایسا کرے گا) ہ سے مراد یہ رازداری مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (وہ راہ راست سے بھٹک جائے گا) اس نے حق و صواب کا راستہ بھلا دیا چھوڑ دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَآءً وَيَبْسُطُوٓا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوٓءِ وَوَدُّوا

اگر وہ تمہیں پالیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور تمہاری طرف برائی کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو اور اپنی زبانوں کو بڑھا دیں۔ انہیں اس بات کی خواہش ہے

لَوْ تَكْفُرُونَ ② لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ

کہ تم کافر ہو جاؤ ہرگز نفع نہ دیں گی تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد قیامت کے دن اللہ تمہارے درمیان جدائی فرما دے گا اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ③ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرٰهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۚ إِذْ

تمہارے سارے کاموں کو دیکھتا ہے۔ تمہارے لئے ابراہیم میں اور ان لوگوں میں جو ان کے ساتھ تھے۔ ایک عمدہ نمونہ ہے جبکہ ان سب

قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ

نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو ان سے بیزار ہیں ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں

الْعَدٰوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ ۤ إِلَّا قَوْلَ إِبْرٰهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ

ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ لیکن ابراہیم کی اتنی بات جو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لئے استغفار

لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِن شَيْءٍ ۖ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ④

ضرور کروں گا اور تمہارے لئے مجھ کو خدا کے آگے کسی بات کا اختیار نہیں اے ہمارے پروردگار ہم آپ پر توکل کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑤

اے ہمارے پروردگار آپ ہم کو کافروں کا فتنہ نہ بنائیے اور اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما دیجئے' بیشک آپ زبردست حکمت والے ہیں'

## کفار کی تمنا:

۲ : اِنْ یَّثْقَفُوْکُمْ (اگر ان کو تم پر دسترس ہو جائے) اگر وہ تم پر کامیابی اور اختیار پالیں۔ یَکُوْنُوْا لَکُمْ اَعْدَآءً (تو اظہار عداوت کرنے لگیں گے) وہ خالص دشمنی کرنے والے ہونگے وہ تمہاری طرح دوستی کرنے والے نہ ہونگے۔ وَّیَبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ وَاَلْسِنَتَھُمْ بِالسُّوْٓءِ (وہ دست درازی کریں گے اور برائی کے ساتھ تم پر زبانیں چلائیں گے) یعنی گالم گلوچ اور قتل پر اتر آئیں گے۔ وَوَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ (وہ متمنی ہیں کہ تم کافر ہو جاؤ) ان کی تمنا یہ ہے کہ کاش تم اپنے دین سے مرتد ہو جاتے۔ ایسے لوگوں کی دوستی تمہاری طرف سے بڑی عظیم غلطی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک نکتہ:

شرط کے موقع پر ماضی مضارع کی جگہ استعمال ہو جاتی ہے۔مگر اس میں ایک نکتہ ہوتا ہے۔گویا اس طرح کہا گیا و دوا قبل کل شئ کفرکم وارتدادکم یعنی انھم یریدون ان یلحقوا بکم مضار الدنیا والدین من قتل الانفس و تمزیق الاعراض ورد کم کفارا ۔ان کو تمہارا کفر وارتداد ہر چیز سے مقدم ہے۔یعنی وہ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں دنیا میں دکھ پہنچے اور دین کا بھی نقصان ہو جیسے قتل نفوس،عزتوں کا لٹنا اور تمہارا کفر کی طرف لوٹنا وغیرہ۔یا نمبر۲۔اس سے زیادہ نقصان جو ان کو تمہارے متعلق مطلوب ہے وہ تمہارا کفر کی طرف لوٹ جانا ہے۔یہ ان کے ہاں اولین حیثیت رکھتا ہے۔کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دین تو تمہیں اپنی جانوں سے عزیز تر ہے۔اس لئے کہ دین کیلئے تم اپنی جانیں نچھاور کر دیتے ہو۔اور دشمن کے ہاں اہم ترین چیز یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے مخالف کی اہم ترین متاع کا قصد کرے۔

۳ : لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ (ہرگز تمہارے کام نہ آئیں گی تمہاری رشتہ داریاں) قرابت داریاں۔وَلَآ اَوْلَادُكُمْ (اور نہ تمہاری اولادیں) جن کی وجہ سے تم کفار سے موالات برتنے والے ہو۔اور ان کو بچانے کیلئے کفار کے ہاں قرب حاصل کرتے ہو۔پھر فرمایا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا) اور تمہارے اقارب اور اولاد کے مابین جبکہ ہر شخص کا یہ حال ہوگا : یوم یفر المؤمن اخیه الأیة [عبس:۳۴] پھر تم اللہ تعالیٰ کے حق کا آج اس کی خاطر انکار کرتے ہو جو کل تم سے بھاگ جائے گا اور تمہارے ذرا بھر کام نہ آئے گا۔

قراءت : عاصم نے یَفْصِلُ علی،حمزہ نے یُفَصِّل اور فاعل اللہ عزوجل ہیں۔ابن ذکوان نے یُفَصَّلُ اور دیگر قراء نے یُفْصَلُ پڑھا ہے۔وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کو خوب دیکھتا ہے) پس وہ تمہارے اعمال پر تمہیں بدلہ دیگا۔

## بیزاری کا عمدہ نمونہ:

۴ : قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ (تمہارے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے) اصل سے بیزاری کا عمدہ نمونہ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ (ابراہیم علیہ السلام کی زندگی اور قول میں) یہاں اقوال مراد ہیں اسی لئے اس سے قول ابراہیم کو مستثنیٰ کیا۔وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ (اور وہ لوگ جو ان کے ساتھی تھے) ایمان والے ایک قول یہ ہے وہ انبیاء علیہم السلام تھے۔اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ (جب ان سب نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے) برءٰٓؤا جمع بریٌٔ جیسے ظریف جمع ظرفاء وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ (اور ان سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو۔بیزار ہیں۔ہم تمہارے (مذہب عقیدہ عمل کے) منکر ہیں۔اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کیلئے بغض و عداوت پیدا ہوگئی) افعال کے ذریعہ وَالْبَغْضَآءُ (بغض دلوں میں) اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ (جب تک کہ تم اللہ تعالیٰ واحد پر ایمان نہ لاؤ) پس اس وقت ہم تمہاری عداوت ترک



BestUrduBooks.wordpress.com

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

بے شک ان لوگوں میں تمہارے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے عمدہ نمونہ ہے جو اللہ کا اور قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتا ہو اور جو شخص روگردانی

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝٦ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ

کرے گا سو اللہ تعالیٰ بالکل بے نیاز اور مستحق حمد ہے۔ عنقریب اللہ تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان دوستی پیدا فرما دے گا جن سے تمہاری

مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٧

عداوت ہے اور اللہ کو بڑی قدرت ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

کردیں گے۔ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ (مگر اتنی بات ابراہیم کی تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ ابراہیم نے کہا تھا) میں تمہارے لئے معافی کی درخواست کرونگا) اور یہ بات بھی اس وعدے کی بنیاد پر تھی جو انہوں نے رخصت ہوتے ہوئے کیا تھا۔ موعدة وعدها اياه۔ [التوبہ:۱۱۴] مطلب یہ ہے کہ تم ابراہیم کے تمام اقوال میں ان کی اقتداء کرو صرف کافر باپ کیلئے استغفار میں ان کی پیروی مت کرو۔ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ (اور اس سے زیادہ مجھے اللہ تعالیٰ کے آگے کسی بات کا اختیار نہیں) یعنی ہدایت، مغفرت اور توفیق کا۔ یہ جملہ استثناء کے لائق نہیں ہے۔ کیا تم ان کا یہ قول نہیں دیکھتے۔ قل فمن يملك لكم من الله شيئا [الفتح:۱۱] لیکن مراد والد کو کہی جانے والی تمام بات کا استثناء ہے اور اس سے بھی مقصود استغفار کے وعدہ کی حد تک ہے اور اس کا مابعد اس کا تابع ہے گویا انہوں نے اس طرح کہا استغفر لك ومافي طاقتي الا الاستغفار۔ میں تیرے لیے استغفار کروں گا اور میری طاقت میں سوائے استغفار کے اور کوئی چیز نہیں۔ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا (اے ہمارے رب ہم نے آپ ہی پر توکل کیا) یہ استثناء کے ماقبل سے متصل ہے۔ اور یہ بھی من جملہ ان چیزوں میں سے ہے جن میں ان کی ذات کو نمونہ بنایا ہے۔ ایک قول یہ ہے اس کا معنی یہ ہے : قولوا ربنا۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مؤمنین کو ابتدائی کلام ہوگا کہ وہ اس طرح کہیں۔ وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا (اور تیری طرف رجوع کیا) ہم متوجہ ہوئے۔ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (اور تیری ہی طرف انجام کار لوٹنا ہے) المصیر (لوٹنے کی جگہ)

۵ : رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اے ہمارے رب ہم کو کافروں کا تختہ مشق نہ بنانا) دشمن کو ہم پر مسلط نہ فرما کہ وہ سزا کے ذریعہ ہمیں فتنہ میں ڈالیں۔ وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (اور اے ہمارے رب ہم کو معاف کر دے بیشک تو زبردست حکمت والا ہے) غالب و حاکم ہے۔

۶ : لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ (بیشک ان لوگوں (کے عمل وعقیدے) میں تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے ایسے شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے اور روز آخرت کا یقین رکھتا ہو) پھر دوبارہ ابراہیم علیہ

السلام اوران کے پیروکاروں کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا حکم دیا۔ تا کہ بات اور پختہ ہوجائے اور خوب تاکید ہوجائے اسی لئے اس کو مصدر کی صورت میں قسم کے ساتھ ذکر کیا۔ کیونکہ یہ تاکید کا انتہائی طریقہ ہے البتہ یہاں لکم کی بجائے لمن کان یرجوا اللہ کو لائے۔ یرجوا اللہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا ثواب مراد ہے۔ یا اس کا معنی یخشی اللّٰہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔ اور اس کے مابعد فرمایا۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّ (جو ہمارے حکم سے اعراض کرے گا۔ اور کفر سے موالات برتے گا) فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (اللہ تعالیٰ بالکل بے نیاز اور سزاوار حمد ہیں) الغنی مخلوق سے بے نیاز۔ الحمید حمد کے حقدار ہیں۔ تاکید کی کوئی قسم ایسی نہیں جو یہاں ذکر نہ کردی ہو۔

## مسلمانوں کو ان کے ایمان کی توقع دلائی:

۷ : جب یہ آیات نازل ہوئیں اور مسلمانوں نے اپنے کافر آباء وابناء، رشتہ داروں کی عداوت میں خوب سختی کی تو اس آیت میں اس کے برعکس حالت کی تبدیلی کی توقع دلائی گئی فرمایا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ (امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جو تمہارے دشمن ہیں۔ دوستی پیدا کردے گا) یعنی اہل مکہ میں سے جو تمہارے اقارب ہیں۔ مَّوَدَّةً (دوستی) کہ ان کو ایمان کی توفیق سے نواز دیں۔ جب مکہ فتح ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ تمنا پوری کردی۔ قریش مسلمان ہوگئے اور ان کے درمیان محبت تکمیل کو پہنچ گئی۔

عسیٰ یہ شاہی وعدہ ہے جو بادشاہ خسروانہ نوازشات کے وقت کرتے ہیں وہ اپنے بعض کاموں میں عسی یا لعل کا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ محتاج کو اس کے پورا ہونے میں کوئی اشتباہ نہیں رہ جاتا۔ نمبر۲۔ ایمان والوں کو طمع دلائی گئی کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے) وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ (اللہ تعالیٰ دلوں کے پلٹنے پر قادر ہیں) اور حالات کو بدلنے اور مودت کے اسباب آسان کرنے پر پورا قابو ہے۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ ان لوگوں کیلئے جو ان میں سے مسلمان ہوں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے

اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ

اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا' اللہ انصاف کا برتاؤ کرنیوالوں سے محبت رکھتا ہے اللہ تمہیں ان لوگوں کی دوستی سے منع

عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ

کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ کی اور جنہوں نے تمہیں تمہارے گھر سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں

تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹

مدد کی اور جو شخص ان سے دوستی کرے گا سو یہ وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

## بعض سے برتاؤ کی اجازت:

۸ : لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ (اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتے جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا۔ ان کا اکرام کرو) قولاً اور فعلاً ان پر احسان کرو۔ ان تبروھم محلاً مجرور ہے۔ کیونکہ یہ الذین لم یقاتلوکم سے بدل ہے۔ یہ بدل اشتمال ہے تقدیر کلام اس طرح ہے۔ عن بر الذین تمہیں ان کے ساتھ بھلائی سے منع نہیں کرتا۔ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ (انصاف کا برتاؤ کرو اور ان پر ظلم نہ کرو) جب اللہ تعالیٰ نے مشرک کے متعلق ظلم سے روک دیا تو مسلم پر ظلم کس طرح روا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)

## برتاؤ کی ممانعت:

۹ : اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓي اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ (اللہ صرف ان لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے تم کو منع کرتا ہے۔ جو دین کے بارے میں تم سے لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں مدد کی)۔

نحو : یہ الذین قاتلوکم سے بدل ہے۔ مطلب یہ ہے ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک سے منع نہیں کیا البتہ ان کے ساتھ موالات اور گہری دوستی سے منع کیا ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (اور جو شخص ایسوں سے دوستی اختیار کرے گا۔ تو وہ گناہ گار ہوں گے) اس لئے کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان کر لیا کرو' ان کے ایمان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے'

فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ

پس اگر ان کو مسلمان سمجھو تو ان کو کفار کی طرف واپس مت کرو' نہ تو وہ عورتیں ان کافروں کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ کافر

يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

ان عورتوں کے لئے حلال ہیں اور ان کافروں نے جو کچھ خرچ کیا ہو ان کو ادا کر دو' اور تم کو ان عورتوں سے نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہیں ہوگا' جبکہ تم انکے مہر

اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ

ان کو دے دو' اور تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو' اور جو کچھ تم نے خرچ کیا وہ مانگ لو اور جو کچھ ان کافروں نے خرچ کیا ہو وہ مانگ لیں'

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑩ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ

یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے' اور اللہ بڑا علم اور حکمت والا ہے اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی بیوی کافروں

اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

میں رہ جائے پھر تمہاری نوبت آ جائے تو جن کی بیویاں ہاتھ سے نکل گئیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اس کے برابر تم ان کو دے دو' اور اللہ سے ڈرو

الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ⑪

جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

انہوں نے دوستی کو غلط مقام پر استعمال کیا (اسی لئے ظالم کے لفظ سے ذکر کیا جو کہ وضع الشئی غیر محلہ کو کہتے ہیں)

۱۰ : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ (اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں دارالحرب سے ہجرت کر کے آئیں) ان کو مؤمنہ کہا کیونکہ وہ زبان سے اقرارِ شہادت کرنے والیاں ہیں۔ نمبر۲۔ وہ امتحان کے ذریعہ ثبات ایمان کو جھانکنے والی ہیں اس لئے ان کو مؤمنہ کہہ دیا گیا۔ نَحو : یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

## امتحان کا مطلب:

فَامْتَحِنُوْهُنَّ (پس تم ان کی جانچ کر لیا کرو) علامات پر نگاہ ڈال کر ان کا امتحان لو۔ تا کہ ان کے ایمان کی سچائی کا تمہیں غالب گمان ہو جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما :

اس کا امتحان یہ ہے کہ تم کہو تو شہادتین کا اقرار کر۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ (اللہ تعالیٰ کو ان کا ایمان خوب معلوم ہے) اگر چہ تم نے ان کے احوال کا جائزہ تو لے لیا۔ مگر پھر بھی تم حقیقت کو نہیں جان سکتے۔ حقیقی علم اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ (اگر تم ان کو مسلمان جانو) اپنی طاقت کے مطابق علم جس کو غالب ظن کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی علامات ظاہر ہوئیں۔

## ایک نکتہ:

یہاں ظن کو علم سے تعبیر کرنا ظاہر کرتا ہے کہ ظن غالب اور جس پر قیاس کا مدار ہے۔ وہ علم ہی کے قائم مقام ہے اور ظن غالب والا اس آیت کے تحت داخل نہیں لاتقف مالیس لك به علم [الاسراء:۳۶] فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ (تو پھر ان مسلمان عورتوں کو کفار کی طرف مت واپس کرو) یعنی ان کے مشرک خاوندوں کی طرف ان کو مت لوٹاؤ۔ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ (کیونکہ وہ عورتیں کافروں کیلئے نہ حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان مسلمان عورتوں کیلئے حلال ہیں) یعنی مؤمنہ و مشرک کے درمیان حلت والا رشتہ باقی نہیں رہا۔ مسلمان ہو کر اس کے نکلنے کی وجہ سے ان کے مابین فرقت واقع ہوگئی۔ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا (اور کافروں نے جو کچھ ان پر خرچ کیا ہو۔ وہ کافروں کو ادا کر دو)۔ ان کے خاوندوں کو وہ مہر دے دو۔ جو انہوں نے ان عورتوں پر صرف کیا۔ یہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی۔ صلح کی شرط یہ تھی کہ جو شخص مؤمن مکہ سے بھاگ کر مدینہ آ جائے گا۔ اس کو واپس کیا جائے گا۔ (جیسا ابو جندل اور ابو بصیر رضی اللہ عنہما کو واپس کیا گیا) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار کر وضاحت فرما دی کہ اس شرط کا اطلاق مردوں پر ہوگا۔ عورتوں پر نہ ہوگا۔ کیونکہ مسلمہ عورت کافر کیلئے حلال نہیں۔ ایک قول یہ ہے اس آیت نے حکم اول کو منسوخ کر دیا۔

## مہاجرات نکاح کی اجازت:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ (اور تم کو ان مہاجرہ عورتوں کے ساتھ نکاح میں کوئی حرج نہیں) مہاجرات سے نکاح میں حرج کی نفی کر دی۔ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (جبکہ تم ان کے مہران کو دے دو) اجور مہر کو کہتے ہیں کیونکہ مہر اجر بضع ہے۔

**مَسْئَلَہ**: امام ابو حنیفہؒ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ مہاجرہ عورت پر عدت نہیں ہے۔

وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (اور تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو)

قراءت: لاتمسکوا بصری قراء نے پڑھا ہے۔ العصمة جس سے پختگی حاصل کی جائے بندھن خواہ وہ عقد ہو یا سبب عقد۔ الکوافر جمع کافرہ۔ وہ عورت جو دار الحرب میں باقی ہو۔ نمبر۲۔ مرتدہ ہو کر دوبارہ دار الحرب کو لوٹ جائے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارے اور ان کافرہ عورتوں کے درمیان ازدواجی تعلق اور عقد نہ ہونا چاہیے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما :

ہے کہ جس کی عورت کافرہ مکہ میں ہو۔ وہ اس کو اپنی بیویوں میں شمار نہ کرے۔ کیونکہ اختلاف دارین نے ان کے بندھن کو کاٹ دیا ہے۔ وَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ (اور اپنی کافرہ بیویوں پر جو کچھ خرچ کیا ہو وہ کافروں سے مانگ لو) تمہاری ان عورتوں کے مہر جن سے کفار نے نکاح کرلیا ہے۔ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا (اور وہ مانگ لیں تم سے جوانہوں نے ان پر خرچ کیا ہو) ان مہاجرہ عورتوں کے مہر جنہوں نے مسلمانوں سے ہجرت کر کے شادی کرلی ہے۔

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ (یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے) وہ تمام جو اس آیت میں مذکور ہوا۔ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ (وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرمائیں گے) نحو : یہ جملہ مستانفہ ہے۔ نمبر ۲۔ حکم اللہ سے حذف ضمیر کے باوجود حال ہے ای یحکمه اللّٰه ۔ یا نمبر ۳۔ حکم کو حاکم بطور مبالغہ فرمایا۔ اور یہ آیت منسوخ ہے۔ پس مہر کے سوال کا حکم نہ رہا۔ نہ ان کی طرف سے نہ ہماری طرف سے۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ علم والے حکمت والے ہیں)

۱۱ : وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ (اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی بالکل تمہارے ہاتھ نہ آئے۔ کفار کے ہاں رہ پڑے) اگر ان میں سے کوئی عورت کفار کی طرف نکل جائے۔

قراءت : ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں احد ہے۔ فَعَاقَبْتُمْ (پھر تمہاری نوبت آئے) پس تم ان کو لڑائی میں خوب سزا دو یہاں تک کہ تم غنیمت پاؤ۔ قال الزجاج۔ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا (تو جن کی بیویاں ہاتھ سے نکل گئیں جتنا مہر انہوں نے خرچ کیا تھا۔ اس کے برابر تم ان کو دیدو) پس ان مسلمانوں کو دو جن کی بیویاں مرتدہ ہو کر دارالحرب میں چلی گئی ہیں ان کی بیویوں کے مہر اس مال غنیمت میں سے وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ (اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو! جس پر تم ایمان لانے والے ہو) ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم بھی منسوخ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا

اے نبی جب آپ کے پاس مومن عورتیں آئیں جو آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گی اور نہ

يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ

چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرینگی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لے کر آئیں گی جسے اپنے ہاتھوں

اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ

اور پاؤں کے درمیان سے تراشیں اور یہ کہ کسی نیک کام میں آپکی نافرمانی نہ کریں گی سو انہیں بیعت کر لیجئے اور ان کے لئے استغفار کیجئے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

بے شک اللہ غفور ہے رحیم ہے۔ اے ایمان والو ' ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا وہ لوگ

قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ ع

آخرت سے ایسے نا اُمید ہو گئے جیسے کافر لوگ نا اُمید ہو گئے جو قبروں میں ہیں۔

## شرائطِ بیعت:

۱۲ : يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ (اے نبی اکرم ﷺ اگر مسلمان عورتیں آپ کے پاس (اس غرض سے آئیں کہ)

نحو : يُبَايِعْنَكَ یہ حال ہے۔

عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ (آپ سے ان ان باتوں پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ) وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ (کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گے اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی۔ اور نہ بہتان کی اولاد لائیں گی۔ جس کو وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان نطفہ شوہر سے جنی ہوئی اولاد ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتی ہوں) قتل اولاد سے زندہ درگور کرنا مراد ہے۔ ببھتان عورتیں کسی کا بچہ اچک کر اپنے خاوند کو کہتیں یہ میرا بیٹا تجھ سے ہے۔ اس منسوب لڑکے کو ایسا بہتان قرار دیا گیا جو سامنے باندھا جائے۔ اور اس کو بین یدیھا سے تعبیر کیا کیونکہ عورت کا پیٹ جس میں حمل ہوتا ہے وہ ہاتھوں اور ٹانگوں کے درمیان ہے اور وہ فرج جس سے وہ عورت جنتی ہے وہ بھی ان کے درمیان ہے۔ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ (اور نہ شرعی باتوں میں آپ کی نافرمانی کریں گی) معروف سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت مراد ہے۔ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ (تو آپ ان سے بیعت لے لیا کریں۔ اور ان کے لئے مغفرت کی دعا اللہ تعالیٰ سے کیا کریں) ان گناہوں کیلئے جو پہلے ہو چکے۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ



BestUrduBooks.wordpress.com

(بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے) وہ غفور ہیں۔ کہ گزشتہ گناہ مٹانے والے ہیں اور رحیم ہیں۔ کہ اپنی توفیق سے سابقہ کمی کو پورا کرنے کا موقعہ دیا۔

روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ کے دن مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو عورتوں سے بیعت لینے لگے آپ ﷺ صفا پر تشریف فرما تھے۔ اور آپ سے نچلی جانب عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ جو آپ کے حکم سے ان سے بیعت لے رہے تھے۔ اور آپ ﷺ کا پیغام ان کو پہنچا رہے تھے۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ نے نقاب پہن کر حلیہ بدل لیا تھا۔ اس خوف سے کہ رسول اللہ ﷺ اس کو پہچان لیں۔ اس حرکت کی وجہ سے جو حضرت حمزہ کے سلسلہ میں اس نے کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ گی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس شرط کا اعلان کر کے ان عورتوں سے اقرار لیا۔ پھر آپ نے فرمایا چوری نہ کرو گی، اس پر ھند کہنے لگی ابوسفیان بخیل آدمی ہے۔ میں اس کے مال میں سے کچھ لے لیا کرتی تھی۔ اس پر ابوسفیان نے کہا جو تو نے لے لیا وہ تیرے لیے حلال ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ اور اس کو پہچانا اور فرمایا تم ھندہ ہو۔ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ اے اللہ کے نبی جو ہوا اس کو معاف کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ معاف کریں گے۔

پھر فرمایا وہ زنا نہ کریں گی۔ اس پر ھندہ کہنے لگیں کیا شریف زادی بھی زنا کیا کرتی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا۔ وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ اس پر ھندہ کہنے لگی ہم نے ان کو بچپن میں پالا بڑے ہوئے تو آپ نے قتل کر ڈالا۔ پس تم جانو اور وہ جانیں۔ اس کا بیٹا حنظلہ بدر کے دن قتل ہوا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ اتنے ہنسے کہ ہنستے ہوئے لیٹ گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ پھر فرمایا و لا یاتین ببتھان وہ بہتان نہ باندھیں گی۔ اس پر ہندہ نے کہا بلاشبہ بہتان بہت بری حرکت ہے اور آپ ہم کو جو بھی حکم فرماتے ہیں وہ رشد وہدایت اور مکارم اخلاق سے ہے آخر میں آپ نے فرمایا۔ وہ حکم شرعی میں آپ کی کسی چیز میں نافرمانی نہ کریں گی۔ آپ ﷺ کا اشارہ اس طرف تھا کہ حکام کی اطاعت معروف میں ہے منکر میں ان کی اطاعت لازم نہیں ہے۔ [رواہ احمد ۶/۲۰۶، ابوداؤد، ۳۵۳۲، نسائی ۸/۲۴۶]۔

۱۳ : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی مت کرو جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا) ایک قول اس سے مراد مشرکین ہیں۔

## ایک نکتہ:

سورت کو جس مضمون سے شروع فرمایا اسی پر اختتام فرمایا۔ جیسا کہ گذشتہ سورت میں بھی تھا۔

قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ (وہ آخرت سے ناامید ہوگئے ہیں)۔ یعنی اس کے ثواب سے۔ کیوں کہ وہ بعث بعد الموت کے قائل نہیں۔ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ (جیسا کفار قبروں والوں سے مایوس ہوگئے) ای کما یئسوا۔ البتہ ظاہر کو ضمیر کی جگہ لے آئے۔ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ (ان کے واپس لوٹنے سے یا جیسا ان کے وہ اسلاف جو کہ قبور میں جا چکے وہ آخرت سے مایوس



BestUrduBooks.wordpress.com

تھے یعنی یہ اپنے سلف کے پیرو ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہود ہیں۔مطلب یہ ہے اے مسلمانو تم مغضوب علیہم سے دوستی مت کرو۔اس لئے کہ وہ اس بات سے ناامید ہو چکے ہیں کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ ہوگا۔کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے عناد رکھنے والے ہیں۔حالانکہ ان کو روز روشن کی طرح معلوم ہے کہ آپ وہی رسول ہیں جن کی صفت تورات میں کی گئی ہے۔ جیسا کہ کفار مکہ اپنے مردوں کے متعلق مایوس ہو چکے کہ وہ اٹھالئے جائیں۔اور زندہ کر کے واپس لائے جائیں۔

## ایک قول یہ ہے :

کہ اصحاب القبور یہ کفار کا عطف بیان ہے یعنی جیسا کفار مایوس ہو چکے جو قبروں میں پہنچ گئے کہ ان کو کوئی خیر آخرت میں ملے گی۔کیونکہ اب ان کے سامنے اپنی بدحالی اور برا انجام آچکا۔

الحمدللہ سورۃ الممتحنہ کا ترجمہ مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ الصف مدینہ میں نازل ہوئی اس میں چودہ آیات اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ کی تسبیح بیان کی ان سب چیزوں نے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہ عزیز ہے حکیم ہے۔ اے ایمان والو

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③

تم وہ بات کیوں کہتے ہو جسے نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم ایسی باتیں کہو جن پر عمل نہ کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④

بیشک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بنا کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایسی عمارت ہیں جس میں سیسہ پلایا گیا ہو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا

اور جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ کو کیوں ایذا پہنچاتے ہو حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں پھر جب

زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے تو اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا' اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا اور جبکہ عیسیٰ

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا

ابن مریم نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں' مجھ سے پہلے جو توراۃ ہے میں اسکی تصدیق کرنیوالا ہوں اور میرے

بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑥

بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا ان کی بشارت دینے والا ہوں پھر جب ان لوگوں کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا

اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو' اور اللہ

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑦

ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا



BestUrduBooks.wordpress.com

۱: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ (جو چیزیں آسمانوں میں ہیں۔اور جو زمین میں ہیں۔سب اللہ ہی کی) الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ (پاکی بیان کرتی ہیں۔وہی زبردست حکمت والا ہے۔اے ایمان والو! مَالَا تَفْعَلُوْنَ (کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو)

## ایک روایت:

۱: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ روایت میں ہے کہ جہاد کا حکم دیے جانے سے قبل لوگوں نے کہا اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب ترین عمل کونسا ہے۔تو ہم اس کو اپنا لیں۔پس یہ آیت جہاد نازل ہوئی۔پھر بعض نے سستی کی تو یہ آیت اتری۔

۲: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔لِمَ۔ یہ لام اضافت ہے۔جو مَا استفہامیہ پر داخل ہوئی ہے۔جیسا کہ اس پر دیگر حروف جر داخل ہوتے ہیں۔جیسے کہتے ہیں،بم ، فیم، وممّ، الام و علام۔ البتہ الف کو حذف کر دیا گیا۔کیونکہ ما اور لام یا اس کے علاوہ وہ ایک شئی بن جائیں۔یہ استفہامی کلام میں کثرت سے مستعمل ہے اگرچہ اصل کا استعمال بھی ہے مگر یہ بہت قلیل۔جیسا شاعر کا قول علام قام یشتمنی جریر؟

قراءت: اور ھاء سکتہ لائیں گے تو وقف ہوگا یا اسکان کی صورت میں۔جنہوں نے وصل میں اس کو اختیار کیا۔تو اس کو وقف کے قائم مقام کر کے کیا ہے۔

۳: کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (اللہ تعالیٰ کی بڑی ناراضگی ہے یہ کہ جو کہو وہ کرو نہیں) کَبُرَ میں تعجب کا معنی غیر لفظ سے مقصود ہے۔جیسا اس قول میں غَلَتْ نابٌ کُلیب بو ا ؤھا۔ اور تعجب کا مطلب سامعین کے دلوں میں اس امر کی عظمت بٹھانا مقصود ہوتا ہے۔کیوں تعجب اسی چیز میں ہوتا ہے جو اپنے ہم شکلوں سے خارج ہو جائے۔ان تقولوا کی طرف اسناد کی گئی اور مقتاً پر نصب تمیز کی وجہ سے ہے۔اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ ان کا قول مالا یفعلون۔یہ خالص ناراضگی ہے اس میں کوئی اور ملاوٹ نہیں ہے۔مطلب یہ ہے تمہارا قول مالا تفعلون اللہ تعالیٰ کے ہاں ناراضگی کیلئے کافی ہے۔لفظ المقت کو استعمال فرمایا کیونکہ یہ بغض کی انتہائی قسم ہے۔

## قول بعض سلف:

ان کو کسی نے کہا ہمیں حدیث بیان کرو۔انہوں نے جواب میں فرمایا کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں وہ بات کہہ ڈالوں جو میں نہیں کرتا ہوں۔پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو اپنے لئے جلد طلب کر لوں؟

۴: پھر اللہ تعالیٰ نے وہ بات بتلائی جو اس کو پسند ہے۔فرمایا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا (اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خاص کر پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں) یعنی اس حالت میں کہ وہ اپنے آپ کو صفوں



BestUrduBooks.wordpress.com

میں کرنے والے ہوتے ہیں۔

نحو : صفًا یہ مصدر ہے جو حال واقع ہوا ہے۔

كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (گویا وہ سیسہ پلائی دیوار ہیں) ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ملے ہوئے چمٹے ہوئے۔
ایک قول یہ ہے اس سے مراد ان کی نیتوں کی درستی اور برابری ہے۔ یہاں تک کہ ایک بات پر اجتماعیت میں وہ دیوار کی طرح ہیں۔
جس کا بعض بعض حصہ سے چمٹا ہو۔

نحو : یہ بھی حال ہے۔

## پیغمبر کی توقیت چاہئے نہ کہ ایذاء:

۵ : وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ (اور جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم والو! تم مجھے دکھ کیوں دیتے ہو) آیات کا انکار کر کے اور میرے متعلق ان باتوں کی نسبت کر کے جو مجھ میں پائی نہیں جاتیں۔ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ (حالانکہ تم جانتے ہو) یہ موضع حال میں ہے۔ مطلب یہ ہے لما تؤذوننی تم مجھے کیوں کر ایذاء پہنچاتے ہو۔ یہ یقینی طور پر جانتے ہوئے کہ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ (میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں) اور تمہارے اس بات کو جان لینے کا تقاضا یہ ہے کہ تم میری توقیر و تعظیم کرو نہ کہ الٹا مجھے دکھ پہنچاؤ۔ فَلَمَّا زَاغُوْٓا (پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے) حق سے باطل کی طرف جھکاؤ اختیار کر لیا۔ اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا) ہدایت سے نمبر۲۔ یا جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اوامر کو ترک کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے نورِ ایمان کو کھینچ لیا۔ نمبر۳۔ جب انہوں نے ٹیڑھا پن چن لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو ٹیڑھا کر دیا یعنی ان کو رسوا کر دیا اور اتباعِ حق والی توفیق سے ان کو محروم کر دیا۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (اور اللہ تعالیٰ فاسق قوم کو ہدایت یاب نہیں کرتا) یعنی اس کو ہدایت نہیں دیتے جس کے بارے میں فاسق ہونا علم الٰہی میں لکھا جا چکا ہو۔

## بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام:

٦ : وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (جب کہ عیسیٰ بن مریم نے کہا۔ اے بنی اسرائیل) یہاں یقوم نہیں فرمایا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کیونکہ آپ کا ان میں کوئی نسب نہ تھا کہ وہ آپ کی قوم بنتی۔ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ (میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات آچکی ہے۔ اس کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ ۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (اور ایک عالی قدر رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا) میں تمہارے پاس اس حالت میں بھیجا گیا ہوں کہ میں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور اس حال میں کہ میں ایک رسول کی خوشخبری دے رہا ہوں۔ جو میرے



BestUrduBooks.wordpress.com

بعد ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ میرا دین اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور اس کے تمام انبیاء جو پہلے گزرے اور جو بعد میں ہیں ان کی تصدیق کرتا ہے۔

قراءت: بَعْدِیَ، حجازی، ابوعمرو، ابوبکر اور خلیل وسیبویہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

نحو: مصدقاً ومبشراً یہ الرسول کے اندر جو معنی ارسال ہے اس کی بناء پر منصوب ہے۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ (پس جب وہ اپنی رسالت کی کھلی نشانیاں ان کے سامنے لائے) عیسیٰ علیہ السلام یا محمد ﷺ بِالْبَيِّنٰتِ (یعنی معجزات لائے) قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (تو انہوں نے کہا یہ صریح جادو ہے)

قراءت: ساحر، حمزہ اور علی نے پڑھا ہے۔

۷ : وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰىٓ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ پر دروغ بندی کرتا ہے حالانکہ اس کو اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت یاب نہیں کرتے) اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ جس کو اس کا رب اپنے پیغمبر کی زبان پر اسلام کی طرف بلا رہا ہو۔ وہ اسلام جس میں دارین کی خوش نصیبی ہے۔ وہ اس کو قبول کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے کلام برحق کو سحر کہنے لگ جائے۔ السحر جھوٹ ملمع سازی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِيٓ

یہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچائے گا گو کافر کیسے ہی ناخوش ہوں۔ وہ ایسا ہے

اَرْسَلَ رَسُولَهٗ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّينِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿٩﴾ ع

جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ

اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے تم لوگ اللہ پر اور اس کے

وَرَسُولِهٖ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم

كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

سمجھ رکھتے ہو اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ وَاُخْرٰى تُحِبُّونَهَا ۭ نَصْرٌ

اور عمدہ مکانوں میں جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہوں گے، یہ بڑی اور عمدہ کامیابی ہے اور ایک دوسری نعمت بھی ہے جسے تم پسند کرتے ہو اللہ کی

مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾

طرف سے مدد اور جلد فتح یابی اور آپ مؤمنین کو بشارت دیجئے۔

۸ : يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ (وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ (کی پھونکوں سے) بجھا دیں)۔ اس میں کفار کے ابطالِ اسلام کے ارادہ کے ساتھ استہزاء کیا گیا۔ کہ تم قرآن کو سحر کہتے ہو۔ تمہاری مثال تو اس شخص جیسی ہے جو سورج کی روشنی کو منہ کی پھونک سے بجھا رہا ہو۔

نحو : مفعول کو حذف کر دیا۔ اور لام تعلیل کیلئے ہے تقدیر کلام یہ ہے۔ یریدون الکذب لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم ای بکلامھم ۔ وہ کلام سے اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانے کا جھوٹا ارادہ رکھتے ہیں۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ (اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا)

قراءت : مکی، حمزہ، علی، حفص نے مُتِمُّ نورہٖ پڑھا ہے۔ جبکہ دیگر نے مُتِمٌّ نورَہٗ، پڑھا ہے۔ یعنی وہ حق کو مکمل کرنے والے



BestUrduBooks.wordpress.com

اوران کی کمال تک اس کو پہنچانے والے ہیں۔وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (اگر چہ کافر اس بات کو ناپسند کریں)

## اظہارِ دین کا عہد:

۹ : هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ (اسی نے اپنے رسول کو ہدایت کا سامان یعنی قرآن اور سچا دین دے کر بھیجا ہے) دین الحق سے ملت حنیفیہ مراد ہے۔لِیُظْهِرَهٗ (تا کہ اس کو غالب کرے) اس کو بلند کرے۔عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ (تمام دوسرے دینوں پر) اس کے مخالف تمام ادیان پر۔میری عمر کی قسم اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا۔کوئی ایسا دین نہیں رہا جو اسلام کے سامنے مقہور نہ ہوا ہو۔قولِ مجاہد رحمہ اللہ: جب عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو صرف دین اسلام ہی باقی رہ جائے گا۔وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں)۔

## ایمان و جہاد باقی رہے گا:

۱۰ : یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے)

قراءت: تُنَجِّیْكُم شامی نے پڑھا ہے۔

۱۱ : تُؤْمِنُوْنَ (تم ایمان لاؤ) یہ جملہ مستانفہ ہے گویا اس طرح کہا ہم کیا کریں۔تو جواب ملا۔تم ایمان لاؤ۔یہ سیبویہ کے نزدیک آمنوا کے معنی میں ہے۔اسی لئے اس کا جواب یغفرلکم سے دیا گیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت اس پر دلالت کرتی ہے۔آمنو باللّٰہ ورسولہ وجاھدوا۔

وجہ: اس کو خبر کے انداز سے اس لئے لائے تا کہ بتلا دیا جائے کہ اس پر عمل کرنا لازم ہے گویا اس پر عمل کر لیا گیا ہے۔اس سے خبر دی کہ ایمان و جہاد موجود رہے گا۔بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ (اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول پر اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ) جس کا تذکرہ ہوا یعنی ایمان و جہاد۔خَیْرٌ لَّكُمْ (بہت ہی بہتر ہے تمہارے لئے) تمہارے لئے تمہارے اموال والنفس کے مقابلہ میں اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو) کہ یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے۔تو پھر تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا کیونکہ جب تم نے اسکو جان لیا اور اسکے مطابق اعتقاد کر لیا تو تم نے ایمان اور جہاد کو اپنے اموال والنفس کے مقابلہ میں محبوب قرار دے دیا۔پس تم مخلص ہو گئے تو کامیابی حاصل ہو جائیگی۔

۱۲ : یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ (اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔اور تم کو آخرت میں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور عمدہ مکانوں میں داخل کر دیگا۔جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں بنے ہوں گے)۔یعنی اقامت اور ہمیشگی کہا جاتا ہے۔عدن بالمکان جبکہ وہاں اقامت اختیار کرے اسی طرح کہا گیا ہے۔ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (یہ بڑی کامیابی ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ

اے ایمان والو! اللہ کے مددگار ہو جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا کون لوگ اللہ کی طرف سے

اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

میرے مددگار ہیں حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں سو بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت ایمان لے آئی

وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿١٤﴾ ع ۲

اور دوسری جماعت نے کفر اختیار کر لیا سو جو لوگ ایمان لائے ہم نے ان کے دشمن کے مقابلہ میں انکی مدد کی سو وہ غالب ہو گئے۔

## فتح مکہ یا فارس و روم کی فتح:

۱۳ : وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا (اور ایک اور بھی ہے جس کو تم پسند کرتے ہو) یعنی مغفرت وثواب کی اس نعمت کے ساتھ اس جلد آنے والی دنیا میں ایک پسندیدہ نعمت ہے جو تمہیں میسر آئی گی۔ پھر اس کی تفسیر فرمائی۔ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ (وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور قریب فتح یابی ہے) قریب یعنی جلد ملنے والی۔ وہ فتح مکہ ہے اور قریش پر غلبہ یا فارس کی فتح اور روم کی فتح۔

## ایک تنبیہ:

تحبونها کے لفظ میں تھوڑی سی توبیخ ہے کہ جلد ملنے والی چیز کو پسند کرتے ہو جو کہ نہ چاہیے۔ صاحب کشاف نے کہا ہے۔ اس کا معنی هل ادلکم علی تجارة تنجیکم وعلی تجارة اخری تحبونها فرما کر بعد میں فرمایا۔ نصرٌ ای هی نصرٌ کہ وہ نصرت و مدد ہے۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (تم ایمان والوں کو خوشخبری دے دو) اس کا عطف تؤمنون پر ہے کیونکہ وہ بھی امر کے معنی میں ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا آمنوا و جاهدوا یثبکم الله و ینصر کم و بشریا رسول الله المؤمنین بذلك۔ تم ایمان لاؤ اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ تمہیں ثواب دیں گے اور تمہاری مدد فرمائیں گے۔ اے اللہ کے رسول آپ مؤمنین کو اس کی خوشخبری دے دیں۔ ایک قول یہ ہے اس کا عطف قل پر ہے جو یایها الذین امنو اهل ادلکم سے پہلے مراد ہے۔

۱۴ : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ (اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار ہو جاؤ) انصار اللہ۔ یعنی انصار دین۔ اس کے دین کے مددگار۔

قراءت: حجازی، ابوعمرو نے انصارٌ الله پڑھا ہے۔

## حواریوں سے معاونت کا مطالبہ:

كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (جیسا عیسیٰ ابن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ کے واسطے میرا مددگار کون ہے) ظاہر میں یہ تشبیہ ہے اس بات میں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول من انصاری الی اللہ میں ناصر ومددگار بنے۔ مگر اس کو معنی پر محمول کیا گیا ہے۔ ای کونوا انصار اللہ کما کان الحواریون انصار عیسٰی حین قال لھم من انصاری الی اللہ۔ تم بھی اللہ تعالیٰ کے مددگار بنو جیسا حواری عیسیٰ ابن مریم کے اس وقت مددگار بنے جب انہوں نے من انصاری الی اللہ کہا۔ مطلب یہ ہے کہ کون میرے لشکر میں سے ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی نصرت کی طرف متوجہ ہونے والا ہو۔ تا کہ حواریوں کے جواب کے مطابق بات ہو جائے اور وہ ان کا قول قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ہے یعنی ہم میں وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مدد کریں گے۔ من انصاری کا معنی من الانصار الذین یختصون بی۔ ایسے مددگار کون ہیں۔ جو میرے ساتھ خاص ہو جائیں گے۔ اپنے کو میرے ساتھ خاص کر دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نصرت میں میرا ساتھ دیں گے۔ الحواریون ان کے منتخب لوگ۔ یہ وہ لوگ تھے جو سب سے اول ایمان لائے اور یہ بارہ آدمی تھے۔ حواری الرجل: خالص اور پسندیدہ۔ یہ الحور سے لیا گیا۔ جو خالص سفیدی کو کہتے ہیں۔ ایک قول وہ دھوبی تھے جو کپڑوں کو سفید کرتے تھے۔

فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (پھر ایک گروہ بنی اسرائیل کا تو ایمان لے آیا) عیسیٰ علیہ السلام پر وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ (اور ایک گروہ منکر رہا) ان کا فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ (پس ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی) ان کے مؤمنین کو کفار کے مقابلہ میں مضبوط کر دیا۔ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ (اس کے نتیجہ میں وہ غالب ہو گئے) پس وہ مؤمن کافروں پر غالب آ گئے۔

الحمدللہ آج چاشت کے وقت ترجمہ سورۃ الصف مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ جمعہ مدینہ میں نازل ہوئی جس میں گیارہ آیات اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝١ هُوَ الَّذِيْ

اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں وہ سب جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں جو بادشاہ ہے' بہت زیادہ پاک ہے' غالب ہے' حکمت والا ہے' وہ ہی ہے

بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

جس نے بے پڑھے لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے' اور ان کا تزکیہ کرتا ہے' اور ان کو کتاب اور

وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٢ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ

حکمت سکھاتا ہے' اور بلاشبہ وہ لوگ پہلے کھلی گمراہی میں تھے' اور دوسروں کے لئے بھی جو ان میں سے ہونے والے ہیں' جو ان کے ساتھ نہیں ملے

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٤

اور وہ عزیز ہے' حکیم ہے' یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے' اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ

مثال ان لوگوں کی جنہیں تورات اٹھانے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اسے نہیں اٹھایا گدھے کی سی مثال ہے' جو کتابوں کو لادتا ہے۔ بری مثال ہے

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٥ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا

ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا' اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا' آپ کہہ دیجئے اے وہ لوگو جنہوں نے یہودیت اختیار کی

اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٦ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ

اگر تم نے یہ خیال کیا ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو دوسرے لوگ اس میں شریک نہیں تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو اور یہ لوگ اپنے اعمال کی وجہ سے جو

اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝٧

انہوں نے آگے بھیجے ہیں کبھی بھی اس بات کی تمنا نہ کریں گے اور اللہ جانتا ہے ظالموں کو



BestUrduBooks.wordpress.com

۱ : یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ (جو چیزیں آسمانوں میں ہیں۔اور جو چیزیں زمین میں ہیں۔سب اللہ تعالیٰ) الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ (کی پاکی بیان کرتے ہیں۔جو بادشاہ ہے ہرعیب ونقص سے پاک ہے زبردست ہے۔ حکمت والا ہے)

## تسبیح:

تسبیح سے مراد۔نمبرا۔تسبیح خلقت ہے کہ جب تم غور سے ہر چیز پر نگاہ ڈالو تو وہ اسکی وحدانیت کی طرف تیری راہنمائی کرے گی اور ہم شکلوں سے اس کے پاک ہونے کو بتلائے گی۔نمبر۲۔تسبیح معرفت ہے کہ ہرشئی میں اپنے لطف وکرم سے ایسی چیز رکھ دے جس سے وہ اپنے خالق کو پہچانے۔اور عیب سے اس کو پاک قرار دے۔جیسا کہ اس قول میں فرمایا۔وان من شیء الا یسبح بحمدہٖ ولکن لا تفقھو ن تسبیحھم [الاسراء:۴۴] نمبر۳۔تسبیح ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جوہر میں بلامعرفت تسبیح جاری کردے۔

## امیین میں بعثِ رسول:

۲ : هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ (وہی ہے جس نے بھیجا) رسول بنایا۔فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (ناخواندہ لوگوں میں انہی کی قوم میں سے ایک پیغمبر) یعنی ایک امی انسان کو ناخواندہ قوم میں رسول بنایا۔

## ایک قول:

منھم یہ اس قول کی طرح ہے۔من انفسکم [التوبہ:۱۲۸] کہ وہ اس کے نسب واحوال کو جانتے ہیں۔الامی اس کی نسبت امت عرب کی طرف ہے کیونکہ وہ پوری امتوں میں پڑھ لکھ نہ سکتے تھے (اکثریت ان کی اس طرح تھی) ایک قول یہ ہے کتابت کی ابتداء طائف میں ہوئی۔جس کو انہوں نے اہل حیرہ سے لیا۔اور اہل حیرہ نے اہل انبار سے لی۔یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ (جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے) آیات سے قرآن مجید مراد ہے۔وَیُزَکِّیْهِمْ (اور ان کو پاک کرتا ہے) ان کو شرک وخبائث جاہلیت سے پاک کرتا ہے۔وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ (اور ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے) الکتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔وَالْحِکْمَةَ (اور دانشمندی کی باتیں سکھاتا ہے) سنت یا تفقہ فی الدین مراد ہے۔وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ (اور بلاشبہ یہ لوگ پہلے) یعنی محمد ﷺ سے پہلے لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (کھلی گمراہی میں تھے) کفر وجہالت میں تھے۔ان مخففہ من المثقلہ ہے۔اور اس کی دلیل لام ہے۔ مطلب یہ ہوا وہ گمراہی میں تھے۔جس سے بڑھ کر کسی گمراہی کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

## آخرین کی مراد:

۳ : وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ (اور دوسرے لوگوں کیلئے بھی) نحو : یہ مجرور ہے۔اور اس کا عطف الامیین پر ہے۔یعنی اسی نے آپ کو بھیجا امیین میں جو آپ کے زمانہ میں ہیں۔اور امیین میں سے پچھلوں میں جو ابھی تک نہیں آئے۔لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (مگر



BestUrduBooks.wordpress.com

ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ) یعنی ابھی تک ان کے ساتھ نہیں ملے۔ وہ عنقریب ان سے آملیں گے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد ہوئے ( تابعین ) نمبر۲۔ جو صحابہ کرام کے بعد قیامت تک آئیں گے۔ ایک قول یہ ہے اس سے عجمی مراد ہیں۔

نحو : اس کا عطف یعلمھم کی ضمیر مفعول پر ہے۔ اور یہ حالت نصبی میں ہے۔ تقدیر عبارت یعلمھم و یعلم آخرین۔ کیونکہ تعلیم کا جب پچھلے زمانہ تک متصل ہو جائے تو وہ اول کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ پس گویا اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہر اس چیز کا ذمہ دار ہے جو آپ سے پائی جا رہی ہے۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ( اور وہی زبردست حکمت والا ہے )۔ کہ اس نے اپنی زبردست قدرت سے ایک اُمی آدمی کو اس عظیم کام کیلئے مقرر فرما دیا اور اپنی تائید و مدد اس کے شامل حال کر دی۔ اور تمام انسانوں میں اسی کا چناؤ کیا۔

۴ : ذٰلِكَ ( یہ ) وہ فضل جو اس نے محمد ﷺ کو عنایت فرمایا وہ یہی ہے کہ ان کو اپنے زمانہ کے لوگوں کا پیغمبر بنا دیا اور بعد والے زمانوں کیلئے بھی پیغمبر بنا دیا۔ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ( اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے ) جس کو وہ عطاء کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کی حکمت جس کو عطاء کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ( اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے )

## عدم عمل میں گدھے سے تشبیہ دی:

۵ : مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ( جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی حالت ) جن کو اس کے علم کا ذمہ دار اور اس کے احکام پر عمل کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا ( پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا ) پس گویا انہوں نے اس حکم کی ذمہ داری لی ہی نہیں ) كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ( اس گدھے جیسی ہے جو اپنے اوپر بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہو ) اسفار جمع سفر بڑی کتاب۔

نحو : یحمل حال ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے۔ نمبر۲۔ صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ کیونکہ حمار حکما اس قول میں لئیم کی طرح ہے۔ ولقد امر علی اللئیم یسبنی۔ یسبنی جملہ اس کی صفت ہے۔ اس آیت میں یہود کو گدھے سے تشبیہ دی۔ کہ وہ تورات کو اٹھانے والے اس کے ذمہ دار اور اس کو پڑھنے والے اور جو کچھ اس میں ہے اس کو یاد کرنے والے ہیں۔ مگر اس پر عامل نہیں ہیں۔ اور اس کی آیات سے نفع اٹھانے والے نہیں ہیں۔ اور وہ اس طرح ہے کہ تورات میں رسول اللہ ﷺ کی صفات اور بشارت لکھی ہے۔ مگر یہ اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس گدھے سے تشبیہ دی جو علم کی بڑی بڑی کتابیں اٹھانے والا ہو۔ اور ان کو لے کر وہ جا رہا ہو۔ وہ ان کتابوں کے متعلق اور کچھ نہیں جانتا۔ سوائے اس تکلیف و تھکاوٹ کے جو بوجھ کی وجہ سے اسے اٹھانی پڑ رہی ہے۔ ہر وہ شخص جو علم پڑھ رہا ہو مگر اس پر عمل نہ ہو اس کی یہی مثال ہے۔

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ( بری حالت ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا ) یعنی نمبر۱ : حالت کے لحاظ سے بری حالت اس قوم کی ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا۔ نمبر۲۔ بدترین جھٹلانے والی قوم کی



BestUrduBooks.wordpress.com

مثال ان جیسی ہے۔اور اس سے مراد یہود ہیں۔جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی صحت و درستی پر دلالت کرنے والی آیات کو جھٹلا دیا۔وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا) یعنی جبکہ انہوں نے ظلم کو پسند کرلیا۔ نمبر۲۔ان کو ہدایت نہیں دیتا جن کے متعلق اس کے علم میں ظالم ہونا لکھا جا چکا ہے۔

۶ :قُلْ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْٓا (آپ کہہ دیجئے اے یہودیو!) ھاد۔جبکہ وہ یہودیت اختیار کرلے۔اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (اگر تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ بلاشرکت غیرے تم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو تو تم موت کی آرزو کرو (تاکہ تم جلد قرب میں پہنچ جاؤ) اگر تم سچے ہو)۔یہود کہا کرتے تھے۔نحن ابناء اللّٰہ و احباءُ ہٗ۔ [المائدہ:۱۸] یعنی اگر تمہاری بات درست ہے۔اور تمہیں یقین ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمنا کرو کہ وہ تمہیں موت دے کر جلدی سے اپنی عزت و تکرمت کے مقام میں منتقل کردے جو اس نے اپنے اولیاء کیلئے تیار کی ہے۔پھر فرمایا:

۷ :وَلَا یَتَمَنَّوْنَہٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ (وہ کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے بوجہ ان اعمال کے جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں) اس سبب سے کہ انہوں نے کفر کرکے آگے بھیجا۔

نَحو : لا۔لن میں نفی مستقبل کرنے میں کوئی فرق نہیں۔البتہ لن کی نفی میں جو تاکید اور تشدید ہے۔وہ لا میں نہیں پائی جاتی۔اس لئے کبھی تو وہ تاکید شدید والا لفظ لائے۔ولن یتمنوہٗ [البقرہ:۹۵] اور کبھی دوسرے الفاظ لائے جیسا یہاں ولا یتمنونہ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ (اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں کی حالت کو خوب جانتے ہیں) اس میں ان کو وعید سنائی گئی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

آپ فرما دیجئے کہ بیشک موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تم سے ملاقات کرے گی پھر تم لوٹا دیئے جاؤ گے غیب اور شہادت کے جاننے والے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

کی طرف سو وہ تمہیں تمہارے اعمال سے باخبر کر دے گا۔ اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے

فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾ فَإِذَا

تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور بیع کو چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ پھر جب

قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ

نماز کی ادائیگی ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل سے تلاش کرو اور اللہ کو خوب زیادہ یاد کرو

كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ

تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور جب وہ کسی تجارت یا لہو کی چیز کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔

قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١﴾ ع

آپ فرما دیجئے کہ جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ ایسے لہو اور تجارت سے بدرجہا بہتر ہے اور اللہ سب سے اچھا روزی پہنچانے والا ہے۔

٨: قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ (آپ کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو) اور تم جرأت نہیں کر رہے۔ کہ تم اس کی تمنا کرلو۔ اس خطرہ کے پیش نظر کہ تم اپنے کفر کے وبال میں پکڑ لیے جاؤ۔ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ (وہ ایک دن تمہیں آ پکڑے گی) بہرصورت۔

نحو: جملہ إنّ کی خبر ہے۔ اور اس پر فاء اس لئے آئی ہے کیونکہ الذی شرط کے معنی کو متضمن ہے۔

ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (پھر عالم الغیب والشہادۃ کی طرف تم کو لے جایا جائے گا۔ پھر وہ تم کو تمہارے سب کیے کام بتلا دے گا) پھر تم جس سزا کے حقدار ہو گے وہ سزا دے گا۔

## ندائے جمع:

٩: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز جمعہ کیلئے اذان دی جایا کرے) النداء: اذان، مِن یہ اذا کا بیان ہے۔ اور اسکی تفسیر ہے۔ یوم جمعہ یہ دنوں کا سردار ہے۔ حدیث میں وارد ہے۔ جو آدمی



BestUrduBooks.wordpress.com

جمعہ کے دن فوت ہوا اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جائے گا۔ اور اس کو فتنۂ قبر سے بچا لیا جائیگا۔ (رواہ ابو یعلی فی مسندہ :۴۱۱۳)
فَاسْعَوْا (تو تم اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف (فوراً) چل پڑا کرو) اسعوا اور امضوا جانے اور چلنے کے معنی میں ہے۔ اور ایک قراءت میں اس طرح آیا ہے۔ قول فراء السعی ، المضی ، الذھاب ، ان کا معنی ایک ہے۔ اس سے مراد تیزی سے چلنا نہیں ہے۔
اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ (اللہ کے ذکر کی طرف) ذکر اللہ سے مراد جمہور علماء کے نزدیک خطبہ ہے۔

## استدلالِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

اسی سے آپ نے استدلال فرمایا ہے کہ اگر خطیب نے صرف الحمد للہ کے الفاظ خطبے میں کہہ کر اسی پر اکتفاء کر لیا تو یہ جائز ہے (کیونکہ الحمد للہ ذکر اللہ میں شمار ہوتا ہے) وَذَرُوا الْبَیْعَ (اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو) یہاں اصل اس بات کا حکم دینا مقصود ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والے امور مثلاً دنیا کے مشاغل ان کو چھوڑ دو۔ البتہ ان مشاغل میں سے بیع کو خاص اس لئے کیا گیا۔ کیونکہ جمعہ کے دن بیع و شراء زوال کے وقت کثرت سے ہوتی ہے۔ پس ان کو فرمایا گیا آخرت کی تجارت میں جلدی کرو۔ اور دنیا کی تجارت کو چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف جلد لپکو۔ جس سے زیادہ نفع بخش اور فائدہ مند کوئی چیز نہیں ہے۔ وَذَرُوا الْبَیْعَ (اور بیع کو ترک کر دو) جس کا نفع معمولی ہے۔ ذٰلِکُمْ (یہ) اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف جانا۔ خَیْرٌ لَّکُمْ (تمہارے لئے بہت زیادہ بہتر ہے) بیع و شراء کے مقابلہ میں۔ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اگر تم کو کچھ سمجھ ہو)

## فضل اللہ سے مراد:

۱۰ : فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ (جب نماز ادا کی جاچکے) فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ (تو زمین میں پھیل جاؤ) یہ امر اباحت کیلئے ہے۔ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (اور تم اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو) فضل اللہ سے ۔نمبر۱۔ رزق مراد ہے۔ نمبر۲۔ طلب علم نمبر۳۔ عیادۃ المریض۔ نمبر۴۔ دینی بھائی کی ملاقات۔ وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا (اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کیا کرو) اور اس کا اس بات پر شکر یہ ادا کرو کہ اس نے اپنے فریضہ کی ادائیگی کی توفیق مرحمت فرمائی۔ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (کامیابی کی امید رکھتے ہوئے)

## تجارتی قافلہ کا واقعہ:

۱۱ : وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَیْهَا (اور جب انہوں نے تجارت اور کھیل تماشا ہوتے دیکھا تو اس کی طرف لپک گئے) آپ سے جدا ہو گئے تقدیر کلام اس طرح ہے۔ واذا راوا تجارة انفضوا الیھا اولھوًا انفضوا الیه پس ایک فعل کو حذف کر دیا کیونکہ دوسرا اس پر دلالت کر رہا ہے۔ تجارت کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان کے لئے اہم ترین تھی۔ (یا جب یہ آیت اتری تو وہ واقعہ تجارتی قافلہ کا ہی تھا)۔
روایت میں ہے کہ مدینہ منورہ میں بھوک اور مہنگائی پھیل گئی وحیہ بن خلیفہ ایک تجارتی قافلہ لے کر شام سے مدینہ پہنچے۔ اس میں زیتون کا تیل وغیرہ تھا۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ دے رہے تھے۔ پس قافلے کا سن کر تمام چلے گئے صرف


BestUrduBooks.wordpress.com

آٹھ افراد باقی رہ گئے یا ۱۲ بارہ افراد رہ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر یہ تمام نکل جاتے تو اللہ تعالیٰ ان کی وادی کو آگ سے جلا کر خاکستر کر دیتے۔ (رواہ الواحدی فی اسباب النزول ۲۸۶) جب قافلہ آتا تو اس کا استقبال طبل، تصفیق سے کیا جاتا تھا۔ اور لہو سے یہی مراد ہے۔ وَتَرَكُوْكَ (اور تمہیں کھڑا چھوڑ دیا) یعنی منبر پر قَآئِمًا (خطبہ دیتے)

مَسْئَلَۃ: اس میں دلیل ہے کہ خطیب کو کھڑے ہو کر خطبہ دینا چاہیے۔ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ (ان سے کہو! جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے) یعنی ثواب۔ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے) بیع کو ترک کر دینے سے ان کا رزق فوت نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ وہ بہتر رزق دینے والے ہیں۔

الحمد للہ سورۃ الجمعۃ کا تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔ یوم الاربعاء ۲۱۔۵۔۲۰۰۳



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ المنافقون مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں گیارہ آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ

جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۱ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا

کہ منافقین جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا سو انہوں نے اللہ کی راہ سے روک دیا بیشک یہ لوگ جو کرتے ہیں برا عمل

يَعْمَلُوْنَ ۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۳ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ

کرتے ہیں یہ اس وجہ سے کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے' پھر ان کے دلوں پر مہر مار دی گئی' لہٰذا وہ نہیں سمجھتے اور جب آپ انہیں دیکھیں گے

تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ

تو ان کے جسم آپ کو اچھے معلوم ہوں گے اور اگر وہ باتیں کرنے لگیں گے تو آپ ان کی بات سننے کی طرف دھیان دیں گے گویا کہ وہ لکڑیاں ہیں جو ٹیک لگا کر رکھ دی گئی ہیں وہ ہر چیخ کو

صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۴ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ

اپنے اوپر خیال کرتے ہیں یہ دشمن ہی ہیں سو آپ ان سے ہوشیار رہیے۔ اللہ ان کو ہلاک کرے کہاں پھرے جا رہے ہیں' اور جب ان سے کہا گیا کہ آ جاؤ اللہ کا رسول

لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۵ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

تمہارے لئے استغفار کرے تو وہ اپنے سروں کو موڑ لیتے ہیں اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے بے رخی کر رہے ہیں' برابر ہے

اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۶

کہ آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں بلاشبہ اللہ انہیں نہیں بخشے گا' بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا فاسقوں کو

۱: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ (جب یہ منافق آپ کے پاس آتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں) لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم ہے کہ آپ بلاشبہ اس کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ منافقین بلاشبہ اس قول میں جھوٹے ہیں)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## جھوٹی شہادت:

قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ الآیۃ سے منافقین کی مراد ایسی شہادت تھی کہ جس میں زبانوں کے ساتھ ان کے دل بھی موافقت کرنے والے ہیں۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ یعنی اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ وہ معاملہ بالکل اسی طرح ہے جیسا ان کا قول اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ دلالت کر رہا ہے۔ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ وہ زبان و دل کی موافقت کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ نمبر۲۔ انهم لکاذبون فیه۔ وہ اس میں جھوٹے ہیں۔ کیونکہ جب شہادت زبان و دل کی موافقت سے خالی ہو تو وہ شہادت ہی نہیں رہتی۔ پس اس کا نام شہادت قرار دینے میں وہ جھوٹے ہیں۔ نمبر۳۔ وہ اپنے نفسوں کے ہاں جھوٹے ہیں۔ کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہے۔ کہ ان کا قول انك لرسول الله یہ کذب ہے۔ اور ایسی خبر ہے جو مخبر عنہ کی حالت کے برخلاف ہے۔

۲: اِتَّخَذُوْا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً (انہوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے) یعنی قتل و قید سے بچانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

مَسْئَلَة: اس میں دلیل ہے کہ اشهد یمین ہے۔ فَصَدُّوْا (پھر دوسروں کو بھی روکتے ہیں) عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی راہ سے) اسلام سے نفرت دلاتے ہیں۔ اور لوگوں کو اشتباہ میں مبتلا کرتے ہیں۔

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (ان کے یہ اعمال بہت ہی برے ہیں) منافقت سے مراد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنا۔ ساء میں تعجب کا معنی ہے تاکہ سامعین کے ذہنوں میں ان کے اس معاملے کو انتہائی برا سمجھا جائے۔

## منافقین کا طرزِ عمل:

۳: ذٰلِكَ (یہ بات) اس کا مشار الیہ ساء ما کانوا یعملون ہے۔ مطلب یہ ہے یہ قول اس بات پر شاہد عدل ہے کہ وہ عملی اعتبار سے لوگوں میں سب سے بدترین ہیں۔ بِاَنَّهُمْ (اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ) ای بسبب انهم۔ اس سبب سے کہ وہ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا (ایمان لائے پھر کافر ہو گئے) نمبر۲۔ ان کے جو حالات منافقت و کذب اور ایمان کو دنیاوی اغراض کیلئے بطور ڈھال استعمال کرنا وغیرہ تمام کام اس سبب سے ہیں کہ انہوں نے پہلے اپنی زبانوں سے کلمہ شہادت کا اقرار کیا اور اسلام میں داخل ہونے والے جیسا عمل تو کیا مگر پھر کافر ہو گئے ان کا کفران کے اس قول میں ظاہر ہو گیا۔ ان کان ما یقوله محمد حقا فنحن حمیر (اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات سچی ہے تو ہم گدھے ہوئے) وغیر ذلک۔ نمبر۳۔ مؤمنوں کے پاس تو ایمان کا اقرار کیا پھر اپنے سرداروں کے پاس اسلام سے استہزاء کرتے ہوئے کفر بک دیا۔ جیسا فرمایا: واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا الآیة [بقرہ:۱۴] فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (پس ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی) ان کے نفاق کی سزا کے طور پر ان کے دلوں کو مہر کر کے بند کر دیا گیا ایمان اس میں داخل ہو نہیں سکتا۔ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (پس اس سبب سے کہ وہ حق کو نہیں سمجھتے) وہ غور و فکر نہیں کرتے یا ایمان کی صحت کو جانتے ہی نہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## منافقین کی دوغلی پالیسی:

۴ : وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ (جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے قد وقامت خوشنما معلوم ہوں) ک کا خطاب رسول اللہ ﷺ کو فرمایا گیا۔ نمبر۲۔ ہر مخاطب مراد ہے۔ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ (اگر وہ بات کہیں تو آپ ان کی بات سن لیں) عبد اللہ بن ابی جسیم خوبصورت فصیح الکلام آدمی تھا۔ کچھ دیگر منافق بھی اسی ڈیل ڈول کے تھے۔ پس جب وہ مجلس نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے۔ پس وہ اس میں ٹھاٹھ سے بیٹھتے۔ پرشوکت مناظر اور فصیح زبانوں سے بولتے۔ نبی اکرم ﷺ اور حاضرین مجلس ان کی شکلوں اور صورتوں پر تعجب کرتے اور ان کی گفتگو کی طرف کان لگاتے۔ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ (گویا کہ وہ لکڑیاں ہیں جو دیوار کے سہارے کھڑی ہیں)

نحو: یہ ھم کی وجہ سے حالت رفعی میں ہے۔ ای ھم کانھم خشب مسندۃ۔ نمبر۲۔ جملہ مستانفہ ہے جس کا کوئی محل اعراب نہیں۔ مسندۃ سے مراد دیوار کے ساتھ کھڑا ہونا۔ ان کے ٹیک لگانے کو دیوار کے ساتھ کھڑی لکڑی کے ساتھ تشبیہ دی کہ وہ صرف خول ہیں۔ جو اندر سے ایمان وخیر سے خالی ہیں۔

## وجہ تشبیہ:

جب لکڑی سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے تو وہ لکڑی چھت یا دیوار یا دیگر ضروریات میں صرف کی جاتی ہے اور جب اس کی ضرورت نہیں ہوتی تو دیوار کے ساتھ اس کو کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ گویا عدم فائدہ میں اس لکڑی سے تشبیہ دی۔ یا لکڑی بے جان ہوتی ہے۔ تو یہ بھی شکلیں ہیں ان میں روح ایمان نہیں۔ اجسام ہیں ان میں عقل کا ذرہ نہیں۔

قراءت: ابوعمرو سوائے عباس علی کے خُشْبٌ پڑھا۔ جمع خشبۃ جیسے بَدَنَۃ و بُدْنٌ اور خشبٌ یہ ثمرۃ و ثُمُرٌ کی طرح ہے۔

يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ (وہ شور و پکار کو اپنے اوپر پڑنے والی خیال کرتے ہیں) کل صیحۃ یہ مفعول اول ہے۔ اور علیہم دوسرا مفعول ہے۔ اور کلام پورا ہے۔ ای یحسبون کل صیحۃ واقعۃ علیہم۔ ضارۃ لھم لجبنھم ورعبھم مطلب یہ ہے جب لشکر کی طرف ان کو آواز دی جاتی ہے۔ یا کوئی جانور بھاگ جاتا ہے یا گمشدہ چیز کو ڈھونڈنے کیلئے آواز لگائی جاتی ہے تو ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ یہ مصیبت ان پر آن پڑی ہے۔ پھر فرمایا هُمُ الْعَدُوُّ (یہی لوگ دشمن ہیں) یعنی یہ عداوت میں کامل ہیں۔ کیونکہ سب سے بڑا دشمن اندر گھسا ہوا دشمن ہے۔ جو معاملات میں تیرے ساتھ شریک ہو اور اس کی پسلیوں میں مخالفت کی بیماری گھسی ہو۔ فَاحْذَرْهُمْ (پس ان سے محتاط رہو) ان کے ظاہر پر دھوکہ نہ کھانا۔ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ ان کو غارت کرے) یہ ان کے متعلق بددعا ہے۔ نمبر۲۔ ایمان والوں کو تعلیم دی کہ ان کے حق میں یہ بددعا کریں۔ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (کہاں پھرے چلے جاتے ہیں) وہ حق سے کس طرح عدول کرنے والے ہیں۔ اس میں ان کی جہالت وضلالت پر تعجب کا اظہار کیا گیا۔

۵ : وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ (جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس



BestUrduBooks.wordpress.com

آؤ۔ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ استغفار کریں تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں) ان کو موڑتے اور اس سے اعراض کرتے ہوئے اور تکبر کرتے ہوئے ان کو مائل کرتے ہیں۔

قراءت: نافع نے لَوَوْا تخفیف سے پڑھا ہے۔

## غزوۂ بنو مصطلق اور منافقین کی بدزبانی:

وَرَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ (اور آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ بے رخی کرتے ہیں) اعراض کرتے ہیں۔ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (تکبر کرتے ہوئے) معذرت اور استغفار سے۔ روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب بنو مصطلق کو مریسیع کے مقام پر جالیا۔ (یہ پانی کا نام ہے) اور ان کو شکست دی۔ ان کے کچھ آدمی قتل ہوئے۔ تو جہجاہ بن سعید اجیر عمر رضی اللہ عنہ اور سنان جہنی حلیف ابن ابی کا پانی پر جھگڑا ہو گیا۔ جہجاہ نے یاللمہاجرین اور سنان نے یاللانصار کہہ کر آواز دی۔ تو فقراء مہاجرین میں سے جعال نے اس کی مدد کرتے ہوئے سنان کو تھپڑ مارا۔ اس پر عبداللہ نے جعال کو کہا تیری کیا مجال! ہم نے محمد کا اس لئے ساتھ نہیں دیا کہ ہم تھپڑ کھائیں۔ ہماری اور ان کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی نے کہا: سمن کلبك یاکلك۔ اپنے کتے کو پالو تا کہ وہ تمہیں کاٹے۔ سنو! اللہ کی قسم! اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ہم میں سے زیادہ عزت والے وہاں سے ذلت والوں کو نکال باہر کریں گے۔ الاعز سے اپنا آپ اور الاذل سے رسول اللہ ﷺ کی ذات مراد لی۔ پھر اپنی قوم کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ اللہ کی قسم اگر تم جعال اور اس کے ساتھ والوں کو بچا ہوا کھانا نہ دیتے تو آج وہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوتے۔ ان پر خرچ بند کر دو یہاں تک کہ یہ محمد کے اردگرد سے بھاگ جائیں۔ یہ باتیں زید بن ارقمؓ نوعمر صحابی نے سنیں۔ اور منہ پر عبداللہ کو کہا تو ذلیل ہے۔ اور حقیر اور اپنی قوم کا مبغوض انسان ہے۔ محمد ﷺ رحمان کی طرف سے باعزت اور مسلمانوں کے ساتھ قوت و شوکت والے ہیں۔ عبداللہ نے کہا تو خاموش ہو جا تو تو کھلونا تپلی ہے۔ زید رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ کو آ کر اطلاع دی۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا اس میں یثرب کے بہت سے ناک بگڑ جائیں گے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اگر مہاجرین کے ہاتھوں قتل مناسب نہیں تو کسی انصاری کو اس پر مقرر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر ایسا ہوا تو اس بات کا کیا جواب ہوگا کہ محمد تو اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے عبداللہ کو بلوا کر فرمایا۔ تو نے یہ بات کہی ہے۔ جو مجھے پہنچائی گئی ہے تو اس نے کہا اللہ کی قسم! جس نے آپ پر کتاب اتاری۔ میں نے اس میں سے ذرہ بھر بات نہیں کی۔ اور زید جھوٹ بولتا ہے۔ پس یہی اس کا قول اتخذوا ایمانهم جنة میں نقل کر دیا گیا ہے۔ (جھوٹ بول کر اپنے کو بچالیا) حاضرین نے کہا یارسول اللہ ہمارا یہ شیخ اور بڑا ہے۔ ایک چھوٹے بچے کی بات اس کے متعلق قبول نہ فرمائیں۔ ہوسکتا ہے بچے کو وہم ہو گیا ہو۔

جب آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید کو فرمایا اے نوجوان! اللہ تعالیٰ نے تمہیں سچا کر دیا اور منافقین کو جھوٹا ثابت کر دیا۔ جب عبداللہ کا کذب ظاہر ہو گیا۔ اور اس کو کہا گیا تمہارے متعلق بڑی سخت آیات اتری ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر اپنے لئے استغفار کرواؤ۔ تو اس نے سر موڑ لیا۔ پھر یہ آیت اتری۔ واذا قیل لهم تعالوا یستغفر لکم رسول اللّٰہ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ

یہ لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو اللہ کے رسولؐ کے پاس ہیں یہاں تک کہ وہ منتشر ہو جائیں' اور اللہ ہی کے لئے ہیں خزانے زمین کے

وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ⑦ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ

اور آسمان کے لیکن منافقین نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ واپس ہو گئے تو عزت والا

١٨/١٤ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑧ ع

ذلت والے کو نکال دے گا اور اللہ ہی کے لئے ہے عزت اور رسولؐ کے لئے اور مومنین کے لئے لیکن منافقین نہیں جانتے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

اے ایمان والو! تمہارے اموال اور اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں' اور جو شخص ایسا کرے گا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑨ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

سو یہ لوگ وہ ہیں جو نقصان میں پڑنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تمہیں موت آ جائے

فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ⑩

سو وہ کہے گا کہ اے میرے رب آپ نے تھوڑی مدت کے لئے مجھے کیوں مہلت نہ دی میں صدقہ کرتا اور صالحین میں سے ہو جاتا

ع ٢/١٤ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑪ ع

اور اللہ ہرگز کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اسکی اجل آجائے اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔

زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ وہ بیمار ہو کر مر گیا۔ (واحدی فی اسباب النزول:٢٨٧) (اصل القصة فی الصحیحین)

٦ : سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (اب آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں۔ ان کے حق میں دونوں برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز معاف نہ کرے گا) جب تک وہ نفاق پر مداومت اختیار کرنے والے ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ استغفار اور عدم استغفار ان کے حق میں برابر ہے کیونکہ وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نہ ہی اس کو کوئی حیثیت دیتے ہیں۔ اس کا سبب کفر ہے۔ نمبر٢۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشیں گے اس لئے ان کے حق میں استغفار اور عدم استغفار برابر ہے۔

قراءت : استغفرت حرف استفہام کو حذف کر کے پڑھا گیا۔ کیونکہ ام جو دو میں سے ایک کیلئے آتا ہے۔ وہ اس پر دلالت کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (بیشک اللہ ایسے نافرمانوں کو توفیق ہدایت نہیں دیتا)



BestUrduBooks.wordpress.com

۷ : هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ (یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جولوگ رسول اللہ) رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا (کے پاس جمع ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو۔ یہاں تک کہ وہ آپ ہی منتشر ہو جائیں) ینفضوا کا معنی منتشر و متفرق ہونا۔ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور اللہ تعالیٰ کے پاس آسمان وزمین کے خزانے ہیں) یعنی رزق اور تقسیم رزق اسی کے قبضہ میں ہے۔ وہی انکا رازق ہے۔ اگر اہل مدینہ ان پر خرچ کرنے سے انکار کردیں گے۔ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَفْقَهُوْنَ (لیکن یہ منافق سمجھتے نہیں) لیکن عبداللہ بن ابی اور اس کے ہم مثل جاہل ہیں۔ وہ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ پھر ہر وہ بات بک دیتے ہیں جو ان کے منہ میں آتی ہے۔ اور جو شیطان ان کے لئے مزین کرتا ہے۔

## دوسری بدزبانی:

۸ : یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ (وہ کہتے ہیں اگر ہم مدینہ کو لوٹ کر پہنچے) غزوۂ بنو مصطلق سے واپس مدینہ پہنچے۔ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ (تو جو عزت والا ہوگا وہ ذلت والے کو مدینے سے نکال کر باہر کردے گا۔ عزت تو اللہ) عزت یعنی غلبہ اور قوت وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کو حاصل ہے) جس کو اللہ تعالیٰ عزت دے اور ان کی تائید اپنے رسول اور مؤمنین سے کروائے۔ اور وہ عزت کے ساتھ خاص ہیں۔ جیسا کہ ذلت، بزدلی شیطان اور اس کے حمایتی کفار ومنافقین کیلئے ہے۔

## بعض صالحات کا مقولہ:

ان کو پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا۔ تو انہوں نے کہا کیا تم اسلام پر نہیں ہو۔ انہوں نے کہا اسلام وہ عزت ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے کوئی ذلت نہیں اور ایسا غناء ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی فقر نہیں۔

## حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا قول:

ایک آدمی نے ان کو کہا۔ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ تم میں تکبر ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تکبر نہیں بلکہ یہ عزت ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (لیکن منافقین یہ بات جانتے نہیں)۔

۹ : یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ (اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال غافل نہ کردیں) لاتلھکم تمہیں مشغول نہ کردیں۔ اموال یعنی اموال میں لین دین اور اس کو بڑھانے کی کوشش اور اس پر نفع کی طلب۔ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ (اور نہ تمہاری اولادیں) اور تمہارا ان سے خوش ہونا اور ان پر شفقت کرنا اور ان کی امداد کیلئے کھڑے ہونا عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی یاد سے) یعنی صلوات خمس یا قرآن مجید کے وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ (اور جو ایسا کریں گے) وہ دین ترک کر کے دنیا میں مشغول ہو جائیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول یہ ہے:

کہ جو آدمی اپنے اموال کو بڑھانے کی طرف متوجہ ہے۔ مگر اپنے احوال کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ اور آخرت کی درستی کی بجائے اولاد کی رضامندی میں مشغول ہے۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (وہی ناکام رہنے والے ہوں گے) اپنی اس تجارت میں اس لئے کہ انہوں نے فانی کے بدلے باقی کو بیچ ڈالا۔

## موت سے پہلے خرچ کرلو:

۱۰: وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ (اور ہم نے جو کچھ تم کو دیا۔ اس میں سے کچھ (حقوق واجبہ کی ادائیگی میں) خرچ کرو) مِنْ یہ تبعیض کیلئے ہے۔ مراد اس سے انفاق واجب علی الواجب ہے۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کی موت آ کھڑی ہو) یعنی من قبل ان یری دلائل الموت اس سے پہلے کہ وہ موت کے آثار دیکھے اور ان معاونتوں کو جو مہلت سے مایوس کرنے والی ہوں درآنحالیکہ اس پر خرچ کرنا بھی مشکل ہو۔ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ (پھر وہ حسرت سے کہنے لگے اے میرے رب مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہیں دی) آپ نے میری موت کو مؤخر کیوں نہ کر دیا۔ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ (ایک قریبی زمانہ تک) فَاَصَّدَّقَ (کہ میں خیر خیرات کر دیتا) میں صدقہ کر لیتا۔

نحو: یہ لولا کا جواب ہے۔ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہو جاتا) الصالحین سے مؤمنین مراد ہیں۔ یہ آیت ایمان والوں کے متعلق نازل ہوئی۔ ایک قول یہ ہے: یہ منافقین کے متعلق اتری۔

قراءت: واکون ابوعمرو نے نصب کے ساتھ پڑھا اور لفظ پر عطف کیا۔ اور جزم موضع اصدق پر عطف کی وجہ سے ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا ان اخرتنی اصدق واکن۔

۱۱: وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا (اور اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مہلت نہیں دیتا) موت سے اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا (جبکہ اس کی میعاد ختم ہونے پر آجاتی ہے) جو لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے۔ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے)

قراءت: حماد و یحییٰ نے یعملون پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہوگا جب تمہیں معلوم ہے۔ کہ موت کی اپنے وقت سے تاخیر کا کوئی راستہ نہیں۔ اور وہ اچانک ہجوم کر کے آ جانے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سارے اعمال کا علم ہے۔ پس وہ ترکِ واجبات پر خود سزا دیں گے۔ اب تو صرف اتنی بات باقی رہ گئی کہ آدمی جلد از جلد اپنے واجبات و فرائض سے بریٔ الذمہ ہونے کی کوشش کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی تیاری کرے۔

الحمدللہ سورۃ المنافقون کا تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ التغابن مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور ایک قول کے مطابق مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھارہ آیات اور دو رکوع ہیں۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں اس کی سلطنت ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

قادر ہے، وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا سو تم میں بعض کافر ہیں اور بعض مومن ہیں، اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو

بَصِيْرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

دیکھ رہا ہے۔ اس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ اور تمہاری صورتیں بنا دیں سو اچھی بنائیں، اس کی طرف لوٹ جانا ہے۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ

وہ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ سب اعمال کو جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور اللہ سینے کی باتوں کو

الصُّدُوْرِ ④ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ

جاننے والا ہے۔ کیا تمہارے پاس ان کافروں کی خبر نہیں آئی جو ان سے پہلے تھے سو انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھ لیا اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۫

دردناک عذاب ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ بیشک ان کے پاس ان کے رسول کھلے ہوئے معجزات لائے تھے سو انہوں نے کہا کیا ہمیں آدمی ہدایت دیں گے،

فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑥ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ

سو انہوں نے کفر اختیار کیا اور اعراض کیا، اور اللہ نے بے نیازی کا معاملہ کیا، اور اللہ سب سے بے نیاز ہے اور حمد کا مستحق ہے۔ کافروں نے یہ خیال کیا کہ وہ ہرگز نہیں

يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑦

اٹھائے جائیں گے آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی کہ تم ضرور ضرور اٹھائے جاؤ گے اور تمہیں ضرور ضرور تمہارے اعمال سے باخبر کیا جائے گا اور یہ اللہ پر آسان ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

## حقیقی بادشاہی اللہ کی:

۱ : يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے)

آیت میں دونوں ظروف کو مقدم کیا تا کہ ملک وحمد کی خصوصیت اللہ عز وجل کے ساتھ ثابت ہو سکے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بادشاہی حقیقت میں اسی ہی کی ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو ابتداء سے بنانے والا اور اس کو قائم رکھنے والا ہے اور اسی طرح تعریف حقیقی کا حقدار بھی وہی ہے۔ کیوں کہ اصول نعمت اور فروع نعمت اس کی طرف سے میسر ہوئیں۔ باقی دنیا میں جو بادشاہ کہلاتے ہیں۔ یہ اسی نے ان کو تسلط دیا۔ اور نگران بنا دیا۔ اور دوسرے کی تعریف جو تھوڑی بہت کی جاتی ہے وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اس کے ہاتھ سے جاری ہوئی۔ اس لئے وہ سبب عارضی برائے حصولِ نعمت بن جانے کی وجہ سے تعریف کیا جانے لگا۔

۲ : هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ (وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ تم میں سے بعض کافر ہیں اور بعض مؤمن) کافر ہیں یعنی کفر کا ارتکاب کرنے والے اور کفر کرنے والے ہیں۔ اور بعض ایمان لانے والے ہیں۔ ایمان کا فعل کرنے والے ہیں۔ اور اس معنی پر۔ واللّٰه بما تعملون بصير دلالت کر رہا ہے۔

## اصل نعمتیں دینے والے اللہ ہیں:

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (یعنی تمہارے کفر و ایمان کو جاننے والے اور دیکھنے والے ہیں) جو کہ دونوں تمہارے عمل ہیں۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے۔ جنہوں نے اصل نعمتیں اپنے فضل سے عنایت فرمائیں ہیں۔ اور اسی کو عدم سے خلق وایجاد کہا جاتا ہے۔ لازم یہ تھا کہ تم تمام شکر گزار ہوتے۔ تمہیں کیا ہوا کہ تم نے پارٹی بازی بنالی۔ پس کوئی کافر بن گئے اور کچھ مؤمن؟ کفر کو اولاً لائے۔ کیونکہ اغلب واکثر کافر ہی ہیں۔ اور اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو یہ کہتے ہیں۔ جیسے (خوارج) کہ کچھ لوگ نہ مؤمن ہیں اور نہ کافر۔ ایک قول یہ ہے وہی ذات جس نے تمہیں پیدا کیا پس بعض تم میں خلق کے انکاری ہیں اور وہ دہریہ ہیں اور بعض تم میں سے اس پر ایمان لانے والے ہیں۔

۳ : خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو ٹھیک پیدا کیا) اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اور وہ یہ ہے کہ زمین کو مکلفین کے ٹھہراؤ کی جگہ بنا دیا تا کہ وہ عمل کریں اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دیں۔

## سب سے زیادہ خوبصورت انسان:

وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ (اور تمہاری صورتیں بنائیں) پس اچھی صورتیں بنائیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام حیوانات میں سب سے زیادہ شاندار اور خوبصورت بنایا۔ اس کی دلیل نمبر ۱۔ عقلی یہ ہے۔ کہ انسان کبھی بھی یہ تمنا نہیں کرتا کہ اس کی صورت دیگر حیوانات میں سے کسی کی شکل جیسی ہوتی۔ نمبر ۲۔ اس کی حسن صورت کی دلیل یہ بھی کہ سیدھے قد والا بنایا۔ کبڑا، جھکا ہوا



BestUrduBooks.wordpress.com

بدصورت، بدشکل نہیں بنایا۔ بے ڈھی خلقت ہوا۔ اس میں بے ڈھبہ پن تو کوئی نہیں۔

## درجاتِ حسن:

البتہ یہ ضرور بات ہے کہ حسن کے درجات ہیں۔ سب سے کم درجہ اور اس سے اوپر جن میں ملاحت نہیں۔ صباحت نہیں مگر حسن سے کوئی خالی نہیں۔

## قولِ حکماء:

دو چیزوں کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ نمبر ۱۔ جمال نمبر ۲۔ بیان۔

وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ (اور اس کی طرف تم سب نے لوٹ کر جانا ہے) پس اپنے بواطن کو خوبصورت بناؤ۔ جیسا اس نے تمہیں خوبصورت شکلیں دیں۔

۴ : یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ (وہ اس سے بھی واقف ہے جو زمین اور جو آسمان میں ہے۔ اور سب چیزوں)وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (کو جانتا ہے جو تم پوشیدہ کرتے ہو اور جو تم علانیہ کرتے ہو۔ اور وہ دلوں تک کی باتوں کو جاننے والا ہے) وہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کو جانتے ہیں۔ پھر جو بندے بھید چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے بھی واقف ہے۔ پھر وہ سینوں کے رازوں سے واقف ہے۔ کلیات وجزئیات کی کوئی چیز ایسی نہیں جو اس پر مخفی ہو۔ پس اس کا حق یہ ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور احتیاط کی جائے۔ اور جو چیز اس کی رضا کے خلاف ہو۔ اس کی جرأت نہ کی جائے۔ علم الٰہی کو دوبارہ ذکر کرنا درحقیقت یہ وعید کو دوبارہ لانے کی طرح ہے۔ اور وہ تمام جو فمنکم کافر و منکم مؤمن کے بعد ذکر کیا گیا۔ وہ کفر پر وعید ہی کے حکم میں ہے۔ اور اس بات پر انکار ہے کہ خالق کی نافرمانی کی جائے اور اس کی نعمتوں کا شکر یہ نہ ادا کیا جائے۔

۵ : اَلَمْ یَاْتِکُمْ (کیا تم کو نہیں پہنچی) یہ کفار مکہ کو خطاب ہے۔ نَبَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ (خبران لوگوں کی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا) یعنی قوم نوح، ہود، صالح، لوط۔ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ (انہوں نے اپنے اعمال کا وبال (دنیا میں بھی) چکھا) یعنی دنیا میں کفر کی سزا چکھی۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (اور اس کے علاوہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے) جو آخرت میں ملے گا۔

۶ : ذٰلِكَ (یہ) اس کا مشارٌ الیہ ہے وہ وبال جو ان کو دنیا میں پہنچا اور آخرت میں ان کے لئے تیار کیا گیا۔ بِاَنَّهٗ (اس سبب سے) کہ بات اور حالت یہ ہے۔ کَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ (یہ اس سبب سے کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر دلائل واضحہ لے کر آتے) البینات سے معجزات مراد ہیں۔ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا (تو ان لوگوں نے ان کو کہا کیا آدمی ہم کو ہدایت کریں گے) انہوں نے بشر کے لئے رسالت کا انکار کر دیا۔ مگر حجر و پتھر کیلئے عبادت کا انکار نہیں کیا۔ فَکَفَرُوْا (غرض انہوں نے کفر کیا) رسولوں کا انکار کر دیا۔ وَتَوَلَّوْا (اور روگردانی اختیار کی) ایمان سے منہ موڑ لیا۔ وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی کوئی پرواہ نہ کی)



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۸﴾ یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ

سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا اور اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔ جس دن تم کو جمع ہونے کے

لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ

دن میں جمع فرمائے گا۔ یہ دن ہے جس میں لوگ نقصان میں پڑیں گے اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔ اللہ اس کے گناہوں کا کفارہ فرمادے گا

وَیُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۹﴾

اور اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ بڑی کامیابی ہے

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۰﴾ ع ۱ ۱۵

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہ لوگ دوزخ والے ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

ان کو آزاد چھوڑ دیا۔ تا کہ ہر چیز حاصل کرلیں اور ان اشیاء من جملہ میں سے ایمان اور طاعت بھی تھی۔ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بے نیاز ہیں) حَمِیْدٌ (اپنی صنعت پر تعریفوں والے ہیں)

۷ : زَعَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا (کافر یہ دعویٰ کرتے ہیں) کافروں سے یہاں اہل مکہ مراد ہیں۔

نحو : الزعم علم کا دعویٰ اور یہ فعل علم کی طرح متعدی ہوتا ہے۔

## کفار کا انکارِ بعث:

اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا (کہ وہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے) ان اپنے مابعد سمیت دو مفعولوں کے قائم مقام ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ انھم ان یبعثوا۔ کہ وہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔ قُلْ بَلٰی (آپ کہہ دیجئے کیوں نہیں) یہ مابعدلن کے اثبات کیلئے لائے اور جس کا اثبات کیا وہ بعث ہی ہے۔ وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ (مجھے اپنے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے)۔ یہاں اخبار کو قسم سے مؤکد کیا گیا ہے۔

**سوال** : جس چیز کو انہوں نے انکار کیا۔ اس پر قسم کا کیا فائدہ ہے؟

**جواب** : یہ جائز ہے کیونکہ اس سے خوب تہدید ہوتی ہے۔ اور دل میں اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے؟ گویا اس طرح کہا گیا جس کا تم انکار کرتے ہو وہ لامحالہ ہو کر رہے گی۔ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ (پھر جو کچھ تم نے کیا ہوگا۔ اس سے تم کو آگاہ کیا جائے گا) اور اس کے مطابق سزا دی جائے اور یہ بات اور مشارٌ الیہ بعث ہے کہ یہ بعث عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ (اللہ تعالیٰ کیلئے بہت آسان ہے) معمولی ہے۔

۸ : فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ)۔ رسول سے محمد ﷺ مراد ہیں۔ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ



BestUrduBooks.wordpress.com

اَنۡزَلۡنَا (اوراس نور پر جو ہم نے نازل کیا) یعنی نور سے قرآن مراد ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز کی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ پس اس سے راہنمائی لی جاتی ہے جیسا روشنی سے۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ (اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے باخبر ہے) پس امور کا دھیان کرو۔

## یوم تغابن:

۹ :يَوۡمَ يَجۡمَعُكُمۡ (اور یاد کرو اس دن کو جب اللہ تعالیٰ تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا)

نحو : یوم منصوب لتنبؤن کی وجہ سے ہے۔ نمبر۲۔ اذکر محذوف کی وجہ سے لِيَوۡمِ الۡجَمۡعِ (جس میں اولین و آخرین سب جمع ہونگے) ذٰلِكَ يَوۡمُ التَّغَابُنِ (وہ دن گھاٹا دینے کا ہے) یہ لفظ بطور استعارہ تغابن القوم فی التجارة سے لیا گیا ہے۔ اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ وہ غبن کریں۔ قیامت کے دن سعداء اشقیاء کے مقام پر اتر آئے وہ مقامات جن کو وہ کم درجہ سمجھتے تھے اگر وہ سعداء ہوتے۔ اور بد بخت سعداء کی جگہ اتر آئے۔ وہ مقامات کہ جن کو وہ کم درجہ خیال کرتے۔ اگر وہ اشقیاء ہوتے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ اور ذلك يوم التغابن کا معنی یہ ہے۔ لوگ تو اس دن کے علاوہ دنوں میں گھاٹا ڈالا کرتے تھے۔ اور اسی کو بڑا خیال کرتے۔ مگر قیامت کے دن کا گھاٹا حقیقت میں وہ گھاٹا ہے۔ دنیا کے معاملات میں تغابن کی تو اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں۔ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ وَيَعۡمَلۡ صَالِحًا (اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہوگا۔ اور نیک کام کرتا ہوگا) یہ صالحًا مصدر کی صفت ہے۔ ای عملاً صالحاً اور اس نے عمل کیا نیک عمل۔ يُّكَفِّرۡ عَنۡهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدۡخِلۡهُ (اللہ تعالیٰ اس کے گناہ دور کر دے گا اور اس کو داخل کرے گا)

قراءت: مدنی، شامی نے نکفر اور ندخله پڑھا ہے۔

جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ (ایسے باغوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اور جن کے اندر ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی ہی کامیابی ہے)

۱۰ :وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰۤئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ (اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا۔ اور ہماری آیات کو جھٹلایا ہوگا۔ وہ دوزخی ہیں۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور برا ٹھکانہ ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

جو بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ اللہ کے حکم سے ہے اور جو بھی کوئی شخص اللہ پر ایمان لائے وہ اس کے قلب کو ہدایت دے دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کا

عَلِيْمٌ ⑪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑫

جاننے والا ہے اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی سو اگر تم اعراض کرو تو ہمارے رسول پر پہنچا دینا ہے واضح طور پر'

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑬ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ

اللہ ہے کوئی معبود نہیں مگر وہ ہی اور اللہ پر بھروسہ کریں مومن بندے' اے ایمان والو! بیشک تمہاری بیویوں

وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن ہیں سو ان سے ہوشیار رہو' اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو سو بلاشبہ اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑭ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ⑮ فَاتَّقُوا

غفور ہے رحیم ہے بات یہی ہے کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس اجر عظیم ہے سو تم اللہ سے

اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ

ڈرو جہاں تک تمہاری طاقت ہے اور بات سنو اور فرمانبرداری کرو اور اچھے مال کو اپنی جانوں کے لئے خرچ کرو' اور جو شخص اپنے

نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑯ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ

نفس کی کنجوسی سے بچا دیا گیا سو یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں اگر تم اللہ کو قرض دو اچھا قرض تو وہ تمہیں اس کو بڑھا کر دے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ⑰ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑱

اور تمہاری مغفرت فرما دے گا اور اللہ قدر دان ہے بردبار ہے' غیب اور شہادت کا جاننے والا ہے۔ عزیز ہے حکیم ہے۔

## تکلیف اس کی تقدیر و مشیت ہے:

۱۱: مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ (اور کوئی مصیبت بغیر حکم اللہ تعالیٰ کے نہیں آتی) مصیبۃ سے مراد سختی، مرض، موت اہل و عیال نمبر۲۔ ایسی شئی جو غم پہنچائے۔ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی اس کے علم اور اس کی تقدیر اور مشیت سے۔ یہ گویا اس کی طرف سے مصیبت کو اجازت ہے کہ وہ بندے کو پہنچے۔ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ (اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر (پورا) ایمان لاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو صبر



BestUrduBooks.wordpress.com

ورضا کی راہ دکھا دیتا ہے۔ کہ وہ مصیبت کے وقت اس کی بارگاہ میں رجوع کر کے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے۔ (البقرہ: ۱۵۶) نمبر۲۔ دل اور سینے کو کھول دیتا ہے جس سے ان کی اطاعت وخیر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ نمبر۳۔ یھد قلبہ اس کے دل کی راہنمائی کر دیتا ہے جس سے اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ جو اس کو پہنچا ہے۔ وہ اس سے خطأ کرنے والا نہ تھا۔ اور جو اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ وہ اس کو پا نہ سکتا تھا۔

## قولِ مجاہد:

اگر وہ ابتلاء میں پڑے تو صبر کرے اور اس کو مزید نعمت ملے تو شکر کرے اور اگر اسپر ظلم ہو تو وہ درگزر سے کام لے۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے)

۱۲: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ اور (ہر امر میں) اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم روگردانی کرو گے) اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول کی فرمانبرداری سے۔ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ یعنی اس پر تبلیغ لازم ہے۔ اور وہ انہوں نے کر دی)

۱۳: اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (وہی اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کو توکل علی اللہ پر ابھارا گیا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس توکل کے نتیجہ میں تکذیب کرنے اور منہ موڑنے والوں کے خلاف ان کی امداد فرمائے۔

## بعض اولادیں تمہاری دشمن ہیں:

۱۴: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ (اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہارے دشمن ہیں) یعنی بیویوں میں سے بعض بیویاں اپنے خاوندوں کی نافرمانی کرتیں اور ان سے جھگڑا کرتی ہیں۔ اور اسی طرح بعض اولادیں اپنے والدین سے دشمنی کرتی اور ان کی نافرمانی کرتی ہیں۔ فَاحْذَرُوْهُمْ (پس تم ان سے ہوشیار رہو) ھُم کی ضمیر عدوا یا ازواج یا اولاد تمام کی طرف راجع ہے۔ مطلب یہ ہوا جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہ بھی دشمن سے خالی نہیں۔ پس تم ان سے احتیاط برتو۔ اور انکے شرور اور گمراہ کن باتوں پر اعتبار نہ کرو۔

وَاِنْ تَعْفُوْا (اور اگر تم معاف کرو گے) جب ان کی کسی عداوت پر اطلاع پا کر اگر تم ان کو معاف کر دو۔ اور ان کا مقابلہ ان کے طرز عمل سے نہ کرو۔ وَتَصْفَحُوْا (اور درگزر کرو گے) توبیخ سے گریز کرو گے۔ وَتَغْفِرُوْا (اور بخش دو گے) ان کے گناہوں کو چھپا کر۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا بڑا مہربان ہے)۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور برائیاں مٹا ڈالے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول یہ ہے:

کہ بعض لوگوں نے ہجرت کا ارادہ کیا۔ ان کی ازواج اور اولاد آڑے آئی۔ اور کہنے لگے۔ تم چلے جاؤ گے تو ہم کو ضائع کر دوگے۔ پس وہ نرم پڑ گئے اور ہجرت سے رک گئے۔ جب بعد میں انہوں نے ہجرت کی۔ اور ان لوگوں کو دیکھا کہ جو ہجرت میں سبقت کرنے والے ہیں وہ دین میں بہت آگے بڑھ گئے اور فقاہت حاصل کر چکے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے ازواج و اولاد کو سزا دینا چاہی تو ان کے عفو و درگزر سے زینت دے دی گئی۔

۱۵: اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (تمہارے اموال اور اولاد ایک آزمائش کی چیز ہے) آزمائش و مشقت ہے کیونکہ وہ گناہ اور سزا میں مبتلا کرتے ہیں۔ اور ان دونوں چیزوں سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (اور اللہ تعالیٰ ہی کے ہاں اجر عظیم ہے) آخرت میں اور یہ تمہارے دنیاوی فوائد جو اموال و اولاد کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں۔ ان سے بہت بڑھ کر ہے۔

## مِن کا نکتہ:

یہاں مِنْ داخل نہیں کیا۔ من اموال یا من اولاد نہیں فرمایا۔ جیسا کہ العداوت کے سلسلہ میں مِنْ داخل کیا۔ کیونکہ تمام اموال و اولاد ہی آزمائش کا باعث اور دل کو مشغول کرنے والے ہیں۔ البتہ بعض عداوت سے خالی ہیں۔ اس لئے من داخل نہیں کیا۔

## حق تعالیٰ کی تفسیر:

۱۶: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تو جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو) تمہاری ہمت اور وسعت کے مطابق۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حق تقاتہٖ کی تفسیر ہے۔ وَاسْمَعُوْا (اور سنو) جو تم کو نصیحت کی جاتی ہے۔ وَاَطِيْعُوْا (اور مانو) جس کا تمہیں حکم دیا جائے۔ اور جس سے منع کیا جائے۔ وَاَنْفِقُوْا (اور تم خرچ کرو) ان مقامات پر جہاں خرچ کرنا تم پر لازم ہوا۔ خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ (یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا)

## زیادہ صحیح قول یہ ہے:

اس کی تقدیر کلام اس طرح ہے۔ ائتوا خیرًا لا نفسکم وافعلوا ما ھو خیر لھا تم اپنے نفوس کو بھلائی پہنچاؤ اور وہ کرو جو تمہارے نفوس کیلئے بہت بہتر ہو۔ اس میں اوامر کی پیروی کرنے کی تاکید ہے۔ اور وضاحت ہے۔ کیونکہ یہ امور تمہارے نفوس کیلئے اموال و اولاد سے بہت بہتر ہیں۔ اور اس سے بھی جس پر تم جھکے پڑے ہو اور یعنی شہوات و زخارف دنیا کی محبت۔ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ (اور جو لوگ نفسانی حرص سے محفوظ رہیں) زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ کے متعلق بخل سے بچے رہے۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (وہی آخرت میں فلاح یاب ہونگے)

۱۷: اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (اگر تم اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض دو گے) قرض حسن سے نیت و اخلاص کے ساتھ دینا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قرضؔ کا تذکرہ استدعاء میں لطف پیدا کرنے کیلئے ہے (یہ ہم ایسے لوٹا دیں گے جیسے قرض لازم سمجھ کر لوٹایا جاتا ہے۔ ورنہ آقا اور غلام میں قرض ہی کیا اور یہاں تو خالق و مخلوق ہیں) یُّضٰعِفْهُ لَكُمْ (وہ اس کو تمہارے لئے بڑھاتا چلا جائے گا) ایک کے بدلہ میں دس یا سات سو گنا سے جتنا چاہے گا بڑھا دے گا۔ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ (اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا قدردان ہے) کہ قلیل کو قبول کر کے بہت کثیر و جزیل عنایت فرماتا ہے۔ حَلِيْمٌ (بڑا بردبار ہے) بخیل کے گناہ میں سے بڑے گناہوں پر بھی واپسی کر لیتا ہے۔ نمبر۲۔ صدقہ رد کرنے والے کو بڑھا کر دیتا ہے۔ اور روک لینے والے کو جلد سزا نہیں دیتا۔

۱۸: عٰلِمُ الْغَيْبِ (وہ ہر پوشیدہ چیز کو جاننے والا ہے) دلوں کے جو راز چھپے ہوتے ہیں۔ وہ ان کو بھی جانتا ہے۔ وَالشَّهَادَةِ (اور جس چیز کا لوگ مشاہدہ کرتے ہیں اس کو بھی جانتا ہے)۔ یعنی جو ظاہری مصائب و حوادث دنیا میں پھیلے ہیں ان سے بھی واقف ہے۔ الْعَزِيْزُ (وہ زبردست ہے) سخاوت و معروف کے اظہار سے عزت دینے والا ہے۔ الْحَكِيْمُ (اور حکمت والا ہے) غیوب کے حالات اور اطلاعات دینے میں۔

الحمدللہ بعد المغرب تفسیری ترجمہ سورت کا تکمیل ہوا



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشَرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ الطلاق مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں بارہ آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا

اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو انہیں عدت سے پہلے طلاق دو' اور عدت کو اچھی طرح شمار کرو' اور اللہ سے

اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ

ڈرو جو تمہارا رب ہے' ان عورتوں کو تم ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں' مگر یہ کہ وہ کوئی کھلی ہوئی بے حیائی کریں'

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ

یہ اللہ کی حدود ہیں' اور جو شخص اللہ کی حدود سے تجاوز کرے سو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا' اے مخاطب شاید تو یہ نہیں جانتا

اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ

کہ اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا فرما دے پھر جب وہ عورتیں اپنی عدت گزرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں روک لو بھلائی کے ساتھ یا

فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ

چھوڑ دو بھلائی کے ساتھ' اور عدل والے دو آدمیوں کو گواہ بنا لو اور اللہ کے لئے گواہی کو قائم کرو' اور یہ وہ چیز ہے

بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ②

جس کی اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہو وہ اس کے لئے مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے

## ارادہ طلاق مراد ہے:

۱ : يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ (اے پیغمبر ﷺ (آپ لوگوں کو کہہ دیجئے) کہ جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو۔ تو (زمانہ) عدت میں (طہر کی حالت میں) طلاق دو اور عدت کی گنتی یاد رکھو) نداء میں نبی اکرم ﷺ کو خاص کیا گیا۔ اور خطاب عام امت کو کیا گیا کیونکہ نبی اکرم ﷺ امت کے پیشوا اور مقتدا ہیں۔ جیسا کہ قوم کے رئیس کو کہا



BestUrduBooks.wordpress.com

جاتا ہے۔یافلان افعلوا کذا ۔اس سے مقصوداس کے تقدم کوظاہر کرنا اوراس کی سرداری کومعتبر قرار دینا ہوتا ہے۔اور یہ کہ وہ اپنی قوم کانمونہ ہے۔پس وہ اکیلا ہی پوری قوم کے حکم میں ہےاورتمام کے قائم مقام ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

تقدیر کلام اس طرح ہے :یایها النبی و المؤمنون اذا طلقتم النساء کا معنی جب تم ان کوطلاق دینے کا ارادہ کرو۔ ارادہ فعل کی تعبیر فعل سے کی جاتی ہے۔جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔من قتل قتیلا فله سلبه [رواہ احمد: ۳/۱۱۴ والبخاری ۳۰۵۱/ ،مسلم/۱۸۰۹]اوراسی سے کہا جاتا ہے کہ نماز کی طرف جانے والا اورنماز کا منتظر حکم نماز میں شمار ہوتا ہے۔فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (پس تم ان کوطلاق دواس حال میں کہ وہ اپنی عدت کا سامنا کرنے والیاں ہوں۔اوررسول اللہ ﷺ کی قراءت میں فی قبل عدتھن ہے۔جب عورت کوطلاق اس طہر میں دی جائے گی جوحیض سے پہلے ہوگا۔تو گویا اس عورت کوطلاق ایسی حالت میں ملی ہے کہ وہ اپنی عدت کا سامنا کرنے والی ہے۔مراد یہ ہے۔

## طلاق احسن:

ایسی مدخول بہا عورتیں جوحیض سے عدت گزارنے والیاں ہوں ان کوایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں ان سے جماع نہ کیا گیا ہو۔پھران کوچھوڑ دیا جائے۔یہاں تک کہ ان کی عدت گزر جائے۔یہ سب سے بہتر طلاق ہے۔وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ اس کو حفظ سے یاد کرواورتین کامل آئندہ حیضوں سے پورا کرو۔کہ ان میں کوئی ناقص نہ ہو۔خاوندوں کوخطاب اس لئے کیا کیونکہ عورتیں اس سلسلہ میں غفلت کرتی ہیں۔وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ (اوراللہ تعالیٰ سے ڈرو جوتمہارا رب ہے۔اوران عورتوں کومت نکالو) یہاں تک کہ ان کی عدت پوری ہو۔مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ (ان کے رہنے کے گھروں سے) ان رہائشی مکانات سے جہاں وہ عدت سے قبل رہائش پذیر تھیں۔اوروہ خاوندوں کے گھر ہی ہیں۔اورعورتوں کی طرف اضافت کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کی رہائش کیلئے خاص تھے۔

مَسْئَلَه :اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سکنی واجب ہےاورجب کوئی آدمی یہ قسم اٹھالے کہ وہ فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوگا۔تو اس کے رہائشی مکان میں خواہ وہ اس کی ملک نہ بھی داخل ہونے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔

## معنی الاخراج:

کہ خاوندان کوناراضگی کی وجہ سے مت نکالیں۔ان کی سکونت کوناپسند کرتے ہوئے نہ نکالیں یا مکان کی ضرورت کے پیش نظر نہ نکالیں۔اورنہ ہی ان کونکلنے کی اجازت دیں جبکہ وہ ان سے نکلنے کا مطالبہ کریں یہ بات ظاہر کرنے کیلئے کہ رکاوٹ کے دور کرنے میں ان کے اذن واجازت کوکوئی دخل نہیں ہے۔وَلَا يَخْرُجْنَ (اورنہ وہ خود نکلیں) اگر اس کا ارادہ رکھتی ہوں۔اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ (ہاں مگر کوئی کھلی بےحیائی کریں) ایک قول یہ ہے :فاحشہ سے مراد زنا ہے۔یعنی اگر وہ ارتکاب زنا کر



BestUrduBooks.wordpress.com

لیں تو نفاذ حد کیلئے اس کو نکالا جائے گا۔ ایک اور قول یہ ہے عورت کا اختتام عدت سے پہلے نکلنا یہ فی نفسہٖ فاحشہ ہے۔ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ (یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں) اس سے مذکورہ احکام مراد ہیں وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا (اور جو شخص احکام خداوندی سے تجاوز کرے گا۔ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اے مخاطب مجھے معلوم نہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ (اس کے بعد) کوئی نئی بات تیرے دل میں پیدا کر دے) کہ خاوند کے دل کو بغض سے محبت کی طرف پلٹ دے اور بے رغبتی کو رغبت میں بدل ڈالے اور عزیمت طلاق پر شرمندگی کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سے رجوع کرے۔ مطلب یہ ہوا فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ اور ولا تخرجوھن من بیوتھن۔ پس ان کو عدت کے وقت میں طلاق دو اور عدت کو شمار کرو اور ان کو رہائشی گھروں سے نہ نکالو شاید کہ تمہیں شرمندگی ہو پھر تم رجوع کر لو۔

۲ : فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ (پھر جب وہ اپنی عدت کے خاتمہ کے قریب پہنچ جائے) عدت کے اختتام کے قریب پہنچ جائیں۔ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ (تو تم قاعدے کے موافق ان کو (اپنے نکاح) میں روک لو یا قاعدہ کے موافق ان کو چھوڑ دو) مطلب یہ ہے تمہیں اختیار ہے اگر تم رجوع کرنا چاہو۔ اور روکنا قاعدہ اور احسان کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اور اگر رجعت نہیں چاہتے مفارقت چاہتے ہو تو وہ ضرار سے بچی ہوئی ہونی چاہیے ضرار یہ ہے کہ عورت سے عدت کے اختتام پر رجوع کرے پھر اس کو اسلئے طلاق دے تاکہ اس کی عدت طویل ہو اور اس کو تکلیف پہنچے۔ وَّاَشْهِدُوْا (اور تم گواہ بنالو) رجوع وفرقت ہر دو وقت میں گواہ بنالینا مستحب ہے تاکہ ان کے مابین جھگڑا نہ پڑے۔ ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ (دو عدل والے تم مسلمانوں میں سے) وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ (اے گواہو! تم ٹھیک اللہ تعالیٰ کیلئے شہادت دو) خالص اس کی رضامندی کیلئے اور وہ یہ ہے کہ وہ گواہی نہ تو مشہود علیہ اور نہ مشہود لہٗ اور نہ ہی کسی اور غرض کی خاطر دیں بلکہ صرف ازالہ ظلم اور قیام حق کیلئے دیں۔ ذٰلِكُمْ (یہ) یعنی شہادت کو رضائے الٰہی اور انصاف کو قائم رکھنے کیلئے دینا۔ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر یقین رکھتا ہو) یعنی اس سے نفع ایسے ہی لوگوں کو ہوگا۔

## تقویٰ والے کے لئے اللہ راہ نکال دیتے ہیں:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کی شکل نکال دیتا ہے) یہ جملہ معترضہ طلاق کو طریق سنت کے مطابق جاری کرنے کی تاکید کیلئے لایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ پھر سنت طریق سے اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور معتدہ طلاق کو تنگ نہیں کرتا اور اس کو جائے سکونت سے دوران عدت نہیں نکالتا اور محتاط رہا۔ تو اس کو جمع خاطر رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ضرور کوئی ایسا راستہ اس غم سے نکلنے کا پیدا کر دیں گے جو عموماً ایسے خاوندوں کو پیش آیا کرتا ہے۔ اس کو تنگیوں سے نکال کر کشادگی کر دیں گے اور پریشانیوں سے چھٹکارا عنایت فرمائیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ

اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے ملنے کا گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرلے سو وہ اس کے لئے کافی ہے بلاشبہ اللہ اپنا کام پورا ہی کر کے رہتا ہے بیشک

جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③ وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ

اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر فرمایا ہے۔ اور تمہاری بیویوں میں سے جو عورتیں حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہیں اگر تم کو شبہ ہو

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰۗـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ

تو ان کی عدت تین مہینے ہیں اور اسی طرح جن عورتوں کو حیض نہیں آتا اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے اس حمل کا پیدا ہو جانا ہے اور جو شخص اللہ سے

يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ④ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ

ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل فرمایا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس

عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ⑤ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ

کے گناہوں کا کفارہ فرما دے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا تم ان عورتوں کو اپنی وسعت کے موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو اور ان کو تنگ

لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ

کرنے کے لئے ضرر مت پہنچاؤ اور اگر وہ عورتیں حمل والیاں ہوں تو حمل پیدا ہونے تک ان پر خرچ کرو۔ پھر اگر وہ عورتیں تمہارے لئے

لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ⑥

دودھ پلائیں تو تم ان کو اجرت دو۔ اور باہم مناسب طور پر مشورہ کرلیا کرو۔ اور اگر باہم کشمکش کرو گے تو کوئی دوسری عورت دودھ پلاوے گی۔

۳ : وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (اور اس کو ایسی جگہ سے رزق بھی پہنچا دیتا ہے۔ جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں) ایسے طریق سے کہ جس کا اس دل میں گمان بھی نہیں ہوتا) یہ بھی درست ہے کہ اس آیت کو ذلکم یوعظ بہ کے ساتھ بطور استطراد لایا جائے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کا راستہ مقرر کردیں گے اور اس کو دنیا و آخرت کے غموم سے چھٹکارا ملے گا نبی اکرم ﷺ نے اس کی تلاوت فرمائی اور فرمایا دنیا کے شبہات اور غمرات موت اور قیامت کے دن کی سختیوں سے چھٹکارا ملے گا۔ (رواہ الثعلبی والواحدی۔ حاشیہ کشاف) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے ایک ایسی آیت معلوم ہے۔ کہ اگر لوگ اسی کو اپنا لیں تو ان کے لئے کفایت کر جائے پھر یہ آیت ومن یتق اللہ الآیۃ پڑھی پھر اس کو بار بار پڑھ کر دھراتے رہے۔ [رواہ ابن ماجہ: ۴۲۲۰]



BestUrduBooks.wordpress.com

## عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

روایت میں ہے کہ عوف بن مالک کے بیٹے کو مشرکین نے قید کر لیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور شکایت کی کہ میرے بیٹے کو قید کر لیا گیا۔ اور فاقے کی بھی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا آل محمد نے تو ایک مد پر شام کی ہے۔ پس تو تقویٰ اختیار کر اور صبر کے دامن کو تھام اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کو کثرت سے پڑھ عوف اپنے گھر لوٹے اور اپنی بیوی کو کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور تمہیں حکم دیا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو کثرت سے پڑھو۔ اس نے کہا بہت خوب وہ کلمہ ہے جس کے پڑھنے کا حکم ملا ہے۔ انہوں نے اس کو پڑھنا شروع کیا اچانک ان کے دروازہ کو کسی نے کھٹکھٹایا۔ وہ ان کا بیٹا ہی تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک سو اونٹ تھے۔ دشمن ان سے غافل ہوئے تو وہ ان کو اپنے ساتھ کھینچ کر لے آیا۔ پس یہ آیت اتری۔ [رواہ الثعلبی والبیہقی نحوہ حاشیہ کشاف] وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے) اپنا معاملہ خواہ طمع ہو یا تدبیر وہ اس کے سپرد کرتا ہے۔ فَهُوَ حَسْبُهٗ (پس وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے) دونوں جہانوں میں۔ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ (اللہ تعالیٰ اپنے کام کو پورا کر کے رہتا ہے)

قراءت: حفص نے اسی طرح پڑھا ہے جس کا معنی اپنے حکم کو نافذ کرنے والا ہے۔ دیگر قراء نے بالغٌ امرَهٗ وہ پہنچاتا ہے اپنے معاملے کو جو وہ ارادہ کرتا ہے۔ کوئی مراد اس سے رہ نہیں سکتی اور کوئی مطلوب اس سے چھوٹ نہیں سکتا۔ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے) ہر چیز کا اندازہ اور وقت مقرر ہے۔ یہ اس بات کی وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کیوں ضروری ہے اور معاملات کو کیوں اس کے سپرد کرنا چاہیے کیونکہ جب انسان کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہر چیز خواہ وہ رزق ہو یا روشنی اس کا ایک وقت واندازہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ تو رب مخلوق کی تقدیر کے تسلیم کرنے اور اس کی ذات پر بھروسہ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔

## عدتِ آئسہ:

۴ : وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ (اور تمہاری بیویوں میں سے جو عورتیں حیض آنے سے مایوس ہو گئی ہوں) روایت میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہمیں حیض والی عورتوں کی عدت تو معلوم ہو گئی۔ جو عورتیں حیض والی نہیں ہیں ان کی عدت کیا ہے؟ تو یہ آیت اتری اِنِ ارْتَبْتُمْ (اگر تم کو شبہ ہو) اگر ان کا حکم مشکل ہو جائے اور تمہیں معلوم نہ ہو کہ کس طرح عدت گزاریں تو فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ (ان کی عدت تین ماہ ہے) یعنی ان کا حکم یہی ہے۔ ایک قول یہ ہے: اگر تمہیں بالغات کے دم حیض کے ناامیدی کی عمر تک پہنچ جانے میں شک ہو (اور اس کا اندازہ ساٹھ سال اور پچپن سال سے کیا گیا ہے) آیا وہ دم حیض ہے یا استحاضہ؟ تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ جب یہ مشکوک الدم عورت کی عدت ہے تو غیر مشکوک کی تو بدرجہ اولیٰ یہی عدت ہو گی۔ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ (اور وہ عورتیں جن کو حیض نہ آیا ہو) وہ کم عمر ہیں۔ تقدیر کلام یہ ہے واللائی لم یحضن فعدتھن ثلاثۃ اشھر۔ کہ



BestUrduBooks.wordpress.com

کم عمر عورتوں کی عدت بھی تین ماہ ہے۔ جملہ کو حذف کیا کیونکہ اس میں دلالت موجود تھی۔

## کم عمر عورتوں کی عدت:

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے) اجل عدت کے معنی میں ہے یہ نص تمام مطلقات کو شامل ہے۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کے متعلق قول علی و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے کہ ابعد الاجلین اس کی عدت شمار ہوگی۔ خواہ وضع حمل ہو یا دیگر وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا (اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر کام میں آسانی کر دے گا) تقویٰ کے سبب اس کے معاملے کو آسان اور اس کے عقدے حل کر دیے جائیں گے۔

۵ : ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ (یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے) جو ان معتدات کے سلسلہ میں معلوم ہوا۔ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ (جو اس نے تمہارے پاس بھیجا ہے) لوح محفوظ سے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ (جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے) ان پر عمل کے سلسلہ میں جو اس نے احکامات اتارے اور اس پر لازم آنے والے حقوق کی نگہبانی کی۔ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا (وہ اس کے گناہوں کو دور کر دیں گے۔ اور اس کو بڑا اجر دے گا)

## وضاحتِ تقویٰ:

۶ : رَبط : پھر تقویٰ کی وضاحت فرمائی گویا من یتق اللّٰہ کا حکم سن کر سوال کیا گیا کہ ہم تقویٰ پر معتدات کے سلسلہ میں کس طرح چلیں تو فرمایا۔ اَسْكِنُوْهُنَّ (تم ان کو رہنے کا مکان دو) اس اس طرح یعنی حیثیت کے مطابق۔ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ (جہاں تم رہتے ہو) یہ من تبعیضیہ ہے۔ اور جس کی بعضیت بیان کی گئی وہ محذوف ہے اے مکان ای اسکنوھن مکانا من حیث سکنتم یعنی اپنی رہائش گاہ کا کوئی حصہ۔ مِّنْ وُّجْدِكُمْ (اپنی وسعت کے موافق)

نحو : یہ من حیث سکنتم کا عطف بیان ہے۔ اور اس کی تفسیر ہے گویا اس طرح کہا گیا اسکنوھن مکانا من مسکنکم مما تطیقونہ۔ الوجد وسعت و طاقت کو کہتے ہیں۔

قراءت : وُجْدِكُمْ یہ ضمہ سے قراءت معروفہ ہے۔ باقی تینوں حرکات سے پڑھا گیا ہے۔

مَسْئَلَہ : نفقہ اور سکنیٰ مطلقہ کیلئے واجب ہے اور امام مالک و شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک مطلقہ مبتوتہ کیلئے نفقہ نہیں ہے دلیل وہ روایت ہے جس کو فاطمہ بنت قیس نے نقل کیا کہ ان کے خاوند نے ان کو طلاق بائنہ دے دی رسول اللہ نے فرمایا تیرے لئے نہ سکنیٰ ہے اور نہ نفقہ۔ (رواہ الترمذی ۱۱۸۰، ابن ماجہ: ۲۰۳۶) حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے پیغمبر کی سنت ایک عورت کے قول پر چھوڑ نہیں سکتے شاید کہ اس کو بھول ہوگئی یا اس کو اشتباہ پڑ گیا۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے خود سنا۔ لھا السکنیٰ والنفقۃ [رواہ احمد: ۶/۴۱۲، مسلم ۱۴۸۰، ابوداؤد/ ۲۲۸۸] وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ (اور ان کو تکلیف مت پہنچاؤ) ان کے ساتھ ضرار



BestUrduBooks.wordpress.com

کا استعمال نہ کرو۔ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ (ان کو تنگ کرنے کیلئے) رہائش کے سلسلہ میں بعض ایسے اسباب پیدا کر کے جوان کے موافق نہ ہوں۔ یا ان کے مکان کو مصروف کر دیا جائے۔ نمبر۳۔ اور صورت ایسی پیدا کی جائے جس سے تم ان کو نکلنے پر مجبور کر دو۔ وَاِنْ كُنَّ (اور اگر وہ مطلقات) اُولَاتِ حَمْلٍ (حمل والی ہوں) فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (تو وضع حمل تک ان کو (کھانے پینے کا) خرچہ دو)

## فائدۂ شرط:

حمل کی شرط لگانے کا فائدہ یہ ہے۔ اس لئے کہ وہ مدتِ حمل بسا اوقات طویل ہو جاتی ہے۔ تو ممکن ہے کوئی گمان کرلے کہ پھر نفقہ تو ساقط ہو جانا چاہیے جبکہ حائل سے عدت ختم ہو جائے تو یہ شرط لگا کر اس گمان کی نفی کر دی گئی۔

## مطلقہ مرضعہ:

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ (اگر وہ تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں) یعنی یہ مطلقات اگر تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں جو دوسری عورتوں سے ہو یا انہی کے بطن سے ہو اس زوجیت کے سلسلہ کے ختم ہونے کے بعد۔ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (تو ان کو مقرر اجرت دے دو) تو ان کا حکم اس وقت دایہ کا ہے۔ جب بچہ خود ان سے ہی ہو تو ان سے (اجرت کا معاملہ) سے استیجار جائز نہیں۔ البتہ امام شافعیؒ رحمہ اللہ کے ہاں جائز ہے وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ (اور باہم مناسب طور پر مشورہ کرلیا کرو) اجرت میں باہمی رضامندی پر مشورہ کرلیا کرو۔ نمبر۲۔ ایک دوسرے کو مناسب بات کہہ دیا کرو۔ اس میں خطاب امہات اور آباء کو ہے۔ بِمَعْرُوْفٍ (دستور کے موافق) طریق سنت کے مناسب، اور جو مروءۃ کے اعتبار سے خوب ہو۔ نہ باپ پر بوجھ ڈالا جائے اور نہ ماں کو تنگ کیا جائے کیونکہ وہ ان کا بیٹا ہے اور وہ دونوں اس میں شریک ہیں۔ اور اس پر شفقت کرنے میں۔ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ (اور اگر تم باہم کشمکش کرو گے) ایک دوسرے کے سلسلے میں تنگی کرو گے۔ مثلاً ماں اتنی اجرت پر خوش نہیں جتنی اجرت پر اجنبی عورت پلاتی ہے۔ اور باپ اس سے زیادہ دیتا نہیں۔ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى (تو کوئی دوسری عورت اس کو دودھ پلا دے گی) عنقریب دودھ پلانے والی میسر ہو جائے گی۔ ماں جو دودھ پلائے اس کے علاوہ مرضعہ دشوار نہیں۔ اس میں ماں کی طرف سے جو تنگی پیدا کی گئی اس پر عتاب کیا گیا ہے۔ لَهٗ والد کیلئے یعنی اگر ماں نے تنگی ظاہر کی ہے۔ تو بغیر تنگی والی دایہ اس کو میسر ہو جائے گی جو اس کے بیٹے کو دودھ پلائے گی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا

وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق خرچ کرنا چاہیے اور جس کی آمدنی کم ہو اس کو چاہیے کہ اللہ نے جتنا اس کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ اللہ کسی شخص کو اس سے

ع ۱۷ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ⑦ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ

زیادہ تکلیف نہیں دیتا جتنا اس کو دیا ہے اللہ تنگی کے بعد جلدی خوشحالی دے دے گا۔ اور کتنی ہی بستیاں تھیں جنہوں نے اپنے

عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ⑧ فَذَاقَتْ وَبَالَ

رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں سے سرتابی کی۔ سو ہم نے ان کا سخت حساب کیا اور انہیں برا عذاب دیا سو اس نے اپنے اعمال کا

اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ⑨ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ ۛ

وبال چکھ لیا اور ان کا انجام کار خسارہ ہوا۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار فرمایا سو اے عقل والو جو ایمان لائے اللہ سے ڈرو۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ⑩ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ

اللہ نے تمہاری طرف ایک نصیحت نامہ نازل فرمایا ایک ایسا رسول جو تم پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے جو واضح طور پر بیان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

کرنے والی ہیں تاکہ ان لوگوں کو اندھیریوں سے نور کی طرف نکالے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے

يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ⑪

وہ اللہ سے ایسی جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ نے اس کے لئے اچھی روزی مقرر فرمائی ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا

اللہ ایسا ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کی طرح زمین بھی، ان سب میں احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تم کو معلوم ہو جائے

۲ ع ۵ ۱۸ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ⑫

کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو احاطہ علمی میں لئے ہوئے ہے۔

## خرچہ خشیت کے مطابق:

۷: لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ (وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق خرچ



BestUrduBooks.wordpress.com

کرنا چاہئے اور جس کی آمدنی کم ہو۔اس کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنا اس کو دیا ہے۔اس میں سے خرچ کرے ) تنگ دست وسعت والا ہر ایک اپنی حیثیت کا لحاظ کر کے خرچ کریں اور اس خرچ سے مراد وہ نفقات واجبہ ہیں جو مطلقات و مرضعات کو دینے کا شرع نے حکم دیا ہے۔قدر علیہ رزقہ تنگی والا ہونا۔یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو خوراک کی حد تک دیا ہے۔لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ( اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے جتنا اس کو دیا ہے ) آتاھا بمعنی اعطاھا کے ہے۔اور ھا سے مراد نفس ہے۔سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ( عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد وسعت پیدا کر دیں گے ) یعنی معیشت کی تنگی کے بعد وسعت۔اس میں تنگدست کو کشائش کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

## سرکشی اور اس کے نتائج:

۸ : وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ ( بہت سی ایسی بستیاں ہیں ) قریہ سے پہلے مضاف محذوف ہے۔اے اھل قریۃ بستیوں والے عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ ( جنہوں نے اپنے رب کے حکم اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں سے سرتابی کی ) یعنی انبیاء سے عناد و سرکشی کی بناء پر اعراض کیا۔فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ( پس ہم نے ان کے اعمال کا سخت محاسبہ کیا ) ان کا پیچھا کر کے اور پڑتال کر کے۔ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ( اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سخت سزا دی )

قراءت: مدنی اور ابو بکر نے نُكُرًا پڑھا ہے۔بہت ہی اوپرا اور انوکھا۔

۹ : فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ( غرض انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا اور ان کا انجام کار خسارہ ہی ہوا ) یعنی خسارہ اور ہلاکت۔مراد یہ ہے آخرت کا حساب اور عذاب اور جو اس میں وبال پائیں گے اور خسارہ حاصل ہوگا۔

## ایک نکتہ:

یہ لفظ ماضی سے ذکر کیا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ جس کا انتظار ہو رہا ہے۔اور اس کی وعیدیں جو مستقبل سے متعلق ہیں۔وہ حقیقت میں ایسی ہیں جیسے پہنچ چکی اور جو بھی ہونے والا ہے گویا وہ ہو چکا ہے۔

۱۰ : اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ( اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے ) اس میں وعید کو دوبارہ لائے اور اس بات کی وضاحت فرمائی کہ یہ ہے جس کا انتظار ہے۔گویا اس طرح فرمادیا۔کہ اللہ تعالیٰ نے اعد اللہ لھم ھذا العذاب۔کہ یہ عذاب اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کیا ہے۔فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ( پس اے سمجھدار لوگو! جو ایمان لائے ہو۔اللہ تعالیٰ سے ڈرو ) اے عقل والو! ایمان والوں میں سے یہ تمہارے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تقوے میں مہربانی اور اس کے عقاب سے بچنے میں خیر ہے۔اوپر والی آیات حاسبنھا کو ملا کر تفسیر کر رہے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ اس سے مراد یہ لیں۔گناہوں کا شمار اور ان کا گننا دنیا میں ہے اور فرشتوں کے صحائف میں ان کو درج بھی کر دیا گیا۔اور جو کچھ ان کو اس دنیا کی زندگی میں عذاب پہنچا۔وہ مراد ہو۔( مگر اکثر مفسرین آخرت کا عذاب مراد لیتے ہیں )



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : عتت اپنے معطوفات کے ساتھ قریہ کی صفت ہے۔اور اعد اللّٰہ لھم یہ کاین کا جواب ہے۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا (اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس ایک نصیحت نامہ بھیجا) ذکر سے قرآن مراد ہے۔

۱۱ : رَّسُوْلًا (ایک عظیم الشان رسول)

نحو : نمبرا۔رسولا منصوب ہے۔فعل اس کا محذوف ہے۔تقدیر کلام یہ ہے ارسل رسولاً یا یہ ذکراً سے بدل ہے۔گویا کہ وہ رسول اپنی ذات کے اعتبار سے نصیحت ہے۔نمبر۳۔مضاف محذوف ہے۔تقدیر کلام یہ ہے قد انزل اللّٰہ ذکرا رسولاً اور ذکر سے مراد شرف وعظمت ہوگی جیسا اس آیت میں ہے۔ وانہ لذکر لک ولقومک [الزخرف:۴۴] معنی یہ ہوا اے ذا شرف و مجد عند اللّٰہ۔الرسول سے مراد جبرئیل علیہ السلام،نمبر۲،محمد علیہ السلام ۔

يَّتْلُوْا (وہ رسول پڑھتا ہے) نمبر۲۔اللہ تعالیٰ عزوجل عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ (تم پر اللہ تعالیٰ کی واضح آیات تاکہ وہ نکالے) یعنی اللہ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (ایسے لوگوں کو جو ایمان لائیں اور اچھے عمل کریں) تاکہ ان کو حاصل ہو جس پر وہ اس گھڑی ہیں یعنی ایمان اور عمل صالح۔نمبر۲۔یا تاکہ وہ نکالے ان لوگوں کو جن کے متعلق علم ہو چکا کہ وہ ایمان لائیں گے۔مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (اندھیروں سے روشنی کی طرف) ظلمات کفر سے یا جہالت سے ایمان کی روشنی کی طرف یا علم کی طرف وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ (اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو داخل فرمائیں گے)

قراءت : ندخلہ نون کے ساتھ مدنی اور شامی نے پڑھا ہے۔

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا (جنت کے باغات میں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے)

## ایک نکتہ:

مَنْ کے لفظ کا لحاظ کر کے اور معنی کا لحاظ کر کے واحد وجمع صیغے لائے گئے ہیں۔ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا (بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت اچھی روزی دی ہے) اس میں معنی تعجب کا اور تعظیم کا پایا جاتا ہے اس ثواب کے متعلق جو ایمان والوں کو عنایت کیا جائے گا۔

## مثلیتِ ارض سے مراد:

۱۲ : اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ (اللہ تعالیٰ ہی نے سات آسمان پیدا کیے)

نحو : اللہ مبتدا الذی خلق خبر ہے۔سبع سمٰوٰت ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اجماع مفسرین:

مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آسمان سات ہیں۔

وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (اور انہی کی طرح زمین بھی)

نحو : منصوب مانیں تو اس کا عطف سبع سمٰوٰت پر ہوگا۔

## ایک قول :

قرآن مجید میں ہے سوائے اس آیت کے اور کوئی آیت نہیں جو زمین کے سات عدد ہونے پر دلالت کرتی ہو۔ ہر دو آسمانوں کے مابین تو پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ اور ہر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو سال کی ہے۔ اور زمینیں بھی ان آسمانوں کی طرح ہیں۔

**ایک اور قول** : زمین ایک ہے البتہ اقالیم اس میں سات ہیں۔ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ (ان سب میں اللہ تعالیٰ کے احکام نازل ہوتے رہتے ہیں) یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم اور فیصلہ ان کے درمیان جاری ہے۔ اور اس کی بادشاہی ان سب میں نافذ ہے۔ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قدرت رکھتا ہے)

نحو : لام اس کا تعلق خلق سے ہے۔

وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا (اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اپنے احاطۂ علمی میں لیے ہوئے ہیں)

نحو : عِلْمًا یہ تمیز ہے نمبر ۲۔ مصدر ہے جو غیر لفظ سے آیا ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے قد علم کل شیٔ علمًا۔

الحمد للہ سورۃ الطلاق کا تفسیری ترجمہ مکمل ہوا



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَۃُ التَّحْرِیْمِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ ثِنْتَا عَشْرَۃَ اٰیَۃً وَّفِیْھَا رُکُوْعَانِ

سورۃ التحریم مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں بارہ آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اے نبی آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا' آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں' اور اللہ بخشنے والا ہے

رَّحِیْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ②

مہربان ہے' اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر فرمادیا ہے اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے' اور وہ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ

اور جب نبیؐ نے ایک بات اپنی ایک بیوی سے آہستہ سے بیان فرمادی' پھر جب وہ بات اس بیوی نے بتادی اور اللہ نے وہ بات نبی پر ظاہر فرمادی

عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ

تو پیغمبرؐ نے کچھ بات بتادی اور کچھ بات سے اعراض کیا' پھر جب نبیؐ نے وہ بات اس بیوی کو بتادی تو اس نے کہا کہ آپ کو اس کی کس نے خبر دی؟ آپ نے فرمایا

نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ③

مجھے جاننے والے خبر رکھنے والے نے خبر دی۔

۱ : یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (اے نبی جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے اس کو آپ حرام کیوں کرتے ہیں؟) روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں ماریہ سے خلوت کی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوگیا۔ آپ نے حفصہ کو فرمایا میری بات ظاہر نہ کرنا۔ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے اور تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ ابوبکر، عمر میرے بعد میری امت کے معاملے کے ذمہ دار ہونگے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کی اطلاع عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ یہ دو سہیلیاں تھیں۔

**ایک قول یہ ہے:**

کہ حفصہ کی باری کے دن میں ماریہ سے خلوت کی پھر اس کو خوش کرنے کیلئے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کرلیا۔ اور اس کو چھپانے کا

حکم دیا۔ مگر اس نے نہ چھپایا۔ پس آپ نے حفصہ کو طلاق دے دی۔ اور بیویوں سے علیحدگی اختیار فرمائی۔ ۲۹ انتیس راتیں ماریہ کے گھر میں گزاریں پس جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا حفصہ سے رجوع فرمالیں وہ بہت زیادہ روزے رکھنے اور قیام کرنے والی ہے اور قیامت کے دن جنت میں یہ آپ کی ازواج سے ہے۔ [قال الحافظ اراہ ھکذا وھو عند الحاکم وغیرہ بغیر ذکر سببہ حاشیہ کشاف]

## ایک اور روایت:

میں ہے کہ آپ نے زینب بنت جحش کے گھر میں شہد پیا۔ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما، نے باہمی موافقت کی اور کہنے لگیں ہمیں آپ کے منہ سے مغافیر کو بو آرہی ہے۔ آپ ﷺ بو کو ناپسند کرتے تھے۔ پس آپ نے شہد کو حرام کرلیا۔ پس اس کا معنی: آپ کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے حلال کر رکھا ہے۔ باندیوں کو یا شہد کو۔ [رواہ البخاری ۵۲۶۷، مسلم ۱۴۷۴]

تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ (آپ چاہتے ہیں اپنی بیویوں کی خوشنودی) یہ لم تحرم کی تفسیر ہے۔ نمبر۲۔ حال ہے نمبر۳۔ جملہ مستانفہ ہے اور یہ آپ کی طرف سے لغزش تھی کیوں کہ کسی کو حق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرے۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے) اس نے آپ کو بخش دیا جو لغزش آپ سے ہوئی۔ اور آپ پر اس نے رحم فرمایا کہ مؤاخذہ نہیں کیا۔

## قسم کی نکلنے کی راہ:

۲ : قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ (اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کیلئے تمہاری قسموں کے کھولنے (کا طریقہ) مقرر کر دیا ہے) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایسی چیز مقرر فرمادی جس سے تم اپنی قسموں سے حلال ہو سکتے ہو اور وہ کفارہ ہے۔ نمبر۲۔ کفارہ سے قسموں کی حلت کو مشروع کیا۔ نمبر۳۔ قسموں میں استثناء کو جائز قرار دیا۔ عرب کہتے ہیں حلل فلان فی یمینہ جب کہ وہ اس میں استثناء کرے۔ اور استثناء یہ ہے کہ قسم کے آخر میں انشاء اللہ کہہ دے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے۔

## عندالاحناف:

حلال کو حرام کرلینا قسم ہے۔

## بقولِ مقاتل:

رسول اللہ ﷺ نے ایک رقبہ تحریم ماریہ میں آزاد فرمایا۔ قولِ حسن رحمہ اللہ۔ آپ ﷺ نے کفارہ نہیں دیا کیونکہ آپ کو ماتقدم من ذنبہ اور ماتاخر سب معاف تھے۔ اور یہ ایمان والوں کی تعلیم کیلئے فرمایا گیا۔ وَاللّٰهُ مَوْلٰكُمْ (اور اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے) تمہارا آقا اور تمہارے کاموں کا ذمہ دار ہے۔ ایک قول یہ ہے: مولاکم تمہارے نفوس سے بڑھ کر حقدار ہے۔ پس



BestUrduBooks.wordpress.com

اس کی خیر خواہی تمہاری نصیحتوں سے زیادہ نفع بخش ہے۔ وَهُوَ الْعَلِيْمُ (وہی بڑا جاننے والا ہے) جو چیز تمہارے لئے درست ہے پس وہ اسی کو مشروع کرنے والا ہے۔ الْحَكِيْمُ (بڑی حکمت والا ہے) اس میں جو اس نے حلال وحرام قرار دیں ہیں۔

## حدیثِ ماریہ، امامت شیخین:

۳ : وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا (جب پیغمبر ﷺ نے اپنی کسی زوجہ سے ایک بات چپکے سے کہی اور اس کو کہہ دیا کہ کسی دوسری بی بی سے مت کہنا) حدیث ماریہ اور امامت شیخین مراد ہے۔ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ (پھر جب اس بیوی نے وہ بات دوسری بی بی کو بتلا دی) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ظاہر کر دی۔ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ (اور پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اس کی خبر دے دی) پیغمبر ﷺ کو بات کا افشاء کرنا جبرئیل علیہ السلام کی زبان پر بتلا دیا گیا۔ عَرَّفَ بَعْضَهٗ (تو پیغمبر ﷺ نے ظاہر کرنے والی بی بی کو تھوڑی سی بات تو بتلا دی) کچھ بات جتوا دی وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ (اور تھوڑی بات کو ٹال گئے) پس اس کی اطلاع بطور کرم نفسی نہ دی۔

## قولِ سفیان رحمہ اللہ:

شرفاء اور مہربان لوگوں کی باتوں سے تغافل برتنے کا رواج چلا آرہا ہے۔

قراءت: علی نے عرف تخفیف سے پڑھا ہے۔ یعنی بدلہ دیا جیسے تم مجرم وگناہ گار کو کہو: لا عرفنّ لك ذلك میں تم سے اس بات کا بدلہ لوں گا۔ ایک قول یہ ہے: المعرّف حدیث امامت جس سے اعراض کر لیا جائے اس کو المعرض عنہ کہا جاتا ہے اس سے مراد حدیث ماریہ تھی۔ روایت میں ہے کہ آپ نے حفصہ کو کہا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میری یہ بات چھپاؤ! حفصہ نے جواب دیا جس ذات نے آپ کو سچا پیغمبر بنایا ہے۔ خوشی کی وجہ سے مجھے اپنے اوپر اختیار نہیں رہا اس لئے کہ یہ ایک عظیم شرف تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کو خاص کیا۔ [ذکرہ الزمخشری فی الکشاف ۴/۵۶۶] فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ (جب آپ ﷺ نے حفصہ کو وہ بات بتلا دی) نبی اکرم ﷺ نے حفصہ کو بات بتلا دی کہ تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر راز افشاء کیا ہے۔ قَالَتْ (تو حفصہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے کہنے لگی) مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ (آپ کو یہ اطلاع کس نے دی۔ پیغمبر ﷺ نے فرمایا مجھے بڑے علم والے نے) جو سرائر کا راز دان ہے۔ الْخَبِيْرُ (باخبر ذات نے خبر دی ہے) جو ضمائر سے واقف ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنْ تَتُوبَآ إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۚ وَإِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ

اے دونوں بیویو! اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو تمہارے دل مائل ہو گئے' اور اگر پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں آپس میں کارروائیاں کرتی ہو تو اللہ ان کا مولیٰ ہے

وَجِبْرِيلُ وَصٰلِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ ④ عَسٰى رَبُّهٗٓ إِنْ طَلَّقَكُنَّ

اور جبریل بھی اور نیک مسلمان بھی' اور ان کے علاوہ فرشتے مددگار ہیں' اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار بہت جلد

أَنْ يُبْدِلَهٗٓ أَزْوٰجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ

تمہارے بدلہ میں تم سے اچھی بیویاں عطا فرمادے گا جو اسلام والیاں' ایمان والیاں' فرمانبرداری کرنے والیاں' توبہ کرنے والیاں' عبادت کرنے والیاں' روزہ رکھنے والیاں ہوں گی'

ثَيِّبٰتٍ وَّأَبْكَارًا ⑤

کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں۔

۴ : إِنْ تَتُوبَآ إِلَى اللّٰهِ (اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرلو) اس میں حفصہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کو خطاب ہے۔ جو بطور التفات فرمایا گیا۔ تاکہ عتاب میں زیادہ بلیغ ہو۔

نحو : شرط کا جواب محذوف ہے اور تقدیر کلام اس طرح ہے ان تتوبا الی اللّٰہ فھو الواجب۔ اگر تم دونوں توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تو وہ ضروری ہے۔ اور محذوف پر دلالت فقد صغت قلوبکما کر رہا ہے۔ فَقَدْ صَغَتْ (پس بلاشبہ تمہارے دل قائل ہو گئے) قُلُوبُكُمَا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاص میں ہر شخص پر واجب ہے کہ وہی چیز پسند کرے جو آپ پسند کرتے ہیں اور اسی چیز کو ناپسند سمجھے جس کو آپ ناپسند کرتے ہیں۔

## دو عورتوں کا باہمی تعاون کیا حیثیت رکھتا ہے جس کے معاون یہ ہوں:

وَإِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ (اور اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تم باہم تعاون کرتی رہیں)۔

قراءت: کوفی نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ اگر تم دونوں باہمی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف تعاون کرتی رہیں اس بات میں جو آپ کو ناپسند ہے یعنی ایک دوسرے پر غیرت میں افراط اور آپ کے راز کو کھولنا اور ظاہر کرنا۔ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ (تو یاد رکھو! پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق اللہ ہے) آپ کا ولی و ناصر ہے۔ درمیان میں ھو کا اضافہ اس بات کو ظاہر کرنے کیلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر آپ کا نگہبان و مددگار ہے۔ وَجِبْرِيلُ (اور جبرئیل بھی آپ کا ولی و دوست ہے۔) وَصٰلِحُ الْمُؤْمِنِينَ (اور نیک مؤمنین) جو صالح مؤمنین ہیں ایمان لا کر صالح اعمال انجام دینے والے ہیں۔ ایک قول یہ ہے: جو نفاق سے بری ہیں۔ ایک قول: صحابہ مراد ہیں۔ اگرچہ واحد کا صیغہ ہے مگر مراد جمع ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ لا یفعل ھذا الصالح من الناس یہاں تمہاری مراد جنس



BestUrduBooks.wordpress.com

صالح ہے۔ایک قول یہ ہے: اس کی اصل صالحوا المؤمنین ہے۔ واؤ کو لکھنے میں حذف کر دیا۔ تا کہ لفظ کی موافقت ہو جائے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ (اوران کے علاوہ فرشتے مددگار ہیں) اپنی کثرت تعداد کے ساتھ۔ بَعْدَ ذٰلِكَ (اس کے بعد) یعنی اللہ تعالیٰ کی نصرت اور جبرئیل وصالح مؤمنین کی معاونت کے بعد ظَهِيْرٌ (ایک فوج آپ کی معاون ہے۔) پس دوعورتوں کا باہمی تعاون کیا حیثیت رکھتا ہے ان کے لئے جن کے معاون یہ سب ہوں۔ کیونکہ فرشتوں کا معاونت کرنا یہ من جملہ اللہ تعالیٰ کی نصرت میں سے ہے تو اسی لئے بعد ذلک کے لفظ ان کی نصرت ومعاونت کی عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے لائے گئے ہیں۔

۵ : عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ (اگر پیغمبر ﷺ تم کو طلاق دے دیں گے بہت جلدان کا رب تعالیٰ تمہارے بدلے دے دے گا)

قراءت : مدنی، ابوعمرو نے یُبَدِّلَه پڑھا ہے۔ تشدید کثرت کو ظاہر کرنے کیلئے ہے۔ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ (بیویاں تم سے اچھی ہونگی)

سوال : وہ مبدلات ان سے زیادہ بہتر کیسے ہوسکتی ہیں حالانکہ امہات المؤمنین سے زیادہ خیر والی کوئی عورت سطح زمین پر نہیں پائی جاتی؟

جواب : جب رسول اللہ ﷺ ان کی ایذاء کی وجہ سے ان کو طلاق دے دیں گے۔ تو ام والی صفت نہ رہی تو دوسری عورتیں ان صفات سے موصوف ہونگی (اوران کو شرف زوجیت حاصل ہو جائے گا) تو وہ ان سے بہت بہتر ہو جائیں گی۔ (جب طلاق نہیں دی تو کسی دوسری عورت کا ان سے افضل ہونا ثابت نہ ہوا)

## صفاتِ مؤمنات:

مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ (اسلام لانے والیاں، فرماں برداری کرنے والیاں) اخلاص کے ساتھ اقرار اسلام کرنے والیاں۔ قٰنِتٰتٍ (فرمانبردار) القنوت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو بجالانا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں ہے۔ تٰٓئِبٰتٍ (توبہ کرنے والیاں)۔ گناہوں سے نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والیاں اوراس کے رسول ﷺ کے حکم کی طرف رجوع کرنے والیاں۔

عٰبِدٰتٍ (عبادت گزار) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والیاں سٰٓئِحٰتٍ (روزے رکھنے والیاں) ہجرت کرنے والیاں۔ روزہ دار کو بھی سائح کہہ دیا جاتا ہے کیونکہ ہجرت والے کے پاس زادِراہ نہیں ہوتا وہ کھانے سے اس وقت تک باز رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ کھانے والی چیز پائے پس روزہ دار بھی وقت افطار تک کھانے سے رک جانے میں اس کے مشابہ ہو گیا جس کی وجہ سے سائح کا اطلاق اس پر آ گیا۔ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا (کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں)



BestUrduBooks.wordpress.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا

اے ایمان والو بچاؤ اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں '

مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ⑥

اس پر فرشتے مقرر ہیں جو سخت مزاج ہیں' مضبوط ہیں وہ اس کام میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جس کا وہ انہیں حکم دیتا ہے اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۗ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑦ يٰۤاَيُّهَا ع ٧/١٩

اے کافرو! آج عذر بیان نہ کرو تمہیں اسی چیز کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے' اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

ایمان والو! تم اللہ کے حضور میں سچی توبہ کرو' قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہوں کا کفارہ فرما دے گا

وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ

اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' جس دن اللہ نبی کو اور ان کو رسوا نہ فرمائے گا جو ان

اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا

ایمان ان کے ساتھ ہیں ان کا نور ان کے سامنے اور انکی داہنی طرف دوڑتا ہوگا وہ عرض کرتے ہونگے کہ اے ہمارے رب ہمارے نور کو پورا فرما دے

وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑧ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

اور ہماری مغفرت فرما دے' بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں' اے نبی جہاد کیجئے کافروں سے اور منافقوں سے

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۗ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑨

' اور ان پر سختی کیجئے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے' اور وہ بری جگہ ہے۔

## ایک نکتہ:

ثیبات اور ابکار کے درمیان واؤ عاطفہ لائے۔ بقیہ صفات میں واؤ کو ذکر نہیں کیا گیا۔ کیونکہ یہ دونوں صفتیں ایک دوسرے کی منافی اور ضد ہیں۔ بقیہ صفات ایسی نہیں۔

٦ : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ (اے ایمان والو! تم اپنے کو بچاؤ) معاصی کو چھوڑ کر اور طاعات کو اختیار کر کے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَهْلِيْكُمْ (اور اپنے گھر والوں کو) ان پر وہ چیزیں لازم کرو جو اپنے نفسوں پر لازم قرار دیتے ہو۔ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں) وہ آگ کی ایسی قسم ہے جو انسان اور پتھروں سے جلے گی۔ جیسا دوسری آگیں لکڑیوں سے جلتی ہیں۔ عَلَيْهَا (جس پر متعین ہیں) اس کے ذمہ دار اور اس آگ کے ذریعہ عذاب دینے پر نگران مَلٰٓئِكَةٌ (فرشتے ہیں) زبانیہ جن کی تعداد انیس ہے اور ان کے معاون فرشتے۔ غِلَاظٌ شِدَادٌ (تندخو اور قوی) ان کے اجسام میں سختی وشدت ہے یا سخت بول اور زبردست افعال والے۔

## وہ ہر حکم کی ادائیگی کرتے ہیں:

لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ (جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے) یہ صفت کی وجہ سے محل رفع میں واقع ہے۔ مَآ اَمَرَهُمْ (اس کے حکم میں) علیہ محل نصب میں واقع ہے۔ کیونکہ بدل ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ لا يعصون ما امر الله اى امره۔ حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا دوسرے مقام پر فرمایا۔ افعصيت امرى [طٰہ: ۹۳]۔ نمبر۲۔ تقدیر کلام یہ ہوا يعصونه فيما امرهم۔ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے) یہ دونوں جملے ایک معنی میں ہیں۔ اس لئے کہ پہلے کا معنی یہ ہے انهم يتقبلون اوامره ويلتزمونها۔ وہ اس کے احکام کو قبول کرتے اور ان کو اپنے پر لازم کرتے ہیں۔ اور دوسرے جملے کا معنی یہ ہے وہ جو حکم دیا جائے اس کی ادائیگی کرتے ہیں اور اس سے بوجھ محسوس نہیں کرتے اور نہ سستی کرتے ہیں۔

## کفار کو معذرت غیر مفید:

۷ : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (اے کافرو! آج معذرت نہ کرو۔ بس تم کو اس کی سزا مل رہی ہے۔ جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے) ان کو آگ میں داخل ہوتے وقت یہ بات کہی جائے گی۔ تعملونؔ سے دنیا میں کیے جانے والے اعمال۔ لا تعتذروا آج معذرت نہ کرو کیونکہ تمہارا کوئی عذر ہے ہی نہیں۔ نمبر۲۔ اس لئے عذر نہ کرو کیونکہ معذرت کرنا تمہارے حق میں آج مفید نہ ہوگا۔

## خالص توبہ:

۸ : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کرو) نصوحاً یہ معنی اخفش رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے۔ ایک قول یہ ہے: نصوح بمعنی خالص۔ عرب کہتے ہیں۔ عسل ناصح جبکہ وہ موم سے اس کو الگ کر دیا جائے۔ ایک قول یہ ہے نصوحا یہ نصاحة الثوب یعنی ایسی توبہ جو تیرے دین کے شگافوں کو رفو کر دے اور سوراخ کو بند کر دے۔ یہ بھی درست ہے کہ ایسی توبہ جس میں تو لوگوں سے خیر خواہی کرے یعنی ان کو خیر کی طرف بلائے تا کہ اس کا اثر کرنے والے میں ظاہر ہو۔ اور عمل کے مقتضیات پر عمل پیرا ہونے میں عزیمت و اعلیٰ ہمت کا اظہار کرے۔

قراءت: نُصوح حماد و یحییٰ نے پڑھا اور اس کو مصدر قرار دیا ای ذات نصوح او تنصح نصوحًا۔ اور مرفوع بھی وارد ہوا ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ التوبة النصوحُ توبہ نصوح یہ ہے کہ گناہ سے توبہ کرے پھر دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹے جیسے دودھ لوٹ کر تھن میں نہیں جاتا ہے۔

## قولِ حذیفہ:

آدمی کی برائی کیلئے یہی کافی ہے کہ گناہ سے توبہ کرے پھر دوبارہ وہی گناہ کرنے لگے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

توبہ زبان سے استغفار، دل سے شرمندگی، ارکان کے ساتھ اس سے علیحدگی کو کہتے ہیں۔

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ (امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کرے گا) یہ عسیٰ کا لفظ اسی انداز سے ہے جیسا کہ بادشاہ اپنے وعدوں کے وقت کہا کرتے تھے۔ عسیٰ، لعل، فعل کذا وغیرہ۔ حالانکہ ان افعال کا وقوع ان سے قطعی و طے شدہ ہوتا ہے۔ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا۔ جس کے محلات اور درختوں کے نیچے نہریں بہتی ہیں) اس میں ان لوگوں یعنی کفار پر تعریض فرمائی جن کو اس دن رسوا کیا جائیگا۔ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ (ان کا نوران کے سامنے اور ان کے داہنے جانب دوڑتا ہوگا)

نحو: نورھم ،مبتدا اور یسعی الخ خبر ہے۔

یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا (وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے اس نور کو آخر تک رکھنا) یہ اس وقت کہیں گے جب وہ منافقین کا نور بجھا ہوا دیکھیں گے۔ وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (اور ہم کو تو بخشدے تو ہر شئی پر قادر ہے)

۹ : یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے جہاد کریں) تلوار کے ساتھ وَالْمُنٰفِقِیْنَ (اور منافقین سے) سخت بات، وعظ بلیغ کے ذریعہ۔

## ایک قول:

ان پر حدود اسلامی کو قائم کر کے وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ (اور ان پر سختی کرو) دو فریق پر اس مجاہدہ میں جو قتال اور حجت باللسان کی صورت میں ان کے ساتھ اختیار فرمائیں۔ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ (ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ

اللہ نے کافروں کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کا حال بیان فرمایا' یہ دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو

عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ

صالح بندوں کے نکاح میں تھیں' سوان دونوں عورتوں نے ان دونوں کی خیانت کی پھر وہ اللہ کے مقابلہ میں ان عورتوں کے ذرا بھی کام نہ آ سکے اور حکم دیا گیا

ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ

کہ تم دونوں دوسرے داخل ہونے والوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ' اور اللہ نے اہل ایمان کے لئے فرعون کی بیوی کا حال بیان فرمایا ہے

اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ

جبکہ اس نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے لئے اپنے قرب میں جنت میں گھر بنا دیجئے اور مجھے فرعون سے اور ظالم

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۱ لا وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ

قوم سے نجات دیجئے اور عمران کی بیٹی مریم کا حال بیان فرمایا جس نے اپنی ناموس کو محفوظ رکھا سو ہم نے اس میں اپنی

مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝۱۲ ع

روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے کلمات کی اور انکی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی۔

## کافروں کے لئے مثال' زوجہ نوح ولوط کو نیکوں کے نکاح میں ہونا کام نہ آئے گا:

۱۰ : ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ (اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے نوح علیہ السلام کی بیوی کا اور لوط علیہ السلام کی بیوی کا حال بیان فرمایا ہے۔ وہ دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پس ان دونوں عورتوں نے ان دونوں بندوں کا حق ادا نہیں کیا۔ تو یہ نیک بندے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ان دونوں عورتوں کے کچھ کام نہ آ سکے اور دونوں عورتوں کو حکم دیدیا گیا کہ دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی دوزخ میں چلی جاؤ)

اللہ تعالیٰ نے یہ مثال کفار کی حالت کے متعلق اُس سلسلہ میں بیان فرمائی۔ کہ ان کو ان کے کفر و عداوتِ مؤمنین پر بغیر کسی پرواہ کے سزا دی جائے گی اور عداوت کے ہوتے ہوئے ان کو نسب و مصاہرت کام نہ دے گی۔ خواہ وہ نسب سے متصل مؤمن پیغمبر ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام و لوط علیہ السلام کی بیویوں کا حال ہوا۔ جب دونوں نے منافقت اختیار کی اور دونوں



BestUrduBooks.wordpress.com

رسولوں کی خیانت، ان کے افشائے راز سے کی تو دونوں رسول ان کے کچھ بھی کام نہ آئے حالانکہ ان کے مابین باہمی ازدواجی تعلق تھا۔ کہ ان کو عذاب سے بچالیتے۔ قِيلَ ان دونوں کی موت کے وقت یا قیامت کے دن کہا جائے گا۔ ادخلا النار تم دونوں آگ میں داخل ہو جاؤ۔ مع سائر الداخلین۔ (دوسرے تمام داخل ہونے والوں کے ساتھ) کہ جن کا اور انبیاء علیہم السلام کا باہمی کوئی رشتہ نہیں۔ یا داخلین سے اپنی اپنی قوم کے جہنم میں داخل ہونے والے قومی بھائی۔

## ایمان والوں کے لئے آسیہ کو مثال فرعون کی زوجیت کا کچھ نقصان نہ ہوا:

۱۱ : وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ (اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں (کی تسلی) کیلئے فرعون کی بیوی کا بیان کرتا ہے) اس کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں فرعون نے چومیخا کروا کر اسے عذاب میں مبتلا کیا۔ اِذْ قَالَتْ (جب اس نے کہا) جب کہ اسے عذاب دیا جا رہا تھا۔ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (اے میرے رب میرے لئے اپنے قرب میں جنت کے اندر ایک مکان بنا دے) گویا اس نے بلند درجے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ ذات باری تعالیٰ تو مکان سے پاک ہے۔ پس اس کی تعبیر عندک سے کی۔ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ (اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے محفوظ رکھ) عملہ یعنی عملِ فرعون، یا فرعون کی خبیث شخصیت سے اور خصوصاً اس کے عمل کفر، ظلم اور بلا جرم سزا سے محفوظ فرما۔ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (اور مجھے ان ظالموں سے بچا) اس سے سارے قبطی مراد ہیں۔

مَسْئَلَة : نیک لوگوں کی عادت یہ ہے کہ مصائب و مشکلات کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء اور اللہ تعالیٰ کی پناہ اور ظلم سے چھٹکارے کا سوال کرتے رہنا چاہیے۔

## مریم نے بلد خاوند اپنی ناموس کی حفاظت کی' یہود کا بیران کو نقصان نہ دے سکا:

۱۲ : وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (اور اللہ تعالیٰ مریم بنت عمران کا حال بیان کرتا ہے کہ جس نے اپنے ناموس کو محفوظ رکھا) مردوں سے فَنَفَخْنَا (پس ہم نے پھونک دی) فِيْهِ (اس کے ناموس میں) (شرمگاہ میں) مِنْ رُّوْحِنَا (اپنی روح) جو ہماری مخلوق تھی۔ وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا (اور اس نے تصدیق کی اپنے رب کے پیغامات کی) وہ صحائف جو ادریس علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے اتارے وَكُتُبِهٖ (اور اس کی چاروں کتابوں پر)

قراءت: بصری وحفص نے کُتُبِهٖ پڑھا ہے۔

وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ (اور وہ اطاعت گزاروں میں سے تھی)۔ جبکہ قنوت ایک صفت ہے جو ہر اس ذات کو شامل ہے جو مرد و عورت میں سے کرے۔ تو اس صفت میں مذکر مونثوں پر غالب ہیں۔ اور اسی کے لحاظ سے یہاں استعمال کیا گیا۔

نَحْو : مِن یہ تبعیض کیلئے ہے۔ اور ابتدائے غایت کیلئے بھی ہو سکتا ہے اس طور پر کہ اس کی ولادت قانتین ہی کے ہاں ہوئی کیونکہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہیں ان کی نسل سے تھیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مؤمنین کی حالت کی مثال اس بات میں ہے کہ کفار کا تعلق و رشتہ داری کوئی نقصان نہیں دیتی اور نہ ہی ایمان والوں کے مراتب وثواب جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہیں اس میں کچھ کمی واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرعون کی بیوی اور اس کا عالی مرتبہ باوجودیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین دشمن کی بیوی تھی۔ اور مریم بنت عمران کو جو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اور آخرت میں عزتیں عنایت فرمائیں اور تمام جہان کی عورتوں پر ان کو چنا گیا حالانکہ ان کی قوم یہود کافر تھے۔ ان دو مثالوں میں دونوں امہات المؤمنین کو تعریض کی گئی ہے۔

## اس میں امہات المؤمنین کو تعریض ہے:

جن کا واقعہ شروع سورت میں گزرا۔ اور ان سے جو زیادتی ہوئی کہ رسول اللہ کی مرضی کے برخلاف آپ پر چڑھائی کی۔ ان دونوں کو خبردار کیا گیا۔ اور انتہائی انداز سے خبردار کیا گیا۔ اور اس بات کی طرف اشارہ کر دیا۔ ان کا حق تو یہ تھا کہ وہ ان مؤمنہ عورتوں کی طرح اخلاص سے رہیں۔ اور ان کو اس بات پر ہرگز بھروسہ نہ کرنا چاہئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج ہیں تو ان کو رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ میں ہر چیز درست ہے۔

الحمد للہ قبل العصر سورۃ التحریم کا تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔ یوم الجمعہ ۲۰ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ

# سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ ملک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس میں تیس آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ﴿١﴾ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ

وہ بڑی عالی ذات ہے جس کے قبضے میں ملک ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، جس نے پیدا کیا موت کو

وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ﴿٢﴾ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

اور حیات کو تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون شخص عمل کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے اور وہ عزیز ہے غفور ہے جس نے پیدا کیا سات آسمانوں کو

طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿٣﴾

تہ بہ تہ، اے مخاطب تو رحمان کی تخلیق میں کوئی خلل نہیں دیکھے گا، سو تو پھر نظر ڈال کر دیکھ لے کیا تجھے کوئی خلل نظر آتا ہے

۱ : تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (وہ بڑا عالی شان ہے جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

## اسمائے سورت:

اس سورت کا نام الواقیہ نمبر۲۔ المنجیہ بھی ہے کیونکہ یہ اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

روایت مرفوعہ میں ہے، جس نے اس سورت کو ایک رات میں پڑھا اس نے بہت زیادہ اور بہت خوب عمل کیا۔

(رواہ الطبری و ابن مردویہ من حدیث ابن مسعود مرفوعًا)

تَبٰرَكَ (بلند و عالی شان ہے ان صفات سے جو مخلوق میں پائی جاتی ہیں) الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ یعنی ملک اسی کے تصرف میں ہے اور اس کو ہر موجود پر غلبہ حاصل ہے۔ وہ ملک کا مالک ہے۔ جس کو چاہتا ہے عنایت کرتا اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ شَیٔ سے مقدورات مراد ہے، گویا شَیٔ مصدر بمعنی اسم مفعول ہے۔ نمبر۲۔ شَیٔ سے انعام و انتقام مراد ہے کہ دونوں پر یکساں قدرت ہے۔ قدیر کامل قدرت والا ہے۔

۲ : الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ (جس نے موت و حیات کو پیدا کیا)

نحو: مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ نمبر۲۔ پہلے الذی سے بدل ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

الحیاۃ: جس کے پائے جانے سے احساس درست ہو۔ الموت: جس کے پائے جانے سے احساس درست نہ رہے۔

## خلق، موت وحیات کا معنٰی:

اس صحیح (تندرست) کا ایجاد حیات اور اعدام موت ہے۔ مطلب یہ ہے اے مکلف (انسانوں) اس نے تمہاری موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ لِیَبْلُوَکُمْ (تاکہ تمہاری آزمائش کرے) تاکہ وہ اپنے امرونہی سے۔ اس موت اور زندگی کے ذریعہ تمہارا امتحان لے، جو موت امیر واسیر کو شامل ہے اور جو زندگی بیمار وطبیب ہر دو سے بے وفائی کرنے والی ہے۔ تاکہ تم سے وہ ظاہر ہو جو اس کے علم میں ہے کہ تم سے ظاہر ہوگا۔ پھر وہ تمہارے عمل پر تمہیں بدلہ دے گا۔ نہ کہ اپنے علم پر جو اسے تمہارے متعلق ہے۔ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً (کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے) ایکم مبتدأ اور احسن عملا اس کی خبر ہے۔ احسن زیادہ خالص زیادہ باصواب، الخالص: خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے جو کریں۔ الصواب: سنت کے بالکل مطابق ہو۔

## المراد والمطلوب:

اس نے تمہیں زندگی بخشی جس کے ذریعہ عمل کی توفیق ملی۔ پھر اس نے موت کو مسلط کیا جو کہ تمہیں دعوت دے رہی ہے۔ کہ قبیح کے مقابلہ میں تم حسن عمل کو اختیار کرو۔ پس موت کے بعد تو بعث اور وہ جزاء ہے جس نے بہرصورت پیش آنا ہے۔

## موت کی وجہِ تقدیم:

موت کو حیات سے مقدم کیا کیونکہ عمل کا سب سے مضبوط داعی موت ہے۔ جس نے اپنی موت کو سامنے رکھا اس نے خوب عمل کیا یہاں موت کو اس لئے بھی مقدم کیا کہ سیاق آیت کے اعتبار سے بھی زیادہ اہم یہی ہے۔ جب موت کو پہلے لائے جو صفت قہاریت کا پرتو ہے اور زندگی کو جو کہ لطف الٰہی کا اثر ہے بعد میں ذکر کیا گیا۔ اسی ترتیب ذکری کے لحاظ سے صفت قہری کو مہری سے مقدم کیا فرمایا وَھُوَ الْعَزِیْزُ (اور وہ زبردست) یعنی ایسا غالب ہے کہ برا عمل کرنے والا اس کو تھکا نہیں سکتا۔ الْغَفُوْرُ (بخشنے والا ہے) ستار ایسا کہ کوئی بڑے سے بڑے گناہ ولغزش والا اس کی بارگاہ سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔

۳: الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا (جس نے سات آسمان اوپر نیچے پیدا کئے) ایک دوسرے آسمان پر طبقاتی صورت میں۔ طباق یہ طَابَقَ النعل سے لیا گیا ہے جبکہ موچی جوتے کو تہ بہ تہ کر کے سیتا ہے۔ یہ مصدر ہے جس کو بطور صفت لائے ہیں۔ نمبر۲۔ مضاف محذوف ہے ای ذات طباق نمبر۳۔ طوبقت طباقا ۔ فعل محذوف کا مصدر ہے۔ نمبر۴۔ ایک قول یہ ہے یہ طباق جمع طبق کی ہے جیسے جمل کی جمع جمال ہے۔ مَاتَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ (تو رحمان کی اس صنعت میں نہ دیکھے گا) یہ خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ نمبر۲۔ ہر مخاطب کو عام ہے۔ مِنْ تَفٰوُتٍ (کوئی خلل) کوئی اضطراب، اختلاف، بقول سدی کوئی عیب۔

قراءت: حمزہ وعلی نے من تفوت پڑھا ہے۔ دونوں وزن ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ جیسا تعاھُد اور تعَھُّد۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيرٌ ۝٤ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ

پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ تیری نگاہ ذلیل ہو کر تھک کر تیری طرف لوٹ آئے گی ' اور ہم نے قریب والے آسمان کو

الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُومًا لِّلشَّيٰطِينِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۝٥

چراغوں سے آراستہ کیا ہے ' اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بنا دیا ہے اور ہم نے ان کے لئے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

## حقیقتِ تفاوت:

تناسب کا نہ ہونا گویا بعض حصہ دوسرے سے فوت ہو جائے اور اس کے مناسب نہ رہے۔

## یہ اشیاء تخلیق رحمانی ہیں:

یہ جملہ طباقًا کی صفت ہے تقدیر کلام یہ ہے ماتری فیھن من تفاوت پس خلق الرحمان کو ضمیر کی جگہ لائے۔ ان کی تخلیق کی عظمت کو بتلانے اور تفاوت سے سلامت رہنے کا سبب ظاہر کرنے کے لئے ایسا کیا گیا اور وہ اس طرح ہے کہ یہ چیزیں رحمان کی تخلیقات سے ہیں اور وہی اپنی زبردست قدرت کی وجہ سے ایسی متناسب مخلوق پیدا کر سکتا ہے۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ (پس تم پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لو) یعنی اپنی نگاہ آسمان کی طرف لوٹاؤ۔ تا کہ مشاہدہ سے اس خبر کی سچائی تیرے سامنے آ جائے۔ اور تمہیں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُورٍ (کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے) فطور جمع فطر، پھٹن، شگاف، دراڑ (من زائدہ ہے اور استفہام تقریری ہے۔)

۴: ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ (پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ) دوبارہ دو مرتبہ نگاہ ڈال پہلی سمیت دو مرتبہ۔ ایک قول: پہلی کے علاوہ دو مرتبہ پس تین مرتبہ ہو جائیں گی۔ ایک قول اور ہے: دو مرتبہ پر اکتفاء مطلوب نہیں بلکہ کثرت تکرار مراد ہے۔ بار بار نگاہ ڈال اور گہرائی اختیار کرو۔ کیا تمہیں اس میں کوئی عیب و شگاف نظر آتا ہے۔ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا (نگاہ ذلیل اور درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آئے گی) نحو: ینقلب یہ لوٹنے کے معنی میں ہے۔ یہ جواب امر ہے اسی لئے مجزوم ہے۔ خاسئًا ذلیل نمبر ۲۔ اس سے بہت دور جو تیرے ارادہ میں ہے۔

نحو: یہ البصر سے حال واقع ہے۔ وَّهُوَ حَسِيرٌ (وہ تھکی ہوئی اور درماندہ ہے) اور تمہیں آسمان میں کوئی شگاف نہ مل سکے گا۔

## آسمان میں چراغ:

۵: وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا (اور ہم نے قریب کے آسمانوں کو مزین کر رکھا ہے) الدنیا قریبی، یعنی وہ آسمان جو تمہارے قریب ہے۔ بِمَصَابِيحَ (ستاروں کے ساتھ) ایسے ستاروں کے ذریعہ جو صبح کی طرح روشن ہیں۔ یہ مصباح کی جمع ہے۔ چراغ



BestUrduBooks.wordpress.com

کو کہتے ہیں۔ان کو چراغ اس لئے کہا کیونکہ لوگ اپنی مساجد اور گھروں کو چراغوں کی روشنی سے مزین کرتے ہیں۔(اور ان سے آسمان مزین ہے) ایک قول یہ ہے: ہم نے اس گھر کی چھت کو جس میں تم اکٹھے ہو چراغوں سے مزین کر دیا۔ایسے چراغ کہ روشنی میں تمہارے چراغ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ (اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے) تمہارے ایسے دشمنوں کیلئے جو تمہیں روشنی سے اندھیروں میں ڈالتے ہیں۔

## ستاروں کے کام:

قول قتادہ رحمہ اللہ ستاروں کے تین کام ہیں۔نمبرا۔آسمان کی زینت نمبر۲۔شیاطین کیلئے رجم نمبر۳۔زمین میں راہنمائی کیلئے علامات جس نے اس کے علاوہ تاویل کی ہے اس نے جہالت و بےعلمی اور تکلف سے کام لیا ہے۔الرجوم جمع رجم کی ہے یہ مصدر ہے جس سے مرجوم کا نام رکھا گیا ہے۔رجوم شیاطین کا مطلب یہ ہے کہ ستارے سے ایک شعلہ (چنگاری) نار کی طرح جدا ہوتا ہے۔جو اس جن کو ہلاک کر دیتا ہے۔یا اس کو مخبوط الحواس کر ڈالتا ہے۔یہ معنی ہرگز نہیں کہ ستارے اپنی جگہ سے زائل ہو کر اس کو لگتے ہیں۔بلکہ وہ تو اپنی حالت میں آسمان میں جمے رہنے والے ہیں۔وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ (اور ہم نے تیار کر رکھا ہے) یعنی شیاطین کیلئے عَذَابَ السَّعِیْرِ (دوزخ کا عذاب) جو آخرت میں ان کو شہاب ثاقب سے دنیا میں جل جانے کے بعد ملے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۶ اِذَاۤ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے جب یہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی

لَهَا شَهِیْقًا وَّهِیَ تَفُوْرُ ۷ تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ

زوردار آوازیں سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی ایسا محسوس ہوگا کہ وہ غصہ کی وجہ سے پھٹ پڑے گی۔ جب بھی اس میں کافروں کی کوئی جماعت ڈالی جائے گی ان سے

خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ ۸ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ

دوزخ کے محافظ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ وہ جواب میں کہیں گے ہاں ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تو تھا سو ہم نے جھٹلایا اور ہم نے کہا کہ اللہ نے

مِنْ شَیْءٍ ۖۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ ۹ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا

کوئی چیز بھی نازل نہیں کی تم لوگ صرف بڑی گمراہی میں ہو' اور وہ یوں کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم جلنے والی آگ

فِیْۤ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۱۰ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۱۱

میں نہ ہوتے' حاصل یہ کہ وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلیں گے۔ سو دوری ہے جلنے والی آگ والوں کے لئے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ ۱۲ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ

بلاشبہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے اور تم اپنی بات کو چپکے سے کہو

اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۱۳ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِیْفُ

یا زور سے بیشک وہ سینوں کی باتوں کو جاننے والا ہے' کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا حالانکہ وہ باریک بین ہے اور

الْخَبِیْرُ ۱۴ ۞ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ ع ۱

باخبر ہے۔ وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر بنا دیا سو تم اس کے راستوں میں چلو اور اس کی روزی میں سے کھاؤ اور

رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ۱۵

اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔

۶ : وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ (اور جو لوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں) اس میں شیاطین کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والا ہر شخص شامل ہے۔ عَذَابُ جَهَنَّمَ (ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے) فقط شیاطین دوزخ کے عذاب کے ساتھ مخصوص نہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

ہیں۔وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ (اور وہ بری جگہ ہے) المصیر لوٹنے کی جگہ مراد جہنم ہے۔

۷ : اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا (جب یہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے) جب ان کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔جیسا لکڑیوں کو بڑی آگ میں پھینکا جاتا ہے۔سَمِعُوْا لَهَا (تو اس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے) جہنم کی آواز شَهِيْقًا (گدھے کی آواز جیسی انوکھی آواز) جہنم کی زوردار بری آواز کو گدھے کی آواز سے تشبیہ دی۔وَّهِيَ تَفُوْرُ (اور وہ جوش مارتی ہوگی) جہنمیوں کے ساتھ جہنم میں اسی طرح ابال آئے گا جیسے ہنڈیا میں پکنے والی اشیاء کو ابال آتا ہے۔

## زبانیہ کا سوال:

۸ : تَكَادُ تَمَيَّزُ (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی) تمیز یہ تمیز ہے پھٹنا اور ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔مِنَ الْغَيْظِ (کفار پر غصہ کی بناء پر) جہنم کے بہت زیادہ ابال کو استعارۃً اس طرح قرار دیا گویا وہ سخت غصہ میں لال پیلی ہے۔كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ (جب بھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا) کفار کی جماعت مراد ہے۔سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ (تو اس کے محافظ ان لوگوں سے پوچھیں گے) خزنہ سے مالک اور اس کے مددگار زبانیہ مراد ہیں اور یہ سوال زجر و تذلیل کیلئے ہوگا۔اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ (کیا تمہارے پاس ڈرانے والا نہیں آیا تھا) وہ رسول جو تمہیں اس عذاب سے ڈرائے۔

## کفار کا اعتراف:

۹ : قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ (وہ کافر کہیں گے واقعی ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔) یہ کفار کی طرف سے عدل الٰہی کا اعتراف ہے۔اور اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو روانہ کر کے اور انذار کے ذریعہ عذاب میں مبتلا ہونے کے اسباب بالکل واضح کر دیے تھے۔فَكَذَّبْنَا (پس ہم نے جھٹلا دیا) یعنی ہم نے ان کو جھٹلا دیا۔وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ (اور کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نہیں اتاری۔) جو یہ انبیاء وعد، وعید وغیرہ کہہ رہے ہیں۔اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ (تم بڑی غلطی میں پڑے ہو) یعنی کفار منذرین کو کہنے لگے تم شدید غلطی کا شکار ہو۔النذیر یہ انذار کے معنی میں ہے پھر انہوں نے اس کو اپنے منذرین کے متعلق غلو کرتے ہوئے بطور صفت استعمال کیا گویا کفار کا مطلب یہ تھا یہ تمہاری بات نرا ڈراوا ہے۔(حقیقت سے اس کا تعلق نہیں) نمبر۲۔ممکن ہے کہ یہ جہنم کے فرشتوں کا کلام ہو جبکہ اس سے پہلے قال کو مان لیں۔اس صورت میں ضلال سے ہلاکت مراد ہوگی۔نمبر۳۔گمراہی کی سزا کو خود گمراہی سے تعبیر کر دیا جیسا کہ جزاء سیئہ کو سیئہ کہہ دیا جاتا ہے۔اور اعتدائے سیئہ کو اعتداء کہتے ہیں اس کو علم بیان کی زبان میں مشاکلہ کہتے ہیں۔نمبر۴۔یہ رسولوں کا کلام ہے جو وہ خزنہ کے سامنے نقل کریں گے یعنی کفار کہیں گے کہ انبیاء علیہم السلام نے تو ہم کو یہ بات کہی مگر ہم نے اس کو قبول نہ کیا۔

۱۰ : وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ (اور کہیں گے اگر ہم سنتے) طالب حق کی طرح ڈراووں کو سنتے اَوْ نَعْقِلُ (یا سمجھتے) ایسے سمجھتے جیسے غور و فکر والا سمجھتا ہے مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (تو ہم اہل دوزخ میں نہ ہوتے) من جملہ ان لوگوں میں سے جو دوزخ میں



BestUrduBooks.wordpress.com

پڑے ہیں۔
مَسْئَلَہ: تکلیف کا دارومدار دلائل سمع وعقل پر ہے اور یہی دو دلیلیں اتمام حجت کیلئے کافی ہیں۔
۱۱: فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ (غرض اپنے جرم کا اقرار کریں گے) کہ تکذیب رسل کر کے انہوں نے کفر کیا ہے۔ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (پس اہل دوزخ پر لعنت ہے)
قراءت: فَسُحُقًا یزید وعلی نے پڑھا۔ سحقاً کا معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت وکرامت سے ان کو دور کر دیا گیا وہ اعتراف کریں یا انکار اس سے ان کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔
نحو: یہ مصدر ہے جو بددعا کے موقعہ پر استعمال ہوا۔ اس لئے منصوب ہے۔
۱۲: اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ (بے شک جو لوگ اپنے رب سے بے دیکھے ڈرتے ہیں) یعنی اس کے عذاب کو دیکھنے کے بغیر ڈرتے ہیں۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ (ان کے لئے مغفرت ہے) گناہوں کی۔ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ (اور اجر عظیم ہے) وہ جنت ہے۔

## اللہ تعالیٰ کو سرّ واعلانیہ کی اطلاع ہے:

۱۳: وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ (تم لوگ خواہ چھپا کر بات کرو یا پکار کر کہو) اس کے ظاہر سے دونوں میں سے ایک بات ثابت ہو رہی ہے۔ اسرار یا اظہار مگر معنی یہ ہے کہ تمہارا اسرار واظہار اس کے علم میں برابر ہے۔ روایت ہے کہ مشرکین مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق طرح طرح کی بدگوئیاں کرتے۔ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو بھیج کر ان کے اقوال کی اطلاع دے دیتے۔ تو وہ کہتے آہستہ باتیں کرو کہیں محمد کا الٰہ سن نہ لے۔ پس یہ آیت اتاری۔ پھر اس کی تعلیل آیت کے اگلے حصہ میں ذکر کر دی۔ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (وہ دلوں تک کی باتوں سے خوب آگاہ ہے) یعنی وہ چھپی ہوئی باتیں جن کی ترجمانی ابھی تک زبانوں نے نہیں کر پائی ہوتی۔ پس یہ کیوں نہ وہ جانے گا جو زبان سے کہہ دی گئی (خواہ آہستہ کہی یا زور سے)
۱۴: اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ (کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بین پورا باخبر ہے)
نحو: مَن یہ یعلم کا فاعل ہونے کی وجہ سے موضع رفع میں ہے۔ یہ استفہام انکاری ہے۔ کیا وہ جس نے مخلوق کو پیدا کیا اور اس کی صفت لطیف وخبیر بھی ہے وہ ان کے ضمیر اور رازہائے سینہ اور ظاہر سے واقف نہ ہوگا؟ اللطیف اس کی صفت یہ ہے کہ وہ اشیاء کے دقائق سے واقف ہے۔ الخبیر اور اشیاء کے حقائق سے بھی آگاہ ہے۔
مَسْئَلَہ: اس سے ثابت ہوا کہ اللہ اقوال کا خالق ہے پس افعال کا خالق ہونا خود ثابت ہو گیا۔

## قولِ ابوبکر اصم وجعفر بن حرب:

کہ مَنْ مفعول ہے اور فاعل مضمر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اس حیلہ بازی سے انہوں نے خلق افعال کی نفی کرنا چاہی (مگر



BestUrduBooks.wordpress.com

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ⑯ اَمْ

کیا تم اس سے نڈر ہو گئے جو آسمان میں ہے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے پھر وہ زمین تھرتھرانے لگے یا تم

اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ کَیْفَ

اس سے بے خوف ہو گئے جو آسمان میں ہے کہ وہ تم پر ایک سخت ہوا بھیج دے سو تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ میرا

نَذِیْرِ ⑰ وَلَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ ⑱ اَوَلَمْ یَرَوْا

ڈرانا کیسا تھا اور ان سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں انہوں نے جھٹلایا سو میرا عذاب کیسا تھا؟ کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر

اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ؔ ؕ مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍۢ بَصِیْرٌ ⑲

پرندوں کو نہیں دیکھا جو پر پھیلائے ہوئے ہیں اور پروں کو سمیٹ لیتے ہیں رحمٰن کے علاوہ کوئی انہیں تھامے ہوئے نہیں ہے بے شک وہ ہر چیز کا دیکھنے والا ہے۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْکٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ

ہاں یہ تو بتاؤ رحمٰن کے سوا وہ کون ہے جو تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد کر سکے' کافر لوگ صرف دھوکے میں پڑے

غُرُوْرٍ ۚ ⑳ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ㉑

ہیں' اور یہ بتاؤ کہ وہ کون ہے جو تمہیں رزق دے اگر وہ اپنے رزق کو روک لے بلکہ یہ لوگ سرکشی پر اور نفرت پر جمے ہوئے ہیں۔

بے حاصل )۔

**انعاماتِ الٰہیہ:**

۱۵ : هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا (وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر کیا) ھو سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔ ذلولا (نرم اور سہل) ایسی تابع کہ اپنے اوپر چلنے سے نہیں روکتی۔ فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِهَا (پس تم اسکے رستوں میں چلو) مناکب (جوامب واطراف) استدلال کرتے ہوئے اور رزق کو طلب کرنے کیلئے چلو۔ نمبر۲۔ مناکب کا معنی پہاڑ نمبر۳۔ راستے۔ وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ (اور اللہ تعالیٰ کی روزی میں سے کھاؤ) جو اس میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق ہے۔ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ (اور اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے) اسی کی طرف تم نے اٹھ کر جانا ہے۔ پھر وہ تم سے اپنے انعامات کے شکریہ کے متعلق پوچھ گچھ کریں گے۔

۱۶ : ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ (کیا تم لوگ اس سے بےخوف ہو گئے ہو جو کہ آسمان میں ہے) یعنی وہ ذات جس کی بادشاہی آسمان پر ہے۔ کیونکہ آسمان مسکن ملائکہ ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کے فیصلے' کتب، اوامر ونواہی نازل ہوتے ہیں۔ پس گویا اس طرح



BestUrduBooks.wordpress.com

فرمایاءامنتم خالق السماء و ملکه کیا تم آسمان کے خالق و بادشاہ سے بے خوف ہو گئے ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ آسمان میں ہے اور رحمت و عذاب اسی کی طرف سے اترتے ہیں۔ پس ان کو کہا گیا انہی کے اعتقاد کو سامنے رکھ کر کہ کیا تم اس ذات سے بے خوف ہو گئے ہو جس کے متعلق تمہارا گمان یہ ہے کہ وہ آسمان میں ہے حالانکہ اس کی ذات تو مکان سے بلند و بالا ہے۔

اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ (کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے) جیسا قارون کو دھنسا دیا فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ (پھر وہ زمین تھرتھرانے لگے) اضطراب و حرکت میں آجائے۔

۱۷: اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا (کیا تم لوگ اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ جو آسمان میں ہے کہ وہ تم پر ایک ہوائے تند بھیج دے) حاصب: پتھر۔

نحو: ان یرسل یہ بدل الاشتمال سے بدل ہے اور اسی طرح ان یخسف بھی۔ اَم بمعنی ھل ہے۔ فَسَتَعْلَمُوْنَ کَیْفَ نَذِیْرِ (پھر عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا) یعنی جب تم عذاب کو دیکھ لو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا مگر اس وقت کا علم چنداں مفید ثابت نہ ہوگا۔

۱۸: وَلَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (اور ان سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں انہوں نے جھٹلایا تھا) آپ کی قوم سے پہلے فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ (پس میرا عذاب کیسا ہوا) میرا انکار ان پر کیسا رہا جبکہ میں نے ان کو ہلاک کر دیا۔

۱۹: پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خسف اور آندھی بھیجنے پر اپنی قدرت کے متعلق متنبہ کیا اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ (کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی) الطیر یہ جمع طائر کی ہے فوق سے فضا مراد ہے۔ صٰٓفّٰتٍ (کہ پر پھیلائے ہوئے ہیں) وہ اپنے پر فضا میں اڑتے وقت پھیلانے والے ہیں۔ وَّیَقْبِضْنَ (اور پر سمیٹ لیتے ہیں) اور ان کو سمیٹ لیتے ہیں جبکہ وہ ان پروں کو اپنے پہلوؤں پر مارتے ہیں۔

نحو: ویقبضن کا عطف اسم فاعل صافات پر اس کو یصففن کے معنی پر محمول کرنے کی بناء پر ہے ای یصففن ویقبضن یا اس کو اسم فاعل کے معنی میں مان کر ای صافات و قابضات حکمت: اسی دوسری ترکیب کو اس لئے اختیار کیا کیونکہ طیران کی اصل پر پھیلانا ہے۔ ہوا میں پرواز پانی میں تیراکی کی طرح ہے اور پرندے کیلئے ہوا، تیرنے والے کے لئے پانی کی طرح ہے۔ السباحت اصل میں اطراف کو دراز کرنا اور پھیلانا۔ باقی قبض تو حرکت پر معاونت کیلئے اس پر طاری ہوتی ہے۔ چنانچہ آیت میں طاری کو لفظ فعل سے لائے تاکہ یہ ظاہر کر دیا جائے کہ اصل تو وہ پروں کو پھیلاتے ہیں باقی وقتاً فوقتاً پر سمیٹنے بھی پڑتے ہیں جیسا تیرنے والے کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ مَا یُمْسِکُهُنَّ (نہیں ان کو تھامے ہوئے ہے) گرنے سے جبکہ وہ پروں کو پھیلاتے اور سمیٹتے ہیں۔ اِلَّا الرَّحْمٰنُ (مگر رحمان) محض اپنی قدرت و رحمت کے ساتھ۔ ورنہ ثقیل چیز تو طبعی طور پر نیچے کو آتی ہے بلند نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر وہ پورے جہان سے اپنی حفاظت و تدبیر کو ہٹا لے تو یکبارگی تمام افلاک دھڑام سے نیچے آگریں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

أَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ

سو کیا جو شخص منہ کے بل گر گر اوندھا چل رہا ہو وہ شخص زیادہ ہدایت پر ہے یا وہ شخص جو سیدھے راستے پر

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ

چل رہا ہو؟ آپ فرما دیجئے کہ اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے

قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾

تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو — آپ فرما دیجئے کہ اللہ وہی ہے جس نے تم کو زمین پر پھیلا دیا اور تم اسی کے پاس اکھٹے کئے جاؤ گے۔

نحو: مایمسکھن یہ جملہ مستانفہ ہے۔ نمبر۲۔ یقبضن کی ضمیر سے حال ہے۔

اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ (بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے) وہ مخلوق کو پیدا کرنے اور عجائبات کی تدبیر کرنے سے خوب واقف ہے۔

۲۰: اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ (ہاں رحمان کے سوا اور کون ہے کہ وہ تمہارا لشکر بنکر تمہاری حفاظت کر سکے)

نحو: اَمَّنْ یہ مبتدأ ہے ھذا اس کی خبر ہے۔ الذی ھو یہ ھذا کا بدل ہے۔ اور ینصر کم جملہ جندٌ کی صفت محل رفع میں ہے یہ بحیثیت لفظ اس کی صفت ہے۔ معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کون ایسا ہے جس کی طرف نصرت و مدد میں اشارہ کیا جائے۔ (یعنی کوئی ایسا نہیں) اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ (کافر نرے دھوکہ میں ہیں) اِنْ، ما کے معنی میں ہے۔

## کیا اللہ کے رزق روکنے پر تمہارے معبود رزق دیتے ہیں:

۲۱: اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ (ہاں وہ کون ہے جو تم کو روزی پہنچا دے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی بند کرے) امن کون ایسا ہے جس کی طرف اشارہ کر کے کہا جائے کہ تم کو یہ رزق دے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنا رزق روک لیا؟ یہ تو اس تقدیر پر ہے جب کہ مَن سے جمیع خلق مراد لی جائے۔ نمبر۲۔ یہ بھی درست ہے کہ اس سے اشارہ ان کے تمام بتوں کی طرف ہو کیونکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ ان کی مصائب سے حفاظت کرتے ہیں اور ان کو اپنے ان معبودوں کی برکت سے رزق ملتا ہے گویا وہ اصنام مددگار لشکر اور رازق لشکر ہیں۔ جب انہوں نے اس سے کوئی تاثر نہ لیا اور اس کو قبول نہ کیا تو ان سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا۔ بَلْ لَّجُّوْا (بلکہ یہ لوگ جم رہے ہیں) بڑھتے جانا' جمے رہنا۔ فِيْ عُتُوٍّ (سرکشی میں) حق قبول کرنے سے تکبر کرنا۔ وَّ نُفُوْرٍ (اور نفرت پر) حق سے دور بھاگنے کی وجہ سے کیونکہ حق کو بوجھل خیال کرتے ہوئے اس کی اتباع نہیں کرتے۔ ربط: مؤمنوں اور کافروں کی مثال بیان فرمائی پس فرمایا۔

۲۲: اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ (پس کیا جو شخص منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہو) یعنی اپنے چہرے کے بل گرنے والا ہو اور



BestUrduBooks.wordpress.com

ہر گھڑی لڑکھڑائے اور بغیر سمجھے بوجھے راستہ اختیار کرنے والا ہو۔

نحو : مَنْ کی خبر اھدی ہے۔

اَھْدٰی (راہ منزل مقصود پر زیادہ پہنچنے والا ہو) زیادہ راہ پانے والا ہو۔

نحو : اکب یہ کب کا مطاوع آتا ہے کہتے ہیں کبتہٗ فاکبَّ میں نے اس کو اوندھا کیا وہ اوندھا ہوگیا (گویا اکباب لازم و متعدی ہر دو طرح ہے) اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا (یا وہ شخص جو سیدھا چلتا ہے) سویا درست 'سیدھا' پھسلنے گرنے سے محفوظ۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو) ایک برابر راستہ پر ہو۔

نحو : من کی خبر اھدی محذوف ہے کیونکہ پہلا اھدی اس پر دلالت کرتا ہے۔ بقول کلبی، مکب سے مراد ابوجہل اور اہدی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲۳ : قُلْ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ (آپ کہہ دیجئے کہ وہی جس نے تم کو پیدا کیا) ابتداءً اس نے تمہیں پیدا کیا۔ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ (اور اس نے تم کو کان، آنکھیں اور دل دیے) ان کو اس لئے خاص کیا کیونکہ یہ تینوں ذرائع علم ہیں۔

## تم بالکل شکر نہیں کرتے :

قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ (تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو) ان انعامات کا کیونکہ تم شرک کرتے ہو اور خالص اس کی عبادت نہیں کرتے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ تم بہت قلیل شکر یہ ادا کرتے ہو۔ اس صورت میں مَا زائد ہے۔ ایک قول یہ ہے قلت سے مراد عدم ہے کہ تم بالکل شکر نہیں کرتے ہو۔

۲۴ : قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ (آپ کہہ دیجئے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلایا اور تم اسی کے پاس اکٹھے کیے جاؤ گے) ذراکم اس نے پیدا کیا۔ تحشرونَ حساب و جزاء کیلئے جمع کیے جاؤ گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۲۵ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو؟ آپ فرما دیجئے کہ علم تو اللہ ہی کو ہے

وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲۶ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ

اور میں تو صرف واضح طریقہ پر ڈرانے والا ہوں' پھر جب اس کو اپنے پاس آتا ہوا دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝۲۷ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ

کہ یہ وہی ہے جس کو تم مانگا کرتے تھے۔ آپ فرما دیجئے کہ تم بتاؤ اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک

اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۸ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا

فرما دے یا ہم پر رحم فرمائے سو وہ کون ہے جو کافروں کو دردناک عذاب سے بچائے گا۔ آپ فرما دیجئے کہ وہ رحمن ہے ہم اس

بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۹ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

پر ایمان لائے اور ہم نے اسی پر بھروسہ کیا۔ سو تم عنقریب جان لو گے کہ وہ کون ہے جو کھلی ہوئی گمراہی میں ہے' آپ فرما دیجئے کہ تم بتاؤ

اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝۳۰ ع

اگر تمہارا پانی زمین میں نیچے چلا جائے سو وہ کون ہے جو تمہارے پاس چشمہ والا پانی لے آئے۔

۲۵ : وَيَقُوْلُوْنَ (اور یہ لوگ کہتے ہیں) کافر مؤمنوں کو بطور استہزاء کہتے تھے۔ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ (کہ یہ وعدہ کب ہوگا) وہ جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے رہتے ہو۔ وعد سے عذاب والا وعدہ مراد ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (اگر تم سچے ہو) اس کے واقع ہونے میں تو ہمیں اس کا زمانہ بتلا دو۔

۲۶ : قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ (آپ کہہ دیجئے کہ یہ علم) یعنی عذاب کے وقت کا علم عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور میں تو محض صاف صاف ڈرانے والوں میں سے ہوں) نذیر ڈرانے والا۔ مبین شرائع کی تمہارے سامنے وضاحت پیش کرنے والا۔

۲۷ : فَلَمَّا رَاَوْهُ (پھر جب اس کو پاس آتا ہوا دیکھیں گے) ہٗ سے مراد وہ عذاب ہے جس کا وعدہ کیا گیا۔ زُلْفَةً (اپنے قریب)

نحو : یہ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

## کافروں پر اکتاہٹ کا سوار ہونا:

سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (تو کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے) وعدۂ عذاب کو دیکھتے ہی ان کے چہرے بگڑ جائیں



BestUrduBooks.wordpress.com

گے اس لئے کہ ان پر اکتاہٹ اور برائی سوار ہو جائیگی اور ان کے چہروں پر سیاہی کے بادل چڑھ جائیں گے۔ وَقِيلَ هٰذَا الَّذِيْ (اور ان کو کہا جائے گا) یہ زبانیہ کا قول ہے وہ کہیں گے۔ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ (جس کو تم مانگا کرتے تھے) تدعون الدعاء سے باب افتعال ہے یعنی تم اس کو جلد مانگتے تھے اور تم کہتے تھے ائتنا بما تعدنا۔ نمبر۲۔ یہ الدعوی مصدر سے ہے یعنی اس کے سبب سے تم دعویٰ کرتے تھے۔ کہ تم اٹھائے نہ جاؤ گے۔

قراءت: یعقوب نے تَدْعُوْنَ تخفیف سے پڑھا ہے۔

## کفار کی دُعائے ہلاکت کا جواب:

۲۸: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ (آپ کہہ دیجیے کہ تم یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو ہلاک کر دے) مجھے موت دے دے جیسا دوسرے مقام پر فرمایا اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ [النساء:۱۷۶] وَمَنْ مَّعِيَ (اور میرے ساتھیوں کو جو میرے ساتھ ہیں) اَوْ رَحِمَنَا (یا ہم پر رحمت فرمائے) پس ہماری موت کو مؤخر کر دے۔ فَمَنْ يُّجِيْرُ (تو کون بچائے گا) نجات دے گا۔ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (کافروں کو دردناک عذاب سے) الیم بمعنی مولم ہے۔

کفار مکہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے متعلق ہلاکت کی دعائیں کرتے پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ان کا جواب اس طرح دینے کا حکم فرمایا۔ ہم مؤمن دو اچھائیوں میں سے ایک کے منتظر ہیں خواہ تمہاری تمنا کے مطابق ہم ہلاک ہو جائیں تو جنت میں پہنچ جائیں گے یا اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت فرما کر تمہارے خلاف ہماری مدد کر کے تم پر غلبہ دے دیں گے۔ جیسا کہ ہم امیدوار ہیں تو بھی ہم کامیاب پھر تمہارا کیا بنے گا۔ تمہیں اور تمہارے کافروں کو آگ کے عذاب سے کون بچائے گا۔ تمہارے لئے وہ (کفر کی حالت میں تو) آگ یقینی ہے۔

۲۹: قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ (آپ کہہ دیجئے کہ وہ بڑا مہربان ہے۔ یعنی جس ذات کی طرف میں تمہیں بلاتا ہوں وہ رحمان ہے۔ اٰمَنَّا بِهٖ (ہم اس پر ایمان لائے) اور اس کی تصدیق کی اور ہم نے تمہاری طرح کفر نہیں کیا۔ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا (اور ہم اس پر توکل کرتے ہیں) پس ہم نے اپنے تمام امور اسی کے سپرد کر رکھے ہیں۔ فَسَتَعْلَمُوْنَ (پس عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا) جبکہ تم پر عذاب نازل ہو گا۔

قراءت: علی نے یعلمون یاء سے پڑھا ہے۔

مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (کہ کون کھلی گمراہی میں ہے تم یا ہم)

۳۰: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا (کہہ دیجئے اچھا بتلاؤ۔ اگر تمہارا پانی نیچے کو غائب ہی ہو جائے) گہرائی میں زمین کے اندر چلا جائے۔ ڈول اس کو نہ پہنچ سکیں یہ صفت مصدر کی صورت میں لائی گئی جیسا عدل بمعنی عادل آتا ہے۔ فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ (تو کون ہے جو تمہارے پاس بہتا ہوا پانی لے آئے) معین (جاری) جو اس کو پہنچ جائے جو اس کا ارادہ کرلے۔

لطیفہ: ایک ملحد کے سامنے یہ آیات پڑھی گئیں تو وہ کہنے لگا ہم کسی کدال سے نکال لیں گے رات کو اس کی آنکھ کا پانی چلا گیا اور وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

اندھا ہوگیا اور اسے کہا گیا اب کسی کدال سے لے آؤ۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ محمد بن زکریا متطبب تھا۔ (اعاذنا اللہ منہ) اے اللہ ہماری بصیرت میں اضافہ فرما۔

تم بحمد الله رب العالمين سورة الملك بتفسير فى الاردية ٢٣ربيع الاول ١٤٢٤ھ



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ القلم مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں باون آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ① مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ② وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا

نٓ، قسم ہے قلم کی اور فرشتوں کے لکھنے کی، آپ اپنے رب کی نعمت کی وجہ سے مجنون نہیں ہیں اور بلاشبہ آپ کے لئے ایسا اجر ہے

غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ③ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ④ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ⑤ بِاَيِّكُمُ

جو ختم ہونے والا نہیں، اور بیشک آپ بڑے اخلاق والے ہیں سو عنقریب آپ دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کس کو

الْمَفْتُوْنُ ⑥ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ⑦

جنون تھا، بلاشبہ آپ کا رب اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ⑧

سو آپ تکذیب کرنے والوں کی بات نہ مانئے۔

## قلم کی قسم کثرت منافع کے لئے کھائی:

۱: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ (ن! قسم ہے قلم کی اور ان کے لکھنے کی) نٓ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد یہی حرف معجم ہے۔ باقی قول حسن رحمہ اللہ کا کہ اس کا معنی دوات ہے اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ نون مچھلی کو کہتے ہیں۔ جس پر زمین رکی ہوئی ہے اور اس کا نام یھموت ہے وہ یہاں مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے لیے اعراب ضروری ہے خواہ وہ اسم جنس ہو یا علم ہو۔ پس سکون اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حروف تہجی میں سے ہے۔ وَالْقَلَمِ قلم سے وہ مراد ہے جس سے لوح محفوظ کو لکھا گیا نمبر۲۔ ملائکہ کے اقلام۔ نمبر۳۔ جس سے لوگ لکھتے ہیں۔ اس کی قسم اسلئے کھائی کیونکہ اس کے منافع وفوائد بیان سے باہر ہیں۔ وَمَا يَسْطُرُوْنَ یعنی جو کراما کاتبین لکھتے ہیں۔ نمبر۲۔ خیر کی جو باتیں کسی بھی کتاب میں لکھی جاتی ہیں۔ ما موصولہ ہے یا مصدریہ۔

۲: مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ (کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں) یہ جواب قسم ہے اپنے رب کے فضل کی موجودگی میں جو اس نے نبوت اور دیگر انعامات کی صورت میں آپ پر فرمایا۔ (دیوانہ نہیں ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

نَحْو :انت یہ مَا کا اسم ہے۔بمجنون اس کی خبر ہے۔اور بنعمۃ ربك یہ اسم وخبر کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔بنعمۃ کی باء محذوف کے متعلق ہے اور وہ حال ہونے کی بناء پر محلاً منصوب ہے۔بمجنون اس میں عامل ہے۔تقدیر کلام اس طرح ہے۔مَا اَنْتَ بِمَجْنُوْن مَنعمًا علَیْكَ بِذٰلِكَ باء اس سلسلہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی کہ مجنون اپنے ماقبل پر عمل کرے کیونکہ یہ باء زائدہ ہے جو تاکید نفی کیلئے ذکر کی گئی ہے۔یہ کفار کے اس قول کا جواب ہے۔جو ان کی زبانوں پر رہتا تھا۔وقالوا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ [الحجر:۶] (ان کے انکار کی شدت کی بناء پر جواب میں قسم اور دیگر تاکیدات لائی گئی ہیں)۔

۳ :وَاِنَّ لَكَ (اور بیشک آپ کے لئے) ان باتوں کے برداشت کرنے اور صبر میں لَاَجْرًا (ایسا اجر ہے) اجر ثواب کے معنی میں ہے۔غَیْرَ مَمْنُوْنٍ (جو ختم ہونے والا نہیں) غیر منقطع ہے نمبر۲۔ایسا ثواب ہے جس پر دوسرے لوگوں کا احسان مند نہ ہونا پڑے۔ محض احسان الٰہی ہے۔

۴ :وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (بلاشبہ آپ اخلاق کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں) ایک قول یہ ہے اس میں اسی بات کا تذکرہ ہے جس کا دوسرے مقام پر حکم دیا خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ [الاعراف:۱۹۹]

## اخلاقِ نبوت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کا اخلاق قرآن تھا یعنی قرآن میں جو مکارم اخلاق ہیں۔وہ سب آپ کی طبیعت ثانیہ تھے۔آپ کے اخلاق کو عظیم قرار دیا کیونکہ آپ کونین پر بخشش وسخاوت فرمانے والے اور کونین کے خالق پر کامل بھروسہ والے تھے۔[مسلم:۶/۲۷،نسائی:۳/۱۹۹]

۵ :فَسَتُبْصِرُ وَ یُبْصِرُوْنَ (پس عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے) عنقریب آپ دیکھ لیں گے اور وہ دیکھ لیں گے یہ آپ کے ساتھ وعدہ اور کفار کے متعلق وعید ہے۔

۶ :بِاَیِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ (کہ تم میں کس کو جنون تھا) مفتون مجنون کے معنی میں ہے یہ فتن سے لیا گیا کیونکہ وہ جنون کی مشقت میں ڈالا گیا باء زائدہ ہے۔نمبر۲۔المفتون مصدر ہے جیسا المعقول یعنی تم میں کس کو جنون ہے۔

قول الزجاج رحمہ اللہ باء فی کے معنی میں ہے جیسا کہتے ہیں کنت ببلد کذا ای فی بلد کذا میں فلاں شہر میں تھا۔ اب تقدیر کلام یہ ہے فی ایکم المفتون یعنی کس فریق کو ہر دو فریق میں سے جنون تھا مؤمنوں کے فرقہ کو یا کفار کے گروہ کو۔

۷ :اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ (آپ کا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے) حقیقتاً وہ ان مجانین کو اچھی طرح جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک چکے ہیں۔وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ (اور وہ راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے) اور وہ عقلاء کو اچھی طرح جانتا ہے۔اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

۸ :فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِیْنَ (تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا نہ مانیں) اس میں ان کی نافرمانی پر مضبوطی سے قائم رہنے پر آپ کو آمادہ کیا گیا ہے۔کفار تو یہ چاہتے تھے کہ کچھ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور کچھ عرصہ آپ ان کے معبودوں کی عبادت



BestUrduBooks.wordpress.com

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ ڈھیلے پڑ جائیں تو وہ بھی ڈھیلے ہو جائیں' اور آپ کسی ایسے شخص کی بات نہ مانیے جو بہت قسمیں کھانے والا ہے ذلیل ہے جو دوسروں کو عیب لگاتا ہے

بِنَمِيْمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ

چغل خور ہے' خیر سے روکنے والا ہے گناہ کا ارتکاب کرنے والا ہے' سخت مزاج ہے اور اس کے بعد منقطع النسب بھی ہے' اس وجہ سے کہ وہ مال والا

وَّبَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾

بیٹوں والا ہے' جب اس پر ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں سے نقل کی جانے والی باتیں ہیں' ہم عنقریب اس کی سونڈ پر نشان لگا دیں گے۔

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَا

بلاشبہ ہم نے انہیں آزمایا جیسا کہ ہم نے باغ والوں کو آزمایا' جبکہ ان لوگوں نے آپس میں قسم کھائی کہ صبح کو چل کر پھل توڑ لیں گے اور انہوں نے

يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾

ان شاء اللہ بھی نہیں کہا' سو اس باغ پر آپ کے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا پھر گیا اس حال میں کہ وہ سو رہے تھے' سو وہ باغ صبح کو ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا کھیت ہو'

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾

سو صبح کے وقت وہ آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ صبح سویرے اپنے کھیت پر چلے چلو اگر تمہیں پھل توڑنا ہے

کر لیں تو وہ اپنی شرارتیں اور سختیاں آپ سے بند کر لیں گے۔

۹ : وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ (یہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ ڈھیلے ہو جائیں) اگر آپ ان کے سلسلہ میں نرمی اختیار کریں فَيُدْهِنُوْنَ (تو یہ بھی ڈھیلے ہو جائیں) پھر وہ ان کے سلسلہ میں نرمی برتیں گے۔

فیدھنون : یہ اَنْ مضمرہ کی وجہ سے منصوب نہیں ہے حالانکہ یہ تمنّی کے جواب میں واقع ہے کیونکہ یہ دوسرے رخ پر مڑ گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مبتدأ محذوف ھُم کی یہ خبر ہے ای فھم یدھنون مطلب یہ ہے پھر وہ تو ابھی نرمی اختیار کر لیں گے اس لئے کہ ان کو تو آپ کے نرم پڑنے کی طمع تھی۔

## ولید کے متعلق یہ آیت اُتری:

۱۰ : وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ (اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت زیادہ قسمیں اٹھانے والا بے وقعت ہو) حلاف جو جھوٹی سچی بہت قسمیں اٹھائے۔ اس آیت میں بہت زیادہ قسمیں کھانے والوں کو خوب ڈانٹ پلائی گئی ہے۔ مھین۔ نمبر ا۔ جو رائے



BestUrduBooks.wordpress.com

اور تمیز میں کمی رکھتا ہو۔ یہ المھانۃ سے لیا گیا۔ وہ قلت وحقارت پر بولتے ہیں۔ نمبر۲۔ جھوٹا کیونکہ وہ بھی لوگوں میں ذلیل ہوتا ہے۔

۱۱ : هَمَّازٍ (طعنہ زن) عیب جو، طعنہ مارنے والا۔ غیبت کرنے والے۔ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ (چغلیاں لگاتا پھرتا ہو) ایک قوم کی بات دوسرے لوگوں کو فساد و چغلی کے طور پر نقل کرنے والا۔ النمیم والنمیمہ دونوں کا معنی چغلی ہے۔

۱۲ : مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ (نیک کام سے روکنے والا ہو) بخیل ہو۔ الخیر سے مال مراد ہے۔ نمبر۲۔ اپنے اہل کو نیکی سے بہت روکنے والا اس صورت میں خیر سے مراد اسلام ہے۔ اور یہ ولید بن المغیرۃ مخزومی ہے جمہور علماء کا قول یہی ہے۔ اس کے دو بیٹے تھے وہ ان کو کہا کرتا تھا۔ جو تم میں سے مسلمان ہوگا میں اس کا خرچہ بند کردونگا۔ مُعْتَدٍ (حد سے گزرنے والا ہو) ظلم میں حدود کو پھاندنے والا۔ اَثِيْمٍ (گناہوں کا کرنے والا ہو) بہت گناہ کرنے والا۔

۱۳ : عُتُلٍّۢ (سخت مزاج ہو) اکھڑ بد خلق بَعْدَ ذٰلِكَ (اس کے بعد) اس کے ان شمار کردہ معایب کے ساتھ زَنِيْمٍ (حرامی کی تہمت والا) منسوب۔ ولید قریش کی طرف منسوب تھا۔ ان کے اصل میں سے نہ تھا جب اس کی عمر ۱۸ سال کی ہوگئی تو تب اس کے باپ نے اس کے اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی ماں نے ارتکابِ زنا کیا تھا۔ اس آیت کے نزول سے قبل ولید کو اس بات کا علم نہ تھا۔ جب نطفہ خبیث ہو تو اس شخص میں خباثتیں ہی ہونگی۔ روایت میں ہے کہ یہ اپنی ماں کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) نے میری دس صفات بیان کی ہیں۔ نو تو مجھ میں موجود ہیں دسویں صفت الزنیم اس کا مجھے علم نہیں ہے تو مجھے سچی بات بتلا ورنہ میں تیری گردن اڑا دونگا۔ اس کی ماں نے کہا تیرا باپ عنین و نامرد تھا۔ مجھے خطرہ ہوا کہ یہ مر جائے گا اور مال اولاد کے علاوہ اور کسی کے ہاں چلا جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک چرواہے کو اپنے نفس پر قابو دیا۔ تو اس چرواہے کا نطفہ ہے۔

۱۴ : اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ (اس سبب سے کہ وہ مال واولاد والا ہو) یہ ولا تطع سے متعلق ہے یعنی ان معایب کے ہوتے ہوئے اس کی اتباع اس بنا پر مت کرو کہ وہ مالی وسعت رکھتا ہے۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ یہ مابعد سے متعلق ہو۔ اس وجہ سے کہ وہ مال واولاد والا تو ہماری آیات کی تکذیب کرتا ہے۔ اس پر اذا تتلی دلالت کر رہا ہے۔

۱۵ : اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا (جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھکر سنائی جاتی ہیں) آیات سے قرآن مجید مراد ہے۔ قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں)

نحو : اس میں قال عمل نہیں کرتا کیونکہ شرط کا مابعد اپنے ماقبل پر عمل نہیں کرتا۔

قراءت : حمزہ، ابوبکر نے أأن پڑھا ہے۔ کیا اس لئے کہ وہ مال واولاد والا ہے۔ اس نے جھٹلایا اور تکذیب کی؟ اَنْ شامی، یزید، یعقوب، سہل، نے بلا ہمزہ پڑھا ہے۔ گویا لام اس سے پہلے محذوف ہے یعنی اس وجہ سے اس کی بات نہ مان لینا کہ مال والا ہے۔

علماء نے کہا کہ جب ولید نے نبی اکرم ﷺ پر کاذب ہونے کا عیب دھرا اور نام لے کر المجنون کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دس سچے نام بتلائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک نکتہ:

جب عدل الٰہی کا فیصلہ یہ ہے کہ رسول ﷺ کے ساتھ ایک زیادتی کرنے والے کو دس گنا سزا سے نوازا۔ تو اس کے فضل کا تقاضا یہی تھا کہ جو آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں۔

## خرطوم تذلیل کے لئے فرمایا:

۱۶: سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ (ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگائیں گے) تسم داغ دینا۔ الخرطوم: ہاتھی کی سونڈھ۔ تذلیل کیلئے اس کی ناک کو خرطوم فرمایا۔ اور علم کے طور پر ذکر کیا تا کہ وہ اسی سے معروف ہو۔ ناک کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کیونکہ اس پر لگا ہوا نشان بہت بھدا لگتا ہے۔ ایک قول یہ ہے بدر کے دن اس کی ناک میں تلوار سے نکیل ڈالی گئی وہ اس کی خاک پر مستقل نشان چھوڑ گئی۔

۱۷: اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ (ہم نے ان کی آزمائش کر رکھی ہے) ہم نے اہل مکہ کا قحط و بھوک کے ساتھ امتحان لیا۔ یہاں تک کہ مردار اور بوسیدہ ہڈیاں کھانے تک مجبور ہو گئے۔ اور یہ نبی اکرم ﷺ کی اس بددعا کی وجہ سے ہوا۔ اللهم اشدد وطاتك علی مضر و اجعلها سنین کسنی یوسف [بخاری: ۸۰۴، مسلم ۶۷۵] اے اللہ مضر پر بندھن کو سخت فرما اور یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قحط ان پر مسلط فرما۔

## باغ والوں کی مثال:

كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ (جیسا ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی) وہ نماز پڑھنے والے لوگ تھے۔ ان کے والد کا ایک باغ بستی میں تھا جس کو ذروان کہتے تھے۔ یہ صنعاء یمن سے دو فرسنگ پر واقع تھا۔ وہ اس باغ سے سال کا خرچہ حاصل کرتا۔ باقی فقراء و مساکین کو دے دیتا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے کہنے لگے اگر ہم بھی اسی طرح کریں گے جیسا ہمارا والد کرتا تھا تو ہم تنگدست ہو جائیں گے۔ ہم صاحب عیال ہیں۔ پس انہوں نے باہمی قسمیں اٹھائیں۔ کہ لیصرمنها مصبحین منه اندھیرے توڑ لیں گے تا کہ مساکین کو علم نہ ہو۔ انہوں نے قسم میں انشاء اللہ نہ کہا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے باغ کو جلا دیا۔ قول حسن رحمہ اللہ یہ کافر تھے۔ قول جمہور: یہ مسلمان تھے جیسا پہلا قول نقل کیا۔ اِذْ اَقْسَمُوْا (انہوں نے قسمیں اٹھائیں) لَيَصْرِمُنَّهَا (وہ ضرور اس کا پھل توڑ لیں گے) مُصْبِحِيْنَ (صبح سویرے) جونہی صبح داخل ہو اور فقراء ادھر ادھر منتشر ہوں۔

نحو: یہ یصرمنها کی ضمیر فاعلی سے حال ہے۔

۱۸: وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ (اور انہوں نے انشاء اللہ بھی نہ کہا) انشاء اللہ کو عرب کے لوگ استثناء کا نام دیتے ہیں۔ اگرچہ صورۃ تو یہ شرط ہے کیونکہ یہ استثناء کا معنی ادا کرتا ہے۔ لا خرجن انشاء الله اور لا اخرج الا ان یشاء الله دونوں کا معنی ایک ہے۔

۱۹: فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ (اس باغ پر آپ کے رب کی طرف سے پھرنے والا پھر گیا) اس پر عذاب اترا۔ ایک قول



BestUrduBooks.wordpress.com

فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ

پھر وہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے ہوئے چلے کہ آج تمہارے پاس کوئی مسکین نہ آنے پائے اور وہ اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر

قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ

سمجھ کر چلے' پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ بے شک ہم راستہ بھول گئے بلکہ بات یہ ہے کہ ہم محروم کر دیئے گئے' ان میں جو اچھا

اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾

آدمی تھا وہ کہنے لگا کہ کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم اللہ کی تسبیح کیوں بیان نہیں کرتے' کہنے لگے ہم اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں بلاشبہ ہم قصوروار ہیں'

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾

پھر ایک دوسرے پر متوجہ ہو کر باہم الزام دینے لگے' کہنے لگے ہائے ہماری خرابی بلاشبہ ہم حد سے بڑھ جانیوالے تھے۔

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ

اُمید ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس کے بدلہ اس سے بہتر عطا فرما دے' بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف رغبت کرنیوالے ہیں۔ اسی طرح عذاب ہوتا ہے

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور آخرت کا عذاب اس سے بڑھ کر ہے کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ جان لیتے۔

اللہ تعالیٰ نے آگ سے اس کو جلا دیا۔ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ (اور وہ سو رہے تھے) اپنی نیند کی حالت میں تھے۔

۲۰: فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ (پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسا کٹا ہوا کھیت)

اصبحت یہ صار کے معنی میں ہے صریم: اندھیری رات کی طرح یعنی جل کر سیاہ ہو گیا۔ نمبر۲۔ صبح کی طرح یعنی سفید زمین بن گئی جس میں کوئی درخت نہ تھا۔ ایک قول یہ ہے وہ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہو گیا گویا وہ کاٹ لیا گیا کیونکہ اس کے پھل تباہ ہو گئے۔

۲۱: فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ (پس صبح کے وقت وہ ایک دوسرے کو پکارنے لگے)

۲۲: اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ (کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو) علی حرثکم کہا الی حرثکم نہیں کہا گیا۔ کیونکہ غدا جس میں انہوں نے کھیت کاٹنا تھا وہ غدا علیہ استعمال ہوتا ہے۔ نمبر۲۔ غدا کے لفظ میں اقبال کا معنی ضمناً پایا جاتا ہے گویا اس طرح ہے فاقبلوا علی حرثکم باکرین تم صبح سویرے اپنی کھیتی کی طرف متوجہ ہو۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ (اگر تم کو پھل توڑنا ہے) توڑنے کا ارادہ رکھتے ہو۔

۲۳: فَانْطَلَقُوْا (پھر وہ چلے) کھیتی کی طرف گئے وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ (آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے ہوئے) سرگوشی کر رہے



BestUrduBooks.wordpress.com

تھے تا کہ کسی مسکین کو بھنک نہ پہنچ جائے۔

۲۴ :اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا (نہ آئے تم تک) یعنی باغ میں۔ اَنْ مفسرہ ہے ایک قراءت میں اس کے بغیر پڑھا گیا۔ ای یتخافتون یقولون لایدخلنھا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ (آج کوئی محتاج) مسکین کے داخلے کی نفی سے مسکین کو داخل ہونے کی قدرت کی نفی ہے کہ اس کو داخل نہ ہونے دو۔

۲۵ : وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ (وہ اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر سمجھ کر چلے) حَرْدٍ جدوجہد سے روکنا۔ قادرین وہ اپنے نفسوں میں روکنے پر قادر ہیں۔ یہ نفطویہ کا قول ہے۔ نمبر۲۔ الحرد ارادہ اور سرعت یعنی وہ چلے تیزی سے اپنے باغ کا قصد کرنے والے تھے۔ اور اپنے دلوں میں اس کے کاٹنے پر قادر تھے اور اس کی منفعت کو مساکین سے روکنے والے تھے۔

نمبر۳۔ الحرد یہ باغ کا نام ہے۔ وہ حرد نامی باغ کی طرف چلے اس حال میں کہ وہ اس کے پھل اپنے خیال میں توڑنے والے تھے۔

۲۶ :فَلَمَّا رَاَوْهَا (پھر جب انہوں نے اس باغ کو دیکھا) اپنے باغ کو جلا ہوا دیکھا قَالُوْٓا (انہوں نے پہنچنے کے فوراً بعد کہا) اِنَّا لَضَآلُّوْنَ (بیشک ہم راستہ بھول گئے) ہم اپنے باغ کے راستہ سے بھٹک گئے اس میں وہ رونق نہیں اس لئے کہ وہ اس کی تباہی دیکھ رہے تھے۔ پھر جب انہوں نے غور کیا تو پہچان کر کہنے لگے۔

۲۷ :بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ (بلکہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی) ہم اس کے نفع سے محروم کر دیئے گئے کیونکہ ہم نے گناہ کیا جس کی ہمیں یہ سزا ملی۔

۲۸ :قَالَ اَوْسَطُهُمْ (ان میں سے اچھے آدمی نے کہا) انصاف پسند سب سے بہتر آدمی اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ (کیا میں نے تم کو نہ کہا تھا۔ اب تسبیح کیوں نہیں کرتے) تم انشاء اللہ کیوں نہیں کہتے کیونکہ استثناء تسبیح ہے کیونکہ تعظیم الٰہی کا معنی دونوں میں مشترک ہے استثناء تفویض اور تسبیح تنزیہ ہے اور تنزیہ وتفویض ہر دو تعظیم ہیں۔ نمبر۲۔ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اس کی بارگاہ میں خبیث نیت سے توبہ کیوں نہیں کرتے۔ گویا ان کے منصف آدمی نے ان کے اس ارادہ کے وقت ان کو یہ بات کہی۔ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے اس انتقام کو یاد کرو جو وہ مجرمین سے لیا کرتا ہے۔ پس اس خبیث خیال سے توبہ کرو۔ انہوں نے اس کی ایک نہ مانی اب وہ ان کو عار دلا رہا ہے۔ اور اسی لئے انہوں نے کہا۔

## اعترافِ جرم:

۲۹ :قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (سب کہنے لگے۔ ہمارا پروردگار پاک ہے بیشک ہم قصوروار ہیں) انہوں نے خرابی بسیار کے بعد اس چیز پر گفتگو کی جو کہ ان کو قبل ازیں کرنی چاہیے تھی اور نیکی کی ممانعت کرنے کے ظلم کا اپنے متعلق اعتراف کیا۔ اور انشاء اللہ چھوڑنے کی غلطی مان گئے اور اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کرتے ہوئے اس کو ظلم سے پاک قرار دیا۔

۳۰ :فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ (پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے) مساکین پر خیرات



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّٰتِ ٱلنَّعِيمِ ﴿٣٤﴾ أَفَنَجْعَلُ ٱلْمُسْلِمِينَ كَٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾

بلاشبہ پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس نعمت والے باغ ہیں۔ کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کے برابر کر دیں گے'

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ لَكُمْ كِتَٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا

تمہیں کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جسے تم پڑھتے ہو اس میں تمہارے لئے وہ چیز لکھی ہوئی ہو جسے

تَخَيَّرُونَ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَكُمْ أَيْمَٰنٌ عَلَيْنَا بَٰلِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ﴿٣٩﴾

تم پسند کرتے ہو' کیا تمہارے لئے ہمارے اوپر قسمیں ہیں جو قیامت تک باقی رہنے والی ہیں کہ تمہیں وہ دیا جائے گا جس کا تم فیصلہ کرتے ہو

سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَأْتُوا۟ بِشُرَكَآئِهِمْ إِن كَانُوا۟

ان سے دریافت کیجئے کہ ان میں اس کا کون ذمہ دار ہے؟ کیا انکے لئے ٹھہرائے ہوئے شریک ہیں سو وہ اپنے شریکوں کو لے آئیں

صَٰدِقِينَ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى ٱلسُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٤٢﴾

اگر سچے ہیں۔ جس دن ساق کی تجلی فرمائی جائے گی اور یہ لوگ سجدہ کی طرف بلائے جائیں گے سو سجدہ نہ کر سکیں گے

سے بھاگنے کی جو بدترین حرکت انہوں نے کی تھی اس پر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ ہر ایک دوسرے پر ڈال رہا تھا۔ پھر سب نے حد سے تجاوز کرنے کا اعتراف کرلیا۔

۳۱ : قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ (کہنے لگے ہم حد سے نکلنے والے تھے) کہ فقراء کا حق روک لیا اور انشاء اللہ بھی چھوڑ دیا۔

۳۲ : عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ (شاید ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ بدلہ میں دے دے)

قراءت: يبدّلنا تشدید کے ساتھ مدنی، ابوعمرو نے پڑھا ہے۔ ھا سے مراد سابقہ باغ ہے۔

اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ (ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں) اسی سے خیر و بھلائی کے طالب ہیں اور اس کے عفو کے امیدوار ہیں۔ قول مجاہد رحمہ اللہ: انہوں نے توبہ کی تو اس سے بہتر باغ بدلے میں دیا گیا۔ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ: انہوں نے اخلاص اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں ''الحیوان'' نامی باغ عنایت فرمایا اس میں انگور کے گچھے کو خچر اٹھاتا تھا۔

۳۳ : كَذٰلِكَ الْعَذَابُ (اسی طرح عذاب ہوا کرتا ہے) یعنی اس عذاب کی طرح جس کا تذکرہ ہم نے کیا یہ دنیا کا عذاب ہے جو ان کیلئے ہے جو انہی کی راہ پر چلے۔ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ (اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھ کر ہے) بہت ہی بڑا ہے۔

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ جان لیتے) اسلئے کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ ان کو عذاب کی طرف دھکیل رہا ہے۔

۳۴ : ربط : پھر ایمان والوں کو ملنے والے انعامات کا ذکر فرمایا۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ (بیشک پرہیزگاروں کیلئے) جو شرک سے بچنے



BestUrduBooks.wordpress.com

والے ہیں۔ عِنْدَ رَبِّهِمْ (ان کے رب کے نزدیک) یعنی آخرت میں جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (آسائش کی جنتیں ہیں) وہ ایسے باغات ہیں جن میں خالص نعمتوں سے لطف اندوزی ہوگی دنیا کے باغات ایسے نہیں۔

## مسلم و مجرم برابر نہیں:

۳۵: اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ (کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کے برابر کر دیں گے) یہ استفہام انکاری ہے جو ان کے اس قول کا انکار کرنے کیلئے لائے۔ لو کان ما یقول محمد حقا فنحن نعطی فی الاٰخرۃ خیرًا مما یعطی ھو و من معه کمافی الدنیا۔ اگر محمد سچے ہوں بھی پھر بھی ہم کو آخرت میں ان سے بہتر نعمتیں ملیں گی جیسا کہ دنیا میں ہیں تو فرمایا کیا ہم فیصلہ میں ظلم کریں گے کہ مسلمانوں کو کافروں کی طرح کر دیں گے؟ یعنی ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ پھر بطریق التفات ان کو فرمایا۔

۳۶: مَالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (تم کو کیا ہو گیا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو) یہ ٹیڑھا فیصلہ کہ نافرمان اور فرمانبردار یکساں۔ اس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آخرت کا معاملہ تمہارے سپرد ہو گیا کہ جو چاہو اس میں تم فیصلہ کر دو۔

۳۷: اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ (کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے) جو آسمان سے آئی ہو فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ (جس میں تم پڑھتے ہو) یعنی اس کتاب میں پڑھ لیتے ہو کہ:

۳۸: اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ (کہ اس میں تمہارے لیے وہ چیز ہو جس کو تم پسند کرتے ہو) یعنی یہ کہ جو تمہاری دل پسند اور خاطر خواہ چیزیں ہیں۔ وہ تمہیں ملیں گی۔ اصل عبارت اس طرح ہے۔ تدرسون اَنَّ لکم ماتخیرون۔

نحو: اَنَّ مفتوح ہونا چاہیے کیونکہ وہ مدروس ہے کیونکہ پڑھنا اسی پر واقع ہونے والا ہے۔ اِنَّ مکسورہ تو لام کے آنے کی وجہ سے آیا ہے۔ اور یہ بھی درست کہ یہ پڑھی جانے والی چیز کو بطور حکایت بیان کیا گیا ہو۔ جیسا کہ اس قول میں ہے وترکنا علیه فی الاٰخرین ۔ سلام علی نوح [الصافات:۷۸،۷۹] تخیر اور اختار الشئ کسی چیز سے خیر کا حاصل کرنا۔

۳۹: اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا (کیا ہمارے اوپر کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے کھائی گئی ہوں) ایمان سے ایسے وعدے جن کو قسموں سے پختہ کیا گیا ہو۔ بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (اور وہ قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں) یعنی وہ اس دن تک پہنچنے والی ہیں۔ اور وافر مقدار میں اس دن ختم ہونگی ان میں کوئی قسم باطل نہ ہوگی یہاں تک کہ مقسم علیہ کی پختگی ثابت ہو جائے۔ (اس کے مطابق ترکیب اول ہوگی)

نحو: نمبر۱۔ ایمان موصوف ہے اور بالغۃ صفت اور الی یوم القیامۃ اس کے متعلق ہے نمبر۲۔ مقدر سے متعلق ہے تقدیر کلام اس طرح ہے ھی ثابتة لکم علینا لا الیٰ یوم القیامة لا نخرج عن عھدتھا الایومئذ اذا حکمناکم واعطیناکم ماتحکمون۔ وہ قسمیں تمہاری طرف سے ہم پر لازم ہیں قیامت تک رہنے والی ہیں کہ ہم ان کی ذمہ داری سے اسی دن عہدہ برآ ہونگے جب تمہارے حق میں فیصلہ کر دیں گے اور تمہارے فیصلہ کے مطابق تمہیں دے دیں گے۔ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ (کہ تم کو وہ چیزیں ملیں گی جو تم فیصلہ کر رہے ہو) اپنے نفوس کے متعلق جو تم فیصلہ کر رہے ہو۔ یہ جواب قسم ہے کیونکہ ام لکم ایمان



BestUrduBooks.wordpress.com

علینا کا معنی یہ ہے کیا ہم نے تمہارے لئے انتہائی تاکیدی قسمیں اٹھا رکھی ہیں۔

۴۰ : سَلۡهُمۡ (ان مشرکین سے پوچھیں) اَيُّهُمۡ بِذٰلِكَ (ان میں سے اس کا کون) اس فیصلہ کا زَعِيۡمٌ (ذمہ دار ہے) یعنی کفیل ہے کہ ایسا ضرور ہوگا۔

۴۱ : اَمۡ لَهُمۡ شُرَكَآءُ (کیا ان کے ٹھہرائے ہوئے کچھ شریک ہیں) یعنی کچھ لوگ ہیں جو اس بات میں ان کے ساتھ شریک ہونگے اور ان کے راستہ پر چلیں گے۔ فَلۡيَاۡتُوۡا بِشُرَكَآئِهِمۡ اِنۡ كَانُوۡا صٰدِقِيۡنَ (پس ان کو چاہیے کہ اپنے ان شریکوں کو پیش کریں اگر یہ سچے ہیں) اپنے اس دعویٰ میں مطلب یہ ہے کہ کوئی ایک بھی ان کا یہ حق نہ مانے گا اور نہ ان کی معاونت کرے گا جیسا کہ انکے پاس کوئی کتاب نہیں جو ان کے حق میں گواہ ہو۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا کوئی وعدہ اور ان کا کوئی کفیل ہے جس نے ان کی ضمانت اٹھالی ہو۔

۴۲ : يَوۡمَ يُكۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ (جس دن ساق کی تجلی فرمائی جائے گے)

نحو : یومَ یہ فلیاتوا کا ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۲۔ اذکر مضمر کی وجہ سے منصوب ہے۔

## شدت بطور کنایہ ہے:

قول جمہور: کشف ساق یہ معاملے کی شدت اور مصیبت کی زیادتی کی تعبیر ہے پس معنی یہ ہوگا جس دن معاملہ سخت اور مشکل ہو جائے گا۔ وہاں نہ کشف ہے اور نہ ساق ہے۔ لیکن شدت کو بطور کنایہ اس طرح بیان کیا کیونکہ جب وہ کسی سختی میں پھنس جاتے تو پنڈلی کھول دیتے اور یہ اسی طرح ہے جیسا تم کہو اس آدمی کو جو بہت ہی بخیل ہو۔ یدہ مغلولۃ حالانکہ نہ وہاں ہاتھ ہے اور نہ طوق بلکہ بخل سے کنایہ ہے۔ باقی جن لوگوں نے اس کو تشبیہ قرار دیا تو اس کا سبب ان کی کم فہمی اور علم بیان سے قلیل واقفیت ہے اگر بات اسی طرح ہوتی جیسا مشبہین کہتے ہیں تو ساق کو معرفہ لایا جانا چاہیے تھا۔ کیونکہ ان کے نزدیک تو یہ ساق مقررہ ہے۔ وَيُدۡعَوۡنَ (اور لوگوں کو بلایا جائے گا) کفار کو اس جگہ بلایا جائے گا۔ اِلَى السُّجُوۡدِ (سجدہ کی طرف) یہ سجدہ تکلیفی نہیں بلکہ توبیخی ہوگا اس لئے کہ انہوں نے دنیا میں سجدہ چھوڑا فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ (پس یہ لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے) کیونکہ ان کی پشتیں گائے کے سینگوں کی طرح ہو جائیں گی جو جھکتے اٹھتے دوہری نہیں ہوتیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی ان پر ذلت چھائی ہوئی ہو گی اور یہ لوگ سجدہ کی طرف اس حالت میں بلائے جاتے تھے جبکہ صحیح سالم تھے۔

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾

سو آپ مجھے اور ان لوگوں کو چھوڑ دیجئے جو اس بات کو جھٹلاتے ہیں ہم انہیں تدریجاً لے جا رہے ہیں اس طور پر کہ انہیں خبر بھی نہیں،

وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ

اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں۔ بے شک میری تدبیر مضبوط ہے کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ طلب کرتے ہیں کہ وہ اس کے تاوان سے دبے جارہے ہیں کیا

عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ

ان کے پاس غیب ہے جسے وہ لکھا کرتے ہیں۔ سو آپ اپنے رب کی تجویز پر صبر کیجئے اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جائیے، جب کہ

الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ

اس نے اس حالت میں پکارا کہ وہ غم سے گھٹ رہا تھا اگر اس کے رب کی نعمت اسکی دستگیری نہ کرتی تو وہ بدحالی کے ساتھ میدان میں ڈال

وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾

دیا جاتا، پھر اس کے رب نے اسے برگزیدہ کر لیا اور اس کو صالحین میں شامل فرما دیا۔

۴۳ : خَاشِعَةً (جھکنے والی ہونگی)

نحو : یہ یدعون کی ضمیر سے حال ہے۔

اَبْصَارُهُمْ (ان کی آنکھیں) تقدیر کلام یہ ہوگا یدعون فی حال خشوع ابصارھم آنکھوں کے جھکنے کی حالت میں ان کو بلایا جائے گا۔ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ (ان پر ذلت چھائی ہوگی) ان کو ذلت ڈھانپ لے گی۔ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ (اور یہ لوگ سجدہ کی طرف بلائے جایا کرتے تھے) رسولوں کی زبانوں پر اِلَى السُّجُوْدِ (دنیا میں سجدہ کی ان کو دعوت دی جاتی تھی) وَهُمْ سَالِمُوْنَ (اور وہ صحیح سالم تھے) وہ صحت مند تھے پھر وہ سجدہ نہ کرتے تھے۔ پس اسی طرح اس جگہ ان کو سجدہ سے روک دیا گیا۔

۴۴ : فَذَرْنِيْ (پس رہنے دو مجھ کو) عرب کے لوگ ذرنی و ایاہ بولتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے اس کو میرے حوالے کرو میں اس سے نپٹ لوں گا۔ وَمَنْ يُّكَذِّبُ (اور اس کو جو جھٹلاتے ہیں) اس کا مفعول پر عطف ہے یا یہ مفعول معہ ہے۔ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ (اس کلام کو) مراد قرآن مجید ہے۔ مقصد یہ ہے اس کا معاملہ میرے اوپر چھوڑ دو۔ میں اس کو جانتا ہیں جو کچھ اس کے ساتھ کرنا ہے اور اس کی طاقت رکھتا ہوں آپ اس کی وجہ سے اپنے دل کو پریشان مت کریں اور انتقام میں مجھ پر توکل کریں۔ اس میں مکذبین کو



BestUrduBooks.wordpress.com

تہدید کی گئی اور آنحضرت ﷺ کو تسلی دی گئی ہے۔

## استدراج کی حالت:

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ (ہم ان کو بتدریج لئے جا رہے ہیں) درجہ بدرجہ ان کو عذاب سے قریب کر رہے ہیں۔عرب کہتے ہیں۔ استدرجه الی کذا۔اس کو درجہ بدرجہ اتارا یہاں تک کہ اس کو اس میں گم کر دیا۔استدارج الٰہی نافرمانوں کے متعلق یہ ہے کہ ان کو صحت ونعمت دیتا چلا جاتا ہے۔وہ اس رزق کو معاصی کے بڑھانے کا ذریعہ بنالیتے ہیں۔مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ (اس طور پر کہ انکو خبر بھی نہیں) ایسی جہت سے کہ ان کو شعور بھی نہیں کہ یہ استدراج ہے۔ایک قول یہ ہے جب وہ نئی نافرمانی کرتا ہے ہم ان کو تازہ نعمت دے دیتے ہیں اور ان کا شکریہ بھلا دیتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔جب تم لوگوں کو دیکھو کہ کسی بندے پر انعام کرتا ہے اور ادھر وہ معصیت پر قائم ہے تو یقین کرلو کہ وہ استدراج کا شکار ہے[دیلمی فی مسند الفردوس:۱۰۷۳] اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

۴۵ : وَاُمْلِیْ لَهُمْ (اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں) اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ (بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے) آیت میں احسان و تمکین کو کید سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔جیسا کہ پچھلی آیت میں اس کو استدراج فرمایا کیونکہ وہ تدبیری شکل میں ہے اس لئے کہ وہ اس کی ہلاکت کا سبب بنے گا۔اصل یہ ہے کہ کید' مکر اور استدراج کا معنی امن والی جانب سے پکڑلینا ہے۔ان الفاظ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے متعلق کائد اور ماکر اور مستدرج کے الفاظ بولنے درست وجائز نہیں۔

۴۶ : اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ (کیا آپ ان سے مانگتے ہیں) تبلیغ رسالت پر اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ (کوئی معاوضہ کہ وہ اس تاوان سے) مُّثْقَلُوْنَ (بوجھل ہوئے جاتے ہیں) پس اس وجہ سے ایمان قبول نہیں کرتے یہ استفہام نفی کے معنی میں ہے۔آپ وحی کی تبلیغ پر ان سے اجر کی ذرہ بھر طمع نہیں رکھتے کہ جس کی وجہ سے ان کو گرانی ہوئی ہو اور وہ اس وجہ سے ایمان سے رکتے ہیں۔)

۴۷ : اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ (کیا ان کے پاس غیب ہے) الغیب سے یہاں جمہور کے نزدیک لوح محفوظ مراد ہے۔فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ (کہ یہ لکھ لیا کرتے ہیں) اس سے اس بات کو جو یہ فیصلہ کرتے ہیں۔

۴۸ : فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ (آپ اپنے رب کی تجویز پر صبر سے بیٹھے رہیں) اس میں کفار کو مہلت دیے جانے کو بیان فرمایا اور آپ کی نصرت میں تاخیر کا ذکر فرمایا۔کیونکہ اگرچہ وقتی طور پر ان کو مہلت دے دی گئی مگر ان کو اسی طرح نہ چھوڑا جائے گا۔وَ لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ (اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جائیے) مراد یونس علیہ السلام ہیں۔جلدی کرنے اور قوم پر ناراضی میں ان کی طرح نہ ہوں تا کہ تم کسی ابتلاء میں نہ پڑو۔

نحو وقراءت :الحوت پر وقف ہے کیونکہ اذ یہ ماقبل کا ظرف نہیں بن سکتا۔اس لیے کہ نداء عبادت وطاعت ہے پس اس سے روکا نہیں جاسکتا۔بلکہ اذ یہ فعل محذوف اذکر کا مفعول ہے۔اِذْ نَادٰی (جبکہ یونس نے دعا کی) مچھلی کے پیٹ میں اپنے رب سے دعا کی وہ دعا یہ تھی۔لا الٰہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین [الانبیاء:۸۷] وَهُوَ مَكْظُوْمٌ (وہ غم سے گھٹ رہے تھے) غصے سے بھرے ہوئے تھے۔یہ کظم السقاء سے لیا گیا جبکہ مشک بھر جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ

اور کافر لوگ جب ذکر کو سنتے ہیں تو گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے اور کہتے ہیں

اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝۵۱ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۵۲

کہ یہ مجنون ہے حالانکہ یہ قرآن تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔

۴۹ : لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ (اگراللہ تعالیٰ کا احسان ورحمت ان کی دستگیری نہ کرتی) مِّنْ رَّبِّهٖ یعنی اگراللہ تعالیٰ ان پر انعام نہ فرماتا اوران کی دعا کو قبولیت اور عذر کو منظور نہ فرماتا۔ لَنُبِذَ (تو وہ ڈالے جاتے) مچھلی کے پیٹ سے بِالْعَرَآءِ (میدان وفضا میں) وَهُوَ مَذْمُوْمٌ (بدحالی کے ساتھ) اس حال میں لغزش کی وجہ سے عتاب شدہ ہوتے۔ لیکن اس نے رحم فرمایا اور بدحالی کے بغیر ان کو ڈالا۔

۵۰ : فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ (پھران کے رب نے ان کو برگزیدہ کرلیا) ان کے عذر اور دعا کی وجہ سے ان کو برگزیدہ کرلیا۔ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (اوران کو صالحین میں سے کردیا) جو صلاح کی صفات میں کمال کو پہنچنے والے ہوتے ہیں۔ اوران کی کوئی لغزش باقی نہ رہنے دی۔ ایک قول یہ ہے الصالحین سے مراد انبیاء علیہم السلام میں سے۔ ایک اور قول یہ ہے کہ رسولوں میں سے۔

## فیصلہ کن قول:

مطلب درست وہی ہے جو اولاً ہم نے ذکر کیا کیونکہ وہ نبی ورسول تو پہلے ہی تھے جیسا ارشاد الٰہی ہے۔ ان یونس لمن المرسلین ۔اذابق الی الفلك المشحون [الصافات:۱۳۹،۱۴۰]

## کفار کا نگاہوں سے پھسلانے کی کوشش کرنا:

۵۱ : وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ (اور جب یہ کافر قرآن سنتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرادیں گے)

قراءت: مدنی نے يَزْلِقُوْنَكَ یاء کے فتحہ سے پڑھا ہے۔ ان مخففہ من المثقلہ ہے اوراس کی علامت لام ہے۔ زلقہ، ازلقہ: جگہ سے زائل کرنا۔ مطلب یہ ہے نمبر۱۔ قریب ہے کہ کفار آپ کی طرف بہت زیادہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے دشمنی کے ساتھ دیکھنے سے آپ کو اپنی جگہ سے زائل کردیں۔ نمبر۲۔ آپ پر شدید غصہ کی وجہ سے قریب ہے کہ وہ آپ کو ہلاک کردیں۔ بنی اسد کے لوگوں کی نظر کی یہی کیفیت تھی ان میں سے ایک آدمی تھا۔ اس کو تین دن بھوکا رکھ کر خیمے سے نکالتے تو اس کے سامنے جو چیز گزرتی اگر وہ اس کو کہتا آج اس جیسی میں نے نہیں دیکھی۔ وہ چیز ہلاک ہو جاتی۔ بعض نظر لگانے والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس کی



BestUrduBooks.wordpress.com

کوشش کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی اس جیسا جملہ نکالے۔اوراس نے کہہ دیا:لم ار کالیوم مثلہ رجلاً اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔حدیث میں وارد ہے العین حق،نظر برحق ہے اورنظر اونٹ کو ہنڈیا میں اور آدمی کو قبر میں داخل کردیتی ہے۔[فیض القدیر:۵۷۴۸][تذکرہ الموضوعات:ص:۲۰۷] حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے نظر کا دم یہ آیت ہے۔لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ (ذکر سے قرآن مجید مراد ہے)وَيَقُولُونَ (اوروہ کہتے ہیں)اس نبوت پر حسد کرتے ہوئے جوآپ کو عنایت کی گئی ہے۔اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ (کہ یہ مجنون ہے)محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجنون ہیں۔یہ بات آپ کے معاملے میں حیرانی اوردوسروں کواس سے نفرت دلانے کیلئے کی جاتی ہے۔

۵۲ :وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ (حالانکہ یہ قرآن نصیحت ہے)لِّلْعٰلَمِيْنَ (جہان والوں کیلئے)پھر جوایسا قرآن پیش کرے وہ مجنون کیسے ہوسکتا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ جب انہوں نے آپ کا تذکرہ سنا۔اوروہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہان والوں کیلئے ایک عظیم شرف ہیں۔پس ان کی طرف پھر جنون کی کیونکر نسبت ہوسکتی ہے۔گویا پہلے ذکر سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوردوسرے ذکر سے مراد شرف ومرتبہ ہے۔

سورہ ن والقلم کا تفسیری ترجمہ ۲۵ ربیع الاول کو مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ الحاقہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں باون آیات اور دو رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْحَاقَّةُ ۝۱ مَا الْحَاقَّةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَاقَّةُ ۝۳ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ

ہو جانے والی کیا ہے وہ ہو جانے والی اور آپ کو کیا خبر ہے کہ کیا ہے وہ ہو جانے والی' ثمود نے اور عاد نے اس کھڑکھڑانے

بِالْقَارِعَةِ ۝۴ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝۵ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ

والی چیز کی تکذیب کی' سو ثمود تو زور والی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے اور عاد ٹھنڈی تیز ہوا کے ذریعہ

صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝۶ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى

ہلاک کئے گئے اللہ نے اس ہوا کو لگا تار سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط کر دیا تھا سو اے مخاطب تو

الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝۷ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝۸

ان لوگوں کو اس ہوا میں پچھاڑے ہوئے دیکھتا کہ گویا وہ کھجور کے کھوکھلے درختوں کے تنے ہیں' سو کیا تجھے ان میں سے کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے

وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝۹ فَعَصَوْا رَسُوْلَ

اور فرعون نے اور اس سے پہلے لوگوں نے اور الٹی ہوئی بستیوں نے گناہ کئے' سو انہوں نے اپنے رب کے رسول کی

رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝۱۰ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي

نافرمانی کی پھر اس نے ان کو سختی کے ساتھ پکڑ لیا' بلاشبہ جب پانی کو طغیانی ہوئی تو ہم نے تمہیں کشتی

الْجَارِيَةِ ۝۱۱ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝۱۲ فَاِذَا نُفِخَ

میں اٹھا دیا تا کہ ہم تمہارے لئے اس واقعہ کو نصیحت بنا دیں اور تا کہ اسے یاد رکھنے والے کان یاد رکھیں۔

فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝۱۴

سو جب صور میں پھونکا جائے گا ایک مرتبہ اور اٹھا دی جائے گی زمین اور پہاڑ پھر دونوں کو ایک دفعہ میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا'



BestUrduBooks.wordpress.com

اَلْحَآقَّةُ مَا الْحَآقَّةُ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ (وہ ہونے والی چیز کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز۔ اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ کیسی کچھ ہے وہ ہونے والی چیز)

۱: اَلْحَآقَّةُ قیامت جس کا وقوع لازمی ہے۔ جس کی آمد ثابت شدہ ہے وہ کہ جس کی آمد میں کوئی شک نہیں۔ الحاقہ یہ حق یحق سے ہے بمعنی لازم ہونا۔

۲: مَا الْحَآقَّةُ نحو: ما مبتدا الحاقہ خبر اور یہ جملہ الحاقہ کی خبر ہے۔ اصل اس طرح ہے: الحاقہ: ماھی۔ یعنی ای شیٔ ھی تو ضمیر کی جگہ اسم ظاہر دوبارہ لے آئے تاکہ قیامت کی ہولناکی اور عظمت شان زیادہ سے زیادہ ظاہر ہو۔

۳: وَمَآ اَدْرٰىكَ (کس چیز نے تمہیں بتلایا کہ الحاقہ کیا ہے؟) یعنی تمہیں اس کی حقیقت کا علم نہیں اور نہ اس کی ہولناکی کی بڑائی معلوم ہے۔ کیونکہ شدت و عظمت میں وہ اتنی بڑی ہے کہ مخلوق کی درایت اس کو پانے سے قاصر ہے۔

نحو: ما مبتدا ادراک خبر اور ما الحاقہ جملہ موضع نصب میں ادری کا مفعول ہے۔ مَآ اَدْرٰىكَ یہ استفہام انکاری ہے۔

## قارعہ نام کی وجہ:

۴: كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ (قوم عاد و ثمود نے اس کھڑکھڑانے والی چیز کی تکذیب کی) یعنی الحاقہ کا انکار کیا۔ یہاں القارعہ کو اس کی جگہ رکھ دیا گیا کیونکہ یہ دونوں قیامت ہی کے اسماء ہیں اس کا نام القارعہ اس وجہ سے ہے کیونکہ یہ لوگوں کو اپنی ہولناکیوں اور گھبراہٹوں سے کھٹکھٹاتی ہے۔

۵: ربط: جب قیامت اور اس کی عظمت کا ذکر کیا تو اس کے مابعد قیامت کے منکرین کا ذکر کیا اور ان پر جو عذاب اس تکذیب کی وجہ سے اترا۔ اہل مکہ کو نصیحت کرنے کیلئے اس کا ذکر کر دیا۔ تاکہ وہ تکذیب کے خوفناک انجام سے بچ جائیں۔

## ثمود پر اُترنے والا عذاب:

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ (پس ثمود تو ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے) ایسے واقعہ کے ساتھ جو شدت میں حد سے بڑھنے والا تھا۔ اس میں اختلاف ہے کہ ہلاکت کس چیز سے ہوئی۔ ایک قول زلزلہ دوسرا قول چیخ ایک اور قول الطاغیہ یہ العافیہ کی طرح مصدر ہے معنی یہ ہوگا ان کی سرکشی کے سبب مگر یہ قول اس آیت کے بالکل مطابق نہیں۔ واما عاد فاھلکوا بریح یعنی ذریعہ ہلاکت بیان فرمایا نہ کہ باعث ہلاکت کو۔ فتدبّر

## ٹھنڈی ہوا سے عاد کی ہلاکت:

۶: وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ (اور عاد جو تھے پس وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کیے گے) ریح سے پچھم کی ہوا مراد ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نصرت بالصبا واھلکت عاد بالدبور صبح کی ہوا سے میری نصرت کی گئی اور قوم عاد پچھم سے ہلاک ہوئے۔ صَرْصَرٍ (تیز آواز والی) یہ الصرّۃ سے لیا گیا جس کا معنی چیخ ہے نمبر۲۔ ٹھنڈی۔ اس صورت میں یہ الصِرّ سے ماخوذ ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

گویا وہ ہوا اس انداز کی تھی جس میں بار بار سردی رکھی گئی اور بہت زیادہ رکھی گئی پس وہ اپنی ٹھنڈک کی کثرت سے جلا ڈالتی ہے۔
عَاتِيَةٍ (تیز آندھی) نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر ناراضی کی وجہ سے گویا وہ ہوا باذن اللہ ملائکہ سے نکل نکل جانے والی تھی جو اس پر مقرر ہیں۔

## مسلسل عذاب:

۷ : سَخَّرَهَا (اس ہوا کو ان پر مسلط کر دیا) عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ (سات راتیں اور آٹھ دن) عذاب کی ابتداء بدھ کے دن مہینے کے اواخر میں ہو کر اگلے بدھ تک رہی۔ حُسُوْمًا (متواتر) پے در پے کہ درمیان میں انقطاع نہ تھا۔ حُسُوْمًا یہ حاسم کی جمع ہے۔ جیسے شہود جمع شاہد کی ہے۔ ہوا کے تواتر کو داغنے والے کے فعل سے تشبیہ دی جس طرح وہ بیماری کے مقام کو پے در پے داغتا جاتا ہے یہاں تک کہ مرض مٹ جاتا ہے۔ نمبر۲۔ ممکن ہے کہ یہ مصدر ہو۔ ای تحسم حسومًا وہ ہوا ان کا استیصال کر رہی تھی استیصال کرنا۔ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا (پس اے مخاطب تو اس قوم کو دیکھتا ہوا کے چلنے کے دوران یا ان راتوں اور دنوں میں) صَرْعٰى (گرے ہوئے) جمع صریعٌ۔
نَخْلٍ: یہ حال ہے۔
كَاَنَّهُمْ (گویا کہ وہ) نَخْلٍ: یہ حال ثانی ہے۔
اَعْجَازُ (تنے) جڑیں نَخْلٍ (کھجوروں کے) جمع نخلة خاوية (گری ہوئی) کھوکھلی پرانی۔
۸ : فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ (پس کیا تجھ کو ان میں سے کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے) یعنی من نفس باقیه کوئی باقی رہنے والا شخص یا من بقاء باقی رہنا۔ گویا مصدر کے معنی میں ہے جیسا کہ طاغیہ بمعنی طغیان۔
۹ : وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ (اور فرعون نے اور اس سے پہلے لوگوں نے) قبلہ سے مراد جو امتیں اس سے پہلے ہو گزریں۔
قراءت: بصری اور علی نے من قِبَلِهٖ پڑھا ہے۔ یعنی اس کی طرف اور اس کے پیروکاروں کی طرف۔

## قوم لوط کی بستیاں:

وَالْمُؤْتَفِكٰتُ (اور الٹی جانے والی بستیاں) قوم لوط کی بستیاں انہی کو الٹ دیا گیا یعنی پلٹ دیا گیا۔ بِالْخَاطِئَةِ (غلطیوں کے سبب) نمبر۲۔ اس بدکرداری والی حرکت کے سبب۔ نمبر۳۔ گناہوں والے کاموں کے سبب۔
۱۰ : فَعَصَوْا (پس انہوں نے کہنا نہ مانا) یعنی قوم لوط نے رَسُوْلَ رَبِّهِمْ (اپنے رب کے رسول کا) یعنی لوط علیہ السلام کا فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً (تو اللہ تعالیٰ نے انکو بہت سخت پکڑا) رابیہ انتہائی سخت جیسا کہ ان کی قبیح حرکت دوسروں سے بڑھی ہوئی تھی۔

## طوفانِ نوح:

۱۱ : اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ (ہم نے جبکہ پانی کو طغیانی ہوئی) وہ پانی طوفان کے وقت دنیا کے بلند ترین پہاڑوں کی چوٹیوں سے پندرہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہاتھ بلند ہو گیا۔ حَمَلْنٰکُمْ (ہم نے سوار کیا) تمہارے آباء واجداد کو فِی الْجَارِیَۃِ (کشتی میں) نوح علیہ السلام کی کشتی میں

۱۲ : لِنَجْعَلَهَا (تاکہ ہم اس معاملہ کو بنا دیں) معاملے سے ایمان والوں کی نجات اور کفار کا غرق ہونا مراد ہے۔ لَكُمْ تَذْكِرَةً (تمہارے لئے ایک یادگار) نصیحت وعبرت وَّ تَعِيَهَآ (اور یاد رکھیں اس کو) اس کو یاد کر لیں۔ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (کان یاد رکھنے والے) سننے والی بات کو محفوظ کرنے والے کان۔

## قول قتادہ:

وہ کان جو اللہ تعالیٰ کی بات کو سمجھنے والے اور جو کچھ سنا اس سے فائدہ اٹھانے والے ہوں۔

۱۳ : فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ (پس جب صور میں یک بارگی پھونک ماری جائے گی) اس سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے۔ جس سے تمام لوگوں پر موت طاری ہو جائے گی۔ اور دوسرے نفخہ سے تمام کو اٹھایا جائیگا۔

۱۴ : وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ (اور زمین اور پہاڑ اٹھا لیے جائیں گے)۔ ان کو ان کی جگہوں سے اٹھا لیا جائے گا۔ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً (پھر دونوں ایک ہی مرتبہ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے) ان کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ اس کے حصوں کو آپس میں ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ نرم ریت اور اڑتے غبار کے ذرات میں بدل جائیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾

سو اس دن واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی اور آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس روز بالکل ضعیف ہو جائے گا

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ

اور فرشتے اس کے کناروں پر آ جائیں گے' اور اس روز آپ کے پروردگار کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے' جس روز

تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ

تم پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ ہوگی' سو جس شخص کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا وہ کہے گا

هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ

کہ لو میرا اعمال نامہ پڑھ لو' بلاشبہ میں پہلے ہی یقین رکھتا تھا کہ میرا حساب میرے سامنے پیش ہونے والا ہے' سو یہ شخص پسندیدہ

رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ

زندگی میں ہوگا بہشت بریں میں ہو گا' اس کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے' کھاؤ اور پیو مبارک طریقہ پر ان اعمال کے بدلہ

فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾

جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیجے تھے' اور جس کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا سو وہ کہے گا کہ ہائے کاش میرا نامہ اعمال مجھے نہ دیا جاتا

۱۵ : فَيَوْمَئِذٍ (تو اس روز) یعنی اس وقت وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (ہونے والی چیز ہو پڑے گی) یعنی قیامت اتر پڑے گی آ جائیگی۔

نحو : اذا کا جواب وقعت الواقعہ ہے اور یومئذ یہ اذا سے بدل ہے۔

۱۶ : وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ (اور آسمان پھٹ جائے گا) کھل کر دروازے دروازے ہو جائے گا۔ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ (اور وہ اس روز بالکل بودا ہوگا) ڈھیلا کہ جس کی قوت ختم ہو چکی حالانکہ پہلے بہت مضبوط تھا۔

## حاملین عرش کی تعداد میں اضافہ:

۱۷ : وَّالْمَلَكُ (اور فرشتے) جنس ملائکہ مراد ہے جمع کے معنی میں ہے۔ یہ الملائکہ جمع کی بنسبت عام ہے۔ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا (اور اس کے کناروں پر آ جائیں گے) ارجاء اطراف اس کا واحد رجاء مقصور ہے۔ آسمان فرشتوں کا مسکن ہے جب وہ پھٹ جائے گا تو وہ اس کے کناروں میں پناہ گزیں ہونگے۔ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ (اور آپ کے رب کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہونگے) ان فرشتوں سے اوپر جو آسمان کی اطراف میں ہونگے۔ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ (اس دن آٹھ فرشتے) انہی فرشتوں میں سے آج چار



BestUrduBooks.wordpress.com

فرشتے اس کو اٹھانے والے ہیں۔ قیامت کے دن اور چار کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ قول ضحاک آٹھ صفیں ایک اور قول یہ ہے۔ آٹھ قسمیں۔

۱۸ : یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ (جس روز تم پیش کیے جاؤ گے) حساب و کتاب اور سوالوں کیلئے۔ اس پیشی کو بادشاہ کے سامنے لشکر کو معائنہ کیلئے جیسے پیش کیا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے حالات سے واقف ہو سے تشبیہ دی ہے۔ لَا تَخْفٰی مِنْکُمْ خَافِیَۃٌ (تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ ہوگی) خافیہ : سریرۃٌ، مخفی، جو دنیا میں حالت چھپی رہتی تھی۔

قراءت : عاصم کے علاوہ کوفی قراء نے یخفی پڑھا ہے۔ حدیث میں وارد ہے لوگوں کی تین پیشیاں ہونگی دو پیشیوں میں جھگڑا کرنا اور معذرتیں ہونگی اور تیسری پیشی کے وقت صحائف اعمال اڑ کر کامیاب لوگوں کے دائیں ہاتھ میں مل جائیں گے۔ اور ناکام کو نامہ عمل بائیں میں ملے گا۔ [رواہ احمد ۴/۴۱۴، الترمذی ۲۴۲۵، ابن ماجہ ۴۲۷۷ بیہقی بروایت ابن مسعود]

## اصحابِ یمین کا ذکر اور ان کا بدلہ:

۱۹ : فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَیَقُوْلُ (پس پھر وہ شخص جس کو نامہ عمل دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ تو کہے گا) اپنی جماعت کو اس پر خوش ہو کر اس لئے کہ وہ نامہ عمل میں نیکیاں ہی پائے گا۔ ھَآؤُمُ (یعنی لو) یہ اسم فعل ہے۔ اقْرَءُ وْا کِتٰبِیَہْ (میرا نامہ عمل پڑھ لو)

نحو : تقدیر کلام اس طرح ہے۔

**ھاؤم کتابی اقرء وا کتابیه** : تو اول کو حذف کیا کیونکہ کتابیہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اور کتابیہ کا عامل بصریین کے ہاں اقرءوا ہے۔ کیونکہ وہ اقرب کو عمل دیتے ہیں۔

قراءت : کتابیہ، حسابیہ، مالیہ، سلطانیہ کی ھاء ہائے سکتہ ہے۔ اور اس کا حق تو یہ ہے کہ وصل میں گر جائے اور وقف میں باقی رہے۔ اسلئے وقف کو ترجیح دینا اچھا ہے۔ کیونکہ قرآن کی موجودہ قراءت میں یہی ثابت ہے۔

۲۰ : اِنِّیْ ظَنَنْتُ (میں اعتقاد رکھتا تھا) یہ ظننت' علمت کے معنی میں ہے۔ یہاں ظن کو علم کی جگہ لایا گیا۔ کیونکہ ظن غالب عادات، احکامات میں علم کے بمنزلہ ہوتا ہے۔ نمبر۲۔ جو چیز اجتہاد سے پائی جائے وہ کم و بیش ہی وساوس و خیالات سے بچی ہوتی ہے۔ وہ گمانوں کی طرف لے جاتی ہے اس لئے ظن کا اطلاق اس پر ظن سے خالی نہ ہونے کی بناء پر ہے۔ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَہْ (کہ مجھ کو میرا حساب پیش آنے والا ہے) میں اپنے حساب کا معائنہ کرنے والا ہوں۔

۲۱ : فَھُوَ فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ (غرض وہ شخص پسندیدہ عیش) رضامندی والی جس کو وہ پسند کرے گا۔ یہ راضیہ لابن کی طرح ہے۔ ای ذات رضا۔ نمبر۲۔ راضیہ بمعنی مرضیہ رضا کی نسبت عیشہ کی طرف مجازی ہو)

۲۲ : فِیْ جَنَّۃٍ عَالِیَۃٍ (یعنی بہشت بریں میں ہوگا) بلند پایہ نمبر۲۔ بلند درجات والا باغ نمبر۳۔ بلند محلات اور اونچے مکانات

نحو : یہ خبر کے بعد خبر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى

اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے' ہائے کاش موت ہی میرا فیصلہ کر دیتی' میرے مال نے

عَنِّىْ مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ

مجھے فائدہ نہ پہنچایا میری جو سلطنت تھی وہ برباد ہو گئی' اس کو پکڑو اور اس کو طوق پہنا دو پھر اسے دوزخ میں

صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِىْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا

داخل کر دو پھر ایسی زنجیر میں اس کو جکڑ دو جس کی پیمائش ستر ہاتھ ہے' بلاشبہ یہ شخص اللہ پر

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ

ایمان نہیں رکھتا تھا جو عظیم ہے اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہ دیتا تھا' سو آج اس کے لئے کوئی

هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾

دوست نہیں ہے اور نہ غسلین کے علاوہ کوئی کھانا ہے' اسے صرف گناہگار ہی کھائیں گے۔

ع ۱ / ۷

۲۳: قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ (جس کے میوے جھکے ہوئے ہونگے) اس کے پھل قریب ہونگے جو چاہے گا وہ حاصل کرلے گا۔ بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے کی طرح ہوگا۔ ہر طرح توڑ سکے گا۔

۲۴: ان کو کہا جائے گا۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا (تم کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ) کھانا اور پینا خوشگوار۔ دونوں میں کوئی ناگواری نہ ہوگی اور نہ ایذاء۔ نمبر۲۔ ھنیئا کو مصدر مان لیں تو یہ مفعول مطلق ہوگا۔ ھنئتم ھنیئًا تم کھانے سے لطف اندوز ہو، لطف اندوز ہونا۔ بِمَآ اَسْلَفْتُمْ (ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں کئے) جو اعمال صالحہ کر کے تم نے آگے بھیجے۔ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (صلہ کی امید سے گزشتہ ایام میں) خالیہ دنیا میں گزرے ہوئے دنوں میں۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما: یہ روزہ داروں کے متعلق ہے۔ یعنی تم کھاؤ اور پیو اس کے بدلے میں جو تم نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے اپنے آپ کو کھانے پینے سے روکا۔

## اصحابِ شمال کا بدلہ:

۲۵: وَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ (اور جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ پس وہ کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ مجھ کو میرا نامۂ عمل ہی نہ ملتا) کیونکہ ساری رذالتیں اس میں لکھی پائے گا۔

۲۶: وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ (اور مجھ کو یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ میرا حساب کیا ہے) ہائے افسوس! میں اپنے حساب کو نہ جانتا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۷ :يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ (کیا اچھا ہوتا کہ موت ہی خاتمہ کر چکتی) ہائے افسوس! وہ موت جو مجھ پر واقعہ ہوئی وہ میرے معاملے کو ختم کرنے والی ہوتی اور اس کے بعد میں نہ اٹھایا جاتا۔ اور مجھے اس چیز کا سامنا ہے۔ یہ سامنا نہ کرنا پڑتا۔ القاضیہ معاملے کا فیصلہ کرنے والی۔

۲۸ :مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ (میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا) جو مال میں نے دنیا میں جمع کیا اس نے مجھے کچھ فائدہ نہیں دیا۔

نحو : ما نافیہ ہے اور شیئا مفعول محذوف ہے۔

۲۹ :هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ (میرا جاہ مجھ سے گیا گزرا) میری حکومت اور لوگوں پر تسلط جاتا رہا اور میں فقیر و ذلیل رہ گیا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

میری دلیل مجھ سے گم ہوگئی یعنی وہ دلیل جس سے میں دنیا میں دلیل بنایا کرتا تھا وہ باطل ہوگئی۔

ربط : پس اللہ جل شانہ جہنم کے نگرانوں کو فرمائیں گے۔

۳۰ :خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ (اس شخص کو پکڑو اور اس کو طوق پہنا دو) اس کے ہاتھ گردن سے باندھ دو۔

۳۱ :ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ (پھر دوزخ میں اس کو داخل کر دو) پھر اس کو بھڑکتی آگ میں داخل کر دو۔ نمبر۲۔ الجحیم اس فعل سے منصوب ہے جس کی تفسیر صلوہ کر رہا ہے۔

۳۲ :ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا (پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے) ذرع : لمبائی۔ سبعون ذراعا فرشتے کے ستر ہاتھ۔ یہ ابن جریج کا قول ہے۔ ایک قول یہ ہے اس کی پیمائش اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فَاسْلُكُوْهُ (اس کو جکڑ دو) اس میں داخل کر دو۔

نکتہ: سلسلہ کو سلک پر مقدم کرنے سے حصر مقصود ہے جیسا کہ الجحیم کو تصلیہ سے پہلے لا کر حصر پیدا کیا۔

۳۳ :اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ (یہ شخص عظمت والے اللہ پر ایمان نہیں رکھتا تھا) انہ یہ تعلیل کیلئے آیا ہے گویا اس طرح کہا گیا ماله يعذب هذا العذاب الشديد؟ اس کو اتنا سخت عذاب کیوں دیا جا رہا ہے تو جواب دیا گیا بانهٗ كان الأية کہ یہ عظمت والے اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا تھا۔

۳۴ :وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (اور غریب آدمی کے کھلانے کی ترغیب نہ دیتا تھا) کہ مسکین کو کھانا دے۔ اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ اس کا بعث بعد الموت پر ایمان نہ تھا۔ کیونکہ عام لوگ مساکین کو کھانا کھلانے پر ان سے جزاء طلب نہیں کرتے ان کو رضائے الٰہی کیلئے فقط کھلاتے ہیں۔ اور آخرت کے ثواب کی طلب میں ان کو کھانا دیتے ہیں۔ پس جب اس کو قیامت پر یقین نہیں تو اس کے سامنے کوئی ایسی وجہ نہیں جس سے وہ مساکین کو کھانا دے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ وہ کفر کے ساتھ ساتھ محتاجوں کو کھانا کھلانے کیلئے دوسروں کو بھی نہیں کہتا۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ مسکین کو محروم کرنا بڑا جرم ہے۔ کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کفر پر معطوف کیا ہے۔ اور اس کے خلاف ایک دلیل کے طور پر ذکر کیا۔ اور اس کے کفر کا قرین قرار دیا اور یہاں آمادہ کرنے کا تذکرہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے فعل کا نہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ جب آمادہ نہ کرنے والا اس قدر قابل مذمت ہے تو فعل کا چھوڑنے والا کیونکر قابل مذمت نہ ہوگا۔

## قول ابو درداء رضی اللہ عنہ:

آپ اپنی بیوی کو فرماتے کہ شوربا زیادہ بنانا تاکہ مساکین کو بھی دیا جا سکے۔ نصف زنجیر تو ہم نے ایمان کے ذریعہ اتاری۔ اب بقیہ نصف اس صدقہ سے اتاریں گے۔

## حاصل کلام:

یہ آیات اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ مؤمن ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور کافر رحم نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی دو قسمیں فرمائیں ایک قسم ان میں سے اہل الیمین بنائے اور ان کو ایمان سے نوازا پس ان کی اس طرح تعریف فرمائی۔ انی ظننت انی ملاق حسابیہ۔ اور دوسری قسم کو اہل شمال بنایا اور ان کے حالات کفریہ اس طرح ذکر کیے انہ کان لا یؤمن باللہ العظیم۔

مَسْئَلَۃ: یہ درست ہے کہ ایمان والوں میں سے جن کو سزا دی جاتی ہے۔ وہ نامۂ عمل کے دائیں ہاتھ میں ملنے سے پہلے پہلے ہو۔

۳۵ : فَلَیْسَ لَہُ الْیَوْمَ ھٰھُنَا حَمِیْمٌ (پس آج اس شخص کا نہ کوئی دوستدار ہے) حمیم سے مراد ایسا قریبی جو اس سے عذاب کو ہٹائے اور نہ کوئی ایسا ہوگا جس کا دل اس کی خاطر جلے۔

۳۶ : وَّ لَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ (اور نہ اس کو کوئی کھانے کی چیز نصیب ہے۔ بجز زخموں کے دھون کے) غسلین اہل نار کے زخموں کا دھون۔ یہ فعلین کا وزن ہے۔ یہ الغسل سے بنا ہے نون اس کی زائدہ ہے۔ یہاں اس سے مراد جہنمیوں کے بدنوں سے بہنے والی پیپ اور خون ہے۔

۳۷ : لَّا یَاْکُلُہٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ (جس کو بجز بڑے گناہ گاروں کے اور کوئی نہ کھائے گا) الخاطئون کافر خطاکار مراد ہیں۔ یہ خطئ الرجل سے لیا گیا جبکہ جان بوجھ کر وہ گناہ کرے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾

سو میں ان چیزوں کی قسم کھاتا ہوں جن کو تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی بھی جن کو تم نہیں دیکھتے بلاشبہ یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا'

وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيْلًا مَّا

اور وہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے تم بہت کم ایمان لاتے ہو' اور وہ کسی کاہن کا کلام نہیں ہے تم بہت

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾

کم سمجھتے ہو' یہ اتارا ہوا ہے رب العالمین کی طرف سے اور اگر یہ شخص ہمارے ذمہ کچھ باتیں لگا دیتا

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ

تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر اس کی دل کی رگ کاٹ دیتے پھر تم میں سے کوئی اسے سزا سے

عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾

بچانے والا نہ ہوتا' اور بلاشبہ وہ متقیوں کے لئے نصیحت ہے اور بلاشبہ ہم ضرور جانتے ہیں کہ تم میں جھٹلانے والے ہیں

وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾ ع

اور بلاشبہ یہ کافروں کے حق میں حسرت ہے اور بلاشبہ وہ بالیقین حقیقی بات ہے' سو آپ رب عظیم کے نام کی پاکی بیان کیجئے۔

۳۸: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ (پھر میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی بھی جن کو تم دیکھتے ہو) جیسے اجسام اور زمین و آسمان۔

۳۹: وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ (اور جن کو تم نہیں دیکھتے ہو) یعنی ملائکہ ارواح وغیرہ پس حاصل یہ ہوا کہ تمام اشیاء کی قسم اٹھائی۔

## عظمتِ قرآن:

۴۰: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (بیشک یہ قرآن کلام ہے۔ ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا) ہٗ سے قرآن مراد ہے۔ رسول کریم سے محمد ﷺ نمبر۲۔ جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں۔ یعنی آپ اس کو کہتے ہیں اور زبان سے بولتے ہیں اس طور پر کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام دے کر بھیجا جاتا ہے۔

۴۱: وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ (اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں) جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو۔ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ (تم بہت کم ایمان لاتے ہو)

۴۲: وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ (اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے) جیسا کہ تم کہتے ہو قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (تم بہت کم سمجھتے ہو) یہاں قلت



BestUrduBooks.wordpress.com

عدم کے معنی میں ہے عرب کہتے ہیں ھذہ ارض قلما تنبت یہ زمین بالکل نہیں اگاتی ۔مطلب یہ ہے تم نہ ایمان لاتے ہو اور نہ کوئی بات سمجھتے ہو۔

قراءت:یؤمنون اوریذکرون یاء کے ساتھ مکی ،شامی ، یعقوب وسہل نے پڑھا۔اور ذال کی تخفیف سے ابوبکر کے علاوہ کوفی قراء نے پڑھا ہے۔

۴۳ : تَنْزِیْلٌ (یہ بھیجا ہوا ہے ) اس سے قبل ھو مبتدأ محذوف ہے اور یہ اس کی خبر ہے۔ یہ وضاحت ہے کیونکہ وہ قرآن رسول (جبرئیل ) کی زبانی رب العالمین کی طرف سے آپ پر اترا ہے۔مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (رب العالمین کی طرف سے )

۴۴ : وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَ قَاوِیْلِ (اگر یہ ہمارے ذمہ کچھ باتیں لگا دیتے ) اگر وہ ہمارے متعلق کسی چیز کا دعویٰ کرتے تو ہم ان کو یہ نہ کہتے۔

۴۵ : لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ (تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ) ضرور ان کو پکڑ کر قتل کر دیتے۔ جیسا کہ بادشاہ ان لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں جو ان کے متعلق جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں تا کہ ان سے غصہ کا جلد انتقام لیا جا سکے۔ پس اس آیت میں پکڑا کر قتل کرنے کو اس کی اصل شکل میں ہولنا کی ظاہر کرنے کیلئے ذکر کیا اور اس کی حقیقت یہ ہے ہاتھ سے پکڑ کر اس کی گردن اڑا دیں۔ دائیں کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب قاتل گدی پر ضرب لگانے لگتا ہے تو اپنے بائیں ہاتھ سے اس کو پکڑتا ہے اور جب تلوار کا وار گردن پر کرنا چاہتا ہے اور تلوار سے اس کے رو در رو ہوتا ہے اور یہ صورت حال مقتول پر زیادہ سخت ہوتی ہے کیونکہ وہ تلوار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔تو اس وقت وہ اس کے دائیں ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے۔اور لا خذنا منه بالیمین کا معنی یہ ہے: لاخذنا بیمینه ہم ضرور اس کو اس کے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس طرح۔

۴۶ : ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ (پھر ہم ان کی رگ دل ضرور کاٹ لیتے ) لقطعنا وتینهٗ اس کی شاہ رگ کاٹ دیتے ۔ یہ دل کی رگ ہے جب یہ کٹ جائے تو انسان مر جاتا ہے۔

۴۷ : فَمَا مِنْكُمْ (پس تم میں کوئی نہ ہوتا ) اس میں لوگوں کو خطاب فرمایا یا مسلمانوں کو خطاب فرمایا۔مِّنْ اَحَدٍ (کوئی ایک ) مِنْ زائدہ ہے۔عَنْهُ (محمد ﷺ کو قتل سے ) حٰجِزِیْنَ (سزا سے بچانے والا ) یہ جمع لائے اَحد کی صفت ہے جو کہ مفرد ہے۔ کیونکہ احد جماعت کے معنی میں ہے جیسا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں لا نفرق بین احدٍ من رسله [البقرہ:۲۸۵]

۴۸ : وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ (اور بلاشبہ قرآن متقیوں کیلئے نصیحت ہے )

۴۹ : وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِیْنَ (اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے تکذیب کرنے والے ہیں )

۵۰ : وَاِنَّهٗ (اور بیشک وہ قرآن ) لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ( کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے ) کافرین سے قرآن کا انکار کرنے والے تکذیب کرنے والے جب تصدیق کرنے والوں کے ثواب کو دیکھیں گے تو حسرت سے ہاتھ کاٹیں گے۔

۵۱ : وَاِنَّهٗ (اور یہ قرآن ) لَحَقُّ الْیَقِیْنِ (تحقیقی یقینی بات ہے ) وہ عین الیقین اور خالص یقین ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۵۲ : فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (پس اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے) پس تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو اس کے عظمت والے نام کا تذکرہ کر کے اور وہ یہ قول ہے سبحان اللہ۔

الحمدللہ بعد الظہر سورۃ الحاقہ کی تفسیر کا ترجمہ مکمل ہوا۔

**والحمد لله عليه نحن نقول سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم**



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُورَةُ المَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعٌ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورۃ المعارج مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چوالیس آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ① لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ② مِّنَ اللّٰهِ

سوال کیا ایک سوال کرنے والے نے عذاب کے بارے میں جو کافروں پر واقع ہونے والا ہے اسے کوئی دفع کرنے والا نہیں' یہ عذاب اللہ کی طرف سے واقع ہوگا

ذِى الْمَعَارِجِ ③ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ

جو معارج والا ہے' فرشتے اور روحیں اسکی طرف چڑھ کر جاتی ہیں' یہ عذاب اس دن واقع ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار

اَلْفَ سَنَةٍ ④ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ⑤ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ⑥ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ⑦

سال ہے' سو آپ ایسا صبر کیجئے جو صبر جمیل ہو' بیشک وہ اس دن کو دور سمجھ رہے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ⑧

جس دن آسمان تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا

۱ : سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ (ایک درخوست کرنے والا اس عذاب کی درخواست کرتا ہے) سائل سے نضر بن الحارث مراد ہے۔ جس نے کہا تھا ان کان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب اليم [الانفال: ۳۲] نمبر۲۔ اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ نے کفار پر نزول عذاب کی دعا فرمائی۔ سائل میں جب کہ دعا کا معنی متضمن ہے اس لئے اس کو باء سے متعدی کیا گیا گویا اس طرح کہا گیا دعاء داع ایک دعا کرنے والے نے دعا کی۔ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ (واقع ہونے والے عذاب کی) عرب کہتے ہیں۔ دعاء بِكذا جب وہ دعا مانگے اور طلب کرے ایک ارشاد الٰہی میں اسی کو ذکر فرمایا يدعون فيها بكل فاكهة [الدخان: ۵۵]۔ وہ اس میں ہر قسم کے پھل مانگیں گے۔

قراءت: مدنی، شامی نے بلا ہمزہ سال پڑھا ہے۔ اور یہ سوال سے بھی ہو سکتا ہے تلیین کے ساتھ اس میں تخفیف کی گئی ہے۔ البتہ سائل بالاتفاق مہموز ہے۔

۲ : لِّلْكٰفِرِيْنَ (جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے) یہ عذاب کی صفت ہے ای بعذاب واقع کائن للکافرین۔ ایسا عذاب جو کافروں پر واقع و ثابت ہونے والا ہے۔ لَيْسَ لَهٗ (جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں) اس عذاب کو کوئی نہیں دَافِعٌ (رد کرنے



BestUrduBooks.wordpress.com

والا )
۳ :مِّنَ اللّٰهِ (جواللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوگا)
نحو : یہ واقع سے متصل ہے ای واقع من عندہ یانمبر۲۔ دافع سے متعلق ہے۔ ای لیس له دافع من جهته تعالٰی اذاجاء وقته اس کو کوئی روکنے والانہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا جب اس کا وقت آجائے گا۔ ذِی الْمَعَارِجِ (جو کہ سیڑھیوں کا مالک ہے) آسمان کی سیڑھیاں جن کو فرشتے استعمال میں لاتے ہیں۔ معارج جمع مَعرج۔ چڑھنے کی جگہ۔
۴ : پھران مصاعد کی تعریف فرمائی اوران کی دوری اور بلندی کوذکر کیا فرمایا۔ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ (فرشتے اور روحیں اس کے پاس چڑھ کر جاتی ہیں)
قراءت :تعرج کا معنی چڑھنا یہ یاء کے ساتھ علی نے پڑھا ہے۔ الروح نمبرا۔ سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں۔ ملائکہ کا عمومی ذکر کر کے ان کو فضل وعظمت کی وجہ سے خاص طور پر ذکر کر دیا۔ نمبر۲۔ یہ الروح ایک ایسی مخلوق ہے جو ملائکہ پر نگران ہے جیسا فرشتے ہم پر نگران ہیں۔ نمبر۳۔ موت کے وقت ایمان والوں کی ارواح کو عروج حاصل ہوتا ہے۔ اِلَيْهِ (اس کے عرش کی طرف) اور اس کا حکم اترنے کی جگہ فِیْ یَوْمٍ (ایسے دن میں)
نحو :من یہ تعرج کا صلہ ہے۔

## قیامت کے دن کی مقدار:

كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے) دنیا کے سالوں کے مطابق جبکہ فرشتوں کے علاوہ کوئی دوسرا شخص چڑھے۔ نمبر۲۔ مِنْ یہ واقع کا صلہ ہے تقدیر کلام یہ ہے یقع فی یوم طویل مقدار ہ خمسون الف سنة من سنکم۔ یہ واقع ہوگا ایسے طویل دن میں جس کی مقدار تمہارے سالوں میں پچاس ہزار سال ہے اور وہ قیامت کا دن ہے پھر اسکو طویل اسلئے بتلایا کیونکہ یہ کفار پر بڑا سخت ہوگا۔ نمبر۲۔ یہ دن فی الحقیقت اتنا طویل ہوگا ایک قول یہ ہے اس میں پچاس مواقف ہونگے جن میں ہر موقف ایک ہزار سال کا ہوگا اور اس کا اندازہ ایمان والوں کیلئے ظہر وعصر کے مابین وقت سے کیا گیا ہے۔
۵ :فَاصْبِرْ (پس آپ صبر کیجئے) یہ سأل سائل کے متعلق ہے کیونکہ نضر بن حارث نے رسول اللہ ﷺ سے بطور استہزاء اور تکذیب وحی کے عذاب کا جلد مطالبہ کیا اور اس سے آنحضرت ﷺ کو کبیدگی خاطر پیش آئی اسی لئے اس پر صبر کا حکم دیا گیا۔ صَبْرًا جَمِيْلًا (اور صبر بھی ایسا جس میں شکایت کا نام نہ ہو) اس صبر میں گھبراہٹ وشکایت نہ ہو۔
۶ :اِنَّهُمْ (یہ لوگ) یعنی کفار یَرَوْنَهٗ (اس کو دیکھ رہے ہیں) اس عذاب یا قیامت کے دن کو بَعِيْدًا (بعید) ناممکن۔
۷ :وَّ نَرٰىهُ قَرِيْبًا (اور ہم اس کو قریب دیکھ رہے ہیں) وہ بہرصورت واقع ہوگا بعید سے بعید از امکان مراد ہے۔ اور قریب سے قریب الامکان۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿٩﴾ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿١٠﴾ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ

اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہوں گے اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا باوجودیکہ ایک دوسرے کو دکھا دیئے جائیں گے

لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي

مجرم شخص اس بات کی تمنا کرے گا کہ کاش وہ اپنے بیٹوں اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنے کنبے کو جس

تُؤْوِيهِ ﴿١٣﴾ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً

میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنی جان کے بدلہ میں دے دیتا پھر یہ اس کو بچا لیتا یہ ہرگز نہیں ہوگا بے شک وہ آگ شعلے مارنے والی ہے

لِلشَّوَىٰ ﴿١٦﴾ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ﴿١٨﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿١٩﴾

سر کی کھال اتار دینے والی ہے وہ اس شخص کو بلاتی ہے جس نے پشت پھیری اور بے رخی اختیار کی اور مال جمع کیا پھر اس کو سنبھال کر رکھا۔ بے شک انسان کم ہمت پیدا کیا گیا ہے

إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿٢٠﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿٢١﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ

جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو خوب گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے اور جب اس سے اچھی حالت مل جاتی ہے تو منع کرنے والا بن جاتا ہے سوائے ان لوگوں کے

صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ﴿٢٤﴾ لِلسَّائِلِ

جو نمازی ہیں جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور وہ لوگ جن کے مالوں میں سوال کرنے والے کے لئے

وَالْمَحْرُومِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ

اور محروم کے لئے حق معلوم ہے اور جو لوگ روز جزا کی تصدیق کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے عذاب

رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴿٢٧﴾ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿٢٨﴾

سے ڈرنے والے ہیں۔ بلاشبہ انکے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں ہے

## ایک منظر قیامت:

۸: يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ (جس دن آسمان ہو جائے گا) یوم یہ قریبا کی وجہ سے منصوب ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے یمکن فی ذلک الیوم وہ اس دن میں ممکن ہے۔ نمبر۲۔ فی یوم سے بدل ہے۔ اس صورت میں مجرور ہے یہ ان کے نزدیک ہے جنہوں نے واقع کے متعلق کیا ہے کَالْمُهْلِ (تلچھٹ کی طرح ہو جائیگا) زیتون کے تلچھٹ کی طرح یا پگھلی ہوئی متلون چاندی کی طرح۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۹ : وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ (اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے) مختلف رنگوں میں رنگی ہوئی اُون۔ کیونکہ پہاڑ مختلف رنگت کے ہیں۔ جددٌ بیض وحمر مختلف الوانها وغرابیب سود۔ [فاطر:۲۷] پس جب اس کو فضاء میں اڑا کر بکھیر دیا جائے گا تو بکھری دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں جس کو ہوا اڑا لے جائے۔

۱۰ : وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا (اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا) قریبی کسی قریبی کو نہ پوچھے گا کیونکہ نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔

قراءت : البزی اور البرجمی نے لایُسال ضمۂ یاء سے پڑھا ہے۔ اس طرح مطلب یہ ہوگا کسی قریب سے دوسرے قریبی کا مطالبہ نہ کیا جائیگا۔ اور نہ اس کے گناہ کے بدلہ اس کو پکڑا جائے گا۔

۱۱ : يُبَصَّرُوْنَهُمْ (باوجودیکہ وہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے)

نحو : یہ حمیمًا کی صفت ہے۔ وہ قریبی دکھائے جائیں گے اور پہچان کرائے جائیں گے نمبر۲۔ یہ جملہ مستانفہ ہے گویا کہ جب یہ کہہ دیا گیا: ولا یسأل حمیم حمیمًا تو اس پر سوال پیدا ہوا کہ شاید کہ وہ اس کو دیکھ نہ پائے۔ تو جواب دیا گیا وہ ایک دوسرے کو دکھلا دیے جائیں گے۔ لیکن اپنی مشغولیت کی وجہ سے ایک دوسرے سے پوچھ بھی نہ سکیں گے۔ یبصرونهم کی واؤ یہ پہلے حمیم کی طرف راجع ہے اور ھم حمیم ثانی کی طرف لوٹنے والی ضمیر ہے۔ وہ گہرے دوست دوسرے دوستوں کو اچھی طرح دیکھیں گے ایک دوسرے سے چھپے ہوئے نہ ہونگے۔

## ضمیر جمع کی وجہ:

دونوں ضمائر جمع لائے حالانکہ یہ تو دو ہیں۔ کیونکہ فعیلًا کا وزن جمع کے موقع پر استعمال ہوتا ہے۔ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ (مجرم اس بات کی تمنا کریں گے) مشرک تمنا کرے گا۔

نحو : یہ جملہ مستانفہ ہے۔ نمبر۲۔ یبصرونهم کی ضمیر مرفوع یا منصوب سے حال ہے۔

لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ (کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے فدیہ میں دے دے)

نحو و قراءت : مدنی و علی نے بناء کی وجہ سے یومَئذ مفتوح پڑھا ہے۔ اس لئے کہ اس کی اضافت غیر متمکن کی طرف ہے۔

بِبَنِيْهِ (اپنے بیٹوں کو)

۱۲ : وَصَاحِبَتِهٖ (اور اپنی بیوی کو) وَاَخِيْهِ (اور اپنے بھائی کو)

۱۳ : وَفَصِيْلَتِهِ (اور اپنا قریبی خاندان) الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ (جن میں وہ رہتا ہے) بالآخر جو اس کو اپنے ہاں پناہ دیتا ہے۔

قراءت : یزید نے اس کو بغیر ہمزہ تُوِیْهِ پڑھا ہے۔

۱۴ : وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ (اور تمام اہل زمین کو پھر یہ اس کو بچالے) جمیعًا سے تمام لوگ یُنجیه سے فدیہ دینا مراد ہے۔ اور اس کا عطف یفتدی پر ہے۔

۱۵ : كَلَّا (یہ ہرگز نہ ہوگا) اس میں مجرم کو اس کی خواہش پر ڈانٹ پلائی گئی۔ اور اس پر متنبہ کیا کہ اس کو فدیہ فائدہ نہ دے گا۔ اور نہ



BestUrduBooks.wordpress.com

ہی عذاب سے بچائے گا۔ اِنَّھَا (وہ آگ)

نَحو : عذاب کا تذکرہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ نمبر۲۔ وہ ضمیر مبہم ہے۔ جس کی ترجمانی خبر کر رہی ہے۔ نمبر۳۔ ہاء یہ ضمیر قصہ ہے۔ لَظٰی (شعلہ زن ہے) یہ آگ کا نام ہے۔

۱۶ : نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی (جو کھال اتار دے گی) نمبر۱۔ حفص والمفضل نے حال مؤکدہ کی بناء پر منصوب پڑھا ہے۔ نمبر۲۔ ڈرانے کیلئے بطور اختصاص منصوب ہے۔ نمبر۳۔ دیگر قراء نے نزاعۃ رفع سے پڑھا ہے اور خبر کے بعد دوسری خبر قرار دیا۔ ان کی اول خبر لظی دوسری خبر نزاعۃٌ نمبر۴۔ ھی مبتدأ محذوف کی خبر ہے ھی نزاعۃٌ للشوی۔ اطراف انسانی ہاتھ پاؤں وغیرہ نمبر۲۔ شواۃٌ سر کا چمڑا، اس کو آگ کھینچ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی۔ پھر وہ دوبارہ اپنی حالت پر لوٹ جائے گا۔ تو آگ اپنے کام پر لوٹتی رہے گی۔ (اعاذنا اللہ منھا)۔

## جہنم آوازیں دے گی:

۱۷ : تَدْعُوْا (وہ اس شخص کو بلاوے گی) ان کے اس طرح نام لے گی۔ یا کافر یا منافق۔ میری طرف۔ میری طرف نمبر۲۔ وہ پکار کر کہے گی تو ہلاک ہو۔ یہ دعاك اللّٰہ سے کیا ہے جس کا معنی اھلکك نمبر۲۔ جب اس کا ٹھکانہ آگ ہے تو گویا آگ کو ایسا قرار دیا گیا کہ وہ اس کو بلا رہی ہے۔ مَنْ اَدْبَرَ (جس نے حق سے پیٹھ پھیری ہوگی) وَتَوَلّٰی (اور بے رخی کی ہوگی) اطاعت سے۔

۱۸ : وَجَمَعَ (اور جمع کیا ہوگا) یعنی مال فَاَوْعٰی (پھر اس کو اٹھا اٹھا کر رکھا ہوگا) پھر اس کو تجوری میں رکھ کر اس میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کیا۔

۱۹ : اِنَّ الْاِنْسَانَ (انسان) مراد اس سے جنس انسان ہے تاکہ مصلین کا استثناء درست ہو سکے۔ خُلِقَ ھَلُوْعًا (کم ہمت پیدا ہوا ہے)۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

اس کی تفسیر مابعد والی آیت ہے۔

۲۰ : اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا (جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع کرنے لگتا ہے)

۲۱ : وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا (اور جب اس کو فارغ البالی ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے) الھلع ناپسند حالت آنے پر جلد گھبرانا۔ اور بھلائی پہنچے تو جلد بھلائی سے رک جانا۔

## قول ثعلب رحمہ اللہ:

محمد بن طاہر نے آپ سے پوچھا ھلع کیا ہے تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کی خود تفسیر فرما دی۔ اور اللہ تعالیٰ کی تفسیر سے زیادہ واضح نہیں ہو سکتا۔ اور وہ وہی ہے جب اس کو تکلیف پہنچے تو شدید گھبراہٹ کا اظہار کرے۔ اور جب اس کو خیر میسر ہو تو بخل کرے



BestUrduBooks.wordpress.com

اوراس کولوگوں سے روک کر بیٹھ رہے۔ یہ طبع انسانی ہے۔ انسان کو اپنی طبع کی مخالفت کا حکم دیا گیا اور شرع کی موافقت کرنے کا کہا گیا ہے۔ الشّر سے جسمانی تکلیف، فقر، مرض، الخیر۔ وسعت رزق، مالداری، صحت۔

۲۲: اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ (مگر وہ نمازی)

۲۳: الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ (جو اپنی نماز پر) پانچوں نمازیں دَآئِمُوْنَ (برابر توجہ رکھتے ہیں)۔ نماز کے اوقات میں ان کی محافظت کرتے ہیں۔ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر ہے۔

۲۴: وَالَّذِيْنَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ (وہ جن کے مالوں میں سب کا حق ہے) حق زکوٰۃ کیونکہ یہی مقرر اور معلوم ہے۔ نمبر۲۔ صدقہ جو آدمی اپنے اوپر کسی کے وظیفہ کے طور پر مقرر کرے۔ اور مقرر اوقات میں اس کو ادا کرے۔

۲۵: لِّلسَّآئِلِ (سوالی کیلئے) جو لوگوں سے مانگتا ہے وَالْمَحْرُوْمِ (اور بے سوالی کیلئے) جو سوال سے بچتا ہے اس کو غنی سمجھ کر محروم رکھتے ہیں۔ اور وہ محروم رہتا ہے۔

۲۶: وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ (وہ جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے ہیں) یوم الدّین سے یوم جزاء اور حساب مراد ہے یہی قیامت کا دن ہے۔

۲۷: وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ (اور وہ جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں) مشفقون کا معنی خائفون خوف کرنے والے۔

۲۸: اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ (واقعی ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں)

قراءت: ابو عمرو کے علاوہ باقی قراء نے ماٗمون ہمزہ سے پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہے کسی کو مناسب نہیں اگرچہ وہ طاعت و محنت میں کتنی ترقی کر جائے کہ وہ عذاب سے بے خوف ہو کر بیٹھ جائے۔ اور مناسب یہی ہے کہ خوف و رجاء کے درمیان رہے۔

نحو: یہ جملہ معترضہ درمیان میں لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٢٩﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ

اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں کے یا ملکیت میں آنے والی باندیوں کے

فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِينَ

سو وہ ان کے بارے میں ملامت کیے جانے والے نہیں ہیں سو جس نے اس کے علاوہ کوئی جگہ تلاش کی تو یہ وہ لوگ ہیں جو حد سے آگے بڑھ جانے والے ہیں' اور وہ لوگ

هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿٣٣﴾

جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں' اور وہ لوگ جو اپنی گواہیوں پر قائم ہیں

ع ۱ ۴۵ ۷ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں' یہ وہ لوگ ہیں جو بہشتوں میں باعزت رہیں گے۔

فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿٣٧﴾

سو کیا ہوا کافروں کو کہ آپ کی طرف دائیں سے اور بائیں سے جماعتیں بن بن کر دوڑ رہے ہیں'

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا

کیا ان میں سے ہر شخص اس کا لالچ کرتا ہے کہ نعمتوں والی جنت میں داخل کر دیا جائے ایسا ہرگز نہ ہوگا' بلاشبہ ہم نے انہیں اس چیز سے

يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ

پیدا کیا ہے جس کو وہ جانتے ہیں' سو میں مشارق اور مغارب کے رب کی قسم کھاتا ہوں بے شک ہم اس پر قدرت رکھنے والے ہیں کہ

خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا

انکی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں اور ہم عاجز نہیں ہیں سو آپ ان کو ان کے شغل میں رہنے دیجئے باطل چیزوں میں غور و خوض کیا کریں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ

يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ

اپنے اس دن سے ملاقات کر لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے جس دن قبروں سے نکل کر جلدی جلدی چلیں گے گویا کہ وہ کسی پرستش گاہ کی طرف

ع ۲ ۹ ۸ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾

دوڑ رہے ہیں انکی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ یہ وہ دن ہوگا جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۹ :وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حٰفِظُوْنَ (اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھنے والے ہیں)۔
۳۰ :اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِہِمْ اَوْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ (لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنی لونڈیوں سے کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں) اگر وہ حفاظت کو ترک کر دیں۔
۳۱ :فَمَنِ ابْتَغٰی (ہاں جو طلبگار رہوا) جماع کی جگہ تلاش کی۔وَرَآءَ ذٰلِکَ (ان کے علاوہ) بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْعٰدُوْنَ (ایسے لوگ حد سے نکلنے والے ہیں) حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرنے والے۔
مَسْئَلَہ: یہ آیت متعہ کی حرمت، لواطت کی حرمت اور بہائم سے جماع اور استمناء بالید کی حرمت کو ثابت کرتی ہے۔
۳۲ :وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِاَمٰنٰتِہِمْ (اور جو لوگ اپنی امانتوں)
قراءت: لا مانتھم ۔مکی نے پڑھا ہے۔الامانات کا لفظ شرع کی امانتیں اور بندوں کی امانتوں کو شامل ہے۔وَعَہْدِہِمْ (اور اپنے وعدوں کا) اس میں مخلوق کے معاہدات، نذور اور قسمیں سب شامل ہیں۔رٰعُوْنَ (خیال رکھنے والے ہیں) حفاظت کرنے والے ہیں۔نہ خیانت کرنے والے اور نہ ہی توڑنے والے ہیں۔ایک قول ہے کہ امانات وہ ہیں جن پر عقل دلالت کرے۔العھد جس کو رسول لائے۔
۳۳ :وَالَّذِیْنَ ہُمْ بِشَہٰدٰتِہِمْ قَآئِمُوْنَ (اور جو لوگ اپنی گواہیوں کو ٹھیک ادا کرتے ہیں)
قراءت: حفص، سہل و یعقوب نے شہادات پڑھا ہے۔قائمون کا مطلب یہ ہے کہ وہ حکام کے پاس گواہی کو بغیر کسی میلان کے جو قریب و شریف کیلئے اختیار کیا جائے اور بلا ترجیح کے جو طاقتور کے حق میں ضعیف کے خلاف اختیار کیا جائے۔وہ ادا کرتے ہیں اور ان کا مقصد مسلمانوں کے حقوق کو زندہ کرنا اور دین میں صلابت و پختگی ہوتا ہے۔
۳۴ :وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَلٰی صَلَاتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ (اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں) نماز کی اہمیت واضح کرنے کیلئے اس کو دوبارہ لائے۔نمبر۲۔اول میں فرائض کی محافظت اور ثانی میں نوافل کی مداومت کو ذکر فرمایا۔نمبر۴۔ایک قول یہ ہے نمازوں پر مداومت سے مراد۔کثرت سے پڑھے اور ان کی محافظت کرنے سے مراد وہ اپنے اوقات سے نہ ہٹنے پائیں۔نمبر۵۔دوام: اوقات میں ادائیگی کا نام ہے اور محافظت اس کے ارکان، واجبات، سنن، آداب کی حفاظت۔
۳۵ :اُولٰٓئِکَ (ایسے لوگ) جو ان صفات سے متصف ہوں۔فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ (بہشتوں میں عزت سے داخل ہونگے)
نَحو :اولئک مبتدأ اور باقی دونوں خبریں ہیں۔
۳۶ :فَمَالِ یہ لفظ مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کی اتباع میں الگ لکھا جاتا ہے۔الَّذِیْنَ کَفَرُوْا قِبَلَکَ (تو کافروں کو کیا ہوا کہ آپ کی طرف) قبلک آپ کی طرف اور جانب مُھْطِعِیْنَ (دوڑے آرہے ہیں)
نَحو :الذین کفروا سے حال ہے۔
۳۷ :عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ (دائیں اور بائیں سے) آپ کے دائیں اور بائیں سے عِزِیْنَ (مختلف جماعتیں بن کر) یہ



BestUrduBooks.wordpress.com

عزۃ کی جمع یا اس کا اصل عزوۃ ہے ہر گروہ اپنی الگ الگ متفرق نسبت کرتا ہے۔ نحو : یہ حال ہے۔

## کفار کا وطیرہ اور اس کا جواب:

۳۸ : کافر آپ کے ارد گرد مختلف گروہوں اور پارٹیوں کی شکل میں جمع ہو کر قرآن سنتے اور وہ کلام اللہ کا مذاق اڑاتے اور کہتے اگر یہ لوگ جنت میں داخل ہو گئے جیسا کہ محمد ﷺ کہتے ہیں۔ تو ہم ضرور ہی ان سے پہلے جائیں گے پس یہ آیت اتاری گئی۔ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ (کیا ان میں سے ہر شخص اس کی طمع رکھتا ہے کہ وہ آسائش کی جنت میں داخل ہو جائیگا) قراءت: مفضل کے علاوہ بقیہ نے یُدخَل پڑھا ہے یا مضموم اور خاء مفتوح۔ جنۃ نعیم: نعمتوں والی جنتیں جیسا کہ ایمان والوں کو ملیں گی۔

## بغیر ایمان جنت کا دعویٰ کس مُنہ سے:

۳۹ : كَلَّا (ہرگز نہیں) اس میں ان کی دخول جنت والی طمع کو رد کر دیا گیا۔ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ (ہم نے ان کو ایسی جگہ سے پیدا کیا جس کی ان کو بھی خبر ہے) یعنی حقیر نطفہ سے اسی لئے ابہام کے طور پر ذکر کیا۔ تا کہ یہ بتلایا جائے کہ حیاء کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو اشارۃً ذکر کیا جائے۔ تو جب ان کی پیدائش ایسی چیز سے ہے تو مشرف کہاں سے ہوں گے۔ اور ایمان والوں سے بڑھ جانے کا کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہم جنت میں ان سے پہلے داخل ہونگے۔ نمبر ۲۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو نطفہ سے بنایا۔ جیسا تمام اولاد آدم کو بنایا۔ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ جنت میں کوئی ایمان کے بغیر داخل نہ ہو تو یہ بلا ایمان اس میں داخلہ کی کیونکر طمع کرتے ہیں؟

۴۰ : فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ (پھر میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی) مشارق سے مطالع اور مغارب سے غروب کے مقامات اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ (ہم اس پر قادر ہیں)

۴۱ : عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ (کہ ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں) ان کو ہلاک کر کے ان سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کے زیادہ فرمانبردار بندے لے آئیں۔ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ (اور ہم عاجز نہیں ہیں)

۴۲ : فَذَرْهُمْ (تو آپ ان کو رہنے دیں) مکذبین کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ يَخُوْضُوْا (کہ اسی شغل میں) یعنی باطل پرستی میں وَيَلْعَبُوْا (اور تفریح میں) دنیا کے دھندے میں۔ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ (یہاں تک کہ ان کو اپنے اس دن سے سابقہ واقع ہو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے) جس میں ان سے عذاب کا وعدہ کیا جاتا ہے۔

۴۳ : يَوْمَ نحو : یوم یہ پہلے یوم سے بدل ہے۔ يَخْرُجُوْنَ یاء کے فتحہ اور راء کے ضمہ سے تمام نے پڑھا ہے سوائے اعشیٰ کے مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا (جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے) اجداث: قبور۔

نحو: سراعا یہ جمع سریع ہے۔ یہ حال ہے۔ یعنی بلانے والے کی طرف تیزی سے بھاگیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ (جیسے کسی پرستش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں)

نحو: کانھم یہ حال ہے۔

قراءت: شامی' حفص وسہل نے نُصُبٍ پڑھا ہے۔المفضل نے نُصْبٍ سکون صاد سے پڑھا ہے۔اور دیگر قراء نے نَصْب فتحہ نون سے پڑھا ہے۔نصب ہر وہ چیز جس کو گاڑا جائے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی پوجا کی جائے۔یوفضون کا معنی تیزی کرنے والے۔

۴۴: خَاشِعَةً (نیچے کو جھکی ہونگی) ذلیل ہونگیں۔

نحو: یہ یخرجون کی ضمیر سے حال ہے۔

اَبْصَارُهُمْ (ان کی نگاہیں) یعنی ذلت کی وجہ سے ان کو اوپر نہ اٹھائیں گے۔تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ (ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی) ان کو ذلت ڈھانپ لے گی۔ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِىْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ (یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا) دنیا میں اور وہ اس کی تکذیب کرتے تھے۔

الحمدللہ چاشت کے وقت جمعۃ المبارک ۲۸ ربیع الاول تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔

الحمدلله ، اللهم احفظني من كربات يوم القيامة۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ نُوْحٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ نوح مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھائیس آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ①

بلاشبہ ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو اس سے پہلے ڈرائیے کہ ان پر دردناک عذاب آ جائے'

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ② اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ③ يَغْفِرْ

انہوں نے کہا کہ اے میری قوم بلاشبہ میں تمہیں صاف طریقہ پر ڈرانے والا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو وہ تمہارے

لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا

گناہوں کو معاف فرما دے گا اور تمہیں وقت مقرر تک مہلت دیگا' بلاشبہ جب اللہ کی مقرر کی ہوئی اجل آ جائے تو مؤخر نہیں

يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ⑤ فَلَمْ

وقف لازم

کی جاتی' کیا خوب ہوتا اگر تم جانتے ہوتے' انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے میرے رب بیشک میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا سو

يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ⑥ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ

میرے بلاوے نے ان کا بھاگنا زیادہ ہی کر دیا اور بلاشبہ جب میں نے انہیں بلایا تاکہ آپ انکی مغفرت فرمائیں تو انہوں نے اپنی انگلیاں

فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ⑦ ثُمَّ اِنِّيْ

اپنے کانوں میں دے لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور اصرار کیا اور حد درجہ کا تکبر کیا' پھر میں نے

دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ⑧ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ⑨

انہیں بلند آواز سے بلایا پھر انہیں اعلانیہ بھی سمجھایا اور پوشیدہ طریقہ پر بھی دعوت دی۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس بھیجا تھا کہ تم اپنی قوم کو ڈراؤ قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آوے)



BestUrduBooks.wordpress.com

۱ : اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا ایک قول یہ ہے کہ نوح کا معنی سریانی زبان میں ساکن ہے۔اِلٰی قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ
نحو : انذار خوف دلانے کے معنی میں آتا ہے۔اس کی اصل بان انذر ۔پس جار حذف کر کے اَنْ کو فعل سے ملا دیا۔خلیل رحمہ اللہ کے نزدیک یہ محل جر میں واقع ہے۔اور دیگر نحات کے ہاں منصوب ہے۔نمبر۲۔ان مفسرہ ہے جو کہ ای کے معنی میں آتا ہے۔ کیونکہ ارسال میں قول کا معنی متضمن ہے۔قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ عذاب الیم سے آخرت کا عذاب یا طوفان نوح مراد ہے۔

## نوح علیہ السلام کا قوم کو خطاب:

۲ : قَالَ يٰقَوْمِ (انہوں نے کہا اے میری قوم) اظہار شفقت کیلئے ان کو اپنی قوم کہہ کر پکارا۔اِنِّیْ لَكُمْ نَذِيْرٌ (میں تمہارے لئے ڈرانے والا ہوں) نذیر بمعنی مخوف ہے مُّبِيْنٌ (صاف صاف) میں اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو تمہاری جانی پہچانی زبان میں بیان کرتا ہوں۔

۳ : اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ (کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو) اس کو وحدہٗ لاشریک مانو۔
نحو : اس اَنْ کا حکم دونوں صورتوں میں وہی ہے جو اوپر ان انذر میں بیان ہوا۔وَاتَّقُوْهُ (اور اس سے ڈرو) اس کی نافرمانی سے ڈرو۔وَاَطِيْعُوْنِ (اور میرا کہنا مانو! ان چیزوں میں جن میں میں تمہیں حکم دیتا اور منع کرتا ہوں) یہاں اطاعت کی نسبت اپنی طرف کی کیونکہ کبھی اطاعت غیر اللہ کی عبادت کے علاوہ بھی ہوتی ہے۔

۴ : يَغْفِرْ لَكُمْ (وہ معاف کر دے گا) یہ امر کا جواب ہے مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ (تمہارے گناہ) مِنْ بیانیہ ہے جیسا کہ اس آیت میں فاجتنبوا الرجس من الاوثان نمبر۲۔من تبعیضیہ ہے۔کیونکہ حقوق اللہ معاف ہو جاتے ہیں جو مخلوق کے حقوق ہوتے ہیں وہ اسلام کے بعد بھی قابل مواخذہ ہیں۔مثلاً قصاص (کذا فی شرح التاویلات)
وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى (اور تم کو وقت مقررہ تک مہلت دے گا) اجل مسمی سے وقت موت مراد ہے۔اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آ جائے گا تو ٹلے گا نہیں۔کیا خوب ہوتا اگر تم سمجھتے) اجل اللہ سے موت مراد ہے۔لو کنتم تعلمون کاش تمہیں معلوم ہو جائے کہ مقرر وقت کے اختتام پر تمہیں کتنی بڑی شرمندگی کا سامنا کرنا ہوگا تو تم ایمان لے آتے۔ایک قول یہ ہے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا کہ قوم نوح اگر ایمان لائے گی تو ان کو ایک ہزار سال عمر ملے گی۔اور اگر وہ ایمان نہ لائے تو ان کو نو سو سال کے اختتام پر ہلاک کر دیا جائے گا۔پس ان کو کہا جا رہا ہے کہ تم ایمان لاؤ تا کہ اجل مقررہ تک تمہیں مؤخر کر دیا جائے۔یعنی ایک ہزار سال کی مدت پالو۔پھر ان کو خبر دی۔کہ جب ہزار سال گزر جائیں گے تو وہ وقت ایسا نہیں کہ اس کو مؤخر کر دیا جائے جیسا کہ پہلا مؤخر کیا گیا۔ایک قول یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کی طرف سے خطرہ محسوس کرتے تھے کہ اگر وہ ایمان لا کر دعوت نوح کو قبول کر لیں گے تو ان کی قوم ان کو ہلاک کر دے گی۔تو گویا نوح علیہ السلام نے ان کو اس سلسلہ میں مطمئن کیا اور ان سے وعدہ فرمایا ایمان لا کر وہ دنیا میں اپنا وقت مقررہ کو ضرور پورا کریں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

مطلب یہ ہوا۔ اگر اسلام لے آؤ گے تو اپنے دشمنوں سے اپنی موت کے وقت تک زندہ رہو گے۔

۵ : قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّنَهَارًا (نوح علیہ السلام نے دعا کی۔ اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو دن کو بھی اور رات کو بھی بلایا) یعنی بلا تھکاوٹ محسوس کیے ہمیشہ ان کو بلایا۔

## نتیجہ دعوت میں قوم کا فرار:

۶ : فَلَمۡ یَزِدۡهُمۡ دُعَآءِیۡۤ اِلَّا فِرَارًا (پس میرے بلانے پر اور زیادہ بھاگتے رہے) آپ کی اطاعت سے دعوت کو سبب فرار قرار دیا گیا۔ حالانکہ دعوت سبب فرار تو نہ تھی۔ کیونکہ دعوت کے نتیجہ میں نفرت پیدا ہو کر فرار اختیار کیا گیا۔ یہ اسی طرح ہے جیسا یہ ارشاد واما الذین فی قلوبھم مرض فزاد تھم رجسًا [التوبہ:۱۲۵] قرآن مجید زیادہ رجس کا سبب تو نہیں اصل قرآن سن کر نفرت بڑھی اور اس نفرت سے رجس کفر اور زیادہ ہوگئی۔ اس قوم کا حال یہ تھا کہ ایک آدمی نوح علیہ السلام کے پاس اپنے بیٹے کو لے جا کر یہ نصیحت کرتا۔ اس سے بچتے رہنا کہیں یہ تمہیں دھوکے میں مبتلا نہ کردے۔ چنانچہ بیٹا! میرے والد نے بھی مجھے اس بات کی وصیت کی تھی جو میں تمہیں کر رہا ہوں۔

## قوم کی کیفیت:

۷ : وَاِنِّیۡ كُلَّمَا دَعَوۡتُهُمۡ (اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا) تاکہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔ لِتَغۡفِرَ لَهُمۡ (تاکہ آپ ان کو بخش دیں) تاکہ وہ ایمان قبول کرلیں اور آپ ان کو بخش دیں۔ یہاں مسبب کے تذکرہ پر اکتفاء کیا گیا۔ جَعَلُوۡۤا اَصَابِعَهُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِهِمۡ (تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے ڈالیں) انہوں نے اپنے کانوں کو بند کرلیا تاکہ وہ میری بات سننے نہ پائیں۔ وَاسۡتَغۡشَوۡا ثِیَابَهُمۡ (اور اپنے کپڑے لپیٹ لیے) انہوں نے اپنے آپ کو کپڑوں سے ڈھانپ لیا تاکہ وہ مجھے نہ دیکھ پائیں۔ اس لئے کہ وہ دین کے داعی کے چہرے کو دیکھنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ وَاَصَرُّوۡا (اور انہوں نے اصرار کیا) وہ اپنے کفر پر قائم رہے۔ وَاسۡتَكۡبَرُوا اسۡتِكۡبَارًا (اور انہوں نے غایت درجہ کا تکبر کیا) مجھے جواب دینے سے اپنے کو بڑا سمجھا۔

نکتہ: مصدر کو لانا اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ وہ استکبار میں بہت ہی آگے جانے والے تھے۔

۸ : ثُمَّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُهُمۡ جِهَارًا (پھر میں نے ان کو بآواز بلند بلایا) جھارًا مصدر ہے جو حال کی جگہ لایا گیا ہے۔ ای مجاہرا نمبر ۲۔ یہ مصدر ہے دعوتھم اس کے اس مثال کی طرح ہے قعد القرفصاء۔ کیونکہ جہاد دعوت کی ایک قسم ہے۔ یعنی اظھرت لھم الدعوۃ فی المحافل۔ میں نے محفلوں میں ان کے سامنے کھل کر دعوت دی۔

## خفیہ اعلانیہ دعوت تھی:

۹ : ثُمَّ اِنِّیۡۤ اَعۡلَنۡتُ لَهُمۡ وَاَسۡرَرۡتُ لَهُمۡ اِسۡرَارًا (پھر میں نے ان کو علانیہ سمجھایا اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا) میں نے علانیہ دعوت کو خفیہ دعوت کے ساتھ ملا کر کیا۔ حاصل یہ ہے دن رات ان کو خفیہ دعوت دی پھر ان کو بآواز بلند دعوت دی۔ پھر ان کو خفیہ اور



BestUrduBooks.wordpress.com

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّ

سو میں نے کہا کہ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے وہ تم پر خوب زیادہ برسنے والی بارش بھیجے گا

يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾

اور مالوں سے اور بیٹوں سے تمہاری امداد فرمائے گا اور تمہارے لئے باغیچے اور تمہارے لئے نہریں بنا دے گا '

علانیہ ملا کر دعوت دی۔ امر بالمعروف کرنے والا اسی طرح کرتا ہے۔ آسان بات سے شروع کرتے پھر سخت سے سخت بات کہتے۔ افتتاح خفیہ نصیحت سے فرماتے۔ جب وہ قبول نہ کرتے تو دوبارہ بلند آواز سے ان کو دعوت دیتے۔ جب اس کا اثر نہ ہوتا تو تیسری بار جہر و سر کو جمع فرماتے۔

ثم کا لفظ حالات کے باہمی بعد کو بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ بلند آواز کہنا یہ خفیہ کہنے سے سخت انداز ہے اور دونوں کو جمع کرنا ان کو الگ الگ بیان کرنے سے زیادہ سخت تر ہے۔

۱۰: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ (میں نے کہا تم اپنے رب سے گناہ بخشواؤ) استغفار مغفرت طلب کرنے کو کہتے ہیں اگر استغفار کرنے والا کافر ہو تو کفر سے توبہ کرنا اور معافی مانگنا ہوگا۔ اور اگر گناہ گار مؤمن ہو۔ تو وہ گناہوں سے استغفار ہوگا یہاں شرک سے استغفار مراد ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا (بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے) وہ انابت کرنے والے لوگوں کے گناہ بخشتا چلا آ رہا ہے۔

۱۱: يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا (وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا) السَّمَآء سے بارش مراد ہے۔ مدرارًا بکثرت بارش والا۔ یہ مفعال کا وزن ہے اس میں تذکیر و تانیث برابر ہے۔

۱۲: وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ (وہ تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دیگا) تمہارے اموال و اولاد میں اضافہ فرما دے گا۔ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ (اور تمہارے لیئے باغ لگا دے گا) جنات: باغات۔ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا) جو تمہارے کھیتوں اور باغوں میں جاری ہونگی وہ اموال و اولاد سے بہت محبت کرتے تھے۔ اس بناء پر اسی کے ذریعہ ان کے دلوں میں ایمان کی تحریک پیدا کرنے کی کوشش فرمائی۔ ایک قول یہ ہے بار بار دعوت کو جب طویل عرصہ گزر گیا اور انہوں نے جھٹلا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش کو بند کر دیا۔ اور ان کی عورتیں اولاد سے بانجھ ہو گئیں یہ چالیس یا ساٹھ سال تک رہا۔ پس نوح علیہ السلام نے ان سے وعدہ فرمایا کہ اگر وہ ایمان کو قبول کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ سرسبزی عنایت کر دیں گے۔ اور وہ سارے مصائب جن میں وہ مبتلا ہیں وہ ان سے ہٹا لئے جائیں گے۔

## واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

ایک مرتبہ صلاۃ استسقاء کیلئے باہر تشریف لائے۔ پس انہوں نے فقط استغفار کیا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ نے بارش طلب



BestUrduBooks.wordpress.com

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝۱۳ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝۱۴ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ

تمہیں کیا ہوا کہ اللہ کی عظمت کے معتقد نہیں ہوئے' حالانکہ تمہیں اس نے مختلف اطوار سے پیدا فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں

خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝۱۵ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ

کہ اللہ نے کس طرح اوپر نیچے سات آسمان پیدا فرمائے اور ان میں چاند کو نور بنا دیا اور

الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝۱۶ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝۱۷ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ

سورج کو چراغ' اور اللہ نے تمہیں ایک خاص طور پر زمین سے پیدا فرمایا اور پھر وہ تمہیں اس میں واپس لے جانے گا

فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝۱۸ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۹ لِّتَسْلُكُوْا

اور تمہیں خاص طور پر نکالے گا' اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا تاکہ تم اس کے کھلے ہوئے

مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ

رستوں میں چلو۔ نوح نے کہا کہ اے میرے رب بلاشبہ انہوں نے میری نافرمانی کی ان لوگوں کی بات مانی جن کے

مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝۲۱ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝۲۲

مال اور اولاد نے ان کو نقصان ہی زیادہ پہنچایا ہے اور انہوں نے مکر کیا بڑا مکر'

نہیں کی ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے آسمان کے ان سرچشموں سے بارش کی دعا کی ہے۔ جن سے بارش اترتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استغفار کو بارش کے ان سرچشموں سے تشبیہ دی جو کبھی خطا نہیں کرتے۔ بلکہ ان سے ہمیشہ بارش ہوتی ہے۔ اور پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

## روایت حسن بصری رحمہ اللہ:

ایک آدمی نے ان سے قحط کی شکایت کی تو آپ نے اس کو استغفار کا کہا دوسرے نے فقر کی شکایت کی تو آپ نے استغفار کا کہا تیسرے نے قلت نسل اور چوتھے نے شادابی زمین کی قلت کی شکایت کی تو آپ نے سب کو استغفار کا حکم دیا۔ ان کے شاگرد ربیع رحمہ اللہ نے کہا آپ کے پاس آنے والے تو مختلف حاجات کا سوال کر رہے ہیں اور آپ نے سب کو استغفار کا حکم دیا ہے پس آپ نے یہ آیات پڑھ دیں۔

۱۳: مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا (تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے معتقد نہیں ہوتے ہو) تم اللہ تعالیٰ کی عظمت سے نہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

ڈرتے ہو (کذا قال الکلبی)

## قول اخفش رحمۃ اللہ علیہ:

یہاں رجاء خوف کے معنی میں ہے۔ کیونکہ رجاء کے ساتھ تھوڑا خوف اور ناامیدی ہوتی ہے الوقار: عظمت۔ نمبر۲۔ اس کی توقیر و تعظیم کی تم کو امید نہیں کہ وہ کس قدر تمہاری قدردانی اور تمہارا اکرام کرے گا۔ مطلب یہ ہے کہ تمہیں کیا ہوگیا کہ تم ایسی حالت پر نہیں آتے جس میں تم اللہ تعالیٰ کی اس قدردانی کی امید کرو جو آخرت میں تم کو میسر ہوگی۔

## تخلیق انسانی کے مراتب:

۱۴: وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا (حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا) قد خلقکم اطوارًا

نحو: یہ موضع حال میں ہے۔ مطلب یہ ہے تم اللہ تعالیٰ پر ایمان کیوں نہیں لاتے حالانکہ حال یہ ہے اور یہ ایسا حال ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان کو لازم کرنے والا ہے۔ کیونکہ اس نے تمہیں طرح طرح سے بنایا یعنی متعدد بار پہلے تمہاری تخلیق نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر تمہاری ہڈیاں اور گوشت بنایا۔

## قدرتِ عظیمہ کے نمونے:

۱۵: نفوس انسانیہ قریب تر ہونے کی وجہ سے پہلے ان کی طرف متوجہ کر کے خبردار کیا پھر جہان میں نظر دوڑانے کو کہا اور ان چیزوں پر نظر ڈالنے کو کہا جو بنانے والے کی عظیم قدرت پر شہادت دے رہے ہیں۔ فرمایا اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا (کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سات آسمان اوپر نیچے پیدا کیے) طباقا ایک دوسرے کے اوپر۔

۱۶: وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا (اور ان میں چاند کو نور بنایا) آسمانوں میں یہ چاند آسمان دنیا میں ہے کیونکہ آسمانوں میں طبقات ہونے کی بناء پر باہمی مناسبت ہے اس لئے اس مناسبت کا لحاظ کر کے ضمیر جمع لانا درست ہے اگرچہ چاند سب میں نہ ہو۔ جیسا کہ عرب کہتے ہیں۔ في المدينة كذا حالانکہ وہ اس کی کسی ایک طرف میں ہوتا ہے۔

## قول ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہم:

سورج اور چاند دونوں کے رخ آسمانوں کی طرف اور ان کا نور آسمانوں میں ہی ہے اور ان کی پشت زمین کی طرف ہے۔ پس چاند کی روشنی تمام آسمانوں کو محیط ہے۔ کیونکہ وہ لطیف ہے ان کے نور پر حجاب نہیں ڈالے گئے۔ وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا (اور سورج کو چراغ بنایا) ایسا دیا کہ اہل دنیا اس کی روشنی میں اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح گھر والے دیئے کی روشنی میں وہ چیز دیکھ لیتے ہیں جس کی ان کو ضرورت ہوتی ہے اور چاند کی روشنی سے سورج کی روشنی زیادہ تیز و طاقتور ہے۔ اس پر اتفاق ہے۔ کہ سورج چوتھے آسمان میں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۷ : وَاللّٰہُ اَنْبَتَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا (اور اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا) انبت یہاں انشاء کے معنی میں ہے گویا انبات کو بطور استعارہ انشاء کے معنی میں لائے ہیں۔ نباتا یہ مصدر ہے ای فنبتم نباتا۔ تم پیدا ہوئے پیدا ہونا۔

۱۸ : ثُمَّ یُعِیْدُکُمْ فِیْھَا (تم کو پھر وہ زمین میں ہی لے جائے گا) موت کے بعد وَیُخْرِجُکُمْ (اور تم کو باہر نکالے گا) یعنی قیامت کے دن اِخْرَاجًا یہ مصدر ہے جو تاکید کیلئے لائے (تاکہ معلوم ہو کہ تخلیق اول کی طرح تخلیق ثانی بھی ضروری ہے) وہ تم کو نکالے گا کیا خوب نکالنا۔

۱۹ : وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا (اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا) بساطًا بچھی ہوئی جیسا کہ فرش ہوتا ہے۔

۲۰ : لِتَسْلُکُوْا مِنْھَا (تاکہ تم چلو) تاکہ تم آؤ جاؤ جیسا آدمی اپنے بستر پر الٹتا پلٹتا ہے۔ سُبُلًا (راستوں میں) فِجَاجًا (وسیع یا مختلف)

۲۱ : قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّھُمْ عَصَوْنِیْ (نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا) جو کہ میں نے ان کو حکم دیا کہ ایمان لاؤ اور استغفار کرو۔ وَاتَّبَعُوْا (اور انہوں نے پیروی کی فقراء اور کمینے لوگوں نے) مَنْ لَّمْ یَزِدْہُ مَالُہٗ وَوَلَدُہٗ (کہ جن کے مال اور اولاد نے زیادہ پہنچایا) رؤساء اور مالدار اور اولاد یں۔ اِلَّا خَسَارًا (نقصان) آخرت میں۔

قراءت: عاصم کے علاوہ عراقی اور مکی نے وَوُلْدُہٗ پڑھا ہے جو کہ وَلَدٌ کی جمع ہے جیسے اُسْدٌ و اَسَد۔

## قوم نوح کی حیلہ بازی:

۲۲ : وَمَکَرُوْا (اور انہوں نے تدبیریں کیں) اس کا عطف لم یزدہ پر ہے ضمیر جمع لائی گئی ہے۔ حالانکہ مرجع مَنْ مفرد ہے کیونکہ یہ معناً جمع ہے الماکرون : رؤساء قوم نوح۔ مکرھم ان کے مکر سے ان کی دین کے متعلق حیلہ سازیاں اور نوح علیہ السلام کے خلاف سازشیں اور لوگوں کو انہیں تکلیف پہنچانے کیلئے برانگیختہ کرنا اور نوح علیہ السلام کی طرف لوگوں کے میلان کو روکنا وغیرہ۔ مَکْرًا کُبَّارًا (بہت بڑی بڑی تدبیریں) کُبَّار یہ کِبَار سے بڑی چیز کیلئے آتا ہے۔ اور یہ کبیر سے بھی بڑھ کر ہے۔

قراءت: ایک قراءت میں کِبَارًا پڑھا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ

اور انہوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو ہرگز مت چھوڑو اور ہرگز مت چھوڑو وَدّ کو اور سُواع کو اور یغوث کو اور یعوق کو

وَنَسْرًا ۚ ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ

اور نسر کو اور واقعی بات یہ ہے کہ انہوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا اور آپ ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجئے اپنے گناہوں کی وجہ سے وہ

اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ

لوگ غرق کر دیے گئے، پھر آگ میں داخل کر دیے گئے، سو اللہ کے سوا انہوں نے کچھ بھی حمایتی نہ پائے، اور نوح نے کہا

رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ

کہ اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بھی رہنے والا مت چھوڑیے، بلاشبہ اگر آپ نے ان کو زمین پر رہنے

يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ

دیا تو یہ آپ کے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور صرف فاجر اور کافر ہی ان کی اولاد پیدا ہوگی، اے میرے رب مجھے اور میرے والدین کو اور اس شخص کو جو

بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع

میرے گھر میں بحالت ایمان داخل ہوا اور مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو بخش دیجئے اور ظالموں کی ہلاکت اور بڑھا دیجئے۔

۲۳: وَقَالُوْا (اور انہوں نے کہا) سرداروں نے اپنے ماتحتوں کو لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ (تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو) یہ اپنے عموم پر ہے یعنی ان کی عبادت نہ چھوڑو۔

قراءت: نافع نے وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا (ندرکو) ؤد اضمہ سے پڑھا ہے اور یہ دونوں لغتیں ہیں۔ یہ بت آدمی کی صورت میں تھا۔ وَّلَا سُوَاعًا (سواع کو) یہ بت عورت کی شکل کا تھا۔ وَّلَا يَغُوْثَ (اور یغوث کو) یہ شیر کی شکل پر تھا وَيَعُوْقَ (اور یعوق کو) یہ گھوڑے کی صورت پر تھا۔ وَنَسْرًا (اور نسر کو)

نحو: یہ دونوں اسم غیر منصرف ہیں۔ وزن فعل اور معرفہ ہیں اگر ان کو عربی لفظ مانا جائے اور اگر عجمی مانیں تو معرفہ اور عجمہ پھر بھی دو سبب پائے جاتے ہیں۔ یہ جن بتوں کا تذکرہ آیا ہے یہ ان کے نزدیک سب سے بڑے بت تھے پہلے عمومی تذکرہ کے بعد ان کا خاص ذکر کیا۔ یہ بت قوم نوح سے عرب میں منتقل ہوئے۔ ود یہ بنوکلب اور سواع۔ ھمدان اور یغوث۔ مذحج اور یعوق۔ مراد قبیلہ اور نسر حمیر والوں کے بت تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## یہ نیک لوگوں کے نام ہیں:

ایک قول یہ ہے یہ نیک لوگوں کے نام ہیں لوگ نوح علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے درمیانی زمانہ میں ان کی اقتداء کرتے تھے۔ جب یہ فوت ہوگئے تو لوگوں نے ان کی تصاویر بنائیں تاکہ یہ بات ان کو عبادت کیلئے برانگیختہ کرتی رہے جب عرصہ گزر گیا تو ابلیس نے ان کے کانوں میں پھونکی۔ کہ وہ لوگ ان تصاویر کی عبادت کرتے تھے۔ پس انہوں نے شیطان کے کہنے پر ان کی عبادت شروع کردی۔

۲۴ : وَقَدْ اَضَلُّوْا (انہوں نے بہتوں کو گمراہ کردیا) یعنی اصنام نے جیسا کہ اس ارشاد میں ہے انهن اضللن كثيرًا من الناس [ابراہیم:۳۶] یا سرداروں نے كَثِيْرًا (بہت لوگوں کو) وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ (اور ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دی)

نحو: اس کا عطف رب انهم عصونی پر ہے۔ اور یہ کلام نوح کی حکایت ہے۔ قال کے بعد اور واؤ کے بعد جو اس کا نائب ہے۔ معنی یہ ہوگا قال نوح رب انهم عصونی وقال لاتزد الظالمين یعنی نوح علیہ السلام نے یہ دونوں باتیں فرمائیں۔ اور یہ دونوں محل نصب میں واقع ہیں کیونکہ یہ قال کے مفعول ہیں۔ اِلَّا ضَلٰلًا ضلال یہ ہلاکت کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا۔ ولا تزد الظالمين الا تبارًا (آپ ظالموں کی ہلاکت میں اضافہ فرمادیں) [نوح:۲۸]

۲۵ : مِمَّا خَطِيْٓئٰتِهِمْ (اپنے انہی گناہوں کے سبب)

قراءت: ابوعمرو نے خطايا هم پڑھا۔ معنی گناہ ہے۔

## غرق گناہوں کے باعث ہوا:

اُغْرِقُوْا (وہ غرق کیے گئے) طوفان کے ساتھ فَاُدْخِلُوْا نَارًا (پھر دوزخ میں داخل کیے گئے)۔ بڑی آگ میں داخل کیے گئے۔ مما خطيئاتهم کو وضاحت کیلئے مقدم کیا گیا۔ اگرچہ ان کا غرق اور ان کا آگ میں داخلہ وہ صرف ان کی غلطیوں اور ان کے گناہ کے باعث تھا۔ اس معنی کو مازیادہ کرکے اور مؤکد کردیا گیا۔ یہ آیت گناہوں کے مرتکب کو ڈانٹ پلانے کیلئے کافی ہے۔ قوم نوح علیہ السلام کا کفران کی من جملہ غلطیوں اور گناہوں میں سے ایک تھا۔ اگرچہ یہ گناہ سب سے بڑا تھا۔ فادخلوا نارا۔ فاء اس لئے لائی گئی کہ ان کو غرق کے معاً بعد احراق نار کا عذاب دیا گیا۔ اس صورت میں یہ عذاب قبر کے ثبوت کی دلیل ہے۔ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا (اور اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو کچھ حمایتی بھی میسر نہ ہوئے) جو ان کی مدد کرتے اور اللہ تعالیٰ کے اس عذاب سے ان کو بچاتے۔

۲۶ : وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (اور نوح نے کہا اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ) کوئی ایک نہ چھوڑ جو زمین میں گھومے پھرے۔ دَیَّارًا یہ فَیْعَال کا وزن ہے۔ الدور سے بنا ہے۔ یہ ایسے اسموں میں سے ہے۔ جو نفی عام کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۷ : اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ (اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے) اور ان کو ہلاک نہ کریں گے یُضِلُّوْا عِبَادَكَ (تو یہ لوگ آپ کے بندوں کو گمراہ کریں گے) ان کو گمراہی کی طرف دعوت دیں گے۔ وَ لَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (اور ان سے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی) جو بھی بلوغت کو پہنچا اس نے فجور و کفر اختیار کیا۔ یہ بات انہوں نے اس بنیاد پر کہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع کر دیا تھا فرمایا لن یؤمن من قومك الا من قد اٰمن [ھود:۳۶]

۲۸ : رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ (اے میرے رب مجھ کو اور میرے ماں باپ) آپ کے والدین مسلمان تھے۔ آپ کے والد کا نام لمک اور والدہ کا نام شمخاء ایک قول یہ ہے وہ آدم و حواء ہیں۔

قراءت: لولدیَّ پڑھا گیا اس سے مراد سام اور حام ہیں۔

وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ (اور جو مؤمن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو) بیتی سے مراد میرا مکان نمبر۲۔ میری مسجد نمبر۳۔ میری کشتی مُؤْمِنًا کیونکہ ان کو معلوم ہوگیا کہ جو ان کے گھر میں آ گئے ہیں وہ کفر کی طرف نہ لوٹیں گے۔ وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ (اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے) جو قیامت تک آنے والے ہیں۔ آیت میں پہلے ان کو خصوصاً بیان کیا جو خود ان کی ذات سے متصل تھے کیونکہ وہ زیادہ حقدار ہیں۔ اور آپ کی دعا کے زیادہ مستحق ہیں۔ پھر عام مؤمنین اور مؤمنات کو شامل فرمایا۔ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا (اور ظالموں کی ہلاکت اور بڑھا دیجئے) ظالمین سے کافر مراد ہیں۔ تبار ہلاکت و تباہی۔ پس ان کو ہلاک کر دیا گیا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

نوح علیہ السلام نے دو دعائیں فرمائیں۔ نمبر۱۔ ایمان والوں کیلئے مغفرت کی اور کافروں کیلئے تباہی و ہلاکت کی۔ کفار کے متعلق آپ کی دعا تو تباہی کی صورت میں قبول کر لی گئی پس ناممکن ہے کہ ایمان والوں کے حق میں آپ کی دعا قبول نہ ہوئی ہو۔

## ایک اختلاف:

جب ان کو غرق کیا گیا تو ان کے بچوں کے متعلق اختلاف ہے ایک قول یہ ہے ان کی عورتوں کے ارحام کو طوفان سے چالیس سال قبل بانجھ کر دیا تھا۔ پس ان کے ساتھ کوئی بچہ نہ تھا جب ان کو ڈبویا گیا۔ ایک اور قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی براءت کا علم ہے پس ان کو بغیر عذاب کے ہلاک کر دیا گیا۔

الحمدللہ جمعۃ المبارک سے پہلے سورۃ نوح کا تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ جن مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھائیس آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ① يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ

آپ فرما دیجئے کہ میرے پاس یہ وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے میری طرف بات سننے کے لئے دھیان دیا پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے

فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ② وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً

سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور بہت بلند ہے ہمارے رب کی عزت انہیں بنایا اس نے کسی کو بیوی

وَّلَا وَلَدًا ③ وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ④ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ

اور نہ اولاد اور بلاشبہ بات یہ ہے کہ ہم میں جو احمق ہیں وہ اللہ کی شان میں ایسی باتیں کہتے تھے جو حد سے بڑھی ہوئی ہیں اور ہم یہ خیال کرتے تھے کہ

لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ⑤ وَّاَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ

انسان اور جن اللہ کی ذات کے بارے میں جھوٹ بات نہ کہیں گے اور بیشک بات یہ ہے کہ بہت سے مرد انسانوں میں سے ایسے تھے

يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ⑥ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ

جو جنات کے مردوں کی پناہ لیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کو تکبر میں زیادہ کیا اور بات یہ ہے کہ انہوں نے خیال کیا جیسا تم نے خیال کیا ہے کہ اللہ

اللّٰهُ اَحَدًا ⑦ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ⑧ وَّ

کسی کو دوبارہ زندہ نہ فرمائے گا اور بلاشبہ ہم نے آسمان کی تلاشی لینا چاہا تو ہم نے اسے اس حال میں پایا کہ وہ سخت پہرہ سے اور شعلوں سے بھرا ہوا ہے اور

اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ⑨

بے شک ہم آسمان کے مواقع میں باتیں سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے سو جو شخص اب سننا چاہے وہ اپنے لئے ایک شعلہ تیار پاتا ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا (آپ کہئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے۔ کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا۔ پھر انہوں نے کہا ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

۱ : قُلْ اے محمد ﷺ اپنی امت کو کہہ دیجئے اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ معاملہ اور شان یہ ہے

قراءت: تمام قراء اَنَّه کے فتحہ پر اتفاق کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ اوحی کا نائب فاعل ہے۔ اور نمبر۲۔ اَنْ لَّوِ استقامُوا [الجن:۱۶] او اَنّ المساجد [الجن:۱۸] میں انه استمع پر عطف ہے پس ان مخففہ من المثقلہ ہے۔ اور نمبر۳۔ اَن قد اَبْلَغُوا [الجن:۲۸] تا کہ یعلم اس کی طرف متعدی ہو سکے۔ اور فاء جزائیہ کے بعد مکسور ہوتا ہے اور قال کے بعد بھی جیسے فِاِن له نار جهنم [الجن:۲۳] و قالوا اِنا سمعنا کیونکہ یہ ابتدائی کلام اور قال کا مقولہ ہے۔ ج نمبر۱۔ اَنَّهُ تعالٰى جدربنا الى اَنَّا منا المسلمون [الجن:۳۔۱۴] کے فتحہ و کسرہ میں اختلاف ہے۔ نمبر۲۔ ابوبکر کے علاوہ کوفی اور شامی قراء نے فتحہ دیا ہے۔ کیونکہ انه استمع پر اس کا عطف ہے یا یہ جار مجرور کے محل میں ہے اس آیت میں فاٰمنا به [الجن:۲] تقدیر کلام اس طرح ہے صدقناه و صدقنا اَنَّهُ تعالى جدربنا وَاَنَّهُ كان يقول سفيهنا [الجن:۴] آخری آیت تک۔ نمبر۲۔ دیگر قراء نے اس کو کسرہ دیا اور اِنَّا سمعنا پر عطف کیا اور تمام آیات کے اواخر میں وقف کرتے ہیں۔

## جنات کی آمد:

اسْتَمَعَ نَفَرٌ (ایک جماعت) نفر تین سے دس تک جماعت کو کہتے ہیں۔ مِّنَ الْجِنِّ (جنوں میں سے) یہ مقام نصیبین کے جنات تھے۔ فَقَالُوْٓا پس جب وہ نبی اکرم ﷺ کو صلوٰۃ فجر میں قراءت کرتا سن چکے تو انہوں نے لوٹ کر اپنی قوم کو کہا۔ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا (ہم نے ایک عجیب عمدہ قرآن سنا)۔ جو حسن نظم میں تمام کتب سے الگ ہے اور صحت اور معانی میں ایک نکھار رکھتا ہے۔ العجب جو عادت سے خارج ہو یہ مصدر ہے جس کو العجیب صفت کی جگہ لائے۔

۲ : يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ (وہ راہ راست بتلاتا ہے) وہ درست بات کی طرف دعوت دینے والا ہے یا توحید و ایمان کی طرف۔ فَاٰمَنَّا بِهٖ (پس ہم تو اس پر ایمان لائے) ہٖ سے قرآن مجید مراد ہے۔ اور جب قرآن پر ایمان یہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی وحدانیت پر یقین کرنا اور شرک سے بیزاری اختیار کرنا ہے۔ تو کہنے لگے وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا (ہم اپنے رب کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے)۔ نمبر۲۔ یہ بھی درست ہے کہ بہٖ میں ضمیر کا مرجع ذات عزوجل ہو۔ کیونکہ بربنا اس کی تفسیر کر رہا ہے۔

۳ : وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا (اور ہمارے رب کی بڑی شان ہے) جدّ عظمت، عرب کہتے ہیں جد فلان في عيني اى عظيم وہ میرے ہاں عظمت والا ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں یہی معنی ہے: كان الرجل اذا قرأ البقرة و آل عمران جَدَّ فينا وہ ہماری نگاہوں میں بلند ہو جاتا۔ یہ قول حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے۔ مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً (اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا) وَّلَا وَلَدًا (اور نہ اولاد) جیسا کہ کافر جن و انس کہتے ہیں۔

۴ : وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا (اور ہم میں سے جو احمق ہوئے ہیں وہ کہتے تھے) سفیہ: جاہل، یا ابلیس کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی جاہل نہیں۔ عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا (اللہ تعالیٰ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں) یعنی کفر کیونکہ وہ درستی میں سب سے دور بات



BestUrduBooks.wordpress.com

وہی ہے۔ یہ شطت الدار ای بعدت ( گھر دور ہوا ) سے لیا گیا ہے۔ نمبر۲۔ ایسی باتیں جن میں وہ حق سے تجاوز کرنے والے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بیوی اور اولاد کی نسبت والا خبیث قول ہے۔ الشطط ظلم وغیرہ میں حد سے تجاوز کر جانا۔

۵ : وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (اور ہمارا یہ خیال تھا کہ انسان اور جن کبھی اللہ تعالیٰ کی شان میں جھوٹ بات نہ کہیں گے ) كذبًا یہ قولا مصدر کی صفت ہے ای قولا كذبا نمبر۲۔ کذب خود مکذوب فیہ کے معنی میں ہے۔ یعنی جھوٹ نمبر۳۔ مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ کذب خود قول کی ایک قسم ہے یعنی ہمارے گمان میں یہ بات تھی کہ کوئی شخص ہرگز اللہ تعالیٰ کے متعلق بیوی اور اولاد کی نسبت والا جھوٹ نہ بولے گا۔ اس لئے ہم ان باتوں میں تصدیق کرتے رہے جو کچھ بھی وہ اس کی طرف منسوب کرتے رہے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید سے ان کا کذب ہمارے سامنے کھل گیا۔

۶ : جب کوئی عربی خوفناک علاقے میں وارد ہوتا تو اس طرح کہتا اعوذ بسید هذا الوادی من سفهاء قومه ۔ اس کا مقصد بڑے جن کی پناہ حاصل کرنا ہوتا تھا۔ اس پر فرمایا۔ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ (اور بہت سے لوگ آدمیوں میں سے ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے۔ پس انہوں نے ان جنات کی بڑھادی ) یعنی ان انسانوں نے ان جنات کی پناہ لے کر ان جنات کی بڑھادی۔ رَهَقًا ( سرکشی اور جہالت اور تکبر ) کہ وہ اس طرح کہنے لگے کہ اب تو ہم جنات اور انسانوں کے سردار ہو گئے یا جنات نے انسانوں کی گمراہی بڑھادی۔ اس لئے کہ انسانوں نے ان سے پناہ طلب کی اور الرھق کا اصل معنی ممنوع کا ارتکاب کرنا۔

۷ : وَّ اَنَّهُمْ (اور جیسا تم) اے گروہ جنات ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ (جنات کے گمان کیا جیسا تم نے گمان کیا) اے اہل مکہ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ( کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا ) موت کے بعد اٹھانا۔ مطلب یہ ہے جنات بھی بعث کے منکر تھے جیسا تم انکار کرتے ہو۔ پھر قرآن سن کر انہوں نے ہدایت پائی اور بعث کے اقراری ہو گئے تم کیوں اقرار نہیں کرتے جیسا انہوں نے اقرار کیا۔

۸ : وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ (اور ہم نے آسمان کی تلاشی لینا چاہی ) ہم نے آسمان تک پہنچنا اور اہل سماء کی باتیں سننا تلاش کیا۔ اللمس چھونا۔ یہ طلب کیلئے بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ چھونے والا پہچان والا طالب ہوتا ہے۔ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا (پس ہم نے اس کو سخت پہرا سے بھرا پایا) فرشتوں کے طاقتور گروہ حفاظت کر رہے ہیں۔

نحو : حَرَسًا جمع حارس کی ہے۔ یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔ ایک قول یہ ہے الحرس یہ اسم مفرد ہے جو حرا اس کے معنی میں ہے جیسا کہ خَدَم بمعنی الخدام ہے۔ اسی لئے اس کے لئے شدید کا وصف لایا گیا ہے۔ اگر معنی کی طرف نظر کی جاتی تو شدادا کہا جاتا۔
وَّ شُهُبًا (اور شعلوں سے ) یہ شہاب کی جمع ہے یعنی روشن ستارے۔

## شہاب ثاقب :

۹ : وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا (ہم اس میں بیٹھا کرتے تھے ) یعنی آسمان میں اس سے پہلے مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ( موقعوں پر سننے



BestUrduBooks.wordpress.com

وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ

اور بلاشبہ ہم نہیں جانتے کہ جولوگ زمین میں ہیں انکے ساتھ شر کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان کے بارے میں ہدایت

رَشَدًا ۝۱۰ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ۝۱۱

کا ارادہ فرمایا ہے' اور بیشک ہم میں سے بعض نیک ہیں اور بعض اس کے علاوہ ہیں ہم مختلف طریقوں پر تھے

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝۱۲ وَّاَنَّا

اور بلاشبہ ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور بھاگ کر اس کو ہرا نہیں سکتے اور بیشک بات یہ ہے

لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝۱۳

کہ جب ہم نے ہدایت کو سن لیا تو ہم اس پر ایمان لے آئے سو جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آیا سو اسے نہ کسی کمی کا خوف ہے اور نہ کسی طرح کے ظلم کا

کیلئے ) تاکہ ہم آسمان کی خبریں سنیں یعنی آسمان کے بعض موقعوں کو پہرہ داروں اور شہابوں سے آپ کی بعثت سے پہلے خالی پاتے (تو وہاں آسمان کی خبریں سننے کیلئے بیٹھ جاتے ) فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ (پس جو کوئی اب سننا چاہتا ہے ) یعنی سننے کا ارادہ کرتا ہے۔ الآن بعثت نبوی کے بعد یَجِدْ لَهٗ (تو اپنے لئے پاتا ہے ) یعنی اپنی ذات کے لئے شِهَابًا رَّصَدًا (تیار شعلہ ) رصد یہ شہاب کی صفت ہے۔اور یہ اسم فاعل الراصد کے معنی میں ہے ای شهابا راصدا له ولاجله تیار شعلہ اس کے لئے۔نمبر۲۔ یہ راصد کا اسم جمع ہے معنی اس طرح ہے ذوی شهاب راصدین بالرجم۔شعلے والے جو رجم کیلئے منتظر ہوتے ہیں۔اس سے مراد فرشتے ہیں جو ان کو شعلوں سے سنگسار کرتے ہیں اور سننے سے روکتے ہیں۔

## قول جمہور:

یہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے نہ تھا۔

## رجم شیاطین پہلے نہ تھا:

ایک قول یہ ہے کہ رجم زمانہ جاہلیت میں بھی تھا لیکن شیاطین بعض اوقات چوری چھپے کوئی بات سن پاتے۔ پس بعثت نبوی ﷺ سے استراق سمع والا سلسلہ بھی مکمل طور پر بند کر دیا گیا۔

۱۰: وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ (اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا مقصود ہے ) اشرٌّ سے مراد عذاب اُرِيْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ (اس استراق سمع کو روک کر ) اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا (یا ان کے رب نے ان کو ہدایت کرنے کا مقصد فرمایا ہے ) رشد سے خیر اور رحمت مراد ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۱ : وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ (اور ہم میں بعضے نیک ہیں) ابرار و متقین ہیں۔ وَمِنَّا (اور بعضے لوگ) دُوْنَ ذٰلِكَ (اور طرح کے ہیں) موصوف کو حذف کر دیا وہ بھلائی میں میانہ رو ہیں کامل نہیں ہیں یا انہوں نے اس سے غیر صالحین مراد لیے۔ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا (ہم مختلف طریقوں پر تھے) یہ مذکورہ تقسیم کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے ہم متفرق مذاہب رکھتے تھے۔ نمبر۲۔ مختلف دین رکھتے تھے۔ القِدَدُ جمع قدۃ کی ہے۔ ٹکڑا یہ قددت السیر سے لیا گیا جس کا معنی طے کرنا ہے۔

۱۲ : وَّاَنَّا ظَنَنَّآ (اور ہم نے سمجھ لیا ہے) ہمیں یقین آ گیا ہے۔ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ (کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ہرا نہیں سکتے) ہم اس سے بڑھ نہیں سکتے۔ فِي الْاَرْضِ (زمین میں)

نحو : یہ حال ہے تقدیر کلام یہ ہے لن نعجزہ کائنین فی الارض اینما کنا ہم ہرگز اس کو ہرا نہ سکیں گے اس میں کہ زمین میں ہم جہاں بھی ہوں۔ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا (اور نہ بھاگ کر اس کو ہرا سکتے ہیں)

نحو : ھربًا یہ مصدر ہے جو موضع حال میں ہے تقدیر کلام یہ ہے لن نعجزہ ھاربین منھا الی السماء اور ہم ہرگز اس کو آسمان کی طرف بھاگ کر بھی ہرا نہیں سکتے۔ یہ جنات کے حالات ہیں اور جو ان کے احوال و عقائد تھے۔

۱۳ : وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى (اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی) الھدی سے قرآن مجید مراد ہے۔ اٰمَنَّا بِهٖ (ہم نے تو اس کا یقین کر لیا) قرآن پر نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ پر فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ (پس جو شخص اپنے رب پر ایمان لے آئے گا تو اس کو اندیشہ نہ ہوگا)

نحو : یہ مبتدا اور خبر ہیں اصل اس طرح ہے فھو لا یخاف۔

بَخْسًا (کمی) ثواب میں کمی کا وَّلَا رَهَقًا (اور نہ زیادتی کا) یعنی اس پر ذلت نہ چھائے گی۔ یہ اس قول کی طرح ہے و رھقھم ذلۃ [یونس:۲۷] اور فرمایا و لا یرھق وجوھھم قتر و لا ذلۃ [یونس:۲۶]

مسئلہ : اس میں دلیل ہے کہ اعمال ایمان میں سے نہیں ہیں۔ یعنی ایمان کا جزء نہیں ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾

اور بلاشبہ ہم میں سے بعض مسلمان ہیں اور بعض ظالم ہیں سو جس شخص نے اسلام قبول کر لیا تو ان لوگوں نے بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ

اور جو لوگ ظالم ہیں وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے اور اگر وہ راستہ پر قائم ہو جاتے

لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ

تو ہم انہیں فراغت والے پانی سے سیراب کرتے تاکہ ہم اس میں ان کا امتحان کریں اور جو شخص اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرے وہ اسے چڑھتے ہوئے

عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ

عذاب میں داخل فرمائے گا۔ اور بلاشبہ سب سجدے اللہ ہی کے لئے ہیں سو تم اللہ کے ساتھ کسی کو بھی مت پکارو۔ اور بیشک بات یہ ہے

لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ ؑ قُلْ اِنَّمَآ

کہ جب اللہ کا بندہ کھڑا ہوتا ہے کہ وہ اسے پکارے تو یہ لوگ اسکے اوپر جمگھٹا لگاتے والے بن جاتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے

اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾

کہ میں تو صرف اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراتا۔ آپ فرما دیجئے کہ بیشک میں تمہارے لئے کسی ضرر کا اور کسی بھلائی کا مالک نہیں ہوں

## جنات میں مؤمن و کافر:

۱۴: وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ (اور ہم میں بعضے تو مسلمان ہیں) مؤمن ہیں وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ (اور بعضے ہم میں بے راہ ہیں) کافر ہیں جو طریق حق سے ہٹنے والے ہیں۔ قسط ظلم کرنا۔ اقسط انصاف کرنا۔ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا (پس جو شخص مسلمان ہو گیا انہوں نے بھلائی کا راستہ ڈھونڈ لیا) ہدایت کو طلب کیا التحری اولیٰ کی تلاش کرنا۔

۱۵: وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا (اور جو بے راہ ہیں پس وہ ہیں) اللہ تعالیٰ کے علم میں لِجَهَنَّمَ حَطَبًا (دوزخ کے ایندھن) ان سے جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی۔

مَسْئَلَہ: کافر جن کو آگ کا عذاب ہوگا البتہ ان کے ثواب کی کیفیت میں توقف کیا جاتا ہے۔

۱۶: وَّ اَنْ لَّوِ اَنْ مخففہ من المثقلہ ہے۔ یعنی اَنَّهٗ یہ من جملہ وحی میں سے ہے۔ یعنی اوحی الی ان الشان لو۔ میری طرف وحی کی گئی بیشک معاملہ یہ ہے اگر اسْتَقَامُوْا (یہ لوگ قائم ہو جائیں) ظالم لوگ عَلَى الطَّرِيْقَةِ (طریقہ اسلام پر) لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا (تو ہم ان کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے) غدقًا زیادہ کثیر۔ معنی یہ ہے ہم ان پر رزق کی وسعت کر دیتے۔ آیت



BestUrduBooks.wordpress.com

میں ماءً غدقًا کا ذکر کیا کیونکہ وہ وسعت رزق کا سبب ہے۔

۱۷ : لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ (تا کہ اس میں ان کا امتحان کریں) تا کہ ہم ان کو آزمائیں کہ وہ جو انعامات دیئے گئے ہیں ان کا کس طرح شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ (اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کرے گا) ذکر سے قرآن مجید یا توحید یا عبادت مراد ہے۔ يَسْلُكْهُ (اللہ تعالیٰ اس کو داخل کریگا)

قراءت: ابوعمرو کے علاوہ عراقی قراء نے یاء سے پڑھا ہے

عَذَابًا صَعَدًا (سخت عذاب) اونچے درجہ کا دکھ صعد ا یہ صعد کا مصدر ہے عرب کہتے ہیں صَعِدَ صعدً اوصعودًا اسکو عذاب کی صفت کے طور پر لائے کیونکہ وہ معذب پر چڑھ جائیگا اور غالب آجائیگا پھر وہ اس کو برداشت نہ کر سکے گا۔ حضرت عمرؓ کے قول کا یہی معنی ہے ماتصعد نی شیء ماتصعد تنی خطبة النكاح مجھ پر گراں نہیں گزرتی کوئی چیز جتنا مجھے خطبہ نکاح گراں ہوتا ہے۔

## مساجد کا معنی:

۱۸ : وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (اور جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کا حق ہیں) یہ منجملہ دوسری وحی کے یہ بھی وحی آئی ہے یعنی اوحی الی ان المساجد لله المساجد وہ مقام جو اس لیے بنائے جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ان میں نماز پڑھی جائے۔ ایک قول یہ ہے ولان المساجد لله فلا تدعوا اس لئے کہ مساجد اللہ ہی کیلئے ہیں اور اس کی عبادت کیلئے پس تم ان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی کومت پکارو۔ ایک قول یہ ہے المساجد اعضائے سجود۔ پیشانی، گھٹنے، دونوں قدم، فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔ (پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو)

۱۹ : وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ (اور جب اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ کھڑا ہوتا ہے) عبداللہ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں قام نماز کیلئے کھڑا ہونا۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے فاوحی الیّ لما قال عبد الله۔

يَدْعُوْهُ (اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کیلئے) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں۔ آیت میں نبی اللہ یا رسول اللہ کی بجائے عبداللہ فرمایا۔ کیونکہ یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی محبوب تھا۔ اور جب یہ آپ کے اپنے کلام میں اپنی ذات کی تعبیر کیلئے آئے تو انتہائی تواضع پر دلالت کرتا ہے۔ نمبر۲۔ پہلے ہی جو عبداللہ ہو اس کی عبادت کوئی بعید اور راو پری شئی نہیں یہاں تک کہ یہ ان کے گرد گروہ درگروہ جمع ہو رہے ہیں۔ كَادُوْا (قریب ہے کہ جنات) يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا (اس پر جمگھٹا لگانے والے ہو جائیں) لبد جمع لبدة جماعت ہو جائیں اس پر جماعتوں کی صورت میں اس کی عبادت پر تعجب سے جمع ہونے والے اور ان کے صحابہ کی بے مثال اقتداء دیکھ کر تعجب کریں اور جو قرآن مجید آپ نے پڑھا ہے اس پر متعجب ہوں کیونکہ انہوں نے یہاں وہ کچھ دیکھا جو پہلے کبھی نظروں میں نہیں آیا۔

۲۰ : قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ (آپ یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں) اکیلے رب کی۔

قراءت: عاصم وحمزہ کے علاوہ نے قال پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ۬ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۟ۙ ﴿۲۲﴾

آپ فرما دیجئے کہ بلاشبہ مجھے اللہ سے کوئی نہیں بچا سکتا اور میں ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں پا سکتا'

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِسٰلٰتِهٖ ؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ

لیکن اللہ کی طرف سے پہنچانا اور اس کے پیغاموں کو ادا کرنا میرا کام ہے اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو بیشک اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے

خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ﴿۲۳﴾ حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ

وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا' یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو اس وقت جان لیں گے کہ کس کے مددگار کمزور

نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ

ہیں اور عدد کے اعتبار سے کس کی جماعت کم ہے۔ آپ فرما دیجئے میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ قریب ہے یا میرے رب نے

رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۟ۙ ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی

اس کے لئے کوئی مدت دراز مقرر فرما رکھی ہے' وہ غیب کا جاننے والا ہے سو اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا ہاں مگر جو کوئی اس کا

مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۟ۙ ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ

برگزیدہ رسول ہو سو وہ اس کے آگے اور پیچھے محافظ بھیج دیتا ہے تاکہ وہ جان لے

اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ۟ ﴿۲۸﴾ ع ۲ ۱۲

کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے اور جو کچھ ان کے احوال ہیں اللہ ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر چیز پوری طرح اس کے شمار میں ہے۔

وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا (اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا) عبادت میں پھر تم کیوں کرتے اور ٹھٹ کے ٹھٹ مجھ پر جمع ہوتے ہو۔

۲۱ : قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا (کہہ دیجئے میں تمہارے ذرا بھر ضرر کا اختیار نہیں رکھتا ہوں) ضرا بمعنی نقصان پہنچانا وَّلَا رَشَدًا (اور نہ کسی بھلائی کا) یعنی نفع کا ۔

نمبر۲: الضر سے گمراہی مراد ہے اس کی دلیل حضرت ابی کی قراءت میں ہے (غیًا ولا رشدًا) یعنی میں تمہیں نقصان پہنچانے کی نہ طاقت رکھتا ہوں اور نہ نفع پہنچانے کی کیونکہ نافع وضار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۲۲ : قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ (آپ کہہ دیجئے مجھ کو اللہ تعالیٰ سے کوئی نہیں بچا سکتا) اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو



BestUrduBooks.wordpress.com

مجھ سے اس کے عذاب کو کوئی ہٹا نہیں سکتا یہ اسی طرح ہے جیسا صالح علیہ السلام نے فرمایا فمن ینصرنی من اللہ ان عصیتہٗ [ھود:۶۳] وَلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا (اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ پا سکتا ہوں) ملتحدًا جائے پناہ۔

۲۳: اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰہِ (لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچانا)

نحو: نمبرا۔ یہ لا املك سے استثناء ہے ای لا املك لكم ضرًا و لا رشدًا اِلا بلا غامن اللہ میں تمہارے لئے ذرہ بھر گمراہی اور ہدایت کا مالک نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اس کا پیغام) پہنچانا ہے۔ اور نمبر۲۔ (قل انی لن یجیرنی) یہ جملہ معترضہ ہے جو اپنی ذات سے استطاعت کی نفی اور آپ کے بیان عجز کی تاکید ہے۔ نمبر۳۔ نحو: بلاغا یہ ملتحدًا سے بدل ہے۔ ای لن اجد من دونہ منجی الا ان ابلغ عنہ ماارسلنی بہ میں ہرگز اس کے سوا کو پناہ کی جگہ نہیں پاتا سوائے اس کے کہ میں اس پیغام کو پہنچا دوں۔ جو اس نے مجھے دے کر بھیجا ہے۔ یعنی مجھے اور کوئی چیز اس کے سوا پناہ نہیں دے سکتی کہ میں اس کے پیغام کو پہنچا دوں۔ پس یہ بات مجھے نجات دینے والی ہے۔

## قولِ فراء:

یہ شرط اور جزاء ہے استثناء نہیں ہے اور اِنْ یہ لَا سے جدا ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے ان لا ابلغ بلاغا ای ان لم ابلغ لم اجد من دونہ ملتجا و لا مجیرًا لی۔ (اگر میں نہ پہنچاؤں تو اس کے سوا کو پناہ گاہ اور نہ پناہ دینے والا اپنے حق میں نہ پاؤں گا) یہ اسی طرح ہے جیسا کہتے ہیں ان لا قیامًا فقعودًا ان صورتوں میں بلاغ تبلیغ کے معنی میں ہے۔ وَرِسٰلٰتِہٖ (اور اس کے پیغاموں کو)

نحو: اس کا عطف بلاغا پر ہے گویا اس طرح کہا گیا لا املك لكم الا التبليغ و الرسالات ای الا ان ابلغ عن اللہ میں تمہارے تبلیغ اور پیغاموں کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں یعنی مجھے یہی اختیار ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دوں۔ پس میں کہتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے قول کو میری طرف منسوب کرتے ہوئے۔ کہ میں اس کے اس پیغام کو بغیر کمی بیشی پہنچا دوں جو پیغام اس نے مجھے دیا ہے۔

نحو: مِنْ یہ بلاغا کا صلہ نہیں کیونکہ اس کا صلہ عَنْ آتا ہے یہ اس مِنْ کی طرح ہے جو اس آیت میں براءۃ من اللہ میں ہے [التوبہ:۱] تقدیر کلام یہ ہے بلاغا کائنًا من اللہ۔

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہیں مانتے) یعنی رسول اللہ ﷺ پر اتارا ہوا حکم قبول نہیں کرتے کیونکہ من یعص اللہ کو تبلیغ رسالت کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا (تو یقیناً ان لوگوں کے لئے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے)

نکتہ: لہ میں ضمیر کو واحد لائے اور خالدین صیغہ جمع کا لائے اس کی وجہ مَنْ یعص اللہ میں مَنْ ہے ایک میں ظاہر کا لحاظ جبکہ دوسرے میں معنی کا لحاظ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۴: حَتّٰی یہ محذوف کے متعلق ہے جس پر موقعہ دلالت کر رہا ہے گویا اس طرح کہا گیا لا یزالون علی ماھم علیہ حتی اذا وہ جس پر ہیں اس پر ہمیشہ رہیں گے یہاں تک کہ اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ (جب اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے) یعنی عذاب فَسَیَعْلَمُوْنَ (اس وقت وہ جان لیں گے) جبکہ عذاب ان پر اتر پڑے گا۔ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا (کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے) آیا وہ یا مؤمن یعنی کافروں کا اس دن کوئی مددگار نہ ہوگا اور مؤمن کے مددگار اللہ جل شانہ اور اس کے ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام ہونگے۔

۲۵: قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ (آپ کہہ دیجیے کہ مجھ کو معلوم نہیں) یعنی میں نہیں جانتا۔ (انْ ما کے معنی میں ہے) اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ (کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آیا وہ نزدیک ہے) یعنی عذاب اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ (یا میرے پروردگار نے اس کے لئے مقرر کر دی ہے)

قراءت: حجازی اور ابو عمرو نے یاء کے فتحہ سے پڑھا ہے۔ اَمَدًا (مدت دراز) لمبی غایت یعنی تمہیں یقیناً عذاب دیا جائے گا لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ آیا وہ ابھی اترنے والا ہے یا مؤجل ہے۔

۲۶: عٰلِمُ الْغَیْبِ (غیب کا جاننے والا وہی ہے) نحو: یہ مبتدأ کی خبر ہے ای ھو عالم الغیب۔ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا (پس وہ اپنے غیب پر کسی مخلوق کو مطلع نہیں کرتا) یظھر یہ یطلع کے معنی میں ہے اور احدًا سے مراد مخلوق میں سے کوئی۔

## بعض اخبارِ غیب تاکہ معجزہ بن جائیں:

۲۷: اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو) مگر رسول کو اس نے بعض غیب کے علم کیلئے پسند کر لیا تاکہ غیب کے متعلق اس کی خبریں رسول کے لئے معجزہ بن جائیں پس وہ اپنے غیب میں اس کو جو چاہتا ہے اس سے مطلع کرتا ہے۔

نحو: من رسول یہ لمن ارتضی کا بیان ہے۔ اور ولی جن چیزوں کی خبر دے اور وہ اسی طرح ہو جائیں تو اس کو اس پر قطعی یقین نہیں ہوتا لیکن وہ اپنے خواب یا فراست ایمانی سے وہ خبر دیتا ہے۔ اور ہر ولی کی کرامت یہ دراصل رسول کا معجزہ ہے۔ التاویلات میں مذکور ہے کہ بعض نے کہا کہ اس آیت میں نجومیوں کی تکذیب پر دلالت پائی جاتی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ ان میں سے بعض کی خبریں سچی ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح اطباء نبات کی طبائع سے واقف ہیں۔ اور یہ بات غور سے معلوم نہیں ہوتی پس معلوم ہوا ان کی اطلاع کا دارومدار ایسے رسول ہیں جن کے حالات لوگوں سے منقطع ہو چکے اور ان کا علم مخلوق میں باقی رہ گیا۔ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ (پس وہ بھیج دیتا ہے) داخل کر دیتا ہے۔ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ (اس پیغمبر کے آگے) رسول کے آگے وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (اور اس کے پیچھے محافظ فرشتے) حفاظتی فرشتے جو شیاطین سے ان کی حفاظت کرتے اور وساوس سے ان کو بچاتے ہیں شیاطین کی مخالطت سے بچاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی پہنچاتے ہیں۔

۲۸: لِیَعْلَمَ (تاکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جائے) اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا (کہ ان فرشتوں نے پہنچا دیے ہیں) رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ (اپنے پروردگار کے پیغامات) مکمل طور پر بغیر کسی کمی بیشی کے مرسل الیہم تک پہنچا دیے ہیں۔ یعنی تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو جان لے موجود



BestUrduBooks.wordpress.com

اس کے وجود کی حالت میں جیسا کہ وہ اس کو اس کے وجود سے پہلے جانتے ہیں کہ وہ وجود میں آئے گی۔

نکتہ: مِنْ بین یدیہ میں ضمیر کو واحد لائے اس میں من کے لفظ کا لحاظ کیا۔ اور ابلغوا میں مَن کے معنی کا لحاظ کر کے جمع لائے۔

وَاَحَاطَ (اور اللہ تعالیٰ احاطہ کیے ہوئے ہیں) بِمَا لَدَيْهِمْ (ان کے تمام احوال کا) یعنی رسولوں کے پاس جو علم ہے۔

وَاَحْصٰی كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (اور اس کو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے) بارشوں کے قطروں کی تعداد، ریت کے ذرات کی تعداد، درختوں کے پتوں کی تعداد اور سمندروں کے جھاگوں کی مقدار۔ جب وہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر جانتا ہے تو پھر رسولوں کے پاس جو اس کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کا کلام ہے اس کا وہ کیونکر احاطہ کرنے والا نہ ہوگا۔

نحو: عدداً یہ حال ہے۔ اور ہر چیز کا علم گنا ہوا اور شمار کیا ہوا ہے۔ نمبر۲۔ یہ مصدر ہے اور احصاء کے معنی میں ہے۔

الحمد للہ سورۂ جن کا تفسیری ترجمہ بعد العصر مکمل ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک ۲۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ المزمل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں بیس آیات اور دو رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ① قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ② نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ③ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ

اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو قیام کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی آدھی رات یا آدھی سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو'

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ④ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ⑤ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ

اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو' بیشک ہم آپ پر عنقریب ایک بھاری کلام ڈالنے والے ہیں۔ بلاشبہ رات کا اٹھنا خوب

اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ⑥ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ⑦ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

زیادہ مشقت والا ہے اور اس وقت بات خوب ٹھیک طرح ادا ہوتی ہے۔ بلاشبہ دن میں آپ کو زیادہ کام میں مشغولیت رہتی ہے۔ اور آپ اپنے رب کا نام یاد کرتے رہیں

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ⑧ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ⑨

اور قطع تعلق کر کے اسی کی طرف متوجہ رہیں وہ مشرق کا رب ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں سو اپنے کام سپرد کرنے کے لئے صرف اسی کو اپنا کارساز بنائے رہو۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ⑩ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ

اور یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے علیحدگی اختیار کیجئے اور مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو جو نعمت والے ہیں

اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ⑪

چھوڑ دیجئے اور انہیں تھوڑے دنوں کی مہلت دیجئے

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا (اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔ رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات)

۱: يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ نحو: یہ اصل میں المتزمل ہے اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے کپڑوں میں لپٹا ہو۔ تاء کو زاء میں ادغام کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑوں میں لپٹے آرام فرما رہے تھے پس آپ کو نماز کیلئے اٹھنے کا حکم دیا گیا فرمایا

۲: قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا (رات کو نماز کیلئے کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی سی رات)



BestUrduBooks.wordpress.com

۳ :نِّصْفَهٗٓ ( آدھی رات ) یہ الیل سے بدل ہے اور الا قلیلاً کا استثناء نصفه سے ہے تقدیر کلام اس طرح ہے قم نصف الیل الا قلیلا من نصف الیل۔ آپ آدھی رات اٹھیں مگر نصف لیل سے تھوڑا۔ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ ( یا کم کردو آدھی رات سے ) نصف سے کم۔

قراءت: عاصم وحمزہ کے علاوہ نے اَوُ کی واؤ کا ضمہ پڑھا ہے۔ قَلِيْلًا ( تھوڑا ) ثلث لیل تک۔

## دو میں ایک کا چناؤ:

۴ :اَوْ زِدْ عَلَيْهِ (یا اس سے کچھ بڑھا دو ) نصف سے بڑھا دو۔ دو ثلث تک اور مقصود اس سے دو باتوں میں سے ایک کا چناؤ ہے اور وہ دونوں یہ ہیں۔ نمبر ۱۔ نصف سے کم نمبر ۲۔ نصف سے زائد۔ اگر نصفه کو قلیلا سے بدل قرار دیا جائے۔ تو پھر تین چیزوں میں یہ اختیار بنے گا نمبر ۱۔ مکمل آدھی رات کا قیام۔ نمبر ۲۔ اس میں سے کچھ کم قیام۔ نمبر ۳۔ آدھی رات سے زائد قیام۔ باقی نصف کو کل کے مقابلہ میں قلیل کہا گیا۔ ورنہ قلیل کا مطلقاً استعمال نصف سے کم پر آتا ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جب ایک آدمی نے اپنے متعلق ایک ہزار درھم کا اقرار کر کے الاقلیلا سے استثناء کیا۔ تو اس پر نصف سے زائد رقم لازم ہوگی کیونکہ کل کے مقابلہ میں وہی قلیل ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو ) واضح اور جدا جدا۔ الثغر الرتل ان دانتوں کو کہتے ہیں جو فاصلے والے ہوں۔ نمبر ۲۔ ٹھہر ٹھہر کر حروف کو واضح کر کے پڑھو اور وقوف کا لحاظ کرو۔ اشباع حرکات کا خیال کرو۔ ترتیلاً رتل کے امر کی تاکید کیلئے لایا گیا ہے کہ قاری قرآن کیلئے ضروری ہے کہ قرآن کو ترتیل سے پڑھے۔

## باوجاہت کلام:

۵ :اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ (ہم تم پر ڈالنے کو ہیں ) عنقریب آپ پر ہم اتاریں گے۔ قَوْلًا ثَقِيْلًا (ایک بھاری کلام ) قرآن مجید کیونکہ اس میں اوامر، نواہی ہیں جن کا کرنا مکلفین پر گراں اور بھاری گزرتا ہے۔ نمبر ۲۔ منافقین پر بھاری ہے۔ نمبر ۳۔ وزن والا کلام ہے اور وجاہت والا پیغام ہے۔ احمقانہ اور سطحی نہیں ہے۔

## رات کو پیدا ہونے والی عبادت:

۶ :اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ (بیشک رات کا اٹھنا)

قراءت: ورش کے علاوہ بقیہ نے ہمزہ سے پڑھا۔ ناشئہ: مراد قیام لیل ہے۔

## قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ

یہ نشاء سے مصدر ہے اذاقام و نهض کے معنی میں ہے اس کا وزن فَاعِلَةٌ ہے جیسے عافیۃٌ نمبر ۲۔ ایسی عبادت جو رات کو پیدا ہوتی ہے اس لئے ناشئہ کہہ دیا۔ نمبر ۳۔ رات کی گھڑیاں وہ بھی ایک گھڑی کر کے پیدا ہوتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## امام زین العابدین رحمہ اللہ:

مغرب وعشاء کے درمیانی نماز پڑھتے اور کہتے یہ ناشئۃ الیل ہے۔ (گویا صلوٰۃ اوابین کو یہ نام دیتے) ہِیَ اَشَدُّ وَطْاً (وہ بہت زیادہ مؤثر ہے روندنے میں) موافقت میں۔

قراءت: وِطاۃ شامی، ابوعمرو واطئی سے ہے جس کا معنی موافقت ہے۔ یعنی قیام کرنے والے کا دل زبان سے موافقت کرنے والا ہے۔

## قول حسن رحمہ اللہ:

سرو علانیہ میں خوب موافقت پیدا کرنے والا ہے۔ کیونکہ مخلوق کی ملاقات منقطع ہوتی ہے۔

دیگر قراء نے وطئاً پڑھا ہے۔ جس کا معنی بوجھل ہے یعنی نمازی کیلئے دن کی نماز سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ یہ نیند کو اس کے اپنے وقت سے بھگاتی ہے۔ آپ ﷺ کے قول میں یہ معنی موجود ہے۔ اللھم اشدد وطأتك علٰی مضر [رواہ البخاری: ۶۳۹۳، مسلم: ۶۷۵] وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا (اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے) بات میں زیادہ درست اور قراءت میں زیادہ پختہ ہے کیونکہ آوازوں سے سکون اور حرکات کا انقطاع ہوتا ہے۔

۷: اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا (بے شک تم کو دن میں بہت کام رہتا ہے) اپنے مشاغل اور مہمات میں بہت آنا جانا پڑتا ہے۔ پس رات کو اپنے رب کی عبادت کیلئے فارغ کرلیں۔ نمبر۲۔ لمبی فراغت ہے نیند اور آرام کیلئے سبحًا فراغت کے معنی میں ہے۔

۸: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ (اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو) دن رات اس کا ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں تسبیح تہلیل، تکبیر، نماز تلاوت قرآن، علم دینی پڑھانا سب شامل ہیں۔ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو) ہر چیز سے منقطع ہو کر اس کی عبادت میں لگو۔ التبتل اللہ تعالیٰ ہی سے ہر خیر کی امید لگا کر باقی سب سے منقطع ہونا۔ ایک قول یہ ہے کہ دنیا اور جو اس میں ہے تمام کو چھوڑنا۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے اس کی درخواست کرنا۔ تبتیلاً مصدر کو بعد میں زیادہ تاکید کیلئے لائے تقدیر کلام یہ ہے بتّلك اللہ فتبتل نمبر۲۔ فواصل کی رعایت سے مصدر یہاں لائے۔

۹: رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (وہ مشرق ومغرب کا رب ہے اس کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں) رب المشرق یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے ای ھو رب المشرق۔ نمبر۲۔ یہ مبتدأ اور لا الٰہ یہ اس کی خبر ہے۔

قراءت: شامی وکوفی نے سوائے حفص کے ربِّ المشرق کسرہ سے پڑھا اور ربِّك سے بدل قرار دیا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حروف قسم کے اضمار سے مجرور ہے جیسا کہ واللہ لافعلن اور لا الٰہ یہ جواب قسم ہے جیسے کہتے ہیں۔ واللہ لا احدٌ فی الدار الازیدٌ۔ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا (تم اسی کو اپنے کام سپرد کرنے کیلئے قرار دیتے رہو) کارساز۔ نمبر۲۔ کفیل اس وعدے کا جو اس



BestUrduBooks.wordpress.com

نے آپ کی نصرت کا فرمایا ہے۔ نمبر۳۔ جب آپ کو معلوم ہے کہ وہ مشرق ومغرب کا مالک ہے اور اس کے سوا اور کوئی مستحق عبادت نہیں تو اسی ہی کو اپنے امور کیلئے کفایت کرنے والا قرار دو۔

نکتہ فا: فاء کا فائدہ یہ ہے کہ اس معرفت کے بعد واحد قہار کی بارگاہ میں تمام امور کی تفویض میں ذرہ بھر توقف نہ کرنا چاہیے کیونکہ اقرار کے بعد انتظار کے عذر کی گنجائش نہیں۔

۱۰ :وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ (اور یہ لوگ جو جو باتیں کہتے ہیں ان پر صبر کرو) یعنی میرے متعلق اولاد، بیوی جیسی باتیں۔ نمبر۲۔ آپ کے متعلق جو ساحر و شاعر کا طعنہ دیتے ہیں۔ وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِیۡلًا (اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ) دل کے ساتھ ان سے پہلوتہی اختیار کرو۔ اچھے انداز سے ان کی مخالفت کرتے رہو۔ بدلہ لینا ترک کردو ایک قول یہ ہے۔ یہ آیت قتال سے منسوخ ہے۔

۱۱ : وَذَرۡنِیۡ (اور چھوڑ دو مجھے) ان کو میرے سپرد کرو میں جانوں اور وہ جانیں۔ وَالۡمُکَذِّبِیۡنَ (اور ان جھٹلانے والوں کو) رؤسائے قریش۔

نحو: یہ مفعول معہ ہے نمبر۲۔ ذرنی پر اس کا عطف ہے ای دعنی و ایا ھم۔ اُولِی النَّعۡمَۃِ (نازونعمت والوں کو) النعمۃ کسرہ نون سے ہو تو انعام اور ضمہ سے ہو تو خوشی۔ وَمَهِّلۡهُمۡ (ان لوگوں کو مہلت دو مہلت دینا) قَلِیۡلًا (تھوڑے دنوں) یوم بدر تک نمبر۲۔ قیامت کے دن تک۔



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ لَدَيْنَآ أَنكَالًا وَجَحِيمًا ﴿١٢﴾ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ

بیشک ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے اور درد ناک عذاب ہے جس دن

الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ﴿١٤﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْكُمْ رَسُولًا

زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ ریت کا تودہ بن جائیں گے جو ڈھلا جا رہا ہو۔ بلاشبہ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا

شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ﴿١٥﴾ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ

جو تمہارے اوپر گواہ ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔ سو فرعون نے رسول کی نافرمانی کی سو

فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ﴿١٦﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ

ہم نے اسے پکڑ لیا سخت پکڑنا۔ سو اگر تم کفر کرو گے تو اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو

الْوِلْدَانَ شِيبًا ﴿١٧﴾ السَّمَآءُ مُنفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ﴿١٨﴾ إِنَّ هَٰذِهِ

بوڑھا کر دے گا آسمان پھٹ جائے گا اس میں اس کا وعدہ کیا ہوا ہے بلاشبہ یہ

تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَآءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿١٩﴾ ع ۱۹/۱۴

ایک نصیحت ہے سو جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے۔

۱۲، ۱۳: إِنَّ لَدَيْنَآ (بیشک ہمارے یہاں) کافروں کیلئے آخرت میں أَنكَالًا (بھاری بیڑیاں ہیں) جمع نِکْلٌ۔ وَّ جَحِيمًا (اور دوزخ ہے) جلانے والی آگ۔ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ (اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا) جو حلق سے چمٹ جائے گا۔ نہ وہ اگلا جا سکے گا۔ مراد الضریع اور الزقوم ہے۔ وَّ عَذَابًا أَلِيمًا (دردناک عذاب) جس کا درد دل تک پہنچنے والا ہے۔ روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور بے ہوش ہو گئے۔ [رواہ الطبری فی تفسیرہ ۱۴/ ۱۳۵]

## قول حسن رحمہ اللہ:

وہ روزے کی حالت میں تھے۔ افطار کا وقت ہو گیا۔ کھانا لایا گیا۔ اچانک ان کے سامنے یہ آیت آ گئی۔ تو فرمانے لگے اس کو اٹھا لو۔ دوسری رات آن پہنچی۔ کھانا رکھا گیا پھر یہ آیت زبان پر آ گئی تو فرمایا کھانا اٹھا لو۔ اسی طرح تیسری رات کو پیش آیا۔ پھر ثابت بنانی وغیرہ کو خبر دی گئی۔ وہ آئے اور ان کو تسلیاں دیتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ستو کا گھونٹ پیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## منظر قیامت:

۱۴ :يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ (جس روز زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے) ترجف سخت حرکت کریں گے۔

نحو : یوم ،لدینا کے معنی فعل کی وجہ سے منصوب ہے۔ای استقر للکفار لَدَیْنَا کذا و کذا یوم۔ ثابت ہو چکا کفار کیلئے ہمارے ہاں یہ یہ چیزیں اس دن کو جس دن زمین۔ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا (اور پہاڑ ہو جائیں گے ریت) کثیب ریت کا ٹیلا۔ یہ کثب الشئی جمع کرنا سے لیا گیا۔ گویا فعیل بمعنی مفعول ہے۔ مَّهِيْلًا (رواں) چلنے والی اس کے بعد کہ وہ مجتمع تھی۔

۱۵ :اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ (بیشک ہم نے بھیجا تمہاری طرف) اے اہل مکہ رَسُوْلًا (ایک ایسا رسول) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم شَاهِدًا عَلَيْكُمْ (جو تم پر گواہی دیں گے) جو تمہارے کفر اور تکذیب کی قیامت کے دن گواہی دیں گے۔ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (جیسا ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا) یعنی موسیٰ علیہ السلام۔

## تذکرہ فرعون:

۱۶ :فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ (پھر فرعون نے اس رسول کا کہنا نہ مانا)

نحو : نکرہ کو جب معرفہ کی صورت میں لوٹایا جائے تو ثانی بعینہٖ اول ہوتا ہے۔

فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا (تو ہم نے اس کو سخت پکڑا پکڑنا) وبیلا :سخت۔ یہاں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ خصوصاً ذکر کیا کیونکہ ان کے حالات یہود کی زبانی اہل مکہ سنتے رہتے تھے۔

۱۷ :فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا (پس تم کفر کرو گے تو اس دن سے کیسے بچو گے)۔ یوماً یہ تتقون کا مفعول ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے: کیف تتقون عذاب یوم کذا ان کفر تم ھنا؟ تم اس دن کے عذاب سے کیسے بچو گے اگر تم نے یہاں کفر کیا؟ نمبر۲۔ یہ ظرف ہے تقدیر کلام یہ ہے: فکیف لکم التقوٰی فی یوم القیامة ان کفرتم فی الدنیا؟ قیامت کے دن تمہارا بچنا کیسے ہوگا اگر تم دنیا میں کفر کرو گے؟ نمبر۳۔ کفرتم کی وجہ سے منصوب ہے اور وہ جحدتم کے معنی میں ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے: فکیف لکم تتقون اللہ وتخشونہ ان جحدتم یوم القیامة والجزاء ؟ لان تقوٰی اللہ خوف عقابہ۔ تمہارا تقویٰ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کیسا ہے۔ اگر تم قیامت کے انکاری اور یوم جزاء کو نہیں مانتے کیونکہ اللہ کے تقویٰ کا معنی ہی اس کے عقاب کا خوف ہے۔

يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا (جو بچوں کو بوڑھا کردیگا)

نحو : یہ یوماً کی صفت ہے اور ضمیر عائد محذوف ہے۔ ای فیہ شیباً اس کے ہول وشدت کی وجہ سے بوڑھے ہو جائیں گے۔ یہ اس وقت ہوگا جب آدم علیہ السلام کو کہا جائیگا۔ اٹھو اور اپنی اولاد میں سے دوزخ کا حصہ الگ کرلو۔ شیباً یہ جمع اشیب ہے۔

ایک قول یہ ہے ڈرانے کیلئے یہ تمثیل ہے جیسا کہا جاتا ہے جب کوئی مشکل ٹائم ہو یوم یشیب نواصی الاطفال آج کے دن تو بچوں کی چوٹیاں سفید ہو جائیں گی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۸ :السَّمَآءُ مُنۡفَطِرٌۢ بِهٖ (جس میں آسمان پھٹ جائے گا) دن کی تعریف سختی کے ساتھ فرمائی یعنی کہ آسمان باوجود اپنی عظمت اور مضبوطی کے اس دن پھٹ جائے گا۔ پھر دوسری مخلوق کے حال کا خود اندازہ کرلو؟

نحو :منفطر کو مذکر اس لیئے لائے کہ سماء کی تاویل السقف سے کی۔ نمبر۲۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے السماء شئی منفطر۔ بہٖ یعنی یوم القیامۃ ۔ وہ اس دن کی سختی اور ہول کی وجہ سے پھٹ جائے گا۔ جیسا کہ چیز اس سے پھٹ جاتی ہے جس سے اس کو پھاڑا جائے۔ كَانَ وَعۡدُهٗ (بیشک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہے گا) وعد مصدر ہے جس کی اضافت مفعول کی طرف کی گئی ہے۔ اور وہ دن ہے نمبر۲۔ یا فاعل کی طرف ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ مَفۡعُوۡلًا (ہونے والا ہے)

۱۹ :اِنَّ هٰذِهٖ (یہ ایک نصیحت ہے) مشارالیہ وہ آیات ہیں جو وعید پر دلالت کر رہی ہیں۔ تَذۡكِرَةٌ (ایک نصیحت ہے) فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا (پس جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار کرے) پس جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ اور تقویٰ اور خشیت سے اس کی طرف راستہ بنائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ

بلاشبہ آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے ایک جماعت رات کے دو تہائی حصہ کے قریب اور آدھی

مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَ اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ

رات اور تہائی رات کھڑے رہتے ہیں' اور اللہ رات اور دن کو مقدر فرماتا ہے اور اللہ کو علم ہے کہ تم اس کو ضبط نہیں کر سکتے

فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ

سو اس نے تمہارے حال پر مہربانی فرمائی سو تم قرآن سے اتنا حصہ پڑھ لو جو آسان ہو' اسے معلوم ہے کہ تم میں سے مریض بھی ہوں گے

وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ

اور بعض وہ لوگ ہوں گے جو زمین میں سفر کرتے ہیں اللہ کا فضل تلاش کرتے ہیں اور کچھ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖؗ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ

قتال کریں گے سو تم قرآن میں سے اتنا حصہ پڑھ لیا کرو جو آسانی سے پڑھا جا سکے اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو

اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ

اور اللہ کو قرض حسن دیدو اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی بھیج دو گے اسے اللہ کے پاس پا لو گے

هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲۰

اس سے اچھا اور خوب بڑے ثواب والا اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بلاشبہ اللہ بخشنے والا ہے اور مہربان ہے۔

۲۰: اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى (آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ کھڑے ہوتے ہیں دو تہائی رات کے قریب)

قراءت: ادنیٰ اقل کے معنی کیلئے استعارۃً لایا گیا ہے۔ کیونکہ جب دو چیزوں میں مسافت قریب ہو جائے تو ان کے درمیان جگہ کم ہو جاتی ہے اور جب فاصلہ زیادہ ہو جائے جگہ زیادہ ہو جاتی ہے۔

مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ (رات کے دو تہائی) قراءت: ہشام کے علاوہ قراء نے لام کے ضمہ سے پڑھا ہے۔ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ (آدھی رات اور تہائی رات)

**قراءت ونحو:**

یہ دونوں منصوب ہیں۔ اس کا عطف ادنیٰ پر ہے۔ مکی اور کوفی کے نزدیک اور جنہوں نے ان کو جر دی تو انہوں نے اس کا



BestUrduBooks.wordpress.com

عطف ثلثی پر کیا ہے۔وَطَآئِفَةٌ (اور ایک جماعت) اس کا عطف تقوم کی ضمیر پر ہے اور یہ ضمیر بلا تاکید بھی جائز ہے کیونکہ فاصل تو موجود ہے۔مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ (ان لوگوں میں سے جو آپ کے ساتھ ہیں۔یعنی یہ مقدار آپ کے صحابہ کی ایک جماعت قیام کرتی ہے۔وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ (اور دن رات کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے) رات، دن کے اندازے کی کسی اور کو قدرت نہیں اور نہ ہی ان کی گھڑیوں کے اوقات کی مقدار کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی جانتا ہے جو کہ اکیلا ہے۔اسم باری تعالیٰ یقدر کو مبتدأ کے طور پر لایا گیا اور یہی دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات تقدیر کے ساتھ خاص ہے۔پھر صحابہ کرام کا حال یہ تھا کہ وہ قیام کرنے لگے یہاں تک کہ ان کے قدم سوج جاتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ (اس کو معلوم ہے کہ تم اس کو ضبط نہیں کر سکتے) ان مقداروں کے مطابق تم مشقت وشدت کے بغیر قیام نہیں کر سکتے اور اس میں تنگی ہے۔فَتَابَ عَلَيْكُمْ (تو اس نے تمہارے حال پر عنایت کی) پس اس نے تخفیف کر دی اور قیام لیل کی فرضیت ساقط کر دی۔فَاقْرَءُوْا (پس تم پڑھ لیا کرو) نماز میں یہاں امر وجوب پر دلالت کرتا ہے۔یا نماز کے علاوہ اوقات میں۔اس میں امر کی دلالت ندب پر ہے۔مَا تَيَسَّرَ (جتنا تم سے آسانی سے پڑھا جا سکے) مِنَ الْقُرْاٰنِ (قرآن مجید میں سے) روایت کیا ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جس نے قرآن مجید میں سے ایک سو آیات ایک رات میں پڑھیں وہ غافلین میں شمار نہ ہوگا اور جس نے دو سو آیات پڑھیں وہ قانتین میں لکھا جاتا ہے۔ایک قول یہ ہے قرآن سے نماز مراد ہے کیونکہ یہ بھی نماز کا ایک رکن ہے مطلب یہ ہے پس تم اتنی نماز پڑھو جو آسانی سے پڑھ سکتے ہو۔اور رات کی نماز سے مشکل نہ ہو۔یہ آیت پہلی آیت کی ناسخ ہے۔پھر یہ پانچوں نمازوں سے منسوخ ہو گئی۔پھر نسخ کی حکمت واضح فرمائی کہ مسافروں اور مریضوں اور مجاہدین پر یہ قیام مشکل ہو جائے گا۔پس فرمایا عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ (اس کو معلوم ہے کہ بعضے آدمی تم میں سے)

نحو: اَنْ یہ اصل میں اِنَّهٗ ہے۔یہ مخففہ من المثقلہ ہے اور سین تخفیف کا بدل ہے۔اور اس کے اسم کو حذف کر دیا ہے۔

مَّرْضٰى (بیمار ہونگے) پس ان پر قیام لیل انتہائی مشکل ہوگا۔وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ (اور بعضے زمین میں سفر کریں گے) يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (تلاش معاش کیلئے)

نحو: یبتغون یہ یضربون کی ضمیر سے حال ہے۔فضل اللہ سے مراد تجارت سے رزق حاصل کرنا۔نمبر۲۔طلب علم۔

وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (اور بعضے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے) آیت میں تلاش معاش اور مجاہد کے درمیان برابری کی گئی کہ کسب حلال بھی جہاد ہے۔

## قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

جو شخص مسلمان علاقوں سے کوئی چیز مدینہ میں لایا۔اس حال میں کہ وہ راستے میں صعوبتیں برداشت کرنے والا اور ان میں ثواب کی نیت کرنے والا تھا۔پھر اس نے اس چیز کو اسی دن کے بھاؤ کے ساتھ فروخت کیا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہداء میں لکھا جاتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قول ابن عمر رضی اللہ عنہما:

اللہ تعالیٰ کے ہاں قتال فی سبیل اللہ کے بعد سب سے افضل موت یہ ہے کہ میں کجاوے پر سوار ہو کر زمین میں سفر کر رہا ہوں۔اور رزق کو طلب کرنے والا ہوں۔فَاقْرَءُوْا مَاتَيَسَّرَ مِنْهُ (پس تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو) آسانی کیلئے دوبارہ حکم دے دیا کیونکہ صحابہ کرام اس سلسلے میں بڑے محتاط تھے۔وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (اور نماز کی پابندی کرو) فرض نمازیں وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (اور زکوٰۃ دیتے رہو) فرض زکوٰۃ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ (اور اللہ تعالیٰ کو قرض دو) نوافل ادا کیا کرو۔القرض لغت میں کاٹنے کو کہتے ہیں۔پس قرضہ دینے والا اپنے مال میں اتنا حصہ کاٹ کر دوسرے کو دیتا ہے۔اسی طرح صدقہ کرنے والا اپنے مال سے اتنی مقدار الگ کر کے اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے کیلئے مقرر کر لیتا ہے۔اقرضوا اللہ میں قرضہ کی نسبت اپنی طرف فرمائی تاکہ صدقہ کرنے والا فقیروں پر احسان نہ رکھے کہ میں نے تجھ پر صدقہ کیا ہے اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ فقیر اس نیکی میں اس کا معاون ہے اس وجہ سے اس پر کوئی احسان نہیں۔بلکہ فقیر کا اس پر احسان ہے۔

قَرْضًا حَسَنًا (اچھا قرض) اخلاص کے ساتھ حلال وطیب مال سے وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ (اور جو نیک عمل اپنے لئے آگے بھیج دو گے۔اس کو پاؤ گے) یعنی اس کا ثواب۔

نحو: یہ شرط کی جزاء ہے۔

عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا (اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کہ بہت بہتر ہے) اس سے جو تم نے چھوڑ دیا اور پیچھے رہنے دیا خیراً یہ تجدوہ کا دوسرا مفعول ہے اور ھو ضمیر فاصل ہے اور دو معرفوں کے درمیان ضمیر فصل نہ بھی ہو تو درست ہے کیونکہ افعل التفضیل یہ معرفہ کے مشابہ ہے کیونکہ حرف تعریف اس پر نہیں آتا۔وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا (اور ثواب میں بڑھ کر ہے) ثواب کے لحاظ سے کثرت والا ہے۔ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ (اور اللہ تعالیٰ سے گناہ معاف کراتے رہو) سیئات سے استغفار اور حسنات میں کوتاہیوں سے استغفار دونوں کو شامل ہے۔اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے) وہ غفور ہے تبھی تو گناہ گاروں اور کوتاہی کرنے والوں پر ستاری فرماتا ہے اور رحیم ہے کہ اہل توفیق اور محنت کرنے والوں کے سلسلہ میں تخفیف فرماتا ہے۔

الحمد للہ بعد الفجر سورة المزمل کا تفسیری ترجمہ مکمل ہوا۔۲۰-۶-۲۰۰۳



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

یہ سورۃ مدثر ہے جو مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھپن آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴

اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھو پھر ڈراؤ' اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو'

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷ فَاِذَا

اور بتوں سے علیحدہ رہو اور کسی کو اس غرض سے مت دو کہ زیادہ معاوضہ مل جائے اور اپنے رب کے لئے صبر کیجئے۔ پھر جب

نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ ۝۸ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝۹ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝۱۰

صور پھونکا جائے گا سو یہ دن کافروں پر سخت ہو گا' آسان نہ ہو گا'

ذَرْنِىْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝۱۱ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝۱۲ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝۱۳

مجھے اور اس شخص کو رہنے دو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا اور اسے میں نے مال دیا' جو بڑھتا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ رہنے والے بیٹے دیئے

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ (اے کپڑے میں لپٹنے والے۔ اٹھو پھر ڈراؤ)

## روایت جابر رضی اللہ عنہ:

ا : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جبل حراء پر تھا کہ مجھے آواز آئی۔ یا محمد! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی۔ پھر میں نے اوپر دیکھا تو اچانک وہ آواز دینے والا فرشتہ آسمان وزمین کے مابین ایک تخت پر بیٹھا تھا۔ پس مجھ پر رعب طاری ہو گیا اور میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف واپس لوٹا۔ اور میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھادو مجھے کپڑا اوڑھادو! پس خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو کپڑا اوڑھادیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام آئے اور یہ آیات پڑھیں: يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ [رواہ البخاری: ۴۹۲۳، مسلم ۱۶۱] اے کپڑوں میں لپٹے ہوئے المدثر دثار سے ہے ہر اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو شعار کے اوپر اوڑھا پہنا جائے۔ الشعار : وہ کپڑا جو جسم سے ملا ہوتا ہے (مثلاً بنیان وغیرہ) یہ اصل میں المتدثر ہے ادغام کے بعد المدثر بن گیا (ایک ارشاد میں یہی معنی ہے الناس دثاری والانصار شعاری)



BestUrduBooks.wordpress.com

۲ : قُمْ (اپنی خوابگاہ سے اٹھو) نمبر۲۔عزم وجزم کے ساتھ اٹھو۔ فَاَنْذِرْ (اپنی قوم کواللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراؤ اگر وہ ایمان قبول نہ کریں) نمبر۲۔کسی کی تخصیص کے بغیر سبکو ڈراؤ۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ نے قریش کا ناپسندیدہ رویہ سنا تو غمگین ہوکر سوچ میں کپڑا اوڑھے لیٹ گئے جیسا مغموم کرتا ہے تو آپ کو کہا گیا اے اپنے آپ سے ایذائے کفار کو کپڑے سے ہٹانے والے۔اٹھو اور اپنے عمل انذار میں مشغول ہوجاؤ خواہ فجار آپ کو ایذائیں دیتے رہیں۔

۳ : وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو) یعنی کبریائی کے ساتھ اپنے رب کو خاص قرار دو تکبیر و کبریائی تعظیم کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے اپنی نگاہ میں کسی اور کی بڑائی مت لاؤ۔اور جب غیراللہ کی طرف سے کوئی بات پیش آئے تو کہو اللہ اکبر۔اللہ سب سے بڑا ہے۔روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اللہ اکبر کہا اور خوش ہوئیں اور ان کو یقین ہوگیا کہ یہ وحی ہے۔(ذکرہ الزمخشری فی الکشاف) اور کبھی اس کو نماز کی تکبیر پر بھی محمول کیا گیا ہے۔اور معنی شرط کی وجہ سے آتی ہے گویا اس طرح کہا گیا۔وما کان فلا تدع تکبیرہٗ۔ کچھ بھی ہو کسی حال میں ہو۔اس کی بڑائی کا اظہار مت چھوڑو۔

## کپڑوں کو پاک رکھیں:

۴ : وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے) یعنی پانی کے ساتھ اپنے کپڑوں کو نجاست سے پاک کریں کیونکہ نماز اس کے بغیر درست نہیں اور نماز کے علاوہ میں پاک رکھنا اولیٰ ہے۔نمبر۲۔اپنے کپڑوں کو چھوٹا کرو۔عرب والوں کی اس عادت کی مخالفت کرتے ہوئے۔کہ وہ کپڑوں کو لمبا رکھتے اور چادروں کے دامن کو زمین پر کھینچتے ہیں اس لئے کہ ایسی حالت میں نجاست سے حفاظت نہیں رہ سکتی۔

نمبر۳۔اپنے نفس کو ان افعال سے پاک صاف رکھیے جو افعال نفوس کو میلا کرنے والے ہیں۔عرب کہتے ہیں: فلان طاهر الثياب۔ جب کہ اس کی تعریف کرتے ہوئے معایب سے اس کو پاک قرار دیں۔اور کہتے ہیں: فلان دنس الثياب یہ دھوکہ باز ہے۔اور دوسری بات یہ ہے جس نے اپنے باطن کو پاک کرلیا وہ اپنے ظاہر کو بھی پاک رکھتا ہے۔

۵ : وَالرُّجْزَ (اور بتوں سے) قراءت: یعقوب، سہل، حفص نے ضمہ سے پڑھا ہے جبکہ دیگر قراء نے کسرہ سے پڑھا ہے۔جس کا معنی عذاب ہے۔اور یہاں مراد وہ افعال و اعمال ہیں جو عذاب تک پہنچانے والے ہیں۔ فَاهْجُرْ (الگ رہو) اس کے چھوڑنے پر پختگی اختیار کرو۔کیونکہ آپ ﷺ تو اس سے پاک وصاف تھے۔

## اعلیٰ اخلاق کی تلقین:

۶ : وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ (اور کسی کو اس غرض سے مت دو کہ زیادہ معاوضہ چاہو) رفع کے ساتھ تستکثر حال ہونے کی وجہ سے



BestUrduBooks.wordpress.com

منصوب المحل ہے۔ای لا تعط مستكثرا رائيا لما تعطيه كثيرا تم کثرت طلب کرنے کیلئے مت دو یہ خیال کرتے ہوئے کہ جو کچھ تم دے رہے ہو وہ کثیر ہے۔

نمبر۲: مت دو اس حال میں کہ تم اس سے زیادہ چاہنے والے ہو جو تم نے دیا۔اس لئے کہ آپ کو اعلیٰ ترین اخلاق کا حکم دیا گیا ہے۔اور عمدہ ترین آداب بتلائے گئے ہیں۔تمنن یہ مَنّ علیه سے بنا ہے جبکہ وہ انعام کرے۔حسن نے لا تستكثر سکون کے ساتھ پڑھا اور اس کو جواب نہی قرار دیا۔

۷ : وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ (اور پھر اپنے رب کے واسطے صبر کیجئے) یعنی اس کی ذات کیلئے۔صبر کا استعمال اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی ہیں۔اور ہر ایک مصبور علیہ ہے یعنی اس پر جمے رہنا ضروری ہے اور مصبور عنہ ہے یعنی اسے اپنا بچانا ضروری ہے۔

## نفخہ صور:

۸ : فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ (پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا) نقر ناقور سے نفخ صور مراد ہے یہ نفخہ اولیٰ ہے۔ایک قول نفخہ ثانیہ کا ہے۔

۹ : فَذٰلِكَ اس سے پھونکے جانے کے دن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔یہ مبتدأ اور يَوْمَئِذٍ اس کا بدل ہے۔يَوْمٌ عَسِيْرٌ یہ خبر ہے۔يَوْمٌ عَسِيْرٌ (پس وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا) گویا عبارت یہ ہے۔فيوم النقر يوم عسير۔اور فاذا کی فاء سببیہ ہے۔اور فذالك کی فاء جزاء کی ہے۔گویا اس طرح کہا گیا:اصبر على اذاهم فبين ايديهم يوم عسير يلقون فى عاقبة اذا هم و تلقى عاقبة صبرك عليه تم ان کی ایذاء پر صبر کرو۔پس ان کے سامنے سخت تنگی والا دن ہے جس میں وہ اپنے ایذا ء کا انجام پالیں گے اور تم اس پر اپنے صبر کا نتیجہ پالو گے۔اور فاذا میں عامل وہ ہے جس پر جزاء دلالت کر رہی ہے۔ای فاذا نقر فى الناقور عسر الا مر۔پس جب صور میں پھونک ماردی جائے گی تو معاملہ مشکل ہو جائے گا۔

۱۰ : عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (جس میں کافروں پر ذرا آسانی نہ ہوگی) اس کی تاکید اس قول سے فرمائی غَيْرُ يَسِيْرٍ (بالکل آسانی نہ ہوگی) تاکہ یہ اعلان کردیا جائے کہ وہ مؤمنوں پر آسان ہوگا۔نمبر۲۔عسیر کا مطلب یہ ہے کہ اس میں امید نہ ہوگی وہ آسانی کی طرف لوٹ جائے جیسا کہ مشکل کے آسان ہونے کی دنیا میں امید کی جاتی ہے۔

## ولید بن مغیرہ کا حال:

۱۱ : ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا (مجھ کو اور اس شخص کو رہنے دو) یعنی اس کو میرے سپرد کر و مراد اس سے ولید بن المغیرہ ہے۔اس کا لقب اپنی قوم میں وحید تھا۔

نحو : ومن خلقت یہ معطوف یا مفعول معہ ہے۔وحیدًا یہ ذرنی کی یاء سے حال ہے۔ای ذرني وحدى معه فانى اكفيك امره مجھے اکیلا اس کے ساتھ چھوڑ دو پس میں تمہاری طرف سے اس کے لئے کافی ہوں۔یا خلقت کی تاء سے حال ہے ای

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا

اور میں نے اس کے لئے ہر طرح کا سامان مہیا کر دیا۔ پھر وہ آرزو کرتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں گا ہرگز نہیں بلاشبہ وہ ہماری آیتوں کا

عَنِيْدًا ﴿١٦﴾ ؕ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿١٧﴾ ؕ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ ۙ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ۙ

مخالف ہے عنقریب میں اسے دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا بے شک اس نے سوچا پھر ایک بات تجویز کی سو اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی

خلقتهٗ وحدی لم یشرکنی فی خلقه احدٌ میں اکیلے نے اس کو پیدا کیا اس کے پیدا کرنے میں میرے ساتھ کوئی شریک نہیں ۔نمبر۳۔ھاءِ محذوف سے حال ہے۔نمبر۴۔ مَنْ سے حال ہے ای خلقتهٗ منفردًا بلا اهل ولا مال ثم انعمت علیه ۔ میں نے اس کو اکیلا بلا اہل و مال پیدا کیا اور پھر اس پر انعام کیا۔

۱۲ : وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا (اور اس کو کثرت سے مال دیا) کھلا اور بہت زیادہ ۔نمبر۲۔ایسا مال جو نشوونما سے آئے روز ترقی پذیر ہے۔اس کے ہاں کھیتی، دودھ والے جانور، تجارت والے جانور سب قسمیں تھیں۔

## قول مجاہد رحمہ اللہ:

اس کے پاس ایک لاکھ دینار تھے۔اور اس کے پاس طائف میں ایسی شاندار زمین تھی جس کی کھیتی منقطع نہ ہوتی تھی۔

۱۳ : وَّ بَنِيْنَ شُهُوْدًا (اور پاس رہنے والے بیٹے) جو مکہ میں اس کے ساتھ موجود رہتے ان کو مالداری کی وجہ سے سفر کی حاجت نہ تھی۔ان کی تعداد دس تھی۔ان میں سے خالد، ہشام، عمارہ کو دولت ایمان نصیب ہوئی۔

۱۴ : وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا (اور سب طرح کا سامان اس کے لئے مہیا کر دیا) اس کو ریاست وجاہ دونوں دے دیں پس اس طرح میں نے اہل دنیا کے ہاں جن میں سے ایک کا ہونا باعث کمال خیال کیا جاتا ہے اس کو دونوں دے کر نعمت مکمل کر دی۔

۱۵ : ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ (پھر بھی اس بات کی طمع رکھتا ہے۔کہ میں اور زیادہ دوں) اس میں اس کی حرص وطمع پر استنکار و استبعاد کا اظہار کیا گیا یعنی وہ اس بات کا امیدوار ہے کہ بغیر شکریے کے اس کے مال واولاد میں اور اضافہ کر دوں۔

## قول حسن رحمہ اللہ:

ان ازید کا مطلب کہ میں اس کو جنت میں داخل کر دوں پھر اس کو مال واولاد بھی دوں۔جیسا کہ دوسری آیات میں فرمایا: لاوتین مالاً و ولدًا [مریم:۷۷]

۱۶ : كَلَّا (ہرگز نہیں) یہ ردعیہ ہے اس میں جھڑک کر اس کی امیدیں منقطع کیں۔ای لا یجمع له بعد الیوم بین الکفر والمزید من النعم آج کے دن کے بعد کفر اور مزید نعمتیں باہم جمع نہ ہونگی۔اس آیت کے اترنے کے بعد اس کے مال وجاہ میں زوال ونقصان شروع ہوا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا (وہ ہماری آیات کا مخالف ہے) آیات سے قرآن مجید



BestUrduBooks.wordpress.com

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾

پھر اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی' پھراس نے دیکھا پھر منہ بنایا اور زیادہ منہ بنایا' پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾

پھر بولا کہ یہ تو ایک جادو ہے جو منقول ہوتا ہوا آ رہا ہے یہ کچھ نہیں مگر آدمی کا کلام ہے

مراد ہے۔ عَنِيْدًا (عناد اور ضد سے انکار کرنے والا)۔ یہ بطور استیناف کے ردع کی تعلیل بیان کی گئی ہے گویا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ وہ کیوں اضافہ نہیں کرتا؟ تو جواب دیا گیا کیونکہ وہ منعم کی آیات کا انکاری ہے۔ اور اس سے اس نے کفران نعمت کیا ہے اور کافر اضافے کا مستحق نہیں۔

۱۷ : سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا (ہم عنقریب اس کو دوزخ کے پہاڑ پر چڑھائیں گے) ہم عنقریب اس کو ڈھانک لیں گے مشکل چڑھائی والی گھاٹی سے۔ حدیث میں ہے کہ الصعود یہ آگ کا پہاڑ ہے۔ جس پر وہ ستر (۷۰) خریف چڑھے گا اس سے اتنا ہی اترے گا اسی طرح وہ کرتا رہے گا۔ [رواہ الترمذی: ۳۳۲۶]

## قرآن کے متعلق اس کی بدزبانی:

۱۸ : اِنَّهٗ فَكَّرَ (اس شخص نے سوچا) یہ وعید کا سبب بتایا گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے غناء و عزت کے بعد جلدی سے فقر و ذلت میں اس کو اس کے عناد کی وجہ سے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں سخت عذاب دیں گے کیونکہ وہ عناد میں انتہاء کو پہنچا ہوا تھا۔ اور اس نے قرآن مجید کا نام سحر رکھا یعنی اس نے سوچا پھر قرآن مجید میں کیا رائے زنی کی ہے۔ وَقَدَّرَ (اور اس نے ایک بات تجویز کی) اس نے اپنے دل میں تیاری کی اور اندازہ کیا۔

۱۹ : فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (پس اس پر اللہ تعالیٰ کی مار ہو کہ اس نے کیسی بات تجویز کی) قُتِلَ۔ یہ لعن کے معنی میں ہے اور کیف قدر میں اس کے اندازے اور تجویز پر اظہار تعجب کیا گیا۔

۲۰ : ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (پھر اس پر اللہ تعالیٰ کی مار ہو اس نے کیسی تجویز کی) اس کو تاکید کیلئے دوبارہ لائے اور ثم لائے تاکہ یہ معلوم ہو کہ دوسری دعا اول سے زیادہ بلیغ ہے۔

۲۱ : ثُمَّ نَظَرَ (پھر دیکھا) لوگوں کے چہروں کو یا اس میں جو اس نے اندازہ کیا۔

۲۲ : ثُمَّ عَبَسَ (پھر منہ بنایا) ترش روئی اختیار کی۔ وَبَسَرَ (اور زیادہ منہ بنایا) ترشروئی اور تیوری میں زیادتی اختیار کی۔

۲۳ : ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ (پھر منہ پھیرا اور تکبر ظاہر کیا) او برحق سے منہ موڑا اور بڑائی ظاہر کی۔ نمبر۲۔ اپنے مقام سے پیچھے ہٹا اور بات میں متکبرانہ طرز اختیار کی۔ ثم نظر کا عطف فکر اور قدر پر ہے۔ اور جملہ دعائیہ تو معترضہ ہے اور معطوفات یہاں کثرت سے



BestUrduBooks.wordpress.com

لائے تا کہ واضح کردیا جائے کہ ان افعال میں فاصلہ تھا۔

۲۴ : فَقَالَ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ (پھر بولا یہ تو منقول جادو ہے) اِنْ یہاں مَا کے معنی میں ہے ای ماھذا۔ یؤثر وہ جو جادوگروں سے منقول چلا آ رہا ہے۔

## ولید کا پہلا قول:

روایت میں ہے کہ ولید نے بنی مخزوم کو کہا۔ واللہ لقد سمعت من محمد انفا کلاما ماھو من کلام الانس ولا من کلام الجن ان لہ لحلاوۃ وان علیہ لطلاوہ، وان اعلاہ لمثمر وان سفلہ لمغدق وانہ یعلوو ما یعلی ۔ اللہ کی قسم میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ابھی ایک ایسا کلام سنا ہے۔ جو نہ انسان کا کلام ہے اور نہ جن کا اس میں عجیب چاشنی اور رونق ہے وہ ایک ایسے درخت کی طرح ہے جس کی چوٹی ثمر آفرین اور نچلا حصہ خوشہ دار ہے اور وہ غالب آئے گا مغلوب نہ ہوگا قریش کہنے لگے اللہ کی قسم ولید صابی ہوگیا۔

## ابوجہل کی چال:

اس پر ابوجہل کہنے لگا وہ ولید کا بھتیجا لگتا ہے میں تمہاری مصیبت حل کردونگا یہ کہہ کر ابوجہل ولید کے پاس گیا۔ اور غمگین اس کے پاس جا بیٹھا اور اس سے ایسی باتیں کیں جنہوں نے اسے گرم کردیا پس ولید لوٹ کر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ قریش کا گمان یہ ہے کہ محمد مجنون ہے کیا تم نے اس کو کبھی گلا گھونٹے ہوئے دیکھا اور قریش کہتے ہیں کہ وہ کاھن ہے کیا تم نے کبھی اس کو کہانت کرتے دیکھا؟ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ وہ شاعر ہے کیا تم نے اس کو شعر بناتے دیکھا۔ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ وہ کذاب ہے کیا تم نے اس کے بارے میں ذرہ بھر جھوٹ کا کبھی تجربہ کیا۔ انہوں نے ان تمام باتوں کے جواب میں کہا؟ اللہ کی قسم ان میں سے کوئی بات نہیں ۔ پھر لوگوں نے کہا پھر تم ہی بتاؤ کہ وہ کیا ہے؟ پس اس نے سوچا پھر کہنے لگا وہ تو ایک جادوگر ہے کیا تم نے اس کو دیکھا نہیں کہ وہ بیوی اور میاں اور باپ بیٹے اور اس کے رشتہ داروں کے مابین تفریق پیدا کرتا ہے۔ اور جو وہ کہتا ہے وہ ایک منقول جادو ہے۔ جو مسیلمہ اور اہل بابل سے چلا آ رہا ہے پوری محفل سن کر گرم جوشی سے باغ باغ ہوگئی اور اس کی باتوں پر متعجب ہو کر سب لوٹ گئے ۔ فقال میں فاء اس بات کی دلیل ہے یہ کلمہ جونہی اس کے دل میں گزرا اس نے بلا توقف بول دیا۔

۲۵ : اِنْ ھٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (بس یہ تو آدمی کا کلام ہے)

نحو : ان دونوں جملوں کے درمیان عاطف کا ذکر نہیں کیا کیونکہ دوسرا جملہ پہلے کی تاکید کے قائم مقام ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ

میں عنقریب اسے دوزخ میں داخل کروں گا‘ اور اے مخاطب تجھے کچھ خبر ہے کہ دوزخ کیا ہے نہ وہ باقی رہنے دے گی اور نہ چھوڑے گی‘ وہ بدن کی حیثیت کو

لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً

بگاڑ دینے والی ہے اس پر انیس فرشتے مقرر ہوں گے۔ اور ہم نے دوزخ کے کارکن صرف فرشتے بنائے ہیں

وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور ہم نے جو ان کی تعداد رکھی ہے صرف اس لئے کہ کافروں کے لئے فتنہ کا ذریعہ بنیں تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں

الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جائے اور شک نہ کریں اہل کتاب

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ

اور اہل ایمان اور تاکہ وہ لوگ یوں کہیں جن کے دلوں میں مرض ہے اور جو لوگ کافر ہیں کہ اللہ نے اس عجیب

بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا

مضمون سے کیا ارادہ فرمایا اللہ ایسے ہی گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے اور آپ کے

يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾ ع ۱۵

رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا‘ اور وہ نہیں ہے مگر ایک نصیحت انسانوں کے لئے۔

۲۶: سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ (میں اس کو جلد دوزخ میں داخل کرونگا)

نحو: یہ سارھقہ صعودًا سے بدل ہے۔ سقر یہ جہنم کا نام ہے۔ نحو: تعریف و تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

۲۷: وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ (اور تم کو کچھ خبر ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے۔ اس میں قیامت کی ہولناک حالت سے ڈرایا گیا ہے۔

۲۸: لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ (وہ نہ تو باقی رہنے دے گی اور نہ چھوڑے گی) یعنی وہ نہ تو گوشت کو باقی رہنے دی گی اور نہ ہڈیوں کو چھوڑے گی۔ نمبر۲۔ وہ کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑتی جو اس میں ڈالی جائے بلکہ اس کو ہلاک کر ڈالتی ہے۔ وہ کسی ہلاک ہونے والے کو نہ چھوڑے گی بلکہ جس طرح ہلاکت سے پہلے تھا اسی طرح لوٹ آئے گا۔

۲۹: لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ (وہ بدن کی حیثیت بگاڑ دے گی)

نحو : یہ مبتدأ محذوف ھی کی خبر ہے ای ھی لواحة للبشر ۔ بشر جمع بشرۃ کی ہے بمعنی ظاہری جلد ۔ وہ آگ ان کھالوں کو سیاہ کر ڈالے گی یا جلا دے گی۔

## جہنم کے امین فرشتے:

۳۰ : عَلَيْهَا (دوزخ پر) تِسْعَةَ عَشَرَ (انیس فرشتے) جوان کے کام کے ذمہ دار ہونگے ۔ عند الجمہور : انیس فرشتے ایک قول یہ ہے انیس قسم کے فرشتے ایک اور قول انیس صفیں فرشتوں کی ایک قول یہ بھی ہے صرف نگران ۔

۳۱ : وَمَا جَعَلْنَا اَصْحٰبَ النَّارِ (ہم نے دوزخ کے کارکن بنائے ہیں) نگران اِلَّا مَلٰٓئِكَةً (فرشتے ہی) کیونکہ جن کو عذاب دیا جا رہا ہے ۔ ان کی جنس ان سے مختلف ہے سزا کے وقت ان کو نرمی اور رقت نہ ہوگی کیونکہ تمام مخلوق میں وہ سب سے زیادہ سخت مزاج پیدا کیے گئے ۔ ان میں ایک کو جن وانس تمام کے برابر قوت حاصل ہے ۔ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ (اور ہم نے ان کی تعداد جو ایسی رکھی ہے) یعنی انیس عدد اِلَّا فِتْنَةً (وہ کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہے) فتنہ ابتلاء و امتحان ۔ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا (کافروں کے لئے) یہاں تک کہ ابوجہل اس تعداد کو سنکر کہنے لگا ۔ تم اتنا گھمنا ہو تو دس مل کر بھی ایک کو نہ پکڑ سکو گے؟ اس پر مجمع میں سے ابوالا شد یہ انتہائی مضبوط پہلوان تھا بولا میں سترہ کو اکیلا سنبھال لوں گا پس تم دو کو سنبھال لینا ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ وما جعلنا اصحاب النار الا ملائکة ہم نے ان کو جنس کے مرد نہیں بنایا کہ تم ان پر قابو پا سکو۔

جہنم کے ان نگران فرشتوں کی تعداد کو خاص کرنے کے متعلق کہا گیا باوجود کہ تعداد میں علت مطلوب نہیں ہوتی چھ فرشتے تو تمام کفار کو آگ کی طرف ہانک کر لے جائیں گے اور چھ فرشتے کھینچ کر آگ کی طرف لانے والے ہونگے ۔ اور چھ فرشتے ان کو لوہے کی گرزوں سے مارنے والے ہونگے اور ایک مالک ہے وہ جہنم کا چابی بردار ہے ۔ وہ ان تمام کا سردار ہے ۔ ایک قول یہ ہے کہ جہنم کے انیس طبقات ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک طبقہ پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے ۔ ایک اور قول ہے کفار کو جہنم میں انیس رنگوں کا عذاب دیا جائے گا ۔ اور ہر رنگ کے عذاب پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

جہنم کی حفاظت کیلئے زمین کی طرح حفاظتی انتظام کیا گیا ۔ اس میں بھی پہاڑ پیدا کیے گئے ۔ اور ان پہاڑوں کی تعداد انیس ہے اگر چہ ان کی اصل ایک سو نوے ہے دوسرے انہی سے نکلتے ہیں۔

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (اس لئے تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں) کیونکہ یہ انیس کی گنتی تورات و انجیل میں ہے پس جب وہ قرآن سے وہی بات سنیں گے تو ان کو یقین آ جائے گا ۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارا گیا ہے ۔ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا (اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جائے) حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی پر۔

نحو : اس کا عطف لِيَسْتَيْقِنَ الذين پر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

اِیْمَانًا : اسلئے کہ اس سے ان کی تصدیق ہو جائے گی جیسا کہ انہوں نے جو کچھ اتارا گیا ہے اس کی تصدیق کی ہے۔ نمبر۲۔ ان کے یقین میں اضافہ ہو جائے گا کیونکہ ان کی کتاب اہل کتاب کے موافق ہوگی۔ وَّ لَا یَرْتَابَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (اور اہل کتاب اور مؤمنین شک نہ کریں)

نحو : اس کا بھی عطف ماقبل پر ہے اس میں استیقان اور زیادت ایمان ہونے کی تاکید ہے کیونکہ ازدیاد اور استیقان شک کے نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر لیستیقین پر ویقول الذین کو بھی عطف کیا گیا۔

وَلِیَقُوْلَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْکٰفِرُوْنَ (اور تا کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے اور کافر لوگ کہنے لگیں) مرض سے مرض نفاق مراد ہے۔ وَّالْکٰفِرُوْنَ اس سے مشرکین مراد ہیں۔

**سوال** : یہ سورت مکیہ ہے اور نفاق تو مدینہ میں جا کر ظاہر ہوا۔

**جواب** اس کا معنی یہ ہے اور تا کہ کہیں وہ منافق لوگ جن کا ظہور عنقریب ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوگا۔ اور کافر جو مکہ میں ہیں۔

مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا اس صورت میں اخبار غیوب کی طرح یہ ایک خبر ہے اور اس طرح سورت کا مکیہ ہونا چنداں مضر نہ رہا۔ ایک قول یہ ہے کہ مرض سے ریب وشک کا مرض مراد ہے۔ کیونکہ اہل مکہ کی اکثریت شک میں مبتلا تھی۔ مثلاً۔ نحو : یہ ھذا کی تمیز ہے۔ نمبر۲۔ حال ہے۔ جیسا کہ اس ارشاد میں ہے ھذہ ناقة الله لکم اٰیة [الاعراف:۷۳] جب گنتی کا آیت میں آ جانا ان کو انتہائی عجیب معلوم ہوا۔ تو اس جیسی باتیں اس لائق ہوتی ہیں کہ ان کو خود پاؤں لگ جائیں اور امثال کے طور پر لوگ اس کو مثلاً نام رکھ دیں۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا اللہ تعالیٰ کو اس عجیب گنتی سے کیا منظور ومقصود ہے؟ اور کیا مطلب ہے اس نے ملائکہ کی تعداد انیس مقرر کی نہ زیادہ کہ بیس کرتے نہ کم۔

## کفار کا مقصد:

ان کی اصل غرض ان باتوں سے انکار تھا۔ اور یہ کہنا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے اگر یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہوتا تو یہ ناقص عدد نہ لایا جاتا۔ کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ (اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے) کاف منصوب ہے۔ اور ذلک سے اضلال وہدایت کے اس معنی کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جو پہلے مذکور ہے۔ یعنی اس مذکور اضلال وہدی کی طرح۔ اضلال منافقین ومشرکین کا یہاں تک کہ انہوں نے کہا جو کہا۔ اور ہدایت ایمان والوں کی بڑھی اس لئے کہ انہوں نے اس کی تصدیق کی اور اس میں حکمت کو دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے گمراہ کرتے ہیں۔ اور وہ وہی ذات ہے جس کی طرف سے ضلال وہدایت کا اختیار کرنا معلوم ہے۔

اس میں دلیل ہے کہ افعال عباد کا خالق وہی ہے آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت اضلال واھتداء سے کی گئی ہے۔ جب ابوجہل نے یہ کہا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب کے صرف انیس مددگار ومعاون ہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ (اور تیرے رب کے لشکروں کی کثرت تعداد کو کوئی نہیں جانتا) اِلَّا هُوَ (مگر وہی) پس اس کے لئے نگرانوں کا بڑھا کر بیس (یا نہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾

بالتحقیق قسم ہے چاند کی اور رات کی جب وہ جانے لگے' اور قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہو جائے' بلاشبہ یہ دوزخ بڑی بھاری چیزوں میں سے ایک ہے

نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا

جو انسان کے لئے بڑا ڈراوا ہے تم میں سے جو شخص آگے بڑھے اس کے لئے بھی یا جو پیچھے ہٹے اس کے لئے بھی ہر شخص اپنے اعمال کے

كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ ۱۶ مع

بدلہ مرہون ہو گا سوائے اصحاب یمین کے کہ وہ بہشتوں میں ہوں گے' مجرمین کے بارے میں دریافت کرتے

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ

ہوں گے تمہیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کیا' وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے اور ہم مسکین کو

نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾

کھانا نہیں کھلاتے تھے اور مشغلہ رکھنے والوں کے ساتھ مشغلہ رکھتے تھے اور بدلہ کے دن کو جھٹلاتے تھے

---

ہزار) کرنا کوئی مشکل نہیں۔ مگر اس عدد میں خاص حکمت ہے جس کو تم نہیں جانتے۔ وَمَا هِيَ (اور وہ دوزخ صرف) یہ سقر کے وصف سے متصل ہے۔ اور ھی اس کی ضمیر ہے تقدیر کلام یہ ہے: وما سقر و صفتها اور دوزخ جس کا وصف میں نے بیان کیا وہ صرف اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ (وہ آدمیوں کی نصیحت کیلئے ہے) انسانوں کے لئے نصیحت ہے نمبر۲۔ ضمیر ان آیات کی طرف لوٹتی ہے جو اس میں مذکور ہوئیں۔

۳۲ : كَلَّا (بالتحقیق) یہ انکار ہے اس کے بعد کہ اس کو نصیحت بنایا۔ ان کو نصیحت کیسے آئے گی وہ تو نصیحت حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ وَالْقَمَرِ (اور قسم ہے چاند کی) چاند کے منافع بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کی قسم کھائی۔

۳۳ : وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ (اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے)

قراءت: نافع، حفص، حمزہ، یعقوب، خلف نے اذ ادبر پڑھا ہے۔ اور دیگر قراء نے اذا دبر پڑھا ہے۔ اور دبر اور ادبر دونوں کا معنی جانا اور پیٹھ پھیرنا ہے۔ ایک قول یہ ہے ادبر منہ پھیرنا، جانا اور دبر دن کے بعد آنا۔

۳۴ : وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ (اور قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہو جائے) اسفر روشن ہونے کے معنی میں ہے اور جواب قسم انها لَاِحْدَى الْكُبَرِ ہے۔

۳۵ : اِنَّهَا (بیشک وہ دوزخ) لَاِحْدَى الْكُبَرِ (بڑی بھاری چیز ہے) کُبر یہ جمع کبری کی ہے یعنی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔ نمبر۲۔ بڑی تباہیوں میں سے ہے اور لا حدی کہ ان میں سے ایک ہے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان کے درمیان ایک بڑی بھاری چیز ہے۔ کہ جس کی کوئی نظیر و مثال نہیں ہے۔ جیسا کہتے ہیں: ھو احد الرجال و ھی احدی النساء یعنی وہ عظیم آدمی اور عظیم عورت ہے۔

۳۶: نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ (انسان کیلئے بڑا ڈراوا ہے)

۳۷: لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ (تم میں سے جو آگے کو بڑھے اس کے لئے بھی اور جو پیچھے کو ہٹے اس کے لئے بھی) لام جارہ کا اعادہ کیا گیا ہے۔ ان یتقدم سے مراد خیر کی طرف بڑھنا۔ او یتاخر کا معنی خیر سے پیچھے ہٹنا۔ قول الزجاج: اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا یا منع کیا اس کی طرف بڑھنا اور پیچھے ہٹنا مراد ہے۔

۳۸: كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں محبوس ہوگا) رھینۃ یہ رہین کی مؤنث نہیں ہے۔ جو اس ارشاد میں آیا ہے کل امرئ بما کسب رھین[الطور:۲۱] کیونکہ نفس مؤنث ہے اگر صفت مراد ہوتی تو رَھِین کہا جاتا کیونکہ فعیل مفعول کے معنی میں ہے۔ اور اس وزن میں مذکر و مؤنث برابر ہے۔ یہ اسم بمعنی الرھن کے ہے۔ جیسا کہا الشتیمہ بمعنی الشتم ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا کل نفس بما کسبت رَھْنٌ معنی یہ ہے۔ ہر نفس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اعمال کے بدلے رہن رکھا ہوا ہے۔ وہ اس سے آزاد نہیں ہے۔

۳۹: اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ (مگر داہنے والے) یعنی مسلمانوں کے بچے کیونکہ ان کے کوئی اعمال ہی نہیں جن کے بدلے میں وہ رہن رکھے جائیں۔ نمبر۲۔ الا المسلمین تمام مسلمان کیونکہ انہوں نے اطاعت کر کے اپنی گردنوں کو آزاد کر لیا۔ جیسا کہ حق کی ادائیگی سے راہن اپنے رہن سے چھوٹ جاتا ہے۔

۴۰، ۴۱: فِيْ جَنّٰتٍ یہ ھم مبتدا کی خبر ہے ای ھم فی جنات (ایسے باغات میں) جن کی حقیقت بیان میں نہیں آسکتی۔
يَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ (وہ مجرموں کا حال پوچھتے ہوں گے) ایک دوسرے سے ان کے متعلق پوچھیں گے۔ نمبر۲۔ دوسروں سے ان کے متعلق دریافت کریں گے۔

۴۲: مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ (کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا)

**سوال**: یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا ماسلککم۔ یہ یتساء لون عن المجرمین کے مطابق نہیں کیونکہ یہ تو خود مجرمین سے سوال ہے اس کے مطابق تو اس طرح ہوتا: یتساء لون المجرمین ماسلککم ؟

**جواب**: کیونکہ ماسلککم۔ ان کے متعلق باہمی تساؤل کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ یہ مسئولین کے قول کو حکایۃً ذکر کیا گیا ہے کیونکہ مسئولین، سوال کرنے والوں کو وہ ذکر کریں گے جو ان کے اور مجرمین کے درمیان پیش آیا پس وہ کہیں گے کہ ہم نے ان سے سوال کیا کہ ماسلککم فی سقر ؟ کہ تم کو دوزخ میں کیا چیز لائی تو جواب میں انہوں نے کہا لم نک من المصلین ہم تو نماز نہ پڑھتے تھے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ مختصر کر دیا جیسا قرآن مجید کا طریق ہے۔ ایک قول یہ ہے عن زائدہ ہے اس صورت میں



BestUrduBooks.wordpress.com

حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ

یہاں تک کہ ہمارے پاس موت آ گئی' سو ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش کام نہ دے گی' سو انہیں کیا ہوا کہ نصیحت سے روگردانی

مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ

کرنے والے ہیں گویا کہ وہ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگ رہے ہیں' بلکہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے

مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّآ اِنَّهٗ

کہ اسے کھلے ہوئے نوشتے دے دیئے جائیں' ہرگز نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت سے نہیں ڈرتے یہ یقینی بات ہے کہ

تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ

یہ قرآن نصیحت ہے سو جس کا جی چاہے نصیحت حاصل کر لے' اور نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ اللہ چاہے' وہی ہے جس سے

التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾

ڈرنا چاہیے اور جو معاف کرتا ہے۔

معنی یہ ہے وہ مجرمین سے سوال کریں گے۔

۴۳ : قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (وہ کہیں گے ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے) یعنی اس کی فرضیت کا اعتقاد نہ رکھتے تھے۔

۴۴ : وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ (اور نہ غریب کو کھانا کھلاتے تھے) جیسا کہ مسلمان کھلاتے ہیں۔

۴۵ : وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ (اور مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی مشغلہ میں رہا کرتے تھے) الخوض باطل بات میں لگ جانا مطلب یہ ہے ہم اللہ تعالیٰ کی آیات کے متعلق جھوٹ و باطل بات کہا کرتے تھے۔

۴۶ : وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ (اور ہم قیامت کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے) یعنی حساب و جزاء کے دن کو۔

۴۷ : حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ (یہاں تک کہ ہم کو موت آ گئی) یہاں الیقین موت کے معنی میں ہے۔

## شافعین سے مراد:

۴۸ : فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ (پس ان کو سفارش نفع نہ دے گی) الشافعین سے فرشتے' انبیاء علیہم السلام اور صالحین مراد ہیں کیونکہ سفارش تو ایمان والوں کیلئے ہے نہ کہ کفار کیلئے۔ اس میں شفاعت کا ثبوت ملتا ہے کہ وہ مؤمنین کیلئے برحق ہے حدیث شریف میں وارد ہے میری امت میں ربیعہ اور مضر کی تعداد سے بڑھ کر لوگ میری شفاعت سے جنت میں داخل ہونگے۔

[رواہ احمد: ۳/۲۱۲]



BestUrduBooks.wordpress.com

۴۹ : فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ (توان کو کیا ہوا کہ یہ اس نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں) التذکیر نصیحت مراد اس سے قرآن مجید
مُعْرِضِيْنَ (منہ موڑنے والے ہیں)
نحو : یہ ضمیر سے حال ہے۔ جیسا کہتے ہیں مالك قائمًا ؟
۵۰ : كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ (گویا کہ وہ وحشی گدھے ہیں) حمر سے مراد وحشی گدھے۔
نحو : یہ معرضین کی ضمیر سے حال ہے۔ مُّسْتَنْفِرَةٌ (بہت بھاگنے اور نفرت کرنے والے) گویا وہ اپنے آپ سے ہر وقت بھاگنا چاہ رہے ہیں۔
قراءت : مُستنفَرۃ فاء مفتوح مدنی، شامی نے پڑھا ہے۔ معنی یہ ہوگا بھگائے ہوئے گدھے ہیں۔
۵۱ : فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ (جو شیر سے بھاگے جا رہے ہوں)۔ یہ جملہ حال ہے اور اس کے ساتھ قد مقدر ہے۔ القسورہ تیر مارنے والا، شیر یہ القسر سے فعولۃ کا وزن ہے اور اس کا معنی زبردستی اور غلبہ ہے۔ ان کے قرآن مجید سے اعراض کو اور ذکر کے سننے سے اعراض کو ایسے گدھوں سے تشبیہ دی ہے جو تیزی سے بھاگے جا رہے ہوں۔

## سب کو ایک ایک کتاب دی جائے :

۵۲ : بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً (بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے نوشتے دیے جائیں) صحفا منشرہ ایسے کاغذ جن کو پھیلا کر پڑھا جائے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو کہا کہ ہم اس وقت تک تمہاری اتباع نہ کریں گے۔ یہاں تک کہ ہر ایک ہم میں سے آسمان سے ایک کتاب نہ لے آئے۔ جن کا عنوان یہ ہو۔ من رب العالمين الى فلان بن فلان۔ ان میں ہمیں تمہاری اتباع کا حکم دیا گیا ہو۔ اس کی مثال یہ ارشاد ہے۔ ولن نؤمن لرقيك حتى تنزل علينا كتابا نقرؤه' [الاسراء:۹۳] ایک قول یہ ہے کہ وہ کہنے لگے اگر محمد سچے پیغمبر ہیں۔ تو ہم میں ہر شخص کے سر کے پاس ایک صحیفہ ملے جس میں اس کی براءت اور آگ سے آزادی لکھی ہو۔
۵۳ : كَلَّا اس میں اس ارادہ پر ردع ہے اور انکار ہے اور نشانات مانگنے پر زجر و توبیخ ہے پھر فرمایا۔ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ (ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ آخرت سے نہیں ڈرتے) اسی وجہ سے وہ نصیحت سے اعراض کرنے والے ہیں۔ اس بناء پر نہیں کہ ان کو صحیفے نہیں دیئے گئے۔
۵۴ : كَلَّا اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ (ہرگز نہیں۔ یہ قرآن نصیحت ہے) اس میں ان کو تذکرہ سے اعراض کرنے پر ڈانٹا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ قرآن کافی اور مکمل نصیحت ہے۔
۵۵ : فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ (پس جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے) یعنی جس کا دل چاہے کہ وہ اس کو یاد رکھے اور اس کو نہ بھولے تو وہ ایسا کرے اس کا فائدہ خود اسی ہی کی طرف لوٹے گا۔
۵۶ : وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (اور بدوں اللہ تعالیٰ کے چاہے یہ لوگ نصیحت کو قبول نہ کریں گے)



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: نافع اور یعقوب نے تاء کے ساتھ تذکرون پڑھا ہے۔ان یشاء الله کا معنی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے وقت۔ نمبر۲۔مگر اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے۔هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ (وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے اور جو معاف کرتا ہے) حدیث میں ہے کہ وہ اس بات کا اہل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اس بات کا اہل ہے کہ اس کو بخش دے جو اس سے تقویٰ اختیار کرے۔[رواہ الترمذی:۳۳۲۸،ابن ماجہ:۴۲۹۹]

الحمدللہ سورۃ المدثر کا تفسیری ترجمہ آج ۳ ربیع الثانی بدھ کی رات کو مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ القیامہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چالیس آیات اور دو رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝۱ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ

میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے کیا انسان خیال کرتا ہے

اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝۳ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝۴ بَلْ يُرِيْدُ

کہ ہم اسکی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے؟ ہم ضرور جمع کریں گے۔ ہم اس پر قادر ہیں کہ اسکی انگلیوں کے پوروں تک درست کر دیں۔ بلکہ آدمی یوں

الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝۵ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝۶ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝۷

چاہتا ہے کہ اپنی آئندہ زندگی میں بھی فسق و فجور کرتا رہے۔ پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آنے کا سو جس وقت آنکھیں حیران ہو جائیں گی

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝۸ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝۹ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ

اور چاند بے نور ہوجائے گا اور سورج اور چاند ایک حالت میں ہو جائیں گے اس روز انسان کہے گا کہ اب کہاں

الْمَفَرُّ ۝۱۰ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝۱۱ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ ۨالْمُسْتَقَرُّ ۝۱۲ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍۢ

بھاگوں، ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں، اس دن صرف تیرے رب کے پاس ٹھکانا ہے، اس دن انسان کو اس کا سب

بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝۱۳ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝۱۴ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝۱۵

اگلا پچھلا کیا ہوا بتلا دیا جائے گا بلکہ انسان خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا خواہ کیسے بہانے پیش کرے۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝۱۶ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝۱۷

آپ قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کریں تاکہ آپ اس کو جلدی جلدی لے لیں بے شک ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کرنا اور پڑھوا دینا

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۲ :وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے)



BestUrduBooks.wordpress.com

۱ : لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنی میں قسم اٹھاتا ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔اور لا صلہ ہے جیسا اس قول میں لئلا یعلم [الحدید:۲۹] اور اس قول میں ہے: فی بئر لا حور سَرَی و مَا شعر ۔اور اس قول میں ہے تذکرت لیلٰی فاعترتنی صبابة ::وکاد ضمیر القلب لا یتقطع ۔اور جمہور کا یہی قول ہے۔

## قول فراء:

مشرکین نے بعث کا جو انکار کیا اس کی تردید کیلئے لائے گویا اس طرح کہا گیا معاملہ اس طرح نہیں جیسا تم خیال کرتے ہو پھر فرمایا میں قیامت کے دن کی قسم اٹھاتا ہوں۔ایک قول یہ ہے اس کی اصل لاقسم ہے جیسا ابن کثیر کی قراءت میں ہے اس صورت میں لام ابتدائیہ اور اقسم یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی لانا اقسم میں ضرور قسم اٹھاتا ہوں۔اس کی تقویت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ مصحف امام میں یہ بغیر الف کے ہے پھر اس میں اشباع کیا گیا تو اشباع سے الف ظاہر ہوا۔اور عام طور پر اس لام کے ساتھ نون تاکید ہوتا ہے اور بعض اوقات اس سے جدا بھی ہو جاتا ہے۔

۲ : وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ جمہور کا مسلک ہے کہ یہ دوسری قسم ہے۔

## قول حسن رحمہ اللہ:

قیامت کی قسم اٹھائی اور نفس لوامہ کی قسم نہیں اٹھائی اس لئے کہ یہ مذمت والی صفت ہے اور قسم کی صورت میں مدح والی حالت ہے۔یعنی وہ تقویٰ والا نفس جو تقویٰ میں کوتاہی پر اپنے کو ملامت کرتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آدم علیہ السلام کا نفس ہے جو اپنے فعل پر ملامت کرتا رہا جس کی وجہ سے جنت سے نکلے تھے۔قسم کا جواب محذوف ہے: ای لتبعثن کہ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے اس کی دلیل ایحسب الانسان ہے۔

۳ : اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ ( کیا انسان خیال کرتا ہے ) کافر انسان جو کہ بعث بعد الموت کا منکر ہے۔اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ( کہ ہم اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کریں گے ) ان کے منتشر ہو جانے اور مٹی کے ذرات میں ریزہ ریزہ ہو کر ملنے کے بعد۔

۴ : بَلٰى یہ نفی کے بعد ثبوت وجوب کو ظاہر کرتا ہے۔(یعنی کیوں نہیں ہم ان کو جمع کریں گے ) قٰدِرِيْنَ ( کیوں نہیں ہم اس پر قادر ہیں ) یہ نجمع کی ضمیر سے حال ہے۔ای نجمعها قادرین علی جمعها و اعادتها کما کانت ۔ہم ان کو جمع کریں گے اس حال میں ان کے جمع کرنے نمبر۲: قادرین لوٹانے پر پہلے کی طرح قادر ہیں۔ان نسوی بنانه ہم اس کے پوروں کو درست کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ( کہ اس کی انگلیوں کے پوروں تک درست کر دیں ) بنانہ سے انگلیاں مراد ہیں۔بلا کم وکاست جیسا کہ دنیا میں تھیں۔باوجودیکہ یہ چھوٹی سی ہیں۔تو بڑی ہڈیوں کا خود سوچ لو۔

۵ : بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ ( بلکہ بعض آدمی یوں چاہتا ہے ) اس کا عطف ایحسب پر ہے۔پس اس قسم کے کلام کا استفہام ہونا درست ہے۔لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ( کہ وہ اپنی آئندہ زندگی میں فسق وفجور کرتا رہے ) کہ وہ زمانہ مستقبل میں جرائم کرتا جائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۶ :يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ (پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا) یہ ضدی اور قیامت کو بعید از قیاس خیال کرنے والے کا استفسار ہے۔

نحو: یہاں ایّان متی کے معنی میں ہے۔

۷ :فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ (پس جس وقت آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی) وہ گھبراہٹ سے حیران ہوگا۔

قراءت: مدنی نے شَخَصَ کے معنی میں لیا اور بَرَقَ پڑھا ہے۔

۸ :وَخَسَفَ الْقَمَرُ (اور چاند بے نور ہو جائیگا) یعنی اس کی روشنی جاتی رہے گی۔ نمبر۲۔ غائب ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس آیت میں خسف کا معنی ہے فخسفنا بِهِ الارض [القصص:۸۱] (اس کو زمین میں غائب کر دیا)

قراءت: ابوحیوہ نے ضمۂ خاء کے ساتھ خُسف پڑھا ہے۔

۹ :وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (اور سورج چاند ایک حالت کے ہو جائیں گے اور مغرب سے طلوع میں ان کو جمع کر دیا جائے گا) نمبر۲۔ روشنی ختم کرنے میں دونوں جمع کر دیئے جائیں گے۔ یعنی دونوں کی روشنی مٹا دیں گے۔ نمبر۳۔ ان کو جمع کر کے سمندر میں پھینک دیا جائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی بھڑکتی آگ بن جائے گا۔

۱۰ :يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ (اور اس روز انسان کہے گا) انسان سے کافر مراد ہے۔ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ (کہ اب کدھر بھاگوں) المفریہ مصدر ہے یعنی آگ سے بھاگنا۔ نمبر۲۔ مؤمن بھی خوف کی وجہ سے کہے گا۔

قراءت: حسن رحمہ اللہ نے فا پر کسرہ پڑھا اس صورت میں یہ مصدر اور ظرف مکان دونوں بن سکتا ہے۔

۱۱ :كَلَّا (ہرگز نہیں) بھاگنے کی جگہ تلاش کرنے کے متعلق ردع ہے۔ لَا وَزَرَ (پناہ گاہ نہیں)

۱۲ :اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۣ الْمُسْتَقَرُّ (اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس ٹھکانہ ہے) بندوں کے قرار کی جگہ نمبر۲۔ ان کے قرار کی جگہ جنت یا نار۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سپرد ہیں۔ جس کو چاہے جنت میں داخل فرما دے۔ اور جس کو چاہے دوزخ میں داخل کر دے۔

۱۳ :يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ (اس دن انسان کو بتلایا جائے گا۔) خبر دی جائے گی۔ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ (سب اگلا پچھلا) یعنی جو عمل اس نے کر لیا وہ بما قدم اور جو اس نے چھوڑ دیا ہے وہ اخر ہے۔

۱۴ :بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ (بلکہ انسان اپنی حالت پر خود مطلع ہوگا) بصیرۃ کی تاء مبالغہ کیلئے ہے جیسا کہ علامہ میں ہے اور اس کا معنی شاہد ہے۔ نمبر۲۔ اس کو مؤنث لائے کیونکہ مراد انسان کے اعضاء ہیں۔ اس لئے کہ انسان کے اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ نمبر۳۔ وہ خود اپنے نفس پر حجت ہے۔ البصیرہ حجت و دلیل کے معنی میں ہے۔ جیسا اس قول میں فرمایا قد جاء کم بصائر من ربکم [الانعام:۱۰۴] اور محاورہ میں کہتے ہیں۔ انت حجة علی نفسك و بصیرة یہ مبتدأ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اور اس کی خبر علی نفسه ہے۔ جو کہ مقدم ہے اور یہ مل کر الانسان کی خبر ہے۔ جیسا کہتے ہیں۔ زید علی رأسه



BestUrduBooks.wordpress.com

عمامۃ ۔اس صورت میں البصیرۃ سے مراد وہ فرشتہ بھی ہوسکتا ہے جو اس پر مقرر ہوگا۔

۱۵ : وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ (گو اپنے حیلے پیش لاوے) اگرچہ وہ اپنے پردے چھوڑ دے۔المعذار: پردہ۔

## ایک قول:

اگرچہ وہ تمام معذرتیں پیش کردے وہ اس کی طرف سے قبول نہ ہونگی اس پر وہ مقرر کردیا جائے گا۔ جو اس کے اعذار کی تکذیب کرے گا۔

نحو : المعاذیر یہ جمع معذرت نہیں ہے کیونکہ اس کی جمع تو معاذر آتی ہے بلکہ یہ اسم جمع ہے اور اس کی مثال المناکیر ہے جو کہ المنکر سے اسم جمع ہے نہ کہ جمع۔

## عجلت کی ممانعت:

۱۶ : لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ (اے پیغمبر آپ قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تا کہ آپ اس کو جلدی جلدی لیں) ہٖ کی پہلی ضمیر بھی قرآن مجید کی طرف اور دوسری بھی۔آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام کی تلاوت سے فراغت سے پہلے جلدی جلدی قرآن کو لیتے تا کہ کہیں کوئی حصہ رہ نہ جائے۔تو آپ کو فرمایا گیا۔آپ جبرئیل علیہ السلام کے پڑھنے تک اپنی زبان کو وحی کیلئے حرکت نہ دیا کریں۔تا کہ آپ جلدی سے اس کو لے لیں۔کہ کہیں کوئی حصہ رہ نہ جائے۔پھر عجلت کی ممانعت کی وجہ بتلائی۔

۱۷ : اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ (ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کردینا اور اس کا پڑھا دینا) جمع کرنا آپ کے سینہ اطہر میں اور قراٰنہٗ اس کی قراءت کا زبان پر چڑھا دینا۔قرآن کا معنی قراءت ہے اور اس کی مثال دوسری آیت میں ہے ولا تعجل بالقران من قبل ان یقضٰی الیك وحیه [طٰہٰ:۱۱۴]



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝۱۸ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝۱۹ كَلَّا بَلْ

سو جب ہم اس کو پڑھیں سو آپ اس کے پڑھنے میں تابع ہو جایا کریں' پھر اس کا بیان کرا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے'

تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝۲۰ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝۲۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝۲۲

بلکہ تم دنیا سے محبت کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑتے ہو' اس دن بہت سے چہرے تر و تازہ ہوں گے

اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝۲۳ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ۝۲۴ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝۲۵

اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے اور بہت سے چہرے اس دن بدرونق ہوں گے خیال کر رہے ہوں گے کہ ہمارے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جانے کا'

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝۲۶ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝۲۷ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝۲۸

واقعی بات ہے کہ جب جان ہنسلیوں تک پہنچ جائے اور کہا جائے کہ کون ہے دم کرنے والا اور وہ یقین کرلے کہ بلاشبہ یہ جدائی کا وقت ہے

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝۲۹ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمَسَاقُ ۝۳۰ ع ۱۷

اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جائے اس روز تیرے رب کی طرف چلنا ہے۔

۱۸: فَاِذَا قَرَاْنٰهُ (تو جب ہم اس کو پڑھنے لگا کریں) یعنی جبرئیل آپ پر پڑھیں قراءت جبرئیل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قراءت قرار دیا۔ یہ ان کے نہایت قرب اور قراءت کے عند اللہ مقبول ہونے کی علامت ہے۔ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ (تو آپ اس کے تابع ہو جایا کریں) یعنی جب وہ آپ کے سامنے پڑھیں۔

۱۹: ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (پھر اس کا بیان کرا دینا ہمارے ذمہ ہے) جب اس کے معانی میں سے کوئی چیز آپ پر مشکل ہو۔

۲۰: كَلَّا یہ انکار بعث پر ردع ہے۔ نمبر۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عجلت سے روکا گیا اور اس کا انکار کیا گیا ہے۔ اور اس کی تاکید اس قول سے فرمائی۔ بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ (اے منکرو۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو) گویا اس طرح کہا گیا ہے بل انتم یابنی ادم لانکم خلقتم من عجل و طبعتم علیه تعجلون فی کل شئی و من ثم تحبون العاجلة بلکہ تم اے اولاد آدم جلد بازی سے پیدا ہوئے اور یہ تمہاری طبیعت ثانیہ ہے کہ ہر چیز میں جلدی مچاتے ہو۔ اسی کو سامنے رکھ کر تم عاجلہ کو پسند کرتے ہو۔ العاجلہ سے دنیا اور اس کی شہوات مراد ہیں۔

۲۱: وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ (اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو) آخرت سے دار الآخرہ اور اس کی نعمتیں مراد ہیں۔ مگر تم آخرت کیلئے عمل نہیں کرتے ہو۔

قراءت: مدنی اور کوفی نے دونوں کو تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۲ : وُجُوۡهٌ (بہت سے چہرے ) یہ ایمان والوں کے چہرے مراد ہیں۔ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ (تو اس دن بارونق ہونگے) خوبصورت تروتازہ۔

۲۳ :اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہونگے ) یہ دیدار بلا کیف ہوگا اور بلا جہت اور بلا ثبوت مسافت ہوگا۔

## ازالۂ غلطی:

نظر کو امر رب کے انتظار پر بھی محمول کیا گیا ہے۔ نمبر۲۔ثواب کے منتظر پر بھی مگر یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ محاورہ میں کہتے ہیں نظرت فیه ای تکفرت فیه و نظرته بمعنی انتظرتهٗ ہے۔ الی سے یہ اس وقت متعدی ہوتا ہے جبکہ رؤیت کے معنی میں ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ دارالقرار میں انتظار کا کوئی مطلب نہیں۔

۲۴ :وَوُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ (اور بہت سے چہرے اس روز بدرونق ہونگے ) انتہائی ترش رو، سیاہ، یہ کفار کے چہرے ہونگے۔

۲۵ :تَظُنُّ اَنۡ يُّفۡعَلَ بِهَا (خیال کر رہے ہونگے کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا ) ظن توقع کے معنی میں ہے۔ ان یفعل سے مراد ان سے شدت والا معاملہ کیا جائیگا۔ فَاقِرَةٌ (کمرتوڑ دینے والا ) ایسی مصیبت جو پشت کے مہرے کو توڑ دے۔

۲۶ : كَلَّآ (ہرگز ایسا نہیں ) آخرت پر دنیا کے ترجیح دینے پر ردع ہے گویا اس طرح کہا گیا اس سے باز آؤ۔ اور تمہارے سامنے موت ہے اس سے خبردار ہو جاؤ۔ ایسی موت کہ جس کے آتے ہی یہ جلد ملنے والی ختم ہو جائے گی۔ اور تم اس وقت مقررہ وقت پر آنے والی کی طرف منتقل ہو گے۔ جس میں تم نے ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ (جب جان ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے ) جب روح نکلنے لگتی ہے اور روح مراد لینا درست ہے کہ اگرچہ اس کا تذکرہ پہلے موجود نہیں کیونکہ التراقی کی دلالت اس پر ہے۔ التراقی گلے کے زیریں حصہ میں ایک گڑھا جس کے دائیں بائیں دو ٹیڑھی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ انہی کو التراقی کہتے ہیں۔ اس کا واحد تَرۡقُوَةٌ ہے۔

۲۷ :وَقِيۡلَ مَنۡ رَاقٍ (اور کہا جاتا ہے کہ کوئی جھاڑنے والا بھی ہے )۔ حفص نے من پر معمولی وقف کیا ہے۔ مطلب یہ ہے تم قریب المرگ کے پاس حاضر ہو تم میں سے کون اس کا دم کرے گا۔ جس میں وہ مبتلا ہے۔ راق یہ الرقیہ سے لیا گیا ہے۔ یہ باب ضرب سے ہوگا۔ نمبر۲۔ یہ کلام ملائکہ سے ہے تم میں سے کون اس کی روح کو لے کر اوپر جائے گا۔ کیا ملائکہ رحمت لے جائیں گے یا ملائکہ۔ یہ الرقی سے ہے یہ باب عَلِمَ سے ہے۔

۲۸ :وَّ ظَنَّ اَنَّهُ الۡفِرَاقُ (اور وہ یقین کر لیتا ہے کہ مفارقت کا وقت ہے ) ظن یہ ایقن کے معنی میں ہے۔ الفراق یہ جو اس پر اترا ہے۔ وہ محبوب دنیا کی جدائی ہے۔

## دوم:

۲۹ :وَالۡتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ (ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جائے گی ) اس کی دونوں پنڈلیاں موت کے وقت



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ إِلٰى أَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿٣٣﴾

سو اس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی اور لیکن جھٹلایا اور منہ موڑا ' پھر اپنے گھر والوں کی طرف اکڑتا ہوا چلا گیا '

أَوْلٰى لَكَ فَأَوْلٰى ﴿٣٤﴾ ثُمَّ أَوْلٰى لَكَ فَأَوْلٰى ﴿٣٥﴾ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ

تیرے لئے کمبختی ہے پھر کمبختی ہے ' پھر تیرے لئے کمبختی ہے ' پھر کمبختی ہے ' کیا انسان سمجھتا ہے کہ وہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا

سُدًى ﴿٣٦﴾ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿٣٨﴾ فَجَعَلَ

جائے گا کیا وہ منی کا نطفہ نہ تھا جو ٹپکایا گیا پھر وہ خون کا لوتھڑا تھا ' سو اللہ تعالیٰ نے اسے بنا دیا اور پھر اس کے اعضاء درست کر دیئے پھر اس کی دو

مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ﴿٣٩﴾ أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰى أَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ﴿٤٠﴾ ع ۲/۱۰ ۱۸

قسمیں بنا دیں ایک مرد اور ایک عورت ' کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔

لپٹ جاتی ہیں۔

## قول سعید بن مسیب رحمہ اللہ:

اس سے مراد اس کی دونوں پنڈلیاں جب کفن میں لپیٹی جاتی ہیں۔ ایک قول یہ ہے پنڈلی یہ شدت کی تمثیل ہے گویا دنیا کی جدائی کی تکلیف وشدت اور آخرت کے سامنے آنے کی تکالیف مل جاتی ہیں۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

اس سے مراد دوغم ہیں۔ نمبرا۔ اہل واولاد کا غم۔ نمبر۲۔ بارگاہ صمد میں پیشی کا غم۔

۳۰: إِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ (اس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے) المساق یہ ساقہ کا مصدر ہے یعنی بندے اس جگہ چلے جائیں گے جہاں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ خواہ جنت میں یا نار میں۔

۳۱: فَلَا صَدَّقَ (تو اس نے نہ تو تصدیق کی تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی وَلَا صَلّٰى (اور نہ نماز پڑھی تھی) انسان نے جیسا کہ ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ میں فرمایا گیا ہے۔

۳۲: وَلٰكِنْ كَذَّبَ (لیکن اس نے تکذیب کی تھی) قرآن مجید کی۔ وَتَوَلّٰى (اور منہ موڑا تھا) ایمان سے یا اس نے نہ مال صدقہ کیا یعنی زکوٰۃ نہ دی۔

۳۳: ثُمَّ ذَهَبَ إِلٰى أَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى (پھر ناز کرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا)۔ اکڑتا ہوا چلنا۔ یتمطی اصل میں۔ تمطط ہے۔ اور اس کا معنی اکڑ کر پشت دراز کرنا۔ کیوں کہ ناز سے چلنے والا اپنے قدم کو کھینچ کر رکھتا ہے۔ پس طاء کو یا سے بدلا کیونکہ تین متماثل



BestUrduBooks.wordpress.com

حرف جمع ہو گئے ہیں۔

۳۴ :اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی (تیری کم بختی پر کم بختی آنے والی ہے) اس کا معنی ویل لك ہے۔ یہ بد دعا ہے۔ کہ تمہاری ناپسند چیز تو اب تمہارے سامنے ہے۔

۳۵ : ثُمَّ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی (پھر تیری کم بختی گویا آنے والی ہے) یہ تاکید کیلئے دوبارہ لائے گویا اس طرح فرمایا ویل لك فویل ثم ویل لك فویل۔ تیرے لئے ہلاکت در ہلاکت در ہلاکت ہو۔ ایک قول یہ ہے تیرے لئے موت کے دن ہلاکت و تباہی اور قبر میں تیرے لئے ہلاکت اور تیرے لئے بعث بعد الموت تک ہلاکت اور تیرے لئے آگ میں ہلاکت۔

۳۶ :اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی (کیا انسان یہ خیال کرتا ہے۔ کہ یونہی مہمل چھوڑ دیا جائیگا۔) کیا کافر کا خیال ہے کہ اس کو یوں بیکار چھوڑا جائے گا۔ اس کو کسی بات کا حکم اور کسی بات کی ممانعت نہ کی جائے گی اور نہ اس کو اٹھایا اور نہ اس سے بدلہ لیا جائے گا؟

## تخلیق انسانی:

۳۷ :اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی (کیا یہ شخص ایک قطرہ منی نہ تھا۔ جو ٹپکایا گیا تھا)

قراءت: ابن عامر نے یاء سے پڑھا ہے اور حفص نے بھی یعنی۔ منی رحم میں ٹپکائی جاتی ہے اور تاء ہو تو ضمیر نطفہ کی طرف ہوئے گی کہ وہ رحم میں ٹپکایا جاتا ہے۔

۳۸ :ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً (پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو گیا) یعنی منی چالیس یوم کے بعد جمے ہوئے خون کا لوتھڑا بن گیا۔ فَخَلَقَ فَسَوّٰی (پھر اللہ تعالیٰ نے بنایا پھر اعضاء درست کیے) اللہ تعالیٰ نے اس سے درست انسان بنا دیا۔

۳۹ :فَجَعَلَ مِنْہُ الزَّوْجَیْنِ الذَّکَرَ وَ الْاُنْثٰی (پھر اس کی دو قسمیں کر دیں۔ مرد اور عورت) یعنی منی سے دو قسمیں بنا دیں۔

۴۰ :اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی (کیا وہ اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ وہ مردوں کو زندہ کرے) کیا وہ ان اشیاء کا کرنے والا اعادہ کی قدرت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ جب یہ آیت پڑھتے تو سبحانك ، بلٰی فرماتے [رواہ ابوداؤد: ۸۸۷]۔ اے اللہ تو پاک ہے۔ کیوں نہیں تو بلاشبہ قادر ہے۔

الحمد للہ ترجمہ و تفسیر سورۃ قیامت مکمل ہوا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ الدہر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں اکتیس آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ① اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ

بے شک انسان پر ایک ایسا وقت آ چکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابل ذکر نہ تھا ' ہم نے اس کو مخلوط نطفہ سے

نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ② اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا

پیدا کیا اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں سو ہم نے اس کو سننے والا ' دیکھنے والا بنا دیا ' ہم نے اس کو راستہ دکھایا تو وہ شکرگزار

وَّاِمَّا كَفُوْرًا ③ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ④ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ

ہوگیا یا ناشکرا ہوگیا۔ بلاشبہ ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے ' بلاشبہ نیک لوگ ایسے جام

مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ⑤ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ⑥

سے پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی ' یعنی ایسے چشمہ سے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے جس کو وہ بہا کر لے جائیں گے

## انسانی ذرات میں:

۱: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا (بیشک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آ چکا ہے۔ جس میں وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا)

هَلْ اَتٰى آچکا، گزر چکا علی الْاِنْسَانِ اس سے آدم علیہ السلام مراد ہیں۔ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ روح پھونکنے سے چالیس سال پہلے آپ کی تصویر بنائی گئی۔ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا اس کا نام نہ لیا جاتا تھا۔ اور نہ کوئی جانتا تھا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ کیونکہ وہ مٹی کے ذرات تھا جس پر زمانہ گزر رہا تھا۔ اور اگر وہ غیر موجود ہوتا تو پھر هل اتی نہ کہا جاتا کہ اس پر ایک زمانہ گزرا ہے۔ لم یکن شیئاً مذکوراً یہ حال ہونے کی وجہ سے محل نصب میں ہے انسان ذوالحال ہے۔ مطلب یہ ہے اتی علیہ حین من الدھر غیر مذکور۔ انسان پر زمانہ کا ایک ایسا وقت گزرا ہے کہ وہ مذکور نہ تھا۔

۲: اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ (ہم نے اس کو پیدا کیا) اولاد آدم۔ ایک قول یہ ہے اول بھی انسان سے مراد اولاد آدم ہے۔ اور حین



BestUrduBooks.wordpress.com

من الدھر سے اس صورت میں مراد اس کا ماں کے پیٹ میں ٹھہرنے کا زمانہ ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں میں قابل ذکر شئی بن گیا۔مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ (ملے جلے نطفے سے) یہ صفت ہے نمبر۲۔اس سے بدل ہے۔یعنی نطفہ سے جیسا کہ من نطفة[النحل:۴] اس میں دونوں پانی مل گئے۔اور مشج اور مزج کا ایک معنی ہوا۔اور نطفة امشاج یہ بُرْمَةُ اعشارٌ (پتھر کی دیگ جس کو دس آدمی اٹھائیں) کی طرح ہے۔یہ لفظ مفرد ہے جمع نہیں اسی لئے یہ مفرد کی صفت واقع ہوا ہے۔نَّبْتَلِيْهِ (اس طور پر ہے کہ ہم اس کو مکلف بنائیں) یہ حال ہے۔یعنی ہم نے اس کو پیدا کیا اس حال میں کہ ہم امرونہی سے اس کو آزمانے کا ارادہ کرنے والے تھے۔فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا (تو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا) آنکھوں، کانوں والا بنایا۔

## دو راستے:

۳ :اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ (ہم نے اس کو راستہ بتلایا) ہم نے اس کے سامنے ہدایت کا راستہ عقل وسمع کے دلائل سے واضح کر دیا۔ اِمَّا شَاكِرًا (یا تو وہ شکر گزار ہو گیا) ایمان لا کر وَّ اِمَّا كَفُوْرًا (یا ناشکرا ہو گیا) کفر اختیار کر کے۔ یہ دونوں ھدیناہ کی ضمیر سے حال ہیں۔تقدیر کلام یہ ہے ان شکر اَوْ کفر فقد ھدیناہ السبیل فی الحالین اگر چہ وہ شکر اختیار کرے یا کفر ہم نے تو دونوں حالتوں میں اس کی راہنمائی راستہ کی طرف کر دی ہے۔

نمبر۲: السبیل سے حال ہے۔ہم نے اس کو راستہ کی پہچان کرا دی۔اس حال میں کہ وہ شکر گزاری والا راستہ ہو یا ناشکری والا۔اس صورت میں السبیل کی صفت کفر وشکر بطور مجاز بنیں گی۔

## کفار کا انجام:

۴ : رَبط :جب فریقین کا ذکر کیا تو ان کے پیچھے جو ان کے لئے تیار کیا گیا اس کو ذکر کیا۔اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا (ہم نے کافروں کیلئے تیار کر رکھی ہیں زنجیریں) سلاسل جمع سلسلہ کی ہے۔

قراءت :حفص نے بلا تنوین پڑھا ہے۔اسی طرح مکی، ابو عمرو، حمزہ نے بھی مگر دیگر قراء نے مناسبت کی خاطر تنوین پڑھی ہے۔وَاَغْلٰلًا وَّ سَعِيْرًا (طوق اور آتش سوزاں) چونکہ یہ دونوں تنوین کے ساتھ ہیں تو ان کی مناسبت سے سلاسلًا پڑھا گیا۔ کیونکہ غیر منصرف کو مناسبت کی وجہ سے منصرف پڑھنا جائز ہے۔اغلال جمع غُلّ کی ہے۔سعیرًا بھڑکتی آگ۔

## ابرار کا بدلہ:

۵ : اور فرمایا اِنَّ الْاَبْرَارَ (جو نیک ہیں) ابرار جمع برٌّ کی ہے۔یا بارٌّ کی جیسے رب وارباب وشاھد و اشھاد۔ بَرٌّ جو ایمان میں سچا ہو یا جو باطن میں شر کو نہیں چھپاتے اور چیونٹی تک کو بھی دکھ نہیں دے۔يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ (وہ ایسے جام شراب سے پیویں گے) کاس سے کاس خمر، شراب کے جام، یہاں نفس خمر کو کاس کہہ دیا۔ایک قول یہ ہے الکاس شیشے کا گلاس جب اس میں شراب ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝٧ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ

وہ لوگ نذر کو پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی اور کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت کی وجہ سے۔

مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝٨ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا

مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں ہم تم سے کوئی بدلہ یا شکریہ

شُكُورًا ۝٩ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝١٠ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ

نہیں چاہتے' بیشک ہم اپنے رب کی طرف سے ایک ایسے سخت دن کا اندیشہ رکھتے ہیں جو بہت ہی تلخ ہوگا' سو اللہ انہیں اس دن کی سختی سے محفوظ فرمائے گا

وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝١١ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝١٢ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى

اور انہیں تازگی اور خوشی عطا فرمائے گا' اور انہوں نے جو صبر کیا اس کے بدلہ میں انہیں جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا' وہ اس میں مسہریوں پر

الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝١٣ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ

تکیے لگائے ہوں گے' نہ وہاں دھوپ محسوس کریں گے اور نہ ٹھنڈک' اور ان پر اس کے سائے قریب ہوں گے اور اس کے پھل جھکے

قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝١٤ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝١٥

ہوئے ہوں گے اور ان کے پاس چاندی کے برتن لائے جائیں گے اور آبخورے جو شیشے کے ہوں گے

قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝١٦ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ۝١٧

وہ شیشے چاندی کے ہوں گے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا' اور اس میں انہیں ایسا جام پلایا جائے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی

کَانَ مِزَاجُهَا (اس کی آمیزش) کَافُوْرًا (کافور کی ہوگی) کافور کا پانی کیونکہ کافور جنت کے ایک چشمے کا نام ہے۔ جس کے پانی کی سفیدی کافور جیسی ہے اور اسی طرح کی خوشبو اور ٹھنڈک۔

۲: عَيْنًا تَجْرِي: یہ کافور کا بدل ہے۔ يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ (ایسے چشمے سے جس سے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے پئیں گے) با مِن کے معنی میں ہے اس سے پئیں گے نمبر۲۔ باء زائدہ ہے۔ نمبر۳۔ یشرب بھا کا معنی یتلذذ بھا اس سے لذت حاصل کریں گے۔ نمبر۴۔ یشرب بھا یروی بھا کے معنی میں ہے ان کو اس سے سیراب کیا جائے گا۔ پہلے لفظ مِن لائے اور پھر حرف باء لائے۔ کیونکہ جام سے انکے پینے کی ابتداء ہوگی اور پہلی غایت ہے۔ باقی چشمہ تو اس کے پانی کو وہ ملا کر پئیں گے تو گویا اس طرح فرمایا یشرب عباداللہ بھا الخمر۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس سے شراب پئیں گے۔ يُفَجِّرُوْنَهَا (جس کو وہ بہا کر لے جائیں گے) اپنے مکانوں میں جہاں چاہیں گے جاری کرلیں گے۔ تَفْجِيْرًا (آسانی کے ساتھ) کہ کسی قسم کی رکاوٹ نہ بنے گی۔

## ایفائے نذر' خوفِ قیامت اور صدقہ :

۷ : يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ (وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں) جوانہوں نے اپنے اوپر لازم کیا۔ یہ اس شخص کا جواب ہے جو یہ کہے ان کو کیا ہوا کہ وہ یہ رزق دیئے جا رہے ہیں؟ تو جواب دیا کہ وہ اپنے اوپر لازم کردہ باتوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ وفا بالنذر سے ان کی صفت بیان کر کے یہ کہا گیا کہ وہ کثرت سے ادائے واجبات کرتے ہیں۔ کیونکہ جو شخص اپنے نفس پر اللہ تعالیٰ کی خاطر کوئی چیز لازم کر کے اتنی وفاداری کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جو اس پر واجب کی ہیں ان پر تو بدرجہ اولیٰ وہ کاربند ہوگا۔ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا (اور وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی) مستطیر پھیلنے والی۔ یہ استطار الفجر سے لیا گیا ہے۔

۸ : وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ (اور وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے کھانا کھلاتے ہیں) حبہ کی ضمیر طعام کی طرف راجع ہے۔ ای حب الطعام یعنی کھانے کی چاہت اور حاجت کے باوجود۔ نمبر۲۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر کھلاتے ہیں۔ مِسْكِيْنًا (مسکین کو) وہ فقیر جو کمائی سے عاجز ہو۔ وَّ يَتِيْمًا (اور یتیم کو) جس کا باپ نہ ہو۔ اس نابالغ کو یتیم کہتے ہیں۔ وَّاَسِيْرًا (قیدی کو) غلام یا دیگر۔

## انتہاء کا خلوص :

۹ : پھر انہوں نے اپنے کھانا کھلانے کی وجہ ذکر کی۔ کہا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ (ہم تم کو محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر کھانا کھلاتے ہیں۔) یعنی ثواب حاصل کرنے کیلئے نمبر۲۔ یا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دلوں کی بات ظاہر کی گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو جانتے ہیں ان کے خلوص کی وجہ سے ان کی تعریف فرمائی اگرچہ وہ لوگوں کو زبان سے کچھ نہیں کہتے۔ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً (نہ ہم تم سے بدلہ چاہیں) کوئی ہدیہ اس کھلانے پر وَّ لَا شُكُوْرًا (اور نہ شکریہ) تعریفی کلمات۔

نحو : یہ شکر کی طرح مصدر ہے۔

۱۰ : اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا (ہم اپنے رب کی طرف سے اندیشہ رکھتے ہیں) ہم تم سے اس صدقہ پر کوئی بدلہ کا ارادہ نہیں رکھتے کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ کے بدلہ پر عذاب وسزا کا ڈر ہے۔ نمبر۲۔ ہمیں اپنے رب کا ڈر ہے۔ پس اس کی خاطر ہم صدقہ کرتے ہیں۔ تاکہ ہم اس خوف (منتظر) سے محفوظ رہیں۔ يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا (ایک سخت اور تلخ دن کا) یہاں یوم کی صفت اشقیاء سے کی گئی ہے۔ جیسا کہتے ہیں۔ نهارك صائم حالانکہ دن تو روزہ دار نہیں ہوتا شدت التباس سے کہہ دیتے ہیں۔ والقمطریر سخت ترش روئی۔ جو آنکھوں کے مابین ماتھے پر ظاہر ہو۔

۱۱ : فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ (پس اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا) یعنی اس کی سختیوں سے بچائے گا۔ وَلَقّٰهُمْ (اور ان کو عطا فرمائے گا) فجار کی ترشروئی کے بدلے عنایت فرمائے گا۔ نَضْرَةً (تروتازگی) چہرے کا حسن وَّ سُرُوْرًا



BestUrduBooks.wordpress.com

(اور خوشی) دلوں میں فرحت۔

## صبر کا بدلہ ملے گا:

۱۲ : وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا (اوران کی پختگی کے بدلہ میں ان کوان کا رب دے گا) ایثار پر جمے رہنے کی وجہ سے۔ یہ آیت علی و فاطمہ اور فضہ (لونڈی) رضی اللہ عنہم کے متعلق اتری جب حسن وحسین رضی اللہ عنہما بیمار ہوگئے تو انہوں نے تین دنوں کی نذر مانی۔ علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے تین صاع جو لیے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہر روز ایک صاع پیس کر آٹا گوندھا۔ اور انہوں نے افطار کے وقت میں آنے والے مسکین، یتیم، اسیر کو روٹیاں دے دیں اور خود پانی سے روزہ افطار کیا۔ (قال الحکیم الترمذی، هذا الحديث مزوق فهذا وا شباهه عامتها مفتعلة نوادر الاصول :۲۴۶،۲۴۷)۔ جَنَّةً (باغ جس میں خوشگوار کھانے کی اشیاء ہوں گی) وَّ حَرِيْرًا (اور ریشم) اس میں پررونق لباس ہوگا۔

۱۳ : مُّتَّكِـِٕيْنَ

نحو : یہ جزاء هم کے هم سے حال ہے۔

فِيْهَا (اس حالت میں کہ وہ تکیہ لگائے ہوئے ہونگے) ھا کی ضمیر جنت کی طرف جاتی ہے۔ عَلَى الْاَرَآئِكِ (مسہریوں پر) تخت یہ اریکة کی جمع ہے۔ لَا يَرَوْنَ (نہ پاویں گے)

نحو : یہ متکئین میں ضمیر مرفوع سے حال ہے۔ ای غیر رائین نہ دیکھیں گے۔ فِيْهَا (اس باغ میں) شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا (تپش نہ جاڑا) کیونکہ جنت میں سورج ہے اور نہ ہی زمہریر۔ جنت کے سائے دائمی اور اس کی ہوا معتدل نہ سورج کی دھوپ کہ جو گرمی پہنچائے اور نہ شدید سردی کہ کپکپائے اور ایذاء پہنچائے۔ حدیث میں وارد ہے جنت کی ہوا معتدل ہے نہ اس میں حرارت نہ برودت (زمخشری فی الکشاف) الزمھریر سخت سردی۔ ایک قول زمہریر سے مراد چاند ہے۔ جنت روشن ہے۔ اس میں سورج و چاند کی محتاجی نہیں ہے۔

۱۴ : وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا (اور یہ حالت ہوگی کہ درختوں کے سائے ان پر جھکے ہونگے) ان کے درختوں کے سائے ان کے قریب ہوں گے۔

## جنت کے سائے:

نحو : اس کا عطف جنة پر ہے۔ وجنة اخری دانية عليهم ظلالها۔ گویا ان سے دو باغوں کا وعدہ کیا گیا۔ کیونکہ ان کی تعریف خوف سے کی گئی۔ فرمایا: انا نخاف من ربنا۔ ہمیں اپنے رب کا خوف ہے۔ اور فرمایا ولمن خاف مقام ربه جنتان۔ (الرحمان۔۴۶) وَذُلِّلَتْ (اور ان کے اختیار میں ہونگے) کھڑے ہونے والے اور بیٹھنے والے اور ٹیک لگانے والے کیلئے برابر ہونگے۔ ای تدنو ظلالها عليهم فی حال تذليل قطوفها عليهم ان کے سائے ان پر اس حالت میں تابع



BestUrduBooks.wordpress.com

ہونگے جیسا ان کے پھلوں کا توڑنا۔ نمبر۲۔ دانیہ پر معطوف ہے ای و دانیة علیهم ظلالها و مذللة قطوفها اوران کے سائے ان کے قریب ہونگے اوران کا پھل توڑنا ان کے تابع ہوگا۔ قُطُوْفُھَا (ان کا توڑنا) ان کے پھلوں کا توڑنا۔ قطوف جمع قطف کی ہے۔ تَذْلِیْلًا (اختیار میں کرنا)

## جنت کے برتن:

۱۵ : وَیُطَافُ عَلَیْھِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ (اوران کے پاس چاندی کے برتن لائے جاوینگے) ان کے خدام ان پر شراب کے جام گھمائیں گے۔ الاٰنیه جمع اناء۔ پانی کا برتن۔ وَّاَکْوَابٍ (آبخورے) یعنی چاندی کے اکواب جمع کوب ایسا لوٹا جس کا دستہ نہ ہو۔ کَانَتْ قَوَارِیْرا (جو شیشے کے ہونگے) یہ کان تامہ ہے۔ ای کوّنت فکانت قواریرا بتکوین الله۔ ان کو بنایا گیا پس وہ اللہ تعالیٰ کے بنانے سے قواریر بن گئے۔

نحو : حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

۱۶ : قَوَا رِیْرَا مِنْ فِضَّةٍ (وہ شیشے چاندی کے ہونگے) یعنی چاندی سے بنے ہونگے۔ وہ چاندی کی سفیدی اوراس کے حسن کے جامع ہونگے اور صفائی اور شفافیت میں شیشے جیسے ہونگے۔ اس طرح کہ باہر سے اندر کا تمام مشروب نظر آجائے گا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

قواریر۔ ہر زمین کے (قواریر) شیشے اس کی زمین سے ہوتے ہیں اور جنت کی زمین چاندی کی بنی ہے۔

قراءت : نافع، کسائی، عاصم اور ایک روایت میں ابوبکر نے تنوین دونوں میں پڑھی ہے۔ اور حمزہ، ابن عامر، ابوعمرو، حفص نے دونوں میں بلاتنوین پڑھا ہے۔ اور ابن کثیر نے اول میں تنوین۔ اور وہ تنوین بھی پہلی آیات کی مناسبت کی وجہ سے ہے۔ اور دوسری میں تنوین پہلے کی اتباع کی وجہ سے ہے۔ اور پہلے پر وقف کے متعلق کہا گیا ہے مگر قابل اعتماد نہیں کیونکہ دوسرا پہلے کا بدل ہے۔ قَدَّرُوْھَا تَقْدِیْرًا (جن کو بھرنے والوں نے ایک مناسب اندازہ سے بھرا ہوگا) یہ قواریر من فضة کی صفت ہے یعنی اہل جنت مخصوص شکلوں میں ان کو بھریں گے اور انہوں نے اتنا ہی بھرا جتنا بطور اکرام اندازہ کرنا چاہیے۔ نمبر۲۔ پلانے والے ان کو پینے والوں کی سیرابی کے مطابق بھریں گے۔ وہ ان کے لئے نہایت لذیذ و خفیف ہوگا۔ مجاہد کا قول یہ ہے نہ بہے گا اور نہ خشک و کم ہوگا۔

۱۷ : وَیُسْقَوْنَ (اور ان کو پلایا جائے گا) یعنی ابرار کو فِیْھَا (اس میں) یعنی جنت میں کَاْسًا (جام شراب) کَانَ مِزَاجُھَا زَنْجَبِیْلًا (اس میں سونٹھ کی ملاوٹ ہوگی)



BestUrduBooks.wordpress.com

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ

یعنی ایسے چشمہ سے جس کا نام سلسبیل ہوگا اور ان کے پاس ایسے لڑکے آمدورفت کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے اے مخاطب اگر تو انہیں دیکھے

حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِيَهُمْ

تو یوں سمجھے کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں، اور اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھے بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے گی، ان پر

ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۘ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ

باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور دبیز ریشم کے بھی۔ اور ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا رب انہیں

شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ ع ۱ ۲۲ ۱۹

شراب طہور پلائے گا بلاشبہ یہ تمہاری جزا ہے اور تمہاری کوشش کی قدر دانی کی گئی ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ ۚ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا

بلاشبہ ہم نے آپ پر قرآن اُتارا تھوڑا تھوڑا کر کے، سو آپ پروردگار کے حکم پر جمے رہیے اور ان میں سے کسی فاسق کافر کی

اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ ۚ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ ۖ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا

بات نہ مانیے اور صبح وشام اپنے رب کا نام ذکر کیجئے اور رات کے حصہ میں اس کو سجدہ کیجئے اور رات کو بڑی دیر تک

طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾

اس کی تسبیح کیجئے، بلاشبہ یہ لوگ جلدی والی چیز سے محبت کرتے ہیں اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن چھوڑ بیٹھے ہیں

## چشمہ سلسبیل:

۱۸ : عَيْنًا یہ زنجبیل کا بدل ہے۔ فِيْهَا (جنت میں) تُسَمّٰى (ایسے چشمے سے جو وہاں ہوگا جس کا نام ہوگا) یعنی اس چشمے کا نام سَلْسَبِيْلًا (سلسبیل) چشمے کا نام زنجبیل اس لئے رکھا گیا کہ اس میں سونٹھ کا ذائقہ ہوگا۔ اہل عرب اس سے لذت حاصل کرتے اور اس کو عمدہ قرار دیتے تھے۔ اور اس کو سلسبیل اس لیے کہا کہ وہ حلق میں جلدی سے اتر جائے گا اور اس کا نگلنا آسان ہوگا۔

## قول ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ:

ماءِ سلسبیل یعنی میٹھا پاکیزہ پانی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۹ :وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ (اوران کے پاس ایسے لڑکے آمدورفت کریں گے) غلمان جن کواللہ تعالیٰ ایمان والوں کی خدمت کیلئے پیدا فرمائیں گے۔نمبر۲۔کفار کی چھوٹی اولاد کو اہل جنت کا خادم بنا دیا جائے گا۔مُّخَلَّدُوْنَ (جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے) جو نہ مریں گے۔اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ (اے مخاطب! اگر تو ان کو دیکھے تو یوں سمجھے) حسن اور رنگت کے نکھار اور مجالس میں بکھرنے کی وجہ سے لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا (وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں) موتی کو منثور یعنی بکھرنے سے خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بکھرا موتی پروئے موتی سے زیادہ خوبصورت لگتا ہے۔

۲۰ :وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ (اے مخاطب! اگر تو اس جگہ کو دیکھے) ثَمَّ۔یہ ظرف ہے۔اس جگہ سے مراد جنت ہے۔رأیت کا کوئی مفعول ظاہر نہیں ہے۔اور نہ ہی مقدر ہے۔تاکہ ہر ہر مرئی چیز میں شائع ہو اس کی تقدیر عبارت اس طرح ہے۔واذا اکتسبت الرویۃ فی الجنۃ۔اور جب تم جنت میں رویت کرلو۔رَاَيْتَ نَعِيْمًا (پھر تو بہت سی نعمتیں دیکھے گا) وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا (اور بڑی سلطنت) اور وسیع ملک۔کبیر وسیع کے معنی میں ہے۔

روایت میں ہے ادنیٰ جنتی کو ایسی بادشاہت ملے گی کہ وہ ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔وہ اپنی سلطنت کے قریبی حصہ کو جس طرح دیکھے گا اسی طرح اس کے آخری حصہ کو بھی دیکھے گا۔[رواہ احمد ۶۴/۲ الترمذی:۲۵۵۶] ایک قول یہ ہے ایسی بادشاہی جس کو زوال نہیں۔نمبر۲۔اس میں ان کو اپنی چاہت کے مطابق ہر چیز میسر ہوگی۔نمبر۳۔ان کو فرشتے سلام کریں گے اور ان کے پاس اجازت لے کر داخل ہونگے۔

## جنتیوں کے کپڑے:

۲۱ :عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ (ان جنتیوں پر ایک باریک ریشم کے سبز کپڑے ہونگے)

نَحو :يطوف عليهم کی ضمیر سے حال ہونے کی بناء پر عٰلِيَهُمْ منصوب ہے۔ای يطوف عليهم ولدان عاليا للمطوف عليهم۔ ثياب۔سکون کے ساتھ مدنی،حمزہ نے پڑھا۔ نَحو :اس کو مبتدأ قرار دیا اس کی خبر ثیاب سندس ہے۔مايعلوهم من ملابسهم ثياب سندس جو ان کے اوپر والے کپڑے ہیں وہ ایک باریک ریشم کے ہونگے۔سندس:باریک ریشم خُضْرٌ یہ اخضر کی جمع ہے وَّ اِسْتَبْرَقٌ موٹا دونوں مرفوع ہیں۔اس صورت میں ثیاب سے متعلق ہونگے۔نافع وحفص نے اسی طرح پڑھا ہے۔اور حمزہ،علی نے مجرور پڑھا اور سندس پر محمول کیا ہے۔دیگر قراء نے اول کا رفع اور ثانی کا جر پڑھا ہے یا اس کا عکس۔وَّحُلُّوْٓا (اور ان کو پہنائے جائیں گے)

نَحو :اس کا عطف ويطوف عليهم پر ہے۔اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ (چاندی کے کنگن) اور سورۃ الملائکۃ میں ہے يحلون فيها من اساور من ذهب ولؤلؤ [فاطر:۳۳]



BestUrduBooks.wordpress.com

## قول ابن مسیب:

ہر جنتی کے ہاتھ میں تین کنگن ہونگے۔ایک چاندی، دوسرا سونے اور تیسرا موتی کا ہوگا۔وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ (اور ان کا رب ان کو پینے کو دے گا) یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف پلانے کی نسبت عظمت وتشریف اور تخصیص ظاہر کرنے کیلئے ہے۔ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ ان کو شراب پیش کریں گے تو وہ انکار کر دیں گے۔اور کہیں گے ہم تو عرصہ سے ان کو غلمان کے ہاتھوں پی رہے ہیں۔اچانک پیالے خود بخود بغیر ہاتھوں کے ان کے مونہوں تک پہنچ جائیں گے۔

## شرابِ جنت:

شَرَابًا طَهُوْرًا (پاکیزہ شراب) اس میں دنیا کی شراب والی پلیدی نہ ہوگی۔شراب کی پلیدی شرع سے ثابت ہے عقل سے نہیں۔اور وہاں تکلیف نہیں (پس اس شراب کی پلیدی کا کوئی معنی نہیں)۔نمبر۲۔اس کو ہاتھوں نے نچوڑا نہیں کہ میل والے ہاتھ اس تک پہنچیں اور میلے قدم اس کو روندنے پائیں۔محض قدرت الٰہی سے وہ تیار ہوگی۔

۲۲ : اہل جنت کو کہا جائے گا اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً (یہ تمہارا صلہ ہے) ھذا سے مراد نعمتیں جزآء یعنی تمہارے اعمال کی جزاء ہے۔وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا (اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی) قابل تعریف اور مقبول ہمارے ہاں پسندیدہ ہوئی۔جبکہ تم نے یتیم، اسیر، مسکین کو کہا۔لا نرید منکم جزاء و لا شکورا۔ہم تم سے بدلہ وشکریے کے طالب نہیں۔

## قرآن کی نعمت:

۲۳ : اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا (ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے) ضمیر کو دوبارہ لائے اول ضمیر اِنَّ کا اسم بن گئی۔دراصل اس سے تاکید در تاکید مقصود ہے کہ قرآن مجید کا اتارنا اللہ تعالیٰ ہی کی ذات سے خاص ہے۔تاکہ آپ کے دل میں یہ بات اور زیادہ پختہ کر دی جائے کہ جب قرآن مجید کو اتارنے والے اللہ تعالیٰ ہیں تو تھوڑا اتارنا یقیناً حکمت اور بہتری کے پیش نظر ہے۔اور آپ کا اس پر ایذاء کو سہنا حکمت سے خالی نہیں۔اسی طرح اہل مکہ جو آپ کی دشمنی میں پیش پیش ہیں ان کے خلاف آپ کی نصرت میں تاکید حکمت بیش کی وجہ سے ہے۔

۲۴ : فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ (آپ اپنے رب کے حکم کے مطابق صبر کیے رہیے)

## کافر وگنہگار کے پیچھے نہ چلیں:

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ (آپ ان میں سے کسی کے کہنے پر نہ آیئے) ھُم سے کفار مراد ہیں۔اس بات سے اکتا کر کہ کامیابی میں تاخیر ہو رہی ہے۔اٰثِمًا (فاسق) جو گناہ کا مرتکب، اور آپ کو گناہ کی طرف دعوت دینے والا ہو۔اَوْ كَفُوْرًا (یا کافر) کفر کا مرتکب اور آپ کو کفر کی طرف بلانے والا ہو۔کیونکہ وہ آپ کو اپنی معاونت کی طرف یا تو اس فعل کی شرط پر دعوت دیتے ہونگے جو گناہ ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ

ہم ہی نے انہیں پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے جوڑ مضبوط بنائے اور ہم جب چاہیں ان کے جیسے لوگ بدل دیں' بلاشبہ یہ نصیحت ہے

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کر لے' اور اللہ کی مشیت کے بغیر تم کچھ نہیں چاہ سکتے' بلاشبہ اللہ علیم ہے

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

حکیم ہے وہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل فرمائے اور جو ظالم ہیں ان کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

یا کفر یا گناہ نہیں اور نہ کفر۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلی دو صورتوں کی مساعدت پر ممانعت کر دی۔ نہ کہ تیسری۔

ایک قول گناہ گار سے یہاں عتبہ مراد ہے کیونکہ وہ گناہوں اور فسوق کا رسیا تھا۔ اور کافر سے الولید مراد ہے۔ کیونکہ وہ کفر و انکار میں غلو کرنے والا تھا۔

قول ظاہر یہ ہے کہ ہر گناہ گار اور کافر مراد ہے۔ کہ ان میں سے کسی کی بھی بات نہ مانیں، جب ایک کی بات ماننے سے روکا تو دونوں کی بات تسلیم کرنے سے روکنا خود ہو گیا۔ اور الگ بھی ممانعت ہر ایک کے لئے ثابت ہو گئی۔ اور اگر یہ واؤ کے ساتھ ہو تو پھر جائز ہے کہ ان میں سے ایک کی بات مانیں۔ کیونکہ واؤ جمع کیلئے ہے پس دونوں کی اکٹھی اطاعت سے ممانعت ہو گی نہ کہ کسی ایک کی اطاعت سے۔ ایک قول یہ ہے اَوْ بمعنی وَلا ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے ولا تطع آثما و لا کفورًا۔ نہ اطاعت کر گناہ گار کی اور نہ کافر کی۔

۲۵: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (اور اپنے پروردگار کا صبح و شام نام لیجیے) اذکر سے مراد نماز پڑھو۔ بکرۃ سے صلاۃ الفجر اور اصیلا سے نماز ظہر و عصر۔

## رات کا سجدہ:

۲۶: وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ (اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اس کو سجدہ کیجئے) اور رات کا بعض حصہ پس مغرب و عشاء کی نمازیں ادا کریں۔ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا (اور رات کے بڑے حصے میں اس کی تسبیح کیجئے) رات کے دو حصے جو کہ لمبا حصہ ہے تہجد کی نماز ادا کریں یا نصف رات یا ثلث لیل۔

۲۷: اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ (بیشک یہ) کافر يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ (عاجلہ سے محبت کرتے ہیں) عاجلہ سے محبت کا مطلب آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دینا ہے۔ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ (اور اپنے آگے چھوڑ بیٹھے ہیں) وراء کا معنی آگے یا ان کی پیٹھوں کے پیچھے۔ يَوْمًا ثَقِيْلًا (ایک بھاری دن) ثقیل کا معنی شدید ہے کہ یہ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور وہ قیامت کا دن ہے۔ کیونکہ اس کے شدائد کفار پر انتہائی شدید ہونگے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۸ :نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَ شَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ (ہم ہی نے ان کو پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے جوڑ بند مضبوط کیے )شددنا ہم نے مضبوط کیا۔اسرھم ان کی خلقت۔یہ قول عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور فراء کا ہے۔وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا (اور جب ہم چاہیں تو انہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں )یعنی جب ہم چاہیں کہ ان کو ہلاک کرنا ہے تو ہلاک کر ڈالیں گے اور ان کی جگہ اور لوگ بدل دیں گے جو خلقت میں ان جیسے انسان ہونگے مگر مطیع و فرمانبردار ہونگے۔

۲۹ :اِنَّ هٰذِهٖ (بیشک یہ )سورت تَذْكِرَةٌ (نصیحت ہے )فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا (پس جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف رستہ اختیار کرنا )تو طاعت سے اور اس کے رسول کی اتباع سے اس کا تقرب حاصل کرلے۔

۳۰ :وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (اور بدوں اللہ تعالیٰ کے چاہے تم لوگ کوئی بات چاہ نہیں سکتے )ماتشاؤن تم چاہ نہیں سکتے اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ اختیار کرنا۔

قراءت :مکی، شامی، ابوعمرو نے یشاؤن پڑھا ہے۔

نحو :الا ان يشاء الله ۔یہ ظرفیت کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔ای الا وقت مشية الله ۔مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے وقت اللہ تعالیٰ اس کو اس کیلئے چاہیں گے جس کے متعلق وہ جانتے ہیں۔کہ اس نے اس راستہ کو اختیار و پسند کرلیا۔ایک قول یہ ہے یہ اطاعت و عصیان اور کفر و ایمان میں عموم مشیت کو ظاہر کرنے کیلئے ہے۔اس صورت میں یہ معتزلہ کے خلاف ہم اہل سنت کی دلیل ہے۔اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا (بیشک اللہ تعالیٰ بڑا علم والا )ان احوال کے متعلق جو ان سے پیش آئیں گے۔حَكِيْمًا (حکمت والا ہے )افعال و اقوال میں مُصیب ہے۔

## جنت اسکی رحمت سے :

۳۱ :يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ (وہ جس کو چاہے داخل کرلیتا ہے )اس سے مراد مؤمن ہیں۔فِيْ رَحْمَتِهٖ (اپنی رحمت میں )اپنی جنت میں کیونکہ جنت اس کی رحمت ہی سے ملے گی۔یہ معتزلہ کے خلاف ہماری دلیل ہے کیونکہ ان کے بقول اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تمام کو اپنی رحمت میں داخل کرے۔کیونکہ اس نے تمام کا ایمان چاہا۔اللہ تعالیٰ نے اس میں خبر دی کہ وہ جس کو چاہے گا اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا اور اسی ہی کی ذات کو علم ہے کہ وہ ہدایت کو اختیار کرے گا۔وَالظّٰلِمِيْنَ (اور ظالموں کیلئے )یہاں ظالم سے کافر مراد ہیں۔کیونکہ انہوں نے عبادت کو غلط مقام پر استعمال کیا۔یہ حالت نصبی میں واقع ہے۔اس فعل کی وجہ سے جس کی تفسیر اَعَدَّ کر رہا ہے۔مثلاً اوعد الظالمين يا كافأ الظالمين ۔اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے )

الحمدللہ سورۃ الانسان کا تفسیری ترجمہ قبل از جمعہ اختتام پذیر ہوا۔

والحمد لله على ذلك حمدًا كما امر



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ مرسلات مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پچاس آیات اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ

قسم ہے ان ہواؤں کی جو نفع پہنچانے کے لئے بھیجی جاتی ہیں، پھر ان ہواؤں کی جو سختی کے ساتھ چلتی ہیں، اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں، پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو

فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۭ﴿۷﴾ فَاِذَا

جدا کر دیتی ہیں، پھر ان ہواؤں کی جو اللہ کی یاد کا القاء کرنے والی ہیں توبہ کے طور پر یا ڈرانے کے طور پر بات یہی ہے کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہونے والی ہے، سو جب

النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَاۗءُ فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ

ستارے بے نور کر دیئے جائیں گے اور جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑتے پھریں گے اور جب پیغمبر

اُقِّتَتْ ۭ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ۭ﴿۱۲﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۭ﴿۱۴﴾

معین وقت پر جمع کئے جائیں گے، کس دن کیلئے ان کا معاملہ ملتوی کیا گیا۔ فیصلہ کے دن کیلئے اور آپ کو معلوم ہے فیصلہ کا دن کیا ہے،

وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾

بڑی خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کیلئے۔

## ہواؤں کی اقسام:

۱،۲،۳،۴،۵،۶: وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ○ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا○ وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا○ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا○ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا○ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا (قسم ہے ان ہواؤں کی جو نفع پہنچانے کیلئے بھیجی جاتی ہیں۔ پھر ان ہواؤں کی جو تندی سے چلتی ہیں۔ اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلاتی ہیں۔ پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں۔ پھر ان ہواؤں کی جو اللہ کی یاد یعنی توبہ کا یا ڈرانے کا القاء کرتی ہیں۔) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ان جماعتوں کی قسم اٹھائی ہے جن کو مختلف کاموں پر بھیجتے ہیں۔ پس وہ احکام کی تعمیل میں تیزی سے چلتے ہیں اور ان فرشتوں کی جماعتوں کی قسم جو اپنے پروں کو اس وقت پھیلاتے ہیں جب وہ وحی لے کر اترتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے احکامات کو زمین میں پھیلاتے ہیں۔ یا کفر و جہالت سے مرے ہوئے نفوس کو وحی کے ذریعہ وہ زندہ



BestUrduBooks.wordpress.com

کرتے ہیں۔ پس وہ فرشتوں کی جماعتیں حق و باطل میں جدائی کرتی ہیں۔ پس انبیاء علیہم السلام کی طرف نصیحت کا القاء کرتی ہیں تا کہ حق پرستوں کیلئے عذر کا باعث ہو اور باطل پرستوں کیلئے ڈراوے کا ذریعہ بنے۔

نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہواؤں کی قسم اٹھائی جن سے اقوام کو عذاب دیا۔ پس ان کو بھیجا پس وہ چلیں بہت تیز۔ اور ان ہواؤں کی جو فضاء میں بادلوں کو پھیلاتی ہیں۔ پھر جدا جدا کرتی ہیں۔ جیسا کہ اس ارشاد میں و یجعلہ کسفا [الروم:۴۸] پس وہ ذکر کا القاء کرتی ہیں۔ خواہ ان لوگوں کے عذر کیلئے جو توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معذرت چاہتے ہیں۔ اور استغفار کے ذریعہ معذرت کرتے ہیں جب وہ بادلوں میں اللہ تعالیٰ کا انعام دیکھتے ہیں۔ اور اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یا ان لوگوں کو ڈرانے کیلئے جو ناشکرے ہیں اور بارش کی نسبت ستاروں کی طرف کرتے ہیں۔ ان ہواؤں کو ملقیات ذکرا اس لئے کہا کہ وہ ذریعہ ہیں۔ عرفًا

نحو : یہ حال ہے ای متتابعۃ پے در پے جیسے گھوڑے کی گردن کے بال جو ایک دوسرے کے پیچھے ہوتے ہیں۔ نمبر۲۔ یہ مفعول لہ ہے۔ وہ ہوائیں احسان و بھلائی کی خاطر بھیجی جاتی ہیں۔

عصفًا و نشرًا نحو : یہ دونوں مصدر ہیں۔ مفعول مطلق ہیں۔

قراءت : او نذرًا ابو عمرو، کوفی سوائے ابو بکر اور حماد کے بلا تنوین پڑھا ہے۔ العذر و النذر۔ یہ دونوں مصدر ہیں۔ عذر الاساءۃ جب وہ برائی کو مٹائے اور انذر سے نذر ہے۔ جب کہ وہ ڈرائے یہ فُعل کے وزن پر ہے جیسے کفر، شکر یہ دونوں ذکرًا سے بدلیت کی بناء پر منصوب ہیں۔ یا مفعول لہ ہونے کی وجہ سے۔

۷ : اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ (کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے) یعنی قیامت کا دن جس کی آمد کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ لَوَاقِعٌ (وہ ضرور ہونے والی ہے) اترنے والی ہے۔ اس کی آمد میں کوئی شبہ نہیں۔

نحو : یہ جواب قسم ہے یہاں تک وقف نہیں ہے کیونکہ جواب قسم سے متصل ہوتا ہے۔

## منظر قیامت :

۸ : فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ (پس جب ستارے بے نور ہو جائیں گے) مٹا دیئے جائیں گے۔ یا ان کی روشنی جاتی رہے گی۔

نحو : فاذا کا جواب محذوف ہے اور اس میں عامل اس کا جواب ہے۔ اور وہ فعل کا واقع ہونا وغیرہ ہے اور النجوم یہ اس فعل کا فاعل ہے۔ جس کی تفسیر طمست کر رہا ہے۔

۹ : وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ (اور جب آسمان پھٹ جائے گا) کھول دیا جائے گا پس وہ دروازے دروازے نظر آئے گا۔

۱۰ : وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ (اور جب پہاڑ اڑتے پھریں گے) ان کو ان کے مقامات سے اکھاڑ دیا جائیگا۔

۱۱ : وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (اور جب پیغمبر وقت معین پر جمع کیے جائیں گے) اقتت اصل میں وقتت ہے جیسا کہ ابو عمرو کی قراءت میں ہے واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا۔ توقیت رسل کا مطلب اس وقت کا واضح کر دینا جس میں ان کو شہادت کیلئے حاضر ہونا ہے تا کہ وہ اپنی امتوں کے متعلق گواہی دیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۲ :لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ (کس دن کیلئے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا ہے) مؤخر کیا گیا اور مہلت دے دی گئی۔اس میں اس دن کی عظمت کو بتلایا اور اس کی ہولناکی پر تعجب کا اظہار کیا گیا۔جیسا کہ وقت میں کوئی وقت ٹھہرا لیا جاتا ہے۔

۱۳ :لِیَوْمِ الْفَصْلِ (فیصلہ کے دن کیلئے) یہ یوم مؤجل کا بیان ہے۔وہ دن ہے جس میں مخلوقات کا باہمی فیصلہ ہوگا۔

## فیصلے کا دن:

۱۴ :وَمَآ اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ (اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیا کچھ ہے) اس میں پھر تعجب کا اظہار کیا گیا اور اس کے معاملے کی بڑائی کو ظاہر کیا گیا۔

۱۵ :وَیْلٌ (بڑی خرابی ہے)

نحو : نکرہ ہونے کے باوجود مبتدأ ہے کیونکہ اصل کے اعتبار سے مصدر منصوب ہے۔ جواپنے فعل کے قائم مقام آ گیا۔لیکن نصب سے رفع کی طرف عدول کیا گیا۔کیونکہ ہلاکت کے دوام وثبات کو ظاہر کرتا ہے جس کے لئے یہ بددعا کی جائے۔اور اس کی مثال سلامٌ علیکم [القصص:۵۵] اس کی خبر للمکذبین ہے۔

یَّوْمَئِذٍ (اس دن) نحو : یہ اس کا ظرف ہے۔لِّلْمُکَذِّبِیْنَ (جھٹلانے والوں کیلئے) جو اس دن کو جھٹلاتے ہیں۔

نحو : یہ ویلٌ کی خبر ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

الم نهلك الاولين ﴿۱۶﴾ ثم نتبعهم الاخرين ﴿۱۷﴾ كذلك نفعل بالمجرمين ﴿۱۸﴾

کیا ہم نے اگلے لوگوں کو ہلاک نہیں کیا پھر پچھلے لوگوں کو ان ہی کے ساتھ کر دیں گے ہم مجرمین کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں'

ويل يومئذ للمكذبين ﴿۱۹﴾ الم نخلقكم من ماء مهين ﴿۲۰﴾ فجعلنه في قرار

اس روز حق جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی کیا ہم نے تمہیں ذلیل پانی سے نہیں پیدا کیا سو ہم نے اسے ٹھہرانے کی محفوظ

مكين ﴿۲۱﴾ الى قدر معلوم ﴿۲۲﴾ فقدرنا فنعم القدرون ﴿۲۳﴾ ويل يومئذ

جگہ میں ایک وقت مقرر تک رکھا' سو ہم نے ایک اندازہ ٹھہرا دیا سو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھہرانے والے ہیں' اس دن بڑی خرابی ہے

للمكذبين ﴿۲۴﴾ الم نجعل الارض كفاتا ﴿۲۵﴾ احياء وامواتا ﴿۲۶﴾ وجعلنا فيها

جھٹلانے والوں کے لئے' کیا ہم نے زمین زندوں اور مردوں کو سمیٹنے والی نہیں بنائی اور ہم نے اس میں اونچے اونچے

رواسي شمخت واسقينكم ماء فراتا ﴿۲۷﴾ ويل يومئذ للمكذبين ﴿۲۸﴾

پہاڑ بنا دیئے اور ہم نے تمہیں میٹھا پانی پلایا' اس روز بڑی خرابی ہے جھٹلانے والوں کے لئے۔

انطلقوا الى ما كنتم به تكذبون ﴿۲۹﴾ انطلقوا الى ظل ذي ثلث شعب ﴿۳۰﴾

تم اس کی طرف چلو جس کو جھٹلایا کرتے تھے' ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں

## جھٹلانے والوں کی ہلاکت:

۱۶ : اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ (کیا ہم اگلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر چکے) جھٹلانے والی اقوام جو گزشتہ زمانوں میں ہوئیں۔

۱۷ : ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ (پھر پچھلوں کو بھی ان کے ساتھ ساتھ کر دیں گے) یہ وقف کے بعد جملہ مستانفہ ہے۔ یہ اہل مکہ کے نام وعید ہے کہ پھر ہم ان جیسے پچھلوں سے بھی وہی سلوک کریں گے جو پہلوں کے ساتھ کیا کیونکہ انہوں نے اسی طرح تکذیب کی جیسا انہوں نے کی۔

۱۸ : كَذٰلِكَ (اسی طرح) اس جیسا سخت معاملہ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ (ہم مجرمین کے ساتھ کیا کرتے ہیں)۔ ہر اس شخص سے جو جرم کرے۔

۱۹ : وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی) اس کے سبب جو ہم نے وعدہ کیا ہے۔

۲۰ : اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ (کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی سے نہیں بنایا) مھین حقیر اور وہ نطفہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۱ : فَجَعَلْنٰهُ (پھر ہم نے اس کو رکھا) یعنی پانی کو فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ (ایک محفوظ جگہ میں) مقرر وہ جگہ جہاں کوئی چیز ٹھہرے۔ اور وہ رحم ہے۔

۲۲ : اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (ایک وقت مقررہ تک)

نحو : یہ محلاً حال ہے۔ اس کو وقت کی ایک مقدار تک مؤخر کیا۔ معلوم اللہ تعالیٰ کو وہ معلوم ہے اور اسی نے ہی فیصلہ فرمایا ہے۔ اور وہ نو ماہ یا اس سے اوپر یا اس سے کم۔

۲۳ : فَقَدَرْنَا (غرض ہم نے ایک اندازہ ٹھہرایا) پس ہم نے اس کا ایک اندازہ کیا۔ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ (پس ہم کیسے اچھے اندازہ کرنے والے ہیں) پس ہم اس کا خوب اندازہ کرنے والے ہیں۔ نمبر۲۔ پس ہم اس پر قدرت رکھتے ہیں پس ہم اس پر کیا خوب قدرت رکھنے والے ہیں۔ فَقَدَّرنا۔ پہلی تشدید والی قرءات نافع و علی کے زیادہ مناسب ہے۔ اور اس قول باری تعالیٰ کی وجہ سے بھی من نطفة خلقهٗ فقدرهٗ [عبس:۱۹]

۲۴ : وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ (جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی) جو جھٹلاتے ہیں فطرت کے انعامات کو۔

۲۵ : اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا (کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا) کِفات۔ یہ کفت الشئی سے لیا گیا۔ جب اس کو ملائے اور جمع کرے یہ اسم ہے اس چیز کیلئے بولا جاتا ہے جو کفایت کرے سمیٹے۔ جیسا کہ عرب کا قول الضمام اس کو بولتے ہیں جو ملائے اور اس کی وجہ سے احیاءً و امواتًا منصوب ہے۔ گویا کلام اس طرح ہے کافتة احیاء و امواتًا۔ وہ زمین مردوں اور زندوں کو سمیٹنے والی ہے۔ نمبر۲۔ اس کا فعل محذوف ہے اور کفاتًا اس پر دلالت کرتا ہے اور وہ تکفتُ ہے کلام اس طرح ہے: تکفت احیاءً علی ظهرها و امواتا فی بطنها۔ زمین نے زندوں کو پشت پر سمیٹ رکھا ہے اور مردوں کو اپنے بطن میں۔

۲۶ : اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا (زندوں اور مردوں کو) ان کی تنوین تفخیم کے لئے ہے کلام اس طرح ہے: تکفت احیاء لا یعدون و امواتا لا یحصرون۔ وہ لاتعداد زندوں اور مردوں کو سمیٹتی ہے۔

۲۷ : وَّجَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ (اور ہم نے اس میں پہاڑ بنائے گڑے رہنے والے پہاڑ)۔ شٰمِخٰتٍ (بلند) وَّاَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا (ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا)

۲۸ : وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ (جھٹلانے والوں کیلئے اس روز بڑی خرابی ہے) جو ان نعمتوں کو جھٹلاتے ہیں۔

۲۹ : اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ (تم اس عذاب کی طرف چلو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے) یعنی کفار کو قیامت کے دن کہا جائے گا تم اس آگ کی طرف چلو جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

۳۰ : اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ (ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں) انطلقوا کو تاکید کیلئے دوبارہ لائے۔ ظل سے مراد جہنم کا دھواں ہے۔ ثلاث شعب وہ کئی شاخوں میں بٹا ہوگا جن میں تین بڑی ہونگی۔ اور اسی طرح بڑا دھواں تین بڑے حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿٣٣﴾

جس میں نہ سایہ ہے اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے' وہ انگارے پھینکے گا۔ جیسے بڑے بڑے محل' جیسے کالے کالے اونٹ بڑی خرابی ہے

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٤﴾ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿٣٦﴾

اس دن جھٹلانے والوں کے لئے یہ وہ دن ہو گا جس میں بول نہ سکیں گے اور انہیں اجازت نہ دی جائے گی کہ عذر کر سکیں'

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٣٧﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٨﴾

بڑی خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے یہ فیصلہ کا دن ہے ہم نے تمہیں اور اگلے لوگوں کو جمع کیا ہے'

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿٣٩﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٠﴾ ع ۲۱

سو اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہے تو میرے مقابلے میں اس تدبیر کو استعمال کر لو' بڑی خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤١﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٤٢﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

بلاشبہ پرہیز گار لوگ سایوں میں اور چشموں میں اور ایسے میووں میں ہوں گے جن کی اشتہاء ہو گی' کھاؤ اور پیو

هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

مبارک طور پر ان اعمال کے عوض جو تم کرتے تھے' بلاشبہ ہم اسی طرح اچھے کام کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں' بڑی خرابی ہے اس دن

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٥﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

جھٹلانے والوں کے لئے کھاؤ اور برت لو تھوڑے سے دن بے شک تم مجرم ہو۔ بڑی خرابی ہے اس دن

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾

جھٹلانے والوں کے لئے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جھکو تو نہیں جھکتے بڑی خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع ۲۲

سو قرآن کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے۔

۳۱ : لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ (جس میں نہ سایہ ہے اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے) ظلیل یہ ظل کی صفت ہے۔مطلب یہ ہے وہ اس دن کی گرمی اور آگ کی حرارت سے سایہ دینے والے نہ ہوگا۔ولا یغنی یہ محل جر میں واقع ہے۔ای و غیر مغن عنهم وہ ان کو فائدہ دینے والا نہ ہوگا۔من اللهب یعنی من حر اللهب بھڑک کی حرارت سے وہ ذرہ بھر کام نہ دے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## محل جیسی چنگاری:

۳۲ : اِنَّهَا تَرْمِىْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ (وہ انگارے برسائے گا جیسے بڑے بڑے محل) انہا یعنی وہ آگ الشرر آگ سے اڑنے والی چنگاریاں کالقصر محل کی طرح بڑی بڑی ہونگی۔ ایک قول یہ ہے گھنے درخت اس کا واحد قَصْرَةٌ ہے۔

۳۳ : كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ (جیسے کالے کالے اونٹ)

قراءت: کوفیوں نے سوائے ابوبکر کے جِمَالَةٌ پڑھا ہے۔ جمع جَمَلٍ کی ہے دیگر قراء نے جِمَالَاتٌ پڑھا جو کہ جمع الجمع ہے۔ صفر جمع اصفر یعنی ایسا سیاہ جو زردی کی طرف مائل ہو۔ ان انگاروں کو محلات سے تشبیہ دی کہ محلات جیسے بلند اور بڑے ہوتے ہیں اسی طرح وہ انگارے بڑے بڑے اور اونچے ہونگے۔ اور اونٹوں سے تشبیہ لمبائی' بڑائی اور رنگت میں دی۔

۳۴ : وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (اس دن جھٹلانے والوں کیلئے بڑی خرابی ہے) بڑی خرابی اس لئے ہے کیونکہ وہ ان صفات سے متصف ہوگی۔

۳۵ : هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ (یہ وہ دن ہوگا جس دن وہ بول نہ سکیں گے) یوم کو نصب سے پڑھا گیا ہے۔ کلام اس طرح ہے۔ هذا الذی قص علیکم واقع یومئذٍ۔ یہ جو تم پر بیان ہوا وہ اس دن پڑنے والا ہے۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

آپ سے اس آیت اور ثم انکم یوم القیامة عند ربکم تختصمون [الزمر:۳۱] کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اس دن کئی مواقف و مواقع ہیں۔ بعض میں وہ جھگڑیں گے اور بعض مواقع میں بات تک نہ کریں گے۔ نمبر۲۔ لا ینطقون ما ینفعهم ایسی بات نہ کریں گے جو ان کو مفید ہو۔ ان کی بات کو عدم نطق سے تعبیر کیا۔ (کیونکہ وہ بات نہ بات کرنے جیسے ہوگی)

۳۶ : وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ (اور نہ انکو اجازت ہوگی۔ پس عذر بھی نہ کرسکیں گے) فیعتذرون کا عطف یوذن پر ہے۔ اور یہ بھی نفی کی لڑی میں پرویا ہوا ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے۔ لا یکون لهم اذن و لا اعتذار۔ نہ ان کو اجازت اور نہ معذرت کرنا ہوگی۔

۳۷ : وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (اس دن جھٹلانے والوں کیلئے بڑی خرابی ہوگی) جو کہ اس دن کو جھٹلانے والے ہیں۔

## فیصلے اور جمع کا دن:

۳۸ : هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ (یہ فیصلے کا دن ہے) اس میں حق پرست اور باطل پرست میں فیصلہ کیا جائے گا۔ اسی طرح محسن، بدسلوکی والے کو بدلہ دیا جائے گا۔ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ (ہم نے تم کو اور اگلوں کو جمع کر لیا) کم سے مراد وہ مخاطبین جو آپ کی تکذیب کرنے والے تھے۔ الاولین سے مراد وہ جو آپ سے پہلے تکذیب والی اقوام ہوگزریں۔

۳۹ : فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ (اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہے تو مجھ پر چلالو) کید عذاب کو دور کرنے کا حیلہ، فکیدون وہ حیلہ مجھ پر چلا دیکھو تا کہ تم عذاب سے چھوٹ جاؤ۔ کید کا لفظ متعدی ہے تم کہتے ہو۔ کدت فلانا جب تم اس پر اپنا حیلہ



BestUrduBooks.wordpress.com

استعمال کرو۔

۴۰ : وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ (اس دن بڑی خرابی ہے ان لوگوں کیلئے جو تکذیب کرنے والے ہیں) بعث بعد الموت کی۔

## متقین کے انعامات:

۴۱ : اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ ظِلٰلٍ وَّعُيُوۡنٍ (پرہیزگار لوگ سایوں اور چشموں میں ہونگے) المتقین سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے والے ہیں۔ ظلال جمع ظل کی ہے۔ عیون جمع عین وہ چشمے جو جنت میں جاری ہونگے۔

۴۲ : وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشۡتَهُوۡنَ (اور میوے جوان کو مرغوب ہونگے) یعنی لذیذ اور پسندیدہ۔

۴۳ : كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِيۡٓــًٔا ۢ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (تم کھاؤ پیو خوب مزے سے اپنے اعمال کے بدلے) کلوا واشربوا یہ موضع حال میں واقع ہے۔ اور اس کا ذوالحال متقین کی ضمیر ہے جو اس ظرف میں واقع ہے جو فی ظلال میں ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے ھم مستقرون فی ظلال مقولا لھم ذلک۔ وہ سایوں میں قرار پکڑنے والے ہونگے اور ان کو یہ کہا جائے گا کلوا واشربوا بما کنتم تعملون جو تم دنیا میں عمل کرتے رہے۔

۴۴ : اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ (ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں) پس تم بھی نیکیاں کروتا کہ تمہیں یہ بدلہ ملے۔

۴۵ : وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ (اس دن بڑی خرابی ہے جھٹلانے والوں کے لئے) جو جنت کو جھٹلاتے ہیں۔

۴۶ : كُلُوۡا وَتَمَتَّعُوۡا قَلِيۡلًا اِنَّكُمۡ مُّجۡرِمُوۡنَ (تم تھوڑے دن اور کھالو۔ برت لو۔ تم بیشک مجرم ہو) یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اس میں مجرمین کو بطور تہدید دنیا میں مخاطب کیا گیا۔ جیسا دوسری آیت میں اعملوا ماشئتم [فصلت: ۴۰] قلیلا دنیا کا سامان جتنا بھی ہو قلیل ہے۔ مجرمون کفر کرنے والے ہو۔ یعنی ہر مجرم کھاتا اور نفع اٹھاتا ہے۔ یہ دنیا کے دن انتہائی قلیل ہیں۔ پھر وہ ہمیشہ کی ہلاکت میں پڑ جاتا ہے۔

۴۷ : وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ (اس دن بڑی خرابی ہے۔ جھٹلانے والوں کی) جو منعم کو جھٹلاتے ہیں۔

۴۸ : وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ ارۡكَعُوۡا (جب ان سے کہا جاتا ہے جھکو تم) اللہ تعالیٰ کیلئے خشوع اختیار کرو۔ اور اسکی وحی کو قبول کر کے تواضع اختیار کرو اور اسکے دین کی اتباع کرو اور یہ تکبر چھوڑ دو۔ لَا يَرۡكَعُوۡنَ (تو نہیں جھکتے) وہ خشوع اختیار نہیں کرتے اور نہ اسکو قبول کرتے ہیں اور اپنے تکبر پر مصر ہیں۔ یا اذا قیل لھم صلوا لایصلون جب انکو نماز پڑھنے کیلئے کہا جاتا تو وہ نماز نہیں پڑھتے۔

۴۹ : وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ (اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی) جو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کی تکذیب کرنے والے ہیں۔

۵۰ : فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍۢ بَعۡدَهٗ يُؤۡمِنُوۡنَ (تو پھر اس کے بعد اور کونسی بات پر ایمان لاویں گے)۔ بعدہ یعنی قرآن کے بعد۔ یؤمنون اگر وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ وہ بصارت افروز نشانی اور کھلا معجزہ ہے۔ آسمانی کتابوں میں سے اس کا معجزہ ہونا ظاہر ہے۔ پس اس کتاب کے بعد اور کس کتاب پر وہ ایمان لائیں گے۔

تمت سورۃ المرسلات بعون اللّٰہ تعالیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ النَّبَا مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ النبا مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چالیس آیات اور دو رکوع ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ① عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ② الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ③

یہ لوگ کس چیز کے بارے میں دریافت کرتے ہیں' بڑی خبر کے بارے میں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ④ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ⑤ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ⑥ وَّالْجِبَالَ

خبردار! وہ عنقریب جان لیں گے پھر خبردار! وہ عنقریب جان لیں گے کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو

اَوْتَادًا ⑦ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ⑧ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ⑨ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ⑩

میخیں نہیں بنایا' اور ہم نے تمہیں جوڑے پیدا کیا ہے اور تمہاری نیند کو ہم نے آرام کی چیز بنایا اور رات کو لباس بنایا'

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ⑪ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ⑫ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا

اور دن کو روزی کمانے کا وقت بنایا' اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے' اور ہم نے بنا دیا ایک روشن

وَّهَّاجًا ⑬ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ⑭ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ⑮

چراغ' اور ہم نے اتار دیا پانی سے بھرے ہوئے بادلوں سے خوب بہنے والا پانی تاکہ ہم اس کے ذریعہ دانے اور سبزی

وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ⑯ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ⑰ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ

اور گنجان باغ نکالیں۔ بلاشبہ فیصلوں کا دن مقرر ہے جس دن صور پھونکا جائے گا

اَفْوَاجًا ⑱ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ⑲ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ⑳

سو تم لوگ فوج در فوج آجاؤ گے' اور آسمان کھول دیا جائے گا سو وہ دروازے ہی دروازے ہو جائے گا' اور پہاڑ چلا دیئے جائیں گے سو وہ ریت ہو جائیں گے۔

۱: عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ (یہ لوگ کس چیز کا حال دریافت کرتے ہیں) عَمَّ کی اصل عن، ما تھی اور اس طرح بھی پڑھا گیا ہے پھر نون کو میم میں ادغام کر دیا تو عَمَّا ہو گیا اور اس طرح بھی پڑھا گیا پھر الف بطور تخفیف حذف کر دیا گیا۔ اور حذف کی وجہ استفہام میں



BestUrduBooks.wordpress.com

کثرت سے استعمال ہے اور زیادہ استعمال اسی کا ہے یہ استفہام اس چیز کی تفخیم اور ہولناکی کو ظاہر کرنے کیلئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز پوشیدہ اور چھپی ہوئی نہیں ہے۔ یَتَسَآ ءَ لُوْنَ (وہ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں)۔ نمبر۲۔ وہ دوسروں سے پوچھتے ہیں۔ اہل مکہ ایمان والوں سے استہزاء پوچھتے اور آپس میں بھی اس کے متعلق بات کرتے رہتے تھے۔

۲ : عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ (وہ بڑی خبر کے متعلق ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں) اس میں قیامت کی عظمت کی وضاحت ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے عم یتساء لون ، یتساء لون عن النبأ العظیم وہ کس چیز کے متعلق پوچھتے ہیں ایک عظیم الشان خبر کے متعلق باہمی گفت وشنید کرتے ہیں۔

## مؤمن مشیت کے لئے اور کافر استہزاء کے لئے:

۳ : الَّذِیْ ھُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ (جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں) پس بعض ان میں سے قطعی انکار کرنے والے تھے۔ جبکہ بعض دوسرے شک کرتے تھے۔ ایک اور قول ہے کہ ھم کی ضمیر مسلمانوں اور کفار دونوں کی طرف راجع ہے۔ اور تمام ہی قیامت کے متعلق پوچھتے رہتے تھے۔ مسلمان تو اس لئے پوچھتے تا کہ خشیت میں اضافہ ہو اور کافر اس لئے پوچھتے تا کہ استہزاء کر سکیں۔

۴ : كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ (ہرگز ایسا نہیں ان کو بھی معلوم ہوا جاتا ہے) کلا یہ اختلاف پر ردع کیلئے ہے۔ نمبر۲۔ استہزاء کے طور پر سوال قیامت پر ردع ہے۔ سَیَعْلَمُوْنَ اس میں کفار کیلئے وعید ہے کہ عنقریب ان کو آنکھوں دیکھ کر حال معلوم ہو جائے گا کہ جس کے متعلق وہ مذاق اڑانے کیلئے سوال کرتے تھے وہ برحق ہے (گویا یہ وعید قبر ہے کہ ان کو قبر میں معلوم ہو جائے گا)

۵ : ثُمَّ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ (پھر ہرگز ایسا نہیں ان کو بھی معلوم ہوا جاتا ہے) اس میں ان کو دوبارہ دھمکی دی گئی۔ ثُمَّ بتا رہا ہے۔ کہ دوسری وعید پہلی سے بلیغ تر ہے اور پہلی وعید سے زیادہ سخت ہے (قبر سے قیامت سخت تر ہے)

## ایجادات باری تعالیٰ:

۶ : اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا (کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا) (یہ استفہام انکاری ہے) جب کفار نے بعث کا انکار کیا تو ان کو مخاطب کر کے فرمایا کیا بعث کی نسبت جس کی طرف کی جا رہی ہے اس نے یہ عجیب مخلوقات پیدا نہیں فرمائیں؟ جب جواب ہاں میں ہے تو تم اس کی بعث بعد الموت پر قدرت کو کیوں نہیں مانتے حالانکہ وہ ایجاد بھی ان ایجادات سے چنداں مختلف نہیں) یا ان کو اس طرح کہا جا رہا ہے کہ تم بتلاؤ اس نے یہ ساری اشیاء کیوں بنائیں؟ حکیم کوئی فعل فضول کرتا ہی نہیں بعث کا انکار کرنے سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اس نے جو کچھ کیا وہ بلا مقصد کیا؟ مِهٰدًا (فرش) جس کو ہم نے بچھا دیا یہاں تک کہ تم اس پر رہائش پذیر ہو۔

۷ : وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا (اور پہاڑوں کو میخیں) زمین کیلئے تا کہ زمین میں ارتعاشی جنبش نہ ہو۔ لِئَلَّا تَمِیْدَ بِكُمْ۔

۸ : وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا (اور ہم نے ہی تم کو جوڑا بنایا) یعنی مذکر و مؤنث (نر، مادہ)

۹ : وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا (اور ہم ہی نے تمہارے سونے کو راحت کی چیز بنایا) سباتا تمہارے اعمال کو قطع کر دینے والی اور



BestUrduBooks.wordpress.com

تمہارے ابدان کیلئے راحت بنایا۔ السبت قطع کرنا۔

١٠ : وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا (اور ہم ہی نے رات کو پردہ کی چیز بنایا) ایسا پردہ جو تمہیں لوگوں کی آنکھوں سے اس وقت چھپا لیتا ہے جب تم لوگوں کو اطلاع دیئے بغیر کوئی کام کرنا چاہتے ہو۔

١١ : وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (اور ہم ہی نے دن کو معاش کا وقت بنایا) تم اپنی ضروریات اور کاروبار میں دن کے دوران آتے جاتے ہو۔

١٢ : وَّ بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا (ہم ہی نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے) سبع یعنی سات آسمان، شدادًا جمع شدیدۃٌ کی ہے۔ مضبوط و طاقتور جس میں مرورِ زمانہ کا اثر نہیں۔ نمبر٢۔ موٹے کہ ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔

١٣ : وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (اور ہم ہی نے ایک روشن چراغ بنایا) روشن بھڑکنے والا یعنی سورج روشنی اور حرارت ہر دو کا جامع ہے۔ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ (اور ہم ہی نے بھرے بادلوں سے برسایا) السحائب اذا اعصرت یعنی بادل اس کے لئے تیار ہوں کہ ہوائیں ان کو نچوڑ کر بارش برسائیں اور اسی سے اہل عرب کہتے ہیں اعصرت الجاریۃ جبکہ وہ حیض کی عمر کے قریب ہو جائے۔ نمبر٢۔ ہوائیں مراد ہیں وہ بادلوں کو بناتی اور ان سے بارش نکالتی ہیں جیسے اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا ہے۔ پس یہ درست ہے کہ ان کو بارش اتارنے کا مبدأ قرار دیا جائے اور یہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہواؤں کو اٹھاتے ہیں۔ پھر وہ آسمان پانی اٹھا کر بادلوں میں منتقل کرتی ہیں۔ مَآءً ثَجَّاجًا (کثرت سے پانی) ثجاجًا کثرت سے بہنے والا۔

١٥ : لِّنُخْرِجَ بِهٖ (تا کہ ہم پیدا کریں اس سے) یعنی پانی کے ذریعہ سے حَبًّا (غلہ) گندم، جو، وَّنَبَاتًا (اور سبزی) یعنی سبزہ گھاس وَجَنّٰتٍ (اور باغات) اَلْفَافًا (گنجان) یعنی جن کے درخت باہم لپٹے ہوئے ہیں۔ اس کا واحد لِفٌّ ہے۔ جیسا جذع واجذاع یا لفیفٌ جیسا شَرِیْفٌ واشراف یا اس کا کوئی واحد نہیں جیسا اوزاع نمبر٤۔ یہ جمع الجمع ہے یہ جمع لُفٌّ ولُفٌّ جمع لَفّاءُ گنجان درخت، لپٹا ہوا درخت

قراءت: الم نجعل سے الفافًا تک وقف نہیں ہے اور اوتادًا پر اور معاشا پر وقف ضروری ہے۔

## ثواب وعقاب کے لئے میعاد:

١٦ : اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ (بیشک فیصلے کا دن) یعنی محسن، مسیئی اور باطل پرست اور حق پرست کے مابین۔ كَانَ مِيْقَاتًا (ایک معین وقت ہے) مقررہ میعاد ہے۔ اور جزاء ملنے کیلئے طے شدہ انتہاء ہے۔ نمبر٢۔ ثواب وعقاب کے لئے میعاد ہے۔

## صور پھونکنا اور کائنات کا حال:

١٧ : يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ (یعنی اس دن صور پھونکا جائے گا)



BestUrduBooks.wordpress.com

إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِينَ مَآبًا ﴿٢٢﴾ لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَا

بلاشبہ جہنم ایک گھات کی جگہ ہے' سرکشوں کا ٹھکانہ ہے جس میں وہ بہت زیادہ عرصہ ہائے دراز تک رہیں گے اس میں

يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَاءً وِفَاقًا ﴿٢٦﴾

نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ پینے کی کوئی چیز' سوائے گرم پانی کے اور پیپ کے یہ بدلہ ہوگا ان کے اعمال کے موافق'

إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ

بلاشبہ وہ حساب کا خیال نہیں رکھتے تھے اور انہوں نے ہماری آیات کو دلیری کے ساتھ جھٹلایا اور ہم نے ہر چیز کو

أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٩﴾ فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ ع ۱

کتاب میں پوری طرح سے لکھ دیا ہے' سوتم چکھ لو' سو ہم تمہارے لئے عذاب کو بڑھاتے ہی رہیں گے۔ بلاشبہ متقیوں کے لئے کامیابی ہے'

نحو: یہ یوم الفصل کا بدل ہے۔نمبر۲۔عطف بیان ہے۔فی الصور یعنی قرن میں۔

فَتَأْتُوْنَ اَفْوَاجًا (پھر تم لوگ گروہ گروہ ہو کر آؤ گے)

نحو: افواجًا یہ حال ہے یعنی مختلف جماعتوں میں یا امتوں میں تقسیم ہو کر آؤ گے ہر امت اپنے رسول کے ساتھ ہوگی۔

۱۹: وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ (اور آسمان کھل جائے گا)

قراءت: کوفی قراء نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔مطلب یہ ہے کہ آسمان فرشتوں کے اترنے کیلئے پھٹ جائے گا۔

فَكَانَتْ اَبْوَابًا (پھر اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے) پس وہ دروازوں، راستوں اور پھٹے ہوئے مقامات پر مشتمل ہوگا جبکہ آج اس میں کوئی پھٹا ہوا مقام نہیں۔

۲۰: وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ (اور پہاڑ ہٹا دیے جائیں گے) یعنی سطح زمین سے فَكَانَتْ سَرَابًا (پس وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے)

## جہنم مؤمن کی راہ گزر کفار کا مستقر:

۲۱: اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا (بیشک دوزخ ایک گھات کی جگہ ہے) مرصادًا ایسا راستہ جس پر مخلوق کا گزر ہوگا۔پس مؤمن اس پر چلے گا اور کافر اس میں داخل ہوگا۔

ایک قول یہ ہے المرصاد۔ وہ سرحد جس پر چوکی قائم کی جاتی ہے۔یعنی وہ سرکشوں کی ایسی سرحد ہے جس پر وہ عذاب کے منتظر ہونگے۔اور وہ ان کا ٹھکانہ بنے گی۔نمبر۲۔وہ اہل جنت کیلئے سرحد ہے جس پر فرشتے کھڑے ہو کر مؤمنوں کا استقبال کریں گے کیونکہ انہوں نے اس پر سے گزر کر جانا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۲ : لِّلطّٰغِیْنَ مَاٰبًا (سرکشوں کا ٹھکانہ ہے) یعنی وہ کافروں کیلئے لوٹنے کی جگہ اور ٹھکانہ ہے۔

۲۳ : لّٰبِثِیْنَ فِیْهَآ اَحْقَابًا (جس میں وہ بے انتہاء زمانوں تک رہیں گے) لٰبثین کا معنی ٹھہرنے والے ہونگے۔ نحو : طاغین کی ضمیر سے لٰبثین حال ہے۔

قراءت : حمزہ نے لَبِثِیْن پڑھا ہے۔ اللبث زیادہ قوی ہے کیونکہ لابث اسی شخص کو کہتے ہیں جس سے ٹھہرنا پایا جائے خواہ اقل قلیل کیوں نہ ہو۔ اور اللّبث اس کو کہتے ہیں جس کی شان یہ ہو کہ وہ مکان میں ٹھہرے اور قیام کرے۔ فیھآ سے جہنم میں ٹھہرنا مراد ہے۔ احقابا یہ جمع حقب کی ہے اور اس کا معنی ہے ص زمانہ۔ اس سے کوئی عدد خاص مراد نہیں بلکہ ہمیشگی مراد ہے۔ جب ایک حقب گزر جائے گا تو اس کے پیچھے دوسرا حقب غیر منتہی زمانے کیلئے شروع ہوگا۔ الحقب اور الحقبة کا استعمال کلام عرب میں پے در پے اور متواتر زمانوں کیلئے کیا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ الحقب اسّی سال کا ہوتا ہے۔ بعض علماء سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے بیس سال کے بعد جواب دیا لٰبثین فیھا احقابا (کہ وہ اس میں زمانہ دراز تک رہیں گے)۔

## احوالِ جہنم :

۲۴ : لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا (اس میں وہ نہ کسی ٹھنڈک کا مزا چکھیں گے اور نہ پینے کی چیز کا) یعنی وہ چکھنے والے نہ ہونگے۔

نحو : یہ لابثین کی ضمیر سے حال ہے۔

پس جب یہ احقاب ختم ہو جائیں گے جس میں ان کو ٹھنڈک اور مشروب سے روک دیا گیا۔ تو اور احقاب بدل دیئے جائیں گے جن میں دوسرا عذاب ہوگا۔ وہ ایسے احقاب ہیں کہ ان کے بعد ختم نہ ہونے والے احقاب ہونگے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ اس محاورہ سے ماخوذ ہے حقب عامُنا جبکہ بارش اور خیر و برکت کم ہو جائے اور حقب فلان جبکہ رزق اس سے خطاء کر جائے وہ حقب ہے اور اس کی جمع احقاب ہے۔

نحو : اور یہ بطور حال منصوب ہے۔ ای لا بثین فیھا حقبین۔

وَلَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا : وہ اس میں ٹھہرنے والے ہونگے اس حال میں کہ وہ رزق سے محروم ہونگے یعنی وہ اس میں ٹھنڈک اور مشروب چکھ تک نہیں سکیں گے یہ لا یذوقون اس کی تفسیر ہے۔ اور

۲۵ : اِلَّا حَمِیْمًا وَّغَسَّاقًا (سوائے گرم پانی اور پیپ کے) یہ استثناء منقطع ہے تقدیر کلام یہ ہے لایذوقون فی جھنم یا فی احقاب بردًا یعنی ایسی راحت جو ان سے آگ کی حرارت کو دور کر دے یا نیند اور اسی سے محاورہ ہے منع البردُ البردَ۔ سردی نے نیند کو روک دیا۔ و لا شرابًا اور نہ ایسا مشروب جو ان کی پیاس کو مٹا دے۔ لیکن وہ اس میں چکھیں گے گرم پانی جو اس قدر گرم ہوگا کہ جدھر سے گزرے گا جلا ڈالے گا۔ اور غسّاقًا یعنی جہنمیوں کے زخموں کی پیپ۔ ان کو پینے کیلئے دی جائیگی۔ قراءت : غسّاقا کوفی قراء نے تشدید کے ساتھ پڑھا ہے سوائے ابوبکر کے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۲۶ :جَزَآءً وِّ فَاقًا (یہ پورا بدلہ ملے گا)اے جوزوا جزاء وفاقًا یعنی ان کو بدلہ دیا جائے گا جو ان کے اعمال کے عین مناسب ہوگا۔جزاءً مصدر ہے اور صفت کے معنی میں مستعمل ہے۔نمبر۲۔ذاو فاقٍ موافقت والا۔پھر جملہ مستانفہ بطور تعلیل لائے فرمایا۔

۲۷ :اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا (وہ لوگ حساب کا اندیشہ نہ رکھتے تھے) یعنی اپنے متعلق ان کو اللہ تعالیٰ کے محاسبہ کا ڈر نہ تھا۔نمبر۲۔ان کا بعث پر ایمان ہی نہ تھا کہ وہ حساب کی امید رکھتے۔

۲۸ :وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا (اور ہماری آیتوں کو خوب جھٹلاتے تھے) کذابًا تکذیب کے معنی میں ہے اور فعال کا وزن تفعیل میں پایا جانا ظاہر ہے۔

۲۹ :وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا (اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے)

نحو :کل شیءٍ فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہے جس کی تفسیر احصینا کر رہا ہے۔کتابًا یہاں مکتوبا کے معنی میں ہے یعنی لوح محفوظ میں لکھا ہے۔یا یہ مصدر ہے جو احصاءً کے معنی میں ہے۔نمبر۲۔یا احصینا یہ کتبنا کے معنی میں ہے۔کیونکہ احصاء عموماً کتابت کے ذریعہ ہوتا ہے۔یہ آیت جملہ معترضہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فذوقوا حساب کے متعلق ان کے کفر اور آیات کی تکذیب کا مسبب ہے۔

۳۰ :فَذُوْقُوْا (پس تم مزہ چکھو) یعنی تم اپنی سزا چکھو!اور طریق التفات یہ شدت غضب کیلئے شاہد ہے۔فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا (پس تم مزہ چکھو کہ ہم تمہاری سزا ہی بڑھاتے چلے جائیں گے) حدیث میں وارد ہے اہل نار پر سب سے زیادہ سخت آیت قرآن مجید میں یہ آیت ہے۔(رواہ ابن ابی حاتم،بحوالہ حاشیہ کشاف)

## متقین کی کامیابی:

۳۱ :اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کیلئے بیشک کامیابی ہے) مفازًا یہ الفوز سے مَفْعَلٌ کا وزن ہے مصدر بھی بن سکتا ہے۔اس کا مطلب ہر ناپسند سے نجات پانا اور ہر محبوب و پسند کو پالینا ہے اور مفازًا ظرف مکان بن سکتا ہے۔اس وقت مکان کامیابی یعنی جنت مراد ہے۔پھر اس کا بدل البعض اگلی آیت میں لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ

باغ ہیں اور انگور ہیں' نوخیز ہم عمر بیویاں ہیں' اور لبالب بھرے ہوئے جام ہیں۔ وہ اس میں کوئی

فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ

لغو بات اور جھوٹ نہ سنیں گے' آپ کے رب کی طرف سے بدلہ دیا جائے گا جو بطور انعام کے ہوگا' کافی ہوگا جو رب ہے آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' وہ رحمٰن ہے یہ لوگ اس سے بات نہ کرسکیں گے جس دن تمام ذی

الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾

ارواح اور فرشتے صف بنائے کھڑے ہوں گے' کوئی بھی نہ بول سکے گا مگر جس کو رحمٰن اجازت دے اور ٹھیک بات کہے'

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا

یہ دن یقینی ہے' سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف ٹھکانہ بنا لے' بلاشبہ ہم نے تمہیں عنقریب آجانے والے عذاب سے

ع ۲ قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

ڈرایا ہے جس دن انسان ان اعمال کو دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجے اور کافر کہے گا ہائے کاش میں مٹی ہو جاتا۔

## حالاتِ جنت:

۳۲: حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا (یعنی باغ اور انگور) ایسے باغات جس میں ہر قسم کے پھلدار درخت ہونگے۔ حدائق جمع حدیقۃ کی ہے۔ اعناب انگور کی بیلیں۔

نحو: اس کا عطف حدائق پر ہے۔ اور وہ مفازًا کا بدل البعض ہے۔

۳۳: وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا (اور نوخاستہ ہم عمر عورتیں) کواعب ابھرے پستان والی۔ اترابًا ہم عمر۔

۳۴: وَّكَاْسًا دِهَاقًا (اور لبالب بھرے جام شراب) دھاقًا بھرے ہوئے۔

۳۵: لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا (وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ) یعنی وہ جنت میں نہ سنیں گے۔ کوئی باطل بات اور نہ تکذیب۔

نحو: لا یسمعون یہ انّ کی خبر کی ضمیر سے حال ہے۔ لغو: باطل بات۔ قراءت: کذابًا کسائی نے خفیف کے ساتھ پڑھا۔ اور



BestUrduBooks.wordpress.com

بمعنی مُکَاذِبَۃً ہے یعنی وہ ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولیں گے۔ نمبر۲۔ اور وہ اس کو نہ جھٹلائے گا۔

۳۶ : جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا (یہ بدلہ ملے گا جو کہ کافی انعام ہوگا۔ آپ کے رب کی طرف سے)

نحو : جزاءً یہ مصدر ہے تقدیر کلام یہ ہے جزاھم جزاءً۔ وہ ان کو جزاء دے گا جزاء دینا۔

عطاءً یہ مصدر ہے نمبر۲۔ جزاء کا بدل ہے۔ حسابًا یہ صفت ہے اس کا معنی کافی یا ان کے اعمال کے حساب سے۔

۳۷ : رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ (جو مالک ہے آسمان کا اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو ان کے درمیان ہیں۔ رحمان ہے)

نحو : ابن عامر، عاصم نے ربّ 'الرحمان' کو کسرہ کے ساتھ پڑھا اور من ربک کا بدل قرار دیا۔ نمبر۲۔ جنہوں نے رفع دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رَبُّ یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ ب۔ یہ مبتدأ اور اس کی خبر الرحمان ہے۔ ج۔ الرحمان اس کی صفت ہے۔ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا (کسی کو اس کی طرف سے اختیار نہ ہوگا کہ عرض معروض کر سکے) یعنی اللہ تعالیٰ سے لا یملکون یہ خبر ہے۔ نمبر۲۔ یا یہ دونوں خبریں ہیں اور لا یملکون کی ضمیر اھل السمٰوٰت والارض سب کی طرف راجع ہے اور منہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے تقدیر کلام یہ ہے۔ لا یملکون الشفاعۃ من عذابہ تعالٰی الا باذنہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے شفاعت کا ان کو اختیار نہ ہوگا۔ مگر اس کی اجازت سے۔ نمبر۲۔ لا یقدر احد ان یخاطبہ تعالٰی خوفًا اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس سے کسی کو بات کی مجال نہ ہوگی۔

## منظر محشر:

۳۸ : يَوْمَ يَقُوْمُ (جس دن کھڑے ہونگے)

نحو : نمبر۱۔ اگر اس کو لا یملکون کا ظرف بنائیں۔ تو خطابًا پر وقف نہ ہوگا۔ نمبر۲۔ اگر لا یتکلمون کا ظرف بناؤ تو پھر وقف خطابًا پر کریں گے۔ الرُّوْحُ (تمام ذی ارواح) جمہور کے نزدیک روح سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ ایک قول یہ ہے یہ ایک بہت بڑا فرشتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے بعد اس سے بڑی مخلوق کوئی نہیں بنائی۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا (اور فرشتے صف بستہ)

نحو : صفًا یہ حال ہے۔ اے مصطفین لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ (کوئی بول نہ سکے گا) خوف کی وجہ سے اس جگہ مخلوق بول نہ سکے گی۔ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ (بجز اس کے جس کو رحمان اجازت دے) یعنی کلام کرنے کی نمبر۲۔ شفاعت کی۔ وَقَالَ صَوَابًا (اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے) صوابًا حق بات اس طور پر کہ مشفوع لہ نے دنیا میں لا الہ الا اللہ کہا۔ نمبر۲۔ اس کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی جو شفاعت کے سلسلہ میں درست بات کہے۔

۳۹ : ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ (یہ یقینی دن ہے) اس کا وقوع ثابت ہے۔ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا (پس جس کا جی چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانہ بنا رکھے) مآبًا اعمال صالحہ کے ساتھ لوٹنا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۴۰ : اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ (ہم نے تم کو ڈرایا ہے) اے کافرو! عَذَابًا قَرِيْبًا (ایک نزدیک آنے والے عذاب سے) جو آخرت میں پیش آئے گا کیونکہ جو آنے والا ہے وہ قریب ہی ہے۔ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ (جس دن ہر شخص ان اعمال کو دیکھ لے گا) المرء سے کافر مراد ہے۔ جیسا کہ انا انذرناکم عذابا قریبا اس پر دلالت کر رہا ہے۔ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ (جو اس نے اپنے ہاتھوں سے کیے ہونگے) برائیاں۔ جیسا دوسرے مقام میں فرمایا۔ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ [آل عمران: ۱۸۱۔۱۸۲]

## وجہ تخصیص:

ایدی کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر اعمال ہاتھوں سے انجام پاتے ہیں۔ اگر چہ یہ بھی احتمال ہے کہ بعض گناہوں میں ہاتھوں کا کوئی دخل بھی نہ ہو۔ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ (اور کافر کہے گا) یہاں ضمیر کی بجائے کافر کا لفظ ظاہر لائے تا کہ اس کی خوب مذمت ہو جائے۔ نمبر۲۔ المرء عام ہے اور اس میں سے کافر کو خاص کیا گیا۔ اور ماقدمت یداہ سے جو اعمال اس نے خیر و شر کیے وہ تمام مراد ہیں۔ نمبر۳۔ المرءَ سے مراد مؤمن ہے کیونکہ کافر کا بعد میں ذکر آرہا ہے۔ اور ماقدمت یداہ سے وہ اعمال خیر مراد ہیں جو اس نے کیے۔

## کافر کی تمنا:

نحو : ما استفہامیہ ہے قدمت کی وجہ سے منصوب ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے ینظر ای شیء قدمت یداہُ وہ دیکھے گا کہ اس نے کیا کما کر آگے بھیجا ہے۔ نمبر۲۔ ما موصولہ ہے۔ اور ینظر کی وجہ سے منصوب ہے۔ عرب کہتے ہیں نظر تہ ای نظرت الیہ اور صلہ کی ضمیر کا مرجع محذوف ہوگا۔ ای قَدَّمَتْهُ۔ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا (کاش میں مٹی ہو جاتا) دنیا میں مٹی ہوتا نہ میں پیدا کیا جاتا اور نہ مکلّف بنایا جاتا نمبر۲۔ کاش آج میں مٹی ہو جاتا اور اٹھایا نہ جاتا۔ ایک قول یہ ہے اللہ تعالیٰ حیوانات غیر مکلّف کو اٹھائے گا یہاں تک کہ سینگ والی سے بے سینگ کا قصاص لیا جائے گا۔ پھر ان کو مٹی کر دیا جائے گا پس اس وقت کافر ان جانوروں کے انجام کی تمنا کرے گا۔

## ایک قول:

یہ ہے کافر سے مراد ابلیس ہے وہ تمنا کرے گا۔ کہ وہ بھی آدم کی طرح مٹی سے بنا ہوتا۔ تا کہ اس کو اپنی اولاد مؤمنین کے ثواب میں حصہ مل جاتا۔

تمت سورۃ النبأ



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ النازعات مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھیالیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝۲ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝۳ فَالسّٰبِقٰتِ

قسم ہے ان فرشتوں کی جو جان سختی سے نکالتے ہیں اور جو بند کھول دیتے ہیں' اور جو تیرتے ہوئے چلتے ہیں پھر تیزی کے ساتھ

سَبْقًا ۝۴ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝۵ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷ وقف لازم

دوڑتے ہیں' پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں جس روز ہلا دینے والی ہلا ڈالے گی' جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی آجائے گی'

قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝۸ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي وقف لازم

بہت سے دل اس روز دھڑک رہے ہوں گے ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی' کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلی حالت میں واپس ہوں گے' کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں

الْحَافِرَةِ ۝۱۰ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝۱۱ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲ فَاِنَّمَا وقف لازم

ہو جائیں گے پھر پہلی حالت پر واپس ہوں گے کہنے لگے کہ اس صورت میں یہ واپسی بڑے خسارے کی ہو گی' وہ بس

هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۴ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۱۵ وقف لازم

ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آموجود ہوں گے۔ کیا آپ کے پاس موسیٰ کا قصہ پہنچا ہے'

اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝۱۶ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝۱۷

جبکہ ان کے پروردگار نے وادی مقدس یعنی میدان طویٰ میں انہیں پکارا کہ تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی اختیار کر رکھی ہے

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ۝۱۸

سو اس سے کہو کیا تجھے اس بات کی خواہش ہے کہ تو پاکیزہ بن جائے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝ (اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو جان سختی سے نکالتے ہیں اور جو بند کھول دیتے ہیں)۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (اور جو تیرتے ہوئے چلتے ہیں۔ پھر تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں)

## روح کو جسم کے بعید اطراف سے کھینچیں گے:

قراءت: یہاں تک کوئی وقف نہیں اور یہاں وقف لازم ہے۔ کیونکہ اگر ملائیں گے تو یوم المدبرات کا ظرف بن جائے گا۔ حالانکہ اس دن تو ملائکہ کے ذمہ جو کام لگے وہ ختم ہو چکے ہونگے۔ نمبرا۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ان مختلف گروہوں کی قسم اٹھائی ہے جو اجساد سے ارواح کو ڈوب کر یعنی نزع میں ڈبو کر مطلب یہ ہے کہ روح کو جسم کے بعید اطراف مثلاً پورے اور ناخن کے مقامات سے کھینچنا شروع کرتے ہیں۔ نمبر۲۔ اور ان گروہوں کی قسم اٹھائی جو تعمیل حکم میں تیزی کرنے والے پھر تعمیل حکم میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے والے ہیں اور وہ بندوں کے معاملات میں سے ایسے کاموں کی تدبیر کرنے والے ہیں جس میں ان کے دین و دنیا کی مصلحت ہے۔ اور جیسا ان کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

## گھوڑوں یا ستاروں کی قسم ہے:

نمبر۲: اس میں غازیوں کے ان گھوڑوں کی قسم اٹھائی جو اپنی لگاموں میں خوب کھنچتے ہیں۔ اور ان کی لگام میں ان کی گردنوں کی درازی کی وجہ سے اسی میں ڈوب جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ عمدہ عربی گھوڑے ہیں۔ اور وہ گھوڑے جو دار الاسلام سے دار الحرب کی طرف نکلتے ہیں۔ عرب کے ہاں ثور ناشط کہتے ہیں۔ جبکہ وہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکل جائے اور وہ گھوڑے جو رفتار کی تیزی میں گویا تیرتے ہیں۔ پھر وہ اپنی غایت کی طرف جلدی سے بڑھتے اور غلبہ اور کامیابی کے معاملے کی تدبیر کرتے ہیں شہسواروں کی بجائے تدبیر کی اضافت خود گھوڑوں کی طرف سبب ہونے کی وجہ سے ہے۔

نمبر۳۔ ان ستاروں کی قسم کھائی گئی ہے جو مشرق سے مغرب کی طرف بغیر طبعی میلان کے جاتے ہیں۔ اور اس کھنچنے میں وہ تمام مدار کو طے کرتے ہوئے انتہائے مغرب میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور وہ ستارے جو ایک برج سے دوسرے برج کی طرف نکل کر جاتے ہیں۔ اور جو مدار میں تیرنے والے سیارے ہیں پھر آگے بڑھنے والے اور علم حساب کے معاملے کا انتظام کرنے والے ہیں۔

نحو: جواب قسم محذوف ہے اور وہ لتبعثن ہے اس لئے کہ مابعد قیامت کا تذکرہ اس پر دلالت کررہا ہے۔

## نفخۂ اولیٰ:

۶: يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ (جس روز ہلا ڈالنے والی چیز ہلا ڈالے گی) ترجف حرکت کرنے کے معنی میں ہے۔ الراجفہ شدید حرکت۔ راجفہ سے مراد نفخۂ اولیٰ ہے۔ اور ایسی چیز سے اس کا تذکرہ کیا جس کے پیش آنے سے وہ پیش آجائے۔ کیونکہ اس نفخہ سے زمین کپکپا جائے گی یہاں تک کہ ہر چیز جو اس کے اوپر ہے وہ مر جائے گی۔

۷: تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ (جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آئے گی) یہ الراجفہ سے حال ہے۔ اور الرادفہ سے نفخۂ ثانیہ مراد



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔ کیونکہ وہ پہلے کے بعد پیش آئے گا۔ ان کے مابین چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ پہلے سے مخلوق مرجائے گی اور دوسرے سے ان کو زندہ کیا جائے گا۔

## کافروں کے احوال:

۸ :قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَۃٌ (بہت سے دل اس روز دھڑک رہے ہونگے) قلوب سے بعث کے منکرین کے دل مراد ہیں۔ واجفۃ یہ الوجیف سے ماخوذ ہے۔ جو الوجیب یعنی مضطرب ہونے اور دھڑکنے کے معنی میں ہے۔

نحو :قلوب، مبتدأ واجفۃ اس کی صفت ہے۔ ابصار ھا خاشعہ اس کی خبر ہے۔ نمبر۲۔ یوم ترجف کا نصب اس فعل مضمر کی وجہ سے ہے جس پر قلوب یومئذ واجفۃ دلالت کر رہا ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے یوم ترجف و جفت القلوب۔

۹ :اَبْصَارُھَا خَاشِعَۃٌ (ان کی آنکھیں جھک رہی ہونگی) ایسے دل والوں کی آنکھیں ہولناکی کی وجہ سے جھکنے والی ہونگیں۔

۱۰ :یَقُوْلُوْنَ (کہتے ہیں) یعنی منکرین بعث دنیا میں استہزاء کرتے ہوئے اور بعث کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَۃِ (کیا ہم پہلی حالت میں پھر واپس ہونگے) یہ استفہام انکاری ہے یعنی کیا ہم موت کے بعد اول حالت کی طرف لوٹائے جائیں گے پھر ہم پہلے کی طرح زندہ ہو جائیں گے؟ الحافرہ پہلی حالت۔ جو شخص کسی کام میں مصروف ہو پھر اس سے فارغ ہو جائے پھر کچھ وقت بعد دوبارہ اسی کام کی طرف لوٹ جائے تو عرب کہتے ہیں رجع الی حافرتہ ای الی حالتہ الاولی اور عرب کہتے ہیں النقد عند الحافرۃ یعنی پہلی حالت میں اور وہ صفقہ ہے۔ اولاً کفار نے بعث کا انکار کیا پھر استبعاد میں اور ترقی کر کے کہنے لگے۔

۱۱ :ءَاِذَا کُنَّا عِظَامًا نَّخِرَۃً (کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے ہم پھر واپس ہونگے) نخرۃ بوسیدہ۔

قراءت :حفص کے علاوہ کوفی قراء نے ناخرہ پڑھا ہے۔ معنی یہ ہے کیا ہم دوبارہ زندہ ہونگے اس کے بعد کہ ہم بوسیدہ ہڈیاں بن گئے؟

نحو :اذا فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ اور وہ نبعث ہے۔

۱۲ :قَالُوْا (کہنے لگے) بعث کے منکرین تِلْکَ اِذًا کَرَّۃٌ خَاسِرَۃٌ (اس صورت میں یہ واپسی بڑی خسارے کی ہوگی) تلک کا مشار الیہ یعنی ہمارا واپس لوٹنا خسارہ والی واپسی ہے کرۃ رجعۃ کے معنی میں ہے۔ نمبر۲۔ ایسی واپسی کہ جس واپسی والے خسارہ میں ہونگے مطلب یہ ہے اگر یہ واپس لوٹنا صحیح ہے تو پھر ہم اپنی تکذیب کی وجہ سے نقصان اٹھانے والے ہیں اور یہ بات انہوں نے بطور استہزاء کہی (ہم نقصان میں ہو نہیں سکتے اس لئے بعث نہیں)

## موسیٰ علیہ السلام کا نبوت ملنا:

۱۳ :فَاِنَّمَا ھِیَ زَجْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ (تو وہ بس ایک ہی سخت آواز ہوگی) یہ محذوف کے متعلق ہے ای لا تحسبوا تلک الکرۃ



BestUrduBooks.wordpress.com

صعبة علی الله عزوجل ۔اس واپسی کو اللہ تعالیٰ کیلئے مشکل مت خیال کرو۔ وہ اس کی قدرت کے سامنے آسان اور معمولی ہے پس وہ تو ایک سخت آواز ہے اور بس ۔زجرۃ سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے۔ یہ زجر البعیر سے لیا گیا ہے جب اونٹ کو ڈانٹا جائے۔

۱۴ : فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ (جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آموجود ہوں گے )اسی وقت وہ سطح زمین پر زندہ ہو جائیں گے ۔حالانکہ وہ زمین کے پیٹ میں مردہ تھے۔ایک قول یہ ہے الساہرہ سے شام سے بیت المقدس کی جانب زمین کا حصہ مراد ہے۔ نمبر۲۔بیت المقدس نمبر۳۔ارض مکہ نمبر۴۔جہنم۔

۱۵ : هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى (کیا آپ کو موسیٰ کا قصہ پہنچا ہے) یہ استفہام تقریری ہے۔جو تنبیہ کو شامل ہے۔کہ یہ ایسی چیز ہے جس سے بچنا چاہیے اور مخاطب کو مشرف باد کر کے صبر دلانا مقصود ہے (یعنی آپ کو اطلاع پہنچ ہی چکی ہے )

۱۶ : اِذْ نَادٰهُ رَبُّهٗ (جبکہ ان کو ان کے پروردگار نے پکارا) جب ان کو آواز دی بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ (ایک پاک میدان میں )مبارک پاکیزہ طُوًى (یعنی طویٰ میں) یہ میدان کا نام ہے۔

۱۷ : اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ (کہ تم فرعون کے پاس جاؤ) یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو فرعون کے پاس جا۔ اِنَّهٗ طَغٰى (اس نے بڑی شرارت اختیار کی) وہ کفر و فساد میں حد سے تجاوز کر چکا ہے۔

۱۸ : فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى (پس اس سے کہو کیا تجھ کو اس بات کی خواہش ہے کہ تو درست ہو جائے )هل لك ميل الى ان تتطهر من الشرك و العصيان بالطاعة و الايمان؟ کیا تو اس بات کی طرف میلان رکھتا ہے کہ تو شرک اور عصیان سے ایمان و اطاعت کے ذریعہ پاک ہو جائے۔

قراءت: حجازی نے تَزَّكّٰى میں زاء کو تشدید سے پڑھا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾

اور یہ کہ میں تجھے تیرے رب کی طرف رہنمائی کروں تو تو ڈرنے لگے' پھر انہوں نے اسے بڑی نشانی دکھلائی سو اس نے جھٹلایا اور نافرمانی میں لگا رہا

ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾

پھر اس نے پشت پھیری کوشش کرتے ہوئے' سو اس نے جمع کیا پھر زور سے آواز دی پھر کہا کہ میں تمہارا پروردگار اعلیٰ ہوں'

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ع

سو اللہ نے اسے پکڑ لیا جس میں دنیا و آخرت کی سزا تھی' بلاشبہ اس میں اس شخص کے لئے عبرت ہے جو ڈرے۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ

کیا پیدائش کے اعتبار سے تم زیادہ سخت ہو یا آسمان؟ اللہ نے اس کو بنایا اس کی چھت کو بلند کیا' سو اسے درست بنایا' اور اس کی رات کو

لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا

تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر فرمایا اور اس کے بعد زمین کو پھیلایا' اس سے اس کا پانی نکالا

وَمَرْعٰهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾

اور اس کا چارہ' اور پہاڑوں کو جما دیا تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کے فائدہ کے لئے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَ

سو جب بڑی مصیبت آ جائے اس دن انسان اپنی کوششوں کو یاد کرے گا اور

بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾

دیکھنے والوں کے لئے دوزخ کو ظاہر کر دیا جائے گا' سو جس نے سرکشی کی اور دنیا والی زندگی کو ترجیح دی

۱۹: وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى (اور میں تجھ کو تیرے رب کی طرف سے راہنمائی کروں تو تو ڈرنے لگے) اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے تذکرہ سے اس کی پہچان کی طرف تیری راہنمائی کرتا ہوں تاکہ تو اس کو پہچان لے پس تو ڈرنے لگے کیونکہ خشیت معرفت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء [فاطر:۲۸] یعنی اس کی جان پہچان والے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قولِ حکماء:

اللہ تعالیٰ کو پہچانو! جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا وہ ایک پلک جھپک کیلئے اس کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔پس خشیت تو اس کا مغز ہے۔جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا وہ بھلائیاں کرے گا اور جو بے خوف ہوا وہ ہر برائی کی طرف ہاتھ مارتا ہے۔اس طرح کا مضمون حدیث میں وارد ہے من خاف ادلج و من ادلج بلغ المنزل ۔جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔وہ اندھیرے میں اس کی عبادت کرتا ہے جو اندھیرے میں اس کی عبادت کرتا ہے وہ منزل مقصود تک پہنچ گیا[رواہ الترمذی:۲۴۴۷ ]

آیت میں بات ایسے استفہام کے انداز سے شروع کی جس کا معنی عرض ہے جیسا کہ کوئی اپنے مہمان کو کہے۔ھل لك ان تنزل بنا؟ گویا اپنے ہاں اترنے کی ترغیب ہے۔پھر اس کے بعد نرم کلام لائے تاکہ وہ نرم قول سے اس کو دعوت دیں اور حسن سلوک سے اس کی سرکشی سے اس کو اتاریں۔جیسا کہ اپنے دوسرے ارشاد میں فرمایا فقولا له قولاً لیناً[طٰہٰ:۴۴]

۲۰ : فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى (پھر اس کو بڑی نشانی دکھلائی) تقدیر کلام یہ ہے:فذھب فاریٰ موسٰی فرعون الْعَصَا پس موسیٰ علیہ السلام گئے اور فرعون کو عصا کی بڑی نشانی دکھائی۔نمبر۲۔عصا اور ید بیضاء کیونکہ یہ دونوں ایک نشانی کے حکم میں ہیں۔

۲۱ : فَكَذَّبَ وَعَصٰى (تو اس نے جھٹلایا اور کہنا نہ مانا) کذّب فرعون بموسٰی۔فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلا دیا اور آیت کبریٰ کو جھٹلا دیا۔اور موسیٰ علیہ السلام کو ساحر اور معجزہ کو سحر کہا۔وَعَصٰی۔(اور فرعون نے اللہ کی نافرمانی کی)

۲۲ : ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى (پھر جدا ہو کر کوشش کرنے لگا) ادبر موسیٰ علیہ السلام سے منہ موڑا۔یسعیٰ اور اپنی تدبیر کے متعلق کوشش کرنے لگا۔نمبر۲۔جب اس نے سانپ کو دیکھا تو مرعوب ہوا۔پھر پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوا وہ جلدی جوش میں آنے والا ہلکا پھلکا تھا۔

۲۳ : فَحَشَرَ فَنَادٰى (اور جمع کیا پھر بآواز بلند تقریر کی) حشر اس نے اپنے لشکروں اور جادوگروں کو جمع کیا۔پھر وہاں کھڑے ہو کر اجتماع میں اعلان کیا۔

۲۴ : فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (اور کہا کہ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں) مجھ سے اوپر کوئی رب نہیں۔قبطیوں کے بہت سے معبود تھے جن کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔

## فرعون کی پکڑ:

۲۵ : فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى (پس اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت کے اور دنیا کے عذاب میں پکڑا) یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت کی سزا دی۔النکال یہ تنکیل کے معنی میں السلام کی طرح ہے۔جو التسلیم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔یہ مصدریت کی وجہ سے منصوب ہے۔کیونکہ اخذ یہ نکّل کے معنی میں ہے گویا اس طرح کہا نکل اللہ بہٖ نکال الأخرۃ ای الاحراق اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت کی سزا جلنے کی صورت میں دی۔والاولٰی سے مراد دنیا میں ڈبونا۔نمبر۲۔اس کی دونوں باتوں کی سزا اس کا پہلا کلمہ ماعلمتُ لکم من الٰہٍ غیری (القصص۔۳۸) اور دوسرا کلمہ انا ربکم الاعلی تھا۔ان کے مابین چالیس



BestUrduBooks.wordpress.com

سال کا یا تیس یا بیس سال کا فاصلہ تھا۔

۲۶ :اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ (بیشک اس میں )جس کا ذکر ہوالَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى (ایسے شخص کیلئے بڑی عبرت ہے جو ڈرے )اللہ تعالیٰ سے

۲۷ :ءَ اَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا (کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے یا آسمان کا۔اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا)ءَ انتم کیا تم اے منکرین بعث اشد خلقا تمہارا پیدا کرنا مشکل ہے۔

نحو :ام السماء یہ مبتداء ہے اس کی خبر اشد خلقا محذوف ہے۔پھر تخلیق کی کچھ کیفیت ذکر فرمائی فرمایا اس کو اللہ تعالیٰ نے بنایا۔ پھر بناء کی وضاحت اس طرح فرمائی۔

## قدرتِ باری تعالیٰ:

۲۸ :رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا (اس کی چھت کو بلند کیا اور اس کو درست بنایا)اس کی چھت کو اونچا بنایا۔ایک قول یہ ہے بلندی کی سمت کو پانچ سو سال کے سفر کے برابر اونچائی عنایت فرمائی ۔پھر اس کو درست کیا۔اس کو ہموار بلا شقوق وفطور کے بنایا۔

۲۹ :وَ اَغْطَشَ لَیْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا (اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا)اَغطش ۔اندھیرے والا بنایا اخراج ضحیٰ کا معنی اس کے سورج کی روشنی کو ظاہر کر دیا۔آیت میں سورج اور لیل کی اضافت آسمان کی طرف کی گئی ہے کیونکہ رات آسمان کا سایہ اور سورج آسمان کا چراغ ہے۔

۳۰ :وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا (اور اس کے بعد زمین کو بچھایا)دحٰھا پھیلایا۔زمین پیدائش کے وقت پھیلی ہوئی نہ تھی۔ آسمان کی پیدائش کے دو ہزار سال بعد مکہ مکرمہ سے زمین کو پھیلا دیا۔پھر پھیلانے کی تفسیر فرمائی۔

۳۱ :اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا (اور اس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا)چشمے بہا کر پانی نکالا۔مرعٰی :چارہ۔

نحو :اس لئے عاطف کو اخرج پر داخل نہیں فرمایا۔نمبر۲۔اخرج یہ قد کے اضمار کے ساتھ حال ہے۔

۳۲ :وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا (اور پہاڑوں کو قائم کر دیا)جما دیا۔

نحو :دحاہا اور ارسیٰ کو تفسیر کی شرط پر مضمر ماننے کی وجہ سے الارض اور الجبال کو منصوب پڑھتے ہیں۔

۳۳ :مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدہ پہنچانے کیلئے )یہ سب کچھ تمہیں اور تمہارے چوپایوں کو فائدہ دینے کیلئے کیا۔

## قیامت بڑا ہنگامہ:

۳۴ :فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى (پس جب وہ بڑا ہنگامہ آوے گا)الطامۃ الکبرٰی بڑی مصیبت جو تمام مصیبتوں سے



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ

سو بلاشبہ دوزخ ہے اس کا ٹھکانا اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہش سے

الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿۴۲﴾

روکا سو بلاشبہ جنت ہے ٹھکانا' وہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ اس کا واقع ہونا کب ہوگا'

فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا ﴿۴۵﴾

اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق؟ اس کا منتہائے علم صرف آپ کے رب کی طرف ہے آپ تو بس اس شخص کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہے

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴿۴۶﴾ ع ۲

وہ جس دن اس کو دیکھیں گے ایسا معلوم ہوگا کہ گویا صرف ایک دن کے آخری حصہ میں رہے ہوں یا اس کے اول حصہ میں۔

بڑھ جائے گی۔ اور ان پر غالب آجائے گی اس سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے یا وہ وقت جس میں اہل جنت کو جنت اور اہل نار کو نار کی طرف لے جایا جائے گا۔

۳۵: يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى (یعنی جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا)

نحو: یوم یتذکر یہ اذا جاءت سے بدل ہے۔ یعنی جب انسان اپنے اعمال کو نامۂ عمل میں مرتب پائے گا تو وہ اس کو یاد آجائیں گے جن کو پہلے بھول چکا تھا۔

نحو: ماسعٰی مامصدریہ ہے ای سعیہ اس کی کارکردگی۔ نمبر۲۔ ماموصولہ ہے جو اس نے کیا کمایا۔

۳۶: وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى (اور دوزخ ظاہر کر دی جائے گی) دیکھنے والوں کے سامنے۔ برزت ظاہر کر دی جائے گی۔ لمن یرٰی ہر دیکھنے والا مراد ہے۔ کیونکہ وہ کامل طور پر ظاہر کر دی جائے گی۔

## سرکشی کا انجام:

۳۷: فَاَمَّا مَنْ طَغٰى (تو جس شخص نے سرکشی کی ہوگی) یہ فاذا کا جواب ہے۔ تقدیر کلام یہ ہوگیا اذا جاءت الطامۃ فان الامر کذٰلک من طغٰی ای جاوز الحد فکفر۔ یعنی جب بڑا ہنگامہ آجائے گا پس معاملہ اسی طرح ہوگا کہ جس شخص نے حد سے تجاوز کر کے کفر کیا ہوگا۔

۳۸: وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی) آخرت کے مقابلہ میں اس طرح کہ شہوات کا پیرو بنا۔

۳۹: فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى (پس دوزخ اس کا ٹھکانہ ہوگا)



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو :الماوٰی کاالف لام عوض مضاف الیہ کے ہے ای ماوٰہُ یعنی اس کا ٹھکانہ۔ یہ کوفیین کے نزدیک ہے مگر سیبویہ اور بصرین هی الماوٰی له خبرمحذوف مانتے ہیں۔

## فرمانبرداری کا نتیجہ:

۴۰ :وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ (اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا ہوگا) یعنی اس کو معلوم ہوا کہ اس نے حساب کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى (اور نفس کو خواہش سے روکا ہوگا) النفس سے نفس امارہ جو برائیوں کی طرف لے جانے والا ہے۔ الھوٰی پستی و ہلاکت کی جگہ یعنی اس نے شہوات کی اتباع سے نفس کو روک لیا۔ ھوٰی یعنی نفس کا شہوات کی طرف مائل ہونا۔ ایک قول یہ ہے کہ نہی نفس یہ ہے کہ آدمی معصیت کا خیال کرے پھر مقام حساب یاد آنے پر برائی کے میلان کو بھی چھوڑ دے۔

۴۱ :فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (پس جنت اس کا ٹھکانہ ہوگا) الماوٰی لوٹنے کا مقام

۴۲ :یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا (یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا) اس کا برپا ہونا کب ہے؟ اور کب قائم ہوگی؟ اللہ تعالیٰ اس کو کب قائم کریں گے؟

۴۳ :فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا (اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق) آپ کس فکر میں پڑے ہیں کہ ان کے سامنے اس کا وقت ذکر کریں اور ان کو بتلائیں یعنی آپ اس کے وقت کے تذکرے اور تعیین وقت کے سلسلے میں کس بات میں پڑے ہیں اس کو چھوڑیے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا کہتے ہیں۔ لیس فلان من العلم شیٔ ۔ یعنی فلاں کو اس کا کچھ علم نہیں۔ (اس وقت ذکرای علم کے معنی میں ہوگا۔ کہ آپ کو اس کا علم نہیں)

رسول اللہ ﷺ قیامت کا تذکرہ فرماتے رہے اور اس کے متعلق پوچھتے رہے۔ یہاں تک یہ آیت نازل ہوئی اس صورت میں یہ قیامت کے کثرت ذکر پر تعجب کا اظہار ہے۔ یعنی وہ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں پس آپ ان کے جواب پر حرص کی وجہ سے اس کا تذکرہ کرتے رہتے اور پوچھتے رہتے ہیں۔

## قیامت کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ کو:

۴۴ :اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا (اس کا مدار صرف تیرے رب کی طرف ہے) اس کا انتہائی علم کہ وہ کب واقع ہوگی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ یا فیم یہ ان کے قیامت پر سوال کا انکار ہے۔ مطلب یہ ہے یہ سوال کیوں ہے؟ پھر فرمایا انت من ذکرٰھا ۔ تمہارا بھیجنا اس حالت میں کہ آپ آخرالانبیاء ہیں۔ یہ علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے پس ان کے سوال کا کوئی مطلب نہیں ہے؟ (ان کا سوال بے معنی ہے جبکہ نشان قیامت موجود ہے)

قراءت :اس صورت میں فیم پر وقف کرنا بھی درست ہے۔ ایک اور قول فیم انت من ذکرٰھا یہ سوال سے متصل ہے تقدیر



BestUrduBooks.wordpress.com

کلام یہ ہے یسئلونك عن الساعة ایان مرساھا۔ وہ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کی آمد کب ہے۔ اور یقولون این انت من ذکرٰھا ؟ کہتے ہیں کہ اس کے مقررہ وقت کے متعلق تم کو کیا معلومات ہیں بتاؤ اور اس کا معین وقت بیان کرو۔ پھر جملہ مستانفہ لا کر فرمایا کہ اس کی منتہٰی تیرے رب کے سپرد ہے۔ گویا یہ جواب فیم انت ہے۔

۴۵ : اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا (آپ صرف اس شخص کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہو) یعنی آپ کی بعثت اس لئے نہیں ہوئی کہ قیامت کی ہولنا کی سے ان لوگوں کو خبردار کریں جو اس کے شدائد سے بچنا چاہتے ہیں۔

قراءت: منذرٌ یزید وعیاش نے تنوین سے پڑھا ہے۔

## قیامت میں حال:

۴۶ : كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا (جس روز یہ اس کو دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا صرف ایک دن کے آخری حصہ میں یا اس کے اول حصہ میں رہے ہیں) یرونھا قیامت کو دیکھیں گے۔ لم یلبثوا دنیا میں ٹھہرنا۔ العشیة والضحٰی پچھلا پہر اور پہلا پہر۔ دنیا میں رہنے کی مدت قیامت کی ہولنا کی کو دیکھ کر قلیل ترین معلوم ہوگی۔ جیسا دوسرے مقام پر فرمایا لم یلبثوا الا ساعة من النھار۔ [یونس:۴۵] اور فرمایا قالوا لبثنا یومًا او بعض یوم [الکہف:۱۹] ضُحٰی کی اضافت عشیہ کی طرف باہمی ملابست کی وجہ سے درست ہے۔ کیونکہ دونوں ایک دن میں جمع ہیں یہاں مقصود یہ ہے کہ وہ کہیں گے ہمارے دنیا میں قیام کی مدت ایک دن پورا بھی نہ ہوسکی۔ بس دن کی ایک طرف چاشت یا پچھلی طرف شام ہم نے پائی ہے۔

تمت سورة النازعات بحمد الله تعالٰی وعونه



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَۃُ عَبَسَ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ اِثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً وَّفِیْھَا رُکُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ عبس مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں بیالیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی ۝۱ اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی ۝۲ وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰٓی ۝۳ اَوْ یَذَّکَّرُ

منہ بنایا اور روگردانی کی اس وجہ سے کہ ان کے پاس نابینا آیا' اور آپ کو کیا خبر شاید وہ سنور جاتا' یا نصیحت قبول کرتا

فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرٰی ۝۴ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ۝۵ فَاَنْتَ لَہٗ تَصَدّٰی ۝۶ وَمَا عَلَیْکَ

سو نصیحت اسے فائدہ دیتی' لیکن جس نے بے پرواہی کی سو آپ اس کے لئے پیش آجاتے ہیں' حالانکہ اس بات کا آپ پر کوئی الزام نہیں

اَلَّا یَزَّکّٰی ۝۷ وَاَمَّا مَنْ جَآءَکَ یَسْعٰی ۝۸ وَھُوَ یَخْشٰی ۝۹ فَاَنْتَ عَنْہُ تَلَھّٰی ۝۱۰

کہ وہ نہ سنورے اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈرتا ہے سو آپ اس کی طرف سے بے توجہی برتتے ہیں۔

کَلَّآ اِنَّھَا تَذْکِرَۃٌ ۝۱۱ فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَہٗ ۝۱۲ فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ ۝۱۳ مَّرْفُوْعَۃٍ

وقف لازم

ہرگز ایسا نہ کیجئے' بے شک یہ قرآن نصیحت کی چیز ہے' سو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرلے' وہ ایسے صحیفوں میں ہے جو مکرم ہیں' بلند ہیں'

مُّطَھَّرَۃٍ ۝۱۴ بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ ۝۱۵ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ ۝۱۶ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَکْفَرَہٗ ۝۱۷

مقدس ہیں' ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں جو مکرم ہیں نیک ہیں۔ انسان پر خدا کی مار ہو وہ کیا ہی ناشکرا ہے

مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ ۝۱۸ مِنْ نُّطْفَۃٍ خَلَقَہٗ فَقَدَّرَہٗ ۝۱۹ ثُمَّ السَّبِیْلَ

اسے کس چیز سے پیدا فرمایا' نطفہ سے اس کو پیدا فرمایا سو اسے ایک انداز سے بنایا۔ پھر اس کا راستہ آسان فرما دیا'

یَسَّرَہٗ ۝۲۰ ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ ۝۲۱ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَہٗ ۝۲۲ کَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَآ اَمَرَہٗ ۝۲۳

پھر اس کو موت دیدی' اس کے بعد اسے قبر میں چھپا دیا پھر جب چاہے اسے اٹھالے۔ خبردار اس کو جو حکم دیا اسے بجا نہیں لایا۔

## عبداللہ بن امّ مکتوم کا واقعہ:

۱،۲: عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی ۝ اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی (پیغمبر چیں بجبیں ہوگئے اور متوجہ نہ ہوئے۔ اس بات سے کہ ان کے پاس ایک اندھا



BestUrduBooks.wordpress.com

آیا)۔ عَبَسَ نبی اکرم ﷺ ترش رو ہو گئے ۔ وَتَوَلّٰی اور اعراض فرمایا اَنْ جَآءَهُ یہ اصل میں لان جاءہٗ ہے اس لئے کہ ان کے پاس آیا۔

نحو: محلاً منصوب ہے کیونکہ مفعول لہ ہے اس کا عامل عبس یا تولی ہے بصریین وکوفیین کے اختلاف کے مطابق ۔ الاعمٰی عبداللہ بن ام مکتوم اور ام مکتوم ان کی دادی ہیں۔ ان کے والد کا نام شریح بن مالک ہے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس وقت آئے جب آپ اشراف قریش کو اسلام کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ آتے ہی عرض کیا یارسول اللہ علمنی مماعلمك اللہ اور یہ سوال بار بار دھرایا۔ ان کو معلوم نہیں تھا کہ آپ اشراف قریش کو سمجھا رہے ہیں پس آپ نے ان کی بات کاٹنے کو ناپسند کیا اور ان سے رخ موڑتے ہوئے ترش روئی اختیار فرمائی۔ پس یہ آیات نازل ہوئیں رسول اللہ ﷺ اس کے بعد ان کا بڑا خیال فرماتے اور فرماتے مرحباً بمن عاتبنی فیه ربی [اسباب النزول واحدی: ص ۲۹۷] آپ نے ان کو مدینہ منورہ پر دو مرتبہ اپنا نائب مقرر فرمایا (بعض نے کہا چودہ مرتبہ نائب بنایا)

۳ : وَمَا یُدْرِیْكَ (اور آپ کو کیا خبر) اور کونسی چیز آپ کو اس کے حال سے واقف بنائے؟ (یہ استفہام انکاری بمعنی نفی ہے) لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰی (شاید وہ سنور جاتا) شاید وہ نابینا آپ کے کلام کو سن کر جہالت کی میل سے پاک ہو جاتا۔ یزکی اصل میں یتزکی ہے۔ تاء کو زاء میں ادغام کر دیا۔ اسی طرح یذکر میں تاء کو دال میں ادغام کیا گیا ہے۔

۴ : اَوْ یَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی (یا نصیحت قبول کرتا پس اس کو نصیحت کرنا فائدہ پہنچاتا) یَذَّكَّرُ نصیحت حاصل کرنا۔

نحو: فتنفعہٗ عاصم نے عین پر نصب پڑھا اور اس کو لعل کا جواب قرار دیا اور دیگر قراء نے اس کو یذکر پر عطف کرتے ہوئے رفع دیا ہے۔ الذکری آپ کی نصیحت یعنی آپ کا وعظ۔ یعنی آپ کو معلوم نہیں کہ وہ اس نصیحت سے تذکر یا تزکیہ میں سے کس بات کا متمنی تھا۔ اگر آپ جان لیتے تو آپ کی طرف سے یہ بات پیش نہ آتی۔

## بے پروائی والے کافر:

۵ : اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی (تو جو شخص بے پروائی کرتا ہے) جو مالدار ہے۔

۶ : فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی (آپ اس کی تو فکر میں پڑتے ہیں) اس کے ایمان لانے کی حرص میں آپ اس کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔

قراءت: تصدی میں تاء کو صاد میں ادغام کیا (حجازی)

۷ : وَمَا عَلَیْكَ اَلَّا یَزَّكّٰی (حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں اگر وہ نہ سنورے) آپ پر کوئی پکڑ نہ ہوگی اگر وہ اسلام قبول کر کے پاک نہ ہو۔ آپ کے ذمہ پہنچا دینے کی ڈیوٹی ہے۔

۸ : وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ یَسْعٰی (اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے) خیر و بھلائی کی طلب میں وہ جلدی کرنے والا ہے۔

۹ : وَهُوَ یَخْشٰی (اور وہ ڈرتا ہے) اللہ تعالیٰ سے یا کفار سے۔ نمبر ۳۔ لڑکھڑانے سے جیسا کہ اندھوں کی عادت ہوتی ہے۔

۱۰ : فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی (آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں) بتکلف دوسروں میں مشغول ہوتے ہیں۔ تلہی اصل میں تتلہی



BestUrduBooks.wordpress.com

ہے۔روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے بعد کبھی کسی سائل کے سلسلہ میں ترشروئی اختیار نہیں فرمائی۔اور نہ ہی غنی کی طرف میلان اختیار کیا۔روایت میں ہے کہ ثوری رحمہ اللہ کی مجلس میں فقراء امراء ہوتے تھے۔

۱۱ : كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ (ہرگز ایسا نہ کیجئے قرآن نصیحت کی چیز ہے) کلا یہ روع کیلئے ہے ایسا دوبارہ مت کریں۔اِنَّهَا (بیشک یہ) سورت یا آیات تَذْكِرَةٌ (نصیحت ہے) جس سے نصیحت حاصل کرنا ضروری ہے۔اور اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہے۔

۱۲ : فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ (پس جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے) پس جس کے متعلق اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اس نصیحت کو قبول کرے گو مَنْ کی وجہ سے ضمیر مذکر ہے یا التذکرة وعظ وذکر کے معنی میں ہونے کی وجہ سے ضمیر مذکر لائے۔معنی یہ ہے جو نصیحت چاہے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں بات ڈال دیں گے۔

۱۳ : فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ (وہ ایسے صحیفوں میں ہے جو مکرم ہیں)

نحو : فی صحف یہ تذکرہ کی صفت ہے ای انها مثبتة في صحف منتسخة من اللوح۔یعنی بیشک وہ ثابت شدہ ہے ایسے صحائف میں جو لوح محفوظ سے لکھے گئے ہیں۔نمبر۲۔یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے ای هی في صحف ۔وہ صحائف میں ہے۔ مُّكَرَّمَةٍ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکرم ہیں۔

۱۴ : مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ (رفیع المکان ہیں مقدس ہیں) مَّرْفُوْعَةٍ یعنی آسمان میں بلند ہیں یا قدر ومنزلت کے لحاظ سے بلند ہیں۔ مُّطَهَّرَةٍ ملائکہ کے علاوہ دوسروں کے چھونے سے پاک ہیں۔نمبر۲۔وہ اس سے پاک ہیں جو کلام اللہ میں سے نہیں ہے۔

۱۵ : بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ (ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں) سَفَرَةٍ جمع سافر لکھنے والے۔مراد وہ ملائکہ جو لوح محفوظ سے کتابیں نقل کرتے ہیں۔

۱۶ : كِرَامٍ (وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ہیں) نمبر۲۔گناہوں سے محفوظ ہیں۔بَرَرَةٍ (نیک) یہ بارّ کی جمع ہے یعنی متقی۔

۱۷ : قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ (آدمی پر اللہ تعالیٰ کی مار وہ کیسا ناشکرا ہے) الْاِنْسَانُ اس میں کافر پر لعنت کی گئی ہے۔نمبر۲۔امیہ قریشی مراد ہے۔نمبر۳۔عتبہ۔مَآ اَكْفَرَهٗ یہ استفہام توبیخ کیلئے ہے یعنی (اس کو کس بات نے کفر پر آمادہ کیا) نمبر۲۔استفہام تعجبی ہے یعنی اس پر تعجب ہے کہ اس کا کفر کس قدر سخت ہے۔

۱۸ : مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ (اللہ تعالیٰ نے اس کو کیسی چیز سے پیدا کیا) کیسی حقیر سے حقیر ترین شئی سے اس کو بنایا یہ بظاہر استفہام ہے اور تقریر کیلئے آیا ہے۔یعنی انسان کو اقرار کرنا چاہیے کہ اس کو نطفہ سے بنایا ہے۔پھر اگلی آیت میں اس کی وضاحت فرمائی۔

۱۹ : مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ (نطفہ سے اس کی صورت بنائی پھر اس کو اندازہ سے بنایا) جیسا اس کو بنانا چاہا تخلیق کردی۔

۲۰ : ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ (پھر اس کا راستہ آسان کردیا) نحو : السبیل یہ یسّر مضمر کی وجہ سے منصوب ہے ای ثم سهل له سبيل الخروج من بطن امه یعنی پھر اس کے لئے ماں کے پیٹ سے نکلنے کا راستہ آسان کردیا۔یا اس کے سامنے خیر وشر کو کھول



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ﴿٢٤﴾ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ

سو انسان کو چاہئے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے' ہم نے خوب اچھی طرح پانی برسایا پھر ہم نے زمین کو عجیب طریقہ پر

شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ﴿٢٩﴾

پھاڑ دیا سو ہم نے اس میں غلہ اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں

وَحَدَائِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ﴿٣١﴾ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾

اور گنجان باغ اور میوے اور چارہ پیدا کر دیا تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کیلئے۔

فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ﴿٣٣﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ

سو جب خوب زور دار آواز والی آ جائے گی جس روز انسان اپنے بھائی اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے

وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾

اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا' ان میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو کسی طرف متوجہ نہ ہونے دے گی' اس روز بہت سے چہرے روشن ہوں گے'

ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾

ہنس مکھ ہوں گے' خوش ہوں گے اور اس دن بہت سے چہرے ایسے ہوں گے جن پر کدورت ہو گی ان پر ظلمت چھائی ہو گی'

أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾

یہ وہ لوگ ہوں گے جو کافر تھے فاجر تھے۔

کر بیان کر دیا۔

۲۱ : ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (پھر اس کو موت دی پھر اس کو قبر میں لے گیا) اس کو قبر والا بنایا جس میں اس کو چھپایا جاتا ہے۔ حیوانات کی طرح نہیں کہ کھلا چھوڑ دیا جائے یہ اس کی تکریم کی گئی۔ قبر المیت : اس کو دفن کا مقام۔ اقبرہٗ اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کو قبر میں رکھا جائے اور اس کو اس پر قدرت واختیار بھی دیا۔

۲۲ : ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ (پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اس کو دوبارہ زندہ کر دے گا) اس کی موت کے بعد زندہ کرے گا۔

۲۳ : كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ (ہرگز نہیں اس کو جو حکم کیا تھا اس کو بجا نہیں لایا) اس میں انسان کو کفر سے روکا گیا کہ اس کو ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے۔ لما یقض ما امرہ اس کافر انسان نے جو اس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کا حکم دیا اس کو پورا نہیں کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قدرتِ باری تعالیٰ:

۲۴ : فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلٰى طَعَامِهٖ (پس انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے)

رَبط : جب ان نعمتوں کو شمار کر دیا جو انسان کی ابتدائے حدوث سے انتہاء تک اس کے وجود میں پائی جاتی تھیں اب اس کے بعد ان نعمتوں کا ذکر کیا جن کی انسان کو زندگی میں ضرورت پڑتی ہے۔ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلٰى طَعَامِهٖ پس انسان کو اپنا وہ کھانا دیکھنا اور اس پر غور کرنا چاہیے جو وہ کھاتا اور جس سے زندگی گزارتا ہے۔ کہ ہم نے اس کا انتظام کس طرح فرمایا ہے۔

۲۵ : اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا (ہم نے عجیب طور پر پانی برسایا)

نحو، قراءت : اَنَّا فتحہ کے ساتھ کوفی قراء نے پڑھا اور اس کو طعام سے بدل الاشتمال قرار دیا۔ نمبر۲۔ اِنَّا دیگر قراء نے پڑھا اور جملہ مستانفہ قرار دیا۔ صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا یعنی بادلوں سے بارش برسائی۔

۲۶ : ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا (پھر عجیب طور پر زمین کو پھاڑا) نباتات سے پھاڑا۔

۲۷ : فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا (پھر ہم نے اس میں غلہ اگایا) مثلاً گندم، جو وغیرہ جو انسانی غذاء میں کام آتا ہے۔

۲۸ : وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا (اور انگور اور ترکاری) عنبا انگور کا پھل یہ طعام اور میوہ دونوں ہیں۔ قضبا ترکاری۔ یہ قضب یقضب کا مصدر ہے۔ جس کو بطور تسمیہ استعمال فرمایا۔ اس کو قضب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کو بار بار کاٹا جاتا ہے۔

۲۹ : وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا (اور زیتون اور کھجور)

۳۰ : وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا (اور گنجان باغ) حدائق: باغات۔ غلبا گھنے درختوں والے۔ یہ غلباء کی جمع ہے۔

۳۱ : وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا (اور میوے اور چارہ پیدا کیا) فاکھۃ میوے تمہاری خاطر و ابا یعنی چارہ تمہارے چوپایوں کیلئے۔

۳۲ : مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدہ کیلئے) متاعاً یہ مصدر ہے فائدہ پہنچانے کیلئے تمہیں اور تمہارے جانوروں کو۔

۳۳ : فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ (پھر جس وقت کانوں کا بہرہ کر دینے والا شور برپا ہوگا) اس سے قیامت کی چیخ مراد ہے کیونکہ وہی کانوں کو پھاڑ ڈالے گی یعنی بہرہ کر دے گی۔ اذا کی شرط کا جواب ظاہر ہونے کی وجہ سے محذوف ہے (اس وقت انسان کو اپنی ناشکری کا نتیجہ ملے گا)

## احوالِ قیامت:

۳۴ : يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ (جس روز ایسا آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا)۔

۳۵ : وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ (اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے) نمبر۱۔ اس لئے کہ اس کے اور ان کے مابین حقوق اور تاوان ہونگے۔ نمبر۲۔ اپنے نفس میں شدید مشغولیت کی وجہ سے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۳۶ : وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ (اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا) صاحبۃ بیوی۔ بنیہ اور قرآن مجید نے بھائی سے ابتداء کی اور پھر والدین کا ذکر کیا۔ کیونکہ وہ دونوں قریب تر ہیں۔ پھر بیوی اور اولاد کو لایا گیا کیونکہ وہ اس کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

## ایک قول:

یہ ہے سب سے پہلا شخص جو اپنے بھائی سے بھاگے گا وہ ہابیل ہوگا اور سب سے پہلے والدین سے بھاگنے والے ابراہیم علیہ السلام اور بیوی سے بھاگنے والے نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام ہونگے۔ اور بیٹے سے بھاگنے والے نوح علیہ السلام ہونگے۔

۳۷ : لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ (ان میں سے ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا) شان ایسی حالت جو اس کی اپنی ذات سے متعلق ہوگی۔ یغنیہ جو اس کو غیر سے مشغول کر کے اپنے اہتمام میں مگن کر دے گی۔

۳۸ : وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ (بہت سے چہرے اس روز روشن وخنداں) روشن، چمکدار رات کے قیام کی وجہ سے۔ نمبر ۲۔ آثار وضوء سے چمکدار ہونگے۔

۳۹ : ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ (شاداں ہونگے) ان چہروں والے شاداں ہونگے یہ مؤمن ہیں جو مسرور و خوش باش ہونگے۔

۴۰ : وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ (اور بہت سے چہروں پر اس روز ظلمت ہوگی) غبرۃ یعنی غبار۔

۴۱ : تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ (ان پر کدورت چھائی ہوگی) اس غبار پر دھوئیں کی طرح سیاہی چھائے گی اور دنیا میں بھی جب چہرے پر غبار اور سیاہی جمع ہوں تو چہرہ وحشت ناک ہوتا ہے۔ (اور وہ تو سب کچھ آخرت کا ہوگا۔ (اللهم احفظنا منها بفضلك)

۴۲ : اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ (یہی لوگ کافر فاجر ہیں) اولٰئک اس حالت والے۔ ھم الکفرۃ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا انکار کرنے والے ہیں۔ الفجرۃ بندوں کے حقوق میں دیانت کو پھاڑنے والے۔ نمبر ۲۔ جب کفر و فجور کو جمع کر لیا تو چہرے کی سیاہی کے ساتھ غبار کو جمع کر دیا گیا۔

**تمت بحمد الله سورة عبس**



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ التکویر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں انتیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ① وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ② وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ③ وَاِذَا

جب سورج بے نور ہو جائے، اور جب ستارے گر پڑیں اور جب پہاڑ چلا دیے جائیں، اور

الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ④ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ⑤ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ⑥

جب حمل والی اونٹنیاں بے کار کر دی جائیں اور جب وحشی جانور جمع کر دیے جائیں اور جب سمندروں کو دہکا دیا جائے،

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ⑦ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ⑧ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ⑨ وَاِذَا

اور جب نفوس کے جوڑے بنا دیے جائیں، اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کے بارے میں سوال کیا جائے کہ وہ کس گناہ کے سبب قتل کی گئی، اور جب

الصُّحُفُ نُشِرَتْ ⑩ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ⑪ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ⑫

اعمال نامے کھول دیے جائیں اور جب آسمان کھول دیا جائے اور جب دوزخ کو دہکا دیا جائے،

## نظارۂ قیامت:

۱: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (جب آفتاب بے نور ہو جائے گا) اس کی روشنی جاتی رہے گی۔ یہ کورت العمامۃ سے لیا گیا کہ جب تم اس کو لپیٹ لو۔ یعنی اس کی روشنی کو بالکل لپیٹ دیا جائے گا۔ اطراف میں اس روشنی کا پھیلاؤ ختم ہو جائے گا۔

نحو: الشمس فعل مضمر کی وجہ سے مرفوع ہے جس کی تفسیر کورت کر رہا ہے کیونکہ اذا حرف شرط ہے یہ فعل کا طالب ہوتا ہے۔

۲: وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ (اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے)

۳: وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ (اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے) سطح زمین سے چلا کر دور کر دیے جائیں گے یا فضا میں بادلوں کی طرح چلائے جائیں گے۔

## دس ماہ کی گابھن اونٹنی:

۴: وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی) العشار جمع عشراء کی ہے یہ ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

جس کے حمل کو دس ماہ گزر جائیں پھر وضع حمل تک اس کا نام یہی رہتا ہے۔ عُطِّلَتْ (بیکار ہو جائیں) ان کے مالکوں نے ان کو اپنے نفسوں میں مشغولیت کی وجہ سے بیکار چھوڑ دیا۔ اس حالت میں اونٹنی اہل عرب کے ہاں بڑی حفاظت سے رکھی جاتی ہے۔ بقیہ چیزوں کی طرف ان کا دھیان کم وبیش ہوتا ہے۔

قراءت: عطلت تخفیف سے بزی نے پڑھا ہے۔

۵ :وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ (اور جب وحشی جانور سب جمع ہو جائیں گے) ہر جانب سے جمع ہو جائیں گے۔

## قولِ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ:

ہر چیز یہاں تک کہ مکھیوں کو بھی قصاص کیلئے اٹھایا جائے گا۔ جب ان کے مابین فیصلہ ہو چکے گا تو ان کو مٹی کر دیا جائے گا۔ ان میں صرف وہ باقی رہ جائے گا۔ جس میں بنی آدم کے لئے خوش کن پہلو ہیں مثلاً مور وغیرہ۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ان کا حشر ان کی موت ہے عرب کہتے ہیں جب سال لوگوں اور ان کے اموال کیلئے پریشانی والا ہوتا ہے' تو کہتے ہیں: حشرتهم السنة۔ سال نے ان کو ہلاک کر دیا۔

۶ :وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ (جب دریا بھڑکائے جائیں گے)

قراءت: مکی و بصری نے سُجِرَت پڑھا اور سجر التنور سے لیا جبکہ اس کو لکڑیوں سے بھر دیں اب معنی یہ ہے جب دریاؤں کو بھر دیا جائے گا۔ اور پھوٹ کر ایک دوسرے سے مل جائیں گے اور ایک سمندر بن جائے گا۔ ایک قول یہ ہے اہل نار کو عذاب دینے کیلئے آگ سے بھر دیا جائیگا۔

۷ :وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (اور جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کیے جائیں گے) ہر نفس کو اس کے ہم جنس سے ملا دیا جائے گا۔ نیک کو نیک کے ساتھ جنت میں اور بروں کو بروں کے ساتھ آگ میں۔ نمبر۲۔ ارواح کو اجساد سے ملا دیا جائے گا۔ نمبر۳۔ نفوس کو ان کے اعمال ناموں اور اعمال سے ملا دیا جائے گا۔ نمبر۴۔ نفوس مؤمنین کو حور العین اور کفار کو شیاطین کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

## زندہ درگور کے سوال:

۸ :وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ (اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا) الموءدۃ جو زندہ دفن کی گئی۔ عرب بھوک کے خطرے اور غلام بنائے جانے کے خوف سے لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ سُئلت سے نرمی و مہربانی کا سوال مراد ہے۔ تاکہ وہ اپنا بیان دے کہ اسے بغیر گناہ قتل کیا گیا نمبر۲۔ اس میں قاتل کو توبیخ کی گئی کہ روئے سخن اس سے پھیر کر مقتولہ کی طرف کر دیا جیسا کہ اس آیت میں ہے ء انت قلت للناس الآیة [المائدہ:۱۱۶]۔ نمبر۳۔ تاکہ وہ قاتل پر داخل ہو سکے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۹ :بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ( کہ وہ کس گناہ کی بناء پر قتل کی گئی تھی )
قراءت:قُتِّلَتْ یزید نے تشدید سے پڑھا۔

## ایک اہم بات:

اس میں دلیل ہے کہ اطفال مشرکین کو عذاب نہ ہوگا اور عذاب بلا ذنب نہیں ہوا کرتا۔

۱۰ :وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (اور جب نامہ اعمال کھول دیئے جائیں گے )
قراءت: نشرت کا معنی کھولنا۔نُشِرَتْ تخفیف کے ساتھ مدنی ،شامی ، عاصم اور سہل ، یعقوب کی قراءت میں ہے۔نُشِّرَتْ یہ ابو عمرو ،ابن کثیر ،حمزہ ، کسائی وخلف کی قراءت ہے۔الصحف سے نامہ اعمال مراد ہیں۔انسان کا نامہ عمل موت کے وقت لپیٹ دیا جاتا ہے۔پھر جب اس کو اٹھایا جائے گا تا کہ حساب و کتاب لیا جائے تو اس وقت اس نامۂ عمل کو کھولا جائے گا۔نمبر۲۔اور نشر سے مراد نامہ اعمال والوں کو ان کے نامہ ہائے اعمال کا تقسیم کرنا مراد ہو۔

۱۱ :وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ (جب آسمان کھل جائے گا )

## قول الزجاج:

آسمان کو اس طرح اکھاڑ دیا جائے گا جیسا چھت کو اکھاڑتے ہیں۔

۱۲ :وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ (اور جب دوزخ دہکائی جائے گی ) سخت بھڑکائی جائے گی۔
قراءت:سُعِرَتْ ۔تخفیف والی قراءت ابن کثیر ،ابوعمرو اور ابن عامر ، عاصم کی ہے۔تشدید والی قراءت شامی ، مدنی اور عاصم کی ہے حماد کی نہیں اور نہ ہی یحییٰ کی۔تشدید میں مبالغہ ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ⑬ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ⑭ فَلَآ اُقْسِمُ

جنت کو قریب کردیا جائے ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو اس نے حاضر کر دیئے۔ سو میں ان ستاروں کی قسم کھاتا ہوں

بِالْخُنَّسِ ⑮ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ⑯ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ⑰ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ⑱

جو پیچھے کو ہٹتے ہیں جو چلنے والے ہیں چھپنے والے ہیں، قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے، قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لے

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ⑲ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ⑳

بلاشبہ یہ قرآن کلام ہے رسول کریم کا معزز فرشتہ کا لایا ہوا جو عرش والے کے نزدیک قوت والا ہے مرتبہ والا ہے،

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ㉑ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ㉒ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ㉓

اس کی اطاعت کی جاتی ہے وہ وہاں امانت دار ہے اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے، اور بات واقعی ہے کہ اس نے اس فرشتے کو واضح کنارہ پر دیکھا ہے

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ㉔ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ㉕ فَاَيْنَ

اور وہ غیب کی باتوں پر بخل کرنے والا نہیں ہے، اور وہ شیطان مردود کی کہی ہوئی بات نہیں ہے، سو تم لوگ کہاں

تَذْهَبُوْنَ ㉖ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ㉗ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ㉘

جا رہے ہو، بس وہ جہان والوں کے لئے ایک بڑی نصیحت ہے ایسے شخص کے لئے جو تم میں سے سیدھے راستہ پر چلنا چاہے

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ㉙ ع ۲۹ ۶

اور تم نہیں چاہتے ہو مگر یہ کہ اللہ چاہے جو رب العالمین ہے۔

۱۳ : وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ (اور جب جنت نزدیک کردی جائے گی) متقین کے قریب کردی جائے گی جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ [ق:۳۱] یہ بارہ خصلتیں ہیں جو چھ دنیا میں پیش آئیں گی اور باقی آخرت میں۔

قراءت : ما احضرت تک بالکل وقف نہیں ہے کیونکہ اذا الشمس کا عامل ناصب ہے۔ اور باقی اس پر معطوف ہیں اور ان کا جواب اگلی آیت ہے۔

۱۴ : عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ (ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو وہ لے کر آیا) نفس سے مراد کل نفس ہے۔

قراءت : اور سانس کے ہر آیت پر انقطاع کی صورت میں وقف کو ہر آیت پر جائز قرار دیا گیا ہے۔ ما احضرت جو خیر و شر وہ لے کر آیا ہے۔

۱۵ : فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ (پس میں قسم اٹھاتا ہوں ان ستاروں کی جو پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں) لا زائدہ ہے۔ الخنس مبدأ سیر کی



BestUrduBooks.wordpress.com

طرف لوٹنا۔تم اپنے سامنے ستارے کو برج کے آخر میں دیکھتے ہو اسی وقت وہ پھر مڑ کر ابتدائے برج میں لوٹ آتا ہے۔
۱۶: اَلْجَوَارِ الْكُنَّسِ (چلتے رہتے ہیں جا چھپتے ہیں) الجوار چلتے رہنے والے۔الکنّس غائب ہونے والے۔یہ کنس الوحش سے لیا گیا ہے جبکہ وہ اپنے کچھار میں داخل ہو۔

ایک قول یہ ہے وہ خمسہ متحیرہ ہیں۔بہرام، زحل، عطارد، الزہرہ، المشتری یہ سورج و چاند دونوں کے ساتھ چلتے ہیں۔اور واپس لوٹ کر سورج کی روشنی میں چھپ جاتے ہیں۔پس خنوس سے مراد انکار جوع ہے۔اور کنوس سے ان کا سورج کی روشنی کے نیچے چھپنا مراد ہے۔ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد تمام ستارے ہیں۔

۱۷: وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ (اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے) عسعس نمبر۱۔اپنے اندھیرے کے ساتھ متوجہ ہو۔نمبر۲۔جانے لگے۔یہ لفظ اضداد میں سے ہے۔

۱۸: وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ (اور قسم ہے صبح کی جب وہ جانے لگے) اور اس کی روشنی پھیل جائے جب صبح کی آمد کیلئے روح اور نسیم کی آمد لازم ہے۔تو اسی لئے اس کو مجازاً سانس قرار دیا۔

## صفاتِ جبرئیل علیہ السلام:

۱۹: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (اور قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا) یہ جواب قسم ہے ہٗ سے قرآن مجید مراد ہے۔رسول کریم سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں۔قرآن مجید کی نسبت جبرئیل علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے کیونکہ وہ لانے کا ذریعہ ہیں۔کریم وہ بارگاہ الٰہی میں عزت وآبرومند ہیں۔

۲۰: ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ (جو قوت والا ہے۔مالک عرش کے نزدیک ذی مرتبہ ہے) ذی قوۃ جس بات کا اس کو ذمہ دار بنایا گیا اس پر اس کو پوری قدرت وطاقت حاصل ہے اس کام سے عاجز نہیں رہتا اور نہ کمزوری دکھاتا ہے۔

عندذی العرش اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکین مرتبہ ومقام والا ہے۔مرتبہ کا حال مرتبہ بنانے والی ذات کے مطابق ہوتا ہے تو اسی لئے فرمایا: عند ذی العرش کہ اس کی بارگاہ میں) تاکہ اس کے اعلیٰ مرتبہ ومقام پر دلالت ہو۔

۲۱: مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ (وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے۔اور امانت دار ہے) مطاع ثَمَّ یعنی آسمانوں میں تمام فرشتے اس کی بات مانتے ہیں۔نمبر۲۔عرش والے کے ہاں اس کی بات مانی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے اس کی بات مانتے ہیں۔اس کی رائے کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کے حکم سے نتیجہ نکالتے ہیں۔امین وہ وحی لانے پر امانتدار ہے۔

۲۲: وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ (اور یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے مجنون نہیں ہیں) صاحبکم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔بمجنون جیسا کہ آپ کے متعلق کفار کا نقطۂ نظر تھا۔

نحو: اس کا عطف جواب قسم پر ہے۔

۲۳: وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ (اور انہوں نے اس فرشتہ کو آسمان کے صاف کنارہ پر دیکھا بھی ہے) راٰہٗ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم



BestUrduBooks.wordpress.com

نے جبرئیل علیہ السلام کوان کی اصل صورت میں دیکھا ہے۔ الافق المبین سے آسمان کا مشرقی کنارہ مراد ہے۔

۲۴ : وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (اور یہ پیغمبر مخفی باتوں پر بخل کرنے والے بھی نہیں) علی الغیب سے مراد وحی ہے۔ بضنین یہ الضن سے لیا گیا۔ اور وہ بخل کو کہتے ہیں وہ وحی میں بخل نہیں کرتے جیسا کہ کاہن لوگ مٹھائی کی غرض سے بخل کرتے ہیں۔ بلکہ آپ اسی طرح سکھا دیتے ہیں جیسا آپ کو سکھائی گئی اس میں سے کوئی چیز نہیں چھپاتے۔

قراءت: مکی، ابو عمرو اور علی نے بظنین ظاء سے پڑھا جس کا معنی مُتَّهَم ہے کہ جس پر وحی میں کمی کرنے کی تہمت لگی ہو۔ یا اس میں اضافہ کی یہ الظِّنَّۃ سے ہے جس کا معنی تہمت ہے۔

۲۵ : وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيمٍ (اور یہ قرآن کسی شیطان مردود کی کہی ہوئی بات نہیں ہے) ھو سے مراد قرآن مجید ہے۔ رجیم: مردود۔ جیسا کہ دوسرے مقام میں فرمایا۔ وما تنزلت بہ الشیاطین [الشعراء: ۲۱۰] یعنی یہ ان کی بات نہیں جو چوری چھپے سننے کے لئے کان لگاتے ہیں۔ اور پھر وہ اپنے کاہن دوستوں کی طرف وہ بات القاء کرتے ہیں۔

۲۶ : فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ (تو تم لوگ کدھر کو چلے جا رہے ہو) اس میں کفار کیلئے استضلال ہے جیسا کہ اس شخص کو جو صحیح راستہ کو چھوڑ رہا ہو بطور افسوس کہتے ہیں یا راستے کے کناروں پر جا رہا ہو تو اس کو کہتے ہیں۔ تم کہاں جا رہے ہو؟ (کہ راستہ تو کھلا ہے اس کو کیوں چھوڑتے ہو) گویا ان کی حالت کو اس شخص کے ساتھ مثال دے کر ذکر کیا کہ یہ سامنے راستہ دیکھتے ہوئے حق سے ہٹ کر باطل کی طرف اسی طرح جا رہے ہیں۔ جیسا وہ شخص جو راستے کو جان بوجھ کر چھوڑ رہا ہو۔

**قول الزجاج رحمہ اللہ:**

اس کا معنی یہ ہے جو راستہ میں نے کھول کر بیان کر دیا اس سے زیادہ واضح کس راستہ پر چلو گے۔

**قولِ جنید رحمہ اللہ:**

تم ہم سے کنارہ کش ہو کر کہاں جا رہے ہو کونسی وہ چیز ہے جو ہمارے پاس نہیں۔

۲۷ : اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (بس یہ تو دنیا جہان والوں کیلئے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے) قرآن تو مخلوق کیلئے ایک نصیحت ہے۔

۲۸ : لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ (ایسے شخص کیلئے جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے)

نحو: یہ من العالمین سے بدل ہے۔

ان یستقیم قرآن اس کے لئے نصیحت ہے جو استقامت چاہے یعنی جو اسلام میں داخل ہو کر استقامت چاہتے ہیں ان کو اس نصیحت سے فائدہ ہوگا۔ گویا دوسروں کو نصیحت کی ہی نہیں گئی نصیحت میں اگرچہ مخاطب تو تمام کو کیا گیا ہے۔

۲۹ : وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (اور تم بغیر اللہ رب العالمین کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے ہو) وماتشاء ون اور تم استقامت نہیں چاہ سکتے۔ الا ان یشاء اللہ رب العالمین۔ مگر جب کہ اللہ تعالیٰ جو تمام مخلوق کا مالک ہے وہ چاہے۔

تمت سورۃ التکویر بعونہ تعالی اللھم اعذنی من عذابك یا رب العالمین



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ الانفطار مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں انیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ① وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ② وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ③ وَاِذَا

جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے جھڑ جائیں گے ۔ اور جب سمندر بہا دیئے جائیں گے اور جب

الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ④ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ⑤ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ

قبریں اکھاڑ دی جائیں گی تو ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو اس نے پہلے بھیجے اور بعد میں بھیجے۔ اے انسان تجھے کس چیز نے تیرے

بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ⑥ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ⑦ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا

رب کریم کے ساتھ دھوکہ میں ڈالا جس نے تجھے پیدا فرمایا سو تیرے اعضاء درست بنائے پھر تجھے اعتدال پر رکھا جس صورت میں چاہا

شَآءَ رَكَّبَكَ ⑧ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ⑨ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ⑩

تجھے مرکب فرمادیا۔ ہرگز نہیں بلکہ بات یہ کہ تم جزاء کو جھٹلاتے ہو اور بلاشبہ تمہارے اوپر نگرانی کرنے والے ہیں

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ⑪

جو عزت والے ہیں لکھنے والے ہیں

## احوالِ قیامت:

۱: اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ (جب آسمان پھٹ جائے گا) انفطرت پھٹ جائے گا۔

۲: وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ (اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے) انتثرت گر پڑنا۔

۳: وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ (اور جب سب دریا بہہ پڑیں گے) ایک دوسرے کی طرف کھل جائیں گے اور ایک پانی کا سمندر بن جائے گا۔

۴: وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ (جب قبور اکھاڑ دی جائیں گی) کرید دی جائیں گی اور اس کے مردوں کو نکال باہر کیا جائے گا۔

۵: عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ (ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال کو جان لے گا) یہ اذا کا جواب ہے یعنی ہر نیک و بد



BestUrduBooks.wordpress.com

جان لے گا جو اس نے اطاعت کی ہوگی۔ واخرت اور جو کام اس نے چھوڑے ہونگے اور عمل نہ کیا ہوگا۔ نمبر ۲۔ ماقدمت سے صدقات اور ما اخرت سے میراث مراد ہے۔

۶ :یٰٓاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ (اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے ایسے رب کریم کے ساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے۔) یا یھا الانسان نمبر ا۔ اس سے خطاب منکرین بعث کو کیا گیا۔ ماغرك بربك الکریم یعنی کس چیز نے تجھے دھوکا دیا یہاں تک کہ تو نے اپنے فرائض کو بھی ضائع کر دیا۔ حالانکہ تیرا رب کرم والا ہے۔

## منکرین کو خطاب:

۷ :اَلَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ (جس نے تجھ کو بنایا پھر تیرے اعضاء کو درست کیا۔ پھر تجھے اعتدال پر بنایا) اس کا کرم تو دیکھ کہ اس نے تجھ پر بنانے کا احسان فرمایا اور تسویہ و تعدیل جیسے احسان عظیم فرمائے۔ آپ ﷺ سے مروی ہے کہ جب آپ نے اس آیت کو پڑھا فرمایا۔ غرہ جھله (رواہ ابوعبید فی فضائل القرآن حاشیہ کشاف) اس کی جہالت نے اسے دھوکا میں رکھا۔

## قولِ عمر رضی اللہ عنہ:

غرہ حمقه یعنی اس کی حماقت نے اسے دھوکہ میں رکھا۔ نمبر ۲۔

## قول حسن رحمۃ اللہ علیہ:

غرہ شیطانه یعنی اس کے شیطان نے اسے دھوکہ میں ڈالا۔ نمبر ۳۔ قول فضیلؒ۔ اگر مجھے خطاب کیا جاتا تو میں کہتا تیری ستاری کے لٹکتے ہوئے پردوں نے۔ نمبر ۴۔

## قول یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ:

اگر مجھے خطاب ہوتا تو کہتا۔ مجھے تیرے گزشتہ اور حالیہ احسانات نے دھوکہ میں ڈالا۔ فَسَوّٰىكَ۔ یعنی تجھے مناسب طور صحیح سالم اعضاء والا بنایا۔ فَعَدَلَكَ یعنی تجھے میانہ متناسب الاعضاء بنایا۔ ان میں تفاوت نہیں رکھا۔ ایسا نہیں بنایا کہ دونوں میں سے ایک ہاتھ بہت لمبا ہو اور نہ ہی ایک آنکھ کو بہت بڑی بنایا اور نہ ایسا کیا کہ بعض اعضاء کو سفید اور بعض کو سیاہ بنایا۔ نمبر ۲۔ تمہیں معتدل الخلقت بنایا کہ تو سیدھا کھڑا ہو کر چلتا ہے۔ بہائم کی طرح جھک کر نہیں۔

قراءت: کوفی قراء نے تخفیف سے پڑھا ہے۔ معنی اس کا بھی یہی ہے کہ تیرے اعضاء کو معتدل بنایا یہاں تک کہ تو معتدل الخلقت ہے۔

۸ :فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ (جس صورت میں چاہا تجھ کو ترتیب دے دیا)

نحو: ما تاکید کیلئے زائد ہے۔ یعنی جس صورت میں اس کی مشیت نے چاہا تمہیں حسن، قبح، طول وقصر کی مختلف صورتوں میں جوڑ



BestUrduBooks.wordpress.com

يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾

وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو' بلاشبہ نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بلاشبہ بدکار دوزخ میں ہوں گے

يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ

وہ اس میں بدلہ کے دن داخل ہوں گے اور وہ اس سے غائب ہونے والے نہ ہوں گے اور اے مخاطب تجھے خبر ہے کہ بدلہ کا

الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ

دن کیا ہے پھر تجھے کیا خبر ہے کہ بدلہ کا دن کیا ہے وہ ایسا دن ہو گا جس میں کوئی شخص کسی شخص کے لئے نفع کا

شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ ع

مالک نہ ہوگا اور اس دن ساری حکومت اللہ ہی کے لئے ہوگی۔

دیا۔ یہ جملہ ماقبل پر معطوف نہیں جیسا کہ ماقبل کا جملہ معطوف تھا۔ کیونکہ یہ عدلك کا بیان ہے اور جار مجرور کا تعلق رکبك سے ہے اس معنی میں کہ تمہیں بعض صورتوں میں رکھ کر اختیار دے دیا۔ یا محذوف سے متعلق ہے ای رکبك حاصلا فی بعض الصور۔ تمہیں جوڑا اس حالت میں کہ اس سے کئی شکلیں بن گئیں۔

۹ : كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ (ہرگز نہیں بلکہ تم جزاء وسزا کو جھٹلاتے ہو) کلا ردع کیلئے ہے اللہ تعالیٰ کے متعلق جس غفلت کا شکار ہے اس کے متعلق ردع کی گئی ہے۔ بل تکذبون بالدین ۔ الدین اصل میں جزاء ہے یا دین اسلام مطلب یہ ہے تم ثواب و عقاب کی تصدیق نہیں کرتے۔

۱۰ : وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ (اور تم پر یاد رکھنے والے مقرر ہیں) الحافظین ملائکہ جو تمہارے اعمال واقوال کو یاد رکھنے والے ہیں۔

۱۱ : كِرَامًا كَاتِبِيْنَ (معزز لکھنے والے مقرر ہیں) یعنی تم تو جزاء کو جھٹلا رہے ہو۔ اور کاتب تمہارے اعمال کو لکھ رہے ہیں تا کہ تم کو بدلہ دیا جائے۔

۱۲ : يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (جو تمہارے سب افعال کو جانتے ہیں) تمہارے اعمال کی کوئی چیز ان سے ڈھکی چھپی نہیں۔ لکھنے والوں کی عظمت کو ذکر فرما کر جزاء کی عظمت ظاہر کی گئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم امور میں سے ہے۔ اس آیت میں متقین کو لطف و کرم کی طرف بلایا جارہا ہے اور مجرمین کو انذار و تہویل کی جارہی ہے۔

## قولِ فضیل رحمہ اللہ:

جب فضیلؒ یہ آیت پڑھتے تو فرماتے غافلین پر اس سے زیادہ شدت والی کوئی آیت نہیں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۳ : اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ (نیک لوگ بیشک آسائش میں ہونگے) ابرار سے مؤمنین مراد ہیں وہ جنت کی نعمتوں میں ہونگے۔

## فجار کا انجام:

۱۴ : وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (اور بدکار لوگ بیشک دوزخ میں ہونگے) الفجار سے کفار مراد ہیں وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

۱۵ : یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ (روز جزاء کو اس میں داخل ہونگے) جزاء کے دن وہ جہنم میں داخل ہونگے۔

۱۶ : وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِیْنَ (اور وہ اس سے باہر نہ ہونگے) یعنی جہنم سے نکالے نہ جائیں گے جیسا ارشاد فرمایا: وماهم بمخرجين منها [المائدہ:۳۷]

۱۷ : وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ (آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزاء کیسا ہے) پھر قیامت کی عظمت شان کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وما ادراك مايوم الدين ۔

## قیامت کا موقعہ:

۱۸ : ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ (پھر آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزاء کیا ہے) تاکید اور اس کی شدت وہولنا کی بیان کرنے کیلئے دوبارہ لائے۔ اور اگلی آیت میں قیامت کی وضاحت فرمائی۔

۱۹ : یَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (وہ ایسا دن ہے جس میں کسی شخص کا کسی شخص کے نفع کیلئے کچھ بس نہ چلے گا۔ اور تمام تر حکومت اس روز اللہ ہی کی ہوگی) اس آیت سے قیامت کی وضاحت فرمائی کہ قیامت کو اپنے سے دفع کرنے کی اور نہ کسی دوسرے کو کسی طریق سے نفع پہنچانے کی کوئی طاقت ہوگی۔ شفاعت کا اذن الٰہی سے وہ اختیار پائے گا۔ قراءت: یوم مکی، بصری نے رفع سے پڑھا اور ھو کو مقدر مانا۔ ای ھو یومٌ نمبر۲۔ یوم الدین سے بدل بھی ہوسکتا ہے۔ نصب کی صورت میں۔ نمبر۱۔ ذکر کا مفعول ہے۔ نمبر۲۔ یدانون مضمر ہے۔ کیونکہ قیامت کا تذکرہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ والامر یومئذ للّٰہ کا مطلب یہ ہے کہ اختیار اس دن صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہوگا وہی فیصلہ فرمائے گا نہ کوئی اور۔

تمت سورة الا نفطار بكرم الكريم والحمدلله اولاً وآخراً ۔ ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۲۴ء



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورۃ المطففین مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھتیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ① الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ② وَاِذَا كَالُوْهُمْ

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنیوالوں کے لئے جن کا طریقہ یہ ہے کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں' اور جب ان کو ناپ کر

اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ③ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ④ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑤

یا تول کر دیں تو گھٹا دیں' کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑥ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ⑦

جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ ہرگز نہیں' بدکار لوگوں کا اعمالنامہ سجین میں رہے گا

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ⑧ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ⑨

اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ سجین میں رکھا ہوا اعمال نامہ کیا چیز ہے؟ وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے

۱: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ (بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے)

نحو: ویل مبتدا اور للمطففین اس کی خبر ہے۔ المطففین وہ لوگ جو کیل و وزن میں لوگوں کے حقوق تلف کرتے ہیں۔

۲: الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ (کہ جب لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا لیں) جب وہ لوگوں سے ناپ تول میں اپنے حقوق لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔

نکتہ: جبکہ ان لوگوں کا ماپ کم وصول کرنا لوگوں کیلئے نقصان کا باعث ہے اور وہ ٹھونس کر لوگوں سے وصول کرتے ہیں اسی لئے مِن کی بجائے علیٰ لائے اور اس پر دلالت موجود ہے۔

## ایک انداز:

علیٰ یستوفون کے متعلق بھی ہوسکتا ہے اور فعل پر مفعول کو افادۂ اختصاص کیلئے مقدم کیا گیا ہے۔ یعنی وہ لوگوں سے خاص طور پر پورا پورا لیتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قولِ فراء:

ایسے مواقع پر من اور علی ہر دو کا استعمال ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کا حق ہے پس جب تم کہو اکتلت علیك تو گویا اس طرح کہا اخذت ماعلیك ۔ میں نے تیرے ذمہ جو کچھ تھا ناپ کر لے لیا۔ اور جب تم کہو اکتلت منك تو گویا اس طرح کہا استوفیت منك میں نے پورا تجھ سے وصول کر لیا۔

۳ :وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْوَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ (اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں)

نَحْو: ضمیر منصوب الناس کی طرف راجع ہے تقدیر کلام یہ ہے کَالُوْا لَھُمْ اَوْوَّزَنُوْا لَھُمْ پس حرف جار کو حذف کر کے ضمیر فعل کے ساتھ ملا دی۔

## نکتہ نمبر ا:

شروع میں اس طرح بھی نہیں کہا۔ او اتزنوا جیسا یہاں کہا گیا اَوْوَّزَنُوْھُمْ یہ بطور اکتفاء اکتالوا اور کالوا کے ساتھ ایک ہی مرتبہ لائے اور یہ کافی ہے نمبر ۲۔ اور ایک احتمال اس کے علاوہ یہ ہے کہ تطفیف کرنے والے کیل اور وزن والی دونوں چیزوں کو کیل کر کے لیتے ۔ کیونکہ کیل کے ذریعہ ان کو اپنا مال پورا کرنے کی پوری قدرت تھی اور سرقہ کا پورا موقعہ ماپ کے برتن کو حرکت دے کر اور بھرنے میں حیلہ سازی کے ذریعہ میسر آ جاتا۔ جب وہ دیتے تو کیل و وزن دونوں میں کمی کرنے پر پوری قدرت تھی اس لئے لینے کے ساتھ وزن کا ذکر نہیں فرمایا دینے کے ساتھ وزن کا بھی ذکر کر دیا گیا۔ یُخْسِرُوْنَ (وہ کمی کرتے ہیں) عرب کہتے ہیں خسر المیزان واخسرہٗ وزن کم ہو گیا یا وزن کم کر دیا۔

## ہر ہر ذرہ کا حساب:

۴، ۵ :اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّھُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ○ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ (کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے) لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ الا یہ حرف تنبیہ نہیں بلکہ ہمزہ استفہام کو لا نافیہ پر داخل کیا گیا ہے یہ استفہام انکار و تعجب کیلئے ہے کہ ان کی حالت بہت عجیب ہے کہ تطفیف پر جرأت مند ہیں۔ گویا ان کے دل میں کچھ بھی خطرہ نہیں۔ اور وہ ذرا اندازہ نہیں لگاتے کہ ان کو اٹھایا جائے گا اور ہر ہر ذرہ کا ان سے حساب لیا جائے گا ور اگر وہ بعث بعد الموت پر یقین رکھتے تو کیل و وزن میں ہرگز کمی نہ کرتے۔

## حکایت:

ایک اعرابی نے عبدالملک بن مروان کو کہا کیا تم نے سنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مطففین کے متعلق کہا ہے پس تمہارا اپنے متعلق کیا گمان ہے کہ تم مسلمانوں کے اموال بلا کیل و وزن لیتے ہو۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۶ : يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے)

نحو : مبعوثون کی وجہ سے یوم یقوم منصوب ہے۔

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رب العالمین کے حکم اور اس کے حساب و بدلے کیلئے۔

## قول ابن عمر رضی اللہ عنہما:

آپ نے جب یہ آیت تلاوت کی جب یہاں تک پہنچے تو زور زور سے رونے لگے اور بعد والا حصہ نہ پڑھ سکے۔

۷ : كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ (ہرگز نہیں بدکارلوگوں کا نامہ عمل سجین میں رہے گا) كَلَّآ یہ ردع اور تنبیہ کیلئے ہے اللہ تعالیٰ نے جس تطفیف وغفلت میں وہ مبتلا تھے اس پر ان کو دھمکایا اور ان کو خبردار کیا کہ یہ ضروری ہے کہ آدمی اس سے توبہ کرے اور شرمندہ ہو پھر علی العموم فجار کو وعید سنائی فرمایا اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ (بدکارلوگوں کا نامہ عمل) کتاب سے اعمال نامے مراد ہیں۔ لَفِيْ سِجِّيْنٍ (سجین میں ہے)

۸،۹ : وَمَآ اَدْرٰكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ (آپ کو کچھ معلوم ہے کہ سجین میں رکھا ہوا نامہ عمل کیا چیز ہے۔ وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے)

**سوال** : اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ فجار کا نامہ عمل سجین میں ہے اور یہاں سجین کی تفسیر کتاب مرقوم سے کی گئی ہے؟ گویا اس طرح کہہ دیا گیا کہ ان کا نامہ عمل مرقوم میں ہے پس آیت کا مطلب کیا ہوا؟

**جواب** : سجین وہ جامع کتاب ہے وہ برائیوں کا رجسٹر ہے جس میں شیاطین کے اعمال مدون کیے گئے ہیں اور کفار جنات اور انسانوں کے۔ وہ مہر شدہ کتاب ہے اس کی کتابت واضح غیر مخفی ہے نمبر۲۔ یا نشان زدہ کتاب ہے جو اس کو دیکھ پائے گا اور وہ یہ معلوم کرلے گا کہ اس میں کوئی خیر نہیں ہے مرقوم یہ رقم الثیاب (کپڑوں کی علامت) سے لیا گیا ہے۔ معنی آیت کا یہ ہوا۔ کہ فجار کے تمام اعمال اس دیوان میں مندرجہ ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۱۱﴾ وَمَا يُكَذِّبُ

اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہو گی جو روز جزا کو جھٹلاتے ہیں اور اس کو وہی شخص جھٹلاتا ہے

بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾

جو حد سے گزرنے والا ہے مجرم ہے' جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو یوں کہہ دیتا ہو کہ یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں'

كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

ہرگز ایسا نہیں' بلکہ ان کے دلوں پر انکے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں' یہ لوگ اس روز اپنے رب سے

لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۷﴾

روک دیے جائیں گے پھر یہ دوزخ میں داخل ہوں گے پھر کہا جاوے گا کہ یہی ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾

ہرگز نہیں' نیک لوگوں کا اعمال نامہ علیین میں رہے گا اور آپ کو معلوم ہے کہ علیین میں رکھا ہوا اعمال نامہ کیا چیز ہے وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے

يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾

جس کو مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔ بلاشبہ نیک لوگ بڑی آسائش میں ہوں گے' مسہریوں پر دیکھتے ہوں گے

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾

اے مخاطب تو ان کے چہروں میں نعمت کی تازگی پہچانے گا' ان کو پینے کے لئے شراب خالص سر بمہر ملے گی

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾

جس پر مشک کی مہر لگی ہو گی اور حرص کرنیوالوں کو ایسی ہی چیز میں حرص کرنا چاہیے

۱۰: وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (اس روز جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی) یوم سے وہ دن جس روز لکھا ہوا مکذبین کے سامنے ظاہر کر دیا جائے گا۔

۱۱: الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ (جو کہ روز جزاء کو جھٹلاتے ہیں) الدین سے جزاء و حساب کا دن مراد ہے۔

۱۲: وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ (اور اس کو تو وہی شخص جھٹلاتا ہے جو حد سے گزرنے والا مجرم ہو) معتد جو حد سے بڑھنے والا ہو۔ اثیم گناہ کمانے والا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۳: اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ (جب اس کے سامنے ہماری آیات پڑھی جائیں تو یوں کہہ دیتا کہ یہ اگلوں کی بے سند باتیں منقول چلی آتی ہیں) آیات سے قرآن مجید مراد ہے۔ اساطیر الاولین پہلے لوگوں کی باتیں۔ قول الزجاج رحمہ اللہ: اساطیر اس کا واحد اسطورۃ ہے جیسے احدوثۃ و احادیث بمعنی داستانیں۔

۱۴: کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے اعمال کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے) کلا حد سے بڑھنے والے گناہ گار کو اس بات پر دھمکایا گیا۔ بل اس میں ان کے قول کی نفی ہے۔

قراءت: بل پر حفص چھوٹا وقف یعنی سکتہ کرتے ہیں۔

رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ان کے اعمال نے ان کے دلوں کو ڈھانپ لیا ہے یعنی وہ اعمال ان کے دلوں پر غالب آگئے یہاں تک کہ ان کے دل اس میں ڈوب گئے ما کانوا یکسبون سے معاصی اور گناہ مراد ہیں۔

## ران کے متعلق اقوال

### رین کیا ہے؟

### قول حسن رحمہ اللہ:

گناہ پر گناہ کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

### قول ضحاک رحمہ اللہ:

الرین دل کا مرجانا۔

### ابو سلیمان رحمہ اللہ:

الرین و القسوۃ یہ دونوں غفلت کے اوقات ہیں۔ اور ان کا علاج ہمیشہ روزہ رکھنا ہے۔ پھر اگر اس کے باوجود بھی سختی دل پائے تو سالن ترک کر دے۔

۱۵: کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (ہرگز ایسا نہیں یہ لوگ اس روز اپنے رب سے روک دیے جائیں گے)

کَلَّآ دل پر رین کے چڑھانے پر ردع کی گئی ہے۔ اِنَّهُمْ عَنْ (بیشک وہ رویت) رَّبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (رب تعالیٰ سے پردے میں کر دیے جائیں گے) الحجب منع کرنا۔

### قول الزجاج رحمہ اللہ:

اس آیت میں دلیل ہے کہ ایمان والوں کو اس دن اپنے رب کا دیدار ہوگا ورنہ پردہ میں کر دیئے جانے کی تخصیص کا فائدہ



BestUrduBooks.wordpress.com

نہیں۔

## حسین وفضل کا قول:

جیسا ان کو اپنی توحید سے دنیا میں پردے میں کر دیا قیامت میں اس کے دیدار سے ان کو روک دیا جائے گا۔

## قولِ امام مالک رحمہ اللہ:

جب اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو روک دیا جائے گا وہ تو دیکھ نہ سکیں گے۔ تو حق تعالیٰ اپنے دوستوں کیلئے تجلی فرمائیں گے۔ جس سے وہ دیدار کر سکیں گے۔

## ایک اور قول:

عن کے بعد کرامۃ محذوف ہے وہ اپنے رب کے اکرام سے روک دیے جائیں گے کیونکہ دنیا میں انہوں نے اس کا شکر نہیں کیا۔ پس آخرت میں اس کے اکرام سے بطور بدلہ مایوس کر دیئے جائیں گے۔ مگر قول اول صحیح ترین ہے کیونکہ رؤیت عظیم ترین اکرام ہے۔ پس اس سے روک دیا جانا دیگر انعامات سے روک دیے جانے کی علامت ہے۔

۱۶ : ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِیْمِ (پھر وہ دوزخ میں داخل ہونگے) دیدار سے محرومی کے بعد آگ میں ڈال دیے جائیں گے۔

۱۷ : ثُمَّ یُقَالُ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ (پھر کہا جائے گا یہی تو ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے) ھذا سے عذاب مراد ہے یعنی یہ وہی عذاب ہے جس کو تم دنیا میں جھٹلاتے اور اس کے وقوع کا انکار کرتے تھے۔

۱۸ : كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ (ہرگز نہیں۔ نیک لوگوں کا نامہ عمل علیین میں رہے گا) کَلَّا یہ تکذیب سے ردع کی گئی ہے۔ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ سے ان کے مکتوب اعمال مراد ہیں۔ ابرار وہ فرمانبردار لوگ جو ماپ تول میں کمی نہیں کرتے اور بعث بعد الموت پر ان کو ایمان ہے کیونکہ ان کا یہاں فجار کے بالمقابل تذکرہ کیا گیا ہے اور فجار کے متعلق واضح طور پر فرمایا کہ وہ قیامت کے جھٹلانے والے ہیں۔

## قول حسن رحمہ اللہ:

البر: وہ ہے جو چیونٹی کو بھی ایذاء نہ دے۔ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ یہ دیوان خیر کا علم ہے جس میں تمام ملائکہ اور صلحاء ثقلین کے اعمال درج ہیں اور لفظ جمع سے منقول ہو کر آیا ہے اس کا واحد عِلِّیّ ہے فِعِّیْل کے وزن پر۔ یہ اصل میں العلو سے ہے یہ اس کا نام اس لئے رکھا گیا کیونکہ یہ جنت کے اعلیٰ درجات کا سبب ہے۔ یا اس لئے کہ ساتویں آسمان پر بلند ہے اور وہاں کے ساکنین کروبی فرشتے ہیں ان کے قرب کے سبب بطور تکریم یہ نام رکھ دیا ہے۔

۱۹ : وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ (اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ علیون میں رکھا ہوا نامہ عمل کیا چیز ہے) اے محمد ﷺ کونسی چیز آپ کو علیون



BestUrduBooks.wordpress.com

کے بارے میں معلوم کرادے کہ وہ کیا چیز ہے۔

۲۰ : کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ (وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے)

۲۱ : یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ (جس کو مقرب فرشتے دیکھتے ہیں) ملائکہ وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے ابرار کا عمل جب آسمان پر اٹھایا جاتا ہے۔ تو ہر آسمان کے مقربین اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

۲۲ : اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ (نیک لوگ بڑی آسائش میں ہونگے) جنتوں میں نعمتیں پاتے ہونگے۔

## ابرار کے انعامات:

۲۳ : عَلَى الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ (مسہریوں پر دیکھتے ہونگے) مسہریوں میں بیٹھے اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کو اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو عذاب میں مبتلا دیکھ رہے ہونگے۔

۲۴ : تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ (اے مخاطب تو ان کے چہروں پر آسائش کی بشاشت پہچانے گا) خوش عیشی کی رونق اور تر و تازگی۔

۲۵ : یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ (ان کو پینے کیلئے شراب خالص سر بمہر ملے گی) رحیق شراب خالص۔

۲۶ : خِتٰمُهٗ مِسْكٌ (جس میں مشک کی مہر ہوگی) وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (اور حرص کرنے والوں کو ایسی چیز کی حرص کرنی چاہیے) اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے اکرام کے لئے وہاں کی شراب کو کستوری کی مہر والا بنایا۔ جبکہ دنیا میں شراب پر مٹی کی مہر لگائی جاتی ہے۔ (مٹی سے نکلی ہوئی اشیاء جیسے پلاسٹک وغیرہ) نمبر۲۔ ختامه مسك اس کے اختتام پر مشک کی خوشبو ہوگی۔

قراءت: خاتَمُهٗ علی نے پڑھا ہے۔

وَفِیْ ذٰلِكَ (اور اسی میں) خالص شراب اور شاندار نعمتیں فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنا چاہیے اور یہ نیک کاموں میں سبقت سے حاصل ہوتی ہے اور برائیوں سے باز رہنے سے ملتی ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اس کی آمیزش تسنیم سے ہو گی یعنی ایک ایسا چشمہ جس سے مقرب بندے پیئے ہوں گے۔ بلاشبہ جن لوگوں نے

اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ

جرم کئے' وہ ایمان والوں پر ہنستے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تھے

يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا

تو آپس میں اشارہ بازی کرتے تھے اور جب اپنے گھروں کو جاتے تھے تو دل لگی کرتے ہوئے لوٹتے تھے' اور جب

رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾

ان کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ بلاشبہ یہ لوگ یقیناً گمراہ ہیں۔ حالانکہ یہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے'

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ

سو آج ایمان والے کافروں پر ہنسیں گے۔ مسہریوں پر دیکھتے ہوں گے۔ واقعی

ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

بات یہ ہے کہ کافروں کو ان کے کرتوتوں کا بدلہ دیا جائے گا۔

ع ۸

۲۷: وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ (اوراس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی) خالص شراب میں تسنیم کی ملاوٹ ہوگی۔ تسنیم ایک معینہ چشمے کا نام ہے تسنیم یہ سنمہ کا مصدر ہے جبکہ کسی چیز کو بلند کریں کیونکہ وہ جنت میں سب سے اعلیٰ شراب کا چشمہ ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام تسنیم رکھا۔ نمبر۲۔ کیونکہ وہ شراب اوپر سے انڈیلی جائے گی ان کے برتنوں میں ڈالی جائے گی۔

۲۸: عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ (ایک ایسا چشمہ ہے جس سے مقرب بندے پئیں گے)

نحو: عینًا حال ہے یا مدح کی وجہ سے منصوب ہے۔ یشرب بھا ای یشرب منھا۔ وہ اس سے پئیں گے۔ المقربون۔ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ: مقرب اس کو خالص پئیں گے اور اصحاب یمین کو ملا کر دیا جائے گا۔

۲۹: اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ (جو لوگ مجرم تھے وہ ایمان والوں سے ہنسا کرتے تھے) اجرموا سے جرم کفر کرنے والے۔ یضحکون دنیا میں ایمان والوں کا مذاق اڑاتے تھے۔

۳۰: وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ (اور جب ان کے سامنے سے ہو کر گزرتے تھے تو آنکھوں سے اشارے کرتے تھے) ایمان والوں پر عیب جوئی اور طعنہ زنی کیلئے آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارے کرتے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ایک قول یہ ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ آرہے تھے کہ منافقین نے ان پر طعنہ زنی کی اور استہزاء کیا اور آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارے کیے اور کہنے لگے کیا تم دیکھتے ہو اس گنجے کو؟ اس پر یہ آیت اتری اس سے قبل کہ علی رضی اللہ عنہ مجلس رسول اللہ ﷺ پر پہنچے۔

۳۱ : وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ (اور جب اپنے گھروں کو جاتے تھے) جب کفار اپنی منازل کی طرف لوٹتے۔ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ (تو دل لگیاں کرتے ہوئے لوٹتے تھے) مسلمانوں کے تذکرہ سے لذت حاصل کرتے اور ان سے تمسخر کرتے ہوئے۔

قراءت: حفص کے علاوہ قراء نے فاکہین پڑھا ہے جس کا معنی خوش خوش ہے۔

## کفار کا خیال:

۳۲ : وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ (اور جب وہ ان کو دیکھتے تو کہتے یہ لوگ یقیناً غلطی میں ہیں) راوھم جب کافر مؤمنوں کو دیکھتے۔ لضالون یعنی محمد ﷺ نے ان کو دھوکہ دیا ہے اس لئے یہ گمراہ ہوئے اور لذات کو چھوڑ دیا۔ اس امید پر کہ ان کو آخرت میں بڑی نعمتیں میسر آئیں گے۔ انہوں نے اس خیال کی خاطر حقیقت کو چھوڑ دیا۔ اور یہ عین گمراہی ہے۔

۳۳ : وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ (حالانکہ یہ ان پر نگرانی کرنے والے کر کے نہیں بھیجے گئے) ارسلوا کفار کو نہیں بھیجا گیا۔ علیھم ان ایمان والوں پر حافظین نگران جو ان کے اموال کی نگہبانی کریں اور ان کے اعمال کی ٹوہ میں رہیں بلکہ ان کو اپنے نفوس کی اصلاح کا حکم دیا گیا ان کو چاہیے یہ تھا کہ اپنی درستی میں مشغول ہوتے بجائے اس بات کے کہ دوسروں کا پیچھا کریں اور ان کو بیوقوف بنائیں۔

۳۴ : فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ (پس آج کے دن ایمان والے کفار پر ہنستے ہونگے) الیوم سے قیامت کا دن مراد ہے۔ یضحکون کفار جس طرح ایمان والوں سے دنیا میں ہنسا کرتے تھے۔ اسکے بدلے میں مؤمن ان سے ہنسیں گے۔

۳۵ : عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ (مسہریوں پر دیکھ رہے ہونگے) نحو : یہ یضحکون سے حال ہے ای یضحکون منهم ناظرین اليهم والى ماهم فيه من الهوان والصغار بعد العزة والاستكبار وهم على الارائك آمنون۔ وہ ان کو دیکھ کر ہنسیں گے اور ان کی ذلت و رسوائی کو دیکھ کر جبکہ دنیا میں متکبر و معزز تھے اس حال میں کہ وہ امن سے مسہریوں پر بیٹھے ہونگے۔

ایک قول یہ ہے کفار کیلئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا پھر ان کو کہا جائے گا کہ جنت کی طرف آؤ۔ جب جنت کے دروازہ کے قریب ہونگے تو جنت کا دروازہ بند کر لیا جائے گا اس پر ایمان والے ان سے خوب ہنسیں گے۔

۳۶ : هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (کافروں کو ان کے کیے کا خوب بدلہ ملا) ان کے ایمان والوں کے ساتھ استہزاء کرنے کا آج یہ بدلہ جس کا ذکر ہوا۔ (اللهم احفظنا منها)

تمت سورة المطففين بحمد الله



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ الانشقاق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پچیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝١ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٢ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝٣

جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اسی لائق ہے، اور جب زمین کھینچ کر بڑھا دی جائے گی

وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ

اور وہ سب کچھ ڈال دے گی جو اس کے اندر ہے، اور خالی ہو جائے گی، اور وہ اپنے رب کا حکم سن لے گی اور وہ اسی لائق ہے، اے انسان تو

كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝٦ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝٧ فَسَوْفَ

اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کوشش کر رہا ہے پھر اس سے ملاقات ہو جائے گی، سو جس کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا گیا سو اس سے

يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝٨ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝٩ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ

آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے متعلقین کی طرف خوش ہو کر لوٹے گا اور جس کا اعمال نامہ اس کی

كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝١٠ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝١١ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝١٢

پشت سے دیا گیا سو یہ شخص ہلاکت کو پکارے گا اور دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا،

۱: اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ (جب آسمان پھٹ جائے گا اور اس میں پھٹ کر سوراخ ہو جائیں گے)

۲: وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ (اور اپنے رب کا حکم سن لے گا وہ اسی لائق ہے) یعنی آسمان انشقاق کیلئے اپنے رب کا حکم سن کر اس کو قبول کرے گا اور مانے گا۔ انکار نہ کرے گا اور نہ تعمیل سے باز رہے گا۔

## حُقَّتْ:

اس کا حق بنتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم سنے اور اس کی اطاعت کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا بنایا اور تربیت دیا ہوا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## شاہد و مشہود:

۳ : وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ (اور جب زمین کھینچ کر بڑھا دی جائے گی) پھیلا دی جائے گی اور اس کے پہاڑ اور ٹیلے برابر کر دیے جائیں گے۔

۴ : وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ (اور اپنے اندر کی چیزوں کو باہر اگل دیگی اور خالی ہو جائے گی) القت یعنی اپنے اندر کے تمام خزانے اور مردوں کو باہر پھینک دے گی۔ تخلت اور بالکل خالی ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کے باطن میں کوئی چیز نہ رہے گی گویا کہ اس نے خالی ہونے میں بڑے تکلف سے کام لیا ہے عرب کہتے ہیں مکرم الکریم جب کہ وہ سخاوت میں اپنی پوری ہمت صرف کر دے اور اپنی طبیعت سے بڑھ کر تکلف کرے۔

۵ : وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ (اور اپنے رب کا حکم سن لے گی اور وہ اسی لائق ہے) اذنت اپنے اندر کی ہر چیز نکالنے اور خالی ہونے کا حکم۔ حقت اس کو حق بنتا ہے کہ وہ اطاعت کرے اور سرتابی نہ کرے۔ اذا کا جواب حذف کر دیا گیا تا کہ اندازہ کرنے والا اندازے کے ہر راستہ پر جائے۔ نمبر۲۔ ان اجوبہ پر اکتفاء کیا جو ایسے مواقع پر سورۂ تکویر و انفطار میں مذکورہ ہے۔ نمبر۳۔ اس کے جواب پر ملاقیہ دلالت کرتا ہے ای اذا السماء انشقت لاقی الانسان کدحہ۔

۶ : یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ (اے انسان) اس میں جنس انسان کو خطاب کیا گیا ہے۔ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا (تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کوشش کر رہا ہے) کَادِحٌ کوشش کرنے والا ہے۔ اِلٰى رَبِّكَ (اپنے رب کی ملاقات تک) كَدْحًا وہ موت ہے اور موت کے بعد والی حالت کو لقاء سے مثال دی۔ فَمُلٰقِیْهِ (پھر اس سے جا ملے گا) اس میں ضمیر کدح کی طرف راجع ہے اور کدح عمل کیلئے نفس کی تگ و دو اور مشقت اٹھانا یہاں تک کہ اثر نفس میں معلوم ہو اس سے مراد مشقت کا بدلہ ہے اگر اچھا ہوا تو اچھا بدلہ اور اگر برا ہوا تو برا بدلہ۔

## ایک قول یہ ہے:

ملاقیہ ای لقاء الکدح تو مشقت کو ملنے والا ہے۔ یعنی ایسی کتاب پانے والا ہے جس میں وہ کدح و مشقت پائی جاتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے فاما من اوتی کتابهٗ بیمینه یعنی نامۂ عمل۔

۷ : فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ (تو جس شخص کا نامۂ عمل اس کے دائیں ہاتھ میں ملے گا) کتاب سے یہاں نامۂ عمل مراد ہے۔

## انعام کا سبب ایمان باللہ:

۸ : فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا (اس سے آسان حساب لیا جائے گا) نرم و آسان اور وہ آسان یہ ہے کہ حسنات پر بدلہ دیا جائے اور سیئات سے درگزر کیا جائے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ من یحاسب یعذب۔ جس کا محاسبہ ہو گیا وہ عذاب میں پڑا آپ سے عرض کیا گیا پھر اس ارشاد الٰہی کا کیا مطلب ہے فسوف یحاسب حسابا یسیرا۔ تو فرمایا اس میں اعمال کے پیش



BestUrduBooks.wordpress.com

اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿١٣﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿١٤﴾ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ

بے شک وہ اپنے گھر والوں میں خوش تھا' بیشک اس نے یہ خیال کیا کہ وہ واپس نہ جائے گا' ہاں ضرور واپس ہوتا ہے بیشک اس کا رب اسے دیکھنے والا ہے۔

بَصِيْرًا ﴿١٥﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿١٦﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿١٧﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿١٨﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا

سو میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور رات کی اور ان چیزوں کی جن کو رات نے سمیٹ لیا اور چاند کی جب وہ پورا ہو جائے تم ضرور ایک حالت کے بعد

عَنْ طَبَقٍ ﴿١٩﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿٢١﴾

دوسری حالت پر پہنچو گے سو ان لوگوں کو کیا ہوا جو ایمان نہیں لاتے اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو نہیں جھکتے

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

بلکہ کافر لوگ جھٹلاتے ہیں' اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ جمع کر رہے ہیں سو آپ ان کو ایک درد ناک عذاب کی خبر

اَلِيْمٍ ﴿٢٤﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿٢٥﴾

دے دیجئے لیکن جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کے لئے ایسا اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔

ہونے کا ذکر ہے۔ اور میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس سے حساب میں مناقشہ کیا گیا وہ عذاب میں مبتلا ہو گیا۔

[رواہ البخاری: ۱۰۳، مسلم: ۲۸۷۶]

۹: وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا (وہ اپنے متعلقین کے پاس خوش باش آئے گا) اھلہ سے خاندان کے وہ لوگ مراد ہیں جو مؤمن ہونگے یا ایمان والوں کے پاس لوٹے گا۔ نمبر ۳۔ اہل سے مراد جنت میں حور العین جو اس کی زوجہ ہوگی مسرورًا: خوش۔

۱۰: وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ (اور جس شخص کا نامہ عمل اس کی پیٹھ پیچھے سے ملے گا) ایک قول یہ ہے اس کا دایاں ہاتھ گردن سے باندھ دیا جائیگا اور بایاں ہاتھ پیٹھ پیچھے کر دیا جائے گا اور پھر اس کا نامہ عمل بائیں ہاتھ میں پیٹھ پیچھے سے دیا جائے گا۔

## جنت بڑی کامیابی:

۱۱: فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا (اور وہ موت کو پکارے گا) وہ کہے گا واثبو راہ ہائے میری ہلاکت ہائے میری ہلاکت۔

۱۲: وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا (وہ جہنم میں داخل ہوگا) سعیر جہنم کا نام ہے۔

قراءت: عراقی قراء نے سوائے علی کے يَصْلٰى پڑھا ہے۔

۱۳: اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا (یہ شخص اپنے متعلقین میں خوش خوش رہا کرتا تھا) کان سے مراد دنیا کی زندگی فی اھلہ ای مع اھلہ اس کے ساتھ۔ مسرورا یہ کفر پر خوش تھا اور ایمان والوں سے تمسخر کرتا تھا۔ ایک اور قول یہ ہے اپنے نفس کا پیروکار تھا اور



BestUrduBooks.wordpress.com

خواہش پرست تھا نفسانی چراگاہوں میں چرتا پھرتا تھا۔
۱۴ :اِنَّہٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ (اس نے خیال کر رکھا تھا کہ اس کو لوٹنا نہیں ہے) یہ اپنے رب کی بارگاہ کی طرف ہرگز نہ لوٹے گا۔ یہ بعث بعد الموت کی تکذیب کرتا تھا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

میں نے اسکی تفسیر اس وقت جانی جب میں نے ایک دیہاتی عورت کو کہتے سنا جو اپنی بیٹی کو کہہ رہی تھی۔ حُوْرِیْ تو لوٹ جا۔
۱۵ :بَلٰٓی اِنَّ رَبَّہٗ کَانَ بِہٖ بَصِیْرًا (کیوں نہ ہوتا اس کا رب اس کو خوب دیکھتا تھا) بلٰی لن یحور کی نفی کے بعد ایجاب کیلئے آیا ہے ای بلٰی لیحورنَّ کیوں نہیں ضرور بضرور وہ لوٹے گا۔ ان ربہ کان بہٖ اس کا رب اس کے اعمال کو بصیرًا دیکھنے والا ہے۔ اس پر کوئی چیز مخفی نہیں پس ضروری ہے کہ اس کو لوٹا کر اس پر بدلہ دے۔
۱۶ :فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ (پس میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ شفق کی) اس میں سرخی کے بعد سفیدی کی قسم اٹھائی۔ نمبر۲۔ سرخی کی قسم اٹھائی
۱۷ :وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ (اور رات کی اور ان چیزوں کی جن کو رات سمیٹ لیتی ہے) وسق جمع کرنے اور ملانے کے معنی میں ہے اور اس سے مراد ستارے اور ظلمت ہیں نمبر۲۔ جو رات میں تہجد وغیرہ کام کیے جاتے ہیں۔
۱۸ :وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ (اور چاند کی جب وہ پورا ہو جائے) جب کہ وہ جمع ہو اور کامل چاند بن جائے۔ اتسق یہ باب افتعال وسق سے ہے۔
۱۹ :لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ (تم لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت میں پہنچنا ہے) اے انسانو، جب ضمیر جنس انسان کی طرف لوٹائیں۔ ایک حالت سے دوسری حالت میں پہنچنا ہے ہر حالت دوسری کے ساتھ شدت و ہول میں مطابقت رکھنے والی ہے الطبق جو دوسرے کے مطابق ہو عرب کہتے ہیں ما ھذا بطبق لذا۔ ای لا یطابقہ یہ اس کے مطابق نہیں اسی وجہ سے ڈھکنے کو الطبق کہتے ہیں۔ اور یہ بھی درست ہے کہ الطبق یہ طبقۃ کی جمع ہو اور اس کا معنی مرتبہ ہو جیسے کہتے ہیں ھو علی طبقاتٍ وہ کئی مرتبوں پر ہے اب معنی ہوگا تم حالات کے بعد دوسرے حالات میں پہنچو گے وہ حالات سختی میں ایک دوسرے سے کم زیادہ مرتبہ رکھتے ہونگے۔ اور مقصود اس سے موت اور اس کے بعد قیامت کے احوال و مواطن ہیں۔

نحو : عن طبق یہ محلا منصوب ہے۔ اس وجہ سے کہ طبقًا کی صفت ہے۔ ای طبقا مجاوزًا عن طبق۔ ایک حالت جو دوسری حالت سے بڑھنے والی ہے۔ نمبر۲۔ ترکبن کی ضمیر سے حال ہے۔ ای لترکبن طبقا مجاوزین لطبق تم نے ایک حالت سے دوسری میں پہنچنا ہے اس حالت میں کہ تم پہلی حالت کو عبور کرنے والے ہوگے۔

## قولِ مکحول:

ہر بیس سال میں ایک ایسا نیا معاملہ پاؤ گے جس پر تم پہلے نہ تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: طَبَقًا کی، علی، حمزہ نے پڑھا۔ خطاب خاص آنحضرت ﷺ کو فرمایا کہ تم ضرور چڑھو گے آسمان کے ایک طبق سے دوسرے طبق پر یعنی معراج میں۔

۲۰: فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (پس ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ ایمان نہیں لاتے)

۲۱: وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ (اور جب ان کے روبرو قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے) لا یسجدونَ وہ عاجزی نہیں کرتے۔

۲۲: بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ (بلکہ یہ کافر تکذیب کرتے ہیں) تکذیب سے بعث و قرآن کی تکذیب مراد ہے۔

۲۳: وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ (اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ یہ لوگ جمع کرتے ہیں) یوعونَ جمع کرنے کے معنی میں ہے یعنی جو کفریات اور تکذیب اپنے سینوں میں نبی اکرم ﷺ کے متعلق جمع کرنے والے ہیں۔ نمبر۲۔ جو برے اعمال وہ اپنے صحائف اعمال میں اکٹھے کرتے ہیں اور اپنے نفوس کے لئے کئی اقسام کے عذاب جمع کرنے والے ہیں۔

۲۴: فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (پس آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دیجئے) یعنی ان کو ایسی خبر سنا دو جس کا اثر ان کے ظاہری چہرہ پر نمایاں ہو۔

۲۵: اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ (لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کیے ان کے لئے ایسا اجر ہے جو منقطع نہ ہونے والا ہے) الا الذین یہ مستثنیٰ منقطع ہے۔ غیر ممنونٍ نہ منقطع ہونے والا یا کم نہ کیا جائے گا۔

**تمت سورۃ الانشقاق بحمد اللہ تعالٰی**



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ البروج مکہ میں نازل ہوئی اس میں بائیس آیات ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝١ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝٢ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝٣ قُتِلَ اَصْحٰبُ

قسم ہے برجوں والے آسمان کی اور قسم ہے وعدہ کئے ہوئے دن کی اور قسم ہے حاضر ہونے والے دن کی اور قسم ہے اس دن کی جس میں لوگوں کی حاضری ہوتی ہے کہ خندق

الْاُخْدُوْدِ ۝٤ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝٥ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝٦ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ

والے یعنی بہت سے ایندھن کی آگ والے ملعون ہوئے جس وقت وہ لوگ اس آگ کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝٧

کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے

۱: وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ (قسم ہے برجوں والے آسمان کی) وہ برج بارہ ہیں۔

### ایک قول:

یہ ہے اس سے ستارے مراد ہیں۔ نمبر۲۔ بڑے ستارے مراد ہیں۔

۲: وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ (اور وعدہ کیے ہوئے دن کی) وعدہ کے دن سے قیامت کا دن مراد ہے۔

### شاہد و مشہود:

۳: وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ (اور حاضر ہونے والے کی اور جس میں حاضری ہوئی ہے) اور اس دن میں حاضر ہونے والے کی قسم اور مشہود جس میں حاضری ہوئی ہے شاہد سے وہ تمام مخلوق مراد ہے جو اس میں حاضر ہوگی اور مشہود فیہ سے اس دن کے عجائبات مراد ہیں جو پیش آئیں گے۔ ان دونوں کو نکرہ یا تو اسی طریق سے لائے جیسا علمت نفس ما احضرت میں گویا اس طرح کہا گیا وما افرطت کثرتہ من شاھد و مشھود۔ نمبر۲۔ یا پھر وصف میں ابہام کے لئے نکرہ لائے گویا اس طرح کہا گیا اور قسم ہے شاہد و مشہود کی جن کی حقیقت بیان میں نہیں آسکتی۔ مفسرین کے اقوال اس سلسلہ میں کثرت سے وارد ہیں۔ نمبر۱۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کا دن نمبر۲۔ عیسیٰ علیہ السلام نمبر۳۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام امتیں۔ نمبر۴۔ حجر اسود اور حج۔ نمبر۵۔ دن اور راتیں اور اولاد آدم



BestUrduBooks.wordpress.com

اس حدیث کی بناء جس کو دیلمی نے ۶۱۲۰ میں روایت کیا۔ ہر روز یہ آواز دی جاتی ہے میں نیا دن ہوں۔ اور جو مجھ میں کیا جائے گا وہ گواہ ہے۔ پس تم مجھے غنیمت جانو! نمبر ۶۔ حفاظتی فرشتے اور اولاد آدم علیہ السلام نمبر ۷۔ اللہ تعالیٰ اور مخلوق۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کفی باللہ شھیدا [الفتح: ۲۸] نمبر ۸ انبیاء علیہم السلام اور محمد علیہ السلام۔ قسم کا جواب محذوف ہے جس پر قتل اصحب الاخدود دلالت کرتا ہے۔ ای لعن گویا اس طرح کہا گیا مجھے ان چیزوں کی قسم ہے کہ وہ ملعون ہیں یعنی کفار قریش جیسا اصحاب اخدود ملعون ہوئے۔

## واقعۂ راہب وغلام:

۴ : قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ (خندق والے ملعون ہوئے) الاخدود جمع خدٌ کی ہے زمین میں بڑے گڑھے کو کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ ایک بادشاہ کے ہاں ایک جادوگر تھا۔ جب وہ بوڑھا ہوا تو ایک لڑکا اس کے ساتھ ملا دیا۔ تاکہ وہ اپنا جادو اس کو سکھلا دے۔ اس لڑکے کی راہ گزر پر ایک راہب کا جھونپڑا تھا۔ اس نے راہب کی باتیں سن پائیں۔ ایک دن اس نے اپنے راستہ میں ایک جانور پایا جس نے لوگوں کا راستہ بند کر دیا تھا لڑکے نے ایک پتھر لیا اور کہا اللھم ان کان الراھب احب الیك من الساحر فاقتلھا۔ چنانچہ وہ جانور اس پتھر سے ہلاک ہوگیا۔ اس کے بعد وہ غلام مادر زاد اندھوں کی آنکھیں اور کوڑھیوں کو درست کرنے لگا۔ بادشاہ کا ہم مجلس اندھا ہو چکا تھا۔ اس کو بھی شفاء مل گئی۔ بادشاہ نے اس کو صحیح سالم پایا تو پوچھا۔ تیری آنکھوں کی بصارت کس نے واپس کی تو اس نے کہا میرے رب نے بادشاہ ناراض ہوا اور اس کو سزا دی۔ دوران سزا اس نے لڑکے کے متعلق بتلا دیا۔ لڑکے کو سزا دی تو اس نے راہب کی اطلاع دی۔ راہب کو دین سے لوٹ جانے کا کہا گیا مگر وہ نہ لوٹا۔ بادشاہ نے اس کو آرے سے دو ٹکڑے کر دیا۔ لڑکے نے مذہب چھوڑنے سے انکار کیا۔ تو اس کو پہاڑ پر لے جایا گیا تاکہ چوٹی سے نیچے پھینک دیا جائے۔ لڑکے نے دعا کی۔ زلزلہ آیا وہ تمام تباہ اور یہ بچ کر آ گیا۔ پھر وہ ایک بڑی کشتی میں بٹھا کر سمندر میں غرق کرنے گئے۔ اس نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ کشتی الٹ گئی جس سے وہ تمام ڈوب مرے اور لڑکا بچ کر آ گیا۔ اس نے بادشاہ کو کہہ دیا۔ تو مجھے قتل نہیں کر سکتا یہاں تک کہ تو ایک میدان میں لوگوں کو جمع کر اور مجھے ایک اونچے کھجور کے تنے پر سولی دو۔ اور میرے تھیلے میں سے ایک تیر لے کر اس طرح کہو۔ بسم اللہ رب الغلام۔ پھر تیر چلا دو۔ بادشاہ نے اسی طرح کر دیا۔ اس کو تیر مار دیا وہ اس کی کنپٹی میں لگا۔ لڑکے نے کنپٹی پر اپنا ہاتھ رکھا اور مر گیا۔ لوگوں نے کہا ہم لڑکے کے رب پر ایمان لائے بادشاہ کو کہا گیا جس بات کا تجھے خطرہ تھا وہ واقع ہوگئی۔ بادشاہ نے بہت سی خندقیں کھدوائیں۔ اور ان کو آگ سے پر کیا اور اعلان کیا جو اقرار رب العالمین سے انکار نہ کرے اس کو آگ میں جھونک دو۔ یہاں تک کہ ایک عورت بچے سمیت آئی۔ وہ آگ میں گرنے سے ہچکچائی بچہ بول اٹھا۔ یا اماہ! اصبری انك علی الحق چنانچہ بچے کو ماں سمیت آگ میں ڈال دیا گیا۔ [مسلم: ۳۰۰۵، احمد: ۱/۵/۱۳]۔

۵ : النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ (بہت سے ایندھن کی آگ والے)

نحو : یہ الاخدود سے بدل الاشتمال ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

ذات الوقود یہ النار کی صفت ہے کیونکہ وہ بہت بڑی آگ تھی۔ زیادہ لکڑیاں ڈالنے اور لوگوں کے ابدان سے بہت بلند لپٹ مارنے والی تھی۔

۶ :اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ (جس وقت وہ لوگ آگ کے آس پاس بیٹھے تھے) اذ یہ قتل کا ظرف ہے وہ ملعون ہوئے جب انہوں نے آگ سے ایمان والوں کو جلا دیا۔ اس حال میں کہ وہ آگ کے کنارے پر بیٹھے تھے۔ ھم علیھا وہ کفار خندقوں کے کناروں کے قریب کرسیاں ڈالے بیٹھے تھے۔

۷ :وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ (اور وہ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے) ھم سے کفار مراد ہیں۔ ما یفعلون سے جلانے والا فعل۔ شُھُود وہ ایک دوسرے پر بادشاہ کے ہاں گواہی دے رہے تھے کہ جو اس کو حکم ملا ہے۔ اس نے اس کے نفاذ میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ اور جن کو سزا دینا اس کے ذمہ کیا گیا تھا اس نے اس میں کمی نہیں کی۔

## نصیحت:

اس میں ایمان والوں کو صبر کی تلقین اور اہل مکہ کی طرف سے آنے والی تکالیف برداشت کرنے کیلئے آمادہ کیا جا رہا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑧ الَّذِىْ لَهٗ

اور ان کافروں نے ان مسلمانوں میں اور کوئی عیب نہیں پایا تھا بجز اس کے کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست ہے اور سزاوار حمد ہے ایسا کہ اسی کی

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ۙ⑨ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا

سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ بلاشبہ جن لوگوں نے

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو تکلیف پہنچائی پھر توبہ نہ کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے

عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۭ⑩ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ

جلنے کا عذاب ہے بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۭ⑪ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۭ⑫

نہریں جاری ہوں گی یہ بڑی کامیابی ہے۔ بلاشبہ آپ کے رب کی پکڑ سخت ہے'

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ⑬ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ⑭ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۙ⑮

بلاشبہ وہ پہلی بار پیدا فرماتا ہے اور دوبارہ پیدا فرمائے گا اور وہ بڑا بخشنے والا ہے بڑی محبت والا ہے عرش کا مالک ہے۔ عظمت والا ہے

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۭ⑯ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۙ⑰ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۭ⑱

وہ جو چاہے سب کچھ کر گزرتا ہے۔ کیا آپ کے پاس لشکروں کی بات پہنچی ہے یعنی فرعون اور ثمود کی

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ تَكْذِيْبٍ ۙ⑲ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ مُّحِيْطٌ ⑳ۚ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ㉑

بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ تکذیب میں ہیں اور اللہ ان کو ادھر ادھر سے گھیرے ہوئے ہے بلکہ وہ قرآن مجید ہے

فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ㉒ۧ

جو لوح محفوظ میں ہے۔

### انتقام کا سبب ایمان باللہ:

٨: وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (اور ان کافروں نے ان مسلمانوں میں اور کوئی عیب نہ پایا تھا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تھے ) ان کی ناپسندیدہ بات اور بڑا عیب مسلمانوں کے متعلق ایمان باللہ تھا۔ جیسا کہ شاعر کے اس قول میں ہے۔

**لا عیب فیھم غیران سیوفھم**

**وما نقموا من بنی امیہ اِلَّا انھم یحلمون ان غضبوا**

ان کی ناراضگی بنوامیہ سے صرف اسی بناء پر ہے کہ وہ غصہ کے وقت حلم سے کام لیتے ہیں۔

قراءت: نقِموا کسرہ کے ساتھ پڑھا گیا۔ زیادہ فصیح فتحہ ہے۔ باللہ العزیز الحمید ۔ ان صفات باری تعالیٰ کا ذکر کیا گیا۔ جن کی وجہ سے وہ ایمان لانے کا حقدار ہے اور وہ اس کا عزیز، یعنی غالب اور قادر ہونا ہے کہ جس کی سزا کا خطرہ ہو۔ اور الحمید حمد والا انعام والا ہونا ہے کہ جس کی نعمتوں پر حمد ضروری اور اس کے ثواب کی امید لازم ہے۔

۹ : اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (ایسی ذات ہے کہ اسی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے ) آسمانوں و زمین کے ہر رہنے والے پر یہ حق بنتا ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور بار بار اسی کے سامنے جھکیں کیونکہ جس بات پر وہ ناراض ہوتے ہیں وہ ایسا حق ہے جس پر باطل پرست ہی ناراض ہو سکتا ہے۔ جو لوگ حق پر ناراض ہونے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑے عذاب کے ذریعہ انتقام کے حقدار ہیں۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ یہ کفار کو وعید سنائی گئی یعنی اس کو ان کا فعل معلوم ہے وہ ان کو اس پر بدلہ دے گا۔

۱۰ : اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (جنہوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو تکلیف دی ) الذین فتنوا سے صرف اصحاب اخدود مراد ہو سکتے ہیں۔ اور الذین اٰمنوا سے وہ لوگ جن کو آگ میں ڈالا گیا۔ فتنوا کا معنی آگ میں جلانا اور آگ کے ذریعہ سزا دینا مراد ہے۔ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا (پھر توبہ نہیں کی ) وہ اپنے کفر سے نہیں لوٹے۔ فَلَهُمْ (ان کے لئے ) آخرت میں عَذَابُ جَهَنَّمَ (جہنم کا عذاب ) ان کے کفر کے باعث ملے گا وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ (اور ان کے لئے جلنے کا عذاب ہے ) دنیا میں اس لئے کہ مروی ہے کہ وہ آگ ان پر پلٹ پڑی اور ان سب کو خاکستر کر دیا۔ نمبر۲۔ اور یہ بھی درست ہے کہ الذین فتنوا المؤمنین یعنی ان کو علی العموم ایذاء کے ذریعہ آزمانے والے۔ اور المؤمنین سے مفتونین و مظلومین اور فتنہ میں ڈالنے والے آخرت میں دو عذابوں کے مستحق ہونگے ۔ نمبر۱۔ کفر کا عذاب ۔ نمبر۲۔ ایمان کو فتنہ میں ڈالنے کا عذاب۔

## جنت بڑی کامیابی:

۱۱ : اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِیْرُ (بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی۔ یہ بڑی کامیابی ہے ) اس سے وہ ایمان والے مراد ہیں جنہوں نے اصحاب اخدود کی تکالیف و ایذاء رسانی پر صبر کیا۔ نمبر۲۔ عام مراد ہے ہر زمانہ کے مسلمان مراد ہیں۔

۱۲ : اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ (آپ کے رب کی دارو گیر بڑی سخت ہے ) البطش سختی سے پکڑنا۔ جب شدت کو اس کا وصف



BestUrduBooks.wordpress.com

بنائیں تو اس کے معنی میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں اور جابروں کو عذاب وانتقام سے پکڑتا ہے۔

۱۳ :اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ (وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور دوبارہ اعادہ کرے گا) ابتداءً سب کو پیدا کرتا ہے پھر مٹی بنانے کے بعد دوبارہ اٹھا کھڑا کرے گا۔ اس آیت میں یہ بتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو شدت بطش کے ساتھ ساتھ ابداء و اعادہ پر کامل قدرت حاصل ہے۔ نمبر۲۔ کفار کو اس میں ڈرایا گیا ہے کہ وہ ان کا اسی طرح اعادہ کرے گا جیسا ان کو ابتداءً پیدا فرمایا۔ تا کہ ان کو پکڑے اسلئے کہ انہوں نے ایجاد کی نعمت کی ناشکری کی اور اعادہ کی تکذیب کی۔

۱۴ :وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ (وہ بڑا بخشنے والا بڑی محبت کرنے والا ہے) تمام عیوب کو ستاریت کے پردہ سے چھپانے والا اور الودود یعنی اپنے اولیاء سے محبت کرنے والا ہے۔

## ایک قول:

یہ ہے وہ اپنے اولیاء اور نیک بندوں سے وہ سلوک کرنے والا ہے جیسا محبت کرنے والا اپنے متعلقین کو جو چاہے عطاء کرتا ہے۔

۱۵ :ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ (عرش کا مالک عظمت والا ہے)

قراءت: حمزہ اور علی نے اس کو عرش کی صفت قرار دے کر مکسور پڑھا ہے۔ مجد اللہ کا مطلب اس کی عظمت ہے اور مجد العرش سے اس کی بلندی اور بڑائی مراد ہے۔

۱۶ :فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (وہ جو چاہے سب کچھ کر گزرتا ہے)

نحو: یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ یرید سے مراد جو بنانا چاہے وہ ہو جاتا ہے۔ اس میں افعال عباد کے پیدا کرنے پر بھی دلالت موجود ہے۔

۱۷ :هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ (کیا آپ کو ان لشکروں کا قصہ پہنچا ہے) حدیث سے یہاں ان تمام اقوام طاغیہ کی خبریں مراد ہیں جو گزشتہ زمانوں میں ہوئیں۔

۱۸ :فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ (یعنی فرعون اور ثمود کا) الجنود سے بدل ہے۔ فرعون سے فرعون اور اس کے حامی تمامی مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے تمہیں ان کے بارے میں معلوم ہے کہ انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی اور تکذیب کی وجہ سے ان پر کیا اترا اور انجام کیا ہوا۔

۱۹ :بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ (بلکہ کافر تکذیب میں ہیں) الذین کفروا سے کفار قریش مراد ہیں۔ یعنی یہ کفار فی تکذیب تکذیب میں مبتلا ہو کر عذاب کو اپنے لئے لازم کر رہے ہیں۔ اور ان سابقہ اقوام سے کچھ عبرت نہیں لیتے۔ اس بناء پر نہیں کہ ان اقوام کے حالات پورے طور پر ان کے سامنے نہیں بلکہ وہ عناد وضد کی وجہ سے آپ کی تکذیب پر تلے ہوئے ہیں۔

۲۰ :وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ مُّحِيْطٌ (اللہ تعالیٰ ان کو ادھر ادھر سے گھیرے ہوئے ہے) ان کے حالات سے باخبر ہے۔ اور ان پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے احاطہ من وراء ھم یہ ایک تمثیل ہے جس سے یہ سمجھانا مقصود ہے



BestUrduBooks.wordpress.com

کہ وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کبھی باہر نہیں ہوئے جیسا کہ وہ شخص جو کسی چیز پر قابو رکھتا ہو وہ چیز اس کے قابو میں ہوتی ہے۔(باقی اللہ تعالیٰ کی گرفت وعلم ذاتی ہے، جو بلا کیف ہے)

۲۱ :بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ (بلکہ وہ ایک باعظمت قرآن ہے) ھو سے قرآن مجید کی طرف اشارہ ہے کہ جس کو انہوں نے جھٹلایا وہ قرآن مَّجِیْدٌ شرف والا ہے۔ کتابوں میں اعلیٰ طبقہ والا ہے اپنے نظم میں بے مثل اور اعجاز میں بے مثال ہے۔ اس طرح نہیں جس طرح کفار کا خیال ہے کہ اس کو گھڑ لیا گیا ہے اور یہ پہلے لوگوں کے خیالاتی قصے ہیں۔

## عظمتِ قرآن:

۲۲ :فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (جو لوح محفوظ میں ہے) جو لوح شیاطین کی پہنچ سے محفوظ ہے۔

قراءت: نافع نے اس کو قرآن کی صفت قرار دیا۔ اور مضموم پڑھا ہے یعنی یہ قرآن تغیر و تبدل سے پاک ہے۔

## قولِ حسن رحمہ اللہ:

ایک ایسی چیز ہے جو فرشتوں کے سامنے چمکتی ہے پس وہ اس کو پڑھتے ہیں۔

## قولِ ابن عباس رضی اللہ عنہما:

یہ سفید موتی سے بنی ہے۔ اس کی طولانی آسمان و زمین کے مابین کا فاصلہ ہے اور اس کی چوڑائی مشرق و مغرب کے مابین فاصلہ کے برابر ہے۔ اس کا قلم نور کا ہے اس میں ہر چیز لکھی ہے۔

## قولِ مقاتل:

یہ عرش کے دائیں جانب ہے۔

## ایک قول:

یہ ہے اس کا بالائی حصہ عرش سے معلق ہے۔ اور اس کا نچلا حصہ ایک معزز فرشتے کی گود میں ہے۔

**تمت سورة البروج بعون الله**



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ الطارق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں سترہ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿۲﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿۳﴾ اِنْ

قسم ہے آسمان کی اور اس چیز کی جو رات کو نمودار ہو' اور آپ کو معلوم ہے وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے۔ وہ روشن ستارہ ہے کوئی

كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿۴﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ

نفس ایسا نہیں جس پر نگہبان مقرر نہ ہو' سو انسان غور کر لے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا' وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے

دَافِقٍ ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿۸﴾

پیدا کیا گیا جو پشت اور سینہ کے درمیان سے نکلتا ہے' بیشک وہ ضرور اس کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾

جس دن چھپے ہوئے بھیدوں کی جانچ کی جائے گی سو انسان کے لئے نہ کوئی قوت ہوگی نہ کوئی مددگار قسم ہے آسمان کی جس سے بارش ہوتی ہے

وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ

اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے یہ قرآن ایک فیصلہ کر دینے والا کلام ہے' اور وہ کوئی لغو چیز نہیں ہے' بلاشبہ یہ لوگ

ع ۱۷/۱۱ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں تو آپ ان کافروں کو مہلت دیجئے ان کو تھوڑے دنوں رہنے دیجئے۔

۱: وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (قسم ہے آسمان کی اور اس چیز کی جو رات کو نمودار ہونے والی ہے۔)

۲: وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ (اور آپ کو کچھ معلوم ہے وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے؟)

## یہ آسمان وستارے کی قسم:

۳: اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ (وہ روشن ستارہ ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

آسمان تمام انسانوں کیلئے معدن رزق اور ملائکہ کا مسکن ہے اس وجہ سے لوگوں کی نگاہ میں اس کی عظمت بہت ہے اسی میں جنت بنائی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسی لئے آسمان اور ستارے کی قسم اٹھائی ہے۔ مراد نمبرا۔ اس سے جنس نجوم ہے۔ نمبر۲۔ وہ ستارے جن کے ذریعہ رجم شیاطین کیا جاتا ہے ان کے عظیم الشان فائدہ کے پیش نظر ان کی قسم اٹھائی۔ پھر النجم الثاقب سے اس کی تفسیر فرمائی۔ الثاقب کا معنی روشن۔ گویا وہ اندھیرے میں سوراخ کر کے اس کے اندر پیوست ہو جاتا ہے اور اس کو الطارق کہا کیونکہ وہ رات کو ظاہر ہوتا ہے اور رات کو آنے والے کو طارق کہتے ہیں۔ اس لئے اس کو طارق کہا۔ نمبر۲۔ طارق کہنے کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ جنات کو جا لگتا ہے کھٹکھٹانے والے کو طارق کہتے ہیں۔

۴ : اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (اور کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی یاد رکھنے والا مقرر نہ ہو) یہ جواب قسم ہے۔ کیونکہ لما باوجودیکہ مشدد ہے۔ مگر الا کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ قراءت عاصم، حمزہ، ابن عامر میں آیا ہے۔ پس ان نافیہ ہوا ای ما کل نفس الا علیھا حافظ کوئی نفس ایسا نہیں جس پر محافظ نہ ہو۔ نمبر۲۔ اگر اِن تخفیف کے ساتھ ہو جیسے دیگر قراء کی قراءت میں ہے۔ تو یہ مخففہ من المثقلہ ہے ای ان کل نفس لعلیھا حافظ یحفظھا من الآفات۔ ہر نفس پر نگران مقرر ہے جو آفات سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔ نمبر۳۔ اس کے اعمال، رزق اور اجل کی حفاظت کرتا ہے جب پورا کر چکتا ہے تو مر جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے اعمال کا کاتب فرشتہ مراد ہے۔

نحو : ما زائدہ لام نافیہ اور ان مخففہ میں فرق کیلئے ہے۔ حافظ مبتدا اور علیھا اس کی خبر ہے۔ اور یہ مل کر کل کی خبر ہے۔ اور جو نسی بھی صورت سے ہو قسم کا اس سے جوڑ بن جاتا ہے۔

## وہ لکھوائے جو آخرت میں کام آئے:

۵ : فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ (پس انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے) جب یہ بات ذکر فرمائی کہ ہر نفس پر ایک نگران مقرر ہے۔ تو انسان کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی ابتداء پر غور کرے۔ تاکہ اس کو معلوم ہو جائے کہ جو ذات اس کو ایجاد کرنے والی ہے تو وہ اس کے اعادہ پر قدرت بھی رکھتی ہے۔ پس انسان کو یوم جزاء کیلئے عمل کرنا چاہیے اسے اپنے نگران کو وہ کچھ لکھوانا چاہیے جو آخرت میں اس کو خوش کر دے۔ مم خلق استفہام ہے۔ ای من ای شیء خلق؟ کس چیز سے اس کو بنایا۔

۶ : خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ (وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا) یہ استفہام سابق کا جواب ہے۔ الدفق۔ دفعۃً بہنا۔ یکدم بہنا۔ دافق تو اصل میں صاحب ماء ہے مگر پانی کی طرف مجازاً نسبت کر دی۔ گویا اسم فاعل بمعنی مفعول ہے۔

بعض اہل لغت : کہتے ہیں: یہ دفقت الماء دفقًا میں نے پانی بہایا۔ دفق الماء بنفسہ پانی خود بہنے لگا۔ اس لحاظ سے نسبت حقیقی ہوئی۔

نکتہ : یہاں ایک ہی پانی فرمایا۔ ماء ین نہیں فرمایا کیونکہ ماں کے رحم میں دونوں مل جاتے ہیں۔ اور جب ابتدائی تخلیق ہوتی ہے تو ایک ہو جاتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۷ :يَخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ (جو پشت وسینہ کے درمیان سے نکلتا ہے) یعنی آدمی کی پشت اور عورت کے سینہ سے۔ ترائب: سینہ کی ہڈیاں جہاں ہار ڈالا جاتا ہے۔

## ایک قول:

یہ ہے ہڈیاں اور پٹھے مرد کے پانی سے اور گوشت وخون عورت کے پانی سے۔

۸ :اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ (وہ اس کے دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے) ہٗ کی ضمیر خالق کی طرف ہے۔ کیونکہ خلق خالق کی دلیل ہے۔ معنی یہ ہے: بیشک وہ ذات جس نے ابتداءً انسان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے۔ علی رجعہٖ اس کے اعادہ پر خاص طور پر لقادر ضرور قدرت رکھتا ہے تاکہ اس کی قدرت تم پر واضح ہو جائے۔ اور وہ اس سے عاجز نہیں ہے۔ جیسا کہتے ہیں یانّنِیْ لفقیر۔

۹ :يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (جس روز سب کی قلعی کھل جائے گی) یوم یہ رجعہٖ کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۲۔ اس فعل مضمر کی وجہ سے جس پر رجعہ دلالت کرتا ہے۔ ای مبعثہٗ۔ تبلی کا معنی ظاہر کرنا' کھول دیا جانا۔ السرائر دلوں میں چھپے عقائد اور نیات اور مخفی اعمال۔

۱۰ :فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّ لَا نَاصِرٍ (پھر اس انسان کو نہ تو خود قوت ہوگی اور نہ کوئی اس کا حمایتی ہوگا) لَهٗ سے مراد انسان کیلئے من قوۃ اس کی ذات میں کوئی قوت جو آئی مصیبت کو ٹال سکے۔ ولا ناصرٍ ایسا مددگار جو مدد کر کے اس سے یہ مصیبت ہٹا سکے۔

۱۱ :وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ (اور قسم ہے آسمان کی جس سے بارش ہوتی ہے) الرجع بارش۔ اس کو رجع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بار بار لوٹتی ہے۔

۱۲ :وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ (اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے) وہ زمین جس میں نباتات کی وجہ سے شگاف پڑ جاتا ہے۔

۱۳ :اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (کہ یہ قرآن ایک فیصلہ کر دینے والا کلام ہے) ہٗ سے قرآن مجید مراد ہے۔ فصل۔ حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا۔ جیسا کہ اس کا نام فرقان بھی ہے۔

۱۴ :وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (اور وہ کوئی لغو چیز نہیں ہے) الھزل: کھیل، باطل، بلاشبہ قرآن مجید تمام کا تمام وقار والی باتیں ہیں۔ اور اس کا حق بھی یہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تعریف فرمائی ہے۔ کہ وہ دلوں میں ہیبت پیدا کرنے والا ہے۔ دلوں میں قابل تعظیم ہے۔ اس کا پڑھنے اور سننے والا سننے کے وقت دل لگی اور مزاح میں مبتلا ہونے سے باز رہے۔

## قرآن باوقار باتیں:

۱۵ :اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا (یہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں) ھُمْ سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔ یکیدون کیدًا اللہ تعالیٰ کے اوامر کو باطل کرنے کیلئے جو مختلف تدبیر کرتے ہیں اور اس نورِ حق کو بجھانے کی کوشش میں ہیں۔

۱۶ :وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا (اور میں بھی طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں) میں ان کے کید کا بدلہ اپنی طرف سے استدراج کے انداز



BestUrduBooks.wordpress.com

سے دونگا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ یہاں جزائے کید کو خود کید کہہ دیا گیا۔ جیسا کہ جزائے اعتداء اور سیہ کو اعتداء وسیہ کہہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اعتداء وسیہ نہیں ہوتی اس وصف کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر درست نہیں۔ مگر بطور جزاء کے جیسا کہ قول نسوا اللہ فنسیھم [التوبہ:۶۷] یخادعون اللہ وھو خادعھم [النساء:۱۴۲] اللہ یستھزأ بھم [البقرہ:۱۵] کہ ان تمام آیات میں جزائے فعل کو اصل فعل سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔

۱۷ : فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا (تو آپ ان کافروں کو یونہی رہنے دیجئے۔ ان کو تھوڑے دنوں رہنے دیجئے) فمھل الکافرین ان کی ہلاکت کی دعا نہ کریں اور نہ ان کے سلسلے میں جلد بازی کریں۔ امھلھم ان کو مہلت دیں۔ یہ لفظ دوبارہ لائے تاکہ تسکین وتصبیر زیادہ ہو۔ رویدًا مہلت دینا معمولی۔ یہ لفظ چھوٹائی کو ظاہر کرنے کیلئے بولا جاتا ہے۔ یہ رادت الریح ترود رودًا سے ہے۔ جس کا معنی ہوا آہستہ آہستہ چلی۔

تمت سورۃ الطارق بحمدہٖ تعالیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الْاَعْلٰی مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰیَةً

سورۃ الاعلیٰ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں انیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ﴿۲﴾ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ﴿۳﴾ وَالَّذِیْٓ

آپ اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح بیان کیجئے جس نے پیدا فرمایا۔ سو ٹھیک طرح بنایا اور جس نے تجویز کیا پھر راستہ دکھایا اور جس نے

اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ﴿۴﴾ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓی ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ

چارہ نکالا پھر اس کو سیاہ کوڑا بنا دیا' ہم آپ کو پڑھائیں گے سو آپ نہیں بھولیں گے مگر جو اللہ چاہے '

اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰی ﴿۷﴾ وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰی ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰی ﴿۹﴾

بیشک وہ ظاہر کو اور پوشیدہ کو جانتا ہے۔ اور ہم آسان شریعت کیلئے آپ کو سہولت دیں گے' سو آپ نصیحت کیجئے اگر نصیحت نفع دے۔

۱ : سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (آپ اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح کیجئے) اس کی ذات کو ان تمام باتوں سے پاک قرار دو جو اس کے مناسب نہیں۔ اسمؔ یہ صلہ ہے اس طرح کہ اعلیٰ کی تفسیر العلو کے معنی سے کی جائے جو قہر و اقتدار کیلئے آتا ہے۔ علو فی المکان کے معنی سے نہیں۔ ایک قول یہ ہے سبحان ربی الاعلی کہو۔

### سجدہ کی تسبیح:

حدیث شریف میں وارد ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اجعلوھا فی سجودکم۔ تم اس کو اپنے سجود میں مقرر کرلو۔

[ابوداؤد: ۸۶۹، ابن ماجہ: ۸۸۷، الدارمی ۲/۲۹۹]

### متناسب بنایا:

۲ : الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی (جس نے بنایا پھر ٹھیک بنایا) خلق یعنی ہر چیز کو بنایا۔ سوّی متناسب بنایا۔ اس کو متفرق اور آپس میں نامناسب نہیں بنایا لیکن اس میں پختگی اور اتساق کا لحاظ رکھ کر بنایا۔ اور اس طرح بنایا جو دلالت کر رہا ہے کہ یہ کسی حکیم و علیم نے بنایا ہے۔ نمبر۲۔ اس کے منافع و مصالح کے مطابق اس کو درست بنایا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۳ :وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی (اور جس نے تجویز کیا پھر راہ بتلائی) یعنی ہر حیوان کیلئے وہ تجویز کیا جو اس کے مناسب تھا پھر اس کو اس کی راہ بتلائی اور اس سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ بتلا دیا۔ نمبر۲۔ پھر ہدایت دی اور گمراہ کیا۔ لیکن اضل کو حذف کر کے فھدی پر اکتفاء کیا جیسا کہ اس ارشاد میں یضل من یشاء و یھدی من یشاء [النحل:۹۳]

قراءت: علی نے قَدَرَ پڑھا ہے۔

۴ :وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی (اور جس نے چارہ نکالا) وہ اگا دیا جس کو چوپائے چرتے ہیں۔

۵ :فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی (پھر اس کو سیاہ کوڑا کر دیا) غثاء: خشک ریزہ ریزہ۔

نحو: احوی: سیاہ۔ یہ غثاء کی صفت ہے۔

۶ :سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓی (ہم قرآن آپ کو پڑھا دیا کریں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے) عنقریب آپ کو قرآن پڑھا دیں گے پس آپ اس کو نہ بھولیں گے۔

۷ :اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰی (مگر جس وقت اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اور وہ ہر ظاہر و مخفی کو جانتا ہے) مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے منسوخ فرما دے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کو بشارت و خوشخبری ہے کہ وحی آپ کو یاد کرا دیں گے۔ یہاں تک کہ اس میں سے کوئی چیز نہ رہے گی مگر جس کے متعلق اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اس کو منسوخ کرے۔ وہ آپ کے حافظہ سے جاتی رہے گی اور اس کا حکم اور تلاوت اٹھالی جائیگی۔

## قولِ جنید رحمہ اللہ:

ابن کیسان نے جنید سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ اس پر عمل کرنا نہ بھولیں۔ آپ جیسا آدمی صدر مجلس میں بیٹھ سکتا ہے۔

## ایک اور قول یہ ہے:

فلا تنسٰی یہ صیغہ نہی ہے۔ سین کے بعد الف یہ فاصلہ کیلئے لایا گیا ہے۔ جیسا کہ السبیلا [الاحزاب:۶۷] (پیچھے احوی تھا تو تنسٰی فرمایا پھر ما یخفی فرمایا) معنی یہ ہوگا کہ اس کی قراءت اور دہرانے سے بے توجہی نہ کرو تاکہ بھول نہ جاؤ مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ آپ کو بھلائیں اس کی تلاوت کو اٹھالیں۔

## آسانِ شریعت:

وہ اخفاء کو جاننے والے ہیں۔ یعنی آپ جبرئیل علیہ السلام کی قراءت کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے میں جہر کرتے ہیں۔ اس خطرے کے پیش نظر کہ کوئی چیز رہ نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ان کے ساتھ جہر کرنے کو بھی جانتے ہیں۔ اور جو چیز آپ کے دل میں مخفی ہے جس کی بناء پر آپ جہر کرتے ہیں۔ وہ بھی جانتے ہیں۔ نمبر۲۔ وہ جو آپ اپنے دل میں بھول کے خطرے سے پڑھتے ہیں



BestUrduBooks.wordpress.com

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ⑩ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ⑪ الَّذِىْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ⑫ ثُمَّ لَا

وہی شخص نصیحت حاصل کرے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ شخص پرہیز کرے گا جو بڑا بدنصیب ہے جو بڑی آگ میں داخل ہوگا پھر وہ اس میں

يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ⑬ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ⑭ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ⑮ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ

نہ مرے گا نہ جیئے گا وہ شخص کامیاب ہوا جس نے پاکیزگی کو اختیار کیا اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی بلکہ تم لوگ دنیا والی

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ⑯ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ⑰ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ⑱

زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور آخرت بہت بہتر ہے اور بہت زیادہ باقی رہنے والی ہے بلاشبہ یہ اگلے صحیفوں میں ہے۔

صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ⑲

یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

اس کو بھی جانتے ہیں۔

## دوسرا قول:

یہ ہے جو تم اپنے اقوال وافعال میں ظاہر کرتے اور چھپا کر کرتے ہو ان کو جانتے ہیں۔ اور جو احوال ظاہر و باطن ہیں ان سے بھی واقف ہیں۔

## آسان شریعت:

۸ : وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى (اور ہم آسان شریعت کیلئے آپ کو سہولت دیں گے) اسکا عطف سنقرئك پر ہے اور اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى یہ جملہ معترضہ ہے۔ اور معنی آیت کا یہ ہے۔ ہم آپ کو ایسے طریقہ کی توفیق دیں گے جو بہت ہی آسان ہے یعنی وحی کو یاد کرنے کیلئے۔ ایک قول یہ ہے ایسی آسان شریعت دیں گے جو تمام شرائع میں سے آسان ہوگی یا جنت کے عمل کی توفیق دیں گے۔

۹ : فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (تو آپ نصیحت کیا کریں اگر نصیحت کرنا مفید ہوتا ہو) ذکّر: قرآن کے ذریعہ وعظ کرو۔ ان نفعت کا جواب وہ ہے جس پر فَذَكِّرْ دلالت کرتا ہے۔

## ایک قول:

یہ ہے اس کا ظاہر انداز تو شرط کا ہے۔ مگر اس کا مقصد اس بات کو بتلانا ہے کہ ان میں نصیحت کا اثر بڑی بعید بات ہے۔

یہ ہے کہ مطلقاً تذکیر کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اس ارشاد میں فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ [الغاشیہ:۲۱] اس تذکیر میں نفع کی شرط نہیں ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۰ : سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰی (وہی شخص نصیحت مانتا ہے۔ جو ڈرتا ہے) عنقریب وہ نصیحت حاصل کرے گا اور نصیحت کو قبول کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ سے اور اپنی بدانجامی سے ڈرتا ہے۔

## بڑا بدبخت کافر:

۱۱ : وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقٰی (اور جو شخص بدنصیب ہو وہ اس سے گریز کرے گا) تجنب نصیحت سے دور ہوگا اور اس کو قبول نہ کرے گا۔ الاشقٰی کافر یا کافروں میں بڑا بدبخت جو عداوت رسول اللہ ﷺ میں بہت بڑھا ہوا اور مبالغہ کرنے والا ہے۔

## ایک قول:

یہ ہے۔ یہ ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ کے متعلق نازل ہوئی۔

۱۲ : الَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْكُبْرٰی (جو بڑی آگ میں داخل ہوگا) النار الکبرٰی جہنم۔ الصغرٰی دنیا کی آگ۔

۱۳ : ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی (پھر نہ اس میں وہ مر ہی جائے گا اور نہ جئے گا) لا یموت نہ مرے گا کہ عذاب سے چھوٹ جائے۔ ولا یحیٰی: نہ وہ لذت والی زندگی پائے گا جس سے اس کو فائدہ ہو۔

## ایک قول ثم کے متعلق:

موت زندگی کے درمیان لٹکے رہنا یہ آگ میں داخل ہونے سے زیادہ سخت اور اذیت ناک ہے۔ اور آگ کے داخلہ سے یہ شدت مراتب میں پیچھے ہے۔ اس لئے ثم استبعادیہ لایا گیا ہے۔

۱۴ : قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰی (بامراد ہوا جو شخص پاک ہوگیا) افلح کامیابی پالی۔ تزکّی شرک سے پاک کرلیا۔ یا نماز کیلئے پاکیزگی اختیار کی۔ یا زکوٰۃ ادا کی۔ یہ زکوٰۃ سے باب تفعل ہے۔ جیسا تصدق صدقہ سے آتا ہے۔

۱۵ : وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی (اور اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھتا رہا) ذکر اسم سے تکبیر افتتاح مراد ہے۔ صَلّٰی سے پانچوں نمازیں مراد ہیں۔

## دلیل:

یہ وہ آیت ہے جس سے تکبیر افتتاح کی فرضیت پر دلیل پکڑی جاتی ہے۔ نمبر ۱۔ اس طور پر کہ ذکر اسم نماز میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ فصلّٰی کا عطف ہے۔ اور عطف مغایرت کو چاہتا ہے۔ نمبر ۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ افتتاح صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہر اسم کے ساتھ جائز ہے۔

## قولِ ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ذکر اس نے اپنے معاد کو یاد کیا۔ اور اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑا ہونا یاد کر کے اس کے لئے نماز پڑھی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قولِ ضحاک:

اس نے اپنے رب کا نام لیا۔ عیدگاہ کے راستہ میں پھر نماز عید ادا کی۔ (صلی سے نماز عید مراد ہے)

۱۶ : بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (بلکہ تم اپنی دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو) آخرت کے مقابلہ میں مقدم رکھتے ہو۔ پس وہ کام نہیں کرتے جن سے آخرت میں کامیاب ہو جاؤ۔ مخاطبین کفار ہیں۔ اس کی دلیل قراءت ابی عمرو ہے۔

قراءت: یوثرون یاء کے ساتھ ابوعمرو نے پڑھا ہے۔

۱۷ : وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے) نفس دنیا سے افضل اور اس کے مقابلے میں دائمی ہے۔

۱۸ : اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى (یہ مضمون اگلے صحیفوں میں بھی ہے) ھذا کا مشار الیہ قد افلح سے ابقٰی تک ہے۔ یعنی یہ کلام ان صحف میں بھی وارد ہوا ہے۔ یا تمام سورت کے مضامین اس کا مشار الیہ ہیں۔ یہ بات اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کی قراءت فارسی میں درست ہے کیونکہ قرآن کو ان صحیفوں میں مذکور بتلایا گیا ہے۔ حالانکہ وہاں اس عبارت ونظم کے ساتھ نہ تھا۔ (مگر اس کے متعلق تحقیق پہلے نقل کر آئے یہ امام صاحب کا قول مرجوع ہے۔ مفسر مرحوم نے اس کی تصریح فرمادی ہے۔)

۱۹ : صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى (ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں)

نحو: یہ صحف اولیٰ سے بدل ہے۔

## صحف ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام:

**اثر** : صحف ابراہیم علیہ السلام میں یہ بات تھی۔ عقل مند کیلئے مناسب ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اپنے زمانے کو پہچانے اور اس کی قدر کرے اور اپنی حالت کی درستی پر متوجہ ہو۔

تمت سورة الاعلى بكرمه تعالى



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ الغاشیہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھبیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ① وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ② عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ③ تَصْلٰى

آپ کو ایسی چیز کی خبر پہنچی ہے جو چھا جانے والی ہے۔ اس دن چہرے جھکے ہوئے ہوں گے' مصیبت جھیلنے والے' دکھ تکلیف اٹھانے والے ہوں گے' جلتی ہوئی

نَارًا حَامِيَةً ④ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ⑤ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ⑥ لَّا يُسْمِنُ

آگ میں داخل ہوں گے' انہیں کھولتے ہوئے چشموں سے پلایا جائے گا ان کے لئے خار دار جھاڑ کے سوا کچھ کھانا نہ ہوگا' وہ نہ فربہ کرے گا'

وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ⑦ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ⑧ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ⑨ فِيْ جَنَّةٍ

نہ بھوک دور کرے گا اس دن بہت سے چہرے بارونق ہوں گے' اپنی کوشش کی وجہ سے خوش ہوں گے بہشت بریں

عَالِيَةٍ ⑩ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ⑪ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ⑫ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ⑬ وقف لازم

میں ہوں گے اس میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے اس میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے' اس میں بلند کیے ہوئے تخت ہوں گے

۱ : هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (آپ کو اس محیط عام واقعہ کی کچھ خبر پہنچی ہے) ھَلْ یہ قد کے معنی میں ہے۔ الغاشیہ وہ بڑی مصیبت جو اپنے شدائد ومصائب کے ساتھ تمام پر چھا جائے گی اور اس کی ہولناکیاں سب کو ڈھانپ لیں گی۔ مراد اس سے قیامت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آگ مراد ہے۔ جیسا دوسرے مقام پر فرمایا تغشى وجوههم النار [ابراہیم:۵۰]

## شدائد سے چھانے والی:

۲ : وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ (بہت سے چہرے اس روز ذلیل ہونگے) وجوہ سے کفار کے چہرے مراد ہیں۔ چہرے کو خاص اس لئے کیا کیونکہ غم وخوشی کا اثر چہرے میں خوب مستحکم ہوتا ہے۔ يَوْمَئِذٍ (جس دن وہ ڈھانپ لے گی) خَاشِعَةٌ ذلیل ہونگے اس وجہ سے کہ ان چہرے والوں پر ذلت ورسوائی چھا جائے گی۔

## دنیا میں برے اعمال:

۳ : عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ (مصیبت جھیلتے خستہ ہونگے) وہ آگ میں اتنا کام کریں گے کہ جس سے تھک جائیں گے وہ کام زنجیریں



BestUrduBooks.wordpress.com

کھینچنے اور طوق گھسیٹنے اور بار بار آگ میں گھس جانے کا ہوگا جس طرح اونٹ کیچڑ میں گھستے ہیں اور ان کا آگ کی وجہ سے مسلسل بلند ہونا اور پھر اس کی گہرائی میں گر جانا۔

**ایک قول:**

یہ ہے کہ دنیا میں برے اعمال کیے اور ان سے لذت حاصل کرتا رہا اور خوش عیشی میں پڑا رہا وہ ان اعمال کی وجہ سے مشقت میں مبتلا ہوگا۔ ایک قول یہ ہے یہ گرجاؤں کے پادری وراہب ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خشیت اختیار کی اور عمل کیے مسلسل روزے سے اپنے اعمال میں مشقت برداشت کی۔ پے در پے تہجد کی تکالیف اٹھائیں۔

۴ :تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً (وہ آتش سوزاں میں داخل ہونگے) وہ اس آگ میں داخل ہونگے اور جو مدت مدید بھڑکائی گئی۔ جس کی گرمی کا مقابلہ کوئی حرارت وگرمی نہیں کر سکتی۔

قراءت: ابوبکر اور ابوعمرو نے تُصلٰی پڑھا ہے۔

۵ :تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ (کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلائے جائیں گے) پانی کے ایسے چشمے سے جس میں انتہائی حرارت ہوگی۔

**وجہ تانیث:**

ان صفات و افعال میں تانیث کا استعمال وجوہ کی وجہ سے ہے۔ اور وجوہ سے مراد اصحاب وجوہ ہیں۔ اس کی دلیل اگلی آیت ہے۔ جس میں ھم ضمیر جمع لوٹائی گئی ہے۔

۶ :لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ (ان کو سوائے ایک خاردار جھاڑی کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا) ضریع یہ ایک نبات ہے جس کے تروتازہ پودے کو اَلشِّبْرِقُ بولتے ہیں۔ جب وہ خشک ہو تو ضریع کہلاتا ہے۔ وہ ہلاک کن زہریلا ہوتا ہے۔

**اقسام عذاب:**

عذاب کئی اقسام کے ہونگے اور معذب لوگوں کے بھی طبقات ہونگے۔ ان میں بعض زقوم کھائیں گے۔ بعض غسلین کھائیں گے۔ بعض کو ضریع کھانے کو ملے گی پس اس آیت اور دوسری آیت میں تناقض نہیں۔ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ۔

[الحاقۃ: ۳۶]

۷ :لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِىْ مِنْ جُوْعٍ (جو نہ فربہ کرے گا۔ اور نہ بھوک کو دور کرے گا) لا یُسْمِنُ یہ محلاً مجرور ہے۔ کیونکہ ضریع کی صفت ہے۔ ولا یغنی من جوع کہہ کر بتلایا کہ بھوک اور غذا کے فوائد اس میں بالکل نہ ہونگے۔ وہ دونوں فائدے ازالۂ بھوک اور بدن کو تقویت دینا ہیں۔

۸ :وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ (بہت سے چہرے اس روز) نَّاعِمَةٌ (بارونق ہونگے) ایمان والوں کے چہروں کی تعریف بیان کی گئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وو جوہ نہیں فرمایا کیونکہ کلام اول طویل ہو کر منقطع ہو گیا۔اس لئے مستقل جملہ لائے ۔ ناعمہ خوش عیش نعمت یافتہ۔

۹ : لِّسَعۡيِهَا رَاضِيَةٌ (اپنے کاموں کی بدولت خوش خوش ہونگے ) اپنے اعمال اور نیکیوں پر خوش ہونگے ۔ جب وہ ان پر ملنے والے ثواب و کرامت کو دیکھیں گے۔

۱۰ : فِىۡ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ (بہشت بریں میں ہونگے ) عالیہ علو مکان یا علو مقدار کی وجہ سے۔

## جنت کی صفت:

۱۱ : لَّا تَسۡمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً (جن میں کوئی لغوبات نہ سنیں گے ) اے مخاطب تو ان میں کوئی لغوبات نہ سنے گا۔یا وہ چہرے اس میں لغوبات نہ سنیں گے۔لاغیہ یعنی لغو۔یا لغویت والا کلمہ۔نمبر۳۔کوئی ایسا شخص جو لغو کہے۔اہل جنت حکمت کی بات کریں گے اور دائمی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد کے کلمات بولیں گے۔

قراءت: مکی اور ابو عمرو نے لا یُسمع فیھا لا غیةٌ اور نافع نے لا تُسمع فیھا لاغیةٌ پڑھا

۱۲ : فِيهَا عَيۡنٌ جَارِيَةٌ (اس میں بہتے چشمے ہوں گے ) یعنی بے شمار چشمے ہونگے جیسا کہ اس قول میں علمت نفس [التکویر:۱۴]

۱۳ : فِيهَا سُرُرٌ مَّرۡفُوعَةٌ (اس میں اونچے اونچے تخت ہونگے ) سُرُرٌ جمع سَرِیر ۔تخت، چارپائی۔مرفوعة مقدار کی بلندی یا تا کہ ہر مؤمن اس پر بیٹھ کر اپنی بادشاہت اور نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دی ہیں وہ دیکھ سکے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ﴿۱۶﴾

اور رکھے ہوئے آب خورے ہوں گے اور برابر برابر گدے لگے ہوئے ہوں گے اور قالین پھیلے ہوئے پڑے ہوں گے۔

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾

کیا وہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کس طرح پیدا کئے گئے اور آسمان کی طرف کہ وہ کیسے بلند کیا گیا

وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾

اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے کھڑے کئے گئے اور زمین کی طرف کہ وہ کس طرح بچھائی گئی۔

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى

سو آپ نصیحت کیجئے 'آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں آپ ان پر مسلط نہیں کیے گئے مگر جو روگردانی کرے

وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ

اور کفر کرے تو اللہ اسے بڑا عذاب دے گا' بلاشبہ ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے پھر

اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

بلاشبہ ہمیں ان کا حساب لینا ہے۔

ع ۱۴ النصف

۱۴: وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ (اور رکھے ہوئے آبخورے ہیں) وَّاَكْوَابٌ جمع کوب۔ پیالے۔

**ایک قول:**

وہ برتن جس کا دستہ نہ ہو۔ مَّوْضُوْعَةٌ سامنے رکھے ہوئے۔ تاکہ دیکھ کر ان سے لذت اندوز ہوں۔ نمبر ۲۔ چشموں کے کناروں پر پانی کیلئے رکھے گئے ہیں۔

۱۵: وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ (اور برابر لگے ہوئے گدے ہیں) نمارق: تکیے۔ مصفوفة پہلو بہ پہلو ترتیب دار چنے ہوئے تکیے کہ جنتی جہاں بیٹھنا چاہیں ایک پر بیٹھ جائیں اور دوسرے سے سہارا لگالیں۔

۱۶: وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ (اور سب طرف قالین پھیلے پڑے ہیں) زرابی جمع زربیۃ۔ عمدہ لمبے چوڑے بچھے قالین۔ مبثوثۃ پھیلائے ہوئے مجالس کے لحاظ سے الگ الگ بچھے ہوئے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## کفار کے انکار کا جواب:

۱۷ : اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے) جب جنت کی حالت کے متعلق آیات اتریں اور نبی اکرم ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ ان تختوں کی بلندی ایک ایک سوفرسخ ہوگی۔ رکھے ہوئے پیالوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوگی کہ مخلوق کثرت کی وجہ سے ان کا حساب نہیں کر سکتی۔ اور تکیوں کی لمبائی اس قدر اور قالینوں کی چوڑائی اتنی ہوگی۔ کفار نے اس کا انکار کیا اور کہنے لگے ایسی چارپائی پر کس طرح چڑھ سکیں گے۔ اور پیالے لاتعداد کیسے ہو سکتے ہیں۔ تکیوں کی لمبائی اور قالینوں کا اس طرح بچھنا کیونکر ہوگا۔ ہم نے دنیا میں ایسا نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَاِلَى السَّمَآءِ الاٰية ۔ کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح طویل پیدا کیا گیا۔ پھر یہ بیٹھ جاتا ہے یہاں تک کہ تم اس پر سوار ہوتے۔ اور اس پر اپنا سامان لادتے ہو۔ پھر وہ تمام کو لے کر اٹھ جاتا ہے اسی طرح وہ تخت مؤمن کے لئے جھک جائیں گے۔ جیسا اونٹ جھکتا ہے پھر سیدھے ہو جائیں گے۔

۱۸ : وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ (اور آسمان کو کس طرح بلند کیا گیا ہے) خوب بلند کرنا۔ ایسی بلندی جو درازی والی ہے اس میں کوئی رکاوٹ اور ستون نہیں۔ پھر اس کے ستارے اتنے زیادہ ہیں کہ مخلوق ان کو گن نہیں سکتی اسی طرح جنت میں مؤمنوں کے پیالے ان گنت بنا دیے گئے۔

۱۹ : وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ (اور پہاڑوں کو کس طرح کھڑے کیے گئے ہیں) ایسا کھڑا کرنا جو قائم رہنے والا ہے۔ وہ اپنی طوالت کے باوجود ایسے گڑے ہوئے ہیں کہ ایک طرف جھکتے نہیں پس اسی طرح جنت کے تکیے ہونگے۔

۲۰ : وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (اور زمین کو کیسے بچھائی گئی) اس کی سطح ہموار اور بچھی ہوئی ہے۔ تمام ایک بچھونا ہے جو ایک کنارۂ آسمان سے دوسرے کنارۂ آسمانی تک پھیلا ہے اسی طرح جنت کے قالین ہونگے۔ ایک اور انداز: یہ بھی درست ہے کہ معنی یہ ہو۔ کیا وہ ان مخلوقات کو نہیں دیکھتے ہیں جو قدرت الٰہی پر شاہد ہیں۔ تاکہ وہ بعث بعد الموت پر اس کی قدرت کا انکار نہ کریں۔ اور حضور علیہ السلام کا انذار سن کر آپ پر ایمان لائیں اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے تیاری کریں۔

## وجۂ تخصیص:

ان چار چیزوں کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کو خطاب فرما کر ان کو ان قدرتی چیزوں سے استدلال کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔ اور آدمی اس سے استدلال کرتے ہیں۔ جو اکثر و بیشتر مشاہدہ میں آتی رہتی ہوں۔ عام عربوں کی بود و باش جنگلوں میں تھی ان کی نگاہ کے سامنے ہر وقت آسمان زمین پہاڑ رہتے تھے۔ اور ان کا محبوب ترین مال اونٹ۔ اور سواری میں اس کا استعمال تمام حیوانات کی بنسبت زیادہ تھا۔ کیونکہ اس میں حیوانات کی جملہ حاجات موجود تھیں۔ مثلاً نسل، دودھ، بوجھ اٹھانا، سواری کھانے کے کام آنا وغیرہ۔ اس کے برخلاف دیگر حیوانات میں یہ تمام مجتمع نہ تھیں اور اس کو مطیع اس طرح بنایا گیا کہ ہر نکیل پکڑنے والا اس کو



BestUrduBooks.wordpress.com

لے کر چلتا ہے۔نہ کمزور کو دشواری نہ بچے کو رکاوٹ لمبی گردن والا بوجھ اٹھانے والا ہے۔اس کو اس طرح بنایا گیا ہے کہ یہ بیٹھ جاتا ہے تا کہ آسانی اور قریب سے اس پر بوجھ لاد سکیں پھر بوجھ لے کر اٹھ جاتا ہے اس کو دور دراز علاقوں تک لے جاتا ہے اور پیاس کو بہت برداشت کرنے والا یہانتک کہ دس دن یا اس سے زیادہ پیاس برداشت کر لیتا ہے۔جنگلوں میں اگنے والی ہر چیز کھالیتا ہے جس کو دیگر حیوانات نہیں چرتے۔

۲۱: فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ (تو آپ نصیحت کر دیا کیجئے۔آپ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں) پس آپ ان کو دلائل سے نصیحت فرمائیں تا کہ یہ ان میں سوچ و بچار کریں۔انما انت مذکر آپ کے ذمے تو فقط تبلیغ ہے۔(منوانا نہیں)

۲۲: لَسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ (آپ ان پر مسلط نہیں ہیں) مصیطر زبردستی نصیحت یاب کرنے پر مسلط نہیں جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا۔ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ [ق:۴۵]

قراءت: بمصیطر مدنی، بصری، عاصم، علی نے پڑھا ہے۔

۲۳: إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ (مگر جو روگردانی کرے گا اور کفر کرے گا۔

۲۴: فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ (تو اللہ تعالیٰ اس کو بڑی سزا دیگا)

نحو: یہ استثناء منقطع ہے۔یعنی تم ان پر مسلط نہیں ہو۔لیکن جس نے ان میں سے منہ موڑا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اللہ تعالیٰ کو اس پر کامل ولایت وغلبہ حاصل ہے۔پس وہ اس کو بڑے عذاب میں مبتلا کریگا اور وہ بڑا عذاب جہنم کا عذاب ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

فذکر سے استثناء ہے یعنی آپ نصیحت کریں مگر وہ آدمی جس کے ایمان سے تمہاری امید منقطع ہو چکی ہو۔اور وہ منہ موڑنے والا ہو تو وہ عذاب اکبر کا حقدار ہے۔اس صورت میں ان کے مابین یہ جملہ معترضہ ہوگا۔

۲۵: إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ (ہمارے ہی پاس ان کا آنا ہوگا) ایاب: رجوع۔ظرف کو مقدم کرنے کا فائدہ وعید میں شدت ظاہر فرمانا ہے۔اور بلاشبہ ان کا رجوع ایسے جبار کی بارگاہ میں ہوگا۔جو انتقام پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

۲۶: ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم (پھر ہمارا ہی کام ان سے حساب لینا ہے) پس وہ ان کے اعمال پر ان سے محاسبہ فرمائے گا۔اور ان کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دے گا۔عَلَيْنَا یہ تاکید وعید کیلئے ہے وجوب کیلئے نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی چیز لازم نہیں۔

تمت سورة الغاشية بكرمه تعالٰى



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورۃ الفجر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں تیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْفَجْرِ ① وَلَيَالٍ عَشْرٍ ② وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ③ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ④ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت کی اور طاق کی اور رات کی جب وہ چلنے لگے' کیا اس میں قسم ہے

قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ⑤ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ⑥ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ⑦ الَّتِيْ

عقل والے کے لئے اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا تیرے رب نے کیا کیا قوم عاد کے ساتھ جو قوم ارم تھی یہ لوگ ستون والے تھے ان کے

لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ⑧ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ⑨ وَ

جیسے لوگ شہروں میں پیدا نہیں کیے گئے' اور قوم ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں پتھروں کو تراشا اور

فِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ⑩ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ⑪ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ⑫

فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا' یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی' سو انہوں نے بہت فساد مچایا

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ⑬ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ⑭

سو آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا' بلاشبہ آپ کا رب گھات میں ہے۔

۱: وَالْفَجْرِ (قسم ہے فجر کی) فجر کی قسم کھائی۔ الفجر صبح کو کہتے ہیں۔ جیسا دوسرے ارشاد میں ہے والصبح اذآ اسفر [المدثر:۳۴] نمبر۲۔ نماز فجر کی قسم اٹھائی۔

دس راتیں:

۲: وَلَيَالٍ عَشْرٍ (اور دس راتوں کی) ذی الحجہ کی دس راتیں نمبر۲۔ محرم کی دس ابتدائی راتیں۔ نمبر۳۔ رمضان المبارک کا آخری عشرہ۔ فضیلت کے بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے لیالٍ کو نکرہ لائے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## جفت وطاق:

۳ : وَّ الشَّفۡعِ وَ الۡوَتۡرِ (اور جفت اور طاق کی) تمام اشیاء کا جفت وطاق مراد ہو یا ان راتوں میں جفت وطاق۔ یا جفت وطاق نمازیں یا یوم نحر کیونکہ وہ دسواں دن ہے جو کہ جفت ہے اور یوم عرفہ نواں دن ہے جو کہ طاق ہے۔ یا مخلوق جفت ہے اور خالق طاق (ان اللہ وتر یحب الوتر)

قراءت: اَلْوِتر۔ حمزہ وعلی نے پڑھا۔ باقی قراء نے واؤ کا فتحہ پڑھا۔ دراصل یہ دولغات ہیں الوتر حجازی لغت ہے الوتر یہ تمیمی لغت میں ہے۔

۴ : مخصوص راتوں کی قسم اٹھانے کے بعد علی العموم رات کی قسم اٹھائی۔ پس فرمایا۔ وَالَّیۡلِ (اور قسم ہے رات کی) ایک قول میں اس سے لیلۃ القدر مراد ہے۔ اِذَا یَسۡرِ (جب وہ چلنے لگے) جب گزر جائے۔

نحو: یسر کی یاء کو درمیان کلام میں کسرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے حذف کر دیا۔

## قول اخفش:

کسی نے اخفش رحمہ اللہ سے یاء کے گرنے کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا تم ایک سال خدمت میں رہو پھر بتلاؤں گا۔ اس نے ایک سال کے بعد سوال کیا تو فرمایا رات چلتی نہیں۔ رات میں چلا جاتا ہے۔ جب اصل معنی سے عدول کیا تو اس کی موافقت میں لفظ سے بھی عدول کیا۔ ایک قول یہ ہے یسری کا معنی یُسرٰی فیہ ہے۔ جیسا کہتے ہیں لیل نائمٌ ای ینام فیہ۔ رات کو سویا جاتا ہے۔

۵ : هَلۡ فِیۡ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیۡ حِجۡرٍ (کیوں اس میں عقلمند کے واسطے کافی قسم بھی ہے) یعنی ان چیزیں میں جن کی تو نے قسم اٹھائی ہے۔ قسم ہے عقل مند کیلئے۔ عقل کو حجر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ نامناسب امور میں پلٹ پڑنے سے روکتی ہے۔ جیسا کہ عقل اور نہیۃ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ سمجھتی اور روکتی ہے۔

## حاصلِ کلام:

مراد یہ ہے کیا وہ اس کے ہاں حقدار ہیں کہ ان کی قسم اٹھا کر ان کو معظم مانا جائے۔ نمبر۲۔ کیا میری ان چیزوں کی قسم اٹھانے میں عقل والے کیلئے قسم ہے۔ یعنی کیا وہ بڑی قسم ہے جس کے ساتھ مقسم علیہ مؤکد ہو جاتا ہے؟ نمبر۳۔ کیا ان اشیاء کی قسم میں عقل و فہم والے کیلئے کافی قسم ہے۔

## مقسم علیہ:

مقسم علیہ محذوف ہے۔ اور وہ لیعذبن ہے۔ اس پر اَلَمۡ تَرَ سے لے کر فَصَبَّ عَلَیۡهِمۡ رَبُّكَ سَوۡطَ عَذَابٍ دلالت کر



BestUrduBooks.wordpress.com

رہا ہے۔

## قوم عاد کا حال:

۶ :اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا) یہاں سے ان اقوام کا تذکرہ فرمایا جن کو تکذیب رسل کے نتیجہ میں عذاب دیا گیا۔

۷ :اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (یعنی قوم ارم کے ساتھ جن کے قدو قامت ستون جیسے تھے) یعنی کیا آپ کو معلوم نہیں اے محمد ﷺ ایسا معلوم ہونا جو یقین میں آنکھوں دیکھے کی طرح ہے۔

نحو :الم تر یہ استفہام تقریری ہے۔قوم عاد : عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد کو عاد ارم کہا جاتا ہے۔جیسا بنی ہاشم کو ہاشم کہا جاتا ہے۔ پھر ان میں سے پہلوں کو عاد اولی و عاد ارم کہتے ہیں۔ یہ نام دادے کی وجہ سے ہے۔اور بعد والوں کو عاد اخیرہ کہتے ہیں پس ارم یہ عاد کا عطف بیان ہے اور اس سے ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ عاد اولی قدیمہ ہے۔ایک قول یہ ہے: ارم اس شہر اور سرزمین کا نام ہے جہاں وہ مقیم تھے۔اس پر ابن الزبیر کی قراءت دلالت کرتی ہے۔

## قراءت ابن الزبیر:

بعادِ ارمَ: اضافت کے ساتھ تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ بعاد اهل ارم جیسا کہ ارشاد ہے واسئل القرية [یوسف :۸۲] ای اهل القرية ۔قبیلہ ہو یا سرزمین معرفہ اور تانیث ہونے کی وجہ سے منصرف نہ ہوگی بلکہ غیر منصرف ہوگی۔ ذات العماد۔نمبرا۔اگر اس کو قبیلہ کی صفت مانیں تو معنی یہ ہوگا وہ ستونوں والے بدوی لوگ تھے۔نمبر۲۔لمبے قد ہونے کی وجہ سے ان کے قدوں کو ستونوں سے تشبیہ دی۔نمبر۲۔اور اگر یہ شہر کی صفت ہے تو معنی یہ ہے کہ وہ ستونوں والے تھے۔

## ایک روایت تفسیر:

کہ عاد کے دو بیٹے شداد و شدید تھے۔ وہ دونوں بادشاہ بنے اور سب پر غالب آگئے پھر شدید مر گیا۔اور تمام حکومت شداد کو مل گئی۔ وہ دنیا کا بادشاہ ہوا۔اس زمانہ کے بادشاہ اس کے ماتحت ہوگئے۔ اس نے جنت کا ذکر سنا۔تو کہنے لگا میں ایسی جنت بناتا ہوں۔اس نے عدن کے کسی صحراء میں ارم شہر تین سو سال میں بنوایا۔اس کی عمر نو سو سال تھی۔ یہ بہت بڑا شہر تھا۔اس کے مکانات سونے چاندی کے بنے تھے۔اور زبرجد و یاقوت کے ستون عمارات کے اندر دیئے گئے۔اس میں قسم قسم کے درخت اور نہریں بھی تھیں۔ جب اس کی تعمیر مکمل ہو چکی تو وہ اہل مملکت کو لے کر اس کی طرف چل دیا۔ جب ایک دن رات کا سفر رہ گیا۔تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آسمان سے چیخ بھیج کر ہلاک کر دیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

**عبداللہ بن قلابہ کا قول ہے:**

کہ میں اپنے اونٹوں کی تلاش میں نکلا۔ پس وہاں جانکلا۔ پس اس میں سے جتنے ہو سکتا تھا اس میں سے اٹھالایا۔ جب یہ خبر معاویہؓ کو پہنچی تو انہوں نے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ میں نے واقعہ عرض کر دیا۔ انہوں نے کعب کی طرف استفسار کیلئے پیغام بھیجا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ ارم ذات العماد ہے۔ اور اس میں تیرے زمانہ میں ایک سرخ و سفید رنگت والا آدمی داخل ہوگا۔ اس کا قد چھوٹا اور اس کے ابرو پر خال کا نشان ہوگا۔ اور اس کی پشت پر خال کا نشان ہوگا۔ وہ اپنے اونٹ تلاش کرنے نکلے گا۔ پھر متوجہ ہو کر کعب نے مجھے دیکھا تو کہا۔ اللہ کی قسم یہی وہ آدمی ہے۔ [ابن کثیر: ۶۰۲/۴ □] یہ کعب احبار کی طرف منسوب داستانوں میں سے ایک ہے اس کی سند درست نہیں۔ یہ قطعاً بے حقیقت بات ہے۔ (کذا قال ابن کثیر)

۸ : الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ (جن کے برابر شہروں میں کوئی شخص پیدا نہیں کیا گیا) یعنی عاد کی طرح ان کی طاقت اور ان کے لمبے قد میں۔ ایک آدمی کی لمبائی چار سو ہاتھ تھی۔ یا شداد کے شہروں جیسا شہر پیدا نہیں کیا گیا۔

**قوم ثمود:**

۹ : وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (اور قوم ثمود کے ساتھ جو وادی القریٰ میں پتھروں کو تراشا کرتے تھے) جابوا الصخر۔ پہاڑوں کے پتھر کاٹے اور ان میں رہائشی مکانات بنائے۔ ایک قول یہ ہے سب سے پہلے جنہوں نے پہاڑوں کو کاٹا اور تراشا اور انہوں نے پتھروں کے سترہ سو شہر بنائے۔ الواد سے وادی القریٰ مراد ہے۔

۱۰ : وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ (اور میخوں والے فرعون کے ساتھ) ذی الاوتاد: بڑے لشکروں والا۔ ان کے پاس بیشمار خیمے تھے۔ جب وہ کسی مقام پر اترتے تو وہاں خیمہ زن ہوتے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کے ہاں مخالفین کو میخوں سے عذاب دیا جاتا۔ جیسا آسیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا۔

۱۱ : الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ (جنہوں نے شہروں میں فساد مچا رکھا تھا)

نحو : ذم کی وجہ سے الذین منصوب ہے۔ نمبر۲۔ ہم مبتدأ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ نمبر۳۔ عاد، ثمود وفرعون کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ طغوا انہوں نے حد سے تجاوز اختیار کیا۔

۱۲ : فَاَكْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ (اور ان میں بہت فساد مچا رکھا تھا) فساد کفر، قتل وظلم و بربریت کر کے۔

**عذاب کا کوڑا:**

۱۳ : فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا) بلیغ ترین انداز سے وقوعِ عذاب کو بیان کیا گیا کیونکہ الصب دوام اور سوط زیادتی ایلام کو ظاہر کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے ان کو دردناک دائمی عذاب میں مبتلا کر دیا گیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكۡرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوۡلُ رَبِّيۡۤ اَكۡرَمَنِ ؕ ﴿۱۵﴾

سو انسان کو اس کا پروردگار جب آزماتا ہے سو اس کا اکرام فرماتا ہے اور اسے نعمتیں دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میرا اکرام کیا

وَاَمَّاۤ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيۡهِ رِزۡقَهٗ ۙ فَيَقُوۡلُ رَبِّيۡۤ اَهَانَنِ ۚ ﴿۱۶﴾

اور جب وہ اس کو آزماتا ہے سو اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔

كَلَّا بَلۡ لَّا تُكۡرِمُوۡنَ الۡيَتِيۡمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوۡنَ عَلٰى طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ ﴿۱۸﴾ وَتَاۡكُلُوۡنَ

ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم یتیم کا اکرام نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے اور میراث کا مال

التُّرَاثَ اَكۡلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوۡنَ الۡمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّاۤ اِذَا دُكَّتِ الۡاَرۡضُ

سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال سے بہت محبت رکھتے ہو۔ ہرگز ایسا نہیں جب زمین کو پوری طرح

دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالۡمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾

چورا چورا کر دیا جائے گا۔ اور آپ کا پروردگار آجائے گا اور فرشتے آجائیں گے تو صفیں بنالیں گے

۱۴: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالۡمِرۡصَادِ (بیشک آپ کا رب گھات میں ہے) مرصاد وہ جگہ جہاں رصد کا انتظار کیا جاتا ہے۔ یہ مفعال کا وزن ہے اور رصدہ سے لیا گیا ہے۔ یہ تمثیل ہے کہ وہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہ بندے اس سے کسی طرف نکل نہیں سکتے۔ بندوں کے تمام اعمال سے آگاہ ہے۔ اور حافظ و نگہبان ہے۔ پس ان اعمال پر وہ بدلہ دے گا۔ اگر خیر ہونگے تو اچھا اور اگر برے ہونگے تو برا۔

## انسان کا حال:

۱۵: فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكۡرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوۡلُ رَبِّيۡۤ اَكۡرَمَنِ (پس آدمی کو جب اس کا پروردگار آزماتا ہے یعنی اس کو اکرام و انعام دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے میری قدر بڑھا دی)

۱۶: وَاَمَّاۤ اِذَا مَا ابۡتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيۡهِ رِزۡقَهٗ فَيَقُوۡلُ رَبِّيۡۤ اَهَانَنِ (اور جب اس کو آزماتا ہے یعنی اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے میری قدر گھٹا دی) قَدَرَ عَلَيۡهِ رِزۡقَهٗ رزق کو تنگ کر کے جان بچانے والے لقمے کی مقدار رہنے دیتا ہے۔

قراءت: شامی، یزید نے قدر پڑھا ہے۔

فَيَقُوۡلُ رَبِّيۡۤ اَهَانَنِ مطلب یہ ہے اس شخص کیلئے ضروری ہے کہ جس کا رب اس کو دیکھ رہا ہو۔ کہ وہ آخرت کی فکر کرے



BestUrduBooks.wordpress.com

اور جلد آنے والی کو مقصود نہ بنائے۔ حالانکہ اس نے تو اس کا الٹ کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے نعمت و وسعت رزق سے اس کا امتحان کیا تا کہ یہ شکر گزار ہو۔ تو یہ کہنے لگا میرے رب نے میرا اکرام کیا یعنی جو کچھ مجھے دیا اس میں مجھے فضیلت دی۔ وہ اکرام اسی بات کو خیال کرتا ہے جبکہ دنیا کثرت سے اس کو ملے۔ اور جب اس کا امتحان فقر سے کیا اور اس کا رزق تنگ کر دیا۔ تا کہ صبر سے کام لے تو کہنے لگا۔ ربی اھانن۔ اس نے قلت سرمایہ کو توہین قرار دیا۔ کیونکہ اس کا مقصود دنیا ہے۔ اور جو چیزیں دنیا میں تلذذ اور تعیش والی ہیں وہ اس کو بھاتی ہیں۔

## باطل خیال کا رد:

پس اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے باطل خیال کی تردید فرمائی۔ کلّا یہ بات ہرگز نہیں کہ قلت و کثرت مال اکرام و اہانت ہیں۔ بلکہ اکرام یہ ہے کہ طاعت کی زیادہ سے زیادہ توفیق ملے اور اہانت اس میں ہے کہ توفیق چھین کر رسوا کر دیا جائے۔

نحو: نمبرا۔ الانسان مبتدأ اور فیقول یہ اس کی خبر ہے اور خبر پر فاء اس لئے لائی گئی ہے۔ کیونکہ اَمّا میں شرط کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔ اور مبتدا و خبر کے مابین ظرف تقدیراً تاخیر میں ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا ہے۔ فاما الانسان فقائل ربی اکرمنی وقت الابتلاء۔ اور اسی طرح دوسرا فیقول بھی مبتدأ کی خبر ہے۔ اور تقدیر عبارت یہ ہے۔ واما ھو اذا ما ابتلاہ ربہ۔

## ابتلاء:

دونوں کو ابتلاء سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ ہر ایک بندے کیلئے امتحان و ابتلاء ہے جب وسعت کر دی جائے۔ تو اس بات میں امتحان ہے کہ آیا وہ شکر ادا کرتا ہے یا ناشکری اختیار کرتا ہے اور جب رزق کو تنگ کر دیا جائے تو اس کی حالت کو آزمایا گیا۔ آیا صبر کرتا ہے کہ جزع فزع کا ارتکاب کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے دوسرے ارشاد میں فرمایا گیا۔ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً [الانبیاء:۳۵]

## وجہ تعجیب:

اس کے اس قول کو عجیب قرار دیا ربی اکرمن۔ باوجودیکہ اس کو اپنے اس قول سے ثابت کیا فاکرمہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بات اس انسان نے قصداً اس بات کی مخالفت کرتے ہوئے کہی جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے صحیح اور درست قرار دیا۔ اس مخالفت میں اس کا قصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو کچھ بطور اکرام دیا ہے وہ اس کا مستحق ہے جیسا کہ دوسرے ارشاد میں یہ بات موجود ہے۔ انما اوتیتہٗ علی علمٍ عندی [القصص:۷۸] حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بلا استحقاق بطور ابتلاء و امتحان دیا ہے۔

## بری حصاتین:

۱۷: كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ (ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی قدر نہیں کرتے ہو)۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۸ : وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (اور دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے) مطلب یہ ہے بلکہ یہاں تو اس بات سے بھی زیادہ بری حرکت موجود ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مال عنایت فرمایا ہے وہ اس مال میں سے یتیم کا جو حق بنتا ہے۔ اور انہیں بطور اکرام دینا چاہیے تھا۔ وہ نہیں دیتے اور مسکین کو خود کھانا دینا تو بجائے خود رہا دوسروں کو اسے کھانا دینے پر آمادہ تک نہیں کرتے۔

۱۹ : وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا (اور میراث کا مال سارا سمیٹ کر کھا جاتے ہو) التراث میراث کو کہتے ہیں۔ اکلًا لمًّا اے ذالم۔ حلال وحرام کے جمع کرنے کو کہتے ہیں۔ اہل عرب عورتوں اور بچوں کو وارث نہ بناتے تھے۔ اور ان کا حصۂ میراث اپنے حصۂ میراث کے ساتھ ملا کر کھا جاتے تھے۔

۲۰ : وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (اور مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہو) عرب کے لوگ حبہ، احبہ، ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ حبا جمًّا بہت زیادہ کہ جس کے ساتھ حرص اور حقوق کی ڈاکہ زنی بھی شامل ہو۔

قراءت: رَبِّیَ، حجازی اور ابوعمرو نے پڑھا ہے۔ اور بصری نے یکرمون، ولا یحضّون و یاکلون ویحبون پڑھا ہے۔

## قیامت کا حال:

۲۱ : كَلَّآ (ہرگز نہیں) اس میں ان کو سابقہ بات پر ڈانٹ پلائی۔ اور ان کے فعل کا انکار کیا گیا ہے۔ پھر وعید کا ذکر کر کے ان کی اس حسرت کو بیان کیا جو اس وقت ہوگی جب حسرت کا فائدہ نہ ہوگا فرمایا اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا (جس وقت زمین کو توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا) دُکّت: زمین کو ہلایا جائے گا۔ دکا: ریزہ ریزہ یعنی بار بار اس کو ریزہ ریزہ کریں گے۔ یہاں تک کہ ذرات بنکر بکھر جائے گی۔

۲۲ : وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (اور آپ کا پروردگار اور جوق در جوق فرشتے آئیں گے) یعنی ہر آسمان کے فرشتے اتر پڑیں گے۔ وہ ایک دوسرے کے پیچھے صف بستہ ہو جائیں گے۔ جس سے جن وانس گھیرے میں آ جائیں گے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿٢٣﴾ يَقُوْلُ

اور اس دن جہنم کو لایا جائے گا اس دن انسان کی سمجھ میں آ جائے گا اور اب سمجھنے کا موقع کہاں رہا؟ کہے گا

يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا يُوْثِقُ

کاش میں اپنی زندگی کے لئے آگے بھیج دیتا سو اس دن اللہ کے عذاب کے برابر کوئی عذاب دینے والا نہ ہوگا اور اس کی جیسی

وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ

بندش کوئی نہیں کریگا اے نفس مطمئنہ لوٹ جا اپنے رب کی طرف

رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾

اس حال میں کہ تو خوش ہو اور تجھ سے بھی اللہ تعالیٰ خوش ہے سو تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

ع ١ / ١٤

۲۳: وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ (اور اس روز جہنم کو لایا جائے گا) ایک قول یہ ہے کہ یہ اہل جہنم کے سامنے کر دی جائے گی جیسا دوسرے مقام پر فرمایا۔ وَبُرِّزَتِ الجحیم للغاوین [الشعراء:۹۱] دوسرا قول یہ ہے کہ جہنم کو چلا کر لایا جائے گا۔ حدیث صحیح میں وارد ہے۔ یوتی بجھنم یومئذ لھا سبعون الف زمام مع کل زمام سبعون الف ملك یجرونھا۔ [رواہ مسلم:۲۸۴۲، والترمذی: ۲۵۸۷] اس دن جہنم کو ستر ہزار لگاموں سے کھینچ کر لایا جائے گا۔ ہر لگام پر ستر ستر ہزار فرشتے مقرر ہونگے۔ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى (اس روز انسان کو سمجھ آوے گی اور اب سمجھ آنے کا موقع کب رہا) یتذکر نصیحت حاصل کرے گا۔ انی لہ الذکری مگر نصیحت کا فائدہ کہاں سے حاصل ہو۔

۲۴: يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ (کہے گا کاش میں اس زندگی کیلئے کوئی عمل آگے بھیج لیتا)۔ حیاتی سے یہ آخرت کی زندگی مراد ہے۔ یعنی وہ کہے گا کاش میں نے اپنی فانی زندگی میں کچھ اعمال اپنی باقیہ زندگی کیلئے کیے ہوتے۔

۲۵: فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ (اس روز نہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے برابر کوئی عذاب دینے والا ہوگا) یعنی اس دن اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوئی ذمہ دار نہ ہوگا۔ کیونکہ اختیار تمام اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہوگا۔

۲۶: وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ (اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر جکڑنے والا نکلے گا) لا یوثق: نہ جکڑے گا زنجیروں اور طوقوں کے ساتھ اس کے جکڑنے کی طرح کوئی ایک۔

## قول صاحب کشاف:

کوئی شخص کسی کو عذاب نہیں دے سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ عذاب دیتے ہیں۔ اور نہ کوئی جکڑنے والا کسی کو اللہ تعالیٰ کے جکڑنے



BestUrduBooks.wordpress.com

کی طرح جکڑ سکتا ہے۔ای لا یعذب احدٌ احدًا کعذاب اللّٰہ و لا یوثق احدٌ احدًا کو ثاق اللّٰہ ۔

قراءت :لا یعذَّب ، ولا یوثَق علی نے پڑھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی قراءت ہے۔ابوعمرو نے اپنی آخری عمر میں اسی طرف رجوع کرلیا۔ضمیر اس میں الانسان موصوف کی طرف راجع ہے۔اور الانسان سے مراد کافر ہے۔ایک قول میں ابی بن خلف مراد ہے۔مطلب یہ ہوا کوئی اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب جیسا عذاب نہ دے گا۔اور نہ زنجیروں سے اس کے باندھنے کی طرح کوئی باندھے گا کیونکہ وہ اپنے کفر و عناد میں انتہاء کو پہنچا ہوا تھا۔

ربط :پھر مؤمن کو فرمایا جارہا ہے۔

## نفس مطمئنہ :

۲۷ :یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ (اے اطمینان والی روح ) یہ کلام اس سے بطور اکرام ہوگا۔جیسا موسیٰ علیہ السلام سے کلام ہوئی یا فرشتے کے ذریعہ کلام ہوگا۔مطمئنہ :امن والا جس پر خوف و حزن طاری نہ ہو۔اور وہ مؤمنہ نفس ہے۔نمبر۲۔حق پر اطمئنان والا جس کو حق پر یقین کی برف نے جمایا ہوا ہے کہ شک اس کے قریب نہیں پھٹکتا۔پہلی تفسیر پر ابی بن کعب کی قراءت شاہد ہے۔یاایتھا النفس الآمنۃ المطمئنہ :یہ موت کے وقت اس کو کہا جاتا ہے۔یا نمبر۲۔بعث کے وقت کہا جائے گا نمبر۳۔دخول جنت کے وقت کہا جائے گا۔

۲۸ :ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (تو اپنے پروردگار کی طرف چل اس طرح کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش ) ارجعی تو لوٹ اپنے رب کے وعدے کے مقام یا اپنے رب کے ثواب کی طرف اس حال میں کہ تو خوش ہونے والا ہے اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں دی گئی۔مرضیۃ اپنے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے۔

۲۹ :فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ (پھر تو میرے بندوں میں شامل ہوجا)یعنی میرے من جملہ نیک بندوں میں اور ان کی لڑی میں تمہیں پرودیا گیا۔

۳۰ :وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (اور میری جنت میں داخل ہوجا)ان کے ساتھ۔

## قولِ ابوعبیدہ:

ای مع عبادی و بین عبادی۔میرے بندوں کے ساتھ اور ان کے مابین۔یعنی خاص بندوں میں۔جیسا دوسرے مقام پر مذکور ہوا وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ۔ [النمل:۱۹]

## ایک قول یہ ہے:

کہ النفس روح اور اس کا معنی یہ ہے تو میرے بندوں کے جسم میں داخل ہوجا۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت اس کی تائید کرتی ہے فادخلی فی جسد عبدی ۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک نکتہ:

جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طائف میں وفات ہوئی تو ایک پرندہ آیا۔ اس جیسا پرندہ پہلے دیکھا نہ گیا تھا۔ وہ پرندہ ان کی نعش میں داخل ہوا جب ان کو دفن کر دیا گیا تو یہ آیت ان کی قبر کے کنارے تلاوت کی گئی اور معلوم نہ ہو سکا کہ کس نے تلاوت کی ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

کہ یہ آیت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے متعلق نازل ہوئی۔ دوسرا قول یہ ہے خبیب رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی جن کو اہل مکہ نے سولی پر چڑھادیا تھا۔

## قول آخر:

یہ ہے کہ یہ تمام ایمان والوں کیلئے ہے۔ اس لئے کہ عموم الفاظ کا اعتبار ہے خصوصی سبب کا لحاظ نہیں ہوتا۔

**الحمد للّٰہ بمنہ تمت سورۃ الفجر**



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ البلد مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں بیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا

میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اور آپ اس شہر میں حلال ہونے کی حالت میں داخل ہونے والے ہیں اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اولاد کی یہ واقعی بات ہے کہ ہم نے

الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا

انسان کو مشقت میں پیدا فرمایا۔ کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کوئی قادر نہ ہوگا' وہ کہتا ہے کہ میں نے خوب زیادہ مال ہلاک

لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ؕ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ﴿۹﴾

کر دیا' کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ﴿۱۰﴾

اور ہم نے اس کو دونوں راستے بتا دیئے۔

۱: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔

(میں قسم کھاتا ہوں۔ اس شہر کی) اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی قسم کھائی ہے۔ اور اس بات پر قسم کھائی کہ خلقت انسانی تکالیف اور مشقتوں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اور قسم اور مقسم علیہ کے درمیان وانت حل بهذا البلد کو بطور جملہ معترضہ لایا گیا ہے۔

۲: وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (آپ کو اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے) مطلب یہ ہے کہ مشقتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ جیسا عظمت و شان والا اس شہر مکہ کو لڑائی کیلئے حلال قرار دیگا۔ جیسے غیر حرم میں شکار کو حلال قرار دیا جاتا ہے۔

## بقول شرحبیل:

مشرکین مکہ اس سرزمین میں شکار کرنا تو ناجائز قرار دیتے مگر آپ کے نکالنے اور قتل کرنے کو حلال سمجھتے ہیں۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت قدمی پر آمادہ کر کے ان تکالیف کو سہنے کا حکم دیا گیا ہے جو کفار مکہ کی طرف سے آرہی تھیں نیز کفار مکہ کی حالت جو آپ کی عداوت کے سلسلہ میں چل رہی تھی اس پر تعجب ظاہر کیا گیا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

رسول اللہ ﷺ کو آپ کے شہر کی قسم اٹھا کر تسلی دی گئی ہے کہ تکالیف کے اٹھانے سے کسی انسان کو مفر نہیں درمیان میں تسلی و اطمینان کی تکمیل کے لئے فتح مکہ کے عظیم الشان وعدہ کو ذکر کر دیا۔ اور فرمایا آپ اس شہر کو عنقریب حلال کرنے والے ہیں آپ کو اس میں قتل وقید کی اجازت ہوگی وہ اسی طرح ہوا کہ مکہ کو فتح کر دیا گیا اور آپ کیلئے قتل وقتال کو جائز کر دیا۔

اس سے پہلے مکہ کسی پر نہ فتح ہوا اور نہ حلال کیا گیا۔ پس آپ نے فتح کے وقت جس چیز کو چاہا حلال کیا اور جس کو چاہا حرام کیا۔ چنانچہ ابن خطل کو ایسی حالت میں قتل کروایا کہ وہ کعبہ شریف کے پردوں کو تھامے ہوئے تھا اور اسی طرح مقیس بن صبابہ وغیرہما کو اور دار ابی سفیان کو حرام قرار دیا۔ اور انت حل کے معنی مستقبل کے ہیں۔ اس کی نظیر یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر۔۳۰) اور اتنی دلیل ہی اس معنی کیلئے کافی ہے کہ یہ سورت بالاتفاق مکی ہے اس وقت تو ہجرت بھی نہ ہوئی تھی فتح مکہ تو بڑی دور کی بات تھی پس ثابت ہوا کہ اَنْتَ حِلٌّ کا معنی تو حلال کریگا۔

۳: وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ (اور قسم ہے باپ کی اور اولاد کی) اس سے مراد آدم علیہ السلام اور ان کے بیٹے۔ نمبر۲۔ ہر والد و مولود نمبر۳۔ ابراہیم اور ان کے بیٹے۔

نحو: مامَنْ یا الذی کے معنی میں ہے۔

۴: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ (ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے) یہ جواب قسم ہے۔ کبد مشقت، انسان مصائب دنیا سے دوچار ہوتا ہے۔ اور آخرت کی تکالیف۔

## قول ذوالنون رحمہ اللہ:

قضاء کی رسی سے انسان بندھا جڑا رہے گا۔ اور امر و نہی کی دعوت دی جاتی رہے گی۔ یہی مشقت ہے۔

۵: اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ (کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہ چلے گا) ایحسب کی ضمیر بعض صنادید قریش کی طرف راجع ہے۔ جن کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو بہت تکالیف پیش آتی تھیں۔ پھر بعض نے کہا وہ ابوالاشد ہے اور بعض کہتے ہیں وہ ولید بن مغیرہ ہے۔ معنی یہ ہوگا۔ کیا اس اپنی قوم میں طاقتور سردار کا خیال یہ ہے وہ ایمان والوں کو کمزور قرار دینے والا ہے کہ قیامت ہرگز نہ آئے گی۔ اور اس سے انتقام پر کسی کو اختیار نہیں ہے۔ پھر اس بات کا تذکرہ کیا جو وہ آج کہہ رہا ہے۔

## مال پر فخر:

۶: یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا (وہ کہتا ہے میں نے اتنا وافر مال خرچ کر ڈالا) لُبَدًا بہت سا۔ یہ جمع لُبْدَةٌ کی ہے۔ جو مال اکٹھا اور جمع ہو۔ اس سے مراد وہ مال ہے جو اس نے اس مقام پر خرچ کیا جس کو اہل جاہلیت مکارم و معالی کہتے تھے۔

۷: اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗ اَحَدٌ (کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں) جب کہ وہ خرچ کر رہا تھا اور جتنا اور جس غرض ریاء و افتخار کیلئے خرچ کر رہا تھا یعنی اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے ہیں اور اس کی نگرانی فرمانے والے تھے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۱۱ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۱۲ فَكُّ رَقَبَةٍ ۱۳ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ

سو وہ گھاٹی سے ہوکر کیوں نہ آگے بڑھا اور آپ کو معلوم ہے کہ گھاٹی کیا ہے؟ چھڑا دینا ہے گردن کا یا کھلا دینا ہے بھوک والے

مَسْغَبَةٍ ۱۴ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۱۵ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۱۶ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

دن میں کسی یتیم کو جو رشتہ دار ہو' یا کسی مسکین کو جو مٹی والا ہو' پھر ان لوگوں میں سے ہوا جو ایمان لائے

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۱۷ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۱۸ وَالَّذِيْنَ

اور آپس میں ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی وصیت کی' یہ داہنے ہاتھ والے لوگ ہیں اور جن لوگوں نے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۱۹ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۲۰ ع ۱۵

ہماری آیات کے ساتھ کفر کیا وہ بائیں ہاتھ والے ہیں ان پر آگ ہوگی جسے بند کر دیا جائے گا۔

## احسانِ الٰہی:

۸ : اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ (کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں نہیں دیں) اس پر کی جانے والی نعمتوں کا تذکرہ فرمایا۔ ہم نے اس کو دو دیکھنے والی آنکھیں عنایت فرمائی ہیں۔

۹ : وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ (اور زبان اور دو ہونٹ دیئے) وہ زبان جس سے وہ اپنے مافی الضمیر کی تعبیر کرتا ہے۔ اور وہ ہونٹ جن سے وہ اپنے دانتوں کو ڈھانپتا ہے۔ اور گفتگو میں ان سے معاونت پاتا اور کھانے اور پینے اور سانس میں ان سے مدد لیتا ہے۔

۱۰ : وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (اور ہم نے اس کو دونوں راستے بتلا دیے) خیر و شر کے راستے جو جنت و نار تک پہنچنے والے ہیں یا ماں کے پستان۔

۱۱ : فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (پس وہ شخص گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا)

۱۲ : وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ (اور آپ کو معلوم ہے کہ گھاٹی کیا ہے)

۱۳ : فَكُّ رَقَبَةٍ (وہ کسی گردن کا چھڑانا ہے)

۱۴ : اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ (یا کھانا کھلانا فاقہ کے دن میں)

۱۵ : يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ (کسی رشتہ دار یتیم کو)

۱۶ : اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ (یا کسی خاک نشین محتاج کو)

## ناشکری نعمت:

۱۷ : ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (پھر ان لوگوں میں سے نہ ہوا جو ایمان لائے) یعنی اس نے ان انعامات کا شکریہ اعمال صالحہ میں



BestUrduBooks.wordpress.com

سے آزادیٔ گردن، یتامیٰ اور مساکین کو کھانا کھلانے کی صورت میں ادا نہ کیا۔ پھر سب سے بڑھ کر جو ان اعمال صالحہ کی بنیاد ایمان ہے۔ اس کو اختیار نہ کیا۔ بلکہ اس کی بجائے نعمتوں کی ناقدری کی، منعم کریم کی ناشکری کی، مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مال کو اس انداز اور طرز سے خرچ کرنا فائدہ مند اور نفع بخش ہے ریاء و فخر کی خاطر مال کا دے دینا چنداں فائدہ مند نہیں ہے۔

نحو: لا ماضی کے ساتھ استعمال ہو تو مکرر لایا جاتا ہے۔ مگر فصیح ترین کلام میں مکرر نہیں لایا جاتا۔ کیونکہ جب یہاں اقتحام کی تفسیر تین چیزوں سے کر دی۔ تو یہ اسی طرح ہو گیا جیسا لا کا اعادہ تین مرتبہ کر دیا گیا ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح بن گئی۔ فلا فك رقبة ولا اطعم مسكينا ولا آمن۔ الاقتحام داخل ہونا شدت و مشقت سے گزرنا۔ القحمة بشدت۔ آیت میں نیکی کو عقبہ فرمایا گیا اور اس پر عمل کرنے کو اقتحام عقبہ سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ اس میں نفس کا مجاہدہ اور مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

## قولِ حسن رحمۃ اللہ علیہ یہ ہے:

کہ انسان کا اپنے نفس سے جہاد کرنا اللہ کی قسم بڑی سخت گھاٹی ہے۔ اسی طرح اپنی خواہشات اور دشمن شیطان سے مقابلہ بھی مشکل چیز ہے۔ ما العقبة یعنی اس کا گھسنا کیا ہے؟ تم اس وقت کی صعوبت نفس کو نہیں جانتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے ثواب کی حقیقت کو سمجھتے ہو۔ فك الرقبة گردن کو آزاد کرانا یا مال کتابت کی ادائیگی میں اعانت کرنا۔

قراءت: فَكَّ رَقَبَةً او اَطْعَمَ مکی، ابو عمرو، علی نے اقتحم العقبة کا بدل قرار دے کر پڑھا ہے۔ اس طرح وما ادراك ما العقبه۔ جملہ معترضہ ہے۔ دیگر قراء نے فك رقبة اوا طعامٌ کو اقتحا مُهَا فكُ رقبة اوا طعامٌ قرار دے کر مرفوع پڑھا ہے۔

المسغبہ بھوک۔ المقربۃ قرابت، المتربہ فقر۔ یہ تینوں مفعلات کے وزن ہیں۔ اول سَغِب، یسغب جبکہ بھوکا ہو جائے۔ نمبر ۲۔ قرب یقرب فی النسب۔ عرب کہتے ہیں فلان ذو قرابتی و ذو مقربتی وہ میرا رشتہ دار ہے اور تیسرا ترب یترب جبکہ محتاج ہو۔ اس کا اصل معنی مٹی سے مل گیا۔ پس اس کا ٹھکانہ کوڑا خانے ہوا الیوم کی صفت ذی مسغبۃ سے کی گئی۔ جیسا عرب کہتے ہیں هم ناصب ای ذو نصب۔ دکھ دینے والا غم۔

ثم كان من الذين آمنوا کا معنی یہ ہے کہ اس نے ایمان پر ہمیشگی دکھائی۔ ایک قول یہ ہے کہ ثم یہاں واؤ کے معنی میں آیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ثم کو یہاں اس لئے لائے کیونکہ ایمان مرتبہ و فضیلت میں عتق و صدقہ سے بہت بلند ہے۔ اور یہ بلندی وقتی ہی نہیں بلکہ ایمان ان سے سابق ہے کیونکہ عمل ایمان کے بغیر مقبول نہیں۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (اور ایک دوسرے کو پابندی کی فہمائش کی) گناہوں سے رک جانے اور طاعات پر جم جانے کی۔ اور ان مشقتوں پر صبر کرنے کی جو مؤمن کو بطور ابتلاء درپیش رہتے ہیں۔ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (اور ایک دوسرے کو ترحم کی فہمائش کی) اپنے مابین رحم کرنے کی تلقین و تاکید کی۔

۱۸: اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ (یہی لوگ داہنے والے ہیں) ان صفات والے اصحاب یمین سے ہیں۔

۱۹: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ (اور جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہیں۔ وہ لوگ بائیں والے ہیں) والذين كفروا بآیتنا جنہوں نے قرآن کا انکار کیا یا ہمارے دلائل کا انکار کیا۔ وہ اصحاب شمال ہیں۔ المیمنہ اور المشئمہ



BestUrduBooks.wordpress.com

الیمین و الشمال۔ یاالیمن و الشنوم یعنی اپنے نفس کو بابرکت کرنے والے اور اپنے نفوس پر نحوست مسلط کرنے والے۔

۲۰ :عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ (ان پر آگ محیط ہوگی جس کو بند کر دیا جائے گا)

قراءت: مُّؤْصَدَةٌ ہمزہ کے ساتھ ابوعمرو، حمزہ، حفص نے پڑھا ہے۔ اور موصدة، نافع، ابن کثیر، ابن عامر کی قراءت ہے۔

مُّؤْصَدَةٌ یہ اوصدت الباب سے لیا گیا۔ اسی طرح آصدت الباب ای اطبقتهٗ و اغلقتهٗ میں نے دروازہ بند کیا۔

تمت سورۃ البلد بحمدہ تعالیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ الشمس مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پندرہ آیات ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۞۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۞۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۞۳ وَالَّيْلِ

قسم ہے سورج کی اور اسکی روشنی کی اور چاند کی جب وہ سورج کے پیچھے سے آجائے اور قسم ہے دن کی جب وہ اس کو خوب روشن کر دے اور قسم ہے رات کی

اِذَا يَغْشٰهَا ۞۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۞۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۞۶ وَنَفْسٍ وَّمَا

جب وہ اسے چھپالے اور قسم ہے آسمان کی اور اس کی جس نے اس کو بنایا اور قسم ہے زمین کی اور اسکی جس نے اسے بچھایا اور قسم ہے نفس کی اور اس کی

سَوّٰهَا ۞۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۞۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۞۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ

جس نے اس کو درست بنایا پھر اس کا فجور اور اس کا تقویٰ اس کو القاء کر دیا یقینی بات ہے کہ وہ کامیاب ہوا جس نے اس کو پاک کیا اور وہ شخص نامراد ہوا جس نے

دَسّٰىهَا ۞۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۞۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۞۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اسے دبا دیا۔ ثمود نے اپنی سرکشی کے سبب جھٹلایا جبکہ اس کا سب سے زیادہ بدبخت شخص اٹھ کھڑا ہوا سو ان سے اللہ کے رسول نے فرمایا کہ اونٹنی سے اور اس کے

نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۞۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۞۱۴

پینے سے خبردار رہنا سو انہوں نے اللہ کے رسول کو جھٹلا دیا پھر اس اونٹنی کو کاٹ ڈالا سو ان کے رب نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو پوری طرح ہلاک کر دیا۔ سو اس کو عام کر دیا

ع ۱۵ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۞۱۵

اور وہ اس کے انجام سے اندیشہ نہیں رکھتا۔

۱: وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا (قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی)

ضحٰی: جب سورج خوب چمک اٹھے اور اس کی سلطنت ہر طرف قائم ہو جائے۔

۲: وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا (اور چاند کی جب سورج سے پیچھے آوے) روشنی اور ضیاء میں اس کا پیچھا کرے یہ مہینے کے پہلے پندرہ روز میں ہوتا ہے۔ روشنی میں چاند سورج کے پیچھے آتا ہے اور اس کا نائب ہوتا ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۳ :وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا (اور دن کی جب وہ اس کو خوب روشن کر دے) جلى الشمس ،سورج روشن ہوا اس کو دیکھنے والوں کے سامنے ظاہر کر دیا۔اور یہ اس وقت ہوتا ہے۔جب دن کھل جائے اور پھیل جائے کیونکہ سورج اس وقت مکمل طور پر روشن ہوتا ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

ضمیر اندھیرے کی طرف راجع ہے نمبر۲۔دنیا کی طرف۔نمبر۳۔زمین کی طرف راجع ہے اگرچہ اس کا تذکرہ نہیں ہوا۔پھر یہ آیت اس ارشاد کی طرح ہوگی۔وَمَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ [فاطر:۴۵] یہاں بھی ھا کی ضمیر ارض کی طرف ہے اگرچہ پہلے مذکور نہیں۔

۴ :وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا (اور رات کی جب وہ اس کو چھپالے) جب رات سورج کو چھپالے اور آفاق سماء کو اندھیر کر دے۔

## ایک تحقیق:

اس قسم کے مواقع میں جہاں بار بار واؤ لائی گئی ہے۔اول واؤ بالاتفاق قسمیہ ہے۔دوسری واؤ بعض کے ہاں قسمیہ ہے۔خلیل نحوی رحمہ اللہ کے نزدیک واؤ دوم عاطفہ ہے دلیل یہ ہے کہ قسم کا قسم پر داخل کرنا تکمیل قسم سے پہلے جائز نہیں۔غور تو فرماؤ۔اگر تم اس کی بجائے فاء کا کلمہ لاتے یا ثُمّ لاتے تو معنی اپنی حالت پر رہتا کیونکہ یہ دونوں حروف عطف میں سے ہیں۔اسی طرح واؤ کا حکم ہے۔

## جنہوں نے قسم کیلئے قرار دیا:

تو ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر واؤ عطف کی ہوتی تو دو عاملوں پر عطف ہوتا کیونکہ والیل تو واؤ قسم سے مجرور ہے۔اور اذا یغشٰی فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے جو کہ اقسم ہے۔پس اگر تم واؤ کو والنهار اذا تجلى میں عطف کیلئے تسلیم کرو گے تو النھار کا عطف لیل پر جر کی صورت میں ہوگا۔اور اذا تجلّٰى کا عطف اذا یغشٰى پر نصب کی حالت کے ساتھ ہوگا۔پس یہ تمہارے اس قول کی طرح ہو جائے گا۔اِنَّ فی الدار زیدًا والحجرة عمروًا۔

**جواب**: اس کا جواب یہ ہے واؤ قسم باء اور فعل کے قائم مقام ہے اور یہ قائم مقام ہونا اس حد تک ہے کہ اس کے ساتھ فعل کا ظاہر کرنا، جائز نہیں۔پس گویا یہ نصب و جر کا عمل دے رہی ہے۔اور یہ واؤ اس ایک عامل کی طرح بن گئی جس کے دو عمل ہوں۔اور قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ عامل جس کے دو عمل ہوں۔تو جائز ہے کہ اس کے دونوں معمولوں کا عطف ایک عاطف سے کر دیا جائے۔اس پر تمام اہل نحات کا اتفاق ہے۔

مثلاً ضرب زیدٌ عمرًوا و بکرٌ خالدًا پس واؤ کے ساتھ آپ نصب و رفع دونوں دے رہے ہیں۔کیونکہ واؤ ضرب کے قائم مقام ہے۔جو کہ واؤ کا عامل ہے پس اس مقام پر بھی یہی حکم ہے۔

۵ :وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا (قسم ہے آسمان کی اور اس کی جس نے اس کو بنایا)

۶ :وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا (اور زمین کی اور جس نے اس کو بچھایا)



BestUrduBooks.wordpress.com

۷ : وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰهَا (اور جان کی اور جس نے اس کو درست بنایا) ان تمام میں ما مصدریہ ہے ای بناء ھا وطحوھا وتسویۃ خلقھا فی احسن صورۃ ۔آسمان اوراس کے بنانے اورزمین اوراس کے بچھانے اور نفس کی تخلیق بہترین صورت میں کرنے میں) بعض کے ہاں یہ ما مصدریہ والی صورت فالھمھا میں نہیں چلتی کیونکہ عبارت میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔اس لئے صحیح وجہ اس میں یہ ہے کہ ما موصولہ ہو۔رہا یہ سوال کہ مَن کی بجائے ما کو لایا گیا۔تو وجہ ترجیح یہ ہے کہ اس میں وصفیت کا معنی پایا جاتا ہے۔ مَنۡ میں ایسا نہیں گویا اس طرح فرمایا۔والسماء والقادر العظیم الذی بناھا و نفس و الحکیم الباھر الحکمۃ الذی سواھا۔قسم ہے آسمان کی اور اس عظیم قدرت والے کی جس نے اس کو بنایا اور نفس کی قسم اور اس ظاہر حکمت والی ذات کی قسم جس نے اس کو درست کیا۔

## وجۂ تنکیر:

نفس کو نکرہ لائے ۔کیونکہ اس سے مراد نفوس میں سے خاص نفس یعنی آدم علیہ السلام ہیں۔گویا اس طرح کہا: و واحدۃ من النفوس اور نفوس میں ایک نفس کی قسم ۔نمبر۲۔نفس سے ہر نفس مراد ہے۔اور تنکیر کثرت کو ظاہر کرنے کیلئے لائے ۔جیسا اس آیت میں علمت نفس [التکویر:۱۴]

۸ : فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰىهَا (پھر اس کو بدکرداری اور پرہیزگاری کا القاء کیا) اس کو طاعت ومعصیت بتلا دی۔یعنی سمجھا دی کہ ان میں سے ایک حسن اور دوسری قبیح ہے۔

۹ : قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا (یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے اس کو پاک کرلیا) یہ جواب قسم ہے تقدیر کلام یہ ہے: لقد افلح ۔

## قول الزجاج:

کلام کی طوالت لام کا عوض بن گئی۔

## ایک قول یہ ہے:

جواب قسم محذوف ہے۔یہی قول اظہر ہے۔اس کی تقدیر اس طرح ہے لَیُدَمْدِمَنّ اللہ علیھم اہل مکہ پر اللہ تعالیٰ تکذیب رسول کی وجہ سے تباہ کن عذاب نازل فرمائیں گے۔جیسا کہ ثمود پر تکذیب صالح علیہ السلام کی وجہ سے اترا۔

## حل کلام:

قد افلح یہ کلام فالھمھا کے تابع ہے۔اور بطور استطراد لایا گیا ہے جواب قسم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔مَن زکّٰھا جس کو اللہ تعالیٰ نے پاک کردیا اور اس کی درستی کردی اور پاکیزگی والا بنا دیا۔

۱۰ : وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا (نامراد ہوا جس نے اس کو دبا دیا) اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کردیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قولِ عکرمہ:

وہ نفس کامیاب ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا۔ اور وہ نفس رسوا ہوا جس کو اس نے گمراہ کر دیا۔ یہ جائز ہے کہ نفس کو ملوث کرنے اور پاک کرنے کی نسبت بندے کی طرف کی جائے اور فعل عبد قرار دیا جائے۔ التدسیۃ کمی، کوتاہی، مخفی گناہ کرنا۔ دَسّٰی اصل میں دسس ہے۔ یا تو سین مکررہ کے بدلے میں لائے گئی ہے۔ پس دَسّٰی بن گیا۔

## قوم ثمود کی سرکشی:

۱۱ : كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ (قوم ثمود نے اپنی شرارت کی وجہ سے تکذیب کی) طغویٰ بمعنی طغیان کیونکہ ان کو ان کی سرکشی نے تکذیب پر آمادہ کیا تھا۔

۱۲ : اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا (جب کہ اس قوم میں جو سب سے بڑا بدبخت تھا اٹھ کھڑا ہوا) انبعث اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کیلئے کھڑا ہوا۔ اشقیٰ ثمود کے بدبخت کا نام قُدار بن سالف تھا۔ اس کا رنگ زرد، نیلا، قد چھوٹا۔

نحو : اذا یہ كَذَّبَتْ کی وجہ سے منصوب ہے۔ نمبر۲۔ بطغوٰی کی وجہ سے منصوب ہے۔

۱۳ : فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (تو ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا) رسول اللہ سے صالح علیہ السلام مراد ہیں۔ نَاقَةَ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی اونٹنی سے خبردار رہنا)

نحو : یہ تحذیر کی وجہ سے منصوب ہے اے احذروا عقرھا۔ اس کی کونچیں کاٹنے سے خبردار رہو۔

وَسُقْيٰهَا (اور اس کے پانی پینے سے) یہ اسی طرح ہے جیسے کہتے ہیں الاسد الاسد۔

نحو : سابقہ فعل پر عطف کی وجہ سے منصوب ہے۔

۱۴ : فَكَذَّبُوْهُ (پس انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا) اس بات میں جس میں ان کو ڈرایا گیا۔ کہ اگر تم یہ کر ڈالو گے۔ تو عذاب اتر پڑے گا۔ فَعَقَرُوْهَا (پھر اس اونٹنی کو مار ڈالا)

نحو : ھا کی ضمیر اونٹنی کی طرف راجع ہے۔ اور فعل کی نسبت تمام قوم کی طرف کی گئی حالانکہ قاتل تو ایک تھا۔ اس کی نظیر دوسری آیت میں ہے۔ فنادوا صاحبھم فتعاطی فعقر [القمر:۲۹] تو اس آیت نے بتلا دیا کہ اس میں ان تمام کی رضامندی شامل تھی اس لئے نسبت فعل تمام کی طرف درست ہے۔ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ (تو ان کے رب نے ان پر ہلاکت نازل فرمائی) ان کو بالکل ملیامیٹ کر دیا۔ بِذَنْۢبِهِمْ (ان کے گناہ کے سبب) ان کے اپنے گناہ کے سبب وہ گناہ تکذیب پیغمبر اور اونٹنی کا ہلاک کرنا وغیرہ تھے۔

## ہلاکتِ ثمود:

فَسَوّٰىهَا (پھر اس کو عام کر دیا) ان پر ہلاکت کو عام کر دیا کہ ان میں سے ایک بھی چھوٹا بڑا بچ نہ سکا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## اسے انجام کا خطرہ نہ ہوا:

۱۵: وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا (اور اللہ تعالیٰ کو اس ہلاکت کے اخیر میں کسی خرابی کا اندیشہ نہیں ہوا) اللہ تعالیٰ کو اس ہلاکت والے کام کے انجام کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا اس اندیشہ کے بغیر کہ کسی کی طرف سے کوئی خرابی اس کو پہنچ جائے گی۔ جیسا کہ کوئی بادشاہ کسی کو سزا دے تو اس کی طرف سے ہر وقت اس کو خطرہ لگا رہتا ہے۔ کہ کہیں بدلے کیلئے نہ اٹھ کھڑا ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اپنی ملک اور ملک میں کیا لا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ [الانبیاء: ۲۳] اس سے کون پوچھ سکتا ہے۔ کہ یہ کیوں کیا۔ وہ تمام سے پوچھ سکتا ہے کہ یہ کیوں کیا۔

قراءت: مدنی و شامی نے ولا یخاف کی بجائے فلا یخاف پڑھا ہے۔

**قد تمت سورة الشمس بعونه سبحانه وتعالىٰ علوًا كبيرًا**



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ اللیل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں اکیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ① وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ② وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ③ اِنَّ

قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھپالے اور قسم ہے دن کی جب کہ وہ روشن ہو جائے اور قسم ہے اسکی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔ کہ بیشک

سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ④ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ⑤ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ⑥ فَسَنُيَسِّرُهٗ

تمہاری کوششیں مختلف ہیں، سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور الحسنٰی کو سچا جانا تو ہم اس کے لئے راحت والی خصلت کو

لِلْيُسْرٰى ⑦ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ⑧ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ⑨ فَسَنُيَسِّرُهٗ

آسان کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہی اختیار کی، اور الحسنٰی کو جھٹلایا تو ہم اس کے لئے مصیبت والی خصلت کو

لِلْعُسْرٰى ⑩ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ⑪ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ⑫ وَاِنَّ

اختیار کرنا آسان کر دیں گے۔ اور اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا جب وہ برباد ہونے لگے گا، واقعی ہمارے ذمہ راہ کا بتلا دینا ہے اور

لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ⑬ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ⑭ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ⑮

ہمارے ہی قبضہ میں ہے آخرت اور دنیا تو میں تمہیں ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا چکا ہوں اس میں وہی بدبخت داخل ہو گا

۱: وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى (قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھپالے) نمبرا۔ جس کو چھپایا گیا وہ یا تو سورج ہے جیسا اس ارشاد میں: والیل اذا یغشٰھا [الشمس:۴] نمبر۲۔ دن جیسا اس آیت میں فرمایا یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ [الاعراف:۵۴] نمبر۳۔ ہر چیز جس کو رات اپنے اندھیرے سے چھپالے جیسا اس ارشاد میں ہے۔ اذا وقب [الفلق:۳]۔

۲: وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى (قسم ہے دن کی جبکہ وہ روشن ہو جائے) ظلمت لیل کے زائل ہونے سے ظاہر ہو جائے۔

۳: وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى (اور اس کی جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا) وہ عظیم قدرت والا جس نے مرد و عورت کو ایک پانی سے پیدا فرمایا۔

۴: اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى (بیشک تمہاری کوششیں مختلف ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

نحو : یہ جواب قسم ہے۔
بلاشبہ تمہاری کوششیں مختلف ہیں۔اس اختلاف کی وضاحت اگلی آیات میں آ رہی ہے۔
۵ : فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی (پس جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا) اعطیٰ : مال کے حقوق ادا کیے۔اتقی : اپنے رب سے ڈرا اور اس کے محرمات سے پرہیز کیا۔

## الحسنٰی اسلام ہے:

۶ : وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی (اور اچھی بات کو اچھا سمجھا) ملت حسنی یعنی ملت اسلام کو اختیار کیا۔نمبر۲۔اچھے ثواب کو مانا۔وہ اچھا ثواب جنت یا کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔
۷ : فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی (تو ہم اس کو راحت کی چیز کیلئے سامان دے دیں گے) پس ہم اس کو آسانی کی خصلت کیلئے سہولت دیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل اختیار کرنا ہے۔
۸ : وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ (اور جس نے بخل کیا) اپنے مال کے سلسلہ میں وَاسْتَغْنٰی (اور بے پرواہی اختیار کی) اپنے رب سے اور تقویٰ اختیار نہ کیا۔نمبر۲۔آخرت کی نعمتوں سے دنیا کی شہوات کے ذریعہ بے نیازی اختیار کی۔
۹ : وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی (اور اچھی بات کو جھٹلا دیا) الحسنی سے اسلام یا جنت مراد ہے۔

## طاعت گزار:

۱۰ : فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی (ہم اس کو تکلیف کی چیز کیلئے سامان دے دیں گے) ایسی خصلت کیلئے جو بالآخر آگ میں پہنچانے والی ہے۔پس اس کے لئے طاعت سب سے زیادہ مشکل اور گراں بار ہوگی نمبر۲۔طریقۂ خیر کو یُسریٰ فرمایا کیونکہ اس کا انجام سہولت ہے۔اور طریقۂ شر کو تنگی فرمایا اس لئے کہ اس کا انجام تنگی ہے یا ان دونوں کو بول کر جنت و دوزخ کے راستے مراد لیے گئے ہیں۔
۱۱ : وَمَا یُغْنِیْ عَنْہُ مَالُہٗۤ اِذَا تَرَدّٰی (اور اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا۔جب وہ برباد ہونے لگے گا) جب وہ ہلاک ہوگا تو مال اس کو فائدہ نہ دے گا۔ تردی ۔یہ تفعل کا وزن ہے اور الردی سے نکلا ہے جس کا معنی ہلاکت ہے۔تردی فی القبرہ ۔وہ قبر میں گرے گا یا قعر جہنم میں گرے گا۔
۱۲ : اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی (واقعی ہمارے ذمہ راستہ کا بتلا دینا ہے) حق کی طرف راہنمائی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اس کے لئے دلائل قائم کر دیتے اور دیے ہیں۔اور شرائع کے ذریعہ وضاحت کر دی ہے۔
۱۳ : وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰی (اور ہمارے ہی قبضہ میں آخرت اور دنیا ہے) پس گمراہ ہونے والے کی گمراہی ہمیں نقصان نہ دے گی اور ہدایت پانے والے کی ہدایت سے ہمیں فائدہ نہ ہوگا۔یا دنیا و آخرت دونوں ہماری ہیں۔جس نے دونوں کو ہمارے



BestUrduBooks.wordpress.com

الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿۱۶﴾ وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی ﴿۱۷﴾ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰی ﴿۱۸﴾ وَمَا

جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہو جائے اور بجز

لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤی ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ﴿۲۰﴾

اپنے عالی شان پروردگار کی رضا جوئی کے اس کے ذمہ کسی کا احسان نہ تھا کہ اس کا بدلہ اتارنا ہو

وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ﴿۲۱﴾

اور یہ شخص عنقریب خوش ہو جائے گا۔

ع ۱ / ۱۷

سو اور سے طلب کیا اس نے غلط راستہ اپنا لیا۔

۱۴ : فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰی (تو میں تم کو ایک بھڑکتی آگ سے ڈرا چکا ہوں) انذرت۔ ڈرانے کے معنی میں اور تلظّٰی شعلہ زن۔

۱۵ : لَا یَصْلٰهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَی (اس میں وہی بدبخت داخل ہوگا) لایصلٰی سے یہاں ہمیشہ رہنے کیلئے داخل ہونا مراد ہے۔

۱۶ : الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی (جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی) اس سے مراد کافر ہے جس نے رسول کی تکذیب کی اور ایمان سے اعراض کیا۔

۱۷ : وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی (اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا) جو بڑا پرہیزگار ہے یجنب اس سے دور رکھا جائے گا۔ الاتقٰی مؤمن۔

۱۸ : الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰی (جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہو جائے) مال فقراء پر خرچ کرتا ہے۔ یتزکی یہ الزکاۃ سے ہے وہ اس بات کا طالب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے پاکیزگی کا ذریعہ بن جائے وہ مال کو خرچ کرنے سے ریاء و شہرت جیسی چیزوں کا خواہاں نہیں۔ نمبر۲۔ وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔

نحو : اگر یوتی سے بدل بنائیں تو یتزکی کا کوئی محل اعراب نہیں کیونکہ یہ اس صورت میں صلہ کے تحت داخل ہوگا اور صلات کا کوئی محل و اعراب نہیں ہوتا۔ نمبر۲۔ اگر یوتی کی ضمیر سے حال بنایا جائے تو پھر یہ محلاً منصوب ہے۔

## قولِ ابو عبیدہ:

الاشقی یہ شقی کے معنی میں ہے۔ اور وہ کافر ہے۔ اور الاتقی بمعنی التقی ہے اور وہ مؤمن ہے۔ کیونکہ جہنم میں داخلے کے ساتھ مخصوص ہے اشقی الاشقیاء۔ نجات کیلئے اتقی الاتقیاء خاص نہیں۔ اگر تمہارے خیال میں نار کو نکرہ لا کر مخصوص نار کا ارادہ کیا گیا۔ جو الاشقی کے ساتھ مخصوص ہے۔ تو پھر اس ارشاد کا کیا مطلب ہوگا۔ وسیجنبها الاتقی کیونکہ متقی بھی اس مخصوص آگ سے بچا لیا جائے گا الاتقی کا بچنا خاص نہیں۔ پس اتقی سے متقی مراد ہوگا۔ فافهم۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول یہ ہے:

کہ آیت مشرکین میں سے بڑے مشرکوں اور مؤمنوں میں سے بڑے مؤمنوں کے درمیان موازنہ کر رہی ہے۔ اس لئے دونوں کی صفات میں مبالغہ کے صیغے لائے گئے اس لئے اشقی فرما کر اس کو آگ میں داخلے کے ساتھ مختص کر دیا۔ گویا خالص آگ اسی کیلئے بنی ہے۔ اور دوسری طرف الاتقی فرمایا اور نجات کو اس کے ساتھ مختص کر دیا۔ گویا جنت اسی کیلئے بنی ہے۔

## ایک اور قول:

الاشقی ابوجہل اور الاتقی ابوبکر رضی اللہ عنہ۔

## ایک استدلال:

اس آیت سے مرجئہ کے اس خیال کی تردید ہو رہی ہے کہ آگ میں صرف کافر داخل ہونگے۔

۱۹ : وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى (اور اس کے ذمہ کسی کا احسان نہ تھا۔ کہ اس کا بدلہ اتارتا ہو)

۲۰ : اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى (مگر سوائے اپنے عالی شان پروردگار کی رضاجوئی کے) ای مالاحد عند الله نعمة یجازیه بها الا ان یفعل فعلاً یبتغی به وجه ربه فیجازی علیه۔ یعنی کسی کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی احسان نہیں کہ جس کا وہ بدلہ دیتا ہو مگر وہ چاہتا ہے کہ یہ بندہ ایسا فعل کرے جس سے وہ رب کی رضامندی پالے۔ الْاَعْلٰى : بلند۔ وہ اپنی سلطنت کے اعتبار سے بلند و بالا ہے۔ اپنی برہان و شان میں منزہ ہے۔ اس سے مکان کی بلندی مراد نہیں کیونکہ وہ تو حدوث کی علامت ہے۔ اور اس کی ذات قدیم ہے۔

۲۱ : وَلَسَوْفَ يَرْضٰى (یہ شخص عنقریب خوش ہو جائے گا) اس میں اس ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے جو اس کو راضی اور اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشے گا اور یہ اس ارشاد الٰہی کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى [الضحیٰ:۵]

تمت سورة الیل قبل الیل یوم الجمعة بعدالعصر ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۲۴ھ



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الضُّحٰی مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۂ ضحیٰ مکہ میں نازل ہوئی اس میں گیارہ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالضُّحٰى ① وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ② مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ③ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ

قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب کہ وہ قرار پکڑے آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ دشمنی کی' اور آخرت آپ کے لئے

لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ④ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ⑤ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا

دنیا سے بدرجہا بہتر ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو دے گا سو آپ خوش ہو جائیں گے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا

فَاٰوٰى ⑥ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ⑦ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ⑧ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ

پھر ٹھکانا دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے خبر پایا سو راستہ بتلایا اور اللہ نے آپ کو نادار پایا سو مالدار بنا دیا' تو آپ یتیم پر

فَلَا تَقْهَرْ ⑨ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ⑩ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ⑪ ع ۱۸

سختی نہ کیجئے اور سائل کو مت جھڑکیے اور اپنے رب کے انعامات کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے۔

۱: وَالضُّحٰى (اور قسم ہے دن کی روشنی کی) اس سے مراد چاشت کا وقت ہے اور وہ دن کا ابتدائی حصہ ہے۔ جبکہ سورج خوب بلند ہو۔

### وجہ تخصیص:

چاشت کے وقت کو قسم کیلئے خاص اس لئے فرمایا کیونکہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اسی میں جادوگر سجدہ ریز کیے گئے۔ نمبر۲۔ چاشت بول کر تمام دن مراد ہے۔ کیونکہ مقابلہ میں وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ہے۔

۲: وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى (اور رات کی جبکہ وہ قرار پکڑنے) سجی سکن: ٹھہرنا، قرار پکڑنا، مراد لوگوں اور آوازوں کا سکون پکڑنا ہے۔

### نہ چھوڑا نہ ناراض ہوا:

۳: مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى (اور آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ دشمنی کی) قلی یعنی آپ کو جب سے چنا آپ کو چھوڑا نہیں اور جب سے محبوب بنایا آپ سے ناراض نہیں ہوا۔ التودیع الودع کا مبالغہ ہے۔ کیونکہ جو آدمی جدائی اختیار کر کے



BestUrduBooks.wordpress.com

چھوڑتا ہے وہ چھوڑنے میں انتہاء کرنے والا ہوتا ہے۔

روایت میں ہے کچھ دنوں تک وحی آپ ﷺ پر نہ اتری۔ تو مشرکین کہنے لگے۔ محمد ﷺ کو اس کے رب نے چھوڑ دیا۔ اور اس سے ناراض ہو گیا پس یہ آیت اتری۔ (ابن مردویہ بحوالہ کشاف ۴/۷۶۶)

قلٰی کے ساتھ ضمیر کو حذف کر دیا۔ جیسا کہ الذاکرات سے ضمیر کو اس آیت میں حذف کر دیا۔ والذاکرین اللہ کثیراً والذاکرات [الاحزاب: ۳۵] مراد الذاکراتہٗ اور یہی مثل فاٰوی فھدی اور فاغنٰی ہیں۔ یہ اختصار لفظی ہے تاکہ محذوف ظاہر ہو۔

۴: وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (اور آخرت آپ کے لئے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے) یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے آخرت میں جو مقام محمود تیار کر رکھا ہے اور حوض کوثر اور وہ بھلائی جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر رکھا ہے وہ اس سے بہت بہتر ہے جو آپ کو دنیا میں پسند ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

ماقبل سے اس کا ربط یہ ہے کہ چھوڑنے اور ناراض ہونے کی نفی کے ضمن میں وحی کے ذریعہ آپ سے تعلق جوڑنے والا ہے۔ اور آپ حبیب اللہ ہیں۔ اور آپ خیال فرماتے ہیں کہ یہ سب سے بڑی عظمت ہے۔ اس آیت میں خبر دی کہ آپ کا حال آخرت میں اس سے بڑھ کر ہے۔ آپ ﷺ کو انبیاء علیہم السلام سے آگے بڑھایا جائے گا۔ اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر شہادت اور پھر اپنی امت پر آپ کو شہید بنایا جائے گا وغیر ذلک۔

۵: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ (اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو دے گا) آخرت کا ثواب اور مقام شفاعت وغیرہ ذلک فَتَرْضٰى (پس آپ خوش ہو جائیں گے) جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اس وقت بالکل راضی نہ ہونگا۔ جب تک کہ میری امت کا ایک آدمی بھی نار میں ہوگا۔ [رواہ الخطیب فی تلخیص المتشابہ]

نحو: سوف پر داخل ہونے والا لام لام ابتدائیہ ہے جو مضمون جملہ کی تاکید کیلئے لایا گیا ہے۔ مبتدأ محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے: ولانت سوف یعطیك اور لا اقسم کو جنہوں نے لأقسم پڑھا ہے۔ اس کے لام کو بھی ابتدائیہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کا معنی لأنا اقسم اور اس طرح ماننے کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ جب لام قسمیہ ہو تو اس کا لام مضارع پر نون تاکید کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ پس نتیجتاً یہ بات متعین ہوگئی کہ یہ لام ابتدائیہ ہے۔ اور یہ لام ابتدائیہ مبتدأ اور خبر پر بھی داخل ہوتا ہے۔ پس مبتدأ و خبر کو مقدر ماننا ضروری ہے۔ جیسا ہم ذکر کر چکے۔ صاحب کشاف نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

## صاحب کشف کا قول:

یہ لام قسم ہے اور یہاں نون تاکید کی چنداں حاجت نہیں۔ کیونکہ نون تاکید تو اس لئے لاتے ہیں۔ تاکہ یہ ظاہر کیا جائے کہ یہ لام لام قسم ہے لام ابتداء نہیں۔ اور یہ بات جانی پہچانی ہے کہ یہ ابتداء کیلئے نہیں کیونکہ سوف پر داخل ہو رہا ہے۔ اور لام ابتدائیہ سوف



BestUrduBooks.wordpress.com

پرنہیں آ سکتا۔انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ یہاں تا کید وتاخیر کے دونوں حروف جمع کر کے ظاہر کر دیا۔ کہ عطاء ہر صورت میں ہوگی یہ ناممکن ہے۔ کہ عطاء نہ ہو خواہ تاخیر سے ہو۔

## یتیمی میں سہارا:

۶: پھر آپ پر کیے جانے والے احسانات کو اولین حالت سے شمار کیا۔ تا کہ آئندہ کو گزشتہ پر قیاس کر لیا جائے اور زیادت خیر اور حسنیٰ کے سوا اور کسی بات کی توقع نہ ہو۔ اور دل بھی تنگ نہ ہو۔ اور صبر میں کمی نہ آئے۔ پس فرمایا: اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی (کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر ٹھکانہ دیا) یجدك اس وجود سے بنا ہے جو العلم کے معنی میں آتا ہے۔ اور دونوں منصوب مفعول ہیں۔ معنی یہ ہے کیا آپ اس وقت یتیم نہ تھے جب آپ کے والدین فوت ہو گئے۔ فَاٰوٰی (پھر ٹھکانہ دیا) پس اس نے (پہلے دادا) پھر آپ کے چچا ابو طالب کے ہاں ٹھکانہ دیا) اس کے ساتھ ملا دیا یہاں تک اس نے آپ کی کفالت کی اور پالا۔

۷: وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی (اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے خبر پایا پس رستہ بتلایا) آپ کو معالم نبوت کی خبر نہ تھی۔ اور احکام شریعت نہ جانتے تھے۔ اور یہ کہ فرمانبرداری کا کیا طریقہ ہے۔

## طریقۂ فرمانبرداری سکھایا:

فھدی: پس اس نے احکامات سکھا دیئے اور قرآن کا علم دے دیا۔

## ایک قول:

جب ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کیا تو راستہ میں آپ راستہ بھول گئے آپ کو قافلہ کی طرف واپس کر دیا۔

## تنبیہ:

اس سے عدول عن الحق کا مفہوم لینا جائز نہیں اور گمراہی میں پڑنا مراد لینا درست نہیں۔ آپ ﷺ ابتدائی حالت سے نزول وحی تک عبادت اوثان سے معصوم تھے۔ اسی طرح اہل فسق و گناہ کی گندگیوں سے محفوظ و مامون تھے۔

۸: وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی (اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نادار پایا پس مالدار بنا دیا) عائل: نادار فَاَغْنٰی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال سے غنی کر دیا۔ نمبر ۲۔ غنائم کے مال سے غنی کر دیا۔

۹: فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ (تو آپ یتیم پر سختی نہ کیجئے) اس کی کمزوری کی وجہ سے اس کے حق اور مال پر غالب مت آؤ۔

۱۰: وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (اور سائل کو مت جھڑکیے) نہ ڈانٹیں پس تھوڑا خرچ کر دیں یا اچھے انداز سے واپس لوٹا دیں۔

## بقول سدی:

مراد اس سے طالب علم ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آجائے تو مت جھڑکیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

١١: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اور اپنے رب کے انعامات کا تذکرہ کرتے رہا کریں) اس نبوت والے انعام کو بیان کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے دیا اور یہ نعمتوں میں عظیم ترین نعمت ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کو شامل ہے اس کے ماتحت قرآن مجید کی تعلیم اور احکامات کی تعلیم بھی شامل ہے۔

تمت سورۃ الضحیٰ بحمدہ



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِ اٰيٰتٍ

سورۃ الانشراح مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں آٹھ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا' اور ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ

ظَهْرَكَ ۝۳ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶

رکھی تھی' اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کیا' سو بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہے بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہے

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸ ع ۱ ۸ ۱۹

سو آپ جب فارغ ہو جایا کریں تو محنت کیا کیجئے اور اپنے رب ہی کی طرف توجہ رکھیے۔

## علوم وحکم کے لئے سینے کی وسعت:

۱: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا) یہ استفہام انکاری ہے۔ انکار نفی ثبوت کو ظاہر کرتا ہے۔ گویا اس طرح فرمایا۔ شرحنا لك صدرك ہم نے آپ کا سینہ کھول دیا۔ اسی وجہ سے وضعنا کو معنی کا لحاظ کرتے ہوئے اس پر عطف کیا۔ یعنی ہم نے سینے کو علوم وحکم کیلئے وسیع کر دیا۔ یہاں تک اس میں نبوت کی فکر اور ثقلین کی دعوت کی گنجائش پیدا ہوگئی ہم نے اس تنگی اور حرج کو زائل کر دیا۔ جو عمی وجہل کے ساتھ ہوتا ہے۔

## قول حسن رحمہ اللہ:

حکمت وعلم سے بھر دیا۔

۲: وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ (اور ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا) نبوت کی ذمہ داری میں تخفیف کر دی اور بجا آوری میں سہولت دے دی۔ ایک قول یہ ہے کہ بوجھ وہ لغزش ہے جس کو ہم معین طور پر نہیں جانتے۔ وہ افضل کو ترک کر کے فاضل کو انجام دینا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کو اس قسم کی باتوں پر عتاب کیا جاتا ہے۔ اور وضعہ سے مراد اس کا معاف و درگزر کرنا۔ الوزر بھاری بوجھ۔

۳: الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ (جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی) اس کو بوجھل کر دیا یہاں تک کہ اس کے بوجھ سے تمہاری پشت میں



BestUrduBooks.wordpress.com

آواز پیدا ہوگئی۔ انقاض پالان کی چرچراہٹ کی آواز۔

۴: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا) آپ کے ذکر کو اس قدر بلند کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ شہادت میں آپ کے ذکر کو ملا دیا۔ اسی طرح اذان، اقامت، خطبات اور تشہد اور قرآن کے بہت سے مقامات میں جیسے: اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول [المائدہ: ۹۲] ومن یطع اللہ ورسولہ [النساء: ۱۳] واللہ ورسولہ احق ان یرضوہُ [التوبہ: ٦٢] اور اسی طرح نام کی نسبت اپنی طرف فرمائی رسول اللہ، نبی اللہ، اور آپ کا تذکرہ پچھلی کتابوں میں کر دیا۔ وغیرہ ذلک۔

## لك کا فائدہ:

وہ ہے جو طریقہ ابہام اور ایضاح میں جانا گیا ہے۔ کیونکہ الم نشرح لک سے یہ واضح سمجھا جاتا ہے۔ پھر صدرک کہہ کر اس کی وضاحت کی جو کہ پہلے مبہم طور پر معلوم ہوا اور اسی طرح لک ذکرک وعنک وزرک بھی۔ گویا کہیں ابہام اور کہیں ایضاح فرمائی۔

۵: فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (پس بیشک موجود مشکلات کے ساتھ آسانی ہے۔

٦: إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہے) یعنی اس سختی کے باوجود جو مشرکین کی طرف سے آپ برداشت کر رہے ہیں۔ یُسْرًا آسانی ہے میری اس پشت پناہی کی وجہ سے جو آپ ہی کو میسر ہے یہاں تک کہ آپ ان پر غالب آجائیں گے۔

## ایک قول یہ ہے:

مشرکین رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو فقر کا طعنہ دیتے یہاں تک کہ آپ کے وہم میں یہ بات سبقت کر گئی کہ ان کو اہل اسلام کے فقر کی وجہ سے اسلام سے نفرت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ پر کیے جانے والے عظیم انعامات کو یاد دلایا۔ پھر فرمایا: ان مع العسر یسرًا گویا فرمایا ہم نے آپ پر جو انعامات کیے سو کیے پس فضل الٰہی سے آپ ہرگز مایوس نہ ہوں۔ اس لئے کہ وہ تنگی جس میں تم اس وقت ہو اسکے ساتھ آسانی ہے۔ اور مَعَ کا لفظ استعمال فرمایا۔ تا کہ اسکے قریب تر ہونے کو بتلایا دیا جائے اور مزید تسلی کا باعث ہو اور دلوں میں پختگی پیدا ہو۔ آپ ﷺ نے اس کے نزول کے موقعہ پر فرمایا: لن یغلب عسر یسرین [رواہ الحاکم: ۲/ ۵۲۸] (ایک تنگی دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں آئے گی) کیونکہ آیت میں العسر کو معرفہ لایا گیا پس یہ ایک ہی چیز ہوئی۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب معرفہ کو دوبارہ لوٹا دیا جائے تو دوسرا معرفہ اول معرفہ کا عین ہوتا ہے یعنی دونوں ایک ہی چیز ہوتے ہیں۔ اور اسکے برخلاف الیسر کو نکرہ لا کر لوٹایا گیا۔ اور قانوناً نکرہ کا اعادہ ہو تو دوسرا نکرہ اول سے الگ اور غیر ہوتا ہے۔ حاصل معنی یہ ہوا بیشک ایک تنگی کے ساتھ دو آسانیاں ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## قول ابومعاذ:

عرب کہتے ہیں نمبرا۔ان مع الامیر غلامًا ان مع الامیر غلامًا پس امیر تو ایک ہی ہوتا ہے اور غلام دو مراد ہوتے ہیں۔اور جب یہ کہیں ان مع الا میر الغلام۔ان مع الا میر الغلام تو امیر ایک اور غلام بھی ایک مراد ہوتا ہے۔نمبر ۳۔ اور جب کہتے ہیں:ان مع امیر غلامًا ان مع امیر غلامًا تو امیر بھی دو اور غلام بھی دو سمجھے جاتے ہیں۔

(کذا فی شرح التاویلات)

۷:فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ (تو آپ جب فارغ ہوجایا کریں تو محنت کیا کیجئے) یعنی جب تم مخلوق کو دعوت الی اللہ دے کر فارغ ہو جاؤ۔تو اپنے رب کی عبادت میں خوب کوشش کرو۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

جب تم اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ۔تو دعا میں خوب کوشش کرو۔اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ سلام سے قبل یا سلام کے بعد دعا کا حکم ہے۔

## ربط ماقبل:

ماقبل سے اس کا تعلق اس طرح ہے۔جبکہ آپ پر گزشتہ انعامات کا شمار کیا۔اور آئندہ کا وعدہ فرمایا تو شکر پر آمادہ کیا اور عبادت میں خوب محنت کی طرف متوجہ کیا۔النصب محنت کرنا اس طرح ہے۔کہ ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر کی جائے۔اور اپنے اوقات میں سے کوئی وقت بھی اس سے خالی نہ چھوڑا جائے۔پس جب ایک عبادت سے فارغ ہو تو اس کے ساتھ دوسری کو ملائے۔

۸:وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ (اور اپنے رب ہی کی طرف توجہ رکھیے) خصوصاً اپنی رغبت و میلان کو اسی ہی کی طرف لگالو۔اور اسی ہی کا فضل مانگو اور اسی ہی پر توکل کرو۔

تمت سورۃ الانشراح بعونہٖ



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

سورۃ التین مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں آٹھ آیات ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ ① وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ ② وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی ہم نے انسان کو سب سے اچھے

فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ④ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ ⑤ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

سانچے میں پیدا کیا ہے' پھر ہم اسے اسفل السافلین کی طرف لوٹا دیتے ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ ⑥ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۭ ⑦ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ

کام کئے۔ سو ان کے لئے ثواب ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا' پھر کون سی چیز تجھ کو قیامت کے بارے میں منکر بنا رہی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے

الْحٰكِمِيْنَ ۧ ⑧

بڑھ کر حاکم نہیں ہے۔

ع ۸ / ۲

۱: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ (اور قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی) ان کی قسم اس لئے اٹھائی کیونکہ پھل دار درختوں میں دونوں عجیب درخت ہیں۔

### جنت کا پھل:

روایت میں ہے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک تھال انجیر کا لایا گیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور اپنے صحابہ سے فرمایا تم کھاؤ! اگر میں کہوں! کہ کوئی پھل جنت سے آیا ہے۔ تو میں کہونگا کہ یہ ہے کیونکہ جنت کے پھل بغیر گٹھلی ہیں۔ اس کو کھایا کرو۔ بلاشبہ یہ بواسیر کو ختم کرتا ہے اور نقرس کیلئے فائدہ مند ہے۔ (رواہ ابو نعیم بسند مجہول فی الطب ص: ۸۲) اور دوسرے ارشاد میں فرمایا بہترین مسواک زیتون ہے۔ یہ مبارک درخت سے ہے۔ منہ کو صاف ستھرا کرتی ہے۔ اور ہمک کو دور کرتی ہے (رواہ الطبرانی فی الاوسط۔ مجمع الزوائد ۲/۱۰۰) ایک ارشاد ہے کہ یہ میرا مسواک ہے۔ یعنی میں اسے پسند کرتا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا مسواک ہے۔ (یہ سابقہ روایت مجمع کا حصہ ہے)



BestUrduBooks.wordpress.com

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

اس سے مراد تمہارا یہی انجیر اور تمہارا زیتون ہے۔ایک اور قول یہ ہے: کہ شام کے دو پہاڑ ہیں جن پر یہ درخت اگتے ہیں۔

۲: وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ (اور طور سینین کی) طور کی اضافت سینین کی طرف کی۔ طور پہاڑ اور سینین وادی ہے۔ یہ سینون، یبرون کی طرح واؤ اور یاء کے ساتھ اعراب پاتا ہے یاء کو برقرار رکھتے ہوئے نون کو تینوں حرکات دیتے ہیں۔

۳: وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ (اور اس امن والے شہر کی) البلد سے مکہ مکرمہ مراد ہے۔ الامین یہ لیا گیا ہے امن الرجل امانة فھو امین۔ امن والا۔ اس کی امانت یہ ہے کہ داخل ہونے والے کی حفاظت کرتا ہے۔ جیسا امین امانت کی حفاظت کرتا ہے۔

## فائدہ قسم:

ان اشیاء کی قسم اس لئے کھائی تا کہ مبارک مقامات کے شرف کو ظاہر کیا جائے اور جو خیر و برکت اس میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کے وجود سے ہوتی ہے۔

انجیر و زیتون کے اُگنے کا مقام ابراہیم علیہ السلام کا وطن ہجرت ہے۔ اور مسیح علیہ السلام کا مولد و مسکن اور مقام پرورش ہے۔ الطور وہ مقام جہاں موسیٰ علیہ السلام پر وحی اتری۔ مکہ وہ مقام جہاں اللہ تعالیٰ کا وہ گھر ہے جو ہدی للعالمین ہے اور ہمارے پیغمبر ﷺ کا مولد و منشاؤ و مبعث ہے۔ نمبر۲۔ پہلی دو قسمیں اس لئے اٹھائی گئیں کہ پہلے دو مقام تو عیسیٰ علیہ السلام پر وحی اترنے کے مقام ہیں۔ اور تیسرا موسیٰ کلیم اللہ پر وحی نازل ہونے کی جگہ۔ اور چوتھا محمد ﷺ پر وحی نازل ہونے کی جگہ ہے۔

## خوبصورت سانچہ:

۴: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچہ میں ڈھالا ہے)

نَحو: یہ جواب قسم ہے۔ الانسان سے جنس انسان مراد ہے۔ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ اس کی شکل و صورت کو انتہائی معتدل بنایا اور اس کے اعضاء نہایت مناسب بنائے۔

۵: ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ (پھر ہم اس کو پستی کی حالت والوں سے بھی بہت نیچے کر دیتے ہیں) یعنی پھر اس کے معاملے کا انجام جبکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظیمہ کا شکر یہ ادا نہیں کیا جو نعمت اللہ تعالیٰ نے شاندار خلقت اور درست اعضاء کی صورت میں دی تھی تو ہم نے اس کو سب نیچوں سے نیچے کر دیا۔ وہ پست جو خلقت و ترکیب میں اس سے نیچے ہیں وہ جہنمی لوگ ہیں۔ نمبر۲۔ اہل جہنم میں جو سب سے نیچے درجات والے ہیں ان میں شامل کر دیا۔

نمبر۳۔ اس درست قامت اور حسن صورت کے بعد اس کو حسن صورت و شکل میں سب سے کم کی طرف لوٹا دیا۔ یہاں تک کہ کمر کو جھکا کر کبڑا کر دیا۔ بالوں کی سیاہی کو سفیدی سے بدل ڈالا۔ جلد کو تر و تازگی کے بعد خشک کر دیا۔ آنکھوں اور کانوں کو بوجھل بنا



BestUrduBooks.wordpress.com

دیا۔ ہر چیز بدل دی۔ اب اس کی چال چھوٹے چھوٹے قدموں سے ہے اس کی آواز میں طنطنے کی بجائے ہلکا پن ہے۔ اور رعب کی بجائے شھیانہ ہے۔

۶: اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ (لیکن جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لئے اس قدر ثواب ہے۔ جو کبھی منقطع نہ ہوگا) یہاں فلھم میں فاء کو داخل فرمایا۔ سورۃ انشقاق میں فا کے بغیر لائے۔ تاکہ دونوں لغتوں کو جمع کر دیا جائے۔ پہلی صورت میں استثناء متصل ہے اور دوسری صورت میں منقطع ہے یعنی لیکن وہ لوگ جو صالح ایمان والے بوڑھے ہیں ان کا ثواب منقطع ہونے والا نہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے جوانی میں طاعات کی ہیں۔ اور بڑھاپے میں وہ بڑھاپے کے ابتداء پر صابر و شاکر ہیں۔ اور مشقتیں اٹھا رہے ہیں اور فریضہ عبودیت پر قائم و دائم ہیں۔

۷: فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ (پھر کون سی چیز تم کو قیامت کے بارہ میں منکر بنا رہی ہے) اس میں خطاب انسان کو بطریق التفات فرمایا گیا ہے۔

## تکذیبِ قیامت کی کیا وجہ؟

یعنی اس قطعی بیان کے بعد تمہاری تکذیب قیامت کا سبب کیا ہے۔ اور جزاء پر روشن دلیل آچکی پھر یہ تکذیب کیوں؟ معنی یہ ہے۔ بلاشبہ انسان کی خلقت نطفہ سے کی گئی پھر درست کر کے انسان بنا دیا گیا اور تدریجی طور پر اس کو بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ مکمل و درست حد تک پہنچ گیا۔ پھر اس کو گھٹایا یہاں تک کہ ارذل عمر میں داخل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر اس سے واضح دلیل اور کیا ہوگی جوان تمام مراحل سے تخلیق انسانی کو گزار کر تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔ اس پر اعادہ کیا مشکل۔ پھر اے انسان تو جزاء کی کیونکر تکذیب کرتا ہے یا ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کیوں کرتا ہے کون تمہیں ایسی واضح دلیل کے بعد جھوٹ بولنے پر آمادہ کرتا ہے۔

نحو: ما یہاں مَنْ کے معنی میں ہے۔

۸: اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ (کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہیں) اس میں کفار کو وعید سنائی گئی۔ وہ ان کے متعلق فیصلہ فرمائے گا جس کے یہ حقدار ہیں۔ الحاکمین یہ الحکم سے لیا گیا جس کا معنی فیصلہ کرنا ہے۔

الحمد للہ سورۃ التین مکمل ہوئی



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ العلق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں انیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ

اے پیغمبر آپ اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے جس نے پیدا کیا' اس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا' آپ قرآن پڑھا کیجئے اور آپ کا رب

الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿۵﴾

بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہیں جانتا۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ اَرَءَيْتَ

یہ واقعی بات ہے کہ بلاشبہ انسان سرکشی کرتا ہے اس وجہ سے کہ اپنے کو مستغنی سمجھتا ہے' اے مخاطب بے شک تیرے رب کی طرف لوٹنا ہے اے مخاطب تو

الَّذِيْ يَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۲﴾

اس شخص کا حال بتا دے جو بندہ کو روکتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے اے مخاطب یہ بتا دے کہ اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا وہ تقوے کا حکم کرتا ہو

۱: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (اے پیغمبر آپ قرآن اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے)

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما ومجاہد رحمہ اللہ:

یہ اترنے والی سب سے پہلی سورت ہے۔

## قول جمہور رحمہم اللہ:

سب سے پہلی مکمل سورت فاتحہ اتری پھر سورۃ القلم۔

بِاسْمِ رَبِّكَ یہ حال ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے۔ای اقرأ مفتحا باسم ربك پڑھ اس حال میں کہ تم اپنے رب کے نام سے شروع کرنے والے ہو۔ باسم اللہ کہو پھر پڑھو۔ الذی خلق ۔ خَلَقَ کا مفعول ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ معنی یہ ہے: الذی حصل منه الخلق ۔ وہ ذات جس سے تخلیق حاصل ہوئی اور اس کو چنا اس کے سوا کوئی خالق نہیں۔ نمبر۲۔ اس کی تقدیر کلام یہ ہے: خلق کل شئی ۔ وہ جس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا اس صورت میں ہر مخلوق کو شامل ہوگا کیونکہ وہ مطلق ہے اور بعض مخلوقات اس



BestUrduBooks.wordpress.com

کے اندازے میں دوسری سے اولیٰ نہیں۔

## تخلیق انسانی:

۲: خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (اور جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا) اس میں تخلیق کیلئے انسان کی تخصیص اس کے شرف کی وجہ سے ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن بھی انسان ہی کی طرف اتارا گیا ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ الذی خلق الانسان مراد لیں۔ البتہ یہ کہنا پڑے گا کہ اولاً تو مبہم طور پر ذکر کیا۔ پھر تفسیر کے ساتھ تذکرہ اس کی عظمت تخلیق کو ظاہر کرنے کیلئے اور عجائبات فطرت بتلانے کیلئے کیا مِنْ عَلَقٍ یہاں جمع لائے۔ اس طرح نہیں فرمایا۔ من علقۃ کیونکہ انسان معنی کے اعتبار سے جمع ہے۔

۳: اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ (آپ قرآن پڑھا کیجئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے) ایسا کریم کہ ہر کریم سے بڑھ کر کرم میں اس کو کمال حاصل ہے۔ وہ اپنے بندوں پر انعامات برساتا ہے۔ ناشکری وانکار نعمت کے باوجود ان پر سزا اتارنے میں جلد بازی نہیں کرتا۔ گویا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سب سے بڑی کرم نوازی یہی ہے کہ وہ علمی فائدہ پہنچائے۔ اسی لئے فرمایا

۴: اَلَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (وہ جس نے قلم سے تعلیم دی) جس ذات نے لکھنا سکھایا۔

۵: عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ (انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا) اپنے کمال کرم سے یہ راہنمائی فرمادی کہ اس نے اپنے بندوں کو وہ کچھ سکھلا دیا۔ جو وہ نہ جانتے تھے۔

## کتابت کے فائدے:

اور ان کو نور علم کی طرف جہالت کے اندھیروں سے نکال دیا۔ اس نے علم کتابت کی فضیلت پر خبردار فرمایا۔ اس لئے کہ اس میں بے شمار فوائد ہیں۔ کتابت سے پہلے علوم مدون ہوئے حکمتیں اور عبرتیں لکھی گئیں۔ پہلے لوگوں کی خبریں حیطہ تحریر میں لائی گئیں۔ کتب منزلہ بھی کتابت سے لوگوں کے ہاتھوں میں آئیں۔ اگر کتابت نہ ہوتی تو دنیا و دین کے کام ادھورے رہ جاتے۔ اللہ تعالیٰ کی دقیق حکمتوں پر اگر اور کوئی دلیل نہ بھی ہوتی تو یہی کافی تھی۔

۶: كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى (سچ مچ بے شک آدمی حد سے نکل جاتا ہے) اس میں ان کو ڈانٹ پلائی گئی۔ جو سرکشی کے باعث کی نعمتوں کی ناشکری اختیار کرے۔ اگرچہ تذکرہ نہیں کیونکہ کلام کی دلالت اس پر واضح ہے۔ ان الانسان سے آخر سورت تک ابوجہل کے متعلق اتری۔

۷: اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى (اس وجہ سے کہ اپنے کو مستغنی دیکھتا ہے) اے ان رای نفسہ یہ کہ وہ اپنے نفس کو دیکھتا ہے۔

## ایک قاعدہ:

افعال قلوب میں کہتے ہیں۔ رایتنی و علمتنی ۔ یہاں معنی رؤیت کا علم ہی ہوتا ہے اگر یہ ابصار کے معنی میں ہوتو پھر اس



BestUrduBooks.wordpress.com

اَرَءَیۡتَ اِنۡ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿۱۳﴾ اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ﴿۱۴﴾ کَلَّا لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ ۬ۙ

اے مخاطب تو بتادے اگر وہ جھٹلاتا ہو اور روگردانی کرتا ہو' خبردار کیا اس نے یہ نہیں جانا کہ بیشک اللہ دیکھتا ہے ہرگز نہیں اگر یہ شخص باز نہ آیا

لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِیَۃِ ﴿۱۵﴾ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ ﴿۱۶﴾ فَلۡیَدۡعُ نَادِیَہٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدۡعُ

تو ہم ایک پیشانی کو جو جھوٹی ہے خطاکار ہے پکڑ کر گھسیٹیں گے' سو چاہئے کہ اپنی مجلس کو بلالے ہم عذاب کے فرشتوں کو

الزَّبَانِیَۃَ ﴿۱۸﴾ کَلَّا ؕ لَا تُطِعۡہُ وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ ﴿۱۹﴾ السجدۃ

بلالیں گے' ہرگز نہیں آپ اس کا کہنا نہ مانئے اور نماز پڑھتے رہتے اور قرب حاصل کرتے رہتے۔

ع ۱۹ رکوع ۲۱

کے فعل میں دوضمیروں کا اجتماع ممنوع ہوتا ہے۔ (حالانکہ یہاں دوضمیریں موجود ہیں۔ پس یہ بصر کے معنی میں نہ ہوا)

اسۡتَغۡنٰی نحو: یہ مفعول ثانی ہے۔

۸: اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجۡعٰی (اے مخاطب تیرے رب ہی کی طرف سب کا لوٹنا ہوگا) بطور التفات انسان کو سرکشی کے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔ الرُّجۡعٰی یہ مصدر بمعنی الرجوع ہے یعنی تم نے اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے پس وہ تمہاری سرکشی پر تمہیں بدلہ دے گا۔

۹: اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡہٰی (اے مخاطب بھلا اس شخص کا حال تو بتلا جو منع کرتا ہے)

۱۰: عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی (ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑھتا ہے) یعنی کیا تم نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ محمد ﷺ کو نماز سے منع کرتا ہے۔

۱۱: اَرَءَیۡتَ اِنۡ کَانَ عَلَی الۡہُدٰی (اے مخاطب بھلا یہ تو بتلا اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو) یعنی اگر وہ روکنے والا سیدھے راستہ پر ہو اس بات میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے روکتا ہے۔

۱۲: اَوۡ اَمَرَ بِالتَّقۡوٰی (یا وہ تقویٰ کی تعلیم دیتا ہو) یا وہ امر بالمعروف والتقویٰ کرنے والا ہے۔ ان باتوں میں جن میں وہ بتوں کی عبادت کا حکم دیتا ہے۔ جیسا کہ اس کا اعتقاد ہے۔

۱۳: اَرَءَیۡتَ اِنۡ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی (اے مخاطب بھلا یہ تو بتلا اگر وہ شخص جھٹلاتا ہو۔ اور روگردانی کرتا ہو) یہ تو بتلا اگر وہ منع کرنے والا حق کی تکذیب کرنے والا اور اس سے منہ موڑنے والا ہو۔ جیسا کہ ہم کہہ رہے ہیں۔

۱۴: اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (کیا اس شخص کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہے ہیں) اور ہدایت وضلالت کے سلسلہ میں اس کے حالات سے باخبر ہیں۔ پس وہ اس کے حالات کے مطابق اس کو بدلہ دیں گے۔ یہ درحقیقت وعید ہے۔

نحو: الذی ینھی جملہ شرطیہ سمیت ارایت کا مفعول ہے۔ اور جواب شرط محذوف ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے۔ ان کان علی الھدٰی او امر بالتقوٰی ۔ الم یعلم بان اللہ یری۔ کو حذف کر دیا۔ شرط ثانی کے جواب میں اس کے ذکر کی دلالت



BestUrduBooks.wordpress.com

موجود ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسا تم کہو: ان اکرمتك اتکرمنی؟

ارایت جو دوسری مرتبہ لایا گیا۔ وہ زائدہ ہے تاکید کیلئے لایا گیا ہے۔

۱۵: کَلَّا (ہرگز نہیں) اس میں ابوجہل کو عبادت الٰہی سے روکنے پر ڈانٹ پلائی گئی ہے۔ اور اس بات پر بھی کہ وہ دوسروں کو بتوں کی عبادت کا حکم دیتا ہے۔ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ (اگر یہ شخص باز نہ آوے گا) اس حرکت سے جو وہ کررہا ہے۔ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ (تو ہم پیشانی کے بال پکڑ کر اس کو گھسیٹیں گے) ہم اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑیں گے اور ضرور اس کو گھسیٹیں گے آگ کی طرف۔

السفع کسی چیز کو ہاتھ سے پکڑنا اور زور سے کھینچنا۔

قراءت: اور اس کی کتابت قرآن مجید میں الف کے ساتھ حکم وقف کی بناء پر ہے۔

نحو: الناصیۃ کی الف لام عہد خارجی کی ہے جو لا کر اضافت سے مستغنی کر دیا۔ اس لئے کہ یہ معلوم ہے کہ اس سے مراد مذکورہ ناصیہ ہی ہے۔

۱۶: نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ (جھوٹی خطاً میں آلودہ پیشانی) یہ الناصیہ سے بدل ہے کیونکہ اس کی صفت کاذبہ آرہی ہے اور دوسری صفت خاطئہ ہے اس میں کذب وخطاً کی نسبت مجازی ہے۔ یہ دونوں صاحب ناصیہ کی صفتیں ہیں۔ اور اس میں جو حسن وعمدگی ہے حقیقت میں وہ اس طرح کہنے میں کہاں ہے۔ ناصية كاذب خاطی۔

۱۷: فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ (پس وہ اپنے ہم مجلسوں کو بلالے)

۱۸: سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (ہم بھی دوزخ کے پیادوں کو بلالیں گے) النادی وہ مجلس جہاں لوگ اکٹھے ہوں مراد اہل مجلس ہوتے ہیں۔

## ابوجہل کا نماز سے روکنا اور اس کا جواب:

روایت میں وارد ہے کہ ابوجہل کا گزر نبی اکرم ﷺ کے پاس سے ہوا جبکہ آپ نماز ادا فرمارہے تھے۔ تو کہنے لگا کیا میں نے تمہیں نہیں روکا؟ آپ ﷺ نے سختی سے اس کا جواب دیا۔ تو کہنے لگا کیا تم مجھے دھمکی دیتے ہو۔ میں تو اس وادی میں سب سے بڑے گروپ والا ہوں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ [الترمذی: ۳۳۴۹] الزبانیہ لغت میں سپاہیوں کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد زبنیۃ ہے یہ الزبن سے نکلا ہے جس کا معنی دفع کرنا۔ دھکیلنا۔ مراد یہاں ملائکہ عذاب ہیں۔ اگر ابوجہل اپنی پارٹی کو بلاتا تو اس کو کھلے طور پر زبانیہ پکڑ لیتے۔ [رواہ احمد: ۲/۳۷۰/مسلم: ۲۷۹۷]

۱۹: كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (ہرگز نہیں۔ آپ اس کی بات مت مانیے اور نماز پڑھتے رہیے اور قرب حاصل کرتے رہیے) کلا سے ابوجہل کو ردع کی گئی۔ لا تطعہ آپ اس کی نافرمانی پر ثابت قدم رہیں۔ جیسا دوسرے مقام پر فرمایا: فلا تطع المکذبین [القلم: ۸]۔ واسجد اور سجدے پر ہمیشگی اختیار کرو سجدہ سے نماز مراد ہے۔ واقترب سجود سے اپنے رب کا قرب حاصل کرو۔ بندہ سجدہ میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ [رواہ مسلم: ۴۸۲] روایت اسی طرح ہے۔

تمت سورۃ العلق بعونہ تعالیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيٰتٍ

سورۃ القدر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پانچ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّآ أَنزَلْنٰهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ① وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ② لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ

بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا، اور آپ کو معلوم ہے کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار

مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ③ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ④

مہینوں سے بہتر ہے، اس میں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے ہر امر کو لے کر اترتے ہیں

سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑤

وہ سراپا سلامتی ہے وہ فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

## رات کی عظمت:

۱: إِنَّآ أَنزَلْنٰهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ (بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے) اس میں قرآن مجید کی عظمت بیان فرمائی کہ اس کے اترنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی نہ کہ کسی دوسرے کی طرف اور اپنی طرف ذات باری تعالیٰ نے ضمیر لوٹائی اسم باری تعالیٰ کو ظاہر نہیں لائے۔ اس بات پر متنبہ کرنے کیلئے کہ اس کی چنداں ضرورت نہیں۔ اور اس وقت کی شان بھی بلند کر دی جس میں اس کو اتارا۔ روایت میں ہے کہ تمام قرآن مجید لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام اس کو لے کر تئیس سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتے رہے۔

لَيْلَةِ الْقَدْرِ لیلۃ القدر کا معنی: امور و معاملات اور قضایا کے اندازے کی رات۔ اس کو لیلۃ القدر اس لئے کہا کہ یہ قدر و منزلت والی رات ہے۔ اور تمام راتوں سے مرتبہ میں بلند ہے۔ یہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے۔ اسی طرح عاصم عن زر کی روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا۔ کہ وہ قسم کھا کر فرماتے کہ یہ ستائیسویں شب رمضان ہے۔ اور اسی پر جمہور ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حکمت اخفاء:

اس کو شاید اس لئے مخفی رکھا گیا۔ اس کی موافقت کیلئے طالب کئی راتیں جاگ لے اور اس کی نظیر صلوٰۃ وسطیٰ ہے۔ جس کو مخفی رکھا گیا۔ اور اسم اعظم اور جمعہ کے دن ساعت قبولیت کو مخفی رکھا گیا۔ اور طاعات میں اس کی رضا اور معاصی میں اس کے غضب کو مخفی رکھا گیا۔ حدیث میں فرمایا۔ جس نے اس کو پالیا۔ تو وہ اس طرح دعا کرے: اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عني۔

[ابن ماجہ: ۳۸۵۰]

۲: وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے) یعنی آپ کی درایت اس کے غایت فضل تک نہیں پہنچ سکتی۔ پھر خود اس کو بیان فرمایا۔

## ایک ہزار مہینہ کے برابر:

۳: لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (شب قدر ایک ہزار مہینہ سے بہتر ہے) ایک ہزار مہینے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو اور اس کی فضیلت اتنی بلند اس لئے ہوئی کہ اس میں ملائکہ اور روح الامین اترتے ہیں۔ اور یہ ہر حکمت والی بات کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اس کی تخصیص کے بارے میں مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک ہزار ماہ ہتھیار پہنے تو مسلمانوں کو اس سے تعجب ہوا اور ان کے مقابلہ میں اپنے اعمال قلیل معلوم ہوئے۔ تو ان کو ایک رات ایسی دے دی گئی جو اس غازی فی سبیل اللہ کی مدت سے بہت بہتر تھی۔

## فرشتوں کا نزول:

۴: تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ (اس رات میں فرشتے اترتے ہیں) آسمان دنیا کی طرف نمبر۲۔ زمین کی طرف وَالرُّوْحُ (اور روح القدس) جبرئیل علیہ السلام۔ نمبر۲۔ ملائکہ میں ایک ایسی قسم ہے جن کو ملائکہ صرف اسی رات دیکھتے ہیں۔ نمبر۳۔ الرحمت۔ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ (ہر امر خیر کو لے کر اپنے پروردگار کے حکم سے) ای تتنزل من اجل کل امر قضاہ اللہ لتلك السنة الی قابل ہر امر کی خاطر جس کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ اس سال سے آئندہ سال تک فرمادیا لے کر اترتے ہیں۔

قراءت: اس پر وقف ہے۔

۵: سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (سراپا سلام ہے۔ وہ شب طلوع فجر تک رہتی ہے) سَلٰمٌ هِيَ: وہ رات نری سلامتی ہے۔ یہ مبتدأ اور خبر ہے۔ ای لا یقدر اللہ فیھا الا السلامۃ و الخیر۔ اللہ تعالیٰ اس سلامتی اور خیر ہی کا فیصلہ فرماتے ہیں اور دوسرے اوقات میں بلاء و سلامتی ہر دو کا فیصلہ ہوتا ہے۔ نمبر۲۔ وہ رات سراپا سلامتی ہے۔ اس لئے کہ کثرت سے (وہ فرشتے) مسلمانوں کو سلام کرتے ہیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

**ایک قول:**

اس رات میں جس مؤمن ومؤمنہ کو ملتے ہیں۔ سلام کرتے ہیں۔

حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ طلوع فجر تک وہ رہتی ہے۔

قراءت: مَطْلِع میں علی، خلف نے لام کا کسرہ پڑھا۔ کافر سلام سے محروم رہتے ہیں۔

تمت سورۃ القدر بقدرتہ تعالیٰ



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

سورۂ بیّنہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں آٹھ آیات ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

جو لوگ کافر تھے اہل کتاب اور مشرکوں میں سے وہ باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس واضح

الْبَيِّنَةُ ۝١ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝٢ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝٣ وَمَا

دلیل نہ آتی' اللہ کا رسولؐ جو پاک صحیفے پڑھ کر سنا دے۔ جن میں درست مضامین لکھے ہوں' اور جو

تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝٤ وَمَآ اُمِرُوْٓا

لوگ اہل کتاب تھے وہ اس واضح دلیل کے آنے ہی کے بعد مختلف ہو گئے حالانکہ ان لوگوں کو یہی حکم ہوا تھا

اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا

کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت کو اسی کے لئے خاص رکھیں یکسو ہو کر' اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ

الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝٥ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

دیا کریں' اور یہی طریقہ ہے ان درست مضامین کا۔ جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے کافر ہوئے

فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝٦ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

وہ آتش دوزخ میں جائیں گے جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ لوگ بدترین خلائق ہیں' بیشک جو لوگ ایمان لائے

الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝٧

اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں

١: لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (جولوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے کافر تھے۔ وہ باز آنے والے نہ تھے۔ جب تک کہ ان کے پاس واضح دلیل نہ آتی) جولوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے



BestUrduBooks.wordpress.com

والے تھے۔ من اھل الکتاب اہل کتاب یعنی یہود و نصاری میں سے۔ اھل الرجل ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اس کے اخص الخواص ہوں۔ اہل الاسلام جو دین اسلام کو اختیار کرنے والے ہوں۔ وَالْمُشْرِكِيْنَ (اور بتوں کے پجاری) مُنْفَكِّيْنَ (کفر سے جدائی اختیار کرنے والے نہ تھے)۔

نحو: متعلق کو حذف کر دیا کیونکہ الذین کا صلہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ البینہ واضح دلیل اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یہ فرمایا کہ کفر کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے۔ جب آپ کی بعثت ہوگئی تو بعض ایمان لائے اور کچھ کفر پر ثابت و قائم رہے۔

۲: رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ (ایک اللہ کا رسول) یعنی محمد ﷺ۔

نحو: یہ البینہ سے بدل ہے۔

يَتْلُوْا (جو پڑھ کر سناتے ہیں) صُحُفًا (صحیفے) مُّطَهَّرَةً (پاک) جو باطل سے پاک ہیں۔

۳: فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (جن میں درست مضامین لکھے ہوں) ھاء کی ضمیر صحف کی طرف راجع ہے۔ کتب مکتوبات (لکھے ہوئے کے معنی میں ہے قیمہ درست جو حق و عدل کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

۴: وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ (اور جو لوگ اہل کتاب تھے وہ اس واضح دلیل کے آنے کے بعد ہی مختلف ہو گئے) ان میں سے بعض نے آپ کی نبوت کو ضد و حسد کی وجہ سے نہ مانا۔ اور بعض ایمان لے آئے۔

سوال: یہاں صرف اہل کتاب کو ذکر کیا جبکہ شروع میں مشرکین کو بھی ساتھ ذکر کیا تھا۔

جواب: اس لئے کہ اہل کتاب کو آپ کی آمد کی پختہ اطلاع تھی ان کی کتابوں کی متواتر خبریں اس کی شاہد تھیں۔ جب ان جاننے والے لوگوں کے مختلف ہونے کو ذکر کر دیا۔ تو مشرکین جہلاء تو خود اس صفت میں ان کے شریک حال ہو گئے۔ الگ ذکر کی ضرورت نہ تھی۔

## قدرت کے احکام کا خلاصہ:

۵: وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (حالانکہ ان لوگوں کو یہی حکم ہوا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت کو اسی کیلئے خالص رکھیں یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ ہے ان درست مضامین کا) وما امروا اور تورات و انجیل میں یہی حکم دیا گیا ہے۔ مخلصین له الدین شرک و نفاق سے خالص دین۔ حنفاء باطل ادیان سے مائل ہو کر تمام رسل پر ایمان لائیں۔ دین القیمة ای دین الملة القیمة: مضبوط ملت کا دین ہے۔

۶: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (بیشک جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر ہوئے وہ آتش دوزخ میں جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ لوگ بدترین خلائق ہیں)



BestUrduBooks.wordpress.com

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

ان کا صلہ ان کے پروردگار کے نزدیک ہمیشہ رہنے کی بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جہاں

فِیْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ۝۸ ع

ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہے گا اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے یہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

۷: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ (بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں)

قراءت: البرئة نافع نے دونوں میں ہمزہ پڑھا۔ اور قرائے دیگر تخفیف کے قائل ہیں۔

## قاعدہ:

النبی اور البریہ کے الفاظ ہمیشہ سے تخفیف سے استعمال ہوئے ہیں اور اصل کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

۸: جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ (ان کا صلہ ان کے پروردگار کے نزدیک ہمیشہ رہنے کی بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے خوش رہیں گے۔ یہ اس شخص کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے) جنات عدن: اقامت کی جنتیں۔ رضی اللہ عنہم ان سے راضی ہوا کہ ان کے اعمال کو قبول فرمایا۔ ورضوا عنہ وہ اس کے ثواب سے راضی ہو گئے۔ ذٰلک یہ رضامندی۔

## فضیلتِ مؤمن:

خیر البریۃ دلالت کرتا ہے کہ مؤمنوں کو ملائکہ پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ البریہ مخلوق کو کہتے ہیں یہ برأ اللّٰہ الخلق سے لیا گیا ہے۔

## دوسرا قول:

یہ ہے یہ البری سے مشتق ہے۔ جس کا معنی مٹی ہے۔ اگر یہ اس اشتقاق سے ہوتا تو پھر ہمزہ والی قراءت نہ ہوتی۔ کذا قالہ الزجاج۔

الحمد للہ سورۃ البینۃ مکمل ہوئی



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الزَّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِ اٰيَاتٍ

سورۂ زلزال مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں آٹھ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ① وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ② وَقَالَ الْاِنْسَانُ

جب زمین میں زور دار زلزلہ آ جائے گا۔ اور زمین اپنے بوجھوں کو نکال دے گی ' اور انسان کہے گا

مَا لَهَا ③ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ④ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ⑤ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ

کہ اس کو کیا ہوا ' اس دن وہ اپنی خبریں بیان کر دے گی اس وجہ سے کہ بیشک تیرا رب اس کو حکم فرما دے گا ' اس دن لوگ واپس

النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ⑥ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ⑦

ہوں گے مختلف جماعتیں بن کر تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں ' سو جس نے ایک ذرہ کے برابر خیر کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ⑧ ع ۱ ۸ ۲۴

اور جس نے ایک ذرہ کے برابر شر کا کام کیا ہوگا وہ اس کو دیکھ لے گا۔

۱: اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا (جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلا دی جائے گی) یعنی زمین کو وہ شدید حرکت دی جائے گی۔ جس سے بڑھ کر حرکت نہیں۔

قراءت: زِلْزَالَهَا اس کو کسرہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس صورت میں مصدر ہے اور زاء کے فتحہ سے پڑھیں تو یہ اسم ہے۔

## دفائن ارض:

۲: وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا (اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی) اثقال جمع ثقل ۔خزانے اور مردے۔ ثقل گھر کے سامان کو کہتے ہیں۔ دفائن ارضی کو اثقال سے تعبیر فرمایا۔

## کافر کا قول:

۳: وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا (اور آدمی کہے گا اس کو کیا ہوا) کہ یہ شدید حرکت کے ساتھ ہلائی گئی ہے اور اس نے اپنے اندر کے دفائن نکال دیئے ہیں۔ یہ نفخۂ ثانیہ کی بات ہے جب زمین مردوں کو زندہ کر کے نکال دے گی۔ پس وہ کہہ اٹھیں گے جبکہ زمین ان



BestUrduBooks.wordpress.com

کو ہولنا کی کی وجہ سے ظاہر کررہی ہوگی۔یہ اس طرح ہے جیسا وہ کہیں: من بعثنا من مرقدنا [یٰس:۵۲]

## ایک قول یہ ہے:

کہ یہ کافر کا قول ہے کیونکہ وہ بعث کا منکر تھا۔ باقی مؤمن کہے گا: ھذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون

[یٰسین : ۵۲]

۴: یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (اس دن زمین اپنی سب خبریں بیان کرنے لگے گی) یومئذ یہ اذا سے بدل ہے اور ان کا ناصب تحدث ہے ای تحدث الخلق اخبارھا۔مخلوق کو اپنی خبریں بتائے گی۔پس دونوں میں سے پہلا مفعول حذف کردیا۔کیونکہ مقصد تو زمین کے متعلق بتلانا ہے کہ وہ خبریں بتائے گی۔مخلوق کا ذکر مقصود نہیں۔

## زمین کی گواہی:

اللہ تعالیٰ اس کو بلائیں گے زمین اپنے اوپر کیے جانے والے اعمال خیر و شر کی خبر دے گی۔حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔زمین ہر ایک کے متعلق وہ گواہی دے گی جو کچھ اس نے اس پر کیا۔[رواہ احمد والترمذی ۳۳۵۳ والحاکم ۵۳۲/۲ ابن حبان: ۷۳۶۰]

۵: بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا (اس سبب سے کہ آپ کے رب کا اس کو یہی حکم ہے) یعنی خبروں کو بیان کرنا رب تعالیٰ کے حکم کے سبب سے ہے: لھا ای الیھا اس کی طرف حکم بھیجنے اور بیان کرنے کا امر دینے کی وجہ سے ہے۔

## موقف سے واپسی:

۶: یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ (اس روز لوگ لوٹیں گے) قبور میں نکلنے کے مقامات سے موقف حساب کی طرف۔اَشْتَاتًا (مختلف جماعتیں ہو کر) سفید چہرے والے مطمئن لوگوں کی جماعت۔نمبر۲۔سیاہ چہرے والے بے چین لوگوں کا گروہ۔نمبر۲۔موقف حساب سے متفرق راستوں جنت و دوزخ کی طرف لوٹیں گے۔لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ (تاکہ اپنے اعمال کو دیکھ لیں) اعمال سے جزائے اعمال مراد ہے۔

۷: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (پس جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا) ذرۃ: چھوٹی چیونٹی۔خَیْرًا یَّرَهٗ (بھلائی وہ اس کو دیکھ لے گا)

نحو: خیراً یہ تمیز ہے یرہ اس عمل کا بدلہ دیکھ لے گا۔

۸: وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ (جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا)

## ایک قول:

یہ کفار کے متعلق ہے اور پہلی آیت ایمان والوں کے متعلق ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## حکایت:

ایک بدو نے خیراً یرہٗ کو مؤخر کر دیا۔ اس کو کسی نے کہا تو نے آیت میں تقدیم و تاخیر کر دی۔ تو اس نے یہ شعر پڑھا ۔

خُذْ بَطْنَ هَرْشَى او قَفَاهَا فَاِنَّهٗ

كِلَا جَانِبَىْ هَرْشَى لهن طريق

وادی ہرشی کے درمیان میں چلو یا کنارے پر اس کے دونوں جانب راستہ کی گنجائش ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ فرزدق کا دادا خدمت نبوی ﷺ میں آیا تا کہ وہ پڑھے۔ آپ ﷺ نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ تو کہنے لگا حسبی۔ حسبی یہ مجھے کافی ہے کافی ہے۔ یہ محکم آیت ہے اس کا نام جامعہ ہے۔ (ذکرہ فی الدر المنثور ۸/۵۹۶)

تمت سورۃ الزلزال



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشَرَةَ اٰيَةً

سورۃ العادیات مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں گیارہ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ① فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ② فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ③ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ④

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑنے والے ہیں ہانپتے ہوئے' پھر ٹاپ مار کر آگ جلانے والے ہیں' پھر صبح کے وقت غارت گری کرنے والے ہیں' پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں'

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ⑤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ⑥ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ⑦

پھر اس وقت جماعت کے درمیان گھس جاتے ہیں' بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے' اور بے شک وہ اس بات پر گواہ ہے'

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ⑧ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ ⑨ وَ

اور بے شک وہ خیر کی محبت میں بہت سخت ہے کیا وہ نہیں جانتا جب وہ اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں اور

حُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوْرِ ⑩ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ⑪

جو کچھ سینوں میں ہے اسے ظاہر کیا جائے گا۔ بے شک ان کا رب ان سے اس دن پوری طرح ضرور باخبر ہوگا۔

ع ١ ١١ ٢٥

١: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا (قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے اس میں غازیوں کے ان گھوڑوں کی قسم اٹھائی جو دوڑ کر ہانپنے لگتے ہیں۔ الضبح ہانپتے وقت سانس کی آواز۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

آپ نے سانس کی اس آواز کی حکایت اَحْ اَحْ سے فرمائی۔ ضبحا فعل محذوف کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ای یضبحن ضبحًا۔

## پیروں کی ٹاپ سے آگ نکالنے والے گھوڑے:

٢: فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا (پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں) وہ ہلکی سی آگ نکالتے ہیں۔ اس سے مراد وہ چنگاری ہے جو ان کی ٹاپ سے پیدا ہوتی ہے۔ قدحًا: چنگاری نکالنے والے اپنے کھروں کو پتھروں سے رگڑ کر ٹکرا کر۔ القدح: رگڑنا۔ الایراء: آگ نکالنا۔ تم کہو گے۔ قدح فاوری و قدح فاصلد۔ چقماق کو مارا اور رگڑا گیا پس آگ جل گئی اور چقماق رگڑا گیا۔ مگر آگ نہ



BestUrduBooks.wordpress.com

نکلی۔

نحو : فدحًا یہ ضبحًا کی طرح فعل محذوف سے منصوب ہے۔

۳: فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا (پھر صبح کے وقت تاخت وتاراج کرتے ہیں) دشمن پرلوٹ ڈالتے ہیں صبح کے وقت۔

۴: فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا (پھراس وقت غبار اڑاتے ہیں) پس اس سے وہ غبار کوحرکت دیتے اور اڑاتے ہیں۔

۵: فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا (پھراس وقت جماعت میں جاگھستے ہیں) یہ اس وقت میں جمعًا دشمن کی جماعتیں۔ وسط بمعنی توسط ہے۔

## ایک قول:

ضمیر غارت کے مقام کی طرف راجع ہے۔ نمبر۲۔ وہ دوڑ جس پر دلالت کررہا ہے۔ (مطلب یہ ہوا وہ گھوڑے جو دشمن پر چھاپہ مارتے ہیں چھاپہ مارنے کے وقت یا چھاپہ مارنے کی جگہ یا چھاپہ مارنے کیلئے جو دوڑ دوڑتے اور اس سے غبار اڑاتے ہیں)۔

نحو : والعادیات اور فاثرن کا عطف اس فعل پر ہے۔ جس کی جگہ اسم فاعل لایا گیا۔ کیونکہ معنی اس طرح ہے واللاتی عدون فاورین فاغون فاثرن۔

۶: اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ (بیشک آدمی اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے)

نحو : یہ جواب قسم ہے۔

الکنود : ناشکرا۔ یعنی وہ اپنے رب کے انعامات کا خاص طور پر بہت زیادہ کفران کرنے والا ہے۔

۷: وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ (اور اس کو خود بھی اس کی خبر ہے) انہ بیشک انسان۔ ذلک اپنی ناشکری پر۔ لشہید بذات خود گواہی دینے والا ہے۔ نمبر۲۔ اللہ تعالیٰ اس کی اس ناشکری کو دیکھنے والے ہیں۔ یہ بات بطور وعید فرمائی گئی ہے۔

## انسان مال کی محبت میں سخت:

۸: وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ (وہ مال کی محبت میں بڑا مضبوط ہے) بیشک وہ حب مال کیلئے بخل کرنے والا اور روک کر رکھنے والا ہے۔ نمبر۲۔ بلاشبہ وہ مال کی محبت میں بڑا مضبوط ہے۔ اور عبادت الٰہی کی محبت میں کمزور واقع ہوا ہے۔

۹: اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ (کیا اس کو وہ وقت معلوم نہیں جب زندہ کیے جائیں گے۔ جتنے مردے قبروں میں ہیں) افلا یعلم (کیا وہ انسان نہیں جانتا)۔ بعثر جب اٹھایا جائے گا۔ ما فی القبور سے مراد مردے ہیں۔ ما یہاں مَنْ کے معنی میں ہے۔

۱۰: وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوْرِ (اور آشکارا ہو جائے گا۔ جو کچھ دلوں میں ہے) جو خیر و شر دلوں میں ہے۔ اس کو الگ کر دیا جائے گا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۱۱: اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ (بیشک ان کا پروردگار ان کے حال سے پورا آگاہ ہے) وہ ان کے بارے میں جاننے والا ہے پس خیر وشر میں سے جس قسم کے ان کے اعمال ہونگے ان پر بدلہ دے گا۔

**سوال**: یومئذ کو خاص کیا گیا۔ حالانکہ باری تعالیٰ تمام ازمنہ میں جاننے والے ہیں۔

**جواب**: اس دن چونکہ بدلہ ملے گا۔ اس لئے اس دن کی تخصیص کی گئی ہے۔

تمت سورة العاديات بحمد المنعم المتعال



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ القارعہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں گیارہ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْقَارِعَةُ ① مَا الْقَارِعَةُ ② وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ③ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ

وہ کھڑکھڑانے والی چیز کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز؟ اور آپ کو کچھ معلوم ہے کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز' جس روز آدمی

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ④ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ⑤ فَاَمَّا مَنْ

پریشان پروانوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے' پھر جس شخص کا

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑥ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ⑦ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑧

پلہ بھاری ہوگا وہ خوشی والی زندگی میں ہوگا اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ⑨ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ⑩ نَارٌ حَامِيَةٌ ⑪

اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا چیز ہے ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔

۱: اَلْقَارِعَةُ (وہ کھڑکھڑانے والی چیز) نَحو : یہ مبتدأ ہے۔

۲: مَا الْقَارِعَةُ (کیسی ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز)

نَحو : ما مبتدأ ثانی اور القارعہ یہ خبر اور جملہ اسمیہ مبتدأ اول کی خبر ہے۔ حق تو یہ تھا کہ دوسری بار ضمیر لاتے مگر لفظ القارعہ ظاہر کر کے قیامت کی عظمت کو بتا دیا۔

۳: وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ (آپ کو کچھ معلوم نہیں ہے کیسی کچھ ہے۔ وہ کھڑکھڑانے والی) یعنی تمہیں کونسی چیز بتلائے کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور تمہیں یہ کہاں سے علم کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔

۴: يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ (جس روز آدمی پریشان پروانوں کی طرح ہو جائیں گے)

نَحو : یوم یہ تقرع فعل جس پر القارعہ دلالت کرتا ہے اس کی وجہ سے منصوب ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## پھسلنے اور ضعف میں مشابہت دی ہے:

یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ انسانوں کو کثرت میں پروانوں سے تشبیہ دی ہے اور پھیلنے اور ضعف اور ذلت و عاجزی اور بلانے والے کی طرف فوراً جانے میں بھی مشابہت دی ہے۔ کہ جس طرح پروانے آگ کی طرف اڑ کر جاتے ہیں۔ یہ داعی کی آواز پر لبیک کہیں گے۔ فراشا کو فراش انتشار و تفرق کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

۵: وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ (اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے) آیت میں پہاڑوں کو عھن سے تشبیہ دی اور وہ مختلف رنگوں میں رنگی ہوئی اون کو کہتے ہیں کیونکہ پہاڑ کئی رنگ کے ہیں۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا: و من الجبال جدد بیض و حمر مختلف الوانها [فاطر:۲۷] اور المنفوش دھنی ہوئی اون سے تشبیہ دی کیونکہ ان کے اجزاء بھی منتشر ہو جائیں گے۔

## قدر والا وزن:

۶: فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ (پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا) حق کی پیروی کے سبب۔ موازین یہ موزون کی جمع ہے۔ وہ ایسے عمل کو کہتے ہیں۔ جس کا وزن اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر ہو۔ نمبر۲۔ جمع میزان ہے بمعنی ترازو۔ اور ثقل سے مراد اس کا جھک جانا۔

۷: فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ (وہ تو خاطر خواہ آرام میں ہوگا) راضیہ رضا مندی والا۔ نمبر۲۔ پسند کیا ہوا۔ اسم مفعول کے معنی میں ہے۔

۸: وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ (اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا) باطل کی اتباع اور پیروی کے باعث۔

۹: فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ (اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے) اس کا مسکن اور رہائش گاہ آگ ہے۔ اور ٹھکانہ کو اُم بطور مشابہت کہتے ہیں۔ کیونکہ ماں اولاد کا ماوی اور پناہ گاہ ہوتی ہے۔

۱۰: وَمَآ اَدْرٰكَ مَا هِیَهْ (اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا چیز ہے)

تحقیق: ضمیر ہاویہ کی طرف راجع ہے۔ اور ھاء سکتہ کی ہے۔ پھر اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔

۱۱: نَارٌ حَامِیَةٌ (ایک دہکتی ہوئی آگ ہے) حامیہ اس آگ کو کہتے ہیں۔ جو حرارت میں انتہاء کو پہنچ جائے۔

تمت سورة القارعة بمنه وفضله



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَۃُ التَّکَاثُرِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ ثَمَانِیْ اٰیَاتٍ

سورۂ تکاثر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں آٹھ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ① حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ② كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ③ ثُمَّ كَلَّا

تم کو کر دیا کثرت کے مقابلہ نے غافل، یہاں تک کہ تم نے قبرستانوں کی زیارت کر لی، ہرگز نہیں، تم عنقریب جان لو گے پھر ہرگز نہیں

سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ④ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ⑤ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ⑥ ثُمَّ

تم عنقریب جان لو گے۔ ہرگز نہیں اگر تم علم الیقین کے طور پر جان لیتے، تم ضرور ضرور دوزخ کو دیکھو گے، پھر

لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ⑦ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ⑧ (ع ۱ / ۸ / ۲۷)

یہ ضروری بات ہے کہ تم اسے عین الیقین کے طریقہ پر دیکھ لو گے، پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور ضرور سوال کیا جائے گا۔

۱: اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ (فخر کرنا تم کو غافل کیے رکھتا ہے) کثرت میں مقابلے کا مشغلہ اور مالوں اور اولاد کے سلسلہ میں فخر ومباھات انسان کو اللہ تعالیٰ کی طاعت سے غافل کر دیتا ہے۔

۲: حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ جاتے ہو) یہاں تک کہ اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔ نمبر۲۔ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں اور قبروں میں اپنے مردوں کو گننے لگے۔

## دنیا کو اپنا قبلہ مت بناؤ:

۳: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (ہرگز نہیں تم کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا) کلّا یہ ردع اور اس بات پر تنبیہ کرنے کیلئے ہے کہ غور کرنے والے کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ دنیا کو ہی اپنا قبلہ مقصود نہ بنالے اور دین کا بالکل اہتمام نہ کرے (بلکہ اپنے دین کا خاص اہتمام کرنا چاہیے) سوف تعلمون عنقریب تمہیں قبر میں معلوم ہو جائے گا۔ نمبر۲۔ نزع کے وقت اپنی موجودہ حالت کی بدانجامی کا پتہ لگ جائے گا۔

۴، ۵: ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ كَلَّا (پھر ہرگز نہیں تم کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا ہرگز نہیں) کلّا یہ تکرار ردع اور انذار وتخویف کیلئے ہے۔ لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ (اگر تم یقینی طور پر جان لیتے)

نحو: لو کا جواب محذوف ہے۔ ای لو تعلمون مابین ایدیکم اگر تم جانتے جو تمہارے سامنے ہے۔ علم الیقین، علم



BestUrduBooks.wordpress.com

الامر الیقین ۔یقینی بات کاعلم ۔یعنی اس طرح جان لیتے جیساتم ان چیزوں کو جانتے ہو۔جن پر تمہیں یقین ہے تو کثرت اموال میں مقابلہ کی وجہ سے تم غفلت کا شکار نہ ہوتے ۔نمبر۲۔ اگرتم جان لیتے تو وہ کرتے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔لیکن تم تو گمراہ اور جاہل ہو۔

۶:لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ (واللہ تم لوگ ضرور دوزخ کو دیکھو گے ) نحو: یہ محذوف قسم کا جواب ہے اور قسم ،وعید کی تاکید کیلئے ہے۔

قراءت:لَتُرَوُنَّ تاء کے ضمہ کے ساتھ شامی وعلی نے پڑھا ہے۔

۷:ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ (پھر واللہ تم لوگ ضرور اس کو ایسا دیکھنا دیکھو گے جوخود یقین ہے )ثم سے عطف ڈال کر اس کو دوبارہ لائے ۔تاکہ تہدید میں خوب تغلیظ ہو جائے ۔اور تہویل وتخویف میں زیادتی ثابت ہو۔ پہلا دیکھنا تو دل کا دیکھنا ہے اور دوسرا آنکھ سے دیکھنا ہے۔عین الیقین یعنی ایسا دیکھنا جو بعینہٖ یقین اور خالص یقین ہے۔

۸:ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (پھر اس روز تم سب سے نعمتوں کی پوچھ گچھ ہوگی )امن اور صحت کے متعلق خصوصا سوال ہوگا۔کہ ان دونوں کو تم نے کس بات میں فنا کر ڈالا۔

## قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

اس خوش عیشی کے متعلق پوچھا جائے گا۔جس کی لذتوں نے دین اور اس کی تکالیف سے مشغول کردیا۔

## قول حسن رضی اللہ عنہ:

ان تمام نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔جو اس جھونپڑی کے سوا ہونگیں جس میں پناہ لیتا ہے۔اور اس کپڑے کے علاوہ ہونگی جس سے اپنے جسم کو ڈھانپتا ہے اور اس روٹی کے ٹکڑے کے علاوہ ہونگی جس سے تقویت پاتا ہے۔اور مرفوع روایات میں بھی یہ مضمون وارد ہے۔

تمت سورة التكاثر



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيٰتٍ

سورۃ العصر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں تین آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

قسم ہے زمانہ کی بلاشبہ انسان ضرور بڑے خسارہ میں ہے، مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ ع ۲۸

اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔

۱: وَالْعَصْرِ (قسم ہے زمانہ کی) نمازِ عصر کی قسم اٹھائی اس کی عظمت شان کی وجہ سے اس کی دلیل دوسرے ارشاد میں ہے: والصلاۃ الوسطیٰ مصحف حفصہ رضی اللہ عنہا میں صلاۃ العصر کے لفظ ہیں۔

اور یہ بھی بات ہے کہ اس کی ادائیگی میں تکلیف زیادہ ہے۔ کیونکہ لوگ اس وقت اپنے کاموں اور تجارات میں گھر جارہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ دن کا پچھلا وقت ہوتا ہے۔ اور اس وقت گزران اوقات کی مشغولیتوں میں مست ہوتے ہیں۔ نمبر۲۔ العشی کی یہاں قسم اٹھائی جیسا کہ چاشت کی قسم پچھلی سورتوں میں اٹھائی گئی ہے کیونکہ اس میں دلائل قدرت ہیں۔ نمبر۳۔ زمانہ کی قسم اٹھائی کیونکہ اس کے گزرنے میں قسم قسم کے عجائبات ہیں۔

## جنس انسان خسارے میں:

۲: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ (کہ انسان بڑے خسارہ میں ہے) یہ جواب قسم ہے یعنی جنس انسان اپنی تجارات کے سبب نقصان میں ہے۔

## آخرت کے خریدار:

۳: اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے) اس لئے کہ انہوں نے آخرت کو دنیا کے بدلے خرید لیا اس لئے نفع پالیا۔ اور خوش نصیب ہوگئے۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ (اور ایک دوسرے کو حق کی فہمائش کرتے رہے) ایسے امر ثابت و برحق کی ایک دوسرے کو تلقین کرتے رہے۔ جس کا انکار ممکن نہیں۔ اور وہ نری خیر ہے۔ جیسے توحید



BestUrduBooks.wordpress.com

باری تعالیٰ اور اس کی اطاعت اور اس کی کتابوں کی اتباع اور رسولوں کی پیروی۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (اور ایک دوسرے کو پابندی کی فہمائش کرتے رہے) معاصی سے بچنے اور طاعات پر جمے رہنے کی تاکید کرتے رہے اور ان موقعوں پر جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ ان آزمائشوں میں صبر کی تلقین کرتے رہے۔ تواصوا دونوں مقام پر فعل ماضی لایا گیا ہے۔ یہ ماقبل فعل ماضی امنوا و عملوا پر معطوف ہیں۔

تمت سورۃ العصر



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعُ اٰيَاتٍ

سورۂ ہمزہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں نو آیات ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ

بڑی خرابی ہے ہر اس شخص کے لئے جو عیب نکالنے والا ہو طعنہ دینے والا ہو جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا وہ خیال کر رہا ہے کہ اس کا مال

اَخْلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۖ﴿۴﴾ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ

اس کو ہمیشہ رکھے گا ہرگز نہیں وہ ضرور ضرور بھوسہ بنانیوالی چیز میں ڈال دیا جائے گا اور کیا آپ کو معلوم ہے وہ بھوسہ بنا دینے والی چیز کیا ہے؟ وہ اللہ کی آگ

الْمُوْقَدَةُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ﴿۸﴾ فِىْ عَمَدٍ 9

ہے جو جلائی گئی ہے جو دلوں پر چڑھ بیٹھنے والی ہے' بیشک وہ ان پر بند کر دی جائے گی

مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾ ع

لمبے لمبے ستونوں میں۔

۱: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ (بڑی خرابی ہے ایسے شخص کیلئے جو پس پشت عیب نکالنے والا اور رو در رو طعنے دینے والا ہو)

نحو: ویل مبتدأ لکل همزه اس کی خبر ہے۔ ہمزہ وہ شخص جو غیر موجودگی میں عیب نکالے۔ لُمزۃ۔ سامنے عیب نکالے۔ طعنہ زنی کرے۔

نکتہ: فُعلَۃ کا وزن اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اس شخص کی عادت ثانیہ ہے۔

### ایک قول یہ ہے:

کہ یہ اخنس بن شریق کے متعلق اتری۔ اس کی عادت غیبت تھی۔

### ایک اور قول:

آمیہ بن خلف کے متعلق اتری۔ ایک قول اور ہے کہ ولید کے متعلق نازل ہوئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## فیصلہ:

سبب خاص ہو سکتا ہے۔اور وعید عام ہو۔تا کہ ایسے تمام افراد کو شامل ہو جو اس قباحت کا ارتکاب کرنے والے ہوں۔

۲: الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ (جو مال جمع کرتا ہو اور اس کو بار بار گنتا ہو)

نحو: الذی یہ کل سے بدل ہے۔نمبر۲۔منصوب ہے۔فعل ذم کی وجہ سے۔

قراءت: شامی، حمزہ، علی نے جمّع صیغہ مبالغہ پڑھا اور وہ عددہ کے ظاہر میں مطابق بھی ہے۔عدّدہٗ یعنی اس کو حوادث دھر کیلئے تیار کیا اور سامان بنایا۔

۳: یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗ اَخْلَدَہٗ (وہ خیال کر رہا ہے کہ اس کا مال اس کے پاس سدا رہے گا) یعنی اس کا ترکہ اس کو دنیا میں ہمیشہ رکھنے والا ہے وہ نہ مرے گا۔نمبر۲۔یہ عمل صالح کے لئے تعریض ہے۔کہ عمل صالح ہی انسان کو نعمتوں میں ہمیشہ رکھنے والا ہے مال نے آج تک تو کسی کو ہمیشہ رکھا نہیں۔

۴: کَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَۃِ (ہرگز نہیں۔واللہ وہ شخص ایسی آگ میں ڈالا جائے گا) جس میں جو کچھ پڑے۔اس کو وہ توڑ پھوڑ دے۔کَلَّا اس میں سابقہ گمان پر ردع ہے۔لَیُنْۢبَذَنَّ اس کو ضرور ڈالا جائے گا جس نے جمع کیا۔اَلْحُطَمَۃِ جو اس طرح کی آگ ہے کہ جو چیز اس میں ڈالی جائے اس کو مٹا ڈالتی ہے۔

۵: وَ مَآ اَدْرٰکَ مَا الْحُطَمَۃُ (اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ توڑنے پھوڑنے والی آگ کیسی ہے) اس میں تعجب ہے اور جہنم کی عظمت و بڑائی بتلائی (کہ جہنم کی شدت نا قابل تصور ہے)

۶: نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ (وہ اللہ تعالیٰ کی آگ ہے۔جو سلگائی گئی ہے)

نحو: نار اللہ یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ای ھی نار اللہ۔الموقدہ یہ اس کی صفت ہے۔

## دِلوں تک پہنچنے کا مطلب:

۷: الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ (جو دلوں تک جا پہنچے گی) یعنی وہ آگ ان کے پیٹوں میں گھس جائے گی اور یہاں تک کہ سینوں میں پہنچ جائے گی اور ان کے دلوں کو جھانک لے گی۔افئدۃ: دل کا درمیان۔انسان کے جسم میں دل سے بڑھ کر کوئی چیز لطیف نہیں۔اور نہ ہی اس سے زیادہ کوئی چیز معمولی ایذاء کو محسوس کرنے والی ہے۔اس وقت دل کی تکلیف کا کیا حال ہوگا جب جہنم کی آگ اس کو جھانکے گی اور اس پر مسلط ہو جائے گی۔

دل کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دل کفر کے مقامات اور عقائد فاسدہ کا مرکز ہے۔اطلاع نار کا مطلب یہ ہے کہ وہ آگ ان پر چھا جائے گی۔

۸: اِنَّھَا عَلَیْھِمْ مُّؤْصَدَۃٌ (وہ ان پر بند کر دی جائے گی) ھا کی ضمیر نار کی طرف یا حطمہ کی طرف راجع ہے موصدہ: بلند کی ہوئی۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۹: فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ (بڑے لمبے لمبے ستونوں میں)
قراءت: حفص کے علاوہ بقیہ کوفی قراء نے عُمُد پڑھا اور باقی تمام قراء نے عَمَدٍ یہ دو جمع کی لغات ہیں۔ عِمَاد جیسے اِھَاب اور اُھُبٌ حِمَارٍ اور حُمُرٌ مُّمَدَّدَةٍ ان پر دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور دروازوں پر ستون کھینچ دیئے جائیں گے۔ مضبوط بند کرنے کیلئے حدیث میں وارد ہے: مؤمن سمجھدار اور ذہین، ثابت قدمی اختیار کرنے والا، نہ جلد باز۔ نیک، عالم ہوتا ہے اور منافق عیب جو طعنہ زن رات کو ٹامک ٹوئیاں مارنے والے کی طرح۔ اس کو کچھ پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ کہاں سے کمائے۔ اور کس چیز میں صرف کرے۔ [رواہ الدیلمی فی الفردوس: ۶۵۴۴]

تمت سورة الهمزة



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُورَةُ الفِيلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ آيَاتٍ

سورۃ الفیل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پانچ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ﴿١﴾ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ﴿٢﴾

اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا' کیا ان کی تدبیر کو سرتاپا غلط نہیں کر دیا'

وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ﴿٣﴾ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُمْ

اور ان پر پرندے بھیج دیئے غول در غول وہ ان پر کنکر کی پتھریاں پھینک رہے تھے' سو اللہ نے ان کو ایسا کر دیا

كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ ﴿٥﴾

جیسے کھایا ہوا بھوسہ ہو۔

۱: اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ (کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا معاملہ کیا)۔

نحو: کیف یہ فَعَلَ کی وجہ سے موضع نصب میں ہے الم تر کی وجہ سے نہیں۔ کیونکہ کیف میں استفہام کا معنی پایا جاتا ہے اور یہ جملہ تری کے دو مفعولوں کے قائم مقام ہو گیا ہے۔

الم تر میں تعجب کا اظہار ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کو تعجب سے فرما رہے ہیں کہ عجیب بات ہے کہ کفار نے آپ کا انکار کر دیا حالانکہ وہ تو اتنی بڑی آیات کو دیکھ چکے۔ معنی یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی صنعت کے آثار اہل حبشہ میں دیکھے اور اس کے متعلق متواتر خبریں سنیں پس وہ آپ کے لئے مشاہدہ کے قائم مقام ہے۔ جو اصحاب فیل کے سلسلہ میں پیش آیا۔

## ابرھہ کی حرکت اور سزا:

روایت ہے یمن کا بادشاہ ابرہہ بن الصباح جو اصحمہ نجاشی کی طرف سے مقرر ہوا تھا۔ اس نے صنعاء میں ایک گرجا تعمیر کیا۔ اور اس کا نام القُلَّیس رکھا اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ لوگ اس کا حج کرنے آئیں۔ کنانہ کا ایک آدمی نکلا اور رات کو اس میں پاخانہ کر دیا اس سے ابرھہ سخت ناراض ہوا ایک قول یہ ہے کہ عرب کے ایک قافلہ نے اس کے قریب آگ سلگائی۔ ہوا کی وجہ سے وہ آگ اس گرجے میں آ گئی جس سے وہ جل گیا۔ ابرہہ نے قسم اٹھائی کہ وہ کعبہ کو ضرور بضرور گرائے گا۔ وہ حبشیوں کی ایک فوج کے ساتھ نکلا۔ اس کے ساتھ ہاتھی بھی تھے۔ ایک ہاتھی کا نام محمود تھا۔ یہ بہت بڑا طاقت ور ہاتھی تھا۔ بارہ ہاتھی اس کے علاوہ تھے۔ جب وہ



BestUrduBooks.wordpress.com

مقامِ مغمس میں پہنچا تو خواجہ عبدالمطلب اس کے پاس نکل کر گئے اور اس کو کہا کہ تہامہ کے اموال کا ثلث لے لے اور لوٹ جا مگر اس نے انکار کر دیا اور اپنے لشکر کو تیار کیا۔ اور بڑے ہاتھی کو آگے رکھا۔ مگر جب بڑے ہاتھی کو حرم کی طرف متوجہ کرتے وہ بیٹھ جاتا اور اٹھنے سے انکار کرتا۔ اور جب یمن کی طرف رخ کرتے تو اٹھ کر جلدی سے روانہ ہو جاتا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے غول بھیج دیئے ہر پرندے کی چونچ میں ایک پتھر اور دو پتھر اس کے پنجوں میں مسور کے دانے سے بڑے اور چنے سے چھوٹے تھے۔ وہ کنکری آدمی کے سر پر لگ کر اس کی دبر سے نکلتی۔ اور ہر پتھر پر اس کا نام درج تھا۔ جس کو پڑتا تھا وہ کنکریوں کے برساؤ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ہلاک ہو گئے ابرھہ کی موت انتہائی عبرتناک طریقہ سے آئی سینہ پھٹ کر دل باہر نکل پڑا اور مر گیا۔ اس کا وزیر ابو یکسوم وہاں سے جدا ہو کر بھاگتا ہوا حبشہ پہنچا اس حال میں کہ پرندہ اس کے سر پر منڈلا رہا تھا اس نے نجاشی کو تمام واقعہ بیان کیا۔ جب بیان مکمل کر چکا۔ تو پرندے نے کنکری پھینکی جس سے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ابرہہ نے خواجہ عبدالمطلب کے دوسو اونٹ پکڑ لیے۔ آپ اس کے پاس ان اونٹوں کی خاطر گئے آپ کا اس نے پرتپاک استقبال کیا آپ خوبصورت، پررعب اور جسیم آدمی تھے۔ اس کو بتلایا گیا کہ یہ قریش کے سردار ہیں اور مکہ کے صاحب قافلہ ہیں جو لوگوں کو وادیوں اور وحشیوں کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر کھانا کھلاتے ہیں۔

جب عبدالمطلب نے اپنی ضرورت ذکر کی تو اس نے کہا تو میری نگاہ سے گر گیا۔ میں تو تمہارے اس گھر کو گرانے آیا ہوں جو تمہارا دین اور تمہارے آباء واجداد کا دین ہے۔ اور پرانے زمانوں سے تمہارے لئے شرافت کا نشان ہے۔ تمہیں اونٹوں نے اس سے غافل کر دیا۔ جو ہم نے پکڑ لیے ہیں۔ عبدالمطلب نے کہا میں اونٹوں کا مالک ہوں۔ اور اس گھر کا ایک رب ہے جو خود اس سے روک لے گا۔

## تمام تدابیر فیل:

۲: اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ (کیا ان کی تدبیر کو سرتاپا غلط نہیں کر دیا) ضائع اور بیکار۔ عرب کہتے ہیں: ضلل کیدہ۔ جب کہ اس کو ضائع اور بیکار کر دے۔ امرءالقیس کو الملک الضلیل کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے باپ کا ملک کھو دیا۔ ضائع کر دیا۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اولاً یہ تدبیر کی کہ القلیس گرجا بنایا تاکہ حجاج کے رخ اس کی طرف پھیر دیں ان کی تدبیر کو آگ کے ذریعہ بیکار کر دیا۔ پھر دوسری تدبیر بیت اللہ کے گرانے کی کی۔ ان کی تدبیر کو پرندے بھیج کر فیل کر دیا۔

۳: وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ (اور ان پر غول کے غول پرندے بھیجے) ابابیل جمع ابالۃ: جماعتیں۔

## قول الزجاج:

ادھر سے جماعتیں اور ادھر سے جماعتیں۔ یعنی ہر طرف سے جماعتیں بھیجیں۔

۴: تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ (جو ان لوگوں پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے)



BestUrduBooks.wordpress.com

قراءت: ابوحنیفہ رحمہ اللہ یرمیھم پڑھتے ای یرمیھم اللّٰہ اللہ تعالیٰ ان پر پھینک رہے تھے یا پرندے ان پر پھینک رہے تھے۔ الطیر یہ اسم جمع مذکر ہے۔ اور معنی کے اعتبار سے مؤنث ہے۔ سجیل یہ معرب ہے۔ سنگ، گل اور جمہور کا یہی مسلک ہے یعنی کھنگر۔

۵: فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ (اللہ تعالیٰ نے ان کو کھائے ہوئے بھوسہ کی طرح کر دیا) عصف ماکول وہ کھیتی جس کو کیڑے کھالیں۔

تمت سورة الفيل



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

سورۃ القریش مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چار آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ① اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ② فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا

قریش کی الفت رکھنے کی وجہ سے انکی وہ الفت جو سردی اور گرمی کے سفر کرنے سے ہے۔ سو ان کو چاہیے کہ اس بیت کے رب کی

الْبَيْتِ ③ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ④

عبادت کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور انہیں خوف سے امن دیا۔

## قریش پر انعامات:

۱: لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ (چونکہ قریش خوگر ہو گئے) یہ فليعبدوا کے متعلق ہے۔ ان کو حکم دیا گیا کہ ان کو عبادت اسی ہی کی کرنی چاہیے اس لئے کہ وہ دو سفروں سے بڑے مانوس ہیں۔ فليعبدوا پر فاء تو اس لئے لائی گئی ہے کیونکہ کلام میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے یعنی ان پر اللہ تعالیٰ کی لاتعداد نعمتیں ہیں۔ پس اگر وہ دیگر نعمتوں کی وجہ سے عبادت نہیں کرتے۔ تو ان کو اس ایک بڑی عظیم الشان نعمت کی وجہ سے عبادت کرنا چاہیے۔

نمبر۲۔ فجعلهم كعصف ماكول کے متعلق ہے۔ لایلاف قریش یعنی یہ ہلاکت اس انس کی وجہ سے ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسے شعر میں تضمین لگائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ شعر کا معنی ماقبل سے معلق اس لئے کیا جائے تا کہ شعر کا معنی صحیح ہو جائے۔ اور مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں یہ دونوں بلا فصل ایک سورت ہیں۔ اور کسائی رحمہ اللہ سے ان کے مابین ترک تسمیہ بھی منقول ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حبشہ والوں کو ہلاک کیا جو ان کا قصد کر کے آرہے تھے تا کہ لوگ اس بات کو سنیں اور ان کا احترام کریں اور خوب احترام ہو تا کہ سفروں میں ان کو امن میسر ہو جائے اور کوئی ان پر جرأت نہ کرے۔

نمبر۳۔ ایک قول یہ ہے کہ اعجبوا لا یلاف قریش ہے۔

قراءت: شامی نے لِاِ لاف قریش پڑھا ہے ای لموالفة قریش۔ قریش کی موافقت کی وجہ سے۔ نمبر۲۔ کہا جاتا ہے: الفتهٗ اِلفا و الافا: مانوس ہونا۔ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد کو کہتے ہیں۔ اس کا نام القرش کی تصغیر بنا کر رکھا ہے۔ القرش سمندری زبردست جانور ہے۔ جو کشتیوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ صرف آگ سے اس کا دفاع کیا جا سکتا ہے۔ تصغیر تعظیم کیلئے ہے۔ اس کا نام



BestUrduBooks.wordpress.com

ان کی مضبوطی اور حفاظت کی وجہ سے رکھا گیا۔ دوسرا قول یہ ہے القرش کمائی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی تجارت سے کمائی کرتے اور شہروں میں سفر کر کے کماتے تھے۔

۲: اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ (یعنی جاڑے (سردیاں) اور گرمی کے سفر کے خوگر ہو گئے ہیں) یہاں ایلاف کو مطلق ذکر کیا۔ پھر اس کے بدلے رحلتین کو مقید کر کے لائے۔ تا کہ اس سے ایلاف کے معاملے کی بڑائی ظاہر ہو۔ اور اس کا عظیم نعمت ہونا یاد دلایا جائے۔

نحو: رحلة کا لفظ ایلافهم کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اور مراد اس سے رحلتی الشتاء والصیف (دو سفر گرمیوں اور سردیوں کے) التباس کا خطرہ نہ ہونے کی وجہ سے مفرد لائے۔ تثنیہ ذکر نہیں کیا۔

## اسفارِ قریش:

قریش دو سفر کرتے۔ سردیوں میں یمن کا سفر کرتے اور گرمیوں میں شام کا سفر کرتے اور کھانے کا سامان لاتے اور تجارت کرتے ان کے یہ دونوں سفر پر امن ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ اہل حرم تھے۔ ان پر ڈاکو تعرض نہ کرتے اور دوسرے قافلے لوٹ لیے جاتے۔

۳: فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ (تو ان کو چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں)

## خوف سے امن دینے والے کی عبادت چاہیے تھی:

۴،۵: الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۔ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف سے ان کو امن دیا) خوف اور جوع کی تنوین شدت کو ظاہر کرنے کیلئے لائی گئی ہے۔ یعنی اطعمهم بالرحلتین من جوع شدید کانوا فیه قبلهما۔ ان کو دو سفروں کے ذریعہ اس سخت بھوک سے ان کو کھانا دیا۔ جس میں وہ ان سے پہلے مبتلا تھے۔ و آمنهم من خوف عظیم وهو خوف اصحاب الفیل اور ان کو عظیم خوف سے امن دیا۔ یہ خوف اصحاب فیل کا تھا۔ نمبر۲۔ اپنے شہر سے اچک لیے جانے کا خوف اور چلائے جانے کا خطرہ۔

## ایک قول:

ان کو بھوک پہنچی جس سے مردار کھانے تک پہنچ گئے۔ اور جلی ہڈیاں تک چبائیں گئیں۔ اور ان کو کوڑھ کے خوف سے امن دیا وہ ان کے شہر میں نہ آ سکتا تھا۔ ایک اور قول یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں ان کو دعائے ابراہیم علیہ السلام کے سبب حاصل ہوئیں تھیں۔

تمت سورۃ قریش



BestUrduBooks.wordpress.com

سُورَةُ الْمَاعُونِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ آيَاتٍ

سورۂ ماعون مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں سات آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ﴿۲﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو روز جزاء کو جھٹلاتا ہے' سو یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا

طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳﴾ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِيْنَ هُمْ

دینے کی ترغیب نہیں دیتا' سو ایسے نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں جو ایسے ہیں

يُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾ ع ۳۲

کہ ریاکاری کرتے ہیں اور ماعون سے منع کرتے ہیں۔

۱: أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ (کیا آپ نے شخص کو دیکھا ہے جو روز جزاء کو جھٹلاتا ہے) یعنی هل رایت الذی یکذب بالجزاء من هو؟ ان لم تعرفه۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو جزاء کو جھٹلاتا ہے وہ کون ہے؟ اگر تم اس کو نہیں پہچانتے ہو۔

## یتیم کو دھکے دینے والا:

۲: فَذٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيْمَ (پس وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے) ذالکَ وہ جو قیامت کو جھٹلاتا ہے وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے زور سے دھکیلتا ہے بڑی سختی اور ایذاء کے ذریعہ اور اس کو بھدے انداز سے درشتی اور ڈانٹ ڈپٹ سے واپس کرتا ہے۔

۳: وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (اور محتاج کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا) وہ اپنے اہل کو مسکین کو کھانا کھلانے پر آمادہ نہیں کرتا۔

## نکتہ:

آیت میں جزاء کو نیکی سے روکنے کی علامت قرار دیا۔ اور کمزور کو ایذاء دینے کی علامت بتلایا۔ یعنی اگر یہ جزاء پر ایمان لاتا اور وعید پر اس کو یقین ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور اس کی سزا کا خوف ہوتا تو یہ اقدام نہ کرتا۔ پس جب اس نے یہ اقدام کیا تو اس



BestUrduBooks.wordpress.com

سے یہ ثابت ہوگیا کہ یہ جزاء کا منکر ہے۔ پھر اس کے ساتھ یہ ارشاد ملا دیا۔

۴: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ (پس ایسے نمازیوں کیلئے بڑی خرابی ہے)

۵: الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں)

۶: الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ (جو ایسے ہیں کہ ریا کاری کرتے ہیں)

۷: وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ (اور زکوٰۃ بالکل نہیں دیتے) یعنی ان صفات والے منافقین ہیں۔ جو سرا تو نماز پڑھتے ہی نہیں کیونکہ وجوب نماز کے قائل نہیں اور ظاہراً ریاکاری کیلئے پڑھتے ہیں۔ پس منافقین کے لئے ہلاکت ہے جو کہ اپنے کو من جملہ صورۃً نمازیوں میں شامل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی نماز سے غافل ہیں وہ اس نماز سے قرب الٰہی کے طالب نہیں اور نہ ہی فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ وہ جھکتے اٹھتے تو معلوم ہوتے ہیں مگر ان کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ فرائض ادا کر رہے ہیں۔ اور وہ زکوٰۃ سے دوسروں کو روکتے ہیں۔ اور جس میں منفعت ذاتی ہے۔

## قول انس رضی اللہ عنہ وحسن رضی اللہ عنہ:

کہ اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے فرمایا: عن صلاتهم ۔ فی صلاتهم نہیں فرمایا۔ کیونکہ عَن کا مطلب یہ ہے کہ وہ نماز کو اس طرح بھولنے والے ہیں، کہ وہ بھولنا ترک صلوٰۃ تک پہنچا ہوا ہے۔ اور قلت التفات پیدا ہو چکی ہے اور یہ منافقین کا فعل ہے۔

اور فی کا معنی ان کو سہو اس میں پیش آتا ہے۔ جس میں شیطان وسوسہ ڈال دیتا ہے۔ یا حدیث نفس کی دخل اندازی ہو جاتی ہے۔ اور یہ بات مسلمان کو پیش آتی رہتی ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سہو پیش آ جاتا اور تو کیا چیز ہیں۔

المراءة یہ الاراءۃ سے باب مفاعلہ ہے کیونکہ دکھلاوا کرنے والا لوگوں کو اپنا عمل دکھاتا ہے۔ وہ خود پسندی اور تعریف کروانے کیلئے دکھلاوا کرتے تھے ورنہ فرائض کو ظاہراً ادا کرنے سے آدمی ریا کار نہیں بنتا۔ بلکہ فرائض کا حق یہ ہے کہ وہ علی الاعلان بجا لائے جائیں۔ آپ علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ ولا غمۃ فی فرائض اللہ! فرائض اللہ میں اخفاء نہیں۔ بلکہ اخفاء نوافل میں ہے۔ اگر ان کو بھی اس نیت سے ظاہر کرے کہ لوگ اس کی اقتداء کریں تو مستحسن ہے (یعنی نوافل کو پڑھیں گے)۔

الماعون زکوٰۃ۔

## قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

یہ ہے اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ایک دوسرے کو عاریۃً دی جاتی رہتی ہیں مثلاً ہنڈیا، ڈول، پیالہ وغیرہ۔

## قول عائشہ رضی اللہ عنہا:

پانی، آگ، نمک وغیرہ۔

تمت سورة الماعون



BestUrduBooks.wordpress.com

# سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورۃ الکوثر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں تین آیات ہیں

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ① فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ② إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ③ ع ۲۲

بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ۔ سو آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے بلاشبہ آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔

۱: إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (بلاشبہ ہم نے آپ کو کوثر عنایت فرمائی ہے) کوثر یہ فوعل کا وزن ہے۔ جو کثرت سے بنا ہے کثرت میں بہت ہی اضافہ۔

### ایک قول:

وہ جنت کی ایک نہر ہے جو شہد سے زیادہ میٹھے پانی والی اور دودھ سے زیادہ صاف اور برف سے زیادہ ٹھنڈی اور مکھن سے زیادہ نرم ہے اور اس کے کنارے زبرجد اور اس کے برتن چاندی کے بنے ہیں۔

### خیر کثیر' قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

اس سے خیر کثیر مراد ہے ان سے سوال کیا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ جنت کی ایک نہر ہے۔ تو آپ نے فرمایا وہ بھی خیر کثیر میں سے ہی ہے۔

### عبادت اور قربانی کرو:

۲: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (پس آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیے اور قربانی دیجئے) پس تم اپنے رب کی عبادت کرو جس نے وہ عطا کر کے آپ کو معزز بنایا اور عظمت عنایت فرمائی۔ اور مخلوقات کے احسانات سے محفوظ رکھا۔ اپنی قوم کے برخلاف آپ اپنے رب کی عبادت کریں وہ قوم جو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول و مصروف ہے اور اللہ ہی کی خاطر قربانی کریں اور اس کے نام کے ساتھ ذبح کریں برخلاف ان بت پرستوں کے جو کہ بتوں کے نام کی قربانیاں دیتے ہیں۔

### مخالف ہر شہر سے منقطع:

۳: إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (بالیقین آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے) آپ کی قوم کے وہ لوگ جو آپ کی مخالفت کی وجہ سے



BestUrduBooks.wordpress.com

آپ سے بغض رکھتے ہیں۔ وہی بے نام ونشان ہونے والے ہیں۔ وہ ہر خیر سے منقطع کر دیئے جائیں گے نہ کہ آپ۔ کیونکہ قیامت تک پیدا ہونے والے مؤمن تمام آپ کی اولاد اور آپ کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ اور تمہارا ذکر آخر زمانہ تک منبروں پر بلند ہوگا۔ اور ہر عالم وذاکر آپ کا تذکرہ کرے گا۔ اور آخرت میں اتنا ملے گا جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آپ جیسے کو ابتر نہیں کہا جا سکتا۔ ابتر وہ شخص ہے جو آپ کا دشمن ہے وہ دنیا وآخرت میں بھلا دیا جانے والا ہے۔

## ایک قول یہ ہے:

کہ یہ عاص بن وائل سہمی کے متعلق ہے۔ اس کو ابتر کہا گیا۔ ابتر وہ ہے جس کا پیچھے کوئی نہ ہو۔

نحو: الابتر یہ انّ کی خبر ہے۔ ھو ضمیر فصل ہے۔

تمت سورۃ الکوثر



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورۂ کافرون مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ① لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ② وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ③

آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرتے ہو'

وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ④ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ⑤ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ

اور نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کروں گا۔ اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرو گے' تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے

دِيْنِ ⑥

میرا دین ہے۔

۱: قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو) اس کے مخاطب مخصوص کفار ہیں۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

## کفر سے بیزاری:

روایت میں ہے کہ قریش کی ایک پارٹی نے کہا اے محمد آؤ تم ہمارے دین کی اتباع کرلو اور ہم تمہارے دین کی اتباع کرتے ہیں۔ ایک سال ہم تمہارے معبود کی عبادت کرتے ہیں ایک سال تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرو۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ اَنْ اُشْرِكَ بِاللّٰهِ غَيْرَهٗ میں اللہ تعالیٰ کی اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک کروں۔ پھر کہنے لگے ہمارے بعض معبودوں کو ہاتھ لگا کر بوسہ دو۔ ہم تیری بات مان جائیں گے۔ اور تیرے معبود کی پوجا کرنے لگیں گے پس یہ آیت اتری۔ پھر آپ صبح کے وقت مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ جہاں قریش کا ایک گروہ بیٹھا تھا۔ آپ نے ان پر یہ سورت پڑھی تو وہ آپ کی طرف سے مایوس ہوگئے۔ [بذا ذکرہ الزمخشری فی الکشاف ۴/۸۰۸]

۲: لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں) یعنی میں اپنی موجودہ حالت میں تمہارے معبودوں کی عبادت کرنے والا نہیں ہوں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

۳: وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ (اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرتے ہو) عابدون اس وقت عبادت کرنے والے ہو۔ ما اعبد جس کی میں عبادت کرتا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ۔

۴: وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ (اور نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کروں گا) یعنی نہ میں مستقبل میں ان کی عبادت کرونگا۔ جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

۵: وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ (اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرو گے) ولا انتم اور نہ تم مستقبل میں عابدون ما اعبد۔ اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں یہاں ما کا لفظ ذکر کیا گیا کیونکہ اس سے مراد صفت ہے۔ یعنی میں باطل کی عبادت نہ کرونگا اور نہ تم حق کی عبادت کرو گے۔ نمبر۲۔ لفظ ما لائے تاکہ دونوں لفظ متقابل ہو جائیں۔ اور اول میں مَن درست نہیں دوسرے میں ما کو بمعنی الذی لینا درست ہے۔

۶: لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (تم کو تمہارا بدلہ ملے گا اور مجھکو میرا بدلہ ملے گا) تمہارے لئے تمہارا شرک اور میرے لئے میری توحید مبارک ہو۔

قراءت: نافع اور حفص نے وَلِیَ فتحہ یاء سے پڑھا اور ابو عمرو ابن عامر نے وَلِیْ، سکون یاء سے پڑھا ہے۔

ایک روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے جبکہ نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا نابذ یا ابن مسعود۔ علیحدگی کا اعلان کراے ابن مسعود۔ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قل یایھا الکافرون پڑھی پھر دوسری رکعت میں فرمایا۔ اخلص تو خالص کر تو عبداللہ بن مسعود نے قل ھو اللہ احد پڑھی۔ جب سلام پھیرا تو آپ نے فرمایا اے ابن مسعود مانگو۔ تمہاری دعاء قبول کی جائے گی۔

تمت سورۃ الکافرون



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورۃ النصر مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں تین آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ① وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ②

جب آ جائے اللہ کی مدد اور فتح اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ③

سو آپ اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے جس کے ساتھ حمد بھی ہو اور اس سے مغفرت طلب کیجئے۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵ ع ۱

۱: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آ پہنچے)

نحو: اذا یہ فسبح کی وجہ سے منصوب ہے۔ اور یہ مستقبل میں پیش آئندہ واقعہ کی اطلاع وقوع سے قبل دے دی گئی ہے۔ یہ علامات نبوت میں سے ہے۔ روایت میں ہے یہ حجۃ الوداع میں ایام تشریق کے دنوں میں نازل ہوئی۔

## علاماتِ نبوت سے فتح کی پیشگوئی:

جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ النصر اعانت اور دشمنوں کی مغلوبیت۔ الفتح علاقوں کا مفتوح ہونا۔ معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عرب کے خلاف مدد فرمائیں گے یا قریش کے خلاف مدد فرمائیں گے۔ اور مکہ فتح ہو جائے گا یا ایمان والوں کی نصرت فرمائیں گے اور مشرکین کے علاقوں پر ان کو فتح دیں گے اس صورت میں نصر سے جنس نصرت مراد لی گئی ہے۔

۲: وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (اور آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتا دیکھ لیں گے)

نحو: رایت کو ابصرت یا عرفت کے معنی میں مانیں تو یدخلون یہ الناس سے حال ہے۔ نمبر ۲۔ علمت کے معنی میں مانیں تو پھر یہ اس کا دوسرا مفعول ہے۔ افواجا یہ یدخلون کے فاعل سے حال ہے۔ اور اذا کا جواب فسبح ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے: اذا جاء نصرالله ایاك علی من ناواك وفتح البلاد ورأیت اهل الیمن یدخلون فی ملة الاسلام جماعات کثیرة بعد ماکانوا یدخلون فیه واحدًا واحدًا واثنین اثنین۔ جب اللہ تعالیٰ کی مدد آئے تو بچا اپنے کو ان لوگوں سے جو دشمنی کرنے والے ہیں اور شہروں کو اللہ تعالیٰ فتح کر دے تو تم اہل یمن کو ملت اسلام میں بڑی بڑی جماعتوں میں داخل ہوتا دیکھو گے جبکہ وہ اس



BestUrduBooks.wordpress.com

سے پہلے ایک ایک دو دو کر کے داخل ہوتے تھے۔

۳: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ (تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے) فسبح یعنی سبحان اللہ حامداً لہ کہیں یا اللہ تعالیٰ کیلئے نماز پڑھیں۔ وَاسْتَغْفِرْهُ (اور اس سے مغفرت کی درخواست کیجئے) تواضع اور نفس کو مٹانے کیلئے یا ہمیشہ استغفار کرتے رہیں۔ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔) انہ کان بیشک وہ ہمیشہ سے ہے توبہ قبول کرنے والا۔

روایت میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو سن کر رو دیئے اور کہا کہ کمال زوال کی دلیل ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اس کے بعد دو سال تک زندہ رہے۔ (حج کے بعد آپ ﷺ صرف ۸۷، ۸۸ روز دنیا میں رہے)

تمت سورة النصر بنصره



BestUrduBooks.wordpress.com

سُورَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورۃ اللہب مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پانچ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ① مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ② سَيَصْلٰى نَارًا

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو جائے نہ اسکے مال نے اسے فائدہ دیا اور نہ اس کی کمائی نے وہ عنقریب شعلہ مارتی ہوئی

ذَاتَ لَهَبٍ ③ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ④ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ⑤ ع ١ / ٣٦

بڑی آگ میں داخل ہوگا اور اسکی بیوی بھی بری عورت جو لکڑیاں لانے والی ہے اس کے گلے میں رسی ہے کھجور کی چھال کی۔

۱: تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے) التباب ہلاکت اسی سے عرب کا یہ قول ہے۔ أشابة ام تابة کیا تو جوان ہونے والی یا ہلاک ہونے والی ہے۔ یعنی بڑھاپے سے ہلاک ہونے والی ہے۔ معنی یہ ہے کہ اس کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں۔ کیونکہ روایات کے مطابق اس نے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کیلئے پتھر تھاما تھا۔

وَّتَبَّ اور وہ سارا ہلاک ہو یا اس کے دونوں ہاتھوں کو ہلاکت والا بتلایا اور مراد اس سے اس کی تمام ہلاکت ہے۔ جیسے فرمایا بما قدمت یداک [الحج: ۱۰] اور وتب کا معنی یہ ہوگا جیسا اس قول شاعر میں ہے۔

جزاني جزاه الله شر جزائه ☆ جزاء الكلاب والعاويات و قد فعل

(اس نے مجھے بدلہ دیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے بدترین بدلہ یعنی بھونکنے والے کتوں کا بدلہ دے اور اس نے ایسا کر دیا)

قراءت: اور اس پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت بھی دلالت کرتی ہے وقد تب۔

**صفاء کا وعظ:**

روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ آپ صفا پر چڑھے اور فرمایا: یا صباحاہ۔ ہر جانب سے آپ کے پاس لوگ جمع ہوئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب اے بنی فہر اگر میں تم کو خبر دوں کہ ایک گھوڑ سوار دستہ اس پہاڑی کے پیچھے سے تم پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے۔ کیا تم میری بات کو سچ مان لو گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا میں قیامت سے قبل تمہیں ڈرانے والا ہوں۔ اس پر ابولہب کہنے لگا تبا لک تو ہلاک ہو۔ کیا تو نے اسی لئے ہمیں جمع کیا تھا۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ [رواہ البخاری: ۴۹۷۱، مسلم: ۲۰۸]



BestUrduBooks.wordpress.com

## ذکر کنیت کی وجہ:

سورت میں اس کی کنیت استعمال کی گئی ہے اس کی کنیت بطور اعزاز کے لوگوں میں معروف تھی۔ نام اتنا معروف نہ تھا۔ اور یہ وجہ بھی ہے اس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ جو کہ مکروہ اور مشرکانہ نام تھا اور تیسری بات یہ ہے اس کا انجام شعلہ زن آگ ہے۔ پس اس کی حالت آخروی اس کی کنیت سے موافقت رکھتی تھی۔

قراءت: مکی نے ابی لَھْبٍ ھاء کے سکون سے پڑھا ہے۔

۲: مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ (اور نہ مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی) ما پہلا نافیہ ہے۔ اور ماکسب کا ما موصولہ یا مصدر یہ ہے۔ ای مکسوبہٗ یا کسبہ ' یعنی اس کا کمایا ہوا یا کمانا۔ یعنی اس کے اس مال نے بھی فائدہ نہ دیا۔ جو باپ سے وراثت میں اس نے پایا اور نہ وہ مال جو بذات خود کمایا۔ یا پرانا مال اور تازہ کمایا ہوا کام نہ آیا۔

## قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

ماکسب ولدہ جو اس کی اولاد نے کمایا۔ روایت میں ہے کہ وہ کہا کرتا تھا۔ اگر میرے بھتیجے ہی کی بات درست ہے تو پھر میں اس سے بچنے کیلئے اپنا مال اور اولاد قربان کر دونگا۔

۳: سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ (وہ عنقریب ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا) سیصلٰی کا معنی عنقریب داخل ہوگا۔

قراءت: البرجمی نے ابوبکر سے سَیُصْلٰی پڑھا ہے۔ سین وعید کیلئے ہے یا وہ بہر صورت ہو کر رہے گا اگرچہ اس کا وقت مؤخر ہے۔ ذات لھب جلائی و بھڑکائی ہوئی آگ۔

۴: وَّامْرَاَتُہٗ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ (وہ بھی اور اس کی بیوی جو لکڑیاں لا د کر لاتی ہے) وَامْرَاَتُہٗ اس کی بیوی ام جمیل بنت حرب جو ابوسفیان کی بہن تھی۔ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ وہ کانٹوں اور جھاڑ کا گٹھہ اٹھا کر لاتی۔ رات وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں بکھیر دیتی۔ ایک قول یہ ہے: وہ چغل خوری کرتی اور لوگوں کے مابین عداوت کی آگ بھڑکاتی۔

قراءت: حمالۃ الحطب کو عاصم نے منصوب علی الذم قرار دیا۔ اور مجھے یہ قراءت پسند ہے اور اس نیکی کے ساتھ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک توسل حاصل کر لیا جو ام جمیل کو سب وشتم پسند کرے (کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی تھی) اس صورت میں امراتہ پر وقف ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا عطف سیصلٰی کی ضمیر پر ہے۔ تقدیر کلام یہ ہے: سیدخل ھو وامراتہٗ۔ اعنی حمالۃ الحطب۔

دیگر قراء نے حمالۃ الحطب کو رفع دیا ہے۔ اس طور پر کہ یہ وامراتہ کی خبر ہے یا ھی حمالۃُ الحطب۔ یعنی ھی مبتدأ محذوف کی خبر مانیں۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## تحقیر و مذمت کی تصویر:

۵: فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ (اس کے گلے میں ایک رسی ہوگی خوب بٹی ہوئی) یہ حال ہے یا دوسری خبر ہے۔ المسد چھلکے یا کھال یا دیگر کسی چیز کی مضبوط بٹی ہوئی رسی معنی یہ ہے۔ اس کی گردن میں رسی ہوگی۔ اس چیز میں سے جس سے رسیاں بٹی جاتی ہیں اور وہ کانٹوں کا وہی گٹھا اٹھانے والی ہوگی۔ اور اس کو اپنی گردن میں باندھے گی۔ جیسا کہ لکڑیاں کاٹ کر لانے والے کرتے ہیں۔ یہ بات اس کی تحقیر و مذمت کیلئے فرمائی۔ اور کسی ایک لکڑیاں اٹھانے والی عورت سے اس کی تصویر کھینچ دی۔ تاکہ وہ اس سے جزع فزع کا اظہار کرے اور اس کا خاوند بھی چڑے۔ کیونکہ وہ بڑے گھرانے کے عزت والے اور دولت مند اور نصیب والے لوگ سمجھے جاتے تھے۔

تمت سورة المسد



BestUrduBooks.wordpress.com

## سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

سورۂ اخلاص مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چار آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ

آپ کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ ایک ہے' اللہ بے نیاز ہے' اس کی اولاد نہیں' اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے' اور نہ کوئی اس کے

ع ۱ ۳۷

كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤

برابر کا ہے۔

۱: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (آپ کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ ایک ہے) ھُوَ یہ ضمیر شان ہے۔ اَللّٰهُ اَحَدٌ اور یہ شان ہے کہ اللہ ایک ہے جیسا کہتے ہیں: ھو زیدٌ منطلق گویا اس طرح کہا گیا۔ الشان ھذا و ھو ان اللہ واحد لاثانی لہ۔ شان یہ ہے کہ وہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں۔

نحو: ھو ابتداء کی وجہ سے محل رفع میں ہے اور جملہ اس کی خبر ہے اس صورت میں راجع کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ حکم مفرد میں ہے۔ جیسا اس قول میں زیدٌ غلامک اس طرح کہ وہ معنًا مبتدأ ہے یہ اس طرح نہیں جیسا یہ جملہ زیدٌ ابوہ منطلق کیونکہ اس میں زیدٌ اور جملہ دونوں مختلف دو معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔ پس اس کے درمیان ایسی ضمیر چاہیے جو ان کو ملا دے اور وہ ہٗ ہے۔

### قول ابن عباس رضی اللہ عنہما:

قریش نے کہا اے محمد! تو ہمیں اپنے اس رب کا وصف بیان کر جس کی تو ہمیں دعوت دیتا ہے۔ پس یہ سورت نازل ہوئی یعنی وہ ذات جس کا وصف تم نے مجھ سے دریافت کیا ھو اللہ (وہ اللہ) اس صورت میں احدٌ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ ای ھو احدٌ یہ واحدٌ کے معنی میں ہے اور اس کا اصل وَحَدٌ ہے۔ واؤ کو ایک طرف واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ سے بدل دیا۔

### دلیل عقلی:

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلیل عقلی یہ ہے۔ نمبر۱۔ اکیلا سارے عالم کی تدبیر و تخلیق میں کافی ہوگا یا نہ ہوگا۔ اگر وہ کافی ہے۔ تو دوسرا بیکار و ضائع ہوا۔ اس کا محتاج نہ ہوا۔ اور یہ نقص ہے اور ناقص الٰہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ کافی نہیں تو وہ ناقص ہوا اور ناقص معبود نہیں۔ نمبر۲۔ اور اس لئے کہ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ مفعول فاعل کا محتاج ہو۔ اور فاعل ایک ہی کافی ہے اور ایک سے زائد۔ ان میں



BestUrduBooks.wordpress.com

کوئی عدد دوسرے سے اولیٰ نہیں۔ پس اس کا تقاضا یہ ہے کہ کئی اعداد کا وجود مانا جائے جن کی کوئی انتہاء نہیں۔ اور یہ محال ہے پس دو الٰہ کے وجود کا قول محال ہے۔

نمبر۳۔ اور اس لئے بھی کہ ان دو میں سے ایک یا تو اس بات پر قادر ہوگا۔ کہ اپنے افعال میں سے کوئی چیز دوسرے سے چھپالے یا قادر نہ ہوگا۔ اگر قادر ہوا تو چھپائی ہوئی چیز سے اس کا ناواقف ہونا لازم آیا اور اگر وہ چھپانے کی قدرت نہیں رکھتا تو اس کا عاجز ہونا لازم آیا۔ اور یہ الوہیت کے خلاف ہے۔

نمبر۴۔ اور اس لئے بھی کہ اگر ہم کوئی معدوم ایسا فرض کریں جو ممکن الوجود ہو۔ پس اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی اس کی ایجاد پر قدرت نہیں رکھتا۔ تو دونوں کا عاجز ہونا لازم آیا اور عاجز کیونکر الٰہ بن سکے گا۔ اور اگر ان میں سے ایک قدرت رکھتا ہے۔ دوسرا نہیں تو وہ دوسرا الٰہ نہ رہا۔ اگر بالفرض دونوں قادر ہوں۔ تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو دونوں تعاون سے ایجاد کریں گے تو اس سے ہر ایک کا دوسرے کی مدد کا محتاج ہونا لازم آیا۔ پس ہر ایک عاجز ٹھہرا۔ اور اگر ان میں سے ہر ایک مستقل طور پر اس کے ایجاد پر قدرت رکھتا ہے۔ پھر جب اس کو ان میں سے ایک نے ایجاد کر دیا تو دوسرا اس پر قادر باقی رہے گا۔ تو یہ محال ہے اور اگر قادر باقی نہ رہا تو اس وقت پہلا دوسرے کی قدرت کو زائل کرنے والا ہوگا۔ پس وہ عاجز ٹھہرا۔ اور اس کے تصرف کے ماتحت مغلوب ہوگیا پس وہ الٰہ نہ رہا۔

**سوال**: واحد نے جب مقدور کو بنفسہٖ ایجاد کر دیا تو اس کی قدرت تو زائل ہوگئی پس اس سے تو یہ لازم ہوگیا کہ اس واحد نے اپنے نفس کو عاجز قرار دے دیا۔

**جواب**: جب واحد نے اپنے ذاتی مقدور کو ایجاد کیا۔ تو اس کی قدرت نافذ ہوگئی اور جس کی قدرت نافذ ہو جائے وہ عاجز نہیں ہوتا۔ باقی رہا شریک تو اس کی قدرت تو نافذ ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی قدرت تو قدرت غیر کی وجہ سے زائل ہوگئی۔ پس اس کے لئے عاجز ہونا لازم ہوا۔

۲: اَللّٰهُ الصَّمَدُ (اللہ بے نیاز ہے) صَمَد کا وزن فَعَلٌ بمعنی مفعول ہے۔ یہ صمد الیہ سے بنا ہے جبکہ اس کا قصد کریں الصمد ایسا آقا جو حوائج میں مقصود الیہ ہو۔ معنی یہ ہوا۔ وہ اللہ جس کو تم پہچانتے ہو۔ اور اس کا اقرار کرتے ہو کہ وہ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔ اور تمہارا خالق ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی ذات ہے کہ ہر مخلوق جس کا قصد کرتی ہے اور اس سے کوئی مستغنی نہیں وہ خود ان سب سے غنی ہے۔

۳: لَمْ یَلِدْ (اس کے اولاد نہیں) کیونکہ اس کا کوئی ہم جنس نہیں یہاں تک کہ اس کی جنس میں سے بیوی ہو اور پھر توالد کا سلسلہ ہو۔ اس معنی پر دلالت اس ارشاد میں ہو رہی ہے۔ اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ [الانعام : ۱۰۱] وَلَمْ یُوْلَدْ (اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے) کیونکہ ہر مولود محدث اور جسم ہے اور اس کی ذات تو قدیم ازلی ابدی ہے۔ اس کے وجود کی ابتداء نہیں۔ اسلئے کہ اگر وہ قدیم نہ ہوتا تو حادث ہوتا کیونکہ اس کے درمیان واسطہ نہیں۔ اور اگر حادث ہوتا تو ایک محدث کا محتاج ہوگا اسی طرح



BestUrduBooks.wordpress.com

دوسرے اور تیسرے، چوتھے کا یہ تسلسل تک پہنچے گا جو کہ باطل ہے۔

اور وہ جسم بھی نہیں کیونکہ وہ تو مرکب کا نام ہے اس صورت میں پھر ہر جزء صفت کمال سے متصف ہوگا تو ہر جزء الٰہ بن گیا۔ اس سے ایک الٰہ کا قول اسی طرح باطل ہو جاتا ہے جیسا دو الٰہ کے ماننے سے باطل ہوتا ہے۔ یا پھر ہر جزء متصف بکمال نہ ہوگا۔ بلکہ اپنی اضداد کے ساتھ حدث کی علامتوں میں سے ہوگا اور وہ محال ہے۔

۴: وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے) اس کا کوئی مماثل نہیں۔

## قریش مکہ کا سوال:

قریش مکہ نے تو آپ سے سوال کیا اپنے رب کی صفات بیان کرو تو آپ کو یہ سورت وحی کی گئی جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل ہے۔ ھو اللّٰہ سے اشارہ فرمایا کہ وہ اشیاء کا خالق اور نئے سرے سے ایجاد کرنے والا ہے۔ اور اس کے ضمن میں اس کا یہ وصف بیان کر دیا کہ وہ قادر عالم ہے۔ کیونکہ تخلیق قدرت وعلم کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ سلسلۂ تخلیق انتہائی احکام اور اتساق و انتظام سے ہو سکتا ہے۔

اور اس میں اس کی صفت حیات بھی بیان کر دی کہ وہ زندہ ہے کیونکہ جو قدرت وعلم کی صفات سے متصف ہوگا اس کے لئے حی ہونا ضروری ہے۔ اور اسی میں اس کی صفت سمع، بصر، ارادہ، تکلم کو ذکر کر دیا کہ وہ ان صفات کمالیہ سمیع، بصیر، مرید، متکلم سے متصف ہے اگر وہ ان سے موصوف نہ ہو تو پھر ان کی اضداد سے موصوف ہونا لازم آئے گا۔ اور وہ تمام عیوب ہیں۔ اور نقائص حدث کی علامات میں سے ہے۔ پس ناممکن ہے کہ قدیم ذات ان عیوب سے متصف ہو۔

احدٌ: اس میں اس کی صفت وحدانیت ذکر کی۔ اور شرکاء کی نفی کی گئی ہے۔ اور یہ کہ وہ معدومات کی ایجاد میں وہ اکیلا ہے۔ اور خفیات کے علم میں یکتا ہے۔ الصمد: میں اس کی یہ صفت بیان فرمائی کہ تمام اس کے محتاج ہیں اور وہ غنی ہے جسے کسی کی محتاجی نہیں پس ہر ایک اسی ہی کا محتاج ہوگا۔ لم یلد: اس میں مشابہت اور جنسیت کی نفی ہے۔

لم یولد: حدوث کی نفی ہے۔ اور قدیم ہونے کی صفت بیان کی گئی اور اولیت کی صفت ذکر کی گئی۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اس میں مماثلت کی نفی ہے۔

## ایک خیال:

**سوال**: جس نے یہ خیال کیا کہ کفو بمعنی مثل سے زمانہ ماضی کی نفی تو ثابت ہوئی حال کی نفی نہیں حالانکہ کفار تو حال کی نفی کے مدعی تھے؟

**جواب**: یہ خیال کرنے والا! اپنی گمراہی میں ڈوبا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ماضی میں اس کا مماثل نہیں تو حال میں مماثل کا نہ ہونا ضرورۃً ماننا پڑے گا کیونکہ حادث تو قدیم کا مماثل بن نہیں سکتا۔ اور کفار کے کلام کا حاصل اور نچوڑ تو شراکت، تشبیہ، تعطیل کی طرف لے جانا ہے۔ اور اس سورت نے ان تمام کی نفی کر دی جیسا ہم نے پختہ ثابت کیا۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## سیبویہ کا انداز:

ظرف مستقر ہو یعنی خبر ہو تو اس کا مقدم کرنا جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔ کیونکہ جب وہ محتاج الیہ ہے تو اس کو مقدم کیا گیا تا کہ ابتداءً معلوم ہو کہ یہ خبر ہے زائد نہیں۔ اور اس کا مؤخر کرنا اس وقت مستحسن ہے جبکہ وہ ظرف لغو ہو۔ زائد ہو۔ کیونکہ فضلات تاخیر کے مستحق ہیں۔ البتہ فصیح ترین کلام میں ان کو مقدم کیا جاتا ہے۔ کلام یہاں ذات باری تعالیٰ سے بدلے کی نفی کیلئے لایا گیا ہے اور اس معنی کا مرکز یہ ظرف ہے پس اس کا مقدم کرنا ضروری تھا۔

## ابو عمرو کا مزاج:

ابو عمرو واحد پر وقف کرتے۔ اور وصل کو مناسب خیال نہ کرتے تھے۔ عبدالوارث کہتا ہے کہ ہم نے قراء کو اسی طرح پایا جب ملایا جائے تو مکسور تنوین سے ملاتے ہیں یا پھر تنوین کو حذف کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ عزیرُ ابن الله [التوبہ:۳۰] کی قراءت ہے۔ عزیز پابن الله۔ کُفُواً فاء ساکن اور ہمزہ یہ خلف وحمزہ کی قراءت ہے۔ حفص نے کفواً کو مثقلہ غیر مہموزہ پڑھا اور دیگر قراء نے مثقلہ مہموزہ پڑھا ہے۔ حدیث میں وارد ہے جس نے سورت اخلاص پڑھی اس نے گویا ثلث قرآن پڑھا۔

(رواه النسائی فی عمل الیوم واللیلہ : ۱۱۸)

کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کا تذکرہ اور نمبر ۲۔ اوامر ونواہی۔ نمبر ۳۔ قصص ومواعظ ہیں اور یہ اکیلی سورت توحید وصفات باری تعالیٰ کو بیان کر رہی ہے۔ پس قرآن کے مضامین کا تیسرا حصہ اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

## ایک دلیل ہے:

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ علم توحید اعلیٰ ترین علم ہے اور ایسا کیونکر نہ ہوتا جبکہ علم معلوم کے ساتھ شرف والا بنتا ہے۔ اور معلوم کے حقیر ہونے سے حقیر ہوتا ہے۔ اور توحید کے علم کا معلوم ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات ہیں اور جن کا اطلاق اس پر ہوتا ہے۔ اور جن کا اطلاق اس پر درست نہیں۔ پس تمہارا کیا خیال ہے۔ اس کے مرتبہ کی بلندی اور جلالت قدر کے متعلق۔

## دُعائے مفسر رحمہ اللہ:

اللھم احشرنا فی زمرة العالمین بك والعاملین لك، الراجین لثوابك ، الخائفین عن عقابك ، المکرّمین بلقاء ك ۔ آمین ثم آمین۔

حضرت محمد ﷺ نے ایک شخص کو قل ھو اللہ احد پڑھتے سنا تو فرمایا واجب ہوگئی۔ آپ سے پوچھا گیا۔ کیا واجب ہوگئی آپ نے فرمایا اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ (رواہ الترمذی ص:۲۸۹۷)

تمت سورة الاخلاص ببرکة ذاته و کمال صفاته



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورۃ الفلق مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں پانچ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ② وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ③ وَمِنْ

آپ یوں کہیے کہ میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی اور اندھیری کے شر سے جب وہ آ جائے اور

شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ④ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ⑤

گرہوں پر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

۱: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (آپ کہیے میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں) الفلق صبح یا مخلوق یا جہنم کی وادی کا نام ہے۔ یا جہنم کے ایک کنوئیں کا نام ہے۔

۲: مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (تمام مخلوقات کے شر سے) ماخلق سے آگ یا شیطان مراد ہے۔

نحو: ما موصولہ اور ضمیر عائد محذوف ہے ما مصدر یہ خلق بمعنی مخلوق۔

قراءت: ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے من شر کو تنوین سے پڑھا اس صورت میں ما فعل کے ساتھ مل کر تاویل مصدر سے موضع جر میں شر سے بدل بنے گا تقدیر کلام یہ ہوگی: من شر خلقه ای من خلق شر بُری مخلوق سے۔ یا ما زائدہ ہے۔

۳: وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ (اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ رات آ جائے) الغاسق: رات کو کہتے ہیں جبکہ اس کا اندھیرا گہرا ہو جائے۔ وقوب: اندھیرے کا ہر چیز میں داخل ہونا۔

## قول عائشہ رضی اللہ عنہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر چاند کی طرف اشارہ فرمایا اور ارشاد فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اس کے شر سے فانه الغاسق اذا وقب۔ یہی تو وہ اندھیرے والا ہے جب اندھیر ہو جائے۔ چاند کا اندھیر ہونا گرہن کی وجہ سے سیاہ ہونا ہے۔

(رواہ الترمذی: ۳۳۶۶)

## نفوسِ ساحر:

۴: وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ (اور گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے) النفاثات۔ نمبر۱۔ عورتیں، نمبر۲۔ نفوس



BestUrduBooks.wordpress.com

نمبر۳۔ساحروں کی جماعتیں جودھاگوں پر پھونک مارکر گرہ لگاتی ہیں اوراس سے تعویذ گنڈا کرتی ہیں۔النفث ایسی پھونک جس میں تھوک کی ملاوٹ نہ ہو۔

## ردِمعتزلہ:

اس میں معتزلہ کی تردید ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ سحر کا کوئی وجودنہیں اوراس کا اثر بھی ظاہرنہیں ہوتا۔

۵:وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے )یعنی جب وہ اپنا حسد ظاہر کرے اور اس کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کرے کیونکہ جب وہ ظاہرنہیں ہوگا تو پھراس کا ضررمحسود پر مرتب نہ ہوگا۔بلکہ وہ خوداس کے اپنے نفس کیلئے نقصان اورغم کا باعث بنے گا۔حسد دوسرے کے ہاں کسی بھلائی کو دیکھ کراس پر افسوس اورتمنائے زوال کرنا۔

نکتہ:ماخلق کے شر سے استعاذہ کے بعدان اشیاء سے استعاذہ اس بات کوظاہرکررہا ہے کہ ان کا شر بہت شدید ہے اورسب سے آخری شر جس سے استعاذہ کیا گیاوہ حسد ہے۔اس سے بتلایا کہ یہ شرمیں ان سب سے اعظم تر ہے۔یہ وہ پہلا گناہ ہے جس کے ذریعہ ابلیس نے آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اورزمین میں سب سے پہلے قابیل سے ظاہر ہونے والا گناہ ہے۔بعض مستعاذ منہ کومعرفہ اوربعض کونکرہ لایا گیا کیونکہ تمام پھونکیں مارنے والیاں شریروں کی پارٹیاں ہیں اسی لئے النفاثات کومعرفہ لائے اورغاسق کونکرہ ذکرکیا کیونکہ ہرغاسق میں شرنہیں۔بعض میں شرہوتا ہےاوروہ بھی ایک دوسرے کے مقابلہ میں کم زیادہ ہوتا ہے۔اسی طرح ہرحاسدنقصان پہنچانے والانہیں۔بعض حسد پسندیدہ ہیں جیسا بھلائی کے کاموں میں رشک کرنا۔اورایک دوسرے پر سبقت لے جانا۔

تمت سورة الفلق بعظمة فالق الا صباح



BestUrduBooks.wordpress.com

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورۃ الناس مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس میں چھ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① مَلِكِ النَّاسِ ② اِلٰهِ النَّاسِ ③ مِنْ شَرِّ

آپ یوں کہیے کہ میں لوگوں کے رب کی پناہ لیتا ہوں جو لوگوں کا بادشاہ ہے لوگوں کا معبود ہے وسوسہ

الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ④ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ⑤ مِنَ

ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے ہٹ جانے والا ہے' جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے' جنات

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥

میں سے اور انسانوں میں سے۔

۱: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (آپ کہیے کہ میں آدمیوں کے مالک کی) ان کا مربی اور ان کا مصلح۔

۲: مَلِكِ النَّاسِ (آدمیوں کے بادشاہ) ان کے مالک اور ان کے امور کے مدبر و منتظم۔

۳: اِلٰهِ النَّاسِ (آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں) ان کا معبود

نکتہ: نمبر ۱: آیات میں مضاف الیہ کو ایک مرتبہ ظاہر کرنے پر اکتفاء نہیں فرمایا کیونکہ ملک الناس، الٰہ الناس۔ یہ دونوں رب الناس کے عطف بیان ہیں کیونکہ عربوں کی بولی میں رب اور ملک کی نسبت لوگوں کی طرف کی جاتی رہتی ہے۔ مگر الٰہ الناس معبود ہونا یہ اسی ذات کی خصوصیت ہے۔ اس میں کسی کی شراکت و سہامت نہیں ہے۔ اور عطف بیان آتا ہی بیان و ضاحت کیلئے ہے پس اظہار مضاف الیہ ضروری تھا نہ کہ اضمار۔

نمبر ۲۔ رب کی نسبت خصوصاً الناس کی طرف کی گئی۔ اگرچہ وہ رب کل شیٔ ہے یہ انسانوں کو شرف بخشنے کیلئے ایسا کیا گیا اور اس لئے بھی کہ استعاذہ تو لوگوں کے دلوں میں موسوس کے شر کے سبب سے واقع ہوا پس الناس کا ذکر مناسب ہے۔ گویا اس طرح فرمایا: **اعوذ من شر الموسوس الی الناس بربهم الذی یملك علیهم امور هم وهو الٰههم و معبود هم** میں وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو لوگوں میں ان کے اس رب کے متعلق وسوسہ ڈالتا ہے جو کہ ان کا مالک امور ہے اور وہی ان کا الٰہ اور وہی ان کا معبود ہے۔



BestUrduBooks.wordpress.com

## ایک قول یہ ہے:

کہ پہلے الناس سے مراد اطفال ہیں۔ ربوبیت کا معنی اس پر دلالت کرتا ہے۔ دوسرے الناس سے نوجوان ہیں لفظ ملک جو حکم چلانے کو ظاہر کرتا ہے وہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اور تیسرے الناس سے بوڑھے مراد ہیں۔ اور لفظ الٰہ جو عبادت کی خبر دینے والا ہے وہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اور چوتھے الناس سے صالحین مراد ہیں۔ اس لئے کہ شیاطین انہی کو اغواء کرنے کے زیادہ درپے ہوتے ہیں۔ اور پانچویں الناس سے مراد مفسدین ہیں۔ کیونکہ اس کا عطف معوذ منہ (جس سے پناہ مانگی جارہی ہے) اس پر ہے۔ (یعنی الجن)

۴: مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ (وسوسہ ڈالنے والے) الوسواس یہ اسم ہے جو کہ الوسوسہ کے معنی میں ہے اس کی نظیر الزلزال بمعنی زلزلہ ہے۔ باقی مصدر وسواس کسرۂ واو کے ساتھ ہے جیسے زلزال۔ اور اس سے مراد شیطان ہے۔ مصدر بول کر اس کا نام رکھا گیا گویا وہ فی نفسہٖ وسوسہ ہے کیونکہ یہ اس کا وہ مشغلہ ہے۔ جس میں وہ ہر وقت مصروف و مستغرق ہے۔ یا مراد ذوالوسواس ہے۔ الوسوسہ ہلکی آواز۔

الْخَنَّاسِ (پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے) جس کی عادت یہ ہو کہ وہ وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جائے۔ یہ الخنوس سے بنا ہے۔ جس کا معنی متاخر ہونا۔ جیسا العواج والبتات۔

## سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قول:

جب انسان اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹتا اور مڑ کر بھاگ جاتا ہے اور جب وہ اس کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو واپس لوٹ کر پھر اس کو وسوسہ ڈالتا ہے۔

۵: الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ (جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے)

نحو: یہ صفت ہونے کی وجہ سے محلاً مجرور ہے۔ نمبر۲۔ محل رفع میں ہے۔ نمبر۳۔ شتم کی بناء پر محل نصب میں ہے۔ ان پچھلی دونوں صورتوں میں الخناس پر وقف کرنا اچھا ہے۔

۶: مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (خواہ وہ جن ہو یا آدمی) یہ الذی یوسوس کا بیان ہے شیطان دو قسم کے ہیں۔ نمبر۱۔ جنی۔ نمبر۲۔ انسی، جیسا فرمایا: شَیَاطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ [الانعام: ۱۱۲]

## قول ابوذر رضی اللہ عنہ:

انہوں نے ایک آدمی کو فرمایا: هل تعوذت بالله من شيطان الانس۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کی پناہ شیطان انس سے مانگی ہے۔ روایت میں ہے آپ ﷺ پر سحر کی گئی جس کی وجہ سے آپ بیمار ہو گئے پس آپ کے ہاں دو فرشتے آئے۔ جبکہ آپ سو رہے تھے ایک نے دوسرے کو کہا ان کو کیا ہوا؟ دوسرے نے کہا ان پر سحر ہوا۔ اس نے سوال کیا کس نے کیا؟ دوسرے نے کہا لبید بن



BestUrduBooks.wordpress.com

اعصم یہودی نے ،اس نے کہا کس چیز سے سحر کیا۔اس نے کہا کنگھی کے دندانے اور بال ایک گابھے کو کھود کر ذی اروان کے کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے رکھے گئے ہیں۔اس پر آپ جاگ گئے پھر زبیر،علی وعمار رضی اللہ عنہم کو بھیجا انہوں نے کنوئیں سے پانی نکالا اور کھودی ہوئی لکڑی کو جب نکالا تو اس میں کنگھی کے دندانے اور بال مبارک تھے۔اس میں بالوں کو گیارہ گرھیں لگی تھیں۔جن میں سوئیاں چبھوئی گئیں تھیں۔پس یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں۔جب جبرئیل علیہ السلام ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی یہاں تک کہ آپ ﷺ آخری گرہ کھلنے پر اٹھ کھڑے ہوئے۔گویا کوئی بندھن کھل گیا ہے۔جبرئیل علیہ السلام کہنے لگے

باسم الله ارقيك والله يشفيك من كل داء يؤذيك۔ [رواه البخاری : ۵۷۶۶ مسلم : ۲۱۸۹]

**مَسْئَلَه**: اسی لئے کتاب اللہ اور کلام رسول ﷺ سے رقیہ کو جائز قرار دیا گیا۔سریانی اسی طرح عبرانی، هندی وغیرہ زبان سے جائز نہیں اس کا اعتقاد واعتماد نہ حلال ہے نہ درست۔نعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا و اقوالنا ومن شرما عملنا و مالم نعمل ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له، ونشهد ان محمدًا عبده ورسوله ونبيه و صفيه ارسله (بالهدٰى و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون [التوبه : ۳۳]) وصلى الله على سيدنا محمد وعلى اله مصابيح الانام و اصحابه مفاتيح دارالسلام والله اعلم بالصواب واليه الملجا والمآب۔

مفسر رحمہ اللہ کی اس عبارت کو دعائیہ اختتامی عبارت ہونے کی وجہ سے اسی طرح لکھ دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اُن کی اِس بیش خدمت تفسیر کا ترجمہ اِس ناکارۂ خلق سے کروا کر اِس پر عظیم احسان فرمایا۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میزانِ عمل میں اس کو ثقل اور حشر وقبر کی حاضری میں تخفیف کا باعث بنائے۔

اور ناشر جناب مکرم! خالد مقبول اوران کے والدین کو بہترین اجر سے نوازے۔آمین ثم آمین

تمت سورة الناس بعظمة فالق الا صباح

(یوم الخمیس قبل صلوٰۃ العصر ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ)



BestUrduBooks.wordpress.com

# قاری محمد اشرف خوشابی

رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ اوقاف۔ حکومت پنجاب


تاریخ ____________

حوالہ نمبر ____________

الحمد للہ۔ میں نے مکتبۃ العلم کی شائع کردہ اس تفسیر مدارک

کے عربی متن کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے اور میں تصدیق

کرتا ہوں کہ اب اسکے متن میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے

اور لفظی و اعرابی غلطی کا امکان نہیں ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

محمد اشرف

قاری محمد اشرف خوشابی


عارضی پتہ: امام/خطیب جامع مسجد کوہ نور رائیونڈ ٹیکسٹائل ملز، رائیونڈ مانگا روڈ۔ لاہور

مستقل پتہ: چک نمبر 63/10 ایم بی تحصیل وضلع خوشاب فون: 0301-4984297


BestUrduBooks.wordpress.com